فیض الباری

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

۱-۲-۳

مکتبہ اصحاب الحدیث

اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب..........

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

شرح صحیح بخاری

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام

عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور

فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱

تم

حافظ محمد اسماعیل الخطیب　　حافظ محمد اسماعیل اسد آبادی

بحسن اہتمام

عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد اول

مصنف .... علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ
دوسرا ایڈیشن .... اگست 2009ء
ناشر .... مکتبہ اصحاب الحدیث

قیمت کامل سیٹ 10000
کمپوزنگ وڈیزائننگ .... حافظ عبدالوھاب
0321-416-22-60

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔
042-7321823, 0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

الحمد للّٰہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفٰی، اما بعد!

اللہ تعالیٰ نے اس عالم کو پیدا کیا اور اس کی قدرت کاملہ کے نشانات میں یہ بات ہے کہ اس عریض وبصیر دنیا میں کوئی دو شخص ایک جیسے نہیں اور نہ ہی کوئی ایک دوسرے کا متبادل قرار دیا جا سکتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان میں اپنی طرز کی خوبیاں اور صفات ہیں جو دوسرے میں موجود نہیں۔

2002ء میں، میں اور شاعر اسلام مولانا نذیر احمد سبحانی ﷾، وزیر آباد جامعہ مسجد خان صاحب والی میں گئے اور وہاں گوہر نایاب ''فیض الباری اُردو لفظی ترجمہ فتح الباری'' موجود تھی، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جو 1870ء میں پہلی دفعہ چھپ کر منظر عام پر آئی، ہم نے اس کا عکس شائع کیا جو 30 جلدوں پر مشتمل تھی، ہم نے دس جلدوں میں تیار کیا یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اصحاب الحدیث کے معاونین کے مالی تعاون سے ہوا، اللہ تعالیٰ مولانا عیش محمد ﷾ کو جزائے خیر دے کہ انھوں نے 350 نسخے خرید کر مختلف مساجد، مدارس، علماء اور منتھی طلباء میں مفت تقسیم کر دیے۔

فیض الباری یہ فتح الباری کا لفظی ترجمہ تھا، اسناد اور اختلاف الفاظ کی مباحث کو چھوڑ دیا گیا ہے اس سے عوام کو کچھ فائدہ نہیں اور یہ ترجمہ عوام کے واسطے کیا گیا تھا اور اس کے علاوہ بعض مقامات پر اور دوسری کتب سے بھی خلاصہ بیان کیا گیا تھا، پرانی لکھائی کی وجہ سے بعض مقامات پر عوام الناس کو پڑھنے میں دقت محسوس ہوتی تھی تو ہم نے یعنی اصحاب الحدیث نے فیصلہ کیا کہ اس کو نئے سرے سے کمپوز کروایا جائے اور بعض مقامات پر پرانی اُردو کے الفاظ کو بدلا جائے، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہماری ملاقات محترم مولانا حافظ عبدالوھاب ﷾ سے ہوگئی جو ماشاء اللہ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ کمپوزنگ کے بھی ماہر تھے، انھوں نے بغیر کسی لالچ کے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اتنا بڑا کام اپنے ذمے لے لیا، الحمد للہ پوری فیض الباری کمپوز کر لی، اور اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مولانا ہدایت اللہ صاحب کے بیٹے مولوی عبدالمنان ﷾ اور قاری سرفراز ﷾ (جندراکہ اوکاڑہ والے) کو کہ ان دونوں کی دن رات محنت سے پروف ریڈنگ پایہ تکمیل تک پہنچی، اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو دنیا اور آخرت میں بہترین صلہ عطا فرمائے، آمین۔

ہماری قارئین سے التماس ہے کہ مطالعہ کے دوران آپ کو جہاں بھی کوئی کمی اور اصلاح کی ضرورت محسوس ہو تو ہمیں ضرور اس سے آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کمی کو پورا کیا جا سکے۔

عبداللطیف ربانی

مدیر مکتبہ اصحاب الحدیث

02/08/2009

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصدیر

صحیح بخاری اور اس کا مؤلف

حدیث کا لفظ قرآنِ مجید میں، خود قرآنِ مجید پر بھی بولا گیا ہے، سورۃ الاعراف آیت ایک سو پچاسی (۱۸۵) میں ہے: ﴿فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''سو اس قرآن کے بعد یہ کس بات پر ایمان لائیں گے۔'' بَعْدَهٗ میں ضمیر قرآنِ عزیز ہی کی طرف ہے، قرآنِ عظیم کی سورۃ التحریم آیت نمبر تین (۳) میں ارشادِ نبوی کو بھی حدیث کہا گیا ہے: ﴿وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا﴾ ''اور اس وقت کو یاد کرو جب نبی اکرم ﷺ نے اپنی کسی بیوی سے ایک بات چپکے سے کہی۔'' حدیث اور سنت علم اصول میں ایک دوسرے کے مرادف ہیں، مسلم الثبوت میں سنت رسول اللہ ﷺ کو قولی، فعلی اور تقریری کہا گیا ہے اور یہی تینوں قسمیں حدیث کی ہیں، قرآن کریم کا اعجاز اس کی فصاحت و بلاغت ہے جب کہ حدیث رسول اللہ ﷺ کا اعجاز اس کی تدوین و حفاظت ہے، حدیث پاک کے تمام ذخائر میں امام المحدثین، سند الفقہاء والمجتہدین، امام ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری رحمہ اللہ کی الجامع الصحیح جیسا کوئی مستند ذخیرہ نہیں۔ امام ابو عبدالرحمٰن النسائی رحمہ اللہ المتوفی ۳۰۳ھ کا قول تاریخ بغداد میں صحیح سند کے ساتھ ہے کہ آپ نے فرمایا: **فما في هذه الكتب كلها اجود من كتاب محمد بن اسماعيل البخاري** ''تمام کتب حدیث میں محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ کی کتاب سے بہتر کوئی کتاب نہیں۔'' حجۃ اللہ البالغہ میں حجۃ الہند امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **اما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على ان جميع ما فيهما من المتصل المرفوع صحيح بالقطع وانهما متواتران الى مصنفيهما وانه كل من يهون امرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المؤمنين** ''صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی تمام متصل اور مرفوع احادیث کی قطعی صحت پر تمام محدثین متفق ہیں، دونوں کتابیں اپنے مصنفین تک تواتر سے پہنچی ہیں، بخاری و مسلم کی توہین کا مرتکب بدعتی ہے جو مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلتا ہے۔'' عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج:۱، ص:۵ میں ہے: **اتفق علماء الشرق والغرب على انه ليس بعد كتاب الله تعالى اصح من صحيحي البخاري ومسلم** ''علامہ بدرالدین عینی کہتے ہیں: ''مشرق و مغرب کے تمام علماء کا اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح بخاری و صحیح مسلم سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں۔''

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج:۱، ص:۵۸ میں ملا علی قاری ہروی نے لکھا ہے: **ثم اتفقت العلماء على تلقي الصحيحين وانهما اصح الكتب المؤلفة** ''تمام علماء متفق ہیں کہ صحیحین کو تلقی بالقبول حاصل ہے یہ دونوں

کتابیں تمام کتابوں میں صحیح ترین ہیں۔امام حافظ ابونصر السجزی الوائلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۴۴ھ سے منقول ہے: أجمع أهل العلم الفقهاء وغيرهم أن رجلا لو حلف بالطلاق أن جميع ما في كتاب البخاري مما روى عن النبي ﷺ قد صح عنه ورسول الله ﷺ قاله لا شك فيه أنه لا يحنث والمرأة بحالها في حبالته ''اہل علم فقہاء وغیرھم کا اجماع ہے کہ اگر کوئی آدمی طلاق کی قسم کھائے کہ صحیح بخاری میں جو کچھ نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے وہ یقیناً صحیح ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ نے ویسے ہی فرمایا ہے جیسے صحیح بخاری میں ہے اس میں کوئی شک نہیں تو اس کی قسم نہ تو ٹوٹتی ہے اور عورت اس کے نکاح میں باقی رہتی ہے۔'' علوم الحدیث لابن الصلاح ص:۳۸، ۳۹، النکت للزرکشی، ص:۸۰، الجامع الصحیح لأبی عبداللہ البخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحت کی قطعیت پر لکھنے کے لیے دفاتر درکار ہیں۔

اب اس کے مؤلف کے بارے میں کچھ لکھتا ہوں، آپ کا نام محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ ابن بردزبہ ابن بذ ذبہ ہے، کنیت ابوعبداللہ ہے، البخاری الیمانی الجعفی نسبتیں ہیں، مشہور قول کے مطابق آپ کی ولادت ۱۳ شوال المکرم کو ۱۹۴ھ میں بخارٰی میں ہوئی، بچپن میں ہی آپ کے والد وفات پا گئے، چھوٹی عمر میں آپ کی قوت بصارت جاتی رہی تو آپ کی ماں نے خواب میں ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو دیکھا، انھوں نے آپ کی والدہ سے کہا: یاهذه قد رد الله على ابنك بصره لكثرة بكائك فاصبح وقد رد الله عليه بصره. تاریخ بغداد (۱۰/۲)، البدایۃ لابن کثیر (۲۵/۱۱)، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ فرماتے ہیں (کتاب العلل للترمذی، ص:۳۲) ولم ار احدا بالعراق ولا بخراسان في معنى العلل والتاريخ ومعرفة الأسانيد كبير أحد اعلم من محمد بن اسماعيل رحمۃ اللہ علیہ ''میں نے علل، تاریخ اور معرفت اسانید میں محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا عالم نہ عراق میں دیکھا ہے اور نہ خراسان میں۔'' امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگروں میں سے ایک ہیں، آپ کا ایک قول صحیح سند کے ساتھ ''الارشاد للخلیلی ۹۶۱/۳'' میں ہے کہ آپ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سر کا بوسہ لیا اور فرمایا: لا يبغضك الا حاسد واشهد أن ليس في الدنيا مثلك ''آپ سے بغض صرف حاسد ہی رکھتا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ دنیا میں آپ جیسا کوئی نہیں۔'' معرفۃ علوم الحدیث للحاکم میں صحیح سند کے ساتھ امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۳۱۱ھ کا قول ہے: ما رأيت تحت أديم السماء اعلم بالحديث من محمد بن اسماعيل البخاري ''میں نے آسمان کے نیچے محمد بن اسماعیل البخاری سے بڑا حدیث کا کوئی عالم نہیں دیکھا۔'' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۸۰ شیوخ سے علم حدیث سیکھا جن میں سے ۹۴۰ شیوخ سے صحیح بخاری میں روایت کی ہے، برصغیر پاک وہند میں جن علماء نے صحیح بخاری پڑھانے میں نادر مقام حاصل کیا ان میں سے ایک بزرگ سید علامہ زین آہل الاستقامۃ، المحدث المفسر، الفقیہ الکامل، الامام الھمام، شیخ الکل فی الکل السید محمد نذیر حسین جعله الله تعالى ممن يؤتى اجره مرتين الدہلوی الھندی ہیں، آپ کے تلامذہ میں سے ایک

عظیم المرتبت بزرگ علامہ ابو الحسن سیالکوٹی رحمہ اللہ ہیں، علامہ ابو الحسن سیالکوٹی رحمہ اللہ نے فتح الباری کا لفظی ترجمہ اور عمدۃ القاری، ارشاد الساری وغیرھم شروحات کی تلخیص اردو زبان میں فیض الباری کے نام سے کر کے اردو خوان طبقہ پر احسان عظیم فرمایا، جزاہ اللہ تعالیٰ عنا وعن سائر المسلمین احسن الجزاء ہمارے ایک نہایت مخلص دوست حضرت علامہ عبداللطیف ربانی [illegible] پہلے فیض الباری کا عکسی نسخہ شائع کیا جو بحمد اللہ تعالیٰ ہاتھوں ہاتھ بک گیا اور لوگوں کا اصرار بڑھا کہ اس کتاب کی خوبصورت کمپوزنگ کر کے اور تصحیح اغلاط کر کے اس کو دوبارہ شائع کیا جائے، علامہ عبداللطیف ربانی حفظہ اللہ نے اللہ کی دی ہوئی توفیق وہمت سے اس کام کی ٹھان لی اور آپ کی خدمت میں دیدۂ زیب نسخہ پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کتاب کے مؤلف، امام بخاری رحمہ اللہ، ہندوستان میں محدثین کے استاذ السید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ، علامہ ابو الحسن سیالکوٹی رحمہ اللہ اور علامہ عبداللطیف ربانی حفظہ اللہ سب کو دارین کی سعادت بخشے، امین۔

حافظ محمد اسماعیل الخطیب

25/07/2009

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برصغیر میں صحیح بخاری شریف اور اس کی جلیل الشان شرح فتح الباری کا مکمل اولین اُردو ترجمہ

مکتبہ اصحاب الحدیث کی عظیم اور منفرد پیشکش

○ مکمل کمپیوٹرائز ○ قدیم اُردو کی جگہ سہل اور سلیس اُردو ○ ظاہری خوبیوں اور معنوی حسن وزیبائش کا اعلیٰ معیار ○ تیس پاروں کی تیس جلدوں کو دس ضخیم جلدوں میں پیش کر رہے ہیں۔

اس کتاب مقدس کے بارے میں کچھ ذکر کرنے سے پہلے حدیث اور علم حدیث کے بارہ میں کچھ ضروری گزارشات پیش خدمت ہیں، اور نفوس قدسیہ محدثین کی بے لوث خدمتِ حدیث اور مؤرخین کی اکثر دنیوی مطلب براری پر طائرانہ نظر:

الحمد للّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ وبعد!

ہر علم کے حصول سے پیشتر اس کی تعریف، موضوع اور اس کی غرض وغایت کا جاننا ضروری ہے۔

علم حدیث کا موضوع:

ھو ذاتُ رسول اللّٰہ ﷺ من حیث انہ رسول اللّٰہ ﷺ .

"اللہ جل وعلا کا پیغمبر ہونے کی حیثیت سے حضرت محمد اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس علم حدیث کا موضوع ہے۔"

فائدہ: یعنی ہمیشہ کے لیے کائنات بشریہ کے لیے خیر وبرکت رشد وبھلائی اور فلاح وکامرانی کا تمام تر راہوں میں کامل ومکمل راہنمائی کا سلسلہ صرف اور صرف ذاتِ اقدس محمد رسول اللہ ﷺ سے وابستہ ہے، آپ کے اس منصب جلیلہ میں کسی کی کوئی شراکت نہیں۔

علم حدیث کی تعریف:

ھو علم یعرف بہ اقوالُ رسول اللّٰہ ﷺ وافعالہ واحوالہ.

"علم حدیث وہ معزز اور اشرف علم ہے جس سے رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال اور حالاتِ زندگی پہچانے جاتے ہیں۔"

حاصل کلام:

یعنی یہی وہ اشرف وباعظمت علم ہے جو جوامع الکلم کی معرفت کا خزانہ اور علوم وحکمت کا سرچشمہ ہے، اور شریعت وطریقت کا مدار (**وھو ملاك كل نهي وامر**) اور ہر قسم کے اوامر ونواہی کی مرکزی کلید ہے۔

علم حدیث کی غرض وغایت:

ھو الفوز بسعادۃ الدارین.

''اس علم کی غرض وغایت سعادت دارین کا حصول ہے۔''

توضیح:

چنانچہ یہ امر مبنی بر حقیقت ہے کہ بلاشبہ یہ دارین میں فلاح وفوز اور حیات طیبہ ابدیہ کی ضمانت ہے۔

⊙............حدیث پیغمبر ﷺ کو تقدیم حاصل ہے: ''انها لمثل القرآن بل هي اكثر'' کے بمصداق قرآن پاک کی تفہیم وتشریح اور کتاب مقدس کا بیان ہونے کی بنا پر حدیث پیغمبر ﷺ کو اولیت حاصل ہے اور رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کہ ''مجھ پر قرآن پاک کی یہ سورت یا یہ آیت نازل ہوئی ہے۔'' یہ آپ کی حدیث ہے، جسے اولاً مانے بغیر قرآنِ پاک کا وجود اور اس کا اتہ پتہ کہیں نظر نہیں آتا تو اس لحاظ سے بھی حدیث شریف کو تقدم حاصل ہے۔

⊙............اور یہ مسلمات میں سے ہے کہ قرآن وسنت کا منبع وسرچشمہ وحی الٰہی ہے، یہ ضابطہ حیات مکمل طور پر منزل من اللہ ہے اور مخلوق میں سے کسی بھی ادنیٰ واعلیٰ کی رائے کو اس میں کوئی دخل نہیں۔

ایک ضروری وضاحت:

اللہ رب العزت کے فرمان: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ کے بمصداق جن ذرائع سے قرآنِ عزیز بحفاظت ہم تک پہنچا ہے حدیث پیغمبر ﷺ کے لیے بھی وہی ذرائع ہیں، اس دین قیم کی حفاظت کی عظیم ذمہ داری ایک جلیل القدر قوم کو تفویض ہوئی۔

⊙............اس سعادت کا تسلسل سعادت مندوں کے وجود سے قائم ہے، بمن اللہ تعالیٰ۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پھر تابعین رحمہم اللہ، ائمہ دین اور ان کے بعد آج تک اللہ جل وعلا نے ایسے نفوس قدسیہ کا انتخاب فرمایا جن کی مخلصانہ اور بے مثال مساعی نے احسن الحدیث قرآنِ پاک کے تحفظ کے ساتھ حدیث پیغمبر ﷺ کے نورانی چہرہ سے ہر قسم کے داغ دھبہ کو دور رکھا، اور وہ پاک باز گروہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے ہی اصحاب الحدیث کے نام سے موسوم ہوئے۔

محدث اور مؤرخ میں فرق

⊙............محدث محض رضائے الٰہی کا طالب ہوتا ہے: ان ائمہ حدیث نے غایت درجہ محنت وجانفشانی اور عرق ریزی سے متون اسناد کی چھان بین اور تحقیق وتنقید سے حدیث پیغمبر ﷺ کے رخ زیبا کو ہمیشہ کے لیے آفتاب نصف النہار سے بڑھ کر اجاگر کیا، حصول جاہ اور دنیوی اغراض ومقاصد اور مفادات سے قطع نظر ان خدام الحدیث نے بے لوث خدمت حدیث کا فریضہ انجام دیا، جب کہ قرآنِ حکیم کی عملی تصویر حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ کے ایک ایک گوشہ اور آپ ﷺ کی سیرت پاک کی مکمل (HISTORY) ہسٹری کو بحفاظت کائنات تک پہنچا دیا۔

مؤرخ کا کردار:

جب کہ عموماً مؤرخین کا گروہ ان اوصاف حمیدہ سے عاری ہوتا ہے، ان اسیران ہوس کی زندگی پر کئی طرح کے اغراض اور پھر ناخدا اثر انداز ہوتے ہیں، الا ما شاء اللّٰہ۔

⊙.......... بدیں وجہ تاریخ کی اسنادی حیثیت اور اس کی ثقاہت امرِ تشکیک سے خالی نہیں، اور پھر تاریخی اوراق میں رطب و یابس اور جھوٹے مواد کا پایا جانا ثابت شدہ امر ہے۔

⊙.......... جب کہ ائمہ حدیث، خدام القرآن والسنہ کا قلم اس ناپاک اور نامسعود امر سے شناسائی نہیں رکھتا، بلکہ حق وصداقت کی تحسین یا تثبیت وتوثیق اور ہر طرح کی غلطی اور کذب وافتراء کی نشان دہی اور تضعیف وتکذیب ان کا فرض منصبی ہے۔

ولنعم ما قیل: ؎

علیك بأصحاب الحديث فإنهم خيار عباد اللّٰه في كل محفل

ولله الحمد وصلى الله على حبيبه خير الخلق محمد وآله وصحبه وبارك وسلم.

حافظ محمد اسماعیل الاسد بن ابراهیم

حافظ آبادی

18/07/2009

اُردو ترجمہ جامع صحیح بخاری شریف مع ترجمہ مکمل فتح الباری

مکتبہ اصحاب الحدیث اُردو بازار لاہور کی عظیم الشان، تاریخی، زندہ جاوید اور منفرد پیشکش

(ارباب علم ودانش اور منتہی طلبہ کے لیے نادر تحفہ)

اصح الکتب بعد کتاب اللہ جامع صحیح بخاری شریف کے تراجم اور شروحات حیطہ شمار سے بالا ہیں، تاہم برصغیر میں استاذ العرب والعجم شیخ الکل امام الفقہاء والمحدثین مولانا علامہ سید محمد نذیر حسین شاہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اولین شاگرد حافظ الحدیث مولانا ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی اس خدمت عالیہ میں سرفہرست ہے کہ جامع صحیح بخاری شریف کے ترجمہ کے ساتھ پوری عربی ترجمہ فتح الباری کو مکمل اُردو سانچہ میں ڈھالنا مولانا موصوف کا زندہ جاوید کارنامہ ہے، جس کا نام فیض الباری شرح بخاری رکھا۔

⊙ ....اس وقت کے تاجر جناب فقیر اللہ صاحب، محلہ سادھواں لاہور کی بہت بڑی سرمایہ کاری اور ان کے خصوصی توجہ دلانے پر بفضل اللہ تعالیٰ یہ عظیم سعادت مولانا موصوف کے حصہ میں آئی۔

⊙ ....1303ء میں مولانا ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ موصوف نے حصول مأخذ کی کمی کے باوجود بخاری شریف کے پہلے دس پاروں پر کام مکمل کیا، جو بہت مقبول ہوا۔

⊙ ....محترم جناب تاجر موصوف کے جہد مسلسل سے کافی حد تک مأخذ ومواد میسر آ گیا، اور جناب فقیر اللہ صاحب کے پیہم اصرار سے علامہ موصوف سیالکوٹی نے میں ترجمہ وتشریح کا وسیع بنیاد پر از سرنو کام شروع کر دیا اور پہلے سے کئی گنا بڑھ کر نسخہ وجود میں آیا، یہ علم وآگہی کا بہت بڑا ذخیرہ تیس جلدوں میں طبع ہو کر غائت درجہ مقبول ومتداول ہوا۔

⊙ ....اور خصوصی کاوش یہ کہ اس زمانے کی اُردو زبان کو دورِ جدید میں مستعمل سلیس اردو سے ہم آہنگ کرنے میں بڑی توجہ دی گئی ہے، اور ان تیس جلدوں کو دس دیدہ زیب جلدوں میں پیش کیا جارہا ہے۔

⊙ ....جب کہ مقتضائے حال کے مطابق کتاب مکمل طور پر کمپیوٹرائز، جدید ترین اندازِ طباعت اور کتاب کے شایانِ شان حُسن وزیبائش کا اعلیٰ معیار، اس تاریخی پیشکش کی خصوصیات ہیں۔

⊙ ....معنی اور روحانی امتیاز یہ کہ احادیث کے اس صحیح ترین مجموعہ میں امیر المؤمنین فی الحدیث امام الفقہاء والمحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے محدثانہ اور فقیہانہ نکات کو نہایت آسان کر دیا گیا ہے۔

بایں ہمہ............امام الجرح والتعدیل حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریحات کا ایسا صحیح اور بااعتماد ترجمہ جو افراط وتفریط سے یکسر مبرّا ہے، جو حقیقی طور پر حدیث پیغمبر ﷺ کی صحیح روح اور اصلی صورت کی کشائی کرتا ہے۔

⊙ ....اس پر مستزاد یہ کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی احادیث پر وارد تمام اعتراضات کے دندان

شکن مدلل ومبرھن اور سکت جوابات دے چکے ہیں، تاہم آج کل انہی اعتراضات کی صدائے بازگشت تعصب کی پیداوار ہے یا پھر اس کی اساس کورانہ اندازفکر اور جہالت ہے۔

⊙ ....حق یہی ہے کہ حضرت حافظ صاحب، موصوف عسقلانی رحمہ اللہ کے برھان بدوش قلم نے احادیث وسنن خیر الوریٰ ﷺ کی حمایت کا پورا پورا حق ادا کر دیا ہے۔

چنانچہ ترجمہ جامع صحیح بخاری اور تشریحات پوری فتح الباری جیسے اہم اور عظیم مشن کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم اور باوصف درویش عالم دین مولانا عبداللطیف ربانی حفظہ اللہ کا انتخاب فرمایا، جنہوں نے اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی کے باوجود کمال شوق سے اس اصح الکتب اور اشرف الکلام کی طباعت اور نشر واشاعت کا بیڑہ اٹھایا۔

صاحب مکتبہ اصحاب الحدیث، اردو بازار لاہور، مولانا موصوف کے حسن ذوق اور مسلکی محبت کی منہ بولتی تصویر ہے بلکہ ان کے بخت ونصیب کی معراج ہے کہ سید الکونین اشرف الانبیاء خاتم النبیین ﷺ کے فرامین اور ارشاداتِ عالیہ بایں انداز پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں کہ طارمِ اعلیٰ کے ماہ وانجم اور سیارگانِ نور کی شعائیں بھی ان کے ساتھ ہیچ ہیں۔ اللہ پاک شرف قبولیت بخشے اور ذخیرہ آخرت بنائے اور ہر قاری کے لیے موجب ہدایت اور ذریعہ نجات بنائے، آمین۔

حافظ محمد اسماعیل الاسد بن ابراھیم

حافظ آبادی

18/07/2009

وَمَا النُّوْرُ اِلَّا فِی الْحَدِیْثِ وَاَھْلِہٖ

اِذَا مَا دَجَی اللَّیْلُ الْبَہِیْمُ وَاَظْلَمَا

اَبُوْ مُحَمَّد ھبۃ اللہ الشیرازي

(ماخوذ از مقدمۂ تحفۃ الاحوذي)

ترجمہ: جب دنیا کفر و ضلالت سے اندھیر نگری بن چکی ہو تو
اُس وقت نورِ ایمان صرف حدیثِ پیغمبر ﷺ اور اہلِ حدیث میں ہوگا

وَدَعْ عَنْکَ آرَاءَ الرِّجَالِ وَقَوْلَہُمْ

فَقَوْلُ رَسُوْلِ اللہِ اَزْکٰی وَاَشْرَحُ

ابن ابی داود سجستانی ؒ

ترجمہ: لوگوں کی آراء اور اُن کے اقوال ترک کر دے، جبکہ
امام الھدیٰ حضرۃ محمد مصطفیٰ ﷺ کا فرمان سب سے زیادہ
پاکیزہ، بدرجہ اتم واضح اور شرحِ صدر کا موجب ہے۔

Designed by Hafiz M A Faisal s/o Abdul Rasheed [illegible]

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَكْمَلَ الْحَمْدِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَّانِ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَآئِرِ النَّبِيِّيْنَ وَاٰلِ كُلٍّ وَّسَآئِرِ الصَّالِحِيْنَ نِهَايَةَ مَايَنْبَغِيْ اَنْ يَسْئَلَهُ السَّآئِلُوْنَ.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَرْسَلَ النَّبِيَّ بِالْهُدٰى وَقَالَ مَنْ اَطَاعَ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الَّذِىْ قَالَ فِىْ شَانِهٖ مَايَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ سُبُلُ السَّلَامِ وَنُجُوْمُ الْهُدٰى..

بعد حمد وصلوۃ عرض کرتا ہے خادم اہل اللہ عائذ باللہ فقیر اللہ غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ وعفی اللہ عنہ وعن والدیہ وعن اُستاذہ واحبابہ اجمعین کہ علم حدیث اشرف العلوم ہے اس واسطے کہ اشرف الناس کا کلام ہے بقول آنکہ کلام الملوک ملوک الکلام اور سب علوم دینی اس کے محتاج ہیں علم تفسیر بدونِ حدیث کے معتبر نہیں اور علم عقائد، علم فقہ، علمِ سلوک، علمِ تاریخ بغیر اس کے قابلِ اعتبار نہیں۔ اصل اصول علم دینیہ کا یہی علم شریف ہے۔ کما قال البلہوری رحمۃ اللہ علیہ:

کیا تجھ سے کہوں حدیث کیا ہے ۔۔۔ دُر دانۂ دُرج مصطفیٰ ہے
صوفی عالم حکیم دینی ۔۔۔ کرتے رہے اس کی خوشہ چینی
بابا کے یہاں سے کون لایا ۔۔۔ جس نے پایا یہیں سے پایا
یہ شاہ رہِ محمدی ہے ۔۔۔ گنجینۂ راز احمدی ہے
مشعل افروز راہ سنت ۔۔۔ برہم زن بیخ وشاخ بدعت
ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار ۔۔۔ مت دیکھ کسی کا قول وکردار
جب اصل ملے تو نقل کیا ہے ۔۔۔ یاں وہم وخطا کا دخل کیا ہے
اب زیادہ تو مجھ سے کرنہ کل کل ۔۔۔ خورشید کے آگے کیا ہے مشعل
بالفرض فلاں تھا مرد کامل ۔۔۔ اس نے تھا کیا کہاں سے حاصل
وہ بھی اسی دَر کا اک گدا تھا ۔۔۔ گو غوث وامام ومقتدا تھا

ملفوظ بہت ہیں تو نے دیکھے ملفوظِ محمدؐ کو اب لے

ناحق تجھے اور کچھ ہوس ہے قرآن و حدیث تجھ کو بس ہے

[illegible] حدیث خواں سے خرم اور شاد رسول فخرِ عالم

تھا علمِ حدیث سخت مشکل اور ہند کے لوگ اس سے غافل

چاہا کہ رہیں نہ یہ بھی محروم ہوا ترجمہ اس سبب سے مرقوم ۔

مقبول ہو یہ کتاب یارب مشتاق ہوں اس کے اہلِ دیں سب

لہٰذا عاجز نے چاہا کہ کتاب جامع محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ بالاتفاق ہے ترجمہ اردو زبان میں معہ شرح کیا جائے تا مفید عام وفیض تام الی یوم القیام باقی رہے اور باعث غفران عصیان اس ہیچمیدان کا محشر کے میدان میں ہو۔ آمین اللّٰھم آمین ثم آمین ۔ چنانچہ مولانا مولوی محمد ابوالحسن تلمیذ باتمیز فخر المفسرین سند المحدثین مقبول دارین مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی مدظلہ وعم فیضہ کو ۱۳۰۳ھ ہجری میں اس کام پر آمادہ کیا اور زرِ کثیر دے کر ترجمہ وشرح کرایا اور پارہ پارہ علیحدہ ۳۰ پارہ تیار ہوا دس پارہ چھپ چکے باقی زیرِ طبع ہیں۔ پارہ اول جو بہ سبب بہم نہ ہونے شروح بخاری کے مولانا موصوف نے صرف ۸ جزو پر بنایا اور باہتمام راقم اسی قدر چھپا۔ مگر اس امر کا قلق عاجز کے دل پر رہا تھا بحمد اللہ کہ اب از سرنو ۱۳۱۳ھ ہجری میں ترمیم ہوا پہلے نسخہ سے اب تخمیناً سہ چند بڑھایا گیا اور کتب ذیل سے مضامین ایزاد کئے گئے:

① فتح الباری شرح صحیح بخاری ② ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ③ کواکب الدراری شرح صحیح بخاری
④ تیسیر القاری شرح صحیح بخاری ⑤ منح الباری شرح صحیح بخاری ⑥ تعلیق حاشیہ سندھی مطبوعہ مصر
⑦ نیل الاوطار للشوکانی ⑧ توشیح حاشیہ بخاری للسیوطی ⑨ عمدۃ القاری لبدر الدین عینی

چونکہ فن اصطلاح حدیث میں سے اقسامِ حدیث کا معلوم کرنا ضروریات سے ہے لہٰذا مختصراً یہ رسالہ لکھا گیا۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

دربیان اقسامِ حدیث از تالیفات خادم اہل اللہ فقیر اللہ عفا اللہ عنہ وعن والدیہ مہتمم کتاب ہذا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ حَفِظُوْا عَهْدَهٗ۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے مخفی نہ رہے کہ ہندوستان میں دن بدن اس علم شریف کا چرچا ہو رہا ہے اور علمائے ربانی نے جن کی شان میں اَهْلُ الْحَدِيْثِ اَهْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ آیا ہے عمدہ عمدہ کتابوں کا ترجمہ کرکے اُس کو آسان کر دیا تاکہ عامہ خلایق سعادت ابدی سے مشرف ہوں لیکن کوئی رسالہ علیحدہ فن اصطلاح حدیث کا اردو زبان میں نظر سے نہیں گزرا اس واسطے بندۂ ناچیز خیر خواہ خلق اللہ فقیر اللہ عفا اللہ عنہ وعن والدیہ واستاذہ نے چند کتب معتبرہ سے نقل کرکے یہ مختصر رسالہ جو چند اصطلاحاتِ حدیث پر مشتمل ہے تالیف کیا حق تعالیٰ اپنے کرم سے اس کو قبول فرمائے اور اہلِ اسلام کو اس سے فائدہ تام پہنچائے اور بھول چوک کو معاف فرمائے۔ آمین یارب العٰلمین۔

علمِ حدیث کی تعریف:

کواکب الدراری شرح صحیح بخاری میں کرمانی نے لکھا ہے کہ علمِ حدیث وہ علم ہے کہ پہچانا جائے ساتھ اس کے قول اور فعل اور حال آنحضرت ﷺ کا اور موضوع اس کا ذات کامل الصفات آنحضرت ﷺ ہے اور واضع صحابہ رسول اللہ ﷺ ہیں جو درپے ہوئے ضبط قول وفعل وتقریر رسول اللہ ﷺ کے (کواکب الدراری) اور غایت اس کا فائز ہونا سعادت دارین کو ہے۔

فصل اصطلاحاتِ حدیث میں:

حدیث اس کو کہتے ہیں جو پیغمبر خدا ﷺ نے زبان مبارک سے فرمایا یا خود کیا یا حضرت ﷺ کے سامنے ہوا اور حضرت ﷺ نے درست رکھا سو جو زبان مبارک سے فرمایا اس کو حدیث قولی کہتے ہیں اور جو کیا اس کو حدیث فعلی کہتے ہیں اور جو حضرت ﷺ کے سامنے ہوا اس کو حدیث تقریری کہتے ہیں پس جو حدیث حضرت ﷺ تک منتہی ہو اُس کو مرفوع کہتے ہیں مشہور یہ ہے اور جو صحابہ تک ہو اُس کو موقوف کہتے ہیں اور جو تابعین تک منتہی ہو اس کو مقطوع کہتے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ موقوف اور مقطوع کو اثر اور مرفوع کو متصل بھی کہتے ہیں اور حدیث دو قسم کی ہے متواتر اور آحاد متواتر وہ ہے جس کو ہر زمانے میں اس کثرت سے لوگوں نے روایت کیا ہو کہ عقل ان کے جھوٹ بولنے کو محال جانے اور اس پر خواص وعوام کو یقین کامل ہوتا ہے۔ آحاد وہ ہے جس کی روایت میں یہ کثرت نہ ہو، سو آحاد میں بعض روایت تو مقبول ہے اور اس پر عمل واجب ہے بشرطیکہ راوی کی دیانت وراستی معلوم ہو نہیں تو مردود ہے اور اس کو

ضعیف بھی کہتے ہیں اور آحاد کی تین قسمیں ہیں مشہور، عزیز، غریب۔ مشہور وہ ہے جس کو ہر زمانے میں تین یا زیادہ راویوں نے روایت کیا ہو عزیز وہ ہے جس کو ہر زمانے میں دو راویوں سے کم نے نہ روایت کیا ہو۔ غریب وہ ہے جس کی روایت کسی زمانہ میں ایک ہی راوی سے ہو۔ فائدہ سو مقبول الآحاد کی دو قسمیں ہیں صحیح اور حسن۔ صحیح وہ ہے جس کو دیندار، پرہیزگار، خوب یاد رکھنے والے لوگوں نے ہر زمانہ میں برابر روایت کیا ہو اور سند راوی سے لے کر آنحضرت ﷺ تک متصل ہو نہ اس میں کوئی عیب چھپا ہو اور نہ معتبر لوگوں کے مخالف ہو سو صحیح حدیث کی سات قسمیں ہیں: اول عمدہ قسم متفق علیہ جو صحیحین میں ہے، دوم جو صرف بخاری میں ہو، سوم جو صرف صحیح مسلم میں ہو، چہارم جو بخاری اور مسلم کی شرط پر اور ان کے طور پر ہو، پنجم وہ جو صرف بخاری کے طور پر ہو، ششم وہ جو فقط مسلم کے طور پر ہو، ہفتم وہ جو بخاری اور مسلم کے سوا اور اہلِ حدیث نے اس کو صحیح جانا ہو۔

شرط بخاری اور مسلم سے یہ مراد ہے کہ یہ دونوں شخص حدیث کو روایت نہ کرتے تھے جب تک استاد کی مصاحبت نہ کرتے اور ثقہ ہونا استاد کا مصاحبت سے حاصل کرتے برخلاف اوروں کے کہ سماع ثقہ ہونا راوی کا جانتے ہیں۔ شرط کی دوسری قسم یہ ہے کہ بخاری روایت نہیں کرتا جب تک راوی کا ملنا مروی عنہ سے ثابت نہ ہو اگرچہ ہر ایک آپس میں ہمعصر ہوں اور مسلم کو فقط ہمعصر ہونا کافی ہے۔ حسن اُس حدیث کو کہتے ہیں جو صحیح حدیث کی طرح ہو لیکن اُس کے راویوں کا حفظ اور یاد صحیح راویوں کے برابر نہیں ہر چند مقبول اور واجب العمل دونوں ہیں لیکن صحیح حسن سے نہایت مقدم اور افضل ہے۔

فائدہ: مردود قسم آحاد کی جو لائق حجت کے نہیں سو ضعیف ہے۔ ضعیف وہ حدیث ہے کہ صحیح اور حسن کے مخالف ہو خواہ اس کا کوئی راوی درمیان سے ساقط ہو یا مطعون ہو سو اگر ابتداء سند سے راوی ساقط ہو اس کو معلق کہتے ہیں اگر انتہا سے ساقط ہو یعنی صحابی مذکور نہ ہو تو اس کو مرسل کہتے ہیں اور اگر دو راوی برابر ساقط ہو گئے ہوں اس کو معضل کہتے ہیں نہیں تو منقطع۔ منقطع وہ ہے کہ تبع تابعی صحابی سے روایت کرے اور تابعی کو چھوڑ دے اور طعنہ راوی کا یہ ہے کہ وہ جھوٹا ہو تو اس کی حدیث کو موضوع کہتے ہیں یا اس پر جھوٹ کی تہمت لگی ہو تو اس کو متروک کہتے ہیں اور اگر راوی غلطی بہت کرتا ہو یا غافل ہو یا کثیر الوہم ہو اور روایت کرے مخالف اس شخص کے کہ ضعف کمتر ہو تو اس کی حدیث کو منکر کہتے ہیں اور اس کے مقابل میں معروف ہے اور دونوں کے راوی ضعیف ہیں۔ مضطرب وہ ہے جس میں راویوں نے کچھ اختلاف کیا ہو سند میں یا متن میں۔ معلل وہ ہے جو ظاہر میں تو عیوب سے پاک معلوم ہو لیکن باطن میں سبب طعن پائے جاتے ہوں۔ مدرج وہ حدیث ہے جس میں راویوں نے کچھ اپنا کلام بھی شامل کر دیا ہو۔ مسند وہ حدیث ہے جس کے راویوں کا نام مذکور ہو۔ مُعَنْعَنْ وہ حدیث ہے جس کی روایت عن کے لفظ سے ہو جیسے عن فلان عن فلان۔ شاذ وہ ہے کہ راوی ایک شخص ثقہ مخالف بہت سے ثقوں کے بیان کرے اس میں راجح کو محفوظ کہتے ہیں اور

مرجوح کو شاذ۔ لیکن راوی دونوں کے قوی ہوتے ہیں۔ ھکذا وجدت فی کتب اصطلاح الحدیث۔ فقیر اللہ عفا اللہ عنہ وعن والدیہ واساتذہ واحبابہ اجمعین۔

علاوہ اس کے اصطلاحات حدیث اور بھی بہت ہیں مگر اس مختصر میں گنجائش نہیں شائقین وطالبین فن کے لیے بالفعل اسی قدر کافی ہے زیادہ تر تحقیق زبدۃ المحدثین نواب سید محمد صدیق حسن خاں صاحب کی کتاب ''منہج الوصول الی اصطلاح احادیث الرسول'' اور کتاب ''صحیح النظر شرح الشرح نخبۃ الفکر'' فارسی تصنیف مولوی محمد حسین ہزاروی محدث میں موجود ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہم نے تو اقسامِ حدیث بیان کر دیے اور صحیح اور حسن اور ضعیف وغیرہ کی تعریف بھی لکھ دی مگر ان کا پہچانا محدثین پر موقوف ہے ہر ایک کا کام نہیں بدون ان کے بتلائے ہر شخص نہیں جان سکتا وہ اس فن شریف کے صراف ہیں کھرے اور کھوٹے کو خوب پہچانتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان کے خادموں کے زمرہ میں اٹھائے تو اس کی رحمت سے بعید نہیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

❀……❀……❀

مختصر احوال محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

از خادم اہل اللہ فقیر اللہ عفا اللہ عنہ مہتمم کتاب ہذا

مناقب وفضائل امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے جناب معلے القاب فخر المفسرین سند المحدثین صاحب الادب والتمیز مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب بستان المحدثین میں اور شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمۃ اشعۃ اللمعات ترجمہ فارسی مشکوٰۃ میں اور امیر المومنین ناصر دین سید المرسلین مقبول ذوالمنن نواب والا جاہ سید محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب لاجواب اتحاف النبلا ورسالہ حطہ فی احوال صحاح ستہ وغیرہ میں مفصل درج فرمایا ہے اس جگہ گنجائش نہیں مگر تیمّناً کسی قدر لکھا جاتا ہے۔

نام ونسب امام بخاری کا ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن المغیرہ ہے ۱۹۴ھ ہجری میں پیدا ہوئے دس برس کی عمر سے بخارا میں حدیث یاد کرنا شروع کیا سولہ برس کی عمر میں عبداللہ بن مبارک اور وکیع کے تصانیف یاد کیے پھر حج کے واسطے گئے اور عرب میں علمِ تحصیل کرنے لگے اٹھارہ برس کی عمر میں فضائل اصحاب تابعین میں تصنیف شروع کی آخر اس سب مجموعے کے مدینے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس تاریخ بخاری بنائی حامد بن اسمٰعیل محدث سے روایت ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پندرہ ہزار حدیث مجھ کو یاد سنائی جن سے میں نے اپنی لکھی ہوئی حدیثوں کو صحیح کیا۔

سبب تالیف صحیح بخاری کا یہ ہے کہ ایک روز اسحاق بن راہویہ کی مجلس میں ذکر ہوا کہ اگر کوئی خالص صحیح حدیثوں کو جمع کرتا اور لوگ بلاتردد ان پر عمل کرتے تو نہایت مفید ہوتا۔ بخاری کے دل میں یہ بات اثر کرگئی چھ لاکھ حدیثیں ان کے پاس تھیں ان کا انتخاب شروع کیا جس حدیث کی صحت کمال مرتبے میں ثابت تھی اس کو لکھا اور باقی کو ترک کیا ہر حدیث کی تحریر کے لیے غسل کرتے اور دوگانہ ادا کرتے اور دعا استخارہ فرماتے کہ الٰہی! مجھ سے خطا نہ ہو اسی طرح سولہ برس کی محنت سے مدینہ طیبہ مسجد نبوی میں منبر اور قبر شریف کے درمیان صحیح بخاری تمام ہوئی سب حدیثیں صحیح بخاری کی سات ہزار دو سو پچھتر ہیں بعد حذف مکرر چار ہزار ہیں ایسی مقبول ہوئی کہ ان کی زندگی میں نوے ہزار آدمی نے بلاواسطہ ان سے سند حاصل کی فرماتے تھے قیامت کے دن مجھ سے غیبت کا سوال نہ ہوگا اس سے ان کا تقوٰی خیال کیا جائے۔ جب بخارا میں آئے تو حاکم بخارا کو اپنا دشمن بنانا قبول کیا مگر تذلل علم حدیث روا نہ رکھا۔ ایسا ہی نیشاپور میں ہوا پھر سمرقند گئے اور زندگی سے تنگ آکر دعا کی اور موضع خرتنگ میں جو سمرقند سے دو فرسنگ ہے ۲۵۶ ہجری میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱۹۴ صدقِ تاریخ تولد نور ۲۵۶ تاریخ وفات ہے۔ بعد دفن کے قبر شریف سے مشک اذخر کی خوشبو آتی تھی جس کو زائر تبرکاً لے جاتے تھے۔ عبدالواحد طراولسی نے جو ولی کامل تھے۔ خواب میں

دیکھا کہ پیغمبر خدا ﷺ معہ چند اصحاب کے منتظر کھڑے ہیں بعد سلام کے عرض کیا آپ کس کے انتظار میں ہیں فرمایا۔ **انتظر محمد بن اسمٰعیل** یعنی میں محمد بن اسمٰعیل کے آنے کا منتظر ہوں پھر تحقیق ہوئی تو اسی وقت بخاری کا انتقال ہوا تھا۔ اور بہت سے بزرگوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ﷺ نے صحیح بخاری کو اپنی طرف نسبت کیا ازاں جملہ محمد بن مروزی نے درمیان رکن و مقام کے پیغمبر خدا ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے ابو زید! کب تک شافعی کی کتاب کا درس دے گا ہماری کتاب تو کیوں نہیں پڑھتا، عرض کیا **فداك ابی وامی یارسول اللّٰہ**! آپ کی کتاب کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا جامع محمد بن اسمٰعیل بخاری امام الحرمین نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا شدت اور خوف اور سختی مرض اور قحط وغیرہ مصائب میں صحیح بخاری کا ختم تریاق مجرب ہے چنانچہ حرمین شریفین میں اب تک معمول مروج ہے میر جمال الدین محدث اپنے استاد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک سو پانچ دفعہ تجربہ میں ختم صحیح بخاری کا واسطے رفع مہمات وحل مشکلات کے آیا ہر دفعہ قاضی الحاجات مقصود ولی برلایا جس گھر میں یا جس کشتی میں صحیح بخاری ہوگی اس کو محافظ حقیقی حرق وغرق سے اپنی حفاظت میں رکھے گا۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے منہاج میں کہا ہے کہ علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ **اصح کتب بعد کتاب اللّٰہ** صحیحین ہیں اور بخاری صحیحین میں اصح اور اول ہے کہ امام مسلم خود معترف ہیں۔ فقط فقیر اللہ عفا اللہ عنہ۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

تاریخ تولد و وفات سند المفسرین امام المحدثین عارف باللہ آیۃ من آیات اللہ شمس الشریعت بدر الطریقت بحر الحقیقت شمع معرفت مقبول رب الجلیل محمد بن اسمٰعیل بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری

آن محمد کہ ابن اسمٰعیل — بود بے شک خلیل رب جلیل — راہ نہائے رہ خدا طلبی
محو ذات نبی وآل نبی — جامع اُو صحیح چو فرقان است — اصح الکتب بعد قرآن است
در علوم نبی امام ہمہ — در رہِ شرع مقتدیٰ ہمہ — در احادیث مثل او دیگر
نہ شدہ درجہاں بفضل وہنر — ماہ شوال بود شانزدہم — کہ طلوعش نمود چوں انجم
چونکہ صدیق بود توقیر — سالِ مولود صدق گفت فقیر — لیلۃ الفطر جمعہ دررمضان
رفت سوئے جنان قطب زمان — چونکہ اونور بود سرتاپا — نور اللہ قبرہ وثراہ
سال ترحیل آں ستودہ صفات — زاں سبب نورگشت بی کم وکاست — شصت وسہ سال عمر زیبالیش
ہمچو عمر نبی وخلفائیش[1] — مرقدِ آن سعید ابن سعید — از سمرقند دو فرسخ است بعید

التماس احقر الناس خادم اہل اللہ فقیر اللہ غفر اللہ ذنوبہٗ وستر عیوبہٗ فی الدارین

شکر کہ ترمیم ہوئی یہ کتاب — علم احادیث کی لبّ لباب — خاص عنایات اللہ سے یہ کام
پایا سر انجام بصد اہتمام — گر نہ عنایات ہوساتھ — راز عرب ہند کو کب آئے ہاتھ
ذرّہ کجا اور کجا آفتاب — چشمۂ حیوان سے کہے کیا سراب — من زکجا ایں پر و بال از کجا
ترجمہ ہم شرح کمال از کجا — این ہمہ الطاف الٰہی شمول — گشت بریں بندہ طفیل مسول
سعی اس عاجز پہ نظر کیجئے — اور مترجم کو دعا دیجیے — ٹھیک یہ مضمون ہے ابیات کا
خوش ہو اللہ اُس سے کہ جس نے کہا
جو کہ مطالب تھے براموج فلک — ترجمہ سے آئے اتر ارض تک — یعنی کہ اردو کو پہن کر قبا
شاہدِ تازی ہوا جلوہ نما — گنج خفی دست بدست آگیا — خوب ہوا راز نہاں برملا
دوستو اب اس کا ادا حق کرد — خلق کو سمجھاؤ خود اس کو پڑھو — اس کو نہ جزداں میں رکھ دیجیو
ہاں کہیں ایسا نہ ستم کیجیو — پیرو سُنت کا ہی رہیو بجان — دل میں نہ بدعات کو دیجیو مکان
اب بھی تو بدعت میں رہا گر پھسا — مونہہ تو محمدؐ کو دکھائے گا کیا — نور کو لے نار کی مت کر ہوس
عاقل دیندار کو نکتہ ہے بس — یارب ان اوراق کو مقبول کر — ہند کو اس فیض سے کر بہرہ ور
ساعی افسردہ کو پُر درد کر — الفت دنیا سے اسے سرد کر — تیری ہی دہن روح کو ہردم رہے
تیرے ہی غم عشق میں خرم رہے — یارب اس عاجز کی دعا کر قبول — خاتمہ بالخیر بحق رسول[2]

[1] عمر شریف رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وعمر ابوبکر صدیق وعمر فاروق وعلی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین شصت وسہ سال بود۔ [2] ناشر کو اس سے اتفاق نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لاکھ لاکھ حمد اور شکر اُس ذات پاک غفور رحیم کو جس نے ہم کو انسان بنایا اور توحید کی راہ پر چلایا اور شرک کی آفت سے بچایا اور جناب سید المرسلین رحمۃ للعالمین کی امت سے اٹھایا اور کروڑ کروڑ سلام اور درود اس کے رسول مقبول محمد رسول اللہ ﷺ پر جس نے ہم کو سچا دین بتایا اور صراطِ مستقیم دکھایا اور ان کی آل اور اصحاب پر جنھوں نے کمال جانفشانی سے عالم میں دین پھیلایا اور توحید کی تلوار سے مشرکین اور بت پرستوں کا سر اڑایا اور رحمت خدا کی تمام محدثین اور امامانِ دین پر جنہوں نے کمال جانفشانی سے دنیا میں علم پھیلایا اور اللہ سے اجر عظیم پایا۔

امابعد! حمد وصلوٰۃ کے محمد ابوالحسن سیالکوٹی غفر اللہ لہ و والدیہ واحسن الیھما والیہ کہتا ہے کہ قبل اس کے یہ پارہ اول بہ سبب نایابی شروح بخاری کے صرف ۸ جزو پر عاجز نے ختم کر کے تاجر اہل اللہ شیخ فقیر اللہ صاحب کے سپرد کر دیا انہوں نے زرِ کثیر صرف کر کے یہ پارہ ہائے دے کر بنظر خیر خواہی شائقین علم حدیث چھاپ کر پھیلایا مگر شیخ صاحب موصوف جو خود بھی اس فن شریف کے ماہر ہیں اس امر کے شاکی رہے کہ ترجمہ پارہ اول کا کما حقہ پورا پورا نہ ہوا اور عاجز کو دوبارہ آمادہ کیا اور شروح سبعہ جن کے نام خود شیخ صاحب موصوف نے دیباچہ کتاب میں درج فرمائے ہیں مہیا کر دیے پس راقم کمر بستہ اس کارِ خیر کے واسطے ہوا اور بصد جانفشانی مضامین مفیدہ اور فوائد کثیرہ ان شروح سبعہ سے اس پارۂ اول میں ایزاد کر کے پہلے سے سہ چند بڑھایا اور شیخ صاحب سلمہ ربہ کا ملاحظہ کرایا جب ان کی تسکین ہوئی تو حق التصنیف جو کچھ میں نے چاہا ان سے پایا اللہ تعالیٰ ان کا اور ہمارا اور جمیع اہلِ اسلام کا خاتمہ با ایمان کرے اور جرم وخطا معاف فرمائے اور شفاعت سید المرسلین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ نصیب کرے۔

اب ترجمہ شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ تبارک وتعالیٰ کے:

قَالَ الْإِمَامُ الْبُخَارِيُّ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيِّيْنَ مِنْ بَعْدِهٖ﴾.

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ کی طرف پہلے پہل وحی آئی کس طرح شروع ہوئی؟ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: یقیناً ہم نے آپ کی طرف وحی فرمائی جس طرح کہ وحی کی ہم نے نوح علیہ السلام اور اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کی طرف۔

فائدہ : اس باب میں ابتدا وحی اور قرآن کے اترنے کا بیان ہے اور یہ کہ شروع وحی کس جہت اور کس طریق سے واقع ہوئی اور وحی کو آنحضرت ﷺ کی طرف کون لایا اور وحی کئی طور سے واقع ہوئی وحی کہتے ہیں کلام کو اللہ کی جو نبیوں پر اترتی ہے اور وہ نبیوں کے حق میں تین قسم پر ہے اول تو اللہ کے کلام کو اپنے کان سے سننا ہے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر اللہ کے کلام کو سنا۔ دوسرا پیغام بھیجنا ہے فرشتہ کے واسطے سے۔ تیسرا دل پر ڈال دینا جیسے کہ قول حضرت ﷺ کا ہے۔ اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِيْ رَوْعِيْ ''یعنی روح قدس نے پھونکا میرے دل میں'' اور جو غیر نبیوں کے حق میں وحی کا بھیجنا وارد ہوا ہے تو اس کا معنی الہام کا ہے جیسے وحی کی اللہ تعالیٰ نے طرف نحل کی یعنی الہام کیا اور حضرت ﷺ پر سات طرح سے وحی آتی تھی۔ اول خواب میں دوم مثل گھنٹے کی سوم آپ کے دل میں کلام کو پھونک دیا جاتا تھا چہارم فرشتہ آدمی کی شکل ہو کر آتا تھا پنجم جبرائیل علیہ السلام کو اپنی اصلی شکل پر دیکھتے تھے واسطے اس کے چھ سو پر ہے اور موتی اور یاقوت اس کے پروں سے جھڑ رہے ہیں ششم اللہ ان سے حجاب کے پیچھے بات کرتا تھا جیسے کہ معراج کی رات میں ہوا ہفتم وحی اسرافیل علیہ السلام کی کہ اول تین برس حضرت ﷺ کے ساتھ رہی پھر جبرائیل کو ان کے سپرد کیا واللہ اعلم اور مصنف نے اس کتاب کو ساتھ باب بدء الوحی کے اس واسطے شروع کیا کہ اس میں اول شان رسالت اور ابتداء بعثت اور شروع حال وحی کا ذکر ہے جس پر رسالت موقوف ہے اور آیت مذکورہ کو اس باب میں واسطے تبرک کے ذکر کیا ہے اور اس واسطے کہ اس کو ترجمۃ الباب کے ساتھ فی الجملہ مناسبت ہے بوجہ شامل ہونے اس کے کے اوپر ذکر وحی کے۔

فائدہ : اعتراض کیا گیا ہے بخاری پر اس واسطے کہ نہیں شروع کیا اس نے کتاب کو ساتھ خطبے کے کہ خبر دے اس کی مقصود شروع کیا گیا ساتھ حمد اور شہادت کے واسطے عمل کرنے کے ساتھ اس حدیث کے کہ ہر امر ذی شان کہ نہ شروع کیا جائے اس کو ساتھ حمد اللہ کے تو وہ ناتمام ہے اور اس حدیث کے کہ جس خطبے میں شہادت نہ ہو وہ مانند ہاتھ بیکار کی ہے روایت کیا ہے ان دونوں حدیثوں کو ابوداؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور جواب پہلے اعتراض سے یہ ہے کہ خطبے میں کسی سیاق معین کا ہونا ضرور نہیں کہ اس کے سواء اور کوئی سیاق درست نہ ہو بلکہ غرض اس سے شروع کرنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے مقصود پر اور البتہ شروع کیا ہے بخاری نے کتاب کو ساتھ ترجمہ بدء الوحی کے ساتھ حدیث نیت کے جو دلالت کرتی ہے اس کے مقصود پر جو شامل ہے اس پر کہ عمل دائر ہے ساتھ نیت کے پس گویا کہ اس نے کہا کہ میرا مقصود یہ ہے کہ جمع کروں وحی سنت کو جو سیکھا گیا ہے اس پیغمبر سے جو ساری خلقت سے بہتر ہے اس وجہ پر کہ ظاہر ہو اس میں حسن عمل میرا برے قصد سے اور ہر مرد کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی سو کفایت کی اس نے ساتھ اشارے کے تصریح سے اور کتاب کے اکثر ترجموں میں وہ ایسی راہ چلا جیسا کہ آئندہ اس سے ظاہر ہوگا اور دوسرے اعتراض سے۔ جواب ہے کہ یہ دونوں حدیثیں اس کی شرط پر نہیں بلکہ دونوں سے ہر ایک میں کلام ہے ہم

نے مانا کہ وہ حجت پکڑنے کے لائق ہیں لیکن ان میں یہ نہیں کہ یہ متعین ہے ساتھ نطق اور کتابت دونوں کے سو شاید اس نے کتاب کے شروع کرنے کے وقت حمد اور شہادت زبان سے کہہ لی ہو اور اس کو لکھا نہ ہو واسطے اقتصار کرنے کے بسم اللہ پر اس واسطے کہ جو قدر کہ تینوں امروں کو جمع کرے وہ اللہ کا ذکر ہے اور تحقیق حاصل ہو چکا ہے ساتھ بسم اللہ کے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ امر کہ سب قرآن سے پہلے پہل آیت ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ اتری پس طریق پیروی کا ساتھ اس کے یہ ہے کہ بسم اللہ کے ساتھ شروع کیا جائے اور صرف اسی پر اقتصار کیا جائے خاص کر اور حکایت اس کی جملہ اس چیز سے ہے جس کو شامل ہے یہ باب بلکہ وہی ہے مقصود بالذات اس کی حدیثوں میں اور نیز تائید کرتا ہے اس کی لکھنا حضرت ﷺ کا طرف بادشاہوں کی اور لکھنا آپ کا قضایا اور معاملات میں کہ آپ نے ان کو بسم اللہ سے شروع کیا حمد وغیرہ کے ساتھ شروع نہ کیا جیسا کہ آئندہ آئے گا ابوسفیان کی حدیث میں ہرقل کے قصے میں اس باب میں اور جیسا کہ صلح حدیبیہ کے قصے میں آئے گا اور سوائے اس کے حدیثوں سے اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ حمد اور شہادت کی حاجت تو صرف خطبوں میں ہے رسائل وثیقوں میں اس کی حاجت نہیں پس گویا کہ بخاری نے جب اپنی کتاب کو خطبے کے ساتھ شروع نہ کیا تو جاری کیا اس کو جگہ مراسلوں کی طرف اہلِ علم کی تا کہ اس سے فائدہ اٹھائیں ساتھ پڑھنے اور پڑھانے کے اور بعض شارحین اس کے اور بھی کئی طرح سے جواب دیتے ہیں لیکن ان سب میں نظر ہے ایک ان میں سے یہ ہے کہ معارض ہوا نزدیک اس کے ابتدا کرنا ساتھ بسملہ کے اور حمدلہ کے پس اگر حمدلہ سے شروع کرتا تو عادت کا خلاف کرتا اور اگر بسملہ کے ساتھ شروع کرتا تو نہ ہوتا شروع کرنے والا ہوتا ساتھ حمدلہ کے پس اکتفا کیا ساتھ بسملہ کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر دونوں کو جمع کرتا تو البتہ ہوتا شروع کرنے والا ساتھ حمدلہ کے بہ نسبت اس چیز کے کہ بسم اللہ کے بعد ہے اور یہی نکتہ ہے بیچ حذف کرنے عاطف کے پس ہوگا اولی واسطے موافقت قرآنِ مجید کے پس تحقیق اصحاب نے شروع کیا امام کبیر یعنی قرآنِ مجید کی کتابت کو ساتھ بسم اللہ اور حمدلہ کے اور اس کو پڑھا اور تابع ہوئے ان کے تمام لوگ جنہوں نے قرآن کو لکھا بعد ان کے سب زمانوں میں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ بسم اللہ آیت ہے سورۂ فاتحہ کی ابتدا سے اور جو نہیں کہتے اور تحقیق قرار پایا ہے عمل مصنفین اماموں کا اوپر شروع کرنے کتابوں علم کے ساتھ بسم اللہ کے اور اسی طرح اکثر رسائل اور اختلاف کیا ہے پہلے علماؤں نے اس چیز میں جب کہ ہو کل کتاب شعروں کی شعبی نے کہا کہ اس کی ابتدا میں بسم اللہ لکھنا منع ہے اور زہری سے روایت ہے کہ جاری ہوئی ہے سنت کہ شعروں کے ابتداء میں بسم اللہ نہ لکھی جائے اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ جائز ہے لکھنا بسم اللہ کا اس کی ابتدا میں اور یہی قول ہے جمہور کا اور خطیب نے کہا کہ یہی ہے مختار اور وحی کے معنی لغت میں چپکی خبر دینے کے ہیں اور نیز وحی کے معنی کتابت اور مکتوب اور بعث اور الہام اور امر اور ایماء اور اشارہ کے بھی ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی اصل تفہیم ہے یعنی سمجھانا اور شرع میں وحی کے معنی شرع کی خبر دینے

اور بتلانے کے ہیں اور کبھی وحی سے مراد اسم مفعول ہوتا ہے یعنی جو چیز کہ وحی کے ذریعہ سے بھیجی گئی اور وہ اللہ کا کلام ہے جو حضرت ﷺ پر اتارا گیا اور مراد امام بخاری کی باب بدء الوحی سے حال بیان کرنا وحی کا ہے ساتھ ہر اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ شان اس کی کے خواہ اس کو کسی قسم کا تعلق ہو پس شامل ہوگا بیان کیفیت وحی کو اور بیان شروع کیفیت وحی کے کو اور نہ لازم آئے گا اس پر یہ اعتراض کہ اس میں صرف وحی کے کیفیت کا بیان ہے کیفیت ابتداء وحی کا بیان نہیں۔ (فتح الباری) اور اللہ نے فرمایا کہ تحقیق ہم نے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح کو اور نبیوں کو اس کے پیچھے۔

فائدہ: اور مناسبت اس آیت کی واسطے ترجمہ کے ظاہر ہے کہ ہمارے پیغمبر کی وحی کی کیفیت اگلے پیغمبروں کی وحی کی صفت کے موافق ہے اور اس جہت سے کہ پہلے پہل شروع وحی کی سب پیغمبروں کو سچی خوابوں سے ہوئی جیسے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پہلے پہل پیغمبروں کو سچی خوابیں آنی شروع ہوتی ہیں یہاں تک کہ مستعد ہوتے ہیں دل ان کے پھر اسکے بعد جاگتے ان کی طرف وحی اترتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آیت میں پہلے پہل نوح علیہ السلام کو ذکر کیا اس واسطے کہ وہ پہلا نبی ہے جو رسول کیا گیا یا پہلا پیغمبر ہے جس کی قوم کو عذاب ہوا پس نہ وارد ہوگا اعتراض کہ آدم علیہ السلام اول ہیں سب پیغمبروں کے مطلق اور اس کا مفصل بیان شفاعت کی حدیث میں آئے گا۔ (فتح)

١ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيُّ اَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصِ اللَّيْثِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوْ اِلٰى امْرَءَةٍ يَّنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ اِلٰى مَاهَاجَرَ اِلَيْهِ.

۱۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا اس نے منبر پر کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے تھے سوائے اس کے نہیں کہ سب کاموں کا اعتبار ساتھ نیتوں کے ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ ہر ایک مرد کے واسطے وہی چیز ہے جو اس نے نیت کی یعنی کوئی عمل بدون نیت کے ٹھیک اور ثواب کے لائق نہیں ہے پس جس کی ہجرت دنیا کے واسطے ہوئی کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے واسطے ہوئی کہ اُسے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اس کی طرف ہوئی جس کے واسطے اس نے ہجرت کی یعنی دنیا اور عورت۔

فائدہ: بعض روایات میں یوں آیا ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کے واسطے (جس کا نام ام قیس تھا) مدینے کی طرف ہجرت کی لوگوں نے یہ حال حضرت ﷺ سے کہا تب حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی یعنی ایسی نیت کا کچھ ثواب نہیں کہ نیت خالص نہیں نیت ارادہ اور قصد دلی کا نام ہے زبان سے کہنے کی کچھ حاجت نہیں اگر مثلاً نماز کی نیت

دل میں کی زبان سے نہ نکلی یا زبان سے خلاف اس کے نکلے تو کچھ مضائقہ نہیں نماز میں زبان سے پکار کر نیت کرنا ہر گز درست نہیں اوراہلِ حدیث کا مذہب بھی یہی ہے کہ زبان سے نہ کہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ سے ثابت نہیں۔ اسی طرح سے علم اور درویشی اور ہر قسم کی عبادت کو قیاس کرنا چاہیے۔ اگر محض اللہ کے واسطے تو سبحان اللہ اور نہیں تو اس کو قالب بے روح سمجھا جائے اور جب کہ نیت پر مدار ٹھہرا تو نیک نیتی سے مباحات میں بھی ثواب ہوتا ہے جیسے کہ کھانا اس نیت سے کھائے کہ عبادت کی قوت حاصل ہو اور کپڑا پہننا تا کہ نماز درست اور بیوی سے صحبت کرنا تا کہ نیک اولاد پیدا ہو اور حرام کاری سے بچے غرض کہ یہ حدیث اخلاص عمل اور درستی نیت میں اصل ہے اور بدنیت اور ریا کاری کی بیخ کن ہے اسی واسطے محدثین کا معمول ہے کہ حدیث کی کتابوں کے اول میں اسی حدیث کو لکھتے ہیں تا کہ حدیث کے پڑھنے والے سرے ہی سے اپنی نیت کو درست کریں اور اللہ ہی کے واسطے علمِ حدیث پڑھیں دنیا کا کسی طرح کا لگاؤ اور خیال نہ رکھیں امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس حدیث کو دین میں ستر جگہ دخل ہے مراد اس سے کثرت ہے یعنی ہر جگہ اس کا دخل ہے عبادات میں معاملات میں اور عادات میں اور سب علمائے حدیث اس حدیث کی صحت پر متفق ہیں بعض اس کو متواتر کہتے ہیں واللہ اعلم۔ اور مناسبت اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ اس طور سے ہے کہ آنحضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لے گئے تو اس وقت آپ نے اس حدیث کے ساتھ خطبہ پڑھا اور وہ ابتدا رسالت اور بعثت کا تھا اور یہی مراد ہے باب بدء الوحی سے اور اعتراض کیا گیا ہے بخاری پر ساتھ اس کے کہ حدیث اعمال کو ترجمہ بدء الوحی سے بالکل کچھ تعلق نہیں اسی واسطے خطابی وغیرہ نے اس کو ترجمہ سے پہلے روایت کیا ہے اس اعتقاد سے کہ بخاری اس کو صرف تبرک کے واسطے لایا ہے اور ابن رشید نے کہا کہ نہیں قصد کیا بخاری نے ساتھ لانے اس کے کہ سوائے بیان اپنی نیک نیت کے اس کتاب میں اور لوگوں نے اس کی مناسبت کے بیان کرنے میں تکلف کیا ہے۔ سو جو کسی کی رائے میں آیا اس نے کہا اور حکایت کی مہلب نے کہ جب حضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے تو اس وقت آپ نے اس حدیث کے ساتھ خطبہ پڑھا تو اس واسطے مناسب ہوا لانا اس کا ابتدا وحی میں اس واسطے کہ جو احوال کہ ہجرت سے پہلے تھے وہ اس کے واسطے مقدمے کی طرح تھے۔ اس واسطے کہ ہجرت کے ساتھ شروع ہوا اذن مشرکین کے جہاد میں اور اس کے بعد فتح اور نصرت ہوئی اور یہ وجہ خوب ہے لیکن میں نے کہیں یہ منقول نہیں دیکھا کہ حضرت ﷺ نے اول ہجرت میں اس کے ساتھ خطبہ پڑھا اور ابن بطال نے ابوعبداللہ سے نقل کیا ہے کہ تبویب آیت اور حدیث دونوں کے ساتھ متعلق ہے یعنی دونوں ترجمہ باب میں داخل ہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی پیغمبروں کو پھر محمد ﷺ کو کہ عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ ان کو حکم یہی ہوا ہے کہ اللہ کی عبادت یک رُخ ہو کر کریں اور ابو العالیہ نے کہا کہ وصیت کی ان کو ساتھ اخلاص کے اس کی عبادت میں اور مہلب نے کہا کہ قصد بخاری کا خبر دینی ہے حضرت ﷺ کے

احوال سے بیچ حال نشو ونما کے اور یہ کہ اللہ نے بتوں کو اپنے نزدیک مبغوض ٹھہرایا اور بھلائی کے کاموں کو اور گوشہ گیری کو اور تنہائی کو آپ کی طرف محبوب کیا واسطے بھاگنے کے بری صحبتوں سے پھر جب آپ نے اس کو لازم پکڑا تو اللہ نے آپ کو آپ کی نیت پر پیغمبری عطا کی جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ فواتح عنوان ہیں خواتم کا اور ابن منیر نے کہا کہ تھا مقدمہ نبوت کا بیچ حق حضرت ﷺ کے ہجرت کرنی طرف اللہ کی ساتھ گوشہ گیری کے حرا کی غار میں تو مناسب ہوا شروع کرنا ساتھ حدیث ہجرت کے اور مناسبات بدیعیہ سے وہ چیز ہے کہ جس کی طرف پہلے اشارہ گزر چکا ہے کہ کتاب جب کہ تھی موضوع واسطے جمع کرنے وحی سنت کے تو شروع کیا ہے اس کو ساتھ بدء الوحی کے اور جب کہ تھی وحی واسطے بیان اعمال شرعیہ کے تو شروع کیا اس کو ساتھ حدیث الاعمال کے اور باوجود ان مناسبتوں کے نہیں لائق ہے جزم کرنا ساتھ اس کے کہ اس کو ترجمہ سے کچھ تعلق نہیں اور اللہ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے طرف راہ سیدھے کی اور عبدالرحمٰن بن ومہدی نے کہا کہ یہ حدیث سر (راز) ہے ہر بات کا اور بیہقی نے کہا کہ یہ علم کی تہائی ہے اس واسطے کہ کسب بندے کا واقع ہوتا ہے دل سے اور زبان سے اور اعضاء سے سو نیت راجح تر ہے تینوں سے اس واسطے کہ نیت کبھی مستقل عبادت ہوتی ہے اور اس کا غیر اس کا محتاج ہوتا ہے اسی واسطے وارد ہوئی ہے کہ ایماندار کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور یہ جو فرمایا کہ **الاعمال بالنیات** تو اس حدیث میں اسی طرح واقعہ ہوا ہے اور وہ مقابلہ جمع کا ہے ساتھ جمع کے یعنی ہر عمل اپنی نیت سے ہے اور حربی نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ نیت کئی قسم کی ہے جیسے کہ اعمال کئی قسم کے ہیں مانند اس شخص کی کہ قصد کرے ساتھ عمل اپنے کے رضامندی اللہ کی یا حاصل کرے موعود اس کی کے یا واسطے ڈرنے کے اس کے وعدہ عذاب سے اور اکثر روایتوں میں نیت کا لفظ مفرد واقع ہوا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ محل نیت کا دل ہے اور وہ ایک ہے پس مناسب ہوا مفرد لانا اس کا برخلاف اعمال کے کہ وہ ظواہر کے ساتھ متعلق ہیں اور وہ کئی قسم کے ہیں پس مناسب ہوا جمع لانا ان کا اور اعمال چاہتے ہیں اس کو کہ ان کا کوئی کرنے والا بھی ہو پس مراد یہ ہے کہ وہ عمل جو صادر ہیں مکلفین سے اور اس بنا پر کیا کافروں کے عمل بھی اس میں داخل ہوتے ہیں (یا نہیں) ظاہر یہ ہے کہ نہیں ہوتے اس واسطے کہ مراد ساتھ عملوں کے عبادت کے عمل ہیں اور وہ کافروں سے نہیں ہوتے اگرچہ کافر ان کے ساتھ مخاطب ہے اور ان کے ترک پر اس کو عذاب ہوگا اور نہیں وارد ہوگا آزاد کرنا اور صدقہ دینا کافر کا اس واسطے کہ ان کا جواز اور دلیل سے ثابت ہے اور ''ب'' نیات میں واسطے مصاحبت کے ہے اور احتمال ہے کہ وہ سببیت کے واسطے اس معنی سے کہ وہ قائم رکھنے والی ہے واسطے عمل کے اور بنا بر پہلی وجہ کے پاس وہ نفس عمل سے ہے پس شرط ہے کہ نہ پیچھے رہے اس کے اول میں اور نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ نیت قصد ہے اور وہ عزیمت دل کی ہے اور کرمانی نے کہا کہ نیت قصد دلی کا نام ہے اور عزیمت قلبی اس میں داخل نہیں اور اختلاف کیا ہے فقہاء نے کہ نیت رکن ہے یا شرط اور ترجیح اس کو ہے کہ ایجاد کرنا اس کا از روئے ذکر کے عمل کے ابتدا میں رکن

ہے اور ساتھ رکھنا اس کا از روئے حکم کے اس معنی کو شرعًا اس کا کوئی منافی نہ لائے شرط ہے اور ضرور ہے کہ کوئی محذوف نکالا جائے جس کے ساتھ جار اور مجرور متعلق ہو سو بعض کہتے ہیں کہ تُعْتَبَرُ اور بعض کہتے ہیں کہ تکمل اور بعض کہتے ہیں کہ تصح اور بعض کہتے ہیں کہ تحصل اور بعض کہتے ہیں کہ تستقر یعنی عملوں کے اعتبار یا کمال یا صحت یا حاصل ہونا نیت سے ہے۔ طیبی نے کہا کہ کلام شارع کا محمول ہے اوپر بیان شرع کے اس واسطے کہ جو اس کے ساتھ تھے وہ اہل زبان تھے پس گویا کہ خطاب کیا ان سے پیغمبر نے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں ہے ان کو علم اس کا مگر پیغمبر کی طرف سے پس متعین ہوگا حمل کرنا اس چیز پر جو حکم شرعی کے مفید ہو۔ اور بیضاوی نے کہا کہ نیت عبارت ہے اٹھنے دل کے سے طرف اس چیز کی کہ اس کو کسی غرض کے موافق دیکھے نفع کھینچنے سے یا ضرر دور کرنے سے حال میں یا عاقبت میں اور خاص کیا ہے اس کو شرع نے ساتھ ارادہ کے جو متوجہ ہے طرف فعل کے واسطے چاہنے رضا مندی اللہ کے اور بجالانے حکم اس کے کی اور نیت حدیث میں محمول ہے اوپر معنی لغوی کے تاکہ خوب ہو تطبیق اس کی اپنے مابعد پر اور تقسیم کرنا اُس کا احوال مہاجر کو پس تحقیق وہ تفصیل ہے واسطے اس چیز کے کہ اجمال کی گئی اور حدیث متروک الظاہر ہے یعنی اس کا ظاہر مراد نہیں اس واسطے کہ عملوں کی ذات دور نہیں ہوتی اس واسطے کہ تقدیر یہ ہے کہ نہیں عمل مگر نیت سے پس نہیں مراد نفی ذات عمل کی اس واسطے کہ کبھی پایا جاتا ہے بغیر نیت کے بلکہ مراد اس کے احکام کی نفی ہے مانند صحت اور کمال کے لیکن حمل کرنا نفی صحت پر اولیٰ ہے۔ اس واسطے کہ وہ مشابہ تر ہے ساتھ نفی کرنے ذات شی کے اور نیز اس واسطے کہ لفظ دلالت کرتا ہے اوپر نفی ذات کے ساتھ تصریح کے اور اوپر نفی صفات کے بالتبع پس جب دلیل نے ذات کی نفی کو منع کیا تو باقی رہی دلالت اس کی اوپر نفی صفات کے بدستور پھر لفظ عمل کا شامل ہے فعل جوارح کو یہاں تک کہ زبان کے فعل کو بھی تو اقوال بھی اس میں داخل ہوں گے اور ابن دقیق العید نے کہا کہ جو لوگ نیت کو شرط ٹھہراتے ہیں وہ اس میں صحت کو مقدر کرتے ہیں اور جو اس کو شرط نہیں ٹھہراتے وہ کمال کو مقدر کرتے ہیں اور ترجیح پہلی وجہ کو ہے یعنی بدون نیت کے کوئی عمل صحیح نہیں اس طرح کہ صحت اکثر ہے لازم ہونے میں واسطے حقیقت کے کمال سے پس عمل کرنا اس پر اولیٰ ہے اور اس کلام میں وہم دلانا ہے کہ بعض علماء نیت کو شرط نہیں کہتے اور نہیں اختلاف ہے درمیان ان کے بیچ اس کے مگر وسائل میں اور لیکن مقاصد پس نہیں اختلاف ہے درمیان ان کے بیچ شرط ہونے نیت کے واسطے اُن کے اور اسی واسطے خلاف کیا ہے حنفیوں نے بیچ شرط ہونے نیت کے واسطے وضو کے یعنی حنفیہ کہتے ہیں کہ وضو کے واسطے نیت شرط نہیں اور اوزاعی نے کہا کہ تیمم میں بھی نیت شرط نہیں ہاں اختلاف ہے درمیان علماء کے بیچ مقترن ہونے نیت کے ساتھ اول عمل کے جیسے کہ فقہ کی کتابوں میں مشہور ہے پھر ظاہر یہ ہے کہ الف لام النیات میں ضمیر کے بدلے ہے یعنی الاعمال بنیاتھا اس بنا پر پس دلالت کرے گی یہ حدیث اوپر اعتبار نیت عمل کے کہ مثلاً نماز ہے یا کوئی اور عمل اور یہ کہ فرض ہے یا نفل اور مثلاً ظہر کی نماز ہے یا عصر کی اور نماز قصر ہے یا غیر قصر اور کیا ایسی صورت میں

عدد کی تعیین کی بھی حاجت ہے سو اس میں بحث ہے اور راجح یہ ہے کہ کافی ہے معین کرنا عبادت کا جو عدد معین سے جدا نہیں ہوتی مانند مسافر کی مثلاً کہ نہیں جائز ہے اس کو قصر کرنا مگر ساتھ نیت قصر کے لیکن نہیں ہے اس کو حاجت طرف نیت دو رکعتوں کے اس واسطے یہ ہے مقتضی قصر کا واللہ اعلم ۔ اور یہ جو کہا کہ ہر مرد کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی تو قرطبی نے کہا کہ اس میں تحقیق ہے واسطے شرط ہونے نیت اور اخلاص کے اعمال میں سو قرطبی اس طرف مائل ہوئے ہیں کہ یہ جملہ پہلے جملے کے واسطے مؤکد ہے اور اس کے غیر نے کہا یہ پہلے کے سوا اور فائدہ دیتا ہے ابن دقیق العید نے کہا کہ دوسرا جملہ چاہتا ہے کہ جو کسی چیز کی نیت کرے وہ اس کے واسطے حاصل ہوتی ہے یعنی جب عمل کو بمعہ شرائط ادا کرے یا اسے کوئی عذر شرعی اس کے کرنے سے مانع ہو جس کے ساتھ وہ شرع میں معذور سمجھا جائے اور جو نیت نہ کرے اس کے واسطے حاصل نہیں ہوتی اور مراد اس کے نیت نہ کرنے سے یہ ہے کہ نہ نیت کرے بطور خصوص کے اور نہ بطور عموم کے لیکن کسی خاص چیز کی نیت نہ کرے لیکن ہو وہاں نیت عام تو اس میں علماء کو اختلاف ہے اور اس سے بے شمار مسئلے نکلتے ہیں اور کبھی حاصل ہوتا ہے غیر منوی واسطے مدرک آخر کے مانند اس شخص کی کہ مسجد میں داخل ہوا اور فرض یا مؤکد سنتیں پڑھے بیٹھنے سے پہلے تو حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے ثواب تحیۃ المسجد کا خواہ وہ اس نے اس کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو اس واسطے کہ قصد ساتھ تحیۃ کے مشغول ہونا جگہ کا ہے اور وہ حاصل ہو چکا ہے برخلاف اس کے جو جمعہ کے دن جنابت کے سبب سے نہائے کہ اس کے واسطے جمعہ کا غسل حاصل نہیں ہوتا راجح قول پر اس واسطے کہ غسل جمعہ کی نظیر کی جاتی ہے اس میں طرف تعبد کی نہ طرف محض ستھرائی کی پس ضرور ہے قصد کرنا اس کا برخلاف تحیۃ المسجد کے واللہ اعلم ۔ اور نووی نے کہا کہ فائدہ دیتا ہے جملہ دوسرا اشتراط تعیین منوی یعنی حسن فعل کی نیت کرنی شرط ہے کہ اس کو معین کرے مانند اس شخص کی جس پر فوت شدہ نماز ہو نہیں کفایت کرتا ہے اس کو یہ کہ نیت کرے فقط نماز فوت شدہ کی بلکہ اس کو معین کرے مثلاً ظہر یا عصر اور نہیں پوشیدہ ہے یہ کہ محل اُس کا وہ ہے جب کہ فوت شدہ نمازیں بے شمار ہوں اور سمعانی نے کہا کہ فائدہ دیتا ہے اُس کا کہ جو اعمال عبادت سے خارج ہیں وہ ثواب کا فائدہ نہیں دیتے مگر جب کہ اُس کا فاعل اُس کے ساتھ قربت کی نیت کرے ۔ مانند کھانے کی جب کہ نیت کرے ساتھ اس کے قوت کی عبادت پر اور ابن عبدالسلام نے کہا کہ پہلا جملہ واسطے بیان اُس چیز کے ہے کہ اعتبار کی جاتی ہے عملوں سے اور دوسرا جملہ واسطے بیان اس چیز کے کہ مترتب ہوتی ہے اوپر اُس کے اور فائدہ دیا کہ نیت تو صرف اس عبادت میں شرط ہے جو اپنی ذات سے جدا نہ ہو اور لیکن جو چیز کہ جدا ہو پاس تحقیق وہ پھیری جاتی ہے طرف اُس چیز کی کہ وضع کی گئی واسطے اُس کے مانند اذکار اور دعاؤں اور تلاوت کی پس تحقیق وہ نہیں مترددہیں درمیان عبادت اور عادت کے یعنی بلکہ بذات خود جدا ہیں ۔ ان میں نیت شرط نہیں اور نہیں پوشیدہ ہے کہ یہ تو صرف بہ نسبت اصل وضع کے ہے اور لیکن جس میں عرف پیدا ہوئی ہے مانند سبحان اللہ کہنے کی وقت تعجب کے تو نہیں یعنی اس میں نیت شرط ہے ۔ اور

باوجود اس کے پس اگر قصد کرے ساتھ ذکر کے قربت چاہنی طرف اللہ کی تو البتہ ہوتا ہے اکثر ثواب میں اسی واسطے غزالی نے کہا کہ حرکت زبان کے ساتھ ذکر کے باوجود غافل ہونے کے اس سے حاصل کرتی ہے ثواب کو اس واسطے کہ وہ بہتر ہے حرکت کرنے زبان کے سے ساتھ گلہ کے بلکہ وہ بہتر ساتھ مطلق چپ رہنے کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ناقص ہے بہ نسبت عمل دل کے اور وارد کیا گیا ہے غزالی کے اطلاق پر کہ لازم آتا ہے اس سے کہ مرد ثواب دیا جائے مباح کام پر اس واسطے کہ وہ بہتر ہے فعل حرام سے اور یہ اس کی مراد نہیں اور خاص کی گئی ہے عموم حدیث سے وہ چیز کہ قصد کیا جائے حصول اس کا فی الجملہ پس تحقیق وہ محتاج ہے طرف نیت کی جو اس کو خاص کرے مانند تحیۃ المسجد کی اور مانند اس عورت کی جس کا خاوند مرگیا اور نہ پہنچی اس کو خبر مگر بعد گزرنے عدت کے پس تحقیق عدت اس کی گزر جاتی ہے اس واسطے کہ مقصود حاصل ہونا پاکی رحم کی ہے اور وہ حاصل ہو چکی ہے اور اسی واسطے نہیں حاجت ہے متروک میں طرف نیت کی اور تحقیق ہے کہ ترک مجرد میں ثواب نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے ثواب ساتھ باز رہنے کے کہ وہ نفس کا ہے سو جس کے دل میں گناہ کا خیال نہ گزرے نہیں وہ مانند اس شخص کی کہ اس کے دل میں گناہ کا خیال گزرے پس باز رکھے اپنے نفس کو اس سے واسطے خوف کے اللہ سے پس رجوع کیا حال نے طرف اس کی کہ جو نیت کا محتاج ہے وہ عمل ہے ساتھ تمام وجھوں کے نہ محض ترک، واللہ اعلم۔

اور ہجرت کے معنی ہیں ترک کرنا اور ہجرت طرف شئے کی انتقال کرنا ہے طرف اس کی غیر اُس کے سے اور شرع میں ترک کرنا اس چیز کا ہے جس سے اللہ نے منع کیا اور ہجرت اسلام میں دو وجہ سے واقع ہوئی ہے اول انتقال کرنا خوف کے ملک سے امن کے ملک کی طرف جیسے کہ حبش کی ہجرت میں واقع ہوا اور ابتدا ہجرت کا مکے سے طرف مدینے کی دوسری ہجرت دارالکفر سے ہے طرف دارالایمان کی اور یہ بعد اس کے ہے کہ قرار پایا حضرت ﷺ نے مدینے میں اور ہجرت کی طرف اُس کی ایمانداروں سے جو اس پر قادر ہوا اور تھی اُس وقت ہجرت خاص ساتھ انتقال کے طرف مدینے کی یہاں تک کہ مکہ فتح ہوا پس موقوف ہوا خاص ہونا ہجرت کا طرف مدینے کی اور باقی رہا عموم انتقال کا دارالکفر سے دارالاسلام کی جو اُس پر قادر ہوا اور دنیا مشتق ہے دنوّ سے اس کے معنی نزدیک ہونے کے ہیں اور دنیا کا نام دنیا رکھا گیا واسطے سبقت کرنے اس کے کی دوسرے سے اور بعض کہتے ہیں کہ دنیا کا نام اس واسطے رکھا گیا کہ وہ نزدیک ہے طرف زوال کے اور اختلاف ہے اُس کی حقیقت میں کہ دنیا کس چیز کا نام ہے سو بعض کہتے ہیں جو زمین پر ہے ہوا اور جوّ (فضا) سے اور بعض کہتے ہیں کہ کل مخلوقات اعراض اور جواہر سے اور پہلی تعریف اولیٰ ہے لیکن زیادہ کیا جائے اس میں اس قسم سے کہ قیامت سے پہلے ہے اور بطور مجاز کے اس کی ہر جز کو دنیا کہتے ہیں اور یہ جو کہا **فھجرتہ الی ماھاجر الیہ** تو احتمال ہے کہ **ما ھاجر الیہ** ہجرت کے متعلق ہو پس ہوگی جزا محذوف یعنی قبیحۃ اور صحیحۃ مثلاً اور احتمال ہے کہ فہجرتہ کی خبر ہو اور یہی دوسرا احتمال راجح ہے اس واسطے کہ پہلا احتمال چاہتا ہے کہ ہجرت

مطلق مذموم ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں مگر یہ کہ حمل کیا جائے اوپر مقدر کرنے ایسی چیز کے کہ تقاضا کرے تردد گویا قصور کو ہجرت خالصہ سے مانند اس شخص کی کہ نیت کرے ساتھ ہجرت اپنی کے چھوڑنا دار الکفر کا اور نکاح کرنا عورت کا اکٹھا یعنی دونوں کی اکٹھی نیت کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مشعر ہے سیاق ساتھ ذم اس شخص کے کہ کرے یہ بہ نسبت اس شخص کے جو طلب کرے عورت کو ساتھ صورت ہجرت خالص کے اور جو طلب کرے اُس کو جوڑ کر ساتھ ہجرت کے تو اس کو ثواب ہوتا ہے ہجرت کے قصد پر لیکن کم اس شخص سے جس کی ہجرت خالص ہو اور اُسی طرح جو فقط نکاح ہی طلب کرے نہ بصورت ہجرت الی اللہ کے اس واسطے کہ نکاح کرنا مباح امر ہے کہ ثواب دیا جاتا ہے فاعل اُس کا جب کہ قصد کرے ساتھ اس کے قربت کا مانند بچنے کے گناہ سے اور اس کی مثالوں سے وہ چیز ہے جو ابوطلحہ کے اسلام کی قصص میں واقع ہوئی ہے جیسے کہ نسائی نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے کہ نکاح کیا ابوطلحہ نے ام سلیم یعنی انس رضی اللہ عنہ کی ماں سے اُن کے درمیان مہر اسلام ٹھہرایا اور اس کا بیان یوں ہے کہ ام سلیم ابوطلحہ سے پہلے مسلمان ہوئی تھی تو ابوطلحہ نے اس کو نکاح کا پیغام کیا تو ام سلیم نے کہا کہ میں مسلمان ہوگئی ہوں سو اگر تو بھی مسلمان ہو جائے تو میں تجھ سے نکاح کروں گی سو ابوطلحہ مسلمان ہوا تو ام سلیم نے اس سے نکاح کیا اور یہ محمول ہے اُس پر کہ ابوطلحہ کو اسلام کی رغبت تھی اور ایک وجہ سے اس میں داخل ہوا تھا اور جوڑا ساتھ اس کے ارادہ تزویج مباح کا پس ہوگیا مانند اس شخص کی جس نے نیت کی اپنی روزی سے عبادت اور حمیت کی یا ساتھ اپنے طواف سے عبادت اور ساتھ رہنا قرضدار کے اور اختیار کیا ہے غزالی نے اس چیز میں کہ متعلق ہو ثواب کے کہ اگر قصد دنیاوی زیادہ غالب ہو تو اس میں ثواب نہیں ہوتا اور اگر قصد دینی غالب ہو تو اس کو ثواب ہوتا ہے اور اگر دونوں کا قصد برابر ہو تو کوئی ثواب نہیں اور اگر نیت عبادت کی ہو لیکن اس کے ساتھ کوئی چیز بعد کو مل جائے جو اخلاص کے مخالف ہو تو نقل کیا ہے ابوجعفر طبری نے جمہور سلف سے کہ اعتبار ساتھ ابتدا ہونے کے ہے پس اگر ابتدا میں نیت خالص ہو تو نہیں ضرر کرتی اس کو وہ چیز کہ عارض ہو بعد اس کے خود پسندی وغیرہ سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ نہیں جائز ہے اقدام عمل پر پہلے پہچاننے حکم کے اس واسطے کہ اس میں عمل کا اعتبار نہیں جب کہ خالی ہو نیت سے اور نہیں صحیح ہے نیت فعل کسی چیز کی مگر بعد پہچاننے اس کے حکم کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ غافل پر تکلیف نہیں اس واسطے کہ قصد مستلزم ہے علم مقصود کو اور غافل قصد کرنے والا نہیں اور اُس پر کہ جو روزہ رکھے نفل ساتھ نیت کے پہلے زوال سے تو نہیں شمار ہوتا اُس کا روزہ مگر نیت کے وقت سے اور یہ مقتضی حدیث کا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ مفہوم اس کے کے اس پر کہ جو عمل نہیں اس میں نیت شرط نہیں اور اس کی مثالوں سے جمع تقدیم ہے یعنی دونوں نمازوں کو پہلی نماز کے وقت میں جمع کرنا پس تحقیق راجح باعتبار نظر کے یہ ہے کہ اس میں نیت شرط نہیں برخلاف اس کے جس کو ترجیح دی ہے اکثر شافعیوں نے اور مخالفت کی ہے اُن کی ہمارے شیخ شیخ الاسلام نے اور کہا کہ جمع کرنا

دونمازوں کا عمل نہیں عمل تو صرف نماز ہے اور قوی کرتا ہے اس کو یہ کہ حضرت ﷺ نے جنگ تبوک میں نمازوں کو جمع کیا اور نہ ذکر کیا اس کو واسطے مقتدیوں کے جو آپ کے ساتھ تھے اور اگر شرط ہوتا تو اُن کو معلوم کرواتے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جب عمل کسی سبب کی طرف مضاف ہو اور جمع کرے اس کی متعدد کو جنس تو جنس کی نیت کافی ہے مانند اس شخص کی جس نے کفارے سے گردن آزاد کی اور نہ معین کیا کہ ظہار کا کفارہ ہے یا اس کے غیر کا اس واسطے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے اور عمل اس جگہ قائم ہوتا ہے ساتھ اُس چیز کے کہ باہر نکالے کفارے سے جو لازم ہے اور وہ نہیں محتاج ہیں طرف سبب کی اور اس بنا پر اگر اس پر کفارہ واجب ہو اور اس کو سبب میں شک ہو تو کفایت کرتا ہے اُس کو نکالنا اُس کا بغیر تعیین کے اور اس میں زیادتی نص کی ہے سبب پر اس واسطے کہ حدیث چلائی گئی ہے بیچ قصے مہاجر کے واسطے نکاح کرنے عورت کے پس ذکر کرنا دنیا کا ساتھ قصے کے زیادتی ہے تحذیر اور تنفیر میں اور ہمارے شیخ الاسلام نے کہا کہ اس میں اطلاق ہونا عام کا ہے اگرچہ اس کا سبب خاص ہو اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے اگرچہ سبب خاص ہو اور بہت فائدے اس حدیث کے کتاب الایمان میں آئیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ (فتح)

۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَاْتِيْكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْيَانًا يَّاْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهٗ عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ وَاَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ فَاَعِيْ مَا يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيُفْصِمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِيْنَهٗ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا.

۲۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق حارث بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ! آپ کو وحی کس طرح آتی ہے پس فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ کبھی مجھ کو وحی آتی ہے جیسے گھنٹی کی چھنکار اور وہ مجھ پر نہایت سخت گزرتی ہے پھر موقوف ہو جاتی ہے مجھ سے جب کہ میں یاد کر چکتا ہوں جو کچھ کہ کہا اس نے اور کبھی میرے پاس فرشتہ مرد کی صورت بن کر آتا ہے سو مجھ سے کلام کرتا ہے تو میں یاد کر لیتا ہوں جو کہ مجھ سے کہتا ہے۔ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے حضرت کو دیکھا سخت سردی میں آپ ﷺ پر وحی اترتی اور تحقیق آپ کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ نکلتا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ آپ کو وحی کس طرح آتی ہے؟ تو احتمال ہے کہ مسؤل عنہ نے خود صفت وحی کی کی ہو اور احتمال

ہے کہ اس کے حامل کی صفت سے سوال کیا ہو اور احتمال ہے کہ مراد وہ چیز ہے جو اس سے عام تر ہے اور ہر تقدیر پر پس نسبت آنے کی طرف وحی کی مجازی ہے۔ اس واسطے کہ آنا درحقیقت اس کے حامل کی وصف ہے اور اعتراض کیا ہے اسماعیلی نے پس کہا کہ یہ حدیث اس ترجمہ کے مناسب نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مناسب واسطے باب کیف بدء الوحی کے وہ حدیث ہے جو اس کے بعد ہے اور لیکن یہ پس وہ واسطے کیفیت آنے وحی کے ہے نہ واسطے شروع ہونے وحی کے اور ممکن ہے کہ جواب میں کہا جائے کہ مناسبت ظاہر ہوتی ہے جواب سے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف بند ہونے صفت وحی کے یا صفت اس کے حامل کی دو امروں میں پس شامل ہوگا ابتدا کو اور نیز پس نہیں لازم ہے یہ کہ متعلق ہوں تمام حدیثیں باب کے ساتھ بدء الوحی کے بلکہ کافی ہے کہ بدء الوحی کے ساتھ متعلق ہو اور اس کے متعلق کے ساتھ متعلق ہو اور نیز آیت کے متعلق کے ساتھ متعلق ہو اور یہ اس واسطے ہے کہ باب کی حدیثیں متعلق ہیں ساتھ لفظ ترجمہ کے اور ساتھ اُس چیز کے کہ شامل ہے اُس کو ترجمہ اور جب کہ تھا آیت میں کہ حضرت ﷺ کی وحی پہلے نبیوں کی وحی کی نظیر ہے تو مناسب ہوا مقدم کرنا اُس چیز کا کہ متعلق ہے ساتھ آیت کے اور وہ وحی کی صفت اور اس کے حامل کی صفت ہے واسطے اشارہ کے اس طرف کہ نبیوں کی وحی میں کچھ فرق اور مخالفت نہیں پس خوب ہوا وارد کرنا اس حدیث کا پیچھے حدیث اعمال کے جس کی تقریر پہلے گزر چکی ہے کہ تعلق اس کا ساتھ آیت کریمہ کے اقوی تعلق ہے واللہ اعلم اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وحی فقط دو ہی حالتوں میں بند ہے اور اس پر اعتراض آتا ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ پر اور بھی کئی وجہ سے وحی آتی تھی کبھی آتی تھی مانند آواز مکھی کے اور کبھی آپ کے دل میں پھونکا جاتا تھا اور کبھی الہام ہوتا تھا اور کبھی سچی خوابیں آتی تھیں اور مانند کلام کرنے حضرت ﷺ کے معراج کی رات میں بغیر واسطہ کے یہ تو وحی کی صفت سے ہے اور لیکن اس کے حامل کی صفت سے پس مانند آنے اس کے کی اپنی پیدائشی صورت میں کہ اس کے واسطے چھ سو پر تھے اور دیکھنا اس کا کرسی پر درمیان آسمان اور زمین کے اور حالانکہ اس نے آسمان کا کنارہ ڈھانکا تھا اور جواب اس کا منع کرنا حصر کا ہے یعنی وحی ان دونوں صورتوں میں بند نہیں بلکہ یہ محمول ہے اکثر اوقات پر یعنی اکثر اوقات تو وحی انہی دو صورتوں سے آتی تھی اور کبھی کبھی اور طور سے بھی آتی تھی یا محمول ہے اس پر کہ جو حالات وحی کی ان دو حالتوں کے سوا ہیں وہ حالات اس سوال کے بعد آپ کی طرف واقع ہوتی ہیں یا نہیں تعرض کیا واسطے دونوں صفتوں فرشتے کی جو مذکور ہیں واسطے کمیاب اور نادر ہونے ان کے کے پس تحقیق ثابت ہو چکا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں دیکھا جبرائیل علیہ السلام کو حضرت ﷺ نے اس طرح پر مگر دوبار یا فرشتہ حضرت ﷺ کو اس حالت میں کوئی پیغام نہیں لایا یا لایا پس تھا مانند چھنکار گھنٹی کے پس اس میں پیغام کی صفت کا بیان ہے اس کے حامل یعنی جبرائیل علیہ السلام کی صفت کا بیان نہیں اور لیکن قسمیں وحی کی پس آواز مکھی کا نہیں معارض ہے گھنٹی کی چھنکار کو اس واسطے کہ مکھی کی آواز کی طرح سننا بہ نسبت حاضرین کی ہے اور گھنٹی

کی آواز بہ نسبت حضرت ﷺ کی ہے اور لیکن دل میں پھونکنا پس احتمال ہے کہ راجح ہو طرف ایک دو حالتوں مذکور کی پس جب فرشتہ آپ کے پاس گھنٹی کی چھنکار کی طرح آتا ہو تو اُس وقت آپ کے دل میں پھونکتا ہو اور اپر الہام پس نہیں واقع ہوا اس سے سوال اس واسطے کہ سوال واقع ہوا ہے صفت وحی سے جو حامل کے ساتھ آتی ہے اور اسی طرح ہے کلام کرنا رات معراج کی اور لیکن سچی خوابیں پس کہا ابن بطال نے کہ ان کے ساتھ اعتراض وارد نہیں ہوتا اس واسطے کہ سوال تو صرف اس چیز سے واقع ہوا ہے جس کے ساتھ لوگوں سے تنہا ہو اس واسطے کہ خواب میں کبھی اس کو اور کوئی بھی شریک ہوتا ہے اور سچی خواب اگرچہ نبوت کی جز ہے سو وہ باعث سچی ہونے اس کے کی ہے نہ کسی اور اعتبار سے نہیں تو جائز ہو کہ سچی خواب والے کو نبی کہا جائے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور حلیمی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس وحی چھیالیس ۴۶ قسم کی آتی تھی۔ اور اکثر وہ قسمیں حامل وحی کی صفات سے ہیں اور مجموع ان کا داخل ہوتا ہے اقسام مذکور میں اور یہ جو کہا کہ کبھی میرے پاس فرشتہ مرد کی صورت بن کر آتا ہے یعنی جبرائیل تو اس میں دلیل ہے اُس پر کہ فرشتہ آدمی کی صورت بنتا ہے متکلمین نے کہا کہ فرشتے ایک اجسام ہیں۔ علو یہ یعنی آسمان میں رہتے ہیں لطیف ہیں جو شکل چاہیں بن جاتے ہیں اور جو صورت چاہتے ہیں بدل لیتے ہیں خواہ انسان کی ہو یا حیوان کی اور گمان کیا ہے بعض فلاسفہ نے کہ فرشتے جوہر روحانیہ ہیں اور امام الحرمین نے کہا کہ تمثل جبرائیل کے معنی یہ ہیں کہ اللہ نے یا زائد کو فنا کیا اس کے وجود سے پھر اس کو اس کے بعد دہراتا ہے اور جزم کیا ہے ابن عبدالسلام نے ساتھ دور کرنے زائد وجود کے سوائے فنا کے یعنی اس کے زائد وجود کو دور کیا اور تقریر کی اس نے اس طرح کہ اُس کے انتقال سے اُس کی موت لازم نہیں آتی بلکہ جائز ہے کہ بدن زندہ رہے اس واسطے کہ موت جسم کے ساتھ جدا ہونے روح کے عقل کی رو سے واجب نہیں بلکہ ساتھ عادت کے جس کو اللہ نے اپنی بعض مخلوق میں جاری کیا ہے اور اس کی نظیر منتقل ہونا شہیدوں کی روحوں کا ہے سبز جانوروں کی پوٹوں میں کہ بہشت میں چرتے ہیں اور ہمارے شیخ الاسلام نے کہا کہ نہیں بند ہے حال اس چیز میں کہ ذکر کیا ہے اس کو امام الحرمین نے بلکہ جائز ہے کہ جبرائیل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں آتے ہوں مگر یہ کہ وہ سمٹ گئی اور مرد کی صورت پر ہو گئے پھر سمٹنا دور کیا گیا تو اپنی اصلی صورت پر پھر آئے اور اس کی مثال روئی ہے جب کہ اکٹھی کی جائے بعد اس کے کہ دھنی گئی ہو پس شان یہ ہے کہ حاصل ہوتی ہے واسطے اس کے دُھنے سے صورت بڑی اور حالانکہ اس کی ذات نہیں بدلتی اور یہ بطور تقریب کے ہیں اور حق یہ ہے کہ فرشتہ جو آدمی کی صورت بنا تو اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کی ذات بدل کر آدمی ہو گئی بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس صورت میں ظاہر ہوا واسطے انسیّت دلانے اپنے مخاطب کے اور ظاہر یہ ہے کہ اس کا باقی بدن نہ فنا ہوتا ہے اور نہ دور ہوتا ہے بلکہ دیکھنے والے پر پوشیدہ ہوتا ہے اس کو نظر نہیں آتا اور یہ جو کہا کہ سخت سردی کے دن میں تو اس میں دلالت ہے اوپر بہت ہونے تکلیف اور محنت کے نزدیک اترنے وحی کے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے مخالفت

عادت سے اور وہ بہت آنا پسینے کا ہے سخت سردی میں پس تحقیق یہ مشعر ہے ساتھ وجود امر طاری کے زائد اوپر وجود آدمی کے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ سوال کیفیت سے واسطے چاہنے اطمینان کے نہیں قادح ہے تعیین میں اور جائز ہے سوال کرنا پیغمبروں کی وحی سے اور یہ کہ جب پوچھی گئی چیزیں کئی قسم کی ہوں تو بیان کرے جواب دینے والا اول جواب میں جو تقاضا کرے تفصیل کو واللہ اعلم (فتح)

٣ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيًا اِلَّا جَآءَ تْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُوْا بِغَارِ حِرَآءَ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَآءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَآءٍ فَجَآءَ الْمَلَكُ فَقَالَ اِقْرَاْ فَقَالَ فَقُلْتُ مَااَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّيَ الْجُهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اِقْرَاْ فَقُلْتُ مَااَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيَ الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اِقْرَاْ فَقُلْتُ مَااَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيَ الثَّالِثَةَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ﴾ فَرَجَعَ بِهَا

٣۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق کہا اُس نے کہ پہلے پہل شروع وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچی خوابوں سے ہوئی نیند میں یعنی سب سے اول ابتدا میں سچی خوابیں آنی شروع ہوئیں پس جو خواب کہ دیکھتے تھے صبح روشن کی طرح ٹھیک پڑتی تھی پھر خلوت اور تنہائی آپ کو بہت پسند آئی اور مکہ میں ایک پہاڑ ہے اُس کی غار میں گوشہ گیری اختیار کی پس کئی کئی روز تک وہیں رہتے اور عبادت کرتے تھے پہلے اس سے کہ اپنے گھر والوں کی طرف پھریں اور اتنے دنوں کا خرچ اکٹھا اپنے ساتھ لے جاتے تھے پھر خدیجہ کی طرف پلٹ آتے اور کئی دنوں یہاں تک کہ آیا اُن کے پاس حق یعنی وحی اور حالانکہ آپ اُسی غار حرا ہی میں تھے پس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتہ سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ پڑھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کہا میں نے کہ میں تو پڑھا نہیں پس اس نے مجھ کو پکڑا اور سخت دبایا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اُس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھ پس میں نے کہا میں تو پڑھا نہیں سو اُس نے مجھ کو پکڑا اور دوسری بار دبایا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اُس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھ میں نے کہا کہ میں نے تو پڑھا نہیں پس اس نے مجھ کو پکڑا اور تیسری بار دبایا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اُس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھ ساتھ اپنے رب کے نام کے جس نے پیدا کیا بنایا آدمی کو جمے ہوئے خون سے پڑھ اور تیرا رب بڑا بزرگ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ فَدَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ فَقَالَ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِيْجَةَ وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ كَلَّا وَاللّٰهِ مَايُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِيْ الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَآئِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِيْجَةُ حَتّٰى اَتَتْ بِهٖ وَرَقَةَ ابْنَ نَوْفَلِ ابْنِ اَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى ابْنِ عَمِّ خَدِيْجَةَ وَكَانَ امْرَاً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكُتُبَ الْعِبْرَانِيَّ فَيَكْتُبُ مِنَ الْاِنْجِيْلِ بِالْعِبْرَانِيِّ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهٗ خَدِيْجَةُ يَابْنَ عَمِّ اِسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ يَاابْنَ اَخِيْ مَاذَا تَرٰى فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَاٰى فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ نَزَّلَ اللّٰهُ عَلٰى مُوْسٰى يَالَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعًا يَالَيْتَنِيْ اَكُوْنُ حَيًّا اِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ يَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَاجِئْتَ بِهٖ اِلَّا عُوْدِيَ وَاِنْ يُّدْرِكْنِيْ يَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ اَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ

ہے جس نے قلم کے سبب سے علم دیا اور سکھایا آدمی کو جس کی اس کو خبر نہ تھی پھر حضرت ﷺ ان آیتوں کے ساتھ گھر پلٹ آئے اس حال میں کہ آپ کا دل کانپتا تھا پس حضرت خدیجہ پر داخل ہوئے اور فرمایا کہ مجھ کو کمبل اوڑھاؤ مجھ کو کمبل اوڑھاؤ پس انہوں نے حضرت ﷺ کو کپڑا اوڑھایا یہاں تک کہ آپ سے بے قراری دور ہوئی اور دل کو آپ کے تسکین ہوئی پس آپ نے خدیجہ سے یہ سب حال بیان کیا اور فرمایا کہ مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے پس حضرت خدیجہ نے کہا قسم ہے اللہ کی یہ ہرگز نہیں ہوگا آپ خوش ہو جایئے اللہ آپ کو ہرگز نہیں برباد کرے گا تحقیق آپ تو برادر پرور ہیں، محتاج کو مدد دیتے ہیں عاجز کا کام کر دیتے ہیں مہمانداری کرتے ہیں اور جائز مصیبتوں میں لوگوں کے کام آتے ہیں پھر حضرت خدیجہ حضرت رسول اللہ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور وہ شخص جاہلیت کے زمانے میں نصرانی ہو گیا ہوا تھا اور انجیل کو (جو در اصل سریانی زبان میں ہے) عبرانی زبان میں ترجمہ کر کے لکھتا تھا جتنا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا اور وہ شخص بہت بوڑھا تھا اور اندھا ہو گیا تھا پس حضرت خدیجہ نے اس کو کہا اے چچا کے بیٹے اپنے بھتیجے کا حال سن پس کہا ورقہ نے حضرت کو اے بھتیجے کیا دیکھتا ہے (یعنی کیا حال ہے تیرا) پس خبر دی اس کو رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ کہ دیکھا تھا پس جب ورقہ نے حضرت سے سب حال سنا تو کہا حضرت کو کہ یہ فرشتہ ناموس ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا۔ یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام ہے کاش میں زمانہ نبوت میں جوان ہوتا کاش میں زندہ ہوتا جس وقت کہ تیری قوم تجھ کو وطن سے نکال دے گی۔ پس فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کیا میری قوم مجھ کو

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّاَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ جَابِرَبْنَ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِیَّ قَالَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِیْ حَدِيْثِهٖ بَيْنَنَا اَنَا اَمْشِیْ اِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِیْ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِیْ جَآءَ نِیْ بِحِرَآءَ جَالِسٌ عَلٰی كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَرُعِبْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرْ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ فَحَمِیَ الْوَحْیُ وَتَتَابَعَ تَابَعَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ وَاَبُوْصَالِحٍ وَتَابَعَهٗ هِلَالُ ابْنُ رَدَّادٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ وَقَالَ يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ بَوَادِرُهٗ.

نکال دے گی؟ ورقہ نے کہا کہ ہاں نہیں لایا کوئی مرد مثل اس کی جو لایا ہے تو مگر کہ عداوت کی لوگوں نے ساتھ اس کے یعنی یہ سب پیغمبروں کی سُنت ہے کہ لوگوں کے ہاتھوں سے ایذا پاتے رہے کہا ورقہ نے کہ اگر میں نے تیری نبوت کا زمانہ پایا تو تیری بڑی قوی مدد کروں گا۔ پھر بعد ازاں ورقہ تھوڑے دنوں میں فوت ہوگیا اور وحی کا آنا بند ہوگیا کہا ابن شہاب نے (جو راوی اس حدیث کا ہے) اور خبر دی مجھ کو ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہ تحقیق جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے بند ہوجانے کی حدیث بیان کی پس اُس حدیث میں فرمایا کہ ایسی حالت میں کہ میں چلا جاتا تھا اچانک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی تو میں نے اپنے سر کو اٹھایا تو ناگہاں وہی فرشتہ تھا جو میرے پاس حرا کے پہاڑ پر آیا تھا۔ آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے سو میں اس سے کانپا خوف کے مارے پھر میں پلٹ آیا یعنی گھر کی طرف تو میں نے کہا کہ مجھ کو کمبل اوڑھاؤ کمبل اوڑھاؤ سو لوگوں نے مجھ کو اوڑھایا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اتاریں کہ اے کپڑا جھرمٹ مارنے والے اُٹھ اور لوگوں کو عذابِ الٰہی سے ڈرا اور اپنے رب کی بڑھائی کہہ یعنی اللہ اکبر کہہ کے نماز پڑھ اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھ اور پلیدی کو چھوڑ یعنی بت پرستی سے منع کرے۔ پھر پے در پے اور کثرت سے وحی اُترنی شروع ہوئی۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو اپنی صورت پر دو بار دیکھا ایک تو یہاں اور دوسری بار تب دیکھا کہ جب آپ نے جبرائیل علیہ السلام سے اصلی شکل دیکھنے کا سوال کیا۔ پس ناگہاں دیکھا ان کو کہ واسطے اُن کے چھ سو پر ہیں اور کناروں آسمان کو ڈھانکا ہوا ہے پس خوف سے غش کھا کر گرنے لگے کہ جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو سنبھال لیا اور یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتہ ایک علیحدہ مستقل مخلوقات سے انسانوں اور جنات کی طرح اور یہی مذہب ہے تمام سلف صالحین ومن بعدہم کا اور یہی حق ہے فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ.

فائدہ: اول اقرء کی سورت اتری پھر قریب تین برس کے وحی نہ آئی پھر یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِرُ کی سورت اتری تب حضرت ﷺ نے کافروں سے مقابلہ اور بحث کرنا شروع کیا اور مناسبت اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ ظاہر ہے واسطے شامل ہونے اُس کے کے اوپر کیفیت ہونے شروع وحی کے اور وہ قول اُس کا فَجَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَآءَ فَجَآءَهُ الْمَلَكُ الخ یہ جو تین بار دبانے کے بعد کہا کہ پڑھ اپنے رب کے نام سے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں پڑھتا تو اس کو اپنی قوت سے اور نہ اپنی معرفت سے بلکہ اپنے رب کی قوت سے اور اس کی مدد سے سو وہ تجھ کو سکھاتا ہے جیسے اس نے تجھ کو پیدا کیا جیسے کہ نکالا تجھ سے خون کا لوتھڑا اور حصہ شیطان کا لڑکپن میں اور سکھایا تیری امت کو یہاں تک کہ ہوگئے لکھنے والے قلم کے بعد اُس کے کہ ان پڑھ تھے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پہلے قسم کھائی کہ اللہ آپ کو ضائع نہ کرے گا پھر استدلال کیا اس نے اس چیز پر جس پر اُس نے قسم کھائی تھی نفی ابدی سے ساتھ امر استقرائی کے اور وصف کیا آپ کو ساتھ اصول نیک عادتوں اور اچھی خصلتوں کے اس واسطے کہ احسان یا تو قرابت والوں سے ہوتا ہے یا بیگانوں سے اور یا ساتھ بدن کے ہوتا ہے اور یا ساتھ مال کے اور یا اُس پر ہوتا ہے جو اپنے امر کے ساتھ بذاتِ خود مستقل نہ ہو اور یا مستقل ہو اور یہ سب جمع کیا گیا ہے اس چیز میں جس کے ساتھ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی توصیف کی یعنی استقراء سے معلوم ہوتا ہے جو ان صفتوں کے ساتھ موصوف ہو اس کو اللہ کبھی ذلیل نہیں کرتا اور نہ کبھی وہ غمناک ہوتا ہے۔ اور کل کہتے ہیں اس کو جو اپنے کام کے ساتھ مستقل نہ ہو یعنی بذاتِ خود مختار نہ ہو اور تکسب المعدوم کے معنی ہیں کہ آپ لوگوں کو وہ چیز دیتے ہیں جو آپ کے غیر کے پاس نہیں پاتے اور یا یہ معنی ہیں کہ عاجز کا کام کرتے ہیں اور اس قصے میں کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ مستحب ہے تسلی دینی اس شخص کو جس پر کوئی مصیبت اترے ساتھ ذکر آسان کرنے کے پاس اس کی کے اور سہل ہونے کے آگے اس کے یعنی اس کو تسلی دے اور کہے کہ کچھ فکر نہ کر یہ مشکل آسان ہو جائے گی اور یہ کہ جس کو کوئی مشکل کام پیش آئے اس کو چاہیے کہ اطلاع کرے ساتھ اس کے اس شخص کو جس کی نصیحت پر اس کو اعتماد ہو اور اس کی رائے کو صحیح جانتا ہو اور یہ جو کہا کہ وہ نصرانی ہوگیا تھا تو اس کا قصہ یوں ہے وہ اور زید بن عمرو دونوں نے بت پرستی کو جانا تو دین کی تلاش کے واسطے شام کو گئے سو ورقہ کو تو نصاریٰ کا دین خوب نظر آیا سو وہ نصرانی ہوگیا اور تھا ملا وہ ان درویشوں کو جو عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر باقی تھے اس واسطے خبر دی اس نے ساتھ شان حضرت ﷺ کے اور بشارت اس کی کے اور سوائے اس کے جس کو اہل تبدیل نے بدل ڈالا اور زید بن عمرو کا بیان مناقب میں آئے گا اور یہ جو کہا کہ انجیل کو عبرانی میں لکھتا تھا تو ایک روایت میں ہے کہ عبرانی کتاب لکھتا تھا تو سب صحیح ہے اس واسطے کہ ورقہ نے عبرانی زبان اور عبرانی کتابت دونوں سیکھے ہوئے تھے سو جیسی اس کو عربی کتاب کے لکھنے پر قدرت تھی ویسے ہی اس کو عبرانی کتاب کے لکھنے پر بھی قدرت تھی اس واسطے کہ اس کو عربی زبان کے لکھنے کی قدرت تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وصف کیا اس کو ساتھ لکھنے کتاب انجیل کے سوائے حفظ اس کے کے یہ اس واسطے ہے کہ

توارات اور انجیل کا یاد کرنا آسان نہ تھا جیسے کہ آسان ہے یاد کرنا قرآن کا جس کے ساتھ یہ امت خاص ہوگئی ہے کہ ہرزمانے اور ہر ملک میں اس کے ہزاروں حافظ موجود ہیں اور یہ جو کہا کہ یہ وہ فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اترا تو اُس نے یہ نہ کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام پر اترا اس کے باوجود کہ وہ نصرانی تھا اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب شامل ہے اکثر احکام پر برخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے اور اسی طرح حضرت ﷺ اور یا اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام بھیجے گئے ساتھ عذاب فرعون پر اور اس کے ساتھ والوں پر اور اسی طرح واقع ہوا عذاب اوپر ہاتھ حضرت ﷺ کے ساتھ فرعون اس امت کی اور وہ ابوجہل ہے اور اس کے ساتھ والے جنگ بدر میں یا کہا اس کو واسطے تحقیق کرنے رسالت کے اس واسطے کہ اترنا جبرائیل علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام پر متفق علیہ ہے درمیان دونوں کتاب والوں کے برخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ بہت یہود ان کی پیغمبری سے انکار کرتے ہیں اور یہ کہا کہ کاش میں جوان ہوتا تو گویا اس نے تمنا کی کہ ہو نزدیک ظہور دعوت اسلام کے جوان تا کہ وہ قادر آپ کی مدد پر اور ساتھ اس کے ظاہر ہوتا ہے بھید وصف کرنے اس کے کے کہ وہ بوڑھا اور اندھا ہوگیا تھا اور اس میں دلیل ہے اوپر جواز تمنا محال کے جب کہ ہو فعل خیر میں اس واسطے کہ ورقہ نے تمنا کی کہ کاش جوان ہو اور یہ محال ہے عادت میں اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ تمنا مقصود نہیں بلکہ مراد اس سے تنبیہ ہے اوپر صحیح ہونے اس چیز کے کہ اس نے اُس کی خبر دی اور اختیار ہے ساتھ قوت تصدیق اس کی کے اس چیز میں کہ اس کو لادے گا اور یہ جو کہا کہ پھر وحی بند ہوگئی تو یہ بند ہونا اس واسطے تھا تا کہ آپ کے دل سے وہ خوف دور ہو جو فرشتے کے تین بار دبانے سے پیدا ہوا تھا اور وحی کے بند ہونے سے یہ مراد نہیں کہ جبرائیل علیہ السلام ان کے پاس نہ آتے تھے بلکہ مراد یہ ہے کہ تین برس قرآن اترنا بند رہا اور وہ تین برس کی مدت تھی اور وہ درمیان نزول ﴿اِقْرَءْ﴾ اور ﴿یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ کے ہے۔ (فتح)

٤ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اَبِىْ عَائِشَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِىْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ﴾ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيْلِ شِدَّةً وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاَنَا اُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُهُمَا وَقَالَ سَعِيْدٌ اَنَا اُحَرِّكُهُمَا كَمَا رَاَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آیت ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ﴾ الآیۃ کی تفسیر میں کہا کہ تھے رسول اللہ ﷺ تکلیف اٹھاتے نازل ہونے سے قرآن کے اور اکثر اوقات اپنی لبوں مبارک کو ہلاتے تھے (واسطے یاد کرنے قرآن کے) پس کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے شاگرد سعید بن جبیر کو کہ میں ہلاتا ہوں دونوں لبوں کو واسطے تیرے جیسے کہ حضرت ﷺ ہلاتے تھے اور کہا سعید نے یعنی اپنے شاگرد کو کہا میں ہلاتا ہوں لبوں کو جیسے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو لبیں ہلاتے دیکھا ہے پس ہلایا اس نے لبوں کو اپنے تو اللہ نے یہ آیت اتاری ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ﴾ یعنی نہ ہلا

يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ قَالَ جَمْعُهُ لَكَ فِيْ صَدْرِكَ وَتَقْرَأَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيْلُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيْلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَرَأَهُ.

قرآن کے پڑھنے پر اپنی زبان تا کہ اس کو جلدی یاد کر لے البتہ ہمارا ذمہ ہے جمع کرنا اس کا سینے میں اور آسان کرنا اس کے پڑھنے کو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہ جمع کرے گا اس کو سینہ تیرا اور پڑھ لے گا تو اس کو (یعنی بعد چلے جانے جبریل علیہ السلام کے) پس جب کہ پڑھیں ہم اس کو پس تابع ہو قراءۃ اس کی کا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (یعنی اُس کی تفسیر میں) پس سُن اُس کو اور چپ رہ وقت پڑھنے جبرائیل علیہ السلام کے پھر تحقیق ہم پر ہے بیان اُس کا یعنی تحقیق ہم پر ہے پڑھنا تیرا اس کو پس تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد اس کے جس وقت کہ آتا ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام سنتے پس جب کہ چلے جاتے جبرائیل علیہ السلام پڑھتے اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کہ پڑھا تھا اُس کو جبرائیل علیہ السلام نے حاصل تفسیر ابن عباس کا یہ ہے کہ اس آیت میں فاتبع سے مراد سننا اور چپ رہنا ہے اور قرآنہ سے پڑھنا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام قرآن لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترتے تھے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ساتھ ترجمۃ الباب کے یہ جو کہا کہ اللہ نے یہ آیت اتاری تو ظاہر ہے کہ یہ آیتیں ابتدا میں اتریں اور اس کی طرف مائل ہوئے ہیں بخاری بیچ وارد کرنے اس کے اس حدیث کو بدء الوحی میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلے دستور تھا کہ جب قرآن سکھائے جاتے تھے یعنی جبرائیل علیہ السلام آپ کو قرآن سکھاتا تھا تو قرأۃ میں جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ منازعت یعنی جبرائیل علیہ السلام کی قرأت کے ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے تھے اور نہ صبر کرتے تھے یہاں تک کہ جبرائیل اُس کو تمام کرے واسطے جلدی کرنے کے طرف حفظ کی تا کہ اس سے کوئی چھوٹ نہ رہے تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جب جبرائیل تیرے پاس قرآن کی آیتیں لایا کرے تو اس کو چپ کر کے سنتا رہا کر ہم جبرائیل علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد اس کو بیان کر دیں گے کوئی چیز تجھ سے چھوٹ نہ رہے گی اور احتمال ہے کہ مراد بیان سے اُس کے مجملات کا بیان اور اس کے مشکلات کا واضح کرنا ہو پس استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز تاخیر بیان کے خطاب کے وقت سے جیسے کہ وہ صحیح ہے اصول اور کلام میں بیچ تفسیر آیتوں مذکورہ کے اور اس کا بیان کتاب التفسیر میں آئے گا۔

۵ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ نَحْوَهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ.

۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا اس نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر سخی لوگوں سے اور تھے زیادہ تر سخاوت کرتے رمضان میں جس وقت کہ ملتے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور تھے ملاقات کرتے جبرائیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر رات میں رمضان کی پس دَور کرتے ساتھ ان کے قرآن کا پس تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر سخاوت کرنے والے تھے ساتھ بھلائی کے ہوا چھوڑی گئی سے یعنی جو ہوا کہ بارش لاتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جبرائیل علیہ السلام ہر سال رمضان کی ہر رات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرکے اوران کے ساتھ قرآن کا دَور کرتے تھے اور یہ سب احکام وحی کی قسم سے ہیں اور یہ باب بھی وحی کے بیان میں پس مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور یہ جو کہا کہ کان اجود الناس تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تھے اکثر لوگوں کے جود میں اور جود کے معنی ہیں بخشش کرنے والا اور کرم اور کرم صفات محمودہ سے ہے اور ترمذی میں روایت ہے کہ بے شک اللہ بہت بخشش کرنے والا ہے دوست رکھتا ہے بخشش کو اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا میں زیادہ تر سخاوت کرنے والا ہوں اولادِ آدم میں اور میرے بعد ان میں بہت سخاوت کرنے والا شخص ہے کہ لوگوں کو علم پڑھائے اور اپنا علم پھیلائے اور وہ شخص کہ اپنی جان کو اللہ کی راہ میں فدا کرے۔ اور اس کی سند میں کلام ہے اور ایک صحیح روایت میں ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بہادر سب لوگوں میں اور سخی تر لوگوں میں اور یہ جو کہا کہ جبرائیل علیہ السلام آپ سے قرآن کا دَور کرتے تھے تو بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ وہ قرآن کا تازہ کرنا ہے واسطے آپ کے عہد کو ساتھ زیادہ ہونے بے پروائی نفس کے اور بے پرواہی سبب ہے جود کا اور جود شرع میں دینا اس چیز کا ہے کہ لائق ہے دینا اُس کا واسطے اس شخص کے کہ سزاوار ہے اور وہ عام صدقہ سے اور نیز پس رمضان خیرات کا زمانہ ہے اس واسطے کہ اللہ کی نعمتیں خاص اپنے بندوں پر اس میں زیادہ ہیں سو تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کرتے پیروی سنت اللہ کی اُس کے بندوں میں پس مجموع اس چیز کا کہ ذکر کی گئی ہے وقت اور نزول پر اور نازل اور مذاکرہ سے حاصل کیا اس نے زیادتی کو جود میں اور علم نزدیک اللہ کے ہے اور یہ جو کہا کہ ہوا چھوڑی گئی سے تو اس میں اشارہ ہے طرف ہمیشہ چلنے اس

کے کی ساتھ رحمت کے اور طرف عموم نفع کے ساتھ بخشش آپ کی کے جیسے کہ عام ہوتی ہے ہوا چھوڑی گئی تمام اس چیز کو جس پر چلتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ نہ مانگی جاتی تھی حضرت ﷺ سے کچھ چیز مگر وہ چیز دیتے تھے اور امام نووی نے کہا کہ اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ایک ان میں سے رغبت دلانا ہے سخاوت پر ہر وقت میں اور اُن میں سے زیادہ ہونا ہے رمضان میں اور وقت جمع ہونے کے ساتھ اہل صلاح کے اور اس میں زیارت ہے نیکوکاروں اور اہلِ خیر کی اور اس کا تکرار کرنا جب کہ زیارت کیا گیا اس کو برا نہ جانے اور یہ کہ مستحب ہے بہت پڑھنا قرآن کا رمضان کے مہینے میں اور یہ کہ وہ افضل ہے تمام ذکروں سے اس واسطے کہ اگر اور ذکر افضل یا برابر ہوتا تو البتہ اس کو کرتے اور سوائے اُس کے جو تامل سے ظاہر ہوتے ہیں میں کہتا ہوں اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ ابتدا قرآن کے اترنے کا رمضان میں تھا اس واسطے کہ اول سب قرآن کا یکبارگی پہلے آسمان کی طرف اترنا رمضان میں تھا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے سو تھے جبرائیل علیہ السلام خبر گیری کرتے آپ کی ہر سال میں سو دَور کرتے تھے آپ سے اس چیز کا کہ اتاری گئی اوپر آپ کے رمضان سے رمضان تک پھر جب وہ سال ہوا جس میں آپ کا انتقال ہوا تو اس میں جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے دو بار قرآن کا دَور کیا جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے صحیح میں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اور ساتھ اس تقریر کے جواب دیا جاتا ہے اس کو جو سوال کرتا ہے مناسبت وارد کرنے اس حدیث کے سے اس باب میں اور اللہ خوب جانتا ہے۔ (فتح)

٦ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَكَانُوْا تُجَّارًا بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَادَّ فِيهَا أَبَا سُفْيَانَ وَكُفَّارَ قُرَيْشٍ فَأَتَوْهُ وَهُمْ بِإِيْلِيَاءَ فَدَعَاهُمْ فِي مَجْلِسِهِ وَحَوْلَهُ عُظَمَاءُ الرُّوْمِ ثُمَّ دَعَاهُمْ وَدَعَا بِتَرْجُمَانِهِ فَقَالَ أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا بِهٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقَالَ أَبُو

٦ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوسفیان نے مجھ سے قصہ نقل کیا کہ جب ہم سے اور حضرت ﷺ سے حدیبیہ میں صلح واقع ہوئی تو اسی مدت میں شام کے ملک میں واسطے تجارت کے گئے ہوئے تھے۔ سو تحقیق ہرقل (بادشاہ روم) نے مجھ کو بلا بھیجا مع چند سواروں قریش کے پس آئے ہم اس کے پاس اور وہ تھا اس وقت ایلیا میں یعنی بیت المقدس میں پس بلایا ہم کو اپنی مجلس میں اور گرد اس کے تھے سردار روم کے پھر بلایا ہم کو اور طلب کیا ترجمان اپنے کو پھر کہا ہرقل نے کہ تم لوگوں میں سے اس پیغمبر کا رشتے میں کون شخص زیادہ تر قریب ہے میں نے کہا کہ میں ۔ کہا ہرقل نے کہ اُس کو میرے سامنے لاؤ اور اُس کے ساتھیوں کو نزدیک لاؤ اور ان کو اس کی پیٹھ کے پیچھے بٹھاؤ اور پھر ہرقل نے ترجمان کے واسطے سے میرے ساتھیوں

سُفْيَانَ فَقُلْتُ أَنَا أَقْرَبُهُمْ نَسَبًا فَقَالَ أَدْنُوهُ مِنِّي وَقَرِّبُوا أَصْحَابَهُ فَاجْعَلُوهُمْ عِنْدَ ظَهْرِهِ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ فَوَاللّٰهِ لَوْلَا الْحَيَاءُ مِنْ أَنْ يَأْثِرُوا عَلَيَّ كَذِبًا لَكَذَبْتُ عَنْهُ ثُمَّ كَانَ أَوَّلَ مَا سَأَلَنِيْ عَنْهُ أَنْ قَالَ كَيْفَ نَسَبُهُ فِيكُمْ قُلْتُ هُوَ فِينَا ذُوْ نَسَبٍ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ مِنْكُمْ أَحَدٌ قَطُّ قَبْلَهُ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَّلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُوْنَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ فَقُلْتُ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ أَيَزِيْدُوْنَ أَمْ يَنْقُصُوْنَ قُلْتُ بَلْ يَزِيْدُوْنَ قَالَ فَهَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِّنْهُمْ سَخْطَةً لِدِيْنِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيْهِ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِيْ مُدَّةٍ لَا نَدْرِيْ مَا هُوَ فَاعِلٌ فِيْهَا قَالَ وَلَمْ تُمْكِنِّيْ كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا غَيْرُ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ قُلْتُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالٌ يَنَالُ مِنَّا وَنَنَالُ مِنْهُ قَالَ مَاذَا يَأْمُرُكُمْ قُلْتُ يَقُوْلُ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَّاتْرُكُوْا مَا يَقُوْلُ آبَاؤُكُمْ وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ

سے کہا کہ میں اس شخص سے کچھ پوچھتا ہوں اگر یہ جھوٹ بولے تو تم اس کو جھٹلاؤ۔ابوسفیان نے کہا کہ قسم اللہ کی اگر مجھ کو اپنے دروغگوئی مشہور ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو میں حضرت ﷺ کے حال میں کچھ جھوٹ بولتا پھر اول سب سے ہرقل نے یہ پوچھا کہ اس پیغمبر کا حسب اور نسب کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ ہم لوگوں میں وہ نہایت شریف اور عمدہ خاندان ہے ۔ ہرقل نے پوچھا کہ تم لوگوں میں اس طرح نبوت کا دعوٰی کسی نے آگے بھی کیا ہے یا نہیں ۔ میں نے کہا نہیں ۔ ہرقل نے کہا کہ اس کے باپ دادے میں کوئی بادشاہ بھی تھا میں نے کہا کہ نہیں۔کہا ہرقل نے کہ سردار لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں یا غریب لوگ میں نے کہا کہ غریب لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں ہرقل نے پوچھا کہ اس کے ساتھی بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں بلکہ بڑھتے جاتے ہیں ۔ ہرقل نے پوچھا کہ کوئی ان میں سے اس کے دین سے پھر بھی جاتا ہے ناخوش ہوکر میں نے کہا کہ نہیں ۔ ہرقل نے پوچھا کہ نبوت کے دعوے سے پہلے کبھی جھوٹ بولنے کی تہمت بھی اس کو لگی تھی ۔ میں نے کہا کہ نہیں ہرقل نے کہا کہ کبھی قول کر کے دغا بھی کرتا ہے میں نے کہا کہ نہیں لیکن ہم سے اور اس سے صلح ہوئی ہے ہم کو معلوم نہیں کہ اب وہ اس میں کیا کرنے والا ہے ابوسفیان نے کہا واللہ اتنی بات کے سوا کسی اور بات کو میں اس میں نہ ملا سکا ۔ ہرقل نے کہا کہ تم سے اور اس سے لڑائی بھی ہوتی ہے میں نے کہا ہاں ہرقل نے لڑائی کا حال پوچھا کیا ہے میں نے کہا کبھی وہ ہم پر غالب ہوتا ہے کبھی ہم اس پر غالب ہوتے ہیں ۔ ہرقل نے کہا کہ کس چیز کا تم کو حکم کرتا ہے میں نے کہا یہ بات کہتا ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور نہ شریک

وَالصِّلَةِ فَقَالَ لِلتَّرْجُمَانِ قُلْ لَهُ سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُوْ نَسَبٍ فَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِيْ نَسَبِ قَوْمِهَا وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِنكُمْ هٰذَا الْقَوْلَ فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ لَقُلْتُ رَجُلٌ يَتَأَسّٰى بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهِ مِنْ مَّلِكٍ فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا قُلْتُ فَلَوْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ أَبِيْهِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ مَا قَالَ فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا فَقَدْ أَعْرِفُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَذَرَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ وَسَأَلْتُكَ أَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوْهُ أَمْ ضُعَفَآؤُهُمْ فَذَكَرْتَ أَنَّ ضُعَفَآئَهُمُ اتَّبَعُوْهُ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَأَلْتُكَ أَيَزِيْدُوْنَ أَمْ يَنْقُصُوْنَ فَذَكَرْتَ أَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ أَمْرُ الْإِيْمَانِ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ أَيَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِيْنِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيْهِ فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ الْإِيْمَانُ حِيْنَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَذَكَرْتَ أَنْ لَا وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ وَسَأَلْتُكَ بِمَا يَأْمُرُكُمْ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَّيَنْهَاكُمْ عَنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ

ٹھہراؤ ساتھ اس کے کسی چیز کو اور چھوڑ دو اس کو جو تمہارے باپ دادے کہتے تھے اور حکم کرتا ہے ہم کو نماز کا اور سچ بولنے کا اور حرام چیزوں سے بچنے کا اور برادر پروری کا۔ پھر ہرقل نے ترجمان سے کہا کہ کہہ دے کہ میں نے تجھ سے اس کا حسب اور نسب پوچھا تو تو نے کہا کہ شریف اور عالی خاندان ہے سو پیغمبر لوگ اسی طرح سے اپنی قوم میں شریف اور عمدہ خاندان ہوتے ہیں اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ ایسا دعویٰ اس کی قوم میں کسی اور شخص نے بھی کیا تھا تو نے کہا کہ نہیں سو اگر ایسا کسی نے دعویٰ کیا ہوتا تو میں جانتا کہ یہ شخص بھی اپنی قوم کی راہ پر چلا اگلوں کی طرح اس کو بھی ہوس نے لیا اور میں نے پوچھا تجھ سے کہ اس کے باپ دادے میں کوئی بادشاہ تھا تو نے کہا کہ نہیں سو اگر کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص نبوت کے پردے میں اپنے باپ دادے کی سلطنت چاہتا ہے اور میں نے پوچھا تجھ سے کہ دعویٰ نبوت کے قبل کبھی اس کو دروغگوئی کی تہمت بھی لگی تھی تو نے کہا کہ نہیں تو میں نے جانا کہ جو کبھی آدمیوں پر جھوٹ نہ باندھے گا بھلا وہ اللہ پر کیونکر جھوٹ باندھے گا اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ سردار لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں یا غریب لوگ تو نے کہا کہ غریب لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں سو یہی حال ہے پیغمبروں کا کہ ان کے اول غریب لوگ اطاعت اختیار کرتے ہیں یعنی بڑے آدمی غرور سے بے نصیب رہتے ہیں اور میں نے پوچھا تجھ سے کہ اس کے ساتھی بڑھتے ہیں یا گھٹتے ہیں تو نے کہا کہ بڑھتے ہیں سو یہی حال ایمان کا ہے کہ اس کو ترقی ہوتی ہے یہاں تک کہ کمال کو پہنچتا ہے اور میں نے پوچھا تجھ سے کہ کوئی ان میں سے اس کے دین سے پھر بھی جاتا ہے ناخوش ہو کر تو نے کہا کہ

وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ فَإِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ لَمْ أَكُنْ أَظُنُّ أَنَّهُ مِنْكُمْ فَلَوْ أَنِّيْ أَعْلَمُ أَنِّيْ أَخْلُصُ إِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لِقَاءَهُ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ بَعَثَ بِهِ دِحْيَةُ إِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى فَدَفَعَهُ إِلٰى هِرَقْلَ فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ أَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيْسِيِّيْنَ ﴿وَيٰٓأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ فَلَمَّا قَالَ مَا قَالَ وَفَرَغَ مِنْ قِرَآءَةِ الْكِتَابِ كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ وَأُخْرِجْنَا فَقُلْتُ لِأَصْحَابِيْ حِيْنَ أُخْرِجْنَا لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِيْ كَبْشَةَ إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ فَمَا زِلْتُ مُوْقِنًا أَنَّهُ سَيَظْهَرُ حَتّٰى أَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ وَكَانَ ابْنُ

نہیں سو یہی حال ہے ایمان کے نور کا جب دل میں رچ گیا یعنی ایمان کی بھی یہی خاصیت ہے کہ اس کو تغیر نہیں ہوتا ہے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کبھی قول کر کے دغا بھی کرتا ہے تو نے کہا کہ نہیں سو یہی عادت ہوتی ہے پیغمبروں کی کہ وہ ہرگز دغا نہیں کرتے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کس چیز کا تم کو حکم کرتا ہے تو نے کہا کہ ہم کو نماز اور سچ بولنے اور برادر پروری اور پرہیزگاری سکھاتا ہے اور ہم کو حکم کرتا ہے کہ عبادت کریں ہم ایک اللہ کی اور نہ شریک ٹھہرائیں اس کے ساتھ کسی چیز کو اور منع کرتا ہے بت پرستی سے ہرقل نے کہا کہ اگر یہ سب باتیں سچی ہیں تو بے شک وہ شخص پیغمبر ہے اور عنقریب اس کی سلطنت میرے قدم کے نیچے تک پہنچے گی میں آگے سے جانتا تھا کہ اس وقت میں پیغمبر ظاہر ہوا چاہتا ہے لیکن میرا یہ گمان نہ تھا کہ تم (غریب لوگوں) میں وہ پیدا ہوگا اور اگر میں یہ جانتا کہ میں اس تک پہنچ سکوں گا تو میں اس کے دیدار کا عاشق ہوتا اور اس کی ملاقات تکلیف سے حاصل کرتا اور اگر میں اُس کے پاس ہوتا تو میں اس کے قدم دھوتا۔ پھر ہرقل نے حضرت ﷺ کا خط طلب کیا جو حضرت ﷺ نے دحیہ کلبی کے ہاتھ روم کے بادشاہ کو بھیجا تھا سو دحیہ کلبی نے وہ خط روم کے سردار کو پہنچایا اس نے رُوم کے بادشاہ کے حوالے کیا پس پڑھا اس کو پس ناگہاں اس میں یہ مضمون لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم (یہ خط ہے) محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول کا ہرقل کی طرف جو روم کا سردار ہے اُس پر سلام ہے جو راہِ راست پر چلا بعد اُس کے میں تجھ کو بلاتا ہوں اسلام کی دعوت سے اسلام قبول کرتا کہ تو (دین، دنیا) میں سلامت رہے اور تو مسلمان ہو جا اللہ تجھ کو دوہرا ثواب دے گا (یعنی ایک ثواب عیسوی

النَّاطُورِ صَاحِبُ إِيلِيَاءَ وَهِرَقْلَ سُقُفًّا عَلٰى
نَصَارَى الشَّامِ يُحَدِّثُ أَنَّ هِرَقْلَ حِينَ قَدِمَ
إِيلِيَاءَ أَصْبَحَ يَوْمًا خَبِيثَ النَّفْسِ فَقَالَ
بَعْضُ بَطَارِقَتِهِ قَدِ اسْتَنْكَرْنَا هَيْئَتَكَ قَالَ
ابْنُ النَّاطُورِ وَكَانَ هِرَقْلُ حَزَّاءً يَنْظُرُ فِي
النُّجُومِ فَقَالَ لَهُمْ حِينَ سَأَلُوهُ إِنِّي رَأَيْتُ
اللَّيْلَةَ حِينَ نَظَرْتُ فِي النُّجُومِ مَلِكَ
الْخِتَانِ قَدْ ظَهَرَ فَمَنْ يَخْتَتِنُ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ
قَالُوْا لَيْسَ يَخْتَتِنُ إِلَّا الْيَهُوْدُ فَلَا يُهِمَّنَّكَ
شَانُهٗ وَاكْتُبْ إِلٰى مَدَائِنِ مُلْكِكَ فَيَقْتُلُوْا
مَنْ فِيهِمْ مِنَ الْيَهُوْدِ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى
أَمْرِهِمْ أُتِيَ هِرَقْلُ بِرَجُلٍ أَرْسَلَ بِهِ مَلِكُ
غَسَّانَ يُخْبِرُ عَنْ خَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَخْبَرَهُ هِرَقْلُ قَالَ
اذْهَبُوْا فَانْظُرُوْا أَمُخْتَتِنٌ هُوَ أَمْ لَا فَنَظَرُوْا
إِلَيْهِ فَحَدَّثُوْهُ أَنَّهُ مُخْتَتِنٌ وَسَأَلَهُ عَنِ الْعَرَبِ
فَقَالَ هُمْ يَخْتَتِنُوْنَ فَقَالَ هِرَقْلُ هٰذَا مَلِكُ
هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَدْ ظَهَرَ ثُمَّ كَتَبَ هِرَقْلُ إِلٰى
صَاحِبٍ لَهُ بِرُوْمِيَةَ وَكَانَ نَظِيْرَهُ فِي الْعِلْمِ
وَسَارَ هِرَقْلُ إِلٰى حِمْصَ فَلَمْ يَرِمْ حِمْصَ
حَتّٰى أَتَاهُ مِنْ صَاحِبِهِ يُوَافِقُ رَأْيَ هِرَقْلَ
عَلٰى خُرُوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَنَّهُ نَبِيٌّ فَأَذِنَ هِرَقْلُ لِعُظَمَاءِ الرُّوْمِ فِي
دَسْكَرَةٍ لَهُ بِحِمْصَ ثُمَّ أَمَرَ بِأَبْوَابِهَا
فَغُلِّقَتْ ثُمَّ اطَّلَعَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الرُّوْمِ هَلْ

دین قبول کرنے اور دوسرا ثواب محمدی ہونے کا) اور اگر تو نے
اسلام قبول نہ کیا تو تیرے اوپر رعیت اور سب تابعداروں کا
گناہ پڑے گا اور اے کتاب والو! آجاؤ اس بات پر جو
ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے وہ بات یہ ہے کہ ہم اور
تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت اور پرستش نہ کریں اور کسی چیز کو
اُس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے بعض آدمی
بعض کو اللہ کے سوا اپنا رب اور مالک نہ بنائیں سو اگر اہلِ
کتاب توحید سے منہ موڑیں تو ان سے کہہ دو کہ تم گواہ رہو ہم
تو مسلمان ہیں حکمِ الٰہی کے مطیع ہیں۔ کہا ابوسفیان نے کہ جب
ہرقل نے جو کہنا تھا کہہ چکا اور وہ خط پڑھ چکا تو اہلِ دربار میں
بہت گفتگو اور نہایت غل اور شور ہوا پھر ہم بموجب حکم کے
دربار سے نکالے گئے۔ ابوسفیان نے کہا کہ جب ہمارا اخراج
ہوا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ
بڑا ہو گیا ہے کام ابی کبشہ کے بیٹے کا یعنی محمد ﷺ کا یہ رتبہ پہنچا
کہ بادشاہ روم اس سے خوف کرتا ہے۔ (ابو کبشہ ایک مرد کا
نام ہے اُس نے قریش سے دین میں مخالف ہو کر بت پرستی
چھوڑ دی تھی اس لیے ابوسفیان نے حضرت ﷺ کو اس کا بیٹا
بتایا کہ حضرت ﷺ بھی قریش سے مخالف ہو کر بت پرستی سے
منع کرتے تھے)۔

(ت) ابوسفیان نے کہا سو جب سے مجھ کو یقین ہو گیا تھا کہ
حضرت ﷺ سب پر غالب ہوں گے یہاں تک کہ اللہ نے
مجھ کو اسلام میں داخل کیا (کہا راوی نے) کہ ابن ناطور امیر
بیت المقدس کا اور مصاحب ہرقل کا پادری تھا۔ اوپر نصاری
شام کے وہ حدیث بیان کرتا تھا کہ جب ہرقل بیت المقدس
میں آیا تو ایک دن صبح کو گھبرایا ہوا اٹھا پس بعض خاص لوگوں

لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرُّشْدِ وَأَنْ يَّثْبُتَ مُلْكُكُمْ فَتُبَايِعُوْا هٰذَا النَّبِيَّ فَحَاصُوْا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ إِلَى الْأَبْوَابِ فَوَجَدُوْهَا قَدْ غُلِّقَتْ فَلَمَّا رَاٰى هِرَقْلُ نَفْرَتَهُمْ وَأَيِسَ مِنَ الْإِيْمَانِ قَالَ رُدُّوْهُمْ عَلَيَّ وَقَالَ إِنِّيْ قُلْتُ مَقَالَتِيْ انِفًا أَخْتَبِرُ بِهَا شِدَّتَكُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ فَقَدْ رَأَيْتُ فَسَجَدُوْا لَهٗ وَرَضُوْا عَنْهُ فَكَانَ ذٰلِكَ اٰخِرَ شَأْنِ هِرَقْلَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ رَوَاهُ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ وَيُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

نے اس سے کہا کہ ہم تمہاری صورت کو اتری ہوئی دیکھتے ہیں۔ ابن ناطور نے کہا کہ تھا ہرقل کاہن ستاروں کا حساب جانتا تھا پس کہا اُس نے ان کو جب کہ انہوں نے اس سے پوچھا کہ میں نے آج رات جب ستاروں میں نظر کی تو دیکھا کہ بادشاہ ختنے کا غالب آ گیا یعنی ملک پر ایک ایسا بادشاہ غالب آ گیا ہے جو ختنہ کرتا ہے سو اس امت سے کون ختنہ کیا کرتا ہے لوگوں نے کہا کہ یہودیوں کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا ہے سو ان کا کچھ غم نہ کر اور اپنے ملک کے تمام شہروں میں لکھ بھیج کہ ان میں جو یہودی ہو اس کو قتل کیا جائے سو جس حالت میں کہ وہ اسی گفتگو میں تھے کہ ہرقل کے پاس ایک آدمی پکڑا آیا جس کو غسان کے بادشاہ نے (گرفتار کرکے) ہرقل کی طرف بھیجا تھا وہ شخص حضرت ﷺ کے حال سے خبر دیتا تھا سو جب کہ ہرقل نے اس کا سب حال پوچھا تو کہا کہ اس کو لیجا کر دیکھو کہ اس کا ختنہ کیا ہوا ہے یا نہیں سو لوگوں نے اس کو دیکھ کر ہرقل کو خبر دی کہ اس کا ختنہ کیا ہوا ہے اور ہرقل نے اس سے عرب کا حال پوچھا یعنی کیا عرب بھی ختنہ کرتے ہیں اس نے کہا کہ ہاں عرب لوگ ختنہ کرتے ہیں پس ہرقل نے کہا کہ بادشاہ اس امت کا غالب ہو گیا ہے پھر لکھا ہرقل نے طرف ایک مصاحب اپنے کی رومیہ میں (جو ایک شہر کا نام ہے) اور تھا علم میں اُس کے برابر اور آپ ہرقل حمص کی طرف چلا گیا پس ابھی تک حمص میں ہی ٹھہرا ہوا تھا کہ اس کے پاس مصاحب کا خط آ پہنچا موافق رائے ہرقل کے اوپر پیدا ہونے نبی کے اور یہ کہ تحقیق وہ نبی ہے پھر ہرقل نے روم کے سب سرداروں کو اپنی ایک حویلی میں جمع کیا اور اس کے دروزوں میں قفل لگا دیے پھر اُن سے کہا کہ اے روم کے لوگو! اگر تم اپنی

ہدایت اور بہتری چاہتے ہو اور اپنے ملک اور سلطنت کا قیام چاہتے ہو تو اس پیغمبر پر ایمان لاؤ سو روم کے سردار سب بھڑکے اور جنگلی گدھوں کی طرح بدکے اور دروازوں کی طرف بھاگے لیکن دروازوں کو بند پایا سو جب ہرقل نے ان کی ایسی نفرت دیکھی اور ان کے ایمان سے ناامید ہوا تو ان کو بلایا اور کہا کہ میں نے دین کی مضبوطی آزمائی تھی شاباش جو بات مجھ کو پسند تھی وہی تم نے کی پھر تو ان لوگوں نے ہرقل کو سجدہ کیا اور اس سے خوش ہوگئے سو یہی ہوا آخر حال ہرقل کا (یعنی دنیا کی بادشاہی اور حکومت اختیار کی اور دنیا کے واسطے دین کو نہ قبول کیا)۔

فائدہ: ہرقل روم کا بادشاہ نصرانی تھا اپنے دین کا بڑا عالم تھا اس پر حضرت ﷺ کی نبوت کی حقیقت ثابت ہوگئی لیکن اپنی قوم کے خوف سے اور دنیا کی سلطنت کے لالچ سے مسلمان نہ ہوسکا اور یہ واقعہ خواب اور حویلی کا ابوسفیان کے قصہ سے بعد کو ہوا ہے اور ہجرت کے چھٹے سال حضرت ﷺ نے بادشاہوں کی طرف خط لکھے اور اسلام کی دعوت دی سب بادشاہوں میں سے تین بادشاہ بدون لڑائی کے مسلمان ہوئے ایک حبش کا بادشاہ نصرانی، دوسرا یمن کا بادشاہ تیسرا عمان کا بادشاہ اور مقوقس اسکندریہ اور مصر کے بادشاہ نے جس کا دین عیسوی تھا حضرت ﷺ کے خط کا یوں جواب لکھا کہ تمہارا کیا خوب دین ہے تم توحید الٰہی کی دعوت کرتے ہو اور بت پرستی چھوڑتے ہو بلاشک ایک پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہونے والا ہے میرا گمان یہ تھا کہ شاید کہیں اور ہوگا اور اس نے کچھ سونا اور ایک خچر جس کا دُلدل نام تھا اور دو عورتیں یعنی ماریہ قبطیہ اور شیریں حضرت ﷺ کو تحفہ بھیجا دوستی کی لیکن مسلمان نہ ہوا اور ایران کے بادشاہ نے غرور سے حضرت ﷺ کا نامہ پھاڑ ڈالا سو حضرت ﷺ کی بد دعا سے اس کے بیٹے نے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سب ملک فتح ہوئے کسی بادشاہ کا زور نہ رہا سب ملک میں اسلام پھیل گیا ﴿وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ﴾ اور وجہ مطابقت اس حدیث کے ساتھ ترجمہ باب کے اس طور سے ہے کہ اس حدیث میں ان لوگوں کے اوصاف کا بیان ہے جن کی طرف وحی بھیجی جاتی ہے اور یہ باب بھی کیفیت میں بدء الوحی کے ہے اور نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اول ابتدا وحی کے زمانہ میں غریب لوگ ہی حضرت ﷺ کے تابع ہوئے تھے اور نیز قصہ ہرقل شامل ہے اوپر کیفیت حال حضرت ﷺ کے ابتداء اسلام میں اور وہی وقت تھا ابتداء وحی کا پس باب کے ساتھ اتنی مناسبت ہی کافی ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ مدت میں تو مدت سے مراد حدیبیہ کی صلح ہے اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی اور وہ چھٹے سال میں تھے اور اس کی مدت دس برس مقرر ہوئی تھی کہ دس برس تک ایک دوسرے سے نہ لڑیں گے لیکن کفار قریش نے عہد توڑ ڈالا تو حضرت ﷺ نے اُن سے آٹھویں سال جہاد کیا اور مکہ کو فتح کیا اور یہ جو کہا کہ ہرقل بیت المقدس میں تھا تو ایک روایت میں ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ بادشاہ فارس کے لشکر نے ہرقل کے شہروں پر چڑھائی کی سوا س کے بہت شہروں کو خراب کر ڈالا پھر بادشاہ فارس نے چاہا کہ ہرقل کے امیر کو مار ڈالے اور اس کی جگہ اپنا حاکم بٹھا دے تو اس امیر کو یہ خبر ہوئی اس نے ہرقل کو لکھا ہرقل آیا اور اپنے امیر کے ساتھ شریک ہوکر بادشاہ فارس کے لشکر کو بھگایا۔ سو جب اللہ نے فارس کی فوجوں کو اس سے دور کیا تو وہ اللہ کے شکر کے واسطے حمص سے بیت المقدس کی طرف چلا۔ زہری سے روایت ہے کہ جب ہرقل چلتا تھا تو اس کے واسطے راہ میں فرش بچھائے جاتے تھے اور اُس پر پھول رکھے جاتے تھے۔ اور ان پر وہ چلتا تھا اور اصل روم کے لوگ عیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں لیکن اب ان کے نسب خلط ملط ہوگئے ہیں اور ترجمان اس کو کہتے ہیں جو ایک زبان کا مطلب دوسری زبان میں بیان کرے اور یہ جو کہا کہ تم لوگوں میں اس پیغمبر کے رشتے میں زیادہ تر قریب کون شخص ہے تو ایک روایت میں ہے کہ ابوسفیان نے کہا کہ میں نے کہا کہ وہ میرے چچا کا بیٹا ہے اور سواروں میں عبد مناف کی اولاد سے میرے سوا کوئی نہ تھا اور عبد مناف حضرت ﷺ کا چوتھا دادا ہے اور اسی طرح وہ ابوسفیان کا بھی چوتھا دادا ہے اس کو چچا کا بیٹا کہا اس واسطے کہ اتارا ہر ایک کو دونوں میں سے بجائے اس کے دادا کے پس عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ابن عم امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کا ہے تو اس بنا پر اس روایت میں مجاز ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کیا اس نے قریب تر رشتے دار کو اس واسطے لائق تر ہے ساتھ اطلاع پانے اور واقف ہونے کے اس کے کاموں پر ظاہر میں اور باطن میں زیادہ تر اس کے غیر سے اس واسطے کہ جو رشتے میں بہت بعید ہو اس سے امن نہیں کہ اس کے نسب میں طعن کرے برخلاف اقرب کے اور یہ جو کہا کہ اس کا حسب نسب کیسا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے نسب کا کیا حال ہے کیا تمہارے شریف خاندان سے ہے یا نہیں تو میں نے کہا کہ وہ ہم میں نہایت عمدہ خاندان ہے اور یہ جو کہا کہ اگر مجھ کو اپنے دروغ گوئی مشہور ہونے کا خوف نہ ہوتا الخ تو اس میں دلیل ہے کہ وہ جھوٹ کو برا جانتے تھے یا تو شرع سابق سے اور یا عرف سے اور نیز اس میں دلیل ہے اس پر کہ ابوسفیان کو اپنے ساتھیوں سے یقین تھا کہ اگر میں حضرت ﷺ کے حال میں کچھ جھوٹ بولوں گا تو یہ مجھ کو جھٹلائیں گے نہیں بلکہ میرے ساتھ حضرت ﷺ کی عداوت میں شریک ہوں گے لیکن اس نے شرم کے مارے جھوٹ نہ کہا کہ جب پھر کر مکہ میں جائیں گے تو اس کے ساتھ آپس میں گفتگو کریں گے سو جو اس کو سنے گا وہ اُس کو جھوٹ جانے گا اور یہ جو کہا کہ شریف لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں یا غریب لوگ تو مراد شریفوں سے اس جگہ اہلِ نخوت اور اہلِ تکبر ہیں ان میں سے نہ ہر شریف تا کہ نہ وارد ہو اعتراض

ساتھ ابوبکر اور عمر کے اور جو ان کی مانند ہیں جو اس سوال سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے یعنی اس واسطے کہ یہ شریف تھے لیکن اہلِ نخوت اور تکبر نہ تھے اور یہ جو کہا کہ تم اس کو کبھی جھوٹ بولنے کی تہمت بھی لگاتے تھے الخ تو مراد یہ ہے کہ لوگوں پر یعنی کبھی کسی پر جھوٹ بھی بولتا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہرقل نے اُن سے جھوٹ کی تہمت کا سوال کیا۔ نفس جھوٹ کا سوال نہ کیا واسطے برقرار رکھنے ان کے اوپر صدق حضرت ﷺ کے اس واسطے کہ جب تہمت دور ہوئی تو اس کا سبب بھی دور ہوا اسی واسطے اس کے بعد غدر کا سوال کیا اور یہ جو کہا کہ میں اتنی بات کے سوا اور کوئی بات نہ ملا سکا یعنی جس کے ساتھ حضرت ﷺ کو گھٹاؤں اور آپ کا نقص بیان کروں علاوہ ازیں تنقیص اس جگہ نسبی امر ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ جس کے نہ دغا کرنے کا یقین ہو وہ بلند ہے رتبے میں اس شخص سے کہ اس سے اس کا واقع ہونا فی الجملہ ممکن ہو اور تھا معروف نزدیک اُن کے ساتھ استقراء کے آپ کی عادت سے کہ آپ دغا نہیں کرتے اور جب کہ تھا یہ امر غیبی اس واسطے کہ وہ آئندہ ہونے والا تھا تو بے خوف ہوا ابوسفیان اس سے کہ وہ اس میں جھوٹ کی طرف منسوب ہو اسی واسطے وارد کیا اس کو ساتھ تردد کے اور اسی واسطے ہرقل نے اس کی اس بات کا کچھ خیال نہ کیا اور یہ جو کہا کہ ہمارے اور اس کے درمیان لڑائی ڈول کی طرح ہے تو اس میں تشبیہ دی ہے لڑنے والے کو ساتھ پانی پینے والوں کے کہ ایک ڈول یہ پیتا ہے اور ایک ڈول وہ یعنی اس طرح ہماری اور اس کی لڑائی کا حال ہے کہ ایک بار وہ غالب ہوتا ہے اور ایک بار ہم غالب ہوتے ہیں اور اشارہ کیا ابوسفیان نے ساتھ اس کے طرف جنگِ بدر اور اُحد کے کہ بدر میں مسلمان غالب ہوئے اور اُحد میں کافر اور یہ جو ہرقل نے کہا کہ تم کو کس چیز کا حکم کرتا ہے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ رسول کی شان سے یہ ہے کہ اپنی قوم کو حکم کرے اور یہ جو ہرقل نے کہا کہ یہی حال ہے پیغمبروں کا کہ اول ان کی اطاعت غریب لوگ ہی کرتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ پیغمبروں کے تابعدار اکثر اوقات مسکین لوگ ہی ہوتے ہیں نہ تکبر والے جو عداوت پر اڑے رہتے ہیں۔ سرکشی اور حسد سے مانند ابوجہل کی اور اُس کے گروہ کی یہاں تک کہ اللہ نے ان کو ہلاک کیا اور جس کے ساتھ ان میں سے نیکی کا ارادہ کیا اس کو ان میں کچھ مدت کے بعد نکال لیا اور یہ جو کہا کہ اسی طرح ہے امر ایمان کا تو یہ اس واسطے کہ ظاہر ہوتا ہے نور پھر ہمیشہ بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ پورا ہوتا ہے ساتھ امور معتبرہ کے بیچ اُس کے نماز اور زکوٰۃ اور روزے وغیرہ سے اسی واسطے حضرت ﷺ کی اخیر عمر میں یہ آیت اتری۔ ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ﴾ اور فرمایا ﴿وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ﴾ اور اسی طرح حضرت ﷺ کے تابعداروں کا حال ہے کہ ہمیشہ بڑھتے گئے یہاں تک کہ کامل ہوئے ساتھ ان کے وہ چیز کہ چاہی اللہ نے اپنے دین کے ظاہر کرنے سے اور اپنی نعمت کے پورا کرنے سے اور واسطے اللہ کے ہے احسان اور نعمت اور یہ جو ہرقل نے کہا کہ یہی حال ہے پیغمبروں کا کہ وہ دغا نہیں کرتے تو یہ اس واسطے کہ نہیں طلب کرتے وہ دنیا کے مال کو جس کا طالب دغا کی پرواہ نہیں کرتا برخلاف اس شخص کے جو آخرت

چاہتا ہے۔

فائدہ: مازنی نے کہا کہ یہ چیزیں جن کا ہرقل نے سوال کیا یہ پیغمبری پر قاطع دلیلیں نہیں مگر یہ کہ احتمال ہے کہ یہ اس کے نزدیک نشانیاں ہوں خاص اس پیغمبر پر اس واسطے کہ اس نے اس کے بعد کہا کہ مجھ کو معلوم تھا کہ وہ پیدا ہونے والا ہے اور مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ وہ تم عرب لوگوں میں سے ہوگا اور یہ جو کہا کہ منع کرتا ہے تم کو بت پرستی سے تو یہ مستفاد ہے قول آپ کے سے کہ نہ شریک ٹھہراؤ اللہ کا کسی کو اور چھوڑ دو جو تمہارے باپ دادا کہتے تھے اس واسطے کہ کہنا ان کا تھا امر ساتھ بت پرستی کے اور یہ جو کہا کہ میں تکلف سے اس کے پاس پہنچتا تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس کو تحقیق ہو چکا تھا کہ اگر وہ حضرت ﷺ کی طرف ہجرت کرے گا تو قتل سے سلامت رہے گا یعنی اس کو خوف تھا کہ اگر میں مسلمان ہو گیا تو میرا ملک میرے ہاتھ سے چلا جائے گا اور روم کے لوگ مجھ کو مار ڈالیں گے اور ابن اسحاق نے بعض اہل علم سے نقل کیا ہے کہ ہرقل نے کہا کہ تجھ کو خرابی ہو بے شک میں جانتا ہوں کہ وہ نبی مرسل ہے اور لیکن میں روم والوں سے اپنی جان کا خوف کرتا ہوں اور اگر یہ خوف نہ ہوتا تو البتہ میں اس کے تابع ہوتا لیکن اگر وہ حضرت ﷺ کے قول کو سمجھتا جو اس خط میں تھا جس کو آپ نے اس کی طرف لکھا تھا کہ اسلام قبول کرتا کہ تو سلامت رہے اور محمول کرتا جزا کو اس کے عموم پر دنیا اور آخرت میں تو البتہ سلامت رہتا اگر اسلام لاتا ہر خوف والی چیز سے اور لیکن توفیق اللہ کے ہاتھ میں ہے اور یہ جو کہا کہ میں اس کے قدم دھوتا تو یہ مبالغہ ہے عبودیت میں واسطے اس کے اور خدمت میں اور ایک روایت میں ہے کہ ہرقل نے کہا کہ اگر میں جانتا کہ وہی ہے تو البتہ اس کی طرف پیادہ وہ چلتا یہاں تک کہ اس کا سر چومتا اور اس کے پاؤں دھوتا اور یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ اس کو کچھ شک باقی تھا اور یہ جو کہا کہ اس کی سلطنت میرے قدموں کے نیچے تک پہنچے گی تو مراد اس سے بیت المقدس ہے اور کنایت کی ساتھ اس کے کہ وہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ تھی یا مراد تمام ملک شام کا ہے اس واسطے کہ اس کی دار السلطنت حمص میں تھی اور اس قسم سے جو قوی کرتا ہے اس کو کہ ہرقل نے مقدم کیا سلطنت کو ایمان پر اور بدستور رہا گمراہی پر یعنی ایمان نہ لایا یہ ہے کہ اس نے لڑائی کی مسلمانوں سے جنگ موتہ میں بعد اس قصے کے سو ابن اسحاق کے مغازی میں ہے کہ جب مسلمان شام میں اترے تو ہرقل لاکھ آدمی مشرکین سے اپنے ساتھ لے کر نکلا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ تبوک سے اس کی طرف لکھا اور اس کو اسلام کی دعوت دی لیکن اُس نے آپ کا حکم قبول نہ کیا اور بدستور کفر پر قائم رہا اور مقدم کیا دنیا فانی کو آخرت پر جو باقی ہے اور یہ جو کہا کہ مِنْ مُحَمَّدٍ الخ تو اس سے ثابت ہوا کہ یہ سنت ہے کہ خط کو پہلے اپنے نام سے شروع کرے اور یہ قول ہے جمہور کا بلکہ نحاس نے حکایت کی ہے کہ اس پر سب اصحاب کا اجماع ہے اور حق یہ ہے کہ اس میں اختلاف ہے اور یہ جو کہا کہ عظیم الروم اور اس کو ملک یا امیر نہ کہا تو یہ اس واسطے کہ وہ معزول ہے ساتھ حکم اسلام کے لیکن نہ خالی چھوڑا اس کو اکرام سے واسطے مصلحت تالیفِ قلوب کے اور ایک

روایت میں ہے کہ ہرقل کے بھتیجے نے اس سے انکار کیا کہ اس نے بادشاہ کیوں نہیں لکھا اور اگر کوئی کہے کہ کس طرح ابتداء کیا کافر کو ساتھ اسلام کے تو جواب ہے کہ مفسرین کہتے ہیں کہ مراد اس سے تحیت نہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ سلامت رہا اللہ کے عذاب سے جو اسلام لایا لیکن وہ مراد نہیں اس واسطے کہ وہ ہدایت کے تابع نہیں ہوا پس اس کو سلام نہ کیا جائے گا اور یہ جو کہا کہ اللہ تجھ کو دوہرا ثواب دے گا تو اس سے استنباط کیا گیا ہے کہ جو لوگ اہل کتاب کا دین قبول کریں وہ ان کے حکم میں داخل ہیں نکاح کرنے میں اور ذبیحہ میں یعنی مسلمانوں کو ان کی عورتوں سے نکاح کرنا اور ان کے لیے حلال کیے جانوروں کا کھانا درست ہے اس واسطے کہ ہرقل اور اس کی قوم بنی اسرائیل کی قوم سے نہیں تھے بلکہ وہ ان لوگوں میں تھے جو دین نصرانی میں داخل ہوئے اور حضرت ﷺ نے اس کو اور اس کی قوم کو اہل کتاب فرمایا تو معلوم ہوا کہ اس کا حکم اہل کتاب کا حکم ہے برخلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ اہل کتاب خاص بنی اسرائیل ہی ہیں اور یہ جو فرمایا کہ تیرے اوپر سب رعیت کا وبال ہے تو مراد یہ ہے کہ تجھ پر تیرا اپنا گناہ بھی ہے اور تابعداروں کا گناہ بھی اس واسطے کہ جب اس پر تابعداروں کے سبب سے وبال ہوا اس سبب سے کہ وہ کفر پر اس کے تابع تھے تو اس کو اپنے نفس کا وبال بطریق اولیٰ ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ جس کو نہانے کی حاجت ہو اس کو پڑھنا ایک آیت یا دو آیت کا جائز ہے اور یہ کہ جائز ہے بھیجنا بعض قرآن کا طرف زمین دشمن کی اور اسی طرح سفر کرنا ساتھ اُس کے طرف زمین دشمن کی اور ابن بطال نے دعویٰ کیا ہے کہ قرآن کے ساتھ دشمن کی زمین کی طرف سفر کرنا منسوخ ہے اور یہ دعویٰ اس کا محتاج ہے طرف ثابت ہونے تاریخ کے ساتھ اس کے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ قرآن کے نہی کی حدیث میں قرآن مجید ہو اور اس کا بیان آئندہ آئے گا اور اوپر جس کو نہانے کی حاجت ہو یعنی جماع یا احتلام وغیرہ کے سبب سے پس احتمال ہے کہ کہا جائے کہ اگر تلاوت کا قصد نہ ہو تو جائز ہے لیکن اس قصے کے ساتھ استدلال کرنے میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اس میں عموم نہیں پس قید کیا جائے گا جواز ساتھ وقت حاجت کے یعنی جب کہ اس کی حاجت ہو مانند ابلاغ اور انذار کے جیسے کہ اس قصے میں ہے اور اوپر مطلق جواز بغیر ضرورت کے پس یہ ٹھیک نہیں اور یہ جو کہا کہ ابوسفیان نے ابوکبشہ کا بیٹا کہا تو اس واسطے کہ ابوکبشہ حضرت ﷺ کے دادوں میں سے ہے اور عرب کی عادت ہے کہ جب کسی کو گھٹاتے ہیں تو اس کو جد غامض (گمنام) کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ جو کہا کہ ہرقل کاہن تھا ستاروں کا حساب جانتا تھا تو یہ کہانت اور ستاروں کا حساب کفر کی حالت میں بہت عام نام تھا یہاں تک کہ اللہ نے اسلام کو ظاہر اور غالب کیا سو ان کی شوکت ٹوٹ گئی اور شرع نے کہا کہ اس پر اعتماد کرنا درست نہیں اور اگر کوئی کہے کہ کس طرح جائز ہے واسطے بخاری کے وارد کرنا اس حدیث کا جو نجومیوں کے امر کو قوی کرتی ہے اور ان کے احکام کے مدلول پر اعتماد کرنے کو درست بتلاتی ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ بخاری کا یہ مقصود نہیں بلکہ اس کا مقصود یہ ہے کہ بیان کرے کہ اشارے ساتھ حضرت ﷺ

کے آئے ہیں ہر طریق سے اوپر زبان ہر فریق کے کاہن سے اور نجومی سے تحقیق سے اور معطل سے انسان سے اور جن سے اور یہ جو کہا کہ ختنے کا بادشاہ غالب ہوا تو اس کے کہنے کے مطابق ہوا اس واسطے کہ تھا ان دنوں میں ظاہر ہونا حضرت ﷺ کا جب کہ صلح کی کفار مکہ سے اور اللہ نے یہ آیت اتاری ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾ اس واسطے کہ مکے کی فتح کا سبب یہ تھا کہ جو حضرت ﷺ اور قریش کے درمیان حدیبیہ میں عہد قرار پایا تھا اس کو قریش نے توڑ ڈالا تھا اور مقدمہ ظہور کا ظہور ہے اور مراد اس امت سے اس زمانے کے لوگ ہیں اور اس کے بعد جو کہا کہ یہ بادشاہ اس امت کا غالب ہوا تو مراد اس سے خاص عرب ہیں اور یہ جو انہوں نے کہا کہ نہیں ختنہ کرتا اس امت سے مگر یہود تو یہ باعتبار ان کے علم کے ہے اس واسطے کہ یہود بیت المقدس میں بہت تھے اور وہ اُس کے حکم کے تلے تھے ساتھ روم کے برخلاف عرب کے کہ وہ سر خود بادشاہ تھے اور یہ جو کہا کہ اس کے ساتھی کا خط اس کے پاس آیا تو ایک روایت میں آیا ہے کہ اس نے پادری کو بلا بھیجا اور وہ ان کے امر کا صاحب تھا تو اس نے کہا کہ یہی ہے وہ پیغمبر جس کا ہم انتظار کرتے تھے اور جس کی ہم کو عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی سو میں تو اس کی تصدیق کرتا ہوں اور اس کو سچا جانتا ہوں اور اس کے تابع ہوتا ہوں تو ہرقل نے اس کو کہا کہ اگر میں اس کے تابع ہوں تو میرا ملک چلا جائے گا پھر ذکر کیا راوی نے سارا قصہ اور اس کے اخیر میں ہے کہ دحیہ کہتا ہے کہ پھر اس پادری نے مجھ سے کہا کہ یہ خط اپنے ساتھی کے پاس لے جا اور اس کو سلام کر اور اس کو خبر دے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ رسول اللہ کے ہیں اور میں اس کے ساتھ ایمان لایا اور اس کو سچا جانا اور لوگوں نے اُس پر اس بات سے انکار کیا سو اس نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اس کو مار ڈالا اور یہ جو کہا کہ وہ نبی ہے تو یہ دلالت کرتا ہے کہ ہرقل اور اس کے ساتھی نے ہمارے نبی کی نبوت کا اقرار کیا لیکن ہرقل تو اپنے کفر پر بدستور قائم رہا برخلاف اس کے ساتھی کے اور یہ جو کہا کہ پھر ہرقل نے روم کے سرداروں کو ایک حویلی میں جمع کیا تو دسکرہ اس محل کو کہتے ہیں جس کے گرد گھر ہوں تو گویا کہ وہ پہلے ایک محل میں داخل ہوا اور اُس کو بند کر دیا کہ اور کوئی آدمی اندر نہ آسکے اور گرد والے گھروں کے دروازے کھلوا دیے اور روم کے سرداروں کو اندر آنے کی اجازت دی پھر ان دروازوں کو بند کروایا پھر ان پر جھانکا اور یہ اس نے اس واسطے کہا تھا کہ اس کو اندر کر کے مار نہ ڈالیں جیسا کہ اس کے ساتھی کو مار ڈالا تھا اور یہ جو کہا کہ سو یہی ہوا آخر حال ہرقل کا تو یہ بہ نسبت اس کے معلوم کے ہی نہیں تو اس کے واسطے اس کے بعد بھی کئی قصے واقع ہوئے ہیں ایک یہ کہ اس نے جنگ موتہ میں مسلمانوں سے لڑنے کے واسطے لشکر تیار کیا اور دوسری بار اُس نے جنگ تبوک میں مسلمانوں کے مقابلے میں پھر لشکر تیار کیا اور حضرت ﷺ نے اس کو دوسری بار پھر خط لکھا تو اس نے حضرت ﷺ کو کچھ سونا بھیجا حضرت ﷺ نے اس کو اصحاب میں بانٹ دیا اور یہ جو کہا کہ ایمان سے ناامید ہوا تو مراد یہ ہے کہ ان کے ایمان سے واسطے اس چیز کے کہ انہوں نے اس کے واسطے ظاہر

کی اور اپنے ایمان سے بھی اس واسطے کہ اس نے اپنے ملک کی حرص کی اور وہ چاہتا تھا کہ وہ سب کے سب اُس کی اطاعت کریں اور مسلمان ہو جائیں اور اس کا ملک بدستور قائم رہے پس ایمان سے نا اُمید نہ ہوا مگر اس شرط سے کہ اُس نے ارادہ کیا یعنی سب روم کے لوگ مسلمان ہو جائیں تو وہ بھی مسلمان ہو نہیں تو قادر تھا اُس پر کہ ان سے بھاگتا اور آخرت کی نعمتوں کی رغبت سے اپنا ملک چھوڑتا اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

تنبیہ: اور جب کہ تھا ایمان ہرقل کا مشتبہ نزدیک اکثر لوگوں کے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ہو عدم تصریح اُس کے ساتھ ایمان کے واسطے خوف قتل کے اپنی جان پر اور احتمال ہے کہ مرتے دم تک اپنے کفر پر بدستور قائم رہا ہو تو ختم کیا بخاری نے ساتھ اس حدیث کے اس باب کو جس کو حدیث الاعمال بالنیات کے ساتھ شروع کیا تھا گویا کہ اُس نے کہا کہ اگر ہرقل کی نیت سچی تھی تو وہ اس سے فائدہ پائے گا نہیں تو محروم رہا اور خسارے میں پڑا پس ظاہر ہوئی مناسبت وارد کرنے قصے ابن ناطور کی بیچ بدء الوحی کے واسطے مناسبت اس کی کے حدیث اعمال کو جس کے ساتھ باب کو شروع کیا پس اگر کوئی کہے کہ کیا مناسبت ہے ابوسفیان کی حدیث کو ہرقل کے قصے میں ساتھ بدء الوحی کے تو جواب یہ ہے کہ وہ شامل ہے لوگوں کے حال کو ساتھ حضرت ﷺ کے بیچ اس ابتدا کے اور اس واسطے کہ جو آیت ہرقل کی طرف لکھی گئی تھی واسطے بلانے کے ہے طرف اسلام کی وہ موافق اور مناسب ہے ساتھ اس آیت کے جو ترجمہ میں ہے یعنی ﴿اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ﴾ الآیۃ اور اللہ نے فرمایا کہ مشروع کیا واسطے تمہارے وہ دین جس کی نوح علیہ السلام کو وصیت کی تو ظاہر ہوا کہ سب کے سب پیغمبروں کی طرف بھی وحی بھیجی گئی کہ دین کو قائم کرو اور یہی معنی ہیں اس آیت کے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔

تکمیل: سہیلی نے ذکر کیا ہے کہ ہرقل نے رکھا حضرت ﷺ کے خط کو سونے کی ایک ڈبیا میں واسطے تعظیم اس کی کے ہمیشہ وہ ایک دوسرے کے بعد اس کے وارث ہوتے رہے یہاں تک کہ تھا نزدیک بادشاہ فرنگ کے جو طلیطلہ پر غالب ہوا پھر اس کے پوتے کے پاس تھا سو کہتے ہیں کہ عبدالملک بن سعد اس بادشاہ کے ساتھ جمع ہوا تو اُس نے وہ خط اس کو نکال کر دکھایا جب اس نے اس کو دیکھا تو کہا کہ مجھ کو قدرت دے کہ میں اُس کو چوم لوں اس نے نہ مانا اور سیف الدین فلیح منصوری سے روایت ہے کہ بھیجا مجھ کو ملک منصور قلاون نے طرف بادشاہ غرب کے ساتھ ہدیہ کے پھر بھیجا مجھ کو غرب کے بادشاہ نے طرف بادشاہ فرنگ کے واسطے ایک سفارش کے تو اس نے اس کو قبول کیا اور اس نے مجھ کو کہا کہ میرے پاس کچھ مدت ٹھہر جا تو میں نے کہا کہ میں نہیں رہتا تو اس نے کہا کہ البتہ میں تجھ کو ایک تحفہ دکھاتا ہوں سو اس نے ایک صندوق نکالا جو سونے سے جڑا ہوا تھا پھر اس میں سے سونے کا ایک ڈبہ نکالا اور اس میں سے ایک خط نکالا جس کے اکثر حرف اڑے ہوئے تھے اس کے ساتھ ریشمی کپڑا جوڑا ہوا تھا تو اس نے کہا یہ خط ہے تمہارے پیغمبر کا جو انہوں نے میرے دادا قیصر کی طرف لکھا تھا ہمیشہ سے ہم اُس کے وارث ہوتے چلے آتے ہیں اب

تک اور وصیت کی ہے ہم کو ہمارے باپوں نے کہ جب تک یہ خط تمہارے پاس رہے گا تب تک تمہارا ملک قائم رہے گا اسی واسطے ہم اس کو نہایت حفاظت سے رکھتے ہیں اور اس کی نہایت تعظیم کرتے ہیں اور اس کو نصاریٰ سے پوشیدہ رکھتے ہیں تا کہ بادشاہی ہمیشہ ہم میں رہے اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث سعید بن ابی راشد کی کہ حضرت ﷺ نے تنوخی ہرقل کے ایلچی پر اسلام پیش کیا وہ اسلام سے باز رہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے تنوخی میں نے تمہارے بادشاہ کی طرف خط لکھا تھا تو اس نے اپنے پاس رہنے دیا سو ہمیشہ اس سے لوگ ڈرتے رہیں گے جب تک کہ وہ خط اس کے پاس رہے گا اور نیز تائید کرتی ہے یہ حدیث جو حضرت ﷺ سے مروی ہے کہ جب فارس کے بادشاہ کا جواب حضرت ﷺ کے پاس آیا کہ اس نے آپ کے خط کو پھاڑ ڈالا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور جب ہرقل کا جواب آپ کے پاس آیا کہ اس نے آپ کے خط کو رکھ لیا ہے تو آپ نے فرمایا اللہ اس کے ملک کو ثابت رکھے، واللہ اعلم ۔ (فتح الباری)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْإِيْمَان

یہ کتاب ہے ایمان کے بیان میں

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ وَّهُوَ قَوْلٌ وَّفِعْلٌ وَّيَزِيْدُ وَيَنْقُصُ.

باب ہے بیان میں قول نبی ﷺ کے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اور وہ قول ہے اور فعل ہے اور زیادہ ہوتا ہے اور کم ہوتا ہے یعنی بڑھتا بھی ہے اور کم بھی ہوتا ہے۔

فائدہ: کتاب مصدر ہے کَتَبَ یَکْتُبُ کِتَابَۃً وَکِتَابًا کا اور مادہ کتب کا دلالت کرتا ہے اوپر جمع کرنے اور جوڑنے کے اور استعمال کیا ہے انہوں نے اس کو اُس چیز میں کہ جامع ہو گئی چیزوں کو ابواب اور فصول سے جو جامع ہیں مسائل کو اور باب کے معنی مدخل کے ہیں یعنی جگہ داخل ہونے کی اور استعمال اس کے معانی میں مجازی ہے اور ایمان کے معنی لغت میں تصدیق کے ہیں اور شرع میں ایمان کہتے ہیں رسول کی تصدیق کو اس چیز میں کہ لائے ہیں اس کو اپنے رب کی طرف سے اور اس قدر پر سب کا اتفاق ہے پھر واقع ہوا ہے اختلاف کہ کیا شرط ہے ساتھ اس کے کوئی زیادہ چیز جہت ظاہر کرنے اس تصدیق کے سے ساتھ زبان کے جو بیان کرنے والی ہے دل کی بات کو اس واسطے کہ تصدیق افعال قلوب سے ہے یعنی دل کے عملوں سے ہے اور یا عمل کی جہت سے ساتھ اس چیز کے کہ تصدیق کیا جائے ساتھ اُس کے اُس سے مانند فعل مامور چیزوں کی اور ترک منع چیزوں کے اور یہ جو کہا کہ ایمان قول ہے اور فعل ہے اور بڑھتا اور گھٹتا ہے تو کلام اس جگہ دو مقام میں ہے ایک ہونا اس کا قول اور فعل اور دوسرا اس کا بڑھنا اور گھٹنا لیکن قول پس مراد ساتھ اس کے بولنا ہے ساتھ شہادتین کے اور لیکن عمل پس مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے جو عام تر ہے عمل قلب اور اعضا کے سے تا کہ داخل ہو اعتقاد اور عبادات اور مراد اس کی جس نے اس کو ایمان کی تعریف میں داخل کیا ہے اور جس نے نہیں کیا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ فقط باعتبار نظر کے ہے طرف اس چیز کی کہ نزدیک اللہ کے ہے سو سلف نے کہا ہے کہ ایمان اعتقاد ہے ساتھ دل کے اور عمل ہے ساتھ ارکان کے اور مراد ان کی اس کے ساتھ یہ ہے کہ اعمال شرط ہیں اُس کے کمال میں اور اس جگہ سے پیدا ہوا واسطے ان کے قول ساتھ زیادتی اور نقصان کے کماسیاتی۔ اور مرجیہ نے کہا کہ وہ فقط اعتقاد اور زبان سے اقرار کرنا ہے اور کرامیہ کہتے ہیں کہ ایمان فقط زبان سے اقرار کرنا ہے اور معتزلہ کہتے ہیں کہ وہ عمل اور اقرار اور اعتقاد ہے اور فرق درمیان معتزلہ کے اور سلف کے یہ ہے

کہ معتزلہ نے اعمال کو ایمان کی صحت کے واسطے شرط ٹھہرایا ہے اور سلف نے اس کو اس کے کمال کی شرط ٹھہرایا ہے اور یہ کل اعتبار نظر کے ہے طرف اس چیز کی کہ اللہ کے نزدیک ہے اور لیکن باعتبار نظر کرنے کی طرف اس چیز کی کہ بندوں کے نزدیک ہے سو ایمان فقط اقرار ہے سو جو اقرار کرے جاری کیے جاتے ہیں اس پر احکام دنیا میں اور نہیں حکم لگایا جاتا اس پر ساتھ کفر کے مگر یہ کہ مقترن ہو ساتھ اس فعل کے جو دلالت کرے اس کے کفر پر مانند سجدہ کرنے کی واسطے بت کے پس اگر اس کا فعل کفر پر دلالت نہ کرے مانند فسق کے سو جو اس کو مومن کہتا ہے وہ باعتبار اس کے اقرار زبانی کے کہتا ہے اور جو اس کو مومن نہیں کہتا وہ باعتبار کمال کے نہیں کہتا یعنی وہ مومن کامل نہیں اور جو اس کو کافر کہتا ہے تو اس اعتبار سے کہتا ہے کہ اس نے کفر یہ فعل کیا اور جو اس کو کافر نہیں کہتا تو اس اعتبار سے نہیں کہتا کہ وہ حقیقت میں ایماندار ہے اور ثابت کیا ہے معتزلہ نے واسطہ کو سو کہتے ہیں کہ فاسق یعنی گنہگار نہ مسلمان ہے نہ کافر اور لیکن مقام دوسرا پس مذہب سلف کا یہ ہے کہ ایمان بڑھتا ہے اور گھٹتا ہے اور اکثر متکلمین نے اس سے انکار کیا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ جب زیادتی اور کمی کو قبول کرے تو شک ہوگا ایمان نہ ہوگا اور شیخ محی الدین نے کہا کہ ظاہر تر یہ ہے کہ تصدیق دلی بڑھتی ہے اور گھٹتی ہے ساتھ کثرتِ نظر کے اور واضح ہونے دلیلوں کے اسی واسطے ایمان صدیق کا قوی تر ہے اس کے غیر کے ایمان سے اس طور سے کہ نہیں عارض ہوتا اس کو کچھ شبہ اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ جو اس کے دل میں ہے بڑھتا گھٹتا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات یقین اور اخلاص اور توکل میں اعظم ہوتا ہے بعض اوقات سے اور اسی طرح تصدیق اور معرفت میں باعتبار ظاہر ہونے براہین کے اور کثرت ان کی کے اور تحقیق نقل کیا ہے محمد بن نصر نے ایک جماعت اماموں کی سے مانند اس کی اور جو سلف سے منقول ہے تصریح کی ہے ساتھ اس کے عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں سفیان ثوری اور مالک بن انس اور اوزاعی اور ابن جریج وغیرہم سے اور یہ لوگ فقہاء شہروں کے ہیں اپنے زمانے میں اور اسی طرح نقل کیا ہے اس کو ابوالقاسم نے شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ ابوعبید وغیرہم اماموں سے اور اسی نے روایت کی ہے ساتھ سند صحیح کے بخاری سے کہ کہا کہ میں نے شہروں میں ہزار عالم سے زیادہ کی ملاقات کی سو میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اختلاف کرتا اس میں کہ ایمان قول اور عمل ہے اور بڑھتا ہے اور گھٹتا ہے اور طول کیا ہے ابن ابی حاتم اور لالکائی نے اس کے نقل کرنے میں ساتھ اسانید کے ایک جماعت کثیر اصحاب اور تابعین کی سے اور ہر اس شخص سے کہ دائر ہے اُس پر اجماع اصحاب اور تابعین سے اور حکایت کیا ہے اس کو فضیل بن عیاض اور وکیع نے اہل سنت اور جماعت سے اور شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایمان قول اور عمل ہے اور بڑھتا ہے اور گھٹتا ہے یعنی بندگی سے بڑھتا ہے اور گناہ سے گھٹتا ہے پھر شافعی رحمہ اللہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِيْمَانًا﴾ الآیۃ پھر شروع کیا بخاری نے استدلال کرنا قرآن کی آیتوں سے جو تصریح کرتی ہیں ساتھ بڑھنے ایمان کے اور جب بڑھنا ثابت ہوا تو اس کا مقابل یعنی گھٹنا خود ثابت

ہوگیا اس واسطے کہ جو چیز بڑھنے کو قبول کرتی ہے وہ گھٹنے کو بھی قبول کرتی ہے۔ (فتح)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿لِيَزْدَادُوْا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ﴾ ﴿وَزِدْنَاهُمْ هُدًى﴾ ﴿وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى﴾ ﴿وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰهُمْ تَقْوٰهُمْ﴾ ﴿وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِيْمَانًا﴾ وَقَوْلُهٗ عَزَّوَجَلَّ ﴿اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا﴾ وَقَوْلُهٗ ﴿فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا﴾ وَقَوْلُهٗ ﴿وَمَازَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا﴾.

فرمایا اللہ غالب اور بزرگ نے تا کہ بڑھ جائیں وہ ایمان میں ساتھ ایمان اپنے کے دوسری آیت اور زیادہ کی ہم نے ان کو ہدایت تیسری آیت اور زیادہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو راہ پائی ہے راہ چوتھی آیت اور جن لوگوں نے راہ پائی زیادہ دی ان کو ہدایت اور دی ان کو پرہیز گاری ان کی پانچویں آیت اور زیادہ ہوں وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں ایمان میں چھٹی آیت اور قول اللہ غالب اور بزرگ کا کس کو تم میں سے زیادہ کیا ہے اس نے ایمان پس جو لوگ کہ ایمان لائے پس زیادہ کیا ان کو اس بات نے ایمان نے ساتویں آیت اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس ڈرو تم ان سے کہ پس زیادہ کیا ان کو اس بات نے ایمان آٹھویں آیت اور نہ زیادہ کیا ان کو مگر ایمان اور اطاعت کرنا۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض ان آٹھ آیتوں کے لانے سے یہ ہے کہ ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے سلف وخلف امت اور تمام اہل سنت اور جماعت کا اور یہی بات حق ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ ایمان کم وبیش نہیں ہوتا ہے مگر یہ بات ان کی ٹھیک نہیں ہے بلکہ قرآن کی ان آیات اور احادیث کے مخالف ہے۔

وَالْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ مِنَ الْإِيْمَانِ.

محبت رکھنی اللہ کے واسطے اور دشمنی رکھنی اللہ کے واسطے ایمان سے ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ایمان زیادہ ہوتا ہے اس لیے کہ حب اور بغض کم وبیش ہوتے ہیں۔

وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِلٰى عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ اِنَّ لِلْاِيْمَانِ فَرَآئِضَ وَشَرَآئِطَ وَحُدُوْدًا وَّسُنَنًا فَمَنِ اسْتَكْمَلَهَا اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَكْمِلْهَا لَمْ يَسْتَكْمِلِ الْاِيْمَانَ فَاِنْ

اور لکھا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے طرف عدی بن عدی کے کہ تحقیق ایمان کے واسطے کئی فرائض اور عقائد اور حدیں اور سنتیں ہیں پس جس نے ان کو کامل کیا اُس نے ایمان کو کامل کیا۔ اور جس نے نہ کامل کیا ان کو نہ کامل کیا ایمان کو سو اگر میں زندہ رہا تو عنقریب میں اُن کو

اَعِشْ فَسَاُبَیِّنُهَا لَكُمْ حَتّٰی تَعْمَلُوْا بِهَا وَاِنْ اَمُتْ فَمَا اَنَا عَلٰی صُحْبَتِكُمْ بِحَرِیْصٍ. تمہارے واسطے بیان کروں گا تا کہ عمل کرو ساتھ اس کے اور اگر میں مر گیا تو مجھ کو تمہاری صحبت کی کچھ خواہش نہیں۔

فائدہ: مراد فرائض سے اعمال فرض ہیں اور مراد شرائع سے عقائد دینیہ ہیں اور مراد حدود سے منع چیزیں ہیں اور مراد سنتوں سے مستحب عمل ہیں اور غرض اس اثر سے یہ ہے کہ عمر بن عبدالعزیز بھی قائل تھے کہ ایمان بڑھتا ہے اور گھٹتا ہے اس واسطے کہ اس نے کہا کہ جس نے اس کو کامل کیا اور جس نے نہ کیا۔

وَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَلٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ. اور کہا ابراہیم علیہ السلام نے اور لیکن تا کہ آرام پکڑے دل میرا۔

فائدہ: یہ اشارہ طرف تفسیر سعید بن جبیر اور مجاہد وغیرہ کے واسطے اس آیت کی کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تا کہ میرا یقین زیادہ ہو اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ثابت ہوا تو گویا کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا باوجودیکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا ہے حضرت ابرہیم علیہ السلام کی پیروی کرنے کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فرق کیا ہے بخاری نے درمیان اس آیت کے اور پہلی آیتوں کے اس واسطے کہ پہلی آیتوں سے دلیل نص کے ساتھ لی جاتی ہے اور اس آیت سے اشارہ کے ساتھ لی جاتی ہے۔

وَقَالَ مُعَاذٌ اِجْلِسْ بِنَا نُؤْمِنْ سَاعَةً. اور کہا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہ بیٹھ تو ساتھ ہمارے ایمان لائیں ہم ایک ساعت یعنی ہمارا ایمان زیادہ ہو جائے اس لیے کہ معاذ رضی اللہ عنہ مومن تو پہلے ہی تھے اور مومن بھی کیسے کہ اعلیٰ درجے کے۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَلْیَقِیْنُ الْاِیْمَانُ كُلُّهٗ. ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یقین کل ایمان ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کم وبیش ہوتا ہے اس لیے کہ کل اور اجمع کے ساتھ وہی تاکید کیا جاتا ہے جو صاحب اجزا ہو پس جس میں بہت اجزا ہوں گے اس کا ایمان زیادہ ہوگا اور جس میں کم ہوں گے اس کا ایمان ناقص ہوگا پس کمی بیشی ثابت ہے ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ صبر آدھا ایمان ہے اور یہ اُس پر صریح دلالت کرتی ہے اس واسطے کہ نصف صریح ہے متجزی ہونے میں لیکن بخاری نے اپنی عادت کے موافق صریح دلالت کرنے والی چیز کو حذف کر دیا ہے اور اشارہ کرنے والی پر اقتصار کیا ہے اور ایک روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ الٰہی! زیادہ کر میرے ایمان اور یقین کو اور یہ صریح تر ہے مقصود میں لیکن بخاری نے اس کو اپنی عادت کے موافق ذکر نہیں کیا۔

تنبیہ: اور استدلال کیا ہے ساتھ اس اثر کے جو کہتا ہے کہ ایمان وہ مجرد تصدیق ہے اور جواب یہ ہے کہ مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ یقین وہ اصل ایمان ہے اور جب دل میں یقین ہو تو سب اعضا اٹھتے ہیں واسطے ملاقات اللہ

کے ساتھ نیک عملوں کے۔(فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ حَقِيْقَةَ التَّقْوٰى حَتّٰى يَدَعَ مَا حَاكَ فِي الصَّدْرِ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آدمی اصل حقیقت تقویٰ کو نہیں پہنچتا ہے جب تک کہ نہ چھوڑے اس چیز کو جو سینے میں تردد کرے۔

فائدہ: مراد تقویٰ سے یہاں ایمان ہے اور یہاں سے معلوم ہوا کہ بعض مومنین اصل کنہ ایمان کو پہنچ گئے ہیں اور بعض نہیں پہنچے پس کم وبیشی ایمان کی خود ثابت ہوگئی اور یا مراد ساتھ تقوے کے نگاہ رکھنا نفس کا ہے شرک سے اور برے عملوں سے اور ہمیشگی کرنی نیک عملوں پر اور ساتھ اس تقریر کے صحیح ہوگا استدلال بخاری کا اور یہ جو کہا کہ جو سینے میں کھٹکے تو اس میں بشارت ہے کہ بعض ایماندار ایمان کی کنہ کو پہنچتے ہیں اور اس کی حقیقت کو اور بعض نہیں پہنچتے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہوتا بندہ پرہیزگاروں سے یہاں تک کہ حلال چیز کو حرام کے خوف سے چھوڑے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا﴾ اَوْحَيْنَاكَ يَا مُحَمَّدُ وَاِيَّاهُ دِيْنًا وَّاحِدًا.

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے بیان کیا اللہ نے واسطے تمہارے دین سے جس کے ساتھ نوح علیہ السلام کو وصیت کی یعنی وصیت کی ہم نے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور نوح علیہ السلام کو ایک دین کی۔

فائدہ: اس دین میں ایمان کی زیادتی اور نقصان ثابت ہے اور اس دین میں اور سب نبیوں کے دین کا اصول ایک ہے پس اس سے ثابت ہوگیا کہ پہلے نبیوں کی شرع میں بھی ایمان کی کمی بیشی ثابت ہے اور یہی وجہ مطابقت کی ہے ساتھ باب الایمان کے اور مراد یہ ہے کہ جو شرع قرآن اور حدیث سے ثابت ہوتی ہے یہی شرع ہے سب پیغمبروں کی اور استدلال کیا ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے اس پر کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں ساتھ اس آیت کے ﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ الآیۃ شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ آیت بڑی حجت ہے اوپر اُن کے۔(فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا﴾ سَبِيْلًا وَّسُنَّةً وَّدُعَآءُ كُمْ اِيْمَانُكُمْ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا کی تفسیر میں سبیلًا وسُنَّةً یعنی کیا ہم نے واسطے ہر ایک کے ایک راہ اور دستور یعنی فروعات میں اختلاف اور اختلاف واجب کرتا ہے زیادتی اور نقصان ایمان کو پس مطابقت ترجمہ سے ظاہر ہے لیکن اصول میں کچھ اختلاف نہیں پس پہلی آیت سے تعارض نہیں ہوگا اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ آیت لَوْلَا دُعَآءُ كُمْ میں دعا سے مراد ایمان ہے اور وجہ دلالت کی واسطے بخاری کے یہ ہے کہ دعا عمل ہے اور

البتہ اطلاق کیا ہے اس کو ایمان پر پس صحیح ہوگا یہ کہنا کہ ایمان عمل ہے یہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دعا اس جگہ مصدر مضاف ہے طرف مفعول کی اور مراد بلانا رسولوں کا ہے خلقت کو طرف ایمان کی اور بعض کہتے ہیں کہ معنی دعا کے اس جگہ بندگی کے ہیں۔

۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ.

۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں اس بات کی گواہی دینی کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود برحق نہیں اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ کا ہے اور نماز کا قائم کرنا اور زکوۃ کا دینا اور بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایمان قول وفعل ہے اور اس کا قول وفعل ہونا مستلزم ہے زیادتی اور نقصان کو پس مطابقت اس حدیث کی باب الایمان سے ظاہر ہے اگر کوئی کہے کہ چار چیزیں مذکورہ شہادت پر مبنی ہیں اس واسطے کہ نہیں صحیح ہے ان میں سے کوئی چیز مگر بعد وجود اس کے اور جواب یہ ہے کہ جائز ہے بنا کرنا ایک امر کا دوسرے پر کہ دونوں امروں پر ایک اور امر کی بنا ہو اور اگر کوئی کہے کہ ضرور ہے کہ مبنی اور مبنی علیہ ایک دوسرے کے غیر ہوں تو جواب یہ ہے کہ مجموع بنظر اس کے افراد کے غیر ہے اور باعتبار جمع کے عین ہے۔

تنبیہات: پہلی تنبیہ: جہاد اس حدیث میں اس واسطے مذکور نہیں کہ وہ فرض کفایہ ہے اور نہیں متعین ہوتا مگر بعض احوال میں اور دوسری تنبیہ یہ ہے کہ قول آپ کا شہادت اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اس کا مابعد مجرور ہے بنابر بدل کے خمس سے اور اگر کوئی کہے کہ نہیں ذکر کیا ایمان لانا ساتھ پیغمبروں کے اور فرشتوں کے اور سوائے اُس کے جس کو شامل ہے سوال جبرائیل کا تو جواب یہ ہے کہ مراد شہادت سے رسول کی ہے اس چیز میں کہ اس کو لائے پس مستلزم ہوگا تمام ان چیزوں کو کہ مذکور ہیں اعتقادیات سے اور تیسری تنبیہ یہ ہے کہ مراد ساتھ قائم کرنے نماز کے ہیشگی کرنی ہے اوپر اُس کے اور مراد ساتھ دینے زکوۃ کے نکالنا ایک حصے کا ہے مال سے خاص طور پر اور چوتھی تنبیہ یہ ہے کہ باقلانی نے کہا کہ شرط ہے اسلام کی صحت میں مقدم ہونا اقرار بالتوحید کا اوپر اقرار رسالت کے یعنی اسلام جب صحیح ہوتا ہے جب کہ پہلے توحید کا اقرار کرے اور پھر رسالت کا اقرار کرے اور کسی نے اس کی پیروی نہیں کی باوجودیکہ اگر باریک

نظر سے دیکھا جائے تو اس کی وجہ ظاہر ہوتی ہے اور پانچویں تنبیہ یہ ہے کہ مستفاد ہوتا ہے اس سے خاص کرنا عموم مفہوم سنت کا ساتھ خصوص منطوق قرآن کے اس واسطے کہ عموم حدیث کا تقاضا کرتا ہے اس کو کہ جو ان چیزوں مذکورہ کا مباشر ہو اس کا اسلام صحیح ہے اور مفہوم مخالف اس کا یہ ہے کہ جو اس کا مباشر نہ ہو اسلام اس کا صحیح نہیں اور یہ عموم مخصوص ہے ساتھ اس آیت قرآن کے ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ﴾۔ (فتح)

بَابُ اُمُوْرِ الْاِيْمَانِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلَآئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّيْنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ الْاٰيَةَ.

باب ہے بیان میں امورِ ایمان کے اور قول اللہ غالب اور بزرگ کا نہیں بھلائی یہ کہ منہ پھیرو تم طرف مشرق اور مغرب کی لیکن صاحب بہتری کا وہ شخص ہے جو ایمان لایا ساتھ اللہ کے آخر آیت تک تحقیق مراد کو پہنچے ایمان والے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ان دو آیتوں کو اس واسطے ذکر کیا ہے کہ یہ دونوں ایمان کے کاموں پر شامل ہیں مراد امور ایمان سے بیان کرنا ان کاموں کا ہے جو ایمان ہیں اور وہ امور جو واسطے ایمان کے ہیں اور وجہ استدلال کی ساتھ اس آیت کے اور مناسبت اس کی واسطے حدیث کے ظاہر ہوتی ہے اس حدیث سے جس کو عبدالرزاق نے روایت کیا ہے مجاہد سے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کا سوال کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی لیس البر الخ اور بخاری نے اس کو اس واسطے روایت نہیں کیا کہ وہ اُس کی شرط پر نہیں اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ آیت نے بند کیا ہے تقویٰ کو اوپر ان لوگوں کے جن میں یہ صفتیں ہوں اور مراد پرہیز گار شرک سے ہیں اور بدعملوں سے سو جب وہ کریں اور شرک وغیرہ بدعملوں کو چھوڑ دیں تو وہ ایماندار کامل ہیں اور جامع درمیان آیت اور حدیث کے یہ ہے کہ اعمال ساتھ چھوڑنے ان کے ساتھ تصدیق کے داخل ہیں بر کے مسمّٰی میں جیسے کہ وہ داخل ہیں ایمان کے مسمّٰی میں پس اگر کہا جائے کہ نہیں

متن میں ذکر تصدیق کا تو جواب یہ ہے کہ وہ ثابت ہے اصل حدیث میں جیسے کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم وغیرہ نے اور بخاری بہت استدلال کرتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ شامل ہے اس پر متن جس کی اصل کو ذکر کرتا ہے اور اس کو پورا بیان نہیں کرتا۔ قد افلح المؤمنون احتمال ہے کہ متقین کی تفسیر ہو یعنی متقین وہی موصوف ہیں ساتھ قد افلح کے اور گویا کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف امکان گنے شاخوں کے ان دونوں آیتوں سے اور جو ان کی مانند ہیں اور اسی واسطے ذکر کیا ابن حبان نے کہ اس نے کہا ہے ہر بندگی کو کہ اللہ نے اس کو اپنی کتاب میں گنا ہے کہ وہ ایمان سے ہے اور اطاعت کہ اس کو رسول نے گنا ہے کہ ایمان سے ہے اور مکرر کو حذف کیا ہے تو ستتر کو پہنچیں۔ (فتح)

٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيْمَانِ.

٨۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایمان کی ساٹھ اور کئی شاخیں ہیں اور حیا ایک شاخ ہے ایمان کی۔

فائدہ: یعنی ایمان بمنزلہ درخت کی ہے اور جتنی نیکیاں اور خوبیاں ہیں جیسے علم اور صبر وقناعت وزہد وغیرہ وہ اس کی شاخیں ہیں اور حیا ان میں بڑی عمدہ شاخ ہے اس واسطے کہ شرع میں حیا اس حالت کو کہتے ہیں جو گناہ سے روکے اور ساٹھ شاخ سے کثرت مراد ہے اس واسطے کہ نیکیوں کی کچھ حد نہیں سوائے اللہ اور رسول کے ان کو کوئی نہیں گھیر سکتا ہے ۔ حیا لغت میں تغیر اور انکسار ہے جو عارض ہوتا ہے انسان کو خوف اس چیز سے کہ اُس سے اس کو عیب لگایا جائے اور حیا شرع میں ایک خو ہے جو باعث ہوتی ہے اوپر اجتناب قبیح کے اور منع کرتی ہے قصور کرنے سے حقدار کے حق میں اسی واسطے دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حیا سب خیر ہے اور اگر کوئی کہے کہ بہت حیا منع کرتا ہے حق کہنے سے اور فعل خیر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شرعی بات نہیں اور عیاض نے کہا کہ بعض نے اپنے اجتہاد سے ایمان کی شاخوں کو حصر کیا ہے اور نہیں قدح کرتا نہ پہچاننا ان کے حصر کا بطور تفصیل کے ایمان میں اور ابن حبان نے ان شاخوں کو گنا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ شاخیں نکلتی ہیں دل کے عملوں سے اور زبان کے عملوں سے اور بدن کے عملوں سے پس اعمال دل کے اس میں اعتقادیات اور نیتیں ہیں اور شامل ہیں چوبیس خصلتوں پر ایمان لانا ساتھ اللہ کے اور داخل ہے اس میں ایمان ساتھ ذات اس کی کے اور صفات اس کی کے اور توحید اس کی کے بایں طور کہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور اعتقاد نو پیدا ہونے اس چیز کا کہ اللہ کے سوا ہے اور ایمان لانا ساتھ اس کے فرشتوں کے اور کتابوں کے اور رسولوں

کے اور نیکی اور بدی کی تقدیر کے اور ایمان لانا ساتھ دن پچھلے کے یعنی قیامت کے اور داخل ہے اس میں سوال قبر کا اور قیامت کو جی اٹھنا اور حساب اور میزان اور صراط اور بہشت اور دوزخ اور محبت اللہ کی اور محبت اور عداوت رکھنی اس کی راہ میں اور محبت حضرت ﷺ کی اور اعتقاد تعظیم اس کی کا اور داخل ہوتا ہے اس میں درود پڑھنا اوپر آپ کے اور پیروی کرنی سنت آپ کی کے اور اخلاص اور داخل ہوتا ہے اس میں ترک کرنا ریا کا اور نفاق کا اور توبہ اور خوف اور امید اور شکر اور وفا اور صبر اور رضا ساتھ قضا کے اور توکل اور رحمت اور تواضع اور داخل ہے اس میں توقیر کبیر کی اور رحمت صغیر کی اور ترک کرنا تکبر اور عجب کا اور ترک کرنا حسد کا اور ترک کرنا غضب کا اور زبان کے عمل اور شامل ہیں وہ سات خصلتوں پر توحید کا اقرار کرنا یعنی اللہ کو ایک کہنا اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اور قرآن کا پڑھنا اور علم کا پڑھنا اور پڑھانا اور دعا اور ذکر اور داخل ہے اس میں استغفار اور لغو سے پرہیز کرنا اور عمل بدن کے اور شامل ہیں وہ اٹھتیس خصلتوں پر بعض ان میں وہ ہیں جو ایمان کے ساتھ خاص ہیں اور پندرہ خصلتیں ہیں پاکی اور ستھرائی حاصل کرنی حسی اور حکمی اور داخل ہیں اس میں پرہیز کرنا پلیدیوں سے اور شرم گاہ کا ڈھانکنا اور نماز فرض ہو یا نفل اور زکوۃ بھی اسی طرح اور چھوڑانا گردنوں کا اور بخشش کرنی اور داخل ہے اس میں کھانا کھلانا اور مہمان کا اکرام کرنا اور روزہ رکھنا فرض ہو یا نفل اور حج اور عمرہ اسی طرح اور طواف اور اعتکاف اور تلاش کرنا شب قدر کا اور دین لے کر بھاگنا اور داخل ہے اس میں ہجرت کرنی اور شرک سے بیزار ہونا اور پورا کرنا نذر کا اور تحری ایمان میں یعنی قسموں میں اور ادا کرنا کفاروں کا اور ان میں بعض وہ ہیں جو متعلق ہیں ساتھ اتباع کے اور وہ چھ خصلتیں ہیں تعفف ساتھ نکاح کے اور قائم ہونا ساتھ حقوق عیال کے اور نیکی کرنی ساتھ ماں باپ کے اور اس میں پرہیز کرنا عقوق کا ہے اور پرورش اولاد کی اور سلوک کرنا قرابت والوں کا اور فرمانبرداری حاکموں کی اور رفق ساتھ غلاموں کے اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو متعلق ہیں ساتھ عام لوگوں کے اور وہ سترہ خصلتیں ہیں قائم ہونا سرداری میں ساتھ عدل کے اور متابعت جماعت کی اور اطاعت اولی الامر کی اور لوگوں میں صلح کرانی اور داخل ہے اس میں لڑنا باغیوں سے اور مدد کرنا نیک کام پر اور داخل ہے اس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور قائم کرنا حدوں کا اور جہاد اور اس میں داخل ہے اسلام کی سرحد پر چوکیداری کرنی اور ادا کرنا امانت کا اور اس میں سے ادا کرنا خمس کا اور قرض کا ساتھ پورا دینے اس کے اور اکرام جار کا اور حسن معاملہ اور اس میں جمع کرنا مال کا ہے حلال سے اور خرچ کرنا مال کا اپنی جگہ میں اور اس سے ترک کرنا اسراف کا ہے یعنی بیجا خرچ کرنا مال کا اور سلام کا جواب دینا اور چھینکنے والے کا جواب دینا اور دور کرنا تکلیف دینے والی چیز کا لوگوں سے اور پرہیز کرنا کھیل سے اور ہٹانا تکلیف دینے والی چیز کا راہ سے پس یہ ننانویں خصلتیں ہیں اور ممکن ہے گننا ان کا اناسی خصلتیں باعتبار افراد اس چیز کے کہ جوڑی گئی ہے بعض اس کے ساتھ بعض کے مذکورات سے۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ سب شاخوں سے اعلیٰ شاخ لا الہ الا اللہ ہے اور سب سے ادنیٰ ہٹانا تکلیف دینے والی چیز کا راہ سے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ ان شاخوں کے مرتبے جدا جدا ہیں کسی کا مرتبہ زیادہ ہے کسی کا کم۔(فتح)

بَابُ الْمُسْلِمِ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ.

باب ہے اس بیان میں کہ مسلمان وہ شخص ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچیں۔

۹۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی السَّفَرِ وَاِسْمَاعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ. قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ هُوَ ابْنُ اَبِیْ هِنْدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَعْنِیْ ابْنَ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۹۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان لوگ بچیں اور افضل ہجرت کرنے والا وہ ہے جو اس چیز کو چھوڑ دے جس سے اللہ نے منع کیا ہے۔

فائدہ: یعنی منہ سے نہ کسی کی غیبت کرے نہ گالی دے اور نہ ہاتھ سے کسی کو ناحق ستائے نہ چرائے اور ہجرت اس کو کہتے ہیں کہ مسلمان کفر کا ملک چھوڑ کر اسلام کے ملک میں جا رہے سو فرمایا کہ عمدہ ہجرت وہ ہے جو گناہ سے ہجرت کرے اور مسلمان سے یہاں مومن مراد ہے پس مطابقت اس حدیث کی کتاب الایمان سے ظاہر ہے یہ جو کہا المسلم تو الف لام واسطے کمال کے ہے یعنی مسلمان کامل وہ ہے الخ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے یہ مستلزم جو خاص اسی کے ساتھ موصوف ہو وہ کامل ہوا اور جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے ہمراہ باقی ارکان کی ہے خطابی نے کہا کہ مراد افضل مسلمین سے وہ ہے جو جمع کرے ساتھ ادا کرنے حقوق اللہ کے اور کرنے حقوق العباد سے اور اثبات اسم شی کا اوپر معنی اثابت کمال کے واسطے اُس کے مشہور ہے ان کی کلام میں اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ اس کے یہ کہ بیان کرے نشانی مسلمان کی کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اسلام پر اور وہ سلامت رہنا مسلمانوں کا ہے اس

کے ہاتھ اور زبان سے جیسے کہ مذکور ہے مثل اس کی منافق کی علامت میں اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ اس کے اشارہ طرف رغبت دلانے کے اوپر معاملے بندے کے ساتھ رب اپنے کے اس واسطے کہ جب وہ اپنے بھائی مسلمانوں سے اچھا معاملہ کرے گا تو اولیٰ ہے کہ اپنے رب کا معاملہ اچھا کرے یہ تنبیہ ہے ساتھ ادنیٰ کے اعلیٰ پر۔

تنبیہ: ذکر مسلمانوں کا اس جگہ باعتبار غالب عادت کے ہے اس واسطے کہ محافظت مسلمان کی اوپر بار رکھنے ایذا کے اپنے بھائی مسلمان سے اس کی بہت تاکید ہے یا اس واسطے کہ کافر درپے اس کے ہیں کہ ان سے لڑائی کی جائے اگرچہ ان میں وہ شخص ہے جس سے ایذا دینے والی چیز کا ہٹانا واجب ہے اور زبان کو اس واسطے خاص کیا کہ وہ بیان کرنے والی ہے دل کی بات کو اور اسی طرح ہاتھ ہے اس واسطے کہ اکثر فعل ہاتھ سے ہی ہوتے ہیں اور حدیث عام ہے بہ نسبت زبان کے سوائے ہاتھ کے اس واسطے کہ زبان ممکن ہے اس کو قول ماضین میں اور موجودین میں اور حادثین میں بعد اس کے برخلاف ہاتھ کے ہاں ممکن ہے کہ مشارک ہو زبان کو اس میں ساتھ کتابت کے اور یہ کہ البتہ اثر اس کا اس میں بڑا ہے اور مستثنیٰ کیا جاتا ہے اس سے استعمال کرنا ضرب کا ساتھ ہاتھ کے بیچ اقامت حدوں اور تعزیروں کے اوپر مسلمان کے جو اس کا مستحق ہے اور بیچ تعبیر کرنے کے ساتھ زبان کے سوائے قول کے نکتہ ہے پس داخل ہوگا جو نکالے اپنی زبان بطور ٹھٹھا کرنے کے اور بیچ ذکر ہاتھ کے سوائے اور اعضاء کے نکتہ ہے پس داخل ہوگا ہاتھ معنوی مانند غالب ہونے کے اوپر حق غیر کے ناحق اور یہ جو کہا کہ مہاجر وہ ہے جو اس چیز کو چھوڑے جس سے اللہ نے منع کیا ہے تو یہ ہجرت دو قسم ہے ایک ظاہر اور ایک باطن پس باطن ترک کرنا اس چیز کا ہے کہ بلائے طرف اس کی نفس امارہ بالسوء اور شیطان اور ظاہر بھاگنا ہے دین لے کر فتنوں سے اور تھے مہاجرین خطاب کیے گئے ساتھ اس کے تاکہ نہ تکیہ کریں اوپر محض چھوڑنے اپنے وطن کے یہاں تک کہ بجا لائیں اوامر شرع اور اس کے نواہی کو اور احتمال ہے کہ ہو حکم اس امر کا بعد موقوف ہونے ہجرت کے جب کہ مکہ فتح ہوا واسطے خوش کرنے دل ان لوگوں کے جنہوں نے ہجرت کو نہیں پایا بلکہ حقیقت ہجرت کی حاصل ہوتی ہے واسطے اس شخص کے جو چھوڑے اس چیز کو جس سے اللہ نے منع کیا ہے۔ (فتح)

بَابٌ اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ.

باب ہے اس بیان میں کہ کون سا اسلام افضل ہے؟

۱۰۔ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ الْقُرَشِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ

۱۰۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! کون اسلام افضل ہے؟ فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچیں اور سلامت رہیں۔

قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ کون اسلام افضل ہے تو مراد یہ ہے کہ کون مسلمان افضل ہے اور جب ثابت ہوا کہ بعض خصلتیں مسلمانوں کے متعلق ہیں ساتھ اسلام کے افضل ہیں بعض خصلتوں سے تو حاصل ہوئی مراد مصنف کی ساتھ قبول کرنے زیادتی اور نقصان کے پس ظاہر ہوگئی مناسبت اس حدیث کی اور پہلی حدیث کے ساتھ ماقبل کے گننے امور ایمان کے سے اس واسطے کے ایمان اور اسلام اُس کے نزدیک ایک ہے۔(فتح)

بَابُ إِطْعَامِ الطَّعَامِ مِنَ الْإِسْلَامِ. باب ہے اس بیان میں کہ کھانا کھلانا اِسلام سے ہے۔

فائدہ: یعنی ایمان کی خصلتوں سے اور جب کہ استدلال کیا بخاری نے اوپر گھٹنے اور بڑھنے ایمان کے ساتھ حدیث شاخوں کے تو تلاش کیا اس نے جو وارد ہوا ہے قرآن میں اور صحیح حدیثوں میں اُن کے بیان میں پس وارد کیا ہے ان کو ان بابوں میں ظاہر اور اشارے سے اور باب باندھا اس نے اس جگہ ساتھ اطعام الطعام کے اور یہ نہ کہا اَیُّ سِلَامٍ خَيْرٌ جیسے پہلے کہا تو واسطے اشعار کے ساتھ اختلاف دونوں مقاموں کے اور متعدد ہونے سوال کے اور اس حدیث میں کہا کہ کون خیر ہے اور پہلی حدیث میں کہا کہ کون سا اسلام افضل ہے اور پہلی حدیث میں مراد اسلام سے مسلمان ہے اور اس حدیث میں اسلام سے اسلام کی خصلتیں مراد ہیں اور میں نے پہلی حدیث میں فضیلتیں مقدر نہیں کیں واسطے بھاگنے کے کثرت حذف سے یعنی اس میں بہت کلام مقدر کرنا پڑتا ہے اور نیز پس جدا جدا مقدر کرنا شامل ہے اس شخص کے جواب کو جو سوال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دونوں سوال کے معنی ایک ہیں اور جواب مختلف ہے سو کہا جاتا ہے یعنی اس کے جواب میں کہ جب تو ان دونوں تقریروں کے درمیان لحاظ کرے تو ظاہر ہوتا ہے فرق اور ممکن ہے توفیق کہ وہ ایک دوسرے کو لازم ہیں اس واسطے کہ کھلانا مستلزم ہے واسطے سلامت رہنے کے ہاتھ سے اور سلام واسطے سلامت رہنے کے زبان سے قالہ الکرمانی اور احتمال ہے کہ مختلف ہوا ہو جواب واسطے مختلف ہونے سوال کے افضلیت سے اگر لحاظ کیا جائے درمیان لفظ افضل اور الخیر کے فرق اور تقدیراً ایک ہونے سوال کے پس جواب مشہور ہے اور وہ حمل کرتا ہے اوپر مختلف ہونے سوال کرنے والوں یا سننے والوں کے پس ممکن ہے کہ مراد پہلے جواب میں ڈرانا ہو اس شخص کا جس کے ہاتھ یا زبان سے ایذا کا خوف ہو پس ارشاد کیا طرف روکنے کی اور دوسرے میں ترغیب اس شخص کی کہ اس سے فائدہ عام کی امید ہو فعل سے یا قول سے پس ارشاد کیا طرف اُس کی اور خاص کیا ان دونوں خصلتوں کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ اس وقت میں ان دونوں کی حاجت تھی واسطے اس چیز کے کہ تھی اس میں مشقت سے اور واسطے تالیف قلوب کے اور دلالت کرتا ہے اس پر کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو پہلے پہل آپ نے اس کی ترغیب دی اور ذکر کیا کھلانے کو تا کہ داخل ہو اس میں ضیافت وغیرہ اور یہ جو کہا کہ جس کو نہ پہچانے یعنی نہ خاص کر کسی کو تکبر سے بلکہ واسطے تعظیم نشانی اسلام کے اور واسطے رعایت برادری مسلمان کے پس اگر

کوئی کہے کہ لفظ عام ہے پس داخل ہوگا اس میں کافر اور منافق اور فاسق اور جواب یہ ہے کہ وہ خاص کیا گیا ہے ساتھ اور دلیلوں کے یا نہی متاخر ہے اور تھا یہ پہلے عام واسطے مصلحت تالیف کے اور لیکن جس میں شک ہو پس اصل باقی رہتا ہے عموم پر یہاں تک کہ مخصوص ثابت ہو۔ (فتح)

١١ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ.

١١۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تحقیق ایک مرد نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کی کون خصلت بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تو کھانا کھلائے اور سلام کرے اس کو جس کو تو پہچانے اور جس کو نہ پہچانے۔

بَابٌ مِنَ الْإِيْمَانِ أَنْ يُّحِبَّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ.

باب ہے اس بیان میں کہ ایمان سے یہ بات ہے کہ اپنے بھائی کے واسطے وہی چیز دوست رکھے جس کو اپنے نفس کے واسطے دوست رکھتا ہے۔

١٢ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ.

١٢۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایک آدمی تم میں سے ایماندار نہیں ہوگا یہاں تک کہ اپنے بھائی مسلمان کے واسطے وہی بات پسند کرے جس کو اپنی جان کے واسطے پسند کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں حق اسلام کا بیان ہے یعنی جیسے اپنی جان کو بلا اور مصیبت سے بچاتا ہے ویسے ہی دوسرے بھائی مسلمان کو بھی بچائے اور جو بہتری اپنے واسطے چاہتا ہے ویسے ہی دوسرے کے واسطے بھی چاہے اور مناسبت اس باب کی کتاب الایمان سے ظاہر ہے بوجہ شامل ہونے دونوں کے اوپر ذکر ایمان کے ایک روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ اپنے بھائی مسلمان کے واسطے وہی چاہے جس کو اپنی جان کے واسطے چاہتا ہے خیر سے پس بیان کی مراد ساتھ بھائی ہونے کے اور معین کی جہت حب کی اور یہ جو کہا کہ نہیں ایماندار ہوگا یعنی جو ایمان کا دعویٰ کرے اور مراد ساتھ نفی کے کمال ایمان کی نفی ہے اور نفی اسم شی کی اوپر معنی نفی کمال کے اس سے مشہور ہے ان کی کلام میں اور اگر کہا جائے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ جس کے واسطے یہ خصلت حاصل ہو وہ ایماندار کامل ہوا گرچہ باقی ارکان ادا نہ

کرے تو جواب یہ ہے کہ یہ حدیث بطور مبالغہ کے وارد ہوئی ہے یا مسلمان بھائی جو کہا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے ملاحظہ باقی صفات مسلمان کی کا اور ابن حبان نے اپنی روایت میں تصریح کی ہے ساتھ مراد کے اور اس کے لفظ یہ ہیں کہ نہیں پہنچتا بندہ ایمان کی حقیقت کو الخ اور معنی حقیقت کے اس جگہ کمال کے ہیں واسطے ضرور ہونے اس بات کہ کہ جو اس صفت کے ساتھ متصف نہ ہووہ کافر نہیں ہوتا اور ساتھ اس کے تمام ہوگا استدلال بخاری کا اس پر کہ ایمان متفاوت ہے یعنی جدا جدا ہے اور یہ کہ یہ حقیقت ایمان کی شاخوں سے ہے اور وہ داخل ہے تواضع میں جیسا کہ ہم تقریر کریں گے اور جو کلمہ جامع ہے عام ہے بندگیوں کو اور مباح چیزوں دنیاوی اور اُخروی کو اور خارج ہوں گی منع چیزیں اس واسطے کہ خیر کا نام ان کو شامل نہیں اور محبت ارادہ اس چیز کا ہے کہ اعتقاد کرے اس کو خیر۔ نووی نے کہا کہ محبت میل کرتی ہے طرف اس چیز کی کہ موافق ہو محبّ کی اور محبت کبھی حواس سے ہوتی ہے مانند حسن صورت کی اور کبھی فعل کے ساتھ ہوتی ہے یا تو اس کی ذات کے واسطے مانند فضل اور کمال کے یا اس کے احسان کے واسطے مانند جلب نفع کی اور دفع ضرر کی اور مراد ساتھ مائل کے اس جگہ اختیاری ہے نہ اضطراری اور نیز مراد یہ ہے کہ چاہے اپنے بھائی کے واسطے نظیر اس چیز کی کہ حاصل ہوئی ہے واسطے اُس کے ذات اس کی برابر ہے کہ امورِ محسوسہ میں ہو یا معنوی میں اور نہیں مراد یہ کہ حاصل ہو واسطے اس کے بھائی کے جو اس کے واسطے حاصل ہوا نہ ساتھ مسلوب ہونے کے اس سے اور نہ ساتھ باقی رہنے اس کے بعینہ واسطے اُس کے اس واسطے کہ قیام ایک جوہر ہو ایک عرض کا دو محل میں محال ہے۔

فائدہ: کرمانی نے کہا اور نیز ایمان سے ہے یہ کہ دشمن رکھے اپنے بھائی کے واسطے جس کو اپنی جان کے واسطے دشمن رکھتا ہے بدی سے اور نہیں ذکر کیا حضرت ﷺ نے اس کو اس واسطے کہ حب شئے کی مستلزم ہے اس کی نقیض کے بغض کو پس ترک کیا صریح بیان کرنا واسطے اکتفا کرنے کے۔ (فتح)

بَابٌ حُبُّ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاِيْمَانِ.

باب محبت رسول اللہ ﷺ کی ایمان سے ہے۔

فائدہ: لام اس میں عہد کے واسطے ہے اور مراد اس سے ہمارے حضرت ﷺ ہیں آپ کے اس قول کے قرینے سے یہاں تک کہ میں محبوب تر ہوں اور اگرچہ محبت تمام رسولوں کی ایمان سے ہے لیکن محبوب تر ہونا خاص ہے ساتھ ہمارے حضرت ﷺ کے۔

١٣ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ

١٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی ایماندار نہیں ہوگا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ سے اور اس کے بیٹے سے زیادہ تر

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ. پیارا نہ ہو جاؤں۔

فائدہ: یعنی جب میری رضامندی کو اپنے باپ اور بیٹے کی رضامندی پر مقدم رکھے تب ایماندار بنے گا اور باپ اور بیٹے کو اس واسطے خاص کیا کہ آدمی کے نزدیک غالبا یہ دونوں تمام خلقت سے عزیز ہوتے ہیں اور عزیز ہوتے ہیں عاقل پر اہل اور مال سے بلکہ اکثر اوقات اس کی جان سے بھی ہوتے ہیں اور اسی واسطے نفس بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور نہیں ہوا اور کیا والد کے لفظ میں ماں بھی داخل ہے یا نہیں سو اگر والد سے مراد یہ ہو کہ والد اس کو کہتے ہیں جس کے واسطے اولاد ہو تو عام ہے اور ماں بھی اس میں داخل ہے یا کہا جائے گا کہ اکتفا کیا ساتھ اس کے دونوں میں سے اور ہوگا ذکر والد کا بطور تمثیل کے اور مراد عزیز لوگ ہیں گویا کہ فرمایا کہ یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے عزیزوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں اور ذکر ناس کا بعد والد اور ولد کے عطف عام کا ہے خاص پر اور یہ بہت ہے اور مقدم کیا والد کو ایک روایت میں واسطے مقدم ہونے اُس کے کی ساتھ زمانے اور اجلال کے اور مقدم کیا ولد کو دوسری روایت میں ہے واسطے زیادہ شفقت کے اور کیا جان بھی عموم الناس میں داخل ہے ظاہر داخل ہونا اس کا ہے اور مراد اس جگہ محبت اختیاری ہے نہ طبعی یہ مراد نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعظم ہونے کا اعتبار کرے اس واسطے کہ اعظم جاننا محبت کو مستلزم نہیں کہ کبھی آدمی کے دل میں ایک شخص کی عظمت ہوتی ہے اور اس کی محبت نہیں ہوتی اور محبت مذکور کی نشانی یہ ہے کہ پیش کیا جائے مرد پر اگر مختار کیا جائے درمیان گم کرنے غرض کے اس کے اغراض سے یا گم کرنے دیدار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اگر ممکن ہو پس اگر ہو کم کرنا دیدار کا سخت تر اس کی غرض کے فوت ہونے سے تو تحقیق موصوف ہوا وہ ساتھ احبیت مذکورہ کے اور جو نہ ہو سو نہیں اور نہیں یہ بند موجود ہونے اور نہ ہونے میں بلکہ حاصل ہوتی ہے مثل اس کی آپ کی سنت کی نصرت میں اور دور کرنے عیب کے آپ کی شریعت سے اور اکھاڑنے اس کے مخالف کے اور داخل ہے اس میں نیک بات کا بتلانا اور برے کام سے روکنا اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف فضیلت فکر کرنے کی پس تحقیق احبیت مذکور پہچانی جاتی ہے ساتھ اس کے اور یہ اس واسطے کہ انسان کے نزدیک یا اپنی جان محبوب ہے یا غیر اس کا لیکن جان اُس کی وہ یہ ہے کہ چاہے باقی رہنے اس کے کو سالم آفتوں سے یہ ہے وہ حقیقت مطلوب کی اور لیکن غیر اس کا پس جب تحقیق کیا جائے امر بیچ اس کے تو وہ بسبب حاصل کرنے کسی نفع کے ہے کسی وجہ سے مال میں یا عاقبت میں پھر غور کرے اس نفع میں جو حاصل ہے اس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جہت سے جس نے نکالا اس کو کفر کے اندھیرے سے ایمان کی روشنی کی طرف یا تو ساتھ مباشرت کے اور یا بسبب معلوم کرنے کے کہ وہ سبب ہے اس کی جان کے باقی رہنے کا جو تھا دائمی ہے ہمیشہ کی نعمتوں میں اور معلوم کرے کہ اس کا نفع سب قسم کے نفعوں سے اعظم ہے تو مستحق ہے کہ واسطے اُس کے یہ کہ اس کی محبت زیادہ ہو اس کے غیر کی محبت سے اس واسطے کہ جو نفع محبت کو اٹھاتا ہے حاصل ہے اس سے اکثر

غیر سے لیکن لوگ اس میں متفاوت ہیں باعتبار یاد داشت اس کی کے اور غافل ہونے کے اس سے اور نہیں شک اس میں کہ اصحاب کا حصہ اس معنی سے پورا ہے اس واسطے کہ یہ ثمرہ ہے معرفت کا اور وہ عالم تر ہیں ساتھ اس کے اور اللہ ہے توفیق دینے والا۔ قرطبی نے کہا کہ جو حضرت ﷺ کے ساتھ صحیح ایمان لایا وہ محبت راجح سے خالی نہیں ہوتا کچھ نہ کچھ اس میں اس محبت کا حصہ ہوتا ہے لیکن ایماندار اس میں متفاوت ہیں سو ان میں سے بعض تو وہ ہیں جنہوں نے اس مرتبے سے پورا حصہ لیا اور بعض وہ ہیں جنہوں نے ادنیٰ حصہ لیا مانند اس شخص کی کہ ہو غرق خواہش میں چھپا ہوا غفلات عقلات میں اکثر اوقات میں لیکن بہت لوگوں کا ان میں سے یہ حال ہے کہ جب اُن کے پاس حضرت ﷺ کا ذکر ہو تو آپ کے دیدار کے مشتاق ہوتے ہیں بایں طور کہ مقدم کرتے ہیں اس محبت کو اپنے اہل پر اور اولاد پر اور مال پر اور خرچ کرتے ہیں اپنی جان کو بڑے امروں میں اور پاتا ہے اپنے نفس سے وجدان نہیں ہے اس میں تردد اور مشاہدہ کیا گیا ہے اس قسم محبت کا اس شخص سے جو مقدم کرتا ہے آپ کی قبر کی زیارت کو اور آپ کی ٹھہرنے کی جگہوں کی زیارت کو اوپر تمام ان چیزوں کی کہ مذکور ہیں واسطے اس چیز کی کہ قرار پکڑا ہے ان کے دلوں میں آپ کی محبت سے لیکن یہ پے در پے غفلتوں کے آنے سے جلدی دور ہو جاتی ہے واللہ المستعان۔ (فتح)

١٤ ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ.

۱۴۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا مگر اس میں اتنا ہے اور تمام آدمیوں سے زیادہ تر پیارا نہ ہو جاؤں۔

بَابُ حَلَاوَةِ الْاِيْمَانِ.

باب ہے بیان میں شیرینی اور لذت ایمان کے۔

فائدہ: اور مقصود بخاری کا یہ ہے کہ شیرینی ایمان کے ثمروں سے ہے اور حب مقدم کیا کہ رسول کی محبت ایمان سے ہے تو اس کے پیچھے وہ چیز لایا کہ اس کی شیرینی کو پائے۔

١٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ

۱۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تین خصلتیں ہیں کہ جس میں وہ ہوں گی وہ ایمان کی شیرینی کا مزہ پائے گا ایک وہ شخص جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول تمام

عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَّنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ أَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَأَنْ يَّكْرَهَ أَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ.

عالم سے زیادہ تر پیارا ہو دوسرا یہ کہ محبت کرے مرد سے اس طرح کہ نہ چاہتا ہو اُس کو مگر اللہ ہی کے واسطے (یعنی محبت دنیا کی کسی غرض سے نہیں) تیسری یہ کہ برا جانے کفر میں پھر پلٹ جانے کو بعد اس کے کہ اللہ نے اُس کو کفر سے نکالا جیسے اس کو برا لگتا ہے آگ میں ڈالا جانا (یعنی کفر) سے ایسا ڈر ہے جیسا آگ سے ڈرتا ہے۔

فائدہ: تمام عالم میں سے اللہ اور رسول کے ساتھ زیادہ محبت رکھنے کا یہ نشان ہے کہ اللہ اور رسول کی رضامندی کو سب کی رضامندی پر مقدم رکھے خلاف شرع کام میں کسی کی رعایت نہ کرے خواہ پیر ہو یا استاذ یعنی رسول اللہ ﷺ کی حدیث صحیح کے ہوتے ہوئے کسی کی کلام کو نہ مانے خواہ کیسا ہی بڑا عالم یا امام مجتہد ہو اور یہ جو کہا کہ جس میں وہ ہوں گی وہ ایمان کی شیرینی کا مزہ پائے گا تو اس میں اشارہ ہے طرف قصے بیمار اور تندرست کی اس واسطے کہ صفراوی بیمار کو شہد کا مزہ کڑوا معلوم ہوتا ہے اور تندرست اس کی اصلی شیرینی پاتا ہے اور جوں جوں اس کی محبت کم ہوتی ہے توں توں اس کی شیرینی بھی کم ہوتی جاتی ہے پس ہوگا یہ استعارہ واضح تر دلیل جو قوی کرتی ہے بخاری کے استدلال کو اوپر بڑھنے اور گھٹنے ایمان کے اور کہا شیخ ابو محمد ابی جمرہ نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تعبیر کیا ساتھ شیرینی کے اس واسطے کہ تشبیہ دی ہے اللہ نے ایمان کو ساتھ درخت کے اس آیت میں ﴿مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ﴾ پس کلمہ وہ کلمہ اخلاص کا ہے اور درخت اصل ایمان کا ہے اور اس کی شاخیں پیروی امر کی اور باز رہنا منع کام سے اور اس کے پتے وہ چیز ہیں کہ قصد کرتا ہے ساتھ اس کے ایماندار خیر سے اور اس کا میوہ عمل کرنا بندگیوں کا ہے اور اس کی شیرینی پختہ ہونا میوے کا ہے اور نہایت کمال اس کے کی منتہی ہونا اس کی پختگی کا ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی شیرینی اُس کی اور یہ جو کہا کہ میں اس کے نزدیک محبوب تر ہوں تو بیضاوی نے کہا کہ مراد ساتھ حب کے اس جگہ حب عقلی ہے کہ وہ اٹھاتا ہے اس چیز کا کہ تقاضا کرے عقل سلیم اس کی راجح ہونے کو اگرچہ خواہش نفس کی مخالف ہو مانند بیمار کی کہ کراہت کرتا ہے دوا سے ساتھ طبع اپنی کے سو اس سے نفرت کرتا ہے اور میل کرتا ہے طرف اس کی ساتھ مقتضی عقل اپنے کے تو خواہش کرتا ہے اس کے کھانے کی پس جب آدمی غور کرے کہ شارع نہیں حکم کرتا اور نہیں منع کرتا مگر ساتھ اس چیز کے کہ اس میں بھلائی ہے دنیاوی اور اُخروی اور عقل حکم کرتی ہے اس جانب کی راجح ہونے کو تو اس کے حکم کو بجالائے اس طور سے کہ اس کی خواہش امر شارع کے تابع ہو اور لذت پائے ساتھ اس کے لذت عقلی اس واسطے کہ لذت عقلی ادارک اس چیز کا ہے کہ وہ کمال اور بہتر ہے من حیث هو كذالك اور تعبیر کی ہے شارع نے اس حالت سے ساتھ شیرینی کے اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے محسوس لذتوں سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرائے گئے تینوں

امر عنوان واسطے کمال ایمان کے اس طور سے کہ آدمی جب غور کرے کہ نعمت دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے درحقیقت اس کے سوا کوئی انعام کرنے والا ہے اور نہ کوئی منع کرنے والا اور یہ کہ جو اس کے سوا ہے سب وسیلے ہیں اور یہ کہ رسول ہی اپنے رب کی مراد کو ظاہر کرتے ہیں تو اس نے چاہا کہ آدمی بالکل اس کی طرف متوجہ ہو پس نہ چاہے مگر اس چیز کو جس کو وہ چاہے اور نہ محبت رکھے کسی آدمی سے مگر اس واسطے اور یقین جانے کہ اس کا وعدہ وعید سب حق ہے اور خیال کرے موعود کو مانند واقع کی پس گمان کرے کہ ذکر کی مجلسیں بہشت کے باغ ہیں اور یہ کہ کفر کی طرف پلٹ جانا دوزخ میں پڑنا ہے اور شاہد اس حدیث کی قرآن سے یہ آیت ہے ﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ﴾ الی ان قال ﴿اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ پھر اس پر جھڑکا اور عذاب کا وعدہ دیا سو فرمایا ﴿فَتَرَبَّصُوْا﴾ ۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف مزین ہونے کے ساتھ فضائل کے اور خالی ہونے کے رذائل سے اور اس میں دلیل ہے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ اس تثنیہ کے یعنی اللہ اور رسول کو ایک ضمیر میں جمع کرنا اور لیکن جو حضرت ﷺ نے خطبہ پڑھنے والے کو فرمایا یعنی جس نے کہا تھا ومن یعصهما بئس الخطیب انت یعنی تو برا خطیب ہے تو یہ اس قسم سے نہیں اس واسطے کہ مراد خطبوں میں واضح کرنا ہوتا ہے اور لیکن اس جگہ مراد ایجاز ہے لفظ میں تاکہ یاد رہے اور اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ خطبہ نکاح کی حدیث میں بھی اسی طرح واقع ہوا ہے اور جواب یہ ہے کہ مقصود خطبہ نکاح میں بھی ایجاز اور اختصار ہے یعنی کلام کو چھوٹا کرنا اور اس کے اور بھی کئی جواب ہیں اور سب جوابوں میں سے عمدہ جواب بیچ تطبیق قصے خطیب کے اور حدیث باب کے یہ ہے کہ تثنیہ لانا ضمیر کا اس جگہ واسطے اشارے کے ہے طرف اس کی کہ معتبر مجموع مرکب ہے دونوں محبتوں سے نہ ہر ایک دونوں میں سے پس تحقیق ایک تنہا دونوں میں سے بیکار ہے جب کہ نہ پیوند ہو ایک ساتھ دوسرے کے سو جو اللہ کی محبت کا مثلاً دعویٰ کرے اور اس کے رسول سے محبت نہ رکھے تو اس کو یہ فائدہ نہیں دیتی اور اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ پس واقع کی متابعت اس کے درمیان دونوں طرف محبت عباد اور محبت اللہ کے اور لیکن حکم کرنا خطیب کو ساتھ افراد کے پس اس واسطے کہ دونوں گناہوں میں سے ہر ایک مستقل ہے ساتھ لازم پکڑنے غوایت کے اس واسطے کہ عطف بیچ تقدیر تکریر کے ہے اور اصل یہ ہے کہ دونوں معطوفوں سے ہر ایک مستقل ہوتا ہے حکم میں۔ (فتح)

بَابُ عَلَامَةِ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ.

باب ہے اس بیان میں کہ انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے۔

١٦ ـ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

١٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا پتہ ایمان کا انصار کی محبت ہے اور پتہ نفاق کا انصار سے دشمنی رکھنا ہے۔

وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ
وَاٰيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ۔

فائدہ: جب پہلی حدیث میں ذکر کیا کہ صرف اللہ نبی کے واسطے اس سے محبت رکھے تو اس کے پیچھے وہ چیز لایا جو اشارہ کرے طرف اس کی کہ انصار کی محبت بھی اسی طرح ہے اس واسطے کہ محبت اس کی جو اُن سے محبت رکھے باعتبار اس وصف کے اور وہ نصرت ہے صرف اللہ ہی کے واسطے ہے اور بھی اگر چہ داخل ہے بیچ عموم قول آپ کے کہ نہ محبت رکھے اس سے مگر اللہ ہی کے واسطے لیکن ان کو خاص کر ذکر کرنا دلیل عنایت کی ہے اور اگر کوئی کہے کہ یہ حدیث چاہتی ہے کہ اس کو کہ ایمان انصار کی محبت میں بند ہے یعنی ایمان صرف اسی کا نام ہے کہ انصار سے محبت رکھے اور حالانکہ واقع میں اس طرح نہیں تو جواب یہ ہے کہ علامت مانند خاصہ کی ہے مطرد ہوتی ہے اور منعکس نہیں ہوتی اور بر تقدیر تسلیم حصر کے ہم کہتے ہیں کہ یہ حقیقی حصر نہیں بلکہ ادعائی حصر ہے واسطے مبالغہ کے یا مانا کہ حصر حقیقی ہے لیکن وہ خاص ہے ساتھ اس شخص کے جو دشمنی رکھے اُن سے مدد کرنے کے اعتبار سے یعنی اس اعتبار سے کہ انہوں نے حضرت ﷺ کی مدد کیوں کی اور اگر کوئی کہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ **لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ** یعنی نہیں محبت رکھتا اُن سے مگر ایماندار تو یہ حدیث بھی حصر کو چاہتی ہے تو جواب یہ ہے کہ غایت الامر اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں واقع ہوتی محبت انصار کی مگر واسطے ایماندار کے اور نہیں اس میں نفی ایمان کی اس شخص سے کہ نہ واقع ہو اس سے یہ بلکہ اس میں ہے کہ مومن کا غیر ان سے دوستی نہیں رکھتا پھر اگر کوئی کہے کہ بنا بر شق ثانی کے جو اُن سے دشمنی رکھے کیا وہ منافق ہوگا اگر چہ وہ تصدیق کرے اور اقرار کرے تو جواب یہ ہے کہ ظاہر لفظ سے یہی معلوم ہوتا ہے لیکن یہ مراد نہیں پس محمول کیا جائے گا اور پر قید کرنے دشمنی کے ساتھ جہت کے سو جو ان کے ساتھ دشمنی رکھے اس صفت کی جہت سے اور وہ صفت یہ ہے کہ انہوں نے حضرت ﷺ کی مدد کی تو اثر کرے گا یہ اُس کی تصدیق میں پس صحیح ہوگا یہ کہنا کہ وہ منافق ہے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ مراد اس سے جھڑک اور ڈرانا ہے پس نہیں مراد ہے ظاہر اُس کا اسی واسطے نہیں مقابلہ کیا گیا ایمان ساتھ کفر کے جو اس کی ضد ہے بلکہ مقابلہ کیا گیا ہے اُس کا ساتھ نفاق کے واسطے اشارت کرنے کے طرف ترغیب اور ترہیب کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مخاطب ساتھ اس کے وہ شخص ہے جو ایمان ظاہر کرے اور اپر جو صریح کافر ہے تو وہ مخاطب نہیں اس واسطے کہ وہ مرتکب ہے اس چیز کا جو اس سے سخت تر ہے یعنی کفر کا اور انصار جمع ہے ناصر کی اور لام اس میں واسطے عہد کے ہے یعنی انصار حضرت ﷺ کے جنہوں نے آپ کو جگہ دی اور آپ کی مدد کی اور مراد ساتھ اُن کے اوس اور خزرج ہیں اور اس سے پہلے انکا نام بنی قیلہ مشہور تھا حضرت ﷺ نے ان کا نام انصار رکھا پھر یہی ان کا نام ہو گیا اور ان کی اولاد اُن کے ہم قسموں اور غلاموں پر بھی یہی نام بولا گیا اور خاص کیے گئے ساتھ اس فضیلت عظیم کے واسطے اس چیز کے کہ ظاہر ہوئے اور بہرہ یاب ہوئے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ

کو اور آپ کے ساتھ والوں کو جگہ دی اور اُن کے امر کے ساتھ قائم ہوئے اور سلوک کیا ساتھ اُن کے اپنی جانوں اور مالوں سے اور مقدم کیا ان کو بہت کاموں میں جانوں پر پس ہوا یہ کام ان کا سبب دشمنی رکھنے کا اُن سے واسطے تمام قوموں عرب اور عجم کے جو اس وقت موجود تھے اور دشمنی کھینچتی ہے بغض کو پھر ہوئی خصوصیت ان کی سبب حسد کا اور حسد کھینچتا ہے بغض کو اس واسطے آئی تحذیر اُن کے بغض سے اور ترغیب ان کی حب میں یہاں تک کہ یہ ٹھہرائی گئی نشانی ایمان اور نفاق کی واسطے خبر دینے کے ساتھ عظیم ہونے بزرگی ان کی کے واسطے تنبیہ کرنے کے اوپر کریم فعل اُن کے کی اگرچہ ہے وہ شخص جو شریک ہے ان کو ان معنی میں شریک واسطے اُن کے فضیلت مذکور میں ہر ایک اپنے حصے سے اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ نہیں محبت رکھتا تجھ سے مگر ایماندار اور نہیں دشمنی رکھتا تجھ سے مگر منافق اور یہ جاری ہے ساتھ اطراد کے معین اصحاب میں واسطے ثابت ہونے مشترک اکرام کے واسطے اُن کے واسطے اس چیز کے کہ اُن کے لیے ہے عمدہ کوشش سے دین میں صاحب مفہم نے کہا کہ اپر جو لڑائی اُن کے درمیان میں واقع ہوئی ہے پس اگر اُن کے بعض سے بعض کے واسطے دشمنی واقع ہوئی ہے تو یہ غیر اس جہت سے ہے بلکہ واسطے ایک امر عارضی کے ہے جس نے چاہا مخالفت کو اسی واسطے ان میں سے بعض نے بعض کو منافق نہیں کہا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں ان کا حال مجتہدین کی طرح تھا۔ احکام میں کہ مصیب کے واسطے دوہرا ثواب ہے اور چوک جانے والے کے واسطے ایک اجر ہے، واللہ اعلم۔

بَابٌ. یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اور وہ بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے باوجود تعلق اس کے کی ساتھ اس کے جیسے کہ فقہاء کا دستور ہے اور اس کے تعلق کی وجہ یہ ہے کہ جب ذکر کیا انصار کو پہلی حدیث میں تو اشارہ کیا اس میں طرف ابتداء سبب کے کہ انصار کیوں لقب ہوا اس واسطے کہ تھا یہ لقب رات عقبہ کی جب کہ موافق ہوئے وہ ساتھ حضرت ﷺ کے نزدیک پہاڑی منیٰ کے حج کے دنوں میں اور اس حدیث کو امام بخاری اپنی اس کتاب میں کئی جگہ لایا ہے اور وارد کیا اُس کو اس جگہ واسطے متعلق ہونے اس کے کی ساتھ ماقبل کے جیسا کہ ہم نے بیان کیا پھر اس کے متن میں وہ چیز ہے کہ متعلق ہے ساتھ بحث ایمان کے دو وجہ اور سے ایک یہ کہ منع چیزوں سے باز رہنا ایمان سے ہے مانند بجالانے امروں کے اور دوسرا یہ کہ وہ بغل گیر ہے رد کو اس شخص پر جو کہتا ہے کہ کبیرہ گناہ کرنے والا کافر ہے ہمیشہ دوزخ میں ہوگا۔ کماسیاتی تقریرہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۱۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ عَائِذُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ

۱۷۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھا وہ حاضر ہوا بدر میں اور وہ ایک نقیبوں کا ہے گھاٹی کی رات میں کہ تحقیق حضرت ﷺ نے فرمایا اور تھی گرد آپ کے ایک جماعت صحابہ

الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا وَهُوَ أَحَدُ النُّقَبَاءِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ بَايِعُوْنِيْ عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْا فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَهُوَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَآءَ عَاقَبَهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ.

کی کہ بیعت کرو مجھ سے تم لوگ اس بات پر کہ نہ شریک ٹھہراؤ تم ساتھ اللہ کے کسی چیز کو اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو اور نہ قتل کرو اولاد اپنی کو اور نہ اٹھاؤ بہتان کو جو باندھ لیا تم نے اس کو درمیان ہاتھوں اپنے کے اور پاؤں اپنے کے (یعنی اپنے دلوں سے اس واسطے کہ دل دونوں ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان ہے) اور نافرمانی نہ کرو نیک کام میں سو جس نے پورا کیا تم میں سے پس ثواب اس کا اللہ پر ہے اور جو پہنچا اس سے کسی چیز کو پس سزا دیا گیا اسی دنیا میں پس وہ کفارہ ہے واسطے اُس کے اور جو پہنچا اس سے کسی چیز کو پھر چھپایا اللہ نے اس کے عیب کو (یعنی دنیا میں ظاہر نہ ہوا) اور حد نہ لگی پس وہ اللہ کے اختیار میں ہے خواہ معاف کر دے خواہ سزا دے پس بیعت کی ہم نے حضرت ﷺ کی ان چیزوں پر۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ گھاٹی کی رات میں وہ نقیب تھے اس کا قصہ اس طور پر ہے کہ آنحضرت ﷺ ہجرت سے پہلے حج کے دنوں میں لوگوں کو دعوت اسلام کی دیا کرتے تھے ایک سال مدینے کے بارہ آدمی حج کو آئے یہ عبادہ بھی انہی میں تھے حضرت ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی انہوں نے اسلام قبول کیا اور مسلمان ہو گئے تب حضرت ﷺ نے ہر ایک کو ان میں سے اپنی اپنی قوم پر سردار مقرر کیا تا کہ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دیں اور اس باب کو سابق باب سے مناسبت ہے واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر ذکر انصار کے اسی وجہ سے یہ باب ترجمہ سے خالی ہے یہ جو فرمایا کہ مجھ سے بیعت کرو تو مراد بیعت سے معاہدہ ہے یعنی عہد و پیمان نام رکھا گیا ساتھ اس کے واسطے نسبت دینے کے ساتھ معاوضہ مال کے اور یہ جو کہا کہ نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو تو اولاد کو اس واسطے خاص کیا کہ وہ قتل ہے اور قطع رحمی پس اس کی نہی کا بہت خیال تھا اس واسطے کہ قتل کرنا ان میں عام تھا اور وہ گاڑنا زندہ بیٹیوں کا تھا اور قتل کرنا بیٹوں کا واسطے خوف تنگی رزق کے اور خاص کیا ہاتھوں اور پاؤں کو اس واسطے کہ بڑے بڑے کام انہیں دونوں سے واقع ہوتے ہیں اس واسطے کہ یہی عوامل اور حوامل ہیں واسطے مباشرت اور سعی کے اور ابو محمد نے کہا کہ مراد بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ سے وہ گناہ ہیں جو حال میں واقع ہوں اور مراد أَرْجُلِكُمْ سے وہ گناہ ہیں جو آئندہ زمانے میں ہوں اس واسطے کہ چلنا پاؤں کے فعل سے ہے اور معروف وہ چیز ہے کہ پہچانا گیا ہے شارع سے حسن اس کا یعنی خوبی اس کی بطور نہی کے یا امر کے اور نووی نے کہا کہ

احتمال ہے کہ معنی یہ ہوں کہ نہ بے حکمی کرو میری اور نہ کسی حاکم کی معروف میں اور اس کے غیر نے کہا کہ تنبیہ کی ہے ساتھ اس کے اس پر کہ فرمانبرداری مخلوق کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واجب ہوتی ہے اس چیز میں جس میں اللہ کا گناہ نہ ہو پس وہ لائق ہے ساتھ بچنے کے اللہ کے گناہ میں اور یہ جو کہا کہ اللہ پر واجب ہے تو یہ واسطے مبالغہ کے ہے بیچ تحقیق ہونے وقوع اس کے کی مانند واجب چیزوں کے اور متعین ہے حمل کرنا غیر ظاہر پر واسطے دلیلوں کے جو قائم ہیں اس پر کہ اللہ پر کوئی چیز واجب نہیں اور اگر کوئی کہے کہ صرف منع چیزوں کو ذکر کیا اور مامور چیزوں کو ذکر نہیں کیا اس کی کیا وجہ ہے تو جواب یہ ہے کہ ان کو بالکل نہیں چھوڑا بلکہ ذکر کیا اس کو بطور اجمال کے بیچ قول اپنے کے کہ بے حکمی نہ کرو اس واسطے کہ عصیاں امر کی مخالفت ہے۔ اور حکمت بیچ بیان کرنے منع چیزوں کے سوائے مامور چیزوں کے یہ ہے کہ باز رہنا آسان تر ہے پیدا کرنے فعل کے سے اس واسطے کہ پرہیز کرنا مفاسد سے مقدم ہے او پر کھینچنے بھلائیوں کے اور خالی ہونا رذیل چیزوں سے پہلی ہے آراستہ ہونے سے ساتھ فضائل کے اور یہ جو کہا کہ وہ اس کے واسطے کفارہ ہے تو نووی نے کہا کہ عموم اس حدیث کا مخصوص ہے ساتھ اس آیت کے ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ﴾ پس مرتد جب کہ قتل کیا جائے اپنے مرتد ہونے پر تو اس کے واسطے قتل کفارہ نہیں ہوگا۔ اور قاضی عیاض نے کہا کہ اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ حدیں کفارہ ہیں اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ اس حدیث کے اور بعضوں نے ان میں سے توقف کیا ہے واسطے دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ حدیں اپنے اہل کے واسطے کفارہ ہوتی ہیں یا نہیں لیکن عبادہ کی حدیث صحیح تر ہے اسناد کی وجہ سے اور ممکن ہے تطبیق بایں طور کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پہلے وارد ہوئی ہو پہلے اس سے کہ معلوم کروادے اس کو اللہ پھر اس کے بعد آپ کو معلوم کروایا ہو اور یہ تطبیق حسن ہے لیکن جو بیعت کہ واقع ہوئی ہے عبادہ کی حدیث میں او پر صفت مذکور کے یہ بیعت عقبہ کی رات واقع نہیں ہوئی بلکہ مراد بایعوا سے یہ ہے کہ عقبہ کی رات انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اس پر کہ آپ کو جگہ دیں اور آپ کی مدد کریں اور جو اس کے متعلق ہے پھر کہا کہ ہم نے آپ سے بیعت کی یعنی دوسرے وقت میں یعنی بعد فتح مکہ کے اور یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اسلام سے بہت مدت پیچھے واقع ہوئی ہے پس دور ہوا یہ اشکال کہ عبادہ کی یہ حدیث عقبہ کی رات کی ہے یعنی ہجرت سے پہلے کی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہجرت سے سات برس پیچھے اسلام لائے ہیں پس دونوں حدیثوں میں کچھ تعارض نہ رہا اور اس کے بعد کوئی وجہ توقف کی نہیں اس میں کہ حدیں کفارہ ہیں اور ایک روایت میں ہے جو کسی گناہ کو پہنچے اور اس کے بدلے دنیا میں اس سے بدلہ لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کریم تر ہے اس سے کہ آخرت میں اس کو دوسری بار سزا دے اور مراد دنیا کے بدلے سے یہ ہے کہ چوری میں اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور زنا میں اس کو کوڑے مارے جائیں یا سنگسار کیا جائے اور لیکن اولاد کو مارنا پس اس کے واسطے کوئی حد معین نہیں مگر کہ مراد قتل نفس ہو میں کہتا ہوں کہ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ مارو کسی جان کو ناحق مگر ساتھ حق کے یعنی قصاص میں لیکن باب کی حدیث میں قول آپ

کا فعوقب بہ عام تر ہے اس سے کہ ہو عقوبت بطورِ حد کے یا تعزیر کے اور قاضی اسماعیل وغیرہ سے محکی ہے کہ قاتل کو مار ڈالنا تو اس کے غیر کو منع کرنے والا ہے یعنی غیر کو اس سے عبرت ہوتی ہے اور اپر آخرت میں پس مقتول کے واسطے مطالبہ کرنا قاتل سے باقی ہے اس واسطے کہ اس کو اس کا حق نہیں پہنچا میں کہتا ہوں بلکہ اس کو حق پہنچ گیا اور کیسا حق اس واسطے کہ جو ناحق ظلم سے مارا جائے اس کے گناہ قتل سے دور ہو جاتے ہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں آچکا ہے کہ تلوار گناہ کو مٹانے والی ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قتل آئے تو سب گناہوں کو دور کر ڈالتی ہے پس اگر وہ نہ مارا جاتا تو اس کے گناہ نہ اتارے جاتے اور اس سے بہت بڑا حق کون ہوگا کہ اس کو پہنچے اور اگر قتل صرف غیر کے روکنے ہی کے واسطے ہوتا تو قاتل کو معاف کرنا درست نہ ہوتا اور کیا داخل ہوتے ہیں عقوبت مذکورہ میں مصیبتیں دنیاوی دکھ اور بیماریوں وغیرہ سے اس میں نظر ہے لیکن بہت حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبتیں گناہ کو اتار ڈالتی ہیں پس احتمال ہے کہ وہ گناہ مراد ہوں جن میں حد نہیں اور مستفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ قائم کرنا حد کا کفارہ ہے واسطے گناہ کے اگرچہ نہ توبہ کرے حد مارا گیا اور یہ قول جمہور کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ توبہ کرنی ضرور ہے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے بعض تابعین نے اور یہی قول ہے معتزلہ کا اور یہی قول ہے ابن حزم کا اور مفسرین سے بغوی کا اور ایک جماعت تھوڑی کا اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ مستثنیٰ کے اس آیت میں ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ﴾ اور جواب اس میں یہ ہے کہ وہ دنیا کی عقوبت میں ہے اسی واسطے قید کیے گئے ہیں ساتھ قدرت کے اوپر اس کے اور یہ جو کہا کہ وہ اللہ کے اختیار میں ہے تو اس میں رد ہے خارجیوں پر جو کبیرہ گناہ کرنے والے کو کافر کہتے ہیں اور رد ہے معتزلوں پر جو کہتے ہیں کہ فاسق ہمیشہ دوزخ میں رہے گا جب کہ بغیر توبہ کے مرے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ وہ اللہ کی مشیت میں ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ ضرور ہے اُس کو عذاب کرے اور طیبی نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ نہ کسی کے حق میں بہشت کی گواہی دی جائے کہ یہ بہشتی ہے اور نہ کسی کے حق میں دوزخ کی گواہی دیے جائے کہ یہ دوزخی ہے مگر جس شخص کے حق میں خاص کر نص وارد ہو چکی ہے یعنی مانند عشرہ مبشرہ وغیرہم کی اور یہ جو کہا کہ اگر چاہے تو اس کو عذاب کرے اور اگر چاہے تو معاف کرے تو یہ شامل ہے اس کو جو توبہ کرے اور جو توبہ نہ کرے یہ قول ایک جماعت کا ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جو توبہ کرے اُس پر کوئی مواخذہ باقی نہیں رہتا اور باوجود اس کے پس اللہ کی تدبیر سے بے خوف نہ ہو اس واسطے کہ اس کو یہ معلوم نہیں کہ اس کی توبہ قبول ہوئی یا نہ ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ فرق کیا جائے درمیان اس گناہ کے کہ اس میں حد واجب ہے اور اس میں کہ اس میں حد واجب نہیں اور یہ جو ایسا گناہ کرے جو موجب حد ہو تو بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے یہ کہ پوشیدہ توبہ کرے اور یہ اس کو کفایت کرتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ افضل یہ ہے کہ امام کے پاس آکر گناہ کا اقرار کرے اور اس سے درخواست کرے کہ مجھ پر حد قائم کر جیسا کہ ماعز کے واسطے واقع ہوا اور بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر کھلم کھلا گناہ کرتا ہو تو مستحب ہے کہ توبہ بھی کھلم کھلی کرے نہیں تو نہیں۔ (فتح)

بَابٌ مِنَ الدِّيْنِ الْفِرَارُ مِنَ الْفِتَنِ.

باب فتنے سے بھاگنا دین سے ہے۔

۱۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ أَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ.

۱۸۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ہے کہ مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پھرے گا چرانے کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور پانی برسنے کے مقاموں پر اپنا دین لے کر بھاگے کا فسادوں کے سبب سے۔

فائدہ: یعنی فساد کے وقت میں گوشہ گیری بہتر ہے کہ لوگوں کی ملاقات سے ایسے وقت ایمان سلامت نہیں رہتا ہے اس وقت بکریاں چرانا بہت بہتر ہے اور یہاں سے معلوم ہوا کہ دین اور ایمان ایک چیز ہے اس لیے کہ یہ باب ایمان کے باب میں ہے۔ کہا شیخ نووی نے کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں اس واسطے کہ نہیں لازم آتا لفظ حدیث سے گناہ بھاگنے کا دین یعنی بھاگنے کو دین کہا جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تو صرف بچانا ہے واسطے دین کے پس جب اس کو دین کا بچاؤ دیکھا تو اس پر دین کا نام بولا اور اس کے غیر نے کہا کہ اگر من جنس کے یا بعض کے واسطے ہو تو حدیث ترجمہ کے مطابق نہیں اور اگر من ابتدا کے واسطے ہو تو حدیث ترجمہ کے مطابق ہے یعنی بھاگنا فتنے سے اس کا منشاء دین ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِاللّٰهِ وَأَنَّ الْمَعْرِفَةَ فِعْلُ الْقَلْبِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں آنحضرت ﷺ کے اس قول کے کہ میں اللہ کو تم سے زیادہ جاننے والا ہوں اور معرفت دل کا فعل ہے واسطے فرمانے اللہ تعالیٰ کے لیکن اللہ پکڑے گا تم کو ساتھ اس چیز کے جو کمایا دلوں نے تمہارے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ واسطے فرمانے اللہ تعالیٰ کے الخ تو مراد بخاری کی استدلال ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ ایمان صرف زبانی قول اقرار سے تمام نہیں ہوتا مگر ساتھ جوڑنے اعتقاد کے طرف اس کی اور اعتقاد فعل دل کا ہے اور یہ جو کہا کہ جو تمہارے دلوں نے کسب کیا یعنی ساتھ اس چیز کے کہ تمہارے دلوں میں قرار پکڑا اور یہ آیت اگرچہ قسموں میں وارد ہوئی ہے لیکن استدلال ساتھ اس کے ایمان میں واضح ہے واسطے مشترک ہونے کے معنی میں اس واسطے کہ مدار حقیقت کی دونوں میں دل کے عمل پر ہے اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف تفسیر زید بن اسلم کی کہ

مقرر اس نے آیت ﴿لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ﴾ میں کہا ہے کہ وہ مانند کہنے مرد کی ہے کہ اگر میں ایسا کروں تو کافر ہوں کہا اللہ تعالیٰ اس کو اس کے ساتھ مؤاخذہ نہیں کرتا یہاں تک کہ یقین کرے ساتھ اس کے دل اس کا پس ظاہر ہوئی مناسبت درمیان آیت اور حدیث کے اور ظاہر ہوئی وجہ داخل ہونے ان دونوں کے ایمان کی مباحث میں پس تحقیق اس میں دلیل ہے اوپر باطل ہونے قول کرامیہ کے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایمان فقط زبانی اقرار کرنے کا نام ہے اور دلیل ہے اوپر بڑھنے گھٹنے ایمان کے اس واسطے کہ یہ جو فرمایا کہ میں اللہ کو تم سے زیادہ تر جاننے والا ہوں ظاہر اس میں کہ اللہ کے جاننے کے کئی درجے ہیں اور یہ کہ اس میں بعض آدمی افضل ہیں بعض سے اور حضرت ﷺ اس سے اعلیٰ درجے میں ہیں اور علم ساتھ اللہ کے شامل ہے صفات اس کی کو اور احکام اس کے کو اور جو متعلق ہے ساتھ اس کے پس یہی ہے ایمان سچا۔

فائدہ: امام الحرمین نے کہا کہ اجماع ہے علماء کا اوپر واجب ہونے معرفت الٰہی کے کہ اللہ تعالیٰ کو پہچاننا واجب ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ پہلا واجب کون ہے سو بعض کہتے ہیں کہ معرفت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نظر ہے اور اس اجماع کے نقل کرنے میں بڑی نظر ہے بلکہ ایک اجماع نے نقل کیا ہے اجماع کو اس کے نقیض میں اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ اتفاق اہلِ عصر اول کے اوپر قبول کرنے اسلام کے اس شخص سے کہ اس میں داخل ہوا بغیر معلوم کرنے معرفت دلی کے اور آثار اس میں نہایت بہت ہیں اور جواب دیا ہے پہلوں نے یعنی جو معرفت کو واجب کہتے ہیں ساتھ اُس کے کہ کفار تھے دور کرنے ایذا کو اپنے دین سے اور اس پر لڑتے تھے پس رجوع کرنا ان کا اس سے دلیل ہے اوپر ظاہر ہونے حق کے واسطے ان کے اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ کفایت کی جاتی ہے معرفت مذکورہ میں ساتھ ادنیٰ نظر کے برخلاف اس کے جو انہوں نے تقریر کی ہے اور باوجود اس کے پس قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا﴾ اور حدیث کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ دونوں ظاہر ہیں بیچ اکھاڑنے اس مسئلے کے اس کی جڑ سے یعنی یہ مسئلہ معرفت کے واجب ہونے کا محض بے اصل ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں اور جعفر سمنانی اشاعرہ کا ایک بڑا عالم ہے اس سے منقول ہے کہ یہ مسئلہ معتزلہ کے مسئلوں سے ہے باقی رہا ہے مذہب میں یعنی غلطی سے اشاعرہ کے مذہب میں رہ گیا ہے اور اللہ سے مدد ہے اور نووی نے کہا کہ اس آیت میں دلیل ہے اوپر مذہب صحیح کے کہ دل کے کاموں پر مؤاخذہ ہوتا ہے جب کہ دل میں قرار پکڑیں یعنی بدخیال اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے معاف کیا ہے میری امت سے جو خطرہ کہ ان کے دلوں میں گزرے جب تک کہ اس کو نہ بولیں یا اس پر عمل نہ کریں تو یہ محمول ہے اس پر جب کہ نہ قرار پکڑے دل میں میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے کہ استدلال کیا جائے واسطے اس کے ساتھ عموم اس قول کے کہ یا اس پر عمل نہ کریں اس واسطے کہ اعتقاد وہ دل کا عمل ہے اور اس مسئلے کا تکملہ رقاق میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

١٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَهُمْ أَمَرَهُمْ مِنَ الْأَعْمَالِ بِمَا يُطِيقُوْنَ قَالُوْا إِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَغْضَبُ حَتّٰى يُعْرَفَ الْغَضَبُ فِيْ وَجْهِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ إِنَّ أَتْقَاكُمْ وَأَعْلَمَكُمْ بِاللّٰهِ أَنَا.

١٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کو کوئی کام کرنے کو فرماتے تو ایسا کام فرماتے جس کی وہ طاقت رکھیں یعنی جس کو ہمیشہ کر سکیں لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم آپ کے برابر نہیں (یعنی آپ کو تو عمل کرنے کی کچھ حاجت نہیں ہے) اللہ نے آپ کے سب گناہ پہلے اور پچھلے بخش دیے ہیں پس ہم لوگوں کو آپ سے زیادہ عمل کرنے چاہییں پس اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت ناراض ہوئے یہاں تک کہ آپ کے چہرہ مبارک میں غصہ معلوم ہوتا پھر فرماتے کہ میں تم سب سے اللہ کو زیادہ جاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تنہا اقرار وقول زبانی کے ساتھ ایمان پورا نہیں ہوتا ہے بلکہ عقیدہ کو (جو فعل قلب ہے) بھی اس کے ساتھ جوڑنا ضروری ہے اور اللہ کو جاننا اور پہچاننا بھی ایمان ہے پس مطابقت اس ترجمہ کی باب الایمان سے ظاہر ہے علماء نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حکم کرتے ان کو ساتھ آسان کام کے سوائے مشکل کام کے اس خوف سے کہ مبادا مشکل کام ان سے ہمیشہ نہ ہو سکے اور جیسا کہ ان کو آسان کام فرماتے آپ بھی اسی طرح آسان عمل کرتے تو اصحاب آپ سے مشکل کام چاہتے اس اعتقاد سے کہ ہم کو آپ سے زیادہ عمل کرنے چاہییں تا کہ ہمارے درجے بلند ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی کچھ حاجت نہیں پس کہتے کہ ہم آپ کے برابر نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوتے اس جہت سے کہ حصول درجات کا نہیں واجب کرتا قصور کو عمل میں بلکہ واجب کرتا ہے زیادتی کو واسطے شکر نعمت دینے والے وہاب کے جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ کیا نہ ہوں میں بندہ بہت شکر گزار اور سوائے اس کے نہیں کہ حکم کرتے ان کو ساتھ آسان کام کے تا کہ اس کو ہمیشہ کرتے رہیں چنانچہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب عملوں سے بہت پیارا وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ اعمال صالح یعنی نیک عملوں سے درجے بلند ہوتے ہیں اور گناہ دور ہوتے ہیں اس واسطے کہ نہیں انکار کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے استدلال پر اور نہ ان کی تعلیل پر اس جہت سے بلکہ اور جہت سے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جب پہنچے بندہ نہایت کو عبادت میں اور اس کے پھل کو تو ہوتا ہے یہ بہت بلانے والا اس کو طرف ہمیشگی کرنے کی اوپر اس کے واسطے لینا چاہنے نعمت کے اور زیادہ چاہنے اس کے ساتھ شکر کے تیسرا کھڑا ہونا ہے نزدیک اس چیز کے کہ حد مقرر کی ہے شارع نے عزیمت یعنی وجوب اور رخصت سے اور اعتقاد رکھنا اُس کا کہ لینا آسان کام کو جو شرع کے موافق ہو اولیٰ ہے مشکل کام سے جو اس کے مخالف ہو چوتھا یہ کہ اولیٰ عبادت میں میانہ روی

ہے اور ہمیشہ کرتے رہنا نہ زیادتی کرنی جو تھکا دے اور ترک کرنے تک نوبت پہنچا دے جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ جلد چلنے والا زمین کو کاٹتا ہے اور نہ سواری کو باقی رکھتا ہے پانچواں تنبیہ ہے اوپر نہایت رغبت اصحاب کے عبادت میں اور چاہنے ان کے زیادہ نیکی کو چھٹا جائز ہے غضبناک ہونا وقت مخالفت امر شرعی کے اور انکار حاذق پر جو معنی سمجھنے کے لائق ہو جب کہ سمجھنے میں قاصر ہو واسطے رغبت دلانے کی اوپر بیدار رہنے کے ساتواں جائز ہے آدمی کو بیان کرنا اس چیز کا کہ اس میں ہے فضیلت سے موافق حاجت کے واسطے اس کے جب کہ فخر اور بڑائی سے امن ہو آٹھواں یہ کہ حضرت ﷺ کے واسطے رتبہ کمال انسانی کا حاصل ہے یعنی جہاں تک انسان کا کمال ممکن ہے اس واسطے کہ وہ منحصر ہے دو حکمتوں میں علمی اور عملی اور تحقیق اشارہ کیا طرف پہلے کی ساتھ قول اپنے کے کہ میں تم سے زیادہ تر جاننے والا ہوں اور طرف دوسری کے ساتھ اس قول اپنے کے کہ میں تم سے زیادہ پرہیزگار ہوں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ مِنَ الْإِيْمَانِ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو کفر میں پھر پلٹ جانے کو ایسے برا جانتا ہے جیسے کہ اُس کو برا لگتا ہے آگ میں ڈالا جانا ایمان سے ہے یعنی مرتد ہو جانے کو برا جاننا ایمان کی نشانی ہے۔

٢٠ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَّا يُحِبُّهٗ إِلَّا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ يَّكْرَهُ أَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ.

٢٠۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین خصلتیں ہیں جس میں وہ ہوں گی وہ ایمان کی شیرینی کا مزہ پائے گا ایک وہ شخص جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول تمام عالم سے زیادہ تر پیارا ہو دوسری یہ کہ محبت کرے کسی شخص سے اس طرح کہ نہ محبت کرتا ہو اس سے مگر محض اللہ ہی واسطے تیسری یہ کہ برا جانے کفر میں پھر کر پلٹ جانے کو بعد اس کے کہ اللہ نے اس کو کفر سے نکالا جیسے اس کو برا لگتا ہے آگ میں ڈالا جانا۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی واسطے ترجمہ کے ظاہر ہے اس چیز سے کہ پہلے گزری اس کی شرح میں۔

بَابُ تَفَاضُلِ أَهْلِ الْإِيْمَانِ فِي الْأَعْمَالِ.

باب ہے بیان میں کم و بیش ہونے مراتب اہلِ ایمان کے عملوں میں۔

٢١ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ

٢١۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى أَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيْمَانٍ فَيُخْرَجُوْنَ مِنْهَا قَدِ اسْوَدُّوْا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهَرِ الْحَيَا أَوِ الْحَيَاةِ شَكَّ مَالِكٌ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ جَانِبِ السَّيْلِ أَلَمْ تَرَ أَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَآءَ مُلْتَوِيَةً قَالَ وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرٌو الْحَيَاةِ وَقَالَ خَرْدَلٍ مِّنْ خَيْرٍ.

فرمایا داخل ہوں گے بہشتی لوگ بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں پھر فرمائے گا اللہ تعالیٰ کہ نکالو دوزخ سے اس کو جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو پس نکالے جائیں گے آگ سے اس حالت میں کہ جل کر سیاہ بدن ہوئے ہوں گے پس ڈالے جائیں گے نہر الحیات میں پس جم اٹھیں گے جیسے پانی کے بہاؤ کے کوڑے میں دانہ جم اٹھتا ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ زرد رنگ آپس میں لپٹا ہوا نکلتا ہے یعنی تروتازہ ہو جائیں گے اور تندرست ہو جائیں گے اور دوسری روایت میں ایمان کی جگہ خیر کا لفظ آیا ہے۔

فائدہ: امام الحرمین نے کہا کہ اعمالنامے تولے جائیں گے اور واقع ہوگا تول ان کا بقدر ثواب عملوں کے اور اس کے غیر نے کہا کہ جائز ہے کہ مجسم ہوں اعراض پس تولے جائیں گے اور جو ثابت ہوا ہے آخرت کے امروں سے ساتھ شرع کے اس میں عقل کو دخل نہیں اور مراد ساتھ رائی کے دانے کے یہاں وہ چیز ہے جو عملوں سے اصل توحید پر زیادہ ہے اس واسطے کہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ نکالو دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور ذرے کے برابر نیکی کی اور پوری شرح اس کی شفاعت کی حدیث میں آئے گی اور وجہ مطابقت اس حدیث کی واسطے ترجمہ کے ظاہر ہے اور مراد بخاری کی ساتھ وارد کرنے اس کے کی رد ہے مرجیہ پر اس واسطے کہ اس میں ہے کہ باوجود ہونے ایمان کے گناہ ضرر نہیں کرتے اور رد ہے معتزلہ پر اس میں کہ وہ کہتے ہیں کہ گناہ موجب ہے واسطے ہمیشہ رہنے کے دوزخ میں یعنی جو آدمی گناہ کرے گا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا کبھی اس سے باہر نہ نکلے گا۔ (فتح)

٢٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا

۲۲۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا دیکھا میں نے لوگوں کو میرے سامنے پیش کیے گئے اور ان پر کرتے ہیں ان میں سے بعض کرتا تو چھاتی تک پہنچا ہے اور بعض اس کے نیچے تک اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے پیش کیا گیا اور اس پر کرتا تھا کہ وہ

أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِّنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهُ قَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ.

اس کو زمین پر گھسیٹتا جاتا تھا یعنی بہت لمبا تھا اصحاب نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دین۔

فائدہ: دین اور کرتے میں یہ مناسبت ہے کہ جیسے کرتا بدن کو چھپاتا ہے سردی گرمی سے بچاتا ہے ویسے دین بھی روح اور دل کو کفر اور گناہ سے بچاتا ہے اور جب کہ قمیص کے پہننے والوں میں تفاضل ثابت کر کے اس کو دین کے ساتھ تعبیر کیا تو اُس سے دین میں بھی کمی بیشی ثابت ہوگئی پس مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے ثابت ہوگئی اور اس حدیث میں ثابت ہوا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دین نہایت کامل تھا اور مطابقت ترجمہ کی باب سے ظاہر ہے جہت تاویل کرنے کرتے کی سے ساتھ دین کے اور تحقیق ذکر فرمایا کہ وہ لوگ کم وبیش ہیں کرتوں کے پہننے میں پس دلالت کی اس نے کہ وہ کم وبیش ہیں ایمان میں۔ (فتح)

بَابٌ اَلْحَيَآءُ مِنَ الْاِيْمَانِ. باب ہے حیا ایمان سے ہے۔

فائدہ: اور وجہ ہونے حیا کی ایمان سے پہلے گزر چکی ہے اور وہ یہ ہے کہ حیا باعث ہے اوپر فعل بندگی کے اور روکنے والا ہے فعل گناہ سے اور فائدہ دوہرانے اس کے کا اس جگہ یہ ہے کہ اس جگہ حیا بالتبع مذکور تھا اور اس جگہ بالقصد مذکور ہے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ ایک انصاری مرد پر گزرے اور وہ اپنے بھائی کو نصیحت کرتا تھا کہ زیادہ شرم نہ کیا کر تو شاید مرد بہت حیا کرنے والا تھا پس تھا باز رکھتا اس کو یہ اپنے حق کے پورا لینے سے تو اس کے بھائی نے اس کو اُس پر جھڑکا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑ اُس کو اس عادت پر پھر زیادہ کیا اس میں واسطے رغبت دلانے کے اُس کے حکم پر کہ وہ ایمان سے ہے اور جب کہ حیا آدمی کو اپنے حق کے پورا لینے سے منع کرتا ہے تو یہ اس کے واسطے اُس حق کے بدلے اجر حاصل کرے گا خاص کر جب کہ متروک مستحق ہو اور ابن تیمیہ نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ حیا منع کرتا ہے آدمی کو گناہ کے اختیار کرنے سے جیسے کہ منع کرتا ہے ایمان پس نام رکھا گیا اس کا ایمان جیسے کہ نام رکھی جاتی ہے چیز ساتھ نام اس چیز کے کہ اس کے قائم مقام ہو اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اس کا ایمان سے ہونا مجازی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ منع کرنے والے کو یہ معلوم نہ تھا کہ حیا ایمان کی کامل کرنے والی چیزوں سے ہے پس اسی واسطے واقع ہوئی تاکید اور کبھی تاکید اس وجہ سے ہوتی ہے کہ اس کام کا بہت اہتمام ہوتا ہے اگرچہ اس جگہ کوئی اس کا منکر نہ ہو اور راغب نے کہا کہ حیا کے معنی ہیں بند رہنا نفس کا قبیح کام سے اور حیا انسان کے خاصوں سے ہے تاکہ باز رہے اختیار کرنے ہر خواہش والی چیز سے پس نہ ہو مانند چوپائے کی اور وہ مرکب ہے بزدلی اور عفت سے پس اسی واسطے شرم

کرنے والا فاسق نہیں ہوتا اور دلاور میں حیا کم ہوتا ہے اور کبھی ہوتا ہے واسطے مطلق بند ہونے کے جیسا کہ بعض لڑکوں میں ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ منقبض ہونا نفس کا ہے واسطے خوف اختیار کرنے اس چیز کے کہ وہ مکروہ ہو عام ہے اس سے کہ شرعی ہو یا عقلی یا عرفی اور مقابل پہلے کا فاسق ہے اور مقابل دوسرے کا دیوانہ اور تیسرے کا احمق اور حلیمی نے کہا کہ حقیقت حیا کی خوف مذمت کا ہے ساتھ منسوب ہونے بدی کے طرف اس کی اور اس کے غیر نے کہا کہ اگر حرام میں ہو تو وہ واجب ہے اور گر مکروہ میں ہو تو مستحب ہے اور اگر مباح میں ہو تو وہ عرفی ہے اور یہی مراد ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ حیا نہیں لاتا مگر خیر اور جامع ان سب کا یہ ہے کہ مباح سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے اوپر موافق شرع کے بطور اثبات کے ہو یا نفی کے اور کبھی پیدا ہوتا ہے حیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھرنے اسے اس کی نعمتوں میں پس شرم کرتا ہے عقل والا یہ کہ مدد لے ساتھ اُن کے گناہ پر اور بعض سلف نے کہا کہ ڈر اللہ سے بقدر قدرت اس کی کے اوپر تیرے اور حیا کر اس سے بقدر نزدیک ہونے اس کی کے تجھ سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۲۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَآءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَآءَ مِنَ الْإِيْمَانِ.

۲۳۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری مرد پر گزرے اور وہ اپنے بھائی کو نصیحت کرتا تھا کہ زیادہ شرم نہ کیا کر سو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اس کو چھوڑ دے اس لیے کہ حیا تو ایمان کی ایک شاخ ہے۔

بَابٌ ﴿فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ﴾.

باب پس اگر توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز کو اور دیں زکوٰۃ پس چھوڑ دو راستہ ان کا۔

فائدہ: یعنی یہ باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ گردانا ہے بخاری نے حدیث کو تفسیر واسطے اس آیت کی اس واسطے کہ مراد ساتھ توبہ کے آیت میں پھرنا ہے کفر سے طرف توحید کی پس تفسیر کیا اُس کو حضرت ﷺ کے قول نے کہ یہاں تک کہ گواہی دیں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں اور اس کی کہ بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آیت اور حدیث میں اور بھی مناسبت ہے اس واسطے کہ تخلیہ آیت میں اور عصمت حدیث میں ایک معنی کے ساتھ ہے اور مناسبت حدیث کی واسطے بابوں ایمان کے اور جہت سے ہے اور وہ رد کرنا ہے مرجیہ پر اس واسطے کہ ان کا گمان یہ ہے کہ ایمان عملوں کا محتاج نہیں یعنی ایمان لانے کے بعد عملوں کی حاجت باقی نہیں رہتی۔ (فتح)

۲۴ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُسْنَدِيّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَوْحٍ الْحَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَآئَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ.

۲۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا ہے یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود برحق نہیں اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ کا ہے اور قائم رکھیں نماز کو اور دیں زکوٰۃ کو سو جب کیا انہوں نے اس بات کو تو انہوں نے مجھ سے جان اور مال اپنا بچایا مگر دین کے حق تلفی کا بدلہ ضرور ہے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ پر ہے یعنی خواہ سزا دے خواہ معاف کرے۔

فائدہ: بعید جانا ہے ایک قوم نے اس حدیث کے صحیح ہونے کو بایں طور کہ اگر یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ہوتی تو اپنے باپ عمر کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جھگڑنے نہ دیتے زکوٰۃ کے منع کرنے والوں کے لڑنے کے باب میں اور اگر اس کو پہچانتے ہوتے تو البتہ نہ برقرار رکھتے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کو اوپر استدلال کے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ مجھ کو حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ کہیں کلمہ لاالہ الا اللہ اور نہ انتقال کرتے استدلال سے ساتھ نص کے طرف قیاس کی اس واسطے کہ کہا کہ البتہ میں لڑوں گا اس سے جو جدائی کرے درمیان نماز اور زکوٰۃ کے اور اس کی شرح زکوٰۃ میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اس قصے میں دلیل ہے اس پر کہ حدیث کبھی پوشیدہ رہتی ہے بعض اکابر اصحاب پر اور مطلع ہوتے ہیں اُس پر آحاد اُن کے یعنی صرف کسی اکیلے دو اکیلے کو اس پر اطلاع ہوتی ہے اور اسی واسطے نہیں التفات کیا جاتا ہے طرف آراء کی اگرچہ قوی ہوں باوجود سنت کے کہ اُن کے مخالف ہو اور یہ کہنا جائز نہیں کہ یہ حدیث کیوں نہ پہنچی اور کیوں نہ معلوم ہوئی یعنی اس واسطے کہ پیغمبر کی حدیثوں کو کسی نے احاطہ نہیں کیا اور نہ کسی کو طاقت ہے اور اللہ ہے توفیق دینے والا اور یہ فرمایا کہ یہاں تک کہ گواہی دیں تو گردانی گئی ہے غائیت مقاتلہ کی وجود چیزوں مذکورہ کا پس مقتضی اس کا یہ ہے کہ جو کلمہ پڑھے اور نماز ادا کرے اور زکوٰۃ دے اس نے اپنا جان مال بچایا اگرچہ باقی احکام کا انکار کرے اور جواب یہ ہے کہ پیغمبری کی گواہی دینی متضمن ہے تصدیق کو ساتھ اس چیز کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو لائے باوجود اس کے کہ نص حدیث کی اور وہ قول آپ کا کہ دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے داخل ہوتے ہیں اس میں تمام احکام پس اگر کوئی کہے کہ پس کیوں کفایت کی ساتھ اس کے اور نص کی نماز پر اور زکوٰۃ پر یعنی اندریں صورت نماز اور زکوٰۃ کے ذکر کرنے کی بھی کچھ حاجت نہ تھی پس جواب یہ ہے کہ بیان کیا ان کو واسطے بڑے

ہونے حکم ان کی کے اور زیادہ اہتمام کے ساتھ امران کی کے واسطے کہ وہ دونوں اصل ہیں عبادتوں بدنی اور مالی کے اور مراد ساتھ نماز کے اس جگہ فرض نماز ہے نہ جنس اس کی پس نہ داخل ہوگا اس میں سجود تلاوت کا مثلاً اگرچہ صادق آتا ہے نام نماز کا اوپر اُس کے اور کہا شیخ محی الدین نووی نے کہ اس حدیث میں ہے کہ جو جان بوجھ کر نماز چھوڑے اس کو قتل کیا جائے پھر ذکر کیا اختلاف مذاہب کا بیچ اس کے اور کسی نے کرمانی سے اس جگہ پوچھا کہ جو زکوٰۃ نہ دے اس کا کیا حکم ہے تو اس نے حکم دیا کہ دونوں کا حکم ایک ہے واسطے مشترک ہونے اُن دونوں کے غایت میں اور شاید کہ اس کی مراد بھی لڑنا ہے نہ قتل کرنا یعنی تارک زکوٰۃ سے لڑنا درست ہے اُس کو قتل کرنا جائز نہیں اور فرق یہ ہے کہ جو زکوٰۃ نہ دے اس سے قہراً زکوٰۃ لینی ممکن ہے برخلاف نماز کے پس اگر مانع زکوٰۃ لڑائی کے قائم کرنے تک نوبت پہنچادے تاکہ زکوٰۃ کو منع کرے تو اس سے لڑائی کی جائے اور ساتھ اسی صورت کے لڑائی کی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کے منع کرنے والوں سے اور یہ منقول نہیں کہ کسی کو ان میں سے بند کر کے مار ڈالا ہو اور بنابر اس کے پس استدلال میں ساتھ اس حدیث کے اوپر قتل کرنے کے نماز چھوڑنے والے کی نظر ہے یعنی اس حدیث سے اس پر استدلال کرنا جو نماز نہ پڑھے اس کو مار ڈالنا جائز ہے ٹھیک نہیں واسطے فرق کے درمیان صیغہ اقاتل اور اقتل کے اور بہت طویل کیا ہے ابن دقیق العید نے عمدہ کی شرح میں بیچ انکار کے اُس شخص پر جس نے استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر اُس کے اور کہا کہ نہیں لازم آتا جائز ہونے لڑنے سے جائز ہونا قتل کا اس واسطے کہ مقاتلہ مفاعلہ کے باب سے لازم پکڑتا ہے واقع ہونے لڑائی کے دونوں طرف سے اور قتل کا یہ حال نہیں اور حکایت کی ہے بیہقی نے شافعی سے کہ کہا قتال قتل سے کسی طرح نہیں کبھی حلال ہوتا ہے لڑنا ایک مرد سے اور نہیں حلال ہوتا مار ڈالنا اس کا اور یہ جو کہا کہ ان کا حساب اللہ پر ہے یعنی اُن کے پوشیدہ کاموں میں اور ظاہر اس کا مشعر ہے کہ یہ اللہ پر واجب ہے اور اس کا ظاہر مراد نہیں پس یا تو علی ساتھ معنی لام کے ہے یعنی واسطے اللہ کے ہے یعنی اس کے اختیار میں ہے اور یا بطورِ تشبیہ کے ہے یعنی مانند واجب کے ہے اوپر اللہ کے بیچ تحقیق ہونے وقوع کے اور اس میں دلیل ہے اوپر قبول ہونے اعمال ظاہرہ کے اور حکم ساتھ اس چیز کے کہ چاہے اس کو ظاہر اور کفایت کرنا بیچ قبول ہونے ایمان کے ساتھ اعتقاد جازم کے برخلاف اس شخ کے جو واجب کرتا ہے دلیلوں کے سیکھنے کو اور تحقیق گزر چکی ہے جو چیز کہ اس میں ہے شبہ سے اور اس سے نکالا جاتا ہے کہ نہ کافر کہا جائے اہلِ بدعت کو جو اقرار کرتے ہیں توحید کا اور لازم جانتے ہیں اوپر اپنے شرع کے احکام کو اور قبول ہونا توبہ کافر کا اپنے کفر سے جو بغیر تفصیل کے درمیان کفر ظاہر اور باطن کے پس اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کا مقتضیٰ یہ ہے کہ جو توحید سے باز رہے اس سے لڑائی کی جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ جزیہ ادا کرنے والے کافر اور معاہد سے بھی لڑائی کی جائے پس اُن سے لڑنا کیوں جائز نہیں تو اس کا جواب کئی وجہ سے ہے وجہ اول دعویٰ نسخ کا ہے بایں طور کہ وہ اذن ساتھ لینے جزیہ اور معاہدہ کے پیچھے ان حدیثوں سے ساتھ اس

دلیل کے کہ وہ پیچھے ہے اس آیت کے ﴿اقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ﴾ وجہ دوسری یہ ہے کہ یہ عام مخصوص البعض ہے اس واسطے کہ مقصود امر سے حاصل ہونا مطلوب کا ہے پس جب دلیل کے ساتھ کوئی فرد اس سے نکل جائے تو وہ اس کے عموم میں قادح نہیں وجہ تیسری یہ ہے کہ یہ عام ہے جس سے مراد خاص ہے پس مراد ناس سے آپ کے قول اقاتل الناس میں مشرکین ہیں بغیر اہلِ کتاب کے اور دلالت کرتی ہے اس پر روایت نسائی کی کہ اس میں صریح مشرکین کے لفظ آ چکے ہیں پس اگر کہا جائے کہ جب تمام ہوا اہلِ جزیہ کے حق میں تو نہیں تمام ہوتا معاہدین کے حق میں اور نہ اس کے حق میں جو جزیہ نہ دے اور جواب یہ ہے کہ منع ترک مقاتلہ میں رفع کرنا اس کا ہے نہ تاخیر کرنا اس کا ایک مدت تک جیسے کہ صلح میں ہے اور جزیہ نہ ادا کرنے والے سے لڑنا ساتھ دلیل آیت کے ہے چوتھی وجہ یہ ہے کہ احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہو کلمہ شہادت وغیرہ سے بلند کرنا اللہ کے بول کا اور پست اور ذلیل کرنا مخالفین کا پس حاصل ہوگا بعض میں ساتھ قتل کے اور بعض میں ساتھ جزیہ کے اور بعض میں ساتھ معاہدہ کے پانچویں وجہ یہ ہے کہ نہ ہو مراد ساتھ قتال کے لڑنا یا وہ چیز کہ اس کے قائم مقام ہو جزیہ سے یا غیر اس کے سے وجہ چھٹی یہ ہے کہ غرض جزیہ کے مقرر کرنے سے ناچار کرنا ان کا ہے طرف اسلام کے اور سبب سبب کا سبب ہوتا ہے پس گویا کہ کہا کہ یہاں تک کہ اسلام لائیں یا لازم کریں اپنے اوپر اس چیز کو کہ پہنچائے ان کو طرف اسلام کی اور یہ جواب احسن ہے۔

بَابُ مَنْ قَالَ إِنَّ الْإِيْمَانَ هُوَ الْعَمَلُ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ أُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ وَقَالَ عِدَّةٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ عَنْ قَوْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَقَالَ ﴿لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے کہ ایمان وہ عمل ہی ہے واسطے فرمانے اللہ تعالیٰ کے کہ یہ بہشت جس کے تم وارث ہوئے بسبب اس کے کہ تم نے نیک عمل کیے اور کہا ایک جماعت نے اہلِ علم سے تفسیر میں اس آیت کے پس قسم ہے تیرے رب کی کہ البتہ پوچھیں گے ہم ان تمام کو اس سے جو تھے عمل کرتے کہ مراد عمل سے کلمہ لا الہ الا اللہ ہے اور کہا اللہ تعالیٰ نے واسطے مثل اس کے یعنی فوز عظیم کی پس چاہیے کہ عمل کریں عمل کرنے والے یعنی دنیا میں۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ ایمان فقط قول ہے بغیر عمل کے (قس) مطابقت آیتوں اور حدیث کے واسطے باب کے ساتھ بالمجموع کے ہے مجموع پر اس واسطے کہ ہر ایک ان میں سے تنہا تنہا دلالت کرتا ہے بعض دعوے پر پس قول اللہ کا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ عام ہے اعمال میں اور تحقیق نقل کیا ہے ایک جماعت نے مفسرین سے کہ تحقیق قول اس کا تعملون معنی اس کے تومنون ہیں پس ہوگا خاص اور قول اللہ کا ﴿عَمَّا

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ خاص ہے ساتھ عمل زبان کے بنا بر اس کے کہ نقل کیا ہے بخاری نے اور قول اس کا ﴿ فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ ﴾ بھی عام ہے اور قول حضرت ﷺ کا حدیث میں ایمان لانا ساتھ اللہ کے بیچ جواب اس کے کہ کون عمل افضل ہے دلالت کرتا ہے کہ اعتقاد اور زبان سے اقرار کرنا جملہ اعمال سے ہے پس اگر کہا جائے کہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جہاد اور حج نہیں ہیں ایمان سے واسطے اس چیز کے کہ تقاضا کرتا ہے ثم مغائرت اور ترتیب سے پس جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ ایمان کے اس جگہ تصدیق ہے یہ اس کی حقیقت ہے اور ایمان بولا جاتا ہے اعمال بدنی پر کما تقدم اس واسطے کہ وہ اس کے کامل کرنے والی چیزوں سے ہے پس اگر کہا جائے کہ کس طرح تطبیق ہے درمیان اس آیت کے اور اس حدیث کے کہ کوئی اپنے عمل کے سبب سے بہشت میں داخل نہ ہوگا تو جواب یہ ہے کہ منفی حدیث میں داخل ہونا بہشت میں ساتھ اس عمل کے ہے کہ خالی ہو قبول سے اور مثبت آیت میں داخل ہونا بہشت میں ہے ساتھ اس عمل کے قبول ہو اور قبول ہونا تو صرف اللہ ہی کی رحمت سے ہے پس نہ حاصل ہوا بہشت میں داخل ہونا مگر ساتھ رحمت اللہ کے اور اس کا اور بھی جواب ہے۔

تنبیہ: مختلف ہوا ہے جواب اس سوال سے اور جواب یہ دیا گیا کہ لفظ من کی مراد ہے بیچ ہر ایک کے دونوں میں سے اور بعض کہتے ہیں کہ واقع ہوا ہے جواب مختلف ساتھ اختلاف احوال اور اشخاص کے پس جواب دیا گیا ہر مسائل ساتھ اس حال کے کہ لائق تھا اس کے یہی مختار ہے نزدیک حلیمی کے اور یہ جو کہا کہ کہا ایک جماعت نے اہلِ علم سے تو انہی میں ہیں انس بن مالک اور ابن عمر اور مجاہد اور یہ جو فرمایا کہ البتہ ہم ان سب سے پوچھیں گے تو امام نووی نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم ان سب کے عمل پوچھیں گے یعنی جن کے ساتھ تکلیف متعلق ہے اور اس کو توحید کے ساتھ تخصیص کرنا دعویٰ بلا دلیل ہے میں کہتا ہوں کہ ان کی تخصیص کی ایک وجہ ہے عموم کی جہت سے اجمعین میں بعد اس کے کہ پہلے گزرا ذکر کفار کا اس قول تک کہ نہ غم کرو پر ان کے اور ست کر اپنے بازو واسطے ایمانداروں کے پس داخل ہوں گے اس میں مسلمان اور کافر پس تحقیق کافر خطاب کیا گیا ہے ساتھ توحید کے بغیر خلاف کے برخلاف باقی عملوں کے کہ ان میں اختلاف ہے پس جو کہتا ہے کہ وہ مخاطب ہیں وہ کہتا ہے کہ وہ پوچھے جائیں گے سب عملوں سے اور جو کہتا ہے کہ وہ مخاطب نہیں کہتا ہے کہ اُسے فقط توحید ہی پوچھی جائے گی پس توحید کے سوا میں سب کا اتفاق ہے کہ کافروں سے توحید کا سوال ہوگا پس یہ ہے دلیل خاص کرنے کی ساتھ توحید کے کہ مراد آیت میں فقط توحید ہے پس حمل کرنا آیت کا اس پر اولیٰ ہے برخلاف حمل کرنے کے تمام عملوں پر واسطے اس چیز کے کہ اس میں اختلاف ہے اور یہ جو فرمایا واسطے مثل اس کی پس چاہیے کہ عمل کریں عمل کرنے والے تو ظاہر یہ ہے کہ بخاری نے تاویل کیا ہے اس آیت کو ساتھ اس چیز کے کہ تاویل کیا ہے ساتھ اس کے پہلی دونوں آیتوں کو یعنی پس چاہیے کہ ایمان لائیں ایمان لانے والے یا محمول ہے عمل اپنے عموم پر اس واسطے کہ جو ایمان لائے ضرور ہے کہ قبول کیا جائے اور جو قبول ہو پس

اس کے لائق ہے کہ عمل کرے اور جو عمل کرے ضرور ہے کہ پہنچے پس جب پہنچا تو کہا کہ واسطے مثل اس کی پس چاہی یکہ عمل کریں عمل کرنے والے اور احتمال ہے کہ قائل اس قول کا وہ ایماندار ہو جس نے اپنے قرین کو دیکھا یا اللہ کا قول ہو یا بعض فرشتوں کا۔ (فتح)

۲۵ ۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ وَمُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَا حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ فَقَالَ إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ.

۲۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے کون عمل زیادہ تر عمدہ اور افضل ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایمان لانا ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول کے کہا گیا پھر کون عمل افضل ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا کہا گیا پھر کون عمل افضل ہے آپ نے فرمایا کہ حج مقبول (یعنی جس میں کوئی گناہ نہ ہو)۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایمان بھی عمل میں داخل ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ ایمان فقط قول زبانی کا نام نہیں ہے بلکہ مجموعہ قول وعمل کا نام ہے پس مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے امام نووی نے کہا کہ ذکر کیا گیا ہے اس حدیث میں جہاد بعد ایمان کے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حج مذکور نہیں اور ذکر کیا ہے عتق کو اور ابن مسعود کی حدیث میں پہلی نماز کا ذکر ہے پھر بر کا پھر جہاد کا اور گزری حدیث میں ذکر کیا ہے سلامت رہنے کو ہاتھ اور زبان سے کہا علماء نے کہ اختلاف جوابوں کا اس میں بسبب اختلاف احوال کے ہے اور حاجت مخاطبین کی ہے اور ذکر کیا اس چیز کو کہ سائل کو معلوم نہ تھی اور جو معلوم تھی اس کو چھوڑ دیا اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ لفظ من کی مراد ہے جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ فلان اعقل الناس ہے اور مراد یہ ہوتی ہے کہ من اعقلھم پس اگر کہا جائے کہ کیوں مقدم کیا جہاد کو حج پر اور حالانکہ وہ رکن نہیں اور حج رکن ہے اور جواب یہ ہے کہ نفع حج کا اکثر اوقات قاصر ہوتا ہے اور نفع جہاد کا اکثر مستعدی ہوتا ہے یا یہ حکم اس وقت تھا جب کہ جہاد فرض عین تھا اور واقع ہونا اس کا فرض عین اس وقت کئی بار ہوا ہے پس ہوگا زیادہ تر مقصود اس سے پس اسی واسطے مقدم کیا گیا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا لَمْ يَكُنِ الْإِسْلَامُ عَلَى الْحَقِيْقَةِ وَكَانَ عَلَى الْاِسْتِسْلَامِ أَوِ الْخَوْفِ مِنَ الْقَتْلِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ

باب ہے اس بیان میں کہ جب اسلام حقیقت پر نہ ہو اور ہو اوپر ظاہری تابعداری کے یا واسطے خوف کے قتل سے (یعنی دل سے مسلمان نہیں ہوا فقط زبان سے منافقانہ اسلام کا اقرار کرتا ہے تو ایسا اسلام آخرت میں کچھ نفع

قُوْلُوْا أَسْلَمْنَا﴾ فَإِذَا كَانَ عَلَى الْحَقِيْقَةِ فَهُوَ عَلٰى قَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ﴾ اَلْآيَةَ.

نہیں دے گا) واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہا دیہاتی لوگوں نے ایمان لائے ہم تو کہہ دے کہ تم ایمان نہیں لائے ہو اور لیکن تم یہ بات کہو کہ اسلام لائے ہم اور جب کہ اسلام حقیقت پر ہو تو وہ وارد ہے اوپر قول اللہ تعالیٰ کے کہ تحقیق دین نزدیک اللہ تعالیٰ کے اسلام ہے آخر آیت تک۔

فائدہ: اور حاصل اس چیز کا کہ ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے یہ ہے کہ اسلام بولا جاتا ہے اور مراد اس سے شرعی ایمان ہوتا ہے اور وہ وہی ہے جو ایمان کا ہم معنی ہے اور نفع دیتا ہے نزدیک اللہ کے اور اسی پر ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ﴾ اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے اور مراد اس سے ایمان لغوی ہوتا ہے اور وہ محض فرمانبردار اور تابعدار ہونا ہے پس حقیقت بخاری کی کلام میں اس جگہ وہ شرعی ہے اور مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے ظاہر ہے اس اعتبار سے کہ مسلم بولا جاتا ہے اس شخص پر جو اسلام ظاہر کرے اگرچہ اس کا باطن معلوم نہ ہو پس نہ ہوگا وہ مومن اس واسطے کہ اس پر ایمان شرعی صادق نہیں آتا اور لیکن لغوی پس حاصل ہے۔ (فتح)

٢٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطٰى رَهْطًا وَّسَعْدٌ جَالِسٌ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا هُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ أَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُّ لِمَقَالَتِيْ فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ أَوْ مُسْلِمًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُّ لِمَقَالَتِيْ وَعَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ

٢٦۔ سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کو کچھ مال دیا اور میں بیٹھا ہوا تھا پس حضرت ﷺ نے ایک مرد (جو مجھ کو ان سب سے زیادہ پسند تھا) کو چھوڑ دیا یعنی اس کو کچھ نہ دیا سو میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہے آپ کو فلاں سے (یعنی آپ نے اس کو کیوں نہیں دیا) قسم ہے اللہ کی البتہ میں تو اس کو ایماندار جانتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا یا مسلمان پس چپ رہا میں تھوڑی دیر مجھ کو غلبہ کیا اس چیز نے جو میں اس سے جانتا تھا پس میں نے اپنی بات کو لوٹایا پس میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہے آپ نے فلاں شخص سے قسم ہ اللہ کی میں تو البتہ اُس کو مومن جانتا ہوں پس حضرت ﷺ نے فرمایا یا مسلمان پس چپ رہا میں تھوڑی دیر سو مجھ کو غلبہ کیا اس چیز نے جو میں اس سے جانتا تھا پس میں نے اپنی بات کو لوٹایا اور حضرت ﷺ نے بھی اسی بات کو لوٹایا

يَا سَعْدُ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يَكُبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ. وَرَوَاهُ يُونُسُ وَصَالِحٌ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

پھر فرمایا آپ نے اے سعد! تحقیق میں البتہ ایک مرد کو دیتا ہوں اور حالانکہ اس کے سوا اور شخص میرے نزدیک بہت پیارا ہوتا ہے اس سے ڈر سے کہ کبھی اللہ اس کو دوزخ میں اوندھا ڈالے (یعنی میں اس کی تالیف قلب کے واسطے اس کو مال دیتا ہوں اگر اس کو مال نہ دوں تو خوف ہے کہ کافر ہو جائے اور جس کا ایمان قوی ہے وہ مجھ کو زیادہ تر محبوب ہے اس سے اگر اس کو کچھ نہ دیا جائے تو اس کے اعتقاد بدلنے کا کچھ خوف نہیں)۔

فائدہ: ان آیتوں اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اسلام حقیقت پر نہ ہو یعنی بظاہر مسلمان ہو اور دل سے ایمان نہ لایا ہو تو وہ قبول نہیں ہے پس مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے اور حاصل قصے کا یہ ہے کہ جو اسلام ظاہر کرتا تھا حضرت ﷺ اس کو بہت مال دیتے تھے تا کہ اس کو اسلام سے الفت ہو سو جب حضرت ﷺ نے ایک قوم کو دیا اور حالانکہ وہ مولفۃ القلوب میں سے تھے اور اس مرد کو نہ دیا اور حالانکہ وہ مہاجرین میں سے تھا باوجود یکہ سب نے آپ سے سوال کیا تو عرض کیا سعد نے حضرت ﷺ سے اس کے امر میں اس واسطے کہ سعد جانتا تھا کہ وہ مرد اُن سے زیادہ ترحق دار ہے کہ اُس کے اسلام کا وہ امتحان کر چکا تھا اور اُن کے اسلام کا امتحان نہیں کیا تھا اسی واسطے کئی بار کلام کو دہرایا سو حضرت ﷺ نے اس کو دو امروں کی طرف راہ بتلائی ایک تو اس کی حکمت بتلائی جو ان کے دینے اور اُس کے نہ دینے میں تھی باوجود یکہ وہ آپ کو پیارا تھا ان لوگوں سے جن کو دیا اس واسطے کہ اگر مؤلفۃ القلوب کو نہ دیتے تو اُن کے مرتد ہو جانے سے امن نہ تھا پس ہوتے دوزخیوں میں سے دوسری اس کو راہ بتلائی طرف توقف کی تعریف کرنے سے ساتھ امر باطن کے سوائے تعریف کرنے کے ساتھ امر ظاہر کے پس ظاہر ہوا ساتھ اس کے فائدہ حضرت ﷺ کے رد کرنے کا سعد پر اور یہ کہ نہیں مستلزم ہے یہ محض انکار کو اوپر اُس کے بلکہ ایک جواب بطورِ مشورہ کے تھا ساتھ ادنیٰ کے اور دوسرا بطور عذر بیان کرنے کی پس اگر کہا جائے کہ کس طرح نہ قبول کی گئی گواہی سعد کی واسطے اس مرد کے ساتھ ایمان کے اور اگر اس کی عدالت کی گواہی دیتا تو قبول کی جاتی اس سے اور وہ لازم پکڑتی ہے ایمان کو پس جواب یہ ہے کہ نہیں خارج ہوا کلام سعد کا جگہ نکلنے گواہی کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خارج ہوا ہے مخروج مدح کے واسطے اُس کے اور توسل کی طلب میں اس کے سبب سے پس اسی واسطے مناقشہ کیا گیا ہے اس کے لفظ میں اور اگر ساتھ شہادت کے ہوتا تو البتہ نہ لازم پکڑتا مشورہ کو اوپر اُس کے ساتھ امر اولیٰ کے اس کی گواہی کے رد کرنے کو بلکہ سیاق راہ بتلاتا ہے کہ حضرت ﷺ نے اُس کے قول کو اُس کے حق میں قبول کیا اس دلیل سے کہ آپ

نے اس کے آگے عذر کیا اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو جعیل (یہ اس مرد کا نام ہے) کو کیا جانتا ہے میں نے کہا کہ مہاجرین میں سے یعنی مہاجرین میں سے ہے فرمایا پس کس طرح جانتا ہے تو فلانے کو میں نے کہا کہ اشراف لوگوں سے ہے فرمایا پس جعیل بہتر ہے اہل زمین میں سے فلانے سے پس ظاہر ہوئی حکمت بیچ دینے ان کی کے اور نہ دینے اس کے کی اور یہ کہ تحقیق یہ واسطے تالیف قلوب کے تھا جیسے کہ ہم نے تقریر کی اور باب کی حدیث میں کئی فائدے ہیں فرق کرنا درمیان حقیقت ایمان اور اسلام کے اور ترک کرنا یقین کا ساتھ ایمان کامل کے واسطے اس شخص کے کہ نہیں نص کی گئی اوپر اس کے اور اوپر منع کرنا قطع کا ساتھ بہشت کے پس نہیں پکڑا جاتا ہے اس سے ساتھ تصریح کے اگرچہ تعرض کیا ہے اس کے واسطے بعض شارحین نے ہاں وہ اسی طرح ہے اس شخص کے حق میں جس کے حق میں نص ثابت نہیں ہوئی اور اس میں رد ہے غالی مرجیوں پر کہ وہ کہتے ہیں کہ ایمان میں صرف زبان سے اقرار کرنا کافی ہے اور اس میں جواز تصرف امام کا ہے بیچ مال مصالح کے اور مقدم کرنا اہم امر کا پھر جو اہم ہوا اگرچہ پوشیدہ رہے اس کی وجہ بعض رعیت پر اور اس میں جواز سفارش کا ہے پاس امام کے اس چیز میں کہ اعتقاد رکھے شافع اس کے جواز کو اور تنبیہ چھوٹے کے واسطے بڑے کے اس پر جو گمان کرے کہ وہ اس سے غافل ہوا اور مراجعت سفارش کیے گئے کی امر میں جب کہ نہ پہنچائے طرف کسی مفسدی کی اور یہ کہ پوشیدہ نصیحت کرنی بہتر ہے ظاہر نصیحت کرنے سے جیسے کہ کتاب الزکوۃ میں اس کی طرف اشارہ آئے گا کہ میں کھڑا ہوا اور آپ سے کان میں بات کی اور کبھی متعین ہوتی ہے چھپی نصیحت کرنی جب کہ کھینچے اعلان طرف فساد کی اور اس میں ہے کہ مشیر علیہ ساتھ اس چیز کے کہ اعتقاد کرتا ہے اس کو مشیر مصلحت نہ انکار کرے اوپر اس کے بلکہ بیان کرے واسطے اس کے وجہ واسطے صواب کے اور اس میں عذر بیان کرنا ہے واسطے سفارش کرنے والے کے جب کہ ہو مصلحت بیچ ترک اجابت اس کی کے اور یہ کہ نہیں عیب ہے سفارش کرنے والے پر جب کہ رد کی جائے سفارش اس کی واسطے اس کے اور اس میں مستحب ہونا ترک پیچھا کرنے کا ہے سوال میں جیسا کہ استنباط کیا اس کو بخاری نے آئندہ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ زہری نے کہا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کلمہ ہے اور ایمان عمل ہے اور یہ مشکل ہے ساتھ نظر کرنے کے طرف حدیث جبرئیل کی کہ تحقیق ظاہر اس کا اس کے مخالف ہے اور ممکن ہے کہ ہو مراد زہری کی یہ کہ تحقیق مرد حکم کیا جاتا ہے ساتھ اسلام اس کے کی اور نام رکھا جاتا ہے مسلم جب کہ زبان سے کلمہ پڑھے یعنی کلمہ شہادت کا اور یہ کہ وہ نہیں نام رکھا جاتا مومن مگر ساتھ عمل کے اور عمل شامل ہے دل اور جوارح کے عمل کو اور عمل جوارح کا دلالت کرتا ہے اوپر سچا ہونے اس کی کے اور لیکن اسلام جو حدیث جبرائیل میں مذکور ہے پس وہ ایمان شرعی کامل ہے جو مراد ہے اس آیت میں ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾۔ (فتح)

بَابُ إِفْشَآءِ السَّلَامِ مِنَ الْإِسْلَامِ وَقَالَ باب پھیلانا اسلام کا اسلام سے ہے (یعنی ایمان کی

عَمَّارٌ ثَلٰثٌ مَنْ جَمَعَهُنَّ فَقَدْ جَمَعَ الْإِيْمَانَ الْإِنْصَافُ مِنْ نَفْسِكَ وَبَذْلُ السَّلَامِ لِلْعَالَمِ وَالْإِنْفَاقُ مِنَ الْإِقْتَارِ.

شاخ ہے) اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تین خصلتیں ہیں جس نے ان کو جمع کیا پس اس نے ایمان کو جمع کیا اول اپنی جان سے انصاف کرنا دوسرے سب لوگوں کو سلام کرنا تیسری تنگی کے وقت اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔

فائدہ: ابوالزناد وغیرہ نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ ہوتا ہے جو جمع کرے ان خصلتوں کو کامل کرنے والا واسطے ایمان کے اس واسطے کہ مدار ایمان کی اوپر ان کے ہے اس واسطے کہ جب بندہ موصوف ہو ساتھ انصاف کے تو نہیں چھوڑتا واسطے مولیٰ اپنے کے حق واجب اوپر اپنے مگر کہ اس کو ادا کرتا ہے اور نہیں چھوڑتا کسی چیز کو جس سے اللہ نے منع کیا ہے مگر کہ اس سے پرہیز کرتا ہے اور یہ جامع ہے ارکان ایمان کو اور سلام کرنا شامل ہے اچھی عادتوں اور عمدہ خوؤں کو اور تواضع کو اور نہ حقیر جاننے کو اور حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے الفت اور محبت اور تنگی کے وقت اللہ کی راہ میں خرچ کرنا مستلزم ہے غایت بخشش کو اس واسطے کہ جب محتاجی کے وقت میں خرچ کرے تو فراخی کے وقت میں زیادہ خرچ کرے گا اور نفقہ عام ہے اس سے کہ ہو عیال پر واجب اور مندوب یا مہمان پر اور ہونا اس کا تنگی کے وقت میں مستلزم ہے اعتماد کو اللہ پر اور زہد کو دنیا میں اور کم ہونے امید کے کو اور سوائے اس کے قیامت کی مہمول سے اور یہ تقریر قوی کرتی ہے اس کو کہ حدیث مرفوع ہو اس واسطے کہ مشابہ ہے کہ ہو یہ کلام اس شخص کی جس کو جامع کلمے ملے۔ (فتح)

٢٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ.

٢٧۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اسلام کی کون خصلت زیادہ تر عمدہ ہے فرمایا کہ تو کھانا کھلائے اور سلام کہے اس کو جس کو تو پہچانے اور جس کو نہ پہچانے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام کہنا بھی اسلام کی ایک عمدہ خصلت ہے پس موافقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ كُفْرَانِ الْعَشِيْرِ وَكُفْرٍ دُوْنَ كُفْرٍ فِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں نافرمانی کرنے خاوندوں کے اور بعض کفر بعض کفر سے کم ہے اس باب میں ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث آئی ہے۔

فائدہ: کہا قاضی ابو بکر بن عربی نے اپنی شرح میں کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ بیان کرے کہ جیسے بندگیوں کا نام

ایمان رکھا جاتا ہے ویسے ہی گناہوں کا نام کفر رکھا جاتا ہے لیکن جس جگہ ان پر کفر بولا جاتا ہے وہاں مراد کفر نہیں ہوتا جو اسلام سے نکال دے اور خاص کی گئی نافرمانی خاوندوں کی گناہوں کی سب قسموں میں سے واسطے ایک دقیقہ عجیب کے اور وہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ اگر میں کسی کو کسی کے سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے پس جوڑا خاوند کے حق کو بیوی پر ساتھ حق اللہ کے سو جب ناشکری کرے عورت اپنے خاوند کے حق سے اور حالانکہ اس کا حق عورت پر اس نہایت کو پہنچا ہے تو ہوگی یہ دلیل اوپر سستی اس کی کے ساتھ حق اللہ کے پس اسی واسطے بولا جاتا ہے اس پر کفر لیکن وہ ایسا کفر ہے جو اسلام سے خارج نہیں کرتا اور پکڑی جاتی ہے اس کی کلام سے مناسبت اس ترجمہ کے واسطے امروں ایمان کے اور یہ اس وجہ سے کہ کفر ایمان کی ضد ہے اور اوپر قول بخاری کا و کفر دون کفر پس یہ اشارہ ہے طرف اثر کی کہ روایت کیا ہے اس کو احمد نے کتاب الایمان میں عطا کے طریق سے اور یہ جو کہا کہ فیہ عن ابی سعید تو مراد یہ ہے کہ داخل ہوتی ہے باب میں حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی اور فائدہ اس کا اشارہ ہے طرف اس کی کہ واسطے اس حدیث کے طریق ہے سوائے اس طریق کے جو روایت کیا گیا ہے اور حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت کیا ہے اس کو بخاری نے حیض وغیرہ میں اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے عورتوں سے فرمایا کہ اے عورتوں کے گروہ! خیرات کرو اس واسطے کہ میں نے دوزخیوں میں تمہی کو زیادہ دیکھا یعنی میں نے دوزخ میں عورتیں مردوں سے زیادہ دیکھیں عورتوں نے پوچھا کہ یا حضرت اس کا کیا سبب ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہت کوسا کرتی ہیں اور اپنے خاوندوں کے حق نہیں مانتیں یعنی ناشکری کرتی ہیں۔ (فتح)

۲۸ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيْتُ النَّارَ فَإِذَا أَكْثَرُ أَهْلِهَا النِّسَآءُ يَكْفُرْنَ قِيْلَ أَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلٰى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ.

۲۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو دوزخ دکھلائی گئی پس ناگہاں اس کے اکثر لوگ عورتیں تھیں جو کفر کرتی ہیں کہا گیا کیا اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خاوندوں کی نافرمانی کرتی ہیں اور احسان کا کفر کرتی ہیں اگر تمام عمر تو ان کے ساتھ احسان کرے پھر تجھ سے کوئی چیز دیکھ لے تو کہتی ہے کہ میں نے تجھ سے کبھی بہتری نہیں دیکھی یعنی ایک بات میں تمام عمر کا احسان برباد کر دیتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفر کا اطلاق کبھی کفر باللہ کے سوا اور گناہوں پر آتا ہے چنانچہ یہاں عورت کی نافرمانی پر کفر بولا گیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ بعض کفر بعض سے کم ہے پس مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے اور مطابقت اس ترجمہ کی کتاب الایمان سے ضد کی جہت سے ہے اس لیے کہ ایمان اور کفر آپس میں ایک دوسرے کی

ضد ہیں یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک ٹکڑا ہے حدیث دراز کا کہ روایت کیا ہے اس کو بخاری نے باب صلوۃ کسوف میں ساتھ اس اسناد کے پوری اور اس کی شرح بھی اسی جگہ آئے گی۔

تنبیہ: اس جگہ دو فائدوں پر ایک یہ کہ بخاری کا مذہب یہ ہے کہ جائز ہے قطع کرنا حدیث کا جب کہ ہو وہ چیز جو توڑے اس کو اس سے کہ نہ متعلق ہو ساتھ ماقبل اپنے کے ایسا تعلق جو پہنچا دے طرف فساد معنی کے پاس یہ فعل اس کا وہم دلاتا ہے اس شخص کو جو حدیث کو یاد نہیں رکھتا کہ مختصر پوری حدیث کے سوا اور حدیث ہے خاص کر جب کہ مختصر کا ابتدا پوری حدیث کے درمیان سے ہو جیسا کہ اس حدیث میں واقع ہوا ہے اس واسطے کہ اول اس کا اریت النار الخ ہے اول پوری حدیث کا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ہے **خسفت الشمس علی عهد رسول الله** پس ذکر کیا نماز کسوف کا پھر خطبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور جس قدر یہاں مذکور ہے یہ بھی اس میں ہے پس جو چاہے کہ اس کتاب کی حدیثوں کو شمار کرے تو وہ گمان کرتا ہے کہ یہ دو حدیثیں ہیں یا زیادہ واسطے مختلف ہونے ابتدا کے اور تحقیق واقع ہوا ہے اس گمان میں جس نے حکایت کی کہ گنتی ان کی بغیر تکرار کے چار ہزار ہے یا مانند اس کی مانند ابن صالح اور نووی کی اور جو ان کے پیچھے ہیں اور حالانکہ امر اس طرح نہیں بلکہ گنتی اُن کی موافق تحریر کے اڑھائی ہزار حدیث اور تیرہ حدیثیں ہیں جیسے کہ میں نے مقدمہ میں تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ قرار پا چکی ہے یہ بات کہ بخاری نہیں دوہراتا کسی حدیث کو مگر واسطے کسی فائدے کے لیکن وہ فائدہ کبھی تو متن میں ہوتا ہے اور کبھی اسناد میں ہوتا ہے اور کبھی دونوں میں ہوتا ہے اور جس جگہ خاص متن میں ہوتا ہے نہیں دوہراتا اس کو اس کی صورت بعینہٖ سے بلکہ اس میں تصرف کرتا ہے پس اگر اس کے طریق بہت ہوں تو وارد کرتا ہے واسطے ہر باب کے ایک طریق اور اگر کم ہوں تو مختصر کرتا ہے متن کو یا اسناد کو اور اس نے اس حدیث میں یہی حال اختیار کیا ہے کہ وارد کیا ہے اس کو اس جگہ عبداللہ بن مسلمہ سے مختصر اور پر مقصود ترجمہ کے جیسے کہ پہلے اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے کہ بعض گناہوں پر کفر بولا جاتا ہے پھر وارد کیا ہے اس کو نماز کے بیان میں بیچ باب **من صلی وقدامه نار بعینه** اسی اسناد سے جب کہ دونوں ایک دوسرے کے غیر نہ تھے تو اختیار کیا اوپر مقصود ترجمہ کے فقط پھر وارد کیا اس کو کسوف کی نماز میں اسی اسناد سے پس بیان اس کو پورے طور سے پھر وارد کیا اُس کو بدء الخلق میں سوائے عبداللہ بن مسلمہ کے اور اسناد سے مختصر اوپر جگہ حاجت کے پھر وارد کیا اس کو **عشرة النساء** میں اُن کے سوا اور اسناد سے وہ بھی مالک سے روایت کرتا ہے اور اسی طریق پر حمل کیا جاتا ہے سارا تصرف اُس کا پس نہیں پائی جاتی اس کی کتاب میں کوئی حدیث ایک صورت پر دو جگہوں میں یا زیادہ میں اور اللہ توفیق دینے والا اور حدیث کے فائدے آئندہ آئیں گے اگر چاہا اللہ نے۔ (فتح)

بَابٌ اَلْمَعَاصِيْ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَلَا باب ہے اس بیان میں کہ گناہ جہالت کے کاموں میں

يُكَفَّرُ صَاحِبُهَا بِارْتِكَابِهَا إِلَّا بِالشِّرْكِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ ﴿وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا﴾.

سے ہیں اور گناہ کرنے والے کی تکفیر نہ کی جائے مگر ساتھ شرک کے واسطے فرمانے نبی ﷺ کے کہ تو ایسا آدمی ہے کہ تجھ میں جاہلیت کی خو ہے اور واسطے فرمانے اللہ تعالیٰ کے کہ تحقیق اللہ نہیں بخشتا ہے شرک اور بخشتا ہے سوا اس کے جس کے واسطے چاہے اور اگر دو جماعتیں مسلمانوں کی آپس میں لڑیں تو ان کے درمیان اصلاح کراؤ پس نام رکھا اللہ نے ان کا مومن۔

فائدہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے اہلِ قتال کا نام مومن رکھا ہے حالانکہ قتل کرنا بڑا سخت گناہ ہے پس معلوم ہوا کہ آدمی کبیرہ گناہ کرنے کے ساتھ ایمان سے خارج نہیں ہوتا ہے جاہلیت اس زمانے کو کہتے ہیں جو اسلام سے پہلے تھا اور کبھی بولا جاتا ہے شخص معین میں یعنی بیچ حالت جاہلیت اس کی کے اور یہ جو کہا کہ مگر ساتھ شرک کے تو مراد یہ ہے کہ جو گناہ کہ پکڑا جائے ترک واجب سے یا فعل حرام سے پس وہ جاہلیت کی عادتوں سے ہے اور شرک سب گناہوں سے بڑا ہے اس واسطے مستثنیٰ کیا ہے اس کو اور حاصل ترجمہ کا یہ ہے کہ جب اس نے پہلے بیان کیا کہ گناہوں کو بطور مجاز کے کفر کہا جاتا ہے اوپر ارادے کفر نعمت کے نہ کفر انکار کا تو ارادہ کیا اس نے یہ کہ بیان کرے کہ وہ کفر ہے کہ اسلام سے نہیں نکالتا برخلاف خارجیوں کے جو تکفیر کرتے ہیں ساتھ گناہوں کے یعنی کہتے ہیں کہ گناہ کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اور نص قرآن کی اس پر رد کرتی ہے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ پس ہو گیا وہ گناہ جو سوائے شرک کے ہے تحت امکان مغفرت کے یعنی شرک کے سوا ہر گناہ کا بخشا جانا ممکن ہے اور مراد ساتھ شرک کے اس آیت سے کفر ہے اس واسطے کہ جو حضرت محمد ﷺ کی نبوت سے مثلاً انکار کرے وہ کافر ہوتا ہے اگرچہ اللہ کے ساتھ اور رب نہ ٹھہرا دے اور اس کی مغفرت بالاتفاق نہیں ہوگی اور کبھی وارد ہوتا ہے شرک اور مراد اس سے وہ چیز ہوتی ہے جو کفر سے خاص تر ہو جیسے کہ اس آیت میں ہے ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ﴾ ابن بطال نے کہا غرض بخاری کی رد کرنا ہے اس شخص پر جو گناہوں کے ساتھ تکفیر کرتا ہے مانند خارجیوں کی اور کہتا ہے کہ جو اس حالت پر مرے وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور آیت ان پر رد کرتی ہے اس واسطے کہ مراد ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ وہ شخص ہے جو مر جائے ہر گناہ پر سوائے شرک کے اور لیکن قصہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا پس سوائے اس کے نہیں کہ ذکر کیا گیا ہے تاکہ استدلال کیا جائے ساتھ اس کے اس پر کہ جس میں باقی رہے ایک خصلت جاہلیت کی خصلتوں سے سوائے شرک کے کہ وہ اس کے ساتھ ایمان سے خارج نہیں ہوتا برابر ہے کہ وہ خصلت کبیرے گناہوں سے ہو یا صغیروں سے اور وہ ظاہر ہے اور نیز استدلال کیا ہے بخاری

نے اُس پر کہ ایماندار جب گناہ کا مرتکب ہو تو اس کو کافر نہ کہا جائے بایں طور کہ اللہ تعالیٰ نے باقی رکھا ہے اس پر نام مومن کا یعنی اس کو مومن کہا ہے سو فرمایا ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا﴾ پھر فرمایا ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ اور نیز استدلال کیا ہے اس نے ساتھ قول حضرت ﷺ کے اذا التقى المسلمان بسيفهما پس نام رکھا حضرت ﷺ نے ان کا مسلمان باوجود وعدہ دینے کے ساتھ آگ کے اور مراد اس جگہ لڑنا ہے جب کہ ہو بغیر تاویل جائز کے اور نیز استدلال کیا ہے اس نے ساتھ قول حضرت ﷺ کے واسطے ابو ذر رضی اللہ عنہ کے اور جاہلیت کی تجھ میں خو بو ہے یعنی جاہلیت کی خصلت ہے باوجودیکہ مرتبہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا ایمان سے اعلیٰ درجہ میں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ توبیخ کی اس کو ساتھ اس کے اوپر بڑے ہونے درجے اس کے نزدیک آپ کے واسطے ڈرانے کے کہ پھر ایسا کام نہ کرے اس واسطے کہ اگرچہ وہ معذور ہے کسی وجہ سے لیکن واقع ہونا ایسے امر کا ایسے آدمی سے بڑا سمجھا جاتا ہے زیادہ تر اس سے جو اس سے کم تر ہے اور تحقیق ظاہر ہوئی ساتھ اس کے وجہ داخل ہونے دونوں حدیثوں کی نیچے ترجمہ کے اور طائفہ ٹکڑا ہے ایک چیز کا اور بولا جاتا ہے واحد پر اور زیادہ پر نزدیک جمہور کے اور لیکن شرط ہونا حضور چار کا زانی کے رجم میں باوجود اس آیت کے ﴿وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ پس آیت وارد ہے کوڑوں کے مارنے میں اور نہیں ہے اشتراط بیچ اس کے اور اشتراط رجم میں ثابت ہے اور دلیل ہے اور لیکن شرط ہونا تین کا خوف کی نماز میں باوجود قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ﴾ پس یہ واسطے اس آیت کے ہے ﴿وَلْيَأْخُذُوْا أَسْلِحَتَهُمْ﴾ پس ذکر کیا اس کو ساتھ لفظ جمع کے اور ادنیٰ درجہ جمع کا تین ہے صحیح قول پر۔ (فتح)

۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارِكِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ وَيُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ ذَهَبْتُ لِأَنْصُرَ هٰذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِيْ أَبُوْ بَكْرَةَ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ أَنْصُرُ هٰذَا الرَّجُلَ قَالَ ارْجِعْ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ إِنَّهٗ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ.

۲۹۔ احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اس مرد کی مدد کرنے کو چلا (یعنی علی رضی اللہ عنہ کی) پس مجھ کو ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ ملا سو کہا اس نے کہ تو کہاں کا ارادہ رکھتا ہے میں نے کہا مدد کرنے کا اس مرد کی اس نے کہا کہ پھر جا پس تحقیق میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جب دو مسلمان ایک دوسرے کا سامنا کریں تلواریں لے کر تو قتل کرنے والا اور جو قتل ہوا دونوں دوزخ میں ہی ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ! قتل کرنے والا تو اس واسطے دوزخی ہوا کہ اس نے ظلم کیا تھا مگر جو قتل ہوا تھا اس کا کیا قصور تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی اپنے حریف کے مارنے پر حریص اور مستعد تھا یعنی اس کا قابو نہ ہوا ورنہ اس کو ضرور مارتا۔

فائدہ: اس حدیث میں بھی قاتل اور مقتول کو مسلمان فرمایا ہے پس معلوم ہوا کہ قتل وغیرہ گناہ کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا ہے پس مطابقت ترجمہ سے ظاہر ہے اور اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قاتل اور مقتول مسلمان دوزخی اسی صورت میں ہیں جب عداوت سے ایک دوسرے کے مارنے کا قصد رکھیں اور اگر ایک مسلمان کو دوسرا ناحق قتل کرنے کا ارادہ کرے تو اس صورت میں مقتول پر مطلق کچھ گناہ نہیں ہے بلکہ وہ شہید ہوتا ہے اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہ صحابی ہے مشہور اور ارادہ کیا تھا احنف نے کہ نکلے ساتھ قوم اپنی کے طرف علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی تا کہ لڑے ہمراہ اس کے دن جنگ جمل کی پس منع کیا اس کو ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے تو وہ پھر آیا اور حمل کیا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کو اپنے عموم پر ہر دو مسلمانوں میں کہ آپس میں لڑیں اپنی تلواروں سے واسطے اکھاڑنے مارنے کے نہیں تو حق یہ ہے کہ وہ محمول ہے اس پر جب کہ ہو قتال ان دونوں سے بغیر تاویل سائغ کے کما قدمنا اور خاص کیا جائے گا یہ پہلے حدیث کے عموم سے ساتھ دلیل اس کی کے کہ خاص ہے بیچ قتال اہل بغی کے اور تحقیق رجوع کیا احنف نے ابوبکرہ کی رائے سے اس معاملے میں اور حاضر ہوا ساتھ علی رضی اللہ عنہ کے باقی لڑائیوں میں۔ (فتح)

۳۰ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلِ الْأَحْدَبِ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ لَقِيْتُ أَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلٰى غُلَامِهٖ حُلَّةٌ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنِّيْ سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَيَّرْتُهُ بِأُمِّهٖ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهٖ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيْكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهٖ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَأَعِيْنُوْهُمْ.

۳۰ ـ معرور سے روایت ہے کہ میں ربذہ (ایک جگہ کا نام ہے مدینہ سے تین منزل پر) میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ملا تو وہ حلہ یعنی دو کپڑے چادر اور تہ بند پہنے ہوئے تھے اور اس کا غلام بھی حلہ پہنے ہوئے تھا یعنی دونوں مالک اور غلام کا لباس برابر تھا پس میں نے اس سے برابری کا سبب پوچھا سو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک مرد کو ماں کی گالی دی تھی (یعنی یہ کہا تھا کہ تو حبشن کا جنا ہے) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا اے ابوذر رضی اللہ عنہ کیا تو نے اس کو ماں کی گالی دی ہے بے شک تو ایسا مرد ہے کہ تجھ میں جہالت کی خو بو ہے تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں یعنی وہ بھی آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور تمہارے خدمتگار ہیں اللہ نے ان کو تمہارے ہاتھ کے نیچے کر دیا ہے یعنی تم کو ان کا مالک کیا ہے سو جس کا بھائی جس کے ملک میں ہو تو اس کو کھلائے جو آپ کھاتا ہو اور اس کو پہنائے جو آپ پہنتا ہو اور اس پر ایسا بوجھ نہ ڈالو جو ان کو دبا ڈالے پس اگر ان پر کسی سخت کام کا بوجھ ڈالو تو خود بھی ان کی مدد کرو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گالی دینا گناہ ہے اور جہالت کی خو ہے مگر اُس سے آدمی کافر نہیں ہو جاتا پس مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے اور یہ بھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے غلام یا نوکر کو کوئی بھاری کام نہ بتلائے اگر بتلائے تو خود بھی اس کی مدد کرے یہ جو کہا کہ بے شک تو ایسا مرد ہے کہ تجھ میں جہالت کی خو ہے یعنی خصلت ہے جاہلیت کی خصلتوں میں سے اور ظاہر ہوتا ہے کہ تھا یہ گالی دینا ابوذر رضی اللہ عنہ سے پہلے اس سے کہ اس کے حرام ہونے کو پہچانے پس یہ خصلت جاہلیت کی خصلتوں سے اس میں باقی تھی پس اسی واسطے کہا جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو بخاری نے ادب میں کہ میں نے کہ اس وقت میرے بڑھاپے میں فرمایا ہاں گویا کہ تعجب کیا اس نے پوشیدہ رہنے اس کے سے اوپر اپنے باوجود بڑی ہونے عمر اپنی کے پس بیان کیا اس کے واسطے ہونا اس خصلت کا مذموم شرعاً اور تھے ابوذر رضی اللہ عنہ بعد اس کے برابری کرتے اپنے غلام سے پوشاک وغیرہ میں واسطے احتیاط کے اگرچہ حدیث کے لفظ تقاضا کرتے ہیں سلوک کے شرط ہونے کو نہ برابری کرنے کو اور باقی بحث اس کی عتق میں آئے گی اور تحقیق آیا ہے بیچ سبب پہنانے ابوذر رضی اللہ عنہ کے اپنے غلام کو مثل لباس اپنے کی اثر مرفوع جو صریح تر ہے اس سے اور خاص تر ہے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو ایک غلام دیا سو فرمایا کہ کھلاؤ اس کو جو آپ کھاتا ہے اور پہناؤ اس کو جو آپ پہنتا ہے اور تھا واسطے ابوذر رضی اللہ عنہ کے ایک کپڑا تو اس نے اس کو چیر کر دو ٹکڑے کیا اور آدھا غلام کو دیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا اور پوچھا تو عرض کیا کہ یا حضرت! آپ نے فرمایا کہ کھلاؤ ان کو جو آپ کھاتے ہو اور پہناؤ ان کو جو آپ پہنتے ہو فرمایا ہاں۔

بَابُ ظُلْمٍ دُوْنَ ظُلْمٍ. باب ہے اس بیان میں کہ بعض قسم ظلم کی اشد ہے بعض سے یعنی ظلم کی کئی قسمیں ہیں بعض بڑی ہیں اور بعض چھوٹی ہیں۔

فائدہ: غرض امام بخاری کی اس باب سے یہ ہے کہ ایمان سوائے عمل کے پورا نہیں ہوتا ہے اور گناہ سے (یعنی سوائے شرک کے) آدمی کافر نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کا ایمان ناقص ہو جاتا ہے اور یہ جملہ یعنی ترجمہ حدیث کے لفظ ہے کہ روایت کیا ہے اس کو احمد نے کتاب الایمان میں اور استدلال کیا ہے واسطے اس کے بخاری نے ساتھ حدیث مرفوع کے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ اصحاب نے سمجھا اللہ کے قول **بظلم** سے عام ہونا انواع گناہوں کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر انکار نہ کیا اور سوائے اس کے نہیں کہ بیان کیا کہ مراد ظلم کی سب قسموں سے بڑی قسم ہے اور وہ شرک ہے جیسے کہ ہم اس کو عنقریب واضح کریں گے پس دلالت کی اس نے اس پر کہ واسطے ظلم کے مرتبے ہیں کم وبیش اور مناسبت وارد کرنے اس کے پیچھے اس چیز کے کہ پہلے گزری کہ گناہ سوائے شرک کے نہیں منسوب کیا جاتا صاحب ان کا طرف کفر کی جو خارج کرنے والا ہو اسلام سے اس تقریر پر ظاہر ہے اور خطابی نے کہا تھا شرک نزدیک

اصحاب کے اکبر اس سے کہ نام رکھا جائے ساتھ ظلم کے پس حمل کیا انہوں نے ظلم کو آیت میں اس کے سوا اور ظلم یعنی گناہوں سے سو پوچھا انہوں نے اس سے تو یہ آیت اتری اور خطابی کی اس کلام میں نظر ہے اور جو میرے واسطے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ انہوں نے ظلم کو اپنے عموم پر حمل کیا جو شامل ہے شرک کو اور جو اس سے کم ہے اور یہی ہے جس کا تقاضا کرتی ہے کاری گری بخاری کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حمل کیا انہوں نے اس کو اپنے عموم پر اس واسطے کہ قول اس کا بظلم نکرہ ہے نفی کے سیاق میں لیکن عموم اس کا اس جگہ باعتبار ظاہر کے ہے جیسے کہ سمجھا اس کو اصحاب نے اس آیت سے اور تحقیق والے لوگ کہتے ہیں کہ اگر داخل ہونکرے پر نفی کے سیاق میں وہ چیز کہ تاکید کرتی ہے عموم کو اور قوی کرتی ہے اس کو مانند من کی بیچ قول اس کے کہ ماجاء نی من رجل تو فائدہ دیتی ہے تنصیص عموم کا نہیں تو عموم مستفاد ہے باعتبار ظاہر کے جیسے کہ سمجھا اس کو اصحاب نے اس آیت سے اور بیان کیا واسطے ان کے حضرت ﷺ نے کہ اس کا ظاہر مراد نہیں بلکہ وہ عام اس قسم سے ہے کہ مراد اس کے ساتھ خاص ہے پس مراد ساتھ ظلم کے اعلیٰ ہے سب قسموں اس کی سے اور وہ شرک ہے پس اگر کوئی کہے کہ کہاں سے لازم آتا ہے کہ جو ایمان کو ظلم کے ساتھ ملا دے وہ نہ امن والا ہوتا ہے اور نہ ہدایت یافتہ تاکہ دشوار ہو اوپر ان کے اور سیاق سوائے اس کے نہیں کہ تقاضا کرتا ہے کہ جس سے ظلم نہ پایا جائے پس وہ امن میں ہے اور راہ یافتہ ہے پس کیا چیز ہے جو دلالت کرتی ہے اس کی نفی پر اس شخص سے کہ اس سے ظلم پایا جائے پس جواب یہ ہے کہ مستفاد ہے مفہوم سے اور وہ مفہوم صفت کا ہے یا مستفاد ہے اختصاص سے مقدم کرنے سے واسطے ان کے امن پر یعنی واسطے ان کے امن ہے نہ واسطے غیر ان کے کہ اسی طرح کہا ہے زمخشری نے پس اگر کوئی کہے کہ نہیں لازم آتا قول اس کے سے ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ﴾ کہ شرک کے سوا ظلم نہیں ہوتا تو جواب یہ ہے کہ تنوین ظلم میں واسطے تعظیم کے ہے اور تحقیق بیان کیا ہے شارع نے اس استدلال کو ساتھ آیت دوسری کے پس تقدیر یہ ہے ﴿لَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ یعنی ساتھ شرک کے اس واسطے کہ کوئی ظلم اس سے زیادہ نہیں اور ایک روایت میں یہ صریح آچکا ہے اور محمد بن اسمٰعیل تیمی نے کہا کہ ملنا ایمان کا ساتھ شرک کے متصور نہیں پس مراد یہ ہے کہ نہیں حاصل ہوئیں اس واسطے ان کے دونوں صفتیں کفر کہ متاخر ہو ایمان متقدم سے یعنی مرتد نہیں ہوئے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ نہیں جمع کیا انہوں نے درمیان ان کے ظاہر اور باطن میں یعنی منافق نہیں ہوئے اور یہ وجہ بہت ٹھیک ہے اسی واسطے بخاری نے اس کے پیچھے منافق کی علامتوں کا باب باندھا اور یہ اس کی عجیب ترتیب سے ہے اور حدیث کے متن میں کئی فائدے ہیں حمل کرنا عموم پر یہاں تک کہ وارد ہو دلیل خصوص کی اور یہ کہ نکرہ نفی کے سیاق میں عام ہوتا ہے اور یہ کہ خاص قاضی ہے عام پر اور مبین مجمل پر اور یہ کہ لفظ حمل کیا جاتا ہے خلاف ظاہر پر واسطے مصلحت دفع تعارض کے اور یہ کہ ظلم کے درجے کم وبیش ہیں جیسے کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس کے اور یہ کہ جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائے پس واسطے اس کے امن ہے اور وہ ہدایت پا گیا ہے پس

اگر کوئی کہے کہ گنہگار کبھی عذاب کیا جاتا ہے پس نہیں وہ امن اور ہدایت پانا جو حاصل ہوا ہے واسطے اس کے تو جواب یہ ہے کہ وہ امن میں ہے ہمیشہ دوزخ میں رہنے سے راہ پا گیا ہے طرف بہشت کی، واللہ اعلم۔ (فتح)

۳۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح قَالَ حَدَّثَنِي بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ قَالَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.

۳۱۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور نہ ملایا اپنے ایمان کو ساتھ ظلم کے تو ان کو قیامت میں امن ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا کہ ہم میں کون ایسا ہے جو ظلم نہیں کرتا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ تحقیق شرک البتہ بڑا ظلم ہے۔

فائدہ: یعنی اس آیت میں ظلم سے مطلق ہر قسم کا ظلم مراد نہیں بلکہ اس سے مراد شرک ہے جو اعلیٰ قسم کا ظلم ہے پس اقسام ظلم کا کم وبیش ہونا اس سے ثابت ہو گیا جس کی وجہ سے مطابقت حدیث کی ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہو گئی۔

بَابُ عَلَامَةِ الْمُنَافِقِ. باب ہے بیان میں نشانی منافق کے۔

فائدہ: مراد اس باب سے یہ ہے کہ ایمان گناہ سے ناقص ہو جاتا ہے جیسے کہ نیکیوں سے بڑھ جاتا ہے اور نفاق کہتے ہیں اس کو ظاہر باطن کے مخالف ہو پس اگر نفاق اعتقاد میں ہو تو اس کو نفاق کفر کا کہتے ہیں اور عمل میں ہو تو اس کو نفاق عمل کا کہتے ہیں جب پہلے بیان کیا کہ کفر کے مراتب کم وبیش ہیں اور اسی طرح ظلم بھی تو اس کے پیچھے یہ بیان کیا کہ نفاق بھی اسی طرح ہے شیخ محی الدین نے کہا کہ مراد بخاری کی ساتھ اس ترجمہ کے یہ ہے کہ گناہ ایمان کو کم کرتے ہیں جیسے کہ بندگی اس کو زیادہ کرتی ہے اور کرمانی نے کہا کہ مناسبت اس باب کے واسطے کتاب ایمان کے یہ ہے کہ نفاق نشانی ہے نہ ہونے ایمان کی یا اس واسطے کہ تا کہ معلوم ہو اس سے کہ بعض نفاق کفر ہے سوائے بعض کے اور نفاق لغت میں مخالف ہونا باطن کا ہے واسطے ظاہر کے پس اگر ہو بیچ اعتقاد ایمان کے تو وہ نفاق کفر ہے نہیں تو نفاق عمل کا ہے اور داخل ہوتا ہے اس میں فعل اور ترک اور کم وبیش ہوتے ہیں درجے اس کے۔ (فتح)

۳۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ اَبُو الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ مَالِكِ ابْنِ اَبِيْ عَامِرٍ اَبُوْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پتہ منافق کا تین چیزیں ہیں ایک تو یہ جب بات کہے تو جھوٹ بولے دوسری یہ کہ جب قول اور اقرار کرے تو اس کے خلاف کرے تیسری یہ کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے

قَالَ ایَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ. جائے تو اس میں خیانت کرے۔

فائدہ: پس اگر کہا جائے کہ ظاہر حدیث کا حصر ہے تین میں پس کس طرح آیا ہے دوسری حدیث میں ذکر چار خصلتوں کا تو جواب یہ ہے کہ دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں اس واسطے کہ نہیں لازم آتا شمار کرنے خصلت مذمومہ کے سے جو دلالت کرنے والی ہے اوپر کمال نفاق کے ہونا اس کا علامت اوپر نفاق کے واسطے اس احتمال کے کہ ہوں علامتیں دلالت کرنے والیں اوپر اصل نفاق کے اور خصلت زیادہ جب نسبت کی جائے طرف اس کی تو کمال ہوتا ہے ساتھ اس کے خلوص نفاق کا علاوہ ازیں مسلم کی روایت میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے اوپر ارادہ عدم حصر کے کہ اس کے لفظ یہ ہیں من علامة المنافق ثلث اور جب حمل کیا جائے لفظ پہلے اوپر اس کے تو نہیں وارد ہوتا سوال پس ہوگی یہ بات کہ بعض علامتوں کی بعض وقت میں خبر دی اور دوسرے وقت میں دوسری علامتوں کی خبر دی اور وجہ اختصار کی ان تین علامتوں پر یہ ہے کہ وہ خبر دینے والی ہیں اس چیز کی کہ ان کے سوا ہیں اس واسطے کہ اصل دیانت کی تین چیزوں میں بند ہے قول اور فعل اور نیت میں پس تنبیہ کی اوپر فاسد ہونے قول کے ساتھ جھوٹ کے اور اوپر فاسد ہونے فعل کے ساتھ خیانت کے اور اوپر فاسد ہونے نیت کے ساتھ خلاف کرنے وعدے کے اس واسطے کہ خلاف کرنا وعدے کا نہیں قدح کرتا مگر جب کہ ہو نیت اوپر خلاف وعدے کے جوڑی گئی ساتھ وعدے کے لیکن جب کہ ہو نیت وعدے کے وفا کرنے کی پھر اس کو کوئی مانع پیش آئے یا اس کے واسطے کوئی رائے ظاہر ہو تو اس سے نفاق کی صورت نہیں پائی گئی کہا ہے اس کو غزالی نے احیاء میں اور شہادت دیتی ہے واسطے اس کے وہ چیز جو طبرانی نے سلمان سے روایت کی ہے کہ جب وعدے کرے اور حالانکہ وہ اس کے دل میں نیت ہو کہ وہ وعدہ خلاف کرے گا اور اسی طرح باقی خصلتوں میں کہا اور ایک روایت میں ہے کہ جب وعدہ کرے مرد اپنے بھائی سے اور اس کی نیت یہ ہو کہ اس کے واسطے وعدہ پورا کرے گا پھر نہ پورا کیا تو نہیں اس پر گناہ اور مراد ساتھ وعدے کے حدیث میں وعدہ کرنا ساتھ خیر کے ہے اور اوپر بدی پس مستحب ہے خلاف کرنا اس کا اور کبھی واجب ہوتا ہے جب تک کہ نہ مترتب ہو اوپر ترک جاری کرنے اس کے کہ کوئی فساد اور اوپر جھوٹ حدیث میں پس مالک سے حکایت ہے کہ وہ پوچھے گئے اس شخص سے کہ تجربہ کیا گیا ہے اس پر جھوٹ کا پس کہا کہ شاید اس نے خبر دی ہو اپنی خوشی سے جو اس کے واسطے پہلے گزری پس مبالغہ کیا اس کے بیان میں پس یہ ضرر نہیں کرتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ضرر تو وہ کرتا ہے جو بیان کرے چیزوں کو خلاف واقعہ کے جھوٹ کی نیت سے نووی نے کہا کہ ایک جماعت علماء نے اس حدیث کو مشکل گنا ہے اس اعتبار سے کہ یہ خصلتیں کبھی پائی جاتی ہیں مسلمان میں کہ اجماع ہیں اوپر عدم حکم کے ساتھ کفر اس کے کی اور نہیں ہے اس میں کچھ اشکال بلکہ اس کے معنی صحیح ہیں اور جو چیز کہ تحقیق والوں نے کہی ہے یہ ہے کہ معنی اس کے یہ

ہیں کہ یہ خصلتیں نفاق کی ہیں اور جس میں یہ خصلتیں پائی جائیں وہ منافقوں کے مشابہ اور مانند ہے ان خصلتوں میں اور عادت کرنے والا ہے ساتھ خوان کی کے میں کہتا ہوں کہ محصل اس جواب کا حمل کرنا تسمیہ میں ہے اوپر مجاز کے یعنی جس میں یہ خصلتیں پائی جائیں وہ منافقوں کی مانند ہیں اور یہ بنا بر اس کے ہے کہ نفاق سے مراد نفاق کفر ہے اور تحقیق کہا گیا ہے جواب میں کہ مراد ساتھ نفاق کے نفاق عمل ہے کما قدمنا اور ساتھ اسی کے راضی ہوا ہے قرطبی اور استدلال کیا گیا ہے واسطے اس کے ساتھ قول عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے حذیفہ رضی اللہ عنہ کے کہ کیا تو جانتا ہے مجھ میں کوئی چیز نفاق سے پس نہیں ارادہ کیا اس نے ساتھ اس کے نفاق کفر کا اور سوائے اس کے نہیں کہ مراد اس کی نفاق عمل کا ہے اور تائید کرتا ہے اس کی وصف کرنا اس کا ساتھ خالص کے دوسری حدیث میں ساتھ قول اپنے کے کان منافقا خالصا اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ بولنے نفاق کے ڈرانا ہے ان خصلتوں کے اختیار کرنے سے اور یہ کہ اس کا ظاہر مراد نہیں اور ساتھ اس کے راضی ہوا ہے خطابی اور کہا کہ احتمال ہے کہ مراد وہ ہو جس کی یہ عادت ہوگئی ہو اور بعض کہتے ہیں کہ یہ محمول ہے اس کے حق میں جس پر یہ خصلتیں غالب ہوگئی ہوں اور اس کو آسان جانے اور ان کے عمل کو ہلکا سمجھے پس تحقیق جو ایسا ہو وہ اکثر اوقات فاسد اعتقاد ہوتا ہے اور یہ سب جواب اس پر مبنی ہیں کہ لام المنافق میں واسطے جنس کے ہے اور بعض دعوے کرتے ہیں کہ وہ واسطے عہد کے ہے پس کہا کہ حدیث وارد ہوئی ہے بیچ حق شخص معین کے یا بیچ منافقوں کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے اور تمسک کیا ہے ان بعض نے ساتھ حدیثوں ضعیف کے کہ اس باب میں آئی ہیں اگر ثابت ہو اس سے کوئی چیز تو البتہ متعین ہوگا پھرنا طرف اس کی اور سب جوابوں سے عمدہ تر جواب وہ ہے جس سے راضی ہوا ہے قرطبی۔ (فتح)

۳۲ ۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ.

۳۳۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں ہیں جس میں وہ چار ہوں گی وہ نرا منافق ہے اور جس میں ان چاروں سے ایک خصلت ہوگی تو اس میں ایک ہی نفاق کی خصلت ہے یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے ایک یہ کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے دوسری یہ کہ جب بات کہے تو جھوٹ بولے تیسری یہ کہ جب قول اقرار کرے تو اس کے خلاف کرے چوتھی یہ کہ جب جھگڑا اور گفتگو کرے تو گالی دے اور ناحق پر چلے۔

بَابُ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مِنَ الْإِيْمَانِ.

باب شب قدر کی رات میں کھڑا ہونا یعنی جاگنا ایمان

سے ہے یعنی ایمان کی علامتوں سے ہے۔

فائدہ: جب بیان کیں علامتیں نفاق کی اور قباحت ان کی تو رجوع کیا طرف نشانیوں ایمان کے اور خوبی ان کی کے اس واسطے کہ کلام اوپر متعلقات ایمان کے مقصود بالا صالت یہی ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ ذکر کرتا ہے اس کے غیر کے متعلقات کو واسطے موافقت کے پھر رجوع کیا پس ذکر کیا کہ قیام شب قدر کا اور قیام رمضان کا اور روزہ رمضان کا ایمان سے ہے۔(فتح)

٣٤ ـ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوا لزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

۳۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایمان سے اور ثواب کے واسطے شب قدر میں جاگے گا اور نماز پڑھے گا تو اس کے پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

بَابُ الْجِهَادِ مِنَ الْاِيْمَانِ.

باب یعنی جہاد کرنا ایمان کی علامتوں میں سے ہے۔

فائدہ: وارد کیا ہے اس باب کو درمیان قیام شب قدر کے اور درمیان قیام رمضان کے اور اس کے روزے کے پس لیکن مناسبت وارد کرنے اس کے کہ فی الجملہ پس واضح ہے واسطے مشترک ہونے اس کے کی بیچ ہونے اس کے ایمان کی خصلتوں سے اور اوپر وارد کرنا اس کا درمیان ان دونوں بابوں کے باوجود یہ کہ تعلق ایک کا دوسرے سے ظاہر ہے پس واسطے نکتہ کے نہیں دیکھتا میں کہ کسی نے اس کے واسطے تعرض کیا ہو بلکہ کرمانی نے کہا کہ اس کی یہ کاریگری دلالت کرتی ہے کہ نظر مقطوع ہے غیر اس مناسبت سے یعنی مشترک ہونا اس کا بیچ ہونے اس کے کی ایمان کی خصلتوں سے اور میں کہتا ہوں کہ بلکہ قیام شب قدر کا اگرچہ مناسبت اس کی ساتھ قیام رمضان کے ظاہر ہے لیکن واسطے حدیث کے جس کو باب الجہاد میں وارد کیا ہے مناسبت ہے ساتھ تلاش کرنے شب قدر کے نہایت عمدہ اس واسطے کہ تلاش شب قدر کی چاہتی ہے محافظت زائدہ کو اور مجاہدے تام کو اور باوجود اس کے کبھی موافق پڑتا ہے اس کو اول اور اسی طرح مجاہد تلاش کرتا ہے شہادت کو اور قصد کرتا ہے کہ اللہ کا بول بالا ہو اور کبھی حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے یہ اول تو دونوں مناسب ہیں اس میں کہ دونوں سے ہر ایک میں مجاہدہ ہے اور اس میں کہ ہر ایک دونوں میں سے کبھی حاصل ہوتا ہے مقصود اصلی واسطے صاحب اس کے کی اول پس کھڑا ہونے والا واسطے تلاش شب قدر کے ثواب دیا گیا ہے پس اگر شب قدر کے موافق پڑ جائے تو اس کو بڑا ثواب حاصل ہوتا ہے اور مجاہد واسطے تلاش کرنے شہادت کے ثواب دیا گیا ہے پس اگر اس کے موافق پڑ جائے تو اس کو بہت ثواب حاصل ہوتا ہے اور اشارہ کرتا ہے طرف اس کی آرزو کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شہادت کو ساتھ قول اپنے کی کہ البتہ میں دوست رکھتا ہوں اس کو کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں

پس ذکر کی بخاری نے فضیلت جہاد کی واسطے اس کی موافقت کے پھر پھرا طرف قیام رمضان کی اور وہ بہ نسبت قیام شب قدر کی عام ہے بعد خاص کے پھر ذکر کیا بعد اس کے باب روزے کا اس واسطے کہ روزہ ترکوں سے ہے پس مؤخر کیا اس کو قیام سے اس واسطے کہ وہ افعال سے ہے اور اس واسطے کہ رات دن سے پہلے ہے اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے کہ قیام مشروع ہے پہلی رات میں مہینے سے برخلاف بعض کے۔ (فتح)

۳۵ ۔ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ انْتَدَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِمَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا إِيْمَانٌ بِيْ وَتَصْدِيْقٌ بِرُسُلِيْ أَنْ أُرْجِعَهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ أَوْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَلَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ وَلَوَدِدْتُ أَنِّيْ أُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ.

۳۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضامن ہوگیا ہے اللہ غالب اور بزرگ اُس شخص کا جو اس کے راہ میں جہاد کو نکلا نہ نکالا ہو اس کو مگر ایمان لانے ساتھ اللہ کے اور اس کے رسولوں کی تصدیق نے یعنی محض اللہ کی رضا مندی چاہنے کے واسطے نکلا دنیا کے واسطے یا دکھلانے کے واسطے نہیں نکلا اللہ ضامن ہوا اس بات کا کہ پھر لاؤں گا میں اس کو ساتھ اس کے جو پایا ہے ثواب سے یا غنیمت سے یا کہ اس کو بہشت میں داخل کروں گا اور اگر اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو میں کسی لشکر سے پیچھے نہ رہتا اور البتہ میں دوست رکھتا ہوں اس بات کو کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔

بَابُ تَطَوُّعِ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنَ الْإِيْمَانِ.

باب رمضان کی راتوں میں ثواب کے واسطے جاگنا اور نفل پڑھنا ایمان سے ہے یعنی ایمان کی ایک شاخ ہے

۳۶ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

۳۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایمان اور ثواب کے واسطے رمضان میں جاگے گا اور نفل پڑھے گا تو اس کے پہلے گناہ سب معاف ہو جائیں گے۔

بَابُ صَوْمِ رَمَضَانَ احْتِسَابًا مِّنَ الْإِيْمَانِ.

باب رمضان کا روزہ رکھنا ثواب کے واسطے ایمان سے ہے یعنی ایمان کی ایک بڑی شاخ ہے۔

۳۷ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

۳۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایمان سے اور ثواب کے واسطے رمضان کا روزہ رکھا تو اس کے اگلے گناہ سب معاف ہو جائیں گے۔

بَابٌ اَلدِّيْنُ يُسْرٌ.

باب اس بیان میں کہ دین آسان ہے (یعنی اس میں سختی نہیں ہے)۔

فائدہ: یعنی دین اسلام آسانی والا ہے نام رکھا گیا دین کا یسر یعنی آسان واسطے مبالغہ کے بہ نسبت پہلے دینوں کی اس واسطے کہ اللہ نے دور کیا ہے بوجھ کو جو پہلی امتوں پر تھا اور اس کی مثالوں سے زیادہ تر واضح مثال یہ ہے کہ تحقیق توبہ ان کی تھی ساتھ قتل کرنے اپنی جانوں کے یعنی ان کی توبہ یہی تھی کہ اپنے تئیں مار ڈالیں اور توبہ اس امت کی ساتھ چھوڑ دینے گناہ کے ہے اور قصد کے کہ آئندہ نہ کروں گا اور نادم ہونے کی اور یہ جو کہا کہ بہت پیارا دین تو مراد خصلتیں دین کی ہیں اس واسطے کہ دین کی خصلتیں سب محبوب ہیں لیکن جو ان سے آسان ہو پس وہ اللہ کے نزدیک بہت پیاری ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر جو احمد نے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر تمہارے دین میں سے چیز ہے جو آسان ہے یا دین جنس ہے یعنی اللہ کے نزدیک سب دینوں سے بہت پیارا دین ابراہیمی ہے اور مراد ساتھ دینوں کے پہلی امتوں کی شریعتیں ہیں اور حنیف سنت میں وہ شخص ہے جو ابراہیم کے دین پر ہو اور نام رکھا گیا ابراہیم علیہ السلام کا حنیف واسطے پھرنے اس کی کے باطل سے طرف حق کے اس واسطے کہ اصل حنیف کے معنی میل کے ہیں اور سمجھ کے معنی ہیں آسان یعنی وہ مبنی ہے سہولت پر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيْكُمْ إِبْرَاهِيْمَ﴾ یعنی نہیں گردانا گیا تم پر دین میں کوئی حرج یہ دین تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا ہے اور اس حدیث کو امام بخاری نے اس کتاب میں مسند نہیں کیا اس واسطے کہ وہ اس کی شرط پر نہیں اور یہ جو فرمایا کہ جو دین کو سخت پکڑے گا وہ مغلوب ہو جائے گا تو ابن منیر نے کہا کہ اس میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے پس تحقیق ہم نے دیکھا اور ہم سے پہلے اور لوگوں نے بھی دیکھا کہ جو دین کے کام میں زیادتی کرتا ہے اور مشکل عبادت کو اختیار کرتا ہے تو وہ دین کے کام سے بالکل عاجز ہو جاتا ہے اور نہیں مراد ہے منع طلب اکمل کی عبادت میں اس واسطے کہ یہ عمدہ کاموں سے ہے بلکہ مراد منع کرنا افراط اور زیادتی سے ہے جو پہنچانے والی ہے طرف ملال اور تھک جانے کی یا مبالغہ کرنا ہے نفل نماز میں جو پہنچائے طرف ترک افضل کی یا مراد نکال دینا فرض کا اپنے وقت سے مانند اس شخص کی

جو تمام رات نماز پڑھتا رہے یہاں تک کہ اس پر نیند غالب ہو جائے پچھلی رات میں پس سو جائے فجر کی نماز سے جماعت میں یا یہاں تک کہ وقت مختار نکل جائے یا سورج نکل آئے پس نماز کا وقت فوت ہو جائے اور ایک روایت میں ہے کہ ہرگز نہیں پہنچو گے تم اس امر کو یعنی دین کو ساتھ غالب ہونے کے اور بہتر دین تمہارا آسان ہے اور کبھی اس سے مستفاد ہوتا ہے اشارہ طرف پکڑنے کی ساتھ رخصت شرعیہ کے پس تحقیق لینا عزیمت یعنی اولویت کو رخصت کی جگہ میں افراط ہے مانند اس شخص کی جو ترک کرے تیمم کو وقت عاجز ہونے کے پانی کے استعمال کرنے سے پس پہنچا دے استعمال کرنا اس کا طرف ضرر کی اور مدد چاہو ساتھ سیر فجر کے یعنی مدد چاہو اوپر ہمیشگی عبادت کے ساتھ واقع کرنے اس کی کہ نشاط اور خوش دلی کے وقتوں میں اور غدوہ اول دن کی سیر کو کہتے ہیں اور روحہ اُس سیر کو کہتے ہیں جو زوال کے بعد ہو اور دلجہ پچھلے دن کی سیر کو کہتے ہیں اس واسطے کہ رات کا عمل دن کے عمل سے دشوار ہے اور یہ وقت مسافر کے وقتوں سے نہایت اطیب ہوتے ہیں یعنی مسافر ان میں بہت خوش دل ہوتا ہے اور شاید حضرت ﷺ نے خطاب کیا ہے مسافر کو پس تنبیہ کی اس کو اس کی خوش دلی کے وقتوں پر اس واسطے کہ مسافر جب تمام رات دن چلے تو عاجز ہو جاتا ہے اور منقطع ہو جاتا ہے اور جب قصد کرے چلنے کا ان نشاط کے وقتوں میں تو ممکن ہوتی ہے اس کو ہمیشگی بغیر مشقت کے اور خوبی اس استعارے کی یہ ہے کہ دنیا حقیقت میں گھر نقل کرنے کا ہے طرف آخرت کی اور یہ کہ خاص کر ان وقتوں میں بدن بہت راحت والا ہے واسطے عبادت کے اور قصد کے معنی ہیں میانہ امر کو اختیار کرنا اور مناسبت وارد کرنے بخاری کی اس حدیث کو پیچھے ان حدیثوں سے کہ اس سے پہلے ہیں ظاہر اس اعتبار سے کہ وہ بغل گیر ہے ترغیب کو قیام اور روزے اور جہاد میں پس ارادہ کیا بخاری نے یہ کہ بیان کرے کہ جو اس کے ساتھ عمل کرے اس کے واسطے یہ ہے کہ نہ مشقت میں ڈالے اپنی جان کو اس طور سے کہ عاجز ہو جائے اور عمل سے بالکل رہ جائے بلکہ عمل کرے نرمی اور آہستگی سے تا کہ ہمیشہ رہے عمل اس کا اور بند نہ ہو پھر پھرا طرف بیان کرنے ان حدیثوں کے جو دلالت کرتی ہیں کہ اعمال صالح ایمان سے معدود ہیں پس کہا کہ نماز ایمان ہے۔ (فتح)

وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الدِّيْنِ إِلَى اللّٰهِ الْحَنِيْفِيَّةُ السَّمْحَةُ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بہت پیارا دین ابراہیمی ہے جو سچا اور سہل اور آسان ہے

۳۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مَعْنِ ابْنِ مُحَمَّدٍ الْغِفَارِيِّ عَنْ سَعِيْدِبْنِ أَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ وَلَنْ يُّشَادَّ

۳۸۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دین سہل اور آسان ہے اور جو دین کو سخت پکڑے گا اور بھاری عادتوں کو اختیار کرے گا تو وہ مغلوب ہو جائے گا (یعنی دین کے کاموں سے عاجز ہو جائے گا اور بالکل رہ جائے گا) پس میانہ روی اختیار کرو اور قربت چاہو اور خوشخبری لو ثواب کی

الدِّيْنَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهٗ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَأَبْشِرُوْا وَاسْتَعِينُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ.

اور مدد چاہو ساتھ سیر کرنے کے فجر کو اور شام کو اور آخر رات میں۔

فائدہ: یعنی ان اوقات میں اپنی جانوں کو آرام دیا کرو اور راحت پہنچایا کرو۔

بَابٌ اَلصَّلَاةُ مِنَ الْإِيْمَانِ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيْمَانَكُمْ﴾ يَعْنِيْ صَلَاتَكُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ.

باب نماز ایمان سے ہے یعنی ایمان کی ایک بڑی شاخ ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا نہیں ہے اللہ کہ ضائع کرے تمہارے ایمانوں کو یعنی نماز کو تمہاری جو تم نے بیت المقدس کی طرف پڑھی ہے۔

فائدہ: غرض اس سے یہ ہے کہ اس آیت میں ایمان سے مراد نماز ہے واسطے اطلاق کرنے اسم کل کے اوپر جز کے اور یہ جو کہا کہ اللہ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرے گا یعنی تمہاری نماز کو جو بیت المقدس کی طرف پڑھی ہے بنا بر اس کے پس قول بخاری کا عند البیت مشکل ہے اور نہیں ہے خاص ہونا واسطے اس کے ساتھ ہونے اس کے کہ نزدیک خانے کعبے کے اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں تصحیف ہے اور صواب یہ ہے کہ نماز تمہاری واسطے غیر خانے کعبے کے اور میرے نزدیک اس میں تصحیف نہیں بلکہ وہ صواب ہے اور مقاصد بخاری کے ان امروں میں دقیق ہیں اور اس کا بیان یہ ہے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس جہت میں کہ تھے حضرت ﷺ متوجہ ہوتے طرف اس کی واسطے نماز کے جس حالت میں کہ آپ مکہ میں تھے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ نے کہا کہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے لیکن خانہ کعبہ کی طرف پیٹھ نہ کرتے تھے بلکہ کرتے تھے اس کو درمیان اپنے اور درمیان بیت المقدس کے اور مطلق کہا ہے اور لوگوں نے کہ تھے نماز پڑھتے طرف بیت المقدس کی اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ تھے نماز پڑھتے طرف خانہ کعبہ کی پھر جب ہجرت کرکے مدینے میں تشریف لائے تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے لگے اور یہ ضعیف ہے اور لازم آتا ہے اس سے دعویٰ نسخ کا دوبار اور پہلا قول زیادہ ترصحیح ہے اس واسطے کہ وہ جامع ہے دونوں قولوں کو اور تحقیق صحیح کہا ہے اس کو حاکم وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف یقین کرنے کی ساتھ اصح قول کے یعنی نماز جب کہ تھے نزدیک خانے کعبے کے تو تھی طرف بیت المقدس کی اور اقتصار کیا اس پر واسطے کفایت کرنے کے ساتھ اولویت کے اس واسطے کہ نماز ان کی طرف غیر جہت خانہ کعبے کی اور حالانکہ وہ خانے کعبے کے پاس تھی جبکہ نہ ضائع ہوئی تو لائق تر ہے یہ کہ نہ ضائع ہو جب کہ اس سے دور ہوں پس تقدیر کلام کی یہ ہے کہ نماز تمہاری جو تم نے خانے کعبے کے نزدیک بیت المقدس کی طرف پڑھی ہے۔ (فتح)

۳۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ اَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ

۳۹۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ جب

قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ عَلٰى أَجْدَادِهٖ أَوْ قَالَ أَخْوَالِهٖ مِنَ الْاَنْصَارِ وَأَنَّهٗ صَلّٰى قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُعْجِبُهٗ أَنْ تَكُوْنَ قِبْلَتُهٗ قِبَلَ الْبَيْتِ وَأَنَّهٗ صَلّٰى أَوَّلَ صَلَاةٍ صَلَّاهَا صَلَاةَ الْعَصْرِ وَصَلّٰى مَعَهٗ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِّمَّنْ صَلّٰى مَعَهٗ فَمَرَّ عَلٰى أَهْلِ مَسْجِدٍ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ فَقَالَ أَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ فَدَارُوْا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ وَكَانَتِ الْيَهُوْدُ قَدْ أَعْجَبَهُمْ إِذْ كَانَ يُصَلِّيْ قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَأَهْلُ الْكِتَابِ فَلَمَّا وَلّٰى وَجْهَهٗ قِبَلَ الْبَيْتِ أَنْكَرُوْا ذٰلِكَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ فِيْ حَدِيْثِهٖ هٰذَا أَنَّهٗ مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ أَنْ تُحَوَّلَ رِجَالٌ وَقُتِلُوْا فَلَمْ نَدْرِ مَا نَقُوْلُ فِيْهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ إِيْمَانَكُمْ﴾.

اول مدینے میں تشریف لائے تو اپنے ننھیال میں یا کہا اپنے ماموں کے پاس اترے اور تحقیق حضرت ﷺ نے نماز پڑھی بیت المقدس کی طرف سولہ یا سترہ مہینے تک اور حضرت ﷺ کو پسند آتا تھا کہ آپ کا قبلہ کعبہ کی طرف ہو اور تحقیق آپ نے سب سے پہلے نماز جو مکہ کی طرف پڑھی وہ عصر کی نماز تھی اور نماز پڑھی ساتھ آپ کے ایک قوم نے سو نکلا ایک مرد اُن لوگوں سے جنہوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی اور ایک مسجد والوں پر گزرا اور حالانکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے پس کہا اس شخص نے کہ میں اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کعبے کی طرف نماز پڑھی ہے سو بدستور وہ لوگ کعبے کی طرف گھوم گئے اور حضرت ﷺ کا بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا یہود اور اہلِ کتاب کو اچھا معلوم ہوتا تھا سو جب حضرت ﷺ نے اپنا منہ کعبے کی طرف پھیرا یعنی مکہ کی طرف نماز پڑھنی شروع کی تو یہود کو بہت برا معلوم ہوا کہا زہیر نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ابواسحاق نے وہ روایت کرتے ہیں براء رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث میں کہ قبلہ بیت المقدس پر اس کے بدلنے سے پہلے کئی آدمی مر گئے اور مقتول ہوئے تھے سو ہم نہیں جانتے تھے کہ ان کے حق میں کیا کہیں (یعنی ان کی نمازیں صحیح ہوئیں یا نہیں) پس اتارا اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ إِيْمَانَكُمْ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری نمازوں کو ضائع نہیں کرے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ سولہ یا سترہ مہینے تو ایک روایت میں سولہ مہینے کا ذکر ہے بغیر شک کے اور ایک روایت میں سترہ ماہ کا ذکر ہے سو تطبیق دونوں روایتوں میں آسان ہے بایں طور کہ جس نے سولہ مہینے کا ذکر کیا ہے اس نے قدوم اور تحویل کے دونوں مہینوں سے ایک مہینہ پورا کر کے زائد کو لغو کر دیا ہے اور جس نے سترہ مہینے کا ذکر کیا ہے اس نے دونوں کو گن لیا ہے اور جس نے شک کیا ہے اس نے اس میں تردد کیا ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ مدینہ میں آنا ربیع الاول کے مہینے

میں تھا بغیر خلاف کے اور تھی تحویل طرف کعبے کی بیچ آدھے مہینے رجب کے دوسرے سال میں صحیح قول پر اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے جمہور نے اور روایت کیا ہے اس کو حاکم نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ابن حبان نے کہا کہ سترہ مہینے اور تین دن اور یہ مبنی ہے اس پر کہ مدینے میں آنا رجب کی بارھویں کو تھا اور اس میں نو قول ہیں لیکن اعتماد پہلے قول پر ہے اور یہ جو کہا کہ سب سے پہلے نماز جو کعبے کی طرف پڑھی عصر کی نماز تھی تو ایک روایت میں ظہر یا عصر شک کے ساتھ آیا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ مقرر پہلی نماز جو آپ نے قبیلے بنی سلمہ میں کعبے کی طرف پڑھی جب کہ بشر بن براء رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا ظہر کی نماز تھی اور پہلی نماز جو مسجد نبوی میں پڑھی عصر کی نماز تھی اور اہیر فجر کی نماز پس اہل قبا میں اور جس مسجد پر وہ گزرا تھا بعض کہتے ہیں کہ وہ بنی سلمہ کی مسجد تھی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ عباد بن بشر تھا جس نے صبح کی نماز میں اہل قبا کو خبر دی تھی اور احتمال ہے کہ وارد اہل الکتاب میں ساتھ معنی مع کے ہو یعنی نماز پڑھتے تھے ساتھ اہل کتاب کے طرف بیت المقدس کی اور اختلاف کیا گیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں طرف بیت المقدس کی جس حالت میں کہ آپ مکہ میں تھے پس ابن ماجہ میں ابوبکر بن عیاش سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المقدس کی طرف اٹھارہ مہینے نماز پڑھی اور پھیرا گیا قبلہ طرف کعبے کی بعد داخل ہونے کے مدینے میں دو مہینے اور اس کا بیان یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں محض بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور گمان کیا ہے بعض لوگوں نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ہمیشہ کعبہ کی طرف نماز پڑھتے رہے پھر جب مدینے میں تشریف لائے تو بیت المقدس کی طرف منہ کیا پھر منسوخ ہوا نماز پڑھنا طرف بیت المقدس کی اور یہ جو کہا کہ مقتول ہوئے سو میں نے کسی چیز میں نہیں پایا کہ کوئی مسلمانوں میں سے مقتول ہوا ہو پہلے تحویل کی طرف خانے کعبے کی لیکن نہیں لازم آتا عدم ذکر سے عدم وقوع پس اگر یہ لفظ محفوظ ہو تو محمول ہوگا اس پر کہ بعض مسلمان جو غیر مشہور تھے مقتول ہوئے اس مدت میں بیچ غیر جہاد کے اور نہیں یاد رکھا گیا نام اس کا واسطے کم ہونے کوشش کے ساتھ تاریخ کے اس وقت میں۔

تنبیہ: اس حدیث میں کئی فائدے ہیں رد ہے مرجیہ پر بیچ انکار کرنے ان کے کی نام رکھنے اعمال دین کو ایمان اور یہ کہ تمنا بدل ڈالنے بعض، احکام کی جائز ہے جب کہ اس میں مصلحت ظاہر ہو اور اس میں بیان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کا اور کرامت آپ کی کا نزدیک رب آپ کے کی واسطے دینے اللہ کے آپ کو وہ چیز جو آپ نے چاہی بغیر تصریح کے ساتھ سوال کے اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اصحاب میں حرص سے اپنے دین پر اور شفقت سے اپنے بھائیوں پر اور تحقیق واقع ہوئے واسطے ان کے نظیر اس مسئلے کی جب کہ شراب کی حرمت اتری جیسے کہ براء رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے نیز ثابت ہو چکا ہے، پس اتری یہ آیت کہ نہیں ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور عمل کیے نیک کوئی گناہ اس چیز میں کہ انہوں نے کہا اس قول تک کہ اللہ دوست رکھتا ہے نیکو کاروں کو اور واسطے لحاظ اس معنی کے پیچھے لایا ہے بخاری اس باب کے باب حسن اسلام المرء، پس ذکر کیا دلیل کو اس پر کہ مسلمان جب نیکی کرے تو اس پر ثواب دیا جاتا ہے۔ (فتح)

بَابُ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ قَالَ مَالِكٌ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ أَنَّ عَطَآءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْقِصَاصُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَّتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهَا.

باب ہے آدمی کا اسلام کو سنوارنا، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب کوئی شخص اسلام لایا اور اپنے اسلام کو سنوارا تو اللہ اس کے پہلے گناہ سب معاف کر دے گا اور رہوگا بعد اس کے بدلہ ہر نیکی کا دس گنا ثواب سات سو کے برابر تک اور بدی اتنی ہی لکھی جائے گی جتنی کی ہے (یعنی ایک بدی کے بدلے ایک ہی بدی لکھی جائے گی دوگنی نہ لکھی جائے گی) مگر یہ کہ اللہ معاف کر دے (یعنی جب اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف کر دیا تو پھر وہ ایک بھی نہ لکھی جائے گی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اپنے اسلام کو سنوارا یعنی اپنے اعتقاد سے اور اخلاص سے اور داخل ہونا اس کا اس میں باطن میں اور ظاہر میں اور یہ کہ یاد رکھے نزدیک عمل اپنے کے قریب ہونا اپنے رب کا اپنے سے اور جانے کہ اللہ کو اس کے کام پر خبر ہے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر تفسیر احسان کی جبرئیل علیہ السلام کی حدیث میں اور ایک روایت میں کہ جو نیکی اسلام سے پہلے کی ہو اس کو اللہ لکھ لیتا ہے اور عبد میں مرد اور عورت داخل ہے اور کہا مارزی نے کہ کافر سے تقرب صحیح نہیں پس اس کو نیک عمل کا ثواب نہیں ملتا جو اس سے شرک کی حالت میں صادر ہوا ہو اس واسطے کہ شرط متقرب سے یہ ہے کہ ہو پہچاننے والا واسطے اس شخص کے جس کی طرف قربت چاہتا ہے اور کافر اس طرح نہیں اور تابع ہوا ہے اس کا قاضی عیاض اس اشکال کی تقریر پر اور نووی نے اس کو ضعیف کہا ہے پس کہا کہ صواب جس پر تحقیق والے ہیں بلکہ نقل کیا ہے بعضوں نے اس میں اجماع کہ کافر جب کوئی نیک کام کرے مانند صدقہ اور صلہ رحم کی پھر مسلمان ہو جائے اور اسلام پر مرے تو اس کا ثواب اس کے واسطے لکھا جاتا ہے اور لیکن یہ دعویٰ کرنا کہ وہ قواعد کے مخالف ہے پس یہ مسلم نہیں اس واسطے کہ کبھی اعتبار کیا جاتا ہے ساتھ بعض اعمال کافر کے دنیا میں مانند کفارے ظہار کے اس واسطے کہ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو اس پر اس کا دوہرانا لازم نہیں بلکہ وہی اس کو کافی ہے اور حق یہ ہے کہ نہیں لازم آتا لکھنے ثواب کے سے واسطے مسلمان کے اس کو مسلمان ہونے کی حالت میں بطور فضل کے اللہ کے طرف سے اور احسان کے کہ ہو یہ واسطے ہونے عمل اس کے کہ صادر اس سے کفر میں مقبول اور حدیث سوائے اس کے نہیں کہ بغل گیر ہے ثواب کے لکھنے کو اور نہیں تعرض کیا واسطے قبول کے اور احتمال ہے کہ ہو قبول معلق اس کے اسلام پر پس قبول کیا جائے اور ثواب دیا جائے اگر اسلام لائے نہیں تو نہیں اور یہ قوی ہے اور تحقیق جزم کیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ

جزم کیا ہے ساتھ اس کے نووی نے ابراہیم حربی اور ابن بطال وغیرہ نے ابن منیر نے کہا کہ مخالف واسطے قواعد کے دعویٰ یہ ہے کہ لکھا جائے واسطے اس کے یہ بیچ حالت کفر اس کے کی اور لیکن یہ کہ جوڑے اللہ اس کی نیکیوں کے ساتھ اسلام میں ثواب اس چیز کا کہ تھا صادر ہوا اس سے اس قسم سے کہ اس کو نیکی گمان کرتا تھا پس نہیں ہے کوئی مانع اس سے جیسے کہ اگر فضل کرے اس پر ابتداءً بغیر عمل کے اور جیسے کہ فضل کرتا ہے عاجز پر ساتھ ثواب اس چیز کے کہ تھا عمل کرتا حالت قدرت میں پس جب جائز ہے کہ لکھے واسطے اس کے ثواب اس چیز کا کہ نہیں عمل کیا البتہ تو جائز ہے یہ کہ لکھے واسطے اس کے ثواب اس چیز کا کہ عمل کیا ہے اس کو حالت کفر میں ابن بطال نے کہا کہ جائز ہے واسطے اللہ کے یہ کہ فضل کرے اپنے بندوں پر ساتھ اس چیز کے کہ چاہے اور نہیں ہے جائز واسطے کسی کے اعتراض اوپر اس کے اور استدلال کیا ہے اس کے غیر نے ساتھ اس کے کہ جو اہلِ کتاب سے ایمان لائے اس کو دوہرا ثواب ملتا ہے جیسا کہ دلالت کرتا ہے اُس پر قرآن وحدیث اور وہ اگر اپنے پہلے ایمان پر مرجائے تو نہیں نفع دیتی اس کو کوئی خیر نیک عمل سے بلکہ ہوگا اڑتے ہوا پس دلالت کی اس نے کہ اس کے پہلے عمل کا ثواب لکھا جاتا ہے اس حال میں کہ ملایا گیا ہے ساتھ دوسرے عمل اُس کے کی اور ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ جب کہ پوچھا آپ سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے حال ابن جدعان کا اور اس چیز کا کہ تھا کرتا اس کو نیکی سے کہ کیا اس کو نیکی سے کہ کیا اس کو نفع دیتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس نے کسی دن نہیں کہا کہ الٰہی میری خطا بخش دے پس دلالت کی اس نے کہ اگر اس کو کہتا بعد مسلمان ہونے کے تو نفع دیتی اس کو وہ چیز کہ کہتا تھا اس کو حالتِ کفر میں اور یہ جو کہا کہ ساتھ سو کے برابر تک تو بعض علماء نے اس کے ظاہر کو لیا ہے پس گمان کیا کہ یہ زیادتی سات سو سے آگے نہیں بڑھتی اور رد کیا ہے ساتھ اس آیت کے ﴿وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾ اور آیت دونوں امروں کا احتمال رکھتی ہے پس احتمال ہے کہ ہو مراد کہ وہ زیادہ ہوتا ہے اتنی زیادتی ساتھ اس طور کے کہ اس کو ساتھ سو کے برابر کرتا ہے اور احتمال ہے کہ وہ سات سو کو بڑھاتا ہے بایں طور کہ اس پر زیادہ کرتا ہے اور صریح اس کے رد میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے جو رقاق میں ہے کہ لکھتا ہے اللہ واسطے اس کے دس نیکیاں سات سو تک بہت گنا تک اور یہ جو کہا کہ مگر یہ کہ اللہ معاف کر دے تو اس میں دلیل ہے اوپر خوارج وغیرہ کے جو گناہوں کے ساتھ بندے کو کافر ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گنہگار ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے پس اول حدیث کا رد کرتا ہے اس شخص پر جو ایمان کے کم وبیش ہونے سے انکار کرتا ہے اس واسطے کہ حسن کے درجے کم وبیش ہیں اور اس کا آخر رد کرتا ہے خوارج اور معتزلہ پر۔ (فتح)

٤٠ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

۴۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی نے اپنا اسلام سنوارا اور اپنا دین ستھرا بنایا پھر جو نیک بات کرے گا تو اس کی نیکی دس گنا لکھی جائے

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِمِثْلِهَا.

گی سات سو کے برابر تک اور جو بدی کرے گا وہ اتنی ہی لکھی جائے گی جتنی کی ہے۔

فائدہ: جب کسی نے اپنا اسلام سنوارا تو اللہ ہر نیکی کو دس سے سات سو تک بڑھاتا ہے دس سے تو کوئی بھی کم نہیں ہے آگے نیت پر موقوف ہے جیسے نیت خالص ہوگی ویسے ہی زیادتی بھی ہوگی اور اگر بدی کرے گا تو اتنی ہی رہے گی اس میں ترقی نہ ہوگی اس حدیث سے اللہ کی رحمت کو خیال کیا جائے کہ اپنے بندوں کی بدی اتنی ہی رکھی اور نیکی کو سات سو تک بڑھا دیا اور اسلام کا سنوارنا یہ ہے کہ قرآن اور حدیث کے موافق اعتقاد درست کرے شرک اور بدعت کو چھوڑے خصوصًا تقلید شخصی کو جس میں ایک خلقت مبتلا ہو رہی ہے چھوڑنا بہت ہی ضروری ہے۔

بَابٌ أَحَبُّ الدِّيْنِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَدْوَمُهُ.

باب اللہ کے نزدیک بہت پیارا دین وہ ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے۔

فائدہ: مراد بخاری کی یہ ہے کہ استدلال کرے اس پر کہ ایمان بولا جاتا ہے اوپر اعمال کے اس واسطے کہ مراد ساتھ دین کے اس جگہ عمل ہے اور دین حقیقی وہ اسلام ہے اور اسلام حقیقی وہ مرادف ہے یعنی ہم معنی ہے ایمان کا پس صحیح ہوگا ساتھ اس کے مقصود اس کا اور مناسبت اس کی واسطے ماقبل اپنے کی قول آپ کے سے ہے کہ لازم پکڑو اپنے اوپر وہ عمل جس کی تم طاقت رکھتے ہو اس واسطے کہ جب اس نے پہلے بیان کیا کہ اسلام خوب ہوتا ہے نیک عملوں سے تو ارادہ کیا اس نے یہ کہ تنبیہ کرے اس پر کہ جہاد نفس کا اس میں مبالغہ کی حد تک مطلوب نہیں اور تحقیق پہلے گزر چکے ہیں بعض یہ معنی بیچ باب الدین یسر کی اور یہ جو کہا کہ اس کی نماز لوگوں میں مشہور رہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ لوگ ذکر کرتے ہیں کہ یہ بہت نماز پڑھتا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ رات کو نہیں سوتے اور یہ جو کہا کہ بازرہ تو یہ کلمہ جھڑک کا ہے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور مراد منع کرنا اس کا ہے عورت کی مدح سے ساتھ اس چیز کے کہ اس نے ذکر کی اور احتمال ہے کہ ہو مراد منع کرنا اس فعل سے اور تحقیق لیا ہے اس کو اماموں کی ایک جماعت نے پس کہا ہے انہوں نے کہ ساری رات نماز پڑھنی مکروہ ہے جیسا کہ اپنی جگہ میں آئے گا اور یہ جو کہا عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيْقُوْنَ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مشغول ہوں عملوں سے ساتھ اس چیز کے جس کو تم ہمیشہ کر سکو پس منطوق اس کا تقاضا کرتا ہے امر کو ساتھ اقتصار کے اس چیز پر کہ اس کی طاقت ہو عبادت سے اور اس کا مفہوم چاہتا ہے نہی کو تکلیف مالایطاق سے یعنی جو کام نہ ہو سکے اس کو اختیار کرنا منع ہے اور قاضی عیاض نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو یہ خاص ساتھ نماز رات کے اور احتمال ہے کہ ہو عام شرعیہ عملوں میں میں کہتا ہوں کہ اس کے وارد ہونے کا سبب خاص ہے لیکن لفظ

عام ہے اور یہی معتبر ہے اور تحقیق تعبیر کیا اس سے ساتھ قول اپنے علیکم کے باوجود یکہ مخاطب عورتیں ہیں واسطے طلب عام کرنے حکم کے پس غالب ہوئے ذکور عورتوں پر اور یہ کہا پس قسم ہے اللہ کی تو اس میں جواز قسم کھانے کا ہے بغیر چاہنے قسم کے اور کبھی مستحب ہوتی ہے جب کہ ہو بیچ بڑائی بیان کرنے کسی امر کے دین کے امروں سے یا رغبت دلانا ہو اوپر اس کے یا نفرت دلانا ہو کسی گناہ سے اور ملال کے معنی ہیں بھاری جاننا کسی چیز کو اور نفرت کرنا نفس کا اس سے بعد محبت اس کی کے اور یہ محال ہے اللہ تعالیٰ پر ساتھ اتفاق کے کہا اسماعیلی اور ایک جماعت نے اہل تحقیق سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بولا گیا ہے یہ واسطے مقابلہ لفظی کے مجازا جیسے کہ اللہ نے کہا ﴿وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ اور قرطبی نے کہا کہ وجہ اس کے مجاز ہونے کی یہ ہے کہ جب کہ تھا اللہ تعالیٰ قطع کرتا ثواب کو اس شخص سے کہ قطع کرے عمل کو ساتھ ملال کے باب نام رکھے چیز کے سے ساتھ نام سبب اس کی کے اور ہروی نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں موقوف کرتا تم سے فضل اپنا یہاں تک کہ تھک جاؤ تم اس کے سوال سے پس زہد کرو بیچ رغبت کے طرف اُس کی اور بعضوں نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں متناہی ہوتا حق اس کا جو تم پر ہے بندگی میں یہاں تک کہ ختم ہو کوشش تمہاری اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں تھکتا اللہ جب کہ تم تھک جاؤ اور بعض کہتے ہیں کہ حتی اس جگہ ساتھ معنی واو کے ہے یعنی اللہ نہیں تھکتا اور تم تھک جاتے ہو اور پہلے معنی لائق تر ہیں بنا بر قواعد کے اور یہ کہ وہ مقابلہ لفظی کے قبیل سے ہے اور تائید کرتا ہے اس کی جو اس حدیث کے بعض طریقوں میں واقع ہوا ہے کہ اختیار کرو عملوں سے جو تم سے ہو سکے پس تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں تھکتا ثواب سے یہاں تک کہ تھک جاؤ تم عمل سے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور یہ کہا کہ بہت محبوب تو معنی محبت کے اللہ سے تعلق ارادے کا ہے ساتھ ثواب کے یعنی سب عملوں سے اکثر ثواب اس کا ہوتا ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اور ایک روایت میں اِلَيْهِ کے بدلے الی اللہ واقع ہوا ہے اور یہ موافق ہے واسطے ترجمہ باب کے اور باقی روایتوں میں ہشام سے اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَيْهِ واقع ہوا ہے یعنی حضرت ﷺ کے نزدیک اور تصریح کی ہے ساتھ اس کے بخاری نے رقاق میں اور ان دونوں روایتوں میں مخالفت نہیں اس واسطے کہ جو اللہ کے نزدیک پیارا ہو وہ اس کے رسول کے نزدیک بھی پیارا ہوتا ہے کہا نووی نے کہ ساتھ دائمی ہونے قلیل عمل کے ہمیشہ جاری رہتی ہے بندگی ساتھ ذکر کے اور مراقبہ کے اور اخلاص کے اور متوجہ ہونے کے طرف اللہ کی برخلاف بہت عمل کے جو دشوار ہو یہاں تک کہ بڑھتا ہے قلیل دائم ساتھ اس طور کے کہ زیادہ ہوتا ہے اوپر کثیر منقطع کے کئی گنا۔ ابن جوزی نے کہا کہ مدامی عمل کے محبوب ہونے کے دو سبب میں ایک یہ کہ عمل کو چھوڑنے والا بعد داخل ہونے کے بیچ اس کے مانند معرض کی ہے بعد وصل کے پس وہ معترض ہے واسطے ذم کے اسی واسطے وارد ہوا ہے وعدہ عذاب کا اس شخص کے حق میں جو قرآن کی آیت کو یاد کرکے بھول جائے اگرچہ پہلے یاد کرنے سے اس پر متعین نہ تھا دوسرا سبب یہ ہے کہ ہمیشہ نیکی کرنے والا ملازم ہے واسطے خدمت کے اور نہیں جو لازم پکڑے دروازے کو ہر دن کسی

وقت میں مانند اس شخص کی جو لازم پکڑے ایک دن کامل پہر منقطع ہو اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ کے نزدیک بہت پیارا عمل وہ ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اگرچہ کم ہو۔ (فتح)

٤١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ قَالَ مَنْ هٰذِهٖ قَالَتْ فُلَانَةُ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا قَالَ مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيْقُوْنَ فَوَاللّٰهِ لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَكَانَ أَحَبَّ الدِّيْنِ إِلَيْهِ مَادَامَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ.

۴۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کون عورت ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ فلاں عورت ہے جس کی نماز لوگوں میں مشہور ہے یعنی یہ عورت بہت عبادت کرتی ہے آپ نے فرمایا کہ باز رہ وہ عمل اختیار کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو سو قسم ہے اللہ کی کہ نہیں تھکتا ہے اللہ یہاں تک کہ تم تھک جاؤ اور زیادہ تر پیارا دین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک وہ تھا جس پر ہمیشگی کرے کرنے والا اس کا۔

فائدہ: مدامی عمل اللہ تعالیٰ کو اس واسطے پسند ہے کہ کرنے والا اس کا بیدار ہے غافل نہیں ہے اور دوسرا سبب یہ ہے کہ ہمیشہ کرنے سے اس عمل کی برکت سے دل آدمی کا رنگین ہو جاتا ہے اور روز بروز اس کو قرب اور صفائی حاصل ہوتی جاتی ہے اور اللہ کے نزدیک محبوب ہوتا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے تھک جانے کا یہ مطلب ہے کہ جب تم مشکل عملوں کو اختیار کرو گے تو آخر کو تھک جاؤ گے اور تھوڑے عملوں سے بھی رہ جاؤ گے پس اللہ تعالیٰ تم کو ثواب نہیں دے گا۔

بَابُ زِيَادَةِ الْإِيْمَانِ وَنُقْصَانِهٖ. باب ایمان کی کمی وبیشی کا بیان۔

فائدہ: پہلے یہ باب ان لفظوں سے گزر چکا ہے: **باب تفاضل اهل الایمان فی الاعمال** اور وارد کی اس میں حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ساتھ معنی حدیث انس رضی اللہ عنہ کے جس کو یہاں وارد کیا پس تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ باب دوبارہ واقع ہوا ہے اور جواب دیا گیا ہے بایں طور کہ جب کہ تھا زیادہ ہونا اور ناقص ہونا اس میں باعتبار عملوں کے یا باعتبار تصدیق کے تو باب باندھا واسطے ہر ایک کے دونوں احتمالوں سے اور خاص کی گئی حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی ساتھ عملوں کے اس واسطے کہ نہیں ہے اس کے سیاق میں فرق درمیان موزوں چیزوں کے برخلاف حدیث انس رضی اللہ عنہ کے کہ اس میں فرق ہے ایمان میں جو قائم ہے ساتھ دل کے جو کے وزن سے اور گیہوں کے وزن سے اور ذرّے کے وزن سے۔ ابن بطال نے کہا کہ فرق تصدیق میں بقدر علم اور جہل کے ہے سو جس کا علم کم ہو ہوگی تصدیق اس کی مثلاً بقدر ذرّے کے اور جو اس سے علم میں زیادہ ہے اس کی تصدیق بقدر جو یا گیہوں کے ہوگی مگر یہ کہ تصدیق اصل تصدیق جو حاصل ہے ہر ایک کے دل میں ان میں سے نہیں جائز ہے اس پر نقصان اور جائز ہے اس پر

زیادہ ہونا ساتھ زیادہ ہونے علم اور معائنہ کے انتہی ۔
اور پہلے گزر چکا ہے کلام نووی کا اول کتاب میں جو اشارہ کرتا ہے طرف اس معنی کے اور واقع ہوا ہے استدلال اس آیت میں ساتھ نظیر اس چیز کے کہ اشارہ کیا ہے طرف اس کی بخاری نے واسطے سفیان بن عیینہ کے روایت کیا ہے اس کو ابونعیم نے حلیہ میں کہ کسی نے ابن عیینہ سے کہا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایمان زبان سے اقرار کرنا ہے تو ابن عیینہ نے کہا کہ یہ حکم احکام کے اترنے سے پہلے تھا پس حکم ہوا لوگوں کو یہ کہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سو جب انہوں نے اس کو کہا تو انہوں نے اپنا جان مال بچایا پھر جب اللہ نے ان کا صدق معلوم کیا تو ان کو نماز کا حکم کیا تو انہوں نے نماز پڑھی اور اگر وہ نماز نہ پڑھتے تو ان کو زبان سے اقرار کرنا نفع نہ دیتا پس ذکر کیا اس نے ارکان کو یہاں تک کہ کہا پھر جب اللہ نے معلوم کیا جو پے درپے اترا ان پر فرضوں سے اور اُن کے قبول کرنے کو تو فرمایا آج ہم نے تمہارا دین کامل کر دیا جو چھوڑے اس سے کوئی چیز ساتھ سستی کے تو اس کو ہم اس پر ادب کریں گے اور اس کا ایمان ناقص ہوگا اور جو چھوڑے ان کو انکار کر کے وہ کافر ہوگا اور تابع ہوا ہے اس کا ابوعبید اپنی کتاب الایمان میں پس ذکر کیا مانند اس کی اور زیادہ کیا کہ بعض مخالف لوگوں کو جب اس کے ساتھ الزام دیا گیا تو اس نے جواب دیا کہ ایمان نہیں مجموع دین کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ایمان کی تین جزئیں ہیں ایمان ایک جز ہے اور اعمال دو جز ہیں اس واسطے کہ وہ فرض اور نفل ہیں اور تعاقب کیا ہے اس کا ابوعبید نے بایں طور کہ یہ ظاہر قرآن کے مخالف ہے اور اللہ نے فرمایا کہ بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے اور جس جگہ اسلام مفرد بولا جائے اس میں ایمان داخل ہوتا ہے جیسے کہ اس کی تقریر پہلے گزر چکی ہے پس اگر کہا جائے کہ کس واسطے دوہرایا آیتوں کو جو مذکور ہیں اس میں اور حالانکہ دونوں کتاب الایمان میں پہلے گزر چکی ہیں تو جواب یہ ہے کہ تحقیق بخاری نے دوہرایا ہے ان کو تاکہ تمہید کرے ساتھ اس کے کمال کے معنی کو جو مذکور ہیں تیسری آیت میں اس واسطے کہ استدلال ساتھ ان دونوں کے نہیں ہے زیادہ ہونے میں اور لازم پکڑتا ہے ناقص ہونے کو اور لیکن کمال پس نہیں ہے نص زیادتی میں بلکہ وہ مستلزم ہے واسطے ناقص ہونے کے فقط اور لازم پکڑنا اس کا نقص کو استدعا کرتا ہے قبول کرنے اس کے کی زیادتی کو اور اسی واسطے کہا ہے بخاری نے پس جب کوئی چیز کمال سے چھوڑے تو وہ ناقص ہے اور واسطے اسی نکتے کے عدول کیا ہے اس نے تیسری آیت کی تعبیر میں دونوں آیتوں کے اسلوب سے جس جگہ کہ کہا اول وقول اللہ اور پھر کہا وقال اور ساتھ اس تقریر کے دفع ہوگا اعتراض اس شخص کا جس نے اعتراض کیا ہے اس پر بایں طور کہ آیت اکملت لکم میں اس کی مراد پر کوئی دلیل نہیں اس واسطے کہ اکمال اگر ہو ساتھ معنی اظہار حجت کے مخالفوں پر یا ساتھ معنی اظہار اہلِ دین کے مشرکوں پر تو نہیں حجت ہے واسطے بخاری کے بیچ اس کے اور اگر ہو ساتھ معنی اکمال فرائض کے تو لازم آتا ہے کہ دین اس سے پہلے ناقص تھا اور یہ کہ جو اصحاب میں سے اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے مراد اس کا ایمان ناقص تھا اور حالانکہ امر اس طرح

نہیں اس واسطے کہ ایمان ہمیشہ پورا تھا اور واضح کرتا ہے اس اعتراض کے دفع کو جواب قاضی ابو بکر بن عربی کا بایں طور کہ ناقص ہونا امر نسبتی ہے لیکن بعض نقص پر ذم مترتب ہوتی ہے اور بعض پر مترتب نہیں ہوتی پس اول وہ ہے جس کو اختیار کے ساتھ ناقص کرے مانند اس شخص کی کہ جانے دین کے احکام کو پھر ان کو جان بوجھ کر چھوڑ دے اور دوسرا وہ ہے جس کو بے اختیار چھوڑ دے مانند اس شخص کی جو نہ جانے یا نہ مکلف ہو پس اس کی مذمت نہیں کی جاتی بلکہ تعریف کی جاتی ہے اس جہت سے کہ اس کا دل با اطمینان تھا ساتھ اس کے کہ اگر زیادہ کیا جاتا تو البتہ قبول کرتا اور اگر مکلف ہوتا تو البتہ عمل کرتا اور یہی حال ہے اصحاب کا جو فرضوں کے اترنے سے پہلے مر گئے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ نقص بنسبت ان کے ظاہری اور نسبتی ہے اور واسطے اُن کے اس میں رتبہ کمال کا ہے باعتبار معنی کے اور یہ نظیر ہے اس شخص کے قول کی جو کہتا ہے کہ محمد ﷺ کی شرع موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی شرع سے کامل تر ہے واسطے شامل ہونے اس کے احکام پر جو پہلی کتابوں میں واقع نہیں ہوئے اور باوجود اس کے پس موسیٰ علیہ السلام کی شرع اپنے زمانے میں کامل اور پوری تھے اور ان کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کی شرع میں کچھ نئے احکام نازل ہوئے پس اکمال ہونا نسبتی امر ہے کما تقرر اور یہ جو کہا کہ لاالہ الا اللہ کہے اور اس کے دل میں گیہوں کے برابر خیر ہو تو اس میں دلیل ہے اوپر اشتراط نطق کے ساتھ توحید کے یعنی زبان سے توحید کا اقرار کرنا شرط ہے یا مراد ساتھ قول کے اس جگہ قول نفسی ہے یعنی دل میں اقرار کرنا پس معنی یہ ہیں کہ جو اقرار کرے ساتھ توحید کے اور تصدیق کرے پس اقرار کرنے سے کوئی چارہ نہیں پس اسی واسطے دوہرایا ہے اس کو ہر بار میں اور فرق حاصل ہوتا ہے تصدیق میں اوپر اس وجہ کے کہ پہلے گزری پس اگر کوئی کہے کہ پس کیوں نہیں ذکر کیا رسالت کو ساتھ لا الہ الا اللہ کے یعنی اس کے ساتھ محمد رسول اللہ کیوں نہیں ذکر کیا؟ تو جواب یہ ہے کہ مراد سارا کلمہ ہے اور پہلی جز علم ہے اوپر اس کے جیسا کہ تو کہتا ہے کہ میں نے قل ہو اللہ احد پڑھا اور مراد ساری سورت ہوتی ہے اور معنی ذرے کے بعض کہتے ہیں کہ وہ کمتر چیز ہے تولی گئی چیزوں سے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ گرد ہے جو ظاہر ہوتی ہے آفتاب کی روشنی میں مانند سویوں کے سروں کی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ چھوٹی چیونٹی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تو اپنی ہتھیلی کو مٹی میں رکھے پھر اس کو جھاڑے تو جو چیز ہاتھ سے گرے وہ ذرہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ چار ذرے رائی کے وزن کے برابر ہوتے ہیں اور آخر توحید میں بخاری نے روایت کی ہے کہ داخل ہوگا بہشت میں جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہو پھر وہ شخص جس کے دل میں کمتر چیز ہو اور یہ ہیں معنی ذرے کے اور مراد خیر سے حدیث میں ایمان ہے جیسا کہ متن میں خیر کے بدلے ایمان آچکا ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَزِدْنَاهُمْ هُدًى﴾ ﴿وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِيْمَانًا﴾ وَقَالَ ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ فَإِذَا

اور قول اللہ تعالیٰ کا اور زیادہ کی ہم نے اُن کو ہدایت اور زیادہ ہوں وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں ایمان میں اور فرمایا آج کے دن کامل کیا ہم نے واسطے تمہارے

تَرَكَ شَيْئًا مِّنَ الْكَمَالِ فَهُوَ نَاقِصٌ.

دین تمہارا پس جب ترک کرے کمال سے کوئی چیز پس وہ ناقص ہے۔

فائدہ: زیادتی ہدایت کی اور کمال دین کا مستلزم ہے زیادتی ایمان کو اس لیے کہ ہدایت اور دین اور ایمان ایک ہی چیز ہے اور جب زیادتی اور کمال سے کسی چیز کو چھوڑ دے گا تو ایمان ناقص رہ جائے گا پس مناسبت ان آیات کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

٤٢ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَفِيْ قَلْبِهِ وَزْنُ شَعِيْرَةٍ مِّنْ خَيْرٍ وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَفِيْ قَلْبِهِ وَزْنُ بُرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَفِيْ قَلْبِهِ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِيْمَانٍ مَّكَانَ مِنْ خَيْرٍ.

۴۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکلے گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا (یعنی نہیں کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے) اور ہو اس کے دل میں ایک جو کے برابر نیکی اور نکلے گا دوزخ سے جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور ہو اس کے دل میں ایک گیہوں کے برابر نیکی۔ پھر نکلے گا دوزخ سے وہ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور ہو اس کے دل میں نیکی ایک ذرہ کے برابر اور ایک روایت میں بجائے نیکی کے ایمان کا لفظ آیا ہے۔

٤٣ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ سَمِعَ جَعْفَرَ بْنَ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ أَخْبَرَنَا قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْيَهُوْدِ قَالَ لَهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ آيَةٌ فِيْ كِتَابِكُمْ تَقْرَءُوْنَهَا لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا قَالَ أَيُّ آيَةٍ قَالَ ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ

۴۳۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد یہودی نے کہا کہ اے امیر المومنین! تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے کہ اس کو تم پڑھتے ہو اگر ہم لوگوں یہود پر اترتی تو اس دن ہم عید ٹھہرا لیتے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے وہ کون آیت ہے؟ کہا یہودی مرد نے وہ آیت یہ ہے ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ یعنی (آج کے دن کامل کر دیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا اور تمام کر دیں میں نے اوپر تمہارے نعمتیں اپنی اور پسند کیا میں نے واسطے اسلام کو دین) کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ تحقیق ہم

دِيْنًا﴾ قَالَ عُمَرُ قَدْ عَرَفْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِىْ نَزَلَتْ فِيْهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ.

پہچانتے ہیں اس دن اور اس مکان کو جس میں یہ آیت نبی ﷺ پر اتری جمعہ کے دن عرفات میں کھڑے ہوئے تھے۔

فائدہ: یعنی اس آیت کے اترنے کا دن اور مکان وغیرہ سب ہم کو معلوم ہے جس حالت میں یہ آیت اتری وہ حالت بھی ہم کو معلوم ہے کہ حضرت ﷺ اس وقت کھڑے ہوئے تھے اور اس وقت کے سب حالات ہم کو خوب ضبط اور یاد ہیں یعنی ہم نے بھی اس کو عید ٹھہرایا ہوا ہے جو اس وقت کے سب صفات اور حالات کو ضبط رکھا ہے اور اس کے مکان کی بھی تعظیم کرتے ہیں اس سے بڑھ کر اور کیا عید ہوگی اور یہ جو کہا کہ ہم اس کو عید ٹھہرا لیتے یعنی اس کی تعظیم کرتے اور اس کو ہر سال میں اپنی عید ٹھہراتے واسطے عظیم ہونے اس چیز کے کہ حاصل ہوئی اس میں کامل کرنے دین کے سے اور عید فعل ہے عود سے اور سوائے اس کے نہیں کہ نام رکھا گیا ہے عید کا عید اس واسطے کہ وہ ہر سال میں پھر آتی ہے اور اگر کوئی کہے کہ کس طرح مطابق ہوا جواب ساتھ سوال کے اس واسطے کہ اس نے کہا کہ البتہ ہم اس کو عید ٹھہرا لیتے اور جواب دیا عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ پہچاننے وقوت کے اور مکان کے اور یہ نہ کہا کہ ہم نے اس کو عید ٹھہرایا ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ آیت عرفہ کے دن پچھلے پہر اتری تھی اور عید کا دن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثابت ہوتا ہے ساتھ اول اپنے کے اور فقہاء نے کہا کہ دیکھنا چاند کا پیچھے زوال کے واسطے آئندہ رات کے ہے اور میرے نزدیک یہ ہے کہ کفایت کی ہے اس نے اس روایت میں ساتھ اشارہ کے نہیں تو اسحاق کی روایت میں جو ہم نے پہلے بیان کی نص ہے مراد پر اس کے لفظ یہ ہیں کہ جمعہ کے دن اتری عرفہ کے دن اور دونوں ہمارے واسطے عید ہیں پس معلوم ہوا کہ جواب بغل گیر ہے اس کو کہ انہوں نے اسی دن کو عید ٹھہرایا اور وہ جمعہ کا دن ہے اور ٹھہرایا انہوں نے عرفہ کے دن کو عید اس واسطے کہ وہ رات عید کی ہے پس اگر کہا جائے کہ کس طرح دلالت کرتا ہے یہ قصہ اوپر ترجمہ باب کے تو جواب دیا گیا ہے کہ وہ اس جہت سے ہے کہ اس نے بیان کیا ہے کہ اس کا نازل ہونا عرفہ کے دن تھا اور تھا یہ حجۃ الوداع میں جو اخیر زمانہ پیغمبری کا تھا جب کہ تمام ہوئی شریعت اور ارکان اس کے اور تحقیق جزم کیا ہے سدی نے کہ نہیں نازل ہوئی بعد اس آیت کے کوئی چیز حلال اور حرام سے۔ (فتح)

بَابُ الزَّكَاةِ مِنَ الْإِسْلَامِ وَقَوْلُهُ ﴿وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾.

باب زکوۃ کا دینا اسلام سے ہے یعنی اسلام کی ایک عمدہ شاخ ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا اور نہیں حکم کیے گئے مگر یہ کہ عبادت کریں اللہ کی خالص ہو کر اور چاہیے کہ مائل کرنے والے ہوں دین باطل سے طرف سچے دین کی اور قائم کریں نماز کو اور دیں زکوۃ کو اور یہ دین ہے مضبوط۔

فائدہ: اس آیت میں زکوٰۃ کو دین میں داخل کیا ہے اور دین اور اسلام ایک چیز ہے پس معلوم ہوا کہ زکوٰۃ دینا بھی اسلام سے ہے پس مناسبت آیت کی ترجمہ سے ظاہر ہے اور آیت دلالت کرتی ہے اوپر اس چیز کے کہ باب باندھا واسطے اس کے اس واسطے کہ مراد ساتھ دین قیمہ کے دین اسلام ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی زکوٰۃ ساتھ ترجمہ کے اس واسطے کہ باقی جو چیز آیت اور حدیث میں مذکور ہے اس کا جدا جدا باب باندھا ہے۔

٤٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَمِّهٖ أَبِيْ سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّأْسِ يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهٖ وَلَا يُفْقَهُ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى دَنَا فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَامُ رَمَضَانَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهٗ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا أَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا أَنْقُصُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ.

۴۴۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نجد کا رہنے والا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس حال میں کہ اس کے بال پریشان تھے اس کی آواز ہم سنتے تھے لیکن اس کی بات نہ سمجھتے تھے یہاں تک کہ وہ نزدیک آیا پس ناگہاں وہ اسلام کے معنی پوچھتا تھا سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ نمازیں ہیں ایک رات اور دن میں پھر اس مرد نے کہا کیا میرے اوپر ان پانچ کے سوا اور بھی نماز ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں مگر نفل چاہے تو پڑھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور رمضان کے مہینے کے روزے پھر اس نے کہا کیا میرے اوپر اس کے سوا اور روزہ بھی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں مگر نفل روزہ چاہے تو رکھ اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے زکوٰۃ کا ذکر کیا سو اس نے کہا کیا میرے اوپر زکوٰۃ کے سوا اور دینا بھی فرض ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں مگر یوں کہ تو بطور نفل کے کچھ دے دے پھر پلٹ چلا وہ مرد اور وہ کہتا جاتا تھا کہ قسم اللہ کی کہ میں اس پر نہ بڑھاؤں گا اور نہ اس میں سے گھٹاؤں گا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مراد کو پہنچا اگر یہ شخص سچا ہے۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے حج کا ذکر نہیں کیا اس واسطے کہ اس کا سوال اسلام کے سب ارکان سے نہ تھا اور جو اس نے کہا کہ اس میں کمی زیادتی نہیں کروں گا یعنی ان فرض چیزوں میں اپنی طرف سے زیادتی کمی نہ کروں گا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے سوا سنت و نفل ادا نہ کروں گا اور یہ جو کہا کہ ناگہاں وہ اسلام کے معنی پوچھتا تھا تو مراد اس سے اسلام کے احکام ہیں اور احتمال ہے کہ اس نے حقیقت اسلام کی پوچھی ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے

واسطے کلمہ شہادت کا ذکر نہ کیا تو یہ اس واسطے کہ وہ اس کو جانتا تھا یا حضرت ﷺ نے معلوم کیا کہ وہ اسلام کے احکام فعلی پوچھتا ہے یا ذکر کیا اس کو اور راوی نے اس کو نقل نہیں کیا واسطے مشہور ہونے اس کے کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ ذکر کیا حج کو یا تو اس واسطے کہ اس وقت حج فرض نہ تھا یا راوی نے اس کو نقل نہیں کیا اور تائید کرتا ہے اس کی جو دوسری روایت میں آ چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو احکام اسلام کی خبر دی پس داخل ہوئے اس میں باقی فرائض اور نوافل اور یہ جو کہا کہ پانچ نمازیں پس ظاہر ہوئے ساتھ اس کے مطابقت جواب کی واسطے سوال کے اور مستفاد ہوتا ہے مالک کے سیاق سے کہ نہیں واجب ہے کوئی چیز نمازوں سے ہر رات اور دن میں سوائے پانچ نمازوں کے برخلاف اس شخص کے جو واجب کہتا ہے وتر کو اور فجر کی دوسنتوں کو اور چاشت کی نماز کو اور عید کی نماز کو اور دو رکعتوں کو بعد نماز شام کے اور یہ کہا کہ کیا مجھ پر پانچ نمازوں کے سوا اور نماز بھی فرض ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ نفل چاہے تو پڑھ تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اگر کوئی نفل کو شروع کرے تو اس کا تمام کرنا واجب ہو جاتا ہے واسطے استدلال کرنے کے ساتھ اس کے کہ استثناء اس میں متصل ہے قرطبی نے کہا اس واسطے کہ نفل کے سوا اور چیز کے وجوب کی نفی کر دے اور استثناء نفی سے اثبات ہوتا ہے اور نہیں ہے کوئی قائل ساتھ واجب ہونے نفلوں کے پس متعین ہوئی یہ بات کہ ہو مراد مگر یہ کہ تو نفلوں میں شروع کرے پس لازم ہوگا تجھ کو تمام کرنا انکا اور تعاقب کیا ہے اس کا طیبی نے کہ یہ استدلال اس کا مغالطہ ہے اس واسطے کہ استثناء اس جگہ غیر جنس سے ہے اس واسطے نفلوں میں یہ نہیں کہا جاتا کہ تجھ پر واجب ہے پس گویا کہ آپ نے فرمایا کہ نہیں واجب ہے تجھ پر کوئی چیز مگر یہ کہ تو نفل پڑھنے چاہے تو یہ تجھ کو درست ہیں اور تحقیق معلوم ہے کہ نفل واجب نہیں تو اور کوئی چیز بھی ہرگز واجب نہ ہوگی اسی طرح کہا ہے اس نے اور حرف مسئلہ کا دائر ہے استثناء پر سو جو کہتا ہے کہ وہ متصل ہے اس نے اصل کے ساتھ تمسک کیا ہے اور جو کہتا ہے کہ وہ منقطع ہے وہ دلیل کی طرف محتاج ہے اور اس پر دلیل وہ ہے جو نسائی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ﷺ کبھی نفل روزے کی نیت کرتے تھے پھر روزے کو کھول دیتے تھے اور بخاری میں ہے کہ حضرت ﷺ نے جویریہ حارث کی بیٹی کو حکم دیا کہ روزہ کھول ڈالے بعد اس کے کہ اس نے اس کو شروع کر لیا تھا پس دلالت کی اس نے کہ شروع عبادت میں نہیں لازم پکڑتا پورا کرنے کو جب کہ ہو عبادت نفل ساتھ اس نص کے روزے میں اور ساتھ قیاس کے باقی میں پس اگر کہا جائے کہ وارد ہوتا ہے حج تو ہم کہتے ہیں کہ نہیں اس واسطے کہ وہ جدا ہے اپنے غیر سے ساتھ لازم ہونے اتمام کے اس کے فاسد میں اگر کسی چیز سے حج فاسد ہو جائے تو بدستور اس کو پورا کرے درمیان سے نہ چھوڑ دے پس کس طرح ہے جب کہ حج صحیح ہو اور اسی طرح جدا ہوا حج ساتھ لازم ہونے کفارے کے نفل حج میں مانند فرض حج کی، واللہ اعلم۔ اور حنفیوں کے اس استدلال میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ نہیں قائل ہیں ساتھ فرض ہونے اتمام کے بلکہ ساتھ وجوب اس کے اور استثناء واجب کا فرض سے منقطع ہے واسطے مبائن

ہونے دونوں کے اور نیز پس تحقیق استثناء نفی سے نزدیک ان کے نہیں واسطے اثبات کے بلکہ اس سے سکوت کیا گیا ہے اور اس قصے میں کئی چیزیں ہیں جو مجمل چھوڑی گئی ہیں ان کی تفسیر نہیں فرمائی منجملہ ان کے بیان نصاب زکوٰۃ کا ہے کہ اس کے نصاب کو بیان نہیں فرمایا اور اسی طرح نمازوں کے نام کو بھی بیان نہیں فرمایا اور اس کا سبب یہ ہے کہ یہ امر ان کے نزدیک مشہور تھے یا مقصود قصے سے بیان کرنا اس کا ہے کہ جو فرائض کے ساتھ تمسک کرے وہ نجات پانے والا ہے اگرچہ نفل نہ پڑھے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مراد کو پہنچا قسم ہے اس کے باپ کی اگر یہ سچا ہے پس اگر کوئی کہے کہ کس طرح تطبیق ہے درمیان اس کے اور درمیان نہی کے باپوں کے ساتھ قسم کھانے سے تو جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ نہی سے پہلے تھا یا یہ کلمہ جاری ہوتا ہے زبان پر نہیں مقصود ہوتی ساتھ اس کے قسم یا اس میں اضمار ہے یعنی اس کے باپ کے رب کی قسم اور ابن بطال نے کہا کہ دلالت کرتا ہے قول اس کا اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ اس پر کہ اگر وہ نہ سچا ہوا اس چیز پر کہ التزام کیا اس کو تو مراد کو نہیں پہنچتا پس اگر کہا جائے کہ کس طرح ثابت کیا واسطے اس کے فلاح کو ساتھ مجرد اسی چیز پر کہ مذکور ہوئی باوجودیکہ منع چیزوں کو ذکر نہیں کیا تو جواب دیا ہے ابن بطال نے کہ یہ نہی کے وارد ہونے سے پہلے واقع ہوا ہو اور یہ جواب عجیب ہے یعنی ٹھیک نہیں اور صواب یہ ہے کہ یہ داخل ہے عموم قول راوی کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو احکام اسلام کی خبر دی پس اگر کہا جائے کہ لیکن فلاح اس کی ساتھ اس کے کہ نہ گھٹائے پس ظاہر ہے اور لیکن یہ کہ نہ بڑھائے پس کس طرح صحیح ہے تو جواب دیا ہے نووی نے بایں طور کہ ثابت کیا واسطے اس کے فلاح اس واسطے کہ اس نے ادا کیا جو اس پر فرض تھا اور نہیں اس میں یہ کہ جب وہ اس سے زیادہ عمل کرے گا تو مراد کو نہیں پہنچے گا اس واسطے جب وہ واجب کے ساتھ فلاح کو پہنچا تو فلاح اس کی ساتھ مستحب کے سمیت واجب کے بطریق اولیٰ ہے پس اگر کہا جائے کہ کس طرح برقرار رکھا اس کو اس کے قسم پر اور حالانکہ واقعہ ہوا ہے انکار اس شخص پر جو قسم کھائے کہ نیک کام نہیں کرے گا تو جواب یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ اختلاف احوال اور اشخاص کے اور یہ جاری ہے اصل پر بایں طور کہ نہیں گناہ ہے اوپر غیر تارک فرضوں کے پس وہ فلاح پانے والا ہے اگرچہ اُس کا غیر اس سے فلاح میں زیادہ ہو۔ (فتح)

بَابُ اتِّبَاعِ الْجَنَآئِزِ مِنَ الْاِيْمَانِ.

باب جنازے کے ساتھ جانا ایمان سے ہے یعنی ایمان کی ایک شاخ ہے۔

فائدہ: ختم کیا بخاری نے معظم تراجم کو جو واقعہ ہوئے ہیں واسطے اس کے ایمان کی شاخوں سے ساتھ اس ترجمہ کے اس واسطے کہ یہ آخر احوال دنیا کا ہے اور سوا اس کے نہیں کہ مؤخر کیا ترجمہ اداء الخمس من الایمان کو واسطے ایک معنی کے جس کو ہم عنقریب ذکر کریں گے اور وجہ دلالت کی حدیث سے ترجمہ پر تحقیق تنبیہ کی ہے ہم نے اس پر اس کی نظروں میں پہلے اور یہ جو کہا کہ جو جنازے کے تابع ہو تو تحقیق تمسک کیا ہے ساتھ اُس کے اس شخص نے جو گمان

کرتا ہے کہ جنازہ کے پیچھے چلنا افضل ہے اور اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ کہا جاتا ہے تَبِعَهُ جبکہ اس کے پیچھے چلے یا جب گزرے ساتھ اس کے پس اس کے ساتھ چلے اور اسی طرح اتبعہ ہے اور تحقیق بیان کیا ہے دوسری حدیث نے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ساتھ چلنے کے آگے اس کے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک اس پر نماز پڑھی جائے تو یصلی ساتھ زیر لام کے ہے اور اس کی زبر بھی مروی ہے پس بنا بر زیر کے نہیں حاصل ہوتا موعود بہ مگر واسطے اس شخص کے کہ اس سے نماز پائی جائے اور بنا بر زبر کے کبھی کہا جاتا ہے کہ حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے یہ اگرچہ نماز پڑھے اور جب کہ نماز کا قصد کرے اور اس کو کوئی مانع ہو تو ظاہر حاصل ہونا ثواب کا ہے واسطے اس کے مطلق اور اللہ خوب جانتا ہے اور یہ جو کہا وہ دو قیراط کے برابر ثواب لے کر پھرتا ہے تو تحقیق ثابت کیا ہے اس روایت نے کہ دو قیراطیں سوائے اس کے نہیں کہ حاصل ہوتی ہیں ساتھ مجموع نماز اور دفن کرنے کے اور یہ کہ نماز جنازے کی ساتھ سوائے دفن کے صرف ایک ہی قیراط حاصل ہوتی ہے اور یہی قول معتمد ہے برخلاف اس شخص کے جو تمسک کرتا ہے ساتھ ظاہر بعض روایتوں کے پس گمان کرتا ہے کہ حاصل ہوتی ہیں ساتھ مجموع کے تین قیراطیں اور اس کی باقی بحث کتاب الجنائز میں آئے گی۔ (فتح)

٤٥ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيٍّ الْمَنْجُوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا وَيَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقِيْرَاطَيْنِ كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيْرَاطٍ.

۴۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایمان سے اور ثواب کے واسطے مسلمان کے جنازے کے پیچھے جائے یعنی اس کے ساتھ جائے اور اس پر نماز پڑھے اور دفن سے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہے پس وہ پھرتا ہے دو قیراط کے برابر ثواب لے کر ہر قیراط مثل اُحد پہاڑ کی ہے اور جو شخص نماز پڑھے جنازے پر پھر چلا جائے پس دفن سے تو وہ پھرتا ہے ثواب لے کر برابر ایک قیراط کے۔

فائدہ: قیراط کہتے ہیں دینار کے بارھویں حصہ کو اور یہاں قیراط سے مراد حصہ عظیم ہے اور یہ جو کہا کہ ایمان سے ساتھ جائے یعنی یہ نہ جانے کہ یہ بھی ایک ایمان کی شاخ ہے پس مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ خَوْفِ الْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْ يَّحْبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ.

باب مومن کا خوف کرنا اس سے کہ اس کا عمل برباد ہو جائے اور اس کو خبر نہ ہو۔

فائدہ: یہ باب عقد کیا گیا ہے واسطے رد کے خاص مرجیہ پر اگرچہ اکثر باب جو پہلے گزر چکے ہیں بغل گیر ہیں رد کو

اوپر اس کے لیکن کبھی شریک ہوتے ہیں اُن کو غیر ان کے اہل بدعت سے بیچ کسی چیز کے ان میں سے برخلاف اس باب کے اور مرجیہ منسوب ہیں طرف ارجا کی اور وہ تاخیر ہے اس واسطے کہ انہوں نے مؤخر کیا عملوں کو ایمان سے پس کہا انہوں نے کہ ایمان فقط دل کے ساتھ تصدیق کرنا ہے اور نہیں شرط کیا اُن کے جمہور نے زبان کے ساتھ اقرار کرنے کو اور کہتے ہیں کہ گنہگاروں کا ایمان کامل ہے اور کہتے ہیں کہ ایمان کے ساتھ گناہ بالکل ضرر نہیں کرتا اور اُن کے اقوال اصول کی کتابوں میں مشہور ہیں اور مناسبت وارد کرنے اس ترجمہ کی پیچھے اس باب کے جو پہلے ہے اس جہت سے ہے کہ جنازے کے ساتھ جانا جگہ ظن کی ہے کہ نہیں قصد کی جاتی ساتھ اس کے رعایت اس کے اہل کی یا مجموع دونوں امروں کا مقصود ہوتا ہے اور سیاق حدیث کا چاہتا ہے کہ تحقیق ثواب موعود بہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے جو اس کو ثواب کے واسطے کرے یعنی خالص پس پیچھے لایا اس کے وہ چیز جو اشارہ کرتی ہے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ کبھی عارض ہوتی ہے واسطے مرد کے وہ چیز جو خلل ڈالتی ہے اس کے قصد خالص پر پس محروم ہوتا ہے ساتھ اس کے موعود سے اور اس کو خبر نہیں ہوتی پس قول اس کا اَنْ يُّحْبِطَ عَمَلُهٗ یعنی محروم ہوتا ہے اپنے عمل کے ثواب سے اس واسطے کہ وہ نہیں ثواب دیا جاتا مگر اس چیز میں کہ اس کو خالص اللہ کے واسطے کیا اور ساتھ اس تقریر کے دفع ہوگا اعتراض اس شخص کا جو اعتراض کرتا ہے اس پر ساتھ اس کے کہ وہ قوی کرتا ہے مذہب احباطیہ کو جو کہتے ہیں کہ گناہ نیکیوں کو باطل کر دیتے ہیں اور کہا ابوبکر بن عربی نے بیچ رو کے اوپر ان کے کہ قول فیصلہ کرنے والا اس میں یہ ہے کہ عمل کا حبط کرنا دو قسم ہے ایک باطل کرنا ایک چیز کا ہے دوسری چیز کو اور لے جانا اُس کا تمام مانند باطل کرنے ایمان کی کفر کو اور کفر کی ایمان کو اور یہ دونوں جہتوں میں لے جانا حقیقی ہے دوسرا حبط کرنا باہم وزن کرنے کا ہے جب کہ بدیوں کو ایک پلے میں ڈالا جائے اور نیکیوں کو ایک پلے میں ڈالا جائے سو جس کی نیکیاں بھاری ہوئیں اس نے نجات پائی اور جس کی بدیاں بھاری ہوئیں وہ اللہ کی مشیت میں کھڑا ہوا پس یا تو اللہ اس کو بخش دے گا اور یا عذاب کرے گا پس کھڑا کرنا ایک طرح کا ابطال ہے اس واسطے کہ روکنا منفعت کا وقت حاجت کے طرف اس کے باطل کرنا ہے واسطے اس کے اور عذاب کرنا ابطال ہے جو اس سے سخت تر ہے آگ سے نکلنے کے وقت تک پس بیچ ہر ایک کے ابطال نسبتی ہے بولا گیا اس پر اسم حبط کرنے کا بطورِ مجاز کے اور یہ ابطال حقیقی نہیں اس واسطے کہ جب وہ آگ سے نکالا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا تو پھر آیا طرف اس کی ثواب اس کے عمل کا اور یہ برخلاف قول فرقہ احباطیہ کے ہے جو دونوں احباط کو برابر کہتے ہیں اور گنہگار کو کافر کہتے ہیں اور یہ اکثر قدریہ ہیں اور یہ جو ابراہیم تیمی نے کہا کہ نہیں پیش کیا میں نے اپنے قول کو اپنے عمل پر الخ تو یہ اس نے اس واسطے کہا کہ وہ لوگوں کو وعظ کیا کرتا تھا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ باوجود وعظ کرنے اس کی کے لوگوں کو نہ پہنچا نہایت عمل کو اور تحقیق مذمت کی ہے اللہ نے اس شخص کی جو نیک کام بتلا دے اور بُرے کام سے روکے اور آپ عمل میں قصور کرے سو فرمایا کہ بڑی بیزاری ہے اللہ کے

نزدیک یہ کہ تم کہو جو نہیں کرتے ہو سو اس نے خوف کیا یہ کہ ہو جھٹلانے والا یعنی مانند جھٹلانے والے کی اور یہ جو ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ میں نے تیس اصحاب کو پایا الخ تو ان میں سے عائشہ اور اُن کی بہن اسماء رضی اللہ عنہما اور عبادلہ اربعہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ پس یہ لوگ ہیں جن سے اس نے سنا اور تحقیق پایا ہے اُس نے ایک جماعت کو جو ان لوگوں سے بزرگ تر ہیں مانند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اور تحقیق جزم کیا ہے اُس نے بایں طور کہ تھے وہ خوف کرتے نفاق سے عملوں میں اور نہیں منقول ہے اُن کے غیر سے صحابہ میں سے اُس کے پس گویا کہ یہ اجماع ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ کبھی عارض ہوتی ہے ایماندار پر اس کے عمل میں وہ چیز کہ اخلاص کے مخالف ہوتی ہے اور یہ جو کہا کہ وہ نفاق سے خوف کرتے تھے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نفاق اُن سے واقعہ ہو بلکہ یہ بطورِ مبالغہ کے ہے ان سے ورع اور تقویٰ میں راضی ہو اللہ ان سے۔ ابن بطال نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ خوف کیا انہوں نے اس واسطے کہ ان کی عمریں دراز ہوئیں یہاں تک کہ انہوں نے تغیر اور تبدل دیکھا جو انہوں نے پہلے نہ دیکھا تھا اور نہ قادر ہوئے اس کے انکار پر پس خوف کیا انہوں نے یہ کہ قصور کیا ہو ساتھ سکوت کے اور یہ جو کہا کہ کوئی اُن میں سے نہ کہتا تھا کہ وہ جبرائیل علیہ السلام وغیرہ کے ایمان پر ہے یعنی نہ جزم کرتا تھا کوئی ان میں سے ساتھ نہ عارض ہونے نفاق کے جیسا کہ جزم کیا جاتا ہے ساتھ اس کے جبرائیل علیہ السلام کے ایمان میں اور اس میں اشارہ ہے کہ یہ لوگ مذکور قائل تھے ساتھ کم وبیش ہونے درجوں ایمان داروں کے برخلاف مرجیہ کے جو قائل ہیں کہ ایمان صدیقوں کا اور ان کے سوا اور لوگوں کا ایک برابر ہے اس میں کچھ فرق نہیں۔ (فتح)

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ مَا عَرَضْتُ قَوْلِي عَلٰى عَمَلِيْ إِلَّا خَشِيْتُ أَنْ أَكُوْنَ مُكَذِّبًا.

اور ابراہیم تیمی نے کہا کہ نہیں سامنے کیا میں نے اپنے قول کو اپنے عمل پر مگر خوف کیا میں نے اس بات کا کہ ہوں میں دین کو جھٹلانے والا یعنی جب زبان سے دعویٰ دین کا کروں اور اس کے موافق عمل نہ کروں تو میں دین کو جھٹلاتا ہوں۔

وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَدْرَكْتُ ثَلَاثِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَخَافُ النِّفَاقَ عَلٰى نَفْسِهٖ مَا مِنْهُمْ أَحَدٌ يَّقُوْلُ إِنَّهٗ عَلٰى إِيْمَانِ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ.

اور ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ میں نے تیس صحابہ کو پایا ہر ایک اپنے نفس پر نفاق سے خوف کرتا تھا اور ان میں سے کوئی نہیں کہتا تھا کہ میرا ایمان جبرئیل اور میکائیل کے برابر ہے (یعنی ہر ایک ان میں سے خوف کرتا تھا اور کسی کو ان میں سے نفاق سے بچنے کا یقین نہ تھا جیسے کہ جبرئیل اور میکائیل کے ایمان میں عدم نفاق کا یقین ہے) پس

اس سے معلوم ہوا کہ وہ ایمان کی زیادتی اور نقصان کے قائل تھے پس مرجیہ کا قول باطل ہو گیا جو کہتے ہیں کہ ایمان صدیقوں وغیرہ سب کا ایک برابر ہے۔

وَيُذْكَرُ عَنِ الْحَسَنِ مَا خَافَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا أَمِنَهُ إِلَّا مُنَافِقٌ.

یعنی حسن بصری سے روایت ہے کہ نہیں خوف کرے گا اس سے مگر مومن اور نہیں بے خوف ہوگا اس سے مگر منافق۔

فائدہ: نووی نے کہا کہ نہیں ڈرتا اس سے کوئی مگر ایماندار اور نہیں بے خوف ہوتا اُس سے کوئی مگر منافق یعنی اللہ تعالیٰ سے میں کہتا ہوں کہ یہ کلام اگرچہ صحیح ہے لیکن بخاری کی مراد کے برخلاف ہے اس واسطے کہ حسن بصری کی کلام کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد اس کے نفاق کا بیان کرنا ہے جیسے معلّی بن زیادہ سے روایت ہے کہ میں حسن بصری سے سنا کہ اس مسجد میں قسم کھاتا تھا اُس اللہ کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں کہ نہیں گزرا کوئی ایماندار کبھی اور نہ باقی رہا مگر کہ وہ نفاق سے ڈرنے والا ہے اور نہیں گزرا کوئی منافق اور نہ باقی رہا مگر کہ وہ نفاق سے بے خوف ہے اور حسن بصری کہتے ہیں کہ جو نفاق سے نہ ڈرے وہ منافق ہے اور یہ موافق ہے واسطے اثر ابن ابی ملیکہ کے جو اس سے پہلے ہے اور وہ قول اس کا ہے کہ سب نفاق سے ڈرتے تھے اور اللہ سے ڈرنا اگرچہ مطلوب ہے لیکن باب کا سیاق دوسرے امر میں ہے اور یہ جو کہا کہ وَمَا يَحْذَرُ تو یہ معطوف ہے خوف پر یعنی باب مَا يَحْذَرُ اور فصل کیا درمیان ترجموں کے ساتھ آثار کے جن کو ذکر کیا واسطے متعلق ہے ساتھ پہلی کے جیسا کہ ہم اس کو واضح کریں گے پس اس میں لف ونشر غیر مرتب ہے اور مراد اس کی نیز رد ہے مرجیہ پر اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ڈر گناہ سے ساتھ حاصل ہونے ایمان کے اور مفہوم آیت کا جس کو ذکر کیا ہے اُن پر رد کرتا ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے مدح کی ہے اس شخص کی جو اپنے گناہ کے واسطے بخشش مانگے اور نہ اڑا رہے اوپر اُس کے پس مفہوم اُس کا مذمت اس شخص کی ہے جو یہ نہ کرے اور داخل ہوتا ہے ترجمہ کے معنی میں قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ﴾ یعنی نہ بلند کرو اپنی آوازوں کو پیغمبر کی آواز پر اور نہ پکارو اُس کو ساتھ بات کے مانند پکارنے بعض تمہارے کے بعض کو یہ کہ حبط ہوں عمل تمہارے اور یہ آیت زیادہ تر دلالت کرتی ہے مراد پر اور اس کے سوا اور بھی کئی آیتیں ہیں پس جو اڑا رہے گناہوں کے نفاق پر تو اُس پر خوف ہے کہ پہنچا دے اس کو طرف نفاق کفر کی اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خرابی ہے اڑنے والوں کو جو اڑے رہے اس چیز پر کہ انہوں نے کی اور حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ جو توبہ کرے اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے پھر بخشش نہیں مانگتے یہ قول مجاہد وغیرہ کا ہے اور

ترمذی میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو توبہ کرے وہ گناہ پر اڑنے والا نہیں اگرچہ ایک دن میں ستر بار پھر وہی گناہ کرے اور دونوں کی سند حسن ہے۔ (فتح)

وَمَا يُحْذَرُ مِنَ الْإِصْرَارِ عَلَى النِّفَاقِ وَالْعِصْيَانِ مِنْ غَيْرِ تَوْبَةٍ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَمْ يُصِرُّوا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾.

یعنی قتل اور گناہ پر بغیر توبہ کے اصرار کرنے سے ڈرنے کا بیان فرمانے اللہ تعالیٰ کے کہ نہ اصرار کیا انہوں نے اُس پر جو کیا انہوں نے اور حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

فائدہ: مرجیہ ایک فرقہ ہے وہ کہتے ہیں کہ آدمی جب ایمان لے آئے تو پھر گناہ کا کچھ ڈر نہیں ہے اگر گناہ کر لیا تو ایمان کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا ہے سو اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر گناہ پر اڑ جائے گا اور اس سے توبہ نہیں کرے گا تو اس کے واسطے نہایت ہی خوف ہے گو وہ ایمان رکھتا ہو پس یہ قول ان کا مردود ہے اور مرجیہ ان کو اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ لوگ رجا میں یعنی امید میں بہت زیادتی کرتے ہیں یہاں تک کہتے ہیں کہ ایمان کے ساتھ گناہ کرنے سے کچھ نقصان نہیں۔

٤٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنِ الْمُرْجِئَةِ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ.

۴۶۔ زبید سے روایت ہے اُس نے کہا کہ میں نے ابو وائل سے مرجیہ کا قول پوچھا (یعنی وہ کہتے ہیں کہ عمل ایمان میں داخل نہیں اور گناہ سے ایمان کو کچھ نقصان نہیں ہے) سو کہا اس نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے عبداللہ نے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا سخت گناہ ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے (یعنی ناشکری ہے)۔

فائدہ: مرجیہ کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ کرنے والا فاسق نہیں سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرتکب کبیرہ کا فاسق ہے اور گناہ کفر کا سبب ہے اگر مسلمان کو حلال جان کر قتل کرے تو صریح کفر ہے اور نہیں تو گناہ کبیرہ ہے پس لامحالہ ایماندار کو اپنے عمل کے برباد جانے کا خوف کرنا ضروری ہے پس مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے ایک روایت میں ہے کہ جب مرجیہ ظاہر ہوئے تو میں ابو وائل کے پاس آیا تو میں نے اس کے واسطے یہ ذکر کیا تو ظاہر ہوا اس سے کہ اس کا سوال اُن کے اعتقاد سے تھا اور تحقیق تھا یہ وقت ظاہر ہونے اُن کی کے اور ابو وائل کی وفات ۹۹ھ ہجری میں تھی پس اس میں دلیل ہے اس پر کہ بدعت ارجاء کی پرانی ہے اور ابراہیم حربی نے کہا کہ سباب اشد ہے سب سے اور وہ یہ ہے کہ کہے مرد میں جو اس میں ہو اور جو اس میں نہ ہو مراد ساتھ اس کے اس کا عیب ہو اور فسق کے معنی ہیں لغت میں نکلنا اور شرع میں نکلنا ہے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری سے اور وہ شرع کی عرف میں سخت تر ہے

عصیاں سے اللہ نے فرمایا: ﴿وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ﴾ پس حدیث میں تعظیم ہے مسلمان کے حق کی اور یہ جو اس کو ناحق برا کہے وہ فاسق ہے اور اس کا مقتضاء رد ہے اوپر مرجیہ کے اور معلوم ہوئی اس سے مطابقت جواب ابووائل کی واسطے سوال کے اُن کے قول سے گویا کہ اس نے کہا کہ اُن کا قول کس طرح حق ہوتا اور حالانکہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے اور یہ جو کہا کہ اُس کا لڑنا کفر ہے تو اگر کہا جائے کہ یہ اگر چہ بغل گیر ہے رد کو مرجیہ پر لیکن ظاہر اس کا قوی کرتا ہے خارجیوں کے مذہب کو جو کہتے ہیں کہ مسلمان گناہوں سے کافر ہو جاتا ہے تو جواب یہ ہے کہ مبالغہ بیچ رد کے بدعتیوں پر اس کو چاہا ہے اور نہیں ہے دلیل واسطے خارجیوں کے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس کا ظاہر مراد نہیں ہے لیکن جب کہ تھا لڑنا سخت تر سباب سے اس واسطے کہ وہ پہنچا تا ہے طرف قبض کرنے روح کے تو تعبیر کیا اس سے ساتھ لفظ اَشَدُّ کے لفظ فسق سے اور وہ کفر ہے اور نہیں مراد ہے حقیقت کفر کی جو نکلنا ہے اسلام سے بلکہ بولا اس پر کفر کو واسطے مبالغہ کے ڈرانے میں واسطے اعتماد کرنے کی اس چیز پر کہ مقرر ہوئی قواعد سے کہ ایسا کام اسلام سے خارج نہیں کرتا مانند حدیث شفاعت کی اور مانند قول اللہ تعالیٰ کی کہ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَادُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾ یعنی اللہ شرک کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور تحقیق اشارہ کیا ہے ہم نے طرف اس کی بَابُ الْمَعَاصِيْ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ میں یا بولا اُس پر کفر کو واسطے مشابہ ہونے اس کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ ایماندار سے لڑنا کافر کی شان سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس جگہ کفر لغوی ہے اور وہ ڈھانکنا ہے اس واسطے کہ حق مسلمان کا مسلمان پر یہ ہے کہ اس کی اعانت کرے اور مدد کرے اور اس سے تکلیف دینے والی چیز کو دور کرے سو جب وہ اس سے لڑا تو گویا کہ ڈھانکا اس نے اُس پر حق کو اور پہلے دونوں معنی لائق تر ہیں ساتھ مراد بخاری کے اور اولی ہیں ساتھ مقصود کے ڈرانے سے جو اس کو کرنے اور جھڑکنے کے اُس سے برخلاف تیسرے معنی کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ قول اس کے کی کفر یہ ہے کہ کبھی پھرتا ہے یہ فعل ساتھ نحوست اپنی کے طرف کفر کی اور یہ احتمال بعید ہے اور بعید تر اُس سے حمل کرنا ہے اس کا اس شخص پر جو اس کو حلال جانے اس واسطے کہ وہ ترجمہ کے مطابق نہیں اور یہ مراد ہوتی تو نہ حاصل ہوتی تفریق درمیان سباب اور قتال کے اس واسطے کہ مسلمان کی لعنت کو حلال جاننے والا بغیر تاویل کے نیز کافر ہوتا ہے اور تحقیق باب باندھا ہے اس کا بخاری نے محاربین میں کما سیأتی اور مانند اس حدیث کی قول حضرت ﷺ کا ہے لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ یعنی نہ پھر جانا بعد میرے کافر ہو کر ایک دوسرے کی گردن مارے پس بیچ اس کے یہ جواب ہیں اور اس کی نظیر یہ آیت ہے ﴿أَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ﴾ بعد قول اللہ تعالیٰ کی ﴿ثُمَّ أَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ تَقْتُلُوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ﴾ دلالت کی اس نے کہ بعض عملوں پر کفر بولا جاتا ہے بطور ڈرانے کے اور ایک روایت میں ہے کہ مسلمان کو لعنت کرنا مانند قتل اس کے کی ہے تو یہ حدیث اس

کے مخالف نہیں اس واسطے کہ مشبہ بہ مشبہ سے اوپر ہے اور جس قدر میں دونوں شریک ہیں وہ پہنچنا نہایت کو تاثیر میں یہ آبرو میں اور یہ جان میں، واللہ اعلم۔

۴۷ ۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يُخْبِرُ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ إِنِّيْ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ وَإِنَّهُ تَلَاحٰى فُلَانٌ وَّفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰى أَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا لَّكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي السَّبْعِ وَالتِّسْعِ وَالْخَمْسِ.

۴۷۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبر دینے کو شب قدر کی پس جھگڑے دو مرد مسلمان سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تم کو شب قدر کی خبر دینے کے واسطے نکلا تھا پس جھگڑا فلانا فلانا پس اٹھائی گئی پہچان شب قدر کی یعنی نامعلوم ہوگئی اور شاید کہ ہو یہ بہتر واسطے تمہارے پس تلاش کرو اس کو ستائیسویں رات میں اور انتیسویں رات میں اور پچیسویں رات میں۔

فائدہ: اٹھائی گئی یعنی تعیین اس کی میرے دل سے اٹھ گئی اور مجھ کو معلوم نہیں رہی میں اس وقت کو بھول گیا ہوں بسبب جھگڑنے ان کے کی اس سے معلوم ہوا کہ جھگڑنا اور آپس میں دشمنی کرنا بہت بری بات ہے اور اس کے سبب سے آدمی برکات اور بھلائیوں سے محروم ہو جاتا ہے پس مومن کو حبط عمل سے خوف کرنا بہت ضرور ہے پس مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے اٹھائی گئی تعیین اس کی یعنی میری یاد سے یہی ہے معتمد اس جگہ اور اس کا سبب وہ ہے جو مسلم نے واضح کیا ہے بیچ اس قصے کے کہا پس آئے دو مرد جھگڑتے یعنی ہر ایک دعویٰ کرتا تھا کہ وہ حق پر ہے ان کے ساتھ شیطان تھا سو میں اس کو بھول گیا قاضی عیاض نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ جھگڑنا برا ہے اور یہ کہ وہ سبب ہے عقوبت معنوی میں یعنی محروم ہونے میں اور اس سے معلوم ہوا کہ جس جگہ میں شیطان حاضر ہو وہاں سے برکت اور خیر اٹھائی جاتی ہے پس اگر کہا جائے کہ کس طرح ہوگا جھگڑا حق کی طلب میں برا میں کہتا ہوں کہ سوائے اس کے نہیں کہ یہ بڑا ہوا واسطے واقع ہونے اس کے کی مسجد میں اور وہ جگہ ذکر کی ہے نہ لغو کی پھر نیز وقت مخصوص میں ساتھ ذکر کے نہ لغو کے اور وہ رمضان کا مہینہ ہے پس مذمت واسطے اس چیز کے ہے کہ عارض ہوئی نہ واسطے ذات اس کی کے پھر وہ مستلزم آواز کے بلند ہونے کو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آواز کا بلند کرنا منع ہے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ الی قولہ ﴿اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ اور اس جگہ سے ظاہر ہوتی ہے مناسبت اس حدیث کی واسطے ترجمہ کے اور مطابقت اس کی واسطے اس کے اور بہت شارحین پر پوشیدہ رہی ہے پس اگر کہا جائے کہ قول اللہ کا ﴿وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ تقاضا کرتا ہے مواخذے کو ساتھ

اس عمل کے جس میں قصد نہ ہو تو جواب یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ تم بے خبر ہو ساتھ احباط کے واسطے اعتقاد رکھنے تمہارے کے ساتھ چھوٹے ہونے گناہ کے پس کبھی مرد گناہ کو جانتا ہے لیکن یہ نہیں جانتا وہ کبیرہ ہے جیسے کہ کہا گیا ہے بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ((اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ)) یعنی ان کے نزدیک کبیرہ نہ تھا اور بے شک وہ کبیرہ تھا یعنی نفس الامر میں اور یہ جو کہا کہ عنقریب ہے کہ یہ ہو بہتر یعنی نہ اٹھایا جانا اگرچہ خیر میں زیادہ ہے اور اس سے اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ متحقق فیہ ہے لیکن اس کے اٹھائے جانے میں خیر کی امید ہے واسطے لازم پکڑنے اس کے کی زیادہ ثواب کو واسطے ہونے اُس کے سبب واسطے زیادتی کوشش کے اس کی تلاش میں اور سوائے اُس کے نہیں کہ حاصل ہوا یہ ساتھ برکت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ جو کہا کہ ستائیسویں میں تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ امید اُس کی ستائیسویں میں قوی تر ہے واسطے اہتمام کے ساتھ مقدم کرنے اُس کے کی اور اختلاف کیا گیا بیچ مراد کے ساتھ تسع وغیرہ کے پس بعض کہتے ہیں کہ انتیسویں رات مراد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اکیسویں رات مراد ہے اور اُس کی تفصیل اعتکاف میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيْلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِيْمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ وَعِلْمِ السَّاعَةِ وَبَيَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ ثُمَّ قَالَ جَآءَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ فَجَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ دِيْنًا وَمَا بَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ مِنَ الْإِيْمَانِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾.

باب پوچھنا جبرائیل علیہ السلام کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان سے اور اسلام سے اور احسان سے اور قیامت کے علم سے اور بیان کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے اس کے پھر آپ نے فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام تھا تمہارے پاس آیا تھا تم کو دین سکھلانے کو پس گردانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو دین اور جو بیان کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ایلچیوں عبدالقیس کے ایمان سے اور قول اللہ تعالیٰ کا اور جو شخص چاہے سوائے اسلام کے دین کو پس ہرگز نہیں قبول کیا جائے گا اس سے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ دین اور ایمان اور اسلام ایک ہی چیز ہے اور یہی مراد ہے امام بخاری کی اس باب سے اور یہ جو کہا کہ پوچھنا جبرائیل علیہ السلام کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان الخ تو پہلے گزر چکا ہے کہ بخاری کی رائے یہ ہے کہ ایمان اور اسلام فقط ایک ہی چیز سے مراد ہے پس جب کہ تھا سوال جبرائیل علیہ السلام کا ایمان اور اسلام سے اور جواب اُس کا تقاضا کرتا دونوں کے غیر ہونے کو اور یہ کہ ایمان تصدیق ہے ساتھ امورِ مخصوصہ کے اور اسلام ظاہر کرنا اعمال مخصوصہ کا ہے تو ارادہ کیا اس نے یہ کہ رد کرے اس کو ساتھ تاویل کے طرف طریق اپنے کی اور یہ جو کہا کہ بیان یعنی ساتھ بیان اس بات کے کہ اعتقاد اور عمل دین ہے اور قول اس کا مابین یعنی ساتھ اس چیز کے کہ بیان کیا واسطے ایلچیوں کے

کہ ایمان وہی اسلام ہے اس واسطے کہ تفسیر کیا اس کو اُن کے قصے میں ساتھ اس چیز کے کہ تفسیر کیا ساتھ اس کے اسلام کو اس جگہ اور یہ جو کہا کہ قول اللہ تعالیٰ کا یعنی ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر آیت کہ اسلام وہ دین ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث ابوسفیان کی کہ ایمان وہ دین ہے پس یہ تقاضا کرتا ہے کہ اسلام اور ایمان ایک چیز ہے یہ حاصل ہے اس کی کلام کا اور تحقیق نقل کیا ہے ابوعوانہ اسفرائنی نے مزنی شافعی کے صاحب سے کہ وہ دونوں ایک چیز ہیں اور امام احمد سے روایت ہے کہ وہ دونوں غیر ہیں اور واسطے ہر ایک کے دونوں قولوں سے دلیلیں ہیں متعارضہ اور خطابی نے کہا کہ تصنیف کی ہے اس مسئلے میں دو بڑے اماموں نے اور واسطے دونوں قولوں کے بہت دلائل ہیں اور مختلف ہوئے ہیں دونوں بیچ اس کے اور حق یہ ہے کہ دونوں کے درمیان عموم اور خصوص ہے پس ہر مومن مسلمان ہے اور نہیں ہر مسلمان مومن انتہی۔ اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ اسلام نہیں بولا جاتا اعتقاد اور عمل دونوں پر برخلاف ایمان کے کہ وہ دونوں پر بولا جاتا ہے اور رد کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ پس تحقیق اسلام اس جگہ شامل ہے اعتقاد اور عمل دونوں کو اس واسطے کہ عامل غیر معتقد صاحب دین مرضی کا نہیں اور ساتھ اس کے استدلال کیا ہے مزنی اور ابومحمد بغوی نے پس کہا اس نے حدیث جبرائیل علیہ السلام کی شرح میں کہ ٹھہرایا ہے حضرت ﷺ نے اسلام کو اس جگہ اسم واسطے اس چیز کے کہ ظاہر ہو اعمال سے اور ایمان کو نام واسطے اس چیز کے کہ دل میں ہو اعتقاد سے اور یہ نہیں اس واسطے کہ تصدیق نہیں اسلام سے بلکہ یہ تفصیل ہے واسطے ایک جملے کے کہ وہ سب ایک چیز ہے اور مجموع ان کا دین ہے اسی واسطے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام تمہارے پاس آیا تھا تا کہ تم کو تمہارا دین سکھائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ اور فرمایا ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ اور نہیں ہوتا دین بیچ جگہ رضا اور قبول کے مگر ساتھ جوڑنے تصدیق کے انتہی۔ اور جو چیز کہ ظاہر ہوتی ہے مجموع دلیلوں سے یہ ہے کہ واسطے ہر ایک کے دونوں سے حقیقت شرعیہ ہے جیسے کہ واسطے ہر ایک کے دونوں میں سے حقیقت لغوی ہے لیکن ہر ایک دونوں میں سے مستلزم ہے دوسرے کو ساتھ معنی کامل کرنے کے واسطے اس کے پس جیسے کہ عاقل نہیں ہوتا مسلمان کامل مگر جب کہ اعتقاد کرے پس اسی طرح اعتقاد کرنے والا بھی نہیں ہوتا مومن کامل مگر جب کہ عمل کرے اور جس جگہ کہ بولا جاتا ہے ایمان اسلام کی جگہ میں بالعکس یا بولا جاتا ہے ایک دونوں کا دونوں کے ارادہ پر معًا تو وہ بطور مجاز پر باعتبار اُس چیز کے کہ ظاہر ہوتی ہے مراد ساتھ بیان کے پس اگر وارد ہوں دونوں سوال کے مقام میں تو محمول ہوں گے حقیقت پر اور اگر دونوں اکٹھے وارد نہ ہوں یا سوال کی جگہ میں نہ ہوں تو ممکن ہے حمل کرنا حقیقت پر یا مجاز پر باعتبار اس چیز کے کہ ظاہر ہو قرینوں سے اور تحقیق حکایت کیا ہے اس کو اسماعیلی نے اہل سنت اور جماعت سے کہا انہوں نے کہ تحقیق مختلف ہوتی ہے دلالت ان دونوں کے ساتھ اقتران کے پس اگر اکیلا کیا جائے ایک دونوں میں سے تو داخل ہوتا ہے دوسرا بیچ اس کے اور اسی پر محمول ہوگا جو

حکایت کی ہے محمد بن نصر نے اکثر سے کہ انہوں نے دونوں کو ایک چیز کہا اور جو حکایت کی ہے لا لکائی نے اہل سنت سے کہ انہوں نے دونوں کے درمیان فرق کیا بنا بر اُس کے کہ جبرائیل علیہ السلام کی حدیث میں ہے اور اللہ ہے توفیق دینے والا اور یہ جو کہا کہ علم الساعۃ تو یہ تفسیر ہے اس واسطے کہ مراد کے ساتھ قول جبرائیل علیہ السلام کے بیچ سوال کے کہ کب ہے قیامت یعنی کب ہے علم قیامت کا نہیں کوئی چارہ تقدیر کرنے اور محذوف کے سے یعنی کب ہے علم قیامت کے وقت کا اور یہ جو کہا کہ بیان کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے اس کے تو یہ معطوف ہے علم پر جو معطوف ہے سوال مجرور پر پس اگر کوئی کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے وقت کو بیان نہیں کیا پس کس طرح کہا بخاری نے اور بیان کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے اس کے تو جواب اس کا یہ ہے کہ مراد ساتھ بیان کے بیان کرنا اکثر اس چیز کا ہے جس سے سوال کیا گیا پس مطلق چھوڑا اس کو اس واسطے کہ حکم اکثر خیر کا حکم اس کے کل کا ہے یا گردانا گیا حکم بیچ علم قیامت کے بایں طور کہ نہیں جانتا اس کو مگر اللہ۔

٤٨ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارِزًا يَوْمًا لِلنَّاسِ فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ مَا الْإِيْمَانُ قَالَ الْإِيْمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَبِلِقَآئِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ قَالَ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمَ الصَّلَاةَ وَتُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ قَالَ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَأُخْبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الْأَمَةُ رَبَّهَا وَإِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْإِبِلِ الْبُهْمُ فِي الْبُنْيَانِ فِيْ خَمْسٍ لَا

۴۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے سو آپ کے پاس ایک مرد آیا اور اس نے کہا کہ ایمان کیا ہے یعنی اس کی حقیقت کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو دل سے مانے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کے ملنے کو اور اُس کے پیغمبروں کو اور دل سے مانے تو قیامت کو پس مرد نے کہا کہ اسلام کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائے اور یہ کہ تو نماز کو ٹھیک پڑھے اور زکوٰۃ کو دے اور رمضان کا روزہ رکھے اس مرد نے کہا کہ احسان کیا ہے یعنی احسان کی حقیقت کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی ایسی طرح عبادت کرے جیسے کہ اس کو دیکھ رہا ہے سو اگر اس طرح کا دیکھنا تجھ سے نہ ہو سکے تو یوں جان کہ وہی تجھ کو دیکھتا ہے اس مرد نے کہا کہ قیامت کب ہے اور کب ہوگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جواب دینے والا پوچھنے والے سے اس کو زیادہ نہیں جانتا یعنی قیامت کے نہ جاننے میں ہم دونوں برابر ہیں جیسے

يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ تَلَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ الْأٰيَةَ ثُمَّ أَدْبَرَ فَقَالَ رُدُّوْهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ جَآءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِيْنَهُمْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ جَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهُ مِنَ الْإِيْمَانِ.

کہ تجھ کو اس کی خبر نہیں ہے ایسے ہی مجھ کو بھی اس کی خبر نہیں اور عنقریب ہے کہ خبر دوں گا میں تجھ کو نشانیوں سے اُس کے جب کہ لونڈی اپنے مالک اور مربی کو جنے یعنی مالکوں کے نطفے سے لونڈیاں جنیں گی تو ان کی اولاد بھی باپ کی طرح لونڈیوں کے مربی ٹھہرے (خلاصہ مطلب یہ کہ قرب قیامت کے کنیز زادوں کی کثرت ہوگی) اور جب کہ سیاہ اونٹوں کے چرانے والے فخر کریں گے عمارت میں (یعنی کمینے اور خسیس لوگ دولت مند ہوکر بڑی بڑی عمارتیں بنا کر فخر کریں گے) اور قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر پڑھی نبی ﷺ نے یہ آیت ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ الْأٰيَةَ یعنی تحقیق اللہ اس کے نزدیک ہے علم قیامت کا آخر آیت تک، پھر پلٹ چلا وہ مرد سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پھیر لاؤ پس نہ دیکھا لوگوں نے کسی چیز کو پس حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام تھا آیا تھا لوگوں کو دین سکھلانے کو۔ ابو عبداللہ (یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا کہ گردانا حضرت ﷺ نے اس سب کو ایمان سے۔

فائدہ: اس حدیث کو حدیث جبرئیل کہتے ہیں اس واسطے کہ سائل خود جبرائیل علیہ السلام تھے اور امام الاحادیث اور امام الجوامع بھی اس کا نام ہے یعنی سب حدیثوں کے یہ حدیث جڑھ ہے اس واسطے کہ جو مطالب اور حدیثوں میں ہیں سب اس حدیث میں جمع ہیں اس حدیث میں بھی دین سے مراد اسلام ہے اور اسلام اور ایمان ایک چیز ہے پس مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے یہ جو کہا کہ بارزًا تو اس کے معنی ہیں کہ تھے ظاہر واسطے ان کے ان سے پردے میں نہ تھے اور نہ غیر کے ساتھ ملنے والے تھے اور اس کا بیان ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ حضرت ﷺ اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے تھے پس کوئی مسافر آتا پس نہ پہچانتا کہ حضرت ﷺ پیغمبر ان میں کون سے ہیں سو طلب کیا ہم نے طرف آپ کی یہ کہ بنا دیں ہم واسطے آپ کے جگہ بیٹھنے کی کہ پہچانے آپ کو مسافر جبکہ آپ کے پاس آئے سو ہم نے آپ کے واسطے مٹی کا دکان بنایا اس پر بیٹھتے تھے انتہی۔ اور استنباط کیا ہے اُس سے قرطبی نے مستحب ہونا بیٹھنے عالم کا ایسے مکان میں کہ اُس کے ساتھ خاص ہو اور بلند ہو جب کہ اُس کی طرف محتاج ہو واسطے ضرورت تعلیم کے اور

مانند اس کی کے اور یہ جو کہا کہ آپ کے پاس مرد آیا یعنی فرشتہ مرد کی صورت میں اور ایک روایت میں ہے کہ ناگہاں ایک مرد پیادہ چلتا آیا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم البتہ حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ناگہاں سامنے سے ایک مرد آیا نہایت خوبصورت اور نہایت پاکیزہ خوشبو میں گویا کہ اس کے کپڑوں کو میل نہ پہنچا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جس حالت میں کہ ہم ایک دن حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ناگہاں ظاہر ہوا ہم پر ایک مرد نہایت سفید کپڑوں والا نہایت سیاہ بالوں والا اور ایک روایت میں ہے کہ کالی داڑھی والا نہ دیکھے جاتے تھے اُس پر نشان سفر کے اور نہ ہم میں سے کوئی اس کو پہچانتا تھا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے پاس آ بیٹھا سو اپنے گھٹنوں کو حضرت ﷺ کے گھٹنوں کی طرف ٹکایا اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو آپ کے رانوں پر رکھا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ شہر سے نہ تھا پس لوگوں کی گردنوں پر قدم رکھتا ہوا آیا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے آگے بیٹھا جیسا کہ کوئی ہم میں سے نماز میں بیٹھتا ہے پھر اپنے دونوں ہاتھ حضرت ﷺ کے دونوں گھٹنوں پر رکھے اس سے معلوم ہوا کہ اُس نے اپنے دونوں ہاتھ حضرت ﷺ کے گھٹنوں پر رکھے تھے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے بغوی وغیرہ نے اور نووی وغیرہ نے کہا کہ وہ حضرت ﷺ کے سامنے اس طرح بیٹھا تھا جیسے شاگرد استاد سکھلانے والے کے آگے بیٹھتا ہے اور یہ اگرچہ ظاہر سیاق ہے لیکن اُس کا اپنے ہاتھوں کو حضرت ﷺ کے گھٹنوں پر رکھنا ایک فعل ہے جو خبر دینے والا ہے واسطے سننے کی طرف اس کی کان لگا کر اور اس میں اشارہ ہے واسطے اس چیز کے جو لائق ہے واسطے سوال کئے گئے کے تواضع سے اور درگزر کرنے سے اس چیز سے جو ظاہر ہو ظلم سائل کے سے اور ظاہر یہ ہے کہ اس نے ارادہ کیا تھا ساتھ اُس کے چھپانا امر اپنے کا تاکہ قوی ہو گمان کہ وہ ظالم گنواروں سے ہے اسی واسطے لوگوں کی گردنوں پر قدم رکھتا ہوا آیا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے پاس پہنچا کما تقدم۔ اسی واسطے عجب جانا اصحاب نے اس کے فعل کو اور اسی واسطے کہ وہ شہر والوں سے نہ تھا اور پیادہ آیا تھا اس پر سفر کا نشان نہ تھا پس اگر کہا جائے کہ کس طرح پہچانا عمر نے کہ ان میں سے کوئی اُن کو نہ پہچانتا تھا تو جواب یہ ہے کہ سند لی اس نے ساتھ صریح قول حاضرین کے جیسا کہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ بعض نے بعض کی طرف دیکھا تو سب نے کہا کہ ہم اس کو نہیں پہچانتے اور ایک روایت میں اس حدیث کے وارد ہونے کا سبب واقع ہوا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے پوچھو تو اصحاب ہیبت کے مارے آپ سے نہ پوچھ سکے پس ایک مرد آیا اور جو کہا کہ پس کہا اس نے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ایمان کیا ہے پس اگر کہا جائے کہ کس طرح شروع کیا اس نے ساتھ سوال کے پہلے سلام کے تو جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ واسطے مبالغہ کے بیچ چھپانے امر اپنے کے یا تاکہ بیان کرے کہ یہ واجب نہیں یا اس نے سلام کیا لیکن راوی نے اس کو نقل نہیں کیا میں کہتا ہوں کہ یہ تیسرا احتمال معتمد ہے پس تحقیق ثابت ہو چکا ہے ایک روایت میں کہ اس نے کہا کہ **السلام علیك یا محمد** تو حضرت ﷺ نے اس کو سلام کا جواب دیا کہا کیا میں قریب ہو جاؤں

فرمایا قریب ہو پس ہمیشہ رہا یہ کہتا کئی بار یہاں تک کہ بیٹھا اور یہ جو کہا کہ ایمان کیا ہے تو بعض کہتے ہیں کہ پہلے پہل کا سوال اس واسطے کیا کہ وہ اصل ہے پھر اسلام کا سوال کیا اس واسطے کہ وہ ظاہر کرتا ہے دعویٰ کے مصداق کو پھر تیسری بار احسان کا سوال کیا اس واسطے کہ وہ متعلق ہے ساتھ دونوں کے اور یہ جو کہا کہ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لائے تو دلالت کی جواب نے اس پر کہ حضرت ﷺ نے معلوم کیا کہ اس نے اس کے متعلق چیزوں سے سوال کیا ہے نہ اس کے لفظ کے معنی سے نہیں تو یہ جواب کہ ایمان تصدیق ہے اور کرمانی نے کہا کہ نہیں وہ تعریف چیز کی ساتھ نفس اس کے بلکہ مراد حدود سے ایمان شرعی ہے اور حد سے ایمان لغوی میں کہتا ہوں کہ ظاہر یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دہرایا ایمان کے لفظ کو واسطے کوشش کے ساتھ شان اس کی کے واسطے بڑا جاننے امر اس کے کو پس گویا کہ اس نے کہا کہ ایمان شرعی تو تصدیق مخصوص ہے نہیں تو ہوتا جواب ایمان تصدیق ہے اور ایمان ساتھ اللہ کے وہ تصدیق ہے ساتھ وجود اس کے کی اور یہ کہ وہ موصوف ہے ساتھ صفتوں کمال کے پاک ہے صفات نقص سے اور یہ جو کہا کہ ساتھ فرشتوں اس کے کی تو ایمان ساتھ فرشتوں سے وہ تصدیق ہے ساتھ وجود ان کے کے اور یہ کہ وہ جیسے کہ بیان کیا ہے ان کو اللہ نے بندے ہیں اکرام کیے گئے اور مقدم کیا فرشتوں کو کتابوں پر واسطے نظر کرنے کی طرف ترتیب کی جو واقعہ ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے بھیجا فرشتے کو ساتھ کتاب کے طرف رسول کی اور نہیں اس میں دلیل واسطے اس شخص کے جو فضیلت دیتا ہے فرشتے کو رسول پر اور ایمان ساتھ کتابوں اللہ کے تصدیق ہے ساتھ اس طور کے کہ وہ اللہ کی کلام ہے اور جو اس میں ہے سو حق ہے اور مراد ساتھ بعث کے قیام ہے قبروں سے اور مراد ساتھ ملنے رب کے مابعد اس کے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لقا حاصل ہوتا ہے ساتھ انتقال کے دنیا سے اور بعث اُس کے بعد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد لقا سے اللہ کا دیکھنا ہے ذکر کیا ہے اُس کو خطابی نے اور تعاقب کیا ہے اس کا نووی نے بایں طور کے کوئی نہیں یقین کرتا واسطے نفس اپنے کے ساتھ دیکھنے اللہ کے واسطے نفس اپنے کے اس واسطے کہ وہ خاص ہے ساتھ اس شخص کے جو ایمان کے ساتھ مرے اور کوئی آدمی نہیں جانتا کہ اس کا خاتمہ کس چیز کے ساتھ ہوگا پس کس طرح ہوگا یہ ایمان کی شرطوں سے اور جواب اس کا یہ ہے کہ مراد ایمان ساتھ اس کے ہے کہ یہ حق ہے نفس الامر میں اور یہ قوی دلیلوں سے ہے واسطے اہل سنت کے بیچ بہت کرنے دیدار اللہ کے آخرت میں اس واسطے کہ وہ ٹھہرائی گئی ہے ایمان کے قواعد سے اور یہ جو کہا کہ ساتھ رسولوں اس کے کے تو ایک روایت میں نبیوں کا ذکر آیا ہے اور یہ شامل ہے رسولوں کو بغیر عکس کے یعنی رسول ان کو شامل نہیں اور ایمان ساتھ رسولوں کے تصدیق ہے ساتھ اس کے کہ وہ سچے ہیں اس چیز میں جو خبر دی انہوں نے ساتھ اس کے اپنے رب کی طرف سے اور دلالت کرتا ہے اجمال فرشتوں میں اور کتابوں میں اور رسولوں میں اوپر کافی ہونے کے ساتھ اس کے ایمان میں ساتھ اُن کے بغیر تفصیل کے مگر جس کا نام ثابت ہوا پس واجب ہے ایمان لانا ساتھ اس کے ساتھ تعیین کے اور یہ ترتیب مطابق ہے واسطے

آیت ﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ﴾ کے اور یہ جو کہا کہ تو ایمان لائے ساتھ دن بعث کے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یعنی دن پچھلے کے سوبعض کہتے ہیں کہ یہ تاکید ہے واسطے بعث کے اور بعض کہتے ہیں کہ بعث دوبار واقعہ ہوا ہے پہلا نکلنا عدم سے وجود کی ماؤں کے شکموں سے بعد نطفے یا علقے کی طرف زندگی دنیا کی اور دوسرا بعث ہے قبروں کی پیٹوں سے طرف جگہ قرار پکڑنے کی اور لیکن دن پچھلا پس کہا گیا واسطے اُس کے یہ اس واسطے کہ دنیا کے دنوں کا پچھلا دن ہے یا پچھلا ہے دنوں محدودہ کا اور اس کے ساتھ ایمان لانے سے مراد تصدیق ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو اس میں حساب اور عملوں کے وزن ہونے اور بہشت اور دوزخ سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے وَتومن بالقدر یعنی ایمان لائے تو ساتھ قدر کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے وَحَلْوَهٗ وَمُرَّهٗ مِنَ اللّٰهِ یعنی خوشی اور ناخوشی اللہ کی طرف سے ہے اور شاید حکمت بیچ دوہرانے لفظ تومن کی نزدیک ذکر بعث کے اشارہ ہے طرف اُس کی وہ قسم دوسری ہے ساتھ اس چیز کے کہ ایمان لایا جائے ساتھ اس کے اس واسطے کہ بعث بعد کو پائی جائے گی اور جو پہلے مذکور ہوا وہ اب موجود ہے اور واسطے تعظیم کے ساتھ ذکر اس کی کے واسطے کثرت اس شخص کے جو اس کا منکر تھا کافروں سے اور اسی واسطے بہت بار آیا ہے ذکر اس کا قرآن میں اور اسی طرح حکمت ہے بیچ دوہرانے لفظ تومن کی نزدیک ذکر قدر کے گویا کہ وہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوتا ہے اس میں اختلاف سے پس حاصل ہوا اہتمام ساتھ شان اس کے کے ساتھ دوہرانے تومن کے پھر مقرر کیا اس کو ساتھ بدل لانے کے ساتھ قول اپنے کی خَیْرِهٖ وَشَرِّهٖ وَحَلوه ومره پھر زیادہ کیا اس کو تاکید سے ساتھ قول اپنے کے دوسری روایت میں مِنَ اللّٰهِ اور مراد قدر کے ساتھ ایمان لانے سے یہ ہے کہ بے شک اللہ کو معلوم ہے اندازہ سب چیزوں کا اور زمانہ ان کا پہلے پیدا کرنے ان کے کے پھر پیدا کیا اس چیز کو کہ پہلے گزر چکا تھا اس کے علم میں کہ وہ پیدا کیا جائے گی پس ہر نئی پیدا ہوئی چیز صادر ہے اس کے علم اور قدرت اور ارادے سے یہ ہے وہ معلوم دین سے ساتھ براہین قطعیہ کے اور اسی پر تھے سلف علماء اصحاب اور برگزیدہ تابعین سے یہاں تک کہ پیدا ہوئی بدعت قدر کی بیچ اخیر زمانے اصحاب کے اور سب سے پہلے پہل معبد جہنی نے قدر میں کلام کیا بصری میں یحییٰ ابن یعمر سے روایت ہے کہ میں چلا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مل کر یہ مسئلہ پوچھا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بیزار ہوں اس شخص سے جو یہ بات کہتا ہے اور بے شک اللہ نہیں قبول کرتا اس شخص سے کوئی عمل جو نہ ایمان لائے ساتھ تقدیر کے اور حکایت کی ہے ان لوگوں نے جنہوں نے کتابیں بنائیں ہیں قدر یہ کہ گروہوں سے کہ نہیں جانتا اللہ کسی چیز کو بندوں کے عملوں سے پہلے واقع ہونے اُن کے کے بندوں سے اور سوائے اس کے نہیں کہ جانتا ہے اُن کو بعد واقع ہونے اُن کے کی، قرطبی نے کہا کہ تحقیق گزر چکا ہے یہ مذہب اور ہم متاخرین میں سے کسی کو نہیں پہچانتے کہ اس کی طرف منسوب ہو کہا اور آج کے دن سب قدر یہ اتفاق کرنے والے ہیں اس پر کہ اللہ تعالیٰ عالم ہے ساتھ عملوں بندوں کے

پہلے واقع ہونے ان کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مخالف ہوئے ہیں سلف کے بیچ گمان اپنے کے ساتھ اُس کے
کہ افعال بندوں کے مقدور ہیں واسطے ان کے اور واقع ہیں اُن سے بطور استقلال کے یعنی اللہ ان پر قادر نہیں اور
باوجود ہونے اس کے مذہب باطل زیادہ تر ہلکا ہے پہلے مذہب سے اور لیکن ان کے پچھلے پس انکار کیا ہے انہوں نے
متعلق ہونے ارادے کے ساتھ افعال بندوں کے واسطے بھاگنے کے تعلق قدیم سے ساتھ محدث کے اور وہ جھگڑا کیے
گئے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر مانے قدری علم کو تو جھگڑا کیا جائے واسطے اس کے کہ کیا جائز
ہے یہ کہ واقع ہو وجود میں خلاف اس چیز کا کہ بغل گیر ہے اُس کو علم اللہ کا پس اگر جائز نہ کہے تو اہل سنت کے قول کو
موافق ہوگا اور اگر جائز رکھے تو لازم آئے گی اس کو نسبت کرنی جہل کی طرف اللہ تعالیٰ کی بلند ہے اللہ تعالیٰ اس سے۔
تنبیہ: ظاہر سیاق تقاضا کرتا ہے کہ ایمان نہیں بولا جاتا مگر اس شخص پر تصدیق کرے ساتھ اس چیز کے جو مذکور ہوئی
اور تحقیق کفایت کی ہے فقہاء نے ساتھ اطلاق ایمان کے اس شخص پر جو ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول
کے اور نہیں ہے کچھ اختلاف اس واسطے کہ ایمان ساتھ رسول اللہ کے مراد ساتھ اُس کے ایمان ہے ساتھ وجود اس کی
کے اور ساتھ اُس چیز کے کہ لائے وہ اپنے رب سے پس سب مذکور چیزیں اس میں داخل ہوں گی اور یہ جو کہا کہ تو
اللہ کی عبادت کرے تو مراد ساتھ عبادت کے باب کی حدیث میں اقرار کرنا ہے ساتھ دونوں شہادتوں کے یعنی زبان
سے کہنا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ جیسے کہ تعبیر کیا ہے ساتھ اس کے عمر کی حدیث
میں اس جگہ اور ساتھ اس کے ظاہر ہوا دفع ہونا احتمال ثانی کا جس کو نووی نے ذکر کیا ہے یعنی مراد عبادت سے مطلق
بندگی ہے اور جب کہ تعبیر کیا راوی نے ساتھ عبادت کے تو محتاج ہوا یہ کہ واضح کرنے اس کو ساتھ قول اپنے کے یہ کہ
نہ شریک ٹھہرائے تو ساتھ اس چیز کے کسی چیز کو اور محتاج ہوا طرف اس کی عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں واسطے لازم پکڑنے
اس کی کے اس کو پس اگر کہا جائے کہ سوال عام ہے اس واسطے کہ اس نے سوال کیا تھا اسلام کی ماہیت سے اور
جواب خاص ہے واسطے قول آپ کے کہ اَنْ تَعْبُدَ اور تَشْهَدَ اور اسی طرح کہا ایمان میں اَنْ تُؤْمِنَ اور احسان میں
اَنْ تَعْبُدَ یعنی اس واسطے کہ خطاب واحد کے ساتھ ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ واسطے فرق کے ہے درمیان مصدر کے
اور درمیان اَنْ اور فعل کے اس واسطے کہ اَنْ تفعل دلالت کرتا ہے استقبال پر اور مصدر کسی زمانہ پر دلالت نہیں کرتے
علاوہ ازیں بعض روایتوں میں اس جگہ مصدر کا صیغہ واقع ہوا ہے یعنی شہادت اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور نہیں مراد خطاب
کرنے اس کے سے ساتھ واحد کے خاص ہونا اس کا ساتھ اس کے بلکہ مراد تعلیم سامعین کی ہے جو اس وقت پاس
بیٹھے سنتے تھے حکم کو بیچ حق اُن کے کی اور حق اس شخص کے جو مشابہ ہو ان کو مکلفوں سے اور تحقیق بیان کیا ہے اس کو
ساتھ قول اپنے کے اس کے اخیر میں کہ تا کہ سکھلائے لوگوں کو دین ان کا پس اگر کہا جائے کہ کس واسطے نہیں ذکر
کیا حج کو اور بعضوں نے جواب دیا ہے کہ احتمال ہے کہ حج اس وقت فرض نہ ہوا ہو اور یہ احتمال مردود ہے ساتھ اُس

کے جو ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ حضرت ﷺ کا اخیر عمر کا واقعہ ہے اور احتمال ہے کہ حجۃ الوداع کے بعد ہو اس واسطے کہ وہ اخیر سفر آپ کا ہے پھر آنے کے بعد تین مہینے سے کم میں آپ کا انتقال ہوا اور شاید وہ آیا تھا بعد اتارنے تمام احکام کے واسطے پکا کرنے امور دین کے جن کو متفرق پہنچایا تھا ایک مجلس میں تا کہ ضبط ہو اور خوب یاد ہو جائے استنباط کیا جاتا ہے اس سے جواز سوال کا اس چیز سے کہ نہیں جاہل ہے اس سے سائل تا کہ معلوم کرے اس کو سامع اور لیکن حج پس تحقیق ذکر کیا لیکن بعض راویوں نے یا اس سے غفلت کی یا اس سے بھول گئے اور دلیل اس پر مختلف ہونا راویوں کا ہے بیچ ذکر بعض عملوں کے سوائے بعض کے پس کھمس کی روایت میں ہے اور یہ کہ حج کرے خانے کعبے کا اگر تجھ کو اس کی طرف راہ کی طاقت ہو اور اسی طرح انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور عطا خراسانی کی روایت میں روزے کا ذکر نہیں اور ابو عامر کی حدیث میں فقط نماز ار زکوۃ کا ذکر ہے اور نہیں مذکور ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر زیادہ ذکر دونوں شہادتوں سے اور ذکر کیا ہے سلیمان تیمی نے اپنی روایت میں سب کو اور زیادہ کیا بعد قول اس کے کے اور توحج کرے اور بجالائے اور جنابت کے سبب سے غسل کرے اور وضو پورا کرے اور کہا مطروق نے اپنی روایت میں اور نماز کو قائم کرے اور زکوۃ دے پس ظاہر ہوا کہ بعض راویوں نے بعض حکموں کو یاد رکھا ہے اور بعض نے یاد نہیں رکھا اور نماز سے مراد نماز فرض ہے جیسا کہ دوسری روایت میں مکتوب کا ذکر آ چکا ہے اور احسان کے معنی ہیں اتقان اور دوسرے کو نفع پہنچانا اور مراد پہلے معنی ہیں اس واسطے کہ مقصود مضبوط کرنا عبادت کا ہے اور کبھی دوسرے کا بھی لحاظ ہوتا ہے بایں طور کہ اخلاص والا مثلاً احسان کرنے والا ہے ساتھ اخلاص اپنے کے طرف نفس اپنے کی اور احسان عبادت کا اخلاص ہے بیچ اس کے اور خشوع اور فارغ ہونا دل کا وقت ادا کرنے اس کے کے اور مراقبہ محمود کا اور اشارہ کیا جواب میں طرف دو حالتوں کی بلند تر ان میں یہ ہے کہ غالب ہو اس پر مشاہدہ حق کا یہاں تک کہ جیسے اس کو اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہے اور یہی مراد ہے اس کے قول سے كَاَنَّكَ تَرَاهُ یعنی اور تو اس کو دیکھتا ہے اور دوسری حالت یہ ہے کہ حاضر رکھے دل میں یہ بات کہ اللہ اس پر خبردار ہے اس کے ہر کام کو دیکھتا ہے اور وہ قول اس کا ہے فَاِنَّهٗ يَرَاكَ اور یہ دونوں حالتیں ثمرہ ہیں اللہ کی معرفت اور خشیت کا یعنی اُس کے پہچاننے کا اور اس سے ڈرنے کا اور نووی نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ رعایت کرے تو آداب مذکورہ کی جب کہ تو اس کو دیکھتا ہو اور وہ تجھ کو دیکھے اس واسطے کہ وہ تجھ کو دیکھتا ہے نہ اس واسطے کہ تو اس کو دیکھتا ہے پس وہ ہمیشہ تجھ کو دیکھتا ہے پس خوب کر اس کی عبادت کو اگرچہ تو اس کو نہ دیکھے پس معنی حدیث کے یہ ہیں کہ اگر تجھ سے اس کا دیکھنا نہ ہو سکے تو بدستور ہو اوپر احسان عبادت کے اس واسطے کہ وہ تجھ کو دیکھتا ہے۔ کہا اُس نے اور یہ قدر حدیث سے اصل عظیم ہے اصول دین سے اور قاعدہ مہمہ ہے قواعد مسلمین سے اور وہ عمدہ صدیقوں کا ہے اور خواہش سالکوں کی اور خزانہ عارفوں کا اور طریق صالحوں کا اور یہ حدیث جوامع کلم سے ہے جو حضرت ﷺ کو ملے اور مقرر بلایا ہے اہل تحقیق سے طرف ہم نشینی نیکو کاروں کی تا کہ ہو

یہ مانع مخلوط ہونے سے ساتھ کسی چیز کے نقائص سے واسطے تعظیم ان کی کے اور شرمانے کے اُن سے پس کیا حال ہے اس شخص کا جس پر ہمیشہ اللہ خبردار ہو اُس کے ظاہر اور باطن میں۔

تنبیہ: سیاق حدیث کا دلالت کرتا ہے کہ دنیا میں آنکھوں سے اللہ کا دیکھنا واقع نہیں ہوا اور لیکن دیکھنا حضرت ﷺ کا پس واسطے دوسری دلیل کے ہے اور تحقیق تصریح کی ہے مسلم نے اپنی روایت میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جان رکھو کہ بے شک تم اللہ کو کبھی نہ دیکھو گے یہاں تک کہ مرجاؤ اور تاویل کی ہے اس حدیث کی بعض غالی صوفیوں نے بغیر علم کے پس کہا انہوں نے کہ اس میں اشارہ ہے طرف مقام محو اور فنا ہونے کی اور اس کے معنی یہ ہیں فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ یعنی پس اگر نہ ہو تو کچھ چیز اور فنا ہو اپنی جان سے یہاں تک کہ جیسے تو موجود نہیں تو اس وقت تو اس کو دیکھے گا اور غافل ہوا ہے قائل اس کا واسطے جاہل ہونے کے عربی علم سے اس سے کہ اگر یہی مراد ہوتی جو اُس نے گمان کیا ہے تو البتہ ہوتا قول اُس کا تَرَاهُ محذوف الالف یعنی اس کا الف محذوف ہوتا اس واسطے کہ ہوتا وہ مجزوم واسطے ہونے اُس کی کے بنا برگمان اس کی کے جواب شرط کا اور نہیں وارد ہوا کسی چیز میں اس حدیث کے طریقوں سے حذف ہونا الف کا اور جو دعویٰ کرے کہ ثابت رکھنا اس کا فعل مجزوم میں برخلاف قیاس کے ہے تو نہیں رجوع کیا جاتا طرف اس کی اس واسطے کہ اس جگہ کوئی ضرورت نہیں اور نیز اگر اُس کا دعویٰ صحیح ہوتا تو البتہ قول اُس کا فَإِنَّهُ يَرَاكَ ضائع ہو جاتا اس واسطے کہ نہیں ربط ہے واسطے اُس کے ساتھ ماقبل کے اور فاسد کرتی ہے اس تاویل کو روایت کہمس کی اس واسطے کہ اس کے لفظ یہ ہے کہ فَإِنَّكَ إِنْ لَّا تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ اور اسی طرح ہے بیچ روایت سلمان کی پس مسلط کیا نفی کو دیکھنے پر نہ کون پر جو باعث ہے اوپر تاویل مذکور کے اور ابو فروہ کی روایت میں ہے فَإِنْ لَّمْ تَرَهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ اور اسی طرح ہے انس رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور سب یہ باطل کرتا ہے اس تاویل کو۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس نے ہر جواب کے بعد کہا کہ آپ نے سچ کہا تو ہم نے اس سے تعجب کیا کہ خود ہی پوچھتا ہے اور خود ہی اس کی تصدیق کرتا ہے تو قرطبی نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اصحاب نے اس سے تعجب کیا اس واسطے کہ جو چیز حضرت ﷺ لائے ہیں نہیں پہچانی جاتی وہ مگر آپ کی جہت سے اور نہیں یہ سائل ان لوگوں سے جن کا ملنا حضرت ﷺ سے معروف ہے اور نہ اس نے حضرت ﷺ سے کچھ سنا ہے پھر وہ پوچھتا ہے پوچھنا عارف کا ساتھ چیز مسئول کے اس واسطے کہ وہ خبر دیتا ہے آپ کو آپ اس میں سچے ہیں پس تعجب کیا انہوں نے اس سے تعجب بعید جانے والے کا اور یہ جو کہا کہ کب ہے قیامت یعنی کب قائم ہوگی قیامت اور مراد دن قیامت کا ہے اور یہ جو کہا کہ مسئول عنہا سائل سے زیادہ عالم نہیں تو یہ اگرچہ مشعر ہے ساتھ برابر ہونے کے علم میں لیکن مراد برابر ہونا علم میں ساتھ اس کے ہے کہ قیامت کا علم اللہ ہی کو ہے واسطے قول اس کی کے بعد خمس کے لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ

یعنی نہیں جانتا اس کو مگر اللہ اور نووی نے کہا کہ استنباط کیا جاتا ہے کہ عالم اگر سوال کیا جائے اس چیز سے جو اُس کو معلوم نہ ہو تو کھلم کھلا کہہ دے کہ میں اس کو نہیں جانتا اور نہیں ہوتا اس میں نقصان اُس کے مرتبے میں بلکہ ہوتی ہے یہ دلیل اوپر زیادہ ورع اس کی کے اور کہا قرطبی نے کہا کہ مقصود اس سوال کا روکنا سامعین کا ہے سوال سے قیامت کے وقت سے اس واسطے کہ وہ اس سے بہت سوال کیا کرتے تھے جیسا کہ وارد ہوا ہے بہت آیتوں اور حدیثوں میں پس جب حاصل ہوا جواب ساتھ اس چیز کے کہ جو مذکور ہوئی تو حاصل ہوئی ان کو ناامیدی پہچان اس کی سے برخلاف پہلے سوالوں کے پس تحقیق مراد ساتھ اس کے چاہنا جوابوں کا ہے تاکہ سیکھیں ان کو سننے والے اور عمل کریں ساتھ اس کے اور تنبیہ کی ساتھ ان سوالوں کے اوپر تفصیل اس چیز کے کہ ممکن ہے معرفت اس کی اس سے کہ نہیں ممکن ہے اور یہ جو کہا کہ سائل سے اور یہ نہ کہا کہ میں تجھ سے اس کا زیادہ عالم نہیں تو یہ مشعر ہے ساتھ تعمیم کے واسطے تعریض سامعین کے کہ ہر سائل اور مسئول عنہ کا حال یہی ہے اور یہ جو کہا کہ عنقریب میں تجھ کو اس کی نشانیوں سے خبر دوں گا تو قرطبی نے کہا کہ قیامت کی نشانیاں دو قسم ہیں ایک قسم معتاد ہے اور ایک اس کا غیر ہے اور مذکور اس جگہ پہلی قسم ہے اور لیکن غیر اس کا مانند چڑھنے آفتاب کی مغرب کی طرف سے پس یہ قیامت کے قریب ہوں گی اور مراد اس جگہ وہ نشانیاں ہیں جو اس سے پہلے ہونے والی ہیں اور یہ جو کہا کہ جب کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے تو مراد رب سے یہاں مالک یا سردار ہے اور تحقیق اختلاف کیا ہے علماء نے اگلے زمانے میں اور پچھلے زمانے میں اس حدیث کے معنی میں اور تحقیق خلاصہ کیا ہے میں نے اُن کو چار قولوں پر خطابی نے کہا کہ اُس کے معنی فراخ ہونا اسلام کا اور غالب ہونا مسلمانوں کے ہے شرک کے شہروں پر اور قید کرنا اُن کی اولاد کا پس جب مالک ہوا مرد لونڈی کا اور اس کے نطفے سے لونڈی نے اولاد جنی تو اس کا بچہ بجائے اُس کے مالک کے ہوگا اس واسطے کہ وہ اس کے مالک کا بیٹا ہے تو وہ بھی اس لونڈی یعنی اپنی ماں کا مالک ٹھہرا۔ نووی وغیرہ نے کہا کہ یہ اکثر کا قول ہے میں کہتا ہوں کہ اس کی مراد ہونے میں نظر ہے اس واسطے کہ لونڈیوں کا مالکوں کے نطفوں سے اولاد جننا موجود تھا وقت اس کلام کے اور غالب ہونا کافروں کے شہروں پر اور اُن کی اولاد کو قید کرنا اور ان کو لونڈیاں بنانا واقع ہوا ہے اکثر اس کلام کا اسلام کے ابتدا میں اور سیاق کلام کا تقاضا کرتا ہے اشارت کو طرف واقع ہونے اس چیز کی کے کہ نہیں واقع ہوئی اس قسم سے کہ قیامت کے قریب واقع ہوگا اور بعضوں نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ اطلاق مالک کا اس کی اولاد پر مجازی ہے اس واسطے کہ جب کہ تھا وہ سبب بیچ آزاد ہونے اس کی کے ساتھ مرنے اپنے باپ کے تو اس پر یہ نام بولا گیا اور خاص کیا ہے اس کو بعضوں نے ساتھ اس کے کہ قیدی جب بہت ہوں تو کبھی بچہ پہلے قید ہو جاتا ہے اور حالانکہ وہ چھوٹا ہوتا ہے پھر آزاد ہوتا ہے اور بڑا ہو کر رئیس بلکہ بادشاہ ہو جاتا ہے پھر اس کی ماں قید ہوتی ہے پس اس کو خریدتا ہے اس کو پہچانتا ہے یا نہیں پہچانتا کہ وہ اس کی ماں ہے تو اس سے خدمت لیتا ہے اور اس سے صحبت کرتا ہے یا اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح

کرتا ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ سردار لوگ اپنی اولاد کی ماؤں کو بیچ ڈالیں گے تو اس کو مالک ایک دوسرے کے ہاتھ میں بیچیں گے یہاں تک کہ اُس کا لڑکا اُس کو خریدے گا اور حالانکہ وہ اس سے بے خبر ہوگا بنا بر اس کے پس جو چیز کہ قیامت کی نشانیوں سے ہوگی وہ غلبہ جہل کا ہے ساتھ تحریم مع امہات اولاد کے یا واسطے اہانت کے ساتھ احکام شرع کی پس اگر کہا جائے کہ اس مسئلے میں اختلاف ہے پس نہیں صحیح ہے حمل کرنا اوپر اُس کے اس واسطے کہ نہیں جہل اور نہ اہانت نزدیک قائل جواز کے ہم کہتے ہیں کہ درست ہے کہ حمل کیا جائے اوپر صورت اتفاقیہ کے مانند بیچنے اُس کے کے حمل کی حالت میں اس واسطے کہ وہ بالاجماع حرام ہے اور تیسرا قول یہ ہے جو نووی نے کہا کہ نہیں خاص ہے خریدنا اولاد کا اپنی ماں کو ساتھ امہات اولاد کے بلکہ وہ اُن کے غیر میں بھی ہوسکتا ہے بایں طور کے جنے لونڈی آزاد مرد کو اپنے مالک کے سوا کسی اور سے ساتھ صحبت شبہ کے یا غلام کو ساتھ نکاح کے یا زنا کے پھر بیچی جائے لونڈی دونوں صورتوں میں ساتھ بیع صحیح کے اور گھومے ہاتھوں میں یہاں تک کہ خریدے اس کو اس کا بیٹا یا بیٹی چوتھا قول یہ ہے کہ اکثر ہوگا عقوق اولاد میں یعنی اولاد ماں باپ کی نافرمانی کرے گی پس معاملہ کرے گا بیٹا اپنی ماں سے جیسے سردار اپنی لونڈی کے ساتھ معاملہ کرتا ہے اہانت سے ساتھ گالی دینے کے اور مارنے کے اور خدمت لینے کے پس اس کو رب بطور مجاز سے کہا واسطے سبب کے یا مراد ساتھ رب کے مربی ہے پس ہوگا بطورِ حقیقت کے اور یہ وجہ سب وجہوں سے زیادہ تر مدلل ہے نزدیک میرے واسطے عام ہونے اس کے کے اور اس واسطے کہ مقام دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ایک حالت ہے کہ ہوتی ہے باوجود ہونے اس کے کے کہ دلالت کرتی ہے اوپر فاسد ہونے احوال کے غریب اور محصل اس کا اشارہ ہے طرف اس کی کہ قائم ہونا قیامت کا وقت الٹے ہونے امروں کے بایں طور کہ جو مربی ہوگا وہ پرورش پایا گیا ہوگا اور نیچا اونچا ہو جائے گا اور یہ مناسب ہے واسطے اس کے دوسری نشانی میں کہ بکریاں چرانے والے ننگے پاؤں والے زمین کے بادشاہ ہوں گے۔

تنبیہات: ایک یہ ہے کہ نووی نے کہا کہ نہیں اس میں دلیل اوپر حرام ہونے بیع امہات اولاد کے اور نہ اس کے جواز پر اور تحقیق غلطی کی ہے جس نے استدلال کیا ہے ساتھ اس کے واسطے ہر ایک کے دونوں امروں سے اس واسطے کہ جب کوئی چیز ٹھہرائی جائے نشانی دوسری چیز پر تو نہیں دلالت کرتی اوپر حرمت کے اور نہ اوپر اباحت کے دوسری تطبیق دی جاتی ہے درمیان اس چیز کے کہ اس حدیث میں ہے بولنے رب کے سے سردار مالک پر بیچ قول اس کی کے ربھا اور درمیان اس چیز کے جو دوسری حدیث میں ہے اور وہ صحیح میں ہے کہ نہ کہے کوئی ربک یعنی رب تیرا اور نہ کہے رب میرا لیکن چاہیے کہ کہے سردار میرا اور مولا میرا ساتھ اس طور کے کہ یہ حدیث اس جگہ بطور مبالغہ کے واقع ہوئی ہے یا مراد ساتھ رب کے اس جگہ مربی ہے اور منہی عنہ میں سردار ہے یا یہ منع اس سے متاخر ہے یا خاص ہے ساتھ غیر رسول ﷺ کے اور سیاہ اونٹ اس واسطے کہا کہ وہ سب رنگوں سے بدتر ہے نزدیک ان کے اور سب رنگوں

سے بہتر سرخ رنگ ہے جس کے ساتھ مثال بیان کی جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں کوئی واسطے ان کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اونٹ اُن کی طرف منسوب ہیں پس کس طرح کہا جائے گا کہ ان کے واسطے کوئی چیز نہیں میں کہتا ہوں کہ وہ محمول ہے اس پر کہ وہ اضافت اختصاص کی ہے نہ ملک کی اور یہی ہے وہ غالب کہ چرانے والا غیر کی بکریاں چراتا ہے ساتھ اجرت کے اور لیکن مالک پس ایسا کم ہے کہ خود بکریاں چرائے اور ایک روایت میں ہے کہ گونگے بہرے اور ان کو گونگے بہرے کہا گیا واسطے مبالغہ کے بیچ وصف کرنے اُن کے کے ساتھ جہل کے یعنی نہ برتیں گے اپنی کانوں کو اور نہ اپنی آنکھوں کو بیچ کسی چیز کے اپنے دین کے امر سے اگرچہ ان کے حواس درست ہون گے قرطبی نے کہا کہ مقصود خبر دینا ہے احوال کے بدل ہو جانے سے بایں طور کہ غالب ہوں گے جنگلی لوگ حکومت پر اور مالک ہوں گے شہروں پر ساتھ قہر کے پس بہت ہوں گے مال اُن کے اور پھریں گی ہمتیں اُن کی طرف مضبوط کرنے عمارتوں کے اور فخر کے ساتھ اس کے اور تحقیق مشاہدہ کیا ہے ہم نے اس کو اس زمانے میں اور اسی قسم سے ہے حدیث دوسری کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ ہوگا زیادہ تر سعید لوگوں میں ساتھ دنیا کے لکع بن لکع یعنی بیوقوف اور یہ جو کہا کہ فی خمس تو اس کے معنی یہ ہیں کہ قیامت کے وقت کا علم داخل ہے پانچ چیزوں کے جملے میں قرطبی نے کہا کہ نہیں امید واسطے کسی کے بیچ علم کسی چیز کے ان پانچ امروں سے واسطے اس حدیث کے اور تحقیق تفسیر کیا ہے حضرت ﷺ نے اس آیت کو ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ﴾ ساتھ ان پانچ چیزوں کے اور وہ صحیح میں ہے پس جو دعویٰ کرے کہ اس نے معلوم کیا ہے کسی چیز کو ان میں سے سوائے سند اپنی کے طرف حضرت ﷺ کی تو ہوگا کاذب اور جھوٹا اپنے دعوے میں اور لیکن فن غیب کا پس کبھی جائز ہے نجومی وغیرہ سے جب کہ ہو امر عادی سے اور یہ علم نہیں اور تحقیق نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے اجماع کو اوپر حرام ہونے لینے اجرت کے اور اس کے دینے کے اور کوئی چیز مقرر کرنے کے بیچ اس کے اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ تمہارے پیغمبر کو ہر چیز کا علم ملا ہے سوائے ان پانچ کے اور ابن عمر سے بھی مانند اس کی روایت آئی ہے اور حمید بن زنجویہ نے اصحاب سے روایت کی ہے کہ تحقیق ذکر کیا گیا علم سورج گہن کا پہلے ظاہر ہونے اس کے کے سو انکار کیا گیا اوپر اس کے پس کہا کہ غیب تو فقط پانچ چیز ہی ہیں اور اس آیت کو پڑھا اور جو اس کے سوا ہے وہ غیب ہے کہ بعض اس کو جانتے ہیں اور بعض اس کو نہیں جانتے۔

تنبیہ: بغل گیر ہے جواب زیادتی کو سوال پر واسطے اہتمام کے ساتھ اس کے واسطے راہ دکھانے امت کے طرف اس چیز کی کہ مرتب ہے اس کی معرفت پر مصلحت سے پس اگر کہا جائے کہ نہیں آیت حرف حصر کا جیسا کہ حدیث میں ہے تو جواب دیا ہے طیبی نے بایں طور کہ فعل جب عظیم الخطر ہو اور وہ چیز کہ بنا کیا جاتا ہے اس پر فعل رفیع الشان ہو تو سمجھا جاتا ہے اس سے حصر بطورِ کفایہ کے اور خاص کر جب کہ لحاظ کیا جائے اس چیز کو کہ مذکور ہے شان نزول کے اسباب میں کہ عرب تھے دعویٰ کرتے علم مہینہ کے اترنے کا پس یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ آیت کے نفی علم

اُن کی کے ہے ساتھ اس کے یعنی اُن کو بالکل اس کا علم نہیں بلکہ وہ خاص ہے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے۔

فائدہ: اور نکتہ بیچ عدول کے اثبات سے طرف نفی کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ اور اسی طرح تعبیر ساتھ درایت کے سوائے علم کے واسطے مبالغہ اور تعمیر کے ہے اس واسطے کہ درایت حاصل کرنا علم خبر کا ہے ساتھ حیلے کے پس نفی ہوی ء اس کی ہر نفس سے باوجود ہونے اس کی کے اس کی خاص چیزوں سے اور نہ واقع ہوا اُس سے اوپر علم کے تو ہوگی عدم اطلاع اوپر علم غیر اس کے کے بطریق اولیٰ کی انتہی کلام الطیبی۔

اور یہ جو کہا کہ پھرا پیٹھ دے کر سو فرمایا کہ اس کو پھیر لاؤ تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کو پھیر لانے لگے تو انہوں نے کچھ چیز نہ دیکھی اس میں ہے کہ فرشتہ جائز ہے کہ صورت پکڑے واسطے غیر نبی کے پس دیکھے اس کو اور اس کے روبرو کلام کرے اور وہ سنتا ہو اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے کہ وہ فرشتوں کا کلام سنتا تھا اور سب روایتوں کا اتفاق ہے اس پر کہ خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو ساتھ حال اس کی کے بعد اس کے کہ انہوں نے اس کو تلاش کیا اور اس کو نہ پایا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ پھر وہ چلا گیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں بہت دیر ٹھہرا پھر فرمایا کہ اے عمر! کیا تو جانتا ہے کہ یہ سائل کون تھا میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے پس فرمایا کہ وہ جبرئیل تھا تو تطبیق دی ہے نووی نے درمیان ان دونوں روایتوں کے بایں طور کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اس کی خبر دی تو اُس وقت مجلس میں حاضر نہ تھے بلکہ تھے ان لوگوں میں سے جو کھڑے ہوئے یا تو ساتھ ان لوگوں کے جو اس مرد کی تلاش میں نکلے اور یا واسطے کسی اور شغل کے اور نہ پھرے ساتھ اس کے جو پھرا واسطے کسی عارض کے جو اُن کو عارض ہوا پس خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین کو اُسی وقت اور نہ اتفاق پڑا خبر دینے کا عمر کو مگر بعد تین دن کے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اس کا کہ پس ملے مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ پس اس کو خطاب کیا تنہا برخلاف پہلے اخبار کے اور یہ تطبیق خوب ہے۔

تنبیہات: اول دلالت کرتی ہیں یہ روایتیں جن کو ہم نے ذکر کیا اس پر کہ نہ پہچانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو مگر اخیر حال میں اور یہ کہ آئے جبرئیل آپ کے پاس بیچ صورت مرد خوبصورت کے لیکن وہ نہی معروف ہے نزدیک ان کے اور بعض کہتے ہیں کہ دحیہ کلبی صحابی کی صورت میں آئے تھے لیکن یہ وہم ہے اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ ہم میں سے کوئی اس کو نہ پہچانتا تھا اور دحیہ کلبی تو ان کے نزدیک مشہور تھے دوسری یہ ہے کہ ابن منیر نے کہا بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ آیا تھا کہ تم کو تمہارا دین سکھلائے کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ سوال حسن کا نام رکھا جاتا ہے علم اور تعلیم اس واسطے کہ جبرئیل سے سوائے سوال کے کچھ صادر نہیں ہوا اور باوجود اس کے پس نام رکھا ہے اس کا معلم اور تحقیق مشہور ہو چکا ہے قول ان کا کہ نیک سوال آدھا علم ہے اور ممکن ہے کہ لیا جائے اس حدیث سے اس واسطے کہ فائدہ اُس میں پیدا ہوا ہے سوال اور جواب دونوں پر تیسری یہ ہے کہ قرطبی نے کہا کہ اس حدیث کو سنت کی ماں کہا جائے

واسطے اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو جمل علم سنت سے طیبی نے کہا واسطے اس نکتہ کے شروع کیا ہے ساتھ اس کے بغوی نے اپنی کتاب مصابیح کو اور شرح السنۃ کو واسطے پیروی قرآن کے بیچ شروع کرنے اس کی کے ساتھ فاتحہ کے اس واسطے کہ وہ بغل گیر ہے علوم قرآن کو بطور اجمال کے اور کہا قاضی عیاض نے کہ شامل ہے یہ حدیث اوپر تمام وظیفوں عبادات ظاہرہ اور باطنہ کے عقود ایمان سے ابتدا میں اور حال میں اور مآل میں اور اعمال جوارح کے سے اور اخلاص چھپے بھیدوں کے سے اور محفوظ رہنے کے اعمال کی آفتوں سے یہاں تک کہ علوم شریعت کے سب راجع ہیں طرف اس کی اور نکلنے والے ہیں اس سے میں کہتا ہوں اور واسطے اسی کے سپرد کیا ہے میں نے کلام کو اوپر اس کے باوجودیکہ جو میں نے ذکر کیا ہے اگرچہ بہت ہے لیکن بہ نسبت اس چیز کی کہ بغل گیر ہے اس کو قلیل ہے سو نہیں مخالفت کی میں نے اختصار کے طریق کی اور اللہ ہے توفیق دینے والا امام بخاری نے کہا کہ گردانا ان سب کو ایمان سے یعنی اس ایمان سے جو کامل اور شامل ہے ان سب امروں پر۔ (فتح)

بَابٌ. یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے نووی نے کہا اس واسطے کہ ترجمہ یعنی سوال جبرائیل کا ایمان سے نہیں متعلق ہے ساتھ اس کے یہ حدیث پس نہیں صحیح ہے داخل کرنا اس کا بیچ اس کے میں کہتا ہوں کہ تعلق کی نفی کرنی نہیں تمام ہے اس جگہ دونوں حالتوں پر اس واسطے کہ اگر ثابت ہو باب بغیر ترجمہ کے تو وہ بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے پس ضرور ہے کہ اس کو اُس کے ساتھ کوئی تعلق ہو اور اگر نہ ثابت ہو اس جگہ باب تو اس کا تعلق اس کے ساتھ متعین ہے لیکن وہ متعلق ہے ساتھ قول اس کے کے ترجمہ میں کہ ان سب کو دین ٹھہرایا اور وجہ تعلق کی یہ ہے کہ نام رکھا ہے اُس نے دین کا ایمان بیچ حدیث ہرقل کے پس تمام ہو گی مراد بخاری کی ساتھ ہونے دین کے وہ ایمان پس اگر کہا جائے کہ نہیں حجت واسطے اس کے بیچ اس کے اس واسطے کہ وہ منقول ہے ہرقل سے تو جواب یہ ہے کہ ہرقل نے اس کو اپنے اجتہاد سے نہیں کہا اور سوائے اس کے نہیں کہ خبر دی ہے اس نے ساتھ اُس کے اپنی استقرا سے جو پہلے نبیوں کی کتابوں سے کیا تھا جیسے کہ اس کی تقریر پہلے گزر چکی ہے اور نیز ہرقل نے اس کو رومی زبانوں میں بیان کیا تھا اور ابوسفیان نے اس کو عربی زبان میں تعبیر کیا اور اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف ڈالا اور وہ علماء زبان عربی سے ہیں پس روایت کی اُس نے اس سے اور نہ انکار کیا اوپر اس کے پس دلالت کی اُس نے کہ وہ صحیح ہے لفظ میں اور معنی میں۔ (فتح)

٤٩ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو

۴۹۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہرقل نے اس کو کہا کہ میں نے پوچھا تجھ سے کہ اُس کے تابعدار بڑھتے ہیں یا گھٹتے ہیں سو تو نے کہا کہ بڑھتے ہیں سو یہی حال ہے ایمان کا کہ اُس کو ترقی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ کمال کو پہنچتا ہے اور میں

سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ أَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لَهُ سَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ أَمْ يَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ الْإِيْمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِيْنِهٖ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيْهِ فَزَعَمْتَ أَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ الْإِيْمَانُ حِيْنَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ لَا يَسْخَطُهُ أَحَدٌ.

نے پوچھا تجھ سے کہ کوئی اُن میں سے پھر بھی جاتا ہے اس کے دین سے ناخوش ہو کر بعد داخل ہونے کے اُس میں تو نے کہا کہ نہیں سو یہی حال ایمان کا ہے جب کہ اس کی روشنی دل میں رچ جائے اس سے کوئی ناخوش نہیں ہوتا۔

فائدہ: ہرقل نے اس حدیث میں ایمان اور دین میں کچھ فرق نہیں کیا ہے بلکہ دونوں کو ایک ہی ٹھہرایا ہے پس مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ. دین کو ستھرا رکھنے والے کی فضیلت کا بیان۔

فائدہ: شاید اس نے ارادہ کیا ہے کہ بیان کرے کہ پرہیزگاری ایمان کی کامل کرنے والی چیزوں سے ہے پس اسی واسطے وارد کیا باب حدیث کو ایمان کے بابوں میں اور اس اسناد میں دلیل ہے اوپر صحیح ہونے تحمل لڑکے تمیز کرنے والے کے اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے انتقال فرمایا اس وقت نعمان کی عمر آٹھ برس کی تھی اور یہ جو کہا کہ حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے یعنی اپنی ذات میں اور وصف میں ساتھ دلیلوں اپنی کے جو ظاہر ہیں اور یہ جو کہا کہ بہت لوگ ان کو نہیں جانتے کہ کیا یہ حلال سے ہے یا حرام سے اور مفہوم قول اس کے کثیر کا یہ ہے کہ ان کے حکم کی معرفت ممکن ہے لیکن واسطے کم لوگوں کے اور وہ امام مجتہدین ہیں پس شبہات بنا بر اس کے اُن کے غیر کے حق میں ہیں اور کبھی واقع ہوتا ہے شبہ واسطے اُن کے جس جگہ کہ نہ ظاہر ہو واسطے ترجیح ایک دونوں دلیلوں کے اور یہ جو کہا کہ جو شبہے کی چیزوں سے بچا وہ اپنے دین اور آبرو کو سلامت لے گیا یعنی پاک کیا اُس نے اپنے دین کو نقصان سے اور اپنی آبرو کو طعن سے بیچ اس کے اس واسطے کہ جو نہ پہچانا جائے ساتھ پرہیز کرنے کے شبہے والی چیزوں سے نہیں سلامت رہتا طعن کرنے والے کے قول سے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ جو شبہے والی چیز سے نہ بچا اپنے کسب اور معاش میں اس نے تعریض کی اپنے نفس کو واسطے طعن کے اور اس میں اشارہ ہے طرف محافظت کی دین کے امروں پر اور رعایت مروت کی اور اختلاف ہے بیچ حکم شبہے والی چیزوں کے پس بعض کہتے ہیں کہ حرمت ہے اور یہ مردود ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کراہت ہے بعض کہتے ہیں کہ وقف ہے اور وہ مانند خلاف کی ہے اس چیز میں جو شرع سے پہلے ہے اور حاصل اس چیز کا کہ تفسیر کیا ہے ساتھ اس کے علماء نے شبہے والی چیزوں کو چار چیزیں ہیں ایک تعارض دلیلوں کا ہے یعنی شبہے والی وہ چیز ہے جس میں دلیلیں متعارض وارد ہوں ایک سے حرمت معلوم ہو اور ایک سے حلت دوسری

مختلف ہونا علماء کا ہے یعنی شبہے والی اُس چیز کو کہتے ہیں جس میں علماء کا اختلاف ہو اور یہ پہلی وجہ سے نکالی گئی ہے تیسری یہ کہ مراد ساتھ اس کے مسمی مکروہ کا ہے یعنی جس چیز کو مکروہ کہتے ہیں اسی کو شبہے والی چیز کہا جاتا ہے چوتھی یہ کے کہ مراد ساتھ اس کے مباح ہے اور نہیں ممکن ہے اُس کے قائل کو کہ حمل کرے اس کو اوپر متساوی طرفین کے ہر وجہ سے بلکہ ممکن ہے حمل کرنا اس کا اُس چیز پر جو ہو قسم خلاف اولیٰ سے بایں طور کہ ہو متساوی طرفین باعتبار اپنی ذات کے راجح ہو فعل اُس کا یا ترک کرنا اس کا باعتبار امر خارجی کے اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے راجح ہونا پہلی وجہ کا ہے جیسا کہ میں اس کو عنقریب ذکر کروں گا اور نہیں بعید ہے کہ ہو ہر وجہ مراد یا مختلف ہے یہ ساتھ مختلف ہونے لوگوں کے پس عالم دانا پوشیدہ نہیں رہتی اس پر تمیز حکم کی پس نہیں واقع ہوتا واسطے اس کے یہ مگر بیچ بہت طلب کرنے کے مباح یا مکروہ سے جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے اور جو عالم سے کم ہے واقع ہوتا ہے واسطے اس کے شبہ بیچ تمام چیزوں مذکورہ کے باعتبار اختلاف احوال کے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ جو مکروہ میں بہت پڑتا ہے ہوتی ہے اس میں جرأت اوپر اختیار کرنے اس چیز کے کہ منع کیا گیا ہے اس سے فی الجملہ یا باعث ہوتی ہے اس کو عادت اس کی اختیار کرنے منع چیز کے جو حرام نہیں اوپر اختیار کرنے منع چیز کے جو حرام ہے جب کہ ہو اس کی جنس سے یا ہو واسطے شبہ کے بیچ اس کے اور وہ یہ ہے کہ جو منع چیز کو اختیار کرتا ہے اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے واسطے گم ہونے نور ورع کے پس واقع ہونا حرام میں اگرچہ نہ اختیار کرے وقوع کو اور یہ جو کہا کہ ہر بادشاہ کے واسطے رمنہ ہوتا ہے یعنی رکھ جو جانوروں کے گھاس چرنے کے واسطے گھیری جاتی ہے اور بیچ خاص کرنے تمثیل کے ساتھ اس کے ایک نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ عرب کے بادشاہ تھے گھیرتے واسطے چرانے اپنے مویشی کے خاص مکانوں کو وعدہ مار کا دیتے تھے اس شخص کو جو اس میں چرائے بغیر اذن ان کی کے ساتھ مار سخت کے پس مثال بیان فرمائی حضرت ﷺ نے واسطے ان کے ساتھ اس چیز کے کہ مشہور تھی نزدیک ان کے پس ڈرنے والا مار سے انتظار کرنے والا واسطے رضامندی بادشاہ کے دور ہوتا ہے اس رکھ سے اس خوف سے کہ اس کے مویشی اس میں پڑیں پس دور ہونا اس سے سلامت تر ہے واسطے اس کے اگرچہ اس کا سخت ڈر ہو اور جو خوف نہیں کرتا وہ اس سے قریب ہوتا ہے اور اس کے گرد چراتا ہے پس نہیں امن میں ہوتا اس سے کہ کوئی بکری بھٹک کر اس میں واقع ہو بغیر اس کے اختیار کے یا جس مکان میں وہ ہے اس میں گھاس نہ ہو اور رکھ میں گھاس ہو پس نہ روک سکے اپنی جان کو اس میں پڑنے سے پس اللہ تعالیٰ سبحانہ وہ بادشاہ ہے اور اس کا رمنہ اس کے محارم ہیں اور مراد ساتھ محارم کے کرنا ممنوع حرام چیز کا ہے یا ترک کرنا مامور واجب کا اور یہ جو کہا کہ وہ قلب ہے یعنی دل تو نام رکھا گیا قلب کا قلب واسطے پھرنے اس کی کے امور میں یا اس واسطے کہ وہ خالص ہے اس چیز کا کہ بدن میں ہے اور خالص ہر چیز کا قلب اس کا ہے یا اس واسطے کہ بدن میں الٹا رکھا گیا ہے اور خاص کیا گیا دل ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ سردار ہے بدن کا اور ساتھ درست ہونے سردار کے درست ہوتی ہے رعیت اور ساتھ فاسد ہونے اس کے

فاسد ہوتی ہے اور اس میں تنبیہ ہے اوپر تعظیم قدر دل کے اور ترغیب ہے اوپر درست کرنے اس کے اور اشارہ ہے طرف اس کی کہ واسطے پاک کمائی کے اس میں اثر ہے اور مراد وہ چیز ہے جو اس کے ساتھ متعلق ہے فہم سے جو مرکب کیا ہے اس کو اللہ نے بیچ اس کے اور استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عقل دل میں ہے اور مناسبت اس کی واسطے ماقبل اپنے کے ساتھ نظر کرنے کے ہے طرف اس کی کہ اصل بچنے اور واقع ہونے میں وہ چیز ہے جو دل کے ساتھ ہو اس واسطے کہ وہ ستون ہے بدن کا اور کہا علماء نے کہ یہ حدیث چوتھائی احکام کی ہے اور اشارہ کیا ہے ابن عربی نے کہ ممکن ہے نکالنا تمام احکام کا فقط تھا اسی حدیث سے قرطبی نے کہا کہ اس واسطے کہ وہ شامل ہے اوپر تفصیل کے درمیان حلال وغیرہ کے اوپر متفق ہونے تمام احکام کے ساتھ دل کے پس اس جگہ سے ممکن ہے رد کرنا تمام احکام کا طرف اس کی۔ (فتح)

۵۰ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ أَنْ يُّوَاقِعَهٗ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا إِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِيْ أَرْضِهٖ مَحَارِمُهٗ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ.

۵۰۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک حلال کھلا ہے اور حرام بھی کھلا ہے لیکن ان دونوں کے درمیان دو طرفا ملتی ہوئے شبہے کی بہت چیزیں ہیں ان کو بہت لوگ نہیں جانتے سو جو شبہوں سے بچا وہ اپنے دین اور آبرو کو سلامت لے گیا اور جو شبہوں میں پڑا وہ آخر حرام میں بھی پڑا جیسے وہ چرانے والا رکھ (یعنی روکی ہوئی زمین کے) آس پاس چراتا ہے قریب ہے کہ کبھی رمنی کو بھی چریں گے جانو کہ ہر بادشاہ کا ایک رمنہ ہوتا ہے جان لو کہ اللہ کا رمنہ اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں جان رکھو کہ بے شک بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ سنورا تو سب بدن سنورا اور جب وہ بگڑا تو سب بدن بگڑا یاد رکھو کہ وہ ٹکڑا دل ہے۔

فائدہ: دنیا کی سب چیزیں تین طرح پر ہیں حلال اور حرام اور شبہ دار سو جو چیزیں حلال ہیں وہ قرآن اور حدیث میں صاف کھلی ہیں اور جو حرام ہیں وہ بھی کھلی ہیں اور شبہ دار یعنی کچھ حلال سے میل رکھتی ہے اور حرام سے بھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا قاعدہ فرمایا کہ جس چیز میں شبہ پڑے کہ حلال ہے یا حرام تو اس کو چھوڑ دے ہرگز نہ کرے اُس میں دین کا بچاؤ ہے اس واسطے کہ جب شبہ والی چیزوں میں آدمی پڑا تو ہوتے ہوتے حرام چیزوں میں ہی گرفتار ہوگا اور دل بگڑا یعنی جب دل فسق اور فجور میں جم گیا تو تمام بدن بگڑ جائے گا۔

بَابُ أَدَآءِ الْخُمُسِ مِنَ الْإِيْمَانِ.

لوٹ کے مال سے پانچواں حصہ اللہ کے راہ میں دینا ایمان سے ہے یعنی ایمان کی ایک شاخ ہے۔

فائدہ: یہی مراد ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ﴾ الآیۃ۔

۵۱ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ أَقْعُدُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ يُجْلِسُنِيْ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَقَالَ أَقِمْ عِنْدِيْ حَتّٰى أَجْعَلَ لَكَ سَهْمًا مِّنْ مَّالِيْ فَأَقَمْتُ مَعَهٗ شَهْرَيْنِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ الْقَوْمُ أَوْ مَنِ الْوَفْدُ قَالُوْا رَبِيْعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَا نَسْتَطِيْعُ أَنْ نَّأْتِيَكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نُّخْبِرْ بِهٖ مَنْ وَّرَآءَنَا وَنَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ وَسَأَلُوْهُ عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ أَمَرَهُمْ بِالْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَا الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَآءُ الزَّكَاةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّآءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ وَقَالَ احْفَظُوْهُنَّ وَأَخْبِرُوْا بِهِنَّ

۵۱۔ ابو جمرہ سے روایت ہے اُس نے کہا کہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا کرتا تھا پس ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ کو اپنے تخت پر بیٹھا لیتے تھے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو میرے پاس ٹھہر تا کہ میں اپنے مال سے ایک حصہ تجھ کو دے دوں ابو جمرہ نے کہا سو میں اُن کے پاس دو مہینے تک ٹھہرا پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عبدالقیس کے ایلچی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون قوم ہو یا کون ایلچی ہو؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم ربیعہ کی قوم سے ہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوش آمدید قوم کو یا فرمایا خوش آمدید ایلچیوں کو کہ نہ ذلیل ہوں نہ شرمندہ (یعنی تمہارے واسطے بشارت ہے) انہوں نے عرض کی اے رسول اللہ کے ہم آپ کے پاس آنے کی طاقت نہیں پاتے مگر مہینے حرام میں (اس واسطے) کہ ہمارے اور آپ کے درمیان یہ قوم ہے کفار مضر کے (جو ہم کو آنے سے روکتے ہیں) سو آپ ہم کو کوئی امر فیصلہ کرنے والا دیجیے (یعنی فرق کرنے والا درمیان حق اور باطل کے) جو خبر دیں ہم ساتھ اس کے اپنے پیچھے والے لوگوں کو یعنی اپنی قوم کو جو وطن میں چھوڑ آئے ہیں اور داخل ہوں ہم اس کے سبب بہشت میں اور پوچھا انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شرابوں کے برتنوں کا حال (یعنی اُن کو استعمال میں لائیں یا نہ لائیں) پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو چار چیزوں کا حکم فرمایا اور چار چیزوں سے منع فرمایا ان کو ایمان لانے کا اللہ کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کیا ہے ایمان

مَنْ وَّرَآئَکُمْ.

ساتھ اللہ کے انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ تر جاننے والا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ ایک کے ساتھ ایمان لانا یہ ہے کہ گواہی دینی اس بات کی کہ سوائے اللہ کے کوئی بندگی کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے اور قائم کرنا نماز کا اور دینا زکوٰۃ کا اور روزے رکھنے رمضان کے اور لوٹ کے مال سے پانچواں حصہ دینا اور حضرت ﷺ نے منع فرمایا ان کو چار قسم کے باسنوں کے استعمال کرنے سے لاکھی برتن سے اور تونبے کے کدو سے اور چوبی برتن سے جو درخت کی جڑ سے کھود کر بناتے ہیں اور روغنی رال والے برتن سے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یاد رکھو ان کو اور خبر دو ان کی اپنے پیچھے والے لوگوں کو۔

فائدہ: مہینے حرام کے چار ہیں ذیقعد اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب ان چار مہینوں میں لڑائی وغیرہ لوٹ مار سب بند ہو جاتے ہیں راہ چلتے کوئی کسی سے شوخی نہیں کرتا تھا یہ جو کہا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ بیٹھا تھا تو اس کا سبب یہ ہے کہ وہ مترجم تھا درمیان ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور درمیان لوگوں کے ابن صلاح نے کہا کہ اصل ترجمہ کے معنی ہیں تعبیر کرنا ایک زبان کو دوسری زبان میں اور وہ میرے نزدیک اس جگہ عام تر ہے اس سے اور یہ کہ وہ پہنچاتا تھا کلام ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ان لوگوں کو جو ان پر پوشیدہ تھے اور پہنچاتا تھا اس کو کلام اُن کا یا تو واسطے ہجوم لوگوں کے یا واسطے قصور فہم کے میں کہتا ہوں کہ دوسرے معنی ظاہر تر ہیں اس واسطے کہ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ چوپائے پر بیٹھا تھا پس نہیں فرق ہے بیچ ہجوم کے درمیان ان کے مگر یہ کہ حمل کیا جائے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما چوپائے کے درمیان میں بیٹھے تھے اور ابو جمرہ اس کے اس کنارے پر تھا جو متصل تھا ساتھ اُن کے جن کی طرف سے ترجمہ کرتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ابو جمرہ کو فارسی زبان آتی تھی پس تھا ترجمہ کرتا واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے یعنی جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے ان کی کلام کا مطلب فارسیوں کو فارسی زبان میں ترجمہ کر کے سمجھاتا تھا۔ قرطبی نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اُس پر کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے کفایت کرتے ترجمہ میں ساتھ ایک مرد کے اور تحقیق باب باندھا ہے بخاری نے ساتھ اس کے کتاب احکام کے اخیر میں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ پکڑنے محدث کے لکھنے والے کو اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ابو جمرہ کو حدیث بیان کی کہ عبدالقیس کے ایلچی آئے تو اس کا سبب یہ ہے کہ ایک عورت اس کے پاس آئی پوچھتی تھی کہ ٹھلیا میں کھجور بھگو کر اُس کے نچوڑ پینے کا کیا حکم ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو اس سے منع کیا میں تو

میں نے کہا کہ اے ابن عباس! کہ میں سبز گھڑے میں کھجور بھگوتا ہوں اس کا نچوڑ میٹھا ہوتا ہے تو میں پیتا ہوں تو میرے پیٹ میں قر قر ہوتی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہ پی اس سے اگر چہ شہد سے زیادہ تر میٹھا ہو اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو گھڑوں میں کھجور بھگونے کی حرمت کا منسوخ ہونا نہیں پہنچا اور وہ ثابت ہے مسلم کی حدیث میں اور کہا قرطبی نے کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے واسطے مفتی کے یہ کہ ذکر کرے دلیل کو اس حال میں کہ بے پرواہ ہو ساتھ اس کے نص کرنے سے اوپر جواب فتوی کے جب کہ وہ سائل بنا ساتھ موضع حجت کے یعنی اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ابو جمرہ کے جواب میں یہ حدیث بیان کی اور عبدالقیس کے ایلچی چالیس مرد تھے تیرہ ان میں سردار تھے وہ سوار تھے اور باقی اُن کے تابع تھے وہ پیادہ تھے اور یہ جو کہا کہ کون قوم ہو تو اس میں دلیل ہے اوپر مستحب ہونے سوال قاصد کے اس کے نفس سے تا کہ پہچانا جائے اور اپنے لائق جگہ میں اتارا جائے اور یہ جو انہوں نے کہا کہ ہم ربیعہ ہیں تو اس میں تعبیر ہے بعض سے ساتھ کل کے اس واسطے کے وہ بعض ربیعہ تھے اور یہ جو کہا کہ مرحبا تو اس میں دلیل ہے اوپر مستحب ہونے تانیس قادم کے یعنی اس کے واسطے لگاؤ پیدا کرنا اور یہ مرحبا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی بار واقع ہوا ہے چنانچہ فرمایا مرحبا بام ھانی ، مرحبا بنتی اور سوائے اس کے اور یہ جو کہا کہ نہ ذلیل ہوں نہ شرمندے تو ابن ابی جمرہ نے کہا کہ خوشخبری دی ان کو ساتھ خیر کے دنیا اور آخرت میں اس واسطے کہ نادم ہونا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے عاقبت میں پس جب اس کی نفی ہوئی تو اس کی ضد ثابت ہوئی اور اس میں دلیل ہے اوپر جائز ہونے ثنا کے آدمی پر اس کے روبرو جب کہ اُس پر فتنے سے امن ہو اور یہ جو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ تو اس میں دلیل ہے اس پر کہ وہ مقابلے کے وقت مسلمان تھے اور یہ جو کہا کہ مگر حرام کے مہینے میں تو مراد اس سے جنس ہے پس شامل ہوگا حرام چاروں مہینوں کو اور بعض کہتے ہیں کہ مراد رجب کا مہینہ ہے اور مضر کی قوم اس کی تعظیم میں بہت مبالغہ کرتی تھی پس اسی واسطے منسوب ہوا طرف ان کی اور ظاہر یہ ہے کہ تھے وہ خاص کرتے اس کو ساتھ زیادہ تعظیم کے باوجود حرام جاننے اُن کے لڑنے کو دوسرے تین مہینوں میں مگر یہ کہ اکثر اوقات اُن کو بھول جاتے تھے برخلاف اس کے اور اس میں دلیل ہے اوپر مقدم ہونے اسلام عبدالقیس کے اوپر قبائل مضر کے جو اُن کے اور مدینے کے درمیان بستے تھے اور عبدالقیس کے گھر بحرین میں تھے اور یہ جو کہا کہ خبر دیں ہم ساتھ اُس کے اپنی پچھلوں کو الخ تو اس میں دلیل ہے اوپر ظاہر کرنے عذر کے وقت عاجز ہونے کے پورا دینے حق کے سے واجب ہو یا مستحب اور اس پر کہ جو چیز زیادہ تر مقصود ہو پہلے اس کا سوال کیا جائے اور اس پر کہ نیک عمل بہشت میں داخل کرتے ہیں جب کہ قبول ہوں اور ان کا قبول ہونا واقع ہوتا ہے ساتھ رحمت اللہ کے اور کہا قاضی ابوبکر بن عربی نے کہ اگر حرف عطف کا نہ ہوتا تو ہم کہتے کہ ذکر شہادتوں کا وارد ہوا ہے بطور تقدیر کے لیکن ممکن ہے کہ پڑھا جائے قول اُس کا وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ ساتھ زبر کے پس ہوگا عطف اوپر قول اس کے اَمَرَھُمْ بِالْاِیْمَانِ اور تقدیر یہ کہ اَمَرَھُمْ بِالْاِیْمَانِ مُصَدِّرًا بِهٖ

وَبِشَرْطِهٖ مِنَ الشَّهَادَتَيْنِ وَاَمَرَهُمْ بِاِقَامِ الصَّلٰوةِ الخ پس اگر کہا جائے کہ ظاہر اس چیز کا کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس کے بخاری نے کہ خمس کا ادا کرنا ایمان سے ہے تقاضا کرتا ہے داخل کرنے اس کے کو ساتھ باقی خصلتوں کے ایمان کی تفسیر میں اور تقدیر مذکور اس کے مخالف ہے اور جواب دیا ہے ابن رشید نے ساتھ اس کے کہ حاصل ہوتی ہے مطابقت اور جہت سے اور وہ یہ ہے کہ سوال کیا انہوں نے ان عملوں سے جن کے ساتھ بہشت میں داخل ہوں اور جواب دیا ان کو حضرت ﷺ ان عملوں سے جن کے ساتھ بہشت میں داخل ہوں اور جواب دیا ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ کئی چیزوں کے ایک ان میں سے ادا کرنا خمس کا ہے اور جو اعمال کہ بہشت میں داخل کرتے ہیں وہ ایمان کے اعمال ہیں تو ہوگا ادا کرنا خمس کا ایمان سے ساتھ اس تقریر کے پس اگر کہا جائے کہ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ میں تم کو چار چیزوں کا حکم کرتا ہوں ایمان لانا ساتھ اللہ کے اور گواہی دینا اس کی کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے اور گرہ دی ہاتھ سے ایک پس دلالت کی اس نے کہ گواہی ایک ہے چار میں سے پس کہا جاتا ہے کہ کس طرح فرمایا چار اور حالانکہ مذکور پانچ ہیں اور تحقیق جواب دیا ہے اس سے قاضی عیاض نے واسطے پیروی ابن بطال کے بایں طور کہ مراد چار ماسوا ادا خمس کے ہیں گویا کہ آپ نے ارادہ کیا اُن کے معلوم کروانے کا ساتھ قواعد ایمان کے اور فرض عین کے پھر معلوم کرا دی ان کو وہ چیز جو لازم ہے ان کو نکالنا اس کا جب کہ واقع ہو واسطے اُن کے جہاد اس واسطے کہ تھے وہ در پے لڑائی کا فروں مضر کے اور بعینہ اس کو ذکر نہ کیا اس واسطے کہ وہ سبب ہے جہاد سے یعنی اس کا سبب جہاد ہے اور جہاد اس وقت فرض عین نہ تھا اور تحقیق جواب دیا گیا ہے اس سے بایں طور کہ وہ اعتبار اجزاء مفصلہ کے چار ہے اور اپنی حد ذات میں ایک ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ اسم جامع ہیں واسطے چاروں خصلتوں کے ذکر کیا کہ آپ ان کو ان کے ساتھ حکم کرتے ہیں پھر تفسیر کیا اس کو پس وہ واحد ہے باعتبار نو کے متعدد ہے باعتبار وظائف کے جیسا کہ ممنوع عنہ اور وہ کھجور کا بھگونا ہے باعتبار نوع کے واحد ہے اور باعتبار باسنوں کے متعدد ہے اور حکمت بیچ اجمال کے ساتھ پہلی تفسیر کے یہ ہے کہ خواہش ہو نفس کی طرف تفصیل کی پھر آرام پکڑے طرف اس کی اگرچہ حاصل ہو حفظ اس کا واسطے سامع کے پس جب بھول جائے کوئی چیز اس کی تفصیل طلب کرے نفس اپنے کو ساتھ عدد کے پس نہ پورا لے عدد کو کہ اُس کے حفظ میں ہے تو معلوم کرے کہ تحقیق فوت ہوئی ہے اس سے بعض وہ چیز جو سنی تھی اور قاضی عیاض نے کہا کہ حج فی الفور فرض ہے اور تحقیق حجت پکڑی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے اس کی کے تراخی پر یعنی ساتھ دیر اور مہلت کے بایں طور کے فرض ہونا حج کا تھا ہجرت کے بعد اور یہ کہ حضرت ﷺ تھے قادر اوپر حج کے سنہ آٹھ اور نو میں اور حالانکہ نہ حج کیا آپ نے مگر دسویں سال میں اور لیکن قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ سوائے اس کے نہیں کہ ترک کیا ذکر حج کا اس واسطے کہ وہ فرض ہے تراخی پر تو یہ قول اس کا ٹھیک نہیں اس واسطے کہ ہونا اس کا تراخی پر نہیں منع کرتا حکم کرنے کو ساتھ اس کے اور اسی طرح قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ سوائے اس کے

نہیں کہ ترک کیا اس کو کہ وہ ان کے نزدیک مشہور تھا قوی نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اُن کے غیر کے واسطے ذکر کیا ان لوگوں کے واسطے جن کے نزدیک مشہور تر تھا اور اسی طرح قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ اس واسطے اس کے ذکر کو ترک کیا کہ اُن کے واسطے اس کی طرف راہ نہ تھی واسطے سبب کفار مضر کے ٹھیک نہیں اس واسطے کہ نہیں لازم آتا ناطاقت ہونے سے حال میں نہ خبر دینا ساتھ اُس کے تاکہ عمل کیا جائے ساتھ اس کے وقت طاقت اور قدرت کے بلکہ یہ دعویٰ کہ ان کو حج کی طرف راہ نہ تھی ممنوع ہے اس واسطے کہ حج واقع ہوتا ہے حرام کے مہینوں میں اور تحقیق ذکر کیا ہے علماء نے کہ کافر ان میں باامن ہوتے تھے لیکن ممکن ہے کہ کہا جائے کہ سوائے اس کے نہیں کہ خبر دی ان کو ساتھ بعض امروں کے واسطے ہونے ان کی کے کہ سوال کیا تھا انہوں نے آپ سے یہ کہ خبر دیں ان کو ساتھ اس چیز کے کہ اس کے کرنے سے بہشت میں داخل ہوں پس اقتصار کیا واسطے ان کے اس چیز پر کہ ممکن ہے اُن کو فعل ان کا فی الحال اور قصد کیا خبر دینا ان کا ساتھ تمام احکام کے جو واجب ہیں اوپر ان کے کرنے میں اور نہ کرنے میں اور دلالت کرتا ہے اس پر اقتصار آپ کا مناہی میں اوپر بھگونے کے باسنوں میں باوجودیکہ مناہی میں وہ چیز ہے جو اشد ہے تحریم میں بھگونے سے لیکن اقتصار کیا اس پر اس واسطے کہ کثرت ان کی کے ساتھ اس کے اور یہ جو کہا کہ منع کیا ان کو چار چیز سے سبز باسن سے اور کدو کے تونبے سے اور چربی باسن سے اور روغنی رال والے برتن سے تو بھگونے کھجور کے سے خاص ان برتنوں میں اس واسطے ہے کہ ان میں نشہ جلدی پیدا ہوتا ہے پس بہت وقت پیتا ہے اس سے جو اس سے بے خبر ہوتا ہے پھر ثابت ہوئی رخصت بیچ بھگونے کھجور کے ہر برتن میں باوجود منع کرنے کے پینے ہر نشہ والی چیز کے سے کماسیاتی فی کتاب الاشربہ۔ اور یہ جو فرمایا کہ اپنے پچھلوں کو ان کے ساتھ خبر دو تو یہ شامل ہے اس شخص کو جن کے پاس وہ آئے تھے اور یہ باعتبار مکان کے ہے اور شامل ہے اس شخص کو جو پیدا ہوگا واسطے اُن کے اولاد وغیرہم سے اور یہ باعتبار زمانے کے ہے پس احتمال ہے اعمال اس کا دونوں معنوں میں اکٹھے حقیقت میں اور مجاز میں اور نکالا ہے اُس سے بخاری نے اعتماد اوپر خبر احاد کے یعنی ایک کی خبر مقبول ہے کماسیاتی بابہ۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْاَعْمَالَ بِالنِّيَّةِ وَالْحِسْبَةِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى فَدَخَلَ فِيْهِ الْاِيْمَانُ وَالْوُضُوْءُ وَالصَّلَاةُ وَالزَّكَاةُ وَالْحَجُّ وَالصَّوْمُ وَالْاَحْكَامُ.

یعنی ہر ایک شخص کے واسطے وہی چیز ہے جو اس نے نیت کی پس داخل ہوگیا اُس کے عموم میں ایمان اور وضو اور نماز اور زکوٰۃ اور حج اور روزہ اور سب احکام یعنی اس حدیث کے عموم میں سب عمل داخل ہیں پس سوائے نیت کے کسی عمل کا اعتبار نہیں۔

فائدہ: یعنی باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے دلالت کرنے والی اس پر کہ اعمال شرعیہ معتبر ہیں ساتھ نیت کے اور حسبت کے اور مراد ساتھ حسبت کے طلب کرنا ثواب کا ہے اور کوئی حدیث نہیں آئی جس کے یہ لفظ ہوں

اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ استدلال کیا ہے اس نے ساتھ حدیث عمر رضی اللہ عنہ کے اس پر کہ عمل ساتھ نیت کے ہیں اور ساتھ حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ عمل ساتھ حسبت کے ہیں اور یہ جو کہا کہ پس داخل ہوا بیچ اس کے تو یہ بخاری کا قول ہے اور وجہ داخل ہونے نیت کے ایمان میں اوپر طریق بخاری کے یہ ہے کہ ایمان عمل ہے کما تقدم شرحہ اور لیکن ایمان ساتھ معنی تصدیق کے پس نہیں محتاج ہے طرف نیت کی مانند تمام عملوں دل کے اللہ کے خوف اور اس کی عظمت اور محبت اور قربت چاہنے سے طرف اس کی اس واسطے کہ وہ جدا کی گئی ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے پس نہیں محتاج ہے واسطے نیت کے جو جدا کرے اس کو اس واسطے کہ نیت جدا کرتی ہے عمل کو جو واسطے اللہ کے ہو اس عمل سے جو اس کے غیر کے واسطے ہو واسطے ریا کے اور جدا کرتی ہے اعمال کے مراتب کو مانند فرض کی مستحب سے اور جدا کرتی ہے عبادت کو عادت سے مانند روزے کی حمیت سے اور یہ جو کہا کہ وضو تو یہ اشارہ ہے طرف خلاف اس شخص کی جو اس میں نیت کو شرط نہیں ٹھہراتا جیسے کہ منقول ہے اوزاعی اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہما سے اور ان کی حجت یہ ہے کہ وہ عبادت مستقل نہیں ہے بلکہ وسیلہ ہے طرف عبادت کی مانند نماز کی اور مناقضہ کیے گئے ہیں ساتھ تیمم کے اس واسطے کہ وہ بھی وسیلہ ہے اور تحقیق شرط کی ہے اس میں حنفیہ نے نیت اور استدلال کیا ہے جمہور نے اوپر شرط ہونے نیت کے وضو میں ساتھ دلیلوں صحیحہ کے جو تصریح کرتی ہیں ساتھ وعدے ثواب کے اوپر اس کے پس نہیں کوئی چارہ قصد سے یعنی نیت سے جو جدا کرے اس کو اس کے غیر سے تا کہ حاصل ہو ثواب موعود اور لیکن نماز پس نہیں اختلاف ہے بیچ شرط ہونے نیت کے اس میں اور لیکن زکوٰۃ پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ساقط ہوتی ہے ساتھ لینے بادشاہ کے اگرچہ نہ نیت کرے مال والا اس واسطے کہ بادشاہ اس کے قائم مقام ہے اور لیکن حج پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پھرتا ہے طرف فرض اس شخص کی جو اپنے غیر کی طرف سے حج کرے واسطے دلیل خاص کے اور وہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے شبرمہ کے قصے میں یعنی اندریں صورت زکوٰۃ اور حج میں جو نیت شرط نہیں تو یہ واسطے دلیل خاص کے ہے اور لیکن روزہ پس اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف خلاف اس شخص کی جو گمان کرتا ہے کہ رمضان کے روزے کے واسطے نیت کی حاجت نہیں اس واسطے کہ وہ جدا ہے ساتھ نفس اپنے کے جیسا کہ منقول ہے زفر سے اور یہ جو کہا کہ احکام تو مراد اس سے معاملات ہیں کہ داخل ہوتی ہے اس میں حاجت طرف محاکمہ کی پس شامل ہوگا بیعوں کو اور نکاحوں کو اور اقرار وغیرہ کو اور جس صورت میں نیت شرط نہیں تو یہ واسطے دلیل خاص کے ہے اور تحقیق ذکر کیا ہے ابن منیر نے ایک ضابطہ واسطے اس چیز کے کہ اس میں نیت شرط ہے اس چیز سے کہ اس میں شرط نہیں پس کہا اس نے کہ ہر عمل کہ نہ ظاہر ہو اس کے واسطے فائدہ دنیا میں بلکہ مقصود ساتھ اس کے طلب ثواب ہو تو اس میں نیت شرط ہے اور جس عمل کا فائدہ بالفعل ظاہر ہو اور لائے اس کو طبیعت پہلی شرط کے واسطے مناسبت کے درمیان ان دونوں کے تو اس میں نیت شرط نہیں مگر واسطے اس شخص کے کہ قصد کرے ساتھ اس کے اور معنی کو کہ مترتب ہو اس پر ثواب اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ

اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ بعض صورتوں کے جہت تحقیق مناط تفرقہ کے سے اور لیکن وہ چیز کہ ہو معانی محض سے مانند خوف اور امید کی تو نہیں کہا جاتا ساتھ شرط ہونے نیت کے بیچ اس کے اس واسطے کہ نہیں ممکن ہے یہ کہ واقع ہو مگر نیت میں اور جب فرض کیا جائے اس میں نیت مقصود تو محال ہو جائے گی حقیقت اس کی پس نیت اس میں شرط عقلی ہے اس واسطے کہ نہیں شرط ہے نیت واسطے بھاگنے کی تسلسل سے اور لیکن اقوال پس محتاج ہے طرف نیت کی تین جگہوں میں ایک تقرب چاہنا ہے طرف اللہ کی واسطے بھاگنے کے ریا سے دوسری جدائی کرنی ہے درمیان الفاظ کے جو احتمال رکھتے ہیں واسطے غیر مقصود کے اور تیسری قصد انشا کا ہے تا کہ نکل جائے سبقت زبان کی۔ (فتح)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ﴾ عَلٰى نِيَّتِهٖ.

یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ کہہ دے کہ ہر شخص عمل کرتا ہے اوپر نیت اپنی کے۔

فائدہ: اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عملوں کا اعتبار نیت کے ساتھ ہے۔

نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلٰى اَهْلِهٖ يَحْتَسِبُهَا صَدَقَةٌ.

یعنی مرد کا اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا ثواب کی نیت سے صدقہ ہے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ.

یعنی نبی ﷺ نے فرمایا لیکن جہاد ہے اور نیت ہے۔

فائدہ: غرض اس آیت اور حدیثوں سے یہ ہے کہ ہر کام میں نیت نیک کرے فقط نیت کرنے پر بھی ثواب ملتا ہے خواہ اس کام کو نہ کیا ہو۔

۵۲ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَّتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

۵۲۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب کاموں کا اعتبار ساتھ نیت کے ہے یعنی کوئی عمل بدوں نیت کے لائق ثواب کے نہیں سو جس کی ہجرت اللہ اور رسول کے واسطے ہوئی تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کے واسطے ہو چکی یعنی اس کا ثواب ضرور پائے گا اور جس کی ہجرت دنیا کے واسطے ہوئی کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اس کی طرف ہوئی جس کے واسطے اس نے ہجرت کی۔

۵۳ ۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا

۵۳۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ

شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰى أَهْلِهِ يَحْتَسِبُهَا فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ.

جب کوئی مرد اپنے اہل پر کھانے پینے کا کچھ مال خرچ کرے ثواب کی نیت سے تو وہ اس کے واسطے صدقہ ہے یعنی اس کو اس میں صدقے کا ثواب ملتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے اور مقصود اس سے اس باب میں یہ قول اس کا ہے يَحْتَسِبُهَا یعنی ثواب کی نیت سے قرطبی نے کہا کہ فائدہ دیا ہے اس کی منطوق نے کہ ثواب خرچ کرنے کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ قصد قربت کے برابر ہے کہ واجب ہو یا مستحب اور اس کے مفہوم نے فائدہ دیا کہ جو قربت کی نیت سے نہ کرے اس کو ثواب نہیں ملتا لیکن جو پاک ہوا ذمہ اس کا نفقے واجب سے اس واسطے کہ اس کے معنی معقول ہیں اور نفقے کو صدقہ جو کہا تو یہ بطور مجاز کے ہے اور مراد ساتھ اس کے اجر ہے اور قرینہ پھیرنے والا حقیقت سے اجماع ہے او پر جائز ہونے نفقے کے ہاشمی بیوی پر جس پر صدقہ حرام ہے۔ (فتح)

٥٤ ۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فَمِ امْرَأَتِكَ.

۵۴۔ سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی رضا مندی چاہنے کے واسطے جو چیز تو خرچ کرے گا تجھ کو اس کا ثواب ملے گا یہاں تک کہ جو تو اپنی عورت کے منہ میں ڈالے اس میں بھی تجھ کو اجر ہوگا۔

فائدہ: یہ جو فرمایا اِنَّكَ تو مراد اس سے وہ ہے اور جس سے اتفاق صحیح ہو اور یہ ٹکڑا ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث کا بیچ بیمار ہونے اس کے کے مکہ میں اور بیمار پرسی کرنے حضرت ﷺ کے واسطے اس کے اور اسکی شرح کتاب الوصایا میں آئے گی اور مراد اس سے اس جگہ یہ قول اس کا ہے تبتغی یعنی طلب کرے تو ساتھ اس کے رضا مندی اللہ کی اور نکالا ہے اس سے نووی نے کہ نفس کی لذت جب حق کے موافق ہو تو نہیں نقصان کرتی اُس کے ثواب میں اس واسطے کہ رکھنا لقمے کا بی بی کے منہ میں واقع ہوتا ہے اکثر اوقات بیچ حال کھیلنے کے آپس میں اور واسطے شہوت نفس کے اس میں دخل ظاہر ہے اور باوجود اس کے جب متوجہ کرے قصد کو اس حال میں طرف چاہنے ثواب کی تو حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے ثواب ساتھ فضل اللہ کے میں کہتا ہوں اور آئی ہے وہ چیز جو صریحتہ ہے مراد میں لقمے کے رکھنے سے اور وہ چیز ہے جو روایت کی ہے مسلم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے پس ذکر کیا حدیث کو بیچ اس کے ہے کہ تمہاری صحبت کرنے میں بھی صدقہ ہے اصحاب نے عرض کیا کہ یا حضرت کیا ایک ہم میں سے اپنی شہوت ادا کرتا ہے اور اس پر

ثواب دیا جاتا ہے فرمایا ہاں بتلاؤ تو کہ اگر اس کو حرام میں رکھے تو اس کو گناہ ہے اور جب ہوا یہ اس محل میں باوجود اس چیز کے کہ اس میں نفس کی حظ ہے تو پس کیا گمان ہے ساتھ غیر اس کے کے اس چیز سے کہ نہیں واسطے نفس کے حظ بیچ اس کے اور مثال دینا ساتھ لقمے کے مبالغہ ہے بیچ تحقیق اس قاعدہ کے اس واسطے کہ جب ثابت ہوا ثواب ایک لقمے میں واسطے بی بی کے جو بے قرار نہیں تو پس کیا گمان ہے ساتھ اس شخص کے جو کھلائے کئی لقمے کسی محتاج کو یا عمل کرے بندگیوں سے وہ چیز جو مشقت اس کی زیادہ ہے مشقت مول لقمے کے سے کہ وہ حقارت سے ادنیٰ محل میں ہے اور تمام اس کا یہ حال یہ ہے کہ کہا جائے کہ جب ہوا یہ حال بی بی کے حق میں باوجود شریک ہونے خاوند کے ساتھ اس کے نفع میں ساتھ اس چیز کے کہ اس کو کھلاتا ہے اس واسطے کہ یہ اثر کرتا ہے اس کے بدن کے خوب ہونے میں اور خاوند اس کے بدن سے نفع اٹھاتا ہے اور نیز پس اکثر اوقات یہ ہے کہ خرچ کرنا بی بی پر واقع ہوتا ہے ساتھ خواہش نفس کے برخلاف غیر ان دونوں کے پس تحقیق وہ محتاج ہوتا ہے طرف مجاہدے نفس کی یعنی پس تو کیا گمان کرتا ہے ساتھ اس شخص کے جو محتاج کو کئی لقمے کھلائے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿إِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾.

باب ہے اس بیان میں کہ قول نبی ﷺ کا کہ دین خیر خواہی کرنا ہے واسطے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے اور مسلمانوں کے حاکموں کے اور تمام مسلمانوں کے اور قول اللہ تعالیٰ کا کہ جب خیر خواہی کی انہوں نے واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ دین خیر خواہی کرنا ہے تو احتمال ہے کہ حمل کیا جائے مبالغے پر یعنی اکثر دین نصیحت ہے اور احتمال ہے کہ حمل کیا جائے اپنے ظاہر پر اس واسطے کہ ہر عمل کے نہ ارادہ کرے ساتھ اس کے عامل اس کا اخلاص کا تو وہ دین سے نہیں اور خطابی نے کہا کہ نصیحت کلمہ جامعہ ہے اس کے معنی ہیں گھیرنا حظ کا واسطے اس شخص کے جو اس کی خیر خواہی کی گئی ہے اور یہ مختصر کلام ہے بلکہ نہیں کلام میں کوئی کلمہ مفرد کہ پوری کی جائے ساتھ اس کے مراد معنی اس کلمہ کے سے اور یہ حدیث ان حدیثوں سے ہے جن کے حق میں کہا گیا ہے کہ یہ چوتھائی دین کی ہے امام نووی نے کہا کہ بلکہ وہ تنہا حاصل کرنے والی ہے واسطے غرض کل دین کے اس واسطے کہ دین بند ہے ان امروں میں جن کو اس حدیث میں ذکر کیا پس اللہ کی خیر خواہی وصف کرنا اس کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس کے لائق ہے اور فروتنی کرنی واسطے اُس کے ظاہر میں اور باطن میں اور رغبت کرنی اُس کی رضامندی میں ساتھ بندگی اس کی کے اور ڈرنا اُس کے غصے سے ساتھ ترک کرنے گناہ اس کے کے اور جہاد کرنا بیچ رد کرنے گناہ گاروں کے طرف اس کی اور عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے کہا کہ ناصح وہ ہے جو اللہ کے حق کو لوگوں پر مقدم کرے اور کتاب اللہ کی خیر خواہی اُس کا سیکھنا ہے اور

سکھانا اور قائم رکھنا اس کے حرفوں کا تلاوت میں اور لکھنا اس کا کتابت میں اور سمجھنا اُس کے معنوں کا اور نگاہ رکھنا اس کے حدوں کا اور عمل کرنا ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے اور ہٹانا باطل والوں کی تحریف کا اس سے اور رسول کی خیر خواہی یہ ہے کہ اس کی تعظیم کرے اور اس کی مدد کرے زندگی میں اور بعد فوت ہونے کے اور اس کی سنت کو زندہ کرے ساتھ سیکھنے اس کے کے اور سکھلانے اس کے کے اور حضرت ﷺ کی پیروی کرے آپ کے اقوال میں اور افعال میں اور محبت رکھے ساتھ آپ کے اور آپ کے اصحاب کے اور حاکموں مسلمانوں کے خیر خواہی یہ ہے کہ مدد کرنے اُن کی اس چیز پر جس کے ساتھ قائم ہونے کی ان کو تکلیف دی گئی یعنی سرداری اور ان کو غفلت کے وقت تنبیہ کرے اور کلمے کو ان پر جمع کرے اور نفرت کرنے والے لوگوں کو ان کی طرف پھیرے اور بہت بڑی خیر خواہی ان کی یہ ہے کہ روکے اُن کو ظلم سے ساتھ اچھی بات کے اور امام مجتہدین بھی مسلمانوں کے حاکموں میں داخل ہیں۔ اور ان کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کے علموں کو پھیلائے اور ان کے مناقب کو بکھیرے اور ان کے حق میں گمان نیک رکھے اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی شفقت ہے اوپر ان کے اور کوشش کرنی اُس چیز میں کہ اس کا نفع ان کی طرف پھیرے اور ان کو وہ چیز سکھلائے جو ان کو فائدہ دے اور ہٹانا تکلیف دینے والی چیز کا اُن سے اور یہ کہ چاہے واسطے ان کے جو اپنی جان کے واسطے چاہے اور برا جانے واسطے اُن کے وہ چیز جس کو اپنی جان کے واسطے برا جانے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ ہے کہ ایمان بولا جاتا ہے عمل پر اس واسطے کہ آپ نے نصیحت کا نام دین رکھا اور ایک جواز تاخیر بیان کی ہے وقت خطاب سے قول اس کے سے کہ ہم نے کہا کس کے واسطے اور ایک رغبت سلف کی ہے بیچ طلب کرنے علو اسناد کے اور وہ مستفاد ہے قصے ابوسفیان کے سے ساتھ سہیل کے۔ (فتح)

٥٥ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسُ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

٥٥۔ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی نماز کے قائم کرنے پر اور زکوٰۃ کے دینے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تو قاضی عیاض نے کہا کہ صرف نماز اور زکوٰۃ کو ذکر کیا واسطے مشہور ہونے اُن کے اور روزے وغیرہ کو ذکر نہیں کیا اس واسطے کہ وہ داخل ہے سمع اور اطاعت میں میں کہتا ہوں کہ زیادتی سمع اور اطاعت کی دوسری روایت میں آچکی ہے کہ بیعت کی میں نے حضرت ﷺ سے سمع اور اطاعت پر تو حضرت ﷺ نے مجھ کو سکھلایا کہ اس چیز میں کہ تجھ سے ہو سکے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جریر کا دستور تھا کہ جب کوئی چیز خریدتے یا بیچتے تھے تو اپنے ساتھی سے کہتے تھے کہ جان لے کہ جو

چیز ہم نے تجھ سے لی وہ ہم کو بہت پیاری ہے اس چیز سے جو ہم نے تجھ کو دی پس اختیار کر یا چھوڑ دے اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ جریر رضی اللہ عنہ کے غلام نے ایک گھوڑا تین سو سے خریدا سو جب جریر نے اس کو دیکھا تو اس کے مالک کے پاس گیا پس کہا کہ تیرا گھوڑا تین سو سے بہتر ہے پس ہمیشہ رہا اس کو زیادہ کرتا یہاں تک کہ اس کو آٹھ سو درہم دیا۔ قرطبی نے کہا کہ تھی بیعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واسطے اصحاب اپنے کے موافق اس چیز کے کہ اُس کی طرف حاجت ہوتی تجدید عہد سے یا تاکید امر سے پس اس واسطے مختلف ہیں الفاظ ان کے اور یہ جو فرمایا کہ اس چیز میں کہ تجھ سے ہو سکے تو مقصود ساتھ اس کے تنبیہ ہے اس پر کہ لازم ان امروں سے جن پر بیعت کی گئی وہ چیز ہے جس کی طاقت ہو جیسے کہ وہ شرط کی گئی ہے اصل تکلیف میں اور مشعر ہے امر ساتھ قول اس لفظ کے وقت بیعت کے ساتھ معاف ہونے ہفوہ کے اور وہ چیز کہ واقع ہو بھول چوک سے۔ (فتح)

٥٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ يَوْمَ مَاتَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ عَلَيْكُمْ بِاتِّقَآءِ اللّٰهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَالْوَقَارِ وَالسَّكِيْنَةِ حَتّٰى يَأْتِيَكُمْ أَمِيْرٌ فَإِنَّمَا يَأْتِيْكُمُ الْاٰنَ ثُمَّ قَالَ اسْتَعْفُوْا لِأَمِيْرِكُمْ فَإِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ الْعَفْوَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ أُبَايِعُكَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَشَرَطَ عَلَيَّ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ فَبَايَعْتُهُ عَلٰى هٰذَا وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ إِنِّيْ لَنَاصِحٌ لَكُمْ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَنَزَلَ.

٥٦۔ زیاد بن علاقہ سے روایت ہے کہ میں نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا جس دن کہ انتقال کیا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کھڑا ہوا جریر منبر پر سو اس نے اللہ کا حمد بیان کیا اور اس کی تعریف کہی اور کہا کہ ڈرتے رہو ایک اللہ سے جس کا کوئی شریک نہیں اور لازم پکڑو اوپر اپنے آہستگی اور آرام کو یہاں تک کہ آ جائے تمہارے پاس امیر پس وہ تمہارے پاس ابھی آتا ہے پھر جریر نے کہا کہ معافی مانگو تم واسطے امیر اپنے کے (یعنی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے جو تمہارا امیر تھا مر گیا ہے) اس لیے کہ وہ معافی کو دوست رکھتا تھا پھر جریر نے کہا لیکن پیچھے حمد اور صلوٰۃ کے پس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے اسلام پر بیعت کرتا ہوں پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ شرط کی کہ ہر مسلم کی خیر خواہی کرنا سو بیعت کی میں نے آپ سے اس بات پر اور اس مسجد کے رب کی قسم ہے کہ تحقیق میں البتہ تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں پھر جریر نے استغفار کیا اور منبر سے اترا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جس دن مغیرہ بن شعبہ مر گیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مغیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ کوفے کا حاکم تھا معاویہ کی حکومت میں اور اس کی وفات سنہ ۵ ہجری میں ہوئی اور اُس نے اپنے بیٹے عروہ کو اپنا نائب بنایا تھا اور بعض

کہتے ہیں کہ جریر کو اور یہ جو جریر نے اُن کو آرام اور اطمینان کا حکم کیا پیچھے بیان کرنے تقوی اللہ کے تو یہ اس واسطے کہ غالب یہ ہے کہ امیروں کا مرنا پہنچاتا ہے طرف فتنے فساد کی خاص کر اہل کوفہ کہ وہ اس وقت امیروں کے مخالف تھے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ تمہارے پاس سردار آئے یعنی بدلے اس سردار کے جو مر گیا اور یہ جو کہا کہ ابھی تو ارادہ کیا ساتھ اس کے قریب کرنے مدت کا واسطے سہولت کرنے کے اوپر اس کے اور اسی طرح ہوا کہ جب معاویہ کو مغیرہ کے مرنے کی خبر پہنچی تو اپنے نائب کو جو بصرے پر حاکم تھا لکھا کہ سردار ہو کے کوفے میں چلا جائے اور یہ جو کہا کہ قسم ہے اس مسجد کے رب کی تو جائز ہے کہ ہو یہ اشارہ طرف کعبے کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کرے تو یہ قید تخصیص مسلمان کی واسطے اغلب کے ہے نہیں تو کافر کے واسطے خیر خواہی کرنی بھی معتبر ہے بایں طور کہ اس کو اسلام کی دعوت دی جائے اور اشارہ کیا جائے طرف اس کی ساتھ صواب کے جب کہ مشورہ چاہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ بیع کے اس کے بیع پر مانند اُس کے پس جزم کیا ہے احمد نے کہ یہ خاص ہے ساتھ مسلمانوں کے اور حجت پکڑی اس نے ساتھ اس حدیث کے۔

فائدہ ثانیہ: ختم کیا ہے بخاری نے کتاب الایمان کو ساتھ باب خیر خواہی کرنے کے اس حال میں کہ اشارہ کرنے والا ہے طرف اُس کی کہ عمل کیا اُس نے ساتھ مقتضی اُن کے کے ارشاد میں طرف عمل کی ساتھ حدیث صحیح کے سوائے سقیم اور ضعیف کے پھر ختم کیا اس کو ساتھ خطبے جریر کے جو بغل گیر ہے اس کی شرح حال کو اس کی تصنیف میں پس اشارہ کیا ساتھ قول اپنے کے پس سوائے اس کے نہیں کہ آتا ہے تمہارے پاس ابھی طرف وجوب تمسک کی ساتھ احکام شرع کے یہاں تک کہ آئے جو اس کو قائم کرے اس واسطے کہ ایک گروہ ہمیشہ غالب رہے گا اور وہ فقہاء اصحاب حدیث ہیں۔ (فتح)

❀......❀......❀

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْعِلْمِ — کتاب ہے علم کے بیان میں

فائدہ: کتاب العلم کو سب کتابوں پر اس واسطے مقدم کیا کہ مدار کل کتابوں کا علم پر ہے اور ایمان کو علم پر اس واسطے مقدم کیا کہ وہ مبدء ہے ہر نیکی کا علم میں بھی اور عمل میں بھی اور وحی کو ایمان پر اس واسطے مقدم کیا کہ ایمان کی معرفت وحی پر موقوف ہے کہا قاضی ابوبکر بن عربی نے کہ شروع کیا ہے بخاری نے کتاب العلم کو ساتھ باب فضل علم کے پہلے نظر کرنے کے اس کی حقیقت میں اور یہ واسطے اعتقاد اُس کے ہے کہ علم نہایت واضح ہے پس اس کی تعریف کی حاجت نہیں یا اس واسطے کہ نظر بیچ حقائق چیزوں کے نہیں فن کتاب سے اور یہ دو وجہیں ظاہر ہیں اس واسطے کہ بخاری نے اپنی کتاب کو حقائق اشیاء کے واسطے نہیں بنایا بلکہ وہ جاری ہے اوپر طریق پہلے عربوں کے اس واسطے کہ وہ شروع کرتے ہیں ساتھ فضیلت مطلب کے واسطے شوق دلانے کے طرف اُس کی جب کہ حقیقت مکشوف اور معلوم۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الْعِلْمِ — علم کی فضیلت اور بزرگی کا بیان۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾.

یعنی فرمانا اللہ غالب اور بزرگ کا کہ بلند کرتا ہے اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جو دیے گئے علم درجے اور اللہ ساتھ اُس کے جو عمل کرتے ہو تم خبر رکھنے والا ہے۔

فائدہ: اس کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ مراد یہ ہے کہ بلند کرتا ہے اللہ مومن عالم کو اوپر مومن غیر عالم کے اور درجوں کا بلند ہونا دلالت کرتا ہے اوپر فضیلت کے اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے کثرت ثواب کی ہے اور ساتھ اس کے بلند ہوتے ہیں درجے اور ان کا بلند ہونا شامل ہے معنویت کو دنیا میں ساتھ بلند ہونے مرتبے کے اور نیک آواز کے اور ثواب کے آخرت میں ساتھ بلند ہونے مرتبے کے بہشت میں اور زید بن اسلم سے روایت ہے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّنْ نَّشَآءُ﴾ کہا ساتھ علم کے اور یہ جو کہا کہ ﴿رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾ تو یہ ظاہر دلالت ہے بیچ فضیلت علم کے اس واسطے کہ نہیں حکم کیا اللہ نے اپنے پیغمبر کو ساتھ زیادہ مانگنے کے کسی چیز سے مگر علم سے اور مراد ساتھ علم کے علم شرعی ہے جو فائدہ دیتا ہے معرفت اس چیز کی کا جو واجب ہے اوپر مکلّف کے اس کے دین کے کام سے اس کی عبادت میں اور معاملات میں اور جاننے اللہ کے اس کی صفتوں کے سے اور وہ چیز کہ واجب ہے واسطے اس کے قیام سے ساتھ امر اس کی کے نقص والی چیزوں سے اور مدار اس کی حدیث اور تفسیر اور فقہ پر ہے اور تحقیق تصنیف کی

گئی ہے یہ جامع صحیح بخاری ہر چیز میں تین قسموں سے پس راضی ہو اللہ اس کے مؤلف سے اور مدد دے ہم کو اس چیز پر کہ در پے ہوئے ہیں ہم اس کی توضیح سے ساتھ اکرام اور احسان اپنے کے پس اگر کہا جائے کہ کس واسطے نہیں وارد کی بخاری نے اس باب میں کوئی حدیث تو جواب یہ ہے کہ یا تو اس نے کفایت کی ہے ساتھ دونوں آیتوں کے اور یا اس واسطے کہ بیاض چھوڑا تا کہ ملائے اس میں وہ چیز کہ اس کے مناسب ہو پس نہ میسر ہوا واسطے اس کے یہ اور علم کی فضیلت میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان میں سے ہے یہ حدیث کہ جو راہ چلے کہ اس میں علم کو تلاش کرے تو آسان کرتا ہے اللہ واسطے اس کے راہ طرف بہشت کی۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾. — اور قول اللہ تعالیٰ کا اے رب میرے زیادہ کر مجھ کو علم۔

فائدہ: امام بخاری نے فضل علم کے باب میں فقط دو آیتوں پر اس واسطے اکتفا کیا ہے کہ قرآن سب سے اقوی حجت اور دلیل ہے۔

بَابُ مَنْ سُئِلَ عِلْمًا وَّهُوَ مُشْتَغِلٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَأَتَمَّ الْحَدِيْثَ ثُمَّ أَجَابَ السَّآئِلَ. — جب کسی شخص سے ایسی حالت میں مسئلہ پوچھا جائے کہ وہ اپنی بات میں مشغول ہو تو وہ اپنی بات کو تمام کر کے سائل کو جواب دے۔

فائدہ: محصل اس کا تنبیہ ہے اوپر ادب عالم اور متعلم کے اوپر عالم پس واسطے اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو ترک کرنے زجر سائل کے سے بلکہ ادب دیا اس کو ساتھ اعراض کے اس سے اول یہاں تک کہ پوری کی وہ چیز کہ اس میں مشغول تھے پھر رجوع کیا طرف جواب اس کی کے پس نرمی کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ گنواروں سے تھا اور وہ سخت مزاج ہوتے ہیں اور اس میں متوجہ ہونا ہوتا ہے ساتھ جواب سوال سائل کے اگرچہ نہ ہو سوال متعین اور نہ جواب اور اوپر متعلم یعنی سیکھنے والا واسطے اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو ادب سائل کے سے یہ کہ نہ سوال کرے عالم کو اس حال میں کہ وہ اس کے غیر کے ساتھ مشغول ہو اس واسطے کہ پہلے کا حق مقدم ہے اور لیا جاتا ہے اس سے پکڑنا درسوں کا سبق پر اور اسی طرح فتوی اور مقدمے اور مانند ان کی اور اس میں مراجعت عالم کی ہے جب کہ سائل اس کے جواب کو نہ سمجھے یہاں تک کہ ظاہر ہو واسطے قول اس کے کی کہ کس طرح ہے ضائع کرنا اس کا اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ علم سوال اور جواب ہے اسی واسطے کہا گیا ہے کہ خوب سوال آدھا علم ہے اور تحقیق لیا ہے اس کے ظاہر کو مالک اور احمد وغیرہ نے بیچ خطبے کے پس کہا انہوں نے کہ نہ قطع کرے خطبے کو واسطے سوال سائل کے بلکہ جب فارغ ہو تو اس کو جواب دے اور فرق کیا ہے جمہور نے درمیان اس کے کہ واقع ہو یہ بیچ واجبوں اس کی کے پس مؤخر کرے جواب کو یا بیچ غیر واجبوں اس کی کے پس اس وقت جواب دے اور اولیٰ اس وقت تفصیل ہے پس اگر ہو اُس

قسم سے کہ اہتمام کیا جاتا ہے ساتھ اس کے دین کے امر میں اور خاص کر اگر سائل اس کے ساتھ خاص ہو تو مستحب ہے اس کو جواب دینا پھر خطبے کو تمام کرے اور اسی طرح درمیان نماز اور خطبے کے اور اگر اس کے برخلاف ہو تو جواب کو مؤخر کرے اور اسی طرح کبھی واقع ہوتی ہے بیچ درمیان واجب کے وہ چیز کہ تقاضا کرتی ہے پہلے جواب دینے کو لیکن اگر جواب دے تو از سرنو شروع کرے اصح قول پر اور پکڑا جاتا ہے یہ اختلاف حدیثوں کے سے جو وارد ہیں اس باب میں پس اگر ہو سوائے امروں سے کہ ان کا پہچاننا فی الفور ضرور نہیں تو مؤخر کیا جائے جیسے کہ اس حدیث میں خاص کر جب کہ ہو ترک کرنا سوال کا اس سے اولیٰ واقع ہوئی ہے نظیر اس شخص کے حق میں جس نے قیامت سے سوال کیا تھا اور نماز کی تکبیر ہوئی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہاں ہے سوال کرنے والا پس اس کو جواب دیا اور اگر سائل کو بالفعل ضرورت ہو تو اس کو پہلے جواب دیا جائے جیسے کہ مسلم میں ابو رفاعہ کی حدیث میں ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے کہا اور حالانکہ حضرت ﷺ خطبہ پڑھتے تھے کہ مرد مسافر ہے اپنے دین کو نہیں جانتا اپنا دین پوچھنے کے واسطے آیا ہے تو حضرت ﷺ نے خطبہ چھوڑ دیا اور آپ کے پاس کرسی لائی گئی آپ اس پر بیٹھے اور اس کو کہلانے لگے پھر اپنے خطبے پر آئے اور اس کو پورا کیا اور اسی قسم کی اور بھی کئی حدیثیں ہیں اور مناسبت اس متن کی واسطے کتاب علم کے یہ ہے کہ سپرد ہونا حکومت کا طرف نالائقوں کے سوائے اس کے نہیں کہ ہوتا ہے نزدیک غلبے جہل کے اور اٹھ جانے علم کے اور یہ قیامت کی نشانیوں سے ہے اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ علم جب تک قائم رہے گا تو امر میں کشائش رہے گی اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی کہ علم سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لیا جاتا ہے بڑوں سے واسطے اشارے کے ساتھ اس چیز کے کہ جو مروی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے ہے کہ تلاش کیا جائے گا علم نزدیک جھوٹوں کے اور باقی شرح اس حدیث کی رقاق میں آئے گی۔ (فتح)

٥٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ ح وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَآءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ فَمَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ سَمِعَ مَا قَالَ فَكَرِهَ مَا

٥٧۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مجلس میں حدیث بیان فرماتے تھے کہ آپ کے پاس ایک دیہاتی آیا پس اس نے کہا کہ قیامت کب ہے پس رسول اللہ ﷺ بدستور حدیث میں مشغول رہے اور اس کے سوال کا کچھ جواب نہ دیا سو بعض لوگوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس کی بات کو سنا لیکن اس کو برا جانا اور بعض لوگوں نے کہا بلکہ آپ نے اس کی بات کو سنا ہی نہیں یہاں تک کہ حضرت ﷺ اپنی بات کو تمام کر چکے تو فرمایا کہاں ہے قیامت سے پوچھنے والا اس دیہاتی نے کہا کہ میں یہ حاضر

قَالَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ لَمْ يَسْمَعْ حَتّٰى إِذَا قَضٰى حَدِيْثَهُ قَالَ أَيْنَ أُرَاهُ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ هَا أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا قَالَ إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلٰى غَيْرِ أَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ.

ہوں یارسول اللہ ۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کر اعرابی نے کہا کہ امانت کا ضائع کرنا کیسے ہوتا ہے آپ نے فرمایا جب نالائقوں کو حاکم بنادیا جائے تو انتظار کر قیامت کا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب اپنی بات سے فارغ ہو جائے تو اس وقت اس کا جواب دے درمیان سے اپنی کلام کو قطع کر کے جواب دینا کچھ ضرور نہیں اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اپنی کلام سے فارغ ہو کر سائل کو جواب دیا تھا پس مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ مَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْعِلْمِ.

بلند آواز سے مسئلہ بتلانا جائز ہے۔

۵۸ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ عَارِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا فَأَدْرَكَنَا وَقَدْ أَرْهَقَتْنَا الصَّلَاةُ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلٰى أَرْجُلِنَا فَنَادٰى بِأَعْلٰى صَوْتِهٖ وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

۵۸۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک سفر میں ہم سے پیچھے رہ گئے پس حضرت ﷺ نے پایا ہم کو اور ہم نے تاخیر کیا تھا نماز کو (یعنی حضرت ﷺ کی انتظاری کرتے کرتے نماز کا وقت تنگ ہو گیا تھا) اور ہم وضو کر رہے تھے پس شروع کیا ہم نے اپنے پاؤں پر مسح کرنا (یعنی پاؤں کو بہت خفیف سا دھویا جلدی کے واسطے) پس حضرت ﷺ نے بہت بلند آواز سے پکار کر کہا کہ خرابی ہے ایڑیوں کو آگ سے دو دفعہ کہا یا تین دفعہ۔

فائدہ: استدلال کیا ہے بخاری نے اوپر جواب بلند کرنے آواز کے ساتھ علم کے ساتھ قول اس کے کہ بلند آواز سے پکارا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمام ہوتا ہے استدلال ساتھ اس کے جس جگہ بلائے حاجت طرف اس کی واسطے دور ہونے کے یا بہت جمع ہونے مخلوق کے یا سوائے اس کے اور لاحق ہوتا ہے ساتھ اس کے جب کہ وہ وعظ میں جیسے کہ یہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب خطبہ پڑھتے تھے اور قیامت کا ذکر کرتے تھے تو آپ سخت غضبناک ہوتے اور آپ کی آواز بلند ہوتی اور ایک روایت میں ہے کہ اگر کوئی آدمی بازار میں ہوتا تو اس کو سن لیتا اور تیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیث کے اوپر شروع ہونے دوہرانے حدیث کے تاکہ سمجھی جائے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الْمُحَدِّثِ حَدَّثَنَا وَأَخْبَرَنَا وَأَنْبَأَنَا.

باب ہے محدث کے قول حَدَّثنا واخبرنا وانبانا کے بیان میں یعنی ان میں کچھ فرق نہیں سب کا اعتبار برابر ہے۔

فائدہ: ابن رشید نے کہا کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اس ترجمہ کے طرف اس کی کہ بنا کیا ہے اُس نے اپنی کتاب کو اوپر سند حدیثوں کے جو مروی ہے حضرت ﷺ سے میں کہتا ہوں اور مراد اس کی یہ ہے کہ کیا یہ الفاظ ساتھ ایک معنی کے ہیں یا نہیں اور قول ابن عیینہ کا سوائے غیر اس کے دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ اس کے نزدیک مختار ہے۔ (فتح)

وَقَالَ لَنَا الْحُمَيْدِيُّ كَانَ عِنْدَ ابْنِ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا وَأَخْبَرَنَا وَأَنْبَأَنَا وَسَمِعْتُ وَاحِدًا.

یعنی حمیدی نے ہم سے کہا کہ ابن عیینہ کے نزدیک حدثنا اور اخبرنا اور انبانا اور سمعت ایک تھا۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ وَقَالَ شَقِيْقٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةً وَقَالَ حُذَيْفَةُ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِىْ عَنْ رَّبِّهٖ وَقَالَ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْهِ عَنْ رَّبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيْهِ عَنْ رَّبِّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ.

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے رسول اللہ ﷺ نے اور وہ سچے ہیں اور سچے کیے گئے ہیں اور شقیق عبداللہ سے روایت کرتے ہیں اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسا کلمہ سنا اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ اپنے رب سے روایت کرتے ہیں اور حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دو حدیثیں سنائیں اور کہا ابو العالیہ نے نقل کرکے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی ﷺ سے ان حدیثوں میں جن میں حضرت ﷺ روایت کرتے ہیں اپنے رب سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ تمہارے رب سے روایت کرتے ہیں جو بابرکت اور بلند ہے۔

فائدہ: غرض امام بخاری کی اس باب سے یہ ہے کہ حدثنا اور اخبرنا اور انبانا اور سمعت اور یروی وغیرہ الفاظ جو محدثین کی اصطلاح میں مستعمل ہوتے ہیں ان میں کچھ فرق نہیں ہے سب کا اعتبار برابر ہے جیسے کہ صحابہ کے ان اقوال سے ثابت ہوتا ہے اور معنی حدثنا کے یہ ہیں کہ حدیث بیان کی ہم کو اور اخبرنا کا خبر دی ہم کو اور انبانا کا بتلایا ہم کو اور سمعت کا یہ کہ میں نے سنا اور یروی کا یہ کہ روایت کرتے ہیں پس یہ الفاظ سب صحیح ہیں اور ثبوت سماع میں نص ہیں یہ نہیں کہ ایک کا اعتبار زیادہ ہے اور دوسرے کا کم ہے اور مراد اس کی ان تعلیقوں سے یعنی معلق حدیثوں سے یہ ہے کہ صحابی نے ایک بار حدثنا کہا اور ایک بار سمعت کہا پس دلالت کی اس نے کہ نہیں فرق کیا انہوں نے ان صیغوں میں

اور اپر حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما اور انس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیچ روایت کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے رب سے پس تحقیق موصول کیا ہے ان کو کتاب التوحید میں اور مراد اس کی ساتھ ذکر اس کے کی اس جگہ تنبیہ ہے اوپر عنعنہ کے یعنی جو عن عن کے ساتھ روایت ہو اور یہ کہ اس کا حکم وصل ہے وقت ثبوت ملاقات کے اور اشارہ کیا بنا بر اس کے کہ ذکر کیا ہے اس کو ابن رشید نے طرف اس کی کہ روایت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اپنے رب سے ہے برابر ہے کہ صریح کرے ساتھ اس کے صحابی یا نہ کرے اور دلالت کرتی ہے واسطے اس کے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جو مذکور ہے پس تحقیق نہیں کہا اس میں بعض جگہوں میں عن ربہ لیکن وہ اختصار ہے پس محتاج ہے طرف تقدیر کی میں کہتا ہوں اور سمجھا جاتا ہے حکم سے ساتھ صحت اس چیز کے کہ ہو یہ راہ اس کی صحیح ہونا حجت پکڑنے کا ساتھ مراسیل اصحاب کے اس واسطے کہ واسطہ درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور درمیان رب آپ کی کے اس چیز میں کہ نہیں نام کیا آپ سے رب نے بیچ رات معراج کے مثلاً جبرئیل ہیں اور وہ مقبول ہے قطعاً اور واسطہ درمیان صحابی اور درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبول ہے اتفاقاً اور وہ صحابی دوسرا ہے اور یہ احکام کی حدیثوں میں ہے سوائے اُن کے غیر کے پس تحقیق اصحاب نے اکثر اوقات اٹھایا ہے اس کو بعض تابعین سے مثل کعب احبار کی پس اگر کہا جائے کہ کس جگہ سے ظاہر ہوتی ہے مناسبت حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی واسطے ترجمہ کے اور محصل ترجمہ کا برابری کرنا ہے درمیان صیغوں ادا کے جو صریح ہیں اور نہیں ہے یہ ظاہر حدیث مذکور میں اور جواب یہ ہے کہ یہ مستفاد ہوتا ہے حدیث مذکور کے الفاظ کے اختلاف سے اور ظاہر ہوتا ہے یہ جب کہ جمع ہوں طریق اس کے اس واسطے کہ ایک روایت میں فحدثونی اور ایک روایت میں ہے فاخبرونی اور ایک روایت میں فانبؤنی پس دلالت کی اس نے کہ تحدیث اور اخبار اور انبا برابر ہیں نزدیک ان کے اور نہیں اختلاف ہے اس میں نزدیک اہل علم کے بہ نسبت لغت کے اور اس میں صریح دلیلوں سے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا﴾ اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ﴾ اور لیکن نسبت اصطلاح کی پس اس میں اختلاف ہے پس بعض تو ان میں سے بدستور اصل لغت پر قائم ہیں اور یہ رائے زہری اور مالک اور ابن عیینہ اور یحییٰ بن قطان اور اکثر اہل حجاز اور اہل کوفہ کی ہے اور اسی پر بدستور جاری ہے عمل مغربہ کا اور ترجیح دی ہے اس کو ابن حاجب نے اپنی مختصر میں اور حاکم سے منقول ہے کہ وہ مذہب چاروں اماموں کا ہے اور ان میں سے بعض اس کو مطلق دیکھتے ہیں جب کہ پڑھے استاد اپنے لفظ سے اور تقیید اس کی جب کہ پڑھا جائے اوپر اس کے اور یہ مذہب اسحاق بن راہویہ اور نسائی اور ابن حبان وغیرہ کا ہے اور بعض کی رائے ہے کہ ان صیغوں میں فرق ہے باعتبار جدا ہونے تحمل کے پس خاص کرتے ہیں تحدیث کو ساتھ اس چیز کے کہ بولے ساتھ اس کے شیخ استاد اور اخبار کو ساتھ اس چیز کے کہ پڑھا جائے اوپر اس کے اور یہ مذہب ابن جریج اور اوزاعی اور شافعی اور ابن وہب اور جمہور اہل مشرق کا ہے پھر ان کے تابعداروں نے اور تفصیل پیدا کی سو جس نے تنہا شیخ کا لفظ سنا اس

نے مفرد کیا پس کہا حدثنی یعنی حدیث بیان کی مجھ سے اور جس نے اپنے غیر کے ساتھ استاد سے سنا اس نے جمع کے لفظ بولے یعنی پس کہا حدثنا یعنی حدیث بیان کی ہم سے اور جس نے خود استاد پر پڑھا اس نے مفرد کہا پس کہا اخبرنی یعنی خبر دی مجھ کو اور جس غیر کی قرأت کے ساتھ سنا اس نے جمع کا صیغہ بولا اور اسی طرح خاص کیا ہے انہوں نے انبا کو ساتھ اجازت کے کہ مشافہ کرے ساتھ اُس کے شیخ اس شخص کو جس اجازت دی اور سب یہ تفصیل خوب ہے اور واجب نہیں نزدیک ان کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ان کی جدائی کرنی ہے درمیان صیغوں تحمل کے اور بعض نے گمان کیا ہے کہ یہ واجب ہے پس تکلف کیا ہے انھوں نے بیچ حجت پکڑنے کے واسطے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں ہے فائدہ تلے اُس کے۔(فتح)

۵۹ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَإِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ فَحَدِّثُوْنِيْ مَا هِيَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِيْ شَجَرِ الْبَوَادِيْ قَالَ عَبْدُ اللهِ وَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ أَنَّهَا النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوْا حَدِّثْنَا مَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ.

۵۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ البتہ درختوں میں سے ایک ایسا درخت ہے کہ اُس کے پتے نہیں گرتے وہ مسلمان کی مثال ہے سو بتلاؤ مجھ کو وہ کون درخت ہے؟ پس سب لوگ جنگل کے درختوں میں سوچ کرنے لگے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے دل میں خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن مجھ کو حیا آ گیا (یعنی شرم سے میں کہہ نہیں سکا) پھر لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ہم سے بیان فرمائیں وہ کیا درخت ہے آپ نے فرمایا وہ کھجور ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں حضرت ﷺ نے حدثونی فرمایا اور صحابہ نے بھی حدثنا فرمایا پس معلوم ہوا کہ لفظ بھی صحیح اور معتبر ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت کی ساتھ ترجمہ کے اور یہ جو فرمایا کہ اس کی مثال مسلمان کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے کھجور میں ہر حال میں برکت ہے کہ اس کے تمام اجزا کے ساتھ نفع اٹھایا جاتا ہے ایسے ہی مسلمان کے ہر کام میں برکت ہے اور ہر کام میں اس کو ثواب ملتا ہے کسی حالت میں اس کا نقصان نہیں راحت میں شکر کرتا ہے اور رنج میں صبر کرتا ہے تو اس کو دونوں طرح ثواب ملتا ہے ایک روایت میں ہے کہ بے شک درختوں میں ایک درخت ہے کہ اس کی برکت مانند برکت مسلمان کی ہے اور اس کی برکت موجود ہے اور اس کے ہر اجزاء میں ہمیشہ ہر احوال میں پس نکلنے کے وقت سے خشک ہونے تک کھایا جاتا ہے کئی طرح سے پھر اس کے بعد فائدہ اٹھایا جاتا ہے اس کے تمام اجزاء سے یہاں تک کہ گٹھلیاں چارپایوں کی گھاس میں اور اس کی چھال رسیوں میں اور سوائے اس کے جو پوشیدہ نہیں اور اسی طرح برکت مسلمان کی عام ہے سب احوال میں اور اس کا نفع ہمیشہ جاری ہے واسطے اس کے او

روا سطے غیر اس کے یہاں تک کہ بعد مرنے اس کے کی یہی اور ایک روایت میں ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس تھا اور آپ جمار کھاتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ وہ کھجور کا درخت ہے تو میں نے اپنے باپ سے کہا جو میرے دل میں واقع ہوا تو اس نے کہا کہ البتہ کہنا تیرا اس کو محبوب تر تھا نزدیک میرے اس سے کہ ہو واسطے میرے ایسا ایسا یعنی اتنا اتنا مال اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس چیز کے کہ پہلے گزرے امتحان کرنا عالم کا ہے طالب علموں کے ذہنوں کو ساتھ اس چیز کے کہ پوشیدہ ہو باوجود بیان کرنے اس کے کی واسطے ان کے اگر نہ سمجھیں اس کو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اغلوطات سے منع فرمایا تو یہ روایت محمول ہے اس پر جس میں کوئی نفع نہ ہو اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر سمجھنے کے علم میں اور بخاری نے اس کا باب باندھا ہے اور اس میں مستحب ہونا حیا کا ہے جب کہ نہ پہنچائے طرف فوت کرنے مصلحت کے اسی واسطے تمنا کی عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اس کے بیٹے نے چپ نہ کی ہوتی اور اس میں دلیل ہے اوپر برکت کھجور کے اور اس کے میوے کے اور اس کا بھی بخاری نے باب باندھا ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ جمار کا بیچنا جائز ہے اس واسطے کہ جس چیز کا کھانا جائز ہے اس کا بیچنا بھی جائز ہے اسی واسطے باب باندھا ہے اس کا بخاری نے بیوع میں اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن بطال نے اس واسطے کہ وہ ان چیزوں میں ہے جن پر اجماع ہے اور جواب دیا گیا ہے بایں طور کہ یہ نہیں منع کرتا تنبیہ کو اوپر اس کے اسی واسطے وارد کیا ہے اس کو بعد حدیث نہی کے بیع میوے کی سے یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو پس گویا کہ وہ کہتا ہے کہ شاید کوئی خیال کرنے والا خیال نہ کرے یہ اسی قسم سے ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور اس میں دلیل ہے اوپر جواز تجمیر کھجور کے اور تحقیق باب باندھا ہے اس کا بخاری نے اطعمہ میں تا کہ نہ گمان کیا جائے کہ یہ مال کے ضائع کرنے کی قسم سے ہے اور وارد کیا ہے اس کو بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے کہ بیان کی اللہ نے مثال کلمہ طیبہ کی واسطے بشارت کرنے کے اس سے کہ مراد ساتھ درخت کے آیت میں کھجور کا درخت ہے اور ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ وہ کیا درخت ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ کو معلوم ہو گیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے تو میں کم عمر ہونے کے سبب سے کلام نہ کر سکا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اور تطبیق درمیان اس کے اور درمیان اس چیز کے کہ پہلے گزری بایں طور ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس جمار لایا گیا پس شروع کیا اس کے کھانے میں آیت کو پڑھتے ہوئے یہ کہتے ہوئے کہ درختوں میں ایک درخت ہے الخ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو مجھ کو خبر دے ایک درخت کی کہ اس کی مثال مومن کی مثال ہے اس کی جڑ ثابت ہے اور اس کی شاخ آسمان میں ہے اور مراد ساتھ ہونے فرع مومن کے آسمان میں بلند ہونا اس کے عمل کا ہے اور قبول ہونا اس کا اور اسمیں بیان ہونا مثالوں اور اشباہ کا ہے واسطے زیادہ سمجھانے کے اور صورت بنانے معنوں کے تا کہ ذہنوں میں گڑ جائیں اور واسطے تیز

کرنے فکر کے بیچ نظر کے حادثہ کے حکم میں اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ تشبیہ ایک چیز کی ساتھ دوسری چیز کے نہیں لازم ہے یہ کہ ہو نظیر اس کی تمام وجھوں سے اس واسطے کہ مومن کی مثل جمادات یعنی بے جان چیزوں سے کوئی چیز نہیں اور نہ کوئی چیز اس کے برابر ہے اور اس میں تعظیم کرنی بڑے کی ہے اور مقدم کرنا چھوٹے کا اپنے باپ کو قول میں اور یہ کہ نہ جلدی کرے اس سے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو سمجھے اگرچہ گمان کرے کہ وہ صواب ہے اور اس میں ہے کہ کبھی پوشیدہ رہتی ہے بڑے عالم پر بعض وہ چیز کہ پاتا ہے اس کو جو اس سے کم ہوتا ہے اس واسطے کہ علم اللہ کی عنایت ہے اور اللہ دیتا ہے اپنا فضل جس کو چاہتا ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے مالک نے اس پر کہ جو خطرے کہ دل میں گزرتے ہیں محبت ثنا سے اوپر اعمال خیر کے نہیں نقصان ہے اس میں جب کہ ہو اصل ان کا واسطے اللہ کے اور یہ مستفاد ہے عمر رضی اللہ عنہ کی تمنا سے جو مذکور ہوئی اور وجہ تمنا عمر رضی اللہ عنہ کی وہ چیز ہے کہ پیدا ہوا ہے اس پر آدمی محبت خیر کی سے واسطے نفس اپنے کے اور واسطے اولاد اپنی کے اور تا کہ ظاہر ہو فضیلت اولاد کی فہم میں لڑکپن سے اور تا کہ زیادہ ہو نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قربت میں اور شاید کہ اس کو امید تھی کہ دعا کریں واسطے اس کے اس وقت ساتھ زیادتی کے فہم میں اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ دنیا ناچیز ہے عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں اس واسطے کہ اس نے مقابلہ کیا ہے اپنے بیٹے کے مسئلہ سمجھنے کو ساتھ سرخ اونٹوں کے باوجود بڑے ہونے قدر ان کی کے اور مہنگے ہونے قیمت اس کی کے۔ (فتح)

بَابُ طَرْحِ الْإِمَامِ الْمَسْئَلَةَ عَلٰی أَصْحَابِهٖ لِيَخْتَبِرَ مَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ.

امام کا اپنے ساتھیوں سے مسئلہ پوچھنا ان کے علم کو جانچنے کو۔

فائدہ: امام بخاری نے اس باب میں بھی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی ہے جو ابھی مذکور ہوئی ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ وارد کیا ہے اس کو ساتھ بند دوسرے کے واسطے ظاہر کرنے فائدے کے جو دفع کرے اس شخص کے اعتراض کو جو دعویٰ کرتا ہے بخاری پر تکرار بلا فائدہ کا اور کرمانی نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ باب باندھنا بخاری کا واسطے پیروی کرنے اپنے استادوں کی ہے اُن کی تصنیفوں میں یعنی انہوں نے جو اپنی کتابوں میں یہ باب باندھا ہے تو ان کو دیکھ کر بخاری نے بھی باب باندھا ہے سو یہ دعویٰ کرمانی کا مقبول نہیں اور نہیں پایا ہم نے کسی سے ان لوگوں میں سے جو پہچانتے ہیں بخاری کے حال کو اور اس کے علم کی فراخی کو اور اس کے تصرف کی جودت کو کہ اس نے حکایت کی ہو کہ بخاری تراجم میں کسی کی تقلید کرتا ہے اور اگر اس طرح ہوتا تو نہ ہوتی واسطے اس کے زیادتی غیر پر اور تحقیق پے درپے وارد ہو چکی ہے نقل بہت اماموں سے کہ جملہ اس چیز کے سے کہ برگزیدہ ہوئی ہے ساتھ اس کے کتاب بخاری کی باریک ہونا اس کی نظر کا ہے بیچ تصرف اس کی کے اس کے بابوں کے ترجموں میں اور جو کرمانی نے دعویٰ کیا ہے اس سے پہلے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا اور اللہ ہی مدد دینے والا ہے۔ (فتح)

٦٠ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَإِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ حَدِّثُوْنِيْ مَا هِيَ قَالَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِيْ شَجَرِ الْبَوَادِيْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ أَنَّهَا النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوْا حَدِّثْنَا مَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ.

٦٠۔ ترجمہ اس کا ابھی گزر چکا ہے۔

فائدہ: اس میں حضرت ﷺ نے صحابہ کا علم جانچنے کو ان سے وہ درخت پوچھا جو مسلمان کی مثل ہے پس مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعِلْمِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾.

باب ہے جو علم کے بیان میں آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کہ اور تو کہہ کہ اے میرے رب! مجھے زیادہ علم عطا فرما۔

اَلْقِرَآءَةُ وَالْعَرْضُ عَلَى الْمُحَدِّثِ وَرَأَى الْحَسَنُ وَالثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ الْقِرَآءَةَ جَآئِزَةً.

محدث پر پڑھنے اور اس کو سنانے کا بیان اور حسن اور ثوری اور مالک قرأۃ کو جائز رکھتے ہیں۔

فائدہ: سوائے اس کے نہیں کہ مغائرت کی ہے درمیان دونوں لفظوں کے بخاری نے ساتھ عطف کے واسطے اس چیز کے کہ درمیان اُن کے ہے عموم اور خصوص سے اس واسطے کہ جب طالب پڑھے تو ہوگا عام تر عرض وغیرہ سے اور نہیں واقع ہوتا ہے عرض مگر ساتھ قرأت کے اس واسطے کہ عرض عبارت ہے اس چیز سے جو مقابلہ کرے ساتھ اس کے طالب اپنے استاد کے اصل کو ساتھ استاد کے یا ساتھ غیر اس کے کی روبرو اس کے پس وہ خاص تر ہے قرأت سے اور فراخی کی ہے اس میں بعض نے پس مطلق چھوڑا اس کو اس چیز پر جب کہ حاضر کرے طالب اصل کو پاس استاد اپنے کی تو وہ اس میں نظر کرے اور اس کی صحت کو پہچانے اور اسکو اپنی طرف سے روایت کرنے کی اجازت دے بغیر اس کے کہ حدیث بیان کرے اس کو ساتھ اس کے یا پڑھے اس کو طالب اوپر اس کے اور حق یہ ہے کہ نام رکھا جاتا ہے اُس کا عرض المناول ساتھ قید کے نہ اطلاق کے اور بعض سلف نہ اعتبار کرتے تھے مگر وہ چیز کہ سنے اُس کو استاد کے لفظ

سے اور بولنے سے سوائے اس چیز کے کہ پڑھی جائے اوپر اس کے اور اسی واسطے باب باندھا ہے بخاری نے اس کے جواز پر یعنی واسطے رد کرنے قول بعض سلف کے جو مذکور ہوا اور وارد کیا ہے اس میں قول حسن بصری کا کہ نہیں ڈر ہے ساتھ پڑھنے کے عالم پر یعنی عالم پر پڑھنا معتبر ہے اور اسی طرح ذکر کیا سفیان ثوری اور مالک سے موصول کہ برابری کی ہے دونوں نے درمیان سننے کے عالم سے اور قرأت کے اوپر اس کے اور یہ جو کہا کہ جائز ہے یعنی پڑھنا اوپر عالم کے اس واسطے کہ سماع میں تو کچھ اختلاف نہیں اور یہ جو کہا کہ حجت پکڑی ہے بعض نے تو مراد ساتھ اس کے حمیدی ہے استاد بخاری کا پھر ظاہر ہوا واسطے میرے کہ اس کا قائل ابوسعید حداد ہے جیسے کہ بخاری سے روایت ہے کہ ابوسعید حداد نے کہا کہ میرے پاس حضرت ﷺ کی ایک حدیث ہے بیچ پڑھنے کے عالم پر تو اس کو کہا گیا کہ وہ کیا ہے تو اس نے کہا کہ ضمام بن ثعلبہ کا قصہ یعنی جیسے کہ متن میں ہے اور یہ جو کہا کہ فَاَجَازُوْہُ یعنی قبول کیا انہوں نے اس کو اس سے اور نہیں قصد کیا اس نے اجازت کا جو اہل حدیث کی اصطلاح میں مستعمل ہے اور یہ جو کہا کہ حجت پکڑی ہے مالک نے ساتھ خط کے تو مراد اس جگہ وہ خط ہے جس میں اقرار کرنے والے کا اقرار لکھا جائے اس واسطے کہ جب اس پر پڑھا جائے اور وہ کہے ہاں تو جائز ہوتی ہے گواہی دینی اوپر اس کے اگرچہ نہ بولے وہ ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے پس اسی طرح جب عالم پر پڑھا جائے اور وہ اس کے ساتھ اقرار کرے تو صحیح ہے یہ کہ روایت کی جائے اس سے اور اسپر قیاس کرنا مالک کا قرأت حدیث کو اوپر قرأت قرآن کے تو روایت کیا ہے اس کو خطیب نے کفایہ میں ابن وہب کے طریق سے کہا کہ میں نے مالک سے سنا اور حالانکہ کسی نے اس خطوں کا حال پوچھا جو اس پر عرض کی جاتی ہے کیا کہے مرد حدثنی ۔ مالک نے کہا ہاں اسی طرح قرآن کیا نہیں پڑھتا ایک مرد دوسرے مرد پر پس کہتا ہے پڑھنے والا کہ پڑھایا مجھ کو فلاں نے اور روایت کی ہے حاکم نے بیچ علوم حدیث کے مطرف کے طریق سے کہ میں سترہ برس مالک کے ساتھ رہا پس نہیں دیکھا میں نے اس کو کہ کسی پر مؤطا پڑھی ہو بلکہ لوگ ہی اس پر پڑھتے تھے اور میں نے اس سے سنا کہ انکار کرتا تھا اس شخص پر جو نہیں جائز رکھتا اس کو مگر ساتھ سماع کے استاد کے لفظ سے پس کہتا تھا کہ یہ کیوں نہیں جائز ہے واسطے تیرے حدیث میں اور جائز ہے تجھ کو قرآن میں اور قرآن بڑھ کر ہے حدیث سے اور تحقیق گزر چکا ہے خلاف بیچ ہونے قرأت کے استاد پر کہ کافی نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ کہتے تھے اس کو بعض متشددین اہل عراق سے اور مبالغہ کیا ہے بعض مدنیوں وغیرہم نے بیچ مخالفت ان کی کے پس کہا انہوں نے کہ استاد پر پڑھنا بلند تر ہے سماع سے یعنی استاد کے لفظ کی سستی سے اور ان کی حجت یہ ہے کہ استاد اگر چوک جائے تو نہیں میسر ہوتا واسطے طالب کے رد کرنا اوپر اس کے اور ابوعبید سے روایت ہے کہ قرأت مجھ پر ثابت تر اور مفہوم تر ہے واسطے میرے اس سے کہ میں خود طالب پر پڑھوں اور مشہور مالک اور سفیان ثوری سے یہ ہے کہ وہ دونوں برابر ہیں اور مشہور قول جس پر جمہور ہیں یہ ہے کہ استاد کی زبان سے سننا بلند ہے مرتبے میں پڑھنے سے اوپر اس کے جب

تک کہ کوئی چیز عارض نہ ہو جو گردانے قرأت کو اوپر اس کے اولیٰ اور اسی واسطے ہوا سماع لفظ اس کے سے لکھنے میں بلندتر سب درجوں سے واسطے اس چیز کے کہ لازم آتا ہے اس سے تحرز شیخ اور طالب کے سے۔ (فتح)

وَاحْتَجَّ بَعْضُهُمْ فِي الْقِرَآءَةِ عَلَى الْعَالِمِ بِحَدِيْثِ ضِمَامِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ نُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهٰذِهٖ قِرَآءَةٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَ ضِمَامٌ قَوْمَهٗ بِذٰلِكَ فَأَجَازُوْهُ.

یعنی عالم پر قرأت کرنے کے جواز میں بعض نے ضمام کی حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ اس نے نبی ﷺ سے کہا کہ آپ کو اللہ نے حکم کیا ہے کہ ہم نمازیں پڑھیں حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں سو یہ قرأۃ ہے حضرت ﷺ پر ضمام نے اپنی قوم کو جا کر اس کی خبر دی سو انہوں نے اس کو جائز رکھا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی عالم کو حدیث سنا کر اس سے روایت کرے تو جائز ہے۔

وَاحْتَجَّ مَالِكٌ بِالصَّكِّ يُقْرَأُ عَلَى الْقَوْمِ فَيَقُوْلُوْنَ أَشْهَدَنَا فُلَانٌ وَيُقْرَأُ ذٰلِكَ قِرَآءَةً عَلَيْهِمْ وَيُقْرَأُ عَلَى الْمُقْرِئِ فَيَقُوْلُ الْقَارِئُ أَقْرَأَنِيْ فُلَانٌ.

یعنی امام مالک نے دلیل پکڑی ہے (قرأت کے جائز ہونے پر) ساتھ خط کے جو کسی قوم پر پڑھا جائے پس جائز ہے کہ وہ لوگ کہیں کہ گواہ کیا ہم کو فلاں نے اور استاد پر پڑھا جائے پس پڑھنے والے کو جائز ہے یہ کہنا کہ مجھ کو فلاں شخص نے پڑھایا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ عَوْفٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَا بَأْسَ بِالْقِرَآئَةِ عَلَى الْعَالِمِ.

یعنی حسن نے کہا کہ عالم پر پڑھنے میں کوئی ڈر نہیں یعنی عالم کو پڑھ پڑھ کر سناتے جانے میں کوئی خوف نہیں۔

وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الْفَرَبْرِيُّ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ الْبُخَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ إِذَا قُرِئَ عَلَى الْمُحَدِّثِ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَّقُوْلَ حَدَّثَنِيْ.

یعنی سفیان ثوری نے کہا کہ جب محدث کو پڑھ پڑھ کر سناتا جائے تو اس میں کچھ ڈر نہیں کہ کہے اُس نے مجھ سے حدیث بیان کی۔

قَالَ وَسَمِعْتُ أَبَا عَاصِمٍ يَقُوْلُ عَنْ مَالِكٍ وَسُفْيَانَ الْقِرَآءَةُ عَلَى الْعَالِمِ

یعنی عالم کو پڑھ کر سنانا اور اس کی قرأت کو سننا برابر ہے۔

وَقِرَآءَ تُهٗ سَوَآءٌ.

٦١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ هُوَ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ نَمِرٍ أَنَّهٗ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى جَمَلٍ فَأَنَاخَهٗ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهٗ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَقُلْنَا هٰذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَبْتُكَ فَقَالَ الرَّجُلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ سَآئِلُكَ فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ فَلَا تَجِدْ عَلَيَّ فِيْ نَفْسِكَ فَقَالَ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ فَقَالَ أَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ آٰللّٰهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ آٰللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ نُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ آٰللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ نَصُوْمَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ آٰللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَآئِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلٰى فُقَرَآئِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦١۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک مرد اونٹ کا سوار آیا سو اُس نے اونٹ کو مسجد میں بٹھایا پھر اس کو رسی سے جکڑا پھر اس نے کہا کہ تم میں محمد ﷺ کون سے ہیں؟ اور نبی ﷺ اُن کے درمیان تکیہ لگائے بیٹھے تھے پس ہم نے کہا کہ محمد ﷺ یہ سفید مرد تکیہ لگانے والا ہے پس اس شخص نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اے عبدالمطلب کے بیٹے سو نبی ﷺ نے اُسے کہا کہ میں نے تیری بات کو سن لیا ہے سو اس نے حضرت ﷺ سے عرض کی کہ میں آپ سے کچھ پوچھتا ہوں پس سختی کے ساتھ پوچھوں گا پس آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا پوچھ جو چاہتا ہے سو اس نے کہا کہ میں اب پوچھتا ہوں قسم دے کر آپ کے رب اور پہلوں کے رب کی کہ کیا اللہ نے آپ کو تمام آدمیوں کی طرف رسول کر کے بھیجا ہے پس حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں قسم اللہ کی پس کہا اس نے کہ آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ کو اللہ نے حکم کیا ہے پانچ نمازیں پڑھنے کا ایک دن اور رات میں حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں قسم اللہ کی پس اس نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم کیا ہے مہینے رمضان کے روزے رکھنے کا ہر سال میں حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں قسم اللہ کی پس اس نے کہا کہ میں قسم دیتا ہوں میں آپ کو ساتھ اللہ کے کہ کیا اللہ نے حکم کیا ہے آپ کو صدقہ لینے کا ہمارے دولت مندوں سے اور تقسیم کرنا ہمارے فقیروں پر پس نبی ﷺ نے فرمایا ہاں قسم اللہ کی پس کہا اس مرد نے کہ میں ایمان لایا ساتھ اس چیز کے جس کو آپ لائے ہیں اور میں اپنی قوم کی طرف

وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اٰمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ وَأَنَا رَسُوْلُ مَنْ وَّرَآئِيْ مِنْ قَوْمِيْ وَأَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ أَخُوْ بَنِيْ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ. وَرَوَاهُ مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

رسول ہوں (یعنی آپ کا یہ حکم میں ان کو پہنچاؤں گا اور اُن کو اسلام کی طرف دعوت دوں گا) اور میں ضمام بن ثعلبہ کا ہوں بھائی سعد بن بکر کا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ تکیہ دیے بیٹھے تھے تو اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے تکیہ کرنا امام کو درمیان اپنے تابعداروں کے اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر حضرت ﷺ ترک تکبر سے واسطے قول اس کے کہ درمیان اُن کے تھا اور یہ جو کہا کہ مسجد میں تو استنباط کیا ہے اس سے ابن بطال وغیرہ نے پاک ہونا اونٹوں کے پیشاب اور لید کا اس واسطے کہ نہیں امن ہے اس سے جتنی دیر کہ وہ مسجد میں رہا اور حضرت ﷺ نے اس پر انکار نہ کیا اور اس کی دلالت ظاہر نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں محض احتمال ہے اور دفع کرتی ہے اس کو روایت ابو نعیم کی کہ سامنے آیا ایک مرد اپنے اونٹ پر یہاں تک کہ مسجد کے پاس آیا سو اس کو بیٹھایا پھر اس کو باندھا پھر مسجد میں داخل ہوا پس یہ سیاق حدیث کا دلالت کرتا ہے کہ وہ مسجد میں داخل نہیں ہوا اور احمد وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اس نے اونٹ کو مسجد کے دروازہ پر بیٹھایا اور اس کو باندھا پھر مسجد میں داخل ہوا اور یہ جو کہا کہ اَجَبْتُكَ تو مراد یہ ہے کہ میں نے تیری بات سنی یا مراد انشا اجابت کا ہے یا اترا بر قرار رکھنا آپ کا واسطے اصحاب کے اعلام میں اس سے بجائے بولنے کے اور یہی لائق ہے ساتھ مراد بخاری کے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کے واسطے نعم نہ کہا اس واسطے کہ نہ خطاب کیا اس کو ساتھ اس چیز کے کہ لائق تھی واسطے مرتبے اس کی تعظیم سے خاص کر ساتھ اس آیت کے ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ اور عذر اس کی طرف سے اگر ہم کہیں کہ وہ مسلمان ہو کر آیا تھا یہ ہے کہ اس کو نہی نہیں پہنچی اور تھی اس میں باقی سختی گنواروں جیسی اور تحقیق ظاہر ہوئی اس کی سختی بیچ قول اس کے کہ میں سختی کرنے والا ہوں آپ پر سوال میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ ہم کو قرآن میں منع ہوا کہ ہم حضرت ﷺ سے کچھ چیز پوچھیں تو ہم کو خوش لگتا تھا کہ کوئی گنوار آئے جو عاقل ہو تو وہ حضرت ﷺ سے پوچھے اور ہم سنیں کہ گنواروں کو ہم سے زیادہ جرأت تھی یعنی اصحاب کھڑنے ہونے والے ہیں نزدیک نہی کے اور گنوار معذور رکھے جاتے ہیں ساتھ جہل کے اور انہوں نے انہوں کے عاقل کی تمنا کی تاکہ ہو پہچاننے والا اُس چیز کو کہ آپ سے پوچھے اور ظاہر ہوئی عقل ضمام کی بیچ مقدم کرنے اس کے کی عذر کو آگے

سوال اپنے کے واسطے گمان اس کے کی کہ وہ مقصود کو نہیں پہنچے گا مگر ساتھ اس خطاب کے اور یہ جو اُس نے کہا کہ میں ایمان لایا ساتھ اس چیز کے کہ آپ لائے تو احتمال ہے کہ ہو یہ اخبار پہلے حال سے اور یہی مختار ہے نزدیک بخاری کے اور ترجیح دی ہے اس کو قاضی عیاض نے اور یہ کہ وہ حاضر ہوا بعد مسلمان ہونے اپنے کے اس حال میں کہ ثبوت چاہتا تھا رسول سے ساتھ اس چیز کے کہ خبر دی اُن کو حضرت ﷺ کے ایلچی نے اور احتمال ہے کہ ہو قول اس کا کہ ایمان لایا میں انشا یعنی میں اب ایمان لایا اور ترجیح دی ہے اس کو قرطبی نے واسطے قول اس کے کی زَعَمَ اس واسطے کہ زعم وہ قول ہے جس پر اعتماد نہ ہو اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ زعم قول محقق پر بھی بولا جاتا ہے جیسا کہ نقل کیا ہے اس کو ابوعمرو اور زاہدی نے شرح فصیح میں اور اوپر ابوداؤد نے جو باب باندھا ہے بَابُ الْمُشْرِكِ يُدْخِلُ الْمَسْجِدَ تو اس سے اس کی یہ مراد نہیں کہ ضمام مشرک آیا تھا بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے چھوڑا ایک شخص آنے والے کو مسجد میں داخل ہو بغیر استفصال کے اور تائید کرتی ہے اس کی کہ اس قول کہ میں ایمان لایا اخبار ہے یہ بات کہ اس نے توحید کی دلیل نہیں پوچھی بلکہ سوال عموم رسالت سے اور شرع کے احکام سے اور اگر انشا ہوتا تو البتہ ہوتی طلب معجزے کی واجب کرتی واسطے اس کے تصدیق کو یہ قول کرمانی کا ہے اور الٹ کیا ہے اس کو قرطبی نے پس استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اوپر صحیح ہونے ایمان مقلد رسول کے اگرچہ نہ ظاہر ہو واسطے اس کے معجزہ واللہ اعلم۔ اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس چیز کے کہ پہلے گزری عمل کرنا ہے ساتھ خبر واحد کے اور نہیں قدح کرتا اس میں آنا ضمام کا واسطے ثبوت چاہنے کے اس واسطے کہ مقصود اس کا ملاقات کرنا اور روبرو ہونا تھا اور تحقیق رجوع کیا ضمام نے طرف قوم اپنی کی تنہا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی اور ایمان لائے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے اس میں منسوب ہونا شخص کا ہے طرف دادے اپنے کی جب کہ ہو مشہور اس کے باپ سے اور اسی قسم سے ہے قول حضرت ﷺ کا کہ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اور اس میں قسم چاہنا ہے محقق پر واسطے زیادہ تاکید کے اور اس میں روایت اقران کی ہے اقران سے اس واسطے کہ سعید اور شریک دونوں تابعی ہیں ایک درجے میں۔ (فتح)

فائدہ: غرض امام بخاری کی اس باب کے باندھنے سے یہ ہے کہ اگر شاگرد استاد پر قرأت کرے یعنی استاد کو پڑھ کر سناتا جائے جیسے کہ ہند میں اب اس زمانے میں بھی یہی دستور ہے کہ شاگرد پڑھتا جاتا ہے اور استاد سنتا جاتا ہے تو یہ جائز اور معتبر ہے جیسے کہ انس رضی اللہ عنہ کی دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں شخص حضرت ﷺ کو حدیث سناتے گئے اور حضرت ﷺ سنتے گئے ایسے ہی اگر خود استاد اپنی مرویات اور حدیثوں کو پڑھ کر اپنے شاگردوں کو سناتا جائے اور شاگرد چپ کر کے سنتا جائے جیسے کہ عرب کا دستور ہے تو ان دونوں صورتوں میں شاگرد کو اختیار ہے کہ جب اپنے استاد سے کسی کے آگے حدیث نقل کرنے لگے تو خواہ حدثنی فلاں کہے یا اخبرنی فلاں یعنی مجھ سے حدیث بیان کی فلاں نے یا مجھے خبر دی فلاں نے ہر طور سے جائز ہے اور مراد بخاری کی اس سے رد کرنا قول اس کا جو کہتا ہے

کہ استاد پر قرأت کرنا اور سنانا معتبر نہیں وہی معتبر ہے جو استاد خود پڑھ کر سناتا جائے اور شاگرد سنتا جائے۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْمُنَاوَلَةِ وَكِتَابِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْعِلْمِ إِلَى الْبُلْدَانِ.

باب ہے بیان میں مناولت کے اور اہل علم کے علم کو شہروں کی طرف لکھنا۔

فائدہ: مناولہ کہتے ہیں اس کو کہ اپنی اصل مرویات اور مسموعات کی کتاب (جس میں اپنی استادوں سے حدیثیں سن کر لکھ رکھی ہوں) اپنے شاگردوں کو دینا اور وہ دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو یہ کہ اپنے شاگرد کو کتاب اصل دے دے اور اس کے ساتھ اس کو روایت کی اجازت بھی دے دے یعنی کہے کہ یہ میرا سماع ہے فلانے سے یا یہ میری تصنیف ہے سو تو مجھ سے اس کتاب کی روایت کر کہ حدیث بیان کی مجھ سے فلانے نے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ فقط اپنی کتاب مرویات کی شاگرد کے حوالے کر دے اور اس کو آپ سے روایت کرنے کی اجازت نہ دے سو اس دوسری قسم میں تو حدثنی یا اخبرنی فلاں کہنا جائز نہیں ہے اور پہلی قسم میں یہ امر جائز ہے اور مراد امام بخاری کی بھی یہی پہلی قسم ہے اور مکاتبت اس کو کہتے ہیں کہ اپنی حدیثوں اور مرویات کو شاگرد کی طرف لکھ بھیجے اور وہ بھی دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو یہ کہ اس کے ساتھ استاد سے روایت کرنے کی اجازت بھی ہو اور دوسری وہ کہ اس کے ساتھ یہ اجازت نہ ہو سو ان دونوں قسموں میں استاد سے روایت کرنا جائز ہے بایں طور کہ مجھ سے فلاں نے حدیث بیان کی ہے یا فلاں شخص نے میری طرف لکھا ہے اور امام بخاری کے نزدیک مناولت اور مکاتبت برابر ہے اور بعض کے نزدیک مناولت بالا جازت کو مکاتبت پر ترجیح ہے اور تحقیق پہلے بیان کی ہم نے صورت عرض مناولت کی اور وہ حاضر کرنا طالب کا ہے کتاب کو تحقیق جائز رکھی ہے جمہور نے روایت کرنی ساتھ اس کے اور رد کیا ہے اس کو جس نے عرض قرأت کو رد کیا ہے بطریق اولیٰ اور یہ جو کہا کہ طرف شہروں کی تو مراد اہل شہروں کے ہیں اور ذکر شہروں کا بطور مثال کے ہے نہیں تو حکم عام ہے گاؤں وغیرہ میں اور مکاتبت روایت اٹھانے کی قسموں سے ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ لکھے استاد اپنی حدیث کو اپنے خط سے یا اجازت دے واسطے اس کے کہ اعتماد ہو ساتھ اس کے ساتھ لکھنے اس کی کے اور بھیجے اس کو بعد لکھنے اس کی کے طرف طالب کی اور اجازت دے اس کو ساتھ روایت کرنے کے استاد کی طرف سے اور تحقیق برابری کی ہے بخاری نے درمیان اس کے اور درمیان مناولت کے اور ترجیح دی ہے ایک قوم نے مناولت کو اوپر مکاتبت کے واسطے حاصل ہونے شاذ کے اس میں سوائے مکاتبت کے اور تحقیق جائز ہے ایک جماعت نے قدما سے بولنے اخبار کے بیچ بولنے ان دونوں کے اور اولیٰ وہ چیز ہے جس پر اہل تحقیق ہیں شرط ہونے بیان اس کے سے اور یہ جو کہا کہ نقل کروایا عثمان نے قرآنوں کو تو یہ ایک ٹکڑا حدیث دراز کا ہے جو فضائل قرآن میں آئے گی اور دلالت اس کی اوپر جائز ہونے روایت کے ساتھ مکاتبت کے واضح ہے اس واسطے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم کیا اُن کو ساتھ اعتماد کے اوپر اس چیز کے کہ اُن قرآنوں میں ہے اور مخالفت اس چیز کی کہ اس کے سوائے ہے اور مستفاد بھیجنے عثمان رضی اللہ عنہ کے

سے مصاحف کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اسناد صورت اس چیز کا ہے کہ لکھی گئی ہے بیچ اس کے طرف عثمان کی نہ اصل ثبوت قرآن کا کہ وہ متواتر ہے نزدیک اُن کے اور ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ کے پاس ایک خط آیا تو اس نے کہا کہ نظر کر اس خط میں سو جو چیز کہ پہچانے تو اس سے اس کو رہنے دے اور جس کو تو نہ پہچانے اس کو مٹا دے اور یہ اصل ہے عرض مناولت کی۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نَسَخَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْمَصَاحِفَ فَبَعَثَ بِهَا إِلَى الْآفَاقِ.

یعنی انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو نقل کروایا اور شہروں کی طرف بھیج دیا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ شہروں کی طرف لکھ کر بھیجنا جائز ہے اور کاتب سے روایت کرنا بھی جائز ہے ورنہ ان کی طرف قرآن بھیجنے کے کوئی معنی نہ ہوں گے۔

وَرَأَى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ذٰلِكَ جَائِزًا وَاحْتَجَّ بَعْضُ أَهْلِ الْحِجَازِ فِي الْمُنَاوَلَةِ بِحَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ كَتَبَ لِأَمِيْرِ السَّرِيَّةِ كِتَابًا وَقَالَ لَا تَقْرَأْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ قَرَأَهُ عَلَى النَّاسِ وَأَخْبَرَهُمْ بِأَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور یحییٰ بن سعید اور مالک نے مکاتبت کو جائز رکھا ہے اور بعض اہل حجاز نے مناولت کی اجازت ہونے میں اس حدیث کی دلیل پکڑی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کے سردار کے واسطے خط لکھا اور اس کو فرمایا کہ اس کو نہ پڑھو جب تک کہ فلاں فلاں مکان میں نہ پہنچ جاؤ سو جب وہ امیر اس مکان میں پہنچا تو اس خط کو لوگوں میں پڑھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ان کو سنا دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مناولت جائز ہے اور وجہ دلالت کی اس حدیث سے ظاہر ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خط دیا اور اس کو حکم کیا کہ پڑھے اس کو اپنے اصحاب پر تاکہ عمل کریں ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے پس اس میں مناولت ہے اور معنی مکاتبت کے اور تعاقب کیا ہے اس کا بعض نے بایں طور کے حجت سوائے اس کے نہیں کہ واجب ہوئی ہے ساتھ اس کے واسطے عدم توہم تبدیل اور تغییر کے بیچ اس کے واسطے عدالت اصحاب کے برخلاف ان لوگوں کے کہ ان کے بعد ہیں اور میں کہتا ہوں کہ شرط قیام حجت کی ساتھ مکاتبت کے یہ ہے کہ ہو خط مہر لگایا گیا اور اس کا حامل امانت دار ہو اور جس کی طرف خط لکھا گیا ہے وہ خط استاد کا پہچانتا ہو سوائے اس کی شروط سے جو دفع کرنے والی ہیں واسطے توہم تغییر کے۔ (فتح)

٦٢ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ

٦٢۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو اپنا خط دے کر بھیجا اور اس کو فرمایا کہ اس خط کو

ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهٖ رَجُلًا وَأَمَرَهُ أَنْ يَّدْفَعَهُ إِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ إِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ.

بحرین کے بادشاہ کے پاس پہنچادے پس بحرین کے بادشاہ نے اس خط کو کسریٰ (پرویز بادشاہ ایران) کے پاس پہنچایا سو جب کسریٰ نے اس خط کو پڑھا تو اُسے پھاڑ ڈالا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا (راوی کہتا ہے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ ابن مسیّب نے یہ بات کہی) پس حضرت ﷺ نے ان پر بددعا کی یہ کہ ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں ہر قسم ریزہ ریزہ کیے جانے کا۔

فائدہ: حضرت ﷺ کی بددعاء کی یہ تاثیر ہوئی کہ اس کے بیٹے نے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا سو جب وہ مرنے لگا تو دواؤں کا خزانہ کھولا اور زہر کے ڈبے پر لکھ دیا کہ یہ دوا جماع کے واسطے اکسیر ہے اور اس کا بیٹا جماع کا بہت شوق رکھتا تھا جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹے نے دوائی خانہ کھولا اور اس ڈبے پر لکھا ہوا دیکھا تو اس کو کھا گیا اور کھاتے ہی ملک عدم کی طرف روانہ ہوا۔ پس اسی دن اُن کی سلطنت میں تنزل شروع ہو گیا یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد سعادت میں ان کا نام ونشان بھی کہیں باقی نہ رہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہروں کی طرف لکھنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت کی ترجمہ سے اور وجہ دلالت اس کی اوپر مکاتبت کے ظاہر ہے اور ممکن ہے کہ استدلال کیا جائے ساتھ اس کے اوپر مناولت کے اس اعتبار سے کہ حضرت ﷺ نے اپنے ایلچی کو خط دیا اور حکم دیا کہ اس کو یہ کہ خبر دے بحرین کے حاکم کو ساتھ اس کے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا خط ہے اگرچہ نہ سنی اس نے وہ چیز کہ اس میں تھی اور نہ اس کو پڑھا۔ (فتح)

٦٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا أَوْ أَرَادَ أَنْ يَّكْتُبَ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُ وْنَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى بَيَاضِهٖ فِيْ يَدِهٖ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ مَنْ قَالَ نَقْشُهُ

۶۳۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک خط کو لکھا یا لکھنے کا ارادہ کیا سو کسی نے آپ سے عرض کی کہ وہ لوگ بغیر مہر کسی خط کو نہیں پڑھتے ہیں یعنی جس خط پر مہر لگی ہو اس کو پڑھتے ہیں پس حضرت ﷺ نے چاندی کی انگشتری بنوائی جس میں محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا گویا کہ میں آپ کے ہاتھ میں اس کی سفیدی کی طرف ابھی دیکھ رہا ہوں پس کہا میں نے قتادہ سے یہ کس نے کہا کہ اس کا نقش محمد رسول اللہ تھا انہوں نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ نے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ أَنَسٌ.

فائدہ: اس حدیث سے بھی مکاتبت کا جائز ہونا معلوم ہوا پس اس کی ترجمہ سے موافقت ہوگئی۔ اور یہ جو کہا کہ نہیں پڑھتے خط مگر مہر کیا ہوا تو پہچانا جاتا ہے اس سے فائدہ اس حدیث کے وارد کرنے کا اس باب میں تا کہ تنبیہ کرے اس پر کہ شرط عمل کے ساتھ مکاتبت کے یہ ہے کہ ہو خط مہر کیا ہوا تا کہ حاصل ہو امن تو ہم تغیر اس کے سے لیکن بے پرواہی کی جاتی ہے اس کے مہر لگانے سے جب کہ ہو حامل عدل امانت دار۔

فائدہ: نہیں ذکر کیا بخاری نے قسموں تحمل کی سے اجازت کو جو خالی ہو مناولت سے یا مکاتبت سے اور نہ وجادت کو اور نہ وصیت کو اور نہ اعلام مجردہ کو اجازت سے اور شاید وہ ان میں سے کسی چیز کو نہیں دیکھتا اور بخاری نہیں جائز رکھتا اجازت میں اطلاق تحدیث کا پس دلالت کی اس نے کہ وہ مسموع ہے نزدیک اس کے لیکن سب استعمال اس کے کا واسطے اس صیغے کے تا کہ فرق کرے درمیان اس چیز کے کہ اس کی شرط پر ہے اور اس کے جو اس کی شرط پر نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَعَدَ حَيْثُ يَنْتَهِي بِهِ الْمَجْلِسُ وَمَنْ رَأٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا.

جہاں پر مجلس تمام ہو یعنی سب لوگوں کے پیچھے بیٹھنے کا بیان اور مجلس کے اندر جگہ ملے وہاں بیٹھنے کا بیان۔

فائدہ: مناسبت اس باب کی واسطے کتاب علم کے اس جہت سے ہے کہ مراد ساتھ مجلس اور حلقے کی حلقہ علم کا ہے اور مجلس علم کی پس داخل ہوگا طالب کے ادب میں کئی وجہ سے جیسے کہ ہم عنقریب اس کو بیان کریں گے اور جو ترجمے پہلے گزرے ہیں وہ سب متعلق ہیں ساتھ صفات عالم کے۔ (فتح)

٦٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ قَالَ فَوَقَفَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَأَمَّا

٦٤۔ ابو واقد لیثی سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اچانک تین مرد سامنے سے آئے پس دونوں رسول اللہ ﷺ کی طرف آگے آئے اور ایک چلا گیا سو وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑے ہوئے پس ان دونوں میں سے ایک نے تو مجلس میں خالی جگہ دیکھی پس وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا ان سب کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا پلٹ کر چلا گیا پس جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ہاں میں خبر دیتا ہوں تم کو تینوں شخص کے حال کی پس ان میں سے ایک نے تو اللہ کی طرف ٹھکانہ پکڑا سو اللہ نے اس کو جگہ دی اور دوسرا تو شرمایا پس اللہ بھی اس سے شرمایا یعنی اللہ نے اس کو اپنے غضب سے بچایا اور

الثَّالِثُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوٰى إِلَى اللّٰهِ فَآوَاهُ اللّٰهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ.

تیسرے نے منہ پھیرا سو اللہ نے اس سے منہ پھیرا یعنی جب اس نے اپنے لائق جگہ نہ دیکھی تو غرور سے چلا گیا اس واسطے غضبِ الٰہی میں گرفتار ہوا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ علم اور وعظ کی مجلس میں قریب ہونا نہایت افضل ہے اور دور بیٹھنا جائز ہے لیکن ثواب ملتا ہے اور مناسبت اس باب کی کتاب العلم کے ساتھ اس طور سے ہے کہ مجلس سے مراد یہاں علم کی مجلس ہے چنانچہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ علم بیان فرما رہے تھے یہ جو کہا کہ پس وہ دونوں حضرت ﷺ پر کھڑے ہوئے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب وہ حضرت ﷺ پر کھڑے ہوئے تو سلام کیا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے جو باہر سے آئے پہلے وہ سلام کرے اور یہ کہ جو کھڑا ہو وہ بیٹھے کو سلام کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سلام کا جواب ذکر نہیں کیا واسطے کفایت کرنے کے ساتھ مشہور ہونے اس کی کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو عبادت میں غرق ہو اس سے سلام کا جواب دینا ساقط ہو جاتا ہے اور نہیں ذکر کیا کہ انہوں نے تحیۃ المسجد پڑھا تو واسطے ہونے اس قصے کے کہ تھا پہلے مشروع ہونے اس کے کی یا وہ دونوں بے وضو تھے یا واقع ہوا پس منقول نہیں ہوا واسطے اہتمام کے ساتھ غیر اس قصے کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے حلقہ باندھنا بیچ مجلسوں ذکر اور علم کے اور یہ کہ جو کسی جگہ میں پہلے پہنچ ہوتا ہے وہ زیادہ ترحق دار ساتھ اس کے اور یہ جو کہا کہ فَآوَاهُ اللّٰهُ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ بدلا دیا اس کو اللہ نے ساتھ نظیر فعل اس کے کی بایں طور کے جوڑا اس کو طرف رحمت اپنی کی اور رضامندی اپنی کی اور اس میں مستحب ہونا ہے ادب کا ہے بیچ مجلسوں علم کے اور فضیلت خالی جگہ کی بند کرنے کی حلقے میں جیسے وارد ہوئی ہے ترغیب بیچ بند کرنے خالی جگہوں کے جماعت کی صفوں میں اور جائز ہونا تخطی کا واسطے بند کرنے خالی جگہوں کے جب کہ کسی کو ایذا نہ دے پس اگر ایذا کا خوف ہو تو مستحب ہے بیٹھنا جس جگہ کہ اخیر پہنچے جیسا کہ دوسرے نے کیا اور اس میں ثنا ہے اس شخص پر جو ہجوم کرے خیر کی طلب میں اور یہ جو کہا کہ شرمایا تو معنی یہ ہیں کہ ترک کیا مزاحمت کو جیسا کہ اس کے ساتھی نے کیا واسطے شرمانے کے حضرت ﷺ سے اور حاضرین سے اور یا اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مجلس سے چلا جانے سے شرمایا جیسا کہ اس کے تیسرے ساتھی نے کیا تھا اور یہ جو کہا کہ اللہ اس سے شرمایا یعنی اس پر رحم کیا اور اس کو عقاب نہ کیا اور یہ جو کہا کہ اللہ نے بھی اس سے منہ پھیرا یعنی غضبناک ہوا اوپر اس کے اور وہ محمول ہے اس پر جو منہ پھیر کے گیا نہ کسی عذر سے اور یہ اس وقت ہے جب کہ ہو مسلمان اور احتمال ہے کہ ہو منافق اور حضرت ﷺ کو

اس کے امر پر اطلاع ہوگئی ہو جیسے کہ احتمال ہے کہ ہو قول حضرت ﷺ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ اخبار یا دعا اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خبر ہے اور یہ کہ جائز ہے خبر دینا گنہگاروں سے اور ان کے احوال سے واسطے جھڑک کے اس سے اور یہ غیبت نہیں گنی جاتی اور اس حدیث میں فضیلت ہے ملازمت حلقوں علم اور ذکر کے اور بیٹھنا عالم اور مذکر کا مسجد میں اور اس میں تعریف ہے شرمانے والے پر اور بیٹھنا جس جگہ کو ختم ہو ساتھ اس کے مجلس۔(فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ.

بہت آدمی علم پہنچایا گیا زیادہ تر یاد رکھنے والا ہے سننے والے سے۔

٦٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَعَدَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَأَمْسَكَ إِنْسَانٌ بِخِطَامِهٖ أَوْ بِزِمَامِهٖ قَالَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ سِوٰى اسْمِهٖ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ فَقَالَ أَلَيْسَ بِذِي الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسٰى أَنْ يُّبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعٰى لَهٗ مِنْهُ.

٦٥۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اونٹ پر سوار ہوئے اور ایک شخص نے اُس کی لگام کو پکڑا آپ نے فرمایا یہ کون دن ہے؟ پس چپ رہے ہم یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا اس کے نام کے سوا آپ اُس کا کچھ اور نام رکھیں گے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کیا یہ قربانی کا دن نہیں؟ ہم نے عرض کی کہ ہاں۔ (پھر) فرمایا کہ یہ کون مہینہ ہے پس چپ رہے ہم یہاں تک کہ ہم کو گمان ہوا کہ آپ اس کے پہلے نام کے سوا اس کا کچھ اور نام رکھیں گے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کیا یہ ذی الحج نہیں؟ ہم نے عرض کی ہاں ذی الحج ہے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تحقیق خون تمہارے اور مال تمہارے اور آبروئیں تمہاری درمیان میں تمہارے حرام ہیں مثل حرام ہونے اس دن کی اس مہینے میں اس شہر میں اور چاہیے کہ پہنچا دے حاضر غائب کو پس قریب ہے کہ حاضر ایسے شخص کو پہنچائے جو اس سے زیادہ تر یاد رکھنے والا ہو۔

فائدہ: یعنی جیسے مکے میں اور ذی الحج کے مہینے میں عرفے کا دن حرام ہے اس میں کسی طرح زیادتی درست نہیں اسی طرح اپنی جانوں اور مالوں اور آبروؤں کو حرام جانو کسی کو دوسرے مسلمان کا ناحق جان مارنا اور مال چھیننا درست نہیں اور اس دن اور مہینے اور شہر کی حرمت اُن کے نفسوں میں خوب جمی ہوئی تھی اور اُن کی حرمت کو توڑ دینا اُن کے نزدیک کسی حال اور کسی ضرورت میں جائز نہ تھا اور مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے قرطبی نے کہا کہ سوال کرنا حضرت ﷺ کا تین چیزوں سے اور چپ رہنا آپ کا بعد ہر سوال کے ان میں ہی تھا واسطے حاضر کرنے اُن کے

فہموں کو اور تا کہ متوجہ ہوں طرف اس کی بالکل اور تا کہ معلوم کریں عظمت اُس چیز کی جس کی حضرت ﷺ ان کو خبر دیتے ہیں پس اسی واسطے اس کے بعد کہا کہ بے شک خون تمہارے الخ واسطے مبالغے کے بیچ حرام ہونے ان چیزوں کے اور مناط تشبیہ کی بیچ قول اس کے کی فَاِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَاَمْوَالَکُمْ بعد ہے ظاہر ہونا اس کا ہے نزدیک سامعین کے اس واسطے کہ حرمت شہر اور مہینے اور دن کی تھی ثابت ان کے نفسوں میں مقرر نزدیک اُن کے برخلاف جانوں اور مالوں اور آبروؤں کے اس واسطے کہ تھے جاہلیت والے مباح جانتے ان کو نو وارد ہوئی شرع اوپر ان کے ساتھ اُس کے کہ مسلمان کی جان و مال اور آبرو کا حرام ہونا بہت بڑا ہے حرمت شہر اور مہینے اور دن کی سے پس نہ وارد ہوگا۔ مشبہ بہ کا پس ہونا رتبے میں مشبہ سے اس واسطے کہ خطاب سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوا ہے بہ نسبت اس چیز کے کہ عادی تھے ساتھ اس کے مخاطب پہلے اقرار پانے شرع کے اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے ہر سوال کا جواب دیا اور کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے اور یہ حسن ادب ان کے سے ہے اس واسطے کہ انھوں نے معلوم کیا کہ نہیں پوشیدہ ہے آپ پر وہ چیز کہ پہچانتے ہیں اس کو جواب سے اور یہ کہ نہیں ہے مراد آپ کی مطلق اخبار ساتھ اس چیز کے کہ پہچانتے ہیں اس کو اسی واسطے باب کی روایت میں کہا کہ یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے پس اس میں اشارہ ہے طرف سپرد کرنے کل امروں کی طرف شارع کی اور مستفاد ہوتی ہے اس سے حجت واسطے ان لوگوں کے جو شرع کے حقائق کو ثابت کرتے ہیں اور مراد حاضر سے وہ ہے جو مجلس میں حاضر ہے اور مراد غائب سے جو اس مجلس سے غائب ہے اور مراد پہنچانا قول مذکور کا ہے یا تمام احکام کا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے رغبت دلاتا ہے اوپر پہنچانے علم کے اور جائز ہونا تحمل کا پہلے کامل ہونے اہلیت کے اور یہ کہ ادا میں سمجھنا شرط نہیں اور کبھی آتا ہے پچھلوں میں وہ شخص جو زیادہ تر سمجھنے والا ہوتا ہے پہلوں سے لیکن ایسے لوگ کم ہیں اور استنباط کیا ہے ابن منیر نے اس سے کہ راوی کی تفسیر زیادہ تر راجح ہے اس کے غیر کی تفسیر سے اور اس میں جواز قعود کا ہے اوپر پیٹھ چوپایوں کے اس حال میں کہ چوپایا کھڑا ہو جب کہ اس کی حاجت ہو اور جو نہی اس میں وارد وہ محمول ہے اُس پر جو بغیر ضرورت کے ہو اور یہ کہ جائز ہے خطبہ پڑھنا بلند جگہ پر تا کہ ہو ابلغ بیچ سنانے اس کے لوگوں کو اور دیکھنے ان کے کی اس کو۔ (فتح)

بَابُ الْعِلْمِ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ فَبَدَاَ بِالْعِلْمِ.

علم کا قول اور عمل پر مقدم ہونے کا بیان واسطے قول اللہ غالب اور بزرگ کے پس جان تو کہ تحقیق اللہ کے سوا کوئی لائق بندگی کے نہیں پس شروع کیا ساتھ علم کے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ علم شرط ہے بیچ صحیح ہونے قول اور فعل کے پس نہیں اعتبار ہے ان کا مگر ساتھ اس کے پس وہ متقدم ہے اوپر ان دونوں کے اس واسطے کہ وہ صحیح کرنے والا ہے واسطے نیت کے جو صحیح

کرنے والی ہے واسطے عمل کے پس تنبیہ کی بخاری نے اس پر تا کہ سبقت کی جائے طرف ذہن کی قول ان کے سے کہ نہیں نفع دیتا علم مگر ساتھ عمل کے اہانت ہے واسطے امر علم کے اور تساہل ہے اس کے طلب میں اور یہ جو کہا کہ پس شروع کیا ساتھ علم کے جس جگہ کہ کہا ﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ پھر کہا اور مغفرت مانگ واسطے اپنے گناہ کے اور خطاب اگرچہ واسطے حضرت ﷺ کے ہے پس وہ شامل ہے واسطے امت کے اور استدلال کیا ہے سفیان بن عیینہ نے ساتھ اس آیت کے اوپر فضیلت علم کے کہ پہلے اللہ نے اِعْلَمْ کہا پھر اس کو عمل کا حکم دیا اور کھینچی جاتی ہے اس سے دلیل اس چیز کی جو اہل کلام کہتے ہیں معرفت کی واجب ہونے سے لیکن نزاع جیسے کہ ہم نے پہلے بیان کیا سوائے اس کے نہیں کہ وہ بیچ واجب ہونے سیکھنے دلیلوں کے ہے بنا بر ان قواعد کے جو کلام کی کتابوں میں مذکور ہے اور یہ جو کہا کہ علماء وارث ہیں پیغمبروں کے تو اس کو بخاری نے حدیث نہیں کہا پس اسی واسطے نہیں گنی جاتی اس کی معلق حدیثوں میں لیکن وارد کرنا اس کا ترجمہ میں مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اس کی کوئی اصل ہے اور اس کا شاہد قرآن میں یہ قول اللہ کا ہے ﴿ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا﴾ اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ تحقیق وارث قائم ہے مقام مورث کی اس واسطے اس کے حکم اس کا ہے اور یہ جو کہا کہ طریقا یعنی راہ تو نکرہ بیان کیا اس کو اور علم کو تا کہ شامل ہو اقسام طرق کو جو پہنچانے والے ہیں طرف حاصل کرنے علوم دینی کی اور تا کہ درج ہو اس میں علم تھوڑا اور بہت اور یہ جو کہا کہ آسان کرتا ہے اللہ واسطے اس کے راہ یعنی آخرت میں یا دنیا میں بایں طور کہ توفیق دیتا ہے اس کو واسطے نیک عملوں کے جو پہنچانے والے ہیں طرف بہشت کی اور اس میں بشارت ہے ساتھ آسان کرنے علم کے اوپر طالب کے اس واسطے کہ اس کا طلب کرنا ان راہوں سے ہے جو پہنچانے والے ہیں طرف بہشت کی اور یہ جو کہا کہ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ڈرتا ہے اللہ سے جو جانتا ہے اس کی قدرت کو اور غلبے کو اور وہ عالم لوگ ہیں اور یہ جو کہا کہ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ الخ یعنی سننا مانند اس چیز کے کہ یاد رکھے اور سمجھے اور نعقل میں سمجھنا مانند اس شخص کی جو تمیز کرے اور یہ سب صفتیں اہل علم کی ہیں پس معنی یہ ہیں کہ اگر اہل علم سے ہوتے تو البتہ ہم جانتے وہ چیز کہ ہم پر واجب ہے پس عمل کرتے ہم ساتھ اس کے پس نجات پاتے ہم اور یہ جو کہا مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ تو مراد ساتھ فقہ کے سمجھ ہے احکام شرعیہ میں اور یہ جو کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ علم ساتھ سیکھنے کے ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں علم معتبر مگر جو ماخوذ ہو پیغمبروں سے اور ان کے وارثوں سے بطور سیکھنے کے۔ (فتح)

وَاَنَّ الْعُلَمَآءَ هُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ وَرَّثُوا الْعِلْمَ مَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ وَّمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَّطْلُبُ بِهٖ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ.

یعنی تحقیق علماء یہی ہیں وارث پیغمبروں کے جو علم کے وارث ہوئے ہیں جس نے علم حاصل کیا اس نے بڑا کامل حصہ لیا اور جو شخص دینی علم کی طلب کے واسطے راہ میں چلا اللہ اس کی برکت سے اس پر بہشت کی راہ

آسان کر دے گا۔

فائدہ: یہ بشارت ہے بہشت کی طالب علم اور دیندار عالم کے حق میں اور علم دین قرآن وحدیث ہے اور بس۔

وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَآءُ﴾ وَقَالَ ﴿وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُوْنَ﴾ ﴿وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ أَصْحَابِ السَّعِيْرِ﴾ وَقَالَ ﴿هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَإِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ وَقَالَ أَبُوْ ذَرٍّ لَوْ وَضَعْتُمُ الصَّمْصَامَةَ عَلٰى هٰذِهٖ وَأَشَارَ إِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ ظَنَنْتُ أَنِّيْ أُنْفِذُ كَلِمَةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ تُجِيْزُوْا عَلَيَّ لَأَنْفَذْتُهَا.

یعنی سوائے اس کے نہیں کہ ڈرتے ہیں اللہ سے اس کے بندے جو عالم ہیں اور فرمایا اور نہیں سمجھتے امثال مضروبہ کو مگر علم والے اور فرمایا کہ کہیں گے وہ کافر لوگ کہ اگر ہم ہوتے سنتے یا سمجھتے تو نہ ہوتے ہم رہنے والوں میں دوزخ کے اور کہا کیا برابر ہیں جو لوگ کہ علم رکھتے ہیں اور جو لوگ کہ علم نہیں رکھتے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جس کے ساتھ بہتری کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کے باب میں سمجھ دیتا ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ علم پڑھنے اور سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے اور ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم تلوار کو میری گردن پر رکھو اور مجھ کو گمان ہو کہ میں ایک کلام کو (جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے) تمہاری مجھ پر تلوار چلانے سے پہلے پہنچا سکوں گا تو البتہ پہنچا دوں اس کو۔

فائدہ: یعنی اگر ایسی حالت میں بھی میرا قابو لگے تو میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو پہنچا دوں اور چھپا نہ رکھوں پس معلوم ہوا کہ علم دین کو چھپانا بہت برا ہے مرثد سے روایت ہے کہ میں ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ جمرہ وسطی کے پاس بیٹھا تھا اور تحقیق جمع ہوئے تھے اس پر لوگ سو ایک مرد اس کے پاس آیا اور اس پر کھڑا ہوا پس کہا اس نے کہ کیا فتویٰ دینے سے باز نہیں رہتا تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنا سر اٹھایا سو کہا کہ کیا تو میرا محافظ ہے الخ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے اس کو فتویٰ دینے سے منع کیا تھا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے جو اس وقت خلیفہ تھے اور اس کا سبب یہ تھا کہ ابوذر شام میں تھے سو جھگڑے ساتھ معاویہ کے بیچ تاویل اس آیت کے ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ سو معاویہ نے کہا کہ یہ خاص اہل کتاب کے حق میں اتری ہے تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اُن کے حق میں بھی اور ہمارے حق میں بھی تو معاویہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کو بلالیں تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا پس حاصل ہوا جھگڑا کہ پہنچایا اس نے طرف منتقل ہونے ابوذر رضی اللہ عنہ کی مدینے سے تو ابوذر رضی اللہ عنہ ربذہ میں آبسے یہاں تک کہ فوت ہوئے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی یہ رائے تھی کہ اگر امام فتوے دینے سے منع کرے تو اس میں اس

کی فرمانبرداری واجب نہیں اس واسطے کہ ان کی رائے یہ تھی کہ فتوے دینا اس پر واجب ہے واسطے حکم کرنے حضرت ﷺ کے ساتھ حکم پہنچانے کے اس سے کما تقدم۔

اور شاید اس نے یہ وعید سنی ہوگی کہ جو علم کو چھپا دے اس کو آگ کی لگام دی جائے گی اور معنی تجیزوا کے یہ ہیں کہ پہلے اس سے کہ تم میرے قتل کو پورا کرو اور اس میں رغبت دلاتا ہے اوپر سکھلانے علم کے اور اٹھانا مشقت کا بیچ اس کے اور صبر کرنا تکلیف پر واسطے چاہنے ثواب کے اور یہ جو کہا کہ ربانی تو یہ نسبت ہے طرف رب کی یعنی جو قصد کرے اس چیز کا کہ حکم کیا ہے اس کو اس کے رب نے ساتھ قصد اس کے کی علم اور عمل سے اور بعض نے کہا کہ عالموں کو ربانی اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ علم کو پاتے ہیں یعنی اس کے ساتھ قائم ہوتے ہیں اور حاصل یہ ہے کہ اس میں اختلاف ہے کہ کیا یہ نسبت رب کی طرف ہے یا تربیت کی اور تربیت بنا براس کے واسطے علم کے ہے اور بنا بر اس کے کہ حکایت کی ہے واسطے سیکھنے اس کے اور مراد ساتھ چھوٹے علم کے وہ چھوٹے نہیں کہ ظاہر اس کو مسئلوں سے اور ساتھ بڑے علم کے وہ چیز ہے جو باریک ہو اس سے اور بعض کہتے ہیں کہ سکھلا دے ان کو جزئیات اس کی پہلی کلیات اس کے کی یا فروع اس کے پہلے اصول اس کے کی یا مقدمات اس کے پہلے مقاصد اس کے اور ابن اعرابی نے کہا کہ نہیں کہا جاتا واسطے عالم کے ربانی یہاں تک کہ ہو عالم معلم عامل۔ (فتح)

وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ.

یعنی قول نبی ﷺ کا چاہیے کہ پہنچا دے حاضر غائب کو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كُوْنُوْا رَبَّانِيِّيْنَ﴾ حُلَمَآءَ فُقَهَآءَ وَيُقَالُ الرَّبَّانِيُّ الَّذِي يُرَبِّي النَّاسَ بِصِغَارِ الْعِلْمِ قَبْلَ كِبَارِهٖ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿كُوْنُوْا رَبَّانِيِّيْنَ﴾ کی تفسیر میں کہ تم ربانی ہو جاؤ یعنی حکماء اور علماء اور فقہاء ہو جاؤ بعض نے کہا کہ ربانی اس کو کہتے ہیں جو مشکل مسئلوں سے پہلے علم کی آسان باتوں سے لوگوں کی تربیت کرے اور بتدریج ان کو مشکل مسائل کی تعلیم کرے۔

فائدہ: غرض امام بخاری کی ان آیات اور آثار سے یہ ہے کہ علم حاصل کرنا قول وعمل وغیرہ سب پر مقدم ہے اس لیے کہ جب ایک چیز کا کسی کو علم نہیں ہوگا اس کو زبان سے کہنا یا اس پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے اور اس سے یہ بات بھی سمجھی جاتی ہے کہ علم وہی معتبر ہے جو پیغمبروں سے بطریق تعلیم وتعلم کے ماخوذ ہے اور اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ مطلق علم جہان پر بولا جاتا ہے وہاں مراد اس سے علم شریعت کا ہے اسی وجہ سے اگر کوئی شخص علماء کے واسطے وصیت کرے تو نہیں خرچ کیا جائے گا مگر اصحاب حدیث پر اور تفسیر وفقہ پر کرمانی۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ وَالْعِلْمِ كَيْ لَا يَنْفِرُوْا.

باب ہے بیان میں اس کے جو نبی ﷺ خبر گیری کرتے تھے صحابہ کے ساتھ وعظ اور علم کی تا کہ اُن کو نفرت نہ ہو۔

فائدہ: یعنی آنحضرت ﷺ لوگوں کو ہر روز وعظ نہیں سناتے تھے بلکہ کبھی کبھی نصیحت فرماتے جب کہ لوگوں کی کمال رغبت دیکھتے اور زیادہ شوق معلوم کرتے تا کہ لوگ تھک نہ جائیں اور تنگ نہ ہو جائیں اور موعظت کے معنی ہیں نصیحت اور وعظ کرنا اور عطف علم کا اوپر اس کے عطف عام کا ہے خاص پر اس واسطے کہ علم شامل ہے موعظت وغیرہ کو اور سوائے اس کے نہیں کہ عطف کیا اس کو اوپر اس کے اس واسطے کہ وہ منصوص ہے حدیث میں اور ذکر کیا علم کو بطور استنباط کے اور یہ جو کہا تا کہ نفرت کریں تو استعمال کیا ہے بخاری نے ترجمہ میں دونوں حدیثوں کے معنی کو جن کو بیان کیا اور متضمن ہے یہ تفسیر سامہ کو ساتھ نفور کے اور وہ دونوں متقارب ہیں اور مناسبت اس کی واسطے ماقبل کے ظاہر ہے اس چیز کی جہت سے کہ حکایت کیا ہے اس کو آخیر تفسیر زبانی کی سے مانند مناسبت اس چیز کے کہ اس کے پہلے ہے سختی کرنے ابوذر رضی اللہ عنہ کی سے بیچ حکم پہنچانے کے واسطے اس چیز کے اس سے پہلے گزری حکم پہنچانے سے اور اکثر ابواب اس کتاب کے واسطے اس شخص کے کہ نظر کرے بیچ اس کے نہیں خالی ہوتی اس سے۔ (فتح)

٦٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ كَرَاهَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا.

٦٦۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری خبر گیری کرتے تھے ساتھ وعظ کے کئی دنوں میں واسطے مکروہ جاننے اکتانے ہمارے کے۔

فائدہ: اور مستفاد ہوتا ہے اس حدیث سے استحباب ترک مداومت کا بیچ کوشش کے نیک عمل میں واسطے خوف ملال کے اگرچہ ہمیشگی مطلوب لیکن وہ دو قسم پر ہے یا تو ہر دن ساتھ نہ ہونے تکلف کے اور یا دوسرے دن پس ہوگا دن ترک کا واسطے راحت کے تا کہ متوجہ ہو دوسرے پر ساتھ نشاط کے اور یا ایک دن جمعہ میں اور مختلف ہے ساتھ احوال اور اشخاص کے اور ضابطہ حاجت ہے ساتھ رعایت وجود نشاط کے اور احتمال ہے عمل ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا باوجود استدلال اس کے کی یہ کہ پیروی کی ہو اس نے ساتھ فعل حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ اس دن میں جس کو معین کیا اور احتمال ہے کہ پیروی کی ہو اس نے ساتھ مجرد فاصلہ کرنے کی درمیان عمل اور ترک کے کہ تعبیر کیا اس سے ساتھ تخول کے اور دوسری بات ظاہر تر ہے اور تحقیق لی ہے بعض علماء نے حدیث باب سے کراہت تشبیہ غیر روایت کے ساتھ روایت کی یعنی غیر مؤکد نفلوں کو مؤکدہ سنتوں کے ساتھ مانند کرے ساتھ ہمیشگی کرنے کے اوپر اُن کے بیچ وقت معین کے اور

مالک سے بھی اسی طرح آیا ہے اور یہ جو کہا کہ بشارت دو اور نفرت نہ دلاؤ تو مراد تالیف اس شخص کی ہے جو تازہ اسلام لایا اور ترک کرنا تشدید کا اس پر ابتداء میں اور اسی طرح جھڑکنا گناہ سے لائق ہے یہ کہ ہو ساتھ نرمی کے تاکہ قبول کرے اور اسی طرح تعلیم علم کی لائق ہے کہ ہو ساتھ آہستگی کے اس واسطے کہ جب ابتداء میں چیز آسان ہو تو محبوب ہوتی ہے طرف اس شخص کی جو اس میں داخل ہوتا ہے اور قبول کرتا ہے اس کو ساتھ خوشدلی کے اور ہوتی عاقبت اس کی اکثر اوقات زیادتی برخلاف اس کی ضد کے۔ (فتح)

٦٧ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا.

٦٧۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کے ساتھ آسانی او رنرمی کرو اور نہ سخت پکڑو اور خوشخبری دو اور نہ نفرت دلاؤ اور نہ بھڑکاؤ۔

فائدہ: نرمی چاہیے تاکہ لوگ دین سیکھیں اور بدخلقی اور سختی نہیں چاہیے کہ وحشت نہ کریں۔

بَابُ مَنْ جَعَلَ لِأَهْلِ الْعِلْمِ أَيَّامًا مَّعْلُوْمَةً.

بیان میں اس کے جو اہل علم کے واسطے دن مقرر کرے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ ایام معلومہ تو شاید لیا ہے اس کو بخاری نے فعل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سے بیچ وعظ کرنے اس کے کی ہر جمعرات کے دن یا استنباط عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سے اس کو اس حدیث سے جس کو وارد کیا ہے۔ (فتح)

٦٨ ۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوَدِدْتُ أَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ قَالَ أَمَا إِنَّهُ يَمْنَعُنِيْ مِنْ ذٰلِكَ أَنِّيْ أَكْرَهُ أَنْ أُمِلَّكُمْ وَإِنِّيْ أَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا.

٦٨۔ ابووائل سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کے روز لوگوں کو وعظ سنایا کرتے تھے پس ایک مرد نے اُن سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن (ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) البتہ میں دوست رکھتا ہوں کہ تم ہر روز ہم کو وعظ سنایا کرو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا خبردار ہو تحقیق شان یہ ہے کہ منع کرتا ہے مجھ کو اس سے یہ کہ میں برا جانتا ہوں تمہارے تھکانے کو اور تحقیق میں خبر گیری کرتا ہوں تمہارے ساتھ وعظ کی جیسے کہ خبر گیری کرتے تھے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ اس کے واسطے خوف دلگیری ہماری کے۔

فائدہ: یہ حدیث شامل ہے تین حکموں پر ایک فضیلت دین میں سمجھ حاصل کرنے کی ہے دوسرا یہ کہ دینے والا فی

الحقیقت وہ اللہ ہی ہے تیسرا یہ کہ بعض اس امت سے ہمیشہ حق پر ہی رہیں گے پس پہلا مسئلہ لائق ہے ساتھ بابوں علم کے اور دوسرا لائق ہے ساتھ قسمت صدقوں کے اور تیسرا لائق ہے ساتھ ذکر نشانیوں قیامت کے اور تحقیق وارد کیا ہے اس کو بخاری نے اعتصام میں واسطے التفات اس کی کے کہ کوئی زمانہ مجتہد سے خالی نہیں ہے اور اس کا مفصل بیان آئندہ آئے گا اور یہ کہ مراد ساتھ امر اللہ کے اس جگہ ہوا ہے جو ہر ایماندار کی روح کو قبض کرے گی جس کے دل میں کچھ ایمان ہوگا اور بدترین لوگ باقی رہیں گے پس قائم ہوگی اوپر ان کے قیامت اور تحقیق متعلق ہیں تینوں حدیثیں ساتھ بابوں علم کے بلکہ ساتھ ترجمہ اس باب کے خاصہ جہت اثبات خیر کی سے واسطے اس شخص کے کہ اللہ کے دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرے اور یہ کہ تحقیق یہ نہیں ہوتا ساتھ کمانے کے فقط بلکہ واسطے اس شخص کے کہ کھولے اللہ ساتھ اس کے اوپر اس کے اور یہ کہ اللہ جس پر یہ کھولتا ہے ہمیشہ رہتی جنس اس کی موجود یہاں تک کہ اللہ کا حکم آئے اور تحقیق جزم کیا ہے بخاری نے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ اس کے اہل حدیث ہیں جو حدیثوں کا علم رکھتے ہیں اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر اہل حدیث نہیں تو میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں اور قاضی عیاض نے کہا کہ مراد احمد رحمۃ اللہ علیہ کی اہل سنت ہیں اور جو اہل حدیث کے مذہب کے ساتھ اعتقاد کرتا ہے اور نووی نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو یہ گروہ ایمانداروں کی قسموں سے ان لوگوں سے اللہ کے امر کو قائم رکھتے ہیں۔ مجاہد اور فقیہ اور محدث اور زاہد امر بالمعروف سے اور سوائے اس کے خیر کی اقسام سے اور نہیں لازم ہے جمع ہونا ان کا ایک مکان میں بلکہ جائز ہے کہ متفرق اور جدا جدا ہوں اور اس کی مفصل شرح کتاب الاعتصام میں آئے گی اور خیر کے لفظ کو نکرہ بیان کیا تا کہ شامل ہو خیر اور بہت کو اور مفہوم حدیث کا یہ ہے کہ جو دین میں بوجھ پیدا نہ کرے یعنی نہ سیکھے قواعد اسلام کے اور جو متصل ہے ساتھ اس کے فروع سے تو بے شک وہ محروم ہوا خیر سے اور ایک روایت میں ہے اتنا زیادہ ہے کہ جو دین میں بوجھ پیدا نہ کرے اللہ اس کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کے معنی صحیح ہیں اس واسطے کہ جو اپنے ذیل کا کام نہ پہچانے وہ نہ فقیہ ہوتا ہے اور نہ طالب فقہ کا پس صحیح ہے کہ وصف کیا جائے کہ نہیں ارادہ کیا گیا ساتھ اس کے خیر کا اور اس میں بیان ظاہر ہے واسطے فضیلت عالموں کے تمام لوگوں پر اور واسطے فضل تفقہ فی الدین کے تمام علموں پر اور مراد ہذہ الامۃ سے بعض امت ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ.

باب ہے اس بیان میں کہ جس کے ساتھ اللہ بہتری کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین میں سمجھ دیتا ہے۔

٦٩ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ

٦٩ ۔ معاویہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جس کے ساتھ بہتری چاہتا ہے اس کو دین میں سمجھ دیتا ہے اور میں تو بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے اور یہ امت اللہ کے

خَطِيبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْأُمَّةُ قَائِمَةً عَلٰى أَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ.

دین پر ہمیشہ قائم رہے گی ان کا مخالف ان کو ضرر نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ قیامت آئے۔

بَابُ الْفَهْمِ فِي الْعِلْمِ.

معلومات میں غور کرنا اور فکر کرنا۔

فائدہ: یعنی فضیلت سمجھنے کی علم میں یعنی معلوم میں اور یہ جو کہا کہ میں مدینے تک ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ رہا تو اس میں وہ چیز ہے کہ تھے اس پر بعض اصحاب بچنے حدیث کے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر وقت حاجت کے واسطے خوف زیادتی اور نقصان سے اور تھا یہ طریقہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اور اس کے والد عمر رضی اللہ عنہ کا اور ایک جماعت کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بہت آئی ہے روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے باوجود اس کے اس واسطے کہ بہت لوگ اس سے پوچھتے تھے اور بہت لوگ اس سے فتویٰ چاہتے تھے اور اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمار کے حاضر ہونے کے وقت مسئلہ ذکر فرمایا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سمجھ لیا کہ مسئول عنہ کھجور ہے۔ (فتح)

٧٠ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلَمْ أَسْمَعْهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُتِيَ بِجُمَّارٍ فَقَالَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً مَثَلُهَا كَمَثَلِ الْمُسْلِمِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ هِيَ النَّخْلَةُ فَإِذَا أَنَا أَصْغَرُ الْقَوْمِ فَسَكَتُّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ.

٧٠۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے اُس نے کہا کہ ساتھ رہا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مدینے تک پس میں نے ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سنا مگر ایک حدیث عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے پس آپ کے پاس کھجور کا گودا لایا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ درختوں میں سے ایک درخت ہے کہ اس کے پتے نہیں جھڑتے مثال اس کی مثال مسلمان کی ہے پس میں نے چاہا کہ کہوں میں کہ وہ کھجور کا درخت ہے پس ناگہاں میں سب لوگوں سے چھوٹا تھا پس چپ رہا میں (اور شرم سے کچھ نہ کہہ سکا) پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کھجور ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اُس چیز کو سمجھ لیا لیکن شرم کے مارے کہہ نہ سکا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

بَابُ الْاِغْتِبَاطِ فِي الْعِلْمِ وَالْحِكْمَةِ

باب ہے علم اور حکمت کے رشک کرنے کے بیان میں

وَقَالَ عُمَرُ تَفَقَّهُوْا قَبْلَ أَنْ تُسَوَّدُوْا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَبَعْدَ أَنْ تُسَوَّدُوْا وَقَدْ تَعَلَّمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ كِبَرِ سِنِّهِمْ.

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دین میں سمجھ حاصل کرو پہلے اس سے کہ سردار بنائے جاؤ تم بخاری نے کہا اور سردار بنائے جانے کے بعد بھی اور علم سیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بڑی عمروں میں۔

فائدہ: اغتباط اور حسد میں یہ فرق ہے کہ غبطہ میں دوسرے کی نعمت کا زوال مقصود نہیں ہوتا بلکہ اس میں مقصود اتنا ہی ہوتا ہے کہ ایسی نعمت اللہ مجھ کو بھی دے جیسے کہ اس شخص کو دی ہے بخلاف حسد کے کہ اس میں دوسرے کی نعمت کا زوال مقصود ہوتا ہے اور یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ کسی طرح یہ نعمت اس کے پاس نہ رہے۔

فائدہ: یہ جو امام بخاری نے کہا اور سردار بنائے جانے کے بعد بھی تو مراد اس کی یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا کوئی مفہوم نہیں واسطے اس خوف کے کہ کوئی اس سے یہ نہ سمجھ لے کہ سرداری مانع ہے سمجھ حاصل کرنے سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد عمر رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ سرداری کبھی ہوتی ہے سبب واسطے منع کے اس واسطے کہ جو رئیس ہوتا ہے کبھی مانع ہوتا ہے اس کو تکبر اور مرتبہ یہ کہ سیکھنے والوں کی جگہ بیٹھے اور اسی واسطے کہا مالک نے کہ قضا کے عیب سے یہ ہے کہ قاضی جب موقوف کیا جائے تو نہ پھرے طرف اس مجلس کی کہ تھا تعلیم پاتا بیچ اس کے اور تحقیق تفسیر کیا ہے اس کو ابو عبید اللہ نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں پس کہا معنی اس کے یہ ہیں کہ سمجھ پیدا کرو جب کہ ہو تم چھوٹے پہلے اس سے کہ تم سردار بنائے جاؤ پس مانع ہو تم کو عار سیکھنے میں اس شخص سے کہ تم سے کم ہو سو تم جاہل باقی رہو اور شمر لغوی نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ تم نکاح کرو اس واسطے کہ جب نکاح کرے تو ہو جاتا ہے سردار اپنے گھر والوں کا خاص کر جب کہ اس کے واسطے اولاد پیدا ہو اور بعض کہتے ہیں کہ مراد عمر رضی اللہ عنہ کی ہٹانا ہے ریاست کی طلب کرنے سے اس واسطے کہ جو بوجھ حاصل کرتا ہے پہچانتا ہے اُس چیز کو کہ اس میں ہے ہلاکتوں سے تو پرہیز کرتا ہے اس سے اور یہ حمل بعید ہے اس واسطے کہ مراد سرداری ہے اور وہ عام تر ہے نکاح کرنے سے اور نہیں وجہ واسطے اس شخص کے کہ تخصیص کرتا ہے اس کو ساتھ اُس کے اس واسطے کہ کبھی ہوتی ہے ساتھ اس کے اور ساتھ غیر اس کے کی چیزوں سے جو مشغول کرنے والی ہیں واسطے اصحاب اپنے کے مشغول ہونے سے ساتھ علم کے اور ابن المنیر نے کہا کہ مطابقت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ اس نے گردانا ہے سرداری کو علم کے ثمروں سے اور وصیت کی طالب کو ساتھ لوٹنے زیادتی کے پہلے پہنچنے کے سرداری کے درجے کو اور یہ تحقیق کرتا ہے علم کے استحقاق کو ساتھ اس کے کہ رشک کیا جائے صاحب اس کا اس واسطے کہ وہ سبب ہے واسطے سیادت اس کی کے اسی طرح کہا ہے اُس نے اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ اگر چہ رشک کیا جاتا ہے صاحب اس کا عادت میں لیکن حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ رشک نہیں ہوتا مگر ساتھ ایک دو امروں کے علم کی یا بخشش کی اور نہیں ہوتی بخشش خوب مگر ساتھ علم کے پس گویا کہ وہ کہتا ہے کہ سیکھو علم کو پہلے

حاصل ہونے ریاست کے تا کہ تم رشک کیے جاؤ جب کہ رشک کیے جاؤ تم ساتھ حق کے اور نیز کہتا ہے کہ اگر جلدی کرو تم طرف ریاست کے جس کی عادت سے ہے کہ مانع ہوتی ہے اپنے صاحب کو طلب علم سے تو چھوڑ دو اس عادت کو اور سیکھو علم کو تا کہ حاصل ہو واسطے تمہارے رشک حقیقی اور یہ جو کہا کہ نہیں ہے حسد تو حسد تمنا کرنا زوال نعمت کا ہے دوسرے سے اور اس کا سبب یہ ہے کہ طبائع پیدا کی گئی ہیں اوپر حُبّ ترفع کے یعنی بلند ہونے کے اپنی جنس پر پس جب دیکھتا ہے واسطے غیر اپنے کے جو اس کے پاس نہیں تو چاہتا ہے کہ اُس سے دور ہو جائے تا کہ اس پر بلند ہو یا مطلق تا کہ اس کے مساوی ہو اور اس کا صاحب مذموم ہے جب کہ عمل کرے ساتھ مقتضیٰ اس کے کی عزم پختہ سے یا قول سے یا فعل سے اور لائق ہے اس کے واسطے جس کو یہ خطرہ گزرے یہ کہ بُرا جانے اس کو جیسے کہ بُرا جانتا ہے اُس چیز کو کہ رکھی گئی ہے اس کی طبع میں جب منع چیزوں کی سے اور مستثنیٰ کیا ہے انہوں نے اس سے جب کہ ہو نعمت واسطے کافر یا فاسق کے کہ مدد لے ساتھ اس کے اوپر گناہ اللہ کے پس یہ ہے حکم حسد کا باعتبار حقیقت اس کی کے اور اپر حسد جو حدیث میں مذکور ہے پس وہ غبط ہے یعنی رشک ہے اور بولا گیا ہے اوپر اس کے حسد بطورِ مجاز کے اور وہ یہ ہے کہ تمنا کرے یہ کہ ہو واسطے اس کے مثل اس چیز کی کہ واسطے غیر اس کے کی ہے بغیر اس کے کہ اس سے وہ چیز دور ہو اور حرص اس پر نام رکھا جاتا ہے اس کا منافسہ پس اگر بندگی میں ہو تو محمود ہے اور اسی قسم سے ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ﴾ اور اگر ہو گناہ میں تو وہ مذموم ہے اور اگر ہو جائز چیزوں میں تو وہ مباح ہے پس گویا کہ حدیث میں کہا کہ نہیں کوئی رشک اعظم اور افضل غبط سے ان دونوں امروں میں اور وجہ حصر کی یہ ہے کہ عبادتیں یا بدنی ہیں یا مالی یا کائن ہیں دونوں سے اور تحقیق اشارہ کیا ہے طرف بدنی کی ساتھ حکمت کے اور قضا کرنے کی ساتھ اس کے اور تعلیم کرنے اس کے کی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے لفظ یہ ہے کہ ایک مرد ہے کہ اللہ نے اس کو قرآن سکھایا پس وہ قائم ہوتا ہے ساتھ اس کے دن کو اور رات کو اور مراد ساتھ قیام کے ساتھ اس کے عمل ہے مطلق عام تر ہے تلاوت اس کی سے نماز کے اندر اور اس کے باہر تعلیم کرنے اس کے سے اور حکم اور فتویٰ سے ساتھ مقتضی اس کے کی پس نہیں ہے دونوں حدیثوں میں تعارض اور جائز ہے حمل کرنا حسد کا حدیث میں اپنی حقیقت پر بنا بر اس کے کی کہ استثناء منقطع ہے اور تقدیر نفی حسد کی ہے مطلق لیکن یہ دونوں خصلتیں محمود ہیں اور نہیں ہے حسد بیچ ان دونوں کے پس نہیں حسد ہرگز اور یہ جو کہا کہ مگر دو چیزوں میں تو مراد یہ ہے کہ نہیں حسد محمود مگر دو خصلتوں میں اور مال کو نکرہ اس واسطے بیان کیا تا کہ شامل ہو تھوڑے اور بہت کو اور تعبیر کیا ساتھ تسلیط کے واسطے دلالت اس کی کے اوپر مقہور کرنے نفس کے جو پیدا ہوا ہے حرص پر اور تعبیر کیا ساتھ ہلاک کرنے کے تا کہ دلالت کرے کہ وہ کوئی چیز باقی نہیں رکھتا اور کامل کیا اس کو ساتھ قول اپنے کے کہ حق میں یعنی بندگیوں میں تا کہ دور ہو اس سے وہم اسراف کا جو مذموم ہے اور مراد ساتھ حکمت کے قرآن ہے بنا بر اس چیز کے کہ ہم نے اس کی طرف پہلے اشارہ کیا اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ حکمت کے ہر وہ چیز ہے جو جہل سے منع کرے اور قبیح امر سے

جھڑکے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے اسکو علم دیا اور اس کو مال نہ دیا پس اس کی نیت صادق ہے کہتا ہے کہ اگر میرے واسطے مال ہوتا تو البتہ میں عمل کرتا فلانا پس ثواب دونوں کا برابر ہے اور اطلاق ہونے ان کے کا برابر رد کرتا ہے خطابی پر اس واسطے کہ اس نے جزم کیا ہے کہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ مالدار جب کہ قائم ہو ساتھ شرطوں مال کے تو فقیر سے افضل ہوتا ہے ہاں افضل ہوتا ہے بہ نسبت اس شخص کے کہ اعراض کرے اور تمنا نہ کرے لیکن یہ افضلیت جو اس سے مستفاد ہے وہ فقط بہ نسبت اسی خصلت کے ہے مطلق نہیں اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

٧١ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَلٰى غَيْرِ مَا حَدَّثَنَاهُ الزُّهْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا.

۷۱۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے رشک کرنا مگر دو چیزوں میں پہلی یہ کہ اللہ نے ایک مرد کو مال دیا ہے سو غالب کر دیا اور توفیق دی اس کو حق کے راہ میں خرچ کرنے کی دوسری یہ کہ اللہ نے ایک مرد کو علم دیا اور حکمت دی سو وہ اس کے ساتھ حکم کرتا ہے اور اس کو سکھاتا ہے۔

فائدہ: یعنی دو چیزیں رشک کرنے کی لائق ہیں اگر رشک کرے تو ان پر کرے یعنی اس طرح کہے کہ اگر مجھ کو بھی قرآن آتا یا توفیق ہوتی جیسے کہ اس کو ہے تو میں بھی لوگوں کو سکھاتا جیسا کہ یہ سکھلاتا ہے اور اگر میرے پاس بھی مال ہوتا جیسا اس کے پاس ہے تو میں بھی اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا جیسا کہ یہ کرتا ہے اور مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِيْ ذَهَابِ مُوْسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَحْرِ إِلَى الْخَضِرِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلٰى أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾.

باب ہے بیان میں جانے موسیٰ علیہ السلام کے طرف خضر علیہ السلام کی دریا میں اور تفسیر قول اللہ تبارک وتعالیٰ کی ﴿هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلٰى أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾.

فائدہ: یہ باب باندھا گیا ہے واسطے ترغیب کے بیچ اٹھانے مشقت کے بیچ طلب کرنے علم کے اس واسطے کہ جس چیز کے ساتھ رشک کی جاتی ہے اس میں مشقت اٹھائی جاتی ہے اور اس واسطے کہ نہ منع کیا موسیٰ علیہ السلام کو پہنچنے ان کے نے سرداری سے اعلیٰ محل میں طلب علم سے اور سوار ہونے جنگل اور دریا کے سے واسطے اس کے پس ظاہر ہوئی ساتھ اس کے مناسبت اس باب کی واسطے اس چیز کے کہ اس سے پہلے ہے اور ظاہر باب سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام دریا میں

سوار ہوئے جب کہ خضر علیہ السلام کی طلب میں متوجہ ہوئے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ جو بخاری وغیرہ کے نزدیک ثابت ہو چکا ہے یہ ہے کہ وہ میدان میں نکلے جیسا کہ آئندہ آئے گا۔ فَخَرَجَا یَمْشِیَانِ یعنی پیادہ چلے یہاں تک کہ پتھر کے پاس آئے اور سوائے اس کے نہیں کہ سوار ہوئے دریا میں کشتی پر وہ اور خضر علیہ السلام بعد اس کے کہ باہم ملے پس محمول ہوگا قول اس کا اِلَی الْبَحْرِ اس پر کہ اس میں حذف ہے یعنی طرف مقصد خضر علیہ السلام کی اس واسطے کہ نہیں سوار ہوئے موسیٰ علیہ السلام دریا میں واسطے اپنی ذاتی حاجت کے اور سوائے اس کے نہیں کہ سوار ہوئے تھے واسطے تابعداری خضر علیہ السلام کے اور احتمال ہے کہ تقدیر یہ ہو کہ ذَهَابُ مُوْسٰی فِیْ سَاحِلِ الْبَحْرِ یعنی جانا موسیٰ علیہ السلام کا دریا کے کنارے میں۔ (فتح)

۷۲ ۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ غُرَیْرٍ الزُّهْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَهٗ أَنَّ عُبَیْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ تَمَارٰی هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَیْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِیُّ فِیْ صَاحِبِ مُوْسٰی قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ خَضِرٌ فَمَرَّ بِهِمَا أُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّیْ تَمَارَیْتُ أَنَا وَصَاحِبِیْ هٰذَا فِیْ صَاحِبِ مُوْسَی الَّذِیْ سَأَلَ مُوْسَی السَّبِیْلَ إِلٰی لُقِیِّهٖ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَذْكُرُ شَأْنَهٗ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بَیْنَمَا مُوْسٰی فِیْ مَلَإٍ مِّنْ بَنِیْ إِسْرَآئِیْلَ جَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰی لَا فَأَوْحَی اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلٰی مُوْسٰی بَلٰی عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ مُوْسَی السَّبِیْلَ إِلَیْهِ فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوْتَ اٰیَةً وَّقِیْلَ لَهٗ إِذَا فَقَدْتَّ الْحُوْتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ

۷۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اور حر بن قیس دونوں آپس میں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ میں جھگڑے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ خضر علیہ السلام ہے پس گزرا ان کے پاس سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو بلایا اور کہا کہ میں نے اور میرے اس ساتھی نے آپس میں جھگڑا کیا ہے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کے باب میں جس کی ملاقات کے واسطے موسیٰ علیہ السلام نے راستہ پوچھا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تم نے اس کا ذکر کرتے سنا ہے ابی بن کعب نے کہا ہاں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں جس حالت میں کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں تھے ناگہاں اس کے پاس ایک مرد آیا سو اس نے آکر کہا کیا آپ کو کوئی ایسا شخص معلوم ہے جو آپ سے زیادہ علم رکھتا ہو یعنی موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں یعنی مجھے کوئی ایسا شخص معلوم نہیں سو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ ہاں ہمارا ایک بندہ خضر علیہ السلام ہے پس موسیٰ علیہ السلام نے اس کی طرف جانے کا راستہ پوچھا پس گردانا اللہ نے اس کے واسطے مچھلی کو نشانی یعنی ایک مچھلی کو بھون کر اپنے ساتھ لے اور کہا گیا اُس کو کہ جب تو مچھلی کو گم کرے اور تجھ سے چھوٹ جائے تو پلٹ آ و پس بے شک تو اس کو ملے گا (پس روانہ ہوئے اور مچھلی کو بھون کر زنبیل میں رکھ لیا اور ساتھ اپنے خادم یوشع کو بھی لے چلے) پس تھے

وَكَانَ يَتَّبِعُ أَثَرَ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ لِمُوسٰى فَتَاهُ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا الَّذِي قَصَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ.

پیروی کرتے مچھلی کی نشانی کی دریا میں یعنی موافق وعدہ اللہ کے اس کے گم ہونے کی انتظاری کرتے تھے کہ کب گم ہوتی ہے (سو چلے گئے یہاں تک کہ جب سنگم پتھر کے پاس آئے تو دونوں سر ٹیک کر سو گئے اور وہ مچھلی آب حیات کی تاثیر سے زندہ ہو کر دریا میں کود پڑی اس وقت یوشع جاگتے تھے جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو وہ مچھلی کا قصہ ان سے کہنا بھول گئے اور وہاں سے جب ایک رات اور دن چلے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا ہم کو کھانا دو ہم نے اس سفر میں بہت تکلیف پائی ہے) سو موسیٰ علیہ السلام سے ان کے خادم نے کہا یہ تو بتلائیے کہ جب ہم آئے تھے پتھر کے پاس سو میں بھول گیا مچھلی کا قصہ کہنا اور نہیں بھلایا مجھ کو مچھلی کی یاد سے مگر شیطان نے سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے پھر الٹے قدموں پر پلٹے قدم پر قدم ڈالتے سو پایا انہوں نے خضر علیہ السلام کو پس ان کا قصہ وہی ہوا جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا۔

فائدہ: پورا قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وخضر علیہ السلام کا قرآن وحدیث میں یوں آیا ہے کہ وہ دونوں قدم پر قدم ڈالتے الٹے پھرے یہاں تک کہ پتھر کے پاس پہنچے تو اچانک وہاں دیکھا کہ ایک مرد ہے کپڑے سے لپٹے ہوئے پھر سلام کیا اس کو موسیٰ علیہ السلام نے سو خضر علیہ السلام نے کہا کہ تیرے ملک میں سلام کہاں یعنی اس ملک میں سلام کی رسم نہیں تو نے سلام کیونکر کیا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہاں میں تیرے پاس آیا ہوں کہ مجھ کو تو سکھلائے جو اللہ نے تجھ کو علم سکھایا ہے خضر علیہ السلام نے کہا کہ بے شک تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکے گا اے موسیٰ اللہ کے بے شمار علم سے مجھ کو ایک علم سے اللہ نے سکھلایا ہے کہ تو اس علم کو نہیں جانتا ہے اور تجھ کو اللہ کے علم سے ایک علم ہے تجھ کو اللہ نے سکھایا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر اللہ نے چاہا تو مجھ کو تو ثابت قدم پائے گا۔ میں تیرے حکم کے برخلاف نہ کروں گا پھر خضر علیہ السلام نے اسے کہا کہ اگر میری پیروی کرتا ہے تو مجھ کو کوئی بات نہ پوچھو جب تک کہ میں خود اس کا ذکر نہ کروں پھر دونوں روانہ ہوئے کنارے کنارے دریا کے چلے جاتے تھے سو ادھر سے ایک ناؤ گزری تو ناؤ والوں سے تینوں آدمی کے چڑھانے کی بات چیت کی سو وہ پہچان گئے کہ خضر علیہ السلام کو وہ بدون کرایہ لیے چڑھا لے گئے پھر جب دونوں ناؤ پر سوار ہوئے تو کچھ دیر نہ لگی تھی کہ خضر علیہ السلام نے بسولے سے ناؤ کا ایک تختہ نکال دیا موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ ان لوگوں

نے ہم کو بے کرایہ چڑھالیا تو نے ان کی ناؤ کو قصد کر کے پھاڑ ڈالا تا کہ لوگوں کو ڈبو دے البتہ عجیب بات تجھ سے ہوئی خضر علیہ السلام نے کہا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ بے شک تو میرے ساتھ نہ رہ سکے گا موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھ کو میری بھول چوک پر نہ پکڑ اور مجھ پر مشکل نہ ڈال یعنی میں نے بھول سے کیا ہے مجھ کو معاف کیجئے تنگ نہ پکڑیئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی بار کا پوچھنا موسیٰ علیہ السلام کا بھولے سے ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک چڑا آیا سو ناؤ کے کنارے پر بیٹھا پھر اس نے چونچ ڈبوئی دریا میں ایک بار سو خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا نہیں میرا علم اور تیرا علم اللہ کے علم کے آگے مگر اس کے برابر جتنا اس چڑے نے دریا سے پانی گھٹایا یعنی اللہ کا علم مثل سمندر کی ہے اور ہمارا تمہارا علم قطرے کے برابر جتنا چڑیا نے اپنی چونچ میں اٹھایا پھر دونوں ناؤ سے نکلے سو جس حال میں کہ وہ دریا کے کنارے پر چلے جاتے تھے کہ یکا یک خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا ہے سو خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا پھر اس کا سر اپنے ہاتھ سے اکھاڑ ڈالا اور اس کو مار ڈالا سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا تو نے مار ڈالا معصوم جان کو بدون بدلے جان کے یعنی اس نے کسی کا خون نہیں کیا جس کے بدلے میں تو اس کو مارتا البتہ تجھ سے یہ بہت برا کام ہوا خضر علیہ السلام نے کہا بھلا تجھ سے میں نے نہ کہا تھا کہ تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسرا سوال پہلے سے بہت کڑا ہے موسیٰ نے کہا کہ اگر اب میں تجھ سے کوئی بات پوچھوں اس کے بعد تو مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھو تو میرا عذر بہت مانا ہے پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک بستی والوں کے پاس پہنچے ان لوگوں سے کھانا مانگا انہوں نے کھانا نہ دیا سو دونوں نے ایک دیوار کو پایا کہ گرنا چاہتی تھی سو خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کیا سو اس کو سیدھا کھڑا کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ قوم ہیں کہ ہم ان کے پاس آئے سو انہوں نے ہم کو کھانا نہ کھلایا اگر تو دیوار سدھار کرنے کی مزدوری لیتا خضر علیہ السلام نے کہا اسی وقت میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے سو اب میں بتلاؤں گا بھید ان تینوں باتوں کا جن پر تو صبر نہ کر سکا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے جی نے چاہا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تو بہت قصہ ان کا ہم کو معلوم ہوتا اور اللہ کے کاموں کی حکمتیں بہت لوگوں کو معلوم ہوتیں پھر حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ناؤ کا حال تو یہ ہے کہ وہ ناؤ محتاج لوگوں کی تھی کہ دریا میں محنت کر کے اس کے کرایہ سے اپنی اوقات بسر کرتے تھے سو میں نے چاہا کہ اس میں عیب لگا دوں اس واسطے کہ وہاں ایک ظالم بادشاہ تھا کہ درست ناؤ کو زبردستی سے چھین لیتا تھا تو اب اس کو ناقص جان کر نہ لے گا اور لڑکا مارنے کا سبب یہ ہے کہ وہ لڑکا پیدائشی کافر تھا اور اس کے ماں باپ ایماندار تھے سو ہم ڈرے کہ کہیں ان بیچاروں کو اپنے کفر سے بلا میں نہ ڈالے سو ہم نے چاہا کہ اللہ اس کے بدلے اُس سے اچھا نیک بیٹا ان کو دے گا اور دیوار کا قصہ یہ ہے کہ وہ دیوار دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے بہت سامان تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا سو اللہ نے چاہا کہ وہ جب اپنی جوانی کو پہنچیں تو اس مال کو نکال کر اپنے خرچ میں لائیں اگر ابھی دیوار گر پڑتی تو اور لوگ اس مال کو لے جاتے اور یہ کام

میں نے اپنی طرف سے نہیں کیا یعنی اللہ کے حکم سے کیا ہے مجھ کو اس میں کچھ دخل نہیں اور آئندہ بھی یہ قصہ بخاری میں کئی جگہ آئے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حر بن قیس موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی میں جھگڑے تو یہ جھگڑا سوائے اس جھگڑے کے ہے جو واقع ہوا درمیان سعید بن جبیر اور نوف بکالی کے اس واسطے کہ یہ جھگڑا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کے حق میں ہے کہ کیا وہ خضر ہے یا کوئی اور وہ موسیٰ کے حق میں ہے کہ کیا وہ موسیٰ بن عمران ہے جس پر تورات اتری یا موسیٰ بن میشا ہے اور کہتے ہیں کہ خضر علیہ السلام کا نام بلیا ہے اور احادیث الانبیاء میں آئندہ آئے گا کہ اُس کا لقب خضر کس واسطے پڑا اور نقل خلاف کی اس کی نسبت میں اور کیا وہ رسول ہے یا نبی فقط یا فرشتہ ہے یا ولی ہے فقط اور کیا وہ باقی ہے یا مرگیا ہے اور اللہ نے اس کی طرف وحی کی کہ مطلق نفی نہ کر بلکہ کہہ خضر ہے اور یہ جو کہا کہ یہ تو ہم چاہتے تھے یعنی اس واسطے کہ مچھلی کا گم ہونا نشانی ٹھہرایا گیا تھا اوپر اس جگہ کے کہ اس میں خضر ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے جھگڑا علم میں جب کہ ہو بغیر طعنے کے اور رجوع کرنا طرف اہل علم کے وقت تنازع کے اور عمل ساتھ خبر واحد صدوق کے اور سوار ہونا دریا میں واسطے طلب علم کے بلکہ بیچ طلب کرنے کثرت کے اس سے اور جواز اٹھانے خرچ کا سفر میں اور لازم پکڑنا تواضع کا ہر حال میں اور اسی واسطے حرص کی موسیٰ علیہ السلام نے اوپر ملاقات خضر علیہ السلام کے اور واسطے سیکھنے علم کے اس سے واسطے تعلیم کرنے اپنی قوم کے یہ کہ ادب سیکھیں ساتھ اس کے اور واسطے تنبیہ کرنے اس شخص کے جو اپنے تئیں پاک جانے یہ کہ چلے راہ تواضع کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ.

باب ہے بیان میں قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اے اللہ سکھا دے تو اس کو کتاب یعنی قرآن۔

فائدہ: مقصود اس باب سے یہ ہے کہ یہ دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ خاص نہیں۔

٧٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ.

٧٣۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ اے اللہ اس کو قرآن کا علم دے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنے سینے سے لگایا تو مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز لگانے لڑکے قریب کا سینے سے بطورِ شفقت کے اور یہ جو کہا کہ الٰہی اس کو کتاب سکھا تو مراد ساتھ اس کے قرآن ہے اس واسطے کہ عرف شرعی اسی پر ہے اور مراد ساتھ تعلیم کے وہ چیز ہے کہ عام تر ہے اس یاد کرنے سے اور غور کرنے سے بیچ اس کے اور ایک روایت میں کتاب کے بدلے لفظ حکمت کی واقع ہوئی ہے اور حکمت کے ساتھ بھی قرآن مراد ہے اور ایک روایت

میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے دعا کی اور میرے ماتھے پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ الٰہی اس کو حکمت اور تاویل کتاب کی اور یہ دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حق میں اس قبیل سے ہے کہ تحقیق ہوا قبول ہونا اس کا واسطے اس چیز کے کہ معلوم ہوئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حال سے بیچ معرفت تفسیر اور فقہ فی الدین کے اور اختلاف کیا ہے شارحین نے کہ حکمت سے اس جگہ کیا مراد ہے سو بعض کہتے ہیں کہ قرآن ہے کما تقدم اور بعض کہتے ہیں کہ عمل کرنا ساتھ اس کے اور بعض کہتے ہیں کہ سنت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اصابت ہے قول میں اور بعض کہتے ہیں کہ خوف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فہم ہے اللہ کی طرف سے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک نور ہے کہ فرق کیا جاتا ہے ساتھ اس کے درمیان الہام اور سوا اس کے اور قریب تر ہے کہ مراد ساتھ اس کے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں فہم ہے قرآن میں اور اس کا زیادہ بیان مناقب میں آئے گا۔ (فتح)

بَابُ مَتٰی یَصِحُّ سَمَاعُ الصَّغِیْرِ. چھوٹے بچے کی روایت کب معتبر ہوتی ہے اور اس کا سماع کس وقت صحیح ہوتا ہے؟۔

فائدہ: مقصود ساتھ اس باب کے استدلال کرنا ہے اس پر کہ بالغ ہونا نہیں ہے شرط روایت کے اٹھانے میں اور کرمانی نے کہا کہ معنی صحت کے اس جگہ جواز قبول روایت اس کی کا ہے جو سنے حالت عدم بلوغ میں میں کہتا ہوں کہ یہ تفسیر واسطے ثمرے صحت کے ہے نہ واسطے نفس صحت کے اور اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف اختلاف کی کہ واقع ہوا ہے درمیان احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین کے یحییٰ نے کہا کہ کم تر عمر روایت اٹھانے کی پندرہ برس ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اُحد کے دن پھیرے گئے اس واسطے کہ بالغ نہیں ہوئے تھے تو یہ بات احمد کو پہنچی پس کہا بلکہ جب سمجھے اس چیز کو کہ سنے اور سوائے اس کے نہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قصہ قتال کے باب میں ہے اور وارد کیں خطیب نے کئی چیزیں اس قسم سے کہ یاد رکھا ہے اس کو ایک جماعت نے اصحاب سے اور جوان کے بعد ہیں بالغ ہونے سے پہلے اور حدیث بیان ساتھ اُس کے بعد اس کے اور وہ روایت اُن سے قبول ہوئی اور یہی ہے معتمد اور جو ابن معین نے کہا ہے اگر مراد ساتھ اس کے تحدید ابتدا طلب کی ہے بنفسہ تو اس کی وجہ ہو سکتی ہے اور اگر مراد رد کرنا اس شخص کی حدیث کا ہے جو اتفاقاً سنے یا قصد کے ساتھ سنے اور حالانکہ وہ نابالغ ہو تو نہیں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اس کے قبول ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ مراد ابن معین کی پہلے معنی ہیں اور حجت پکڑی ہے اوزعی نے واسطے اس کے ساتھ اس حدیث کے مروھم بالصلوٰۃ لسبع یعنی حکم کرو ان کو نماز کا سات برس کی عمر میں۔ (فتح)

٧٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

۷۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں گدھی پر سوار ہو کر آیا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور حالانکہ میں بلوغت کے قریب پہنچا ہوا تھا یعنی میں ابھی تک بالغ نہیں ہوا تھا اور رسول

عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى حِمَارٍ أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِمِنًى إِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ وَأَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ فَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ.

اللہ ﷺ منی میں بے سترہ کے نماز پڑھ رہے تھے پس گزرا میں بعض صف کے آگے سے اور گدہی کو میں نے چھوڑ دیا اور وہ چرنے لگی اور میں صف میں داخل ہوگیا سو حضرت ﷺ نے مجھ پر انکار نہیں کیا یعنی میں بھی بعض صفوں کے آگے سے گزر گیا اور گدھی بھی گزری سو حضرت ﷺ نے مجھ کو اس سے منع نہیں فرمایا (پس معلوم ہوا کہ لڑکے اور گدھے کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی)۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کی روایت مقبول ہے اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس معاملے کو بلوغ سے پہلے دیکھ کر روایت کی ہے اس وقت وہ بالغ نہیں تھے حالانکہ سب لوگوں نے ان کی اس روایت کو قبول کر لیا ہے پس معلوم ہوا کہ چھوٹے لڑکے کا سماع معتبر ہے جب کہ بعد بلوغ کے اس کو روایت کرے پس مطابقت ترجمہ سے ظاہر ہے یہ جو کہا کہ اِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ تو مراد ہے کہ آپ کے آگے سترہ کوئی نہ تھا کہا ہے اس کو شافعی نے اور سیاق کلام کا بھی اس پر دلالت کرتا ہے اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وارد کیا ہے اس کو استدلال کی جگہ میں اس پر کہ نمازی کے آگے سے گزرنا نماز کو قطع نہیں کرتا اور تائید کرتی ہے اس کی روایت بزار کی کہ حضرت ﷺ فرض نماز پڑھتے تھے نہ طرف کسی چیز کی کہ آپ کو پردہ کرے اور یہ جو کہا کہ بعض الصف تو احتمال ہے کہ مراد ایک صف ہو صفوں سے اور احتمال ہے کہ مراد بعض ہو ایک صف سے اور یہ جو کہا کہ کسی نے مجھ پر انکار نہیں کیا تو اس میں جواز تقدیم مصلحت راجحہ کا ہے اوپر مفسدی ہلکے کی اس واسطے کہ گزرنا مفسدہ خفیف ہے اور نماز میں داخل ہونا مصلحت راجح ہے اور استدلال کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اوپر جواز کے ساتھ نہ انکار کرنے کے واسطے نہ ہونے موانع کے اس وقت اور یہ نہیں کہا جاتا کہ منع کیا ان کو انکار سے مشغول ہونے ان کے نے ساتھ نماز کے اس واسطے کہ اس نے مطلق انکار کی نفی کی ہے پس شامل ہوگی اس چیز کو کہ نماز کے بعد ہے اور نیز انکار تو اشارے سے بھی ممکن ہے اور اس میں بیان اُس چیز کا ہے کہ باب باندھا ہے بخاری نے واسطے اس کے کہ روایت کے اٹھانے میں نہیں شرط ہے کمال ہونا اہلیت کا اور سوائے اس کے نہیں کہ شرط ہے اس میں کمال ہونا اہلیت کا وقت ادا کے اور لاحق ہوتا ہے ساتھ لڑکے کے اس میں غلام اور فاسق اور کافر اور قائم ہوئی حکایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حضرت ﷺ کے فعل اور تقریر کو مقام حکایت قول آپ کے کی اس واسطے کہ نہیں فرق ہے درمیان تینوں امروں کے بیچ شرطوں ادا کے پس اگر کہا جائے کہ قید کرنا ساتھ صبی اور صغیر کے ترجمہ میں نہیں مطابق ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو کرمانی نے جواب دیا ہے کہ مراد ساتھ صغیر کے غیر بالغ ہے اور ذکر صبی کا ساتھ اس کے واسطے توضیح کے ہے اور احتمال ہے کہ لفظ صغیر کی محمود کے قصے کے ساتھ متعلق

ہو اور لفظ صبی کی دونوں کے ساتھ متعلق ہو۔ (فتح)

۷۵ ۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ قَالَ عَقَلْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجَّةً مَجَّهَا فِيْ وَجْهِي وَأَنَا ابْنُ خَمْسِ سِنِيْنَ مِنْ دَلْوٍ.

۷۵۔ محمود بن الربیع سے روایت ہے کہ میں یاد رکھتا ہوں نبی ﷺ کی اُس کلی کو جس کو آپ نے ڈول سے میرے منہ میں مارا تھا اور میں اس وقت پانچ برس کا تھا۔

فائدہ: علماء نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے منہ پر تھوک ڈالنے کے جائز ہونے میں اور اوپر پاک ہونے تھوک کے پس معلوم ہوا کہ پانچ برس کے لڑکے کی روایت کو انہوں نے قبول کرلیا ہے پس ثابت ہوگیا کہ پانچ برس کے لڑکے کی روایت اور سماعت صحیح ہے اور یہی وجہ مطابقت کی ترجمہ سے ہے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے میرے منہ میں کلی ماری تو یہ یا تو خوش طبعی ہے ساتھ اس کے اور یا اس واسطے کہ برکت ہو اوپر اس کے جیسا کہ تھا آپ کی شان سے ساتھ اولاد اصحاب رضی اللہ عنہم کے اور ایک روایت میں ہے کہ محمود نے کہا کہ انتقال ہوا حضرت ﷺ کا اور حالانکہ میں پانچ برس کا تھا تو اس روایت سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ جس کو محمود نے یاد رکھا ہے حضرت ﷺ کی زندگی سے اخیر سال میں تھا اور مہلب نے بخاری پر اعتراض کیا ہے کہ اُس نے ابن زبیر کے قصے کو کیوں نہیں نقل کیا اس میں ہے کہ اس نے تین برس کی عمر میں اپنے والد کو دیکھا اور اس کے ساتھ گفتگو کی تو اس کا جواب یہ ہے کہ مراد بخاری کی نقل کرنا پیغمبر ﷺ کی سنتوں کا ہے اور محمود نے نقل کیا سنت مقصورہ کو کہ حضرت ﷺ نے اُس کے منہ میں کلی ماری بلکہ اس کی روایت میں فائدہ شرعیہ ہے جو ثابت کرتا ہے ہونے اس کے کو صحابی اور اوپر قصہ ابن زبیر کا پس نہیں اس میں نقل کرنا کسی سنت کا پیغمبر ﷺ کی سنتوں سے تا کہ اس باب میں داخل ہو اور بعض کہتے ہیں کہ لفظ سماع کی جو ترجمہ میں مذکور ہے تو مراد ساتھ اُس کے سماع ہے یا جو اس کے قائم مقام ہوتا ہے نقل فعل سے یا تقریر سے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرا جواز حاضر کرنا لڑکوں کا حدیث کی مجلس میں اور ملاقات کرنے امام کے اپنے ساتھیوں سے اُن کے گھروں میں اور اُن کے لڑکوں سے خوش طبعی کرنی اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض نے اوپر سنانے اس شخص کے جو وہ پانچ برس کا اور جو اس سے کم ہو اور اس کے واسطے حضور لکھا جائے اور نہیں حدیث میں اور نہ بخاری کے باب باندھنے میں وہ چیز جو اس پر دلالت کرے بلکہ وہ چیز کہ لائق ہے اس میں اعتبار فہم کا ہے سو جس نے خطاب کو سمجھا اس نے سنا اگر چہ پانچ برس سے کم ہو اور نہیں تو نہیں اور ابن رشید نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ مراد اُن کی ساتھ معین کرنے پانچ برس کے یہ ہے کہ وہ جگہ گمان کی ہے واسطے اس

کے نہ یہ کہ پہنچنا اس کا شرط ہے کہ لابد ہے تحقیق ہونا اس کا اور قریب ہے اس سے ضبط کرنا فقہاء کا تمیز کی عمر کو ساتھ چھ یا سات برس کے اور ترجیح اُس کو ہے کہ وہ جگہ گمان کی ہے نہ تحدید اور خطیب نے ابو عاصم سے روایت کی ہے کہ میں اپنے بیٹے کو ابن جریج کے پاس لے گیا اس حال میں کہ میرا بیٹا تین برس کا تھا تو ابن جریج نے اس سے حدیث بیان کی ابو عاصم نے کہا کہ نہیں ڈر ہے ساتھ سکھانے قرآن اور حدیث کے لڑکے کو اور وہ اس عمر میں ہو یعنی جبکہ سمجھتا ہو اور یہ قوی دلیل ہے اس پر کہ مرجع اس میں طرف فہم کی ہے پس مختلف ہوگا ساتھ اختلاف اشخاص کے اور قصہ ابو بکر مقری حافظ کا بیچ سنانے اس کے کی واسطے چار برس کے لڑکے کی بعد اس کے کہ امتحان کیا اُس کو ساتھ حفظ ہونے ایک سورت کے قرآن سے مشہور ہے۔ (فتح)

بَابُ الْخُرُوْجِ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ وَرَحَلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ فِيْ حَدِيْثٍ وَاحِدٍ.

علم سیکھنے کے واسطے باہر نکلنا یعنی سفر کرنا اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فقط ایک حدیث کے سیکھنے کے واسطے ایک مہینے کے راہ کا سفر کر کے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے

فائدہ: یہ حدیث ہے کہ روایت کیا ہے اس کو بخاری نے ادب مفرد میں عبداللہ بن محمد سے کہ اُس نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتا تھا کہ پہنچی مجھ کو ایک مرد سے حدیث جو اس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا سو میں نے اونٹ خریدا پھر میں نے اس پر پالان ڈالا تو میں ایک مہینہ اس کی طرف چلا یہاں تک کہ میں شام میں آیا تو ناگہاں وہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ تھے تو میں نے دربان سے کہا کہ اس کو کہو کہ جابر رضی اللہ عنہ دروازے پر کھڑا ہے تو اس نے کہا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا میں نے کہا ہاں تو وہ باہر نکلے اور مجھ کو گلے لگایا تو میں نے کہا کہ ایک حدیث ہے جو مجھ کو تجھ سے پہنچی ہے کہ تو نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے میں ڈرا کہ اس کے سننے سے پہلے مر جاؤں تو عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جمع کیے جائیں گے لوگ قیامت کے دن ننگے بدن اور ایک روایت میں ہے کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک حدیث کے واسطے مصر میں گئے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی نے کوچ کیا طرف فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی اور وہ مصر میں تھا ایک حدیث میں اور عبید بن علی سے روایت ہے کہ پہنچی مجھ کو ایک حدیث نزدیک علی کے تو میں ڈرا کہ اگر وہ مر گیا تو میں اس کو کسی کے پاس نہ جاؤں گا سو میں نے کوچ کیا یہاں تک کہ میں اس کے پاس عراق میں گیا اور شعبی نے کہا ایک مسئلے میں کہ بے شک مرد البتہ تھا کوچ کرتا اس چیز میں کہ اُس سے کم ہے طرف مدینے کی اور سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ میں کئی دن رات ایک حدیث کی طلب میں کوچ کرتا تھا اور تلاش سے اس قسم کے بہت اقوال معلوم ہوتے ہیں اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دلیل ہے اوپر طلب علو اسناد کے اس واسطے کہ پہنچی اس کو حدیث عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے سو نہ قناعت کی اس نے ساتھ اس کے یہاں تک کہ کوچ کیا اور اُس سے بلا واسطہ حدیث لی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آئندہ آئے گا کہ اگر میں کسی کو جانتا کہ

مجھ سے قرآن کو خوب جانتا ہے تو البتہ میں اس کی طرف کوچ کرتا اور ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے اصحاب سے سنتے تھے پس نہیں راضی ہوتے تھے ہم یہاں تک کہ اصحاب کی طرف کوچ کرتے اور بغیر واسطہ کے اُن سے سنتے اور کسی نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ایک مرد علم کو طلب کرتا ہے لازم پکڑے ایک مرد کو کہ اس کے پاس بہت علم ہے یا کوچ کرے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کوچ کرے شہروں کے عالموں سے حدیثیں لکھے اور ان سے سیکھے اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اُس پر اصحاب حرص سے اوپر حاصل کرنے حدیثوں کے اور اس میں جواز گلے لگانے والے کا ہے جس جگہ کہ نہ حاصل ہو شک اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں اور میرے اس ساتھی نے جھگڑا کیا۔ الخ۔ تو اس حدیث میں فضیلت ہے زیادہ سیکھنے علم کے اگرچہ حاصل ہو ساتھ مشقت سفر کے اور فروتنی کرنے بڑے کے واسطے اس شخص کے اس سے سیکھتا ہے اور وجہ دلالت کی اس سے قول اللہ تعالیٰ سے ہے واسطے نبی ﷺ اپنے کے ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ اور موسیٰ علیہ السلام بھی ان میں سے ہے پس داخل ہوگی امت پیغمبر ﷺ کی تلے اس امر کے مگر اس چیز میں کہ ثابت ہو چکا ہے منسوخ ہونا اس کا۔ (فتح)

٧٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ خَالِدُ بْنُ خَلِيٍّ قَاضِيْ حِمْصَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَمَارٰى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِيْ صَاحِبِ مُوْسٰى فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّيْ تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِيْ هٰذَا فِيْ صَاحِبِ مُوْسَى الَّذِيْ سَأَلَ السَّبِيْلَ إِلٰى لُقِيِّهٖ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهٗ فَقَالَ أُبَيٌّ نَعَمْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهٗ يَقُوْلُ بَيْنَمَا مُوْسٰى فِيْ مَلَإٍ مِّنْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ إِذْ جَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ أَتَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰى لَا

٧٦۔ ترجمہ اس کا خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ابھی گزر چکا ہے۔

فَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلٰى مُوْسٰى بَلٰى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ السَّبِيْلَ إِلٰى لُقِيِّهٖ فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوْتَ اٰيَةً وَقِيْلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَّ الْحُوْتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ مُوْسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَّبِعُ أَثَرَ الْحُوْتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ فَتٰى مُوْسٰى لِمُوْسٰى أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا أَنْسَانِيْهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهٗ قَالَ مُوْسٰى ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ.

فائدہ: علم کے واسطے سفر کرنے کی اس حدیث سے فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے باوجود پیغمبر ہونے کے علم سیکھنے کے واسطے سفر اختیار کیا، پس مطابقت حدیث کے ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ عَلِمَ وَعَلَّمَ.

علم پڑھنے والے اور پڑھانے والے کی فضیلت کا بیان

۷۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيْرِ أَصَابَ أَرْضًا فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ قَبِلَتِ الْمَآءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَآءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَأَصَابَتْ مِنْهَا طَآئِفَةً أُخْرٰى إِنَّمَا هِيَ قِيْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَآءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ

۷۷۔ ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مثال اور کہاوت اُس کی جس کے واسطے اللہ نے مجھ کو اٹھایا ہے رہنمائی اور علم سکھانے کو جیسے کہاوت مینہ پڑنے کی ہے جو پہنچا زمین پر سو اس میں سے جو بہتر قطعہ زمین تھی وہ پانی کو سوک گئی یعنی پی گئی اور گھاس اور بہت سا سبزہ اگایا اور اس زمین سے جو قطعہ کڑی سخت زمین تھی اس نے پانی کو سمیٹ اور جمع کر رکھا (جیسے تالاب اور جھیل) سو اللہ نے اس سے آدمیوں کو نفع پہنچایا پھر آدمیوں نے اس سے پانی پیا اور جانوروں کو پلایا اور کھیتوں کو سینچا اور اس میں سے ایک ٹکڑے زمین کو پانی پہنچا سو وہ چٹیل میدان ہے کہ پانی کو روکے اور نہ گھاس کو اگائے سو یہ مثال ہے اس کو جو اللہ کے دین کو سمجھا اور اللہ نے اس کو

فَقُهَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهٗ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ یَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَأْسًا وَلَمْ یَقْبَلْ هُدَی اللّٰهِ الَّذِیْ أُرْسِلْتُ بِهٖ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِسْحَاقُ وَكَانَ مِنْهَا طَآئِفَةٌ قَیَّلَتِ الْمَآءَ قَاعٌ یَعْلُوْهُ الْمَآءُ وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِیْ مِنَ الْأَرْضِ.

میری پیغمبری سے نفع دیا سو اُس نے علم سیکھا اور غیروں کو سکھایا اور مثال ہے اس کی جس نے ادھر کو سر نہ اٹھایا یعنی علم دین کی طرف کچھ دھیان نہ کیا اور اللہ کی ہدایت کو قبول نہ کیا۔

فائدہ: یعنی پیغمبر ﷺ کے دین اور مینہ کا ایک حال ہے یعنی مانند مینہ کے کہ عام ہوتا ہے اور لوگ اس کی طرف حاجت کے وقت آتے ہیں اور اسی طرح حال ہے لوگوں کا پہلے پیغمبر ہونے آپ کے سے پس جس طرح مینہ مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے پس اسی طرح علوم زندہ کرتے ہیں دل مردہ کو پھر تشبیہ دی سامعین کو ساتھ زمین کے پس کہا زمین تین قسم کی ہوتی ہے اور آدمی بھی تین قسم کے ہوتے ہیں ایک قسم زمین کی جو عمدہ ہے اس میں مینہ برسنے سے چارہ سبزہ جمتا ہے اسی طرح جو دانا لوگ ہیں وہ قرآن وحدیث کو خوب سمجھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں دوسری قسم زمین کی وہ ہے جس میں سبزہ نہیں جمتا لیکن پانی اسمیں جمع رہتا ہے تو ہر چند اس کو خود نفع نہیں لیکن اوروں کو فائدہ ہے اسی طرح بعض آدمی وہ ہیں کہ علم دین ان کو یاد ہے اور غیروں کو اس سے نفع ہوتا ہے اور بہت لوگ اُن کے علم سے ہدایت پاتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں لیکن وہ عمل نہیں کرتے اور ان کے علم سے ان کی ذات کو فائدہ نہیں ہوتا ہے یعنی نہیں عمل کیا اُس نے ساتھ نوافل اس کے کی یا نہیں سمجھ پیدا کی اس چیز میں کہ اس کو جمع کیا لیکن اس کو غیر کی طرف ادا کر دیا تیسری قسم چٹیل میدان ہے کہ اس میں نہ پانی ٹھہرے نہ سبزہ جمے اسی طرح وہ لوگ ہیں جو علم کو سنتے ہیں سو نہ تو اس کو یاد رکھتے ہیں اور نہ اس کے ساتھ عمل کرتے ہیں اور نہ اس کو غیر کے واسطے نقل کرتے ہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ جمع کیا مثال میں درمیان پہلے دونوں گروہوں کے جو محمود ہیں واسطے مشترک ہونے ان کے کی بیچ نفع اٹھانے کے ساتھ اُن کے اور جدا کیا تیسرے گروہ کو جو مذموم ہے واسطے نہ فائدہ پانے کے ساتھ اس کے نہ خود کو نفع ہے نہ غیر کو۔ (فتح)

ت: کہا امام بخاری نے تفسیر میں قاعا صفصفا کے کہا کہ قاع اس زمین کو کہتے ہیں کہ جس پر پانی نہ ٹھہرے اور صفصفا کہتے ہیں برابر ہموار زمین کو۔

بَابُ رَفْعِ الْعِلْمِ وَظُهُوْرِ الْجَهْلِ.

باب ہے بیان میں اٹھ جانے علم کے اور ظاہر ہونے جہل کے۔

فائدہ: مقصود باب کا رغبت دلانا ہے اوپر تعلم علم کے اس واسطے کہ نہیں اٹھایا جائے گا علم مگر ساتھ قبض کرنے عالموں کے کما سیاتی صریحا اور جب تک کہ کوئی علم سیکھنے والا موجود رہے گا تب تک نہ حاصل ہوگا رفع اور تحقیق باب

کی حدیث میں ظاہر ہو چکا ہے کہ علم کا اٹھ جانا قیامت کی نشانیوں سے ہے اور یہ جو ربیعہ نے کہا کہ نہیں لائق ہے واسطے کسی کے الخ۔ تو مراد ربیعہ کی یہ ہے کہ جس میں سمجھ اور قابلیت علم کی ہو نہیں لائق ہے اس کو کہ اپنے نفس کو بے کار چھوڑے اور مشغول ہونے کو چھوڑ دے تا کہ نہ پہنچائے یہ طرف اٹھ جانے علم کی یا مراد اس کی ترغیب ہے علم کے پھیلانے پر اس کے اہل میں تا کہ نہ مر جائے عالم پہلے اس کے پس پہنچائے طرف اٹھ جانے علم کی اور مراد یہ ہے کہ مشہور کرے عالم اپنے تئیں اور درپے ہو واسطے سیکھنے کے اس سے یعنی لوگوں کو رغبت دلائے کہ اس سے علم کو سیکھیں تا کہ نہ ضائع ہو علم اس کا اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس کی تعظیم علم کی ہے اور عزت اس کی پس نہ اہانت کرے اپنے نفس کی بایں طور کے گردانے اس کو سبب واسطے دنیا کے اور یہ معنی خوب ہیں لیکن مناسب ساتھ باب کے وہ چیز ہے جو پہلے گزری۔ (فتح)

وَقَالَ رَبِيعَةُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ عِنْدَهُ شَيْءٌ مِّنَ الْعِلْمِ أَنْ يُّضَيِّعَ نَفْسَهُ.

یعنی نہیں لائق ہے کسی ایک کو جس کے پاس کچھ علم ہو یہ کہ ضائع کرے جان اپنی کو۔

فائدہ: اپنی جان کا ضائع کرنا یہ ہے کہ لوگوں کو اس کے علم سے نفع نہ پہنچے۔

۷۸ - حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا.

۷۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا یعنی علماء مر جائیں گے اور جہالت ظاہر ہو جائے گی اور حرام کاری پھیل جائے گی اور شراب پی جائے گی۔

۷۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا لَا يُحَدِّثُكُمْ أَحَدٌ بَعْدِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَّقِلَّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا وَتَكْثُرَ النِّسَآءُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ.

۷۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ علم کم ہو جائے گا اور جہالت ظاہر ہو جائے گی اور حرام کاری پھیل جائے گی اور عورتیں بہت ہو جائیں گی اور مرد کم ہو جائیں گے یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا ایک خبر لینے والا رہ جائے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ علم کم ہو جائے گا اور دوسری روایت میں ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا تو احتمال ہے کہ مراد ساتھ قلت کے اول علامت کا ہو اور ساتھ اٹھ جانے اس کے کی اخیر اس کا یا بولی گئی ہے قلت اور مراد ساتھ اس کے عدم ہے جیسے کہ بولا جاتا ہے عدم اور مراد ساتھ اس کے قلت ہوتی ہے اور یہی لائق تر ہے ساتھ ایک ہونے مخرج کے اور یہ جو کہا کہ عورتیں بہت ہو جائیں گی تو بعض کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ فتنے فساد بہت ہوں گے پس بہت ہوگی قتل مردوں میں اس واسطے کہ وہ اہل لڑائی کے ہیں سوائے عورتوں کے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اشارہ ہے طرف بہت ہونے فتوح کے پس لونڈیاں بہت ہوں گی تو ایک مرد کئی عورتوں کو صحبت کے واسطے رکھے گا اور اس میں نظر ہے اور ظاہر یہ ہے وہ علامت محض ہے واسطے کسی سبب کے بلکہ مقدر کرے گا اللہ تعالیٰ اخیر زمانے میں یہ کہ مرد کم پیدا ہوں گے اور عورتیں بہت پیدا ہوں گی اور عورتوں کا بہت ہونا نشانیوں سے مناسب ہے واسطے ظاہر ہونے جہل اور اٹھ جانے علم کے اور یہ جو کہا کہ پچاس عورتیں تو احتمال ہے کہ مراد حقیقت اس عدد کی ہو یا ہو مجاز کثرت سے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ ایک روایت میں چالیس کا ذکر ہے اور خاص کیے گئے ہیں یہ پانچ امر ساتھ ذکر کے واسطے ہونے اُن کے کی مشعر ساتھ اختلال امور کے کہ حاصل ہوتی ہے ساتھ حفاظت ان کی کے درستی معاش اور معاد کی اور وہ دین ہے اس واسطے کہ علم کا اٹھ جانا مخل ہے ساتھ اس کے اور عقل ہے اس واسطے کہ شراب کا پینا خلل انداز ہے واسطے اس کے اور نسب ہے اس واسطے ہے کہ حرام کاری خلل انداز ہے واسطے اُس کے اور نفس اور مال ہے اس واسطے کہ بہت ہونا فتنوں کا مخل ہے واسطے اس کے ان دونوں کے اور رسوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوا مختل ہونا ان امروں کا خبر دینے والا ساتھ خراب ہونے عالم کے اس واسطے کہ مخلوق نہ چھوڑی جائے گی بیکار اور نہیں کوئی پیغمبر بعد پیغمبر ہمارے کے درود اللہ کا اور سلام تمام پس متعین ہوا گا یہ قرطبی نے کہا کہ اس حدیث میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے اس واسطے کہ خبر دی حضرت ﷺ نے ان امروں سے کہ آئندہ واقع ہوں گے پس واقع ہوئی مطابقت پیشین گوئی کی خاص کر اس زمانے میں قرطبی نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد ساتھ قیم کے وہ شخص ہو جو ان پر قائم ہو برابر ہے کہ ان کے ساتھ صحبت کرتا ہو یا نہ اور احتمال ہے کہ یہ واقع ہو اس زمانے میں کہ نہ باقی رہے گا اس میں کوئی جو اللہ اللہ کہے پس نکاح کرے گا ایک مرد بے حساب عورتوں کو واسطے جہالت کے ساتھ حکم شرعی کے میں کہتا ہوں کہ تحقیق پایا گیا ہے یہ اس زمانے میں ترکمان وغیرہ کے بعض بادشاہوں سے باوجود دعوے کرنے اُن کے کی اسلام کا اور اللہ ہے مدد دینے والا مترجم کہتا ہے کہ اس زمانے میں بھی بعض نواب ایسے ہیں کہ ان کے نکاح میں پچاس پچاس عورتوں سے زیادہ ہیں باوجودیکہ وہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور اللہ سے ہی مدد مانگی گئی۔

بَابُ فَضْلِ الْعِلْمِ. باب ہے علم کی فضیلت کے بیان میں۔

فائدہ: فضل اس جگہ ساتھ معنی زیادہ ہونے کے ہے یعنی جو اس سے زیادہ ہو اور جو فضل کہ کتاب العلم کے پہلے

باب میں گزر چکا ہے اس کے معنی فضیلت کے ہیں پس نہ گمان کیا جائے کہ اُس نے اس کو مکرر کیا۔

٨٠ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَآئِمٌ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِيْ أَظْفَارِيْ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ.

٨٠۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس حالت میں کہ میں سونے والا تھا میرے آگے دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا سو میں نے اس میں سے پیا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ تازگی اور سیرابی میرے ناخنوں سے نکلنے لگی یعنی میں نہایت آسودہ ہوگیا پھر میں نے اپنا جوٹھا باقی دودھ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیا لوگوں نے کہا کہ اس خواب کی آپ نے کیا تعبیر کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی تعبیر علم ہے۔

فائدہ:اس حدیث سے اہل تعبیر نے کہا ہے کہ جو کوئی دودھ کھاتے پیتے خواب میں دیکھے اس کو علم نصیب ہوگا اس لیے کہ علم سبب ہے روح کی زندگانی کا جیسے کہ دودھ سبب ہے بدن کی زندگانی کا اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی تعبیر علم ہے تو تعبیر دودھ کی ساتھ علم کے واسطے مشترک ہونے دونوں کے ہے بیچ بہت نفع ہونے کے اور اُس کی شرح تعبیر میں آئے گی ابن منیر نے کہا کہ وجہ فضیلت کی واسطے علم کے حدیث میں اس جہت سے ہے کہ تعبیر کیا علم سے بایں طور کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فضلہ ہے اور حصہ ہے اس چیز سے کہ دیا آپ کو اللہ نے اور کافی ہے تجھ کو یہ اور یہ قول اس کا بنا بر اس کے ہے کہ مراد ساتھ فضل کے فضیلت ہے اور غافل ہوا اس نکتے سے جو پہلے گزرا۔(فتح)

بَابُ الْفُتْيَا وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى الدَّآبَّةِ وَغَيْرِهَا.

باب ہے چارپائے وغیرہ کی پیٹھ پر کھڑا ہو کر فتوی دینے کے بیان میں۔

فائدہ: یہ جو کہا وَهُوَ وَاقِفٌ تو مراد اس سے مفتی ہے فتوی دینے والا اور مراد بخاری کی یہ ہے کہ مقرر عالم جواب دے سائل کے سوال کا اگرچہ سوار ہو اور مراد اس سے لغت میں ہر وہ چیز ہے جو چلے زمین پر اور عرف میں وہ چیز ہے جس پر سواری کی جائے اور وہی مراد ہے ساتھ ترجمہ کے اور خاص کیا ہے اس کو بعض اہل عرف نے ساتھ گدھے کے پس اگر کہا جائے کہ حدیث کے سیاق میں سوار ہونے کا ذکر نہیں تو جواب یہ ہے کہ بخاری نے اس کو حوالہ کیا ہے طریق دیگر پر جس کو حج میں وارد کیا پس کہا کہ تھے اپنی اونٹنی پر۔(فتح)

٨١ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ

٨١۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے دن منی میں ٹھہرے واسطے لوگوں کے جو ایسے

عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْأَلُوْنَهُ فَجَآئَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ فَقَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ.

مسائل پوچھتے تھے سو آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا اس نے کہ میں نہ جانتا تھا پس منڈایا میں نے سر اپنا پہلے ذبح کرنے سے پس فرمایا کہ ذبح کر لے اب اور نہیں ہے کچھ گناہ پھر ایک اور شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ نہیں جانتا تھا میں پس قربانی کی میں نے پہلے کنکریوں مارنے کی پس فرمایا کہ اب کنکریاں پھینک لے اور نہیں ہے کچھ گناہ پس رسول اللہ ﷺ نہیں پوچھے گئے کسی چیز سے کہ مقدم ہوئی یا مؤخر مگر یہی فرمایا کہ کر لے اور کچھ گناہ نہیں۔

فائدہ: حضرت ﷺ حجۃ الوداع کے دن اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر کھڑے ہوئے تھے چنانچہ حجۃ الوداع کی پوری حدیث میں اس کا ذکر ہے اسی وجہ سے ہے مطابقت اس کی ساتھ ترجمہ کے اور یہ جو کہا کہ نہیں حرج یعنی نہیں کچھ چیز تجھ پر گناہ سے مطلق نہ ترتیب میں اور نہ ترکِ فدیہ میں یہ ہے ظاہر اس کا اور بعض فقہاء نے کہا کہ مراد نفی گناہ کی ہے فقط اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ بعض روایتوں صحیحہ میں ہے وَلَمْ يَأْمُرْ بِكَفَّارَةٍ یعنی نہ حکم دیا ساتھ کفارے کے۔(فتح)

بَابُ مَنْ أَجَابَ الْفُتْيَا بِإِشَارَةِ الْيَدِ وَالرَّأْسِ.

ہاتھ اور سر کے اشارے سے مسئلہ بتلانے کے بیان میں۔

فائدہ: ہاتھ سے اشارہ کرنا مستفاد ہے دونوں حدیثوں سے جو مذکور ہیں باب میں پہلے اور اشارہ کرنا ساتھ سر کے مستفاد ہے اسماء کی حدیث سے فقط اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فعل سے ہے پس ہوگا موقوف لیکن اس کے واسطے حکم مرفوع حدیث کا ہے اس واسطے کہ تھے وہ نماز پڑھتے پیچھے حضرت ﷺ کے اور تھے حضرت ﷺ دیکھتے نماز میں اپنے پیچھے والوں کو پس داخل ہوگا تقدیر میں اور یہ جو باب کی حدیث میں کہا فَقَالَ لَا حَرَجَ تو احتمال ہے کہ ہو قال بیان واسطے قول اس کے کی کہ اشارہ کیا اور ہوگا اطلاق قول سے اوپر فعل کے جیسا کہ پچھلی حدیث میں ہے فَقَالَ هٰكَذَا بِيَدِهٖ اور یہی ہے لائق تر ساتھ مراد بخاری کے اور احتمال ہے کہ یہ وہی پہلا سائل ہو اور احتمال ہے کہ اس کے سوا کوئی اور ہو اور یہی ظاہر تر ہے تا کہ موافق ہو پہلی روایت کو کہ اس میں کہ پھر اور شخص آیا اور یہ جو کہا کہ علم قبض کیا جائے گا تو یہ تفسیر ہے واسطے قول اس کے کی يُرْفَعُ الْعِلْمُ اور قبض سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوگا ساتھ مرنے عالموں کے اور یہ جو اسماء نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حدیث میں کہا کہ کیا حال ہے لوگوں کا یعنی واسطے اُس چیز کے کہ میں دیکھتی ہوں ان کی بے قراری سے پس اشارہ کیا یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نے طرف آسمان کی یعنی سورج گہن پڑا ہے اور یہ جو اس نے کہا کہ ناگہاں لوگ کھڑے

تھے تو شاید اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے سے مڑ کر دیکھا تو ان کو گہن کی نماز میں کھڑے پایا۔ (فتح)

٨٢ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فِيْ حَجَّتِهِ فَقَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ قَالَ وَلَا حَرَجَ قَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ وَلَا حَرَجَ.

٨٢۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا پس اُس نے کہا کہ قربانی کی میں نے پہلے کنکریوں مارنے کے یعنی کیا مجھ پر کچھ گناہ ہے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کچھ گناہ نہیں یعنی تجھ پر اور کہا اس شخص نے کہ سر منڈایا میں نے پہلے ذبح کرنے سے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کچھ گناہ نہیں ۔

٨٣ ۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ وَالْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْهَرْجُ فَقَالَ هٰكَذَا بِيَدِهِ فَحَرَّفَهَا كَأَنَّهُ يُرِيْدُ الْقَتْلَ.

٨٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم قبض کیا جائے گا اور جہالت اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے اور ہرج بہت ہو جائے گی کسی نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرج کس کو کہتے ہیں پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا پس اس کو پھیرا گویا کہ آپ اس سے قتل مراد رکھتے تھے یعنی ہرج قتل کو کہتے ہیں ۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اشارہ سے مسئلہ بتلانا جائز ہے جب کہ سائل سمجھ لے ۔

٨٤ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ قَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَآءِ فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ قُلْتُ اٰيَةٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَيْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِيَ الْغَشْيُ فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلٰى رَأْسِي الْمَآءَ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَثْنٰى

٨٤۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور وہ نماز پڑھ رہی تھی اچانک اور لوگ کھڑے تھے یعنی نماز پڑھ رہے تھے سورج کی پس میں نے کہا لوگوں کا کیا حال ہے یعنی نماز کیوں پڑھ رہے ہیں پس اشارہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے طرف آسمان کی یعنی آسمان کی طرف نہیں دیکھتی کہ سورج کو گہن لگا ہوا ہے پس عائشہ رضی اللہ عنہا نے سبحان اللہ کہا میں نے کہا کوئی نشانی ہے پس عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سر کے ساتھ اشارہ کیا کہ ہاں (اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) پس کھڑی ہوئی میں یہاں تک کہ بے ہوش ہوگئی (یعنی گرمی کی وجہ سے) پس میں نے

عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ أُرِيتُهُ إِلَّا رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارُ فَأُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي قُبُوْرِكُمْ مِثْلَ أَوْ قَرِيْبَ لَا أَدْرِيْ أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَآءُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ يُقَالُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوْقِنُ لَا أَدْرِيْ بِأَيِّهِمَا قَالَتْ أَسْمَآءُ فَيَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ جَآءَ نَا بِالْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى فَأَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا هُوَ مُحَمَّدٌ ثَلَاثًا فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا قَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُوْقِنًا بِهٖ وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِيْ أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَآءُ فَيَقُوْلُ لَا أَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهٗ.

اپنے سر پر پانی ڈالنا شروع کیا پس نبی ﷺ نے اللہ کی تعریف بیان کی اور اس پر ثناء کہی پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کوئی چیز نہیں جس کو میں نے دیکھا ہوا نہیں تھا مگر دیکھا میں نے اس کو اس جگہ میں یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ بھی پس مجھ کو وحی ہوئی کہ فتنے میں ڈالے جاؤ گے تم اپنی قبروں میں مثل یا قریب (راوی کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کون سا لفظ بولا ہے) فتنہ سے مسیح دجال کے پوچھا جائے گا تو اس مرد کو (یعنی محمد ﷺ کو) کیسے جانتا ہے؟ پس جو مومن ہوگا یا موقن (راوی کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے ان دونوں لفظوں سے کون لفظ بولا ہے) وہ کہے گا وہ محمد ﷺ ہیں وہ رسول اللہ کے ہیں لائے ہمارے پاس دلیلیں روشن اور ہدایت پس ہم نے مان لیا ان کی پیغمبری کو اور تابع ہوئے اس کے وہ محمد ﷺ ہیں تین دفعہ کہے گا پس اس کو کہا جائے گا تو سو جا نیکوکار ہو کر ہم جانتے تھے کہ تو اس کے ساتھ یقین رکھتا ہے اور جو منافق ہوگا یا شک والا ہوگا وہ کہے گا میں نہیں جانتا میں نے لوگوں کو ایک چیز کہتے ہوئے سنا تھا پس ویسے ہی میں نے بھی اس کو کہہ دیا (یعنی دین کی تحقیق نہ کی سنی سنائی بات کا یقین کر لیا اور باپ دادوں کے رواج پر اڑ رہا)۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اشارہ سے بتلانا جائز ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دو دفعہ اسماء کو اشارہ سے جواب دیا۔

بَابُ تَحْرِيْضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى أَنْ يَّحْفَظُوا الْإِيْمَانَ وَالْعِلْمَ وَيُخْبِرُوْا مَنْ وَّرَآئَهُمْ وَقَالَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعُوْا إِلٰى أَهْلِيْكُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ.

ترغیب دینی نبی ﷺ کی عبدالقیس کے ایلچیوں کو کہ ایمان اور علم کو یاد رکھیں اور اپنے پیچھے والے لوگوں کو خبر دیں اور کہا مالک بن حویرث نے کہ ہم کو نبی ﷺ نے فرمایا پلٹ جاؤ اپنے گھر والوں کی طرف پس ان کو علم سکھلاؤ۔

٨٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنِ الْوَفْدُ أَوْ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوْا رَبِيْعَةُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى قَالُوْا إِنَّا نَأْتِيْكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيْدَةٍ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ وَلَا نَسْتَطِيْعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِيْ شَهْرٍ حَرَامٍ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نُخْبِرُ بِهٖ مَنْ وَّرَآءَ نَا نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ أَمَرَهُمْ بِالْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحْدَهٗ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَآءُ الزَّكَاةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَتُعْطُوا الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّآءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ شُعْبَةُ رُبَّمَا قَالَ النَّقِيْرِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ قَالَ احْفَظُوْهُ وَأَخْبِرُوْهُ مَنْ وَّرَآءَ كُمْ.

٨٥۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک عبدالقیس کے ایلچی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون قوم ہو یا کون ایلچی ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ربیعہ کی قوم سے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوشا بحال قوم یا یوں فرمایا کہ خوشا بحال ایلچیاں کو نہ ذلیل ہوں نہ شرمسار (یعنی تمہارے واسطے بشارت ہو) انہوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ہم آپ کے پاس آنے کی طاقت نہیں پاتے مگر مہینے حرام میں (یعنی ذی القعدہ اور ذی الحج اور محرم اور رجب میں) اس واسطے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان یہ قوم ہے کفار سے مضر کی (جو ہم کو آپ کے پاس آنے سے روکتے ہیں) سو آپ ہم کو کوئی امر فیصل کرنے والا فرما دیجئے یعنی فرق کرنے والا درمیان حق اور باطل کے جو خبر دیں ہم ساتھ اس کے اپنے پیچھے والوں کو یعنی اپنی قوم کو جو وطن میں چھوڑ آئے ہیں اور داخل ہوں ہم اس کے سبب بہشت میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چار چیزوں کے کرنے کا حکم فرمایا اور چار چیزوں سے منع فرمایا حکم فرمایا ان کو ایمان لانے کا ساتھ اللہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو کہ کیا ہے ایمان لانا ساتھ اللہ ایک کے انہوں نے عرض کی کہ اللہ اور رسول اس کا سب سے زیادہ تر جاننے والا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ایک کے ساتھ ایمان لانا یہ کہ گواہی دینی اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہے اور قائم کرنا نماز کا اور دینا زکوٰۃ کا اور روزے رکھنے رمضان کے اور لوٹ کے مال سے پانچواں حصہ ادا کرنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ان کو چار قسم کا باسنوں کے استعمال کرنے سے کدو کے تونبے سے اور لاکھی برتن سے اور روغنی

رال والے برتن سے اور چوبی برتن سے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یاد رکھواں کو اور خبر دو ساتھ ان کے اپنے پیچھے والوں کو۔

فائدہ: یہ جو شعبہ نے کہا کہ اکثر اوقات اس نے نقیر کہا اور اکثر اوقات مقیر تو یہ مراد نہیں کہ وہ ان دونوں لفظوں میں تردد کرتا تھا تا کہ ثابت ہو ایک سوائے دوسرے کے اس واسطے کہ لازم آتا ہے ذکر مقیر سے تکرار واسطے پہلے مذکور ہونے مزفت کے اس واسطے کہ وہ اس کے معنی میں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جازم تھا وہ ساتھ ذکر پہلی تین چیزوں کے شک کرنے والا تھا چوتھے میں اور وہ نقیر ہے پس کبھی اس کو ذکر کرتا تھا اور کبھی نہ کرتا تھا اور اس کو تیسرے میں بھی شک تھا کبھی مزفت کہتا ہے اور کبھی مقیر کہتا تھا یہ ہے توجیہ اس کی پس نہیں ہے التفاف طرف اس چیز کے کہ اس کے سوائے ہے۔ (فتح)

بَابُ الرِّحْلَةِ فِي الْمَسْئَلَةِ النَّازِلَةِ وَتَعْلِيْمِ أَهْلِهٖ.

جو نیا مسئلہ در پیش ہو اس کے پوچھنے کے واسطے سفر کرنا۔

۸۶ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللهِ بْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهٗ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِأَبِيْ إِهَابِ بْنِ عَزِيْزٍ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنِّيْ قَدْ أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِيْ تَزَوَّجَ فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا أَعْلَمُ أَنَّكِ أَرْضَعْتِنِيْ وَلَا أَخْبَرْتِنِيْ فَرَكِبَ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَسَأَلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهٗ.

۸۶۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ابی اہاب کی بیٹی سے نکاح کیا سو اس کے پاس ایک عورت آئی پس اس نے کہا کہ میں نے عقبہ اور اس کی بیوی دونوں کو دودھ پلایا ہوا ہے یعنی پس وہ عورت اس کی دودھ شریک بہن ہوئی اور اس کا نکاح باطل ہوا پس عقبہ نے اس عورت کو کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ تو نے مجھے دودھ پلایا تھا اور تو نے مجھ کو خبر بھی نہیں کی یعنی پہلے نکاح سے پس سوار ہو کر چلے عقبہ رسول اللہ ﷺ کی طرف مدینہ میں (یعنی مکے سے مدینے کو چلا) سو مسئلہ پوچھا عقبہ نے حضرت ﷺ سے سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کس طرح نکاح میں رکھے گا تو اس کو اس حال میں کہ کہا گیا ہے کہ تو اس کا دودھ شریک بھائی ہے سو جدا کر دیا عقبہ نے اس عورت کو اور نکاح کیا اس عورت نے دوسرے خاوند سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی خاص حادثہ اور نئے مسئلہ کے واسطے سفر کرنا جائز ہے کہ عقبہ ایک مسئلہ کے واسطے مکہ سے مدینہ میں سفر کر کے گیا پس مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے اور یہ جو کہا کہ پس سوار ہوا یعنی مکہ سے اس واسطے کہ وہ اس کے رہنے کی جگہ تھی اور فرق درمیان اس ترجمہ کے اور ترجمہ بَابُ الْخُرُوْجِ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ کے یہ ہے کہ یہ خاص تر ہے اور وہ عام تر ہے اور حدیث کی باقی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ التَّنَاوُبِ فِي الْعِلْمِ.

علم سیکھنے کے واسطے باری باری سے جانا۔

۸۷ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهِيَ مِنْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِخَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ وَغَيْرِهِ وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَنَزَلَ صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهِ فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيْدًا فَقَالَ أَثَمَّ هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيْمٌ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِيْ فَقُلْتُ طَلَّقَكُنَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا أَدْرِيْ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَطَلَّقْتَ نِسَآءَكَ قَالَ لَا فَقُلْتُ اللهُ أَكْبَرُ.

۸۷۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرا ایک پڑوسی انصاری امیہ کے قبیلہ میں رہتے تھے اور وہ قبیلہ ان دیہات سے ہے جو مدینے کے قریب پورب کی طرف واقع ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم باری سے آیا کرتے تھے ایک دن وہ آتا تھا اور ایک دن میں آتا تھا پس جب کہ میں آتا تھا تو اس دن کی خبر (یعنی جو وحی وغیرہ سے کوئی نیا معاملہ واقع ہوتا تھا) اس کے پاس لے جاتا تھا اور جبکہ وہ آتا تھا تو بھی ویسے ہی کرتا تھا یعنی جو دیکھ سن جاتا وہ مجھ کو بتلا دیتا سو اپنی باری کے دن میرا ساتھی انصاری آیا اور میرے دروازے پر سخت چوٹ ماری اور کہا کہ کیا عمر یہاں ہے پس میں گھبرا گیا اور نکلا میں طرف اس کی سو اُس نے کہا کہ ایک بڑا حادثہ پیدا ہوا ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا (حفصہ رضی اللہ عنہا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھی) اور وہ رو رہی تھی پس میں نے کہا کیا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دے دی ہے حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نہیں جانتی ہوں پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو کہا میں نے اور حالانکہ میں کھڑا ہوا تھا کہ کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں پس میں نے کہا اللہ اکبر یعنی اللہ بڑا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کلمہ تعجب سے کہا کہ ایسے معاملے عظیم کو اس نے بلا تحقیق مجھ سے جا کر کیوں بیان کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باری سے اور نوبت نوبت سے آ کر علم سیکھنا جائز ہے پس مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے اور یہ جو کہا کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا تو یہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا ہے اور حدیث میں اختصار ہے نہیں تو بعد قول اس کے امر عظیم یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دی میں نے کہا تحقیق مجھ کو گمان تھا کہ یہ

بات ہونے والی ہے یہاں تک کہ جب میں نے صبح کی نماز پڑھی تو اپنے کپڑے پہنے میں پھر اترا اور حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا یعنی اپنی بیٹی پر جو ام المومنین ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے اعتماد کرنا اوپر خبر واحد کے اور عمل ساتھ مراسیل اصحاب کے اور یہ کہ طالب نہ غافل ہو نظر کرنے سے اپنی معاش کے امر میں تاکہ مدد لے ساتھ اس کے اوپر طلب علم وغیرہ کے باوجود اخذ اس کے کی ساتھ حزم کے سوال میں اس چیز سے کہ فوت ہو اس سے دن غائب ہونے اس کے کی واسطے اس چیز کے کہ معلوم ہوا عمر رضی اللہ عنہ کے حال سے کہ وہ اس وقت تجارت کرتے تھے کما سیاتی فی البیوع اور اس میں نظر ہے کہ شرط تواتر کی یہ ہے کہ ہو سند اس کے نقل کرنے والوں کی امر محسود نہ وہ اشاعت کہ نہ معلوم ہو کہ کس نے اس کو شروع کیا اور باقی شرح اس کی نکاح میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ الْغَضَبِ فِي الْمَوْعِظَةِ وَالتَّعْلِيْمِ إِذَا رَأٰى مَا يَكْرَهُ.

وعظ اور تعلیم میں جب واعظ کوئی چیز بری دیکھے تو غصہ ہونا جائز ہے۔

۸۸ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا أَكَادُ أُدْرِكُ الصَّلَاةَ مِمَّا يُطَوِّلُ بِنَا فُلَانٌ فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْ يَوْمِئِذٍ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مُنَفِّرُوْنَ فَمَنْ صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيْهِمُ الْمَرِيْضَ وَالضَّعِيْفَ وَذَا الْحَاجَةِ.

۸۸۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قریب ہے کہ میں جماعت کو پاسکوں اس سبب سے کہ فلاں شخص (یعنی امام ہمارا) ہماری نماز کو بہت لمبا کرتا ہے اور بڑی طویل قرأت پڑھتا ہے جس سے ہم لوگ تھک جاتے ہیں پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ میں اس دن سے زیادہ تر غضبناک کبھی نہیں دیکھا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو نفرت دلاتے ہو جماعت سے پس جو شخص لوگوں کا امام ہو اس کو لازم ہے کہ نماز کو ہلکا کرے اس واسطے کہ ان میں سے بعض مریض ہوتے ہیں اور بعض ضعیف اور بعض حاجت مند ہوتے ہیں یعنی ان کو دنیا کا کوئی کام کرنا ہوتا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں جماعت کی نماز نہیں پاسکتا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ میں جماعت کی نماز سے قریب نہیں ہوتا بلکہ کبھی اس سے دیر کرتا ہوں واسطے دراز ہونے قرأت کے اور سخت غضبناک اس لیے ہوئے کہ پہلے اس سے منع کر چکے تھے۔ (فتح)

۸۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا

۸۹۔ زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے گری ہوئی چیز کا سوال پوچھا یعنی اس کو کیا کرنا

سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ الْمَدِيْنِيُّ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ وِكَاءَهَا أَوْ قَالَ وِعَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اسْتَمْتِعْ بِهَا فَإِنْ جَآءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ قَالَ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوْ قَالَ احْمَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ وَمَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَرْعَى الشَّجَرَ فَذَرْهَا حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ.

چاہیے حضرت ﷺ فرمایا پہچان رکھ سر بند اس کا یا فرمایا برتن اس کا یعنی جس میں وہ چیز پڑی ہوئی ہے اور تھیلا اس کا پھر مشہور کر اس کو لوگوں میں ایک برس تک پھر فائدہ اٹھا ساتھ اس کے یعنی اپنے کام میں لا پس اگر اس کا مالک آ جائے تو اس چیز کو اس کے حوالے کر دے فضالہ نے پوچھا کہ اونٹ گم ہوئے کا کیا حال ہے پس حضرت ﷺ بہت غصے میں آئے یہاں تک کہ آپ کے رخسار سرخ ہو گئے یا کہا کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا سو فرمایا تجھے کیا کام ہے اس سے یعنی چھوڑ دے اس کو کہ اس کے لینے کی کچھ حاجت نہیں اس کے ساتھ مشک اس کی ہے اور موزے اس کے ہیں پانی پر آتا ہے اور درختوں کو کھاتا ہے پس چھوڑ دے اس کو یہاں تک کہ ملے اس کو مالک اس کا (یعنی اس کے ضائع ہونے کا کچھ خوف نہیں)۔

فائدہ: کہتے ہیں کہ اونٹ کو پیاس مارنے کی بہت عادت ہے دس دس بیس بیس دن تک بغیر پانی کے رہ سکتا ہے اور اس کے پاس اس کا جوتا ہے یعنی پاؤں اس کے چلنے پھرنے کو بہت مضبوط ہیں۔

ت: فضالہ نے پوچھا کہ گم ہوئی بکری کا کیا حال ہے حضرت ﷺ نے فرمایا وہ واسطے تیرے ہے یا واسطے بھائی تیرے کے یا بھیڑیے کے (یعنی اس کو تو لے لے اس کے ضائع ہونے کا خوف ہے ایسا نہ ہو کہ اس کو بھیڑیا کھا جائے اور حرام چلی جائے۔

۹۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَآءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُوْنِيْ عَمَّا شِئْتُمْ قَالَ رَجُلٌ مَنْ أَبِيْ قَالَ أَبُوْكَ حُذَافَةُ فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ مَنْ أَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُوْكَ سَالِمٌ مَوْلٰى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَاٰى عُمَرُ مَا

۹۰۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے لوگوں نے کئی مکروہ اور فضول چیزوں کا سوال کیا سو جب لوگوں نے ایسی بہت باتیں پوچھیں تو حضرت ﷺ سخت ناراض ہو گئے پھر آپ نے لوگوں کو فرمایا پوچھو مجھ سے جو چاہتے ہو تم پس ایک مرد نے کہا کہ میرا باپ کون ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پس دوسرا شخص کھڑا ہو گیا سو اس نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا سالم مولیٰ شیبہ کا سو جب عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرہ

فِيْ وَجْهِهٖ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

مبارک میں غصہ دیکھا تو عرض کی کہ یارسول اللہ ہم توبہ کرتے ہیں طرف اللہ غالب اور بزرگ کی (یعنی آپ ہمارے قصور کو معاف فرمایئے کہ ہم نے ایسی بیجا باتیں پوچھیں ہیں جن سے آپ نارض ہوئے) ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ کوئی چیز بری دیکھ کر وعظ میں غصہ کرنا جائز ہے۔

فائدہ: اس روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اللہ کی طرف توبہ کرتے ہیں اور اگلی روایت میں ہے کہ ہم اللہ کی مالکی سے راضی ہوئے الخ تو تطبیق ان دونوں کے درمیان ظاہر ہے بایں طور کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سب کہا تھا سو جس راوی کو جو یاد رہا اس کو نقل کیا۔

تنبیہ: امام بخاری نے فقط یہ کہا کہ وعظ اور تعلیم میں غضبناک ہونا درست ہے تو یہ اس واسطے کہ حاکم کو حکم ہے کہ غصے کی حالت میں حکم نہ کرے اور فرق یہ ہے کہ وعظ کرنے والے کی شان سے ہے یہ کہ ہو غضبناک کی صورت میں اس واسطے کہ مقام اس کا چاہتا ہے کہ تکلف کرے غصے میں اس واسطے کہ وہ ڈرانے والے کی صورت میں ہے اور اسی طرح معلم جب کہ انکار کرے اس شخص پر جو سیکھتا ہے اس سے بدفہمی کو اور مانند اس کی اس واسطے کہ کبھی ہوتا ہے وہ بہت بلانے والا واسطے قبول کے اس سے اور نہیں ہے یہ لازم ہر شخص کے حق میں بلکہ مختلف ہے ساتھ اختلاف احوال سیکھنے والوں کے اور اوپر حاکم پس وہ برخلاف اس کے ہے کمایاتی فی بابہ پس اگر کہا جائے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غصے کی حالت میں جس جگہ کہ کہا تیرا باپ فلانا ہے تو جواب یہ ہے کہ کہا جائے اول تو یہ حکم کے باب سے نہیں اور بہ تقدیر اس کے پس یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاصہ سے ہے واسطے معصوم ہونے محل کے پس برابر ہے غضب آپ کا اور راضی ہونا آپ کا اور مجرد غضب آپ کا ایک چیز پر دلالت کرتا ہے اس کے حرام ہونے پر برخلاف غیر آپ کے کی اور یہ جو اگلی حدیث میں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم راضی ہوئے تو ابن بطال نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے سمجھا کہ یہ سوالات کبھی بطور تعنت یا شک کے ہوتے ہیں تو اس نے خوف کیا کہ اترے عذاب اس سبب سے پس کہا راضی ہوئے ہم الخ تو راضی ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ اس کے سو چپ ہوئے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ بَرَكَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ عِنْدَ الْإِمَامِ أَوِ الْمُحَدِّثِ.

امام یا محدث کے نزدیک دونوں زانو ہو کر بیٹھنے کا بیان۔

٩١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٩١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے سو عبداللہ بیٹا حذافہ کا کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ میرا باپ کون ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا باپ حذافہ

خَرَجَ فَقَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ أَبِي فَقَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَّقُولَ سَلُوْنِيْ فَبَرَكَ عُمَرُ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا فَسَكَتَ.

ہے پھر حضرت ﷺ نے بہت دفعہ فرمایا کہ پوچھو مجھ سے پوچھو مجھ سے سو بیٹھ گئے عمر دونوزانو ہو کر اور کہا کہ راضی ہوئے ہم اللہ کی مالکی اور مسلمانی کے دین سے اور محمد ﷺ کی پیغمبری سے تین دفعہ کہا سو حضرت ﷺ چپ ہوئے۔

بَابُ مَنْ أَعَادَ الْحَدِيْثَ ثَلَاثًا لِيُفْهَمَ عَنْهُ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا.

ایک بات کو تین دفعہ لوٹانا تا کہ سننے والا سمجھ لے یعنی پس کہا نبی ﷺ نے کہ جھوٹی بات کبیرہ گناہ ہے پس حضرت ﷺ ہمیشہ اس کو لوٹاتے رہے یعنی بہت دفعہ اسی ایک کلمہ کو پھر پھر کے کہا۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے معلق ابو بکرہ کی حدیث سے جو شہادت میں مذکور ہے اور دیات میں کہ اس کا اول یہ ہے کہ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلٰثًا یعنی کیا نہ بتلاؤں میں تم کو کبیرہ گناہوں میں جو بہت بڑے ہیں یہ کلمہ آپ نے تین بار فرمایا پس ذکر کی ساری حدیث پس اس میں ہے معنی ترجمہ کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ان کو یہ تین بار فرمایا اور یہ جو کہا کہ ہمیشہ اس کو دوہراتے رہے یعنی اسی مجلس میں اور یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا هَلْ بَلَّغْتُ ثَلٰثًا تو یہ بھی ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جو کتاب الحدود میں آئے گی اس کا اول یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا اَیُّ شَهْرٍ هٰذَا اور ذکر کی حدیث اور اس میں یہ بھی ہے جس کو یہاں معلق کیا اور یہ جو انس رضی اللہ عنہ نے اگلی حدیث میں کہا کہ حضرت ﷺ جب کوئی بات فرماتے تھے تو اس کو تین بار دہراتے تھے تو مراد یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ خبر دینے والا ہے اس چیز سے کہ پہچانا تھا اس کو حضرت ﷺ کے حال سے اور دیکھا تھا اس کو نہ یہ کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس کی خبر دی تھی اور مراد تین بار دوہرانے سے سمجھانا ہے اس بات کا اور ابن منیر نے کہا کہ تنبیہ کی ہے بخاری نے ساتھ اس ترجمہ کے اوپر رد کرنے اس شخص کے جو برا جانتا ہے حدیث کے دوہرانے کو اور انکار کرتا ہے طالب پر دوہرانے کی طلب کو اور گنتا ہے اس کو بلادت سے یعنی جہالت سے اور لاحق یہ ہے کہ یہ مختلف ہوتا ہے ساتھ مختلف ہونے طبیعتوں کے پس نہیں عیب ہے طالب پر جس کو ایک بار سکھلانے سے یاد نہ ہو سکے جبکہ دوہرانا چاہے اور نہیں عذر ہے واسطے استاد کے جبکہ نہ دوہرائے بلکہ اس کو دوہرانا بہت موکد ہے ابتدا سے اس واسطے کہ شروع لازم کرنے والا ہے ابن متین نے کہا کہ تین بار دوہرانا غایت اس چیز کا ہے جو واقع ہو ساتھ اس کے عذر اور بیان اور یہ جو کہا کہ جب کسی قوم پر آتے تھے تو تین بار سلام کرتے تھے تو شاید یہ اس وقت ہوتا تھا جب کہ اجازت مانگنے کے واسطے سلام کرتے تھے بنا بر اس چیز کے کہ روایت کی ہے ابو موسیٰ وغیرہ نے اور اپیر یہ کہ گزرے کوئی راہ چلنے والا سلام کرتا تو مشہور عدم تکرار ہے

میں کہتا ہوں کہ بخاری نے بھی بعینہ یہی بات سمجھی ہے پس وارد کیا ہے حدیث کو مقرون ساتھ حدیث ابوموسیٰ کے کما سیاتی فی الاستیذان لیکن احتمال ہے کہ نیز یہ واقع ہوتا ہو آپ سے جب کہ خوف کرتے کہ آپ نے سلام کو نہیں سنایا اور یہ جو کہا کہ دو بار یا تین بار تو اس نے دلالت کی کہ تین بار دوہرانا شرط نہیں بلکہ مراد سمجھانا ہے پس جب حاصل ہو بغیر اس کے تو کفایت کرتا ہے اور اس کی باقی شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میں نے پہنچا دیا ہے حکم اللہ کا تین دفعہ آپ نے یہ کلمہ کہا۔

٩٢ - حَدَّثَنَا عَبْدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلَاثًا وَإِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا.

۹۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات فرماتے تھے تو اس کو تین بار لوٹاتے تھے تاکہ اس کو سننے والا سمجھ لے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی قوم پر تشریف لاتے تو ان پر تین بار سلام کرتے تھے۔

٩٣ - حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰی تُفْهَمَ عَنْهُ وَإِذَا أَتٰی عَلٰی قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا.

۹۳۔ ترجمہ اس کا اوپر گزر گیا ہے۔

٩٤ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ سَافَرْنَاهُ فَأَدْرَكَنَا وَقَدْ أَرْهَقْنَا الصَّلَاةَ صَلَاةَ الْعَصْرِ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلٰی أَرْجُلِنَا

۹۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں جس میں ہم نے مسافری کی تھی ہم سے پیچھے رہ گئے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پایا ہم کو اور حالانکہ ہم نے تاخیر کیا تھا نماز کو (یعنی نماز کا وقت بہت تنگ ہوگیا تھا) اور ہم وضو کررہے تھے پس ہم لوگوں نے اپنی ایڑیوں پر مسح کرنا شروع کیا یعنی جلدی کے واسطے ہلکا سا دھویا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فَنَادٰی بِأَعْلٰی صَوْتِهٖ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. — نے بلند آواز سے پکارا کہ خرابی ہے ایڑیوں کو دوزخ سے تین دفعہ فرمایا۔

بَابُ تَعْلِيمِ الرَّجُلِ أَمَتَهٗ وَأَهْلَهٗ. — اپنی لونڈی اور اپنی بیوی بال بچوں کو علم سکھانے کا ثواب

فائدہ: مطابقت حدیث کی واسطے ترجمہ کے لونڈی میں نص کے ساتھ ہے اور اہل میں قیاس کے ساتھ ہے اس واسطے کہ کوشش ساتھ گھر والوں آزاد کے بیچ تعلیم فرائض اللہ کے اور سنتوں اس کے رسول کے بہت مؤکد ہے کوشش سے لونڈیوں کے حق میں اور یہ جو کہا من اهل الکتاب یعنی ایک مرد اہل کتاب تو فقط کتاب کی عام ہے اور اس کے معنی خاص ہیں یعنی جو اللہ کی طرف سے اتاری گئی ہے اور مراد ساتھ اس کے تورات اور انجیل ہے جیسے کہ متفق ہوئے ہیں ساتھ اس کے نصوص کتاب اور سنت کے جس جگہ کہ مطلق اہل کتاب بولا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس جگہ خاص انجیل ہے اگر ہم کہیں کہ نصرانیت کا دین ناسخ ہے واسطے دین یہودیت کے جیسے کہ تقریر کی ہے اس کی ایک جماعت نے اور نہیں حاجت ہے طرف شرط ہونے ناسخ کی اس واسطے کہ عیسیٰ علیہ السلام تھے رسول کر کے بھیجے گئے طرف بنی اسرائیل کی بغیر خلاف کے سو جس نے ان میں سے ان کے دین کو قبول کیا وہ ان کی طرف منسوب ہوا اور جس نے ان میں سے ان کو جھٹلایا اور بدستور یہودیت پر رہا وہ ایماندار نہ ہوگا پس نہ شامل ہوگی اس کو حدیث اس واسطے کہ اس کی شرط یہ ہے کہ ہو ایماندار ساتھ پیغمبر اپنے کے ہاں جو یہودیت میں داخل ہوا بنی اسرائیل کے غیروں سے یا عیسیٰ علیہ السلام کے روبرو نہ تھا پس نہ پہنچی اس کو دعوت اس کی تو صادق آتا ہے اس پر کہ بے شک وہ یہودی ہے ایماندار اس واسطے کہ وہ ایمان لایا ہے ساتھ اپنے موسیٰ علیہ السلام کے اور نہیں جھٹلایا اس نے کسی پیغمبر کو بعد اُن کے سو جس نے محمد ﷺ کی پیغمبری کو پایا ان لوگوں میں سے جو اس درجہ میں تھے اور ان کے ساتھ ایمان لایا تو نہیں مشکل ہے یہ کہ داخل ہو تلے خبر مذکور کے اور اسی قسم سے ہیں وہ عرب جو یمن وغیرہ میں تھے۔ ان لوگوں میں سے جو یہودیت میں داخل ہوئے اور نہ پہنچی ان کو دعوت عیسیٰ علیہ السلام کی اس واسطے کہ وہ خاص بنی اسرائیل کی طرف رسول کر کے بھیجے گئے تھے۔ ہاں اشکال ان یہودیوں میں ہے جو حضرت ﷺ کے روبرو تھے اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے کہ جو آیت کہ موافق ہے واسطے اس حدیث کے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿اُولٰٓئِكَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ﴾ یعنی ان لوگوں کو دوہرا ثواب ہے اتری بیچ حق ایک گروہ کے جو ایمان لائے تھے ان میں سے مانند عبداللہ بن سلام وغیرہ کی چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ اہل کتاب میں سے دس آدمی مسلمان ہوئے اُن میں سے ابو رفاعہ ہے پس اتری یہ آیت ﴿اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ﴾ پس یہ لوگ بنی اسرائیل میں سے ہیں اور نہیں ایمان لائے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے بلکہ بدستور رہے یہودیت پر یہاں تک کہ ایمان لائے ساتھ محمد ﷺ کے اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے کہ ان کو دوہرا ثواب ہے۔ طیبی نے کہا پس احتمال ہے جاری کرنا حدیث کا اپنے عموم پر اس واسطے کہ نہیں بعید ہے یہ کہ ہو ایمان لانا ساتھ محمد ﷺ کے سبب واسطے قبول

ہونے ان دینوں کے اگرچہ منسوخ ہیں اور جس چیز کو میں پیچھے ذکر کروں گا وہ اس کی مؤید ہے اور ممکن ہے کہ کہا جائے بیچ حق ان لوگوں کے جو مدینے میں تھے یہ کہ ان کو عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت نہیں پہنچی اس واسطے کہ وہ نہیں پھیلی اکثر شہروں میں پس بدستور رہے اپنی یہودیت پر ایمان لانے والے ساتھ پیغمبر اپنے موسیٰ علیہ السلام کے یہاں تک کہ اسلام آیا پس ایمان لائے وہ ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ساتھ اس کے دور ہوگا اشکال۔

فوائد: پہلا فائدہ: یہ ہے کہ ابن متین وغیرہ کی شرح میں ہے کہ آیت مذکورہ کعب احبار اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما کے حق میں اتری اور یہ مستقیم ہے عبداللہ کے حق میں خطا ہے کعب کے حق میں اس واسطے کہ کعب کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت نہیں اور نہیں مسلمان ہوا مگر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں۔

فائدہ دوسرا: یہ ہے کہ قرطبی نے کہا کہ جس کتابی کو دوہرا اجر ملتا ہے وہ یہ ہے کہ تھا حق پر اپنی شرع میں از روئے عقیدہ کے اور فعل کے یہاں تک کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لایا پس اس کو ثواب ملتا ہے اوپر پیروی حق اول اور ثانی کے اور مشکل ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کی طرف لکھا کہ مسلمان ہو جا کہ اللہ تجھ کو دوہرا ثواب دے گا اور داخل ہوا تھا وہ نصرانیت کے دین میں بعد تبدیل کے اور کہا داؤدی نے کہ احتمال ہے کہ سب امتوں کو شامل ہو اس چیز میں کہ کیا انہوں نے اس کو خیر سے جیسے کہ حکیم بن حزام کی حدیث میں ہے کہ مسلمان ہوا تو اس چیز پر کہ پہلے کی خیر سے اور وہ تعاقب کیا گیا ہے اس واسطے کہ حدیث مقید ہے کہ ساتھ اہل کتاب کے پس نہ شامل ہوگی اس کے غیر کو مگر ساتھ قیاس خیر کے ایمان پر اور نیز پس نکتہ بیچ قول اس کے کی کہ اپنے پیغمبر کے ساتھ ایمان لایا اشعار ہے ساتھ علت ثواب کے یعنی مقرر سبب دو اجروں کا ایمان لانا ہے ساتھ دو پیغمبروں کے اور کافر لوگ اس طرح نہیں اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ فرق درمیان اہل کتاب کے اور غیر ان کے کی کافروں سے یہ ہے کہ اہل کتاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے ہیں اللہ نے فرمایا ﴿يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ﴾ یعنی پاتے ہیں اس کو لکھا ہوا نزدیک اپنے تورات اور انجیل میں سو جو اس کے ساتھ ایمان لایا اور اس کے تابع ہوا ان میں سے تو ہوگی واسطے اس کے فضیلت اپنے غیر پر اور اسی طرح جو ان میں سے اس کو جھٹلا دے اس کا گناہ سخت تر ہوگا اس کے غیر کے گناہ سے۔

تیسرا فائدہ: یہ ہے کہ حکم عورت کتابی کا مانند حکم مرد کی ہے اور وہ جاری ہے سب احکام میں جس جگہ کہ داخل ہوتے ہیں ساتھ مردوں کے بالتبع مگر وہ چیز کہ خاص کرے اس کو دلیل اور اور یہ جو راوی نے کہا کہ میں نے تجھ کو یہ حدیث دی بغیر کسی چیز کے یعنی دنیا کے امروں سے نہیں تو آخرت کا ثواب حاصل ہے واسطے اس کے اور یہ جو کہا کہ طرف مدینے کی یعنی مدینے نبویہ کے اور تھا یہ معاملہ بیچ زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خلفاء راشدین کے پھر جدا جدا ہوئے اصحاب شہروں میں بعد فتح ہونے شہروں کے اور ان میں بسے پس کفایت کی ہر شہر والوں نے ساتھ عالموں اپنے کے مگر جس نے علم میں فراخی چاہی یعنی چاہا کہ بہت علم سیکھے تو اس نے سفر کیا اور استدلال کیا ہے ابن بطال وغیرہ مالکیہ

نے اوپر خاص کرنے مدینے منورہ کے ساتھ علم کے اوراس میں نظر ہے واسطے اس چیز کے کہ ہم نے تقریر کی اور سوائے اس کے نہیں کہ کہا شعبی نے یہ واسطے رغبت دلانے سامع کے ہے تا کہ ہو یہ بہت بلانے والا واسطے یاد کرنے اس کے کی اور بہت کھینچنے والا واسطے حرص اس کی کے اور اللہ سے ہے مدد مانگی گئی اور تحقیق روایت کی ہے دارمی نے ساتھ سند صحیح کے بسر بن عبداللہ سے کہا کہ بے شک میں البتہ سوار ہوتا طرف کسی شہر کی شہروں سے واسطے ایک حدیث کی اور ابو عالیہ سے روایت ہے کہ ہم اصحاب سے حدیث سنتے تھے پس ہم راضی نہ ہوتے یہاں تک کہ سوار ہوتے طرف ان کی پس اُن سے سنتے۔ (فتح)

٩٥ ـ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ قَالَ عَامِرٌ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهِ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهٗ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ أَجْرَانِ ثُمَّ قَالَ عَامِرٌ أَعْطَيْنَاكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ قَدْ كَانَ يُرْكَبُ فِيْمَا دُوْنَهَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

٩٥۔ بردہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن کو دوہرا ثواب ملتا ہے ایک مرد تو اہل کتاب سے یہودی اور نصرانی جو ایمان لایا ساتھ نبی اپنے کے اور ایمان لایا ساتھ محمد ﷺ کے دوسرا وہ غلام جس نے اللہ کا حق اور اپنے مالکوں کا حق ادا کیا تیسرا وہ مرد جس کے پاس ایک لونڈی تھی جس سے صحبت کیا کرتا تھا پھر اُس نے اس کو ادب سکھلایا سو بہت اچھی طرح اس کو ادب سکھلایا اور اس کو شرع کے حکم بتلائے سو اس کی اچھی طرح تعلیم کی پھر اس کو آزاد کیا بعد اس کے اس سے نکاح کر لیا تو اس کے واسطے دو ثواب ہیں یعنی ایک ثواب تعلیم اور آزادی کا دوسرا ثواب نکاح کر لینے کا پھر کہا عامر نے (جو راوی اس حدیث کا ہے) اپنے شاگرد کو کہ یہ حدیث میں نے تجھ کو مفت دے دی ہے پس تحقیق لوگ اس سے ادنیٰ بات کے واسطے مدینے کی طرف سفر کرتے تھے یعنی لوگ تو ادنیٰ ادنیٰ باتوں کی تحصیل کے واسطے مدینہ جایا کرتے تھے اور سفر کی تکلیفیں اٹھا کر علم حاصل کرتے تھے میں نے تو تجھ کو مفت یہ حدیث سکھلا دی ہے کسی طرح کی تکلیف تجھ کو نہیں ہوئی ہے گھر میں بیٹھے بیٹھے ایسی عمدہ چیز ہاتھ آ گئی۔

بَابُ عِظَةِ الْإِمَامِ النِّسَآءَ وَتَعْلِيْمِهِنَّ.

باب ہے بیان میں وعظ کرنے اور تعلیم کرنے امام کے

عورتوں کو۔

فائدہ: تنبیہ کی ہے بخاری نے ساتھ اس ترجمہ کے اس پر کہ جو پہلے گزرا ہے بلانے سے طرف تعلیم اہل کی نہیں ہے خاص ساتھ اہل ان کے کی بلکہ یہ مندوب ہے واسطے امام اعظم کے یعنی بادشاہ کے اور جو اس کی طرف سے نائب ہو اور سمجھا گیا ہے وعظ ساتھ تصریح کی اس کے قول سے جو حدیث میں ہے فَوَعَظَهُنَّ یعنی پس وعظ کیا ان کو اور تھی موعظت ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ میں نے دوزخیوں میں اکثر تم ہی کو دیکھا اس واسطے کہ تم بہت لعنت کیا کرتی ہو اور خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو اور حاصل ہوتی ہے تعلیم قول اس کے سے کہ حکم کیا ان کو صدقہ کرنے کا گویا کہ ان کو معلوم کروایا کہ خیرات سے ان کے گناہ اترتے ہیں۔ (فتح)

٩٦ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ عَطَآءً قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ عَطَآءٌ أَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعْ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ وَبِلَالٌ يَأْخُذُ فِيْ طَرَفِ ثَوْبِهِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عَطَآءٍ وَقَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٩٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تحقیق نبی ﷺ نکلے اور آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے پس حضرت ﷺ نے گمان کیا کہ عورتوں نے وعظ نہیں سنا (یعنی بہ سبب دور ہونے عورتوں کے) سو حضرت ﷺ نے ان کو وعظ سنایا اور صدقہ دینے کا حکم فرمایا پس ہر عورت بالی اور انگوٹھی ڈالتی تھی اور بلال رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کے کنارے میں لیتے جاتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے معاطاۃ خیرات میں اور جائز ہے صدقہ عورت کا اپنے مال سے بغیر اذن اپنے خاوند کے اور یہ کہ صدقہ بہت گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو دوزخ میں داخل کرتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْحِرْصِ عَلَى الْحَدِيْثِ.

حدیث پر حرص اور خواہش کرنے کا بیان۔

فائدہ: مراد ساتھ حدیث کے شرع کی عرف میں وہ چیز ہے جو حضرت ﷺ کی طرف منسوب کی جائے گویا کہ مراد ساتھ اس کے مقابلہ قرآن کا ہے اس واسطے کہ وہ قدیم ہے۔ (فتح)

٩٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

٩٧۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُس نے کہا

حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِیْ عَمْرٍو عَنْ سَعِیْدِ بْنِ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ ظَنَنْتُ یَا أَبَا هُرَیْرَةَ أَنْ لَا یَسْأَلُنِیْ عَنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَأَیْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَی الْحَدِیْثِ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ قَالَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهٖ أَوْ نَفْسِهٖ.

یارسول اللہ سب لوگوں سے کون شخص زیادہ بہرہ مند ہے ساتھ شفاعت آپ کے قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اباہریرہ! مجھ کو یقین تھا کہ تجھ سے پہلے اس حدیث کو مجھ سے کوئی نہ پوچھے گا اس واسطے کہ میں تیری حرص حدیث پر زیادہ دیکھتا ہوں سب لوگوں سے زیادہ تر بہرہ مند اور ظفر یاب ساتھ شفاعت میری کے وہ شخص ہے جس نے اپنے خالص دل سے کہا کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ البتہ مجھ کو یقین تھا کہ تجھ سے پہلے اس حدیث کو مجھ سے کوئی نہ پوچھے گا تو اس میں فضیلت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے اور فضیلت حرص کی اوپر طلب علم کے اور یہ جو کہا مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو یہ احتراز ہے شرک سے اور مراد سمیت قول اس کے کی ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لیکن کبھی کفایت کی جاتی ہے ساتھ جزو پہلے کے شہادت کے دونوں کلموں سے اس واسطے کہ ہوگئی ہے وہ نشانی اوپر مجموع اس کے کی کما تقدم فی الایمان اور یہ جو کہا خالصا تو یہ احتراز ہے منافق سے اور معنی اسعد کے فعل ہیں یہ اسم تفضیل نہیں یعنی سعید لوگوں میں اور احتمال ہے کہ ہوافعل التفضیل اپنے باب پر اور یہ کہ حاصل ہوگی واسطے ہر ایک کے سعادت ساتھ شفاعت حضرت ﷺ کے لیکن خالص ایماندار کو اکثر سعادت حاصل ہوگی اس واسطے کہ حضرت ﷺ شفاعت کریں گے مخلوق میں واسطے آرام دینے اُن کے کی خوف موقف سے اور شفاعت کریں گے بعض کافروں کے حق میں ساتھ تخفیف عذاب کی جیسا کہ صحیح ہو چکا ہے ابوطالب کے حق میں اور شفاعت کریں گے بعض ایمانداروں کے حق میں ساتھ نکلنے کی آگ سے بعد اس کے کہ اس میں داخل ہوئے اور بیچ حق بعض کے ساتھ نہ داخل ہونے ان کے کی آگ میں بعد اس کے کہ واجب کیا انہوں نے اپنے حق میں داخل ہونا بیچ اس کے اور بیچ حق بعض کے ساتھ داخل ہونے بہشت کے بغیر حساب کے اور بیچ حق بعض کے ساتھ بلند ہونے درجوں کے بیچ اس کے پس ظاہر ہوا مشترک ہونا سعادت میں ساتھ شفاعت کے اور یہ کہ سعید تر ساتھ اس کے ان میں ایماندار خالص ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر شرط ہونے اقرار زبانی کے ساتھ دونوں کلموں شہادت کے واسطے تعبیر کرنے اس کے کی ساتھ قول کے اپنے قول میں من قال الخ۔ (فتح)

بَابٌ کَیْفَ یُقْبَضُ الْعِلْمُ وَکَتَبَ عُمَرُ

علم کس طرح اٹھایا جائے گا اور عمر بن عبدالعزیز نے

بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ إِلٰى أَبِىْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ انْظُرْ مَاكَانَ مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاكْتُبْهُ فَإِنِّىْ خِفْتُ دُرُوْسَ الْعِلْمِ وَذَهَابَ الْعُلَمَآءِ وَلَا تَقْبَلْ إِلَّا حَدِيْثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْتُفْشُوا الْعِلْمَ وَلْتَجْلِسُوْا حَتّٰى يُعَلَّمَ مَنْ لَا يَعْلَمُ فَإِنَّ الْعِلْمَ لَا يَهْلِكُ حَتّٰى يَكُوْنَ سِرًّا حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ بِذٰلِكَ يَعْنِىْ حَدِيْثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ إِلٰى قَوْلِهٖ ذَهَابَ الْعُلَمَآءِ.

ابوبکر بیٹے حزم کی طرف لکھا جمع کر جو پائے تو حضرت ﷺ کی حدیث سے سو اس کو لکھ لے اس واسطے کہ میں خوف کرتا ہوں علم کے پرانے ہوجانے کا اور علماء کے مرجانے کا اور نہیں قبول کی جاتی مگر حدیث نبی ﷺ کی اور چاہیے کہ پھیلائیں علم کو اور چاہیے کہ علم کی تعلیم کے واسطے بیٹھیں تا کہ جان لے جو نہیں جانتا اس واسطے کہ علم نہیں گم ہوتا ہے یہاں تک کہ ہوجائے پوشیدہ۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کو لکھ لے تو مستفاد ہوتا ہے اس سے مشروع ہونا تصنیف حدیث نبوی کا اور اس سے پہلے اپنی یادداشت پر اعتماد کیا کرتے تھے جو جب خوف کیا عمر بن عبدالعزیز نے اور وہ پہلی صدی کے سر پر تھا دور ہونے علم کے سے ساتھ مرجانے عالموں کے تو اس نے مناسب جانا کہ اس کی تدوین میں ضبط ہے واسطے اس کے باقی رکھنا ہے اس کا اور ایک روایت میں ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے شہروں کی طرف لکھا کہ حضرت ﷺ کی حدیث میں نظر کرو سو اس کو جمع کرو۔ (فتح)

٩٨ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِىْ أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَّقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَآءِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَأَفْتَوْا

٩٨۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ علم کو اسطرح نہ اٹھائے گا کہ لوگوں سے علم نکال کر کھینچ کر لیکن علم کو اٹھائے گا عالموں کو اٹھا کر یہاں تک کہ جب کسی عالم کو نہ چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو عالم اور پیر مرشد ٹھہرائیں گے پھر وہ پوچھے جائیں گے اور مفتی کہلائیں گے یعنی انہیں جاہلوں سے لوگ مسئلہ پوچھیں گے سو وہی فتوے دیں گے اور مسئلہ بتائیں گے بے علمی اور نادانی سے سو آپ بھی وہ گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔

بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَأَضَلُّوْا قَالَ الْفِرَبْرِیُّ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ قَالَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهٗ.

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ اللہ علم اس طرح نہ اٹھائے گا الخ یعنی سینوں سے مٹا دینا اور تھا حدیث بیان کرنا حضرت ﷺ کا ساتھ اس کے حجۃ الوداع میں جیسا کہ احمد اور طبرانی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حجۃ الوداع کا دن ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سیکھو علم کو پہلے اس سے کہ قبض کیا جائے یا اٹھایا جائے تو ایک دیہاتی نے کہا کہ کس طرح اٹھایا جائے گا؟ تو فرمایا کہ خبردار ہو کہ دور ہونا علم کا ساتھ دور ہونے اٹھانے والوں اس کے کی ہے یعنی ساتھ مرجانے عالموں کے تین بار فرمایا ابن منیر نے کہا کہ علم کا سینے سے مٹ جانا جائز ہے قدرت میں مگر تحقیق یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر نہ واقع ہونے اس کے اور اس حدیث میں ترغیب دلانا ہے اوپر یاد کرنے علم کے او رڈرانا ہے جاہلوں کے رئیس بنانے سے اور یہ کہ فتوے دینا یہی ہے ریاست حقیقی اور مذمت ہے اس شخص کی جو آئے طرف اس کی بغیر علم کے او راستدلال کیا ہے ساتھ اس کے جمہور نے ساتھ خالی ہونے زمانے کے مجتہد سے اور واسطے اللہ کے ہے امر کرتا ہے جو چاہتا ہے اور اس مسئلے کی بحث کتاب الاعتصام میں ہم پھر کریں گے۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يُجْعَلُ لِلنِّسَآءِ يَوْمٌ عَلٰی حِدَةٍ فِي الْعِلْمِ.

عورتوں کو علم سکھانے کے واسطے ایک دن علیحدہ مقرر کرنا کیسا ہے؟۔

۹۹ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَتِ النِّسَآءُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِّنْ نَفْسِكَ فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيْهِ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ فَكَانَ فِيْمَا قَالَ لَهُنَّ مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِّنْ وَّلَدِهَا إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاثْنَتَيْنِ فَقَالَ وَاثْنَتَيْنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ

۹۹۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں نے نبی ﷺ سے کہا کہ آپ کے پاس مرد ہم پر غالب آ گئے ہیں یعنی مردوں کا آپ کے پاس بہت ہجوم رہتا ہے ہم کو آپ کے پاس بیٹھنے کی جگہ نہیں ملتی جو ہم آپ کا وعظ سنیں پس آپ اپنے پاس سے ایک دن خاص ہمارے واسطے مقرر فرمایئے سو حضرت ﷺ نے عورتوں کو ایک دن کا وعدہ کیا جس میں آپ نے اُن سے ملاقات کی پس وعظ سنایا ان کو اور حکم فرمایا ان کو پس جو آپ نے ان عورتوں سے فرمایا اس میں ایک بات یہ بھی تھی کہ تم سے کوئی ایسی عورت نہیں جو آگے بھیج چکی ہو تین لڑکے یعنی جس کے تین لڑکے مرگئے ہوں مگر ہو جائیں گے وہ واسطے اس کے پردہ دوزخ سے یعنی اس کو دوزخ سے بچائیں

الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ.

گئے پس ایک عورت نے عرض کی کہ اگر دو ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا دو ہی سہی۔
دوسری روایت میں اتنا لفظ زیادہ آیا ہے لَمْ یَبْلُغُوا الْحِنْثَ یعنی جو جوانی اور بلوغت کو نہ پہنچے ہوں۔

فائدہ: یعنی جو بالغ ہونے سے پہلے مر گئے اس واسطے کہ سوائے اس کے نہیں کہ گناہ تو صرف بالغ ہونے کے بعد لکھا جاتا ہے اور بھید اس میں یہ ہے کہ نہیں منسوب کیا جاتا ہے طرف ان کی اس وقت عقوق یعنی ماں باپ کی نافرمانی پس ہو گا غم اوپر ان کے اس وقت سخت تر اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ اس پر اصحاب کی عورتیں تھیں حرص سے اوپر تعلیم امور دین کے اور اس میں جواز وعدے کا ہے اور یہ کہ مسلمانوں کی اولاد بہشت میں جائے گی اور یہ کہ جس کے دو لڑکے مر جائیں وہ اس کے واسطے آگ سے حجاب ہوتے ہیں اور نہیں ہے یہ حکم خاص ساتھ عورتوں کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ سَمِعَ شَيْئًا فَلَمْ يَفْهَمْهُ فَرَاجَعَ فِيْهِ حَتّٰى يَعْرِفَهٗ.

جو شخص کسی چیز کو سنے اور نہ سمجھے پس اس کو پھر کر پوچھے تا کہ اس کو سمجھ آ جائے۔

١٠٠ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَا تَسْمَعُ شَيْئًا لَا تَعْرِفُهٗ إِلَّا رَاجَعَتْ فِيْهِ حَتّٰى تَعْرِفَهٗ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حُوْسِبَ عُذِّبَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ أَوَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا قَالَتْ فَقَالَ إِنَّمَا ذٰلِكِ الْعَرْضُ وَلٰكِنْ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ يَهْلِكْ.

١٠٠۔ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیوی نبی ﷺ کی جس چیز کو سن کر نہیں سمجھتی تھیں اس کو پھر کر دوبارہ پوچھتی تھیں تا کہ سمجھ لیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جو فرمایا جو شخص کہ حساب کیا گیا یعنی قیامت کو جس کا حساب لیا گیا وہ بے شک عذاب میں گرفتار ہو گیا عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سو میں نے کہا کہ کیا اللہ غالب اور بزرگ نے نہیں فرمایا ہے پس قریب ہے کہ حساب کیا جائے گا حساب کرنا آسان، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ پیش کرنا ہے یعنی اس آیت سے حساب سے مراد عملوں کا سامنا کر دینا ہے کہ فقط اس کے عمل اس کو سامنے کر کے دکھا دیے جائیں گے اور کچھ پوچھا نہیں جائے گا کہ یہ کام تو نے کس واسطے کیا اور لیکن جو حساب میں نہایت کیا گیا اور ذرہ ذرہ سے پوچھا گیا وہ ہلاک ہو گا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ یہ عرض ہے تو مراد یہ ہے کہ لوگ میزان پر پیش کیے جائیں گے اور مراد مناقشہ سے اس جگہ مبالغہ ہے پورا لینے میں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ لکھنا حساب کا پہنچاتا ہے طرف مستحق ہونے عذاب کے اس واسطے کہ بندے کی نیکیاں موقوف ہیں قبول ہونے پر اور اگر نہ واقع ہو رحمت جو چاہنے والی ہے واسطے قبول کے تو نہیں حاصل ہوتی نجات اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھی نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کے حرص سے اوپر سمجھنے معنوں حدیث کے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھکتے تھے دوہرانے سے علم میں اور اس میں جائز ہونا مناظرے کا ہے اور مقابلہ کرنا حدیث کا ساتھ قرآن کے اور جدا جدا ہونا لوگوں کا حساب میں اور یہ کہ ایسا مسئلہ پوچھنا نہیں داخل ہے اس چیز میں کہ اصحاب کو اس سے منع ہوا تھا اس آیت میں ﴿لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ﴾ اور تحقیق واقع ہوا ہے مانند اُس کی واسطے غیر عائشہ رضی اللہ عنہا کے پس حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ جب اس نے سنا کہ جو لوگ جنگِ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوئے ان میں سے کوئی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا اللہ نے نہیں کہا ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ تو جواب ملا اس کو ساتھ قول اللہ کے ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا﴾ اور جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہ ملایا تو اصحاب نے کہا کہ ہم میں سے کون ایسا ہے جو ظلم نہیں کرتا تو ان کو جواب ملا کہ مراد ظلم سے شرک ہے اور جامع درمیان ان تینوں مسئلوں کے ظاہر ہونا عموم کا حساب میں اور وارد ہونے میں اور ظلم میں پس ظاہر کیا واسطے ان کے کہ مراد بیچ ہر ایک کے ان میں سے ایک خاص امر ہے اور نہیں واقع ہوا اصحاب سے مگر کم باوجود تو جیہہ سوال کے اور ظاہر ہونے اس کے کی اور یہ واسطے کمال فہم ان کے کی اور معرفت ان کے ہے ساتھ زبان عربی کے پس جو وارد ہوا ہے بیچ مذمت اس شخص کے جو مشکل مسئلے پوچھے تو یہ محمول ہے اس کے حق میں جو بطور عیب جوئی کے پوچھے جیسے کہ اللہ نے فرمایا کہ جن کے دلوں میں زیغ ہے وہ متشابہات کی پیروی کرتے ہیں واسطے ڈھونڈنے فتنے کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو اس سے پوچھتے ہیں تو وہ وہی ہیں جن کا اللہ نے نام رکھا ہے پس بچو ان سے۔ (فتح)

بَابٌ لِيُبَلِّغِ الْعِلْمَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اس بیان میں کہ چاہیے کہ پہنچا دے علم حاضر غائب کو یعنی جب کوئی دین کا مسئلہ کسی عالم سے پوچھے یا سُنے تو اس کو لازم ہے کہ وہ مسئلہ اور لوگوں کو پہنچا دے جو وہاں حاضر نہیں تھے روایت کیا ہے اس بات کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

۱۰۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيْدٌ هُوَ ابْنُ

۱۰۱۔ ابو شریح سے روایت ہے کہ اس نے عمرو بن سعید کو کہا کہ جس حالت میں کہ عمرو لشکر کو مکے کی طرف بھیج رہا تھا اے امیر

أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ أَنَّهٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ إِلٰى مَكَّةَ إِئْذَنْ لِيْ أَيُّهَا الْأَمِيْرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهٖ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْأٰخِرِ أَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقُوْلُوْا إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِيْ فِيْهَا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيْلَ لِأَبِيْ شُرَيْحٍ مَا قَالَ عَمْرٌو قَالَ أَنَا أَعْلَمُ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ لَا يُعِيْذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ.

(عمرو کو کہا) مجھ کو اذن دے کہ میں تجھ کو رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث بتلاؤں جس کو آپ نے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا میرے دونوں کانوں نے اس کو سنا اور میرے دل نے اس کو یاد رکھا اور میری آنکھوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا جبکہ آپ نے اس کو فرمایا تھا وہ حدیث یہ ہے کہ حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف کی اور اس پر صفت کہی پھر فرمایا کہ بے شک مکہ کو اللہ نے حرام کیا ہے آدمیوں نے اس کو نہیں حرام کیا یعنی یہ حرمت اس کی جو تمام خلقت کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہے تو یہ عزت اور حرمت اس کی آدمیوں نے اپنی طرف سے نہیں بنائی بلکہ یہ حرمت اس کی اللہ کی طرف سے مقرر ہو چکی ہے سو جو مرد کہ اللہ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو وہ اس میں خون نہ بہائے یعنی کسی کو نہ مارے نہ قتل کرے اور مکہ کے درخت نہ کاٹے اور اگر کوئی مکہ میں خون کرنا درست جانے پیغمبر اللہ کے قتل کرنے کی دلیل سے تو اس سے کہہ دو کہ البتہ اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا اور تم کو حکم نہیں دیا تھا اور مجھ کو بھی ایک دن کی ایک ہی ساعت میں اجازت ہوئی پھر اس کی حرمت پلٹ آئی جیسے کل تھی اور چاہیے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو (جو حاضر نہیں ہیں) یہ حکم پہنچا دیں پس ابو شریح سے پوچھا گیا کہ عمرو بن سعید نے کیا جواب دیا کہ اے ابو شریح میں تجھ سے زیادہ تر جاننے والا ہوں مکہ نہ گنہگار کو پناہ دے سکتا ہے اور نہ اس کو پناہ دے سکتا ہے جو خون کر کے یا چوری کر کے مکہ میں بھاگ آیا ہو یعنی مکہ قصاص اور حد قائم کرنے کو منع نہیں کر سکتا ہے۔

فائدہ: اصل یہ قصہ اس طور سے ہے کہ یہ جو کہا کہ وہ لشکروں کو بھیجتا تھا تو مراد یہ ہے کہ مکے کی طرف بھیجتا تھا واسطے لڑائی عبداللہ بن زبیر کے اس واسطے کہ اس نے یزید بن معاویہ کی بیعت سے انکار کیا تھا اور خانے کعبے کے حرم کے

ساتھ پناہ پکڑی تھی اور عمرو مدینے کا حاکم تھا یزید کی طرف سے اور قصہ مشہور ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وصیت کی معاویہ نے ساتھ خلافت کے بعد اپنے واسطے اپنے بیٹے یزید کے سو بیعت کی اس سے لوگوں نے مگر حسین بن علی اور ابن زبیر نے اور اوپر ابوبکر کا بیٹا سو معاویہ کے مرنے سے پہلے مرگیا اور اوپر ابن عمر سو اس نے معاویہ کے مرنے کے بعد یزید سے بیعت کی اور اوپر حسین بن علی سو وہ کوفے کی طرف چلے گئے واسطے بلانے ان کے کی ان کو تا کہ اس سے بیعت کریں تو یہ اُن کے قتل کا سبب ہوا اور لیکن ابن زبیر سو اس نے خانے کعبے کے حرم میں پناہ پکڑی اور مکہ کا حاکم ہو گیا تو یزید نے عمرو بن سعید کو جو مدینے کا حاکم تھا لکھا کہ مکہ کی طرف لشکر بھیجے تو اس کا انجام کار یہ ہوا کہ اہل مدینہ نے اجماع کیا اور پر توڑنے بیعت یزید کے اور جب عمرو نے لشکر کو عبداللہ بن زبیر کی لڑائی کے واسطے مکہ کی طرف روانہ کیا تو اس وقت ابوشریح نے (جو صحابی تھے) عمرو کو مکے کی طرف لشکر بھیجنے سے منع کیا اور یہ حدیث اس کو سنائی کہ اللہ نے مکہ کو حرام کیا ہے اس میں لڑائی کرنا حرام ہے اور یہ جو عمرو نے کہا کہ مکہ خونی کو پناہ نہیں دے سکتا ہے تو اس کی یہ کلام ظاہر میں تو حق تھی لیکن اس نے اس سے ارادہ باطل کیا تھا اس لیے کہ عبداللہ بن زبیر نے ایسا کوئی جرم نہیں کیا تھا جس کی وجہ سے اس پر کوئی سزا واجب ہو بلکہ یزید سے وہ خلافت کا زیادہ حق دار تھا ایک اس وجہ سے کہ لوگ اس کی بیعت یزید سے پہلے کر چکے تھے دوسری اس وجہ سے کہ وہ صحابی تھے اور یہ جو کہا کہ میرے دونوں کانوں نے سنا تو مراد اس کی یہ ہے کہ اس نے مبالغہ کیا اس کے یاد رکھنے میں اور ثابت رہنے کے بیچ اس کے اور یہ کہ نہیں لیا اس نے اس کو ساتھ واسطہ کی اور یہ جو کہا کہ نہیں حرام کیا اس کو لوگوں نے تو مراد یہ ہے کہ واقع ہوا ہے حرام ہونا اس کا ساتھ وحی کے اللہ سے نہ لوگوں کی اصطلاح سے اور مراد گھڑی سے اس حدیث میں زمانے کی ایک مقدار ہے اور مراد ساتھ اس کے دن فتح مکہ کا ہے اور وہ سورج کے نکلنے سے عصر تک تھا اس میں لڑنے کی اجازت تھی نہ درختوں کے کاٹنے کی اور یہ جو کہا کہ نہیں پناہ دیتا تو مراد یہ ہے کہ نہیں بچاتا گنہگار کو قائم کرنے حد کے سے اوپر اس کے اور نہ بھاگنے والے کو ساتھ خون کے یعنی بھاگنے والے کو جس پر خون ہو کہ پناہ پکڑے ساتھ مکے کی تا کہ نہ بدلا لیا جائے اُس سے۔ (فتح)

۱۰۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ذُكِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَأَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهٗ قَالَ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا أَلَا لِيُبَلِّغِ

۱۰۲۔ ابوبکرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں تم پر حرام ہیں جیسے اس تمہارے دن کو حرمت ہے اس تمہارے مہینے میں خبردار ہو چاہیے کہ تم میں سے جو شخص اس وقت حاضر ہے وہ غائب کو یہ حکم پہنچا دے اور محمد (راوی اس حدیث کا) کہتا تھا کہ سچ فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے کہ یہ تبلیغ آپ کی امت میں واقع ہوگئی اور حاضر نے غائب کو آپ کا حکم پہنچا دیا حضرت ﷺ

الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ وَكَانَ مُحَمَّدٌ يَقُوْلُ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ ذٰلِكَ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ مَرَّتَيْنِ.

نے فرمایا خبردار ہو بے شک میں نے پہنچا دیا ہے حکم اللہ دو بار آپ نے یہ کلمہ فرمایا۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جو شخص حضرت ﷺ پر جھوٹ باندھے اس کے گناہ کا بیان۔

فائدہ: نہیں باب کی حدیثوں میں تصریح ساتھ گناہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مستفاد ہے وعدہ دینے سے ساتھ آگ کے اوپر اس کے واسطے کہ وہ لازم ہے اُس کا۔ (فتح)

۱۰۲ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَنْصُوْرٌ قَالَ سَمِعْتُ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ.

۱۰۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر جھوٹ نہ باندھو سو بے شک یہ بات ہے کہ جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ مجھ پر جھوٹ نہ باندھو تو یہ عام ہے ہر جھوٹ میں مطلق ہے ہر قسم کے جھوٹ میں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ میری طرف جھوٹ کو منسوب نہ کرو اور نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے قول اسکے کے عَلَيَّ یعنی مجھ پر اس واسطے کہ نہیں متصور ہے یہ کہ جھوٹ بولا جائے واسطے حضرت ﷺ کے واسطے منع کرنے آپ کے مطلق جھوٹ سے اور تحقیق مغرور ہوئی ایک جماعت جاہلوں سے سو انہوں نے جھوٹی حدیثیں بنائی ہیں ترغیب اور ترہیب میں اور کہا انہوں نے کہ ہم حضرت ﷺ پر جھوٹ نہیں باندھتے بلکہ ہم نے یہ آپ کی شریعت کی تائید کے واسطے کیا ہے اور ان کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ قائل ٹھہرانا حضرت ﷺ کا واسطے اس چیز کے کہ نہیں کہی آپ نے چاہتا ہے جھوٹ باندھنے کو اللہ پر اس واسطے کہ وہ ثابت کرنا ایک حکم کا احکام شرعیہ سے برابر ہے کہ ایجاب میں ہو یا مستحب میں اور اسی طرح مقابل اس کا اور وہ حرام اور مکروہ ہے اور نہیں اعتبار ہے اس شخص کا جو اس کے مخالف ہے فرقہ کرامیہ سے جس جگہ کہ جائز کہا ہے انہوں نے وضع حدیثوں کا ترغیب اور ترہیب میں یعنی واسطے رغبت دلانے کے کسی امر میں یا ڈرانے کی کسی کام سے بیچ ثابت کرنے اُس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے قرآن اور حدیث میں اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ وہ جھوٹ ہے واسطے آپ کے نہ اوپر آپ کے اور یہ جہالت ہے ساتھ زبان عربی کے اور تمسک کیا ہے بعض نے ساتھ اس زیادتی کے جو حدیث کی بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ لِيُضِلَّ النَّاسَ یعنی جو جھوٹ باندھے مجھ پر تاکہ گمراہ کرے ساتھ اس کے لوگوں کو یعنی مراد ان بعض کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ پر جھوٹ باندھنا وہ

برا ہے جس کے ساتھ لوگوں کو گمراہ کرے اور جو لوگوں کی ہدایت کے واسطے ہو تو یہ درست ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ زیادتی ثابت نہیں ہوئی اور بر تقدیر ثابت ہونے اس کے کی پس نہیں ہے لام اس میں واسطے علت کی بلکہ واسطے ضرورت کے ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے ﴿فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ﴾ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا انجام کار گمراہ کرنے کی طرف ہے یا وہ تخصیص بعض افراد عموم کے سے ہے پس نہیں ہے مفہوم واسطے اس کے مانند اس آیت کی ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ﴾ پس تحقیق قتل کرنا اولاد کا اور اضلال ان آیتوں میں واسطے تاکید امر کے ہے بیچ اس کے نہ خاص ہونا حکم کا اور یہ جو کہا کہ فَلیلج النار تو ٹھہرایا آگ میں داخل ہونے کے امروں کو سبب کذب' سے اس واسطے کہ لازم امر کا الزام ہے یعنی لازم کرنا اور لازم کرنا ساتھ داخل ہونے کے آگ میں سبب اس کا جھوٹ باندھنا ہے اوپر آپ کے۔ (فتح)

١٠٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ إِنِّيْ لَا أَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يُحَدِّثُ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ قَالَ أَمَا إِنِّيْ لَمْ أُفَارِقْهُ وَلٰكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

۱۰۴۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ زبیر سے کہا کہ بے شک میں نے تجھ کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سنا جیسے کہ فلاں فلاں شخص حدیث بیان کرتے ہیں (یعنی اور لوگ تو حضرت ﷺ کی حدیثیں بہت بیان کرتے ہیں تم حضرت ﷺ سے کبھی کوئی حدیث بھی بیان نہیں کرتے ہو) زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا خبردار ہو کہ میں حضرت ﷺ سے جدا نہیں ہوا ہوں (نہ سفر میں نہ حضرت میں) لیکن میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے گا پس چاہیے کہ ٹھکانہ بنالے اپنا دوزخ میں یعنی میرے حدیث ترک کر دینے کا یہ سبب نہیں کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ نہیں رہا ہوں یا مجھ کو حدیث کی پہچان نہیں ہے بلکہ اس کا سبب یہ ہے کہ جو حدیث میں نے حضرت ﷺ سے نہ سنی ہو اس کو سنی ہوئی گمان کر کے کہہ دوں تو اس حدیث مَنْ كَذَبَ کے وعید میں داخل ہو جاؤں۔

فائدہ: نعوذ باللہ اس حدیث میں سے معلوم ہوا کہ جو شخص موضوع حدیث بنائے گا وہ دوزخ میں جائے گا ایک کرامیہ فرقہ ہے وہ کہتے ہیں کہ ترغیب اور ترہیب کے واسطے جھوٹی حدیثیں بنانی جائز ہیں مگر یہ مذہب ان کا باطل ہے اس حدیث سے اور یہ جو کہا کہ میں حضرت ﷺ سے جدا نہیں ہوا تو یہ باعتبار اکثر اوقات کے ہے نہیں تو ہجرت

کی تھی زبیر رضی اللہ عنہ نے طرف حبشے کی اور اسی طرح جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو اس وقت بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا اس کلام کو بطورِ توجیہ کے واسطے سوال کے اس واسطے کہ لازم ملازمت کا سماع ہے اور لازم ہے اس کو دوہرانا حدیث کا لیکن منع کیا اس کو اس سے اس چیز نے کہ ڈرا اس سے حدیث کے معنی سے جس کو ذکر کیا یعنی مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ الخ اور بیچ تمسک کرنے زبیر کے ساتھ اس حدیث کے اوپر اس چیز کے کہ گیا ہے طرف اس کی کم حدیث بیان کرنے سے دلیل ہے واسطے اصح قول کے اس میں کہ کذب وہ خبر دینا ہے ساتھ چیز کے برخلاف اس چیز کے کہ وہ اس پر ہے برابر ہے کہ جان بوجھ کر ہو یا چوک کر اور چوکنے والا اگرچہ گنہگار نہیں ساتھ اجماع کے لیکن زبیر نے خوف کیا بہت حدیث بیان کرنے سے یہ کہ واقع ہو خطا میں بے خبر اس واسطے کہ وہ چوک سے اگرچہ گنہگار نہیں ہوتا ہے لیکن کبھی گنہگار ہوتا ہے ساتھ بہت حدیث بیان کرنے کے اس واسطے کہ بہت بیان کرنا حدیث کا جگہ ظن خطا کی ہے اور ثقہ جب حدیث بیان کرے اور اس میں چوک جائے اور وہ روایت اس سے اٹھائی جائے اور اس کو خبر نہ ہو کہ یہ خطا ہے تو عمل کیا جاتا ہے ساتھ اس کے ہمیشہ واسطے اعتماد کے ساتھ نقل اس کی کے پس ہوگا سبب واسطے عمل کے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں کہی شارع نے سو جو ڈرے اکثار سے خطا میں واقع ہونے سے تو نہیں امن ہے اس پر گناہ سے جب کہ جان بوجھ کر بہت حدیث بیان کرے پس اسی واسطے توقف کیا زبیر وغیرہ اصحاب نے بہت حدیث بیان کرنے سے اور اوپر جس نے ان میں سے بہت حدیث بیان کی تو یہ محمول ہے اس پر کہ تھے وہ اعتماد کرنے والے اپنے نفسوں سے ساتھ ثابت رہنے کے یا دراز ہوئیں ان کی عمریں پس پڑی حاجت طرف اس چیز کے کہ تھی نزدیک ان کے پس پوچھے گئے پس نہ ممکن ہوا ان کو چھپانا راضی ہوا اللہ اُن سے اور یہ جو کہا کہ فَلیتبوأ تو اس کے معنی ہیں کہ پس چاہیے کہ پکڑے واسطے نفس اپنے کے جگہ اور یہ امر ہے ساتھ معنی خبر کے یا ساتھ معنی تہدید کے ہے یا بددعا ہے اس کے فاعل پر یعنی اللہ اس کا ٹھکانا دوزخ میں کرے۔ (فتح)

١٠٥ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ أَنَسٌ إِنَّهُ لَيَمْنَعُنِيْ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدِيْثًا كَثِيْرًا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

۱۰۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ تمہارے آگے بہت حدیثیں بیان کرنے سے مجھ کو یہ منع کرتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے جان بوجھ کر پس چاہیے کہ ٹھکانا بنالے اپنا دوزخ میں۔

فائدہ: سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خوف کیا انس رضی اللہ عنہ نے اس چیز سے کہ خوف کیا اس سے زبیر رضی اللہ عنہ نے اسی واسطے کہ تصریح کی ساتھ لفظ اکثار کے اس واسطے کہ وہ اس کا گمان کرتے تھے اور جو رکھ کے گرد پھرے تو اس میں پڑنے سے بے خوف نہیں ہوتا پس تھا کم حدیث بیان کرنا واسطے پرہیز کرنے کے اور باوجود اس کے پس انس رضی اللہ عنہ بہت

حدیث بیان کرنے والوں سے ہیں اس واسطے کہ ان کی وفات بہت دیر سے ہوئی تو لوگوں کو ان کی طرف حاجت پڑی کما قدمناہ اور نہ ممکن ہوا ان کو چھپانا اور تطبیق یوں ہے کہ ان کو جس قدر حدیثیں یاد تھیں اگر سب کو بیان کرتے تو کئی گنا ہوتے بہ نسبت ان حدیثوں کے کہ ان کو بیان کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اگر مجھ کو بھول چوک کا خوف نہ ہوتا تو میں تم کو کئی چیزیں بیان کرتا پس اشارہ کیا ساتھ اس کے کہ جس حدیث میں ان کو تحقیق ہوتی تھی اس کو بیان کرتے تھے اور جس میں ان کو شک ہوتا اس کو بیان نہیں کرتے تھے۔ (فتح)

۱۰۶ ۔ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يَّقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .

۱۰۶۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جو شخص مجھ پر کوئی جھوٹ باندھے جس کو میں نے نہیں کہا پس چاہیے کہ وہ ٹھکانا بنالے اپنا دوزخ میں۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ جس کو میں نے نہیں کہا تو قول کو اس واسطے ذکر کیا کہ وہ اکثر ہے اور فعل کا حکم بھی اسی طرح ہے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے بیچ علت منع ہونے کے اور تحقیق داخل ہے فعل بیچ عموم حدیث زبیر اور انس کے جو پہلے گزر چکی ہیں واسطے تفسیر ان کی کے ساتھ لفظ کذب کے اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مثل اس کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو اس کے بعد ہے پس نہیں فرق ہے درمیان اس کے کہ کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے یا یوں کہا ہے جب کہ اس کو نہ کہا ہو یا نہ کیا ہو اور تحقیق تمسک کیا ہے ساتھ ظاہر اس لفظ کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ روایت بالمعنی درست نہیں اور جو اس کو جائز رکھتے ہیں وہ جواب دیتے ہیں کہ مراد منع اس لفظ کے ساتھ لاتا ہے جو واجب کرے حکم کے بدل دینے کو باوجودیکہ نہیں شک ہے ہمیں کہ لفظ کے ساتھ لانا اولیٰ ہے۔ (فتح)

۱۰۷ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَمَّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ وَمَنْ رَاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِيْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِيْ صُوْرَتِيْ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .

۱۰۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے نام کے ساتھ تم نام رکھو اور میری کنیت سے کنیت نہ رکھو اور جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا سو اس نے مجھ کو بے شک دیکھا اس واسطے کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا ہے اور جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا جان کر پس چاہیے کہ ٹھکانا بنا لے اپنا دوزخ میں۔

فائدہ: مقصود اس حدیث سے یہاں اخیر جملہ اس کا ہے یعنی وَمَنْ كَذَبَ الخ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بیان کیا ہے اس کو بخاری نے تمام اور نہیں مختصر کیا مانند عادت اپنی کی تا کہ تنبیہ کرے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ

باندھنا برابر ہے اس میں جاگنا اور خواب یعنی حضرت ﷺ پر جھوٹ باندھنا ہر حالت میں حرام ہے برابر ہے کہ ہو دعویٰ سماع کا آپ سے جاگنے کی حالت یا خواب کی حالت میں پس اگر کہا جائے کہ جھوٹ گناہ ہے مگر جو مستثنیٰ کیا گیا ہے اصلاح وغیرہ میں اور گناہ پر آگ کے عذاب کا وعدہ ہے پس کیا چیز ہے کہ جدا ہوا ہے ساتھ اس کے حضرت ﷺ پر جھوٹ باندھنے والا وعید سے اس شخص پر سے جو حضرت ﷺ کے غیر پر جھوٹ باندھے تو اس کا جواب دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ حضرت ﷺ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھنے والا کافر ہو جاتا ہے نزدیک بعض اہل علم کے اور وہ شیخ ابو محمد جوینی ہے اور ابن منیر نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جھوٹ باندھنے والا اوپر آپ کے بیچ حلال کرنے حرام کے مثلاً نہیں جدا ہوتا حلال جاننے اس حرام کے سے یا حمل کرنے سے اوپر حلال جاننے اس کے او رحرام کو حلال جاننا کفر ہے اور اس میں نظر ہے اور جمہور اس پر ہیں کہ کافر نہیں ہوتا مگر جب کہ اس کے حلال جاننے کا اعتقاد رکھتا ہو اور جواب دوسرا یہ ہے کہ حضرت ﷺ پر جھوٹ باندھنا کبیرہ گناہ ہے اور آپ کے غیر پر جھوٹ باندھنا صغیرہ ہے پس دونوں جدا ہوگئے اور نہیں لازم آتا برابر ہونے وعید کے سے اس شخص کے حق میں جو حضرت ﷺ پر جھوٹ باندھے یا آپ کے غیر پر جھوٹ باندھے یہ کہ ہوٹھکانا اُن کا ایک یا ان کے ٹھہرنے کی درازی برابر پس تحقیق دلالت کی قول آپ کے نے فلیتبوأ اوپر طول اقامت کے بیچ اس کے بلکہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ وہ اس سے نہیں نکلتا اس واسطے کہ نہیں ٹھہرائی گئی واسطے اس کے کوئی جگہ سوائے اس کے مگر ادلہ قطعیہ قائم ہیں اس پر کہ دوزخ میں ہمیشہ رہنا خاص ہے ساتھ کافروں کے اور تحقیق فرق کیا ہے حضرت ﷺ نے درمیان جھوٹ باندھنے کے اوپر آپ کے اور درمیان جھوٹ باندھنے کے اوپر غیر آپ کے **كما سياتي في الجنائز ان كذبا على ليس ككذب على احد** یعنی مجھ پر جھوٹ باندھنا اور لوگوں پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں اور اس کی بحث آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور ذکر کریں گے ہم اختلاف کو بیچ توبہ اس شخص کے جو جان بوجھ کر حضرت ﷺ پر جھوٹ باندھے کہ کیا قتل کیا جائے یا نہیں اور بہت علماء نے اس حدیث کے طریقوں کے جمع کرنے کے ساتھ اہتمام کیا ہے بعض نے کہا ہے کہ ساٹھ طریق سے مروی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اسی طریقوں سے مروی ہے اور بعض نے کہا کہ سو طریق سے مروی ہے صحیح اور حسن اور ضعیف اور ساقط سے باوجودیکہ ان میں بعض ایسی حدیثیں ہیں جو مطلق ہیں جھوٹ کی مذمت میں اوپر حضرت ﷺ کے بغیر قید کرنے کے ساتھ اس وعید خاص کے اور امام نووی نے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث دو سو صحابی سے مروی ہے اور واسطے بہت ہونے اس کے طریقوں کے ایک جماعت علماء نے کہا ہے کہ وہ متواتر ہے اور ہمارے بعض مشائخوں نے اس میں تنازع کیا ہے کہ اس واسطے کہ شرط متواتر کی یہ ہے کہ برابر ہوں دونوں طرفیں اس کی اور جو اس کے درمیان ہے بہت ہونے میں اور نہیں پائی جاتی ہے یہ شرط اس کے ہر طریق میں تنہا اور جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ اطلاق ہونے اس کے کی روایت مجموع کی ہے مجموع سے اپنی ابتدا سے انتہا تک ہر زمانے میں اور یہ کافی ہے

بیچ فائدہ دینے علم کے اوپر نیز پس طریق انس رضی اللہ عنہ کا تحقیق روایت کیا ہے اس کو عدد کثیر نے اور متواتر ہے اُن سے اور حدیث علی رضی اللہ عنہ کی روایت کیا اس کو اُس سے چھ مشہور تابعین نے اور اسکے ثقات نے اور اسی طرح حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی پس اگر کہا جائے کہ ہر طریق اس کا متواتر ہے تو البتہ ہو گا صحیح اس واسطے کہ نہیں شرط ہے متواتر میں کوئی عدد معین بلکہ جو علم یقینی کا فائدہ دے یعنی اس سے یقینا معلوم ہو جائے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے تو کافی ہے اور صفات عالیہ راویوں میں عدد کے قائم مقام ہوتے ہیں یا اس پر زیادہ ہوتے ہیں جیسا کہ میں نے شرح نخبہ وغیرہ میں تقریر کی ہے اور میں نے بیان کیا ہے اس جگہ رد اس شخص پر جو دعوے کرتے ہے کہ متواتر کی مثال نہیں پائی جاتی مگر اس حدیث میں اور میں نے بیان کر دیا ہے کہ اس کی مثالیں بہت ہیں ایک ان میں سے یہ حدیث ہے مَنْ بَنیٰ لِلّٰهِ مَسْجِدًا اور حدیث المسح علی الخفین اور حدیث رفع یدین اور حدیث شفاعت اور حوض اور حدیث دیدار الٰہی کی آخرت میں اور حدیث الائمۃ من القریش اور سوائے اس کے اور اللہ سے ہے مدد مانگی گئی۔ (فتح)

بَابُ كِتَابَةِ الْعِلْمِ.

باب ہے علم کے لکھنے کے بیان میں یعنی حدیثوں وغیرہ کے لکھ کر اپنے پاس رکھنا جائز ہے بدعت نہیں۔

فائدہ: طریقہ بخاری کا احکام میں جن میں اختلاف واقع ہوتا ہے یہ ہے کہ نہیں یقین کرتا ان میں ساتھ کسی چیز کے بلکہ وارد کرتا ہے اس کو اوپر احتمال کے اور یہ ترجمہ بھی اسی قسم سے ہے اس واسطے کہ سلف نے اختلاف کیا ہے بیچ اس کے عمل میں اور ترک میں اگرچہ امر قرار پا چکا ہے اور اجماع منعقد ہو چکا ہے اوپر جائز ہونے کتابت علم کے بلکہ اوپر مستحب ہونے اس کے کی بلکہ نہیں بعید ہے واجب ہونا اس کا اس شخص پر جس کو بھول جانے کا خوف ہو ان لوگوں میں سے جن پر علم کا پہنچانا واجب ہے۔ (فتح)

١٠٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ قَالَ لَا إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ أَوْ فَهْمٌ أُعْطِيَهُ رَجُلٌ مُّسْلِمٌ أَوْ مَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ قُلْتُ فَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيرِ وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

١٠٨۔ ابو جحیفہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے کہ جس کو تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا ہو جو آپ کو وحی ہوئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں مگر قرآن مجید یا سمجھ ہے جو کسی مسلمان کو دی گئی یا جو کچھ کہ اس خط میں ہے میں نے کہا اس صحیفہ میں کیا لکھا ہے علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس میں دیت یعنی خون بہا کے احکام ہیں اور قیدیوں کا چھوڑانا اور یہ کہ کافر حربی کے بدلے مسلمان کو نہ قتل کیا جائے۔

فائدہ: ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس واسطے پوچھا کہ شیعہ یہ گمان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ کو سب لوگوں سے علیحدہ کوئی علم سکھا گئے ہیں وحی سے خاص کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ساتھ اُس کے اُن کے سوا اور کسی کو اس پر اطلاع نہیں ہوئی سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صاف کہہ دیا کہ ہمارے پاس اس صحیفہ کے سوا اور کچھ پوشیدہ علم نہیں ہے اور وہ صحیفہ ایک خط تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں دیت وغیرہ کے چند احکام لکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا تھا سو اس صحیفہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے پس یہاں سے معلوم ہوا کہ حدیثوں کو لکھ کر رکھنا جائز ہے اور یہ جو کہا او فهم اعطیه تو اس کے معنی یہ ہیں کہ لیکن اللہ نے ایک مرد کو سمجھ دی اپنی کتاب میں پس وہ قادر ہے مسائل نکالنے پر قرآن سے پس حاصل ہوگی نزدیک اس کے زیادتی ساتھ اس اعتبار کے اور حرام ہے مارنا مسلمان کا بدلے کافر کے۔ (فتح)

١٠٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوْا رَجُلًا مِنْ بَنِيْ لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيْلٍ مِنْهُمْ قَتَلُوْهُ فَأُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَخَطَبَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ أَوِ الْفِيْلَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَذَا قَالَ أَبُوْ نُعَيْمٍ وَاجْعَلُوْهُ عَلَى الشَّكِّ الْفِيْلَ أَوِ الْقَتْلَ وَغَيْرُهُ يَقُوْلُ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ بَعْدِيْ أَلَا وَإِنَّهَا حَلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِيْ هٰذِهِ حَرَامٌ لَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ فَمَنْ قُتِلَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُّعْقَلَ وَإِمَّا أَنْ يُّقَادَ أَهْلُ الْقَتِيْلِ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ

١٠٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خزاعہ (عرب کے ایک قبیلہ کا نام ہے) فتح مکہ کے سال میں بنی لیث (یہ بھی عرب کے ایک قبیلہ کا نام ہے) کے ایک مرد کو مار ڈالا بدلے ایک مرد اپنے کے جس کو بنی لیث نے قتل کیا تھا پس لوگوں نے اس معاملہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہوئے اور آپ نے خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ بے شک اللہ نے مکہ سے قتل کو یا ہاتھی والوں کو روکا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو ان پر غالب کیا یعنی مکہ والوں پر خبر دار ہوا اور بے شک مجھ سے پہلے کسی کو مکہ میں لڑنا حلال نہیں ہوا اور نہ مجھ سے پیچھے قیامت تک کسی کو حلال ہے خبر دار ہو کہ وہ صرف میرے واسطے ایک ساعت بھر حلال ہوا خبر دار ہو اور بے شک وہ میری اس ساعت میں حرام ہے سو اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور اس کا شکار کا جانور نہ ہانکا جائے اور اس کی گری پڑی چیز کسی کو اٹھانی درست نہیں مگر اس کو جو ڈھونڈھ کے مالک کو پہنچا دے اور جس کا کوئی آدمی مارا جائے وہ دو باتوں میں سے ایک بات جو بہتر جانے اس کو اختیار کرلے یا خون بہا قاتل سے لے یا خون کے بدلے خون لے پس ایک

أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اكْتُبُوْا لِأَبِيْ فُلَانٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ إِلَّا الْإِذْخِرَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنَّا نَجْعَلُهٗ فِيْ بُيُوْتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ إِلَّا الْإِذْخِرَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ يُقَادُ بِالْقَافِ فَقِيْلَ لِأَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ أَيُّ شَيْءٍ كَتَبَ لَهٗ قَالَ كَتَبَ لَهٗ هٰذِهِ الْخُطْبَةَ.

مرد یمن کا رہنے والا آیا (اُس کا نام ابوشاہ تھا) سو اس نے کہا یا رسول اللہ یہ سب حکم آپ مجھ کو لکھ دیجئے پس حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابی فلاں یعنی اس مرد کو لکھ دو پھر حضرت ﷺ سے قریش کے ایک مرد (عباس حضرت ﷺ کے چچا تھے) نے کہا کہ یارسول اللہ مگر اذخر کی گھاس کاٹنے کی اجازت دیجئے اس لیے کہ ہم مکہ والے اس کو اپنے گھروں کی چھتوں پر اور قبروں میں ڈالتے ہیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مگر اذخر گھاس کا کاٹنا درست ہے دوبار فرمایا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مکہ سے ہاتھی کو روکا تو مراد ساتھ ہاتھی کے ہاتھی والے ہیں اور اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف قصے کی کہ مشہور ہے واسطے حبشیوں کے بیچ جہاد کرنے ان کے کی مکے سے اور ان کے ساتھ ہاتھی تھے پس روکا ان کو اللہ نے اُن سے اور غالب کیا ان پر جانوروں کو جو ابابیل ہیں باوجویکہ مکہ والے اس وقت کافر تھے پس کمے والوں کی عزت بعد اسلام کے زیادہ تر تاکید کی گئی ہے لیکن حضرت ﷺ کا اہل مکہ سے جہاد کرنا خاص ہے ساتھ آپ کے بنا بر ظاہر حدیث کے یعنی آپ کے بعد قیامت تک کسی کو مکہ میں لڑنا حلال نہیں اور یہ جو ابوشاہ نے کہا کہ یا حضرت مجھ کو لکھ دیجئے تو مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے ولید بن مسلم سے کہ اوزاعی نے کہا کہ مراد اس سے وہ خطبہ ہے جس کو حضرت ﷺ سے سنا تھا میں کہتا ہوں اور ساتھ اس کے ظاہر ہوتی ہے مطابقت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے۔ (فتح)

١١٠ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ أَخْبَرَنِيْ وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ عَنْ أَخِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيْثًا عَنْهُ مِنِّيْ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَإِنَّهٗ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا أَكْتُبُ تَابَعَهٗ مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

١١٠۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایسا کوئی شخص نہیں کہ حضرت ﷺ کی حدیثیں مجھ سے زیادہ یاد رکھتا ہو مگر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیثیں مجھ سے زیادہ ہیں اس لیے کہ وہ لکھتے جاتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ حدیثوں کا کتابوں میں لکھنا جائز ہے اور یہ جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ لکھتا تھا اور میں نہ لکھتا تھا تو یہ استدلال ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اُس چیز پر کہ ذکر کی اکثر ہونے حدیثوں کے سے نزدیک عبداللہ بن

عمرو رضی اللہ عنہما کے ان حدیثوں سے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ جس قدر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو حدیثیں یاد ہیں اس قدر کسی صحابی کو یاد نہیں باوجود یکہ جو حدیثیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں وہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی مرویات سے کئی گنا زیادہ ہیں سو اگر ہم کہیں کہ یہ استثنا منقطع ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں اس واسطے کہ تقدیر یہ ہے کہ لیکن جو عبداللہ سے تھا اور وہ لکھتا تھا اور وہ مجھ سے نہ تھا برابر ہے کہ لازم آئے اس سے کہ وہ حدیث میں اکثر ہے واسطے اس چیز کے کہ چاہتی ہے اس کو عادت یا نہ اور اگر ہم کہیں کہ یہ استثنا متصل ہے تو اس کا سبب کئی وجہ سے ہے ایک یہ کہ تھے عبداللہ مشغول ساتھ عبادت کے اکثر مشغول ہونے ان کے سے ساتھ تعلیم کے پس کم ہوئی روایت ان سے اور ایک یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کی تھی پس وہ کسی حدیث کو نہیں بھولتے تھے اور اس کے اور بھی کئی جواب ہیں اور یہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں لکھتا تھا تو اس کے معارض ہے وہ چیز جو ابن وہب نے روایت کی ہے حسن بن عمرو کے طریق سے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حدیث بیان ہوئی تو اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو اپنے گھر میں لے گیا سو مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی کئی کتابیں دکھائیں اور کہا کہ یہ لکھا ہوا ہے نزدیک میرے اور ممکن ہے تطبیق بایں طور کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حدیثوں کو نہ لکھا تھا پھر آپ کے بعد لکھا میں کہتا ہوں اور اس سے قوی تر یہ ہے کہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس حدیثیں لکھی ہوئی موجود تھیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کو خود ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے کہ وہ لکھتے نہ تھے پس متعین ہوئی یہ بات کہ وہ حدیث کی کتابیں جو ان کے پاس تھیں کسی اور کے خط سے تھیں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو پہلے گزری اور ابو شاہ کے قصے سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث لکھنے کی اجازت دی اور معارض ہے اس کی یہ حدیث جو مسلم میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ لکھو مجھ سے سوائے قرآن کے کچھ اور تطبیق یہ ہے کہ منع خاص ہے ساتھ وقت نزول قرآن کے واسطے خوف مل جانے اس کے ساتھ غیر اپنے کے اور اجازت بیچ غیر اس وقت کے ہے یا منع خاص لکھنے غیر قرآن کے ساتھ قرآن کے ایک چیز میں اور اجازت اس کی جدا جدا لکھنے میں ہے یا منع پہلے ہے اور اجازت ناسخ ہے واسطے اس کے وقت امن کے مل جانے سے اور یہ وجہ قریب تر ہے سب وجہوں سے باوجود یکہ وہ ان کے منافی نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ منع خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ خوف ہو اس سے تکیہ کرنے کا لکھنے پر سوائے یاد رکھنے کے اور اجازت واسطے اس شخص کے جو اس سے امن میں ہو اور بعض کہتے ہیں کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث معلول ہے اور کہا کہ صواب اس کا موقوف ہونا ہے یہ قول بخاری وغیرہ کا ہے علماء نے کہا کہ مکروہ جانا ہے ایک جماعت نے اصحاب اور تابعین سے حدیث کے لکھنے کو اور مستحب جانا ہے انہوں نے یہ کہ سیکھا جائے ان سے یاد جیسے کہ انہوں نے یاد سیکھا لیکن جب ہمتیں کم ہو گئیں اور خوف کیا اماموں نے علم کے ضائع ہونے کا تو اس کو جمع کیا اور پہلے پہل جس نے حدیث کو جمع کیا

ابن شہاب زہری ہے صدی کے سر پر ساتھ حکم عمر بن عبدالعزیز کے پھر زیادہ ہوئے تدوین پھر تصنیف اور حاصل ہوئی ساتھ اس کے خیر کثیر پس واسطے اللہ کے ہے سب تعریف۔ (فتح)

۱۱۱ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا اشْتَدَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ قَالَ ائْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ قَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَنَا كِتَابُ اللّٰهِ حَسْبُنَا فَاخْتَلَفُوْا وَكَثُرَ اللَّغَطُ قَالَ قُوْمُوْا عَنِّيْ وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدِي التَّنَازُعُ فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ كِتَابِهِ.

۱۱۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سخت ہوگئی اور درد غالب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں تم کو نوشتہ لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی نہ بہکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درد غالب ہے یعنی آپ بیہوش ہوئے ہیں اب یہ موقوف رکھا جائے اور ہمارے پاس قرآن موجود ہے وہ ہم کو کافی ہے پس اختلاف کیا صحابہ نے آپس میں اور بہت شور وشغب پڑ گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں سے اٹھ جاؤ اور میرے پاس جھگڑنا لائق نہیں پس ابن عباس رضی اللہ عنہما نکلے کہتے ہوئے مصیبت کل مصیبت وہ حال ہے کہ مانع ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاغذ لکھنے سے۔

فائدہ: مراد کتاب سے دوات اور مونڈھے کی ہڈی ہے اس واسطے کہ وہ اس میں لکھا کرتے تھے اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درد غالب ہے یعنی دشوار ہوگا لکھنا نوشتہ کا مباشرت نوشتہ کی اور گویا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے سمجھا کہ وہ تقاضا کرتی ہے درازی کو قرطبی وغیرہ نے کہا ہے اِئْتُوْنِیْ امر ہے اور تھا حق مامور کا یہ کہ جلدی کرے ساتھ بجا لانے کے لیکن ظاہر ہوا واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک گروہ کے کہ امر وجوب کے واسطے نہیں بلکہ وہ باب ارشاد سے ہے طرف اصلح کی تو انہوں نے مکروہ جانا یہ کہ تکلیف دیں آپ کو اس سے وہ چیز کہ دشوار ہو اوپر آپ کے اس حالت میں باوجود ظاہر جاننے اس کے کی اس آیت کو ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ﴾ اور اس آیت کو ﴿تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ یعنی نہیں قصور کیا ہم نے قرآن میں کسی چیز سے اور وہ بیان ہے واسطے ہر چیز کے اور اسی واسطے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو اللہ کی کتاب یعنی قرآن کافی ہے اور ظاہر ہوا واسطے دوسرے گروہ کے کہ اولیٰ یہ ہے کہ لکھا جائے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے حکم کے بجالانے سے اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ یہاں سے اٹھ جاؤ تو اس نے دلالت کی اس پر کہ پہلا امر آپ کا اختیار پر تھا اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد کئی دن زندہ رہے اور پھر ان کو اس کا حکم نہ کیا اور اگر واجب ہوتا تو نہ چھوڑتے اس کو واسطے اختلاف ان کے اس واسطے کہ نہیں چھوڑی آپ نے تبلیغ واسطے مخالفت اس

شخص کے جو مخالف ہوا اور تحقیق تھے اصحاب مراجعت کرتے آپ سے بعض امروں سے جب تک کہ نہ جزم کرتے ساتھ امر کے پھر جب جزم کرتے تو اصحاب اس کو بجا لاتے اور اس کی بحث آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اس میں اختلاف ہے کہ لکھنے سے کیا مراد ہے سو بعض کہتے ہیں کہ مراد آپ کی یہ تھی کہ جو جو لوگ آپ کے بعد خلیفہ ہوں گے اُن کے نام صاف صاف لکھ دیں تا کہ ان کے درمیان خلاف واقع نہ ہو یہ قول سفیان بن عیینہ کا ہے اور اس کی تائید کرتا ہے یہ کہ حضرت ﷺ نے اپنی مرض الموت کی ابتدا میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلاتا کہ میں نوشتہ لکھ دوں اس واسطے کہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے اور کہنے والا کہے اور انکار کرتا ہے اللہ اور ایماندار مگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اور واسطے بخاری کے اس کے معنی ہیں اور باوجود اس کے پس نہ لکھا اور پہلا قول ظاہر تر ہے واسطے قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کہ ہم کو اللہ کی کتاب کافی ہے باوجودیکہ وہ دوسری وجہ کو بھی شامل ہے اس واسطے کہ وہ اس کے بعض افراد ہیں۔

فائدہ: خطابی نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ اس طرف گئے کہ اگر صاف بیان کرتے وہ چیز کہ دور کرے خلاف کو تو البتہ باطل ہو جاتی فضیلت علماء کی اور گم ہو جاتا اجتہاد اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن جوزی نے بایں طور کے اگر نص کرتے کسی چیز پر یا کئی چیزوں پر تو نہ باطل ہوتا اجتہاد اس واسطے کہ حادثوں کا حصر کرنا ممکن نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خوف کیا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہ لکھیں اس کو بیچ حالت غلبے بیماری کے تا کہ پائیں اس کے ساتھ منافق لوگ راہ طرف طعن کی اس نوشتہ میں اور یہ جو فرمایا کہ میرے پاس جھگڑنا لائق نہیں تو اس میں اشعار ہے کہ اولیٰ یہ تھا کہ حکم بجا لانے کی طرف جلدی کرتے اگرچہ وہ چیز کہ اختیار کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے صواب ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کے بعد اس کا تدارک نہ کیا **کما قدمناہ** اور قرطبی نے کہا کہ اختلاف ان کا بیچ اسکے مانند اختلاف ان کے ہے بیچ فرمانے حضرت ﷺ کے واسطے ان کے کہ کوئی عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں سو بعض نے نماز کے فوت ہونے کا خوف کیا تو انہوں نے عصر کی نماز راہ میں پڑھ لی اور تمسک کیا دوسروں نے ساتھ ظاہر امر کے تو انہوں نے نماز نہ پڑھی تو حضرت ﷺ نے کسی پر سختی نہ کی بہ سبب اجتہاد جائز کے اور مقصد صالح کے اور یہ جو کہا کہ نکلے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہوئے تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے ساتھ تھے اور یہ کہ وہ نکلے اس حالت میں کہتے ہوئے یہ کلام اور یہ واقع کے برخلاف ہے سوائے اس کے نہیں کہ کہتے تھے اس کو اس وقت جب کہ اس حدیث کو بیان کرتے تھے اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر جواز لکھنے علم کے اور اس پر کہ اختلاف کبھی ہوتا ہے سبب بیچ محروم ہونے کے خیر سے جیسا کہ واقع ہوا ہے بیچ قصے دو مردوں کے جو آپس میں جھگڑے تھے پس اٹھائی گئی تعیین شب قدر کی اس سبب سے اور اس میں واقع ہونا اجتہاد کا ہے روبرو حضرت ﷺ کے اس چیز میں کہ اس میں حضرت ﷺ پر وحی نہ اتری ہو اور باقی بحث اس کی مغازی میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس افسوس کرنے سے یہ غرض تھی کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص شخص کا نام لکھ جاتے کہ میرے بعد فلاں شخص خلیفہ ہے تو یہ اختلاف اور جھگڑا سب مٹ جاتا اور بعض کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی غرض یہ تھی کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے تو شاید میرا ہی نام لکھ جاتے اور مجھ کو اپنے بعد خلیفہ بنا جاتے۔

بَابُ الْعِلْمِ وَالْعِظَةِ بِاللَّيْلِ. رات میں علم سکھانے اور وعظ سنانے کا بیان۔

فائدہ: یعنی تعلیم کرنا علم کا رات میں اور مراد عظہ سے وعظ ہے اور مراد بخاری کی تنبیہ ہے اس پر کہ نہی بات کرنے کی بعد عشاء کے مخصوص ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہ ہو خیر میں۔ (فتح)

١١٢ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَعَمْرٍو وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتَنِ وَمَاذَا فُتِحَ مِنَ الْخَزَآئِنِ أَيْقِظُوْا صَوَاحِبَاتِ الْحُجَرِ فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْأٰخِرَةِ.

۱۱۲۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات کو جاگے پس آپ نے سبحان اللہ کہا یعنی اللہ پاک ہے آج کی رات کیا ہے فتنے نازل ہوئے ہیں اور آج کی رات کیا ہے کیا اور رحمت کے گنج کے گنج اترے ہیں کوٹھریوں والی عورتوں کو جگا دو یعنی تاکہ تہجد پڑھیں بہت عورتیں دنیا میں پوشاکدار ہیں اور آخرت میں برہنہ اور ننگی ہیں یعنی دنیا میں باعزت ہیں اور آخرت میں گناہ سے فضیحت۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ سبحان اللہ تو یہ واسطے تعجب کے ہے اور تعبیر کی رحمت سے ساتھ خزانوں کے اور عذاب سے ساتھ فتنوں کے اس واسطے کہ وہ اس کے سبب ہیں اور یہ جو کہا کہ اتاری ہیں تو مراد ساتھ اتارنے کے معلوم کروانا فرشتوں کا ہے ساتھ امر مقدور کے یا وحی ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ اس کے خواب میں یہ ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوں گے بعد آپ کے فتنے اور فسادوں سے پس تعبیر کیا اس سے ساتھ اتارنے کے اپنی بی بیوں کو اس واسطے جگانے کے ساتھ خاص کیا کہ اس وقت وہی حاضر تھیں اور اشارہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے طرف موجب جگانے اپنے بی بیوں کے یعنی لائق ہے واسطے ان کے نہ غافل ہوں عبادت سے اور نہ اعتماد کریں اس پر کہ وہ پیغمبر کی بی بیاں ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کہنا سبحان اللہ کا وقت تعجب کے اور مستحب ہے ذکر کرنا اللہ کا بعد جاگنے کے اور جگانا مرد کا اپنے گھر والوں کو رات میں واسطے عبادت کے خاص کر وقت پیدا ہونے کسی نشانی کے اور اس حدیث میں استحباب جلدی کرنے کا ہے طرف نماز کے وقت خوف بدی کے جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ مدد چاہو ساتھ صبر اور نماز کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی امر سے غمناک ہوتے تھے تو جلدی کرتے تھے طرف نماز کی اور حکم کیا

کہ جو اپنی خواب میں کوئی بری چیز دیکھے تو اٹھ کر نماز پڑھے اور اس میں سبحان اللہ کہنا ہے وقت دیکھنے خوفناک چیز کے اور اس حدیث سے شب میں وعظ و نصیحت کرنا ثابت ہوتا ہے پس مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔ (فتح)

بَابُ السَّمَرِ فِي الْعِلْمِ. نمازعشاء کے بعد علم کے ساتھ باتیں کرنا۔

فائدہ: سمر کے معنی ہیں رات کو بات چیت کرنا سونے سے پہلے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگا فرق درمیان اس ترجمہ کے اور جو اس سے پہلے گزرا۔ (فتح)

۱۱۳ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ وَأَبِيْ بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ فِيْ اٰخِرِ حَيَاتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ.

۱۱۳۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اخیر عمر میں ہم کو عشاء کی نماز پڑھائی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ بھلا تم بتلاؤ تو سہی اپنی اس رات کے حال کو سو البتہ حال تو یوں ہے کہ اس رات سے سو برس کے سرے تک جو آدمی زمین پر ہے کوئی باقی نہیں رہے گا۔

فائدہ: سو برس سے زیادہ اس وقت میں کسی کی عمر نہ ہوگی مطلب اس کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ میرے بعد بعض جھوٹے لوگ میری صحبت کا دعویٰ کریں گے جیسے کہ ہندوستان میں کئی سو برس کے بعد بابا رتن ہندی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا دعویٰ کیا تھا یعنی کہتا تھا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں سو اس حدیث سے اس کا دعویٰ باطل ہوگیا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرن کے لوگ سو برس کے اندر ہو چکے یہ جو کہا کہ سو برس کے سرے تک تو اس کے معنی ہیں وقت ختم ہونے سو برس کے اور یہ جو کہا کہ جو آدمی زمین پر ہے کوئی باقی نہ رہے گا یعنی جواب موجود ہے ابن بطال نے کہا کہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ جو لوگ اب موجود ہیں وہ اس مدت میں مر جائیں گے کوئی باقی نہ رہے گا پس نصیحت کی ان کو ساتھ جھوٹے ہونے ان کی عمروں کے اور ان کو معلوم کروایا کہ ان کی عمریں اگلی امتوں کی عمروں کی طرح نہیں تاکہ کوشش کریں عبادت میں اور نووی نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ جو آدمی کہ اس رات میں زمین پر ہے وہ اس رات کے بعد سو برس سے زیادہ زندہ نہیں رہے گا برابر ہے کہ اس سے پہلے اس کی عمر کم ہو یا نہ اور نہیں اس میں نفی زندگی اس کسی کی جو اس رات کے بعد پیدا ہوگا سو برس۔ (فتح)

۱۱٤ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ

۱۱۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک رات گزاری میں

حَدَّثَنَا الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ ثُمَّ جَآءَ إِلٰى مَنْزِلِهٖ فَصَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ ثُمَّ قَالَ نَامَ الْغُلَيِّمُ أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا ثُمَّ قَامَ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَصَلّٰى خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتّٰى سَمِعْتُ غَطِيْطَهٗ أَوْ خَطِيْطَهٗ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات گزاری اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جو بی بی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تھے ان کی باری کی رات میں یعنی اس دن ان کے پاس رہنے کی باری تھی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی پھر اپنے گھر میں تشریف لائے پس پڑھیں آپ نے چار رکعتیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر جاگے پھر فرمایا کیا لڑکا سو گیا یا کوئی اور ایسا ہی کلمہ فرمایا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے سو آپ کی بائیں طرف میں کھڑا ہوگیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنی بائیں طرف سے پھیر کر داہنی طرف کیا اور پس آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹے سنے پھر نماز کی طرف باہر نکلے۔

فائدہ: پہلی حدیث کی مناسبت ترجمہ سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نماز عشاء کے ان کو وعظ کیا کہ تمہاری عمریں بہت کم ہوں گی بہ نسبت پہلی امتوں کے کہ ان کی عمریں تین تین چار چار سو برس سے بھی زیادہ ہوتی تھیں پس نیک کام کرو اور دوسری حدیث کی مطابقت اس طور سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بائیں طرف سے داہنی طرف پھیر کر کرنا یہ بھی گویا کہ اس کے ساتھ بات کرنا ہے ساتھ علم کی تعلیم بالقول و تعلیم بالفعل میں کچھ فرق نہیں ہے اور یہ جو کہا کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت پڑھی تو مراد اس سے دو رکعت سنت فجر کی ہے اور کرمانی نے گمان کیا کہ وہ رات کی نماز میں داخل ہیں اور حدیث اگرچہ اس کا احتمال رکھتی ہے لیکن حمل کرنا اس کا فجر کی سنتوں پر اولیٰ ہے تا کہ حاصل ہو ختم ساتھ وتر کے اور مناسبت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے پہلے گزر چکی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اولیٰ ان سب سے یہ ہے کہ مناسبت ترجمہ کی مستفاد ہے اور لفظ سے جو بعینہ اس حدیث میں ہے دوسرے طریق سے اور امام بخاری اکثر ایسا کرتا ہے مراد اس کی تنبیہ ہے اس شخص کو جو اس کی کتاب دیکھے اوپر کوشش کرنے کے ساتھ تلاش طریقوں حدیث کے اور غور کرنے کے بیچ موقع الفاظ راویوں کے اس واسطے کہ تفسیر حدیث کی ساتھ حدیث کے اولیٰ ہے غور کرنے سے بیچ اس کے ساتھ گمان کے اور سوائے اس کے نہیں کہ مراد بخاری کی اس جگہ وہ چیز ہے جو اس حدیث کے بعض طریقوں میں واقع ہوئی ہے جو صریح دلالت کرتی ہے اوپر حقیقت بات کرنے کے بعد عشاء کے اور وہ چیز وہ ہے کہ روایت کیا ہے اس کو بخاری نے تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ میں نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر ایک رات کاٹی تو

حضرت ﷺ نے اپنے اہل کے ساتھ ایک گھڑی بات چیت کی پھر سوئے پس صحیح ہوا ترجمہ ساتھ حمد اللہ کے بغیر حاجت کی طرف تعسف کے اور رجم بالظن کے پس اگر کہا جائے کہ یہ تو صرف دلالت کرتا ہے اوپر بات چیت کرنے کے ساتھ اہل کے یعنی گھر والوں کے نہ علم میں اور جواب یہ ہے کہ علم بھی اس کے ساتھ لاحق ہے اور جامع تحصیل فائدے کی ہے یا وہ ساتھ دلیل فحوی کے ہے اس واسطے کہ جب مباح امر میں جائز ہے تو مستحب میں بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور داخل ہے اس بات میں حدیث انس رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت ﷺ نے ان کو عشاء کے بعد خطبہ سنایا اور نیز داخل ہوتی ہے اس میں حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی کہ وہ بات کرتے تھے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد عشاء کے بیچ امر کے مسلمانوں کے امر سے اور حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ حضرت ﷺ ہم سے بنی اسرائیل کا حال بیان کرتے تھے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی نہ کھڑے ہوتے مگر طرف نماز کی اور اوپر یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ نہیں بات کرنا بعد نماز عشاء کے مگر واسطے نمازی یا مسافر کے تو اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے اور بر تقدیر ثبوت کے پس سمر علم میں ملحق ہے ساتھ سمر کے نفل نماز میں اور تحقیق بات کی عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے بیچ فقہ کے تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آؤ نماز پڑھیں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نماز میں ہوں۔ (فتح)

بَابُ حِفْظِ الْعِلْمِ. علم کا یاد کرنا۔

فائدہ: نہیں ذکر کی بخاری نے اس باب میں کوئی چیز سوائے حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور یہ اس واسطے ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سب اصحاب سے زیادہ تر حدیث کو یاد رکھنے والے ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے جنازے میں ان پر رحم کیا اور کہا کہ تھا یاد رکھتا واسطے مسلمانوں کے حضرت ﷺ کی حدیث کو اور تحقیق دلالت کی ہے باب کی تیسری حدیث نے اس پر کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو جو حدیثیں یاد تھیں وہ اس نے سب بیان نہیں کیں بلکہ کچھ بیان کیں اور کچھ اپنے دل میں رکھیں اور باوجود اس کے جو حدیثیں ان کی مروی اور موجود ہیں وہ اکثر ہیں اور سب اصحاب کی حدیثوں سے جنہوں نے بہت حدیثیں بیان کیں اور یہ جو اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے اوپر مقدم کیا تو اس کا جواب پہلے گزر چکا ہے اور اس واسطے کہ باب کی دوسری حدیث دلالت کرتی ہے کہ وہ کوئی چیز نہیں بھولا جس کو حضرت ﷺ سے سنا اور ایسا اس کے غیر کے واسطے ثابت نہیں ہوا۔

۱۱۵ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ أَكْثَرَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَلَوْلَا اٰيَتَانِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِيْثًا ثُمَّ يَتْلُوْ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ

۱۱۵۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بہت حدیثیں بیان کیا کرتا ہے یعنی بطور طعن کے مجھ کو کہتے ہیں کہ شاید اپنے پاس سے بنا بنا کر حدیثیں بیان کر دیتا ہوگا اور اگر دو آیتیں قرآن میں نہ ہوتیں تو میں کوئی حدیث بیان نہ کرتا پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی ﴿إِنَّ

يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿الرَّحِيْمُ﴾ اِنَّ اِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَاِنَّ اِخْوَانَنَا مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الْعَمَلُ فِيْ اَمْوَالِهِمْ وَاِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِبَعِ بَطْنِهٖ وَيَحْضُرُ مَا لَا يَحْضُرُوْنَ وَيَحْفَظُ مَا لَا يَحْفَظُوْنَ.

اَلَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿الرَّحِيْمُ﴾ یعنی جو لوگ کہ چھپاتے ہیں اس چیز کو جو اتارا ہم نے دلیلوں روشن سے اور ہدایت سے تا آخر آیت تک جس کا مطلب یہ ہے کہ جو ایسے لوگ ہیں ان کو اللہ لعنت کرتا ہے اور بے شک ہمارے بھائی مہاجرین تو بازاروں میں سوداگری میں مشغول رہتے ہیں اور بے شک ہمارے بھائی انصار اپنے مالوں کے کاموں میں مشغول رہتے تھے اور بے شک ابو ہریرہ اپنے پیٹ کی خاطر ہر وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لگا رہتا تھا احوال سے جہاں وہ حاضر نہیں ہوتے تھے اور یاد رکھتا تھا اقوال سے جس کو وہ یاد نہیں رکھتے تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اگر اللہ کی کتاب میں نہ ہوتیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ نے علم کے چھپانے والوں کی مذمت کی تو میں کسی سے حدیث بیان نہ کرتا لیکن چونکہ چھپانا حرام تھا تو واجب ہوا ظاہر کرنا پس اسی واسطے حاصل ہوئی کثرت واسطے کثرت ان حدیثوں کے کہ ان کے پاس تھیں پھر ذکر کیا اس نے سبب کثرت کا ساتھ قول اپنے کے کہ بے شک ہمارے بھائی الخ اور مراد بھائی ہونے سے اسلامی اخوت ہے اور یہ جو کہا کہ میں اپنے پیٹ کی خاطر حضرت ﷺ کے ساتھ لگا رہتا تھا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور تھا میں محتاج آدمی صفہ کے محتاجوں میں سے اور ایک روایت میں ہے اور وہ مسکین تھا اس کے کچھ پاس نہ تھا حضرت ﷺ کا مہمان تھا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا ہے واسطے مہاجرین اور انصار کے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیثوں کی طرح حدیث بیان نہیں کرتے اور یہ جو کہا کہ اپنے مالوں میں مشغول رہتے تھے یعنی اپنی زمین اور کھیتی کے کام میں مشغول رہتے تھے۔ (فتح)

١١٦ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ اَبُوْ مُصْعَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيْثًا كَثِيْرًا اَنْسَاهُ قَالَ ابْسُطْ رِدَآءَكَ فَبَسَطْتُهٗ قَالَ

١١٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ میں آپ سے بہت سن کر بھول جاتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا فراخ کرو اور پھیلاؤ چادر اپنی کو پس میں نے چادر کو پھیلایا پھر حضرت ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو اپنے سینے سے لگا لے پس میں نے اس کو اپنے سینے سے لگایا پس بعد اس کے

فَغَرَفَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّهُ فَضَمَمْتُهُ فَمَا نَسِيْتُ شَيْئًا بَعْدَهُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ بِهٰذَا أَوْ قَالَ غَرَفَ بِيَدِهِ فِيْهِ.

میں اس روز سے کبھی کوئی چیز نہیں بھولا ہوں۔

فائدہ: نکرہ لانا چیز کو بعد نفی کے ظاہر ہے عموم میں بیچ نہ بھولنے کے اس سے واسطے کسی چیز کے حدیث وغیرہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ قسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میں کوئی نہیں بھولا جس کو میں نے آپ سے سنا اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کسی حدیث کو نہیں بھولے یعنی پس یہ سب حدیثوں کو شامل ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کی اس کلام سے کوئی چیز نہیں بھولا اور یہ تقاضا کرتی ہے نہ بھولنے کو ساتھ اسی کلام کے فقط لیکن پہلی روایت کو ترجیح ہے یعنی مراد کل حدیثیں ہیں اور احتمال ہے کہ واقع دو ہوں ایک خاص ہو اور ایک عام اور یہ جو اس روایت میں کہا کہ میں اس کلام سے کچھ نہیں بھولا تو مراد اس سے یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا مرد نہیں کہ ایک یا دو یا تین یا چار یا پانچ کلمے سنے اس چیز سے کہ فرض کیا ہے اس پر اللہ نے پس ان کو سیکھے اور سکھا دے مگر بہشت میں داخل ہوتا ہے پھر ذکر کی ساری حدیث اور ان دونوں حدیثوں میں فضیلت ظاہر ہے واسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور معجزہ واضح ہے پیغمبری کے نشانیوں سے اس واسطے کہ بھولنا انسان کو لازم ہے اور تحقیق اقرار کیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے کہ ان کو بھول بہت ہوتی تھی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ان کی یاد داشت ایسی قوی ہوگئی کہ جس حدیث کو سنتے تھے اس کو کبھی نہیں بھولتے تھے اور حاکم نے مستدرک میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ایک اور مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا کرو سو میں اور میرے ساتھی نے دعا کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دعا کی پس کہا کہ الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں مانند اس چیز کی کہ میرے ساتھیوں نے سوال کیا اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں علم کہ نہ بھولے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر آمین کہی تو ہم نے کہا یا حضرت ہم بھی اسی طرح ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسی لڑکا تم سے پہلے ہوگیا اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر یاد رکھنے علم کے اور یہ کہ دنیا کا کم ہونا زیادہ تر قدرت دینے والا واسطے یاد رکھنے اس کے کی اور اس میں فضیلت کسب کرنے کی ہے واسطے اس شخص کے جو عیالدار ہو اور یہ کہ جائز ہے خبر دینا آدمی کا ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے فضیلت جب کہ اس کی طرف بے بس ہو اور خود پسندی سے امن ہو۔ (فتح)

١١٧ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ

۱۱۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو قسم کے علم یاد ہیں پس اُن دونوں میں سے ایک کو تو میں

أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِعَآئَيْنِ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ وَأَمَّا الْأٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْبُلْعُوْمُ مَجْرَى الطَّعَامِ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ.

نے پھیلا دیا ہے یعنی لوگوں کو بتلا دیا ہے اور دوسرے کو اگر پھیلاؤں تو کٹ جائے رگ زندگی کی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بلعوم وہ رگ ہے کہ جس کے راہ پیٹ میں طعام جاتا ہے۔

فائدہ: علماء کہتے ہیں جس علم کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نہیں پھیلایا اس سے وہ حدیثیں مراد ہیں جن میں ظالم حاکموں کے نام کی تعیین اور ان کے حالات کی مذمت تھی جیسے یزید بن معاویہ وغیرہ حاکم پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خوف کے مارے کسی سے ان کا نام نہیں بتلاتے تھے کہ مبادا وہ دشمن ہو کر مجھ کو نہ مار ڈالیں یعنی جب سنیں گے کہ وہ ان کے فعل کو عیب کرتا ہے اور ان کی کوشش کی تضلیل کرتا ہے تو اس کا سر کاٹ ڈالیں گے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بعضوں کا نام کنایۃً لیتے تھے لیکن کھلم کھلا ان کا نام نہ لیتے تھے واسطے خوف اپنی جان کے چنانچہ کہتے تھے کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ساٹھ برس کے سرے سے اور لڑکوں کی حکومت سے اشارہ کرتے تھے طرف حکومت یزید بن معاویہ کی اس واسطے کہ ۶۰ ہجری میں وہ حاکم ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول کی سو اس سے ایک سال پہلے انتقال کیا ابن منیر نے کہا کہ فرقہ باطنیہ نے ٹھہرایا ہے اس حدیث کو ذریعہ واسطے صحیح کرنے اپنے باطل کے اس واسطے کہ ان کا اعتقاد ہے کہ شریعت کے واسطے ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اور ان کے اس باطل اعتقاد کا حاصل خلاص ہوتا ہے دین سے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ جو حدیثیں ان کے پاس لکھی تھیں اگر وہ احکام شرعیہ سے ہوتیں تو نہ گنجائش ہوتی ان کو ان کے چھپانے کی واسطے اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے پہلی حدیث میں آیت سے جو دلالت کرتی ہے اوپر مذمت اس شخص کے جو علم کو چھپا دے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قسم مذکور کے وہ چیز جو متعلق ہے ساتھ نشانیوں قیامت کے اور بدلنے احوال اور لڑائیوں سے اخیر زمانے میں پس انکار کرے اس سے جس نے ان کو نہیں دیکھا اور اعتراض کرے اس پر جس کو شعور نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْإِنْصَاتِ لِلْعُلَمَآءِ.

علماء کے واسطے چپ ہونا اور سننا جو کہتے ہیں۔

۱۱۸ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عَلِیُّ بْنُ مُدْرِكٍ عَنْ أَبِیْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ جَرِيْرٍ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ فَقَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا

۱۱۸۔ جریر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حجۃ الوداع میں فرمایا کہ چپ کرا لوگوں کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردن ماریں یعنی ایک دوسرے کو قتل کرنا کفر کی عادت ہے تم ایسا نہ کرنا۔

يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

فائدہ: یہاں سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی عالم وعظ کرنے لگے یا علم کا کوئی مسئلہ بتلانے لگے تو لوگوں کو چاہیے کہ چپ ہو کر سنیں شور وغل نہ مچادیں۔ ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چپ رہنا واسطے علماء کے لازم ہے سیکھنے والوں کو اس واسطے کہ علماء وارث ہیں پیغمبروں کے شاید مراد اس کی ساتھ اس کے مناسبت ترجمہ کے ہے واسطے حدیث کے اس واسطے کہ عقبہ مذکور حجۃ الوداع میں تھا اور جماعت نہایت بہت تھی اور تھا جمع ہونا ان کا واسطے کنکریوں مارنے کے اور سوائے اس کے حج کے کاموں سے اور حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ مجھ سے اپنے حج کے طریقے سیکھو جیسا کہ صحیح مسلم میں ثابت ہو چکا ہے سو جب ان کو خطبہ سنایا تو مناسب ہوا کہ حکم کریں ان کو ساتھ چپ رہنے کے اور تحقیق واقع ہوئی ہے تفریق درمیان انصات اور استماع کے جیسے کہ قرآن میں ہے اور دونوں کے معنی مختلف ہیں پس انصات کے معنی ہیں چپ رہنا اور وہ حاصل ہے اس شخص سے جو کان لگا کر سنتا ہے اس سے جو نہیں سنتا جیسا کہ کسی اور کام میں فکر مند ہو اور اسی طرح استماع بھی کبھی ہوتا ہے ساتھ چپ رہنے کے اور کبھی ہوتا ہے بولنا ساتھ اور کلام کے کہ نہیں مشغول ہوتا بولنے والا ساتھ اس کے سمجھنے اس چیز کے سے جو کہتا ہے وہ شخص جس سے سنا جاتا ہے اور سفیان ثوری وغیرہ نے کہا کہ اول علم کا کان لگا کر سننا ہے پھر چپ رہنا پھر یاد کرنا پھر عمل کرنا پھر پھیلانا۔ (فتح)

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِلْعَالِمِ إِذَا سُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَيَكِلُ الْعِلْمَ إِلَى اللّٰهِ.

یعنی جب کسی عالم سے پوچھا جائے کہ سب لوگوں میں زیادہ عالم کون ہے تو اس کے واسطے بہتر ہے کہ علم کو اللہ کی طرف سپرد کرے یعنی یہ کہے کہ اَللّٰهُ اَعْلَمُ اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

۱۱۹ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوْسٰى لَيْسَ بِمُوْسٰى بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ إِنَّمَا هُوَ مُوْسٰى اٰخَرُ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مُوْسَى النَّبِيُّ خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا

۱۱۹۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی گمان کرتا ہے کہ موسیٰ بنی اسرائیل کا موسیٰ نہیں بلکہ وہ اور موسیٰ ہے یعنی جو موسیٰ خضر کے ساتھ رہا ہے وہ یہ موسیٰ نہیں جو بنی اسرائیل کا پیغمبر تھا اور جس کا فرعون سے مقابلہ ہوا تھا بلکہ وہ کوئی اور موسیٰ تھا جس کا حال کچھ معلوم نہیں سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ کا دشمن یعنی نوفل جھوٹا ہے اس لیے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ہم سے حدیث بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ البتہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی قوم میں کھڑے خطبہ پڑھتے تھے سو کسی نے پوچھا کہ سب

أَعْلَمُ فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ
فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنَّ عَبْدًا مِّنْ عِبَادِيْ
بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ يَا
رَبِّ وَكَيْفَ بِهِ فَقِيْلَ لَهُ احْمِلْ حُوْتًا فِيْ
مِكْتَلٍ فَإِذَا فَقَدْتَّهُ فَهُوَ ثَمَّ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ
بِفَتَاهُ يُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ وَحَمَلَا حُوْتًا فِيْ
مِكْتَلٍ حَتّٰى كَانَا عِنْدَ الصَّخْرَةِ وَضَعَ
رُءُوْسَهُمَا وَنَامَا فَانْسَلَّ الْحُوْتُ مِنَ
الْمِكْتَلِ فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا
وَكَانَ لِمُوْسٰى وَفَتَاهُ عَجَبًا فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ
لَيْلَتِهِمَا وَيَوْمَهُمَا فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ مُوْسٰى
لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَآءَ نَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا
نَصَبًا وَلَمْ يَجِدْ مُوْسٰى مَسًّا مِّنَ النَّصَبِ
حَتّٰى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِيْ أُمِرَ بِهِ فَقَالَ لَهُ
فَتَاهُ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّيْ
نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا أَنْسَانِيْهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ
قَالَ مُوْسٰى ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى
آثَارِهِمَا قَصَصًا فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ
إِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى بِثَوْبٍ أَوْ قَالَ تَسَجّٰى
بِثَوْبِهِ فَسَلَّمَ مُوْسٰى فَقَالَ الْخَضِرُ وَأَنّٰى
بِأَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ أَنَا مُوْسٰى فَقَالَ
مُوْسٰى بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ
أَتَّبِعُكَ عَلٰى أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا
قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا يَا مُوْسٰى
إِنِّيْ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ لَا

آدمیوں میں کون بڑا عالم ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں سو اللہ
نے ان پر غصہ کیا اس واسطے کہ اللہ کی طرف علم کو نہ پھیرا یعنی
یوں نہ کہا کہ واللہ اعلم پھر اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ بے
شک میرے بندوں میں سے ایک بندہ ہے دو دریاؤں کے
ملنے کی جگہ میں (یعنی سنگم پاس کہتے ہیں وہ جگہ وہاں ہے
جہاں روم اور فارس کا دریا ملتا ہے) وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے
سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے رب میرا اور اس کا کیونکر ملاپ ہو
اللہ نے فرمایا کہ تو اپنے ساتھ ایک بھنی ہوئی مچھلی کو لے پھر
اس کو زنبیل میں رکھ یعنی ٹوکری میں رکھ سو جہاں وہ مچھلی تجھ
سے چھوٹ رہے تو وہ اس مکان میں ہوگا سو موسیٰ علیہ السلام نے ایک
مچھلی لی اور اس کو زنبیل میں رکھا پھر روانہ ہوئے اور ساتھ اپنے
خادم یعنی یوشع بن نون کو بھی لے چلے یہاں تک کہ سنگم کے
پاس پہنچے اور دونوں صاحب وہاں سر ٹیک کر سو گئے اور مچھلی
آب حیات کی تاثیر سے زندہ ہو کر زنبیل میں پھڑکی اور اس
سے نکل آئی پھر گر پڑی دریا میں اور اس نے دریا میں اپنی راہ
لی سرنگ بنا کر اور جہاں سے مچھلی گئی تھی اللہ نے وہاں پانی کا
بہاؤ بند کر رکھا۔ سو وہ طاق سا ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے
خادم کو تعجب ہوا یعنی بھنی ہوئی مچھلی کا زندہ ہونا اور اس کے
جانے کی راہ سے بہاؤ پانی کا بند ہونا ان کے واسطے موجب
تعجب کا ہوا پھر دونوں چلے جتنا کہ رات اور دن باقی رہا تھا سو
جب دوسرا دن ہوا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا دن چڑھے
کا ہم کو کھانا دو یعنی کچھ ناشتہ کر لیں البتہ ہم نے اس سفر میں
تکلیف پائی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا جب تک اس مکان
سے جس کو اللہ نے فرمایا تھا نہ بڑھے نہ تھکے تھے جب اس سے
آگے بڑھے تو تھک گئے سو اُن سے اُن کے خادم نے کہا کہ یہ

تَعْلَمُهُ أَنْتَ وَأَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ عَلَّمَكَهُ لَا أَعْلَمُهُ قَالَ سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَا أَعْصِيْ لَكَ أَمْرًا فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ لَيْسَ لَهُمَا سَفِيْنَةٌ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِيْنَةٌ فَكَلَّمُوْهُمْ أَنْ يَّحْمِلُوْهُمَا فَعُرِفَ الْخَضِرُ فَحَمَلُوْهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ فَجَآءَ عُصْفُوْرٌ فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ فَنَقَرَ نَقْرَةً أَوْ نَقْرَتَيْنِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ الْخَضِرُ يَا مُوْسٰى مَا نَقَصَ عِلْمِيْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا كَنَقْرَةِ هٰذَا الْعُصْفُوْرِ فِي الْبَحْرِ فَعَمَدَ الْخَضِرُ إِلٰى لَوْحٍ مِّنْ أَلْوَاحِ السَّفِيْنَةِ فَنَزَعَهُ فَقَالَ مُوْسٰى قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَّ إِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ أَمْرِيْ عُسْرًا فَكَانَتِ الْأُوْلٰى مِنْ مُّوْسٰى نِسْيَانًا فَانْطَلَقَا فَإِذَا غُلَامٌ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ مِنْ أَعْلَاهُ فَاقْتَلَعَ رَأْسَهُ بِيَدِهِ فَقَالَ مُوْسٰى أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَهٰذَا أَوْكَدُ فَانْطَلَقَا حَتّٰى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةِ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ أَنْ يَّنْقَضَّ فَأَقَامَهُ قَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهِ فَأَقَامَهُ فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى لَوْ

تو بتلایئے کہ جب ہم آئے تھے پتھر کے پاس سو میں بھول گیا آپ سے مچھلی کا قصہ کہنا اور نہیں بھولایا مجھ کو مچھلی کی یاد سے مگر شیطان نے سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہی تو ہم چاہتے تھے پھر الٹے قدموں پلٹے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو دونوں پھرے قدم پر قدم ڈالتے یہاں تک کہ جب پتھر کے پاس پہنچے تو اچانک وہاں دیکھا کہ ایک مرد ہے کپڑے سے سر لپیٹے ہوئے۔ پھر سلام کیا اس کو موسیٰ علیہ السلام نے سو خضر علیہ السلام نے کہا کہ تیرے ملک میں سلام کہاں یعنی اس ملک میں سلام کی رسم نہیں تو نے سلام کیونکر کیا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں یعنی اس ملک سے نہیں ہوں خضر علیہ السلام نے کہا کیا تو قوم بنی اسرائیل کا موسیٰ ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہاں میں تیرے پاس آیا ہوں تا کہ تو مجھ کو سکھلا دے جو اللہ نے تجھ کو علم سکھایا ہے۔ خضر علیہ السلام نے کہا کہ میرے ساتھ بے شک تو نہ ٹھہر سکے گا اے موسیٰ اللہ کے بے شمار علم سے مجھ کو ایک علم ہے اللہ نے سکھایا ہے کہ تو اس علم کو نہیں جانتا اور تجھ کو اللہ کے علم سے ایک علم ہے اللہ نے تجھ کو سکھایا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر اللہ نے چاہا تو تو مجھ کو ثابت قدم پائے گا میں تیرے حکم کے برخلاف نہ کروں گا۔ پھر دونوں روانہ ہوئے کنارے کنارے دریا کے چلے جاتے تھے ان کے پاس کوئی ناؤ نہ تھی سو ادھر سے ایک ناؤ ان کے پاس گزری سو ناؤ والوں سے تینوں آدمی کے جانے کی بات چیت کی سو وہ پہچان گئے خضر علیہ السلام کو تو وہ بدون کرایہ لیے چڑھا لے گئے سو جب وہ ناؤ پر سوار ہو گئے تو ایک چڑا آیا اور ناؤ کے کنارے پر بیٹھا پھر اس نے چونچ ڈبوئی ایک بار یا دو بار سو خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ نہیں ہے میرا علم اور تیرا علم اللہ کے علم سے مگر اس کے برابر جتنا اس چڑے

شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوسٰى لَوَدِدْنَا لَوْ صَبَرَ حَتّٰى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا.

نے دریا سے پانی گھٹایا اللہ کا علم مثل سمندر کی ہے اور ہمارا تمہارا علم قطرے کے برابر جتنا چڑے نے اپنی چونچ میں اٹھایا سو خضر علیہ السلام نے بسولے سے ناؤ کا ایک تختہ نکال ڈالا سو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ ان لوگوں نے ہم کو بے کرایہ چڑھا لیا تو نے ان کی ناؤ کو قصد کر کے پھاڑ ڈالا تا کہ لوگوں کو تو ڈبو دے خضر علیہ السلام نے کہا میں نے تجھ سے کہا تھا کہ بے شک تجھ کو میرے ساتھ رہا نہ جائے گا موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھ کو میری چوک پر نہ پکڑ اور میرے کام سے مجھ پر مشکل نہ ڈال یعنی میں نے بھول سے کیا ہے کہ معاف کیجئے تنگ نہ پکڑیے راوی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی بار کا پوچھنا موسیٰ علیہ السلام سے بھولے سے ہوا پھر دونوں ناؤ سے نکل کر دریا کے کنارے کنارے چلے جاتے تھے کہ یکا یک خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ کھیل رہا ہے لڑکوں کے ساتھ سو خضر علیہ السلام نے اس کے سر کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا اوپر کی طرف سے پھر اس کا سر اپنے ہاتھ سے اکھاڑ ڈالا اور اس کو مار ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کیا تو نے مار ڈالا ہے معصوم جان کو بدون بدلے جان کے یعنی اس نے کسی کا خون نہ کیا تھا جس کے بدلے تو اس کو مارتا البتہ تجھ سے برا کام ہوا۔ خضر علیہ السلام نے کہا بھلا میں نے تجھ سے نہ کہہ دیا تھا کہ تو میرے ساتھ ٹھہر نہ سکے گا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ دوسرا جواب پہلے سے بہت کڑا ہے پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک بستی والوں کے پاس پہنچے ان لوگوں سے کھانا مانگا ان لوگوں نے ان کو کھانا نہ دیا سو دونوں نے ایک دیوار کو پایا کہ گرنا چاہتی تھی یعنی جھک رہی تھی سو خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کیا سو اس کو سیدھا کھڑا کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ قوم ہے ہم ان کے پاس آئے سو انہوں نے نہ ہم

کو کھانا کھلایا نہ ہماری ضیافت کی اگر تو چاہتا تو دیوار سیدھا کھڑا کرنے کی مزدوری لیتا۔ خضر علیہ السلام نے کہا اسی وقت میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے ہمارے جی نے چاہا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے اور ہر بات کی وجہ نہ پوچھتے تو بہت قصہ ان کا ہم کو معلوم ہوتا اور اللہ کے کاموں کی حکمتیں بہت لوگوں کو معلوم ہوتیں اور مفصل قصہ ان کا اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ وہ اور موسیٰ ہے تو وہ علم ہے اوپر شخص معین کے کہتے ہیں کہ وہ موسیٰ بن میشا ہے اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے تو ابن متین نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس کہنے سے یہ مراد نہیں کہ نوف اللہ کی ولایت سے خارج ہے لیکن علماء جب کوئی جھوٹی بات سنتے ہیں تو ان کے دل نفرت کرتے ہیں تو ایسی کلام بولتے ہیں واسطے قصد زجر اور ڈرانے کی اس سے اور اس کی حقیقت مراد نہیں ہوتی میں کہتا ہوں کہ جائز ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسلام کے صحیح ہونے میں تہمت لگائی ہو پس اسی واسطے حر بن قیس کے حق میں ایسا کلام نہیں کہا باوجودیکہ دونوں نے یہ بات کہی تھی اور اوپر یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو جھٹلایا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ تحقیق جائز ہے واسطے عالم کے جب کہ ہو اس کے پاس کئی چیز علم سے پس سنے اپنے غیر کو کہ ذکر کرتا ہے اس میں کچھ بغیر علم کے یہ کہ اس کو جھٹلا دے اور یہ جو اس نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے تو بیچ استدلال اس کے کی ساتھ اس کے دلیل ہے اوپر قوت خبر واحد مستیقن کے نزدیک اس کے اور یہ جو کہا کہ میں زیادہ تر عالم ہوں اس قول کے جواب میں کہ لوگوں میں زیادہ تر عالم کون ہے تو بعض کہتے ہیں کہ یہ مخالف ہے واسطے قول اس کے کی بیچ باب الخروج فی طلب العلم کے کہا کیا تو کسی کو اپنے سے زیادہ تر عالم جانتا ہے کہا نہیں اور میرے نزدیک ان کے درمیان کچھ مخالفت نہیں کہ اس واسطے کہ قول اس کا اس جگہ کہ میں زیادہ تر عالم ہوں یعنی اس چیز میں کہ میں جانتا ہوں پس مطابق ہوگا اس کے قول کے بیچ جواب اس شخص کے جس نے اس کو کہا تھا کہ کیا تو کسی کو اپنے سے زیادہ تر عالم جانتا ہے بیچ منسوب کرنے اس کے طرف علم اس کے کی نہ طرف اس چیز کی کہ واقع میں ہے اور عتاب اللہ تعالیٰ سے محمول ہے اس چیز پر کہ اس کے لائق ہے نہ اوپر معنی عرفی کے آدمیوں میں اور یہ جو فرمایا کہ وہ تجھ سے زیادہ تر عالم ہے تو یہ ظاہر ہے اس میں کہ خضر علیہ السلام نبی ہے بلکہ نبی مرسل ہے اس واسطے کہ اگر اس طرح نہ ہوتا تو لازم آتی تفضیل عالی کی اعلیٰ پر اور یہ باطل ہے قول سے اسی واسطے وارد کیا ہے زمخشری نے سوال اور وہ یہ ہے کہ دلالت کی موسیٰ علیہ السلام کی حاجت نے طرف تعلیم کی غیر سے کہ وہ موسیٰ بن میشا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے اس واسطے کہ واجب ہے کہ

پیغمبر اپنے زمانے والوں سے اعلم ہو اور جواب دیا اس سے کہ نہیں نقص ہے ساتھ پیغمبر کے بیچ سیکھنے اس کے کی علم پیغمبر سے جو اس کی مثل ہو میں کہتا ہوں اور جواب میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے نفی اس چیز کی کہ واجب کی اور حق یہ ہے کہ مراد ساتھ اس اطلاق کے قید کرنا اغنمیت کا ہے ساتھ امر مخصوص کے واسطے قول اس کے کی بعد اس کے کہ اللہ نے مجھ کو اپنے علم سے ایک ایسا علم سکھایا ہے کہ تو اس علم کو نہیں جانتا اور اللہ نے تجھ کو اپنے علم سے ایک ایسا علم سکھایا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا اور مراد ساتھ ہونے پیغمبر کے عالم تر اپنے زمانے والوں یعنی ان لوگوں سے کہ ان کی طرف رسول کر کے بھیجا گیا اور نہ تھے موسیٰ علیہ السلام بھیجے گئے طرف خضر علیہ السلام کی اور اس وقت پس نہیں نقص ہے ساتھ اس کے جب کہ ہوں خضر علیہ السلام عالم تر اس سے اگر ہم کہیں کہ وہ پیغمبر مرسل ہیں یا عالم تر ہیں اس سے کسی خاص امر میں جب کہ ہم کہیں کہ خضر علیہ السلام پیغمبر ہیں یا ولی ہیں اور حل ہوں گے ساتھ اس تقریر کے بہت اشکال اور بہت واضح تر چیز جس سے خضر علیہ السلام کے پیغمبر ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے قول اس کا ہے ﴿وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ اَمْرِیْ﴾ یعنی یہ کام میں نے اپنی طرف سے نہیں کیا اور لائق ہے اعتقاد کرنا ساتھ ہونے اس کے کی پیغمبر تا کہ نہ ذریعہ ٹھہرائیں اس کو باطل والے اپنے دعوے میں کہ ولی افضل ہے نبی سے پناہ اللہ کی ہرگز نہیں ۔ ابن منیر نے کہا کہ قول موسیٰ علیہ السلام کا اَنَا اَعْلَمُ نہیں مانند قول عام لوگوں کی مثل اس کی اور نہیں نتیجہ دیتا قول ان کا مانند نتیجہ قول اُن کے کی اس واسطے کہ نتیجہ اُن کے قول کا خود پسندی اور تکبری ہے اور نتیجہ قول اس کے کا زیادتی ہے علم سے اور حث ہے اوپر تواضع کے اور حرص ہے اوپر طلب علم کے اور ابن بطال نے کہا کہ نہیں جائز ہے اعتراض ساتھ عقل کے شرع پر اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے اور یہ استدلال اُس کا خطا ہے اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام نے سوائے اس کے نہیں کہ اعتراض کیا تھا ساتھ ظاہر شرع کے نہ ساتھ عقل کے محض ۔ پس اس میں حجت ہے اوپر صحیح ہونے اعتراض کے ساتھ شرع کے اُس چیز پر کہ نہیں جائز ہے بیچ اُس کے اگرچہ مستقیم باطن امر میں ہے اور یہ جو کہا کہ تیری اس زمین میں سلام کیسا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کہاں ہے اسلام اس زمین میں کہ اس میں معروف نہیں اور شاید وہ کفر کے شہر تھے یا تھا تحفہ ان کا بغیر سلام کے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ پیغمبر لوگ اور جو اُن سے کم ہیں غیب کو نہیں جانتے مگر جو اللہ ان کو معلوم کروا دے اس واسطے کہ اگر خضر علیہ السلام ہر غیب کو جانتے ہوتے تو البتہ پہچانتے موسیٰ علیہ السلام کو پہلے اس سے کہ اُس سے حال پوچھیں اور یہ جو کہا کہ میرے علم اور تیرے علم نے اللہ کے علم سے کچھ کم نہیں کیا مگر مانند اٹھانے اس چڑے کی تو یہاں لفظ نقص اپنے ظاہر پر نہیں اس واسطے کہ اللہ کے علم میں کمی داخل نہیں ہوتی پس بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں لیا اُس نے اور یہ توجیہ خوب ہے اور ہوگی واقع اوپر لینے والے کے نہ اُس چیز پر جس سے لیا گیا اور خوب تر اس سے یہ ہے کہ مراد علم سے معلوم ہے ساتھ دلیل داخل ہونے حرف تبعیض کے اس واسطے کہ جو علم کہ اللہ کی ذات پاک کے ساتھ قائم ہے وہ صفت قدیمی ہے بعض بعض نہیں ہوئی اور معلوم وہی ہے جو بعض بعض ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں

کہ نفی نقص کی بولی گئی ہے واسطے مبالغہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ اِلَّا اس جگہ ساتھ معنی ولا کے ہے یعنی اور نہ مانند اٹھانے اس چڑی کے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں علم میرا اور علم تیرا اللہ کے علم کے آگے مگر جیسا کہ لیا ہے اس چڑے نے ساتھ چونچ اپنی کے اس دریا سے پس اس سیاق میں کوئی اشکال نہیں اور یہ تفسیر ہے واسطے اس لفظ کے جو اس جگہ واقع ہوئی۔ کہا قرطبی نے اور بیچ قصے موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے اپنے ملک میں جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے اس قسم سے کہ فائدہ دے یا ضرر کرے پس نہیں دخل ہے واسطے عقل کے اس کے افعال میں اور نہیں کوئی مقابلہ واسطے احکام اس کے کی بلکہ واجب ہے مخلوق پر راضی ہونا اور مان لینا پس ادراک عقلوں کا واسطے بھیدوں اللہ کے قاصر ہے پس نہیں متوجہ ہوتا اس کے حکم پر کم اور کیف یعنی کتنا اور کس طرح جیسے کہ نہیں متوجہ ہوتا اس کے وجود پر کس جگہ اور اس جگہ اور یہ کہ عقل نہ اچھا کہہ سکتی ہے اور نہ برا اور یہ کہ حسن وقبح راجع ہے طرف شرع کی سو جس چیز کو شرع نے اچھا کہا وہ اچھی ہے اور جس کو برا کہا وہ بری ہے اور اچھا کہنا یہ کہ اس کی ثنا کی اور برا کہنا یہ کہ اس کی مذمت کی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اس چیز میں کہ قضا کرتا ہے بطورِ حکمتیں اور اسرار ہیں بیچ بھلائیوں پوشیدہ کی کہ اعتبار کیا ہے ان کو یہ سب اللہ کی مشیت اور ارادے سے ہے بغیر واجب ہونے کے اوپر اس کے اور نہ حکم عقل کی کہ متوجہ ہو طرف اس کی بلکہ باعتبار اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے اور جاری ہے حکم اس کا سو جس چیز پر ان بھیدوں سے خلق واقف ہوئی اس کو پہچانا نہیں تو عقل اس کے نزدیک کھڑی ہونے والی ہے پس چاہیے کہ ڈرے آدمی اعتراض کرنے سے اس واسطے کہ اس کا انجام محرومی اور ناامیدی ہے۔ کہا قرطبی نے اور چاہیے کہ تنبیہ کریں ہم اس جگہ اوپر دو مغالطوں کے پہلا مغالطہ واقع ہوا ہے واسطے بعض جاہلوں کے کہ خضر علیہ السلام افضل ہے موسیٰ علیہ السلام سے اس قصہ کی دلیل سے اور ساتھ اس چیز کے کہ شامل ہے اس پر قصہ اور یہ سوائے اس کے نہیں کہ صادر ہوتا ہے اس شخص سے کہ کم ہے نظر اس کی اس قصے پر اور نہیں غور کیا اس نے اس چیز میں کہ خاص کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ساتھ اس کے موسیٰ علیہ السلام کو رسالت سے اور اللہ کا کلام سننے سے اور تورات دینے سے کہ اس میں ہر چیز کا علم ہے اور یہ کہ بنی اسرائیل کے کل پیغمبر علیہم السلام اس کی شریعت کے تلے داخل ہیں اور حکم کیے گئے ہیں ساتھ حکم پیغمبری اس کی کے یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی اور اس کے دلائل قرآن میں بہت ہیں اور کافی ہے اس سے یہ آیت کہ اے موسیٰ میں نے چن لیا تجھ کو لوگوں پر اپنی رسالت اور کلام سے اور آئے گی احادیث الانبیاء میں موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت سے وہ چیز کہ اس میں کفایت ہے۔ قرطبی رحمہ اللہ نے کہا اور خضر علیہ السلام اگرچہ پیغمبر ہے مگر نہیں ہے رسول بالاتفاق اور رسول افضل ہے اس نبی سے جو رسول نا ہو اور اگر بطور تنزل کے ہم مان لیں کہ خضر رسول ہے تو موسیٰ کی رسالت اعظم ہے اور اس کی امت اکثر ہے پس وہ افضل ہے اور غایت درجہ یہ ہے کہ ہو خضر مانند ایک پیغمبر کے بنی اسرائیل کے پیغمبروں سے اور موسیٰ بنی اسرائیل کے کل پیغمبروں سے افضل ہے اور اگر ہم کہیں

کہ خضر علیہ السلام پیغمبر نہیں بلکہ ولی ہے تو پیغمبر افضل ہے ولی سے اور یہ امر یقینی ہے از روئے عقل کے اور نقل کے اور جو اس کے برخلاف چلے وہ کافر ہے اس واسطے کہ وہ ایسا امر ہے جو شرع سے معلوم ہے ساتھ ہدایت کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا قصہ خضر علیہ السلام کا ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے واسطے امتحان موسیٰ علیہ السلام کے تا کہ نصیحت پکڑے۔

دوسرا مغالطہ: زندیقوں کی ایک جماعت ایسے راہ چلی ہے جو شریعت کے احکام ڈھا دینے کو مستلزم ہے سو انہوں نے کہا کہ مستفاد ہوتا ہے موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے قصے سے کہ شریعت کے احکام جو عام ہیں وہ خاص ہیں ساتھ عام لوگوں کے اور کند ذہنوں کے اور لیکن اولیاء اور خاص لوگ پس نہیں حاجت ہے ان کو طرف ان احکام کی بلکہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کیا جاتا ہے اُن سے جو واقع ہوں ان کے دلوں میں اور حکم کیا جاتا ہے اوپر اس کے ساتھ اس چیز کے کہ غالب ہو اُن کے دلوں پر واسطے صاف ہونے ان کے دلوں کے میلوں سے اور واسطے خالی ہونے ان کے کی غیر سے پس ظاہر ہوتے ہیں واسطے ان کے علوم اللہ کے اور حقائق ربانی پس واقف ہوتے ہیں اوپر بھیدوں مخلوقات کے اور جانتے ہیں احکام جزئیات کو پس بے پرواہ ہوتے ہیں ساتھ اُن کے احکام شرائع کلیہ سے جیسے کہ اتفاق پڑا واسطے خضر علیہ السلام کے اس واسطے کہ وہ بے پرواہ ہوا ساتھ اس چیز کے کہ ظاہر ہوتی ہے واسطے اس کے ان علموں سے اس چیز سے کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس تھی اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث مشہور کہ اپنے دل سے پوچھ اگرچہ لوگ تجھ کو فتویٰ دیں۔ قرطبی نے کہا کہ یہ قول زندقہ اور کفر ہے اس واسطے کہ وہ انکار ہے واسطے اس چیز کے کہ شرع سے معلوم ہوئی یعنی شرع کا انکار ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے جاری کی ہے اپنی سنت اور نافذ کیا ہے اپنا کلمہ ساتھ اس کے کہ نہیں معلوم ہوتے احکام اس کے مگر ساتھ واسطہ رسولوں کے جو وکیل ہیں درمیان اللہ کے اور درمیان اس کی مخلوق کے جو ثابت کرنے والے ہیں واسطے شرائع اور احکام اس کے کی جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ چن لیتا ہے فرشتوں سے رسولوں کو اور آدمیوں سے اور اللہ نے فرمایا کہ اللہ جانتا ہے جس جگہ اپنی رسالت کو رکھتا ہے اور حکم کیا اللہ نے ساتھ فرمانبرداری ان کی کے ہر اس چیز میں کہ اس کو لائے اور رغبت دلائے ان کی فرمانبرداری پر اور تمسک کے ساتھ اس چیز کے جو حکم ہوا ان کو ساتھ اس کے اس واسطے کہ اسی میں ہے ہدایت اور تحقیق حاصل ہو چکا ہے علم یقینی اور اجماع سلف کا اوپر اس کے سو جو دعویٰ کرے کہ اس جگہ کوئی اور طریقہ ہے کہ پہچانا جاتا ہے ساتھ اس کے حکم اس کا اور نہی اس کے سوائے ان طریقوں کے جن کے ساتھ رسول آئے حاصل ہوتی ہے ساتھ ان کے بے پرواہی رسول سے تو وہ کافر ہے کہ مار ڈالا جائے اور اس سے توبہ طلب نہ کی جائے اور یہ دعویٰ ہے کہ مستلزم ہے پیغمبر ہونے کو بعد ہمارے حضرت ﷺ خاتم النبیین کے اس واسطے کہ جو کہے کہ وہ اپنے دل سے حکم لیتا ہے اس واسطے کہ جو اس کے دل میں واقع ہوتا ہے وہ اللہ کا حکم ہے اور یہ کہ وہ عمل کرتا ہے ساتھ معنی اس کے کی بغیر محتاج ہونے اس کے کی طرف قرآن اور حدیث کی تو تحقیق ثابت کیا اس نے واسطے جان اپنی کے خاصہ پیغمبری کا جیسا کہ ہمارے حضرت ﷺ نے

فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے میرے دل میں پھونکا اور ہم کو بعض سے یہ خبر پہنچی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم مردوں سے احکام نہیں سیکھتے ہم تو اللہ ہی سے سیکھتے ہیں جو نہیں مرتا اور اسی طرح دوسرے نے کہا کہ میں لیتا ہوں اپنے دل سے اپنے رب سے اور یہ سب کا سب کفر ہے ساتھ اتفاق اہل دینوں کے اور مانگتے ہیں اللہ سے ہدایت اور توفیق۔ اور قرطبی کے غیر نے کہا کہ جس نے استدلال کیا ہے ساتھ قصے خضر علیہ السلام کے اس پر کہ ولی کے واسطے جائز ہے کہ واقف ہو پوشیدہ کاموں سے اس چیز پر کہ شریعت کے مخالف ہو اور اس کو اس کا کرنا جائز ہو تو بے شک وہ گمراہ ہوا اور اس کا استدلال صحیح نہیں اس واسطے کہ جو کام کہ خضر علیہ السلام نے کیا تھا نہیں کسی چیز میں اس سے وہ چیز کہ شرع کے مخالف ہو اس واسطے کہ توڑنا ایک تختے کا کشتی کے تختوں سے واسطے دفع کرنے ظالم کے اس کے چھیننے سے اور جب اس کو چھوڑے تو تختے کو پھر اس میں ٹھوکا جائے جائز ہے عقل سے اور شرع سے لیکن جلدی کرنا موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ انکار کے باعتبار ظاہر کے تھا اور یہ مسلم کی ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ پس جب وہ ظالم آیا جو کشتیوں کو پکڑتا تھا اور اس کو پھٹی ہوئی پایا تو اس سے آگے بڑھا پھر اس کو درست کیا پس مستفاد ہوتا ہے اس سے واجب ہونا دیر کا انکار سے محتملات میں یعنی انکار میں جلدی نہ کرے ٹھہر جائے یہاں تک کہ اس کا نتیجہ معلوم ہو اور لیکن اس کا لڑکے کو مار ڈالنا سو شاید اس شرع میں تھا اور لیکن دیوار کا سیدھا کرنا تو وہ باب مقابلے برائی کے سے ہے ساتھ احسان کے واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَنْ سَأَلَ وَهُوَ قَآئِمٌ عَالِمًا جَالِسًا.
کسی عالم بیٹھے ہوئے کو کھڑا ہو کر مسئلہ پوچھنا جائز ہے۔

فائدہ: یہ اُس قبیل سے نہیں ہے جس قیام کی ممانعت حدیث میں یتمثل له الناس قیاما میں آئی ہے بلکہ یہ جائز ہے ساتھ شرط امن کے خود پسند سے۔

۱۲۰ ۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْقِتَالُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَإِنَّ أَحَدَنَا يُقَاتِلُ غَضَبًا وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً فَرَفَعَ إِلَيْهِ رَأْسَهٗ قَالَ وَمَا رَفَعَ إِلَيْهِ رَأْسَهٗ إِلَّا أَنَّهٗ كَانَ قَآئِمًا فَقَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

۱۲۰۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا سو اس نے کہا یارسول اللہ اللہ کے راہ میں لڑنا کیا ہے؟ اس لیے کہ بے شک ایک ہم میں کا لڑتا ہے واسطے غصہ کے اور لڑتا ہے واسطے عزت کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اپنے سر کو اٹھایا راوی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اپنے سر کو نہیں اٹھایا مگر اس واسطے کہ وہ کھڑا ہوا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس واسطے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو وہ راہِ الٰہی کا غازی ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جو لڑے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوامع الکلم سے ہے اس واسطے کہ جواب دیا ساتھ ایسے لفظ کے جو جامع

ہے سوال کے معنی کو ساتھ زیادتی کے اوپر اس کے اور اس حدیث میں شاہد ہے کہ واسطے حدیث اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کے اور یہ کہ نہیں ڈر ہے ساتھ کھڑے ہونے کے واسطے طالب حاجت کے وقت امن ہونے کے تکبر سے اور یہ کہ جو فضیلت کہ غازیوں کے حق میں ہو چکی ہے وہ خاص ہے ساتھ اس شخص کے جو اللہ کے دین کو بلند کرنے کے واسطے لڑے اور یہ کہ مستحب ہے متوجہ ہونا مسئول کا طرف سائل کی اور باقی شرح اس کی جہاد میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ السُّؤَالِ وَالْفُتْيَا عِنْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ. کنکریاں مارنے کے وقت سوال کرنا اور فتویٰ دینا۔

فائدہ: مقصود اس باب سے یہ ہے کہ کسی عالم کو ایسی حالت میں مسئلہ پوچھنا کہ وہ کسی عبادت میں مشغول ہو جائز ہے اور اس کا جواب دینا بھی جائز ہے یعنی جب تک کہ اس عبادت میں غرق نہ ہو اور یہ کہ جائز ہے کلام کرنا بیچ حالت کنکریوں مارنے وغیرہ احکام حج کے اور اعتراض کیا ہے بعض نے ترجمہ پر بایں طور کے نہیں حدیث میں یہ کہ پوچھنا مسئلہ کا واقع ہوا تھا بیچ حالت کنکر مارنے کے بلکہ اس میں ہے کہ وہ فقط اس کے پاس کھڑے تھے اور جواب دیا گیا ہے کہ بخاری بہت استدلال کرتا ہے ساتھ عموم کے پس واقع ہونا سوال کا نزدیک جمرہ کے عام تر ہے اس سے کہ ہو بیچ حال مشغول ہونے اس کے کی ساتھ کنکر مارنے کے یا بعد فراغت کے اس سے اور نیز اسمٰعیلی نے اعتراض کیا ہے پس کہا کہ نہیں فائدہ ہے بیچ ذکر کرنے مکان کے جس میں سوال واقع ہوا یہاں تک کہ اس کا جدا باب باندھے اور بر تقدیر اعتبار کرنے ایسی چیز کے پس چاہیے کہ اس طرح باب باندھا جائے بَابُ السّوال والمسئول علی الراحلہ اور ساتھ باب السؤال یوم النحر کے۔ میں کہتا ہوں لیکن فائدے کی نفی کرنی سو اس کا جواب تو پہلے گزر چکا ہے اور اس پر زیادہ کیا جاتا ہے یہ کہ سوال اس شخص کا جو نہیں پہچانتا حکم کو اس سے آپ کے فعل کی جگہ میں خوب ہے بلکہ واجب ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ عمل کا صحیح ہونا موقوف ہے اوپر معلوم کرنے کیفیت اس کی کے اور یہ کہ جائز ہے پوچھنا عالم کو اوپر راہ کے اس چیز سے کہ سائل کو اس کی حاجت ہو اس میں عالم پر کوئی نقص نہیں جبکہ جواب دے اور نہ سائل پر کوئی ملامت ہے اور نیز اس سے مستفاد ہوتا ہے دفع کرنا تو ہم اس شخص کا جو گمان کرتا ہے کہ تحقیق بیچ مشغول ہونے کے ساتھ سوال اور جواب کے نزدیک جمرہ کے تنگی کرنی ہے کنکر مارنے والوں پر اور یہ کہ اگرچہ اسی طرح ہے لیکن مستثنیٰ ہے منع سے وہ وقت جبکہ ہو سوال اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ حکم اس عبادت کے اور اوپر الزام اسماعیلی کا پس جواب اس کا یہ بھی ہے کہ اس نے باب باندھا ہے واسطے پہلے مسئلے کے سابق میں بَابُ الْفُتْيَا وَهُوَ وقف علی الدابۃ اور لیکن دوسرا مسئلہ پس شاید اس کی مراد مقابلہ کرنا مکان کا ہے ساتھ زمان کے اور یہ معقول ہے اگرچہ معلوم تھا کہ مسئلہ پوچھنا کسی دن کے ساتھ مقید اور خاص نہیں اور بلکہ ہر دن جائز ہے لیکن کبھی کوئی خیال کرنے والا خیال نہ کرے کہ عیدوں جو کھیل کا دن ہے تو اس میں علم کا مسئلہ پوچھنا منع ہے۔ (فتح)

۱۲۱ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ ۱۲۱۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْجَمْرَةِ وَهُوَ يُسْأَلُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ اٰخَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ قَالَ انْحَرْ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ.

نبی ﷺ کو پہاڑی کے نزدیک دیکھا اس حال میں کہ لوگ آپ سے مسائل پوچھتے تھے سو ایک شخص نے عرض کی کہ یارسول اللہ قربانی کی میں نے پہلے کنکریوں مارنے کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب کنکریاں مارلے اور نہیں کچھ گناہ اور دوسرے ایک شخص نے کہا کہ سر منڈایا میں نے پہلے قربانی کرنے کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب قربانی کرلے اور نہیں ہے کچھ گناہ پس رسول اللہ ﷺ کسی چیز سے نہیں پوچھے گئے جو مقدم یا مؤخر ہو مگر یہی فرمایا کہ اب کر لے اور کچھ گناہ نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ اپنے احکام حج کے ادا کرنے میں مشغول تھے مگر پھر بھی اسی حالت میں لوگ آپ سے مسائل پوچھتے تھے اور آپ بھی اسی حالت میں ان کو جواب دیتے تھے پس مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَا أُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا﴾.

باب ہے بیان میں قول اللہ تعالیٰ کے اور نہیں دیے گئے تم علم سے مگر تھوڑا۔

فائدہ: امام بخاری کا مطلب اس باب سے یہ ہے کہ بعض چیزیں ایسی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر کسی کو اطلاع نہیں دی ہے نہ کسی نبی کو اور نہ کسی ولی کو اور یہ بات من بعضہ سے ثابت ہوتی ہے اس لیے کہ اس سے معلوم ہوتا کہ بعض علم تم کو دیا گیا ہے اور بہت علم تم کو نہیں دیا گیا ہے۔

١٢٢ ـ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سُلَيْمَانُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَرِبِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى عَسِيْبٍ مَعَهُ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوْهُ لَا يَجِيْءُ

۱۲۲۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ کی ویران زمین میں چلا جارہا تھا اور حضرت ﷺ کھجور کے ایک عاصے سے (جو آپ کے ساتھ تھا) ٹیک لگائے تھے۔ سو حضرت ﷺ یہودیوں کی ایک جماعت پر گزرے سو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ اس سے یعنی پیغمبر اللہ سے روح کا حال پوچھو کہ یہ کیا چیز ہے؟ سو بعض نے تو کہا کہ اس سے مت پوچھو اس خوف کے واسطے کہ لائے اس میں ایسی چیز جس کو تم برا جانو یعنی اگر اس سے

فِيْهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُوْنَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَنَسْأَلَنَّهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ مَا الرُّوْحُ فَسَكَتَ فَقُلْتُ إِنَّهُ يُوْحٰى إِلَيْهِ فَقُمْتُ فَلَمَّا انْجَلٰى عَنْهُ قَالَ وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ وَمَا أُوْتُوْا مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا قَالَ الْأَعْمَشُ هٰكَذَا فِيْ قِرَآئَتِنَا.

سوال کرو تو شاید تم کو ایسا جواب دے کہ اس سے تم کو رنج ہو تو ان میں سے بعض نے کہا کہ مقرر ہم تو البتہ اس سے پوچھیں گے پس ان میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا سو اُس نے کہا اے ابو القاسم! (حضرت ﷺ کی کنیت ہے) روح کیا چیز ہے؟ پس حضرت ﷺ چپ رہے پس میں نے کہا کہ آپ کی طرف وحی ہوئی ہے پس میں کھڑا ہوا سو جب آپ سے وحی کی تکلیف دور ہوئی تو آپ نے یہ آیت پڑھ سنائی وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ آخر تک یعنی اور سوال کرتے ہیں تجھ کو روح سے کہہ دے کہ روح میرے رب کا حکم ہے یعنی انسان کا کلام نہیں ہے اور نہیں دے گئے وہ علم سے مگر تھوڑا۔

فائدہ: روح کی حقیقت و ماہیت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیا نہ کسی نبی کو نہ کسی ولی کو اس کی حقیقت کو وہ خود ہی جانتا ہے یہ جو کہا کہ میں کھڑا ہوا یعنی تا کہ میں آپ کے اور ان کے درمیان حائل ہوں اور یہ جو کہا کہ روح تو اکثر اس پر ہیں کہ سوال کیا انہوں نے حضرت ﷺ سے روح کی حقیقت کا جو جاندار چیزوں میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ قرآن سے اور بعض کہتے ہیں کہ بڑی مخلوق سے جو روحانی ہے اور اس کی تفصیل کتاب التفسیر میں آئے گی اگر چاہا اللہ نے اور صحیح تر یہ بات ہے کہ مقرر حقیقت روح کی اُن معلومات سے ہے جن کا علم اللہ نے کسی کو نہیں دیا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ تَرَكَ بَعْضَ الْاِخْتِيَارِ مَخَافَةَ أَنْ يَّقْصُرَ فَهْمُ بَعْضِ النَّاسِ عَنْهُ فَيَقَعُوْا فِيْ أَشَدَّ مِنْهُ.

بعض اختیاری امروں کا چھوڑ دینا اس خوف کے واسطے کہ بعض لوگوں کا فہم اس سے قاصر ہے یعنی اس کی ہمت اور علت کو نہ سمجھ سکیں پس اس سے زیادہ تر بلا میں پڑ جائیں یعنی فعل چیز مختار کا اور اس کے معلوم کروانے کا۔

۱۲۳ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَ لِيْ ابْنُ الزُّبَيْرِ كَانَتْ عَائِشَةُ تُسِرُّ إِلَيْكَ كَثِيْرًا فَمَا حَدَّثَتْكَ فِي الْكَعْبَةِ قُلْتُ قَالَتْ لِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۲۳۔ اسود سے روایت ہے کہ ابن زبیر نے مجھے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تجھ سے پوشیدہ باتیں کیا کرتی تھیں پس اس نے کعبے کے حال میں تجھ سے کیا حدیث بیان کی ہے میں نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ نزدیک نہ ہوتا یعنی ابھی نئے

يَا عَائِشَةُ لَوْلَا قَوْمُكِ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِكُفْرٍ لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ فَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ بَابٌ يَدْخُلُ النَّاسُ وَبَابٌ يَخْرُجُوْنَ فَفَعَلَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ.

مسلمان ہوئے ہیں اور ابھی تھوڑے دنوں سے کفر کو چھوڑا ہے ان کا اسلام اُن کے کفر کے زمانہ سے بہت قریب ہے تو البتہ میں کعبہ کو توڑ کر گرا دیتا اور اس کے دو دروازے بنا دیتا ایک دروازہ جس سے آدمی داخل ہوں اور ایک دروازہ جس سے آدمی باہر نکلیں پس ابن زبیر نے اس کو کیا یعنی اس کے دو دروازہ بنا دیے جیسے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا مگر بعد قتل ہونے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے حجاج نے پھر ویسے ہی اول طور سے اس کو بنوایا۔

فائدہ: یعنی قریش کعبے کی بڑی تعظیم کیا کرتے تھے سو فرمایا کہ یہ لوگ ابھی نئے مسلمان ہوئے ہیں اگر میں کعبہ کو توڑ ڈالوں تو خوف ہے کہ اس سبب سے گمان کریں کہ پیغمبر نے اس واسطے اس کی عمارت کو بدل ڈالا ہے تاکہ اس میں ان پر فخر کرے اور کعبہ کا فقط ایک دروازہ تھا اسی سے آدمی داخل ہوتے تھے اور اسی سے باہر نکلتے تھے سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ لوگوں کی آسانی کے واسطے دو دروازے بنا دیے جائیں لیکن اسی خوف سے نہ کیے کہ مبادا لوگ بدظن ہو جائیں یعنی جیسا کہ ابھی گزرا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے ترک کرنا مصلحت کا واسطے امن کے مفسدی میں واقع ہونے سے اور اسی قسم سے منکر کام پر انکار نہ کرنا واسطے خوف وقوع کے زیادہ تر منکر کام میں اس سے اور یہ کہ امام حاکم معاملہ کرے ساتھ رعیت اپنی کے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ان کی اصلاح ہو اگرچہ مفضول ہو جب تک کہ حرام نہ ہو۔ (فتح) یا اس خوف سے کہ مبادا اسلام سے پھر نہ جائیں۔

بَابُ مَنْ خَصَّ بِالْعِلْمِ قَوْمًا دُوْنَ قَوْمٍ كَرَاهِيَةَ أَنْ لَّا يَفْهَمُوْا.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو ایک قوم کو علم سکھائے اور دوسری قوم کو نہ سکھائے واسطے خوف اس بات کے کہ نہ سمجھ سکیں پس خرابی میں پڑ جائیں۔

فائدہ: یہ ترجمہ قریب ہے پہلے ترجمہ سے لیکن یہ اقوال میں ہے اور وہ افعال میں تھا یا دونوں میں۔ (فتح)

١٢٤ - وَقَالَ عَلِيٌّ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُوْنَ أَتُحِبُّوْنَ أَنْ يُكَذَّبَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مَعْرُوْفِ بْنِ خَرَّبُوْذٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ عَلِيٍّ بِذٰلِكَ.

۱۲۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کلام کرو لوگوں سے ساتھ اس چیز کے جس کو سمجھ سکیں کیا دوست رکھتے ہو اس بات کو کہ اللہ اور رسول کی تکذیب ہو یعنی جب تم لوگوں سے ایسی بات بیان کرو گے جس کی حقیقت وہ سمجھ نہ سکیں تو اس کو نہیں مانیں گے بلکہ اللہ اور رسول کی تکذیب کریں گے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ چھوڑ دو جس سے وہ انکار کریں یعنی جس چیز کا سمجھنا اُن پر مشتبہ ہو اور اس میں دلیل ہے اُس پر کہ نہیں لائق ہے ذکر کرنا متشابہ چیز کا نزدیک عام لوگوں کے اور اسی طرح ہے قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا کہ نہیں تو بیان کرے گا کسی قوم سے جس کو وہ سمجھ نہ سکیں مگر کہ بعض کے واسطے فتنہ ہوگا اور ان لوگوں میں سے جو مکروہ جانتے ہیں حدیث بیان کرنے کو ساتھ بعض حدیثوں کے سوائے بعض کے احمد ہیں ان حدیثوں میں جن کا ظاہر خارج ہونا ہے بادشاہ پر اور مالک ہیں صفات باری کی حدیثوں میں اور ابو یوسف غرائب میں اور ان سے پہلے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ پہلے گزرا اس سے دو جوابوں میں اور یہ کہ مراد وہ چیز ہے جو واقع ہوگی فتنوں سے اور مانند اس کی ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اور حسن سے روایت ہے کہ اس نے انکار کیا بیان کرنے انس رضی اللہ عنہ کے سے واسطے حجاج کے ساتھ قصے عرینیوں کے اس واسطے کہ ٹھہرایا اُس نے اس کو وسیلہ طرف اس چیز کی کہ تھا اعتقاد کرتا اُس پر مبالغہ سے بیچ خونریزی کے ساتھ تاویل اپنی واہی کے اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ ہو ظاہر حدیث کا قوی کرتا بدعت کو اور در اصل اس کا ظاہر مراد نہ ہو پس باز رہنا اس سے نزدیک اس شخص کی کہ خوف ہو اس پر لینا ساتھ ظاہر حدیث کے مطلوب ہے۔ (فتح)

۱۲۵ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلَاثًا قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا أُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا قَالَ إِذًا يَّتَّكِلُوْا وَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأَثُّمًا.

۱۲۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے سوار تھے اے معاذ بن جبل۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ میں حاضر ہوں آپ کی خدمت میں اور حاضر ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ پھر معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ میں حاضر ہوں آپ کی خدمت میں اور حاضر ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ پھر معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ میں حاضر ہوں خدمت میں اور حاضر ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا آدمی نہیں جو اس بات کی گواہی دیتا ہو اپنے سچے دل سے کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوا اللہ کے اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بندہ ہے اور اس کا رسول ہے مگر یہ کہ اس پر اللہ دوزخ حرام کر دے گا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول پس کیا نہ خبر دوں میں ساتھ اس کے لوگوں کو پس خوش وقت ہو جائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت اعتقاد کر بیٹھیں گے یعنی عمل سے باز رہیں گے واسطے اعتماد کرنے کے اس کے ظاہر پر پس معاذ رضی اللہ عنہ نے

خبر دی اس بشارت کی نزدیک مرنے اپنے کے واسطے خوف
کے گناہ سے یعنی اس واسطے کہ دین کی بات کو چھپانا منع ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ گواہی دیتا ہوں اپنے سچے دل سے تو اس میں احتراز ہے منافق کی گواہی سے اور ظاہر اس حدیث کا تقاضا کرتا ہے اس بات کو کہ جو دونوں شہادتوں کی گواہی دیں ان میں کوئی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے عام کرنے اور تاکید کرنے سے لیکن دلالت کی ہے دلائل نے جو اہل سنت کے نزدیک قوی اور قطعی ہیں کہ گنہگار مسلمانوں میں سے ایک گروہ دوزخ میں عذاب کئے جائیں گے پھر شفاعت کے ساتھ دوزخ سے نکالے جائیں گے پس معلوم ہوا کہ اس کا ظاہر مراد نہیں سو جیسے فرمایا کہ یہ مقید ہے ساتھ اس شخص کے جو نیک عمل کرے اور واسطے سبب پوشیدہ رہنے کے اس بات کی نہ اجازت ہوئی معاذ رضی اللہ عنہ کو اس کی ساتھ خوشخبری دینے کے اور علماء نے اس اعتراض کے کئی جواب دیے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کا مطلق مقید ہے ساتھ اس شخص کے جو کہے اس کو تائب ہو کر پھر اس پر مر جائے اور ایک یہ ہے کہ یہ حکم فرائض کے اترنے سے پہلے تھا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے اور اس کی صحبت اکثر فرائض کے اترنے سے پیچھے ہے اور ایک یہ کہ یہ حدیث باعتبار غالب کے وارد ہوئی ہے اس واسطے کہ اکثر اوقات ایسا ہی ہے کہ موحد نیک عمل کرتا ہے اور گناہ سے پرہیز کرتا ہے اور ایک یہ کہ مراد ساتھ حرام ہونے اس کے کی آگ پر یہ ہے کہ اس کا اس میں ہمیشہ رہنا حرام ہے نہ یہ کہ اس میں داخل ہونا بھی حرام ہے اور ایک یہ کہ مراد وہ آگ ہے جو محض کافروں کے واسطے تیار ہوئی نہ وہ طبقہ جو محض گنہگار مسلمانوں کے واسطے علیحدہ تیار ہوا اور ایک یہ کہ مراد ساتھ حرام ہونے اس کے آگ پر حرام ہونا سارے بدن اس کے کا ہے یعنی آگ سارے بدن کو نہ جلائے گی بلکہ بعض بدن کو جلائے گی اس واسطے کہ آگ مسلمان کے سجدہ کی جگہ کو نہ جلائے گی جیسا کہ شفاعت کی حدیث میں ثابت ہو چکا ہے کہ یہ آگ پر حرام ہے او اسی طرح زبان اس کی جو توحید کے ساتھ بولنے والی ہے اور علم اللہ کے نزدیک ہے اور یہ جو کہا کہ عمل سے باز رہیں گے تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو بشارت دینے کی اجازت دی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس سے ملے پس کہا کہ جلدی مت کر پھر اندر آئے سو عرض کی کہ یا حضرت آپ کی رائے افضل ہے لیکن جب لوگ اس کو سنیں گے تو اس پر اعتماد کر کے عمل سے باز رہیں گے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو منع کیا اور یہ بات معدود ہے عمر رضی اللہ عنہ کی موافقات سے اور اس میں جائز ہونا اجتہاد کا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اور استدلال کیا ہے بعض اشاعرہ نے ساتھ اس قول کے کہ عمل سے باز رہیں گے اس پر کہ بندے کے واسطے اختیار ہے کہ کما سبق اور یہ جو کہا تأثما تو اس کے معنی ہیں واسطے خوف واقع ہونے کے گناہ میں اور مراد وہ گناہ ہے جو دین کی بات چھپانے سے حاصل ہوتا ہے اور دلالت کی معاذ رضی اللہ عنہ کے فعل نے اس پر کہ اس نے معلوم کیا کہ ممانعت بشارت دینے کی تنزیہ پر محمول ہے نہ تحریم پر

نہیں تو اس کی کبھی خبر نہ دیتے معلوم کیا اس نے کہ نہی مقید ہے ساتھ تکیہ کرنے کے پس خبر دی ساتھ اس کے اس شخص کو جس پر اس بات کا خوف نہ تھا اور جب قید دور ہوئی تو مقید بھی دور ہوا اور پہلا احتمال زیادہ تر موجہ ہے اس واسطے کہ تاخیر کیا اس کو اپنی موت کے وقت تک اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سوار ہونا پیچھے ایک دوسرے کے ایک سواری پر اور بیان حضرت ﷺ کی تواضع کا اور مرتبے معاذ رضی اللہ عنہ کے کا علم سے اس واسطے کہ خاص کیا اس کو ساتھ اُس چیز کے کہ مذکور ہوئی اور اس میں جواز استفسار طالب کا ہے اس چیز سے کہ اُس میں تردد کرے اور اجازت لینی اس کی بیچ اشاعت اس چیز کے کہ اس کو تنہا جانتا تھا۔ (فتح)

۱۲۶ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ ذُكِرَ لِيْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ أَلَا أُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ لَا إِنِّيْ أَخَافُ أَنْ يَّتَّكِلُوْا.

۱۲۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے پاس کسی نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو فرمایا جو شخص اللہ کو ملے اس حال میں کہ نہ شریک ٹھہراتا ہو ساتھ اس کے کسی چیز کو داخل ہوگا بہشت میں معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا نہ خبر دوں میں ساتھ اس کے لوگوں کو حضرت ﷺ نے فرمایا نہ اس لیے کہ میں خوف کرتا ہوں کہ اعتماد کریں گے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ نے اس علم کے ساتھ فقط معاذ رضی اللہ عنہ کو خاص کیا اور دوسروں کو بتلانے کی اجازت نہ دی کہ اس پر اعتماد کر کے اپنے دین کو تباہ نہ کر بیٹھیں اور یہ جو کہا کہ اللہ سے ملے یعنی مرتے دم تک اور احتمال ہے کہ مراد بعثت ہو یا اللہ کا دیدار ہو آخرت میں اور یہ جو کہا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو صرف نفی شرک پر اقتصار کیا اس واسطے کہ وہ استدعا کرتا ہے اثبات رسالت کو ساتھ لزوم کے اس واسطے کہ جس نے رسول کو جھٹلایا اس نے اللہ کو جھٹلایا اور جس نے اللہ کو جھٹلایا وہ مشرک ہے یا وہ مانند قول قائل کے ہے کہ جس نے وضو کیا اس کی نماز صحیح ہوئی یعنی ساتھ باقی شرطوں کے پس مراد وہ شخص ہے کہ مرے اس حال میں کہ ایمان لانے والا ہو ساتھ تمام اس چیز کے کہ واجب ہے ایمان لانا ساتھ اس کے اور نہیں آپ کے قول میں کہ بہشت میں داخل ہوگا اشکال سے وہ چیز کہ گزر چکی ہے سیاق ماضی میں اس واسطے کہ وہ عام تر ہے اس سے کہ ہو پہلے عذاب کرنے کے یا بعد اس کے اور یہ جو کہا کہ خبر دی ساتھ اس کے معاذ رضی اللہ عنہ نے وقت مرنے اپنے کے واسطے خوف واقع ہونے کے گناہ میں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خوف کیا معاذ رضی اللہ عنہ نے گناہ سے جو مترتب ہوتا ہے اوپر چھپانے علم کے اور اگر کوئی سوال کرے کہ جب حضرت ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو اس کی بشارت دینے سے منع کر دیا تھا تو پھر معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے مرنے کے وقت لوگوں کو اس کی خبر کیوں دی تو اس کا جواب یہ ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی گئی تھی کہ منع کرنے سے حضرت ﷺ کا مقصود حرام کرنا نہیں اس دلیل سے کہ حضرت ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حکم کیا

کہ لوگوں کو اس کی خوشخبری دے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کو ملے اور اس کو روکا اور کہا کہ اے ابو ہریرہ! پھر جا اور اس کے پیچھے حضرت ﷺ پر داخل ہوئے سو عرض کیا کہ یا حضرت! یہ کام نہ کیجیے سو بے شک میں ڈرتا ہوں کہ لوگ عمل سے باز رہیں سو آپ ان کو چھوڑ دیجیے کہ عمل کریں فرمایا پس چھوڑ ان کو سو یہ جو حضرت ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ عمل سے باز رہیں تو یہ فرمانا آپ کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قصے کے بعد تھا پس ہوگی ممانعت واسطے مصلحت کے نہ واسطے حرام کرنے کے پس اسی واسطے خبر دی ساتھ اس کے معاذ رضی اللہ عنہ نے واسطے عام ہونے آیت کے ساتھ حکم پہنچانے کے اور اللہ خوب جانتا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْحَيَآءِ فِي الْعِلْمِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ مُسْتَحْيٍ وَلَا مُسْتَكْبِرٌ وَقَالَتْ عَائِشَةُ نِعْمَ النِّسَآءُ نِسَآءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَآءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّيْنِ.

علم سیکھنے میں حیا کرنا بہت برا ہے اور مجاہد نے کہا کہ حیا کرنے والا اور تکبر کرنے والا علم نہیں سیکھے گا بلکہ اس سے محروم رہ جائے گا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اچھی عورتیں انصار کی ہیں کہ دین کی بات سمجھنے میں شرم نہیں کرتیں بلکہ خوب کھل کر کے پوچھ لیتی ہیں۔

فائدہ: یعنی حکم شرمانے کا علم میں اور پہلے گزر چکا ہے کہ حیا ایمان سے ہے اور وہ ایمان شرعی ہے جو واقع ہوتا ہے اوپر وجہ احلال اور احرام کے واسطے بڑے لوگوں کے اور وہ خوب ہے اور اوپر جو واقع ہو سبب واسطے ترک کرنے امر شرعی کے تو وہ مذموم ہے اور وہ شرعی حیا نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ وہ ضعف اور سستی ہے اور یہی مراد ہے ساتھ قول مجاہد کے کہ شرمانے والا علم کو نہیں سیکھتا اور لا مجاہد کی کلام میں نفی کے واسطے ہے نہی کے واسطے نہیں اور اسی واسطے يَتَعَلَّمُ کا میم مضموم ہے اور شاید اس کی مراد رغبت دلانا طالب علموں کا ہے اوپر ترک کرنے عجز اور تکبر کے اس واسطے کہ ہر ایک دونوں میں سے تعلیم میں نقصان پیدا کرتا ہے۔ (فتح)

۱۲۷ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَآءَ تْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَتِ

۱۲۷۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا رسول اللہ بے شک اللہ حق بات سے شرم نہیں کرتا پس کیا عورت پر غسل ہے جب کہ اس کو احتلام ہو پس نبی ﷺ نے فرمایا ہاں جب کہ دیکھے منی کو پس ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے منہ کو ڈھانکا یعنی بہ سبب شرم کے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے اللہ کے رسول کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے یعنی اس کی بھی منی ہوتی ہے اور مانند مرد کی اس سے نکلتی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں خاک آلود ہو

الْمَآءَ فَغَطَّتْ أُمُّ سَلَمَةَ تَعْنِي وَجْهَهَا وَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوَ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ قَالَ نَعَمْ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا.

داہنا ہاتھ تیرا پس کس سبب سے ہم شکل ہوتا ہے اس سے بچہ اُس کا۔

فائدہ: یہ جو آپ نے فرمایا کہ خاک آلود ہو ہاتھ تیرا اس کا معنی سخت فقر کا ہے لیکن یہاں حقیقی معنی اس کے مراد نہیں ہیں یہ کلمہ عرب کی زبان میں بہت بولا جاتا ہے اس کو تعجب کے وقت بولتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم سیکھنے میں حیا کرنا بہت برا ہے اور یہ جو کہا کہ بے شک اللہ حق سے نہیں شرماتا یعنی نہیں حکم کرتا ساتھ شرمانے کے حق بات میں اور پہلے ام سلیم رضی اللہ عنہا نے یہ کلام کیا واسطے بیان کرنے عذر اپنے کی بیچ ذکر کرنے اس چیز کے کہ شرماتی ہیں عورتیں ذکر کرنے اس کے سے روبرو مردوں کے اور اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا کہ تو نے عورتوں کو رسوا کیا جیسا کہ صحیح مسلم میں ثابت ہو چکا ہے اور یہ جو کہا کہ جب کہ اس کو احتلام ہو یعنی خواب میں دیکھے کہ کوئی مرد اس سے جماع کرتا ہے اور یہ جو کہا کہ جب کہ منی کو دیکھے تو یہ دلالت کرتا ہے اوپر تحقیق ہونے وقوع اس کے کی اور یہ جو منی کا دیکھنا نہانے کے واسطے شرط ٹھہرایا گیا تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ جب منی کو نہ دیکھے تو اس پر نہانا واجب نہیں اور یہ جو کہا کہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے تو بعض کہتے ہیں کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ بعض عورتوں کو احتلام ہوتا ہے اور بعض کو نہیں ہوتا اسی واسطے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس سے انکار کیا لیکن جواب دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس نے بالکل منی کے وجود کا انکار کیا تھا اسی واسطے اس پر انکار کیا گیا اور یہ جو کہا کہ تیرا ہاتھ خاک آلود ہو تو اس کا ظاہر مراد نہیں بلکہ مراد اس سے زجر اور جھڑک ہے۔ (فتح)

۱۲۸ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَهِيَ مَثَلُ الْمُسْلِمِ حَدِّثُوْنِيْ مَا هِيَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِيْ شَجَرِ الْبَادِيَةِ وَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ أَنَّهَا النَّخْلَةُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَاسْتَحْيَيْتُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنَا بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَحَدَّثْتُ أَبِيْ بِمَا وَقَعَ

۱۲۸۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک درختوں میں سے ایک ایسا درخت ہے جس کے پتے نہیں گرتے وہ درخت مسلمان کی مثال ہے بتلاؤ مجھ کو وہ کون درخت ہے؟ سو لوگ جنگل کے درختوں میں سوچنے لگے اور میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں شرم سے نہ کہہ سکا لوگوں نے کہا یارسول اللہ ہم کو وہ درخت بتلا دیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو بات میرے دل میں آئی تھی وہ میں نے اپنے باپ سے بیان کی سو میرے باپ نے کہا کہ کہنا تیرا اس کو زیادہ تر محبوب تھا طرف

فِیْ نَفْسِیْ فَقَالَ لَأَنْ تَکُوْنَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ أَنْ یَکُوْنَ لِیْ کَذَا وَکَذَا.

میری اس سے کہ ہو واسطے میرے اتنا اتنا مال۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم کے ابتداء میں گزر چکی ہے اور وارد کیا اس کو اس جگہ واسطے قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ میں شرمایا اور واسطے افسوس کرنے عمر رضی اللہ عنہ کے اس پر کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات کیوں نہ کہی تا کہ ظاہر ہوتی فضیلت اس کی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کا فوت ہونا لازم آیا اور جب وہ شرمایا تھا واسطے تعظیم ان لوگوں کے جو اس سے بزرگ تر تھے تو اس کے واسطے ممکن تھا کہ اس کو اپنے غیر سے پوشیدہ ذکر کرتا تا کہ وہ اس کی طرف سے اس کے ساتھ خبر دیتا پس جمع کرتا درمیان دونوں مصلحتوں کے پس اسی واسطے پیچھے لایا اس کے بخاری ساتھ باب اس شخص کے جو شرمائے اور اپنے غیر کو پوچھنے کا حکم کرے اور وارد کی اس میں حدیث علی رضی اللہ عنہ کی کہ مجھ کو بہت مذی آیا کرتی تھی اور مذی ایک پانی ہے اور ملاعبت کے وقت مرد سے نکلے اور اس کی شرح آئندہ بھی آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اسْتَحْیَا فَأَمَرَ غَیْرَهٗ بِالسُّؤَالِ.

جو شخص خود شرم کرے اور دوسرے کو مسئلہ پوچھنے کا حکم کرے اس کا بیان۔

١٢٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوٗدَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُنْذِرٍ الثَّوْرِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّةِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ قَالَ کُنْتُ رَجُلًا مَذَّآءً فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ أَنْ یَّسْأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهٗ فَقَالَ فِیْهِ الْوُضُوْءُ.

١٢٩۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھا میں ایک مرد بہت مذی ڈالنے والا پس میں نے مقداد رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے کا حکم کیا پس اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا سو آپ نے فرمایا کہ اس میں وضو ہے یعنی فقط اس میں وضو کرنا آتا ہے غسل واجب نہیں ہوتا۔

بَابُ ذِکْرِ الْعِلْمِ وَالْفُتْیَا فِی الْمَسْجِدِ.

مسجد میں علم کا ذکر کرنا اور فتوے دینا۔

فائدہ: یعنی سکھلانا علم کا اور فتویٰ دینا مسجد میں اور اشارہ کیا گیا ہے ساتھ اس باب کے طرف ردّ کی اس شخص پر جو اس میں توقف کرتا ہے واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوتا ہے بحث میں آوازیں بلند کرنے سے پس تنبیہ کی جواز پر۔

١٣٠ ـ حَدَّثَنِیْ قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ مَوْلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَامَ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ أَیْنَ تَأْمُرُنَا أَنْ نُّهِلَّ فَقَالَ

١٣٠۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد نبوی میں کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا رسول اللہ آپ ہم کو کس جگہ سے احرام باندھنے کا حکم فرماتے ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احرام باندھیں مدینے والے ذی الحلیفہ سے اور احرام باندھیں شام والے جحفہ سے اور احرام باندھیں نجد والے قرن

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِى الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَيَزْعُمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ لَمْ أَفْقَهْ هٰذِهٖ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ گمان کرتے ہیں لوگ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور احرام باندھیں یمن والے یلملم سے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ میں اس لفظ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سمجھتا ہوں یعنی یلملم کا مقرر کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے نہیں ہے۔

فائدہ: یعنی جب حج اور عمرے کی نیت سے ان تین مقاموں پر پہنچے تو وہاں سے احرام باندھے اور ہند وغیرہ ملکوں کا میقات یلملم ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ سوال حج کے مقاموں سے تھا پہلے سفر کے مدینے سے۔

بَابُ مَنْ أَجَابَ السَّآئِلَ بِأَكْثَرَ مِمَّا سَأَلَهُ.

باب ہے بیان میں اس کے جو سائل کو اس کے سوال سے زیادہ جواب دے یعنی کسی شخص نے فقط ایک ہی مسئلہ پوچھا تو اس کو وہ مسئلہ بھی بتلا دیا اور اس کے ساتھ اور کئی مسئلے بھی اس کو بتلا دیے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ غرض اس باب سے تنبیہ ہے اس پر کہ مطابق ہونا جواب کا واسطے سوال کے لازم نہیں بلکہ اگر سوال خاص ہو اور جواب عام ہو تو بھی جائز ہے اور محمول ہوگا حکم اوپر عموم لفظ کے نہ اوپر خاص ہونے سبب کے اس واسطے کہ وہ جواب ہے اور زیادہ فائدہ ہے اور اسی سے پکڑا جاتا ہے کہ فتویٰ دینے والے سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور مفتی کے نزدیک احتمال ہو کہ سائل ذریعہ پکڑنے والا ساتھ جواب اس کے کی کہ طرف اس کی بڑھا دے اس کی طرف غیر محل سوال کے تو اس پر متعین ہے کہ جواب میں تفصیل کرے اور اسی واسطے کہا کہ اگر جوتا نہ پائے تو گویا اس نے سوال کیا حالت اختیار سے پس جواب دیا اس کو اس سے اور زیادہ کیا اس کو جواب میں حالت اضطراری یعنی حالت بے اختیاری کی اور نہیں اجنبی سوال سے اس واسطے کہ سفر کی حالت اس کو تقاضا کرتی ہے اور اوپر جو واقع ہوا ہے بہت اصول والوں کی کلام میں کہ واجب ہے کہ جواب سوال کے مطابق ہو تو نہیں مراد ساتھ مطابق ہونے کے نہ زیادہ ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ ہو جواب فائدہ دینے والا واسطے اس حکم کے پوچھا گیا ہے اس سے یہ بات ابن دقیق العید نے کہی ہے اور نیز حدیث میں پھرنا ہے اس چیز سے کہ بند نہیں طرف اس چیز کی کہ بند ہے واسطے چاہنے اختصار کے اس واسطے کہ سائل نے سوال کیا تھا کہ کیا پہنے تو جواب دیا گیا ساتھ اس چیز کے کہ نہ پہنے اس واسطے کہ اصل سب چیزوں میں اباحت ہے یعنی در اصل سب چیزیں حلال اور جائز ہیں مگر جس کا حرام ہونا کسی

دلیل سے ثابت ہوا گر گنے جاتے وہ کپڑے جو پہنے جاتے ہیں تو البتہ دراز ہوتا جواب بلکہ امن نہ تھا اس سے کہ سند پکڑیں بعض سننے والے ساتھ مفہوم اس کے کی پس گمان کرتے خاص ہونے اس کے کو ساتھ احرام والے کے اور نیز پس مقصود وہ چیز ہے کہ حرام ہے پہننا اس کا اس واسطے کہ نہیں واجب ہے واسطے اس کے لباس مخصوص بلکہ اوپر اس کے ہے کہ پرہیز کرے چیز خاص سے۔

خاتمہ: ابن رشید نے کہا کہ ختم کیا ہے بخاری نے کتاب العلم کو ساتھ باب اس شخص کے جو جواب دے سائل کو اکثر چیز اس کے سوال سے واسطے اشارہ کرنے کے اس سے طرف اس کی کہ بے شک وہ پہنچاتا ہے نہایت کو جواب میں واسطے عمل کرنے کے ساتھ خیر خواہی کے اور واسطے اعتماد کرنے کے اوپر نیت صحیح کے۔ (فتح)

۱۳۱ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ الْوَرْسُ أَوِ الزَّعْفَرَانُ فَإِنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ.

۱۳۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا کہ کیا کپڑا پہنے محرم سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ پہنے کرتہ کو اور نہ عمامہ کو اور نہ پاجامہ کو اور نہ ٹوپی کو اور نہ اس کپڑے کو جس کو ورس یا زعفران لگا ہو سو اگر دو جوتے میسر نہ ہوں تو چاہیے کہ دو موزے پہنے اور چاہیے کہ کاٹے ان دونوں کو یہاں تک کہ دونوں ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔

فائدہ: ورس ایک قسم کی گھاس ہے زرد رنگ مشابہ زعفران سے اس سے کپڑے رنگتے ہیں سو اس سے کپڑا رنگا ہوا منع ہے اور حضرت ﷺ سے اس شخص نے فقط ایک بات پوچھی تھی کہ محرم کس کپڑے کو پہنے سو حضرت ﷺ نے اس ایک بات کے ساتھ اور کئی مسائل بھی بیان فرما دیے کہ فلاں فلاں کپڑا پہننا منع ہے اور موزوں کو ٹخنے سے نیچے کاٹ لے اسی سے ضمناً جواب معلوم ہو گیا یعنی گویا کہ آپ نے اس کو یہ فرمایا کہ ان کپڑوں کے سوا جو کپڑا ہے وہ پہننا جائز ہے۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْوُضُوْءِ

کتاب ہے وضو کے بیان میں

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوُضُوْءِ.

باب ہے بیان میں وضو کے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُؤُوْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت شریف کی تفسیر کے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب کھڑے ہو تم طرف نماز کی پس دھوؤ تم اپنے مونہوں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں کا اور پاؤں کا ٹخنوں تک۔

فائدہ: مراد ساتھ وضو کے ذکر کرنا احکام اس کے کا ہے اور شرطوں اس کی کا اور صفت اس کی کا اور مقدمات اس کے کا اور وضو ساتھ پیش واؤ کے فعل ہے اور ساتھ زبر واؤ کے وہ پانی ہے کہ وضو کیا جائے ساتھ اس کے مشہور قول پر اور وضو مشتق ہے وضاءت سے اور وضو کا نام وضو اس واسطے رکھا گیا ہے کہ نمازی پاک وصاف ہوتا ہے ساتھ اس کے سو ہو جاتا ہے وضئ یعنی خوب صورت اور اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ قول اپنے کے مَا جَاءَ طرف اختلاف سلف کی آیت کے معنی میں سو اکثر سلف کا یہ قول ہے کہ تقدیر یوں ہے کہ جب کھڑے ہو تم طرف نماز کو بے وضو ہونے کی حالت میں اور علماء کہتے ہیں کہ بلکہ امر اپنے عموم پر ہے بغیر مقدر کرنے حذف کے یعنی جب نماز کے واسطے کھڑا ہو تو وضو کرے لیکن بے وضو کے حق میں واسطے واجب کرنے کے ہے اور باوضو کے حق میں واسطے استحباب کے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ پہلے ہر ایک کے واسطے وضو واجب تھا پھر منسوخ ہوا پس ہو گیا مستحب اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کی جو احمد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ وضو کرنے کے واسطے ہر نماز کے باوضو ہو یا بے وضو پھر جب اصحاب پر امر دشوار ہوا تو وضو کو ان کے سر سے معاف کیا مگر بے وضو ہونے سے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ ہر نماز کے وقت وضو کیا کرتے تھے پھر جب فتح مکہ کا دن ہوا تو آپ نے سب نمازیں ایک وضو سے پڑھیں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ بے شک آپ نے ایسا کام کیا کہ آپ اس کو نہیں کیا کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جان بوجھ کر کیا یعنی واسطے بیان جواز کے اور نیز اختلاف کیا ہے علماء نے وضو کے واجب کرنے والی چیزوں میں سو بعض کہتے ہیں کہ واجب ہوتا ہے ساتھ حدث کے یعنی بے وضو ہونے کے وقت یعنی جب بے وضو ہو اسی وقت وضو کرے اور بعض کہتے

ہیں کہ ساتھ حدث کے اور ساتھ کھڑے ہونے کے طرف نماز کی دونوں کے اور ترجیح دی ہے اس کو ایک جماعت نے شافعیوں سے اور بعض کہتے ہیں کہ واجب ہوتا ہے وضو ساتھ کھڑے ہونے کے طرف نماز کی فقط اور دلالت کرتی ہے واسطے اس کے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو تو وضو کرنے کا صرف اسی وقت حکم ہوا ہے جب کہ میں نماز کی طرف کھڑا ہوں اور استنباط کیا ہے بعض علماء نے آیت ﴿اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ﴾ سے واجب کرنا نیت کا وضو میں اور اس واسطے کہ تقدیر یہ ہے کہ جب تم ارادہ کرو کھڑے ہونے کا طرف نماز کی تو وضو کرو اس کے واسطے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس آیت کے جو کہتا ہے کہ وضو پہلے پہل مدینے میں فرض ہوا اور اپر اس سے پہلے پس نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے اتفاق اہل سیر کا کہ جماع سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مکے میں فرض ہوا تھا جیسے کہ نماز فرض ہوئی اور یہ کہ آپ نے کبھی بے وضو نماز نہیں پڑھی اور حاکم نے مستدرک میں کہا کہ اہل سنت کو حاجت ہے طرف دلیل رد کی اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ سورۂ مائدہ کی آیت کے اترنے سے پہلے وضو نہ تھا پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوئیں اور وہ روتی تھیں سو کہا کہ قریش کے اس گروہ نے آپس میں قول قرار کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مار ڈالیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس پانی لاؤ سو آپ نے وضو کیا میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث صلاحیت رکھتی ہے رد کی اس شخص پر جو انکار کرتا ہے موجود ہونے وضو کے سے پہلے ہجرت کے مطلق نہ اس شخص پر جو انکار کرتا ہے اس کے واجب ہونے سے اس وقت اور جزم کیا ہے ابن جہم مالکی نے ساتھ اسکے کہ ہجرت سے پہلے وضو مستحب تھا اور جزم کیا ہے ابن حزم نے ساتھ اس کے کہ نہیں مشروع ہوا وضو مگر مدینے میں اور رد کیا گیا ہے دونوں پر ساتھ اس حدیث کے جو ابن لہیعہ نے مغازی میں روایت کی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو سکھایا وقت نازل ہونے اس کے کہ اوپر آپ کے ساتھ وحی کے یعنی جب پہلے پہل وحی اتری تو اس وقت وضو فرض ہوا۔ (فتح)

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَبَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ فَرْضَ الْوُضُوْءِ مَرَّةً مَرَّةً وَتَوَضَّأَ أَيْضًا مَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَكَرِهَ أَهْلُ الْعِلْمِ الْإِسْرَافَ فِيْهِ وَأَنْ يُّجَاوِزُوْا فِعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ فرض وضو کا ایک ایک دفعہ دھونا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہے دو بار بھی اور تین بار بھی اور اس پر زیادہ نہیں کیا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو بار بھی دھویا ہے اور تین تین بار بھی دھویا ہے اور اہل علم نے اسراف کو یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بڑھ جانے کو (جیسے چار چار دفعہ ہو) برا جانا ہے۔

فائدہ: مقصود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس سے یہ ہے کہ اس آیت سے تو ہر ایک عضو کا ایک ایک بار دھونا معلوم ہوتا ہے

پس امام بخاری رحمہ اللہ نے اس تعلیق کے لانے کے ساتھ اشارہ کیا ہے طرف اس بات کی کہ دو دو بار یا تین تین بار دھونا سنت ہے یا مستحب ہے اس لیے کہ فعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر اوقات میں سنت اور استحباب کے واسطے ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ فرض وضو کا ایک ایک بار دھونا ہے تو احتمال ہے کہ یہ اشارہ ہو طرف حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ایک ایک بار اور وہ بیان ہے واسطے مجمل آیت کے ساتھ فعل کے اس واسطے کہ امر فائدہ دیتا ہے طلب ایجاد حقیقت کو یعنی حقیقت کو پیدا کرنا اور نہیں معین ساتھ عدد کے پس بیان کیا شارع نے کہ ایک دھونا واجب ہے اور جو اس پر زیادہ ہو وہ واسطے استحباب کے ہے اور اس کے موافق آئندہ حدیثیں آئیں گی اور دو دو اور تین تین بار وضو کرنے کی حدیثیں آئندہ آئیں گی اور یہ جو کہا کہ تین بار پر زیادہ نہیں کیا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں آیا کسی حدیث میں مرفوع حدیثوں سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی صفت میں وارد ہوئیں ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار سے زیادہ وضو کیا ہو بلکہ وارد ہوئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مذمت اس شخص کی جو اس پر زیادہ کرے جیسا کہ ابو داؤد وغیرہ میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تین تین بار پھر فرمایا کہ جس نے اس سے زیادہ کیا یا کم کیا اس نے برا کیا اور ظلم کیا اور اس کی سند کھری ہے لیکن کہا ہے مسلم نے بیچ جملے اس چیز کے کہ انکار کیا گیا ہے عمرو بن شعیب پر اس واسطے کہ اس کا ظاہر تین سے کم ہونے کی مذمت ہے اور جواب یہ ہے کہ برائی متعلق ہے ساتھ کم ہونے کے اور ظلم ساتھ زیادہ ہونے کے اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں حذف ہے اس کی تقدیر یہ ہے کہ جو کم کرے ایک بار سے اور اس کی تائید کرتی ہے وہ چیز جو ایک روایت میں آئی ہے کہ جو ایک بار سے کم کرے یا تین بار سے زیادہ کرے وہ خطا کار ہے اور نیز اس حدیث کا یہ جواب ہے کہ نقص کے ذکر پر راویوں کا اتفاق نہیں بلکہ اکثر راویوں نے صرف اتنا ہی روایت کیا ہے کہ جو زیادہ کرے اور عجیب چیزوں سے ہے جو شیخ ابو حامد نے بعض علماء سے حکایت کی ہے کہ نہیں جائز ہے کم کرنا تین بار سے اور شاید اس نے تمسک کیا ہے ساتھ ظاہر حدیث کے جو مذکور ہوئی اور اس پر حجت اجماع ہے اور مالک نے کہا میں نہیں پسند کرتا ایک بار دھونے کو مگر عالم سے لیکن نہیں اس میں واجب کرنا زیادتی کا اوپر ایک بار کے اور یہ جو کہا کہ مکروہ جانا ہے اہل علم نے اسراف کو یعنی بے فائدہ پانی خرچ کرنے کو بیچ اس کے تو شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ جو ہلال بن سیاف تابعی سے روایت ہے کہ کہا اس نے کہ کہا جاتا تھا کہ وضو میں اسراف ہے اگرچہ تو جاری نہر کے کنارے پر ہو اسی طرح روایت ہے ابو الدرداء اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اور یہ جو کہا کہ یہ اس میں تجاوز کریں تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین بار کے بعد کچھ چیز نہیں اور کہا احمد اور اسحاق وغیرہ نے کہ تین بار سے زیادہ کرنا درست نہیں اور ابن مبارک نے کہا کہ میں نہیں امن میں اس سے کہ گنہگار ہو اور کہا شافعی نے کہ میں نہیں دوست رکھتا کہ وضو کرنے والا تین بار سے زیادہ کرے اور اگر زیادہ کرے تو میں اس کو مکروہ نہیں جانتا یعنی اس کو حرام نہیں جانتا اس واسطے کہ قول اس کا لَا اُحِبُّ کراہت کو چاہتا ہے اور یہی صحیح

تر ہے نزدیک شافعیہ کے کہ وہ مکروہ تنزیہی ہے اور حکایت کی ہے دارمی نے ان کی ایک جماعت سے کہ تین بار سے زیادہ دھونا وضو کا باطل کر دیتا ہے جیسے کہ زیادہ ہونا نماز کو فاسد کر دیتا ہے اور یہ قیاس فاسد ہے اور یہ کہنا کہ تین بار سے زیادہ دھونا حرام یا مکروہ ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ تازہ وضو کرنا مطلق درست نہ ہو اور اختلاف ہے نزدیک شافعیہ کے اس قید میں کہ منع ہے اس سے حکم زیادہ ہونے کا تین پر پس صحیح تر یہ ہے کہ اس کے ساتھ فرض یا نفل پڑھے یعنی اگر اس وضو کے ساتھ فرض یا نفل پڑھ لے تو اس کے بعد پھر تازہ وضو کرنے سے تین بار سے زیادہ دھونا لازم نہیں آتا اور بعض کہتے ہیں کہ فرض فقط اور بعض کہتے ہیں کہ مثل اس کی یہاں تک کہ سجدہ تلاوت اور شکر کا اور ہاتھ لگانا قرآن کا اور بعض کہتے ہیں وہ چیز کہ قصد کیا جاتا ہے واسطے اس کے وضو اور وہ عام تر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جب واقع ہو فاصلہ ساتھ اس قدر زمانے کی کہ اس میں وضو ٹوٹ جانے کا عادت میں احتمال ہو اور بعض حنفیوں کے نزدیک وہ اعتقاد کی طرف راجع ہے پس اگر یہ اعتقاد کرے کہ تین بار سے زیادہ دھونا سنت ہے تو اس نے خطا کی اور وعید میں داخل ہوا نہیں تو نہیں شرط ہے واسطے تحدید کے کوئی چیز یعنی اگر اس کے سنت ہونے کا اعتقاد نہ کرے تو پھر دھونے کی کوئی حد مقرر نہیں بلکہ اگر چار بار یا اس سے زیادہ کرے تو اس پر کچھ ملامت نہیں خاص کر جب کہ قصد کرے ساتھ اس کے قربت کا واسطے حدیث کے جو وارد ہوئی ہے کہ وضو پر وضو کرنا تو نور علی نور ہے میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف اس روایت کے اور اس کا مفصل بیان تفسیر میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور مستثنیٰ کی گئی ہے اس سے وہ صورت جب کہ جانے کہ جوڑ سے کوئی چیز خشک رہے اس کو پانی نہیں پہنچا تین بار میں یا بعض میں کہ وہ فقط اسی جگہ کو دھو ڈالے اور اوپر ساتھ شک کے جو عارض ہوا ہے بعد فارغ ہونے کے پس نہیں تاکہ نہ رجوع کرے ساتھ اس کے حال طرف وسواس کی جو مذموم ہے۔ (فتح)

بَابٌ لَّا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ.

باب ہے اس بیان میں کہ بدون پاکی اور طہارت کے نماز قبول نہیں ہوتی۔

فائدہ: اور مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ عام تر ہے وضو اور نہانے سے۔

۱۳۲ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ مَا

۱۳۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا وضو ٹوٹے اس کی نماز قبول نہیں جب تک وضو نہ کرلے حضرموت کے ایک مرد نے کہا کہ اے ابو ہریرہ وضو ٹوٹنا کیا ہے یعنی کس چیز سے ٹوٹتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نکلنا ہوا کے پیچھے سے بدون آواز کے ہو یا با آواز ہو۔

الْحَدَثُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ فُسَآءٌ أَوْ ضُرَاطٌ.

فائدہ: یہ جو کہا مَنْ اَحْدَثَ یعنی جس سے بے وضو ہونا پایا گیا اور مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ آدمی کے آگے یا پیچھے سے نکلے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تفسیر کیا ہے اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ خاص تر چیز کے اس سے واسطے تنبیہ کرنے کی اوپر غلیظ تر چیز کے اور اس واسطے کہ کبھی وہ دونوں واقع ہوتے ہیں درمیان نماز کے اکثر اپنے غیر سے اور اسپر باقی چیزیں وضو توڑنے والی جن میں علماء کو اختلاف ہے جیسے کہ ذکر کا چھونا اور عورت کو ہاتھ لگانا اور منہ بھر کر قے ء کرنا اور سینگی لگوانا سو شاید ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ رائے تھی کہ ان میں سے کسی چیز کے ساتھ وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی مذہب ہے بخاری رحمہ اللہ کا جیسا کہ آئندہ آئے گا اس باب میں مَنْ لَّمْ يَرَ الْوُضُوْءَ اِلَّا مِنَ الْمَخْرَجَيْنِ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیث کے اوپر باطل ہونے نماز کے ساتھ وضو ٹوٹنے کے برابر ہے کہ اس کا نکلنا اختیاری ہو یا اضطراری اور اس پر کہ وضو نہیں واجب ہے واسطے ہر نماز کے اس واسطے کہ قبول نفی کیا گیا ہے غایت وضو تک اور اس کا مابعد اس کے ماقبل کے مخالف ہے پس یہ چاہتا ہے نماز کے قبول ہونے کو بعد وضو کے مطلق اور یہ جو کہا کہ وضو کرے یعنی ساتھ پانی کے یا جو اس کے قائم مقام ہو یعنی مٹی پاک سے تیمم کرنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی وضو فرمایا ہے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ مراد ساتھ قبول ہونے نماز اس شخص کے کہ بے وضو ہو پھر وضو کرے یعنی ساتھ باقی شرطوں نماز کے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الْوُضُوْءِ وَالْغُرِّ الْمُحَجَّلُوْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ.

باب ہے بیان میں فضیلت وضو کے اور جن لوگوں کے چہرے اور ہاتھ پاؤں قیامت کے دن آفتاب کی طرح روشن ہوں گے وضو کی نشانیوں سے۔

۱۳۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ قَالَ رَقِيْتُ مَعَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَلٰى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ فَتَوَضَّأَ فَقَالَ إِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ أُمَّتِيْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ.

۱۳۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک میری امت قیامت کے دن بلائے جائیں گے پانچ کلیان نشانیوں سے وضو کے یعنی ان کے چہرے اور دونوں ہاتھ پاؤں وضو کے سبب سے اس دن آفتاب کی طرح چمکیں گے سو جو اپنی روشنی کو لمبا کر سکے چاہیے کہ کرے یعنی جہاں تک وضو کا پانی لگائے گا وہاں تک اس کے ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے

دیکھا پس فائدہ دیا اس کے مرفوع ہونے کا اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی رائے ہے بلکہ یہ اس کی رائے اور روایت دونوں سے ہے اور استدلال کیا ہے حلیمی نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ وضو اس امت کے خصائص سے ہے یعنی اگلی امتوں میں وضو نہ تھا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے نزدیک بخاری رحمہ اللہ کے بی بی سارہ کے قصے میں ساتھ اس بادشاہ کے جس نے اس کو ہاجرہ دی تھی کہ جب بادشاہ نے اس سے قریب ہونا چاہا تو وہ کھڑی ہو کر وضو کرنے اور نماز پڑھنے لگیں اور نیز جریج راہب کے قصے میں بھی ہے کہ وہ کھڑا ہوا اور وضو کر کے نماز پڑھنے لگا پھر لڑکے سے کلام کی پس ظاہر یہ ہے کہ جس چیز کے ساتھ یہ امت خاص ہوئی ہے وہ دونوں ہاتھ پاؤں اور چہرے کا روشن ہونا ہے نہ اصل وضو اور مسلم کی ایک روایت میں صریح آ چکا ہے اور تحقیق اعتراض کیا ہے بعض نے حلیمی پر ساتھ اس حدیث کے کہ یہ وضو میرا ہے اور وضو اگلے پیغمبروں کا اور یہ حدیث ضعیف ہے نہیں صحیح ہے حجت پکڑنا ساتھ اس کے واسطے ضعیف ہونے اس کے کی اور واسطے اس احتمال کے کہ ہو وضو پیغمبروں کے خصائص سے سوائے ان کی امتوں کے مگر واسطے اس امت کے اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ قدر مستحب کے تطویل سے دونوں ہاتھ پاؤں میں یعنی کس قدر اس کو دراز کرنا چاہیے سو بعض کہتے ہیں کہ مونڈھے اور گھٹنے تک اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے از روئے روایت کے اور رائے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے فعل سے اور بعض کہتے ہیں کہ مستحب زیادہ کرنا ہے آدھے بازو اور پنڈلی تک اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے اوپر تک اور کہا ابن بطال نے اور مالکیوں کے ایک گروہ نے کہ نہیں مستحب ہے زیادتی ٹخنے اور کہنی تک واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جس نے اس سے زیادہ کیا اس نے ظلم کیا اور ان کی اس کلام پر کئی وجہ سے اعتراض ہے اور مسلم کی روایت صریح ہے مستحب ہونے میں پس نہیں اعتراض ہے ساتھ احتمال کے اور جو وہ دعوے کرتے ہیں کہ علماء کا اتفاق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے برخلاف ہے تو یہ مردود ہے ساتھ اس چیز کے کہ نقل کیا ہے ہم نے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے ساتھ سند حسن کے اور تحقیق تصریح کی ہے ساتھ مستحب ہونے اس کے کی ایک جماعت نے سلف سے اور اکثر شافعیہ اور حنفیہ نے اور یہ جو تاویل کرتے ہیں کہ مراد ساتھ دراز ہونے اس کے کی ہمیشگی کرنی ہے وضو پر تو ان کی اس تاویل پر یہ اعتراض ہے کہ راوی زیادہ تر جاننے والا ہے ساتھ معنی روایت اپنی کے تو کس طرح صحیح ہے یہ تاویل اور حالانکہ تصریح کی ہے اس نے ساتھ مرفوع ہونے اس کے کی طرف شارع علیہ السلام کی اور اس حدیث میں معنی اس چیز کے ہیں کہ باب باندھا ہے واسطے وضو کی فضیلت سے اس واسطے کہ جو فضیلت کہ حاصل ہوئی ہے ساتھ پانچ کلیان ہونے کے یہ نشانی زیادتی کی ہے واجب پر پس کس طرح گمان ہے ساتھ واجب کے اور تحقیق وارد ہو چکی ہے اس میں حدیثیں صحیحہ صریحہ روایت کیا ہے ان کو مسلم وغیرہ نے اور اس میں جائز ہونا وضو کا ہے اوپر چھت مسجد کے اس واسطے کہ حدیث کی ابتدا میں ہے کہ نعیم نے کہا کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی

چھت پر چڑھا تو اس نے وضو کیا لیکن یہ اس وقت ہے جب کہ نہ حاصل ہو اس سے ایذا واسطے مسجد کے یا واسطے اس شخص کے کہ مسجد میں ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَا يَتَوَضَّأُ مِنَ الشَّكِّ حَتّٰى يَسْتَيْقِنَ.

شک سے وضو نہ کرے جب تک کہ وضو ٹوٹنے کا یقین نہ ہو جائے۔

۱۳۴ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ح وَعَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ أَنَّهُ شَكَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ الَّذِيْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ لَا يَنْفَتِلْ أَوْ لَا يَنْصَرِفْ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيْحًا.

۱۳۴۔ عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ کسی نے ایک مرد کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی کہ اس کو ایسا خیال ہوتا ہے کہ نماز میں کوئی چیز اس کے پیٹ سے نکلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پھرے جب تک کہ آواز کو نہ سنے یا بدبو کو نہ پائے یعنی جب تک کہ کامل یقین نہ ہو جائے وضو نہ کرے پس مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس سے کوئی چیز نکلتی ہے تو اس میں پھرنا ہے ذکر کرنے مکروہ چیز کے سے ساتھ خاص نام اس کے کی مگر واسطے ضرورت کے اور یہ جو کہا کہ نماز میں تو تمسک کیا ہے بعض مالکیہ نے ساتھ ظاہر اس کے کی پس خاص کیا ہے انہوں نے حکم کو ساتھ اس شخص کے کہ نماز کے اندر ہو اور واجب کیا ہے انہوں نے وضو کو اس شخص پر جو نماز سے باہر ہو اور فرق کیا ہے انہوں نے ساتھ نہی کے عبادت کے باطل کرنے سے اور نہی عبادت کے باطل کرنے سے موقوف ہے عبادت کے صحیح ہونے پر پس نہیں ہے کوئی معنی واسطے فرق کرنے کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ یہ خیال ہوتا اگر نماز سے باہر وضو کو توڑ ڈالتا ہے تو لائق ہے کہ نماز کے اندر بھی اسی طرح ہو مانند باقی وضو توڑنے والی چیزوں کی اور سنے آواز کو یعنی اس کے مخرج سے اور کلمہ او کا واسطے تنویع کے ہے اور تعبیر کے ساتھ وجدان کے سوائے سونگھنے کی تاکہ شامل ہو اس چیز کو جب کہ ہاتھ لگائے محل کو پھر اپنے ہاتھ کو سونگھے اور نہیں حجت ہے اس میں واسطے اس شخص کے جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ دُبر کو ہاتھ لگانا وضو کو نہیں توڑتا اس واسطے کہ صورت محمول ہے اوپر چھونے اس چیز کے کہ اس کے قریب ہے نہ چھونے عین اس کے کی اور باب کی حدیث دلالت کرتی ہے اوپر صحیح ہونے نماز کے جب تک کہ بے وضو ہونے کا یقین نہ ہو اور نہیں مراد ہے خاص کرنا ان دونوں امروں کا ساتھ یقین کے اس واسطے کہ معنی جب لفظ سے فراخ تر ہوں تو ہوتا ہے حکم واسطے معنی کی کہا ہے اس کو خطابی نے اور نووی نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ حکم باقی رکھنے چیزوں کے اپنے اصل پر یہاں تک کہ اس کے خلاف کا یقین ہو اور نہیں ضرر کرتا ہے شک جو طاری ہے اوپر اس کے یعنی جو اس کے بعد پیدا ہوا ہے اور لیا ہے ساتھ اس کے جمہور علماء نے کہ اس پر مطلق وضو نہیں اور مالک رحمہ اللہ

سے روایت ہے کہ مطلق وضو ٹوٹ جاتا ہے یعنی خواہ نماز کے اندر ہو یا باہر ایک روایت اس سے ہے کہ نماز کے باہر ٹوٹ جاتا ہے اور اندر نہیں ٹوٹتا اور یہ تفصیل حسن بصری سے مروی ہے اور پہلا مشہور مذہب مالک کا ہے اور یہ روایت ابن قاسم کی ہے اس سے اور ابن نافع نے اس سے روایت کی ہے کہ اس پر مطلق وضو نہیں جمہور کے قول کی طرح اور ایک روایت میں اس سے ہے کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ وضو کرے اور تفصیل کی روایت اس سے ثابت نہیں وہ فقط اس کے یاروں کے واسطے ہے اور حمل کیا ہے بعض نے حدیث کو اس شخص پر جس کے ساتھ وسواس ہو اور تمسک کیا ہے اس نے بایں طور کہ شکایت نہیں ہوتی مگر بیماری سے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے تعمیم پر اور وہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے نزدیک مسلم کے کہ جب کوئی اپنے پیٹ میں کوئی چیز پائے سو اس کو شک پڑے کہ کوئی چیز نکلی ہے یا نہیں تو مسجد سے نہ نکلے یہاں تک کہ آواز سنے یا بو پائے اور مراد مسجد سے نماز ہے اور عراقی نے کہا کہ مالک کا مذہب اس مسئلے میں راجح ہے اس واسطے کہ اس نے احتیاط کی واسطے نماز کے اور وہ مقصود ہے اور لغو کیا شک کو بیچ سبب مُبرِّیٔ کے اور اس کے غیر نے احتیاط کی ہے واسطے طہارت کے اور وہ وسیلہ ہے اور لغو کیا شک کو بیچ حدث کے کہ توڑنے والی ہے واسطے اس کے اور احتیاط واسطے مقاصد کے اولیٰ ہے احتیاط سے واسطے وسیلوں کے اور جواب اس کا یہ ہے کہ وہ باعتبار قیاس کے قوی ہے لیکن وہ حدیث کے معنی کی مخالف ہے اس واسطے کہ اس نے حکم کیا ہے ساتھ نہ پھرنے کے یہاں تک کہ ثابت اور تحقیق ہو گیا۔ خطابی نے کہا کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے کہ واجب کرتا ہے حد کو اس شخص پر کہ اس سے شراب کی بو پائی جائے اس واسطے کہ اعتبار کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بو کے پانے کا اور مرتب کیا ہے اس پر حکم کو اور ممکن ہے فرق کہ حد ساقط ہو جاتی ہے ساتھ شبہ کے اور شبہ اس جگہ قائم ہے برخلاف اول کے اس واسطے کہ وہ ثابت ہے۔ (فتح)

بَابُ التَّخْفِيفِ فِي الْوُضُوْءِ.

باب ہے بیان میں تخفیف کرنے کے وضو میں یعنی جائز ہے تخفیف کرنی وضو میں۔

١٣٥ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ صَلَّى وَرُبَّمَا قَالَ اضْطَجَعَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى ثُمَّ حَدَّثَنَا بِهِ سُفْيَانُ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ

١٣٥۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور بہت اوقات ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یوں کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رات گزاری سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ رات میں سو گئے

خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ لَيْلَةً فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَ فِيْ بَعْضِ اللَّيْلِ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ مِنْ شَنٍّ مُعَلَّقٍ وُضُوْءًا خَفِيْفًا يُخَفِّفُهُ عَمْرٌو وَيُقَلِّلُهُ وَقَامَ يُصَلِّيْ فَتَوَضَّأْتُ نَحْوًا مِمَّا تَوَضَّأَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ عَنْ شِمَالِهِ فَحَوَّلَنِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهِ ثُمَّ صَلّٰى مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُنَادِيْ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ مَعَهُ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قُلْنَا لِعَمْرٍو إِنَّ نَاسًا يَقُوْلُوْنَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ رُؤْيَا الْأَنْبِيَآءِ وَحْيٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنِّيْ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ﴾.

سو جب کچھ رات باقی رہی تو رسول اللہ ﷺ اٹھ بیٹھے پس آپ نے ایک مشک لٹکی ہوئی سے وضو کیا ہلکا وضو کرنا عمرو (راوی) اس کو بہت ہلکا اور خفیف بیان کرتا تھا اور حضرت ﷺ نماز پڑھنے لگے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا پس وضو کیا میں نے جیسے کہ حضرت ﷺ نے وضو کیا یعنی بہت ہلکا پھر میں آیا اور آپ کی بائیں طرف کھڑا ہوا سو پھیرا مجھ کو آپ نے بائیں طرف سے پس کیا مجھ کو داہنی طرف اپنی پھر آپ نے نماز پڑھی جتنی کہ اللہ نے چاہی پھر حضرت ﷺ لیٹ گئے اور سو رہے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے۔ پھر آیا آپ کے پاس پکارنے والا یعنی مؤذن پس آگاہ کیا اس نے حضرت ﷺ کو نماز سے یعنی نماز صبح کا وقت ہوگیا سو حضرت ﷺ اس کی طرف کھڑے ہوئے اور آپ نے وضو نہ کیا ہم نے (سفیان کہتا ہے) عمرو کو کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی آنکھ سو جاتی تھی اور آپ کا دل نہیں سوتا تھا عمرو نے کہا کہ میں نے عبید بن عمر سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ نبیوں کی خواب وحی ہے یعنی وحی کی مانند ہے پھر اس نے یہ آیت پڑھی ﴿إِنِّيْ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ﴾ یعنی ابراہیم علیہ السلام نے اسمٰعیل علیہ السلام کو کہا کہ تحقیق میں دیکھتا ہوں خواب کہ میں تجھ کو ذبح کرتا ہوں۔

فائدہ: عبید نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے اس بات پر کہ پیغمبروں کی خواب وحی ہے اس لیے کہ اگر وحی نہ ہوتی تو ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کا ذبح کرنا جائز نہ ہوتا ابن منیر نے کہا یُخَفِّفُهٗ یعنی بہت نہ ملتے تھے وَيُقَلِّلُهٗ یعنی ایک ایک بار سے زیادہ نہ کرتے تھے اور اس میں دلیل ہے اوپر واجب ہونے دلک کے یعنی ملنے اعضاء کے اس واسطے کہ اگر اس کا چھوٹا کرنا ممکن ہوتا تو البتہ اس کو مختصر کرتے لیکن اس کو مختصر نہ کیا انتہی۔ اور یہ دعویٰ اس کا مردود ہے اس واسطے کہ نہیں حدیث میں وہ چیز کہ ملنے کو چاہے بلکہ اقتصار کرنا اوپر بہانے پانی کے عضو پر خفیف تر ہے قلیل دلک سے اور عجیب بات کہی ہے شارح داودی نے پس کہا کہ عبید بن عمیر کے قول کو اس باب کے ساتھ کچھ تعلق نہیں اور یہ لازم کرنا اس کا ہے

واسطے بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ اس کے نہ کرے ذکر حدیث سے مگر وہ چیز کہ فقط ترجمہ کے متعلق ہو اور حالانکہ یہ کسی نے شرط نہیں کی اور اگر اس کی مراد یہ ہے کہ اس کو باب کے ساتھ بالکل کچھ تعلق نہیں تو یہ ممنوع ہے۔ (فتح)

بَابُ إِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ الْإِنْقَاءُ.

باب ہے بیان میں پورا کرنے وضو کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اسباغ وضو کا کیا ہے پاک صاف کرنا ہے۔

فائدہ: یہ تفسیر چیز کی ہے ساتھ لازم اس کے کی اس واسطے کہ پورا کرنا وضو کا لازم پکڑتا ہے پاک صاف ہونے کو عادت میں روایت کی ہے ابن منذر نے ساتھ سند صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ وضو میں پاؤں کو سات بار دھوتے تھے گویا کہ مبالغہ کیا انہوں نے ان میں اس واسطے کہ وہ اکثر اوقات میلوں کا محل ہیں واسطے عادت ان کی کے ساتھ ننگے پاؤں چلنے کی۔ (فتح)

۱۳۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَقُلْتُ الصَّلَاةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَكَ فَرَكِبَ فَلَمَّا جَآءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيْرَهُ فِيْ مَنْزِلِهِ ثُمَّ أُقِيْمَتِ الْعِشَآءُ فَصَلّٰى وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا.

۱۳۶۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج میں عرفات سے چلے یہاں تک کہ جب پہاڑ کے ایک راہ میں آئے تو آپ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور وضو کو کامل نہ کیا یعنی فقط ایک ایک دفعہ وضو کیا سو میں نے کہا کہ نماز کا وقت آ گیا ہے یعنی مغرب کی نماز پڑھ لیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز تیرے آگے ہے یعنی آگے چل کر پڑھیں گے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار ہوئے سو جب مزدلفہ میں پہنچے تو سواری سے اترے اور وضو کیا اور وضو کو کامل کیا پھر نماز مغرب کی اقامت ہوئی سو آپ نے مغرب کی نماز پڑھی پھر ہر آدمی نے اپنے اپنے اونٹ اپنی اپنی جگہ میں بٹھائے پھر نماز عشاء کی تکبیر کہی گئی سو آپ نے عشاء کی نماز پڑھی اور دونوں نمازوں کے درمیان کچھ نہ پڑھا یعنی سنت و نفل وغیرہ کچھ نہ پڑھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھے اور یہی مذہب ہے سب اماموں کا اور یہ جو کہا کہ نماز تیرے آگے ہے تو اس میں دلیل ہے اس پر کہ مشروع ہے وضو کرنا واسطے ہمیشہ باوضو رہنے کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وضو کے ساتھ کچھ چیز نہیں پڑھی اور اوپر جو گمان کرتا ہے کہ مراد اس جگہ ساتھ وضو کے استنجاء ہے تو یہ باطل ہے واسطے قول اس کے کی دوسری روایت میں ہے کہ میں آپ پر پانی ڈالنے لگا اور آپ وضو کرتے تھے اور واسطے قول اس کے کی اس جگہ کہ آپ نے وضو کو پورا نہ کیا اور جس پانی کے ساتھ آپ نے اس رات

میں وضو کیا وہ زمزم کا پانی تھا روایت کیا ہے اس کو عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باپ کی مسند کی زیادات میں پس مستفاد ہوتا ہے اس سے رد اس شخص پر جو پینے کے سوا زمزم کے پانی کے استعمال کرنا منع کرتا ہے اور باقی بحث اس کی کتاب الحج میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ غَسْلِ الْوَجْهِ بِالْيَدَيْنِ مِنْ غَرْفَةٍ وَّاحِدَةٍ. منہ کو دونوں ہاتھوں کے ساتھ ایک چلو سے دھونا۔

فائدہ: مراد اس کی ساتھ اس کے تنبیہ ہے اس پر کہ دونوں ہاتھ سے اکٹھے چلو بھرنا شرط نہیں اور اشارہ ہے طرف ضعیف کرنے حدیث کے جو اس میں وارد ہوئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منہ کو اپنے داہنے ہاتھ سے دھوتے تھے یعنی اس واسطے کہ اس حدیث میں ہے کہ پہلے ایک ہاتھ سے پانی لیا پھر اس کو دوسرے ہاتھ کی طرف جھکایا اور دونوں کے ساتھ منہ دھویا۔ (فتح)

١٣٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ مَنْصُوْرُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ بِلَالٍ يَعْنِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَّآءٍ فَمَضْمَضَ بِهَا وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَّآءٍ فَجَعَلَ بِهَا هٰكَذَا أَضَافَهَا إِلٰى يَدِهِ الْأُخْرٰى فَغَسَلَ بِهِمَا وَجْهَهُ ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَّآءٍ فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُمْنٰى ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَّآءٍ فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُسْرٰى ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَّآءٍ فَرَشَّ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُمْنٰى حَتّٰى غَسَلَهَا ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً أُخْرٰى فَغَسَلَ بِهَا رِجْلَهُ يَعْنِي الْيُسْرٰى ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ.

١٣٧۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے وضو کیا سو اپنے منہ کو دھویا پھر پانی کا ایک چلو لیا سو اس نے کلی کی اور ناک کو صاف کیا پھر ایک چلو پانی کا لیا پس اس کو اس طرح کیا کہ اس کو اپنے دوسرے ہاتھ کی طرف جھکایا سو اس سے اپنا بایاں ہاتھ دھویا پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر پانی کا ایک چلو لیا سو اس سے داہنے پاؤں پر چھڑکا یہاں تک کہ اس کو دھویا پھر پانی کا ایک چلو لیا سو اپنا بایاں پاؤں اس سے دھویا پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک چلو لیا یہ بیان ہے واسطے غسل کے اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ کلی کرنی اور ناک میں پانی لینا منہ

کے دھونے میں داخل ہے لیکن مراد ساتھ وجہ کے اولا وہ چیز ہے جو عام تر ہے اس چیز سے جو فرض ہے اور سنت ہے اس دلیل سے کہ اس کا ذکر دوسری بار دوہرایا بعد ذکر کلی کرنے اور ناک میں پانی لینے کے ساتھ ایک چلو کے اور دھونا منہ کا ساتھ دونوں ہاتھوں کے جب کہ ہو ساتھ ایک چلو کے اس واسطے کہ ایک ہاتھ تمام منہ کو نہیں دھو سکتا اور یہ جو کہا کہ پھر اپنے سر کا مسح کیا تو اس کے واسطے علیحدہ چلو ذکر نہیں کیا پس کبھی تمسک کرتا ہے ساتھ اس کو وہ شخص جو کہتا ہے کہ مستعمل پانی پاک ہے لیکن ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ پھر چلو پانی لیا پھر اپنا ہاتھ جھاڑا پھر اپنے سر کا مسح کیا اور نسائی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مسح کیا اپنے سر اور دونوں کانوں کا ایک بار ان کا اندر شہادت کی دونوں انگلی سے اور ان کا باہر دونوں انگوٹھے سے اور ابن خزیمہ نے زیادہ کیا ہے کہ اپنی دونوں انگلی کو کانوں میں داخل کی اور یہ جو کہا کہ حَتّٰی غَسَلَهَا تو یہ صریح ہے کہ نہیں کفایت کی ساتھ چھڑکنے کے اور ابوداؤد وغیرہ میں واقع ہوا ہے کہ پس اپنے داہنے پاؤں پر پانی چھڑکا اور اس میں جوتا تھا پھر اس کو اپنے دونوں ہاتھ سے مسح کیا ایک ہاتھ اوپر پاؤں کے اور ایک تلے جوتے کے تو مراد ساتھ مسح کے بہانا پانی کا ہے یہاں تک کہ سارے جوڑ کو تر کرے کوئی جگہ سوکھی نہ رہے اور تحقیق صحیح ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ جوتے میں وضو کرتے تھے کماسیاتی عن ابن عمر اور یہ جو کہا کہ تلے جوتے کے تو نہیں محمول ہے یہ اوپر مجاز کے قدم سے نہیں تو یہ روایت شاذ ہے اور یہ جو کہا کہ پھر اپنا بایاں پاؤں دھویا تو اس کا قائل زید بن اسلم ہے یا جو اس سے تلے ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ مستعمل پانی پاک ہے اس واسے کہ عضو جب ایک بار دھویا جائے تو جو پانی اس سے ہاتھ میں باقی رہے ملتا ہے وہ اس جوڑ کے پانی کو جو اس کے پاس ہے اور نیز پس چلو ملتا ہے اول جزو کو اجزا ہر عضو کے سے پس ہوتا ہے مستعمل بہ نسبت اس کی اور جواب یہ ہے کہ پانی جب تک کہ مثلاً ہاتھ کے ساتھ ملا ہوا ہے تب تک اس کا نام مستعمل نہیں رکھا جاتا یہاں تک کہ اس سے جدا ہو اور جواب میں بحث ہے۔ (فتح)

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ وَّعِنْدَ الْوِقَاعِ.

ہر وقت بسم اللہ پڑھے اور جماع کے وقت بسم اللہ پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: یہ عطف خاص کا ہے عام پر واسطے اہتمام کے ساتھ اس کے اور نہیں ہے عموم ظاہر حدیث سے جس کو باب میں وارد کیا لیکن مستفاد ہوتا ہے بطریق اولیٰ اس واسطے کہ جب وہ جماع کی حالت میں مشروع ہے اور حالانکہ وہ اس قسم سے ہے کہ اس میں چپ رہنے کا حکم ہے تو اس کا غیر اولیٰ ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف ضعیف کرنے حدیث کی جو وارد ہوئی ہے مکروہ ہونے ذکر اللہ کے سے دو حالوں میں پاخانے کی حالت میں اور جماع کی حالت میں لیکن بر تقدیر صحیح ہونے اس کے کی باب کی حدیث کے منافی نہیں اس واسطے کہ وہ محمول ہے اوپر حال ارادے جماع کے جیسا کہ دوسرے طریق میں آئے گا اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اطلاق مقید ہے ساتھ حالت انزال کے جیسا کہ ابن شیبہ نے ابن

مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ انزال کے وقت یہ ذکر کرتے تھے اور حدیث کی بحث نکاح میں آئے گی۔ (فتح)

١٣٨ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَبْلُغُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ قَالَ بِاسْمِ اللهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرُّهُ.

١٣٨۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اس حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کرتے تھے کہ اگر کوئی تم میں سے اپنی بیوی سے جماع کا ارادہ کرے اور یہ دعا پڑھے ((بِاسْمِ اللهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا)) یعنی شروع اللہ کے نام سے الٰہی بچا رکھ ہم کو شیطان سے اور بچا شیطان سے ہماری اولاد کو پس قسمت کیا گیا خاوند اور بیوی کے درمیان اس صحبت میں کوئی لڑکا تو اس کو شیطان ہرگز نہ ضرر پہنچائے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماع سے اولاد کی غرض رکھے فقط آب ریزی اور شہوت رانی مقصود نہ ہو اور سنت ہے کہ اس وقت اس دعا کو پڑھ لیا کرے اگر لڑکا ہوگا تو بابرکت ہوگا۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ عِنْدَ الْخَلَاءِ. — پاخانہ جانے کے وقت کیا دعا پڑھے۔

فائدہ: یعنی وقت ارادے داخل ہونے کے پائخانہ میں اگر ہو تیار کیا ہوا واسطے اس کے نہیں تو کوئی اندازہ نہیں۔

تنبیہ: مشکل ہوا ہے داخل کرنا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس باب کو اور جو باب کہ اس کے بعد ہیں باب الوضوء مرة مرة تک اس واسطے کہ شروع کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کے بابوں میں پس ذکر کیا اس سے فرض اس کا اور شرط اس کی اور فضیلت اس کی اور اس میں تخفیف کا جائز ہونا اور اس کے پورا کرنے کے مستحب ہونا پھر دھونا منہ کا پھر بسم اللہ کہنا اور نہیں اثر ہے واسطے تاخیر کرنے اس کے کی منہ کے دھونے سے اس واسطے کہ اس کا محل مقارن ہے اول جزو کو اس سے پس مقدم کرنا اس کا بیچ ذکر کے اس سے اور مؤخر کرنا اس کا برابر ہے لیکن ذکر کیا بعد اس کے قول کو نزدیک پائخانے کے اور بدستور رہا بیچ ذکر کرنے اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ استنجاء کے پھر پھر اپس ذکر کیا ایک ایک بار وضو کو اور تحقیق پوشیدہ رہی وجہ مناسبت کی کرمانی پر اس کو مناسبت کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی پس کہا اس نے کہ ان بابوں کی کچھ ترتیب نہیں بے ترتیب ہیں حالانکہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان بابوں میں بہت ترتیب کا لحاظ رکھا ہے جیسا کہ ہم اس کو ذکر کرتے ہیں۔ الخ۔ اور کرمانی کا یہی حال ہے کہ جب اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی تو کہتا ہے کہ اگر بخاری اس کو ذکر نہ کرتا تو خوب ہوتا اور حالانکہ یہ سب کرمانی کی سمجھ بوجھ کا قصور ہے (فتح) اور ان بابوں کی مناسبت کی توجیہ فتح الباری میں مذکور ہے۔

١٣٩ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

١٣٩۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب

عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ تَابَعَهُ ابْنُ عَرْعَرَةَ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ إِذَا أَتَى الْخَلَاءَ وَقَالَ مُوْسٰى عَنْ حَمَّادٍ إِذَا دَخَلَ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ.

پاخانے جاتے تو یہ دعا پڑھتے ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)) یعنی اے الٰہی تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے ناپاک جنوں سے اور ناپاک جنیوں سے۔

فائدہ: اور کہا سعید بن زید نے حدیث بیان کی مجھ سے عبدالعزیز نے الخ تو موصول کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے کتاب ادب مفرد میں انس رضی اللہ عنہ سے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ میں جانے کا ارادہ کرتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے پس ذکر کی حدیث مثل حدیث باب کی اور یہ روایت بیان کرتی ہے مراد کو قول اس کے سے اذا دخل الخلاء یعنی پاخانہ میں جانے سے پہلے یہ دعا پڑھتے تھے نہ بعد اس کے اور یہ ان جگہوں میں سے ہے جو پاخانے کے واسطے تیار کی گئیں ہوں ساتھ قرینے داخل ہونے کے اور کلام اس جگہ دو مقام میں ہے ایک یہ کہ کیا خاص ہے یہ ذکر ساتھ پاخانوں کے جو تیار کیے گئے ہوں واسطے پاخانے کے اس واسطے کہ وہاں شیطان حاضر ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں آ چکا ہے یا عام شامل ہے یہاں تک کہ اگر مثلاً برتن میں بول کرے گھر میں تو اس وقت بھی کہے صحیح تر دوسری بات ہے یعنی یہ ذکر پاخانوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عام ہے جس جگہ پاخانے بیٹھے وہیں ذکر کرے جب تک کہ نہ شروع کرے پاخانے میں دوسری جگہ یہ ہے کہ یہ دعا کب پڑھے سو جو اس حالت میں اللہ کے ذکر کو مکروہ جانتا ہے وہ تفصیل کرتا ہے اوپر پاخانوں میں پس داخل ہونے سے پہلے پڑھے اور اوپر ان کے سوا اور جگہ میں پس کہے ابتدا شروع میں مانند کپڑے سمیٹنے کی مثلاً اور یہ مذہب جمہور کا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ جو بھول جائے وہ اپنے دل سے پناہ مانگے زبان سے نہ بولے اور یہ جو اس کو مطلق جائز رکھتا ہے جیسا کہ مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے تو اس کو تفصیل کی کچھ حاجت نہیں۔ (فتح)

بَابُ وَضْعِ الْمَآءِ عِنْدَ الْخَلَاءِ.

پاخانے کے پاس پانی رکھنا جائز ہے۔

١٤٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَآءُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ

۱۴۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ میں داخل ہوئے پس میں نے آپ کے واسطے پانی رکھ دیا یعنی استنجاء کرنے کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی

النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهٗ وَضُوْءً ا قَالَ مَنْ وَضَعَ هٰذَا فَأُخْبِرَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ.

کس نے رکھا ہے پس کسی نے آپ کو خبر دے دی سو حضرت ﷺ نے میرے حق میں دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کو دین میں سمجھ دے۔

فائدہ: حضرت ﷺ کی اس دعا کی وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما حبر الامت یعنی اس امت کے عالم ہوئے اور اس حدیث میں مستحب ہونا بدلے کا ہے ساتھ دعا کے۔

بَابُ لَا تُسْتَقْبَلُ الْقِبْلَةُ بِغَآئِطٍ أَوْ بَوْلٍ إِلَّا عِنْدَ الْبِنَآءِ جِدَارٍ أَوْ نَحْوِهٖ.

پائخانہ یا بول کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرنا چاہیے مگر دیوار وغیرہ کی آڑ کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا جائز ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مانند اس کی یعنی مانند بڑھے پتھروں کی اور کھنیوں کی اور لکڑوں کی اور سوائے ان کے پردہ کرنے والی چیزوں سے کہا اسماعیلی نے کہ نہیں باب کی حدیث میں دلالت اوپر استثناء مذکور کے اور اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک تمسک کیا ہے بخاری نے ساتھ حقیقت غائط کے اس واسطے کہ وہ مکان ہے باطمینان زمین سے میدان میں اور یہ اس کی حقیقت لغوی ہے اگرچہ بولا جاتا ہے ہر مکان پر جو اس کے واسطے تیار کیا گیا ہو بطور مجاز کے پس خاص ہوگی ممانعت ساتھ اس کے اس واسطے کہ اصل اطلاق میں حقیقت ہے اور یہ جواب واسطے اسماعیلی کے ہے اور یہ قوی تر ہے اور ایک جواب اس کا یہ ہے کہ استثناء مستفاد ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے جو آئندہ باب میں مذکور ہے اس واسطے کہ حدیث نبی کی کل گویا ایک چیز ہے پس اگر کوئی کہے کہ کس واسطے حمل کیا ہے تم نے غائط کو اس کی حقیقت پر اور نہیں حمل کیا تم نے اس کو اس چیز پر کہ وہ عام تر ہے اس سے تاکہ شامل ہو میدان اور عمارتوں کو خاص کر صحابی حدیث کے راوی نے اس کو عموم پر حمل کیا ہے کہ یہ حدیث میدان اور عمارتوں دونوں کو شامل ہے جیسا کہ اہل مدینے کے قبلے میں آئے گا کہ ہم شام میں گئے تو ہم نے پائخانوں کو پایا کہ قبلے کی طرف بنے ہوئے ہیں سو ہم انحراف کرتے تھے اور استغفار پڑھتے تھے سو جواب یہ ہے کہ حمل کیا ابو ایوب نے لفظ غائط کو حقیقت اور مجاز دونوں میں اور یہی معتمد ہے اور شاید اس کو تخصیص کی حدیث نہیں پہنچی اور اگر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نہ دلالت کرتی اوپر خاص ہونے اس کے کی ساتھ عمارتوں کی تو ہم البتہ عموم کے قائل ہوتے لیکن عمل کرنا ساتھ دونوں دلیلوں کے اولیٰ ہے ایک کے لغو کرنے سے اور جابر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے جو اس کی تائید کرتی ہے جیسا کہ ابن خزیمہ وغیرہ نے اس سے روایت کی ہے کہ تھے حضرت ﷺ منع کرتے ہم کو یہ کہ پیٹھ دیں ہم قبلے کو یا اس کی طرف منہ کریں ساتھ فرجوں اپنی کے جبکہ ہم پیشاب کریں پھر میں نے آپ کو مرنے سے ایک سال پہلے دیکھا کہ قبلے کی طرف منہ کر کے بول کرتے تھے اور حق یہ ہے کہ یہ حدیث منع کی حدیث کی ناسخ نہیں برخلاف اس شخص کے جو یہ گمان کرتا ہے بلکہ وہ محمول ہے اس پر کہ اس نے آپ کو کسی بنا وغیرہ میں دیکھا اس واسطے کہ یہی ہے معلوم آپ کے حالات سے واسطے

مبالغہ کرنے آپ کے کی پردے میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا آپ کو دیکھنا بغیر قصد کے تھا کما سیاتی ۔ پس اسی طرح روایت جابر رضی اللہ عنہ کی اور یہ دعویٰ کرنا کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اس پر کوئی دلیل نہیں اس واسطے کہ خاصیت نہیں ثابت ہوتی ساتھ احتمال کے اور دلالت کرتی ہے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو آئندہ آنے والی ہے اس پر کہ جائز ہے پیٹھ کرنی طرف قبلے کی وقت پائخانے کی عمارتوں میں اور دلالت کرتی ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی اس پر کہ جائز ہے منہ کرنا طرف قبلے کی وقت بول کے اور اگر جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث نہ ہوتی تو البتہ حدیث ابو ایوب کی نہ خاص کی جاتی اپنے عموم سے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مگر جواز پیٹھ دینے میں فقط اور نہیں کہا جاتا کہ قبلے کی طرف منہ کرنا ملحق ہے ساتھ اس قیاس سے اس واسطے کہ نہیں صحیح ہے لاحق کرنا اس کا ساتھ اس کے واسطے ہونے اس کے کی اوپر اس کے اور تحقیق تمسک کیا ہے ساتھ اس کے ایک قوم نے سو انہوں نے کہا کہ پاخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا درست نہیں اور اس کو پیٹھ دینا درست ہے حکایت کی گئی ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اور احمد رحمہ اللہ سے اور ساتھ فرق کرنے کے درمیان عمارتوں اور میدانوں کے مطلق کہا ہے جمہور نے یعنی عمارتوں میں درست ہے اور میدان میں درست نہیں اور یہ مذہب مالک اور شافعی اور احمد کا ہے اور یہ قول سب قولوں سے زیادہ ترجیح ہے واسطے کرنے اس کے کی تمام دلیلوں میں اور تائید کرتی ہے اس کی جہت نظر سے وہ چیز جو ابن منیر سے پہلے گزر چکی ہے کہ عمارتوں میں قبلے کی طرف منہ کرنا دیوار کی طرف منسوب ہے عرف میں اور بایں طور کہ جو مکان کہ اس کے واسطے تیار کیے گئے ہیں وہ شیطانوں کی جگہ ہے پس نہیں لائق ہیں واسطے قبلہ ہونے کے برخلاف میدان کے بیچ دونوں کے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ مطلق حرام ہے اور یہی ہے مشہور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ سے اور قائل ہے ساتھ اس کے ابو ثور صاحب شافعی رحمہ اللہ کا اور ترجیح دی ہے اس کو مالکیہ سے ابن عربی نے اور ظاہر یہ سے ابن حزم نے اور حجت ان کی یہ ہے کہ نہی مقدم ہے اباحت پر اور نہیں صحیح جانتے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا اور بعض کہتے ہیں کہ مطلق جائز ہے اور یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا اور عروہ رحمہ اللہ اور ربیعہ رحمہ اللہ اور داؤد رحمہ اللہ کا ہے اور ان کی حجت یہ ہے کہ حدیثوں میں تعارض واقع ہوا ہے پس چاہیے کہ رجوع کیا جائے کہ طرف اصل اباحت کی پس یہ چار مذہب مشہور ہیں علماء سے اور اس مسئلے میں تین مذہب اور ہیں ایک یہ کہ جائز ہے پیٹھ دینا عمارتوں میں فقط واسطے تمسک کے ساتھ ظاہر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اور یہ قول ابو یوسف کا ہے اور ایک یہ کہ مطلق حرام ہے یہاں تک کہ قبلے منسوخ میں بھی اور وہ بیت المقدس ہے اور یہ محکی ہے ابراہیم اور ابن سیرین سے واسطے عمل کرنے کے ساتھ حدیث معقل کے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ منہ کریں ہم طرف دونوں قبلوں کی ساتھ پیشاب اور پائخانے کے روایت کی یہ حدیث ابو داؤد نے اور یہ حدیث ضعیف ہے اور بر تقدیر صحیح ہونے اس کے کی پس مراد ساتھ اس کے مدینے والے ہیں اور جو ان کی طرف میں ہے اس واسطے کہ منہ کرنا طرف بیت المقدس کی مستلزم ہے خانے کعبے کی طرف پیٹھ دینے کو پس علت قبلے

کی طرف پیٹھ کرنی ہے نہ بیت المقدس کی طرف منہ کرنا اور خطابی نے دعویٰ کیا ہے کہ بیت المقدس کی طرف منہ کرنا بالاجماع حرام نہیں واسطے اس شخص کے جو اس کی طرف منہ کرنے میں کعبے کی طرف پیٹھ نہ دے اور اس میں نظر ہے واسطے اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے ہم نے اس کو ابراہیم اور ابن سیرین سے اور بعض شافعیہ بھی اس کے ساتھ قائل ہیں اور ایک یہ کہ حرام ہونا خاص ہے ساتھ مدینے والوں کے اور جو ان کی طرف میں واقع ہے اور اوپر جن لوگوں کا قبلہ مشرق یا مغرب یعنی پورب یا پچھم کی جہت میں ہے پس جائز ہے واسطے اُن کے منہ کرنا اور پیٹھ دینا مطلق واسطے عام ہونے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ پورب کی طرف منہ کرو یا پچھم کی طرف یہ قول ابوعوانہ کا ہے جو مزنی کا صاحب ہے اور عکس کیا ہے اس کو بخاری نے پس استدلال کیا ہے ساتھ اس کے کہ مشرق اور مغرب میں قبلہ نہیں کما سیاتی ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ اس کو پیٹھ نہ دے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے بِبَوْلٍ اَوْ بِغَائِطٍ یعنی ساتھ پیشاب کے یا پاخانے کے اور ظاہر اس کے قول سے بِبَوْلٍ خاص ہونا نہی کا ہے ساتھ خارج ہونے نکلنے والی چیز کے شرمگاہ سے اور ہوگا سبب اس کا تعظیم قبلے کے سامنے ہونے سے ساتھ نجاست کے اور تائید کرتا ہے اس کا قول آپ کا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جب ہم پیشاب کریں اور بعض کہتے ہیں کہ سبب نہی کا شرم گاہ کا کھولنا ہے بنا بر اس کے پس عام ہوگا یہ حکم ہر حالت میں کہ اس میں شرمگاہ کھلی مانند وطی کی مثلاً اور تحقیق نقل کیا ہے اس کو ابن شاش مالکی نے ایک قول اپنے مذہب میں اور شاید اس کے قائل نے تمسک کیا ہے ساتھ روایت مؤطا کے کہ اپنی شرمگاہوں سے قبلے کی طرف منہ نہ کرو لیکن یہ روایت محمول ہے اوپر حال قضا حاجت کے واسطے تطبیق کے درمیان دونوں دلیل کے اور یہ جو ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا فَنَنْحَرِفُ وَنَسْتَغْفِرُ تو اس پر کلام آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

١٤١ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتٰى أَحَدُكُمُ الْغَآئِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يُوَلِّهَا ظَهْرَهٗ شَرِّقُوْا أَوْ غَرِّبُوْا.

۱۴۱۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پائخانے جائے تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور نہ اس کی طرف اپنی پیٹھ کرے پورب کی طرف بیٹھا کرو یا پچھم کی طرف بیٹھا کرو۔

فائدہ: یہ مدینے والوں کو فرمایا کہ ان کا قبلہ دکن کی طرف ہے ہندوستان کا پچھم کی طرف ہے تو یہاں اتر یا دکن منہ کر کے پائخانہ بیٹھنا چاہیے۔

بَابُ مَنْ تَبَرَّزَ عَلٰى لَبِنَتَيْنِ.

دو اینٹوں پر پائخانے بیٹھنے کا بیان۔

١٤٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ

۱۴۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ إِنَّ نَاسًا يَقُوْلُوْنَ إِذَا قَعَدْتَ عَلٰى حَاجَتِكَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَقَدِ ارْتَقَيْتُ يَوْمًا عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ لَنَا فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ وَقَالَ لَعَلَّكَ مِنَ الَّذِيْنَ يُصَلُّوْنَ عَلٰى أَوْرَاكِهِمْ فَقُلْتُ لَا أَدْرِيْ وَاللّٰهِ قَالَ مَالِكٌ يَعْنِي الَّذِيْ يُصَلِّيْ وَلَا يَرْتَفِعُ عَنِ الْأَرْضِ يَسْجُدُ وَهُوَ لَاصِقٌ بِالْأَرْضِ.

جب تو جائے ضرورت کے واسطے بیٹھے تو نہ منہ کر طرف قبلے کی اور نہ بیت المقدس کی سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں ایک دن اپنے گھر کی چھت پر چڑھا سو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف منہ کیے ہوئے دو کچی اینٹوں پر جائے ضرورت پھرتے دیکھا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا شاید تو ان لوگوں میں سے ہے جو اپنے چوتڑوں پر نماز پڑھتے ہیں سو میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ جائے ضرورت کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا جائز ہے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد چوتڑوں پر نماز پڑھنے سے وہ شخص ہے جو نماز پڑھے اور زمین سے نہ اونچا ہو سجدہ کرے اور وہ زمین سے ملا ہوا ہے۔

فائدہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات اپنے شاگرد واسع سے کہی تھی کہ تو جو ان لوگوں کی سنی سنائی بات پر اعتماد کر کے قبلے کی طرف منہ کر کے پائخانے پھرنے کو جائز نہیں رکھتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ تو سنت سے واقف نہیں اگر تجھ کو سنت کا علم ہوتا تو ان کے قول کی طرف التفات نہ کرتا اور یہ جو کہا کہ تو شاید چوتڑ زمین پر لگا کر نماز پڑھتا ہے تو اس سے مراد ان کی یہ ہے کہ تو جاہل ہے کہ جیسے کہ وہ جاہل ہوتا ہے جو زمین سے چوتڑ لگا کر نماز پڑھے اس لیے کہ سجدہ میں سنت یہ ہے کہ اپنے چوتڑ کو زمین پر نہ لگائے یہ جو کہا کہ ان ناسا تو یہ اشارہ ہے طرف اس شخص کی جو نہی کو عام کہتا تھا کما سبق اور یہ مروی ہے ابو ایوب رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اور یہ جو کہا کہ جب تو اپنی حاجت پر بیٹھے تو یہ باعتبار غالب کے ہے نہیں تو اگر کھڑا ہو کر پائخانے پھرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور یہ جو کہا کہ اپنے گھر پر تو ایک روایت میں آئندہ آئے گا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر یعنی اس کی بہن کے اور تطبیق یہ ہے کہ کہا جائے کہ منسوب کرنا اس کا طرف ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بطور مجاز کے ہے اس واسطے کہ وہ اس کی بہن ہے یا اس اعتبار سے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما حفصہ رضی اللہ عنہا کے مرنے کے بعد اس کا وارث ہوا یعنی منسوب کیا اس کو طرف نفس اپنے کی باعتبار انجام کار کے اور یہ جو کہا کہ وہ کچی اینٹوں پر تو ایک روایت میں ہے کہ میں نے آپ کو دیکھا قضائے حاجت کرتے تھے آپ کے گرد کچی اینٹوں سے پردہ تھا اور ایک روایت میں ہے فی کنیف یعنی میں نے آپ کو پائخانہ میں دیکھا اور دور ہوا ساتھ اس

کے اعتراض اس شخص کا جو کہتا ہے مطلق جائز رکھنے والوں سے کہ احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آپ کو میدان میں دیکھا ہو اور آپ کا اینٹوں پر ہونا نہیں دلالت کرتا عمارت پر واسطے اس احتمال کے کہ اس پر بیٹھے ہوں تا کہ ان کے ساتھ زمین سے اونچے ہوں اور نیز رد کرتا ہے اس احتمال کو یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما میدان میں قبلے کی طرف منہ کرنے کو منہ کرتے تھے مگر ساتھ پردے کے جیسا کہ ابوداؤد وغیرہ نے روایت کی ہے اور نہیں قصد کیا تھا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جھانکنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس حالت میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تو صرف کسی ضرورت کے واسطے چھت پر چڑھے تھے تو اتفاقاً آپ کی طرف نظر پڑ گئی جیسے کہ اس سے بیہقی کی روایت میں ہے ہاں جب اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھنے کا اتفاق پڑا ایسی حالت میں بغیر قصد کے تو اس نے چاہا کہ اس کو فائدے سے خالی نہ چھوڑے پس یاد رکھا اس حکم شرعی کو اور گویا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آپ کو پیٹھ کی طرف سے دیکھا تھا کہ جائز ہو واسطے اس کے تامل کیفیت مذکور کا بغیر محذور کے اور دلالت کی اس نے اوپر سخت ہونے حرص اس صحابی کے اوپر تلاش کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کے تا کہ ان کی پیروی کرے اور یہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ شاید تو ان لوگوں میں سے ہے جو چوتڑوں پر نماز پڑھتے ہیں تو اس قول کی مناسبت یہاں مشکل ہے تو بعض کہتے ہیں کہ احتمال ہے کہ مراد ان کی ساتھ اس کے یہ ہو کہ جس کو اس نے خطاب کیا تھا وہ سنت کو نہیں جانتا اس واسطے کہ اگر سنت کو پہچانتا ہوتا تو البتہ جانتا فرق کو درمیان میدان کے اور اس کے غیر کے یا فرق کو درمیان خانے کعبے کے اور بیت المقدس کے اور یہ جواب کرمانی کا ہے اور نہیں پوشیدہ ہے جو اس میں تکلف ہے اور جو چیز کہ ظاہر ہوتی ہے مناسبت میں وہ چیز ہے جس پر مسلم کی حدیث دلالت کرتی ہے پس اس کے اول میں نزدیک اس کے واسع ہے کہ میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا تو ناگہاں میں نے دیکھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیٹھے ہیں پھر جب میں نے اپنی نماز ادا کی تو میں اس کی طرف پھرا پس کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ بعض لوگ کہتے ہیں پھر ذکر کی ساری حدیث سو گویا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھی اس سے سجدے کی حالت میں کوئی چیز جس کو تحقیق نہ کیا پس پوچھا اس سے ساتھ عبارت مذکورہ کے علاوہ ازیں نہیں منع ہے ظاہر کرنا مناسبت کا درمیان دونوں مسئلوں کے اور یہ کہ ایک کو دوسرے کے ساتھ تعلق ہے بایں طور کے کہا جائے کہ شاید جو سجدے کی حالت میں چوتڑوں کو پیٹ کے ساتھ ملاتا تھا وہ گمان کرتا تھا کہ اپنی شرمگاہ کے ساتھ قبلے کی طرف منہ کرنا ہر حال میں منع ہے کما قدمنا یعنی تو سجدے کی حالت میں اسی واسطے اپنے چوتڑوں کو پیٹ سے ملاتا تھا کہ اس حالت میں بھی شرمگاہ کا قبلے کے سامنے ہونا لازم نہ آئے اور اصول نماز کے چار ہیں قیام اور رکوع اور سجود اور قعود اور جوڑنا شرمگاہ کا بیچ ان کے دونوں چوتڑوں میں ممکن ہے مگر جب سجدے میں ایک چوتڑ کو دوسرے سے دور رکھے سو اس نے دیکھا کہ چوتڑوں کے ملانے میں ساتھ پیٹ کے جوڑنا ہے واسطے فرج کے یعنی تا کہ کمال پردہ ہو پس کیا اس کو بطور بدعت کے اور سنت اس کے برخلاف ہے اور پردہ ہونا ساتھ کپڑوں کے کافی ہے بیچ اس کے جیسے کہ دیوار کافی ہے بیچ ہونے اس کے کی پردہ حائل درمیان قبلے

اور شرمگاہ کے اگر ہم کہیں کہ سبب نہی کا منہ کرنا ہے ساتھ شرمگاہ پس جب حدیث بیان کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تابعی کو ساتھ حکم اول کے تو اشارہ کیا واسطے اس کے طرف حکم دوسرے کی واسطے تنبیہ کرنے کے اس چیز پر کہ گمان کیا اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے اس نماز میں جو اس کو پڑھتے دیکھا تھا اور یہ جو کہا واسع نے کہ میں نہیں جانتا تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ نہیں معلوم ہے اس کو کچھ اس چیز سے کہ گمان کیا اس کو ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ خُرُوْجِ النِّسَآءِ إِلَى الْبَرَازِ. باب ہے بیان میں نکلنے عورتوں کی طرف پائخانہ کی۔

فائدہ: براز ساتھ زبر ب کی میدان فراخ کو کہتے ہیں اور ساتھ زیر کے پائخانہ کو۔

١٤٣ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ إِذَا تَبَرَّزْنَ إِلَى الْمَنَاصِعِ وَهُوَ صَعِيْدٌ أَفْيَحُ فَكَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْجُبْ نِسَآءَكَ فَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِيْ عِشَآءً وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيْلَةً فَنَادَاهَا عُمَرُ أَلَا قَدْ عَرَفْنَاكِ يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلَى أَنْ يَّنْزِلَ الْحِجَابُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ الْحِجَابِ.

١٤٣۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں جب فراخ میدان کی طرف پائخانہ کو جاتیں تو رات کو نکلا کرتی تھیں اور عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے تھے کہ آپ اپنی بیویوں کو پردہ کراؤ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نہیں کراتے تھے سو سودہ زمعہ کی بیٹی (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھی) ایک رات عشاء کے وقت نکلی اور تھی لمبی قد کی۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پکارا کہ خبردار ہو اے سودہ ہم نے تجھ کو پہچان لیا ہے واسطے حرص کرنے کے پردہ اترے سو اللہ نے حجاب کو اتارا۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطے پردہ نہیں کراتے تھے کہ آپ امور شرعیہ میں وحی کی انتظاری کرتے تھے سو جب وحی نازل ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ کرایا مگر رات کو جائے ضرور کے واسطے میدان کی طرف نکلنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کو بعد اترنے پردہ کے بھی جائز رہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ غرض تھی کہ ان کا رات کو نکلنا بھی بند ہو جائے پائخانہ کے واسطے بھی نہ نکلیں سو اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس خیال کے موافق حکم نہ اتارا بلکہ ان کو رات کے وقت جائے ضرور کے واسطے میدان کی طرف نکلنے کی اجازت دے دی اس سے معلوم ہوا کہ پردہ والی عورتیں اگر رات کو پائخانہ کے واسطے باہر میدان کی طرف نکلیں تو جائز ہے اور امت کی عورتوں کے پردہ کا حکم کسی حدیث صریح صحیح سے ثابت نہیں ہوا

لیکن بہر حال پردہ اُن کے حق میں بہتر ہے خاص کر اس زمانہ میں کہ عورتوں سے حیا اور شرم جاتا رہا ہے اور فتنہ کا بہت خوف ہے ایسی حالت میں تو پردہ کرنے میں نہایت ہی احتیاط ہے اور یہ جو کہا کہ اپنی بی بیوں کو پردہ کراؤ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو گھروں سے نکلنے سے منع کرو اس دلیل سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بعد نازل ہونے آیت حجاب کے کہا سودہ رضی اللہ عنہا کو جو کچھ کہ کہا جیسے کہ عنقریب آتا ہے اور احتمال ہے کہ اول اس کی یہ مراد ہو کہ ان کو منہ ڈھانکنے کا حکم ہو پس جب واقع ہوا حکم موافق ان کی مراد کے تو پھر یہ چاہا کہ ان کے بدن بھی پردے میں ہوں واسطے مبالغے کے ستر میں تو نہ حاصل ہوئی مراد ان کی واسطے ضرورت کے اور یہ دونوں احتمال سے ظاہر تر ہے اور پردے کی آیت کا اترنا عمر رضی اللہ عنہ کے موافقات سے گنا جاتا تھا اور بنا بر اس کے پس تھے واسطے اُن کے بیچ پردہ کرنے کے نزدیک قضا حاجت کے کئی حالات اول حال اندھیرے میں تھے اس واسطے کہ وہ قضائے حاجت کے واسطے فقط رات کو نکلتی تھیں دن کو باہر نہیں نکلتی تھیں جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث میں کہا کہ رات کو نکلا کرتی تھیں پھر حجاب کی آیت اتری تو انہوں نے کپڑوں سے پردہ کیا لیکن ان کے بدن اکثر اوقات جدا جدا معلوم ہوتے تھے اور بدنوں سے پہچانی جاتی تھیں اسی واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دوسری بار آیت اترنے کے بعد سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ قسم ہے اللہ کی تم ہم پر پوشیدہ نہیں ہو پھر اس کے بعد گھروں میں پائخانے بنائے گئے تو اُن کے ساتھ پردے میں ہوئیں جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے افک کے قصے میں کہا کہ یہ پائخانوں کے بنانے سے پہلے تھا اور افک کا قصہ حجاب کی آیت کے نازل ہونے سے پہلے تھا اور یہ جو کہا کہ پھر اللہ نے حجاب کو اتارا تو مراد اس سے یہ آیت ہے ﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ ﴾ الآیۃ اور اس کے شان نزول میں اختلاف ہے اور تطبیق یہ ہے کہ اس کے اترنے کی کئی سبب تھیں۔ (فتح)

حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ أُذِنَ أَنْ تَخْرُجْنَ فِيْ حَاجَتِكُنَّ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي الْبَرَازَ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے تم کو پائخانہ کے واسطے نکلنے کی اجازت دی ہشام نے کہا کہ حاجت سے مراد جائے ضرور ہے۔

فائدہ: یہ حدیث مفصل تفسیر میں آئے گی اور اس کا حاصل یہ ہے کہ حجاب اترنے کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اپنی حاجت کے واسطے باہر نکلیں اور ان کا بدن بڑا تھا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا پس کہا اے سودہ تم ہم پر پوشیدہ نہیں ہو پس دیکھو کیسے نکلتی ہو تو وہ پھریں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی اور آپ رات کا کھانا کھاتے تھے سو آپ کو وحی ہوئی پھر آپ نے فرمایا کہ تم کو اجازت ہوئی کہ تم قضائے حاجت کے واسطے باہر نکلو۔ ابن بطال نے کہا کہ فقہ اس حدیث کی یہ ہے کہ جائز ہے واسطے عورتوں کے تصرف کرنا اس چیز میں کہ ان کو اس کی حاجت ہے اپنی بھلائیوں سے اور اس میں مراجعت ادنیٰ کی ہے واسطے اعلیٰ کے اس چیز میں کہ ظاہر ہو اس کے واسطے کہ وہ ٹھیک ہے اور جس

جگہ عیب جوئی مقصود نہ ہو اور اس میں فضیلت ہے واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے اور یہ کہ جائز ہے مردوں کو کلام کرنا ساتھ عورتوں کے راہوں میں واسطے ضرورت کے اور جائز ہے سختی کرنی کلام میں واسطے اس شخص کے کہ خیر کا قصد رکھتا ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ وعظ کرے اپنی ماں کو دین میں اس واسطے کہ سودہ رضی اللہ عنہا مسلمانوں کی ماؤں میں سے ہے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے انتظار کرتے وحی کی شرع کے کاموں میں اس واسطے کہ نہیں حکم کیا ان کو ساتھ حجاب کے باوجود ظاہر ہونے حاجت کے طرف اس کی یہاں تک کہ آیت اتری اور اسی طرح اجازت آپ کی واسطے اُن کے ساتھ باہر نکلنے کے۔ (فتح)

بَابُ التَّبَرُّزِ فِي الْبُيُوْتِ. گھروں میں پاخانہ پھرنے کا بیان۔

فائدہ: مراد بخاری کی ساتھ اس باب کے یہ ہے کہ اشارہ کرے طرف اس کی کہ نکلنا عورتوں کا واسطے پائخانے کی ہمیشہ نہیں رہا بلکہ اس کے بعد گھروں میں پائخانے بنائے گئے تو باہر نکلنے سے بے پرواہ ہوئیں مگر واسطے ضرورت کے۔ (فتح)

١٤٤ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ ارْتَقَيْتُ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ حَفْصَةَ لِبَعْضِ حَاجَتِي فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِيْ حَاجَتَهُ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ.

۱۴۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس نے کہا کہ میں اپنی کسی حاجت کے واسطے حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی چھت پر چڑھا سو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبلے کی طرف پیٹھ دیے ہوئے شام کی طرف منہ کیے ہوئے پائخانہ پھرتے دیکھا۔

١٤٥ ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ أَنَّ عَمَّهُ وَاسِعَ بْنَ حَبَّانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ قَالَ لَقَدْ ظَهَرْتُ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى ظَهْرِ بَيْتِنَا فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا عَلَى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ.

۱۴۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ایک دن اپنے گھر کی چھت پر چڑھا سو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے دو اینٹوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھر میں پائخانہ پھرنا جائز ہے۔

بَابُ الْاِسْتِنْجَآءِ بِالْمَآءِ. پانی کے ساتھ استنجاء کرنے کا بیان۔

فائدہ: مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ اس باب کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو اس کو مکروہ کہتا ہے اور اس پر جو نفی کرتا ہے واقع ہونے اس کے کی حضرت ﷺ سے اور تحقیق روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے ساتھ صحیح سندوں کے کہ کسی نے اس سے پانی کے ساتھ استنجاء کرنے کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ اس وقت ہمیشہ میرے ہاتھ میں گندگی رہے گی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ پانی کے ساتھ استنجاء نہیں کرتے تھے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم یہ کام نہیں کرتے تھے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے پانی کے ساتھ استنجاء نہیں کیا اور ابن حبیب مالکی سے روایت ہے کہ اس نے پانی کے ساتھ استنجاء کرنے سے منع کیا اس واسطے کہ وہ کھانے کی چیز ہے۔(فتح)

١٤٦ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ مُعَاذٍ وَاسْمُهُ عَطَآءُ بْنُ أَبِيْ مَيْمُوْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ أَجِيْءُ أَنَا وَغُلَامٌ مَعَنَا إِدَاوَةٌ مِّنْ مَّآءٍ يَعْنِيْ يَسْتَنْجِيْ بِهٖ.

۱۴۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب جائے ضرور کے واسطے نکلتے یعنی میدان میں تو میں اور ایک لڑکا اپنے ساتھ پانی کی چھاگل لے آتے یعنی حضرت ﷺ اس کے ساتھ استنجاء کرتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پانی کے ساتھ استنجاء کرنا چاہیے ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ پانی کے ساتھ استنجاء کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ میں اور ایک لڑکا پانی کا برتن لے جاتے تھے اس سے حضرت ﷺ استنجاء کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ ہم پر نکلے اور حالانکہ آپ نے پانی کے ساتھ استنجاء کیا تھا اور تحقیق ظاہر ہوا ساتھ ان روایتوں کے کہ استنجے کی حکایت انس رضی اللہ عنہ کے قول سے ہے جو اس حدیث کے راوی ہیں پس اس میں رد ہے اصیلی پر جس جگہ اس نے تعاقب کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر بیچ استدلال کرنے اس کے کی ساتھ اس حدیث کے اوپر استنجاء کرنے کے ساتھ پانی کے کہا اس نے اس واسطے کہ قول اس کا یَسْتَنْجِيْ بِالْمَآءِ انس رضی اللہ عنہ کے قول سے نہیں بلکہ ابو الولید کے قول سے ہے جو تلے کے راویوں میں سے ہے اور کہا احتمال ہے کہ یہ پانی آپ کے وضو کے واسطے ہو اور تحقیق باطل ہو گیا یہ احتمال ساتھ ان روایتوں کے جن کو ہم نے ذکر کیا اور اسی طرح رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ قول اس کا یَسْتَنْجِيْ بِالْمَآءِ مدرج ہے عطا راوی کے قول سے اور تحقیق بیان کیا ہم نے کہ یہ انس رضی اللہ عنہ کے قول سے ہے۔(فتح)

بَابُ مَنْ حُمِلَ مَعَهُ الْمَآءُ لِطُهُوْرِهٖ وَقَالَ باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ اٹھایا جائے ساتھ

أَبُو الدَّرْدَآءِ. أَلَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالطَّهُوْرِ وَالْوِسَادِ.

اس کے پانی تا کہ اس کے ساتھ پاک ہو یعنی ایک شخص کے استنجاء وغیرہ کے واسطے اس کے ساتھ پانی اٹھا کر لے جانا جائز ہے اور ابوالدرداء نے کہا کہ کیا تم میں صاحب دو جوتوں کا اور پانی کا اور تکیہ کا نہیں۔

فائدہ: یہ بات ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمائی کہ وہ ہمیشہ اپنے ہاتھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتا پہنایا کرتے تھے اور پانی کی ایک چھاگل بھی ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھائے رہتے تھے اور تکیہ بھی اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی عالم کے واسطے کوئی شاگرد یا خادم لوٹا پانی کا اپنے ساتھ اٹھا لے تو جائز ہے اور صاحب جوتے کے درحقیقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو صاحب جوتے کا بطور مجاز کے کہا گیا اور غلام کے لفظ کبھی بڑے آدمی پر بھی بولے جاتے ہیں بطور مجاز کے۔

١٤٧ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي مُعَاذٍ هُوَ عَطَآءُ بْنُ أَبِي مَيْمُوْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ تَبِعْتُهُ أَنَا وَغُلَامٌ مِنَّا مَعَنَا إِدَاوَةٌ مِنْ مَّآءٍ.

١٤٧۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پائخانے کے واسطے نکلتے تو میں اور ایک لڑکا ہمارا پانی کی ایک چھاگل اپنے ساتھ اٹھا کر ان کے پیچھے جاتے۔

بَابُ حَمْلِ الْعَنَزَةِ مَعَ الْمَآءِ فِي الْاِسْتِنْجَآءِ.

استنجے کے پانی کے ساتھ برچھی کا اٹھانا۔

١٤٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِي مَيْمُوْنَةَ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخَلَآءَ فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ إِدَاوَةً مِنْ مَّآءٍ وَعَنَزَةً يَسْتَنْجِيْ بِالْمَآءِ تَابَعَهُ النَّضْرُ وَشَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ الْعَنَزَةُ عَصًا عَلَيْهِ زُجٌّ.

١٤٨۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پائخانہ میں داخل ہوتے سو میں اور ایک لڑکا پانی کی چھاگل اور برچھی اٹھا لیتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانی سے استنجاء کرتے۔ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عنزہ اس لاٹھی کو کہتے ہیں جس کے سر پر نوکدار لوہا لگا ہو۔

فائدہ: لڑکے سے مراد یہاں ان حدیثوں میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے یا بلال رضی اللہ عنہ اور عادت شریف جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تھی کہ خادم برچھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکھتے تھے تا پیشاب کے لیے زمین نرم کرلیں یا ڈھیلے زمین سے اکھاڑ لیں یا کچھ اور ضرورت پیش آئے تو اس میں کام آئے یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پائخانے میں داخل ہوتے تو مراد پائخانے سے وہ پائخانہ نہیں جو بنا ہوا ہو بلکہ مراد اس سے میدان ہے واسطے قول اس کے کی کہ دوسری روایت میں ہے کَانَ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ یعنی جب قضائے حاجت کے واسطے باہر نکلتے تھے اور اس قرینے سے کہ پانی کے ساتھ برچھی اٹھائی جاتی تھی پس تحقیق نماز طرف برچھی کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتی ہے جس جگہ کہ اس کے سوا کوئی اور سترہ نہ ہو اور نیز پس جو پائخانے کہ گھروں میں تھے تو تھی خدمت آپ کی ان میں متعلق ساتھ گھر والوں کے اور بعض نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے باب باندھنے سے یہ سمجھا ہے کہ برچھی آپ کے ساتھ اس واسطے اٹھائی جاتی تھی کہ تا کہ آپ پردہ کریں ساتھ اس کے واسطے پائخانہ بیٹھنے کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ ضابطہ سترے کا اس امر میں وہ چیز ہے جو نیچے بدن کو چھپائے اور برچھی چھپا نہیں سکتی ہاں احتمال ہے کہ اس کو اپنے آگے گاڑ کر اس پر کپڑا رکھتے ہوں جو چھپانے والا ہو یا اس کو اپنے پہلو میں ایک طرف گاڑتے ہوں تا کہ ہو اشارہ طرف منع کرنے اس شخص کے جو آپ کے نزدیک سے گزرنے کا قصد کرے یا احتمال ہے کہ سخت زمین کو کھودنے کے واسطے ہو یا واسطے منع کرنے اس چیز کے کہ پیش آئے آپ کو کاٹنے والے جانوروں سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے واسطے بہت دور جایا کرتے تھے یا اس واسطے اٹھایا جاتا تھا کہ جب استنجاء کرتے تھے تو وضو کرتے اور جب وضو کرتے تھے تو نماز پڑھتے تھے اور یہ وجہ سب وجھوں سے ظاہر تر ہے اور آگے آئے گا باب باندھنا اوپر برچھی کے بیچ سترے نمازی کے نماز میں اور استدلال کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس حدیث کے اوپر دھونے پیشاب کے کما سیاتی اور اس میں جواز خدمت لینے کا ہے یعنی جائز ہے خدمت لینی آزاد مردوں سے خاص کر جب کہ معین کی گئی ہوں واسطے اس کے تا کہ حاصل ہو واسطے ان کے عادت تواضع کی اور اس سے معلوم ہوا کہ عالم کی خدمت میں بزرگی ہے اس واسطے کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس وجہ سے مدح کی اور اس میں حجت ہے ابن حبیب مالکی پر جس جگہ کہ منع کیا ہے اس نے پانی کے ساتھ استنجاء کرنے کو اس واسطے کہ وہ کھانے کی چیز ہے اس واسطے کہ مدینے کا پانی میٹھا تھا۔ (فتح)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِسْتِنْجَآءِ بِالْيَمِيْنِ. باب ہے بیان میں اس کے کہ داہنے ہاتھ سے استنجاء کرنا منع ہے۔

فائدہ: اور تعبیر کی ساتھ نہی کے واسطے اشارت کی طرف اس کی کہ نہیں ظاہر ہوئی واسطے اس کے کوئی بات کہ وہ حرام ہونے کے واسطے یا تنزیہ کے واسطے یا نہیں ظاہر ہوا واسطے اس کے قرینہ جو پھیرنے والا ہو نہی کو حرام ہونے سے اور وہ یہ ہے کہ یہ ایک ادب ہے ادبوں میں سے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ نہی واسطے تنزیہ کے ہے اور اہل ظاہر کا یہ

مذہب ہے کہ وہ واسطے حرام کرنے کے ہے اور شافعیہ کی ایک جماعت کی کلام میں وہ چیز ہے جو مشعر ہے ساتھ اس کے لیکن نووی نے کہا کہ جو کوئی ان میں سے کہتا ہے کہ داہنے ہاتھ سے استنجاء کرنا درست نہیں تو اس کی مراد یہ ہے کہ یہ مباح نہیں جس کی دونوں طرف برابر ہو بلکہ مکروہ ہے راجح ہے ترک کرنا اس کا اور باوجود قائل ہونے کے ساتھ حرمت کے پس جس نے اس کو کیا اس نے برا کیا اور کفایت کرتا ہے اس کو اور اہل ظاہر اور بعض حنابلہ کہتے ہیں کہ نہیں کفایت کرتا استنجاء کرنا ساتھ داہنے ہاتھ کے اور یہ اختلاف اس وقت ہے جب کہ ہاتھ کے ساتھ کسی اور چیز سے استنجاء کرے مانند پانی وغیرہ کی اور لیکن فقط ہاتھ سے استنجاء کرنا بغیر کسی اور چیز کے پانی وغیرہ سے تو یہ بالاتفاق حرام ہے نہیں کفایت کرتا اور بایاں ہاتھ اس میں مانند داہنے کی ہے۔ واللہ اعلم۔

١٤٩ ۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ هُوَ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ وَإِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهِ.

۱۴۹۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کوئی چیز پیئے تو دم نہ لے پانی میں اور جب پائخانہ میں آئے تو نہ چھوئے اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے اور نہ ڈھیلے پھونچے داہنے ہاتھ سے۔

فائدہ: پانی پینے کے وقت دم چھوڑنے کو اس واسطے منع فرمایا کہ اکثر اوقات دم لینے سے پانی میں تھوک یا کوئی اور چیز پڑ جاتی ہے اور پانی میں مل جاتی ہے پس اس کو پینے والا مکروہ جانتا ہے اور نیز یہ فعل چار پایوں کا ہے اور سنت پانی پینا اس طور سے ہے کہ تین دم میں پانی پیے جب ایک دم پی لے تو اس کو منہ سے جدا کر دے پھر دوسرے دم میں اسی طرح کرے اور یہ جو کہا کہ پانی میں دم نہ لے تو یہ نہی واسطے ادب سکھلانے کے ہے واسطے ارادہ زیادتی کے ستھرائی میں اور یہ جو کہا کہ اپنے داہنے ہاتھ سے استنجاء نہ کرے تو خطابی نے اس جگہ یہ اعتراض کیا ہے کہ ڈھیلے لینے والا جب اپنے بائیں ہاتھ سے ڈھیلا لے تو یہ مستلزم ہوگا ذکر کے چھونے کو ساتھ داہنے ہاتھ کے اور دونوں کو نہی شامل ہے پھر خطابی نے اس کا جواب دیا جس میں نظر ہے اور تحقیق تعاقب کیا ہے اس کا طیبی نے ساتھ اس کے کہ نہی ڈھیلا لینے سے ساتھ داہنے ہاتھ کے خاص ہے ساتھ دبر کے اور نہی ہاتھ لگانے سے خاص ہے ساتھ ذکر کے پس باطل ہوا اعتراض اپنی جڑھ سے لیکن یہ جو طیبی نے دعویٰ کیا ہے کہ ڈھیلا لینا دبر یعنی پیچھے کے ساتھ خاص ہے تو یہ دعویٰ اس کا مردود ہے اور چھونا اگرچہ ذکر کے ساتھ خاص ہے لیکن لاحق ہے ساتھ اس کے دبر قیاس سے اور ذکر کا جو صریح نام لیا تو اس کے واسطے کوئی مفہوم نہیں بلکہ عورت کی شرمگاہ بھی اسی طرح ہے کہ اس کو چھونا بھی عورت کے واسطے منع ہے او

رسوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص ذکر کو ذکر کیا اس واسطے کہ اکثر اوقات مرد ہی مخاطب ہیں اور عورتیں بھی مانند مردوں کی ہیں احکام میں مگر جو خاص ہے اور ٹھیک بات اس صورت میں جس کو خطابی نے وارد کیا ہے وہ چیز ہے جو کہی ہے امام الحرمین نے اور جو ان کے بعد ہیں مانند غزالی کی کہ وہ گزارے عضو کو اپنے بائیں ہاتھ سے اس چیز پر کہ پکڑے اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے اس حال میں کہ داہنا ہاتھ قرار پکڑنے والا ہو نہ ہلنے والا پس نہیں گنا جاتا مرد ڈھیلے لینے والا داہنے ہاتھ سے اور نہ چھونے والا اس کو اور جس نے دعویٰ کیا کہ وہ اس حال میں اپنے داہنے ہاتھ سے ڈھیلا لینے والا ہوتا ہے تو بے شک اس نے غلطی کی بلکہ وہ تو صرف اس شخص کی مانند ہے کہ استنجے کے وقت اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالے۔

بَابُ لَا يُمْسِكُ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ إِذَا بَالَ. باب ہے اس بیان میں کہ جب پیشاب کرے داہنے ہاتھ سے اپنے ذکر کو نہ پکڑے۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس باب کے طرف اس کی کہ منع مطلق چھونے ذکر کے سے ساتھ داہنے ہاتھ کے جیسا کہ پہلے باب میں ہے محمول ہے مقید پر ساتھ حالت بول کے تو جو چیز اس کے سوا ہے وہ جائز ہوگی اور بعض عالموں نے کہا کہ وہ بھی منع ہے بطریق اولیٰ اس واسطے کہ منع کیا اس سے باوجود گمان حاجت کے اس حالت میں اور پیچھا کیا ہے اس کا ابو محمد بن ابی جمرہ نے ساتھ اس طور کے کہ گمان حاجت کا نہیں خاص ہے ساتھ حالت استنجے کے اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کیا گیا ہے منع ساتھ حالت بول کے اس جہت سے کہ جو کسی چیز کا ہمسایہ ہو اس کو اس کا حکم دیا جاتا ہے سو جب داہنے ہاتھ سے استنجاء منع ہوا تو ذکر کو چھونا بھی منع ہوا واسطے اکھاڑنے مادے کے جڑھ سے پھر استدلال کیا اس نے جائز ہونے پر ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے طلق بن علی کے جب کہ اس نے آپ سے ذکر کے چھونے کا حکم پوچھا کہ سوا اس کے کچھ نہیں کہ وہ تیرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے پس دلالت کی اس نے اوپر جائز ہونے کے ہر حال میں پس نکل گئی حالت بول کے ساتھ اس حدیث صحیح کے اور اس کے سوا ہر حال میں ذکر کو چھونا جائز ہوا۔ انتہی۔ اور جس حدیث کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے وہ صحیح یا حسن ہے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ حمل مطلق کا اوپر مقید کے عالموں کے درمیان متفق علیہ نہیں اور جو اس کا قائل ہے وہ اس میں کئی شرطیں کرتا ہے لیکن ابن دقیق العید نے تنبیہ کی ہے اس پر کہ محل اختلاف کا تو صرف اُس جگہ ہے جس جگہ حدیث کا مخرج غیر ہو اس طور سے کہ دو حدیثیں جدا جدا گنی جائیں لیکن جب مخرج ایک ہو اور اس میں اختلاف بعض راویوں کی طرف سے ہو تو لائق ہے حمل کرنا مطلق کا مقید پر بغیر خلاف کے اس واسطے کہ تقیید اس وقت ہوگی زیادتی عادل کی پس قبول ہوگی اور یہ جو کہا کہ نہ پکڑے اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے تو یہ مطابق ہے واسطے قول اس کے کی ترجمہ میں **لا یمسك** اور اسی طرح مسلم میں بھی مسک کے ساتھ تعبیر کیا ہے ہمام کی روایت میں یحییٰ سے اور استنباط کیا ہے اس سے بعض نے

منع ہونا استنجے کا اس ہاتھ سے کہ اس میں انگوٹھی ہو جس میں کہ اللہ کا نام کھدا ہوا ہو اس واسطے کہ نہی اس میں واسطے تعظیم داہنے ہاتھ کے ہے تو یہ بطریق اولیٰ منع ہوگا اور جو مالک سے نہ مکروہ ہونا مروی ہے تو تحقیق انکار کیا ہے اس سے انہوں نے جو اس کے یاروں میں سے حذاق ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت بیچ نہی کے واسطے ہونے داہنے ہاتھ کے تیار کیا گیا واسطے کھانے کے ساتھ اس کے پس اگر اس ساتھ استنجاء کرے تو ممکن ہے کہ یاد کرے اس کو نزدیک کھانے کے پس ایذا پائے گا ساتھ اس کے۔ واللہ اعلم۔

۱۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَأْخُذَنَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَلَا يَسْتَنْجِي بِيَمِينِهِ وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ.

۱۵۰۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی پیشاب کرے تو نہ پکڑے اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے اور نہ استنجاء کرے داہنے ہاتھ سے اور نہ دم لے پانی کے برتن میں۔

بَابُ الْإِسْتِنْجَاءِ بِالْحِجَارَةِ.

پتھروں سے استنجاء کرنے کا بیان۔

فائدہ: مراد ساتھ اس ترجمہ کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ استنجاء خاص ہے ساتھ پانی کے اور دلالت اس پر اس کی استنفض بھا سے ہے اس واسطے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ میں استنجاء کروں۔

۱۵۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو الْمَكِّيُّ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اتَّبَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَكَانَ لَا يَلْتَفِتُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقَالَ ابْغِنِي أَحْجَارًا أَسْتَنْفِضْ بِهَا أَوْ نَحْوَهُ وَلَا تَأْتِنِي بِعَظْمٍ وَلَا رَوْثٍ فَأَتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ بِطَرَفِ ثِيَابِي فَوَضَعْتُهَا إِلَى جَنْبِهِ وَأَعْرَضْتُ عَنْهُ فَلَمَّا قَضَى أَتْبَعَهُ بِهِنَّ.

۱۵۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیچھے لگا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ پائخانہ کو نکلے تھے اور عادت شریف آپ کی یہ تھی کہ چلتے وقت آپ ادھر ادھر نہیں دیکھتے تھے سو میں آپ سے قریب ہوا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لیے پتھر تلاش کر جن سے میں استنجاء کروں اور نہ لاؤ میرے پاس ہڈی اور نہ لید سو لایا میں آپ کے پاس پتھر اپنے کپڑے کے کنارے میں سو میں نے پتھروں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں رکھ دیا اور میں نے آپ سے منہ پھیر لیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پائخانہ سے فارغ ہوئے تو ان کو پائخانہ کے پیچھے لگایا یعنی ان کے ساتھ استنجاء کیا۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ نہ لاؤ میرے پاس ہڈی اور نہ لید تو گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کیا کہ سمجھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

قول آپ کے سے کہ میں استنجاء کروں کہ جو چیز اثر کو دور کرے اور پاک وصاف کرے وہ کافی ہے اور نہیں خاص ہے یہ ساتھ پتھروں کے سو تنبیہ کی ساتھ اختصار کرنے اس کے کی نہی میں اوپر ہڈی اور لید کے اس پر کہ جو چیز ان دونوں کے سوا ہے وہ کافی ہے اور اگر ہوتا استنجاء کرنا خاص ساتھ پتھروں کے جیسے کہ بعض حنابلہ اور ظاہر یہ کہتے ہیں تو نہ ہوتی واسطے خاص کرنے ان دونوں کے ساتھ نہی کے کوئی معنی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کئے گئے پتھر ساتھ ذکر کے واسطے بہت ہونے وجود اس کے کی اور زیادہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ مبعث کے اس حدیث میں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ کیا ہے حال ہڈی اور لید کا فرمایا کہ وہ دونوں جنوں کے کھانے میں سے ہیں اور ظاہر اس تعلیل سے خاص ہونا منع کا ہے ساتھ ان دونوں کے ہاں لاحق کی گئی ہیں ساتھ ان کے تمام وہ چیزیں جن کو آدمی کھاتے ہیں واسطے قیاس باب اولیٰ کے اور اسی طرح تعظیم والی چیزیں جیسے کہ علم کی کتابوں کے ورق ہیں اور جو کہتا ہے کہ علت نہی کی لید سے اس کا ناپاک ہونا ہے تو لاحق کیا ہے اُس نے اس کے ساتھ ہر ناپاک چیز کو اور ناپاک کرنے والی کو اور علت نہی کی ہڈی سے ہونا اس کا ہے لزوجت والی پس نہ دور کرے گی دور کرنا پورا لاحق کی ہے اس نے ساتھ اس کے وہ چیز کہ اس کے معنی میں ہے مانند کچ صاف پھسلنے والے کے اور تائید کرتی ہے اس کی جو دار قطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ استنجاء کیا جائے ساتھ ہڈی کے یا لید کے اور فرمایا کہ وہ دونوں چیزیں پاک نہیں کرتیں اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ استنجاء ان کے ساتھ کافی ہے اگرچہ منع ہے اور اس حدیث میں جواز اتباع سرداروں کا ہے اگرچہ نہ حکم کریں ساتھ اس کے اور خدمت لینا امام کا اپنی بعض رعیت سے اور منہ پھیرنا پائخانہ بیٹھنے والے سے اور مدد کرنی اوپر حاضر کرنے اس چیز کے کہ استنجاء کرے ساتھ اس کے اور تیار کرنا اس کا نزدیک اس کے تاکہ نہ محتاج ہو طرف تلاش اس کی کے بعد فراغت کے پس نہ امن میں ہو آلودہ ہونے سے۔ (فتح)

بَابُ لَا يُسْتَنْجِي بِرَوْثٍ.

لید کے ساتھ استنجاء نہ کرنے کا بیان۔

١٥٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ لَيْسَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ ذَكَرَهُ وَلٰكِنْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُوْلُ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَائِطَ فَأَمَرَنِيْ أَنْ اٰتِيَهُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ فَوَجَدْتُ حَجَرَيْنِ وَالْتَمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ أَجِدْهُ فَأَخَذْتُ

١٥٢۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پائخانہ کو آئے پس مجھ کو تین پتھر لانے کا حکم کیا سو میں نے پایا یعنی دو پتھروں کو اور تیسرے کو تلاش کیا پس میں نے نہ پایا سو میں نے لید کو پکڑا یعنی بجائے تیسرے کے سو اس کو میں آپ کے پاس لایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں پتھروں کو لے لیا اور لید کو پھینک دیا اور فرمایا کہ یہ نجاست اور پلیدی ہے۔

رَوْثَةً فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَأَلْقَى الرَّوْثَةَ وَقَالَ هٰذَا رِكْسٌ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ.

فائدہ: بعض روایتوں میں آیا ہے کہ ہڈی جنوں کی خوراک ہے اور لید ان کے جانوروں کی خوراک ہے اس لیے حضرت ﷺ نے لید اور ہڈی کے ساتھ استنجاء کرنا منع فرمایا یہ جو کہا کہ میں نے نہ پایا یعنی تیسرا پتھر اور یہ جو کہا کہ تین پتھر تو اس میں عمل ہے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر نہی بیچ حدیث سلمان رضی اللہ عنہ کے حضرت ﷺ سے کہ نہ استنجاء کرے کوئی ساتھ کم کے تین پتھروں سے روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور لیا ہے اس کو شافعی اور احمد اور اصحاب حدیث نے پس شرط کی ہے انہوں نے کہ نہ کم کرے تین سے ساتھ رعایت صاف کرنے کی اور جب تین کے ساتھ صاف نہ ہو تو زیادہ کیے جائیں یہاں تک کہ پاک ہو اور مستحب ہے اس وقت طاق لینا ڈھیلو ں کا واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ جو ڈھیلا لے تو چاہیے کہ طاق لے اور نہیں واجب واسطے زیادتی کے کہ ابوداؤد میں ہے وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ یعنی جو طاق ڈھیلے نہ لے تو کچھ حرج نہیں اور ساتھ اس کے حاصل ہو گی تطبیق درمیان روایتوں کے جو اس باب میں ہیں۔ کہا خطابی نے کہ اگر مقصود فقط صاف کرنا ہوتا تو البتہ خالی ہوتا شرط ہونا عدد کا فائدے سے پس جب شرط ہوا عدد لفظ میں اور معلوم ہوا اس میں صاف کرنا معنی میں تو دلالت کی اس نے دونوں امروں کے واجب ہونے پر اور اس کی نظیر عدت ہے ساتھ اقراء کے اس واسطے کہ شرط کیا گیا ہے اس میں عدد اگرچہ تحقیق ہو پاکی رحم کی ساتھ ایک حیض کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ گدھے کی لید تھی اور نقل کیا ہے تیمی نے کہ لید خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ ہو گھوڑے اور خچروں اور گدھوں سے اور یہ جو کہا کہ لید ڈال دی تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے طحاوی نے اوپر نہ شرط ہونے تین پتھروں کے کہا کہ اگر تین پتھر شرط ہوتے تو البتہ تیسرا پتھر طلب کرتے اور غافل ہوا طحاوی اس چیز سے کہ احمد نے اپنی مسند میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ لید پھینک دی اور کہا کہ تیسرا پتھر میرے پاس لا اور اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں اور متابعت کی ہے معمر کی اس پر ابو شعبہ واسطی نے اور وہ ضعیف ہے روایت کیا ہے دونوں کو دار قطنی نے اور متابعت کی ہے دونوں کی عمار بن زریق نے جو ایک ہے ثقات میں سے ابو اسحاق سے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ ابو اسحاق نے علقمہ سے نہیں سنا لیکن ثابت کیا ہے سماع اس کا واسطے اس حدیث کے اس سے کرابیسی نے اور بر تقدیر اس کے کہ مرسل ہو تو مرسل مخالفوں یعنی حنفیوں کے نزدیک حجت ہے اور جب دوسرے طریق سے قوت پائے تو ہمارے نزدیک بھی حجت ہے اور طحاوی کے استدلال میں پھر بھی نظر ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ کفایت کی ہو ساتھ پہلے حکم کے بیچ طلب کرنے تین کے پس نہ دوبارہ حکم کیا ساتھ طلب کرنے

تیسرے کے یا کفایت کی ہو ساتھ کنارے ایک کے دونوں میں سے بعوض تیسرے کے اس واسطے کہ مقصود ساتھ تین کے یہ ہے کہ ان کے ساتھ تین بار پونچھے اور تین بار پونچھنا حاصل ہے اگر چہ ایک ہی ہو اور دلیل اس کے صحیح ہونے پر یہ ہے کہ اگر پتھر کی ایک طرف کے ساتھ محل کو پونچھے اور اس کو پھینک دے اور پھر دوسرا شخص آئے اور اس کے دوسری طرف کے ساتھ پونچھے تو البتہ دونوں کفایت کرتا ہے بغیر خلاف کے اور کہا ابو الحسن بن قصار مالکی نے کہ روایت ہے کہ وہ پتھر لائے لیکن صحیح نہیں ہوا اور اگر صحیح ہو تو استدلال ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے کہ نہیں شرط کرتا تین کو قائم ہے اس واسطے کہ اقتصار کیا آپ نے دونوں جگہوں میں یعنی آگے میں اور پیچھے میں تین پر پس حاصل ہوئی واسطے ہر ایک کے دونوں میں سے کم تین سے، انتہیٰ۔ اور اس میں بھی نظر ہے اس واسطے کہ زیادتی ثابت ہے جیسے کہ ہم نے پہلے بیان کیا پھر احتمال ہے کہ نہ نکلی ہو کوئی چیز مگر ایک ہی راہ سے اور بر تقدیر اس کے کہ دونوں سے نکلی ہو تو احتمال ہے کہ کفایت کی واسطے آگے کے ساتھ پونچھنے کے زمین پر اور واسطے پیچھے کے ساتھ تین پتھروں کے یا مسح کیا ہو دونوں پتھروں کی دونوں طرف سے اور لیکن استدلال کرنا ان کا اوپر نہ شرط ہونے عدد کے ساتھ قیاس کے اوپر مسح سر کے پس فاسد اعتبار ہے اس واسطے کہ وہ صریح نص کے مقابلے میں ہے جیسا کہ پہلے ذکر کیا ہے ہم نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سلمان کی سے۔ (فتح)

بَابُ الْوُضُوْءِ مَرَّةً مَرَّةً.

ایک ایک بار وضو کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی ہر ایک جوڑ کو ایک ایک بار دھونا اور حدیث باب کی مجمل ہے کما تقدم بیانہ۔

۱۵۳ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً مَرَّةً.

۱۵۳۔ زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ایک ایک بار۔

بَابُ الْوُضُوْءِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ.

دو دو بار وضو کرنے کا بیان (یعنی ہر ایک جوڑ کو دو دو بار دھونا)۔

۱۵٤ ۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۱۵۴۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو بار وضو کیا۔

وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ.

فائدہ: یہ حدیث اس کی مختصر جو حدیث مشہور حضرت ﷺ کے وضو کی تعریف میں ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا مالک وغیرہ کی حدیث سے لیکن نہیں ہے ذکر اس میں دوبار دھونے کا مگر دونوں ہاتھ میں کہنیوں تک ہاں روایت کیا ہے نسائی نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے دو دو بار دھونا دونوں ہاتھ پاؤں کا اور مسح کرنا سر کا اور تین بار منہ دھونا لیکن روایت مذکور میں نظر ہے کہ ہم اس کے بعد اس کی طرف اشارہ کریں گے اور بنا بر اس کے پس حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کا حق یہ ہے کہ باب باندھا جائے واسطے اس کے غسل بعض اعضاء کا ایک بار اور بعض کا دو بار اور بعض کا تین بار اور تحقیق روایت کی ہے ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ دو دو بار وضو کیا اور یہ شاہد قوی ہے واسطے حدیث باب کے پس احتمال ہے کہ ہو یہ حدیث اس کی مجمل سوائے حدیث مالک کے جو مبین ہے واسطے مختلف ہونے مخرج اس کے۔ (فتح)

بَابُ الْوُضُوْءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا.

تین تین بار وضو کرنے کا بیان (یعنی ہر ایک جوڑ کو تین تین بار دھونا)۔

١٥٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأُوَيْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَزِيْدَ أَخْبَرَهُ أَنَّ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِإِنَاءٍ فَأَفْرَغَ عَلٰى كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِيْنَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ قَالَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ

١٥٥۔ حمران سے روایت ہے کہ اس نے عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اس نے پانی کا برتن منگوایا سو اپنے ہاتھوں پر تین بار پانی ڈالا سو ان کو دھویا پھر اپنے داہنے ہاتھ کو پانی میں داخل کیا پس کلی کی اور ناک کو جھاڑا پھر دھویا منہ اپنے کو تین بار اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک تین بار پھر اپنے سر کو مسح کیا پھر دھویا اپنے دونوں پاؤں کو تین بار ٹخنوں تک پھر اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرے مانند اس وضو میرے کی جیسے میں نے وضو کیا ہے پھر دو رکعتیں یعنی تحیۃ الوضو حضورِ دل سے پڑھے نہ بات کرے ان میں جی اپنے سے یعنی ان میں کسی قسم کا واہی تباہی خیال دنیا کا نہ کرے تو اس کے پہلے گناہ سب بخشے جاتے ہیں اور دوسری روایت میں حمران سے یوں آیا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کیا پھر کہا کہ میں تم کو ایک حدیث بتاتا ہوں اگر آیت (یہ آیت آگے آتی ہے) نہ ہوتی تو میں وہ حدیث تم کو کبھی نہ بتلاتا میں نے رسول

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلٰكِنْ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ عَنْ حُمْرَانَ فَلَمَّا تَوَضَّأَ عُثْمَانُ قَالَ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا لَوْلَا آيَةٌ مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ يُحْسِنُ وُضُوْءَهُ وَيُصَلِّي الصَّلَاةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا قَالَ عُرْوَةُ الْاٰيَةَ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ﴾.

اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ نہیں وضو کرتا کوئی شخص پس سنوارے وضو اپنے کو یعنی اس کو اچھی طرح سے کامل کرے اور فرض نماز کو پڑھے مگر کہ بخشے جاتے ہیں واسطے اس کے وہ گناہ جو درمیان اس کے اور درمیان دوسری نماز کے ہیں یہاں تک کہ پڑھے اس کو یعنی اس کو شروع کرے۔ عروہ نے کہا (جو راوی اس حدیث کا ہے) کہا کہ وہ آیت یہ ہے ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ أَنْزَلْنَا﴾ یعنی جو لوگ کہ چھپاتے ہیں اس چیز کو جس کو اتارا ہے اللہ نے آخر آیت تک۔

فائدہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی غرض یہ تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کو واجب نہ کیا ہوتا تو مجھ کو تمہارے پاس حدیث بیان کرنے کی کوئی حرص نہ تھی۔

فائدہ: ایک ایک بار وضو کرنا فرض ہے اور دو دو بار کرنا سنت ہے اور تین تین بار مستحب ہے حضرت ﷺ نے ایک دن ایک ایک بار وضو کیا اور فرمایا کہ اس کے بدوں اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں کرتا پھر دو دو بار وضو کیا اور فرمایا کہ اس وضو سے دوگنا ثواب ملتا ہے پھر تین تین بار وضو کیا اور فرمایا کہ یہ میرے وضو کا طریقہ ہے اور اگلے پیغمبروں کا اور یہ جو کہا کہ پانی منگوایا تو اس میں مدد لینی ہے اوپر حاضر کرنے اس چیز کے کہ وضو کیا جائے ساتھ اس کے اور یہ جو کہا کہ اپنے ہاتھ پر تین بار پانی ڈالا تو اس میں دھونا دونوں ہاتھ کا ہے پہلے داخل کرنے ان کے کی برتن میں اگرچہ نہ ہو پیچھے سونے کے واسطے احتیاط کے پھر اپنا داہنا ہاتھ داخل کیا تو اس میں چلو بھرنا ہے ساتھ داہنے ہاتھ کے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض نے اوپر نہ شرط ہونے نیت چلو بھرنے کے اور نہیں دلالت ہے اس میں بطور نفی کے اور نہ بطور اثبات کے اور یہ جو کہا کہ پھر اپنا منہ دھویا تو اس میں مؤخر کرنا اس کا ہے کلی اور ناک میں پانی لینے سے اور تحقیق ذکر کیا ہے انہوں نے حکمت اس کی اعتبار کرنا اوصاف پانی کا ہے اس واسطے کہ رنگ آنکھ سے دیکھا جاتا ہے اور مزہ منہ سے معلوم کیا جاتا ہے اور بو ناک سے معلوم ہوتی ہے پس مقدم کیا گیا کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا اور یہ دونوں سنت ہیں پہلے دھونے منہ کے اور وہ فرض ہے واسطے احتیاط عبادت کے اور یہ جو کہا کہ پھر اپنے سر کا مسح کیا تو نہیں ہے بیچ کسی طریق کے صحیحین میں ذکر عدد مسح کا اور یہی قول ہے اکثر علماء کا اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ مستحب ہے تین بار مسح کرنا سر کا جیسا کہ دھونے میں ہے اور استدلال کیا گیا واسطے اس کے ساتھ ظاہر روایت مسلم کے کہ حضرت ﷺ نے تین بار وضو کیا اور جواب دیا گیا ہے بایں طور کہ یہ روایت مجمل ہے بیان ہو چکا ہے صحیح روایتوں میں کہ مسح مقرر نہیں ہوا پس محمول ہو گا کہ اکثر اوقات پر یعنی اکثر اوقات میں اعضاء کو تین تین بار دھویا یا خاص ہے

تین تین بار دھونا ساتھ ان اعضاء کے دھوئے جاتے ہیں اور کہا ابوداؤد نے سنن میں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیثیں صحیح میں سب دلالت کرتی ہیں اس پر کہ مسح سر کا ایک بار ہے اور اسی طرح کہا ہے ابن منذر نے کہ ثابت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہی بار مسح کرنا ہے اور بایں طور کے مسح کی بنا خفیف پر ہے پس نہ قیاس کیا جائے گا دھونے پر کہ مراد اس سے مبالغہ ہے دھونے پر اور ساتھ اس طور کے کہ اگر مسح میں عدد کا اعتبار کیا جائے تو البتہ ہو جائے گا دھونے کی صورت میں اس واسطے کہ حقیقت دھونے کی جاری ہونا پانی کا ہے اور ملنا شرط نہیں صحیح قول پر نزدیک علماء کے اور مبالغہ کیا ہے ابو عبید نے پس کہا کہ میں سلف سے کسی کو نہیں جانتا کہ مستحب رکھا ہو مسح کرنے سر کے کو تین بار مگر ابراہیم تیمی نے اور اس کے قول میں نظر ہے اس واسطے کہ انس رضی اللہ عنہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے بھی اسی طرح مروی ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے ان سے نقل کیا ہے اور ایک روایت میں آچکا ہے کہ آپ نے تین بار سر کا مسح کیا صحیح کہا اس کو ابن خزیمہ نے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور یہ جو کہا کہ پھر دو رکعتیں پڑھے تو اس میں مستحب ہونا دو رکعت کا ہے پیچھے وضو کے اور آئے گا ان میں جو تحیۃ الوضو میں آئے اور یہ جو کہا کہ نہ بات کرے ان میں اپنے جی سے تو مراد وہ چیز ہے کہ عادت پکڑتا ہے نفس ساتھ اس کے اور ممکن ہے آدمی کو قطع کرنا اس واسطے کہ قول اس کا کہ بات کرتا ہے مقتضی ہے اختیار کرنے کو پس اوپر جو چیز کہ ہجوم کرے اس پر خطروں اور وسوسوں سے اور دشوار ہو دفع کرنا اس کا تو یہ معاف ہے اور یہ جو کہا کہ اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں تو اس کا ظاہر عام ہے صغیرے اور کبیرے گناہوں کو لیکن خاص کیا ہے ان کو عالموں نے ساتھ صغیرے گناہوں کے واسطے وارد ہونے اس کے کی مقید ساتھ استثناء کبائر کے بیچ غیر اس روایت کے وہ بیچ حق اس شخص کے ہے کہ اس کے واسطے کبیرے اور صغیرے گناہ ہوں اور اوپر جس شخص کے فقط صغیرے ہی گناہ ہوں تو ہو بخشے جاتے ہیں اور جس کے واسطے فقط کبیرے ہی ہوں صغیرے نہ ہوں تو تخفیف کی جاتی ہے ان سے بقدر اس چیز کے کہ صغیرے گناہوں والے کے واسطے ہے اور جس کے واسطے نہ صغیرے ہوں نہ کبیرے تو اس کی نیکیاں زیادہ کی جاتی ہیں بقدر اس کے اور اس حدیث میں تعلیم ہے ساتھ فعل کے واسطے ہونے اس کے کی زیادہ تر یاد رکھنے والا واسطے سیکھنے والے کے اور ترتیب وضو کے اعضاء میں اس واسطے کہ سب میں ثم کے لفظ وارد ہوئے ہیں اور رغبت دلانا ہے اخلاص میں اور ڈرانا ہے واسطے اس شخص کے جو غافل ہو اپنی نماز میں ساتھ فکر کرنے کے دنیا کے کاموں میں نہ قبول ہونے سے خاص کر جب کہ وہ بیچ قصد گناہ کرنے کے اس واسطے کہ حاضر ہوتی ہے مرد کو بیچ حالت نماز اس کی کے وہ چیز کے اس کے دل میں سوراخ کرنے والی ہے اکثر خارج اس کے سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ لا تغتروا یعنی نہ مغرور ہو جاؤ کہ بہت بڑے عمل کر د اس بنا پر کہ نماز سے معاف ہو جاتے ہیں اس واسطے کہ جو نماز گناہوں کو اتارتی ہے وہ نماز وہ ہے جس کو اللہ قبول کرتا ہے اور بندے کو اس کی اطلاع کہاں۔ (فتح)

بَابُ الْاِسْتِنْثَارِ فِي الْوُضُوْءِ ذَكَرَهٗ عُثْمَانُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وضو میں پانی سے ناک صاف کرنے کا بیان، ذکر کیا ہے ناک جھاڑنے کو نبی ﷺ سے عثمان رضی اللہ عنہ نے اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔

فائدہ: استنثار مشتق ہے نثر سے اور وہ ڈالنا پانی کا ہے جس کو ناک میں لیتا ہے وضو کرنے والا یعنی کھینچتا ہے اس کو اپنے ناک کی ہوا سے اس کے ہاتھ کی مدد سے یا نہ اور مالک سے حکایت کی گئی ہے کہ اس کا کرنا ہاتھ کے سوا مکروہ ہے اس واسطے کہ وہ چوپائے کے فعل کو مشابہ ہے اور مشہور نہ مکروہ ہونا ہے اور جب اپنے ہاتھ سے ناک جھاڑے تو مستحب ہے کہ بائیں ہاتھ سے جھاڑے اور رباب باندھا ہے ساتھ اس کے نسائی نے اور روایت کیا ہے اس کو مقید ساتھ بائیں ہاتھ کے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور یہ جو کہا کہ ذکر کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی تو اس کی حدیث باب غسل الوجه من غرفة میں پہلے گزر چکی ہے اور اُس میں ناک جھاڑنے کا ذکر نہیں اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس چیز کی کہ روایت کی ہے احمد اور ابوداؤد وغیرہ نے حدیث اس کی سے مرفوع کہ ناک جھاڑو دو بار ساتھ مبالغہ کے یا تین بار اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی وضو کرے اور ناک جھاڑے تو چاہیے کہ دو یا تین بار جھاڑے۔ (فتح)

١٥٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ.

١٥٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرے پس چاہیے کہ ناک کو جھاڑے اور صاف کرے اور پتھر لے یعنی پتھروں یا ڈھیلوں سے استنجاء کرے تو چاہیے کہ طاق ڈھیلے لے یعنی تین یا پانچ یا سات۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ پس چاہیے کہ ناک جھاڑے تو ظاہر امر سے یہ ہے کہ وہ وجوب کے واسطے ہے سو جو کہتا ہے کہ ناک میں پانی لینا واجب ہے واسطے وارد ہونے امر کے ساتھ اس کے مانند احمد اور اسحاق اور ابو عبید اور ابو ثور اور ابن منذر کے تو اس کو لازم آتا ہے کہ ناک جھاڑنے کو بھی واجب کہے اور ظاہر کلام صاحب مغنی کا چاہتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ قائل ہیں اور یہ کہ مشروعیت ناک میں پانی لینے کی نہیں حاصل ہوتی مگر ساتھ باب جھاڑنے کے اور تصریح کی ہے ابن بطال نے کہ بعض علماء قائل ہیں ساتھ واجب ہونے ناک جھاڑنے کے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو نقل کرتا ہے اجماع کو اوپر نہ واجب ہونے اس کے کی اور استدلال کیا ہے جمہور نے اس پر کہ امر اس میں واسطے مستحب ہونے کے ہے ساتھ اس حدیث کے جس کو حسن کہا ہے ترمذی نے حضرت ﷺ کے فرمانے سے واسطے گنوار

کے کہ وضو کر جیسے اللہ نے تجھ کو حکم کیا پس حوالہ کیا اس کو طرف آیت کی اور نہیں اس میں ذکر ناک جھاڑنے کا اور جواب دیا گیا ہے کہ احتمال ہے کہ مراد ساتھ امر کے وہ چیز ہو جو عام تر ہے آیت وضو کی سے پس تحقیق حکم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ساتھ پیروی کرنے پیغمبر ﷺ اپنے کے اور وہی ہیں بیان کرنے والے اللہ تعالیٰ سے اس کے حکم کو اور نہیں حکایت کی کسی نے جس نے حضرت ﷺ کے وضو کی تعریف کی ہے ساتھ نہایت کوشش کے کہ آپ نے ناک میں پانی لینا ترک کیا ہو بلکہ اور نہ کلی کرنا اور وہ رد کرتا ہے اس شخص پر جو کلی کرنے کو بھی واجب نہیں کہتا اور نیز ثابت ہو چکا ہے حکم ساتھ اس کے سنن میں بھی ساتھ سند صحیح کے اور ذکر کیا ہے ابن منذر نے کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں حجت پکڑی ہے اوپر نہ واجب ہونے پانی لینے کے ناک میں باوجود صحیح ہونے امر کے ساتھ اس کے مگر واسطے ہونے اس کے کی کہ نہیں جانتا وہ خلاف اس میں کہ اس کا تارک نہ ہو دوہرائے اور یہ دلیل قوی ہے اس واسطے کہ نہیں یاد رکھا گیا ہے یہ کسی صحابی سے اور نہ کسی تابعی سے مگر عطا سے اور ثابت ہو چکا ہے اس سے کہ اس نے دوہرانے کے واجب ہونے سے رجوع کیا یہ سب ابن منذر نے ذکر کیا ہے اور اس روایت میں عدد کا ذکر نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی ناک جھاڑے تو چاہیے کہ طاق جھاڑے اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی نیند سے جاگے پس وضو کرے تو چاہیے کہ تین بار ناک جھاڑے اس واسطے کہ شیطان ناک کی جڑھ میں رہتا ہے اور بنا بر اس کے پس مراد ساتھ استنثار کے وضو میں ستھرا کرنا ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے مدد لینے سے اوپر پڑھنے کے اس واسطے کہ ساتھ پاک کرنے جگہ جاری ہونے نفس کے صحیح ہوتے ہیں مخرج حرفوں کے اور ارادہ کیا جاتا ہے واسطے جاگنے والے کی کہ وہ واسطے دور کرنے شیطان کے ہے اور یہ جو کہا کہ جو ڈھیلا لے تو چاہیے کہ طاق ڈھیلے لے تو استدلال کیا ہے بعض اس شخص نے جس نے استنجے کے واجب ہونے کی نفی کی ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے لانے کے اس میں ساتھ حرف شرط کے اور نہیں دلالت ہے بیچ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تقاضا کرتی ہے اختیار دینے کو درمیان استنجے کے درمیان پانی کے یا پتھروں کے۔ (فتح) اور دلیل استنجے کے واجب ہونے پر حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ اپنے پیشاب سے نہ بچتا تھا اس واسطے کہ جب پیشاب کو دھونا واجب ہوا تو استنجے بطریق اولیٰ واجب ہوگا اور نیز استنجے کے واسطے واجب ہونے کی دلیل ایک یہ حدیث ہے کہ نہ استنجا کرے کوئی ساتھ کم کے تین پتھر سے اس واسطے کہ اگر استنجاء واجب نہ ہوتا تو استنجے کے واسطے تین پتھر کے واجب ہونے اور اس سے کم نہ کافی ہونے کے کوئی معنی نہ تھے جو چیز دوسری چیز کو واجب کرے وہ خود بھی واجب ہوتی ہے۔

بَابُ الْإِسْتِجْمَارِ وِتْرًا. طاق ڈھیلے لینے کا بیان۔

فائدہ: اگر کوئی کہے کہ اس باب کو وضو کے بابوں کے درمیان لایا تو اس کا جواب یہ ہے کہ استنجے کے باب اس کتاب میں وضو کے بابوں سے جدا نہیں ہوئے واسطے لازم ہونے ایک کے دوسرے سے یا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کسی

اور سے ہو۔

۱۵۷ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِيْ أَنْفِهٖ ثُمَّ لِيَنْثُرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهٖ فَلْيَغْسِلْ يَدَهٗ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِيْ وَضُوْءِهٖ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهٗ.

۱۵۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم سے وضو کرے پس چاہیے کہ ناک میں پانی ڈالے پھر جھاڑے اور جو شخص کہ استنجے کے واسطے ڈھیلے لے پس چاہیے کہ طاق لے اور جو کوئی اپنی نیند سے جاگے پس چاہیے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو دھولے پہلے اس سے کہ داخل کرے ان کو پانی میں اس واسطے کہ تحقیق کوئی نہیں جانتا کہ کہاں رات گزاری اس کے ہاتھ نے یعنی پاک جگہ یا ناپاک جگہ۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب کوئی اپنی نیند سے جاگے تو لیا ہے اس کے عموم کو شافعی اور جمہور نے پس مستحب رکھا ہے انہوں نے اس کو پیچھے ہر سونے کے اور خاص کیا ہے اس کو احمد نے ساتھ نیند رات کے واسطے دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری حدیث میں کہ کہاں رات کاٹی ہے اس کے ہاتھ نے اس واسطے کہ حقیقت مبیت کی یہ ہے کہ ہو رات میں اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی رات سے اٹھے لیکن علت بیان کرنی چاہتی ہے اس کو کہ دن کا سونا رات کے سونے کے ساتھ لاحق ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا گیا ہے سونا رات کا ساتھ ذکر کے واسطے غلبے کے اور کہا رافعی نے مسند کی شرح میں کہ ممکن ہے کہ کہا جائے کہ کراہت بیچ ہاتھ ڈبونے کے واسطے اس شخص کے ہے سوئے رات کو سخت تر ہے اس سے واسطے اس شخص کے جو سوئے دن کو اس واسطے کہ احتمال رات کے سونے میں قریب تر ہے واسطے دراز ہونے اس کے کی عادت میں پھر امر نزدیک جمہور کے استحباب پر ہے یعنی مستحب ہے اور احمد نے کہا کہ رات کے سونے میں واجب ہے اور دن کے سونے میں واجب نہیں اور اتفاق کیا ہے اس پر کہ اگر وہ اپنا ہاتھ پانی میں ڈبوئے تو پانی کو ضرر نہیں کرتا اور کہا اسحاق اور داؤد اور طبرانی نے کہ ناپاک ہو جاتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے واسطے ان کے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہو چکی ہے امر سے ساتھ گرا دینے اس کے کی لیکن وہ حدیث ضعیف ہے روایت کیا ہے اس کو ابن عدی نے اور قرینہ پھیرنے والا واسطے امر کے وجوب سے نزدیک جمہور کے تعلیل ہے ساتھ اس چیز کے جو شک کو چاہتی ہے اس واسطے کہ شک نہیں چاہتا ہے واجب ہونے کو اس حکم میں واسطے استصحاب کے ساتھ اصل طہارت کے اور استدلال کیا ہے ابو عوانہ نے اوپر نہ واجب ہونے کے ساتھ وضو کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشک لٹکی ہوئی سے بعد کھڑے ہونے کے رات کے سونے سے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آئے گا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ قول اس کا احدکم تقاضا کرتا ہے خاص ہونے والے کو

ساتھ غیر حضرت ﷺ کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ صحیح ہو چکا ہے حضرت ﷺ سے دھونا دونوں ہاتھوں کا پہلے داخل کرنے ان کے سے برتن میں وقت جاگنے کے پس مستحب ہونا اس کا بعد سونے اس کے کی اولیٰ ہے اور ہوگا ترک کرنا آپ کا واسطے بیان جواز کے اور نیز پس کہا اس حدیث میں مسلم اور ابو داؤد کی روایتوں میں کہ پس چاہیے کہ دھوئے ان کو تین بار اور قید کرنا ساتھ عدد کے غیر نجاست عینیہ میں دلالت کرتا ہے اوپر مستحب ہونے کے اور ایک روایت میں ہے پس نہ رکھے ہاتھ اپنا پانی میں یہاں تک کہ اس کو دھوئے اور نہی اس میں واسطے تنزیہ کے ہے کما ذکرنا اگر کرے تو مستحب ہے اور اگر ترک کرے تو مکروہ ہے اور نہیں دور ہوتی کراہت سوائے تین بار کے نص کی ہے اس پر شافعی نے اور مراد ساتھ ہاتھ کے اس جگہ ہتھیلی ہے سوائے اس چیز کے کہ زیادہ ہے اوپر اس کے اتفاقا اور یہ سب حکم اس شخص کے حق میں ہے جو سونے سے کھڑا ہو واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے کہ اس پر مفہوم شرط کا اور وہ حجت ہے نزدیک اکثر کے اوپر جاگنے والا پس مستحب ہے واسطے اس کے فعل ساتھ حدیث عثمان رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے اور نہیں مکروہ ہے ترک واسطے نہ وارد ہونے نہی کے بیچ اس کے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اس کو کرتے تھے اور اس کے ترک کے ساتھ کچھ ڈر نہ دیکھتے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور براء رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح آئے گا اور یہ جو کہا کہ پہلے اس کے کہ اس کو اپنے وضو کے برتن میں داخل کرے تو مسلم کی روایت میں ہے کہ پس نہ ڈبوئے ہاتھ اپنا برتن میں یہاں تک کہ اس کو دھوئے اور یہ زیادہ تر ظاہر ہے مراد میں اوخال کی روایت سے یعنی اس باب کی روایت سے اس واسطے کہ مطلق داخل کرنے پر کراہت مترتب نہیں ہوتی مانند اس شخص کی جو داخل کرے فراخ برتن میں اور چھوٹے برتن کے ساتھ اس سے پانی لے بغیر اس کے کہ اپنا ہاتھ پانی کو لگائے اور یہ جو کہا کہ اپنے وضو میں یعنی اس برتن میں کہ وضو کے واسطے تیار کیا گیا ہو اور ظاہر خاص ہونا اس کا ہے ساتھ برتن وضو کے اور لاحق ہے ساتھ اس کے برتن غسل کا یعنی اس میں بھی بدون دھوئے ہاتھ نہ ڈالے اس واسطے کہ وہ وضو ہے اور زیادتی ہے اور اسی طرح باقی برتنوں کا حکم ہے بطور قیاس کے لیکن استحباب میں بغیر کراہت کے واسطے نہ وارد ہونے نہی کے بیچ اس کے اس سے، واللہ اعلم۔ اور نکل گئے ساتھ ذکر کرنے برتن کے جو بچے اور حوض جو نہیں فاسد ہوتا پانی ان کا ساتھ ڈبونے ہاتھ کے بیچ اُن کے برتقدیر ناپاک ہونے اس کے کی پس نہ شامل ہوگی اس کو نہی اور یہ جو کہا فَاِنَّ اَحَدَکُمْ تو بیضاوی نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ باعث اوپر امر کے ساتھ اس کے احتمال نجاست کا ہے اس واسطے کہ شارع جب کوئی حکم ذکر کرے اور اس کے بعد اس کی علت بیان کرے تو دلالت کرتا ہے یہ اس پر کہ ثبوت حکم کا اس کے سبب سے ہے اور یہ جو کہا کہ نہیں جانتا تو اس میں ہے کہ علت نہی کی احتمال ہے کہ کیا اس کے ہاتھ کو کوئی چیز ایسی لگی ہے جو پانی میں تاثیر کرے یا نہیں اور اس کا مقتضی لاحق کرنا اس شخص کا ہے جو شک کرے بیچ اس کے اگرچہ جاگتا ہو اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ جس کو معلوم ہو کہ اس کا ہاتھ

رات کو کہاں رہا مانند اس شخص کی کہ لپیٹے اس پر کپڑا مثلاً پس بیدار ہوا اور حالانکہ کپڑا اپنے حال پر تھا یہ کہ مکروہ نہیں اگر چہ اس کا دھونا مستحب ہے مختار قول پر جیسا کہ بیدار آدمی میں ہے اور جو اس کا قائل ہے کہ امر اس میں واسطے تعبد کے ہے مانند مالک کی تو نہیں فرق کرتا درمیان شک کرنے والے اور یقین کرنے والے کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر فرق کے درمیان وارد ہونے پانی کے اور پلیدی کے اور وارد ہونے پلیدی کے اوپر پانی کے اور وہ ظاہر ہے اس پر کہ پلیدی اثر کرتی ہے پانی میں اور یہ صحیح ہے لیکن یہ کہنا کہ وہ ایسی تاثیر کرتی ہے کہ پانی کو ناپاک کر دیتی ہے اگر چہ نہ متغیر ہو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ مطلق تاثیر نہیں دلالت کرتی اوپر خصوص تاثیر کے ساتھ ناپاک کر دینے کے پس احتمال ہے کہ ہو کراہت ساتھ یقین والی چیز کے سخت تر کراہت سے ساتھ ظنی چیز کے یہ بات ابن دقیق العید نے کہی ہے اور اس کی مراد یہ ہے کہ نہیں اس میں دلالت قطعیہ اس شخص پر جو کہتا ہے کہ پانی نہیں پلید ہوتا مگر ساتھ بدلنے ایک صفت کے اور یہ جو کہا کہ کہاں رات کاٹی ہے اس کے ہاتھ نے یعنی اس کے بدن سے۔ شافعی نے کہا کہ ان کا دستور تھا کہ ڈھیلوں سے استنجاء کرتے تھے اور ان کے شہر گرم ہیں سو اکثر اوقات کسی کو پسینہ آتا تھا جب کہ سو جاتا پس احتمال ہے کہ گھوما ہو ہاتھ اسکا محل پر یا کسی پھنسی پر یا کسی حیوان کے خون پر یا گندگی پر سوائے اس کے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابو الولید باجی نے ساتھ اس طور کے کہ وہ لازم پکڑتا ہے امر کو ساتھ دھونے کپڑے سونے والے کے واسطے جواز اس احتمال کے اوپر اس کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ یہ محمول ہے اس حالت پر جب کہ ہو پسینہ ہاتھ میں سوائے محل کے یا یہ کہ جو جاگے وہ نہیں ارادہ کرتا اپنے کپڑے کے ڈبونے کا پانی میں تا کہ حکم کیا جائے ساتھ دھونے اس کے کی برخلاف ہاتھ کے اس واسطے کہ وہ محتاج ہے ساتھ ڈبونے اس کے کی پانی میں اور یہ جواب دونوں جوابوں سے قوی تر ہے اور دلیل اس پر کہ نہیں ہے خاص ہونا واسطے اس کے ساتھ محل ڈھیلا لینے کے وہ چیز ہے جو روایت کی ہے ابن خزیمہ وغیرہ نے بیچ اس حدیث کے کہ اس کے آخر میں کہا اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهٗ مِنْهُ یعنی کہاں رات رہا ہے ہاتھ اس کا اس کے بدن سے اور اس حدیث میں لینا ہے ساتھ معتبر امر کے اور عمل کرنا ساتھ احتیاط کے عبادت میں اور کنایہ کرنا اس چیز سے کہ اس سے شرم آئے جب کہ حاصل ہو سمجھانا ساتھ اس کے اور یہ کہ مستحب ہے دھونا پلیدی کا تین بار اس واسطے کہ حکم کیا ہے ہم کو حضرت ﷺ نے ساتھ تین بار دھونے کے وقت وہم پیدا ہونے اس کے کی پس نزدیک یقین ہونے اس کے کی اولیٰ ہے اور بعض لوگوں نے اس سے کئی فوائد استنباط کیے ہیں کہ اس استنباط میں بعد ہے ایک یہ کہ جگہ استنجے کی مخصوص ہے ساتھ رخصت کے بیچ جائز ہونے نماز کے باوجود باقی رہنے اثر پلیدی کے اوپر اس کے کہا ہے اس کو خطابی نے اور ایک واجب کرنا وضو کا ہے سونے سے اور ایک قوی کرنا اس شخص کا ہے جو قائل ہے ساتھ وضو کے چھونے ذکر کے سے اور اور ایک یہ کہ تھوڑا پانی نہیں مستعمل ہوتا ساتھ داخل کرنے ہاتھ کے بیچ اس کے واسطے اس شخص کے کہ وضو کا ارادہ کرے۔ (فتح)

بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ وَلَا يَمْسَحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ.

پاؤں کے دھونے اور اس پر مسح کرنے کے بیان میں (یعنی پاؤں ننگے ہوں موزے میں نہ ہوں تو اس وقت مسح نہ کرے بلکہ ان کا دھونا ضروری ہے)۔

۱۵۸ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنَّا فِيْ سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا فَأَدْرَكَنَا وَقَدْ أَرْهَقْنَا الْعَصْرَ فَجَعَلْنَا نَتَوَضَّأُ وَنَمْسَحُ عَلٰى أَرْجُلِنَا فَنَادٰى بِأَعْلٰى صَوْتِهٖ وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

۱۵۸۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیچھے رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ایک سفر میں پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پایا ہم کو ایسی حالت میں کہ پالیا تھا ہمیں نمازِ عصر نے (یعنی آپ کی انتظاری کرتے کرتے نماز کا وقت تنگ ہوگیا تھا) پس ہم لوگ وضو کرنے لگے اور اپنے پاؤں پر ہم مسح کرنے لگے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بلند آواز سے پکارا کہ خرابی ہے ایڑیوں کو دوزخ سے دو بار فرمایا یا تین بار۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم اپنے پاؤں پر مسح کرنے لگے تو نکالا ہے اس سے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ انکار اوپر ان کے تھا بہ سبب مسح کے نہ بہ سبب اقتصار کے اوپر دھونے بعض پاؤں کے پس اسی واسطے کہا ترجمہ میں کہ نہ مسح کرے پاؤں پرا وریہی ہے ظاہر بخاری ومسلم کی روایت سے اور صرف مسلم کی روایت میں ہے سو ہم ان کی طرف پہنچے اور ان کی ایڑیاں چمکتی تھیں اُن کو پانی نہیں چھوا تھا پس تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ وضو میں پاؤں کا مسح کرنا درست ہے اور محمول ہے انکار اوپر ترک تعمیم کے لیکن روایت بخاری مسلم کی جو متفق علیہ ہے راجح تر ہے پس محمول ہوگی یہ روایت اوپر اس کے ساتھ تاویل کے پس احتمال ہے کہ ہوں معنی قول اس کے کی **لَمْ يَمَسَّهَا الْمَآءُ** یعنی نہ چھوا ان کو پانی غسل کا واسطے تطبیق کے دونوں روایتوں میں اور صریح تر اس سے مسلم کی روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا کہ اس نے اپنی ایڑی کو نہ دھویا تھا پس فرمائی یہ حدیث یعنی خرابی ہے ایڑیوں کو دوزخ کی آگ سے اور نیز پس جو قائل ہے ساتھ مسح کے نہیں واجب کرتا ایڑی کے مسح کو اور حدیث اس پر حجت ہے اور کہا طحاوی نے کہ جب حکم کیا ان کو ساتھ دھونے تمام پاؤں کے یہاں تک کہ نہ باقی رہے اس سے کوئی جگہ خشک تو دلالت کی اس نے اس پر کہ ان کا فرض دھونا ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے ساتھ اس طور کے کہ تمام پاؤں کو عام ہونا نہیں لازم پکڑتا غسل کو پس سر پر تمام مسح کیا جاتا ہے اور نہیں ہے فرض دھونا اس کا اور یہ جو کہا کہ **وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ** تو ویل کے معنی میں اختلاف ہے ایک حدیث میں ہے کہ وہ ایک نالا ہے دوزخ میں یہ قول ظاہر تر ہے سب اقوال سے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ اگر مسح کرنے والا فرض کا ادا کرنے والا ہوتا تو نہ وعدہ دیا جاتا ساتھ آگ کے اور اشارہ کیا ہے اُس نے ساتھ اس کے طرف اس چیز کی کہ بیچ کتابوں خلاف کے ہے شیعہ سے کہ واجب مسح

ہے واسطے لینے کے ساتھ ظاہر قرأت وَاَرْجُلَکُمْ کے ساتھ زبر لام کے اور تحقیق متواتر ثابت ہو چکی ہیں حدیثیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیچ صفت وضو آپ کے کی کہ آپ نے پاؤں کو دھویا اور وہی ہیں بیان کرنے والے اللہ کے حکم کو اور تحقیق فرمایا بیچ حدیث عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کے جو روایت کی ہے ابن خزیمہ نے دراز بیچ فضیلت وضو کے ثُمَّ یَغْسِلُ قَدَمَیْهِ کَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ یعنی پاؤں کو دھوئے جیسا کہ اس کو اللہ نے حکم کیا ہے اور نہیں ثابت ہوا کسی صحابی سے خلاف مگر علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور انس رضی اللہ عنہ سے اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے کہ انہوں نے اس قول سے رجوع کیا اور وضو میں پاؤں کے دھونے کے ساتھ قائل ہوئے کہا عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے کہ اجماع کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اوپر دھونے پاؤں کے روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے اور دعویٰ کیا ہے طحاوی اور ابن حزم نے کہ مسح کرنا منسوخ ہے اور اس حدیث میں سکھلانا جاہل کا ہے اور بلند کرنا آواز کا ساتھ انکار کے اور تکرار کرنا مسئلے کا تا کہ سمجھا جائے۔ (فتح)

بَابُ الْمَضْمَضَةِ فِي الْوُضُوْءِ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے وضو میں کلی کرنے کے بیان میں روایت کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۱۵۹ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّهُ رَأٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ مِنْ إِنَآئِهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِيْنَهُ فِي الْوَضُوْءِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ كُلَّ رِجْلٍ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا وَقَالَ مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

۱۵۹ـ ترجمہ اس کا پانچویں حدیث کے تحت میں گزر چکا ہے۔

فائدہ: مضمضہ کے معنی ہیں لغت میں ہلانا پھر مشہور ہوئی استعمال اس کی بیچ رکھنے پانی کے منہ میں اور ہلانے اس کے کی اور لیکن معنی اس کے وضو شرعی میں پس کامل تر یہ ہیں کہ رکھے پانی کو منہ میں پھر اس کو منہ میں گھمائے پھر اس کو ڈالے اور مشہور شافعیہ سے یہ ہے کہ نہیں شرط ہے ہلانا اس کا اور نہ ڈالنا اس کا اور وہ عجیب ہے اور شاید مراد یہ ہے کہ منہ سے باہر ڈالنا متعین نہیں بلکہ اگر اس کو نگل لے یا چھوڑے اس کو یہاں تک کہ جاری ہو تھوڑا تھوڑا ہو کر اور یہ جو باب کی حدیث میں کہا کہ پھر ہر پاؤں کو دھویا تو یہ فائدہ دیتا ہے کہ ہر پاؤں کو تمام دھویا اور یہ جو کہا کہ اپنے جی سے بات نہ کرے تو اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے اخلاص ہے یا ترک کرنا خود پسندی کا ساتھ اس طور کے کہ اپنے نفس کو کسی سے بڑا نہ جانے واسطے اس خوف کی کہ متغیر ہو پس تکبر کرے اور ہلاک ہو جائے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ زہری نے کہا کہ ہمارے علماء کہتے تھے کہ یہ وضو کامل تر ہے اس چیز کا کہ وضو کرے کوئی واسطے نماز کے اور تحقیق تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ تین بار سر کا مسح نہ کیا جائے۔

بَابُ غَسْلِ الْأَعْقَابِ وَكَانَ ابْنُ سِيْرِيْنَ يَغْسِلُ مَوْضِعَ الْخَاتَمِ إِذَا تَوَضَّأَ.

ایڑیوں کے دھونے کا بیان اور تھے ابن سیرین جب وضو کرتے تو دھوتے انگوٹھے کی جگہ کو۔

١٦٠ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا وَالنَّاسُ يَتَوَضَّؤُوْنَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ قَالَ أَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ فَإِنَّ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ.

١٦٠۔ محمد بن زیاد سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور وہ گزرے پاس ہمارے اور لوگ وضو کرتے تھے آفتابہ سے سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وضو کامل کرو اس لیے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خرابی ہے واسطے ایڑیوں کے دوزخ سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ استدلال کرے عالم اوپر اس چیز کے کہ فتویٰ دے ساتھ اس کے تاکہ ہو زیادہ تر واقع ہونے والا سامع کے نفس میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ایڑیوں کو ساتھ ذکر کے واسطے صورت سبب کے جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں پہلے گزر چکا ہے پس ملحق ہوگی ساتھ اس کے وہ چیز کہ اس کے معنی میں ہے تمام جوڑوں سے کہ کبھی واقع ہوتی ہے سستی ان کے کامل کرنے میں اور ایک روایت میں ہے کہ خرابی ہے ایڑیوں کو اور پاؤں کے تلے کو آگ سے اور اسی واسطے ذکر کیا باب میں اثر ابن سیرین کا بیچ دھونے اس کے کی انگوٹھی کی جگہ کو اس واسطے کہ جب تنگ ہو تو اس کے تلے پانی نہیں پہنچتا۔ (فتح)

بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ فِي النَّعْلَيْنِ وَلَا يَمْسَحُ عَلَى النَّعْلَيْنِ.

دونوں جوتوں میں پاؤں دھوئے اور جوتوں پر مسح نہ کرے (یعنی جب پاؤں میں جوتا پہنے ہو تو اس وقت

پاؤں کو دھوئے اور موزوں کی طرح جوتوں پر مسح نہ کرے)۔

فائدہ: نہیں ہے باب کی حدیث میں تصریح ساتھ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ لیا گیا ہے اس کے قول سے یَتَوَضَّأُ فِیْهَا یعنی وضو کرے بیچ ان کے اس واسطے کہ اصل وضو میں دھونا ہے اور اس واسطے کہ قول اس کا فیہا دلالت کرتا ہے اوپر ہونے کے اور اگر مراد مسح ہوتا تو عَلَیْهَا کہا جاتا یعنی اوپر ان کے اور یہ جو کہا کہ مسح کرے جوتوں پر یعنی نہ کفایت کرے ساتھ مسح کے اوپر ان کے جیسا کہ موزوں میں کافی ہوتا ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے طرف اس چیز کے کہ مروی ہے علی رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب سے کہ انہوں نے وضو میں اپنے جوتوں پر مسح کیا پھر نماز پڑھی اور اس باب میں ایک حدیث مرفوع مروی ہے جو ابوداؤد وغیرہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے لیکن ضعیف کہا ہے اس کو عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرہ اماموں نے اور استدلال کیا ہے طحاوی نے اوپر نہ کافی ہونے مسح کے ساتھ اجماع کے اس پر کہ موزے جب پھٹ جائیں یہاں تک کہ دو قدم ظاہر ہوں تو ان پر مسح کافی نہیں اور اسی طرح جوتوں پر اس واسطے کہ وہ پاؤں کو فائدہ نہیں دیتے۔ انتہی۔ اور یہ استدلال صحیح ہے لیکن اجماع کے نقل کرنے میں نزاع ہے اور یہ جگہ اس مسئلے کی بسط کی نہیں لیکن ہم اس کے خلاصے کی طرف اشارہ کرتے ہیں پس تحقیق تمسک کیا ہے اس شخص نے جو پاؤں کے مسح کرنے کو کافی سمجھتا ہے ساتھ اس آیت کے وَاَرْجُلَكُمْ واسطے عطف اس کے کی وَامْسَحُوْا بِرُءُ وْسِكُمْ پر یعنی تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ مسح کرو اپنے سروں کا اور پاؤں کا اور یہی مذہب ہے ایک جماعت اصحاب اور تابعین کا پس حکایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ایک روایت ضعیف میں اور ثابت اس سے اس کا خلاف ہے اور یہی محکی ہے عکرمہ اور شعبی اور قتادہ سے اور یہ قول شیعہ کا ہے اور حسن بصری سے روایت ہے کہ واجب دھونا ہے یا مسح کرنا اور بعض اہل ظاہر سے روایت ہے کہ واجب ہے جمع کرنا درمیان ان کے اور جمہور کے دلیل صحیح حدیثیں ہیں جو مذکور ہیں اور سوائے ان کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے اس واسطے کہ تحقیق وہ بیان ہے واسطے مراد کے اور جمہور نے آیت کا کئی وجہ سے جواب دیا ہے ایک یہ کہ اَرْجُلَكُمْ زبر لام کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور اس کا عطف اَیْدِیَكُمْ پر ہے یعنی دھوؤ اپنے ہاتھ اور پاؤں کو اور بعض کہتے ہیں کہ وہ رُءُ وْسِكُمْ کے محل پر معطوف ہے مانند اس آیت کی ﴿یَا جِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّیْرَ﴾ ساتھ زبر را کے اور بعض کہتے ہیں کہ مسح آیت میں محمول ہے خاص صورت پر مشروع ہونے مسح سے موزوں پر یعنی مراد اس سے یہ ہے کہ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے پس حمل کیا ہے انہوں نے زیر کی قرأت کو اوپر مسح موزوں کے اور زبر کی قرأت کو پاؤں کے دھونے پر اور ابوبکر بن عربی نے اس کی تقریر بہت عمدہ کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دونوں قرأتوں میں تعارض ظاہر ہے اور جس چیز میں ظاہر تعارض ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ممکن ہو عمل کرنا ساتھ دونوں کے تو واجب ہے عمل کرنا اور نہیں تو عمل کیا جائے

ساتھ قدر ممکن کے اور نہیں حاصل ہوتا دھونا اور مسح کرنا ایک عضو میں ایک حالت میں اس واسطے کہ وہ پہنچا تا ہے طرف تکرار مسح کے اس واسطے کہ دھونا مسح کو بغل گیر ہے اور امر مطلق نہیں چاہتا تکرار کو پس باقی رہا کہ عمل کیا جائے ساتھ اس کے دو حال میں واسطے توفیق کے درمیان دونوں قرأتوں کے اور واسطے عمل کرنے کے ساتھ قدر ممکن کے اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عطف کیا گیا ہے اوپر سروں مسح کیے گیوں کے اس واسطے کہ وہ جگہ گمان کی ہے واسطے بہت ڈالنے پانی کے اوپر اس کے پس واسطے منع کرنے اسراف کے عطف کیا گیا اوپر ان کے اور یہ مراد نہیں کہ حقیقتًا اس کا مسح کیا جائے اور دلالت کرتا ہے اس مراد پر قول اس کے اِلَی الْکَعْبَیْنِ اس واسطے کہ مسح رخصت ہے پس نہ مقید ہوگا ساتھ غایت کے اور اس واسطے کہ مسح بولا جاتا ہے اوپر غسل خفیف کے۔ (فتح)

١٦١ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ وَمَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّيْ لَمْ أَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النَّعْلَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيْهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا

۱۶۱۔ عبید بن جریج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! (کنیت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما) میں تجھ کو چار چیزیں کرتے ہوئے دیکھتا ہوں کہ میں نے کسی کو تیرے اصحاب سے ان کو کرتے نہیں دیکھا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن جریج! وہ کیا چیزیں ہیں اس نے کہا ایک تو یہ ہے کہ تو کعبہ کے رکنوں سے فقط دو یمانی رکنوں کے سوا کسی رکن کو نہیں چھوتا ہے یعنی رکن اسود کو اور جو اس کے برابر ہے صفا کے مقابلے میں دوسری یہ کہ تو بے بالوں کی جوتی پہنتا ہے تیسری یہ کہ تو زردی سے اپنے کپڑے رنگتا ہے چوتھی یہ کہ جب تو کعبے میں تھا تو لوگوں نے پہلی تاریخ کو جب چاند دیکھا تو احرام باندھا اور تو نے آٹھویں تاریخ کو احرام باندھا (ان کا کیا سبب ہے بتلاؤ) عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا دونوں رکنوں کو تو میں اس واسطے چھوتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہی دونوں رکنوں کو چھوتے تھے اور جوتی بے بالوں کی اس واسطے پہنتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی جوتی پہنتے دیکھا ہے جس میں بال نہیں تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے اس میں اور زردی سے کپڑے اس واسطے رنگ کرتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ رنگ کرتے ہوئے دیکھا ہے پس

وَأَمَّا الْإِهْلَالُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ.

میں اس کے ساتھ رنگ کرنے کو پیارا رکھتا ہوں اور احرام نہ باندھنا میرا اس وجہ سے ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوگئی۔

فائدہ: مطلب ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ ہے کہ جیسے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے عمل کو احرام کے ساتھ متصل کیا اور اس میں کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا جس سے عمل منقطع ہو جائے ایسے ہی مکی کو بھی چاہیے کہ ترویہ کے دن احرام باندھے تاکہ اس کا عمل اس کے متصل ہو جائے اگر اول مہینے کے باندھے گا تو اس کا احرام عمل کے ساتھ متصل نہیں ہوگا اس لیے کہ عمل حج کا تو آٹھویں کے دن سے شروع ہوگا اور یہ جو کہا کہ تیرے اصحاب سے یعنی حضرت ﷺ کے اصحاب سے اور مراد بعض اصحاب ہیں اور ظاہر سیاق سے ہے کہ جن اصحاب کو عبید نے دیکھا تھا ان میں سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سوا کوئی صحابی یہ کام نہیں کرتا تھا بلکہ وہ کعبے کے چاروں رکنوں کو ہاتھ لگا کر چومتے تھے اور تحقیق صحیح ہو چکا ہے یہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور سبتی وہ جوتا ہے جس پر بال نہیں ہوتے اور دونوں کو یمانی بطور تغلیب کے کہتے ہیں اور کیا مراد زردی کے ساتھ رنگنے سے کپڑے ہیں یا بال اس کی شرح آئندہ آئے گی کتاب اللباس میں انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ.

وضو اور غسل میں داہنی طرف سے شروع کرنا سنت ہے

۱۶۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُنَّ فِيْ غَسْلِ ابْنَتِهٖ ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا.

۱۶۲۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو اپنی بیٹی کے غسل میں فرمایا کہ اس کی داہنی طرفوں سے اور اس کے وضو کے مقاموں سے غسل دینا شروع کرو۔

فائدہ: یعنی جب حضرت ﷺ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا نے انتقال کیا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں کو فرمایا جو حضرت ﷺ کی بیٹی کو غسل میت دیتی تھیں کہ اس کو غسل دینے کے وقت اور وضو میں داہنی طرف سے شروع کریں اور وضو میں داہنی طرف سے شروع کرنا ابدان بمیامنھا یعنی اس کی داہنی طرف سے شروع کرو اور عموم سے ثابت ہوتا ہے پس مطابقت حدیث کے باب سے ظاہر ہوگئی اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کا داہنی طرف سے غسل کرنا سنت ہے اور داہنی طرف سے وضو کے مقاموں کو یعنی منہ اور ہاتھ کو مقدم کرے اور اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور وارد کیا بخاری رحمہ اللہ نے ایک ٹکڑا حدیث کا تاکہ بیان کرے ساتھ اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی مراد کو کہ آپ کو تیمن خوش لگتا تھا اس واسطے کہ وہ لفظ مشترک ہے درمیان ابتدا،

بالیمین کے یعنی دینے چیز کے ساتھ داہنے ہاتھ کے اور تبرک کے اور قصد داہنے کے پس ظاہر ہوا ساتھ حدیث ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے کہ مراد ساتھ طہور کے پہلے معنی ہیں۔ (فتح)

١٦٣ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِيْ تَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُوْرِهِ وَفِيْ شَأْنِهِ كُلِّهِ.

۱۶۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آتا تھا داہنے سے شروع کرنا جوتا پہننے میں اور کنگھی دینے میں اور وضو کرنے میں اور اپنے کل کاموں میں۔

فائدہ: کہا شیخ تقی الدین نے کہ وہ عام ہے خاص کیا گیا اس واسطے کہ پاخانے میں داخل ہونا اور مسجد سے نکلنا اور مانند ان کی ابتدا کیا جاتا ہے ساتھ ان کے بائیں طرف سے اور تاکید شان کی ساتھ قول اس کے کی کلہ دلالت کرتی ہے عموم پر اس واسطے کہ تاکید اٹھا دیتی ہے مجاز کو پس ممکن ہے کہ کہا جائے کہ حقیقت شان کی وہ چیز ہے کہ ہو فعل مقصود اور جس چیز میں بائیں طرف سے شروع کرنا مستحب ہے وہ افعال مقصود سے نہیں بلکہ وہ یا متروک ہیں یا غیر مقصود اور اس حدیث میں استحباب شروع کرنے کا ہے ساتھ داہنے طرف سر کے کنگھی کرنے میں اور غسل میں اور سر منڈانے میں اور نہیں کہا جاتا کہ یہ ازالہ کے باب سے ہے یعنی ایک چیز کا دور کرنا پس شروع کیا جائے اس میں بائیں طرف سے بلکہ وہ باب عبادت اور تزیین کے سے ہے اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے ابتدا کرنا سر منڈانے میں کما سیاتی اور اس میں شروع کرنا ہے ساتھ داہنے پاؤں کے جوتا پہننے میں اور اس کے دور کرنے میں بائیں طرف سے اور اس میں شروع کرنا ہے ساتھ داہنے ہاتھ کے وضو میں اور اسی طرح پاؤں میں اور ساتھ داہنی طرف کے غسل میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مستحب ہونے نماز کے داہنی طرف امام کے اور مسجد کے داہنی طرف میں اور کھانے پینے میں ساتھ داہنے کے اور تحقیق وارد کیا ہے اس کو بخاری نے ان سب جگہوں میں نووی نے کہا کہ قاعدہ شرع کا جو ہمیشہ جاری ہے یہ ہے کہ مستحب ہے شروع کرنا داہنی طرف سے ہر اس چیز میں کہ ہو باب تکریم اور تزیین کے سے اور جو ان کی ضد ہو ان میں بائیں طرف سے شروع کرنا مستحب ہے۔ کہا نووی نے اور اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ وضو میں سنت ہے کہ پہلے داہنی طرف سے شروع کرے جس نے اس کا خلاف کیا اس سے فضیلت فوت ہوئی اور اس کا وضو تمام ہوا، انتہی۔ اور مراد اس کی ساتھ علماء کے اہل سنت ہیں نہیں تو پس شیعہ کا مذہب واجب ہونا ہے اور غلطی کی ہے مرتضی نے ان میں سے پس نسبت اس کو طرف شافعیہ کی اور شاید گمان کیا اس نے کہ یہ لازم ہے قول اس کے سے ساتھ واجب ہونے ترتیب کے لیکن نہیں کہا ہے اس نے ساتھ اس کے دونوں ہاتھ میں اور نہ دونوں

پاؤں میں اس واسطے کہ وہ بجائے ایک جوڑ کے ہیں اور اس واسطے کہ وہ جمع کیے گئے ہیں بیچ لفظ قرآن کے لیکن مشکل ہے اس کے اصحاب پر حکم ان کا پانی پر ساتھ مستعمل ہونے کے جب کہ منتقل ہوا یک ہاتھ سے طرف دوسرے کی باوجود قول ان کے کہ پانی جب تک عضو پر متردد ہو اس کو مستعمل نہیں کہا جاتا اور بیچ استدلال ان کے کی اوپر واجب ہونے ترتیب کے ساتھ اس کے کہ نہیں نقل کیا کسی نے بیچ صفت وضو حضرت ﷺ کی کہ حضرت ﷺ نے الٹا وضو کیا ہو اور اسی طرح نہیں منقول ہے کسی سے کہ حضرت ﷺ نے پہلے بائیں پاؤں کو دھویا ہو اور کہا شیخ موفق نے مغنی میں کہ نہیں جانتا میں نہ واجب ہونے میں خلاف یعنی وضو میں ترتیب بالاتفاق شرط نہیں اور بعضوں نے فقہاء سبعہ کی طرف واجب ہونے کو منسوب کیا ہے اور یہ تصحیف ہے شیعہ کی کلام سے۔(فتح)

بَابُ الْتِمَاسِ الْوَضُوْءِ إِذَا حَانَتِ الصَّلَاةُ. پانی کا تلاش کرنا جب کہ نماز کا وقت قریب ہو۔

فائدہ: اور مراد اس کا وہ وقت ہے جس میں واقع کی جاتی ہے اور ابن منیر نے کہا کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی استدلال کرنا ہے اس پر کہ نہیں واجب ہے تلاش کرنا پانی کا واسطے وضو کے پہلے داخل ہونے وقت کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے نہیں انکار کیا ان پر تاخیر کو پس دلالت کی اس نے اوپر جائز ہونے کے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ حَضَرَتِ الصُّبْحُ فَالْتُمِسَ الْمَآءُ فَلَمْ يُوْجَدْ فَنَزَلَ التَّيَمُّمُ.

یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا حاضر ہوا وقت صبح کا پس پانی کو تلاش کیا گیا سو نہ پایا گیا پس اترا تیمم یعنی آیت تیمم کی

١٦٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوْءَ فَلَمْ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ الْإِنَآءِ يَدَهُ وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَّتَوَضَّئُوْا مِنْهُ قَالَ فَرَأَيْتُ الْمَآءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ حَتّٰى تَوَضَّؤُوْا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِهِمْ.

۱۶۴۔انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور نمازِ عصر کا وقت قریب ہوا پس لوگوں نے پانی کو تلاش کیا سو انہوں نے نہ پایا سو رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی شخص پانی لایا پس رسول اللہ ﷺ نے اس پانی میں اپنے ہاتھ کو رکھ دیا اور آپ نے لوگوں کو حکم کیا کہ اس سے وضو کریں سو میں نے پانی کو دیکھا کہ آپ کے ناخنوں کے نیچے سے جوش مارتا ہے تو لوگوں نے وضو کیا یہاں تک کہ جو پچھاڑی میں تھے انہوں نے بھی وضو کیا (یعنی سب لوگوں نے وضو کیا کوئی باقی نہ رہا)

فائدہ: اس حدیث میں دلیل ہے اوپر اس کے کہ سلوک کرنا مشروع ہے وقت ضرورت کے واسطے اس شخص کے کہ

اس کے پاس اپنے وضو سے زیادہ پانی ہو اور اس سے معلوم ہوا کہ چلو بھرنا وضو کرنے والے کا تھوڑے پانی سے نہیں کرتا ہے اس کو مستعمل اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ امر ساتھ دھونے ہاتھ کے پہلے داخل کرنے اس کے کی برتن میں مستحب ہونے کے واسطے ہے نہ کہ واجب ہونے کے۔

تنبیہ: ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث یعنی پانی کے جوش مارنے کے وقت بہت اصحاب حاضر تھے لیکن نہیں روایت کی گئی ہے یہ حدیث مگر انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے اور یہ واسطے دراز ہونے عمر اس کی کے ہے اور قاضی نے کہا کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو عدد کثیر نے یعنی بہت معتبر پکے لوگوں نے جماعت بخشی ہوئی سے تمام لوگوں سے متصل ایک جماعت اصحاب کے سے یعنی ہر زمانے میں اس کے راوی بہت ہیں بلکہ نہیں مروی ہے ان میں سے کسی سے انکار اس کا پس یہ ملحق ہے ساتھ قطعی معجزوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس دیکھ کتنا فرق ہے دونوں کلاموں میں اور اس کی شرح علامات النبوت میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ الْمَآءِ الَّذِیْ یُغْسَلُ بِهٖ شَعَرُ الْاِنْسَانِ.

باب ہے بیان میں اس پانی کے جس سے آدمی کے بال دھوئے جائیں یعنی ایسے پانی کا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں۔

فائدہ: یعنی حکم اس پانی کا کہ دھوئے جاتے ہیں ساتھ اس کے بال آدمی کے اشارہ کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طرف اس کی کہ اس کا حکم طہارت کا ہے اس واسطے کہ نہانے والا کبھی واقعہ ہوتا ہے اس کے نہانے کے پانی سے بال اس کا پس اگر ناپاک ہوتا تو البتہ ناپاک ہو جاتا پانی ساتھ ملنے اس کے کی اور نہیں منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پرہیز کیا ہو اپنے نہانے میں بلکہ اپنے بالوں کی جڑوں میں خلال کرتے تھے کما سیاتی اور یہ پہنچاتا ہے اکثر اوقات طرف گرنے بعض بالوں کے پس دلالت کی اس نے اس کے پاک ہونے پر اور یہ قول جمہور علماء کا ہے اور اسی طرح کہا ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے قدیم میں اور جدید قول میں بھی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ساتھ نص کی ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ایک جماعت نے اس کے اصحاب سے اور یہ طریقہ خراسانیوں کا ہے اور بعض نے ناپاک ٹھہرانے کے قول کو صحیح کہا ہے اور یہ طریقہ عراقیوں کا ہے اور استدلال کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ او پر پاک ہونے اسکے ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو حدیث مرفوع سے اور اس کا پیچھا کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تکریم کیے گئے ہیں پس نہ قیاس کیا جائے گا ان پر غیر ان کا یعنی یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور توڑ دیا ہے اس کو ابن منذر اور خطابی وغیرہ نے مگر ساتھ دلیل کے اور اصل اس کا عدم ہے کہا انہوں نے اور لازم آتا ہے اس کے قائل کو یہ کہ نہ حجت پکڑے اوپر پاک ہونے منی کے ساتھ اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں کھرچتیں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے واسطے ممکن ہونے اس کے کی کہ کہا جائے واسطے اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منی پاک ہے پس نہ قیاس کیا جائے گا اوپر آپ کے غیر آپ کا اور حق یہ ہے کہ حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام مکلفوں کا ہے احکام تکلیف والوں میں یعنی احکام شرع میں جو

حال سب لوگوں کا ہے وہی حضرت ﷺ کا حال ہے مگر جو حکم دلیل سے خاص ہوا اور تحقیق بہت ہو چکی ہیں دلیلیں اوپر پاک ہونے آپ کے فضلوں کی اور گنا ہے اماموں نے اس کو حضرت ﷺ کے خصائص سے پس نہیں التفات کیا جائے گا طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے بہت شافعیوں کی کتابوں میں جو اس کے مخالف ہے پس تحقیق قرار پا چکا ہے امر ان کے اماموں کے درمیان اس پر کہ منی پاک ہے یہ سب بیان آدمی کے بالوں کا ہے اور اپیر بال حیوان کے جس کا گوشت حلال نہیں جو ذبح کیا گیا ہے پس پس اس میں اختلاف ہے مبنی ہے اس پر کہ بالوں میں بھی زندگی داخل ہوتی ہے پس مرنے کے ساتھ ناپاک ہوں یا نہیں پس صحیح تر نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ وہ مرنے سے ناپاک ہو جاتے ہیں اور جمہور علماء کا مذہب اسکے برخلاف ہے اور استدلال کیا ہے ابن منذر نے اس پر کہ بالوں میں زندگی داخل نہیں ہوتی پس نہیں پلید ہوتے ساتھ مرنے کے اور نہ ساتھ جدا ہونے کے ساتھ اس طور کے کہ اجماع کیا ہے انہوں نے اوپر پاک ہونے اس چیز کے کاٹی جائے بکری سے بالوں سے اس حال میں کہ بکری زندہ ہو اور ناپاک ہونے اس چیز کے کہ قطع کی جائے اس کے اعضاء سے اس حال میں کہ وہ زندہ ہو پس دلالت کی اس نے اوپر فرق کے درمیان بالوں کے اور اس کے غیر کے اجزاء اس کی سے اوپر برابری کرنے کے درمیان دونوں حالتوں موت اور جدا ہونے کے اور کہا بغوی نے شرح سنہ میں بیچ قول حضرت ﷺ کے میمونہ رضی اللہ عنہا کی بکری میں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام تو فقط اس کا کھانا ہے استدلال کیا جاتا ہے واسطے اس شخص کے جس کا مذہب یہ ہے کہ جو چیز سوائے اس چیز کے ہے جو کھائی جاتی ہے مردار کی جزوں سے نہیں ہے فائدہ اٹھانا ساتھ اس کے اور مردار کے پروں اور ہڈیوں کا بیان آئندہ آئے گا اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے اور عطاء سے روایت ہے کہ جائز ہے فائدہ اٹھانا لوگوں کے بالوں سے جو منیٰ میں منڈائے جاتے ہیں اور یہ جو کہا کہ جوٹھا کتوں کا تو یہ عطف ہے الماء پر اور تقدیر یوں ہے وَبَابُ سُؤْرِ الْكِلَابِ یعنی کتے کے جوٹھے کا کیا حکم ہے اور ظاہر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کے پاک ہونے کا قائل ہے۔

وَكَانَ عَطَآءٌ لَا يَرٰى بِهٖ بَأْسًا أَنْ يُّتَّخَذَ مِنْهَا الْخُيُوْطُ وَالْحِبَالُ وَسُؤْرِ الْكِلَابِ وَمَمَرِّهَا فِي الْمَسْجِدِ.

یعنی عطاء بالوں سے دھاگے اور رسے بنانے میں کچھ گناہ نہیں دیکھتے تھے اور کتے کے جوٹھے اور راس کے مسجد میں گذرنے کا بیان

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ إِذَا وَلَغَ فِي إِنَاءٍ لَيْسَ لَهٗ وَضُوْءٌ غَيْرُهٗ يَتَوَضَّأُ بِهٖ وَقَالَ سُفْيَانُ هٰذَا الْفِقْهُ بِعَيْنِهٖ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا﴾ وَهٰذَا مَآءٌ وَفِي

یعنی امام زہری رحمۃ اللہ علیہ (ایک بڑے جلیل القدر محدث کا نام ہے) نے کہا کہ جب ایسے پانی میں کتا منہ ڈالے کہ اس کے پاس سوائے اس کے اور پانی نہ ہو تو اس سے وضو کر لے اور سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ فقاہت بعینہ اللہ

النَّفْسِ مِنْهُ شَيْءٌ يَتَوَضَّأُ بِهِ وَيَتَيَمَّمُ.

تعالیٰ غالب اور بزرگ کے اس قول کے موافق ہے ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا﴾ یعنی جب نہ پاؤ تم پانی تو تیمّم کرلو اور یہ پانی ہے اور دل میں اس سے کچھ شبہ ہے اس سے وضو کرلے اور تیمّم کرلے (یعنی اللہ نے تیمّم کرنے کا حکم جب ہی فرمایا ہے جب کہ پانی موجود نہ ہو اور یہاں تو پانی موجود ہے گو کتے کے منہ ڈالنے سے اسے دل میں کسی قسم کا شبہ آ گیا ہے سو اس سے وضو بھی کرے اور تیمّم بھی کرلے)

فائدہ: بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں دو مسئلوں کو جمع کیا ہے یعنی آدمی کے بالوں کا حکم اور کتے کے جوٹھے کا حکم اور ہر ایک کا اکثر اس کے ساتھ ہے پھر رجوع کیا طرف دلیل پہلے حکم کی حدیث مرفوع سے پھر اس کے بعد دوسرے حکم کی دلیلیں بیان کیں اور یہ جو سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ فقہ بعنیہ واسطے قول اللہ تعالیٰ کی ہے الخ تو ایک روایت میں اس کے بعد اتنا اور زیادہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ اس کے ساتھ وضو کرے اور اس کے ساتھ تیمّم بھی کرے پس نام رکھا ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے لینے کو ساتھ دلالت عموم کے فقہ اور وہ یہ ہے جس کو بغل گیر ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا﴾ اس واسطے کہ وہ نکرہ ہے نفی کے سیاق میں پس عام ہوگا اور نہ خاص ہوگا مگر ساتھ دلیل کے اور کتے کے منہ ڈالنے سے پانی کے ناپاک ہونے پر اہل علم کا اتفاق نہیں اور زیادہ ہوا تیمّم واسطے احتیاط کے اور پیچھا کیا ہے اس کا اسماعیلی نے ساتھ اس طور کے کہ شرط ہونا جواز وضو کا ساتھ اس کے جب کہ نہ پائے پانی سوائے اس کے دلالت کرتا ہے اس کے ناپاک ہونے پر نزدیک اس کے اس واسطے کہ جو چیز پاک ہو جائز ہے وضو کرنا ساتھ اس کے سمیت موجود ہونے اس کے غیر کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ مراد یہ ہے کہ استعمال غیر اس کے کا اس قسم سے کہ اس میں اختلاف نہ ہو اولیٰ ہے پس اپھر جب نہ پائے غیر اس کا تو نہ پھرے اس سے طرف تیمّم کی اس حال میں کہ اس کے پاک ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو اور لیکن فتوی سفیان رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھ تیمّم کے بعد وضو کرنے کے ساتھ اس کے پس اس واسطے ہے کہ اس نے دیکھا کہ اس پانی میں شک ہے واسطے اختلاف کے پس احتیاط کی اس نے واسطے عبادت کے اور تحقیق تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ لازم آتا ہے اس کے استعمال سے یہ کہ ہو بدن اس کا پاک بغیر شک کے پس ہوگا ساتھ استعمال اس کے کی مشکوک اپنی طہارت میں اسی واسطے بعض اماموں نے کہا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ اس پانی کو گرا دے پھر تیمّم کرے۔

١٦٥ ۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ

۱۶۵۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے عبیدہ سے کہا

حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قُلْتُ لِعَبِيْدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ أَنَسٍ أَوْ مِنْ قِبَلِ أَهْلِ أَنَسٍ فَقَالَ لَأَنْ تَكُوْنَ عِنْدِيْ شَعَرَةٌ مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا.

کہ ہمارے پاس نبی ﷺ کے بالوں سے کچھ چیز ہے جو ہم کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرف سے یا ان کے لوگوں کی طرف سے حاصل ہوا ہے پس عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت ﷺ کے ایک بال کا میرے پاس ہونا مجھ کو زیادہ تر پیارا ہے تمام دنیا سے اور جو کچھ کہ دنیا میں ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بال آدمی کے پاک ہیں ورنہ انس رضی اللہ عنہ ان کو اپنے پاس محفوظ نہ رکھتے اور ارادہ کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ وارد کرنے اس اثر کے تقریر اس کی کہ جو بال کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوئے تھے جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے وہ اس کے گھر والوں کے پاس باقی رہے یہاں تک کہ ان کے غلاموں کی طرف پہنچے اس واسطے کہ سیرین محمد کا باپ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا غلام آزاد تھا اور انس رضی اللہ عنہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ربیب تھے یعنی ان کی گود میں اُس نے پرورش پائی تھی اور وجہ دلالت کی اس سے اوپر ترجمہ کے یہ ہے کہ آدمی کے بال پاک ہیں نہیں تو نہ نگاہ رکھتے ان کو اور نہ تمنا کرتا عبیدہ یہ کہ ہو اس کے پاس ایک بال اس سے اور جب پاک ہوا تو جس پانی کے ساتھ وہ دھویا جاتا ہے وہ بھی پاک ہے۔

١٦٦ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَلَقَ رَأْسَهُ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَوَّلَ مَنْ أَخَذَ مِنْ شَعَرِهِ.

١٦٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حجۃ الوداع میں اپنے سر کے بالوں کو منڈایا تو سب سے اول ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے بالوں کو لیا۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ آدمی کے بال پاک ہیں ورنہ حضرت ﷺ کسی کو نہ لینے دیتے یہ جو کہا کہ جب حضرت ﷺ نے اپنا سر منڈایا تو سب سے پہلے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے بالوں سے لیا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے جمرہ کو کنکریاں ماریں اور آپ نے قربانی ذبح کی تو آپ نے سر کی داہنی طرف سر مونڈنے والے کے آگے کی تو اس نے آپ کر سر مونڈا پھر حضرت ﷺ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا تو وہ بال اس کو دیے پھر بائیں طرف کو منڈایا تو اس نے اس کو بھی مونڈا تو وہ بال بھی حضرت ﷺ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دیے اور ایک روایت میں ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو وہ بال دیے اور یہ حدیث اور بھی کئی طرح سے آئی ہے اور نہیں تعارض درمیان ان روایتوں کے بلکہ

طریق تطبیق کا ان کے درمیان یہ ہے کہ دونوں طرف کے بال ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دیے سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے داہنی طرف کے بالوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے لوگوں کے درمیان تقسیم کیا اور لیکن بائیں طرف کے بال پس ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیے یعنی اپنی بی بی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کہا نووی نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ پہلے سر کو داہنی طرف سے منڈائے اور یہ قول جمہور کا ہے برخلاف ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کہ اس کے نزدیک پہلے داہنی طرف سے منڈانا مستحب نہیں اور یہ کہ آدمی کے بال پاک ہیں اور یہ قول جمہور کا ہے اور یہی ہے صحیح نزدیک ہمارے اور یہ کہ جائز ہے برکت حاصل کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں سے اور اس میں سلوک کرنا ہے درمیان اصحاب کے عطیہ اور ہدیہ میں میں کہتا ہوں اور اس میں ہے کہ سلوک کرنا نہیں لازم پکڑتا برابری کو اور اس میں زیادہ حصہ دینا ہے اس شخص کو جو متولی ہو تفرقہ کا اوپر غیر اپنے کے اور سر مونڈنے والے کا نام عمر بن عبداللہ ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ

جب برتن میں کتا منہ ڈالے تو اس کو کتنی بار دھونا چاہیے

١٦٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا.

١٦٧۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں سے کتا پانی پیے تو اس کو چاہیے کہ ساتھ بار دھو ڈالے۔

فائدہ: جب کتا پانی یا اس کے سوا کسی پتلی چیز میں منہ ڈالے تو اس کو ولوغ کہتے ہیں خواہ اس سے کچھ پیے یا نہ پیے اور جب کسی گاڑھی چیز میں منہ ڈالے تو اس کو لعوق کہتے ہیں اور جب خالی برتن میں منہ ڈالے تو اس کو لحس کہتے ہیں اور پینا خاص تر ہے ولوغ سے تو اس کی جگہ میں قائم نہ ہوگا اور مفہوم شرط کا بیچ قول اس کے کی إِذَا وَلَغَ (یعنی جب کتا کسی پتلی چیز میں منہ ڈالے) تقاضا کرتا ہے کہ حکم اس پر بند ہے یعنی حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب کتا کسی پتلی چیز میں منہ ڈالے تو اس وقت اس کو سات بار دھونا آتا ہے اور اگر گاڑھی چیز میں یا خالی برتن میں منہ ڈالے تو اس وقت اس کو دھونا لازم نہیں لیکن جب ہم کہیں کہ دھونے کا حکم واسطے ناپاک ہونے کے ہے تو متعدی ہوگا حکم طرف اس چیز کی جب کہ کسی گاڑی چیز یا خالی برتن میں منہ ڈالے اور ہوگا ذکر ولوغ کا واسطے غالب کے اور اپیر لاحق کرنا اس کے باقی اعضاء کا مانند ہاتھ اس کے کی اور پاؤں اس کے کی پس مذہب منصوص یہ ہے کہ اس کا بھی یہی حکم ہے اس واسطے کہ اس کا منہ اس کے سب اعضاء سے اشرف ہے تو باقی کا بطریق اولی یہ حکم ہوگا اور خاص کیا ہے اس کو قدیم میں ساتھ اول کے یعنی سات بار دھونا صرف اسی وقت ہے جب کہ کتا کسی پتلی چیز میں منہ ڈالے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے روضہ میں کہ یہ وجہ شاذ ہے اور کہا شرح مہذب میں کہ وہ قوی ہے دلیل کے اعتبار سے اور اولویت

مذکور کبھی منع کی جاتی ہے اس واسطے کہ اس کا منہ محل استعمال کرنے پلیدیوں کا ہے اور یہ جو کہا کہ کسی کے برتن میں تو اس کا ظاہر عام ہونا ہے تمام برتنوں میں اور مفہوم اس کا نکالتا ہے اس پانی کو جو مستنقع ہو کہ مثلاً اور ساتھ اسی کے قائل ہے اوزاعی مطلق لیکن جب ہم کہیں کہ دھونا اس کا واسطے ناپاک ہونے کے ہے تو جاری ہوگا حکم تھوڑے پانی میں سوائے بہت پانی کے اور جو اضافت کہ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ میں ہے وہ لغو ہے اس واسطے کہ پاک ہونا نہیں ہے موقوف اس کے ملک پر اور اسی طرح قول اس کا پس چاہیے کہ دھوئے اس کو نہیں موقوف ہے اس پر کہ وہ خود دھونے والا ہو اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ چاہیے کہ اس کو پھینک دے اور یہ قوی کرتا ہے اس قول کو کہ دھونا اس کا واسطے ناپاک ہونے کے ہے اس واسطے کہ پھینکی گئی چیز عام تر ہے اس سے کھانا ہو یا پانی پس اگر وہ چیز پاک ہوتی تو اس کے پھینکنے کا حکم نہ ہوتا واسطے نہی کے مال کے ضائع کرنے سے اور یہ جو کہا کہ پس چاہیے کہ دھوئے اس کو تو یہ تقاضا کرتا ہے فور کو لیکن حمل کیا ہے اس کو جمہور نے اوپر استحباب کے مگر جو چاہے کہ اس برتن کو استعمال کرے اور یہ جو کہا کہ سات بار تو مالک کی روایت میں مٹی سے مانجنا واقع نہیں ہوا اور نہیں ثابت ہوا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کسی روایت میں مگر ابن سیرین سے اور اختلاف کیا ہے راویوں نے بیچ مانجنے کی اول بار مانجا جائے یا پیچھے یا درمیان ایک روایت میں ہے کہ پہلی بار مانجا جائے اور ایک روایت میں ہے کہ ساتویں بار مانجا جائے اور ایک روایت میں ہے کہ ان میں سے کسی ایک بار مانجا جائے پس طریق تطبیق کا درمیان ان کے یہ ہے کہ ایک بار کی روایت مبہم ہے اور پہلی یا ساتویں بار کی روایت معین ہے اور اَوْ اگر نفس خبر میں ہو تو یہ واسطے اختیار دینے کے ہے۔ پس مقتضی حمل مطلق کا مقید پر یہ ہے کہ حمل کیا جائے اوپر ایک دونوں کے یعنی پہلی بار یا ساتویں بار کے اس واسطے کہ اس میں زیادتی ہے اوپر روایت معین کے اور یہی ہے جس پر نص کی ہے شافعی رحمہ اللہ نے اُم میں اور اگر اَوْ واسطے شک کے ہو راوی سے تو روایت اس شخص کی جس نے معین کیا اور شک نہیں کیا اولیٰ ہے روایت اس شخص کے سے جس نے مبہم کیا یا شک کیا پس باقی رہی نظر بیچ ترجیح کے درمیان روایت پہلی بار اور ساتویں بار کے اور پہلی بار مانجنے کی روایت راجح تر ہے بہت ہونے اور زیادہ تر یاد ہونے کے اعتبار سے اور باعتبار معنی کے ہے اس واسطے کہ پچھلی بار کا مانجنا تقاضا کرتا ہے محتاج ہونے کو طرف اور بار دھونے کے واسطے ستھرا کرنے اس کے کی اور تحقیق نص کی ہے شافعی رحمہ اللہ نے حرملہ میں کہ پہلی بار مانجنا اولیٰ ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ حکم پلیدی کا بڑھتا ہے اپنے محل طرف اس چیز کی کہ اس کی ہمسایہ ہو بشرطیکہ پتلی ہو اور اوپر ناپاک ہونے چیزوں کے جب کہ اس کی ایک جزو میں پلیدی پڑ جائے اور اوپر ناپاک ہونے اس برتن کے جو پتلی چیز کے ساتھ ملا ہوا ہو اور اس پر کہ تھوڑا پانی ناپاک ہو جاتا ہے ساتھ پڑنے پلیدی کے بیچ اس کے اگرچہ اس کی کوئی صفت نہ بگڑے اس واسطے کہ کتے کا پینا نہیں بگاڑتا اس پانی کو جو برتن میں ہے اکثر اوقات اور اس پر کہ وارد ہونا پانی کا پلیدی پر مخالف ہے وارد ہونے پلیدی کی کو اوپر اس کے اس واسطے کہ حکم کیا ساتھ گرانے پانی

کے جب کہ وارد ہو اس پر پلیدی اور وہ حقیقت ہے تمام پانی کو گرانے میں اور حکم کیا ساتھ دھونے اس کے کی اور حقیقت اس کی ادا ہوتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ نام رکھا جائے اس کا غسل اگرچہ ہو وہ چیز کہ دھویا جاتا ہے ساتھ اس کے کم اس چیز سے کہ گرائی جاتی ہے۔

فائدہ: مالکیہ اور حنفیہ ظاہر اس حدیث کے مخالف ہیں پس اپیر مالکیہ پس نہیں قائل ہیں ساتھ مانجنے کے مٹی سے باوجودیکہ سات بار دھونے کو واجب کہتے ہیں مشہور قول پر نزدیک ان کی اس واسطے کہ مٹی سے مانجنا مالک کی روایت میں واقع نہیں ہوا ان میں قرافی نے کہا کہ صحیح ہو چکی ہیں اس میں حدیثیں پس عجب ہے اُن سے کہ کس طرح مانجنے کے ساتھ قائل نہیں اور مالک سے ایک روایت میں ہے کہ سات بار دھونے کا حکم واسطے استحباب کے ہے اور معروف اس کے اصحاب کے نزدیک یہ ہے کہ وہ وجوب کے واسطے ہے لیکن وہ واسطے تعبد کے ہے یعنی عبادتی امر ہے اس واسطے کہ کتا مالکیوں کے نزدیک پاک ہے اور ظاہر کی ہے ان کے بعض متاخرین نے حکمت سوائے ناپاک کرنے کے اور ایک روایت مالک سے ہے کہ کتا ناپاک ہے لیکن اس کا قاعدہ یہ ہے کہ پانی ناپاک نہیں ہوتا مگر بگڑنے سے پس نہیں واجب ہے سات بار دھونا واسطے ناپاک ہونے کے بلکہ واسطے تعبد کے لیکن وارد اُس پر قول حضرت ﷺ کا اول میں اس حدیث کے جیسا کہ مسلم کی روایت میں طُهُوْرُ اِنَآءِ اَحَدِكُمْ اس واسطے کہ طہارت استعمال کی جاتی ہے یا حدث سے یا پلیدی سے اور نہیں ہے بے وضو ہوتا برتن پر پس متعین ہوئی ناپاکی اور جواب دیا گیا ہے ساتھ منع کرنے حصر کے اس واسطے کہ تیمّم نہیں اٹھاتا حدث کو اور تحقیق کہا گیا ہے واسطے اس کے طہور مسلم کا اور اس واسطے کہ طہارت اس کے غیر پر بھی بولی جاتی ہے مانند اس آیت کے ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ﴾ اور مانند اس حدیث کی کہ مسواک مطہرہ ہے واسطے منہ کے اور جواب پہلے اعتراض سے یہ ہے کہ تیمّم پیدا ہونے والا ہے حدث سے یعنی بے وضو ہونے سے پس جب قائم ہوا مقام اس چیز کے کہ پاک کرتا ہے حدث کو تو اس کا نام طہور رکھا گیا اور جو اس کا قائل ہے کہ وہ حدث کو اٹھا دیتا ہے تو وہ منع کرتا ہے اس اعتراض کو جڑھ سے اور جواب دوسرے اعتراض سے یہ ہے کہ الفاظ شرع کے جب دائر ہوں درمیان حقیقت لغوی اور شرعی کے تو محمول ہوتے ہیں حقیقت شرعی پر مگر جب کہ دلیل قائم ہو اور یہ دعویٰ بعض مالکیوں کا کہ حکم دھونے کا اس کتے کے منہ ڈالنے سے ہے جس کا رکھنا منع ہے سوائے اس کتے کے جس کے رکھنے کی اجازت ہے محتاج ہے طرف ثابت ہونے تقدم نہی کے کتے کے رکھنے کے حکم سے اوپر امر کے ساتھ غسل کے اور محتاج ہے طرف قرینہ کے دلالت اس پر کہ مراد وہ کتا ہے جس کے رکھنے کی اجازت نہیں اس واسطے کہ ظاہر لام سے بیچ قول حضرت ﷺ کے الکلب یہ ہے کہ وہ جنس کے واسطے ہے یعنی مراد جنس کتے کی ہے پس شامل ہوگا یہ حکم ہر قسم کے کتے کو یا واسطے تعریف ماہیت کے ہے پس محتاج ہوگا مدعی اس امر کا کہ وہ واسطے عہد کے ہے طرف دلیل کی اور مانند اس کی ہے فرق کرنا ان کے بعض کا درمیان جنگلی

اور خانگی کتے کے اور بعض نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ خاص ہے ساتھ کتے سودائی کے جس کے کاٹنے سے ہر چیز سودائی ہو کر مر جاتی ہے اور حکمت بیچ حکم کے ساتھ دھونے اس کے کی طب کی وجہ سے ہے اس واسطے کہ شارع نے طب میں کئی جگہ سات بار کو اعتبار کیا ہے جیسے کہ فرمایا کہ مجھ پر سات مشکیں ڈالو اور فرمایا کہ جو صبح کو سات کھجوریں عجوہ سے کھائے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ سودائی کتا پانی کے نزدیک نہیں جاتا پس کس طرح حکم کیا جائے گا ساتھ دھونے کے اس کے پانی پینے سے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس طور کے کہ نہیں نزدیک ہوتا وہ پانی کے بعد مضبوط ہونے دیوانگی کے لیکن ابتدا میں پس نہیں باز رہتا پانی سے اور اس تعلیل میں اگرچہ مناسبت ہے لیکن وہ مستلزم ہے تخصیص کو بغیر دلیل کے اور تعلیل ساتھ ناپاک ہونے کے قوی تر ہے اس واسطے کہ منصوص کے معنی میں ہے اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صریح یہ کہنا کہ کتے کے جوٹھے سے دھونا اس واسطے ہے کہ وہ ناپاک ہے روایت کیا ہے اس کو محمد بن نصر مروزی نے ساتھ سند صحیح کے اور کسی صحابی سے اس کا خلاف ثابت نہیں ہوا اور مالکیوں سے بھی مشہور فرق کرنا ہے درمیان پانی برتن کے پس گرایا جائے اور دھویا جائے اور درمیان برتن طعام کے پس کھایا جائے پھر دھویا جائے برتن بطور تعبد کے اس واسطے کہ گرانے کا حکم عام ہے پس خاص کیا جائے گا اس سے کھانا ساتھ نہی کے ضائع کرنے مال سے اور معارضہ کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہی ضائع کرنے سے خاص ہے ساتھ امر کے ساتھ گرانے کے اور راجح ہے یہ دوسری وجہ ساتھ اجماع کے اوپر گرانے اس چیز کے کہ اس میں پلیدی پڑے تھوڑی پتلی چیزوں سے اگرچہ اس کی قیمت بڑی ہو پس ثابت ہوا کہ عموم نہی کا خاص ہے برخلاف گرنے کے حکم کے اور جب اس کے جوٹھے کا پلید ہونا ثابت ہوا تو ہوگا عام تر اس سے کہ وہ واسطے ناپاک ہونے اس کی عین ذات کے یا واسطے ناپاک ہونے اس کی خوراک کے مانند کھانے مردار کے مثلاً لیکن پہلی وجہ راجح تر ہے یعنی نجاست اس کی عین ذات کے واسطے ہے اس واسطے کہ وہ اصل ہے اور اس واسطے کہ لازم آتا ہے دوسری وجہ پر شریک ہونا اس کے غیر کا واسطے اس کے حکم میں مانند بلی کے مثلاً اور جب ثابت ہوا ناپاک ہونا جوٹھے اس کے کا واسطے ناپاک ہونے عین ذات اس کی کے تو نہ دلالت کرے گا اوپر باقی اس کے کی مگر ساتھ طریق قیاس کے مانند اس کی کہ کہا جائے کہ اس کا لعاب یعنی اس کے منہ کا پانی ناپاک ہے اس واسطے کہ وہ کھینچا گیا ہے اس سے اور لعاب اس کے منہ کا پسینہ ہے اور اس کا منہ اس کے سارے بدن سے پاک تر ہے تو اس کا پسینہ ناپاک ہوگا اور جب اس کا پسینہ ناپاک ہوا تو اس کا بدن بھی ناپاک ہوگا اس واسطے کہ اس کا پسینہ دھویا گیا ہے اس کے بدن سے لیکن کیا لاحق ہیں باقی اعضاء اس کے ساتھ زبان اس کی کے بیچ واجب ہونے سات بار کے مانجنے کی یا نہیں؟ پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی نووی کی کلام سے اور ایپر حنفیہ پس نہیں قائل ہیں سات بار دھونے کے اور نہ ساتھ مانجنے کے اور عذر کیا ہے طحاوی وغیرہ نے ان سے ساتھ کئی امروں کے ایک یہ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے راوی نے تین بار دھونے کے ساتھ فتویٰ دیا پس معلوم ہوا کہ سات بار

دھونا منسوخ ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ احتمال ہے کہ فتویٰ دیا ہو اس نے ساتھ اس کے واسطے اس اعتقاد رکھنے کے کہ سات بار دھونا مستحب ہے نہ واجب یا اس روایت کو بھول گئے ہوں اور احتمال نہیں ثابت کرتا نسخ کو اور نیز یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ اس نے سات بار دھونے کے ساتھ فتویٰ دیا پس یہ فتویٰ اس کا اس کی روایت کے موافق ہے پس ہوگا راجح تر تین بار دھونے کے فتویٰ سے اس واسطے کہ یہ فتویٰ اس کی روایت کے مخالف ہے اور یہ راجح ہونا اس کا سند اور نظر دونوں کے اعتبار سے ہے لیکن راجح ہونا اس کا اعتبار نظر کے پس ظاہر ہے اور اوپر سند پس موافقت وارد ہوئی ہے روایت حماد بن زید کی سے اس نے روایت کی ہے ایوب سے اس نے ابن سیرین سے اور یہ صحیح سندوں سے ہے اور اوپر مخالفت پس روایت عبدالملک بن ابی سلیمان کی سے ہے اور وہ پہلی سند سے قوت میں بہت کم ہے اور ایک یہ کہ گندگی سخت تر ہے پلید ہونے میں کتے کے جوٹھے سے اور نہیں قید ہے اس میں سات بار دھونے کے تو کتے کا جوٹھا بطریق اولیٰ اسی طرح ہوگا اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ گندگی جو اس سے پلید ہونے میں سخت تر ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حکم میں بھی اس سے سخت تر ہو اور ساتھ اس طور کے کہ وہ قیاس ہے نص کے مقابلے میں اور وہ فاسد ہے اور ایک یہ کہ یہ حکم اس وقت تھا جب کہ حضرت ﷺ نے کتوں کے مارنے کے ساتھ حکم کیا تھا پھر جب ان کے مارنے کا حکم منسوخ ہوا تو دھونے کا حکم بھی منسوخ ہوا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ان کے مار ڈالنے کا حکم ہجرت کے اول میں تھا اور حکم ساتھ دھونے کے نہایت پیچھے ہے اس واسطے کہ وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے اور تحقیق ذکر کیا ہے ابن مغفل نے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا کہ آپ نے کتے کے جوٹھے سے دھونے کا حکم فرمایا اور اس کا اسلام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح ہجرت کے ساتویں سال میں ہے بلکہ سیاق مسلم کا ظاہر ہے اس میں کہ حکم ساتھ دھونے کے تھا بعد حکم کے ساتھ قتل کرنے کتوں کے اور ایک الزام دینا شافعیوں کو ہے ساتھ واجب کرنے آٹھ بار دھونے کے واسطے عمل کرنے کے ساتھ ظاہر حدیث عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے جس کو مسلم نے روایت کیا ہے اور اس کے لفظ یہ ہے کہ دھو ڈالو اس کو سات بار اور اس کو آٹھویں بار مٹی سے مانجو اور جواب دیا گیا ہے کہ شافعیہ جو عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ساتھ قائل نہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بالکل حدیث پر عمل کرنا چھوڑ دیں اس واسطے کہ اگر شافعیوں کا عذر اس حدیث سے باوجہ ہو تو فبھا نہیں تو ہر ایک دونوں فرقوں سے ملامت کیا گیا ہے بیچ ترک کرنے عمل کے ساتھ اس کے کہا ہے اس کو ابن دقیق العید نے اور بعض یہ عذر بیان کرتے ہیں کہ اجماع اس کے برخلاف ہے اس واسطے کہ ہم اس کے ساتھ عمل نہیں کرتے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ وہ اس کے ساتھ قائل ہے اور یہی قول ہے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں اس حدیث کے صحیح ہونے پر واقف نہیں ہوا لیکن یہ نہیں ثابت کرتا عذر کو واسطے اس شخص کے جو اس کی صحت پر واقف ہوا اور میل کی ہے بعض نے

طرف ترجیح دینے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اوپر حدیث عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے اور ترجیح کی طرف نہیں پھرا جاتا باوجود ممکن ہونے تطبیق کے اور عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کرنا مستلزم ہے عمل کرنے کو ساتھ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بدون عکس کے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور اگر ہم اس باب میں ترجیح کی راہ چلیں تو نہ قائل ہوں ساتھ مانجنے کے ہرگز اس واسطے کہ روایت مالک کی بدون مانجنے کی راجح تر ہے روایت اس شخص کی سے جو اس کو ثابت کرتا ہے اور باوجود اس کے پس ہم اس کے ساتھ قائل ہیں واسطے لینے زیادتی ثقہ کے اور شرح اس حدیث کی نہایت دراز ہے اور ممکن ہے کہ اُس میں ایک کتاب مستقل تصنیف ہو لیکن یہ قدر کافی ہے اس مختصر میں اور اللہ سے ہی مدد مانگی گئی ہے۔ (فتح)

١٦٨ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا رَأٰى كَلْبًا يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَأَخَذَ الرَّجُلُ خُفَّهٗ فَجَعَلَ يَغْرِفُ لَهٗ بِهٖ حَتّٰى أَرْوَاهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ.

١٦٨۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ایک شخص نے ایک کتا دیکھا کہ پیاس کے مارے کیچڑ کھاتا ہے سو اس مرد نے اپنے موزے کو لے کر اس میں پانی بھر کر اُس کتے کو پلایا یہاں تک کہ اس کو سیراب اور تروتازہ کر دیا سو اس کے بدلے اللہ نے اس کو ثواب دیا اور بہشت میں اس کو داخل کر دیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ موزے سے بھر کر اس کو پانی پلایا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اوپر پاک ہونے جوٹھے کتے کے اس واسطے کہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ اس نے کتے کو اس میں پانی پلایا اور تعاقب کیا گیا ہے بایں طور کہ استدلال کرنا ساتھ اس کے مبنی ہے اس پر کہ پہلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے اور اس میں اختلاف ہے اور اگر ہم اس کے ساتھ قائل ہوں تو البتہ ہوگا محل اس کا اس چیز میں کہ منسوخ نہیں ہوئے اور اگر باگ کو ڈھیلا چھوڑا جائے تو بھی استدلال قائم نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس نے پانی کو کسی اور برتن میں ڈال کر اس کو پلایا ہو یا اس کے بعد موزے کو دھولیا ہو یا اس کو اس کے بعد نہ پہنا ہو اور یہ جو کہا کہ اللہ نے اس کے واسطے شکر کیا یعنی اس کی ثناء کی پس بدلہ دیا اس کو اوپر اس کے ساتھ اس طور کے کہ اس کے عمل کو قبول کیا اور اس کو بہشت میں داخل کیا۔

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَتِ الْكِلَابُ تَبُوْلُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِيْ زَمَانِ

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کتے مسجد میں آتے جاتے تھے سو کسی جگہ پر اس سے پانی نہیں چھڑکتے تھے۔

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ
يَكُوْنُوْا يَرُشُّوْنَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ.

فائدہ: بعض علماء مالکیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض ان چار حدیثوں سے کتے کی اور اس کے جوٹھے کی پاکی ثابت کرتا ہے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ غرض نہیں ہے بلکہ غرض اس کی لوگوں کے مذہب بیان کرنے کی ہے وہ خود اس بات کا قائل نہیں اس لیے کہ ترجمہ میں اس نے فقط کتے کے جوٹھے کا نام لیا ہے یوں نہیں کہا کہ جوٹھا کتے کا پاک ہے مگر ظاہر بات پہلی ہے **لما عرف من عادته واللّٰه اعلم بالصواب**۔ ایک روایت میں ہے تقبل سے پہلے تبول واقع ہوا ہے اور اس کے واو عطف کی ہے اور بنا بر اس کے پس نہیں حجت ہے بیچ اس کے واسطے اس شخص کے جس نے استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اوپر پاک ہونے کتے کی واسطے اتفاق کے اوپر پلید ہونے اس کے پیشاب کے یہ بات ابن منیر نے کہی ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ جو کہتا ہے کہ کتا پاک ہے اور جس چیز کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کا پیشاب پاک ہے قدح کرتا ہے بیچ نقل اتفاق کے خاص کر ایک جماعت قائل ہیں کہ سب جاندار چیزوں کا پیشاب پاک ہے مگر آدمی کا اور ان لوگوں میں جو اس کے ساتھ قائل ہیں ابن وہب ہے اور منذری نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ وہ اپنی جگہوں میں مسجد سے باہر پیشاب کرتے تھے پھر مسجد میں آتے جاتے تھے اس واسطے کہ اس وقت میں مسجد کے کواڑ نہ تھے اور بعید ہے یہ کہ کتوں کو چھوڑا جائے کہ مسجد میں آئیں جائیں یہاں تک کہ اس کو پیشاب سے آلودہ کریں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ جب اس کو پاک کہا جائے تو یہ منع نہیں ہوگا جیسا کہ بلی میں ہے اور قریب تر یہ ہے کہ کہا جائے کہ تھا یہ معاملہ بیچ ابتداء حال کے اصل اباحت پر پھر وارد ہوا امر ساتھ تکریم مسجدوں کے اور پاک کرنے ان کے کی اور گردانے گئے ان پر کواڑ اور اشارہ کرتی ہے طرف اس کی وہ چیز کہ دوسری روایت میں زیادہ ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ تھے عمر رضی اللہ عنہ پکارتے اپنے بلند آواز سے کہ مسجد میں بیہودہ بات کہنے سے پرہیز کرو کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مسجد میں رات کاٹا کرتا تھا اور تھے کتے آتے جاتے الخ پس اشارہ کیا طرف اس کی کہ یہ معاملہ ابتداء میں تھا پھر وارد ہوا امر ساتھ تکریم مسجد کے یہاں تک کہ بیہودہ کلام سے اور ساتھ اس کے دفع ہوگا استدلال اوپر پاک ہونے کتے کے اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو یہ اگرچہ عام ہے تمام زمانوں کو لیکن وہ خاص ہے ساتھ اس زمانے کے جو پہلے ہے مسجدوں کی نگہبانی کرنے کے حکم سے اور یہ جو کہا کہ اس پر پانی نہ چھڑکتے تھے تو اس میں مبالغہ ہے واسطے دلالت اس کی کے اوپر نفی غسل کے باب اولیٰ سے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابن بطال نے اس پر کہ کتے کا جوٹھا پاک ہے اس واسطے کہ کتوں کی شان سے ہے یہ بات کہ پیروی کرتے ہیں کھائی گئی چیز کی جگہوں کو اور بعض اصحاب کے مسجد کے سوا کوئی گھر نہ تھے پس نہیں خالی ہے یہ کہ پہنچے لعاب اس کا طرف بعض اجزاء مسجد کے اور تعاقب کیا گیا

ہے ساتھ اس طور کی کہ مسجد کا پاک ہونا یقینی امر ہے اور جو مذکور ہوا اس میں شک ہے اور یقین نہیں دور ہوتا شک سے پھر دلالت اس کی معارض نہیں منطوق حدیث کی دلالت کو جو وارد ہو چکی ہے بیچ دھونے کتے کے جوٹھے کے۔ (فتح)

١٦٩ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُعَلَّمَ فَقَتَلَ فَكُلْ وَإِذَا أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلٰى نَفْسِهٖ قُلْتُ أُرْسِلُ كَلْبِي فَأَجِدُ مَعَهُ كَلْبًا اٰخَرَ قَالَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى كَلْبٍ اٰخَرَ.

١٦٩۔ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یعنی کتے کے شکار کے حکم سے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تو اپنے سکھائے شکاری کتے کو چھوڑے اور وہ شکار کو جان سے مار ڈالے تو شکار کو کھالے اور اگر کتے نے اس میں سے کچھ کھالیا تو اس کو مت کھا پس سوائے اس کے نہیں کہ اُس نے اپنے نفس کے واسطے پکڑا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں اپنے کتے سکھائے ہوئے کو چھوڑتا ہوں سو اس کے ساتھ دوسرا کتا پاتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو مت کھا اس لیے کہ تو نے اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے اور دوسرے کتے پر اللہ کا نام نہیں لیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح شکار میں آئے گی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے بخاری نے اس حدیث کو اس جگہ تاکہ استدلال کرے ساتھ اس واسطے مذہب اپنے کے بیچ پاک ہونے جوٹھے کتے کے اور مطابقت اس کی واسطے باب کے قول اس کے سے ہے بیچ اس کے اور حکم کتوں کے جوٹھے کا اور وجہ دلالت کی حدیث سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اجازت دی اس کو بیچ کھانے اس چیز کے کہ اس کو کتا شکار کرے اور نہیں مقید کیا اس کو ساتھ اس کے منہ کی جگہ کے اور اسی واسطے مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ کس طرح کھایا جاتا ہے شکار اس کا اور حالانکہ اس کا لعاب ناپاک ہوتا ہے اور جواب دیا ہے اسمٰعیلی نے ساتھ اس کے کہ حدیث بیان کی گئی ہے واسطے تعریف اس بات کی کہ اس کا مار ڈالنا اس کا ذبح کرنا ہے اور نہیں اس میں ثابت کرنا اس کی ناپاکی کا اور نہ نفی اس کی اور دلالت کرتا ہے واسطے اس کے یہ کہ نہیں فرمایا کہ دھو ڈال خون کو جب کہ نکلے دانت کے زخم سے لیکن سپرد کیا اس کو طرف اس چیز کی کہ مقرر تھا نزدیک اس کے واجب ہونے غسل خون کے سے پس شاید سپرد کیا ہو اس کو بھی طرف اس چیز کی کہ مقرر تھا نزدیک اس کے دھونے اس چیز کے سے جو اس کے منہ کو چھوئے اور ابن منیر نے کہا کہ شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ چھری کو جب ناپاک پانی پلایا جائے اور اس کے ساتھ ذبح کیا جائے تو ذبیحہ پلید ہو جاتا ہے اور کتے کے دانت ان کے نزدیک ناپاک ہیں عین ذات اپنی سے اور تحقیق موافق ہوئے ہیں ہمارے اس میں کہ ذبح کرنا اس کا شرعی ہے نہیں پلید کرتا ذبح کیے جانور کو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں لازم آتا اتفاق سے اس پر کہ ذبیحہ پلید نہیں

ہوتا ساتھ کاٹنے کتے کے ثابت ہونا اجماع کا اس پر کہ نہیں ہوتا وہ ناپاک ساتھ کسی اور چیز کے پس جو اس نے ان کو الزام دیا ہے وہ لازم نہیں علاوہ ازیں اس مسئلے میں ان کے نزدیک اختلاف ہے اور مشہور یہ ہے کہ کتے کے کاٹنے کی جگہ کو دھونا واجب ہے اور یہ جگہ اس مسئلے کی بسط کی نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الْوُضُوْءَ إِلَّا مِنَ الْمَخْرَجَيْنِ مِنَ الْقُبُلِ وَالدُّبُرِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَوْ جَآءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ﴾.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو نہیں دیکھتا ہے وضو کر مگر دو مخرجوں سے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے یا آئے کوئی تم میں کا پائخانہ سے۔

فائدہ: یہ استثناء مفرغ ہے اور معنی یہ ہیں کہ بیان ہے اس شخص کا جو نہیں دیکھتا وضو کو واجب نکلنے کسی چیز کے سے بدن کے نکلنے کی جگہوں سے مگر قبل یا دبر یعنی آگے یا پیچھے سے اور اشارہ کیا طرف خلاف اس شخص کی جو دیکھتا ہے وضو کو اس چیز سے کہ ان دونوں کے سوا بدن سے نکلتی ہے مانند قے اور سینگی وغیرہ کی اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ وضو کے توڑنے والی چیزیں معتبر ہیں رجوع کرتی ہیں طرف دو مخرجوں کی پس سونا جگہ گمان نکلنے ہوا کی ہے پیچھے سے اور ہاتھ لگانا عورت کو اور چھونا ذکر جگہ گمان نکلنے مذی کی ہے اور یہ جو کہا کہ واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے یا تم میں سے کوئی پائخانہ سے آئے تو اس میں معلق کیا ہے وجوب وضو کو یا تیمم کو وقت نہ پانے کے اوپر آنے کے غائط سے اور وہ جگہ باطمینان ہے زمین سے کہ تھے قصد کرتے اس کو واسطے پائخانے کے پس یہ دلیل ہے وضو کی اس چیز سے کہ نکلے دو راہوں سے یعنی آگے اور پیچھے سے اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ یعنی یا ہاتھ لگاؤ تم عورتوں کو دلیل ہے وضو کی عورتوں کے ہاتھ لگانے سے اور اسی کے معنی میں ہے ذکر کو ہاتھ لگانا باوجود صحیح ہونے حدیث کے بیچ اس کے لیکن ہو شیخین کی شرط پر نہیں اور تحقیق صحیح کہا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اور تمام ان لوگوں نے جنہوں نے صحیح حدیثوں کو روایت کیا ہے سوائے بخاری و مسلم کے۔

وَقَالَ عَطَآءٌ فِيْمَنْ يَخْرُجُ مِنْ دُبُرِهِ الدُّوْدُ أَوْ مِنْ ذَكَرِهِ نَحْوُ الْقَمْلَةِ يُعِيْدُ الْوُضُوْءَ.

یعنی عطاء نے کہا ہے جس شخص کے پیچھے سے کیڑے نکلیں یا آگے سے اس کے مثل جوں کی نکلے وہ وضو کو پھر کرے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس معلق حدیث کو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے مانند اس کی اور اس کی سند صحیح ہے اور مخالف اس میں ابراہیم نخعی اور قتادہ اور حماد بن سلمہ ہے کہتے ہیں کہ نہیں توڑتا وضو کو نادر یعنی جو کبھی اتفاقاً نکلے اور یہ قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے مگر یہ کہ حاصل ہو ساتھ اس کے آلودگی۔

وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ إِذَا ضَحِكَ فِي الصَّلَاةِ أَعَادَ الصَّلَاةَ وَلَمْ يُعِدِ الْوُضُوْءَ.

یعنی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب کوئی نماز کے اندر ہنسے تو نماز دہرائے اور وضو کو نہ دہرائے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو سعید بن منصور اور دار قطنی وغیرہ نے اور مخالف اس میں ابراہیم نخعی اور اوزاعی اور ثوری اور ابو حنیفہ اور اس کے یار ہیں کہتے ہیں کہ ہنسنا وضو کو توڑ ڈالتا ہے جب کہ نماز کے اندر ہو اور گر نماز کے باہر ہو تو نہیں توڑتا ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ اگر نماز کے باہر ہنسے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر نماز کے اندر ہنسے تو اس میں اختلاف ہے سو جو لوگ وضو کے ٹوٹ جانے کے قائل ہیں انہوں نے قیاس جلی کا خلاف کیا اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ ایک حدیث کے جو صحیح نہیں اور پناہ ہے اللہ کی کہ حضرت ﷺ کے اصحاب جو تمام زمانوں کے لوگوں سے بہتر ہیں یہ کہ اللہ کے سامنے نماز میں حضرت ﷺ کے پیچھے ہنسیں علاوہ ازیں یہ ہے کہ نہیں لیا ہے انہوں نے حدیث کے عموم کو جو ہنسنے کے باب میں مروی ہے بلکہ خاص کیا ہے اس کو ساتھ قہقہ کے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ أَخَذَ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ أَوْ خَلَعَ خُفَّيْهِ فَلَا وُضُوْءَ عَلَيْهِ.

یعنی حسن نے کہا کہ اگر اپنے بال کتروائے یا ناخن کٹوائے یا موزوں کو اتار ڈالے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو ابن منذر وغیرہ نے ساتھ سند صحیح کے اور مخالف اس کا مجاہد اور حکم بن عیینہ اور حماد ہے کہتے ہیں جو اپنے ناخن کاٹے یا مونچھ کتروائے تو اس پر وضو ہے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے کہ اجماع اس کے برخلاف قرار پایا ہے اور اپر موزوں کے اتارنے سے وضو کا واجب ہونا تو موافق ہوا ہے اس کو اس پر ابراہیم نخعی اور طاؤس اور عطاء اور اس کے ساتھ فتویٰ دیتا تھا سلیمان بن حرب اور داؤد اور جمہور اور ان کے مخالف ہیں دو قول پر جو مرتب ہیں اوپر واجب کرنے موالات کے یعنی پے در پے دھونے کے اور نہ واجب ہونے اس کے کی سو جو اس کو واجب جانتا ہے وہ کہتا ہے کہ واجب ہے از سر نو وضو کرنا جب کہ فاصلہ دراز ہو اور جو اس کو واجب نہیں جانتا وہ کہتا ہے کہ فقط اپنے دونوں پاؤں دھولے اور یہی ظاہر تر ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب سے اور بوبطی میں کہا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ از سر نو وضو کرے اور کہا بعض شافعیہ وغیرہ نے کہ واجب ہے از سر نو کرنا وضو کا اگرچہ موالات یعنی پے در پے دھونا وضو کے اعضاء کا واجب نہیں اور لیث سے اس کا مروی ہے۔

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا وُضُوْءَ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ.

یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں ہے وضو مگر حدث سے (یعنی جب قبل یا دبر سے کوئی چیز نکلے تو اس وقت وضو واجب ہوتا ہے)۔

وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَرُمِيَ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَنَزَفَهُ الدَّمُ فَرَكَعَ وَسَجَدَ وَمَضَى فِيْ صَلَاتِهِ.

یعنی جابر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ نبی ﷺ تھے جنگ میں ذات الرقاع کے پس ایک شخص کو کسی نے تیر مارا پس نکلا اور جاری ہوا اس سے خون بہت یہاں تک کہ ضعیف ہوا پس اس نے رکوع کیا اور سجدہ کیا اور گزرا اپنی

نماز میں یعنی نماز کو پڑھتا رہا قطع نہیں کیا۔

فائدہ: ظاہر ہوا دونوں سیاق مذکور سے سبب اس قصے کا اور اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ﷺ پہاڑ کے ایک درے میں اترے سو فرمایا کہ کون ایسا ہے جو آج کی رات ہماری چوکیداری کرے سو کھڑا ہوا ایک مرد مہاجرین سے اور ایک مرد انصار سے تو دونوں نے درے کے منہ پر رات کاٹی سو دونوں نے رات کو چوکیداری کے واسطے تقسیم کیا سو مہاجر سویا اور انصاری نماز کو کھڑا ہوا تو دشمن کا ایک مرد آیا اور انصاری کو دیکھا کہ نماز پڑھتا ہے تو اس کافر نے اس کو تیر مارا وہ تیر اس کو لگا اس نے اس کو بدن سے کھینچا اور بدستور اپنی نماز میں رہا پھر اس نے اس کو دوسرا تیر مارا تو انصاری نے اسی طرح کیا جس طرح پہلے کیا تھا پھر اس نے اس کو تیسرا تیر مارا تو اس نے اس کو بھی بدن سے کھینچا اور رکوع کیا اور سجدہ کیا اور اپنی نماز ادا کی پھر اس کا ساتھی بیدار ہوا سو جب اس نے دیکھا کہ اس کے بدن سے بہت خون جاری ہے تو کہا کہ تو نے مجھ کو پہلے تیر مارنے کے وقت کیوں نہ خبردار کیا اس نے کہا کہ میں ایک سورہ پڑھتا تھا سو میں نے چاہا کہ اس کو درمیان سے نہ چھوڑوں اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس حدیث کے رد کرنا ہے حنفیوں پر اس میں کہ وہ کہتے ہیں کہ بہنے والا لہو وضو کو توڑ ڈالتا ہے پس اگر کہا جائے کہ کس طرح بدستور رہا اپنی نماز میں ساتھ موجود ہونے خون کے اس کے بدن اور کپڑے میں اور حالانکہ نماز میں پلیدیوں سے پرہیز کرنی واجب ہے اور جواب دیا ہے خطابی نے ساتھ اس طور کے کہ احتمال ہے کہ جاری ہوا ہو زخم سے بطور کودنے کی اس طور سے کہ اس کے ظاہر بدن اور کپڑے کو کوئی چیز نہ پہنچی ہو اور یہ جواب دور ہے عقل سے اور احتمال ہے کہ خون فقط کپڑے کو لگا ہو اور اس نے اس کو بدن سے اتار ڈالا ہو اور نہ جاری ہوا ہو اس کے بدن پر مگر تھوڑا قدر جو معاف ہے پھر حجت قائم ہے ساتھ اس کے اوپر اس کے کہ لہو کا نکلنا وضو کو نہیں توڑتا اگرچہ ظاہر ہو جواب اس سے کہ اس کو خون پہنچا اور ظاہر یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ نماز میں لہو کا نکلنا نماز کو باطل نہیں کرتا اس دلیل سے کہ اس نے اس حدیث کے پیچھے حسن بصری کا اثر ذکر کیا کہ ہمیشہ رہے مسلمان نماز پڑھتے اپنے زخموں میں اور مقرر صحیح ہو چکا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور حالانکہ ان کے زخم سے لہو جوش مارتا تھا اور یہ جو کہا کہ طاؤس اور محمد بن علی نے الخ تو مراد محمد بن علی سے امام ابو جعفر باقر ہے جو امام حسین بن علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں اور اعمش سے روایت ہے کہ میں نے ابو جعفر باقر سے نکسیر کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ اگر لہو کی نہر جاری ہو تو بھی اس سے وضو نہ دہراؤں اور یہی مروی ہے فقہاء سبعہ سے اور یہی ہے قول مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا۔

وَقَالَ الْحَسَنُ مَا زَالَ الْمُسْلِمُوْنَ يُصَلُّوْنَ فِيْ جِرَاحَاتِهِمْ وَقَالَ طَاوُسٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ وَعَطَآءٌ وَأَهْلُ الْحِجَازِ

یعنی حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ ہمیشہ مسلمان لوگ اپنے زخموں میں نماز پڑھتے رہے۔ اور کہا طاؤس اور محمد اور عطاء اور اہل حجاز نے کہ خون نکلنے سے وضو نہیں آتا۔ اور

لَيْسَ فِي الدَّمِ وُضُوْءٌ وَعَصَرَ ابْنُ عُمَرَ بَثْرَةً فَخَرَجَ مِنْهَا الدَّمُ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَبَزَقَ ابْنُ أَبِيْ أَوْفٰى دَمًا فَمَضٰى فِيْ صَلَاتِهِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالْحَسَنُ فِيْمَنْ يَحْتَجِمُ لَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا غَسْلُ مَحَاجِمِهِ.

دبایا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک پھنسی کو پس نکلا اس سے خون سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وضو نہ کیا۔ اور ابن ابی اوفی نے خون تھوکا سو گزر رے اپنی نماز میں اور نماز کو نہ توڑا۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص پچھنے لگوائے اس پر کچھ چیز واجب نہیں مگر پچھنے کی جگہ کو دھو ڈالنا۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ سوائے قبل اور دبر کے اگر اور جگہ سے کوئی چیز مثل خون و پیپ وغیرہ کی نکل آئے تو اس سے آدمی کا وضو نہیں ٹوٹتا ہے خواہ بہنے والا ہو یا نہ ہو اور حنفیہ کہتے ہیں کہ خون کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر یہ قول ان کا مخالف ہے ان احادیث و آثار صحابہ کے اور وہ ان احادیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ان میں خون بہنے والا مراد نہیں بلکہ اس سے وہی خون مراد ہے جو اپنے مخرج سے تجاوز نہ کرے مگر یہ محض غلط ہے اس لیے کہ ذات الرقاع کی حدیث میں یہ تاویل نہیں ہو سکتی ہے تیر لگنے سے خون نہ بہنا نہ سیلان ہونا ممکن نہیں ہے خاص کر کے کرمانی نے اس کا معنی یہ کیا ہے فَخَرَجَ مِنْهُ دَمٌ كَثِيْرٌ حَتّٰى ضَعُفَ یعنی پس نکلا اس سے خون بہت یہاں تک کہ وہ ضعیف اور ناطاقت ہو گیا اب اس میں اس تاویل کی مطلق گنجائش نہیں ہے اور یہ معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس جنگ میں خود موجود تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس میں وضو کا حکم نہیں فرمایا پس تقریر ثابت ہو گئی اور نیز یہ ایک ایسا امر ہے کہ اس میں قیاس ورائے کو دخل نہیں پس مرفوع ہونا اس کا حکما ثابت ہے ایسے ہی اور سب آثار بھی مطلق ہیں کسی میں کوئی قید سیلان یا بہنے کی نہیں ہے پس بے دلیل ان کو مقید کرنا جائز نہیں ایسے ہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ دینا پچھنے لگوانے والے کے حق میں بھی سیلان میں ایسا صریح ہے کہ اس میں تاویل ممکن نہیں علاوہ ازیں حنفیہ کے نزدیک تو قول صحابی کا حجت ہے پھر صحابہ کے ان اقوال کو کیوں نہیں مانتے ہیں۔

۱۷۰ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِيْ صَلَاةٍ مَا كَانَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ مَا لَمْ يُحْدِثْ فَقَالَ رَجُلٌ أَعْجَمِيٌّ مَا الْحَدَثُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ الصَّوْتُ يَعْنِي الضَّرْطَةَ.

۱۷۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ آدمی نماز میں ہے جب تک کہ مسجد میں نماز کی انتظاری کرتا رہے جب تک کہ اس کا وضو نہ ٹوٹے سو ایک مرد عجمی نے پوچھا کہ وضو ٹوٹنا کیا ہے اے ابو ہریرہ! انہوں نے کہا کہ پیچھے سے ہوا کا نکلنا ساتھ آواز کے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ یعنی جب تک آدمی نماز کی انتظاری کے واسطے مسجد میں بیٹھا رہے تب تک اس کو نماز کا ثواب

ملتا ہے نہیں تو اس کو کلام کرنا وغیرہ منع ہو اور مطابقت حدیث کی اس طرح سے ہے کہ جو چیز دونوں راہوں سے نکلتی ہے اس میں ہوا کا نکلنا بھی داخل ہے اور جو آگے سے ہوا نکلے اس میں اختلاف ہے۔

۱۷۱ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا.

۱۷۱۔ عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ نہ پھرے نماز سے کوئی شخص یہاں تک کہ سنے آواز کو یا پائے بو کو۔

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا آواز اور بو کو ساتھ ذکر کے یعنی فقط انہی دونوں کو ذکر کیا سوائے اس چیز کے کہ سخت تر ہے ان دونوں سے اس واسطے کہ اکثر اوقات آدمی سے مسجد میں بھی دونوں نکلتے ہیں پس ظاہر یہ ہے کہ سوال حدث خاص سے واقع ہوا ہے یعنی جو نماز میں اکثر واقع ہوتا ہے اور جس حدیث میں دونوں کو خاص کیا ہے وہ یہ ہے کہ نہیں ہے وضو مگر آواز یا بو سے یہ شرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی ہے اور دوسری حدیث کو اس جگہ اس واسطے وارد کیا کہ اس کی دلالت ظاہر ہے اوپر بند ہونے ٹوٹنے وضو کے ساتھ اس چیز کے کہ نکلے دو راہوں سے اور ہم نے پہلے بیان کی ہے توجیہ لاحق کرنے باقی وضو توڑنے والی چیزوں کی ساتھ ان دونوں کے باب کے اول میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جو آگے ہے یہاں اس واسطے وارد کیا کہ وہ دلالت کرتی ہے اوپر واجب ہونے وضو کے مذی سے اور وہ نکلتی ہے ایک دو راہوں سے۔ (فتح)

۱۷۲ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُنْذِرٍ أَبِي يَعْلٰى الثَّوْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَجُلًا مَذَّاءً فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ فِيهِ الْوُضُوْءُ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ.

۱۷۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھا میں ایک مرد بہت مذی ڈالنے والا سو میں حضرت ﷺ سے مسئلہ پوچھنے میں شرمایا پس میں نے مقداد رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ سے پوچھنے کا حکم کیا تو مقداد رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے پوچھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس میں وضو ہے یعنی اس میں وضو کرنا آتا ہے غسل واجب نہیں ہوتا۔

فائدہ: اور مطابقت ترجمہ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ اس میں ذکر مذی کا اور وہ دونوں رستوں میں داخل ہے اور اس سے حصر ثابت نہیں ہوتا لیکن یہ کچھ ضرور نہیں کہ ہر حدیث کل ترجمہ پر دلالت کرے بلکہ اگر بعض حدیثیں بعض ترجمہ پر دلالت کریں اس طور سے کہ کل حدیثیں کل ترجمہ پر دلالت کریں تو جب بھی مطابقت صحیح ہو جاتی ہے۔

۱۷۳ ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا

۱۷۳۔ زید بن خالد سے روایت ہے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے

شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَطَآءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ فَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ عَلِيًّا وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَأَمَرُوْهُ بِذٰلِكَ.

پوچھا خبر دو مجھ کو جب کوئی مرد عورت سے جماع کرے اور اس کی منی نہ نکلے تو اس پر غسل واجب ہے یا نہیں؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس پر غسل واجب نہیں ہوتا بلکہ وضو کر لے جیسے کہ نماز کے واسطے وضو کرتا ہے اور اپنی آلت کو دھوڈالے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے زید کہتا ہے کہ پھر میں نے یہ مسئلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس میں وضو کا حکم کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جیسا نماز کے واسطے وضو کرتا ہے تو یہ بیان ہے اس واسطے کہ مراد وضو شرعی ہے نہ لغوی اور اس مسئلے کا حکم کتاب الغسل کے اخیر میں آئے گا اور اس جگہ ظاہر ہوگا کہ یہ حکم منسوخ ہے اور یہ نہ کہا جائے کہ جب منسوخ ہوا تو کس طرح صحیح ہے استدلال کرنا ساتھ اس کے اس واسطے کہ ہم کہتے ہیں کہ منسوخ اس سے نہ واجب ہونا غسل کا ہے یعنی اب جماع کرنے سے غسل واجب ہے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے اور اس کا ناسخ غسل کا حکم ہے اور اپیر حکم کرنا ساتھ وضو کے پس وہ باقی ہے اس واسطے کہ وہ غسل کے اندر داخل ہے اور حکمت بیچ حکم کرنے کے ساتھ وضو کے پہلے اس سے کہ واجب ہو غسل یا واسطے ہونے جماع کے ہے جگہ گمان نکلنے مذی کے یا واسطے ہاتھ لگانے اس کے عورت کو اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے۔

١٧٤ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَكْوَانَ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ إِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَجَآءَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّنَا أَعْجَلْنَاكَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ قُحِطْتَ فَعَلَيْكَ الْوُضُوْءُ تَابَعَهُ وَهْبٌ قَالَ

١٧٤۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو ایک مرد انصاری کے بلانے کے واسطے بھیجا سو وہ مرد آیا اور اس کے سر سے پانی ٹپکتا تھا (یعنی غسل کر کے جلدی سے آیا تھا) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید ہم نے تجھ کو صحبت کرتے جلدی میں ڈالا اس نے عرض کی کہ ہاں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو عورت سے صحبت کرنے میں جلدی اور شتابی میں ڈالا جائے یعنی پہلے فارغ ہونے کے جماع سے یا جماع کرے بدون انزال کے تو غسل تجھ پر نہیں اور وضو تجھ پر لازم ہے۔

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ وَلَمْ يَقُلْ غُنْدَرٌ وَيَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ الْوُضُوْءُ.

فائدہ: اول اسلام میں یہی حکم تھا کہ بغیر منی نکلے غسل واجب نہ تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اب صحبت بے انزال سے بھی غسل واجب ہے مگر ایک جماعت صحابہ کی اس پر غسل کو واجب نہیں جانتے شاید ان کو نسخ کی حدیث نہیں پہنچی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے باوضو رہنا ہمیشہ اس واسطے کہ اس نے جواب میں تاخیر کی تو حضرت ﷺ نے اس پر انکار نہ کیا اور شاید تھا یہ حکم پہلے واجب ہونے اجابت کے اس واسطے کہ واجب نہیں مؤخر کیا جاتا واسطے مستحب کے اور عتبان نے چاہا تھا کہ حضرت ﷺ اس کے گھر میں آکر نماز پڑھیں کہ وہ اس جگہ کو جائے نماز ٹھہرائے تو حضرت ﷺ نے اس کا کہنا قبول کیا پس احتمال ہے کہ یہ وہی واقعہ ہو اور مقدم کیا غسل کو واسطے تیاری نماز کے اور اس مسئلے میں اصحاب کے درمیان خلاف تھا جیسا کہ ہم اس کو عنقریب بیان کریں گے۔ (فتح)

بَابُ الرَّجُلِ يُوَضِّئُ صَاحِبَهٗ.

کسی مرد کا اپنے ساتھی کو وضو کروانا یعنی اس کا کیا حکم ہے؟

١٧٥ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ عَدَلَ إِلَى الشِّعْبِ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ قَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلَيْهِ وَيَتَوَضَّأُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَتُصَلِّيْ فَقَالَ الْمُصَلّٰى أَمَامَكَ.

١٧٥۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے چلے (یعنی مزدلفہ کی طرف) تو ایک راہ پہاڑ کی طرف پھرے پس حضرت ﷺ نے اپنی حاجت سے فراغت کی اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا پس میں نے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالنا شروع کیا اور آپ وضو کرتے تھے پس میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا آپ نماز پڑھیں گے فرمایا نماز کی جگہ آگے تیرے ہے (یعنی آگے چل کر نماز پڑھیں گے)۔

فائدہ: استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بخاری رحمہ اللہ نے اوپر مدد لینے کے وضو میں لیکن جو دعویٰ کرتا ہے کہ کراہت خاص ہے ساتھ غیر مشقت کے یا حاجت فی الجملہ کے نہیں استدلال کیا جاتا اوپر اس کے ساتھ حدیث اسامہ کے اس واسطے کہ وہ سفر میں تھے اور اسی طرح حدیث مغیرہ کی جو مذکور ہے ابن منیر نے کہ کہ قیاس کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے غیر کے وضو کرانے کو اوپر پانی ڈالنے اس کے کی اوپر اس کے واسطے جمع ہونے ان دونوں کے مدد کے معنی میں۔ میں کہتا ہوں کہ دونوں کے درمیان فرق ظاہر ہے اور نہیں تصریح کی بخاری رحمہ اللہ نے اس مسئلے میں ساتھ جائز ہونے کے اور نہ ساتھ غیر اس کے کی۔ کہا نووی نے کہ مدد لینی تین قسم ہے ایک پانی کا حاضر کرنا اور اس میں بالکل کراہت

نہیں۔ میں کہتا ہوں لیکن افضل خلاف اس کا ہے کہا نووی نے اور دوسری قسم یہ ہے کہ غیر آدمی سے غسل کرائے اور یہ مکروہ ہے مگر واسطے حاجت کے۔ تیسری قسم پانی ڈالنا ہے اور اس میں دو وجہیں ہیں ایک مکروہ ہے اور ثانی خلاف اولیٰ ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ جب ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ نے اس کو کیا ہے تو خلاف اولیٰ نہ ہوگا اور جواب دیا گیا ہے کہ حضرت ﷺ اس کو کبھی بیان جواز کے واسطے کرتے تھے پس نہ ہوگا آپ کے حق میں خلاف اولیٰ۔ کرمانی نے کہا کہ جب اس کا ترک کرنا اولیٰ ہے تو کس طرح نزاع کی جاتی ہے اس کی کراہت میں یعنی اس کو بھی مکروہ کہنا چاہیے تو جواب یہ ہے کہ مکروہ چیز کا فعل خلاف اولیٰ ہے بغیر عکس کے یعنی ہر خلاف اولیٰ کو مکروہ نہیں کہا جاتا اس واسطے کہ مکروہ بولا جاتا ہے حرام پر برخلاف دوسرے کے یعنی خلاف اولیٰ حرام پر نہیں بولا جاتا۔ (فتح)

١٧٦ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ وَأَنَّهُ ذَهَبَ لِحَاجَةٍ لَهُ وَأَنَّ مُغِيْرَةَ جَعَلَ يَصُبُّ الْمَآءَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

۱۷۶۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا اور بے شک حضرت ﷺ جائے ضرور کو گئے (سو جب آپ اپنی حاجت سے فارغ ہو کر آئے) تو بے شک مغیرہ رضی اللہ عنہ آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالتا تھا اور آپ وضو کرتے تھے سو آپ نے اپنے منہ کو اور دونوں ہاتھوں کو دھویا اور اپنے سر پر اور دونوں موزوں پر مسح کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی بحث موزوں کے مسح میں آئے گی اور مراد ساتھ اس کے اس جگہ استدلال ہے اوپر مدد لینے کے ابن بطال نے کہا کہ یہ ان قربتوں سے ہے کہ جائز ہے واسطے مرد کے کہ کرائے ان کو اپنے غیر سے برخلاف نماز کے کہا اس نے اور استدلال کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ڈالنے پانی کے سے اوپر آپ کے نزدیک وضو کے یہ جائز ہے واسطے مرد کے کہ وضو کرائے اس کو غیر اس کا اس واسطے کہ جب لازم ہے وضو کرنے والے کو چلو بھرنا پانی سے واسطے اعضاء اپنے کے اور جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ کفایت کرے اس کو اس سے غیر اس کا ساتھ پانی ڈالنے کے اوپر اس کے اور چلو بھرنا بعض عمل وضو کا ہے تو اسی طرح جائز ہے بیچ باقی عملوں اس کے کی اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے ساتھ اس طور کے کہ چلو بھرنا وسائل سے ہے نہ مقاصد سے اس واسطے کہ اگر چلو بھرے پھر اس کے بعد وضو کرنے کی نیت کرے تو جائز ہے اور اگر ہوتا چلو بھرنا عمل مستقل تو البتہ اس پر نیت کو مقدم کیا ہوتا اور یہ جائز نہیں اور

اس کا حاصل فرق کرنا ہے درمیان مدد کرنے کے ساتھ پانی ڈالنے کے اور درمیان مدد کرنے کے ساتھ مباشرت غیر کے واسطے دھونے اعضاء کے اور یہ وہی فرق ہے جس کی طرف ہم نے پہلے اشارہ کیا اور دونوں حدیثیں دلالت کرتی ہیں اوپر عدم کراہت مدد لینے کے ساتھ پانی ڈالنے کے یعنی جائز ہے مدد لینی ساتھ ڈالنے پانی کے اور اسی طرح جائز ہے حاضر کرنا پانی کا بطریق اولی اور اوپر مباشرت غیر کی یعنی دوسرے کے ہاتھ سے وضو کروانا کہ آپ بالکل ہاتھ نہ ہلائے تو نہیں دلالت ہے بیچ ان دونوں کے اوپر اس کے ہاں مستحب ہے کہ نہ مدد لے ہرگز اور تحقیق روایت کی ہے حاکم نے مستدرک میں حدیث ربیع بنت معوذ سے اس نے کہا کہ میں حضرت ﷺ کے پاس وضو کا پانی لایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ڈال تو میں نے اس پر ڈالا اور یہ صریح تر ہے نہ مکروہ ہونے میں دونوں حدیثوں مذکورہ سے اس واسطے کہ یہ واقع وطن کا ہے سفر کا نہیں اور واسطے ہونے اس کے کی ساتھ صیغے طلب کے لیکن وہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر نہیں۔ (فتح)

بَابُ قِرَآءَةِ الْقُرْاٰنِ بَعْدَ الْحَدَثِ وَغَيْرِهٖ. وضو ٹوٹنے وغیرہ کے بعد قرآن پڑھنا جائز ہے۔

فائدہ: مراد حدث سے چھوٹا حدث ہے یعنی بول و براز اور ہوا وغیرہ سے مراد جگہ گمان حدث کی ہے۔

وَقَالَ مَنْصُوْرٌ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ لَا بَأْسَ بِالْقِرَآءَةِ فِي الْحَمَّامِ وَبِكَتْبِ الرِّسَالَةِ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ. یعنی منصور ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ حمام میں قرآن پڑھنے سے کچھ گناہ نہیں اور بے وضو کے رسائل لکھنے پر کچھ گناہ نہیں۔

فائدہ: رسائل سے مراد یہاں وہ کتابیں ہیں جن میں قرآن کی آیتیں اکثر لکھی جاتی ہیں یا اوراذ کار لکھے جاتے ہیں ایک روایت میں ابراہیم سے آیا ہے کہ حمام میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے اور پہلی سند صحیح ہے اور روایت کی ہے ابن منذر نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ برا گھر ہے حمام کہ کھینچا جاتا ہے اس میں حیا اور نہیں پڑھی جاتی اس میں کوئی آیت قرآن کی اور یہ اثر نہیں دلالت کرتا اوپر مکروہ ہونے قراءت قرآن کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ خبر دیتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ وہ واقع ہے بایں طور کے جو حمام میں ہوتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ قرآن پڑھنے سے غافل ہوتا ہے اور حکایت کی گئی ہے کراہت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یعنی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حمام میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے اور مخالف ہوا ہے اس کے ساتھی اس کا محمد بن حسن اور مالک سو کہا اس نے کہ مکروہ نہیں اس واسطے کہ نہیں اس میں کوئی دلیل خاص اور ساتھ اسی کے تصریح کی ہے صاحب عدۃ اور بیان نے شافعیہ سے اور نووی نے کہا کہ مکروہ نہیں اور شرح کفائے میں ہے کہ نہیں لائق ہے کہ پڑھے اور برابر کی ہے حلیمی نے درمیان اس کے اور درمیان قرأۃ کے قضائے حاجت کی حالت میں اور ترجیح دی ہے سبکی کبیر نے نہ مکروہ ہونے کو اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس طور کے کہ پڑھنا مطلوب ہے اور بہت پڑھنا اس سے مطلوب ہے اور حدث بہت ہوتا ہے پس اگر قراءت مکروہ رکھی

جائے تو البتہ فوت ہوگی خیر کثیر پھر کہا کہ حکم قرأت کا حمام میں یہ ہے کہ اگر قاری ستھرے مکان میں ہو اور اس میں شرم گاہ کھلی نہ ہو تو مکروہ نہیں اور نہیں تو مکروہ ہے اور یہ جو کہا کہ ساتھ لکھنے رسائل کے تو ایک روایت میں منصور سے ہے کہ میں نے ابراہیم سے پوچھا کہ کیا میں بے وضو رسالہ لکھوں تو اس نے کہا کہ ہاں تو ظاہر ہوا ساتھ اس کے کہ قول اس کا علی غیر وضوء لکھنے کے ساتھ متعلق ہے حمام میں قرآن پڑھنے کے ساتھ متعلق نہیں اور جب کہ تھا شان رسائل کے سے یہ کہ شروع کیے جائیں ساتھ بسم اللہ کے تو سائل نے توہم کیا کہ یہ مکروہ ہے واسطے اس شخص کے کہ بے وضو ہو لیکن ممکن ہے یہ کہ کہا جائے کہ رسالے کے لکھنے والے کا مقصود قرأۃ کا نہیں ہوتا پس نہ برابر ہوگا ساتھ قرأت کے اور یہ جو کہا کہ آئندہ روایت میں کہ اگر ان پر تہ بند ہو یعنی حمام والوں پر یعنی ہر ایک پر ان میں سے اور نہی سلام کرنے سے اوپر ان کے یا تو واسطے اہانت اُن کی کے ہے واسطے ہونے ان کے کی بدعت پر اور یا واسطے ہونے اس کے کی کہ استدعا کرتا ہے اُن سے سلام کے جواب کا اور سلام کے ساتھ بولنا اس میں اللہ کا ذکر ہے اس واسطے کہ سلام اس کے ناموں سے ہے اور یہ سلام علیکم کے لفظ قرآن سے ہے اور جو تہ بند سے ننگا ہے وہ مانند اس شخص کی ہے جو پائخانے میں ہے اور ساتھ اس تقریر کے با وجہ ہوگا ذکر اس اثر کا اس ترجمہ میں۔ (فتح)

وَقَالَ حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ إِنْ كَانَ عَلَيْهِمْ إِزَارٌ فَسَلِّمْ وَإِلَّا فَلَا تُسَلِّمْ.

یعنی حماد ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ اگر ان پر تہ بند ہو تو سلام کر اور اگر نہ ہو تو سلام نہ کر۔

١٧٧ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِي طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيْلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيْلٍ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ

۱۷۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رات گزاری میں نے اپنی خالہ میمونہ کے پاس جو بیوی تھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سو میں تکیے کی چوڑائی میں لیٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بی بی اس کی لمبائی میں لیٹے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے یہاں تک کہ جب آدھی رات یا تھوڑی کم وبیش گزری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے جاگے پس بیٹھ گئے اور نیند کو اپنے منہ سے ہاتھ کے ساتھ ملنے لگے یعنی اٹھ کر ہاتھ سے اپنے منہ کو اور آنکھوں کو ملتے تھے جیسے دستور ہے کہ آدمی نیند سے اٹھ کر اپنی آنکھیں ملتا ہے پھر سورۂ آلِ عمران کی اخیر کی دس آیتیں پڑھیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مشک لٹکی ہوئی کی طرف کھڑے ہوئے تو اس سے وضو کیا پس اچھی طرح وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا پس میں کھڑا ہوا پس کیا

الْخَوَاتِمَ مِنْ سُوْرَةِ الِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوْءَ هٗ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَأْسِيْ وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

میں نے جیسا کہ حضرت ﷺ نے کیا تھا یعنی جس طرح آپ نے وضو کیا تھا ویسے ہی میں نے کیا پھر میں چلا اور آپ کے پہلو میں کھڑا ہوا سو حضرت ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو میرے سر پر رکھا اور میرے داہنے کان کو پکڑ کر مروڑا یعنی مجھ کو اپنی داہنی طرف پھیر کر کیا۔ پھر حضرت ﷺ دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر آپ نے وتر پڑھے پھر لیٹ گئے یہاں تک کہ آیا آپ کے پس مؤذن سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور دو رکعت ہلکی سے نماز پڑھی پھر آپ نکلے یعنی گھر سے طرف مسجد کی پھر آپ نے صبح کی نماز پڑھی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ پھر سورۂ آلِ عمران کی اخیر کی دس آیتیں پڑھیں تو کہا ابن بطال نے اور جو اس کے تابع ہے کہ اس میں رد ہے اس شخص پر جو بے وضو قرآن کے پڑھنے کو مکروہ جانتا ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے سونے سے اٹھ کر وضو کرنے سے پہلے یہ آیتیں پڑھیں یعنی تو معلوم ہوا کہ بے وضو قرآن پڑھنا جائز ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر وغیرہ نے ساتھ اس طور کے کہ یہ مفرع ہے اس پر کہ سونا حضرت ﷺ کے حق میں وضو کو توڑ ڈالتا ہے اور حالانکہ نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا اور اپر یہ جو حضرت ﷺ نے اس کے پیچھے وضو کیا تو شاید آپ نے تازہ وضو کیا یعنی وضو پر وضو کیا یا اس کے بعد بے وضو ہوئے ہوں پس وضو کیا ہو میں کہتا ہوں اور یہ اعتراض بہت کھرا ہے بہ نسبت قول ابن بطال کے بعد کھڑے ہونے کے سونے سے اس واسطے کہ نہیں متعین ہوا بے وضو ہونا آپ کا خواب میں لیکن جب سونے کے بعد وضو کیا تو ہوگا ظاہر اس میں کہ آپ کا پہلا وضو ٹوٹ گیا تھا اور حضرت ﷺ کا سونا جو وضو کو نہیں توڑتا یعنی سونے سے جو حضرت ﷺ کا وضو نہیں ٹوٹتا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ سے بے وضو ہونا واقع نہ ہوا اس حالت میں کہ وہ سوتے ہوں ہاں خصوصیت آپ کی یہ ہے کہ اگر واقع ہو حدث تو آپ کو معلوم ہو جاتا ہے برخلاف غیر آپ کے اور وہ چیز کہ دعویٰ کیا ہے انہوں نے تازہ وضو کرنے وغیرہ سے تو اصل ان کا نہ ہونا ہے اور ظاہر تر یہ ہے کہ مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ ہم خواب ہونا ساتھ گھر والوں کے بچھونے پر نہیں خالی ہوتا با ہم بدن چھونے سے یعنی عورت کو چھونا وضو کو توڑ ڈالتا ہے اور ممکن ہے کہ لیا جائے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے کہ کیا میں نے جیسے حضرت ﷺ نے

کیا ہے اور حضرت ﷺ نے اس کے فعل کو برقرار رکھا اور نہیں مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کہ مجرد سونا حضرت ﷺ کا وضو کو توڑ ڈالتا ہے اس واسطے کہ بیچ آخر اس حدیث کے نزدیک اس کے بَابُ التَّخْفِيفِ فِي الْوُضُوْءِ میں ہے کہ پھر لیٹے تو سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے پھر نماز پڑھی اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے کہ مراد باب میں حدث چھوٹا ہے یعنی پاخانہ، پیشاب وغیرہ سے وضو کرنا اس واسطے کہ اگر حدث اکبر ہوتا یعنی غسل جنابت تو فقط وضو ہی پر اقتصار نہ کرتے پھر نماز پڑھتے بلکہ نہاتے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَتَوَضَّأْ إِلَّا مِنَ الْغَشْيِ الْمُثْقِلِ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو نہیں وضو کرتا مگر سخت بیہوشی سے۔

فائدہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ مطلق بے ہوشی سے تھوڑی ہو یا بہت وضو کرنا واجب ہے سو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے قول کو رد کر دیا ہے کہ مطلق ہر بے ہوشی میں وضو کرنا واجب نہیں بلکہ خاص اسی بے ہوشی میں وضو کرنا واجب ہے جس میں آدمی سخت بے ہوش ہو جائے۔

١٧٨ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ عَنْ جَدَّتِهَا أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ أَنَّهَا قَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّوْنَ وَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ اٰيَةٌ فَأَشَارَتْ أَيْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِيَ الْغَشْيُ وَجَعَلْتُ أَصُبُّ فَوْقَ رَأْسِيْ مَاءً فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ مِثْلَ أَوْ قَرِيْبَ مِنْ فِتْنَةِ

١٧٨۔ اسماء بیٹی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کی بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی جب کہ سورج گہن ہوا پس اچانک لوگ کھڑے نماز پڑھتے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کھڑی نماز پڑھتی تھیں سو میں نے کہا کہ لوگوں کا کیا حال ہے یعنی کیوں کھڑے نماز پڑھتے ہیں سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا یعنی سورج کو گہن لگا ہوا ہے اور کہا سبحان اللہ سو میں نے کہا کہ کیا کوئی نشانی عذاب کی پیدا ہوئی ہے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اشارہ کیا کہ ہاں سو میں بھی نماز کو کھڑی ہوگئی یہاں تک کہ ڈھانک لیا مجھ کو غشی نے یعنی میں بے ہوش ہوگئی اور میں نے اپنے سر پر پانی ڈالنا شروع کیا یعنی بیہوشی کے دفع کرنے کے واسطے سو جب رسول اللہ ﷺ نماز سے پھرے اور اللہ کی تعریف کی اور اس پر صفت اور ثناء کہی پھر آپ نے فرمایا کہ کوئی چیز نہیں جس کو میں نے دیکھا ہوا نہیں تھا مگر کہ دیکھ لیا ہے میں نے اس کو اپنی اس جگہ میں یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ کو بھی میں نے دیکھا ہے اور بے

الدَّجَّالِ لَا أَدْرِیْ أَیَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَآءُ يُؤْتٰى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهٗ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوْقِنُ لَا أَدْرِیْ أَیَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَآءُ فَيَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ جَآءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَأَجَبْنَا وَاٰمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَيُقَالُ لَهٗ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُؤْمِنًا وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِیْ أَیَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَآءُ فَيَقُوْلُ لَا أَدْرِیْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهٗ.

شک مجھ کو وحی ہوئی ہے کہ تم قبروں میں فتنے میں ڈالے جاؤ گے مثل فتنے دجال کے لایا جائے گا ایک تم میں سے سو اس سے پوچھا جائے گا کہ اس شخص (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ) کو تو کیسا جانتا ہے پس جو مومن ہوگا وہ کہے گا وہ محمد رسول اللہ کے ہیں لائے ہمارے پاس دلیلیں روشن اور ہدایت سو اس کو کہا جائے گا کہ تو سو جا اس حالت میں کہ نیکو کار ہے اور جو منافق بے دین ہوگا وہ کہے گا میں کچھ نہیں جانتا میں نے لوگوں کو ایک چیز کہتے سنا تھا سو میں نے بھی اس کو کہہ دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نرم بے ہوشی سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے اس لیے کہ اسماء رضی اللہ عنہا کو بیہوشی ہوگئی مگر اس نے وضو نہیں کیا اور یہ بے ہوشی سخت نہیں بلکہ ان کے حواس سب قائم تھے اس واسطے وہ اپنے سر پر پانی ڈال رہی تھیں پس مطابقت باب سے ظاہر ہوگئی ابن بطال نے کہا کہ غشی ایک بیماری ہے کہ عارض ہوتی ہے دراز ہونے مشقت کے سے اور بہت کھڑے ہونے سے اور وہ ایک قسم ہے بیہوشی کی لیکن اس سے کم ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ڈالا اسماء رضی اللہ عنہا نے پانی اپنے سر پر واسطے دفع کرنے اس کے کی اور اگر غشی سخت ہوتی تو اغما کی طرح ہوتی اور بیہوشی توڑ ڈالتی ہے وضو کو بالا جماع اور اس کا اپنے سر پر پانی ڈالنا دلالت کرتا ہے کہ اس کے حواس مدرک تھے اور یہ وضو کو نہیں توڑتا اور محل استدلال کا اس کے فعل سے اس جہت سے ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتی تھی اور حضرت ﷺ نماز میں اپنے پیچھے والوں کو دیکھتے تھے اور نہیں منقول ہوا کہ حضرت ﷺ نے اس پر انکار کیا ہو۔ (فتح)

بَابُ مَسْحِ الرَّأْسِ كُلِّهٖ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں تمام سر کے مسح کرنے کے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے مسح کرو اپنے سروں کو یعنی حرف ''ب'' کا آیت میں زائد ہے پس تمام سر کے مسح پر دلالت کرے گی۔

وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَرْأَةُ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ تَمْسَحُ عَلٰى رَأْسِهَا.

یعنی ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عورت مانند مرد کی ہے وہ بھی سارے سر کا مسح کرے۔

فائدہ: اور احمد سے منقول ہے کہ کفایت کرتا ہے عورت کو مسح کرنا سر کے اگلی طرف کا۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ أَيُجْزِئُ أَنْ يَّمْسَحَ بَعْضَ الرَّأْسِ فَاحْتَجَّ بِحَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ.

یعنی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ بعض سر کا یعنی نصف یا تہائی یا چوتھائی وغیرہ کا مسح کرنا کفایت کرتا ہے سو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے (جو عنقریب آتی ہے) دلیل پکڑی یعنی بعض سر کا مسح کرنا کفایت نہیں کرتا۔

فائدہ: ابن خزیمہ نے یہ روایت اس طور سے بیان کی ہے کہ میں نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اگر کوئی مرد وضو میں فقط اپنے سر کی اگلی طرف کا مسح کرے تو کیا اس کو کفایت کرتا ہے تو اس نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے عمرو بن یحییٰ نے اپنے باپ سے اس نے روایت کی عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وضو میں اپنے ماتھے سے سر کے پچھلی طرف تک پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے ماتھے کی طرف پھیر لائے پس سارے سر کا مسح کیا اور یہ سیاق صریح تر ہے واسطے باب کے اُس حدیث سے کہ بیان کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے اور جگہ دلالت کی آیت اور حدیث سے یہ ہے کہ آیت کے لفظ مجمل ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد اس سے مسح سارے سر کا ہو بنا بر اس کے کہ ب زائد ہے یا مسح بعض سر کا ہو بنا بر اس کے کہ ب واسطے بعض کے ہے پس ظاہر ہوا واسطے فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ مراد سارے سر کا مسح کرنا ہے اور نہیں منقول ہے کہ آپ نے بعض سر کا مسح کیا ہو مگر مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماتھے پر اور اپنی پگڑی پر پس تحقیق یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ سارے سر کا مسح کرنا فرض نہیں۔

١٧٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى أَتَسْتَطِيْعُ أَنْ تُرِيَنِيْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ نَعَمْ فَدَعَا بِمَآءٍ فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهٗ بِيَدَيْهِ

١٧٩۔ یحییٰ مازنی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو طاقت رکھتا ہے اس بات کی کہ مجھ کو دکھائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح وضو کرتے تھے؟ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں تو اس نے پانی منگایا سو اپنے ہاتھ پر گرایا سو اپنے ہاتھ کو دوبار دھویا پھر کلی کی اور ناک صاف کیا تین بار پھر اپنے منہ کو دھویا تین بار پھر اپنے ہاتھوں کو دھویا دو دو بار کہنیوں تک پھر دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کیا پس ان کو آگے سے پچھلی طرف لے گئے اور پیچھے سے آگے کو لائے (بیان اس کا یوں ہے کہ اپنے سر کے آگے کی طرف سے شروع کیا یہاں تک کہ دونوں ہاتھوں کو اپنے پیچھے کی

فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ حَتّٰى ذَهَبَ بِهِمَا إِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

طرف گدی تک لے گئے پھر پھیر لائے ان کو اس جگہ میں جہاں سے شروع کیا تھا) پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اپنا ہاتھ دو بار دھویا تو اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھ کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے دھو لے اگرچہ بغیر سونے کے ہو اور مراد ساتھ ہاتھ کے اس جگہ فقط ہتھیلی ہے نہ غیر اس کا کہا کہ استنثر یعنی ناک کھاڑا تو یہ مستلزم ہے ناک میں پانی لینے کو بغیر عکس کے اور ایک روایت میں ثلاثًا کے بعد بِثَلَاثِ غَرَفَاتٍ زیادہ ہے یعنی کلی کی اور ناک جھاڑا تین بار تین چلو سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مستحب ہونے جمع کے درمیان کلی اور ناک میں پانی لینے کے ایک چلو سے اور خالد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں جو تھوڑی دیر کے بعد آتی ہے یہ ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی لیا ایک چلو سے یہ کام تین بار کیا اور یہ صریح ہے بیچ جمع کرنے مضمضہ اور استنشاق کے ہر بار میں بخلاف پہلی روایت کے کہ اس میں احتمال ہے توزیع کا بغیر برابری کرنے کے اور یہ جو کہا کہ پھر دھویا اپنا منہ تین بار تو جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر واجب ہونے مسح سارے سر کے اس کو لازم ہے کہ استدلال کرے ساتھ اس حدیث کے اوپر واجب ہونے ترتیب کے وضو میں واسطے لانے ثم کے بیچ تمام کے اس واسطے کہ ہر دونوں حکموں سے مجمل ہے آیت میں بیان کیا ہے اس کو سنت نے اور یہ جو کہا کہ اپنے دونوں ہاتھ کو دو بار دھویا تو ایک روایت میں ہے کہ تین تین بار دھویا تو یہ محمول ہے اس پر کہ یہ اور وضو ہے اس واسطے کہ دونوں حدیثوں کا مخرج ایک نہیں یعنی کبھی دو بار دھویا اور کبھی تین تین بار اور یہ جو کہا کہ کہنیوں تک تو علماء کو اختلاف اس میں ہے کہ دونوں کہنیاں بھی ہاتھوں کے دھونے میں داخل ہیں یا نہیں سو اکثر علماء نے کہا کہ ہاں داخل ہیں اور زفر نے مخالفت کی ہے اور حکایت کیا ہے اس کو بعض نے مالک سے اور حجت پکڑی ہے بعض نے واسطے جمہور کے ساتھ اس طور کے کہ اِلٰی آیت میں ساتھ معنی مع کے ہے یعنی سمیت کہنیوں کے جیسا کہ اس آیت میں ہے ﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلٰى أَمْوَالِكُمْ﴾ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ یہ خلاف ہے ظاہر کے اور جواب یہ ہے کہ دلالت کرتا ہے اس پر قرینہ اور وہ یہ ہے کہ الی کا مابعد اس کے ماقبل کی جنس سے ہے اور کہا زمخشری نے کہ لفظ الی کا مطلق غایت کا فائدہ دیتا ہے اپر داخل ہونا اس کا حکم میں اور خارج ہونا اس کا پس یہ امر دائر ہے ساتھ دلیل کے پس قول اللہ تعالیٰ کا ﴿ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾ نہ داخل ہونے نہی کے ہے وصال سے اور قول قائل کا حَفِظْتُ الْقُرْآنَ مِنْ أَوَّلِهِ إِلٰى آخِرِهِ دلیل داخل ہونے کی ہونا کلام کا ہے بیان کیا گیا ہے واسطے یاد کرنے تمام قرآن کے اور قول اللہ تعالیٰ کا إِلَى الْمَرَافِقِ نہیں دلیل اوپر ایک دو امروں کے پس لیا ہے علماء نے احتیاط کو اور کھڑا ہوا زفر ساتھ یقینی بات کے اور ممکن ہے کہ استدلال کیا جائے واسطے داخل ہونے ان کے ساتھ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس روایت کی ہے دارقطنی نے

ساتھ سند حسن کے عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے بیان میں کہ دھویا اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک یہاں تک کہ ہاتھ پھیرا اطراف بازؤں کو اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے تو دونوں کہنیوں پر پانی پھیرتے تھے اور طبرانی وغیرہ نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ دھویا آپ نے دونوں ہاتھ کو یہاں تک کہ کہنی سے آگے بڑھے اور طحاوی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ پھر دونوں ہاتھ کو دھویا یہاں تک کہ کہنیوں پر پانی بہایا پس یہ حدیثیں ایک دوسری کو قوی کرتی ہیں اور کہا اسحاق بن راہویہ نے کہ الی آیت میں احتمال ہے کہ ہو ساتھ معنی غایت کے اور یہ کہ وہ ساتھ معنی مع کے پس بیان کیا سنت نے کہ وہ ساتھ معنی مع کے ہے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ام میں کہ نہیں جانتا میں کسی کو مخالف بیچ واجب ہونے دخول کہنیوں کے وضو میں بنا بر اس کے پس پہلوں کا اجماع حجت ہے زفر پر اور اسی طرح اس پر جو قائل ہے ساتھ اس کے بعد اس کے اہل ظاہر سے اور نہیں ثابت یہ بات مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ساتھ صراحت کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کا کلام محتمل ہے اور یہ جو کہا کہ پھر اپنے سر کا مسح کیا تو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آیت ﴿وَامْسَحُوْا بِرُؤُوْسِكُمْ﴾ احتمال رکھتی ہے سارے سر کا بھی اور بعض سر کا بھی پس دلالت کی سنت نے اس پر کہ اس کا بعض کفایت کرتا ہے اور فرق درمیان اس کے اور درمیان اس آیت کے ﴿فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ﴾ تیمم میں کہ مسح اس میں بدلے غسل کے ہے اور مسح سر کا بجائے خود اصل ہے پس دونوں میں فرق ہوا اور نہیں وارد ہوتا یہ اعتراض کہ مسح موزے کا بدلے ہے پاؤں کے دھونے سے اس واسطے کہ اس کی اجازت اجماع کے ساتھ ثابت ہو چکی ہے پس اگر کہا جائے کہ فقط ماتھے کا مسح شاید عذر کے واسطے کیا ہو اس واسطے کہ آپ سفر میں تھے اور وہ جگہ گمان عذر کی ہے اور اسی واسطے مسح کیا عمامہ پر بعد مسح ماتھے جیسا کہ وہ ظاہر ہے مسلم کے سیاق سے مغیرہ کی حدیث میں تو ہم کہتے ہیں کہ تحقیق روایت کیا گیا ہے آپ سے مسح سر کا اگلی طرف کا بغیر مسح کے عمامے پر اور نہیں تعرض کیا واسطے سفر کے جیسا کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پس ہٹایا پگڑی کو اپنے سر سے اور سر کے اگلی طرف کا مسح کیا اور یہ مرسل ہے لیکن قوی کی گئی ہے ساتھ اس کے کہ دوسرے طریق سے موصول آ چکی ہے اور نیز عثمان رضی اللہ عنہ سے وضو کے بیان میں آ چکا ہے کہ اپنے سر کے اگلی طرف کا مسح کیا اور صحیح ہو چکا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کفایت کرنا ساتھ مسح بعض سر کے کہا اس کو ابن منذر وغیرہ نے اور نہیں صحیح ہوا کسی صحابی سے انکار اس کا اور یہ جو کہا کہ اپنے سر کی اگلی طرف سے شروع کیا تو اس میں حجت ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ سنت یہ ہے کہ اول مسح سر کی پچھلی طرف سے شروع کرے تا کہ اس کی اگلی طرف تک ختم ہو واسطے قول اس کی کے اَقْبَلَ وَاَدْبَرَ یعنی آگے کو لائے اور پیچھے کو لے گئے اور اس پر وارد ہوتا ہے کہ واؤ ترتیب کو نہیں چاہتی اور ایک روایت میں آئندہ اس طرح آئے گا فَاَدْبَرَ بِيَدَيْهِ وَاَقْبَلَ یعنی پیچھے کو لے گئے اور آگے کو لائے پس نہ ہوگی اس کے ظاہر میں حجت اس واسطے کہ اقبال اور ادبار نسبتی امروں سے ہے اور نہیں معین کیا کہ کس چیز کی طرف لائے اور کس چیز کی طرف

لے گئے اور حکمت اس اقبال اور ادبار میں تمام پکڑنا دونوں طرف سر کا ہے ساتھ مسح کے بنا بر اس کے پس خاص ہوگا یہ ساتھ اس شخص کے کہ اس کے واسطے بال ہیں اور جو سارے سر کے مسح کو واجب کہتا ہے مشہور اس سے یہ ہے کہ پہلی بار واجب ہے اور دوسری سنت اور ساتھ اس کے ظاہر ہوا ضعیف ہونا استدلال کا ساتھ اس کے اوپر واجب ہونے تعمیم کے اور یہ جو کہا کہ پھر اپنے دونوں پاؤں کو دھویا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ٹخنوں تک اور جو بحث کہنیوں میں ہے اسی طرح یہاں بھی ہے اور مشہور یہ ہے کہ ٹخنا وہ ہڈی ہے اٹھی ہوئی نزدیک جگہ ملنے پنڈلی اور قدم کے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے حکایت ہے کہ وہ ہڈی وہ ہے جو تسمے کے گرہ دینے کی جگہ میں ہے اور مالک رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت ہے اور پہلی بات وہی صحیح ہے جس کو اہل لغت پہچانتے ہیں اور بہت رد کیا ہے پہلے عالموں نے اس شخص پر جو یہ گمان کرتا ہے اور واضح تر دلیل اس میں حدیث نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی ہے بیچ بیان صف کے نماز میں کہ دیکھا میں نے ایک مرد کو ہم میں سے کہ اپنا ٹخنا اپنے ساتھی کے ٹخنے سے ملاتا ہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک وضو کے ابتداء میں دونوں ہاتھ پر اکٹھے پانی ڈالنا اور یہ کہ جائز ہے ایک وضو میں دھونا بعض اعضاء کا ایک بار اور بعض کا دو بار اور بعض کا تین بار اور اس میں آنا امام کا ہے طرف گھر بعض رعیت اپنی کے واسطے کہ ایک راویت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے آپ کے واسطے پیتل کے ایک لگن میں پانی نکالا اور ابتداء کرنا اس کا ساتھ اس چیز کے کہ گمان کرتے ہوں کہ اس کو اس کی حاجت ہے اور یہ کہ جائز ہے مدد لینی بیچ حاضر کرنے پانی کے بغیر کراہت کے اور سکھلانا ساتھ فعل کے اور یہ کہ تھوڑے پانی سے پاک ہونے کے واسطے چلو اٹھانا پانی کو مستعمل نہیں کرتا واسطے قول اس کے کی وہیب کی روایت میں کہ پھر اپنا ہاتھ پانی میں داخل کیا سو اپنے منہ کو دھویا الخ۔ اور اوپر شرط ہونا نیت اعتراف پس نہیں اس حدیث میں وہ چیز کہ اس کو ثابت کرے اور نہ وہ جو اس کی نفی کرے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں اوپر جواز وضو کرنے کے ساتھ پانی مستعمل کے اور اس کی توجیہ یہ ہے کہ نیت اس میں مذکور نہیں اور تحقیق داخل کیا ہاتھ اپنا واسطے چلو بھرنے کے بعد دھونے منہ کے اور وہ وقت اس کے دھونے کا ہے اور کہا غزالی نے کہ مجرد چلو بھرنا پانی کو مستعمل نہیں کرتا اس واسطے کہ استعمال تو فقط اس پانی سے واقع ہوتی ہے جو چلو میں لیا گیا اور ساتھ اسی کے یقین کیا ہے بغوی نے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بخاری رحمہ اللہ نے اوپر مسح کرنے سارے سر کے اور ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ وہ دلالت کرتی ہے اس پر بطور استحباب کے نہ بطورِ فرض کے اور یہ کہ نہیں مستحب ہے دوہرانا اس کا کما سیاتی اور اس پر کہ جائز ہے جمع کرنا درمیان کلی اور ناک میں پانی لینے کے ایک چلو سے اس پر کہ جائز ہے وضو کرنا تانبے وغیرہ کے برتنوں سے۔ (فتح)

بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ.

باب ہے بیان میں دھونے پاؤں کے ٹخنوں تک۔

١٨٠ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ

١٨٠۔ ترجمہ اس کا وہی جو اوپر گزرا مگر اس میں اتنا زیادہ ہے

عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْهِ شَهِدْتُّ عَمْرَو بْنَ أَبِيْ حَسَنٍ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ عَنْ وُضُوْءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِّنْ مَّآءٍ فَتَوَضَّأَ لَهُمْ وُضُوْءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكْفَأَ عَلٰى يَدِهٖ مِنَ التَّوْرِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهٗ فِي التَّوْرِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثَ غَرَفَاتٍ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهٗ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهٗ فَمَسَحَ رَأْسَهٗ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ مَرَّةً وَّاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ.

کہ انہوں نے ایک پانی کا طشت منگوایا اس میں تمام وضو کیا پھر اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک دھویا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ فَتَوَضَّأَ لَهُمْ یعنی وضو کیا ان کے سبب سے وُضُوْءَ النَّبِيِّ یعنی مانند حضرت ﷺ کے وضو کے اور یہ جو کہا کہ پھر اپنا ہاتھ داخل کیا اور اپنے ہاتھ کو دھویا تو بیان کیا اس روایت میں نیا چلو لینا پانی سے واسطے ہر جوڑ کے اور یہ کہ آپ نے ایک ہاتھ سے چلو لیا اور میں گمان کرتا ہوں کہ برتن چھوٹا تھا سو ایک ہاتھ سے پانی لے کر اس کو دوسرے کے ساتھ ملایا نہیں تو دونوں ہاتھ سے اکٹھے چلو بھرنا آسان تر ہے اور یہ جو کہا کہ پھر دونوں ہاتھ کو دو بار دھویا یعنی ہر ایک کو دو دو بار دھویا۔ (فتح)

بَابُ اسْتِعْمَالِ فَضْلِ وَضُوْءِ النَّاسِ. لوگوں کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی استعمال کرنا اس کا وضو کرنے اور پاک ہونے کو اور مراد ساتھ فضل کے وہ پانی ہے جو فراغت کے بعد برتن میں باقی رہے۔ (فتح) غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس سے یہ ہے کہ لوگوں کا بچا ہوا مستعمل پانی پاک ہے۔

وَأَمَرَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَهْلَهٗ أَنْ يَّتَوَضَّؤُوْا بِفَضْلِ سِوَاكِهٖ. یعنی جریر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ نے اپنے گھر والوں کو اپنے مسواک کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے کا حکم کیا۔

فائدہ: مطابقت اس اثر کی باب سے اس طرح پر ہے کہ جب پانی میں مسواک کا سر ڈبو کر منہ کو مسواک کیا تو یہ پانی مستعمل ہو گیا پس اب اس سے وضو کرنا مستعمل پانی سے وضو کرنا ہے ایک روایت میں ہے کہ تھے جریر رضی اللہ عنہ مسواک کرتے اور مسواک کا سر پانی میں ڈبوتے پھر اپنے گھر والوں کو کہتے کہ وضو کرو اس کے بچے ہوئے سے اس کے ساتھ کچھ ڈر نہ دیکھتے تھے اور یہ روایت بیان کرنے والی ہے واسطے مراد کے اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ یہ فعل

اس کا پانی کو متغیر نہیں کرتا تھا اور اسی طرح مجرد استعمال کرنا نہیں بگاڑتا پانی کو پس نہ منع ہوگا وضو کرنا ساتھ اس کے اور دار قطنی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مسواک کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرتے تھے یعنی مسواک کا سر پانی میں ڈبوتے تھے پھر جب مسواک سے فارغ ہوتے تھے تو اس پانی سے وضو کرتے تھے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے یہی معنی بیان کیے ہیں اور مشکل جانا گیا ہے وارد کرنا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا واسطے اس کے اس باب میں جو باندھا گیا ہے واسطے پاک ہونے پانی مستعمل کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ مسواک پاک کرنے والی ہے واسطے منہ کے پس جب پانی کو ملے پھر حاصل ہوا وضو ساتھ اس پانی کے تو ہوگا اس میں استعمال کرنا مستعمل پانی کا واسطے وضو کے۔ (فتح)

۱۸۱ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ يَقُوْلُ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَأُتِيَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَأْخُذُوْنَ مِنْ فَضْلِ وَضُوْءِهٖ فَيَتَمَسَّحُوْنَ بِهٖ فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فِيْهِ مَآءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهٗ فِيْهِ وَمَجَّ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهُمَا اشْرَبَا مِنْهُ وَأَفْرِغَا عَلٰى وُجُوْهِكُمَا وَنُحُوْرِكُمَا.

۱۸۱۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو پہر کے وقت ہم پر نکلے یعنی ہمارے پاس آئے پس آپ کے پاس کوئی پانی لایا سو آپ نے اس سے وضو کیا سو تمام لوگ آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی لیتے تھے پس سب لوگ اس کو اپنے بدنوں پر ملتے تھے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر کو دو رکعتیں پڑھا اور عصر کو بھی دو رکعتیں پڑھا اور آپ کے آگے برچھا تھا اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ پانی کا منگوایا پس اپنے دو ہاتھوں کو اور منہ کو دھویا اور اس میں کلی کی پھر فرمایا کہ کچھ اس پانی سے پی لو اور کچھ اپنے چہروں اور سینوں پر ڈالو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی لیتے تھے تو شاید انہوں نے تقسیم کر لیا تھا اس پانی کو جو آپ سے بچا تھا اور احتمال ہے کہ وہ پانی لیا ہو جو وضو کرتے آپ کے وضو کے اعضاء سے بہتا تھا اور اس میں دلالت ظاہر ہے اوپر پاک ہونے پانی مستعمل کے اور یہ جو کہا کہ اس میں کلی ڈالی تو غرض اس سے پیدا کرنا برکت کا ہے اپنے لب مبارک سے۔ (فتح)

۱۸۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا

۱۸۲۔ ابن شہاب سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو محمود ربیع کے بیٹے نے اور وہ محمود وہ ہے جس کے منہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ وَهُوَ الَّذِيْ مَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجْهِهٖ وَهُوَ غُلَامٌ مِنْ بِئْرِهِمْ وَقَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ وَغَيْرِهٖ يُصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهٗ وَإِذَا تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْءِهٖ.

نے کلی ڈالی تھی ان کے کنوئیں سے اور وہ لڑکا تھا اور عروہ مسور وغیرہ سے روایت کرتا ہے ہر ایک ان میں سے اپنے ساتھی کی تصدیق کرتا ہے اور جب کہ نبی ﷺ وضو کرتے نزدیک تھے کہ لوگ لڑ مریں آپ کے وضو پر یعنی جو پانی آپ کے ہاتھوں ، پاؤں، چہرہ سے وضو کرتے وقت گرتا لوگ اس کو لے کر اپنے چہروں پر ملتے اور اس پر اتنے لوگ کثرت سے جمع ہو جاتے کہ ایک کے اوپر دوسرا گرتا اور ہر کوئی یہی تمنا کرتا کہ ایک قطرہ مجھ کو بھی ملے تو اپنے منہ پر مل لوں یہاں تک کہ اس پر لڑ کر مر جانے کو تیار ہوتے۔

۱۸۳ ۔ بَابٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنِ الْجَعْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْءِهٖ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ إِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

۱۸۳۔ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو میری خالہ نبی ﷺ کے پاس لے گئی سو اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! بے شک میرا بھانجا بیمار ہے سو حضرت ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی (میرے حق میں) دعا کی پھر حضرت ﷺ نے وضو کیا سو میں نے آپ کے وضو کا بچا ہوا مستعمل پانی پیا پھر میں حضرت ﷺ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہو گیا پس میں نے خاتم النبوۃ کی طرف نظر کی آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مانند انڈے جانور کی یعنی مثل انڈے کی سفید چمکتی تھی۔

فائدہ: اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی استدلال کرنا ہے ساتھ ان حدیثوں کے اوپر رد کرنے کے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ مستعمل پانی (یعنی جو ایک بار وضو میں برتا گیا ہو) ناپاک ہے اور یہ قول ابو یوسف کا ہے اور حکایت کی شافعی رحمہ اللہ نے ام میں حسن سے کہ ابو یوسف نے اس سے رجوع کیا پھر دو مہینے کے بعد اس کی طرف رجوع کیا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے تین روایتیں ہیں پہلی روایت یہ ہے کہ پاک ہے اور نہیں ہے پاک کرنے والا اور یہ روایت محمد رحمہ اللہ کی ہے اس سے اور یہی قول اس کا اور یہ ہی ہے جدید قول شافعی رحمہ اللہ کا اور اسی پر فتویٰ ہے نزدیک حنفیہ کے دوسری روایت یہ ہے کہ پلید ہے خفیف اور یہ روایت ابو یوسف رحمہ اللہ کی ہے اس سے تیسری روایت نجاست غلیظہ ہے یعنی سخت پلید ہے اور یہ روایت حسن لؤلؤی کی ہے اس سے اور یہ حدیثیں رد کرتی ہیں اوپر اس کے اس واسطے کہ جو چیز

ناپاک ہو اس کے ساتھ برکت حاصل نہیں کی جاتی اور کلی ڈالنے کی حدیث میں اگرچہ وضو کے ساتھ تصریح نہیں لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ جو مستعمل پانی کو ناپاک کہتا ہے جب وہ اس کی علت بیان کرے ساتھ اس طور کے کہ وہ پانی ہے مضاف یعنی نسبت کیا گیا تو اس کو کہا جائے گا کہ وہ مضاف ہے طرف پاک چیز کی کہ نہیں بگڑا ساتھ اس کے اور اسی طرح وہ پانی جس کو تھوک ملی ہو پاک ہے واسطے حدیث کلی ڈالنے کے اور جس نے اس کی یہ علت بیان کی ہے کہ وہ پانی گناہوں کا ہے یعنی اس کے ساتھ بندے کے گناہ جھڑے ہیں پس واجب ہے دور کرنا اس کا ساتھ دلیل ان حدیثوں کے جو وارد ہوئی ہیں اس باب میں مسلم وغیرہ میں تو اس پر بھی باب کی حدیثیں رد کرتی ہیں اس واسطے کہ جس چیز کا دور کرنا واجب ہو اس کے ساتھ برکت حاصل نہیں کی جاتی اور نہ پیا جاتا ہے ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے اہل علم کا اس پر کہ جو تری کہ وضو کے بعد وضو کرنے والے کے اعضاء پر باقی رہتی ہے اور جو اس سے اس کے کپڑوں پر ٹپکتا ہے پاک ہے تو اس اجماع میں دلیل قوی ہے اس پر کہ مستعمل پانی پاک ہے اور اوپر یہ کہ وہ پاک نہیں کرتا تو اس پر کلام آئندہ آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ مَنْ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو فقط ایک چلو سے کلی اور ناک صاف کرے اس کی شرح مسح سر میں بھی گزر چکی ہے۔

١٨٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ أَفْرَغَ مِنَ الْإِنَاءِ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ أَوْ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفَّةٍ وَاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا فَغَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَا أَقْبَلَ وَمَا أَدْبَرَ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۸۴۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک برتن سے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی گرایا پس ان کو دھویا پھر دھویا منہ کو یا کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ایک چلو سے پس کیا اس کو تین بار پس دھویا اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دو بار اور اپنے سر کا مسح کیا آگے کی جانب سے اور پیچھے کی جانب سے اور دھویا اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک پھر کہا اسی طرح ہے وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

بَابُ مَسْحِ الرَّأْسِ مَرَّةً.

ایک بار سر کا مسح کرنا۔

١٨٥ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى

۱۸۵۔ یحییٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عمرو بن ابو حسن کے پاس حاضر تھا اس نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

عَنْ أَبِيهِ قَالَ شَهِدْتُ عَمْرَو بْنَ أَبِي حَسَنٍ سَأَلَ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ عَنْ وُضُوْءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَآءٍ فَتَوَضَّأَ لَهُمْ فَكَفَأَ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَآءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا بِثَلَاثِ غَرَفَاتٍ مِنْ مَآءٍ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَآءِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَآءِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَآءِ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَأَدْبَرَ بِهِمَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَآءِ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ و حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ مَسَحَ رَأْسَهُ مَرَّةً.

وضو کا حال پوچھا سو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے پانی کا ایک طشت منگوایا سو اُن کے واسطے وضو کیا یعنی ان کے دکھلانے کے واسطے پس اس کو اپنے دونوں ہاتھ پر جھکایا سو دونوں ہاتھوں کو دھویا تین بار پھر اپنے ہاتھ کو برتن میں داخل کیا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر ناک کو صاف کیا تین بار تین چلو پانی سے پھر اپنے ہاتھ کو برتن میں داخل کیا پس دھویا منہ اپنے کو تین بار پھر اپنے ہاتھ کو برتن میں داخل کیا پس اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا دو بار پھر اپنے ہاتھ کو برتن میں داخل کیا پس اپنے سر کا مسح کیا پس اپنے ہاتھ کو آگے سے پچھلی طرف لے گئے اور پیچھے سے اگلی طرف لے آئے پھر اپنے ہاتھ کو برتن میں داخل کیا پس اپنے دونوں پاؤں کو دھویا۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے اسی طرح ہے کہ یہاں پر مسح سر کو مطلق ذکر کیا ہے ایک دو بار کے ساتھ مقید نہیں کیا سو اس کے اطلاق سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک دفعہ مسح کرنا بھی جائز ہے اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً یعنی اپنے سر پر ایک بار مسح کیا اور تحقیق پہلے گزر چکی ہے نقل اختلاف کے بیچ مستحب ہونے عدد کے سر کے مسح میں بیچ بَابُ الْوُضُوْءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا کے اور ذکر کیا ہے ہم نے قول ابو داؤد کا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی صحیح روایتوں میں سر کے مسح کے عدد کا ذکر نہیں اور یہ کہ وارد کیا ہے اس کے عدد کو دو طریقوں سے صحیح کہا ہے ایک کو اس کے غیر نے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے پس حمل کیا جائے گا قول ابو داؤد کا اوپر ارادے استثناء دونوں طریقوں کے جن کو ذکر کیا پس گویا کہ کہا کہ مگر یہ دو طریق اور کہا سمعانی نے کہ اختلاف روایت کا محمول ہے اوپر تعدد کے پس کبھی ایک بار مسح کیا اور کبھی تین بار کیا پس ایک بار مسح کرنے کی روایت میں تعدد کے منع ہونے پر حجت نہیں اور حجت پکڑی جاتی ہے واسطے تعدد کے ساتھ قیاس کے ان اعضاء پر جو دھوئے گئے ہیں اس واسطے کہ وضو طہارت حکمی ہے اور نہیں فرق ہے طہارت حکمی میں درمیان دھونے اور مسح کرنے کے اور جواب دیا گیا ہے کہ مسح مبنی ہے تخفیف پر یعنی مسح آسانی کے واسطے مشروع ہوا ہے برخلاف دھونے کے اور اگر تکرار مشروع ہوتا تو اس کی صورت مغسول کی ہو جاتی اور تحقیق اتفاق ہے اس پر کہ مسح کے بدلے سر کا دھونا مکروہ ہے اگرچہ کفایت کرتا ہے اور قوی تر دلیلوں سے اوپر نہ

ہونے عدد کے حدیث مشہور ہے جس کو ابن خزیمہ وغیرہ نے صحیح کہا ہے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے حضرت ﷺ کے وضو کے بیان میں جس جگہ کہ حضرت ﷺ نے فرمایا بعد اس کے کہ فارغ ہوئے کہ جو اس پر زیادہ کرے وہ ظالم اور خطا کار ہے اس واسطے کہ اس میں تصریح ہے کہ ایک بار سر کا مسح کیا پس دلالت کی اس نے اس پر کہ ایک بار سے زیادہ سر کا مسح کرنا مستحب نہیں اور اگر تین بار سر کا مسح کرنے کی حدیثیں صحیح ہوں تو حمل کی جائیں اس پر کہ مراد سارے سر کا مسح کرنا ہے اس طور سے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے نہ یہ کہ وہ مستقل باریاں ہیں واسطے سارے کے واسطے تطبیق کے درمیان دلیلوں کے۔ (فتح)

بَابُ وُضُوْءِ الرَّجُلِ مَعَ امْرَأَتِهٖ وَفَضْلِ وَضُوْءِ الْمَرْأَةِ.

باب ہے بیان میں وضو کرنے مرد کے ساتھ عورت اپنی کے اور بچے ہوئے پانی عورت کے ساتھ وضو کرنے کا بیان۔

فائدہ: عورت کے بچے پانی سے مراد وہ پانی ہے جو وضو سے فارغ ہونے کے بعد برتن میں باقی رہے۔

وَتَوَضَّأَ عُمَرُ بِالْحَمِيْمِ وَمِنْ بَيْتِ نَصْرَانِيَّةٍ.

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وضو کیا گرم پانی سے اور نصرانیہ عورت کے گھر سے۔

فائدہ: نصرانیہ عورت کے گھر کا پانی غالب مستعمل اور جوٹھا ہوتا ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے وضو کیا تو معلوم ہوگیا کہ عورت کے بچے پانی سے وضو کرنا جائز ہے پس مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہوگئی اور روایت کیا اس کو سعید بن منصور نے اور عبدالرزاق نے ساتھ اس لفظ کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ گرم پانی سے وضو کرتے تھے اور اس سے نہاتے تھے اور نیز روایت کیا ہے اس کو دارقطنی نے اور کہا کہ اس کی سند صحیح ہے اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ باب کے اس جہت سے ہے کہ غالب یہ ہے کہ مرد کے گھر والے اس کے تابع ہوتے ہیں اس چیز میں کہ کرتا ہے پس اشارہ کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طرف رد کی اس شخص پر جو منع کرتا ہے عورت کو یہ کہ وضو کرے ساتھ بچے پانی مرد کے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بی بی تھی وضو کرتی ساتھ بچے پانی اس کے کی یا ساتھ اس کے پس مطابق ہوگا اس کے قول کو ترجمہ میں کہ وضو کرنا مرد کا ساتھ اپنی بی بی کے یعنی ایک برتن میں سے اور اوپر مسئلہ پاک ہونے کا ساتھ گرم پانی کے پس اتفاق ہے اس کے جائز ہونے پر مگر جو مجاہد سے منقول ہے اور یہ جو کہا کہ نصرانیہ کے گھر سے تو یہ مطابق ہے واسطے قول اس کے کی کہ عورت کے بچے پانی کا بیان اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وضو کیا نصرانیہ عورت کے پانی سے اور اس کا حال دریافت نہ کیا باوجود جائز ہونے اس بات کے کہ مسلمان کے نکاح میں ہو اور حیض سے غسل کیا ہو تاکہ اس کو اس سے صحبت کرنی حلال ہو پس بچا ہو اس سے یہ پانی اور اس کے ساتھ اگرچہ تصریح واقع نہیں ہوئی لیکن اس کا احتمال ہے اور جاری ہے عادت بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ تمسک کرنے کے ایسے دلائل سے وقت نہ دریافت کرنے مفصل حال کے اگرچہ اس کا غیر اس کے ساتھ استدلال نہیں کرتا پس اس میں دلیل ہے اوپر جواز

پاک ہونے کے ساتھ اس پانی کے کہ مسلمان عورت سے بچا ہو اس واسطے کہ وہ نصرانیہ عورت سے حال میں بدتر نہیں ہوتی اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے برتنا اہل کتاب کے پانیوں کا بغیر تفصیل طلب کرنے کی اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے ام میں کہ مشرک کے پانی سے وضو کرنے کا ڈر نہیں اور اس کے بچے پانی سے جب تک کہ اس میں پلیدی معلوم نہ ہو اور کہا ابن منذر نے کہ تنہا ہوا ہے ابراہیم نخعی ساتھ کراہت بچے پانی عورت کے جب کہ اس کو نہانے کی حاجت ہو۔ (فتح)

۱۸۶ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ يَتَوَضَّئُوْنَ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْعًا.

۱۸۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مرد اور عورتیں اکٹھے ایک جگہ وضو کیا کرتے تھے (یعنی ایک برتن سے سب وضو کرتے تھے)۔

فائدہ: مرد اور عورتیں ایک برتن سے وضو کرتے تھے تو ضرور ہے کہ اس میں بعض مرد بعض عورتوں سے پیچھے پانی لیتے ہوں گے پس عورت کے بچے ہوئے پانی کے ساتھ وضو کرنا معلوم ہوگیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک برتن سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہم اس میں اپنے ہاتھ لٹکاتے تھے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ تھوڑے پانی سے چلو بھرنا اس کو مستعمل نہیں کرتا اس واسطے کہ ان کے برتن چھوٹے تھے جیسے کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ نے ام میں کئی جگہ پر اور اس میں دلیل ہے اوپر پاک ہونے عورت ذمی کے یعنی جس کے ساتھ عہد و پیمان ہو چکا ہو اور جائز ہے استعمال کرنا بچے پانی اور جوٹھے اس کے کا واسطے جائز ہونے کا نکاح کے ساتھ اس کے اور نہ فرق ہونے کے درمیان مسلمان عورت کے اور اس کے غیر کے اور یہ جو کہا جَمِيْعًا یعنی اکٹھے وضو کرتے تھے تو اس سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب پانی کو ایک حالت میں لیتے تھے اور حکایت کی ہے ابن متین نے ایک قوم سے کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ مرد اور عورتیں سب ایک جگہ میں وضو کرتے تھے مرد علیحدہ اور عورتیں علیحدہ اور جو زیادت کہ پہلی گزر چکی ہے قول اس کے سے ایک برتن سے وہ رد کرتی ہے اوپر اس کے اور شاید اس قائل نے یہ خیال کیا ہے کہ مردوں کا بیگانی عورتوں کے ساتھ جمع ہونا بعید ہے اور اول جواب میں یہ ہے کہ کہا جائے کہ نہیں کوئی مانع جمع ہونے سے پیروی کی آیت کے اترنے سے پہلے اور اوپر بعد اس کے پس خاص ہے ساتھ بی بیوں اور محرم عورتوں کے اور نقل کیا ہے قرطبی اور طحاوی اور نووی نے اتفاق اس پر کہ جائز ہے نہانا مرد اور عورت کا ایک برتن سے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ ابن منذر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حکایت کی ہے کہ وہ اس سے منع کرتے تھے اور حکایت کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے ایک قوم سے اور یہ حدیث حجت ہے اوپر ان کے اور نیز نقل کیا

ہے نووی نے اتفاق اس پر کہ جائز ہے عورت کو وضو کرنا ساتھ بچے پانی مرد کے سوائے عکس کے اور اس میں بھی نظر ہے اس واسطے کہ طحاوی نے اس میں خلاف ثابت کیا ہے اور ثابت ہوا ہے ابن عمر اور شعبی اور اوزاعی سے منع لیکن مقید ساتھ اس کے جب کہ ہو حائض اور اوپر عکس اس کا یعنی مرد کو عورت کے بچے پانی سے وضو نہ کرنا پس صحیح ہو چکا ہے عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ منع کیا انہوں نے وضو کرنے سے ساتھ بچے پانی عورت کے اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق کا لیکن مقید کیا ہے دونوں نے اس کو ساتھ اس کے اس واسطے کے باب کی حدیثیں ظاہر ہیں جواز میں جب کہ دونوں اکٹھے ہوں اور امام احمد سے منقول ہے کہ عورت کے بچے پانی کے ساتھ وضو کے جائز ہونے اور منع ہونے کی حدیثیں مضطرب ہیں لیکن ایک جماعت اصحاب سے صحیح ہو چکا ہے منع جب کہ نماز پڑھے ساتھ اس کے اور معارضہ کیا گیا ہے ساتھ صحیح ہونے جواز کے ایک جماعت اصحاب سے ان میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں اور حدیثیں دونوں طرف ثابت ہو چکی ہیں۔ بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے بچے پانی سے وضو کرنا جائز ہے جیسا کہ اصحاب سنن اور دارقطنی اور ترمذی وغیرہ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہا کہ مجھ کو نہانے کی حاجت ہوئی تو میں نے ایک بڑے پیالے میں غسل کیا اور اس میں پانی بچ رہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو میں نے عرض کیا کہ یہ میرا بچا ہوا پانی ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے غسل کیا اور فرمایا کہ پانی پر جنابت نہیں اور بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ایک دوسرے کے بچے پانی سے وضو کرنا منع ہے جیسا کہ ابو داؤد اور نسائی وغیرہ نے روایت کی کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نہائے مرد عورت کے بچے پانی سے یا نہائے عورت مرد کے بچے پانی سے اور چاہیے کہ دونوں اکٹھے چلو لے لیں اور یہ دونوں حدیثیں صحیح اور ثابت ہیں اور تطبیق ممکن ہے ساتھ اس طور کے نہی کی حدیثیں محمول ہیں اس پانی پر کہ گرے اعضاء سے اور جواز محمول ہے اس چیز پر کہ باقی رہے پانی سے اور ساتھ اسی وجہ کے تطبیق دی ہے خطابی نے یا محمول ہے نہی تنزیہ پر واسطے تطبیق کے درمیان دلیلوں کے اور یہ جو احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیثیں دونوں طرف کی مضطرب ہیں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رجوع کیا جاتا ہے طرف اس کی جب کہ تطبیق دشوار ہو اور تطبیق یہاں ممکن ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ صَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوْءَهُ عَلَى الْمُغْمٰى عَلَيْهِ.

باب ہے بیان میں ڈالنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے وضو کے پانی کو بے ہوش ہوئے پر (مراد وہ پانی ہے جس کے ساتھ وضو کیا)۔

١٨٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۱۸۷۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں بیماری میں بے ہوش ہوا تھا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اپنے وضو کا پانی مجھ پر ڈالا پس

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِي وَأَنَا مَرِيْضٌ لَا أَعْقِلُ فَتَوَضَّأَ وَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوْءِ هٖ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَنِ الْمِيْرَاثُ إِنَّمَا يَرِثُنِيْ كَلَالَةٌ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْفَرَآئِضِ.

میں ہوش میں آ گیا پس میں نے کہا یارسول اللہ واسطے کس کے ہے میراث میری سوائے اس کے نہیں کہ وارث میرا کلالہ ہے سو اتری آیت فراض کی۔

فائدہ: کلالہ اس کو کہتے ہیں جس کی اصل وفرع نہ ہو یعنی نہ اس کا باپ ہو اور نہ کوئی اس کا بیٹا ہو سو جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میرا نہ کوئی باپ ہے اور نہ کوئی بیٹا ہے میرا ترکہ کس کو ملے گا سو اللہ تعالیٰ نے اس کے باب میں حکم بھیجا کہ اس کا ترکہ اس کی بہنوں، بھائیوں وغیرہ وارثوں کو ملے گا یعنی موافق اپنے اپنے حصہ کے اور ایک روایت میں ہے فَوَجَدَنِي قَدْ اُغْمِيَ عَلَيَّ یعنی مجھ کو پایا اس حال میں کہ مجھ پر بے ہوشی کی گئی تھی اور یہی مطابق ہے واسطے ترجمہ کے اور یہ جو کہا کہ اپنے وضو کے پانی سے تو احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ ڈالا مجھ پر بعض اس پانی کا جس کے ساتھ وضو کیا یعنی وضو کا مستعمل پانی یا بچا پانی مراد ہے اور مراد پہلے معنی ہیں اور مراد ساتھ آیت فرائض کے یہ آیت ہے ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ جیسا کہ اس کا بیان تفسیر میں آئے گا۔

بَابُ الْغُسْلِ وَالْوُضُوْءِ فِي الْمِخْضَبِ وَالْقَدَحِ وَالْخَشَبِ وَالْحِجَارَةِ.

باب ہے تغار اور پیالے اور لکڑی کے برتن اور پتھر کے برتن میں غسل اور وضو کرنے کے بیان میں۔

١٨٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيْبَ الدَّارِ إِلٰى أَهْلِهٖ وَبَقِيَ قَوْمٌ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فِيْهِ مَآءٌ فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ أَنْ يَبْسُطَ فِيْهِ كَفَّهٗ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ قُلْنَا كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَمَانِيْنَ وَزِيَادَةً.

١٨٨۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حاضر ہوا وقت نماز کا پس جس کا گھر قریب تھا وہ اپنے گھر چلا گیا یعنی وضو کے واسطے اور کچھ لوگ باقی نہ رہے یعنی نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی شخص تغار پتھر کا لایا اس میں پانی تھا سو چھوٹا ہوا لگن کہ فراخ ہو اس میں ہاتھ آپ کا (یعنی بہت چھوٹا تھا کہ اس میں ہاتھ بھی چوڑا نہ ہو سکتا تھا) پس تمام لوگوں نے وضو کیا راوی کہتا ہے کہ ہم نے پوچھا کہ تم کتنے آدمی تھے اس نے کہا اسی 80 آدمی اور زیادہ۔

١٨٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِقَدَحٍ فِيْهِ مَآءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهٗ فِيْهِ

١٨٩۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا سو اس میں اپنے دونوں ہاتھوں اور منہ کو دھویا اور اس میں کلی کی۔

وَمَجَّ فِيهِ.

١٩٠ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْرَجْنَا لَهُ مَآءً فِي تَوْرٍ مِنْ صُفْرٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِهِ وَأَدْبَرَ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ.

۱۹۰۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سو نکالا ہم نے آپ کے واسطے پانی پیتل کے ایک گھڑے میں پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پس اپنے منہ کو دھویا تین بار اور اپنے ہاتھوں کو دو دو بار اور اپنے سر کا مسح کیا سو آگے سے پیچھے کی طرف کو لے گئے اور پیچھے سے آگے کی طرف لے آئے اور دھویا اپنے دونوں پاؤں کو۔

١٩١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ فِي أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسٍ وَرَجُلٍ اٰخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَأَخْبَرْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَتَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الْاٰخَرُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَعْدَ مَا دَخَلَ بَيْتَهُ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ وَأُجْلِسَ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ

۱۹۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سخت بیمار ہوئے اور آپ کو بیماری کی بہت شدت ہوئی تو آپ نے اپنی بی بیوں سے میرے گھر میں بیماری کاٹنے کی اجازت چاہی سو سب بی بیوں نے آپ کو اجازت دی سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو آدمیوں کے درمیان اپنے پاؤں کو زمین پر گھسیٹتے ہوئے باہر نکلے وہ دونوں آدمی ایک تو عباس رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے علی رضی اللہ عنہ تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا حدیث بیان کرتی تھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعد اس کے کہ آپ میرے گھر میں داخل ہوئے اور آپ کو بیماری کی شدت ہوئی فرمایا کہ گراؤ میرے اوپر سات مشکیں جن کے دہانے نہ کھلے ہوں تاکہ میں لوگوں کو وصیت کروں اور ہم نے آپ کو حفصہ رضی اللہ عنہا کی ایک تغار میں بٹھلایا اور ان مشکوں سے پانی ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ کرنے لگے کہ بس تم اپنا کام کر چکے پھر آپ لوگوں کی طرف باہر نکلے۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ تِلْكَ حَتَّى طَفِقَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ سب بیویوں نے اجازت دی تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ باری تقسیم کرنی حضرت ﷺ پر واجب تھی اور احتمال ہے کہ کیا ہو یہ واسطے خوش کرنے ان کے دل کے اور یہ جو فرمایا کہ مجھ پر سات مشکیں ڈالو تو خطابی نے کہا کہ شاید خاص کیا ہو سات کو واسطے برکت حاصل کرنے کے ساتھ اس عدد کے اس واسطے کہ اس کو شرع کے بہت کاموں میں دخل ہے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ واسطے دوا کرنے کے تھا اور یہ جو کہا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے تغار میں تو اس میں اشارہ ہے کہ طرف رد کی اس شخص پر جو اس میں نہانے کو مکروہ جانتا ہے جیسا کہ ثابت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عطاء نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے تو اس کی بو کو مکروہ جانا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ التَّوْرِ.

طشت یا لوٹے سے وضو کرنے کا بیان۔

۱۹۲ ۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ عَمِّي يُكْثِرُ مِنَ الْوُضُوْءِ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ أَخْبِرْنِي كَيْفَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ فَكَفَأَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي التَّوْرِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاغْتَرَفَ بِهَا فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ مَاءً فَمَسَحَ رَأْسَهُ فَأَدْبَرَ بِهِ وَأَقْبَلَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ فَقَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ.

۱۹۲۔ یحییٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے چچا بہت وضو کرتے تھے یعنی پانی میں بہت زیادتی اور اسراف کرتے تھے سو اس نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ کو خبر دو کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کو کس طرح وضو کرتے دیکھا ہے سو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے پانی کا ایک طشت منگوایا سو اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر الٹایا پس ان کو تین بار دھویا پھر اپنے ہاتھ کو برتن میں ڈالا سو کلی کی اور ناک کو پانی سے صاف کیا تین بار ایک چلو سے پھر اپنے ہاتھ کو برتن میں داخل کیا اور ہاتھوں کے ساتھ چلو بھرا سو اپنے منہ کو تین بار دھویا پھر دھویا اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دو دو دفعہ پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے پانی لیا پس اپنے سر کا مسح کیا سو اپنے دونوں ہاتھوں کو پیچھے کی طرف لے گئے اور پیچھے سے آگے کی طرف لائے پھر اپنے دونوں پاؤں کو دھویا پس کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔

۱۹۳ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ

۱۹۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے پانی کا ایک

ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَّاءٍ فَأُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ مَّاءٍ فَوَضَعَ أَصَابِعَهُ فِيهِ قَالَ أَنَسٌ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى الْمَآءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ قَالَ أَنَسٌ فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّأَ مَا بَيْنَ السَّبْعِينَ إِلَى الثَّمَانِينَ.

برتن منگوایا سو آپ کے پاس ایک فراخ پیالہ لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا سو آپ نے اپنی انگلیوں کو اس میں رکھ دیا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں دیکھتا رہا تھا کہ پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے جوش مارتا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پس میں نے وضو کرنے والوں کا اندازہ کیا ستر اور اسی کے درمیان یعنی جن لوگوں نے اس پانی سے وضو کیا تھا ستر سے زیادہ تھے اور اسی سے کم تھے۔

فائدہ: خطابی نے کہا کہ رحراح فراخ برتن کو کہتے ہیں جس کا صحن قریب القعر ہو یعنی بہت گہرا نہ ہو اور ایسا برتن بہت پانی کو سما نہیں سکتا پس وہ زیادہ تر دلالت کرنے والا ہے اوپر بڑے ہونے معجزے کے میں کہتا ہوں اور یہ جو صفت مشابہ ہے ساتھ طشت کے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے اور استدلال کیا ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس حدیث کے اوپر رد کرنے قول اس شخص کے جو اصحاب رائے سے کہتا ہے کہ وضو مقدر ہے ساتھ قدر معین کے پانی سے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ اصحاب نے اس پیالی سے چلو بھرے بغیر تقدیر کے اس واسطے کے جو پانی پیالے میں سے جوش مارتا تھا اس کی مقدار ان کو معلوم نہ تھی پس دلالت کی اس نے عدم تقدیر پر یعنی وضو کے پانی کی کوئی مقدار معین نہیں اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت لانے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی پیچھے اس حدیث کے بَابُ الْوُضُوْءِ بِالْمُدِّ کو اور مد ایک برتن ہے جس میں ایک رطل بغدادی اور دو تہائی رطل پانی سماتا ہے یہ قول جمہور اہل علم کا ہے اور خلاف کیا ہے بعض حنفیہ نے پس کہا کہ مد دو رطل ہے۔

بَابُ الْوُضُوْءِ بِالْمُدِّ. مد کے ساتھ وضو کرنے کا بیان۔

فائدہ: مد کہتے ہیں صاع کے چوتھے حصے کو اور صاع انگریزی وزن کے حساب سے پونے تین سیر کے قریب ہوتا ہے سو اس حساب سے مد گیارہ چھٹانک کا ہوا اور غسل صاع کے ساتھ کرنے کا یہ مطلب ہے کہ اس سے کم نہ کرے اور اگر اس سے زیادہ ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کا اتفاق ہے اس پر کہ غسل کے پانی کا کوئی اندازہ معین نہیں ہے بلکہ اس میں تھوڑا یا بہت جتنا ہو کفایت کرتا ہے جب کہ اس میں غسل کی شرط پائی جائے اور مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ ایک فرق سے غسل کیا اور فرق تین صاع کا ہوتا ہے۔

١٩٤ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا

۱۹۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے صاع سے پانچ مد تک اور وضو کرتے تھے مد سے۔

يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ أَوْ كَانَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلٰى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ وَيَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ.

فائدہ: صاع پانچ رطل بغدادی اور دو تہائی رطل کا ہوتا ہے اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ آٹھ رطل کا ہوتا ہے اور یہ جو کہا کہ پانچ مد تک یعنی اکثر اوقات فقط صاع ہی سے غسل کرتے تھے اور وہ چار مد کا ہوتا ہے اور کبھی اس پر زیادہ کرتے تھے پانچ مد تک سو شاید انس رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہیں ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل میں اس سے زیادہ پانی خرچ کیا اس واسطے کہ اس نے اس کو نہایت ٹھہرایا ہے اور مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ایک فرق سے غسل کیا کہا ابن عیینہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ فرق تین صاع کا ہوتا ہے اور نیز مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہاتے ایک برتن سے جس میں تین مد پانی سماتا ہے پس یہ دلالت کرتا ہے اوپر مختلف ہونے حال کے بیچ اس کے بقدر حاجت کے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو اندازہ مقرر کرتا ہے وضو اور غسل کے پانی کو ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کی گئی ہے باب کی حدیث میں مانند ابن شعبان مالکی کے اور اسی طرح جو قائل ہے ساتھ اس کے حنفیہ سے باوجود مخالف ہونے ان کے کی واسطے اس کے بیچ مقدار مد اور صاع کے اور حمل کیا ہے اس کو جمہور نے استحباب پر اس واسطے کہ اکثر اصحاب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو اور غسل کو اسی کے ساتھ مقدر کیا ہے پس مسلم میں سفینہ سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے اور اسی طرح روایت کی ہے احمد اور ابو داؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور اسی طرح روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے یعنی تو اس واسطے مستحب ہے کہ اس سے زیادہ پانی خرچ نہ کرے اور یہ اس وقت ہے جب کہ زیادہ کی حاجت نہ ہو اور نیز وہ اس شخص کے حق میں ہے جس کا بدن درمیانہ ہو اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الوضوء کے اول میں کہ مکروہ جانا ہے اہل علم نے زیادتی کو بیچ اس کے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے آگے بڑھیں۔ (فتح)

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ. موزوں پر مسح کرنے کا بیان۔

فائدہ: نقل کیا ہے ابن منذر نے ابن مبارک سے کہ موزوں کے مسح میں اصحاب کو اختلاف نہیں اس واسطے کہ جس صحابی سے انکار مروی ہے اس سے اس کا اثبات بھی مروی ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کسی سے سلف میں سے اس کا انکار مروی ہو مگر مالک رحمۃ اللہ علیہ سے باوجودیکہ صحیح روایتیں اس سے تصریح کرنے والی ہیں ساتھ ثابت کرنے اس کے کی اور تحقیق اشارہ کیا ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ام میں طرف انکار اس کے کی مالکیہ پر اور مشہور قرار پایا ہوا ان کے نزدیک اس وقت دو قول میں ایک یہ کہ مطلق جائز ہونا ہے دوسرا یہ کہ مسافر کے واسطے جائز ہے مقیم کے واسطے جائز نہیں اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سوائے اس کے نہیں کہ تھے توقف کرتے بیچ اس کے واسطے خاص نفس اپنے کے

باوجود فتویٰ دینے ان کے کی ساتھ جائز ہونے کے اور یہ مثل اس چیز کی ہے کہ صحیح ہو چکا ہے ابوایوب رضی اللہ عنہ صحابی سے کہا ابن منذر نے اختلاف ہے علماء کو اس میں کہ موزوں پر مسح کرنا افضل ہے یا ان کو اتار کر پاؤں دھونا افضل ہے میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ مسح افضل ہے واسطے سبب اس شخص کے کہ اس نے طعن کیا ہے بیچ اس کے اہل بدعت یعنی رافضیوں اور خارجیوں سے اور زندہ کرنا اس چیز کا کہ اس میں مخالف طعن کرتے ہوں افضل ہے اس کے ترک سے اور شیخ محی الدین نے کہا کہ تصریح کی ہے ایک جماعت نے اصحاب سے کہ غسل افضل ہے ساتھ اس شرط کے کہ نہ چھوڑے مسح کو واسطے منہ پھیرنے کے سنت سے جیسا کہ کہا ہے انہوں نے بیچ افضل ہونے قصر کے پوری نماز پڑھنے پر اور تصریح کی ہے ایک جماعت نے حافظوں حدیث کی سے کہ موزوں پر مسح کرنا متواتر ہے اور جمع کیا ہے بعضوں نے اس کے راویوں کو تو اسی سے بڑھ گئے اور ان میں سے عشرہ مبشرہ ہیں اور حسن بصری سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ستر اصحاب نے ساتھ مسح کرنے کے موزوں پر۔ (فتح)

١٩٥ ـ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ الْمِصْرِيُّ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنِيْ أَبُو النَّضْرِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سَأَلَ عُمَرَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ نَعَمْ إِذَا حَدَّثَكَ شَيْئًا سَعْدٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَسْأَلْ عَنْهُ غَيْرَهُ وَقَالَ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ أَخْبَرَنِيْ أَبُو النَّضْرِ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَعْدًا حَدَّثَهُ فَقَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ اللّٰهِ نَحْوَهُ.

۱۹۵۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا دونوں موزوں پر اور بے شک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ عمر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث پوچھی یعنی یہ کیسی حدیث ہے؟ سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جب تجھ کو سعد رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث بیان کرے تو اس کو اس کے غیر سے مت پوچھ یعنی بے پوچھے لے لیا کر۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ صحابی قدیم صحبت والے پر شرع کے بڑے حکموں سے کوئی حکم پوشیدہ رہتا ہے اور اس کے غیر کو اس پر اطلاع ہوتی ہے اس واسطے کہ انکار کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے موزوں کے مسح سے باوجود قدیم ہونے صحبت اس کی کے اور بہت ہونے روایت اس کی کے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کوفے میں گئے اور وہاں حاکم سعد رضی اللہ عنہ تھے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو موزوں

پر مسح کرتے دیکھا تو اس پر اس کا انکار کیا سو سعد رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ اپنے باپ سے پوچھ الخ۔ اور احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انکار کیا ہو مسح موزوں سے حضر میں نہ سفر میں۔ (فتح)

١٩٦ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدِ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ أَبِيْهِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيْرَةُ بِإِدَاوَةٍ فِيْهَا مَآءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهٖ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

١٩٦۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جائے ضرور کو نکلے پس پیچھے آپ کے شعبہ رضی اللہ عنہ ایک پانی کا لوٹا لے گیا سو اس نے پانی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر ڈالا جب کہ آپ اپنی حاجت سے فارغ ہو چکے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ وضو کیا تو مراد یہ ہے کہ وضو کیا ساتھ کیفیت مذکور کے جو عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث اوپر بیان ہوئی جیسا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ سے اور روایتوں میں سارا وضو آ چکا ہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں دور جانا ہے واسطے قضائے حاجت کے اور پوشیدہ ہونا لوگوں کی آنکھوں سے اس واسطے کہ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے یہاں تک کہ مجھ سے پوشیدہ ہوئے اور یہ کہ مستحب ہے ہمیشہ باوضو رہنا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغیرہ رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ آپ کے ساتھ پانی لائے باوجودیکہ آپ نے اس کے ساتھ استنجاء نہ کیا اور سوائے اس کے نہیں کہ وضو کیا ساتھ اس کے جب کہ قضائے حاجت سے پھرے اور اس میں جائز ہونا مدد کا ہے جیسا کہ اپنے باب میں مشروح بیان ہو چکا ہے اور دھونا اس چیز کا ہے کہ پہنچے ہاتھ کو گندگی سے وقت استنجے کے اس واسطے کہ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو دھویا اور خوب دھویا اور یہ کہ نہیں کافی ہے دور کرنا اس کا ساتھ غیر پانی کے اور مدد لینا اوپر دور کرنے بدبو کے ساتھ مٹی کے اور مانند اس کی کے اور بھی استنباط کیا جاتا ہے اس سے کہ جو چیز کہ عادی جگہ سے پھیل جائے نہیں دور ہوتی وہ مگر ساتھ پانی کے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے فائدہ اٹھانا ساتھ کھال مردار کے جب کہ رنگی گئی ہو اس واسطے کہ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جس پانی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تھا اس کو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ایک گنوار عورت سے لیا تھا کہ ڈالا تھا اس کو اس عورت نے واسطے اس کے ایک مشک سے جو مردار کی کھال سے تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ اس عورت سے پوچھ پس اگر اس نے اس کو رنگ لیا تھا تو وہ پاک ہے اس عورت نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں نے اس کو رنگ لیا تھا اور یہ کہ جائز ہے فائدہ اٹھانا کافروں کے کپڑے سے یہاں تک کہ اس کا پلید ہونا ثابت ہو اس واسطے کہ اس حدیث کے ایک طریق میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

پر شام کا ایک جبہ تھا سو آپ نے شام کا جبہ پہنا اور اس کی تفصیل نہ پوچھی کہ پلید ہے یا پاک اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے قرطبی نے کہ پشم مرنے سے پلید نہیں ہوتی اس واسطے کہ جبہ شام کا تھا اور شام کا ملک اس وقت دار الکفر تھا اور وہاں کے لوگ مردار کھاتے تھے اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ موزوں کا مسح منسوخ ہے ساتھ آیت وضو کے جو سورۂ مائدہ میں ہے اس واسطے کہ یہ آیت جنگ مریسیع میں اتری تھی اور یہ قصہ اس حدیث کا جنگ تبوک میں تھا جیسا کہ دوسری روایت میں آچکا ہے اور جنگ تبوک بالاتفاق اس کے بعد ہے اور اس میں سمیٹنا کپڑے کا ہے سفر میں اور پہننا تنگ کپڑوں کا بیچ اس کے اس واسطے کہ اس سے سفر میں مدد ہوتی ہے اور یہ مسئلہ ماخوذ ہے اس سے کہ دوسری روایت میں آچکا ہے کہ حضرت ﷺ اپنے دونوں ہاتھ جبے کی آستینوں سے نکالنے لگے تو آستینیں تنگ ہوئیں تو پھر دونوں ہاتھ جبے کے تلے سے نکالا اور اس میں ہمیشگی کرنی ہے وضو کی سنتوں پر یہاں تک کہ سفر میں بھی اور اس میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے احکام میں اگرچہ عورت ہو برابر ہے کہ ہو یہ اس چیز میں کہ عام ہو ساتھ اس کے بلویٰ یا نہ ہو اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس گنوار عورت کی خبر کو قبول کیا اور اس سے معلوم ہوا کہ اقتصار یعنی جس عضو کو دھونا فرض ہو اس کے اکثر کو دھونا کفایت نہیں کرتا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے جبے کے تلے سے دونوں ہاتھ نکالے اور نہ کفایت کی اس چیز میں کہ باقی رہے ان دونوں سے ساتھ مسح کرنے کے اوپر اس کے اور کبھی استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اس شخص پر جس کا مذہب یہ ہے کہ سارے سر کا مسح کرنا فرض ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے مسح کو پگڑی پر کامل کیا اور نہ کفایت کی ساتھ مسح کے اوپر اس چیز کے کہ باقی رہی آپ کے ہاتھوں سے۔ (فتح)

۱۹۷ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَتَابَعَهُ حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ وَأَبَانُ عَنْ يَحْيٰى.

۱۹۷۔ امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ موزوں پر مسح کرتے تھے۔

۱۹۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۹۸۔ امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ مسح کرتے تھے اپنی پگڑی پر اور اپنے دونوں موزوں پر۔

يَمْسَحُ عَلٰى عِمَامَتِهٖ وَخُفَّيْهِ وَتَابَعَهٗ مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرٍو قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: موزوں کے مسح کرنے میں احادیث کثیرہ اور اخبار مستفیضہ وارد ہو چکی ہیں یہاں تک کہ درجہ تواتر کو پہنچ گئی ہیں پس منکر اس کا مبتدع اور گمراہ ہے ھکذا قال العینی اور یہ جو کہا کہ مسح کیا پگڑی پر تو اختلاف ہے سلف کو بیچ معنی مسح کے پگڑی پر کہ اس سے کیا مراد ہے؟ پس بعض کہتے ہیں کہ کامل کیا اس پر مسح کو بعد مسح کرنے کے اوپر ماتھے کے اور مسلم کی روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ فقط پگڑی پر مسح کرنا درست نہیں یعنی بدون سر کے بلکہ واجب ہے کچھ سر پر بھی مسح کرے اور خطابی نے کہا کہ اللہ نے سر کا مسح فرض کیا ہے اور حدیث عمامہ کے مسح میں متحمل ہے واسطے تاویل کے پس نہ چھوڑی جائے گی یقینی چیز ساتھ شک کے اور قیاس کرنا اس کا موزے کے مسح پر بعید ہے اس واسطے کہ دشوار ہے اتارنا اس کا برخلاف عمامہ کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ جو فقط پگڑی پر بدون سر کے مسح کرنے کو جائز جانتے ہیں وہ اس میں شرط کرتے ہیں کہ اس کا اتارنا دشوار ہو جیسا کہ مسح موزہ میں ہے اور اس کا طریق یہ ہے کہ ہو محکم مانند پگڑیوں عرب کی اور کہتے ہیں کہ عضو ہے جس کا فرض تیمم میں ساقط ہو جاتا ہے پس جائز ہے اوپر حائل اس کے کی یعنی پگڑی پر مانند دونوں پاؤں کی اور کہتے ہیں کہ آیت اس کی نفی نہیں کرتی خاص کر نزدیک اس شخص کے جو حمل کرتا ہے مشترک کو اوپر حقیقت مجاز کے اس واسطے کہ جو کہے کہ میں نے فلانے کا سر چوما تو وہ سچا ہے اگرچہ حائل پر ہو اور یہ مذہب ثوری اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور طبری اور ابن خزیمہ اور ابن منذر وغیرہم کا ہے ابن منذر نے کہا کہ ثابت ہو چکا ہے اور یہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے اور تحقیق صحیح ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی فرمانبرداری کریں تو راہ پائیں۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَيْهِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ.

جب کہ دونوں پاؤں پاک کر کے موزوں میں داخل کرے تو اس کو وضو کے وقت نہ اتارے بلکہ اس پر مسح کرلے۔

۱۹۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَأَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ

۱۹۹۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا پس میں نے آپ کے دونوں موزے آپ کے پاؤں سے کھینچنے کا قصد کیا یعنی آپ کے وضو کرنے کے وقت سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کو رہنے دے اور مت اتار اس

دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا. لیے کہ میں نے پاؤں کو ان میں وضو کر کے داخل کیا تھا سو حضرت ﷺ نے ان پر مسح کیا۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اس میں خدمت عالم کی ہے اور یہ کہ واسطے خادم کے ہے کہ قصد کرے اس چیز کی کہ پہچانتا ہوا اپنے آقا کی عادت سے پہلے اس کے کہ حکم کرے اس کو اور اس میں سمجھنا ہے اشارے سے اور جواب دینا ہے اس چیز سے کہ سمجھتا ہے اس سے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ ان کو رہنے دے اور یہ جو کہا کہ میں نے پاؤں کو وضو کر کے ان میں داخل کیا ہے تو ایک روایت میں ہے کہ میں نے پاؤں کو ان میں داخل کیا ہے اس حال میں کہ دونوں پاؤں پاک تھے اور حمیدی کی مسند میں ہے کہ میں نے کہا یا حضرت کہ کیا کوئی ہم میں سے اپنے موزوں پر مسح کرے فرمایا ہاں جب کہ داخل کرے ان کو اس حال میں کہ دونوں پاؤں پاک ہوں اور ابن خزیمہ نے صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حکم کیا ہم کو حضرت ﷺ نے یہ کہ مسح کریں ہم موزوں پر جب کہ ہم ان کو پاکی کی حالت میں پہنیں تین دن سفر میں اور ایک دن رات حالت اقامت میں ۔ ابن خزیمہ نے کہا کہ میں نے اس کو مزنی کے واسطے ذکر کیا تو اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ہمارے اصحاب نے پس تحقیق وہ قوی تر حجت ہے واسطے شافعی رحمہ اللہ کے اور حدیث صفوان رضی اللہ عنہ کی اگرچہ صحیح ہے لیکن بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں حدیث باب کے موافق ہے واسطے اس کے دلالت میں اوپر شرط ہونے طہارت کے وقت پہننے موزوں کے اور اشارہ کیا مزنی نے کہ اس مسئلے میں اختلاف ہے اور حاصل اختلاف کا یہ ہے کہ شافعی رحمہ اللہ اور جمہور نے حمل کیا ہے طہارت کو اوپر طہارت شرعی کے وضو میں اور خلاف کیا ہے ان کا داؤد نے پس کہا کہ جب پہننے کے وقت اس کے پاؤں پر پلیدی نہ ہو تو جائز ہے واسطے اس کے مسح کرنا اوپر ان کے اگرچہ پہننے کے وقت بے وضو ہو اور اگر تیمّم کرے پھر ان کو پہنے تو نہیں جائز ہے واسطے اس کے مسح نزدیک جمہور کے اس واسطے کہ تیمّم مباح کرنے والا ہے نہ اٹھانے والا یعنی ناپاکی کو اٹھا نہیں سکتا اور خلاف کیا ہے اصبغ نے اور اگر وضو کی نیت سے اپنے دونوں پاؤں کو دھوئے پھر ان کو پہنے پھر باقی اعضاء کو دھوئے اور وضو کامل کرے تو نہیں جائز ہے اس کو مسح کرنا نزدیک شافعی رحمہ اللہ کے اور جو اس کے موافق ہے اوپر واجب ہونے ترتیب کے وضو میں اور اسی طرح نزدیک اس کے جو اس کو واجب نہیں کہتا بنا بر اس کے کہ طہارت ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوتی لیکن کہا صاحب ہدایہ نے حنفیہ سے کہ شرط جائز ہونے مسح کے پہننا دونوں کا ہے اوپر طہارت کاملہ کے اور مراد ساتھ کاملہ کے وقت بے وضو ہونے کی ہے نہ وقت پہننے کی یعنی جس وقت بے وضو ہوا ہے اس وقت وضو کا کامل ہونا شرط ہے موزے پہننے کے وقت وضو کا کامل ہونا شرط نہیں پس اس صورت میں (یعنی جب کہ وضو کی نیت سے پہلے اپنے دونوں پاؤں کو دھوئے پھر موزوں کو پہنے پھر باقی وضو کو کامل کرے) جب وضو کو کامل کرے پھر بے وضو ہو تو جائز ہے اس کو مسح کرنا اس واسطے کہ بے وضو ہونے کے وقت طہارت کاملہ پر تھا اور حدیث حجت ہے اوپر اس کے

اس واسطے کہ ٹھہرایا ہے حضرت ﷺ نے طہارت کو پہلے پہننے موزے کے شرط واسطے جائز ہونے مسح کے اور جو شرط کے ساتھ معلق ہو وہ صحیح نہیں ہوتا مگر اس شرط کے پائے جانے سے اور تحقیق تسلیم کرلیا ہے اس نے کہ مراد ساتھ طہارت کے طہارت کاملہ ہے اور اگر باترتیب وضو کرے اور ایک پاؤں باقی رہے پھر موزہ پہنے پھر دوسرے کو دھو کے اس میں موزہ پہنے تو نہیں جائز ہے واسطے اس کے مسح نزدیک اکثر کے اور جائز رکھا ہے اس کو ثوری اور کوفیوں نے اور مزنی شافعی کے ساتھی نے اور مطرف مالک کے ساتھی نے اور ابن منذر وغیرہم نے واسطے صادق ہونے اس بات کے کہ تحقیق داخل کیا اس نے ہر ایک پاؤں کو موزے میں اس حال میں کہ پاک تھا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ جو حکم کہ مرتب ہو تثنیہ پر وہ غیر اس حکم کا ہے جو مرتب ہو واحد پر اور ضعیف کہا ہے اس کو ابن دقیق العید نے اس واسطے کہ احتمال باقی ہے لیکن اگر جوڑی جانے ساتھ اس کے دلیل جو دلالت کرے اس پر کہ طہارت ٹکڑے ٹکڑے ہوتی ہے تو باوجہ ہوگا۔

فائدہ: مسح موزوں پر خاص ہے ساتھ وضو کے نہیں داخل ہے واسطے غسل کے بیچ اس کے ساتھ اجماع کے یعنی غسل میں موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں۔

فائدہ دوسرا: اور اگر اتارے موزوں کو بعد مسح کے پہلے گزرنے مدت کے نزدیک اس شخص کے جو مسح کے وقت مقرر کرنے کا قائل ہے تو وضو کو دوہرائے نزدیک احمد اور اسحاق وغیرہ کے اور دھو ڈالے اپنے پاؤں کو نزدیک کوفیوں کے اور مزنی اور ابو ثور کے اور اسی طرح کہا ہے مالک اور لیث نے مگر یہ کہ دراز ہو اور کہا حسن اور ابن ابی لیلیٰ اور ایک جماعت نے کہ نہیں اس پر دھونا پاؤں کا اور قیاس کیا ہے انہوں نے اس کو اوپر اس شخص کے جو اپنے سر کا مسح کرے پھر اس کو منڈا ڈالے تو نہیں واجب ہوتا اس پر دوہرانا مسح کا اور اس میں نظر ہے۔

فائدہ تیسرا: نہیں روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وہ چیز جو دلالت کرے اوپر مقرر کرنے مسح کے اور یہی قول جمہور کا ہے کہ مسح موزے کے واسطے وقت مقرر ہے یعنی مسافر کو تین دن رات مسح کرنا درست ہے اور جو گھر میں ہو اس کو ایک دن رات اس سے زیادہ کرنا درست نہیں اور اختلاف کیا ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مشہور قول میں پس کہا کہ مسح کرے جب تک کہ نہ اتارے اور روایت کی ہے مسلم نے توقیت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور اس باب میں ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور صحیح کہا ہے اس کو شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَتَوَضَّأْ مِنْ لَحْمِ الشَّاةِ وَالسَّوِيْقِ وَأَكَلَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمْ يَتَوَضَّؤُوْا.

بکری کے گوشت اور ستو سے وضو نہ کرنے کا بیان اور حضرت ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے بکری کا گوشت کھایا اور وضو نہ کیا۔

فائدہ: نص کی اوپر گوشت بکری کے تاکہ درج ہو وہ چیز کہ مانند اس کی ہے جو اس سے کم ہے بطریق اولیٰ اور اوپر

جو اس سے اوپر ہے پس شاید اُس نے اشارہ کیا ہے طرف مستثنیٰ ہونے اونٹ کے گوشت کے اس واسطے کہ جس نے اس کو عموم جواز سے خاص کیا ہے اس نے اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ اس کی زہومت (چکنائی) سخت ہے پس اسی واسطے نہیں مقید کیا اس کو ساتھ اس کے کہ پکا ہوا ہو اور اس میں دو حدیثیں ہیں نزدیک مسلم کے اور یہ قول احمد کا ہے اور اختیار کیا ہے اس کو ابن خزیمہ وغیرہ محدثین نے اور یہ جو کہا کہ ستو سے تو ابن متین نے کہا کہ باب کی حدیثوں میں ستو کا ذکر نہیں اور جواب دیا گیا ہے کہ وہ بطریق اولیٰ داخل ہے کہ جب نہ وضو کیا گوشت سے باوجود چکنا ہونے اس کے کی تو نہ ہونا وضو کا ستو سے اولیٰ ہے اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف حدیث باب کی جو اس کے بعد ہے۔ (فتح)

۲۰۰ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۲۰۰۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے مونڈھے کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

۲۰۱ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَلْقَى السِّكِّيْنَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۲۰۱۔ امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کا مونڈھا کاٹتے دیکھا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی طرف بلائے گئے پس آپ نے چھری کو پھینکا اور نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

فائدہ: ان حدیثوں میں ستو کا کہیں ذکر نہیں ہے لیکن بالمقانسہ گوشت سے اس کا حکم بھی معلوم ہوتا ہے بایں طور کہ جب بکری کے گوشت کھانے سے باوجود چرب ہونے اس کے کی وضو کرنا نہیں آتا ہے تو ستو سے بطریق اولیٰ وضو کرنا لازم نہیں آئے گا اس لیے کہ اس میں تو چکناہٹ کا کہیں ذرہ بھی نہیں ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ پھر آپ نے چھری کو پھینکا تو بیہقی نے اس حدیث کے اخیر میں زیادہ کیا ہے کہ زہری نے کہا پس یہ قصہ لوگوں میں مشہور ہوا ہے پھر خبر دی گئی مردوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے اور کہا عورتوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کیا کرو آگ کی پکی چیز سے وضو کرنے کا حکم مباح ہونے کی حدیثوں کا ناسخ ہے اس واسطے کہ اباحت سابق ہے اور اعتراض کیا گیا ہے اوپر اس کے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے کہ

دونوں حکموں سے پچھلا حکم حضرت ﷺ کا یہ ہے کہ آگ کی پکی چیز سے وضو کرنا واجب نہیں روایت کی ہے یہ حدیث ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ نے اور ابن حبان وغیرہ نے اور ابو داؤد وغیرہ نے کہا کہ مراد ساتھ امر کے اس جگہ شان اور قصہ ہے نہ مقابل نہی کے اور یہ حدیث مختصر ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو مشہور ہے بیچ قصے اس عورت کے جس نے حضرت ﷺ کی دعوت کی تھی کہ حضرت ﷺ نے بکری کا گوشت کھایا پھر وضو کیا اور ظہر کی نماز پڑھی پھر اس کا گوشت کھایا پھر عصر کی نماز پڑھی اور وضو نہ کیا پس احتمال ہے کہ یہ قصہ واقع ہوا ہو پہلے حکم کرنے سے ساتھ وضو کرنے کے آگ کی پکی ہوئی چیز سے اور یہ کہ وضو کرنا آپ کا واسطے نماز ظہر کے بہ سبب وضو ٹوٹ جانے کے تھا نہ بہ سبب گوشت کھانے بکری کے اور حکایت کی ہے بیہقی نے عثمان دارمی سے کہ اس نے کہا کہ جب باب کی حدیثیں مختلف ہوئیں اور نہ ظاہر ہوا راجح تو نظر کی ہم نے طرف اس چیز کی کہ عمل کیا ہے ساتھ اس کے خلفائے راشدین نے بعد آپ کے سو ترجیح دی ہم نے ساتھ اس کے ایک دو جانب کو اور راضی ہوا ہے نووی ساتھ اس کے شرح مہذب میں اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگئی حکمت شروع کرنے بخاری رحمہ اللہ کی باب کی حدیث کو ساتھ اثر کے جو منقول ہے تین خلیفوں سے کہا نووی نے تھا اختلاف اس میں معروف درمیان اصحاب اور تابعین کے پھر قرار پایا اجماع اس پر کہ آگ کی پکی چیز سے وضو لازم نہیں مگر جو چیز کہ پہلے گزر چکا ہے مستثنیٰ ہونا اس کا اونٹوں کے گوشت سے اور خطابی نے یوں تطبیق دی ہے کہ امر کی حدیثیں استحباب پر محمول ہیں نہ واجب ہونے پر یعنی وضو کرنا مستحب ہے واجب نہیں اور استدلال کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے نماز میں ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ حکم ساتھ مقدم کرنے رات کے کھانے کے اوپر نماز کے خاص ہے ساتھ غیر امام دائمی کے اور اوپر جواز کاٹنے گوشت کے ساتھ چھری کے اور نہی میں اس سے ایک حدیث ضعیف ہے بیچ ابو داؤد کے پس اگر ثابت ہو تو خاص کی جائے گی ساتھ ہونے حاجت کے جو بلانے والی ہے طرف اس کی واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے مانند ہونے سے ساتھ عجمیوں اور اہل نعمت کے اور اس میں ہے کہ شہادت نفی پر جب کہ محصور ہو قبول کی جاتی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ مَضْمَضَ مِنَ السَّوِيقِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

ستو سے فقط کلی کرنا اور وضو نہ کرنا۔

٢٠٢ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلٰى بَنِي حَارِثَةَ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ أَدْنٰى خَيْبَرَ

٢٠٢۔ سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جنگِ خیبر کے سال حضرت ﷺ کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ جب صہباء (ایک جگہ کا نام ہے قریب خیبر کے) میں پہنچے اور وہ جگہ نزدیک خیبر کے ہے یعنی اس کی طرف مدینے کے متصل ہے پس حضرت ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی پھر خرچ سفر منگوایا سو نہ لایا گیا آپ کے پاس مگر ستو تو حضرت ﷺ نے حکم کیا اس

فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيقِ فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ فَأَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

کے بھگونے کا پس بھگویا گیا سو رسول اللہ ﷺ نے کھایا اور ہم نے بھی کھایا پھر حضرت ﷺ مغرب کی طرف کھڑے ہوئے اور کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی پس آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ستو کھانے سے وضو نہیں آتا اور یہ جو کہا کہ پھر سفر خرچ منگوایا تو اس میں جمع ہونا رفیقوں کا ہے اوپر خرچ کے سفر میں اگرچہ بعض بہت کھاتے ہوں اور اس میں اٹھانا خرچ راہ کا سفر میں اور یہ توکل میں قدح نہیں کرتا اور استنباط کیا ہے اس سے مہلب نے کہ امام پکڑے اناج بند رکھنے والوں کو ساتھ نکالنے اناج کے وقت کم ہونے اناج کے تاکہ اس کو اہل حاجت کے ہاتھ بیچیں اور یہ کہ امام نظر کرے واسطے اہل لشکر کے پس جمع کرے تو شے کو تاکہ پائے اس سے جس کے پاس خرچ رہ نہیں اور یہ جو کہا کہ پھر کلی کی یعنی پہلے داخل ہونے سے نماز میں اور فائدہ کلی کا ستو سے اگرچہ اس کے واسطے چکنائی نہیں ہے کہ اس کا بقایا بند رہتا ہے دانتوں میں اور منہ کی طرفوں میں پس باز رکھتا ہے اس کو تلاش کرنا اس کا نماز کے احوال سے اور یہ جو کہا کہ نہ وضو کیا یعنی بہ سبب کھانے ستو کے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کہ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنی جائز ہیں اور اس پر کہ کھانے کے بعد کلی کرنی مستحب ہے اور میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو اس کے بعد ہے ترجمہ باب کا ذکر نہیں پس کہا گیا ہے کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طرف اس کی کہ وہ واجب نہیں ساتھ دلیل ترک کرنے اس کے کی اس حدیث میں باوجود یکہ کھائی گئی چیز چکنائی ہے محتاج ہے طرف کلی کرنے کے اس سے پس ترک کیا اس کو واسطے بیان جواز کے اور بعض نسخوں میں یہ حدیث پہلے باب میں داخل ہے بنا بر اس کے پس ناقل کی غلطی ہے۔ (فتح)

٢٠٣ ـ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عِنْدَهَا كَتِفًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۲۰۳۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے نزدیک بکری کے مونڈھے کا گوشت کھایا پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

بَابٌ هَلْ يُمَضْمِضُ مِنَ اللَّبَنِ.

دودھ پینے سے کلی کرنی چاہیے۔

٢٠٤ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ وَقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

۲۰۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا پس کلی کی اور فرمایا کہ اس کے واسطے چکنائی ہے یعنی

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ إِنَّ لَهُ دَسَمًا تَابَعَهُ يُوْنُسُ وَصَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

دودھ میں چکنائی ہے اس میں کلی کرنی چاہیے۔

فائدہ: اس حدیث میں بیان ہے علت کلی کرنے کا دودھ سے یعنی اس کی علت یہ ہے کہ اس کے واسطے چکنائی ہے پس دلالت کرتی ہے یہ حدیث اوپر مستحب ہونے اس کے ہر چیز سے کہ اس کے واسطے چکنائی ہو اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے مستحب ہونا دونوں ہاتھوں کے دھونے کا واسطے ستھرائی کے اور ایک روایت میں امر کا صیغہ آیا ہے یعنی کلی کرو اور یہ امر واسطے استحباب کے ہے اور دلیل اس پر یہ ہے کہ امر واسطے استحباب کے ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس حدیث کے راوی کا قول ہے کہ اس نے دودھ پیا پھر کہا اگر میں کلی نہ کروں تو کچھ پرواہ نہیں اور ابوداؤد نے روایت کی ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا نہ کلی کی اور نہ وضو کیا۔ (فتح)

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ النَّوْمِ وَمَنْ لَّمْ يَرَ مِنَ النَّعْسَةِ وَالنَّعْسَتَيْنِ أَوِ الْخَفْقَةِ وُضُوْءًا.

نیند سے وضو کرنے کا بیان اور بیان اس شخص کا جو ایک بار اونگھ آنے اور دو بار اونگھ آنے سے اور سر کے جھک جانے سے وضو کو واجب نہیں جانتا۔

فائدہ: یعنی کیا سونے سے وضو مستحب ہے یا واجب؟ اور ظاہر اس کی کلام سے یہ ہے کہ نعاس کا نام سونا رکھا جاتا ہے اور مشہور یہ ہے کہ دونوں کے درمیان فرق ہے اور یہ کہ جس کے حواس برقرار ہوں اس طور سے کہ اپنے ساتھی کا کلام سنے اور اس کے معنی نہ سمجھے تو اس کو اونگھنے والا کہتے ہیں اور جو اس سے زیادہ ہو اس کو سونے والا کہتے ہیں اور نشانی سونے کی خواب کا آنا ہے دراز ہو یا کہ چھوٹی اور یہ جو کہا جو نہیں دیکھتا الخ۔ تو یہ قول اکثر کا ہے کہا یک دو بار اونگھنے اور سر جھکنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اونگھنے کو خواب ٹھہیرانی سے نکالا جاتا ہے کہ جو کہتا ہے سونا خود حدث ہے یعنی وضو کا توڑنا وہ اونگھنے سے وضو کو واجب کرتا ہے اور روایت کی ہے مسلم نے اپنی صحیح میں بیچ قصے نماز ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رات میں کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جب میں اونگھتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میرے کان کو پکڑتے تھے پس دلالت کی اس نے اس پر کہ وضو نہیں واجب ہے غیر مستغرق پر اور ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ واجب ہے وضو ہر سونے والے پر مگر جس کا سر جھکے۔ ہروی نے کہا کہ خفق کے معنی یہ ہیں کہ اس کی ٹھوڑی سینے پر پڑے اور اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے طرف حدیث انس رضی اللہ عنہ کی کہ تھے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار کرتے نماز جماعت کی پس اونگھتے یہاں تک کہ ان کے سر جھک جاتے پھر نماز کی طرف کھڑے ہوتے یعنی اور وضو نہ کرتے۔ (فتح)

۲۰۵ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّهٗ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهٗ.

۲۰۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اونگھے نماز پڑھتے تو چاہیے کہ سو رہے یہاں تک کہ اس کی نیند جاتی رہے اس واسطے کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑے گا اونگھتا ہوا تو اس کو نہ معلوم ہوگا شاید وہ تو مغفرت مانگنے کا قصد کرے سو اپنی جان کو کوسنے لگے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محض اونگھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے ورنہ اس علت کی کوئی حاجت نہ تھی بلکہ صاف حکم فرمادیتے کہ وہ پھر نئے سرے سے وضو کرے اور یہ جو کہا کہ پس چاہیے کہ سو رہے تو نسائی کی روایت میں ہے کہ پس چاہیے کہ پھرے اور مراد ساتھ اس کے سلام پھیرنی ہے نماز سے یعنی نماز سے سلام پھیرے اور حمل کیا ہے اس کو مہلب نے ظاہر پر پس کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا اس کو ساتھ کاٹنے نماز کے واسطے غلبے نیند کے پس دلالت کی اس نے کہ جب اونگھنا اس سے کم ہو تو وہ معاف ہے اور اجماع ہے علماء کا اس پر کہ سونا تھوڑا وضوء کو نہیں توڑتا اور خلاف کیا ہے مزنی نے پس کہا کہ مطلق سونا وضو کو توڑ ڈالتا ہے خواہ تھوڑا ہو یا بہت سو توڑا اس نے اجماع کو اسی طرح کہا ہے مہلب نے اور تابع ہوا ہے اس کے ابن بطال اور ابن متین وغیرہ اور تحقیق انہوں نے زبردستی کی ہے مزنی پر اس دعوے میں اس واسطے کہ تحقیق نقل کیا ہے ابن منذر وغیرہ نے بعض اصحاب اور تابعین سے کہ سونا حدث ہے توڑتا ہے وضو کو تھوڑا ہو یا زیادہ اور یہی قول ابو عبیدہ اور اسحاق بن راہویہ کا ابن منذر نے کہا کہ میرا بھی یہی قول ہے واسطے عام ہونے حدیث صفوان کے یعنی جس کو ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے پس اس میں ہے کہ مگر پائخانے سے اور پیشاب سے اور سونے سے پس برابری کی درمیان اُن کے حکم میں اور مراد ساتھ تھوڑے اور بہت کے دراز ہونا ہے اس کے زمانے کا اور چھوٹا ہونا نہ ابتدا اس کی اور جن لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ سونا جگہ گمان وضو ٹوٹنے کی ہے ان کو اختلاف ہے کئی اقوال پر ایک فرق کرنا درمیان تھوڑے اور بہت اس کے کی اور یہ قول زہری اور مالک کا ہے اور ایک فرق کرنا ہے درمیان لیٹنے والے اور غیر اس کے کی اور یہ قول ثوری کا ہے اور ایک فرق کرنا درمیان لیٹنے والے اور تکیہ کرنے والے کے اور غیر ان کے کی اور یہ قول اصحاب رائے کا ہے یعنی حنفیوں کا اور فرق کرنا ہے درمیان اُن دونوں کے درمیان سجدہ کرنے والے کے ساتھ قصد کرنے اس کے کی سونے کو اور درمیان غیر اُن کے کی اور یہ قول ابو یوسف کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بیٹھنے والے کے غیر کا سونا مطلق نہیں توڑتا اور یہ شافعی رحمہ اللہ کا قدیم قول ہے اور اُسی سے تفصیل ہے کہ نماز کے باہر توڑ ڈالتا ہے اور نماز کے اندر نہیں توڑتا اور تفصیل کی ہے جدید

قول میں درمیان بیٹھنے والے کے جو قرار پکڑنے والا ہو پس نہیں توڑتا اور درمیان غیر اس کے کی پس توڑ ڈالتا ہے اور مہذب میں ہے کہ اگر پائے اُس سے سونا اور وہ بیٹھا ہو اور محل حدث کا اُس سے زمین پر قرار پکڑنے والا ہو تو ظاہر یہ قول ہے کہ اس کے وضو کو نہیں توڑتا اور بویطی نے کہا کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہ اختیار مزنی کا ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ لفظ بویطی کا نہیں ہے صریح بیچ اس کے اس واسطے کہ تحقیق اس نے کہا ہے کہ سو گیا بیٹھا یا کھڑا پس دیکھا خواب کو تو واجب ہے اس پر وضو نووی نے کہا کہ یہ قول شافعی رحمہ اللہ کا تاویل کرنے کے لائق ہے یعنی اس کے ظاہری معنی مراد نہیں اور یہ جو کہا کہ جب تم میں سے کوئی الخ تو مہلب نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے طرف علت کی جو واجب کرنے والی ہے واسطے قطع کرنے نماز کے پس جو ایسے حال میں ہو جائے اس کا وضو بالا جماع ٹوٹ جاتا ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اشارہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جواز قطع کرنے نماز کی طرف ہے یا پھرنا جب کہ سلام کرے اس سے اور اپیر وضو کا ٹوٹنا پس نہیں ظاہر ہوتا حدیث کے سیاق سے اس واسطے کہ جاری ہونا اُس چیز کا کہ مذکور ہوئی زیادہ ممکن ہے اونگھنے والے سے اور وہی قائل ہے کہ تھوڑا سونا وضو کو نہیں توڑتا پس کس طرح ٹوٹے گا اونگھنے سے اور جو مہلب نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے وہ توڑا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ صحیح ہو چکا ہے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے کہ سونا مطلق وضو کو نہیں توڑتا اور صحیح مسلم اور ابو داؤد میں ہے کہ تھے اصحاب انتظار کرتے نماز جماعت کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس سو جاتے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے پس محمول ہے یہ اس پر کہ تھا یہ سونا ان سے بیٹھنے کی حالت میں لیکن مسند بزار میں ساتھ سند صحیح کے ہے اس حدیث میں کہ اپنے پہلو کو زمین پر رکھتے تھے سو بعض ان میں سے سو جاتے تھے پھر نماز کی طرف کھڑے ہوتے تھے اور یہ جو کہا کہ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنے اوپر بددعا کرے اور احتمال ہے کہ ہو علت نہی کی یہ کہ دعا قبول ہونے کی گھڑی کو موافق ہو اور اس میں لینا ہے ساتھ احتیاط کے اس واسطے کہ علت بیان کی اس کے ساتھ امر محتمل کے اور رغبت دلانا ہے اوپر خشوع کے اور حاضر کرنا دل کا واسطے عبادت کے اور پرہیز کرنے بندگیوں میں مکروہ چیزوں سے اور جائز ہونا دعا کا نماز میں بغیر قید کرنے کے ساتھ کسی چیز معین کے اور یہ حدیث اور اگلی عام ہے ہر نماز کو خواہ فرض نماز ہو یا نفل۔ (فتح)

٢٠٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنَمْ حَتّٰى يَعْلَمَ مَا يَقْرَأُ.

٢٠٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی نماز میں اونگھنے لگے تو اس کو چاہیے کہ لیٹ جائے یہاں تک کہ جانے جو پڑھے۔

فائدہ: سونے کے بعد ایسا ہوش ہو کہ اپنے پڑھے کو جانے کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں تب نماز پڑھے اور نیند کی حالت میں نماز اس واسطے منع فرمائے کہ ایسی حالتیں آدمی کہتا ہے کچھ اور نکلتا ہے اور کچھ۔

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ. وضو پر وضو کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی کیا حکم ہے اور مراد تازہ وضو کرنا ہے بغیر ٹوٹنے پہلے وضو کے اور تحقیق ذکر کیا ہے ہم نے اختلاف علماء کا کتاب الوضوء کی ابتداء میں نزدیک ذکر کرنے اس آیت کے ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ﴾ الخ اور یہ کہ بہت علماء ان میں سے قائل ہیں کہ اصل آیت کی یوں ہے کہ جب تم نماز کی طرف کھڑے ہو اس حال میں کہ بے وضو ہو اور استدلال کیا ہے اس پر دارمی نے اپنی مسند میں ساتھ اس حدیث کے کہ نہیں وضو مگر ٹوٹنے سے اور حکایت کی ہے شافعی رحمہ اللہ نے اُن اہل علم سے جن سے اس نے ملاقات کی کہ اصل آیت کی یوں ہے کہ تم سونے سے کھڑے ہو اور پہلے گزر چکا ہے کہ بعض علماء نے اس کو ظاہر پر حمل کیا ہے اور کہا کہ واجب ہے نیا وضو کرنا واسطے ہر نماز کے پھر اختلاف کیا ہے انہوں نے کہ کیا یہ حکم واجب ہونے کا منسوخ ہے یا بدستور باقی ہے اور دلالت کرتی ہے منسوخ ہونے پر وہ چیز جو روایت کی ہے ابو داؤد نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ نے عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ وضو کے واسطے ہر نماز کے پھر جب دشوار ہوا یہ اُن پر تو حکم کیا ساتھ مسواک کرنے کے اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہونا وضو کا واسطے ہر نماز کے بدستور باقی ہے جیسا کہ جزم کیا ہے ساتھ اس کے طحاوی نے اور نقل کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے عکرمہ سے اور ابن سیرین وغیرہ سے اور بعید جانا ہے اس کو نووی نے اور میل کی ہے طرف تاویل اس کی کے اگر ثابت ہو اُن سے اور جزم کیا ہے نووی نے ساتھ اس کے کہ اجماع اقرار پا چکا ہے اوپر نہ واجب ہونے کی اور ممکن ہے حمل کرنا آیت کا اس کے ظاہر پر بغیر نسخ کے اور ہوگا امر بیچ حق بے وضو لوگوں کے وجوب پر اور بیچ حق غیر ان کے مستحب ہونے ہونے پر اور حاصل ہوا بیان اس کا ساتھ سنت کے جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے۔ (فتح)

۲۰۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ قُلْتُ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ قَالَ يُجْزِئُ

۲۰۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وقت نیا وضو کرتے تھے میں نے کہا کہ تم کیسے کیا کرتے تھے؟ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے ایک کو وضو کفایت کرتا تھا جب تک کہ اس کا وضو نہ ٹوٹے یعنی جب تک ہمارا پہلا وضو نہ ٹوٹتا تب تک اسی وضو سے نماز پڑھتے دوسرا وضو نہ کرتے۔

أَحَدَنَا الْوُضُوْءُ مَا لَمْ يُحْدِثْ.

فائدہ: حضرت ﷺ ہر نماز کے وقت نیا وضو کرتے اگرچہ آپ کا پہلا وضو بھی قائم ہوتا پھر بھی آپ اس پر نیا وضو کر لیتے اور یہ جو کہا کہ وقت ہر نماز کے یعنی فرض نماز کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے خواہ باوضو ہوتے یا بے وضو اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ یہ آپ کی عادت تھی لیکن حدیث سوید کی جو باب میں ہے دلالت کرتی ہے اس پر کہ مراد اکثر اوقات ہے کہا طحاوی نے احتمال ہے کہ ہو یہ واجب خاص حضرت ﷺ پر پھر منسوخ ہوا دن فتح مکہ کے واسطے حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن سب نمازیں ایک وضو سے پڑھیں اور یہ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا تو فرمایا کہ میں نے جان بوجھ کر اس کو کیا ہے اور احتمال ہے کہ کیا ہو اس کو بطورِ مستحب ہونے کے پھر خوف کیا اس سے کہ مبادا گمان کیا جائے واجب ہونا اس کا پس ترک کیا اس کو واسطے بیانِ جواز کے میں کہتا ہوں کہ یہ قریب تر ہے اور بر تقدیر پہلے احتمال کے پس منسوخ ہونا تھا پہلے فتح کے ساتھ دلیل حدیث سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ وہ خیبر میں تھے اور فتح سے کچھ زمانہ پہلے ہے اور یہ جو کہا کہ تم کس طرح کیا کرتے تھے؟ تو اس کا قائل عمرو بن عامر ہے اور مراد اصحاب ہیں اور نسائی میں عمرو سے روایت ہے کہ اس نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ ہر نماز کے واسطے وضو کیا کرتے تھے یعنی اگرچہ باوضو ہوتے اس نے کہا ہاں اور ہم سب نمازیں ایک وضو سے پڑھتے تھے۔ (فتح الباری)

۲۰۸ ۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سُوَيْدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَلَمَّا صَلّٰى دَعَا بِالْأَطْعِمَةِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَأَكَلْنَا وَشَرِبْنَا ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ ثُمَّ صَلّٰى لَنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۲۰۸۔ سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ جنگ خیبر کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ جب پہنچے ہم صہباء میں تو ہم کو رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی سو جب حضرت ﷺ نماز پڑھ چکے تو کھانا طلب کیا پس نہ لایا گیا مگر ستو سو کھایا ہم نے اور پیا ہم نے پھر نبی ﷺ نماز مغرب کی طرف کھڑے ہوئے سو آپ نے کلی کی پھر ہم کو مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا۔

فائدہ: یعنی عصر کے وضو سے مغرب کی نماز پڑھائی۔

بَابٌ مِنَ الْكَبَآئِرِ أَنْ لَّا يَسْتَتِرَ مِنْ بَوْلِهِ.

باب ہے بیان میں اس بات کے کہ اپنے پیشاب سے نہ بچنا کبیرہ گناہ ہے یعنی جس کے پرہیز کرنے سے مغفرت کا وعدہ دیا گیا ہے۔

۲۰۹ ۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَآئِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ أَوْ مَكَّةَ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِيْ قُبُوْرِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰى كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْاٰخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلٰى كُلِّ قَبْرٍ مِّنْهُمَا كِسْرَةً فَقِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهٗ أَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا أَوْ إِلٰى أَنْ يَّيْبَسَا.

۲۰۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ یا مدینہ کے باغوں میں سے کسی باغ پر گزرے سو آپ نے دو آدمیوں کا آواز سنا جو اپنی قبروں میں عذاب کیے جاتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دونوں عذاب کیے جاتے ہیں اور نہیں عذاب کیے جاتے کسی مشکل کام میں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں کیوں نہیں ان دونوں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا یعنی پیشاب کرتے وقت اس کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی لے جاتا تھا یعنی ایک دوسرے کی چغلی کر کے آپس میں فساد ڈلواتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منگوائی ایک چھڑی کھجور کی پس اس کو چیر کر دو ٹکڑے کیا پھر دونوں قبروں سے ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا سو کسی نے آپ سے عرض کی کہ یہ کام آپ نے کس واسطے کیا ہے سو آپ نے فرمایا شاید کہ ان سے عذاب کی تخفیف ہو جائے جب تک کہ وہ خشک نہ ہو یعنی جب تک وہ تر رہیں گی تو اللہ کی تسبیح کریں گی اس کی برکت سے ان کے عذاب میں تخفیف ہو گی۔

فائدہ: اس حدیث کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ وہ گناہ اُن کے خیال میں کبیرہ نہیں تھا نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی کبیرہ نہیں تھا دوسرا یہ کہ کبیرہ کے معنی یہ ہیں کہ ان پر بچنا ان گناہوں سے مشکل نہ تھا اس لیے کہ بول سے بچنا اور چغلی کا ترک کرنا کوئی بھاری مشکل امر نہیں ہے جو آدمی سے نہ ہو سکے بلکہ بہت آسان امر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے وَإِنَّهٗ لَكَبِيْرٌ یعنی بے شک وہ بڑا ہے اور اس قول کے معنی میں اختلاف ہے پس کہا ابو عبدالملک بونی نے کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا ہو کہ وہ کبیرہ نہیں پھر آپ کو اسی وقت وحی ہوئی کہ وہ کبیرہ ہے تو پہلے وہم کو آپ نے دفع کیا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ مستلزم ہے اس کو کہ ہو منسوخ اور نسخ نہیں داخل ہوتا

خبر میں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ حکم کرنا ساتھ خبر کے جائز ہے منسوخ ہونا اس کا پس قول آپ کا وَمَا یُعَذَّبَانِ خبر دیتی ہے ساتھ حکم کے پھر جب آپ کو وحی ہوئی کہ وہ کبیرہ ہے اور خبر دی آپ نے ساتھ اس کے تو ہو نسخ واسطے اس حکم کے اور بعض کہتے ہیں کہ احتمال ہے کہ ضمیر اِنَّہٗ عذاب کی طرف پھرتی ہو جیسا کہ صحیح ابن حبان میں وارد ہو چکا ہے کہ وہ سخت عذاب کیے جاتے ہیں آسان گناہ میں اور کہا داؤدی اور ابن عربی نے کہ جس کبیرے کی نفی کی ہے وہ ساتھ معنی اکبر کے ہے اور جس کو ثابت کیا ہے وہ ایک کبیرے گناہوں سے ہے یعنی یہ زیادہ تر کبیرہ گناہ نہیں مانند قتل کی مثلا اگر چہ فی الجملہ کبیرہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صورت میں کبیرہ نہیں اس واسطے کہ معاملہ اس کا دلالت کرتا ہے اوپر دناءت اور حقارت کے اور وہ کبیرہ ہے گناہ میں اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں ہے کبیرہ ان دونوں کے اعتقاد میں یا مخاطبین کے اعتقاد میں اور وہ اللہ کے نزدیک کبیرہ ہے مانند اس آیت کی ﴿وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ﴾ اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ ان پر ان گناہوں سے بچنا مشکل نہ تھا اور اسی اخیر کے ساتھ جزم کیا ہے بغوی وغیرہ نے اور ترجیح دی ہے اس کو ابن دقیق العید اور ایک جماعت نے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مجرد کبیرہ نہیں بلکہ ساتھ ہمیشگی کرنے کے اوپر اس کے اور سیاق سے یہی معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ وصف کیا ہے ہر ایک کو ان دونوں میں سے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اوپر نو پیدا ہونے کے اس سے اور ہمیشگی کرنے اس کے کی اوپر اس کے واسطے لانے کے ساتھ صیغہ مضارع کے بعد کان کے اور یہ جو کہا لَا یَسْتَتِرُ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ پیشاب سے نہ بچتا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی شرمگاہ کو نہ چھپاتا تھا اور یہ معنی ضعیف ہیں اس واسطے کہ اگر عذاب دینا واقع ہوتا اوپر کھولنے شرمگاہ کے تو البتہ مستقل ہوتا کھولنا ستر کا ساتھ سبب ہونے کے اور ڈالا جانا اعتبار پر پیشاب کا پس مرتب ہوتا عذاب اوپر کھولنے ستر کے برابر ہے کہ پیشاب پایا جاتا یا نہ پایا جاتا اور نہیں پوشیدہ ہے جو اس میں ہے اعتراض سے اور ابن دقیق العید نے کہا کہ اگر حمل کیا جاتا استتار کو اپنی حقیقت پر تو البتہ لازم آتا کہ ہو مجرد کھولنا شرمگاہ کا سبب عذاب مذکور کا اور سیاق حدیث کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ بے شک واسطے پیشاب کے بہ نسبت عذاب قبر کی ایک خصوصیت ہے اشارہ کرتی ہے طرف اس کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جس کو ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے کہ اکثر عذاب قبر کا پیشاب سے ہے یعنی بہ سبب نہ پرہیز کرنے کے اس سے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ لفظ مِن کا حدیث میں جب نسبت کیا گیا طرف پیشاب کی تو تقاضا کیا اس نے نسبت استتار کو یعنی پردہ کرنے کو جس کا نہ ہونا سبب عذاب کا ہے طرف پیشاب کی ساتھ ان معنی کے کہ ابتداء سبب عذاب کا پیشاب سے ہے پس اگر حمل کیا جائے اوپر مجرد کشف ستر کے تو البتہ دور ہوں گے یہ معنی پس متعین ہوا حمل کرنا مجاز پر تا کہ حدیث کے سب لفظ ایک معنی پر جمع ہو جائیں اور یہ جو کہا کہ چغلی لے جاتا تھا تو نووی نے کہا کہ چغلی نقل کرنا غیر کی کلام کا ہے ساتھ قصد ضرر دینے کے اور یہ نہایت بدکام ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا کرمانی نے پس کہا کہ نہیں صحیح ہے یہ اوپر قاعدے فقہاء کے

اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں کہ کبیرہ وہ ہے جو حد کو واجب کرتا ہے اور نہیں ہے چغل باز پر مگر یہ کہ کہا جائے کہ ہمیشگی کرنے نے اس کو کبیرہ ٹھہرایا ہے جو اس سے مستفاد ہوتی ہے اس واسطے کہ صغیرے پر اڑ نا حکم اس کا حکم کبیرے کا ہے یا کبیرے سے مراد اصطلاحی معنی نہیں بلکہ اس کے غیر ہیں اور جو اس نے فقہاء سے نقل کیا ہے وہ سب کا قول نہیں لیکن کلام رافعی کا خبر دیتا ہے ساتھ ترجیح اس کی کے جس جگہ حکایت کی اس نے کبیرے کی تعریف میں دو وجہیں ایک یہ اور دوسرا وہ کہ اس میں سخت عذاب کا وعدہ ہے اور ضرور ہے حمل کرنا پہلے قول کا یعنی کبیرہ وہ ہے جس میں حد واجب ہو اس پر کہ مراد ساتھ اس کے غیر اس چیز کا ہے کہ نص کی گئی ہے اس پر صحیح حدیثوں میں نہیں تو لازم آتا ہے کہ نہ گنا جائے عقوق ماں باپ کا اور گواہی جھوٹی کبیرے گناہوں سے باوجود یکہ حضرت ﷺ نے ان کو زیادہ تر کبیرے گناہوں کو فرمایا اور باقی شرح اس کی حدود میں آئے گی اگر چاہا اللہ نے ۔ (فتح) اور یہ جو کہا کہ شاید ان سے عذاب کی تخفیف ہو تو کہا مارزی نے احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو وحی ہوئی ہو کہ یہ مدت ان سے عذاب کی تخفیف ہوگی انتہی ۔ اور بنا بر اس کے پس لعل اس جگہ واسطے تعلیل کے ہے اور خطابی نے کہا کہ وہ محمول ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے دعا کی واسطے ان کے ساتھ تخفیف ہونے عذاب کے مدت باقی رہنے تری کے یعنی جب تک ان کی تری باقی رہے یہ کہ چھڑی میں کوئی معنی ہیں جو خاص کریں اس کو اور نہ یہ کہ تر میں ایک معنی ہیں جو خشک میں نہیں اور تحقیق کہا گیا ہے کہ چھڑی کے تر ہونے میں معنی یہ ہیں کہ جب تک وہ تر رہے تب تک اللہ کی تسبیح کہتی ہیں پس خاص ہوگی تخفیف عذاب کی ساتھ برکت تسبیح کے بنا بر اس کے پس عام ہوگا یہ حکم ہر چیز کو کہ اس میں تری ہو درختوں وغیرہ سے اور اسی طرح اس چیز میں برکت ہے مانند ذکر کی اور تلاوت قرآن کی بطریق اولیٰ اور کہا طیبی نے کہ حکمت بیچ ہونے ان کے کی کہ جب تک وہ تر ہیں عذاب کو منع کرتی ہیں احتمال ہے کہ معلوم نہ ہو مانند عدد زبانیہ کی اور تحقیق انکار کیا ہے خطابی نے اور اس کے تابعداروں نے رکھنے چھڑی کے سے قبر میں واسطے عمل کرنے کے ساتھ اس حدیث کے کہا طرطوسی نے کہ یہ خاص ہے ساتھ برکت ہاتھ حضرت ﷺ کے اور کہا قاضی عیاض نے اس واسطے کہ علت بیان کی گاڑنے ان کے کی قبر پر ساتھ امر غیبی کے اور قول آپ کا ہے کہ وہ عذاب کیے جاتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ جو ہم کو معلوم نہیں کہ اس کو عذاب ہوتا ہے یا نہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ بیان کریں ہم سبب واسطے اس کے بیچ ایک امر کے تخفیف کرے اس سے عذاب کو یہ کہ اگر عذاب کیا جائے جیسا کہ نہیں منع ہے ہونے ہمارے سے کہ نہیں جانتے ہم کہ رحم کیا گیا یا نہیں یہ کہ نہ دعا کریں ہم واسطے اس کے ساتھ رحمت کے اور نہیں سیاق میں وہ چیز کہ یقین دلائے اس پر کہ حضرت ﷺ نے خود اپنے ہاتھ مبارک سے چھڑی گاڑی بلکہ احتمال ہے کہ حکم ہو ساتھ گاڑنے کے کسی غیر کو اور تحقیق پیروی کی ہے بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ صحابی نے ساتھ اس کے پس مرنے کے وقت وصیت کی کہ اس کی قبر پر دو چھڑیاں رکھی جائیں اور وہ لائق تر ہے ساتھ پیروی کے اپنے غیر سے اور جن کی قبروں پر آپ نے چھڑی

گاڑی تھی وہ دونوں مرد مسلمان تھے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس چیز کہ کہ پہلے گزرے ثابت کرنا قبر کے عذاب کا ہے اور اس کی شرح جنائز میں آئے گی اگر چاہا اللہ نے اور اس میں ڈرانا ہے پیشاب کی چھینٹ پڑنے سے اور ملحق ہے ساتھ اس کے غیر اس کا پلیدوں سے بدن اور کپڑے میں اور استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر وجوب دور کرنے پلیدی کے برخلاف اس شخص کے جو خاص کرتا ہے وجوب کو ساتھ وقت ارادے نماز کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ غَسْلِ الْبَوْلِ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِصَاحِبِ الْقَبْرِ کَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَلَمْ یَذْکُرْ سِوٰی بَوْلِ النَّاسِ.

پیشاب کے دھونے کا بیان اور فرمایا نبی ﷺ نے صاحبِ قبر کے سے کہ وہ اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور حضرت ﷺ نے سوائے پیشاب آدمیوں کے اور کچھ نہیں ذکر کیا (یعنی موجبِ عذاب آدمی کا بول ہے نہ اور حیوانوں کا)۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے بیچ روایت باب کے کَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ پیشاب آدمیوں کا ہے نہ پیشاب اور حیوانوں کا پس نہ ہوگی اس میں حجت واسطے اس شخص کے کہ حمل کرتا ہے اس کو عموم پر بیچ پیشاب تمام حیوانوں کے اور گویا کہ مراد ابن بطال کی رد کرنا ہے خطابی پر جس جگہ اس نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اور پر پلید ہونے سب پیشابوں کے اور حاصل رد کا یہ ہے کہ عموم بیچ روایت من البول کے مراد ساتھ اس کے خاص ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے من بوله یا الف اور لام بدل ہے ضمیر سے لیکن ملحق ہے ساتھ پیشاب اس کی کے پیشاب اس شخص کا کہ اس کے معنی میں ہے آدمیوں سے واسطے نہ ہونے فرق کے اور اسی طرح پیشاب اس چیز کا جس کا گوشت کھایا نہیں جاتا اور لیکن جس کا گوشت کھایا جاتا ہے پس نہیں حجت ہے اس حدیث میں واسطے اُس شخص کے جو قائل ہے ساتھ پلید ہونے پیشاب اس کی کے اور واسطے اس شخص کے جو اس کو پاک کہتا ہے اور دلائل ہیں اور کہا قرطبی نے قول اس کا من البول اسم مفرد ہے نہیں چاہتا عموم کو اور اگر تسلیم کیا جائے تو وہ مخصوص ہے ساتھ دلیلوں کے جو تقاضا کرنے والی ہیں واسطے پاک ہونے پیشاب اس چیز کے کہ کھایا جاتا ہے گوشت اس کا اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی جو اسی باب میں وارد کی ہے استنجے کے باب میں پہلے گزر چکی ہے اور استدلال کرنا ساتھ اس کے اس جگہ اوپر دھونے پیشاب کے عام تر ہے استدلال کرنے سے ساتھ اس کے اوپر استنجے کے پس نہیں تکرار ہے بیچ اس کے۔ (فتح)

٢١٠ ۔ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنِیْ

٢١٠۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جائے ضرور کو باہر جاتے تو میں آپ کے پاس پانی لے

رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَطَآءُ بْنُ أَبِیْ مَیْمُوْنَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَبَرَّزَ لِحَاجَتِهٖ أَتَیْتُهٗ بِمَآءٍ فَیَغْسِلُ بِهٖ.

آتا پس آپ اس سے غسل کرتے یا ہاتھ دھوتے۔

۲۱۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَیْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ كَبِیْرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْأٰخَرُ فَكَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِیْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَیْنِ فَغَرَزَ فِیْ كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهٗ یُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ یَیْبَسَا وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَحَدَّثَنَا وَكِیْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا مِثْلَهٗ.

۲۱۱۔ اس کا ترجمہ اوپر گزر چکا ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے ہر قبر میں ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔

فائدہ: اور استدلال کرنا ساتھ اس کے اوپر دھونے پیشاب کے واضح ہے لیکن ثابت ہو چکی ہے رخصت بیچ حق ڈھیلے سے استنجاء کرنے والے کے پس استدلال کیا جائے گا ساتھ اس کے اوپر وجوب دھونے اس چیز کے کہ پھیلے اوپر محل کے۔ (فتح)

بَابُ تَرْكِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ الْأَعْرَابِیَّ حَتّٰی فَرَغَ مِنْ بَوْلِهٖ فِی الْمَسْجِدِ.

باب ہے بیان میں چھوڑ دینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک گنوار کو مسجد میں پیشاب کرتے ہوئے یہاں تک کہ وہ اپنے پیشاب سے فارغ ہوا۔

فائدہ: سوائے اس کے کچھ نہیں کہ چھوڑا انہوں نے اس کو پیشاب کرتا مسجد میں اس واسطے کہ وہ مفسدی میں شروع تھا پس اگر منع کیا جاتا تو البتہ مفسدہ زیادہ ہوتا اس واسطے کہ مسجد کا ایک حصہ تو اس کے پیشاب سے آلودہ ہو چکا تھا پس اگر منع کیا جاتا تو البتہ گھومتا دو امروں میں یا تو اس کو قطع کرتا پس ضرر پاتا اور یا اس کو نہ قطع کرتا پس نہ امن میں

ہوتا پلید کرنے اپنے بدن یا کپڑے کے سے یا مسجد کے کسی اور جگہ سے اور یہ جو کہا کہ اس کو چھوڑ دو تو تھا یہ امر ساتھ ترک کے پیچھے زجر لوگوں کے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک تو مراد یہ ہے کہ اصحاب نے اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ فارغ ہوا اپنے پیشاب سے پس جب پیشاب سے فارغ ہوا تو حضرت ﷺ نے پانی منگوایا اور اس پر بہانے کے ساتھ حکم فرمایا اور مسلم نے روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر حضرت ﷺ نے اس کو بلایا سو فرمایا کہ یہ مسجدیں ہیں نہیں مناسب ان میں کچھ اس پیشاب سے اور نہ گندگی سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تو واسطے ذکر اللہ اور نماز اور قرآن پڑھنے کے ہیں اور اس حدیث کے فائدے آئندہ باب میں آتے ہیں۔ (فتح)

٢١٢ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى أَعْرَابِيًّا يَبُوْلُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ دَعُوْهُ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ دَعَا بِمَآءٍ فَصَبَّهٗ عَلَيْهِ.

۲۱۲۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک جنگلی مرد کو مسجد میں پیشاب کرتے دیکھا سو فرمایا اس کو چھوڑ دو یعنی اس کو کچھ نہ کہو اس واسطے کہ وہ نادان ہے یہاں تک کہ جب وہ پیشاب سے فارغ ہو چکا تو آپ نے پانی منگوایا اور اس پر گرا دیا۔

بَابُ صَبِّ الْمَآءِ عَلَى الْبَوْلِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں بول پر پانی گرانے کا بیان

٢١٣ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ وَهَرِيْقُوْا عَلٰى بَوْلِهٖ سَجْلًا مِنْ مَآءٍ أَوْ ذَنُوْبًا مِنْ مَّآءٍ فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ.

۲۱۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار کھڑا ہوا سو اُس نے مسجد میں بول کر دیا پس لوگوں نے اس کو جھڑکا سو نبی ﷺ نے ان کو فرمایا کہ چھوڑ دو اس کو اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی کا بہا دو پس سوائے اس کے نہیں کہ تم بھیجے گئے ہو آسانی اور نرمی کرنے والے اور نہیں بھیجے گئے تم سختی کرنے والے یعنی لوگوں سے آسانی اور نرمی کے ساتھ پیش آؤ سختی نہ کرو۔

٢١٤ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ يُهَرِيْقُ الْمَآءَ عَلَى الْبَوْلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ وَحَدَّثَنَا

۲۱۴۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار آیا سو اس نے مسجد کے ایک کونے میں پیشاب کر دیا سو اس کو لوگوں نے جھڑکا پس حضرت ﷺ نے ان کو منع کیا یعنی جھڑکنے سے سو جب وہ اپنے بول سے فراغت کر چکا تو نبی ﷺ نے ایک بڑے ڈول پانی کا حکم فرمایا تو اس پر گرایا گیا۔

سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ
أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ جَآءَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِيْ
طَآئِفَةِ الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُ النَّاسُ فَنَهَاهُمُ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضٰى
بَوْلَهُ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِذَنُوْبٍ مِنْ مَّآءٍ فَأُهْرِيْقَ عَلَيْهِ.

فائدہ: معلوم ہوا کہ نادان کے قصور پر سختی نہ کرنا چاہیے اور ثابت ہوا کہ زمین کی نجاست پانی ڈالنے سے دور ہو جاتی ہے اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں یہ کہ تحقیق پرہیز کرنا پلیدی سے تھا مقرر بیچ دلوں اصحاب کے اسی واسطے جلدی کی انہوں نے طرف انکار کی روبرو حضرت ﷺ کے اور آپ سے اجازت نہ لی اور واسطے اس چیز کے کہ مقرر تھا نزدیک ان کے طلب امر بالمعروف سے اور نہی عن المنکر سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز استدلال کرنے کے ساتھ عموم کے یہاں تک کہ ظاہر خصوص کہا ابن دقیق العید نے کہ جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ تمسک واجب ہے نزدیک احتمال تخصیص کے نزدیک مجتہد کے اور نہیں واجب ہے اور ٹھہرنا عمل کرنے سے ساتھ عموم کے واسطے اس کے اس واسطے کہ علماء شہروں کے ہمیشہ فتویٰ دیتے رہے ساتھ اس چیز کے کہ پہنچی ان کو بغیر توقف کے اوپر بحث کرنے کے تخصیص سے اور اس قصے کی دلیل سے بھی اس واسطے کہ نہ انکار کیا حضرت ﷺ نے اصحاب پر اور نہ فرمایا ان کو کہ تم نے گنوار کو کیوں منع کیا بلکہ حکم کیا ان کو ساتھ باز رہنے کے اس سے واسطے مصلحت راجح کے اور وہ دور کرنا بڑے مفسدی کا ہے دو مفسدوں سے ساتھ احتمال آسان تر دونوں کے اور حاصل کرنے بڑی مصلحت کے دونوں مصلحتوں سے ساتھ اس چیز کے کہ آسان تر ہے دونوں میں سے اور اس میں جلدی کرنی ہے طرف دور کرنے مفسدی کے وقت دور ہونے مانع کے واسطے حکم کرنے ان کے کی وقت فارغ ہونے اس کے کی ساتھ بہانے پانی کے اور اس میں معین کرنا پانی کا ہے واسطے دور کرنے پلیدی کے اس واسطے کہ اگر ہوا یا سورج سے خشک ہونا کافی ہوتا تو البتہ نہ حاصل ہوتی تکلیف ساتھ طلب کرنے ڈول پانی کے اور اس سے معلوم ہوا کہ غسالہ پلیدی کا جو زمین پر واقع ہے پاک ہے اور لاحق ہے ساتھ اس کے غیر واقع یعنی جو زمین پر نہ ہو اس واسطے کہ جو تری کہ دھونے کے بعد زمین پر واقع ہے وہ غسالہ ہے پلیدی کا پس جب نہ ثابت ہوئی یہ بات کہ مٹی نقل کی گئی اور ہم نے معلوم کیا کہ مقصود پاک کرنا ہے تو معین ہوا حکم ساتھ پاک ہونے اس کے اور جب غسالہ پاک ہوا تو جو اس سے جدا ہوا اس کا بھی یہی حکم ہے واسطے نہ ہونے فارق کے اور نیز استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر نہ شرط ہونے جذب کرنے پانی کے اس واسطے کہ اگر یہ شرط ہوتا تو البتہ موقوف ہوتا پاک ہونا زمین کا اس کے خشک ہونے پر اور اسی طرح نہیں شرط ہے نچوڑنا

کپڑے کا اس واسطے کہ اس میں فرق نہیں اور کہا موفق نے مغنی میں بعد اس کے کہ حکایت کیا خلاف کو کہ اولیٰ حکم ساتھ پاک ہونے اس کے ہے مطلق اس واسطے کہ نہیں شرط کی حضرت ﷺ نے بیچ بہانے پانی کے اوپر پیشاب گنوار کے کوئی چیز اور اس حدیث میں نرمی کرنی ہے ساتھ جاہل کے اور تعلیم کرنی اس کی ساتھ اس چیز کے کہ لازم ہے اس کو بغیر سختی کرنے کے جب کہ نہ ہو یہ اس سے عناد خاص کر جب کہ ہو ان لوگوں میں سے کہ حاجت ہے اس کے الفت دلانے کی اور اس میں مہربانی حضرت ﷺ کی ہے اور نیک خو آپ کی اور اس میں تعظیم مسجد کی ہے اور ستھرا کرنا اس کا گندگیوں سے اور ظاہر حصر کا مسلم کی حدیث کے سیاق سے یہ ہے کہ نہیں جائز ہے مسجد میں کوئی چیز سوائے نماز اور قرآن اور ذکر کے لیکن اجماع ہے اس پر کہ مفہوم حصر کا اس سے معمول یہ نہیں اور نہیں شک اس میں کہ ان مذکور چیزوں کے سوائے مسجد میں کوئی کام کرنا خلاف اولیٰ ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ زمین پاک ہو جاتی ہے ساتھ بہانے پانی کے اوپر اس کے اور نہیں شرط ہے کھودنا اس کا برخلاف حنفیوں کے جس جگہ کہ کہا ہے انہوں نے کہ نہیں پاک ہوتی زمین مگر اس کے کھودنے سے اسی طرح مطلق بیان کیا ہے نووی وغیرہ نے اور مذکور حنفیوں کی کتابوں میں تفصیل ہے درمیان اس کے کہ رخوہ یعنی نرم اس طور سے کہ اس کے اندر پانی گھس جائے پس اس زمین کے کھودنے کی حاجت نہیں اور درمیان اس کے جب کہ ہو سخت پس ضرور ہے کھودنا اس کا اور پھینکنا مٹی کا اس واسطے کہ پانی نہیں کیچڑ کرتا اس کے اوپر اور نیچے اور حجت ان کی حدیث ہے جو ضعیف ہے۔ (فتح)

بَابُ بَوْلِ الصِّبْيَانِ.

لڑکوں کے بول کا کیا حکم ہے (اور لڑکیوں کا بول بھی ان کے ساتھ ملحق ہے یا نہیں)۔

٢١٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّهَا قَالَتْ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَدَعَا بِمَآءٍ فَأَتْبَعَهٗ إِيَّاهُ.

٢١٥۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک لڑکا لایا گیا سو اس نے حضرت ﷺ کے کپڑے پر بول کر دیا سو حضرت ﷺ نے پانی منگوایا اور اس کو پیشاب کے پیچھے لگایا (یعنی اس پر چھڑکا)۔

٢١٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَّهَا صَغِيْرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٢١٦۔ اُم قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بچے کو نبی ﷺ کے پاس لائی پس بٹھلایا اس کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی گود میں اس لڑکے نے حضرت ﷺ کے کپڑے پر بول کیا سو آپ نے پانی منگوایا اور اس پر چھڑک دیا اور اس کو نہ دھویا۔

وَسَلَّمَ فَأَجْلَسَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِيْ حَجْرِهٖ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَدَعَا
بِمَآءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

فائدہ: حنفیہ کہتے ہیں کہ لڑکے کا بول مثل بول لڑکی کے ناپاک ہے مگر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں فرق ہے اگر دونوں کا پیشاب نجاست میں برابر ہوتا تو پھر اس فرق کا کوئی معنی نہ تھا یہ جو کہا کہ طعام نہ کھاتا تھا یعنی سوائے دودھ کے جس کو پیتا تھا اور کھجور کے کہ اس کے حلق میں ڈالا جاتا تھا اور ماسوائے شہد کے جس کو دوائی کے واسطے چاٹتا تھا اور سوائے اس کے پس گویا کہ مراد یہ ہے کہ نہیں حاصل ہوئی واسطے اس کے غذا پانی ساتھ غیر دودھ کے مستقل اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابن شہاب نے کہا کہ جاری ہوئی ہے سنت یہ کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں بلانا ہے طرف نیک کرنے معاملے کی اور تواضع کی اور نرمی کرنی ساتھ چھوٹے بچوں کے اور کھجور ڈالنی بیچ حلق ان کے کی اس واسطے کہ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک لڑکا لایا گیا کہ اس کے تالو میں کھجور لگا دیں اور برکت حاصل کرنی ساتھ اہل فضل کے اور اٹھالے جانا لڑکوں کا طرف ان کی وقت پیدا ہونے کے اور بعد اس کے اور حکم پیشاب لڑکے اور لڑکی کا پہلے اس سے کہ کھانا کھائیں اور یہی ہے مقصود باب کا اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ اس کے تین مذہب پر وہ تین وجہ ہیں واسطے شافعیہ کے صحیح تر یہ ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے نہ لڑکی کے پیشاب پر اور یہ قول علی اور عطاء اور حسن اور زہری اور احمد اور اسحاق اور ابن وہب وغیرہم کا ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ کافی ہے پانی چھڑکنا بیچ دونوں کے اور یہ مذہب اوزاعی کا ہے اور حکایت کیا گیا ہے مالک اور شافعی سے اور خاص کیا ہے اس کو ابن عربی نے ساتھ اس کے جب کہ اُن کے پیٹ میں بالکل کوئی چیز داخل نہ ہوئی ہو تیسرا مذہب یہ ہے کہ وہ دونوں برابر ہیں بیچ واجب ہونے غسل کے اور یہ قول حنفیہ اور مالکیہ کا ہے ابن دقیق العید نے کہا کہ وہ اس میں قیاس کے تابع ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ مراد ساتھ قول ام قیس کے وَلَمْ يَغْسِلْهُ یہ ہے کہ اس کے دھونے میں مبالغہ نہ کیا اور یہ خلاف ظاہر حدیث کا ہے اور بعید کرتی ہے اس کو وہ چیز جو وارد ہوئی ہے اور حدیثوں میں جو فرق کرنے والی ہیں درمیان پیشاب لڑکی اور لڑکے کے جیسا کہ آئندہ آئے گا اس واسطے کہ حنفیہ ان دونوں میں فرق نہیں کرتے اور تحقیق ذکر کی گئی ہیں بیچ فرق کرنے کے کئی وجہیں کہ بعض ان میں سے ضعیف ہیں اور قوی تر ان میں سے یہ ہے کہ نفس زیادہ تر معلق ہیں ساتھ لڑکوں کے عورتوں سے یعنی لوگوں کو لڑکوں سے بہت محبت ہوتی ہے اور لڑکیوں سے نہیں ہوتی یعنی پس حاصل ہوئی رخصت بیچ لڑکوں کے واسطے بہت ہونے مشقت کے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے اس

پر کہ ضرور ہے غسل میں ہونا امر زائد کا اوپر مجرد پہنچانے پانی کے طرف محل کی۔ میں کہتا ہوں یہ مشکل ہے اوپر ان کے اس واسطے کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ مراد ساتھ نضح کے اس جگہ غسل ہے۔ خطابی نے کہا کہ جو فقط پانی چھڑکنے کو جائز رکھتا ہے تو وہ اس وجہ سے نہیں کہ لڑکے کا پیشاب پاک ہے لیکن وہ واسطے ہلکے ہونے اس کی پلیدی کے ہے اور ثابت کیا ہے طحاوی نے خلاف کو پس کہا کہ ایک قوم کا یہ مذہب ہے کہ لڑکے کا پیشاب پاک ہے پہلے کھانے طعام کے اور جو حدیثیں کہ لڑکے اور لڑکی کے پیشاب میں فرق کرتی ہیں وہ یہ ہیں روایت کیا ہے احمد او راصحاب سنن نے سوائے نسائی کے کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے۔ قتادہ نے کہا اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور اس کی سند صحیح ہے اور ایک حدیث لبابہ بنت حارثہ کی ہے مرفوع کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لڑکی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب کو چھڑکا جاتا ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ اور احمد نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ وغیرہ نے اور ایک حدیث ابو سمح کی ہے مانند اس کی ساتھ لفظ یرش کے۔

بَابُ الْبَوْلِ قَآئِمًا وَّقَاعِدًا. کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پیشاب کرنے کا بیان۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ دلالت حدیث کی اوپر بیٹھنے کے ساتھ طریق اولیٰ کے ہے اس واسطے کہ جب کھڑے جائز ہوا تو بیٹھے بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو ساتھ اس کے طرف حدیث عبدالرحمٰن بن حسنہ کی جس کو نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے بیٹھے پیشاب کیا تو ہم نے کہا کہ دیکھو پیشاب کرتے ہیں جیسے عورت پیشاب کرتی ہے اور حکایت کی ابن ماجہ نے اپنے بعض مشائخوں سے کہ عرب کا یہ دستور تھا کہ کھڑے پیشاب کرتے تھے تو کیا تو اس کو نہیں دیکھتا کہ عبدالرحمٰن کی حدیث میں کہتا ہے کہ بیٹھے پیشاب کرتے ہیں جیسا کہ عورت پیشاب کرتی ہے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ کھڑے ہوئے جیسا کہ کوئی تم میں سے کھڑا ہوتا ہے اور عبدالرحمٰن کی حدیث مذکور دلالت کرتی ہے اس پر کہ حضرت ﷺ اس میں ان کی مخالفت کرتے تھے سو بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے اس واسطے کہ وہ زیادہ تر پردہ کرنے والا ہے اور بعید تر ہے پیشاب کے چھونے سے اور یہ حدیث صحیح ہے صحیح کہا ہے اس کو دارقطنی وغیرہ نے اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہا کہ نہیں پیشاب کیا حضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر جب سے آپ پر قرآن اترا روایت کیا ہے اس کو ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے۔ (فتح الباری)

۲۱۷ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ

۲۱۷۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قوم کی روڑی پر آئے سو آپ نے کھڑے ہو کر بول کیا پھر آپ نے پانی منگایا پس لایا میں آپ کے پاس پانی سو آپ نے وضو کیا۔

قَآئِمًا ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَجِئْتُهُ بِمَآءٍ فَتَوَضَّأَ.

فائدہ: اس حدیث کی کئی تاویلیں لوگ کرتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر اس واسطے بول کیا کہ آپ بیمار تھے بیٹھ نہیں سکتے تھے بعض کہتے ہیں کہ وہ مکان اونچا تھا آپ کی طرف پیشاب لوٹ آتا تھا بعض کہتے ہیں کہ پیٹھ کا درد دفعہ کرنے کے واسطے کیا مگر یہ سب احتمالات بے دلیل ہیں ان پر کوئی دلیل نہیں پائی جاتی اور اصل بات یہ ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کو واسطے بیان جواز کے کیا تھا اگر کوئی کھڑے ہو کر پیشاب کرے تو جائز بلا کراہت ہے۔ سباط روڑی کو کہتے ہیں جو گھروں کے میدانوں میں ہوتی ہے اور اکثر اوقات نرم ہوتی ہے نہیں پھرتا اس میں پیشاب پیشاب کرنے والے پر اور نسبت اس کی طرف قوم کی نسبت اختصاص کی ہے نہ ملک کی اس واسطے کہ وہ گندگی سے خالی نہیں ہوتی اور ساتھ اس کے دفع ہوگا اعتراض اس شخص کا جو اس کو مشکل ٹھہراتا ہے اس واسطے کہ پیشاب دیوار کو کمزور کر ڈالتا ہے پس اس میں ضرر دینا ہے یا ہم کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے تو صرف روڑی کے اوپر پیشاب کیا تھا نہ دیوار کی جڑ میں اور یہ صریح ہے روایت ابوعوانہ کی اس کی صحیح میں اور بعض کہتے ہیں کہ احتمال ہے کہ معلوم کیا ہو اس میں اذن ان کا ساتھ تصریح کے یا غیر اس کے یا اس واسطے کہ لوگ اس کو آسان جانتے ہیں یا واسطے معلوم کرنے آپ کے کی کہ وہ آپ کو مقدم کرتے ہیں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ ایک قوم کی روڑی پر آئے سو میں آپ سے دور ہوا تو آپ نے مجھ کو قریب بلایا یہاں تک کہ میں آپ کی ایڑیوں سے قریب ہوا سو حضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا اور پانی منگوا کر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے مسح کے حضر میں یعنی وطن میں اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر کیا ہے اس کو۔ (فتح)

بَابُ الْبَوْلِ عِنْدَ صَاحِبِهِ وَالتَّسَتُّرِ بِالْحَائِطِ.

اپنے ساتھی کے پاس پیشاب کرنا اور دیوار کے ساتھ پردہ کرنے کا بیان۔

۲۱۸ ۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُنِيْ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَمَاشٰى فَأَتٰى سُبَاطَةَ قَوْمٍ خَلْفَ حَآئِطٍ فَقَامَ كَمَا يَقُوْمُ أَحَدُكُمْ فَبَالَ فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَجِئْتُهُ فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتّٰى فَرَغَ.

۲۱۸۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آپ کو اور نبی ﷺ کو چلتے دیکھا (یعنی ہم دونوں چلے جاتے تھے) پس حضرت ﷺ ایک قوم کے کوڑے پر آئے پیچھے دیوار کے اور آپ کھڑے ہو گئے جیسے کہ کوئی ایک تم میں سے کھڑا ہوتا ہے سو آپ نے پیشاب کیا اور میں آپ سے ایک طرف ٹھہر گیا پس آپ نے میری طرف اشارہ کیا سو میں آیا اور آپ کی پیٹھ کے پاس کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ آپ پیشاب سے فارغ ہوئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میری طرف اشارہ کیا تو نہیں اس حدیث میں دلالت اوپر جائز ہونے کلام کے بیچ حالت پیشاب کے اس واسطے کہ اس روایت نے بیان کیا ہے کہ قول آپ کا مسلم کی روایت میں کہ قریب ہوا تھا ساتھ اشارے کے نہ ساتھ بولنے کے اور حضرت ﷺ کی عادت شریف یہ تھی کہ دور جاتے تھے وقت قضائے حاجت کی راہ سے جس میں لوگ چلتے ہیں اور دیکھنے والوں کی نظروں سے اور یہاں آپ نے اس کا خلاف کیا سو تحقیق کیا گیا ہے کہ تھے حضرت ﷺ مشغول ساتھ بھلائی مسلمانوں کے پس شاید دراز ہوا اوپر آپ کے بیٹھنا یہاں تک کہ آپ کو پیشاب کی حاجت ہوئی پس اگر اس کے واسطے دور جاتے تو البتہ ضرر پاتے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اپنے قریب کیا تا کہ پردہ کرے آپ کو پیچھے سے دیکھنے اس شخص کے سے کہ شاید گزرے ساتھ آپ کے اور آپ کی اگلی طرف میں دیوار سے پردہ تھا یا شاید اس کو بیان جواز کے واسطے کیا پھر آپ پیشاب میں تھے اور وہ ہلکا ہے پاخانے سے واسطے محتاج ہونے اس کے کی طرف زیادہ کھولنے ستر کے اور اس واسطے کہ اس کے ساتھ بدبو ہوتی ہے اور غرض دور ہونے سے چھپنا ہے اور وہ حاصل ہوتا ہے ساتھ ڈھیلا چھوڑنے دامن کے اور قریب ہونے کے پردہ کرنے والی چیز سے اور طبرانی نے عصمہ بن مالک سے روایت کی ہے کہ نکلے ہم پر حضرت ﷺ مدینے کے بعض کوچوں میں پس پہنچے ایک قوم کی روڑی پر سو کہا کہ اے حذیفہ! مجھ کو پردہ کر آخر حدیث تک اور ظاہر ہوئی اس سے حکمت بیچ قریب کرنے حضرت ﷺ کے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں اور جب حذیفہ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے کھڑا ہوا تو آپ کو پیٹھ دی اور نیز ظاہر ہوا کہ یہ معاملہ حضر میں تھا نہ سفر میں اور یہ جو کہا کہ ابو موسیٰ بول میں سختی کرتے تھے وجہ یہ ہے کہ جو ابن منذر نے بیان کی ہے کہ ابو موسیٰ نے ایک مرد کو دیکھا کہ کھڑے پیشاب کرتا ہے تو کہا کہ تجھ کو خرابی ہو تو بیٹھ کر پیشاب کیوں نہیں کرتا۔ پھر ذکر کیا قصہ بنی اسرائیل کا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مطابقت حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیچ تعاقب کرنے اس کے کی ابو موسیٰ پر۔ (فتح)

بَابُ الْبَوْلِ عِنْدَ سُبَاطَةِ قَوْمٍ.

ایک قوم کی روڑی کے پاس پیشاب کرنا۔

٢١٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ قَالَ كَانَ أَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ يُشَدِّدُ فِي الْبَوْلِ وَيَقُوْلُ إِنَّ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ كَانَ إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ أَحَدِهِمْ قَرَضَهٗ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لَيْتَهٗ أَمْسَكَ أَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا.

٢١٩۔ ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پیشاب کرنے میں بہت سختی کرتے تھے (یعنی پیشاب کی چھینٹوں سے بچنے میں بہت احتیاط کرتے تھے یہاں تک کہ آپ شیشی میں پیشاب کیا کرتے تھے تا کہ کسی طرح اس کی کوئی چھینٹ مجھ پر نہ پڑے) اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے کہ بنی اسرائیل میں سے جب کسی کے کپڑے کو پیشاب لگ جاتا تھا تو اس کو کاٹ ڈالتا تھا سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کاش کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اس سے باز رہتے (اس لیے) کہ رسول اللہ ﷺ ایک قوم کی

روڑی پر آئے سو آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

فائدہ: یعنی اگر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ایسی سختی سے اپنے نفس کو روکتے تو کیا خوب ہوتا اور مقصود حذیفہ رضی اللہ عنہ کا اس کلام سے یہ ہے کہ ایسی احتیاط کرنا یہاں تک کہ شیشے میں بول کرنا خلاف سنت ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کھڑے ہو کر بول کیا ہے اور کھڑے ہو کر بول کرنے سے بے شک چھینٹیں اڑتی ہیں پھر باوجود اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر بول کیا شیشے وغیرہ میں بول کرنے کی تکلیف نہیں کی پس اس سے معلوم ہوا کہ پیشاب میں آسانی ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا اس امت پر بڑا انعام ہے کہ بنی اسرائیل کی طرح پیشاب لگ جانے سے کاٹنے کا حکم نہیں دیا بلکہ فقط دھو ڈالنا فرمایا اور حجت پکڑی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس حدیث کے اس واسطے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے والا کبھی معترض ہوتا ہے واسطے چھینٹ پڑنے کے یعنی کبھی اس پر چھینٹ پڑ جانے کا احتمال ہوتا ہے اور نہ التفات کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف اس احتمال کی پس دلالت کی اس نے کہ سختی کرنی مخالف ہے واسطے سنت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے مالک کے کہ سوئی کے سر کے برابر پیشاب کا بدن یا کپڑے پر پڑنا معاف ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اس حالت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن کو اس سے کوئی چیز نہیں پہنچی اور ابن حبان نے کہا کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا سبب یہ ہے کہ نہ پائی آپ نے کوئی جگہ کہ لائق ہو بیٹھنے کے اس واسطے کہ روڑی کی اگلی طرف اونچی تھی پس کھڑے ہو کر پیشاب کیا تا کہ امن میں ہوں اس سے کہ آپ کی طرف اس سے کچھ پلٹ آئے اور بعض کہتے ہیں کہ روڑی نرم ہوتی ہے پیشاب اس کے اندر دھنس جاتا ہے تو اس سے کوئی چیز پیشاب کرنے والے کی طرف نہیں پھرتی اور بعض کہتے ہیں کہ کھڑے ہو کر اس واسطے پیشاب کیا تھا تا کہ امن ہو نکلنے ہوا کے سے ساتھ آواز کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت گھر کے قریب تھے اور بعض کہتے ہیں کہ سبب اس کا یہ ہے کہ عرب کے لوگ اس سے پیٹھ کی درد کے واسطے شفا چاہتے ہیں سو شاید آپ کو درد ہوگا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر اس واسطے پیشاب کیا تھا کہ آپ کے گھٹنے میں زخم تھا اور یہ حدیث اگر صحیح ہو تو اس کے ساتھ سب احتمالات مذکورہ سے بے پرواہی ہو جاتی ہے لیکن ضعیف کہا ہے اس کو دارقطنی اور بیہقی نے اور ظاہر تر یہ بات ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام بیان جواز کے واسطے کیا یعنی کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بھی جائز ہے اور اکثر آپ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے اور کہا ابوعوانہ وغیرہ نے کہ یہ منسوخ ہے اور ٹھیک یہ بات ہے کہ یہ منسوخ نہیں اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے عمر اور علی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم وغیرہم سے کہ انہوں نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا اور یہ دلالت کرتا ہے اس کے جائز ہونے پر جب کہ امن میں ہو چھینٹ پڑنے سے اور نہیں ثابت ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے منع ہونے میں کوئی چیز، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ غَسْلِ الدَّمِ. خون کے دھونے کا بیان۔

۲۲۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَآءَ قَالَتْ جَآءَ تِ امْرَأَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا تَحِيْضُ فِي الثَّوْبِ كَيْفَ تَصْنَعُ قَالَ تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَآءِ وَتَنْضَحُهُ وَتُصَلِّيْ فِيْهِ.

۲۲۰۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سواس نے عرض کی کہ بھلا بتلاؤ تو اگر کسی کو ہم میں سے کپڑے میں حیض آئے یعنی حیض کا خون کپڑے کو لگ جائے تو کیا کرے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھرچ ڈالے اس کو پھر اس کو پانی سے مل دے اور اس پر پانی چھڑکے اور اس میں نماز پڑھ لے۔

فائدہ: کہا خطابی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ پلیدیاں فقط پانی سے ہی دور ہوتی ہیں اس کے سو اور کسی پتلی چیز سے دور نہیں ہوتیں اس واسطے کہ تمام پلیدیاں لہو کی مانند ہیں نہیں فرق ہے درمیان اس کے کہ اور درمیان ان کے بالا جماع اور یہ قول جمہور کا ہے یعنی معین پانی واسطے دور کرنے پلیدی کے اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جائز ہے پاک کرنا پلید کا ساتھ ہر پتلی چیز پاک کے اور ان کی دلیلوں سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ نہ تھا واسطے کسی کے ہم میں سے مگر ایک کپڑا حیض کرتی تھی بیچ اس کے پس جب اس کو لہو سے کچھ چیز پہنچتی تو اس کو اپنی لب سے تر کر کے اپنے ناخنوں سے ملتی وجہ حجت کی اس سے یہ ہے کہ اگر تھوک پاک کرنے والی نہ ہوتی تو البتہ زیادہ ہوتی پلیدی اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ احتمال ہے کہ قصد کیا ہو اس نے ساتھ اس کے دور کرنا اس کے اثر کا پھر اس کے بعد دھو ڈالا ہو۔

فائدہ: جو شخص استدلال کرتا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر معین کرنے پانی کے واسطے دور کرنے پلیدی کے وہ تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ مفہوم لقب کا ہے اور یہ اکثر کے نزدیک حجت نہیں اور جواب یہ ہے کہ حدیث نے نص کی ہے اوپر پانی کے پس لاحق کرنا غیر اس کے کا ساتھ اس کے قیاس سے ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ فرع اصل سے علت میں کم ہو اور نہیں بیچ غیر پانی کے وہ چیز کہ پانی میں ہے پتلا ہونے سے اور جلدی گھس جانے اس کے سے بیچ چیز کے پس نہ لاحق ہوگا ساتھ اس کے غیر اس کا۔ (فتح)

۲۲۱ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَآءَ تْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِيْ حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ

۲۲۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آئی فاطمہ بیٹی ابی حبیش کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سو اس نے عرض کی یا رسول اللہ! میں ایک عورت ہوں کہ استحاضہ کی جاتی ہوں یعنی مجھ کو ہمیشہ خون جاری رہتا ہے پس نہیں پاک ہوتی ہوں پس کیا چھوڑ دوں میں نماز کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ یہ خون ایک رگ کا ہے جس کا نام عاذل ہے اور نہیں ہے یہ خون

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِحَيْضٍ فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّيْ قَالَ وَقَالَ أَبِيْ ثُمَّ تَوَضَّئِيْ لِكُلِّ صَلَاةٍ حَتّٰى يَجِيْءَ ذٰلِكَ الْوَقْتُ.

حیض کا پس جب تجھ کو شروع ہو یعنی جو دن حیض کے تو نے مقرر کیے ہیں تو نماز کو چھوڑ دے اور جب حیض کے دن گزر جائیں تو اپنے سے خون دھو ڈال اور نماز پڑھ۔ ہشام کہتا ہے کہ عروہ نے کہا کہ پھر وضو کر ہر نماز کے لیے یہاں تک کہ آ جائے وقت حیض کا۔

فائدہ: استحاضہ جاری ہونا خون کا ہے عورت کی شرم گاہ سے بیچ غیر وقت آنے لہو کے اور یہ جو کہا کہ نہ یعنی نماز نہ چھوڑ اور مراد ساتھ اقبال اور ادبار کے اس جگہ شروع ہونا حیض کے لہو کا ہے اور بند ہونا اُس کا اور یہ جو کہا کہ پس نماز کو چھوڑ دے تو یہ بغل گیر ہے نہی حائض کو نماز سے اور وہ نہی واسطے حرام کرنے کے ہے اور تقاضا کرتی ہے نماز کے فاسد ہونے کو ساتھ اجماع کے اور یہ جو کہا کہ اپنے بدن سے خون کو دھو ڈال تو مراد یہ ہے کہ اور غسل کر اور حکم ساتھ نہانے کے مستفاد ہے اور دلیلوں سے۔

بَابُ غَسْلِ الْمَنِيِّ وَفَرْكِهٖ وَغَسْلِ مَا يُصِيْبُ مِنَ الْمَرْأَةِ.

باب ہے بیان میں دھونے اور کھرچنے منی کے اور دھونے میں اس چیز کے جو عورت سے پہنچے یعنی عورت سے جماع کرنے کے وقت اگر کچھ رطوبت اپنے کپڑے یا بدن کو لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔

فائدہ: نہیں روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کھرچنے کی بلکہ کفایت کی ساتھ اشارے کی طرف اس کی بیچ ترجمہ کے موافق اپنی عادت کے اس واسطے کہ وہ بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے وارد ہو چکا ہے جیسا کہ ہم اس کو ذکر کریں گے اور نہیں درمیان حدیث غسل کے اور حدیث فرک کے تعارض اس واسطے کہ تطبیق ان کے درمیان واضح ہے بنا بر قائل ہونے کے ساتھ پاک ہونے منی کے ساتھ اس طور کے کہ حمل کیا جائے دھونا اوپر استحباب کے واسطے ستھرائی کے نہ اوپر وجوب کے اور یہ طریقہ شافعی کا ہے اور احمد اور اصحاب حدیث کا اور اگر منی کو ناپاک کہا جائے تو بھی تطبیق ممکن ہے ساتھ اس طور کے کہ حمل کیا جائے غسل اوپر اس کے جب کہ ہو تر اور کھرچنا اور اس کے جب کہ ہو خشک اور یہ طریقہ حنفیہ کا ہے اور پہلا طریقہ زیادہ تر راجح ہے اس واسطے کہ اس میں عمل ہے ساتھ حدیث اور قیاس دونوں کے اس واسطے کہ اگر ناپاک ہوتی تو البتہ قیاس یہ چاہتا تھا کہ اس کا دھونا واجب ہو نہ صرف کھرچنے پر کفایت کرنی مانند لہو وغیرہ کے اور وہ نہیں کفایت کرتے بیچ اس چیز کے کہ نہیں معاف ہے لہو سے ساتھ کھرچنے کے اور نیز رد کرتا ہے دوسرے طریقہ کو جو دوسرے طریق سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ تھی وہ پونچھتی

منی کو حضرت ﷺ کے کپڑے سے ساتھ جڑ اذخر گھاس کے یعنی تر منی کو پھر نماز پڑھتے بیچ اس کے اور کھرچتی اس کو حضرت ﷺ کے کپڑے سے جب کہ خشک ہوتی پھر نماز پڑھتے بیچ اس کے اس واسطے کہ وہ بغل گیر ہے غسل کے ترک کرنے کو دونوں حالتوں میں اور اوپر مالک پس نہیں پہچانتا فرک کو یعنی کھرچنے کو اور کہا کہ عمل نزدیک اُن کے اوپر وجوب غسل کے ہے مانند باقی سب پلیدیوں کے اور حدیث فرک کی حجت نہیں اوپر اُن کے اور حمل کیا ہے اس کے بعض اصحاب نے فرک کو اوپر ملنے کے ساتھ پانی کے اور وہ مردود ہے ساتھ اس چیز کے کہ مسلم کی ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ البتہ میں نے اپنے آپ دیکھا اور بے شک میں خشک منی کو حضرت ﷺ کے کپڑے سے کھرچتی تھی اور ساتھ اس چیز کے کہ صحیح کہا ہے اس کو ترمذی نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا اپنے مہمان پر دھونے اس کے سے کپڑے کو سو کہا کہ کیوں خراب کیا تو نے ہمارا کپڑا سوائے اس کے کچھ نہیں کفایت کرتا تھا اس کو کھرچنا اس کا اپنی انگلیوں سے اس واسطے کہ اکثر اوقات میں نے اس کو حضرت ﷺ کے کپڑے سے کھرچا اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جس کپڑے میں کھرچنے کی ساتھ کفایت کی تھی وہ کپڑا سونے کا تھا اور جس کپڑے کو دھویا تھا وہ نماز کا کپڑا تھا اور یہ بھی مردود ہے ساتھ اس چیز کے کہ مسلم کے بعض طریقوں میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ البتہ میں نے اپنے تئیں دیکھا کہ میں اس کو حضرت ﷺ کے کپڑے سے کھرچتی ہوں سو اس میں نماز پڑھتے اور یہ پیچھے لانا ساتھ فرک کے دور کرتا ہے احتمال تخلل غسل کو درمیان فرک اور نماز کے اور صریح تر اس سے روایت ابن خزیمہ کی ہے کہ وہ اس کو حضرت ﷺ کے کپڑے سے کھرچتی تھی اور حالانکہ آپ اس میں نماز پڑھتے تھے اور بر تقدیر نہ واجب ہونے کسی چیز کے اس سے پس نہیں حدیث باب میں وہ چیز جو دلالت کرے اوپر پلید ہونے منی کے اس واسطے کہ دھونا عائشہ رضی اللہ عنہا کا فعل ہے اور مجرد فعل وجوب پر دلالت نہیں کرتا اور طعن کیا ہے بعض نے بیچ استدلال کے ساتھ حدیث فرک کے اوپر پاک ہونے منی کے ساتھ اس طور کے کہ حضرت ﷺ کی منی پاک ہے سوائے غیر آپ کے کی مانند فضلوں آپ کے کی اور جواب بر تقدیر صحت ہونے اس کے کی خصائص سے کہ منی آپ کے جماع کرنے کے سبب سے تھی پس ملنے والی ہوگی عورت کی منی سے پس اگر عورت کی منی ناپاک ہوتی تو نہ کفایت کرتی اس میں ساتھ کھرچنے کے اور ساتھ اس کے حجت پکڑی ہے شیخ موفق وغیرہ نے اوپر پاک ہونے رطوبت فرج عورت کے اور کہا جو کہتا ہے کہ منی نہیں سالم ہوتی مذی سے پس ناپاک ہوگی ساتھ اس کے اس کی بات ٹھیک نہیں اس واسطے کہ شہوت جب سخت ہو تو نکلتی ہے منی سوائے مذی اور بول کے مانند حالت احتلام کی اور یہ جو کہا کہ دھونا اس چیز کا کہ پہنچے یعنی کپڑے وغیرہ کو عورت سے اور اس مسئلے میں حدیث ہے صریح کہ ذکر کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الغسل کے اخیر میں عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور نہیں ذکر کیا اس نے اس کو اس جگہ اور گویا کہ اس نے اس کو استنباط کیا ہے اس چیز

سے کہ اشارہ کیا ہے ہم نے طرف اس کی کہ منی جو حاصل ہے کپڑے میں نہیں خالی ہوتی غالب ملنے پانی عورت کے سے اور اس کی رطوبت سے۔ (فتح)

۲۲۲ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ الْجَزَرِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَإِنَّ بُقَعَ الْمَآءِ فِي ثَوْبِهِ.

۲۲۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں دھوتی تھی اثر جنابت کو یعنی منی اور رطوبت جنابت کو کپڑے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی طرف نکلتے اور پانی کی نشانی آپ کے کپڑے میں ہوتی۔

۲۲۳ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو يَعْنِي ابْنَ مَيْمُوْنٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيْبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَثَرُ الْغَسْلِ فِي ثَوْبِهِ بُقَعُ الْمَآءِ.

۲۲۳۔ سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے منی کا حکم پوچھا جو کپڑے کو لگ جائے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں دھوتی تھی کپڑے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی منی کو سو آپ نماز کی طرف نکلتے اور اثر پانی کا آپ کے کپڑے میں ہوتا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے منی کا حکم پوچھا یعنی کیا مشروع ہے دھونا اس کا یا نہیں پس حاصل ہوا جواب ساتھ اس طور کے کہ وہ اس کو دھوتی تھیں اور نہیں اس میں وہ چیز کہ واجب کرے اس کے دھونے کو پس نکلتے یعنی حجرے سے طرف نماز کی اور اس روایت میں جواز سوال عورتوں کا ہے ہے اُس چیز سے کہ شرم کی جاتی ہے اُس سے واسطے مصلحت سیکھنے احکام کے اور اس میں خدمت کرنی عورتوں کی ہے اپنے خاوندوں کے واسطے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بخاری رحمہ اللہ نے اس پر کہ باقی رہنا اثر کا بعد دور ہونے ذات کے بیچ دور کرنے پلیدی وغیرہ کے نہیں ضرر کرتا اسی واسطے بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے ساتھ اس کے کہ جب دھوئے جنابت وغیرہ کو اور اس کا اثر دور نہ ہو۔ یعنی نہ ہو دور اثر چیز دھوئی گئی کا اور اس کی مراد یہ ہے کہ یہ اثر کا رہنا ضرر نہیں کرتا اور ذکر کی باب میں حدیث جنابت کی اور لاحق کیا ساتھ اس کے غیر اُس کے کو ساتھ قیاس کے یا اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف اس چیز کی

کہ روایت کی ہے ابوداؤد وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ خولہ بنت یسار نے کہا کہ یا حضرت نہیں میرے پاس مگر ایک کپڑا اور مجھ کو حیض ہوتا ہے سو فرمایا کہ جب تو پاک ہوا کرے تو اس کو دھو ڈال پھر اس میں نماز پڑھ اُس نے عرض کی کہ اگر خون کا اثر دور نہ ہو فرمایا کفایت کرتا ہے تجھ کو پانی یعنی پانی سے دھونا اور نہیں ضرر کرتا اثر اس کا اور اس کی سند میں ضعف ہے ذکر کیا ہے اس کو بیہقی نے اور مراد ساتھ اثر کے یہ ہے کہ اس کا دور ہونا دشوار ہو واسطے تطبیق کے درمیان اس حدیث کے اور ام قیس کے کہ کھرچ ڈال اُس کو پسلی کی ہڈی سے اور دھو ڈال اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے اور سند اس کی حسن ہے لیکن چونکہ یہ حدیث بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں اس واسطے اس کو ذکر نہ کیا اور استنباط کیا اس حدیث سے کہ اس کی شرط پر تھی وہ چیز کہ دلالت کرے ان معنوں پر۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا غَسَلَ الْجَنَابَةَ أَوْ غَيْرَهَا فَلَمْ يَذْهَبْ أَثَرُهُ.

باب ہے بیان میں اس کے کہ جب منی وغیرہ کو دھو ڈالے اور اُس کا اثر باقی رہے یعنی ابھی تر ہے خشک نہ ہو تو اس میں نماز پڑھنی جائز ہے۔

٢٢٤ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ الْمِنقَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ فِي الثَّوْبِ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَثَرُ الْغَسْلِ فِيْهِ بُقَعُ الْمَآءِ.

۲۲۴۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٢٢٥ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْسِلُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَرَاهُ فِيْهِ بُقْعَةً أَوْ بُقَعًا.

۲۲۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں دھو ڈالتی تھی منی کو کپڑے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر میں اس کی نشانی کپڑے میں دیکھتی۔

بَابُ أَبْوَالِ الْإِبِلِ وَالدَّوَابِّ وَالْغَنَمِ وَمَرَابِضِهَا.

باب ہے بیان میں پیشاب اونٹوں اور چار پائیوں اور بکریوں کے اور جگہ باندھنے ان کے (یعنی جس جگہ اونٹ وغیرہ چار پائے باندھے جاتے ہیں اس جگہ نماز

پڑھنی کیسی ہے)۔

فائدہ: اور مراد ساتھ دواب کے اس جگہ معنی اس کے عرفی ہیں اور گھروں والے چوپائے ہیں گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں سے اور یہ عطف عام کا ہے خاص پر اور اسی واسطے بیان کیا ہے اثر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیچ نماز اس کی کے دار البرید میں اس واسطے کہ وہ جگہ ہے چوپایوں کی جو سواری کیے جاتے ہیں اور بیان کی حدیث عرینیوں کی تا کہ استدلال کرے ساتھ اس کے اوپر پاک ہونے پیشاب اونٹ کے اور حدیث مرابض غنم کی تا کہ استدلال کرے ساتھ اس کے اوپر اس کے بھی اس سے اور نہیں بیان کیا بخاری رحمہ اللہ نے حکم موافق اپنی عادت کے مختلف فیہ میں لیکن ظاہر وارد کرنا اس کا عرینیوں کی حدیث کو مشعر ہے ساتھ اختیار کرنے اس کے کی پاکی کو اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اس کا قبر والے کی حدیث میں اور نہیں ذکر کیا کسی چیز کو سوائے پیشاب آدمیوں کے اور یہی مذہب ہے شعبی اور ابن علیہ اور داؤد وغیرہم کا اور یہ رد کرتا ہے اُس شخص پر جو نقل کرتا ہے اجماع کو اوپر ناپاک ہونے بول ہو غیر ماکول کے مطلق اور اس میں اعتراض ہے اور دار البرید ایک جگہ ہے کوفے میں اس میں ایلچی اترتے تھے جب کہ حاضر ہوتے خلفاء کی طرف سے طرف امیروں کی اور تھے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ امیر اوپر کوفے کے بیچ خلافت عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے اور وہ گھر شہر سے ایک طرف پر تھا اور اسی واسطے تھا جنگل اُس کے ایک پہلو میں اور یہ جو کہا کہ یہ جگہ اور وہ جگہ دونوں برابر ہیں یعنی برابر ہیں بیچ صحیح ہونے نماز کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ نہیں اس میں دلیل ہے اوپر پاک ہونے لید چوپایوں کے نزدیک ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ ممکن ہے کہ اُس میں کپڑا اچھا کر اُس پر نماز پڑھی ہو اور جواب دیا گیا ہے کہ اصل نہ ہونا اُس کا ہے اور تحقیق روایت کیا ہے اُس کو سفیان ثوری نے اپنی جامع میں اعمش سے اور اس کے لفظ یہ ہیں کہ نماز پڑھائی ہم کو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ میں کہ اُس میں گوبر تھا اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ درمیان کوئی پردہ واقع نہ تھا جس پر نماز پڑھی بلکہ صاف زمین پر نماز پڑھی اور اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ یہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا فعل ہے اور تحقیق مخالفت کی ہے اس کی غیر اس کے نے اصحاب سے مانند ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کی پس نہ ہوگی حجت یا شاید ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نہ دیکھتے تھے پاکی کو شرط بیچ صحیح ہونے نماز کے بلکہ شاید اُن کی رائے یہ تھی کہ یہ بسر خود واجب ہے اور یہ مذہب مشہور ہے اور تحقیق گذر چکی ہے مثل اس کی بیچ قصے اُس صحابی کے میں نے نماز پڑھی بعد اس کے کہ نکلا اور ظاہر ہوا اُس پر لہو بہت پس نہ ہوگی اس میں حجت اس پر کہ لید پاک ہے جیسا کہ نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس پر کہ لہو پاک ہے اور قیاس غیر ماکول کا ماکول پر ظاہر نہیں اس واسطے کہ دونوں کے درمیان فرق ظاہر ہے اور اس کی بحث عنقریب آئے گی اور یہ تمسک ساتھ عموم حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ وغیرہ نے مرفوع **استنزهو من البول فان عامة عذاب القبر منه** یعنی بچو پیشاب سے اس واسطے کہ اکثر قبر کا عذاب اسی سے ہوتا ہے اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے بیچ شامل

تمام پیشابوں کے پس واجب ہے پرہیز کرنی سب سے واسطے اس وعدے عذاب کے واللہ اعلم۔

وَصَلّٰى أَبُوْ مُوْسٰى فِيْ دَارِ الْبَرِيْدِ وَالسِّرْقِيْنِ وَالْبَرِّيَّةُ إِلٰى جَنْبِهٖ فَقَالَ هَا هُنَا وَثَمَّ سَوَآءٌ.

یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی ایلچیوں کے اترنے کی جگہ میں اور گوبر کی جگہ میں اور اُن کے پہلو میں میدان تھا سو کہا کہ یہ جگہ اور وہ جگہ برابر ہے۔

۲۲۶ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ أُنَاسٌ مِنْ عُكْلٍ أَوْ عُرَيْنَةَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ وَأَنْ يَّشْرَبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَانْطَلَقُوْا فَلَمَّا صَحُّوْا قَتَلُوْا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ فَجَآءَ الْخَبَرُ فِيْ أَوَّلِ النَّهَارِ فَبَعَثَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَلَمَّا ارْتَفَعَ النَّهَارُ جِيْءَ بِهِمْ فَأَمَرَ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسُمِرَتْ أَعْيُنُهُمْ وَأُلْقُوْا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَلَا يُسْقَوْنَ قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ فَهٰؤُلَآءِ سَرَقُوْا وَقَتَلُوْا وَكَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.

۲۲۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند آدمی قبیلہ عکل سے یا عرینہ سے پس مدینہ کی ہوا کو انہوں نے ناموافق پایا (یعنی وہاں کی ہوا اُن کو موافق نہ آئی اور بیمار ہوگئے کہ پھول گئے پیٹ اُن کے اور زرد ہوگئے رنگ ان کے) پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم فرمایا کہ جا رہیں زکوٰۃ کے دودھ دینے والی اونٹنیوں میں جو میدان میں چرتی ہیں اور پییں اُن کے بول اور دودھ پس چلے گئے (یعنی وہاں میدان میں جا رہے ہیں) پس جب تندرست ہوئے تو مرتد ہو گئے اور چرواہوں کو قتل کر ڈالا اور اونٹوں کو ہانک لے گئے پس دن کے اول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سواروں کو اُن کے پیچھے بھیجا (یعنی اُن کے پکڑنے کے واسطے) سو جب دن بلند ہوا تو وہ لائے گئے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پکڑے آئے سو آپ نے حکم کیا پس اُن کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے گئے اور میخوں کو گرم کر کے اُن کی آنکھوں میں پھیرا گیا اور اُن کو مدینہ کی سنگستان زمین میں ڈال دیا گیا پانی مانگتے تھے تو نہ پانی دیے جاتے تھے۔ ابو قلابہ نے کہا سو یہ لوگ تھے جنہوں نے چوری کی اور قتل کیا اور کفر کیا پیچھے ایمان اپنے کے اور لڑائی کی اللہ اور رسول سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے اُن کا بول بھی پاک ہے اور یہ قول ہے مالکیہ اور احمد اور اور محمد اور اہل ظاہر کا اور جو لوگ کہتے ہیں کہ بول اونٹوں کا ناپاک ہے اُن کے پاس سوائے تاویلات بعیدہ کے کوئی دلیل نہیں ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُن کو اس طرح کا عذاب کرنا باوجودیکہ آپ نے مثلہ سے منع کیا ہے

یا تو بطریق قصاص کے تھا کہ انہوں نے بھی چرواہوں سے ایسا ہی معاملہ کیا تھا یا اس واسطے کہ اُن کا قصور بڑا تھا، واللہ اعلم۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ اونٹ زکوٰۃ کے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ حضرت ﷺ کی اونٹنیاں تھیں تو تطبیق یوں ہے کہ زکوٰۃ کے اونٹ مدینے سے باہر چرتے تھے سو جس وقت حضرت ﷺ نے اپنی اونٹنیوں کو چراگاہ کی طرف بھیجا اُسی وقت انہوں نے چاہا کہ اونٹنیوں کے دودھ پینے کے واسطے میدان کی طرف نکلیں تو حضرت ﷺ نے اُن کو حکم کیا کہ چرواہوں کے ساتھ نکلیں پس نکلے ساتھ چرواہوں کے طرف اونٹوں کی سو کیا جو کچھ کیا اور یہ جو کہا پس حکم کیا اُن کو یہ کہ پییں دودھ اُن کا سو لیکن اُن کا دودھ صدقہ کا پس اس واسطے ہے کہ وہ مسافر تھے اور اوپر پینا اُن کا دودھ حضرت ﷺ کی اونٹنیوں کا پس ساتھ اجازت مذکور کے ہے اور اوپر پینا اُن کا پیشاب کو پس حجت پکڑی ہے ساتھ اُس کے اُس شخص نے جو کہتا ہے کہ پیشاب پاک ہے لیکن پیشاب اونٹوں کا پس ساتھ اس حدیث کے اور اوپر ماکول اللحم سے پس ساتھ قیاس کرنے کے ہے اوپر اُس کے اور یہ قول مالک اور احمد اور ایک گروہ کا ہے سلف سے اور موافق ہیں اُن کے ابن خزیمہ اور ابن منذر اور ابن حبان اور اصطخری اور رویانی یعنی اُن لوگوں کا بھی یہی مذہب ہے اور شافعی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ سب پیشاب اور پاخانے پلید ہیں خواہ ان جانوروں کے ہوں جن کا گوشت کھایا جاتا ہے یا اُن کے جن کا گوشت حرام ہے اور حجت پکڑی ہے ابن منذر نے واسطے قول اپنے کے کہ چیزیں سب پاک ہیں یہاں تک کہ ثابت ہو پلیدی کہا اس نے اور یہ جو گمان کرتا ہے کہ یہ حکم ان لوگوں کے ساتھ خاص ہے تو اس کی بات ٹھیک نہیں اس واسطے کہ خاصی ہیں ثابت ہوتی مگر دلیل سے اور بیچ نہ انکار کرنے اہل علم کے اوپر بیچنے لوگوں کے بکریوں کی مینگنیوں کو اپنے بازاروں میں اور استعمال کرنے اونٹوں کے پیشاب کے اپنے دواؤں میں پہلے اور پچھلے زمانے میں بغیر انکار کے دلیل ہے اوپر پاک ہونے اُن کے کی میں کہتا ہوں کے یہ استدلال ضعیف ہے اس واسطے کہ جس چیز میں اختلاف ہے اس پر انکار کرنا واجب نہیں پس اس پر نہ انکار کرنا اس پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ جائز ہے چہ جائے کہ پاک ہو اور تحقیق دلالت کرتی ہے اوپر پلید ہونے سب پیشابوں کے حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو پہلے بیان کی اور کہا ابن عربی نے کہ تعلق کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اُس شخص نے جو اونٹوں کے پیشاب کو پاک کہتا ہے اور معارضہ کیا گیا ہے اُن کا ساتھ اس کے کہ اجازت دی حضرت ﷺ نے واسطے اُن کے بیچ پینے اس کے کی واسطے دوا کرنے کے اور تعاقب کیا گیا ہے ابن عربی کا ساتھ اس طور کے کہ یہ دوا کرنی نہیں تھی حالت ضرورت میں اس دلیل سے کہ واجب نہیں پس کس طرح حلال ہوگا حرام واسطے اُس چیز کے کہ واجب نہیں اور جواب دیا گیا ہے کہ بلکہ یہ حالت ضرورت کی ہے جب کہ خبر دے اس کو ساتھ اس کے وہ شخص جس کی خبر پر اعتماد کیا جاتا ہے اور جو ضرورت کے واسطے مباح ہو اس کا نام حرام نہیں رکھا جاتا وقت کھانے اس کے کی واسطے دلیل اس آیت کے ﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ﴾ سو جس چیز کی طرف آدمی بے بس ہو پس نہیں حرام ہے وہ اوپر اس کے مانند مردار کی واسطے بے بس

آدمی کے اور یہ جو اس کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ حرام نہیں مباح ہوتا مگر واسطے واجب کے تو یہ مسلم نہیں اس واسطے کہ رمضان میں روزہ توڑنا حرام ہے اور باوجود اس کے پس مباح ہوتا ہے واسطے امر جائز کے مانند سفر کی اور اوپر قول اس کا کہ اگر پلید ہوتا تو نہ جائز ہوتا دوا کرنا ساتھ اس کے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ بے شک اللہ نے نہیں گردانی شفاء امت میری کی حرام چیز میں روایت کی یہ حدیث ابو داوٗد نے اور پلید چیز حرام ہے پس نہ دوا کی جائے گی ساتھ اُس کے اس واسطے کہ اُس میں تندرستی نہیں۔ پس جواب اس کا یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اوپر حالت اختیار کے اور لیکن ضرورت کی حالت میں پس نہ ہوگا حرام مانند مردار کی واسطے بے بس کے اور نہ وارد ہوگا قول حضرت ﷺ کا شراب میں کہ وہ دوا نہیں وہ بیماری ہے بیچ جواب اُس شخص کے جس نے پوچھا تھا کہ کیا اس کے ساتھ دوا کرنی جائز ہے جیسا کہ مسلم نے روایت کی ہے اس واسطے کہ یہ خاص ہے ساتھ شراب کے اور لاحق کیا گیا ہے ساتھ اُس کے غیر اس کا نشہ لانے والی چیزوں سے اور فرق درمیان نشہ لانے والی چیز کے اور درمیان غیر اس کے پلیدیوں سے یہ ہے کہ حد ثابت ہوتی ہے ساتھ استعمال کرنے اس کے بیچ حالت اختیار کے سوائے غیر اس کے کی اور اس واسطے کہ پینا اس کا کھینچتا ہے طرف بہت مفاسد کی اور اس واسطے کہ تھے اعتقاد رکھتے جاہلیت میں کہ شراب میں شفاء ہے پس آئی شرع برخلاف اعتقاد اُن کے اور اوپر پیشاب اونٹوں کا پس تحقیق روایت کی ہے ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بطور رفع کے کہ پیشاب اونٹوں کا شفاء ہے واسطے فاسد ہونے ان کے معدے کے پس نہ قیاس کی جائے گی وہ چیز کہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس میں دوا ہے اُس چیز پر ثابت ہو چکی ہے کہ اس میں دوا نہیں اور ساتھ اس طریق کے حاصل ہوگی تطبیق درمیان دلیلوں کے اور عمل ساتھ مقتضی سب کے اور یہ جو کہا کہ اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے یعنی ہر ایک کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں اور مائل کی ہے ایک جماعت نے ان میں سے ہے ابن جوزی طرف اُس کی کہ یہ بطور قصاص کے واقع ہوا تھا اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن دقیق العید نے ساتھ اس طور کے کہ مثلہ بیچ حق اُن کے کئی طرح سے ہوا اور نہیں حدیث میں مگر آنکھ پھوڑنی پس حاجت ہے طرف ثابت کرنے باقی چیزوں کے۔ میں کہتا ہوں شاید استدلال کیا اُنہوں نے ساتھ اس چیز کے کہ نقل کیا ہے اُس کو اہل مغازی نے کہ انہوں نے چرواہے کے ہاتھ پاؤں ناک کان کاٹ ڈالے اور دوسرا مذہب یہ ہے کہ یہ حکم اب منسوخ ہے اس واسطے کہ حدیث میں آ چکا ہے کہ مثلہ کرنا منع ہے اور تعاقب کیا اس کا ابن جوزی نے کہ دعویٰ نسخ کا محتاج ہے طرف تاریخ کی میں کہتا ہوں کہ دلالت کرتی ہے اُس کے منسوخ ہونے پر وہ چیز جو روایت کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے جہاد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو وارد ہے بیچ منع کے عذاب کرنے سے ساتھ آگ کے بعد اذن کے بیچ اُس کے اور قصہ عرینیوں کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اسلام سے پہلے کا ہے اور تحقیق حاضر ہوا وہ اذن کو پھر نہی کو اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ قصہ ان کا تھا پہلے اترنے حدوں کے سے اور واسطے موسیٰ بن عقبہ کے مغازی میں ہے اور ذکر کیا ہے انہوں نے کہ منع کیا حضرت ﷺ نے بعد اس کے مثلہ کرنے

سے یعنی ہاتھ پاؤں ناک کان کاٹنے سے اور یہ مشکل جانا ہے قاضی عیاض نے کہ اُن کو پانی کیوں نہ پلایا گیا حالانکہ اجماع ہے اس پر کہ جس پر قتل واجب ہو اگر وہ پانی مانگے تو اُس کو پانی سے منع نہ کیا جائے اور جواب دیا ہے نووی نے ساتھ اس طور کے کہ محارب مرتد نہیں حرمت ہے واسطے اس کے بیچ پلانے پانی کے اور نہ غیر اس کے کی اور دلالت کرتا ہے اُس پر یہ کہ جس کے ساتھ پانی نہ ہو مگر واسطے طہارت اس کی کے تو نہیں جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ مرتد کو پلائے اور خود تیمّم کرے بلکہ اُسی سے وضو کرے اگرچہ مرتد پیاس سے مر جائے اور کہا خطابی نے کہ حضرت ﷺ نے یہ معاملہ اُن کے ساتھ اس واسطے کیا تھا کہ اُن کے مار ڈالنے کا ارادہ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت بیچ پیاسے مارنے اُن کے یہ ہے کہ کفر کیا انہوں نے نعمت پینے دودھ اونٹنیوں کے سے کہ حاصل ہوئی واسطے اُن کے ساتھ اُس کے شفاء بھوک سے اور بیماری سے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس چیز کے کہ پہلے گزری آنا ایلچیوں کا پاس امام کے اور نظر کرنی اس کی بیچ بھلائیوں اُن کی کے اور اس میں مشروع ہونا طلب کا ہے اور دوا کرنا ساتھ دودھ اونٹنیوں کے اور پیشاب اُن کے اور اس میں ہے کہ دوا کی جائے ہر بدن کی ساتھ اُس چیز کے کہ اس کی عادت ہو اور یہ کہ جائز ہے مار ڈالنا جماعت کا بدلے ایک آدمی کے برابر ہے کہ مارا ہو اس کو دھوکے سے یا لڑائی سے اگر ہم کہیں کہ اُن کا مار ڈالنا بطور قصاص کے تھا اور اس میں ہم مثل ہونا ہے قصاص میں اور یہ اس کی قسم سے نہیں جس سے حدیث میں منع کیا گیا ہے اور ثابت ہونا حکم محاربہ کا میدان میں اور اپیر گاؤں پس ان میں اختلاف ہے اور اس میں جواز استعمال کرنا مسافروں کا ہے زکوۃ کے اونٹوں کو دودھ پینے میں اور اس کے غیر میں قیاس سے ساتھ اجازت امام کے اور اس میں عمل کرنا ہے ساتھ قول قیافہ دان کے اور واسطے عرب کے اس میں معرفت پوری ہے۔ (فتح الباری)

۲۲۷ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو التَّيَّاحِ يَزِيْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَبْلَ أَنْ يُّبْنَى الْمَسْجِدُ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ.

۲۲۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد بننے سے پہلے بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ میں نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: اور یہ حدیث ہے بیچ نماز پڑھنے کے بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ میں اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ ان کا پیشاب اور اُن کی مینگنیاں پاک ہیں اس واسطے کہ وہ اس سے خالی نہیں ہوتیں پس دلالت کی اُس نے کہ تھے وہ مباشر ہوتے اُن کو اپنی نماز میں پس نہ ہوں گی پلید اور جواب یہ ہے کہ بخاری اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اُن کے گھر میں چٹائی پر نماز پڑھی اور صحیح ہو چکا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت ﷺ چٹائی پر نماز پڑھتے تھے اور ابن حزم نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اجازت حضرت ﷺ کی ساتھ نماز پڑھنے کی بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ میں ثابت ہے نزدیک مسلم کے ہاں نہیں اس میں

دلالت اوپر پاک ہونے اُن کی جگہ کے لیکن نیز اس میں نہی ہے نماز پڑھنے سے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں پس اگر اجازت پاک ہونے کو چاہتی ہے تو نہی ناپاک ہونے کو چاہے گی اور فرق کا کوئی قائل نہیں لیکن معنی اجازت اور نہی میں ساتھ کسی چیز کے نہیں متعلق ہے ساتھ پاکی کے اور نہ پلیدی کے اور وہ یہ ہے کہ بکریاں بہشت کے چوپایوں سے ہیں اور اونٹوں کی پیدائش شیطانوں سے ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَقَعُ مِنَ النَّجَاسَاتِ فِي السَّمْنِ وَالْمَآءِ. باب ہے بیان میں اُس پلیدی کے جو گھی اور پانی میں پڑے۔

فائدہ: یعنی کیا وہ چیز اس کو ناپاک کر ڈالتی ہے یا نہیں یا نہیں پلید کرتا پانی کو مگر جب کہ بگڑ جائے سوائے غیر اس کے کی اور یہ وہ چیز ہے جو ظاہر ہوتی ہے مجموع اس چیز کے سے کہ وارد کیا ہے اس بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب میں اثر اور حدیث سے۔

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا بَأْسَ بِالْمَآءِ مَا لَمْ يُغَيِّرْهُ طَعْمٌ أَوْ رِيحٌ أَوْ لَوْنٌ. یعنی زہری نے کہا کہ پانی کا کچھ ڈر نہیں جب تک اس کا مزہ یا بو یا رنگ نہ بدلے۔

فائدہ: یعنی نہیں حرج ہے بیچ استعمال کرنے اس کے کی ہر حالت میں پس حکم دیا گیا ساتھ پاک ہونے اس کے کی جب تک نہ بگڑے مزہ اس کا یعنی کسی ناپاک چیز سے یا بو سے یا رنگ سے اور ایک روایت میں اس سے ہے کہ ہر وہ چیز کہ اس میں قوت ہو اُس چیز سے کہ پہنچے اس کو گندگی یہاں تک کہ نہ بگاڑے یہ اُس کے مزے کو اور نہ اس کی بو کو اور نہ اس کے رنگ کو تو وہ پاک ہے اور اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ نہیں فرق کیا جاتا درمیان تھوڑے اور بہت کے مگر ساتھ قوت کے جو مانع ہے ملاقات کرنے والی چیز کو اس سے کہ بگاڑے ایک صفت اس کی کو پس اعتبار نزدیک اس کے ساتھ بگڑنے اور نہ بگڑنے کے ہے اور زہری کے اس قول کی طرف کئی گروہ علماء کے پھرے ہیں اور تحقیق تعاقب کیا ہے اس کا ابو عبیدہ نے کتاب الطہور میں ساتھ اس طور کے کہ لازم آتا ہے اُس سے یہ کہ جو کسی لوٹے میں پیشاب کرے اور پانی کے کسی وصف کو نہ بگاڑے تو جائز ہو واسطے اس کے پاک ہونا ساتھ اُس کے اور حالانکہ یہ بات بہت خراب ہے جس سے نفرت آتی ہے اسی واسطے مدد دیا گیا ہے قول تفریق کرنے کا ساتھ قلتین کے یعنی اگر بقدر دو قلوں کے پانی ہو تو ناپاک نہیں ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں روایت کیا قلتین کی حدیث کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے اختلاف کے جو اس کی سند میں واقع ہوا ہے لیکن اس کے راوی سب ثقہ ہیں یعنی پکے معتبر ہیں اور صحیح کہا ہے اس کو ایک جماعت نے اماموں سے مگر یہ ہے کہ قلتین کے مقدار پر اتفاق نہیں اور اعتبار کیا ہے اس کو شافعی نے ساتھ پانچ مشکوں کے حجاز کے مشکوں سے واسطے احتیاط کے اور تخصیص کے ساتھ اس کے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرفوع اَلْمَآءُ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ یعنی پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی اور حدیث صحیح ہے روایت کیا ہے اس کو جابر رضی اللہ عنہ نے اور زہری

کے اس قول میں حدیث مرفوع آئی ہے لیکن وہ اہل حدیث کے نزدیک ثابت نہیں امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ لیکن نہیں جانتا میں مسئلے میں خلاف یعنی بیچ ناپاک پانی کے جب کہ بگڑ جائے کوئی صفت اس کے ساتھ پلیدی کے۔ (فتح)

وَقَالَ حَمَّادٌ لَا بَأْسَ بِرِيْشِ الْمَيْتَةِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيْ عِظَامِ الْمَوْتٰى نَحْوَ الْفِيْلِ وَغَيْرِهٖ أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ سَلَفِ الْعُلَمَآءِ يَمْتَشِطُوْنَ بِهَا وَيَدَّهِنُوْنَ فِيْهَا لَا يَرَوْنَ بِهٖ بَأْسًا.

یعنی حماد نے کہا کہ جانور مردہ کا پر ناپاک نہیں (یعنی پلید نہیں ہوتا پانی اس کے ملنے سے برابر ہے کہ پر ماکول کا ہو یا غیر ماکول کا) اور زہری نے مردہ جانوروں مثل ہاتھی وغیرہ غیر ماکول اللحم کی ہڈیوں کے باب میں کہا ہے کہ میں نے بہت لوگوں کو پہلے علماء سے پایا کہ وہ اس کے ساتھ کنگھی بناتے تھے اور گھی کے واسطے اس سے برتن بناتے تھے وہ لوگ اس میں کچھ گناہ نہیں دیکھتے تھے (یعنی ہاتھ کے دانت سے کنگھی بنانی یا گھی کے رکھنے کے واسطے کوئی برتن اس سے بنالینا جائز ہے)۔

فائدہ: یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ اس کے پاک ہونے کے قائل تھے۔

وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَإِبْرَاهِيْمُ وَلَا بَأْسَ بِتِجَارَةِ الْعَاجِ.

یعنی ابن سیرین اور ابراہیم نے کہا کہ ہاتھی کے دانت سے تجارت کرنا جائز ہے۔

فائدہ: کہا خلیل نے کہ عاج ہاتھی کے دانت کو کہتے ہیں اور قالی نے کہا کہ عرب ہر ہڈی کو عاج کہتے ہیں پس اگر یہ ثابت ہوتو نہیں حجت ہے بیچ اثر مذکور کے اوپر پاک ہونے ہڈی ہاتھی کے لیکن وارد کرنا بخاری کا اس کو پیچھے اثر زہری کے بیچ ہڈی ہاتھی کے دلالت کرتا ہے اوپر اعتبار اُس چیز کے کہ کہا ہے خلیل نے اور تحقیق خلاف کیا ہے علماء نے بیچ ہڈی ہاتھ کے بنا بر اس کے کہ کیا ہڈی کے اندر بھی زندگی داخل ہوتی ہے یا نہیں پس پہلا مذہب شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور استدلال کیا ہے واسطے اس کے ساتھ اس آیت کے ﴿مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ پس یہ آیت ظاہر ہے اس میں کہ زندگی اس کے اندر داخل ہوتی ہے اور دوسرا مذہب ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور کہا کہ ہڈیاں مطلق پاک ہیں اور کہا مالک رحمہ اللہ نے وہ پاک ہے اگر ذبح کیا جائے بنا بر قول اس کے کہ جس چیز کا گوشت کھانا حرام ہے پاک ہوتا ہے ساتھ ذبح کرنے کے اور یہ قول ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔ (فتح)

۲۲۸ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ أَنَّ

۲۲۸۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھی میں چوہے کے گر جانے کا حال پوچھا (یعنی اس گھی کو کیا کرنا چاہیے) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چوہے کو نکال کر

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِيْ سَمْنٍ فَقَالَ أَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوْهُ وَكُلُوْا سَمْنَكُمْ.

ڈال دو اور جو اس کے گرد ہے اور اپنے باقی گھی کو کھاؤ۔

فائدہ: معمر سے روایت اس طور سے آئی ہے کہ پوچھے گئے حضرت ﷺ چوہے سے گھی میں پڑے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر جما ہوا ہو تو چوہے کو اور جو اس کے گرد ہے نکال کر پھینک دو اور اگر پتلا ہو تو اس کے قریب نہ جاؤ اور حکایت کی ہے ترمذی نے بخاری سے کہ یہ روایت خطاء ہے اور کہا ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے کہ وہ وہم ہے اور اشارہ کیا ہے ترمذی نے کہ وہ شاذ ہے اور کہا ذہلی نے کہ دونوں طریق ہمارے نزدیک محفوظ ہیں۔ فائدہ لیا ہے جمہور علماء نے ساتھ حدیث پیغمبر کے جو دلالت کرنے والی ہے اوپر فرق کرنے کے درمیان جمے ہوئے اور پگھلے ہوئے گھی کے اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے اتفاق اس پر کہ اگر جمے ہوئے گھی میں مردار گر پڑے تو ڈالا جائے اور جو اس کے گرد ہے جب تحقیق ہو کہ کوئی چیز اس کے اجزاء سے نہیں پہنچی طرف غیر اس کے کی اُس سے اور اوپر پتلا پس مذہب جمہور کا یہ ہے کہ وہ پلیدی کے پڑنے سے سب ناپاک ہو جاتا ہے اور خلاف کیا ہے ایک فریق نے ان میں ہے زہری اور اوزاعی اور اس کا بیان کتاب الذبائح میں آئے گا اور اسی طرح مسئلہ نفع اٹھانے کا ساتھ گھی ناپاک کے یا ناپاک کئے گئے کے انشاء اللہ تعالیٰ۔ کہا ابن منیر نے کہ مناسبت حدیث گھی کی واسطے پہلے اثروں کے یہ ہے کہ بخاری کے نزدیک مختار یہ ہے کہ معتبر ناپاک ہونے میں بدلنا صفتوں کا ہے پس جب کہ تھا پر مردار کا نہ بدلتا ساتھ معتبر ہونے اس کے ساتھ مرنے کے اور اسی طرح اس کی ہڈیاں پس اسی طرح ہے گھی جو دور ہو مردار پڑنے کی جگہ سے نہ متغیر ہو تو تقاضا کیا اس نے کہ جب پانی میں پلیدی پڑے اور متغیر نہ ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ (فتح)

۲۲۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِيْ سَمْنٍ فَقَالَ خُذُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوْهُ قَالَ مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ مَا لَا أُحْصِيْهِ يَقُوْلُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ.

۲۲۹۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا مگر اس میں اختلاف ہے کہ چوہے کو اور جو اس کے گرد ہے لے کر ڈال دو۔

۲۳۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا

۲۳۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا

عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ كَلْمٍ یُكْلَمُهُ الْمُسْلِمُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَكُوْنُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ كَهَیْئَتِهَا إِذْ طُعِنَتْ تَفَجَّرُ دَمًا اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالْعَرْفُ عَرْفُ الْمِسْكِ.

جو زخم کہ مسلمانوں کو اللہ کے راہ میں لگتا ہے وہ قیامت کے دن اپنے اسی شکل پر ہوگا جب کہ لگا تھا یعنی تازہ ہوگا گویا کہ ابھی لگا ہے جاری ہوگا اس سے خون اس کا رنگ تو خون کے رنگ کا ہوگا اور اس کی خوشبو مثل خوشبو مشک کی ہوگی۔

فائدہ: وجہ مطابقت کی ترجمہ سے یہ ہے کہ مشک پاک ہے اور اس کا اصل ناپاک ہے پس جب اپنی ذات سے متغیر ہوگا تو اس کا حکم بھی متغیر ہوگا اسی طرح پانی ہے جب متغیر ہو جائے تو اس کا حکم بھی متغیر ہو جاتا ہے یعنی پاک نہیں رہتا یہ جو کہا کہ اللہ کی راہ میں تو یہ قید نکالتی ہے اس چیز کو کہ پہنچی مسلمان کو زخموں سے بیچ غیر راہ اللہ کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور اللہ کو معلوم ہے جو اس کے راہ میں زخمی ہوتا ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے یہ واسطے اس شخص کے جس کی نیت خالص ہو اور یہ جو فرمایا کہ قیامت کے دن اس کا زخم جاری ہوگا تو اس میں حکمت یہ ہے کہ وہ گواہی دے گا واسطے صاحب اپنے کے ساتھ فضیلت اس کی کے اور اس کے ظالم پر ساتھ فعل اس کے کی اور فائدہ خوشبو کا یہ ہے کہ پھیل جائے قیامت کے دن سب لوگوں میں واسطے ظاہر کرنے فضیلت کو بھی اور اسی واسطے نہیں مشروع ہوا نہلانا شہید کا معرکہ میں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس باب کے مطابق نہیں پس کہا اسمٰعیلی نے کہ یہ حدیث نہیں داخل ہوتی بیچ پاک ہونے لہو کے اور پلید ہونے اس کے کی اور سوائے اس کے نہیں کہ وارد ہوئی ہے بیچ فضیلت اس شخص کے جو اللہ کے راہ میں شہید ہوا اور جواب دیا گیا ہے کہ مقصود بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھ لانے اس کے تاکید کرنی اپنے مذہب کی ہے کہ پانی مجرد ملاقات سے ناپاک نہیں ہوتا یعنی مجرد پلیدی کے ملنے سے جب تک کہ نہ بگڑے پس استدلال کیا ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ بدل جانا صفت کا اثر کرتا ہے موصوف میں پس جیسے کہ بدلنا صفت لہو کا ساتھ خوشبو کے نکالتا ہے اس کو دم سے طرف مدح کی پس ایسے ہی بدل جانا صفت پانی کا جب کہ بدلے ساتھ پلیدی کے نکالتا ہے صفت طہارت سے طرف نجاست کی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ غرض ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ پلید کرنا بند ہے ساتھ تغیر کے اور جو مذکور ہوا دلالت کرتا ہے اس پر کہ پلید ہونا حاصل ہوتا ہے ساتھ بگڑنے کے اور اس پر اتفاق ہے نہ یہ کہ وہ نہیں حاصل ہوتا مگر ساتھ اس کے اور یہی ہے جگہ نزاع کی اور بعض نے کہا کہ مقصود بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ بیان کرے کہ مشک پاک ہے واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو اس کو پلید کہتا ہے واسطے ہونے اس کے کی خون جما ہوا پس جب متغیر ہوا حالت مکروہ سے یعنی لہو سے اور وہ نہ ہونا بد بو کا ہے طرف حالت ممدوح کے اور وہ خوش ہونا بو مشک کا ہے تو داخل ہوئی اس

پر حلت اور منتقل ہوا حالت نجاست سے طرف حالت طہارت کی مانند شراب کی جب کہ سرکہ ہو جائے۔

بَابُ الْبَوْلِ فِي الْمَآءِ الدَّآئِمِ.

کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کا بیان۔

٢٣١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ هُرْمُزَ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ.

۲۳۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم متاخر ہیں دنیا میں متقدم ہیں دن قیامت میں یعنی دنیا میں ہم سب امتوں سے پیچھے پیدا ہوئے ہیں اور قیامت کو سب سے آگے ہوں گے (یعنی ہمارا حساب کتاب سب سے پہلے ہوگا یا بہشت میں پہلے داخل ہوں گے)

٢٣٢ ـ وَبِإِسْنَادِهٖ قَالَ لَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَآءِ الدَّآئِمِ الَّذِيْ لَا يَجْرِيْ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ.

۲۳۲۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک نہ پیشاب کرے کوئی تم میں سے کھڑے پانی میں جو جاری نہ ہو پھر غسل کرے اس میں۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں آیا ہے کہ نہ نہائے کوئی تم میں سے کھڑے پانی میں اور وہ جنابت کی حالت میں ہو اور ابو داؤد میں ہے کہ نہ بول کرے کوئی تم میں سے کھڑے پانی میں اور نہ نہائے اس میں جنابت کے سبب سے یعنی تو اس سے معلوم ہوا کہ مراد دونوں کام سے منع کرنا ہے پس رد ہوا قول قرطبی کا کہ نہانے سے منع ہونا مراد نہیں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض حنفیوں نے اس پر کہ مستعمل پانی ناپاک ہے اس واسطے کہ پیشاب پانی کو ناپاک کر ڈالتا ہے پس اسی طرح نہانا بھی اور حالانکہ دونوں سے اکٹھے منع کیا ہے اور نہی واسطے حرام ہونے کے ہے پس دلالت کرے گی نجاست پر بیچ ان دونوں کے اور رد کیا گیا ہے یہ استدلال ساتھ اس طور کے کہ وہ دلالت اقتران ہے اور یہ ضعیف ہے اور بر تقدیر تسلیم کرنے اس کی کے پس نہیں لازم آتا برابر کرنا پس ہوگی نہی پیشاب سے تاکہ نہ پلید کرے اس کو اور اس میں نہانے سے تاکہ نہ سلب کرے اس کی طہوریت کو یعنی اس کے پاک کرنے کی صفت کو اور زیادہ ظاہر کرتا ہے اس کو قول اس کا مسلم کی روایت میں کہ کس طرح کرے کہا کر پانی کو ہاتھ سے اٹھائے پس دلالت کی اس نے اس پر کہ اس میں غوطہ مارنا منع ہے تاکہ مستعمل نہ ہو جائے پس منع ہو غیر پر فائدہ اٹھانا ساتھ اس کے اور صحابی زیادہ تر جاننے والا ہے ساتھ مورد خطاب کے اپنے غیر سے اور یہ قوی تر دلیل ہے اس پر کہ مستعمل پانی پاک کرنے والا نہیں اور تحقیق پہلے گزر چکی ہے دلیلیں اوپر پاک ہونے اس کے کی اور نہیں فرق ہے اس پانی میں کہ نہ جاری ہو حکم مذکور میں درمیان پیشاب آدمی کے اور غیر اس کے کی برخلاف بعض حنبلیوں کے اور نہ درمیان اس کے کہ پیشاب کرے پانی میں یا پیشاب کرے برتن میں پھر اس کو پانی میں ڈالے برخلاف ظاہریہ کے اور یہ سب محمول ہے اوپر پانی تھوڑے کے نزدیک اہل علم کے بنا بر اختلاف ان کی کے بیچ حد قلیل کے اور تحقیق پہلے گزر چکا ہے قول

اس شخص کا جو نہیں اعتبار کرتا مگر بگڑنے اور نہ بگڑنے اس کے کو اور یہ قول قوی ہے لیکن فرق کرنا ساتھ قلتین کے قوی تر ہے واسطے صحیح ہونے حدیث کے بیچ اس کے یعنی جو پانی کہ بقدر پانچ مشک کے ہو وہ کثیر ہے یعنی بہت ہے اور جو اس سے کم ہو وہ قلیل ہے یعنی تھوڑا اور تحقیق اقرار کیا ہے طحاوی نے حنفیہ میں سے ساتھ اس کے کہ حدیث قلتین کی صحیح ہے لیکن اس نے اس کے ساتھ قائل ہونے کا یہ عذر بیان کیا ہے کہ قلہ یعنی مٹکا عرف میں بولا جاتا ہے بڑے اور چھوٹے پر مانند ٹھلیا کی اور نہیں ثابت ہوا حدیث سے اندازہ ان کا پس ہوگا مجمل پس نہ عمل کیا جائے گا ساتھ اس کے اور قوی کہا ہے اس کو ابن دقیق العید نے لیکن استدلال کیا ہے ساتھ اس کے غیر ان کے نے پس کہا ابو عبید قاسم نے کہ مراد قلہ بڑا ہے اس واسطے کہ اگر چھوٹا مراد ہوتا تو نہ حاجت ہوتی واسطے ذکر کرنے عدد کے یعنی دو قلے کہنے کی کچھ حاجت نہ تھی اس واسطے کہ دو چھوٹے مٹکے بقدر ایک بڑے کے ہیں اور رجوع کیا جائے گا بڑے میں طرف عرف اہل حجاز کی اور ظاہر یہ ہے کہ شارع نے ترک کیا ہے ان دونوں کی حد مقرر کرنے کو واسطے فراخی کرنے کے اور علم احاطہ کرنے والا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں خطاب کیا حضرت ﷺ نے اصحاب کو مگر ساتھ اس چیز کے کہ سمجھتے تھے پس دور ہوا اجمال لیکن واسطے نہ مقرر کرنے حد کے واقع ہوا ہے اختلاف درمیان سلف کی بیچ اندازے ان کے کے نو اقوال پر حکایت کیا ہے ان کو ابن منذر نے پھر حادث ہوئی بعد ان کے حد مقرر کرنی ان کی ساتھ رطلوں کے اور اس میں بھی اختلاف ہے اور مالک سے منقول ہے کہ نہی محمول ہے تنزیہ پر اس چیز میں کہ نہ بگڑے اور یہ قول باقی لوگوں کا ہے کثیر میں اور کہا قرطبی نے کہ ممکن ہے حمل کرنا او پر تحریم کے مطلق بطور قاعدے بند کرنے ذریعہ کے اس واسطے کہ وہ پہنچاتا ہے نوبت کو طرف پلید کرنے پانی کے اور یہ جو کہا ثُمَّ يَغْسِلُ فِيْهِ تو لفظ فیہ کا دلالت کرتا ہے او پر منع ہونے غوطے کے بیچ اس کے ساتھ نص کے اور او پر منع ہونے لینے پانی کے ساتھ ہاتھ کے ساتھ استنباط کے کہا ہے اس کو ابن دقیق العید نے اور یہ سب مبنی ہے اس پر کہ پانی پلید ہوتا ہے ساتھ ملنے نجاست کے ۔ واللہ اعلم ۔

بَابٌ إِذَا أُلْقِيَ عَلٰى ظَهْرِ الْمُصَلِّيْ قَذَرٌ أَوْ جِيْفَةٌ لَمْ تَفْسُدْ عَلَيْهِ صَلَاتُهٗ.

باب ہے اس بیان میں کہ جب نمازی کی پیٹھ پر پلیدی یا مردار ڈالا جائے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹتی ۔

فائدہ: محل اس کا وہ ہے جب کہ نہ جانے اس کو اور دراز ہونا جاننا اُس کا اور احتمال ہے مطلق صحیح ہونے کا او پر قول اُس شخص کے جس کا مذہب یہ ہے کہ نماز میں پلیدیوں سے پرہیز کرنی فرض نہیں اور او پر قول اس شخص کے جس کا یہ مذہب ہے کہ یہ ابتداء میں منع ہے سوائے اس چیز کے کہ نماز کے درمیان عارض ہو اور اسی کی طرف ہے مائل بخاری رحمہ اللہ کی او راسی پر محمول ہے فعل اس صحابی کا جو بدستور نماز میں رہا بعد اس کے کہ جاری ہوا اس سے لہو ساتھ تیر لگنے کے ۔

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا رَأٰى فِيْ ثَوْبِهٖ دَمًا وَهُوَ يُصَلِّيْ وَضَعَهٗ وَمَضٰى فِيْ صَلَاتِهٖ.

یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما جب اپنے کپڑے میں خون دیکھتے نماز پڑھتے وقت تو اس کو رکھ دیتے اور اپنی نماز میں گزرتے

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ جب وہ اپنی نماز میں ہوتے تھے اور اپنے کپڑے میں لہو دیکھتے تھے تو اس کو رکھ سکتے تو رکھ دیتے تھے اور اگر نہ رکھ سکتے تو نماز سے نکل کر اس کو دھوتے پھر آ کر پہلی نماز پر بنا کرتے تھے جو پہلے پڑھی تھی اور اس کی سند صحیح ہے اور یہ فعل اس کا چاہتا ہے کہ ان کی رائے یہ تھی کہ ابتداء اور دوام کے درمیان فرق ہے یعنی لہو کا ابتداء میں ہونا نماز کو فاسد نہیں کرتا اور ہمیشہ رہنا اس کا ساری نماز میں اس کو توڑ ڈالتا ہے اور یہ قول ایک جماعت اصحاب اور تابعین کا ہے اور یہی قول ہے اوزاعی اور ابوثور اور اسحاق کا اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نماز کو دوہرائے اور قید کیا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ وقت کے پس اگر وقت خارج ہو تو اس پر قضاء نہیں اور اس میں بحث ہے دراز اور استدلال کیا گیا ہے واسطے پہلوں کے ساتھ حدیث ابوسعید کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں اپنا جوتا اتارا پھر فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو خبر دی تھی کہ اس میں گندگی ہے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ نے اور نہیں ذکر کیا حدیث میں دوہرانا نماز کا اور یہی اختیار ہے ایک جماعت شافعیہ کا۔

وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَالشَّعْبِيُّ إِذَا صَلّٰى وَفِيْ ثَوْبِهٖ دَمٌ أَوْ جَنَابَةٌ أَوْ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ أَوْ تَيَمَّمَ صَلّٰى ثُمَّ أَدْرَكَ الْمَآءَ فِيْ وَقْتِهٖ لَا يُعِيْدُ.

یعنی ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب کوئی نماز پڑھے اور کپڑے میں خون یا منی لگی ہو یا قبلے سوا اور طرف پڑھتا ہو یا تیمّم کر کے نماز پڑھی ہو پھر اسی وقت میں پانی کو پایا تو وہ نماز کو نہ دوہرائے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ مسئلے لہو کے وہ ہے جب کہ نمازی کو معلوم نہ ہو اور اسی طرح جنابت نزدیک اس شخص کے جو کہتا ہے کہ منی پلید ہے اور مراد ساتھ مسئلے قبلہ کے وہ ہے جب کہ ہو اجتہاد سے پھر ظاہر ہو خطاء کہ اس طرف قبلہ نہیں اور مراد ساتھ مسئلے تیمّم کے وہ ہے جب کہ پانی کو نہ پائے اور یہ سب ظاہر ہیں سیاق چاروں اثر کے سے جو مذکور ہیں تابعین مذکورین سے اور تحقیق پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف مسئلے خون کے اور لیکن مسئلہ تیمّم کا پس نہ واجب ہونا دوہرانے نماز کو قول چاروں اماموں کا ہے اور اکثر سلف کا اور مذہب ایک جماعت تابعین کا یہ ہے کہ واجب ہے دوہرانا نماز کا مطلق یہ قول عطاء اور ابن سیرین اور مکحول کا ہے اور اوپر مسئلہ خطاء کا قبلے میں یعنی اگر چوک کر قبلے کے سوا کسی اور طرف نماز پڑھ لے تو کہا تین اماموں اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے قدیم میں کہ نہ دوہرائے اور نیز یہی قول ہے اکثر کا اور کہا جدید قول میں کہ واجب ہے دوہرانا نماز کا۔

۲۳۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

۲۳۳۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز کعبہ میں نماز پڑھتے تھے اور ابوجہل اور اس کے ساتھی وہاں بیٹھے تھے جب کہ ان کے بعض نے بعض

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ قَالَ ح و حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْبَيْتِ وَأَبُوْ جَهْلٍ وَأَصْحَابٌ لَهُ جُلُوْسٌ إِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَيُّكُمْ يَجِيْءُ بِسَلٰى جَزُوْرِ بَنِيْ فُلَانٍ فَيَضَعُهُ عَلٰى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ إِذَا سَجَدَ فَانْبَعَثَ أَشْقَى الْقَوْمِ فَجَآءَ بِهِ فَنَظَرَ حَتّٰى سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ عَلٰى ظَهْرِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَأَنَا أَنْظُرُ لَا أُغْنِيْ شَيْئًا لَوْ كَانَ لِيْ مَنَعَةٌ قَالَ فَجَعَلُوْا يَضْحَكُوْنَ وَيُحِيْلُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتّٰى جَآءَتْهُ فَاطِمَةُ فَطَرَحَتْ عَنْ ظَهْرِهِ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ إِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ قَالَ وَكَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّ الدَّعْوَةَ فِيْ ذٰلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ ثُمَّ سَمّٰى اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِيْ جَهْلٍ وَعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِيْ مُعَيْطٍ وَعَدَّ

سے کہا کہ تم میں ایسا کون ہے جو بنی فلاں کے اونٹ کی اوجھڑی لائے اور اس کو محمد ﷺ کی پیٹھ پر سجدہ کرنے کے وقت رکھ دے پس کھڑا ہوا زیادہ تر بد بخت سب قوم سے اور اوجھڑی کو لایا اور دیکھا یہاں تک کہ جب نبی ﷺ سجدے میں گئے تو اس بد بخت نے اوجھڑی کو حضرت ﷺ کی پیٹھ پر دونوں مونڈھوں کے درمیان رکھ دیا اور میں (ابن مسعود کا قول ہے) دیکھتا تھا اس معاملے کو نہیں دفع کر سکتا تھا میں کسی چیز کو (یعنی ان کی اس شرارت کو نہیں دفع کر سکتا تھا) اگر مجھ کو اس کو طاقت اور قوت ہوتی تو میں ان کو روکتا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ سب ہنسنے لگے اور ہنسنے سے بعض بعض پر گرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ سجدے میں پڑے تھے اپنے سر کو نہیں اٹھا سکتے تھے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے پاس آپ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور اوجھڑی کو آپ کی پیٹھ سے گرایا سو حضرت ﷺ نے اپنے سر کو سجدے سے اٹھایا پھر آپ نے ان کافروں کے حق میں بد دعا کی اور فرمایا الٰہی! پکڑ لے کفار قریش کو یہ حضرت ﷺ نے تین بار فرمایا سو حضرت ﷺ کی بد دعا ان پر بھاری گزری یعنی اس بد دعا سے ان کے دلوں میں بہت خوف پیدا ہو گیا اور گھبرا گئے جب آپ نے ان پر بد دعا کی اس لیے کہ وہ لوگ اعتقاد کرتے تھے کہ دعا کعبہ میں مقبول ہوتی ہے (یہ تو حضرت ﷺ نے مجمل طور پر سب قریش کو بد دعا دی پھر بڑے بڑے موذیوں کے مفصل نام لے کر علیحدہ علیحدہ ہر ایک کے حق میں بد دعا کی) سو فرمایا الٰہی! پکڑ لے ابو جہل کو اور پکڑ لے عتبہ بن ربیعہ کو اور ولید بن عتبہ کو اور امیہ بن خلف کو اور عقبہ بن ابی معیط کو راوی کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے ساتویں شخص کو بھی ذکر کیا تھا پر مجھ کو یاد نہیں

السَّابِعَ فَلَمْ يَحْفَظْ قَالَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِينَ عَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرْعٰى فِي الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ.

رہا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ جن کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیا تھا میں نے بے شک ان کی لاشیں پڑی دیکھیں پھر وہیں کھینچ کر کنوئیں میں ڈالے گئے (لیکن امیہ بن خلف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے زخمی ہو کر مکہ میں جا کر مر گیا اور ساتواں یعنی عمارہ بن ولید اس طور سے مارا گیا کہ اس نے نجاشی بادشاہ حبشہ کی عورت سے چھیڑ چھاڑ کی سو بادشاہ نے اپنے ایک جادوگر کو حکم کیا اس کی احلیل یعنی پیشاب آنے کے سوراخ میں کچھ پھونک دے سو اس نے پھونک دیا اسی روز سے وہ جنگلی جانوروں کے ساتھ جاملا آدمیوں سے بھاگ جاتا تھا یہاں تک کہ اسی حال سے خلافت عمر فاروق میں مر گیا)۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر نماز کے اندر کوئی نجاست اور پلیدی نمازی پر پڑ جائے یا کپڑے کو لگ جائے تو اس کی نماز بالکل نہیں ٹوٹتی اگرچہ اس میں کچھ خون بھی ہو اور علماء نے اس حدیث کی بہت تاویلیں کی ہیں لیکن وہ سب کی سب بے دلیل ہیں اور صرف عن الظاهر کی کوئی وجہ معقول ہوتی ہے اور مراد ساتھ یاروں ابوجہل کے وہ ہیں جن پر حدیث کے اخیر میں بددعا کی اور یہ جو کہا کہ یحیل بعضهم الخ تو اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ ایک دوسرے پر حوالہ کرتے تھے کہ فلاں شخص نے یہ حرکت کی اور دوسرا کہتا تھا کہ فلانے نے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو یہ بددعا کی اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا نماز کے باہر کی تھی لیکن اس وقت آپ کا منہ قبلہ کی طرف تھا اور یہ جو کہا کہ اعتقاد کرتے تھے تو ممکن ہے کہ ہو یہ اس چیز سے کہ باقی رہی نزدیک ان کے ابراہیم علیہ السلام کی شریعت سے اور یہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ان کی لاشیں پڑی دیکھیں تو مراد یہ ہے کہ اکثر کی لاشیں دیکھیں کہ عمارہ حبشے میں جا کر مر گیا تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا تعظیم دعا کرنے کی مکے میں نزدیک کافروں کے اور نہیں زیادہ ہوا نزدیک مسلمانوں کے مگر ازروئے تعظیم کے اور اس میں معرفت کفار کی ہے ساتھ سچے ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ڈرنے ان کی کے آپ کی دعا سے لیکن باعث ہوا ان کو حسد اوپر نہ فرمانبرداری کرنے کے واسطے آپ کے اور اس میں مستحب ہونا دعا کا ہے تین بار اور یہ کہ جائز ہے دعا کرنا ظالم پر لیکن کہا بعض نے محل اس کا وہ ہے جب کہ ہو کافر اور اگر مسلمان ہو تو مستحب ہے مغفرت مانگنی واسطے اس کے اور دعا کرنی ساتھ توبہ کے اور اگر کہا جائے کہ نہیں اس میں دلالت اوپر دعا کرنے کے کافر پر تو بعید نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

اطلاع ہوئی ہو کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے اور اولیٰ یہ ہے کہ دعا کی جائے واسطے ہر زندہ کے ساتھ ہدایت کے اور اس میں ہے کہ مباشرت یعنی ہاتھ سے کام کرنا زیادہ تاکید والا ہے سبب اور امداد سے واسطے قول اس کی کے عقبہ کے حق میں کہ کھڑا ہوا زیادہ تر بدبخت قوم کا باوجودیکہ ان میں ابوجہل بھی تھا اور وہ سخت تر تھا اس سے کفر میں اور حضرت ﷺ کے ایذاء دینے میں لیکن بدبختی اس جگہ بہ نسبت اس قصے کی ہے اس واسطے کہ وہ سب آمر اور راضی ہونے میں تو شریک تھے لیکن تنہا ہوا عقبہ ساتھ مباشرت کے پس ہوا بدبخت تر سب سے اسی واسطے اور سب لڑائی میں مارے گئے اور وہ قید ہو کر مارا گیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اگر پیدا ہو نماز میں کسی کو کچھ چیز مانع ہو اس کو نماز کے منعقد ہونے سے ابتداء میں تو نہیں باطل ہوتی نماز اس کی اگر چہ دراز ہو اور اسی پر اتاری جائے گی کلام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی پس اگر ہو پلیدی اور اس کو اسی وقت دور کر ڈالے تو اس کی نماز بالاتفاق صحیح ہوتی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کی لید پاک ہے اور اس پر کہ دور کرنا نجاست کا نہیں فرض اور یہ ضعیف ہے اور حمل کرنا اس پر کہ پہلے گزری اولیٰ ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اول استدلال ساتھ اس طور کے کہ اوجھڑی فقط لید نہ تھی بلکہ اس کے ساتھ لہو بھی تھا اور لہو بالاتفاق پلید ہے۔ (فتح)

بَابُ الْبُزَاقِ وَالْمُخَاطِ وَنَحْوِهٖ فِي الثَّوْبِ.

تھوک اور ناک کے پانی کا اور جو مثل اس کی ہے کپڑے میں ہونا نماز کو کچھ نقصان نہیں پہنچاتا۔

فائدہ: یعنی اور بدن میں بھی اور مانند اس کی اور داخل ہونا اس کا طہارت کی باتوں میں اس جہت سے کہ اگر وہ پانی کے ساتھ ملے تو پانی کو فاسد نہیں کرتا۔

قَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ وَمَرْوَانَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ حُدَيْبِيَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَمَا تَنَخَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ.

یعنی عروہ نے مسور اور مروان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے دنوں میں نکلے پھر راوی نے تمام حدیث کو بیان کیا اور اسی میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے منہ سے جو سینڈھ نکال کر پھینکتے تھے تو زمین پر گرنا نہیں پاتا تھا بلکہ کوئی نہ کوئی شخص اس کو لے لیتا تھا اور اپنے منہ اور بدن کو ملتا تھا۔

فائدہ: یہ حدیث ایک ٹکڑا ہے حدیث دراز کا جو حدیبیہ کے بیان میں وارد ہوئی ہے اور غرض اس سے استدلال کرنا ہے اوپر پاک ہونے تھوک کے اور مانند اس کی کے اور تحقیق نقل کیا ہے اس میں بعض نے اجماع لیکن ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے کہ تھوک پاک نہیں اور کہا ابن حزم نے کہ صحیح ہو چکا ہے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ تھوک ناپاک ہے جب کہ جدا ہو منہ سے۔ (فتح)

٢٣٤ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَزَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَوْبِهٖ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ طَوَّلَهُ ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۳۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے میں تھوکا۔

بَابٌ لَا يَجُوْزُ الْوُضُوْءُ بِالنَّبِيْذِ وَلَا الْمُسْكِرِ وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ وَأَبُو الْعَالِيَةِ وَقَالَ عَطَاءٌ التَّيَمُّمُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الْوُضُوْءِ بِالنَّبِيْذِ وَاللَّبَنِ.

باب ہے بیان میں کہ نچوڑ کھجور کے ساتھ اور نشہ والے شراب کے ساتھ وضو کرنا جائز نہیں اور مراد ساتھ نچوڑ کھجور کے وہ ہے جو نشے کی حد کو نہ پہنچے۔ اور مکروہ جانا ہے اس کو حسن بصری اور ابو عالیہ نے۔ اور عطاء نے کہا کہ تیمّم زیادہ تر پسند ہے مجھ کو نبیذ اور دودھ کے ساتھ وضو کرنے سے۔

فائدہ: روایت کی ہے ابن ابی شیبہ وغیرہ نے حسن بصری سے کہ نہ وضو کر ساتھ نچوڑ کھجور کے اور مراد ساتھ اس کے کراہت تنزیہی ہے اور روایت کی ہے ابو داؤد نے ابوخلدہ سے کہ میں نے ابو عالیہ سے پوچھا کہ اگر کسی مرد کو نہانے کی حاجت ہو اور نہ ہو پاس اس کے پانی کیا اس کے ساتھ نہائے؟ کہا نہ اور نیز ابو داؤد نے عطاء سے روایت کی ہے کہ مکروہ جانا اس نے وضو کرنے کو ساتھ کھجور کے اور دودھ کے اور کہا کہ میرے نزدیک تیمّم کرنا اس سے بہت پیارا ہے اور اوزاعی کا مذہب یہ ہے کہ سب نچوڑوں کے ساتھ وضو کرنا درست ہے اور یہ قول عکرمہ کا ہے اور قید کیا ہے اس کو ابو حنیفہ نے مشہور قول میں ساتھ نچوڑ کھجور کے اور شرط ہے کہ پانی کے ہوتے نہ ہو اور یہ کہ شہر یا گاؤں سے باہر ہو اور مخالفت کی ہے اس کے دونوں ساتھیوں نے یعنی ابو یوسف اور محمد علیہما الرحمۃ نے پس کہا محمد رحمہ اللہ نے کہ جمع کرے درمیان اس کے اور درمیان تیمّم کے بعض کہتے ہیں کہ بطور واجب ہونے کے اور بعض کہتے ہیں کہ بطور مستحب ہونے کے اور یہ قول اسحاق کا ہے اور کہا ابو یوسف نے ساتھ قول جمہور کے کہ کسی حال میں اس سے وضو نہ کرے اور اختیار کیا ہے اس کو طحاوی نے اور ذکر کیا ہے قاضی خان نے کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس قول کی طرف رجوع کیا لیکن ان کی کتابوں میں سے مفید میں ہے کہ جب پانی میں کھجوریں ڈالی جائیں پس حل ہو جائیں اور نہ دور ہو اس سے نام پانی کا تو جائز ہے وضو کرنا ساتھ اس کے بغیر خلاف کے یعنی نزدیک ان کے اور استدلال کیا ہے ساتھ حدیث ابن

مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جنون کی رات میں کہا کہ کیا ہے تیرے برتن میں کہا نبیذ فرمایا کھجور پاک ہے اور پانی پاک کرنے والا پس وضو کیا ساتھ اس کے اور اتفاق سب علماء سلف کا اس پر کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بر تقدیر صحیح ہونے اس کے منسوخ ہے اس واسطے کہ یہ واقعہ مکے کا ہے اور نازل ہونا اس آیت کا ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا﴾ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا مدینے میں بغیر خلاف کے یا محمول ہے اس پر جب کہ ڈالی جائیں اس میں کھجوریں خشک جو اس کی کسی صفت کو نہ بگاڑیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ کام کرتے تھے اس واسطے کہ اکثر پانی ان کے میٹھے نہ تھے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی آئندہ حدیث میں کہا کہ جو شراب نشہ لائے وہ حرام ہے یعنی جس کی شان سے نشہ لانا ہے برابر ہے کہ اس کے پینے سے نشہ آئے یا نہ آئے کہا خطابی نے کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ نشہ لانے والی چیز تھوڑی اور بہت حرام ہے کسی قسم سے ہو اس واسطے کہ وہ صیغہ عموم کا ہے اشارہ کیا گیا ہے ساتھ اس کے طرف جنس شراب کی جس سے نشہ پیدا ہوتا ہے اور وجہ حجت پکڑنے بخاری رحمہ اللہ علیہ کی ساتھ اس کے اس باب میں یہ ہے کہ نشہ لانے والی چیز کا پینا حلال نہیں اور جس کا پینا حلال نہ ہو اس کے ساتھ وضو کرنا بالاتفاق درست نہیں اور نبیذ کے پینے کا بیان اشربہ میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۲۳۵ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ.

۲۳۵ ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شراب نشہ لائے پس وہ حرام ہے۔

فائدہ: جب حرام ہوا تو حرام سے وضو کرنا بالاتفاق جائز نہیں۔

بَابُ غَسْلِ الْمَرْأَةِ أَبَاهَا الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ.

کسی عورت کا اپنے باپ کے منہ سے خون دھونا کیسا ہے؟

فائدہ: یہ باب باندھا گیا ہے واسطے بیان کرنے اس بات کے کہ جائز ہے مدد لینی بیچ دور کرنے پلیدی کے اور مانند اس کی کے جیسا کہ وضو کے باب میں پہلے گزر چکا ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی مناسبت ابو العالیہ کے اثر کی واسطے حدیث سہل کے۔

وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ امْسَحُوْا عَلٰى رِجْلِيْ فَإِنَّهَا مَرِيْضَةٌ.

یعنی ابو العالیہ نے کہا کہ میرے پاؤں پر ہاتھ پھیروں اس لیے کہ وہ بیمار ہے۔

فائدہ: اصل قصہ یہ ہے کہ ان کا ایک قدم بیمار تھا اس میں سرخ پھوڑا ہوا تھا سو لوگوں نے ان کو تمام وضو کرایا ان کا وہ پاؤں باقی رہا تو کہا کہ اس پر مسح کر دو۔

۲۳۶ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَامٍ قَالَ

۲۳۶ ۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے ان

أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ وَسَأَلَهُ النَّاسُ وَمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ أَحَدٌ بِأَيِّ شَيْءٍ دُووِيَ جُرْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَقِيَ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي كَانَ عَلِيٌّ يَجِيءُ بِتُرْسِهِ فِيهِ مَاءٌ وَفَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ فَأُخِذَ حَصِيرٌ فَأُحْرِقَ فَحُشِيَ بِهِ جُرْحُهُ.

سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا زخم کس چیز سے بھرا گیا تھا راوی کہتا ہے کہ نہ تھا درمیان میرے اور سہل کے اور کوئی یعنی میں قریب تھا وقت سوال کی سو سہل نے کہا کہ اس کو مجھ سے زیادہ تر جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔ بیان اس کا یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ تو اپنی ڈھال سے پانی لاتے تھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے چہرہ مبارک سے خون دھوتی تھیں سو ایک چٹائی کا ٹکڑا لیا گیا اور جلا کر راکھ کیا گیا اور اُس سے آپ کا زخم بھرا گیا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ خون پانی پر بہت بڑھتا جاتا ہے تو قصد کیا طرف ایک چٹائی کے اور اس کو جلا کر اس کی راکھ کو زخم پر لگا دیا سو اُس سے لہو بند ہوا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے دوا کرنا اور علاج کرنا زخموں کا اور پکڑنا ڈھال کا لڑائی میں اور یہ کہ یہ سب توکل میں نقصان نہیں کرتا واسطے صادر ہونے اس کے توکل کرنے والوں کے سردار سے اور یہ کہ جائز ہے عورت کو بدن لگانا اپنے باپ کے بدن سے بغیر کسی حائل کے اور اسی طرح واسطے غیر اس کے محرموں سے اور دوا کرنی اس کی واسطے ان کی بیماریوں کے اور سوائے اس کے جن کا بیان مغازی میں آئے گا۔ (فتح)

بَابُ السِّوَاكِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِتُّ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ.

باب ہے بیان میں مسواک کرنے کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کے پاس ایک رات گزاری سو آپ نے مسواک کی۔

فائدہ: یہ ایک بڑی حدیث کا ٹکڑا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے مختصر کر دیا ہے پوری حدیث آگے آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۲۳۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُهُ يَسْتَنُّ بِسِوَاكٍ بِيَدِهِ يَقُولُ أُعْ أُعْ وَالسِّوَاكُ فِي فِيهِ كَأَنَّهُ يَتَهَوَّعُ.

۲۳۷۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا سو آپ کو پایا کہ منہ کو مل رہے تھے ساتھ ایک مسواک کے جو آپ کے ہاتھ میں تھی اع اع کر رہے تھے جیسے گویا قے کر رہے ہیں اور مسواک آپ کے منہ میں تھی۔

فائدہ: مستفاد ہوتا ہے اس سے مشروع ہونا مسواک کا اوپر زبان کی لمبائی میں اور اوپر دانت پس محبوب تر اس میں یہ ہے ہو مسواک چوڑائی میں اور اس باب میں ایک حدیث ہے مرسل اور اس میں تاکید ہے مسواک کی اور یہ کہ نہیں خاص ہے وہ ساتھ دانتوں کے اور یہ کہ وہ ستھرائی کی قسم سے ہے نہ باب دور کرنے گندگیوں کے سے اس واسطے کہ

حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ چھپانا نہیں کیا یعنی پاخانے وغیرہ کی طرح اس کو چھپ کر نہیں کیا اور باب باندھا ہے علماء نے اس پر مسواک کرنا امام کا روبرو اپنی رعیت کے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ اس میں مستحب ہونا مسواک کا ہے وقت کھڑے ہونے کے سونے سے اس واسطے کہ سونے سے منہ کی بو بگڑ جاتی ہے اس واسطے کہ اس کی طرف معدے کے بخار چڑھتے ہیں اور مسواک ہتھیار ستھرائی کا ہے پس مستحب ہے نزدیک مقتضی اس کے کی اور ظاہر قول اس کے کا من اللیل عام ہے ہر حالت میں اور احتمال ہے کہ ہو خاص ساتھ اس وقت کے جب کہ نماز کی طرف کھڑے ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں اور دلالت کرتی ہے اس پر روایت بخاری کی نماز میں ساتھ اس لفظ کے اِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس کے واسطے شاہد ہے اور شاید یہی بھید ہے بیچ ذکر کرنے اس کے کی ترجمہ میں اور تحقیق ذکر کیا ہے بخاری نے مسواک کے بہت احکام کو نماز اور روزے میں۔ (فتح)

٢٣٨ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ.

٢٣٨۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ رات کو اٹھتے تو اپنے منہ کو ملتے مسواک سے۔

بَابُ دَفْعِ السِّوَاكِ إِلَى الْأَكْبَرِ.

بڑے کو مسواک دینے کا بیان۔

وَقَالَ عَفَّانُ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَانِيْ أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَآءَنِيْ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيْلَ لِيْ كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْأَكْبَرِ مِنْهُمَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اخْتَصَرَهُ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ أُسَامَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو خواب میں معلوم ہوا کہ میں مسواک کرتا ہوں پھر دو شخص آئے ایک ان میں سے دوسرے سے بڑا ہے سو میں نے وہ مسواک چھوٹے کو دی تو مجھ کو کہا گیا کہ بڑے کو دے سو میں نے وہ مسواک بڑے کو دی۔

فائدہ: اس حدیث سے بڑی عمر والے کی تعظیم اور تقدیم ثابت ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ مسواک کرتے تھے تو حضرت ﷺ نے وہ مسواک سب سے بڑے کو دی پھر فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ بڑے کو دوں اور یہ روایت چاہتی ہے کہ یہ معاملہ جاگتے واقع ہوا اور تطبیق درمیان

اس کے اور درمیان روایت صخر کے یہ ہے کہ جب واقع ہوا یہ معاملہ بیداری میں تو خبر دی ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ اس چیز کے کہ خواب میں دیکھی واسطے تنبیہ کرنے کے اس پر کہ حکم کیا اس نے آپ کو ساتھ وحی متقدم کے اور تائید کرتی ہے اس کی روایت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو ابو داؤد نے روایت کیا ہے کہ تھے حضرت ﷺ مسواک کرتے اور آپ کے پاس دو مرد تھے سو حضرت ﷺ کو وحی ہوئی کہ مسواک بڑے کو دیں۔ کہا ابن بطال نے کہ اس میں مقدم کرنا بڑی عمر والے کا ہے مسواک میں اور یہی حکم ہے طعام اور شراب اور چلنے اور کلام کرنے کا۔ کہا مہلب نے یہ اس وقت ہے جب کہ لوگ مجلس میں بے ترتیب بیٹھے ہوں اور جب باترتیب بیٹھے ہوں تو سنت اس وقت مقدم کرنا داہنی طرف والے کا ہے اور یہ صحیح ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ غیر کے مسواک سے مسواک کرنی مکروہ نہیں مگر یہ کہ مستحب ہے کہ پہلے اس کو دھو لے پھر اس کو استعمال کرے اور اس باب میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے کہ تھے حضرت ﷺ دیتے مجھ کو مسواک تا کہ اس کو دھوؤں سو میں پہلے اس کے ساتھ مسواک کرتی پھر دھو کر آپ کو دیتی اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر عظیم ہونے ادب عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور بڑی ہونے دانائی ان کی کے اس واسطے کہ اس کو پہلے نہ دھونا تا کہ نہ فوت ہو شفاء چاہنے آپ کی تھوک سے پھر دھونا اس کو واسطے ادب اور حکم بجا لانے کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ دھونے اس کے کی پاک کرنا اور نرم کرنا اس کا ساتھ پانی کے پہلے اس سے کہ اس کو استعمال کریں۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ بَاتَ عَلَى الْوُضُوْءِ.

وضو سے سونے والے کی فضیلت کا بیان۔

۲۳۹ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْئَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ اللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ فَإِنْ مُّتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ

۲۳۹۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تو اپنے بچھونے پر یا خواب گاہ میں آئے پھر وضو کرے جیسا تو اپنی نماز کے واسطے وضو کرتا ہے پھر اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جائے پھر یہ دعا مانگے الٰہی! میں نے اپنی جان تجھ کو سونپی اور منہ کو تیرے سامنے کیا اور اپنا سب کام تیرے حوالے کیا اور اپنی پیٹھ تیری طرف جھکائی تیرے شوق اور تیرے خوف سے تجھ سے بھاگنے کی جگہ کوئی نہیں اور نہ بچاؤ کا مکان ہے مگر تیری طرف الٰہی! میں تیری کتاب کے ساتھ ایمان لایا جو تو نے اتاری اور تیرے پیغمبر پر ایمان لایا جس کو تو نے بھیجا سو اگر تو اسی رات میں مر گیا تو ایمان پر مرا اور کر ان کو آخر ان کا جو کلام کرے تو ساتھ اس کے۔ براء رضی اللہ عنہ کہتے

فَأَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَتَكَلَّمُ بِهٖ قَالَ فَرَدَّدْتُّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغْتُ اَللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ أَنْزَلْتَ قُلْتُ وَرَسُوْلِكَ قَالَ لَا وَنَبِيِّكَ الَّذِیْ أَرْسَلْتَ.

ہیں سو میں نے نبی ﷺ پر ان کلموں کو دوہرایا سو جب میں اس کلمہ پر پہنچا اَللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ تو بجائے لفظ نَبِيِّكَ کے میں نے رَسُوْلِكَ کہا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کہو بلکہ کہو وَنَبِيِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ یعنی نبی کے بدلے میں رسول نہ کہہ۔

فائدہ: یہ اس کو آپ نے اس واسطے فرمایا کہ دعا اور اذکار کے الفاظ توقیفی ہیں پس ثواب جب ہی ہوتا ہے کہ اسی لفظ سے بولے جس کو اللہ اور رسول نے فرمایا اپنی طرف سے کوئی لفظ نہ بدلے یا یہ کہ آپ کو اسی لفظ نبی کے ساتھ وحی ہوئی تھی اس واسطے آپ نے اسی لفظ پر ٹھہرنا مناسب جانا یا یہ کہ اس میں تکرار لفظ کا آتا تھا اس لیے کہ اَرْسَلْتَ کے لفظ میں رسول بھی موجود ہے جب یہاں بھی رسول بولا جاتا تو تکرار لفظ کا لازم آتا اور یا ذکر کیا اس کو واسطے پرہیز کرنے کے اس شخص سے کہ رسول ہیں بغیر نبوت کے مانند جبرئیل وغیرہ فرشتوں کے اس واسطے کہ وہ رسول ہیں نبی نہیں اور شاید آپ نے ارادہ کیا خالص کرنے کلام کا لبس سے یا اس واسطے کہ لفظ نبی کا زیادہ ہے تعریف میں رسول کے لفظ سے اس واسطے کہ وہ مشترک ہے ہر رسول پر برخلاف لفظ نبی کے کہ وہ عرف میں مشترک نہیں بنا بر اس کے جو کہتا ہے کہ ہر رسول نبی ہے بغیر عکس کے اس کا اطلاق صحیح نہیں اور احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ طرف اس کی کہ حضرت ﷺ نبی تھے پہلے اس سے کہ ہوں رسول یا اس واسطے کہ پہلے قول میں وصف زیادہ نہیں اور دوسرے قول میں وصف زائد ہے اور یہ جو کہا کہ جب تو اپنے بچھونے پر آئے سو وضو کرے تو اس میں تازہ کرنا وضو کا ہے واسطے اس شخص کے کہ سونے کا ارادہ کرے اگرچہ باوضو ہو اور احتمال ہے کہ ہو یہ حکم خاص ساتھ اس شخص کے جو بے وضو ہو اور وجہ مناسب ہونے اس کے کی واسطے ترجمہ آپ کے اس قول سے سو اگر تو اسی رات مرگیا تو ایمان پر مرا اور مراد ساتھ فطرت کے سنت ہے۔ (فتح الباری)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہ ترجمہ پارہ اول صحیح بخاری با ترجمہ فتح الباری تمام ہوا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

سو جو مسلمان اس کو پڑھیں پڑھائیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں مہتمم اور مترجم کے حق میں خاتمہ بالایمان کی دعا فرمائیں، ۱۳۴۰ ہجری۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

یہ کتاب ہے علم کے بیان میں

یہ کتاب ہے وضوء کے بیان میں

❀ ...... ❀ ...... ❀

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ! فَهٰذِهٖ تَرْجَمَةٌ لِلْجُزْءِ الثَّانِيْ مِنَ الْجَامِعِ الصَّحِيْحِ لِلْاِمَامِ الْبُخَارِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً وَاسِعَةً وَفَّقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى لِاِتْمَامِهٖ وَانْتِهَآئِهٖ كَمَا وَفَّقَنَا لِشُرُوْعِهٖ وَابْتِدَآئِهٖ.

كِتَابُ الْغُسْلِ

کتاب ہے غسل کے بیان میں

غسل ساتھ پیش عین معجمہ کے اصل میں اسم مصدر ہے اور حقیقی معنی اس کا جاری ہونا پانی کا ہے اعضاء پر اور شرع شریف میں غسل کہتے ہیں طہارت مخصوصہ کو جو مشہور اور معروف ہے یعنی دھونا تمام ظاہر بدن کا ساتھ بالوں کے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہاں یہی معنی ہے اور غَسل ساتھ زبر غین کے مطلق دھونے کو کہتے ہیں اور غُسل ساتھ پیش عین اور سین کے اس پانی کو کہتے ہیں جس کے ساتھ دھویا جاتا ہے اور غِسل ساتھ زیر غین کے اس چیز کو کہتے ہیں جو پانی کے ساتھ ملا کر سر دھویا جاتا ہے جیسے کہ خطمی اور مٹی اور اشنان وغیرہ اور غُسالہ ساتھ پیش غین کے بھی یہی معنی رکھتا ہے اور غُسالہ اس پانی کو بھی کہتے ہیں جو کسی چیز کے نچوڑنے سے باہر آئے اور اِغتِسال کا معنی غسل کرنا ہے اور تَغسِیل کا معنی غسل میں مبالغہ کرنا ہے نہایت تک اور کبھی اس کا معنی آتا ہے دوسرے کو غسل کا باعث ہونا اور مراد غسل سے یہاں عام معنی ہے شرعی ہو یا غیر شرعی اس لیے کہ غسل غیر شرعی بھی اس کتاب میں مذکور ہوا ہے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ

یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ غالب اور بزرگ نے اور اگر تم ناپاک ہو پس نہاؤ اور غسل کرو اور اگر ہو تم بیمار یا اوپر سفر کے یا آئے کوئی تم میں سے مکان ضرور سے یا صحبت کرو تم عورتوں سے پس نہ پاؤ تم پانی پس قصد کرو مٹی پاک کا پس ملو مُنہ اپنے کو اور ہاتھوں اپنوں کو اور اس سے نہیں ارادہ کرتا اللہ تاکہ کرے اوپر تمہارے کچھ تنگی لیکن ارادہ کرتا ہے تاکہ پاک کرے تم کو اور تاکہ پوری کرے نعمت اپنی اوپر تمہارے تاکہ تم شکر کرو۔

تَشْكُرُوْنَ﴾.

وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِىْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى أَوْ عَلٰى سَفَرٍ أَوْ جَآءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيْكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾.

یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے لوگوں جو ایمان لائے ہو مت نزدیک جاؤ نماز کے اور ہوتم مست یہاں تک کہ جانو تم کیا کہتے ہو اور نہ جنابت سے مگر گزرنے والے راہ کے یہاں تک کہ نہا لو آخر آیت تک کہ تحقیق اللہ ہی معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض ان دونوں آیتوں کے لانے سے یہ ہے کہ جنبی آدمی پر غسل کا واجب ہونا قرآن سے ثابت ہے اور اس دوسری آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جنبی شخص کے واسطے نماز کا جائز ہونا اور مسجد میں ٹھہرنا غسل کرنے پر موقوف ہے اور غسل کہتے ہیں تمام اعضاء کے دھونے کو ساتھ نیت عبادت کے۔ انتہی۔ (فتح الباری)

بَابُ الْوُضُوْءِ قَبْلَ الْغُسْلِ.

نہانے سے پہلے وضو کرنا سنت ہے۔

٢٤٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهٗ فِي الْمَآءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُوْلَ شَعَرِهٖ ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلَاثَ غُرَفٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَآءَ عَلٰى جِلْدِهٖ كُلِّهٖ.

۲۴۰۔ حضرت کے حرم عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت سے نہانے کا ارادہ کرتے تو اول ہاتھوں سے شروع کرتے سو اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے پھر اپنی اُنگلیوں کو پانی میں داخل کرتے پس خلال کرتے ساتھ اُن کے اپنی بالوں کی جڑوں کو پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالتے پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہا دیتے۔

فائدہ: اصل میں جنابت کا معنی دور ہونے کا ہے اور چونکہ جماع دور کے مکانوں اور پوشیدہ جگہوں میں ہوتا ہے اس لیے جماع کرنے والے پر جنبی بولا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ جماع کرنے والا عبادت سے دور ہے جب تک کہ غسل نہ

کر لے اس لیے اس کو جنبی بولا گیا سو اس سے معلوم ہوا کہ جنابت سے نہانے کے وقت پہلے وضو کرنا سنت ہے اور بعد اس کے نہانے میں وضوء کے اعضاء پر خواہ پانی ڈال لے خواہ نہ ڈالے دونوں طرح سے جائز ہے لیکن اگر ان پر پانی نہ ڈالنا ہو تو اول وضو میں غسل جنابت کی نیت کرنی ضرور ہے یعنی ابتدائے وضو میں یہ نیت کرنی کہ میں جنابت سے نہانے لگا ہوں اور نیز غسل سے پہلے وضو کرنے میں دونوں طہارتیں صغریٰ اور کبریٰ حاصل ہو جاتی ہیں یعنی وضو بھی اور غسل بھی اور غسل جنابت میں بدن کا ملنا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ و امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ اکثر اماموں کے نزدیک مستحب ہے اور امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ بعض کے نزدیک واجب ہے مگر اس حدیث سے نہ اس کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور نہ استحباب ابن بطال نے کہا کہ اس پر دلیل اجماع ہے لیکن اس اجماع میں کلام ہے جیسے کہ فتح الباری میں مذکور ہے اور بالوں کی جڑوں کے خلال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر بدن پر بہت بال ہوں تو ان کی جڑوں کو بھی خلال کرے اور فائدہ اس کا یہ ہے کہ خلال کرنے سے تمام بدن اور بالوں میں پانی پہنچ جاتا ہے اور یہ خلال کرنا بالاتفاق واجب نہیں لیکن اگر گوند وغیرہ سے بال جمے ہوئے ہوں تو ایسی حالت میں خلال کرنا اور بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا واجب ہے کذا ذکرہ شیخ الاسلام الحافظ ابن حجر فی فتح الباری شرح البخاری۔

۲۴۱ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ وَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ مِنَ الْأَذٰى ثُمَّ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَآءَ ثُمَّ نَحّٰى رِجْلَيْهِ فَغَسَلَهُمَا هٰذِهٖ غُسْلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ.

۲۴۱۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا جیسے کہ آپ نماز کے واسطے وضو کیا کرتے تھے مگر آپ نے اپنے دونوں پاؤں کو نہ دھویا اور اپنی شرمگاہ کو دھویا اور جو ناپاکی آپ کو لگی تھی اس کو دور کیا پھر آپ نے اپنے بدن پر پانی بہایا پھر اپنے پاؤں کو کنارے کیا سو ان کو دھویا یہ طریق ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہانے کا جنابت سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہانے سے پہلے وضو کرنا سنت ہے جب جماع یا احتلام سے نہانے لگے تو پہلے وضو کر لے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پاؤں کو غسل کرنے کے پیچھے دھوئے کنارے ہو کر مگر یہ بات عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے مخالف ہے جو ابھی گزر چکی ہے اور وجہ تطبیق کی ان دونوں حدیثوں میں دو طرح سے ہو سکتی ہے اول اس طور کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں وضو سے مراد اکثر وضو کا ہے یعنی سوائے پاؤں کے اور کل وضو اپنے نہانے سے پہلے کیا دوم اس طرح سے کہ ان دونوں حدیثوں کو دو حالتوں پر محمول کیا جائے یعنی کبھی آپ نے پاؤں کو

پہلے دھویا اور کبھی پیچھے دھویا مگر سنت یہی ہے کہ پاؤں کو غسل سے پیچھے دھوئے اس لیے کہ اس حدیث میں صریحًا موجود ہے کہ حضرت ﷺ نے غسل سے پیچھے کنارے ہو کر پاؤں کو دھویا ہے اور صراحت مقدم ہوتی ہے دلالت پر اور نیز میمونہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کے بعض طریقوں میں کان اذا اغتسل الخ کا لفظ آ گیا ہے جو دوام پر دلالت کرتا ہے پس نہ کم ہوگا اکثر اوقات سے اندریں صورت بفرض تسلیم بعض اوقات غسل سے پہلے وضو کرنا اس کی سنیت کے منافی نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ الرجع المآب اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں اول یہ کہ وضو میں تفریق جائز ہے یعنی پہلے ایک عضو کو دھونا پھر ساعت کے بعد دوسرے کو دھونا۔ دوم یہ کہ غسل میں بدن پر پانی بہانا فقط ایک بار واجب ہے۔ سوم یہ کہ جو شخص غسل کی نیت سے وضو کرے اور پھر نہا لے تو اس کے لیے دوسرا وضو کرنا ضرور نہیں جب تک کہ اس کا وہ وضو نہ ٹوٹے۔ چہارم یہ کہ غسل اور وضو کے واسطے پانی منگوانے میں دوسرے آدمی سے مدد چاہنی جائز ہے اس لیے کہ بعض طریقوں میں اس حدیث کے یہ لفظ آیا ہے وَضَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غُسْلًا یعنی میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے حضرت ﷺ کے نہانے کے واسطے پانی لا کر رکھا۔ پنجم یہ کہ استنجاء بائیں ہاتھ سے کرے اور داہنے ہاتھ سے اس پر پانی ڈالتا جائے اس لیے کہ بعض طریقوں میں اس حدیث کے یہ لفظ آیا ہے ثم افرغ بیمینہ علی شمالہ یعنی پھر حضرت ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا۔ ششم یہ کہ جو شخص برتن سے چلو بھر بھر کے نہانا چاہے تو اس کو چاہیے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو استنجے سے پہلے دھولے اس لیے کہ شاید ان میں کوئی ناپاکی ہو جس کو وہ مکروہ جانے لیکن اگر پانی لوٹے میں ہو تو اس وقت اولیٰ یہ ہے کہ استنجاء پہلے کرے۔ ہفتم یہ کہ نہانے کے پیچھے جو قطرے پانی کے بدن سے گرتے ہیں وہ پاک ہیں اس لیے کہ بعض طریقوں میں اس حدیث کے یہ لفظ آیا ہے کہ میں نے آپ کو بدن پونچھنے کے واسطے ایک کپڑا دیا سو آپ نے اس کو نہ لیا پس معلوم ہوا کہ قطرے پانی کے آپ کے کپڑوں پر گرتے رہے ہوں گے۔ فتح الباری ملخصا۔

بعض حنفیہ اس حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں اس پر کہ اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے اس لیے کہ اس میں استنجاء بعد وضوء کے واقع ہوا ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہی حدیث بعینہ تین بابوں سے پیچھے ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے ففسل مذاکیرہ ثم مسح یدہ بالارض ثم مضمض واستنشق الخ یعنی پس آپ نے اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنے ہاتھ کو مٹی سے مانجا پھر کلی کی اور ناک صاف کیا آخر حدیث تک اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو آٹھ بار مختلف طریقوں سے ذکر کیا ہے اور ان سب میں بھی ذکر ہے کہ استنجاء پہلے کیا ساتھ لفظ ثم اور فاء کے پس اس حدیث میں بھی یہی مراد ہوگی کہ استنجاء وضو سے پہلے کیا لان الاحادیث یفسر بعضھا بعضًا۔

بَابُ غُسْلِ الرَّجُلِ مَعَ امْرَأَتِهٖ.

مرد اور عورت کے مل کر نہانے کا بیان یعنی ایک برتن سے دونوں کو مل کر غسل کرنا جائز ہے۔

٢٤٢ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَآءٍ وَاحِدٍ مِنْ قَدَحٍ يُقَالُ لَهُ الْفَرَقُ.

۲۴۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور وہ برتن ایک بڑا کٹورا تھا جس کو فرق کہتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا اگر مرد اور عورت دونوں آپس میں مل کر ایک برتن سے غسل کریں یعنی باری باری کے ساتھ برتن سے چلو بھر بھر کر اپنے اوپر ڈالتے جائیں تو اس طور سے نہانا جائز ہے اور اس سے باقی مستعمل نہیں ہوتا ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرد کو اپنی بیوی کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا جائز ہے اور اسی طرح عورت کو بھی اپنے خاوند کی شرمگاہ دیکھنا جائز ہے اور فرق دو صاع کا ہوتا ہے اور صاع انگریزی وزن کے حساب سے قریب تین سیر کے ہوتا ہے۔ (فتح الباری)

بَابُ الْغُسْلِ بِالصَّاعِ وَنَحْوِهٖ.

ایک صاع اور اس کی مانند کے ساتھ غسل کرنے کا بیان

٢٤٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِيْ شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُوْلُ دَخَلْتُ أَنَا وَأَخُوْ عَائِشَةَ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا أَخُوْهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَتْ بِإِنَآءٍ نَحْوًا مِّنْ صَاعٍ فَاغْتَسَلَتْ وَأَفَاضَتْ عَلٰى رَأْسِهَا وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا حِجَابٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَبَهْزٌ وَالْجُدِّيُّ عَنْ شُعْبَةَ قَدْرِ صَاعٍ.

۲۴۳۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی بھائی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے سو عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی نے اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا حال پوچھا یعنی حضرت کس قدر پانی سے غسل کیا کرتے تھے سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بقدر صاع کے ایک برتن منگوایا پس اس میں غسل کیا اور اپنے سر پر پانی بہایا اور ہمارے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ایک پردہ تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ یزید بن ہارون اور بہز اور جدی کی روایت میں نحو من صاع کے بدلے قدر صاع آیا ہے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل کے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سر اور اوپر کا بدن ننگا تھا اور باقی بدن ان کا ڈھانکا ہوا تھا اور وہ دونوں عائشہ رضی اللہ عنہا کے محرم تھے اس واسطے ان سے ستر نہ کیا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص کسی کو ایک کام کی تعلیم کرنے لگے تو مستحب ہے کہ وہ کام اس کے سامنے کر کے اس کو دکھلا دے اس لیے کہ وہ کام دکھلا دینے سے آدمی کے دل میں خوب جم جاتا ہے۔

۲۴۴ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ أَنَّهُ كَانَ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ وَأَبُوهُ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ فَسَأَلُوهُ عَنِ الْغُسْلِ فَقَالَ يَكْفِيكَ صَاعٌ فَقَالَ رَجُلٌ مَا يَكْفِينِي فَقَالَ جَابِرٌ كَانَ يَكْفِي مَنْ هُوَ أَوْفَى مِنْكَ شَعَرًا وَخَيْرٌ مِنْكَ ثُمَّ أَمَّنَا فِي ثَوْبٍ.

۲۴۴۔ابوجعفر (یہ کنیت ہے امام محمد باقر کی) سے روایت ہے کہ وہ اور ان کا باپ اور ایک جماعت دوسرے لوگ بھی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے سو اس جماعت نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے غسل کا حال پوچھا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر پانی سے غسل کیا کرتے تھے سو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا یعنی ان کے جواب میں کہ ایک صاع پانی کا غسل کے لیے تجھ کو کافی ہے سو ایک مرد نے کہا کہ ایک صاع مجھ کو کافی نہیں ہوسکتا ہے سو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک صاع پانی کفایت کرتا تھا اس شخص کو جس کے بال تجھ سے زیادہ تھے اور جو تجھ سے بہتر تھا یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو (ابوجعفر نے کہا) کہ پھر جابر رضی اللہ عنہ نے ایک کپڑے میں ہم کو نماز پڑھائی یعنی ہماری امامت کرائی اور سوائے تہ بند کے اور کوئی کپڑا ان کے مونڈھوں پر نہیں تھا۔

فائدہ: غرض جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی یہ تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ایک صاع پانی کا غسل کے واسطے کافی ہو جاتا تھا حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بھی تجھ سے زیادہ تھے پھر تجھ کو ایک صاع پانی کیسے کافی نہیں ہوسکتا ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ ایک صاع پانی سے زیادہ کے ساتھ غسل کرنا مکروہ ہے مگر یہ جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے والا یہ ایک واقع کا ذکر ہے ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول نہیں تھا اس لیے کہ صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فرق سے غسل کیا ہے اور فرق شافعی اور ابن عیینہ کے نزدیک تین صاع کا ہوتا ہے اور ایک روایت میں مسلم میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مد سے غسل کیا ہے پس مختلف حالات پر اس حدیث جابر رضی اللہ عنہ کو حمل کیا جائے گا اور یا اس حدیث جابر رضی اللہ عنہ کو استحباب پر محمول کیا جائے گا اور اس سے کم وبیش کو جواز پر یعنی صاع سے غسل کرنا مستحب ہے اور اس سے زیادہ پانی کے ساتھ غسل کرنا جائز ہے یا یہ کہ بلا حاجت اس سے زیادہ کرنا مکروہ ہے اور حاجت ہو تو جائز ہے الغرض صاع سے زیادہ پانی کے ساتھ غسل کرنا جائز ہے اور اسی پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہو چکا ہے جیسے کہ پارہ اول میں مذکور ہو چکا ہے، واللہ اعلم۔

۲۴۵ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۴۵۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیوی میمونہ رضی اللہ عنہا دونوں ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن عیینہ (راوی اس حدیث کا)

وَمَيْمُوْنَةَ كَانَا يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَآءٍ وَاحِدٍ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ أَخِيْرًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ وَالصَّحِيْحُ مَا رَوٰى أَبُوْ نُعَيْمٍ.

اخیر عمر میں اس حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت کے درمیان میمونہ رضی اللہ عنہا کا واسطہ بیان کیا کرتا تھا یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خود حضرت کو میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ غسل کرتے نہیں دیکھا ہے بلکہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے اس کو سنا ہے (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا) لیکن ابونعیم کی روایت صحیح ہے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حضرت کو اپنی آنکھ سے غسل کرتے دیکھنا بھی صحیح ہے۔

فائدہ: پہلی دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ صاع سے زیادہ پانی کے ساتھ غسل کرنا مکروہ ہے اور اسراف میں داخل ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت کی ساتھ ترجمہ باب کے اور مطابقت اس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ ترجمہ باب کے ظاہرا معلوم نہیں ہوتی ہے اس لیے کہ اس میں صاع اور اس کے مقدار کا کچھ ذکر نہیں سو جاننا چاہیے وجہ مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ باب کے کئی طور سے ہے کہ اول اس طرح سے ہوسکتی ہے کہ اس زمانے میں عرب کے برتن چھوٹے ہوتے تھے جیسے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت جگہ لکھ دیا ہے پس اندریں صورت دوسری خبر ترجمہ میں یعنی صاع کی مثل میں داخل ہوگا۔ دوم اس حدیث کے بعض طریقوں میں قدر صاع کا بھی آ گیا ہے۔ سوم اس حدیث میں برتن سے مراد فرق رکھا جائے گا جو حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں مذکور ہو چکا ہے اس لیے کہ وہ دونوں حضرت کی بیویاں تھیں اور جب کہ فرق میں دونوں نے غسل کیا تو ہر ایک کے حصہ میں تخمینا ایک صاع آئے گا پس تقریبا ترجمہ سے مناسبت حاصل ہو جائے گی و باللہ التوفیق فتح الباری۔

بَابُ مَنْ أَفَاضَ عَلٰى رَأْسِهِ ثَلَاثًا.

اپنے سر پر تین بار پانی بہانے کا بیان یعنی یہ کام مستحب ہے۔

٢٤٦ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا أَنَا فَأُفِيْضُ عَلٰى رَأْسِيْ ثَلَاثًا وَأَشَارَ بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا.

۲۴۶۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں یعنی غسل میں اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کرکے سر پر پانی بہانے کی شکل بتلا دی۔

٢٤٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مِخْوَلِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۴۷۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر تین بار پانی بہایا کرتے تھے۔

وَسَلَّمَ يُفْرِغُ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلَاثًا.

۲٤٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَامٍ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ لِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَتَانِي ابْنُ عَمِّكَ يُعَرِّضُ بِالْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ كَيْفَ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقُلْتُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ ثَلَاثَةَ أَكُفٍّ وَيُفِيْضُهَا عَلٰى رَأْسِهٖ ثُمَّ يُفِيْضُ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهٖ فَقَالَ لِيَ الْحَسَنُ إِنِّيْ رَجُلٌ كَثِيْرُ الشَّعْرِ فَقُلْتُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنْكَ شَعْرًا.

۲۴۸۔ابو جعفر سے روایت ہے کہ مجھ سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیرے چچا کا بیٹا میرے پاس آیا تھا یعنی حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم (اصل میں حسن امام باقر کے باپ کے چچا کا بیٹا ہے مگر جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو امام باقر کے چچا کا بیٹا جو کہا تو بطریق مسامحت کے کہا) سو اُس نے کہا یعنی حسن بن محمد نے کہ جنابت سے نہانا کس طرح پر ہے یعنی جنابت سے کس طریق پر غسل کیا جاتا ہے سو میں نے کہا (جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے) یعنی حسن کے سوال کے جواب میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین چلو پانی کے لیتے تھے سو ان کو اپنے سر پر بہاتے یعنی تین بار پھر (پانی کو) اپنے تمام بدن پر بہا دیتے (جابر رضی اللہ عنہ کہتا ہے) سو مجھ کو حسن نے کہا کہ میرے بال تو بہت ہیں یعنی مجھ کو اتنا پانی کافی نہیں ہوسکتا ہے بلکہ اس سے بہت پانی چاہیے تا کہ میرے سب بال تر ہو جائیں اور خشک نہ رہ جائیں سو میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تجھ سے زیادہ تر تھے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو غسل کے واسطے اس قدر پانی کافی ہوجاتا تھا حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بھی تجھ سے زیادہ تھے پھر اب تجھ کو اس قدر پانی غسل میں کیوں کافی نہیں ہوسکتا ہے حالانکہ تیرے بال تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت کم ہیں۔

فائدہ: ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ غسل میں تین بار سر پر پانی بہانا مستحب ہے اور اس سے زیادہ پانی خرچ کرنا اسراف میں داخل ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت ان حدیثوں کی ساتھ ترجمہ باب کے۔

بَابُ الْغُسْلِ مَرَّةً وَّاحِدَةً.

ایک بار غسل کرنے کا بیان یعنی غسل میں فقط ایک بار بدن پر پانی بہانا بھی کافی اور جائز ہے۔

فائدہ: ایک بار غسل کرنا فرض ہے اس سے کم کرنا جائز نہیں اور تین بار غسل کرنا سنت ہے نزدیک جمہور علماء کے۔

۲٤٩ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ

۲۴۹۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُونَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَآءً لِلْغُسْلِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفْرَغَ عَلٰى شِمَالِهٖ فَغَسَلَ مَذَاكِيرَهٗ ثُمَّ مَسَحَ يَدَهٗ بِالْأَرْضِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهٖ ثُمَّ تَحَوَّلَ مِنْ مَكَانِهٖ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ.

کی بیوی) نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کے غسل کے لیے پانی لا کر رکھا سو حضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا دو بار یا تین بار پھر اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر رگڑا یعنی کمال پاک کرنے کے واسطے پھر ان کو دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے منہ اور ہاتھوں کو دھویا پھر اپنے نہانے کی جگہ سے پھرے یعنی اس سے کنارے ہوئے سو اپنے دونوں پاؤں کو دھویا۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ باب کے اس طور سے ہے کہ یہ حدیث مطلق ہے یعنی اس میں مطلق بدن پر پانی بہانے کا ذکر ہے دو یا تین بار وغیرہ کے پانی بہانے کا اس میں کچھ ذکر نہیں پس ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے فقط ایک ہی بار اپنے بدن پر پانی بہایا اس پر زیادہ نہیں کیا۔

بَابُ مَنْ بَدَأَ بِالْحِلَابِ أَوِ الطِّيْبِ عِنْدَ الْغُسْلِ.

غسل کے وقت برتن پانی اور خوشبو کے ساتھ شروع کرنے کا بیان یعنی غسل کے وقت پانی کا برتن طلب کرنا اور اس سے غسل کرنا اور بدن کو میل سے پاک صاف کرنا یا غسل سے پہلے خوشبو کا استعمال کرنا سنت ہے۔

فائدہ: حلاب کہتے ہیں ایک برتن کو کہ مقدار کوزہ کے ہوتا ہے اور اُس میں ایک صاع پانی کا آتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حلاب ایک خوشبو کا نام ہے جو بعض میوہ جات کے درختوں سے نچوڑ کر نکال لیتے ہیں عرب لوگ نہانے سے پہلے اس کو استعمال کیا کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حلاب عرق گلاب کو کہتے ہیں کہ عرب لوگ غسل کے وقت اس کو پہلے استعمال کیا کرتے ہیں اور اس باب میں یہ سب معنی بن سکتے ہیں لیکن حدیث باب کے اول معنی کی بہت مناسب ہے اور اس ترجمہ کا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ غسل کے واسطے کبھی آنحضرت ﷺ پانی کا برتن منگواتے اور غسل کرتے اور کبھی خوشبو طلب کرتے اور غسل سے پہلے اس کو استعمال کرتے، واللہ اعلم بالصواب۔

۲۵۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۵۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ ﷺ جب ارادہ کرتے غسل کرنے کا جنابت سے تو حلاب کی مانند یعنی بقدر صاع کے ایک برتن منگواتے یعنی حکم فرماتے کہ یہ برتن

وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوَ الْحِلَابِ فَأَخَذَ بِكَفِّهِ فَبَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ فَقَالَ بِهِمَا عَلٰى وَسَطِ رَأْسِهِ.

پانی سے بھرا ہوا آپ کے پاس لایا جائے سو آپ دونوں ہاتھوں کے ساتھ پانی لیتے یعنی برتن سے پس اپنے سر کی داہنی طرف سے شروع کرتے پھر بائیں طرف سے پس ڈالتے ساتھ ان کے پانی درمیان سر اپنے کے یعنی اپنے دونوں ہاتھوں سے ایک چلو پانی لے کر پہلے سر کی داہنی طرف دھوتے پھر دوسرے چلو سے بائیں طرف دھوتے پھر تیسرے چلو سے پانی سر کے درمیان ڈالتے اور اپنے سر کو دھوتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غسل کرنے کے واسطے پانی کا برتن منگوانا اور اُس سے غسل کرنا جائز ہے اور یہ ایک وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ساتھ باب کے وجوہ مذکورہ سے اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور غسل جنابت میں تین چلو کافی ہو جاتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ فِي الْجَنَابَةِ.

غسلِ جنابت میں کلی کرنی اور ناک میں پانی ڈالنے کا بیان یعنی کیا واجب ہے یا سنت ہے؟

۲۵۱ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَتْنَا مَيْمُوْنَةُ قَالَتْ صَبَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَأَفْرَغَ بِيَمِيْنِهِ عَلٰى يَسَارِهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَهَا بِالتُّرَابِ ثُمَّ غَسَلَهَا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَأَفَاضَ عَلٰى رَأْسِهِ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ بِمِنْدِيْلٍ فَلَمْ يَنْفُضْ بِهَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِيْ لَمْ يَتَمَسَّحْ بِهَا.

۲۵۱۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی ڈالا یعنی کسی برتن میں ڈال کر رکھا تا کہ اس کے ساتھ غسل کریں سو (اول) آپ نے اپنے داہنے ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا سو اُن دونوں کو دھویا پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر مارا پس اس کو مٹی کے ساتھ رگڑا پس دونوں کو دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنے منہ کو دھویا اور اپنے سر پر پانی بہایا پھر کنارے ہوئے یعنی غسل کرنے کی جگہ سے سو آپ نے دونوں پاؤں کو دھویا پھر آپ کے پاس رومال لایا گیا یعنی بدن پونچھنے کے واسطے سو آپ نے اس سے بدن کو نہ پونچھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ لم ینفض کا معنی لم یتمسح بها ہے یعنی آپ نے اس رومال کے ساتھ اپنے بدن کو نہ پونچھا بلکہ تری کو اپنے بدن پر چھوڑ دیا۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ غسل جنابت میں کلی کرنی اور ناک میں پانی ڈالنا دونوں سنت ہیں واجب نہیں ہیں اس لیے کہ آئندہ باب میں اُسی حدیث میں صاف آ گیا ہے ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ یعنی پھر آپ نے نماز کے وضو کی مانند وضو کیا پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کلی کرنی اور ناک میں پانی ڈالنا دونوں وضو کے ساتھ خاص ہیں اور اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ غسل میں وضو فرض نہیں ہے اور جب کہ وضو فرض نہ ہوا تو کلی کرنی اور ناک میں پانی ڈالنا بھی فرض نہ ہوگا اس لیے کہ یہ دونوں وضو کے تابع ہیں کذا فی الفتح اور حنفیہ کے نزدیک غسل جنابت میں کلی کرنی اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے وہ کہتے ہیں کہ کلی کرنی اور ناک میں پانی ڈالنا وضو کے ساتھ خاص نہیں ہیں اور یہ حصر کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ بعض حکم وضو اور غسل کے (جو وضو کے ضمن میں مشترک ہیں) دونوں طرح سے معمول ہوں یعنی سنت بھی ہوں اور واجب بھی ہوں اس لیے کہ نہ واجب ہونا اُن حکموں کا وضو کی حیثیت سے اس کو مستلزم نہیں ہے کہ یہاں بھی واجب نہ ہوں بلکہ ہوسکتا ہے کہ غسل کی حیثیت سے واجب ہوں سو جواب اس کا یہ ہے کہ ظاہرا ایہی معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے کو مستلزم ہیں علاوہ ازیں کسی حدیث سے انٔ دونوں کا فرض ہونا غسل میں ثابت نہیں ہوتا ہے پس اس تکلف کی کوئی حاجت نہیں ہے اور بعض لوگ اس آیت فَاطَّهَّرُوْا سے دلیل پکڑتے ہیں کہ غسل میں کمال مبالغہ کا حکم آیا ہے پس تمام ظاہر بدن کا پاک کرنا واجب ہے اور مُنہ اور ناک کا اندر ظاہر بدن میں داخل ہے پس کلی کرنی اور ناک میں پانی ڈالنا بھی واجب ہوگا سو جواب اس کا یہ ہے جو کہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے مصفی شرح مؤطا میں لکھا ہے کہ یہ استدلال ضعیف ہے اس لیے کہ معنی مبالغہ کا استیعاب تمام بدن میں ظاہر ہو چکا ہے یعنی بیان یہاں مبالغہ کا یہ ہے کہ تمام بدن کو تر کرو کوئی جگہ خشک نہ چھوڑو پس دلالت کرنا مبالغہ کا مضمضہ اور استنشاق کے وجوب پر اس سے لازم نہیں آتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔ اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ غسل اور وضو کے بعد کسی کپڑے رومال وغیرہ سے اپنے بدن کو پونچھنا مستحب ہے اس لیے کہ ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہمیشہ کی عادت تھی کہ آپ غسل کے بعد اپنے بدن کو رومال سے پونچھ ڈالا کرتے تھے اسی وجہ سے آپ کے پاس رومال لایا گیا اور اس موقع میں آپ کا بدن نہ پونچھنا شاید اس وجہ سے تھا کہ یہ کپڑا بہت میلا تھا یا اس واسطے تھا کہ بعد غسل کے کپڑے سے بدن پونچھنا لوگ واجب نہ سمجھ لیں۔

بَابُ مَسْحِ الْيَدِ بِالتُّرَابِ لِتَكُوْنَ أَنْقٰى.

مٹی کے ساتھ ہاتھ مانجنا تا کہ زیادہ تر پاک ہو جائے یعنی استنجے کے بعد مٹی سے ہاتھ ملنے مستحب ہیں۔

۲۵۲ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا

۲۵۲۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت کے سبب سے غسل کیا سو اول ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو

الْاَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ کُرَیْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَیْمُوْنَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَۃِ فَغَسَلَ فَرْجَہٗ بِیَدِہٖ ثُمَّ دَلَکَ بِھَا الْحَآئِطَ ثُمَّ غَسَلَھَا ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءَ ہٗ لِلصَّلَاۃِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِہٖ غَسَلَ رِجْلَیْہِ.

دھویا پھر اس کو دیوار کے ساتھ مانجا یعنی واسطے صاف کرنے کے پھر اپنی نماز کے وضو کی طرح وضو کیا سو جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو اپنے دونوں پاؤں کو دھویا۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ استنجے کے بعد مٹی کے ساتھ ہاتھ مانجنے مستحب ہیں اس لیے کہ اس سے ہاتھ اچھی طرح پاک اور صاف ہو جاتا ہے اور ناپاکی اچھی طرح سے دور ہو جاتی ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی ساتھ باب کے۔

بَابُ هَلْ يُدْخِلُ الْجُنُبُ يَدَهٗ فِي الْاِنَآءِ قَبْلَ اَنْ يَّغْسِلَهَا إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلٰى يَدِهٖ قَذَرٌ غَيْرُ الْجَنَابَةِ.

اگر جنبی آدمی کے ہاتھ پر سوائے جنابت کے اور کوئی پلیدی نہ ہو تو اس کو پانی کے برتن میں بے دھوئے ہاتھ ڈالنا جائز ہے یا نہیں ہے۔

فائدہ: غرض امام بخاری کی اس باب کے باندھنے سے یہ ہے کہ جنبی کے ہاتھ پر جب کوئی پلیدی نہ ہو تو اس کو پانی کے برتن میں بے دھوئے ہاتھ ڈالنا جائز ہے اس لیے کہ جنابت کے سبب سے آدمی کا کوئی عضو ناپاک نہیں ہوتا ہے اور پلیدی حکمی جنابت کی سے پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے جیسے کہ حقیقی پلیدی سے ناپاک ہو جاتا ہے چنانچہ اسی کی تائید میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے آثار صحابہ کو ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں۔

وَاَدْخَلَ ابْنُ عُمَرَ وَالْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ يَدَهٗ فِي الطَّهُوْرِ وَلَمْ يَغْسِلْهَا ثُمَّ تَوَضَّاَ.

یعنی داخل کیا ابن عمر اور براء بن عازب رضی اللہ عنہم نے اپنے ہاتھ کو وضو کے پانی میں اور حالانکہ اُس کو نہ دھویا تھا یعنی پہلے داخل کرنے سے پھر وضو کیا یعنی اسی پانی سے۔

فائدہ: عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کو دھو کر برتن میں داخل کیا کرتے تھے سو ان دونوں میں تطبیق اس طرح سے ہو سکتی ہے کہ یہ مختلف وقتوں کا ذکر ہے جہاں ہاتھوں کو نہیں دھویا وہاں اُن پر کوئی پلیدی نہیں ہوگی اور جہاں دھویا ہے وہاں کوئی پلیدی وغیرہ ہاتھوں پر ہوگی یا دھو لینا مستحب ہے اور نہ دھونا جائز ہے پس معلوم ہوا کہ بغیر دھونے کے ہاتھ کو برتن میں داخل کرنا جائز ہے اور تائید کرتا ہے اس کی جو شعبی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جنابت کی حالت میں بے دھوئے ہاتھ پانی کے اندر داخل کرتے تھے۔

وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ بَأْسًا بِمَا

یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما ایسے پانی سے کوئی

يَنتَضِحُ مِنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ.

خوف نہیں دیکھتے تھے جو جنابت سے نہانے کے بعد قطرہ قطرہ ٹپکتا ہے یعنی غسل جنابت کے بعد جو پانی کے قطرے بدن سے گرتے ہیں اگر کپڑے وغیرہ پر پڑ جائیں تو اس کا کچھ ڈر نہیں ہے اور کپڑا اس سے ناپاک نہیں ہوتا ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر جنبی اپنے ہاتھ کو برتن میں ڈال دے تو اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ جنابت حکمی اگر پانی کو ناپاک کر دیتی تو جس پانی میں نہانے کے وقت جنبی کے بدن سے قطرے گرتے ہیں ایسے پانی سے غسل کرنا منع ہوتا حالانکہ اس سے غسل کرنا جائز ہے پس معلوم ہوا کہ جنبی کو پانی میں ہاتھ ڈالنا بھی جائز ہے اور جنابت حکمی سے آدمی ناپاک نہیں ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس اثر کی ساتھ ترجمہ باب کے۔ (فتح)

۲۵۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ أَخْبَرَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ تَخْتَلِفُ أَيْدِينَا فِيهِ.

۲۵۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے مختلف ہوتے تھے اس میں ہاتھ ہمارے یعنی ہم دونوں برتن سے باری باری کے ساتھ پانی اٹھاتے تھے اس طور سے کہ ایک بار اپنے ہاتھوں کے ساتھ برتن سے میں پانی اٹھاتی اور ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھاتے وعلی ہذا القیاس تمام غسل میں اسی طرح کرتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنبی آدمی کو تھوڑے پانی سے چلو کے ساتھ پانی اٹھا لینا جائز ہے اور اس میں ہاتھ ڈالنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا بلکہ ایسے پانی سے غسل کرنا جائز ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنبی کو کھڑے پانی میں غوطہ مارنے کے واسطے جو نہی وارد ہوئی ہے تو وہ نہی تنزیہی ہے اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ جنبی کا خواہ تمام بدن ہو یا ایک عضو ہو جنابت میں سب برابر ہے پس جب ایک عضو کے پانی میں داخل کرنے سے پانی ناپاک نہں ہوتا ہے تو اسی طرح تمام بدن کے ساتھ پانی میں غوطہ لگانے سے بھی پانی ناپاک نہیں ہو گا اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب کے ساتھ اس طور سے ہے کہ جب جنبی کو غسل کے واسطے پانی کے برتن سے چلو بھرنا اور اس میں بے دھوئے ہاتھ ڈالنا جائز ہے جیسے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیث میں جو برتن میں ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھونے کا حکم آیا ہے تو وہ جنابت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ وہ حکم اسی جگہ میں ہے جہاں پلیدی کا یقین ہو یا ظن ہو اور جب کہ دھونا ہاتھوں کا جنابت کی وجہ سے واجب نہ ہوا تو جنبی کو بغیر دھونے کے برتن میں ہاتھ ڈالنا جائز ہوگا۔ (فتح) مترجم عفی اللہ عنہ کہتا ہے کہ ظاہر وجہ مطابقت کی یہ ہے کہ اس

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی میں ہاتھ داخل کرنے کو جنابت مانع نہیں اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ اور عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں برتن سے چلو بھر بھر کر غسل کرتے تھے پس اگر جنابت کی وجہ سے ہاتھ ناپاک ہوتے تو پھر تمام ہونے غسل تک پاک نہ ہوتے پس غسل کے اندر ہاتھوں سے پانی اٹھا اٹھا کر بدن پر ڈالنا اور ان سے غسل کرنا جائز نہ ہوتا اور جب کہ جنابت قبل تمام ہونے غسل کے پانی میں ہاتھ ڈالنے کو مانع نہ ہوئی تو معلوم ہوا کہ جنبی کو بغیر دھوئے کے برتن میں ہاتھ ڈالنا جائز ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

۲۵۴ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَهُ.

۲۵۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ ﷺ جب ارادہ کیا کرتے غسل کا جنابت سے تو دھولیا کرتے اپنے دونوں ہاتھ یعنی اول تمام بدن سے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھو لیتے پھر بعد اس کے تمام غسل کرتے۔

فائدہ: یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری حدیثوں کے ساتھ مل کر گویا کہ ایک دوسری کی تفسیر ہیں اس لیے کہ یہ حدیث پلیدی کی حالت پر محمول ہے اور دوسری حدیثیں حالت پاکی پر محمول ہیں یعنی جب آنحضرت ﷺ کے ہاتھوں پر کوئی پلیدی ہوتی تو اس وقت دھو لیتے تھے اور جب آپ کے ہاتھوں پر پلیدی نہ ہوتی تو اس وقت نہیں دھوتے تھے یا ہاتھ دھونے کی حدیث کو استحباب پر حمل کیا جائے اور ہاتھ نہ دھونے کی حدیث کو جواز پر حمل کیا جائے پس دونوں صورتوں میں تعارض دفع ہو جائے گا پس مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے باعتبار ضد اور مقابلہ کے ہے۔

۲۵۵ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَآءٍ وَاحِدٍ مِنْ جَنَابَةٍ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ.

۲۵۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور نبی ﷺ دونوں مل کر ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے جنابت کے سبب سے۔

۲۵۶ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ مِنْ نِسَآئِهِ يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَآءٍ وَاحِدٍ زَادَ مُسْلِمٌ

۲۵۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اور آپ کی بیویوں سے ایک بیوی دونوں مل کر ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔ مسلم اور وہب کی روایت میں جنابت کا لفظ زیادہ ہے۔

وَوَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ شُعْبَةَ مِنَ الْجَنَابَةِ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے کو جنابت مانع نہیں ہے اس لیے کہ آنحضرت ﷺ جنابت کی حالت میں برتن سے ہاتھ کے ساتھ پانی اٹھا اٹھا کر اپنے بدن پر ڈالا کرتے تھے پس اگر جنابت کی وجہ سے ہاتھ ناپاک ہوتے تو پانی کے اندر ہاتھ ڈالنے سے ناپاک ہو جاتا اور غسل کرنا اس سے جائز نہ ہوتا جیسے کہ پیچھے مذکور ہو چکا ہے پس مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ تَفْرِيْقِ الْغُسْلِ وَالْوُضُوْءِ. غسل اور وضو کے کاموں میں جدائی کرنے کا بیان۔

فائدہ: وضو کے عملوں میں جدائی کرنی دو طور سے ہے ایک یہ کہ غسل اور وضو کے درمیان کوئی دوسرا کام کرلے دوسرا یہ کہ اعضاء کو پے در پے نہ دھوئے بلکہ جب ایک عضو خشک ہو جائے تو پھر دوسرے کو دھوئے مثلاً پہلے ایک پاؤں کو دھوئے جب وہ خشک ہو جائے تو پھر دوسرے کو دھوئے تو اس طرح وضو کے اعضاء میں جدائی کرنی جائز ہے چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تائید میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اثر نقل کیا ہے وہ یہ ہے۔

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ غَسَلَ قَدَمَيْهِ بَعْدَ مَا جَفَّ وَضُوْءُهُ.

یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے کہ اُس نے وضو خشک ہو جانے کے بعد اپنے دونوں پاؤں کو دھویا۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس اثر کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ام میں روایت کیا ہے لیکن اس میں اس طور سے ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بازار میں وضو کیا اور اپنے پاؤں کو نہ دھویا پھر مسجد میں چلے گئے وہاں جا کر اپنے موزوں پر مسح کیا اور نماز پڑھی۔

٢٥٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُوْنَةُ وَضَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً يَغْتَسِلُ بِهِ فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفْرَغَ بِيَمِيْنِهِ عَلٰى شِمَالِهِ فَغَسَلَ مَذَاكِيْرَهُ ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَغَسَلَ

٢٥٧۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا مگر اس میں زیادہ ہے پھر نہانے کی جگہ سے کنارے ہوئے پھر اپنے دونوں پاؤں کو دھویا۔

وَرَأْسَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى مِنْ مَقَامِهِ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کے اعضاء میں تفریق جائز ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے وضو کیا سو اپنے منہ اور ہاتھوں کو غسل سے پہلے دھویا اور پاؤں کو غسل کے پیچھے دھویا کنارے ہو کر اور اگر پاؤں دھونے کو غسل کے اندر داخل کیا جائے اور تفریق ساتھ ایک طرف ہونے کے غسل کی جگہ سے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا لیا جائے تو اس حدیث کی مطابقت تمام ترجمہ سے ہو جائے گی اور یا تفریق غسل کو تفریق وضو پر قیاس کیا جائے گا اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے رد کرتا ہے اُس شخص کا جو وضو میں موالات اور پے در پے اعضاء دھونے کو واجب کہتا ہے جیسے کہ امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ۔ وباللہ التوفیق۔

بَابُ مَنْ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فِي الْغُسْلِ.

غسل کے وقت استنجے میں داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی بہانے کا بیان۔

٢٥٨ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ وَضَعْتُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا وَسَتَرْتُهُ فَصَبَّ عَلَى يَدِهِ فَغَسَلَهَا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ قَالَ سُلَيْمَانُ لَا أَدْرِي أَذَكَرَ الثَّالِثَةَ أَمْ لَا ثُمَّ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ أَوْ بِالْحَائِطِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَغَسَلَ رَأْسَهُ ثُمَّ صَبَّ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهُ خِرْقَةً فَقَالَ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَلَمْ يُرِدْهَا.

۲۵۸۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے غسل کے لیے پانی لا کر رکھا اور آپ کو پردہ کیا یعنی لوگوں سے پوشیدہ کیا سو آپ نے اپنے ہاتھ پر پانی گرایا پس اس کو دھویا ایک بار یا دو بار سلیمان (راوی نے) کہا مجھ کو معلوم نہیں کہ سالم نے تیسری بار دھونا ذکر کیا ہے یا نہیں پھر گرایا پانی کو اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر سو اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر آپ نے ہاتھ کو زمین یا دیوار سے رگڑا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے منہ اور ہاتھوں کو دھویا اور اپنے سر کو دھویا پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہایا پھر کنارے ہوئے یعنی نہانے کی جگہ سے سو اپنے دونوں پاؤں کو دھویا سو میں نے آپ کو کپڑا دیا یعنی بدن پونچھنے کے واسطے سو آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا یعنی یہ کہ میں کپڑا نہیں لیتا ہوں اور آپ نے کپڑے کو نہ مانگا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استنجے میں مستحب یہی ہے کہ اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی گرائے اور

بائیں سے استنجاء کرے۔

بَابُ إِذَا جَامَعَ ثُمَّ عَادَ وَمَنْ دَارَ عَلٰی نِسَآءِہٖ فِیْ غُسْلٍ وَّاحِدٍ.

جب کوئی مرد اپنی عورت کے ساتھ ایک بار صحبت کرے اور دوسری بار پھر صحبت کرے یعنی دونوں جماعوں کے درمیان وضو نہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور جو شخص کہ ایک غسل میں اپنی تمام بیویوں پر پھرے یعنی درمیان جماعوں کے غسل نہ کرے بلکہ سب کے ساتھ جماع کر کے بعد کو فقط ایک ہی بار غسل کر لے تو اس کا کیا حکم ہے یعنی جائز ہے یا نہیں۔

۲۵۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ عَدِیٍّ وَیَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ ذَکَرْتُهٗ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ یَرْحَمُ اللّٰهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ کُنْتُ أُطَیِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَطُوْفُ عَلٰی نِسَآئِهٖ ثُمَّ یُصْبِحُ مُحْرِمًا یَنْضَخُ طِیْبًا.

۲۵۹۔ ابراہیم کے باپ محمد بن منتشر سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر کیا (وہ قول ان کا یہ ہے کہ میں ایسی خوشبو کے استعمال کو جائز نہیں رکھتا ہوں جس کا اثر احرام باندھنے کے بعد باقی رہے) سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ ابو عبدالرحمٰن (یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) پر رحمت کرے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو ملا کرتی تھی یعنی احرام باندھنے سے پہلے سو آپ اپنی تمام عورتوں پر پھرتے یعنی سب کے ساتھ جماع کرتے پھر صبح کرتے حالت احرام میں اور آپ سے خوشبو ٹپکتی تھی یعنی خوشبو کا اثر بعد احرام کے باقی رہتا ہے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعوں کے درمیان میں غسل نہیں کیا ہے بلکہ سب کے ساتھ جماع کر کے بعد کو فقط ایک ہی بار غسل کیا ہے خاص کر آئندہ حدیث سے اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو مسلم میں ہے صریح معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے فقط ایک غسل کیا ہے پس ثابت ہوا کہ دو جماعوں کے درمیان غسل کرنا واجب نہیں بلکہ کئی بار جماع کر کے بعد کو فقط ایک بار غسل کر لینا ہی جائز ہے اور جس حدیث میں ہر جماع کے ساتھ تازہ غسل کرنے کا ذکر ہے سو اس سے مراد استحباب ہے یعنی ہر جماع کے ساتھ تازہ غسل کرنا مستحب ہے پس جواز کے منافی نہیں ہوگا پس دونوں حدیثوں میں تطبیق ہو جائے گی اور جب کہ دو جماعوں کے درمیان غسل ترک کرنا جائز ہے تو دونوں کے درمیان وضو ترک کرنا بھی جائز ہوگا پس مطابقت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے ظاہر ہوگئی

وباللہ التوفیق اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو دو جماعوں کے درمیان وضو کو واجب کہتا ہے جیسے کہ اہل ظاہر وغیرہ۔

٢٦٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُوْرُ عَلٰى نِسَآئِهٖ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ إِحْدٰى عَشْرَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَوَكَانَ يُطِيْقُهُ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلَاثِيْنَ وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ إِنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ تِسْعُ نِسْوَةٍ.

٢٦٠۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھرتے اپنی سب بیویوں پر (یعنی جماع کرتے ساتھ ان کے) ایک ساعت میں رات اور دن کے (یعنی کبھی دن کو سب کے ساتھ جماع کرتے اور کبھی رات میں سب سے جماع کرتے) اور آپ کی بیویاں گیارہ تھیں یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا وحفصہ رضی اللہ عنہا وام سلمہ رضی اللہ عنہا وزینب بنت جحش رضی اللہ عنہا وام حبیبہ رضی اللہ عنہا وجویریہ رضی اللہ عنہا ومیمونہ رضی اللہ عنہا وسودہ رضی اللہ عنہا وصفیہ رضی اللہ عنہا اور زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا اور ریحانہ رضی اللہ عنہا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا (قتادہ کا قول ہے) کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اتنی بیویوں کے ساتھ صحبت کرنے) کی قوت رکھتے تھے (سو) انس رضی اللہ عنہ نے (اس کے جواب میں) کہا کہ ہم لوگ یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تیس مرد کی قوت دی گئی ہے اور سعید کی روایت میں قتادہ سے گیارہ عورتوں کے بدلے نو عورتوں کا ذکر ہے سو ان دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق اس طور سے ہے کہ اصل منکوحہ عورتیں نو تھیں اور دو لونڈیاں تھیں اور یا اختلاف اوقات پر محمول ہے یعنی کبھی گیارہ تھیں اور کبھی نو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعوں کے درمیان غسل نہیں کیا بلکہ سب سے بعد کو ایک بار غسل کیا اس لیے کہ ایک ساعت میں گیارہ بار جماع کرنا اور گیارہ بار غسل کرنا مشکل ہے اور یہی ہے وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

بَابُ غَسْلِ الْمَذْيِ وَالْوُضُوْءِ مِنْهُ.

مذی کے دھونے اور اس سے وضو کرنے کا بیان۔

فائدہ: مذی کہتے ہیں اس پانی سفید چپکنے والے کو جو عورتوں کے ساتھ کھیلنے کے وقت آلت کے سر پر آجاتا ہے اور اس کے نکلنے سے کچھ کچھ لذت معلوم ہوتی ہے۔

٢٦١ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا زَآئِدَةُ

٢٦١۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو بہت مذی آیا کرتی تھی

عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّآءً فَأَمَرْتُ رَجُلًا أَنْ يَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ فَسَأَلَ فَقَالَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ.

سو میں نے ایک مرد کو حضرت ﷺ سے مسئلہ پوچھنے کا حکم کیا بسبب ہونے آپ کی بیٹی کے میرے نکاح میں یعنی شرم سے میں خود حضرت ﷺ سے نہ پوچھ سکا بلکہ دوسرے آدمی کو پوچھنے کا حکم کیا پس اس نے حضرت ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وضو کر اور اپنی آلت کو دھو ڈال یعنی غسل اس صورت میں واجب نہیں ہے فقط وضو آتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مذی کا دھو ڈالنا اور اس سے وضو کرنا واجب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مذی کھرچ ڈالنے سے کپڑا پاک نہیں ہوتا ہے جب تک کہ اس کو دھویا نہ جائے بخلاف منی کے کہ اس کے کھرچ ڈالنے سے بھی کپڑا پاک ہو جاتا ہے اور یہی معلوم ہوتی ہے غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے واللہ اعلم بالصواب۔ اور ذکر اس باب کا کتاب الغسل میں واسطے دفع کرنے ظن غسل کے ہے مذی آنے سے واسطے ہم شکل ہونے اس کے ساتھ منی کے۔

بَابُ مَنْ تَطَيَّبَ ثُمَّ اغْتَسَلَ وَبَقِيَ أَثَرُ الطِّيْبِ.

اگر کوئی شخص اپنے بدن پر خوشبو ملے پھر غسل کر ڈالے اور خوشبو کا اثر (یعنی رنگ اور بو اس کی) غسل کے بعد بدن پر باقی رہے تو اس میں کچھ حرج نہیں بلکہ یہ امر جائز ہے۔

٢٦٢ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَذَكَرْتُ لَهَا قَوْلَ ابْنِ عُمَرَ مَا أُحِبُّ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَنَا طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَافَ فِي نِسَآئِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا.

٢٦٢۔ محمد بن منتشر سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول اُن سے ذکر کیا (وہ قول یہ ہے کہ) میں نہیں دوست رکھتا ہوں اس بات کو کہ صبح کروں ساتھ احرام کے درحالیکہ ٹپکتی ہو مجھ سے خوشبو یعنی احرام باندھنے کے بعد خوشبو کا اثر بدن پر باقی رہنے کو میں پسند نہیں رکھتا ہوں سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خوشبو ملی تھی پھر آپ اپنی سب بیویوں میں پھرے یعنی سب سے صحبت کی پھر صبح کی حالت احرام میں یعنی اُسی رات کی صبح کو آپ نے احرام باندھ لیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر خوشبو بدن پر مالش کر کے غسل کر ڈالے اور بعد غسل کے خوشبو کا اثر بدن پر

باقی رہ جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے بلکہ یہ امر جائز ہے اور یہی غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے ہے۔

۲۶۳ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفْرِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۲۶۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ گویا کہ میں اب دیکھ رہی ہوں چمکنا خوشبو کا سر مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حالانکہ آپ محرم تھے۔

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں ایک واقعہ کا ذکر ہے یعنی یہ خوشبو آپ نے احرام باندھنے سے پہلے استعمال کی تھی پھر جب آپ نے غسل کر کے احرام باندھا تو اس کا اثر اور چمکنا بعد غسل کے بھی باقی رہا پس یہی وجہ ہے مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ باب کے یا وجہ مناسبت کی یہ ہے کہ وہ غسل جو سنت احرام کی ہے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک نہیں کیا پس یہ اثر خوشبو کا باقی رہا تھا احرام باندھنے سے پہلے کا ہے۔

بَابُ تَخْلِيْلِ الشَّعَرِ حَتّٰى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرْوٰى بَشَرَتَهُ أَفَاضَ عَلَيْهِ.

سر کے بالوں کا خلال کرنا یہاں تک کہ جب گمان کرے کہ بدن تر ہو گیا ہے یعنی جو بالوں کے نیچے ہے تو اس پر پانی بہا دے۔

۲۶۴ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَيْهِ وَتَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اغْتَسَلَ ثُمَّ يُخَلِّلُ بِيَدِهٖ شَعَرَهُ حَتّٰى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرْوٰى بَشَرَتَهُ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَآءَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ وَقَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَآءٍ وَاحِدٍ نَغْرِفُ مِنْهُ جَمِيْعًا.

۲۶۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے غسل کا جنابت سے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے اور نماز کے وضو کی مانند وضو کرتے پھر غسل کرتے پھر خلال کرتے اپنے ہاتھوں سے بالوں کو یہاں تک کہ جب گمان کرتے کہ بدن تر ہو گیا ہے یعنی جو بدن بالوں کے نیچے ہے تو اس پر پانی بہا دیتے تین بار پھر دھو ڈالتے اپنے تمام بدن کو اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے در حالیکہ چلو بھرتے تھے اس سے ہم دونوں اکٹھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غسل جنابت میں سر کے بالوں کا خلال کرنا فرض ہے اور اس پر اجماع ہو چکا ہے لیکن داڑھی کے خلال کرنے میں اختلاف ہے امام مالک رحمہ اللہ سے ایک روایت میں داڑھی کا خلال کرنا واجب

نہیں ہے نہ غسل میں اور نہ وضو میں اور ایک روایت میں دونوں میں واجب ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک غسل میں واجب ہے وضو میں واجب نہیں ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک تخلیل سنت ہے لیکن جو بدن کہ داڑھی کے نیچے ہے اس کو پانی پہنچانا فرض ہے۔

بَابُ مَنْ تَوَضَّأَ فِي الْجَنَابَةِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ وَلَمْ يُعِدْ غَسْلَ مَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مَرَّةً أُخْرٰى.

جو شخص کے غسل جنابت میں پہلے وضو کر لے پھر اپنے بدن کو دھو ڈالے اور دوسری بار پھر وضو کی جگہوں کو نہ دھوئے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے یعنی وضو کے اعضاء کو فقط وضو کرنا کافی ہو جاتا ہے اور غسل میں دوسری بار ان پر پانی بہانا کچھ ضرور نہیں۔

۲۶۵ ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوْءًا لِّجَنَابَةٍ فَأَكْفَأَ بِيَمِيْنِهِ عَلٰى شِمَالِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ ضَرَبَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ أَوِ الْحَائِطِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى رَأْسِهِ الْمَآءَ ثُمَّ غَسَلَ جَسَدَهُ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ قَالَتْ فَأَتَيْتُهُ بِخِرْقَةٍ فَلَمْ يُرِدْهَا فَجَعَلَ يَنْفُضُ بِيَدِهِ.

۲۶۵۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت سے غسل کرنے کے لیے پانی رکھوایا آپ نے پانی برتن کو اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں پر الٹایا دو بار یا تین بار پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنے ہاتھ کو مٹی سے مانجا دو بار یا تین بار پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے منہ اور دونوں بازوؤں کو دھویا پھر اپنے سر پر پانی بہایا پھر اپنے بدن کو دھویا پھر کنارے ہوئے یعنی غسل کی جگہ سے سو اپنے دونوں پاؤں کو دھویا میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا پس میں آپ کے پاس ایک کپڑا لائی یعنی بدن پونچھنے کے واسطے پس آپ نے اس کو نہ مانگا اور ہاتھ سے پانی جھاڑنے لگے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے غسل میں وضو کی جگہوں کو دوسری بار نہیں دھویا فقط وضو پر اکتفا کیا اس لیے کہ ایسے مقام میں کہ جہاں اول غسل بعض اعضاء کا بیان کرتے ہیں اور پھر بعد ازاں بدن کا دھونا ذکر کرتے ہیں تو وہاں عرف اور قرینہ حال سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مراد باقی بدن ہے سوائے اُن اعضاء مذکورہ کے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اور شیخ ابن حجر نے کہا ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا قول (غسل جسدہ)

مجازی معنی پر محمول ہے یعنی باقی بدن کو دھویا اس لیے کہ بعد اس کے میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت نے بعد غسل کے کنارے ہو کر اپنے پاؤں کو دھویا پس اگر جسدہ سے تمام بدن مراد ہوتا تو دوسری بار کنارے ہو کر پاؤں کو دھونے کی کوئی حاجت نہیں تھی اس لیے کہ تمام بدن میں پاؤں بھی داخل ہیں پس معلوم ہوا کہ تمام بدن اس سے مراد نہیں ہے بلکہ باقی بدن مراد ہے پس مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہوگئی وباللہ التوفیق۔

بَابُ إِذَا ذَكَرَ فِي الْمَسْجِدِ أَنَّهُ جُنُبٌ يَخْرُجُ كَمَا هُوَ وَلَا يَتَيَمَّمُ.

جب کسی شخص کو مسجد کے اندر ہوتے ہوئے اپنا جنبی ہونا یاد آئے تو اس کو چاہیے کہ اُسی حالت میں ویسے ہی مسجد سے باہر نکل جائے اور تیمم نہ کرے۔

٢٦٦ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوْفُ قِيَامًا فَخَرَجَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ ذَكَرَ أَنَّهُ جُنُبٌ فَقَالَ لَنَا مَكَانَكُمْ ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَكَبَّرَ فَصَلَّيْنَا مَعَهُ تَابَعَهُ عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَرَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

٢٦٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کی تکبیر کہی گئی اور آدمیوں کی صفیں برابر کی گئیں سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف نکلے (یعنی آپ تکبیر سن کر نماز پڑھانے کے واسطے حجرے سے باہر آئے) پس جب آپ مصلے پر کھڑے ہوئے تو آپ کو اپنا جنبی ہونا یاد آ گیا سو فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ میں کھڑے رہو پھر آپ پلٹ گئے یعنی گھر کی طرف سو آپ نے غسل کیا پھر گھر سے باہر آئے اور حالانکہ آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا سو آپ نے تکبیر کہی اور ہم نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مسجد کے اندر ہوتے کسی کو اپنا جنبی ہونا یاد آئے تو اُسی حالت میں مسجد سے باہر نکل جائے اور مسجد سے باہر نکلنے کے واسطے تیمّم کرنا واجب نہیں ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمّم نہیں کیا بلکہ آپ ویسے ہی چلے گئے تھے اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ مسجد سے نکلنے سے پہلے تیمّم کر لے جیسے کہ ثوری اور اسحاق وغیرہ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غسل جنابت کے بعد جو قطرے پانی کے بدن سے گرتے ہیں وہ ناپاک نہیں ہیں ورنہ مسجد کے اندر ان کا گرانا جائز نہ ہوتا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اقامت نماز اور تکبیر تحریمہ کے درمیان ٹھہرنا اور توقف کرنا جائز ہے۔

بَابُ نَفْضِ الْيَدَيْنِ مِنَ الْغُسْلِ عَنِ الْجَنَابَةِ.

جنابت سے غسل کر کے ہاتھ جھاڑنے کا بیان۔

٢٦٧ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُوْنَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَسَتَرْتُهُ بِثَوْبٍ وَصَبَّ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ صَبَّ بِيَمِيْنِهِ عَلٰى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ صَبَّ عَلٰى رَأْسِهِ وَأَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهُ ثَوْبًا فَلَمْ يَأْخُذْهُ فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ.

٢٦٧۔ ترجمہ اس حدیث کا وہی ہے جو اوپر مذکور ہو چکا ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے آپ کو ایک کپڑے سے پردہ کیا سو جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو چلے اس حالت میں کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے پانی جھاڑتے تھے۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ ہے کہ جنابت سے غسل کر کے دونوں ہاتھوں سے پانی جھاڑنا جائز ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے پاکی ثابت کرنا ہے اُس پانی کی جو غسل کرنے کے بعد بدن سے ٹپکتا ہے سو اس حدیث سے دونوں حکم ثابت ہوتے ہیں۔

بَابُ مَنْ بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ فِي الْغُسْلِ.

غسلِ جنابت میں داہنی طرف سے شروع کرنے والے کا بیان۔

٢٦٨ ۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا إِذَا أَصَابَتْ إِحْدَانَا جَنَابَةٌ أَخَذَتْ بِيَدَيْهَا ثَلَاثًا فَوْقَ رَأْسِهَا ثُمَّ تَأْخُذُ بِيَدِهَا عَلٰى شِقِّهَا الْأَيْمَنِ وَبِيَدِهَا الْأُخْرٰى عَلٰى شِقِّهَا الْأَيْسَرِ.

٢٦٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم میں (بیویوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی) سے کسی ایک کو جنابت پہنچتی یعنی نہانے کی حاجت ہو جاتی تو دونوں ہاتھوں سے تین بار پانی لے کر اپنے سر پر ڈالتی پھر ایک ہاتھ سے پانی لے کر سر کی داہنی طرف ڈالتی پھر دوسرے ہاتھ سے پانی لے کر سر کی بائیں طرف ڈالتی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص جنابت سے غسل کرنے لگے تو سنت ہے کہ اول داہنی طرف سے شروع کرے پھر بائیں طرف سے اور جملہ ثم تاخذ الخ کا پہلے جملہ کی تفسیر ہے اور یہی ہے وجہ مناسبت حدیث کی

ساتھ ترجمہ کے۔

بَابُ مَنِ اغْتَسَلَ عُرْيَانًا وَحْدَهُ فِي الْخَلْوَةِ وَمَنْ تَسَتَّرَ فَالتَّسَتُّرُ أَفْضَلُ وَقَالَ بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ.

تنہا خلوت میں ننگے ہو کر نہانے والے کا بیان اور پردہ کر کے نہانے والے کا بیان اور پردہ کر کے نہانا افضل اور اولیٰ ہے۔اور نبی ﷺ نے فرمایا لوگوں سے شرم کرنے سے اللہ سے شرم کرنی زیادہ تر لائق ہے۔

فائدہ: اکثر لوگوں کی عادت ہے کہ چھپ کر گناہ کرتے ہیں آدمیوں سے شرم کرتے ہیں اور اللہ سے شرم نہیں کرتے سو فرمایا کہ بہ نسبت آدمیوں کی اللہ سے شرم کرنی زیادہ تر لائق ہے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ننگے ہو کر نہانا خلوت میں بھی حرام ہے لیکن چونکہ موسیٰ علیہ السلام اور ایوب علیہ السلام کی حدیث (جو آگے آتی ہے) سے ننگے ہو کر نہانا جائز معلوم ہوتا ہے اس لیے اس حدیث بہز کو افضلیت پر محمول کیا جائے گا تا کہ سب حدیثوں میں تطبیق ہو جائے پس معنی یہ ہوگا کہ ننگے نہانا جائز ہے لیکن پردہ کر کے نہانا افضل ہے پس مطابقت حدیث کی ترجمہ کے دوسرے جزء سے ظاہر ہے۔

۲۶۹ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ بَنُو إِسْرَآئِيلَ يَغْتَسِلُوْنَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ وَكَانَ مُوْسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا يَمْنَعُ مُوْسٰى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلٰى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ فَخَرَجَ مُوْسٰى فِيْ إِثْرِهِ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ حَتّٰى نَظَرَتْ بَنُوْ إِسْرَآئِيلَ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسٰى مِنْ بَأْسٍ وَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَنَدَبٌ بِالْحَجَرِ سِتَّةٌ أَوْ

۲۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تھے بنی اسرائیل کے ننگے نہایا کرتے تھے ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھتا تھا اور موسیٰ علیہ السلام تنہا نہایا کرتے تھے تو بنی اسرائیل نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام ہمارے ساتھ اس لیے نہیں نہاتا ہے کہ اس کو باد خائے کی بیماری ہے یعنی اس کے خصیے پھولے ہوئے ہیں سو موسیٰ علیہ السلام ایک بار نہانے کو گئے تو اپنے کپڑے پتھر پر رکھے سو لے بھاگا پتھر اُن کے کپڑے کو تو موسیٰ علیہ السلام اُس کے پیچھے دوڑے یہ بات کہتے ہوئے میرے کپڑے چھوڑ اے پتھر! میرے کپڑے چھوڑ اے پتھر! یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کی شرمگاہ کو دیکھ لیا تو کہنے لگے کہ قسم ہے اللہ کی موسیٰ علیہ السلام کو تو کوئی عیب اور بیماری نہیں پھر پتھر کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف خوب نظر کر چکے پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنا کپڑا لیا پھر پتھر کو مارنے لگے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا قسم اللہ کی تحقیق شان یہ ہے کہ پتھر پر چھ یا ساتھ نشان ہیں بسبب چوٹ

سَبْعَةٌ ضَرْبًا بِالْحَجَرِ. مارنے کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم میں ننگے ہو کر نہانا اور ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھنا جائز تھا اور موسیٰ علیہ السلام جو تنہا غسل کرتے تھے تو اُن کا عمل افضلیت پر تھا اور باوجود اس کے موسیٰ علیہ السلام آدمیوں کے درمیان سے ننگے چلے گئے اور اپنی شرمگاہ کو پردہ نہ کیا پس اگر حرام ہوتا تو یہ پیغمبر ہو کر ایسا کبھی نہ کرتے بلکہ ممکن نہیں تھا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خلوت میں ننگے ہو کر غسل کرنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کا ننگے ہو کر نہانا بیان کیا اور پھر اس پر سکوت کیا پس اگر جائز نہ ہوتا تو اس کو بیان کر دیتے اور یہی ہے وجہ مناسبت کی ساتھ ترجمہ کے اور یہ جو فرمایا کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کی شرم گاہ کو دیکھ لیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت یعنی دوا اور معالجہ وغیرہ کے واسطے غیر کی شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے۔ (فتح الباری)

٢٧٠ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ أَيُّوْبُ يَحْتَثِيْ فِيْ ثَوْبِهِ فَنَادَاهُ رَبُّهُ يَا أَيُّوْبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ وَرَوَاهُ إِبْرَاهِيْمُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا.

٢٧٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں حضرت ایوب علیہ السلام ننگے نہا رہے تھے تو اُن پر سونے کی ٹڈی کا جھنڈ گر پڑا تو حضرت ایوب علیہ السلام لپ بھر بھر کر اپنے کپڑے میں رکھنے لگے سو اُن سے اُن کے رب نے کہا اے ایوب! کیا میں نے تجھ کو مالدار نہیں کیا اور اس سونے کی ٹڈی سے جس کو تو دیکھتا ہے بے پرواہ نہیں کر چکا یعنی تو محتاج نہیں ہے اور اس اسباب ظاہری دنیا کی تجھ کو کچھ حاجت نہیں ہے اس کو کیوں جمع کرتا ہے۔

فائدہ: کہتے ہیں ایوب علیہ السلام اپنے گھر میں نہا رہے تھے کہ یکا یک سونے کی ٹڈیں آسمان سے گرنے لگیں جب گھر کا صحن بھر گیا تو حضرت ایوب علیہ السلام اُن کو کپڑے میں جمع کرنے لگے تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ت: حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کہ کیوں نہیں مجھ کو تیری عزت کی قسم ہے کہ مجھ کو مال کی تو کچھ پرواہ نہیں لیکن تیری برکت اور عنایت کی ہوئی چیز سے مجھ کو بے پرواہی نہیں ہے یعنی اس مال کا لینا محتاجی کے سبب سے نہیں بلکہ تیری عطا سمجھ کر لیتا ہوں اور یہ ٹڈیوں کا گرنا جو خارق عادت ہے تیری تکریمات اور عنایات سے ہے پس اس سے آدمی کسی طرح بے پرواہ نہیں ہو سکتا کہ غلام مالک کی عطا کی ہوئی چیز سے کسی حالت میں بے پرواہ نہیں ہو سکتا کہ اس کو خوشی مالک کی مہربانی پر ہے مال پر نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ برہنہ ہو کر غسل کرنا درست ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو سونے کی ٹڈی سمیٹنے پر جھڑکا اور ننگے ہونے پر نہیں جھڑکا پس معلوم ہوا کہ برہنہ نہانا جائز ہے اگر منع ہوتا تو اللہ تعالیٰ حضرت ایوب علیہ السلام کو اس سے بھی منع کر دیتا اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر بے طمع اور بے تلاش مال مل جائے تو اس کو عنایت اللہ کی سمجھ کر لے لینا توکل کے مخالف نہیں ہے۔

بَابُ التَّسَتُّرِ فِي الْغُسْلِ عِنْدَ النَّاسِ. آدمیوں کے روبرو پردہ کر کے نہانے کا بیان۔

۲۷۱ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِيْ طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِيْ طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ.

۲۷۱۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں فتح مکہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی سو میں نے آپ کو غسل کرتے پایا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کو پردہ کر رہی تھیں یعنی لوگوں سے پس آپ نے فرمایا یہ عورت کون ہے؟ سو میں نے کہا کہ میں ام ہانی ہوں۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ ہے کہ غسل کے وقت لوگوں سے پردہ کرنا واجب ہے سو یہی معلوم ہوتا ہے اس حدیث سے پس مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

۲۷۲ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ سَتَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ صَبَّ بِيَمِيْنِهِ عَلٰى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ ثُمَّ مَسَحَ بِيَدِهِ عَلَى الْحَائِطِ أَوِ الْأَرْضِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهِ الْمَاءَ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ تَابَعَهُ

۲۷۲۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ کیا اور آپ جنابت کے سبب سے نہا رہے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلے) اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر بہایا پانی کو اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں پر سو اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر ہاتھ کو زمین پر رگڑا پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کیا مگر پاؤں کو نہ دھویا پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہایا پھر کنارے ہوئے سو اپنے پاؤں کو دھویا۔

أَبُوْ عَوَانَةَ وَابْنُ فُضَيْلٍ فِي السَّتْرِ.

بَابُ إِذَا احْتَلَمَتِ الْمَرْأَةُ.

جب عورت کو احتلام ہو جائے یعنی نیند سے جاگنے کے بعد منی دیکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

۲۷۳ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّهَا قَالَتْ جَآءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ امْرَأَةُ أَبِيْ طَلْحَةَ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَآءَ.

۲۷۳۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اُس نے عرض کی کہ اے رسول اللہ تحقیق اللہ نہیں شرم کرتا ہے سچ کہنے سے یعنی حق بات کہنے میں یا پوچھنے میں اللہ نے حیا کرنا نہیں فرمایا جس چیز سے لوگ حیا کرتے ہیں اُس کے ذکر کرنے سے منع نہیں فرمایا یا کیا عورت پر غسل کرنا واجب ہے جب اس کو احتلام ہو جائے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں غسل واجب ہے جب دیکھے پانی منی کا یعنی بعد جاگنے کے نیند سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی عورت کو احتلام ہو جائے اور بعد جاگنے کے نیند سے منی دیکھے تو اُس پر غسل کرنا واجب ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت حدیث کی ساتھ باب کے اور عورت کے تخصیص کرنے میں اشارہ ہے طرف رد کرنے کے اُس شخص پر جو کہتا ہے کہ عورت کو احتلام نہیں ہوتا ہے اور واسطے موافقت سوال کے۔

بَابُ عَرَقِ الْجُنُبِ وَأَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ.

جنبی کے پسینے کا کیا حکم ہے اور مسلمان ناپاک نہیں ہوتا ہے۔

۲۷٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ فِيْ بَعْضِ طَرِيْقِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ جُنُبٌ فَانْخَنَسْتُ مِنْهُ فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ جُنُبًا فَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ وَأَنَا عَلٰى غَيْرِ طَهَارَةٍ فَقَالَ

۲۷۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو مدینہ کے بعض راہوں میں ملے اور حالانکہ میں جنابت سے تھا یعنی مجھ کو نہانے کی حاجت تھی سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے کو پلٹ آیا یعنی آپ سے ایک کنارہ ہو گیا سو میں نے جا کر غسل کیا پھر میں آیا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا سو آپ نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ! تو کہاں تھا؟ میں نے عرض کی کہ مجھ کو غسل کی حاجت تھی سو میں نے آپ کے پاس ناپاکی کے ساتھ بیٹھنے کو مکروہ جانا یعنی بے غسل آپ کی خدمت میں

سُبْحَانَ اللهِ إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ.

حاضر ہونا مجھ کو برا معلوم ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ پاک ہے (یہ کلمہ تعجب کا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول پر آپ نے تعجب کیا یعنی اللہ پاک ہے اس سے کہ اُس پر گمان کیا جائے اس بات کا کہ اُس نے مسلمان کے ناپاک ہونے کے ساتھ حکم کیا ہو) تحقیق ایمان دار ناپاک نہیں ہوتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایماندار جنبی ناپاک نہیں ہوتا ہے پس اس کے ساتھ مل کر بیٹھنا اور اس کو چھونا جائز ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان جنبی کا پسینہ پاک ہے اس لیے کہ جب ایماندار جنبی ناپاک نہیں تو اس کا پسینہ بھی ناپاک نہیں ہوگا اس لیے کہ جب جنبی پاک ہوا تو اس کے ساتھ مل کر بیٹھنا اور مصافحہ وغیرہ کرنا بھی جائز ہوگا اور اکثر اوقات اسے پسینہ بھی لگ جاتا ہے پس معلوم ہوا کہ ایماندار جنبی کا پسینہ ناپاک نہیں اور یہی حال ہے کافر جنبی کا کہ فقط جنابت سے اُس کا بدن ناپاک نہیں ہوتا ہے جب تک کہ نجاست حقیقی اُس کے بدن کو باہر سے نہ لگ جائے اور اس حدیث میں مومن کی قید اتفاقی ہے احترازی نہیں ہے جیسے کہ مذہب جمہور علماء کا ہے اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ جو کام عظیم الشان ہو اس کے واسطے طہارت کر لے۔ اور دوسرا یہ کہ بزرگوں کی تعظیم اور تکریم کرنی مستحب ہے اور ان کی صحبت میں اچھی طرح سے پاک صاف ہو کر بیٹھنا چاہیے۔ تیسرا یہ کہ جب تابع اپنے متبوع سے جدا ہونے لگے تو چاہیے کہ متبوع سے اذن لے لے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کہاں تھا؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے متبوع سے جدا نہ ہو جب تک کہ اس کو اطلاع نہ کر لے۔ چہارم یہ کہ متبوع کو لائق ہے کہ اپنے تابع کو اچھے کام پر تنبیہ کر دے اگر چہ اس نے سوال بھی نہ کیا ہو۔ پنجم یہ کہ اول وقت وجوب سے غسل کو تاخیر کرنا جائز ہے۔ ششم یہ کہ جنابت کی حالت میں غسل کرنے سے پہلے اپنا کوئی کام کر لینا جائز ہے۔ ہفتم یہ کہ اگر جنبی کنوئیں میں گر پڑے تو کنوئیں کا پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے۔

بَابُ الْجُنُبِ يَخْرُجُ وَيَمْشِي فِي السُّوقِ وَغَيْرِهِ وَقَالَ عَطَاءٌ يَحْتَجِمُ الْجُنُبُ وَيُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ وَيَحْلِقُ رَأْسَهُ وَإِنْ لَّمْ يَتَوَضَّأْ.

جنبی کا گھر سے باہر نکلنا اور بازار وغیرہ میں چلنا پھرنا جائز ہے۔ اور عطاء نے کہا کہ جنبی کو پچھنے لگانا اور ناخن کاٹنا اور سر منڈانا جائز ہے اگر چہ وضو بھی نہ کیا ہو۔

فائدہ: مطابقت اس اثر کی ترجمہ باب کے ساتھ اس طور سے ہے کہ جیسے بازار میں چلنا ایک کام ہے ایسے ہی ناخن کاٹنا وغیرہ بھی ایک کام ہے اور جب کہ جنبی آدمی کو بے غسل کے یہ کام کرنے جائز ہیں تو ایسے ہی بازار میں چلنا پھرنا بھی جائز ہوگا۔

۲۷۵ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَآئِهٖ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهٗ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ.

۲۷۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام بیویوں پر پھرا کرتے تھے (یعنی سب کے ساتھ صحبت کرتے تھے) ایک رات میں اور اُس دن آپ کی نو بیویاں تھیں۔

فائدہ: مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ آپ ایک حجرے سے دوسرے حجرے جاتے تھے یعنی ایک بیوی سے صحبت کر کے پھر دوسری کے حجرے میں چلے جاتے تھے پھر اس کے ساتھ صحبت کر کے تیسری کے حجرے میں چلے جاتے تھے وعلی ھذا القیاس اسی طرح بغیر غسل کے حجرہ بحجرہ پھرتے اور درمیان میں غسل نہ کرتے پس معلوم ہوا کہ جنبی کو بے غسل کے کئی قدم چلنا پھرنا جائز ہے۔

۲۷۶ ۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَمَشَيْتُ مَعَهٗ حَتّٰى قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ فَأَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هِرٍّ فَقُلْتُ لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا أَبَا هِرٍّ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ.

۲۷۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو راہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ملے اور مجھ کو نہانے کی حاجت تھی سو آپ نے میرے ہاتھ کو پکڑ لیا سو میں آپ کے ساتھ چلا گیا یہاں تک کہ آپ بیٹھ گئے یعنی ایک جگہ میں سو میں چھپ کر نکل گیا یعنی آپ کو اطلاع نہ کی اور اپنی جگہ میں آیا اور غسل کیا پھر آپ کے پاس حاضر ہوا اور حالانکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے سو فرمایا کہ تو کہاں تھا؟ اے ابو ہریرہ! پس میں نے آپ سے عرض کی یعنی اپنا حال بیان کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اللہ پاک ہے بے شک ایماندار آدمی ناپاک نہیں ہوتا یعنی اگرچہ اُس کو نہانے کی حاجت ہو۔

فائدہ: جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حالت جنابت میں گھر سے باہر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتے پھرتے رہے بے غسل کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعد اطلاع کے اس کو جائز رکھا تو اس سے معلوم ہوا کہ حالت جنابت میں بے غسل کے بازار وغیرہ میں چلنا پھرنا جائز ہے اور اس حدیث میں اگرچہ بازار کا ذکر صریح موجود نہیں ہے لیکن کوچے اور بازار کا اس حکم میں کچھ فرق نہیں ہے۔

بَابُ كَيْنُوْنَةِ الْجُنُبِ فِي الْبَيْتِ إِذَا تَوَضَّأَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ.

جنبی آدمی جب وضو کر لے تو اس کو بے غسل کے گھر میں ٹھہرنا جائز ہے۔

۲۷۷ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْقُدُ وَهُوَ جُنُبٌ قَالَتْ نَعَمْ وَيَتَوَضَّأُ.

۲۷۷۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں سویا کرتے تھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہاں سویا کرتے تھے اور وضو کر لیا کرتے تھے یعنی سونے سے پہلے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنبی جب وضو کر لے تو اس کے بے غسل کے گھر میں ٹھہرنا جائز ہے اس میں کچھ گناہ نہیں اس لیے کہ گھر میں سونا گھر کے اندر ٹھہرنے کو مستلزم ہے پس مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ابو داؤد میں روایت ہے کہ جس گھر میں جنبی ہو اس گھر میں فرشتہ داخل نہیں ہوتا تو اس سے مراد وہ شخص ہے جو غسل میں سستی کرے اور ترک غسل کی عادت کر رکھے اور نماز وغیرہ کے فوت ہونے کا کچھ خیال نہ کرے یا مراد اس سے وہ آدمی ہے جس کی کل یا بعض ناپاکی دور نہ ہوئی پس اس صورت میں دونوں میں تطبیق ہو جائے گی اس لیے کہ جب جنبی نے وضو کر لیا تو بعض ناپاکی دور ہو گئی پس دونوں میں منافات نہ رہی۔

بَابُ نَوْمِ الْجُنُبِ.

جنبی آدمی کا سونا کیسا ہے؟ یعنی جائز ہے یا نہیں۔

۲۷۸ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَرْقُدُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ وَهُوَ جُنُبٌ.

۲۷۸۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا ہم میں سے کسی کو جنابت کی حالت میں سونا جائز ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جائز ہے جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو چاہیے کہ سو رہے حالت جنابت میں یعنی اگر وضو کر کے بے غسل کے سو رہے تو کوئی ڈر نہیں ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنبی کو حالت جنابت میں سو رہنا جائز ہے اور یہی ہے مذہب چاروں اماموں کا۔

بَابُ الْجُنُبِ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَنَامُ.

جنبی آدمی کو وضو کر کے سو رہنا کیسا ہے؟۔

۲۷۹ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَهُ وَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ.

۲۷۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے سونے کا حالت جنابت میں تو اپنی شرمگاہ کو دھو ڈالتے پھر نماز کے وضو کی مانند وضو کرتے (پھر سو رہتے)۔

فائدہ: مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

۲۸۰ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اسْتَفْتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ.

۲۸۰۔ ترجمہ اس کا اوپر گزر چکا ہے فقط اس میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا۔

۲۸۱ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ.

۲۸۱۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ مجھ کو رات کے وقت نہانے کی حاجت ہو جاتی ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ وضو کر اور اپنی آلت کو دھو ڈال پھر سو رہا کر۔

اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ.

جب مرد کا ختنہ اور عورت کا ختنہ مل جائے یعنی ذکر مرد کا عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے تو غسل کرنا واجب ہے۔

۲۸۲ ۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغَسْلُ تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ مَرْزُوْقٍ عَنْ شُعْبَةَ مِثْلَهُ.

۲۸۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مرد بیٹھا عورت کی چار شاخوں میں اور کوشش کی ساتھ عورت کے یعنی زور لگا کر ذکر کو عورت کی شرمگاہ میں داخل کیا یا اُس کے ساتھ جماع کرنے میں اپنی ساری قوت صرف کر چکا تو ضرور واجب ہو گیا غسل کرنا۔

فائدہ: عورت کی چار شاخوں سے مراد دو پنڈلیاں اور دو رانیں ہیں جب عورت کی شرمگاہ اور مرد کی شرمگاہ مل جائے یعنی مرد کی آلت عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے تو دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے چنانچہ صحیح مسلم کی حدیث میں وَإِنْ لَّمْ يُنْزِلْ کا لفظ صریح آ چکا ہے یعنی اگرچہ انزال نہ ہو لیکن امام بخاری رحمہ اللہ کے

نزدیک محض آلت کے فرج میں داخل ہونے سے غسل واجب نہیں ہوتا ہے جب تک کہ انزال نہ ہو اور منی نہ نکلے بلکہ اس صورت میں نہانا اس کے نزدیک احتیاط ہے جیسے کہ آئندہ بیان اس کا آتا ہے۔

وَقَالَ مُوْسٰى حَدَّثَنَا اَبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ مِثْلَهٗ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دخول بے انزال سے غسل کر لینا کھری بات ہے اور اس میں زیادہ تر تاکید ہے۔

فائدہ: اور ہم نے دوسری حدیث (جس سے دخول بے انزال میں بھی غسل کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے اور ابھی آتی ہے) کو اس واسطے بیان کیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ صحابہ کا اس میں اختلاف ہے یعنی بعض صحابہ اس صورت میں غسل کو واجب کہتے ہیں اور بعض واجب نہیں کہتے ہیں۔

بَابُ غَسْلِ مَا يُصِيبُ مِنْ فَرْجِ الْمَرْاَةِ.

باب ہے بیان میں دھو ڈالنے اس رطوبت کے جو دخول بے انزال میں مرد کو عورت کی شرمگاہ سے لگ جائے۔

۲۸۳ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ يَحْيٰى وَاَخْبَرَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ عَطَآءَ بْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِىَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَاَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَقَالَ اَرَاَيْتَ اِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ فَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّاُ كَمَا يَتَوَضَّاُ لِلصَّلَاةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهٗ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ عَلِىَّ بْنَ اَبِىْ طَالِبٍ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَاُبَىَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَاَمَرُوْهُ بِذٰلِكَ قَالَ يَحْيٰى وَاَخْبَرَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا اَيُّوْبَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۸۳۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُس نے عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ جب مرد اپنی عورت سے صحبت کرے اور اس کی منی نہ نکلے تو اس کا کیا حکم ہے؟ سو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز کے وضو کی مانند وضو کر لے اور اپنی آلت کو دھو ڈالے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے (زید بن خالد نے کہا) سو یہ مسئلہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا یعنی واسطے زیادہ تحقیق اور تصدیق کرنے کے سو انہوں نے بھی اس کو یہی حکم دیا (کہ اس صورت میں غسل واجب نہیں ہے) اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہ حدیث مرفوع بیان کی ہے۔

فائدہ: دخول بے انزال میں جو رطوبت عورت کی شرمگاہ سے مرد کو لگ جائے اس کو دھو ڈالنا واجب ولازم ہے۔

۲۸۴ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِیْ أَبِیْ قَالَ أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ أَيُّوْبَ قَالَ أَخْبَرَنِیْ أُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فَلَمْ يُنْزِلْ قَالَ يَغْسِلُ مَا مَسَّ الْمَرْأَةَ مِنْهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّیْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْغُسْلُ أَحْوَطُ وَذَاكَ الْآخِرُ وَإِنَّمَا بَيَّنَّا لِاخْتِلَافِهِمْ وَالْمَآءُ أَنْقٰى.

۲۸۴۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ جب مرد عورت کے ساتھ صحبت کرے اور اس کی منی نہ نکلے تو اس کا کیا حکم ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عضو عورت سے لگے اس کو دھو ڈالے یعنی آلت کو پھر وضو کرے اور نماز پڑھے امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا (دخول بے انزال میں) غسل کرنا زیادہ تر احتیاط ہے اور اس دوسری حدیث کو ہم نے صرف اسی واسطے بیان کیا ہے کہ معلوم ہو جائے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس مسئلہ میں اختلاف ہے یعنی صحابہ کا اس میں اجماع نہیں ہے اور پانی زیادہ تر پاک کرنے والا ہے یعنی غسل کرنا بہت احتیاط ہے کہ اُس سے آدمی پاک ہو جاتا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث غسل کے ترک کرنے میں زیادہ تر صحیح صریح ہے پہلی حدیث سے پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مرد عورت سے صحبت کرے اور مرد کی منی نہ نکلے تو غسل واجب نہیں ہوتا ہے مگر یہ حکم اول اسلام میں تھا کہ بدون منی نکلے غسل واجب نہ تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اب صرف آلت کو عورت کی شرمگاہ میں داخل کرنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے پس یہ دونوں حدیثیں اور جو مثل ان کی ہے منسوخ ہیں اور ناسخ اس کی وہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر مذکور ہو چکی ہے اس لیے کہ صحیح مسلم میں اسی حدیث کے آخر میں وَإِنْ لَّمْ يُنْزِلْ کا لفظ صریح آ گیا ہے یعنی جب مرد اور عورت کی شرمگاہ مل جائے اور ذکر مرد کا عورت کی شرمگاہ کے اندر چلا جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے منی نکلے خواہ نہ نکلے اور اسی طرح روایت کیا ہے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور طحاوی نے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا بعضوں نے کہا کہ صحبت بے انزال میں غسل واجب ہے اور بعضوں نے کہا کہ واجب نہیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تم نے اہل بدر ہو کر اس میں اختلاف کیا ہے تو جو لوگ تمہارے بعد ہوں گے ان کا کیا حال ہوگا؟ سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ اے امیر المؤمنین اگر تو اس مسئلے کی تحقیق کرنی چاہتا ہے تو کسی شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاس بھیج دے اور اُن سے یہ مسئلہ دریافت کر سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی آدمی کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب مرد کا ختنہ عورت کے ختنہ سے آگے بڑھ جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے یعنی صحبت بے انزال سے بھی غسل واجب ہے اور یہ حدیث جو آئی ہے إِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ یعنی غسل صرف منی نکلنے سے واجب ہو جاتا ہے تو اس کا جواب اول یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ

حکم احتلام میں ہے یعنی اگر خواب میں کسی سے جماع کرے تو غسل واجب نہیں ہے جب تک کہ منی نہ دیکھے۔ دوم مسند احمد میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ فتویٰ ابتدائے اسلام میں تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ سوم صحبت بے انزال میں غسل کا واجب ہونا حدیث کے منطوق سے ثابت ہوا ہے اور ترک غسل اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ کے مفہوم سے ثابت ہوتا ہے اور منطوق مقدم ہوتا ہے مفہوم پر لیکن صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت صحبت بے انزال میں غسل کو واجب نہیں جانتے ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے شاید ان کو نسخ کی حدیث نہیں پہنچی۔ واللہ اعلم ۔ اور بعض شارحین کہتے ہیں کہ بخاری رحمہ اللہ کے قول (الغسل احوط) کا یہ معنی ہے کہ دین میں غسل ثابت ہے امام شیخ الاسلام ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ظاہر یہی بات معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ اگر امام بخاری رحمہ اللہ عدم وجوب غسل کا قائل ہوتا تو جواز ترک الغسل کا باب باندھتا مگر اُس نے ایسا نہیں کیا اور نہ ایسا کہا بلکہ صرف ایک حکم اس حدیث کا بیان کیا، انتہی واللہ اعلم بالصواب۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْحَيْضِ

کتاب ہے حیض کے بارے میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾.

کتاب ہے بیان میں احکام حیض کے اور بیان میں قول اللہ بزرگ شان والے کے کہ پوچھتے ہیں تجھ سے حکم حیض کا تو کہہ وہ گندگی ہے سوتم دور رہو عورتوں سے حیض کے وقت یعنی حیض کے دنوں میں ان کے ساتھ جماع نہ کرو اور نزدیک نہ ہو اُن سے جب تک کہ پاک نہ ہوں پھر جب ستھرائی کر لیں تو جاؤ ان کے پاس یعنی جماع کرو ساتھ اُن کے جہاں سے حکم دیا تم کو اللہ نے یعنی آگے کی طرف سے نہ پیچھے کی طرف سے اللہ کو خوش آتے ہیں توبہ کرنے والے یعنی اس چیز سے کہ اللہ نے منع کیا ہے اور خوش آتے ہیں ستھرائی والے نجاست اور پلیدی سے۔

فائدہ: شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ یہود میں جب عورتوں کو حیض آتا تھا تو ان کے ساتھ مل کر نہیں کھاتے تھے بلکہ گھر سے اس کو نکال دیتے تھے اور نصاریٰ حیض کے دنوں میں بھی جماع کرتے تھے سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کا حکم پوچھا پس یہ آیت نازل ہوئی یعنی اس کے ساتھ مل کر کھانا اور ایک مکان میں رہنا جائز ہے مگر جماع کرنا اُس کے ساتھ حالت حیض میں جائز نہیں اور لغت میں حیض کے معنی ہے بہنا اور جاری ہونا اور حوض بھی اسی سے ماخوذ ہے اس لیے کہ اس کی طرف پانی بہہ کر آتا ہے اور چونکہ یہ خون بھی عورت کے رحم سے بہتا ہے اس لیے اس کا نام حیض رکھا گیا اور شرع میں حیض اُس خون کو کہتے ہیں جو عورت کے رحم سے بالغ ہونے کے بعد بلا بیماری و بلا سبب کئی دن معلوم آتا ہے اور جو خون کہ عورت کے رحم سے کسی علت اور بیماری کی وجہ سے آئے اس کو استحاضہ کہتے ہیں اور جو خون کہ بچہ جننے کے بعد کئی دن تک آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں اور یہ دونوں گویا حیض کی فرع ہیں اسی وجہ سے ان کو حیض کے ساتھ ملحق کیا گیا ہے اور اسی واسطے ان کے مسائل کو حیض کے مسئلوں کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور امام

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کو اس کتاب الحیض کے ابتدا میں اس واسطے ذکر کیا ہے کہ یہ اصل ہے احکام حیض میں اور مجمل طور سے احکام حیض کے اس میں مذکور ہیں اور محیض کہتے ہیں جگہ حیض کو یا وقت حیض کو۔

بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْحَيْضِ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ كَانَ اَوَّلُ مَا اُرْسِلَ الْحَيْضُ عَلٰى بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَدِيْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرُ.

باب ہے اس بیان میں کہ حیض کس طرح شروع ہوا یعنی قدیم زمانے سے ہے یا پچھلے زمانے میں پیدا ہوا ہے اور بیان میں قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ یہ حیض ایک چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی عورتوں پر مقرر کیا ہے اور بعض نے کہا کہ حیض پہلے بنی اسرائیل پر بھیجا گیا تھا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر ہے یعنی عام ہے باعتبار ظاہر کے اس لیے کہ بنات آدم عام ہے بنی اسرائیل وغیرہ کی عورتوں سب کو شامل ہے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ ابتدا حیض کی بنی اسرائیل سے ہوئی اُن سے پہلے عورتوں کو حیض نہیں آیا کرتا تھا چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کے مرد اور عورتیں سب ایک جگہ اکٹھے ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے سو عورتوں نے مردوں کو چھیڑنا شروع کیا سو اللہ تعالیٰ نے اُن پر حیض ڈال دیا اور ان کو مسجدوں میں آنے سے منع کر دیا سو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو رد کر دیا ہے کہ یہ حیض صرف بنی اسرائیل سے ہے اول شروع نہیں ہوا ہے بلکہ یہ قدیم زمانہ سے چلا آیا ہے اور آدم کی تمام عورتوں پر مقرر کیا گیا ہے اور کوئی زمانہ اور کوئی قوم اُس سے خالی نہیں ہے اور تائید کرتا ہے اس کی جو حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ابتدا حیض کی حضرت حوا پر ہوئی جب جنت سے اُتاری گئیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کی حدیث مذکور کے ساتھ تطبیق بھی ہوسکتی ہے بایں طور کہ مراد بنی اسرائیل پر حیض بھیجنے سے یہ ہے کہ اُن کو حیض مدت تک جاری رہا کرتا تھا واسطے عذاب کرنے ان کے کی ساتھ اُس کے نہ یہ کہ ابتدا حیض کی پہلے اُن سے ہوئی اور بنی اسرائیل پر پہلے حیض بھیجنے کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ حیض تو ابتداء زمانہ سے ہی چلا آتا ہے لیکن اس میں حلت وحرمت کا حکم صرف بنی اسرائیل ہی سے شروع ہوا اُن سے پہلے حیض کے باب میں کوئی حکم حلت اور حرمت نازل نہیں ہوا تھا پس اس توجیہ سے دونوں میں تطبیق ہو جائے گی پس اندریں صورت اس بعض کا قول لانا ایک علیحدہ فائدہ کے واسطے سمجھا جائے گا، واللہ اعلم۔

۲۸۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ

۲۸۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم لوگ حج کے ارادے سے نکلے (یعنی مدینہ سے مکہ کو حج کی نیت کر کے روانہ ہوئے اور عمرہ کا ارادہ نہ تھا) سو جب ہم مقام سرف (ایک جگہ کا نام

يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ خَرَجْنَا لَا نَرٰى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِيْ قَالَ مَا لَكِ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِيْ مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ قَالَتْ وَضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ.

ہے دس میل یا نو میل مکہ سے) میں پہنچے تو مجھ کو حیض آ گیا سو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور حالانکہ میں رو رہی تھی سو آپ نے فرمایا کہ کیوں روتی ہو، کیا تجھ کو حیض آ گیا ہے؟ میں نے کہا ہاں (مجھ کو حیض آ گیا ہے) سو فرمایا کہ بے شک یہ حیض ایک چیز ہے کہ اللہ نے اس کو بنی آدم کی عورتوں پر (ازل سے) لکھ دیا ہے (یعنی یہ حیض کوئی نئی چیز نہیں کہ فقط تجھی کو آیا ہو بلکہ سب عورتوں کو آتا ہے اور سب کا یہی حال ہوتا ہے پس یہ کوئی عجیب بات نہیں پھر اس پر رونا کیسا ہے) سو تو ادا کر جو احکام کہ اور حاجی ادا کرتے ہیں لیکن بیت اللہ کا طواف نہ کر یعنی اس کے گرد مت گھومو (کہ حائض کو بیت اللہ کا طواف کرنا جائز نہیں ہے) اور حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے ایک گائے قربانی کی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ حیض قدیم سے چلا آیا ہے کوئی آج کل کی نئی بات نہیں بلکہ روز اول سے عورتوں کے حق میں لکھا گیا ہے۔

بَابُ غَسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيْلِهِ.

حیض والی عورت کا اپنے خاوند کے سر کو دھونا اور کنگھی پھیرنا کیا حکم رکھتا ہے؟۔

٢٨٦ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ.

۲۸۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سر کو کنگھی کیا کرتی تھی حالت حیض میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت اگر اپنے خاوند کو کنگھی پھیرے تو جائز ہے اور سر دھونا بھی بطریق دلالت کے ثابت ہوتا ہے پس مناسبت حدیث ترجمہ سے ظاہر ہے یا یہ کہ بدن کو چھونے میں دونوں مشترک ہیں پس غسل بھی ثابت ہو جائے گا۔

٢٨٧ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ

۲۸۷۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس سے کسی نے پوچھا کہ

أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ سُئِلَ أَتَخْدُمُنِي الْحَائِضُ أَوْ تَدْنُو مِنِّي الْمَرْأَةُ وَهِيَ جُنُبٌ فَقَالَ عُرْوَةُ كُلُّ ذٰلِكَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَكُلُّ ذٰلِكَ تَخْدُمُنِي وَلَيْسَ عَلٰى أَحَدٍ فِي ذٰلِكَ بَأْسٌ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ تَعْنِي رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَئِذٍ مُجَاوِرٌ فِي الْمَسْجِدِ يُدْنِيْ لَهَا رَأْسَهُ وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا فَتُرَجِّلُهُ وَهِيَ حَائِضٌ.

کیا حیض والی عورت کو جنابت کی حالت میں اپنے خاوند کی خدمت کرنا اور اُس کے نزدیک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ سو عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو کچھ تو نے بیان کیا یہ سب مجھ پر آسان ہے یعنی میں حائض اور جنبی عورت سے خدمت کروانی جائز رکھتا ہوں اور اس کام میں کسی پر کچھ گناہ نہیں (پھر بعد اس کے عروہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے استدلال کیا وہ یہ ہے) اور کہا کہ مجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کو کنگھی کیا کرتی تھیں حالت حیض میں اور حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے (کنگھی کروانے کے وقت) آپ اپنے سر کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک کر دیا کرتے تھے اور حالانکہ وہ اپنے حجرہ میں ہوتیں اور وہ حجرہ مسجد کے ساتھ ملا ہوا تھا سو عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کو کنگھی کیا کرتیں حالت حیض میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کو اپنے خاوند کے سر میں کنگھی پھیرنا جائز ہے اور اسی طرح بوجہ اشتراک کے ملامست میں اس کا سر دھونا بھی جائز ہے اور وجہ استدلال عروہ کی اس حدیث عائشہ سے اس طور پر ہے کہ جب کنگھی کرنی حالت حیض میں جائز ہے تو اور خدمت کرنی بھی جائز ہو گی اور جب حالتِ حیض میں عورت سے خدمت کروانی جائز ہے تو جنابت میں بھی اس سے خدمت کروانی جائز ہو گی اور یہ قیاس جلی ہے واللہ اعلم۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حیض والی عورت کا بدن اور پسینہ پاک ہے اور یہ کہ اعتکاف والے کو سوائے جماع کے عورت سے اور خدمت لینی جائز ہے اور یہ کہ حیض والی کو مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔

بَابُ قِرَاءَةِ الرَّجُلِ فِي حَجْرِ امْرَأَتِهٖ وَهِيَ حَائِضٌ وَكَانَ أَبُوْ وَائِلٍ يُرْسِلُ خَادِمَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ إِلٰى أَبِيْ رَزِيْنٍ فَتَأْتِيْهِ بِالْمُصْحَفِ فَتُمْسِكُهٗ بِعِلَاقَتِهٖ.

اپنی بیوی حائض کی گود میں بیٹھ کر قرآن پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اور ابو وائل سے روایت ہے کہ وہ اپنی لونڈی کو حیض کی حالت میں ابو رزین کی طرف بھیجتے یعنی قرآن لانے کے واسطے سو وہ لونڈی قرآن کو اس کے علاقہ یعنی بند غلاف کے ساتھ پکڑ کر اس کے پاس لے آتی۔

فائدہ: مطلب اس اثر سے یہ ہے کہ حیض والی عورت کو قرآن کا پکڑنا اور اٹھانا جائز ہے بشرطیکہ اس کو ہاتھ نہ لگائے

اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ جیسے حائض کے لیے علاقہ (جس میں قرآن ہے) کو اٹھانا جائز ہے ایسے ہی حائض کا مومن (جس کے پیٹ میں قرآن ہے) کو اٹھانا بھی جائز ہے پس اس کی گود میں قرآن پڑھنا جائز ہوگا۔

۲۸۸ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ سَمِعَ زُهَيْرًا عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ أَنَّ أُمَّهُ حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَّكِئُ فِيْ حَجْرِيْ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ.

۲۸۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے تکیہ لگاتے میری گود میں جس حالت میں کہ مجھ کو حیض آیا کرتا پھر پڑھتے قرآن کو یعنی میرے حیض کے دنوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں سر رکھ کر قرآن پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کی گود میں بیٹھ کر قرآن پڑھنا جائز ہے اور اس حدیث سے اور کئی فائدے بھی ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ عورت کو حیض کی حالت میں قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ اگر جائز ہوتا تو اس کی گود میں بیٹھ کر قرآن پڑھنے کی ممانعت کا بالکل وہم نہ گزرتا اور نہ اس کو کھول کر بیان کرنے کی کوئی حاجت ہوتی۔ اور دوسرا یہ کہ حیض والی عورت کا بدن اور اس کے کپڑے پاک ہیں اور اس کے بدن کے ساتھ بدن لگانا جائز ہے۔ اور تیسرا یہ کہ ناپاک جگہ کے نزدیک قرآن پڑھنا جائز ہے اور خاص کر ناپاک جگہ میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اور چوتھا یہ کہ مریض کو حیض والی عورت کے ساتھ تکیہ لگا کر نماز پڑھنی جائز ہے بشرطیکہ اس کے کپڑے پاک ہوں۔

بَابُ مَنْ سَمَّى النِّفَاسَ حَيْضًا وَالْحَيْضَ نِفَاسًا.

حیض کو نفاس کہنے کا بیان یعنی حیض کو نفاس کہنا بھی جائز ہے۔

۲۸۹ - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا قَالَتْ بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعَةٌ فِيْ خَمِيْصَةٍ إِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيْضَتِيْ قَالَ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِيْ فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيْلَةِ.

۲۸۹۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ یکا یک مجھ کو حیض آ گیا سو میں سرک گئی کہ مجھ کو ایسی حالت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹے رہنا مکروہ معلوم ہوا پس میں اس چادر سے باہر نکل گئی تا کہ کچھ خون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کو میرے بدن سے نہ لگ جائے سو میں نے اپنے حیض والے کپڑوں کو لیا یعنی جو کپڑے کہ حیض کے دنوں میں پہنا کرتی تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تجھ کو حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کی ہاں حیض آ گیا ہے سو آپ نے مجھ کو بلایا یعنی

اپنے ساتھ سونے کے لیے سو میں آپ کے ساتھ (اسی) چادر میں آ کر لیٹ گئی۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ حیض کو نفاس کہنا اور نفاس کو حیض نام رکھنا عرب کی زبان میں مشہور معروف ہے سو جو احکام کہ حیض کے واسطے ہیں وہی احکام بعینہ نفاس کے بھی ہیں اور جو چیزیں کہ حالت میں منع ہیں وہ چیزیں حالت نفاس میں بھی منع ہیں اور جو کام اس میں جائز ہیں اس میں بھی جائز ہیں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حیض والی عورت کے ساتھ ایک چادر اور ایک لحاف میں مل کر سونا جائز ہے اور یہ کہ مستحب ہے عورت کے لیے کہ حیض کے دنوں کے واسطے علیحدہ کپڑے تیار کر رکھے۔

بَابُ مُبَاشَرَةِ الْحَآئِضِ. حیض والی عورت کے بدن کے ساتھ بدن ملانا جائز ہے

۲۹۰ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَآءٍ وَاحِدٍ كِلَانَا جُنُبٌ وَكَانَ يَأْمُرُنِيْ فَأَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِيْ وَأَنَا حَآئِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَآئِضٌ.

۲۹۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونوں ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور ہم دونوں جنابت سے ہوتے اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو حکم کیا کرتے یعنی تہ بند باندھنے کا حالت حیض میں سو میں تہہ بند باندھ لیتی سو آپ میرے بند سے بدن لگاتے اور معانقہ کرتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر کو میری طرف نکالا کرتے تھے اور آپ اعتکاف میں ہوتے سو میں آپ کے سر کو دھو ڈالتی حالت حیض میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کے بدن سے بدن لگانا جائز ہے بشرطیکہ ازار سے اوپر ہو اور حد ازار کی فقہاء کے نزدیک ناف سے لے کر زانو تک ہے سو ناف سے نیچے مباشرت کرنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حرام ہے اور بعض اماموں کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ جماع سے بچے اور اسی جواز کو ترجیح ہے اس لیے کہ دوسری حدیث میں مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے صاف آ چکا ہے کہ اصنعوا کل شی الا الجماع یعنی حیض والی عورت کے ساتھ جو چاہو کرو مگر جماع نہ کرو اور امام ثوری اور اسحاق اور احمد اور امام محمد اور طحاوی وغیرہ کا یہی مذہب ہے اور جو لوگ کہ ناف سے نیچے مباشرت کرنے کو منع کہتے ہیں وہ اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے دلیل لاتے ہیں سو جواب اس کا یہ ہے جو کہ امام ابن دقیق نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے اس کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی ہے اس لیے کہ وہ مجرد فعل ہے پس اس کو استحباب پر محمول کیا جائے گا تا کہ سب حدیثوں میں تطبیق ہو جائے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو آگے آتی ہے دونوں طرفوں کو مضر ہے اس لیے کہ جیسے ازار سے نیچے مباشرت کرنے میں خوف جماع کا ہے ایسے ہی ازار سے اوپر مباشرت کرنے سے بھی خوف جماع کا ہے پس یہ دونوں

طرف سے کسی کی دلیل نہیں ہو سکتی ہے اور نہ اس سے ازار کے اوپر مباشرت کرنی جائز نکلتی ہے اور نہ اس سے نیچے پس اصل یہ ہے کہ وہ محض رائے عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے سو وہ حجت نہیں یا یہ کہ جس شخص کو قوت ضبط شہوت کی ہو اس کو عورت کے بدن سے بدن لگانا جائز ہے خواہ ازر سے اوپر ہو یا نیچے اور جس کو ضبط اور شہوت روکنے کی طاقت نہ ہو اس کو جائز نہیں یا یہ کہ جب خون حیض کا جوش ہو اس وقت مباشرت نہ کرے اور جب خون کا جوش کم ہو جائے تو اس وقت چاہے تو کر لے، واللہ اعلم۔

٢٩١ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ هُوَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا فَأَرَادَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَاشِرَهَا أَمَرَهَا أَنْ تَتَّزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا قَالَتْ وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ إِرْبَهُ تَابَعَهُ خَالِدٌ وَجَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ.

٢٩١۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم میں (بیویوں حضرت کی) سے کسی کو حیض آتا اور حضرت ﷺ اس کے ساتھ (اسی حالت میں) مباشرت کرنا چاہتے تو دیکھتے سو اگر حیض جوش میں ہوتا فرماتے کہ تہہ بند باندھ لے (سو وہ تہہ بند باندھ لیتی) پھر اس کے بدن سے بدن لگاتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم میں سے کون ایسا ہے جو اپنی حاجت کا مالک ہو (یعنی تم میں کون ہے جو اپنی شہوت کو ضبط کر رکھے اور حالت مباشرت میں جماع سے بچا رہے) پس ایسا کوئی شخص اپنی حاجت کو ضبط کرنے والا نہیں جیسے کہ حضرت ﷺ اپنی حاجت کے مالک اور ضبط کرنے والے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حیض والی عورت کے بدن سے بدن لگانا اور اس کے ساتھ معانقہ کرنا جائز ہے مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص اپنی شہوت کو روکنے پر قادر نہ ہو سکے اس کو حائض عورت کی مباشرت کرنی منع ہے اور یہ بات ان کے قول سے ظاہر ہے۔

٢٩٢ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُونَةَ تَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُبَاشِرَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ أَمَرَهَا فَاتَّزَرَتْ وَهِيَ حَائِضٌ وَرَوَاهُ سُفْيَانُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ.

٢٩٢۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی بیویوں میں سے کسی کے ساتھ مباشرت کا ارادہ کرتے حالت حیض میں تو اس کو فرماتے کہ تہہ بند باندھ لے سو وہ تہہ بند باندھ لیتی (پھر اس سے مباشرت کرتے)۔

بَابُ تَرْكِ الْحَآئِضِ الصَّوْمَ.

حیض والی عورت کے روزہ ترک کرنے کا بیان یعنی حیض والی عورت کو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

۲۹۳ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زَيْدٌ هُوَ ابْنُ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَضْحٰى أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلّٰى فَمَرَّ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّيْ أُرِيْتُ كُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِيْنٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِيْنِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكِ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكِ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا.

۲۹۳۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقر عید یا عید فطر کے دن عید گاہ کی طرف نکلے یعنی عید کی نماز پڑھنے کے لیے (سو جب عید گاہ سے پھرے) تو عورتوں کے گروہ پر گزرے سو فرمایا اے گروہ عورتوں کے خیرات کرو اس واسطے کہ دوزخیوں میں تمہیں مجھ کو زیادہ نظر پڑیں یعنی دوزخ میں میں نے عورتیں مردوں سے زیادہ دیکھیں (یہ واقع معراج میں ہوا ہے) سو عورتوں نے پوچھا یا حضرت اس کا کیا سبب ہے کہ عورتیں مردوں سے زیادہ دوزخ میں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم بہت لعنت کیا کرتی ہو (یعنی تمہاری عادت ہے کہ بات بات میں ایک دوسری پر لعنت کرتی ہو حالانکہ مسلمان پر لعنت کرنی قطعا حرام ہے) اور اپنے خاوندوں کا حق نہیں مانتی ہو یعنی ان کی ناشکری کرتی ہو اور ان کے تمام عمر کے احسان دفعۃً خاک میں ملا دیتی ہو اور صاف کہہ دیتی ہو کہ میں نے تجھ سے کبھی نیکی نہیں دیکھی میں نے ایسا کسی کو نہیں دیکھا کہ اس کی عقل بھی کم ہو اور اس کا دین بھی کم ہو پھر باوجود اس کے عقلمند مرد کی عقل کو کھو دے مگر تم کو یعنی باوجود یکہ بہ نسبت مردوں کی تمہاری عقل بھی کم ہے اور تمہارا دین بھی کم ہے مگر پھر بھی تم عقلمند مرد کی عقل کو کھو دیتی ہو اور اُن عورتوں نے کہا کہ یا حضرت ہمارے دین اور عقل میں کیا نقصان ہے؟ آپ نے فرمایا کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے آدھی نہیں ہے یعنی دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہوتی ہے انہوں نے کہا ہاں ہماری گواہی بہ نسبت مرد کے آدھی ہے فرمایا سو یہ حکم آدھی گواہی ہونے کا اُن کے نقصان عقل کی وجہ سے ہے

کہ جس قدر ضبط اور یاداشت گواہی کے اٹھانے اور ادا کرنے میں مرد کو ہوتی ہے اُس قدر عورت کو نہیں ہوتی فرمایا کیا نہیں ہے یہ بات کہ جب اس کو حیض آ جاتا ہے تو نہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ روزہ رکھ سکتی ہے عورتوں نے کہا ہاں فرمایا پس یہ ہے نقصان اس کے دین کا یعنی جتنے دنوں حیض میں عورتیں نماز نہیں پڑھتیں اتنے دن مرد برابر نماز پڑھتے رہتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ بے نماز کا دین بہ نسبت نمازی کے ناقص رہتا ہے اور نیز مرد کو اتنے دنوں نماز پڑھنے کی وجہ سے ثواب حاصل ہوتا ہے اور عورتوں کو ثواب نہیں بلکہ عورتیں حالت حیض میں گو عذر شرعی کی وجہ سے نماز ترک کرتی ہیں لیکن اس میں بھی ان کو ثواب نہیں ملتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے اور اسی طرح اس کو نماز پڑھنی بھی جائز نہیں ہے مگر امام بخاری رحمہ اللہ نے نماز کو اس واسطے بیان نہیں کیا کہ حیض والی عورت کے لیے نماز ناجائز ہونا ظاہر تھا اس لیے کہ نماز کے صحیح اور جائز ہونے کے واسطے طہارت اور پاکی شرط ہے اور حیض والی پاک نہیں ہے پس اس کے لیے نماز کا ناجائز ہونا ظاہر امر تھا بخلاف روزے کے کہ اس میں طہارت وغیرہ شرط نہیں ہے پس اس کا ترک کرنا محض ایک کام تعبدی اور غیر قیاسی تھا اس وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے روزے کو کھول کر بیان کر دیا اور نماز کو بیان نہ کیا کہ سمجھنے والا خود سمجھ لے گا اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ یہ پہلے نبیوں کی شرع میں بھی یہی حکم تھا کہ حیض والی نہ نماز پڑھتی اور نہ روزہ رکھتی تھی۔ دوسرا یہ کہ عید کے دن عید گاہ کی طرف نکلنا مستحب ہے اور امام کے لیے مستحب ہے کہ اس دن میں لوگوں کو صدقہ دینے کا حکم کرے۔ تیسرا یہ کہ فقیروں کے لیے غنیوں سے مانگنا جائز ہے۔ چوتھا یہ کہ عورتوں کو عید گاہ میں جانا جائز ہے بشرطیکہ مردوں سے کنارے اور دور رہیں تاکہ کوئی فتنہ پیدا نہ ہو۔ پانچواں یہ کہ امام کے لیے عورتوں کو وعظ کرنا جائز ہے۔ چھٹا یہ کہ کسی کی نعمت کھا کر نمک حرامی کرنی حرام ہے اور اسی طرح لعن اور گالی گلوچ وغیرہ بری باتوں کو بکنا جائز نہیں ہے بلکہ کبیرہ گناہ ہے واسطے ہونے اس کے کی سبب دخول آگ کا۔ ساتواں یہ کہ کبھی ان گناہوں کو بھی کفر کہا جاتا ہے جن کے سبب آدمی دین سے خارج نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ اپنے خاوندوں کی ناشکری کو کفر فرمایا۔ آٹھواں یہ کہ نصیحت اور وعظ میں مبالغہ اور سختی کرنی جائز ہے جس کے سبب سے ایک عیب دفع ہو جائے مگر اس میں شرط ہے کہ کسی خاص آدمی کو مخاطب نہ کیا جائے اس لیے

کہ عام طور سے بلا تخصیص وعظ کرنا سننے والے پر بہت آسان ہوتا ہے۔ نواں یہ کہ صدقہ عذاب کو دفع کر دیتا ہے اور بندوں کے آپس میں کے گناہ کو اتار دیتا ہے۔ دسواں یہ کہ شاگرد کو استاد کے ساتھ تکرار کرنا جائز ہے زیادہ تحقیق کے واسطے اور اسی طرح مرید کو اپنے پیر سے اور یہ جو فرمایا کہ تم عقلمند مرد کی عقل کو کھو دیتی ہو یہ اس وجہ سے ہے کہ مرد عورتوں کی محبت اور عشق میں مست اور بیہوش رہتے ہیں پس جو عورتیں کہتی ہیں وہی مرد کرتے ہیں پس یہی معنی ہے ان کے عقل مارنے کا اور کبھی عورتیں کسی کام ناجائز کا بھی حکم کرتی ہیں پس جب مرد اس کام کو کرتا ہے تو عورتوں کو بھی اس کا گناہ ہوتا ہے بوجہ بتلانے اس کام کے پس یہ بھی ایک سبب ہے ان کے نقصان دین کا۔

بَابُ تَقْضِي الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ.

احرام کی حالت میں اگر عورت کو حیض آ جائے تو اس کے لیے حج کی سب عبادتوں کو ادا کرنا جائز ہے مگر خانہ کعبہ کا طواف کرنا اس کو جائز نہیں ہے۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا بَأْسَ أَنْ تَقْرَأَ الْآيَةَ.

یعنی ابراہیم نخعی نے کہا کہ حیض والی عورت کو قرآن کی آیت پڑھنی جائز ہے۔

فائدہ: اس اثر سے معلوم ہوا کہ حیض والی کے قرآن نہ پڑھنے پر اجماع نہیں بلکہ اختلاف ہے دیکھو امام نخعی نے اس کو قرآن پڑھنا جائز رکھا ہے۔

وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْقِرَاءَةِ لِلْجُنُبِ بَأْسًا.

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما (صحابی سے) نے جنبی کے واسطے قرآن پڑھنا جائز رکھا ہے۔

فائدہ: اس اثر سے معلوم ہوا کہ جنبی کے قرآن نہ پڑھنے پر اجماع نہیں بلکہ اختلاف ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کو جائز رکھتے ہیں۔

وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهِ.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے یعنی خواہ طہارت کے ساتھ یا جنابت کے ساتھ ہوتے۔

فائدہ: ذکر اللہ سے یہاں مراد عام ذکر ہے خواہ تلاوت قرآن کی ہو یا کچھ اور درود وظیفہ ہو پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ جنبی کو جنابت کی حالت میں قرآن پڑھنا جائز ہے۔

وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ يَّخْرُجَ الْحُيَّضُ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ وَيَدْعُونَ.

ام عطیہ رضی اللہ عنہا (صحابیہ) نے کہا کہ ہم کو حکم کیا جاتا تھا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کہ باہر نکالیں ہم حیض والی عورتوں کو (یعنی عید کے دن) سو لوگوں کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں کہیں اور ان کے ساتھ شریک ہو کر دعا

مانگیں اور برکت کی امید رکھیں جو اس روز آدمیوں کے جمع ہو کر ذکر کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو حیض کی حالت میں قرآن پڑھنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اُن کے لیے دعا مانگنا جائز رکھا ہے اور دعا ایک عام ذکر ہے تلاوت قرآن وغیرہ سب کو شامل ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي أَبُوْ سُفْيَانَ أَنَّ هِرَقْلَ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ فَإِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿وَ يَأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ﴾ الْآيَةَ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ کو ابو سفیان نے خبر دی کہ بے شک ہرقل (بادشاہ روم) نے حضرت ﷺ کا خط طلب کیا سو اس کو پڑھا پس ناگہاں اس میں یہ مضمون لکھا تھا شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے نہایت رحم کرنے والا اور اے کتاب والو! آجاؤ اس بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے وہ بات یہ ہے ہم اور تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت اور پرستش نہ کریں اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے بعض آدمی بعض کو اللہ کے سوا اپنا رب اور مالک نہ بنا دیں سو اگر اہل کتاب توحید سے منہ موڑیں تو اُن سے کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان ہیں حکم الٰہی کے مطیع ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرد کو جنابت کی حالت میں قرآن پڑھنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے یہ خط روم والوں کی طرف لکھا حالانکہ وہ کافر تھے اور کافر جنبی ہوتے ہیں سو جب جنبی کو خط (جس میں قرآن کی آیتیں ہوں) کا چھونا جائز ہے تو اس کا پڑھنا بھی اس کو جائز ہوگا۔

وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ حَاضَتْ عَائِشَةُ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ غَيْرَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَا تُصَلِّي.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آگیا (یعنی احرام کی حالت میں) سو اُس نے حج کے سب کاموں کو ادا کیا مگر خانہ کعبہ کا طواف نہ کیا اور نہ نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عورت کو حیض کی حالت میں قرآن پڑھنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے حیض والی کے واسطے حج کی سب عبادتوں کو ادا کرنا جائز رکھا ہے سوائے طواف خانہ کعبہ کے اور حج کے کاموں میں دعا بھی ہے اور لبیک بھی ہے اور ذکر بھی ہے اور جب کہ حیض والی کو ان سب عملوں کا بجا لانا جائز ہے تو اسی طرح

جنبی کو بھی یہ سب کچھ ادا کرنا جائز ہے اور ان دعاؤں اور ذکر اور قراۃ قرآن میں کچھ فرق نہیں اور نہ کوئی دلیل صحیح اس کی مخصص ہے پس لامحالہ دونوں کو قرآن کا پڑھنا بھی جائز ہوگا۔

وَقَالَ الْحَكَمُ إِنِّي لَأَذْبَحُ وَأَنَا جُنُبٌ وَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾.

یعنی کہا حکم نے کہ البتہ میں ذبح کرتا ہوں حالت جنابت میں اور اللہ بزرگ اور بلند شان والے نے فرمایا ہے کہ نہ کھاؤ اس چیز سے کہ نہیں ذکر کیا گیا ہے اس پر نام اللہ کا۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ میں جنابت کی حالت میں ذبح کرتا ہوں حالانکہ ذبح سوائے ذکر اللہ تعالیٰ کے جائز نہیں اور حیض اور جنابت دونوں بالاجماع برابر ہیں پس اس سے معلوم ہوا کہ مرد کو جنابت کی حالت میں بسم اللہ اور قرآن وغیرہ پڑھنا جائز ہے سو اسی طرح حائض کو بھی جائز ہوگا۔

٢٩٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا جِئْنَا سَرِفَ طَمِثْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ قُلْتُ لَوَدِدْتُ وَاللَّهِ أَنِّي لَمْ أَحُجَّ الْعَامَ قَالَ لَعَلَّكِ نُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ ذٰلِكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي.

۲۹۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے (یعنی مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوئے) صرف حج کے ارادے سے (یعنی عمرہ کا ارادہ نہیں تھا اس لیے کہ جاہلیت کے زمانے میں لوگ حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کو جائز نہیں جانتے تھے) سو جب ہم سرف (ایک جگہ کا نام ہے نو یا دس میل مکہ سے) کی منزل میں پہنچے تو وہاں مجھ کو حیض آ گیا سو حضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور حالانکہ میں رو رہی تھی سو آپ نے فرمایا کہ کس سبب سے روتی ہو میں نے کہا قسم اللہ کی مجھ کو یہ پسند تھا کہ میں اس سال حج کو نہ آتی کہ اس حالت میں حج کیونکر ہوگا سو آپ نے فرمایا شاید کہ تجھ کو حیض آ گیا ہے میں نے عرض کی ہاں مجھ کو حیض آ گیا ہے فرمایا یہ کوئی نئی چیز نہیں کہ صرف تیرے ہی ساتھ یہ واقع ہوا ہو بلکہ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ اللہ نے بنی آدم کی سب عورتوں پر ٹھہرایا ہے (یعنی اس میں کچھ اختیار نہیں پیدائشی بات ہے اور سب عورتوں کو حیض آتا ہے پھر اس پر رونا کیوں ہے) سو تو ادا کر جو حاجی ادا کرتے ہیں یعنی حج کے سب کام ادا کر لیکن اتنا ہے کہ بغیر غسل کے خانہ کعبہ کا طواف نہ کرنا یہاں تک کہ تو حیض سے

پاک ہو جائے۔

فائدہ: مقصود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ان سب حدیثوں اور اثروں سے یہ ہے کہ عورت کو حیض کی حالت میں اور جنبی کو جنابت کی حالت میں قرآن اور ذکر وغیرہ کرنا سب جائز ہے اور وجہ دلالت کرنے ان حدیثوں کی اس مسئلے پر بیان ہو چکی ہے اور جمہور علماء حنفیہ اور شافعیہ اور حنبلیہ کا یہ مذہب ہے کہ عورت کو حیض کی حالت میں اور جنبی کو جنابت کی حالت میں قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے اور ان کی سند وہ حدیث ہے جو اصحاب سنن نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ کو قرآن پڑھنے سے کوئی چیز نہیں روکتی تھی مگر جنابت اور یہ حدیث حسن ہے لائق حجت کے ہے لیکن اس استدلال میں شبہ ہے اس لیے کہ یہ مجرد فعل ہے سوا اپنے ماسوا کے حرام ہونے پر دلالت نہیں کر سکتا ہے اور ایک سند جمہور کی یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے کہ حائض اور جنبی قرآن کو نہ پڑھے لیکن یہ حدیث سب طریقوں سے ضعیف ہے کما صرح به الشيخ ابن حجر في الفتح پس اس سے استدلال صحیح نہیں ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیثیں استحباب اور افضلیت پر محمول ہیں واسطے تطبیق کے درمیان سب حدیثوں کے اور اسی بات کو زیادہ ترجیح ہے فان الاعمال اولٰی من الاهمال والله اعلم بالصواب۔

بَابُ الْإِسْتِحَاضَةِ. خون استحاضہ کا بیان۔

فائدہ: استحاضہ اُس خون کو کہتے ہیں جو عورت کی شرمگاہ سے حیض کے دنوں سے سوا اور دنوں میں آئے اور یہ خون عورت کے رحم سے نہیں آتا ہے بلکہ ایک رگ سے آتا ہے جو رحم کے نزدیک ہے اس کا نام عاذل ہے اور یہ اکثر بیماری کی وجہ سے آتا ہے۔

۲۹۵ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِيْ حُبَيْشٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلَاةَ فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ.

۲۹۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابی حبیش کی بیٹی نے حضرت ﷺ سے عرض کیا کہ یا حضرت بے شک میں کبھی پاک نہیں ہوتی ہوں یعنی خون استحاضہ کا مجھ کو ہر وقت جاری رہتا ہے اور حیض کا بند ہونا معلوم نہیں ہوتا ہے اور حیض کی حالت میں نماز پڑھنی جائز نہیں ہے سو کیا میں نماز کو چھوڑ دوں یعنی بالکل ترک کر دوں جیسے کہ حیض کے دنوں میں ترک کی جاتی ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک رگ ہے یعنی یہ خون ایک رگ سے آتا ہے حیض کا یہ خون نہیں جس کی وجہ سے نماز پڑھنی منع ہو سو جب حیض آ جائے یعنی حیض کے دن آ جائیں تو نماز کو چھوڑ دے یعنی جتنے دن کہ حیض کے آنے کی

عادت ہو پس جب بقدر عادت کے ایام حیض کے گزر جائیں تو اپنے بدن سے خون دھو ڈال اور نماز پڑھ یعنی ساقط ہونا نماز کا صرف حیض کے دنوں میں ہے اور بعد اس کے نماز پڑھنی واجب ہو جاتی ہے پس غسل کر کے نماز کو ادا کیا کر۔

فائدہ: جس عورت کو استحاضہ آتا ہو یعنی ہر وقت خون جاری رہتا ہو سو وہ اگر حیض اور استحاضہ کو پہچان سکتی ہو اور ان دونوں میں تمیز کر سکتی ہو تو وہ حیض کو اعتبار کر لے اور اس کے شروع ہونے اور ختم ہونے پر عمل کرے یعنی جب حیض کے دن آ جائیں تو نماز کو چھوڑ دے اور جب حیض کا اندازہ گزر جائے تو غسل کر ڈالے پھر ہر نماز کے واسطے علیحدہ علیحدہ وضو کرے اور ایک وضو کے ساتھ ایک فرض نماز سے زیادہ نہ پڑھے اور جس عورت کو ان دونوں خونوں میں تمیز کرنے کی قدرت نہ ہو وہ عورت اپنی طرف سے حیض کے دن مقرر کر لے یعنی مثلا ہر مہینے کی ابتدا میں اتنے روز تک حیض ہے پھر بعد کو استحاضہ پھر یہ بھی ہر نماز کے لیے علیحدہ وضو کرے اور جس عورت کی پہلے کچھ مدت تک عادت مقرر تھی پھر بعد کو استحاضہ شروع ہو جائے تو وہ عورت اپنی قدیمی عادت کے دن حیض بیٹھا کرے پھر بعد اس کے اُس کا وہی حکم ہے جو اوپر گزر چکا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ غَسْلِ دَمِ الْمَحِيْضِ.

خون حیض کے دھونے کا بیان۔

٢٩٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ أَنَّهَا قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَآءٍ ثُمَّ لِتُصَلِّيْ فِيْهِ.

٢٩٦۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ یا حضرت بھلا بتلاؤ تو اگر ہم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو کیا کرے یعنی اس کو کس طرح پاک کرے؟ سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو چاہیے کہ اس کو مل ڈالے یعنی اول تھوڑا سا پانی اس پر چھڑک کر اس کو اپنے ناخنوں سے مل ڈالے پھر اس کو پانی سے دھو ڈالے پھر اس میں نماز پڑھ لے۔

فائدہ: یہ باب کتاب الوضو میں پہلے بھی گزر چکا ہے اور فرق دونوں بابوں میں یہ ہے کہ پہلے باب میں مطلق خون کا لحاظ ہے خواہ حیض ہو خواہ اور خون ہو اور اس باب میں صرف خون حیض کا لحاظ ہے پس فرق دونوں میں اطلاق وتقیید کا

ہے اور اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ عورت کو خود مرد سے سامنے ہو کر مسئلہ پوچھنا جائز ہے اس میں جو عورتوں کے حالات کے متعلق ہو اور یہ کہ عورت کی آواز حاجت کے لیے سننا جائز ہے اور یہ کہ جو چیز بری ہو اس کو ضرورت کے واسطے کھول کر کہہ دینا جائز ہے اور یہ کہ خون حیض اور سب خونوں کی طرح ہے یعنی واجب ہے دھونا اس کا مثل اور خونوں کی اور یہ کہ خشک پلیدی کو کھرچ لینا مستحب ہے تا کہ آسانی سے دھویا جائے۔

۲۹۷ ۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيْضُ ثُمَّ تَقْتَرِصُ الدَّمَ مِنْ ثَوْبِهَا عِنْدَ طُهْرِهَا فَتَغْسِلُهُ وَتَنْضَحُ عَلٰى سَآئِرِهٖ ثُمَّ تُصَلِّيْ فِيْهِ.

۲۹۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم میں سے کسی کو حیض آتا تھا پھر ل ڈالتی خون کو اپنے کپڑے سے وقت پاک ہونے کے حیض سے سو اس کو دھو ڈالتی اور باقی کپڑے پر پانی بہا دیتی (یعنی واسطے دفع کرنے وسوسہ پلیدی کے) پھر اس میں نماز پڑھ لیتی۔

بَابُ اِعْتِكَافِ الْمُسْتَحَاضَةِ.

استحاضہ والی عورت کے مسجد میں اعتکاف بیٹھنے کا بیان۔

۲۹۸ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَكَفَ مَعَهٗ بَعْضُ نِسَآئِهٖ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ تَرَى الدَّمَ فَرُبَّمَا وَضَعَتِ الطَّسْتَ تَحْتَهَا مِنَ الدَّمِ وَزَعَمَ أَنَّ عَائِشَةَ رَأَتْ مَآءَ الْعُصْفُرِ فَقَالَتْ كَأَنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَانَتْ فُلَانَةُ تَجِدُهٗ.

۲۹۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی نے آپ کے ساتھ اعتکاف کیا یعنی مسجد میں اور اس کو استحاضہ کا خون آتا تھا خون کو دیکھتی سو بہت وقت اپنے نیچے ایک طشت رکھ لیتی جوش خون کے سبب سے یعنی تا کہ مسجد خون سے آلودہ نہ ہو جائے اور خالد (راوی) نے کہا کہ عکرمہ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اتفاقاً کسنم (زرد) کا پانی دیکھا سو اُس نے (اس پانی کو دیکھ کر) کہا کہ گویا یہ پانی کسنم کا وہ خون استحاضہ کا ہے جو فلانی عورت کو آتا تھا یعنی اس کا خون استحاضہ کا اس پانی کی طرح سرخ رنگ تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استحاضہ والی عورت کا مسجد میں اعتکاف بیٹھنا جائز ہے بشرطیکہ مسجد خون سے آلودہ ہونے نہ پائے۔

۲۹۹ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۲۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی آپ کے ساتھ مسجد میں اعتکاف بیٹھی سو وہ دیکھتی تھی خون اور زردی کو (یعنی اس کو استحاضے کا خون سرخ اور زرد

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِنْ أَزْوَاجِهِ فَكَانَتْ تَرَى الدَّمَ وَالصُّفْرَةَ وَالطَّسْتُ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّي.

رنگ کا آتا تھا) اور طشت اس کے نیچے رکھا ہوا تھا اور وہ نماز پڑھتی تھی۔

۳۰۰ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ بَعْضَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ اعْتَكَفَتْ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ.

۳۰۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی نے اعتکاف کیا اور حالانکہ اس کو خون استحاضہ آتا تھا۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ استحاضہ والی عورت کو مسجد میں اعتکاف کرنا جائز ہے اور یہی ہے مقصود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس باب سے۔

بَابُ هَلْ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي ثَوْبٍ حَاضَتْ فِيْهِ.

جس کپڑے میں عورت کو حیض آئے اس کپڑے میں اس کو نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں ہے۔

۳۰۱ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا كَانَ لِإِحْدَانَا إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ تَحِيْضُ فِيْهِ فَإِذَا أَصَابَهُ شَيْءٌ مِنْ دَمٍ قَالَتْ بِرِيْقِهَا فَقَصَعَتْهُ بِظُفْرِهَا.

۳۰۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم میں سے کسی کے پاس ایک کپڑے کے سوا کچھ نہیں تھا اسی میں حیض بیٹھتی سو جب اس کو حیض سے کچھ خون لگ جاتا تو اس پر اپنی تھوک لگاتی پھر اس کو اپنے ناخنوں سے مل دیتی یعنی پھر اس کو دھو ڈالتی۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ جب معلوم ہوا کہ عورتوں کے پاس فقط ایک ہی کپڑا ہوتا تھا تو لامحالہ اسی کپڑے کو پاک کر کے اس میں نماز پڑھتی ہوں گی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حیض والے کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے اور یہ جواز اس واسطے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کیا کہ اسلام سے پہلے عورتوں کی یہ عادت تھی کہ حیض بند ہو جانے کے بعد دوسرے کپڑے بدل کر پہنتی تھیں اور کپڑے بدلنے کو واجب جانتی تھیں سو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کیا کہ حیض بند ہو جانے کے بعد دوسرے کپڑے بدلنے واجب نہیں بلکہ جو کپڑے کہ حیض کی حالت میں پہنے ہوئے تھے ان میں بھی نماز پڑھنی جائز ہے اور یہ جو فرمایا کہ ہمارے پاس ایک ہی کپڑا ہوتا تھا سو یہ مخالف ہے اس حدیث کے جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مذکور ہو چکی ہے کہ حیض کے واسطے کپڑے علیحدہ بنا رکھے ہوئے تھے سو تطبیق ان دونوں میں اس طور سے ہو سکتی ہے کہ یہ اول زمانہ کا ذکر ہے جس میں نہایت تنگی تھی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اخیر زمانے پر محمول ہے جس میں کچھ کچھ وسعت ہو گئی تھی، واللہ اعلم۔

بَابُ الطِّيْبِ لِلْمَرْأَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ

عورت کے لیے حیض سے غسل کرنے کے وقت خوشبو

الْمَحِيْضِ.

لگانے کا بیان۔

٣٠٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ أَوْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كُنَّا نُنْهٰى أَنْ نُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَلَا نَكْتَحِلَ وَلَا نَتَطَيَّبَ وَلَا نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَحِيْضِهَا فِيْ نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ وَكُنَّا نُنْهٰى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣٠٢۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع کر دیا تھا اس بات سے کہ کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کریں مگر جس عورت کا خاوند مر جائے وہ عورت چار مہینے اور دس دن اس کا سوگ کرے اور ہم کو حکم ہوا کہ اپنے خاوندوں کے سوگ کے اندر نہ آنکھوں میں سرمہ لگائیں اور نہ خوشبو لگائیں اور نہ رنگا ہوا کپڑا پہنیں مگر عصب (ایک قسم کا کپڑا ہوتا ہے یمن میں کہ اس کے سوت کو رنگ کر کے بنتے ہیں) کا کپڑا پہن لیں تو جائز ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو رخصت دی کہ جب کوئی عورت حیض سے پاک ہونے کے وقت غسل کر لے تو اپنے بدن میں خوشبو استعمال کرے یعنی جس جس جگہ میں خون حیض کا لگا ہو اس جگہ میں اس کو لگا دے تا کہ خون کی بدبو دفع ہو جائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع کیا جنازے کے ساتھ جانے سے۔

فائدہ: کست اظفار ایک قسم کی خوشبو ہوتی ہے ناخن کی صورت پر اور بعض کہتے ہیں کہ وہ قسط ہے جس کو ہندی میں کٹھ کہتے ہیں مگر ظاہر بات پہلی ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض سے غسل کرنے کے وقت خوشبو کا استعمال کرنا سنت ہے۔

بَابُ دَلْكِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا إِذَا تَطَهَّرَتْ مِنَ الْمَحِيْضِ وَكَيْفَ تَغْتَسِلُ وَتَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَتَّبِعُ أَثَرَ الدَّمِ.

باب ہے بیان میں اس کے کہ جب عورت حیض سے پاک ہو جائے تو غسل کے وقت اپنے بدن کو ملنا مستحب ہے اور بیان میں اس کے کہ غسل کس طرح کرے اور پکڑے وہ عورت ایک ٹکڑا ریشم یا روئی کا خوشبو آلودہ اور خون کی جگہ تلاش کرے پس جس جس جگہ خون لگا ہو دیکھے اس کو اٹھا دے۔

٣٠٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ

٣٠٣۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے راویت ہے کہ بے شک ایک عورت

عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ قَالَ خُذِيْ فِرْصَةً مِنْ مَسْكٍ فَتَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَطَهَّرُ قَالَ تَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِيْ فَاجْتَبَذْتُهَا إِلَيَّ فَقُلْتُ تَتَبَّعِيْ بِهَا أَثَرَ الدَّمِ.

نے حضرت ﷺ سے پوچھا غسل کرنا حیض سے یعنی حیض سے پاک ہونے کے وقت کس طرح غسل کیا جائے سو حضرت ﷺ نے اس کو طریقہ غسل کرنے کا فرمایا یعنی فرمایا کہ ایک ٹکڑا ریشم یا روئی کا مشک وغیرہ خوشبو سے آلودہ کیا ہوا لے اور اس سے اپنے بدن کو پاک کر اُس نے کہا کہ میں کس طرح سے پاک کروں آپ نے فرمایا اس سے پاکی حاصل کر یعنی شرمگاہ میں رکھ لے پھر اس عورت نے کہا کس طرح غسل کروں آپ نے فرمایا اللہ پاک ہے اپنے بدن کو پاک کر (سبحان اللہ آپ نے اس واسطے کہا کہ اس کی کم فہمی پر تعجب کیا کہ اس کو اتنا بتلانے سے سمجھ نہ آئی) (عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا) سو میں نے اس کو اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا اس کے ساتھ خون کے نشان تلاش کر یعنی جس جس جگہ خون لگا ہوا ہو اس کو اس خوشبو سے مٹا دے اور وہاں خوشبو لگا دے تا کہ بدبو دفع ہو جائے اور رحم نطفہ قبول کرے خواہ شرمگاہ ہو یا کوئی اور جگہ ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے غسل کی کیفیت اور غسل کے وقت بدن کا ملنا اس طور سے ثابت ہوتا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں صحیح مسلم وغیرہ میں کیفیت غسل کی مفصل طور سے مذکور ہے اور اسی میں یہ لفظ بھی ہے فَتدلکه دلكا شديدا یعنی پس ملے تو بدن اپنے کو ملنا سخت پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور یہ امام بخاری رحمہ اللہ کی عادت ہے کہ اکثر جگہ میں باب باندھ کر ایک ٹکڑا حدیث کا بیان کر دیتا ہے اور وہ ٹکڑا حدیث کا اس ترجمہ باب سے مطابق نہیں ہوتا ہے مگر اس حدیث کے نقل کرنے سے بخاری رحمہ اللہ کی غرض اشارہ کرنا ہوتا ہے اس بات کی طرف کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں یہ مسئلہ باب کا موجود ہے جیسے کہ یہاں ہم نے بیان کیا ہے واللہ اعلم بالصواب اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا جائز ہے۔ دوم یہ کہ جو مسئلہ شرم گاہوں سے علاقہ رکھتا ہو اس میں مستحب ہے کہ کنایت کا لفظ بولا جائے۔ سوم یہ کہ مکروہ کاموں میں تعریض اور اشارہ پر اکتفا کرنا چاہیے۔ چہارم یہ کہ مستحب ہے مکرر بیان کرنا مسئلے کا واسطے سمجھانے سائل کے۔ پنجم یہ کہ عالم کی کلام کی تفسیر کرنی اس کے پاس ہی جائز ہے جب معلوم ہو کہ یہ عالم برا نہ مانے گا۔ ششم یہ کہ بڑے کے ہوتے ہوئے چھوٹے سے مسئلہ پوچھ لینا جائز ہے۔ ہفتم یہ کہ اگر سائل کو مسئلے کی سمجھ نہ آئے تو اس کو نرمی سے سمجھانا

چاہیے۔ ہشتم یہ کہ ہر شخص کا عیب چھپانا چاہیے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اس عورت کو خوشبو استعمال کرنے کا حکم کیا واسطے دفع کرنے بدبو خون حیض کے اور صاف کھول کر بیان نہ فرمایا کہ تو اس کو اپنی شرمگاہ میں رکھ لے۔

بَابُ غَسْلِ الْمَحِيْضِ.

خون حیض کے دھونے کا بیان۔

٣٠٤ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَغْتَسِلُ مِنَ الْمَحِيْضِ قَالَ خُذِيْ فِرْصَةً مُّمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِيْ ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَحْيَا فَأَعْرَضَ بِوَجْهِهٖ أَوْ قَالَ تَوَضَّئِيْ بِهَا فَأَخَذْتُهَا فَجَذَبْتُهَا فَأَخْبَرْتُهَا بِمَا يُرِيْدُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۰۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انصار کی ایک عورت نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ میں حیض سے کیسے غسل کروں (یعنی حیض سے فارغ ہو کر غسل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟) آپ نے فرمایا کہ روئی کا ایک ٹکڑا خوشبو آلودہ لے لے (یعنی بعد تر کرنے بدن کے اور بالوں سر کے) اور اپنے بدن کو تین بار دھو ڈال (اس عورت نے اسی طرح تین بار سوال کیا) پھر حضرت ﷺ کو اس سے شرم آ گئی سو آپ نے اس سے منہ پھیر لیا یا یہ فرمایا کہ اس سے اپنے بدن کو دھو ڈال (اس پر اس عورت کو غسل کرنے کی سمجھ نہ آئی) سو عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا پس میں نے حضرت ﷺ کا مطلب سمجھا دیا۔

فائدہ: اس باب سے غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ عورت کو حیض سے پاک ہونے کے وقت غسل کرنا واجب ہے اور مناسبت اس حدیث کی باب سے اس عورت انصاریہ کے اس قول میں ہے جو اُس نے کہا کہ میں کیسے غسل کروں اس لیے کہ یہ قول اس کا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ اصل غسل کرنا اس کے نزدیک مسلم الثبوت تھا اور سوائے اس کے نہیں کہ سوال اس کا غسل کی کیفیت سے تھا نہ اصل غسل سے اگر اصل غسل میں اس کو شک ہوتا تو غسل کے وجوب سے سوال کرتی اور حضرت ﷺ نے بھی اس کے قول پر سکوت فرمایا پس معلوم ہوا کہ اصل غسل واجب ہے۔

بَابُ امْتِشَاطِ الْمَرْأَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ.

عورت کے حیض سے غسل کرنے کے وقت کنگھی کرنے کا بیان۔

٣٠٥ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ أَهْلَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَكُنْتُ

۳۰۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ احرام باندھا سو میں ان لوگوں میں تھی جنہوں نے تمتع کا ارادہ کیا تھا اور ہدی (اس جانور کو کہتے ہیں کہ قربانی کے لیے خانہ کعبہ میں بھیجا جاتا ہے) نہیں بھیجی تھی۔

مِمَّنْ تَمَتَّعَ وَلَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ فَزَعَمَتْ أَنَّهَا حَاضَتْ وَلَمْ تَطْهُرْ حَتَّى دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ هٰذِهٖ لَيْلَةُ عَرَفَةَ وَإِنَّمَا كُنْتُ تَمَتَّعْتُ بِعُمْرَةٍ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَمْسِكِي عَنْ عُمْرَتِكِ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ الْحَجَّ أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ فَأَعْمَرَنِيْ مِنَ التَّنْعِيْمِ مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِي نَسَكْتُ.

سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو حیض آ گیا اور میں پاک نہ ہوئی یعنی میرا حیض بند نہ ہوا یہاں تک کہ عرفہ (نویں کے دن) کی رات آ گئی سو میں نے کہا یا حضرت یہ رات عرفہ کی ہے اور میں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ تو اپنے بالوں کو کھول ڈال اور کنگھی کر اور عمرے کو چھوڑ دے سو میں نے ایسا ہی کیا (یعنی عمرے کا احرام توڑ کر حج کا احرام باندھ لیا) سو جب میں حج کو ادا کر چکی تو آپ نے حصبہ کی رات میں عبدالرحمٰن (عائشہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی تھے) کو فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جا کر اس کو عمرہ کروا لا سو اُس نے مجھ کو تنعیم (ایک جگہ کا نام ہے حرم سے خارج دو تین میل مکہ سے) جا کر عمرہ کروایا بدلے اس عمرے کے جس کے لیے میں نے پہلے احرام باندھا تھا۔

فائدہ: تمتع اس کو کہتے ہیں کہ میقات سے اولی عمرے کا احرام باندھے اور مکہ میں جا کر خانہ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے حلال ہو جائے پھر آٹھویں ذی الحج کے دن نیا احرام باندھ کر حج ادا کرے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب عورت حیض سے غسل کرے تو اپنے بالوں کو کنگھی کر لے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ اپنے بالوں کو کھول ڈال اور کنگھی کر اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ غسل احرام کے لیے تھا سو اس کا جواب یہ ہے کہ جب احرام کے غسل میں (جو مستحب ہے) کنگھی پھیرنا جائز ہوا تو حیض سے غسل (جو واجب ہے) کرنے میں بطریقِ اولیٰ جائز ہوگا اور حصبہ اس جگہ کو کہتے ہیں جس میں تشریق کے دنوں میں کنکر مار کے منیٰ سے پھر کر رات گزارتے ہیں۔

بَابُ نَقْضِ الْمَرْأَةِ شَعْرَهَا عِنْدَ غُسْلِ الْمَحِيْضِ.

عورت کے حیض سے غسل کرنے کے وقت بال کھولنے کا بیان یعنی واجب ہے یا سنت۔

۳۰۶ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۳۰۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم مدینہ سے حج کو چلے اور ہم نزدیک ہونے والے تھے ماہ ذی الحج کو (یعنی ذی الحج کا چاند قریب چڑھنے کے تھا صرف پانچ روز چڑھنے میں باقی رہتے تھے) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عمرے کا احرام

وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهْلِلْ فَإِنِّي لَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِعُمْرَةٍ وَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِحَجٍّ وَكُنْتُ أَنَا مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَأَدْرَكَنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِي عُمْرَتَكِ وَانْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِحَجٍّ فَفَعَلْتُ حَتّٰى إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِيَ أَخِي عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَخَرَجْتُ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِي قَالَ هِشَامٌ وَلَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَوْمٌ وَلَا صَدَقَةٌ.

باندھنا چاہے وہ اس کا احرام باندھے یعنی احرام حج کا فسخ کر ڈالے اور عمرہ کرنے کو اس زمانہ میں برا نہ سمجھے سو البتہ اگر میں ہدی نہ بھیجتا تو عمرے کا احرام باندھتا سو بعض صحابہ نے صرف عمرے کا احرام باندھا یعنی احرام حج کو فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھ لیا اور بعض نے حج کا احرام باندھا یعنی اسی سابق احرام حج پر باقی رہے (عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) اور میں نے صرف عمرے کا احرام باندھ لیا یعنی حج کا احرام توڑ ڈالا جس کی پہلے نیت کی ہوئی تھی سو عرفہ کے دن مجھ کو حیض آ گیا سو میں نے حضرت ﷺ سے شکایت کی (یعنی مجھ کو حیض آ گیا ہے اب میں کیا کروں) سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمرے کو چھوڑ دے اور اپنے سر کو کھول ڈال اور اپنے بالوں کو کنگھی کر اور حج کا احرام باندھ لے سو میں نے ایسے ہی کیا یہاں تک کہ جب ایام تشریق کے بعد منیٰ سے پھر کر مقام حصبہ میں آ کر رات رہی تو حضرت ﷺ نے میری بھائی عبدالرحمٰن کو میرے ساتھ بھیجا (یعنی عمرہ کرانے کو) سو میں اس کے ساتھ تنعیم کی طرف نکلی اور وہاں سے احرام باندھ کر عمرہ ادا کیا بدلے اس عمرہ کے جس کا میں نے پہلے احرام باندھا تھا ہشام (راوی) نے کہا کہ ان چیزوں سے کسی چیز میں نہ ہدی واجب ہوئی اور نہ روزہ اور نہ صدقہ۔

فائدہ: جاہلیت کے زمانے میں حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کو لوگ منع جانتے تھے اسی وجہ سے تمام عرب نے حج کا احرام باندھا ہوا تھا اور سب کے دل میں یہی نیت تھی سو حضرت ﷺ نے جاہلیت کا یہ اعتقاد توڑنے کے لیے فرمایا کہ جو عمرہ کرنا چاہے تو حج کا احرام توڑ کر عمرہ کا احرام باندھ لے یعنی ان دنوں میں عمرہ کرنا بھی جائز ہے منع نہیں جیسے کہ جاہلیت کا اعتقاد تھا اور یہ جو فرمایا کہ اگر میں اپنے ساتھ ہدی نہ لایا ہوتا تو حج کا احرام توڑ کر عمرے کا احرام باندھ لیتا تو یہ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تسلی کے واسطے فرمایا تاکہ ظاہر کی مخالفت سے اندیشہ نہ کریں اور یہ جو فرمایا کہ ان چیزوں میں ہدی اور روزہ وغیرہ کچھ واجب نہ ہوا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ قران نہیں تھا مگر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

متمتع پر خون دینا واجب نہیں ہے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض سے غسل کے وقت عورت کو بالوں کا کھولنا واجب ہے اس لیے کہ اس میں امر وارد ہوا ہے اور مطلق امر وجوب کے لیے آتا ہے اور یہی مذہب ہے حسن اور طاؤس کا اور جمہور علماء کے نزدیک حیض سے غسل کے وقت بالوں کو کھولنا واجب نہیں ہے ان کی سند یہ حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ہے جو صحیح مسلم میں ہے کہ میرے بال سخت گوندے ہوئے ہیں پس کہا میں غسل حیض یا جنابت کے لیے ان کو کھول لیا کروں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کھولا کر پس مراد اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے استحباب رکھا جائے گا تا کہ دونوں میں تطبیق ہو جائے یا اس عورت کے حق میں کھولنا بالوں کا واجب ہوگا جس کے بالوں میں سوائے کھولنے کے پانی نہ پہنچ سکے اور حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اس عورت کے حق میں محمول ہوگی جس کے بالوں میں بغیر کھولنے کے پانی پہنچ جائے پس یہ بھی تطبیق ہوسکتی ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿مُخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ﴾.

باب ہے بیان میں تفسیر قول اللہ تعالیٰ بلند اور بزرگ شان والے کی اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا یہ ہے مخلقة وغیر مخلقة یعنی ہم نے تم کو پیدا کیا بوٹی صورت بنائے گئے اور بن صورت بنائے گئے سے۔

۳۰۷ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُوْلُ يَا رَبِّ نُطْفَةٌ يَا رَبِّ عَلَقَةٌ يَا رَبِّ مُضْغَةٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّقْضِيَ خَلْقَهُ قَالَ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثٰى شَقِيٌّ أَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ وَالْأَجَلُ فَيُكْتَبُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ.

۳۰۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے عورت کے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے وہ کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار پیدا کیا ہے تو نے رحمیں عورت کے مرد کی منی سے نطفہ پیدا کیا ہے تو نے پھٹکی کو پیدا کیا ہے تو نے بوٹی کو (یعنی فرشتہ عرض کرتا ہے کہ اے بار الٰہ یہاں بوٹی تک تو اس نطفہ کی نوبت پہنچ چکی ہے اب اس سے آگے اس کے باب میں کیا حکم ہے اور فرق ان قولوں میں چالیس دن کا ہے) سو جب اللہ تعالیٰ اس نطفے مخلق اور غیر مخلق کی صورت کو پوری اور تمام کرنی چاہتا ہے اور ارادہ حق کا اس کے ساتھ متعلق ہو جاتا ہے تو اس وقت فرشتہ اللہ کی درگاہ میں عرض کرتا ہے کہ اس کی تصویر کیا ہے مرد ہے یا عورت بد بخت ہوگا یا نیک بخت پھر بعد ازاں عرض کرتا ہے کہ اس کی روزی کیا ہے یعنی کتنا طعام اور پانی اور کپڑا وغیرہ اس کی تقدیر میں

ہے جس سے اپنی زندگانی بسر کرے گا اور کتنی ہے حیاتی اس کی
یا کس وقت میں ہے موت اس کی سو ماں کے پیٹ میں یہ سب
کچھ لکھا جاتا ہے یعنی نیک بخت ہے یا بد بخت او ر روزی اور
مدت حیاتی کی۔

فائدہ: بخاری کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ ہر ایک آدمی کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے پھر چالیس دن خون کی پھٹکی ہو جاتا ہے پھر چالیس دن گوشت کی بوٹی بن جاتا ہے پھر اللہ اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے وہ اس میں پھونکتا ہے اور اس کو چار باتوں کے لکھنے کا حکم ہوتا ہے آخر حدیث تک اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ یہ سب حکم اس کی پیشانی پر لکھے جاتے ہیں اور مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس آیت کے بارے میں جو مخلقہ آیا تو مخلقہ اُس نطفے کو کہتے ہیں جس کا گوشت اور پوست اور ہڈیاں وغیرہ ضروری اعضاء سب تیار ہو جائیں اور روح بھی اس میں ڈال دی جائے اور اس سے پہلے اس کو غیر مخلقہ کہتے ہیں اور اس حدیث سے زیادہ تر واضح ہے وہ حدیث جو طبری نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب عورت کی رحم میں نطفہ پڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو اس کی طرف بھیجتا ہے سو وہ فرشتہ اللہ کی درگاہ میں عرض کرتا ہے کہ اے میرے پروردگار! اس کی صورت پوری بنائی جائے گی یا نہیں سو اگر حکم ہوتا ہے کہ اس کی صورت پوری نہیں بنائی جائے گی تو اس کو رحم خون بنا کر پھینک دیتا ہے اور اگر حکم ہوتا ہے کہ اس کی صورت تمام کی جائے گی تو فرشتہ عرض کرتا ہے کہ اے پروردگار میرے اس کی کیا صورت ہوگی؟ آخر حدیث تک پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے قول مخلقہ وغیر مخلقہ سے یہ مراد ہے جو اس حدیث میں ذکر ہوا ہے یعنی مخلقۃ اللہ تعالیٰ اس وقت فرماتا ہے جب اس کے پیدا کرنے کا ارادہ ہو یعنی اس کی صورت بنائے جائے اور غیر مخلقہ اس وقت فرماتا ہے جب کہ نطفے کے ناپیدا کرنے کا ارادہ ہو یعنی اس کی صورت نہ بنائی جائے اور مخلقہ کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی صورت پوری ہو چکی ہے یعنی اس کی آنکھ اور کان اور گوشت اور پوست اور ہڈیاں وغیرہ ضروری اعضاء سب بن چکے ہیں مگر اس میں ابھی جان نہ پڑی ہو اور غیر مخلقہ کا یہ معنی کیا جائے کہ ابھی اس کی صورت پوری نہ ہوئی ہو پس اندریں صورت حدیث انس رضی اللہ عنہ کا یہ معنی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس نطفے سے بھی انسان پیدا کرتا ہے جس کی صورت تمام ہو چکی ہو یعنی اس میں روح وغیرہ ڈالتا ہے اور اس نطفے سے بھی انسان پیدا کرتا ہے جس کی صورت ابھی پوری نہ ہوئی ہو اور بدن بھی تمام نہ ہوا ہو مگر یہ معنی سیاق آیت کے موافق معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ آیت میں مخلقۃ وغیر مخلقۃ دونوں قسم کے نطفوں سے اللہ نے انسان کا پیدا کرنا بیان فرمایا ہے اور شارحین نے لکھا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد اس حدیث کو حیض کے بابوں میں داخل کرنے سے یہ ہے کہ حاملہ عورت کو حمل کی حالت میں جو خون آتا ہے وہ حیض

نہیں ہے اس لیے کہ اس وقت رحم بچہ کی تربیت میں مشغول ہے ساتھ خون حیض کے پس جو کبھی کبھی اس کے رحم سے خون آ جاتا ہے وہ حیض نہیں بلکہ وہ بچہ کی غذا کا فضلہ ہے یا کسی بیماری سے ہے اور یہی مذہب ہے اہل کوفہ کا اور امام احمد اور اوزاعی اور ثوری اور شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے لیکن اس مذہب پر اس حدیث سے استدلال کرنا ٹھیک نہیں ہے کما بینه الشیخ الحافظ فی الفتح . مترجم عفی اللہ عنہ کہتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس حدیث کو کتاب الحیض میں اسی مناسبت کے لیے داخل کیا ہو کہ جیسے بچہ رحم میں پیدا ہوتا ہے ایسے ہی حیض بھی رحم میں آتا ہے پس اس کے واسطے اتنی مناسبت بھی کافی ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ كَيْفَ تُهِلُّ الْحَائِضُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ.

حیض والی عورت کو حج اور عمرے کا احرام باندھنا کس طور سے جائز ہے۔

٣٠٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيُحْلِلْ وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدٰى فَلَا يُحِلُّ حَتّٰى يُحِلَّ بِنَحْرِ هَدْيِهٖ وَمَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهٗ قَالَتْ فَحِضْتُ فَلَمْ أَزَلْ حَائِضًا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ أُهْلِلْ إِلَّا بِعُمْرَةٍ فَأَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَنْقُضَ رَأْسِيْ وَأَمْتَشِطَ وَأُهِلَّ بِحَجٍّ وَأَتْرُكَ الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَضَيْتُ حَجِّيْ فَبَعَثَ مَعِيْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَأَمَرَنِيْ أَنْ أَعْتَمِرَ مَكَانَ عُمْرَتِيْ مِنَ التَّنْعِيْمِ.

٣٠٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے (یعنی مدینہ سے مکہ کی طرف حج کی نیت سے) سو ہم میں سے بعضوں نے تو عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا اور بعضوں نے حج کا احرام باندھا ہوا تھا سو ہم مکہ میں آئے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عمرے کا احرام باندھا ہو اور ہدی ساتھ نہ لایا ہو تو حلال ہو جائے یعنی احرام سے باہر آ جائے تا حج کے دنوں میں حج کے لیے علیحدہ احرام باندھے اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور ہدی ساتھ لایا ہو تو وہ نہ حلال ہو (یعنی احرام سے باہر نہ آئے) یہاں تک کہ احرام سے باہر نکالے اس کو اپنی قربانی کا ذبح کرنا اور جس نے صرف حج کا احرام باندھا ہو تو اپنے حج کو پورا کرے (عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا) سو مجھ کو حیض آ گیا اور ہمیشہ آتا رہا یہاں تک کہ عرفہ کا دن آ گیا اور میں نے صرف عمرے کا احرام باندھا ہوا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ اپنے سر کے بالوں کو کھول ڈال اور کنگھی کر اور حج کا احرام باندھ اور عمرے کو چھوڑ دے سو میں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ میں اپنے حج کو تمام کر چکی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ

عبدالرحمٰن کو بھیجا اور مجھ کو تنعیم سے عمرہ کرنے کا حکم فرمایا بدلے
اس عمرے کے جس کا احرام میں نے پہلے باندھا ہوا تھا۔

فائدہ: مدینے سے نکلنے کے وقت اول سب لوگوں کا ارادہ صرف حج کا تھا اس لیے کہ عمرے کو ان دنوں میں جائز نہیں جانتے تھے سو جب حضرت ﷺ نے راہ میں لوگوں کو ان دنوں میں عمرے کا جائز ہونا بیان فرمایا تو بعضوں نے صرف عمرے کا احرام باندھا اور بعضوں نے صرف حج کا احرام باندھا اور جب مکہ میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ جس نے صرف عمرے کا احرام باندھا ہو اور ہدی ساتھ لایا ہو تو وہ احرام سے باہر نہ آئے بلکہ تمام حج ادا کر کے اس سے باہر آئے اور جس نے عمرے کا احرام باندھا ہو اور ہدی ساتھ نہ لایا ہو تو وہ احرام سے باہر آ جائے اور حج کے دنوں میں نیا احرام باندھ کر حج ادا کرے آخر حدیث تک اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ ہے کہ حیض والی عورت کو احرام باندھنا اور اسی حالت میں حج ادا کرنا جائز ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد اس باب سے حائضہ عورت کے احرام کی کیفیت بیان کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب وہ احرام باندھے تو پہلے غسل کر لے، واللہ اعلم۔

بَابُ إِقْبَالِ الْمَحِيْضِ وَإِدْبَارِهٖ وَكُنَّ نِسَآءٌ يَبْعَثْنَ إِلٰى عَائِشَةَ بِالدُّرْجَةِ فِيْهَا الْكُرْسُفُ فِيْهِ الصُّفْرَةُ فَتَقُوْلُ لَا تَعْجَلْنَ حَتّٰى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَآءَ تُرِيْدُ بِذٰلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ.

حیض کے آ جانے اور چلے جانے کا بیان یعنی حیض کے آ جانے کی نشانی کیا ہے اور اس کے ختم ہونے کی نشانی کیا ہے؟ اور عورتیں عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف ایک ٹکڑا روئی کا بھیجا کرتی تھیں جس میں زردی ہوتی (یعنی جب حیض میں زرد خون آنے لگتا تو عورتیں ایک روئی کا ٹکڑا اس سے آلودہ کر کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا کرتی تھیں تا کہ معلوم کریں کہ حیض سے پاک ہوئی ہیں یا نہیں) سو عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں کہ جلدی مت کرو یعنی ابھی تمہارا حیض تمام نہیں ہوا ہے اس کے تمام ہونے کی نشانی یہ ہے کہ دیکھو تم ٹکڑے روئی کو سفید مثل نورہ کی یاد دیکھو تم پانی سفید کو مراد، مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس کلام سے یہ ہے کہ حیض سے پاکی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ روئی کا ٹکڑا (جو حیض کے وقت عورتیں اپنی شرمگاہ میں رکھتی ہیں تا کہ بدن اور کپڑے وغیرہ آلودہ نہ ہوں) نورہ کی طرح سفید رہے اور اس میں خون کا کچھ نشان نہ لگے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ خون حیض کے ختم ہونے کے بعد رحم سے کچھ تھوڑا سا سفید پانی آتا ہے پس وہ نشانی ہے پاک ہونے کی حیض سے خلاصہ یہ کہ جب روئی کے ٹکڑے پر خون کا کچھ نشان نہ لگے بلکہ ویسے ہی خشک رہے یا خالص سفیدی آنے لگے تو بس یہی نشانی ہے بند ہو جانے حیض کی پس اس وقت عورت حیض سے پاک ہو جاتی ہے اور حیض کے آ جانے کی نشانی یہ ہے کہ جن دنوں میں حیض کا آنا ممکن ہو جب ان میں خون یکبارگی رحم سے جاری ہو جائے تو پس جان لینا چاہیے کہ حیض شروع ہو گیا ہے اور اس قول عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زرد رنگ کا خون اور سیاہ رنگ کا خون بھی حیض ہے۔

وَبَلَغَ بِنْتَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ نِسَآءً يَدْعُوْنَ بِالْمَصَابِيْحِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَنظُرْنَ إِلَى الطُّهْرِ فَقَالَتْ مَا كَانَ النِّسَآءُ يَصْنَعْنَ هٰذَا وَعَابَتْ عَلَيْهِنَّ.

اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو یہ خبر پہنچی کہ عورتیں رات میں چراغ منگواتی ہیں اور خون کا رنگ دیکھتی ہیں (یعنی واسطے تحقیق کرنے اس بات کی کہ ابھی حیض سے پاکی حاصل ہوئی ہے یا نہیں) سو زید رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا کہ صحابہ کی عورتیں ایسا نہیں کیا کرتی تھیں اور اُس نے (اس فعل پر) عیب پکڑا یعنی یہ محض تکلف بے فائدہ ہے اس لیے کہ چراغ کی روشنی میں سفیدی خالص اور نیم سرخی میں فرق نہیں ہوسکتا ہے۔

۳۰۹ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِيْ حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِيْ وَصَلِّيْ.

۳۰۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ ابی حبیش کی بیٹی استحاضہ کی جاتی تھی یعنی اس کو استحاضہ کا خون ہمیشہ جاری رہتا تھا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خون کی ایک رگ سے آتا ہے یہ حیض کا خون نہیں جو نماز سے مانع ہو سو جب حیض آ جائے یعنی جن دنوں میں حیض آنے کی عادت ہے وہ آ جائیں تو نماز کو چھوڑ دے اور حیض کے دن گزر جائیں تو غسل کر یعنی حیض کی پلیدی سے پاک ہونے کے واسطے اور نماز پڑھ کہ اب نماز کے منع کا وقت گزر چکا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استحاضہ میں حیض کے آنے اور بند ہونے کی نشانی ہے کہ جو دن حیض کے مقرر رکھے ہوں یا جن دنوں میں استحاضہ سے پہلے حیض آنے کی عادت تھی وہ دن آ جائیں اور گزر جائیں، واللہ اعلم۔

بَابُ لَا تَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ.

عورت حیض کی حالت میں نماز کو چھوڑ دے اور پھر اس کو قضاء نہ کرے۔

وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدَعُ الصَّلَاةَ.

یعنی جابر اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض والی عورت نماز کو چھوڑ دے یعنی حیض بند ہو جانے کے بعد قضاء نہ کرے اس لیے کہ نماز اس کو معاف ہے۔

۳۱۰ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ مُعَاذَةُ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِعَائِشَةَ أَتَجْزِيْ إِحْدَانَا صَلَاتَهَا إِذَا طَهُرَتْ فَقَالَتْ أَحَرُوْرِيَّةٌ أَنْتِ كُنَّا نَحِيْضُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَأْمُرُنَا بِهٖ أَوْ قَالَتْ فَلَا نَفْعَلُهُ.

۳۱۰۔ معاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جب کوئی عورت حیض سے پاک ہو جائے تو کیا نماز کو قضاء کر کے پڑھ لے یعنی وہ نماز جو حیض کے دنوں میں فوت ہو چکی ہے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا تو خارجیوں کی قوم سے ہے بے شک ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حیض آیا کرتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو نماز قضاء کرنے کا حکم نہیں فرماتے تھے یا یہ فرمایا کہ ہم نماز کو قضاء نہیں کیا کرتے تھے (یہ راوی کا شک ہے)۔

فائدہ: حروریہ منسوب ہے طرف حرور کی اور حرورا شہر ہے دو میل پر کوفہ سے سب سے اول خارجیوں کی جماعت وہاں پیدا ہوئی جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی سو جو خارجیوں کا مذہب کہتا ہو وہ اسی نام سے مشہور ہے سو ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جو حدیث ظاہر قرآن کی مخالف ہو وہ مردود ہے اور یہ مسئلہ بھی اسی قبیل سے ہے کہتے ہیں کہ حیض والی پر نماز کا قضاء کرنا واجب ہے اس لیے کہ ظاہر قرآن سے نماز کا قضاء کرنا معلوم ہوتا ہے حالانکہ یہ بات بالاجماع باطل ہے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو جواب دیا کہ حیض کے دنوں میں فوت شدہ نمازوں کا قضا کرنا واجب نہیں اس لیے کہ اس حکم نماز کے بیان کرنے کی سخت حاجت تھی واسطے بار بار آنے حیض کے حیاتی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جب کہ آپ نے باوجود بار بار آنے حیض کے نماز کا قضاء کرنا بیان نہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ نماز کا قضاء کرنا واجب نہیں ہے خاص کر ایسی حالت میں کہ آپ نے حیض کے فوت شدہ رزوں کے قضاء کرنے کا حکم فرما دیا اور لفظ قضاء کا معنی عمل کرنا ہے بعد گزر جانے اپنے وقت کے اور بھی اس لفظ کا معنی وقت پر ادا کرنے کا بھی آتا ہے جیسے کہ تقض الحائض المناسك میں ہے یعنی عورت حیض کی حالت میں حج کی عبادتوں کو ادا کرے۔

بَابُ النَّوْمِ مَعَ الْحَائِضِ وَهِيَ فِيْ ثِيَابِهَا.

حیض کی حالت میں عورت کے ساتھ سونے کا بیان جس

وقت کہ عورت اپنے حیض والے کپڑوں میں ہو۔

۳۱۱ ۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ حِضْتُ وَأَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيْلَةِ فَانْسَلَلْتُ فَخَرَجْتُ مِنْهَا فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيْضَتِيْ فَلَبِسْتُهَا فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِيْ فَأَدْخَلَنِيْ مَعَهُ فِي الْخَمِيْلَةِ قَالَتْ وَحَدَّثَتْنِيْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ.

۳۱۱۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو حیض آ گیا اُس حالت میں کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی سو میں آہستہ سے سرک کر اُس چادر سے نکل گئی سو میں نے اپنے حیض کے کپڑے (جو خاص حیض کے دنوں کے لیے بنائے ہوئے تھے) لے کر پہن لیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ کیا تجھ کو حیض آ گیا ہے میں نے عرض کیا کہ ہاں حیض آ گیا ہے سو مجھ کو آپ نے بلایا اور اپنے ساتھ چادر میں داخل کیا اور دوسری حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بیان کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو روزہ کی حالت میں چوما کرتے تھے اور میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں مل کر ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے جنابت کے سبب سے۔

فائدہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک جوڑا کپڑے خاص حیض کے لیے بنا رکھے تھے جب حیض کے دن آتے تو ان کو پہن لیتیں اور گزر جاتے تو اُتار کر رکھ دیتیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس وقت عورت کو حیض آتا ہو اور اُس نے اپنے حیض والے کپڑے پہن لیے ہوں تو اس حالت میں مرد کو اس کے ساتھ سونا جائز ہے۔

بَابُ مَنِ اتَّخَذَ ثِيَابَ الْحَيْضِ سِوٰى ثِيَابِ الطُّهْرِ.

حیض کے واسطے علیحدہ کپڑے بنا رکھنے کا بیان۔

۳۱۲ ۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعَةٌ فِيْ خَمِيْلَةٍ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيْضَتِيْ فَقَالَ أَنُفِسْتِ فَقُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِيْ فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيْلَةِ.

۳۱۲۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ یکا یک مجھ کو حیض آ گیا سو میں آہستہ سے سرک کر نکل گئی اور اپنے حیض کے کپڑے لے کر پہن لیے سو آپ نے فرمایا کیا تجھ کو حیض آ گیا ہے میں نے عرض کیا ہاں سو مجھ کو آپ نے بلایا سو میں آپ کے ساتھ مل کر چادر میں لیٹ گئی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض کے دنوں میں پہننے کے لیے ایک جوڑا علیحدہ کپڑے بنا رکھنا جائز ہے کسی قسم کا اس میں گناہ نہیں ہے۔

بَابُ شُهُوْدِ الْحَائِضِ الْعِيْدَيْنِ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلّٰى.

حیض والی عورتوں کے عید گاہ جانے اور مسلمانوں کے ساتھ دعا میں شریک ہونے کا بیان اور عورتوں کے عید گاہ سے کنارے رہنے کا بیان۔

۳۱۳ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا أَنْ يَّخْرُجْنَ فِي الْعِيْدَيْنِ فَقَدِمَتِ امْرَأَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِيْ خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ عَنْ أُخْتِهَا وَكَانَ زَوْجُ أُخْتِهَا غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَكَانَتْ أُخْتِيْ مَعَهُ فِيْ سِتٍّ قَالَتْ كُنَّا نُدَاوِى الْكَلْمٰى وَنَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضٰى فَسَأَلَتْ أُخْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعَلٰى إِحْدَانَا بَأْسٌ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ أَنْ لَّا تَخْرُجَ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَلْتَشْهَدِ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَمَّا قَدِمَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ سَأَلْتُهَا أَسَمِعْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بِأَبِيْ نَعَمْ وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُهُ إِلَّا قَالَتْ بِأَبِيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ يَخْرُجُ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ أَوِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُوْرِ وَالْحُيَّضُ وَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰى قَالَتْ حَفْصَةُ فَقُلْتُ الْحُيَّضُ

۳۱۳۔ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم منع کیا کرتے تھے نوجوان عورتوں کو عیدوں میں نکلنے سے سو ایک عورت آئی بنی خلف کے محل (نام ہے ایک جگہ کا بصرہ میں) میں اتری سو اس نے حدیث بیان کی اپنی بہن سے اور اس کے بہنوئی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر (کافروں سے) بارہ لڑائیاں کی تھیں اس عورت نے کہا کہ چھ لڑائیوں میں میری بہن بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی (اس کی بہن کہتی ہے) سو ہم زخمیوں کا علاج کیا کرتی تھیں اور بیماروں کے سر پر کھڑی رہتیں تھیں یعنی ان کی خبر گیری کیا کرتی تھیں سو میری بہن نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جب ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو کیا عید گاہ کی طرف نہ نکلنے میں اس کو کچھ گناہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہیے کہ پہنا دے اس کو ساتھ والی اپنی چادر سے (یعنی اپنی چادر کا ایک کنارہ اس پر ڈال دے یا بطور عاریت کے کوئی دوسری فاضلہ چادر اس کو پہننے کے لیے دے دے اور چاہیے کہ حاضر ہونیکی کی مجلس میں اور مسلمانوں کی دعا میں (حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) سو جب ام عطیہ رضی اللہ عنہا آئی تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا یہ حدیث مذکور تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ اس نے کہا کہ میرا باپ آپ پر قربان ہو ہاں میں نے یہ حدیث آپ سے سنی ہے اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا جب حضرت کا نام لیتی تھیں تو یہ کلمہ کہتی تھیں کہ میرا

فَقَالَتْ أَلَيْسَ تَشْهَدُ عَرَفَةَ وَكَذَا وَكَذَا.

باپ آپ پر قربان ہو میں نے آپ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ (عید کے دن) باہر نکلیں نوجوان عورتیں اور پردہ نشین اور حیض والیاں اور چاہیے کہ حاضر ہوں نیکی کی مجلس میں اور مسلمانوں کی دعا میں اور حیض والی عورتیں عید گاہ سے کنارے اور دور رہیں۔ حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے (ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو) کہا کہ کیا حیض والی عورتیں بھی عید کے دن باہر نکلیں یعنی ان کو نکلنا نہیں چاہیے اُس نے جواب دیا کہ کیا حج کے دن عرفات میں حاضر نہیں ہوتے ہیں اور ایسی جگہ یعنی منیٰ ومزدلفہ وغیرہ میں یعنی جب عرفات وغیرہ میں حیض والی عورتیں حاضر ہوتی ہیں تو پھر عید گاہ کی طرف نکلنے میں کیا گناہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورتوں اور نوجوان عورتوں کو عید گاہ کی طرف نکلنا جائز بلکہ مستحب ہے اور حفصہ رضی اللہ عنہا ان عورتوں کو عید گاہ کی طرف نکلنے سے منع کیا کرتی تھیں سو جب ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث سنی تو پھر منع کرنے سے باز آ گئیں اور شاید یہ حدیث پہلے ان کو نہیں پہنچی ہوگی اور یہی مذہب ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ عید گاہ کی طرف عورتوں کے نکلنے کو منع کرتے ہیں اور یہی مذہب ہے اکثر علماء شافعیہ اور حنفیہ کا مگر یہ حدیث سب پر مقدم ہے اور منع کی کوئی دلیل نہیں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نیکی کی مجلسوں میں جیسے علم اور ذکر اور وعظ وغیرہ کی مجلسوں میں حاضر ہونا بہت ضروری ہے اور حیض والی عورت بھی ان مجلسوں میں حاضر ہو اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر عورت کو چادر نہ ملے تو عید گاہ کی طرف نہ نکلے۔

بَابُ إِذَا حَاضَتْ فِيْ شَهْرٍ ثَلَاثَ حِيَضٍ وَمَا يُصَدَّقُ النِّسَآءُ فِي الْحَيْضِ وَالْحَمْلِ فِيْمَا يُمْكِنُ مِنَ الْحَيْضِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ أَرْحَامِهِنَّ﴾.

باب ہے بیان میں اس کے کہ جب عورتوں کو ایک مہینے میں تین حیض آ جائیں تو اس کا کیا حکم ہے اور عورتوں کی بات کو حیض اور حمل کے ظاہر کرنے کے باب میں سچا جاننا جہاں تک کہ ممکن ہو حیض سے ساتھ دلیل اس آیت کے اور نہیں حلال ہے واسطے طلاق والی عورتوں کے کہ چھپائیں اس چیز کو جو پیدا کیا ہے اللہ نے ان کے

شکموں میں فرزند یا حیض سے۔

فائدہ: یعنی حمل کے وقت اس کو یہ کہنا جائز نہیں کہ مجھ کو حیض آ گیا ہے اور حیض کے وقت اس کو یہ کہنا جائز نہیں کہ مجھ کو پاکی حاصل ہوگئی ہے اس لیے کہ اس میں عدت معلوم نہیں ہوگی اور حق رجعت کا باطل ہو جائے گا اور جب کہ حمل اور حیض ان کو چھپانا جائز نہ ہوا تو جو وہ کہیں گی پس لامحالہ قول ان کا اس باب میں معتبر ہوگا پس یہ آیت دلیل ہے اس پر کہ حیض اور حمل کے اظہار کرنے میں قول ان کا مقبول ہے والا ان کو منع کرنے میں کچھ فائدہ نہیں پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر عورت ایک مہینے میں تین حیض آ جانے کا دعویٰ کرے تو قول اس کا معتبر ہوگا اس لیے کہ یہ ممکن ہے اور ایک مہینے میں تین حیض آ سکتے ہیں پس یہی وجہ ہے مطابقت اس آیت کی ساتھ اس ترجمہ کے اور دوسری جزا ترجمہ کی آیت کے ساتھ مل کر بمنزلہ دلیل کے ہے پہلی خبر ترجمہ سے، واللہ اعلم۔

وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ وَشُرَيْحٍ إِنِ امْرَأَةٌ جَآءَتْ بِبَيِّنَةٍ مِنْ بِطَانَةِ أَهْلِهَا مِمَّنْ يُرْضٰى دِيْنُهٗ أَنَّهَا حَاضَتْ ثَلَاثًا فِيْ شَهْرٍ صُدِّقَتْ.

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور شریح قاضی سے روایت ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے خاص لوگوں سے کئی گواہ دیندار اور عادل پیش کرے اس بات پر کہ مجھ کو ایک مہینے میں تین حیض آ گئے ہیں تو اس کے اس قول میں تصدیق کی جائے گی اور اس قول کو قبول کیا جائے گا۔

فائدہ: مراد گواہوں سے عورتیں ہیں جو اس کے راز کی واقف ہوں پس اگر وہ عورتیں اس بات کی گواہی دیں کہ اس کو ایک مہینے میں تین حیض آ چکے ہیں تو ان کا قول مقبول ہوگا اور عدت گزر جائے گی اور پوری حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ اور شریح کی یہ ہے جو دارمی میں شعبی سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے خاوند سے جھگڑتی ہوئی آئی کہ اس کے خاوند نے اس کو طلاق دے دی تھی پس اس عورت نے آ کر کہا کہ مجھ کو ایک مہینے میں تین حیض آ چکے ہیں پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شریح سے کہا کہ ان دونوں کا فیصلہ کر دے اُس نے جواب دیا کہ آپ کے ہوتے ہوئے مجھ کو فتویٰ دینا اور فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اُن کا فیصلہ کر دے پھر شریح نے یہ کلام کہی جس ابھی ترجمہ ہو چکا ہے لیکن دارمی میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ ہر حیض کے بعد غسل کرے اور نماز پڑھے پس شریح نے کہا کہ جائز ہے اس عورت کا نکلنا عدت سے اور نکاح کرنا دوسرے خاوند سے سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شریح کا یہ فیصلہ سن کر فرمایا کہ خوب کیا ہے تم نے خوب کیا ہے تم نے یہ فیصلہ۔

وَقَالَ عَطَآءٌ أَقْرَآؤُهَا مَا كَانَتْ.

یعنی عطاء نے کہا کہ حیض اس کا وہی معتبر ہے جو پہلے طلاق سے تھا۔

فائدہ: یعنی اگر کسی عورت کو طلاق ملے تو اس کی عدت میں وہ حیض معتبر ہوگا جو طلاق سے پہلے عدت تھی تو پس اگر

طلاق سے پہلے مثلاً اس کی ہمیشہ کی یہ عادت کہ ہر مہینے میں اس کو ایک حیض آیا کرتا تھا تو اب اس کی عدت میں بھی یہی حیض معتبر ہوگا پس جب تین مہینے گزر جائیں گے تو اس کی عدت تمام ہوگی اور اگر اب اس نے طلاق کے بعد یہ دعویٰ کیا کہ مثلاً مجھ کو ایک مہینے میں تین حیض آ چکے ہیں تو اس کا یہ دعویٰ ہرگز مقبول نہیں ہوگا یہ عطا کا قول ہے۔

وَبِهٖ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ. یعنی ابراہیم نخعی کا قول بھی عطاء کے قول کے موافق ہے

وَقَالَ عَطَآءٌ الْحَيْضُ يَوْمٌ إِلٰى خَمْسَ عَشْرَةَ. یعنی عطاء نے کہا کہ اقل مدت حیض کی ایک دن رات ہے اور اکثر مدت اس کی پندرہ دن ہیں۔

فائدہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے اور یہ قول ابوحنیفہ کے مذہب کے مخالف ہے۔

وَقَالَ مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ سَأَلْتُ ابْنَ سِيْرِيْنَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى الدَّمَ بَعْدَ قُرْئِهَا بِخَمْسَةِ أَيَّامٍ قَالَ النِّسَآءُ أَعْلَمُ بِذٰلِكَ. یعنی معتمر اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اس نے کہا کہ میں نے ابن سیرین سے پوچھا اس عورت کا حکم جو حیض سے پانچ دن کے بعد جدید خون دیکھے (یعنی یہ خون حیض جدید ہو سکتا ہے اور یہ پانچ دن اقل طہر ہو سکتے ہیں یا نہیں) سو ابن سیرین نے کہا کہ عورتیں اس خون سے زیادہ تر واقف ہیں یعنی اگر عورتیں اس خون جدید کو حیض جدید ٹھہرا دیں تو اس کو قبول کرنا چاہیے۔

فائدہ: ان سب معلقات حدیثوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حیض کی کوئی حد معین نہیں ہے بلکہ وہ عورت کے کہنے پر موقوف ہے بشرطیکہ ممکن ہو اور جب کہ حیض کی کوئی حد مقرر نہ ہوئی اور عورت کے قول پر موقوف ہوا تو اب جو عورت کہے گی اس کو قبول کیا جائے پس اگر عورت کہے کہ ایک ماہ میں مجھ کو تین حیض آ گئے ہیں تو اس کا یہ قول ضرور قبول ہوگا اور اس کی عدت گزر جائے گی اور یہی وجہ مناسبت ان اقوال کی ترجمہ سے ہے اور مدت عدت طلاق کی ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ساٹھ دن ہیں اس لیے کہ طلاق شرعی ابتدائی طہر میں ہوتی ہے اور عدت تین حیض ہیں اور اقل طہر پندرہ دن ہیں اور اقل حیض تین دن ہیں اور جب طلاق ابتداء طہر میں واقع ہو اور اقل حیض کو اعتبار کیا جائے تو اقل حیض کا وہاں اعتبار نہیں کیا جائے گا اس لیے کہ اقل طہر اور اقل حیض آپس میں جمع نہیں ہوتے ہیں بلکہ باعتبار غالب عادت کے نصف اکثر مدت حیض کا کہ پانچ دن میں لیے جائیں گے اسی طرح دو طہر اور لیے جائیں گے اور دو حیض پس جملہ ساٹھ دن ہوں گے اور صاحبین کے نزدیک انتالیس دن ہیں باعتبار اقل حیض کے اولاً اور اقل طہر کے پس تین حیض ہوں گے اور دو طہر ہوں گے اور یہی ہے مذہب امام نووی کا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مدت عدت کی تین طہر ہیں اور اقل طہر پندرہ دن ہیں اور اقل حیض کے ایک دن رات ہے پس اگر ایسے طہر میں طلاق واقع ہو جس سے کہ

صرف ایک ہی لحظہ باقی رہتا ہو اس کو ایک طہر شمار کرتے ہیں اور ایک دن حیض لیتے ہیں اور پندرہ دن دوسرا طہر اور پھر ایک دن حیض اور پندرہ دن تیسرا طہر پس جملہ بتیس دن اور ایک لحظہ ہوئے اور یہ موافق ہے واسطے قصہ علی رضی اللہ عنہ اور شریح کے جب حمل کیا جائے ذکر شہر کا اس میں اوپر لغو کرنے کسرہ کے اور اہل مدینہ کے نزدیک عدت اکثر عورتوں کی عرف پر موقوف ہے ایک دو عورتوں کے حیض کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور امام مالک کے نزدیک اقل حیض اور اقل طہر کی کوئی حد معین نہیں مگر جو عورتیں بیان کریں۔

٣١٤ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ لَا إِنَّ ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلٰكِنْ دَعِي الصَّلَاةَ قَدْرَ الْأَيَّامِ الَّتِي كُنْتِ تَحِيضِينَ فِيهَا ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي.

٣١٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس نے عرض کی کہ مجھ کو استحاضہ کا خون ہر وقت جاری رہتا ہے سو کیا میں چھوڑ دوں نماز کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کو نہ چھوڑ بے شک یہ خون ایک رگ کا ہے یعنی یہ حیض کا خون نہیں کہ نماز کو مانع ہو لیکن چھوڑ دے نماز کو مقدار ان دنوں کے جن میں تجھ کو حیض آیا کرتا تھا پھر غسل کر اور نماز پڑھ یعنی بعد گزر جانے دنوں حیض کے۔

فائدہ: اس حدیث میں مدت حیض کو اس کی امانت پر سپرد کیا اور اس کی عادت پر موقوف رکھا اور یہ مختلف ہوتا ہے باعتبار اختلاف اشخاص کے پس اگر وہ یہ کہے کہ مجھ کو ایک مہینے میں تین حیض آ گئے ہیں تو اس کو قبول کیا جائے گا۔

بَابُ الصُّفْرَةِ وَالْكُدْرَةِ فِي غَيْرِ أَيَّامِ الْحَيْضِ.

عورت کے رحم سے غیر دنوں حیض میں زرد پانی اور سیاہ پانی آنے کا بیان۔

٣١٥ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ شَيْئًا.

٣١٥۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم زرد پانی اور سیاہ پانی کو کوئی چیز نہیں گنا کرتے تھے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پس یہ حدیث حکما مرفوع ہے۔

فائدہ: یعنی حیض کے غیر دنوں میں عورت کے رحم سے زرد پانی اور سیاہ پانی آنا حیض نہیں ہے اور نماز روزہ کو منع نہیں کرتا ہے بلکہ اس میں نماز پڑھنی اور روزہ رکھنا جائز ہے اور غیر ایام حیض کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض کے دنوں میں جو زرد اور سیاہ پانی رحم سے آئے وہ حیض ہے جب تک کہ خالص سفید پانی نہ آئے۔

بَابُ عِرْقِ الْاِسْتِحَاضَةِ.

خون استحاضہ کی رگ کا بیان۔

۳۱۶ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ فَسَأَلَتْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ فَقَالَ هٰذَا عِرْقٌ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

۳۱۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک ام حبیبہ (زوجہ عبدالرحمن بن عوف) کو سات برس تک خون استحاضہ جاری رہا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یعنی ہمیں نماز روزے کا کیا حکم ہے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو غسل کرنا فرمایا اور فرمایا کہ یہ ایک رگ ہے (یعنی یہ خون اس سے آتا ہے) سو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھی۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کو غسل کا حکم فرمایا تو اس سے ہر نماز کے لیے غسل کرنا ثابت نہیں ہوتا ہے اگر تسلیم کیا جائے تو اس کو استحباب پر حمل کیا جائے گا نہ وجوب پر اس لیے کہ فاطمہ بن قیس کو آپ نے ہر نماز کے لیے وضو کرنا فرمایا غسل کرنا نہیں فرمایا پس ام حبیبہ کی اس حدیث کو استحباب پر حمل کیا جائے گا تا کہ دونوں حدیثوں میں تطبیق ہو جائے یا اس کی عادت تھی ہر نماز کے ساتھ غسل کرنے کی واسطے ستھرائی بدن کے۔

بَابُ الْمَرْأَةِ تَحِيضُ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ.

یعنی طواف زیارت کر لینے کے بعد اگر عورت کو حیض آ جائے تو اس کا کیا حکم ہے طواف وداع سے منع کرتا ہے یا نہیں؟۔

فائدہ: طواف افاضہ کہتے ہیں طواف زیارت کو جو بعد تمام کرنے سب عبادتوں حج کے منیٰ سے پھر کر دسویں کے دن خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔

۳۱۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا

۳۱۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت بے شک صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آ گیا ہے آپ نے فرمایا شاید وہ روک رکھے گی ہم کو یعنی مکہ سے نکلنے سے کیا تمہارے ساتھ مل کر اس نے طواف زیارت نہیں کیا تھا سب نے عرض کی ہاں کیا تھا سو فرمایا پس نکل چل مکہ سے یعنی طواف زیارت کر لینے سے طواف وداع ساقط ہو جاتا ہے۔

أَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ فَقَالُوْا بَلٰى قَالَ فَاخْرُجِي.

فائدہ: یہ حجۃ الوداع کا ذکر ہے کہ جب آپ اور آپ کی سب بیویاں ارکان حج سے فارغ ہو چکے تو آپ کی بیوی صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آ گیا سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ طواف زیارت کر لینے سے طواف وداع ساقط ہو جاتا ہے اب اس کے کرنے نہ کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ بغیر اس کے وطن کو چلے جانا جائز ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کو طواف وداع کرنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو حالت حیض میں طواف وداع کرنے سے منع فرمایا باوجودیکہ سنت ہے اور یہی ہے وجہ مناسبت اس کی ترجمہ سے۔

٣١٨ ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رُخِّصَ لِلْحَائِضِ أَنْ تَنْفِرَ إِذَا حَاضَتْ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ فِي أَوَّلِ أَمْرِهِ إِنَّهَا لَا تَنْفِرُ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ تَنْفِرُ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَهُنَّ.

٣١٨۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حیض والی عورت کو وطن کی طرف چلے جانے کی اجازت دی گئی ہے اگر طواف زیارت کر لینے کے بعد عورت کو حیض آ جائے تو بے طواف وداع کے وطن کی طرف پھر کر چلے جائے اور اس حالت میں طواف وداع کے ترک کرنے سے کچھ گناہ لازم نہیں آتا۔ یعنی طاؤس نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما پہلے زمانے میں کہا کرتے تھے کہ بے طواف وداع کے عورت کو وطن کی طرف جانا جائز نہیں پھر میں نے اُس سے سنا کہتے تھے بے طواف کے چلی جائے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چلے جانے کی اجازت دے دی ہے۔

بَابُ إِذَا رَأَتِ الْمُسْتَحَاضَةُ الطُّهْرَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّيْ وَلَوْ سَاعَةً وَيَأْتِيْهَا زَوْجُهَا إِذَا صَلَّتِ الصَّلَاةُ أَعْظَمُ.

استحاضہ والی عورت جب پاکی کو دیکھے (یعنی خون استحاضہ کا بالکل بند ہو جائے یا حیض کے دن متعاد گزر جائیں اور جان لے کہ یہ استحاضہ کا خون ہے حیض کا خون نہیں ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟)

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ عورت (اس حالت میں) غسل کرے اور نماز پڑھے اگرچہ پاکی ایک ہی ساعت حاصل ہو اور صحبت کرے اس سے خاوند اس کا جب نماز پڑھے اس لیے کہ نماز بڑی عظیم الشان ہے یعنی جب

نماز پڑھنی اس کو جائز ہے تو اس کے ساتھ جماع کرنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا

فائدہ: اس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے معلوم ہوا کہ استحاضہ والی عورت کے ساتھ صحبت کرنی بعد دیکھنے طہر کے جائز ہے اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ استحاضہ والی عورت سے صحبت کرنی جائز نہیں۔

۳۱۹ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ.

۳۱۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حیض کے دن آ جائیں تو نماز کو چھوڑ دے اور جب حیض کے دن گزر جائیں تو خون کو دھو ڈال اور نماز پڑھ۔

فائدہ: ترجمہ باب میں استحاضہ کا حکم ہے اور حدیث میں حیض کا حکم ہے تو گویا اس حدیث کے لانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ استحاضے کے بند ہو جانے کا حکم حیض کے بند ہو جانے کی طرح ہے یعنی جب حیض کے بند ہو جانے سے نماز پڑھنی اور جماع کرنا جائز ہے تو استحاضہ کے بند ہو جانے سے بطریق اولیٰ جائز ہوگا اس لیے کہ استحاضہ مطلقاً نماز کو مانع نہیں ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النُّفَسَآءِ وَسُنَّتِهَا.

جو عورت جننے کے بعد نفاس کی حالت میں مر جائے تو اس پر نماز جنازہ پڑھنے کا کیا حکم ہے اور اس پر جنازہ پڑھنے کا کیا طریقہ ہے یعنی امام کہاں پر کھڑا ہو اس کی کمر کے برابر یا اس کے سر کے برابر۔

۳۲۰ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِيْ سُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ امْرَأَةً مَاتَتْ فِيْ بَطْنٍ فَصَلّٰى عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ وَسَطَهَا.

۳۲۰۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک ایک عورت بچہ جن کر مر گئی یعنی حالت نفاس میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور اس کی کمر کے برابر کھڑے ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو عورت بچہ جننے کے بعد نفاس کی حالت میں مر جائے تو اس پر نماز پڑھنی سنت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر جنازہ عورت کا ہو تو امام کے لیے سنت ہے کہ اس کی کمر کے برابر کھڑا ہو اور بعضوں نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد اس باب سے یہ ہے کہ نفاس والی عورت اگرچہ نماز نہیں پڑھتی لیکن اور عورتوں کی طرح اس کی وفات پاک ہے واسطے نماز پڑھنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پر اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ

آدمی مرنے کے بعد ناپاک ہو جاتا ہے اس لیے کہ جب نفاس والی عورت مرنے کے بعد باوجود آلودہ ہونے کے خون سے ناپاک نہ ہوئی تو صرف موت سے بطریق اولیٰ ناپاک نہیں ہو گی اور بعضوں نے کہا کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس سے یہ ہے کہ اگرچہ نفاس کی حالت میں مر جانے کو حکم شہادت کا ہے لیکن شہیدوں کی طرح نماز پڑھنے میں نہیں ہے بلکہ اس کا جنازہ پڑھا جائے گا اور بعضوں نے کہا غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ ہے کہ جس کی طرف نماز پڑھی جائے وہ چیز پاک ہونی چاہیے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ متصل ہو کر اس کی طرف نماز پڑھی تو معلوم ہوا کہ نفاس والی کی ذات پاک ہے پلید نہیں اس لیے کہ اگر ذات اس کی پلید ہوتی تو نماز جائز نہ ہوتی خصوصا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور نفاس اور حیض والی عورت کا ایک حکم ہے پس دونوں کا بدن پاک ہے مثل اور سب عورتوں کے اقبال اور اتصال میں واللہ اعلم خلاصہ یہ کہ یہ سب مسئلے اس حدیث سے ثابت ہوتے ہیں خواہ غرض مؤلف کی کچھ ہو۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

٣٢١ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ اسْمُهُ الْوَضَّاحُ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ تَكُوْنُ حَائِضًا لَا تُصَلِّيْ وَهِيَ مُفْتَرِشَةٌ بِحِذَاءِ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ عَلٰى خُمْرَتِهِ إِذَا سَجَدَ أَصَابَنِيْ بَعْضُ ثَوْبِهِ.

٣٢١۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو حیض آیا کرتا تھا نماز نہیں پڑھتی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سجدہ گاہ کے برابر پاؤں دراز کر کے لیٹی رہتی اور حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلے پر نماز پڑھتے تھے جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کے کپڑے کا کنارہ مجھ کو لگتا تھا یعنی آپ اُس کپڑے کو پلید نہ جانتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کا بدن پاک ہے اگر ناپاک ہوتا تو اس کی طرف منہ کر کے اور اس کے متصل ہو کے نماز پڑھنی جائز نہ ہوتی اور اس کے ساتھ کپڑے کا لگ جانا نقصان کرتا اور اس باب کو پہلے باب سے یہ مناسبت ہے کہ جیسے حائض کا بدن پاک ہے اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی جائز ہے ایسے ہی نفاس والی عورت کا بدن بھی پاک ہے اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی بھی جائز ہے۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ التَّيَمُّمِ

کتاب ہے تیمّم کے بیان میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ﴾.

یعنی یہ کتاب ہے بیان میں تیمّم کے اور بیان میں سبب نزول اللہ بلند اور بزرگ شان والے کے کہ اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی پائخانہ سے آئے یا عورتوں سے صحبت کرو اور پانی کو نہ پاؤ یا قدرت استعمال کرنے پانی کی نہ ہو تو قصد کرو زمین پاک کا یعنی اس سے تیمّم کر لو پس مسح کرو اور مل لو اپنے منہ اور ہاتھ اس سے۔

فائدہ: تیمّم کا معنی لغت میں قصد کرنے کا ہے اور شرع میں تیمّم کہتے ہیں پاک مٹی سے ہاتھ اور منہ کا مسح کرنا اور ملنا واسطے پاکی حاصل کرنے کی اس نیت سے کہ نماز جائز ہو جائے۔

٣٢٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهٖ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِيْ فَأَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ فَأَتَى النَّاسُ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فَقَالُوْا أَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ

٣٢٢۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے یعنی غزوہ بنی مصطلق میں یہاں تک کہ جب بیداء یا ذات الجیش (یہ دو جگہوں کا نام ہے مکہ اور مدینہ کے راہ میں) میں پہنچے یعنی جنگ سے لوٹ کر آئے تو میرا گلے کا ہار ٹوٹ کر گر پڑا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش کے لیے وہاں ٹھہر گئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ٹھہر گئے یعنی جو لوگ آپ کے ساتھ تھے حالانکہ وہاں پانی نہیں تھا یعنی جس سے وضو کریں سو لوگ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے (یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی چغلی کرنے کے لیے) اور کہنے لگے دیکھ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب لوگوں کو روک رکھا ہے حالانکہ پانی نہ تو ان کے ساتھ ہے اور نہ کہیں اس جگہ میں ہے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فَجَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِيْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَآءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا اٰلَ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَأَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهٗ.

اپنے سر کو میری ران پر رکھ کر سو گئے تھے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کہا کہ تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب لوگوں کو روک رکھا ہے حالانکہ پانی نہ تو کہیں اس جگہ میں ہے اور نہ اُن کے ساتھ ہے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو ابو بکر نے مجھ کو سخت جھڑکا اور جو کچھ اللہ نے چاہا سو اُس نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میرے بدن میں ٹھوکر مارنے لگے سو مجھ کو ہلنے سے کوئی چیز منع نہیں کرتی تھی مگر ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میری ران پر یعنی اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری ران پر نہ ہوتا تو میں اپنی جگہ سے ہل جاتی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت اٹھے حالانکہ وہاں پانی نہیں تھا سو اللہ نے تیمم کی آیت اُتاری سو لوگوں نے تیمم کیا اور نماز پڑھی پس اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو بکر کی اولاد یہ تمہاری پہلی برکت نہیں یعنی اس قسم کی تمہاری اور بھی برکتیں بہت ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو ہم نے اونٹ کو اٹھایا سو ہار کو اس کے نیچے پایا یعنی وہ ہار گم شدہ اس کے نیچے سے مل گیا۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو یہ کہا ہے کہ اللہ نے آیت تیمم کی اتاری اُس آیت سے مراد آیت سورہ مائدہ کی ہے جو باب کی ابتداء میں اس حدیث سے پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ جہاں پانی نہ ہو وہاں ٹھہرنا جائز ہے اور جس راہ میں پانی نہ ہو اس راہ میں چلنا جائز ہے۔ دوم یہ کہ امام کو رعیت کے حقوق کا لحاظ کرنا ضرور ہے اگر چہ تھوڑا ہو اور یہ کہ ضائع شدہ چیز کو تلاش کرنا چاہیے اور جو سفر میں پیچھے رہ جائے اس کے آنے تک انتظاری کرنی چاہیے اگر میت ہو تو اس کو دفن کرنا چاہیے۔ سوم یہ کہ کسی عورت کی شکایت اس کے باپ کی طرف کرنی جائز ہے۔ چہارم یہ کہ باپ کو اپنی بیٹی کے پاس جانا جائز ہے اگر چہ اس کا خاوند بھی اس کے پاس ہو بشرطیکہ صحبت کا وقت نہ ہو اور بیٹی بھی اس بات میں راضی ہو۔ پنجم یہ کہ باپ کا اپنی بیٹی کو ادب دینا جائز ہے اگر چہ اس کی شادی ہو چکی ہو اور اگر چہ بڑی ہو اور اپنے خاوند کے گھر میں چلی گئی ہو اور اسی طرح جو لوگ اپنے ہاتھ کے نیچے ہوں ان کو ادب سکھلانا جائز ہے بلا اذن امام کے۔ ششم یہ کہ جس بات میں سونے والے یا نماز پڑھنے والے یا قرآن پڑھنے والے یا علم کے ساتھ مشغول ہونے کو پریشانی حاصل ہو ایسی چیز اگر کسی کے سر پر آئے تو مستحب ہے کہ اس پر صبر کرے۔ ہفتم یہ کہ اس آیت سے پہلے وضو کرنا فرض تھا۔ ہشتم

یہ کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تیمم میں نیت کرنی واجب ہے اس لیے کہ معنی تیمم کا یہ ہے کہ قصد کرو اور یہی ہے مذہب تمام فقہاء کا سوائے اوزاعی کے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مٹی کو اٹھانا واجب ہے اور ہوا کا چلنا تیمم کے لیے کافی نہیں بخلاف وضو کے اس لیے کہ اگر مینہ برسا اور نیت وضو کی کر لے تو جائز ہے مگر اندھیرے میں اگر کوئی تیمم کی نیت کر لے تو تیمم جائز ہے اور یہ قصہ بعد قصہ افک کے واقع ہوا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہار عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا تھا اور آئندہ عروہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے وہ ہار اسماء رضی اللہ عنہا سے عاریۃً لیا ہوا تھا سو ان دونوں میں تطبیق اس طور سے ہے کہ نسبت کرنا اس ہار کا طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کی باعتبار اس کے ہے کہ وہ اس وقت اس کے قبضہ اور تصرف میں تھا اور نسبت کرنا طرف اسماء رضی اللہ عنہا کی باعتبار اس کے ہے کہ وہ اس کی ملک تھا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو اپنے ساتھ سفر میں لے جانا جائز ہے اور عورتوں کو زیور بنانا خاوندوں کی زینت کرنے کے لیے جائز ہے اور یہ کہ عاریت کی چیزوں کو سفر میں لے جانا جائز ہے جب کہ چیز والے کی رضامندی ہو۔

۳۲۳ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ هُوَ الْعَوَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ ح وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ النَّضْرِ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ هُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ الْفَقِيرُ قَالَ أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً.

۳۲۳۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو پانچ نعمتیں ملیں کہ مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملیں مجھ کو فتح نصیب ہوئی وہاں سے مہینہ بھر کی راہ تک اور ساری زمین میرے واسطے مسجد گاہ اور پاک کرنے والی مقرر ہوئی یعنی ہر جگہ نماز اور تیمم درست ہے سو جس مرد کو میری امت سے جہاں نماز کا وقت ملے وہاں نماز پڑھ لے اور حلال ہوئے میرے واسطے غنیمت کے مال اور مجھ سے پہلے کسی کو حلال نہ تھے اور مجھ کو شفاعت کا رتبہ عنایت ہوا اور پیغمبر فقط اپنی قوم پر بھیجا جاتا تھا اور میں تمام عالم کے لوگوں پر بھیجا گیا۔

فائدہ: یعنی ان پانچ چیزوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب پیغمبروں سے افضل ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب تھا کہ بادشاہ روم خوف کھاتا تھا اور نصاریٰ کو سوائے عبادت خانے کے اور جگہ نماز پڑھنا درست نہ تھا اور تیمم کا حکم تھا امت محمدی کو

تمام زمین پر نماز اور تیمّم کا حکم ہوا اور غنیمت کا مال بھی اسی امت کو درست ہوا اور قیامت میں اول حضرت ﷺ کے سوا کوئی پیغمبر شفاعت نہ کر سکے گا اور ہفت اقلیم کی نبوت کا رتبہ کسی کو حاصل نہیں ہوا بجز حضرت ﷺ کے اور بعض حدیثوں میں چھ چیزوں کا ذکر ہے سو شاید حضرت ﷺ کو اس پر پیچھے اطلاع ہوئی ہو گی اور بعضوں نے کہا ہے کہ نوح علیہ السلام کی نبوت بھی عام تھی اس لیے کہ اگر عام نہ ہوتی تو ان کی دعا سے کل خلقت غرق کیوں ہوتی سو جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ اُن کے زمانے میں تمام دنیا کی تمام قوموں میں پیغمبر بھیجے گئے ہوں اور نوح علیہ السلام کو بھی اس کا علم حاصل ہو گیا ہو کہ وہ ایمان نہیں لائے اس لیے سب مخلوق پر بد دعاء کی پس اس سے اُن کی نبوت کا عام ہونا نہیں ثابت ہوتا ہے اور حضرت ﷺ کی نبوت کے عام ہونے کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کی شریعت قیامت تک قائم رہے گی بخلاف اور نبیوں کے کہ ان کی شریعت کو ایک دوسرے کی شریعت منسوخ کر دیتی تھی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نوح علیہ السلام کی پیغمبری کے وقت سوائے نوح علیہ السلام کی قوم کے کوئی قوم دنیا میں نہ ہو اور یہ جو فرمایا کہ میرا مہینے کی راہ تک پہنچتا ہے یہ رتبہ آپ کو تنہا ہی حاصل تھا یعنی اگر تنہا بھی ہوتے لشکر نہ ہوتا تو جب بھی آپ سے دشمن خوف کھاتے تھے اور یہ جو فرمایا کہ سب زمین میرے واسطے پاک کرنے والی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تیمّم ناپاکی کو دور کر دیتا ہے اور یہ کہ تیمّم زمین کی تمام جزوں سے جائز ہے اور یہ جو فرمایا کہ مجھ کو شفاعت دی گئی ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ آپ کی تمام دعائیں مقبول ہیں اور بعضوں نے کہا کہ مراد اُن لوگوں کا نکالنا ہے آگ سے جن کے دل میں ذرے کے برابر ایمان ہو اس لیے کہ اس سے زیادہ میں تو اور نبی بھی شفاعت کریں گے اور بعضوں نے کہا کہ آپ کبیرہ گناہوں کی شفاعت کریں گے اور دوسرے نبیوں کو یہ رتبہ نہیں ملا ہے لیکن ٹھیک بات پہلے دونوں معنی میں ہیں واللہ اعلم اور ان خصلتوں کے سوا اور بھی بہت خصلتیں ہیں جو حضرت ﷺ کو عنایت ہوئی ہیں اور دوسرے نبیوں کو نہیں ملیں۔ ابو سعید نیسا پوری نے اپنی کتاب شرف المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ جو نعمتیں حضرت ﷺ کو خاص کر دی گئی ہیں اور دوسرے پیغمبروں کو نہیں دی گئی ہیں وہ ساٹھ خصلتیں ہیں۔ **فالحمد لله ماجعلنا من امة هذا النبی الکریم الرحیم ونسأله ان یُدخلنا فی شفاعة برحمته وفضله العمیم۔**

بَابُ إِذَا لَمْ يَجِدْ مَآءً وَّلَا تُرَابًا.

یعنی جب کہ آدمی کو نہ پانی ملے اور نہ خاک پاک میسر آئے تو اس کا کیا حکم ہے یعنی بے وضو اور بے تیمّم کے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟۔

٣٢٤ ـ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا

٣٢٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُس نے اسماء رضی اللہ عنہا (اپنی بہن) سے ایک ہار مانگ کر لیا سو وہ کہیں گر پڑا اور گم ہو گیا سو حضرت ﷺ نے اس کی تلاش کے واسطے ایک مرد کو

اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَآءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَوَجَدَهَا فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَصَلَّوْا فَشَكَوْا ذٰلِكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ لِعَائِشَةَ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ تَكْرَهِيْنَهُ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكِ لَكِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ خَيْرًا.

بھیجا سو اس مرد نے اس کو پایا یعنی بعد تلاش کرنے کے سو لوگوں پر نماز کا وقت آیا اور حالانکہ اُن کے ساتھ پانی نہیں تھا سو لوگوں نے بے وضو نماز پڑھی اور اس بات کی حضرت ﷺ سے شکایت کی سو اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت اُتاری سو اُسید نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ اللہ تجھ کو نیکی کا بدلہ دے سو قسم اللہ کی تجھ پر کوئی کام ناگوار نہیں اترا مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں تیرے لیے اور مسلمانوں کے لیے بہتری کی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص پانی اور مٹی کو نہ پائے وہ شخص بے وضو اور بے تیمّم کے نماز پڑھ لے اور اس پر اس کا دہرانا نہیں آتا ہے بلکہ وہ نماز واجب ہے اس لیے کہ جیسے تیمّم نا مشروع ہونے کے وقت بے وضو نماز پڑھ لینی جائز ہے ایسے ہی تیمّم مشروع ہونے کے بعد خاک پاک نہ ملنے سے بے تیمّم نماز پڑھ لینی بھی درست ہے اور جیسے کہ فقط پانی کے نہ ملنے سے ان کو بے وضو نماز پڑھ لینا درست ہوا ایسے ہی اگر دونوں نہ ملیں تو جب بھی بے وضو نماز پڑھ لینی جائز ہوگی اور یہی ہے وجہ مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے پس اس سے ثابت ہوا کہ جو پانی اور مٹی کو نہ پائے اس پر نماز فرض ہے اس لیے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے واجب جان کر نماز پڑھی تھی سو اگر ایسی حالت میں نماز پڑھنی منع ہوتی تو حضرت ﷺ ان پر انکار فرماتے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور احمد اور جمہور محدثین کا۔

بَابُ التَّيَمُّمِ فِي الْحَضَرِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَآءَ وَخَافَ فَوْتَ الصَّلَاةِ وَبِهٖ قَالَ عَطَآءٌ.

اگر وضو کے لیے پانی نہ ملے اور نماز کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت مقیم یعنی گھر میں رہنے والے کو بھی تیمّم کرنا جائز ہے اور یہی قول ہے عطاء تابعی کا۔

فائدہ: یعنی جو آدمی کہ اپنے گھر میں رہتا ہو یعنی سفر میں نہ ہو تو اگر اس کو کسی وقت گھر میں وضو کے لیے پانی نہ ملے اور نماز کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت اس کو اپنے گھر میں بھی تیمّم سے نماز پڑھنی جائز ہے اور اسی طرح جو شخص کہ پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو اس کو بھی گھر میں تیمّم کرنا جائز ہے اور یہی ہے مذہب امام شافعی رحمہ اللہ کا لیکن اُن کے نزدیک قضاء کرنا واجب ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک گھر میں تیمّم کرنا کسی وقت جائز نہیں۔

وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الْمَرِيْضِ عِنْدَهُ الْمَآءُ وَلَا يَجِدُ مَنْ يُّنَاوِلُهُ يَتَيَمَّمُ وَأَقْبَلَ ابْنُ

یعنی اور حسن بصری نے کہا کہ اگر کسی بیمار کے پاس پانی ہو لیکن اس کو پانی پکڑانے والا وہاں کوئی موجود نہیں تو

عُمَرَ مِنْ أَرْضِهِ بِالْجُرُفِ فَحَضَرَتِ الْعَصْرُ بِمَرْبَدِ النَّعَمِ فَصَلَّى ثُمَّ دَخَلَ الْمَدِينَةَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ فَلَمْ يُعِدْ.

اس وقت اس بیمار کو تیمّم کرنا جائز ہے ۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زمین سے جو صرف (ایک جگہ کا نام تین میل مدینہ سے) میں تھے آئے یعنی اپنی زمین کو دیکھ کر مدینہ کو آئے سو مربد (یہ بھی ایک جگہ کا نام ہے دو میل مدینہ سے یہاں چار پائے باندھنے جاتے تھے) میں نماز عصر کا وقت ہو گیا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تیمّم سے وہاں نماز پڑھی پھر مدینہ میں آئے حالانکہ آفتاب بلند تھا سو نماز کو نہ دہرایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما گھر میں تیمّم کر لینے کو جائز جانتے تھے کیونکہ دو تین میل کو بالاتفاق سفر نہیں کہا جاتا ہے اور یہی ہے وجہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے اور اس سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وقت فوت ہو جانے کا کچھ لحاظ نہیں کیا ہے اس لیے کہ جب وہ مدینہ میں داخل ہوئے اُس وقت آفتاب بہت بلند تھا لیکن شاید ان کو گمان ہوا ہو گا کہ مدینہ میں جانے تک وقت نہیں رہے گا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نماز نہ دہرانے سے قضاء کے ساقط کرنے پر استدلال نہیں ہو سکتا ہے اس لیے کہ بنا بر اس احتمال کے لازم آتا ہے کہ اس کی قضاء بالاتفاق ساقط ہو جائے حالانکہ علماء کو اس مسئلہ میں اختلاف ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اس پر دہرانا واجب کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ظہر کا وضو باقی ہو گا انہوں نے چاہا ہو گا کہ جدید وضو کر لیں سو جب پانی نہ پایا تو صرف تیمّم ہی پر اکتفا کیا لیکن یہ توجیہہ ٹھیک نہیں ہے اس لیے کہ وضو کے ہوتے ہوئے تیمّم کرنا محض لغو بات ہے، واللہ اعلم۔

۳۲۵ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي جُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ أَبُو الْجُهَيْمِ الْأَنْصَارِيُّ أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

۳۲۵۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اور عبداللہ بن یسار ہم دونوں ابو جہیم بن حارث کے پاس آئے سو ابو جہیم نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دن) بیر جمل (ایک کنواں ہے مشہور مدینہ میں) کی طرف سے تشریف لائے سو آپ کو ایک مرد راہ میں ملا سو اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہی سو آپ نے اس کو سلام کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ آپ ایک دیوار کے پاس آئے اور تیمّم کیا پھر اس کو سلام کا جواب دیا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

فائدہ: غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ مقیم کو اپنے گھر میں پانی نہ ملنے کے وقت تیمّم کر کے نماز پڑھ لینی جائز ہے اس لیے کہ جب باوجود بے وضو جائز ہونے جواب سلام کے آپ نے سلام رد کرنے کے لیے گھر میں تیمّم کر لیا تو اب جو شخص کہ فوت ہو جانے نماز کا خوف کرتا ہو اس کو گھر میں تیمّم کرنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اس لیے کہ باوجود قدرت کے بے وضو کے نماز جائز نہیں ہے پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تیمّم کے وقت نہ آپ کو پانی ملا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض اس تیمم سے ناپاکی دفع کرنا اور نماز کا جائز ہونا نہیں تھا بلکہ آپ کی غرض یہ تھی کہ آپ صرف وضو کرنے والوں سے مشابہت حاصل کریں تاکہ ناپاکی ہلکی ہو جائے جیسے کہ جنبی کے واسطے وضو کرنے سے ناپاکی ہلکی ہو جاتی ہے پس اس صورت میں حدیث ترجمہ سے موافق ہوگی۔

بَابُ الْمُتَيَمِّمِ هَلْ يَنْفُخُ فِيهِمَا.

تیمّم کے لیے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارنے کے بعد پھونک لینا کیسا ہے؟۔

۳۲۶ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّيْ أَجْنَبْتُ فَلَمْ أُصِبِ الْمَآءَ فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَمَا تَذْكُرُ أَنَّا كُنَّا فِيْ سَفَرٍ أَنَا وَأَنْتَ فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ هٰكَذَا فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ وَنَفَخَ فِيْهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ.

۳۲۶۔ عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو اُس نے کہا کہ مجھ کو نہانے کی حاجت ہوگی ہے اور مجھ کو پانی نہیں ملا سو عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ ہم دونوں ایک سفر میں تھے سو ہم کو نہانے کی حاجت ہوگئی سو لیکن تو نے تو نماز نہیں پڑھی تھی اور لیکن میں تو زمین میں لیٹا جیسے کہ جانور لیٹتا ہے سو زمین پر لوٹ کر میں نے نماز پڑھ لی سو میں نے یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو تو بس یہی کفایت کرتا تھا کہ تو مارتا اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر اس طرح پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ایک بار مارے اور اُن کو پھونکا اور پھر ملا اپنے منہ اور دونوں ہتھیلیوں کو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تیمّم میں بھی واجب فقط ایک بار زمین پر ہاتھ مارنے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو

ملنا ہے چنانچہ اس حدیث میں مذکور ہے اور اس پر زیادہ کرنا یعنی دو بار زمین پر ہاتھ مارنے اور کہنیوں تک ہاتھوں کو ملنا اگر صریح امر سے ثابت ہوتا تو پہلی صورت منسوخ ہو جاتی اور اس کا قبول کرنا واجب ہو جاتا لیکن زمین پر دو بار ہاتھ مارنے فقط فعل سے ثابت ہوتا ہے پس اس سے وجوب ثابت نہیں ہو سکے گا پس اس کو افضلیت پر محمول کیا جائے گا اور یہی بات بہت ظاہر ہے دلیل کی اس سے (فتح) اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تیمم میں تکرار مستحب نہیں اس لیے کہ تکرار عدم تخفیف کو مستلزم ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص وضو میں مسح سر کے بدلے سر کو دھو ڈالے تو کفایت کرتا ہے اس لیے کہ عمار رضی اللہ عنہ تیمم کے لیے مٹی میں لیٹے اور ان کو یہ کافی ہو گیا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب تیمم کے لیے ہاتھوں کو زمین پر مارے اور ہاتھوں کو بہت مٹی لگ جائے تو بعد مارنے کے مستحب ہے کہ ان کو پھونک لے تاکہ ہاتھوں سے مٹی کم ہو جائے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

بَابُ التَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ.

یعنی تیمم میں فقط منہ اور دونوں ہتھیلیوں کا مسح کرنا کافی ہے اور کہنیوں تک مسح کرنا واجب نہیں۔

٣٢٧ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ عَمَّارٌ بِهٰذَا وَضَرَبَ شُعْبَةُ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ ثُمَّ أَدْنَاهُمَا مِنْ فِيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ وَقَالَ النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ ذَرًّا يَقُوْلُ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى قَالَ الْحَكَمُ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَمَّارٌ.

٣٢٧۔ عبدالرحمٰن بن ابزی سے روایت ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی یعنی جو ابھی پہلے باب میں گزر چکی ہے لیکن اس روایت میں حجاج حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قصہ مذکور نہیں ہے۔ حجاج نے لکھا کہ شعبہ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے یعنی تعلیم کے واسطے پھر ملا اُن سے اپنے منہ اور دونوں ہتھیلیوں کو اور یہاں تعلیق بیان کرنے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ غرض ہے کہ جیسے حکم راوی نے اس حدیث کو اپنے استاد ذر سے سنا ہے ایسے ہی اس کو ذر کے استاد سے بھی سنا ہے یعنی استاد الاستاد سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تیمم سے فقط اپنے منہ اور دونوں ہتھیلیوں کو ملنا کافی ہے اس اس سے تیمم جائز ہو جاتا ہے کہنیوں تک مسح کرنا لازم نہیں کہ بے اُس کے تیمم جائز نہ ہو شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تیمم کے بیان میں جس قدر حدیثیں ہیں سب کی سب ضعیف ہیں سوائے حدیث عمار اور ابوجہیم کے کوئی حدیث اُن سے صحیح نہیں ہے اور عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعض طریقوں میں جو نصب بازو یا بغلوں یا کہنیوں تک مسح کرنے کا ذکر ہے اس میں سے نصف بازو اور کہنیوں کی روایت تو صحیح نہیں اور بغلوں تک کی روایت اگر حضرت کے حکم سے ہے تو یہ سب کی ناسخ ہو گی جس سے مخالف کا قول بھی باطل ہو جائے گا اور اگر اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہیں تو پھر حجت وہی ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کا حکم ہے اور صرف منہ اور ہتھیلیوں پر مسح کرنے کی روایت کو تائید کرتا ہے یہ کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ پیغمبر کے بعد بھی یہی فتویٰ دیتے رہے اور راوی حدیث کا غیر سے زیادہ واقف ہوتا ہے خاص کر صحابی ہو اور مجتہد بھی ہو۔ (فتح)

۳۲۸ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ شَهِدَ عُمَرَ وَقَالَ لَهُ عَمَّارٌ كُنَّا فِي سَرِيَّةٍ فَأَجْنَبْنَا وَقَالَ تَفَلَ فِيهِمَا.

۳۲۸۔ عبدالرحمن سے روایت ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا سو عمر رضی اللہ عنہ کو عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ ہم دونوں ایک لشکر میں تھے سو ہم دونوں کو نہانے کی حاجت ہوگی (پھر تمام حدیث بیان کی جو اوپر گزر چکی ہے) اور اس روایت میں کے نَفَخَ کے بدلے تَفَلَ کا لفظ آیا ہے معنی دونوں کا قریب قریب ہے یعنی پھر ہاتھوں کو پھونکا۔

۳۲۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى قَالَ قَالَ عَمَّارٌ لِعُمَرَ تَمَعَّكْتُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَكْفِيكَ الْوَجْهَ وَالْكَفَّيْنِ.

۳۲۹۔ عبدالرحمن سے روایت ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں زمین میں لیٹا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منہ اور دونوں ہتھیلیوں کو مل لینا تجھ کو کفایت کرتا تھا۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى قَالَ شَهِدْتُ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ عَمَّارٌ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

یہ بھی وہی حدیث ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔

۳۳۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ عَمَّارٌ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ.

۳۳۰۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزر چکا ہے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ فقط منہ اور دونوں ہتھیلیوں کو مل لینے سے تیمم جائز ہو جاتا ہے اس پر زیادہ کرنا واجب نہیں ہے اور یہی مذہب امام احمد اور اسحاق اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن خزیمہ کا اور یہی منقول ہے امام

مالک اور اہل حدیث سے اور بعضوں نے کہا کہ مراد اس سے صورت زمین پر ہاتھ مارنے کی ہے واسطے تعلیم کے یعنی آپ نے اشارے سے سکھلا دیا کہ تیمّم کی صورت یہ ہے تیمّم کے تمام احکام بتلانے آپ کی مراد نہیں تھی سو جواب اس کا یہ ہے کہ ظاہر سیاق اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کل تیمّم اس کو بتلا دیا اگر تعلیم غرض ہوتی تو انما یکفیك نہ فرماتے اور بعض کہتے ہیں کہ وضو میں کہنیوں تک دھونا فرض ہے پس تیمّم میں بھی اتنا ہی لازم ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ قیاس ہے مقابلہ نص کے اور قیاس نص کے مقابلہ میں مردود ہے اور معارض اس کے وہ قیاس ہے جو آیت سرقہ کے اطلاق سے ثابت ہے پس نص کے ہوتے ہوئے اس کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ الصَّعِيْدُ الطَّيِّبُ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ يَكْفِيْهِ مِنَ الْمَآءِ وَقَالَ الْحَسَنُ يُجْزِئُهُ التَّيَمُّمُ مَا لَمْ يُحْدِثْ وَأَمَّ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ مُتَيَمِّمٌ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ لَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ عَلَى السَّبَخَةِ وَالتَّيَمُّمِ بِهَا.

یعنی جب مسلمان پانی پر قادر نہ ہو تو اس کو خاک پاک سے تیمّم کر لینا جائز ہے اور اس وقت خاک کا حکم مثل پانی کے ہے۔ اور حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ مسلمان کو تیمّم کافی ہے جب تک کہ بے وضو نہ ہو یعنی جب تک اس کا تیمّم نہ ٹوٹے تب تک جو نماز فرض ونفل وغیرہ چاہے پڑھے اور یہی ہے مذہب ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تیمّم سے جماعت کرائی غرض اس سے یہ ہے کہ تیمّم وضو کے برابر ہے اس لیے کہ اگر طہارت تیمّم کی ضعیف ہوتی تو امامت نہ کرواتے اور یہی مذہب ہے کوفہ والوں اور جمہور کا اور یحییٰ بن سعید نے کہا کہ شورہ زمین پر نماز پڑھنی اور اس سے تیمّم کرنا جائز ہے یعنی اس لیے کہ وہ بھی زمین کی جنس سے ہے۔

۳۳۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّا أَسْرَيْنَا حَتّٰى كُنَّا فِيْ اٰخِرِ اللَّيْلِ وَقَعْنَا وَقْعَةً وَلَا وَقْعَةَ أَحْلٰى عِنْدَ الْمُسَافِرِ مِنْهَا فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ وَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ

۳۳۱۔ عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے سو ہم تمام رات چلتے رہے یہاں تک کہ جب رات کا اخیر آیا یعنی تھوڑی رات باقی رہ گئی تو یکایک ہم اتر پڑے اور سو گئے اور مسافر کو پچھلی رات کے سونے سے کوئی چیز زیادہ ترشیریں نہیں ہے اس لیے تمام رات چلنے سے تھک جاتا ہے اور نیز وہ وقت ٹھنڈک کا ہوتا ہے سو نہ جاگ آئی ہم کو مگر آفتاب کی گرمی سے یعنی جب آفتاب خوب بلند چڑھ آیا

فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ يُسَمِّيهِمْ أَبُو رَجَاءٍ فَنَسِيَ عَوْفٌ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الرَّابِعُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَامَ لَمْ يُوقَظْ حَتَّى يَكُونَ هُوَ يَسْتَيْقِظُ لِأَنَّا لَا نَدْرِي مَا يَحْدُثُ لَهُ فِي نَوْمِهِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ وَرَأَى مَا أَصَابَ النَّاسَ وَكَانَ رَجُلًا جَلِيدًا فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ حَتَّى اسْتَيْقَظَ بِصَوْتِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ شَكَوْا إِلَيْهِ الَّذِي أَصَابَهُمْ قَالَ لَا ضَيْرَ أَوْ لَا يَضِيرُ ارْتَحِلُوا فَارْتَحَلَ فَسَارَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ نَزَلَ فَدَعَا بِالْوَضُوءِ فَتَوَضَّأَ وَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلَاتِهِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ ثُمَّ سَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَكَى إِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا كَانَ يُسَمِّيهِ أَبُو رَجَاءٍ نَسِيَهُ عَوْفٌ وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ اذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا امْرَأَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ أَوْ سَطِيحَتَيْنِ مِنْ مَاءٍ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا فَقَالَا لَهَا أَيْنَ الْمَاءُ قَالَتْ عَهْدِي بِالْمَاءِ أَمْسِ هٰذِهِ السَّاعَةَ وَنَفَرُنَا خُلُوفًا

اور اس کی گرمی معلوم ہوئی تو اس وقت جاگ آئی سو سب سے پہلے فلاں آدمی کو جاگ آئی پھر اس کے بعد فلاں آدمی کو پھر فلاں آدمی کو ابو رجاء (راوی) ان سب کے نام لیتا تھا لیکن عوف (جو اس کا شاگرد ہے) اُن کو بھول گیا پھر بعد ازاں چوتھے عمر رضی اللہ عنہ کو جاگ آئی اور جب حضرت ﷺ سویا کرتے تھے تو آپ کو کوئی نہ جگاتا تھا یہاں تک کہ آپ اپنے آپ سے جاگتے اس لیے کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ کو خواب میں کیا نظر آتا ہے یعنی اس لیے کہ اکثر اوقات آپ کو وحی خواب میں بھی آتی تھی پس شاید کہ کسی کے جگانے سے وحی میں کوئی خلل پیدا ہو سو جب عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے اور لوگوں نے حال دیکھا کہ سوئے ہوئے صبح کی نماز فوت ہوگئی ہے اور پانی اس جگہ میں نہیں ملتا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ سخت کڑا آدمی تھا سو اُس نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا یعنی واسطے بڑے ہونے اس واقع کے اور واسطے جگانے حضرت ﷺ کے ساتھ طریقہ ادب کے سو ہمیشہ بلند آواز سے تکبیر کہتے رہے اور اس کے ساتھ چلاتے رہے یہاں تک کہ اُن کی آواز سے حضرت ﷺ کو جاگ آگئی۔ (بعض لوگ یہاں یہ شبہ کرتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ سو جایا کرتے تھے اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری آنکھیں سو جاتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا ہے تو ان دونوں حدیثوں میں تعارض واقع ہوا ہے سو جواب اس کا اول یہ ہے ہے کہ نہ سونے سے یہ ہے کہ جو محسوس چیزیں اس کے متعلق ہیں اُن کو وہ معلوم کر لیتا ہے جیسے کے بے وضو ہونا یا کسی درد الم کا پہنچنا یہ مراد نہیں کہ جو چیزیں آنکھ کے متعلق ہیں اُن کو بھی معلوم کر لیتا ہے بلکہ سونے کی حالت میں آنکھ کے متعلق

قَالَا لَهَا انْطَلِقِیْ إِذًا قَالَتْ إِلٰى أَيْنَ قَالَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الَّذِیْ يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ قَالَا هُوَ الَّذِیْ تَعْنِيْنَ فَانْطَلِقِیْ فَجَآءَا بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَاهُ الْحَدِيْثَ قَالَ فَاسْتَنْزَلُوْهَا عَنْ بَعِيْرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَآءٍ فَفَرَّغَ فِيْهِ مِنْ أَفْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ أَوْ سَطِيْحَتَيْنِ وَأَوْكَأَ أَفْوَاهَهُمَا وَأَطْلَقَ الْعَزَالِیَ وَنُوْدِیَ فِی النَّاسِ اسْقُوْا وَاسْتَقُوْا فَسَقٰى مَنْ شَآءَ وَاسْتَقٰى مَنْ شَآءَ وَكَانَ اٰخِرُ ذَاكَ أَنْ أَعْطَى الَّذِیْ أَصَابَتْهُ الْجَنَابَةُ إِنَآءً مِنْ مَآءٍ قَالَ اذْهَبْ فَأَفْرِغْهُ عَلَيْكَ وَهِیَ قَآئِمَةٌ تَنْظُرُ إِلٰى مَا يُفْعَلُ بِمَآئِهَا وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ أُقْلِعَ عَنْهَا وَإِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْنَا أَنَّهَا أَشَدُّ مِلْأَةً مِنْهَا حِيْنَ ابْتَدَأَ فِيْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا لَهَا فَجَمَعُوْا لَهَا مِنْ بَيْنِ عَجْوَةٍ وَدَقِيْقَةٍ وَسَوِيْقَةٍ حَتّٰى جَمَعُوْا لَهَا طَعَامًا فَجَعَلُوْهَا فِیْ ثَوْبٍ وَحَمَلُوْهَا عَلٰى بَعِيْرِهَا وَوَضَعُوا الثَّوْبَ بَيْنَ يَدَيْهَا قَالَ لَهَا تَعْلَمِيْنَ مَا رَزِئْنَا مِنْ مَآئِكِ شَيْئًا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ هُوَ الَّذِیْ أَسْقَانَا فَأَتَتْ أَهْلَهَا وَقَدِ احْتَبَسَتْ عَنْهُمْ قَالُوْا مَا حَبَسَكِ يَا فُلَانَةُ قَالَتِ الْعَجَبُ لَقِيَنِیْ رَجُلَانِ فَذَهَبَا بِیْ إِلٰى هٰذَا الَّذِیْ يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ فَفَعَلَ كَذَا وَكَذَا

چیزوں کو سونے کی حالت میں وہ معلوم نہیں کر سکتا ہے دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ دل کے نہ سونے سے یہ مراد ہے کہ وضو کا ٹوٹ جانا مجھ پر پوشیدہ نہیں رہتا ہے مگر یہ جواب ثانی ٹھیک نہیں ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ طلوع وغروب آفتاب کو معلوم کرنا آنکھ کا کام ہے نہ دل کا پس جب آنکھ خواب میں ہو تو طلوع وغروب معلوم نہیں ہو سکتا ہے اگرچہ دل بیدار ہو اور نیز ہو سکتا ہے کہ باوجود بیداری دل کے آپ کو ایسا استغراق حاصل ہوا ہو کہ سوائے اس کے کسی چیز کی طرف خیال نہ ہو جیسے کہ وحی کے بعض وقتوں میں ایسا ہی ہوا پس اس سے دل کا سونا لازم نہیں آتا ہے) سو جب حضرت ﷺ کو جاگ آئی تو صحابہ نے اپنے حال کی آپ سے شکایت کی سو آپ نے فرمایا کچھ نقصان نہیں یہاں سے کوچ کرو سو لوگوں نے وہاں سے کوچ کیا سو تھوڑی دور چل کر اتر پڑے۔ (اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص سفر میں جائے اور سوتے سوتے اس کی نماز فوت ہو جائے سو جب اس کو جاگ آئے تو اس کو مستحب ہے کہ اس جگہ سے کوچ کر کے دوسری جگہ میں جا اترے اور اگر کوئی جنگل ہو تو اس سے باہر نکل جائے اور حضرت ﷺ کے اس جگہ سے کوچ کرنے کا یہ سبب تھا کہ آپ نے فرمایا یہ شیطان کی جگہ ہے یا اس واسطے کہ وہاں پانی نہیں تھا) سو آپ نے پانی منگوایا اور وضو کیا اور نماز کے لیے اذان کہی گئی سو آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فوت شدہ نمازوں کے لیے بھی اذان کہنا سنت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فوت شدہ نمازوں کی جماعت جائز ہے) سو جب حضرت ﷺ اپنی نماز سے پھرے یعنی نماز ادا کر چکے تو یکایک ایک مرد کو کنارے کھڑے ہوئے دیکھا کہ اُس نے لوگوں کے ساتھ مل

فَوَاللّٰهِ إِنَّهُ لَأَسْحَرُ النَّاسِ مِنْ بَيْنِ هٰذِهِ وَهٰذِهِ وَقَالَتْ بِإِصْبَعَيْهَا الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ فَرَفَعَتْهُمَا إِلَى السَّمَآءِ تَعْنِي السَّمَآءَ وَالْأَرْضَ أَوْ إِنَّهُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَ ذٰلِكَ يُغِيْرُوْنَ عَلٰى مَنْ حَوْلَهَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَلَا يُصِيْبُوْنَ الصِّرْمَ الَّذِيْ هِيَ مِنْهُ فَقَالَتْ يَوْمًا لِقَوْمِهَا مَا أُرٰى أَنَّ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمَ يَدْعُوْنَكُمْ عَمْدًا فَهَلْ لَكُمْ فِي الْإِسْلَامِ فَأَطَاعُوْهَا فَدَخَلُوْا فِي الْإِسْلَامِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ صَبَأَ خَرَجَ مِنْ دِيْنٍ إِلٰى غَيْرِهٖ وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ الصَّابِئِيْنَ فِرْقَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ يَقْرَءُوْنَ الزَّبُوْرَ.

کر نماز نہیں پڑھی تھی آپ نے اُس کو فرمایا کہ اے فلاں مرد تو نے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز کیوں نہیں پڑھی اس نے عرض کی کہ مجھ کو نہانے کی حاجت ہوگئی تھی اور غسل کے لیے مجھ کو پانی نہیں ملا اس لیے میں نے نماز نہیں پڑھی آپ نے فرمایا کہ خاک پاک سے تیمم کر کہ بے شک وہ تجھ کو کفایت کرتا ہے۔(اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کو نہانے کی حاجت ہو اور پانی نہ ملے تو غسل اور وضو دونوں کے لیے تیمم کافی ہو جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عالم کو کسی شخص کا حال دیکھ کر مسئلہ بتلانا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نماز جماعت سے پڑھنی چاہیے اور یہ کہ جو شخص بغیر کسی عذر کے جماعت کو ترک کرے اُس کو ملامت کرنی جائز ہے اور یہ کہ انکار میں بھی نرمی سے پیش آنا چاہیے) پھر حضرت ﷺ وہاں سے چلے سو لوگوں نے آپ سے پیاس کی شکایت کی سو آپ اُتر پڑے اور ایک مرد کو بلایا (ابورجاء راوی اس شخص کا نام لیتا تھا لیکن عوف کو یاد نہیں رہا) اور علی رضی اللہ عنہ کو بلایا سو دونوں کو کہا کہ جاؤ اور پانی تلاش کرو سو وہ دونوں چلے اور چلتے چلتے راہ میں ایک عورت کو ملے جو دو مشکیں پانی کی اپنے اونٹ پر لادے ہوئے اُن کے درمیان پاؤں لٹکا کر بیٹھی ہوئی تھی سو دونوں نے اُس عورت سے پوچھا کہ پانی کہاں ہے جہاں سے تو لائی ہے اُس نے کہا کہ گزرنا میرا پانی پر کل اس وقت تھا یعنی پانی یہاں سے آٹھ پہر کی راہ پر ہے اور مرد ہمارے پیچھے ہیں یعنی وہ بھی پانی لانے کے واسطے گھروں سے نکلے ہوئے ہیں اور غائب ہیں۔ سو اُن دونوں نے اُس عورت سے کہا کہ اب ہمارے ساتھ چل اُس نے کہا کہاں چلوں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چل اُس نے کہا وہ شخص جو کو صابی کہتے ہیں۔

(صابی اُس کو کہتے ہیں جو ایک دین کو چھوڑ کر دوسرے دین کو اختیار کرے اور حضرت ﷺ کو کافر اس لیے صابی کہتے ہیں کہ آپ نے قریش کا دین چھوڑ کر دین ابراہیمی اختیار کرلیا تھا) سو ان دونوں نے کہا کہ وہ وہی شخص ہے جو تیرے خیال میں ہے پس اس کے پاس چل سو وہ دونوں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے آئے اور آپ کو سب قصہ بیان کردیا سو حضرت ﷺ نے ایک برتن منگوایا اور مشکوں کے منہ سے اس میں پانی گرانے کا حکم فرمایا اور آپ نے اوپر کے دونوں مونہوں کو بند کردیا اور نیچے کے دونوں مونہوں کو کھول دیا اور لوگوں میں بلند آواز سے پکار دیا گیا کہ اپنے چار پایوں کو پانی پلا لو اور خود بھی پیو اور مشکیں بھر لو سو جس نے چاہا پانی پلا لیا اور جس نے چاہا خود پی لیا۔ (اس سے معلوم ہوا کہ مسافر پیاسا ہو یا اس کا چار پایہ پیاسا ہو تو ایسی حالت میں آپ پانی پینا اور اپنے چار پایہ کو پلانا مقدم ہے غسل جنابت وغیرہ پر اگر پینے سے کچھ پانی بچ جائے تو اس کے ساتھ غسل کرلے) اور سب کے بعد حضرت ﷺ نے اُس شخص کو پانی دیا جس کو نہانے کی حاجت ہوگئی تھی سو فرمایا اس کو لے جا اور اپنے سر پر گرا دے اور غسل کر اور وہ عورت اپنے پانی کے اس سب معاملہ کو کھڑی دیکھ رہی تھی۔ (اگر کہا جائے کہ اس کا پانی لینا بلا اجازت کیسے جائز ہوگا جواب اس کا یہ ہے کہ وہ عورت کافرہ حربیہ تھی پس اس سے جبرًا پانی لینا جائز ہے اور اگر بالفرض ذمیہ بھی ہو تو کہا جائے گا کہ ضرورت پیاس کی وجہ سے مسلمانوں کو اس کا پانی لینا مباح ہوگیا۔) سو قسم اللہ کی بے شک سب لوگ اس مشک سے پانی پی کر چلے گئے اور حالانکہ ہم کو معلوم ہوتا تھا کہ وہ آگے سے زیادہ تر بھرا ہوا ہے۔ (اتنے آدمیوں کا پانی پینا اور

چار پایوں کو پلانا اور وضو کرنا اور مشکوں میں پانی بھر لینا اور پھر اس مشک کا ویسا ہی بھرا رہنا ایک بڑا معجزہ ہے اور دلیل قطعی ہے اوپر سچی ہونے نبوت آنحضرت ﷺ کے) سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس پانی کے بدلے اس کو کچھ کھانا جمع کر دو سو صحابہ نے اس کے لیے کھجور اور آٹا اور ستو کو جمع کرنا شروع کیا یہاں تک کہ انہوں نے اس کے لیے بہت سا طعام جمع کیا اور اس کو ایک کپڑے میں باندھ دیا اور اس عورت کو اس کے اونٹ پر سوار کر دیا اور اس کپڑے طعام والے کو اس کے آگے رکھا اور اس کو کہا کہ تجھ کو معلوم ہے کہ تیرا پانی ہم نے کچھ نقصان نہیں کیا لیکن ہم کو اللہ نے پانی پلایا ہے (اس سے معلوم ہوا کہ مشرکوں کے برتنوں کو استعمال کرنا جائز ہے جب تک کہ پلیدی کا یقین نہ ہو جائے) سو وہ عورت اپنی گھر والوں کے پاس آئی اور حالانکہ روکی گئی تھی اُن سے سو انہوں نے کہا کہ اے فلانی تجھ کو کس چیز نے روک رکھا تھا اُس نے جواب دیا کہ آج مجھ کو ایک عجیب معاملہ پیش آ گیا تھا جس کے سبب سے میں رک گئی وہ عجیب معاملہ یہ ہے کہ مجھ کو دو مرد ملے سو وہ دونوں مجھ کو اس پیغمبر (جس کو لوگ صابی کہتے ہیں) کے پاس لے گئے سو اُس نے ایسا ایسا کام کیا یعنی میری مشک سے اپنے سب لشکر کو پانی پلایا اور حالانکہ مشک میری ویسی کی ویسی ہی بھری رہی سو قسم اللہ کی البتہ وہ سب آدمیوں سے زیادہ تر جادو گر ہے درمیان زمین اور آسمان کے اور اُس نے سبابہ اور وسطے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور یا وہ اللہ کا سچا رسول ہے سو مسلمان لوگ بعد ازاں اس کے گرد گرد مشرکین پر لوٹ مار کیا کرتے تھے لیکن جس جماعت سے وہ عورت تھی اس کو کچھ نہ کہتے تھے یعنی واسطے امید اسلام کے سو اس عورت نے

ایک دن اپنی قوم سے کہا کہ مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ یعنی صحابہ تم کو عمدًا چھوڑتے ہیں یعنی تمہارے گرد اگرد مشرکین پر جو یہ لوگ لوٹ مار کرتے ہیں اور تم کو دیدہ دانستہ کچھ نہیں کہتے ہیں تو یہ بوجہ سہو اور غفلت کی نہیں ہے اور نہ بوجہ خوف تمہارے کے بلکہ بوجہ امید اسلام تمہارے کے ہے سو کیا تم مسلمان ہونا چاہتے ہو انہوں نے اس عورت کا حکم مان لیا اور مسلمان ہو گئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ صابی کا معنی ہے ایک دین کو چھوڑ کر دوسرے دین کو اختیار کرنا اور ابو العالیہ نے کہا کہ صابئین (یہ لفظ قرآن میں واقع ہوا ہے) اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے جو زبور پر عمل کرتے ہیں اور اَصب (یہ لفظ بھی قرآن کا ہے) کا معنی ایک طرف میل کرنا اور جھک جانا۔

فائدہ: غرض اس حدیث کے لانے سے اس بات کو ثابت کرنا ہے کہ جب پانی نہ ملے تو اس وقت مٹی کے لیے پانی کا حکم ہے سو جب مٹی سے تیمم کر لے تو اس کے ساتھ فرض و نفل وغیرہ جو نماز چاہے سب کچھ پڑھنا جائز ہے جب تک کہ اس کا تیمم نہ ٹوٹے اور دلیل اس پر حضرت ﷺ کا وہ قول ہے کہ آپ نے اس شخص جنبی کو فرمایا کہ تجھ کو مٹی سے تیمم کر لینا کفایت کرتا تھا اس لیے کہ ظاہرًا کفایت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مٹی کا حکم پانی کا ہے اور نہ کفایت ناقص ہوتی باوجودیکہ مطلق سے مراد فرد کامل ہوتا ہے پس کفایت سے مراد کفایت کاملہ ہوگی نہ ناقصہ واللہ اعلم اور چونکہ اس حدیث میں صابی کا لفظ واقع ہوا ہے اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مطابقت کے لیے یہ تینوں لفظ قرآن سے نکال کر ان کا معنی بیان کر دیا کہ سب کا ایک ہی مادہ ہے۔

بَابٌ إِذَا خَافَ الْجُنُبُ عَلٰى نَفْسِهِ الْمَرَضَ أَوِ الْمَوْتَ أَوْ خَافَ الْعَطَشَ تَيَمَّمَ وَيُذْكَرُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ أَجْنَبَ فِيْ لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فَتَيَمَّمَ وَتَلَا ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ.

یعنی جب کسی کو نہانے کی حاجت ہو جائے اور وہ پانی کے ساتھ غسل کرنے سے بیماری کے زیادہ ہو جانے کا خوف کرے یا مر جانے کا خوف ہو یا اس سے خوف کرے کہ اگر پانی خرچ کر ڈالا تو پیاس سے مروں گا تو اس حالت میں اس کو تیمم کرنا جائز ہے اگرچہ پانی بھی موجود ہو۔ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک جاڑے کی رات میں اس کو نہانے کی حاجت ہوگئی سو

اس نے تیمم کر لیا واسطے خوف ہلاک کے اور یہ آیت پڑھی یعنی اپنے اس کام کی تائید کے لیے ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ یعنی مت قتل کرو جانوں اپنی کو تحقیق اللہ تعالیٰ ہے ساتھ تمہارے رحم کرنے والا سو کسی نے اس قصہ کو حضرت ﷺ سے بیان کیا سو آپ نے اس کو کچھ ملامت نہ کی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر پانی کے استعمال کرنے سے خوف ہلاک کا ہو بہ سبب سردی وغیرہ کے تو اس حالت میں تیمم کر لینا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت کی ساتھ ترجمہ کے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تیمم والے کو وضو والوں کی امامت کرانا جائز ہے اس لیے کہ اس حدیث میں یہ لفظ بھی ہے کہ عمرو نے تیمم سے اپنے یاروں کو امامت کروائی اور حضرت ﷺ کا عمرو کو اس فعل پر ملامت نہ کرنا تقریر ہے پس صحیح ہے حجت پکڑنا ساتھ اس کے اور وجہ استدلال عمرو کی اس آیت سے اس طور پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جانوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے سو جب پانی کی استعمال کرنے سے بوجہ سردی کے ہلاک ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت تیمم کر لینا جائز ہوگا۔

۳۳۲ ۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ غُنْدَرٌ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ قَالَ قَالَ أَبُوْ مُوْسٰى لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَآءَ لَا يُصَلِّيْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ رَخَّصْتُ لَهُمْ فِيْ هٰذَا كَانَ إِذَا وَجَدَ أَحَدُهُمُ الْبَرْدَ قَالَ هٰكَذَا يَعْنِيْ تَيَمَّمَ وَصَلّٰى قَالَ قُلْتُ فَأَيْنَ قَوْلُ عَمَّارٍ لِعُمَرَ قَالَ إِنِّيْ لَمْ أَرَ عُمَرَ قَنِعَ بِقَوْلِ عَمَّارٍ.

۳۳۲۔ ابو وائل سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب جنبی کو پانی نہ ملے تو کیا نماز کو چھوڑ دے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں اگر مجھ کو ایک مہینے تک پانی نہ ملے تو جب بھی میں نماز نہ پڑھوں (اس لیے کہ) اگر میں سردی کی حالت میں تیمم کر کے نماز گزارنے کی لوگوں کو اجازت دے دوں تو جب کسی کو سردی لگے گی وہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے گا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا پس عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث کہاں گئی جو اس نے عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تھی (یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے) یعنی عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث سے تو پانی نہ ملنے کے وقت تیمم کرنا جائز معلوم ہوتا ہے پس تو اس کو کیوں جائز نہیں رکھتا ہے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث کو نہیں مانا۔

۳۳۳ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا

۳۳۳۔ شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن

أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِي مُوسٰى فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسٰى أَرَأَيْتَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِذَا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدْ مَاءً كَيْفَ يَصْنَعُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يُصَلِّيْ حَتّٰى يَجِدَ الْمَاءَ فَقَالَ أَبُو مُوسٰى فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِقَوْلِ عَمَّارٍ حِيْنَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْفِيْكَ قَالَ أَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِذٰلِكَ فَقَالَ أَبُو مُوسٰى فَدَعْنَا مِنْ قَوْلِ عَمَّارٍ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهٰذِهِ الْآيَةِ فَمَا دَرٰى عَبْدُ اللّٰهِ مَا يَقُوْلُ فَقَالَ إِنَّا لَوْ رَخَّصْنَا لَهُمْ فِيْ هٰذَا لَأَوْشَكَ إِذَا بَرَدَ عَلٰى أَحَدِهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَدَعَهُ وَيَتَيَمَّمَ فَقُلْتُ لِشَقِيْقٍ فَإِنَّمَا كَرِهَ عَبْدُ اللّٰهِ لِهٰذَا قَالَ نَعَمْ.

مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ سے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو اے ابوعبدالرحمٰن (یہ کنیت ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی) اگر کسی کو نہانے کی حاجت ہو جائے اور پانی نہ پائے تو کیا کرے سو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ شخص نماز نہ پڑے جب تک کہ پانی نہ پائے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا تو حدیث عمار رضی اللہ عنہ کو کس طرح کرے گا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ تجھ کو تیمّم کر لینا کفایت کرتا تھا یعنی وہ حدیث تیرے فتوی کے مخالف ہے پس تو اس کا کیا جواب دے گا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تجھ کو معلوم نہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث کو نہیں مانا۔ سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمار رضی اللہ عنہ کے قول کو چھوڑ دے یعنی اس سے ہم نے قطع نظر کی ہمارے پاس دوسری دلیل موجود ہے وہ یہ کہ تو آیت تیمّم کا کیا جواب دے گا جو تیمّم میں نص صریح ہے پس عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس وقت اس آیت کا کچھ جواب نہ آیا صرف اپنی رائے بیان کی سو کہا کہ اگر ہم لوگوں کو اس امر کی اجازت دے دیں کہ جنبی پانی نہ ملنے کے وقت تیمّم کر لیا کرے تو جب کسی کو پانی سرد لگے گا وہ اس کو چھوڑ کر تیمّم کر لے گا سو میں نے شقیق سے کہا (یہ اعمش کا قول ہے) کہ کیا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے صرف اسی واسطے تیمّم کو نا جائز رکھا ہے اُس نے کہا ہاں صرف اسی لحاظ سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب جنبی کو پانی نہ ملے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اور پیاس اور بیماری کی صورت میں بھی پانی نہ ملنے میں داخل ہے اس لیے کہ جب بخوف بیماری اور پیاس کے اس کے استعمال کرنے پر قادر نہ ہوا تو گویا کہ اس نے پانی کو نہ پایا پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ باب کے، واللہ اعلم۔
اور مذہب عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ جب کسی کو نہانے کی حاجت ہو جائے اور غسل کے لیے پانی نہ پائے تو اس کو تیمّم کرنا جائز نہیں ہے حالانکہ یہ مذہب ان کا نص قرآن وحدیث کے مخالف ہے سو بعض علماء نے اس کی

یہ تاویل کی ہے کہ اُن کے نزدیک آیت ﴿أَوْ لَا مَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ میں ملامست سے جماع مراد نہیں ہے بلکہ مباشرت فاحشہ مراد ہے جس سے وضو لازم آتا ہے یعنی آلت اور فرج کو ملانا پس اُن کے نزدیک تیمّم وضو کا بدلہ ہے غسل کا بدلہ نہیں ہے مگر یہ جواب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے مخالف ہے جو اُس نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب میں کہا اس لیے کہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک آیت مذکورہ میں ملامست سے مراد جماع ہے اس لیے اس نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی دلیل کا کچھ جواب نہ دیا ورنہ وہ کہہ سکتا تھا کہ مراد ملامست سے جماع نہیں بلکہ دونوں ختنوں کا ملنا ہے اور نیز جنبی کے لیے تیمّم جائز ہونے پر بہت حدیثیں ناطق ہیں پس یہ تاویل اُن میں نہیں چل سکتی ہے بلکہ اس تاویل کو وہ حدیثیں باطل کرتی ہیں پس یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی محض رائے ہے اور ہم کسی رائے کے ساتھ مکلف نہیں ہیں بلکہ ہم پر لازم فقط اطاعت اللہ و رسول کی ہے وبس خواہ کوئی موافق ہو یا مخالف کسی سے سروکار نہیں اور یہ فتویٰ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بڑی پکی دلیل ہے اس پر کہ قول صحابی کا حجت نہیں ہے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث کو نہیں مانا اس میں بھی کلام ہے اس لیے کہ عمار رضی اللہ عنہ صحابی عادل اور ثقہ ہے اور اُس نے اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی ہے پس کیسے ممکن ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اس کو قبول نہ کرے حالانکہ عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی لفظ اس کے انکار میں منقول نہیں ہے بلکہ مسلم کی روایت میں صاف آچکا ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کو کہا ڈر اللہ سے تو عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو ناراض ہوتا ہے تو میں اس حدیث کو کبھی بیان نہیں کروں گا سو عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں تجھ کو حدیث بیان کرنے سے منع نہیں کرسکتا ہوں اس لیے کہ میرے بھول جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ حدیث نفس الامر میں بھی حق نہ ہو۔

بَابُ التَّیَمُّمِ ضَرْبَةٌ.

یعنی تیمّم میں فقط ایک ہی بار ہاتھوں کو زمین پر مار کر ہاتھ اور منہ کو مل لینا کافی ہے دوبار ہاتھوں کو زمین پر مارنے کی کچھ حاجت نہیں ہے۔

۳۳۴ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللهِ وَأَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ مُوْسٰى لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَآءَ شَهْرًا أَمَا كَانَ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّيْ فَكَيْفَ تَصْنَعُوْنَ بِهٰذِهِ الْأٰيَةِ فِيْ سُوْرَةِ الْمَآئِدَةِ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً

۳۳۴۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزر چکا ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو نے عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث نہیں سنی جو اُس نے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیان کی تھی وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک کام کے لیے بھیجا سو مجھ کو نہانے کی حاجت ہوگئی اور میں نے پانی نہ پایا سو میں زمین پر لیٹا جیسے چارپایہ لیٹتا ہے یعنی عمار رضی اللہ عنہ یہ سمجھے کہ جیسے غسل میں پانی سب جگہ پہنچانا ضروری ہے ویسے ہی مٹی بھی

فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ فِيْ هٰذَا لَأَوْشَكُوْا إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَآءُ أَنْ يَّتَيَمَّمُوا الصَّعِيْدَ قُلْتُ وَإِنَّمَا كَرِهْتُمْ هٰذَا لِذَا قَالَ نَعَمْ فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَآءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيْدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ أَنْ تَصْنَعَ هٰكَذَا فَضَرَبَ بِكَفِّهِ ضَرْبَةً عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَضَهَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا ظَهْرَ كَفِّهِ بِشِمَالِهِ أَوْ ظَهْرَ شِمَالِهِ بِكَفِّهِ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ أَفَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ وَزَادَ يَعْلٰى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِيْ أَنَا وَأَنْتَ فَأَجْنَبْتُ فَتَمَعَّكْتُ بِالصَّعِيْدِ فَأَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ هٰكَذَا وَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ وَاحِدَةً.

ضروری ہوگی عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ قصہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا سو آپ نے فرمایا کہ تجھ کو فقط یہی کفایت کرتا تھا کہ تو مارتا اپنے دونوں ہاتھوں کو اس طرح پر پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ایک بار زمین پر مارا پھر اس کو جھاڑا پھر اس سے ملا اپنے بائیں ہاتھ کو اپنی داہنی ہتھیلی پر یا ملا داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر پھر اُس سے ملا اپنے منہ کو اور دوسری روایت میں ہے کہ پھر ملا اپنے منہ اور دونوں ہتھیلیوں کو ایک بار۔

فائدہ: اس حدیث سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ تیمم میں فقط ایک بار زمین پر ہاتھ مارنا کفایت کرتا ہے ابن منذر نے کہا کہ یہی ہے مذہب جمہور علماء کا اور یہ کہ ہاتھوں کا مسح کرنا منہ پر مقدم ہے اور یہ کہ کہنیوں تک مسح کرنا واجب نہیں ہے اور یہ کہ ہاتھ کی مستعمل مٹی منہ کے لیے کفایت کرتی ہے بعض کہتے ہیں کہ یہاں حقیقت تیمم کی بیان کرنی مقصود

نہیں بلکہ صرف تعلیم مقصود ہے سو جواب اس کا اوپر گزر چکا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ واحدة صفت مسح کی ہے ضربۃ کی صفت نہیں ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ تاویل ظاہر حدیث کی سراسر مخالف ہے اور بغرض تسلیم ہم کہتے ہیں کہ جب بقول تمہارے تیمم دو ضربیں ہیں تو پھر مسح بھی دو بار بیان کرنا لازم تھا پس مسح کو ایک بار کے ساتھ مقید کرنا محض لغو ہے اور نیز مسح کو ایک بار کے ساتھ مقید کرنے سے ظاہراً یہی لازم آتا ہے کہ زمین پر صرف ایک ہی بار ہاتھ مارے ہوں گے اور مراد امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی دو بار کو اصح منصوص کہنے سے باعتبار نقل مذہب کے ہے نہ باعتبار دلائل کے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تیمم میں ترتیب شرط نہیں ہے۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

۳۳۵ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِيْ رَجَآءٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ الْخُزَاعِيُّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَجُلًا مُعْتَزِلًا لَمْ يُصَلِّ فِي الْقَوْمِ فَقَالَ يَا فُلَانُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ فِي الْقَوْمِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ وَلَا مَآءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيْكَ.

۳۳۵۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو کنارے ہوئے دیکھا کہ اُس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی سو آپ نے فرمایا اے مرد تو نے ہمارے ساتھ مل کر نماز کیوں نہیں پڑھی اُس نے عرض کیا کہ مجھ کو نہانے کی حاجت ہوگئی تھی اور پانی نہیں ملا کہ اُس سے غسل کرتا آپ نے فرمایا کہ مٹی سے تیمم کر کہ بے شک وہ تجھ کو کفایت کرے گا۔

فائدہ: اس باب کا کوئی ترجمہ نہیں اور بعض نسخوں میں باب بھی نہیں ہے سو اس باب کو بلا ترجمہ لانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس باب کو پہلے باب سے تعلق ہے اور وہ تعلق اس طور سے ہے کہ جیسے علیك بالصعيد کا لفظ عام ہے مٹی کی سب قسموں کو شامل ہے ویسے ہی وہ باعتبار کیفیت تیمم کے بھی عام ہے شامل دو ضربوں کو بھی اور ایک ضرب کو بھی پس یہی ہے وجہ مناسبت اس باب کی پہلے باب سے، واللہ اعلم۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الصَّلٰوةِ
کتاب ہے بیان میں احکام نماز کے

فائدہ: لغت میں صلوۃ کا معنی دعا اور رحمت اور استغفار کا ہے اور شرع میں نماز کہتے ہیں ہیئت مخصوصہ کو جس میں قرأت اور رکوع اور سجود وغیرہ پایا جائے اور معنی لغوی نماز شرعی میں موجود ہیں اس لیے کہ دعا و استغفار وغیرہ سب نماز میں پایا جاتا ہے اور بعد ایمان کے نماز سب عبادتوں سے افضل ہے اور تمام بندگیوں سے اشرف ہے اور کتاب الطہارت سے اس کو اس واسطے مؤخر کیا گیا کہ طہارت نماز کی شرط ہے اور شرط مقدم ہوتی ہے مشروط پر اور وسیلہ مقدم ہوتا ہے مقصود پر۔

بَابُ كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ فِي الْإِسْرَآءِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي أَبُوْ سُفْيَانَ فِي حَدِيْثِ هِرَقْلَ فَقَالَ يَأْمُرُنَا يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ.

یعنی معراج کی رات میں نماز کس طرح فرض ہوئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ابوسفیان نے مجھ سے ہرقل کی حدیث بیان کی سو اس میں یہ بھی بیان کیا کہ وہ پیغمبر ہم کو نماز اور سچ بولنا اور حرام سے بچنا سکھلاتا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث باب بدء الوحی میں گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز مکہ میں ہجرت سے پہلے فرض ہوئی اس لیے کہ ابوسفیان نے ہجرت کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملاقات نہیں کی ہے اس وقت تک کہ ہرقل سے ملا اور اسراء بالاجماع مکہ میں واقع ہوا ہے اور یہ بیان کرنا وقت نماز کا اگرچہ حقیقتاً کیفیت نہیں ہے لیکن فی الجملہ اس کے مقدمات سے ہے پس یہی ہے وجہ مناسبت کی ساتھ ترجمہ باب کے۔

٣٣٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَبُوْ ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَجَ

٣٣٦۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر کی چھت کھولی گئی اس حالت میں کہ میں مکہ میں تھا یعنی ام ہانی کے گھر میں تھا (چھت پھاڑ کر آنے سے یہ غرض کمال مبالغہ ہے جلدی پہنچنے میں اور تنبیہ ہے اس پر کہ کوئی چیز غیر معتاد طلب کی گئی ہے یا چھت پھاڑنے سے اور اس کے مل جانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کا سینہ بھی ویسے پھاڑ

صَدْرِیْ ثُمَّ غَسَلَهٗ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَآءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِیٍٔ حِكْمَةً وَّاِیْمَانًا فَاَفْرَغَهٗ فِیْ صَدْرِیْ ثُمَّ اَطْبَقَهٗ ثُمَّ اَخَذَ بِیَدِیْ فَعَرَجَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَلَمَّا جِئْتُ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا قَالَ جِبْرِیْلُ لِخَازِنِ السَّمَآءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرِیْلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ اَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِیَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُرْسِلَ اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا السَّمَآءَ الدُّنْیَا فَاِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلٰی یَمِیْنِهٖ اَسْوِدَةٌ وَعَلٰی یَسَارِهٖ اَسْوِدَةٌ اِذَا نَظَرَ قِبَلَ یَمِیْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ یَسَارِهٖ بَكٰی فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اٰدَمُ وَهٰذِهِ الْاَسْوِدَةُ عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَشِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِیْهِ فَاَهْلُ الْیَمِیْنِ مِنْهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِیْ عَنْ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ عَنْ یَّمِیْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰی حَتّٰی عَرَجَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ الثَّانِیَةِ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ فَقَالَ لَهٗ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُ فَفَتَحَ قَالَ اَنَسٌ فَذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ فِی السَّمٰوٰتِ اٰدَمَ وَاِدْرِیْسَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰی وَاِبْرَاهِیْمَ صَلَوٰتُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ وَلَمْ یُثْبِتْ كَیْفَ مَنَازِلُهُمْ غَیْرَ اَنَّهٗ ذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ اٰدَمَ فِی السَّمَآءِ الدُّنْیَا وَاِبْرَاهِیْمَ فِی السَّمَآءِ

کر ملایا جائے گا) سو جبرائیل علیہ السلام اترا یعنی آسمان سے سو اس نے میرا سینہ پھاڑا پھر اس کو زمزم کے پانی سے دھویا پھر وہ ایک سونے کا طشت ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا لایا پھر اس کو میرے سینے میں گرایا پھر اس کو ملایا اور جوڑ دیا اور اس پر مہر کر دی تا کہ وسوسہ شیطان سے محفوظ رہے۔(مراد حکمت سے کمال علم اور معرفت الٰہی ہے اور تہذیب نفس کی اور تحقیق حق واسطے عمل کرنے کے اور اس کی ضد سے باز رہنا اور مراد طشت سے حقیقی معنی ہے پس معنی یہ ہے کہ اس طشت میں کوئی ایسی چیز ڈالی گئی تھی جس سے کہ ایمان اور حکمت کا کمال حاصل ہو پس اس کو مجازًا حکمت اور ایمان کہا گیا اس صورت میں حکمت اور ایمان سے حقیقت محسوسہ مراد ہو گی اور یا ایمان اور حکمت کو صورت محسوسہ میں متشکل کر دیا گیا ہو گا جیسے کہ اعمال کو قیامت کے دن شکل دی جائے گی وزن کے لیے یا موت کو مینڈھے کی شکل دی جائے گی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ چار دفعہ پھاڑا گیا ہے اول شق صدر لڑکپن میں واقع ہوا ہے جب آپ حلیمہ دایہ کے پاس تھے اس وقت آپ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور آپ کو پکڑ کر زمین پر لٹا دیا اور آپ کے سینہ کو پھاڑا اور اس سے خون جما ہوا نکالا جو مادہ فساد اور گناہ کا تھا۔ دوم شق صدر دسویں سال ہوا۔ سوم شق صدر رسالت نازل ہونے کے وقت ہوا۔ چہارم شق صدر معراج کی رات میں ہوا کذا ذکرہ الشیخ ابن حجر نے الفتح۔) پھر جبرئیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا سو مجھ کو لے چڑھا پہلے آسمان تک (اس حدیث میں سواری براق اور سیر مسجد اقصیٰ تک مذکور نہیں ہے سو شاید کہ راوی نے بوجہ اختصار کے اس کو ذکر نہیں کیا چنانچہ لفظ ثم کا تراخی پر دلالت کرتا ہے) سو جب میں پہلے آسمان کے

السَّادِسَةِ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِدْرِيسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا إِدْرِيسُ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا مُوسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا عِيسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْإِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا حَبَّةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُولَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُرِجَ بِي حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيفَ الْأَقْلَامِ قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَاةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى مَرَرْتُ عَلٰى مُوسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰى أُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوسٰى قُلْتُ وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ

پاس پہنچا تو جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے چوکیدار سے کہا کہ آسمان کا دروازہ کھول چوکیدار فرشتے نے کہا یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرائیل ہوں اُس نے کہا کہ کیا تیرے ساتھ بھی کوئی ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس چوکیدار نے کہا کیا بلایا گیا ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں۔ (اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی امیر یا رئیس وغیرہ کے دروازے پر چوکیدار ہو اس کو لازم ہے کہ اگر کوئی اجنبی آدمی اندر جانا چاہے تو اس سے خوب اچھی طرح تحقیق کر لے کہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور اندر کیا کام ہے اور بلایا گیا ہے یا بن بلائے آیا ہے اگر بن بلائے آیا ہے تو بلا اجازت صاحب خانہ کے اس کو اندر نہ جانے دے اور اذن لینے والے کو لازم ہے کہ اپنا نام لے تا کہ دوسرے کے ساتھ مشتبہ نہ ہو جائے۔) سو جب دروازہ کھولا گیا تو ہم پہلے آسمان کے اوپر چڑھ گئے سو ناگہاں دیکھتا کیا ہوں کہ وہاں ایک مرد بیٹھا ہوا ہے اس کی داہنی طرف بہت سے آدمی ہیں اور اس کی بائیں طرف بھی بہت سے آدمی ہیں سو جب وہ مرد اپنی داہنی طرف دیکھتا ہے تو ہنستا ہے اور جب اپنی بائیں طرف دیکھتا ہے تو روتا ہے سو اس نے (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر) کہا کہ کیا اچھا نیک بیٹا اور نیک پیغمبر آیا (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون مرد ہے جو داہنی طرف دیکھ کر ہنستا ہے اور بائیں طرف دیکھ کر روتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہے سب آدمیوں کا باپ ہے اور یہ آدمی جو اس کی داہنی طرف اور بائیں طرف ہیں یہ اس کی اولاد کی روح ہیں۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح کافروں اور مسلمانوں کے پہلے آسمان میں ہیں لیکن اس پر سخت اعتراض آتا ہے وہ

شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُهُ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتّٰى انْتَهٰى بِي إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لَا أَدْرِي مَا هِيَ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيْهَا حَبَايِلُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ.

یہ ہے کہ قرآن اور حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ ارواح کافروں کے سجین میں ہیں اور ارواح مومنوں کے بہشت میں ہیں نعمتیں کھاتے ہیں پھر پہلے آسمان پر ان کا ایک جگہ جمع ہونا کیسے صحیح ہو سکتا ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ شاید گاہ گاہ سب کے ارواح حضرت ﷺ پر پیش کیے جاتے ہیں سو ارواح کا آدم پر پیش ہونا اور حضرت ﷺ کا آدم علیہ السلام سے ملاقات کرنا اتفاقا ایک ہی وقت میں واقع ہوا ہو گا اور اسی پر دلالت کرتی ہے یہ آیت ﴿النار يعرضون عليها غدوا وعشيا﴾ یعنی کفار آگ پر پیش کیے جاتے ہیں صبح اور شام پس اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح کا بہشت اور دوزخ میں جانا گاہ ہوتا ہے گاہ نہیں ہوتا ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ جنت آدم علیہ السلام کی داہنی طرف اور جہنم بائیں طرف ہو اور اس کے لیے دونوں سے پردہ اٹھایا گیا ہو اور تیسرا جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے داہنے اور بائیں وہ ارواح ہوں جو پیدا کیے گئے ہیں اور ابھی تک بدنوں میں داخل ہو کر دنیا میں نہیں آئے ہیں اور آدم علیہ السلام کو ان کی عاقبت کی خبر ہو گئی ہو گی کہ یہ جنت میں جائیں گے یا دوزخ میں نہ وہ ارواح جو گزر چکے ہیں یا بدنوں میں داخل ہیں اور قرآن کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کے لیے آسمان کے دروازے کھولے نہیں جاتے ہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ مراد اس سے نہ کھولنا بطور تکریم اور رحمت کے ہے نہ مطلق) سو جو آدمی اس کی داہنی طرف ہیں وہ بہشت کے رہنے والے ہیں اور جو آدمی اس کی بائیں طرف ہیں وہ دوزخ کے رہنے والے ہیں یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام مجھ کو لے چڑھا دوسرے آسمان تک سو جبرائیل علیہ السلام نے اس کے چوکیدار سے کہا کہ آسمان کا

دروازہ کھول سو اس چوکیدار فرشتے نے جبرئیل علیہ السلام سے وہی بات کہی جو پہلے آسمان والے نے کہی تھی سو اس کا دروازہ کھولا گیا انس (راوی) نے کہا کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں میں آدم علیہ السلام اور ادریس اور موسیٰ اور عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات کی لیکن ابو ذر رضی اللہ عنہ نے ان کی جگہوں کو باترتیب ذکر نہیں کیا یعنی ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں صرف مجمل طور سے ذکر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پیغمبروں سے ملاقات کی لیکن اس میں یہ تفصیل نہیں کہ کون پیغمبر کو کون کون آسمان میں دیکھا فقط اس میں ذکر ہے کہ آدم علیہ السلام کو پہلے آسمان میں دیکھا اور ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے آسمان میں دیکھا یعنی سوائے ان دونوں پیغمبروں کے ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کسی کا مقام بیان نہیں کیا ہے۔ (شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح میں لکھا ہے کہ سوائے روایت شریک کے سب روایتوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم علیہ السلام کو ساتویں آسمان میں دیکھا سو اگر معراج کو کئی بار قرار دیا جائے تو اس میں کچھ تعارض نہیں اور اگر معراض صرف ایک ہی بار قرار دیا جائے تو کہا جائے گا کہ روایت جماعت کثیرہ کی راجح ہے روایت شریک پر اس لیے کہ جماعت کی روایت میں صاف آچکا ہے کہ آپ نے ابراہیم علیہ السلام کو بیت المعمور کے ساتھ تکیہ لگائے ہوئے دیکھا اور بیت المعمور بالاتفاق ساتویں آسمان میں ہے اور در حقیقت معراج کی حدیثیں پیغمبروں کی جگہوں میں مختلف اور متعارض ہیں سو یہ تعارض یا تو بعض راویوں کے اشتباہ پر حمل کرنے سے دفع ہوسکتا ہے اور یا یہ کہ دونوں آسمانوں میں دیکھا ہوگا) انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب جبرائیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر ادریس علیہ السلام پر گزرے تو اس نے مرحبا کہا یعنی کیا اچھا

نبی اور نیک پیغمبر آیا سو میں نے کہا یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ ادریس علیہ السلام پیغمبر ہے (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) پھر میں موسیٰ علیہ السلام پر گزرا سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا اچھا نیک پیغمبر اور نیک بھائی آیا میں نے کہا یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں عیسیٰ علیہ السلام پر گزرا سو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا اچھا نیک پیغمبر اور نیک بھائی آیا ہے میں نے کہا یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہے۔ (لفظ ثم کا یہاں ترتیب کے واسطے نہیں ہے اس لیے کہ سب حدیثوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ملاقات موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہوئی ہے اگر تعدد معراج پر حمل کیا جائے تو ترتیب صحیح ہوسکتی ہے) پھر میں ابراہیم علیہ السلام پر گزرا سو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کیا اچھا نیک پیغمبر اور نیک بیٹا آیا ہے میں نے کہا یہ کون ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ابن شہاب نے کہا کہ ابن حزم نے مجھ کو خبر دی کہ بے شک ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوحبہ انصاری کہا کرتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر مجھ کو اوپر چڑھایا گیا یہاں تک کہ میں ایک بلند جگہ پر پہنچا وہاں میں نے قلموں کے لکھنے کی آواز سنی یعنی جو احکام الٰہی وقضاء کہ فرشتے لکھتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو اللہ نے میری امت پر نماز فرض کی ہر ایک دن میں پچاس وقت کی پھر میں وہاں سے پلٹ آیا سو موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہو کر نکلا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ نے تیری امت پر کیا فرض کیا ہے میں نے کہا اللہ نے میری امت پر ہر روز پچاس وقت کی نماز فرض کی ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا پس پلٹ جا اپنے رب کے پاس اور اس سے اپنی امت کے لیے آسانی طلب کر سو بے شک تیری امت سے ہر روز پچاس وقت کی نماز ادا نہ ہو سکے گی۔

(موسیٰ علیہ السلام نے یہ اس واسطے فرمایا کہ وہ اس بات کا تجربہ کر چکے ہوئے تھے اور بنی اسرائیل کو احکام الٰہی کے ساتھ امتحان کر چکے ہوئے تھے) سو میں اللہ کی طرف پھر گیا اور اس سے آسانی طلب کی اپنی امت کے واسطے سو اللہ نے میری امت سے بعض نمازیں اتار ڈالی پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پلٹ آیا سو میں نے کہا کہ اللہ نے میری امت سے کچھ نمازیں اتار ڈالی ہیں سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا پلٹ جا اپنے رب کے پاس اس لیے کہ بے شک امت تیری سے ہر روز اتنی نمازیں ادا نہیں ہوسکیں گی سو میں اللہ کے پاس پلٹ گیا سو اللہ نے کچھ نمازیں اور اتار ڈالی پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پلٹ آیا سو اس نے کہا کہ پلٹ جا اپنے رب کے پاس سو بے شک امت تیری اس کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی ہے کہ میں اللہ کے پاس پلٹ گیا سو اللہ نے فرمایا یعنی آخر بار میں بعد قبول کرنے غرض تخفیف نماز کے کہ ہر روز پانچ نمازیں ہیں لیکن اُن کا ثواب پچاس نمازوں کا ہے اس لیے کہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہے پس ایک نماز کے بدلے دس نمازوں کا ثواب ہوگا نہیں بدلا یا جاتا قول نزدیک میری یعنی وعدہ اور وعید میں خلاف نہیں ہوتا ہے سو میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پلٹ آیا سو اُس نے کہا پلٹ جا اپنے رب کے پاس اور پانچ سے بھی تخفیف مانگ میں نے کہا میں اپنے رب سے شرما گیا ہوں یعنی اب عرض نہیں کرسکتا ہوں۔(یہ حدیث مجمل ہے اس لیے کہ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ کتنی بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پلٹ گئے اور ہر بار کتنی کتنی نمازیں تخفیف ہوگئیں لیکن دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر بار میں پانچ پانچ نمازیں تخفیف ہوئیں اور یہ زیادتی معتمد علیہ ہے پس جن حدیثوں میں دس دس کا ذکر ہے یا شطر کا ذکر ہے

ان سب سے یہی مراد ہو گی شاید راوی نے اختصار کے واسطے
پانچ پانچ کو دس دس کر دیا ہو گا یا یہ کہ دو بار دس دس کی تخفیف
ہوئی ہو گی اور پانچ پانچ کی تخفیف ہوئی ہو گی پس اس سے بھی
سب حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے واللہ اعلم) حضرت ﷺ
نے فرمایا کہ پھر مجھ کو جبرئیل علیہ السلام نے چلایا یہاں تک کہ مجھ
کو سدرۃ المنتہیٰ یعنی سرے کی بیری کے درخت بلند کو لے پہنچا
اور چھپایا ہوا تھا اس کو طرح طرح کے رنگوں نے میں نہیں جانتا
کہ کیا تھی حقیقت اُن رنگوں کی یعنی عجب طرح کے خوبصورت
رنگ اس پر چھائے ہوئے تھے کہ حقیقت اُن کے سوائے اللہ
کے کوئی نہیں جانتا۔ (یہ بیری کا درخت ساتویں آسمان میں ہے
اور جڑ اس کی چھٹے آسمان میں ہے اور وہ ایک مقام ہے اور اس
کو منتہیٰ اس واسطے کہتے ہیں کہ مخلوقات کے علوم اور اعمال اس
جگہ تمام ہو جاتے ہیں اس سے آگے کسی کا علم نہیں بڑھتا ہے
یہاں تک کہ جبرائیل علیہ السلام کا بھی مگر پیغمبر ﷺ اس سے بھی
آگے بڑھ گئے) پھر میں بہشت میں داخل کیا گیا سو ناگہاں کیا
دیکھتا ہوں کہ اس میں موتیوں کے گنبد ہیں اور ناگہاں اس کی
خاک مشک ہے یعنی اس کی خوشبو مشک کی خوشبو کی طرح تھی
اگرچہ وہ اعلیٰ قسم کی خوشبودار مٹی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ معراج کی رات اپنے گھر میں تھے اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ معراج کے وقت حطیم میں تھے اور حطیم اس مکان کا نام ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنایا تھا تو کعبہ میں داخل تھا جب قریش نے حضرت ﷺ کی نبوت سے پہلے کعبہ بنایا تو اس چند گز مکان کو کعبہ سے اُتر کی طرف علیحدہ کر دیا سو مطلب یہ ہے کہ اول حضرت ﷺ گھر میں تھے پھر جبرائیل علیہ السلام حضرت ﷺ کو حطیم میں لے گئے پھر وہاں سے آسمان کو چڑھ گئے تو اس وجہ سے کبھی حضرت ﷺ نے گھر کا ذکر کیا اور کبھی حطیم کا دونوں درست ہیں اور بعض روایتوں میں ام ہانی کا گھر مذکور ہے ام ہانی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن کا نام ہے حضرت ﷺ اور اس کا گھر ملا ہوا تھا گویا کہ ایک ہی تھا اس وجہ سے کبھی اس کا ذکر کر دیا اور معراج حضرت ﷺ کو مکے میں ہجرت سے

اول ایک برس ہوئی اور اس میں اختلاف ہے کہ معراج بدن سے ہوئی یا روح سے سوتے ہوئی یا جاگتے صحیح مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ بیداری میں روح اور بدن دونوں سے ہوئی چنانچہ صحیح حدیثوں سے صاف یہی معلوم ہوتا ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ معراج اُسی رات میں ہوا ہے جس رات میں آپ نے مسجد اقصیٰ تک سیر کیا یا دوسری رات میں بعض کہتے ہیں کہ دونوں ایک ہی رات میں واقع ہوئے ہیں خواب میں اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں دو راتوں میں واقع ہوئے ہیں ایک بیداری میں اور دوسرا خواب میں لیکن صحیح جمہور اہل علم کے نزدیک یہ ہے کہ اسراء اور معراج دونوں ایک ہی رات میں واقع ہوئے ہیں بیداری میں اور یہی مذہب ہے امام بخاری رحمہ اللہ کا شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس بات میں اختلاف کرنا جائز نہیں کہ بیت المقدس تک آپ کا ایک رات میں سیر کرنا بیداری میں تھا اس لیے کہ اس پر ظاہر قرآن ناطق ہے اور اس لیے کہ قریش نے اس کا انکار کیا پس اگر بیت المقدس تک سیر کرنا خواب میں ہوتا تو قریش انکار نہ کرتے اور معراج ہجرے سے ایک سال پہلے مکہ میں واقع ہوا ہے ربیع الآخر کی ستائیسویں رات میں اور بعض اور وقت میں کہتے ہیں واللہ اعلم اور جو مکے سے بیت المقدس تک جانے کا انکار کرے وہ کافر ہے اس لیے کہ قرآن میں اس کا صاف بیان ہے اور بیت المقدس سے آسمانوں کے چڑھنے کا جو انکار کرے تو وہ بدعتی ہے اور معراج کی رات میں نماز فرض ہونے کی یہ حکمت ہے کہ جب معراج کی رات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر اور باطن سے پاک کیے گئے اور زمزم کے پانی سے آپ کا سینہ دھویا گیا تو مناسب ہوا کہ ایسی حالت میں نماز فرض کی جائے اس لیے کہ نماز چاہتی ہے کہ آدمی پاک ہو اور اس واسطے کہ فرشتوں میں آپ کی بزرگی ظاہر ہو جائے اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس حدیث کو اس باب میں لانے سے یہ ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج کی رات میں پہلے پچاس نمازوں کا حکم ہوا پھر اُن سے تخفیف کی گئی اور آخر پانچ نمازوں پر امر قرار پایا سو یہ ایک کیفیت ہے نماز فرض ہونے کی کیفیتوں سے اور یہی ہے وجہ مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے واللہ اعلم۔

۳۳۷ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلَاةَ حِيْنَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَزِيْدَ فِيْ صَلَاةِ الْحَضَرِ.

۳۳۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب اللہ نے پہلے نماز کو فرض کیا سو دو دو رکعتیں فرض کیں حضر میں بھی اور سفر میں بھی یعنی سوائے نماز مغرب کے ہر وقت دو دو رکعت فرض پڑھنے کا حکم دیا سو سفر کی نماز تو اسی پہلے حال پر برقرار رکھی گئی یعنی دو ہی رکعت باقی رہی اور حضر کی نماز زیادہ کی گئی یعنی ہجرت کے بعد دو رکعتیں اُس میں زیادہ کر دی گئیں مگر مغرب اور فجر۔

فائدہ: اس حدیث سے حنفیہ دلیل پکڑتے ہیں کہ سفر میں دوگانہ رخصت نہیں پیچھے جائز ہونے چار رکعت کے بلکہ سفر

میں اصل اسی قدر نماز مشروع ہوئی ہے پس دوگانہ پڑھنا واجب ہے جواب اس کا یہ ہے کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان اور بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ پہلے سفر اور حضر میں دو دو رکعتیں نماز فرض ہوئی پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو حضر کی نماز میں دو دو رکعت اور زیادہ کی گئی مگر صبح کی نماز طول ہونے قراءۃ کے سبب سے پہلے حال پر چھوڑی گئی اور مغرب کی نماز بھی اپنے پہلے حال پر رہی اس لیے کہ وہ دن کے وتر ہیں اور جب حضر کی نماز چار رکعتیں قرار پاچکی تو سفر کی نماز میں تخفیف ہوگئی وقت نازل ہونے آیت ﴿**فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوة**﴾ کے اور تائید کرتا ہے اسی کی جو ابن کثیر نے شرح مسند میں ذکر کیا ہے کہ قصر کرنا نماز کا ہجرت سے بعد چوتھے سال میں واقع ہوا ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول (کہ نماز سفر کی پہلے حال پر برقرار رکھی گئی) کا یہ معنی ہے کہ باعتبار ما آل الیہ الامر من التخفیف پر برقرار رکھی گئی نہ یہ معنی کہ جب سے فرض ہوئی تو اسی حال پر ہمیشہ رکھی گئی پس اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز سفر کا قصر کرنا واجب ہے اور اس مقام میں بہت طویل بحث ہے حنفیہ قصر کو سفر میں واجب کہتے ہیں اور شافعیہ وغیرہ واجب نہیں کہتے ہیں بلکہ مستحب جانتے ہیں اور دونوں کے پاس دلیلیں ہیں لیکن اگر حنفیہ کی دلیلوں کو استحباب پر حمل کیا جائے اور قصر کو مستحب قرار دیا جائے مع جواز چہار گانہ کے تو سب حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور کوئی شے بیکار نہیں رہتی ہے بخلاف وجوب کے کہ اُس میں کئی حدیثیں متروک العمل رہ جاتی ہیں اور اس حدیث سے کیفیت فرض ہونے نماز کی معلوم ہوتی کہ پہلے دودو رکعتیں فرض ہوئی پھر چار چار رکعتیں فرض ہوئی پھر سفر میں تخفیف ہوگئی پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے۔

بَابُ وُجُوْبِ الصَّلَاةِ فِي الثِّيَابِ.

یعنی نماز میں کپڑے پہننا اور اپنی شرمگاہ کو ڈھانکنا واجب ہے ننگے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ ستر کا ڈھانکنا نماز کی شرط ہے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾

اور بیان میں قول اللہ تعالیٰ کے کہ پکڑو زینت اپنی کو یا اپنی زینت کے کپڑوں کو یا اپنے کپڑوں کو نزدیک آنے ہر مسجد کے واسطے نماز کے یا طواف کے۔

فائدہ: یعنی طواف اور نماز ننگے ہو کر مت کرو بلکہ کپڑے پہن کر کرو پس یہ آیت دلیل ہے اس پر کہ نماز میں اپنی شرمگاہ کو کپڑے سے چھپانا واجب ہے بدون اس کے نماز درست نہیں۔

وَمَنْ صَلّٰى مُلْتَحِفًا فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ.

یعنی اور صرف ایک کپڑے کو بدن پر لپیٹ کر نماز پڑھنے کا بیان

فائدہ: مقصود ایک کپڑے میں پیچیدہ ہو کر نماز پڑھنے سے اس بات پر شہادت ہے کہ نماز میں ستر عورت کرنا واجب ہے اس لیے کہ کپڑے کو بدن پر لپیٹنا اسی وجہ سے تھا کہ رکوع اور سجود میں شرمگاہ کھل نہ جائے۔

وَيُذْكَرُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَزُرُّهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ فِي إِسْنَادِهِ نَظَرٌ.

یعنی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا (جب کہ اُس نے آپ سے ایک کرتہ میں نماز پڑھنے کا حکم پوچھا) کہ بند کر اس کو اور تکمہ لگا اگرچہ کانٹے سے ہو یعنی جو چیز میسر ہو اس کے ساتھ اس کرتہ کو آگے سے بند کر لے تا کہ شرمگاہ نہ کھل جائے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد میں کلام ہے۔

فائدہ: اس حدیث کے لانے میں اشارہ ہے اس طرف کہ آیت مذکورہ میں زینت سے مراد مطلق کپڑا ہے بڑی بیش قیمت کپڑوں سے اپنے آپ کو آراستہ کرنا مراد نہیں ہے اور یہ اشارہ اس میں ہے کہ اگر مقصود زینت ہوتی تو کانٹے سے کپڑے نہ بند کیے جاتے۔

وَمَنْ صَلَّى فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُ فِيهِ مَا لَمْ يَرَ أَذًى.

یعنی جس کپڑے میں جماع کرے اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنی جائز ہے جب تک کہ اس میں پلیدی نہ دیکھ لے۔

فائدہ: یہ باب اصل میں حدیث ہے جس جو ابو داؤد ونسائی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت جماع والے کپڑے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے اُس نے کہاہاں جب اس میں پلیدی نہ ہوتی مقصود اس باب سے یہ ہے کہ ایسے کپڑے سے بھی نماز میں شرمگاہ کو چھونا جائز ہے۔

وَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.

یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ طواف کرے اور نہ گھومے گرد کعبہ کے کوئی ننگا آدمی۔

فائدہ: یہ بھی ایک حدیث کا ٹکڑا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں ستر عورت واجب ہے اس لیے کہ خانہ کعبہ کا طواف نماز کا حکم رکھتا ہے اور جب کہ طواف ننگے ہو کر جائز نہ ہوا تو نماز ننگے پڑھنی بطریق اولیٰ جائز نہیں ہوگی اس لیے کہ جو طواف میں شرط ہے وہ نماز میں بھی شرط ہے۔

۳۳۸ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أُمِرْنَا أَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ

۳۳۸۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم کو حکم ہوا یہ کہ باہر نکالیں ہم دن عید کے حیض والی عورتوں کو اور پردہ نشین عورتوں کو سو مسلمانوں کی جماعت میں حاضر ہوں اور ان کی دعاء میں

الْعِيْدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ قَالَتِ امْرَأَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ حَدَّثَتْنَا أُمُّ عَطِيَّةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

شریک ہوں اور حیض والی عورتیں عید گاہ سے کنارے رہیں ایک عورت نے عرض کی کہ یا حضرت اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو کیا کرے یعنی باہر جائے یا نہ جائے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ والی اس کو اپنی چادر پہنائے یعنی اگر اس کے پاس کوئی دوسری چادر ہو تو اس کو پہننے کے لیے عاریتاً دے دے یا اپنی چادر کا ایک کنارہ اس پر ڈال دے۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الطہارت میں مفصل طور سے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں ستر عورت واجب ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے کپڑا پہننے میں نہایت تاکید کی یہاں تک کہ عید کی نماز کے واسطے کپڑا مانگ کر پہنے کا حکم فرمایا پس فرض نماز کے واسطے کپڑا پہننا بطریق اولیٰ واجب ہوگا۔

بَابُ عَقْدِ الْإِزَارِ عَلَى الْقَفَا فِي الصَّلَاةِ.

یعنی تہ بند کو گردن میں باندھ کر نماز پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: اس کی صورت یہ ہے کہ تہ بند کے نیچے کے دونوں کونے چھوڑ دے اور اوپر کے دونوں کونوں میں سے داہنے کونے کو بائیں موہنڈے پر لا کر گردن کے پیچھے لے جائے اور بائیں کونے کو داہنے موہنڈے پر لا کر گردن کے پیچھے لے جائے اور پھر دونوں کو جمع کر کے گردن کے پیچھے گرہ دے دے۔

وَقَالَ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ صَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِيْ أُزْرِهِمْ عَلٰى عَوَاتِقِهِمْ.

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اپنے تہ بندوں کو گردن میں باندھ کر یعنی تا کہ رکوع و سجود میں شرمگاہ نہ کھل جائے اس لیے کہ صحابہ کے تہ بند اکثر سلے ہوئے نہیں ہوتے تھے اور یہ حال اہل صفہ کا تھا جن کا کوئی گھر بار مدینہ میں نہیں تھا۔

۳۳۹ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ صَلّٰى

۳۳۹۔ محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے صرف تہ بند میں نماز پڑھی اور حالانکہ اُس کو اپنی گردن میں باندھا ہوا تھا اس حالت میں کہ اس کے کپڑے سہ پائے پر

جَابِرٌ فِي إِزَارٍ قَدْ عَقَدَهُ مِنْ قِبَلِ قَفَاهُ وَثِيَابُهُ مَوْضُوعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ قَالَ لَهُ قَائِلٌ تُصَلِّي فِي إِزَارٍ وَاحِدٍ فَقَالَ إِنَّمَا صَنَعْتُ ذٰلِكَ لِيَرَانِي أَحْمَقُ مِثْلُكَ وَأَيُّنَا كَانَ لَهُ ثَوْبَانِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

رکھے تھے سو کسی شخص نے اس کو کہا یعنی بطریق انکار کے کہ تو صرف ایک تہ بند میں نماز پڑھتا ہے باوجودیکہ کپڑے تیرے پاس موجود ہیں سو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے صرف اسی واسطے ایک تہ بند میں نماز پڑھی ہے کہ تجھ جیسا بے وقوف مجھ کو دیکھے اور جانے کے فقط ایک کپڑے میں نماز پڑھنی جائز ہے یعنی میرا مقصود تعلیم کرنا ہے اور بندوں پر آسانی کرنا ہے کہ ایک کپڑے میں بھی نماز جائز ہے اگرچہ افضل دو کپڑوں میں نماز پڑھنا ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہم میں سے کس کے دو کپڑے ہوتے تھے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو کسی کے پاس دو کپڑے نہیں ہوتے تھے صرف ایک ہی کپڑا ہوتا تھا اسی میں صحابہ رضی اللہ عنہم نماز پڑھا کرتے تھے پھر تو ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو کیوں جائز نہیں رکھتا ہے اور مطابقت ان دونوں حدیثوں کی ترجمہ سے ظاہر ہے اور اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس واسطے بیان کیا ہے کہ معلوم ہو جائے کہ فعل جواز کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تاکہ جواز خوب دل میں جم جائے۔

فائدہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ تھا کہ ایک کپڑے میں نماز جائز نہیں ہے واسطے کثرت کپڑوں اس وقت میں سو جابر رضی اللہ عنہ نے ان کے اس اعتقاد کو رد کر دیا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنی جائز ہے اور یہی ہے مذہب اکثر علماء کا۔

٣٤٠ ۔ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ أَبُو مُصْعَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ.

٣٤٠۔ محمد سے روایت ہے کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا۔

فائدہ: یہ وہی حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے جو ابھی گزر چکی ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے تہ بند کو اپنی گردن میں باندھا ہوا تھا پس مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ مُلْتَحِفًا بِهٖ.

یعنی بدن کو صرف ایک کپڑے میں لپیٹ کر نماز پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: پہلے باب کی حدیثوں سے مطلق ایک کپڑے میں نماز پڑھنی جائز معلوم ہوتی تھی اب یہ باب امام بخاری رحمہ اللہ نے اس لیے باندھا ہے کہ مراد اس سے خاص وہ وقت ہے جس میں تنگی ہو اور دوسرا کپڑا نہ ملے یا مراد اس سے جواز ثابت کرنا ہے ہر حال میں۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ فِيْ حَدِيْثِهِ الْمُلْتَحِفُ الْمُتَوَشِّحُ وَهُوَ الْمُخَالِفُ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ وَهُوَ الْاِشْتِمَالُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ.

یعنی زہری نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ ملتحف کا معنی متوشح ہے اور متوشح اس کو کہتے ہیں جس نے اپنے کپڑے کے دونوں کناروں میں اپنے دونوں مونڈھوں پر مخالفت کی ہو یعنی کپڑے کی داہنی طرف کو جو داہنے مونڈھے پر ہو بائیں ہاتھ کے نیچے سے پکڑ کر بائیں مونڈھے پر ڈالے اور اس کی بائیں طرف کو جو بائیں مونڈھے پر ہو داہنے ہاتھ کے نیچے سے پکڑ کر داہنے مونڈھے پر ڈالے پھر اگر کنارے دراز ہوں تو دونوں طرفوں کو سینہ پر باندھ لے اور یہی معنی ہے اشتمال کا جو حدیثوں میں آیا ہے۔

قَالَ قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ الْتَحَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ وَخَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ.

یعنی ام ہانی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے کو بدن پر لپیٹا سو اس کی دونوں طرفوں میں اپنے مونڈھوں پر مخالفت کی یعنی دونوں کناروں کو جدا جدا کیا۔

۳۴۱ ۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ.

۳۴۱۔ عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور اس کی دونوں طرفوں میں مخالفت کی۔

۲۴۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ قَدْ أَلْقٰى طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ.

۳۴۲۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نماز پڑھتے دیکھا۔

۲۴۳ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ فِيْ بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ.

۳۴۳۔ ترجمہ اس کا بھی وہی ہے جو اوپر گزر چکا ہے۔

۲۴۴ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِيْ طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِيْ طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ قَالَتْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّيْ أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أَجَرْتُهُ

۳۴۴۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں فتح مکہ کے دن حضرت ﷺ کے پاس گئی سو میں نے آپ کو غسل کرتے پایا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کو پردہ کر رہی تھیں سو میں نے آپ کو سلام کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کون عورت ہے میں نے عرض کی کہ میں ام ہانی ہوں بیٹی ابو طالب کی سو حضرت ﷺ نے فرمایا خوشا بحال ام ہانی سو جب آپ نہانے سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے سو آپ نے آٹھ رکعتیں نماز پڑھی اس حال میں کہ آپ بدن کو ایک کپڑے میں لپیٹے ہوئے تھے سو جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کی کہ یا حضرت میں نے فلاں بن ہبیرہ کو قتل سے پناہ اور امان دی ہے اور میرا بھائی علی رضی اللہ عنہ اس کو قتل کرنا چاہتا ہے سو آپ نے فرمایا کہ اے ام ہانی جس کو تو نے پناہ دی ہے اس کو ہم نے بھی پناہ دی یعنی اب اس کو کوئی قتل نہیں کرے گا ام ہانی نے کہا کہ

فُلَانَ ابْنَ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ وَذَاكَ ضُحًى.

یہ آٹھ رکعتیں چاشت کی نماز تھی۔

فائدہ: اس حدیث میں بدن کو کپڑے میں لپیٹنے سے یہ مراد ہے کہ آپ نے اس کی دونوں طرفوں میں مخالفت کی ہوئی تھی پس مناسبت ترجمہ سے ظاہر ہے اور ہبیرہ ام ہانی کے خاوند کا نام ہے فتح مکہ کے دن وہ بھاگ گیا تھا اور کفر کی حالت میں مر گیا تھا اور مراد فلاں بن ہبیرہ سے ام ہانی کا بیٹا ہے ہبیرہ کے نطفہ سے یا کوئی دوسرا فرزند اس کا ہوگا دوسری عورت سے۔

۳۴۵ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ.

۳۴۵۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم پوچھا کہ جائز ہے یا نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سب کے پاس دو دو کپڑے ہیں۔

فائدہ: یعنی تم سب کے پاس دو دو کپڑے تو نہیں پس اگر ایک کپڑے میں نماز جائز نہ ہوتی تو تمہارے سے فرض نماز کیسے ادا ہوتی اور میں تم کو کس واسطے منع نہ کرتا کہ ایک کپڑے میں نماز جائز نہیں ہے پس تم کو کس واسطے معلوم نہیں کہ ایک کپڑے میں نماز جائز ہے اور مذہب جمہور صحابہ اور تابعین ومن سواھم کا یہی ہے کہ ایک کپڑے میں نماز جائز ہے بشرطیکہ شرمگاہ کو چھپا لے لیکن اگر دوسرا کپڑا موجود ہو تو مستحب ہے کہ دو کپڑوں میں نماز پڑھے اور ان سب حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کپڑے میں بدن کو لپیٹ کر نماز پڑھنی جائز ہے اور یہ وجہ ہے مناسبت ان حدیثوں کی ساتھ ترجمہ کے۔

بَابٌ إِذَا صَلَّى فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَلْيَجْعَلْ عَلٰى عَاتِقَيْهِ.

یعنی جب کوئی صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھنے لگے تو مستحب ہے کہ اس کے کسی کنارے کو اپنے مونڈھوں پر ڈال لے اُن کو ننگا نہ رکھے۔

۳۴۶ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۳۴۶۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی تم میں کا نماز نہ پڑھا کرے ایک کپڑے میں اس طرح کہ کندھے پر اس کپڑے سے کچھ بھی نہ ہو۔

وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقَيْهِ شَيْءٌ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی ایک کپڑے میں نماز پڑھنی چاہے تو اس کا کوئی کنارہ کندھے پر ڈال لے کندھے کھلے نہ چھوڑے آدھے کا لنگ باندھے اور آدھے سے کندھے چھپائے اور اس حدیث میں نہی سے مراد نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں اس لیے کہ حضرت ﷺ کا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا صرف ایک ہی کپڑے میں کھلے کندھے نماز پڑھنا اوپر ثابت ہو چکا ہے پس معلوم ہوا کہ کندھے پر کپڑا ڈالنا نماز میں مستحب ہے واجب نہیں۔

۳۴۷ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُهُ أَوْ كُنْتُ سَأَلْتُهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلْيُخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ.

۳۴۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جو شخص صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھنی چاہے تو چاہیے کہ کپڑے کی دونوں طرفوں میں مخالفت کرے اور دونوں کناروں کو جدا جدا کرے۔

فائدہ: کپڑے کے دونوں طرفوں کی مخالفت کرنے کا طریقہ اوپر معلوم ہو چکا ہے لیکن پھر عام ہے خواہ التحاف کی صورت ہو خواہ کسی دوسری طرح سے مخالفت کرلے سب طرح جائز ہے اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ کپڑے کی دونوں طرفوں میں مخالفت کرنی نہیں حاصل ہوتی مگر جب کہ کندھے پر کپڑا ڈالا جائے اور یہ امر واسطے استحباب کے ہے جیسے کہ مذہب جمہور کا ہے پس معلوم ہوا کہ کندھے پر نماز میں کپڑا ڈالنا مستحب ہے پس یہی وجہ ہے مناسبت حدیث کی ترجمہ سے۔

بَابٌ إِذَا كَانَ الثَّوْبُ ضَيِّقًا.

یعنی جب کپڑا تنگ ہو تو اس وقت نمازی کیا کرے۔

۳۴۸ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَجِئْتُ لَيْلَةً لِبَعْضِ أَمْرِي فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي وَعَلَيَّ ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَاشْتَمَلْتُ بِهِ وَصَلَّيْتُ

۳۴۸۔ سعید بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم پوچھا سو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلا یعنی حضرت ﷺ کو کوئی سفر پیش آ گیا تھا سو میں بھی حضرت ﷺ کے ساتھ گیا سو میں ایک رات حضرت ﷺ کے پاس کسی کام کو آیا سو میں نے آپ کو نماز پڑھتے پایا اور مجھ پر صرف ایک ہی کپڑا تھا سو میں نے اس کو بدن پر لپیٹ لیا اور

إِلَى جَانِبِهٖ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَا السُّرَى يَا جَابِرُ فَأَخْبَرْتُهٗ بِحَاجَتِيْ فَلَمَّا فَرَغْتُ قَالَ مَا هٰذَا الْإِشْتِمَالُ الَّذِيْ رَأَيْتُ قُلْتُ كَانَ ثَوْبٌ يَعْنِيْ ضَاقَ قَالَ فَإِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ بِهٖ وَإِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهٖ.

آپ کے پہلو میں نماز پڑھی سو جب آپ نماز سے پھرے تو فرمایا کہ اے جابر تو اس وقت رات میں کیوں آیا ہے سو میں نے آپ کو اپنے کام سے خبر دی کہ فلاں کام کے لیے آیا ہوں سو جب میں اپنے کام کو آپ سے عرض کر چکا تو فرمایا کہ یہ کپڑا لپیٹنا کیسا ہے جس کو میں نے دیکھا ہے میں نے کہا کہ میرے پاس صرف یہی کپڑا تھا سو آپ نے فرمایا کہ اگر کپڑا فراخ ہو تو اس کو نماز میں بدن پر لپیٹ لے اور اگر کپڑا تنگ ہو تو اس کا تہ بند باندھ لے کہ وہ ستر عورت کے لیے کافی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کپڑا تنگ ہو تو اس وقت مناسب ہے کہ اس کا تہ بند باندھ لے اور التحاف نہ کرے کہ وہ شرمگاہ کے کھل جانے کا سبب ہے اور حضرت ﷺ نے انکار اس واسطے کیا تھا کہ وہ کپڑا تنگ تھا اور اس کی دونوں طرفوں میں اس نے مخالفت کی ہوئی تھی لیکن اُس سے ستر عورت نہیں ہو سکتا تھا اس لیے اس پر جھک گیا تھا تا شرمگاہ نہ کھلے سو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ یہ اس وقت ہے جب کہ کپڑا فراخ ہو اور جب تنگ ہو تو اس کا تہ بند باندھ لے کہ وہ کافی ہے اس لیے کہ مقصود اصلی شرمگاہ کو چھپانا ہے سو وہ اس کے ساتھ حاصل ہو جاتا ہے۔

۳۴۹ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ رِجَالٌ يُصَلُّوْنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِيْ أُزْرِهِمْ عَلٰى أَعْنَاقِهِمْ كَهَيْئَةِ الصِّبْيَانِ وَيُقَالُ لِلنِّسَاءِ لَا تَرْفَعْنَ رُءُوْسَكُنَّ حَتّٰى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوْسًا.

۳۴۹ ۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض لوگ حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اس حالت میں کہ لڑکوں کی طرح اپنے تہ بندوں کو گردن پر باندھنے والے تھے اور عورتوں کو کہا جاتا تھا یعنی جو عورتیں کہ مردوں کے پیچھے نماز پڑھا کرتیں کہ اپنے سروں کو سجدہ سے مت اٹھاؤ یہاں تک کہ مرد سیدھا ہو کر بیٹھ جائیں۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے عورتوں کو مردوں سے پہلے سر اٹھانا اس واسطے منع کیا کہ عورتوں کی نظر مردوں کی شرمگاہ پر نہ پڑے اس لیے کہ جب بعض مرد تہ بند کو گردن میں باندھتے تھے تو نیچے سے ستر کھل جانے کا احتمال تھا پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر التحاف ممکن ہو تو تہ بند سے بہتر ہے اس لیے کہ اس میں ستر عورت اچھی طرح سے ہوتا ہے اور اس حدیث سے یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ تمام ستر عورت مردوں واجب نہیں تھا بلکہ ان کی شرمگاہ کے کھل جانے کا احتمال تھا اس لیے عورتوں کو ہمیشہ کے لیے منع کر دیا گیا، واللہ اعلم۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْجُبَّةِ الشَّامِيَّةِ.

یعنی شام کے کپڑے میں نماز پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: مقصود اس باب کے باندھنے سے یہ ہے کہ جو کپڑا کافروں کے ہاتھ کا بنا ہوا ہو اس میں نماز پڑھنی جائز ہے جب تک کہ اس میں پلیدی کا یقین نہ ہو جائے اور شام کی تخصیص اس واسطے کی کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں شام کے لوگ سب کافر تھے اور دار الاسلام میں اکثر کپڑا وہیں سے آتا تھا یا واسطے رعایت لفظ حدیث کے شام کی تخصیص کی ورنہ سب کافروں کا حکم ایک ہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الثِّيَابِ يَنْسُجُهَا الْمَجُوْسِيُّ لَمْ يَرَ بِهَا بَأْسًا.

یعنی حسن بصری نے کہا کہ جس کپڑے کو مجوسی لوگ بنتے ہیں اس میں نماز پڑھ لینی جائز ہے یعنی اگرچہ دھلا ہوا بھی نہ ہو۔

وَقَالَ مَعْمَرٌ رَأَيْتُ الزُّهْرِيَّ يَلْبَسُ مِنْ ثِيَابِ الْيَمَنِ مَا صُبِغَ بِالْبَوْلِ.

یعنی معمر نے کہا کہ میں نے زہری کو یمن کے کپڑے پہنتے دیکھا جو حیوانوں کے پیشاب سے رنگے گئے تھے یعنی اُن حیوانوں کے پیشاب سے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے اس لیے کہ زہری کے نزدیک اُن کا پیشاب پاک ہے اور یہ کہنا کہ زہری بقدر امکان اس کو دھولیا کرتے تھے غلط ہے اس لیے کہ پھر اس میں زہری کی کیا تخصیص ہے۔

وَصَلّٰى عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فِيْ ثَوْبٍ غَيْرِ مَقْصُوْرٍ.

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نئے بنے ہوئے کپڑے میں نماز پڑھی جو دھلا ہوا نہیں تھا۔

فائدہ: ان تینوں اثروں سے معلوم ہوا کہ جو کپڑا کافروں کے ہاتھ کا بنا ہوا ہو اس میں نماز پڑھ لینی جائز ہے جس تک اس میں پلیدی کا یقین نہ ہو جائے۔

۳۵۰ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ يَا مُغِيْرَةُ خُذِ الْإِدَاوَةَ فَأَخَذْتُهَا فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّيْ فَقَضٰى

۳۵۰۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا یعنی جنگ تبوک میں سو آپ نے فرمایا کہ اے مغیرہ پانی کا برتن پکڑ لے سو میں نے اس کو پکڑ لیا سو حضرت ﷺ چلے گئے یہاں تک کہ میری نظر سے چھپ گئے یعنی پائخانہ کے لیے بہت دور چلے گئے سو آپ جائے ضرور سے فارغ ہوئے اور اس وقت آپ شام کا جبہ پہنے ہوئے

حَاجَتَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَأْمِيَّةٌ فَذَهَبَ لِيُخْرِجَ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلّٰى.

تھے سو آپ اپنے ہاتھ کو آستین سے نکالنے لگے یعنی وضو کے لیے سو آستین تنگ ہوگئی یعنی اس سے ہاتھ باہر نہ نکل سکا سو آپ نے ہاتھ کو جبے کے نیچے کی طرف سے نکالا سو میں نے آپ پر پانی گرایا سو آپ نے اپنی نماز کے وضو کی مانند وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا پھر نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافروں کے بنے ہوئے کپڑوں میں بدون دھوئے نماز پڑھنی جائز ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے شام کا جبہ پہنا اور اس کی پاکی پلیدی کا کچھ حال دریافت نہ کیا۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّعَرِّيْ فِي الصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا.

یعنی نماز وغیرہ میں ننگا ہونا منع ہے۔

۳۵۱ ۔ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ يَا ابْنَ أَخِيْ لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَ عَلٰى مَنْكِبَيْكَ دُوْنَ الْحِجَارَةِ قَالَ فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَمَا رُئِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ عُرْيَانًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۵۱۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ﷺ قریشیوں کے ساتھ پتھر کو اٹھا اٹھا کر لے جاتے تھے واسطے بناء کرنے خانہ کعبہ کے (یہ حضرت ﷺ کے رسول ہونے سے پندرہ سال پہلے کا ذکر ہے تب حضرت ﷺ کی عمر پینتیس برس کی تھی اس وقت قریش نے کعبہ کو نئے سرے سے تعمیر کیا تھا سو حضرت ﷺ بھی اس کی تعمیر کے لیے قریش کے ساتھ پتھروں کو اٹھا اٹھا کر لے جاتے تھے) اور آپ پر اس وقت تہ بند بندھا تھا (یعنی آپ اس وقت صرف تہ بند باندھے ہوئے تھے آپ کے سر اور کندھوں پر کوئی کپڑا نہیں تھا) سو عباس رضی اللہ عنہما (حضرت ﷺ کے چچا تھے) نے آپ کو کہا کہ اے بھتیجے اگر تو اپنی تہ بند کو کھول کر اپنے کندھوں پر ڈال لے اور اس پر پتھر کو اٹھا اٹھا کر لے جایا کرے تو بہت خوب ہو یعنی اس لیے کہ اس میں بدن کو تکلیف نہیں پہنچتی ہے سو حضرت ﷺ نے تہ بند کو کھول کر اپنے کندھے پر ڈال لیا سو اسی وقت آپ بیہوش ہو کر گر پڑے یعنی ننگے ہونے کے سبب سے ایسے پریشان ہوئے کہ بے ہوش ہو گئے سو بعد اس کے کبھی کسی نے حضرت ﷺ کو ننگا نہیں دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد اس وقت کے حضرت ﷺ کبھی ننگے نہیں ہوئے یہاں تک کہ بعد نبوت کے بھی پس اس عموم احوال سے ثابت ہوتا ہے کہ آدمی کو ننگا ہونا منع ہے خواہ نماز میں ہو یا نماز سے باہر ہو پس یہ یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آدمیوں کے روبرو ننگا ہونا جائز نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ قبیح باتوں سے ہمیشہ محفوظ رہے ہیں پہلے نبوت سے اور پیچھے بھی اور عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ کو ننگا ہونا اس واسطے فرمایا کہ جاہلیت کے زمانے میں ننگے ہونے کو عیب نہیں جانتے تھے بلکہ ننگے ہو کر کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے لیکن حضرت ﷺ کو فطرتی حیا تھا اسی واسطے آپ ننگے ہونے سے بیہوش ہو گئے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْقَمِيْصِ وَالسَّرَاوِيْلِ وَالتُّبَّانِ وَالْقَبَآءِ.

یعنی کرتہ اور پائجامے اور جھانگی اور قبا میں نماز پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی ان کپڑوں میں سے اگر ایک کپڑے میں نماز پڑھ لے تو جائز ہے لیکن جس کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ ان کپڑوں میں سے دو کو پہن کر نماز پڑھے ورنہ ایک میں بھی جائز ہے۔

٣٥٢ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ أَوَكُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ ثُمَّ سَأَلَ رَجُلٌ عُمَرَ فَقَالَ إِذَا وَسَّعَ اللّٰهُ فَأَوْسِعُوْا جَمَعَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ صَلّٰى رَجُلٌ فِيْ إِزَارٍ وَرِدَآءٍ فِيْ إِزَارٍ وَقَمِيْصٍ فِيْ إِزَارٍ وَقَبَآءٍ فِيْ سَرَاوِيْلَ وَرِدَآءٍ فِيْ سَرَاوِيْلَ وَقَمِيْصٍ فِيْ سَرَاوِيْلَ وَقَبَآءٍ فِيْ تُبَّانٍ وَقَبَآءٍ فِيْ تُبَّانٍ وَقَمِيْصٍ قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ فِيْ تُبَّانٍ وَرِدَآءٍ.

٣٥٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے آپ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم پوچھا سو آپ نے فرمایا کیا تم سب دو دو کپڑوں کو پاتے ہو یعنی تم سب کے پاس دو دو کپڑے تو نہیں ہوتے اگر نماز ایک کپڑے میں جائز نہ ہوتی تو تمام لوگ بے نماز رہتے۔ پھر ایک مرد نے یہ مسئلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایک کپڑے میں نماز جائز ہے یا نہیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب اللہ رزق میں فراخی کرے تو تم بھی کپڑوں میں فراخی کرو اور تنگی اختیار نہ کرو اور مرد کو چاہیے کہ اپنے اوپر کپڑے جمع نہ کرے یعنی ایک کپڑے میں اگرچہ نماز جائز ہے لیکن صاحب وسعت کے لیے مستحب ہے کہ کپڑے میں وسعت کرے اور دو یا زیادہ کپڑوں میں نماز پڑھے۔ پس بہتر ہے کہ یا تو چادر اور تہ بند میں نماز پڑھے یا تہ بند اور کرتہ میں یا تہ بند اور قبا میں پڑھے یا پائجامہ اور تہ بند میں پڑھے یا پائجامہ اور کرتہ میں پڑھے یا پائجامہ اور قبا میں پڑھے اور یا جھانگی اور قبا میں پڑے یا جھانگی اور کرتہ

میں پڑھے یا جہانگی اور تہ بند میں پڑھے یعنی وسعت کے وقت مستحب ہے کہ دو دو کپڑوں میں نماز پڑھے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد ان قسموں کے بیان کرنے سے حصر نہیں ہے بلکہ جس قسم کے دو کپڑے ہوں جائز ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تنگی کے وقت ان کپڑوں میں سے ایک ایک کپڑے میں بھی نماز پڑھنی جائز ہے پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

٣٥٣ ـ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا وَرْسٌ فَمَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ.

٣٥٣۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ احرام باندھنے والے کو احرام کی حالت میں کیا کیا کپڑا پہننا جائز ہے سو آپ نے فرمایا کہ نہ پہنے حج کا احرام باندھنے والا کرتہ اور نہ پائجامہ اور نہ بران کوٹ یا کن ٹوپ اور نہ وہ کپڑا جس میں ورس ہو یعنی زرد خوشبو دار گھاس یا زعفران لگی ہو سو جو شخص جوتا نہ پائے تو موزے پہن لے اور موزوں کو وہاں تک کاٹ لے کہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔

فائدہ: اس حدیث پر سب اماموں کا عمل ہے کہ احرام والے کو یہ چیزیں درست نہیں اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ اس حدیث سے بے سلے ہوئے کپڑے میں بھی نماز پڑھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے اور مناسبت اس حدیث کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام کی حالت کے سوا اور وقت میں پائجامہ اور کرتہ وغیرہ میں نماز پڑھنی جائز معلوم ہوتی ہے اور یہی مطلب ہے ترجمہ سے لیکن اس وجہ کو شارحین سے کسی نے نہیں لکھا ہے۔

بَابُ مَا يَسْتُرُ مِنَ الْعَوْرَةِ.

یعنی شرم گاہ کے ڈھانکنے کا بیان یعنی نماز سے باہر کس کس جگہ کو پردہ کرنا واجب ہے۔

فائدہ: ظاہر امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ نماز سے باہر ناف کے نیچے کے تمام بدن کو پردہ کرنا واجب نہیں بلکہ صرف قبل اور دبر یعنی آگے کی شرمگاہ اور پیچھے کی شرمگاہ کو پردہ کرنا واجب ہے۔

٣٥٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا

٣٥٤۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّآءِ وَأَنْ يَّحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

نے منع فرمایا ہے نماز میں کپڑا لپیٹنے سے اس طرح کہ اس سے ہاتھ باہر نہ نکل سکیں اور منع فرمایا ہے ایک کپڑے میں زانو اٹھا کر بیٹھنے سے کہ اُس کی شرمگاہ پر کوئی چیز نہ ہو۔

فائدہ: اشتمال کہتے ہیں اس کو کہ تمام بدن پر کپڑا لپیٹ لے اس طرح پر کہ نماز یا کسی اور کام کے واسطے ہاتھ باہر نہ نکال سکے اور اس سے منع اس واسطے فرمایا کہ اگر نماز میں کوئی حاجت یا عارضہ پیش آ جائے تو اس کے دفع کے واسطے ہاتھ باہر نہ نکال سکے گا پس اس کو اس میں نقصان پہنچے گا پس یہ نہی تنزیہی ہے اور صماء اس پتھر کو کہتے ہیں جس میں کوئی سوراخ نہ ہو اور اس طرح کپڑا لپیٹنے کو اس واسطے صماء نام رکھا ہے کہ اس میں بھی کوئی راہ باقی نہیں رہتی ہے جس میں سے آدمی ہاتھ باہر نکال سکے اور احتبا کہتے ہیں اس کو کہ آدمی اپنے دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر کے اپنے چوتڑوں پر بیٹھے اور اپنی پیٹھ اور دونوں زانوں پر حلقہ کرے اپنے ہاتھوں سے یا چادر سے یا کسی اور چیز سے اور شرمگاہ کو کھلی چھوڑ دے پس اس طرح کا بیٹھنا ناجائز ہے لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اپنی شرمگاہ کو پردہ کر رکھے تو اس شکل سے بیٹھنا منع نہیں پس اس سے ثابت ہوا کہ سوائے دونوں شرمگاہوں کے اور بدن کو پردہ کرنا واجب نہیں ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے لیکن نماز کے اندر ناف سے نیچے سب بدن کو پردہ کرنا واجب ہے جیسے کہ مفصل طور سے اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

۳۵۵ ۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنِ اللِّمَاسِ وَالنِّبَاذِ وَأَنْ يَّشْتَمِلَ الصَّمَّآءَ وَأَنْ يَّحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ.

۳۵۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے دو طرح کی خرید وفروخت سے یعنی بیع کے ہاتھ لگانے سے اور اس کو ایک دوسرے کی طرف پھینک دینے سے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا نماز میں کپڑا لپیٹنے سے اس طرح پر کہ اس سے ہاتھ باہر نہ نکل سکے اور منع فرمایا گھٹنے کھڑے کر کے چوتڑ زمین پر رکھ کر ایک کپڑے میں حلقہ کر کے بیٹھنے سے اس طرح پر کہ شرمگاہ کھلی رہے۔

فائدہ: جاہلیت کے زمانے میں یہ دونوں طرح بیع ہوا کرتی تھی پہلی صورت اس طور سے کہ بیچنے والا خریدار کو کہتا تھا کہ مثلاً یہ کپڑے کا تھان اور یہ اس کی قیمت ہے خواہ خرید خواہ نہ خرید لیکن اگر تو اس تھان کو ہاتھ لگائے گا تو بیع لازم ہو جائے گی فسخ بیع کا اختیار باقی نہیں رہے گا مثلاً ایک تھان ہے اور خریدار نے اس کو کھول کر نہیں دیکھا ہے تو صرف

ہاتھ لگانے سے بیع لازم ہو جاتی تھی اور دوسری صورت پھینک دینے کی یہ ہے کہ بائع خریدار کو کہتا کہ اگر میں تیری طرف اس چیز کو پھینک دوں تو بس لازم ہو چکی خیار فسخ باقی نہیں رہے گا سو ان دونوں طرح کی بیع میں خریدار کو بہت دھوکا ہوتا تھا اس لیے حضرت ﷺ نے اس سے منع فرما دیا تھا۔

۳۵۶ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي مُؤَذِّنِينَ يَوْمَ النَّحْرِ نُؤَذِّنُ بِمِنًى أَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ أَرْدَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَآءَةٌ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِي أَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.

۳۵۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو اس حج میں یعنی جس حج میں کہ حجۃ الوداع سے پہلے ایک سال حضرت ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا کر کے مکے میں بھیجا تھا اور آپ خود تشریف نہیں لائے تھے۔ مؤذنوں کی جماعت میں بھیجا کہ ہم دسویں کے دن سب خلقت میں پکار کر کہہ دیں کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ طواف کرے گرد کعبہ کے کوئی ننگا آدمی پھر حضرت ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے سے علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور اس کو فرمایا کہ بلند آواز سے سورہ براءت خلقت کو پڑھ کر سناؤ سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے ساتھ مل کر دسویں کے دن لوگوں میں پکار دیا کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ طواف کرے گرد کعبہ کے کوئی ننگا آدمی۔

فائدہ: نویں سال ہجری میں حضرت ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاجیوں کا سردار کر کے مکے میں حج کو بھیجا اور فرمایا کہ سب کو یہ حکم پہنچاؤ کہ دوسرے سال کوئی کافر حج کو نہ آئے کافروں کا دستور تھا کہ طواف ننگے کرتے تھے اُن کا گمان یہ تھا کہ کپڑوں میں ہم نے گناہ کیے ہیں ان سے کیا طواف کریں اور حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو سورہ براءۃ پڑھ کر سنانے کو اس واسطے بھیجا تھا کہ اس سورۃ میں عہد توڑنے کا ذکر ہے اور عرب میں یہ بات مقرر تھی کہ عہد کو وہی شخص توڑے جس نے عہد کیا ہے یا کوئی اس کا قرابتی ہو اور اہل بیت سے ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ننگا ہونا حرام ہے اور ننگے ہو کر طواف کرنا منع ہے پس معلوم ہوا کہ ناف سے نیچے گھٹنوں تک سب بدن کو ستر کرنا صرف نماز میں ہے نماز سے بعد شرمگاہ کو اور بدن کو پردہ کرنا واجب نہیں ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ بِغَيْرِ رِدَآءٍ.

بے چادر کے نماز پڑھنے کا بیان یعنی صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھنی جائز ہے اگرچہ چادر بھی پاس موجود ہو۔

۳۵۷ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي الْمَوَالِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ مُلْتَحِفًا بِهٖ وَرِدَآؤُهٗ مَوْضُوْعٌ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ تُصَلِّي وَرِدَاؤُكَ مَوْضُوْعٌ قَالَ نَعَمْ أَحْبَبْتُ أَنْ يَّرَانِيَ الْجُهَّالُ مِثْلُكُمْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ هٰكَذَا.

۳۵۷۔ محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور حالانکہ وہ بدن کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر نماز پڑھ رہے تھے اور اُن کی چادر پاس رکھی تھی سو جب نماز سے پھرے تو ہم نے کہا کہ اے ابو عبداللہ تو نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی ہے حالانکہ تیرے پاس چادر موجود تھی یعنی باوجود چادر کے صرف تہ بند میں تو نے نماز کیوں پڑھی ہے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں نے یہ کام عمداً کیا ہے میں نے اس بات کو درست جانا کہ تم جیسے بے وقوف مجھ کو دیکھیں (یعنی میں نے یہ کام اس واسطے کیا ہے کہ ناواقف لوگوں کو مسئلہ معلوم ہو جائے کہ صرف ایک کپڑے میں بھی نماز پڑھنی جائز ہے۔) اس لیے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے چادر کے نماز پڑھنی جائز ہے۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْفَخِذِ.

باب ہے ران کے بیان میں کہ اُس کا پردہ کرنا واجب ہے یا نہیں۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَرْهَدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَخِذُ عَوْرَةٌ وَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ حَسَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَخِذِهٖ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَدِيْثُ أَنَسٍ أَسْنَدُ وَحَدِيْثُ جَرْهَدٍ أَحْوَطُ حَتّٰى يُخْرَجَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ.

یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور جرہد اور محمد بن جحش سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ران عورت ہے اس کو پردہ کرنا واجب ہے۔ اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران کو کھول دیا۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی زیادہ ترصحیح ہے اور زیادہ تر قوی ہے ازروئے سند کے اور جرہد کی حدیث پر عمل کرنے میں بہت احتیاط ہے یعنی جرہد کی حدیث پر عمل کرنے سے آدمی صحابہ رضی اللہ عنہم کے اختلاف سے نکل جاتا ہے اس لیے کہ انس رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا کہ ران کو کھولنا واجب ہے جو نہ کھولے وہ گنہگار

ہے پس جرہد کی حدیث پر عمل کرنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مخالف نہیں ہے۔

فائدہ: اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کہا جائے کہ یہاں قول اور فعل میں تعارض واقع ہوا ہے پس قول کو ترجیح ہوگی اس لیے کہ فعل خصوصیت کا احتمال رکھتا ہے۔

وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى غَطَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُكْبَتَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ عُثْمَانُ.

یعنی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے دونوں گھٹنوں کو چھپا لیا۔

فائدہ: یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے جانے سے پہلے اپنے گھٹنوں کو کھولا ہوا تھا اور کئی صحابہ بھی وہاں آپ کے پاس اس وقت موجود تھے پس اس سے معلوم ہوا کہ گھٹنے عورت کا حکم نہیں رکھتے ہیں اس لیے کہ عورت کا سب کے نزدیک کھولنا حرام ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے کام سے معصوم ہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ سے شاید اس واسطے زانو چھپا لیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حیا کمال غالب تھا اُن کے حیا کے لحاظ سے آپ نے زانو چھپا لیے اگرچہ وہ عورت نہیں تھے۔

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتّٰى خِفْتُ أَنْ تَرُضَّ فَخِذِيْ.

یعنی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتاری اور حالانکہ آپ کی ران میری ران پر تھی سو مجھ پر اتنا بوجھ پڑ گیا کہ مجھ کو خوف ہوا کہ میری ران ٹوٹ جائے گی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ران عورت نہیں ہے اس لیے کہ اصل یہی ہے کہ درمیان میں کوئی پردہ نہیں ہوگا۔

٣٥٨ ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا خَيْبَرَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلَاةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ أَبُوْ طَلْحَةَ وَأَنَا رَدِيْفُ أَبِيْ طَلْحَةَ فَأَجْرٰى نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ زُقَاقِ خَيْبَرَ وَإِنَّ رُكْبَتِيْ لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَسَرَ

۳۵۸۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کے لیے خیبر پر چڑھائی کی سو ہم چلے یہاں تک کہ ہم نے صبح کی نماز خیبر کے پاس جا کر اندھیرے میں پڑھی یعنی اول شروع صبح صادق کے وقت۔ (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی اس واسطے کہ بے خبر خیبر والوں پر سر پر جا پڑیں) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے اور آپ کے پیچھے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سوار ہوا اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے میں سوار ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کو خیبر کے کوچوں میں دوڑایا اور بے شک میری ران حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے لگ رہی تھی پھر آپ نے اپنی ران کو تہ بند سے کھول دیا یہاں تک کہ میں

الْإِزَارَ عَنْ فَخِذِهٖ حَتّٰى إِنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى بَيَاضِ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ وَخَرَجَ الْقَوْمُ إِلٰى أَعْمَالِهِمْ فَقَالُوْا مُحَمَّدٌ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا وَالْخَمِيْسُ يَعْنِي الْجَيْشَ قَالَ فَأَصَبْنَاهَا عَنْوَةً فَجُمِعَ السَّبْيُ فَجَآءَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَعْطِنِيْ جَارِيَةً مِّنَ السَّبْيِ قَالَ اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً فَأَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَجَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرِ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ قَالَ ادْعُوْهُ بِهَا فَجَآءَ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُذْ جَارِيَةً مِّنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا قَالَ فَأَعْتَقَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَزَوَّجَهَا فَقَالَ لَهٗ ثَابِتٌ يَا أَبَا حَمْزَةَ مَا أَصْدَقَهَا قَالَ نَفْسَهَا أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالطَّرِيْقِ جَهَّزَتْهَا لَهٗ أُمُّ سُلَيْمٍ فَأَهْدَتْهَا لَهٗ مِنَ اللَّيْلِ فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوْسًا فَقَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ شَيْءٌ فَلْيَجِئْ بِهٖ وَبَسَطَ نِطَعًا فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالتَّمْرِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ

آپ کی ران کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں سو جب آپ خیبر میں داخل ہوئے تو فرمایا اللہ سب سے بڑا ہے خیبر خراب ہوا یعنی یہ غیب کی خبر دی یا اُن پر بد دعا کی کہ اللہ ان کو خراب کرے اس واسطے کہ جب ہم کسی قوم کی ڈانڈ میں اتریں تو بری ہوتی ہیں صبح ڈرائے گئے لوگوں کی یعنی وہ لوگ مغلوب اور ذلیل ہو جاتے ہیں اور ہماری فتح ہو جاتی ہے یہ کلمہ آپ نے تین بار فرمایا یعنی اللہ اکبر الخ سو خیبر کے لوگ اپنے کاموں کے لیے نکلے اس لیے کہ وہ حضرت ﷺ کے آنے سے بے خبر تھے سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ محمد ﷺ اور اس کا لشکر پہنچا یعنی وہ لوگ حضرت ﷺ کو اور آپ کے لشکر کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور کچھ بن نہ آئی۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم نے خیبر کو قہر اور زبردستی سے فتح کیا یا صلح اور نرمی سے۔ (علماء کو اس میں اختلاف ہے کہ خیبر زبردستی سے فتح ہوا یا صلح سے سو بعضوں نے کہا کہ کچھ تو زبردستی سے فتح ہوا تھا اور کچھ صلح سے فتح ہوا تھا) سو قیدیوں کو جمع کیا گیا یعنی ان کی عورتوں اور بال بچوں سب کو گرفتار کیا گیا سو دحیہ کلبی آیا اور عرض کی کہ یا حضرت ان قیدیوں سے مجھ کو ایک لونڈی عطا فرمایئے سو آپ نے اس کو فرمایا جا اور ایک لونڈی کو لے لے سو اُس نے جا کر صفیہ بیٹی حیی کو پکڑ لیا سو ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور اُس نے عرض کی یا حضرت آپ نے دحیہ کو صفیہ بخش دی ہے جو قبیلے قریظہ اور نضیر کی سردار ہے۔ (خیبر میں یہود کے دو قبیلے رہتے تھے ایک کا نام قریظہ تھا اور ایک نام نضیر تھا سو یہ صفیہ جو بندی میں پکڑی آئی ان دونوں قبیلوں کے سردار کی بیٹی تھی اور حسن اور جمال میں بے نظیر تھی) سو وہ آپ کے سوا کسی کے لائق نہیں ہے سو آپ نے

بِالسَّمْنِ قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَدْ ذَكَرَ السَّوِيْقَ قَالَ فَحَاسُوْا حَيْسًا فَكَانَتْ وَلِيْمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فرمایا دحیہ اور اس عورت کو میرے سامنے لاؤ سو دحیہ اس کو لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا سو جب حضرت ﷺ نے اس عورت کی طرف نظر کی تو فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے اور اس کے بدلے نبدیوں سے اور لونڈی پکڑ لو۔ (حضرت ﷺ نے دحیہ سے صفیہ کو اس واسطے واپس لیا کہ تا کہ دوسرے لوگ جو اس سے افضل ہیں اس پر رشک اور غیرت نہ کریں) سو حضرت ﷺ نے صفیہ کو آزاد کر دیا پھر اس سے نکاح کر لیا سو ثابت نے انس رضی اللہ عنہ کو کہا کہ یا ابا حمزہ حضرت ﷺ نے اس کو مہر کیا دیا تھا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے اس کی جان کو آزاد کر دیا اور پھر اس سے نکاح کر لیا یعنی اس کا آزاد کرنا ہی مہر تھا۔ (بعض کہتے ہیں یہ حضرت ﷺ کا خاصہ تھا مگر یہ بات محض بے دلیل ہے اس پر کوئی دلیل نہیں اور اکثر اماموں کا اس حدیث پر عمل ہے۔) یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ مدینہ کو واپس آتے ہوئے ایک جگہ میں پہنچے یعنی شدا روحا میں کہ چالیس میل مدینہ سے ہے تو ام سلیم (یعنی انس رضی اللہ عنہ کی ماں) نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو تیار کیا اور دلہن بنایا اور اسی رات میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس بھیج دیا پس آپ نے صبح کی اُس دن حالت عروسی میں یعنی اس صبح کو آپ دولہا بنے سو فرمایا کہ جس کے پاس کوئی کھانے کی چیز ہو تو اس کو میرے پاس لے آئے اور آپ نے ایک چمڑے کو بچھا دیا سو کوئی مرد تو کھجور لے آیا اور کوئی گھی لایا اور کوئی ستو لے آیا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سب چیزوں کو ملا کر حلوا بنایا اور لوگوں کو کھلایا سو یہ حضرت ﷺ کا ولیمہ تھا۔

فائدہ: ولیمہ اس طعام کو کہتے ہیں کہ زفاف یعنی مرد اور عورت کے جمع ہونے کے وقت کرتے ہیں۔

فائدہ: اس باب کی بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ران کا پردہ کرنا واجب نہیں جیسے کہ یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی

ہے اس لیے کہ اس سے ظاہرا یہی معلوم ہوتا ہے کہ درمیان کوئی پردہ نہیں تھا پس اگر ران کو شرمگاہ کا حکم ہوتا تو بدون پردے کے اس کو چھونا جائز نہ ہوتا اور مسلم کی روایت میں جو بے قصد کھل جانے کا ذکر ہے تو اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ران کو پردہ کرنا واجب نہیں اس لیے کہ آپ اس پر قائم رہے پس اگر یہ امر نا جائز ہوتا تو اس پر قائم نہ رہتے واسطے معصوم ہونے کے بلکہ اسی وقت اس کو بند کر لیتے اور بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رانوں کا پردہ کرنا واجب ہے سو ظاہر ان حدیثوں میں تعارض ہے سو وجہ تطبیق کی ان حدیثوں میں امام بخاری رحمہ اللہ کی کلام سے اوپر مذکور ہو چکی ہے کہ پردہ کرنے میں کچھ تعارض باقی نہیں رہتا ہے اور ایک وجہ تطبیق کی یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جن لوگوں کی بہت کثرت سے آمد و رفت ہو ان کی نسبت سے ران کو عورت کا حکم نہیں اور جو لوگ کبھی کبھی اتفاقا آتے ہوں اُن کی نسبت سے ران کو شرمگاہ کا حکم ہے پس اس طور سے عثمان رضی اللہ عنہ کے داخل ہونے کے وقت آپ کا ران کو پردہ کر لینا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے نزدیک پردہ نہ کرنا سب ایک جگہ متفق ہو جائے گا اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ مزدور لوگ اور اونٹ چرانے والے اور جو اس قسم کے لوگ ہیں ان کو ران کھول کر نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ کہ قبل اور دبر کو پردہ کیا ہوا ہو اس بات کے صحیح ہونے میں کچھ شک نہیں ہے اس لیے کہ اس بات کا علم یقینی حاصل ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کام کرنے والوں اور اونٹ چرانے والوں وغیرہ کو نماز میں ران ڈھانکنے کی تکلیف نہیں دی اور یہاں ایک قاعدہ یاد رکھنا چاہیے وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو دو قسم بنایا ہے ایک نماز خاص لوگوں کی جو زیادہ پرہیز گار ہیں اور ایک نماز عام لوگوں کی سو آپ نے بہت چیزوں کو عام لوگوں کی نماز میں جائز رکھا ہے اور خاصوں کی نماز میں جائز نہیں رکھا ہے سو اس قاعدہ سے نماز کے باب میں اکثر متناقض جگہوں سے تناقض دفع ہو جاتا ہے۔ (شاہ صاحب رحمہ اللہ)

بَابٌ فِيْ كَمْ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي الثِّيَابِ.

عورت کو کتنے کپڑوں میں نماز پڑھنی جائز ہے؟۔

فائدہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ عورت کو دو کپڑے پیراہن اور اوڑھنی کفایت کرتی ہے اس سے کم جائز نہیں اور عطاء کے نزدیک تین کپڑے کافی ہیں تیسرا تہ بند اور ابن سیرین کے نزدیک چار کپڑے لازم ہیں چوتھی چادر کہ اپنے بدن کو اس میں لپیٹ لے۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ لَوْ وَارَتْ جَسَدَهَا فِيْ ثَوْبٍ لَأَجْزَتْهُ.

یعنی عکرمہ نے کہا کہ اگر عورت اپنے بدن کو ایک کپڑے میں چھپا لے تو اس کی نماز جائز ہے۔

٣٥٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى

٣٥٩ـ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے سو مسلمان عورتیں آپ کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتیں درحالیکہ اپنی چادروں سے بدنوں کو لپیٹے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْفَجْرَ فَيَشْهَدُ مَعَهُ نِسَآءٌ مِّنَ الْمُؤْمِنَاتِ مُتَلَفِّعَاتٍ فِيْ مُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلٰى بُيُوْتِهِنَّ مَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ.

والی ہوتیں تھیں پھر وہ عورتیں اپنے گھروں کو پلٹ جاتیں اس حالت میں کہ اُن کو کوئی نہیں پہچان سکتا تھا یعنی اندھیرے کی وجہ سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں صرف ایک ہی چادر میں نماز پڑھا کرتی تھیں اس لیے کہ اصل عدم زیادة ہے مذکور پر جیسے کہ عکرمہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے پس اگر کوئی عورت ایک چادر میں سر سے پاؤں تک اپنے بدن کو لپیٹ لیتی ہے تو اس میں اس کی نماز جائز ہے اس لیے کہ مقصود اصلی تمام بدن کو چھپانا ہے سوائے منہ اور پاؤں کے ایک کپڑے سے ہو یا دو سے ہو چنانچہ عکرمہ کے قول نقل کرنے سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی طرف اشارہ کیا ہے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جو کہا کہ عورت ایک پیراہن اور سر بند میں نماز پڑھے تو وہ فقط اسی غرض سے کہا ہے کہ اس میں تمام بدن کا ستر ہو جاتا ہے نہ اس لحاظ سے کہ دو کپڑوں سے کم میں نماز جائز نہیں سو اگر ایک چادر سے تمام بدن کا ستر حاصل ہو جائے تو عورت کو اس میں نماز پڑھنی جائز ہے۔

بَابُ إِذَا صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ لَهُ أَعْلَامٌ وَنَظَرَ إِلٰى عَلَمِهَا.

یعنی جب کوئی شخص نقشدار کپڑے میں نماز پڑھے اور نماز میں اس کے نشانوں کو دیکھ لے تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

٣٦٠ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ خَمِيْصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلٰى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اذْهَبُوْا بِخَمِيْصَتِيْ هٰذِهٖ إِلٰى أَبِيْ جَهْمٍ وَأْتُوْنِيْ بِأَنْبِجَانِيَّةِ أَبِيْ جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِيْ انِفًا عَنْ صَلَاتِيْ.

٣٦٠۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نقش دار چادر میں نماز پڑھی سو آپ نے اس کے نقشوں کو ایک نظر سے دیکھا سو جب آپ نماز سے پھرے تو فرمایا کہ میری اس چادر دھاری دار کو ابوجہم کے پاس لے جاؤ یعنی اس لیے کہ یہ چادر اسی نے آپ کو بطور ہدیہ کے دی تھی اور اس کی موٹی کملی میرے پاس لے آؤ کہ اُس میں نشان نہیں ہیں۔ اس لیے کہ اس نے مجھ کو ابھی نماز سے غافل کر دیا تھا۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ نزدیک تھا کہ مجھ کو نماز سے باز رکھے جیسے کہ آئندہ ہشام کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ عالی ہے اس سے کہ آپ کو کوئی چیز نماز میں حضور سے باز رکھے اس وجہ سے یہ ہو سکتا ہے کہ حضور حق کے درجے غیر متناہی ہوں سو جو مرتبہ خاص آپ کو حاصل تھا اگر اس سے تنزل بھی ہو جائے تو جب بھی آپ کو وہ مرتبہ باقی رہے کہ اگر دوسرے مقرب تمام عمر عبادت کریں تو جب بھی اس مرتبہ کو نہ پہنچ سکیں اور باوجود اس

کے حضرت ﷺ نے اس سے بھی تنزل روا نہ کیا اور اگر کوئی سوال کرے کہ جب آپ نے اُس چادر کو نہ پہنا تو دوسرے کے واسطے دی تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب وہ چادر ابوجہم نے آپ کو ہدیہ دی ہوئی تھی تو آپ نے اسی کو واپس کر دی کہ اس کو بیچ ڈالے اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ابوجہم نابینا تھا اس کو حضور سے مانع نہ ہوگی اور دوسری چادر اس سے اس واسطے طلب کی کہ ہدیہ کا رد کرنا لازم نہ آئے۔

وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عَلَمِهَا وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ فَأَخَافُ أَنْ تَفْتِنَنِي.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اُس کے نقشوں کو دیکھ رہا تھا سو میں ڈر گیا اس سے کہ مجھ کو فتنہ میں ڈالے اور کمال حضور سے باز رکھے یعنی پس اسی وجہ سے میں نے اس کو واپس کر دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص نقشدار چادر کو پہن کر نماز پڑھے اور نماز کے اندر اُس کے نقشوں اور علموں کو دیکھ لے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے لیکن ایسے کپڑوں کو بدن سے اتار ڈالے اور یہی وجہ ہے مناسبت حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے دوستوں وغیرہ سے ہدیہ قبول کرنا اور ان کی طرف ہدیہ بھیجنا جائز بلکہ سنت ہے۔

بَابُ إِنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ مُصَلَّبٍ أَوْ تَصَاوِيرَ هَلْ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ وَمَا يُنْهٰى عَنْ ذٰلِكَ.

یعنی جس کپڑے میں صلیب کی شکل نقش کی ہوئی ہو یا تصویریں کھینچی ہوئی ہوں اگر اس کو پہن کر کوئی نماز پڑھ لے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں اور حکم اُن تصویروں کا جن سے منع کیا گیا ہے۔

٣٦١ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيطِي عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ فِي صَلَاتِي.

٣٦١۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک نقش دار اور مصور پردہ تھا کہ اس نے اس سے اپنے گھر کی ایک طرف کو پردہ کیا تھا یعنی زینت کے واسطے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دور کر اپنے اس نقش دار پردے کو ہمارے آگے سے اس لیے کہ بے شک اس کی تصویریں مجھ کو نماز میں ہمیشہ پیش ہوتی ہیں یعنی اس کی تصویریں مجھ کو نماز میں نظر آتی رہتی ہیں۔

فائدہ: مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ جب ایسے کپڑے کو نماز میں صرف دیکھنا منع ہے تو اس کو نماز میں پہننا بطریق اولیٰ منع ہوگا اور صلیب والے کپڑے کا بھی یہی حکم ہے اس لیے کہ اللہ کے سوا معبود ہونے میں

دونوں شریک ہیں اور اس کے دور کرنے کے حکم فرمانے سے معلوم ہوا کہ اس کے استعمال مطلق منع ہے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنے سے فاسد نہیں ہوتی ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اپنی نماز کو نہ درمیان سے توڑا اور نہ اس کو نئے سرے سے دوہرایا لیکن ایسی صورت میں نماز کے مکروہ ہونے میں کچھ شک نہیں پس مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ مَنْ صَلّٰى فِيْ فَرُّوْجِ حَرِيْرٍ ثُمَّ نَزَعَهٗ.

یعنی جو شخص کہ ریشمی قبا میں نماز پڑھے پھر اس کو اتار ڈالے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں؟۔

٣٦٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ أُهْدِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوْجُ حَرِيْرٍ فَلَبِسَهٗ فَصَلّٰى فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهٗ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ لَهٗ وَقَالَ لَا يَنْبَغِيْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ.

٣٦٢۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ کو ایک ریشمی قبا ہدیہ بھیجا سو آپ نے اس کو پہن لیا اور اس میں نماز پڑھی پھر نماز سے پھرے پھر اس کو جلدی سے اتار ڈالا جیسے کہ کسی کو برا معلوم ہوتا ہے اور فرمایا کہ پرہیز گاروں کو اس کا پہننا لائق نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ کا ریشمی قبا میں نماز پڑھنا حرام ہونے سے پہلے تھا اس لیے کہ مسلم کی حدیث میں صاف موجود ہے کہ جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ کو اس سے منع کر دیا ہے اور یہی بات معلوم ہوتی ہے پرہیز گاروں کی قید لگانے سے اس لیے کہ حرمت میں پرہیز گار وغیرہ سب برابر ہیں پس آپ کا یہ فرمانا تحریم سے پہلے تھا اور احتمال ہے کہ مراد پرہیز گاروں سے عام مسلمان ہوں یعنی کفر سے پرہیز کرنے والے اور یہی سبب اتارنے کا ہوگا پس یہ ابتداء تحریم کی ہوگی پس اس حدیث سے ریشم میں نماز کا جائز ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ آپ کا نماز کو نہ دوہرانا حرمت سے پہلے تھا۔ (فتح) اگر اب کوئی شخص ریشمی کپڑے میں نماز پڑھے تو جمہور علماء کے نزدیک کافی ہے مگر حرام ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر وقت باقی ہو تو نماز کو دوہرائے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْأَحْمَرِ.

سرخ کپڑے میں نماز پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

٣٦٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ

٣٦٣۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو ایک سرخ چمڑے کے قبہ میں بیٹھے دیکھا اور بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ کے وضو کے لیے پانی پکڑے کھڑا ہے اور آپ وضو کر رہے ہیں اور میں نے لوگوں کو دیکھا کہ آپ کے وضو

أَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُوْنَ ذَاكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ رَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ عَنَزَةً فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مُشَمِّرًا صَلّٰى إِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّوْنَ مِنْ بَيْنِ يَدَيِ الْعَنَزَةِ.

کے پانی پر جلدی کر رہے ہیں یعنی ایک دوسرے پر گر گر پڑتے ہیں اور پیشدستی کرتے ہیں تا کہ حضرت ﷺ کے وضو سے کوئی قطرہ پانی کا ہاتھ آ جائے۔ سو جس کو کوئی قطرہ اُس پانی سے مل جاتا یعنی جو پانی کہ حضرت ﷺ کے ہاتھوں سے وضو کرتے ہوئے گرتا تھا وہ اس کو اپنی منہ اور بدن پر مل لیتا اور جس کو اس سے کوئی قطرہ ہاتھ نہ آتا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ سے کچھ تراوت لے کر اپنے منہ پر مل لیتا پھر میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اُس نے ایک برچھی پکڑی سو اس کو زمین میں گاڑ دیا اور حضرت ﷺ دو سرخ کپڑے پہنے ہوئے باہر نکلے یعنی چادر اور تہ بند در حالیکہ آپ تہ بند کو پنڈلیوں سے چڑھائے ہوئے تھے اور آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی برچھی کی طرف دو رکعتیں اور میں نے لوگوں اور چار پایوں کو دیکھا کہ برچھی کے آگے سے آتے جاتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سرخ کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنی جائز ہے بلا کراہت بشرطیکہ کسنب سے نہ رنگا ہوا ہو مگر حنفیہ کے نزدیک سرخ کپڑے میں نماز پڑھنی مکروہ ہے وہ اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ چادر تمام سرخ نہیں تھی بلکہ اس میں خط سرخ تھے باقی سوت اور رنگ کا تھا اور وہ ترمذی کی حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے ایک سرخ کپڑے والے کو سلام کا جواب نہ دیا سو اول تو وہ حدیث ضعیف ہے دوم اس کے معارض اس سے بڑھ کر قوی موجود ہے سوم وہ ایک واقعہ کا ذکر ہے احتمال ہے کہ کسی اور سبب سے اس کو سلام کا جواب نہ دیا ہو اور بیہقی نے کہا کہ وہ کپڑا بننے کے بعد رنگا گیا تھا اور جو بننے سے پہلے رنگا جائے اس کا پہننا جائز ہے بلا کراہت۔ (فتح) مترجم کہتا ہے کہ جو چادر سرخ حضرت ﷺ نے پہنی تھی وہ تمام سرخ نہیں تھی بلکہ اس میں خطوط سرخ تھے اور جس میں خطوط سرخ ہوں وہ دور سے تمام سرخ معلوم ہوتا ہے اسی وجہ سے اس کو راوی نے سرخ بیان کیا درحقیقت وہ تمام سرخ نہیں تھے۔ (مولانا)

بَابُ الصَّلَاةِ فِي السُّطُوْحِ وَالْمِنْبَرِ وَالْخَشَبِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بَأْسًا أَنْ يُّصَلّٰى عَلَى الْجُمْدِ

یعنی چھت اور منبر اور لکڑی پر نماز پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ حسن بصری نے کہا کہ جمی ہوئی برف پر اور پلوں پر نماز پڑھنی جائز ہے اگرچہ

وَالْقَنَاطِرِ وَإِنْ جَرٰی تَحْتَهَا بَوْلٌ أَوْ فَوْقَهَا أَوْ أَمَامَهَا إِذَا كَانَ بَيْنَهُمَا سُتْرَةٌ.

اُن کے نیچے بول جاری ہو یا ان کے اوپر جاری ہو یا اُن کے آگے بول جاری ہو بشرطیکہ نمازی اور بول کے درمیان یا پل اور بول کے درمیان کوئی پردہ ہو جو پلیدی لگنے سے مانع ہو۔

فائدہ: غرض اس سے یہ ہے کہ پلیدی کا دور کرنا اسی وقت لازم ہے جب کہ نمازی کو لگ جائے اور جب کہ درمیان کوئی پردہ ہو تو اس وقت دور کرنا لازم نہیں ہے۔

وَصَلّٰى أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَلٰى سَقْفِ الْمَسْجِدِ بِصَلَاةِ الْإِمَامِ.

یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ نے مسجد کی چھت پر نماز پڑھی امام کے ساتھ مل کر یعنی امام نیچے تھا اور وہ تنہا اوپر تھے۔

فائدہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک اگر امام تنہا بلندی پر ہو یا مقتدی تنہا بلندی پر ہو اور امام نیچے ہو تو دونوں صورتوں میں نماز مکروہ ہے مگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مقتدی تنہا بلندی پر ہو تو نماز جائز ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

وَصَلّٰى ابْنُ عُمَرَ عَلَى الثَّلْجِ.

یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جمی ہوئی برف پر نماز پڑھی۔

فائدہ: غرض ان آثار سے یہ ہے کہ جیسے جمی ہوئی برف پر اور پلوں پر نماز پڑھنی جائز ہے ویسے ہی چھت اور لکڑی وغیرہ پر بھی نماز پڑھنی جائز ہے اس لیے کہ نیچے سے خالی ہونے میں آپس میں سب شریک ہیں۔

٣٦٤ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ قَالَ سَأَلُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ الْمِنْبَرُ فَقَالَ مَا بَقِيَ بِالنَّاسِ أَعْلَمُ مِنِّيْ هُوَ مِنْ أَثْلِ الْغَابَةِ عَمِلَهُ فُلَانٌ مَوْلٰى فُلَانَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ عُمِلَ وَوُضِعَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ كَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهُ فَقَرَأَ وَرَكَعَ وَرَكَعَ النَّاسُ خَلْفَهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى فَسَجَدَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ عَادَ إِلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ

٣٦٤۔ ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر کس لکڑی سے بنایا گیا تھا سو سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منبر کا حال جیسے مجھ کو معلوم ہے ویسے اب کسی کو معلوم نہیں وہ غابہ جنگل کی لکڑی سے بنایا گیا تھا۔ (غابہ ایک جنگل کا نام ہے مدینہ کی بلندیوں سے وہاں ایک درخت ہوتا ہے پلچھی کی طرح اس کو کانٹا نہیں ہوتا اس کو گز کہتے ہیں اس کی لکڑی بہت عمدہ ہوتی ہے اس سے پیالے اور برتن بناتے ہیں) فلاں مرد فلاں عورت کے غلام یعنی میمون عائشہ انصاریہ کے غلام نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار کیا تھا سو جب تیار ہو گیا تو اُٹھا کر مسجد میں رکھا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوئے سو آپ نے قبلے کی طرف

رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى حَتّٰى سَجَدَ بِالْأَرْضِ فَهٰذَا شَأْنُهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ سَأَلَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ فَإِنَّمَا أَرَدْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَعْلٰى مِنَ النَّاسِ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَّكُوْنَ الْإِمَامُ أَعْلٰى مِنَ النَّاسِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ فَقُلْتُ إِنَّ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ كَانَ يُسْأَلُ عَنْ هٰذَا كَثِيْرًا فَلَمْ تَسْمَعْهُ مِنْهُ قَالَ لَا.

منہ کیا اور تکبیر کہی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے سو آپ نے قرأة پڑھی اور رکوع کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ رکوع کیا پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا پھر آپ پیچھے کو پلٹ آئے یعنی منبر سے نیچے اتر آئے سو آپ نے زمین پر سجدہ کیا پھر آپ منبر پر چڑھ گئے پھر قرأة پڑھی اور رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا پھر پیچھے کو پلٹ گئے یہاں تک کہ آپ نے زمین پر سجدہ کیا پس (سہل رضی اللہ عنہ نے کہا) کہ یہ ہے حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یا حال منبر کا جو لوگوں نے پوچھا تھا۔امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ علی بن عبداللہ مدینی (امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ ہیں) نے بیان کیا کہ احمد بن حنبل نے مجھ سے اس حدیث کا حال پوچھا یعنی اس حدیث سے تمہارا کیا مطلب ہے (علی بن عبداللہ نے) کہا کہ میرا مطلب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے بلند جگہ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی سو اگر امام مقتدیوں سے بلند جگہ میں کھڑا ہو اور مقتدی اس سے نیچے کھڑے ہوں تو اس میں کوئی خوف نہیں بلکہ جائز ہے اس حدیث کی دلیل سے علی بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے امام احمد کو کہا کہ سفیان بن عیینہ سے لوگ یہ حدیث بہت پوچھا کرتے تھے سو کیا تم نے یہ حدیث اس سے کبھی نہیں سنی اُس نے کہا کہ میں نے اس سے یہ حدیث کبھی نہیں سنی۔

فائدہ: حسن بصری وغیرہ سے روایت ہے کہ لکڑی پر نماز پڑھنی مکروہ ہے اور مسروق جب کشتی میں سوار ہوا کرتے تو سجدہ کے لیے اپنے ساتھ ایک اینٹ اٹھا لیا کرتے تھے سو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ منبر اور لکڑی پر نماز پڑھنی جائز ہے بلا کراہت (اور یہی قول معتمد ہے اور یہی مذہب امام احمد وغیرہ کا ہے) اور یہی وجہ ہے مناسبت حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے اور بھی کوئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ امام کا مقتدیوں سے بلند ہو کر کھڑے ہونا جائز ہے دوم یہ کہ نماز میں کئی قدم چلنے سے نماز نہیں ٹوٹتی ہے اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلے یا دوسرے درجہ پر کھڑا ہونا فرض کیا جائے تو جب بھی تمام نماز میں بہت قدموں کا جمع ہونا لازم آئے گا سو حنفیہ کے پاس اس حدیث کا کوئی جواب

معقول نہیں ہے۔

٣٦٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَقَطَ عَنْ فَرَسِهٖ فَجُحِشَتْ سَاقُهٗ أَوْ كَتِفُهٗ وَاٰلٰى مِنْ نِّسَآءِهٖ شَهْرًا فَجَلَسَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهٗ دَرَجَتُهَا مِنْ جُذُوْعٍ فَأَتَاهُ أَصْحَابُهٗ يَعُوْدُوْنَهٗ فَصَلّٰى بِهِمْ جَالِسًا وَّهُمْ قِيَامٌ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَإِنْ صَلّٰى قَآئِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَنَزَلَ لِتِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ اٰلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ.

٣٦٥۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار گھوڑے سے گر پڑے سو آپ کی پنڈلی یا مونڈھے کا گوشت چھل گیا (یہ راوی کا شک ہے) سو آپ نے اپنی بیویوں کے پاس جانے سے ایک مہینہ کی قسم کھائی اور ایک بالا خانے میں جا بیٹھے جس کی سیڑھیاں کھجور کی شاخوں سے تھیں سو اصحاب آپ کا حال پوچھنے کو آئے سو آپ نے ان کو بیٹھ کر نماز پڑھائی اور اصحاب سب کھڑے نماز پڑھ رہے تھے سو جب آپ نے نماز سے سلام پھیرا تو فرمایا کہ امام تو صرف اسی واسطے مقرر ہے کہ اس کی پیروی کی جائے سو جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور اگر امام کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور آپ انتیسویں دن بالا خانے سے اُتر آئے پس صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ آپ نے ایک مہینے کی قسم کھائی تھی اور ابھی مہینے سے ایک دن باقی ہے سو آپ نے فرمایا کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے یا یہ مہینہ اتفاقاً انتیس روز کا ہو گیا اور میں نے اسی مہینے کی قسم کھائی تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھت پر نماز پڑھنی جائز ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے ساتھ اس بالا خانہ میں نماز پڑھی حالانکہ وہ چھت تھی پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام کسی عذر سے بیٹھ کر نماز پڑھائے اور مقتدی کھڑے ہوں تو جائز ہے لیکن مقتدیوں کو سوائے عجز کے امام کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھنی جائز نہیں ہے اور اس بات میں امام کی پیروی جائز نہیں اور یہ حکم پہلے تھا پیچھے منسوخ ہو گیا اس حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

بَابٌ إِذَا أَصَابَ ثَوْبُ الْمُصَلِّيْ امْرَأَتَهٗ إِذَا سَجَدَ.

جب نمازی کا کپڑا اپنی بیوی کو لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

۳۶۶ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَأَنَا حِذَآءَهُ وَأَنَا حَآئِضٌ وَرُبَّمَا أَصَابَنِيْ ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ قَالَتْ وَكَانَ يُصَلِّيْ عَلَى الْخُمْرَةِ.

۳۶۶۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور حالانکہ میں آپ کے پہلو میں حیض سے ہوتی سو جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا بہت دفعہ مجھ کو لگ جایا کرتا اور آپ کھجور کے بوریئے پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر نماز میں نمازی کا کپڑا اس کی عورت کو لگ جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں اور اس سے نماز نہیں ٹوٹتی ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حیض والی کا بدن پاک ہے اور یہ کہ پاک بدن والی سے چھونا اور اس کے کپڑے سے چھونا نماز کو فاسد نہیں کرتا ہے اگرچہ اس میں نجاست حکمیہ ہو اور یہ عورت کا پہلو میں ہونا نماز کو نقصان نہیں پہنچاتا ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْحَصِيْرِ وَصَلّٰى جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ فِي السَّفِيْنَةِ قَآئِمًا وَقَالَ الْحَسَنُ قَآئِمًا مَا لَمْ تَشُقَّ عَلٰى أَصْحَابِكَ تَدُوْرُ مَعَهَا وَإِلَّا فَقَاعِدًا.

بوریے پر نماز پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے۔ اور جابر اور ابو سعید رضی اللہ عنہما نے نماز پڑھی کشتی میں کھڑے ہو کر۔ اور حسن بصری نے کہا (جب کہ لوگوں نے ان سے کشتی میں نماز پڑھنے کا حکم پوچھا کہ بیٹھ کر پڑھنی چاہیے یا کھڑے ہو کر) کہ اگر ساتھیوں کو رنج نہ پہنچے تو کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہیے جس طرف وہ گھومے اس کے ساتھ نمازی بھی گھومتا جائے یعنی اگر کشتی غیر قبلہ کی طرف گھوم جائے تو یہ بھی غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھتا رہے اور اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں ساتھیوں کو رنج پہنچے تو بیٹھ کر نماز پڑھنی چاہیے اور مناسبت ان دونوں اثروں کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ بوریے پر نماز پڑھنی اور کشتی میں نماز پڑھنی دونوں غیر زمین ہونے میں شریک ہیں یعنی وہ نماز بھی زمین پر نہیں اور یہ نماز بھی زمین پر نہیں بلکہ ایک بوریے پر ہے اور دوسری کشتی پر۔

فائدہ: حدیث جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا اور حدیث ترب وجھک سے وہم پیدا ہوتا تھا کہ زمین پر نماز پڑھنی

شرط ہے سو مقصود اس حدیث اور اثروں کے لانے سے یہ ہے کہ زمین پر نماز پڑھنی شرط نہیں اور ابن ابی شیبہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوریے پر کبھی نماز نہیں پڑھی سو یہ حدیث ضعیف ہے اور معارض ہے اس حدیث صحیح کے پس اُس سے استدلال کرنا جائز نہیں۔

۳۶۷ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ لَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قُومُوا فَلِأُصَلِّ لَكُمْ قَالَ أَنَسٌ فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَآءٍ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ وَالْيَتِيمَ وَرَآءَهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَآئِنَا فَصَلَّى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ.

۳۶۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کی دادی (ملیکہ) نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور آپ کو کھانے کے لیے بلایا سو آپ نے اس سے کھانا کھایا پھر فرمایا کھڑے ہو جاؤ تا کہ میں تم کو نماز پڑھاؤں انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں ایک بوریا لایا جو بہت استعمال سے سیاہ ہو گیا ہوا تھا سو میں نے اس کو پانی سے دھویا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور میں نے اور ایک یتیم نے آپ کے پیچھے صف باندھی اور بڑھیا ہم سے پیچھے کھڑی ہوئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی دو رکعتیں پھر نماز سے فارغ ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بوریے پر نماز پڑھنی جائز ہے اور اس باب میں علماء سے کسی کو اختلاف نہیں مگر جو عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ وہ زمین کے سوا اور چیز پر نماز پڑھنے کو مکروہ جانتا تھا اور اس حدیث سے اور بھی کوئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک دعوت قبول کرنی ثابت ہوتی ہے اگر چہ کوئی عورت ہی دعوت کرے لیکن فتنہ سے امن ہو اور یہ کہ دعوت کے طعام کھانا مستحب ہے اور یہ کہ گھروں میں جماعت کے ساتھ نفل پڑھنے جائز ہیں اور یہ کہ نماز پڑھنے کی جگہ کو پاک صاف رکھنا چاہیے اور یہ کہ لڑکے کو مردوں کی صف میں کھڑے ہونا جائز ہے اور یہ کہ عورت کو مردوں کے پیچھے کھڑے ہونا چاہیے اور یہ کہ عورت کو تنہا صف کے پیچھے کھڑے ہونا جائز ہے جب کہ اس کے ساتھ دوسری عورت نہ ہو اور یہ کہ دن کے نفل دو رکعت پڑھنے جائز ہیں۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْخُمْرَةِ.

بوریے پر نماز پڑھنے کا بیان۔

۳۶۸ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ

۳۶۸۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کی چٹائی پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلَى الْخُمْرَةِ.

فائدہ: یہ باب مکرر ہے اس اس کا مطلب پہلے باب میں گزر چکا ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو یہاں اس واسطے نقل کیا ہے کہ اس کی اسناد دوسری ہے اور اس میں راوی بھی اور ہیں پس گویا کہ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ کو کئی طریقوں سے پہنچی ہے اور پہلی حدیثیں جو امام بخاری رحمہ اللہ نے نقل کی ہیں تو وہ اور سندوں سے نقل کی ہیں اس حدیث کے راوی اُن کی سندوں میں نہیں ہیں۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْفِرَاشِ وَصَلّٰى أَنَسٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ وَقَالَ أَنَسٌ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْجُدُ أَحَدُنَا عَلٰى ثَوْبِهٖ.

فرش اور بچھونے پر نماز پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے بچھونے پر نماز پڑھی اور کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے سو ایک ہم میں سے اپنے بچھونے پر سجدہ کرتا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بچھونے پر نماز پڑھنی جائز ہے۔

٣٦٩ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهٖ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ.

٣٦٩۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سوئے رہتی اور میرے پاؤں آپ کے سجدہ کی جگہ میں ہوتے سو جب آپ سجدہ میں جاتے تو مجھ کو ٹھوکر مارتے سو میں اپنے پاؤں کو کھینچ لیتی اور جب سجدہ سے کھڑے ہوتے تو میں پاؤں کو دراز کر لیتی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس وقت گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے یعنی اگر چراغ ہوتا تو میں ایسا نہ کرتی بلکہ ٹھوکر مارنے سے پہلے اپنے پاؤں کو کھینچ لیا کرتی۔

فائدہ: مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچھونے پر نماز پڑھی اور اس پر دلیل یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا جو سوتی تھیں تو ضرور ہے کہ کسی بچھونے پر سوتی ہوں گی اور آپ اس کے سونے کی جگہ میں نماز پڑھتے پس معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرش پر نماز پڑھتے تھے پس مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

٣٧٠ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ

٣٧٠۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی کے بچھونے پر نماز پڑھا کرتے تھے اور وہ آپ کے اور قبلہ کے درمیان سوئے رہتی جیسے کہ نمازی کے آگے جنازہ پڑا ہوتا ہے۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ وَهِيَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلٰى فِرَاشِ أَهْلِهِ اعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ.

فائدہ: حضرت ﷺ کی یہ نماز بھی اسی بچھونے پر تھی جس پر آپ سویا کرتے تھے چنانچہ دوسری روایت میں ہے صریح موجود ہے۔

۳۷۱ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ وَعَائِشَةُ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَى الْفِرَاشِ الَّذِيْ يَنَامَانِ عَلَيْهِ.

۳۷۱۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جس فرش پر رات کو سویا کرتے تھے اُسی پر نماز پڑھا کرتے تھے اور حالانکہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے اور قبلہ کے درمیان سوئی رہتی۔

فائدہ: اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ جس بچھونے پر بیوی کے ساتھ مل کر سویا کرتے اسی پر نماز پڑھتے پس ثابت ہوا کہ بچھونے پر نماز پڑھنی جائز ہے اور مقصود امام بخاری رحمہ اللہ کا اس باب سے اس وہم کو دفع کرنا ہے جو حدیث جعلت لی الارض الخ سے پیدا ہوتا تھا کہ زمین کے سوا اور کسی چیز پر نماز پڑھنی جائز نہیں ہے۔

بَابُ السُّجُوْدِ عَلَى الثَّوْبِ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَقَالَ الْحَسَنُ كَانَ الْقَوْمُ يَسْجُدُوْنَ عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْقَلَنْسُوَةِ وَيَدَاهُ فِيْ كُمِّهٖ.

سخت گرمی میں کپڑے پر سجدہ کرنے کا بیان یعنی جائز ہے۔ اور حسن بصری نے کہا کہ صحابہ پگڑیوں پر سجدہ کیا کرتے تھے اور ہاتھ ہر ایک کے آستین میں ہوتے یعنی سخت گرمی کی وجہ سے اپنی پیشانی کو زمین پر نہ رکھ سکتے تھے بلکہ اپنی پگڑیوں اور ٹوپیوں پر سجدہ کرتے اور ہاتھوں کو اپنی آستینوں میں رکھتے پس یہی ہے وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

۳۷۲ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنِيْ غَالِبٌ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ أَحَدُنَا طَرَفَ

۳۷۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے سو ایک ہم میں سے گرمی کے سبب سے کپڑے کا کنارہ سجدہ کی جگہ میں رکھ لیتا تھا یعنی تا کہ گرمی سے پیشانی بچ جائے۔

الثَّوْبِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ فِيْ مَكَانِ السُّجُوْدِ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سخت گرمی ہو اور گرمی کی وجہ سے زمین پر سجدہ نہ کر سکے تو اس حالت میں اگر کپڑے کے کنارے کو سجدے کی جگہ میں رکھ کر اس پر سجدہ کر لے تو جائز ہے اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا اور شافعیہ کے نزدیک جس کپڑے کو پہنے ہو اس کے کنارہ پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے اور وہ اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ اس کپڑے کا ذکر ہے جو بدن سے علیحدہ پہنے ہو مگر اس قدر فراخ ہو کہ نمازی کے ہلنے سے وہ نہ ہل سکے مگر یہ تاویل بالکل غلط ہے اس لیے کہ حدیث میں صریح موجود ہے کہ اُسی کپڑے کے کنارے کو سجدہ کی جگہ میں رکھتے تھے جو کپڑے پہنے ہوئے ہوتے اور یہ بات ظاہر ہے کہ صحابہ کے پاس علیحدہ جائے نماز موجود نہیں تھے اور نہ اُن کے پاس ایسے کپڑے فراخ تھے کہ ہلنے سے نہ ہل سکیں اور اگر سخت سردی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے بلکہ بعضوں کے نزدیک بلاضرورت بھی کپڑے پر سجدہ کرنا جائز ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ظہر کی نماز اول وقت میں پڑھنی چاہیے اور جو حدیثیں کہ ظہر کی نماز سرد کر کے پڑھنے پر دلالت کرتی ہیں وہ اس کے معارض ہیں سو اگر ابراد کو رخصت پر حمل کیا جائے تو اس میں کوئی تعارض باقی نہیں رہتا ہے اور جو شخص ابراد کو سنت کہتا ہے سو وہ یا تو تقدیم کو رخصت کہے گا اور یا اس کو منسوخ کہے گا ساتھ حکم ابراد کے اور بہت خوب بات ان دونوں سے یہ ہے کہ کہا جائے کہ سخت گرمی کبھی سردی کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے پس اس وقت کپڑے پر سجدہ کرنے کی حاجت پڑے گی اس لیے کہ کبھی گرمی ابراد کے بعد بھی بہت دیر تک باقی رہتی ہے اور اس وقت فائدہ ابراد کا یہ ہو گا کہ دیواروں کا کچھ سایہ ہو جائے تا کہ نمازی اس سایہ میں چل کر مسجد کی طرف جائے یا مسجد میں جا کر سایہ میں نماز پڑھ سکے پس تعارض کے دعویٰ کرنے سے یہ تطبیق بہت خوب ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي النِّعَالِ.

جوتا پہن کر نماز پڑھنے کا بیان۔

۳۷۳ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مَسْلَمَةَ سَعِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ الْأَزْدِيُّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ نَعْلَيْهِ قَالَ نَعَمْ.

۳۷۳۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جوتوں میں نماز پڑھا کرتے تھے انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: جوتوں میں نماز پڑھنا اس وقت جائز ہے جب کہ اُس میں کوئی پلیدی نہ ہو اور پھر جب اُس میں پلیدی نہ ہو تو اس میں اختلاف ہے کہ آیا اُس میں نماز پڑھنی رخصت ہے یا مستحب ہے سو بعض کے نزدیک تو رخصت ہے مستحب نہیں اور صحیح بات یہی ہے کہ مستحب ہے واسطے اس حدیث کے کہ یہودیوں سے مخالفت کرو وہ جوتوں میں نماز

نہیں پڑھتے تم جوتوں میں نماز پڑھو لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں مخالفت کی نیت ہو اور اگر اس میں پلیدی لگ جائے تو شافعیوں کے نزدیک سوائے پانی کے پاک نہیں ہوتی ہے خواہ خشک ہو یا تر اور حنفیہ کے نزدیک اگر پلیدی خشک ہو تو کھرچ ڈالنا کافی ہے اور اگر تر ہو تو دھوڈالنا چاہیے لیکن شافعیہ کا قول ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْخِفَافِ.

موزوں کو پہن کر نماز پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

٣٧٤ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ رَأَيْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى فَسُئِلَ فَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَكَانَ يُعْجِبُهُمْ لِأَنَّ جَرِيْرًا كَانَ مِنْ اٰخِرِ مَنْ أَسْلَمَ.

٣٧٤۔ ہمام سے روایت ہے کہ میں نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اس نے بول کیا پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا پھر کھڑا ہوا اور نماز پڑھی سو کسی نے اس سے پوچھا کہ کیا یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے سو اُس نے جواب دیا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے سو ابراہیم نے کہا کہ یہ حدیث اُن کو بہت پسند آئی تھی اس لیے کہ جریر اخیر میں اسلام لایا ہے۔

فائدہ: جس سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اُسی سال میں جریر رضی اللہ عنہ اسلام لایا تھا تو گویا کہ اسلام اس کا سورہ مائدہ کے اترنے کے بعد واقع ہوا ہے پس ثابت ہوا کہ موزوں پر مسح کرنے کا حکم باقی ہے غسل رجلین کی آیت سے منسوخ نہیں ہوا بلکہ یہ حدیث اس آیت کی مخصص ہے یعنی حکم غسل کا موزوں کی غیر صورت میں ہے اور یہی معنی سبب خوش ہونے یاروں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا تھا اور سبب اُن کے خوش ہونے کا یہ تھا کہ بعض گمان کرتے تھے کہ مسح موزوں کا منسوخ ہو گیا ہے ساتھ اس آیت کے جس میں وضو میں پاؤں کے دھونے کا ذکر ہے سو جب جریر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ حکم منسوخ نہیں ہوا ہے اور نیز یہ آیت غسل رجلین کی فرضیت وضو میں نازل ہوئی ہے پس اس کو ناسخ ٹھہرانا مسح خفین کی سبق فرضیت کو مقتضی ہے حالانکہ اس باب میں کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی۔

٣٧٥ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ وَضَّأْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ وَصَلّٰى.

٣٧٥۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا سو آپ نے موزوں پر مسح کیا اور نماز پڑھی۔

فائدہ:ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ موزوں میں نماز پڑھنی جائز ہے اور عرب کے لوگوں کو موزے جوتوں کی طرح ہوتے تھے اُنہی سے وہ لوگ بازاروں وغیرہ میں چلتے پھرتے تھے سو اُن کو پہنے نماز پڑھنے میں شبہ پیدا ہوتا تھا اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب باندھا اس غرض سے کہ اُن میں نماز پڑھنی جائز ہے اُس میں کچھ ڈر نہیں۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُتِمَّ السُّجُوْدَ.

جب نمازی سجدہ کو پورا نہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

٣٧٦ - أَخْبَرَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَأٰى رَجُلًا لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهُ وَلَا سُجُوْدَهُ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ لَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣٧٦۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُس نے ایک مرد کو نماز پڑھتے دیکھا کہ نہ رکوع پورا کرتا ہے اور نہ سجدہ پورا کرتا ہے سو جب وہ مرد اپنی نماز کو تمام کر چکا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اُسے کہا کہ تیری نماز نہیں ہوئی سو اگر تو اسی حال میں مر گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر نہیں مرے گا یعنی مسلمانی کے طریقہ سے باہر ہو کر مرے گا۔

فائدہ:اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رکوع اور سجود میں ٹھہرنا واجب ہے اگر نہ ٹھہرے تو نماز نہیں ہوتی ہے۔

بَابُ يُبْدِيْ ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِيْ فِي السُّجُوْدِ.

باب ہے اس بیان میں کہ نمازی سجدے میں بازوں کو ظاہر کرے یعنی بازوؤں کو بغلوں سے دور رکھے اور رانوں کو پیٹ سے دور رکھے کہ سنت ہے۔

فائدہ:ضبع درمیان بازوؤں کو کہتے ہیں یا اس گوشت کو کہتے ہیں جو بغلوں سے نیچے ہے۔

٣٧٧ - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلّٰى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ نَحْوَهُ.

٣٧٧۔ عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے تو اپنے دونوں بازوؤں کو کشادہ کرتے تھے یعنی دونوں بازوؤں کو دونوں پہلوؤں سے دور کرتے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدہ ظاہر ہوتی۔

فائدہ: یہ دونوں باب صحیح بخاری میں مکرر ہیں ایک بار یہاں ہیں اور ایک بار باب صفة الصلوة میں آئیں گے سو یہ کسی ناقل کی غلطی ہے اُس سے دو بار سہواً لکھی گئی ہیں۔

بَابُ فَضْلِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ يَسْتَقْبِلُ بِأَطْرَافِ رِجْلَيْهِ قَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ عَنِ

قبلے کی طرف منہ کرنے کی فضیلت کا بیان نمازی اپنے پاؤں کی انگلیوں کے سر کو قبلے کی طرف کرے اس

النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حدیث کو حضرت ﷺ سے ابو حمید نے روایت کیا ہے۔

۳۷۸ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمَهْدِيّ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ سِيَاهٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَأَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِيْ لَهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهِ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِيْ ذِمَّتِهِ.

۳۷۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ہماری طرح نماز پڑھے اور نماز کے وقت ہمارے قبلے کی طرف منہ کرے اور ہمارا حلال کیا ہوا جانور کھائے سو وہ ایسا مسلمان ہے کہ جس کے واسطے اللہ اور اس کے رسول کی پناہ ہے سو اللہ کا قول واقرار نہ توڑو اس کی دی امان میں یعنی اُس کو کچھ تکلیف نہ دو اللہ کا قول نہ توڑو اس کی پناہ دی ہوئی کو نہ چھیڑو۔

فائدہ: جب مسلمانوں کا قبلہ مکے کی طرف ہوا تو یہودی ان کو برا کہتے تھے اور مسلمانوں کا ذبیحہ کھانے سے منع کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے کام ظاہر پر محمول ہیں سو جس نے ظاہر میں احکام شرع کو قائم کیا اس پر شرع کا حکم جاری ہوگا یعنی اس کے ساتھ مسلمانوں کی طرح سب معاملہ کیا جائے گا جب تک کہ اُس سے کوئی کام اُس کے برخلاف وقوع میں نہ آئے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبلے کی طرف منہ کرنے کی بڑی فضیلت ہے اس لیے کہ آپ نے اس کو ان خصلتوں سے بیان فرمایا جن سے اسلام اور کفر میں جدائی ہوتی ہے۔

۳۷۹ ۔ حَدَّثَنَا نُعَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَإِذَا قَالُوْهَا وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلُوْا قِبْلَتَنَا وَذَبَحُوْا ذَبِيْحَتَنَا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَآؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ.

۳۷۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا ہے یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں یعنی کلمہ پڑھیں سو جب انہوں نے لا الہ الا اللہ کہا اور ہماری طرح نماز پڑھی اور نماز کے وقت ہمارے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہمارا حلال کیا ہوا جانور کھایا ہماری طرح حلال کیا یعنی اللہ کے نام سے تو اُن کے مال اور جانیں ہم پر حرام ہوگئیں مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے اور اُس کا حساب اللہ کے ذمہ پر ہے۔

فائدہ: یعنی جب آدمی مسلمان ہوا اور کلمہ پڑھا تو اس کا جان اور مال لینا حرام ہے لیکن اگر ناحق خون کرے گا تو اس کے بدلے مارا جائے گا یا مال ضامن ہوگا تو اُس سے مال دلایا جائے گا اور اگر وہ خوف سے ظاہر میں مسلمان ہوا اور دل میں کافر رہا تو اُس سے اللہ حساب کر لے گا دلوں کے حال معلوم کرنے کا حاکم اور قاضی کو حکم نہیں ہے۔

قَالَ ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ

میمون سے روایت ہے کہ اُس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے

حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَأَلَ مَيْمُوْنُ بْنُ سِيَاهٍ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ يَا أَبَا حَمْزَةَ مَا يُحَرِّمُ دَمَ الْعَبْدِ وَمَالَهُ فَقَالَ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَصَلّٰى صَلَاتَنَا وَأَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَهُوَ الْمُسْلِمُ لَهُ مَا لِلْمُسْلِمِ وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُسْلِمِ.

پوچھا کہ اے ابوحمزہ (یہ انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کہ آدمی کی جان اور مال لینے کو کیا چیز حرام کر دیتی ہے سو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص گواہی دے اس بات کی کہ سوائے اللہ کے کوئی لائق بندگی کے نہیں اور نماز کے وقت ہمارے قبلے کی طرف منہ کرے اور ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارا حلال کیا ہوا جانور کھائے تو وہ مسلمان ہے اور واسطے اُس کے وہ چیز ہے جو مسلمان کے لیے ہے اور اس پر وہ چیز ہے جو مسلمان پر ہے یعنی اگر اُس نے ایسا کام کیا جس میں کہ مسلمان کو فائدہ ہوتا ہے تو اس کو بھی اس میں پہنچے گا اور اگر اُس نے ایسا کام کیا جس میں مسلمان کو نقصان ہے جیسے مثلاً چوری کی تو اس کو بھی اس میں نقصان پہنچے گا یعنی اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبلے کی طرف منہ کرنے کی بڑی فضیلت ہے کہ اس سے آدمی کا مال اور جان بچ جاتا ہے اور آخرت کا فائدہ علاوہ ہے۔

بَابُ قِبْلَةِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَأَهْلِ الشَّامِ وَالْمَشْرِقِ لَيْسَ فِي الْمَشْرِقِ وَلَا فِي الْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا أَوْ غَرِّبُوْا.

یعنی مدینہ والوں اور شام والوں اور مشرق والوں کے قبلہ کا بیان اور قبلہ نہ مشرق میں ہے اور نہ مغرب میں واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ قبلے کی طرف منہ نہ کیا کرو نہ جائے ضرور کے وقت نہ پیشاب کے وقت بلکہ پورب یا پچھم بیٹھا کرو یعنی جب جائے ضرور اور پیشاب کے وقت مدینہ والوں کے قبلے کی طرف منہ کرنا منع فرما کر پورب اور پچھم کی طرف منہ کرنا فرمایا تو معلوم ہوا کہ قبلہ اس کا پورب اور پچھم میں نہیں ہے بلکہ دکھن میں ہے۔

فائدہ: یہ حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص مدینہ اور شام والوں کے لیے ہے اس لیے کہ مدینہ والوں اور شام والوں کا قبلہ نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف ہے بلکہ جنوب کی طرف ہے یعنی دکھن میں اور جو لوگ مشرق کے ملکوں میں رہتے ہیں جیسے ہندوستان وغیرہ تو اس کا قبلہ مغرب میں ہے اور جو مغرب میں رہتے ہیں ان کا قبلہ مشرق کی طرف ہے تو یہاں جائے ضرور اتر یا دکھن بیٹھنا چاہیے اور جب کہ مدینہ اور شام والوں کا قبلہ دکھن میں ہے تو معلوم

ہوا کہ مشرق والوں کا قبلہ مغرب میں ہے اور برعکس اس کے۔

۳۸۰ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَآئِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا أَوْ غَرِّبُوْا قَالَ أَبُوْ أَيُّوْبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيْضَ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰى وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَآءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ.

۳۸۰ـ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جائے ضرور کو جایا کرو تو قبلے کے سامنے نہ بیٹھا کرو اور نہ اس کو پیٹھ دیا کرو بلکہ پورب یا پچھم کی طرف منہ کر کے بیٹھا کرو۔ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم شام کے ملک میں گئے سو ہم نے پائخانوں کو قبلے کی طرف بنے ہوئے پایا یعنی ان میں پائخانہ بیٹھنے سے منہ قبلے کی طرف ہو جاتا تھا سو ہم اُس سے منہ پھیر لیتے تھے اور اللہ سے استغفار کرتے تھے یعنی پائخانے بنانے والے کے واسطے یا اس بات سے کہ ہم قبلے کی طرف منہ کریں۔

فائدہ: ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا منہ پھیرنا اور اس سے استغفار کرنا یہ اُن کا اپنا اجتہاد ہے ورنہ عمارتوں میں قبلے کی طرف منہ کر کے جائے ضرور بیٹھنا جائز ہے جیسے کہ بہت حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾.

باب ہے بیان میں قول اللہ تعالیٰ کے کہ پکڑو مقام ابراہیم کو جائے نماز یا جائے دعاء یعنی اس جگہ سے قبلے کی طرف منہ کرو۔

فائدہ: مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں قدموں کے نشان ہیں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کو بنایا تو اس پتھر پر کھڑے ہو کر بنایا تھا سو اُس پر آپ کے دونوں قدموں کا نشان پڑ گیا ہے اور وہ پتھر اب تک موجود ہے اور مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ ہے کہ اس آیت میں امر وجوب کے لیے نہیں ہے بلکہ استحباب کے لیے ہے اس لیے کہ کعبہ کی تمام طرفوں میں نماز پڑھنی بالا جماع جائز ہے۔

۳۸۱ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ الْعُمْرَةَ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

۳۸۱ـ عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کسی شخص نے عمرہ کا احرام باندھ کر صرف خانہ کعبہ کا طواف کیا ہو اور صفا اور مروہ کے درمیان نہ دوڑا ہو تو اس کو احرام سے باہر آنا اور اپنی بیوی سے جماع کرنا جائز ہے یا

امْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَدْكَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتّٰى يَطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

نہیں؟ (عمرہ میں صفا اور مروہ کی سعی کرنی فرض ہے اور رکن ہے اگر اس کو نہ کرے تو عمرہ جائز نہیں ہوتا ہے) سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں تشریف لائے سو آپ نے خانہ کعبہ کے گرد سات بار طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے اور تحقیق ہے واسطے تمہارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیروی نیک اور عمرو بن دینار نے کہا کہ ہم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس شخص کا حال پوچھا سو اس نے کہا کہ وہ عورت کے پاس نہ جائے یہاں تک کہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس آیت سے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا واجب کہا ہے مگر اس سے لازم آتا ہے کہ مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھنا بھی واجب ہے لیکن اس کے بہت لوگ قائل ہیں اور مقام ابراہیم کے پیچھے آپ کا نماز پڑھنا یہی وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے ہے۔

۳۸۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَيْفٍ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قَالَ أُتِيَ ابْنُ عُمَرَ فَقِيْلَ لَهُ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَأَقْبَلْتُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَأَجِدُ بِلَالًا قَائِمًا بَيْنَ الْبَابَيْنِ فَسَأَلْتُ بِلَالًا فَقُلْتُ أَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ اللَّتَيْنِ عَلٰى يَسَارِهِ إِذَا دَخَلْتَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى فِيْ وَجْهِ الْكَعْبَةِ رَكْعَتَيْنِ.

۳۸۲ - مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کسی نے آ کر کہا کہ یہ دیکھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے ہیں یعنی جا کر دیکھ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر کیا کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا سو میں کعبہ کی طرف آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے آنے سے پہلے ہی کعبہ سے باہر نکل آئے تھے اور میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے کی دونوں طرفوں میں کھڑے ہوئے پایا سو میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی ہے یا نہیں؟ اُس نے کہا ہاں آپ نے دو رکعت نماز پڑھی ہے درمیان دونوں ستونوں کے جو داخل ہونے کے وقت بائیں طرف رہتے ہیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ سے باہر نکلے اور کعبہ کے سامنے دو رکعت نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقام ابراہیم کا استقبال کرنا واجب نہیں اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی سو اگر مقام کی طرف منہ کرنا واجب ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز صحیح نہ ہوتی اس لیے کہ کعبہ کے اندر

آپ کا منہ مقام کی طرف نہیں تھا اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

۳۸۳ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ دَعَا فِيْ نَوَاحِيْهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ قُبُلِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ.

۳۸۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو آپ نے اس کی تمام طرفوں میں دعا کی اور اس کے اندر نماز پڑھی یہاں تک کہ آپ باہر نکل آئے سو جب آپ باہر آئے تو کعبہ کے سامنے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہ کعبہ ہے۔

فائدہ: یعنی اب بیت المقدس کا قبلہ ہونا موقوف ہوا یا یہ معنی ہے کہ جو کعبہ کو آنکھ سے دیکھے اس پر واجب ہے کہ اس کو ٹھیک اپنے منہ کے سامنے کرے بخلاف غائب لوگوں کے اور یا یہ معنی ہے کہ جس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہے وہ نہ مکہ ہے اور نہ حرم اور نہ مسجد حرام ہے جو گرد کعبہ کے ہے بلکہ وہ فقط کعبہ کا گھر ہے اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز نہیں پڑھی سو یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرسل ہے اس لیے کہ وہ اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھے اور بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھا بلکہ حدیث بلال رضی اللہ عنہ کی راجح ہوگی اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہوسکتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دو رکعت نماز پڑھنا مقام ابراہیم میں نہیں تھا پس معلوم ہوا کہ مقام کے سامنے نماز پڑھنی واجب نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ التَّوَجُّهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ حَيْثُ كَانَ. نمازی کے قبلے کی طرف منہ کرنے کا بیان جس جگہ میں ہو۔

فائدہ: یعنی نمازی خواہ مشرق میں ہو یا مغرب میں ہو سفر میں ہو یا حضر میں ہو جب نماز پڑھنے لگے تو قبلے کی طرف منہ کرنا واجب ہے اور مراد نماز سے فرضی نماز ہے نہ نفلی جیسے کہ دوسرے باب میں حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَكَبِّرْ.

یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کے وقت قبلے کی طرف منہ کر اور تکبیر تحریمہ کہہ۔

۳۸٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۸۴۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہے بیت المقدس کی طرف سولہ مہینے یا سترہ مہینے تک اور آپ کو پسند آتا تھا یہ کہ آپ کو کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ

صَلّٰی نَحْوَ بَیْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ﴾ فَتَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَقَالَ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ وَهُمُ الْيَهُوْدُ ﴿مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ فَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ مَا صَلّٰى فَمَرَّ عَلٰى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ تَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَتَحَرَّفَ الْقَوْمُ حَتّٰى تَوَجَّهُوْا نَحْوَ الْكَعْبَةِ.

وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ﴾ یعنی تحقیق دیکھتے ہیں ہم پھرنا منہ تیرے کا طرف آسمان کی یعنی واسطے انتظار وحی کے کہ قبلہ کعبہ کی طرف ہو جائے۔ (یہ اس لیے تھا کہ کعبہ افضل ہے بیت المقدس سے اور نیز وہ آپ کے دادے ابراہیم علیہ السلام کا کعبہ تھا) سو آپ نے کعبہ کی طرف منہ پھیرا اور اس کی طرف نماز پڑھنے لگے سو بے وقوف لوگوں (کہ یہودیوں میں) نے کہا کہ کس چیز نے پھیرا ہے ان کو اس قبلہ سے جو تھے وہ اُس پر اے پیغمبر تو کہہ دے کہ واسطے اللہ کے ہے مشرق اور مغرب یعنی ذاتی خصوصیت کسی جگہ کو نہیں ہے بلکہ حکم الٰہی کے سب تابع ہیں ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے طرف راہ سیدھی کی سو ایک مرد نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی یعنی کعبہ کی طرف منہ کر کے پھر وہ شخص نماز پڑھ کر نکلا اور انصار کی ایک جماعت پر گزرا جو عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف پڑھ رہے تھے سو اُس نے کہا میں اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ مکے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے یعنی آپ کا قبلہ مکے کی طرف ہو گیا ہے سو وہ لوگ اُسی حالت میں پھر گئے اور مکے کی طرف منہ کر لیا۔

فائدہ: جب حضرت ﷺ مکے سے ہجرت کر کے مدینہ میں گئے تو وہاں اکثر یہودی رہتے تھے اور ان کا قبلہ بیت المقدس کی طرف تھا سو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا پس اس سے یہودیوں کو بہت خوشی ہوئی سو آپ نے سترہ مہینے تک اس طرف نماز پڑھی پھر آپ کو کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا اور کعبہ کی طرف نماز پڑھنا اس واسطے پسند آتا تھا کہ یہودی کہتے تھے کہ محمد ﷺ ہمارے دین میں مخالف ہے اور ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہے سو یہ آیت اتری جو مذکور ہو چکی ہے اور بعض حدیثوں سے صبح کی نماز معلوم ہوتی ہے لیکن صحیحین میں یہی عصر کی نماز آئی ہے پس اسی کو ترجیح ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت المقدس مدینہ سے اتر کی طرف واقع ہے اور کعبہ دکھن کی طرف واقع ہے پس نماز کے اندر کعبہ کی طرف پھر جانے سے یہ لازم ہے کہ امام اور مقتدیوں کی صفیں کئی قدم نماز میں چلی ہوں اس لیے کہ اگر سب لوگ اپنی اپنی جگہ میں کھڑے ہوئے

پھر جاتے تو امام مقتدیوں کی صف کے پیچھے ہو جاتا اور عورتوں کی صف مردوں کی صف کے آگے ہو جاتی پس ثابت ہوا کہ کئی قدم متواتر نماز میں چلے ہوں گے اور حنفیہ اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث منسوخ ہے لیکن نسخ کی کوئی دلیل نہیں اور نہ تاخر ناسخ کا منسوخ سے ثابت ہوتا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ نے کعبہ کی طرف نماز پڑھی اور صحابہ نے بھی جس جگہ تھے اُس جگہ سے مکے کی طرف منہ پھیر لیا پس اسی طرح سے ہر شخص پر لازم ہے کہ جس جگہ ہو نماز کے وقت مکے کی طرف منہ کر لے پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

۳۸۵ ۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِيْ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ فَإِذَا أَرَادَ الْفَرِيْضَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

۳۸۵۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنی سواری پر نماز پڑھا کرتے تھے جس طرف کو وہ جاتی یعنی جس طرف سواری جاتی اُسی طرف منہ کر کے آپ بھی نفلی نماز اس کے اوپر پڑھتے چلے جاتے سو جب آپ فرض پڑھنے چاہتے تو سواری سے نیچے اتر آتے اور کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ جب کوئی فرض نماز پڑھنے لگے تو اس کو لازم ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کرے خواہ کسی ملک میں ہو مگر سخت خوف کے وقت استقبال ترک کرنا جائز ہے۔

۳۸۶ ۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ لَا أَدْرِيْ زَادَ أَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَحَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا فَثَنٰى رِجْلَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمَّا أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ إِنَّهٗ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ لَنَبَّأْتُكُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ

۳۸۶۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نماز پڑھی اور آپ کو اس میں سہو ہو گیا ابراہیم (راوی) نے کہا کہ مجھ کو یہ معلوم نہیں کہ آپ اُس میں کوئی رکعت زیادہ پڑھ گئے یا کم پڑھی سو جب آپ نے سلام کہی تو کسی نے عرض کی کہ یا حضرت کیا نماز میں کوئی نیا حکم پیدا ہوا ہے آپ نے فرمایا نئی کیا چیز ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ نے ایسی ایسی نماز پڑھی ہے یعنی نماز میں کچھ زیادہ پڑھا گیا ہے یا کم پڑھا گیا ہے سو آپ نے اپنے دونوں پاؤں کو پھیرا اور قبلے کی طرف منہ کیا اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیری سو جب آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا اگر نماز میں کوئی نیا حکم آتا تو البتہ میں تم کو اس کی خبر دیتا لیکن میں تو آدمی ہوں مثل

وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ.

تمہاری بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو سو جب میں بھول جاؤں تو مجھ کو یاد کراؤ یعنی سبحان اللہ وغیرہ سے سو جب کوئی شک کرے اپنی نماز میں تو چاہیے کہ تلاش کرے ٹھیک بات کو تا تردد اور شک دفع ہو جائے اور یقین حاصل ہو پھر اسی پر نماز تمام کرے پھر سلام کہے پھر دو سجدے کرے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے پاؤں کو پھیر کر قبلے کی طرف کیا پس اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں استقبال قبلہ کو ترک کرنا کسی حال میں جائز نہیں ہے اور یہی ہے وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبیوں سے احکام میں بھول ہو جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تاخیر بیان کے وقت حاجت سے جائز نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کو مقتدیوں کے قول کی پیروی کرنی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بھول کر نماز میں قبلہ سے منہ پھیر لینا یا بھول کر نماز میں کلام کر لینا نماز کو نہیں توڑتا اور باقی بحث اس حدیث کی اپنے موقع پر آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقِبْلَةِ وَمَنْ لَّمْ يَرَ الْإِعَادَةَ عَلٰى مَنْ سَهَا فَصَلّٰى إِلٰى غَيْرِ الْقِبْلَةِ.

قبلے کی حدیثوں اور اس کی طرف منہ کرنے کا بیان یعنی سوائے اس کے جو مذکور ہوا ہے اور جو بھول کر قبلے کے سوا دوسری طرف نماز پڑھ لے تو اس کے نماز کے نہ دوہرانے کا بیان۔

فائدہ: یعنی اندھیری رات میں اگر کسی کو قبلہ معلوم نہ ہو اور خوب کوشش اور فکر کر کے اُس نے ایک طرف کو قبلہ ٹھہرا کر نماز پڑھ لی اور نماز پڑھنے سے بعد ظاہر ہوا کہ اس نے قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی بلکہ قبلہ کے سوا دوسری طرف نماز پڑھی ہے تو اس صورت میں اس پر نماز کا دوہرانا لازم نہیں ہے بلکہ وہ نماز اس کی جائز ہے اور یہ ہے مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس پر نماز دوہرانا لازم ہے۔

وَقَدْ سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَكْعَتَيِ الظُّهْرِ وَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهٖ ثُمَّ أَتَمَّ مَا بَقِيَ.

یعنی تحقیق حضرت ﷺ نے ظہر کی دو رکعت پڑھ کر سلام کہا یعنی بھول کر چار کی جگہ دو پڑھیں پھر لوگوں کی طرف منہ کیا یعنی قبلے کی طرف پیٹھ کی پھر باقی دو رکعت پڑھیں۔

فائدہ: یہ حدیث ذوالیدین کا ایک ٹکڑا ہے اور پوری حدیث آگے آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور اس سے غرض یہ ہے کہ بعد ظاہر ہونے خطاء کے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کرنے کے آپ نے نماز کو نہ دوہرایا بلکہ باقی ماندہ کو پڑھ لیا اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ آپ کا پہلی نماز پر بنا کرنا اس پر دلالت کرتا

ہے کہ آپ قبلے کی طرف پیٹھ کرنے کے وقت نماز میں تھے پس اس سے معلوم ہوا کہ جو بھول کر غیر قبلے کی طرف نماز پڑھ جائے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی ہے اور یہی ہے وجہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے۔

۳۸۷ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَافَقْتُ رَبِّيْ فِيْ ثَلَاثٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ وَاٰيَةُ الْحِجَابِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ أَمَرْتَ نِسَآئَكَ أَنْ يَّحْتَجِبْنَ فَإِنَّهٗ يُكَلِّمُهُنَّ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَآءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ عَسٰى رَبُّهٗ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُّبْدِلَهٗ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا بِهٰذَا.

۳۸۷۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تین باتوں میں اپنے رب سے موافق ہو گیا یعنی اللہ نے میری رائے کے موافق حکم اتارا ایک یہ کہ میں نے کہا یا حضرت اگر ہم مقام ابراہیم کو جائے نماز ٹھہرا دیں تو بہتر ہو سو اس وقت یہ آیت اتری ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ یعنی پکڑو مقام ابراہیم کو جائے نماز اور دوسرا یہ کہ موافقت کی میں اللہ کو آیت پردہ میں وہ یہ کہ میں نے کہا یا حضرت اگر آپ اپنی عورتوں کو پردہ کراؤ تو بہت بہتر ہو اس لیے کہ بھلا اور برا آدمی اُن سے کلام کرتا ہے یعنی ہر قسم کا آدمی اُن سے کلام کرتا ہے سو یہ بات لائق نہیں سو اُس وقت پردہ کرانے کی آیت اتری یعنی ﴿يَاۤ أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ﴾ اور تیسرا یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بیویاں جمع ہو کر آپ پر غصے ہوئیں اور آپ سے زیادہ خرچ مانگنے لگیں اور آپ کو تنگ کیا سو میں نے آپ کی بیویوں کو کہا کہ نزدیک ہے کہ پروردگار آپ کا اگر طلاق دیں تم کو یہ کہ بدلہ دیے اس کو بیویں بہتر تم سے سو موافق میری رائے کے یہ آیت اتری غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس سے قوت دینا ہے پہلے اسناد کو اس لیے کہ یہ اسناد اس سے زیادہ تر قوی ہے۔

فائدہ: پردہ کا مسئلہ اور طلاق کا بیان سورہ احزاب میں اور سورہ نجم میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تین چیزوں کو خاص کرنا اس پر دلالت نہیں کرتا کہ کسی اور چیز میں موافقت نہ ہوئی ہو اس لیے کہ اس کے سواء اور بہت حکموں میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق وحی اتری چنانچہ بعضوں نے لکھا ہے کہ وہ پندرہ حکم ہیں اور موافقت اس حدیث کی ترجمہ کے پہلے جزء سے ہے اور وہ اس طور پر ہے کہ مقام ابراہیم کو جائے نماز ٹھہرانے کا یہ معنی ہے کہ مقام ابراہیم کو اپنے اور کعبہ کے درمیان رکھ کر نماز پڑھو پس یہ آیت دلالت

کرتی ہے اس پر کہ کعبہ قبلہ ہے۔

۳۸۸ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَآءٍ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَآءَ هُمْ اٰتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ.

۳۸۸۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے یکا یک ان کے پاس کوئی شخص آیا سو اُس نے آ کر کہا کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آج رات قرآن اُتارا گیا ہے یعنی ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ﴾ الآیۃ سو آپ کو یہ حکم ہوا ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کریں سو تم بھی کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو اور حالانکہ اُن کے منہ شام کی طرف تھے یعنی پہلے حکم کے موافق بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے سو وہ لوگ اسی حالت نماز میں کعبہ کی طرف پھر گئے۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ یہ خبر ان کو نماز عصر میں پہنچی تھی اور اس حدیث میں ہے کہ یہ خبر ان کو صبح کی نماز میں پہنچی تھی سو ان دونوں میں تطبیق اس طور سے ہے کہ عصر کی نماز میں مدینہ کے لوگوں کو خبر پہنچی تھی اور مسجد قبا مدینہ سے دور ہے ان کو یہ خبر صبح کی نماز میں پہنچی تھی پس ان میں کوئی منافات نہیں ہے اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ کے اول جزء سے اس طور پر ہے کہ آپ کو قبلے کی طرف منہ پھیر کر نماز پڑھنے کا حکم ہوا اور دوسرے جزء سے اس طور پر ہے کہ ان لوگوں نے پہلے کچھ نماز منسوخ قبلے کی طرف پڑھی اس لیے کہ ان کو پہلے قبلے سے منہ پھیر لینا واجب تھا لیکن بے خبری سے انہوں نے نماز پڑھ لی اور ان کو اس نماز کے دوہرانے کا حکم نہ ہوا پس اس سے معلوم ہوا کہ اگر بھول کر غیر قبلے کی طرف نماز پڑھ جائے تو اس کا حکم بھی یہی ہے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ حکم ناسخ کا ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ پہنچ نہ جائے اس لیے کہ اہل قبا کو نماز دہرانے کا حکم نہیں ہوا باوجودیکہ سابق قبلہ اُن کی اس نماز سے پہلے منسوخ ہو چکا تھا اور کہ کہ خبر واحد پر عمل کرنا واجب ہے اور یہ کہ جو نماز سے باہر ہو اگر نمازی کو کوئی حکم تعلیم کرے تو جائز ہے اور یہ کہ نمازی اگر نماز سے باہر والے کی کلام سن لے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے۔

۳۸۹ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقَالُوْا أَزِيْدَ فِي

۳۸۹۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھی یعنی بھول کر چار کے بدلے پانچ پڑھ گئے سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کیا نماز زیادہ ہوگئی ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارے اس پوچھنے کا کیا سبب ہے یا وہ زیادتی

الصَّلَاةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَثَنٰى رِجْلَيْهِ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

کیا چیز ہے؟ صحابہ ؓ نے عرض کی کہ آپ نے پانچ رکعت نماز پڑھی ہے سو آپ نے اپنے دونوں پاؤں کو پھیرا یعنی قبلے کی طرف منہ پھیرا اور دو سجدے کیے۔

فائدہ: جس وقت صحابہ ؓ نے سوال کیا اس وقت آپ قبلے کی طرف پیٹھ دیے بیٹھے تھے جیسے کہ اوپر کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے پھر آپ نے اپنی پہلی نماز پر بنا کی پس اس سے معلوم ہوا کہ جو بھول کر غیر قبلے کی طرف نماز پڑھی جائے اس کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے اور حنفیہ کے نزدیک اس صورت میں یہ حکم ہے کہ اُن کے ساتھ ایک رکعت اور جوڑ کر ان کو چھ رکعت پوری کرے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے صرف پانچ رکعتیں پڑھیں اور فقط لوگوں سے سن کر سجدہ سہو کر لیا۔

بَابُ حَكِّ الْبُزَاقِ بِالْيَدِ مِنَ الْمَسْجِدِ.

مسجد سے ہاتھ کے ساتھ تھوک دور کرنے کا بیان۔

فائدہ: بصاق اور بزاق اُس تھوک کو کہتے ہیں جو منہ سے آئے بلغم ہو یا کچھ اور اور مخاط اس کو کہتے ہیں جو سینڈھ ناک سے آئے اور نخامہ اس کو کہتے ہیں جو سر سے آئے یا سینہ سے آئے اب یہاں سے احکام مسجد کا بیان ہے اور جو اس کے متعلق ہے استقبال قبلہ وغیرہ کے احکام سے۔

۳۹۰ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُئِيَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَامَ فَحَكَّهٗ بِيَدِهٖ فَقَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِيْ صَلَاتِهٖ فَإِنَّهٗ يُنَاجِيْ رَبَّهٗ أَوْ إِنَّ رَبَّهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَآئِهٖ فَبَصَقَ فِيْهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَقَالَ أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا.

۳۹۰۔ انس ؓ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ﷺ نے مسجد کے قبلہ کی دیوار میں سینڈھ لگا ہوا دیکھا سو یہ دیکھنا آپ پر بہت دشوار گزرا یعنی آپ غصے ہوئے یہاں تک کہ اُس کا اثر آپ کے چہرہ مبارک میں ظاہر ہوا یعنی آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا سو آپ کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھ سے اس کو کھرچ ڈالا سو فرمایا کہ بے شک جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے مناجات اور عرض کرتا ہے یعنی قرآن اور تسبیح اور ذکر وغیرہ پڑھتا ہے اور یا رب اس کا اس کے اور قبلے کے درمیان ہے یعنی حاضر اور شاہد ہے سو کوئی آدمی تمہارے اپنے قبلے کے سامنے نہ تھوکے لیکن اپنی بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے تلے تھوکے پھر آپ نے اپنے کپڑے کے کنارے کو پکڑا اور اس میں تھوکا پھر اس کو مل ڈالا اور فرمایا اس طرح کرے جیسے کہ میں نے کیا ہے۔

فائدہ: قبلے کی طرف تھوکنا اس واسطے منع ہے کہ نمازی اللہ سے عرض معروض کرتا ہے اور اللہ سامنے قبلہ کے حاضر ہے اور داہنی طرف فرشتہ ہے پس اگر نماز کے اندر تھوک آ جائے تو کپڑے میں لے اور اس کو مل ڈالے اور بائیں پاؤں کے تلے تھوکنے کا حکم جو فرمایا تو یہ حکم مسجد کے سوا اور جگہ کا ہے اس لیے کہ آگے آئے گا کہ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور کفارہ اس کا اس کو دفن کر دینا ہے اور مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

۳۹۱ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى بُصَاقًا فِيْ جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَبْصُقُ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَإِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهٖ إِذَا صَلّٰى.

۳۹۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلے کی دیوار میں تھوک لگا دیکھا سو اس کو کھرچ ڈالا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے سو فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہو تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اس لیے کہ جب کوئی نماز پڑھتا ہے تو اللہ اُس کے منہ کے سامنے ہوتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبلے کی طرف تھوکنا حرام ہے خواہ مسجد میں ہو یا نہ ہو خاص کر نمازی کے لیے تو بہت ہی برا ہے۔

۳۹۲ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى فِيْ جِدَارِ الْقِبْلَةِ مُخَاطًا أَوْ بُصَاقًا أَوْ نُخَامَةً فَحَكَّهُ.

۳۹۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی دیوار میں تھوک یا سینڈھ لگا دیکھا سو آپ نے اس کو کھرچ ڈالا۔

فائدہ: مناسبت ان حدیثوں کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ حَكِّ الْمُخَاطِ بِالْحَصٰى مِنَ الْمَسْجِدِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنْ وَطِئْتَ عَلٰى قَذَرٍ رَطْبٍ فَاغْسِلْهُ وَإِنْ كَانَ يَابِسًا فَلَا.

مسجد سے پتھر کے ساتھ سینڈھ کھرچنے کا بیان اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر تو تر پلیدی پر چلے اور تیرے پاؤں کو لگ جائے تو اس کو پانی سے دھو ڈالا اور اگر خشک ہو تو دھونے کی کچھ حاجت نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر تر پلیدی جیسے کہ بول وغیرہ ہے جوتی کو لگ جائے تو سوائے دھونے کے پاک نہیں ہوتی ہے اور اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ اور جن حدیثوں میں نہ دھونے کا ذکر ہے وہ خشک پلیدی پر محمول

ہیں اور اس حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ منع کی علت محض تعظیم قبلہ کی ہے نہ محض ایذاء پانا اس لیے کہ تر اور خشک میں کچھ فرق نہیں بخلاف اُس کے جس میں علت محض پلیدی ہے کہ اُس میں خشک سے کچھ نقصان نہیں ہے۔

۳۹۳ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبَا سَعِيْدٍ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِيْ جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ حَصَاةً فَحَكَّهَا فَقَالَ إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهٖ وَلَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى.

۳۹۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوار میں سینڈھ لگا دیکھا سو آپ نے ایک پتھر سے اس کو کھرچ ڈالا سو فرمایا کہ جب کوئی کھنکھار کے تھوکے تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اور نہ اپنے داہنے اور چاہیے کہ اپنی بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے تلے تھوکے۔

فائدہ: اس باب کو مکرر لانے کے کئی سبب ہیں بعض لوگ اس حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں کہ سینڈھ ناپاک ہے اور کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کھرچ ڈالنا واسطے جگہ پاک کرنے کے تھا نہ واسطے صاف کرنے کے سو امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس سے اس مذہب کو ثابت کرنا ہے اور احتمال ہے کہ بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس مذہب کو باطل کرنے کی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ایک حدیث کے کئی طریق پر بیان کرنے کی ہو اس لیے کہ یہ اُس کی عادت ہے کہ ایک حدیث کو کئی بار دہرا کر لاتا ہے لیکن اس کی سند دوسری ہوتی ہے سو جو لفظ حدیث میں واقع ہو اُسی لفظ سے ترجمہ باندھتا ہے اور اُس سے فقط غرض یہ ہوتی ہے کہ اس حدیث کے بہت طریق ہیں اور یہ حدیث کئی سندوں سے آئی ہے اور اس وجہ سے بخاری کی بہت مشکل جگہیں حل ہو جاتی ہیں اور یا یہ کہ اس باب اور سابق باب میں فرق ہے اس لیے کہ مخاط اس کو کہتے ہیں جو جرم دار اور لیس دار ہو پس اس کو تھوکنے میں تکلیف کرنی پڑتی ہے بخلاف بزاق کے کہ اُس کا جرم نہیں اور نہ اُس میں تکلیف کرنی پڑتی ہے اور اس باب میں مخاط کا لفظ ہے اور حدیث میں نخامہ کا لفظ ہے سو در حقیقت ان دونوں میں کچھ فرق نہیں پس اسی وجہ سے یہ حدیث ترجمہ سے مناسب ہے۔

بَابُ لَا يَبْصُقْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فِي الصَّلَاةِ.

نماز میں جب کوئی کھنکھار کے تھوکے تو اپنے داہنے نہ تھوکے بلکہ بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے تلے تھوکے۔

۳۹۴ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ

۳۹۴۔ ترجمہ اس حدیث کا کئی بار گزر چکا ہے۔

حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبَا سَعِيْدٍ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى نُخَامَةً فِيْ حَآئِطِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَصَاةً فَحَتَّهَا ثُمَّ قَالَ إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمْ قِبَلَ وَجْهِهٖ وَلَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى.

۳۹۵ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتْفِلَنَّ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ رِجْلِهٖ.

۳۹۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے کھکھار کے اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اور نہ اپنے داہنے لیکن اپنی بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے تلے تھوکے۔

فائدہ: اس باب کا مطلب پہلے بابوں میں آچکا ہے اب اس باب کو دوبارہ لانے سے غرض یہ ہے کہ جو بعض حدیثوں میں اپنے آگے اور داہنی طرف تھوکنے کی مطلق ممانعت آئی ہے وہ مقید ہے ساتھ حالت نماز کے یعنی تھوکنا فقط نماز کی حالت میں منع ہے نماز سے باہر آگے اور داہنی طرف تھوکنا منع نہیں جیسے کہ آئندہ باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور یہ امام بخاری رحمہ اللہ کی اکثر عادت ہے کہ بہت جگہ حدیث باب سے ترجمہ معلوم نہیں ہوتا لیکن اس ترجمہ سے اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ اس حدیث کے بعض طریقوں سے ثابت ہے امام نووی نے لکھا ہے کہ آگے اور داہنے طرف تھوکنا ہر حال میں منع ہے خواہ نماز میں ہو یا باہر ہو مسجد میں ہو یا باہر ہو اور بعضوں نے کہا کہ اگر بائیں طرف کوئی آدمی نہ ہو تو نہ بائیں تھوکے نہ داہنے لیکن پاؤں کے تلے یا کپڑے میں اور اگر پاؤں تلے کوئی فرش ہو تو فقط کپڑے میں تھوکے اور اگر کپڑا موجود نہ ہو تو تھوک کو نگل جائے اور نیز حدیث ابوسعید اور ابو ہریرہ کی جو یہاں مکرر لایا ہے تو اس کی سند دوسری ہے اور صرف اتنی ہی مغایرت کافی ہے جیسے کہ ہم کئی بار اس پر تنبیہ کر چکے ہیں۔

بَابُ لِيَبْزُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى.

چاہیے کہ اپنی بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے

۳۹۶ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ

۳۹۶۔ ترجمہ اس حدیث کا اوپر گزر چکا ہے۔

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ.

۳۹۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصَرَ نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا بِحَصَاةٍ ثُمَّ نَهٰى أَنْ يَبْزُقَ الرَّجُلُ بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ عَنْ يَمِينِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى وَعَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَ حُمَيْدًا عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ نَحْوَهُ.

۳۹۷۔ ترجمہ اس حدیث کا اوپر گزر چکا ہے۔

فائدہ: دو بار اس حدیث کو لانے سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مطلب یہ ہے کہ سماع زہری کا حمید سے ثابت ہے پہلے طریقوں میں یہ حدیث معنعن ہے اُس میں سماع کا ذکر نہیں اور نیز یہ سند بھی دوسری ہے پس اتنا ہی فرق کافی ہے۔

بَابُ كَفَّارَةِ الْبُزَاقِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں تھوکنے کے کفارہ کا بیان۔

۳۹۸ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا.

۳۹۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کو مٹی سے دبا دینا اُس گناہ کا کفارہ ہے۔

فائدہ: مٹی سے دبا دینا اُس وقت ہے جب کہ مسجد میں خاک ہو اور اگر مسجد سنگین ہو یا اس میں گچ لگی ہو تو تھوک کو پونچھ ڈالنا چاہیے اور بعضوں نے کہا کہ مسجد میں تھوکنا اُس شخص کو جائز ہے جو کسی عذر سے مسجد سے باہر نکلنے کی طاقت نہ رکھتا ہو بشرطیکہ اُس کو دفن کر دے اور جس کو کوئی عذر نہ ہو اس کو مسجد میں تھوکنا جائز نہیں ہے واللہ اعلم۔

بَابُ دَفْنِ النُّخَامَةِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں سینڈھ ڈالنے کے دفن کرنے کا بیان۔

۳۹۹ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا

۳۹۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَبْصُقْ أَمَامَهُ فَإِنَّمَا يُنَاجِي اللّٰهَ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ فَإِنَّ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكًا وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ فَيَدْفِنُهَا.

جب کوئی نماز کی طرف کھڑا ہو تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اس لیے کہ نمازی اللہ سے عرض معروض کرتا ہے جب تک کہ اپنی نماز کی جگہ ٹھہرا رہے اور نہ اپنے داہنے تھوکے اس لیے کہ اس کی داہنی طرف فرشتہ ہے اور چاہیے کہ اپنی بائیں طرف یا اپنے بائیں پاؤں کے تلے تھوکے اور اس کو مٹی سے دبا دے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں تھوک دفن کرنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور پہلے باب میں کفارے کا ذکر کیا اور اس باب میں دفن کا ذکر کیا تو شاید غرض یہ ہے کہ پہلے باب میں وہ شخص مراد ہے جو جان کر بلا حاجت مسجد میں تھوکے اور اس باب میں وہ شخص مراد ہے جس پر تھوک غلبہ کرے سو پہلے کو گناہ ہے اور دوسرے کو گناہ نہیں ہے۔

بَابُ إِذَا بَدَرَهُ الْبُزَاقُ فَلْيَأْخُذْ بِطَرَفِ ثَوْبِهِ.

جب تھوک نماز پر غلبہ کرے اور اس کو روک نہ سکے تو اپنے کپڑے میں لے۔

٤٠٠ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَحَكَّهَا بِيَدِهِ وَرُئِيَ مِنْهُ كَرَاهِيَةٌ أَوْ رُئِيَ كَرَاهِيَتُهُ لِذٰلِكَ وَشِدَّتُهُ عَلَيْهِ وَقَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ أَوْ رَبُّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قِبْلَتِهِ فَلَا يَبْزُقَنَّ فِي قِبْلَتِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَزَقَ فِيهِ وَرَدَّ بَعْضَهُ عَلٰى بَعْضٍ قَالَ أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا.

۴۰۰۔ ترجمہ اس حدیث کا اوپر گزر چکا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ اس کی سند دوسری ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں تھوک کے غلبہ کرنے کی قید مذکور نہیں بلکہ بلا غلبہ کرنے کے بھی تھوکنا جائز معلوم ہوتا ہے سو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اس باب باندھنے سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں تھوک غلبہ کرنے کی قید مذکور ہے چنانچہ صحیح مسلم میں یہ لفظ صریح آ چکا ہے اور اس حدیث سے ثابت ہوتا

ہے کہ حسن وقبیح چیزوں کا شرع سے ثابت ہوتا ہے اس لیے کہ داہنے کو بائیں پر فضیلت ہے اور ہاتھ کو پاؤں پر فضیلت ہے اور یہ کہ نیکیوں کو بہت جمع کرنا چاہیے اگرچہ آدمی بڑا ہی بزرگ ہو اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے تھوک کو کھرچ ڈالا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تھوک اور سینڈھ پاک ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اپنے کپڑے میں تھوک کو مل ڈالا اور غلبہ کے وقت کپڑے میں تھوک لینے کا حکم فرمایا پس اگر تھوک ناپاک ہوتی تو آپ کپڑے میں لینے کا حکم نہ فرماتے اور نہ آپ کرتے خاص کر نماز کی حالت میں تو بطریق اولیٰ جائز نہ ہوتا۔

بَابُ عِظَةِ الْإِمَامِ النَّاسَ فِيْ إِتْمَامِ الصَّلَاةِ وَذِكْرِ الْقِبْلَةِ.

امام کا لوگوں کو تمام کرنے نماز کی نصیحت کرنا اور بیان قبلہ کا۔

٤٠١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِيْ هَا هُنَا فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ إِنِّيْ لَأَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ.

۴۰۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم دیکھتے ہو کہ منہ میرا ادھر ہے یعنی تم گمان کرتے ہو کہ میں نماز میں تمہارے کاموں کو نہیں دیکھتا ہوں صرف آگے کی طرف سے دیکھتا ہوں واسطے ہونے منہ میرے کے طرف قبلے کی سوا ایسا نہیں بلکہ میں ہر طرف دیکھتا ہوں سو قسم اللہ کی مجھ پر تمہارا رکوع اور سجدہ چھپا نہیں رہتا تحقیق میں تم کو دیکھتا ہوں اپنی پس پشت سے یعنی تمہاری نماز کا حال سب مجھ کو معلوم ہوتا ہے۔

فائدہ: مراد حضرت ﷺ کی اپنی پیٹھ پیچھے دیکھنے سے حقیقی دیکھنا ہے اپنی آنکھ سے اور یہ حضرت ﷺ کے لیے خارق عادت تھی کہ آگے کی آنکھوں سے آپ کو اپنے پیچھے کی طرف سے بھی نظر آتا تھا اس لیے کہ اہل سنت کے نزدیک حق یہی قول ہے کہ دیکھنے کے واسطے کوئی عضو مخصوص ہونا اور سامنے ہونا شرط نہیں بلکہ اس کے سوا بھی ہو سکتا ہے اور مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

٤٠٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ فِي الصَّلَاةِ وَفِي الرُّكُوْعِ إِنِّيْ لَأَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآئِيْ كَمَا أَرَاكُمْ.

۴۰۲۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو ایک نماز پڑھائی پھر آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ میں تم کو نماز اور رکوع میں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں جیسے کہ تم کو آگے سے دیکھتا ہوں۔

فائدہ: یہاں بھی مراد رؤیت بصری ہے علم کشفی نہیں ہے اور رکوع کو اس واسطے خاص کیا کہ اکثر آدمیوں کی عادت ہے کہ رکوع میں اہتمام نہیں کرتے اور طمانیت کو ترک کر دیتے ہیں یا اتفاقاً خاص اسی نماز میں مقتدیوں سے سستی ہو گئی ہو گی اس واسطے فرمایا کہ نماز کو اچھی طرح پڑھا کرو اس میں قصور نہ کیا کرو۔

بَابٌ هَلْ يُقَالُ مَسْجِدُ بَنِيْ فُلَانٍ.

یہ کہنا کہ یہ مسجد فلاں کی ہے کیسا ہے یعنی مسجد کو کسی شخص بانی وغیرہ کی طرف نسبت کرنا جائز ہے یا نہیں؟۔

۴۰۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ وَأَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلٰى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ فِيْمَنْ سَابَقَ بِهَا.

۴۰۳۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑ دوڑ میں آگے بڑھ گئے اُن گھوڑوں میں جو گھاس سے خوب پالے ہوئے تھے حفیہ سے ثنیۃ الوداع تک اور آگے بڑھ گئے اُن گھوڑوں میں جو پالے ہوئے تھے ثنیہ سے مسجد بنی زریق تک اور بے شک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی آگے بڑھ جانے والوں میں سے تھے۔

فائدہ: حفیہ اور ثنیۃ الوداع دو جگہوں کا نام ہے نزدیک مدینہ کے ان دونوں کے درمیان چھ یا سات میل کا فاصلہ ہے اور تضمیر کا یہ معنی ہے کہ لوگ گھوڑ دور کے واسطے پہلے گھاس کھلا کر گھوڑے کو خوب موٹا کرتے ہیں پھر اس کو اپنی معمولی خوراک دیتے ہیں اس سے وہ بہت ہلکا ہو جاتا ہے اور خوب دوڑتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حفیہ سے ثنیۃ الوداع تک مقرر کر کے ایسے پلے ہوئے گھوڑوں کے ساتھ گھوڑ دوڑ کی کہ دیکھیں کس کا گھوڑا آگے بڑھ جاتا ہے سو آپ اپنے ساتھی سے آگے بڑھ گئے اسی طرح آپ نے نہ پلے ہوئے گھوڑوں سے ثنیہ سے مسجد زریق تک حد مقرر کر کے گھوڑ دوڑ کی سو اُس میں بھی اپنے ساتھی سے آگے بڑھ گئے اور اس طرح کی گھوڑ دوڑ کرنی شرع میں جائز ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کو بانی یا متولی وغیرہ کی طرف نسبت کرنا اور یہ کہنا کہ یہ مسجد فلانے شخص مثلاً زید یا عمرو کی ہے جائز ہے اور غرض اس سے رد کرنا ہے ابراہیم نخعی کے قول کو کہ وہ کسی کی طرف مسجد کی نسبت کرنے کو مکروہ رکھتا ہے۔

بَابُ الْقِسْمَةِ وَتَعْلِيْقِ الْقِنْوِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں مال تقسیم کرنے اور کھجور کے گچھے لٹکانے کا بیان یعنی جائز ہے۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْقِنْوُ الْعِذْقُ وَالْاِثْنَانِ قِنْوَانِ وَالْجَمَاعَةُ أَيْضًا قِنْوَانٌ مِثْلَ صِنْوٍ

یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ قنو کا معنی عذق ہے یعنی خوشہ کھجور کا اور قنو صیغہ واحد کا ہے اور تثنیہ اس کا قنوان

وَصِنْوَانٍ.

ہے اور جمع بھی قنوان ہے مثل صنو اور صنوان کے یعنی اس کا تثنیہ اور جمع ایک وزن پر آتا ہے۔

فائدہ: چونکہ قنو قرآن کا لفظ ہے اور یہاں اُس کا ذکر آ گیا تھا اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا معنی بیان کر دیا۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ انْثُرُوْهُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهِ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ جَآءَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ فَمَا كَانَ يَرٰى أَحَدًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِذْ جَآءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْطِنِيْ فَإِنِّيْ فَادَيْتُ نَفْسِيْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ فَحَثَا فِيْ ثَوْبِهِ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اؤْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ إِلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اؤْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ عَلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ احْتَمَلَهُ فَأَلْقَاهُ عَلٰى كَاهِلِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَا زَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے مال لایا گیا سو فرمایا کہ اس کو مسجد میں ڈال دو اور بکھیر دو اور تھا وہ زیادہ تر اس مال کا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے باہر آئے اور اس کا کچھ خیال نہ کیا سو جب آپ نماز ادا کر چکے تو اُس مال کے پاس تشریف لائے اور اُس کے پاس بیٹھ گئے (اور تقسیم کرنے لگے) سو آپ جس شخص کو دیکھتے تھے اس کو کچھ مال دے دیتے تھے کہ اچانک حضرت عباس رضی اللہ عنہ آئے سو اُس نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھ کو بھی اس مال سے کچھ دیجیے اس لیے کہ بے شک میں نے بدلہ دیا تھا اپنی جان کا اور بدلہ دیا تھا عقیل کا دن بدر کے جب کہ ہم قید ہو کر آئے تھے یعنی میں نے اُس دن بہت مال خرچ کیا تھا یا میں اس کے سبب سے بہت قرض دار ہو گیا ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ جس قدر تو اٹھا سکے اتنے مال کو اٹھا لے سو اُس نے دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کر مال کو اپنے کپڑے میں ڈالا پھر اس کو اٹھانے لگا سو نہ اٹھا سکا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ کسی کو فرمایئے کہ مجھ کو مال اٹھانے میں مدد دے آپ نے فرمایا میں کسی کو نہ کہوں گا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم آپ ہی اٹھا کر میرے سر پر رکھ دو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں اٹھوں گا سو عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ مال نکال ڈالا تا کہ بوجھ ہلکا ہو جائے

وَسَلَّمَ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ حَتّٰى خَفِيَ عَلَيْنَا عَجَبًا مِنْ حِرْصِهِ فَمَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ.

پھر اس کو اٹھانے لگا سو پھر بھی نہ اٹھا سکا سو حضرت ﷺ سے عرض کی کہ یا حضرت کسی کو فرمایئے کہ مجھ کو یہ بوجھ اٹھوا دے حضرت ﷺ نے فرمایا میں کسی کو نہیں کہوں گا اس نے کہا کہ تم آپ ہی اس کو اٹھا کر مجھ پر رکھ دو آپ نے فرمایا نہ سو عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ مال اور نکال ڈالا پھر اس کو اٹھایا اور اپنی پیٹھ پر ڈال لیا پھر وہاں سے چلا سو حضرت ﷺ اس کو ہمیشہ دیکھتے رہے یہاں تک کہ آنکھ سے چھپ گیا اس کی حرص سے تعجب کرنے کے لیے سو حضرت ﷺ وہاں سے اُسی وقت کھڑے ہوئے جب کہ وہاں ایک درہم بھی نہ رہا۔

فائدہ: یہ مال زکوٰۃ کا نہیں تھا اس لیے کہ اگر زکوٰۃ کا مال ہوتا تو حضرت ﷺ عباس رضی اللہ عنہ کو نہ دیتے اس لیے کہ زکوٰۃ بنی ہاشم پر حرام ہے بلکہ یہ مال خراج کا تھا جو سب سے پہلے حضرت ﷺ کے پاس آیا تھا اور بحرین ایک شہر کا نام ہے نزدیک عمان کے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ مال لاکھ درہم تھا اور درہم ساڑھے تین ماشہ چاندی کا ہوتا ہے سو جب وہ مال آیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو مسجد میں بکھیر دو پھر اُس کو لوگوں میں تقسیم کر دیا اور عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ جس قدر اٹھا سکے اس مال سے اٹھا لے سو وہ جس قدر اٹھا سکا اٹھا لیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مال خاص حضرت ﷺ کا حق تھا یا اس کو تقسیم کرنا آپ کی رائے پر موقوف تھا اس لیے کہ آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو زیادہ دیا اور تقسیم میں کمی بیشی کی ورنہ سب کو برابر دینا چاہیے تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ اور صدقہ اور خراج اور غنیمت وغیرہ کے مال کو جس میں سب مسلمان شریک ہوں مسجد میں رکھنا اور اس میں بانٹنا جائز ہے اور یہ وجہ ہے مناسبت حدیث کی ترجمہ سے لیکن شرط یہ ہے کہ نماز پڑھنے کو مانع نہ ہو اور دوسری جزء ترجمہ کی یعنی مسجد میں گچھا لٹکانا اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو تقسیم مال پر قیاس کیا ہے اس لیے کہ مسجد میں مال رکھنا محتاجوں کے لیے تھا سو وہ معنی گچھا لٹکانے میں موجود ہے یا اس ترجمہ سے اشارہ کر دیا کہ اس باب میں حدیث آتی ہے لیکن چونکہ اس کی شرط پر نہیں تھی اس کو کتاب میں نہ لایا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز سے سب لوگوں کو فائدہ پہنچے اس کو مسجد میں رکھنا جائز ہے جیسے کہ پیاس کے لیے پانی رکھنا۔

بَابُ مَنْ دَعَا لِطَعَامٍ فِي الْمَسْجِدِ وَمَنْ أَجَابَ فِيهِ.

مسجد کے اندر کسی کی دعوت کرنا اور دعوت قبول کرنا کیسا ہے یعنی جائز ہے یا نہیں؟۔

٤٠٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ سَمِعَ أَنَسًا قَالَ وَجَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ مَعَهُ نَاسٌ فَقُمْتُ فَقَالَ لِيْ أَرْسَلَكَ أَبُوْ طَلْحَةَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لِطَعَامٍ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لِمَنْ مَعَهُ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ.

۴۰۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی آدمیوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے پایا سو میں کھڑا ہوا سو آپ نے مجھ کو فرمایا کہ کیا تجھ کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے میں نے عرض کی ہاں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے آپ نے فرمایا کھانے کے لیے بلایا ہے میں نے عرض کی ہاں سو آپ نے اپنے گرد بیٹھنے والوں کو فرمایا کھڑے ہو جاؤ سو آپ ہمارے گھر کی طرف چلے اور میں آپ کے آگے آگے چلا۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ مسجد میں دنیا کی کلام کرنی منع ہے اس لیے کہ وہ عبادت کے لیے بنائی گئی ہے سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص مسجد میں بیٹھے بیٹھے دوسرے شخص کو کہے کہ میں نے دعوت کی اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کی تو جائز ہے پس غرض اس باب سے یہ ہے کہ اس قسم کی کلام مسجد میں کرنی جائز ہے یہ لغو اور بیہودہ کلام نہیں جس کے مسجد میں کرنے کی ممانعت آئی ہے پس مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑے کو تھوڑے طعام کی طرف بلانا جائز ہے اور یہ کہ جب معلوم ہو کہ دعوت کنندہ برا نہیں مانے گا تو اپنے ساتھ کسی دوسرے کو لے جانا جائز ہے گو اس کی اجازت صریح نہ ہو۔

بَابُ الْقَضَآءِ وَاللِّعَانِ فِي الْمَسْجِدِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ.

مردوں اور عورتوں کے درمیان مسجد میں فیصلہ اور لعان کرنا جائز ہے۔

٤٠٥ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ.

۴۰۵۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرض کی کہ یا حضرت بھلا بتلاؤ تو اگر کوئی مرد اپنی عورت کے پاس کسی غیر مرد کو پائے یعنی زنا کرتے ہوئے تو کیا اس کو قتل کر ڈالے یا کیا کرے سو دونوں مرد اور عورت نے مسجد میں لعان کیا اور میں اس وقت وہاں حاضر تھا (یہ سہل کا قول ہے)۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں فیصلہ کرنا اور لعان کرنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور یہ حدیث بہت لمبی ہے جیسے کہ باب اللعان میں انشاء اللہ آئے گی لیکن چونکہ مقصود اس جگہ فقط یہی ہے کہ مسجد میں کچہری کرنی جائز ہے اس لیے اسی قدر ضروری اکتفا کیا۔

بَابُ إِذَا دَخَلَ بَيْتًا يُصَلِّيْ حَيْثُ شَآءَ أَوْ

جب کوئی کسی کے گھر میں آئے تو کیا اس کو ہر جگہ میں

حَيْثُ أُمِرَ وَلَا يَتَجَسَّسُ.

نماز پڑھنی جائز ہے یعنی اذن عام کی وجہ سے یا جس جگہ میں کہ گھر والا کہے اور نہ تحقیق کرے کہ یہ جگہ پلید ہے یا پاک ہے۔

٤٠٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ فِيْ مَنْزِلِهٖ فَقَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ لَكَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَأَشَرْتُ لَهٗ إِلٰى مَكَانٍ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

۴۰۶۔ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے گھر میں تشریف لائے سو فرمایا کہ میرا نماز پڑھنا تجھ کو کس جگہ پسند ہے عتبان نے کہا کہ میں نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا یعنی اس جگہ میں آپ نماز پڑھیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور ہم صف باندھ کر آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے سو آپ نے دو رکعتیں نماز پڑھی۔

فائدہ: عتبان ایک صحابی تھا اور اندھا ہو گیا تھا مسجد میں نہیں آ سکتا تھا سو اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ میرے گھر میں تشریف لاؤ اور ایک جگہ میرے واسطے مقرر کر دو اور آپ بھی وہاں نماز پڑھو تا کہ میں تبرک کے لیے اُس جگہ نماز پڑھا کروں سو اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ جس جگہ تجھ کو پسند ہے اُسی جگہ میں نماز پڑھوں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہمان کو دعوت کنندہ کے گھر میں ہر جگہ نماز پڑھنی جائز ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے اذن لیا کہ گھر والے کو آپ کی نماز کی جگہ سے تبرک حاصل کرنا مقصود تھا اس لیے آپ نے اس سے اس جگہ کی تخصیص پوچھی پس یہی وجہ ہے مناسبت حدیث کی ترجمہ سے۔

بَابُ الْمَسَاجِدِ فِي الْبُيُوْتِ وَصَلَّى الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ فِيْ مَسْجِدِهٖ فِيْ دَارِهٖ جَمَاعَةً.

گھروں میں مسجدیں بنانے کا بیان یعنی جائز ہے اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کی مسجد میں جماعت سے نماز پڑھی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ گھر میں نماز کے لیے مسجد بنانی جائز ہے۔

٤٠٧ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ

۴۰۷۔ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ (یہ بدری صحابی ہیں) سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت میں آنکھ سے اندھا ہو گیا ہوں مجھ کو نظر نہیں آتا ہے اور میں اپنی قوم کا امام ہوں سو جب مینہ برستا ہے تو پانی کا نالا

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ أَنْكَرْتُ بَصَرِيْ وَأَنَا أُصَلِّيْ لِقَوْمِيْ فَإِذَا كَانَتِ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ اٰتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّيَ بِهِمْ وَوَدِدْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَّكَ تَأْتِيْنِيْ فَتُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِيْ فَأَتَّخِذَهُ مُصَلًّى قَالَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَفْعَلُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ عِتْبَانُ فَغَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَأَشَرْتُ لَهُ إِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ فَقُمْنَا فَصَفَّنَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالَ وَحَبَسْنَاهُ عَلٰى خَزِيْرَةٍ صَنَعْنَاهَا لَهُ قَالَ فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الدَّارِ ذَوُوْ عَدَدٍ فَاجْتَمَعُوْا فَقَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخَيْشِنِ أَوِ ابْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ ذٰلِكَ أَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

میرے اور اُن کے درمیان بہتا ہے سو میں نہیں طاقت رکھتا ہوں کہ اُن کی مسجد میں جاؤں اور اُن کو نماز پڑھاؤں سو میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے پاس تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھیں تا کہ میں اُس جگہ کو جائے نماز ٹھہرالوں اور ہمیشہ اُس جگہ میں نماز پڑھا کروں سو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ انشاء اللہ ایسا کروں گا یعنی تیرے گھر میں آؤں گا سو حضرت ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دوسرے دن چاشت کے وقت میرے پاس تشریف لائے سو آپ نے اندر آنے کے لیے اذن چاہا سو میں نے آپ کو اذن دیا سو جب آپ گھر کے اندر تشریف لائے تو ابھی بیٹھے نہ تھے کہ فرمایا کہ میرا نماز پڑھنا تجھ کو اپنے گھر میں کس جگہ پسند آتا ہے اُس نے کہا سو میں نے آپ کو گھر کی ایک طرف میں اشارہ کیا سو حضرت ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی سو ہم بھی کھڑے ہوئے اور آپ کے پیچھے صف باندھی سو آپ نے دو رکعتیں نماز پڑھی پھر سلام کہی عتبان نے کہا کہ ہم نے آپ کو خزیرہ کے کھانے پر روک رکھا جس کو ہم نے آپ کے واسطے تیار کیا تھا عتبان نے کہا کہ محلّہ کے چند آدمی وہاں جمع ہو گئے سو کسی نے ان میں سے کہا کہ مالک بن دخیشن کہاں ہے یعنی وہ حضرت ﷺ کی خبر سن کر کیوں نہیں حاضر ہوا سو ان میں سے بعض نے کہا کہ وہ منافق ہے اللہ اور رسول سے محبت نہیں رکھتا ہے اس واسطے نہیں آیا سو حضرت ﷺ نے سن کر فرمایا کہ ایسا مت کہو کیا تو نے اس کو نہیں دیکھا کہ بے شک اس نے لا الہ الا اللہ کہا ہے واسطے چاہنے رضامندی اللہ کے سو اس شخص نے کہا کہ اللہ اور رسول اُس کا زیادہ تر جاننے والا ہے اور اُس نے کہا کہ تحقیق ہم اس کی توجہ اور خیر خواہی منافقوں کی طرف

يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّا نَرٰى وَجْهَهٗ وَنَصِيْحَتَهٗ إِلَى الْمُنَافِقِيْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ أَحَدُ بَنِيْ سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيِّ فَصَدَّقَهٗ بِذٰلِكَ.

دیکھتے ہیں یعنی وہ منافقوں کی خیر خواہی بہت کرتا ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے حرام کر دیا ہے آگ پر اس شخص کو جو کہے لا الہ الا اللہ یعنی نہیں کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے چاہتا ہو ساتھ اس کے رضامندی اللہ کی۔

فائدہ: خزیرہ اُس کھانے کو کہتے ہیں کہ پہلے گوشت کو قیمہ کر کے پکاتے ہیں جب وہ خوب گل جائے تو اس میں آٹا ملا دیتے ہیں پس وہ بہت عمدہ ہو جاتا ہے اور حضرت ﷺ نے مالک بن دخیشن کی شہادت اور نفاق سے بری ہونے کی تصدیق اس واسطے کی کہ آپ کو وحی سے معلوم ہوا تھا کہ وہ اس سے بری ہے اور یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بدر والوں کے سب گناہ بخش دیے ہیں پس اُن سب سے نفاق نہیں ہوسکتا ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھروں میں نماز کے لیے مسجد بنانا جائز ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے عتبان کو گھر میں نماز کے لیے ایک جگہ مقرر کر دی اور اسی کو مسجد کہتے ہیں اور اس حدیث سے اور بھی کوئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ اندھے کی امامت جائز ہے اور یہ کہ مدینہ میں حضرت ﷺ کی مسجد کے سوا اور بھی کئی مسجدیں تھیں اور یہ کہ اندھیرے اور مینہ کے عذر سے جماعت کو ترک کرنا جائز ہے اور یہ کہ ایک جگہ نماز کے لیے مقرر کر رکھنی جائز ہے اور جو حدیث کہ مسجد میں ایک خاص جگہ معین کر رکھنے کی ممانعت میں آئی ہے وہ محمول ہے ریاء پر اور یہ کہ صفوں کو برابر کرنا چاہیے اور یہ کہ غیر جگہ میں جا کر امامت کرانے کی ممانعت کا عموم مخصوص ساتھ اس کے جب کہ زائد امام اعظم ہو اس لیے کہ اس کو امامت مکروہ نہیں ہے اور اسی طرح جس کو گھر والا اذن دے اور یہ کہ جس جگہ میں حضرت ﷺ نے نماز پڑی یا چلے ہیں اس جگہ سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے اور یہ کہ بڑے کو چھوٹے کی دعوت قبول کرنی جائز ہے اور یہ کہ وعدہ کو وفا کرنا چاہیے اور یہ کہ دعوت کنندہ سے گھر میں داخل ہونے کے لیے اذن لینا چاہیے اور یہ کہ جب کوئی امام یا عالم محلّہ میں کسی کے گھر آئے تو اہلِ محلّہ سب وہاں جمع ہوں تا کہ اس سے کوئی مسئلہ پوچھیں اور فائدہ اٹھائیں اور یہ کہ جس شخص سے دین میں فساد کا گمان ہو اس کو امام کے نزدیک ذکر کرنا اور لوگوں کو خبر دینا جائز ہے اور یہ غیبت نہیں اور یہ کہ جو جماعت سے بلا عذر غائب ہو اس کو تلاش کرنا چاہیے اور یہ کہ زبان سے کلمہ پڑھنا کچھ فائدہ نہیں دیتا ہے جب تک کہ دل میں یقین نہ ہو اور یہ کہ

جو شخص توحید پر مرجائے وہ آگ میں ہمیشہ نہیں رہے گا بلکہ کچھ مدت عذاب بھگت کر بہشت میں داخل ہوگا اور یہ کہ جو کام آئندہ کرنا ہو اس میں انشاء اللہ کہنا چاہیے۔

بَابُ التَّيَمُّنِ فِيْ دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهٖ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَبْدَأُ بِرِجْلِهِ الْيُمْنٰى فَإِذَا خَرَجَ بَدَأَ بِرِجْلِهِ الْيُسْرٰى.

مسجد میں اندر داخل ہونے کے وقت اور غیر کام میں داہنے ہاتھ سے شروع کرنے کا بیان اور ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مسجد میں داخل ہونا چاہتے تو پہلے داہنے پاؤں کو داخل کرتے اور جب مسجد سے نکلنا چاہتے تو پہلے بائیں پاؤں کو نکالتے۔

۴۰۸ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِيْ شَأْنِهٖ كُلِّهٖ فِيْ طُهُوْرِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ.

۴۰۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آتا تھا داہنی طرف سے شروع کرنا اپنے سب کاموں میں جہاں تک طاقت رکھتے پاکی کرنے میں اور کنگھی دینے اور جوتا پہننے میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں داخل ہونے کے وقت اور وضو وغیرہ میں داہنی طرف سے شروع کرنا سنت ہے لیکن پائخانے میں داخل ہونے کے وقت اور مسجد سے نکلنے کے وقت اور استنجاء کرنے کے وقت اور ناک جھاڑنے کے وقت داہنی طرف سے شروع کرنا جائز نہیں ہے۔

بَابُ هَلْ تُنْبَشُ قُبُوْرُ مُشْرِكِيْ الْجَاهِلِيَّةِ وَيُتَّخَذُ مَكَانُهَا مَسَاجِدَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ.

کافروں کی قبروں کو کھود کر اس جگہ مسجد بنانا جائز ہے واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اللہ لعنت کرے یہود پر کہ ان لوگوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنایا

فائدہ: اور استدلال کرنا اس حدیث سے اس مسئلہ باب پر اس طرح سے ہے کہ سبب لعنت یہود اور نصاریٰ کا دو امر ہیں ایک یہ کہ اُن کی قبروں کو تعظیم اور غلو کے طور سے مسجد ٹھہرایا جائے اور اُسی کو سجدہ کیا جائے دوم یہ کہ ان پیغمبروں کی قبروں کو اُکھاڑ کر اہانت کے طور سے اُن کی ہڈیاں پھینک دی جائیں اور وہاں مسجد بنائی جائے سو پیغمبروں کی قبریں ان دونوں کاموں کے لائق نہیں نہ تعظیم کے نہ اہانت کے اور چونکہ کافر لوگ مستحق اہانت اور ذلت کے ہیں پس ان کی قبروں کو کھود کر اُن کی ہڈیوں کو پھینک دینا جائز ہے اور نیز اس حدیث میں سبب لعنت کا یہ ہے کہ قبر کو مسجد بنانے

سے قبر کی تعظیم مقصود ہو اور کافروں کی قبروں کو اکھاڑ کے اُن کی جگہ مسجد بنانے سے اُن قبروں کی تعظیم مقصود نہیں بلکہ وہ برائی کو نیکی کے ساتھ بدلنا ہے پس کافروں کی قبروں کو کھود کر اُن کی جگہ مسجد بنانی جائز ہے۔

وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلَاةِ فِي الْقُبُوْرِ.

اور قبروں میں نماز کے مکروہ ہونے کا بیان یعنی جو قبریں کہ صحیح سالم ہوں کھودی گئی نہ ہوں ان میں نماز پڑھنی مکروہ ہے خواہ قبر نمازی کے آگے ہو یا قبر کے اوپر ہو یا قبروں کے درمیان ہو لیکن اگر پڑھ لے تو اس نماز کا دوہرانا واجب نہیں اور دلیل اس کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے۔

وَرَاٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُصَلِّيْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ الْقَبْرَ الْقَبْرَ وَلَمْ يَأْمُرْهُ بِالْإِعَادَةِ.

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ایک قبر کے پاس نماز پڑھتے دیکھا پس کہا کہ بچ قبر سے بچ قبر سے لیکن اس کو نماز کا دوہرانا نہ فرمایا۔

فائدہ: پس اس سے معلوم ہوا کہ قبر کے پاس نماز پڑھنا موجب کراہت ہے نہ موجب فساد و بطلان اور یہ بات اس سے معلوم ہوتی ہے کہ انس رضی اللہ عنہ اسی حالت میں نماز پڑھتے رہے اور اس کو قطع نہ کیا پس اگر قبر کے پاس نماز پڑھنی باطل ہو جاتی تو البتہ اس کو قطع کر دیتے اور نئے سرے سے شروع کرتے۔

٤٠٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيْسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَذَكَرَتَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُولٰٓئِكَ إِذَا كَانَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَّصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ فَأُولٰٓئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۴۰۹۔ ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حبشہ میں نصاریٰ کا گرجا دیکھا کہ اُس میں تصویریں بنی تھیں سوان دونوں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو آپ نے فرمایا کہ البتہ وہ لوگ جب ان میں کوئی نیک بخت مرتا تھا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے تھے اور اس مسجد میں یہ تصویریں بناتے تھے وہی لوگ اللہ کے نزدیک قیامت میں بدترین خلق ہیں۔

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض الموت ہوا تو ایک بی بی نے حبش کے عبادت خانے کی تعریف کی یعنی اگر حکم ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر بھی ویسا ہی بنایا جائے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ

حدیث فرمائی کہ وہ لوگ برا کرتے ہیں تم میری قبر کو سجدہ گاہ نہ ٹھہرانا اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہود اور نصاریٰ اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے اور ان کی تعظیم کرتے تھے اور اُن پر مسجدیں بنا کر اُن کی طرف نماز پڑھتے تھے اس لیے اللہ نے ان کو لعنت کی اور مسلمانوں کو اس سے منع کر دیا پس سبب لعنت کا صرف یہ ہے کہ اُن قبروں پر مسجد بنانے سے اُن قبروں کی تعظیم مقصود ہو اور ظاہر ہے کہ کافروں کی قبروں کی جگہ مسجد بنانے سے اُن قبروں کی تعظیم مقصود نہیں بلکہ اس سے اُن کی اہانت ہوتی ہے پس یہ جائز نہ ہوگا پس یہ نہی میں داخل نہ ہوگا پس جائز ہوگا او ریہی ہے وجہ مطابقت حدیث کی ترجمہ سے۔

٤١٠ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَنَزَلَ أَعْلَى الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَأَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ فَجَآءُوْا مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رِدْفُهُ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَأَنَّهُ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَإٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هٰذَا قَالُوا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ فَقَالَ أَنَسٌ فَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ وَفِيهِ خَرِبٌ وَفِيهِ نَخْلٌ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ

۴۱۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے سو مدینہ کے اوپر کی طرف ای محلّہ میں اترے جس کو محلّہ بنو عمرو بن عوف کہا جاتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں چوبیں دن تک ٹھہرے پھر آپ نے کسی کو قبیلہ بنی نجار کے بلانے کو بھیجا سو وہ لوگ آئے در حالیکہ تلواروں کو گلوں میں لٹکائے ہوئے تھے۔ (یہ قبیلہ بنی نجار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کے ننہیال تھے اس لیے کہ عبدالمطلب کی ماں سلمیٰ انہی کے قبیلہ میں تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ یہ تھا کہ ان میں جا اتریں اور تلواروں کو اس واسطے لٹکائے ہوئے کہ مبادا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف نہ دے۔) سو آپ اس جگہ سے سوار ہوئے پس گویا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سواری پر دیکھ رہا ہوں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے سوار تھے اور بنی نجار کی جماعت آپ کے گرد تھی سو آپ اسی طرح سے اُن کے ساتھ چلے گئے یہاں تک کہ آپ نے اپنے اسباب کو ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے صحن میں ڈال دیا یعنی وہاں اتر پڑے اور دستور آپ کا یہ تھا کہ جس جگہ نماز کا وقت آ جاتا اُسی جگہ نماز پڑھنے کو پسند رکھتے تھے اور آپ نماز پڑھتے تھے بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ میں اور بے شک آپ نے حکم دیا مسجد بنانے کا سو آپ نے کسی کو بنی نجار کے بلانے کے لیے بھیجا (سو وہ لوگ آپ

بِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ وَجَعَلُوْا عِضَادَتَيْهِ الْحِجَارَةَ وَجَعَلُوْا يَنْقُلُوْنَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُوْنَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ وَهُوَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْاٰخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ.

کے پاس حاضر ہوئے) سو آپ نے ان کو فرمایا کہ اے نجار کی اولاد تم اپنا یہ باغ مجھ سے بیچ ڈالو انہوں نے کہا قسم اللہ کہ ہم اس کی قیمت نہیں چاہتے مگر اللہ سے یعنی یہ باغ ہم نے آپ کو للہ دے دیا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس باغ میں مشرکوں کی قبریں تھیں اور کچھ ویران زمین تھی اور کچھ کھجوریں تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کی قبروں کو اُکھاڑنے کا حکم فرمایا سو کھودی گئیں پھر ویران زمین کے برابر اور صاف کرنے کا حکم فرمایا سو برابر کی گی اور کھجوروں کے کاٹنے کا حکم دیا سو کاٹی گئیں سو لوگوں نے کھجوروں کو مسجد کے قبلہ کی طرف صف کر کے کھڑا کیا اور مسجد کے دونوں طرف پتھر کھڑے کر دیے اور پتھروں کو اُٹھا اُٹھا کر لانے لگے اور شعر پڑھتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ پتھر لاتے اور شعر پڑھتے اور فرماتے کہ اے پروردگار سچے بہتری نہیں مگر آخرت کی بہتری سو بخش انصار اور مہاجرین کو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرکین کی قبروں کو اُکھاڑ کر اُن کی جگہ مسجد بنانی جائز ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس باغ سے مشرکوں کی قبروں کو کھودوا کر وہاں مسجد بنوائی پس یہی ہے وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو مقبرہ ہبہ یا بیع سے ملک میں آیا ہو اس میں تصرف کرنا جائز ہے اور پرانی قبروں کو وہاں سے اکھاڑ دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ قبریں تعظیم کے لائق نہ ہوں اور یہ کہ مشرکین کی قبروں میں نماز پڑھنی بعد کھود ڈالنے کے جائز ہے اور یہ کہ میوہ دار درختوں کو حاجت کے لیے کاٹنا جائز ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ.

بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ میں نماز پڑھنے کا بیان۔

٤١١ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ بَعْدُ يَقُوْلُ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ

۴۱۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ میں پھر میں نے بعد اس کے انس رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ میں نماز پڑھا کرتے تھے مسجد بننے سے پہلے۔

قَبْلَ أَنْ يُبْنَى الْمَسْجِدُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کا بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ میں نماز پڑھنا مسجد بننے سے پہلے تھا بعد مسجد بننے کے آپ نے بکریوں کی جگہ میں نماز نہیں پڑھی مگر کبھی ضرورت کے وقت اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بکریوں کا پیشاب اور پاخانہ پاک ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِيْ مَوَاضِعِ الْإِبِلِ.

اونٹوں کی جگہ نماز پڑھنے کا بیان۔

٤١٢ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَلِّيْ إِلٰى بَعِيْرِهٖ وَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ.

۴۱۲۔ نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے اونٹ کی طرف نماز پڑھتے دیکھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ: یعنی اونٹ کو اپنے قبلے کے سامنے بٹھلا کر اُس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا تھا اور اونٹ کو اپنے سامنے سترہ کے لیے بٹھلایا تھا تا کہ لوگ آگے سے نہ گزریں اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اونٹوں کی جگہ میں نماز پڑھنی منع ہے اس لیے کہ اونٹ شیطان ہیں سو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ یہ علت نماز کی ممانعت کے لیے نہیں ہوسکتی ہے اس لیے کہ اگر نماز کے نہ جائز ہونے کی یہ علت ہوتی تو اونٹ کو اپنے آگے کر کے اس کی طرف بھی نماز پڑھنی جائز نہ ہوتی حالانکہ حضرت ﷺ نے ایسا کیا ہے اور اسی طرح اونٹ پر سوار ہو کر نفل پڑھنے بھی ناجائز ہوتے حالانکہ حضرت ﷺ نے اپنے اونٹ پر نفل پڑھے ہیں۔

بَابُ مَنْ صَلّٰى وَقُدَّامَهٗ تَنُّوْرٌ أَوْ نَارٌ أَوْ شَيْءٌ مِّمَّا يُعْبَدُ فَأَرَادَ بِهِ اللّٰهَ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ وَأَنَا أُصَلِّيْ.

جو شخص نماز پڑھے اور اس کے آگے تنور ہو یا آگ ہو یا کوئی ایسی چیز ہو جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہو پس ارادہ کرے نمازی ساتھ اس کے رضامندی اللہ کی یعنی آگ وغیرہ کی تعظیم مقصود نہ ہو بلکہ محض اللہ کی رضامندی مطلوب ہو تو اس صورت میں نماز مکروہ نہیں ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میرے سامنے لائی گئی اور حالانکہ میں نماز پڑھتا تھا۔

فائدہ: یہ ایک بڑی حدیث کا ٹکڑا ہے جو باب وقت الظہر میں آگے آئے گی غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس باب سے

دفع کرنا ہے اس وہم کو کہ اگر نمازی آگ وغیرہ کو سامنے رکھ کر نماز پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوتی ہے اس لیے کہ اس میں مجوسیوں کے ساتھ تشبیہ ہے اور وجہ استدلال کی اس حدیث سے اس طرح پر ہے کہ اگر نمازی کے آگے آگ کا ہونا اللہ کو پسند نہ ہوتا اور نماز کا مفسد ہوتا تو اللہ اپنے پیغمبر کے سامنے نماز میں آگ کو نہ کرتا اور پیغمبر کے حق میں یہ بات جائز نہ ہوتی اور حنفیہ اس صورت میں نماز کو مکروہ کہتے ہیں گو بے اختیاری سے ہے لیکن یہ کلام اُن کے شارحین کے سراسر مخالف ہے اس لیے کہ شارحین اس صورت میں نماز کو مکروہ نہیں کہتے ہیں گو حالت اختیاری میں ہو جائز نہیں رکھتے ہیں اور شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس صورت میں نماز مکروہ نہیں اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باطل پر ٹھہرنا جائز نہیں پس اختیار و عدم اختیار اس میں برابر ہے پس حالت عدم اختیار میں اُس کو جائز کہنا مستلزم ہے جواز کو حالت اختیار میں اور یہ کہنا کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے محض بے دلیل بات ہے پس مردود ہے اور محض احتمال مفید نہیں ہے۔

٤١٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أُرِيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ أَفْظَعَ.

۴۱۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) سورج کو گہن لگا اور سیاہ اور بے نور ہو گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی یعنی سورج گہن کی پھر فرمایا کہ مجھ کو دوزخ دکھائی گئی سو میں نے آج کے دن جیسی بڑی چیز کبھی نہیں دیکھی۔

فائدہ: مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے جو ابھی مذکور ہے۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ فِي الْمَقَابِرِ.

قبروں میں نماز کے مکروہ ہونے کا بیان۔

٤١٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا.

۴۱۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں کچھ نماز پڑھا کرو اور اُن کو قبریں نہ ٹھہراؤ۔

فائدہ: اس حدیث میں ظاہراً تشبیہ دی ہے ان گھروں کو جن میں نماز نہیں پڑھی جاتی ساتھ قبروں کے یعنی جیسے کہ قبروں میں نماز نہیں پڑھی جاتی ویسے گھروں کو مت ٹھہراؤ کہو کہ ان قبروں میں بھی نماز نہ پڑھو پس معلوم ہوا کہ قبروں میں نماز پڑھنی مکروہ ہے پس یہی ہے وجہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِيْ مَوَاضِعِ الْخَسْفِ

زمین دھنس جانے کی جگہ اور عذاب نازل ہونے کی جگہ

وَالعَذَابِ وَيُذْكَرُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَرِهَ الصَّلَاةَ بِخَسْفِ بَابِلَ.

میں نماز پڑھنے کا بیان اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُس نے بابل میں نمرود کے ہلاک ہونے کی جگہ میں نماز کو مکروہ جانا۔

فائدہ: مجمل طور سے یہ قصہ اس طرح پر ہے کہ نمرود نے شہر بابل (یہ شہر کوفہ کے پاس ہے) میں ایک محل تیار کیا واسطے دریافت کرنے حالات اور حرکات آسمانی کے بلندی اُس کی پانچ ہزار گز تھی سو جب وہ تمام ہو چکا تو اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا کو بھیجا کہ اس کو جڑ سے اکھاڑ کر نمرود اور اُس کی قوم پر گرا دیا پس اُس سے وہ سب قوم ہلاک ہوگئی اور مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

٤١٥ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُوا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِينَ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَإِنْ لَّمْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ لَا يُصِيبُكُمْ مَا أَصَابَهُمْ.

۴۱۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت جاؤ اُس قوم کے پاس جس پر عذاب نازل ہوا مگر یہ کہ ہو تم رونے والے اور اگر تم رونے والے نہ ہو تو مت جاؤ تم اُن کے پاس تاکہ نہ پہنچے تم کو وہ عذاب جو پہنچا اُن کو یعنی اگر تم بے روتے وہاں جاؤ تو جو عذاب اُن پر اترا تھا وہ تم پر بھی اترے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن جن جگہوں میں عذابِ الٰہی اترا ہے وہاں جانا جائز نہیں مگر روتے ہوئے جانا جائز ہے اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس زمین سے آگے بڑھ گئے اور وہاں نہ اترے جیسے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں آیا ہے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں نہ اترنے سے معلوم ہوا کہ ایسی جگہ میں نماز مکروہ ہے اور روتے ہوئے وہاں جانے سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ اگر اس جگہ کے درمیان سے گزرنا ہو تو اس جگہ سے روتے ہوئے گزر جاؤ نہ یہ کہ وہاں ٹھہرو اور مراد اس قوم عذاب کردہ سے قوم صالح علیہ السلام کی ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْبِيْعَةِ وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّا لَا نَدْخُلُ كَنَآئِسَكُمْ مِنْ أَجْلِ التَّمَاثِيْلِ الَّتِي فِيهَا الصُّوَرُ.

نصاریٰ کے گرجا گھر میں نماز پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم تمہارے گرجے میں اس واسطے داخل نہیں ہوتے کہ اُس میں تصویریں ہیں۔

فائدہ: پوری حدیث اس طور پر ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام میں گئے تو نصاریٰ کے ایک بڑے رئیس نے اُن کی دعوت کی اور اُن کے لیے کھانا تیار کیا اور کہا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ آپ میرے مکان میں تشریف لاؤ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا اور عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس میں تصویریں نہ ہوں تو اس کے اندر

داخل ہونا اور نماز پڑھنی جائز ہے پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُصَلِّيْ فِي الْبِيْعَةِ إِلَّا بِيْعَةً فِيْهَا تَمَاثِيْلُ.

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نصاریٰ کے گرجے میں نماز پڑھا کرتے تھے مگر جس میں تصویریں ہوتیں وہاں نہ پڑھتے

٤١٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَنِيْسَةً رَأَتْهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ فَذَكَرَتْ لَهُ مَا رَأَتْ فِيْهَا مِنَ الصُّوَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُولٰئِكَ قَوْمٌ إِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ أَوِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ.

۴۱۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حبش میں ایک گرجا دیکھا جس کو ماریہ کہتے تھے یعنی نصاریٰ کا عبادت خانہ سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اُس کا حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا اور جو تصویریں اس میں دیکھیں تھیں اُن کا ذکر کیا یعنی اُس کی تعریف کی سو آپ نے فرمایا کہ البتہ وہ لوگ جب اُن میں کوئی نیک بخت مرد مر جاتا تھا تو اس کو قبر پر مسجد بناتے تھے اور اس مسجد میں یہ تصویریں بناتے تھے وہ لوگ اللہ کے نزدیک قیامت میں سب خلق سے بدتر ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گرجے میں نماز پڑھنی منع ہے لیکن ظاہراً علت نہی کی یہ ہے کہ وہ گرجا قبروں پر بناتے تھے اور اُس میں تصویریں کھینچتے تھے اگر یہ دونوں امر نہ ہوں تو اُس میں نماز جائز ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت کی اس باب سے ولکن لم یتعرض له احد۔

٤١٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فَإِذَا اغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا.

۴۱۷۔ عائشہ او رعبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر موت اتری یعنی جب آپ کو مرض الموت ہوا تو آپ اپنے منہ پر ایک چادر ڈالنے لگے سو جب آپ اُس سے گرم ہوتے تو اُس کو منہ سے دور کرتے اور منہ کھول لیتے سو آپ نے اُسی حالت میں فرمایا کہ اللہ کی لعنت پڑے یہود اور نصاریٰ پر کہ ان لوگوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو اُن کے اس فعل سے ڈراتے تھے تا کہ آپ کی قبر شریف پر ایسا کام نہ کیا جائے جیسے کہ انہوں نے کیا یہ جملہ جواب ہے سوال کا گویا کہ کسی راوی

سے اس کی حکمت پوچھی کہ آپ نے اس وقت میں یہ حدیث کیوں فرمائی تو راوی نے یہ جواب دیا۔

فائدہ: یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اس واسطے کہ اس کو پہلے باب سے تعلق ہے اس وجہ سے کہ دونوں بابوں میں قبروں پر مسجد بنانے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

۴۱۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ.

۴۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ لعنت کرے یہود پر کہ اُن لوگوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنایا۔

فائدہ: اس حدیث میں یہود کی تخصیص اس واسطے کی کہ ابتداء اس کام کی انہوں نے کی اور نصاریٰ نے اُن کے اس کام میں پیروی کی اور نبیوں کی جن قبروں کو یہود نے پوجا اُن کو نصاریٰ نے بھی پوجا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا.

باب ہے بیان میں قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ساری زمین میرے واسطے سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی مقرر ہوئی یعنی جس جگہ میں کوئی چاہے اُسی جگہ نماز پڑھ لے۔

فائدہ: پہلی امتوں میں سوائے عبادت خانوں کے اور جگہ نماز پڑھنا درست نہ تھا معلوم نہیں کیا کرتے تھے شاید عبادت خانے میں آ کر قضا کر لیتے ہوں گے واللہ اعلم اور پاک کرنے والے سے مراد تیمّم ہے یعنی مٹی پاک سے تیمم جائز ہے اگلی امتوں میں تیمّم کا حکم نہ تھا۔

۴۱۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ هُوَ أَبُو الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الْفَقِيْرُ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَآءِ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِيْ أَدْرَكَتْهُ

۴۱۹۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو پانچ نعمتیں عنایت ہوئیں کہ مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملیں مجھ کو فتح نصیب ہوئی دھاک سے مہینے بھر کی راہ تک اور ساری زمین میرے واسطے سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی مقرر ہوئی سو جس مرد کو میری امت سے جہاں نماز کا وقت ملے وہاں نماز پڑھ لے اور حلال ہوئی میرے واسطے غنیمت اور لوٹ کا مال اور پیغمبر فقط اپنی قوم پر بھیجا جاتا تھا اور میں تمام عالم کے لوگوں پر بھیجا گیا ہوں یعنی میں تمام جہان کا نبی ہوں

الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ.

اور مجھ کو شفاعت کا رتبہ عنایت ہوا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث بعینہٖ کتاب التیمم کے ابتدا میں مذکور ہو چکی ہے لیکن اس جگہ میں اس حدیث کو لانے سے شاید یہ غرض ہے کہ جو کراہت پہلے بابوں میں مذکور ہو چکی ہے وہ کراہت تحریمی نہیں اس لیے کہ اس حدیث کے عموم سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین کے ہر جزء اور ہر جگہ نماز کی صلاحیت رکھتی ہے اور ہر جگہ میں نماز کے لیے مسجد بنانی جائز ہے۔

بَابُ نَوْمِ الْمَرْأَةِ فِي الْمَسْجِدِ.

عورت کو مسجد میں سونا جائز ہے اگر چہ حیض آ جانے کا خوف ہو۔

٤٢٠ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ وَلِيدَةً كَانَتْ سَوْدَاءَ لِحَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَأَعْتَقُوهَا فَكَانَتْ مَعَهُمْ قَالَتْ فَخَرَجَتْ صَبِيَّةٌ لَهُمْ عَلَيْهَا وِشَاحٌ أَحْمَرُ مِنْ سُيُورٍ قَالَتْ فَوَضَعَتْهُ أَوْ وَقَعَ مِنْهَا فَمَرَّتْ بِهِ حُدَيَّاةٌ وَهُوَ مُلْقًى فَحَسِبَتْهُ لَحْمًا فَخَطِفَتْهُ قَالَتْ فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ قَالَتْ فَاتَّهَمُونِي بِهِ قَالَتْ فَطَفِقُوا يُفَتِّشُونَ حَتَّى فَتَّشُوا قُبُلَهَا قَالَتْ وَاللّٰهِ إِنِّي لَقَائِمَةٌ مَعَهُمْ إِذْ مَرَّتِ الْحُدَيَّاةُ فَأَلْقَتْهُ قَالَتْ فَوَقَعَ بَيْنَهُمْ قَالَتْ فَقُلْتُ هٰذَا الَّذِي اتَّهَمْتُمُونِي بِهِ زَعَمْتُمْ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيئَةٌ وَهُوَ ذَا هُوَ قَالَتْ فَجَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَ لَهَا خِبَاءٌ فِي الْمَسْجِدِ أَوْ حِفْشٌ قَالَتْ فَكَانَتْ تَأْتِينِي فَتَحَدَّثُ

۴۲۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عرب کے ایک قبیلے کی ایک سیاہ رنگ لونڈی تھی سو اُس کے مالکوں نے اس کو آزاد کر دیا سو وہ انہیں کے ساتھ رہا کرتی تھی سو اُن کی ایک لڑکی کھیلنے کو باہر نکلی اور اس پر سرخ موتیوں کا ایک ہار تھا یعنی ایک سرخ موتیوں سے جڑا ہوا ہار پہنے ہوئے تھی اس لونڈی نے کہا سو اُس لڑکی نے اس کو خود اتار کر رکھ دیا اور بھول گئی یا اس سے گر پڑا (یہ راوی کا شک ہے) سو ایک چیل وہاں پر گزری اور حالانکہ وہ گرا ہوا تھا سو اُس نے اس کو گوشت سمجھا یعنی سرخ ہونے کی وجہ سے وہ چیل اس کو اچک لے گئی سو ان لوگوں نے اُس ہار کو تلاش کیا مگر ان کو کہیں نہ ملا اس لونڈی نے کہا سو انہوں نے مجھ کو چوری کی تہمت لگائی کہ تو نے چرایا ہے سو میری تلاشی لینے لگے یہاں تک کہ انہوں نے میری شرمگاہ کی تلاشی لی اُس نے کہا قسم اللہ کی کہ میں اُن کے ساتھ وہیں کھڑی تھی کہ ناگہاں چیل اڑتی ہوئی وہاں گزری سو اُس نے ہار کو پھینک دیا وہ ہار اُن کے درمیان گر پڑا سو میں نے کہا یہ ہے وہ ہار جس کی تم مجھ کو تہمت لگاتے تھے اور حالانکہ میں اس سے بری تھی اور وہ ہار یہ ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو وہ لونڈی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

عِنْدِیْ قَالَتْ فَلَا تَجْلِسُ عِنْدِیْ مَجْلِسًا إِلَّا قَالَتْ وَيَوْمَ الْوِشَاحِ مِنْ أَعَاجِيْبِ رَبِّنَا أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ أَنْجَانِيْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا مَا شَأْنُكِ لَا تَقْعُدِيْنَ مَعِيْ مَقْعَدًا إِلَّا قُلْتِ هٰذَا قَالَتْ فَحَدَّثَتْنِيْ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ.

پاس آئی اور مسلمان ہوگئی سو اُس نے مسجد میں جھونپڑی ڈال رکھی تھی اس میں رہا کرتی تھی ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ میرے پاس آیا کرتی تھی اور بات چیت کرتی رہتی سو جب وہ میرے پاس بیٹھتی تو یہ بات ضرور کہتی کہ ہار کا دن ہمارے رب کے عجائب کاموں سے ہے خبردار ہو بے شک اس دن مجھ کو نجات دی کفر کے شہر سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اس کو کہا کہ تیرا کیا حال ہے اور یہ ہار کا قصہ کس طرح پر ہے کہ جب تو میرے پاس آ کر بیٹھتی ہے تو یہی کہتی ہے اور یہی ذکر کرتی ہے سو اُس وقت اس لونڈی نے مجھ کو یہ تمام قصہ سنایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کا مسجد میں قیلولہ کرنا اور رات گزارنا اور سونا جائز ہے جب کہ اس کا کوئی گھر نہ ہو بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو لیکن اگر مسجد میں حیض آ جائے تو مسجد سے باہر نکل جائے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد میں خیمہ یا سائبان کھڑا کرنا سایہ کے لیے جائز ہے اور یہ کہ جس شہر میں آدمی کو تکلیف پہنچے وہاں سے دوسری جگہ جا رہے اور یہ کہ دار الکفر سے ہجرت کرنی افضل ہے اور یہ کہ مظلوم کی اجابت اور مدد کرنی جائز ہے اگرچہ کافر ہے۔

بَابُ نَوْمِ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ وَقَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانُوْا فِي الصُّفَّةِ.

مرد کو مسجد میں سونا جائز ہے اگرچہ خوف احتلام ہو جانے کا ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند آدمی قبیلہ عکل سے سو صفہ میں رہنے لگے۔

فائدہ: یہ عرنیین کی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور پوری حدیث کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور صفہ ایک جگہ تھی چھتی ہوئی مسجد نبوی کے آخر میں وہاں مساکین مسلمان رہتے تھے اور وہیں سوتے اور بیٹھتے تھے پس معلوم ہوا کہ مردوں کو مسجد میں سونا جائز ہے۔

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ كَانَ أَصْحَابُ الصُّفَّةِ الْفُقَرَاءَ.

یعنی عبدالرحمٰن نے کہا کہ صفہ میں رہنے والے فقیر لوگ تھے ان لوگوں کا کوئی گھر بار نہیں تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ہدیہ بھیجتا تو آپ اُن کو دے دیتے۔

۴۲۱ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ

۴۲۱ ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں سویا کرتا تھا

عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ شَابٌّ أَعْزَبُ لَا أَهْلَ لَهُ فِيْ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور حالانکہ وہ کنوارا تھا اس کی بیوی نہیں تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی مسجد میں سونا ثابت ہوا۔

٤٢٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِيْ فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ انْظُرْ أَيْنَ هُوَ فَجَآءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ وَأَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُوْلُ قُمْ أَبَا تُرَابٍ قُمْ أَبَا تُرَابٍ.

۴۲۲۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لائے سو آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پایا سو آپ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ سو اُس نے کہا کہ میرے اور اس کے درمیان کچھ بات چیت ہوگئی تھی یعنی کچھ جھگڑا ہوگیا تھا سو مجھ پر غصے ہو کر باہر نکل گیا ہے اور آج دوپہر کو میرے پاس نہیں سویا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ دیکھ تو وہ کہاں گیا ہے سو وہ شخص آیا اور آ کر کہا کہ وہ مسجد میں لیٹا ہوا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے اور حالانکہ علی رضی اللہ عنہ اپنے ایک پہلو پر لیٹے تھے اور چادر مونڈھے سے تلے گری ہوئی تھی اور مونڈھے کو مٹی لگ گئی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مٹی کو اس کے مونڈھے سے جھاڑنے لگے اور فرماتے تھے کہ اٹھ کھڑا ہو اے باپ مٹی کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد کو مسجد میں سونا جائز ہے لیکن اس سے عام طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کو مسجد میں سونا جائز ہے خواہ اُس کا گھر ہو یا نہ ہو سو اس میں اتنا فرق ہو سکتا ہے کہ مسجد میں رات کو سونا اسی کے لیے جائز ہے جس کا گھر نہ ہو اور دوپہر کو سونا ہر شخص کے لیے جائز ہے مگر اس فرق کی کوئی وجہ معقول نہیں رات اور دوپہر کے سونے میں کچھ فرق نہیں پس اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تخصیص معلوم نہیں ہوتی کہ مسجد میں صرف اسی کو سونا جائز ہے جس کا گھر نہ ہو اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ کا گھر وہاں موجود تھا پس ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اپنے باپ کے گھر میں ٹھہر سکتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چچا کی بیٹی نہ تھی بلکہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی تھے

پس معلوم ہوا کہ باپ کے چچیرے بھائی کو بیٹی کا چچیرا بھائی کہنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد میں دوپہر کو سونا جائز ہے اور یہ کہ کنیت رکھنی بغیر اولاد کے بھی جائز ہے اور یہ کہ اپنے داماد کو راضی کرنا مستحب ہے اور یہ کہ باپ کو اپنی بیٹی کے گھر میں بلا اذن جانا جائز ہے بشرطیکہ اُس کا خاوند ناراض نہ ہو۔

٤٢٣ ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَآءٌ إِمَّا إِزَارٌ وَإِمَّا كِسَآءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِيْ أَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهٗ بِيَدِهٖ كَرَاهِيَةَ أَنْ تُرٰى عَوْرَتُهٗ.

۴۲۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک میں نے اصحاب صفہ کے ستر آدمیوں کو دیکھا کہ ان میں سے کسی پر چادر نہ تھی یا تو تہ بند تھا اور یا اس سے بھی چھوٹا کپڑا وہ لوگ اس کو اپنی گردن میں باندھتے تھے سو ان میں سے بعض کے کپڑے تو آدھی پنڈلی تک پہنچتے تھے اور بعض کو ٹخنوں تک پہنچتے تھے سو ہر شخص کپڑے کے دونوں طرفوں کو اکٹھا کر لیتا تھا واسطے اس خوف کے کہ اُس کی شرمگاہ نہ کھل جائے۔

فائدہ: مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ اس میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو صفہ میں رہا کرتے تھے اور اُسی میں سوتے تھے اور صفہ مسجد کے اندر تھا پس مسجد میں سونا جائز ہوا۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ.

جب سفر سے پلٹ کر آئے تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں جا کر نماز پڑھے کہ مستحب ہے اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پلٹ کر آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور اس میں نماز پڑھتے۔

٤٢٤ ـ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ مِسْعَرٌ أُرَاهُ قَالَ ضُحًى فَقَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِيْ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَانِيْ وَزَادَنِيْ.

۴۲۴۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور حالانکہ آپ مسجد میں تھے چاشت کے وقت سو آپ نے فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھ لے اور میرا آپ پر کچھ قرض آتا تھا سو آپ نے مجھ کو ادا کر دیا یعنی مجھ کو دے دیا اور کچھ اس پر زیادہ کر دیا۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اونٹ خرید کیا تھا اس کی قیمت باقی رہتی تھی اور یہ قیمت ادا کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر سے آنے کے وقت تھا اس وقت آپ مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آئے تھے اور یہی وجہ ہے

مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

بَابُ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ.

جب کوئی مسجد میں جائے تو دو رکعتیں پڑھے بیٹھنے سے پہلے۔

٤٢٥ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ.

۴۲۵۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے مسجد میں جائے تو دو رکعتیں نفل پڑھے بیٹھنے سے پہلے۔

فائدہ: اس نماز کا نام تحیۃ المسجد ہے سنت یہ ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو تو اول تحیۃ المسجد پڑھے تب مسجد میں بیٹھے اور یہ نماز واسطے تعظیم مسجد کے مقرر ہوئی ہے اس لیے کہ یہ اللہ کا گھر ہے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت اس نماز کا بیٹھنے سے پہلے ہے لیکن اگر بھول کر بیٹھ جائے اور پھر کھڑا ہو کر پڑھ لے تو جب بھی جائز ہے اور بعض لوگوں کی عادت ہے کہ اول عمداً تھوڑا سا بیٹھ لیتے ہیں پھر کھڑے ہو کر تحیۃ المسجد پڑھتے ہیں سو یہ جائز نہیں اور سب علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ یہ دو رکعت مستحب ہیں لیکن بعض اہل ظاہر اس کو واجب کہتے ہیں اور یہ حدیث معارض ہے اس حدیث کی جو اوقات منہی عنھا میں نماز پڑھنے کے ناجائز ہونے پر دلالت کرتی ہے سو شافعیہ تو پہلی حدیث سے اس کے عموم کی تخصیص کرتے ہیں اور حنفیہ اور مالکیہ اس کے برعکس دعویٰ کرتے ہیں۔

بَابُ الْحَدَثِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد کے اندر وضو ٹوٹنے کا بیان۔

٤٢٦ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ تَقُولُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ.

۴۲۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک فرشتے دعا کرتے ہیں ایک تمہارے پر جب تک کہ اپنی نماز پڑھنے کی جگہ میں بیٹھا رہے جب تک اُس کا وضو نہ ٹوٹے فرشتے کہتے ہیں اے اللہ اس کو بخش دے اس پر رحمت کر۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں وضو ٹوٹ جانا سینڈھ ڈالنے سے بھی سخت ہے اس لیے کہ اس کے لیے کفارہ ہے اور اس کے لیے کفارہ مذکور نہیں بلکہ وہ شخص فرشتوں کی دعا سے محروم رہتا ہے۔

بَابُ بُنيَانِ الْمَسْجِدِ.

مسجد کے بنانے کا بیان یعنی سنت یہ ہے کہ مسجد کو لکڑی وغیرہ سے بنایا جائے اور اس میں زینت نہ کی جائے۔

وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ كَانَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ مِنْ جَرِيْدِ النَّخْلِ وَأَمَرَ عُمَرُ بِبِنَآءِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ أَكِنَّ النَّاسَ مِنَ الْمَطَرِ وَإِيَّاكَ أَنْ تُحَمِّرَ أَوْ تُصَفِّرَ فَتَفْتِنَ النَّاسَ.

یعنی ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کی چھڑیوں سے تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کے بنانے کا حکم دیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ بچاؤں آدمیوں کو مینہ سے اور رنج سے اس سے کہ سرخ رنگ کرے تو مسجد کو یا زرد رنگ کرے سو لوگوں کو فتنے میں ڈالے۔

فائدہ: یعنی لوگ اس کے دیکھنے میں مشغول ہو جائیں اور نماز میں حضور قلب سے محروم رہیں یا یہ کہ مبتلا کرے تو لوگوں کو ساتھ نقش کرنے مسجدوں کے کہ مسجد نبوی کی سند پکڑیں۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد نبوی کی چھت ایسی نہیں تھی کہ لوگوں کو مینہ سے بچائے سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس کو مضبوط کر دیا تھا تا کہ لوگ مینہ سے محفوظ رہیں۔

وَقَالَ أَنَسٌ يَتَبَاهَوْنَ بِهَا ثُمَّ لَا يَعْمُرُوْنَهَا إِلَّا قَلِيْلًا.

یعنی انس رضی اللہ عنہ نے کہا (کہ پچھلے زمانے میں) لوگ فخر کے لیے بڑی بڑی مسجدیں بنائیں گے لیکن ان کو عبادت کے ساتھ آباد نہیں کریں گے مگر تھوڑے لوگ۔

فائدہ: یعنی ان میں عبادت کوئی نہیں کرے گا مگر تھوڑے لوگ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى.

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مسجدوں کو نقش دار مت بناؤ جیسے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے عبادت خانوں کو زینت دار بنایا ہے۔

۴۲۷ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبْنِيًّا بِاللَّبِنِ وَسَقْفُهُ الْجَرِيْدُ وَعُمُدُهُ خَشَبُ النَّخْلِ فَلَمْ يَزِدْ فِيْهِ أَبُوْ بَكْرٍ شَيْئًا

۴۲۷۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک مسجد نبوی کی دیواریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کچی اینٹوں سے بنی ہوئی تھیں اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں سے بنی تھی اور اس کے ستون کھجور کی لکڑی سے تھے سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس میں کچھ زیادہ نہ کیا بلکہ اس کو سابق حال پر قائم رکھا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس میں کچھ زیادہ کیا او رجو بنیاد اس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رکھی گئی تھی اسی پر اس کو کچھ

وَزَادَ فِيهِ عُمَرُ وَبَنَاهُ عَلٰى بُنْيَانِهِ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّبِنِ وَالْجَرِيْدِ وَأَعَادَ عُمُدَهُ خَشَبًا ثُمَّ غَيَّرَهُ عُثْمَانُ فَزَادَ فِيهِ زِيَادَةً كَثِيْرَةً وَبَنٰى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوْشَةِ وَالْقَصَّةِ وَجَعَلَ عُمُدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوْشَةٍ وَسَقَفَهُ بِالسَّاجِ.

اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے پھر کر بنایا اور اس کے ستونوں کو بھی دوہرایا یعنی پرانے نکال کر ان کی جگہ نئے ستونوں کو کھڑا کیا پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو بدلا یا سو اُس نے اس میں بہت زیادتی کی یعنی اس کی لمبائی اور چوڑائی میں اور اس کی دیواروں کو نقش دار پتھروں اور گچ سے بنوایا اور اس کے ستونوں کو نقش دار پتھروں سے بنوایا اور سال کی لکڑی سے اس پر چھت ڈالی

فائدہ: پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کے بنانے میں میانہ روی کی جائے اور اس کی زیب زینت میں زیادتی نہ کی جائے اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باوجود کثرت مال کے اور فتح ہونے بہت ملکوں کے اس میں کچھ زیادتی نہ کی بلکہ اس کو سابق حال پر رہنے دیا صرف تجدید کر دی سو وہ بھی اس غرض سے کہ شاخیں کھجور کی پرانی ہو گئیں تھیں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس کو پتھروں سے بنوایا لیکن اس میں ایسے نقش ونگار نہیں تھے کہ آدمی کا دل اس کی طرف دیکھ کر لگ جائے ومع ذلک بعض صحابہ نے عثمان رضی اللہ عنہ پر اس میں بھی سخت انکار کیا پس معلوم ہوا کہ سنت وہی ہے کہ لکڑی اور کچی اینٹوں سے سیدھی سادی مسجد بنائی جائے اور اس میں کچھ تکلف نہ کرے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس میں زیادتی کرنے سے یہ مراد ہے کہ انہوں نے اس میں مضبوطی زیادہ کر دی یا بلندی میں زیادتی کر دی تھی۔

بَابُ التَّعَاوُنِ فِي بِنَاءِ الْمَسْجِدِ ﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ أَنْ يَّعْمُرُوْا مَسَاجِدَ اللّٰهِ شَاهِدِيْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ أُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُوْنَ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَاٰتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰى أُولٰٓئِكَ أَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ﴾.

مسجد کے بنانے میں مدد لینے کا بیان اور بیان میں قول اللہ تعالیٰ کا کہ مشرکوں کا کام نہیں کہ آباد کریں اللہ کی مسجدیں یعنی عمارت کریں ساتھ اخلاص کے اور نیت تقرب کے آخر آیت تک۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس آیت کے لانے سے یہ ہے کہ مراد اس آیت میں مسجد آباد کرنے سے مسجد کی در و دیوار کو بنانا ہے پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ مشرکوں سے مسجد کے بنانے میں امداد لینی جائز نہیں ہے واللہ اعلم۔

۴۲۸ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۴۲۸۔ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ کو

الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّآءُ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيْدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيْثِهِ فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَآئِطٍ يُصْلِحُهُ فَأَخَذَ رِدَآئَهُ فَاحْتَبٰى ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتّٰى أَتٰى ذِكْرُ بِنَآءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ فَرَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَيَقُوْلُ وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوْهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَهُ إِلَى النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ عَمَّارٌ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ.

اور اپنے بیٹے علی کو کہا کہ تم دونوں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ سو اُس سے حدیث کو سنو سو ہم دونوں (اس کی طرف) چلے سو ناگہاں وہ ایک باغ میں تھا کہ اس کو سنوار رہا تھا سو اُس نے اپنی چادر کو لیا اور بیٹھ گیا اس صورت سے کہ اپنے گھٹنوں کو کھڑا کیا اور چوتڑوں کو زمین پر رکھا اور چادر سے اپنی پشت اور گھٹنوں کو حلقہ کیا پھر ہم کو حدیثیں سنانے لگا یہاں تک کہ مسجد نبوی کے بنانے کا ذکر کرنے لگا سو اُس نے کہا کہ ہم ایک ایک اینٹ کو اٹھا کر لاتے تھے اور عمار دو دو اینٹوں کو اٹھا کر لاتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا کہ دو دو اینٹیں اٹھا کر لا رہے ہیں سو آپ اس کے مونڈھے سے مٹی کو جھاڑنے لگے اور فرماتے تھے کہ افسوس ہے عمار پر اس کو بڑی سختی ہوتی ہے کہ اس کو باغی گروہ قتل کرے گا وہ تو ان کو بہشت کی طرف بلائے گا اور وہ گروہ اس کو دوزخ کی طرف بلائیں گے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمار رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں پناہ پکڑتا ہوں اللہ کی فتنوں سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کے بنانے میں دوسرے آدمیوں سے مدد لینا جائز ہے اس لیے کہ صحابہ اینٹوں کو اٹھا اٹھا کر لے جاتے تھے اور مسجد کو بناتے تھے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ علم کو کسی نے احاطہ نہیں کیا ہے اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے باوجود فراخی علم کے اپنے بیٹے کو ابو سعید رضی اللہ عنہ سے حدیث پڑھنے کو بھیجا جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یاد نہ تھی اور یہ کہ سلف کے لوگ تواضع کرتے تھے اور تکبر نہیں کرتے تھے اور اپنی معاش کا کام اپنے ہاتھوں سے کرتے تھے اور یہ کہ طالب علموں کی تعظیم کی جائے اور ان کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم کیا جائے اور یہ کہ مسجد کے بنانے میں بڑی فضیلت ہے اور یہ کہ حدیث بیان کرنے کے وقت اطمینان اور ادب کے ساتھ بیٹھنا چاہیے اور کام کے وقت میں حدیث بیان نہ کرنی چاہیے اور یہ کہ جو اللہ کے راہ میں کام کرنے والا ہو اس کی تعظیم کرنی چاہیے۔

فائدہ: عمار رضی اللہ عنہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے رفیق تھے جب معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان صفین کی لڑائی ہوئی تب عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام بحق علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے اور معاویہ کا لشکر باغی تھا اور مراد جنت

اور آگ سے اس کا سبب ہے یعنی طاعت امام کی سو دونوں طرف کے لوگ مجتہد تھے اپنے اپنے اجتہاد میں اپنے تئیں ہر کوئی حق جانتا تھا لیکن امام بحق علی مرتضی رضی اللہ عنہ تھے اور معاویہ کا لشکر باغی تھا اور وہ اپنے اجتہاد میں مخطی تھے اُن سے اجتہاد میں خطا واقع ہوئی پس ان کو کچھ طعن کرنا جائز نہیں اور سلامتی اسی میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ان لڑائیوں اور تنازعوں میں سکوت کیا جائے اور ان کے واقعات میں بحث اور گفتگو کرنے سے اپنی زبان کو بند کیا جائے اور اُن کے اس معاملہ کو اللہ کی طرف سپرد کیا جائے پس اس مقام میں یہی بات ٹھیک ہے اور بس۔

بَابُ الْاِسْتِعَانَةِ بِالنَّجَّارِ وَالصُّنَّاعِ فِيْ أَعْوَادِ الْمِنبَرِ وَالْمَسْجِدِ.

منبر کی لکڑیوں اور مسجد کے بنانے میں بڑھیوں اور کاری گروں سے مدد لینے کا بیان۔

۴۲۹ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى امْرَأَةٍ مُرِيْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلْ لِيْ أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ.

۴۲۹۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو ایک عورت کی طرف کہلا بھیجا کہ تو اپنے بڑھئی غلام سے کہہ دے کہ میرے واسطے لکڑیوں سے منبر بنائے کہ میں اس پر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ سنایا کروں۔

۴۳۰ ۔ حَدَّثَنَا خَلَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا أَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ فَإِنَّ لِيْ غُلَامًا نَجَّارًا قَالَ إِنْ شِئْتِ فَعَمِلَتِ الْمِنبَرَ.

۴۳۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت کیا میں آپ کے لیے لکڑیوں سے کوئی چیز ایسی نہ بناؤں جس پر آپ بیٹھا کریں اس لیے کہ میرا ایک غلام ہے وہ بڑھیئے کا کام کیا کرتا ہے سو آپ نے فرمایا کہ اگر تیری مرضی ہو تو بنا سو اُس نے منبر تیار کروایا۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں میں مسجد اور صناع کا ذکر نہیں صرف منبر اور بڑھیئے کا ذکر ہے سو ان کو ان دونوں پر قیاس کیا ہے یعنی جب منبر میں بڑھیئے سے مدد لینی جائز ہے تو ایسے ہی مسجد میں بھی کاریگر سے امداد لینی جائز ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کاریگر سے مراد عام ہو جو بڑھیئے کو بھی شامل ہو اور مسجد منبر کو شامل ہو پس گویا کہ منبر کا بنانا مسجد کا بنانا ہے اور ظاہر ان دونوں حدیثوں میں مخالفت ہے اس لیے کہ پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر بنانے کی خود فرمائش کی اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت نے پہلے درخواست کی سو تطبیق ان میں اس طور سے ہے کہ پہلے عورت نے اس بات کی درخواست کی تھی کہ سو وہ کچھ دن اُس کو بھول گئی پھر کئی دن کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو وہ یاد دلایا پس اُس سے منبر تیار کروایا پس مخالفت دفع ہوگئی پس حاصل یہ ہے کہ منبر اور مسجد

کے کام میں کاریگروں اور بڑھئیوں سے مدد لینا جائز ہے۔

بَابُ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا.

اللہ کے واسطے مسجد کے بنانے والے کی فضیلت کا بیان

٤٣١ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيْهِ حِيْنَ بَنٰى مَسْجِدَ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ أَكْثَرْتُمْ وَإِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا قَالَ بُكَيْرٌ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ يَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِي الْجَنَّةِ.

۴۳۱۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں زیادتی کی اور اُس کی دیواروں اور ستونوں کو پتھروں سے بنوایا تو لوگوں نے اُس کے حق میں انکار کیا یعنی جب خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا تکلف نہیں کیا تو اب اُس کو پتھروں سے بنوانا جائز نہیں ہے تب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ تم نے (میرے حق میں) بہت انکار کیا ہے اور بے شک میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ کے واسطے مسجد بنائے اور اس سے صرف اللہ ہی کی رضامندی چاہے نام اور فخر غرض نہ ہو تو اللہ اس کے لیے ویسا گھر بہشت میں بنا دے گا۔

فائدہ: یعنی جس قدر بلند اور فراخ اور محکم زیادہ ہو اسی قدر بہتر ہے پس اس زیادتی کا بدلہ بھی ویسا ہی ہے کہ کوئی ابتدا سے مسجد بنا دے اور ظاہرًا یہ حدیث مخالف ہے اس آیت کے ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ یعنی ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی سو اس کا جواب یہ ہے کہ مراد مثل سے مثلیت باعتبار کمیت اور اندازہ کے ہے اور زیادتی حاصل ہے باعتبار کیفیت اس لیے کہ ایک گھر ایسا ہوتا ہے کہ وہ دس بلکہ سو گھر سے بھی بہتر ہوتا ہے اور یا یہ کہ اس کو گھر کے بدلے گھر ملے گا نہ دوسری چیز قطع نظر اس سے کہ دس ہوں یا زیادہ باوجودیکہ فرق حاصل ہے اس طور کہ دنیا تنگ ہے اور بہشت فراخ ہے اور ایک بالشت کی جگہ وہاں کی تمام دنیا سے بہتر ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ يَأْخُذُ بِنُصُوْلِ النَّبْلِ إِذَا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ.

جب کوئی مسجد میں جائے تو چاہیے کہ تیر کے پھل کو ہاتھ سے پکڑ لے تا کہ کسی کو ایذا نہ پہنچے۔

٤٣٢ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو أَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرَّ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهٗ سِهَامٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۳۲۔ سفیان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عمرو کو کہا کہ کیا تو نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا ہے کہ ایک مرد مسجد میں آیا اور اس کے پاس تیر تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ اس کے پھل کو پکڑ رکھ تا کہ کسی کو لگ نہ جائے سو عمرو نے کہا کہ ہاں

وَسَلَّمَ أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا.

میں نے یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔

فائدہ: بعض طریقوں میں نعم کا لفظ واقع نہیں ہوا سو اُس میں عمرو کا سکوت ہاں کے قائم مقام ہے جیسے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ استاد کا نعم کہنا شرط نہیں بلکہ اگر کبر دار ہو تو سکوت کافی ہے۔

بَابُ الْمُرُوْرِ فِي الْمَسْجِدِ.

یعنی اگر تیر کے پھل کو ہاتھ سے پکڑا ہو تو تیر ساتھ لیے ہوئے مسجد میں آنا جائز ہے۔

٤٣٣ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَرَّ فِيْ شَيْءٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا أَوْ أَسْوَاقِنَا بِنَبْلٍ فَلْيَأْخُذْ عَلٰى نِصَالِهَا لَا يَعْقِرْ بِكَفِّهٖ مُسْلِمًا.

۴۳۳۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہماری مسجد یا بازار میں تیر کو ساتھ لیے آئے تو چاہیے کہ اُس کے پھل کو پکڑ رکھے تاکہ کسی مسلمان کو زخم نہ کرے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں میں کچھ فرق نہیں صرف اسناد دوسری ہونے کی وجہ سے یہ حدیث دوبارہ لائی گئی ہے اور نیز پہلی حدیث میں مسجد سے گزرنے کا لفظ شارع سے مروی نہیں اور اس میں یہ لفظ شارع سے مروی ہے۔

بَابُ الشِّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں شعر پڑھنے جائز ہیں۔

٤٣٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهٗ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْشُدُكَ اللهَ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ نَعَمْ.

۴۳۴۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو گواہ کر کے کہتے تھے کہ میں تجھ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اے حسان رسول کی طرف سے کافروں کو جواب دے یاالٰہی اس کو روح پاک سے مدد کر (یعنی جبرئیل علیہ السلام سے) کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہاں۔

فائدہ: کفار قریش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ہجو اور مذمت بیان کیا کرتے تھے اور اس میں شعر جوڑ جوڑ کر پڑھتے کافروں کی طرف سے شاعر ابو سفیان تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان کو فرمایا کہ تو کافروں کی ہجو کر اور

شعروں میں اُن کی مذمت بیان کر سو مسلمانوں کی طرف سے حسان رضی اللہ عنہ کافروں کی ہجو کیا کرتے تھے اور بعض طریقوں میں اس حدیث کے آیا ہے کہ حسان رضی اللہ عنہ مسجد میں کافروں کی ہجو میں شعر پڑھ رہے تھے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہاں آئے اور حسان رضی اللہ عنہ کو شعر پڑھنے سے منع کیا سو حسان رضی اللہ عنہ نے کہا میں اسی مسجد میں شعر پڑھا کرتا تھا اور حالانکہ اس میں وہ شخص تھا جو تجھ سے بہتر تھا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تو میں آپ کے سامنے مسجد میں شعر پڑھا کرتا تھا اور آپ مجھ کو کبھی منع نہیں کرتے تھے سو تو کیوں منع کرتا ہے پس حسان رضی اللہ عنہ نے ایک نظر کی تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وہاں دیکھا سو اُس کو گواہ کیا اور اس وقت یہ حدیث بیان کی پس مسئلہ باب کا اس حدیث سے ثابت ہو گیا اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ مسجد میں شعر پڑھنا منع ہے سو ان میں تطبیق یہ ہے کہ منع وہ شعر ہیں جو جاہلیت اور جھوٹوں اور غالیوں کے ہیں اور جو حق ہوں وہ جائز ہیں۔

بَابُ أَصْحَابِ الْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ.

برچھی بازوں کو مسجد میں آنا اور اس میں کھیلنا جائز ہے۔

٤٣٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا عَلٰى بَابِ حُجْرَتِيْ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَآئِهٖ أَنْظُرُ إِلٰى لَعِبِهِمْ زَادَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ.

۴۳۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک میں نے ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا اور حالانکہ حبشی لوگ مسجد میں برچھوں سے کھیل رہے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اپنی چادر سے چھپائے ہوئے تھے درحالیکہ میں اُن کو دیکھ رہی تھی۔

فائدہ: اس باب کے لانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ مسجد میں تیروں کے ساتھ گزرنے کی جو ممانعت آچکی ہے تو وہ مخصوص ہے ساتھ اس باب کے اس لیے کہ اس صورت میں تیروں سے محفوظ رہنا آسان ہے کہ ہر کسی کا خیال اسی میں ہوتا ہے بخلاف اس کے کہ بے خبر تیر کو لیے مسجد میں چلا آئے اس لیے کہ اس میں ایذا کا خوف ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مباح کھیل کی طرف دیکھنا جائز ہے اور عورت کا غیر مردوں کو دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ آپ

کو اُن سے چھپایا ہوا ہو اور اگر کوئی کہے یہ کھیلنا مسجد میں کیسے جائز ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ کھیلنا درحقیقت بندگی ہے اس لیے کہ کافروں کے جہاد میں کام آتا ہے اگر نیت نیک ہو تو ثواب ہے۔

بَابُ ذِكْرِ الْبَيْعِ وَالشِّرَآءِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں منبر پر خرید وفروخت کے ذکر کرنے کا بیان یعنی مسجد میں اس کو ذکر کرنا اور اس کا حکم بیان کرنا جائز ہے لیکن اس کو مسجد میں منعقد کرنا جائز نہیں ہے۔

٤٣٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَتَتْهَا بَرِيْرَةُ تَسْأَلُهَا فِيْ كِتَابَتِهَا فَقَالَتْ إِنْ شِئْتِ أَعْطَيْتُ أَهْلَكِ وَيَكُوْنُ الْوَلَاءُ لِيْ وَقَالَ أَهْلُهَا إِنْ شِئْتِ أَعْطَيْتِهَا مَا بَقِيَ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً إِنْ شِئْتِ أَعْتَقْتِهَا وَيَكُوْنُ الْوَلَاءُ لَنَا فَلَمَّا جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَّرَتْهُ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعِيْهَا فَأَعْتِقِيْهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فَصَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ قَالَ عَلِيٌّ قَالَ يَحْيٰى وَعَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ نَحْوَهُ وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ

۴۳۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ اس کے پاس آئی اور وہ اس سے کتابت کے باقی درہموں کے ادا کرنے کا سوال کرتی تھی سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں باقی مال کتابت کا تیرے مالکوں کو دے دوں اور آزادی کا حق میرے لیے ہوگا اور اس کے مالکوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اگر تو چاہے تو اس کو آزاد کر دے اور آزادی کا حق ہمارے لیے ہوگا یعنی خواہ آزاد کر یا نہ کر آزادی کے حق کے ہم وارث ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو جب حضرت گھر میں تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ تو اُس لونڈی کو مول لے پھر اس کو آزاد کر دے اس واسطے کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وہی وارث ہوتا ہے جو آزاد کرے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے سو فرمایا کیا حال ہے اُن لوگوں کا جو خرید وفروخت میں ایسی شرطیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں جو شخص ایسی شرط کرے جو اللہ کی کتاب میں نہ ہو تو وہ شرط اس کو کچھ فائدہ نہیں دیتی اور اُس کا وہ مستحق نہیں ہو سکتا ہے اگرچہ ایسی سو شرط کرے۔

عَمْرَةَ أَنَّ بَرِيْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ صَعِدَ الْمِنْبَرَ.

فائدہ: ایک لونڈی تھی اس کا نام بریرہ تھا اپس کے مالکوں نے اس کولکھ دیا تھا کہ اگر تو مثلاً اتنے درہم کما کر ہم کو دے دے تو آزاد ہو جائے گی سو اُس نے کچھ درہم کما کر اپنی کتابت میں ادا کر دیے تھے اور کچھ باقی رہتے تھے سو اُس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بات کا آ کر سوال کیا کہ تو باقی درہموں کو میرے سر سے ادکر کے مجھ کو آزاد کر دے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اس شرط سے خریدتی ہوں کہ تیری وراثت کا حق مجھ کو ملے اور اُس کے مالکوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اس کی وراثت کا حق ہم کو ملے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وراثت کا حق ادا کرنے والے کو چاہیے اُس کے مالک ناحق شرط کرتے ہیں اور وارث کا حق یہ ہے کہ جب غلام آزاد ہو گیا اور کچھ مدت بعد مر گیا تو وہ جو مال چھوڑ کر مر جائے اُس کا وارث آزاد کرنے والا ہوتا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں بیع شراء کا ذکر کرنا اور اُس کا حکم بیان کرنا یا کوئی اس باب کا مسئلہ بیان کرنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہے اُن لوگوں کا الخ اس لیے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس قصہ مذکورہ کی جس میں بیع وشراء وعتق وولاء کا ذکر ہے لیکن مسجد میں خود بیع وشراء کرنا جائز نہیں اور بعض نے اس کو جائز رکھا ہے لیکن اگر مسجد میں کسی چیز کی بیع ہو جائے تو وہ بیع بالاتفاق صحیح ہو جاتی ہے اور منعقد ہو جاتی ہے۔ (فتح الباری)

بَابُ التَّقَاضِي وَالْمُلَازَمَةِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں کسی قرض دار سے اپنا قرض مانگنا اور اس کو تقاضا کرنا اور تقاضے کو لازم پکڑنا جائز ہے۔

٤٣٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبٍ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِيْ حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ فَنَادٰى يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا وَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَيِ الشَّطْرَ قَالَ لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ

۴۳۷۔ کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُس کا کچھ قرض ابن ابی حدرد کے سر پر تھا سو کعب نے اس سے مسجد میں اپنا قرض چاہا اور اس کا تقاضا کیا سو اُن دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں یعنی دونوں آپس میں جھگڑنے لگے یہاں تک کہ ان کی آواز کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا اور حالانکہ آپ اپنے گھر میں تھے سو آپ ان کی طرف نکلے یہاں تک کہ اپنے حجرے کے پردے کو کھولا اور آواز دی کہ اے کعب اُس نے عرض کی میں حاضر ہوں یارسول اللہ فرمایا کہ اپنا آدھا قرض اس کو معاف کر دے سو اُس نے عرض کی کہ البتہ میں نے اس کو آدھا چھوڑ دیا یارسول اللہ سو آپ نے ابن حدرد کو فرمایا کہ کھڑا ہو اور باقی آدھے کو ادا کر دے۔

قُمْ فَاقْضِهِ.

فائدہ: اس حدیث سے مسجد میں قرض دار سے اپنے قرضے کا مطالبہ اور تقاضا کرنا ثابت ہوا لیکن اس کے ساتھ ہر وقت رہنا اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا ہے سو اس سے غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اشارہ کرنا ہے طرف اس بات کی کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں اس کو ہر وقت لازم پکڑنے کا بیان آ چکا ہے جیسے کہ باب الصلح میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ اکثر عادت ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب میں جیسے کہ کئی بار مذکور ہو چکا ہے۔

بَابُ كَنْسِ الْمَسْجِدِ وَالْتِقَاطِ الْخِرَقِ وَالْقَذٰى وَالْعِيْدَانِ.

مسجد کو جھاڑو دینا اور اس میں سے دھجیوں اور میلی چیز اور لکڑیوں کو اٹھانا یعنی اس کی کیا فضیلت ہے؟۔

٤٣٨ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَسْوَدَ أَوْ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَقَالُوْا مَاتَ قَالَ أَفَلَا كُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِيْ بِهٖ دُلُّوْنِيْ عَلٰى قَبْرِهٖ أَوْ قَالَ قَبْرِهَا فَأَتٰى قَبْرَهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا.

۴۳۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ عورت مسجد کو جھاڑو دیا کرتی تھی سو وہ مر گئی (اور لوگوں نے اس کو دفن کر دیا) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حال پوچھا کہ وہ کہاں ہے سو لوگوں نے عرض کی کہ وہ مر گئی ہے سو فرمایا کہ تم نے مجھ کو اس کی اطلاع کیوں نہیں دی مجھ کو اس کی قبر بتلاؤ سو آپ اس کی قبر پر آئے اور اس پر نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث سے مسجد میں جھاڑو دینے کا مسئلہ ثابت ہوا ہے لیکن دھجیوں اور لکڑیوں وغیرہ کے اٹھانے کا اس حدیث میں ذکر نہیں ہے سو ان چیزوں کو ترجمہ میں ذکر کرنے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں ان چیزوں کا بھی ذکر آ گیا ہے۔

بَابُ تَحْرِيْمِ تِجَارَةِ الْخَمْرِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں تجارت شراب کی حرمت کا بیان۔

٤٣٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْاٰيَاتُ مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ تِجَارَةَ الْخَمْرِ.

۴۳۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورۂ بقرہ کی آیتیں سود کے حرام کرنے میں اتریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آئے سو آپ نے وہ آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سنائیں پھر آپ نے فرمایا کہ شراب کی سوداگری کرنی حرام ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تجارت شراب کی حرمت کو اور اس کے اور احکام کو مسجد میں بیان کرنا جائز ہے۔

بَابُ الْخَدَمِ لِلْمَسْجِدِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا لِلْمَسْجِدِ يَخْدُمُهَا.

مسجد کی خدمت کے لیے خدمتگار رکھنے کا بیان اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ﴿نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا﴾ یعنی عمران کی عورت نے کہا کہ نظر کی میں واسطے اللہ کے جو میرے شکم میں ہے درحالیکہ آزاد کیا گیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مراد اس عورت کی یہ تھی کہ میں نے اس کو مسجد کے لیے آزاد کر دیا ہے تاکہ مسجد کی خدمت کیا کرے اور میں اس سے کوئی دنیا کا کام نہیں لوں گی۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسجد کے لیے خادم رکھنا جائز ہے اس لیے کہ اس عورت نے مسجد کی خدمت کے لیے نذر مانی اور وہ نذر اس کی صحیح ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو ثابت رکھا اس کی اس نذر کو منع نہ فرمایا۔

٤٤٠ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً أَوْ رَجُلًا كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا امْرَأَةً فَذَكَرَ حَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلّٰى عَلٰى قَبْرِهَا.

۴۴۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت مسجد کو جھاڑو دیا کرتی تھی پھر اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی کہ آپ نے اس کی قبر پر نماز پڑھی۔

بَابُ الْأَسِيرِ أَوِ الْغَرِيمِ يُرْبَطُ فِي الْمَسْجِدِ.

قیدی اور قرض دار کو مسجد میں باندھنا جائز ہے۔

٤٤١ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عِفْرِيتًا مِّنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلَاةَ فَأَمْكَنَنِي

۴۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنوں میں سے ایک سرکش جن رات کو میرے آگے گھس پڑا میری نماز توڑ دینے کو سو اللہ نے اس کو میرے قابو میں کر دیا پھر میں نے اس کو پکڑ لیا سو میں نے چاہا کہ اس کو مسجد کے کھمبوں میں سے کسی کھمبے میں باندھ دوں تاکہ تم سب لوگ اس کو دیکھو پھر مجھ کو یاد آ گئی اپنے سلیمان بھائی کی دعا وہ دعا

اللّٰهُ مِنهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلٰى سَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تُصْبِحُوْا وَتَنْظُرُوْا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِيْ سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهٗ خَاسِئًا.

یہ تھی کہ اے میرے رب مغفرت کر اور دے مجھ کو ایسی بادشاہی کہ میرے بعد پھر کسی کو ویسی نہ ملے پھر حضرت ﷺ نے اس کو دھکیل دیا دھتکار کر۔

فائدہ: جن اور دیو حضرت سلیمان علیہ السلام کے قابو میں تھے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ ایسی بادشاہی میرے بعد کسی کو نہ ملے اس لیے حضرت ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا اور سلیمان علیہ السلام کی دعا کی رعایت کی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مراد اس دعا سے یہی تھی کہ جن اور دیو میرے قابو میں ہو جائیں اور ان پر میرا قبضہ ہو جائے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیدی کو مسجد میں باندھنا جائز ہے ورنہ حضرت ﷺ اُس جن کو مسجد میں باندھنے کو جائز نہ رکھتے اور قرض دار کا حکم اس حدیث میں مذکور نہیں سو اس کو قیدی پر قیاس کر لیا ہے۔

بَابُ الْاِغْتِسَالِ إِذَا أَسْلَمَ وَرَبْطِ الْأَسِيْرِ أَيْضًا فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ شُرَيْحٌ يَأْمُرُ الْغَرِيْمَ أَنْ يُّحْبَسَ إِلٰى سَارِيَةِ الْمَسْجِدِ.

جب کافر مسلمان ہو جائے تو اس کے غسل کرنے کا بیان اور نیز قیدی کے مسجد میں باندھنے کا بیان۔ اور شریح قاضی حکم کیا کرتے تھے کہ قرض دار کو مسجد کے کھنبوں میں باندھا جائے۔

٤٤٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَآءَ تْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ إِلٰى نَخْلٍ قَرِيْبٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

۴۴۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لشکر کو نجد کی طرف بھیجا (نجد ایک ملک کا نام ہے عراق کی طرف) سو وہ لوگ بنی حنیفہ کے ایک مرد کو پکڑ کر لے آئے کہ اُس کا نام ثمامہ تھا سو انہوں نے اس کو مسجد کے کھنبوں سے ایک کھنبے میں باندھ دیا سو حضرت ﷺ اس کے پاس آئے سو فرمایا کھول دو ثمامہ کو (سو لوگوں نے اس کو کھول دیا) سو وہ کھجوروں کی طرف چلا جو مسجد کے قریب تھیں سو اُس نے غسل کیا پھر مسجد میں آیا اور کہا کہ گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ نہیں کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

فائدہ: یہ ترجمہ اکثر نسخوں میں نہیں ہے صرف باب کا لفظ واقع ہوا ہے اس لیے کہ اس کو پہلے باب سے بہت مناسبت ہے کو دونوں بابوں کا مطلب ایک ہے اور کافر کا مسلمان ہو کر نہانا مسجد سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا اور یہ کتاب احکام مسجد کے بیان میں ہے اس کی توجیہ اس طور سے ہو سکتی ہے کہ کافر اکثر جنبی ہوتا ہے اور جنبی مسجد سے ممنوع ہے مگر ضرورت کے لیے سو جب وہ اسلام لے آیا تو اس کے لیے مسجد میں ٹھہرنے کی کوئی ضرورت نہ رہی پس اُس نے غسل کر لیا تا کہ اس کو مسجد میں ٹھہرنا جائز ہو۔

بَابُ الْخَيْمَةِ فِي الْمَسْجِدِ لِلْمَرْضٰى وَغَيْرِهِمْ.

بیماروں وغیرہ کے واسطے مسجد میں خیمہ کھڑا کرنا جائز ہے۔

٤٤٣ ـ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُصِيْبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فِي الْأَكْحَلِ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُوْدَهُ مِنْ قَرِيْبٍ فَلَمْ يَرُعْهُمْ وَفِي الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِّنْ بَنِيْ غِفَارٍ إِلَّا الدَّمُ يَسِيْلُ إِلَيْهِمْ فَقَالُوْا يَا أَهْلَ الْخَيْمَةِ مَا هٰذَا الَّذِيْ يَأْتِيْنَا مِنْ قِبَلِكُمْ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُوْ جُرْحُهُ دَمًا فَمَاتَ فِيْهَا.

۴۴۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے دن سعد رضی اللہ عنہ کو رگ ہفت اندام میں تیر لگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے مسجد میں خیمہ کھڑا کیا تا کہ پاس سے اُس کو پوچھتے رہیں اور مسجد میں ایک اور خیمہ تھا بنی غفار کا سو نہ گھبراہٹ میں ڈالا اُن کو مگر خون نے جو اُن کی طرف بہہ کر گیا سو وہ کہنے لگے کہ اے خیمہ والو! یہ کیا چیز ہے جو ہمارے پاس تمہاری طرف سے آتی ہے پس یکا یک دیکھا انہوں نے کہ وہ سعد رضی اللہ عنہ ہے کہ اُس کی رگ سے خون جوش مار کر بہہ رہا ہے سو سعد رضی اللہ عنہ اسی زخم کے سبب سے مر گئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیمار وغیرہ کے واسطے مسجد میں خیمے کو کھڑا کرنا جائز ہے۔

بَابُ إِدْخَالِ الْبَعِيْرِ فِي الْمَسْجِدِ لِلْعِلَّةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعِيْرٍ.

بیماری وغیرہ کسی سبب کے واسطے اونٹ کو مسجد میں داخل کرنا جائز ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کا طواف اونٹ پر سوار ہو کر کیا۔

فائدہ: یہ حجۃ الوداع کا ذکر ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کا طواف سوار ہو کر اونٹ پر کیا تھا کہ سب لوگ آپ کو دیکھیں اور آپ سے دین کے احکام پوچھیں اور چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی مسجد میں اونٹ کو داخل کیا تھا تو معلوم ہوا کہ اونٹ کو حاجت کے لیے مسجد میں داخل کرنا جائز ہے۔

٤٤٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ

۴۴۴۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ لزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنتِ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنَ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ أَشْتَكِيْ قَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ إِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ.

سے شکایت کی اس بات کی کہ میں بیمار ہوں اور پیادے طواف کرنے کی طاقت نہیں رکھتی ہوں سو آپ نے فرمایا کہ تو طواف کر لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر۔

فائدہ: مسئلہ باب کا اس حدیث سے بھی اُسی طرح ثابت ہوتا ہے جیسے کہ پہلی حدیث سے ثابت ہوا۔

٤٤٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةٍ مُّظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ يُضِيْئَانِ بَيْنَ أَيْدِيْهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَاحِدٌ حَتّٰى أَتٰى أَهْلَهُ.

۴۴۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک دو صحابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اندھیری رات میں نکلے یعنی عشاء کی نماز کے بعد اپنے گھر کو چلے ایک کا نام عباد بن بشر تھا اور دوسرے کا نام اسید تھا اور حالانکہ نور کی دو مشعلیں دو چراغوں کی طرح دونوں کے ساتھ ساتھ جلتی جاتی تھیں سو جب وہ دونوں جدا جدا ہوئے تو دونوں سے ایک ایک مشعل ہر ایک کے ساتھ ہو گئی یہاں تک کہ وہ دونوں اپنے اپنے گھر آئے۔

فائدہ: اس حدیث کو کتاب المساجد میں لانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ یہ دونوں صحابی عشاء کی نماز پڑھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت رات تک بیٹھے رہے جب اٹھ کر گھر کو جانے لگے تو رات بہت اندھیری تھی سو نور کی دو مشعلیں دونوں کے ساتھ ساتھ جلتی گئیں یہاں تک کہ وہ اپنے گھر جا پہنچے اور یہ نور ان کو دو وجہ سے حاصل ہوا تھا ایک تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے دوسرا مسجد میں بیٹھنے سے سو اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو احکام المساجد میں لایا ہے اور بعضوں نے کہا کہ جب وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت رات مسجد میں کلام کرتے رہے تو اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں کلام کرنی جائز ہے۔

بَابُ الْخَوْخَةِ وَالْمَمَرِّ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں طاقی رکھنے اور اس میں سے گزرنے کا بیان۔

فائدہ: جن صحابہ کے گھر مسجد کی دیواروں کے ساتھ تھے ان سب نے مسجد میں طاقیں رکھی ہوئی تھیں تا کہ جماعت وغیرہ کی ان کو اطلاع ہو جایا کرے اور بعضوں نے مسجد میں دروازے رکھے ہوئے تھے کہ اُس میں سے اندر باہر آتے جاتے تھے سو حکم آئی کہ تمام دوازوں اور طاقیوں بند کیا جائے لیکن بعض اُس سے مخصوص ہو گئے تھے جیسے کہ آئندہ معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالی۔

٤٤٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ فَبَكٰى أَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ مَا يُبْكِيْ هٰذَا الشَّيْخَ إِنْ يَّكُنِ اللّٰهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْعَبْدَ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ أَعْلَمَنَا قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُوْ بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا مِنْ أُمَّتِيْ لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابُ أَبِيْ بَكْرٍ.

۴۴۶۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خطبہ پڑھا سو فرمایا بے شک اللہ نے مختار کیا اپنے بندے کو دنیا اور آخرت میں سو اس بندے نے آخرت کو اختیار کیا سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے سو میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ بوڑھا کس سبب سے روتا ہے اگر اللہ نے مختار کیا ایک بندے کو دینا اور آخرت میں سو اس بندے نے آخرت کو اختیار کیا یعنی ابو سعید رضی اللہ عنہ کو تعجب آیا کہ یہ رونے کا کون مقام ہے سو وہ بندہ حضرت ﷺ تھے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سے زیادہ عالم تھے وہ سمجھ گئے کہ حضرت ﷺ نے اپنی موت کی خبر دی ہے یعنی جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تب ہم اس کا مطلب سمجھے کہ حضرت ﷺ نے اپنی موت کی خبر دی تھی سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو بکر مت رو سب لوگوں میں رفاقت جان اور مال کے راہ سے تیرا مجھ پر احسان زیادہ ہے یعنی آپ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تسلی دی ساتھ ظاہر کرنے کمال خصوصیت کے اور اگر یہ اللہ کے سوا جانی دوستی کسی اور سے کرتا تو تجھ ہی سے کرتا لیکن ہماری تیری اسلام کی برادری اور محبت ہے مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہ رہے مگر بند کیا جائے سوئے دروازے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: خلت کا معنی صفائی دوستی کا ہے جو مراد اسرار قبول کرنے سے اور وہ محبت سے بلند ہے اور نیز خلیل اس کو کہتے ہیں کہ اس کے دل میں سوائے دوست کے اور کسی کی گنجائش نہ ہو اور چونکہ حضرت ﷺ کا دل مبارک محبت اور دوستی خدائی سے پر تھا اس لیے سوائے اللہ کے دوست پکڑنے کی گنجائش نہ تھی اور محبت قلبی جو حضرت ﷺ کو بعض کے

ساتھ تھی تو وہ محض اللہ کے واسطے تھی سو یہ بھی اللہ کی محبت کی ایک شاخ ہے پس اس کی منافی نہیں ہے اور نیز محبت کہتے ہیں دل کے تعلق کو ساتھ محبوب کے اور کسی چیز کا تمام دل کو پکڑ لینا دوسری چیز ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں طاقی رکھنی جائز نہیں ہے اور یہی ہے مسئلہ باب کا۔

٤٤٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيْمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ عَاصِبٌ رَأْسَهُ بِخِرْقَةٍ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِيْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ مِنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَبِيْ قُحَافَةَ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنَ النَّاسِ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنْ خُلَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ سُدُّوْا عَنِّيْ كُلَّ خَوْخَةٍ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرَ خَوْخَةِ أَبِيْ بَكْرٍ.

۴۴۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اُس بیماری میں جس میں آپ نے انتقال کیا اور آپ اپنے سر کو ایک کپڑے سے باندھے تھے سو آپ آ کر منبر پر بیٹھ گئے سو اللہ کی تعریف کی اور اس پر ثناء کہی پھر فرمایا کہ سب لوگوں میں رفاقت اور احسان کرنے والا جان اور مال کے راہ سے مجھ پر ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کوئی شخص زیادہ نہیں اور اگر سوائے اللہ کے جانی دوستی میں کسی اور سے کرتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی سے کرتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت اس کے ساتھ سب سے زیادہ ہے یا سب دوستوں سے افضل ہے سو مسجد کے اندر سے آنے جانے کی سب طاقیوں کو بند کر دو سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ کھلی رہے کہ وہ میرے اسرار اور بھید کا واقف ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا مطلب بھی وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَابُ الْأَبْوَابِ وَالْغَلَقِ لِلْكَعْبَةِ وَالْمَسَاجِدِ.

خانہ کعبہ اور مسجدوں کے لیے دروازے رکھنے اور کواڑ لگانے کا بیان یعنی جائز ہے۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ لِيَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ يَا عَبْدَ الْمَلِكِ لَوْ رَأَيْتَ مَسَاجِدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبْوَابَهَا.

ابن جریج سے روایت ہے کہ مجھ کو ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ اے عبدالملک (یہ ابن جریج کا نام ہے) اگر تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مسجدوں اور اُن کے دروازوں کو دیکھے تو ان سے متعجب ہو جائے یعنی وہ مسجدیں بہت عمدہ ہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مسجدوں کے لیے دروازے رکھنے جائز ہیں۔

٤٤٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَكَّةَ فَدَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ فَفَتَحَ الْبَابَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ ثُمَّ أَغْلَقَ الْبَابَ فَلَبِثَ فِيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَجُوْا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَبَدَرْتُ فَسَأَلْتُ بِلَالًا فَقَالَ صَلّٰى فِيْهِ فَقُلْتُ فِيْ أَيٍّ قَالَ بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَذَهَبَ عَلَيَّ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلّٰى.

۴۴۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ کے دن) مکے میں تشریف لائے تو آپ نے عثمان بن طلحہ کو بلایا اس لیے کہ کعبے کی چابی اُس کے پاس تھی سو اُس نے کعبے کا دروازہ کھولا سو آپ اور بلال اور اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ چاروں کعبہ کے اندر داخل ہوئے پھر آپ نے دروازے کو بند کروا دیا سو آپ ایک گھڑی تک اس میں ٹھہرے رہے پھر باہر نکل آئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے جلدی سے جا کر بلال کو پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر کیا کیا ہے؟ سو بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز پڑھی ہے سو میں نے کہا کہ آپ نے کعبے کی کس طرف نماز پڑھی ہے کہا کہ درمیان دو کھنبوں کے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں بلال رضی اللہ عنہ سے یہ بات پوچھنا بھول گیا کہ آپ نے کتنی رکعتیں نماز پڑھی۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی مذکور ہوئی ہو چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ خالی کعبے کا دروازہ بھی تھا اور اس کے کواڑ بھی تھے جس سے وہ بند کیا جاتا تھا پس معلوم ہوا کہ مسجد کا دروازہ رکھنا اور اس کو کواڑ لگانا جائز ہے اور یہی ہے مسئلہ باب کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کعبہ کے اندر جا کر دروازے کو بند کروا دیا تھا تو اس کا سبب یہ تھا کہ تمام لوگ اندر نہ گھس آئیں آپ کے افعال دیکھنے کو یا یہ تھا کہ آپ بے فکر خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھیں یا یہ تھا کہ آپ اس کی تمام طرفوں میں نماز پڑھیں اس لیے کہ کھلے دروازے کی طرف نماز پڑھنی جائز نہیں۔

بَابُ دُخُوْلِ الْمُشْرِكِ الْمَسْجِدَ.

مشرک کو مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔

٤٤٩ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ.

۴۴۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کو نجد کی طرف بھیجا سو وہ قبیلے بنی حنیفہ کے ایک مرد کو قید کر کے لے آئے اُس کا نام ثمامہ تھا سو انہوں نے اس کو مسجد کے کھنبوں میں سے ایک کھنبے کے ساتھ باندھ دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرک کا مسجد میں آنا جائز ہے سوائے مسجد کعبہ کے کہ ہو اس سے مخصوص ہے اور غرض اس سے رد کرنا ہے امام مالک پر کہ وہ مطلق منع کرتے ہیں اور حنفیہ کے نزدیک مطلق جائز ہے۔

بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي الْمَسَاجِدِ.

مسجد میں چلا کر بولنا اور آواز کو بلند کرنا کیا حکم رکھتا ہے۔

٤٥٠ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْجُعَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنْتُ قَآئِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِيْ بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا قَالَ مَنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالَا مِنْ أَهْلِ الطَّآئِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۵۰۔ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں کھڑا ہوا تھا سو مجھ کو ایک شخص نے کنکر مارا سو میں نے اس کی طرف پھر نظر کی تو ناگہاں کیا دیکھتا ہوں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں سو اس نے کہا کہ جا اور ان دونوں آدمیوں کو میرے پاس پکڑ لا سو میں ان دونوں کو اس کے پاس پکڑ لایا سو فرمایا کہ تم کس قبیلے سے ہو یا یہ فرمایا کہ تمہارا گھر کہاں ہے انہوں نے کہا کہ ہمارا گھر طائف میں ہے (کہ نام ہے ایک جگہ کا نزدیک مکے کے) سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم مدینہ کے لوگوں سے ہوتے یعنی اگر تمہارا گھر یہاں ہوتا تو میں تم کو سزا دیتا کہ تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں چلا چلا کر بولتے ہو اور مسجد کا کچھ ادب نہیں کرتے ہو۔

فائدہ: مسجد نبوی میں دو مرد آپس میں چلا چلا کر گفتگو کر رہے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ فرمایا اور ان کو نو وارد ہونے کی وجہ سے معذور رکھا ورنہ ان کو سزا دیتے اور یہ ان کو اس واسطے کہا کہ اگر آپ سنیں گے تو ناراض ہوں گے۔

٤٥١ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِيْ حَدْرَدٍ دَيْنًا لَهُ عَلَيْهِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

۴۵۱۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کا کچھ قرض ابن ابی حدرد کے اوپر تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سو اس نے ابن ابی حدرد سے مسجد میں اپنا قرض طلب کیا سو ان دونوں کی آواز بلند ہوئی یعنی آپس میں جھگڑنے لگے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آواز کو اپنے گھر میں سنا سو آپ ان کی طرف نکلے یہاں تک کہ اپنے حجرے کا پردہ کھولا سو آپ نے فرمایا کہ اے کعب اس نے کہا کہ حاضر ہوں میں یا رسول اللہ سو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا قرض چھوڑ دے سو اس نے عرض کی کہ یا حضرت میں اس کو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ وَنَادٰى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ يَاكَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَشَارَ بِيَدِهٖ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ قَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْ فَاقْضِهٖ.

چھوڑ دیا سو آپ نے ابن ابی حدرد کو فرمایا کہ کھڑا ہو اور باقی آدھا قرض جا کر ادا کر دے۔

فائدہ: پہلی حدیث سے مسجد میں آواز بلند کرنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اور دوسری سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے سو اس سے معلوم ہوا کہ منع وہی کلام ہے جو لغو اور بے فائدہ ہو اور جس کی ضرورت ہو اور فائدہ ہو وہ جائز ہے۔

بَابُ الْحِلَقِ وَالْجُلُوْسِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھنے کا بیان اور اس میں ذکر اور مذاکرہ علم کے لیے بیٹھنے کا بیان۔

٤٥٢ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا تَرٰى فِيْ صَلَاةِ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ الصُّبْحَ صَلّٰى وَاحِدَةً فَأَوْتَرَتْ لَهٗ مَا صَلّٰى وَإِنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلَاتِكُمْ وِتْرًا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِهٖ.

۴۵۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے پوچھا اور حالانکہ آپ منبر پر تھے اور احکام دینی بیان کر رہے تھے کہ آپ رات کے نفلوں میں کیا فرماتے ہیں وو دو رکعت پڑھی جائیں یا چار چار رکعتیں پڑھی جائیں آپ نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہیں سو جب کوئی فجر ہونے سے خوف کرے تو ایک رکعت وتر پڑھ لے سو وہ اس کی پہلی نماز کو وتر کر دے گی یعنی اگر کسی کو پچھلی رات میں تہجد پڑھتے پڑھتے یہ معلوم ہوا کہ صبح نکلنے کے قریب ہے تو صرف ایک رکعت علیحدہ پڑھ لے اس لیے کہ وہ ایک رکعت پہلی سب نماز کو جو پڑھ چکا ہے وتر یعنی طاق بنا دے گی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی رات کی نماز میں پچھلی نماز وتر کو کرو۔

فائدہ: یہ اس شخص کے لیے ہے جو پچھلی رات کو اٹھتا ہو اور جو پچھلی رات کو نہ اٹھ سکے اس کو چاہیے کہ وتر کو عشاء کے ساتھ پڑھ لیا کرے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف ایک رکعت وتر پڑھنے جائز ہے اور حنفیہ کہتے ہیں آپ نے اس ایک رکعت کو دو کے ساتھ جوڑ کر پڑھا تھا مگر یہ تاویل ظاہر حدیث کی سراسر مخالف ہے اور تفصیل اس مسئلہ کی

باب الوتر میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور حضرت ﷺ کے مسجد میں منبر پر بیٹھ کر احکام بیان کرنے سے معلوم ہوا کہ مسجد میں علم بیان کرنے کے لیے بیٹھنا جائز ہے اور یہی ہے مسئلہ باب کا۔

٤٥٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ فَقَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ تُوتِرُ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ قَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَجُلًا نَادَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ.

۴۵۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حالانکہ آپ خطبہ پڑھ رہے تھے سو اُس نے پوچھا کہ رات کی نماز کی کتنی رکعتیں پڑھنی چاہییں سو آپ نے فرمایا کہ دو دو رکعت پڑھنی چاہییں سو جب تو صبح صادق کا خوف کرے تو ایک رکعت وتر کر کہ وہ تیری پہلی نماز کو وتر کر دے گی یعنی طاق بنا دے گی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ کو پکارا اور حالانکہ آپ مسجد میں تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس شخص کا مسئلہ پوچھنا اور حضرت ﷺ کا اس کو بتلانا یہ سب کچھ مسجد میں واقع ہوا ہے اور حلقہ باندھنا اس طور سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ﷺ مسجد میں منبر پر احکام دین بیان کر رہے تھے تو ضرور ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے گرد میں بیٹھے ہوں گے پس اس سے ثابت ہوا کہ مسجد میں عالم کے گرد حلقہ باندھ کر بیٹھنا جائز ہے۔

٤٥٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي وَاقِدِ اللَّيْثِيِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ

۴۵۴۔ ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہاں تین مرد سامنے سے آئے سو دو تو حضرت ﷺ کی طرف آگے آئے اور ایک پلٹ کر چلا گیا سو اُن دونوں میں سے ایک نے تو مسجد میں خالی جگہ دیکھی پس وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا اُن سب سے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا پلٹ کر چلا گیا سو جب حضرت ﷺ (وعظ سے) فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ہاں میں خبر دیتا ہوں تم کو تینوں شخصوں کے حال سے پس ان میں سے ایک نے تو اللہ کی طرف ٹھکانا پکڑا سو اللہ نے اس کو جگہ دی اور لیکن دوسرا سو وہ

فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوٰى إِلَى اللّٰهِ فَآوَاهُ اللّٰهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ.

شرمایا پس اللہ بھی اس سے شرمایا یعنی اللہ نے اس کو اپنے غضب سے بچایا اور لیکن تیسرے نے منہ پھیرا سو اللہ نے بھی اُس سے منہ پھیر لیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں عالم کے گرد حلقہ باندھ کر بیٹھنا جائز ہے اور یہی مسئلہ ہے باب کا اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے مسجد میں حلقہ باندھنے کو مکروہ جانا ہے سو وہ حدیث محمول ہے اس حال پر جس میں کچھ فائدہ نہ ہو اور جس میں کچھ فائدہ ہو جیسے کہ علم سیکھنا اور وعظ سننا تو یہ جائز ہے پس دونوں حدیثوں میں کچھ منافات نہیں ہے۔

بَابُ الْاِسْتِلْقَاءِ فِي الْمَسْجِدِ وَمَدِّ الرِّجْلِ.

مسجد میں چت لیٹنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

٤٥٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ أَنَّهُ رَأٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ كَانَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ.

۴۵۵۔ عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتا ہے کہ اُس نے حضرت ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے دیکھا اس حال میں کہ آپ نے اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھا ہوا تھا۔

فائدہ: مناسبت اس حدیث کی مسئلہ باب سے ظاہر ہے اور ایک حدیث میں ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھنا منع آیا ہے سو وہ نہی محمول ہے اس حالت پر جس میں کہ ستر کھل جانے کا خوف ہو اور جہاں خوف نہ ہو وہاں جائز ہے پس دونوں حدیثوں میں کچھ منافات نہیں ہے۔

بَابُ الْمَسْجِدِ يَكُوْنُ فِي الطَّرِيْقِ مِنْ غَيْرِ ضَرَرٍ بِالنَّاسِ وَبِهٖ قَالَ الْحَسَنُ وَأَيُّوْبُ وَمَالِكٌ.

راہ میں مسجد بنانی جائز ہے جب کہ لوگوں کو اُس میں ضرر نہ پہنچے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں حسن بصری اور ایوب اور مالک (اور جمہور علماء)۔

٤٥٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ

۴۵۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ماں باپ کو نہیں دیکھا مگر کہ وہ مسلمان تھے یعنی میرے ماں باپ نے

أَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَّعَشِيَّةً ثُمَّ بَدَا لِأَبِيْ بَكْرٍ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَآءِ دَارِهٖ فَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فَيَقِفُ عَلَيْهِ نِسَآءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَبْنَآؤُهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّآءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَأَفْزَعَ ذٰلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ.

میرے ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی اسلام کو قبول کیا ہوا تھا اور کوئی دن خالی نہیں گزرتا تھا مگر کہ حضرت ﷺ ہمارے گھر میں تشریف لایا کرتے تھے صبح کو بھی اور شام کو بھی یعنی دونوں وقت آیا کرتے تھے پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خیال آیا سو اُس نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی سو وہ اس میں نماز پڑھا کرتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے سو مشرکوں کی عورتیں اور بچے اُن کے پاس قرآن سننے کو کھڑے ہو جاتے اور سُن سُن کر خوش ہوتے اور اس کو دیکھتے اور ابو بکر بہت رونے والے تھے سو جب قرآن کو پڑھتے تو اُن کے آنسو نہ رکتے سو قریش کے رئیس اس معاملے سے بہت گھبرائے اور ڈر گئے کہ مبادا ہماری عورتیں اور بچے مسلمان نہ ہو جائیں۔

فائدہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کے صحن میں سے راہ جاتی تھی اس راہ میں انہوں نے مسجد بنائی سو جب مشرکوں کی عورتیں اور بچے اس راہ سے آتے جاتے تو قرآن کو سن کر کھڑے ہو جاتے الخ اور یہ اصل قصہ اس طور سے ہے کہ جب کافر لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایذا دینے لگے تو صدیق رضی اللہ عنہ مکے سے کوچ کر کے دوسرے ملک کو روانہ ہوئے تب مکہ کے رئیسوں نے مشورہ کیا کہ جس شہر سے ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسا آدمی چلا جائے وہ خراب ہو جائے گا سو کافر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پلٹا کر کے پھیر لائے اور یہ شرط کی کہ اپنے گھر میں جس طرح تیرے جی میں آئے عبادت کیا کر کوئی تجھ کو کچھ نہیں کہے گا سو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنا لی اس میں عبادت اور قراۃ قرآن میں مشغول رہتے تھے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ راہ میں مسجد بنانی جائز ہے اس لیے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فعل حجت ہے خاص کر ایسی حالت میں کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس پر قائم رکھا پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی باب سے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اپنے ملک میں مسجد بنانی بالاجماع جائز ہے اور غیر کے ملک میں بالاجماع منع ہے اور جو جگہیں کسی ملک میں نہ ہوں جیسے راہ وغیرہ تو جمہور کے نزدیک اس میں بھی جائز ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِيْ مَسْجِدِ السُّوْقِ وَصَلَّى ابْنُ عَوْنٍ فِيْ مَسْجِدٍ فِيْ دَارٍ يُغْلَقُ عَلَيْهِمُ الْبَابُ.

بازار کی مسجد میں نماز پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے، اور ابن عون نے ایک گھر کے اندر کی مسجد میں نماز پڑھی جس کا دروازہ ابن عون اور اس کے ساتھیوں پر بند کیا جاتا تھا یعنی کسی کی حویلی میں ایک مسجد تھی سو وہ حویلی

کا دروازہ بند کر دیتے تھے اور وہ مسجد کے اندر نماز پڑھتے رہتے تھے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ یہ اثر معلق ترجمہ میں داخل ہے ترجمہ کی دلیل نہیں اندریں صورت اس حدیث میں گھر کی مسجد میں نماز پڑھنے کا ذکر صریح موجود ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ تعلیق ترجمہ کی دلیل ہے اس صورت میں مسئلہ ترجمۃ الباب کا اس سے اس طور پر ثابت ہے کہ کسی جگہ کا بند ہونا نماز کو نہیں روکتا ہے اس لیے کہ ابن عون نے بند حویلی میں نماز پڑھی اس بندش نے اس کے اندر مسجد بنانے کو منع نہ کیا اسی طرح بازار اگرچہ بند ہوتا ہے لیکن اس میں مسجد بنانا جائز ہے لیکن اس توجیہ سے پہلی توجیہ ظاہر ہے اس میں اتنا تکلف کرنا نہیں پڑتا ہے۔

٤٥٧ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الْجَمِيْعِ تَزِيْدُ عَلٰى صَلَاتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَصَلَاتِهٖ فِيْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وَأَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ إِلَّا الصَّلَاةَ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ خَطِيْئَةً حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ وَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِيْ صَلَاةٍ مَا كَانَتْ تَحْبِسُهٗ وَتُصَلِّيْ يَعْنِيْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا دَامَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ.

۴۵۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کی نماز اس کے گھر اور بازار کی نماز سے بیس اور پانچ درجے زیادہ ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب کسی نے وضو کیا اور اس کو سنوارا پھر مسجد میں آیا اس حالت میں کہ سوائے نماز کے اس کے جنبش کا کوئی سبب نہ ہو تو ایسا شخص کوئی قدم نہ چلے گا مگر کہ اللہ اس قدم کے سبب سے اس کا ایک درجہ بلند کرے گا اور اس کی جہت سے اس کا ایک گناہ دور کرے گا یہاں تک کہ مسجد میں آئے پھر جب مسجد میں آیا تو نماز میں داخل ہوا جب تک کہ اس کو نماز روکے رہے یعنی جو مدت کہ نماز کی انتظار میں گزرے گی وہ نماز میں شمار ہوگی نماز پڑھنے کے برابر انتظار کا ثواب ملے گا اور فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں جب تک کہ اُس مکان میں بیٹھا رہے گا جس میں نماز پڑھ چکا فرشتے کہتے ہیں الٰہی اس پر رحم کر اُس کی مغفرت کر یہ وعدہ اس پر شرط ہے جب تک کہ مسجد میں کسی کو تکلیف نہ دے جب تک کہ مسجد میں دنیا کی بات نہ کہے یا وضو نہ ٹوٹے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا ہوتا ہے کہ اپنے گھر اور بازار میں نماز پڑھنی جائز ہے اور جب نماز جائز ہوئی تو مسجد بنانی بھی جائز ہوئی یا ترجمہ میں مسجد سے مراد سجدہ کی جگہ ہے نہ وہ مسجد کہ ایک خاص مکان نماز کے لیے تیار

کرتے ہیں پس اس صورت میں مسئلہ باب کا حدیث سے ثابت ہے۔

بَابُ تَشْبِيْكِ الْأَصَابِعِ فِي الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهٖ.

مسجد وغیرہ میں اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو قینچی کرنا اور آپس میں ڈالنا جائز ہے۔

٤٥٨ ـ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ حَدَّثَنَا وَاقِدٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَوِ ابْنِ عَمْرٍو شَبَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابِعَهٗ وَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ أَبِيْ فَلَمْ أَحْفَظْهُ فَقَوَّمَهٗ لِيْ وَاقِدٌ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ وَهُوَ يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو كَيْفَ بِكَ إِذَا بَقِيْتَ فِيْ حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ بِهٰذَا.

۴۵۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو قینچی کیا یعنی قینچی کی طرح ان کو آپس میں ڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن عمر تو کیا کرے گا جب کہ تو باقی رہ جائے گا کوڑا ناقص لوگوں میں۔

٤٥٩ ـ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا وَشَبَّكَ أَصَابِعَهٗ.

۴۵۹۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ایماندار دوسرے ایماندار کے حق میں ایسا ہے جیسے عمارت کی بنیاد کہ اس کا ایک دوسرے کو مضبوط کیے رہتا ہے اور آپ نے اس مسئلہ کی مثال کے واسطے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو قینچی کیا۔

فائدہ: یعنی جیسے عمارت میں مضبوطی ایک اینٹ کی دوسری اینٹ سے ہوتی ہے اسی طرح مسلمانوں کو لازم ہے کہ مدد کریں اور آپس میں اتفاق اور محبت رکھیں اختلاف کر کے جدا جدا نہ ہو جائیں کہ جب دیورا کی اینٹیں جدا جدا ہو جائیں تو دیوار گر پڑتی ہے۔

٤٦٠ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

۴۶۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دوپہر کے بعد کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھائی یعنی ظہر کی یا عصر کی۔ ابن سیرین (راوی) نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ سَمَّاهَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَلٰكِنْ نَسِيْتُ أَنَا قَالَ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ إِلٰى خَشَبَةٍ مَعْرُوْضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضْبَانُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْأَيْمَنَ عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَخَرَجَتِ السَّرَعَانُ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا قَصُرَتِ الصَّلَاةُ وَفِي الْقَوْمِ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِيْ يَدَيْهِ طُوْلٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَسِيْتَ أَمْ قَصُرَتِ الصَّلَاةُ قَالَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ أَكَمَا يَقُوْلُ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا سَأَلُوْهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُوْلُ نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ.

نے اس نماز کا نام لیا تھا لیکن میں اس کو بھول گیا ہوں سو آپ نے ہم کو دو رکعت نماز پڑھائی پھر سلام پھیرا پھر ایک لکڑی کی طرف کھڑے ہوئے جو مسجد میں رکھی تھی یعنی اس پر تکیہ لگایا گویا کہ آپ غصے میں تھے اور اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اور اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو قینچی کیا اور اپنے داہنے رخسار کو اپنے بائیں ہتھیلی کی پیٹھ پر رکھا اور جلد باز لوگ مسجد کے دروازے سے باہر نکلے یعنی عوام اور کاروبار والے اور کہنے لگے کہ کیا نماز چھوٹی کی گئی ہے اور قوم حاضرین میں ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے سو وہ دونوں خوف کے مارے آپ سے کلام نہ کر سکے اور ان لوگوں میں ایک مرد تھا کہ اُس کے ہاتھ لمبے تھے اس کو لوگ ذوالیدین کہا کرتے تھے اس نے کہا کہ یا حضرت کیا نماز چھوٹی کی گئی ہے یا کہ آپ بھول گئے ہو آپ نے فرمایا کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز چھوٹی کی گئی ہے سو آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ کیا ایسا ہی ہوا ہے جیسے کہ ذوالیدین کہتا ہے یعنی کیا میں بھول گیا ہوں سو سب حاضرین نے عرض کی کہ ہاں آپ بھول گئے ہیں سو آپ آگے بڑھے یعنی مصلے پر سو آپ نے جو نماز چھوڑی تھی اس کو پڑھا پھر سلام کہی اور سجدہ کیا مثل پہلے سجدہ کی یا اس سے بہت لمبا پھر آپ نے سر سجدہ سے اٹھایا اور تکبیر کہی پھر تکبیر کہی یعنی سجدہ میں جانے کے وقت اور سجدہ کیا مانند پہلے سجدہ اپنے کی یا اس سے بہت لمبا پھر سجدے سے اپنے سر کو اٹھایا اور تکبیر کہی پھر سلام پھیری۔

فائدہ: یہ آخر کی کلام پہلے پہلے اجمال کی تفصیل ہے جو فَصَلّٰى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ میں پہلے مذکور ہوا اور غرض ان دونوں حدیثوں سے یہاں یہ ہے کہ مسجد میں ہاتھوں کی انگلیوں کو قینچی کی طرح آپس میں ڈالنا جائز ہے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے تو یہ مسئلہ عام طور پر ثابت ہوتا ہے خواہ مسجد میں ہو یا کسی اور جگہ میں ہو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

سے صرف مسجد میں تشبیک کرنا ثابت ہوتا ہے لیکن جب مسجد میں جائز ہوا تو اور جگہ میں بطریق اولیٰ جائز ہو گا۔

بَابُ الْمَسَاجِدِ الَّتِيْ عَلٰى طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ وَالْمَوَاضِعِ الَّتِيْ صَلّٰى فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

بیان اُن مسجدوں کا جو مکے سے مدینے کو جاتے ہوئے راہ میں آتی ہیں اور بیان اُن جگہوں کا جن میں حضرت ﷺ نے نماز پڑھی ہے لیکن وہاں مسجد نہیں بنائی گئی۔

٤٦١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ رَأَيْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَتَحَرّٰى أَمَاكِنَ مِنَ الطَّرِيْقِ فَيُصَلِّيْ فِيْهَا وَيُحَدِّثُ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْهَا وَأَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ وَحَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ وَسَأَلْتُ سَالِمًا فَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا وَافَقَ نَافِعًا فِي الْأَمْكِنَةِ كُلِّهَا إِلَّا أَنَّهُمَا اخْتَلَفَا فِيْ مَسْجِدٍ بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ.

۴۶۱۔ موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ مدینہ کے راہ میں کئی جگہوں کو معین کرتا اور ان میں نماز پڑھتا تھا اور حدیث بیان کرتا کہ میرے باپ نے حضرت ﷺ کو ان جگہوں میں نماز پڑھتے دیکھا ہے اور نافع نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ان جگہوں میں نماز پڑھا کرتے تھے موسیٰ نے کہا کہ میں نے سالم سے ان جگہوں کی تفصیل پوچھی سو اُس کی حدیث نافع کی حدیث کے موافق نکلی مگر مسجد روحا مختلف ہوگئی یعنی ایک نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس میں نماز پڑھی ہے اور دوسرے نے کہا کہ نہیں پڑھی اور ان جگہوں کی تفصیل دوسری حدیث میں نافع کی ابھی آتی ہے۔

٤٦٢ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حِيْنَ يَعْتَمِرُ وَفِيْ حَجَّتِهِ حِيْنَ حَجَّ تَحْتَ سَمُرَةٍ فِيْ مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَكَانَ إِذَا رَجَعَ مِنْ غَزْوٍ كَانَ فِيْ تِلْكَ الطَّرِيْقِ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ هَبَطَ مِنْ بَطْنِ وَادٍ فَإِذَا ظَهَرَ مِنْ بَطْنِ وَادٍ أَنَاخَ

۴۶۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ذوالحلیفہ میں اترا کرتے تھے جب کہ آپ عمرہ کا احرام باندھتے اور حجۃ الوداع میں جب کہ آپ نے حج کیا سو اُترتے تلے اس درخت خار دار کے جو ذوالحلیفہ کی مسجد میں ہے (ذوالحلیفہ ایک جگہ کا نام ہے قریب مدینہ کے مدینہ والے حج کا احرام وہاں سے باندھتے ہیں) اور تھے حضرت ﷺ جب کسی لڑائی سے اس راہ میں پلٹ کر آتے یا حج یا عمرہ کے واسطے آتے جاتے تو بطن وادی (یہ بھی ایک جگہ کا نام ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان) میں اترتے سو جب بطن وادی سے آگے بڑھتے تو اپنی سواری کو بطحاء میں بٹھلاتے (بطحاء اس

بِالْبَطْحَآءِ الَّتِیْ عَلٰی شَفِیْرِ الْوَادِی
الشَّرْقِيَّةِ فَعَرَّسَ ثَمَّ حَتّٰی يُصْبِحَ لَيْسَ عِنْدَ
الْمَسْجِدِ الَّذِیْ بِحِجَارَةٍ وَلَا عَلَی الْاَكَمَةِ
الَّتِیْ عَلَيْهَا الْمَسْجِدُ كَانَ ثَمَّ خَلِيْجٌ يُصَلِّیْ
عَبْدُ اللّٰهِ عِنْدَهٗ فِیْ بَطْنِهٖ كُثُبٌ كَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَّ يُصَلِّیْ فَدَحَا
السَّيْلُ فِيْهِ بِالْبَطْحَآءِ حَتّٰی دَفَنَ ذٰلِكَ
الْمَكَانَ الَّذِیْ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّیْ فِيْهِ
وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی حَيْثُ
الْمَسْجِدُ الصَّغِيْرُ الَّذِیْ دُوْنَ الْمَسْجِدِ
الَّذِیْ بِشَرَفِ الرَّوْحَآءِ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ
يَعْلَمُ الْمَكَانَ الَّذِیْ كَانَ صَلّٰی فِيْهِ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ثَمَّ عَنْ
يَّمِيْنِكَ حِيْنَ تَقُوْمُ فِی الْمَسْجِدِ تُصَلِّیْ
وَذٰلِكَ الْمَسْجِدُ عَلٰی حَافَةِ الطَّرِيْقِ الْيُمْنٰی
وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰی مَكَّةَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْمَسْجِدِ
الْاَكْبَرِ رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ اَوْ نَحْوُ ذٰلِكَ وَاَنَّ ابْنَ
عُمَرَ كَانَ يُصَلِّیْ اِلَی الْعِرْقِ الَّذِیْ عِنْدَ
مُنْصَرَفِ الرَّوْحَآءِ وَذٰلِكَ الْعِرْقُ انْتِهَآءُ
طَرَفِهٖ عَلٰی حَافَةِ الطَّرِيْقِ دُوْنَ الْمَسْجِدِ
الَّذِیْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْمُنْصَرَفِ وَاَنْتَ ذَاهِبٌ
اِلٰی مَكَّةَ وَقَدِ ابْتُنِیَ ثَمَّ مَسْجِدٌ فَلَمْ يَكُنْ
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُصَلِّیْ فِیْ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ
كَانَ يَتْرُكُهٗ عَنْ يَّسَارِهٖ وَوَرَآئَهٗ وَيُصَلِّیْ

زمین کو کہتے ہیں جو سنگستانی ہو) جو وادی سے پورب کی طرف
ہے سو پچھلی رات کو وہاں اتر کر آرام کرتے یہاں تک کہ صبح ہو
جاتی اور یہ آپ کا پچھلی رات کو اترنا اُس مسجد کے پاس نہیں تھا
جو پتھروں سے بنی ہوئی ہے اور نہ اُس ٹیلے پر جس پر مسجد ہے
وہاں ایک میدان گھیرا تھا سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اُس کے پاس
نماز پڑھا کرتے تھے اور اُس میدان کے درمیان بالو (ریت کا
ٹبہ) بہت جمع ہو گیا ہوا تھا حضرت ﷺ وہاں نماز پڑھا کرتے
تھے پس سیلاب نے اس میں بہت کنکروں کو ڈال دیا یہاں تک
کہ وہ مکان نا معلوم ہو گیا جس میں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نماز پڑھا
کرتے تھے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک حضرت ﷺ
نے نماز پڑھی ہے اُس چھوٹی مسجد میں جو شرف روحا (ایک
گاؤں کا نام ہے دو دن کی راہ پر مدینہ سے) کی مسجد سے کم
ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو وہ مکان معلوم تھا یا خبر دیتے تھے
جس میں کہ حضرت ﷺ نے نماز پڑھی ہے کہ ہو مکان تیری
داہنی طرف رہتا ہے جب کہ تو مسجد میں نماز پڑھنے کو کھڑا ہو
اور یہ مسجد مکہ کو جاتے ہوئے راہ کی داہنی طرف رہتی ہے اور
اس مسجد اور بڑی مسجد کے درمیان پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہے یا مثل
اس کی اور بے شک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھا کرتے تھے
طرف اس چھوٹی پہاڑی کی جو روحا کے انتہا میں ہے اور یہ
پہاڑی اس مسجد کے اخیر طرف ہے راہ کے کنارہ پر نزدیک اس
مسجد کے کہ درمیان اس کے اور درمیان اخیر طرف روحا کے
ہے مکہ کو جاتے ہوئے اور بے شک وہاں ایک مسجد بنائی گئی
ہے سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اُس میں نماز نہیں پڑھا کرتے تھے کہ
بلکہ وہ اس مسجد کو اپنی بائیں طرف اور پیٹھ پیچھے چھوڑ دیتے اور
اس کے آگے ہو کر پہاڑی کی طرف نماز پڑھتے اور رہتے

أَمَامَهُ إِلَى الْعِرْقِ نَفْسِهِ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ يَرُوحُ مِنَ الرَّوْحَاءِ فَلَا يُصَلِّي الظُّهْرَ حَتَّى يَأْتِيَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ فَيُصَلِّيْ فِيْهِ الظُّهْرَ وَإِذَا أَقْبَلَ مِنْ مَكَّةَ فَإِنْ مَرَّ بِهٖ قَبْلَ الصُّبْحِ بِسَاعَةٍ أَوْ مِنْ اٰخِرِ السَّحَرِ عَرَّسَ حَتّٰى يُصَلِّيَ بِهَا الصُّبْحَ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ حَدَّثَهٗ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ تَحْتَ سَرْحَةٍ ضَخْمَةٍ دُوْنَ الرُّوَيْثَةِ عَنْ يَمِيْنِ الطَّرِيْقِ وَوِجَاهَ الطَّرِيْقِ فِيْ مَكَانٍ بَطْحٍ سَهْلٍ حَتّٰى يُفْضِيَ مِنْ أَكَمَةٍ دُوَيْنَ بَرِيْدِ الرُّوَيْثَةِ بِمِيْلَيْنِ وَقَدِ انْكَسَرَ أَعْلَاهَا فَانْثَنٰى فِيْ جَوْفِهَا وَهِيَ قَائِمَةٌ عَلٰى سَاقٍ وَفِيْ سَاقِهَا كُثُبٌ كَثِيْرَةٌ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ طَرَفِ تَلْعَةٍ مِنْ وَرَاءِ الْعَرْجِ وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلٰى هَضْبَةٍ عِنْدَ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ قَبْرَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ عَلَى الْقُبُوْرِ رَضَمٌ مِنْ حِجَارَةٍ عَنْ يَمِيْنِ الطَّرِيْقِ عِنْدَ سَلَمَاتِ الطَّرِيْقِ بَيْنَ أُولٰئِكَ السَّلَمَاتِ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَرُوْحُ مِنَ الْعَرْجِ بَعْدَ أَنْ تَمِيْلَ الشَّمْسُ بِالْهَاجِرَةِ فَيُصَلِّي الظُّهْرَ فِيْ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عِنْدَ سَرَحَاتٍ عَنْ يَسَارِ الطَّرِيْقِ فِيْ مَسِيْلٍ دُوْنَ هَرْشٰى ذٰلِكَ الْمَسِيْلُ لَاصِقٌ بِكُرَاعِ هَرْشٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ

عبداللہ رضی اللہ عنہ کہ روحا سے چل کر سیر کیا کرتے تھے سو ظہر کی نماز نہ پڑھتے جب تک کہ اُس مکان میں نہ آتے سو اُس مکان میں ظہر کی نماز پڑھتے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ جب مکہ سے مدینے کو آتے سو اگر صبح سے ایک گھڑی پہلے وہاں آتے یا آخر شب میں پہنچتے تو وہاں اُترتے اور آرام کرتے یہاں تک کہ صبح کی نماز وہاں پڑھتے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے درخت کے تلے اترا کرتے تھے جو رویثہ (ایک گاؤں کا نام ہے سترہ فرسخ مدینہ سے) کے پاس ہے راہ سے داہنی طرف اور اس کے سامنے فراخ اور برابر نرم زمین میں یہاں تک کہ باہر آتے اُس بلندی سے جو رویثہ کے راہ سے قریب ہے دو میل پر اور بے شک ٹوٹ گئی ہے بلندی اس درخت کی اور ٹھہری ہوگئی ہے کمر اُس کی اور وہ ایک جڑ پر کھڑا ہوا ہے اور اس کی شاخوں میں بہت باو (ریت کا ٹیلہ) بھرا ہوا ہے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے سیلاب کی جگہ میں جہاں پانی اوپر سے تلے گرتا ہے پیچھے عرج کے (عرج ایک جگہ کا نام ہے جو رویثہ سے تیرہ میل ہے) اور حالانکہ تو جانے والا ہو طرف بڑے پتھر کی اس مسجد کے پاس دو یا تین قبریں ہیں اور قبروں پر پتھر جوڑ کر رکھے ہوئے ہیں راہ کی داہنی طرف پتھروں کے پاس درمیان ان پتھروں کے اور تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سیر کیا کرتے تھے عرج سے آفتاب ڈھلنے کے بعد سخت گرمی میں سو ظہر کی نماز کو اس مسجد میں پڑھتے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم راہ کی بائیں طرف درختوں میں اترے پانی بہنے کی جگہ میں پاس اس پہاڑ کے جہاں کہ شام اور مدینہ کی راہ آ کر مل جاتی ہے اور وہ سیلاب کی جگہ ملی ہوئی ہے ساتھ ایک

الطَّرِيْقِ قَرِيْبٌ مِنْ غَلْوَةٍ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّيْ إِلٰى سَرْحَةٍ هِيَ أَقْرَبُ السَّرَحَاتِ إِلَى الطَّرِيْقِ وَهِيَ أَطْوَلُهُنَّ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ فِي الْمَسِيْلِ الَّذِيْ فِيْ أَدْنٰى مَرِّ الظَّهْرَانِ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ حِيْنَ يَهْبِطُ مِنَ الصَّفْرَاوَاتِ يَنْزِلُ فِيْ بَطْنِ ذٰلِكَ الْمَسِيْلِ عَنْ يَسَارِ الطَّرِيْقِ وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلٰى مَكَّةَ لَيْسَ بَيْنَ مَنْزِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الطَّرِيْقِ إِلَّا رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِيْ طُوًى وَيَبِيْتُ حَتّٰى يُصْبِحَ يُصَلِّي الصُّبْحَ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ وَمُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ عَلٰى أَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بُنِيَ ثَمَّ وَلٰكِنْ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى أَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقْبَلَ فُرْضَتَيِ الْجَبَلِ الَّذِيْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَبَلِ الطَّوِيْلِ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَجَعَلَ الْمَسْجِدَ الَّذِيْ بُنِيَ ثَمَّ يَسَارَ الْمَسْجِدِ بِطَرَفِ الْأَكَمَةِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْفَلَ مِنْهُ عَلَى الْأَكَمَةِ السَّوْدَاءِ تَدَعُ مِنَ الْأَكَمَةِ عَشَرَةَ أَذْرُعٍ أَوْ نَحْوَهَا ثُمَّ تُصَلِّيْ

کنارہ اُس پہاڑ کے اُس کے اور راہ کے درمیان ایک تیر چلانے کا فاصلہ ہے اور تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ نماز پڑھا کرتے طرف اُس درخت کی جو سب درختوں سے راہ کی طرف زیادہ نزدیک ہے اور وہ سب سے لمبا ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اترا کرتے اس نیچی جگہ میں جو مرالظہران (ایک جگہ کا نام ہے) کے پاس ہے طرف مدینہ کی جب کہ کوئی مسافر کوہستان سے تلے آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اترتے اس پانی بہنے کی جگہ کے درمیان مکہ کو جاتے ہوئے راہ کی بائیں طرف نہیں ہے درمیان اترنے کی جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور راہ کے مگر فاصلہ پتھر پھینکنے کا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوی (ایک جگہ کا نام ہے پاس مکے کے) میں اترا کرتے تھے اور وہاں رات گزارتے تھے یہاں تک کہ آپ وہاں صبح کی نماز پڑھتے ایسا جب کرتے جب کہ مکے میں تشریف لاتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز وہاں سخت پہاڑی پر تھی نہ اس مسجد میں جو وہاں بنائی گئی ہے لیکن اس سے تلے سخت پہاڑی پر اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آئے راہ میں اس پہاڑ کی جس کے درمیان اور لمبے پہاڑ کے درمیان کعبے کی مثل فاصلہ ہے سو کیا اس مسجد کو جو وہاں بنائی گئی ہے بائیں اس مسجد کے جو چھوٹی پہاڑی کی طرف پر ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز اس سے تلے ہے سیاہ پہاڑی پر چھوڑ دے تو پہاڑی سے دس گز یا مثل اس کی پھر نماز پڑھے تو سامنے راہ کے جو پہاڑ سے آتی ہے وہ پہاڑ جو درمیان تیرے اور درمیان کعبہ کے ہے۔

مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَيْنِ مِنَ الْجَبَلِ الَّذِیْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ.

فائدہ: یہ مسجدیں مدت سے نامعلوم ہیں اب ان کا پتہ نشان کسی کو معلوم نہیں ہے سوائے مسجد ذوالحلیفہ اور مسجد روحا کے سوان کو بھی صرف وہی لوگ جانتے ہیں جو خاص عرب کے باشندے ہیں اور ہفت پشت سے وہاں رہتے ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فعل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار اور نماز کی جگہوں کو تلاش کرنا اور اُن سے تبرک لینا مستحب ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اُن مسجدوں کا ذکر نہیں کیا جو خاص مدینہ میں تھیں شاید کہ ان کی اسناد اس کی شرط پر نہ ہوگی مگر بہت اہل علم سے منقول ہے کہ مدینہ کی سب مسجدیں نقش دار پتھروں سے بنی ہوئی نہیں اور سب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے لیکن اکثر مسجدیں ان میں سے نامعلوم ہوگئی ہیں اور جو مسجدیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی آج کل باقی ہیں وہ یہ ہیں۔ اول مسجد قبا ہے۔ دوم مسجد فضیح ہے اور وہ قباء سے مشرق کی طرف ہے۔ سوم مسجد بنی قریظہ۔ چہارم بالا خانہ ام ابراہیم اور وہ مسجد بنی قریظہ سے اتر کی طرف ہے۔ پنجم مسجد بنی ظفر بقیع سے مشرق کی طرف ہے اور اب وہ مسجد بغلہ کے ساتھ مشہور ہے۔ ششم مسجد بنی معاویہ اور اس کو مسجد اجابہ کہتے ہیں۔ ہفتم مسجد فتح۔ ہشتم مسجد القبلتین بنی سلمہ میں ہے۔

بَابُ سُتْرَةِ الْإِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهٗ.

سترہ امام کا مقتدیوں کے لیے کافی ہے یعنی جب میدان میں نماز پڑھی جائے تو اس حالت میں اگر صرف امام اپنے آگے کسی چیز کو کھڑی کر لے اور مقتدی کوئی چیز اپنے آگے کھڑی نہ کریں تو امام کا سترہ مقتدیوں کو کفایت کرتا ہے۔

فائدہ: جب کوئی آدمی میدان میں نماز پڑھنے لگے تو سنت ہے کہ کسی چیز کو مثل لکڑی وغیرہ کے اپنے آگے کھڑی کر لے تا کہ نمازی کی نظر سجدہ گاہ سے اور طرف نہ جائے اور آگے سے گزرنے والا گناہ گار نہ ہو اور اس کو سترہ کہتے ہیں کہ وہ نمازی اور اس کے آگے سے گزرنے والے کے درمیان پردہ ہوتا ہے اور اگر بے سترہ نماز پڑھتا ہو تو اس کے آگے سے گزرنا گناہ ہے اور مقدار جگہ گزرنے کا یہ ہے کہ اگر نمازی اپنی نظر کو سجدہ گاہ میں رکھے تو گزرنے والا اس کی نظر میں نہ آئے اس مقدار میں گزرنے والا گناہ گار نہیں ہوتا ہے اور اگر نمازی کی نظر میں آ جائے تو گناہ گار ہوتا ہے۔

٤٦٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

۴۶۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں گدھے پر سوار ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حالانکہ میں بلوغت کے قریب پہنچا ہوا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں لوگوں کو بغیر

عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى حِمَارٍ أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ بِمِنًى إِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ.

سترہ کے نماز پڑھا رہے تھے سو میں بعض صفوں کے آگے سے گزرا اور میں نے گدھے کو چھوڑ دیا وہ چرنے لگے اور میں صف میں داخل ہوا یعنی جماعت میں شریک ہو گیا سو حضرت ﷺ نے مجھ پر انکار نہ کیا یعنی خود میں بھی بعض صفوں کے آگے سے گزر گیا اور میرے گدھے بھی آگے سے گزر گئے لیکن حضرت ﷺ نے مجھ کو اس سے منع نہ فرمایا۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے مسئلہ باب کا ثابت نہیں ہوتا ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو مشہور امر پر محمول کیا ہے اس لیے کہ مشہور عادت حضرت ﷺ کی یہی تھی کہ میدان میں سوائے سترہ کے نماز نہیں پڑھا کرتے تھے اور اسی کی تائید کرتی ہیں دونوں حدیثیں جو اس باب میں آتی ہیں یا یہ کہ کہا جائے کہ حضرت ﷺ کا انکار نہ کرنا اس وجہ سے تھا کہ آپ کے آگے سترہ کھڑا کیا ہوا تھا جیسے کہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ آپ کے آگے چھوٹا نیزہ کھڑا کیا ہوا تھا اور سترہ امام کا مقتدی کا ہے پس اس صورت میں مناسبت حدیث کی باب سے ظاہر ہے یا یہ کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں لفظ سترہ کا آ گیا ہے، واللہ علم۔

٤٦٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ أَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوْضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَآءَهُ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَآءُ.

۴۶۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک تھے حضرت ﷺ جب عید کے دن نماز پڑھنے کو باہر نکلتے تو خادم کو برچھی اُٹھانے کا حکم فرماتے سو برچھی آپ کے آگے گاڑ دی جاتی تھی سو آپ اس کی طرف نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے ہوتے اور آپ سفر میں ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتے تھے پس اسی وجہ سے امیروں نے نیزہ لگانے کو لازم پکڑ لیا ہے۔

٤٦٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ بِالْبَطْحَآءِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ الظُّهْرَ

۴۶۵۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے لوگوں کو بطحا (ایک میدان برابر ہموار کا نام ہے قریب مکے کے) میں نماز پڑھائی اور آپ کے آگے برچھی گاڑی ہوئی تھی ظہر دو رکعتیں اور عصر دو رکعتیں اور آپ کے آگے سے عورتیں

رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ تَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ.

اور گدھے آتے جاتے تھے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہے ورنہ عورتوں کے گزرنے سے مقتدیوں کی نماز ٹوٹ جاتی اور حضرت ﷺ مقتدیوں کو اپنے اپنے آگے سترہ کھڑا کرنے کا حکم فرماتے پس آپ کا صرف اپنے سترہ پر کفایت کرنا اور لوگوں کو اس کا حکم نہ فرمانا صریح دلیل ہے اس پر کہ امام کا سترہ مقتدیوں کو کافی ہے اس لیے کہ اگر امام کا سترہ لوگوں کو کافی نہ ہوتا تو حضرت ﷺ لوگوں کو اپنے اپنے آگے سترہ کھڑا کرنے کا حکم ضرور فرماتے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سترہ کے وقت گدھے کا آگے سے گزر جانا نماز کو نہیں توڑتا ہے لیکن اگر آگے سترہ نہ ہو تو اس حالت میں گدھے کا آگے سے گزر جانا اور اُس سے نماز کا نہ ٹوٹنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوا ہے۔

بَابُ قَدْرِ كَمْ يَنْبَغِي أَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَ الْمُصَلِّيْ وَالسُّتْرَةِ.

نمازی اور سترہ کے درمیان کتنے ہاتھ جگہ ہونی چاہیے۔

٤٦٦ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ مُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاةِ.

۴۶۶۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے سجدہ کرنے کی جگہ اور دیوار کے درمیان مقدار گزرنے بکری کا تھا۔

٤٦٧ ـ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ جِدَارُ الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ مَا كَادَتِ الشَّاةُ تَجُوْزُهَا.

۴۶۷۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد کے آگے کی دیوار جو منبر کے پاس تھی اتنی مقدار تھی یعنی آپ کے سجدہ کی جگہ سے کہ اس کے درمیان سے بکری گزر سکتی تھی۔

فائدہ: مسئلہ باب کا ان دونوں حدیثوں سے اس طور پر ثابت ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سترے کو قبلہ کی دیوار اور اُس کے فاصلہ پر قیاس کیا ہے یعنی جب کہ حضرت ﷺ کے درمیان اور دیوار کے درمیان بکری کے گزرنے کا مقدار تھا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سترے اور نمازی کے درمیان بھی اسی قدر فاصلہ رہنا چاہیے کہ اُس کے آگے سے بکری گزر جائے اور ایک حدیث میں آگے آئے گا کہ آپ اور دیوار کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ تھا تو اس صورت میں آپ کے سجدے کی جگہ سے دیوار تک تقریباً اتنا فاصلہ باقی رہتا ہے جس میں سے بکری گزر جائے لیکن بہر صورت سترہ سے نزدیک رہنا بہتر ہے بلکہ مستحب ہے کہ اس سے اتنا نزدیک رہے کہ صرف سجدہ ہی ہو سکے اور

غرض اس قدر فاصلہ ثابت کرنے سے یہ ہے کہ نمازی کو چاہیے کہ اپنے اور سترہ کے درمیان اس سے زیادہ فاصلہ نہ رکھے تا کہ لوگوں کی راہ تنگ نہ ہو۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الْحَرْبَةِ.

برچھی کی طرف نماز پڑھنے کا بیان۔

٤٦٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرْكَزُ لَهُ الْحَرْبَةُ فَيُصَلِّيْ إِلَيْهَا.

۴۶۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے برچھی گاڑی جاتی تھی سو آپ اس کو سامنے رکھ کر نماز پڑھتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ برچھی کو سترہ بنا کر اُس کی طرف نماز پڑھنی جائز ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الْعَنَزَةِ.

چھوٹی برچھی کی طرف نماز پڑھنے کا بیان۔

٤٦٩ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَأُتِيَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَصَلّٰى بِنَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ وَالْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ يَمُرُّوْنَ مِنْ وَّرَآئِهَا.

۴۶۹۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن سخت گرمی میں ہمارے پاس تشریف لائے سو آپ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا سو آپ نے وضو کیا اور ہم کو ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی اور آپ کے آگے برچھی گاڑی ہوئی تھی او رعورتیں اور گدھے برچھی کے پیچھے سے آتے جاتے تھے۔

٤٧٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِيْ مَيْمُوْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ تَبِعْتُهُ أَنَا وَغُلَامٌ وَمَعَنَا عُكَّازَةٌ أَوْ عَصًا أَوْ عَنَزَةٌ وَمَعَنَا إِدَاوَةٌ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ نَاوَلْنَاهُ الْإِدَاوَةَ.

۴۷۰۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جائے ضرور کو جاتے تو میں اور ایک لڑکا برچھی اور پانی کی چھاگل کو آپ کے ساتھ اٹھا کر لے جاتے سو جب آپ جائے ضرور سے فارغ ہوتے تو ہم پانی کی چھاگل آپ کو پکڑا دیتے تا کہ آپ اس سے استنجاء کریں۔

فائدہ: مناسبت پہلی حدیث کی مسئلے باب سے تو ظاہر ہے اور دوسری حدیث سے بھی ظاہر یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ برچھی آپ کے ساتھ صرف اسی واسطے اُٹھائی جاتی تھی تا کہ حاجت کے وقت آپ اس کو سترہ بنالیں، واللہ اعلم۔

بَابُ السُّتْرَةِ بِمَكَّةَ وَغَيْرِهَا.

مکہ وغیرہ جگہوں میں سترہ بنانے کا بیان یعنی مستحب ہے

٤٧١ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَصَلَّى بِالْبَطْحَآءِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَنَصَبَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةً وَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَمَسَّحُوْنَ بِوَضُوْءِهٖ.

۴۷۱۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن سخت گرمی میں ہمارے پاس تشریف لائے سو آپ نے بطحا میدان میں ظہر اور عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھی اور آپ کے آگے برچھی گاڑی گئی تھی اور آپ نے وضو کیا سو لوگ آپ کے وضو کا مستعمل پانی لے لے کر اپنے سر اور منہ کو ملتے تھے واسطے اُمید حاصل کرنے تبرک کے۔

فائدہ: بطحا کہتے ہیں سنگستانی زمین کو اور مراد اس سے زمین مکہ کی ہے یعنی آپ نے مکے کی سنگستانی زمین میں نماز پڑھی اور آپ نے آگے برچھی سے سترہ بنایا پس معلوم ہوا کہ مکے میں بھی سترہ بنانا جائز ہے اور مقصود اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ مکے میں جب کعبہ سامنے ہو تو اس وقت کسی چیز کو سترہ بنانا ضروری نہیں اور اس سے اُس شخص کا قول بھی رد ہو گیا جو کہتا ہے کہ اگر کوئی مسجد حرام میں نماز پڑھے تو وہاں اپنے آگے سترہ بنانا ضروری نہیں ہے اس لیے کہ اس میں لوگوں پر تنگی ہوتی ہے جو نماز اور طواف وغیرہ میں مشغول ہیں اور اسی سے یہ قول بھی رد ہو گیا کہ مکے میں اگر کوئی آگے سے گزر جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الْأُسْطُوَانَةِ.

کھمبوں کو آگے رکھ کر نماز پڑھنے کا بیان۔

وَقَالَ عُمَرُ الْمُصَلُّوْنَ أَحَقُّ بِالسَّوَارِيْ مِنَ الْمُتَحَدِّثِيْنَ إِلَيْهَا وَرَأٰى عُمَرُ رَجُلًا يُصَلِّيْ بَيْنَ أُسْطُوَانَتَيْنِ فَأَدْنَاهُ إِلٰى سَارِيَةٍ فَقَالَ صَلِّ إِلَيْهَا.

یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز پڑھنے والے کھمبوں کے زیادہ تر حق دار ہیں ان کے ساتھ تکیہ لگا کر باتیں کرنے والوں سے اس لیے کہ وہ عبادت میں ہیں اور یہ باتوں میں، اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرد کو دو کھمبوں کے درمیان نماز پڑھتے دیکھا سو اس کو پکڑ کر ایک کھمبے کے پاس کر دیا اور کہا کہ اس کو سامنے رکھ کر نماز پڑھ۔

فائدہ: ان دونوں اثروں سے ثابت ہوا کہ مسجد میں سترے کو پکڑنا جائز بلکہ اولیٰ ہے اس لیے کہ مسجد میں آگے سے آدمی کے گزرنے کا زیادہ احتمال ہے بہ نسبت میدان کے اور جب کہ میدان میں سترہ بنانا مستحب ہے تو مسجد میں بطریق اولیٰ مستحب ہو گا۔

٤٧٢ ـ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ كُنْتُ اٰتِيْ مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ

۴۷۲۔ یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا کرتا تھا یعنی مسجد نبوی میں سو وہ اس کھمبے کے پاس نماز پڑھتے تھے جو قرآن رکھنے کی جگہ کے نزدیک ہے سو میں

الْأُسْطُوَانَةِ الَّتِيْ عِنْدَ الْمُصْحَفِ فَقُلْتُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ أَرٰى تَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْأُسْطُوَانَةِ قَالَ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَهَا.

نے اس کو کہا (یہ یزید کا قول ہے) کہ اے ابومسلم (یہ سلمہ کی کنیت ہے) میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو اس کھنبے کو سامنے رکھ کر نماز پڑھنے کے لیے بہت قصد کرتا ہے یعنی اس کا کیا سبب ہے کہ تو اس کے نزدیک نماز پڑھتا ہے اُس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ آپ اس کھنبے کے پاس نماز پڑھنے کے واسطے قصد کیا کرتے تھے یعنی اس کو سامنے رکھ کر نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک ستون تھا کہ قرآن مجید صندوق میں بند کر کے اس کے پاس رکھا ہوا تھا اس وجہ سے اس کا نام ستونِ مصحف مشہور تھا۔

٤٧٣ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ كِبَارَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ وَزَادَ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَنَسٍ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۷۳۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے بڑے بڑے صحابہ کو دیکھا کہ مغرب کے وقت کھنبوں کی طرف جلدی کیا کرتے تھے یعنی جس کا قابو چلتا جلدی سے دوڑ کر کھنبے کو اپنے آگے کر لیتا تا کہ اس کو سترہ بنا کر اس کی طرف نفل گزارے یہاں تک کہ حضرت ﷺ گھر سے تشریف لاتے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مسجد میں کھنبوں وغیرہ کو سترہ بنانا مستحب ہے اور مراد حضرت ﷺ کے اس کھنبے کے پاس نماز پڑھنے سے یہ ہے کہ آپ اس کو اپنے آگے رکھ کر نماز پڑھتے تھے۔

بَابُ الصَّلَاةِ بَيْنَ السَّوَارِيْ فِيْ غَيْرِ جَمَاعَةٍ.

اکیلے آدمی کو کھنبوں کے درمیان نماز پڑھنی جائز ہے یعنی اس طور سے کہ ایک کھنبا داہنی طرف ہو اور ایک بائیں طرف ہو۔

٤٧٤ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَبِلَالٌ وَأَطَالَ ثُمَّ خَرَجَ وَكُنْتُ أَوَّلَ النَّاسِ دَخَلَ

۴۷۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم چاروں کعبے کے اندر داخل ہوئے پس آپ اس کے اندر دیر تک ٹھہرے رہے پھر باہر نکل آئے اور میں آپ کے پیچھے سب لوگوں سے پہلے وہاں آیا سو میں نے آتے ہی بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے

عَلٰى أَثَرِهٖ فَسَأَلْتُ بِلَالًا أَيْنَ صَلّٰى قَالَ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ.

کس جگہ نماز پڑھی ہے؟ اس نے کہا کہ اگلے دونوں کھمبوں کے درمیان نماز پڑھی ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی تنہا ہو تو اس کو کھمبوں میں نماز پڑھنی جائز ہے لیکن اگر جماعت ہوتی ہو تو بعض کے نزدیک ستونوں کے درمیان نماز پڑھنی مکروہ ہے اس لیے کہ اس میں صفوں کا اتصال اور کندھے کے ساتھ کندھے کا ملنا حاصل نہیں ہوتا ہے۔

٤٧٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَأَغْلَقَهَا عَلَيْهِ وَمَكَثَ فِيْهَا فَسَأَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ يَسَارِهٖ وَعَمُوْدًا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ وَرَآئَهٗ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَقَالَ لَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ وَقَالَ عَمُوْدَيْنِ عَنْ يَمِيْنِهٖ.

۴۷۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسامہ اور بلال اور عثمان رضی اللہ عنہم کعبہ میں داخل ہوئے سو عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ پر کعبے کے دروازہ کو بند کر دیا سو آپ وہاں ٹھہرے رہے سو جب آپ باہر آئے تو میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر کیا کام کیا بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے ایک کھمبے کو اپنے داہنے کیا اور ایک کو اپنے بائیں کیا اور تین کھمبوں کو اپنے پیچھے کیا اور اس وقت کعبے کے چھ کھمبے تھے پھر آپ نے نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ کھمبوں میں نماز پڑھنی جائز ہے بلا کراہت اور یہی ہے مسئلہ باب کا۔

٤٧٦ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْكَعْبَةَ مَشٰى قِبَلَ وَجْهِهٖ حِيْنَ يَدْخُلُ وَجَعَلَ الْبَابَ قِبَلَ ظَهْرِهٖ فَمَشٰى حَتّٰى يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِيْ قِبَلَ وَجْهِهٖ قَرِيْبًا مِّنْ ثَلَاثَةِ أَذْرُعٍ صَلّٰى يَتَوَخّٰى

۴۷۶۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ بے شک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کعبے میں داخل ہوا کرتے تو سیدھے اپنے منہ کے سامنے چلے جاتے اور دروازے کو اپنی پیٹھ پیچھے کرتے سو چلے جاتے یہاں تک کہ جب اس کے اور سامنے کی دیوار کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا تو نماز پڑھتے اور قصد کرتے تھے اس جگہ کو جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا بلال رضی اللہ عنہ نے اس کو بتلایا تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اور نہیں کسی پر کچھ

الْمَكَانَ الَّذِیْ أَخْبَرَهُ بِهِ بِلَالٌ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی فِیْهِ قَالَ وَلَیْسَ عَلٰی أَحَدِنَا بَأْسٌ إِنْ صَلّٰی فِیْ أَیِّ نَوَاحِی الْبَیْتِ شَآءَ.

گناہ کہ کعبے کی جس طرف میں چاہے نماز پڑھے۔

فائدہ: اس باب کا ترجمہ نہیں یہ باب پہلے سے بمنزلہ فصل کے ہے اور وجہ مناسبت کی پہلے باب سے یہ ہے کہ اگرچہ اس میں کھنبوں کے درمیان نماز پڑھنے کا ذکر نہیں ہے لیکن جو اس کے اور دیوار کے درمیان فاصلہ تھا اس کا بیان اس میں مذکور ہے تو اس کو اس کے ساتھ اس وجہ سے علاقہ ہے کہ یہ بھی اسی واقعہ کا ذکر ہے یا یہ کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دو کھنبوں کے درمیان نماز پڑھی تھی پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کھنبوں کے درمیان نماز پڑھی اور آپ کے اور سامنے کی دیوار کے درمیان اتنا فاصلہ تھا۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِلَی الرَّاحِلَةِ وَالْبَعِیْرِ وَالشَّجَرِ وَالرَّحْلِ.

سواری اور اونٹ اور درخت اور کجاوے کی پچھلی لکڑی کو سامنے رکھ کر نماز پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

٤٧٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِیْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِیُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ یُعَرِّضُ رَاحِلَتَهُ فَیُصَلِّیْ إِلَیْهَا قُلْتُ أَفَرَأَیْتَ إِذَا هَبَّتِ الرِّكَابُ قَالَ كَانَ یَأْخُذُ هٰذَا الرَّحْلَ فَیُعَدِّلُهُ فَیُصَلِّیْ إِلٰی اٰخِرَتِهِ أَوْ قَالَ مُؤَخَّرِهِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَفْعَلُهُ.

۴۷۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری کو اپنے سامنے چوڑائی میں بٹھلا لیا کرتے تھے اور اس کی طرف نماز پڑھتے تھے میں نے کہا (نافع کا قول ہے) بھلا بتلاؤ تو جب سواری ہلنے لگتی یا کھڑی ہو جاتی تو کیا کرتے؟ اس نے کہا کہ اس وقت کجاوے کو پکڑتے اور اس کو برابر کر کے اپنے آگے لیتے سو اس کی پچھلی لکڑی کی طرف نماز پڑھتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے صرف سواری اور کجاوے کی طرف نماز پڑھنی ثابت ہوتی ہے اونٹ اور درخت کی طرف نماز پڑھنے کا اس میں ذکر نہیں لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اونٹ کو سواری میں داخل کیا ہے اور درخت کو کجاوے سے پر قیاس کیا ہے کہ وہ معنی اس میں بطریق اولیٰ پائے جاتے ہیں۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِلَی السَّرِیْرِ.

چارپائی کی طرف نماز پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

٤٧٨ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِیْمَ عَنِ

۴۷۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ تم نے ہم کو کتے اور گدھے کے ساتھ برابر کیا ہے اور البتہ میں نے

الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَعَدَلْتُمُونَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي مُضْطَجِعَةً عَلَى السَّرِيرِ فَيَجِيءُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَوَسَّطُ السَّرِيرَ فَيُصَلِّي فَأَكْرَهُ أَنْ أُسَنِّحَهُ فَأَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيِ السَّرِيرِ حَتَّى أَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِي.

اپنے آپ کو چار پائی پر لیٹے دیکھا سو حضرت ﷺ آتے اور چار پائی کو اپنے اور قبلہ کے درمیان کرتے اور نماز پڑھتے پس میں برا جانتی اس بات کو کہ آپ کے سامنے کھڑی ہوں سو میں چار پائی کے پاؤں کی طرف سے آہستہ سرکتی یہاں تک کہ اپنے لیف سے باہر نکل جاتی۔

فائدہ: بعض صحابہ کہتے تھے کہ اگر نمازی کے آگے سے عورت یا کتا یا گدھا گزر جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے سو اس کلام کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا تب یہ حدیث بیان کی کہ تم نے ہم کو کتوں کے ساتھ ملا دیا ہے حالانکہ حضرت ﷺ میری چارپائی کو سامنے رکھ کر نماز پڑھا کرتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چارپائی کو سامنے رکھ کر نماز پڑھنی جائز ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی چارپائی کو اپنے سامنے رکھ کر اس کی طرف نماز پڑھی۔

بَابٌ يَرُدُّ الْمُصَلِّي مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ.

جب کوئی شخص نمازی کے آگے سے گزرنے لگے تو نمازی کو چاہیے کہ اس کو رد کرے اور روکے خواہ آدمی ہو یا کوئی اور جانور ہو۔

وَرَدَّ ابْنُ عُمَرَ فِي التَّشَهُّدِ وَفِي الْكَعْبَةِ وَقَالَ إِنْ أَبَى إِلَّا أَنْ تُقَاتِلَهُ فَقَاتِلْهُ.

یعنی رد کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آگے گزرنے والے کو التحیات میں اور کعبہ میں التحیات سے مراد غیر کعبہ ہے یعنی کعبہ او رغیر کعبہ میں یا یہ معنی کیا جائے کہ رد کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے التحیات میں در حالیکہ وہ کعبہ میں تھے یعنی کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے جب اخیر التحیات میں بیٹھے تو کوئی آدمی آگے سے گزرنے لگا تب انہوں نے اس کو روک دیا باوجودیکہ وہاں آدمیوں کا بہت ہجوم ہوتا ہے اور بے لڑائی کے باز نہ آئے تو اس سے لڑائی کر اور مار کر پیچھے ہٹا دے۔

٤٧٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ قَالَ قَالَ

۴۷۹۔ ابو صالح سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے دن دیکھا کہ نماز پڑھتے تھے طرف ایک چیز کی جو اس کو لوگوں سے پردہ کرے یعنی کسی چیز سے

النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِیْ إِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ الْمُغِیْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَیْدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَدَوِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ السَّمَّانُ قَالَ رَأَیْتُ أَبَا سَعِیْدٍ الْخُدْرِیَّ فِیْ یَوْمِ جُمُعَةٍ یُصَلِّیْ إِلٰی شَیْءٍ یَسْتُرُهٗ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ شَابٌّ مِّنْ بَنِیْ أَبِیْ مُعَیْطٍ أَنْ یَّجْتَازَ بَیْنَ یَدَیْهِ فَدَفَعَ أَبُوْ سَعِیْدٍ فِیْ صَدْرِهٖ فَنَظَرَ الشَّابُّ فَلَمْ یَجِدْ مَسَاغًا إِلَّا بَیْنَ یَدَیْهِ فَعَادَ لِیَجْتَازَ فَدَفَعَهٗ أَبُوْ سَعِیْدٍ أَشَدَّ مِنَ الْأُوْلٰی فَنَالَ مِنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ ثُمَّ دَخَلَ عَلٰی مَرْوَانَ فَشَکَا إِلَیْهِ مَا لَقِیَ مِنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ وَدَخَلَ أَبُوْ سَعِیْدٍ خَلْفَهٗ عَلٰی مَرْوَانَ فَقَالَ مَا لَكَ وَلِابْنِ أَخِیْكَ یَا أَبَا سَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ إِذَا صَلّٰی أَحَدُکُمْ إِلٰی شَیْءٍ یَسْتُرُهٗ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ یَّجْتَازَ بَیْنَ یَدَیْهِ فَلْیَدْفَعْهُ فَإِنْ أَبٰی فَلْیُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَیْطَانٌ.

سترہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھ رہے تھے سو بنی معیط کے ایک جوان نے چاہا کہ اس کے آگے سے گزرے سو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے میں ایک تھپڑ مارا سو اس جوان نے پلٹ کر نگاہ کی یعنی کوئی اور راہ دیکھنے لگا سو اس نے کوئی راہ نہ پائی مگر اس کے آگے سے سو پھر دوبارہ اس کے آگے سے گزرنے لگا سو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اس کو پہلے سے زیادہ سخت مارا سو اس کو ابو سعید رضی اللہ عنہ سے نہایت ایذا پہنچی پھر وہ جوان مروان کے پاس فریادی گیا سو اُس نے مروان کے آگے ابو سعید کی شکایت کی اور ابو سعید رضی اللہ عنہ بھی اس کے پیچھے سے مروان کے پاس جا پہنچے سو مروان نے کہا کہ اے ابو سعید رضی اللہ عنہ تمہارا آپس میں چچا بھتیجے کا کیا قصہ ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جب کوئی آدمی کسی ایسی چیز کی طرف نماز پڑھے کہ اس نے لوگوں سے سترہ بنایا ہو سو اگر کوئی اس کے آگے سے گزرنا چاہے تو چاہیے کہ اس کو دفع کرے اور روکے اور اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے لڑے سوائے اس کے نہیں کہ وہ شیطان ہے کہ نمازی کو حضور دل سے باز رکھتا ہے۔

فائدہ: مراد لڑنے سے اس حدیث میں دفع کرنا ہے اور روک دینا نہ حقیقی لڑائی اس لیے کہ اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ ہتھیاروں سے لڑنا اس پر لازم نہیں اس واسطے کہ وہ ارکان نماز کے بالکل مخالف ہے پھر وہ نماز کیسے رہی پس پہلی بار اس کے سینے میں ہاتھ مارے اگر باز نہ آئے تو دوبارہ اس سے زیادہ سخت مارے اور اگر پھر بھی باز نہ آئے تو اور زیادہ سخت مارے اور اگر اس کے قتل تک نوبت پہنچے اور اس کو قتل کر ڈالے تو اس پر قصاص یا دیت لازم نہیں ہے اور اس پر بھی علماء کا اتفاق ہے کہ اُس کو بھی اپنی جگہ سے دفع کرنے کے لیے آگے بڑھنا اور اس کے دفع کرنے میں عمل کثیر کرنا جائز نہیں اس لیے کہ یہ اُس گزرنے سے زیادہ گناہ رکھتا ہے اور اگر کوئی آگے سے گزر جائے تو اس کو پلٹنا جائز نہیں اور اس پر ہی سب کا اتفاق ہے کہ یہ دفع کرنا مستحب ہے واجب نہیں لیکن بعض اہل ظاہر اس کو واجب کہتے

ہیں اور یہ دفع کرنا اسی شخص پر لازم ہے جس نے اپنے آگے سترہ رکھا ہوا ہو اور جس کے آگے سترہ نہ ہو یا اس سے دور ہو تو اس صورت میں اس کو دفع کرنا جائز نہیں واسطے قصور کرنے کے اس کے ابتداء سے اور اس وقت آگے سے گزرنا حرام نہیں لیکن ترک اولیٰ ہے۔

بَابُ إِثْمِ الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي.

جو شخص نمازی کے آگے سے چلا جائے اس کے لیے کیا گناہ ہوتا ہے؟۔

٤٨٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَرْسَلَهُ إِلٰى أَبِي جُهَيْمٍ يَسْأَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي فَقَالَ أَبُو جُهَيْمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَّهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا أَدْرِي أَقَالَ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً.

۴۸۰۔ بسر سے روایت ہے کہ یزید بن خالد نے اس کو ابو جہیم کی طرف بھیجا تا کہ اس سے پوچھے کہ تو نے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے حق میں حضرت ﷺ سے کیا سنا ہے یعنی اس کو کتنا گناہ ہوتا ہے؟ سو ابو جہیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے چلنے والا جانتا کہ اس پر کتنا عذاب ہوگا تو بے شک اس کو وہاں کا کھڑا ہونا چالیس برس یا چالیس مہینے یا چالیس دن اس کے آگے چلنے سے بہتر معلوم ہوتا۔

فائدہ: اس حدیث میں راوی نے بیان نہیں کیا کہ حضرت ﷺ نے چالیس برس فرمائے ہیں یا چالیس مہینے یا چالیس دن ہیں لیکن طحاوی وغیرہ نے کہا ہے کہ مراد اس سے چالیس برس ہیں سو معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے سے چلنے کا بڑا گناہ ہے کہ چالیس برس تک کھڑے ہو رہنا اس سے بہتر ہے بلکہ حرام ہے اور کبیرہ ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ گناہ خاص اُسی شخص کے لیے ہے جو آگے سے چلا جائے نہ اُس کے لیے جو آگے کھڑا ہو جائے جان کر لیکن اگر نمازی کو اس سے پریشانی حاصل ہو تو اس کو بھی گزرنے والے کا گناہ ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ نہی سب کو شامل ہے خواہ امام ہو خواہ مقتدی ہو خواہ اکیلا ہو سب کے آگے سے گزرنا گناہ ہے اور اگر دوسری راہ کوئی نہ ملے تو جب بھی نمازی کے آگے سے نہ گزرے بلکہ وہاں کھڑا رہے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے لیکن آگے سے گزرنے والے کو یہ گناہ اُسی وقت ہوتا ہے جب کہ نمازی کے آگے کوئی سترہ یا آڑ وغیرہ نہ ہو اور جب کہ نمازی کے آگے کوئی سترہ یا آڑ ہو تو اس وقت اس کے آگے سے چلنے میں گناہ نہیں ہے جیسے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ

کی حدیث سے اوپر معلوم ہو چکا ہے۔

بَابُ اِسْتِقْبَالِ الرَّجُلِ صَاحِبَهٗ أَوْ غَيْرَهٗ فِيْ صَلَاتِهٖ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَكَرِهَ عُثْمَانُ أَنْ يُّسْتَقْبَلَ الرَّجُلُ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَإِنَّمَا هٰذَا إِذَا اشْتَغَلَ بِهٖ فَأَمَّا إِذَا لَمْ يَشْتَغِلْ فَقَدْ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا بَالَيْتُ إِنَّ الرَّجُلَ لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الرَّجُلِ.

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو دوسرے آدمی کو اس کے آگے سامنے ہو کر بیٹھنے کا کیا حکم ہے اور نمازی کے سامنے ہو کر بیٹھنے کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مکروہ رکھا ہے لیکن مکروہ اسی وقت ہے جب کہ نمازی کا دل اس کے ساتھ مشغول ہو جائے اور حضور قلب فوت ہو جائے اور جب کہ نمازی اس کے ساتھ مشغول نہ ہو اور اس کی نماز میں خلل پیدا نہ ہو تو مکروہ نہیں جیسے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نمازی کے سامنے ہو کر بیٹھنے میں کوئی ڈر نہیں جانتا اس لیے کہ ایک شخص کی نماز کو دوسرا آدمی نہیں توڑتا ہے یعنی اس کے سامنے بیٹھنے سے اس کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے۔

فائدہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اثر آپس میں ظاہرا مخالف تھا سو امام بخاری رحمہ اللہ نے دونوں میں تطبیق دے دی ہے بایں طور کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اثر اس حالت پر محمول ہے جب کہ نماز میں خلل پیدا ہو اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اثر اس حالت پر محمول ہے کہ نماز میں خلل پیدا نہ ہو

٤٨١ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ يَعْنِي ابْنَ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهٗ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ فَقَالُوْا يَقْطَعُهَا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ قَالَتْ لَقَدْ جَعَلْتُمُوْنَا كِلَابًا لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَإِنِّيْ لَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ عَلَى السَّرِيْرِ فَتَكُوْنُ لِيَ الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَسْتَقْبِلَهٗ فَأَنْسَلُّ انْسِلَالًا وَعَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ

۴۸۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُس کے نزدیک ذکر ہوا اس بات کا کہ نمازی کے آگے کس چیز کا چلنا نماز کو توڑ دیتا ہے سو بعض لوگوں نے کہا کہ توڑ دیتا ہے اس کو آگے سے چلنا کتے کا اور گدھے کا اور عورت کا سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ تم نے ہم کو کتوں کو حکم میں کر دیا ہے بے شک میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نماز پڑھتے تھے اور حالانکہ میں آپ کے اور قبلے کے درمیان چار پائی پر سوئی رہتی سو مجھ کو اُٹھنے کی حاجت ہوتی یعنی کسی ضروری کام کے لیے سو میں برا جانتی اس بات کو کہ آپ کے سامنے کھڑی ہوں سو میں چار پائی کے پاؤں کی طرف سے آہستہ سرک کر نکل جاتی۔

الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ.

فائدہ: مطلب اس حدیث سے یہ ہے کہ جب نمازی کے آگے عورت لیٹی ہوئی ہوتو اس کا دل اس کی طرف زیادہ مشغول ہوتا ہے مرد کے سامنے ہونے سے حالانکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ہونے سے حضرت ﷺ کی نماز کو کچھ خلل نہ ہوا اس لیے کہ آپ کا دل اس کی طرف مشغول نہیں تھا اور آپ کا خیال بھی اس طرف نہیں تھا پس اسی طرح اگر نمازی کے سامنے عورت ہو اور اس کا خیال اس کی طرف نہ ہو تو اس کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آتا ہے اور مرد کے سامنے ہونے سے بطریق اولیٰ نماز میں خلل نہیں ہوگا۔

بَابُ الصَّلَاةِ خَلْفَ النَّآئِمِ.

اگر کوئی آدمی پیٹھ دے کر سویا ہوا ہو تو اس کو سامنے رکھ کر اس کی طرف نماز پڑھنی جائز ہے۔

٤٨٢ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَأَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُّوْتِرَ أَيْقَظَنِيْ فَأَوْتَرْتُ.

۴۸۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے اور حالانکہ میں آپ کے آگے جنازے کی طرح لیٹی رہتی سو جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مجھ کو جگا دیتے سو میں آپ کے ساتھ مل کر وتر پڑھتی۔

فائدہ: سونے والے سے مراد عالم ہے خواہ مرد ہو خواہ عورت ہو یا حکم شرعی میں مرد اور عورت برابر ہے سو جو حکم عورت پر ثابت ہو وہ مرد پر بھی ثابت ہوگا بلکہ بطریق اولیٰ ثابت ہوگا پس مطابقت حدیث کی مسئلہ باب سے ظاہر ہے اور غرض اس سے یہ کہ سوئے ہوئے اور جاگتے میں کچھ فرق نہیں گویا کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ سونے والے کی طرف نماز پڑھنے کی ممانعت میں جو حدیث آئی ہے وہ ضعیف ہے۔

بَابُ التَّطَوُّعِ خَلْفَ الْمَرْأَةِ.

عورت کے پیچھے نفل پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

٤٨٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهٖ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ

۴۸۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے آگے سوئی رہتی اور میرے پاؤں آپ کے سجدہ کی جگہ میں ہوتے سو جب آپ سجدہ کرتے تو مجھ کو ٹھوکر مارتے سو میں اپنے پاؤں کو کھینچ لیتی سو جب آپ سجدے سے کھڑے ہوتے تو میں پاؤں کو دراز کر دیتی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس وقت گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے یعنی اگر چراغ ہوتا تو میں سجدہ کے وقت دیکھ کر پاؤں کو خود کھینچ لیا کرتی آپ کے ہر بار

فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ.

ٹھوکر مارنے کی حاجت نہ ہوتی۔

فائدہ: یہ نماز نفل تھی اس لیے کہ حضرت ﷺ کی ہمیشہ کی عادت تھی کہ فرضوں کو آپ مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ نماز تہجد کی تھی اس لیے کہ نفل اس کو شامل ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر عورت نمازی کے سامنے بیٹھی ہو تو اس کی طرف نماز پڑھنی جائز ہے خواہ کسی طرح اس کا آگے ہونا ثابت ہو یعنی خواہ فقط سر اُس کا سامنے ہو یا دھڑ اس کا یا پاؤں اس کے۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ.

اگر نمازی کے آگے سے کوئی چیز چلی جائے تو اس سے اس کی نماز نہیں ٹوٹتی۔

فائدہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر نمازی کے آگے سے کتا یا عورت یا گدھا گزر جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے سو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس قول کو رد کرنے کے واسطے یہ باب باندھا ہے اور اس بات کو ثابت کیا کہ اگر نمازی کے آگے سے عورت چلی جائے تو اس کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آتا ہے اور پہلی حدیث سے اس باب کی صرف عورت کا مسئلہ معلوم ہوتا ہے گدھے اور کتے کا اس میں ذکر نہیں ہے لیکن جب نمازی کے آگے سے عورت کا گزرنا قاطع نماز نہیں باوجودیکہ نفس کو عورت کی بڑی خواہش ہے تو اسی طرح کتے اور گدھے کا گزرنا بھی قاطع نماز نہیں ہوگا اور دوسری حدیث باب کے تمام ترجمہ پر دلالت کرتی ہے۔

٤٨٤ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ ح قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِيْ مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ فَقَالَتْ شَبَّهْتُمُوْنَا بِالْحُمُرِ وَالْكِلَابِ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَإِنِّيْ عَلَى السَّرِيْرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةٌ فَتَبْدُوْ لِيَ الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَجْلِسَ فَأُوْذِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۸۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس کے پاس اس چیز کا ذکر ہوا جو نمازی کی نماز کو توڑ دیتی ہے سو بعضوں نے کہا کہ عورت اور گدھے اور کتے کا نمازی کے آگے سے گزرنا اس کی نماز توڑ دیتا ہے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم نے ہم کو گدھوں اور کتوں کے ساتھ برابر کر دیا ہے البتہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ نماز پڑھتے تھے اور حالانکہ میں آپ کے اور قبلے کے درمیان چارپائی پر لیٹی رہتی سو مجھ کو کوئی حاجت بشری پیش آتی سو میں برا جانتی اس بات کو کہ آپ کے سامنے اٹھ کر بیٹھوں اور آپ کو ایذا دوں سو میں چارپائی کے پاؤں کی طرف سے آہستہ سرک کر نکل جاتی۔

وَسَلَّمَ فَأَنْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر عورت نمازی کے آگے سے گزر جائے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے جیسے کہ بار ہا اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

٤٨٥ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَمَّهُ عَنِ الصَّلَاةِ يَقْطَعُهَا شَيْءٌ فَقَالَ لَا يَقْطَعُهَا شَيْءٌ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ فَيُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَإِنِّي لَمُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَى فِرَاشِ أَهْلِهِ.

۴۸۵۔ یعقوب سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے بھتیجے ابن شہاب نے کہ اس نے اپنے چچا سے پوچھا کہ کیا کسی چیز کا نمازی کے آگے سے گزرنا نماز کو توڑ دیتا ہے ابن شہاب نے کہا کہ کسی چیز کا آگے سے گزرنا اس کی نماز کو نہیں توڑتا اس لیے کہ مجھ کو عروہ نے خبر دی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھا کرتے تھے سو نماز پڑھتے اور حالانکہ میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان فرش پر لیٹی رہتی۔

فائدہ: صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں بعض لوگ اس بات کے قائل تھے کہ اگر نمازی کے آگے سے عورت یا کتا یا گدھا چلا جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور دلیل اُن کی یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورت اور گدھا اور سیاہ کتا نماز کو توڑ دیتا ہے سو اس ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بہت علماء نے انکار کیا ہے او رطحاوی نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ ان حدیثوں عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سامنے رکھ کر نماز پڑھتے رہے لیکن نسخ ثابت نہیں ہوتا ہے واسطے عدم علم تاریخ کے اور واسطے ممکن ہونے تطبیق کے اور وہ اس طور سے ہو سکتی ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نماز ٹوٹنے سے مراد اس کے خشوع اور خضوع کا ٹوٹنا ہو اس لیے کہ جب صحابہ نے کالے کتے کی حکمت پوچھی تو اس کے جواب میں کہا گیا کہ وہ شیطان ہے حالانکہ اگر شیطان نمازی کے آگے سے چلا جائے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے پس دعویٰ نسخ سے یہ تطبیق اولیٰ ہے۔

بَابُ إِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيرَةً عَلَى عُنُقِهِ فِي الصَّلَاةِ.

جب کوئی شخص نماز کے اندر کسی چھوٹی لڑکی کو اپنے مونڈھے پر اٹھا لے تو کیا جائز ہے یا نہیں۔

٤٨٦ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ

۴۸۶۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے اور حالانکہ آپ اپنی نواسی امامہ بنت زینب کو نماز میں اٹھائے ہوتے اور وہ امامہ ابو العاص کی بیٹی تھی (جو

أَبِيْ قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا.

آپ کا داماد تھا) سو جب آپ سجدہ کرتے تو اس کو زمین پر رکھ دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اس کو اٹھا لیتے۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے نبوت سے پہلے اپنی بیٹی زینب کا نکاح ابو العاص سے کر دیا تھا اور وہ اسلام ظاہر ہونے کے بعد کافروں کے ساتھ رہا یہاں تک کہ جنگ بدر کے دن قیدیوں میں پکڑا آیا پس مسلمان ہو گیا اور ہجرت کر کے مدینے میں چلا آیا سو حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کو اس کے حوالہ کر دیا اور حضرت ﷺ نے اس کی دامادی کی بہت تعریف کی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوا اور زینب رضی اللہ عنہا بھی اسی کے نکاح میں انتقال کر گئی پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں چھوٹی لڑکی کو اپنے مونڈھے پر اٹھا لینے سے نماز نہیں ٹوٹتی ہے اور یہ فعل آپ کا تشریع کے لیے تھا اور واسطے بیان جواز کے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں اکثر ائمہ مجتہدین اور جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ عمل کثیر ہے سو اُن لوگوں نے اس حدیث کی بہت تاویلیں کی ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم منسوخ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ واسطے ضرورت کے تھا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ تھا اور بعض کچھ اور تاویل کرتے ہیں لیکن امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ سب تاویلیں جھوٹی اور باطل ہیں اور اس حدیث میں کوئی ایسی چیز نہیں جو قواعد شرع کے مخالف ہو اور یہ عمل قلیل تھا اور متفرق تھا سو ایسا عمل نماز کو باطل نہیں کرتا ہے اور شرع میں دلیلیں اس پر غالب ہیں اور یہ حضرت ﷺ کا فعل واسطے بیان جواز کے تھا، انتہی۔

بَابٌ إِذَا صَلّٰى إِلٰى فِرَاشٍ فِيْهِ حَائِضٌ.

جب کوئی شخص ایسے بچھونے کی طرف نماز پڑھے جس میں حیض والی عورت ہو تو نماز جائز ہے۔

٤٨٧ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ أَخْبَرَتْنِيْ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ قَالَتْ كَانَ فِرَاشِيْ حِيَالَ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُبَّمَا وَقَعَ ثَوْبُهُ عَلَيَّ وَأَنَا عَلٰى فِرَاشِيْ.

۴۸۷۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرا بچھونا حضرت ﷺ کے سجدہ گاہ کے پہلو میں تھا سو بہت وقت آپ کا کپڑا مجھ پر پڑ جاتا یعنی سجدے کے وقت اور حالانکہ میں اپنے بچھونے میں حیض سے ہوتی۔

فائدہ: مراد اس سے یہ ہے کہ اگر نمازی کے پہلو میں حیض والی عورت ہو اور اس کا کپڑا اس پر پڑ جائے تو اس کی نماز صحیح ہے اور باب میں مراد طرف سے عام ہے خواہ آگے ہو خواہ داہنے ہو خواہ بائیں ہو پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

٤٨٨ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُوْنَةَ تَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَأَنَا إِلٰى جَنْبِهٖ نَائِمَةٌ فَإِذَا سَجَدَ أَصَابَنِيْ ثَوْبُهٗ وَأَنَا حَائِضٌ وَزَادَ مُسَدَّدٌ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ وَأَنَا حَائِضٌ.

۴۸۸۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَابٌ هَلْ يَغْمِزُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ عِنْدَ السُّجُوْدِ لِكَيْ يَسْجُدَ.

اگر مرد اپنی عورت کو سجدہ گاہ خالی کرنے کے لیے ٹھوکر مارے تو کیا جائز ہے یا نہیں؟۔

٤٨٩ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ بِئْسَمَا عَدَلْتُمُوْنَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّسْجُدَ غَمَزَ رِجْلَيَّ فَقَبَضْتُهُمَا.

۴۸۹۔ ترجمہ اور مطلب اس حدیث کا بارہا اوپر گزر چکا ہے۔

فائدہ: اس ترجمہ اور ترجمہ سابق میں یہ فرق ہے کہ سابق ترجمہ میں یہ تھا کہ اگر نمازی کا کپڑا عورت کو چھو جائے تو نماز جائز ہے اور اس میں یہ ہے کہ اگر نمازی کا بعض بدن عورت کو لگ جائے تو بھی نماز صحیح ہے۔

بَابُ الْمَرْأَةِ تَطْرَحُ عَنِ الْمُصَلِّيْ شَيْئًا مِّنَ الْأَذٰى.

اگر عورت نمازی کے اوپر سے کچھ پلیدی کو دور کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: مطلب اس باب سے یہ ہے کہ اگر مرد کو حالت نماز میں عورت کا ہاتھ لگ جائے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے۔

۴۹۰ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السُّوْرَمَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَآئِمٌ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِيْ مَجَالِسِهِمْ إِذْ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ أَلَا تَنْظُرُوْنَ إِلٰى هٰذَا الْمُرَآئِيْ أَيُّكُمْ يَقُوْمُ إِلٰى جَزُوْرِ اٰلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ إِلٰى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا فَيَجِيْءُ بِهٖ ثُمَّ يُمْهِلُهٗ حَتّٰى إِذَا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ أَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوْا حَتّٰى مَالَ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ مِّنَ الضَّحِكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ إِلٰى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ فَأَقْبَلَتْ تَسْعٰى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰى أَلْقَتْهُ عَنْهُ وَأَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثُمَّ سَمّٰى اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِيْ مُعَيْطٍ

۴۹۰۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور ایک گروہ قریش کے بدبخت وہاں مجلس لگائے بیٹھے تھے جب کہ ایک شریر نے اُن میں سے کہا کہ کیا تم کو یہ ریا کرنے والا نظر نہیں آتا تم میں ایسا کون ہے جو آل فلاں کی ذبح کے اونٹ کی طرف جائے سو اس کی لید اور خون اور اوجھڑی کو لائے پھر اس کو مہلت دے یہاں تک کہ جب سجدہ کرے تو اس اوجھڑی کو اس کو دونوں مونڈھوں پر رکھ دے سو کھڑا ہوا زیادہ تر بدبخت قوم سے اور اوجھڑی کو لایا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے اُس بدبخت نے اس کو آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان رکھ دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں پڑے رہے اس سے اٹھ نہ سکے سو وہ شریر سب ہنسنے لگے یہاں تک کہ ہنسی کے مارے بعض بعض پر گرتے تھے سو کسی نے فاطمہ رضی اللہ عنہا (آپ کی صاحبزادی) کو جا کر خبر دی سو وہ دوڑتی آئیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک سجدے میں پڑے تھے یہاں تک کہ اُس نے اوجھڑی کو آپ کی پیٹھ سے گرایا اور اُن کافروں کی طرف متوجہ ہو کر اُن کو گالیاں دینے لگیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو ادا کر چکے تو آپ نے کافروں کے حق میں بددعا کی اور فرمایا الٰہی! پکڑ لے قریش کو یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا (یہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمل طور سے سب قریش کو بددعا دی پھر بڑے بڑے موذیوں کے مفصل نام لے کر علیحدہ علیحدہ ہر ایک کے حق میں بددعا کی) سو فرمایا الٰہی! پکڑ لے عمرو بن ہشام کو اور عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور پکڑ لے ولید بن عتبہ کو اور امیہ بن خلف کو اور عقبہ بن ابی معیط کو اور عمارہ بن ولید کو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو قسم اللہ کی (کہ جن کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا إِلَى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ الْقَلِيْبِ لَعْنَةً.

نے نام لیا تھا) بے شک میں نے ان کی لاشیں پڑی دیکھیں دن بدر کے پھر کھینچ کر کنوئیں میں ڈالی گئیں بدر کے کنوئیں میں یعنی جنگ بدر میں وہ لوگ سب مارے گئے اور کنوئیں میں ڈالے گئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کنوئیں والوں کے پیچھے لعنت لگائی گئی یعنی جیسے کہ دنیا میں خواری اور ذلت کے ساتھ ہلاک ہوئے ویسے ہی آخرت میں اللہ کی رحمت سے مردود اور محروم ہو گئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مرد کو نماز کی حالت میں عورت کا ہاتھ لگ جائے تو مرد کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے لیکن اوجھڑی اُٹھانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خواہ مخواہ بدن کو ہاتھ لگ جائے ہوسکتا ہے کہ اوجھڑی کو اوپر کی طرف سے اٹھا کر پھینک دیا جائے اور نیز اس بات کا ثابت ہونا بھی مشکل ہے کہ اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر کوئی کپڑا نہیں تھا۔

تَمَّ الْجُزْءُ الثَّانِيْ مِنْ فَيْضِ الْبَارِيْ فِيْ تَرْجَمَةِ فَتْحِ الْبَارِيْ بِعَوْنِ اللّٰهِ الْبَارِيْ

الحمدللہ کہ پارہ دوم صحیح بخاری کا ترجمہ تمام ہوا اسی طرز سے تمام صحیح بخاری کا ترجمہ کیا جائے گا انشاءاللہ تعالیٰ

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

یہ کتاب ہے غسل کے بیان میں

یہ کتاب ہے حیض کے بیان میں

یہ کتاب ہے تیمم کے بیان میں

یہ کتاب ہے احکام نماز کے بیان میں

❀ ...... ❀ ...... ❀

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۳

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ فَهٰذِهٖ تَرْجَمَةُ لِلْجُزْءِ الثَّالِثِ مِنْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَفَّقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى لِخَتْمِهٖ وَانْتِهَآئِهٖ كَمَا وَفَّقَنَا لِشُرُوْعِهٖ وَابْتِدَآئِهٖ.

كِتَابُ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ

یہ کتاب ہے بیان میں وقتوں نماز کے

بَابُ مَوَاقِيْتِ الصَّلَاةِ وَفَضْلِهَا وَقَوْلِهٖ ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا﴾ مُوَقَّتًا وَقَّتَهٗ عَلَيْهِمْ.

یہ نماز کے وقتوں کا بیان اور اس کی فضیلت اور ثواب کا بیان اور اس آیت کی تفسیر کا بیان کہ تحقیق یہ نماز ہے مسلمانوں پر فرض وقت مقرر کیا ہوا۔(امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر میں کہا) کہ مراد اس آیت میں موقوتا سے یہ ہے کہ نماز کا وقت مسلمانوں پر مقرر کر دیا گیا ہے اپنے وقت معین سے اس کو نکال کر پڑھنا کسی حال میں جائز نہیں۔

فائدہ: اس کتاب اور باب میں یہ فرق ہے کہ کتاب سے مراد مطلق نماز ہے اور باب سے مراد یہ ہے کہ یہ نماز اجتہاد سے فرض ہوئی ہے یا وحی سے اور اس آیت سے مجمل طور پر ثابت ہوتا ہے کہ نماز کے لیے وقت مقرر ہے پس وجہ مناسبت اس آیت کی باب سے ظاہر ہے۔

٤٩١ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فَأَخْبَرَهٗ أَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ أَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا وَّهُوَ بِالْعِرَاقِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُوْ مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا مُغِيْرَةُ أَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ

۴۹۱۔ ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز (خلیفہ) نے ایک دن نماز عصر کو دیر سے پڑھا یعنی اس قدر تاخیر کی کہ وقت مستحب نکل گیا سو عروہ اس کے پاس آیا اور اس کو یہ حدیث بتلائی کہ بے شک مغیرہ بن شعبہ صحابی نے ایک دن ملک عراق میں نماز کو دیر سے پڑھا سو ابو مسعود صحابی انصاری اُس کے پاس آیا اور اس کو آ کر کہا کہ اے مغیرہ یہ کیسی تاخیر ہے یعنی تو نے نماز کو اس قدر دیر سے کیوں پڑھا

جِبْرِيْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ فَصَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا أُمِرْتُ فَقَالَ عُمَرُ لِعُرْوَةَ اعْلَمْ مَا تُحَدِّثُ أَوَاَنَّ جِبْرِيْلَ هُوَ أَقَامَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتَ الصَّلَاةِ قَالَ عُرْوَةُ كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ عُرْوَةُ وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِيْ حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ.

ہے کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ بے شک جبرئیل علیہ السلام (آسمان سے) اترے یعنی شب معراج کی صبح کو) سو جبرئیل علیہ السلام نے نماز پڑھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر جبرئیل علیہ السلام نے نماز پڑھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر جبرئیل علیہ السلام نے نماز پڑھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے ساتھ نماز پڑھی پھر جبرئیل علیہ السلام نے نماز پڑھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے ساتھ نماز پڑھی پھر جبرئیل علیہ السلام نے نماز پڑھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُن کے ساتھ نماز پڑھی پھر جبرئیل علیہ السلام نے نماز پڑھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی یعنی جبرئیل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کی اور آپ کو پانچ وقتوں میں پانچ نمازیں تعلیم کے واسطے پڑھائیں تاکہ امت کو اسی طرح تعلیم کریں پھر جبرئیل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ نماز کو ان پانچ وقتوں میں ادا کروں یا یہ کہ ان وقتوں میں آپ کو نماز پڑھاؤں سو عمر نے عروہ سے کہا کہ اس حدیث کو سوچ کر کہو یعنی کیا یہ حدیث سچ ہے کیا تجھ کو معلوم ہے کہ ٹھیک جبرئیل علیہ السلام ہی نے حالت میں بیان کرنے وقتوں نماز کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھائی تھی عروہ نے کہا ہاں جبرئیل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امامت کرائی تھی اسی طرح سے۔ بشیر بن ابو مسعود اس حدیث کو اپنے باپ سے روایت کیا کرتا تھا (پھر) عروہ نے (اپنی شہادت کے لیے عمر سے) کہا کہ بے شک مجھ سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے اس حالت میں کہ سایہ آفتاب کا میرے حجرے میں ہوتا دیوار پر چڑھنے سے پہلے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عصر کی نماز پڑھتے تو اس وقت سایہ آفتاب کا بہت بلند ہوتا تھا اس لیے کہ

عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے صحن میں آفتاب کا سایہ اسی وقت
ہوتا تھا جب کہ آفتاب بہت بلند ہوتا اور جب کہ آفتاب نیچے
جاتا تو اس وقت سایہ اس کا حجرے کی دیوار پر چڑھ جاتا خاص
کر ثابت ہو چکا ہے کہ ازواج مطہرات کے حجروں کا صحن بہت
تنگ تھا جیسے کہ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے۔

فائدہ: جب مروان کا پوتا ولید بن عبدالملک تخت پر بیٹھا تو اس زمانے میں عمر بن عبدالعزیز اس کی طرف سے مدینہ منورہ پر حاکم ہوا اور اس وقت احکام شرع میں کچھ سستی ہوگئی تھی اور بنی امیہ نماز کو دیر کر کے پڑھا کرتے تھے سو ایک دن اُس نے بھی نماز عصر کو دیر کر کے پڑھا تو عروہ نے اس پر انکار کیا اور اس کو یہ حدیث سنائی لیکن فتح الباری میں لکھا ہے کہ مراد دیر کرنے سے یہ ہے کہ وقت مستحب یعنی اول وقت نہیں رہا تھا یہ مراد نہیں کہ آفتاب بالکل غروب ہوگیا تھا اس لیے کہ اس حدیث کے دوسرے طریق میں صریحاً آ گیا ہے کہ اُس نے نماز عصر میں تھوڑی سی دیر کی تھی اور اعتراض عروہ کا عمر پر اور اعتراض ابو مسعود رضی اللہ عنہ کا مغیرہ پر بھی اسی وجہ سے تھا کہ اول وقت سے نماز کی دیر ہوگئی تھی اور عروہ نے جو حدیث جبرئیل علیہ السلام کی عمر کے آگے بیان کی تو اس حدیث سے عمر پر کوئی الزام نہیں آ سکتا ہے اس واسطے کہ اس میں نماز کے وقتوں کی تعیین نہیں ہے مگر شاید عمر کو تفصیل وقتوں نماز کی پہلے سے معلوم ہوگی عمل مستمر ہونے کی وجہ سے اس وجہ سے اُس نے اس کے آگے یہ حدیث جبرئیل علیہ السلام کی بیان کی اور انکار عمر سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ وہ نماز کے وقتوں کو مطلق نہیں پہنچانتا تھا بلکہ اس سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نماز کے وقتوں کو تو جانتا تھا لیکن اس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اصل تعیین اوقات نماز کی جبرئیل علیہ السلام کے فعل سے ثابت ہو رہی ہے یا کہ اجتہاد سے سو عروہ نے یہ حدیث اس کے پیش کی یعنی اصل تعیین اوقات کی جبرئیل علیہ السلام کے فعل سے ثابت ہے اور اسی واسطے اُس نے عروہ سے یہ حدیث دوہرا کر پوچھی اور شاید اس کی یہ رائے بھی تھی کہ اول وقت اور آخر وقت میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ برابر ہے اور یہی تاویل ہے فعل مغیرہ کی پس ظاہر ہوگئی وجہ مناسبت بیان کرنے عروہ کی اس حدیث کو اور نیز اس حدیث کے بعض طریقوں میں تعیین اوقات کا بیان صاف آ چکا ہے جیسا کہ ابو داؤد وغیرہ میں موجود ہے پس وجہ الزام کی ظاہر ہوگئی اور عروہ کا اس حدیث سے دلیل پکڑنا صحیح ہوگیا اور اس حدیث جبرئیل علیہ السلام کے یہاں لانے میں اشارہ ہے اس طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں تفصیل اوقات کی آ چکی ہے جیسے کہ بخاری رحمہ اللہ کی عادت ہے اور چونکہ عمر نے نماز عصر کو تاخیر کیا تھا اس واسطے عروہ نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کیا اس لیے کہ وہ صریح ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کو اول وقت میں پڑھا کرتے تھے پس عروہ کی غرض اول حدیث سے یہ ہے کہ اصل بیان اوقات کا جبرئیل علیہ السلام کی تعلیم سے ہے اور دوسری سے یہ غرض ہے کہ نماز کو اول وقت پڑھنا چاہیے پس وجہ مناسبت کی دونوں

حدیثوں میں ظاہر ہے اور اگر کوئی سوال کرے کہ اسی حدیث کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو روز امامت کرائی پہلے دن اول وقتوں میں اور دوسرے دن اخیر وقتوں میں پھر فرمایا کہ وقت نماز کا ان دونوں وقتوں کے درمیان ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اخیر وقت مختار میں بھی نماز جائز ہے مکروہ نہیں پس استدلال ابومسعود اور عروہ کا اس سے صحیح نہیں ہوگا اور اسی طرح اعتراض عروہ کا عمر پر بھی صحیح نہیں ہوگا سو جواب اس کا یہ ہے کہ اس انکار سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس نے وقت مکروہ میں نماز ادا کی تھی اس لیے کہ احتمال ہے کہ انکار عروہ کا اس وجہ سے ہوا کہ اس نے وقت مختار یعنی دو مثل کے بعد عصر کی نماز پڑھی ہو یا وجہ انکار کی یہ ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول وقت پر ہمیشگی کی ہے اور تو نے اول وقت سے تاخیر کی ہے سو انکار کی وجہ مواظبت نبوی کی مخالفت ہے اور اس سے نماز کے وقتوں کا معین ہونا ثابت ہوا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اصل تعیین اوقات نماز کی وحی سے ثابت ہے پس اس سے ثابت ہوگئی وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ باب سے اور دوسرا مسئلہ باب کا اس سے لزوماً ثابت ہوتا ہے اس لیے کہ نماز پڑھنے کو ثواب لازم ہے واللہ اعلم۔ اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ عالم کا امیر کے پاس جانا جائز ہے۔ دوم یہ کہ حاکم سے کوئی کام خلاف سنت کے واقع ہو تو اس کو اس کام سے منع کرنا چاہیے۔ سوم یہ کہ اگر کوئی نیا مسئلہ عالم سے سنے تو اس کو دوہرا کر تحقیق کرنا جائز ہے۔ چہارم یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں جھگڑا پڑے تو حدیث کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ پنجم یہ ہے کہ اول وقت میں نماز پڑھنے میں ثواب ہے اور خبر واحد کی مقبول ہے۔ ششم یہ کہ اگر کوئی آدمی قضا فرض پڑھتا ہو تو اس کے پیچھے وقتی فرض کی نیت کر کے کھڑے ہو جانا جائز ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حجت وہی حدیث ہوتی ہے جو متصل ہو منقطع حجت نہیں ہوتی ہے اس لیے کہ عمر نے مرسل سے انکار کیا پھر عروہ نے اس کا اتصال ثابت کیا چنانچہ کہا كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ اور اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ جب عروہ نے اس حدیث کو عمر کے آگے بیان کیا تو عمر نے اس کو مان لیا یا انکار کیا لیکن ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے انکار کیا تھا آخر کو تحقیق کے بعد مان لیا چنانچہ دوسری روایتوں سے ثابت ہوتا ہے اور اسی طرح سے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ جب ابومسعود نے مغیرہ کے آگے یہ حدیث بیان کی تو اس نے اس کا کیا جواب دیا ظاہر یہی ہے کہ اُس نے بھی اس کو مان لیا اور اپنے فعل سے رجوع کیا یا سکوت کیا اور وہ بھی دلیل تسلیم کی ہے اور یہ جو عروہ نے ابومسعود کا مغیرہ پاس آنا عمر کے آگے بیان کیا تو یہ اس وقت کا ذکر ہے جب کہ مغیرہ معاویہ کی طرف سے کوفہ کا حاکم تھا اور عراق سے یہاں مراد عراق عرب ہے جس کا طول عبادان سے موصل تک ہے اور چوڑائی اس کی قادسیہ سے حلوان تک، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ

اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان (جو مسلمانوں کے حق میں وارد ہے) کہ در حالیکہ رجوع کرنے والے ہیں طرف

الْمُشْرِكِيْنَ﴾.

اس کے اور قطع کرنے والے ہیں غیر اس کے سے اور ڈرو اس سے اور قائم رکھو نماز کو اور نہ ہو جاؤ شرک کرنے والوں سے بلکہ ہو جائے موحدین جو نرالے رب کی عبادت کرتے ہیں۔

٤٩٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ هُوَ ابْنُ عَبَّادٍ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا إِنَّا مِنْ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ رَبِيْعَةَ وَلَسْنَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ وَنَدْعُوْ إِلَيْهِ مَنْ وَّرَآئَنَا فَقَالَ اٰمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَّأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَآءُ الزَّكَاةِ وَأَنْ تُؤَدُّوْا إِلَيَّ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهٰى عَنِ الدُّبَّآءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُقَيَّرِ وَالنَّقِيْرِ.

۴۹۲۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالقیس (عرب کے ایک قبیلے کا نام ہے) کے ایلچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کون قوم سے ہو؟) سوانہوں نے عرض کی کہ ہم ربیعہ کی قوم سے ہیں اور ہم آپ کے پاس آنے کی طاقت نہیں پاتے ہیں مگر مہینے حرام میں (یعنی ذی قعد اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب میں) سو آپ ہم کو کوئی امر (حق اور باطل میں فرق کرنے والا) فرما دیجیے جس کو ہم آپ سے سیکھ جائیں اور اپنے پیچھے والوں کو اس کی طرف بلائیں یعنی اپنی قوم کو جو وطن میں چھوڑ آئے ہیں اسلام کی طرف بلائیں) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو حکم کرتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے پھر آپ نے ان کو وہ چار چیزیں بیان فرمائیں۔ اس کی گواہی دینا کہ سوائے اللہ کے کوئی معبودِ برحق نہیں اور میں اس کا رسول ہوں اور نماز کا قائم کرنا اور زکوۃ کا دینا اور لوٹ کے مال سے پانچواں حصہ میرے پاس ادا کرنا اور میں تم کو منع کرتا ہوں کدو کے تونبے سے اور لاکھے برتن سے اور روغنی رال والے برتن سے اور چوبی برتن سے۔

فائدہ: ابتدائے اسلام میں شراب مباح ہونے کے وقت لوگ شراب کو ان چار قسم کے باسنوں میں بنایا کرتے تھے سو جب شراب حرام ہوگئی تو سدِ باب کے لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار قسم کے باسنوں کے استعمال کرنے سے بھی منع فرمایا تاکہ لوگ اس سے بالکل باز رہیں پھر بعد اس کے جب شراب کی حرمت لوگوں کے دلوں میں خوب جم گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باسنوں کے استعمال کرنے کی اجازت فرمائی اب ان باسنوں کو استعمال کرنا جائز ہے اور

عبدالقیس ربیعہ کی قوم سے ایک گروہ کا نام ہے جب وہ حضرت ﷺ کی خدمت میں مسلمان ہونے کو آئے تب آپ نے ان کو یہ احکام سکھلائے اور مناسبت اس حدیث کی آیت سے اس طور پر ہے کہ جیسے اس آیت میں نفی شرک کے ساتھ اقامت نماز کا ذکر ہے ویسے ہی اس حدیث میں بھی اثبات توحید کے ساتھ اقامت نماز کا ذکر ہے اس لیے کہ نفی شرک اور اثبات توحید درحقیقت ایک ہی چیز ہے اور کتاب کے ساتھ اس باب کی مناسبت اس طور سے ہے کہ مراد اقامت نماز سے اپنے وقت پر پڑھنا ہے پس مجمل طور سے وقت نماز کا اس حدیث سے ثابت ہے، واللہ اعلم۔ اور یہ جو انہوں نے عرض کی کہ ہم مہینے حرام کے سوا آپ کے پاس نہیں آسکتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں کافر لوگ آٹھ مہینے آپس میں سکھ شاہی کی طرح لوٹ مار کرتے تھے جب یہ چار مہینے آتے تو کوئی شخص کسی راہی اور مسافر کو نہ چھیڑتا ملک میں امن ہو جاتا ان چار مہینوں کی وہ لوگ بہت تعظیم کرتے تھے ان کے دلوں میں ان مہینوں کی بڑی عظمت بیٹھی ہوئی تھی اور یہ حدیث اول پارے میں بھی گزر چکی ہے۔

فائدہ ثانیہ: بعض لوگ اس آیت سے دلیل پکڑتے ہیں اس پر کہ تارکِ نماز کافر ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ ترک صلوۃ مشرکین کے فعلوں سے ہے پس غرض یہ ہے کہ اُن کے ساتھ تشبیہ پیدا نہ کرو اور اُن کی مانند نہ ہو جاؤ نہ یہ کہ جو نماز ترک کرے وہ کافر ہو جاتا ہے واللہ اعلم۔

بَابُ الْبَيْعَةِ عَلٰى إِقَامِ الصَّلَاةِ. نماز کے قائم کرنے پر بیعت کرنے کا بیان۔

فائدہ: مراد بیعت سے بیعت اسلام کی ہے یعنی جب حضرت ﷺ کسی سے اسلام کی بیعت لیتے تو بعد تعلیم توحید کے سب سے پہلے قائم کرنے نماز کی شرط کرتے اس لیے کہ وہ سب عبادتوں بدنیہ کی جڑ ہے پھر زکوۃ کے دینے کی شرط کرتے اس لیے کہ وہ سب عبادتوں مالیہ کی جڑ ہے پھر بعد اس کے جس کام کی کسی کو سخت حاجت ہوتی اس کام کی تعلیم کرتے چنانچہ جریر کو آپ نے ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی اس لیے کہ وہ اپنی قوم کا سردار تھا تو گویا اس کو فرمایا کہ اپنی قوم کی خیر خواہی کیا کرو اور وفد عبدالقیس کو لوٹ کے مال سے پانچواں حصہ ادا کرنے کی تاکید کی اس لیے کی کہ قبیلہ مضر وغیرہ آس پاس والے کافروں سے ان کی لڑائی رہتی تھی۔

۴۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۴۹۳۔ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی نماز کے قائم کرنے پر اور زکوۃ کے دینے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر یعنی میں نے حضرت ﷺ کے ہاتھ پر اقرار کیا کہ نماز کو قائم رکھوں گا اور زکوۃ دیتا رہوں گا اور ہر مسلمان کے حق میں بھلائی کرتا رہوں گا۔

فائدہ: جریر نے فقط انہی حکموں پر حضرت ﷺ سے بیعت نہیں کی بلکہ یقین ہے کہ اسلام کے سب احکام اور ارکان پر بیعت کی ہوگی اور صرف انہی تین حکموں کی تخصیص اس واسطے کہ ان کا شان زیادہ ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ كَفَّارَةٌ.

نماز گناہ کا کفارہ ہے۔

٤٩٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قُلْتُ أَنَا كَمَا قَالَهُ قَالَ إِنَّكَ عَلَيْهِ أَوْ عَلَيْهَا لَجَرِيْءٌ قُلْتُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ وَالنَّهْيُ قَالَ لَيْسَ هٰذَا أُرِيْدُ وَلٰكِنِ الْفِتْنَةُ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَا يَمُوْجُ الْبَحْرُ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ أَيُكْسَرُ أَمْ يُفْتَحُ قَالَ يُكْسَرُ قَالَ إِذًا لَا يُغْلَقَ أَبَدًا قُلْنَا أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا أَنَّ دُوْنَ الْغَدِ اللَّيْلَةَ إِنِّيْ حَدَّثْتُهُ بِحَدِيْثٍ لَيْسَ بِالْأَغَالِيْطِ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَ حُذَيْفَةَ فَأَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ الْبَابُ عُمَرُ.

۴۹۴۔حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم (کئی صحابہ رضی اللہ عنہم) عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کون تم میں ایسا ہے کہ یاد رکھتا ہو حدیث حضرت ﷺ کی فتنہ کے باب میں یعنی جس حدیث میں حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ میرے بعد ایک بڑا فتنہ فساد پیدا ہوگا وہ حدیث کس کو یاد ہے) میں نے کہا کہ وہ حدیث مجھ کو بعینہ یاد ہے جیسے کہ آپ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک تو حضرت ﷺ پر یا اس حدیث پر (راوی کو شک ہے) بڑا دلیر ہے کہ بھول چوک ہو جانے کا تجھ کو خوف نہیں ہے میں نے کہا کہ قصور مرد کا اس کی بیوی کے حق میں ہے اور اس کے مال اور لڑکے اور ہمسایہ میں ہے اور ان سب کو نماز اور روزہ اور صدقہ یعنی زکوٰۃ وغیرہ کا دینا اور نیکیاں بتلانا اور برے کام سے روکنا دور کر ڈالتا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری مراد یہ فتنہ نہیں ہے بلکہ میں اس بڑے فتنے کا حال دریافت کرنا چاہتا ہوں جو موج مارے گا جیسے کہ دریا موج مارتا ہے۔حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! تجھ کو اُس سے کچھ خوف نہیں ہے یعنی تیری زندگی میں وہ فتنہ ظاہر نہیں ہوگا بے شک تیرے اور فتنے کے درمیان ایک دروازہ ہے بند کیا ہوا۔عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دروازہ ٹوٹ جائے گا یا کھل جائے گا یعنی میرے مرنے کے بعد حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹوٹ جائے گا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر وہ ٹوٹ گیا تو پھر کبھی بند نہیں ہو سکے گا ہم نے (یہ قول شقیق کا ہے) (حذیفہ رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ کیا عمر رضی اللہ عنہ اس دروازے کو جانتا تھا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے

کہا ہاں وہ اس کو جانتا تھا جیسے کہ کل کے دن سے رات قریب ہے (حذیفہ رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث ایسی سنائی ہے کہ غلط نہیں ہے یعنی یہ حدیث سچی ہے (شقیق نے کہا) کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دروازے کا حال پوچھنے سے ڈرے یعنی دروازہ سے کون آدمی مراد ہے سو ہم نے مسروق کو (حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھنے کا) حکم کیا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دروازہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

فائدہ: اصل فتنے کا معنی ہے جانچنا اور امتحان لینا اور یہاں مراد قصور ہے سو فتنہ مرد کا اس کے بیوی بال بچوں میں یہ ہے کہ اُن کے حقوق کو جو اس پر واجب ہیں ادا نہ کرے یا اس کے سبب سے گناہ میں گرفتار ہو اور اس کے مال میں فتنہ یہ ہے کہ اس کو ناجائز طور سے کمائے اور بیجا صرف کرے اور اولاد میں فتنہ یہ ہے کہ اُن کی محبت میں مشغول ہو کر نیک کاموں سے باز رہے اور ہمسایہ کا فتنہ یہ ہے کہ اس کے ملک میں ناحق تصرف کرے پس مطلب حذیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ یہ سب چیزیں اہل و مال و اولاد وغیرہ آدمی کے لیے امتحان کا مقام ہیں اگر آدمی سے ان کے حق میں کچھ قصور یا نا انصافی ہو جائے تو وہ گناہ نماز و روزہ وغیرہ نیک کاموں سے معاف ہو جاتے ہیں اور یہی ہے وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے لیکن معاف صرف وہی گناہ ہوتے ہیں جو صغیرہ ہوں کبیرہ گناہ اس سے معاف نہیں ہوتے ہیں اس لیے کہ دوسری حدیث میں صاف آچکا ہے کہ اگر ایک نماز سے دوسری نماز تک کبیرے گناہوں سے بچتا رہے تو صغیرے معاف ہو جاتے ہیں اور یہ جو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ درمیان تیرے اور درمیان فتنے کے ایک دروازہ بند کیا ہوا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ فتنہ تیری حیاتی میں ظاہر نہیں ہوگا بلکہ تیری موت کے بعد پیدا ہوگا سو ایسا ہی وقوع میں آیا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ ظالموں کے ہاتھ سے ناحق شہید ہوئے تو اس دن سے فتنے کا دروازہ ایسا کھل گیا کہ قیامت تک بند نہیں ہوگا فتنے پر فتنے پیدا ہوتے چلے جائیں گے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ میں کیا کیا لڑائیاں وقوع میں آئیں اور حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت کیا کیا فساد ظاہر ا ہوا وغیرہ وغیرہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اول یہ کہا کہ درمیان تیرے اور درمیان فتنے کے ایک دروازہ ہے اور پھر یہ کہا کہ وہ دروازہ خود عمر رضی اللہ عنہ ہی تھے تو ان دونوں قولوں میں کوئی مخالفت نہیں ہے اس لیے کہ مطلب پہلے قول کا یہ ہے کہ درمیان زمانے تیرے اور زمانے فتنے کے دروازہ تیری حیاتی ہے سو جب وہ دروازہ ٹوٹ گیا یعنی تیری حیاتی ہو چکی تو فتنے ظاہر ہو جائیں گے اور لڑائی اور جھگڑے قیامت تک قائم رہیں گے پس مطلب دونوں قولوں کا ایک ہی ہے اور اگر کوئی سوال کرے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ اُس دروازے کو جانتے تھے تو پھر حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کیوں پوچھا تو جواب اس کا یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ

بیشک اس دروازے کو جانتے تھے لیکن شدت خوف سے اُن کو اس بات کا ڈر ہوا کہ مبادا میں اس کو بھول نہ جاؤں اس واسطے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ واللہ اعلم۔ اور مناسبت اس حدیث کی کتاب سے اس طور پر ہے کہ نماز سے مراد وقت پر قائم کرنا ہے پس وقت نماز کا اس سے مجمل طور پر ثابت ہے اور یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو بڑا دلیر ہے تو یہ حدیث کا انکار نہیں ہے بلکہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اس دعوے پر انکار ہے کہ میں اس کو ویسے ہی یاد رکھتا ہوں جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی جب حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ دعویٰ کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا کہ ایسا دعویٰ کیوں کرتا ہے کہ مجھ کو بعینہ ویسے ہی یاد ہے بندہ بشر ہے بھول چوک ہو جاتی ہے احتمال ہے کہ کوئی لفظ بھول گیا ہو یا الفاظ حدیث میں کوئی تغیر وتبدل ہو گیا ہو اس سے معلوم ہوا کہ روایت حدیث بالمعنیٰ جائز ہے واللہ اعلم۔

٤٩٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلِيْ هٰذَا قَالَ لِجَمِيْعِ أُمَّتِيْ كُلِّهِمْ.

۴۹۵۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کسی بیگانی عورت کا بوسہ لیا پھر وہ مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو یہ حال بتایا سو اللہ نے (اس کے حق میں) یہ آیت اُتاری کہ قائم رکھ نماز کو دونوں طرفوں میں دن کے یعنی صبح کی نماز اور ظہر اور عصر کی نماز اور کچھ گھڑیوں میں رات کے یعنی مغرب اور عشاء کے نماز) (اس لیے) کہ بے شک نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں سو اس مرد نے عرض کی کہ یا حضرت (یہ انعام باری) خاص میرے لیے ہے یا سب کے لیے ہے آپ نے فرمایا (یہ انعام تیرے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ) میری تمام امت کے لیے ہے۔

فائدہ: جو نیکیاں کہ برائیوں کو دور کر دیتی ہیں ان میں نماز بھی داخل ہے پس گناہوں کے لیے نماز کا کفارہ ہونا ثابت ہو گیا اور یہی ہے وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور فرقہ مرجیہ اس حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں اس پر کہ نیکیوں سے کبیرے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں اور جمہور اہل سنت کہتے ہیں کہ یہ حدیث مطلق مقید ہے ساتھ دوسری حدیثوں کے یعنی مراد اس سے وہی گناہ ہیں جو صغیرے ہوں اور کبیرے گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں اور اس کا بیان آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کی بڑی فضیلت ہے کہ علاوہ اس کے ادا کے اور گناہوں کو بھی مٹا دیتی ہے۔

بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا.

وقت پر نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان۔

٤٩٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ

۴۹۶۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ الْعَيْزَارِ أَخْبَرَنِيْ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَأَشَارَ إِلٰى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِيْ.

حضرت ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک زیادہ پیارا کون سا عمل ہے؟ آپ نے فرمایا نماز کو وقت پر پڑھنا اس نے عرض کیا پھر بعد اس کے کون سا عمل اللہ کے نزدیک بہت پیارا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا اس نے عرض کی کہ پھر اس کے بعد کون سا افضل ہے آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھے یہ تین عمل بیان فرمائے اور اگر میں آپ سے کچھ زیادہ پوچھتا تو آپ بیان فرماتے یعنی میں نے آپ سے صرف یہی تین عمل پوچھے سو آپ نے بیان فرما دیے اور اگر میں کوئی اور مسئلہ پوچھتا تو آپ اس کو بھی بیان فرما دیتے۔

فائدہ: اور بہت حدیثوں صحیحہ میں وارد ہوا ہے کہ سب عملوں سے بہتر بھوکے کو کھانا کھلانا ہے اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ سب عملوں سے افضل جہاد ہے اور بعض حدیثوں میں دوسرے عملوں کا بہتر ہونا آیا ہے سو ان حدیثوں میں تطبیق کئی طور سے ہو سکتی ہے کہ یا تو یہ اختلاف جواب کا باعتبار مختلف ہونے حال سائلوں کے ہے اس طور سے کہ جس قوم کو جس عمل کی زیادہ ضرورت دیکھی ان کو وہی فرمایا کہ تمہارے حق میں یہ عمل سب عملوں سے بہتر ہے یا جس کام کی طرف ان کی زیادہ رغبت دیکھی یا اُن کے لائق دیکھا تو ان کو وہی افضل فرمایا یا یہ اختلاف افضلیت کا باعتبار اختلاف وقتوں کے ہے اس طور سے کہ یہ عمل اس وقت میں افضل ہے اور عملوں سے جیسے کہ مثلاً جہاد ابتدائے اسلام میں سب عملوں سے افضل تھا اس لیے کہ یہ عملوں کے قائم کرنے کا وسیلہ ہے اور اس سے ان کے ادا کرنے کی قوت حاصل ہوتی ہے وعلی ہذا القیاس۔ نماز صدقے سے بہتر ہے ومع ذلک آدمیوں کی تنگی اور اضطراب کی حالت میں صدقہ افضل ہے اُس سے یا یہ اسم تفضیل اپنے معنی میں نہیں ہے بلکہ مراد اس سے مطلق فضیلت ہے پس معنی یہ ہے کہ سب عمل بہتر اور اچھے ہیں یا یہ کہ جو عمل زیادہ فضیلت رکھتے ہیں یہ عمل بھی ان عملوں سے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ مراد اُن عملوں سے اعمال بدنیہ ہیں پس جس حدیث میں ایمان افضل ہونے کا ذکر ہے اس کے ساتھ تطبیق ہو جائے گی اس لیے کہ ایمان فعل دل کا ہے اور یہ جو فرمایا کہ نماز کو وقت پر پڑھنا بہت بہتر ہے اس سے معلوم ہو کہ جو نماز غیر وقت میں ادا کی جائے جیسے کہ سو جانے والا اور بھول جانے والا غیر وقت میں ادا کرتا ہے یا مکروہ وقت میں ادا کی جائے تو ایسی نماز کا ثواب کم ہے اس کو افضل نہیں کہا جائے گا اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ ماں باپ کی تعظیم کرنے میں بڑا ثواب ہے اور یہ کہ نیکی کے کام ایک دوسرے سے افضل ہیں۔ دوم یہ کہ

ایک وقت میں مختلف مسئلوں کا سوال کرنا جائز ہے اور یہ کہ عالم سے بہت مسئلے نہ پوچھے جس میں کہ اُس کو رنج ہو اور یہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ سوم یہ کہ اشارہ بمنزلہ تصریح کے ہوتا ہے جب کہ مشارالیہ معین ہو اس لیے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دوسری اور تیسری بار اشارہ سے سوال کیا کہ پھر کون ہے عملوں کا صریح ذکر نہ کیا۔ واللہ اعلم اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو کہ نماز وقت پر پڑھنی سب عملوں سے بہتر ہے۔

بَابُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسُ كَفَّارَةٌ لِلْخَطَايَا إِذَا صَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ فِي الْجَمَاعَةِ وَغَيْرِهَا.

پانچوں نمازیں گناہوں کا کفارہ ہیں جب کہ ان کو وقت پر پڑھا جائے جماعت سے یا اکیلے۔

٤٩٧ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا مَا تَقُوْلُ ذٰلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ قَالُوْا لَا يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا قَالَ فَذٰلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا.

۴۹۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بتاؤ تو اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر ندی ہو کہ وہ اس میں سے ہر روز پانچ بار نہائے کیا اس کی میل سے کچھ باقی رہے گا اصحاب نے عرض کی کہ کچھ اس کی میل سے باقی نہ رہے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی حال ہے پانچ نمازوں کا کہ اُن کے سبب سے حق تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

فائدہ: یہ تمثیل ہے نماز کی ساتھ پانی ندی کے یعنی جیسے کہ ہر روز پانچ وقت نہانے سے بدن پر میل نہیں رہتا ہے اسی طرح پنجگانہ نماز سے گناہ نہیں رہتے ہیں پس معلوم ہوا کہ نماز گناہ کا کفارہ ہے وفیہ مطابقة للترجمة اور فائدہ اس تمثیل کی تاکید ہے اور معقول کو محسوس کی طرح کر دینا ہے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کل گناہ معاف ہو جاتے ہیں خواہ کبیرے ہوں خواہ صغیرے لیکن مراد اس سے فقط صغیرے گناہ ہیں اس لیے کہ اس کو میل سے تشبیہ دی گئی ہے اور میل ادنیٰ ہے بہ نسبت بڑے زخموں اور جراحات کے اور امام شیخ الاسلام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ حالات آدمی کے بہ نسبت اس کے گناہوں کے پانچ قسم ہیں اول یہ کہ اس سے کوئی چیز صادر نہ ہو سو یہ معارض ہے ساتھ رفع درجات کے۔ دوم یہ کہ صغیرے گناہ اس سے صادر ہوں اور اس پر اصرار نہ ہو تو یہ یقیناً نماز سے معاف ہو جائیں گے۔ سوم یہ کہ گناہ صغیرے ہوں لیکن اُن پر اصرار اور ہٹ کرے تو یہ نماز سے معاف نہیں ہوں

گے۔ چہارم یہ کہ گناہ کبیرہ ایک ہو اور صغیرے بہت ہوں۔ پنجم یہ کہ کبیرے گناہ بھی بہت ہوں اور صغیرے بھی بہت ہوں تو یہ دونوں قسم کے گناہ بھی معاف نہیں ہوں گے انتہی۔ اور جس گناہ میں حق العبد ہو یعنی آدمی کی تقصیر کی ہو تو اس کا معاف ہونا اس کی بخشش پر موقوف ہے۔

بَابُ تَضْيِيعِ الصَّلَاةِ عَنْ وَقْتِهَا.

نماز کو وقت سے نکالنا منع ہے۔

٤٩٨ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ غَيْلَانَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ الصَّلَاةُ قَالَ أَلَيْسَ ضَيَّعْتُمْ مَا ضَيَّعْتُمْ فِيهَا.

۴۹۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ جو جو نیک عمل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کیے جاتے تھے اُن میں سے ایک عمل کو بھی نہیں پاتا ہوں یعنی اب ان میں سے کوئی نیک عمل باقی نہیں رہا لوگوں نے غفلت کی وجہ سے سب عمل چھوڑ دیے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ صرف کلمہ لا الہ الا اللہ باقی رہے کسی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نماز تو باقی ہے (پس تو کیوں کہتا ہے کہ کوئی چیز باقی نہیں رہی) انس رضی اللہ عنہ نے کہا کیا یہ شان نہیں ہے کہ ضائع کی تم نے وہ چیز جو ضائع کی ہے تم نے نماز میں۔

فائدہ: نماز کے ضائع کرنے سے مراد یہ ہے کہ اُس کو اپنے وقت سے نکال دیا جائے اور وقت نماز کا بالکل باقی نہ رہے چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم نے ظہر کو مغرب کے ساتھ نہیں ملا دیا ہے پس وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے اور اس وقت میں روزہ، حج و زکوۃ بھی باقی تھے لیکن اس نے نماز کی تخصیص اس واسطے کی کہ یہ سب عبادتوں میں عمدہ ہے۔

٤٩٩ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ أَبُو عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ أَخِي عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ دَخَلْتُ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِدِمَشْقَ وَهُوَ يَبْكِي فَقُلْتُ مَا يُبْكِيكَ فَقَالَ لَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا أَدْرَكْتُ إِلَّا هٰذِهِ الصَّلَاةَ وَهٰذِهِ الصَّلَاةُ قَدْ ضُيِّعَتْ وَقَالَ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ

۴۹۹۔ زہری سے روایت ہے کہ میں انس رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق میں آیا اس حال میں کہ وہ رو رہے تھے میں نے کہا کہ کس سبب سے روتے ہو انہوں نے کہا میں ارکان اسلام سے کسی چیز کو باقی نہیں پاتا ہوں مگر نماز کو اور یہ نماز بھی ضائع ہو چکی ہے یعنی اس کو بھی اپنے وقت سے نکال دیتے ہیں وقت پر ادا نہیں کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ نَحْوَهُ.

فائدہ: جب ولید بن عبدالملک بن مروان خلیفہ ہوا تو اُس نے ملک شام اور بصرے میں اپنی طرف سے نائب بھیجے اور حجاج نابکار کو ملک عرب پر حاکم کر کے بھیجا اور یہ حجاج نہایت ظالم تھا اور دین میں بڑا سست تھا نماز کو ہمیشہ قضا کر دیتا تھا کبھی وقت پر نہیں پڑھتا تھا تو انس رضی اللہ عنہ اس کی شکایت کرنے کو ولید حاکم وقت کے پاس دمشق میں گئے مگر چونکہ ولید خود بھی نماز کو قضا کر دیا کرتا تھا اس لیے اُس نے انس رضی اللہ عنہ کی شکایت نہ سنی اور اسی طرح ملک شام اور بصری میں اس کی طرف سے جو نائب رہتے تھے وہ بھی نماز کو قضا کر دیتے تھے سو انس رضی اللہ عنہ اُن کا حال دیکھ کر ایک دن رو رہے تھے کہ زہری تابعی اُن کے پاس ملاقات کو گیا اور اُن سے اُن کے رونے کا سبب پوچھا تب حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث فرمائی اور مراد نماز کے ضائع کرنے سے یہی ہے کہ وہ نماز بالکل قضا کر دیتے تھے جیسے کہ مصنف عبدالرزاق میں عطا سے روایت ہے کہ ولید نے جمعہ میں یہاں تک دیر کی شام ہوگئی سو میں نے پہلے ظہر پڑھی پھر بیٹھے بیٹھے اشارے سے عصر پڑھی اور حالانکہ ولید ابھی جمعے کا خطبہ پڑھ رہا تھا اور عطا نے اشارہ سے نماز اس واسطے پڑھی کہ اگر کھڑا ہو کر پڑھوں گا تو ولید مجھ کو قتل کر ڈالے گا پس اس سے ظاہر ہوگئی مطابقت درمیان باب کے اور درمیان اس حدیث کے اور انس رضی اللہ عنہ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ارکانِ اسلام سے کوئی چیز باقی نہیں رہی تھی اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ ارکانِ اسلام کے سب باقی تھے مگر نماز نہیں تھی تو ظاہرًا ان دونوں قولوں میں تعارض ہے سو وجہ تطبیق کی یہ ہے کہ پہلا قول اُن کا امیروں شام اور بصری کے حق میں وارد ہوا ہے اور دوسرا قول اُن کا خاص مدینہ والوں کے حق میں وارد ہوا ہے مدینہ میں اس وقت عمر بن عبدالعزیز حاکم تھے وہ صرف نماز میں سستی کیا کرتے تھے سو جب عروہ نے ان کو حدیث تعیین اوقات کی سنائی تو اس دن سے وہ وقت کی نہایت محافظت کیا کرتے تھے، واللہ اعلم۔

بَابُ الْمُصَلِّي يُنَاجِي رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ.

نمازی نماز میں اپنے رب سے بات چیت کرتا ہے۔

٥٠٠ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى يُنَاجِي رَبَّهُ فَلَا يَتْفِلَنَّ عَنْ يَمِينِهِ وَلٰكِنْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ لَا يَتْفِلُ قُدَّامَهُ أَوْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ

٥٠٠۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے رب سے بات چیت کرتا ہے سو اپنی داہنے طرف نہ تھوکے لیکن اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اپنے آگے یا اپنے سامنے نہ تھوکے لیکن اپنے بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ قبلے کی طرف نہ

وَقَالَ شُعْبَةُ لَا يَبْزُقُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَّمِيْنِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ وَقَالَ حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْزُقُ فِي الْقِبْلَةِ وَلَا عَنْ يَّمِيْنِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ.

تھوکے اور نہ اپنے داہنے لیکن اپنے بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے۔

۵۰۱ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ ذِرَاعَيْهِ كَالْكَلْبِ وَإِذَا بَزَقَ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَّمِيْنِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِيْ رَبَّهُ.

۵۰۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درست اور ٹھیک ہو جایا کرو اپنے سجدے میں اور تم میں سے کوئی اپنے دونوں ہاتھوں کو نہ بچھایا کرے کتے کی طرح اور جب کوئی (نماز میں) تھوکے تو اپنے سامنے نہ تھوکے اور نا اپنے داہنے اس لیے کہ بیشک وہ اپنے رب سے بات چیت کرتا ہے۔

فائدہ: اگر نماز میں تھوک آ جائے تو آگے نہ تھوکے اس واسطے کہ قبلہ ہے اور داہنے فرشتہ ہے تو بائیں قدم کے نیچے تھوکے اگر جنگل میں ہو اور اگر مسجد میں یا بائیں طرف کوئی نمازی کھڑا ہو تو اپنے کپڑے میں تھوک لے اور مناسبت اس باب کی پہلے بابوں سے اس طور پر ہے کہ پہلے بابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جو آدمی نماز کو وقت پر ادا کرے اس کے لیے بڑا ثواب ہے اور جو شخص نماز کو وقت سے نکال دے اس کو بڑا گناہ ہوتا ہے اور اللہ کے ساتھ کلام کرنے سے آدمی کا درجہ بلند ہوتا ہے سو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اس باب سے نماز کو وقت پر پڑھنے کی ترغیب دینا ہے یعنی نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا چاہیے تا کہ یہ مرتبہ مناجات کا حاصل ہو پس. یہی وجہ ہے مناسبت اس باب کی باب مواقیت الصلوۃ سے، واللہ اعلم۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سجدے میں کہنیوں کو زمین سے اور پیٹ کو رانوں سے ملانا منع ہے علیحدہ رکھے۔

بَابُ الْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ.

سخت گرمی میں ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا۔

۵۰۲ ـ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ حَدَّثَنَا الْأَعْرَجُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَنَافِعٌ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

۵۰۲۔ ابو ہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سخت گرمی ہوا کرے تو ٹھنڈے وقت نماز پڑھا کرو اس واسطے کہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے۔

عُمَرَ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ.

٥٠٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُهَاجِرِ أَبِي الْحَسَنِ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَذَّنَ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَالَ أَبْرِدْ أَبْرِدْ أَوْ قَالَ انْتَظِرْ انْتَظِرْ وَقَالَ شِدَّةُ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُوْلِ.

۵۰۳۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن نے ظہر کی اذان دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کو) فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دے ٹھنڈا ہونے دے یا یوں فرمایا انتظار کر انتظار کر اور فرمایا کہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے سو جب سخت گرمی ہوا کرے تو نماز ٹھنڈے وقت پڑھا کرو (ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھنڈے کرنے کا حکم فرمایا) یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا۔

٥٠٤ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَدِيْنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَاشْتَكَتِ النَّارُ إِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ أَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَآءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ فَهُوَ أَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ.

۵۰۴۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ آگ نے اللہ کے آگے شکوہ کیا اور عرض کی کہ اے رب! میرے بعض نے بعض کو کھا لیا ہے یعنی نہایت گرمی اور شدت جوش سے سو اللہ تعالیٰ نے اس کو دو بار دم لینے کا اذن کیا ایک بار سردی کے موسم میں اور ایک بار گرمی کے موسم میں سو جو گرمی کہ تم گرمی کے موسم میں پاتے ہو وہ اُسی سانس کی سخت گرمی سے ہے اور جو سردی کہ تم سردی کے موسم میں پاتے ہو وہ اُسی سانس کی نہایت سردی سے ہے۔

٥٠٥ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

۵۰۵۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزر چکا ہے۔

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ تَابَعَهُ سُفْيَانُ وَيَحْيٰى وَأَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ.

فائدہ: ان حدیثوں سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھنا چاہیے اس لیے کہ جوش گرمی کا غضب کا وقت ہے وَفیه مطابقة للترجمة اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ جمہور اہل علم کے نزدیک سخت گرمی میں ظہر میں تاخیر کرنی مستحب ہے یہاں تک کہ وقت ٹھنڈا ہو جائے اور گرمی ٹوٹ جائے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر جماعت ہو تو ٹھنڈے وقت میں ظہر پڑھے اور اگر اکیلا ہو تو اس کے لیے اول وقت میں نماز پڑھنی افضل ہے اور یہی قول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اکثر مالکیہ کا لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ ٹھنڈا کرنے کا حکم صرف اسی جگہ میں ہے جہاں شہر گرم ہو اور جماعت کے واسطے لوگ دور دور سے آئیں اور اگر ایک جگہ جمع ہوں تو ان کے لیے اول وقت نماز پڑھنی افضل ہے ٹھنڈا کرنا افضل نہیں ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر حال میں ابراد افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ظہر کو اول وقت پڑھنا ہر حال میں افضل ہے اور وہ لوگ اس حدیث ابراد کا یہ معنی کرتے ہیں کہ مراد ٹھنڈا کرنے سے اول وقت پڑھنا ہے لیکن یہ تاویل ضعیف ہے رد کرتا ہے اس تاویل کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ شدت گرمی کی دوزخ کے جوش سے ہے اس لیے کہ یہ علت دلالت کرتی ہے اس پر کہ مراد اسی نماز کا تاخیر کرنا ہے ورنہ یہ علت لغو ہو جائے گی اور یہ حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ کی جو عنقریب آتی ہے صریح ہے اس کے ضعیف ہونے پر اس لیے کہ اس میں صاف موجود ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انتظار کر انتظار کر اور جو لوگ کہ گرمی میں بھی اول وقت نماز پڑھنے کو افضل کہتے ہیں اُن کی ایک دلیل حدیث خباب رضی اللہ عنہ کی ہے جو صحیح مسلم میں ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سخت گرمی کی شکایت کی کہ ہمارے ہاتھ اور پیشانی گرمی سے جل جاتے ہیں یعنی سجدہ کرنے کے وقت (پس آپ ہم کو نماز ٹھنڈا کرنے کی اجازت دیجئے) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ٹھنڈا کرنے کی اجازت نہ دی سو اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ابراد کی حدیثوں سے منسوخ ہے اس لیے کہ ابراد کی حدیثیں مؤخر ہیں اور یا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اصل ابراد کے وقت سے زیادہ تاخیر چاہتے تھے یعنی جس وقت کہ بالکل گرمی دفع ہو جائے سو کبھی کبھی ایسی تاخیر میں ظہر کا اصل وقت بھی جاتا رہتا ہے اس لیے آپ نے اُن کو تاخیر کا اذن نہ دیا اور جو لوگ کہ ظہر اول وقت پڑھنے کو افضل جانتے ہیں دوسری دلیل اُن کی وہ حدیثیں ہیں جو اول وقت ظہر پڑھنے کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں سو جواب ان کا یہ ہے کہ وہ حدیثیں مطلق اور عام ہیں اور حدیث ٹھنڈا کرنے کی خاص ہے پس یہ حدیث مقدم کی جائے گی اُن پر اس لیے کہ تخصیص عام کی خاص سے بالاتفاق جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اول وقت ظہر پڑھنی افضل ہے اس واسطے کہ اس میں مشقت زیادہ ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ افضلیت اس میں منحصر نہیں ہے بلکہ کبھی آسان کام زیادہ افضل ہوتا ہے مشکل کام سے جیسے کہ سفر

میں نماز کا قصر کرنا افضل ہے پوری پڑھنے سے اور امام احمد سے روایت ہے کہ دونوں امروں سے آخری فعل حضرت ﷺ کا یہی ہے کہ آپ نے گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھی ہے اور بعض نے دونوں طرف کی حدیثوں میں یہ تطبیق دی ہے کہ اول وقت افضل ہے اور ابراد رخصت اور جائز ہے اور بعض اس کے برعکس کہتے ہیں کہ ٹھنڈا کرنا افضل ہے اور اول وقت پڑھنا جائز ہے انتہی۔

مترجم کہتا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے دوسرے پارہ میں ان حدیثوں میں یہ تطبیق دی تھی کہ ٹھنڈا کرنا اول وقت کے منافی نہیں ہے بلکہ دونوں آپس میں جمع ہو جاتی ہیں اس لیے کہ حد ٹھنڈا کرنے کی یہ ہے کہ دیواروں کا سایہ اس قدر ہو جائے کہ اس میں آدمی چل کر مسجد کی طرف جا سکے اور بعض لوگ اس حدیث سے سند لاتے ہیں اس پر کہ ظہر کا وقت دو مثل تک باقی رہتا ہے اس لیے کہ بالو کے ٹیلے زمین پر بچھے ہوئے ہوتے ہیں اور اُن کی بلندی کم ہوتی ہے پس اس کا سایہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب کہ سایہ ہر چیز کا دو مثل ہو جائے سو جواب اُس کا یہ ہے کہ جب سایہ ہر چیز کے دو مثل سایہ ہونے تک ظہر کا وقت باقی رہتا ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ ٹیلوں کے دو مثل ہونے تک بھی ظہر کا وقت باقی رہتا ہے حالانکہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہایت اور حد تاخیر ظہر کی اسی وقت تک ہے جب کہ سایہ ٹیلوں کا ابتداء شروع ہو پس یہ حدیث اُن کے بھی مخالف ہے ہاں یہ بات مسلم ہے کہ سایہ ٹیلوں کا دیر کے بعد ظاہر ہوتا ہے مگر اس کی حد یہی ہے کہ ایک مثل کے اندر ہوتا ہے اور اگر کوئی سوال کرے کہ جب شدت گرمی کی وجہ سے نماز کی تاخیر جائز ہے تو نہایت سردی کی وجہ سے بھی تاخیر نماز کی جائز ہوگی اس لیے کہ وہ بھی آگ کے جوش سے ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ نہایت سردی اکثر صبح ہی کے وقت ہوتی ہے اور وہ آفتاب نکلنے کے سوا دور نہیں ہوتی ہے سو اگر یہاں بھی نماز کو تاخیر کیا جائے تو صبح کا وقت باقی نہیں رہے گا پس تاخیر جائز نہ ہوگی اور یہ جو فرمایا کہ آگ نے اللہ کے نزدیک اپنی شدت کا گلہ کیا سو اکثر کہتے ہیں کہ یہ گلہ حقیقی زبان سے ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حیوانوں کی طرح اس میں بھی حیاتی پیدا کی ہوئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ گلہ زبان حال سے واقع ہوا ہے یعنی شدت گرمی سے آگ کا جوش خروش کرنا گویا کہ یہ گلہ ہے لیکن پہلی بات صحیح ہے اس لیے کہ جب پیغمبر صادق کسی امر ممکن کی خبر دے تو اس کی تاویل کی کچھ حاجت نہیں ہے بلکہ اس کو حقیقی معنی پر محمول کرنا اولیٰ ہے امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہی بات صواب ہے یعنی مراد اس سے حقیقی کلام ہے اس لیے کہ آگ کی گفتگو پیغمبر کے ساتھ اور مسلمانوں کے ساتھ بہت واقع ہو چکی ہے چنانچہ مومن جب پل صراط پر سے گزرے گا تو دوزخ کہے گی کہ اے مومن! میرے اوپر سے جلدی گزر جا کہ تیرے نور نے میرے جوش کو بجھا دیا ہے واللہ اعلم اور آگ میں سردی کے ہونے کا یہ مطلب ہے کہ دوزخ ان دونوں کی جگہ ہے بعض طبقوں میں اُس کے آگ ہے اور ایک طبقہ اُس میں زمہریر ہے کہ اس میں اس شدت کی سردی ہے کہ اس کی حد سوائے اللہ کے کسی کو معلوم نہیں پس مراد آگ سے اس حدیث میں دوزخ ہے۔

فائدہ ثانیہ: فرقہ معتزلہ کہتے ہیں کہ دوزخ قیامت کے دن پیدا کی جائے گی اس وقت پیدا نہیں ہو چکی ہے سو یہ حدیث صریح ہے ان کے رد میں اس لیے کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ دوزخ پیدا ہوئی ہے اور اب موجود ہے۔

بَابُ الْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي السَّفَرِ.

سفر میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا بیان۔

۵۰۶ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُهَاجِرٌ أَبُو الْحَسَنِ مَوْلًى لِبَنِي تَيْمِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ لِلظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ حَتّٰى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَتَفَيَّأُ تَتَمَيَّلُ.

۵۰۶۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو مؤذن نے چاہا کہ ظہر کی اذان دے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کو) فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دے پھر اس نے اذان دینے کا ارادہ کیا سو آپ نے فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دے (سو آپ نماز کو ٹھنڈا کرنا فرماتے رہے) یہاں تک کہ جب ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا (تو اس وقت آپ نے نماز پڑھی) اور فرمایا کہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے سو جب سخت گرمی ہوا کرے تو نماز ٹھنڈے وقت پڑھا کرو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿يَتَفَيَّؤُ ظِلَالُهُ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ معنی یتفیؤ کا یہ ہے کہ مائل ہو اور جھک جائے سایہ اس کا ایک طرف سے دوسری طرف۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ ظہر ٹھنڈا کرنے کی حد میں علماء کو اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ ایک ہاتھ سایہ ہونے تک ہے اور بعض نے کہا کہ آدمی کے قد کی چوتھائی تک ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس کی تہائی تک ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس کے نصف تک اور بعض نے کہا کہ وہ مختلف ہے باعتبار اختلاف وقتوں کے لیکن شرط یہ ہے کہ آخر وقت قضا نہ ہو جائے اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ ٹیلوں کا سایہ اُن کے برابر ہو گیا تھا سو مراد اُس سے یہ ہے کہ پہلے ظاہر نہیں تھا پھر ظاہر ہو گیا نہ یہ کہ ایک مثل ہو گیا تھا یا شاید اس واسطے تاخیر کیا ہو گا کہ عصر کے ساتھ جمع کا ارادہ ہو گا اور مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس باب سے یہ ہے کہ گرمی کے موسم میں نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا صرف گھر کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ سفر میں بھی ٹھنڈا کرنا جائز ہے لیکن یہ اس وقت ہے جب کہ مسافر کسی منزل پر اترا ہوا ہو اور جب چلتا ہو یا سواری پر تو اس وقت نماز جمع کر لینی چاہیے تقدیم ہو یا تاخیر جیسے بیان اس کا آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور مناسبت ترجمہ کی حدیث سے ظاہر ہے۔

بَابُ وَقْتِ الظُّهْرِ عِنْدَ الزَّوَالِ وَقَالَ جَابِرٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ظہر کی نماز کا وقت آفتاب ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے

يُصَلِّيْ بِالْهَاجِرَةِ. وقت سخت گرمی میں نماز پڑھا کرتے تھے یعنی بعد زوال کے

فائدہ: غرض اس باب سے رد کرنا اُن کوفیوں پر جو کہتے ہیں کہ نماز اول وقت میں فرض نہیں ہوتی ہے۔

۵۰۷ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ فَذَكَرَ أَنَّ فِيْهَا أُمُوْرًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ فَلَا تَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ مَّا دُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا فَأَكْثَرَ النَّاسُ فِي الْبُكَاءِ وَأَكْثَرَ أَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِيْ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ فَقَالَ مَنْ أَبِيْ قَالَ أَبُوْكَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِيْ فَبَرَكَ عُمَرُ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ اٰنِفًا فِيْ عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ فَلَمْ أَرَ كَالْخَيْرِ وَالشَّرِّ.

۵۰۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب ڈھلنے کے وقت گھر سے باہر تشریف لائے سو آپ نے اول وقت ظہر کی نماز پڑھی پھر آپ نے (بعد نماز ظہر کے) منبر پر خطبہ پڑھا اور قیامت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ قیامت سے پہلے بڑی بڑی مصیبتیں ہونے والی ہیں پھر فرمایا کہ جو کچھ کوئی پوچھنا چاہے سو پوچھے سو مجھ سے جو کچھ پوچھو گے بتلا دوں گا جب تک کہ میں اپنے اس مقام میں ہوں یعنی منبر پر سو اصحاب بے اختیار قیامت کے خوف سے رونے لگے سو آپ نے بہت بار لوگوں سے یہ کلمہ فرمایا کہ مجھ سے جو کچھ چاہو پوچھو سو عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پوچھا کہ میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا کہ حذافہ ہے پھر بہت بار فرمایا کہ جو کچھ چاہو سو مجھ سے پوچھو یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بہت غضب میں آ گئے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر عرض کیا کہ ہم راضی ہیں اللہ کی خدائی سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری سے یہ سن کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ دور ہوا اور آپ چپ ہو گئے پھر فرمایا کہ بہشت اور دوزخ اس وقت میرے سامنے لائے گئے اس دیوار کی طرف سے سو میں نے بھلائی اور برائی کی مثل کوئی چیز نہیں دیکھی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابتداء وقت ظہر کا زوال سے شروع ہوتا ہے اس لیے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے آفتاب ڈھلنے کے وقت نماز پڑھی پس معلوم ہوا کہ اول وقت ظہر کا آفتاب کا ڈھلنا ہے اور یہی وجہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ہے اور یہ کہیں سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال سے پہلے نماز پڑھی ہو اور اس پر اب تمام امت کا اجماع ہو چکا ہے اور قدیم زمانے میں بعض صحابہ سے اس باب میں اختلاف تھا کہ ظہر کو آفتاب ڈھلنے سے پہلے بھی جائز رکھتے تھے اور اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق بھی جمعہ پڑھنے کو زوال سے پہلے جائز رکھتے ہیں جیسے آئندہ

آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور زوال کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ کسی سیدھی چیز کو برابر زمین میں سیدھا کھڑا کیا جائے اور صبح کو آفتاب نکلنے کے وقت اس چیز کے سایہ کو جو مغرب کی طرف ہو دیکھتا رہے سو جس قدر آفتاب بلند ہوتا جائے اسی قدر اس کا سایہ بھی کم ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ جب آفتاب اپنے نہایت حد کی بلندی پر پہنچے اور عین سر پر آ جائے تو اس وقت ایک لحظہ ٹھہرا رہتا ہے اور اس وقت اس کا سایہ بھی ٹھہر جاتا ہے نہ کم ہوتا ہے نہ زیادہ پس یہ وقت آدھے دن کا ہے اور اسی وقت کو استواء کہتے ہیں پھر ایک لحظہ کے بعد آفتاب وہاں سے ڈھل جاتا ہے پس جو اول درجہ ڈھلنے کا ہے یعنی اپنے نہایت درجہ کی بلندی سے ڈھل کر جس درجہ میں اول اول آئے وہی وقت زوال کا ہے اور وہی ہے اول وقت ظہر کا اور یہ وقت وہ ہے جب کہ سایہ اس چیز کا مشرق کی طرف میں ذرا سا ظاہر ہو کر نظر آنے لگے اور قسطلانی میں حدیث نقل کی ہے کہ جتنی دیر میں آدمی زبان سے لا نعم کہتا ہے اتنی دیر میں آفتاب پانچ سو برس کی راہ قطع کر جاتا ہے اور حضرت ﷺ غصے اس وجہ سے ہوئے تھے کہ منافقوں نے کہا تھا کہ پیغمبر ہمارے سوال میں عاجز ہے جو کچھ ہم پوچھتے ہیں اس کا جواب نہیں دے سکتا ہے سو حضرت ﷺ نے منافقوں کی یہ کلام سن لی تھی اس واسطے حضرت ﷺ غصے سے بار بار فرماتے تھے اُن کی طرف اشارہ کر کے کہ پوچھیے جس کا جی چاہے عبداللہ بن حذافہ اس مطلب کو نہ سمجھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ بات بوجھ گئے کہ کلام حضرت ﷺ کا اصحاب سے نہیں ہے منافقوں سے ہے تب وہ بات عرض کی جس سے حضرت ﷺ غصہ گیا اور رونا اصحاب کا یا تو اس خوف سے تھا کہ پہلی امتوں کی طرح ہم پر بھی عذاب نازل نہ ہو جائے کہ پہلی امتوں نے بھی پیغمبروں کو ایذاء دی تھی اور حضرت ﷺ کو بھی منافقوں سے ایذاء پہنچی ہے اور یا رونا ان کا قیامت کے حالات سننے کی وجہ سے تھا اور حذافہ رضی اللہ عنہ نے اپنا باپ اس واسطے پوچھا کہ لوگ اس کو کسی اور شخص کا بیٹا کہتے تھے اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ بہشت اور دوزخ اس وقت میرے سامنے لائے گئے سو یہ سامنے لانا یا تو اس طرح سے تھا کہ جو پردہ کہ درمیان بہشت اور دوزخ اور درمیان آدمیوں کے ہے وہ درمیان سے اٹھا دیا گیا تھا اور یا بہشت اور دوزخ کے لوگ آپ کو دکھلائے گئے تھے یا ان دونوں کی مثال حضرت ﷺ کو دکھلائی گئی تھی واللہ اعلم۔ اور آپ نے جو یہ فرمایا کہ میں نے بھلائی اور برائی کی طرح کوئی چیز نہیں دیکھی ہے سو مراد اس سے یا تو یہ ہے کہ میں نے بہشت جیسی بہتر جگہ اور دوزخ جیسی بری جگہ کوئی نہیں دیکھی اور یا یہ مراد ہے کہ میں نیکی اور گناہ کی مثل کوئی چیز نہیں دیکھی ہے کہ نیکی سے آدمی بہشت میں داخل ہوتا ہے اور گناہ کے سبب سے آدمی دوزخ میں داخل ہوتا ہے اور اس حدیث سے بڑی بزرگی اور نہایت تیز فہمی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بدون حاجت کے بے فائدہ سوال عالم سے کرنا منع ہے۔

۵۰۸ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْمِنْهَالِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ

۵۰۸۔ ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ صبح کی نماز ایسے وقت میں پڑھا کرتے تھے کہ ہم میں سے ہر ایک

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَأَحَدُنَا يَعْرِفُ جَلِيْسَهٗ وَيَقْرَأُ فِيْهَا مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ إِلَى الْمِائَةِ وَيُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَأَحَدُنَا يَذْهَبُ إِلٰى أَقْصَى الْمَدِيْنَةِ رَجَعَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَلَا يُبَالِيْ بِتَأْخِيْرِ الْعِشَآءِ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ ثُمَّ قَالَ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ وَقَالَ مُعَاذٌ قَالَ شُعْبَةُ لَقِيْتُهٗ مَرَّةً فَقَالَ أَوْ ثُلُثِ اللَّيْلِ.

آدمی اپنے پاس والے کو پہچان لیتا تھا اور نماز میں ساٹھ آیت سے لے کر سو آیت تک پڑھتے تھے یعنی جب آپ نماز صبح سے فارغ ہوتے تو اس وقت ایسی روشنی ہو جاتی کہ ایک دوسرے کو پہچان لیتا جیسے دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے نہ یہ کہ ایسے وقت میں نماز شروع کرتے تھے اور ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے جب کہ آفتاب ڈھل جاتا اور عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ ہم میں سے کوئی عصر پڑھ کر مدینے کی پرلی طرف اپنے گھر میں پلٹ جاتا اور حالانکہ ابھی آفتاب خون سفید ہوتا تھا یعنی اُس کی گرمی اور رنگ نہ بدلتا (ابو المنہال کہتا ہے کہ) میں بھول گیا ہوں اس کو جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز مغرب کے حال میں کہا اور عشاء کی نماز کو تہائی رت تک یا کہا آدھی رات تک تاخیر کرتے تھے (یہ راوی کا شک ہے) یعنی وقت مستحب عشاء کا تہائی یا آدھی رات تک ہے واِلاّ اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وقت عشاء کا صبح صادق تک باقی رہتا ہے۔

فائدہ: عشاء کی نماز کے چار وقت میں اول وقت فضیلت کا ہے اور تہائی رات تک مختار وقت ہے اور صبح صادق تک جواز کا وقت ہے اور مغرب کے ساتھ جمع کرنا عذر کا وقت ہے اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ ظہر کا اول وقت وہ ہے جب کہ آفتاب ڈھل جائے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب سے۔

٥٠٩ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِيْ غَالِبٌ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالظَّهَآئِرِ فَسَجَدْنَا عَلٰى ثِيَابِنَا اتِّقَآءَ الْحَرِّ.

٥٠٩۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت گرمی میں ظہر کی نماز پڑھا کرتے تو اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے گرمی سے بچنے کے لیے یعنی گرمی کی شدت سے زمین ایسی گرم ہو جاتی تھی کہ اس پر سجدہ کرنے سے پیشانی جل جاتی پس گرمی سے بچنے کے واسطے کپڑوں پر سجدہ کرتے تھے۔

فائدہ: جب حضرت ﷺ نے گرمی میں ظہر کی نماز پڑھی تو معلوم ہوا کہ زوال کے بعد ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اس لیے کہ شدت گرمی کی زوال کے سوا اور کسی وقت میں نہیں ہوتی ہے پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ باب سے اور یہ حدیث ابراد کی حدیث کے مخالف نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اول وقت جائز ہے اور ابراد افضل ہے واللہ اعلم اور یہ حدیث دوسرے پارے میں بھی گزر چکی ہے۔

بَابُ تَأْخِيرِ الظُّهْرِ إِلَى الْعَصْرِ. ظہر کی نماز کو عصر تک تاخیر کرنا جائز ہے۔

فائدہ: مراد اس سے یہ ہے کہ ظہر کی نماز کو ایسے وقت میں ادا کرے کہ اُس سے فارغ ہوتے ہی عصر کا وقت داخل ہو جائے اور اس کو جمع صوری کہتے ہیں یعنی ظاہر میں دونوں نمازیں ایک وقت میں معلوم ہوتی ہیں اور در حقیقت اپنے اپنے وقت پڑھی جاتی ہیں اور غرض امام بخاری کی اس باب سے یہ ہے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اپنے ظاہری معنی میں نہیں ہے بلکہ وہ محمول ہے جمع صوری پر یعنی ظہر کو آخر وقت میں ادا کیا اور عصر کو اول وقت میں ادا کیا بایں طور کہ جب ظہر سے فارغ ہوئے تو شاید عصر کا وقت داخل ہو گیا۔

۵۱۰ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِالْمَدِيْنَةِ سَبْعًا وَثَمَانِيًا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ فَقَالَ أَيُّوْبُ لَعَلَّهُ فِيْ لَيْلَةٍ مَطِيْرَةٍ قَالَ عَسٰى.

۵۱۰ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مدینہ میں نماز پڑھی سات رکعتیں اکٹھی اور آٹھ رکعتیں اکٹھی ظہر اور عصر کی آٹھ رکعتیں اور مغرب اور عشاء کی سات رکعتیں یعنی چار فرض ظہر کے اور چار فرض عصر کے آٹھ رکعتیں جمع کر کے ایک وقت میں پڑھیں اور تین فرض مغرب کے اور چار فرض عشاء کے یہ سات رکعتیں ایک وقت میں جمع پڑھیں سو ایوب نے کہا کہ شاید حضرت ﷺ کا یہ جمع کرنا مینہ کے دن میں ہوگا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا امید ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عذر کے وقت گھر میں بھی دو نمازوں کو جمع کرنا درست ہے لیکن اس حدیث کی لوگوں نے کئی تاویلیں کی ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شاید حضرت ﷺ کا جمع کرنا مینہ کے سبب سے تھا مگر یہ تاویل ضعیف ہے اس لیے کہ مسلم کے ایک طریق میں صاف آ گیا ہے کہ اس وقت نہ مینہ تھا اور نہ کوئی خوف تھا پس معلوم ہوا کہ یہ جمع کرنا نہ خوف کے سبب سے تھا اور نہ سفر اور مینہ کے سبب سے تھا اور بعض نے یہ تاویل کی ہے کہ یہ جمع کرنا بیماری کے سبب سے تھا مگر یہ تاویل بھی ضعیف ہے اس لیے کہ اگر مرض کے عذر سے جمع ہوتی تو آپ کے ساتھ وہی لوگ جمع کرتے جن کو بیماری ہوتی حالانکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صریح آ چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے وہ نماز بہت اصحاب کے ساتھ پڑھی تھی اور بعض نے یہ تاویل کی ہے کہ پہلے ابر تھا سو حضرت ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر

آسمان صاف ہو گیا اُس وقت معلوم ہوا کہ عصر کا وقت آ گیا ہے پس آپ نے عصر کی نماز پڑھی مگر یہ تاویل بھی ضعیف ہے اس لیے کہ یہ احتمال ظہر اور عصر کی نماز میں تو ہو سکتا ہے مگر مغرب اور عشاء کی نماز میں یہ احتمال بالکل نہیں ہو سکتا کہ کہا جائے گا پھر اندریں صورت مغرب اور عشاء کو کیوں جمع کیا اور بعض نے یہ تاویل کی ہے کہ یہ جمع صوری ہے جمع حقیقی نہیں ہے جیسے کہ بیان اس کا ابھی ہو چکا ہے اور یہی مذہب ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حنفیہ کا لیکن یہ احتمال بھی ضعیف ہے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ احتمال باطل ہے اس لیے کہ ظاہر حدیث کے مخالف ہے اور نیز جابر رضی اللہ عنہ راوی حدیث کا کہتا ہے کہ یہ مینہ کے عذر سے تھا لیکن حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ احتمال جمع صوری کا قوی ہے اس لیے کہ اس حدیث کے کسی طریق میں جمع کے وقت کا ذکر نہیں آیا ہے کہ آپ نے ظہر اور عصر کو کس وقت جمع کیا اور مغرب اور عشاء کو کس وقت میں جمع کیا اور ظاہراً کوئی عذر بھی نہیں بن سکتا ہے جیسے کہ ابھی بیان عذروں کا گزر چکا ہے کہ سب عذر ضعیف ہیں پس اندریں صورت اگر مراد مطلق جمع جائز رکھی جائے جیسے کہ مثلاً ظہر کو عصر کے وقت میں جمع کرنا یا بالعکس اس کے تو لازم آئے گا نکالنا نماز کا اپنے وقت مقرر سے بلا عذر اور یہ جائز نہیں ہے جیسے کہ بیان اس کا اوپر گزر چکا ہے کہ نماز کا وقت معین اور مقرر ہے اپنے وقت سے اس کو نکالنا جائز نہیں ہے اور اگر مراد اس سے جمع صوری رکھی جائے تو نماز کو وقت سے نکالنا لازم نہ آئے گا اور نیز سب حدیثوں کی آپس میں تطبیق ہو جائے گی پس معلوم ہوا کہ اس کو جمع صوری پر حمل کرنا اولیٰ ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے لیکن صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی حدیث میں یہ لفظ آ چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نمازوں کو اس ارادہ سے جمع کیا کہ آپ کی امت سے کسی کو کوئی حرج نہ ہو اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے طبرانی میں روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جمع اس واسطے کیا ہے کہ میری امت کو حرج نہ ہو سو یہ حدیث صریح ہے کہ مراد اس سے جمع حقیقی ہے جمع صوری نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ جمع صوری کی تاویل اس حدیث میں نہیں بن سکتی ہے اس لیے کہ جمع صوری حرج سے خالی نہیں ہے اور نیز نفی حرج کی رو سے صورت میں صادق آتی ہے جب کہ جمع حقیقی ہو اور نیز جمع صوری میں وقت نکل جانے کا خوف ہے خاص کر عوام لوگ کہ اُن کو وقت ظہر کے آخر جزء اور وقت عصر کے اول جزء میں بالکل تمیز نہیں ہو سکتی ہے پس اس میں حرج ہے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے بصرہ میں نماز ظہر اور عصر کو جمع کیا اور ان کے درمیان کوئی نفل نہ پڑھے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ جمع حقیقی ہے اس لیے کہ نوافل کا ان کے درمیان نہ پڑھنا صرف جمع حقیقی میں ہوتا ہے صوری کے درمیان نوافل پڑھ لیتے ہیں اور زیادہ تحقیق اس مسئلہ کی مترجم نے کلام المتین میں کر دی ہے شائق اس کا مطالعہ کرے غرضیکہ اس حدیث میں جمع صوری بھی مراد نہیں ہو سکتی ہے اور اماموں کی ایک جماعت نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا ہے اور ضرورت کے وقت گھر میں بھی دو نمازوں کو جمع کرنا جائز رکھا ہے بشرطیکہ عادت نہ ٹھہرا رکھے اور ساتھ

اسی کے قائل ہیں ابن سیرین اور ربیعہ اور اشہب اور ابن منذر اور قفال کبیر اور ساتھ اسی کے قائل ہے ایک جماعت محدثین کی اور دلیل ان کی یہی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے جس میں حرج کے واسطے جمع کرنا آیا ہے۔

مترجم کہتا ہے افسوس ہے کہ شارحین خاص کر امام ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں بہت طویل کلام کی اور سب تاویلوں کو رد کر دیا لیکن آخر کوئی معنی اس حدیث کا بیان نہ کیا اور کوئی بات محقق مقرر نہ کی جس پر آدمی عمل کرے لیکن جمع کرنے کا آپ نے یہ سبب تو بیان فرمایا ہے کہ میری امت کو کوئی حرج نہ ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ میں جمع کرنے کا کوئی سبب ضرور تھا اور کسی عذر کی وجہ سے آپ نے نمازوں کو جمع کیا تھا گو شارحین نے عذروں کو رد کر دیا ہے لیکن یہ علت بالکل لغو جائے گی کہ حرج بدون کسی عذر کے متصور نہیں پس ظاہر معنی اس حدیث کے یہی ہیں کہ گھر میں بھی عذر کے واسطے دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ آدمی اس کو عادت نہ ٹھہرا رکھے کبھی کبھی ضرورت کے وقت کر لیا کرے جیسے کہ ایک جماعت محدثین کا یہی مذہب ہے کما مر واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ وَقْتِ الْعَصْرِ. نماز عصر کے وقت کا بیان۔

۵۱۱ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ مِنْ قَعْرِ حُجْرَتِهَا.

۵۱۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے اور حالانکہ آفتاب میرے حجرے سے ابھی باہر نہ نکلتا۔

فائدہ: مطلب اس کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ سایہ آفتاب کا میرے حجرے کے صحن میں ہوتا یعنی آفتاب بہت بلند ہوتا تھا اس لیے کہ چھوٹے حجرے کے صحن میں آفتاب کا سایہ اسی وقت ہوتا ہے جب کہ آفتاب خوب بلند ہو اور جب آفتاب نیچے چلا جائے تو اس وقت اس کا سایہ صحن میں نہیں رہتا ہے بلکہ دیواروں پر چڑھ جاتا ہے جیسے کہ مشاہدہ سے یہ بات ظاہر ہے اور بعض دشمن عقل کے اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا دروازہ مغرب کی طرف تھا پس جب آفتاب آسمان کے کنارہ پر جاتا یعنی غروب کے نزدیک ہوتا تو اس کی روشنی دروازے سے حجرے کے اندر چلی جاتی تھی پس آفتاب کے حجرے سے نہ نکلنے کی یہی مراد ہے پس معلوم ہوا کہ عصر کا وقت دو مثلوں کے بعد ہوتا ہے جواب اس کا کئی وجہ سے ہے۔

اول: یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا مغرب کی طرف دروازہ ہونا مسلم نہیں ہے۔

دوم: یہ کہ حجرہ کے دروازہ پر پردہ پڑا رہتا تھا جیسے کہ شیخ نے جذب القلوب میں بیان کیا ہے پس دروازہ سے روشنی کا

اندر جانا ممکن نہیں تھا۔

سوم: کتاب المواقیت کے اول میں یہی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی گزر چکی ہے اس میں صریح موجود ہے کہ آفتاب دیوار کے سایہ پر چڑھنے سے پہلے آپ عصر پڑھتے تھے اور آئندہ حدیثیں بھی اس باب میں صریح ہیں پس اگر روشنی آفتاب کے دروازہ سے اندر جاتی تھی تو پھر دیوار پر سایہ چڑھنے اور نہ چڑھنے کا کیا معنی ہوا پس اس حدیث سے یہ قید بالکل لغو ہو جائے گی۔

چہارم: یہ کہ جب آفتاب غروب کے نزدیک ہوتا ہے تو وہ وقت بالاتفاق مکروہ ہے اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی اکثر اوقات یہی عادت تھی پس ایسے وقت میں حضرت ﷺ کا نماز پڑھنا کبھی ممکن نہیں ہے پس اس حدیث سے یہ ہرگز ثابت نہیں کہ عصر کا وقت دو مثل کے بعد ہوتا ہے **فمن ادعی ذلك فعليه البيان.**

٥١٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِيْ حُجْرَتِهَا لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ مِنْ حُجْرَتِهَا.

۵۱۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی اور حالانکہ آفتاب ابھی میرے حجرے میں تھا اس کا سایہ بلند نہیں ہوا تھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تہ زمین سے سایہ بلند نہ ہوا ہوتا۔

٥١٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ صَلَاةَ الْعَصْرِ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِيْ حُجْرَتِيْ لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ بَعْدُ وَقَالَ مَالِكٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَشُعَيْبٌ وَابْنُ أَبِيْ حَفْصَةَ وَالشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ.

۵۱۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے اور حالانکہ آفتاب میرے حجرے میں ہوتا تھا اس کا سایہ ابھی بلند نہ ہوا ہوتا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ مالک اور یحییٰ اور شعیب اور ابن ابی حفصہ کی روایت میں یہ ہے کہ آفتاب اس کے حجرے میں ہوتا دیوار پر چڑھنے سے پہلے۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس معلق حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ اس روایت میں نسبت بلند ہونے کی آفتاب کی طرف کی ہے اور پہلی روایت میں نسبت بلند ہونے کی سایہ کی طرف کی ہے سو وجہ تطبیق کی ان دونوں حدیثوں میں یہ ہے کہ مراد آفتاب کے نہ بلند ہونے سے یہ ہے کہ اس کی روشنی ابھی حجرے سے باہر نہیں نکلتی تھی اور سایہ کے نہ بلند ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ابھی تک اس کا سایہ صحن حجرے میں چوڑا اور فراخ نہ ہوا ہوتا پس دونوں روایتوں میں کوئی مخالفت نہیں ہے اس لیے کہ سایہ اسی وقت چوڑا ہوتا ہے جب کہ آفتاب کی روشنی حجرے سے باہر نکل

جائے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر کی نماز میں بہت جلدی کرنی چاہیے اور اس کو اول وقت پڑھنا چاہیے اس لیے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے یہی سمجھا ہے اور اسی طرح عروہ راوی حدیث نے بھی یہی سمجھا ہے اسی واسطے اُس نے عمر بن عبدالعزیز پر اس حدیث سے دلیل پکڑی لیکن امام طحاوی حنفی نے کہا ہے کہ اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے عصر کا اول وقت پر پڑھنا ثابت نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ حجرے کی دیواریں بہت چھوٹی تھیں سو آفتاب اسی وقت پوشیدہ ہوتا جب کہ غروب کے نزدیک جاتا پس معلوم ہوا کہ عصر کو اول وقت نہیں پڑھتے تھے بلکہ دیر کر کے پڑھتے تھے سو جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال طحاوی کا اس وقت پیدا ہوسکتا ہے جب کہ حجرے کا صحن فراخ اور چوڑا ہو حالانکہ استفاضہ اور مشاہدے سے معلوم ہو چکا ہے کہ ازواجِ مطہرات کے حجرے فراخ نہیں تھے بلکہ تنگ اور بہت چھوٹے تھے اور چھوٹے حجرے کے صحن میں آفتاب کی روشنی اسی وقت باقی رہتی ہے جب کہ آفتاب خوب بلند ہو وَاِلَّا جب آفتاب غروب کے قریب چلا جائے تو اس وقت اسی روشنی حجرے کے صحن میں بالکل نہیں رہتی بلکہ بلند ہو جاتی ہے اگر چہ حجرے کی دیواریں چھوٹی ہوں امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حجرے کا میدان بہت تنگ تھا اور اس کی دیواریں بھی چھوٹی تھیں بایں طور کہ لمبائی دیواروں کے صحن کی چوڑائی سے کچھ ہی کم تھی سو جب سایہ دیوار کا ایک مثل ہو جاتا تو آفتاب کی روشنی صحن کے اخیر میں چلی جاتی تھی اور گویا کہ جب امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک مثل کے بعد وقت عصر ہونے پر کوئی حدیث صریح اپنی شرط پر نہ پائی تو صرف اسی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا پر اکتفا کیا اور اسی سے اول وقت عصر کا استنباط کیا اور صحیح مسلم میں اس قسم کی حدیثیں بہت ہیں جو اس باب میں صریح ہیں کہ وقت عصر کا بعد ایک مثل کے شروع ہو جاتا ہے اور کسی اہل علم سے اس کا خلاف منقول نہیں ہوا مگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کہ وہ کہتے ہیں وقت عصر کا بعد دو مثل کے شروع ہوتا ہے امام قرطبی نے کہا کہ تمام جہان کے علماء اس کے مخالف ہیں یعنی کہتے ہیں کہ وقت عصر کا ایک مثل کے بعد ہو جاتا ہے یہاں تک کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد بھی اس کے مخالف ہو گئے ہیں لیکن امام صاحب کے بعض مقلدین متاخرین نے ابراد وغیرہ کی حدیث سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ ظہر کا وقت دو مثل تک باقی رہتا ہے مگر یہ استدلال ان کا ٹھیک نہیں ہے کہ ابراد کی حدیث سے یہی مراد ہے کہ ہر چیز کا سایہ ظاہر ہو جائے وقد مر بیانہ مرارًا امام ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ اس استدلال کی حکایت کرنی اس کی رو سے مستغنی کر دیتی ہے۔

٥١٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلٰى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ فَقَالَ لَهُ أَبِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي

۵۱۴۔ سیار سے روایت ہے کہ میں اور میرا باپ (ہم دونوں) ابو برزہ رضی اللہ عنہ صحابی کے پاس آئے سو میرے باپ نے ان سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کس وقت پڑھا کرتے تھے سو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز (جس کو تم پیشیں کہتے ہو) اس وقت پڑھا کرتے تھے جب کہ آفتاب ڈھل جاتا یعنی

الْمَكْتُوبَةَ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْأُولَى حِينَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ أَحَدُنَا إِلَى رَحْلِهِ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَ الْعِشَاءَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْعَتَمَةَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حِينَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ وَيَقْرَأُ بِالسِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ.

جب کہ آسمان کے درمیان سے مغرب کی طرف ذرا سا جھک جاتا اور عصر کی نماز پڑھے (یعنی ایسے وقت میں) کہ ہم میں سے کوئی عصر پڑھ کر مدینہ کے پرے اپنے گھر میں پلٹ جاتا اور حالانکہ آفتاب سفید زندہ ہوتا تھا یعنی اس کے رنگ میں کچھ تغیر نہ آتا (راوی نے کہا) کہ میں بھول گیا ہوں اس کو جو ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے نماز مغرب کے باب میں کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز (جس کو تم اندھیرے کی نماز کہتے ہو) میں دیر کر کے پڑھنے کو پسند رکھتے تھے یعنی دیر کر کے پڑھا کرتے تھے اور نماز عشاء سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد بات چیت کرنے کو برا جانتے تھے اور صبح کی نماز سے (ایسے وقت میں) فارغ ہوتے کہ ہر ایک مرد اپنے پاس والے کو پہچان لیتا اور آپ نماز میں ساٹھ آیت سے لے کر سو آیت تک پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہر کی نماز اول وقت پڑھا کرتے تھے سو یہ ٹھنڈے وقت میں ظہر پڑھنے کے مخالف نہیں ہے اس لیے کہ احتمال ہے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اول وقت میں پڑھنا سردی کے موسم میں ہو یا حدیث ابراد سے پہلے کا یہ واقعہ ہو یا شدت گرمی کی نہ ہو یا بیان جواز کے لیے کیا ہو یعنی اول وقت میں بھی ظہر پڑھنی جائز ہے لیکن جمہور کے نزدیک ابراد افضل ہے جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ سخت گرمی میں مستحب ہے کہ ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا اور ساتھ اسی کے قائل ہیں جمہور صحابہ اس لیے کہ احادیث صحیحہ اس میں وارد ہو چکی ہیں اور بہت جگہوں میں آپ نے اس کے ساتھ حکم فرمایا ہے لیکن حد ابراد کی یہ ہے کہ دیواروں کا سایہ اس قدر ہو جائے کہ اس میں لوگ چل سکیں اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ نماز عصر میں ابراد کرنا کسی کے نزدیک جائز نہیں مگر اشہب مالکی کے نزدیک اور جمعہ کی نماز میں ابراد کرنا بھی جمہور علماء کے نزدیک جائز نہیں اور ظہر نماز کو پیشیں اس واسطے کہتے ہیں کہ دن کی سب نمازوں سے یہ پہلے نماز ہے یا یہ کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے یہی نماز پڑھائی تھی اور ظہر اور عشاء کو پیشیں اور اندھیرے کی نماز کہنا شاید اس وجہ سے ہے کہ ظہر کو اول وقت میں پڑھنا چاہیے اور عشاء میں تاخیر کرنی چاہیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں اس واسطے دیر کرتے تھے کہ سب نمازی جمع ہو جائیں جیسے کہ آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور مراد آفتاب کے زندہ ہونے سے یہ

ہے کہ اس کی گرمی اور روشنی کی تاثیر اور قوت باقی ہو اور اس کا رنگ قائم ہو اور یہ نہیں ہوتا ہے مگر بعد ایک مثل کے واللہ اعلم ۔ اور یہ جو راوی نے کہا کہ حضرت ﷺ صبح کی نماز سے ایسے وقت میں فارغ ہوتے تھے کہ ہر ایک آدمی اپنے پاس والے کو پہچان لیتا تھا تو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح کی نماز اول وقت اندھیرے میں پڑھنی چاہیے اس لیے کہ اپنے پاس والے کو پہچاننے کی ابتداء اندھیرے کے آخر میں شروع ہوتی ہے اور اس وقت میں حضرت ﷺ نماز سے فارغ ہو جاتے تھے اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ حضرت ﷺ کی عادت قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کی تھی اور نماز کے اور رکنوں میں بھی بہت اطمینان کرتے تھے پس اس سے معلوم ہوا کہ صبح کی نماز غلس یعنی اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی عالم سے مسئلہ پوچھے اور اس کو وہ جانتا ہو تو سائل کو جلدی جواب دینا چاہیے۔

۵۱۵ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْإِنْسَانُ إِلَى بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَنَجِدُهُمْ يُصَلُّوْنَ الْعَصْرَ.

۵۱۵۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے پھر کوئی آدمی (عصر کی نماز پڑھ کر) قبیلہ بنی عمرو کی طرف جاتا سو ان کو عصر کی نماز پڑھتے پاتا۔

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ علماء کہتے ہیں کہ مدینہ سے بنی عمرو کا گاؤں دو میل کے فاصلہ پر تھا اور وہ لوگ عصر کی نماز میانہ وقت میں پڑھتے تھے اس لیے کہ وہ اپنے کاموں اور کھیتوں میں مشغول رہتے تھے اور حضرت ﷺ عصر کی نماز اول وقت میں پڑھا کرتے تھے سو جو لوگ وہاں کے حضرت ﷺ کے ساتھ اول وقت نماز پڑھ کر اپنے گھروں کی طرف پلٹ جاتے اور دو میل چل کر جاتے تو اس وقت قوم کے اور لوگوں کو نماز پڑھتے پاتے پس معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ عصر کی نماز اول وقت پڑھا کرتے تھے کہ آدمی عصر کی نماز پڑھ کر دو میل چلا جاتا تب عصر کا درمیانہ وقت ہوتا تھا اور یہ حدیث تو ظاہر میں موقوف ہے لیکن حکمًا مرفوع ہے۔

۵۱۶ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ يَقُوْلُ صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الظُّهْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَقُلْتُ يَا

۵۱۶۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی پھر ہم وہاں سے نکل کر انس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو ہم نے اس کو عصر کی نماز پڑھتے پایا سو جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے ان سے کہا کہ اے چچا تم نے یہ کون سی نماز پڑھی ہے یعنی ظہر ہے یا عصر؟ انس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ عصر کی نماز ہے اور یہ وہ نماز ہے جس کو ہم حضرت ﷺ

عَمِّ مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ الَّتِيْ صَلَّيْتَ قَالَ الْعَصْرُ وَهٰذِهٖ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَهٗ.

کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عصر کی نماز اول وقت پڑھنی چاہیے اور اس کا اول وقت وہ ہے جب کہ ظہر کا وقت تمام ہو جائے اسی وجہ سے ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے انس رضی اللہ عنہ کی نماز میں شک کیا کہ یہ ظہر ہے یا عصر پس معلوم ہوا کہ دونوں وقتوں کے درمیان فاصلہ نہیں ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عصر کا وقت بعد ایک مثل کے ہو جاتا ہے اس لیے کہ اگر اُن کی نماز ظہر کی بعد دو مثل کے ہوتی تو پھر انس رضی اللہ عنہ سے نماز پوچھنے کا کوئی معنی نہ تھا اور اُس نے انس رضی اللہ عنہ کو چچا اس واسطے کہا کہ وہ عمر میں اُس سے بڑے تھے حقیقی چچا نہیں تھے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ چھوٹی عمر والا بڑی عمر والے کو نام سے نہ بلائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ سے بڑے کو چچا یا ماموں وغیرہ کہنا جائز ہے اگرچہ کوئی غیر ہو۔

۵۱۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِيْ فَيَأْتِيْهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَبَعْضُ الْعَوَالِيْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَمْيَالٍ أَوْ نَحْوِهٖ.

۵۱۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے اور حالانکہ آفتاب بلند اور روشن ہوتا سو کوئی جانے والا عوالی کی طرف جاتا سو وہاں کے لوگوں کے پاس جاتا اور حالانکہ آفتاب ابھی بلند ہوتا تھا اور بعض گاؤں مدینہ سے چار میل پر ہیں یا مثل اس کی۔

فائدہ: بعض روایتوں میں آیا ہے کہ مدینے سے عوالی چھ میل ہیں اور بعض میں دو یا تین میل کا ذکر آیا ہے سو تطبیق ان میں یہ ہے کہ جو سب سے زیادہ قریب ہیں وہ دو میل ہیں اور جو سب سے زیادہ دور ہیں وہ چھ میل ہیں اور میل چھ ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اس حدیث میں لفظ عوالی کا آیا ہے اور عوالی کہتے ہیں ان گاؤں کو جو مدینہ کے آس پاس نجد کی طرف واقع ہیں اور یہ طرف مدینہ کی اونچی اور بلند ہے اس لیے کہ ان گاؤں کو عوالی کہتے ہیں یعنی اونچی طرف اور بلندی پر واقع ہیں اور جو گاؤں کہ مدینہ سے تہامہ کی طرف واقع ہیں اُن کو سافلہ کہتے ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عصر کی نماز اول وقت پڑھنی چاہیے اس لیے کہ عصر کی نماز پڑھ کر دو یا تین میل چلنا اور پھر بھی آفتاب کا بلند اور روشن رہنا ممکن نہیں مگر جب کہ عصر کو ایک مثل کے بعد پڑھا جائے اور یہ حاصل نہیں ہوتا ہے مگر لمبے دنوں میں پس یہ حدیث دلیل ہے واسطے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور

شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور جمہور علماء کے کہ وقت عصر کا ایک مثل کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور جب کہ عصر دو مثل کے بعد پڑھی جائے تو پھر دو تین میل چل کر آفتاب کا روشن رہنا ممکن نہیں ہے جیسے کہ مشاہدہ سے یہ بات حاصل ہوتی ہے جس کو شک ہو تجربہ کر کے دیکھ لے غرض کہ ان حدیثوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت باقی نہیں رہتا ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ حدیث ابراد میں ٹھنڈا کرنے کی حد یہی ہے کہ ایک مثل سے پہلے ظہر کی نماز ادا ہو جائے یا دیواروں کا سایہ اس قدر ہو جائے کہ آدمی اس میں چل سکے پس اس سے سب حدیثوں میں تطبیق ہو جائے گی، واللہ اعلم۔

۵۱۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ مِنَّا إِلٰى قُبَآءٍ فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ.

۵۱۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے پھر (بعد نماز کے) ہم میں سے کوئی آدمی قبا کی طرف جاتا سو وہ قبا والوں کے پاس آتا اس حالت میں کہ آفتاب ابھی بلند ہوتا تھا۔

فائدہ: قبا ایک جگہ کا نام ہے تین یا چار میل مدینہ سے سو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ عصر کی نماز میں بہت جلدی کیا کرتے تھے اس لیے کہ بعد عصر کے چار میل چل کر جانا اور پھر بھی آفتاب کا بلند رہنا اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ عصر کو بعد ایک مثل کے پڑھے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ فَاتَتْهُ الْعَصْرُ.

جس کی عصر کی نماز جاتی رہے اُس کو کیا گناہ ہوتا ہے؟۔

۵۱۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِيْ تَفُوْتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَتِرَكُمْ وَتَرْتُ الرَّجُلَ إِذَا قَتَلْتَ لَهُ قَتِيْلًا أَوْ أَخَذْتَ لَهُ مَالًا.

۵۱۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کی عصر کی نماز جاتی رہے تو جیسے اس کے جورو لڑکے اور مال چھن گیا۔

فائدہ: یعنی اس نماز کے فوت ہونے کا ایسا غم کرنا چاہیے جیسے کہ آدمی اپنے بیوی بچے اور مال کے ہلاک ہو جانے کا غم کرتا ہے یا اس نماز کے فوت ہو جانے سے ایسا ڈرے جیسے کہ اہل اور مال کے ہلاک ہو جانے سے ڈرتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا یَتِرَکُمْ (یہ اشارہ ہے طرف آیت ﴿وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ﴾ کے) یعنی ہرگز نہ ناقص کرے گا تمہارے عملوں کو دوسری کلام امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ فرمائی "وَتَرْتُ الرَّجُلَ إِذَا قَتَلْتَ لَهُ قَتِيْلًا أَوْ أَخَذْتَ لَهُ

مَالًا'' یہ عرب کا محاورہ ہے جب کوئی کسی کے بھائی بند یا مددگار کو مار ڈالے اور اس کے اسباب کو چھین لے تو اس وقت یہ کلمہ بولتا ہے وَتَرْتُ الرَّجُلَ یعنی میں نے اس کو ناقص کر دیا اور اکیلا کر دیا اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس آیت اور عرب کے لوگوں کے محاورہ سے یہ ہے کہ لفظ اَهْلَهٗ وَمَالَهٗ کے لام پر پیش اور زبر دونوں جائز ہیں اور وتر کا باب کبھی دو مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے اور کبھی ایک مفعول کی طرف سو آیت دو مفعول کی طرف متعدی ہونے کی شہادت ہے اور محاورہ عرب کا ایک مفعول کی شہادت ہے۔

فائدہ: مراد فوت ہو جانے سے یہ ہے کہ بے عذر نماز کو وقت جواز سے نکال دے پس ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کی عصر کی نماز جاتی رہے اُسکو بڑا گناہ ہوتا ہے کہ اس کے سب عمل اکارت اور برباد ہو جاتے ہیں پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب سے اور نماز عصر کی خاص کر تاکید اس واسطے ہے کہ یہ وقت غفلت کا ہے لوگ اس وقت بازار میں مشغول ہوتے ہیں نماز عصر قضاء ہو جاتی ہے اور یا اس واسطے اس کو خاص کیا کہ ہر روز فرشتے عصر کے وقت نامۂ اعمال آسمان پر لے جاتے ہیں اور آمد و رفت کے فرشتے اس وقت میں جمع ہوتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ فجر کا بھی یہی حال ہے کہ اُس میں بھی فرشتے جمع ہوتے ہیں لیکن اس میں سو جانے کا عذر ہے اور اس میں عذر نہیں اس لیے کہ یہ جاگنے کا وقت ہے اور وہ سونے کا وقت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تفضیل کا کلی ہونا لازم نہیں بلکہ بنسبت اکثر نمازوں کے یہی ہو سکتا ہے اور احتمال ہے کہ تخصیص باعتبار سوال سائل کے ہے کہ اُس نے فقط اسی نماز کا سوال کیا ہو اور یا کاشتکار لوگ زراعت میں مشغول ہوتے ہیں یا کوئی اور وجہ تخصیص کی ہوگی لیکن اصل تخصیص کی وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس نماز کو چاہتا ہے فضیلت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے وجہ تخصیص کی سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا ہے اور بعض نے اس حدیث کو بھول جانے پر محمول کیا ہے یعنی جس کی عصر کی نماز بھول سے جاتی رہے اُس کا یہ ذکر ہے سو اس تقدیر پر اس کا یہ معنی ہوگا کہ جس کی نماز عصر کی بھول سے جاتی رہے تو جب کسی عصر پڑھنے والے کے ثواب کو دیکھتا ہے تو اس کو ایسا غم حاصل ہوتا ہے جیسے کہ جورو لڑکے وغیرہ چھن جانے والے کو غم حاصل ہوتا ہے اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو نماز عمدًا چھوڑ دے تو اس کو بہت زیادہ غم ہوتا ہے ایک اس وجہ سے کہ اُس کے ہاتھ سے ثواب فوت ہوا دوسرا اس وجہ سے کہ اس کو گناہ حاصل ہوا اور اس حدیث میں یہ بھی اشارہ ہے کہ دنیا بہت حقیر ہے تھوڑا عمل بہتر ہے بہت دنیا سے اور بعض نے کہا کہ اس حدیث کے برابر کوئی حدیث نہیں ہے اس لیے کہ کیفیت محافظت عصر کی اس کے سوا کسی حدیث میں پائی نہیں جاتی ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ الْعَصْرَ.

جو عصر کی نماز کو جان کر چھوڑ دے تو اس کو کیا گناہ ہوتا ہے؟

٥٢٠ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ

۵۲۰۔ ابوالملیح سے روایت ہے کہ ہم بریدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک لڑائی میں تھے مینہ کے دن میں سو بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز عصر

كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيْحِ قَالَ كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِي غَزْوَةٍ فِي يَوْمٍ ذِي غَيْمٍ فَقَالَ بَكِّرُوْا بِصَلَاةِ الْعَصْرِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ.

کے پڑھنے میں جلدی کرو یعنی اول وقت پڑھو اس لیے کہ بے شک حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عصر کی نماز چھوڑی یعنی جان کر تو اس کا عمل اکارت ہوا یعنی اس کا ثواب باطل ہو گیا معلوم ہوا کہ عصر کی نماز کے چھوڑنے کا بڑا گناہ ہے۔

فائدہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اہلِ مذہب اس حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں اس پر کہ جو شخص جان کر نماز چھوڑ دے وہ کافر ہو جاتا ہے اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ اس حدیث کے ظاہری معنی مراد نہیں ہیں اس لیے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ سوائے شرک کے کسی چیز سے عمل اکارت نہیں ہوتے ہیں پس اس حدیث کی انہوں نے بہت تاویلیں کی ہیں بعض کہتے ہیں کہ مراد اکارت ہونے سے یہ ہے کہ نزدیک ہے کہ اکارت ہو جائیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد عمل سے صرف وہی نماز ہے یعنی خاص اس نماز کا اس کو ثواب نہیں ملے گا نہ یہ کہ کل عمل اس کے اکارت ہو جائیں اور بعض کہتے ہیں کہ عمل سے مراد کام دنیا کے ہیں جس کے سبب سے نماز چھوٹی یعنی ایسے کام سے اس کو فائدہ اور نفع حاصل نہیں ہوگا وعلی ہذا القیاس بعضوں نے اس کی کچھ اور تاویلیں کی ہیں لیکن سب سے عمدہ یہ تاویل ہے کہ یہ حدیث زجر کے مقام میں واقع ہوئی ہے ظاہر معنی اس کے مراد نہیں ہیں اور وجہ تاویل کی یہ ہے کہ قرآنِ مجید میں وارد ہے ﴿وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْإِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ﴾ یعنی جس نے کفر کیا ساتھ ایمان کے تو اس کا عمل اکارت ہوا پس اس آیت کے مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص ایمان کے ساتھ کفر نہ کرے اس کا عمل اکارت نہیں ہوتا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا عمل اکارت ہے پس اس آیت اور حدیث میں تطبیق کے واسطے یہ تاویل کی گئی اس لیے کہ تطبیق جب تک ممکن ہو اولیٰ ہے ترجیح سے اور یہی ہے جواب امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل سے اور اگر کوئی سوال کرے کہ ابر کے دن میں بریدہ کو اول وقت کا داخل ہونا کیسے معلوم ہوا تھا تو جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ بریدہ کو اول وقت معلوم ہو گیا ہو اس لیے کہ ابر کے دن میں کبھی کبھی آفتاب ظاہر بھی ہو جاتا ہے اور اگر بالفرض آفتاب بالکل ظاہر نہ ہو تو اس میں یقین شرط نہیں ہے بلکہ اس میں اجتہاد کرنا بھی کافی ہو جاتا ہے اور اس ترجمہ اور سابق ترجمہ میں یہ فرق ہے کہ فوت ہو جانا ترک عمد میں صریح نہیں ہے اور ترک کرنا عمد میں صریح ہے۔

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْعَصْرِ. — نمازِ عصر کی فضیلت کا بیان۔

۵۲۱ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ

۵۲۱۔ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے سو آپ نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھا اور فرمایا کہ بیشک تم قیامت میں دیکھو گے اپنے رب کو جیسا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةً يَعْنِي الْبَدْرَ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَأَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ قَالَ إِسْمَاعِيْلُ افْعَلُوْا لَا تَفُوْتَنَّكُمْ.

کہ اس کو دیکھتے ہو یعنی چاند کو ہجوم نہ کر سکو گے اس کے دیکھنے میں یعنی خلقت کے ہجوم اور کثرت سے اس کے دیدار میں کچھ حجاب اور آڑ نہ ہوگی جیسے چاند کے دیکھنے میں ہجوم خلل نہیں ڈالتا ہے سو اگر تم سے ہو سکے کہ غافل نہ ہو نماز سے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے تو کیا کرو پھر حضرت ﷺ نے قرآن سے اس کی دلیل پڑھی کہ پاکی کہہ تعریف کے ساتھ رب اپنے کے سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے۔

فائدہ: مراد سورج نکلنے سے پہلے فجر کی نماز ہے اور ڈوبنے سے پہلے عصر کی نماز ہے اور اِن دو وقتوں کو اس واسطے خاص کیا کہ فرشتے آمد و رفت کے ان میں جمع ہوتے ہیں اور ان دونوں وقتوں میں آدمیوں کے نامہ اعمال آسمان پر لے جاتے ہیں پس معلوم ہوا کہ عصر کی نماز کی بڑی فضیلت ہے کہ اخبار نویس فرشتے اس میں جمع ہوتے ہیں وفیہ مطابقة للترجمة اور یہی وجہ ہے مناسبت وارد کرنے حدیث اجتماع فرشتوں کی بعد اس حدیث کے لیکن یہ فضیلت ان دونوں نمازوں کی جماعت کے ساتھ ادا کرنے پر موقوف نہیں بلکہ ظاہر حدیث سے مطلق نماز ثابت ہوتی ہے جماعت سے ہو یا تنہا ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کا دیدار قیامت میں ایمانداروں کو نصیب ہوگا اور یہی مذہب ہے سب اہلِ سنت کا مگر شیعہ اور معتزلہ دیدار کے منکر ہیں یہ دولت ان کے نصیب میں نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نمازِ فجر اور عصر کو دیدار اللہ کے حاصل کرنے میں بڑا دخل ہے اور ان دونوں نمازوں پر محافظت کرنے میں اللہ کے دیدار کی امید ہے اور مناسبت ذکر ان دونوں نمازوں کی اللہ کے دیدار کے ساتھ یہ ہے کہ جیسے یہ دونوں نمازیں سب نمازوں سے افضل ہیں ایسے ہی مناسب ہے کہ ان کا ثواب بھی سب ثوابوں سے افضل ہو اور وہ دیدار الٰہی ہے پس عصر کی نماز کی فضیلت ثابت ہوگئی اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

٥٢٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ

٥٢٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں آگے پیچھے آجایا کرتے ہیں فرشتے ہر ایک رات اور دن میں اور جمع ہوتے ہیں عصر کی نماز اور فجر کی نماز میں پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں وہ فرشتے جو رات کو تمہارے درمیان رہے تو اللہ اُن سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ تمہارا حال اُن سے زیادہ تر جانتا ہے کہ کس حال میں تم نے میرے

الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَيَقُولُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ.

بندوں کو چھوڑا تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم اُن کو چھوڑ آئے ہیں نماز پڑھتے اور جاتے وقت پایا اُن کو ہم نے نماز پڑھتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر شب وروز اخبار نویس فرشتوں کی دو بار بدلی ہوتی ہے اور بندوں کا حال دو بار دربارِ الٰہی میں عرض ہوتا ہے جو فرشتے دن کو بندوں میں رہتے ہیں وہ ان کا حال عصر کے وقت جا کر عرض کر دیتے ہیں اور جو فرشتے رات کو بندوں میں رہتے ہیں وہ ان کا حال صبح کو دربارِ الٰہی میں عرض کر دیتے ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ فرشتے کہتے ہیں یاالٰہی ان کو قیامت میں بخش دے اور یہ بدلی والے فرشتے وہ فرشتے نہیں جو آدمی کے ساتھ ہر وقت رہتے ہیں بلکہ یہ اُن سے علیحدہ ہیں اور فرشتوں سے بندوں کا حال پوچھنے کی یہ حکمت ہے کہ فرشتوں کی زبان سے بندوں پر نیکی کی شہادت دلائی جائے واسطے اظہار حکمت کے انسان کی پیدائش میں یعنی چونکہ انسان کی پیدائش کے وقت فرشتوں نے انکار کیا تھا کہ کیا تو ایسے شخص کو پیدا کرتا ہے جو زمین میں فساد کرے؟ تو اس واسطے اللہ چاہتا ہے کہ ان فرشتوں سے انسان پر شہادت دلائے یعنی خود تمہاری شہادت سے ثابت ہو گیا کہ انسانوں میں بھی ایسے آدمی ہیں جو مثل تمہاری اللہ کی پاکی بولتے ہیں اور فرشتوں نے صرف نماز کا جواب دیا اور چیز کا ذکر نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ نماز سب عملوں سے افضل ہے اور جو گناہ نمازوں کے درمیان ہوں وہ سب معاف ہو جاتے ہیں اسی واسطے فرشتوں نے گناہ کا ذکر نہ کیا اور اسی واسطے اسی کا سوال ہوا اور اسی کا جواب ہوا اور یہ جو فرشتوں نے عرض کیا کہ ہم اُن کو چھوڑ آئے ہیں نماز پڑھتے سو اس سے لازم آتا ہے کہ فرشتے نماز پڑھنے سے پہلے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں حالانکہ حدیث میں صاف آچکا ہے کہ وہ نماز میں اُن کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ وہ قول فرشتوں کا محمول ہے اس پر کہ جن لوگوں نے اول وقت میں نماز پڑھی ہے فرشتے اُن کے ساتھ حاضر تھے اور جنہوں نے بعد اس کے نماز شروع کی ہے یا ابھی نماز کی تیاری میں ہیں اس وقت بھی حاضر تھے پس یہ قول اُن کا بہ نسبت اور لوگوں کے صادر ہوا ہے جو بعد اس کے نماز میں داخل ہوئے یا تیاری میں ہیں۔ اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے نکلتے ہیں ایک یہ کہ جب کوئی چیز انسان کے بدن سے جدا ہو تو مستحب ہے کہ آدمی اس وقت پاکی سے ہو جیسے کہ بالوں کا منڈانا اور ناخنوں کا کٹوانا اور کپڑے کا بدلنا وغیرہ اور دوم یہ کہ نماز سب عبادتوں سے افضل ہے اس لیے کہ اسی کا سوال ہوا اور اسی کا جواب ہوا اور سوم یہ کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں وقت بڑی فضیلت کے وقت ہیں کہ ان میں فرشتے جمع ہوتے ہیں ایک روایت میں آیا ہے کہ صبح کے بعد رزق تقسیم کیا جاتا ہے اور عصر کے بعد اعمال آسمان پر اٹھائے جاتے ہیں سو جو شخص کہ ایسے وقت عبادت میں ہو اس کے رزق اور عمل میں برکت کی جاتی ہے اور اس کا رزق بڑھ جاتا ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ نماز عصر کی بڑی فضیلت ہے پس یہی

وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ باب سے اور یہی حکمت ہے ان دونوں نمازوں پر محافظت کرنے کی حکم میں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ امت سب امتوں سے افضل ہے پس اس کا نبی بھی سب نبیوں سے افضل ہوگا اور یہ غیب کی خبر ہے جس کی وجہ سے ایمان زیادہ ہوتا ہے اور یہ کہ ان وقتوں میں خوش ہونا چاہیے اس سے کہ اللہ کے رسول ہمارے پاس اس وقت آتے ہیں اور اللہ ان سے ہمارا حال پوچھتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے ہمارے ساتھ بہت محبت رکھتے ہیں پس ہم کو بھی اُن کے ساتھ محبت رکھنی چاہیے تاکہ ہم کو اس وجہ سے اللہ کے نزدیک مرتبہ حاصل ہو اور یہ کہ اللہ اپنے فرشتوں سے کلام کرتا ہے اور بعض حنفیہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ نماز عصر کی دیر کے ساتھ پڑھنی مستحب ہے تاکہ فرشتوں کا آسمان پر چڑھنا نماز سے بعد آخر دن میں واقع ہو سو جواب اس کا یہ ہے کہ اس سے عصر کا تاخیر کرنا لازم نہیں آتا ہے اس لیے کہ اس حدیث سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی ہے کہ فرشتے نماز سے فارغ ہونے کے وقت آسمان پر چڑھتے ہیں بلکہ احتمال ہے کہ نماز اول وقت میں پڑھی جائے اور وہ بعد اس کے آخر دن تک ٹھہرے رہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ دن کے فرشتے چڑھ جائیں اور کچھ دن ابھی باقی ہو اور رات کے فرشتے ٹھہرے رہیں اور یہ ٹھہرنا ان کا رات رہنے کے مخالف نہیں ہے اس لیے کہ رات رہنا اُن پر صادق آتا ہے اگرچہ وہ کچھ دن رہے آئے ہوں، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ الْغُرُوْبِ.

جب کوئی ایک رکعت عصر کی نماز سورج ڈوبنے سے پہلے پائے تو اس کی نماز جائز ہو جاتی ہے یعنی وہ نماز ادا ہو جاتی ہے قضا کرنے کی حاجت نہیں۔

٥٢٣ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَدْرَكَ أَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِّنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ وَإِذَا أَدْرَكَ سَجْدَةً مِّنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ.

٥٢٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی ایک رکعت عصر کی نماز سورج ڈوبنے سے پہلے پائے تو اپنی نماز پوری کر لے یعنی تین رکعتیں باقی غروب کے وقت پڑھے اور جب ایک رکعت فجر کی نماز سورج نکلنے سے پائے تو اپنی باقی نماز کو پورا کرے یعنی باقی ایک رکعت سورج نکلنے کے وقت پڑھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص ایک رکعت نمازِ عصر یا فجر سورج ڈوبنے یا نکلنے سے پہلے پائے تو وہ اپنی باقی نماز کو پورا کر لے اور یہ نماز اس کی ادا ہے قضا نہیں ہے دوبارہ قضا کر کے اس کو پڑھنے کی کچھ حاجت نہیں ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے اور ابوسعید اصطخری کہتے ہیں کہ عصر کی نماز دو مثل کے بعد قضا

ہو جاتی ہے سو یہ حدیث صریح ہے اس کے رد میں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے رکعت کا لفظ بڑھا دیا ہے تو اس سے یہ غرض ہے کہ اس حدیث میں جو لفظ سجدہ کا واقع ہوا ہے تو اس سے مراد رکعت ہے تو گویا یہ ترجمہ تفسیر ہے اس حدیث کی اور عصر کے پانچ وقت میں ایک وقت مستحب ہے اور وہ بعد ایک مثل کے ہے متصل اس کے اور دوم وقت مختار ہے اور وہ دو مثل تک ہے سوم وقت محض جواز کا ہے اور وہ دو مثل سے لے کر سورج کے زرد ہونے تک ہے چہارم وقت ضرورت کا ہے اور وہ بعد زرد ہونے سورج کے ڈوبنے تک مگر جو اس وقت تک تاخیر کرے وہ گنہگار ہوتا ہے۔ پنجم وقت عذر کا ہے اور وہ عصر کو ظہر کے ساتھ جمع کر کے پڑھنا ہے واسطے سفر کے یا مینہ کے انتہی۔ پس معلوم ہوا کہ عصر کا وقت غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے سو مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ اگر ضرورت کے وقت میں ایک رکعت پائے تو نماز ادا ہو جائے گی لیکن تاخیر کے سبب سے گنہگار ہو گا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک رکعت نماز فجر کی سورج نکلنے سے پہلے پائے تو وہ نماز صحیح ہو جاتی ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ سب اماموں کا لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عصر کی نماز تو درست ہے مگر فجر کی نماز سورج نکلنے کے وقت درست نہیں ہے باطل ہو جاتی ہے اور حنفیہ امام صاحب کی طرف سے یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ غروب اور طلوع اور دوپہر کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت میں کئی حدیثیں آ چکی ہیں اور وہ عام ہیں پس وہ اس حدیث کے ساتھ معارض ہیں اور حکم تعارض کا یہ ہے کہ قیاس کی طرف رجوع کیا جائے اور قیاس نے عصر کی نماز کو ایسے وقت میں جائز رکھا ہے اور فجر کی نماز کو قیاس نے جائز نہیں رکھا یعنی فجر کا وقت کامل ہے پس ادا ناقص نہ ہونی چاہیے سو اس کا جواب مترجم نے اپنی کتاب کلام المتین میں کافی شافی دیا ہے شائق اس کا مطالعہ کرے اور یہاں اس کا جواب فقط اتنا ہی کافی ہے کہ حدیثیں ممانعت کی عام ہیں اور یہ حدیث خاص ہے اور تخصیص عام کی ساتھ خاص کے ائمہ اربعہ وغیرہ کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے پس تخصیص کو ناجائز کہنا دلیل ناواقفی کی ہے کتب اصول سے اور نیز یہ قیاس مقابلے میں نص کے ہے اور قیاس نص کے مقابلے میں بالاجماع مقبول نہیں اور نیز حدیث جواز کی نص ہے معنی جواز میں اور حدیث نہی کی ظاہر ہے معنی عدم جواز میں اور تعارض کے وقت نص مقدم ہوتی ہے ظاہر پر اور نیز عصر کی نماز کو جو قیاس سے جائز رکھتے ہیں تو یہ قیاس بھی حدیث نہی کے مقابلہ میں ہے فما ھو جوابکم فھو جوابنا اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری کی منسوخ ہے نہی کی حدیثوں سے سو جواب اس کا یہ ہے کہ ناسخ کا مؤخر ہونا شرط ہے سو مدعی نسخ کو لازم ہے کہ ناسخ کا اس حدیث جواز سے مؤخر ہونا ثابت کرے بعدہٗ دعوے نسخ زبان پر لائے ورنہ خرط القتاد اور باقی تفصیل اس مسئلے کی کلام المتین میں مذکور ہے اور امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ یہ حدیث صریح دلیل ہے اس پر کہ اگر کوئی شخص عصر یا فجر کی نماز سے ایک رکعت کا وقت پائے پھر سورج نکل آئے تو اس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے باقی نماز کو پورا کر لے اور عصر کی جائز ہونے میں تو سب علماء کا اجتماع ہے اور امام مالک رحمہ اللہ اور

امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور تمام علماء کے نزدیک صبح کی نماز بھی جائز ہے مگر ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جائز نہیں اور یہ حدیث حجت ہے اس پر انتہی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اگر نفل اس سے مخصوص ہوتے تو فوت شدہ نمازوں کا پڑھنا بھی جائز ہوتا سو جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی سنتوں کو عصر کے بعد قضا کر کے پڑھا پس قضا شدہ نمازوں کو اس وقت پڑھنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا پس یہ استحالہ بالکل غلط ہے۔

٥٢٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيْمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ أُوْتِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا حَتّٰى إِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ عَجَزُوْا فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ أُوْتِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيْلِ الْإِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوْا فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ أُوْتِيْنَا الْقُرْاٰنَ فَعَمِلْنَا إِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَأُعْطِيْنَا قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ فَقَالَ أَهْلُ الْكِتَابَيْنِ أَيْ رَبَّنَا أَعْطَيْتَ هٰؤُلَاءِ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ وَأَعْطَيْتَنَا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا وَنَحْنُ كُنَّا أَكْثَرَ عَمَلًا قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ أَجْرِكُمْ مِنْ شَيْءٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَهُوَ فَضْلِيْ أُوْتِيْهِ مَنْ أَشَاءُ.

۵۲۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ سوائے اس کے کوئی مثل نہیں ہوسکتی کہ عمریں اور مدت تمہاری اے مسلمانوں کیا گلی امتوں کی عمری اور مدت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے کہ عصر کی نماز سے شام تک یعنی اگلی امتوں کی زندگی زیادہ تھی جیسے صبح سے عصر تک اور مسلمانوں کی عمر کم ہے جیسے عصر سے شام تک مثلا اگلی امتوں کی عمر ہزار برس اور اس سے بھی زیادہ ہوتی تھی اور اس امت کی عمر سو برس تک بھی نہیں ہے سو یہود کو تورات دی گئی سو کام کیا یہود نے یہاں تک کہ جب دوپہر ہوئی تو عاجز ہو گئے یعنی تمام دن کام نہ کر سکے سو ان کو ایک ایک قیراط مزدوری ملی پھر نصاریٰ کو انجیل دی گئی سو نصاریٰ نے (دوپہر سے) عصر تک کام کیا پھر عاجز ہو گئے سو اُن کو بھی ایک ایک قیراط مزدوری ملی پھر ہم کو یعنی امت محمدی کو قرآن ملا سو ہم نے عصر سے) شام تک کام کیا سو ہم کو دو دو قیراط مزدوری ملی سو یہود اور نصاریٰ قیامت میں کہیں گے کہ اے رب ہمارے تو نے ان کو یعنی امت محمدی کو دو دو قیراط مزدوری دی اور ہم کو ایک ایک قیراط دی اور ہم کام میں زیادہ ہیں (پس عجب بات ہے کہ کام بہت اور محنت کم) اللہ فرمائے گا کیا میں نے تم پر کچھ ظلم کیا یعنی جو مزدوری ٹھہر گئی تھی اس سے کچھ کم دیا کہیں گے جو ٹھہرا تھا اس سے کم نہیں ملا اللہ فرمائے گا سو یہ تو یعنی دونی مزدوری دنیا میں میرا فضل ہے جس کو چاہوں

اس کو دوں۔

فائدہ: ظاہر ہے کہ یہ ماجرا قیامت میں ہوگا اور حضرت ﷺ نے وحی سے معلوم کر کے اُس کی خبر دی جیسے کہ آپ نے اور علامات قیامت کی خبر دی ہے اور قیراط کہتے ہیں آدھے دانگ کو سونے کی ہوتی ہے وزن میں پانچ جو کے برابر ہوتی ہے ملک مصر میں اُس کی بہت چال ہے اور اصلی معنی قیراط کے یہاں مراد نہیں بلکہ یہ صرف ایک تمثیل ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ یہود اور نصاریٰ کی ہر چند عمریں زیادہ تھیں اور عبادت بہت لیکن امت محمدی کو باوجود کم عمری اور قلت عبادت کے اُن سے ثواب دونا ہے یہ اللہ کا فضل ہے اپنے حبیب کی ضعیف امت پر الٰہی! ہزار ہزار شکر تیرے احسان کا کہ اپنے حبیب کی امت میں ہم کو پیدا کیا اور یہود و نصاریٰ کے کام کرنے اور عاجز آنے سے یہ مراد ہے کہ اُنہوں نے تورات اور انجیل پر عمل کیا اور اسی پر ایمان کے ساتھ مر گئے اور اسلام کے زمانے کو اُنہوں نے نہ پایا کہ اُس کا اجر بھی اُن کو ملتا تو گویا کہ وہ عاجز آ گئے کہ اسلام کے ثواب سے محروم رہے، واللہ اعلم ۔اور غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ابن عمر اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم کی ان دونوں حدیثوں کے یہاں لانے سے یہ ہے کہ کبھی آدمی کو بعض عمل کرنے سے کل کا ثواب مل جاتا ہے جیسے کہ عصر سے شام تک کام کرنے والے کو کل دن کی مزدوری دی گئی پس یہ نظیر ہے اس کی جس کو ایک رکعت پانے سے ساری نماز کا ثواب ملے پس یہی وجہ ہے مناسبت ان حدیثوں کی ترجمہ باب سے اور یہ جو انہوں نے کہا کہ ہمارا کام بہت ہے اور محنت کم اس قول سے دلیل پکڑی ہے بعض احناف نے ابو زید کی طرح اس پر کہ وقت عصر کا دو مثل کے بعد شروع ہوتا ہے اس لیے کہ اگر ایک مثل کے بعد شروع ہو تو ظہر کے وقت کے برابر ہو جائے گا اور یہ مخالف ہے اُن کے قول کی کہ ہمارا کام بہت ہے اس واسطے کہ بہت کام کے لیے بہت وقت چاہیے پس معلوم ہوا کہ عصر کا وقت ظہر کے وقت سے کم ہے سو جواب اس کا دو وجہ سے ہے۔ اول یہ کہ وقت عصر کا وقت ظہر کے برابر ہونا مسلم نہیں ہے بلکہ وقت ظہر کا وقت عصر سے بہت ہے اور یہ بات اہلِ علم میں مشہور ہے اور بعض حنابلہ سے جو منقول ہے کہ وقت عصر کا چوتھائی دن کی ہے تو اس سے مراد تقریبًا ہے نہ حقیقتًا یعنی قریب چوتھائی دن کے ہوتا ہے مگر یہ بھی اسی وقت ممکن ہے جب کہ وقت عصر کا ایک مثل کے بعد شروع ہو جیسے کہ جمہور کا مذہب ہے لیکن حنفیوں کا مذہب یہ ہے کہ عصر کا وقت بعد دو مثل کے شروع ہوتا ہے پس حنفی مذہب کی رو سے تو ظہر کا وقت عصر کے وقت سے قطعًا بہت لمبا ہے اور عصر کا وقت یقینًا اُس سے چھوٹا ہے۔ دوم یہ کہ اگر دونوں وقتوں کا برابر ہونا تسلیم بھی کیا جائے تو ہر وجہ سے مساوات لازم نہیں آتی ہے۔ سوم یہ کہ جب کوئی حدیث کسی معنی مقصود میں وارد ہو تو اُس سے معارضہ نہ کیا جائے گا ساتھ اس چیز کے جو خاص اُسی معنی میں وارد ہوئی ہو مقصود دوسرے امر میں۔ چہارم یہ کہ اس حدیث میں کوئی نص نہیں کہ ہر ایک دونوں گروہوں سے کام میں بہت ہیں اس لیے کہ یہ بات صادق آتی ہے کہ دونوں گروہ مل کر مسلمانوں سے کام میں بہت ہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ تغلیبًا بولا گیا ہو اور یہ بھی احتمال

ہے کہ یہ قول صرف یہود کا ہو پس اس سے یہ اعتراض جڑ سے اکھڑ جائے گا کہا جائے گا کہ دونوں گروہ کا کام مرادنہیں بلکہ یہ عموم ہے کہ اس سے خصوص مراد ہے یا تغلیبًا بولا گیا ہے۔ پنجم یہ کہ اُن کے کام بہت ہونے سے یہ لازم نہیں آیا کہ اُن کا وقت اور زمانہ بھی بہت ہو اس لیے کہ احتمال ہے کہ اُن کے زمانے میں عمل مشکل اور سخت ہو اور اسی کی تائید کرتی ہے یہ آیت ﴿رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا﴾ پس معلوم ہوا کہ مراد اس سے کام کا مشکل ہونا ہے اُن کے زمانے میں نہ وقت کا بہت ہونا اور اسی امر کی تائید کرتی ہے یہ دلیل کے تمام اہلِ اخبار اور سب اہلِ تاریخ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کا زمانہ بہت کم ہے اس زمانے سے جو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان ہے اس لیے کہ جمہور اہلِ تاریخ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک چھ سو برس گزرے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ ایک سو پچیس برس ہیں اور اسلام کا زمانہ اس سے قطعًا بہت ہے جیسا کہ مشاہدہ سے یہ بات ثابت ہے سو اگر حنفی اس سے دلیل پکڑیں کہ مراد دونوں زمانوں کا بہت اور چھوٹا ہونا ہے تو اس سے قطعًا لازم آئے گا کہ وقت عصر کا وقت ظہر سے بڑا ہو حالانکہ یہ بات بالا جماع باطل ہے پس ثابت ہو گیا کہ مراد اس سے عمل کا بہت اور تھوڑا ہونا ہے نہ زمانے کا لمبا اور چھوٹا ہونا واللہ اعلم پس اس حدیث سے دلیل پکڑنی باطل ہو گئی۔

۵۲۵ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ قَوْمًا يَعْمَلُوْنَ لَهٗ عَمَلًا إِلَى اللَّيْلِ فَعَمِلُوْا إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالُوْا لَا حَاجَةَ لَنَا إِلٰى أَجْرِكَ فَاسْتَأْجَرَ اٰخَرِيْنَ فَقَالَ أَكْمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ وَلَكُمُ الَّذِيْ شَرَطْتُ فَعَمِلُوْا حَتّٰى إِذَا كَانَ حِيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَالُوْا لَكَ مَا عَمِلْنَا فَاسْتَأْجَرَ قَوْمًا فَعَمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ وَاسْتَكْمَلُوْا أَجْرَ الْفَرِيْقَيْنِ.

۵۲۵۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مثل مسلمانوں کی اور مثل یہود اور نصاریٰ کی مثل اُس مرد کی ہے جس نے ایک گروہ کو مزدور پکڑا جو اس کا کام کریں صبح سے شام تک سو انہوں نے صبح سے دوپہر تک کام کیا سو کہنے لگے کہ ہم کو تیری مزدوری کی کچھ حاجت نہیں (پھر) اُس مرد نے دوسرے مزدور رکھے اور کہا کہ تم باقی دن پورا کرو اور جو مزدوری میں نے مقرر کی ہے وہ تم کو ملے گی سو انہوں نے کام کیا یہاں تک کہ جب عصر کا وقت ہوا تو کہنے لگے کہ ہم نے تجھ کو اپنی مزدوری چھوڑی یعنی ہم تجھ سے اپنی مزدوری نہیں چاہتے ہیں سو اُس نے کہا اب تھوڑا دن باقی رہ گیا ہے اس کو پورا کرو اور اپنی مزدوری لے لو سو اُنہوں نے انکار کیا سو (پھر) اُس نے اور مزدور رکھے سو انہوں نے باقی دن کام کیا یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا سو انہوں نے پہلے دونوں

گروہوں کی پوری مزدوری لی۔

فائدہ: اس حدیث میں مراد یہود اور نصاریٰ سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے دین کی تحریف کی اور اپنے پیغمبر کے سوا اور کسی پیغمبر کو نہ مانا اور دین محمدی کو قبول نہ کیا اور اپنے کفر اور گمراہی پر اڑے رہے اور بے عذر عمل سے باز رہے سو چونکہ انہوں نے ان مزدوروں کی طرح جنہوں نے بعض دن کام کر کے باقی دن کام کرنے سے انکار کیا اور اپنی مزدوری چھوڑ گئے تھے اپنے پیغمبر کو مانا اور اُس کے حکموں پر عمل کیا اور باقی دن یعنی باقی پیغمبروں کو نہ مانا اور ان حکموں پر عمل کرنے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں گروہ کی مزدوری یعنی اُن کے عملوں کا ثواب جو اُن کو اپنے پیغمبروں کے احکام پر عمل کرنے سے حاصل ہوا تھا بھی مسلمانوں کو دے دیا اس لیے کہ انہوں نے باقی دن پورا کیا اور سب پیغمبروں کو مانا (وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ) اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث مذکور میں وہ یہودی اور نصاریٰ مراد ہیں جو اپنے دین کے منسوخ ہونے سے پہلے مر گئے اور دوسرے پیغمبر کا زمانہ نہ پایا اور غرض ان دونوں حدیثوں سے یہ ہے کہ پہلے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اہل عذر کی مثال ہے اس لیے کہ اس میں عمل سے عاجز ہو جانے کا ذکر ہے پس اس میں اشارہ ہے کہ جو شخص پورا عمل کرنے سے عاجز ہو جائے اور عذر ہو تو اس کو پورا ثواب ملتا ہے اور حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی اُس شخص کی مثال ہے جو بے عذر کام سے باز رہے پس اس کو بالکل کچھ مزدوری نہیں ملتی ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ. نماز شام کے وقت کا بیان۔

فائدہ: مغرب کے وقت کے انتہا میں اختلاف ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور فقہاء اور اہل سنت وغیرہ تابعین کہتے ہیں کہ مغرب کا آخر وقت سرخی ڈوبنے تک ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بعض کہتے ہیں کہ اس کا وقت سفیدی ڈوبنے تک ہے یعنی جب تک سفیدی باقی رہے تب تک مغرب کا وقت باقی رہتا ہے اور یہی مروی ہے ابوبکر صدیق اور عائشہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم وغیرہ سے اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے لیکن راجح اور مختار پہلا قول ہے اور ابن منذر نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ مغرب کا وقت فقط غروب کے بعد ہے اور طاؤس اور عطاء سے روایت ہے کہ مغرب اور عشاء کا وقت صبح تک باقی رہتا ہے، واللہ اعلم۔

وَقَالَ عَطَآءٌ يَجْمَعُ الْمَرِيْضُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ. یعنی عطاء نے کہا کہ بیمار کو نماز شام اور عشاء جمع کر کے پڑھ لینا جائز ہے۔

فائدہ: نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بیمار کو شام اور عشاء جمع کر کے پڑھنا جائز ہے اور یہی مختار قول ہے اور یہی ہے مذہب بعض شافعیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سفر اور مینہ اور بیماری سب میں جمع کرنا جائز ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مطلق کسی صورت میں جمع جائز نہیں اور مشہور قول شافعیہ کا بھی یہی

ہے لیکن صحابہ سے اس باب میں کچھ منقول نہیں ہوا ہے اور مناسبت اس قول کی عطاء کے ترجمہ باب سے اس طور پر ہے کہ وقت مغرب کا عشاء تک دراز ہوتا ہے اور آخر وقت اُس کا اول وقت عشاء کے ساتھ متصل ہے اس لیے کہ اگر اس کا وقت تنگ ہوتا تو اس کے اور عشاء کے درمیان فصل ہوتا پس دونوں نمازوں کو اس میں جمع کرنا جائز نہ ہوتا جیسے کہ صبح اور ظہر کی نماز میں جائز نہیں اور نیز جمع فی الحضر سے مراد بخاری کی جمع صوری ہے گو مرض کے عذر سے ہو اور جن حدیثوں سے بعض شافعیہ وقت مغرب کے تنگ ہونے پر استدلال کرتے ہیں سو اُن حدیثوں سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ اول قوت سب نمازوں کو پڑھا کرتے تھے جیسے کہ آئندہ حدیثوں سے ثابت ہے اور حضرت ﷺ کی سب نمازوں میں یہ عادت تھی مگر جن میں خلاف ثابت ہو چکا ہے جیسے کہ سخت گرمی میں ٹھنڈے وقت نماز پڑھنے اور لوگوں کے انتظار کے واسطے عشاء میں دیر کرنی سو اِن حدیثوں سے نماز شام کا تنگ وقت ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے اور امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے محققین اسی قول کو ترجیح دیتے ہیں کہ مغرب کو سرخی ڈوبنے تک تاخیر کرنا جائز ہے اس میں کچھ گناہ نہیں اور یہی صحیح اور صواب بات ہے جس کا خلاف کرنا جائز نہیں اور جبرائیل علیہ السلام کی حدیث میں ہے کہ اُس نے مغرب کو دونوں روز ایک وقت میں پڑھا جب کہ سورج غروب ہوا سو جواب اس کا تین طور پر ہے ایک یہ کہ جبرائیل علیہ السلام نے فقط مختار وقت پر اقتصار کیا اور وقت جواز کو استیعاب نہیں کیا اور یہ امر ظہر کے سوا سب نمازوں میں جائز ہے۔ دوم یہ کہ حدیث جبرئیل علیہ السلام کی مکی ہے اور یہ حدیثیں مغرب کے وقت دراز ہونے کی مدنی ہیں سو ان پر اعتماد کرنا واجب ہے۔ سوم ان حدیثوں کی اسناد جبرئیل علیہ السلام کی حدیث سے سے زیادہ ترصحیح ہے سو ان کا مقدم کرنا واجب ہے۔

۵۲۶ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّجَاشِيّ صُهَيْبٌ مَوْلٰى رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ يَقُوْلُ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهٗ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهٖ.

۵۲۶۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ مغرب نماز پڑھا کرتے تھے سو ہم میں سے کوئی (نماز پڑھ کر) پھر جاتا (اور تیر اندازی کرتا) اور بے شک وہ تیر گرنے کی جگہ دیکھتا تھا یعنی نماز شام ایسی جلدی پڑھتے تھے کہ بعد نماز کے بہت روشنی ہوتی تھی اور جس جگہ تیر گرتا اس جگو کو تیرانداز پہچان لیتا تھا۔

۵۲۷ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ

۵۲۷۔ محمد بن عمرو سے روایت ہے کہ حجاج مدینے میں آیا اور نمازوں کو بہت دیر سے پڑھا کرتا تھا سو ہم نے جابر رضی اللہ عنہ سے (نماز کے وقتوں کا حال) پوچھا سو اُس نے کہا کہ حضرت ﷺ

الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَدِمَ الْحَجَّاجُ فَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ نَقِيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَآءَ أَحْيَانًا وَأَحْيَانًا إِذَا رَاٰهُمُ اجْتَمَعُوْا عَجَّلَ وَإِذَا رَاٰهُمْ أَبْطَوْا أَخَّرَ وَالصُّبْحَ كَانُوْا أَوْكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْهَا بِغَلَسٍ.

ظہر کی نماز دوپہر کے وقت پڑھا کرتے تھے یعنی بعد زوال کے اور عصر کی نماز پڑھتے اور حالانکہ آفتاب سفید ہوتا تھا اور مغرب کی نماز پڑھتے جب کہ آفتاب ڈوب جاتا اور نماز عشاء کو مختلف وقتوں میں پڑھتے تھے جب لوگ جمع ہوجاتے تو جلدی پڑھتے اور جب لوگ آنے میں دیر کرتے تو دیر سے پڑھتے اور حضرت ﷺ فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: حجاج بن یوسف ایک مشہور ظالم تھا کہ عبدالملک بن مروان نے اس کو ملکِ عرب پر حاکم کر کے بھیجا تھا اور اس وقت مکے میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حاکم تھے سو اس ظالم نے عبدالملک کے حکم سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کر ڈالا اور بعد اس کے ۷۴ھ ہجری میں عبدالملک نے اس کو حرمین وغیرہ پر حاکم کر دیا اور اسی وقت وہ مدینہ میں گیا تھا اور اس کی عادت یہ تھی کہ نمازوں کو دیر سے پڑھا کرتا تھا سو جب مدینہ میں گیا اور نمازوں میں دیر کرنے لگا تو لوگوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ صحابی سے نمازوں کے وقتوں کا حال پوچھا سو اُس وقت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی کہ حضرت ﷺ اول وقت نماز پڑھا کرتے تھے اور وقت نماز کے تو سب کو معلوم تھے لیکن شاید زیادہ تحقیق کے واسطے انہوں نے پوچھا ہوگا یا غرض اُس سے حجاج کو سنانے کی ہوگی تا کہ وہ نمازوں کو اول وقت پڑھا کرے اور حضرت ﷺ کا ظہر کو اول وقت پڑھنا ابراد کے مخالف نہیں ہے جیسے کہ تطبیق اس کی اوپر گزر چکی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کثرت جماعت کے واسطے نمازیوں کا انتظار کرنا اول وقت نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور یہی مذہب ہے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا لیکن انتظار کرنا اسی وقت تک ہے جب تک بہت دیر نہ ہوجائے اور نمازی بیٹھے بیٹھے تنگ نہ ہو جائیں اور ابن بطال نے کہا کہ اب اماموں کو نماز عشاء کی تاخیر کرنی لائق نہیں اس لیے کہ آپ نے اماموں کو نماز میں تخفیف کرنے کا حکم فرمایا ہے اور فرمایا کہ مقتدیوں میں ضعیف اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں پس انتظار اور تطویل کو ترک کرنا اولیٰ ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ اگر قوم ضعیف ہوں تو تعجیل مستحب ہے اور اگر اہلِ رغبت ہوں تو تاخیر مستحب ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب سورج ڈوب جائے تو نماز کا وقت ہوجاتا ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب سے لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ دیکھنے والے کے درمیان اور سورج کے درمیان کوئی آڑ نہ ہو۔

۵۲۸ ـ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ

۵۲۸۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ

حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ.

شام کی نماز پڑھا کرتے تھے جب کہ سورج چھپ جاتا یعنی آسمان کے کنارہ میں پوشیدہ ہو جاتا۔

۵۲۹ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعًا جَمِيْعًا وَّثَمَانِيًا جَمِيْعًا.

۵۲۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی سات رکعتیں اکٹھی اور آٹھ رکعتیں اکٹھی یعنی ظہر اور عصر کو جمع کیا اور مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا۔

فائدہ: بیان اس حدیث کا پہلے ہو چکا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر وقت مغرب کا اول وقت عشاء کے ساتھ متصل ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دو نمازوں کو جمع کرنا گھر میں تھا اس دلیل سے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعتیں ایک بار اکٹھی پڑھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر عادت شریف سفر میں یہ تھی کہ ظہر اور عصر میں قصر کیا کرتے تھے یعنی دو فرض ظہر کے اور دو فرض عصر کے پڑھتے تھے سو اس حساب سے کل چار رکعتیں ہوتی ہیں پس معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں دونوں نمازوں کو جمع کیا تھا اسی وجہ سے آٹھ رکعتیں پڑھی اور امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد اس حدیث میں جمع صوری ہے یعنی ظہر کو آخر وقت پڑھا اور عصر کو اول وقت پڑھا جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے پس ثابت ہوا کہ نمازِ مغرب کا آخر وقت اول وقت عشاء تک باقی رہتا ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت ترجمہ باب کی اس حدیث سے۔

بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يُّقَالَ لِلْمَغْرِبِ الْعِشَآءُ.

مغرب کو عشاء کہنا منع ہے۔

۵۳۰ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمُ الْمَغْرِبِ قَالَ الْأَعْرَابُ وَتَقُوْلُ هِيَ الْعِشَآءُ.

۵۳۰۔ عبداللہ مزنی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر غلبہ نہ کرنے پائیں عرب کے جنگلی لوگ تمہاری مغرب کی نماز کے نام پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنگلی لوگ مغرب کو عشاء کہتے ہیں یعنی مغرب کا نام عشاء رکھتے ہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ تمہاری نماز کا نام عشاء ہے سو البتہ اُس نماز کا نام اللہ کی کتاب میں عشاء

ہے اور جنگلی لوگ اندھیرے میں اونٹوں کا دودھ دوہتے ہیں اور عرب کے جنگلی لوگ نمازِ مغرب کو عشاء کہتے تھے اور عشاء کی نماز کو عتمہ کہتے تھے عتمہ کا معنی اندھیرا ہے یعنی اندھیرے کے دودھ دوہنے والی نماز اس واسطے کہ عشاء کے وقت وہ لوگ اپنے اونٹوں کا دودھ دوہتے تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کہیں نہ ہو کہ اس کا نام بدل جائے اور جنگلی لوگوں کی بولی مشہور ہو جائے اور مغرب کو عشاء کہنے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ عشاء کہتے ہیں اس اندھیرے کو جو اول رات میں مغرب کے بعد پیدا ہوتا ہے اور ابتداء اس کی سرخی کے غائب ہونے سے ہوتی ہے سو اگر مغرب کو بھی عشاء کہا جائے تو اس سے لازم آئے گا کہ مغرب کا وقت بھی سرخی غائب ہونے کے بعد شروع ہوا اور بعض نے کہا کہ وجہ ممانعت کی یہ ہے کہ اگر لفظ عشاء کا مغرب پر بولا جائے اور لوگوں میں مشہور ہو جائے تو لفظ عشاء کا جو قرآن میں واقع ہوا ہے اس میں شبہ پڑ جائے گا کہ آیا اس لفظ سے مراد مغرب ہے یا عشاء پس قرآن میں خرابی لازم آئے گی اس واسطے اس سے منع کیا گیا اور مغرب کو مغرب اس واسطے کہا گیا کہ اپنے مسمی کی خبر دیتا ہے یا اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ ابتداء وقت شام کا غروب سے ہوتا ہے لیکن اگر مغرب کو عشاء اول کہا جائے یا تغلیبًا دونوں کو عشائین کہا جائے تو جائز ہے۔

بَابُ ذِكْرِ الْعِشَآءِ وَالْعَتَمَةِ وَمَنْ رَاٰهُ وَاسِعًا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَثْقَلُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ الْعِشَآءُ وَالْفَجْرُ وَقَالَ لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالْفَجْرِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْإِخْتِيَارُ أَنْ يَّقُوْلَ الْعِشَآءَ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَآءِ﴾ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنَّا نَتَنَاوَبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَلَاةِ الْعِشَآءِ فَأَعْتَمَ بِهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةُ أَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَآءِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ عَائِشَةَ أَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَمَةِ وَقَالَ جَابِرٌ كَانَ النَّبِيُّ

نماز خفتین کو عشاء اور عتمہ کہنا جائز ہے یعنی خواہ اس کو عشاء کہے خواہ اس کا نام عتمہ رکھے دونوں جائز ہیں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا منافقوں پر بہت بھاری نماز عشاء کی اور فجر کی نماز ہے اور فرمایا کہ اگر وہ لوگ جانیں جو کہ ان میں ثواب ہے تو بے شک ان کے واسطے آئیں گھسٹتے ہی سہی امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ مختار یہ ہے کہ اُس کا نام عشاء بلائیں اس واسطے کہ اللہ نے فرمایا ہے ﴿مِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ﴾ یعنی بعد نماز عشاء کے یعنی اللہ کی کتاب میں اُس نماز کا نام عشاء ہے پس بہتر یہی ہے کہ اس کو عشاء کہا کریں اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس عشاء کے وقت باری باری سے حاضر ہوا کرتے تھے سو آپ اس میں دیر کرتے یہاں تک کہ بہت اندھیرا ہو جاتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعِشَآءَ وَقَالَ أَبُوْ بَرْزَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَخِّرُ الْعِشَآءَ وَقَالَ أَنَسٌ أَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ الْاٰخِرَةَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُوْ أَيُّوْبَ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ.

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء میں تاخیر کی اور بعض نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عتمہ کو دیر سے پڑھا۔

فائدہ: یہ سب حدیثیں معلق ہیں لیکن دوسری جگہ میں سب مسند ہیں اور بعض میں نماز خفتن کو عشاء کہا گیا ہے اور بعض میں عتمہ کہا گیا ہے سو غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی ان سب حدیثوں سے صرف یہی ہے کہ نماز خفتن کو عشاء کہنا بھی جائز ہے اور عتمہ بولنا بھی جائز ہے اور ان دونوں نام سے اس کو بلانا درست ہے لیکن مختار اور افضل یہی ہے کہ اس کو عشاء ہی کہا جائے اس لیے کہ اس کا نام اللہ کی کتاب میں عشاء ہے اور نیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اکثر اس نماز کا نام عشاء ہی فرمایا ہے اور نیز اس کو عشاء نام رکھنا دلالت کرتا ہے اول وقت پر اور لفظ عتمہ کا دلالت کرتا ہے تاخیر کرنے پر اور نیز امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں خلاف کی طرف اشارہ کیا ہے سو جو خلاف کا ناقل ہوا اس کو جائز ہے کہ ایک قول کو اختیار کر لے۔

٥٣١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَالِمٌ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً صَلَاةَ الْعِشَآءِ وَهِيَ الَّتِيْ يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ.

٥٣١۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک رات عشاء کی نماز پڑھائی اور وہ نماز وہ ہے جس کو لوگ عتمہ کہتے ہیں یعنی اندھیرے کی نماز پھر نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بھلا تم بتلاؤ تو اپنی اس رات کے حال کو سو البتہ حال تو یوں ہے کہ اس رات سے سو برس کے سرے تک جو آدمی زمین پر ہے کوئی باقی نہ رہے گا۔

فائدہ: یعنی سو برس سے زیادہ اس وقت میں کسی کی عمر نہ ہوگی سو مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ جب عمر ایسی کم ٹھہری تو دنیا کا لالچ کرنا بے فائدہ ہے اور دوسرا فائدہ اس کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جانا تھا کہ میرے بعد بعض جھوٹے

لوگ میری صحبت کا دعویٰ کریں گے کہیں گے کہ ہم حضرت ﷺ کے صحابی ہیں جیسے کہ ہندوستان میں کئی سو برس کے بعد بابا رتن ہندی حضرت ﷺ کی صحبت کا دعویٰ کرتا تھا سو اس حدیث سے اس کا دعویٰ غلط ہو گیا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کے زمانے کے لوگ سو برس کے اندر گزر چکے اور تیسرا فائدہ اس کا یہ ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ خضر اب تک زندہ نہیں ہیں لیکن جمہور علماء کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرح خضر بھی اس حدیث سے مخصوص ہے کما مراد رجن بھی اس حدیث سے مخصوص ہیں ان کو یہ حکم شامل نہیں ہے اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کی اس حدیث کے یہاں لانے سے یہ ہے کہ نمازِ عشاء کو عتمہ کہنا بھی جائز ہے اور جن حدیثوں میں عشاء کو عتمہ کہنا منع آیا ہے سو اس سے مراد نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے پس جواز کے منافی نہ ہوگی یا یہ کہ جو لوگ عشاء کے نام کو نہیں جانتے تھے ان کو عتمہ کے نام سے خطاب کیا ہوگا۔

بَابُ وَقْتِ الْعِشَآءِ إِذَا اجْتَمَعَ النَّاسُ أَوْ تَأَخَّرُوْا.

وقت عشاء کا وہ ہے جب کہ آدمی جمع ہو جائیں جلدی جمع ہو جائیں یا دیر سے آئیں یعنی جب نمازی جمع ہو جائیں اسی وقت نماز عشاء کی پڑھی جائے۔

۵۳۲ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو هُوَ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَآءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَإِذَا قَلُّوْا أَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ.

۵۳۲۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ظہر کی نماز آدھے دن میں پڑھا کرتے تھے یعنی بعد زوال کے اور عصر کی نماز پڑھتے اس حال میں کہ سورج سفید ہوتا اور مغرب کی نماز پڑھتے جب کہ آفتاب ڈوب جاتا اور عشاء کی نماز میں اگر لوگ جمع ہو جاتے تو جلدی کرتے اور اگر لوگ دیر کرکے آتے تو آپ نماز میں تاخیر کرتے۔

فائدہ: بعض لوگ ان دونوں میں یہ فرق کرتے ہیں کہ جب نماز خفتن کی جلدی پڑھی جائے تو اس کو عشاء کہتے ہیں اور جب دیر کرکے پڑھی جائے تو اس کو عتمہ کہتے ہیں سو امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ ان دونوں میں کچھ فرق نہیں ہے اس لیے کہ اس حدیث میں اس نماز کو تقدیم اور تاخیر کی دونوں حالتوں میں عشاء کہا گیا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ فرق غلط ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ فَضْلِ الْعِشَآءِ.

نمازِ عشاء کی فضیلت کا بیان۔

۵۳۳ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا

۵۳۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک

اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ أَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةً بِالْعِشَآءِ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ یَّفْشُوَ الْإِسْلَامُ فَلَمْ یَخْرُجْ حَتّٰی قَالَ عُمَرُ نَامَ النِّسَآءُ وَالصِّبْیَانُ فَخَرَجَ فَقَالَ لِأَهْلِ الْمَسْجِدِ مَا یَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْأَرْضِ غَیْرَكُمْ.

رات نمازِ عشاء میں بہت دیر کی اور یہ واقعہ اسلام کے ظاہر ہونے سے پہلے تھا سو حضرت ﷺ گھر سے تشریف نہ لائے یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جا کر عرض کیا کہ عورتیں اور لڑکے سو گئے ہیں سو (پھر) آپ باہر آئے اور فرمایا کہ نہیں انتظار کرتا عشاء کی نماز کا زمین کے رہنے والوں سے تمہارے سوا کوئی۔

فائدہ: اسلام ظاہر نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس وقت تک اسلام مدینہ منورہ کے سوا اور شہروں میں نہیں پھیلا تھا بلکہ بعد فتح مکہ کے اور ملکوں میں اسلام ظاہر ہوا سو مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ ایک رات حضرت ﷺ نے نماز عشاء میں بہت دیر کی آپ نماز کے لیے گھر سے باہر نہ آئے لوگ بہت دیر تک آپ کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ بعض لوگ سو گئے سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جا کر عرض کیا کہ لوگ انتظار کرتے کرتے سو گئے ہیں تو اس وقت باہر تشریف لائے اور یہ حدیث فرمائی یعنی اس وقت تک زمین پر تمہارے سوا نماز پڑھنے والوں سے کوئی باقی نہیں رہا یعنی سب نماز پڑھ چکے ہیں صرف تم ہی منتظر بیٹھے ہو تو تم کو دو سبب سے ثواب زیادہ ہوا ایک تو انتظار کرنے کا ثواب دوسرا خالی وقت عبادت کا ثواب کہ تمہارا کوئی شریک نہیں معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز دیر کر کے پڑھنا اور اس کا انتظار کرنا افضل ہے کہ اس میں بہت ثواب ملتا ہے پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نمازِ عشاء اس امت کا خاصہ ہے۔

٥٣٤ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدٍ عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی قَالَ كُنْتُ أَنَا وَأَصْحَابِیَ الَّذِیْنَ قَدِمُوْا مَعِیَ فِی السَّفِیْنَةِ نُزُوْلًا فِیْ بَقِیْعِ بُطْحَانَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَةِ فَكَانَ یَتَنَاوَبُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَلَاةِ الْعِشَآءِ كُلَّ لَیْلَةٍ نَفَرٌ مِّنْهُمْ فَوَافَقْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَصْحَابِیْ وَلَهٗ بَعْضُ الشُّغْلِ فِیْ

۵۳۴۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے ساتھ (جو کشتی میں میرے ساتھ آئے تھے) بطحان (مدینہ میں ایک میدان کا نام ہے) کے میدان میں اترے ہوئے تھے سو اُن میں سے چند آدمی ہر رات عشاء کے وقت باری باری سے حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا کرتے تھے سو میں اور میرے بعض ساتھی ایک رات حضرت ﷺ کے پاس آئے یعنی اپنی باری کے دن اور حالانکہ آپ کسی کام میں مشغول تھے یعنی کوئی کام کر رہے تھے سو آپ نے نمازِ عشاء میں بہت دیر کی یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی پھر آپ باہر نکلے اور لوگوں کو نماز

بَعْضِ أَمْرِهٖ فَأَعْتَمَ بِالصَّلَاةِ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهٗ عَلٰى رِسْلِكُمْ أَبْشِرُوْا إِنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ أَنَّهٗ لَيْسَ أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ يُصَلِّيْ هٰذِهِ السَّاعَةَ غَيْرُكُمْ أَوْ قَالَ مَا صَلّٰى هٰذِهِ السَّاعَةَ أَحَدٌ غَيْرُكُمْ لَا يَدْرِيْ أَيَّ الْكَلِمَتَيْنِ قَالَ قَالَ أَبُوْ مُوْسٰى فَرَجَعْنَا فَفَرِحْنَا بِمَاسَمِعْنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پڑھائی سو جب آپ نماز ادا کر چکے تو حاضرین سے فرمایا کہ جلدی نہ کرو ٹھہرو میں تم کو سکھلاتا ہوں اور خوشخبری دیتا ہوں کہ البتہ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ تمہارے سوا کوئی ایسا آدمی نہیں جس نے اس گھڑی نماز پڑھی ہو یا حضرت ﷺ نے یوں فرمایا کہ تمہارے سوا اس گھڑی میں کسی نے نماز نہیں پڑھی (یہ شک راوی کا ہے) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس سے (اپنے مکان کی طرف پلٹ گئے اور ہم خوش تھے اس حدیث سے جو ہم نے حضرت ﷺ سے سنی۔

فائدہ: یعنی ایک بار حضرت ﷺ نے آدھی رات گئے نماز پڑھی بعد اس کے یہ حدیث فرمائی کہ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس وقت کی عبادت تمہارے ہی واسطے خاص کی اور آدمی عبادت میں اس وقت تمہارے شریک نہیں ہیں پس معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز دیر کر کے پڑھنا افضل ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور یہ اول وقت کی حدیث کے معارض نہیں اس لیے کہ انتظار میں ثواب زیادہ ہے لیکن نماز عشاء کی دیر کر کے پڑھنا اس شخص کے حق میں افضل ہے جو دیر کرنے کی قوت رکھتا ہو اور نیند اس پر غالب نہ آ جائے اور مقتدیوں پر بھی نماز بھاری نہ ہو اور جس کو نیند غلبہ کرے تو اس کو اول وقت نماز پڑھنا بہتر ہے اور علماء کا اس باب میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ نماز عشاء کو تہائی رات تک دیر کر کے پڑھنا مستحب ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور بہت صحابہ اور تابعین کا اور امام شافعی رحمہ اللہ کا جدید قول بھی یہی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تہائی رات سے پہلے پڑھنا افضل ہے اور یہ مذہب ہے لیث اور اسحاق کا اور بعض کہتے ہیں کہ نصف رات تک تاخیر کرنا افضل ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَآءِ.

عشاء کی نماز سے پہلے سونا مکروہ ہے۔

فائدہ: عشاء کی نماز سے پہلے سونا اس واسطے مکروہ ہے کہ مبادا سوتے سوتے عشاء کا وقت افضل یا جائز فوت نہ ہو جائے اور نیز لوگ سستی کر کے نماز سے غافل نہ ہو جائیں۔

۵۳۵ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّآءُ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنْ أَبِيْ بَرْزَةَ أَنَّ

۵۳۵ـ ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ﷺ مکروہ رکھتے تھے نماز عشاء سے پہلے سونے کو اور اس سے پیچھے بات چیت کرنے کو۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَآءِ وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا.

(اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز سے پہلے سونا مکروہ ہے، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ)۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ ترمذی نے کہا کہ نماز عشاء سے پہلے سونا اکثر اہل علم کے نزدیک مکروہ ہے اور یہی قول ہے ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء کوفہ والوں کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن سیرین اور عروہ وغیرہ سے روایت ہے کہ وہ عشاء کی نماز سے پہلے سوتے تھے اور اپنے لوگوں کو کہتے تھے کہ نماز کے وقت ہم کو جگا دینا پس معلوم ہوا کہ مراد کراہت سے کراہت تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے واسطے خوف فوت ہونے وقت کے اور بعض کہتے ہیں کہ فقط رمضان کے مہینے میں عشاء سے پہلے سونا جائز ہے اور دنوں میں جائز نہیں سو جب کوئی جگانے والا ہو یا خود بخود اس کو وقت مختار میں جاگ آ جاتی ہو تو اس وقت عشاء سے پہلے سونا جائز ہے ورنہ نہیں اور یہی قول ٹھیک معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ علت کراہت کی یہ ہے کہ مبادا وقت جاتا رہے اور طحاوی نے لکھا ہے کہ وقت عشاء کے داخل ہونے سے پہلے جائز ہے اور بعد دخول وقت کے مکروہ ہے اور بعد نماز عشاء کے بات چیت کرنا اسی وقت مکروہ ہے جب کہ بے فائدہ اور لغو ہو اور جب کہ کوئی مصلحت ہو یا دینی امر کی بحث ہو جیسے علم کی تعلیم وغیرہ تو یہ جائز ہے جیسے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آئے گا۔ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد بات چیت کرنی اس واسطے مکروہ ہے کہ وہ بیداری کا سبب ہے اور خوف ہے کہ آدمی نیند میں غرق ہو کر رات کے قیام اور صبح کی نماز سے غافل ہو جائے اور فجر کا وقت افضل یا جائز فوت ہو جائے اور نیز جب آدمی رات کو جاگے گا تو دن کو کاروبار دینی اور دنیاوی میں سست ہو جائے گا اور حقوق واجبہ کو ادا نہ کر سکے گا پس اس واسطے شارع نے اس سے منع فرمایا ہے۔

بَابُ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَآءِ لِمَنْ غُلِبَ.

جس پر نیند کا غلبہ ہو اس کو عشاء کی نماز سے پہلے سونا جائز ہے۔

٥٣٦ ـ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ هُوَ ابْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ هُوَ ابْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ أَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَآءِ حَتّٰى نَادَاهُ عُمَرُ الصَّلَاةَ نَامَ النِّسَآءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ فَقَالَ مَا

٥٣٦۔ ترجمہ اس کا اوپر گزر چکا ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ان دنوں مدینہ کے سوا کسی جگہ میں نماز نہیں پڑھی جاتی تھی یعنی اس واسطے کہ اس وقت اسلام اور جگہ میں پھیلا نہیں تھا اور راوی نے کہا کہ عشاء کی نماز سرخی ڈوبنے اور تہائی رات کے درمیان میں پڑھا کرتے تھے۔ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب۔

يَنتَظِرُهَا أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْأَرْضِ غَيْرُكُمْ قَالَ وَلَا يُصَلّٰى يَوْمَئِذٍ إِلَّا بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانُوْا يُصَلُّوْنَ فِيْمَا بَيْنَ أَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ.

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے اس طرف کہ عشاء کی نماز سے پہلے سونا اس شخص کے حق میں مکروہ ہے جو اپنے اختیار سے سو جائے نیند نے اس پر غلبہ نہ کیا ہو اور جس پر نیند غلبہ کر جائے تو اس کو سو جانا جائز ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر گھر میں سو جائے تو مکروہ ہے اور اگر مسجد میں جماعت کے انتظار میں سو جائے تو جائز ہے اس لیے کہ جو لوگ حضرت ﷺ کے انتظار میں سو گئے تھے آپ نے ان پر انکار نہیں کیا اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے مگر یہ وقت مختار کا ذکر ہے اور جس حدیث میں آدھی رات تک نماز تاخیر کرنے کا ذکر ہے تو وہ اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے معارض نہیں اس لیے کہ یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی اکثر عادت پر محمول ہے اور کبھی کبھی آدھی رات تک بھی دیر کی ہے۔

۵۳۷ ـ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ يَعْنِي ابْنَ غَيْلَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شُغِلَ عَنْهَا لَيْلَةً فَأَخَّرَهَا حَتّٰى رَقَدْنَا فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَيْسَ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْأَرْضِ يَنتَظِرُ الصَّلَاةَ غَيْرُكُمْ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يُبَالِيْ أَقَدَّمَهَا أَمْ أَخَّرَهَا إِذَا كَانَ لَا يَخْشٰى أَنْ يَّغْلِبَهُ النَّوْمُ عَنْ وَقْتِهَا وَكَانَ يَرْقُدُ قَبْلَهَا قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَآءٍ وَقَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ أَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِالْعِشَآءِ حَتّٰى رَقَدَ النَّاسُ وَاسْتَيْقَظُوْا

۵۳۷۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات حضرت ﷺ نماز عشاء میں گھر سے تشریف نہ لائے آپ نے بہت دیر کی یہاں تک کہ ہم سب مسجد میں سو گئے پھر جاگے پھر سو گئے پھر جاگے پھر حضرت ﷺ گھر سے تشریف لائے پھر فرمایا کہ نہیں انتظار کرتا عشاء کی نماز کا زمین والوں سے تمہارے سوا کوئی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز عشاء کے اول وقت پڑھنے اور دیر کر کے پڑھنے کو دونوں طرح جائز رکھتے تھے جب کہ اُن کو غلبہ نیند سے وقت نکل جانے کا خوف نہ ہوتا اور نماز عشاء سے پہلے سولیا کرتے تھے۔ ابن جریج (اس حدیث کا روای ہے) نے کہا کہ میں نے یہ حدیث (نافع سے سن کر) عطاء کے آگے بیان کی اس نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا ہے کہ ایک رات حضرت ﷺ نے عشاء کی نماز دیر کر کے پڑھی یہاں تک کہ لوگ سو گئے پھر جاگے پھر سو گئے پھر جاگے سو عمر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس گئے اور عرض کی کہ نماز میں بہت دیر ہوگئی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پھر حضرت ﷺ باہر

وَرَقَدُوْا وَاسْتَيْقَظُوْا فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ الصَّلَاةَ قَالَ عَطَآءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَخَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ الْاٰنَ يَقْطُرُ رَأْسُهٗ مَآءً وَاضِعًا يَدَهٗ عَلٰى رَأْسِهٖ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُّصَلُّوْهَا هٰكَذَا فَاسْتَثْبَتُّ عَطَآءً كَيْفَ وَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَأْسِهٖ يَدَهٗ كَمَا أَنْبَأَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَبَدَّدَ لِيْ عَطَآءٌ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ شَيْئًا مِّنْ تَبْدِيْدٍ ثُمَّ وَضَعَ أَطْرَافَ أَصَابِعِهٖ عَلٰى قَرْنِ الرَّأْسِ ثُمَّ ضَمَّهَا يُمِرُّهَا كَذٰلِكَ عَلَى الرَّأْسِ حَتّٰى مَسَّتْ إِبْهَامُهٗ طَرَفَ الْأُذُنِ مِمَّا يَلِي الْوَجْهَ عَلَى الصُّدْغِ وَنَاحِيَةِ اللِّحْيَةِ لَا يُقَصِّرُ وَلَا يَبْطُشُ إِلَّا كَذٰلِكَ وَقَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُّصَلُّوْا هٰكَذَا.

تشریف لائے جیسے کہ میں آپ کو اب دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہے اور آپ نے اپنے ہاتھ کو سر پر رکھا ہوا ہے سو آپ نے (اس وقت) فرمایا کہ اگر میں اپنی امت پر مشکل اور کٹھن نہ جانتا تو میں اُن کو واجب کر کے حکم کرتا کہ عشاء کی نماز اسی طرح پڑھا کریں (ابن جریج نے) کہا کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ کو کس طرح سر پر رکھا ہوا تھا سو عطاء نے (میرے دکھانے کے لیے) اپنی انگلیوں کو تھوڑا سا کھولا پھر انگلیوں کو سر کی ایک طرف پر رکھا پھر ان کو آپس میں ملایا اس حالت میں کہ اُن کو اسی طرح سر سے نیچے کھینچتے تھے یہاں تک کہ گھمایا انگوٹھا اس کا کنارہ کان کو جو کنپٹی اور ڈاڑھی کی طرف منہ کے متصل ہے اور نہ نچوڑتے اور نہ جمع کرتے تھے بالوں کو مگر اسی طرح یعنی بالوں کو ہاتھ میں جمع کر کے نہ نچوڑتے تھے بلکہ بالوں کو نچوڑنا ہاتھ کی سختی سے تھا اور فرمایا کہ اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو میں اُن کو وجوبًا حکم کرتا کہ عشاء کی نماز اسی وقت پڑھا کریں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ نچوڑنے میں نہ جلدی کرتے اور نہ دیر کرتے۔

فائدہ: اس حدیث میں جو عشاء میں دیر کر کے پڑھنا مذکور ہے تو مراد اس دیر سے وہ دیر ہے جو کسی کام کی وجہ سے ہوئی تھی اور جو دیر جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے اس سے مراد وہ دیر ہے جو نمازیوں کے انتظار کے واسطے ہوئی تھی اور اس حدیث سے بعض نے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے اس لیے کہ احتمال ہے کہ سونا ان کا بیٹھے بیٹھے ہو باقدرت اور یہ بھی احتمال ہے کہ کروٹ پر لیٹ گئے ہوں لیکن نیند سے اٹھ کر پھر وضو کر لیا ہو اس لیے کہ یہ بات معلوم ہے کہ صحابہ بے وضو نماز نہیں پڑھتے تھے خاص کر حدیث اس سے ساکت ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عشاء سے پہلے سونا جو آیا ہے تو اس سے مراد وہی سونا ہے کہ غلبہ نیند سے وقت مختار نکل جانے کا خوف نہ ہو جیسے کہ ابھی اوپر گزر چکا ہے غرض ان حدیثوں سے صاف معلوم ہوا کہ اگر نیند غلبہ کر جائے تو عشاء کی نماز سے پہلے سونا جائز ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اِن حدیثوں کی ترجمہ باب سے۔

بَابُ وَقْتِ الْعِشَآءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ وَقَالَ أَبُوْ بَرْزَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ تَأْخِيْرَهَا.

یعنی نماز عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے۔ اور ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز دیر کر کے پڑھنے کو پسند رکھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث میں آدھی رات تک کا ذکر نہیں ہے لیکن اس حدیث کے دوسرے طریق میں (جو اوپر گزر چکا ہے) صاف آ گیا ہے کہ آدھی رات تک نماز عشاء کو تاخیر کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز کو آدھی رات تک تاخیر کرنا جائز ہے وفيه المطابقة للترجمة.

۵۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زَآئِدَةُ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعِشَآءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ صَلَّى ثُمَّ قَالَ قَدْ صَلَّى النَّاسُ وَنَامُوْا أَمَا إِنَّكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوْهَا وَزَادَ ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ لَيْلَتَئِذٍ.

۵۳۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عشاء کو آدھی رات تک دیر کیا پھر نماز پڑھی پھر فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں اور سو گئے ہیں خبردار ہو کہ تم نماز ہی میں ہو جب تک کہ اس کا انتظار کرو یعنی نماز کے انتظار کرنے کا ثواب بھی پڑھنے کے برابر ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جیسے میں آپ کی خاتم النبوۃ کی طرف دیکھ رہا ہوں یعنی جس رات میں آپ نے نماز عشاء کی دیر کر کے پڑھی وہ رات مجھ کو ایسی یاد ہے جیسے کہ میں اب دیکھ رہا ہوں۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی حد آدھی رات تک ہے اس کے بعد وقت باقی عشاء کا نہیں رہتا ہے اور یہی مذہب ہے امام بخاری رحمہ اللہ اور اصطخری کا کہ بعد آدھی رات کے ان کے نزدیک عشاء کی نماز قضا ہو جاتی ہے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس باب میں کوئی حدیث صحیح صریح نہیں آئی کہ عشاء کا وقت صبح صادق تک باقی رہتا ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک عشاء کا وقت صبح صادق تک باقی رہتا ہے امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ دلیل جمہور کی یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گناہ صرف اُس شخص کو ہوتا ہے جو نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آ جائے اور جمہور کے نزدیک انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کا یہ معنی ہے کہ مختار اور مستحب وقت آدھی رات تک ہے اور لیکن اس کے جواز کا وقت صبح صادق تک باقی رہتا ہے اور جبرئیل علیہ السلام کی حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عشاء کی نماز صبح صادق تک جائز ہے اور اس کے سوا اور کئی حدیثیں بھی اس باب میں آ چکی ہیں اور نیز یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ وغیرہ کی اس باب میں نص نہیں ہے کہ عشاء کا وقت آدھی رات کے بعد باقی نہیں رہتا ہے اور نہ اس سے حد اور انتہا وقت عشاء کا ذکر ہے بلکہ اُس سے صرف اتنا معلوم ہوتا

ہے کہ آپ نے آدھی رات تک نماز کو تاخیر کیا سو جائز ہے کہ وقت عشاء کا اس کے بعد بھی باقی رہے اس لیے کہ معین وقت سوائے تعیین دوسری ہم مثل کے دور نہیں ہوسکتا ہے پس جیسے کہ کوئی حدیث عشاء کے وقت کی صبح تک رہنے میں صریح نہیں اسی طرح ہی کوئی حدیث اس باب میں بھی ثابت نہیں جو صریح ہو کہ وقت عشاء کی حد اور انتہاء آدھی رات تک ہے اور اس کے بعد نہیں ہے۔

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ.

نمازِ فجر کی فضیلت کا بیان۔

۵۳۹ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ لِيْ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ أَمَا إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُّوْنَ أَوْ لَا تُضَاهُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَالَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا.

۵۳۹۔ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھا اور فرمایا خبردار ہو کہ بیشک تم قیامت میں دیکھو گے اپنے رب کو جیسا کہ اس کو دیکھتے ہو یعنی چاند کو ہجوم نہ کرسکو گے اس کے دیکھنے میں یعنی خلقت کے ہجوم سے اس کے دیدار میں کچھ حجاب اور آڑ نہ ہوگی جیسے کہ چاند کے دیکھنے میں ہجوم خلل نہیں ڈالتا ہے سو اگر تم سے ہو سکے کہ غافل نہ ہو نماز سے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے تو کیا کرو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن سے اس کی دلیل پڑھی کہ پاکی کہہ تعریف کے ساتھ اپنے رب کی سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے۔

فائدہ: مراد سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے فجر اور عصر کی نماز ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز فجر اور عصر کو دیدار الٰہی کے حاصل ہونے میں دخل ہے جیسے کہ بیان اس کا اوپر گزر چکا ہے پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

۵۴۰ ـ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ جَمْرَةَ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَبِيْ مُوْسٰى عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَقَالَ ابْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ أَخْبَرَهٗ بِهٰذَا حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا

۵۴۰۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دونوں ٹھنڈے وقت یعنی فجر اور عصر کی نماز پڑھے گا وہ بہشت میں جائے گا۔

حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ جَمْرَةَ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

فائدہ: ان دونوں نمازوں کو اس واسطے خاص کیا گیا کہ اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں جیسے کہ اوپر گزرا یا اس واسطے کہ فجر کو نیند غالب ہوتی ہے اور عصر کو دنیا کے کام بہت درپیش آتے ہیں تو اس واسطے ان دونوں نمازوں کا بہت بڑا ثواب ہے کہ ان دونوں کے سبب سے آدمی بہشت میں داخل ہوگا پس معلوم ہوا کہ نمازِ فجر کی سبب ہے داخل ہونے بہشت کا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے، مقصود ان دونوں معلق حدیثوں سے یہ ہے کہ ابو رجا نے دونوں کو مرسل روایت کیا ہے اور اسحاق نے مرفوع بیان کیا ہے پس اس میں اسناد مذکور کی تقویت ہے۔

بَابُ وَقْتِ الْفَجْرِ.

نمازِ فجر کے وقت کا بیان۔

٥٤١ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ تَسَحَّرُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامُوْا إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ قَدْرُ خَمْسِيْنَ أَوْ سِتِّيْنَ يَعْنِيْ آيَةً.

۵۴۱۔ زید بن ثابت سے روایت ہے کہ اصحاب نے حضرت ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز کی طرف کھڑے ہوئے میں نے کہا کہ نماز اور سحری کھانے کے درمیان کس قدر دیر ہوئی تھی اس نے کہا کہ مقدار پچاس یا ساٹھ آیت کے یعنی جتنی دیر میں پچاس یا ساٹھ آیت پڑھی جائے اتنی دیر اُن کے درمیان ہوئی تھی۔

٥٤٢ ـ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ سَمِعَ رَوْحَ بْنَ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سَحُوْرِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلّٰى قُلْنَا لِأَنَسٍ كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سَحُوْرِهِمَا وَدُخُوْلِهِمَا فِي الصَّلَاةِ قَالَ قَدْرُ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِيْنَ آيَةً.

۵۴۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت ﷺ نے ایک رات مل کر سحری کھائی سو جب دونوں سحری کھا چکے تو حضرت ﷺ نماز کی طرف کھڑے ہوئے پس آپ نے نماز پڑھی ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ان دونوں کی سحری اور نماز کے درمیان کس قدر دیر ہوئی تھی اس نے کہا جتنی دیر میں آدمی پچاس آیتیں پڑھے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اول وقت نمازِ فجر کا طلوع صبح صادق ہے اسی لیے کہ اس میں کھانا پینا

حرام ہو جاتا ہے اور جتنی دیر میں پچاس آیتیں پڑھی جائیں وہ ایک گھڑی کے تین خمس ہوتے ہیں سو اس قدر میں صرف وضو ہی ہو سکتا ہے پس ثابت ہوا کہ اول وقت فجر کا طلوع صبح صادق ہے اور حضرت ﷺ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے تھے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو ابواب ستر العورات میں مذکور ہو چکی ہے وہ اس باب میں بڑی صریح ہے کہ حضرت ﷺ فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ ہمیشہ اسی وقت پڑھا کرتے تھے اور سب سے زیادہ صریح یہ حدیث ہے جو ابو داود میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک بار فجر کی نماز روشنی میں پڑھی ہے بعد اس کے آپ ﷺ ہمیشہ اندھیرے میں پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ نے اس جہان سے انتقال فرمایا اور یہ حدیث جو آئی ہے کہ صبح کی نماز روشن کر کے پڑھو کہ اس میں ثواب زیادہ ہے تو امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ جمہور نے کہا کہ مراد اس سے صبح صادق کے طلوع کا تحقق ہے یعنی جب اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ صبح صادق ہوگئی ہے تو اس وقت نماز پڑھے اس کا یہ معنی نہیں کہ بہت روشن کر کے پڑھو اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد روشن کرنے سے یہ ہے کہ اس میں قراءۃ لمبی پڑھے یہاں تک کہ نماز سے فراغت روشنی میں واقع ہو اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث جو بخاری میں ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دن مزدلفہ کے سوا اور کسی دن میں صبح کی نماز غیر وقت پڑھتے نہیں دیکھا یعنی اس دن آپ نے فجر کو اول وقت پڑھا تھا سو مراد اس سے یہ ہے کہ ہمیشہ حضرت ﷺ طلوع صبح کے بعد ایک لحظہ دیر کیا کرتے تھے جیسے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ایک لحظہ دیر معلوم ہوتی ہے سو اس دن مطلق کچھ دیر نہ کی یہ مراد نہیں کہ اس دن طلوع صبح صادق سے پہلے نماز پڑھی تھی یہ بات بالاجماع باطل ہے اور جو غلس کو منسوخ کہتا ہے وہ شرائط نسخ کی بیان کرے اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی جو ابو داؤد سے منقول ہو چکی ضعیف ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ اگر اس کا ضعیف ہونا تسلیم بھی کیا جائے گا تو اور بہت حدیثوں صحیحہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہمیشہ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے رہے پس اس کے ضعیف ہونے سے کچھ حرج نہیں اور نیز اسی طرح حدیث اسفروا بالفجر بھی ضعیف ہے پس اس سے بھی استدلال صحیح نہیں ہوگا کما ذکر نافی کلام المتین پس تطبیق وہی بہت بہتر ہے جیسے کہ طحاوی نے کہا ہے اور حنفیہ کی دلیل ایک یہ ہے جو کہ ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے اصحاب کسی چیز پر جمع نہیں ہوئے جیسے کہ صبح کی نماز روشن کر کے پڑھنے پر ہوئی ہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ اگر اُن کی مراد کل یا اکثر اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں تو یہ بات صحیح نہیں اس لیے کہ جمہور صحابہ سے ان کو ملاقات حاصل نہیں بلکہ فقط ایک دو صحابی سے اُن کو ملاقات حاصل ہے چنانچہ تقریب میں ان کو طبقہ خامسہ میں لکھا ہے اور اس طبقے والے وہ لوگ ہیں جن کو فقط ایک دو صحابی سے ملاقات حاصل ہوئی ہے بلکہ بعض کو ان میں سے کسی صحابی سے سماع ثابت نہیں ہے اور نیز صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ سے تغلیس میں نماز پڑھنی ثابت ہو چکی ہے

پھر دعویٰ اجماع کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اور شیخ سلام اللہ حنفی نے شرح موطا میں لکھا ہے کہ جب ان صحابہ سے تغلیس ثابت ہو چکی ہے تو ابراہیم نخعی کا قول محمول ہوگا اس پر کہ مراد اس سے وہ اصحاب ہیں جن کے ساتھ اس نے اہل عراق سے ملاقات کی نہ کل اصحاب۔

۵۴۳ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ أَخِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ كُنْتُ أَتَسَحَّرُ فِي أَهْلِي ثُمَّ يَكُونُ سُرْعَةٌ بِي أَنْ أُدْرِكَ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۴۳۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے گھر میں سحری کھایا کرتا تھا پھر مجھ کو آنے میں بہت جلدی ہوتی یعنی بہت جلدی سے نماز کی طرف آتا کہ میں صبح کی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پاؤں۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز اول وقت پڑھا کرتے تھے اور یہ احتمال کہ شاید سہل رضی اللہ عنہ کا گھر گاؤں میں ہوگا بالکل لغو ہے اس لیے کہ سحری کھا کر نماز کی طرف آنا اول وقت پر دلالت کرتا ہے ورنہ ان کے خبر دینے میں کچھ فائدہ نہیں۔

۵۴۴ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ حِينَ يَقْضِينَ الصَّلَاةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِّنَ الْغَلَسِ.

۵۴۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مسلمان عورتیں صبح کی نماز میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا کرتیں تھیں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جماعت میں آ کر نماز پڑھتیں اس حالت میں کہ اپنی چادروں کو لپیٹنے والی ہوتی تھیں پھر نماز سے فارغ ہو کر اپنے گھروں کو پلٹ جاتیں اندھیرے کے سبب سے اُن کو کوئی نہ پہچانتا تھا۔

فائدہ: معنی اس کا یہ ہے کہ اندھیرے کے سبب سے معلوم نہ ہوتا کہ یہ مرد ہے یا عورت دیکھنے والے کو صرف ایک جسم معلوم ہوتا اور بعض نے کہا کہ اُن کے جسموں میں تمیز نہ ہوتی کہ کیا مثلاً یہ خدیجہ ہے یا زینب یا کوئی اور ہے پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ فجر کی نماز اول وقت اندھیرے میں پڑھنی چاہیے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کو رات کے وقت نماز کے واسطے مسجد میں جانا جائز ہے اور جب رات کو مسجد میں جانا جائز ہوا تو دن کو مسجد میں آنا بطریق اولیٰ جائز ہے اس لیے کہ رات زیادہ شک کا وقت ہے دن سے لیکن مسجد میں جانا اُن کا اسی وقت جائز ہے جب کہ فتنہ کا خوف نہ ہو اور چونکہ اب اس زمانے میں فتنے کا بہت خوف ہے اس لیے عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع کرنا

چاہیے اور وہ حدیث ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی جو پہلے گزر چکی ہے کہ نماز فجر سے ایسے وقت میں فارغ ہوتے تھے کہ ہر آدمی اپنے پاس والے کو پہچانتا تو وہ حدیث اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی معارض نہیں اس لیے کہ اس میں اُن عورتوں کا ذکر ہے جو دور سے دیکھی جاتی تھیں پس معنی ان دونوں کا یہ ہے کہ آدمی اپنے پاس والے کو پہچانتا تھا اور آپ سے دور والے کو نہ پہچانتا تھا، واللہ اعلم۔

بَابُ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً.

یعنی جس نے نمازِ فجر کی ایک رکعت پائی اس کا کیا حکم ہے؟۔

۵۴۵ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ وَعَنِ الْأَعْرَجِ يُحَدِّثُوْنَهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ.

۵۴۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نمازِ فجر سے ایک رکعت پائی سورج نکلنے سے پہلے تو اس نے البتہ فجر کی سب نماز پائی اور جس نے نمازِ عصر کی ایک رکعت پائی سورج ڈوبنے سے پہلے تو اس نے البتہ عصر کی سب نماز پائی۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایک رکعت ہی اس کو کافی ہو جاتی ہے باقی نماز پڑھنے کی اس کو کچھ حاجت نہیں ہے لیکن یہ معنی بالا جماع باطل ہے بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ جس نے ایک رکعت جماعت میں پائی تو اس نے جماعت کی نماز کا ثواب پایا اور جس نے ایک رکعت نہ پائی اس کو جماعت کا ثواب نہیں اور اس کا یہ معنی بھی ہے کہ جس نے بقدر ایک رکعت کے بقدر نماز کا وقت پایا تو اس کی باقی نماز ادا ہے قضا نہیں ہے جیسے کہ فجر کی نماز میں ایک رکعت کے بعد سورج نکل آیا یا عصر کی نماز کے وقت ایک رکعت کے بعد سورج ڈوب گیا تو نماز ہوگئی اور یہی وجہ ہے مطابقت حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث میں صریح رد ہے طحاوی پر کہ اس نے کہا ہے کہ یہ حدیث ان آدمیوں کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ لڑکا جو اس وقت بالغ ہو۔ دوم عورت جو حیض سے پاک ہو۔ سوم کافر جو اس وقت میں مسلمان ہو اور جو ان کی مثل ہیں اور غرض اس کی اس سے اپنے مذہب کی تائید کرنی ہے کہ جو فجر کی نماز سے ایک رکعت پائے تو اس کی نماز باطل ہوتی ہے جیسے کہ بیان اس کا مذکور ہو چکا ہے اور یہ تاویل اُس کی اس پر مبنی ہے کہ جو حدیثیں سورج نکلنے کے وقت نماز کی ممانعت میں وارد ہیں وہ فرضوں اور نفلوں سب کو شامل ہیں پس سورج نکلنے کے وقت کوئی نماز جائز نہیں لیکن تطبیق ان دونوں حدیثوں میں ممکن ہے بایں طور کہ مراد ممانعت کی حدیثوں سے وہ

نفل ہیں جو بلا سبب پڑھے جائیں اور یہ حدیث اس پر محمول ہے جس نماز کا کوئی سبب ہو اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی منسوخ ہے نہی کی حدیثوں سے لیکن یہ دعویٰ بالکل باطل ہے اس لیے کہ شرائط نسخ کا یہاں پایا جانا ممکن نہیں ہے مدعی نسخ شرائط نسخ بیان کرے کہ محض احتمال سے نسخ کا دعویٰ کرنا جائز نہیں ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو پوری رکعت نہ پائے اس کی نماز نہیں ہوتی اور اس پر اجماع ہو چکا ہے اور مقدار اس رکعت کا یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کہے اور فاتحہ پڑھے اور رکوع کرے اور دو سجدے کرے ساتھ شرائط کے لیکن یہ اُن لوگوں کے حق میں ہے جن کو کوئی عذر نہ ہو کہ اُن کو پوری رکعت پانی ضرور ہے اور جو لوگ عذر والے ہیں جیسے کہ بیہوش کہ اس وقت ہوش میں آیا یا حائض جو کہ اُس وقت پاک ہوئی یا مثل اُن کی اور کوئی تو ان لوگوں کو اگر اتنا وقت مل جائے تو اُن کی سب نماز ادا ہو جائے گی اُن کو ایک رکعت پوری پانی لازم نہیں صرف اس قدر وقت پالینا کافی ہے اور یہ فضل اللہ کا ہے جس کو چاہے دے اور بعضوں نے کہا کہ اجماع ہے اس بات پر کہ جس کو عذر نہ ہو اس کو ایسے وقت تک نماز کی تاخیر جائز نہیں ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا ہو اور مقتدیوں نے ابھی نہ اٹھایا ہو تو جب بھی رکعت ہو جاتی ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر امام کو سجدے میں پائے تو جب بھی رکعت ہو جاتی ہے بعد نماز کے اٹھ کر رکوع کر لے لیکن یہ سب قول ظاہر حدیث کے مخالف ہیں۔

لطیفہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جس جگہ حدیث کے لفظ سے ترجمہ باندھتا ہے تو جو حدیث اس باب میں لاتا ہے اس کا لفظ اس ترجمہ سے بعینہ موافق ہوتا ہے یا اس حدیث کے کسی اور طریق میں وہ لفظ ترجمہ کا موجود ہوتا ہے۔

بَابُ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً.

جس نے نماز سے ایک رکعت پائی اس کا کیا حکم ہے؟۔

٥٤٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ.

۵۴۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز کی ایک رکعت پائی تو اس نے البتہ سب نماز پائی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ایک رکعت پانے سے نماز ہو جاتی ہے اور دونوں بابوں میں فرق یہ ہے کہ پہلے میں صرف نمازِ فجر اور عصر کے وقت پانے کا ذکر ہے اور اس میں مطلق نماز پانے کا ذکر ہے اور بعضوں نے کہا کہ اس حدیث سے مراد جماعت کے ساتھ ایک رکعت پانا ہے یا جمعہ سے ایک رکعت پانا ہے اور پہلے میں اس قدر وقت کا پانا مراد ہے پس مغایرت ظاہر ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ

نماز فجر سے بعد سورج بلند ہونے تک اور نماز پڑھنے کا

الشَّمْسُ.

کیا حکم ہے؟۔

۵۴۷ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدَ رِجَالٌ مَّرْضِيُّونَ وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَشْرُقَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي نَاسٌ بِهٰذَا.

۵۴۷۔عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے نماز پڑھنے سے بعد نماز صبح کے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو جائے اور منع فرمایا ہے نماز سے بعد نماز عصر کے یہاں تک کہ آفتاب ڈوب جائے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کئی لوگوں نے مجھ کو حدیث (جو اوپر گزری) سنائی۔

فائدہ: اس باب میں فجر کو اس واسطے خاص کیا کہ عصر کی نماز کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا ثابت ہو چکا ہے بخلاف فجر کے کہ اس کے بعد آپ کا کوئی نماز پڑھنا ثابت نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک کوئی نماز درست نہیں لیکن اس نہی کا عموم اور اطلاق سب نمازوں کو شامل نہیں اس لیے کہ علماء کو اس میں اختلاف ہے اور حنفی اس حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں کہ بعد نماز فجر اور عصر کے کوئی نماز پڑھنی جائز نہیں ہے خواہ فرض ہو یا نفل ہو یا قضا ہو لیکن عصر کی نماز کے بعد قضا نماز کو پڑھنا جائز رکھتے ہیں اور حدیث میں دونوں نمازوں کی ممانعت برابر ہے پس اس حدیث سے استدلال ان کا غلط ہے کہ ایک کے بعد منع کرتے ہیں اور ایک کے بعد جائز رکھتے ہیں اور باقی بیان اس کا اوپر گزر چکا ہے اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ فجر اور عصر کی نماز سے پیچھے اور دوپہر کے وقت اور آفتاب نکلنے اور ڈوبنے کے وقت بلا سبب نماز پڑھنی مکروہ ہے اور ایک جماعت علماء سے کہتے ہیں کہ بلا سبب نماز پڑھنی بھی ان وقتوں میں جائز ہے وہ کہتے ہیں کہ حدیثیں نہی کی منسوخ ہیں یا نہی سے مراد نہی تنزیہی ہے اور یہی مذہب ہے داؤد وغیرہ اہل ظاہر کا اور یہی قول ہے ابن حزم کا اور نیز اکثر علماء کہتے ہیں کہ ان وقتوں میں ادا فرض پڑھنے جائز ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کوئی نماز پڑھنی جائز نہیں خواہ فرض ہوں خواہ نفل خواہ قضا ہو یا ادا ہو اور جو نفل کہ حدیثوں میں آچکے ہیں جیسے کہ تحیۃ المسجد اور عید اور کسوف اور جنازے کی نماز اور فوت شدہ نماز ہے سو امام شافعی رحمہ اللہ ان کو ان وقتوں میں پڑھنا جائز رکھتے ہیں بلا کراہت اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی سنتیں عصر کے بعد پڑھیں پس حاضر سنتیں اور قضا نماز پڑھنا ان وقتوں میں بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ بلا سبب نفل پڑھنے بھی جائز ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کسی نماز کو اُن وقتوں میں پڑھنا جائز نہیں ہے سو اس دن کی عصر کے اور امام

مالک رحمہ اللہ کے نزدیک فرض پڑھنے جائز ہیں نفل پڑھنے جائز نہیں اور یہی ہے مذہب امام احمد رحمہ اللہ کا لیکن احمد نے طواف کی دو رکعتوں کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ نہی کی حدیثوں میں وہ نماز مراد ہے جو بلا سبب ہو اور جائز وہ نماز ہے جس کا کوئی سبب ہو اور اس میں سب حدیثوں کی تطبیق ہو جاتی ہے اور یہی بات صحیح ہے واللہ اعلم۔

۵۴۸ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا وَقَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَغِيْبَ تَابَعَهُ عَبْدَةُ.

۵۴۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قصد کیا کرو نماز کا سورج نکلتے اور نہ ڈوبتے اور فرمایا کہ جب سورج کا کنارہ ظاہر ہو تو نماز نہ پڑھو دیر کرو جب تک کہ سب نکل آئے اور جب سورج کا ایک کنارہ ڈوب جائے تو نماز نہ پڑھو دیر کرو جب تک کہ سب ڈوب جائے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازِ فجر اور عصر کے بعد صرف اُسی شخص کو نماز پڑھنی منع ہے جو اس کا قصد کرے اور اس کا وقت عمداً تلاش کرے اور جس شخص کی نماز اس وقت میں اتفاقاً واقع ہو اس کو منع نہیں ہے جیسے کہ خواب سے بیدار ہو یا نماز کو بھول گیا ہو یا یہ حدیث خاص ہے عام نہیں یعنی صرف اسی وقت نماز پڑھنی منع ہے جب کہ آفتاب کا کنارہ ظاہر ہو جائے یا اس کا کنارہ ڈوب جائے پس یہ حدیث تفسیر ہے پہلی حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی اور اس کی مبین ہے اور اس سے تطبیق ہو جائے گی درمیان اس حدیث کے اور ان حدیثوں کے جو ایک رکعت پانے سے نماز کے جائز ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور اکثر کے نزدیک قصد اور عدم قصد برابر ہے اور کوئی کہے کہ جو شخص خواب سے بیدار ہوا ہے اس کا اس نماز کو پورا کرنا تو قصد سے ہے پس تناقض باقی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے ہی عصر کی نماز کے تمام کرنے میں بھی قصد موجود ہے پس وہ بھی جائز نہیں ہوگی حالانکہ تم اس کے جائز ہونے کے قائل ہو۔

۵۴۹ ۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۵۴۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے دو قسم کی خرید و فروخت سے اور دو قسم کے لباس سے اور دو نمازوں سے آپ نے منع فرمایا نماز پڑھنے سے بعد نماز فجر کے یہاں تک کہ سورج نکل آئے اور بعد نمازِ عصر کے

وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ صَلَاتَيْنِ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّآءِ وَعَنِ الْاِحْتِبَآءِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ يُفْضِيْ بِفَرْجِهٖ إِلَى السَّمَآءِ وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ .

یہاں تک کہ آفتاب ڈوب جائے اور منع فرمایا ہے سب بدن پر کپڑا لپیٹ کر اوڑھنے سے کہ نماز یا کسی اور کام میں ہاتھ باہر نہ نکل سکیں اور منع فرمایا ایک کپڑے میں زانو اٹھا کر بیٹھنے سے کہ ستر اوپر کی طرف سے کھلا رہے اور منع فرمایا پھینکنے کی بیع سے اور ہاتھ لگانے کی بیع سے۔

فائدہ: بیع پھینکنے کی یہ ہے کہ بیچنے والا اپنے کپڑے کو خریدار کی طرف پھینک دے پہلے اس سے کہ خریدار اس کو کھول کر دیکھ لے یا اس کی طرف نظر کرے اور بیع ملامست کی یہ ہے کہ بدون دیکھے خریدار اس کو ہاتھ لگا دے سو یہ دونوں قسم کی بیع منع ہے اور دوسرے پارے میں اس کا ذکر ہو چکا ہے اور کتاب البیع میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا اور مطابقت ان حدیثوں کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے کہ اُن سے بعد نماز صبح کے نماز پڑھنے کی ممانعت ہے ثابت ہوتی ہے سوائے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ اس سے صرف عین طلوع اور غروب کے وقت ممانعت معلوم ہوتی ہے۔

بَابُ لَا تَتَحَرَّى الصَّلَاةَ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ .

نہ قصد کرے کوئی نماز کا سورج ڈوبنے سے پہلے۔

٥٥٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَحَرّٰى أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا .

۵۵۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قصد کیا کرے تم میں سے کوئی کہ نماز پڑھے سورج نکلتے اور نہ سورج ڈوبتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورج ڈوبتے نماز پڑھنی منع ہے وفيه المطابقة .

٥٥١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءُ بْنُ يَزِيْدَ الْجُنْدَعِيُّ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى

۵۵۱۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں نماز ہوتی بعد نماز فجر کے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو جائے اور نہیں نماز ہوتی بعد نماز عصر کے یہاں تک کہ آفتاب ڈوب جائے۔

تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ.

فائدہ: یہ نفی بمعنی نہی ہے یعنی بعد نماز فجر اور عصر کے نماز نہ پڑھو اور بعض علماء سلف نے کہا ہے کہ یہ اخبار ہے کہ ان دونوں وقتوں کے بعد نفل نہیں اور یہ مراد نہیں کہ اس وقت نماز پڑھنی منع ہے جیسے کہ عین طلوع اور غروب کے وقت منع ہے اور اس قول کو قوی کرتا ہے جو ابوداؤد میں حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد نماز نہ پڑھا کرو مگر یہ کہ آفتاب سفید اور بلند ہو پس اس حدیث سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ یہ بعدیت عام نہیں ہے بلکہ خاص ہے ساتھ عین طلوع اور غروب کے پس اس حدیث سے سب جھگڑا فیصلہ ہو گیا واللہ اعلم بالصواب اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے یہ ہے کہ ممنوع نماز صحیح نہیں ہوتی ہے پس لازم ہے کہ آدمی اس کا قصد نہ کرے کہ عاقل بے فائدہ چیز کے ساتھ مشغول نہیں ہوتا ہے۔

۵۵۲ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ إِنَّكُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلَاةً لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيْهَا وَلَقَدْ نَهٰى عَنْهُمَا يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

۵۵۲۔ معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک تم ایک نماز پڑھتے ہو اور البتہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی سو ہم نے آپ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور آپ نے منع فرمایا اس نماز سے یعنی عصر کے بعد دو رکعت سنت پڑھنے سے۔

۵۵۳ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

۵۵۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا دو نمازوں سے ایک تو بعد نماز فجر کے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو اور دوسری بعد نمازِ عصر کے یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے۔

فائدہ: معاویہ رضی اللہ عنہ کی نفی کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن کو اس نے خطاب کیا تھا وہ لوگ ہمیشہ عصر کے بعد دو رکعت نفل پڑھا کرتے تھے جیسا کہ ظہر کے بعد پڑھتے ہیں لیکن جس چیز کی معاویہ رضی اللہ عنہ نے نفی کی ہے اس کو اور لوگوں نے ثابت کیا ہے اور مثبت کو ترجیح ہوتی ہے نافی پر کما تقرر فی الاصول اور آئندہ باب میں آئے گا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے

فرمایا کہ حضرت ﷺ اُن کو مسجد میں نہیں پڑھا کرتے تھے بلکہ گھر میں پڑھا کرتے تھے اور جس حدیث میں بعد عصر کے دو رکعت پڑھنے کا ثبوت ہے وہ نہی کی حدیثوں کے معارض نہیں ہے اس لیے کہ ثبوت کی روایت کے واسطے سبب ہے جیسے کہ آئندہ آئے گا اور جس نماز میں سبب ہے وہ بھی پڑھنی جائز ہوگی اور اس کے ماسوا اور نماز نہی کے عموم میں داخل رہے گی اور نہی محمول ہوگی اُس نماز پر جس کا کوئی سبب نہ ہو اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو آگے آئے گی کہ حضرت ﷺ بعد عصر کے دو رکعت ہمیشہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ نے اس جہان سے انتقال فرمایا اس نے راہ نسخ کی بند کر دی ہے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَكْرَهِ الصَّلَاةَ إِلَّا بَعْدَ الْعَصْرِ وَالْفَجْرِ رَوَاهُ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ.

کسی وقت میں نماز پڑھنی مکروہ نہیں مگر بعد نماز فجر اور عصر کے روایت کیا ہے اس حکم کو عمر اور ابن عمر اور ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے یعنی حضرت ﷺ سے ان چار صحابہ نے یہ حکم نقل کیا ہے۔

٥٥٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أُصَلِّيْ كَمَا رَأَيْتُ أَصْحَابِيْ يُصَلُّوْنَ لَا أَنْهٰى أَحَدًا يُصَلِّيْ بِلَيْلٍ وَّلَا نَهَارٍ مَا شَآءَ غَيْرَ أَنْ لَّا تَحَرَّوْا طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا.

۵۵۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں ویسی نماز پڑھتا ہوں جیسے کہ میں نے اپنے اصحاب کو پڑھتے دیکھا ہے میں کسی کو منع نہیں کرتا ہوں کہ نماز پڑھے رات میں یا دن میں یعنی سب وقتوں میں جائز ہے جس وقت کوئی چاہے پڑھے لیکن نہ قصد کیا کرو نماز کا سورج نکلتے اور نہ ڈوبتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوپہر کے وقت نفل وغیرہ پڑھنے منع نہیں ہیں اور عین دوپہر کا وقت مکروہ وقتوں میں داخل نہیں ہے پس حاصل اس باب کا یہ ہے کہ جن وقتوں میں نماز پڑھنی منع ہے وہ پانچ وقت ہیں۔ ایک سورج نکلنے کا وقت۔ اور دوم سورج ڈوبنے کا وقت۔ اور سوم نمازِ فجر کے بعد۔ اور چہارم نمازِ عصر کے بعد۔ اور پنجم عین دوپہر کے وقت۔ سو امام بخاری رحمہ اللہ نے اول چار وقتوں میں نماز کا مکروہ ہونا ثابت کیا سو اول دو وقتوں میں نہ پڑھنا تو حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت کیا اور دوسرے دو وقتوں میں چار صحابہ کی حدیثوں سے ثابت کیا جیسے کہ اوپر گزر چکا ہے اور دوپہر کے وقت نماز پڑھنے کو جائز رکھا ہے جیسے کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ کا کہ ہر روز عین دوپہر کے وقت نماز کو جائز رکھتے ہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور جمہور کے نزدیک دوپہر کے وقت بھی نماز پڑھنی مکروہ ہے جیسے کہ اور حدیثوں سے ثابت ہو چکا ہے اور یہی روایت ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ اور سعید بن مقبری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے لوگوں کو پایا کہ دوپہر کے وقت نماز پڑھنے سے بچتے تھے مگر شاید وہ حدیثیں بخاری کے نزدیک صحیح نہیں ہوئی ہوں گی اس

واسطے دوپہر کے وقت میں نماز جائز رکھی لیکن امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ نے صرف جمعہ کو دوپہر کے وقت جائز رکھا ہے اور اس باب میں حدیثیں بھی آچکی ہیں گوضعیف ہیں لیکن سب مل کر قوت پا جاتی ہیں اور بعضوں نے ان نمازوں میں یہ فرق کیا ہے کہ اول دوصورتوں میں نماز پڑھنی حرام ہے اور اخیر دوصورتوں میں نماز مکروہ ہے اور یہی قول محمد بن سیرین اور محمد بن جریر کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صبح کے بعد نماز پڑھنی حرام ہے اور عصر کے بعد مباح ہے اور یہی قول ہے ابن حزم کا لیکن مشہور تمام میں کراہت ہے بعضوں کے نزدیک کراہت تحریمی اور بعضوں کے نزدیک کراہت تنزیہی ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ مَا يُصَلّٰى بَعْدَ الْعَصْرِ مِنَ الْفَوَآئِتِ وَنَحْوِهَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ كُرَيْبٌ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ شَغَلَنِيْ نَاسٌ مِّنْ عَبْدِ الْقَيْسِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ.

نمازِ عصر کے بعد قضا شدہ وغیرہ نمازوں کا پڑھنا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور فرمایا کہ عبدالقیس کے ایلچیوں نے مجھ کو ظہر کے بعد کی دو رکعتوں سے باز رکھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نماز کا کوئی سبب ہو اس کو عصر کے بعد پڑھنا جائز ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور ایک جماعت علماء کا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا لیکن جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ مداومت تھا نہ اصل قضا۔

۵۵۵ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ أَنَّهٗ سَمِعَ عَائِشَةَ قَالَتْ وَالَّذِيْ ذَهَبَ بِهٖ مَا تَرَكَهُمَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ وَمَا لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى حَتّٰى ثَقُلَ عَنِ الصَّلَاةِ وَكَانَ يُصَلِّيْ كَثِيْرًا مِّنْ صَلَاتِهٖ قَاعِدًا تَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْهِمَا وَلَا يُصَلِّيْهِمَا فِي الْمَسْجِدِ مَخَافَةَ اَنْ يُّثَقِّلَ عَلٰى أُمَّتِهٖ وَكَانَ يُحِبُّ مَا يُخَفِّفُ عَنْهُمْ.

۵۵۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اُس اللہ کی قسم! جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جہان سے لے گیا آپ نے عصر کے بعد دو رکعتوں کو کبھی نہیں چھوڑا یہاں تک کہ آپ اللہ سے ملے یعنی آپ نے انتقال فرمایا اور نہ انتقال کیا آپ نے یہاں تک کہ آپ کو نماز بھاری معلوم ہونے لگی اس لیے آپ اکثر نماز بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی نماز سے عصر کے بعد کی دو رکعتیں ہیں یعنی باوجودیکہ آخر عمر میں نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھاری ہوگئی تھی مگر تاہم پھر بھی ان دو رکعتوں کو آپ نے نہیں چھوڑا ہمیشہ پڑھتے رہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو پڑھا کرتے تھے اور ان کو مسجد میں نہیں پڑھتے تھے اس خوف سے کہ آپ

کی امت پر مشکل نہ ہو جائے یعنی بوجہ لازم ہونے متابعت کے امت پر۔ اور دوست رکھتے تھے اس چیز کو جس میں امت کو تخفیف اور آسانی ہو۔

٥٥٦ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَتْ عَائِشَةُ ابْنَ أُخْتِيْ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِيْ قَطُّ.

۵۵۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے عروہ سے کہا کہ اے میرے بھانجے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد کی دو رکعتیں میرے نزدیک کبھی نہیں چھوڑی یعنی جب میرے گھر میں ہوتے تو ضرور پڑھتے۔

٥٥٧ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَكْعَتَانِ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَعُهُمَا سِرًّا وَّلَا عَلَانِيَةً رَكْعَتَانِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

۵۵۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتوں کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے نہ ظاہر میں نہ پوشیدہ دو رکعتیں تو نماز فجر سے پہلے اور دو رکعتیں بعد نماز عصر کے۔

٥٥٨ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ رَأَيْتُ الْأَسْوَدَ وَمَسْرُوْقًا شَهِدَا عَلٰى عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْنِيْ فِيْ يَوْمٍ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

۵۵۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عصر کے بعد جب کبھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آتے تو دو رکعتیں نماز پڑھتے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عصر کی نماز کے بعد ہر قسم کے نفل پڑھنے جائز ہیں جب تک کہ آفتاب نکلنے اور ڈوبنے کا قصد نہ کرے یعنی خواہ مخواہ عمداً یہ عادت نہ ٹھہرا رکھے کہ جب طلوع اور غروب کا وقت ہو تو اس وقت ان کو پڑھے اور یہی مذہب ہے داؤد اور اہل ظاہر کا لیکن حنفیہ وغیرہ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے لیکن جواب اس کا یہ ہے کہ خاصہ مداومت ہے نہ اصل قضا پس قضا جائز ہو گی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس سے یہی سمجھا ہے کہ نہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص ہے ساتھ اس شخص کے جو عین طلوع اور غروب کے وقت نماز کا قصد کرے نہ عام اور نیز جامع الاصول میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد نماز پڑھنے کی

رخصت دی اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی عصر کے بعد ہمیشہ نفل پڑھا کرتی تھیں۔ وَقَالَ بَعْضُهُمْ حَدِيْثُ النَّهْيِ قَوْلٌ وَهٰذَا فِعْلٌ وَالْقَوْلُ مُقَدَّمٌ عَلَى الْفِعْلِ عِنْدَ التَّعَارُضِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ هٰذَا مُثْبِتٌ وَّحَدِيْثُ النَّهْيِ نَافٍ وَّالْمُثْبِتُ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّافِيْ فَتَدَبَّرْ. لیکن ترجیح سے تطبیق مقدم ہے جب تک تطبیق ممکن ہو ترجیح جائز نہیں ہے اور تطبیق یہاں ممکن ہے کہ نہی سے مراد وہ نماز ہے جو بلا سبب ہو جیسے کہ ظاہر ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے اور ان حدیثوں سے مراد وہ نماز ہے جس کا کوئی سبب ہو جیسے کہ فوت شدہ نمازیں یا نمازِ جنازہ یا سنتیں مؤکدہ ظہر وغیرہ کی ہیں پس ایسی نمازوں کو فجر اور عصر کے بعد پڑھنا جائز ہے اور یہ ہے غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے کہ نہی کی حدیثوں سے یہ نمازیں مخصوص ہیں اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ اس باب کو نہی حدیثوں کے بعد لایا ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت ان حدیثوں کی ترجمہ باب سے اور اسی قول کو ترجیح ہے۔

فائدہ: عصر کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنی دو قسم کی تھی ایک تو وہ نماز تھی جو آپ سے کبھی کبھی کسی کام کی وجہ سے قضا ہو جاتی تھی جیسے سنت مؤکدہ ظہر کی تو اس کو بعد عصر کے آپ پڑھتے تھے اور ایک وہ نماز تھی جس کو آپ ہمیشہ عصر کے بعد پڑھا کرتے تھے اور وہ دو رکعتیں نفل تھے پس یہ دو رکعتیں نفل جن کو ہمیشہ پڑھا کرتے تھے غیر ہیں ان سنتوں کی جن کو عصر کے بعد قضا کر کے پڑھتے تھے اور یہی معلوم ہوتا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی ان حدیثوں سے پس ان حدیثوں میں حنفیہ کی کوئی تاویل نہیں چل سکتی ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ التَّبْكِيْرِ بِالصَّلَاةِ فِيْ يَوْمِ غَيْمٍ. ابر کے دن نماز کو اول وقت پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: ظاہر اس باب سے معلوم ہوتا ہے کہ ابر کے دن ہر نماز کو اول وقت پڑھنا چاہیے لیکن حدیث باب سے صرف نمازِ عصر معلوم ہوتی ہے اسی واسطے علماء نمازِ عصر کو ابر کے دن اول وقت پڑھنا مستحب کہتے ہیں۔

۵۵۹ ۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى هُوَ ابْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ أَنَّ أَبَا الْمَلِيْحِ حَدَّثَهٗ قَالَ كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ غَيْمٍ فَقَالَ بَكِّرُوْا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُهٗ.

۵۵۹۔ ابو الملیح سے روایت ہے کہ ہم بریدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ابر کے دن میں سو اس نے کہا کہ نماز کو اول وقت پڑھو اس لیے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عصر کی نماز چھوڑی اس کا کیا اکارت ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کا بیان اوپر ہو چکا ہے اور ظاہر یہ حدیث باب کے مطابق نہیں ہے لیکن اس حدیث کے بعض طریقوں میں آ چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابر کے دن نماز عصر میں جلدی کیا کرو تو گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اس باب میں لانے سے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں معنی ترجمہ کا

ثابت ہے اور یہ عادت ہے امام بخاری رحمہ اللہ کی جیسے کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ وہ بہت جگہ باب باندھتا ہے اور اس میں ایسی حدیث لاتا ہے جو ظاہر میں اس باب کے مطابق نہیں ہوتی تو اس کی اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں ترجمہ ثابت ہے اگر چہ وہ خود اس طریق کو روایت نہ کرے اور گو وہ طریق اس کی شرط پر نہ ہو پس اس سے امام بخاری رحمہ اللہ پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا ہے کہ حدیث ترجمہ کے مطابق نہیں ہے اور یہ توجیہ بخاری میں اکثر جگہ کام آتی ہے اور اس سے اکثر ترجمہ بخاری حل ہو جاتے ہیں وباللہ التوفیق۔

بَابُ الْأَذَانِ بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ.

قضا نماز کے واسطے اذان دینے کا بیان۔

٥٦٠ ـ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سِرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَخَافُ أَنْ تَنَامُوْا عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ بِلَالٌ أَنَا أُوْقِظُكُمْ فَاضْطَجَعُوْا وَأَسْنَدَ بِلَالٌ ظَهْرَهُ إِلٰى رَاحِلَتِهِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَالَ يَا بِلَالُ أَيْنَ مَا قُلْتَ قَالَ مَا أُلْقِيَتْ عَلَيَّ نَوْمَةٌ مِّثْلُهَا قَطُّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِيْنَ شَآءَ وَرَدَّهَا عَلَيْكُمْ حِيْنَ شَآءَ يَا بِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ بِالنَّاسِ بِالصَّلَاةِ فَتَوَضَّأَ فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَاضَّتْ قَامَ فَصَلّٰى.

٥٦٠۔ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتے رہے یعنی سفر کیا سو جب تھوڑی رات رہی تو بعض لوگوں نے عرض کی کہ یا حضرت اگر آپ ٹھہریں تو لوگ تھوڑا سا سولیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ تم نماز سے سو جاؤ یعنی کہیں نماز قضا نہ ہو جائے تب بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت میں جاگتا رہوں گا آپ کو نماز کے وقت جگا دوں گا سو حضرت لیٹ گئے (اور لوگ بھی سو گئے اور بلال رضی اللہ عنہ جاگتے رہے جب نیند کا غلبہ ہوا) تو کجاوے کو ٹیک لگا کر بیٹھ گئے سو غلبہ نیند سے ان کی دونوں آنکھیں بند ہوگئیں پھر سو گئے (پھر سب کی فجر کی نماز قضا ہوگئی) سو جب آفتاب کا کنارہ ظاہر ہوا اور دھوپ نکلی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سب سے جاگے پھر فرمایا کہ اے بلال کدھر گیا جو تو نے کہا تھا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا حضرت ایسی نیند مجھ کو کبھی نہیں آئی تھی یعنی میرے کچھ اختیار نہیں رہا پھر فرمایا کہ بے شک اللہ نے بند کر رکھا تمہاری جانوں کو جب چاہا اور چھوڑ دیا جب چاہا اے بلال! اٹھ اور لوگوں کو خبر دے نماز کی یعنی اذان کہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا سو جب آفتاب بلند ہوا اور خوب روشن ہوگیا تو کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی یعنی قضا کر کے نماز جماعت سے پڑھی۔

فائدہ: حضرت ﷺ جہاد سے پلٹ کر مدینہ کو آ رہے تھے سو ایک بار تمام رات چلے جب تھوڑی رات رہی تو حضرت ﷺ اترے اور سو گئے اور اُس رات کو لیلۃ التعریس کہتے ہیں کہ رات کے آخر وقت میں اترے تھے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قضا نماز کے واسطے اذان کہنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ باب سے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ علیہ اور امام احمد رحمہ اللہ علیہ اور ابو ثور اور ابن منذر کا اور امام مالک رحمہ اللہ علیہ اور اوزاعی کے نزدیک قضا نماز کے لیے اذان کہنی جائز نہیں ہے اور ایک قول شافعی کا بھی یہی ہے لیکن شافعی کے اکثر اصحاب کے نزدیک یہی بات مختار ہے کہ قضا نماز کے واسطے بھی اذان کہی جائے اس لیے کہ یہ حدیث صحیح صریح ہے اس باب میں اور اگر کوئی سوال کرے کہ اذان اس واسطے مشروع ہوئی ہے کہ لوگوں کو نماز کے وقت سے اطلاع ہو جائے اور جماعت سے نماز پڑھی جائے اور قضا نماز میں ان دونوں امروں سے کسی کی حاجت نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ اذان نماز کی سنت ہے جیسے کہ جماعت سنت ہے اور مقصود اس سے فقط اطلاع نہیں بلکہ اس کے سوا ثواب بھی مقصود ہے ساتھ ذکر کرنے ان کلمات کے اور ظاہر کرنے اشعار اسلام کے اسی واسطے افضل ہے کہ اکیلا آدمی بھی اذان کہے تا کہ جماعت کی شکل پر نماز ادا ہو اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ اگر تابعدار کوئی ایسے کام کی التماس کرے جس میں دینی مصلحت ہو تو جائز ہے۔ دوم یہ کہ امام پر لازم ہے کہ مصلحت دینی کی زیادہ رعایت رکھے اور جس کام سے نماز فوت ہو جانے کا خوف ہو اس سے بچتا رہے اور یہ کہ خادم کو ایسے کام کی چوکیداری لازم کر لینا جائز ہے اور یہ کہ بڑے کاموں میں ایک آدمی کی چوکی کافی ہے اور یہ کہ اگر کوئی شخص ایک عذر جائز کو پیش کرے تو اس کے عذر کو قبول کرنا چاہیے اور یہ کہ جو شخص کسی کام کا التزام کر لے اس سے اس کام کے پورا کرنے کا مطالبہ کرنا جائز ہے اور آپ نے بلال رضی اللہ عنہ سے اس واسطے مطالبہ کیا تا کہ اُن کو تنبیہ ہو جائے کہ ایسا دعویٰ نہیں کرنا چاہیے اور نفس پر کچھ بھروسہ نہیں ہے۔ سوم یہ کہ اگر امام خود بخود جہاد میں لشکر کے ساتھ جائے تو جائز ہے۔ چہارم یہ کہ قضا نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنا جائز ہے اور یہ کہ قضا نماز کو جاگنے کے وقت سے تاخیر کر کے پڑھنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کا اس نماز کو آفتاب بلند ہونے تک دیر کرنا اس وجہ سے نہیں تھا کہ کراہت کا وقت نکل جائے بلکہ اپنے اور کاموں میں مشغول رہے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ قضا نماز کے لیے اذان نہیں ہے اور وہ اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ مراد اذان سے یہاں اقامت ہے مگر یہ تاویل صحیح نہیں محض تکلف لا یعنی ہے اس واسطے کہ اس حدیث میں صریح موجود ہے کہ اذان کے بعد آپ نے وضو کیا پھر سورج بلند ہونے تک ٹھہرے رہے پس اگر اقامت مراد ہوتی تو نماز کو اس سے تاخیر نہ کرتے۔ اور روح کا قبض ہونا دو قسم ہے ایک یہ کہ ظاہر اور باطن میں روح بدن سے جدا ہو جائے سو وہ موت ہے اور ایک یہ کہ ظاہر میں صرف جدا ہو باطن میں نہ ہو اور وہ سونا ہے پس روح قبض سے موت لازم نہیں ہے۔

بَابُ مَنْ صَلّٰى بِالنَّاسِ جَمَاعَةً بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ.

قضا نماز کو جماعت سے پڑھنے کا بیان۔

٥٦١ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَآءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِدْتُّ أُصَلِّي الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَقُمْنَا إِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ.

۵۶۱۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ خندق کے دن آئے سو کفار قریش کو گالی دینے لگے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نہیں نزدیک تھا کہ گزاروں نماز عصر کو یہاں تک کہ سورج ڈوبنے لگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اللہ کی میں نے بھی نماز عصر کی نہیں پڑھی ہے سو ہم بطحان کہ (ایک میدان ہے مدینہ میں) کی طرف گئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لیے وضو کیا اور ہم نے بھی وضو کیا سو آپ نے عصر کی نماز پڑھی سورج ڈوبنے سے پیچھے یعنی جماعت سے پھر بعد اس کے مغرب کی نماز پڑھی۔

فائدہ: چوتھے سال ہجری میں مکے وغیرہ تمام ملک کے کافروں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہجوم کیا اور مدینہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ کے واسطے مدینہ کے گرد خندق یعنی کھائی کھدوائی تا کہ کوئی کافر مدینہ کے اندر نہ آ سکے اصحاب کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی خندق سے مٹی نکالتے تھے اس واسطے اس کو خندق کی لڑائی کہتے ہیں کہ اس میں خندق کھودی گئی تھی اس میں کافر دس ہزار تھے اور مسلمان تین ہزار تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قضا نماز کو جماعت سے پڑھنا جائز ہے بلکہ مستحب ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جماعت سے نماز پڑھائی اور جماعت کرانا اگرچہ صریحًا اس حدیث میں مذکور نہیں ہے لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس قول سے کہ ہم بطحان کی طرف گئے اور ہم نے وضو کیا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جماعت سے نماز پڑھائی تھی اور نیز ایک طریق میں اس حدیث کے یہ لفظ آیا ہے کہ فَصَلّٰى بِهِمْ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز پڑھائی پس یہ صریح ہے جماعت میں پس مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب سے ظاہر ہوگئی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس قول سے کہ میں نہیں نزدیک تھا کہ پڑھوں نماز کو الخ ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دینے سے پہلے اس نے نماز عصر کی پڑھ لی تھی پھر نماز کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی اور اگر کوئی سوال کرے کہ ظاہر یہی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پس ان کا اپنے آپ کو نماز کے لیے خاص کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ سو جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ شاید کافروں کے ساتھ لڑائی سورج ڈوبنے کے وقت لگی ہو اور عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے وضو کیا ہو،

تھا سو نماز پڑھ کر حضرت ﷺ کو جا کر حضرت ﷺ کو ایسے وقت میں اطلاع دی کہ آپ نماز کی تیاری کر رہے تھے اسی واسطے اطلاع دینے کے وقت حضرت ﷺ اور اصحاب وضو کی طرف کھڑے ہو گئے اور حضرت ﷺ نے اس نماز کو تاخیر اس واسطے کیا تھا کہ آپ لڑائی میں رہے اور نماز کی فرصت نہ ملی اس واسطے نماز میں تاخیر کی خاص کر دوسری حدیث نسائی سے ثابت ہوتا ہے کہ خوف کی نماز کے نازل ہونے سے پہلے یہ واقعہ ہوا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایک ہی عصر کی نماز خندق کی لڑائی میں قضا ہو گئی تھی اور دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تین نمازیں قضا ہوئی تھیں سو ان میں تطبیق اس طور سے ہے کہ خندق کی لڑائی کئی دن تک ہوتی رہی تھی سو یہ نمازیں کئی دنوں مختلف وقتوں میں قضا ہوئی تھیں یعنی ایک دن عصر کی دوسری دن ظہر کی وعلی ہذا القیاس اور اب بھی یہ حکم باقی ہے یا نہیں سو اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم منسوخ ہے اور بعض کہتے ہیں نہیں کما سیاتی اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ قضا نمازوں کو باترتیب پڑھنا چاہیے اکثر علماء کہتے ہیں کہ اگر یاد ہو تو ترتیب واجب ہے اور اگر نمازیں یاد نہ ہوں تو واجب نہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ترتیب واجب نہیں ہے اور اگر وقتی نماز باقی ہو اور قضا نماز یاد آئے اور وقت ایسا تنگ ہو کہ اگر قضا پڑھے گا تو وقتی قضا ہو جائے گی تو اس میں اختلاف ہے مالک کہتے ہیں کہ پہلے قضا کو پڑھے پھر وقتی پڑھے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اہل رائے اور اکثر اہل حدیث کہتے ہیں کہ پہلے وقتی پڑھے پھر قضا پڑھے لیکن اختلاف اسی وقت تک ہے جب تک قضا نمازیں بہت نہ ہوں اور اگر بہت ہو جائیں تو پھر اتفاق ہے کہ پہلے وقتی پڑھے پھر بعد اس کے قضا پڑھے اور حد قلیل ہونے کی یہ ہے کہ ایک دن کی نمازیں ہوں یا چار نمازیں ہوں اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو ان کو بہت کہا جائے گا۔ اور دوم یہ کہ بدون چاہنے دوسرے کے قسم کھانی جائز ہے جب کہ کوئی مصلحت ہو جیسے کہ اطمینان کا زیادہ ہونا ہے اور وہم کا دفع کرنا اور یہ کہ قضا نمازوں میں جماعت کرانی جائز ہے اور یہی مذہب ہے اکثر اہل علم کا مگر لیث اس کو جائز نہیں کہتے باوجودیکہ نماز جمعہ کی فوت شدہ میں جماعت کو جائز رکھتا ہے اور یہ کہ حضرت ﷺ کے مکارم اخلاق اصحاب کے ساتھ نہایت تک تھے اور اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے بعض نے کہ قضا نماز کے لیے اذان دینی جائز نہیں ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ وقتی نماز کے لیے اذان دینا آپ کی ہمیشہ عادت تھی اور نماز مغرب وقتی تھی پس آپ نے اذان ضرور دی ہوگی راوی نے شاید اس کو ذکر نہیں کیا، واللہ اعلم۔

بَابُ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ وَلَا يُعِيدُ إِلَّا تِلْكَ الصَّلَاةَ.

جو نماز کو بھول جائے تو چاہیے کہ پڑھے جب یاد کرے اور نہ دہرائے مگر اسی نماز کو یعنی اگر کوئی ایک نماز کو بھول گیا اور اسی بھول کی حالت میں اور بہت نمازیں وقتیہ پڑھ گیا اور پھر اس کو وہ نماز یاد آئے تو اب صرف اسی

ایک نماز کو قضا کر لے اور جو نمازیں کہ درمیان میں پڑھ گیا ہے اُن کو نہ دہرائے۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ مَنْ تَرَكَ صَلَاةً وَّاحِدَةً عِشْرِيْنَ سَنَةً لَمْ يُعِدْ إِلَّا تِلْكَ الصَّلَاةَ الْوَاحِدَةَ.

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جس نے بیس برس تک ایک نماز چھوڑی تو وہ صرف اسی ایک نماز کو دوہرائے یعنی اگر کوئی مثلاً فجر کی نماز یا ظہر کی نماز پڑھنی بھول گیا اور بیس برس تک وہ نماز اس کو یاد نہ آئی بعد اس کے یاد آئی تو وہ صرف اسی ایک نماز کو دوہرائے اور جو نمازیں کہ اس نے بیس برس کے اندر بعد اس کے پڑھی ہیں ان کو نہ دوہرائے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس ترجمہ کی حدیث سے۔

٥٦٢ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ وَمُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَا حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِيْ قَالَ مُوْسٰى قَالَ هَمَّامٌ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ بَعْدُ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِلذِّكْرٰى قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

٥٦٢۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی نماز کو بھول جائے یعنی نماز قضا ہو جائے تو چاہیے کہ قضا کی نماز پڑھے جب کہ اس کو یاد کرے اور نہیں ہے کفارہ اس کا مگر دوہرانا۔ اللہ نے فرمایا ہے قائم کر نماز کو وقت یاد دلانے میرے کے تجھ کو۔ ہمام راوی نے کہا کہ میں نے قتادہ سے بعد اس حدیث کے آیت کو سنا ہے یعنی جس وقت میں نے اس سے یہ حدیث سنی اس وقت یہ آیت قتادہ نے بیان نہیں کی تھی بلکہ بعد اس کے اور وقت بیان کی تھی۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس باب سے یہ ہے کہ وقتیہ نماز دن میں اور قضا نمازوں میں ترتیب واجب نہیں ہے اور یہی ثابت ہوتا ہے اس حدیث انس رضی اللہ عنہ سے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اس کو یاد کرے تو پڑھ لے سو آپ نے اس میں کسی اور نماز کا ذکر نہیں کیا کہ اگر مثلاً دوسرے یا تیسرے دن کسی کو وہ نماز یاد آئی جیسے کہ اذا کے عموم سے ثابت ہے تو جو نمازیں کہ اُن کے درمیان پڑھ چکا ہے اُن کو بھی دوہرائے اور نیز آپ نے فرمایا کہ اس کا کفارہ صرف یہی ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ اور کسی نماز کا دوہرانا واجب نہیں پس اگر درمیان اور نمازیں وقتیہ پڑھ جائے تو ان کے دوہرانے سے یہ کفارہ حاصل نہیں ہوگا پس معلوم ہوا کہ وقتیہ نمازوں اور قضا نمازوں میں ترتیب

واجب نہیں اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب سے اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے کوئی نماز وقتی پڑھی پھر اس کو یاد آ گیا کہ اس سے پہلی نماز میری قضا ہے تو اس کو چاہیے کہ پہلے اس نماز قضا شدہ کو پڑھے اور پھر بعد اس کے وقتی نماز کو دوہرائے جو پہلے پڑھ چکا تھا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر پانچ نمازیں متواتر قضا ہو جائیں اور اس کو یاد ہوں تو پہلے اُن قضا شدہ نمازوں کو پڑھے پھر وقتی نماز کو پڑھے اور اگر باوجود یاد کے قضا نمازوں کو نہ پڑھے اور وقتی نماز کو پڑھے تو اُن کو دوہرانا واجب ہے اس لیے کہ ترتیب واجب ہے اور اگر پانچ نمازوں سے زیادہ ہوں تو دفع حرج کے واسطے اس حالت میں ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔

فائدہ ثانیہ: جو شخص کہ عمدًا جان بوجھ کر نماز قضا کرے تو اس کے باب میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اس نماز کو قضا کرنا واجب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں ہے صرف استغفار کرے لیکن جمہور علماء کے نزدیک اُس نماز کا قضا کرنا واجب ہے اور اسی قول کو ترجیح معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ جان کر چھوڑنے والے کے حق میں نماز فرض ہو چکی ہے اور اس کے ذمے میں اس کا ادا کرنا لازم تھا تو یہ اس پر قرض تھا اور قرض نہیں ساقط ہوتا ہے مگر ساتھ ادا کرنے کے جو اس کو قضا کرے گا تو اُس قضا کرنے کا گناہ اس کے ذمہ رہے گا اور جب اس کو قضا کر کے پڑھ لے گا تو طلب اُس سے ساقط ہو جائے گی لیکن وقت سے نکالنے کی وجہ سے گناہ اس کے ذمہ باقی رہے گا اور اسی قول کو ترجیح معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم۔

بَابُ قَضَآءِ الصَّلَاةِ الْأُوْلٰی فَالْأُوْلٰی. قضا شدہ نمازوں میں ترتیب کا بیان یعنی پہلی نماز کو پہلے پڑھے اور پچھلی کو پیچھے پڑھے۔

فائدہ: اگر فوت شدہ نماز یاد ہو تو اکثر علماء کے نزدیک اس میں ترتیب واجب ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ترتیب واجب نہیں اور اگر وقتی نماز کا وقت تنگ ہو اور قضا نماز یاد آ جائے تو امام شافعی رحمہ اللہ اور حنفیہ اور اکثر علمائے حدیث کے نزدیک پہلے وقتی کو پڑھے اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پہلے قضا کو پڑھے اگرچہ وقتی نماز قضا ہو جائے اور بعض کہتے ہیں کہ اختیار ہے خواہ پہلے وقتی کو پڑھے خواہ قضا کو پڑھے مگر یہ سب اختلاف اسی صورت میں ہے کہ قضا نمازیں بہت نہ ہوں اور اگر بہت ہوں تو سب علماء کا اتفاق ہے کہ پہلے وقتی کو پڑھے پھر قضا کو پڑھے اور حد قلیل کی بعضوں کے نزدیک چار نمازیں ہیں اور بعض کہتے ہیں ایک دن کی نمازیں ہیں اس سے زیادہ ہوں تو وہ بہت شمار کی جائیں گی۔

٥٦٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى الْقَطَّانُ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى هُوَ ابْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ

۵۶۳۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خندق کے دن عمر فاروق رضی اللہ عنہ کفار قریش کو گالی دینے لگے اور کہا کہ نزدیک نہیں تھا میں کہ گزاروں نماز عصر کی یہاں تک کہ آفتاب

عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَعَلَ عُمَرُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَسُبُّ كُفَّارَهُمْ وَقَالَ مَا كِدْتُ أُصَلِّي الْعَصْرَ حَتّٰى غَرَبَتْ قَالَ فَنَزَلْنَا بُطْحَانَ فَصَلّٰى بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ.

ڈوبنے لگا اس نے کہا کہ ہم بطحان میں گئے سو حضرت ﷺ نے سورج ڈوبنے کے بعد عصر کی نماز پڑھی پھر آپ نے مغرب کی نماز پڑھی۔

فائدہ: یعنی پہلے حضرت ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی اور بعد اس کے مغرب کی نماز پڑھی پس معلوم ہوا کہ قضا شدہ نمازوں میں ترتیب کا لحاظ رکھنا چاہیے یعنی باترتیب پڑھنا چاہیے جیسے پہلے فجر پھر ظہر پھر عصر وعلی ہذا القیاس اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب سے لیکن اس حدیث سے تریب کا واجب ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے مگر جب یہ تسلیم کیا جائے کہ مجرد فعل وجوب پر دلالت کرتا ہے حالانکہ مجرد فعل وجوب پر دلالت نہیں کرتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ. مگر اس حدیث کے عموم سے دلیل پکڑی جائے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نماز پڑھو جیسے کہ مجھ کو نماز پڑھتے دیکھتے ہو تو البتہ ممکن ہے مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اُس دن نماز مغرب کی بھی قضا ہو چکی تھی جیسے کہ ابو سعید اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّمَرِ بَعْدَ الْعِشَآءِ.

نمازِ عشاء کے بعد بات چیت کرنا مکروہ ہے۔

فائدہ: مراد اس سے مباح امر کا ذکر کرنا ہے نہ حرام کا کہ وہ سب وقتوں میں حرام ہے اور مستحب ذکر بھی مراد نہیں کہ وہ مکروہ نہیں جیسے کہ آئندہ باب میں آئے گا اور لفظ سَامِر کا سَمَر سے مشتق ہے اور معنی اس کا رات کے وقت قصے کہانیاں بیان کرنے کا ہے اور جمع سَامِر کی سُمَّار ہے جیسے کہ طالب جمع طلّاب کی ہے اور سامر کو جمع اور واحد دونوں پر بولا جاتا ہے اس جگہ جمع واقع ہوا ہے۔

فائدہ: مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی اس عبارت سے آیت ﴿مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سَامِرًا تَهْجُرُوْنَ﴾ کی تفسیر کرنا ہے یعنی سامر کا لفظ جو اس آیت میں آیا ہے تو یہ جمع ہے مفرد نہیں اور ایسا صحیح بخاری میں بہت جگہ واقع ہوا ہے کہ جب کسی حدیث میں کوئی لفظ قرآن کے لفظ کے مطابق آجائے تو امام بخاری رحمہ اللہ اُس لفظ کی تفسیر کر دیتا ہے اور جب کوئی لفظ قرآن کا کہیں آجائے تو اس کا معنی بھی بیان کر دیتا ہے۔

٥٦٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْمِنْهَالِ قَالَ انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي إِلٰى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ فَقَالَ لَهٗ أَبِي حَدِّثْنَا كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي

۵۶۴۔ ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ظہر کی نماز کہ جس کو تم نماز پیشیں کہتے ہو اس وقت پڑھا کرتے تھے جب کہ سورج ڈھل جاتا یعنی آسمان کی بلندی سے مغرب کی طرف میل کرتا اور نماز عصر کو ایسے وقت پڑھتے کہ ہم میں سے کوئی آدمی پرلی طرف مدینہ کے اپنے گھر میں پلٹ جاتا اور

الْمَكْتُوبَةَ قَالَ كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ وَهِيَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْأُولٰى حِينَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ أَحَدُنَا إِلٰى أَهْلِهِ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ قَالَ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَ الْعِشَآءَ قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حِينَ يَعْرِفُ أَحَدُنَا جَلِيسَهُ وَيَقْرَأُ مِنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ.

حالانکہ آفتاب سفید اور روشن ہوتا اور میں بھول گیا ہوں اس چیز کو جو کہا ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے نماز مغرب کے باب میں اور نماز عشاء میں دیر کر کے پڑھنے کو پسند رکھتے تھے اور مکروہ رکھتے تھے سونے کو پہلے عشاء سے اور بات چیت کرنے کو بعد اس کے اور فجر کی نماز سے ایسے وقت فارغ ہوتے کہ ہر ایک آدمی اپنے پاس والے کو پہچانتا اور نماز میں ساٹھ آیت سے لے کر سو آیت تک پڑھتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز عشاء کے بعد بات چیت کرنا اور قصے کہانیاں بیان کرنا مکروہ ہے اس لیے کہ اُس کی وجہ سے کبھی نماز فجر کی قضا ہو جاتی ہے یا مستحب وقت نکل جاتا ہے یا قیام رات میں قصور ہو جاتا ہے اور تہجد وغیرہ نوافل میں قصور آتا ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب سے لیکن بعد عشاء کے اگر کسی مصلحت کے لیے بات چیت ہو تو وہ مکروہ نہیں جیسے کہ آئندہ باب میں آتا ہے۔

بَابُ السَّمَرِ فِي الْفِقْهِ وَالْخَيْرِ بَعْدَ الْعِشَآءِ.

نماز عشاء کے بعد علم دین اور نیک کام میں بات چیت کرنا جائز ہے۔

٥٦٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ انْتَظَرْنَا الْحَسَنَ وَرَاثَ عَلَيْنَا حَتّٰى قَرُبْنَا مِنْ وَقْتِ قِيَامِهِ فَجَآءَ فَقَالَ دَعَانَا جِيْرَانُنَا هٰؤُلَاءِ ثُمَّ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ انْتَظَرْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى كَانَ شَطْرُ اللَّيْلِ يَبْلُغُهُ فَجَآءَ فَصَلّٰى لَنَا ثُمَّ خَطَبَنَا فَقَالَ أَلَا إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا ثُمَّ رَقَدُوْا وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوْا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ قَالَ

٥٦٥۔ قرہ سے روایت ہے کہ ہم نے حسن بصری کا انتظار کیا اور اس نے ہم پر بہت دیر کی تا کہ نزدیک ہوئے ہم اسکے قیام سے یعنی جس وقت وہ مسجد سے اٹھ کر سونے کے لیے گھر کو جایا کرتے تھے وہ وقت آ گیا سو حسن بصری ہمارے پاس آئے اور کہا کہ ہم کو ان ہمسایوں نے بلایا تھا یعنی ان کے ساتھ بات چیت کرنے کی وجہ سے میرے آنے میں دیر ہو گئی پھر حسن بصری نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات ہم نے حضرت کا انتظار کیا یعنی اس واسطے کہ عشاء کی نماز کے لیے گھر سے باہر نہ آئے یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی سو بعد اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر آئے اور ہم کو نماز پڑھائی پھر

الْحَسَنُ وَإِنَّ الْقَوْمَ لَا يَزَالُوْنَ بِخَيْرٍ مَا انْتَظَرُوا الْخَيْرَ قَالَ قُرَّةُ هُوَ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہم کو خطبہ سنایا اور فرمایا کہ خبردار ہو کہ بے شک سب لوگ نماز پڑھ چکے اور سو گئے ہیں اور تم ہمیشہ نماز ہی میں ہو جب تک کہ اس کا انتظار کرتے رہو گے یعنی خواہ کوئی جماعت کے لیے انتظار کرے یا ایک نماز پڑھ کر دوسری نماز کے لیے مسجد میں بیٹھ کر انتظار کرتا رہے تو اس انتظار کا ثواب بھی ویسا ہی ہے جیسے کہ نماز پڑھنے کا۔ حسن بصری نے کہا کہ ہمیشہ لوگ نیکی میں ہیں جب تک کہ نیکی کا انتظار کرتے رہیں گے۔ قرۃ (راوی) نے کہا کہ یہ کلام آخر کی انس رضی اللہ عنہ کی کلام ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نماز عشاء کے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو وعظ سنایا پس اس سے معلوم ہوا کہ نماز عشاء کے بعد علم دین میں گفتگو کرنا اور مسائل بیان کرنا جائز ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے اور حسن بصری نے اپنے یاروں کے لیے یہ حدیث اس واسطے بیان کی کہ اُن کو اطمینان ہو جائے اس لیے کہ وہ اس سے علم دین سیکھا کرتے تھے یعنی اگر چہ تم کو آج دین کے سیکھنے کا ثواب نہیں ملا لیکن تم کو انتظاری کا ثواب ملے گا کہ جو نیکی کی انتظاری کرے اس کو بھی ثواب ملتا ہے۔

٥٦٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَأَبُوْ بَكْرِ ابْنُ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي اٰخِرِ حَيَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةٍ لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فَوَهِلَ النَّاسُ فِي مَقَالَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى مَا يَتَحَدَّثُوْنَ مِنْ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ عَنْ مِائَةِ سَنَةٍ وَإِنَّمَا قَالَ

٥٦٦۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخر عمر میں ہم کو عشاء کی نماز پڑھائی سو جب آپ نے نماز سے سلام پھیرا تو کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ بھلا تم بتلاؤ تو اپنی اس رات کے حال کو سو البتہ حال تو یوں ہے کہ اس رات سے سو برس کے سرے تک جو آدمی زمین پر ہے کوئی باقی نہ رہے گا (یعنی تمہاری عمر اگلی امتوں کی عمروں کی طرح بہت نہیں پس دنیا کا لالچ کرنا بے فائدہ ہے نیک عمل کرو) سو لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کلام کے سمجھنے میں خطا کی طرف اس چیز کے جو گفتگو کرتے ہیں ان باتوں سے یعنی تاویل کیا انہوں نے ساتھ ان تاویلوں کے سو برس سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام میں واقع ہے یعنی سو برس کا مطلب نہ

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْقٰی مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلٰی ظَهْرِ الْأَرْضِ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ أَنَّهَا تَخْرِمُ ذٰلِكَ الْقَرْنَ.

سمجھ سکے بلکہ اس میں اور اور تاویلیں کرنے لگے سو بعض نے تو یہ سمجھا کہ مراد حضرت ﷺ کی یہ ہے کہ سو برس کے بعد قیامت قائم ہو جائے گی جیسے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے طبرانی میں وارد ہوا ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ مراد حضرت ﷺ کی یہ ہے کہ آج کے دن سے سو برس کے سرے تک جو زمین پر ہے کوئی باقی نہیں رہے گا اور سو برس تک اس زمانے کے لوگوں سے کوئی باقی نہ رہے گا اور یہ زمانہ منقطع ہو جائے گا۔

فائدہ: اصل مراد حضرت ﷺ کی یہ تھی جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازِ عشاء کے بعد علم دین میں تکرار کرنا اور مسائل دینی سیکھنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ نے کہ خضر زندہ نہیں ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ زندہ ہیں اور اس حدیث کا وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ خضر اس حدیث سے مخصوص ہے یعنی وہ اس وقت زمین پر نہیں تھا بلکہ دریا پر تھا اور بعض کچھ اور تاویل کرتے ہیں لیکن حق یہ ہے کہ یہ حدیث سب آدمیوں کو شامل ہے سو اگر خضر کو زندہ کہا جائے تو اس کا جواب ایسا ہے جیسے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا۔

بَابُ السَّمَرِ مَعَ الضَّيْفِ وَالْأَهْلِ.

نمازِ عشاء کے بعد اپنے گھر والوں اور مہمانوں کے ساتھ بات چیت کرنا جائز ہے۔

٥٦٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ بَكْرٍ أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا أُنَاسًا فُقَرَآءَ وَأَنَّ لنَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَإِنْ أَرْبَعٌ فَخَامِسٌ أَوْ سَادِسٌ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ جَآءَ بِثَلَاثَةٍ فَانْطَلَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ قَالَ فَهُوَ أَنَا وَأَبِیْ وَأُمِّیْ فَلَا

٥٦٧۔ عبدالرحمٰن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب صفہ محتاج لوگ تھے اور بے شک حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمی کا کھانا ہو وہ تیسرے آدمی کو کھلانے کے واسطے لے جائے اور جس کے پاس چار آدمی کا کھانا ہو وہ پانچویں کو لے جائے یا پانچ کے ساتھ چھٹے کو لے جائے (یہ راوی کا شک ہے) اور بے شک ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تین آدمی کو لائے اور حضرت ﷺ اپنے ساتھ دس آدمی کو لے گئے سو عبدالرحمٰن نے کہا کہ شان یہ ہے کہ گھر میں ہم کل تین آدمی تھے میں اور میرے ماں باپ (راوی کہتا ہے) میں نہیں جانتا

أَدْرِي قَالَ وَامْرَأَتِي وَخَادِمٌ بَيْنَنَا وَبَيْنَ بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَيْثُ صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتَّى تَعَشَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَآءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ وَمَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ أَوْ قَالَتْ ضَيْفِكَ قَالَ أَوَمَا عَشَّيْتِيهِمْ قَالَتْ أَبَوْا حَتَّى تَجِيْءَ قَدْ عُرِضُوْا فَأَبَوْا قَالَ فَذَهَبْتُ أَنَا فَاخْتَبَأْتُ فَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَجَدَّعَ وَسَبَّ وَقَالَ كُلُوْا لَا هَنِيْئًا فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا وَايْمُ اللّٰهِ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا قَالَ يَعْنِي حَتَّى شَبِعُوْا وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذٰلِكَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا أَبُوْ بَكْرٍ فَإِذَا هِيَ كَمَا هِيَ أَوْ أَكْثَرُ مِنْهَا فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ مَا هٰذَا قَالَتْ لَا وَقُرَّةِ عَيْنِي لَهِيَ الْآنَ أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي يَمِيْنَهُ ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَقْدٌ فَمَضَى الْأَجَلُ فَفَرَّقَنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أُنَاسٌ اللّٰهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ فَأَكَلُوْا مِنْهَا أَجْمَعُوْنَ

کہ کیا عبدالرحمٰن نے یہ بھی کہا ہے کہ میری عورت بھی گھر میں تھی اور ایک غلام میرے گھر کے درمیان اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر کے درمیان خادم تھا یعنی دونوں گھروں کی خدمت وہی کرتا تھا اور بے شک ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رات کا کھانا حضرت ﷺ کے پاس کھایا تھا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دیر کی یعنی گھر میں نہ آئے یہاں تک کہ عشاء کی نماز ہو چکی پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھ کر حضرت ﷺ کے پاس پلٹ گئے پس وہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کھانا کھا چکے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ گھر میں کچھ رات گئے آئے جتنی اللہ نے چاہا سو اس کی بیوی نے اس کو کہا کہ کس چیز نے روک رکھا تجھ کو اپنے مہمانوں سے یا کہا آپ نے مہمان سے (راوی کا شک ہے) ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو نے ان کو کھانا نہیں کھلایا اس نے کہا کہ مہمانوں نے بدون تیرے آئے کھانا کھانے سے انکار کیا تھا اور بے شک کھانا ان کے سامنے لایا گیا تھا لیکن انہوں نے انکار کیا تھا عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں جا کر چھپ گیا یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غصے کے سبب سے جو میں نے ان میں دیکھا سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے جاہل! اور اے کم بخت! اور مجھ کو ناک کٹ جانے کی بددعا دی اور گالی دی یعنی تو نے اُن کو اب تک کھانا کیوں نہیں کھلایا اور گھر والوں کو کہا کہ کھانا کھاؤ تم کو ہضم نہ ہو پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم اللہ کی میں اس کو کبھی نہیں کھاؤں گا اور عبدالرحمٰن نے کہا قسم اللہ کی ہم کوئی لقمہ نہیں اٹھاتے تھے مگر اس کے تلے سے اس سے زیادہ بڑھ جاتا تھا عبدالرحمٰن نے کہا کہ سب کے پیٹ بھر گئے اور سب آدمی سیر ہو گئے اور کھانا آگے سے بھی زیادہ باقی بچا تھا سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھانے کو دیکھا پس وہ اتنا ہی تھا جتنا پہلے تھا یا اس سے بھی زیادہ تھا سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی

أَوْ كَمَا قَالَ.

سے کہا کہ اے بنی فراس) یہ اس کے دادا کا نام ہے) کی بہن یہ کیا حال ہے یعنی کیسی کرامت ظاہر ہوئی ہے کہ سب کھا چکے ہیں اور کھانا اتنا ہی ہے جتنا کہ اُن کے آگے رکھا تھا اُس عورت نے کہا کہ قسم ہے مجھ کو ٹھنڈک آنکھ کی یعنی حضرت ﷺ کی کہ البتہ کھانا تو آگے سے بھی بہت ہے یہ کلمہ اس نے تین بار کہا تو پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی اس سے کھایا اور کہا کہ یہ قسم میری شیطان سے تھی یعنی شیطان کے دھوکے سے قسم کھائی تھی پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک لقمہ اس سے لیا اور کھایا پھر باقی بچے ہوئے کو اٹھا کر حضرت ﷺ کے پاس لے گئے سو وہ کھانا حضرت ﷺ کے پاس صبح تک پڑا رہا اور ہم میں اور ایک قوم میں عہد تھا سو اس کی مدت گزر گئی اور وہ لوگ مدینہ میں آ گئے سو ہم نے ان کو بارہ گروہ کیا ہر ایک کے ساتھ ان میں سے کئی آدمی تھے اللہ جانتا ہے کہ ہر ایک کے ساتھ کتنے آدمی تھے سو سب آدمیوں نے اس کھانے سے کھایا یا جیسے کہا راوی کا شک ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازِ عشاء کے بعد اپنے مہمانوں اور اہل وعیال کے ساتھ بات چیت کرنا جائز ہے اس لیے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز کے بعد آ کر گھر والوں سے مہمانوں کی خبر پوچھی پھر عبدالرحمٰن کو جھڑکا اور پھر بعد کھانے کے اپنی بیوی سے بات چیت کرتے رہے کہ اے بنی فراس کی بہن کھانا تو اتنا ہی ہے جتنا پہلے تھا وغیرہ گفتگو جو ان کے درمیان واقع ہوئی پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب سے اور پہلے باب اور اس باب کا مطلب ایک ہی ہے لیکن اس باب میں اتنا فرق ہے کہ اس بات چیت کا رتبہ پہلے باب کے رتبہ سے کم ہے کیونکہ خیر یعنی نیک کام میں گفتگو کرنا محض عبادت ہے اور مہمانوں وغیرہ کے ساتھ گفتگو کرنے کی کبھی حاجت نہیں ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ یہ بات چیت کرنا جائز ہے نہ اس میں ثواب ہے اور نہ عذاب ہے اور علم دین اور نیک کام میں گفتگو کرنے میں جیسے کہ پہلے باب میں واقع ہے تو اس میں بڑا ثواب حاصل ہوتا ہے پس فرق ظاہر ہے، واللہ اعلم ۔اور یہ جو راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ عبدالرحمٰن نے بیوی اور غلام کا ذکر بھی کیا ہے یا نہیں تو مطلب اس کا یہ ہے کہ راوی کہتا ہے کہ مجھ کو شک ہے کہ عبدالرحمٰن نے اپنے گھر والوں سے تین آدمی کو ذکر کیا یا پانچ آدمی کو ذکر کیا اور یہ جو کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رات کا کھانا حضرت ﷺ کے پاس کھایا تھا تو اصل یہ کلام اس طرح ہے

کہ جب عشاء کی نماز ہو چکی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پلٹ گئے اور وہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھایا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کے پاس کھانا کھایا پس یہ کلام راوی سے آگے پیچھے ہوگئی ہے اور یہ جو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا تو یہ قسم اُن کے مہمانوں کے کھانا کھانے سے پہلے واقع ہوئی تھی پھر مہمانوں نے بھی قسم کھائی کہ اگر تم نہیں کھائے گا تو ہم بھی نہیں کھائیں گے تب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی قسم توڑ ڈالی اور اُن کے ساتھ کھانا کھایا علماء کہتے ہیں کہ یا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس قسم کا کفارہ دے دیا تھا اور یا یہ قسم لغو تھی اور باقی بچے طعام کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جانا بوجہ ظاہر ہونے کرامت کے تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ظاہر ہوئی اور یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں سے ظاہرا ہوا اور یہ جو کہا کہ ہم میں اور ایک قوم میں عہد تھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ مسلمانوں اور کافروں میں ایک مدت تک صلح قرار پا چکی تھی کہ ایک دوسرے کو نہ چھیڑیں سو جب وہ مدت گزر گئی تو مسلمان مدینہ میں چلے آئے کہ مبادا کافر لوگ ہم کو ایذاء دیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے بارہ فرقے بنائے کہ بانٹ بانٹ مسلمان اُن کو کھانا کھلا دیں اس لیے کہ اتنے آدمیوں کا بوجہ ایک آدمی نہیں اُٹھا سکتا ہے اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمی کا کھانا ہو وہ تیسرے کو لے جائے الخ تو اس کی وجہ یہ تھی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے خوف سے مکہ چھوڑ کر مدینے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور اصحاب بھی ہجرت کر آئے تھے اور اپنا مال اسباب سب وطن میں چھوڑ آئے تھے وہ اصحاب صفہ میں (جو مسجد کے آگے ایک دالان تھا) رہا کرتے تھے اُن کو زیادہ تر کھانے کی تکلیف ہونے لگی کہ اُن کا گھر کوئی نہیں تھا مسافر تھے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں سے فرمایا کہ جس کے پاس دو کا کھانا ہو وہ تیسرے آدمی کو ساتھ لے جایا کرے اور کھانا کھلائے تب مدینے والوں نے سب اصحاب صفہ کو بانٹ لیا کوئی ایک آدمی کو کھانا کھلاتا تھا اور کوئی دو کو اور کوئی زیادہ کو اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے نکلتے ہیں بیان اُن کا علامات النبوۃ میں آگے آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْأَذَانِ
یہ کتاب ہے اذان دینے کے بیان میں

فائدہ: اذان کا معنی لغت میں خبر دینا اور اعلام کرنا ہے اور عرف شرع میں اذان کہتے ہیں نماز کے وقت کی خبر دینے کے ساتھ خاص لفظوں کے اور قرطبی وغیرہ نے کہا کہ اذان سے عقائد کے کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں اس لیے کہ اذان کا پہلا لفظ یہ ہے کہ اللہ بڑا ہے سو اس سے اللہ کا وجود ثابت ہوا اور اس کا کمال اور دوسرا لفظ اس کا یہ ہے کہ نہیں کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے سو اس سے اللہ کی توحید ثابت ہوئی اور اللہ نرالا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور تیسرا لفظ اس کا یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں سو اس سے حضرت ﷺ کی نبوت اور رسالت ثابت ہوئی یعنی حضرت ﷺ بے شک پیغمبر ہیں۔ اور چوتھا کلمہ یہ ہے کہ آ و طرف نماز کی سو اس سے ثابت ہوا کہ نماز فرض ہے اور یہ بلانا ہے طرف نماز کی اور اقرار رسالت کی بعد اس کے اس واسطے ذکر کیا کہ یہ رسول کے ذریعہ سے معلوم ہوئی ہے اور اس کے سوا اور کسی طریق سے معلوم نہیں ہو سکتی ہے۔ اور پانچواں کلمہ اس کا یہ ہے کہ آ و طرف نجات کی اور وہ ہمیشہ کا زندہ رہنا ہے اور ابد الآباد تک سو اس سے آخرت اور حشر ونشر ثابت ہوا اور اذان دینے سے دخول وقت اور جماعت کی طرف بلانا ثابت ہوتا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ اذان افضل ہے یا امامت افضل ہے سو اگر امامت کے حقوق کو ادا کر سکے تو امامت افضل ہے ورنہ اذان افضل ہے۔

بَابُ بَدْءِ الْأَذَانِ.
اذان کے شروع ہونے کا بیان یعنی اسلام میں ابتدا اذان کی کس طور سے ہوئی اور کب ہوئی؟۔

وَقَوْلُهٗ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ﴾ وَقَوْلُهٗ ﴿إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ﴾.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب پکارتے ہو تم کافروں کو طرف نماز کی تو پکڑتے ہیں اس کو ٹھٹھا اور کھیل اور یہ حال ان کا بسبب اس کے ہے کہ وہ ایک قوم ہیں کہ نہیں سمجھتے یعنی حق کو باطل سے تمیز نہیں کر سکتے اور اللہ نے فرمایا کہ جب اذان کہی جاتی ہے واسطے نماز کے دن جمعہ کے۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی ان دونوں آیتوں کے لانے سے یہ ہے کہ اذان کا ثبوت ان دونوں سے نکلتا ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ اذان کا مشروع ہونا صرف حدیثوں سے ثابت نہیں ہے بلکہ قرآن سے بھی ثابت ہے اور

ان آیتوں میں اذان کا مجمل ذکر ہے اور جن حدیثوں میں اذان کے کلمات مذکور ہیں وہ حدیثیں ان آیتوں کی تفسیر ہیں اور یہ بھی ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ ابتدا اذان کی مدینہ میں ہوئی اس لیے کہ یہ آیتیں مدینے میں نازل ہوئی ہیں اور ابتدا جمعہ کی بھی مدینہ میں ہوئی ہے۔

٥٦٨ ـ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّآءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ فَذَكَرُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُّوْتِرَ الْإِقَامَةَ.

۵۶۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے (نماز کی خبر دینے کے واسطے) آگ اور ناقوس کو ذکر کیا اور یہود اور نصاریٰ کو ذکر کیا سو بلال رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ اذان کے کلمے دو دو بار کہے اور اقامت کے کلمے ایک ایک بار کہے۔

فائدہ: نماز کی اذان ہجری کے پہلے سال میں شروع ہوئی اور اصل کیفیت اس کی اس طور سے ہے کہ اسلام میں پہلے اذان نہیں تھی نماز کے وقت لوگ اندازہ کر کے آ جاتے تھے سو جب اصحاب بہت ہو گئے اور سب کو خبر دینی مشکل ہوئی تو سب اصحاب نے مل کر یہ مشورہ کیا کہ نماز کے وقت کی اطلاع دینے کے واسطے کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیے جس سے نماز کے وقت کے سب آدمیوں کو اطلاع ہو جایا کرے سو بعضوں نے تو یہ کہا کہ نماز کے وقت آگ جلایا کرو اس سے سب آدمیوں کو اطلاع ہو جایا کرے گی اور بعضوں نے کہا کہ ناقوس بناؤ کہ نماز کے وقت اس کی آواز سے لوگ آ جایا کریں گے اور بعضوں نے کہا کہ نصاریٰ کی طرح سینگھ لاؤ کہ نماز کے وقت اس میں پھونک مارا کرو اور بعضوں نے کچھ اور مشورہ دیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگ جلانا تو مجوس کا کام ہے یعنی وہ نماز کے وقت آگ روشن کرتے ہیں اور ناقوس نصاریٰ کا کام ہے وہ نماز کے وقت اس کو بجاتے ہیں اور سینگھ میں پھونکنا یہود کا کام ہے پس ان گروہ کے ساتھ مشابہت پیدا کرنی مکروہ ہے اور بعضوں نے کہا کہ کوئی نشان کھڑا کرنا چاہیے کہ اُس کو دیکھ کر ایک دوسرے کو خبر کر دیا کریں گے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی پسند نہ آیا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کسی آدمی کو مقرر کیا جائے کہ نماز کے وقت لوگوں کو اطلاع دے دیا کرے اور کسی نے کوئی اور تدبیر کرنی بتلائی پھر لوگ چلے گئے سو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اس امر کا بہت فکر رہا سو رات کو خواب میں اس نے اذان دیکھی یعنی کسی فرشتہ نے اس کو خواب میں سب اذان سکھلائی کہ اس طرح نماز کے وقت کہا کرو سو اس نے فجر کو آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے وہ خواب بیان کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ تو یہ اذان بلال رضی اللہ عنہ کو سکھلا دے کہ اس کی آواز بہت بلند ہے نماز کے وقت وہی اذان دیا کرے گا سو جب بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھر سے دوڑے آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے بھی خواب میں ویسا ہی دیکھا ہے جیسے کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے دیکھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کا خواب دیکھنا بعد مشورہ کے واقع ہوا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کا قول اس سے پہلے واقع ہوا ہے پس اس

سے سب حدیثوں میں تطبیق ہوگئی اور معلوم ہوگیا کہ ابتدا اذان کی خواب کے ذریعہ سے ہوئی ہے پھر اسی کے موافق وحی کی گئی اور دوسرے لوگوں کو اذان خواب میں نظر آئی اور خود حضرت ﷺ کو نہ آئی تو اس میں یہ حکمت ہے کہ اس سے حضرت ﷺ کی شان کی بلندی معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ جب غیر کی زبان پر ہو تو اُس سے حضرت ﷺ کے مرتبہ کی بلندی اور آپ کی شان کی عظمت ثابت ہوتی ہے لیکن شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ اذان کا شروع ہونا وحی کے ذریعہ سے ہوا ہے جیسے کہ ابو داؤد اور عبدالرزاق نے مراسیل میں روایت کیا ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کو آ کر اذان کی خبر دی تو آپ نے فرمایا تجھ سے پہلے وحی کے ذریعہ سے مجھ کو اذان معلوم ہو چکی ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی خواب دیکھنے سے پہلے وحی حضرت ﷺ کے پاس آ چکی تھی یا احتمال ہے کہ وحی کا آنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی عرض سے بعد ہوا اور عمر رضی اللہ عنہ کی عرض کرنے سے پہلے ہوا اور اس حدیث سے یہ سوال بھی دفع ہوگیا کہ پیغمبروں کے سوا اور کسی کی خواب سے حکم شرعی ثابت نہیں ہوتا پس اصحاب کی خواب دیکھنے سے اذان کا جائز ہونا ثابت نہیں ہوگا اس لیے کہ جواب اس کا یہ ہے کہ اذان محض اُن کی خواب سے ثابت نہیں بلکہ اس کے ساتھ وحی بھی شامل ہے، واللہ اعلم۔

۵۶۹ ـ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَحَيَّنُوْنَ الصَّلَاةَ لَيْسَ يُنَادٰى لَهَا فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوْا نَاقُوْسًا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ بُوْقًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ فَقَالَ عُمَرُ أَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُنَادِيْ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ.

۵۶۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب مسلمان ہجرت کر کے مدینے میں آئے تو جمع ہوتے تھے اور نماز کے وقت کا اندازہ کر لیا کرتے تھے نماز کے لیے اُن کو کوئی نہیں پکارتا تھا سو ایک دن انہوں نے اس باب میں مشورہ کیا سو بعضوں نے کہا کہ نصاریٰ کی طرح ناقوس بناؤ اور بعضوں نے کہا یہودیوں کی طرح سینگھ پکڑو اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیوں نہیں بھیجتے ہو تم کسی مرد کو کہ لوگوں کو خبر نماز کی دے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہا اے بلال! اٹھ اور لوگوں کو خبر دے نماز کی۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مشورہ دینا خواب دیکھنے سے پہلے تھا اور یہ حضرت ﷺ کا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم کرنا بھی عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی خواب سے دیکھنے سے پہلے تھا یعنی یوں ہی کسی مکان بلند پر کھڑا ہو کر آواز کر دے کہ اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ یعنی نماز تیار ہے سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان بعد ہجرت کے شروع ہوئی ہے اس لیے کہ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مطلق نفی کر دی ہے کہ پہلے اس سے کسی قسم کی اذان نہیں تھی اور بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا اذان کی مکہ میں ہوئی ہے مگر وہ حدیثیں صحیح نہیں ہیں اور اذان میں اختلاف ہے کہ آیا واجب ہے یا سنت یا مستحب جمہور علماء کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے اور امام اوزاعی اور داؤد اور ابن منذر اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ واجب ہے اور بعضوں نے کہا کہ فرض کفایہ ہے لیکن وجوب کو ترجیح معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تقریر پر ہمیشگی کی ہے اور آپ کا اذان کو چھوڑ دینا ثابت نہیں ہوا اور نہ آپ نے کبھی چھوڑنے کا حکم فرمایا اور نہ اس کے چھوڑنے کی رخصت دی پس معلوم ہوا کہ واجب ہونا اس کا راجح ہے ورنہ اس کے سنت مؤکدہ ہونے میں تو کچھ بھی کلام نہیں لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بوجہ اس اختلاف کے اس پر کوئی حکم نہ لگایا صرف اس کا جواز ثابت کر دیا تا کہ کوئی اعتراض نہ کرے۔

فائدہ ثانیہ: بہت لوگ سوال کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خود بھی اپنی زبان مبارک سے اذان کہی ہے یا نہیں سو امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار سفر میں اپنی زبان مبارک سے اذان کہی ہے لیکن یہ بات ثابت نہیں ہوتی ہے اور نیز آپ کے اذان کہنے کا یہ معنی ہے کہ آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کہنے کا حکم فرمایا نہ یہ کہ خود آپ نے اذان کہی پس معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی زبان سے اذان نہیں کہی ہے اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھ اور لوگوں کو خبر دے نماز کی سو اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان کے لیے کھڑا ہونا سنت ہے اور اس پر اتفاق ہے سب علمائے اسلام کا لیکن حنفیہ وغیرہ کے نزدیک بیٹھ کر اذان کہنی بھی جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جائز نہیں لیکن قیام کے سنت ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور اس حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بڑے کام میں مشورہ کرنا جائز ہے اور یہ کہ جو جو کسی کے قیاس میں آئے اس کو سب کے سامنے پیش کرنا جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں اور نیز اس سے فضیلت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی رائے کے موافق بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ لوگوں کو خبر دے نماز کی اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر کو احکام میں اجتہاد کرنا جائز ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیٹھ کر اذان دینی جائز نہیں ہے اور یہی مذہب ہے تمام علماء کا مگر ابوثور کہتے ہیں کہ جائز ہے لیکن یہ قول اس کا ضعیف ہے کما قالہ النووی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ معانی مستنبطہ سے احکام طلب کرنے جائز ہیں۔

بَابُ الْأَذَانِ مَثْنٰی مَثْنٰی.

اذان کے کلمے دو دو بار کہنے کا بیان۔

۵۷۰ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُمِرَ

۵۷۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ اذان کے کلمے دو دو بار کہے اور اقامت کے کلمے ایک ایک بار کہے مگر اقامت کو یعنی قد قامت الصلوۃ کو دو بار کہے۔

بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُّوْتِرَ الْإِقَامَةَ

إِلَّا الْإِقَامَةَ.

فائدہ: مراد اذان سے اس حدیث میں کل اذان نہیں بلکہ اس کے اکثر کلمے مراد ہیں یعنی اکثر کلمے اذان کے دو دو بار کہے جائیں اس لیے کہ اذان کے اول میں تکبیر چار بار کہی جاتی ہے اور آخر میں کلمہ توحید کا ایک بار کہا جاتا ہے جیسا کہ اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ جب کوئی اذان دینے لگے تو چاہیے کہ اول اور اخیر کی تکبروں کے سوا اور سب کلمے اذان کے دو دو بار کہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق اور بہت صحابہ اور تابعین کا اور حنفیہ کے نزدیک اذان اور اقامت دونوں کے اول میں تکبیر چار بار کہی جائے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دو بار کہے لیکن اس پر سب علماء کا اتفاق ہے کہ اذان اور اقامت کے آخر میں کلمہ توحید کا فقط ایک بار کہے، اور لفظ شفع کا جو اس حدیث میں آیا ہے تو وہ دو بار پر بھی بولا جاتا ہے اور چار بار پر بھی بولا جاتا ہے پس یہ حدیث اول میں چار بار تکبیر کہنے کے مخالف نہیں علاوہ اس کے تکبیر دو دو بار کہنا گو صورت میں تثنیہ ہے لیکن حکم میں مفرد کے ہے اسی واسطے مستحب ہے کہ دو تکبیروں کو ایک دم میں کہا جائے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اذان کے اول میں فقط دو بار تکبیر کہی جائے لیکن دوسری حدیث میں صاف آ چکا ہے کہ اذان کے انیس کلمے ہیں ترجیع کے ساتھ اور اقامت کے گیارہ کلمے ہیں اور ترجیع اس کو کہتے ہیں کہ اذان میں شہادتین کو پہلے دو بار آہستہ آواز سے کہے پھر دوسری بار ان کو دو دو بار بلند آواز سے کہے اور یہی ہے مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء کا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اذان میں ترجیع جائز نہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ واسطے تعلیم کے تھا سو جواب اس کا یہ ہے کہ اگر تعلیم کی غرض تھی تو پھر آپ نے فقط شہادتین پر اکتفا کیوں فرمایا دوسرے سب کلمات کو چار چار مرتبہ کیوں نہ دوہرایا اور مفصل جواب اس کا ظفر المبین جدید حصہ دوم میں مذکور ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جمہور کی دلیل یہ حدیث صحیح ہے یعنی حدیث ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اور زیادتی مقدم ہے باوجودیکہ حدیث ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی متاخر ہے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس لیے کہ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سنہ ۸ ہجری کی ہے اور حدیث عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ابتدا زمانے کی ہے اور ضم ہوا ہے ساتھ اس کے عمل مکے اور مدینے والوں کا اور تمام شہروں کا، انتہی۔

اور اگر کوئی سوال کرے کہ اقامت کے اول آخر میں تکبیر دو دو بار کہی جاتی ہے حالانکہ اس حدیث میں آیا ہے کہ قد قامت کے سوا اور سب کلمے ایک ایک بار کہے جائیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ وہ تکبیر بہ نسبت اذان کے مفرد ہے اس لیے کہ اذان کے اول میں تکبیر چار بار کہی جاتی ہے اسی واسطے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اذان کی اول چار تکبیروں کو دو دم میں کہنا مستحب ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ اذان کے آخر میں دو تکبیروں کو دو دم میں کہا جائے لیکن ظاہر حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ تکبیر بھی ایک ایک بار کہی جائے، واللہ اعلم۔

۵۷۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَثُرَ النَّاسُ قَالَ ذَكَرُوْا أَنْ يَّعْلَمُوْا وَقْتَ الصَّلَاةِ بِشَيْءٍ يَعْرِفُوْنَهُ فَذَكَرُوْا أَنْ يُّوْرُوْا نَارًا أَوْ يَضْرِبُوْا نَاقُوْسًا فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُّوْتِرَ الْإِقَامَةَ.

۵۷۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مسلمان لوگ بہت ہو گئے یعنی نمازیوں کی کثرت ہو گئی تو انہوں نے ذکر کیا یعنی مشورہ کیا کہ وقت نماز کے لیے کسی چیز سے نشانی مقرر کریں جس سے لوگ نماز کا وقت پہچان لیا کریں سو بعضوں نے آگ جلانا کہا اور بعضوں نے ناقوس بجانا کہا سو اسی حالت میں عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو خواب میں اذان نظر آئی اور اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر عرض کی سو بلال رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ اذان کے کلمے دو دو بار کہے اور اقامت کے کلمے ایک ایک بار کہے یعنی جب کوئی اذان کہنے لگے تو اذان کے کلموں کو دو دو بار کہے اور اقامت کو ایک ایک بار۔

فائدہ: بعض نے دلیل پکڑی ہے اس حدیث سے کہ لفظ قد قامت الصلوۃ کا بھی ایک ہی بار کہا جائے لیکن پہلی حدیث جو ابھی گزر چکی ہے وہ حجت ہے ان بعض پر اور اگر وہ شخص کہے کہ اہل مدینے کا عمل ایک بار پر ہے تو ہم کہیں گے کہ اہل مکہ کا عمل دو بار پر ہے اور مع ہذا ان کے ساتھ صحیح حدیث بھی موجود ہے پھر اہل مدینہ کے عمل سے استدلال کرنا کس طرح صحیح ہوگا اور ناقوس کہتے ہیں ایک لکڑی کو کہ اُس پر دوسری لکڑی کو مارتے ہیں تو اس سے ایک آواز نکلتا ہے اور یہ نصاریٰ کا طریقہ ہے اور مطابقت ان حدیثوں کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ الْإِقَامَةِ وَاحِدَةً إِلَّا قَوْلَهُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ.

اقامت کے کلمے ایک ایک بار کہے جائیں مگر لفظ قد قامت الصلوۃ کو دو بار کہنا چاہیے۔

فائدہ: حدیث میں لفظ وتر کا آیا ہے اور اس باب میں لفظ واحدۃ کا آیا ہے مگر معنی دونوں کا ایک ہی ہے لیکن لفظ وتر کا صرف ایک باری کے لیے خاص نہیں بلکہ کبھی صرف ایک ہی پر بولا جاتا ہے اور لفظ واحدۃ کا صرف ایک ہی باری کے لیے خاص ہے اور کسی معنی کے لیے بولا نہیں جاتا ہے۔

۵۷۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُّوْتِرَ الْإِقَامَةَ قَالَ إِسْمَاعِيْلُ فَذَكَرْتُ لِأَيُّوْبَ فَقَالَ إِلَّا الْإِقَامَةَ.

۵۷۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ اذان کے کلموں کو دو دو بار کہے اور اقامت کے کلمے ایک ایک بار کہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اقامت میں اول اور آخر کی تکبیروں کے اور لفظ قد قامت الصلوۃ کے سوا اور سب کلمے ایک ایک بار کہے جائیں اور یہی مذہب ہے اکثر اہل علم کا صحابہ اور تابعین وغیرہ سے اور یہی مذہب ہے امام مالک رحمہ اللہ اور زہری اور اوزاعی کا اور امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ مذہب امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور جمہور علماء کا یہ ہے کہ اقامت نماز کے گیارہ کلمے ہیں انتہی اور امام ابو حنیفہ اور ثوری کہتے ہیں کہ اقامت مثل اذان کے ہے اور حنفی بھی یہی کہتے ہیں کہ اذان کے کلمے اور اقامت کے کلمے برابر ہیں سو یہ حدیث صریح ہے ان کے رد میں اور بعض حنفی یہ جواب دیتے ہیں کہ اقامت ایک ایک بار کہنا پہلے اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا ساتھ حدیث ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے جو اصحاب سنن نے روایت کی ہے اس لیے کہ اس میں اقامت کا دو بار کہنا آ گیا ہے اور وہ متاخر ہے اس حدیث انس سے پس وہ اس کی ناسخ ہو جائے گی سو جواب اس کا یہ ہے کہ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے بعض طریقوں میں اقامت کے چار بار کہنے کا اور ترجیع کا ذکر بھی آ گیا ہے پس حنفیہ پر لازم آئے گا کہ اس کو بھی قبول کریں حالانکہ یہ بات اُن کے مذہب کے بالکل مخالف ہے اور امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ جو شخص اس کے نسخ کا دعویٰ کرے وہ دعویٰ اس کا غلط ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد مدینے کی طرف پلٹ گئے اور وہاں بھی بلال رضی اللہ عنہ کو اسی پر قائم رکھا کہ اقامت کو ایک ایک بار کہا کرے اور سعد قرظ کو بھی آپ نے اسی طرح سکھلایا سو بعد آپ کے اس نے اسی طرح اذان کہی اور ابن عبدالبر نے کہا کہ امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق اور داؤد اور ابن جریر کا یہ مذہب ہے کہ یہ سب اختلاف مباح ہے یعنی اگر اذان کے اول میں چار بار تکبیر کہے تو یہ بھی جائز ہے اور اگر دو بار تکبیر کہے تو یہ بھی جائز ہے اسی طرح اگر اذان میں ترجیع کرے تو یہ بھی جائز ہے اور اگر ترجیع نہ کرے تو یہ بھی جائز ہے اسی طرح اگر اقامت کے سب کلمے دو دو بار کہے تو یہ بھی جائز ہے اور اگر سب کلمے ایک ایک بار کہے تو یہ بھی جائز ہے اور اگر سب اقامت کو ایک ایک بار کہے اور لفظ قد قامت الصلوۃ کو دو بار کہے تو یہ بھی جائز ہے ان میں کسی طریقہ میں گناہ نہیں ہے سب طرح سے جائز ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ یہی بات قریب صواب کے ہے کہ سب طریقے جائز ہیں جس پر عمل کرے درست ہے کسی میں گناہ نہیں اس لیے کہ حدیثیں ان سب وجوہات کا احتمال رکھتی ہیں اور بعضوں نے کہا کہ اگر اذان میں ترجیع کرے تو اقامت کو دو دو بار کہے ورنہ ایک ایک بار کہے مگر سلف سے اس کا کوئی قائل نہیں ہے اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ مراد وتر سے جو اس حدیث میں آیا ہے ایک بار کہنا نہیں بلکہ مراد اس سے جلدی کہنا ہے یعنی اقامت کو جلدی کہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ تاویل ایسی کچی ہے اور ایسی باطل ہے کہ جس کو ذرا سا بھی عقل ہو اس کے باطل ہونے میں کچھ شک نہیں کر سکتا ہے۔ اول اس وجہ سے کہ اس حدیث میں استثنیٰ آ چکا ہے کہ لفظ قد قامت الصلوۃ کو دو بار کہے پس اس سے لازم آئے گا کہ اس سے بھی دو بار مراد نہ ہو بلکہ مراد یہ ہوگی کہ اس کو سرعت سے نہ کہے دیر سے کہے۔ دوم

اس وجہ سے کہ وتر کا لفظ اس حدیث میں شفع کے مقابلہ میں واقع ہوا ہے تو اندریں صورت لازم آئے گا کہ شفع کا معنی یہ کیا جائے کہ اذان کو بلند آواز اور سرعت سے کہے نہ یہ کہ دو دو بار کہے پس اذان کا دو دو بار کہنا اس حدیث سے ثابت نہیں ہوگا۔ سوم یہ کہ دوسری حدیث ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے ایک طریق میں صریح آ چکا ہے کہ ترجیع کے ساتھ اذان کے انیس کلمے ہیں اور اقامت کے گیارہ کلمے ہیں تو اب اس حدیث میں یہ تاویل کیسے چل سکے گی بینوا توجروا۔ اور ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو اقامت کے سترہ کلمے آئے ہیں تو اس سے ایک بار اقامت کہنے کی ممانعت نہیں نکلتی ہے اس لیے کہ ممکن ہے کہ دونوں طرح سے جائز ہو اور نیز اگر اس سے افراد اقامت کی ممانعت نکالی جائے تو ترجیع واجب ہو جائے گی اور بلال رضی اللہ عنہ وغیرہ کی اذان جو سترہ کلمے کہتے ہیں بالکل ممنوع ہو جائے گی اس لیے کہ بلال رضی اللہ عنہ وغیرہ کہ حدیث میں تثنیہ اذان کا بیان ہے اور افراد اقامت کے ساتھ مذکور ہے اور دونوں کا حکم ایک سلسلے میں مذکور ہے پس اگر ممانعت ہوگی تو دونوں کی ہوگی نہ ایک کی اور تطبیق صرف اس تاویل پر موقوف نہیں ہے بلکہ اس طور سے بھی ممکن ہے کہ سب طریقوں کو جائز رکھا جائے جیسے کہ ابھی گزر چکا ہے اور باقی حدیثیں جو حنفیہ اس باب میں پیش کرتے ہیں اول تو ان کا صحیح ہونا مسلم نہیں ہے اور بفرض تسلیم یہ ہے تطبیق دی جائے گی کہ سب طرح سے جائز ہے جو کوئی کرے درست ہے پس ایک کو جائز رکھنا اور دوسرے کو ناجائز بتلانا بالکل جائز نہیں ہے ورنہ ایک ایک بار کہنے کی حدیثوں سے دو دو بار کہنا بالکل باطل ہو جائے گا فما هو جوابكم فهو جوابنا ، واللہ اعلم۔

اور ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ اقامت مثل اذان کے تھی پھر سلاطین بنی امیہ نے اس کو جلدی کے لیے ایک ایک کر دیا لیکن یہ حدیثیں صریح اس کے رد میں اس لیے کہ ان میں صریح موجود ہے کہ خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو ایک ایک بار تکبیر کہنے کا حکم فرمایا پس اس کو بنی امیہ کا ایجاد سمجھنا محض خیال فاسد ہے اور نیز جلدی کے واسطے انہوں نے اذان کو مفرد کیوں نہ کیا اور اگر کوئی کہے کہ اذان دو دو بار اور اقامت ایک ایک بار کہنے کی کیا حکمت ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ اذان دور رہنے والوں کو پکارنے کے لیے ہے پس اس کو دو دو بار کہنا چاہیے کہ اُن کو آواز پہنچ جائے اور اقامت حاضر لوگوں کے واسطے ہے اس لیے اس میں تکرار کی کوئی حاجت نہیں اسی واسطے مستحب ہے کہ اذان بلند مکان پر دی جائے نہ اقامت اور یہ کہ اذان میں آواز بلند ہے نہ اقامت میں اور یہ کہ اذان ٹھہر ٹھہر کر کہنی چاہیے اور اقامت جلدی کہی جائے اور اذان میں ترجیع کرنے کی حکمت بھی یہی ہے مگر اس میں شہادتین کو چار چار بار کہنا اس واسطے ہے کہ اذان میں یہ کلمے بڑی عظمت والے ہیں واللہ اعلم اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ فَضْلِ التَّأْذِيْنِ. اذان دینے کے ثواب کا بیان۔

۵۷۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ

۵۷۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ فَإِذَا قَضَى النِّدَآءَ أَقْبَلَ حَتّٰى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ حَتّٰى إِذَا قَضَى التَّثْوِيبَ أَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِي كَمْ صَلّٰى.

فرمایا کہ جب کوئی نماز کے لیے اذان دیتا ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے گوز مارتا ہوا یہاں تک کہ اذان کی آواز کو نہیں سنتا سو جب اذان تمام ہو جاتی ہے تو پھر سامنے آ جاتا ہے یہاں تک کہ جب نماز کی اقامت کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ دے کر بھاگتا ہے یہاں تک کہ جب تکبیر تمام ہو جاتی ہے تو پھر سامنے آ جاتا ہے تا کہ آدمی کی اور اس کی ذات کے درمیان وسوسہ ڈالے یعنی اس کے دل میں یا یہ کہ نمازی کے اور اس کے حضور کے درمیان واقع ہوتا ہے اور اس کو حضور سے روکتا ہے اور کہتا ہے کہ یاد کر فلانی بات کو یاد کر فلانے کام کو ہر چیز کہ نہ تھا وہ کہ یاد کرے اس کو یہاں تک کہ آدمی کا ایسا حال ہو جاتا ہے کہ نہیں جانتا کہ کتنی رکعتیں نماز پڑھی ہے۔

فائدہ: مراد شیطان سے یہاں ابلیس ہے جیسے کہ اکثر شارحین کہتے ہیں اور احتمال ہے کہ شیطان سے مراد سرکش جن ہوں جنوں سے خواہ آدمیوں سے لیکن مراد اس جگہ خاص شیطان جن کا ہے اور اس کا گوز مارنا ظاہرًا تو عمدًا معلوم ہوتا ہے یعنی وہ شیطان جان کر گوز مارتا ہے تا کہ اس کی آواز سے اذان کی آواز نہ سنی جائے یا اس کی اہانت کے واسطے مارتا ہے جیسے بیوقوف لوگ کرتے ہیں یا یہ کہ اس کو اذان سے ایسا سخت خوف پیدا ہوتا ہے کہ اس سے ڈر کے مارے اُس کا گوز نکل جاتا ہے یا یہ کہ جان کر کرتا ہے تا کہ طہارت کا پلیدی سے مقابلہ کرے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان کو بلند آواز سے کہنا مستحب ہے اس واسطے کہ شیطان بہت دور بھاگ جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اذان اور تکبیر کے درمیان میں فاصلہ کرنا جائز ہے اور بعض کہتے ہیں اول وقت کی فضیلت اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ اول تکبیر کا اول وقت کے ساتھ متصل ہو جائے اور مراد تثویب سے اس حدیث میں اقامت ہے اور یہ جو فرمایا کہ جو چیز اس کو یاد نہیں ہوتی شیطان نماز میں اس کو یاد کرا دیتا ہے تو اس سے ظاہرًا معلوم ہوتا ہے کہ مراد ہر کام ہے دنیا کا کام ہو خواہ دین کا کام ہو جیسے علم وغیرہ اور خواہ پہلے وہ کام کیا ہو یا نہ کیا ہو ہر قسم کا کام اس کو نماز میں یاد کرا دیتا ہے چنانچہ ذکر ہے کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ میں نے ایک جگہ کچھ خزانہ دفن کیا تھا لیکن اب وہ مکان مجھے معلوم نہیں رہا تو امام صاحب نے فرمایا کہ تو نماز پڑھ اور اس بات کی بہت کوشش کر کہ دنیا کے کام کا خیال دل میں نہ آئے سو اس نے نماز پڑھی تو اس کو نماز میں وہ جگہ خزانہ دفن کرنے کی معلوم ہوگئی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان کہنے کا بڑا ثواب ہے اس لیے کہ اس سے شیطان بھاگ جاتا ہے بخلاف نماز اور تلاوت قرآن وغیرہ کے کہ

اس سے نہیں بھاگتا اور بعض نے کہا کہ اذان کے کہنے میں کوئی ریا وغیرہ نہیں پایا جاتا بخلاف نماز کے کہ اس میں وسوسہ کے دروازے کھل جاتے ہیں اور بعض نے کہا کہ اذان کہنے سے شیطان کا مقصود باطل ہو جاتا ہے یعنی وہ چاہتا ہے کہ جماعت سے روکے اور اس کو نماز کا وقت قضا کرا دے یا اول وقت کی فضیلت سے باز رکھے اور یہ سب وسوسے اس کے اذان سے باطل ہو جاتے ہیں اس لیے بھاگتا ہے سو معلوم ہوا کہ اذان کہنے کی فضیلت بڑی ہے پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالنِّدَآءِ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَذِّنْ أَذَانًا سَمْحًا وَإِلَّا فَاعْتَزِلْنَا.

اذان کو بلند آواز سے کہنے کا بیان اور عمر بن عبدالعزیز نے مؤذن کو کہا کہ صاف اور سیدھی آواز سے اذان دیا کر یعنی اس میں نغمہ اور سرور نہ کیا کرے جیسے گانے والے اپنی آواز کو راگ سے بہت لمبا کرتے ہیں ورنہ ہم سے کنارے ہو جا یعنی اذان دینا چھوڑ دے تو اس منصب کے لائق نہیں ہے۔

فائدہ: عمر بن عبدالعزیز مدینے پر حاکم تھا سو مؤذن نے اذان کہی اور اس میں راگ کے ساتھ آواز نکالی تب عمر نے اس کو منع کیا غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس اثر سے یہ ہے کہ اذان بلند آواز سے اسی وقت مستحب ہے جب کہ اس میں راگ اور سرور نہ ہو اور عمر بن عبدالعزیز نے اس کو صرف راگ کرنے سے منع کیا تھا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس اثر کی باب سے۔

٥٧٤ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ الْأَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ إِنِّيْ أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِيْ غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ بِالصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَآءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا إِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ

۵۷۴۔ عبداللہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو جنگل اور بکریوں کو بہت دوست رکھتا ہے یعنی تو اکثر جنگل میں ہی رہتا ہے اور بکریوں کو چرایا کرتا ہے سو جب تو جنگل میں رہا کرے اور نماز کے لیے اذان کہے تو اذان کو بلند آواز سے کہا کر اس لیے کہ جہاں تک کہ مؤذن کی آواز پہنچتی ہے وہاں تک جو جن اور آدمی اور کوئی چیز اس کو سنے گا وہ اذان دینے والے کے واسطے قیامت میں گواہی دے گا اور پھر ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

فائدہ: یعنی جن اور آدمی اور حیوان اور درخت اور پہاڑ اور فرشتے اور زمین وغیرہ جو اس کی آواز کو سنے گا قیامت میں اس کے ایمان کی گواہی دے گا اور اس بات کی کہ وہ لوگوں کو نماز کے لیے بلایا کرتا تھا پس معلوم ہوا کہ اذان کو بلند آواز سے کہنے کا بڑا ثواب ہے پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ شہادت دینا درخت اور پہاڑوں وغیرہ کا حقیقت پر محمول ہے یعنی وہ چیزیں قیامت میں کلام کریں گی جیسے کہ آدمی کلام کرتا ہے اور یہ بات ممکن ہے جیسے کہ حدیث آگ میں گزر چکا ہے کہ اس نے اللہ کے نزدیک شکوہ کیا اور آگے آئے گا کہ ایک گائے نے حضرت ﷺ سے کلام کی اور صحیح مسلم میں ہے کہ ایک پتھر آپ ﷺ کو سلام کہا کرتا تھا ایسے ہی یہ بھی ممکن ہے کہ یہ شہادت اُن کی حقیقی کلام سے ہو اور اللہ تعالیٰ ان میں حیاتی پیدا کر دے پس اس بات کا انکار کرنا جائز نہیں ہے اور اس سے انکار کرنا محض عقل اور ہوائے نفس کی پیروی ہے۔

فلسفی منکر شواد فکرِ وطن — گو سر خود را رین دیوار زن

فلسفی کویدز معقولات دون بد عقل — از دلیز مے ماند برون

نطق آبِ ونطق خاک ونطق گل — ہست محویں حواس اہل دل

اور حکمت اس گواہی میں یہ ہے کہ قیامت کے دن حساب کتاب اور گواہی اور دعویٰ اور سوال جواب سب دنیا کے طریق پر ہوگا پس اس گواہی سے اس کا فیصلہ کیا جائے گا اور بعض نے کہا کہ گواہی اس واسطے ہے کہ اس کی بزرگی اور تعظیم سب لوگوں پر ظاہر ہو جائے جیسے کہ گواہی سے بعض لوگوں کی خلقت میں رسوائی ہوگی اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر صرف اکیلا ہی آدمی ہو دوسرا جماعت والا کوئی نہ ہو تو اس کے واسطے بھی اذان کہنی مستحب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جنگل اور بکریوں کو دوست رکھنا خاص کر فتنے کے وقت سلف صالح کے عملوں سے ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جنگل میں گھر بنا کر رہنا اور اس کے ساتھ ملاپ رکھنا جائز ہے بشرطیکہ کچھ علم ہو اور ظلم سے امن ہو۔

بَابُ مَا یُحْقَنُ بِالْأَذَانِ مِنَ الدِّمَآءِ.

اذان کا دینا خون گرنے سے منع کرتا ہے یعنی جس جگہ اذان ملے وہاں کے لوگوں کو قتل کرنا منع ہے اس واسطے کہ اذان اسلام کا شعار ہے یہاں تک کہ علماء کہتے ہیں کہ اگر کسی شہر کے سب لوگ متفق ہو کر اذان کو ترک کر دیں تو حاکم مسلمان کو جائز ہے کہ ان کے ساتھ لڑائی کر کے ان کو قتل کر ڈالے۔

۵۷۵ ۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا

۵۷۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ ہمارے

إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا غَزَا بِنَا قَوْمًا لَمْ يَكُنْ يَغْزُوْ بِنَا حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَنْظُرَ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا كَفَّ عَنْهُمْ وَإِنْ لَّمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ عَلَيْهِمْ قَالَ فَخَرَجْنَا إِلٰى خَيْبَرَ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ لَيْلًا فَلَمَّا أَصْبَحَ وَلَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا رَكِبَ وَرَكِبْتُ خَلْفَ أَبِيْ طَلْحَةَ وَإِنَّ قَدَمِيْ لَتَمَسُّ قَدَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَخَرَجُوْا إِلَيْنَا بِمَكَاتِلِهِمْ وَمَسَاحِيْهِمْ فَلَمَّا رَأَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَّاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ قَالَ فَلَمَّا رَاٰهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ ﴿إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾.

ساتھ جہاد میں جاتے یعنی کافروں سے لڑنے کو تو نہ لڑائی کرتے یہاں تک کہ صبح کرتے اور انتظار کرتے یعنی رات کو ان کے قریب آ کر ٹھہرے رہتے اور صبح کو انتظار کرتے کہ یہاں اذان ملتی ہے یا نہیں سو اگر حضرت ﷺ وہاں سے اذان سن لیتے تو ان کی لڑائی سے باز رہتے اور لشکر کو روک دیتے اس لیے کہ اذان سے معلوم ہو جاتا کہ یہ لوگ مسلمان ہیں کافر نہیں اور اگر وہاں سے اذان نہ سنتے تو اُن پر لوٹ کرتے یعنی دھاوا کر کے اُن پر جا پڑتے اور اُن کو جا کر لوٹ لیتے انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم قلعہ خیبر (کہ اس میں یہودی رہتے تھے اور حضرت ﷺ سے بہت دشمنی رکھتے تھے) کی طرف نکلے اور چلے سو ہم رات کو ان کے نزدیک جا پہنچے سو جب صبح کے وقت حضرت نے اذان نہ سنی تو آپ سوار ہوئے اور میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار ہوا اور بیشک میرا پاؤں حضرت ﷺ کے پاؤں سے چھوتا تھا یعنی ہم حضرت ﷺ کے بہت قریب قریب جا رہے تھے سو خیبر کے لوگ کدال اور زنبیلیں لے کر ہماری طرف نکلے یعنی ان کو یہ خبر نہیں تھی کہ مسلمان آ پہنچے ہیں بلکہ وہ بے فکر تھے اور حسب عادت روزمرہ کے اپنی کدال اور زنبیلیں لے کر اپنے کاروبار کو چلے تھے سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگے قسم اللہ کی محمد اور اس کا لشکر آ پہنچا سو جب حضرت ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے خیبر کا قلعہ خراب ہوا یعنی فتح ہو گیا اور آپ نے یہ آیت پڑھی کہ تحقیق جب ہم کسی قوم کے ڈانڈے پر اتریں تو بری ہو جاتی ہے صبح ڈرائے گئے لوگوں کی۔

فائدہ: یہ حدیث دوسرے پارہ میں بھی گزر چکی ہے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خیبر کا قلعہ خراب ہوا تو یہ آپ کا فرمانا یا تو وحی کے ذریعہ سے تھا کہ آپ کو وحی نے خبر دی تھی کہ یہ قلعہ فتح ہو جائے گا یا بطریق فال کے آپ نے فرمایا کہ جب ان لوگوں کو کدال لیے ہوئے دیکھا تو اس سے اپنی فال ماری کہ اب قلعہ فتح ہو جائے گا اس لیے کہ

کدال مکان کے ڈھا دینے کا ہتھیار ہے اور یہ آیت بھی آپ نے بطریق فال کے پڑھی اور یہ حدیث آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس جگہ میں اذان ملے وہاں کے لوگوں کو قتل کرنا منع ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اذان اسلام کی ایک بڑی بھاری نشانی ہے اس کو چھوڑنا جائز نہیں اور اگر کسی شہر کے لوگ اس کو چھوڑ دیں تو حاکم وقت کو جائز ہے کہ ان سے لڑے اور یہی بات ٹھیک ہے مذہب میں۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا سَمِعَ الْمُنَادِيْ.

جب کوئی اذان سنے تو اس کے جواب میں کیا کہے۔

٥٧٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَآءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ.

٥٧٦ ـ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اذان سنا کرو تو کہا کرو جیسے مؤذن کہتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سامع اذان کے سب کلموں میں متابعت کرے اس لیے کہ اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اس کے سب کلموں میں متابعت کرے اور بعض کہتے ہیں کہ حی علی الصلوۃ وحی علی الفلاح میں متابعت نہ کرے بلکہ اس کے بدلے لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ کہے مگر ظاہر اس کی اس کلام سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کلموں میں مؤذن کی متابعت نہ کرے اور یہی ہے مذہب جمہور علماء کا اور یہ حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی عام ہے اور حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ کی جو آگے آتی ہے خاص ہے اور خاص مقدم ہوتا ہے عام پر یعنی جمہور کا مذہب یہ ہے کہ حی علی الصلوۃ و حی علی الفلاح کے بدلے لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ کہے جیسے کہ آئندہ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ دونوں طرح جائز ہے کبھی حیعلہ کہے اور کبھی حوقلہ کہہ لے اور بعض نے کہا کہ دونوں کو جمع کر لے اور بعض لوگ کچھ اور بھی کہتے ہیں لیکن صحیح وہی بات ہے جو پہلے گزر چکی ہے اور یہ جو فرمایا کہ جو مؤذن کہے ویسے کہا کرو تو اس سے معلوم ہوا کہ اذان کا جواب دینا اُس شخص پر ہے جو اس کو سنے اور جو اس کو نہ سنے بوجہ دوری کے یا بہرہ ہونے کے تو اس پر جواب اذان کا دینا ضروری نہیں ہے کذا قال النووی اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ اذان کا جواب دینا واجب ہے یا نہیں سو امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور جمہور کے نزدیک واجب نہیں مستحب ہے اور حنفیہ اور اہل ظاہر وغیرہ کے نزدیک واجب ہے پس جب کوئی اذان کہے تو سننے والے کو چاہیے کہ چپ رہے اور سنے بات چیت نہ کرے اور جواب دینے کا یہ طریقہ ہے کہ جب مؤذن کوئی کلمہ کہے تو سننے والا بھی اس کے ساتھ وہ کلمہ کہے اور جب مؤذن کلمہ کہے تو سننے والا بھی اس کے ساتھ

دوسرا کلمہ کہے اسی طرح ہر ہر کلمے کے ساتھ ہر ہر کلمہ کہتا جائے اور حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی جو صحیح مسلم میں آئی ہے صریح ہے اس معنی سے کہ ہر کلمے کے ساتھ ہر کلمہ کہتا جائے یہ نہ کرے کہ جب مؤذن کل اذان کہہ چکے تو اس وقت اس کے جواب میں کل اذان یکبارگی کہے اور اگر اذان کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ سب اذان ہو چکی تو اس کا تدارک یہی ہے کہ اس کے بعد تمام اذان کہے بشرطیکہ دیر نہ ہوگئی ہو اور یہ کچھ ضروری نہیں کہ سننے والا بھی مؤذن کی طرح بلند آواز سے کہے بلکہ آہستہ آواز سے کہے اور اگر کوئی نماز میں اذان سنے تو اس کو جواب نہ دے جب نماز سے فارغ ہو تو جواب دے اس طرح اگر جماع میں ہو یا پائخانہ میں ہو تو جب بھی اذان کا جواب نہ دے بعد فراغت کے جواب دے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اقامت میں بھی مؤذن کا جواب دیا جائے مگر لفظ قد قامت الصلوۃ کے بدلے اقامها الله وادامها کہے۔

۵۷۷ ۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عِيْسَى بْنُ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَوْمًا فَقَالَ مِثْلَهُ إِلٰى قَوْلِهِ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

۵۷۷۔ عیسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہ ایک دن اس نے معاویہ کو سنا کہ مؤذن کی طرح کہتا جاتا تھا اس کلمہ تک واشھد ان محمدا رسول اللہ۔

فائدہ: شاید بعد کو اس کے پاس نہیں رہا ہوگا اس واسطے باقی اذان نہ سنی ہوگی۔

۵۷۸ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى نَحْوَهُ قَالَ يَحْيٰى وَحَدَّثَنِيْ بَعْضُ إِخْوَانِنَا أَنَّهُ قَالَ لَمَّا قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْنَا نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ.

۵۷۸۔ یحییٰ سے روایت ہے کہ میرے بعض دوستوں نے مجھ کو حدیث سنائی کہ جب مؤذن نے حی علی الصلوۃ کہا تو معاویہ نے اس کے جواب میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہا پھر معاویہ نے کہا کہ میں نے تمہارے نبی سے ایسا ہی سنا ہے ایسا ہی فرماتے تھے۔

فائدہ: اور حی علی الفلاح کو ذکر نہیں کیا اس واسطے کہ یہ حدیث مختصر ہے لیکن نسائی اور ابن خزیمہ وغیرہ میں یہ حدیث معاویہ کی مفصل طور سے مذکور ہے اس میں تمام اذان کا جواب موجود ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سامع مؤذن کی متابعت کرے وفیہ المطابقۃ۔

بَابُ الدُّعَآءِ عِنْدَ النِّدَآءِ.

اذان کے بعد دعا مانگنے کا بیان۔

۵۷۹ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا

۵۷۹۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

شُعَیْبُ بْنُ أَبِیْ حَمْزَۃَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَآءَ اللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلَاۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَا الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ.

کہ جو شخص جب اذان سنے تو یہ دعا اللھم سے وعدتہ تک پڑھے تو اس کو قیامت میں میری شفاعت پہنچے گی یعنی حضرت ﷺ اس کو بخشائیں گے اور اس دعا کے یہ معنی ہیں کہ اے اللہ! اس پوری پکار اور سدا رہنے والی نماز کے صاحب دے محمد ﷺ کو وسیلہ اور بڑائی پہنچا اس کو سرائے مکان پر جس کا تو نے اس سے وعدہ کیا ہے۔

فائدہ: اور پوری پکار اس واسطے ہے کہ ثواب کی تاثیر میں پوری ہے اور سدا رہنے والی سے مراد یہ ہے کہ قیامت تک اس کا حکم موقوف نہ ہوگا قیامت تک فرض ہے اور وسیلہ سے مراد ایک بہت عمدہ مکان بہشت میں ہے کہ وہ خاص حضرت ﷺ کے واسطے ہے اور مقام محمود سے مراد شفاعت کا رتبہ ہے جب قیامت کی مصیبتوں میں لوگ گرفتار ہوں گے اور سب پیغمبر جواب دیں گے کسی کی شفاعت نہ کرسکیں گے تو اس وقت ہمارے حضرت ﷺ دیر تک اللہ کے سامنے سجدے میں جائیں گے پھر لوگوں کو بخشوائیں گے اس کا نام مقام محمود ہے اور شفاعت کبریٰ بھی اسی کا نام ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد پوری پکار سے وہ کلمے اذان کے ہیں جن میں توحید ہے اور شرک کی نفی ہے یعنی اشھد ان لا الہ الا اللہ اور سدا رہنے والی نماز سے مراد وہ کلمے ہیں جن میں نماز کا ذکر ہے یعنی حیعلہ سو اس دعا میں ہذا کا اشارہ اس اذان کی طرف ہے اور بعض نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ اگر مؤذن کے جواب میں صرف یہی دعا پڑھ لے تو جب بھی کافی ہے اس کی طرح سب اذان کہنی ضروری نہیں ہے لیکن مراد اس سے یہ ہے کہ یہ دعا بعد اذان کے کہے اور جواب اس کا ساتھ ساتھ دیتا جائے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان کے بعد اس دعا کے پڑھنے کا بڑا ثواب ہے۔

بَابُ الْإِسْتِهَامِ فِی الْأَذَانِ.

اذان دینے میں قرعہ ڈالنے کا بیان یعنی اگر کئی آدمی اذان دینے والے ہوں ہر ایک یہ کہے کہ میں ہی اذان دوں اور آپس میں جھگڑا کریں تو ایسی حالت میں قرعہ ڈالنا جائز ہے جس کے نام قرعہ نکلے وہی اذان دے۔

وَیُذْکَرُ أَنَّ أَقْوَامًا اخْتَلَفُوْا فِی الْأَذَانِ فَأَقْرَعَ بَیْنَھُمْ سَعْدٌ.

یعنی روایت ہے کہ کئی آدمیوں نے اذان میں جھگڑا کیا سو سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان قرعہ ڈالا۔

فائدہ: عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا یہ ذکر ہے کہ اُن کے زمانے میں جب قادسیہ فتح ہوا تو اس وقت وہاں کا مؤذن

شہید ہوگیا تب بہت لوگوں نے چاہا کہ یہ عہدہ اور عمدہ منصب ہم کو ملے تب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان قرعہ ڈالا ایک کا نام نکل آیا سو سعد رضی اللہ عنہ نے اس کو مؤذن کیا اور سعد رضی اللہ عنہ لشکر کے سردار تھے پس اس سے معلوم ہوا کہ اذان میں قرعہ ڈالنا جائز ہے۔

٥٨٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا إِلَّا أَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا.

٥٨٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ جانیں جتنا ثواب کہ اذان دینے اور جماعت کی اول صف میں ہے پھر جھگڑا فیصل ہونے کا کوئی طریق نہ پائیں سوائے قرعہ ڈالنے کے تو البتہ قرعہ ہی ڈالیں اور اگر جانیں کہ کیا ثواب ہے ظہر کے اول وقت نماز پڑھنے میں تو جماعت کے واسطے مسجد میں حاضر ہونے کی نہایت جلدی کریں اور اگر جانیں کہ کتنا ثواب ہے عشاء اور فجر کی جماعت کا تو آئیں گھسٹتے یعنی اگر پاؤں پر نہ آسکیں تو گھسٹتے آئیں۔

فائدہ: یعنی اگر اذان اور اول صف کا ثواب معلوم ہو جائے تو لوگوں میں جھگڑا پڑے ہر ایک یہی چاہے کہ میں ہی اذان دوں اور میں ہی صف اول میں داخل ہوں پھر یہ جھگڑا فیصل ہونے کا کوئی طریق نہ پائیں سوائے قرعہ ڈالنے کے یعنی معرفت وقت کی برابر سب کو ہو اور آواز بھی سب کا عمدہ ہو اور فضیلت میں بھی سب برابر ہوں تو قرعہ ڈالیں جس کے نام قرعہ نکلے وہی اذان کہے پس معلوم ہوا کہ اذان میں قرعہ ڈالنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ الْكَلَامِ فِي الْأَذَانِ.

اذان کے درمیان کلام کرنے کا بیان۔

فائدہ: امام احمد رحمہ اللہ اور عروہ اور عطا اور حسن اور قتادہ کہتے ہیں کہ اذان میں کلام کرنی بلا کراہت جائز ہے اور نخعی اور ابن سیرین اور اوزاعی کہتے ہیں کہ مکروہ ہے اور امام ثوری کہتے ہیں کہ منع ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین کہتے ہیں کہ اذان میں کلام کرنی لائق نہیں لیکن اگر کر لے تو اذان ٹوٹتی نہیں اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کا لیکن فاحش کلام کرنی کہ اس کو اذان ہونے سے نکال دے بالاتفاق منع ہے اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ ہے کہ جیسے کلام کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے ویسے ہی اذان میں کلام کرنے سے اذان نہیں ٹوٹتی ہے اگر اذان میں اتفاقاً کلام ہو جائے تو اس کا دوہرانا ضروری نہیں۔

وَتَكَلَّمَ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ فِي أَذَانِهِ.

یعنی سلیمان بن صرد نے اپنی اذان میں کلام کی۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں روایت کی ہے کہ سلیمان نے اذان کہی اور اذان کے درمیان اپنے غلام سے کچھ کلام کی پس معلوم ہوا کہ اذان کے درمیان کلام کرنی جائز ہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ أَنْ يَّضْحَكَ وَهُوَ يُؤَذِّنُ أَوْ يُقِيْمُ.

یعنی حسن بصری نے کہا کہ نہیں ہے کوئی خوف اس میں کہ ہنس پڑے مؤذن اور حالانکہ وہ اذان کہتا ہے یا تکبیر کہتا ہے۔

فائدہ: غرض اس قول سے یہ ہے کہ جب کوئی آواز سے ہنستا ہو تو اس سے کبھی حرف ظاہر ہو جاتا ہے پس اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جب وہ اذان میں ہنس پڑے تو معلوم ہوا کہ اذان میں کلام کرنی جائز ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس اثر کی باب سے۔

۵۸۱ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ وَعَبْدِ الْحَمِيْدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ وَعَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ يَوْمٍ رَدْغٍ فَلَمَّا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ فَأَمَرَهُ أَنْ يُّنَادِيَ الصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ فَنَظَرَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ فَعَلَ هٰذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ وَإِنَّهَا عَزْمَةٌ.

۵۸۱۔ عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ ایک دن سخت بارش میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ہم کو خطبہ سنایا سو جب مؤذن حی علی الصلوۃ پر پہنچا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو حکم دیا کہ اس کلمے کو پکارے اَلصَّلٰوۃُ فِی الرِّحَالِ یعنی اذان میں حی علی الصلوۃ کے بدلے الصَّلٰوۃ فی الرِّحال کہو یعنی اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو سو بعض نے بعض کی طرف نظر کی یعنی لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ایسا کبھی نہیں دیکھا تھا سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کو اس شخص نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے میں نے اپنی رائے سے یہ کام نہیں کیا اور ایسے وقت گھروں میں نماز پڑھنی واجب ہے۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے واجب کس چیز کو کہا بعض شارحین کہتے ہیں کہ مینہ کے دن گھر میں نماز پڑھنے کو واجب کہا اور بعض کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جمعہ کے خطبے کو واجب کہا اس لیے کہ یہ خطبہ جمعہ کا تھا اور وہ مینہ کا دن جمعہ کا روز تھا لیکن مترجم کہتا ہے کہ اگر یہ خطبہ جمعہ کا ہوتا تو پھر اس کے درمیان اذان دینے کا کون موقع تھا جمعہ کے دن تو اذان خطبہ سے پہلے دی جاتی ہے اور اگر خطبہ سے پہلے یہ کہا تھا تو پھر کس چیز کو واجب کہا خطبہ تو ابھی شروع نہیں ہوا تھا ہاں یہ بات ہو سکتی ہے کہ مافی الضمیر کو باعتبار مایؤل الیہ کے واجب کہا ہو یعنی یہ خطبہ جو میں شروع کرنے لگا ہوں واجب ہے اور شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں فرمایا ہے کہ ایک روایت میں صریح

جمعہ کا ذکر آ چکا ہے بنا بر اس کے کہا جائے گا کہ خطبہ پڑھنے کا معنی یہ ہے کہ خطبہ کا ارادہ کیا تھا اور مطابقت اس حدیث کی جمعہ سے اس طور پر ہے کہ جب ضرورت کے واسطے اتنا لفظ اذان میں زیادہ کرنا جائز ہے تو معلوم ہوا کہ ضرورت کے واسطے اس کے درمیان کلام کرنی بھی جائز ہو گی لیکن اگر ترجمہ باب میں کلام سے عام کلام مراد رکھی جائے یعنی خواہ مؤذن کی کلام ہو خواہ سامع کی کلام ہو تو ممکن ہے پس اندریں صورت قول سلیمان اور حسن بصری کا اس پر دلیل ہو گا کہ مؤذن کو اذان میں کلام کرنی جائز ہے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس پر دلیل ہو گی کہ سامع کو اذان کے اندر کلام کرنا جائز ہے اور یہی ہے مذہب حنفیہ کا لیکن وہ ترک اولیٰ کہتے ہیں اور شافعیہ کہتے ہیں کہ بہت دراز کلام جائز نہیں اگر تھوڑی کلام فاحش سے خالی ہو تو جائز ہے۔

بَابُ أَذَانِ الْأَعْمٰى إِذَا كَانَ لَهٗ مَنْ يُّخْبِرُهٗ.

اندھے آدمی کو اذان کہنی جائز ہے جب کہ کوئی اس کو وقت بتلانے والا ہو۔

فائدہ: مذہب حنفیہ وغیرہ کا یہی ہے کہ اندھے کی اذان بلا کراہت جائز ہے جب کہ کوئی اس کو وقت بتلانے والا ہو اور ایسا ہی لکھا ہے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں۔

۵۸۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ ثُمَّ قَالَ وَكَانَ رَجُلًا أَعْمٰى لَا يُنَادِيْ حَتّٰى يُقَالَ لَهٗ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ.

۵۸۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ بلال رضی اللہ عنہ رات کو اذان دیتا ہے سو تم کھایا پیا کرو جب تک عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان نہ دے اور وہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اندھا مرد تھا جب تک لوگ نہ کہتے کہ فجر کی تو نے فجر کی تو نے اذان نہ کہتا تھا۔

فائدہ: مراد فجر کی تو نے سے یہ ہے کہ اب صبح صادق ہونے کے قریب ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اذان صبح صادق سے پہلے واقع ہو اس لیے کہ احتمال ہے کہ لوگ اس کو رات کے آخر جزء میں یہ بات کہا کرتے تھے اور اس کی اذان صبح صادق کے اول جزء میں واقع ہوتی تھی اور یہ بات اگرچہ عادت سے بعید ہے لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن سے یہ بات بعید نہیں اس لیے کہ اُس کو فرشتوں کی تائید تھی پس اس صفت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور نیز ایک حدیث میں صاف آ چکا ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ وقت کی تلاش کرتا رہتا تھا پس اس سے کبھی خطا نہیں کرتا تھا پس اگر کوئی اس پر یہ اعتراض کرے کہ اس کی اذان کو کھانے پینے کی حرمت کی نہایت قرار دی گئی ہے سو اگر وہ صبح صادق کے بعد اذان دیا کرتا تھا تو اس سے لازم آئے گا کہ کھانا بعد طلوع صبح صادق کے ہو حالانکہ یہ بات بالاجماع لباطل

ہے تو اس کا جواب یہ ہے جو اوپر گزر چکا ہے کہ اس کی اذان صبح کے اول جزء میں واقع ہوتی تھی اور لوگ اس کو رات کے آخر جزء میں اطلاع کرتے تھے پس اس حدیث کو آئندہ باب میں لانے سے کچھ خرابی لازم نہیں آتی ہے غرض کہ اس سے معلوم ہوا کہ اندھے کو اذان کہنی جائز ہے وفیہ المطابقۃ لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اندھے کو کوئی وقت کی خبر دینے والا نہ ہو تو اس کو اذان دینی مکروہ ہے اس لیے کہ وقت پہچاننا مشاہدہ پر موقوف ہے اور جب کہ اندھے کو نظر نہ آئے اور کوئی وقت بتلانے والا بھی نہیں تو ضرور کراہت ہوگی اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبل طلوع صبح صادق کے اذان دینی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک مسجد میں دو مؤذن رکھنے جائز ہیں اور ایک دوسرے کے بعد اذان دینی مستحب ہے اور دو سے زیادہ مؤذن رکھنے حدیث سے ثابت نہیں ہوتے لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ حاجت ہو تو چار مؤذن رکھنے بھی جائز ہیں چار سے زیادہ جائز نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اندھے کی گواہی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اندھے کو آنکھ والے کی تقلید کرنی وقت میں جائز ہے اور یہ کہ خبر واحد کے ساتھ عمل کرنا جائز ہے اور یہ کہ مابعد الفجر کو دن کا حکم ہے اور یہ کہ اگر فجر کے طلوع ہونے میں شک ہو تو کھانا جائز ہے اور یہ کہ صرف سماع سے روایت کرنی جائز ہے اگرچہ راوی کو آنکھ سے نہ دیکھے اور یہ کہ کسی آدمی کو ماں کی طرف نسبت کرنا جائز ہے۔

بَابُ الْأَذَانِ بَعْدَ الْفَجْرِ. بعد طلوع صبح صادق کے اذان دینے کا بیان۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ان دونوں بابوں سے یہ ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ کا فجر سے پہلے اذان کہنا اور وجہ سے تھا اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا بعد فجر کے اذان دینا اور وجہ سے تھا اور ان دونوں اذانوں کے سبب مختلف تھے۔

٥٨٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اعْتَكَفَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تُقَامَ الصَّلَاةُ.

۵۸۳۔ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب مؤذن صبح کی اذان کہتا اور صبح ظاہر ہو جاتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت ہلکی نماز پڑھتے پہلے اقامت کہنے سے۔

فائدہ: یعنی نماز فرض کے لیے اقامت کہنے سے پہلے دو رکعت ہلکی نماز پڑھا کرتے تھے اور ہلکی سے مراد یہ ہے کہ اس میں قرأت تھوڑی پڑھتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان صبح صادق کے بعد دینی چاہیے اس لیے کہ واو لفظ بدء میں واسطے حال ہے پس اذان اس کی بعد طلوع فجر کے ہوگی۔

٥٨٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ

۵۸۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کی

عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَآءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ.

اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعتیں ہلکی نماز پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث میں باب کا مسئلہ صریح موجود نہیں ہے اس لیے کہ فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان آپ کا دو رکعت نماز پڑھنا اس کو مستلزم نہیں ہے کہ اذان بعد فجر کے ہو لیکن اس حدیث کے بعض طریقوں میں آ چکا ہے کہ جب صبح صادق ہوتی تو مؤذن اذان کہتا تھا پس معلوم ہوا کہ اذان صبح صادق کے بعد دینی چاہیے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب سے۔

۵۸۵ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِىْ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِىَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ.

۵۸۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ بلال رضی اللہ عنہ رات کو اذان دیتا ہے سو تم کھایا پیا کرو جب تک ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان نہ دے۔

فائدہ: اور وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اس طور پر ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جب تک ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان نہ دے تب تک کھایا پیا کرو تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ بعد طلوع صبح صادق کے اذان دیا کرتا تھا اس لیے کہ اگر طلوع صبح صادق سے اس کی اذان پہلے ہوتی تو دونوں کی اذانوں میں کچھ فرق نہ تھا اور باقی تقریر اس کی پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْأَذَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ.

طلوع صبح صادق سے پہلے اذان دینے کا بیان یعنی جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو فجر کی اذان سے بھی کافی ہو جاتی ہے یا نہیں۔

فائدہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء کے نزدیک طلوع صبح صادق سے پہلے اذان کہنی جائز ہے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری وغیرہ کے نزدیک طلوع صبح صادق سے پہلے اذان دینی جائز نہیں ہے اور اگر طلوع صبح صادق سے پہلے اذان ہو چکی ہو تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے اصحاب کے نزدیک یہ اذان فجر کی اذان کے بدلے کافی ہو جاتی ہے بعد صبح کے دوسری اذان دینے کی کوئی ضرورت نہیں اور بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ اذان فجر کی اذان کے واسطے کافی نہیں ہے اور اس باب میں بخاری نے تین

حدیثیں بیان کی ہیں پہلی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلی اذان کافی ہو جاتی ہے اور دوسری دونوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی اذان کافی نہیں ہوتی لیکن قوی یہی بات ہے کہ کافی ہو جاتی ہے اور جن حدیثوں میں دوسری اذان دینے کا ذکر آیا ہے وہ محمول ہیں جواز پر یعنی کوئی لازم واجب نہیں دوسری اذان دے تو جائز ہے اور بعض حنفیوں نے کہا ہے کہ مراد پہلی اذان سے اذان نہیں ہے بلکہ وہ ایسے ہی لوگوں کو سحری کھانے کے واسطے جگایا کرتا تھا اس میں اذان کے لفظ نہیں تھے لیکن شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ وہم قطعا باطل اور مردود ہے اس لیے کہ تمام طریقوں میں اذان ہی کا لفظ واقع ہوا ہے سو اس کو شرعی معنی پر حمل کرنا مقدم ہے اور نیز اگر یہ صرف آدمیوں کو جگانے کے واسطے ہوتو پھر یہ حدیث کہ نہ روکے کسی کو بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سحری کھانے سے بالکل لغو ہو جائے گی اس کا کوئی معنی نہیں بن سکے گا اور نیز یہ حدیث کہ بلال رضی اللہ عنہ رات کو اذان دیتا ہے تم کھایا پیا کرو بھی لغو ہو جائے گی اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث بخاری کی محمول ہے زجر پر یا یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اذان کا اعتبار نہیں کرتے تھے سو جواب اس کا یہ کہ آپ کا یہ فرمانا کہ (وہ رات کو اذان دیتا ہے تاکہ تہجد پڑھنے والے گھر کو پلٹ آئیں) صریح ہے اس تاویل کے باطل ہونے میں اور نیز اگر جائز نہ ہوتی تو آپ اس کو منع فرما دیتے پس آپ کی تقریر سے ثابت ہے۔

٥٨٦ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَوْ أَحَدًا مِّنْكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِّنْ سَحُوْرِهٖ فَإِنَّهٗ يُؤَذِّنُ أَوْ يُنَادِيْ بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَآئِمَكُمْ وَلِيُنَبِّهَ نَآئِمَكُمْ وَلَيْسَ أَنْ يَّقُوْلَ الْفَجْرُ أَوِ الصُّبْحُ وَقَالَ بِأَصَابِعِهٖ وَرَفَعَهَا إِلٰى فَوْقُ وَطَأْطَأَ إِلٰى أَسْفَلَ حَتّٰى يَقُوْلَ هٰكَذَا وَقَالَ زُهَيْرٌ بِسَبَّابَتَيْهِ إِحْدَاهُمَا فَوْقَ الْأُخْرٰى ثُمَّ مَدَّهَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ.

٥٨٦۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ روکے کسی کو بلال رضی اللہ عنہ کی اذان اس کے سحری کھانے سے اس واسطے کہ بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتا ہے یا راوی نے کہا منادی کرتا ہے رات سے تاکہ تم میں سے جو نماز تہجد پڑھتا ہو وہ آرام کرلے اور جو سوتا ہو وہ نماز اور سحری کھانے کے واسطے جاگے اور صبح صادق وہ نہیں جو اس طرح ہو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں سے اشارہ کیا یعنی اپنی دونوں انگلیوں کو ملا کر اونچا کر کے دکھلایا پھر ان کو نیچے کی طرف لائے یعنی جو لمبی اونچی روشنی اول ہوتی ہے اس کا نام صبح صادق نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک اس طرح نہ اشارہ کرے اور زہیر (راوی) نے ہٰکذا کی تفسیر یوں کی کہ اپنے کلمے دونوں انگلیوں کو ملا کر پھیلایا داہنے اور بائیں یعنی صبح صادق وہ ہے جس کی روشنی چوڑی ہو۔

فائدہ: مطلب اس کا یہ ہے کہ صبح دو قسم ہے ایک صبح کاذب ہے جس کی لمبی روشنی ہوتی ہے اس وقت تک روزہ دار کو کھانا پینا حرام نہیں اور فجر کی نماز اس وقت درست نہیں دوسری صبح صادق ہے جس کی روشی چوڑی چکلی ہوتی ہے اس

وقت روزہ دار کو کھانا پینا حرام ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صبح صادق سے پہلے اذان دینی جائز ہے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

۵۸۷ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ح وَحَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ عِيسَى الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ.

۵۸۷۔ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ بلال رضی اللہ عنہ رات کو اذان دیتا ہے سو تم کھایا پیا کرو جب تک ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان نہ دے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ صبح صادق سے پہلے اذان دینی جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب سے اور طحاوی نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ فجر سے پہلے اذان دینی جائز نہیں اس لیے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کی اذان قریب قریب ہوتی تھی سو اس سے ثابت ہوا کہ وہ دونوں فجر کی اذان کے واسطے کھڑے ہوتے تھے سو بلال رضی اللہ عنہ تو وقت کو خطا کرتے تھے اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اصل وقت پا لیتے تھے سو جواب اس کا یہ ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو مؤذن کیوں مقرر کرتے اور اس کے قول پر اعتبار کیوں کرتے اور اگر ایسا ہی ہوتا تو یہ واقعہ اُن سے کبھی نادر ظاہر ہوتا نہ ہمیشہ حالانکہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی دلالت کرتی ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ کی یہی عادت تھی اور نیز آنکھ والے کا اصل وقت کو نہ پانا اور اندھے کا اصل وقت کو پا لینا عجیب بات ہے حالانکہ دونوں آدمی فجر کی تلاش کرتے تھے۔

بَابُ كَمْ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ وَمَنْ يَّنْتَظِرُ الْإِقَامَةَ.

یعنی اذان اور اقامت کے درمیان کتنی دیر کرنی جائز ہے یا ان کے درمیان کتنی نمازیں پڑھنی جائز ہیں۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اشارہ کرنا ہے طرف اس حدیث کی جو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اذان اور اقامت کے درمیان اتنی دیر کر کہ کھانے والا کھانے سے فارغ ہو جائے اور پانی پینے والا پینے سے اور بول و براز والا بول و براز سے اور بعض نے کہا کہ اس دیر کی کوئی حد نہیں جب نمازی جمع ہو

جائیں اس وقت نماز پڑھی جائے بشرطیکہ وقت نماز کا قضا نہ ہو جائے اور اذان اور اقامت کے درمیان نفل پڑھنے بالاتفاق جائز ہیں لیکن مغرب کی نماز سے پہلے نفل پڑھنے میں اختلاف ہے جیسے کہ آگے آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵۸۸ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ ثَلَاثًا لِمَنْ شَآءَ.

۵۸۸۔عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے ہر اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار فرمایا کہ جو چاہے سو پڑھے یعنی واجب نہیں۔

فائدہ: اگر مراد دونوں اذانوں سے دو اذانیں رکھی جائیں تو جب بھی صحیح ہے اس لیے کہ اب معنی یہ ہوگا کہ درمیان دو اذانوں کے نماز ہے یعنی سوائے فرضی نماز کے نفل بھی ہیں اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان نفل نماز جائز ہے۔

۵۸۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيَّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ الْمُؤَذِّنُ إِذَا أَذَّنَ قَامَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ كَذٰلِكَ يُصَلُّوْنَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ شَيْءٌ قَالَ عُثْمَانُ بْنُ جَبَلَةَ وَأَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا قَلِيْلٌ.

۵۸۹۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مؤذن مغرب کی اذان دیا کرتا تھا تو اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد کے کھنبوں کی طرف جلدی سے کھڑے ہو جاتے تھے یعنی نماز کے لیے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تشریف لاتے اور اصحاب اسی طرح جلدی میں ہوتے اور دو دو رکعت نماز پڑھتے مغرب سے پہلے یعنی فرض نماز مغرب سے پہلے دو رکعت نفل پڑھتے تھے اور اذان اور اقامت کے درمیان کوئی چیز نہ پڑھتے تھے یعنی بہت نفل نہیں پڑھتے تھے بلکہ تھوڑے تھوڑے نفل پڑھتے اس کا یہ معنی نہیں کہ بالکل کچھ نہیں پڑھتے تھے پس ان دونوں حدیثوں میں کچھ تعارض نہیں۔

فائدہ: اس حدیث انس رضی اللہ عنہ سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ دو رکعت نماز مغرب سے پہلے اور دو رکعت مغرب سے پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سے ثابت ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کے اس عمل کو برقرار رکھا اور اصحاب نے اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عمل کیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے جلدی کر کے پڑھ لیا کرتے تھے پس اس سے معلوم ہوا کہ یہ نفل مستحب ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو نہ پڑھنا استحباب کی نفی پر دلالت نہیں کرتا بلکہ اس

سے صرف اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مؤکدہ نفل نہیں ہیں جیسے کہ ظہر کے اول اور بعد کے نفل مؤکدہ ہیں اور مذہب امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق اور اہل حدیث کا بھی یہی ہے کہ یہ نفل مستحب ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ نفل جائز نہیں اور بعضوں نے کہا یہ نفل منسوخ ہیں پہلے اسلام میں ان کا حکم تھا پھر جب عصر کے بعد نماز پڑھنے کی ممانعت ہوئی تو یہ نفل بھی منسوخ ہو گئے سو یہ دعویٰ نسخ کا بالکل غلط ہے اس پر کوئی دلیل نہیں اور شرائط نسخ کی یہاں پائی نہیں جاتی ہیں اور بعض ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ نفل کسی کو پڑھتے نہیں دیکھا اور چاروں خلیفوں سے یہی منقول ہے کہ وہ ان کو نہیں پڑھتے تھے سو جواب اس کا یہ ہے کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی جو مذکور ہو چکی ہے وہ مثبت ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نافی ہے اور مثبت مقدم ہوتا ہے نافی پر اور جو چاروں خلیفوں سے منقول ہے وہ حدیث منقطع ہے اور بفرض تسلیم اس سے نسخ ثابت نہیں ہوسکتا ہے بلکہ کراہت بھی ثابت نہیں ہوتی ہے اور حالانکہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ سے ان کا ہمیشہ پڑھنا ثابت ہو چکا ہے جیسے کہ فتح الباری میں مذکور ہے اور جن بعض صحابہ سے نہ پڑھنا مروی ہے وہ ثابت نہیں اور بفرض تسلیم احتمال ہے کہ ان کا نہ پڑھنا دنیا کے شغل کی وجہ سے ہو جیسے کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہمیشہ ان نفلوں کو پڑھا کرتے تھے لیکن اب شغل دنیا کی وجہ سے نہیں پڑھ سکتا ہوں اور بعد صحابہ کے بہت تابعین اور اماموں سے بھی ان کا پڑھنا ثابت ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اخیر قول میں ان کا استحباب منقول ہے اور شافعیہ کے نزدیک بھی ان کا پڑھنا مستحب ہے اسی وجہ سے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ان کے پڑھنے سے مغرب میں دیر ہو جاتی ہے تو یہ خیال اُن کا فاسد مخالف ہے سنت کے باوجودیکہ وہ بہت تھوڑی دیر میں پڑھے جاتے ہیں ان کے ساتھ نماز اول وقت سے مؤخر نہیں ہوتی ہے مگر سب دلیلوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کو ہلکا پڑھے جیسے فجر کی دو رکعت ہلکی ہوتی ہیں اور حکمت اس میں یہ ہے کہ دو اذانوں کے درمیان دعا رد نہیں ہوتی اور جب نماز مغرب سے پہلے نفل پڑھنا اور کھمبوں کی طرف نفلوں کے لیے جلدی کر کے جانا ثابت ہوا باوجود کم ہونے وقت مغرب کے تو اور نمازوں سے پہلے نفل پڑھنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور دو رکعت یا چار رکعت نفل پڑھنے جائز ہوں گے پس معلوم ہوا کہ اذان اور اقامت کے درمیان اتنی نماز پڑھنی جائز ہے اور ضمناً اس سے اندازہ وقت کا معلوم ہو گیا پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ مَنِ انْتَظَرَ الْإِقَامَةَ. یعنی اقامت نماز کا انتظار جائز ہے۔

فائدہ: یہ انتظار کرنا خاص امام کے واسطے ہے اور مقتدی کے واسطے مستحب یہی ہے کہ صفِ اول میں آ کر بیٹھے اور جس کا گھر مسجد سے قریب ہو وہ بھی انتظار کر سکتا ہے اور مطلب اس باب کا یہ ہے کہ گھر میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے

کا بھی وہی ثواب ہے جو مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے والے کو ملتا ہے۔

۵۹۰ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ بِالْأُوْلٰى مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ بَعْدَ أَنْ يَّسْتَبِيْنَ الْفَجْرُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْإِقَامَةِ.

۵۹۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب مؤذن فجر کے پہلے اذان سے چپ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے اور دو رکعت ہلکی نماز پڑھتے فرض نماز سے پہلے اور طلوع صبح صادق سے بعد پھر اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن آ کر آپ کو اقامت کی خبر دیتا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنت پڑھ کر لیٹ جاتے اور نماز کا انتظار کرتے پس ثابت ہوا کہ گھر میں انتظار کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ہے جیسے کہ مسجد میں انتظار کرنے والے کو ملتا ہے ورنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آ کر انتظار کرتے پس مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب سے ظاہر ہوگئی اور بعض حدیثوں میں ہے کہ اذان کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آتے تھے اگر نمازیوں کو بہت دیکھتے تو بیٹھ جاتے ورنہ پلٹ کر گھر میں چلے جاتے سو یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے معارض نہیں ہے اس لیے کہ احتمال ہے کہ یہ فجر کے سوا اور نمازوں کا ذکر ہے اور علماء نے لکھا ہے کہ داہنی کروٹ پر سونا پرہیزگاروں کا کام ہے اور بائیں کروٹ پر سونا حکیموں کا کام ہے اور چت لیٹنا متکبروں کا طریقہ ہے اور منہ پر سونا کافروں کا طریقہ ہے۔

بَابُ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ لِمَنْ شَآءَ.

ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے جو چاہے سو پڑھے۔

۵۹۱ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ.

۵۹۱۔ ترجمہ اس کا اوپر گزر چکا ہے

فائدہ: اس باب اور پہلے باب میں یہ فرق ہے کہ یہ باب لفظ حدیث سے باندھا اور پہلا باب بعض اس مضمون کا ہے جو اس حدیث سے نکلتا ہے لیکن اصل میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا ہے۔

بَابُ مَنْ قَالَ لِيُؤَذِّنْ فِي السَّفَرِ مُؤَذِّنٌ

سفر میں صرف ایک اذان کہنی چاہیے یعنی صبح وغیرہ

وَاحِدٌ.

نمازوں کے واسطے فقط ایک ہی اذان کہی جائے۔

۵۹۲ ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ قَوْمِيْ فَأَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَكَانَ رَحِيْمًا رَفِيْقًا فَلَمَّا رَأٰى شَوْقَنَا إِلٰى أَهَالِيْنَا قَالَ ارْجِعُوْا فَكُوْنُوْا فِيْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَصَلُّوْا فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ.

۵۹۲۔ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم چند آدمی اپنی قوم کے حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے سو ہم حضرت ﷺ کے پاس بیس دن تک ٹھہرے رہے اور حضرت ﷺ آدمیوں کے ساتھ بہت رحم اور نرمی کرنے والے تھے سو جب آپ نے ہمارا اشتیاق اپنے گھر والوں کی طرف بہت دیکھا تو فرمایا کہ پیچھے پلٹ جاؤ اور اپنے گھر والوں میں ٹھہرے رہو اور اُن کو اسلام کے احکام سکھلاؤ اور نماز پڑھا کرو سو جب نماز کا وقت آئے تو چاہیے کہ تم میں سے کوئی اذان دے اور چاہیے کہ تم میں بڑا امام ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں بھی اذان کہنی چاہیے اس واسطے کہ وہ لوگ ابھی بالفعل سفر میں تھے سو جب سفر میں نماز کا وقت آئے تو اذان دینی ضرور ہوگی اس لیے کہ یہ بات یقیناً معلوم ہے کہ حضرت ﷺ کی اس کلام کا یہ معنی نہیں کہ جب تک تم اپنے گھروں میں نہ پہنچ جاؤ تب تک راہ میں نہ نماز پڑھو اور نہ اذان کہو بلکہ اگر راہ میں بھی نماز کا وقت آئے تو اذان اور نماز پڑھنی ضروری ہے اور نیز اس حدیث مالک کے بعض طریقوں میں صاف آ گیا ہے کہ جب تم سفر میں نکلو تو نماز کے وقت اذان دیا کرو جیسے کہ آئندہ باب میں یہ حدیث آئے گی تو گویا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے لانے سے اشارہ کر دیا ہے اس طرف کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں مسئلہ باب کا ثابت ہے پس معلوم ہوا کہ سفر میں بھی اذان کہنی چاہیے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سفر میں صرف ایک ہی اذان کہنی چاہیے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے ان کو صرف ایک ہی اذان کہنے کا حکم فرمایا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور قید سفر کی اس باب میں زائد ہے اس لیے کہ گھر میں بھی یہی حکم ہے کہ صرف ایک ہی اذان کہی جائے خواہ سفر میں ہو خواہ گھر میں نماز کے لیے صرف ایک ہی اذان کہنی چاہیے اور غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس سے رد کرنا ہے اس قول کو جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سفر میں صبح کی نماز میں دو بار اذان کہی جائے۔

فائدہ ثانیہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کئی مؤذن رکھنے جائز ہیں لیکن مناسب یہ ہے کہ سب ایک بار اذان نہ دیں بلکہ ایک کے بعد دوسرا اذان دے اور اگر مسجد بڑی ہو تو جائز ہے کہ ہر طرف میں ایک ایک مؤذن اذان دے خواہ ایک ہی وقت میں ہوں اسی طرح اگر شہر بڑا ہو اور اس کے کنارے دور دور ہوں تو ہر طرف ایک ایک مؤذن ایک وقت میں اگر اذان دے تو وہ بھی جائز ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب علم اور فضیلت میں سب برابر

ہوں تو بڑی عمر والا امام بنے اور اذان میں بڑے چھوٹے کا کچھ لحاظ نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امامت اذان سے افضل ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ الْأَذَانِ لِلْمُسَافِرِ إِذَا كَانُوْا جَمَاعَةً وَالْإِقَامَةِ وَكَذٰلِكَ بِعَرَفَةَ وَجَمْعٍ وَقَوْلِ الْمُؤَذِّنِ الصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ أَوِ الْمَطِيْرَةِ.

جب مسافر کئی آدمی ہوں تو چاہیے کہ نماز کے وقت اذان بھی کہیں اور اقامت بھی کہیں اور اسی طرح عرفات میں یعنی حج کے دن جب ظہر اور عصر کی نماز جمع کریں تو وہاں بھی اذان اور اقامت دونوں کہیں اور اسی طرح مزدلفہ میں بھی یعنی حج کی دسویں رات میں جب مغرب اور عشاء کو جمع کریں تو ان کے ساتھ بھی اذان اور اقامت دونوں کہیں۔

اور جس رات میں مینہ ہو یا سردی ہو تو مؤذن اذان میں یہ کلمہ کہے ''الصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ'' یعنی نماز اپنے گھروں میں پڑھو۔

فائدہ: اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے جماعت کی قید لگائی تو یہ قید بھی اتفاقی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر ایک ہو تو وہ اذان نہ دے بلکہ اگر صرف ایک ہی آدمی ہو تو وہ بھی اذان کہے جیسے کہ مذہب ہے تین اماموں کا اور ثوری کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اذان صرف لشکر کے واسطے ہے یا جس جماعت میں کوئی امیر ہو اس کے سوا اور مسافروں کے واسطے صرف اقامت کافی ہے اور بعض کے نزدیک اگر مسافر اذان نہ کہے تو اس کی نماز نہیں ہوتی ہے مگر صحیح مذہب وہی ہے جو تین امام کہتے ہیں۔

۵۹۲ ۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُهَاجِرِ أَبِي الْحَسَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُوْلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ شِدَّةَ

۵۹۳۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو مؤذن نے ظہر کی اذان کہنے کا ارادہ کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دے پھر اس نے اذان کا ارادہ کیا سو آپ نے فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دے پھر اس نے اذان کا ارادہ کیا سو آپ نے فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دے یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے۔

الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں بھی اذان کہنی چاہیے پس اس حدیث سے پہلا مسئلہ باب کا ثابت ہوا یعنی اگر مسافر کئی آدمی ہوں تو اذان کہیں۔

٥٩٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّآءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَى رَجُلَانِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدَانِ السَّفَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْتُمَا خَرَجْتُمَا فَأَذِّنَا ثُمَّ أَقِيْمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا.

۵۹۴۔ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور وہ سفر کا ارادہ رکھتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دونوں سفر کو نکلو تو اذان دیا کرو پھر اقامت کہا کرو پھر چاہیے کہ تم دونوں میں بڑا امام ہو جائے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سفر میں اذان اور اقامت کہنی چاہیے پس مطابقت ان حدیثوں کی پہلے جزء باب سے ظاہر ہے اور یہ جو آپ نے ان کو فرمایا کہ اذان دیا کرو تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ دونوں اذان دیا کرو بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم دونوں سے جو چاہے اذان اور اقامت کہے یا چونکہ اذان کا ثواب دونوں کو ملتا ہے اس واسطے دونوں کی طرف اس کو نسبت کیا ہے پس اس حدیث اور پہلے باب کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے۔

٥٩٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ أَتَيْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِيْنَ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيْمًا رَفِيْقًا فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَهَيْنَا أَهْلَنَا أَوْ قَدِ اشْتَقْنَا سَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا بَعْدَنَا فَأَخْبَرْنَاهُ قَالَ ارْجِعُوْا إِلٰى أَهْلِيْكُمْ فَأَقِيْمُوْا فِيْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ وَذَكَرَ أَشْيَآءَ أَحْفَظُهَا أَوْ لَا أَحْفَظُهَا وَصَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ

۵۹۵۔ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم چند آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور ہم سب جوان اور قریب العمر تھے سو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیس دن ٹھہرے رہے سو جب آپ نے یہ معلوم کیا کہ ان کو اپنے گھر والوں سے ملنے کا بہت شوق ہے تو آپ نے ہم سے پیچھے والوں کا حال پوچھا سو ہم نے آپ کو ان کا حال بتلایا پس آپ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ جاؤ اور ان میں ٹھہرے رہو اور ان کو دین سکھلاؤ اور نیک بات بتلاؤ اور آپ نے اور بھی کئی حکموں کو بیان کیا جن کو میں یاد رکھتا ہوں یا نہیں یاد رکھتا ہوں (یہ راوی کا شک ہے) اور نماز پڑھو جیسے کہ مجھ کو نماز پڑھتے دیکھتے ہو اور جب نماز کا وقت آئے تو چاہیے کہ تم سے

فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ.

کوئی اذان دے اور چاہیے کہ تم میں بڑا امام ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں اذان کہنی چاہیے پس مطابقت اس حدیث کی اول باب سے ظاہر ہے۔

۵۹۶ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ قَالَ أَذَّنَ ابْنُ عُمَرَ فِيْ لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ بِضَجْنَانَ ثُمَّ قَالَ صَلُّوْا فِيْ رِحَالِكُمْ فَأَخْبَرَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ ثُمَّ يَقُوْلُ عَلٰى إِثْرِهٖ أَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ أَوِ الْمَطِيْرَةِ فِي السَّفَرِ.

۵۹۶۔ نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک جاڑے کی رات میں اذان کہی مقام ضجنان میں کہ ایک مقام ہے ایک منزل مکہ سے پھر کہا کہ اپنی اپنی جگہ میں نماز پڑھو اور ہم کو خبر دی کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤذن کو حکم فرمایا اذان دے پھر بعد اس کے یہ کلمہ کہے "اَلصَّلٰوۃُ فِی الرِّحَالِ" یعنی خبردار ہو اپنے گھروں میں نماز پڑھو اور یہ حکم فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جاڑے کی رات میں تھا یا مینہ کی رات میں سفر میں۔

فائدہ: اگر کوئی کہے کہ باب الکلام فی الاذان میں گزر چکا ہے کہ مؤذن کا یہ قول بدلے حی علی الصلوۃ کے تھا اور اس حدیث میں ہے کہ بعد اذان کے تھا سو جواب اس کا یہ ہو سکتا ہے کہ دونوں امر جائز ہوں جیسے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے یا آخر سے مراد یہ ہو کہ فارغ ہونے سے تھوڑا پہلے یہ کلمہ کہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مینہ کے وقت گھروں میں نماز پڑھنی واجب نہیں بلکہ مستحب بھی نہیں صرف جائز اور رخصت ہے سو جو شخص فضیلت حاصل کرنی چاہے اور سردی اور مینہ کا رنج اٹھائے تو وہ بیشک بہتر ہے پس اس باب کی حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں ہے نیز اگرچہ یہ سفر کا ذکر ہے لیکن اذان میں یہ لفظ کہنا سفر کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اگر مینہ کے دن گھر میں بھی یہ لفظ اذان میں کہا جائے تو جائز ہے پس اس حدیث سے مطابقت دوسرے مسئلے باب کے ساتھ ظاہر ہوگئی پس معلوم ہوا کہ مینہ اور سردی کے دن جماعت کو ترک کر دینا جائز ہے اور بعض روایتوں میں ہوا کا بھی ذکر آیا ہے اور شافعیہ کے نزدیک ہوا بھی ترک جماعت کے لیے عذر ہے اور عرفہ اور مزدلفہ کا ان حدیثوں میں ذکر نہیں لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کر دیا طرف حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے جو صفت حج میں ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ اُن دونوں سے عرفہ اور مزدلفہ میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز پڑھنی معلوم ہوتی ہے۔

۵۹۷ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ

۵۹۷۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابطح (ایک مکان ہے باہر مکہ سے) میں دیکھا سو بلال رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آیا اور آپ کو نماز کی اطلاع دی پھر بلال رضی اللہ عنہ

قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَبْطَحِ فَجَآءَهُ بِلَالٌ فَاٰذَنَهُ بِالصَّلَاةِ ثُمَّ خَرَجَ بِلَالٌ بِالْعَنَزَةِ حَتّٰى رَكَزَهَا بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَبْطَحِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ.

برچھا لے کر نکلا یہاں تک کہ اس کو حضرت ﷺ کے سامنے گاڑا اور نماز کی اقامت کہی۔

فائدہ: اس حدیث سے یہی معلوم ہوا کہ سفر میں اذان کہنی چاہیے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

بَابٌ هَلْ يَتَتَبَّعُ الْمُؤَذِّنُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا وَهَلْ يَلْتَفِتُ فِي الْأَذَانِ وَيُذْكَرُ عَنْ بِلَالٍ أَنَّهُ جَعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِيْ أُذُنَيْهِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَجْعَلُ إِصْبَعَيْهِ فِيْ أُذُنَيْهِ.

کیا مؤذن کو داہنے اور بائیں منہ پھیرنا جائز ہے اور بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے اپنے کلمے کی دو انگلیوں کو اپنے کانوں میں کیا یعنی اذان دینے کے وقت تاکہ آواز بلند ہو اور لوگ معلوم کر جائیں کہ اذان کہتا ہے لیکن یہ اسی وقت متصور ہو سکتا ہے جب کہ آدمی بہت جمع ہوں یا دور ہوں یا کوئی بہرہ ہو تو کانوں میں انگلیاں دینے سے معلوم ہو جائے کہ اذان کہہ رہا ہے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی انگلیوں کو کانوں میں نہیں کرتے تھے۔

فائدہ: پہلے بلال رضی اللہ عنہ کے اثر میں امام بخاری رحمہ اللہ صیغہ تمریض لایا ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر میں صیغہ جزم کا لایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری رحمہ اللہ کی رائے بھی اسی طرف مائل ہے کہ اذان کے وقت انگلیوں کو کان میں نہ کیا جائے اور ترمذی رحمہ اللہ نے کہا کہ اہل علم کے نزدیک مستحب ہے کہ مؤذن اپنی شہادت کی انگلیوں کو اپنے کانوں میں کرے، واللہ اعلم۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ لَا بَأْسَ أَنْ يُّؤَذِّنَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ.

یعنی ابراہیم نخعی نے کہا کہ بے وضو اذان دینی جائز ہے۔

فائدہ: علماء نے لکھا ہے کہ بے وضو اذان کہنی جائز ہے لیکن کراہت سے خالی نہیں اور جنابت کی حالت میں سخت کراہت ہے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا لیکن اگر بے وضو اذان کہے تو جائز ہے ایسے ہی اگر اقامت بے وضو کہے تو وہ بھی جائز ہے لیکن نہایت تک مکروہ ہے۔

وَقَالَ عَطَآءٌ الْوُضُوْءُ حَقٌّ وَّسُنَّةٌ.

یعنی اور عطاء نے کہا کہ وضو ثابت اور سنت ہے یعنی

اذان میں وضوشرع سے ثابت ہے اس لیے کہ یہ نماز کی ابتدا ہے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ.

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے یعنی خواہ وضو سے ہوتے یا بے وضو ہوتے۔

فائدہ: ظاہر مراد ذکر سے ذکر زبان کا ہے نہ ذکر دل کا جس کی ضد بھول جانا ہے پس مطلب اس کا یہ ہے کہ اذان بھی ذکر میں داخل ہے تو جب اللہ کا ذکر بے وضو کرنا جائز ہے تو اذان بھی بے وضو دینی جائز ہوگی اور یہ بات معلوم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت وضو سے نہیں ہوتے تھے۔

۵۹۸ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ رَاٰى بِلَالًا يُؤَذِّنُ فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا بِالْأَذَانِ.

۵۹۸۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دیتے دیکھا پس میں بھی اپنے منہ کو اذان میں داہنے اور بائیں کرنے لگا یعنی وہ اذان دیتے تھے اور میں اُن کی طرف دیکھ رہا تھا تو جس طرف وہ منہ کرتے میں بھی اُن کی طرف نظر کرتا تھا تو میرا منہ بھی اسی طرف پھر جاتا تھا یہ کہ میں بھی اذان دے رہا تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مؤذن اذان دینے میں جب حیعلتین پر پہنچے تو اپنے منہ کو داہنے اور بائیں پھیرے یعنی اول داہنی طرف منہ کر کے دو بار حی علی الصلوۃ کہے اور پھر بائیں طرف منہ کر کے دو بار حی علی الفلاح کہے اور دونوں طرف ایک ایک بار منہ پھیرنا بھی کافی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اول حی علی الصلوۃ ایک بار داہنے طرف کہے پھر حی علی الصلوۃ دوسری بار بائیں طرف کہے اور اسی طرح حی علی الفلاح کو ایک بار داہنے اور ایک بار بائیں طرف کہے لیکن صرف منہ کو داہنے اور بائیں پھیرے اپنے سینہ کو قبلہ سے نہ پھیرے اور پاؤں کو بھی ایک جگہ قائم رکھے اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ ہے کہ اذان نماز کا رکن نہیں ہے اور جیسے کہ نماز میں طہارت اور استقبال قبلے کا شرط ہے اس طرح اس میں طہارت وغیرہ شرط نہیں ہے وعلی ھذا القیاس اس میں دل کا خشوع بھی مستحب نہیں تا کہ داہنے بائیں منہ پھیرنا اور کانوں میں انگلیاں ڈالنا اس کے مخالف ہو اور یہی وجہ ہے مطابقت ان اثروں کی باب سے اور اس کے لیے ادنیٰ مناسبت بھی کافی ہے۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ فَاتَتْنَا الصَّلَاةُ وَكَرِهَ ابْنُ سِيْرِيْنَ أَنْ يَّقُوْلَ فَاتَتْنَا الصَّلَاةُ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَمْ نُدْرِكْ وَقَوْلُ النَّبِيِّ

یہ کہنا جائز ہے کہ ہماری نماز فوت ہوگئی یعنی قضا ہوگئی اور ابن سیرین نے یہ کہنا مکروہ رکھا ہے کہ ہماری نماز فوت ہوگئی اور چاہیے کہ کہے کہ ہم نے نماز کو نہیں پایا اور امام

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَحُّ.

بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت ﷺ کا فرمانا صحیح ہے۔

فائدہ: مطلب امام بخاری رحمہ اللہ کا اس باب سے ابن سیرین پر رد کرنا ہے یعنی حضرت ﷺ کی حدیث جو آگے آتی ہے وہ صحیح ہے اور ابن سیرین کا یہ قول صحیح نہیں ہے اس لیے کہ حدیث آئندہ میں فوت کا لفظ صریح موجود ہے اور وہ حدیث یہ ہے۔

۵۹۹ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ سَمِعَ جَلَبَةَ رِجَالٍ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ مَا شَأْنُكُمْ قَالُوا اسْتَعْجَلْنَا إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا إِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوْا.

۵۹۹۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک آپ نے آدمیوں کے پاؤں کی آواز سنی یعنی دوڑے چلے آتے تھے سو جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا کیا حال ہے تمہارا؟ یعنی تم نے اتنی جلدی کیوں کی انہوں نے کہا کہ ہم نے نماز کے واسطے جلدی کی تھی کہ جماعت مل جائے فرمایا ایسا نہ کیا کرو جب تم نماز کی طرف آؤ تو آرام اور چین سے آؤ یعنی جلدی نہ کرو آہستگی سے چلو پس جتنی نماز امام کے ساتھ پاؤ اتنی پڑھو اور جو فوت ہو جائے یعنی چھوٹ جائے اس کو آپ تمام کر لو۔

فائدہ: پس معلوم ہوا کہ جماعت کے واسطے جھپٹنا مکروہ ہے اس واسطے کہ جلدی میں دم پھول جاتا ہے نماز چین سے نہیں ہوتی ہے اور یہی مذہب ہے امام احمد رحمہ اللہ کا اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے ہے کہ اس حدیث میں صریح لفظ فوت ہونے نماز کا آ گیا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ ہماری نماز فوت ہوگئی اور یہی وجہ ہے مطابقت حدیث کی باب سے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نمازی کا دل کسی امر نو پیدا کی طرف متوجہ ہو جائے تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی ہے۔

بَابُ لَا يَسْعٰى إِلَى الصَّلَاةِ وَلْيَأْتِ بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ وَقَالَ مَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوْا قَالَهُ أَبُوْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی جتنی نماز جماعت کے ساتھ پاؤ اتنی پڑھو اور جو چھوٹ جائے اس کو آپ تمام کر لو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو حضرت ﷺ سے روایت کیا ہے۔

۶۰۰ ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

۶۰۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز کی تکبیر اور قد قامت الصلوۃ سنو تو چلو جماعت کے واسطے ٹھہرے ہوئے اور آہستگی اور آرام سے اور نہ جلدی

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمُ الْإِقَامَةَ فَامْشُوْا إِلَى الصَّلَاةِ وَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ وَلَا تُسْرِعُوْا فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوْا.

کرو سو جتنی نماز جماعت کے ساتھ پاؤ اتنی پڑھو اور جو چھوٹ رہے اس کو آپ تمام کر لو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر جماعت سے کچھ بھی نہ ملے اور بالکل خالی رہے تو جب بھی اس کو جماعت کا ثواب مل جائے گا کیونکہ وہ نماز ہی میں ہے اور نیز نہ جلدی کرنے سے بہت قدم حاصل ہوتے ہیں سو جتنے قدم زیادہ ہوں گے اتنا ہی ثواب زیادہ ملے گا اور بعض حدیثوں میں صریح آ چکا ہے کہ اگر جماعت کی نماز سے صرف ایک سجدہ ہی مل جائے تو تمام نماز کا ثواب ہو جاتا ہے اس لیے کہ اس حدیث میں تھوڑی یا بہت نماز کا ذکر نہیں ہے بلکہ جتنی پائے اتنی پڑھے اور یہی ہے مذہب جمہور علماء کا اور اگر کوئی سوال کرے کہ حدیث (مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ) الخ سے جو اوپر گزر چکی ہے معلوم ہوتا ہے کہ رکعت سے کم پانے میں جماعت کا ثواب نہیں ملتا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ اس کے واسطے ہے جس کو کوئی عذر نہ ہو اور جس کو عذر ہو جیسے کہ دور سے چل کر آئے تو اس کو اگرچہ جماعت سے کچھ بھی نہ ملے تب بھی اس کو جماعت کا ثواب مل جاتا ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مستحب ہے مقتدی کے لیے کہ امام کو جس حالت میں پائے وہیں مل جائے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ نماز کی طرف جلدی نہ کرے اور بعض نے کہا کہ اگر تکبیر کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تو جلدی کرنی جائز ہے لیکن یہ قول اُن کا صحیح نہیں اس لیے کہ اس حدیث میں جلدی کرنے سے صریح ممانعت آ چکی ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر مقتدی نے مثلاً چار رکعت فرض سے امام کے ساتھ دو رکعت اخیر کی پائی تو ثواب یہ دو رکعت اول نماز کا شمار کیا جائے یا آخر نماز کا حنفیہ کہتے ہیں کہ یہ نماز کا آخر ہے جیسے کہ امام کی نماز آخر ہے اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ نماز کا اول ہے مگر صحیح قول جمہور کا ہے جیسے کہ فتح الباری میں مذکور ہے اور وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ مَتٰى يَقُوْمُ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْإِمَامَ عِنْدَ الْإِقَامَةِ.

نماز کی تکبیر ہونے کے وقت جب تک لوگ امام کو نہ دیکھ لیں تب تک جماعت کے واسطے نہ اٹھیں یعنی تکبیر کے وقت بغیر امام آئے جماعت کے لیے کھڑے نہ ہوں۔

٦٠١ ۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ كَتَبَ إِلَيَّ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ

٦٠١ ۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کی تکبیر ہو تو اٹھا نہ کرو جب تک مجھ کو آتے دیکھ نہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتّٰى تَرَوْنِي.

لیا کرو۔

فائدہ: حضرت ﷺ کا گھر مسجد سے ملا تھا سنت آپ گھر میں پڑھتے تھے جب فرض کی تکبیر ہوتی تو تب حضرت ﷺ گھر سے تشریف لاتے تھے لوگ تکبیر کے ہوتے ہی اٹھ کھڑے ہوتے سو فرمایا کہ بدون میرے آئے نہ اٹھا کرو امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جب تکبیر تمام ہو جائے تو لوگ نماز کو اٹھیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک حی علی الصلوۃ کہنے کے وقت امام اور مقتدی کھڑے ہوں اور قد قامت الصلوۃ کے وقت نماز شروع کریں اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک شروع تکبیر کے وقت کھڑے ہوں اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک قد قامت الصلوۃ کے وقت کھڑے ہوں اور بعض کا کچھ اور مذہب ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جب امام مسجد میں نہ ہو تو جب تک امام نہ آئے تب تک مقتدی نہ اٹھیں اگرچہ تکبیر بھی ہو جائے اور امام مسجد میں ہو تو امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف وغیرہ کے نزدیک جب اقامت سے فارغ ہو تو مقتدی کھڑے ہو جائیں لیکن اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کا قول صحیح ہے اور باقی سب قول بے دلیل ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کے آنے سے پہلے بھی اقامت کہنی جائز ہے بشرطیکہ امام سنتا ہو اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک حضرت ﷺ گھر سے نہ نکلتے بلال رضی اللہ عنہ تکبیر نہ کہتے تو ان دونوں کے درمیان تطبیق اس طور سے ہے کہ شاید بلال رضی اللہ عنہ حضرت کی راہ دیکھا رہتا ہوگا سو جب اول اول حضرت ﷺ گھر سے نکلتے تو آپ کو دیکھ کر تکبر شروع کر دیتا اور اس وقت آپ کو اکثر لوگ نہیں دیکھتے تھے پھر جب حضرت ﷺ کو دیکھ لیتے تو کھڑے ہو جاتے اور بعض حدیثوں میں ہے کہ حضرت ﷺ کے آنے سے پہلے تمام صفیں برابر ہو جاتی تھیں جیسے کہ آئندہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے سو یہ بھی ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معارض نہیں اس لیے کہ یہ کبھی بیان جواز کے واسطے واقع ہوا ہوگا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان دیر کرنا جائز ہے اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ لَا يَسْعٰى إِلَى الصَّلَاةِ مُسْتَعْجِلًا وَلْيَقُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ.

نماز کی طرف دوڑ کر نہ جائے یعنی نماز کے واسطے جلدی نہ کرے بلکہ اس کے واسطے آرام اور آہستگی سے چلے۔

فائدہ: یہ دو جملہ اخیر یعنی لا یقوم ولیقم پہلے جملے کی تفسیر ہیں پس اس ترجمہ اور آیت ﴿فاسعوا الی ذکر اللہ﴾ کے درمیان کوئی تعارض نہیں اس لیے کہ آیت میں سعی کا معنی جلدی کرنے کا ہے اور کاروبار دنیاوی چھوڑ دینے کا اور اس کا ذکر آگے ہی آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٦٠٢ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ

٦٠٢۔ ترجمہ اس کا اوپر گزر چکا ہے صرف اتنا زیادہ ہے کہ چلو

عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ وَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ.

جماعت کے لیے ٹھہرے ہوئے آہستگی سے۔

فائدہ: یہ باب پہلے بھی گزر چکا ہے دونوں کا مطلب ایک ہی ہے لیکن اس کا باب علیحدہ باندھنے سے غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو لفظ لایسعی کا واقع ہوا ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ نماز کے واسطے جلدی نہ کرے بلکہ آرام سے چلے تا کہ آیت کے ساتھ تعارض نہ ہو تو گویا کہ مطلب اس کا یسعی کی تفسیر کرنا ہے۔

بَابُ هَلْ يَخْرُجُ مِنَ الْمَسْجِدِ لِعِلَّةٍ.

اذان ہو جانے کے بعد کسی ضرورت کے لیے مسجد سے نکلنا جائز ہے۔

۶۰۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَقَدْ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوْفُ حَتّٰى إِذَا قَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ انْتَظَرْنَا أَنْ يُّكَبِّرَ انْصَرَفَ قَالَ عَلٰى مَكَانِكُمْ فَمَكَثْنَا عَلٰى هَيْئَتِنَا حَتّٰى خَرَجَ إِلَيْنَا يَنْطِفُ رَأْسُهُ مَآءً وَقَدِ اغْتَسَلَ.

۶۰۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تشریف لائے اور حالانکہ نماز کی تکبیر ہو چکی تھی اور صفیں بھی برابر ہو چکی تھیں یہاں تک کہ جب آپ مصلے پر کھڑے ہوئے اور ہم انتظار کر رہے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے ہیں یعنی نماز کی نیت کرتے ہیں تو آپ گھر کی طرف پلٹ گئے اور فرمایا کہ ٹھہرو! سو ہم اپنے اسی حال پر ٹھہرے رہے یہاں تک کہ آپ گھر سے تشریف لائے اور آپ کے سر سے پانی ٹپکتا تھا اور آپ نے غسل کیا تھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ پھر آپ نے فرمایا کہ مجھ کو نہانے کی حاجت تھی اور میں اس کو بھول گیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان کے بعد ضرورت کے لیے مسجد سے باہر نکلنا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة لیکن صحیح مسلم وغیرہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعد اذان ہو جانے کے ایک آدمی مسجد سے باہر نکلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس نے پیغمبر کی نافرمانی کی سو امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ یہ حدیث خاص اسی کے حق میں ہے جو اذان کے بعد مسجد سے بلا ضرورت باہر نکل جائے اور جس کو کوئی ضرورت پیش آ جائے تو اس کو اذان کے بعد مسجد سے نکل جانا جائز ہے جیسے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے اس باب سے معلوم ہوتا ہے اور اسی طرح جس کو ناک سے خون بہہ جائے، وہ بے وضو ہو جائے یا کوئی کسی دوسری مسجد کا امام ہو تو ان لوگوں کو بعد

اذان کے مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے اور طبرانی کی حدیث میں آ گیا ہے کہ حاجت کے واسطے مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان ضرورت کے واسطے دیر کرنی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نہانے کے بعد جو پانی بدن سے ٹپکے وہ پاک ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نہانے میں دیر کرنی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر جنبی مسجد میں بھول سے آ جائے تو گناہ نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبروں کا عبادت میں بھول جانا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مقتدیوں کو کھڑے ہو کر امام کا انتظار کرنا ضرورت کے لیے جائز ہے ایسا قیام منع نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کو مسجد کے اندر احتلام ہو جائے اس کو باہر نکلنے کے واسطے تیمم کرنا واجب نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اقامت اور نماز کے درمیان کلام کرنا جائز ہے اس لیے کہ ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اقامت کو دوہرایا نہیں گیا لیکن یہ ضرورت کے وقت ہے اور مطابقت اس حدیث کے باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ مَكَانَكُمْ حَتّٰى رَجَعَ انْتَظَرُوْهُ.

جب امام مقتدیوں کو کہے کہ میرے آنے تک ٹھہرو تو ان کو لائق ہے کہ اس کا انتظار کریں۔

٦٠٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَسَوَّى النَّاسُ صُفُوْفَهُمْ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَقَدَّمَ وَهُوَ جُنُبٌ ثُمَّ قَالَ عَلٰى مَكَانِكُمْ فَرَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ مَآءً فَصَلّٰى بِهِمْ.

٦٠٤ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کی تکبیر ہو گئی اور لوگوں نے صفوں کو برابر کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تشریف لائے اور آگے بڑھے یعنی مصلے پر کھڑے ہوئے اور حالانکہ آپ کو نہانے کی حاجت تھی پھر فرمایا کہ ٹھہرو سو آپ گھر کی طرف پلٹ گئے اور غسل کیا پھر گھر سے تشریف لائے اور آپ کے سر سے پانی ٹپکتا تھا سو آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب امام مقتدیوں کو کہے کہ ٹھہرے رہو تو ان کو لائق ہے کہ ٹھہرے رہیں اور اس کا انتظار کریں یعنی ایسا نہ کریں کہ اس کی جگہ دوسرے امام کو کھڑا کر دیں یا جدا جدا ہو جائیں اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے مگر یہ حکم واجب نہیں جائز یا مستحب ہے۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَلَّيْنَا.

یہ کہنا جائز ہے کہ ہم نے نماز نہیں پڑھی۔

فائدہ: ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ یہ کہنا جائز نہیں کہ میں نے نماز نہیں پڑھی سو امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس سے یہ ہے کہ یہ کراہت جو نخعی سے منقول ہے یہ مطلق نہیں بلکہ یہ کہنا اسی شخص کو مکروہ ہے جو نماز کا انتظار کر رہا ہو اس

لیے کہ نماز کا انتظار کرنے والا نماز ہی میں ہوتا ہے۔

٦٠٥ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُوْلُ أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كِدْتُّ أَنْ أُصَلِّيَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا أَفْطَرَ الصَّآئِمُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى بُطْحَانَ وَأَنَا مَعَهُ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى يَعْنِي الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ.

٦٠٥۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خندق کے دن عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو عرض کی کہ یا حضرت! نہیں نزدیک تھا میں کہ نماز پڑھوں یہاں تک کہ سورج ڈوبنے لگا اور یہ عرض کرنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بعد اس وقت کے تھا کہ روزہ دار روزہ کھول لے یعنی مغرب کا وقت ہو گیا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اللہ کی میں نے بھی نماز نہیں پڑھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطحان کی طرف گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا سو آپ نے وضو کیا پھر عصر کی نماز پڑھی سورج ڈوبنے سے پیچھے پھر بعد اس کے مغرب کی نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص یہ کلمہ بولے کہ میں نے نماز نہیں پڑھی ہے تو ایسا کہنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ میں نے بھی نماز نہیں پڑھی اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اسی طرح یہ کہنا بھی جائز ہے کہ ہماری نماز فوت ہوگئی اور اسی طرح اگر کافروں کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو یا بھول سے کہہ بیٹھے تو یہ مکروہ نہیں ہے۔

بَابُ الْإِمَامِ تَعْرِضُ لَهُ الْحَاجَةُ بَعْدَ الْإِقَامَةِ.

نماز کی تکبیر ہو جانے کے بعد اگر امام کو کوئی ضرورت پیش آئے تو کیا کرے یعنی اس کو اپنی حاجت کا روا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

٦٠٦ - حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَاجِيْ رَجُلًا فِيْ جَانِبِ الْمَسْجِدِ

٦٠٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کی تکبیر ہوگئی اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد سے بات چیت کر رہے تھے مسجد کے کنارے میں سو کھڑے ہوئے طرف نماز کی یہاں تک کہ لوگ سو گئے یعنی بہت دیر تک اس سے بات چیت کرتے رہے۔

فَمَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ حَتّٰى نَامَ الْقَوْمُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کی تکبیر ہو جانے کے بعد اگر امام کو کوئی ضروری کام پیش آ جائے تو نماز کے شروع کرنے سے پہلے وہ کام کرنا جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کی اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان دیر کرنی جائز ہے جبکہ کوئی ضرورت ہو اور بلا حاجت دیر کرنی مکروہ ہے اور غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس باب سے رد کرنا ہے حنفیہ پر وہ کہتے ہیں کہ اگر نماز کی تکبیر ہو جائے تو اس وقت امام کو تکبیر تحریمہ کہنی واجب ہے اور اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان دیر کرنی جائز نہیں سو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ یہ قول حنفیہ کا صحیح نہیں ہے بلکہ اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان دیر کرنی جائز ہے جیسے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ الْكَلَامِ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ. جب تکبیر نماز کی ہو جائے تو اس وقت کلام کرنے کا کیا حکم ہے؟۔

فائدہ: پہلے باب اور اس باب میں فرق یہ ہے کہ پہلے باب میں امام کی حاجت کا ذکر تھا کہ اگر اس کو کوئی حاجت پیش آ جائے تو اس کے ساتھ مشغول ہونا جائز ہے اور اس باب سے تکبیر ہو جانے کے بعد کلام کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے خواہ امام ہو خواہ مقتدی ہو۔

٦٠٧ - حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَأَلْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ عَنِ الرَّجُلِ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ مَا تُقَامُ الصَّلَاةُ فَحَدَّثَنِي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَعَرَضَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَحَبَسَهُ بَعْدَ مَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ.

٦٠٧۔ حمید سے روایت ہے کہ میں نے ثابت سے پوچھا کہ جو آدمی نماز کی تکبیر ہو جانے کے بعد کلام کرے اس کا کیا حکم ہے سو اس نے مجھ کو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سنائی وہ یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز کی تکبیر ہو گئی سو ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا یعنی اس نے عرض کی کہ مجھ کو آپ سے کچھ حاجت ہے سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روک رکھا بعد تکبیر ہو جانے کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اقامت ہو جانے کے بعد تکبیر تحریمہ سے پہلے کلام کرنی سب کو جائز ہے خواہ امام ہو خواہ مقتدی ہو اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو اس جگہ میں کلام کرنے کو مطلق منع کرتا ہے۔

بَابُ وُجُوبِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ. جماعت کے نماز کے واجب ہونے کا بیان۔

فائدہ: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض عین ہے اور یہی مذہب ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور

اوزاعی اور عطا اور ثوری اور ایک جماعت محدثین کا جیسے کہ ابوثور اور اسحاق اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور ابن منذر وغیرہم اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فرض کفایہ ہے اور یہی ہے مذہب جمہور شافعیوں کا اور اسی کے ساتھ قائل ہیں بہت حنفیہ اور مالکیہ لیکن صحت نماز کے لیے شرط نہیں۔

وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ مَنَعَتْهُ أُمُّهُ عَنِ الْعِشَآءِ فِي الْجَمَاعَةِ شَفَقَةً لَمْ يُطِعْهَا.

اور حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر کسی کو عشاء کی نماز جماعت میں پڑھنے سے ماں منع کرے تو وہ ماں کا حکم نہ مانے۔

فائدہ: اثر سے معلوم ہوا کہ جماعت فرض عین ہے اس لیے کہ ماں کی اطاعت کرنی واجب ہے اور جبکہ ترک جماعت میں اس کی تابعداری جائز نہ ہوئی تو معلوم ہوا کہ جماعت فرض عین ہے اور ترک کرنا اس کا بڑا گناہ ہے اور یہ ہے وجہ مطابقت اس اثر کی باب سے۔

۶۰۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلٰى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهٗ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَآءَ.

۶۰۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیوں کو جمع کراؤں پھر حکم کروں نماز کا سو اس کے واسطے اذان دی جائے پھر حکم کروں کسی مرد کو کہ لوگوں کو جماعت سے نماز پڑھائے پھر جاؤں طرف ان لوگوں کی جو جماعت میں نہیں آتے پھر میں اُن کے گھر جلا دوں اور قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے اگر کوئی جانتا کہ موٹی ہڈی یا دو پائے عمدہ پائے گا تو البتہ نماز عشاء میں حاضر ہوتا یعنی اگر نماز پڑھنے میں دنیا کا اتنا فائدہ بھی ہوتا کہ ہر نماز کے بدلے موٹی ہڈی مل جایا کرتی یا دو پائے مل جاتے تو کوئی آدمی نماز سے غفلت نہ کرتا سب حاضر ہوتے لیکن ثواب آخرت کے واسطے نماز میں کوئی حاضر نہیں ہوتا ہے یعنی دنیا کی خسیس اور بے قدر چیز کو بھی ثواب آخرت سے بہتر جانتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرض عین ہے اس لیے کہ اگر جماعت کی نماز سنت ہوتی تو اس کے تارک کو جلا دینے کا ڈر نہ سنایا جاتا اور اگر فرض کفایہ ہوتی تو صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا جماعت کو قائم کرنا کافی ہوتا اور دوسرے لوگوں کے سر سے جماعت کی پابندی اتر جاتی پس معلوم ہوا کہ جماعت

فرض عین ہے لیکن صحت نماز کے لیے شرط نہیں اس لیے کہ دوسری حدیث میں آ گیا ہے کہ جماعت کی نماز میں اکیلے آدمی کی نماز سے ستائیس حصے زیادہ ثواب ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تنہا نماز پڑھنے کو بھی کچھ ثواب ملتا ہے گو تھوڑا ہی سہی اور جب ثواب مل گیا تو معلوم ہوا کہ نماز ہو جاتی ہے ورنہ اس پر ثواب ملنے کا کوئی معنی نہ تھا بلکہ گناہ لازم آتا لیکن اس حدیث کی لوگوں نے بہت تاویلیں کی ہیں بعض کہتے ہیں کہ جلا دینے کی وعید ممکن ہے کہ فرض کفایہ کے ترک میں وارد ہوئی ہو جیسے کہ فرض کفایہ کے تارک کے ساتھ لڑائی کرنی جائز ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ جلا دینا لڑائی سے خاص ہے اور ان دونوں میں فرق ہے کہ لڑائی اسی وقت جائز ہوتی ہے جب کہ سب لوگ ترک کر دیں بخلاف جلا دینے کے کہ اس میں اسی کا ترک کرنا شرط نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے جماعت میں نہ آنے والوں کی طرف جانے کا قصد کیا پس اگر جماعت فرض عین ہوتی تو اس کے ترک کا قصد نہ کرتے حالانکہ ترک جماعت کا قصد کیا سو جواب اس کا یہ ہے کہ واجب کو ترک کر دینا جائز ہے جب کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور واجب وہاں موجود ہو اور یہاں اس لیے کہ ارادہ جانے کا کیا لوگوں کا نہ آنا بڑا بھاری واجب تھا پس اس کے واسطے جماعت کو ترک کر دینا جائز تھا اور نیز جماعت کا تدارک پھر آ کر بھی ہو سکتا تھا کہ حضرت ﷺ باقی رہے لوگوں کو جماعت سے نماز پڑھاتے اور بعض یہ تاویل کرتے ہیں کہ اگر جماعت فرض ہوتی تو جب حضرت ﷺ نے جلا دینے کی وعید فرمائی تو اس وقت یہ بیان فرمانا بھی ضروری تھا کہ جو جماعت میں نہ آئے اس کی جماعت نہیں ہوتی ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ آپ کا بیان فرمانا کبھی تو صاف ہوتا ہے اور کبھی دلالۃ ہوتا ہے سو جب آپ نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اُن کے گھر جلا دوں تو اس نے دلالت کی اس پر کہ جماعت میں حاضر ہونا واجب ہے اور یہی کافی ہے واسطے بیان کے اور بعض یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ حدیث جھڑک اور زجر کے موقع میں وارد ہوئی ہے ظاہر معنی اس کا مراد نہیں بلکہ مراد مبالغہ ہے جیسے کہ مسلمانوں کے حق میں کافروں کے عذاب کی وعید آ چکی ہے حالانکہ وہ عذاب مسلمانوں کو کرنا بالا جماع منع ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ آگ سے جلا دینے کے منسوخ ہونے کے بعد منع وارد ہوا ہے اور پہلے اس سے آگ کے ساتھ جلانا جائز تھا جیسے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو جہاد میں آئے گی اس کا جائز ہونا اور منسوخ ہونا معلوم ہوتا ہے پس اس میں زجر کو اپنے حقیقی معنی پر حمل کرنا محال نہیں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر جماعت فرض عین ہوتی تو زجر اور جھڑک کے بعد ان کا جلانا ترک نہ کرتے حالانکہ آپ ﷺ نے صرف جھڑک دیا تھا کسی کو جماعت کے ترک سے جلایا نہیں پس ان کا جلا دینا واجب تھا سو جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ نہیں قصد کرتے تھے مگر اسی کام کا جس کا کرنا آپ کو جائز ہوتا اور آپ کا ترک کر دینا سو یہ عدم فرضیت پر دلالت نہیں کرتا ہے احتمال ہے کہ وہ ترک جماعت سے باز آ گئے ہوں اور نصیحت قبول کر لی ہو علاوہ ازیں حضرت ﷺ کا جلا دینے سے باز رہنا اس وجہ سے تھا کہ گھر میں عورتیں اور بال بچے تھے جیسے کہ دوسری حدیث میں

یہ صریح آ چکا ہے اور بعض یہ تاویل کرتے ہیں کہ مراد اس حدیث میں وہ لوگ نہیں جو جماعت میں نہیں آتے تھے بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جو بالکل نماز کے تارک تھے سو جواب اس کا یہ ہے کہ دوسری حدیث مسلم وغیرہ میں صریح آ چکا ہے کہ وہ عشاء کی جماعت میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور بعض یہ تاویل کرتے ہیں کہ جماعت کا فرض ہونا پہلے اسلام میں تھا اب منسوخ ہو گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ثواب رکھتی ہے اس لیے کہ افضلیت چاہتی ہے کہ اصل فضیلت میں دونوں نمازیں شریک ہوں اور جائز ہونا اس کو لازم ہے سو جواب اس تاویل کا شیخ الاسلام نے فتح الباری میں کچھ نہیں دیا بلکہ اُس کی تقویت کر دی ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ اگر اس حدیث کو اس تقریر مذکور سے فرضیت جماعت کا ناسخ ٹھہرایا جائے تو جماعت کا سنت مؤکدہ ہونا بھی بالکل باطل ہو جائے گا بعینہ اسی تقریر سے حالانکہ اس کے سنت مؤکدہ ہونے اس کے میں کسی کو بھی کلام نہیں اس لیے کہ آپ نے اس پر ہمیشگی کی ہے اور ترک سنت مؤکدہ سے بھی گناہ ہوتا ہے پس جواز کے مخالف نہ ہو گا ہاں اگر ترک سنت مؤکدہ میں گناہ نہ ہو تو یہ منسوخ ہو سکتی ہے واللہ اعلم لیکن اگر اس حدیث کو صرف تہدید اور مبالغہ پر محمول کیا جائے اور ظاہری معنی اس کے مراد نہ رکھے جائیں واسطے تطبیق کے ان دونوں حدیثوں میں تو دعویٰ نسخ سے یہ بہتر ہے اس لیے کہ جب تک تطبیق ممکن ہو دعویٰ نسخ جائز نہیں ہے بہر حال جماعت کے سنت مؤکدہ ہونے کو ترجیح معلوم ہوتی ہے اور اس حدیث کی لوگوں نے اور بھی کئی تاویلیں کی ہیں مگر سب کا جواب فتح الباری میں موجود ہے شائق اس کا مطالعہ کرے اور کم علم کے واسطے اتنا ہی کافی ہے اور جماعت عشاء اور فجر کو شاید اس واسطے خاص کیا کہ اور نمازوں میں شغل دنیا کا گمان ہوتا ہے اور اکثر لوگ کاروبار دنیاوی میں مشغول ہوتے ہیں اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ عذاب کرنے سے پہلے ڈرانا جائز ہے اور یہ کہ مجرموں کو اچانک پکڑ لینا جائز ہے کہ اُن کو خبر بھی نہ ہو اور یہ کہ عذر سے ترک کرنا جماعت کا جائز ہے اگرچہ فرض ہی کیوں نہ ہو اس لیے کہ ابوداؤد کی روایت میں آ چکا ہے کہ بلا عذر اور بلا علت جو کوئی جماعت ترک کرے اس کے حق میں یہ وعید ہے اور یہ کہ امام یا اس کے نائب کو جماعت کا ترک کرنا جائز ہے جب کہ لوگوں کو جماعت کے لیے گھروں سے نکالنے جائے اور جمعہ کا بھی یہی حال ہے کہ اس میں بھی امام کو ایسے عذر کے واسطے ترک جماعت کرنا جائز ہے۔

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ وَكَانَ الْأَسْوَدُ إِذَا فَاتَتْهُ الْجَمَاعَةُ ذَهَبَ إِلٰى مَسْجِدٍ اٰخَرَ وَجَآءَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ إِلٰى مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّيَ فِيْهِ فَأَذَّنَ وَأَقَامَ وَصَلّٰى جَمَاعَةً.

نماز جماعت کے ثواب کا بیان۔ اور جب اسود رحمۃ اللہ علیہ سے جماعت فوت ہو جاتی تو جماعت کے واسطے دوسری مسجد میں چلے جاتے۔ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایک مسجد میں آئے کہ اس میں نماز ہو چکی تھی سو انہوں نے اذان دی اور تکبیر کہی اور جماعت سے نماز پڑھی۔

فائدہ: ان دونوں اثروں سے معلوم ہوا کہ جماعت کا بہت بڑا ثواب ہے اس لیے کہ اگر جماعت میں ثواب نہ ہوتا تو اسود تابعی رحمہ اللہ اول وقت کی فضیلت ترک نہ کرتے اور دوسری مسجد میں جماعت کے لیے نہ جاتے بلکہ فوراً نماز پڑھ لیتے اسی طرح اگر جماعت میں ثواب نہ ہوتا تو انس رضی اللہ عنہ دوبارہ اذان نہ دیتے اور جماعت نہ کراتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جماعت سے نماز پڑھنے کا ثواب جو حدیثوں میں وارد ہوا ہے تو وہ صرف اسی شخص کے واسطے ہے جو مسجد میں جماعت سے نماز پڑھے اور جو اپنے گھر میں جماعت کرے اس کو یہ ثواب نہیں ہے پس وجہ مطابقت ان اثروں کی باب سے ظاہر ہوگئی۔

٦٠٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً.

۶۰۹۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کی نماز تنہا آدمی کی نماز سے ستائیس حصے افضل ہے۔

٦١٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً.

۶۱۰۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز جماعت کی تنہا آدمی کی نماز سے پچیس حصے افضل ہے۔

٦١١ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰى صَلَاتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَفِيْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ ضِعْفًا وَذٰلِكَ أَنَّهٗ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى

۶۱۱۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد کی نماز جماعت سے اس کے گھر اور بازار کی نماز سے بیس اور پانچ درجے زیادہ ہے یعنی پچیس یا ستائیس اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب آدمی نے وضو کیا اور اس کو سنوارا یعنی فرائض اور سنتوں کی رعایت کی اور نہ اسراف کیا اور نہ قصور کیا پھر مسجد میں آیا اس حالت میں کہ سوائے نماز کے اس کے جنبش کا کوئی سبب نہ ہو تو ایسا شخص کوئی ڈگ یعنی قدم نہ چلے گا مگر کہ اللہ اُس قدم کے سبب سے اس کا ایک درجہ بلند کرے گا اور

الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ فَإِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلَاةَ.

اس کی جہت سے اس کا گناہ دور کرے گا سو جب نماز پڑھے تو ہمیشہ فرشتے اس کو دعا کرتے ہیں اور رحمت بھیجتے ہیں جب تک کہ اس مکان میں بیٹھا رہے گا جس میں نماز پڑھ چکا ہے فرشتے کہتے ہیں الٰہی! اس کو بخش دے الٰہی! اس پر رحم کر اور ہمیشہ آدمی نماز میں ہے جب تک کہ اس کا انتظار کرتا رہے یعنی جو مدت نماز کے انتظار میں گزرے گی وہ بھی نماز میں شمار ہوگی نماز پڑھنے کے برابر انتظار کا ثواب ملے گا۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جماعت کی نماز کا ثواب بڑا ہے کہ تنہا آدمی کی نماز سے پچیس حصے اس کا ثواب زیادہ ہے اور جماعت کی نماز کے ثواب زیادہ ہونے کے کئی سبب ہیں ایک یہ کہ مؤذن کو جواب دینا جماعت کی نیت سے۔ دوم جماعت میں اول وقت جانا۔ سوم مسجد کی طرف آرام سے چلنا۔ چہارم مسجد میں دعا کرتے داخل ہونا۔ پنجم یہ کہ مسجد میں داخل ہو کر تحیۃ المسجد کی دو رکعت نماز پڑھنی ان سب میں اصل نیت جماعت کی ہوتی ہے۔ ششم جماعت کا انتظار کرنا۔ ہفتم فرشتوں کا اس کے لیے دعا مانگنا۔ ہشتم فرشتوں کا اس کے لیے گواہی دینا۔ نہم اقامت کا جواب دینا۔ دہم اقامت کے وقت شر شیطان سے سلامت رہنا۔ یازدہم امام کی نیت کا کھڑے ہو کر انتظار کرنا۔ دوازدہم امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ پانا۔ سیزدہم صفوں کا برابر کرنا۔ چہاردہم امام کے سمع اللہ لمن حمدہ کا جواب دینا۔ پانزدہم بھول جانے سے اکثر بچنا اور جب امام بھول جائے تو اس کو سبحان اللہ سے خبردار کرنا یا اس کی قراءت کا کھول دینا۔ شانزدہم خشوع کا ہونا اور غفلت سے اکثر سلامت رہنا۔ ہفدہم اپنی ہیئت اور صورت کا اچھی طرح رکھنا۔ ہژدہم فرشتوں کا اس کو ڈھانک لینا۔ نوردہم قراءت کا سیکھنا اور ارکان کا یاد رکھنا۔ بستم اسلام کی علامت کا ظاہر کرنا۔ بست و یکم جماعت سے شیطان کا ناک مٹی پر ملنا۔ بست و دوم نفاق سے سلامت رہنا۔ بست و سوم امام پر سلام کا رد کرنا۔ بست و چہارم نفع اٹھانا لوگوں کے جمع ہو کر دعا اور ذکر کرنے سے اور کامل آدمی کی برکت سے ناقص آدمی کی نماز کا کامل ہونا۔ بست و پنجم ہمسائیوں اور یاروں کے درمیان الفت کا قائم رہنا اور نماز کے وقتوں میں ان کی ملاقات حاصل کرنا اور یہ کہ علم آدمی بے علم والے سے نماز کے احکام سیکھے لیکن ان اسباب کا مقتضی یہی ہے کہ جماعت سے پچیس حصے زیادہ ثواب ملنا اسی وقت ہے جب کہ جماعت مسجد میں ہو جیسے کہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں آگے آئے گا اور باقی رہا یہ امر کہ بعض حدیثوں میں ستائیس حصوں کا ذکر ہے اور بعض حدیثوں میں پچیس حصوں کا ذکر ہے تو ان میں تطبیق دینی ضرور ہے سو جاننا چاہیے کہ ان دونوں عددوں میں تطبیق کئی طور سے ہو سکتی ہے ایک یہ کہ کم عدد کے ذکر کرنے سے اکثر عدد کی نفی نہیں نکلتی ہے۔ دوم یہ کہ ستائیس حصے ثواب اس کو ملتا ہے جس کی مسجد دور ہو اور

پچیس حصے اس کو ملتا ہے جس کی مسجد قریب ہو۔ سوم یہ کہ جس کا نماز میں توجہ اور خلوص زیادہ ہو اس کو زیادہ ثواب ملتا ہے اور جس کا کم ہو اس کو کم ملتا ہے۔ چہارم یہ کہ جو جماعت کا انتظار کرے اس کو زیادہ ثواب ملتا ہے اور جو انتظار نہ کرے اس کو کم ملتا ہے۔ پنجم یہ کہ جو کل نماز جماعت کے ساتھ پائے اس کو ستائیس حصے ثواب ملتا ہے اور جو تھوڑی نماز جماعت سے پائے اس کو پچیس حصے ثواب ہے۔ ششم یہ کہ اگر جماعت زیادہ ہو تو ثواب بھی زیادہ ہے اور اگر جماعت کم ہو تو ثواب بھی کم ہے۔ ہفتم یہ کہ نماز فجر اور عشاء میں ثواب زیادہ ہے اور باقی نمازوں میں کم ہے۔ ہشتم یہ کہ ستائیس حصے ثواب اُن نمازوں میں ملتا ہے جن میں قراءت پکار کر پڑھی جاتی ہے اور پچیس حصے ثواب ان میں جن میں قراءت آہستہ پڑھی جاتی ہے اور یہ وجہ اخیر کی زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے جیسے کہ آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ لیکن اس عدد خاص کو معین کرنے کی کیا حکمت ہے سو اس کی وجہ سوائے نبی کے کسی کو معلوم نہیں ہو سکتی ہے لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ عدد جماعت کی نماز کے واسطے معین ہوا ہے اور ادنیٰ درجہ جماعت کا تین آدمی ہیں تو تینوں کو دس دس نیکیاں ملیں جو کل مل کر تیس ہوتی ہیں سو ان میں سے جب اصل تین نکال لے تو باقی ستائیس رہے اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ستائیس حصے زیادہ ثواب ملنا اسی کے حق میں خاص ہے جو مسجد میں جماعت سے نماز پڑھے اور جو بازار یا گھر میں جماعت سے نماز پڑھے اس کو یہ ثواب نہیں ملتا ہے اور گھر میں جماعت سے نماز پڑھنی بازار کی جماعت سے افضل ہے اور بازار میں جماعت سے نماز پڑھنی تنہا آدمی کی نماز سے افضل ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز سب عملوں سے افضل ہے اس لیے کہ نماز میں فرشتے نمازیوں پر رحمت بھیجتے ہیں اور ان کے واسطے دعا کرتے ہیں اور بخشش مانگتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نیکوکار آدمی عام فرشتوں سے افضل ہیں اس لیے کہ نماز کی حالت میں نمازی تو بلند درجوں کے حاصل کرنے میں مشغول ہوتے ہیں اور فرشتے اس وقت ان کے واسطے استغفار میں مشغول ہوتے ہیں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کل جماعتوں کا ثواب برابر ہے خواہ جماعت بہت ہو یا کم ہو اس لیے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلق جماعت تنہا کی نماز سے زیادہ ثواب رکھتی ہے پس جماعت کے عموم میں ہر قسم کی جماعت داخل ہو گی گو دو ہی آدمی ہوں سوائے اکیلے کے اور نیز ان ستائیس حصوں کے سوا اور بھی ثواب ملتا ہے اور وہ جماعت کی کثرت اور قلت پر موقوف ہے جتنی جماعت زیادہ ہو اتنا ہی ثواب زیادہ ملتا ہے پس جماعت کا ثواب علیحدہ ہے اور بہت ہونے جماعت کا ثواب علیحدہ ہے اسی واسطے بعض نے کہا کہ اگر اول تھوڑی جماعت میں نماز پڑھی ہو اور پھر بہت آدمیوں کی جماعت مل جائے تو مستحب ہے کہ اس کو دوہرائے اور بعض کہتے ہیں کہ مستحب نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ زیادہ پرہیزگار کے ساتھ دوہرائے ورنہ نہ اور اسی طرح اگر جماعت کسی مبارک مسجد میں مل جائے تو اس میں بھی دوہرائے لیکن مسجد مکہ اور نبوی میں نہ دوہرائے وعلی ہذا القیاس جیسے کہ جماعت کے کم و بیش ہونے کا ثواب کم و بیش ہے ایسے ہی پانچ نمازوں میں بھی فرق ہے بعض نمازوں کی جماعت میں

زیادہ ثواب ہے اور بعض میں کم ہے اسی واسطے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پہلے مطلق مسئلہ فضیلت جماعت کا بیان کیا پھر بعد اس کے خاص مسئلہ فضیلت جماعت فجر کا بیان کیا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ادنیٰ درجہ جماعت کا امام اور مقتدی ہے اور بیان اس کا آئندہ آئے گا۔

فائدہ ثانیہ: اس باب کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت صحت نماز کے واسطے شرط نہیں ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ کا فرمانا کہ تنہا آدمی پر دلالت کرتا ہے کہ تنہا آدمی کی نماز بھی صحیح ہے اس لیے کہ صیغہ افعل کا چاہتا ہے کہ اصل فضیلت میں دونوں شریک ہوں پس معلوم ہوا کہ تنہا کی نماز بھی فضیلت سے خالی نہیں ہے اور جب کہ اس میں فضیلت ثابت ہوئی تو صحت خود ثابت ہوگئی اس لیے کہ بدون صحت کے فضیلت کا ثابت ہونا ممکن نہیں ہے اور اگر کوئی سوال کرے کہ افعل کبھی صرف ایک ہی طرف کی فضیلت ثابت کرنے کے لیے آتا ہے تو کہا جائے گا کہ ایسا بہت ہی کم آتا ہے اور وہ بھی صرف اسی جگہ آتا ہے جس جگہ کہ مطلق ہو اور کسی عدد معین کے ساتھ خاص نہ ہو اور جب کہ کسی عدد کے ساتھ خاص ہو جیسے مثلاً کہا جائے کہ یہ عدد اس فلانے عدد سے زیادہ ہے تو ایسی جگہ میں یہ احتمال بالکل ممکن نہیں ہے اور یہاں بھی ایسا ہی واقع ہوا ہے کہ جماعت کی نماز افضل ہے تنہا کی نماز سے پس ایسی جگہ میں اصل عدد کا پایا جانا ضروری ہے اور اگر کوئی سوال کرے کہ مراد اکیلے سے وہ ہے جس کو کوئی عذر ہو تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ حدیث میں لفظ "فذ" کا واقع ہوا ہے یعنی اکیلا سو اس کا عموم سب کو شامل ہے خواہ تنہا عذر سے ہو خواہ بے عذر ہو پس معذور پر حمل کرنے کی کوئی دلیل نہیں اور نیز معذور کو جماعت کا ثواب حاصل ہوتا ہے گو وہ جماعت کو نہ پائے غرض ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جماعت فرض نہیں بلکہ واجب بھی نہیں سنت مؤکدہ ہے اور حدیث جلا دینے کی منسوخ ہے ان حدیثوں سے اور یہی رائے معلوم ہوتی ہے شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی یا زجر پر محمول ہے، واللہ اعلم اور مطابقت ان حدیثوں کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ فِيْ جَمَاعَةٍ.

جماعت نماز فجر کی فضیلت کا بیان۔

٦١٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَفْضُلُ صَلَاةُ الْجَمِيْعِ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ وَحْدَهٗ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْءًا وَّتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ

٦١٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جماعت کی نماز تنہا کی نماز سے پچیس حصے افضل ہے اور جمع ہوتے ہیں فرشتے رات اور دن کے فجر کی نماز میں پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق کے واسطے کہا کہ اگر چاہو تو اس آیت کو پڑھو یعنی تحقیق قرآن فجر کا حاضر کیا گیا ہے یعنی فجر کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾ قَالَ شُعَيْبٌ وَحَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ تَفْضُلُهَا بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً.

فائدہ: غرض ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس آیت کے پڑھنے سے یہ ہے کہ اس آیت سے نماز فجر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جیسے کہ اس حدیث سے اس کی فضیلت حاصل ہوتی ہے پس یہ آیت شہادت ہے اس حدیث کی پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز فجر کو اور نمازوں پر فضیلت ہے پس اس کی جماعت کا ثواب بھی اور نمازوں سے زیادہ ہوگا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے لیکن فرشتوں کا جمع ہونا نماز عصر وغیرہ میں بھی آ چکا ہے کما مر پس یہ وجہ اس کی فضیلت کی خاص کر نہیں ہو سکتی ہے۔

٦١٣ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَقُوْلُ دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَهُوَ مُغْضَبٌ فَقُلْتُ مَا أَغْضَبَكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا أَعْرِفُ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ جَمِيْعًا.

٦١٣۔ ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور وہ غصے میں تھا سو میں نے کہا کیا سبب ہے؟ تمہارے غصے کا اُس نے کہا کہ قسم اللہ کی! کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں سے کسی چیز کو باقی نہیں پاتا ہوں مگر جماعت سے نماز پڑھنا سو اب لوگ اس میں بھی سستی کرنے لگے ہیں یعنی شرع کا کوئی حکم باقی نہیں رہا ہے سب میں قصور واقع ہو گیا ہے صرف یہی جماعت کی نماز باقی تھی سو اب اس میں بھی سستی پیدا ہو گئی ہے بہت لوگ جماعت میں حاضر نہیں ہوتے ہیں۔

٦١٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْظَمُ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ أَبْعَدُهُمْ فَأَبْعَدُهُمْ مَمْشًى وَالَّذِيْ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ

٦١٤۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب آدمیوں سے نماز کا زیادہ تر ثواب اس کو ملتا ہے جو بہت دور سے چل کر آئے اور جو آدمی کہ نماز کا انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو امام کے ساتھ پڑھے تو اس کو زیادہ ثواب ہے اس آدمی سے جو نماز پڑھے اور پھر سو رہے۔

أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَنَامُ.

فائدہ: اس حدیث سے بطریق عموم کے ثابت ہوا کہ فجر کی نماز جماعت سے پڑھنے کا بہت ثواب ہے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بطریق استنباط کے اس کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ترجمہ سے دونوں مسئلے مراد رکھے جائیں ایک یہ کہ فجر کی نماز کو سب نمازوں سے زیادہ فضیلت ہے۔ دوم یہ کہ فجر کی نماز کے لیے فی الجملہ فضیلت ثابت ہے سو حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی پہلے مسئلے کی شہادت ہے اور حدیث ام الدرداء رضی اللہ عنہا کی دوسرے مسئلے کی شہادت ہے اور حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی دونوں مسئلوں کی شہادت ہے پس وجہ مطابقت ان حدیثوں کی باب سے ثابت ہوگئی۔

بَابُ فَضْلِ التَّهْجِيْرِ إِلَى الظُّهْرِ.

ظہر کو اول وقت پڑھنے میں کیا فضیلت ہے؟۔

٦١٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ ثُمَّ قَالَ الشُّهَدَآءُ خَمْسَةٌ الْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِيْقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا إِلَّا أَنْ يَّسْتَهِمُوْا لَاسْتَهَمُوْا عَلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا.

٦١٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد چلا جاتا تھا راہ میں سو اس نے کانٹے کی شاخ راہ پر پائی پھر راہ سے اس نے اس کو علیحدہ کر دیا تو اللہ نے اس کی قدر دانی کی سو اس کو بخش دیا پھر فرمایا کہ شہید پانچ قسم ہیں۔ ایک تو وہ جو وبا میں مر جائے۔ دوسرا وہ جو پیٹ کی بیماری میں مرے یعنی دستوں کے آنے سے مر جائے۔ تیسرا وہ جو ڈوب کر مر جائے۔ چوتھا وہ جس پر دیوار گر پڑے اور پانچواں راہ الٰہی کا شہید ہے یعنی جو جہاد میں شہید ہوا اور فرمایا کہ اگر لوگ جانیں جتنا ثواب کہ اذان دینے اور جماعت کی اول صف میں ہے پھر جھگڑا فیصل ہونے کا کوئی طریق نہ پائے سوائے قرعہ ڈالنے کے تو البتہ اس پر قرعہ ہی ڈالیں اور اگر جانیں کہ کتنا ثواب ہے ظہر کے اول وقت نماز پڑھنے میں تو اس کی طرف نہایت جلدی کر کے آئیں یعنی جماعت کے واسطے مسجد میں جلدی حاضر ہوا کریں اور اگر جانیں کہ کتنا ثواب ہے عشاء اور صبح کی جماعت میں تو البتہ آئیں گھسٹتے ہی سہی یعنی اگر جماعت فجر اور عشاء کا ثواب معلوم ہو اور مسجد میں بسبب ضعف کے پاؤں سے نہ آسکیں تو لڑکوں کی طرح

گھسٹتے ہوئے آئیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظہر کی نماز کو اول وقت پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے سے اول وقت پڑھنا افضل ہے اور باقی بیان اس کا اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

بَابُ اِحْتِسَابِ الْاٰثَارِ.

قدموں کے حساب کرنے کا بیان یعنی نماز کے واسطے جتنے قدم مسجد کی طرف چل کر جائے ہر ہر قدم کے بدلے ثواب ملتا ہے۔

٦١٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِيْ سَلِمَةَ أَلَا تَحْتَسِبُوْنَ اٰثَارَكُمْ.

٦١٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے قوم بنی سلمہ کی کیا تم نہیں حساب کرتے ہو اپنے قدموں کو یعنی ہر ایک قدم کے بدلے تم کو ثواب ملتا ہے۔

فائدہ: بنی سلمہ انصار کے ایک بڑے قبیلہ کا نام ہے یہ لوگ مسجد نبوی سے بہت دور رہتے تھے سو انہوں نے چاہا کہ ہم مسجد کے آس پاس آ بسیں تا کہ آنے جانے میں تکلیف نہ ہو تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوشخبری ان کو سنائی یعنی ہر چند مسجد دور ہونے سے تکلیف ہے لیکن یہ کتنا بڑا ثواب ہے کہ ہر ایک قدم کے بدلے ایک نیکی تمہارے واسطے لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ جس کا گھر مسجد سے دور ہو وہ نماز کے واسطے جتنے قدم چل کر جائے ہر ایک قدم کے بدلے اس کو ثواب ملے گا۔ وفیہ المطابقه.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ فِيْ قَوْلِهٖ ﴿وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ﴾ قَالَ خُطَاهُمْ وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ حَدَّثَنِيْ أَنَسٌ أَنَّ بَنِيْ سَلِمَةَ أَرَادُوْا أَنْ يَّتَحَوَّلُوْا عَنْ مَنَازِلِهِمْ فَيَنْزِلُوْا قَرِيْبًا مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّعْرُوا الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ أَلَا تَحْتَسِبُوْنَ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی سلمہ کی قوم نے چاہا کہ اپنے گھروں کو چھوڑ آئیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ بسیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اس سے کہ مدینہ کی طرفوں کو خالی کر دیں اور فرمایا کہ کیا تم اپنے قدموں کو نہیں گنتے ہو یعنی تم کو معلوم نہیں کہ ہر ایک قدم کے بدلے نیکی لکھی جاتی ہے اور مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ آثار کا معنی قدم ہیں اور پاؤں سے زمین پر چلنا یعنی "اثارهم" کا لفظ جو آیت ﴿وَنَكْتُبُ مَاقَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ﴾ میں واقع ہوا ہے تو اس کا معنی پاؤں سے زمین پر

اٰثَارَکُمْ قَالَ مُجَاهِدٌ خُطَاهُمْ اٰثَارُهُمْ أَنْ يُّمْشٰى فِي الْأَرْضِ بِأَرْجُلِهِمْ. چلنا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کے واسطے چل کر جانے میں قدم قدم کے بدلے نیکی لکھی جاتی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد کے پاس گھر بنانا مستحب ہے مگر جس کو زیادہ قدم چل کر زیادہ ثواب لینے کی غرض ہو تو وہ مسجد سے دور رہے اس لیے کہ بنی سلمہ کی قوم نے مسجد کے پاس آ رہنے کا ارادہ کیا تو اسی واسطے کہ اس میں زیادہ ثواب ہے سو حضرت ﷺ نے اُن پر اس بات کا انکار نہ فرمایا بلکہ ان کے نہ آنے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ مدینہ کی چاروں طرفیں آباد رہیں جنگل نہ ہو جائیں تو معلوم ہوا کہ مسجد کے پاس رہنا دور رہنے سے افضل ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مستحب ہے کہ نماز کے واسطے دور والی مسجد کی طرف جائیں اگرچہ اس کے گھر کے پاس بھی کوئی مسجد ہو مگر یہ اسی وقت جائز ہے جب کہ نزدیک والی مسجد آباد ہو اور اگر مسجد قریب والی اس کے جانے سے خراب ہوتی ہو تو اس کو لازم ہے کہ اُسی نزدیک والی مسجد میں نماز پڑھے اور اسی کو اللہ کے ذکر سے آباد کرے اور اسی طرح اگر دور والی مسجد میں کوئی اور خرابی ہو جیسے کہ وہاں کا امام بدعتی ہو تو جب بھی وہاں نہ جائے نزدیک والی مسجد میں نماز پڑھا کرے اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْعِشَآءِ فِي الْجَمَاعَةِ.

جماعت نماز عشاء کی فضیلت کا بیان۔

٦١٧ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ صَلَاةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَآءِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ اٰمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُقِيْمَ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ اٰخُذَ شُعَلًا مِّنْ نَّارٍ فَأُحَرِّقَ عَلٰى مَنْ لَّا يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ بَعْدُ.

٦١٧۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ منافقوں پر بہت بھاری نماز عشاء اور فجر سے کوئی نماز نہیں اور اگر وہ جانیں کہ ان دونوں میں کتنا ثواب ہے تو البتہ آئیں گھسٹتے ہی سہی یعنی اگر ان کی جماعت کا ثواب ان کو معلوم ہو تو جس طرح ہو سکے ان کی جماعت کے واسطے مسجد میں حاضر ہوں اور البتہ میں نے ارادہ کیا کہ حکم کروں مؤذن کو سو نماز کی تکبیر کہے پھر حکم کروں کسی مرد کو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر آگ کی مشعل پکڑ لوں سو جو لوگ جماعت میں نہیں آتے ان کو جلا دوں۔

فائدہ: نماز فجر کی فضیلت پہلے ثابت ہو چکی ہے اب اس میں نماز عشاء کو بھی اس کے مساوی کہا ہے تو جو چیز کہ مساوی افضل کے ہو وہ بھی افضل ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ نماز عشاء بھی اور نمازوں سے افضل ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

بَابُ اِثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ.

دو آدمی اور دو سے زیادہ کو جماعت کا حکم ہے یعنی جماعت کا ثواب جو مقرر ہو چکا ہے وہ ان کو ملے گا۔

۶۱۸ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّآءُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَذِّنَا وَأَقِيْمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا.

۶۱۸۔ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کا وقت آئے تو اذان دیا کرو اور تکبیر کہو اور چاہیے کہ تم دونوں میں بڑا امام ہو۔

فائدہ: اس حدیث کا بیان پہلے ہو چکا ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو آدمی کو بھی جماعت کا حکم ہے اس لیے کہ اگر ان دونوں کا جماعت کر کے نماز پڑھنا تنہا تنہا نماز پڑھنے کے برابر ہوتا تو پھر آپ ان کو جماعت کرنے کا حکم نہ فرماتے بلکہ صرف اتنا ہی فرما دیتے کہ نماز پڑھا کرو اور جب آپ نے ان کو جماعت سے نماز پڑھنے کا حکم فرمایا تو معلوم ہوا کہ دو آدمی کو بھی جماعت کا حکم ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ادنیٰ درجہ جماعت کا امام اور ایک مقتدی ہے خواہ مقتدی لڑکا ہو خواہ مرد ہو خواہ عورت ہو سب کا ایک ہی حکم ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ادنیٰ درجہ جمع کا دو ہیں اور یہ بات ظاہر ہے۔

بَابُ مَنْ جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ.

جو آدمی مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرے اس کو کیا ثواب ہے؟ اور مسجدوں کی فضیلت کا بیان۔

۶۱۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلٰى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ مَا لَمْ يُحْدِثِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَا دَامَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلٰى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ.

۶۱۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے آدمی کو دعا کرتے ہیں جب تک کہ اُس مکان میں بیٹھا رہے گا جس میں نماز پڑھ چکا جب تک کہ اس کا وضو نہ ٹوٹے فرشتے کہتے ہیں الٰہی! اس کی مغفرت کر الٰہی! اس پر رحم کر اور ہمیشہ آدمی نماز ہی میں رہتا ہے جب تک کہ اس کو نماز روکے رکھے اور سوائے نماز کے گھر کی طرف پلٹ جانے سے اس کو کوئی روکنے والا نہ ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو مدت نماز کے انتظار میں گزرے گی وہ بھی نماز ہی میں شمار ہو گی نماز پڑھنے کے برابر انتظار کا ثواب ملے گا پس معلوم ہوا کہ مسجد میں بیٹھ کر جماعت کے انتظار کرنے کا بڑا ثواب ہے اور یہی وجہ

ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور جو آدمی کہ گھر میں بیٹھا نماز کا انتظار کرے اس کو یہ ثواب نہیں ہے بلکہ اس کو دوسرا ثواب ہے جو آئندہ حدیث میں آتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ اور زبان سے بھی کوئی ایسا کام نہ کرے جو نماز کے منافی ہو اور فرشتے صرف آدمیوں کے گناہ کی مغفرت چاہتے ہیں نیکیوں کا ثواب اللہ سے نہیں چاہتے تو حکمت اس میں یہ ہے کہ مفسدہ کو دفع کرنا نفع لینے سے مقدم ہے۔

٦٢٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّيْ أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفٰى حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ.

٦٢٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخص ہیں جن کو اللہ اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کہیں سایہ نہ ہوگا یعنی قیامت میں ایک تو منصف سردار۔ دوسرا وہ جوان جو اُمنگ جوانی سے اللہ کی بندگی میں مشغول ہوا۔ تیسرا وہ مرد جس کا دل مسجدوں میں لگا رہتا ہے یعنی نماز با جماعت کے واسطے مسجد میں جاتا ہے اور مسجد کی بناؤ چناؤ میں لگا رہتا ہے۔ چوتھے وہ مرد جو اللہ کی واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں ملتے ہیں تو اسی پر اور جدا ہوتے ہیں تو اسی پر۔ پانچواں وہ مرد جس کو مالدار باعزت خوبصورت عورت نے بلایا یعنی بدکاری کے واسطے سو اس نے کہا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ چھٹا وہ مرد کہ جس نے خیرات کی تو اس کو چھپایا یہاں تک کہ نہیں جانتا اس کا بایاں ہاتھ کہ کیا خرچ کیا ہے اس کے داہنے ہاتھ نے۔ ساتواں وہ مرد جس نے اللہ کو یاد کیا خالی مکان میں سو جاری ہوگئیں اس کی دونوں آنکھیں یعنی خوف الٰہی سے رویا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو نماز کا انتظار کرے اس کو بڑا ثواب ہے وہ قیامت میں اللہ کے سائے کے تلے ہوگا پس معلوم ہوا کہ مسجدوں کی بڑی فضیلت ہے کہ اُن کی طرف دل لگے رہنے سے آدمی قیامت کے عذاب سے بچے گا پس مطابقت حدیث کی باب کے دوسرے مسئلے سے ظاہر ہے اور اس حیثیت سے کہ اس کا دل مسجد میں لگا ہوا ہے تو گویا کہ وہ نماز کے انتظار میں ہے اور مراد منصف سردار سے وہ ہے جو اللہ کے حکم کے تابع ہو اور ہر چیز کو اپنی اپنی جگہ میں رکھے بحسب شرع نہ اس میں قصور کرے اور نہ اس میں زیادتی کرے اور اسی طرح ہے حکم اس شخص کا جو مسلمانوں کے کسی کام پر حاکم ہو اور اس میں عدل کرے پس اس میں ہر طرح کے حاکم داخل ہیں یہاں تک کہ

ادنیٰ نمبردار بھی اس میں داخل ہے بشرطیکہ عدل کرے اور کسی پر ظلم نہ کرے اور جوان کو اس واسطے خاص کیا کہ اس پر قوت شہوت کی بہت غالب ہوتی ہے اور شہوات کی طرف اس کو بہت رغبت دلاتی ہے سو ایسی حالت میں اللہ کی عبادت کرنی کمال تقویٰ کی دلیل ہے اور صرف اللہ کے واسطے محبت رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ صرف دین ہی کی وجہ سے محبت رکھتے ہیں اور دنیا کی کسی عداوت کے سبب سے اس کو قطع نہیں کرتے ہیں اور خواہ ایک جگہ میں دونوں اکٹھے رہتے ہوں یا جدا جدا رہتے ہوں لیکن دل سے ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھتے ہوں معلوم ہوا کہ کسی مسلمان بھائی کے ساتھ صرف دین کی وجہ سے محبت رکھنی کہ یہ بھی مسلمان ہے بڑا ثواب رکھتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف اللہ کے ڈر سے زنا سے بچنے کا بڑا رتبہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقے اور خیرات کو چھپا کر دینے میں بڑا ثواب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خالی مکان میں اللہ کے خوف سے رونے میں بڑا ثواب ہے اور اس حدیث میں اگرچہ مردوں کا ذکر ہے لیکن عورتوں کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر اپنی اولاد میں عدل کریں اور جوانی کی حالت میں اللہ کی بندگی کریں اور ان سب حکموں کو بجالائیں تو ان کو بھی یہی ثواب ملے گا اور یہی درجہ پائیں گی اور اس حدیث میں اگرچہ سات آدمیوں کا ذکر آیا ہے لیکن ان کے سوا سات آدمی اور بھی ہیں کہ ان کو بھی یہی درجہ ملے گا ایک وہ جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا دوسرا وہ جس نے غازی کی مدد کی۔ تیسرا وہ جس نے تنگدست محتاج کو مہلت دی۔ چوتھا وہ جس نے قرض سے کچھ چھوڑ دیا۔ پانچواں وہ جس نے قرضدار کی مدد کی۔ چھٹا وہ جس نے مکاتب کی مدد کی۔ ساتواں وہ سوداگر ہے جو بات چیت سچ کہے۔ ان ساتوں کا بھی حدیثوں میں ذکر آ گیا ہے۔

٦٢١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ هَلِ اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا فَقَالَ نَعَمْ أَخَّرَ لَيْلَةً صَلَاةَ الْعِشَآءِ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ بَعْدَ مَا صَلّٰى فَقَالَ صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوْا وَلَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلَاةٍ مُنْذُ انْتَظَرْتُمُوْهَا قَالَ فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ.

٦٢١۔ انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتری بنوائی ہے یا نہیں اس نے کہا ہاں بنوائی تھی کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آدھی رات تک عشاء کی نماز میں دیر کی پھر بعد نماز کے ہم پر متوجہ ہوئے سو فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ کر سو گئے ہیں اور تم ہمیشہ نماز میں ہی ہو جب تک کہ اس کا انتظار کرتے رہو گے سو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ رات مجھ کو ایسے یاد ہے کہ میں آپ کی انگشتری کی چمک اب دیکھ رہا ہوں یعنی اس رات میں آپ کے ہاتھ میں انگشتری تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ وَمَنْ رَاحَ.

جو آدمی صبح اور شام کی نماز کو مسجد میں آیا کرے اس کے واسطے کیا ثواب ہے؟۔

٦٢٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَاحَ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ.

٦٢٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی صبح اور شام کی نماز کو مسجد میں آیا کرے گا تو اللہ اس کے واسطے مہمانی تیار کرے گا بہشت میں ہر صبح وشام۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو صبح وشام کی نماز کو مسجد میں آیا کرے اس کے واسطے بڑا ثواب ہے کہ اس کے بدلے اس کو بہشت میں مہمانی ملے گی۔

بَابُ إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ.

جب فرض نماز کی تکبیر ہو جائے تو کوئی نماز درست نہیں سوائے فرض کے۔

٦٢٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَالَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا مِّنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ مَالِكُ ابْنُ بُحَيْنَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَجُلًا وَقَدْ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

٦٢٣۔ عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا کہ نماز پڑھتا ہے اور فرض نماز کی تکبیر ہو چکی تھی سو جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے اس مرد کو گھیر لیا یعنی اس کے گرد جمع ہو گئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کیا صبح کی تو چار رکعتیں پڑھتا ہے؟ کیا صبح کی تو چار رکعتیں پڑھتا ہے؟۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاثَ بِهِ النَّاسُ وَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ أَرْبَعًا الصُّبْحَ أَرْبَعًا تَابَعَهُ غُنْدَرٌ وَمُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ فِيْ مَالِكٍ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ حَفْصٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ وَقَالَ حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا سَعْدٌ عَنْ حَفْصٍ عَنْ مَالِكٍ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب فرض نماز کی تکبیر ہو جائے تو اس وقت کوئی نماز درست نہیں سوائے فرض کے نہ نفل اور نہ سنت اور یہی ہے مذہب جمہور کا وہ کہتے ہیں کہ نفلوں کو بعد نماز کے قضا کر لے جماعت کے ہوتے نہ پڑھے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا کہ اُن کے نزدیک فرضوں کی جماعت کے ہوتے اور کوئی نماز درست نہیں ہے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر امید ہو کہ پہلی رکعت ہی میں مل جائے گا تو مکروہ نہیں اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر جانتا ہو کہ سنت پڑھ کر فرضوں کی ایک رکعت مل جائے گی تو سنت پڑھ لے مگر یہ حدیث بخاری کی صریح ہے ان کے رد میں اس لیے کہ اس سے مطلق معلوم ہوتا ہے کہ بعد تکبیر ہو جانے نماز فرض کے کوئی نماز جائز نہیں اور بعض اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس واسطے منع فرمایا تھا کہ اس نے فرض اور نفل کے درمیان کچھ فاصلہ نہیں کیا پس فرض اور نفل میں التباس کا خوف تھا سو جواب اس کا یہ ہے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف یہی غرض ہوتی کہ دونوں میں التباس نہ ہو جائے تو آپ اس پر انکار نہ فرماتے اس لیے کہ ابن بحینہ سنت سے سلام پھیر کر جماعت میں داخل ہوا تھا اور دوسری حدیث میں ابو داؤد وغیرہ کے صریح آ چکا ہے کہ اس نے نماز صبح کے بعد دو رکعتیں پڑھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حال پوچھا یہ کون نماز ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میں نے پہلے سنت نہیں پڑھی تھی اب قضا کر کے پڑھی ہے تو آپ نے اس پر انکار نہ فرمایا حالانکہ اس نے سنت کو فرضوں کے متصل پڑھا تھا پس معلوم ہوا کہ یہ انکار آپ کا اس وجہ سے تھا کہ فرضوں کی جماعت کے ہوتے نفل درست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس واسطے منع فرمایا تھا کہ اس نے فرضوں کی جماعت کے برابر کھڑے ہو کر سنت پڑھی تھی سو جواب اس کا یہ ہے کہ دوسری حدیث میں صریح آ چکا ہے کہ اس نے مسجد کے کنارے میں سنت پڑھی تھی پس یہ محض وہم فاسد ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ جھگڑے کے وقت سنت کی طرف رجوع کرنا واجب ہے سو جس نے سنت کو لیا اس نے نجات پائی اور جماعت کے ہوتے نفلوں کو ترک کرنا اور بعد اس کے قضا کر کے پڑھنا سنت کے موافق ہے پس اسی کا اتباع کرنا اولیٰ ہے اور اگر فرض کی تکبیر ہونے سے پہلے کوئی سنت پڑھ رہا ہو تو شافعیہ وغیرہ

کہتے ہیں کہ سنت کو قطع کر دے اور چھوڑ کر جماعت میں مل جائے اس لیے کہ عموم حدیث "فَلَا صَلَاةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ" سے یہی ثابت ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تکبیر ہو جانے کے بعد سنت شروع نہ کرے اور اگر تکبیر ہونے سے پہلے سنت شروع کر چکا ہو تو ان کو نہ توڑے واسطے عموم آیت ﴿وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ﴾ لیکن توڑ دینا افضل ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام مثلاً ظہر کے فرض پڑھتا ہو تو مقتدی کو اس کے پیچھے عصر کے فرض یا کوئی نفل پڑھنے جائز نہیں صرف اسی وقت کے فرض پڑھے اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ اگر اقامت سے پہلے سنتوں کو شروع کر چکا ہو تو ان کو تمام کرے پھر جماعت میں ملے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر رکعت فوت ہونے کا خوف ہو تو سنتوں کو توڑ ڈالے ورنہ تمام کرے اور بعض صحابہ سے جو جماعت کے ہوتے سنتیں پڑھنی مروی ہیں تو وہ ان حدیثوں صحیحہ کے معارض نہیں اور نیز ان کی صحت بھی مسلم نہیں۔

بَابُ حَدِّ الْمَرِيْضِ أَنْ يَّشْهَدَ الْجَمَاعَةَ.

بیمار کی حد کہاں تک ہے اور اس کو جماعت میں حاضر ہونا کب تک جائز ہے؟۔

٦٢٤ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَذَكَرْنَا الْمُوَاظَبَةَ عَلَى الصَّلَاةِ وَالتَّعْظِيْمَ لَهَا قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأُذِّنَ فَقَالَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيْفٌ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ وَأَعَادَ فَأَعَادُوْا لَهُ فَأَعَادَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَخَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ فَصَلّٰى فَوَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَّفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ

۶۲۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کو وہ بیماری ہوئی جس میں آپ کا انتقال ہوا تو نماز کا وقت آیا اور اذان ہوئی تو آپ نے ارادہ کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنا دیں سو فرمایا کہ کہو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں سو میں نے عرض کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نرم دل آدمی ہے اگر حضرت ﷺ کے مقام پر نماز پڑھانے کو کھڑا ہوگا (تو رونے لگے گا اور) لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکے گا پھر آپ نے فرمایا کہ کہو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے میں نے پھر ویسے ہی عرض کی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نرم دل آدمی ہے آپ کی جگہ میں کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکے گا (اور قرآن کی آواز لوگ نہ سنیں گے عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایے کہ نماز پڑھائے) سو آپ نے تیسری بار پھر ویسے ہی فرمایا کہ کہو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے لوگوں کو نماز پڑھائے (پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم حضرت ﷺ سے کہو حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ سے یہ کہا یعنی عمر کو کہو کہ نماز پڑھائے تب حضرت ﷺ نے فرمایا کہ

رِجْلَيْهِ تَخُطَّانِ مِنَ الْوَجَعِ فَأَرَادَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَكَانَكَ ثُمَّ أُتِيَ بِهِ حَتّٰى جَلَسَ إِلٰى جَنْبِهِ قِيْلَ لِلْأَعْمَشِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَأَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِصَلَاتِهِ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ بِرَأْسِهِ نَعَمْ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بَعْضَهُ وَزَادَ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِيْ بَكْرٍ فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّيْ قَائِمًا.

بے شک تم یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو یعنی کیوں خلاف تمائی کرتی ہو کہ تمہارے دل میں تو یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اگر جماعت کرائیں تو مبادا لوگ اس کے ساتھ عداوت نہ کریں اور ظاہر میں یہ عذر ہے کہ وہ نرم دل ہے جیسے کہ زلیخا نے ظاہر تو مصر کی عورتوں کی دعوت کی تھی لیکن دراصل اس کی یہ غرض تھی کہ یہ عورتیں بھی یوسف علیہ السلام کے حسن کو دیکھیں اور مجھ کو معذور رکھیں) کہو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز کے لیے نکلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری سے کچھ افاقہ پایا سو آپ دو آدمیوں کے درمیان ٹیک لگا کر گھر سے تشریف لائے جیسے کہ میں آپ کے پاؤں کو دیکھتی ہوں کہ زمین پر گھسٹتے جاتے ہیں یعنی کمزوری کے سبب سے زمین پر نہیں ٹھہر سکتے ہیں اور بیماری کے سبب سے ان کو اٹھا نہیں سکتے ہیں سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مصلے سے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی جگہ میں ٹھہرا رہو پھر لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لائے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے سو اعمش (راوی) سے کسی نے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز پڑھتے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے سو اعمش نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں یعنی لوگوں کے امام ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے امام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بائیں طرف بیٹھ گئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ اس میں اختلاف ہے کہ اس نماز میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام بنے ہوئے تھے یا ابو بکر رضی اللہ عنہ امام تھے سو بعض علماء کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود امام تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ مقتدی تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے امام ہونے سے یہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے تو جو لوگ کہ دور صفوں میں کھڑے ہوئے تھے ان کو

حضرت ﷺ کی آواز سنی نہیں جاتی تھی اور نہ آپ کا حال ان کو معلوم ہو سکتا تھا اس واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پکار کر تکبیر کہتے تھے تا کہ لوگوں کو حضرت ﷺ کی تکبیر معلوم ہو اور بعض علماء کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امام تھے اور حضرت ﷺ مقتدی تھے اور حدیثیں ہر طرح کی اس باب میں آچکی ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ معاملہ دو بار ہوا ہے ایک بار میں حضرت ﷺ امام تھے اور ایک میں ابو بکر رضی اللہ عنہ امام تھے لیکن پہلی وجہ کو ترجیح معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم بالصواب۔اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ کہو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے تو اس میں اشارہ ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا کہ جو عہدہ حضرت ﷺ کا خاص تھا یعنی نماز کی امامت کا سو اپنی زندگی میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیا جیسے کوئی بادشاہ زندگی میں کسی کو تخت اور چتر شاہی دے تو یہ نشانی ہے کہ بادشاہ نے اس کو ولی عہد کیا اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ پر فضیلت ہے اور بعد اس کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فضیلت ہے سب پر اور یہ کہ جو خود پسندی سے بے خوف ہو اس کے روبرو تعریف کرنا جائز ہے اور یہ کہ چھوٹے کو بڑے سے تکرار کرنا جائز ہے اور یہ کہ چھوٹا بڑے کا ادب کرے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کو دیکھ کر مصلے سے پیچھے ہٹنے لگے تھے اور یہ کہ نماز میں بہت رونا نماز کو نہیں توڑتا ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں بہت روتے ہیں اور بہت نرم دل ہیں پھر باوجود اس کے آپ نے اس کو امامت کرانے کا حکم فرمایا اور اس کو رونے سے منع نہ فرمایا اور یہ کہ اشارہ کلام کرنے کے برابر ہے اور یہ کہ جماعت سے نماز پڑھنے کی بڑی تاکید ہے اور اگرچہ مریض کو ترک کرنی جماعت کی رخصت ہے لیکن مشکل کام پر عمل کرنا بھی اس کے لیے جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے ایسی شدت بیماری میں جماعت سے نماز اس واسطے پڑھی تھی تا کہ بعد کے خلیفے اور امام ادنیٰ عذر کے ساتھ جماعت کو ترک نہ کیا کریں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کو جائز ہے کہ اپنی امامت کو توڑ ڈالے اور دوسرے کا مقتدی ہو جائے اور نماز اس سے نہیں ٹوٹتی ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ مقتدی امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے اور مقتدی پیچھے کھڑے ہوں تو یہ بھی جائز ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کھڑے ہونے کی طاقت رکھتا ہو اس کی نماز بیٹھے کے پیچھے جائز ہے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ کھڑے کی نماز بیٹھے کے پیچھے جائز نہیں اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بیٹھے کے پیچھے بیٹھ کر پڑھنا واجب ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کو بیماری کی ایسی شدت ہو کہ بدون ٹیک لگائے دوسرے کے چل نہ سکے تو اس کے لیے جماعت میں آنا مستحب نہیں مگر جب کہ اس کو کوئی ایسا آدمی مل جائے جس پر تکیہ لگا کر چل سکے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

۶۲۵ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ

۶۲۵۔عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کو بیماری کی بہت شدت ہوئی تو آپ نے اپنی

الزُّهْرِيّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ الْأَرْضَ وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَرَجُلٍ آخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي وَهَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ.

بیویوں سے میرے گھر میں بیماری کاٹنے کی اجازت چاہی سو تمام بیویوں نے آپ کو اجازت دی سو آپ دو آدمیوں کے درمیان اپنے پاؤں کو زمین پر کھینچتے ہوئے باہر آئے اور وہ دونوں آدمی ایک تو عباس رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے علی رضی اللہ عنہ۔

فائدہ: وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے بھی اس طرح ہے جو پہلی حدیث میں گزر چکی۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْمَطَرِ وَالْعِلَّةِ أَنْ يُّصَلِّيَ فِي رَحْلِهِ.

مینہ برسنے اور عذر کے دن گھر میں نماز پڑھنی جائز ہے۔

فائدہ: عذر سے مراد وہ سبب ہے جو جماعت میں حاضر ہونے سے روکے جیسے کہ بیماری ہو یا دشمن کا خوف ہو یا کسی ظالم کا لحاظ ہو یا رات میں سخت آندھی چلے یا کوئی اور ایسا عذر ہو تو ایسے عذر کے وقت گھر میں نماز پڑھنی جائز ہے خواہ جماعت سے پڑھے یا تنہا۔

٦٢٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَذَّنَ بِالصَّلَاةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ ثُمَّ قَالَ أَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَّمَطَرٍ يَقُوْلُ أَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ.

٦٢٦۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز کے لیے اذان دی جاڑے اور آندھی کی رات میں پھر یہ لفظ کہا یعنی بعد اذان کے یا اخیر میں کہ اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب مینہ برسنے اور جاڑے کی رات ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مؤذن کو فرمایا کرتے کہ یہ کلمے کہے کہ اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو اور مطابقت باب کی اس حدیث سے ظاہر ہے۔

فائدہ: پس اس سے معلوم ہوا کہ ان عذروں سے جماعت کو ترک کرنا جائز ہے اور اس پر اجماع ہو چکا ہے اور شافعیہ کہتے ہیں کہ ہوا رات میں عذر ہے دن میں نہیں۔

٦٢٧ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهُ وَهُوَ أَعْمٰى وَأَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا تَكُوْنُ الظُّلْمَةُ وَالسَّيْلُ وَأَنَا رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَصَلِّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ بَيْتِيْ مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَجَآءَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ فَأَشَارَ إِلٰى مَكَانٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٢٧۔ محمود بن ربیع سے روایت ہے کہ عتبان بن مالک اپنی قوم کو امامت کرایا کرتا تھا اور وہ آنکھ سے اندھا تھا اور اس نے حضرت ﷺ سے عرض کی کہ یا حضرت! قصہ تو یوں ہے کہ اندھیرا ہوتا ہے اور نالا بہتا ہے اور میں آنکھ سے اندھا ہوں سو آپ میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھیے کہ میں اس کو جائے نماز ٹھہراؤں اور وہاں نماز پڑھا کروں سو حضرت ﷺ اس کے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا کہ تو اپنے گھر میں کس جگہ کو پسند رکھتا ہے کہ میں وہاں نماز پڑھوں سو اس نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا سو حضرت ﷺ نے اس میں نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس دن مینہ اور اندھیرا ہو یا کوئی اور عذر ہو تو اس دن گھر میں نماز پڑھنی جائز ہے اور جماعت کو ترک کرنا جائز ہے اس لیے کہ اگر اکیلے کی نماز گھر میں جائز نہ ہوتی تو حضرت ﷺ بیان کر دیتے کہ تنہا تیری نماز اس جگہ جائز نہیں جب تک جماعت نہ ہو اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ هَلْ يُصَلِّي الْإِمَامُ بِمَنْ حَضَرَ وَهَلْ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَطَرِ.

اگر جمعہ کے دن مینہ ہو تو اس دن امام کو جمعہ کرانا اور خطبہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟۔

فائدہ: پہلے باب سے معلوم ہوتا تھا کہ عذر والے لوگوں کو گھر میں نماز پڑھنی چاہیے وہ لوگ جماعت میں حاضر نہ ہوں تو اس سے ظاہرا یہی معلوم ہوتا تھا کہ ان لوگوں کو جماعت میں حاضر ہونا بالکل جائز نہیں سو اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس وہم کو دفعہ کرنے کے واسطے یہ باب باندھا ہے اس غرض سے کہ عذر کے دن گھروں میں نماز پڑھنے کا حکم فقط رخصت اور جائز ہے واجب نہیں بلکہ مستحب بھی نہیں اگر کوئی ایسے دن تکلیف اٹھا کر جماعت میں حاضر ہو تو مکروہ نہیں بلکہ ثواب ملتا ہے۔

٦٢٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ

٦٢٨۔ عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ہم کو خطبہ سنایا مینہ کے دن سو جب مؤذن حی علی الصلوۃ پر پہنچا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو حکم دیا کہ اس کے بدلے یہ لفظ کہو الصلوۃ فی الرحال سو بعض نے بعض کی طرف دیکھا

عَبَّاسٍ فِي يَوْمٍ ذِي رَدْغٍ فَأَمَرَ الْمُؤَذِّنَ لَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ قُلِ الصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ فَنَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَكَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوْا فَقَالَ كَأَنَّكُمْ أَنْكَرْتُمْ هٰذَا إِنَّ هٰذَا فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا عَزْمَةٌ وَإِنِّيْ كَرِهْتُ أَنْ أُحْرِجَكُمْ وَعَنْ حَمَّادٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كَرِهْتُ أَنْ أُؤَثِّمَكُمْ فَتَجِيْئُوْنَ تَدُوْسُوْنَ الطِّيْنَ إِلٰى رُكَبِكُمْ.

جیسے کہ انہوں نے اس بات کو مکروہ جانا سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ گویا تم نے اس امر کو برا جانا ہے بے شک یہ کام اس نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے میری رائے نہیں اور بے شک رجعہ واجب ہے اور میں نے اس بات کو ناپسند جانا کہ تم کو تکلیف میں ڈالوں سو تم اپنے گھٹنوں تک کیچڑ میں پھسلتے آؤ۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ عذر والوں کو مینہ کے دن جمعہ جماعت میں حاضر ہونا مکروہ نہیں اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ بعض لوگوں نے حاضر ہو کر جمعہ ادا کیا پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

٦٢٩ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ فَقَالَ جَآءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتّٰى سَالَ السَّقْفُ وَكَانَ مِنْ جَرِيْدِ النَّخْلِ فَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَآءِ وَالطِّيْنِ حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّيْنِ فِيْ جَبْهَتِهِ.

۶۲۹۔ ابوسلمہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے شب قدر کا حال پوچھا سو اس نے کہا کہ ایک دن ابر کا آیا اور مینہ برسا یہاں تک کہ مسجد نبوی کی چھت کا پانی بہ چلا اور چھت مسجد کی کھجور کی چھڑیوں سے بنی تھی سو نماز کی تکبیر ہوئی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتے ہیں یہاں تک کہ میں نے آپ کی پیشانی پر مٹی کا نشان دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مینہ کے دن اگر لوگ جماعت میں حاضر ہوں تو جب بھی جائز ہے بلکہ ثواب ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

٦٣٠ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ

۶۳۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد انصاری نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں آپ کے ساتھ جماعت میں

بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِنِّيْ لَا اَسْتَطِيْعُ الصَّلَاةَ مَعَكَ وَكَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَصَنَعَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَدَعَاهُ اِلٰى مَنْزِلِهٖ فَبَسَطَ لَهٗ حَصِيْرًا وَنَضَحَ طَرَفَ الْحَصِيْرِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ اٰلِ الْجَارُوْدِ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى قَالَ مَا رَاَيْتُهٗ صَلَّاهَا اِلَّا يَوْمَئِذٍ.

حاضر ہونے کی طاقت نہیں رکھتا اور وہ آدمی بہت موٹا اور بھاری بدن والا تھا سو اس نے حضرت ﷺ کی دعوت کی اور آپ کو اپنے گھر میں بلایا اور آپ کے لیے چٹائی بچھائی اور اس پر پانی چھڑکا تاکہ نرم ہو جائے یا پاک ہو جائے سو حضرت ﷺ نے اس پر دو رکعت نماز پڑھی تو جارود کی اولاد سے ایک مرد نے انس رضی اللہ عنہ کو کہا کہ کیا حضرت ﷺ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آپ کو کبھی پڑھتے نہیں دیکھا مگر آج کے دن۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس آدمی کو عذر ہو اگر وہ جماعت میں نہ آئے تو جائز ہے جیسے کہ آپ نے اُس موٹے آدمی کو معذور رکھا لیکن اس کو یہ نہیں فرمایا کہ تجھ کو جماعت میں آنا جائز نہیں یا مکروہ ہے پس معلوم ہوا کہ عذر والے کو جماعت میں آنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ چٹائی پر نماز پڑھنی جائز ہے لیکن مٹی پر نماز پڑھنی افضل ہے۔

بَابُ اِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ وَاُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَبْدَاُ بِالْعَشَآءِ وَقَالَ اَبُو الدَّرْدَآءِ مِنْ فِقْهِ الْمَرْءِ اِقْبَالُهٗ عَلٰى حَاجَتِهٖ حَتّٰى يُقْبِلَ عَلٰى صَلَاتِهٖ وَقَلْبُهٗ فَارِغٌ.

جب کھانا تیار ہو اور فرض نماز کی تکبیر ہو جائے تو کیا کرے پہلے کھانا کھائے یا نماز پڑھے؟ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما رات کا کھانا نماز عشاء سے پہلے کھایا کرتے تھے اور ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آدمی کی فقہ اور دانش سے یہ بات ہے کہ پہلے اپنی حاجت پر متوجہ ہو اور اس کو پورا کرے یہاں تک کہ اپنی نماز میں متوجہ ہو اس حالت میں کہ اس کا دل حاجت سے خالی ہو یعنی بے فکر ہو کر نماز پڑھے کسی حاجت کی طرف دل نہ لگائے۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر حال میں پہلے کھانا کھا لینا چاہیے خواہ بھوک ہو یا نہ ہو اور ابودرداء رضی اللہ عنہ کے اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف اسی وقت ہے جب کہ بھوک کا بہت غلبہ ہو کہ اس وقت کھانے سے فراغت کر کے نماز پڑھے۔

٦٣١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ

٦٣١ـ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا

هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا وُضِعَ الْعَشَآءُ وَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَآءِ.

کہ جب رات کا کھانا تیار ہو اور نماز عشاء کی تکبیر ہو جائے تو تم کھانے کی ابتدا کرو یعنی اول کھانے سے فراغت کرو پھر نماز پڑھو تا کہ تسکین سے نماز ہو کھانے کی طرف دل نہ لگا رہے۔

فائدہ: جمہور علماء کے نزدیک اول کھانا کھا لینا مستحب ہے پھر اس مستحب ہونے میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ مستحب اسی وقت ہے جب کہ اس کو بھوک کا غلبہ ہو اور یہی ہے مذہب شافعیوں کا اسی طرح اگر کھانے کے خراب ہو جانے کا خوف ہو تو جب بھی یہی حکم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر حال میں مستحب یہی ہے کہ پہلے کھا لے اور یہی ہے مذہب امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق اور ثوری کا اور بعضوں کا کچھ اور مذہب ہے لیکن بہر حال نماز سے پہلے کھانا کھا لینے کو ترجیح معلوم ہوتی ہے لیکن یہ سب کچھ اسی وقت ہے جب کہ نماز کا وقت تنگ نہ ہو اور اگر نماز کا وقت تنگ ہو تو پہلے نماز پڑھ لے ایسے وقت میں نماز کو تاخیر کرنا بالاجماع جائز نہیں اور امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ جو چیز دل کو مشغول رکھے وہ بھی طعام کے ساتھ شامل ہے۔

٦٣٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُدِّمَ الْعَشَآءُ فَابْدَءُوْا بِهٖ قَبْلَ أَنْ تُصَلُّوْا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَلَا تَعْجَلُوْا عَنْ عَشَآئِكُمْ.

٦٣٢ ـ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات کا کھانا تیار ہو جائے تو تم کھانے کے ساتھ ابتدا کرو مغرب کی نماز سے پہلے اور کھانے سے روگردانی مت کرو۔

٦٣٣ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُضِعَ عَشَآءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَآءِ وَلَا يَعْجَلْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوْضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلَاةُ فَلَا يَأْتِيْهَا حَتّٰى يَفْرُغَ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَآءَةَ الْإِمَامِ.

٦٣٣ ـ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کسی کا رات کا کھانا تیار ہو اور نماز کی تکبیر ہو جائے تو اول کھانا کھا لے اور نماز کے واسطے جلدی نہ کرے جب تک کہ اس سے فارغ ہو جائے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جب کھانا آ جاتا اور نماز کی تکبیر ہو جاتی تو نماز کی طرف نہ آتے جب تک کہ کھانے سے فارغ نہ ہو جاتے اور وہ امام کی قراءت سنتے رہتے۔

وَقَالَ زُهَيْرٌ وَوَهْبُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَلَا يَعْجَلْ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ وَإِنْ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ رَوَاهُ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ وَهْبِ بْنِ عُثْمَانَ وَوَهْبٌ مَدِيْنِيٌّ.

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ان حدیثوں میں دلالت ہے اس بات پر کہ کھانے کے موجود ہوتے نماز مکروہ ہے بشرطیکہ اس کے کھانے کا ارادہ رکھتا ہو اس لیے کہ اس میں دل کا خلوص اور حضور نہیں رہتا ہے اور اسی طرح جس چیز کی طرف دل مشغول ہو تو اس کا بھی یہی حال ہے لیکن یہ اسی وقت ہے جب کہ وقت فراخ ہو اور اگر وقت تنگ ہو تو پہلے نماز پڑھ لے نماز کو وقت سے نکالنا ہرگز جائز نہیں ہے صرف اس نماز میں تھوڑی کراہت ہو گی یعنی بوجہ حاضر ہونے کھانے کے لیکن نماز صحیح ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جس کا کھانا تیار ہو اس کی نماز کا وقت دراز ہو جاتا ہے اگرچہ اصلی وقت اس کا قضا ہو جائے۔

بَابُ إِذَا دُعِيَ الْإِمَامُ إِلَى الصَّلَاةِ وَبِيَدِهٖ مَا يَأْكُلُ.

جب امام کو نماز کی طرف بلایا جائے اور وہ کسی چیز کو کھا رہا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس باب سے یہ ہے کہ پہلے باب میں جو نماز سے اول کھانا کھانے کا حکم آیا ہے تو یہ حکم واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اس لیے کہ اگر یہ حکم واجب ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کو چھوڑ کر نہ آتے۔

٦٣٤ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ ذِرَاعًا يَحْتَزُّ مِنْهَا فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّيْنَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۶۳۴۔ عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بکری کا ہاتھ کاٹ کر کھا رہے تھے سو آپ کو نماز کی طرف بلایا گیا سو آپ کھڑے ہوئے اور چھری کو پھینک دیا سو آپ نے نماز پڑھی اور نیا وضو نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کو چھوڑ کر نماز کی طرف چلے گئے پس معلوم ہوا کہ پہلے کھانا کھا لینا واجب نہیں مستحب ہے کما مر۔

بَابُ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَهْلِهِ فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَخَرَجَ.

جو آدمی گھر کے کسی کام میں مشغول ہو اور نماز کی تکبیر ہو جائے تو اس کو نماز کے واسطے آنا جائز ہے۔

٦٣٥ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ قَالَتْ كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ تَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

۶۳۵۔ اسود سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اپنے گھر والوں کا کام کرتے تھے اور جب نماز کا وقت آتا تو نماز کی طرف نکلتے۔

فائدہ: شمائل ترمذی میں ہے کہ بکریوں کو دوہتے تھے اور اپنے کپڑوں کو سیتے تھے پس معلوم ہوا کہ گھر یا باہر کے سب کاموں کا کھانے کی طرح حکم نہیں کہ پہلے کام کر لے بعد اس کے نماز پڑھے اس لیے کہ اگر ایسا ہو تو دنیا کے کام سے تو آدمی کسی وقت خالی نہیں ہوتا ہے تو اس سے نماز کا وقت بالکل کوئی نہیں رہے گا پس سوائے کھانے کے کسی اور کام کی طرف دل کا مائل رہنا معتبر نہیں بلکہ جب نماز کا وقت آئے تو فوراً کام کو چھوڑ کر نماز میں حاضر ہو اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ وَهُوَ لَا يُرِيدُ إِلَّا أَنْ يُعَلِّمَهُمْ صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَّتَهُ.

جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے اور وہ کوئی ارادہ نہ رکھتا ہو مگر یہ کہ ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سکھلائے اور آپ کا طریقہ بتلائے تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

٦٣٦ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ جَآءَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ فِي مَسْجِدِنَا هٰذَا فَقَالَ إِنِّي لَأُصَلِّي بِكُمْ وَمَا أُرِيدُ الصَّلَاةَ أُصَلِّي كَيْفَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَقُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ كَيْفَ كَانَ يُصَلِّي قَالَ مِثْلَ شَيْخِنَا هٰذَا قَالَ وَكَانَ شَيْخًا يَجْلِسُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ قَبْلَ أَنْ يَنْهَضَ فِي

۶۳۶۔ ابو قلابہ سے روایت ہے کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہماری اس مسجد میں آئے سو انہوں نے کہا کہ میں تم کو نماز پڑھاتا ہوں اور میرا نماز پڑھنے کا ارادہ نہیں یعنی یہ نماز فرض نہیں کہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا نماز پڑھتا ہوں جیسے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا ہے سو ابوایوب (راوی) نے کہا کہ میں نے ابو قلابہ سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح نماز پڑھتے تھے اس نے کہا کہ ہمارے اس شیخ کی طرح یعنی عمرو بن سلمہ کی طرح کہ ہمارا امام ہے اور وہ شیخ بیٹھا کرتا تھا جب کہ سجدے سے سر اٹھاتا کھڑے ہونے سے پہلے اول

الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى.

رکعت میں یعنی جلسہ استراحت کا کیا کرتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے کہ بدون سکھلانے کے اس سے کچھ مقصود نہ ہو تو جائز ہے یہ نماز ریا میں داخل نہیں ہے اور نہ تشریک فی العبادت کے قبیل سے ہے اور یہ جو انہوں نے کہا کہ میرا نماز کا ارادہ نہیں تو اس کا یہ معنی نہیں کہ میں یہ نماز ثواب کے واسطے نہیں پڑھتا ہوں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میرا نماز پڑھنے کا سبب کوئی نماز قضا یا ادا کا حاضر ہونا نہیں بلکہ صرف میری غرض اس سے یہ ہے کہ تم کو تعلیم کروں اور تعلیم میں بیشک ثواب ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ.

علم والے بزرگی والے لوگ امامت کرانے کے واسطے زیادہ حق دار ہیں اُن لوگوں سے جو علم اور بزرگی نہیں رکھتے ہیں۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ جب عالم اور قاری دونوں موجود ہوں تو امام کون بنے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور جمہور متقدمین کہتے ہیں کہ عالم امام بنے کہ نماز میں علم کی حاجت بہت پڑتی ہے اس لیے کہ اگر نماز میں کوئی قصور ہو تو وہ اس کا تدارک کر سکتا ہے بخلاف قاری کے کہ وہ بسبب بے علمی کے اس کا تدارک نہیں کر سکتا ہے اور حدیث باب کی بھی اسی پر دلالت کرتی ہے اس لیے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے اعلم تھے اور ابو یوسف اور امام احمد اور اسحاق اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ امام قاری بنے کہ حدیث میں آیا ہے کہ امامت وہ کرے جو سب سے زیادہ قاری ہو اور جمہور علماء اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ حکم اول اسلام میں تھا جب کہ حافظ کم تھے اور امامت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخر عمر میں واقع ہوئی ہے پس اس پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔

٦٣٧ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَآئِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ فَقَالَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّهُ رَجُلٌ رَقِيْقٌ إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ قَالَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَعَادَتْ فَقَالَ مُرِيْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ

٦٣٧۔ ترجمہ اس حدیث کا اوپر گزر چکا ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا کہ کہو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی قاصد آیا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا یعنی بلال رضی اللہ عنہ آئے اور ان کو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو نماز پڑھانے کے واسطے امام مقرر کیا ہے چلو اور لوگوں کو نماز پڑھاؤ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو امامت سے نماز پڑھائی۔

يُوْسُفَ فَأَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فِيْ حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: علماء کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس حدیث سے یہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب امت سے افضل ہے اور سب سے زیادہ عالم ہے اس لیے کہ آپ نے باوجود تکرار کے امامت کے واسطے اس کے سوا کسی کو پسند نہ کیا پس معلوم ہوا کہ امام وہ ہے جو عالم ہو اور بزرگ ہو۔

٦٣٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهٖ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِيْ لَهٗ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا.

٦٣٨۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ جب آپ کے مقام پر نماز پڑھانے کو کھڑا ہوگا تو رونے لگے گا اور قرآن کی آواز لوگ نہ سنیں گے آپ عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایے کہ نماز پڑھائے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو کہ دل میں کچھ ہے اور زبان پر کچھ سو حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ نہیں ہوں میں کہ پہنچوں تجھ سے نیکی کو یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ناراض ہونا تمہارے سبب سے ہوا ہے اگر میں یہ کلام نہ کہتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض نہ ہوتے۔

٦٣٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ وَكَانَ تَبِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَدَمَهٗ وَصَحِبَهٗ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُصَلِّيْ لَهُمْ فِيْ وَجَعِ النَّبِيِّ صَلَّى

٦٣٩۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اس بیماری میں جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا یہاں تک کہ جب سوموار کا دن ہوا اور لوگ صفیں باندھ کر نماز میں کھڑے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرے کا پردہ اٹھایا اور ہم کو کھڑے ہو کر دیکھتے رہے جیسے کہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِيْهِ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ الْإِثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوْفٌ فِي الصَّلَاةِ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرَ الْحُجْرَةِ يَنْظُرُ إِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَأَنَّ وَجْهَهٗ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَهَمَمْنَا أَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَكَصَ أَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجٌ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَشَارَ إِلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ وَأَرْخَى السِّتْرَ فَتُوُفِّيَ مِنْ يَوْمِهٖ.

چہرہ آپ کا قرآن کا ورق تھا یعنی بہ سبب باریک ہو جانے چہرے کے اور صفائی بدن کی اور روشنی جمال باکمال کے پھر آپ نے تبسم فرمایا یعنی ہنستے رہے سو ہم نے قصد کیا کہ فتنے میں پڑ جائیں یعنی ہماری نماز ٹوٹ جائے اس خوشی کے سبب سے جو ہم کو حضرت ﷺ کے دیدار سے حاصل ہوئی پس ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی ایڑیوں پر پیچھے ہٹے یعنی قبلے کی طرف پیٹھ نہ پھیری اور نہ اس طرف سے منہ پھیرا اور گمان کیا کہ حضرت ﷺ نماز میں آنے والے ہیں سو حضرت ﷺ نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ اپنی نماز تمام کرو اور پردے کو دروازے پر لٹکا دیا یعنی حجرے کے اندر چلے گئے سو اسی دن آپ کا انتقال ہو گیا اللہ تعالیٰ ان پر ہزاروں رحمتیں کرے۔

٦٤٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمْ يَخْرُجِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا فَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَذَهَبَ أَبُوْ بَكْرٍ يَتَقَدَّمُ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجَابِ فَرَفَعَهٗ فَلَمَّا وَضَحَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَظَرْنَا مَنْظَرًا كَانَ أَعْجَبَ إِلَيْنَا مِنْ وَّجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وَضَحَ لَنَا فَأَوْمَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ أَنْ يَتَقَدَّمَ وَأَرْخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِجَابَ فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ حَتّٰى مَاتَ.

٦٤٠۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ تین دن مسجد میں نہ آئے سو نماز کی تکبیر ہوئی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے یعنی امامت کے لیے سو حضرت ﷺ نے پردہ اٹھایا یعنی حجرے کے دروازے سے سو جب آپ کا چہرہ مبارک ظاہر ہوا تو ہم نے ایسا دیدار کبھی نہیں دیکھا جو ہم کو بہت پیارا ہوتا حضرت ﷺ کے چہرے سے جب کہ ہم کو ظاہر ہوا سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ تشریف لاتے ہیں تب الٹے پاؤں پیچھے ہٹے سو حضرت ﷺ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا کہ امام بنے اور لوگوں کو نماز پڑھائے اور آپ نے پردہ لٹکایا اور مسجد میں تشریف نہ لائے سو نہ طاقت پائی ہم نے آپ کے دیدار پر یہاں تک کہ آپ نے انتقال فرمایا۔

٦٤١ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ

٦٤١۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ قِيْلَ لَهُ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيْقٌ إِذَا قَرَأَ غَلَبَهُ الْبُكَآءُ قَالَ مُرُوْهُ فَيُصَلِّيْ فَعَاوَدَتْهُ قَالَ مُرُوْهُ فَيُصَلِّيْ إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عُقَيْلٌ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کو بیماری کی شدت ہوئی اور مسجد میں آنے کی اور لوگوں کو نماز پڑھانے کی طاقت نہ رہی تو آپ سے نماز کا حال پوچھا گیا کہ لوگوں کو نماز کون پڑھائے فرمایا کہو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نرم دل آدمی ہے جب قرآن پڑھے گا تو رونے لگے گا فرمایا کہ اس سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے سو میں نے پھر وہی بات دوہرائی فرمایا کہ اس سے کہو کہ نماز پڑھائے تم یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو۔

فائدہ: یہ حدیث دراصل ایک ہی حدیث ہے لیکن سندیں اس کی مختلف ہیں اسی واسطے امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس کو کئی سندوں سے بیان کیا ہے گویا اشارہ ہے کہ یہ حدیث بخاری کو بہت طریقوں سے پہنچی ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص علم والا ہو اور بزرگ ہو وہ امامت کے زیادہ تر لائق ہے اس آدمی سے جو علم اور بزرگی نہیں رکھتا اسی طرح جو اعلم اور افضل ہو وہ امامت کے زیادہ تر لائق ہے عالم اور فاضل سے اور وجہ استدلال کی ان حدیثوں سے یہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بہت حدیثوں سے ثابت ہو چکی ہے اور یہ بھی قطعاً معلوم ہو چکا ہے کہ وہ سب اصحاب سے افضل ہیں اور جب کہ ان کو امامت کرنے کا حکم ہوا تو اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ امامت کے لائق وہ آدمی ہے جو اہل علم اور اہل فضل ہو اور یہی وجہ ہے مطابقت ان حدیثوں کی باب سے۔

بَابُ مَنْ قَامَ إِلٰى جَنْبِ الْإِمَامِ لِعِلَّةٍ.

اگر کوئی شخص کسی سبب سے امام کے پہلو میں کھڑا ہو تو اس کا کیا حکم ہے یعنی اگر امام مثلاً بیمار ہو اور مقتدی تکبیر کی آواز نہ سنیں تو اس وقت جائز ہے کہ ایک آدمی امام کے پہلو میں کھڑا ہو اور امام کی تکبیر لوگوں کو پکار کر سنا دے۔

٦٤٢ ـ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ بْنُ يَحْيَى قَالَ

۶۴۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی

حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِيْ مَرَضِهِ فَكَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ قَالَ عُرْوَةُ فَوَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ فَإِذَا أَبُوْ بَكْرٍ يَؤُمُّ النَّاسَ فَلَمَّا رَآهُ أَبُوْ بَكْرٍ اسْتَأْخَرَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ كَمَا أَنْتَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِذَآءَ أَبِيْ بَكْرٍ إِلٰى جَنْبِهِ فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ أَبِيْ بَكْرٍ.

بیاری میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھائے سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے عروہ نے کہا کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری سے کچھ افاقہ ہوا سو آپ گھر سے تشریف لائے اور اچانک ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے سو جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ کے برابر ہو کر اس کے پہلو میں بیٹھ گئے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: مطلب اس کا یہ ہے کہ درحقیقت سب کے امام تو خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے لیکن بوجہ ضعف اور ناطاقتی کے لوگ آپ کی تکبیر کی آواز نہیں سن سکتے تھے اس لیے ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکبیر کی آواز لوگوں کو پکار کر سنا دیتے تھے تو گویا بظاہر لوگوں کے امام ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے کہ لوگ ان کی آواز کی تابعداری کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی عذر سے امام کے پہلو میں کوئی آدمی کھڑا ہو جائے جیسے کہ یہ واقعہ ہوا ہے تو جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اسی طرح اگر لوگ بے شمار ہوں اور بہت دور دور کھڑے ہوں اور بہت ہجوم کے سبب سے لوگ امام کی آواز نہ سن سکیں تو کوئی آدمی بلند آواز والا امام کے پہلو میں کھڑا ہو جائے یا کسی صف میں کھڑا ہو کر لوگوں کو امام کی تکبیر سنائے تو جائز ہے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اصل یہی ہے کہ امام مقتدیوں سے مقدم ہو لیکن اگر مکان تنگ ہو یا مقتدی صرف ایک ہی ہو یا لوگ ننگے ہوں تو امام کے برابر کھڑے ہونا جائز ہے لیکن فضیلت فوت ہوتی جاتی ہے۔

بَابُ مَنْ دَخَلَ لِيَؤُمَّ النَّاسَ فَجَآءَ الْإِمَامُ الْأَوَّلُ فَتَأَخَّرَ الْأَوَّلُ أَوْ لَمْ يَتَأَخَّرْ جَازَتْ صَلَاتُهُ فِيْهِ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اگر کوئی شخص مثلاً محراب میں آئے تا کہ لوگوں کو امامت کرائے پھر پہلا امام آ جائے تو وہ امام محراب والا خواہ پیچھے ہٹے یا نہ ہٹے اس کی نماز درست ہو جاتی ہے اس حکم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث ہے۔

فائدہ: پہلے امام سے وہ امام مراد ہے جو ہمیشہ سے مقرر ہو اور محراب میں آنے والے سے وہ امام مراد ہے جو اس کا

نائب اور خلیفہ ہو یعنی اگر ہمیشہ کے امام نے کسی عذر سے کسی دوسرے آدمی کو نماز میں اپنا خلیفہ بنایا اور نماز کے اندر پھر وہ ہمیشہ کا امام بھی آ گیا تو اب وہ خلیفہ خواہ پیچھے کی صف میں ہٹ جائے خواہ نہ ہٹے خلیفہ کی نماز جائز ہو جاتی ہے دوہرا کر پڑھنے کی کوئی حاجت نہیں ہے یہ نہیں کہ وہ تین قدم پیچھے ہٹ کر جانے کے سبب سے اس کی نماز جائز ہو یا نماز میں دوسرے آدمی کے پیچھے اقتدا کرنے کی وجہ سے اس کی نماز جائز نہ ہو اور پیچھے ہٹنے اور نہ ہٹنے کے باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی ہے چنانچہ وہ حدیث عروہ اور عبداللہ کے طریق سے باب من قام الی جنب الامام میں اوپر مذکور ہو چکی ہے اور جواز آپ کی تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے نماز دوہرانے کا حکم نہ فرمایا۔

٦٤٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ إِلٰى بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَجَآءَ الْمُؤَذِّنُ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ أَتُصَلِّيْ لِلنَّاسِ فَأُقِيْمَ قَالَ نَعَمْ فَصَلّٰى أَبُوْ بَكْرٍ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِيْ صَلَاتِهِ فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيْقَ الْتَفَتَ فَرَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُوْ بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوٰى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمَّا

٦٤٣۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قوم بنی عمرو میں صلح کرانے کو گئے کہ وہ آپس میں لڑ پڑے تھے سو نماز کا وقت آیا یعنی عصر کا سو مؤذن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ کیا تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ گے اور میں تکبیر کہتا ہوں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں پڑھاؤں گا سو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امام ہو کر نماز شروع کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اصحاب نماز میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو چیرتے چلے گئے یہاں تک کہ اول صف میں نماز کی نیت کر کے کھڑے ہوئے سو اصحاب نے دستک دی اور تالی بجائی تا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے خبر دار ہو جائیں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف نہ دیکھتے تھے سو جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نظر کی سو دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صف میں کھڑے ہیں سو آپ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اشارہ کیا کہ وہیں ٹھہرے رہو اور امامت کیے جاؤ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر ادا کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو امامت کرنے کو فرمایا پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹے یہاں تک کہ صف میں برابر ہو گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر امامت کی پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو فرمایا اے ابوبکر! میرے حکم کے

انْصَرَفَ قَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَثْبُتَ إِذْ اَمَرْتُكَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَا كَانَ لِابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ اَنْ يُّصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِيْ رَاَيْتُكُمْ اَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيْقَ مَنْ رَابَهٗ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيُسَبِّحْ فَاِنَّهٗ اِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ اِلَيْهِ وَاِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ.

بعد تو کیوں نہ وہاں ٹھہرا رہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ ابو قحافہ (یہ ان کے باپ کا نام ہے) کے بیٹے کو یہ لائق نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے امام بنے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اصحاب سے فرمایا کہ مجھ کو کیا ہے کہ میں نے تم کو دیکھا کہ تم نے بہت تالیاں بجائیں یعنی ایسا نہ کیا کرو جس کو نماز میں کوئی ضرورت پیش آئے یعنی ایسی ضرورت جس میں امام کو خبر دار کرنا پڑے تو چاہیے کہ بلند آواز سے سبحان اللہ کہے اس واسطے کہ جب اس نے سبحان اللہ کہا تو اس کی طرف التفات کیا جائے گا یعنی سبحان اللہ کہنے سے امام خبردار ہو جائے گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تالی مارنا صرف عورتوں کے واسطے جائز ہے یعنی اگر امام کے خطا پر عورت واقف ہو تو سبحان اللہ نہ کہے بلکہ ہاتھ کو ہاتھ پر مارے اس واسطے کہ عورت کی آواز سے مرد اکثر بدخیال ہو جاتا ہے۔

فائدہ: بنی عمرو بن عوف انصار کے ایک قبیلے کا نام ہے ان کی آپس میں لڑائی ہو گئی تھی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تب آپ ان میں صلح کرانے کو گئے اور جاتے ہوئے فرما گئے کہ اگر میں نماز کے وقت نہ آؤں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امام بنا کر نماز پڑھ لینا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں کچھ دیر ہو گئی تو لوگوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امام بنا کر نماز شروع کر دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے سے آ ملے تب یہ حدیث فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ اگر خلیفہ مصلے سے پیچھے ہٹ آئے تو اس کی نماز درست ہے اس لیے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ مصلے سے پیچھے ہٹ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز دوہرانے کا حکم نہ فرمایا بلکہ اس پر سکوت فرمایا پس آپ کی تقریر سے نماز کا جائز ہونا ثابت ہو گیا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ لوگوں میں صلح کرانی اور قطع رحمی کی جڑ کے اکھاڑنے میں بڑا ثواب ہے اور امام کا خود آپ رعیت میں صلح کے واسطے جانا اور صلح کو امامت پر مقدم رکھنا جائز ہے اور دوم یہ کہ بعض مدعیوں کے دعوے سننے کے واسطے امام کو موقعہ پر جانا جائز ہے جب کہ ان کی کچہری میں حاضر کرنے سے موقعہ پر جانا بہتر معلوم ہو۔ سوم یہ کہ ایک نماز دو اماموں کے پیچھے پڑھنی جائز ہے اس طور سے کہ کچھ نماز پہلے ایک امام پڑھائے اور باقی نماز پھر دوسرا امام پڑھائے اور جب کہ ہمیشہ کا امام غائب ہو تو کسی کو اپنا خلیفہ بنائے اور جب ہمیشہ کا امام نماز شروع ہونے کے بعد آ جائے تو اس کو اختیار ہے خواہ اپنے خلیفے کی اقتدا کرے اور خواہ خود

امام بن جائے اور خلیفے کو مقتدی بنائے کہ اسی طرح اول بدل کرنے سے کسی کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے نہ امام کی اور نہ مقتدیوں کی۔ چہارم یہ کہ اگر کوئی آدمی اپنی کچھ نماز میں امام بنے اور باقی نماز میں مقتدی بنے تو یہ بھی جائز ہے۔ پنجم یہ کہ اگر تنہا آدمی نماز شروع کرے اور پھر اس کے پاس جماعت ہونے لگے تو اس سے پہلی نیت سے جماعت کے ساتھ مل جائے نہ نماز کو توڑے اور نہ نئی نیت کرے اس لیے کہ اگر مقتدی امام سے پہلے نیت کر لے تو جائز ہے۔ ششم یہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ پر فضیلت ہے اور ایک جماعت نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب اصحاب سے افضل ہیں اس لیے کہ سب اصحاب نے امامت کے واسطے اسی کو اختیار کیا اور کسی کو نہ کیا اور یہ کہ اگر امام حاضر نہ ہو تو مقتدیوں سے کوئی امام بن جائے لیکن یہ اسی وقت ہے کہ فتنے کا خوف نہ ہو اور امام اس خلیفے سے ناراض نہ ہو بلکہ وہ خلیفہ سب کا خیر خواہ ہو۔ ہفتم یہ کہ اقامت کہنا اور امام کو بلانا مؤذن کا کام ہے اور یہ کہ بدون اذن امام کے مؤذن تکبیر نہ کہے اور یہ کہ نماز اول وقت پڑھنی خاص کر عصر کی نماز امام کے انتظار کرنے سے افضل ہے۔ ہشتم یہ کہ نماز میں سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا جائز ہے گو اس سے غیر کو خبردار کرنا مقصود ہو۔ نہم یہ کہ نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے۔ دہم یہ کہ جب کسی کو کوئی نئی نعمت ملے تو مستحب ہے کہ الحمد للہ کہے گو نماز ہی میں ہو۔ یازدہم یہ کہ کسی کے واسطے پیچھے کی طرف پھر کر دیکھنا جائز ہے اور یہ کہ نمازی کو ہاتھ سے اشارہ کرنا جائز ہے۔ دوازدہم یہ کہ نمازیوں کو پھاڑتے ہوئے ان کے درمیان سے چلنا پہلی صف میں داخل ہونے کے واسطے جائز ہے مگر یہ صرف امام ہی کے واسطے ہے یا اس کے واسطے جس کے خلیفہ بنانے کی امام کو حاجت ہو یا صف اول میں کوئی خالی جگہ بند کرنے کے واسطے جائے اور یہ آدمیوں کو تکلیف دینے کے قبیل سے نہیں ہے جیسے کہ بیٹھے آدمیوں کی گردنوں پر سے کود کر جانے میں ان کو تکلیف ہوتی ہے پس اس حدیث اور حدیث (من تخطى رقاب الناس) کے درمیان کوئی تعارض نہیں۔ سیزدہم یہ کہ مفضول کو فاضل کی امامت کرانی جائز ہے۔ چہاردہم یہ کہ نماز میں تھوڑا کام کر لینے سے اور کئی قدم چلنے سے نماز نہیں ٹوٹتی اس لیے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے چل کر صف میں آئے مگر یہ شرط ہے کہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹے قبلے کی طرف پیٹھ نہ پھیرے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام قراءت میں بند ہو جائے تو مقتدی کو بتلانا جائز ہے اس لیے کہ جب سبحان اللہ کہنا جائز ہوا تو قرآن کی تلاوت بطریق اولیٰ جائز ہوگی۔

بَابُ إِذَا اسْتَوَوْا فِي الْقِرَآءَةِ فَلْيَؤُمَّهُمْ أَكْبَرُهُمْ.

جب قرآن پڑھنے میں سب برابر ہوں تو بڑی عمر والا امام بنے۔

٦٤٤ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ قَدِمْنَا

۶۴۴۔ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم (کئی آدمی) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور ہم سب جوان تھے یعنی جوان آدمی کو بیوی کا بہت شوق ہوتا ہے) اور ہم آپ

عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ فَلَبِثْنَا عِنْدَهٗ نَحْوًا مِّنْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيْمًا فَقَالَ لَوْ رَجَعْتُمْ إِلٰى بِلَادِكُمْ فَعَلَّمْتُمُوْهُمْ مُرُوْهُمْ فَلْيُصَلُّوْا صَلَاةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا وَصَلَاةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ.

کے پاس قریب بیس دن کے ٹھہرے اور آپ بہت مہربان تھے جب آپ نے ہمارا اشتیاق گھروں کی طرف بہت دیکھا تو ہم کو وطن جانے کی اجازت دی اور فرمایا کہ اگر تم اپنے شہروں کی طرف پلٹ جاؤ اور وہاں کے لوگوں کو دین سکھاؤ تو بہت بہتر ہو ان کو حکم کرو کہ نماز پڑھیں ایسے وقت میں اور ایسے نماز ایسے وقت یعنی آپ نے پانچوں نمازوں کے وقت بیان فرمائے اور جب نماز کا وقت آئے تو چاہیے کہ تم میں سے کوئی اذان کہے اور تم میں بڑی عمر والا امام بنے۔

فائدہ: صحیح مسلم میں ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امامت کرے قوم کی جو اُن میں قرآن کا بڑا قاری ہو سو اگر وہ لوگ قراءت میں برابر ہوں تو جو بڑا عالم حدیث کا ہو سو امامت کرے اور اگر حدیث میں بھی سب برابر ہوں تو امامت کرے جس نے ان میں سے اول ہجرت کی ہو سو اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہوں تو اُن میں بڑی عمر والا امامت کرے سو یہ حدیث بہت صریح ہے مسئلہ باب میں لیکن چونکہ یہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں ہے اس لیے اس کو باب میں نہیں لایا بلکہ اس کو اس جگہ ترجمہ میں داخل کیا اور اس کے واسطے دلیل مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث لایا لیکن اس حدیث سے سب کا قراءۃ اور حدیث میں مساوی ہونا صریحًا معلوم نہیں ہوتا ہے مگر فتح الباری میں لکھا ہے کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کا ہجرت اور اقامت اور غرض میں برابر ہونا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب کو یہ فرمانا کہ اپنے پیچھے والوں کو جا کر دین سکھاؤ اور کسی ایک کو ان میں سے خاص نہ کرنا دلیل ہے اس پر کہ وہ لوگ قراءۃ اور تفقہ فی الدین میں سب برابر تھے پس معلوم ہوا کہ جب قراءت میں سب برابر ہوں تو بڑی عمر والا امامت کرے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور قرآن کا قاری اسی وقت مقدم کیا جاتا ہے جب کہ مسائل نماز وغیرہ کا خوب ماہر ہو اور جب قاری بالکل جاہل ہو سوائے قراءت کے اور کچھ نہ جانتا ہو تو اس وقت سب کا اتفاق ہے کہ عالم امام بنے قاری امامت نہ کرے اور سبب اس کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے لوگ قرآن کے معنی جانتے تھے اس لیے کہ وہ اہل زبان تھے ان کی عربی کلام تھی سو جو ان میں قاری ہوتا تھا وہ فقہ اور حدیث میں بھی بڑا عالم ہوتا تھا بلکہ جو ادنیٰ قاری ہوتا وہ بھی پچھلے زمانے کے فقہاء سے زیادہ ماہر ہوتا تھا۔

بَابُ إِذَا زَارَ الْإِمَامُ قَوْمًا فَأَمَّهُمْ.

جب امام کسی قوم کی زیارت اور ملاقات کو جائے تو اس کو ان کی امامت کرنی جائز ہے۔

٦٤٥ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكِ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ اسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَقَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ أُحِبُّ فَقَامَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا.

۶۴۵۔عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے میرے گھر میں آنے کی اجازت مانگی سو میں نے آپ کو اجازت دی سو فرمایا کہ تو اپنے گھر میں میرے نماز پڑھنے کو کس جگہ کو پسند رکھتا ہے سو میں جس مکان کو پسند رکھتا تھا اس کی طرف اشارہ کیا سو حضرت ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی پھر آپ نے نماز سے سلام پھیری اور ہم نے بھی سلام پھیری۔

فائدہ:اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی ملاقات کو جائے تو اس کو اس غیر کی جگہ میں امامت کرنی جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ ہے کہ دوسری حدیث میں جو وارد ہوا ہے کہ نہ امامت کرے کوئی مرد دوسرے مرد کی حکومت کے مکان میں تو اس حدیث سے امام اعظم اور اس کا نائب مخصوص ہے۔

بَابُ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ. وَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ بِالنَّاسِ وَهُوَ جَالِسٌ. وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ إِذَا رَفَعَ قَبْلَ الْإِمَامِ يَعُوْدُ فَيَمْكُثُ بِقَدْرِ مَا رَفَعَ ثُمَّ يَتْبَعُ الْإِمَامَ.

امام تو اس واسطے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یعنی جو حدیثیں اس باب میں آئی ہیں یہاں ان کا بیان کیا جائے گا ، اور جس بیماری میں حضرت ﷺ نے انتقال فرمایا اس میں آپ نے لوگوں کو بیٹھے بیٹھے نماز پڑھائی یعنی آپ بیٹھے رہے اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے اور آپ نے کسی کو بیٹھنے کا حکم نہ فرمایا پس معلوم ہوا کہ امام کی پیروی ہر حال میں ضرور نہیں بلکہ یہ حکم عموم پیروی سے مخصوص ہے پس یہ حکم پیروی کا بیٹھنے میں منسوخ ہوگا یعنی اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کو اس کے ساتھ بیٹھنا اور بیٹھنے میں اس کی پیروی کرنی جائز نہیں، اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب مقتدی امام سے پہلے سر اٹھائے یعنی رکوع میں یا سجدے میں اور امام ابھی رکوع یا سجدہ میں ہو تو پھر سر کو

وہیں رکھ دے اور اتنی دیر امام سے پیچھے ٹھہرا رہے جتنی دیر کہ اس سے پہلے سر اٹھایا تھا پھر امام کی پیروی کرے۔

فائدہ: اس اثر سے بھی معلوم ہوا کہ امام کی پیروی واجب ہے اس لیے کہ جب اس قدر تھوڑی دیر کو جو امام کی پیروی سے چوک گئی ہے قضا کرنا واجب ہوا تو تمام سجدے میں اس کی پیروی کرنی بطریق اولیٰ واجب ہوگی اور یہی وجہ ہے مطابقت اس اثر کی باب سے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ فِيمَنْ يَرْكَعُ مَعَ الْإِمَامِ رَكْعَتَيْنِ وَلَا يَقْدِرُ عَلَى السُّجُوْدِ يَسْجُدُ لِلرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَقْضِي الرَّكْعَةَ الْأُوْلٰى بِسُجُوْدِهَا وَفِيْمَنْ نَسِيَ سَجْدَةً حَتّٰى قَامَ يَسْجُدُ.

اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جس نے امام کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور رکوع کو امام کے ساتھ پایا مگر سجدہ اس کے ساتھ کوئی نہ پایا یعنی خلقت کے ہجوم کی وجہ سے جیسے جمعہ میں یا کسی اور عذر سے تو اخیر رکعت کے واسطے دو سجدے کرے پھر دوسری رکعت کو سجدہ کے ساتھ قضا کرے یعنی چونکہ اخیر رکعت کے دونوں سجدے اس کے ساتھ متصل واقع ہوئے ہیں اس لیے وہ رکعت تو پوری ہوگئی اور پہلی رکعت میں چونکہ صرف رکوع ہی ہوا تھا سجدہ نہیں ملا تھا تو اب وہ رکوع بھی گیا گزرا اس لیے پوری رکعت ادا کرنی ضروری ہے اور شافعیوں کے نزدیک وہ رکوع پہلا بھی معتبر ہے اُس سے جمعہ کی نماز کا ثواب مل جائے گا۔ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کے حق میں کہا جو نماز سے ایک سجدہ بھول جائے یہاں تک کہ کھڑا ہو جائے اور اس کا حکم یہی ہے کہ دوسرا سجدہ کرے اور اُس قیام کو جو بے ترتیب واقع ہوا ہے کالعدم شمار کرے بعد اس کے کھڑا ہو۔

فائدہ: اس اثر سے بھی معلوم ہوا کہ امام کی پیروی ہر حال میں واجب ہے اس لیے کہ اگر امام کی پیروی واجب نہ ہوتی تو ایسی نماز میں اس کی پیروی اور موافقت نہ کی جاتی جس میں کہ اس کی نماز کے بعض رکن باطل ہوئے اور بعد سلام کے ان کو قضا کرنا پڑا بلکہ اول ہی میں اس کی جماعت سے جدا ہو کر اپنی نماز با ترتیب پڑھی جاتی پس یہی وجہ ہے مطابقت اس اثر کی باب سے۔

٦٤٦ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ أَلَا تُحَدِّثِينِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بَلَى ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ قَالَ ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ فَذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ فَقُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالنَّاسُ عُكُوفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ بِأَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ رَجُلًا رَقِيقًا يَا

٦٤٦۔ ترجمہ اس حدیث کا اوپر گزر چکا ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے بیماری میں فرمایا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں ہم نے کہا نہیں آپ کا انتظار کر رہے ہیں فرمایا کہ میرے واسطے ایک تغار میں پانی بھر رکھو سو ہم نے اس میں پانی بھر کر رکھ دیا سو آپ نے غسل کیا پھر آپ کھڑے ہونے لگے سو آپ بیہوش ہو گئے پھر ہوش میں آئے سو فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں ہم نے عرض کیا کہ نہیں آپ کا انتظار کر رہے ہیں فرمایا کہ میرے واسطے ایک تغار میں پانی رکھو سو آپ تغار میں بیٹھے اور غسل کیا پھر آپ اٹھنے لگے سو بیہوش ہو گئے پھر ہوش میں آئے پھر فرمایا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں ہم نے عرض کی کہ نہیں آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور لوگ نماز عشاء کے واسطے مسجد میں آپ کا انتظار کر رہے تھے سو حضرت ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف آدمی بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور باقی تمام قصہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے عذر کا اوپر گزر چکا ہے اور اس کے آخر میں ایک یہ لفظ بھی زیادہ ہے کہ جس دن آپ گھر سے تشریف لائے وہ ظہر کی نماز کا وقت تھا اور فرمایا کہ مجھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھاؤ سو حضرت ﷺ نے لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی عبیداللہ (راوی) نے کہا کہ میں نے یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے سن کر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سنائی سو اس نے اس حدیث سے کسی بات کا انکار نہ کیا یعنی یہ حدیث صحیح ہے۔

عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَنْتَ أَحَقُّ
بِذٰلِكَ فَصَلّٰى أَبُوْ بَكْرٍ تِلْكَ الْأَيَّامَ ثُمَّ إِنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ مِنْ
نَّفْسِهٖ خِفَّةً فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا
الْعَبَّاسُ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ وَأَبُوْ بَكْرٍ يُّصَلِّيْ
بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَاٰهُ أَبُوْ بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ
فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْ
لَّا يَتَأَخَّرَ قَالَ أَجْلِسَانِيْ إِلٰى جَنْبِهٖ فَأَجْلَسَاهُ
إِلٰى جَنْبِ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ فَجَعَلَ أَبُوْ بَكْرٍ
يُّصَلِّيْ وَهُوَ يَأْتَمُّ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ بِصَلَاةِ أَبِيْ بَكْرٍ
وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ قَالَ
عُبَيْدُ اللّٰهِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ
فَقُلْتُ لَهُ أَلَا أَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِيْ
عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ هَاتِ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَدِيْثَهَا
فَمَا أَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَسَمَّتْ لَكَ
الرَّجُلَ الَّذِيْ كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ قُلْتُ لَا قَالَ
هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی باب سے یہ ہے کہ آپ نے بیٹھ کر لوگوں کو نماز پڑھائی اور لوگوں کو بیٹھنے کا حکم نہ فرمایا پس معلوم ہوا کہ امام کی پیروی کے عموم سے یہ حکم مخصوص ہے جیسے کہ اوپر گزر چکا ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہمیشہ کا امام بیمار ہو تو دوسرے کو اپنا خلیفہ بنانا بہتر ہے اس سے کہ وہ خود بیٹھ کر لوگوں کو نماز پڑھائے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اور آپ نے بیٹھ کر اُن کو نماز پڑھائی اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر امام معذور ہو وہ بیٹھ کر لوگوں کو نماز پڑھائے تو جائز ہے خواہ مقتدی بھی امام کی طرح معذور ہو خواہ تندرست ہو اور کھڑا ہو کر امام کے پیچھے نماز پڑھے اور یہی مذہب

ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی وغیرہ کا اور ایسے ہی بہت صحابہ سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ انہوں نے بیٹھ کر لوگوں کو نماز پڑھائی ان میں سے اُسید بن حضیر اور جابر اور قیس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم وغیرہ اور ابن حبان وغیرہ نے کہا کہ اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے اور مقتدی کھڑے ہوں تو جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث مرض الموت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے یعنی کسی اور کو بیٹھ کر امامت کرنی جائز نہیں ہے اور دلیل ان کی حدیث جابر جعفی کی ہے کہ میرے بعد کوئی آدمی بیٹھ کر امامت نہ کرے سو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے پس حجت نہیں ہو سکتی ہے اور نیز جابر جعفی بڑا کذاب ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اس سے زیادہ تر جھوٹا جہان میں کسی کو نہیں دیکھا اور نیز احتمال ہے کہ مراد اس سے یہ ہو کہ کوئی مقتدی امام کے پیچھے نہ بیٹھے اور ایسے ہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی بیٹھ کر امامت کرنی جائز نہیں لیکن ابو بکر بن عربی مالکی نے کہا کہ اس حدیث مرض الموت کا کسی کے پاس کوئی جواب نہیں پس سنت کا اتباع کرنا بہت بہتر ہے اور تخصیص احتمال سے ثابت نہیں ہو سکتی ہے اور بعضوں نے کہا کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حکم فرمایا تھا کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی اس کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھو جیسے کہ آئندہ حدیث میں آتا ہے تو یہ حکم مقتدیوں کے بیٹھ کر پڑھنے کا منسوخ ہے اس حدیث مرض الموت سے اس لیے کہ اصحاب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور آپ بیٹھے ہوئے تھے سو آپ نے کسی کو بیٹھنے کا حکم نہ فرمایا اور یہی قول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف اور اوزاعی وغیرہ کا لیکن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ امر منسوخ نہیں اب بھی امام کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھنی جائز ہے اور یہی مذہب ہے ایک جماعت محدثین کا جیسے کہ ابن خزیمہ اور ابن منذر اور ابن حبان وغیرہ ہیں اور وہ ان دونوں قسم کی حدیثوں میں کئی طور سے تطبیق دیتے ہیں جو فتح الباری میں مذکور ہیں بہت عمدہ وجہ تطبیق کی ان میں سے یہ ہے کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدی بھی اس کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھیں تو یہ حدیث محمول ہے استحباب پر یعنی مستحب ہے کہ بیٹھے کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھے واجب نہیں اس لیے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اخیر بار میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور آپ نے ان کو نماز کے دوہرانے کا حکم نہ فرمایا تو آپ کی تقریر ثابت ہو گئی پس وجوب باطل ہو گیا اور یہ حدیث مرض الموت کے جواز پر محمول ہے یعنی اگر بیٹھے امام کے پیچھے مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں تو یہ بھی جائز ہے اور جواز مستحب کے مخالف نہیں ہے اگر کوئی کرے ثواب ہے نہ کرے تو عذاب نہیں پس دونوں حدیثوں میں تطبیق ہو گئی انتہی ملخصا۔

مترجم کہتا ہے کہ دعویٰ نسخ سے یہی تطبیق اولیٰ ہے اور شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے معلوم ہوتی ہے کہ دونوں میں تطبیق دے کر اس پر سکوت کر گئے ہیں بلکہ امام بیٹھے کے پیچھے بیٹھ کر پڑھنے کو مستحب ٹھہرا گئے ہیں، واللہ اعلم۔

٦٤٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ

٦٤٧۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّهَا قَالَتْ صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلَّى جَالِسًا وَصَلَّى وَرَآئَهُ قَوْمٌ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا.

نے اپنے گھر میں نماز پڑھی اور آپ بیمار تھے یعنی آپ گھوڑے سے گر پڑے تھے اور آپ کے پاؤں کو کچھ چوٹ لگی تھی سو آپ نے بیٹھے نماز پڑھی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی سو حضرت ﷺ نے ان کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ سو جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام تو صرف اسی واسطے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے سو جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اس کے بدلے ربنا ولک الحمد کہو اور جب امام بیٹھے نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھے نماز پڑھو یعنی ہر حال میں امام کی پیروی کرنی واجب ہے امام سے پہلے کوئی رکن ادا نہ کرے اور نہ اس کی برابری کرے اور نہ اُس سے آگے بڑھے اور نہ اس کی کسی چیز میں مخالفت کرے۔

فائدہ: یہ حکم امام کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا منسوخ ہے یا استحباب پر محمول ہے جیسے کہ ابھی اوپر گزرا۔

٦٤٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَصَلَّى صَلَاةً مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَآئَهُ قُعُوْدًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوْا

٦٤٨ ـ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس حدیث کے اول میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک بار حضرت ﷺ گھوڑے پر سوار ہوئے سو گھوڑے سے گر پڑے سو آپ کے داہنے پہلو چھل گئے یعنی زخمی ہو گئے سو آپ نے بیٹھے نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی اور اس کے آخر میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حمیدی (یہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا استاد ہے) نے کہا ہے کہ حضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو تو یہ فرمان آپ کا پرانی بیماری میں تھا پھر آپ نے بعد اس کے آخر عمر یعنی مرض الموت میں بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے رہے اور آپ نے ان کو بیٹھنے کا حکم نہ فرمایا اور نہیں پکڑا جاتا

جُلُوْسًا أَجْمَعُوْنَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ قَوْلُهُ إِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا هُوَ فِيْ مَرَضِهِ الْقَدِيْمِ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَالنَّاسُ خَلْفَهُ قِيَامًا لَمْ يَأْمُرْهُمْ بِالْقُعُوْدِ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ فَالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہے مگر حضرت ﷺ کے آخری فعل کو یعنی جو حضرت ﷺ نے آخر عمر میں کیا ہو یا فرمایا ہو اسی پر عمل کرنا چاہیے۔

فائدہ: مطلب امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ امام کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھنا منسوخ ہو چکا ہے حضرت ﷺ کے آخری فعل سے جو آپ نے مرض الموت میں کیا جیسے کہ اوپر گزر چکا ہے اور ظاہرا یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سابق کے معارض ہے اس لیے کہ اس میں یہ ذکر ہے کہ مقتدی آپ کے پیچھے کھڑے تھے اور اس میں یہ ذکر ہے کہ مقتدی آپ کے پیچھے بیٹھے تھے سو وجہ تطبیق کی ان دونوں حدیثوں میں یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اختصار ہے اور اصل قصہ یوں ہے کہ پہلے ابتداء نماز میں مقتدی حضرت ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے سو حضرت ﷺ نے ان کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ پس سب لوگ بیٹھ گئے سو راوی نے اول ان کا کھڑا ہونا پھر آپ کے حکم سے بیٹھنا ذکر نہیں کیا آخر کار جس پر عمل قرار پایا تھا صرف وہی بیان کر دیا تھا واللہ اعلم۔

بَابُ مَتٰى يَسْجُدُ مَنْ خَلْفَ الْإِمَامِ قَالَ أَنَسٌ فَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا.

مقتدی کب سجدہ کرے؟ یعنی جب امام قومے میں ہو یا جلسہ میں ہو۔ اور انس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ جب امام سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقتدی امام کے سجدہ کے بعد سجدہ کرے یا تو اس طرح سے کہ جب امام سجدہ میں ہو تو مقتدی اس وقت سجدے میں جائے اور یا اس طور سے کہ جب امام سجدے میں جانا شروع کرے تو بعد اس کے مقتدی سجدہ میں جانا شروع کرے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس اثر کی باب سے اور یہ اس واسطے ہے کہ شرط مقدم ہوتی ہے جزا پر۔

٦٤٩ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنِيْ

٦٤٩۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ سمع اللہ لمن حمدہ کہا کرتے یعنی رکوع سے کھڑے ہو کر تو ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ کو ٹیڑا نہ کرتا یعنی سب کھڑے رہتے یہاں

الْبَرَآءُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِّنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى يَقَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعُ سُجُوْدًا بَعْدَهُ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ نَحْوَهُ بِهٰذَا.

تک کہ آپ سجدہ میں جا پڑتے پھر آپ کے بعد ہم بھی سجدہ میں جاتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب امام سجدے میں جا چکے تو بعد اس کے مقتدی سجدے میں جائیں پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ.

جو شخص رکوع اور سجدہ کے وقت امام سے پہلے سر اٹھا دے تو اس کے واسطے کیا گناہ ہے؟۔

٦٥٠ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ أَوْ لَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهُ صُوْرَةَ حِمَارٍ.

٦٥٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی نہیں ڈرتا جب کہ امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے اس سے کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کے سر سے بدل ڈالے یا اللہ اس کی صورت کو گدھے کی صورت کر ڈالے (یہ شک راوی کا ہے کہ آپ نے پہلا لفظ فرمایا یا دوسرا)۔

فائدہ: اس حدیث کے دوسرے طریق میں صریح آ گیا ہے کہ مراد صرف سجدہ سے سر اٹھانا ہے لیکن رکوع میں امام سے پہلے سر اٹھانے والے کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کے ساتھ ملحق ہے اور سجدہ کو اس واسطے خاص کیا کہ اس میں بندہ اللہ سے زیادہ تر نزدیک ہوتا ہے اور ایسے ہی جو شخص کہ رکوع اور سجدے جانے کے وقت امام سے پہلے جھکے تو اس کا بھی یہی حال ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام سے پہلے سر اٹھانا حرام ہے اس لیے کہ اس کے حق میں صورت بدل جانے کی وعید وارد ہوئی ہے لیکن جمہور علماء کہتے ہیں کہ اس صورت میں اُس کی نماز جائز ہو جائے گی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے نزدیک اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے اس لیے کہ نہی نماز کے فاسد ہو جانے پر دلالت کرتی ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور صورت کا بدل جانا جو اس حدیث میں آیا ہے تو اکثر علماء کے نزدیک یہ حقیقت پر محمول ہے یعنی ظاہر دنیا میں اس کی صورت بدل جائے گی اور دلیل اس پر وہ حدیث ابو مالک کی

ہے جو کتاب الاشربہ میں آئے گی اس لیے کہ اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس امت میں بھی صورت کا بدل جانا واقع ہوا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صورت بدلنے سے حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ مجازی معنی مراد ہے یعنی شخص گدھے کی طرح جاہل ہے کہ نماز کے فرائض کو نہیں جانتا اور امام کی پیروی نہیں کرتا سو اس کا جواب یہ ہے کہ بعض طریقوں میں اس حدیث کے یہ لفظ آ گیا ہے کہ اللہ اس کے سر کو کتے کے سر سے بدل ڈالے تو اب یہ لفظ اس مجازی معنی کو باطل کرتا ہے اس لیے کہ یہ نہیں کہا جاتا کہ تو کتے کی طرح جاہل ہے اور نیز اس حدیث میں لفظ بدل ڈالنے کا وارد ہوا ہے اور وہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد اصلی صورت کا بدل جانا ہے اور نیز وعید مستقبل کے لفظ سے واقع ہوئی ہے اور نیز اگر مجازی معنی مراد ہوتے تو یوں کہا جاتا **فراسه راس حمار** اس کا سر گدھے کا سر ہے اس لیے کہ یہ صفت جہالت اور بلادت کی اس وقت اس شخص میں موجود ہے جب کہ اس نے یہ کام کیا ہے تو اب اس کو یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ اگر تو ایسا کام کرے گا تو خوف ہے کہ تو جاہل ہو جائے اس لیے کہ جہالت کی صفت تو اس میں آگے ہی موجود ہے پس معلوم ہوا کہ مراد اس سے ظاہر صورت کا بدل جانا ہے اور اگر کوئی سوال کرے کہ ہم بہت لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ امام سے پہلے سر اٹھا لیتے ہیں حالانکہ وہ اپنی اصلی صورت پر رہتے ہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ وعید کا واقع ہونا لازم نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قبر سے گدھے کی صورت پر اٹھایا جائے ذلت کے واسطے یا آخر میں اس کے ساتھ گدھے کا سا معاملہ کریں گے یا یہ کام اس نے ایسا کیا ہے کہ اُس سزا کا مستحق ہے اور اگر اللہ اپنے فضل سے معاف کر دے تو یہ مستحق ہونے کے مخالف نہیں ہے اور ذکر کرتے ہیں کہ محدثین سے ایک شخص نے اس حدیث میں شک کیا تھا سو اس نے امام سے پہلے سر اٹھا لیا پس اس کا سر گدھے کے سر سے بدل گیا، واللہ اعلم بالصواب۔

اور اس سے معلوم ہوا کہ امام کے ساتھ ہر کام میں برابر رہنا یعنی نہ آگے بڑھنا نہ پیچھے رہنا جائز ہے اس لیے کہ اس میں صرف پہلے سر اٹھانے سے منع فرمایا ہے امام کے ساتھ برابر ہو کر ایک وقت میں سر اٹھانے سے منع نہیں فرمایا بلکہ اس پر سکوت فرمایا ہے پس وہ جائز ہوگا۔

لطیفہ: امام سے پہلے سر اٹھانے کا کوئی سبب نہیں مگر جلدی کرنا سو اس بیماری کی دوائی یہ ہے کہ آدمی یہ بات ہر وقت دل میں یاد رکھے کہ میں امام سے کسی طرح پہلے سلام نہیں پھیر سکتا ہوں پس امام سے جلدی کرنی بے فائدہ ہے۔

بَابُ إِمَامَةِ الْعَبْدِ وَالْمَوْلٰی. غلام اور آزاد شدہ کی امامت کا بیان یعنی جائز ہے۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کی اس باب سے یہ ہے کہ غلام کی امامت جائز ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک غلام کی امامت مکروہ ہے لیکن یہ اسی وقت ہے جب کہ غلام جاہل ہو اور جب کہ عالم ہو تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک بھی اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔

وَكَانَتْ عَائِشَةُ يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا غلام اس کی امامت کیا کرتا تھا قرآن

مِنَ الْمُصْحَفِ. سے دیکھ کر۔

فائدہ: پس معلوم ہوا کہ غلام کی امامت جائز ہے اور نماز میں دیکھ کر قراءت پڑھنی امام شافعی رحمہ اللہ اور ابو یوسف اور محمد کے نزدیک جائز ہے اور یہی مروی ہے حسن بصری رحمہ اللہ اور ابن سیرین اور حکم اور عطا سے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک جائز نہیں اور وہ اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ قرآن سے امامت کرنے کا یہ معنی ہے کہ نماز سے پہلے قرآن سے دیکھ کر یاد کر لیا کرتا تھا سو جواب اس کا یہ ہے کہ ایسے تو تمام خلقت کا یہی حال ہے کہ پہلے قرآن سے دیکھ کر یاد کر لیتے ہیں پھر اس کے ساتھ اس فعل کو خاص کرنا بالکل بے معنی ہے۔

وَوَلَدِ الْبَغِيِّ وَالْأَعْرَابِيِّ وَالْغُلَامِ الَّذِيْ لَمْ يَحْتَلِمْ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّهُمْ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ.

یعنی اور ولد الزنا اور جنگلی مرد اور لڑکے نابالغ کی امامت بھی جائز ہے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ امامت کرے قوم کی جوان میں قرآن کا بڑا قاری ہو۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص قرآن کا بڑا قاری ہو اس کی امامت جائز ہے خواہ غلام ہو خواہ نابالغ لڑکا ہو خواہ ولد الزنا وغیرہ ہو پس اس حدیث کا عموم سب کو شامل ہے سوائے کافر کے کہ اس کی قراءت صحیح نہیں ہے پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی۔

فائدہ: ولد الزنا اور جنگلی آدمی کی امامت جمہور کے نزدیک جائز ہے اور امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے مگر جائز ہے اور لڑکے نابالغ کی امامت امام شافعی رحمہ اللہ اور حسن بصری رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک صحیح ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک مکروہ ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مشہور روایت میں نفلوں میں صحیح ہے اور فرضوں میں نہیں لیکن اس حدیث کا عموم صریح ہے ان کے رد میں اور یہ کہنا کہ یہ بنا ضعیف کی قوی پر ہے محض خیال فاسد ہے اس لیے کہ نص کے مقابلے میں قیاس بالا جماع مردود ہے اور تفصیل اس مسئلہ امامت نابالغ کی ظفر المبین جدید حصہ دوم میں مذکور ہے شائق اس کا مطالعہ کرے۔

وَلَا يُمْنَعُ الْعَبْدُ مِنَ الْجَمَاعَةِ بِغَيْرِ عِلَّةٍ.

اور نہ منع کیا جائے غلام کو جماعت سے بغیر کسی ضرورت شرعیہ کے یعنی اس لیے کہ اللہ کا حق مقدم ہے بندے کے حق پر۔

٦٥١ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ الْعُصْبَةَ مَوْضِعٌ بِقُبَاءٍ

٦٥١۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب مہاجرین اولین مکے سے مدینے کو ہجرت کر کے آئے اور عصبہ (ایک جگہ کا نام ہے قبا میں نزدیک مدینہ کے) میں آ ٹھہرے حضرت ﷺ کے ہجرت کرنے سے پہلے تو سالم ابو حذافہ کا

قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلٰى أَبِىْ حُذَيْفَةَ وَكَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْاٰنًا.

غلام اُن کی امامت کیا کرتا تھا اور وہ اُن میں قرآن کا زیادہ حافظ تھا۔

فائدہ: شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں فرمایا کہ سالم کا اُن لوگوں کو امامت کرانا اس کے آزاد ہونے سے پہلے تھا یعنی ابھی آزاد نہیں ہوا تھا پس معلوم ہوا کہ غلام کی امامت کرنی جائز ہے اس لیے کہ بڑے بڑے صحابہ کے اجماع سے وہ امام بنا تھا سو اگر اس کی امامت صحیح نہ ہوتی تو صحابہ کبار اس کو اپنا امام نہ بناتے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

٦٥٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِىْ أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْمَعُوْا وَأَطِيْعُوْا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهٗ زَبِيْبَةٌ.

٦٥٢۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مانو اور اطاعت کرو اگرچہ حبشی غلام تم پر سردار ہو گویا کہ اس کا سر سیاہ منقی ہے۔

فائدہ: منقی کے ساتھ تشبیہ دینی واسطے چھوٹے ہونے سر اس کے ہے اور یہ بات حبشہ میں مشہور ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام کی امامت جائز ہے اس لیے کہ اس کے دوسرے طریق میں عبد کا لفظ آ گیا ہے اور جب کہ غلام کی اطاعت کا حکم ہوا تو اس کے پیچھے نماز بھی جائز ہوگی اور یہ اس واسطے کہ اکثر عادت اسی طرح سے جاری ہے کہ امامت خود خلیفہ کرتا ہے یا اس کا نائب اور جو عامل ہوتا ہے وہ بھی خلیفے کا نائب ہے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُتِمَّ الْإِمَامُ وَأَتَمَّ مَنْ خَلْفَهٗ.

جب امام نماز کو تمام نہ کرے اور مقتدی تمام کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ یعنی اگر امام اپنی نماز میں کوئی قصور کر بیٹھے جیسے کہ وقت سے قضا کر دے یا رکوع اور سجود وغیرہ رکنوں میں کچھ قصور کرے اور مقتدی اپنی نماز میں کوئی قصور نہ کرے تو یہ قصور امام ہی کے سر پر رہے گا مقتدی کی نماز میں اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے پس مقتدی کی نماز درست ہو جائے گی اور امام کی نماز درست نہ ہوگی۔

٦٥٣ ۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسَى الْأَشْيَبُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُصَلُّوْنَ لَكُمْ فَإِنْ أَصَابُوْا فَلَكُمْ وَإِنْ أَخْطَئُوْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ.

٦٥٣۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے امام تمہارے واسطے نماز پڑھتے ہیں سو اگر انہوں نے ٹھیک نماز پڑھی تو تم کو بھی نماز کا ثواب ملا اور ان کو بھی اور اگر انہوں نے کچھ خطا کی تو تم کو اس کا ثواب ہے اور ان پر اس خطا کا عذاب ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر امام نماز کے ارکان ادا نہ کرے یا ناپاک یا بے وضو نماز پڑھائے یا کوئی اور قصور کرے تو مقتدی کی نماز ہو گئی خواہ وہ اس قصور کو جانتا ہو یا اس کو خبر نہ ہو اور امام کی نماز نہیں ہوتی ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور مالکیہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس صورت میں مقتدی کی نماز بھی نہیں ہوتی ہے لیکن ابن منذر نے کہا کہ یہ حدیث صریح ہے ان کے رد میں اس لیے کہ اس حدیث سے عام طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اگر امام کی نماز ٹوٹ جائے تو مقتدی کی نماز اس سے نہیں ٹوٹتی ہے بشرطیکہ مقتدی اس میں کچھ قصور نہ کر بیٹھے اسی طرح اگر نماز کے بعد معلوم ہوا کہ امام کو نہانے کی حاجت تھی یا اس کے کپڑے یا بدن پر کوئی پلیدی پوشیدہ لگی ہوئی تھی تو مقتدی کی نماز کو اس سے کچھ نقصان نہیں اس کا سب قصور امام پر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اسی صورت میں ہے جب کہ امام مفسدات نماز کا مرتکب ہو یا مفسدات کا اس کو علم نہ ہو۔

بَابُ إِمَامَةِ الْمَفْتُوْنِ وَالْمُبْتَدِعِ.

فتنے کے امام اور بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے۔

فائدہ: فتنے کے امام سے وہ امام مراد ہے جو فتنے کو کھڑا کرے اور امام بحق کے ساتھ مقابلہ کرے اور بدعتی سے وہ مراد ہے جس کا کوئی عقیدہ اہل سنت و جماعت کے مخالف ہو اور اس میں اختلاف ہے کہ خوارج اہل بدعت کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور ابن ابی لیلیٰ وغیرہ کہتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز جائز نہیں اگر پڑھے تو اعادہ کرے اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جو بدعتی لوگوں کو اپنی بدعت کی طرف بلائے اس کے پیچھے نماز درست نہیں اور جو شخص رافضی اور قدری اور جہمی کے پیچھے نماز پڑھے اس کو نماز دوہرانی واجب ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اہل بدعت کے پیچھے نماز جائز ہے لیکن مکروہ ہے اور تین فرقوں مذکورہ کے پیچھے جائز نہیں۔

وَقَالَ الْحَسَنُ صَلِّ وَعَلَيْهِ بِدْعَتُهٗ.

اور حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کے پیچھے نماز پڑھ اور اس کی بدعت کا وبال اس پر پڑے گا۔

فائدہ: بدعت کہتے ہیں اُس کام کو جس کا شرع میں کوئی اصل نہ ہو اور وہ دو قسم ہے ایک حسنہ اور ایک قبیحہ اور مراد

اس جگہ بدعت قبیحہ ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے مقتدی کی نماز کو اس کی بدعت سے کچھ نقصان نہیں ہوتا ہے پس مطابقت اس اثر کی باب سے ظاہر ہے۔

٦٥٤ ـ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ خِيَارٍ أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ فَقَالَ إِنَّكَ إِمَامُ عَامَّةٍ وَنَزَلَ بِكَ مَا نَرٰى وَيُصَلِّيْ لَنَا إِمَامُ فِتْنَةٍ وَنَتَحَرَّجُ فَقَالَ الصَّلَاةُ أَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فَإِذَا أَحْسَنَ النَّاسُ فَأَحْسِنْ مَعَهُمْ وَإِذَا أَسَاءُوْا فَاجْتَنِبْ إِسَاءَتَهُمْ.

٦٥٤۔عبیداللہ سے روایت ہے کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس حالت میں جب کہ باغیوں نے ان کے گھر کو گھیرا ہوا تھا سو اس نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سب لوگوں کے امام آپ ہو اور یہ مصیبت جو تم پر اتری ہے تم دیکھتے ہو اور فتنے کا امام یعنی باغیوں کا سردار ہم کو نماز پڑھاتا ہے تو ہم گنہگار ہوتے ہیں اس کی متابعت میں تو آپ کیا فرماتے ہیں ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں؟ سو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز سب عملوں سے بہتر عمل ہے سو جب لوگ نیک کام کریں یعنی نماز پڑھیں تو تو بھی ان کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جا اور جب وہ کوئی برا کام کریں یعنی فتنہ فساد کریں تو اس سے بچتا رہ تیری نماز درست ہو جائے گی۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ فتنے کے امام کے پیچھے نماز ادا ہو جاتی ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس اثر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فتنے میں داخل ہونا جائز نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جماعت کی بڑی تاکید ہے خاص کر فتنے کے وقت میں تاکہ لوگ متفرق نہ ہو جائیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس آدمی کے پیچھے نماز مکروہ ہے جماعت کے ترک کرنے سے اس کے پیچھے نماز پڑھنی اولیٰ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بغیر اذن امام کے جمعہ پڑھنا جائز ہے۔

وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ قَالَ الزُّهْرِيُّ لَا نَرٰى أَنْ يُّصَلِّيْ خَلْفَ الْمُخَنَّثِ إِلَّا مِنْ ضَرُوْرَةٍ لَا بُدَّ مِنْهَا.

یعنی زبیدی نے زہری سے روایت کی ہے کہ میں ہیجڑے کے پیچھے نماز پڑھنے کو پسند نہیں رکھتا ہوں مگر ساتھ ایسی ضرورت کے جس سے کوئی چارہ نہ ہو جیسے کہ حاکم وقت کا ہو یا حاکم کی طرف سے مقرر ہو کہ اس کی مخالفت سے نقصان کا خوف ہو تو ایسے وقت اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے کہ وہ بھی فتنے کے امام کی طرح ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس اثر کی باب سے۔

٦٥٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ

٦٥٥۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو

عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي ذَرٍّ اسْمَعْ وَأَطِعْ وَلَوْ لِحَبَشِيٍّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ.

ذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کہا مان اور اطاعت کر اگرچہ حبشی غلام تجھ پر سردار ہو گویا کہ اس کا سر سیاہ منقی ہے۔

فائدہ: یہ صفت اکثر عجم کے لوگوں میں پائی جاتی ہے جو تھوڑے دنوں سے مسلمان ہوئے ہوتے ہیں اور ان میں اکثر جہالت غالب ہوتی ہے اور ایسا آدمی بدعت اور فتنے سے خالی نہیں ہوتا ہے اور جب کہ آپ نے ایسے آدمی کی اطاعت کا حکم فرمایا تو معلوم ہوا کہ اس کی امامت بھی جائز ہے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ يَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِ الْإِمَامِ بِحِذَائِهِ سَوَآءً إِذَا كَانَا اثْنَيْنِ.

اگر صرف دو ہی آدمی ہوں یعنی ایک امام اور ایک مقتدی ہو تو مقتدی امام کے داہنے طرف اس کے برابر کھڑا ہو یعنی نہ اُس سے آگے بڑھے اور نہ اُس سے پیچھے ہٹے۔

٦٥٦ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَصَلَّى رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ ثُمَّ جَآءَ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهِ فَصَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيْطَهُ أَوْ قَالَ خَطِيْطَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

٦٥٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک رات گزاری سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی پھر گھر میں تشریف لائے سو آپ نے چار رکعت نماز پڑھی پھر سو گئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے واسطے کھڑے ہوئے یعنی کچھ رات گئے سو میں آیا اور وضو کر کے آپ کے بائیں طرف کھڑا ہوا سو آپ نے مجھ کو پھیر کر اپنے داہنے طرف کیا سو آپ نے پانچ رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعتنماز پڑھی پھر سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹے سنے پھر نماز کی طرف نکلے یعنی فجر کی نماز کے واسطے گھر سے تشریف لائے پھر آپ نے نماز پڑھی اور نیا وضو نہ کیا۔

فائدہ: یہ حدیث اول پارے میں گزر چکی ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ اگر مقتدی صرف ایک ہو تو امام کے داہنے طرف اس کے برابر کھڑا ہو اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے لیکن اگر کوئی دوسرا مقتدی پیچھے سے آ ملے تو دونوں امام سے پیچھے ہٹ جائیں اور اگر پہلے ہی سے دو مقتدی ہوں تو وہ بھی امام کے پیچھے کھڑے ہوں اس کے برابر نہ کھڑے ہوں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر دو آدمی اور ایک امام ہو تو ایک اس کے داہنے کھڑا ہو اور ایک بائیں کھڑا ہو اور باقی تمام صحابہ اور تابعین وغیرہ اس کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ دو مقتدی ہوں تو

دونوں امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور اگر تین ہوں تو بالا جماع پیچھے کھڑے ہوں اور اگر ایک ہو تو امام کے داہنے طرف کھڑا ہو اور اس پر اجماع ہو چکا ہے۔

بَابُ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَّسَارِ الْإِمَامِ فَحَوَّلَهُ الْإِمَامُ إِلَى يَمِيْنِهِ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُمَا.

اگر کوئی امام کے بائیں کھڑا ہو اور امام اس کو پھیر کر اپنے داہنے طرف کر لے تو اُن دونوں کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے۔

فائدہ: جمہور علماء کے نزدیک ایسی صورت میں کسی کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے نہ امام کی اور نہ مقتدی کی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ٹوٹ جاتی ہے۔

٦٥٧ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نِمْتُ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَقُمْتُ عَلٰى يَسَارِهٖ فَأَخَذَنِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَصَلّٰى ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ حَتّٰى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ عَمْرٌو فَحَدَّثْتُ بِهٖ بُكَيْرًا فَقَالَ حَدَّثَنِيْ كُرَيْبٌ بِذٰلِكَ.

٦٥٧۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک رات گزاری اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس رات اس کے پاس تھے سو آپ نے وضو کیا پھر نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو میں بھی آپ کی بائیں طرف کھڑا ہوا سو آپ نے مجھ کو پکڑا اور داہنے طرف کیا سو آپ نے تیرہ رکعت نماز پڑھی پھر سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے اور جب سو جاتے تھے تو خراٹے لیا کرتے تھے پھر آپ کے پاس مؤذن آیا یعنی نماز کی خبر دینے کے واسطے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تشریف لائے اور نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر امام مقتدی کو اپنے بائیں طرف سے پھیر کر داہنے طرف کر لے تو دونوں کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نماز کو باطل نہیں کیا اور نہ آپ کی نماز میں کچھ قصور آیا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے پس معلوم ہوا کہ اس قدر عمل اور حرکت سے نماز فاسد نہیں ہوتی کہ وہ بھی نماز کے احکام میں داخل ہے۔

بَابُ إِذَا لَمْ يَنْوِ الْإِمَامُ أَنْ يَّؤُمَّ ثُمَّ جَآءَ قَوْمٌ فَأَمَّهُمْ.

اگر کسی شخص نے امامت کی نیت نہ کی ہو پھر کچھ لوگ پیچھے سے آجائیں تو وہ شخص نماز ہی میں ان کا امام بن

جائے تو یہ جائز ہے اگرچہ نماز کے شروع کرنے سے پہلے امامت کی نیت نہ کی ہو۔

٦٥٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ أُصَلِّيْ مَعَهُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِرَأْسِيْ فَأَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهِ.

٦٥٨ ـ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رات گزاری سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ رات گئے نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو میں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کا ارادہ کیا سو میں آپ کے بائیں طرف کھڑا ہوا سو آپ نے مجھ کو سر سے پکڑا اور اپنے داہنے طرف کھڑا کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ نے امامت کی نیت نہیں کی تھی پھر جب ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو آپ نے نماز ہی میں امامت کی نیت کر لی پس معلوم ہوا کہ اگر نماز سے پہلے امامت کی نیت نہ کی ہو اور پیچھے سے کوئی دوسرا آدمی آ جائے تو اس کی امامت کرنی جائز ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور زفر وغیرہ کا خواہ مقتدی مرد ہوں یا عورتیں ہوں ان کے نزدیک امامت کی نیت شرط ہے اور مسلم میں ایک اور حدیث بھی آ چکی ہے جو اس باب میں صریح ہے۔

بَابُ إِذَا طَوَّلَ الْإِمَامُ وَكَانَ لِلرَّجُلِ حَاجَةٌ فَخَرَجَ فَصَلّٰى.

جب امام قرأت کو لمبا کرے اور مقتدی کو کوئی ضرورت ہو تو جماعت سے علیحدہ ہو کر اپنی نماز تنہا پڑھ لے تو جائز ہے۔

٦٥٩ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ.

٦٥٩ ـ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ عشاء کی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھتے پھر اپنی قوم کی طرف پھر جاتے سو ان کی امامت کرتے تھے۔

٦٦٠ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٦٠ ـ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھا کرتے تھے پھر اپنی قوم کی طرف پھر جاتے تھے سو ان کی امامت کرتے تھے سو ایک بار معاذ رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز پڑھی اور اس میں

وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ فَصَلَّى الْعِشَآءَ فَقَرَاَ بِالْبَقَرَةِ فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ فَكَأَنَّ مُعَاذًا تَنَاوَلَ مِنْهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَتَّانٌ فَتَّانٌ فَتَّانٌ ثَلَاثَ مِرَارٍ أَوْ قَالَ فَاتِنًا فَاتِنًا فَاتِنًا وَأَمَرَهُ بِسُوْرَتَيْنِ مِنْ أَوْسَطِ الْمُفَصَّلِ قَالَ عَمْرٌو لَا أَحْفَظُهُمَا.

سورۂ بقرہ شروع کی سو ایک شخص جماعت چھوڑ کے علیحدہ نماز پڑھ کر چلا گیا سو معاذ رضی اللہ عنہ اس سے ایذاء کو پہنچتے تھے یعنی اس کو برا کہتے تھے کہ وہ منافق ہے کہ جماعت سے علیحدہ ہو گیا ہے سو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی سو فرمایا کہ اے معاذ! کیا تو فتنہ انگیز ہے یہ کلمہ آپ نے تین بار فرمایا اور آپ نے اس کو دو سورتیں اوساط مفصل سے پڑھنے کو فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دونوں سورتیں مجھ کو یاد نہیں رہی ہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو فرمایا ﴿والشمس وضحاها﴾ اور ﴿سبح اسم ربك الاعلى﴾ اور اتنی اتنی بڑی سورتیں پڑھا کر اس سے معلوم ہوا کہ اگر امام قرأۃ لمبی پڑھے اور مقتدی کسی ضرورت کے لیے جماعت چھوڑ کر علیحدہ نماز پڑھ جائے تو جائز ہے اس لیے کہ اس شخص نے جماعت سے سلام پھیر کر نئے سرے سے نماز شروع کر کے پڑھی اور پہلی نماز کو توڑ دیا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرض پڑھنے والے کی نماز نفل پڑھنے والے کے پیچھے جائز اور صحیح ہے اس لیے کہ معاذ رضی اللہ عنہ جو نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھتے تھے اس میں فرض کی نیت کیا کرتے تھے اور جو نماز اپنی قوم کو پڑھاتے تھے اس میں نفل کی نیت کیا کرتے تھے اس واسطے کہ عبدالرزاق اور شافعی اور دار قطنی وغیرہ کی روایت میں یہ لفظ صریح آ گیا ہے کہ **له تطوع ولهم فريضة** یعنی وہ دوسری نماز معاذ رضی اللہ عنہ کے واسطے نفل ہوتے اور مقتدیوں کے واسطے فرض ہوتے تھے اور جب اس قصے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو آپ نے اس پر انکار نہ فرمایا صرف یہی فرمایا کہ قرأۃ لمبی نہ کیا کر اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا اور حنفیہ کے نزدیک فرض والے کی نماز نفل والے کے پیچھے درست نہیں ہوتی ہے اور وہ اس حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی بہت تاویلیں کرتے ہیں اول تاویل حنفیہ کی یہ ہے کہ ابن جریج راوی اس حدیث کا مدلس ہے اور اُس نے اس زیادتی میں تحدیث بیان نہیں کی پس اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ عبدالرزاق کی روایت میں ابن جریج کا سماع صریح آ گیا ہے جیسے کہ فتح الباری میں مذکور ہے پس استدلال اس حدیث سے صحیح ہے۔ دوسری تاویل حنفیہ کی یہ ہے جو کہ طحاوی نے کہا کہ ابن عیینہ کی روایت میں یہ زیادتی نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ ابن جریج ابن عیینہ سے عمر میں بڑا ہے اور اُس سے جلالت میں زیادہ ہے اور اس نے ابن عیینہ سے عمرو کے پہلے شاگردی کی ہے پس ابن عیینہ کا اس زیادتی کو نہ روایت کرنا اس کی صحت میں قدح نہیں کر سکتا ہے اور بفرض محال تسلیم بھی کیا جائے تو کہا جائے گا کہ یہ زیادتی ثقہ کی ہے اور آپ سے کسی زیادہ ارجح کی حفظ اور عدد کے مخالف نہیں ہے پس لامحالہ مقبول ہو گی **كما تقرر في الاصول** پس اس کی

صحت میں تردد کرنا مردود ہے۔ تیسری تاویل حنفیہ کی یہ ہے جو کہ طحاوی نے کہا ہے کہ یہ زیادتی مدرج ہے یعنی یہ حدیث کا لفظ نہیں کسی راوی کا قول ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ اصل حدیث میں عدم ادراج ہے یہاں تک کہ تفصیل ثابت ہو جائے سو جب تک کسی دلیل سے مدرج ہونا ثابت نہ ہو جائے تب تک یہ زیادتی حدیث سے گنی جائے گی خاص کر جب کہ دوسرے طریق سے اسی طرح روایت آ چکی ہو تو اُس سے یہ احتمال بالکل نہیں ہوسکتا ہے اور یہاں بھی ایسا ہی ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کو دوسرے طریق سے روایت کیا ہے اور اس میں عمرو کی متابعت ثابت کی ہے۔ چوتھی تاویل حنفیہ کی یہ ہے جو کہ طحاوی حنفی نے کہا کہ یہ زیادتی فقط جابر رضی اللہ عنہ کا ظن ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ ظن باطل اور مردود ہے اس لیے کہ جابر رضی اللہ عنہ معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے سو یہ اسی پر محمول ہے کہ یہ قصہ اس نے معاذ رضی اللہ عنہ سے خود سنا ہے اور یہ ظن جابر رضی اللہ عنہ کے حق میں بالکل نہیں ہوسکتا ہے کہ بغیر مشاہدہ کے کسی شخص کے حال سے خبر دے سوائے اس کے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کو اس قصے کی خبر دی ہو خاص کر کے جابر رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ کا ہمیشہ یہی دستور تھا سو بغیر مشاہدہ یا اطلاع کے ایسا لفظ بولنا بالکل ممکن نہیں ہے۔ پانچویں تاویل حنفیہ کی یہ ہے جو کہ طحاوی نے کہا کہ معاذ رضی اللہ عنہ کا نماز پڑھانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے نہیں تھا اور نہ آپ کی تقریر سے پس یہ حجت نہیں ہوسکتا ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ رائے صحابی کی جب کسی دوسرے صحابی کے مخالف نہ ہو تو بالاتفاق حجت ہے اور یہاں بھی ایسا ہی ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ کا اس باب میں کوئی صحابی مخالف نہیں ہے اس لیے کہ معاذ رضی اللہ عنہ جن کو نماز پڑھایا کرتے تھے وہ سب لوگ صحابہ تھے اور ان میں چالیس صحابی بدری تھے اور تیس صحابی عقبی تھے اور ابن حزم رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کا خلاف کسی صحابی سے ثابت نہیں بلکہ عمر اور ابن عمر اور ابوالدرداء اور انس رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ کبار سے اس کا جواز ثابت ہو چکا ہے پس یہ فعل معاذ رضی اللہ عنہ کا بالاتفاق حجت ہوگا۔ چھٹی تاویل حنفیہ کی یہ ہے جو کہ طحاوی نے کہا ہے کہ یہ اس وقت کا حکم ہے جب کہ فرضوں کو دوبارہ پڑھا جاتا تھا اور اب یہ حکم منسوخ ہے پس اس سے دلیل پکڑنی صحیح نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ محض احتمال ہے اور نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوسکتا ہے اور اگر دوبار فرضوں کا پڑھنا اول اسلام میں تسلیم بھی کیا جائے تو کہا جائے گا کہ منع آپ نے اس واسطے فرمایا تھا کہ دونوں نمازوں کو فرض نہ ٹھہرایا جائے بلکہ ایک کو ان میں سے فرض مقرر کیا جائے خواہ اول کو خواہ دوسرے کو پس اس سے دوبارہ نفل کر کے پڑھنے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی ہے اسی طرح کہا ہے امام بیہقی رحمہ اللہ نے اور کہا کہ اس سے حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور نیز یہ بھی ممکن ہے کہ ہم اس کے برعکس دعویٰ کریں یعنی یہ نہی معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے منسوخ ہے پہلے دوبار نماز پڑھنے کی ممانعت تھی اب نہیں ہے اور اگر کوئی کہے کہ یہ قصہ معاذ رضی اللہ عنہ کا پرانا ہے اس واسطے کہ معاذ رضی اللہ عنہ اُحد میں شہید ہو گئے تھے تو کہا جائے گا کہ جنگ اُحد تیسرے سال کے اخیر میں واقع ہوئی ہے پس ہوسکتا ہے کہ نہی پہلے یا دوسرے سال میں واقع ہوئی ہو اور اذن تیسرے سال میں واقع ہوا ہو اور نیز سنن میں حدیث

آ چکی ہے کہ دو آدمی عصر کی نماز اپنے گھر میں پڑھ کر حضرت ﷺ کے پاس آئے اور حضرت ﷺ نماز پڑھ رہے تھے سو اُن دونوں نے آپ کے ساتھ نماز نہ پڑھی سو جب حضرت ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو اُن پر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اگر تم اپنے گھر میں نماز پڑھ کر آؤ اور دوسری جگہ جماعت ہوتی ہو تو اس میں شریک ہو جاؤ کہ وہ نماز تمہارے واسطے نفل ہو جائے گی اور یہ واقعہ حضرت ﷺ کی آخر عمر کا ہے اس لیے کہ یہ قصہ حجۃ الوداع کا ہے اور نیز دوسری حدیث میں صاف آ چکا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد حاکم ہوں گے اور وہ نماز کو وقت سے نکال کر پڑھا کریں گے سو تم وقت پر اپنی نماز کو گھر میں پڑھ لیا کرنا اور پھر ان کے ساتھ بھی پڑھ لیا کرنا کہ وہ تمہارے واسطے نفل ہو جائیں گے پس یہ دونوں حدیثیں بڑی پکی اور صریح دلیل ہیں اس پر کہ دوبار نماز پڑھنے کی ممانعت منسوخ ہو چکی ہے پس اگر دوسری بار جماعت کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لے تو قطعاً صحیح ہو جائے گی پس دعویٰ نسخ طحاوی کا مردود ہو گیا۔ ساتویں تاویل حنفیہ کی یہ ہے جو کہ طحاوی نے کہا کہ حضرت ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے سے منع کر دیا تھا چنانچہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اے معاذ! تو میرے ساتھ نماز پڑھا کر اور اپنی قوم کو نماز نہ پڑھایا کر اور یا اپنی قوم کو پڑھایا کر اور میرے ساتھ نماز نہ پڑھا کر سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ معنی اس حدیث کا نہیں ہے بلکہ اس حدیث میں لفظ تخفیف کا واقع ہوا ہے سو معنی اس کا یہ ہے کہ اگر تو اپنی قوم کی نماز میں ہلکی قراءت نہ پڑھے تو میرے ساتھ نماز نہ پڑھا کر اور اگر تو اپنی قوم میں ہلکی قراءت پڑھے تو بیشک میرے ساتھ نماز پڑھ لیا کر اور یہی معنی اس کا ٹھیک ہے اس لیے کہ اس میں تخفیف کا مقابلہ ترک تخفیف سے واقع ہے اور یہی امر مسئول عنہ اور متنازع فیہ تھا پس نہی اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتی ہے خاص کر آنحضرت ﷺ سے آخر عمر میں فرض کو دوبارہ نفل کر کے پڑھنے کا حکم ثابت ہو چکا ہے جیسے کہ ابھی گزرا پس یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ نے اس کو منع کیا ہو؟۔ آٹھویں تاویل حنفیہ کی ہے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ معاذ رضی اللہ عنہ یہ نماز میرے ساتھ بھی پڑھ گیا ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ کا آپ کے ساتھ نماز پڑھنا آپ کو معلوم تھا بلکہ آپ نے اس کو اجازت دے دی تھی جیسے کہ ساتویں جواب میں معلوم ہو چکا ہے اور نیز جابر رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ کی یہی عادت تھی کہ اپنی نماز حضرت ﷺ کے ساتھ پڑھ کر جاتے تھے پھر جا کر اپنی قوم کی امامت کرتے تھے چنانچہ قسطلانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ ہمیشہ عشاء کی نماز دوبار پڑھا کرتے تھے سو ایسی حالت میں ممکن نہیں کہ آپ کو اس کی اطلاع نہ ہوئی ہو ایک دو نماز میں تو البتہ یہ احتمال ہو سکتا ہے مگر ہمیشہ کی نماز میں یہ احتمال نہیں ہو سکتا ہے۔ اور نیز پانچویں تاویل کا جواب جو گزر چکا ہے وہ بھی یہاں جاری ہے اور ایک روایت میں صحیح مسلم کے یہ بھی آیا ہے کہ اس شخص نے حضرت ﷺ سے جا کر عرض کی کہ معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ نماز پڑھ جاتا ہے پھر جا کر ہم کو نماز پڑھاتا ہے اور قراءت بہت دراز کرتا ہے سو حضرت ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو

بلا کر فرمایا کہ تو فتنہ انداز ہے چھوٹی سورتیں پڑھا کر اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اس نماز کی حضرت ﷺ کو خبر ہو گئی تھی پھر حضرت ﷺ نے اس کو منع نہ فرمایا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ ضرورت کے واسطے تھا کہ معاذ رضی اللہ عنہ کے سوا ان کو کوئی قاری نہ ملتا تھا سو جواب اس کا یہ ہے کہ جس قدر قرآن کی نماز میں ضرورت ہوتی ہے اسی قدر قرآن کے حافظ تو اس وقت بہت تھے اور اگر اسے کوئی زیادہ جانتا ہو تو وہ ایک ممنوع کام کے جائز ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی ہے پس ان کا قاری ہونا دوبارہ نماز جائز ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی ہے جب کہ دوبارہ نماز پڑھنا شرعاً ممنوع فرض کیا جائے پس معلوم ہوا کہ ایسے ضرورت کے واسطے نماز کو دوہرانا صحیح نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شاید حضرت ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنی قوم کا امام مقرر کیا ہوا تھا سو معاذ رضی اللہ عنہ کبھی کبھی واسطے تبرک کے اور احکام سیکھنے کے نفل حضرت ﷺ کے پیچھے پڑھ جایا کرتے تھے سو جواب اس کا اولاً یہ ہے کہ وہ زیادتی حدیث کی جو اوپر گزر چکی ہے کہ وہ نماز اس کے واسطے نفل ہوتی تھی اس تاویل کو باطل کرتی تھی ثانیاً جس پر فرض وقتی باقی ہو اس کو اس فرض کی جماعت کے ہوتے نفل پڑھنے جائز نہیں پھر معاذ رضی اللہ عنہ کی اس نماز کو نفل کہنا کیونکر صحیح ہوگا؟ ثالثاً ایک فرض کو ایک دن میں دوبار پڑھنا حنفیہ کے نزدیک منسوخ ہے جیسے کہ اوپر گزرا پھر اس کو دوبارہ پڑھنا کیونکر جائز رکھ سکتے ہیں **فما هو جوابكم فهو جوابنا** اور ایک روایت میں یہ لفظ آ گیا ہے کہ **فيصل بهم تلك الصلوة** یعنی معاذ رضی اللہ عنہ جو نماز حضرت ﷺ کے ساتھ پڑھ آتا تھا وہی نماز اپنی قوم کو آ کر پڑھاتا تھا پس اگر نفل تھی تو یہ لفظ کہنا بالکل لغو ہے اور زیادہ تفصیل اس مسئلے کی مترجم نے ظفر المبین حصہ دوم میں کر دی ہے شائق اس کا مطالعہ کرے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ امام کو لازم ہے کہ قراءت ہلکی پڑھے اور مقتدیوں کی ہر حال میں رعایت کرے اور ایک یہ کہ دنیا کا کوئی کام بھی نماز کے ہلکا کرنے میں عذر ہے اور یہ کہ ایک نماز کو ایک دن میں دوبار پڑھنا جائز ہے اور یہ کہ اگر مقتدی کسی عذر کے ساتھ جماعت سے علیحدہ ہو کر نماز پڑھ لے تو جائز ہے اور یہ کہ جس مسجد میں جماعت ہو رہی ہو اس میں تنہا نماز پڑھنی جائز ہے بشرطیکہ عذر سے ہو اور یہ کہ دنیا کا کام بھی جماعت کے ترک کرنے کے واسطے عذر ہے اگر اس عذر سے جماعت کو ترک کر دے تو گناہ نہیں۔

بَابُ تَخْفِيفِ الْإِمَامِ فِي الْقِيَامِ وَإِتْمَامِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ.

امام قیام میں ہلکی قراءت پڑھے اور رکوع اور سجود کو پورا ادا کرے۔

٦٦١ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسًا قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ عَنِ

٦٦١۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے عرض کی کہ قسم اللہ کی یا حضرت! کہ میں فجر کی نماز دیر کرتا ہوں اور جماعت میں نہیں آتا فلاں آدمی کے سبب سے کہ وہ ہماری امامت میں قراءت بہت لمبی کرتا ہے سو میں نے حضرت ﷺ

صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مِنكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ.

کو وعظ میں اس دن سے زیادہ تر غصے کبھی نہیں دیکھا یعنی حضرت ﷺ ایسے غضب میں آئے کہ ویسے کبھی نہیں آئے تھے اور فرمایا کہ بے شک میں سے بعض ایسے ہیں کہ لوگوں کو نفرت دلاتے ہیں یعنی نماز سے روکتے ہیں سو جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھے اس واسطے کہ آدمیوں میں ضعیف اور بوڑھے اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مقتدیوں کی رعایت واجب ہے اور طول قراءت مطلق درست نہیں خواہ ان تینوں قسم کے لوگوں سے کوئی جماعت میں ہو اور خواہ نہ ہو اس لیے کہ مدار احکام کی اکثر حال پر ہے اور اکثر جماعت ان تینوں سے خالی نہیں ہوتی ہے اور جس جماعت میں ان تینوں سے کوئی نہ ہو تو ایسی صورت شاذ و نادر ہے پس اس پر حکم کی مدار نہیں ہے اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ ہے کہ ہلکی نماز پڑھنے کا حکم صرف قراءت اور قیام میں ہے رکوع اور سجود میں ہلکا کرنے کا حکم نہیں بلکہ رکوع اور سجود کو پورا ادا کرے اور اچھی طرح تمام کرے اور اگر رکوع اور سجود کو تمام نہیں کرے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمہ سے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں رکوع اور سجود کا تمام کرنا آ گیا ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے ہے۔

بَابُ إِذَا صَلَّى لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ.

جب آدمی اکیلا اپنے واسطے نماز پڑھے تو طول کرے جتنا چاہے یعنی جتنی دراز قراءت پڑھے جائز ہے۔

٦٦٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ مِنْهُمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ.

٦٦٢ - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمیوں کو نماز پڑھائے یعنی امام بنے تو چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھے اس واسطے کہ مقتدیوں میں ضعیف اور بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب کوئی تنہا اپنے واسطے نماز پڑھے تو قراءت طول کرے جتنا چاہے۔

فائدہ: اس حدیث کا مطلب پہلے باب میں آ چکا ہے لیکن اس کو علیحدہ بیان کرنے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ ہلکی نماز پڑھنے کا حکم صرف امام ہی کے واسطے ہے اکیلے آدمی کے واسطے یہ حکم نہیں ہے لیکن اکیلے آدمی کے

واسطے بھی طول کرنے کی حد یہاں تک ہے جب تک وقت باقی رہے اور اگر وقت قضا ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت قراءت کو طول کرنا بالکل جائز نہیں ہے جیسے کہ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قصور اس کے حق میں ہے کہ نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آجائے اور جب کہ طول قراءت کی مصلحت نماز کے قضا ہو جانے کی مفسدہ کے معارض ہوئی تو رعایت ترک مفسدہ کی اولیٰ ہے۔

بَابُ مَنْ شَكَا إِمَامَهُ إِذَا طَوَّلَ.

جب امام قراءت میں طول کرے تو اس کی شکایت کرنی جائز ہے یا نہیں؟۔

فائدہ: مطلب امام بخاری رحمہ اللہ کا اس باب سے یہ ہے کہ اس حالت میں امام کی شکایت کرنی غیبت میں داخل نہیں اور اس سے گناہ نہیں ہوتا ہے۔

وَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ طَوَّلْتَ بِنَا يَا بُنَيَّ.

یعنی ابو اسید رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے میرے چھوٹے بیٹے تو نے ہماری نماز کو طول کر دیا ہے یعنی ابو اسید رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے قراءت میں طول کیا تب ابو اسید رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تو نے قراءت بہت لمبی کی ہے۔

فائدہ: مطابقت اس اثر کی باب سے ظاہر ہے۔

٦٦٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الْفَجْرِ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فُلَانٌ فِيْهَا فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُهُ غَضِبَ فِي مَوْضِعٍ كَانَ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ يَآيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَمَنْ أَمَّ النَّاسَ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ خَلْفَهُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ.

٦٦٣۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت! میں فجر کی نماز سے دیر کرتا ہوں اور جماعت میں حاضر نہیں ہوتا یعنی عمداً اس سبب سے کہ فلاں شخص ہماری نماز کو طول کرتا ہے اور اس میں قراءت لمبی کرتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی یہ کلام سن کر ایسے غضب ناک ہوئے کہ میں نے آپ کو اس دن سے زیادہ تر غضب ناک کبھی نہیں دیکھا پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! بے شک تم میں سے بعض ایسے ہیں کہ لوگوں کو نفرت دلاتے ہیں سو جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھے اس واسطے کہ پیچھے اس کے ضعیف اور بوڑھے اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔

٦٦٤ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ أَقْبَلَ رَجُلٌ بِنَاضِحَيْنِ وَقَدْ جَنَحَ اللَّيْلُ فَوَافَقَ مُعَاذًا يُصَلِّيْ فَتَرَكَ نَاضِحَهٗ وَأَقْبَلَ إِلٰى مُعَاذٍ فَقَرَأَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ أَوِ النِّسَآءِ فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ وَبَلَغَهٗ أَنَّ مُعَاذًا نَالَ مِنْهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَا إِلَيْهِ مُعَاذًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ أَوْ أَفَاتِنٌ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَلَوْلَا صَلَّيْتَ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى فَإِنَّهٗ يُصَلِّيْ وَرَآءَكَ الْكَبِيْرُ وَالضَّعِيْفُ وَذُو الْحَاجَةِ أَحْسِبُ هٰذَا فِي الْحَدِيْثِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَتَابَعَهٗ سَعِيْدُ بْنُ مَسْرُوْقٍ وَمِسْعَرٌ وَالشَّيْبَانِيُّ قَالَ عَمْرٌو وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مِقْسَمٍ وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَرَأَ مُعَاذٌ فِي الْعِشَآءِ بِالْبَقَرَةِ وَتَابَعَهُ الْأَعْمَشُ عَنْ مُحَارِبٍ.

۶۶۴۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد دو اونٹ پانی کھینچنے والے لے کر آیا یعنی کھیتی کو پانی پلا کر گھر کو آیا اور چاہا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر جاؤں اور رات اندھیری ہوگئی تھی سو اس نے معاذ رضی اللہ عنہ کو امامت کرتے پایا تو اپنے دونوں اونٹوں کو چھوڑ دیا یا بٹھلایا اور معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف آیا یعنی اس کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے سو معاذ رضی اللہ عنہ نے سورۂ بقرہ پڑھی یا سورۂ نساء پڑھی (یہ راوی کا شک ہے) سو وہ آدمی جماعت چھوڑ کر علیحدہ نماز پڑھ کر چلا گیا اور اس کو خبر پہنچی کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کی شکایت کی ہے اور اس کا عیب کیا ہے سو وہ آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور معاذ رضی اللہ عنہ کی آپ سے شکایت کی یعنی معاذ رضی اللہ عنہ قراءت بہت طول کرتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ! کیا تو فتنہ انداز ہے آپ نے یہ کلمہ تین بار فرمایا سو کس واسطے تو نے نماز نہیں پڑھی ساتھ سورہ **سبح اسم ربك الاعلى** اور **والشمس وضحاها** اور **والليل اذا يغشى** کے اس واسطے کہ نماز پڑھتے ہیں پیچھے تیرے بوڑھے اور ضعیف اور حاجت مند اور ایک روایت میں آیا ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز میں سورۂ بقرہ شروع کی۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اگر امام نماز میں طول کرے تو اس کی شکایت کرنی جائز ہے اس لیے کہ ان دونوں آدمیوں نے اپنے امام کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ وہ نماز کو بہت طول کرتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع نہ فرمایا اور نہ بیان فرمایا کہ یہ شکایت ہے پس آپ کی تقریر سے اس کا جائز ہونا ثابت ہوگیا اور یہی ہے وجہ مناسبت ان حدیثوں کی باب سے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ باب میں شکایت سے عام مراد ہے خواہ امام کی شکایت خود اسی کے آگے ہو جیسے کہ ابو اسید رضی اللہ عنہ نے کیا یا امام کی شکایت دوسرے کے آگے ہو جیسے کہ ان دونوں آدمیوں نے کیا، واللہ اعلم۔

بَابُ الْإِيْجَازِ فِي الصَّلَاةِ وَإِكْمَالِهَا.

ہلکی نماز پڑھنا اور اس کو پورا کرنا۔

فائدہ: مراد ہلکی نماز پڑھنے اور اس کے پورا کرنے سے یہ ہے کہ ہر ہر رکن کا ادنیٰ درجہ ادا کرے۔

٦٦٥ - حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْجِزُ الصَّلَاةَ وَيُكْمِلُهَا.

٦٦٥۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو ہلکی پڑھا کرتے تھے اور اس کو پورا کرتے یعنی نماز ہلکی پڑھتے اس طور سے کہ اس کے رکنوں میں کوئی قصور نہ آتا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہلکی نماز کی حد یہیں تک ہے کہ اس کے ارکان اور شرائط میں کچھ قصور نہ ہو۔

بَابُ مَنْ أَخَفَّ الصَّلَاةَ عِنْدَ بُكَآءِ الصَّبِيِّ.

جب کسی مقتدی کا لڑکا رونے لگے تو امام نماز میں تخفیف کردے اور نماز ہلکی پڑھے۔

٦٦٦ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى قَالَ أَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّيْ لَأَقُوْمُ فِي الصَّلَاةِ أُرِيْدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيْهَا فَأَسْمَعُ بُكَآءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِيْ صَلَاتِيْ كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمِّهِ تَابَعَهُ بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَبَقِيَّةُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ.

٦٦٦۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ لمبی نماز پڑھوں پھر سنتا ہوں لڑکے کا رونا تو اپنی نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں واسطے مکروہ جاننے اس بات کے کہ اس کی ماں پر مشکل ڈالوں یعنی لڑکے کے رونے کے سبب سے اس کی ماں کو رنج ہوگا۔

٦٦٧ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مَا صَلَّيْتُ وَرَآءَ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ صَلَاةً وَلَا أَتَمَّ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَآءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ أَنْ تُفْتَنَ أُمُّهُ.

٦٦٧۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی امام کے پیچھے کبھی نماز نہیں پڑھی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تر ہلکی نماز پڑھنے والا اور زیادہ پورا کرنے والا ہو اور بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑکے کا رونا سنتے تھے پس نماز میں تخفیف کر دیتے تھے اس خوف سے کہ اس کی ماں رنج میں مبتلا ہو۔

٦٦٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ

٦٦٨۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں اس سبب سے کہ میں جانتا ہوں

قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي لَأَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيْدُ إِطَالَتَهَا فَأَسْمَعُ بُكَآءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِيْ صَلَاتِيْ مِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ مِنْ بُكَآئِهِ.

اس کی ماں کی شدت کی رنج کو اس کے رونے کے سبب سے۔

٦٦٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّيْ لَأَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ فَأُرِيْدُ إِطَالَتَهَا فَأَسْمَعُ بُكَآءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ مِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ مِنْ بُكَآئِهِ وَقَالَ مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

٦٦٩ ـ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اگر کسی عورت کا لڑکا نماز میں رونے لگے تو امام نماز میں تخفیف کر دے کہ اس کی ماں کو اس کے رونے کے سبب سے رنج اور قلق نہ ہو اور فرق اس باب میں اور پہلے بابوں میں یہ ہے کہ پہلے بابوں میں مقتدیوں کے حقوق کا بیان ہے اور یہ باب مقتدیوں کے غیر کی مصلحت سے متعلق ہے لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ وہ مصلحت ایسی چیز سے علاقہ رکھتی ہو جس کا رجوع آخر کار مقتدی کی طرف ہو لیکن اگر امام اپنے پیچھے سے پاؤں کی آواز سنے اور معلوم کرے کہ کوئی شخص آتا ہے تو اس صورت میں اس کو رکوع کا لمبا کرنا تاکہ وہ آنے والا رکوع پا لے جائز ہے یا نہیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق اور ابو ثور وغیرہ کہتے ہیں کہ اگر جماعت کو تکلیف نہ ہو تو جائز ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی وغیرہ کہتے ہیں کہ مکروہ ہے اور محمد بن حسن کہتے ہیں کہ شرک ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس کے واسطے دیر کرنی مستحب ہے اور ان حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کو مردوں کے ساتھ مل کر جماعت میں نماز پڑھنا جائز ہے اور یہ کہ چھوٹے لڑکے کو مسجد میں لانا جائز ہے۔

بَابُ إِذَا صَلَّى ثُمَّ أَمَّ قَوْمًا.

جب کوئی اول تنہا نماز پڑھے پھر اسی نماز میں کسی قوم کا امام بنے تو جائز ہے۔

٦٧٠ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو

٦٧٠ ـ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ

النُّعْمَانِ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَأْتِيْ قَوْمَهُ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ.

اول حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے پھر اپنی قوم کے پاس آتے اوران کو نماز پڑھاتے تھے۔

بَابُ مَنْ أَسْمَعَ النَّاسَ تَكْبِيْرَ الْإِمَامِ.

اگر کوئی مقتدی امام کی تکبیر لوگوں کو پکار کر سنائے تو جائز ہے یا نہیں؟۔

٦٧١ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ أَتَاهُ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيْفٌ إِنْ يَقُمْ مَقَامَكَ يَبْكِيْ فَلَا يَقْدِرُ عَلَى الْقِرَآءَةِ فَقَالَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ فَقُلْتُ مِثْلَهُ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ فَصَلّٰى وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَخُطُّ بِرِجْلَيْهِ الْأَرْضَ فَلَمَّا رَآهُ أَبُوْ بَكْرٍ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ صَلِّ فَتَأَخَّرَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جَنْبِهِ وَأَبُوْ بَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ التَّكْبِيْرَ تَابَعَهُ مُحَاضِرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ.

۶۷۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کو وہ بیماری ہوئی جس میں آپ کا انتقال ہوا الخ اس حدیث کا ترجمہ اوپر گزر چکا ہے اس حدیث کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کو آتے دیکھا تو پیچھے ہٹ گئے اور حضرت ﷺ ان کے پہلو میں بیٹھ گئے اور آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کی تکبیر لوگوں کو پکار کر سناتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مقتدی امام کی تکبیر لوگوں کو پکار کر سنائے تو جائز ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور بیان اس کا سابق بھی گزر چکا ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَيَأْتَمُّ النَّاسُ بِالْمَأْمُوْمِ.

ایک آدمی امام کے پیچھے نیت کرے اور باقی سب لوگ اس مقتدی کے پیچھے نیت کریں تو جائز ہے یا نہیں؟۔

فائدہ: اس کا مطلب دو طور سے ہوسکتا ہے ایک یہ کہ کوئی مقتدی امام کی تکبیر لوگوں کو سنائے اور سب کا امام ایک ہو۔ دوم یہ کہ امام کا مقتدی ایک شخص ہو اور باقی سب کا امام وہ شخص ہو جو کہ پہلے امام کا مقتدی ہے۔

وَيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْتَمُّوْا بِيْ وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ.

اور حضرت ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم میری پیروی کرو اور چاہیے کہ تمہاری پیروی کریں جو تمہارے بعد ہیں۔

٦٧٢ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيْفٌ وَإِنَّهُ مَتٰى مَا يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِيْ لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيْفٌ وَإِنَّهُ مَتٰى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ قَالَ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفْسِهٖ خِفَّةً فَقَامَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ يَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ حَتّٰى

٦٧٢۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس حدیث کے آخر میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے نماز پڑھتے تھے اور حضرت ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کی پیروی کرتے تھے اور لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے تھے۔

دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا سَمِعَ أَبُوْ بَكْرٍ حِسَّهٗ ذَهَبَ أَبُوْ بَكْرٍ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَّسَارِ أَبِيْ بَكْرٍ فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّيْ قَآئِمًا وَّكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَاعِدًا يَقْتَدِيْ أَبُوْ بَكْرٍ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مُقْتَدُوْنَ بِصَلَاةِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

فائدہ: مسروق اور شعبی کا مذہب یہ ہے کہ سب صفیں ایک دوسرے کی امام بن سکتی ہیں پس ان کے نزدیک اگر امام نے رکوع سے سر اٹھالیا ہو اور صف نے ابھی سر نہ اٹھایا ہو اور اس حالت میں کوئی شخص جماعت میں مل جائے تو اس کی رکعت ہو جائے گی پس اس سے معلوم ہوا کہ بعض چیزیں جو امام کے ساتھ متعلق ہوتی ہیں وہ مقتدی بھی آپس میں ایک دوسرے سے اٹھا سکتے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ میں کچھ حکم بیان نہیں کیا پہلے اس حدیث کو تکبیر سنانے کے باب میں لایا اور اب مقتدی بننے کے واسطے لایا اور اس دوسرے مسئلے کے متعلق حدیث سے یہی تائید کی لیکن ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی آپس میں ایک دوسرے کے امام بن سکتے ہیں اور یہ دو طور سے ہو سکتا ہے ایک یہ کہ اگر امام سلام پھیر دے اور کچھ مقتدیوں کی نماز باقی ہو تو ایک ان میں سے امام بن جائے اور باقی مقتدی بن جائیں۔ دوم یہ کہ اگر سب مقتدی امام کے پیچھے کھڑے ہوئے ہوں تو اس حالت میں اگر کوئی مقتدی امام بن جائے اور کچھ مقتدی یا سب اس کے مقتدی بن جائیں تو یہ دونوں طرح جائز ہے تو اب شاید ہو سکتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے بھی یہی ہو جو شعبی کا قول ہے کہ ایک مقتدی دوسرے مقتدی کا امام بن سکتا ہے پس اندریں صورت کہا جائے گا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکبیر لوگوں کو سنانا اس کے مخالف نہیں احتمال ہے کہ سب لوگوں کے حقیقی امام بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ہوں اس لیے کہ اُن کو تکبیر سنانی بھی امامت کا ایک جزء ہے اس میں اس بات کی نفی نہیں کہ وہ امام نہ تھے پس یہی وجہ ہے اس حدیث کو دوبارہ لانے کی، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ هَلْ يَأْخُذُ الْإِمَامُ إِذَا شَكَّ بِقَوْلِ النَّاسِ.

جب امام کو نماز میں شک پڑ جائے تو مقتدیوں کا کہنا مان لے یا نہ مانے؟۔

۶۷۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ

۶۷۳۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ظہر کی

مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِيْنَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ أَوْ أَطْوَلَ.

نماز میں) صرف دو رکعت ہی نماز کے بعد سلام پھیر کر اٹھ کھڑے ہوئے سو ذوالیدین (ایک آدمی کا لقب ہے) نے عرض کی کہ یارسول اللہ! کیا نماز کم ہوگئی یا آپ بھول گئے ہو؟ یعنی ظہر کی نماز چار رکعت پڑھنی تھی دو رکعت کس سبب سے پڑھی گئی ہے؟ سو آپ ﷺ نے فرمایا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے؟ سو لوگوں نے عرض کی کہ ہاں سچ کہتا ہے سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز اور پڑھی پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا مثل پہلے سجدہ کے یا اس سے بھی لمبا یعنی سجدہ سہو کیا۔

٦٧٤ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ فَقِيْلَ صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

٦٧٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ظہر کی نماز صرف دو ہی رکعتیں پڑھیں سو کسی نے عرض کی کہ آپ نے صرف دو رہی رکعتیں نماز پڑھی سو آپ نے دو رکعت نماز اور پڑھی پھر سلام پھیر دیا پھر دو سجدے سہو کے کیے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر امام کو شک پڑے تو مقتدیوں کے قول پر عمل کرے اور یہی ہے مذہب حنفیہ اور شافعیوں کے نزدیک مقتدیوں کے قول پر عمل کرنا جائز نہیں اور اگر ان کے قول پر عمل کرے گا تو نماز باطل ہو جائے گی اور امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض بھی اس سے یہی معلوم ہوتی ہے کہ اس صورت میں نماز باطل نہیں ہوتی ہے لیکن یہ سب اختلاف اسی وقت ہے کہ امام کو شک پڑ جائے اور اگر اس کو یقین ہو تو پھر سب کا اتفاق اس پر ہے کہ اپنے یقین پر عمل کرے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ حضرت ﷺ نے سجدہ سہو نہ کیا جب تک کہ آپ کو یقین نہ ہوا پس اندریں صورت اس حدیث سے شک پر استدلال کرنا صحیح نہ ہوگا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بھول چوک پیغمبروں سے بھی ہو جاتی ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں کلام کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے لیکن شاید اول اسلام میں کلام جائز ہوگی پھر منسوخ ہوگئی اب اگر نماز میں کلام کرے گا تو نماز باطل ہو جائے گی۔

بَابُ إِذَا بَكَى الْإِمَامُ فِي الصَّلَاةِ.

جب امام نماز میں روئے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں؟

فائدہ: شعبی اور نخعی سے روایت ہے کہ رونا نماز کو توڑ دیتا ہے اور مالکیوں اور حنفیوں اور جمہور علماء کے نزدیک اگر بہشت اور دوزخ کے یاد سے روتا ہو یا خوف الٰہی سے ہو تو نماز نہیں ٹوٹتی اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی ایک روایت میں نماز نہیں ٹوٹتی ہے اور یہی مذہب ہے امام بخاری رحمہ اللہ کا جیسے کہ باب کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے اور جیسے کہ امام کو نماز میں رونا جائز ہے ایسے ہی مقتدی کو بھی نماز میں رونا جائز ہے مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر کسی درد اور مصیبت سے بلند آواز کے ساتھ روئے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر بلا آواز روئے تو کوئی ڈر نہیں مگر ابو یوسف کے نزدیک بلند آواز سے بھی نماز نہیں ٹوٹتی ہے۔

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ سَمِعْتُ نَشِيْجَ عُمَرَ وَاَنَا فِيْ اٰخِرِ الصُّفُوْفِ يَقْرَاُ ﴿اِنَّمَا اَشْكُوْ بَثِّيْ وَحُزْنِيْ اِلَى اللّٰهِ﴾.

عبداللہ بن شداد نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی اور میں پچھلی صف میں تھا اور عمر رضی اللہ عنہ یہ آیت پڑھ رہے تھے یعنی سوائے اس کے نہیں کہ میں شکوہ کرتا ہوں اپنے رنج اور غم کا طرف اللہ کی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں رونا جائز ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز میں روتے رہے پس مطابقت اس اثر کی باب سے ظاہر ہے۔

٦٧٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهٖ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَآءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ فَقَالَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ لِحَفْصَةَ قُوْلِيْ لَهٗ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَآءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ

٦٧٥ ـ ترجمہ اس کا اوپر گزر چکا ہے اس باب کے مطابق اس حدیث میں یہ لفظ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ یا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نرم دل آدمی ہے اگر آپ کے مقام میں نماز پڑھانے کو کھڑا ہوگا تو رونے لگے گا اور لوگ قرآن کی آواز نہ سن سکیں گے۔ الخ

فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ قَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں رونا جائز ہے اور یہ کہ نماز اس سے نہیں ٹوٹتی ہے اگر چہ بہت ہی ہو اس لیے کہ حضرت ﷺ کو معلوم ہو چکا تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نرم دل اور رونے والا آدمی ہے مگر پھر بھی حضرت ﷺ نے اس کو رونے سے منع نہ فرمایا بلکہ اسی کو امامت کرنے کا حکم دیا اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا نے رونے کا سبب صرف یہی بیان کیا کہ رونے سے لوگ قرآن کی آواز نہ سن سکیں گے عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ نہ کہا کہ رونے سے لوگوں کی نماز ٹوٹ جائے گی پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہو گئی۔ واللہ اعلم

بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ عِنْدَ الْإِقَامَةِ وَبَعْدَهَا.

نماز کی تکبیر ہونے کے وقت صفوں کو برابر کرنا جائز ہے اور بعد تکبیر کے بھی ان کو برابر کرنا جائز ہے۔

٦٧٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ.

٦٧٦۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ برابر کرو اپنی صفوں کو نہیں تو اللہ جھوٹ اور دشمنی ڈال دے گا تمہارے دلوں میں یعنی جماعت کی صف برابر نہ ہونے کا یہ اثر ہے کہ آپس میں اختلاف پڑ جائے گا اور تکرار ہو گی تو رنج پیدا ہو گا اور بعض روایتوں میں یہ لفظ آیا ہے کہ مخالفت ڈال دے گا تمہارے چہروں میں یعنی تمہاری صورتیں بدل جائیں گی اور مسخ ہو جائیں گی۔

فائدہ: صفوں کے برابر کرنے سے یا تو یہ مراد ہے کہ سب لوگ سیدھے کھڑے ہوں نہ کسی کا قدم آگے بڑھے اور نہ پیچھے ہٹے اور یا یہ مراد ہے کہ صف کے درمیان میں کوئی جگہ خالی نہ رہے ایک دوسرے کے ساتھ کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر کھڑے ہوں پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صفوں کو برابر کرنا واجب ہے اس لیے کہ اس پر وعید وارد ہوئی ہے اور یہی ہے مذہب بعض کا اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک اور جمہور کے نزدیک صفوں کو برابر کرنا سنت ہے ان کے نزدیک یہ وعید زجر اور مبالغہ پر محمول ہے اور صورت کا بدل جانا یا تو حقیقی مراد ہے جیسے کہ باب من رفع راسه قبل الامام میں مذکور ہو چکا ہے اور یا مجازی مراد ہے کہ آپس میں دشمنی ہو جائے گی، واللہ اعلم۔

٦٧٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ

٦٧٧۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سیدھا کرو صفوں کو اس لیے کہ بے شک میں تم کو دیکھتا ہوں

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقِيمُوا الصُّفُوفَ فَإِنِّي أَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِي.

اپنی پس پشت سے یعنی میں نے تم کو صفوں کے برابر کرنے کا اس واسطے حکم کیا ہے کہ میں تحقیق معلوم کر چکا ہوں کہ تم اس کے خلاف کرتے ہو۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں میں صرف صفوں کے برابر کرنے کا حکم ہے تکبیر کے وقت کا ان میں کچھ ذکر نہیں لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں یہ ذکر آ چکا ہے کہ تکبیر کے وقت صفوں کو برابر کرے پس یہی وجہ ہے مطابقت ان حدیثوں کی باب سے اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ میں تم کو دیکھتا ہوں پس پشت سے تو مراد اس سے حقیقی دیکھنا ہے جیسے کہ آنکھ سے دیکھا جاتا ہے اس میں مقابلے اور سامنے ہونا شرط نہیں بلکہ یہ امور عادی ہیں اگر یہ نہ ہو تو جب بھی دیکھنا ممکن ہے اور عقل بھی اس کو جائز رکھتی ہے پس حقیقی رؤیت پر اس کو حمل کرنا بہت بہتر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ کی پشت میں دو آنکھیں تھیں ان کے ساتھ پس پشت سے دیکھتے تھے اور بعض اس کو مجازی معنی پر حمل کرتے ہیں یعنی آپ کو اس کا علم حاصل ہو جاتا تھا لیکن حقیقی معنی مراد رکھنا اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم اور بیان اس کا باب عظة الامام الناس میں مذکور ہو چکا ہے۔

بَابُ إِقْبَالِ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ عِنْدَ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ.

امام کو صفیں برابر کرنے کے وقت لوگوں کی طرف متوجہ ہونا جائز ہے۔

٦٧٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَآءِ ظَهْرِي.

٦٧٨۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کی تکبیر ہوئی سو حضرت ﷺ ہم پر متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ سیدھا کرو صفوں کو اور آپس میں مل جاؤ اس واسطے کہ بے شک میں تم کو دیکھتا ہوں اپنی پس پشت سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صفیں برابر کرنے کے وقت امام کو نمازیوں کی طرف متوجہ ہونا جائز ہے یا سنت ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ.

جماعت کی پہلی صف میں نماز پڑھنے کی کیا فضیلت ہے؟

٦٧٩ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

٦٧٩۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا شہید چار قسم ہیں ایک تو وہ جو ڈوب کر مر جائے اور دوسرا وہ جو

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّهَدَآءُ الْغَرِقُ وَالْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْهَدِمُ وَقَالَ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ لَاسْتَهَمُوْا.

پیٹ کی بیماری سے مر جائے یعنی دستوں کے آنے سے مر جائے اور تیسرا وہ جو وبا میں مر جائے اور چوتھا وہ جس پر دیوار گرے اور فرمایا کہ اگر لوگ جانیں کہ کتنا ثواب ہے ظہر کے اول وقت نماز پڑھنے میں تو اس کی طرف نہایت جلدی کر کے آئیں یعنی جماعت کے واسطے مسجد میں جلدی حاضر ہوا کریں اور اگر جانیں کہ کتنا ثواب ہے عشاء اور صبح کی جماعت میں تو البتہ آئیں گھسٹتے ہی سہی اور اگر جانیں جتنا ثواب کہ جماعت کی اول صف میں ہے تو البتہ قرعہ ڈالیں۔

فائدہ: یہ حدیث باب فضل التهجير الى الظهر میں گزر چکی ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت کی اول صف میں نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور صف اول سے وہ صف مراد ہے جو تمام صفوں سے آگے ہو اور علماء نے لکھا ہے کہ اول صف میں کھڑا ہونے کی حکمت یہ ہے کہ ایک تو اپنے سر سے فرض ادا کرنے کی جلدی ہوتی ہے اور یہ کہ آدمی مسجد میں سب سے پہلے آتا ہے اور امام سے قریب ہوتا ہے اور اس کی قراءت کو سنتا ہے اور اُس سے احکام سیکھتا ہے اور اگر بند ہو جائے تو اس کو کھول دیتا ہے اور لوگوں کو اس سے حکم پہنچاتا ہے اور آگے والوں کے دیکھنے سے دل سلامت رہتا ہے اور سجدہ کی جگہ خالی ہوتی ہے نمازیوں کے دامنوں سے۔

بَابُ إِقَامَةِ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ.

سیدھا کرنا صف کا نماز کے پورا کرنے سے ہے یعنی اس سے نماز کامل اور پوری ہو جاتی ہے اس میں قصور نہیں رہتا

٦٨٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَإِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا أَجْمَعُوْنَ وَأَقِيْمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ

٦٨٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ امام تو صرف اس واسطے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے سو امام کے خلاف نہ کرو یعنی جو امام کرے سو مقتدی بھی کریں سو جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب کہے سمع الله لمن حمده تو تم بھی ربنا لك الحمد کہو اور جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو اور سیدھا کرو صف کو نماز میں اس واسطے کہ سیدھا کرنا صف کا نماز کی خوبصورتی ہے یعنی جب سب آدمی برابر کھڑے ہوں اور درمیان میں کوئی فرق نہ ہو تو جماعت بہت خوبصورت معلوم

إِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلَاةِ.

ہوتی ہے۔

۶۸۱ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ.

۶۸۱۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برابر کیا کرو اپنی صفوں کو اس واسطے کہ برابر کرنا نماز کا کمال ہے یعنی اس سے نماز کامل ہو جاتی ہے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ صفوں کو سیدھا کرنا چاہیے اس سے نماز کامل ہو جاتی ہے پس معلوم ہوا کہ صفوں کو سیدھا کرنا مستحب ہے یا سنت ہے کما مر اس لیے کہ کمال امر زائد ہے اصل ماہیت میں داخل نہیں ہوتا۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ لَّمْ يُتِمَّ الصُّفُوْفَ.

جو شخص صفوں کو سیدھا نہ کرے اس کو کتنا گناہ ہے؟۔

۶۸۲ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَى قَالَ أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَقِيْلَ لَهُ مَا أَنْكَرْتَ مِنَّا مُنْذُ يَوْمِ عَهِدْتَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَنْكَرْتُ شَيْئًا إِلَّا أَنَّكُمْ لَا تُقِيْمُوْنَ الصُّفُوْفَ وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ قَدِمَ عَلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْمَدِيْنَةَ بِهٰذَا.

۶۸۲۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مدینہ میں آئے یعنی بصرہ سے کہ ان کا گھر وہاں تھا سو کسی نے ان کو کہا کہ کس چیز کو تم نے ہم سے ناپسند کیا ہے؟ یعنی ہماری نماز روزے میں تم نے کیا قصور دیکھا جب سے تم نے پیغمبر کے زمانے کو پایا سو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تمہارے دین میں کچھ قصور نہیں دیکھا مگر یہ کہ تم صفوں کو برابر نہیں کرتے ہو۔

فائدہ: اگر کوئی سوال کرے کہ یہ حدیث باب کے مطابق نہیں اس لیے کہ انکار کبھی سنت کے ترک کرنے پر بھی واقع ہوتا ہے پس انس رضی اللہ عنہ کے انکار سے گناہ کا حاصل ہونا لازم نہیں آتا تو کہا جائے گا کہ شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وجوب کو پہلے باب کی حدیث سے ثابت کیا ہوگا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدھا کرو صفوں کو الخ یا وعید کے وارد ہونے سے کما مر تو اس کے نزدیک ان دلیلوں سے اسی بات کو ترجیح معلوم ہوئی کہ انکار انس رضی اللہ عنہ کا واجب کے ترک پر واقع ہوا ہے گو سنت کے ترک پر بھی انکار واقع ہوتا ہے لیکن اگر اس کو واجب بھی کہا جائے تو جب بھی اس کے ترک کرنے سے نماز صحیح ہو جائے گی اسی واسطے انس رضی اللہ عنہ نے ان کو نماز دوہرانے کا حکم نہ فرمایا۔

بَابُ إِلْزَاقِ الْمَنْكِبِ بِالْمَنْكِبِ وَالْقَدَمِ بِالْقَدَمِ فِي الصَّفِّ وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ

صف میں کندھے کے ساتھ کندھا ملانا چاہیے اور قدم کے ساتھ قدم ملانا چاہیے۔ اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے

بَشِيْرٍ رَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنَّا يُلْزِقُ كَعْبَهٗ بِكَعْبِ صَاحِبِهٖ.

کہا کہ میں نے اپنی جماعت سے ایک مرد کو دیکھا کہ اپنی ایڑی کو اپنے پاس والے کی ایڑی سے ملاتا تھا۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ایک لمبی حدیث کا ہے جو ابو داؤد وغیرہ میں مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ نمازی صف میں کندھے کے ساتھ کندھا ملائیں اور ایڑی کے ساتھ ایڑی ملائیں اور مراد اس سے یہ ہے کہ صفوں کے سیدھا کرنے میں بڑا مبالغہ کریں اور نہایت کوشش کریں کہ کوئی فرق درمیان میں نہ رہے چنانچہ ابو داؤد وغیرہ کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ صفوں کو سیدھا کرو اور کندھوں کو آپس میں ملاؤ اور سوراخوں کو بند کرو اور شیطان کے واسطے کوئی خالی جگہ نہ چھوڑو سو جس نے جوڑا یعنی مل کر کھڑا ہوا تو اللہ اس کو جوڑے گا یعنی اس پر اپنا کرم کرے گا اور جس نے توڑا اور جماعت میں دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑا نہ ہوا تو اللہ اس کو توڑ دے گا یعنی اپنی رحمت سے۔

٦٨٣ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ فَإِنِّيْ أَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهٗ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهٖ وَقَدَمَهٗ بِقَدَمِهٖ.

٦٨٣۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدھا کرو صفوں کو اس لیے کہ میں تم کو دیکھتا ہوں اپنی پس پشت سے اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم میں سے ہر آدمی اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے سے ملاتا تھا اور پاؤں کو اس کے پاؤں سے ملاتا تھا یعنی آپس میں ایسے مل کر کھڑے ہوتے تھے کہ جماعت کے درمیان میں کوئی فرق نہیں رہتا تھا۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَّسَارِ الْإِمَامِ وَحَوَّلَهُ الْإِمَامُ خَلْفَهٗ إِلٰى يَمِيْنِهٖ تَمَّتْ صَلَاتُهٗ.

جب کوئی مرد امام کے بائیں طرف کھڑا ہوا اور امام اس کو اپنے پیچھے سے پھیر کر اپنی داہنی طرف کر لے تو اس کی نماز پوری ہو جاتی ہے یعنی نماز ٹوٹتی نہیں۔

فائدہ: یہ باب پہلے بھی گزر چکا ہے لیکن اس میں اور اس میں یہ فرق ہے کہ پہلے باب سے یہ مطلب تھا کہ امام نے جو مقتدی کو پھیر کر اپنے بائیں سے داہنی طرف کیا تو اس قدر حرکت سے دونوں کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے اور اس باب سے یہ مطلب ہے کہ اگر مقتدی صرف ایک ہی ہو تو اس کے حق میں سنت یہ ہے کہ امام کے داہنی طرف کھڑا ہو لیکن اگر وہ امام کے بائیں طرف کھڑا ہو جائے تو اس بائیں طرف کھڑا ہونے سے اس کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے باوجودیکہ وہ بے موقع کھڑا ہوا ہے پس یہ دو مسئلے علیحدہ علیحدہ ہیں پس فرق دونوں بابوں میں ظاہر ہے اور شارح تراجم نے لکھا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کو بہت جگہوں میں نقل کیا ہے اور ہر ہر مقام کے مناسب اس سے دینی مسئلے استنباط کر کے نکالے ہیں پس یہ دلیل ہے اوپر کامل ہونے اجتہاد امام بخاری رحمہ اللہ کے پس معلوم ہوا

کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اجتہاد میں بڑا کمال حاصل تھا اور اس کی وقت نظر نہایت درجہ تک پہنچی ہوئی تھی۔

٦٨٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوٗدُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَأْسِيْ مِنْ وَّرَآئِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَصَلّٰى وَرَقَدَ فَجَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ وَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

٦٨٤۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک رات میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی سو میں آپ کے بائیں طرف کھڑا ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے میرے سر کو پکڑا اور اپنی داہنی طرف کیا سو آپ نے نماز پڑھی پھر سو گئے سو موذن آپ کے پاس آیا یعنی نماز کی خبر دینے کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی طرف کھڑے ہوئے اور وضو نہ کیا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر مقتدی امام کے بائیں کھڑا ہو جائے تو مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہوتی ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ الْمَرْأَةِ وَحْدَهَا تَكُوْنُ صَفًّا.

تنہا عورت کو صف کا حکم ہے یعنی اگر فقط عورت تنہا امام کے پیچھے کھڑی ہو اور اس کے ساتھ دوسرا کوئی نہ ہو نہ مرد اور نہ عورت تو اس کو بھی صف کا حکم ہے۔

٦٨٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيْمٌ فِيْ بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمِّيْ أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا.

٦٨٥۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور ایک یتیم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے کھڑی تھیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر عورت اکیلی امام کے پیچھے ہو تو اس کو بھی جماعت کا حکم ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر دو مقتدی ہوں تو ان کے واسطے سنت یہی ہے کہ امام کے پیچھے کھڑے ہوں پس اس سے رد ہو گیا قول بعض حنفیوں کا کہ کہتے ہیں کہ دو آدمی امام کے پیچھے نہ کھڑے ہوں بلکہ ایک دائیں طرف کھڑا ہو اور دوسرا بائیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو روایت ہے کہ ایک آدمی ان کی داہنی طرف کھڑا ہو گیا تھا اور دوسرا بائیں طرف تو یہ واسطے تنگی مکان کے تھا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کو مردوں کی صف میں کھڑے ہونا جائز نہیں اور اصل بنا اس مسئلے کی اس پر ہے کہ عورت کو مردوں کے ساتھ کھڑے ہونے میں فتنے

کا خوف ہے لیکن اگر مردوں کے ساتھ کھڑی ہو جائے تو جمہور علماء کے نزدیک اس کی نماز جائز ہو جائے گی اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر عورت مرد کے برابر کھڑی ہو جائے تو مرد کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور عورت کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے اور دلیل اس کی حنفیہ یہ پیش کرتے ہیں کہ عورتوں کو پیچھے کرنے کا حکم ہے سو جب مرد نے اس کو پیچھے نہ کیا تو مرد کی نماز ٹوٹ جائے گی اس لیے کہ اس نے حکم نہیں مانا لیکن یہ دلیل صریح باطل ہے اس کے رد کرنے کی کوئی حاجت نہیں اس لیے کہ جو کپڑا کسی کا چھینا ہوا ہو اس کو پہن کر نماز پڑھنی منع ہے لیکن اگر اس میں نماز پڑھ لے تو نماز جائز ہو جاتی ہے اسی طرح سے حنفیہ اس مرد کی نماز کو صحیح کیوں نہیں کہتے ہیں جو عورت کے برابر کھڑا تھا؟ خاص کر جو عورت پیچھے سے آ کر شریک ہو اور مرد کے پہلو میں نماز پڑھے تو اس صورت میں تو مرد کا بالکل کچھ بھی قصور نہیں پس ضرور ہے کہ مرد کی نماز کو بھی صحیح کہا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس باب سے یہ ہے کہ صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھنے کی ممانعت جو آئی ہے تو وہ مردوں ہی کے واسطے ہے عورت اس سے مخصوص ہے۔

بَابُ مَيْمَنَةِ الْمَسْجِدِ وَالْإِمَامِ.

امام اور مسجد کے داہنے طرف کھڑے ہونے کا بیان۔

٦٨٦ - حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قُمْتُ لَيْلَةً أُصَلِّيْ عَنْ يَسَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِيَدِيْ أَوْ بِعَضُدِيْ حَتّٰى أَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَقَالَ بِيَدِهٖ مِنْ وَّرَائِيْ.

٦٨٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک رات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف نماز پڑھنے کو کھڑا ہوا سو آپ نے میرے ہاتھ کو پکڑا یہاں تک کہ مجھ کو اپنی داہنی طرف کیا اور اپنے ہاتھ کو میرے پیچھے سے پھیرا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کی داہنی طرف کھڑے ہونا چاہیے اور مسجد کی داہنی طرف کھڑا ہونا اس میں صریحا مذکور نہیں لیکن امام کی داہنی طرف کھڑے ہونا مسجد کی داہنی طرف کھڑے ہونے کو مستلزم ہے لیکن بعض کہتے ہیں کہ اگر مقتدی ایک ہو تو امام کے دائیں طرف کھڑا ہو اور اگر مقتدی بہت ہوں تو دائیں طرف کی فضیلت پر کوئی دلیل نہیں اور شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ کیا ہے جو ابوداؤد میں ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے صفوں کی داہنی طرف پر رحمت بھیجتے ہیں اور وہ حدیث جو نسائی میں آئی ہے کہ جو مسجد کی بائیں طرف آباد کرے اس کو بڑا ثواب ہے تو یہ حدیث اس حدیث کے معارض نہیں ہو سکتی ہے اس لیے کہ اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے اور نیز یہ اسی وقت کے ساتھ خاص ہے جب کہ لوگ داہنی طرف کی فضیلت جان کر بائیں طرف بالکل ترک کر دیں جیسے کہ اس حدیث کی ابتدا سے معلوم ہوتا ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ إِذَا كَانَ بَيْنَ الْإِمَامِ وَبَيْنَ الْقَوْمِ

جب امام اور مقتدیوں کے درمیان کوئی دیوار ہو یا کوئی

حَائِطٌ أَوْ سُتْرَةٌ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ أَنْ تُصَلِّيَ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ نَهْرٌ وَقَالَ أَبُوْ مِجْلَزٍ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَإِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا طَرِيْقٌ أَوْ جِدَارٌ إِذَا سَمِعَ تَكْبِيْرَ الْإِمَامِ.

پردہ یا آڑ ہو تو کیا مقتدیوں کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تیرے اور امام کے درمیان کوئی نہر یا نالا ہو تو نماز جائز ہے۔ اور ابومجلز نے کہا کہ امام کے ساتھ اقتدا کرے اگرچہ دونوں کے درمیان کوئی راہ ہو یا دیوار ہو جب کہ امام کی تکبیر کو سنے یعنی امام کی نماز پر اس کو اطلاع ہو۔

٦٨٧ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فِيْ حُجْرَتِهٖ وَجِدَارُ الْحُجْرَةِ قَصِيْرٌ فَرَأَى النَّاسُ شَخْصَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ أُنَاسٌ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهٖ فَأَصْبَحُوْا فَتَحَدَّثُوْا بِذٰلِكَ فَقَامَ اللَّيْلَةَ الثَّانِيَةَ فَقَامَ مَعَهٗ أُنَاسٌ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهٖ صَنَعُوْا ذٰلِكَ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا حَتّٰى إِذَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَخْرُجْ فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذٰلِكَ النَّاسُ فَقَالَ إِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ تُكْتَبَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ.

٦٨٧۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اپنے حجرے میں نماز پڑھا کرتے تھے اور حجرے کی دیواریں بہت چھوٹی تھیں سو لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کو دیکھا سو لوگ آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو لوگوں نے صبح کے وقت اس بات کا چرچا کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رات کو پھر کھڑے ہوئے سو لوگ بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو لوگوں نے دو روز یا تین روز ایسا ہی کیا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی یہاں تک کہ اس کے بعد جب تیسری یا چوتھی رات آئی تو آپ حجرے میں بیٹھے رہے اور باہر نہ آئے یعنی جس جگہ میں دو روز نماز پڑھی تھی سو جب آپ نے صبح کی تو لوگوں نے اس بات کا ذکر کیا کہ آپ اس رات میں تشریف نہیں لائے فرمایا کہ مجھ کو خوف ہوا کہ رات کی نماز تم پر فرض ہو جائے۔

فائدہ: ان دونوں اثروں اور حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر امام اور مقتدیوں کے درمیان کوئی دیوار یا پردہ یا آڑ ہو تو مقتدیوں کی نماز صحیح ہو جاتی ہے اس میں کچھ نقصان نہیں خواہ امام کی تکبیر سنتا ہو یا نہ سنے اور یہی ہے مذہب مالکیہ کا اور باقی اماموں کا مذہب یہ ہے کہ اگر امام کی تکبیر سنتا ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں لیکن اس باب کی حدیثوں سے عام حکم معلوم ہوتا ہے اور باب میں بھی کوئی قید اس قسم کی نہیں پس وجہ مطابقت ان حدیثوں کی باب سے ظاہر ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اور نماز بھی فرض ہو سکتی ہے اور حدیث معراج سے معلوم ہوتا ہے کہ اب کوئی نماز فرض نہیں ہو گی اس لیے کہ اس میں یہ فرمایا کہ اب میری بات نہیں بدلے گی سو وجہ تطبیق کی یہ ہے کہ مراد بدلنے سے یہ ہے کہ اس میں سے

کچھ کم نہیں ہوگا اس کا یہ معنی نہیں کہ اس سے کچھ زیادہ بھی نہیں ہوسکتا پس دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔

بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ. رات کی نماز کا بیان۔

فائدہ: رات کی نماز کے بیان میں امام بخاری رحمہ اللہ علیحدہ ایک کتاب مستقل لایا ہے کما سیاتی اور یہاں امام بخاری رحمہ اللہ اس کو صرف اسی مناسبت کے واسطے لایا ہے کہ اس میں جماعت کا ذکر ہے اور یہ سب باب بھی جماعت کے بیان میں ہیں پس ادنیٰ مناسبت کافی ہے اور نیز اس میں نماز تراویح کا بیان ہے اور شارح تراجم نے لکھا ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے رد کرنا ہے حنفیوں پر کہ وہ نفلوں میں جماعت کرنے کو جائز نہیں رکھتے ہیں سو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب سے ثابت کیا ہے کہ نفلوں میں جماعت کرنی درست ہے اس لیے کہ تراویح کی نماز اس وقت میں مؤکد نہیں ہوتی تھی بلکہ اور نفلوں کی طرح وہ بھی نفل تھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں جماعت کرائی تو معلوم ہوا کہ سب نفلوں میں جماعت کرنی جائز ہے۔

٦٨٨ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهُ حَصِيْرٌ يَبْسُطُهُ بِالنَّهَارِ وَيَحْتَجِرُهُ بِاللَّيْلِ فَثَابَ إِلَيْهِ نَاسٌ فَصَلَّوْا وَرَآءَهُ.

٦٨٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چٹائی تھی کہ دن میں اس کو بچھا لیتے تھے اور رات میں اس کو حجرے کی طرح بنا لیتے تھے یعنی اپنے گرد اس کو کھڑا کر لیتے تھے دیوار کی طرح تا کہ لوگوں سے پردہ ہو جائے سو لوگ آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے۔

٦٨٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَةً قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مِنْ حَصِيْرٍ فِي رَمَضَانَ فَصَلَّى فِيْهَا لَيَالِيَ فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا عَلِمَ بِهِمْ جَعَلَ يَقْعُدُ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ قَدْ عَرَفْتُ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ

٦٨٩۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے مہینے میں ایک حجرہ بنایا میں گمان کرتا ہوں (یہ راوی کا قول ہے) کہ وہ چٹائی سے تھا سو آپ نے چند راتیں اس میں نماز پڑھی اور کئی اصحاب نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی سو جب آپ نے ان کا حال معلوم کیا کہاں کو اس نماز سے بہت محبت ہوگئی ہے تو آپ بیٹھنے لگے یعنی گھر سے تشریف نہ لائے سو پھر گھر سے تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے پہچان لیا ہے اس چیز کو جو میں نے دیکھا تمہارے کام سے یعنی میں نے معلوم کر لیا تھا کہ لوگ تراویح

فَصَلُّوْا أَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ قَالَ عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مُوْسٰى سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ عَنْ بُسْرٍ عَنْ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کے واسطے آ گئے ہیں سوائے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو اس واسطے کہ افضل نماز وہ ہے جس کو آدمی اپنے گھر میں پڑھے سوائے فرضوں کے۔

فائدہ: یہ حجرہ چٹائی کا وہ حجرہ نہیں تھا جو آپ کا گھر اپنے کا تھا بلکہ یہ صرف یوں ہی ایک چٹائی تھی کہ پردہ کے واسطے اپنے گرد کھڑی کر لیتے تھے پس اس سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کے نفل گھر میں پڑھنے افضل ہیں لیکن اگر مسجد میں بھی پڑھ لے تو جائز ہیں اس لیے کہ گھر میں افضل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ مسجد میں بالکل جائز نہیں ہیں بلکہ افعل التفضیل دلالت کرتا ہے اس پر کہ اصل فضیلت دونوں میں موجود ہے اسی طرح گھر میں افضل ہونے سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ ان کی جماعت جائز نہ ہو بلکہ صیغہ افعل سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی جماعت بھی جائز ہے گو افضل نہیں مگر اصل جواز جماعت کی اسی نفی سے نہیں نکلتی ہے واللہ اعلم لیکن عید اور خسوف اور جنازے کی نماز اس سے مخصوص ہے یعنی ان میں افضل یہی ہے کہ جماعت سے پڑھے اور اسی طرح تحیۃ المسجد اور طواف واحرام کے نفل بھی اس سے مخصوص ہیں یعنی ان میں افضل یہی ہے کہ گھر سے باہر پڑھے اور تراویح کی نماز بھی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گھر میں پڑھنی افضل ہے لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے نزدیک افضل یہ ہے کہ تراویح کو مسجد میں پڑھے اور گھر میں نفلوں کا پڑھنا اس واسطے افضل ہے کہ اس میں کسی طرح کاریا نہیں پایا جاتا اور گھر میں اُس سے برکت حاصل ہوتی ہے اور رحمت نازل ہوتی ہے اور شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے کذا قالہ الشیخ فی الفتح.

بَابُ إِيْجَابِ التَّكْبِيْرِ وَافْتِتَاحِ الصَّلَاةِ. نماز کے شروع میں اللہ اکبر کہنا واجب ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب سے اشارہ کیا ہے طرف حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو تکبیر سے شروع کیا کرتے تھے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی آگے آتی ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز کو تکبیر سے شروع کیا سو ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نماز کی ابتدا میں تکبیر کہنی واجب ہے اور یہی مذہب ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اور جمہور علماء کے نزدیک اللہ اکبر تکبیر کے واسطے معین ہو چکا ہے جب نماز شروع کرنے لگے تو یہی لفظ کہے جیسے کہ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے اور اگر اس لفظ کے بدلے اور کوئی لفظ تعظیم کا کہے تو نماز صحیح نہ ہو گی اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اس کے بدلے اور کوئی لفظ تعظیم کا جیسے اللہ الکبیر وغیرہ کہہ دے تو بھی جائز ہے اور دلیل جمہور کی وہ حدیث ہے جو ابو داؤد وغیرہ میں ہے کہ کسی کی نماز پوری نہیں ہوتی یہاں تک کہ وضو کرے پھر تکبیر کہے اور طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ پھر اللہ اکبر کہے اور اسی طرح ابن ماجہ اور ابن خزیمہ میں ابو حمید سے روایت ہے کہ

حضرت ﷺ جب نماز کی طرف کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے تھے پس معلوم ہوا کہ مراد تکبیر سے اللہ اکبر ہے اور اسی طرح بزار میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ شروع نماز کے وقت اللہ اکبر کہتے تھے اور اسی طرح نسائی وغیرہ میں ہے کہ حضرت ﷺ شروع نماز کے وقت اللہ اکبر کہتے تھے اور حنفیہ کے پاس اس باب میں کوئی دلیل نہیں ہے پس اتباع سنت کا اولیٰ ہے۔

٦٩٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ فَرَسًا فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ قَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَصَلّٰى لَنَا يَوْمَئِذٍ صَلَاةً مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَآءَهٗ قُعُوْدًا ثُمَّ قَالَ لَمَّا سَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَإِذَا صَلّٰى قَآئِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ.

٦٩٠۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ﷺ گھوڑے پر سوار ہوئے سو آپ اس گھوڑے سے گر پڑے اور آپ کے داہنے پہلو چھل گئے یعنی زخمی ہو گئے سو اس دن آپ نے ہم کو ایک نماز پڑھائی اور آپ بیٹھے تھے سو ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی پھر جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا کہ امام تو صرف اسی واسطے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے سو جب وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ سجدے میں جائے تو تم بھی سجدے میں جاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اس کے بدلے ربنا ولك الحمد کہو۔

فائدہ: امام بیٹھے کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھنی منسوخ ہے کما مر.

٦٩١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهٗ قَالَ خَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ فَصَلّٰى لَنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا مَعَهٗ قُعُوْدًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ إِنَّمَا الْإِمَامُ أَوْ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا.

٦٩١۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس کے اول میں صرف اتنا لفظ زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ گھوڑے سے گر پڑے تو آپ کے پہلو چھل گئے اور فرمایا کہ جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔

۶۹۲ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَإِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا أَجْمَعُوْنَ.

۶۹۲۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا فقط لفظ آگے پیچھے ہیں لیکن اس کے اول میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو۔

فائدہ: بعض امام بخاری رحمہ اللہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ اول حدیث میں تکبیر کا کچھ بھی ذکر نہیں اور دوسری دونوں حدیثوں میں تکبیر کا ذکر ہے لیکن اُن سے تکبیر کا واجب ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ اُن سے صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی امام سے پیچھے تکبیر کہے حالانکہ باب میں تکبیر کا واجب ہونا مذکور ہے سو پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث دونوں طریقوں سے ایک ہی ہے ایک طریق میں پوری ہے اور دوسرے طریق میں مختصراً آئی ہے تو گویا کہ پہلے طریق میں لفظ تکبیر کا موجود ہے گو راوی نے اختصار کی وجہ سے اس کو بیان نہیں کیا اور دوسرے اعتراض کا یہ جواب ہے کہ اگرچہ لفظ فکبروا کا اپنے منطوق سے وجوب پر دلالت نہیں کرتا ہے لیکن اقتضاء اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے پس یہی قدر کافی ہے واسطے وجوب تکبیر کے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اس کو کیا اور آپ کا یہ فعل بیان ہے واسطے مجمل نماز کے اور بیان واجب کا واجب ہوتا ہے اور قسطلانی میں لکھا ہے کہ کبروا امر ہے اور امر واسطے وجوب کے ہوتا ہے پس تکبیر کا واجب ہونا اس سے ثابت ہوگیا اور اسی طرح شاید امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک مقتدی پر ربنا لک الحمد کہنا بھی واجب ہوگا پس اس سے اس پر اعتراض نہیں آ سکتا ہے اور مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی اس سے رد کرنا بعض لوگوں پر ہے جو کہتے ہیں کہ صرف نیت کرنے سے بھی آدمی نماز میں داخل ہو جاتا ہے کہ گو زبان سے اللہ اکبر کہے اور دوسری غرض اس کی حنفیوں پر رد کرنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ اکبر کہنا واجب نہیں بلکہ اس کے بدلے کوئی اور لفظ تعظیم کا کہنا بھی جائز ہے اور تکبیر تحریمہ جمہور علماء کے نزدیک نماز کا رکن ہے اور حنفیہ کے نزدیک شرط ہے اور بعض کے نزدیک سنت ہے لیکن نیت نماز کی بالاتفاق واجب ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الایمان کے آخر میں اس طرف اشارہ کیا ہے چنانچہ کہا کہ حدیث اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ میں وضو اور نماز اور زکوۃ وغیرہ سب داخل ہیں۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيْرَةِ الْأُوْلٰى

تکبیر تحریمہ کے ساتھ برابر ہاتھ اٹھانے کا بیان یعنی جب

مَعَ الْاِفْتِتَاحِ سَوَآءً.

نماز شروع کرنے کے وقت اللہ اکبر کہے تو اسی وقت تکبیر کے ساتھ ہی کانوں تک ہاتھ بھی اٹھائے اس طور سے کہ تکبیر اور ہاتھ کا اٹھانا ایک وقت میں واقع ہو۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ تکبیر کے برابر ہاتھ اٹھائے یا تکبیر سے پہلے اٹھائے بعض کہتے ہیں کہ پہلے ہاتھ اٹھائے پھر تکبیر کہے اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں کو ایک وقت میں ادا کرے جب تکبیر کہے اسی وقت ہاتھ اٹھائے اور اسی قول کو ترجیح ہے اور تکبیر کو ہاتھ اٹھانے سے پہلے کہنا کسی کا مذہب نہیں اور تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانے میں یہ حکمت ہے کہ گویا اس میں اشارہ ہے کہ میں نے دنیا کو بالکل ترک کر دیا اور ہر طرح سے عبادت میں متوجہ ہوا اور بعضوں نے کچھ اور حکمت بھی بیان کی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ رفع یدین کا کیا معنی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی تعظیم اور رسول کی سنت کا اتباع اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ رفع دین نماز کی خوبصورتی اور زینت ہے اور عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر بار ہاتھ اٹھانے کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر ایک انگلی کے بدلے ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور امام نووی رحمہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ تمام امت کا اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے مستحب ہیں اور ابن منذر نے کہا کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ حضرت ﷺ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھایا کرتے تھے لیکن بعض اس کو واجب کہتے ہیں جیسے کہ امام اوزاعی اور حمیدی اور ابن خزیمہ وغیرہ میں ہیں مگر جو لوگ وجوب کے قائل ہیں ان کے نزدیک ترک رفع سے نماز باطل نہیں ہوتی مگر ایک روایت میں اوزاعی اور حمیدی سے۔

٦٩٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ أَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ.

٦٩٣ ـ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جب نماز شروع کیا کرتے تھے یعنی تکبیر تحریمہ کہتے تو اس وقت دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے اور جب رکوع کے واسطے تکبیر کہتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح اس وقت بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اور کہتے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولك الحمد اور آپ سجدے میں اس طرح نہیں کرتے تھے یعنی سجدے میں ہاتھ نہیں اٹھایا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تکبیر تحریمہ کے وقت حضرت ﷺ کندھوں تک ہاتھ اٹھایا کرتے تھے پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ امام تسمیع اور تحمید دونوں کو کہے اور امام

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حکم اس کے حق میں ہے جو تنہا نماز پڑھے اور امام فقط تسمیع کہے اور مقتدی تحمید کہے۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ.

تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا اور رکوع کے وقت رفع یدین کرنا اور رکوع سے سرا ٹھانے کے وقت رفع یدین کرنا۔

فائدہ: ان تین جگہ میں کندھوں تک ہاتھ اٹھانے مستحب ہیں کما مر وسیاتی.

٦٩٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوْعِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَيَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ..

۶۹۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ دونوں کندھوں کے برابر ہوتے اور جب رکوع کے واسطے تکبیر کہتے تو اس وقت بھی ہاتھ اٹھاتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو تب بھی ایسے ہی ہاتھ اٹھاتے اور کہتے سمع اللہ لمن حمدہ اور سجدے میں ایسا نہ کرتے یعنی اس میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رکوع کے وقت رکوع سے سر اٹھانے کے وقت کندھوں تک ہاتھ اٹھانے مستحب ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے جو مدت سے چھپ چکی ہے اس میں حسن اور حمید سے نقل کیا ہے کہ سب اصحاب رفع یدین کیا کرتے تھے انہوں نے کسی کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا اور ابن عبدالبر نے کہا کہ جن لوگوں سے رفع یدین کے ترک کی روایت آئی ہے انہی سے رفع یدین کرنے کی روایت بھی آ چکی ہے مگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پس ان کے قول سے رفع یدین کے ترک پر دلیل پکڑنی غلط ہے اور ترجیح بلا مرجح ہے اور محمد بن نصر مروزی نے کہا کہ سب شہروں کے علماء کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ رکوع کے وقت اور اس سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کرنا مستحب ہے اور یہی بات صحیح اور قوی ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا اور خطابی وغیرہ نے کہا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا آخری قول بھی یہی ہے اور مالکیوں کے پاس ترک رفع یدین کی کوئی دلیل نہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب رفع یدین میں علی بن مدینی سے نقل کیا ہے کہ سب مسلمانوں پر حق ہے کہ رکوع کے وقت اور اس سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کریں واسطے اس حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جو گزر چکی ہے اور کہا کہ علی بن

مدینی اپنے زمانے کے سب علماء سے زیادہ عالم تھے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ رفع یدین کو سترہ اصحاب نے روایت کیا ہے اور حاکم اور ابوالقاسم نے کہا کہ رفع یدین کو عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہے اور ابوالفضل حافظ نے ذکر کیا ہے کہ اس کو پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے اور صاحب قاموس نے لکھا ہے کہ رفع یدین میں چار سو حدیث آچکی ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ سیوطی نے کہا ہے کہ رفع یدین کی حدیث متواتر ہے لیکن حنفیہ رکوع کے وقت رفع یدین کرنے کو جائز نہیں رکھتے ہیں اور وہ اس باب میں کئی دلیلیں پیش کرتے ہیں کہ اس جگہ میں اُن کی گنجائش نہیں لیکن مختصرا کچھ تھوڑا سا بیان کیا جائے۔ پہلی دلیل ان کی مجاہد کا قول ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی پس میں نے ان کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے کہ اس کی اسناد میں ابو بکر بن عیاش واقع ہوا ہے اور آخر عمر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا پس اس سے دلیل پکڑنی صحیح نہیں اور اگر بفرض محال اس کی صحت تسلیم بھی کی جائے تو کہا جائے گا کہ سالم اور نافع وغیرہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کو ثابت کیا ہے اور وہ اس سے حفظ میں بھی زیادہ ہیں اور شمار میں بھی زیادہ ہیں پس ان کی روایت اعتبار کے زیادہ قابل ہے مجاہد کی روایت سے اور نیز ان کی روایت رفع یدین کی مثبت ہے اور مجاہد کی روایت اس کی نافی ہے اور مثبت مقدم ہوتا ہے نافی پر کما تقرر فی الاصول اور نیز دونوں روایتوں میں تطبیق بھی ممکن ہے بایں طور کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رفع یدین کو واجب نہیں جانتے تھے پس کبھی کیا اور کبھی نہ کیا پس ان کا کبھی ترک کر دینا اس کے جواز کے مخالف نہیں ورنہ ان کا رفع یدین کرنا اس پر دلالت کرے گا کہ رفع یدین چھوڑنا جائز نہیں پس تطبیق مقدم ہے نسخ اور ترجیح پر اور نیز مجاہد کی روایت ضعیف ہونے پر دلالت کرتی ہے وہ حدیث جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب رفع یدین میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے کہ اس نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے دیکھا کہ اس نے رفع یدین نہیں کی تھی سو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو پتھر اٹھا کر مارا۔ دوسری دلیل حنفیہ کی یہ حدیث ہے جو ابو داؤد وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا سو آپ نے رکوع کے وقت رفع یدین نہ کیا سو جواب اس کا یہ ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہوئی اور ابن مبارک نے کہا کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہوئی اور اگر ثابت بھی ہو جائے تو مثبت مقدم ہے نافی پر اور نیز یہ جواز کی حدیث کے مخالف نہیں کبھی کبھار کیا ہوگا اور کبھی نہ کیا ہوگا اور نیز کلمہ ثم لا یعود کا ابو داؤد کے اصل کسی نسخے میں موجود نہیں اور نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین کو قرآن سے نہیں جانتے ہیں اور رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کو درست نہیں جانتے ہیں وعلی ہذا القیاس جنبی کے واسطے تیمم جائز نہیں رکھتے ہیں سو اسی طرح سے احتمال ہے کہ ان کو رفع یدین بھی یاد نہ رہا ہو پس اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں ہے اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ رفع یدین سے نماز باطل ہو جاتی ہے سو اس کا جواب یہ کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب رفع یدین میں کہا کہ جو اس کو بدعت کہے اس نے

صحابہ میں طعن کیا اس لیے کہ کسی صحابی سے اس کا ترک کرنا ثابت نہیں پس اس سے لازم آئے گا کہ ان کی سب نمازیں باطل ہوئیں اور یہ بات کوئی مسلمان اپنی زبان پر نہیں لا سکتا ہے باقی تفصیل اس مسئلے کی کتاب رفع یدین امام بخاری رحمہ اللہ میں اور تنویر العینین وغیرہ رسائل میں مذکور ہے شائق ان کا مطالعہ کرے اور بعض حنفیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث رفع یدین کا راوی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہے اور اس سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس نے رفع یدین ترک کر دیا تھا اور جب کہ راوی اپنے مروی کے خلاف عمل کرے تو وہ دلالت کرتا ہے اس کے منسوخ ہونے پر پس یہ حدیث منسوخ ہو گی سو جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا رفع یدین کو چھوڑ دینا ثابت نہیں ہوتا ہے کما مر اور دوم یہ کہ راوی کا اپنے مروی کو چھوڑ دینا بغیر تصریح کسی دلیل شرعی کے کچھ مفید نہیں اور ایسے صحابی جلیل القدر سے ایسے عمل کا صادر ہونا مسلم نہیں جب تک کہ اس کے واسطے کوئی عمل صحیح نہ پیدا کیا جائے اور سوم یہ کہ غیر معصوم کے فعل کے ساتھ حسن ظن سے تمسک کر کے معصوم کے فعل کو ترک کرنا ہے اور یہ قطعاً باطل ہے اس لیے کہ ناسخ منسوخ سے بہت ضعیف ہے اور چہارم یہ کہ احتمال ہے کہ راوی کے نزدیک وہ فعل مستحب یا مباح ہو واجب نہ ہو پس اس کو رخت کے واسطے کبھی کبھی ترک کر دیا ہو پس اس سے اس حدیث کے نسخ پر دلیل پکڑنی قطعا باطل ہے اس واسطے کہ مستحب اور مباح کو ترک کرنا بالاتفاق جائز ہے اور نیز تلویح میں لکھا ہے کہ اگر یہ معلوم نہ ہوئے کہ اس نے روایت سے پہلے عمل کیا ہے یا پیچھے تو ایسی روایت میں جرح نہیں ہو سکتی اور چونکہ یہاں بھی معلوم نہیں کہ عمل عبداللہ رضی اللہ عنہ کا روایت کرنے سے پہلے ہے یا پیچھے تو اب یہ اس حدیث کے واسطے جرح نہیں ہو سکے گی پس ناسخ ہونا بطریق اولی نہیں ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ رفع یدین کرنا ابتدا اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا سو جواب اس کا اولا یہ ہے کہ بیہقی میں اس حدیث کے آخر میں اتنا لفظ آ گیا ہے فما زالت تلك صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى لقى الله یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رفع یدین کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے انتقال فرمایا پس جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر دم تک رفع یدین کرنا ثابت ہو گیا تو پھر رفع یدین کرنا منسوخ کب ہوا؟ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد وحی اتری تھی؟ ثانیا پہلے گزر چکا ہے کہ حسن نے کہا کہ اصحاب سب رفع یدین کرتے تھے اور یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کا ذکر ہے اور نیز پہلے گزر چکا ہے کہ سب شہروں کے علماء کا اجماع ہو چکا ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ مجتہدین کا پس جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب صحابہ اور تابعین اور آئمہ مجتہدین سے رفع یدین کا کرنا ثابت ہو چکا ہے تو اب کہا جائے گا کہ اگر رفع یدین کرنا منسوخ ہوتا تو صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیوں کرتے اور تابعین اور آئمہ مجتہدین وغیرہ جائز کیوں کہتے؟ امام شافعی رحمہ اللہ و امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ مجتہدین کو اس کا منسوخ ہونا معلوم نہ ہوا حالانکہ مجتہد کی ایک یہ بھی شرط ہے کہ ناسخ منسوخ کو جانتا ہو پھر یہ لوگ مجتہد کیوں بن بیٹھے؟ پس معلوم ہوا کہ رفع یدین منسوخ نہیں ہے۔ ثالثاً نسخ میں یہ شرط ہے کہ ناسخ منسوخ کے مساوی ہو اور منسوخ سے مؤخر ہو اور تطبیق ممکن نہ ہو جیسے

کہ نخبہ اور اس کی شرح میں موجود ہے پس اگر یہ تین شرطیں پائی جائیں تو دعویٰ نسخ جائز ہے ورنہ دعویٰ نسخ باطل ہے اور چونکہ یہاں ان تین شرطوں سے ایک بھی موجود نہیں لہذا دعویٰ نسخ قطعا باطل ہے اسی واسطے شارح فارسی بخاری نے لکھا ہے کہ دعویٰ نسخ کا خالی اعتراض سے نہیں بلکہ دعویٰ نسخ سے یہ بات آسان ہے کہ مان لیا جائے کہ دونوں امر سنت ہیں رفع یدین کرنا بھی اور نہ کرنا بھی اور ایسا ہی لکھا ہے شیخ عبدالحق نے فتح المنان میں تمام ہوا مسئلہ رفع یدین کا۔

٦٩٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ أَنَّهُ رَأٰى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلّٰى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ هٰكَذَا.

٦٩٥۔ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب نماز پڑھتا تو اللہ اکبر کہتا اور دونوں ہاتھ کو اٹھاتا اور جب رکوع میں جانے کا ارادہ کرتا تو دونوں ہاتھ کو اٹھاتا اور جب رکوع سے سر اٹھاتا تو اس وقت بھی دونوں ہاتھ اٹھاتا اور حدیث بیان کرتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔

بَابُ إِلٰى أَيْنَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ وَقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ فِيْ أَصْحَابِهٖ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ.

کہاں تک ہاتھ اٹھائے یعنی رفع یدین کرنا جو ان تین جگہوں میں آیا ہے تو ان میں ہاتھ کہاں تک اٹھائے کندھوں تک یا کانوں تک اور ابو حمید نے اپنے ساتھیوں میں کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کندھوں تک ہاتھ اٹھائے ہیں۔

٦٩٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَتَحَ التَّكْبِيْرَ فِي الصَّلَاةِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَهٗ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَعَلَ مِثْلَهٗ وَقَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ

٦٩٦۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز کی تکبیر شروع کی سو جب تکبیر کہی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا اور جب رکوع کے واسطے تکبیر کہی تو اس وقت بھی ہاتھوں کو اٹھایا اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو اس وقت بھی ایسا ہی کیا اور جب سجدہ میں جاتے تو ہاتھ نہ اٹھاتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو اس وقت بھی ہاتھ نہ اٹھاتے۔

يَسْجُدُ وَلَا حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ.

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رفع یدین کرنے کے وقت ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھائے اور یہی معلوم ہوتا ہے مذہب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کہ صرف یہی حدیثیں لایا ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء کا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور ان کی دلیل وہ حدیث ہے جو مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے لیکن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کو ترجیح ہے کہ اس کی اسناد زیادہ صحیح ہے اور ان دونوں میں تطبیق بھی ہو سکتی ہے کہ دونوں امر جائز ہوں۔ واللہ اعلم

فائدہ: حنفیہ کہتے ہیں کہ مرد کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور عورت مونڈھوں تک ہاتھ اٹھائے لیکن اس فرق میں کوئی حدیث وارد نہیں ہوئی پس ظاہراً دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ.

جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑا ہو تو اس وقت بھی رفع یدین کرے یعنی مثلاً چار رکعت نماز میں سے جب دو رکعت کے بعد التحیات پڑھ کر کھڑا ہو تو اس وقت بھی کندھوں تک ہاتھ اٹھائے۔

٦٩٧ ۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَيُّوْبَ وَمُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ مُخْتَصَرًا.

٦٩٧۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو تب بھی ہاتھ اٹھاتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو تب بھی ہاتھ اٹھاتے اور جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اس وقت بھی ہاتھ اٹھاتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس حدیث کو مرفوع کیا ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو رکعت کے بعد التحیات پڑھ کر جب تیسری رکعت کی طرف کھڑا ہو تو اس وقت بھی دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور بعضوں کے نزدیک سجدہ

میں بھی رفع یدین کرنا آیا ہے اور اس باب میں ایک حدیث بھی فتح الباری میں نسائی سے نقل کی ہے لیکن جمہور کے نزدیک جائز نہیں۔

بَابُ وَضْعِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ.

نماز میں داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا بیان۔

۶۹۸ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ أَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا يَنْمِيْ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِسْمَاعِيْلُ يُنْمٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَقُلْ يَنْمِيْ.

۶۹۸۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں) لوگوں کو حکم کیا جاتا تھا کہ نماز میں آدمی اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے ابو حازم نے کہا کہ سہل رضی اللہ عنہ اس حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کرتا تھا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اس کا حکم کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب آدمی نماز پڑھنے کو کھڑا ہو تو ہاتھوں کو باندھ لے اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہی مذہب ہے جمہور صحابہ اور تابعین وغیرہ کا اور اس کے برخلاف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہیں ہوا لیکن اس حدیث میں تصریح نہیں کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھے یا بازو پر رکھے مگر نسائی کی حدیث میں صریح آ چکا ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت اور پہنچے پر رکھے اور اس حدیث میں یہ بھی مذکور نہیں ہے کہ ہاتھوں کو ناف سے اوپر باندھے یا ناف سے نیچے باندھے مگر صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ دونوں ہاتھوں کو سینہ پر رکھے اور ایسا ہی مسند امام احمد میں ہے اور ایسا ہی بزار میں ہے کہ نماز میں ہاتھوں کو سینہ پر باندھے اور یہی ہے مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اختیار ہے خواہ سینے کے اوپر باندھے خواہ نیچے باندھے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہاتھوں کو کھلا چھوڑ دے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھے اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہاتھ ناف سے نیچے باندھے لیکن اس کی اسناد ضعیف ہے اور حکمت ہاتھ باندھنے میں یہ ہے کہ یہ صورت ہے اس سائل کی جو ذلیل ہو کر کسی کے دروازے پر مانگنے کو آتا ہے۔

بَابُ الْخُشُوْعِ فِي الصَّلَاةِ.

نماز میں عذابِ الٰہی سے ڈرنا۔

فائدہ: نماز میں خشوع اور عذاب سے ڈرنے کی علامت یہ ہے کہ نہایت ذلیل ہو کر رہے اور دل کو حاضر رکھے اور دائیں بائیں التفات نہ کرے۔

۶۹۹ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ

۶۹۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَا هُنَا وَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ رُكُوْعُكُمْ وَلَا خُشُوْعُكُمْ وَإِنِّي لَأَرَاكُمْ وَرَآءَ ظَهْرِي.

کہ کیا تم دیکھتے ہو کہ میرا سامنا ادھر ہے اللہ کی قسم! مجھ پر تمہارا رکوع اور خشوع چھپا نہیں رہتا اور بے شک میں تم کو دیکھتا ہوں اپنی پس پشت سے۔

فائدہ: بہت لوگ نومسلم ادب سے نماز نہ پڑھتے رکوع اور سجود اور صف میں برابر کھڑے ہونے سے غفلت کرتے تھے تب آپ نے یہ حدیث فرمائی۔

۷۰۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقِيْمُوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِي وَرُبَّمَا قَالَ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا رَكَعْتُمْ وَسَجَدْتُمْ.

۷۰۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درست کرو رکوع اور سجود کو سو قسم ہے اللہ کی میں تم کو دیکھتا ہوں اپنی پس پشت سے اور بہت وقت آپ نے یہ فرمایا کہ میں تم کو دیکھتا ہوں جب تم رکوع کرتے ہو اور سجدہ کرتے ہو۔

فائدہ: اس حدیث میں خشوع کا ذکر نہیں لیکن شاید امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ غرض ہے کہ تمام نماز میں تمام اعضاء کو ظاہر میں درست رکھنا دلیل ہے اوپر خشوع کے اس لیے کہ ظاہر کا سکون باطن کی دلیل ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اس سے معلوم ہوا کہ جب آدمی نماز میں کھڑا ہو تو کمال خشوع کے ساتھ رہے اور دل کو حاضر رکھے اور عذاب سے ڈرتا رہے لیکن اگر نماز میں خشوع کو ترک کرے تو نماز ہو جاتی ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کو نماز دوہرانے کا حکم نہ فرمایا اور امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ نماز میں خشوع بالا جماع واجب نہیں لیکن آدمی کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے خشوع اور حضور دل کو نماز میں پیدا کرے اور جو اختیار سے باہر ہو جائے تو خیر لیکن نماز میں کسی نہ کسی رکن میں ضروری ہے کہ دل کو حاضر کرلے اور اللہ کے عذاب سے ڈرے اور بعض نے کہا کہ نماز میں خشوع رکھنا فرض ہے لیکن اگر نماز کے ایک جز میں بھی ہو جائے تو کافی ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ بَعْدَ التَّكْبِيْرِ.

اس چیز کا بیان جو تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھی جاتی ہے یعنی تکبیر اولیٰ کے بعد کیا چیز پڑھی جائے؟۔

۷۰۱ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ

۷۰۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نماز کو الحمد کے ساتھ شروع کیا کرتے تھے۔

النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلَاةَ بِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کی جزء ہے یا نہیں اور سورۂ الحمد کے ساتھ بسم اللہ کو بھی پڑھنا چاہیے یا نہیں سو بعض تو کہتے ہیں کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کی جزء ہے جب الحمد پڑھے تو بسم اللہ اس کے ساتھ پڑھے اور وہ لوگ اس حدیث الحمد للہ الخ سے سورۂ فاتحہ مراد لیتے ہیں یعنی اس کا یہ معنی نہیں کہ الحمد للہ ہی سے اول شروع کرے بلکہ معنی یہ ہے کہ تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھے پس بسم اللہ بھی اس میں آ گئی کہ اُن کے نزدیک فاتحہ کی جزء ہے اور یہی قول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور شافعیوں کا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نماز میں الحمد کے ساتھ بسم اللہ نہ پڑھے نہ پکار کر اور نہ پوشیدہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کی جزء نہیں اور وہ اس حدیث کا یہ معنی کرتے ہیں کہ قراءت کو الحمد للہ سے شروع کرتے تھے یعنی سورۂ الحمد کے اول میں بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے لیکن اس باب میں بہت حدیثیں صحیح آ چکی ہیں جو دلالت کرتی ہیں اس پر کہ بسم اللہ الحمد کی جزء ہے چنانچہ صحیح بخاری میں باب فضائل میں آگے آئے گا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ الحمد للہ سبع مثانی ہے یعنی سات آیتیں ہیں ان میں سے چھ آیتیں الحمد ہے اور ساتویں آیت بسم اللہ ہے اور بیہقی اور ابن خزیمہ وغیرہ میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں فاتحہ کے اول بسم اللہ پڑھا کرتے تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب الحمد شروع کرو تو اس کے اول میں بسم اللہ پڑھو کہ بسم اللہ بھی اس کی ایک آیت ہے اور اسی قسم کی اور بھی بہت حدیثیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ بسم اللہ شریف سورۂ فاتحہ کی جزء ہے جب سورۂ فاتحہ پڑھے تو پہلے بسم اللہ پڑھے اور جن حدیثوں سے حنفیہ دلیل پکڑتے ہیں سو ان سے بعض حدیثوں میں تو یہ آیا ہے کہ الحمد کے ساتھ بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے سو جواب اس کا یہ ہے کہ مراد بسم اللہ نہ پڑھنے سے یہ ہے کہ بسم اللہ سنی نہیں جاتی تھی سو جواب اس کا یہ ہے کہ مراد نہ سننے سے یہ ہے کہ بسم اللہ کو پکار کر نہیں پڑھتے تھے اس کا یہ معنی نہیں کہ بسم اللہ کو پڑھتے ہی نہیں تھے پس اس سے سب حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور سب الفاظ مختلف آپس میں جمع ہو جاتے ہیں اور اس باب کے اس حدیث انس رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ بسم اللہ مطلق نہیں پڑھتے تھے بلکہ احتمال ہے کہ اس کو پوشیدہ پڑھ لیتے ہوں گے ورنہ آئندہ حدیث میں جو دعا آتی ہے وہ بھی پڑھنی جائز نہیں ہوگی اس لیے کہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نماز کو الحمد للہ سے شروع کرتے تھے پس الحمد سے پہلے بھی کوئی چیز پڑھنی جائز نہیں ہوگی اور بعض نے لکھا ہے کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب بھی بسم اللہ کی سنیت کے قائل ہیں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں الحمد کے اول بسم اللہ پوشیدہ پڑھے اور بسم اللہ پکار کر پڑھنا بھی بہت صحابہ سے ثابت ہے لیکن افضل یہی ہے کہ پوشیدہ پڑھے اور پکار کر پڑھنا بھی جائز ہے۔

۷۰۲ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَبَيْنَ الْقِرَآئَةِ إِسْكَاتَةً قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ هُنَيَّةً فَقُلْتُ بِأَبِيْ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَالْقِرَآئَةِ مَا تَقُوْلُ قَالَ أَقُوْلُ اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ.

۷۰۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور قراءۃ کے درمیان تھوڑا سا چپ رہتے تھے راوی نے کہا کہ ایک لحظہ سکوت کرتے تھے سو میں نے عرض کی کہ یا حضرت میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ تکبیر اور قراءت کے درمیان سکتہ میں کیا پڑھتے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھتا ہوں کہ الٰہی! فرق ڈال دے میرے اور میرے گناہوں کے درمیان جیسے تو نے فرق ڈالا ہے مشرق اور مغرب میں یعنی معاف کر دے الٰہی! چھانٹ ڈال اور صاف کر دے مجھ کو گناہوں سے جیسے سفید کپڑا چھانٹا جاتا ہے میل سے الٰہی! دھو ڈال میرے گناہوں کو پانی اور برف اور اولے سے یعنی طرح طرح کی مغفرت اور رحمت کر۔

فائدہ: اس حدیث میں تین دعائیں ہیں پہلی دعا سے اشارہ ہے طرف زمانے آئندہ کے اور دوسری دعا سے اشارہ ہے طرف زمانے حال کے اور تیسری دعا سے اشارہ ہے طرف زمانے ماضی کے تو مطلب یہ ہے کہ میری تمام عمر کے گناہوں کو مٹا دے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان یہ دعا پڑھنی مستحب ہے خواہ فرض ہوں خواہ نفل ہوں اور مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد اِنِّیْ وَجَّهْتُ الخ پڑھے اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ سبحانك اللّٰهُمَّ الخ پڑھے سو امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مستحب ہے کہ ان دونوں کو جمع کرے اور ہر نماز میں پوشیدہ پڑھے اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مستحب نہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ فرضوں میں تکبیر تحریمہ کے بعد سبحانك اللّٰهُمَّ الخ پڑھے اور یہی مذہب ہے ایک جماعت اہل علم کا لیکن یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو باب میں مذکور ہو چکی ہے سب سے زیادہ ترجیح ہے پس اس دعا کو پڑھنا سب سے افضل ہے یا ان حدیثوں میں تطبیق اس طور سے ہو سکتی ہے کہ کبھی کسی دعا کو پڑھ لے اور کبھی کسی دعا کو پڑھے تارۃً فتارۃً پس ان میں کچھ تعارض نہیں ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں ایسی دعا پڑھنی بھی جائز ہے جو قرآن میں نہ ہو مگر حنفیہ اس کو جائز نہیں رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جو دعا قرآن میں نہ ہو اس کو نماز میں پڑھنا جائز نہیں سو یہ حدیث ان پر رد کرتی ہے۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب ترجمہ سے خالی ہے لیکن اس باب کو پہلے باب سے تعلق ہے کہ اس میں دعا کا ذکر ہے اور اس میں مناجات کا ذکر ہے پس یہی مناسبت ہے اس باب کی پہلے باب سے اور صحیح بخاری میں اس قسم کے بہت باب ہیں جو کہ ترجموں سے خالی ہیں لیکن اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ جو اس قسم کا باب ہو اس کو اس سے پہلے باب سے کوئی نہ کوئی وجہ مطابقت کی ضرور ہوگی اور یہی غرض ہوتی ہے امام بخاری رحمہ اللہ کی خالی باب سے، واللہ اعلم۔

۷۰۳ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةَ الْكُسُوْفِ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ قَدْ دَنَتْ مِنِّي الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوِ اجْتَرَأْتُ عَلَيْهَا لَجِئْتُكُمْ بِقِطَافٍ مِّنْ قِطَافِهَا وَدَنَتْ مِنِّي النَّارُ حَتّٰى قُلْتُ أَيْ رَبِّ وَأَنَا مَعَهُمْ فَإِذَا امْرَأَةٌ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ قُلْتُ مَا شَأْنُ هٰذِهِ قَالُوْا حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا لَا أَطْعَمَتْهَا وَلَا أَرْسَلَتْهَا تَأْكُلُ قَالَ نَافِعٌ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مِنْ

۷۰۳۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سورج گہن کی نماز پڑھی سو آپ نماز میں کھڑے ہوئے اور قیام کو بہت لمبا کیا پھر آپ نے رکوع کیا سو رکوع کو بہت لمبا کیا پھر سیدھے کھڑے ہوئے اور بہت دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا اور بہت دیر تک رکوع میں رہے پھر رکوع سے سر اٹھایا پھر سجدہ کیا سو بہت دیر تک سجدے میں رہے پھر سجدے سے سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور بہت دیر تک سجدے میں رہے پھر سیدھے کھڑے ہوئے سو بہت دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا سو بہت دیر تک رکوع میں رہے پھر رکوع سے سر اٹھایا اور بہت دیر تک سیدھے کھڑے رہے پھر رکوع کیا اور بہت دیر تک رکوع میں رہے پھر رکوع سے سر اٹھایا اور سجدہ کیا سو بہت دیر تک سجدے میں رہے پھر سجدے سے سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور سجدہ لمبا کیا پھر نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کہ بے شک بہشت مجھ سے قریب ہوگئی یہاں تک کہ اگر میں اس پر دلیری کرتا تو البتہ انگور کا گچھا بہشت سے توڑ کر تمہارے پاس لاتا اور دوزخ بھی مجھے قریب ہوئی یہاں تک کہ میں نے کہا اے الٰہی! کیا میں بھی دوزخ والوں کے ساتھ ہوں سو اچانک اس میں ایک عورت تھی میں گمان کرتا ہوں کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا ہے کہ بلی اس کے چہرے کو کھاڑتی تھی یعنی اس کو کاٹ کاٹ کر کھا رہی تھی میں نے کہا کہ کیا حال ہے اس

خَشِیْشِ أَوْ خَشَاشِ الْأَرْضِ.

عورت کا؟ انہوں نے کہا کہ اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ بھوک سے مرگئی نہ اس کو کھلایا اور نہ اس کو چھوڑا کہ زمین کے جانور اور کیڑے کھاتی۔

فائدہ: اور وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ.

نماز میں امام کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا جائز ہے۔

فائدہ: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نماز میں امام کی طرف دیکھنا جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مستحب ہے کہ سجدے کی جگہ میں نظر رکھے کہ اس میں خشوع زیادہ ہے اور ضروری حالات امام کے اس میں ہی معلوم ہو سکتے ہیں۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ فَرَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِي تَأَخَّرْتُ.

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن کی نماز میں فرمایا کہ میں نے دوزخ کو دیکھا کہ اس کا بعض ٹکڑا بعض کو کچلے ڈالتا ہے یعنی نہایت زور سے لہراتا ہے جب کہ تم نے مجھ کو پیچھے ہٹتے دیکھا۔

فائدہ: یہ جو آپ نے فرمایا کہ جب تم نے مجھ کو پیچھے ہٹتے دیکھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقتدی کو امام کی طرف دیکھنا جائز ہے کہ آپ نے اس سے منع نہ فرمایا پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی۔

٧٠٤ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ قَالَ قُلْنَا لِخَبَّابٍ أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْنَا بِمَ كُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ ذَاكَ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ.

٧٠٤۔ ابو معمر سے روایت ہے کہ میں نے خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قرآن پڑھا کرتے تھے اس نے کہا ہاں پڑھتے تھے سو ہم نے کہا کہ تم اس بات کو کس طرح پہچانا کرتے تھے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کے ہلنے سے ہم پہچانتے تھے۔

٧٠٥ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ يَخْطُبُ قَالَ حَدَّثَنَا الْبَرَآءُ وَكَانَ غَيْرَ كَذُوْبٍ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا صَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ

٧٠٥۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے سو جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو لوگ سیدھے کھڑے رہتے یہاں تک کہ آپ کو دیکھتے کہ سجدے میں چلے گئے ہیں۔

الرُّکُوْعِ قَامُوْا قِیَامًا حَتّٰی یَرَوْنَهٗ قَدْ سَجَدَ.

۷۰۶ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ زَیْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَأَیْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَیْئًا فِیْ مَقَامِكَ ثُمَّ رَأَیْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ قَالَ إِنِّیْ أُرِیْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ أَخَذْتُهٗ لَأَكَلْتُمْ مِّنْهُ مَا بَقِیَتِ الدُّنْیَا.

۷۰۶۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کو گہن لگا سو آپ نے سورج گہن کی نماز پڑھی سو اصحاب نے عرض کی کہ یا حضرت ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ میں کوئی چیز پکڑی ہے پھر ہم نے دیکھا ہے کہ آپ پیچھے ہٹ گئے ہیں سو آپ نے فرمایا کہ بے شک میں نے بہشت کو دیکھا سو میں نے اسے انگور کا گچھا پکڑا اور اگر میں اس کو لے لیتا تو تم اس سے ہمیشہ کھاتے جب تک دنیا باقی رہتی یعنی تم اس کو قیامت تک کھاتے اور وہ کم نہ ہوتا۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور کا گچھا پکڑنے کا ارادہ کیا تھا لیکن جب اذن نہ ہوا تو آپ نے نہ لیا۔

۷۰۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلّٰی لَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَقِیَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِیَدَیْهِ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ رَأَیْتُ الْاٰنَ مُنْذُ صَلَّیْتُ لَكُمُ الصَّلَاةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَیْنِ فِیْ قِبْلَةِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ أَرَ كَالْیَوْمِ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ ثَلَاثًا.

۷۰۷۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی پھر آپ منبر پر چڑھے سو آپ نے ہاتھ سے مسجد کے قبلے کی طرف اشارہ کیا پھر فرمایا کہ البتہ میں نے اب دیکھا ہے جب کہ تم کو نماز پڑھائی کہ بہشت اور دوزخ کی صورت میرے سامنے لائی گئی اس دیوار کی طرف سو میں نے برائی اور بھلائی میں آج جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نماز میں امام کی طرف نظر کرنی جائز ہے اس لیے کہ براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ہے کہ جب اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے کہ سجدے میں چلے گئے ہیں تو اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے سجدہ کرتے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں یہ ہے کہ ہم نے آپ کو پیچھے ہٹتے دیکھا اور حدیث انس رضی اللہ عنہ سے ظاہر یہ مسئلہ باب کا ثابت نہیں ہوتا لیکن دراصل یہ دونوں حدیثوں میں ایک ہی واقعہ کا ذکر ہے پس مطابقت حدیثوں کی باب سے ظاہر ہے اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کی اس باب سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ افضل یہ ہے کہ نمازی نماز میں اپنی نظر کو سجدہ کی جگہ میں رکھے لیکن اگر کسی حاجت کے واسطے امام کی طرف دیکھے اور سجدہ کی جگہ نہ دیکھے تو نماز فاسد نہیں ہوتی

ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور کوفیوں کے نزدیک مستحب ہے کہ نمازی نظر کو سجدے کی جگہ میں رکھے پس یہ مسئلہ ان کے مخالف نہیں ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَآءِ فِي الصَّلَاةِ. نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا مکروہ ہے۔

فائدہ: نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا بالاتفاق مکروہ ہے بعض کہتے ہیں اس واسطے مکروہ ہے کہ قبلے کی طرف سے پھرنا لازم آتا ہے اور نماز سے باہر دعا وغیرہ میں اس کی طرف دیکھنا مختلف فیہ ہے بعض کے نزدیک جائز ہے اس لیے کہ آسمان دعا کا قبلہ ہے جیسے کہ کعبہ نماز کا قبلہ ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے۔

۷۰۸ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَّرْفَعُوْنَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَآءِ فِي صَلَاتِهِمْ فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ.

۷۰۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہے؟ اُن لوگوں کا جو نماز میں اپنی آنکھ آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں سو آپ نے اس کی سخت تاکید کی یہاں تک کہ فرمایا کہ بے شک باز رہیں لوگ اپنی آنکھ اٹھانے سے آسمان کی طرف نہیں تو اُن کی نظریں چھن جائیں گی۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں معلوم کیا تھا کہ بعض لوگوں نے نماز میں آسمان کی طرف دیکھا تھا اس واسطے آپ نے عام طور سے نصیحت فرمائی کہ اگر کسی کو خاص کر کہا گیا تو لوگوں میں اس کو ذلت ہو گی اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں آسمان کی طرف نظر کرنی مکروہ تحریمی ہے اس لیے کہ اس پر وعید وارد ہوئی ہے لیکن نماز سے باہر آسمان کی طرف دیکھنا مکروہ نہیں خواہ دعا کرتا ہو یا نہ کرتا ہو۔

بَابُ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ. نماز میں دائیں بائیں دیکھنا مکروہ ہے۔

فائدہ: مراد التفات سے یہ کہ آنکھ سے دیکھے مگر قبلے سے سینہ نہ پھیرے اور نہ گردن پھیرے اگر تمام گردن پھر جائے تو نماز باطل ہو جائے گی اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں اس کا کوئی حکم صریح بیان نہیں کیا لیکن جو حدیث بیان کی وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہ ہے اور اس پر اجماع ہے لیکن جمہور کے نزدیک کراہت تنزیہی ہے اور بعض کے نزدیک کراہت تحریمی ہے پس بہر حال اس میں احتیاط بہتر ہے علماء نے کہا ہے کہ نماز میں التفات اس واسطے مکروہ ہے کہ اس سے خشوع نہیں رہتا ہے یا بعض بدن کے ساتھ قبلے سے پھرنا لازم آتا ہے۔

۷۰۹ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو

۷۰۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ بِهَا حَتّٰى أَلْقَاهُ.

بَابُ الْقِرَآءَةِ فِي الْعِشَآءِ.

عشاء کی نماز میں قرآن پڑھنے کا بیان۔

۷۲۷ ۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعَ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ فِي الْعِشَآءِ وَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْهُ أَوْ قِرَآءَةً.

۷۲۷۔ ترجمہ اس کا بھی اوپر گزر چکا ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے زیادہ خوش آواز کسی کو نہیں دیکھا۔

بَابٌ يُطَوِّلُ فِي الْأُوْلَيَيْنِ وَيَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ.

پہلی دو رکعتوں میں لمبی قراءت پڑھے اور اخیر دو رکعتوں میں ہلکی قراءت پڑھے۔

۷۲۸ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ عَوْنٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ لَقَدْ شَكَوْكَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى الصَّلَاةِ قَالَ أَمَّا أَنَا فَأَمُدُّ فِي الْأُوْلَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ وَلَا اٰلُوْ مَا اقْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَدَقْتَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ أَوْ ظَنِّيْ بِكَ.

۷۲۸۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کوفے والوں نے ہر بات میں تیری شکایت کی ہے یہاں تک کہ نماز میں بھی یعنی کہتے ہیں کہ نماز بھی اچھی نہیں پڑھتا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تو پہلی دو رکعتوں میں قراءت لمبی کرتا تھا اور اخیر دو رکعتوں میں ہلکی قراءت پڑھتا ہوں اور نہیں چھوڑتا ہوں میں کسی چیز کو جو میں نے پیروی کی ہے ساتھ اس کے حضرت ﷺ کی نماز سے یعنی جس طرح کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے اسی طرح سے ان کو پڑھاتا رہا ہوں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نے سچ کہا مجھ کو بھی تیرے حق میں یہی گمان ہے۔

بَابُ الْقِرَآءَةِ فِي الْفَجْرِ وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطُّوْرِ.

فجر کی نماز میں قرآن پڑھنے کا بیان اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فجر کی نماز میں سورۂ والطّور پڑھی۔

۷۲۹ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ

۷۲۹۔ ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ظہر کی

إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ.

فائدہ: اس حدیث ام الفضل اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا (جو مرض الموت کے بیان میں گزر چکی ہے) کے درمیان تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن وجہ تطبیق کی ان کے درمیان میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں دوبار امامت کرائی ہے ایک بار تو مسجد میں جیسے کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم ہوتا ہے اور ایک بار گھر میں جیسے کہ حدیث ام الفضل سے ثابت ہوتا ہے پس ان میں کچھ تعارض نہیں۔

۷۲۲ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ قَالَ لِيْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا لَكَ تَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارٍ وَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِطُوْلَى الطُّوْلَيَيْنِ.

۷۲۲۔ مروان بن حکم سے روایت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کہا کہ تو شام کی نماز میں چھوٹی سورتیں کیوں پڑھتا ہے؟ اور حالانکہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ بہت لمبی دو سورتوں سے زیادہ تر لمبی سورت پڑھتے تھے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ مراد یہاں سورۂ اعراف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دونوں اعراف اور انعام ہے اور ان دونوں میں اعراف لمبی ہے پس معنی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں سورۂ اعراف پڑھا کرتے تھے دونوں رکعتوں میں اور ان دونوں کا نام لمبی سورتیں رکھنا اس سبب سے نہیں کہ وہ قرآن کی سب سورتوں سے لمبی ہیں اس واسطے کہ سورۂ بقرہ دونوں سے لمبی ہے بلکہ باعتبار عرف کے ہے کذا فی الفتح اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مغرب کا وقت بہت فراخ ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مغرب کا وقت فقط تین رکعت کی مقدار ہے اس سے زیادہ نہیں لیکن یہ حدیث صریح ہے ان کے رد میں۔

بَابُ الْجَهْرِ فِي الْمَغْرِبِ.

شام کی نماز میں قرآن پکار کر پڑھنے کا بیان۔

۷۲۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ.

۷۲۳۔ جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے مغرب کی نماز میں سورۂ والطور پڑھی۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سورت پکار کر پڑھی تھی اسی واسطے جبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کو

حضرت ﷺ نے حجرے کا پردہ اٹھایا تو سب اصحاب نے آپ کی طرف التفات کیا اور آپ نے اشارہ فرمایا کہ نماز تمام کرو سو اگر لوگوں کا آپ کی طرف التفات نہ ہوتا تو آپ کے اشارہ کو کس طرح دیکھ سکتے تھے اور پھر آپ نے ان کو نماز دوہرانے کا حکم نہیں کیا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ وُجُوْبِ الْقِرَآئَةِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُوْمِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ.

نماز میں قرآن پڑھنا امام پر بھی واجب ہے اور مقتدی پر بھی واجب ہے سب نمازوں میں حضر میں بھی اور سفر میں بھی اور جہری نمازوں میں بھی اور سری نمازوں میں بھی یعنی مقتدی پر قرآن پڑھنا فقط سری نمازوں میں ہی نہیں بلکہ ویسے ہی جہری نمازوں میں بھی واجب ہے۔

فائدہ: جہری نمازیں وہ ہیں جن میں قرآن پکار کر پڑھا جاتا ہے جیسے کہ مغرب اور عشاء اور فجر کی نمازیں ہیں اور سری نمازیں وہ ہیں جن میں قرآن پوشیدہ پڑھا جاتا ہے جیسے کہ ظہر اور عصر کی نمازیں ہیں اور اصل غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ ہے کہ مقتدی پر بھی قرآن پڑھنا واجب ہے اگر مقتدی امام کے پیچھے قرآن نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوگی اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس مسئلے میں ایک کتاب مستقل لکھی ہے جو مدت سے مطبوع ہو کر شائع ہو چکی ہے شائق اس کا مطالعہ کرے۔

۷۱۳ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ شَكَا أَهْلُ الْكُوْفَةِ سَعْدًا إِلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَعَزَلَهُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا فَشَكَوْا حَتّٰى ذَكَرُوْا أَنَّهُ لَا يُحْسِنُ يُصَلِّيْ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا أَبَا إِسْحَاقَ إِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُوْنَ أَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّيْ قَالَ أَبُوْ إِسْحَاقَ أَمَّا أَنَا وَاللّٰهِ فَإِنِّيْ كُنْتُ أُصَلِّيْ بِهِمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَخْرِمُ عَنْهَا أُصَلِّيْ صَلَاةَ الْعِشَآءِ فَأَرْكُدُ فِي الْأُوْلَيَيْنِ وَأُخِفُّ فِي الْأُخْرَيَيْنِ قَالَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ

۷۱۳۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوفے والوں نے سعد رضی اللہ عنہ کی عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو معزول کر دیا اور عمار رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار بنایا سو انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کی شکایت کی کہ کہا وہ نماز اچھی نہیں پڑھتا سو عمر رضی اللہ عنہ نے کسی کو اس کے پاس بھیج کر بلایا سو اس کو کہا کہ اے ابا اسحاق! (یہ سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) یہ لوگ کوفے والے گمان کرتے ہیں کہ تو نماز اچھی نہیں پڑھتا سو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم اللہ کی میں تو ان کو حضرت ﷺ کی نماز پڑھایا کرتا تھا اس سے کوئی چیز نہیں چھوڑتا تھا سو میں عشاء کی نماز پڑھتا تھا سو پہلی دو رکعتوں میں قراءت لمبی کرتا تھا اور اخیر دو رکعتوں میں قراءت ہلکی پڑھتا تھا سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو تیری نسبت یہی گمان ہے یعنی بیشک تو نماز اچھی پڑھتا ہوگا کوفے والوں کی شکایت

يَا أَبَا إِسْحَاقَ فَأَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلًا أَوْ رِجَالًا إِلَى الْكُوفَةِ فَسَأَلَ عَنْهُ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا إِلَّا سَأَلَ عَنْهُ وَيُثْنُوْنَ مَعْرُوْفًا حَتّٰى دَخَلَ مَسْجِدًا لِبَنِي عَبْسٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ يُقَالُ لَهُ أُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ يُكْنٰى أَبَا سَعْدَةَ قَالَ أَمَّا إِذْ نَشَدْتَنَا فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيْرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ قَالَ سَعْدٌ أَمَا وَاللّٰهِ لَأَدْعُوَنَّ بِثَلَاثٍ اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا قَامَ رِيَآءً وَسُمْعَةً فَأَطِلْ عُمْرَهُ وَأَطِلْ فَقْرَهُ وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ وَكَانَ بَعْدُ إِذَا سُئِلَ يَقُوْلُ شَيْخٌ كَبِيْرٌ مَفْتُوْنٌ أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلٰى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ وَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِيْ فِي الطُّرُقِ يَغْمِزُهُنَّ.

غلط ہے سو عمر رضی اللہ عنہ نے کسی مرد کو کوفے میں بھیجا کہ سعد رضی اللہ عنہ کا حال تحقیق کیا جائے سو اس ایلچی نے کوفے کی سب مسجدوں سے پوچھا سو تمام لوگ اس کی تعریف کرتے تھے کہ وہ نیک آدمی ہے یہاں تک کہ وہ ایلچی تحقیق کرتے ہوئے بنی عبس کی ایک مسجد میں آیا سو اُن میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا کہ نام اس کا اسامہ تھا اور کنیت اُس کی ابا سعدہ تھی سو اس نے کہا کہ جب کہ تو نے ہم کو قسم دے کر پوچھا ہے تو اب میں سچ کہتا ہوں کہ سعد رضی اللہ عنہ نہ تو لشکر کے ساتھ جاتا تھا یعنی جہاد میں اور نہ مال برابر بانٹتا تھا اور نہ جھگڑے میں انصاف کرتا تھا سو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم اللہ کی البتہ میں تیری حق میں بد دعا کرتا ہوں ساتھ تین چیزوں کے یعنی ان تین عیبوں کے بدلے جو تو نے میرے ذمہ لگائے ہیں سو سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے حق میں یہ بد دعا کی کہ اے الٰہی! اگر یہ بندہ تیرا جھوٹا ہے اور لوگوں کو دکھلانے اور سنانے کے واسطے کھڑا ہوا ہے یعنی تا کہ لوگ اس کی شہادت دیں اور خلیفہ کے حضور میں اس کا ذکر ہو تو اس کی عمر لمبی کر اور اس کو محتاجی بہت دے اور اس کو مصیبتوں میں مبتلا کر سو سعد رضی اللہ عنہ کی بد دعا اس کے حق میں قبول ہوگئی اور وہ نہایت ذلیل ہوگیا سو جب کوئی اس سے پوچھتا کہ تجھ کو کیا ہوا ہے؟ تو کہتا کہ میں بہت بوڑھا ہوگیا ہوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہوگیا ہوں کہ سعد رضی اللہ عنہ کی بد دعا میرے حق میں تاثیر کر گئی۔ عبدالملک نے کہا کہ میں نے اس کو بعد اس کے دیکھا کہ بڑھاپے کے سبب سے اس کی دونوں بھویں اس کی آنکھوں پر گر پڑھیں ہوئیں تھیں اور راہ میں لڑکیوں کو چھیڑتا اور ان کے پاؤں ملتا یعنی نہایت فقر اور محتاجی سے اس لیے کہ اگر غنی ہوتا تو ان کے پاؤں ملنے کی حاجت نہ پڑتی اور اس

جا کر اطلاع دی اور اُن کو اسلام کی طرف ہدایت کی مگر حضرت ﷺ کو اس بات کی کچھ خبر نہیں تھی کہ جن آ کر قرآن سن گئے ہیں تب سورۂ جن نازل ہوئی اور حضرت ﷺ کو معلوم ہوا اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ جنوں نے حضرت ﷺ سے قرآن سنا پس معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ فجر کی نماز میں قرآن پکار کر پڑھتے تھے سو ثابت ہوا کہ فجر کی نماز میں قرآن پکار کر پڑھنا چاہیے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے جنوں کا بند ہونا اور ان پر چنگاڑے پڑنا بعد نبوت آنحضرت ﷺ کے شروع ہوا ہے اور بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ چنگاڑے پڑنا حضرت ﷺ کی پیدائش سے پہلے تھا سو تطبیق ان میں اس طور سے ہوسکتی ہے کہ چنگاڑوں کا پڑنا ابتدا زمانے سے ہے اور جنوں پر پڑنا حضرت ﷺ کی پیدائش کے بعد شروع ہوا ہوگا یا پہلے اتنی کثرت چنگاڑوں کی نہیں تھی اور جنوں کی بالکل بندش نہیں تھی بلکہ کبھی کبھی موقع پا کر کوئی خبر سن آتے تھے اور بعد نبوت آنحضرت ﷺ کے جنوں پر چنگاڑے پڑنے کی بہت کثرت ہوگئی اور آسمان پر جانے کی ان کو بالکل بندش ہوئی اور آسمان سے خبر بالکل رد کی گئی، واللہ اعلم اور بعض مفسر کہتے ہیں کہ رمی اور حراست حضرت ﷺ کی نبوت سے پہلے بھی تھی لیکن اسی وقت جب کہ کوئی بڑا امر حادث ہوتا تھا۔

۷۳۲ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا أُمِرَ وَسَكَتَ فِيمَا أُمِرَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

۷۳۲۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس نماز میں حضرت ﷺ کو پکار کر پڑھنے کا حکم ہوا اس میں آپ نے پکار کر پڑھا اور جس نماز میں آہستہ پڑھنے کا حکم ہوا اس میں آپ نے آہستہ پڑھا اور نہیں ہے رب تیرا بھولنے والا یعنی جس جگہ نماز میں اللہ نے آہستہ پڑھنے کا حکم فرمایا ہے تو وہ اس سبب سے نہیں کہ نعوذ باللہ اللہ کو وہ نمازیں یاد نہیں رہیں بلکہ اللہ نے اپنے رسول کو ایسا ہی حکم فرمایا جیسے کہ آپ نے کیا اور البتہ ہے واسطے تمہارے رسول میں پیروی بہتر یعنی حضرت ﷺ کی پیروی میں بہت عمدہ طریقہ ہے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس باب میں روایتیں مختلف آئی ہیں کہ ظہر اور عصر کی نماز میں قرآن پڑھنا چاہیے یا نہیں سو بعض سے ثابت ہوتا ہے کہ نہیں پڑھنا چاہیے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ پڑھنا چاہیے سو امام بخاری رحمہ اللہ کی شاید یہ غرض ہے کہ حضرت ﷺ سے نماز ظہر اور عصر میں قرآن پڑھنا ثابت ہے اور آپ کی پیروی لازم ہے سو آپ کی پیروی کی جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نہ مانا جائے، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ السُّوْرَتَيْنِ فِي الرَّكْعَةِ ایک رکعت میں دو سورتیں جوڑ کر پڑھنی جائز ہیں اور

حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِيْ عَلٰى أَبِيْ بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَوَاتِ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَيَرْجِعُ الرَّجُلُ إِلٰى أَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَلَا يُبَالِيْ بِتَأْخِيْرِ الْعِشَآءِ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَلَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيْثَ بَعْدَهَا وَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَيَعْرِفُ جَلِيْسَهُ وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ أَوْ إِحْدَاهُمَا مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ إِلَى الْمِائَةِ.

نماز اس وقت پڑھا کرتے تھے جب کہ سورج ڈھل جاتا اور عصر پڑھتے تھے اور بعد عصر کے کوئی آدمی مدینے کی دوسری طرف چلا جاتا اور آفتاب روشن ہوتا تھا اور میں بھول گیا ہوں جو راوی نے مغرب میں کہا اور عشاء کی نماز کو تہائی رات تک دیر کرنے میں کچھ خوف نہ کرتے اور عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو اور اُس سے پیچھے بات چیت کرنے کو ناپسند کرتے تھے اور فجر کی نماز ایسے وقت میں پڑھا کرتا تھے کہ کوئی آدمی نماز سے پھرتا سواپنے پاس والے کو پہچان لیتا اور دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں ساٹھ آیت سے سو آیت تک پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی کئی بار گزر چکی ہے یہاں اس سے صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ فجر کی نماز میں قرآن پڑھنا ثابت ہے۔

۷۳۰ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا أَخْفٰى عَنَّا أَخْفَيْنَا عَنْكُمْ وَإِنْ لَّمْ تَزِدْ عَلٰى أُمِّ الْقُرْاٰنِ أَجْزَأَتْ وَإِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ.

۷۳۰۔ عطاء سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ ہر نماز میں قرآن پڑھا جائے سو جس نماز میں حضرت ﷺ نے ہم کو قرآن سنایا تو اس میں ہم نے تم کو سنا دیا اور جس نماز میں آپ نے ہم سے قرآن پوشیدہ پڑھا تو اس میں ہم نے بھی تم سے پوشیدہ کیا یعنی جس نماز میں حضرت ﷺ نے قرآن پکار کر پڑھا ہے جیسے کہ فجر اور مغرب اور عشاء میں تو اس میں ہم بھی پکار کر پڑھتے ہیں اور جس نماز میں آپ نے آہستہ پڑھا ہے جیسے کہ ظہر اور عصر کی نماز ہے تو اس میں ہم بھی آہستہ پڑھتے ہیں اور اگر تو الحمد پر کچھ زیادہ نہ کرے تو جب بھی کافی ہے اور اگر الحمد کے ساتھ اور کوئی سورت بھی ملا لے تو بہتر ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر نماز میں فقط الحمد پڑھے اور اس کے ساتھ کوئی سورت نہ ملائے تو نماز صحیح ہو

مجازوں سے زیادہ تر ذات صحت ہے نہ فضیلت اور کمال پس اس وقت نفی صحت نماز کی طرف متوجہ ہوگی پس معنی یہ ہو گا کہ نماز صحیح نہیں پس اب بھی نفی کمال پر حمل کرنا جائز نہ ہوگا۔ سوم اس وجہ سے کہ حنفیہ امام اور اکیلے آدمی کے حق میں الحمد پڑھنے کو واجب کہتے ہیں اور الحمد کا وجوب اسی حدیث بخاری سے ثابت کرتے ہیں اس کے سوا اور کوئی حدیث اس کے وجوب کی جہان میں موجود نہیں سو اگر بقول حنفیہ کے اس حدیث میں نفی کو نفی فضیلت اور کمال پر حمل کیا جائے اور یہ معنی کیا جائے کہ اس کی نماز کامل نہیں ہوتی تو اس حدیث سے سورہ الحمد کا واجب ہونا بھی ثابت نہیں ہوسکے گا اگرچہ شرق سے غرب تک تمام دنیا کے لوگ جمع ہو جائیں اسی واسطے شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی شرح موطا میں صاف لکھ دیا ہے کہ اگر اس حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ میں نفی کمال کا معنی کیا جائے تو پھر اس سے فقط الحمد کا مستحب ہونا ثابت ہوگا واجب ہونا ہرگز ثابت نہیں ہو سکے گا واللہ درّہ کیا انصاف کا کلمہ ہے **وھذا ظاھر علی من له ادنی حظ من عقل سلیم** اور سب کا اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ امام اور اکیلے کے حق میں اسی حدیث سے الحمد کا وجوب ثابت ہوتا ہے پس اس سے ثابت ہوگیا کہ اس حدیث کو نفی کمال پر حمل کرنا بالا جماع باطل ہے۔ چہارم اس وجہ سے کہ ابن ہمام حنفی نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اس لانفی جنس کی خبر استقرار عام ہے یعنی لا صلوۃ کائنۃ یعنی نماز موجود نہیں اور جس کا شرعا وجود نہ ہو اس کا معنی یہ ہے کہ وہ صحیح نہیں پس یہی ہے اصل بات اور یہ حدیث جو آئی ہے کہ مسجد کے ہمسائے کی نماز گھر میں نہیں ہوتی اور غلام بھاگے ہوئے کی نماز نہیں ہوتی تو اس کا یہ معنی ہے کہ ان دونوں کی نماز کامل نہیں ہوتی اس لیے کہ خارجی دلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی نماز صحیح ہو جاتی ہے پس وہ دلیل خارجی دلالت کرتی ہے اس پر کہ یہاں مراد کون خاص ہے یعنی کامل نہیں ہوتی انتہی ملخصا۔

پس اس کلام ابن الہمام سے ثابت ہو گیا کہ اس حدیث بخاری کو نفی کمال پر حمل کرنا قطعا باطل ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حنفیہ جو اس باب میں مسجد کے ہمسائے اور بھاگے ہوئے غلام وغیرہ کی حدیثیں نفی کمال کی نظیر کے واسطے پیش کرتے ہیں تو یہ ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا ان کا بالکل باطل غلط اور خبط ہے۔ پنجم اس وجہ سے کہ ایک روایت میں یہ لفظ بھی آ گیا ہے کہ نماز قبول نہیں اس کی جس نے سورۂ الحمد نہ پڑھی پس یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے اس پر کہ مراد نفی کمال لینا باطل ہے اور اگر کوئی سوال کرے کہ اس حدیث بخاری میں بھی کون خاص مراد ہوسکتا ہے اس لیے کہ دلیل خارجی دلالت کرتی ہے اس پر کہ نماز بغیر فاتحہ کے صحیح ہے اور وہ یہ حدیث ہے مَنْ کَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَآءَ ةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَآءَ ةٌ یعنی امام کی قراءت مقتدی کے لیے کافی ہے تو جواب اس کا اولا یہ ہے کہ اس حدیث میں قراءۃ عام ہے الحمد ہو خواہ کوئی غیر سورت ہو پس یہ احتمال تخصیص کا رکھتی ہے کہ مراد اس سے سوائے فاتحہ کے ہو پس اس کی صحت کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ ثانیا یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہے کما سیاتی پس یہ دلیل صحت نماز کی نہ بن سکے گی۔ ثالثا اگر اس حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ میں مقتدی کے واسطے نفی کمال مراد رکھی جائے تو اب امام کے حق میں بھی کون خاص ہی مراد

رکھا جائے گا نہیں بر شق اول کہا جائے گا کہ یہ حدیث تو صرف مقتدی کے واسطے دلالت کرتی ہے امام کو اس پر قیاس کرنا غلط ہے اور نیز الحمد کا صرف مستحب ہونا ثابت ہوگا وجوب ثابت نہیں ہوگا کما مرا اور بر شق ثانی لازم آئے گا جمع ہونا درمیان حقیقت اور مجاز کے اور یہ بھی باطل ہے پس دونوں شقیں باطل ہوئیں ۔ رابعا یہ حدیث قراءۃ الامام الخ اباحت پر دلالت کرتی ہے اور حدیث لا صلوۃ الخ وجب پر دلالت کرتی ہے اور وجوب مقدم ہوتا ہے اباحت پر پس اس سے ثابت ہوگیا کہ حدیث بخاری میں کون خاص مراد رکھنا قطعا باطل ہے اور حنفیہ جو امام کے پیچھے پڑھنے کو جائز نہیں رکھتے تو اس باب میں کئی دلیلیں پیش کرتے ہیں کہ ان سب کو یہاں لانے کی گنجائش نہیں مگر کچھ تھوڑا سا بطور اختصار کے بیان کیا جاتا ہے سو جاننا چاہیے کہ بڑی بھاری دلیل ان کی اس باب میں ایک یہ آیت ہے ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا﴾ یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنو اور چپ کر رہو سو جواب اس کا کئی وجہ سے ہے اول یہ کہ اس آیت میں امر واسطے استحباب کے ہے وجوب کے واسطے نہیں جیسے کہ امام سیوطی نے تفسیر اتقان میں لکھا ہے اور یہی ہے مذہب جمہور علماء کا پس اس صورت میں اگر کوئی امام کے پیچھے قراءت پڑھ لے تو اس کے مخالف نہیں ہوگا اس لیے کہ استحباب جواز کے مخالف نہیں ہے ۔ دوم اس وجہ سے کہ ائمہ اربعہ وغیرہ اہل اصول کے نزدیک عموم قرآن کی تخصیص خبر واحد سے جائز ہے جیسے کہ ابن حاجب وفخر الدین وغیرہ نے لکھا ہے پس اس صورت میں حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس آیت کے عموم کے تخصیص جائز ہوگی ۔ سوم اس وجہ سے کہ اگر اس آیت کا قطعی ہونا تسلیم کیا جائے تو کہا جائے گا کہ تخصیص قطعی کی خبر واحد کے ساتھ اسی وقت منع ہے جب کہ وہ اپنی قطعیت پر باقی ہو اور کسی دوسرے قطعی کے ساتھ اس کی تخصیص پہلے نہ ہو چکی ہو اور جب کہ پہلے کسی دوسری قطعی سے اس کی تخصیص ہو چکی ہو تو پھر وہ ظنی ہو جاتا ہے تخصیص اس کے ساتھ خبر واحد کی جائز ہوتی ہے اور یہاں بھی ایسا ہی ہے کہ یہ آیت اجماع سے مخصوص ہو چکی ہے اس لیے کہ جرح کی جگہیں اس سے مخصوص ہیں جیسے کہ علامہ منقاری زادہ نے اپنے رسالے اتباع فی مسئلۃ الاستماع میں لکھا ہے (ولکن علی کل حال مواضع الجرح مستثناۃ) یعنی لیکن ہر حال میں جرح کی جگہیں اس آیت سے باہر ہیں کہ ان کو اس آیت کا حکم شامل نہیں اور جب کہ مواضع جرح اُس سے مخصوص ہوگئیں تو اب یہ آیت ظنی ہوگئی پس تخصیص اس کی خبر واحد یعنی حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بالاتفاق جائز ہو گی پس سورۂ الحمد اس آیت کے عموم سے باہر نکل جائے گی ۔ چہارم اس وجہ سے کہ قطعیت عمومات کتاب کی باعتبار متن اور نظم کے ہے نہ باعتبار معنی اور دلالت کے اس لیے کہ وہ باعتبار دلالت اور معنی کے ظنی ہیں اور تخصیص ساتھ خبر واحد کے اس کے معنی اور دلالت میں واقع ہوئی ہے نہ اس کے متن اور نظم میں پس حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کی تخصیص جائز ہوگی اس لیے کہ تخصیص ظنی کی ساتھ ظنی کے بالاتفاق جائز ہے ۔ پنجم اس وجہ سے کہ حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ یعنی لا صلوۃ الخ مشہور ہے جیسے کہ علامہ تفتازانی نے تلویح میں لکھا ہے اور نیز باعتبار اصول حدیث کے بھی یہ حدیث

باب کا حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حدیث عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے پس کل حدیثوں سے کل مسئلے باب کے ثابت ہو گئے اور یہ کچھ ضرور نہیں کہ باب کے کل مسئلے ہر ہر حدیث سے ثابت ہوں بلکہ اگر کل حدیثوں سے کل کے باب ثابت ہو جائیں تو جب بھی مطابقت حدیثوں کی باب سے ثابت ہو جاتی ہے واللہ اعلم۔ لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ان چاروں مسئلوں میں یہ ہے کہ اگر اس طرح کر لے تو نماز فاسد نہیں ہوتی مگر خلاف اولیٰ ہے اور حنفیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تیسرا مسئلہ مکروہ ہے وہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں نماز مکروہ ہو جائے گی لیکن یہ حدیثیں ان پر رد کرتی ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ ترتیب سورتوں کی جواب قرآن میں موجود ہے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی ہے یا کہ اصحاب کے اجتہاد سے سو صحیح اس میں یہی قول ہے کہ یہ ترتیب عثمانی ہے اصحاب کے اجتہاد سے ہوئی ہے وحی کے ذریعہ سے یہ حکم نہیں ہوا کہ اس ترتیب سے سورتیں آگے پیچھے رکھی جائیں لیکن ترتیب آیات کی سو یہ بالاتفاق توفیقی ہے اسی واسطے سورتوں کو آگے پیچھے پڑھنا جائز ہے اور آیتوں کو آگے پیچھے کر کے پڑھنا جائز نہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جلدی جلدی قرآن کو بلا سوچ پڑھنا مکروہ ہے لیکن اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ بغیر سوچنے معنی کے قرآن پڑھنا جائز ہے لیکن اگر ساتھ اس کے معنی بھی سوچتا جائے تو اس میں بڑا ثواب ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلی رکعت سے دوسری رکعت کو لمبا کرنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ترتیب سورتوں قرآن کی اصحاب کے اجتہاد سے ہوئی ہے اس لیے کہ یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترتیب ہے اور یہ مخالف ہے ترتیب عثمانی کے۔

بَابُ يَقْرَأُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

اخیر دو رکعتوں میں فقط الحمد پڑھنے کا بیان۔

۷۳۴ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُوْلَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ وَيُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى مَا لَا يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهٰكَذَا فِي الْعَصْرِ وَهٰكَذَا فِي الصُّبْحِ.

۷۳۴۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دو رکعتوں میں الحمد اور دو سورتیں پڑھا کرتے تھے اور اخیر دو رکعتوں میں فقط الحمد پڑھتے تھے اور کبھی کبھی آپ ہم کو کوئی آیت سناتے اور پہلی رکعت میں اتنی لمبی قراءت پڑھتے جو دوسری میں نہ کرتے اسی طرح عصر کی نماز میں ہے اور اسی طرح فجر کی نماز میں ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اخیر دو رکعتوں میں صرف الحمد پڑھا جائے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب

وَالْقِرَآءَةِ بِالْخَوَاتِيْمِ وَبِسُوْرَةٍ قَبْلَ سُوْرَةٍ وَبِأَوَّلِ سُوْرَةٍ. وَيُذْكَرُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّآئِبِ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُوْنَ فِي الصُّبْحِ حَتّٰى إِذَا جَآءَ ذِكْرُ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ أَوْ ذِكْرُ عِيْسٰى أَخَذَتْهُ سَعْلَةٌ فَرَكَعَ. وَقَرَأَ عُمَرُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى بِمِائَةٍ وَّعِشْرِيْنَ اٰيَةً مِّنَ الْبَقَرَةِ وَفِي الثَّانِيَةِ بِسُوْرَةٍ مِّنَ الْمَثَانِيْ. وَقَرَأَ الْأَحْنَفُ بِالْكَهْفِ فِي الْأُوْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ بِيُوْسُفَ أَوْ يُوْنُسَ وَذَكَرَ أَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الصُّبْحَ بِهِمَا.

سورتوں کے آخر کو پڑھنا بھی جائز ہے یعنی اگر سورت کو اول سے نہ پڑھے اور اس کے آخر سے کچھ قرآن نماز میں پڑھ لے تو جائز ہے اور سورتوں کو آگے پیچھے کر کے پڑھنا بھی جائز ہے یعنی مثلا سورۂ ﴿قل یاایھا الکافرون﴾ کو پہلے پڑھے اور سورۂ ﴿انا اعطیناك﴾ کو پیچھے پڑھے خواہ ایک رکعت میں ہو خواہ دو رکعت میں ہو تو یہ بھی جائز ہے اور سورتوں کو اول سے پڑھنا بھی جائز ہے عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں سورۂ قد افلح المومنون پڑھی یہاں تک کہ جب موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا ذکر آیا یا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا تو آپ کو کھانسی ہوئی سو آپ نے رکوع کیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ سے ایک سو بیس آیت پڑھی اور دوسری رکعت میں قرآن کی اور سورت پڑھی اور احنف نے پہلی رکعت میں سورۂ کہف پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۂ یوسف یا یونس پڑھی اور اس نے ذکر کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ہم کو ان دونوں سورتوں سے صبح کی نماز پڑھائی ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ سورتوں کو آگے پیچھے پڑھنا جائز ہے اس لیے کہ پہلی رکعت میں اس نے سورہ کہف پڑھی اور دوسری رکعت میں سورہ یوسف حالانکہ قرآن میں سورہ یوسف پہلے ہے اور سورہ کہف بعد میں ہے پس اس اثر سے باب کا تیسرا مسئلہ ثابت ہوا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ سورتوں کو آگے پیچھے پڑھنا مکروہ ہے اس لیے کہ ترتیب عثمانی پر تمام صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے پس اس کی رعایت کرنی مستحب ہے۔

وَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِأَرْبَعِيْنَ اٰيَةً مِّنَ الْأَنْفَالِ وَفِي الثَّانِيَةِ بِسُوْرَةٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ. وَقَالَ قَتَادَةُ فِيْمَنْ يَّقْرَأُ سُوْرَةً

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پہلی رکعت میں سورہ انفال کے اول سے چالیس آیتیں پڑھیں اور دوسری رکعت میں مفصل سے ایک سورت پڑھی کہ وہ ۔ درہ ق سے آخر

العظام و الفضلاء الکرام.

۷۱۵ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ وَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ يُصَلِّىْ كَمَا صَلّٰى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثَلَاثًا فَقَالَ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَهٗ فَعَلِّمْنِىْ فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْدِلَ قَآئِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَافْعَلْ ذٰلِكَ فِىْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا.

۷۱۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے سو ایک مرد مسجد میں آیا اور اس نے نماز پڑھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا سو آپ نے اس کو سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ پلٹ جا اور پھر نماز پڑھ اس واسطے کہ بے شک تو نے نماز نہیں پڑھی یعنی تیری نماز نہیں ہوئی سو وہ آدمی پلٹ گیا اور پھر جلدی جلدی نماز پڑھی جیسے پہلے پڑھی تھی پھر آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا سو آپ نے فرمایا کہ پلٹ جا اور پھر نماز پڑھ کہ بے شک تیری نماز نہیں ہوئی اسی طرح اس نے تین بار نماز پڑھی آپ نے ہر بار اس کو یہی فرمایا سو اُس آدمی نے کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے آپ کو رسول کیا کہ میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا ہوں یعنی مجھ کو اس سے زیادہ بہتر نماز پڑھنی نہیں آتی ہے سو آپ مجھ کو نماز سکھلائیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو نماز کے واسطے کھڑا ہوا کرے تو اللہ اکبر کہا کر پھر پڑھا کر جو کچھ تجھ کو یاد ہو قرآن سے پھر رکوع کیا کر چین اور اطمینان سے پھر رکوع سے سر اٹھایا کر یہاں تک کہ خوب سیدھا کھڑا ہو جائے پھر سجدہ کیا کر یہاں تک کہ چین پکڑے تو سجدہ میں پھر سر اٹھایا کر یہاں تک کہ بیٹھے تو چین سے پھر اسی طرح تمام نماز میں کیا کر۔

فائدہ: ایک روایت میں لفظ فصاعدا کا زیادہ آیا ہے یعنی نہیں نماز اس کی جو الحمد اور کچھ زیادہ نہ پڑھے پس اس لفظ سے بعض لوگوں نے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ الحمد کے ساتھ کوئی اور سورت بھی پڑھنی واجب ہے اور یہی مذہب ہے حنفیوں کا لیکن جواب اس کا یہ ہے کہ صرف فاتحہ کے ذکر کرنے سے یہ وہم پیدا ہوتا تھا کہ شاید الحمد کے ساتھ اور قرآن پڑھنا جائز نہیں سو اس وہم کے دفع کرنے کے واسطے یہ لفظ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ فرمایا تو معنی اس کا یہ ہو گا کہ نماز میں الحمد کے ساتھ اور سورت پڑھنی بھی جائز ہے چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جزء قراءت میں لکھا ہے کہ یہ لفظ اُس حدیث کی نظیر ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (**تقطع اليد فى ربع دينار فصاعدا**) یعنی اگر کوئی آدمی چوتھائی

دینار کی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور جو اس سے زیادہ چوری کرے تو اس کا ہاتھ بھی کاٹا جائے گا پس الحمد کے ساتھ سورت کا واجب ہونا اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا ہے اور آئندہ آٹھ بابوں کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث آئے گی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ اگر نماز میں صرف الحمد پڑھے اور اس کے ساتھ قرآن کی کوئی سورت نہ ملائے تو تب بھی تم کو کافی ہے اور ابن خزیمہ میں حدیث آئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور اس میں فقط الحمد ہی پڑھی اور کوئی سورت قرآن کی اس کے ساتھ نہ پڑھی پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نماز میں الحمد کے ساتھ اور سورت ملانی واجب نہیں اسی واسطے ابن حبان اور قرطبی نے کہا کہ اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ الحمد کے ساتھ سورت ملانی واجب نہیں اور مطابقت اس حدیث کی باب سے اس لفظ میں ہے کہ آپ نے فرمایا پھر پڑھ جو آسان ہو ساتھ تیرے قرآن سے تو گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے اس حدیث کے لانے سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ الحمد کا پڑھنا اسی پر واجب ہے جو اچھی طرح اس کو پڑھ سکتا ہو واسطے حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کے اور جو اس کو اچھی طرح نہ پڑھ سکتا ہو وہ جس سورت کو آسان دیکھے اس کو پڑھ لے اس کی نماز ہو جائے گی واسطے حدیث اعرابی کے جیسے کہ آیت ﴿فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ میں مطلق ہدی ہے لیکن سنت نے بیان کر دیا کہ امر مطلق ہدی نہیں کذا قال الخطابی لیکن بعض لوگ اس حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں کہ نماز میں مطلق قرآن پڑھنا فرض ہے الحمد وغیرہ کی کوئی تخصیص نہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ اسی حدیث کے دوسرے طریق میں صریح آ چکا ہے کہ مَاتَيَسَّرَ سے مراد الحمد ہے جیسے کہ ابو داؤد میں رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ پھر الحمد پڑھ اور جو آسان ہو قرآن سے اور ایک طریق میں آیا ہے کہ اگر تجھ کو قرآن یاد ہو تو قرآن پڑھ ورنہ سبحان اللہ اور الحمد للہ پڑھ لے سو جب ان سب مختلف لفظوں میں تطبیق دی جائے تو اس کا ماحصل یہی نکلے گا کہ جس کو قرآن یاد ہو تو وہ الحمد ضرور پڑھے اور اگر اس کے سیکھنے سے عاجز ہو تو قرآن سے جو آسان ہو وہ پڑھے اور اگر قرآن بھی یاد نہ ہو تو پھر فقط سبحان اللہ وغیرہ بھی کافی ہے اور یہ بھی تطبیق ممکن ہے کہ کہا جائے کہ مراد مَاتَيَسَّرَ سے بعد الحمد کے ہے چنانچہ دوسری حدیث ابو داؤد میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم فرمایا کہ ہم نماز میں سورۂ الحمد پڑھیں اور جو قرآن سے آسان ہو انتہی ملخصا۔ (فتح)

مترجم کہتا ہے کہ اس دوسری تطبیق سے یہ لازم آتا ہے کہ الحمد کے ساتھ اور قرآن پڑھنا بھی واجب ہے پس پہلی تطبیق اولیٰ ہے یا ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی یہی کہا جائے گا کہ الحمد کا پڑھنا اسی کے حق میں ہے جس کو الحمد یاد ہو اور جس کو الحمد یاد نہ ہو اس کے حق میں مَاتَيَسَّرَ واجب ہے واللہ اعلم بالصواب۔ اور بعض نے کہا کہ ما اس حدیث میں موصولہ ہے اور مراد اس سے چیز معین ہے یعنی سورۂ الحمد اس لیے کہ یہ مسلمانوں کو بہت یاد ہے اور بعض نے کہا کہ مَاتَيَسَّرَ سے مراد ماسوائے فاتحہ کے ہے واسطے تطبیق کے اس حدیث میں اور حدیث فاتحہ میں اور اسی کی تاکید کرتی

ہے کہ اس میں کوئی خلل واقع ہو پس یہ لازم نہیں آتا کہ مقتدی کو اس کا علم ہو جائے اور اس قسم کی اور بہت حدیثیں ہیں جن سے آمین کا پکار کر کہنا ثابت ہوتا ہے چنانچہ فتح الباری میں ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جب ولا الضالین پر پہنچتے تو آمین پکار کر کہتے اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ الحمد سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے آمین کہتے اور ابو داؤد کی روایت میں آیا ہے کہ پہلی صف کے لوگ آپ کی آمین سنتے اور اسی طرح ابن حبان نے وائل بن حجر سے روایت کی ہے اور اس کو صحیح کہا ہے اور اس کی تفصیل باب جھر الامام بالتامین میں آئندہ آتی ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ تم بھی امام کے ساتھ آمین کہو تو یہ حکم جمہور کے نزدیک استحباب کے واسطے ہے یعنی امام کے ساتھ آمین کہنا مستحب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مقتدی پر واجب ہے اور اہل ظاہر کہتے ہیں کہ ہر نمازی پر آمین کہنی واجب ہے اور اگر مقتدی قراءت پڑھتا ہو اور امام آمین کہہ دے تو مقتدی بھی اس کے ساتھ آمین کہے اور یہی مذہب ہے اکثر شافعیوں کا اور اس کے ساتھ قراءت قطع نہیں ہوتی اور مراد فرشتوں کی آمین کے ساتھ موافق ہونے سے یہ ہے کہ دونوں کی آمین ایک وقت میں واقع ہو اور مراد فرشتوں سے وہ فرشتے ہیں جو اس نماز میں حاضر ہوتے ہیں خواہ زمین کے فرشتوں سے ہوں یا آسمان کے فرشتوں سے ہوں ایک روایت میں آیا ہے کہ فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں اور مراد پچھلے گناہوں سے صغیرے گناہ ہیں یعنی پچھلے صغیرے گناہ سب معاف ہو جاتے ہیں اور اگر کبیرے گناہوں کو بھی اس میں شامل کیا جائے تو کہا جائے گا کہ یہ محض فضل اللہ کا ہے جس کو چاہے دے اور فرشتوں کی موافقت کی برکت سے کبیرے بھی معاف ہو جائیں لیکن بہر حال حقوق العباد اس سے مخصوص ہیں وہ معاف نہیں ہوتے جب تک کہ وہ حق دار خود معاف نہ کرے۔ واللہ اعلم

بَابُ فَضْلِ التَّأْمِيْنِ. آمین کہنے میں کیا ثواب ہے؟۔

۷۳۹ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ اٰمِيْنَ وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَآءِ اٰمِيْنَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

۷۳۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں سو جب ایک آمین دوسری آمین کے موافق پڑ جائے گی تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ آمین کے ثواب کے برابر کوئی ثواب نہیں کہ ذرا سی بات ہے کہ اس میں مطلق کچھ تکلیف نہیں اور اس پر مغفرت اتنی بڑی ہے کہ پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے اپنے

سے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ الحمد ہر رکعت میں پڑھنا چاہیے کما مر.

بَابُ مَنْ خَافَتَ الْقِرَآءَ ةَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ.

ظہر اور عصر کی نماز میں آہستہ قراءت پڑھنے کا بیان۔

۷۳۵ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ قُلْتُ لِخَبَّابٍ أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْنَا مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ.

۷۳۵۔ ترجمہ اس کا اوپر گزر چکا ہے اس میں صریح موجود ہے کہ آپ ظہر اور عصر کی نماز میں قراءت پوشیدہ پڑھتے تھے۔

بَابُ إِذَا أَسْمَعَ الْإِمَامُ الْاٰيَةَ.

جب سری نماز میں امام کوئی آیت پکار کر پڑھے تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

۷۳۶ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ مَّعَهَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَيُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ أَحْيَانًا وَكَانَ يُطِيْلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى.

۷۳۶۔ ترجمہ اس کا ابھی گزر چکا ہے۔

فائدہ: بعض حنفی یہ کہتے ہیں کہ اگر سری نماز میں پکار کر پڑھے تو سجدہ سہو لازم آتا ہے گو بھول کر کیا ہو سو غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے رد کرنا ہے حنفیہ پر اس لیے کہ حضرت ﷺ نے سجدہ سہو نہیں کیا۔

بَابُ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى.

پہلی رکعت میں لمبی قراءت پڑھے۔

۷۳۷ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۷۳۷۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ظہر اور عصر کی پہلی رکعت میں لمبی قراءت پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں چھوٹی قراءت پڑھتے اور فجر کی نماز میں بھی اسی

شخص کا جو کہتا ہے کہ نماز سری میں قراءت آہستہ پڑھنی صحت نماز کے واسطے شرط ہے اگر پکار کر پڑھے گا تو نماز باطل ہو جائے گی۔

بَابُ الْقِرَآءَةِ فِي الْعَصْرِ.

عصر کی نماز میں قراءت پڑھنے کا بیان۔

٧١٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ قَالَ قُلْتُ لِخَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ قِرَآءَتَهُ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ.

۷۱۹۔ ترجمہ اس حدیث خباب رضی اللہ عنہ کا اوپر گزر چکا ہے۔

٧٢٠ ـ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ سُوْرَةٍ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا.

۷۲۰۔ ترجمہ اس حدیث ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا بھی اوپر گزر چکا ہے۔

فائدہ: مطلب اس باب کا بھی وہی ہے جو اوپر گزر چکا ہے۔

بَابُ الْقِرَآءَةِ فِي الْمَغْرِبِ.

شام کی نماز میں قراءت پڑھنے کا بیان یعنی اس میں کس قدر لمبی قراءت پڑھی جائے؟۔

٧٢١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ إِنَّ أُمَّ الْفَضْلِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا فَقَالَتْ يَا بُنَيَّ وَاللّٰهِ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِيْ بِقِرَآءَتِكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ

۷۲۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام فضل نے مجھ کو سورۂ والمرسلات عرفا پڑھتے سنا سو اس نے کہا کہ اے بیٹا! تو نے مجھ کو اس سورت کے پڑھنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھنا یاد دلایا ہے اس واسطے کہ بے شک یہ سورت آخر اس چیز کی ہے کہ میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شام کی نماز میں پڑھتے سنا۔

إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ.

فائدہ: اس حدیث ام الفضل اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا (جو مرض الموت کے بیان میں گزر چکی ہے) کے درمیان تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن وجہ تطبیق کی ان کے درمیان میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں دو بار امامت کرائی ہے ایک بار تو مسجد میں جیسے کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم ہوتا ہے اور ایک بار گھر میں جیسے کہ حدیث ام الفضل سے ثابت ہوتا ہے پس ان میں کچھ تعارض نہیں۔

۷۲۲ - حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ قَالَ لِيْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا لَكَ تَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارٍ وَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِطُوْلَى الطُّوْلَيَيْنِ.

۷۲۲۔ مروان بن حکم سے روایت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کہا کہ تو شام کی نماز میں چھوٹی سورتیں کیوں پڑھتا ہے؟ اور حالانکہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ بہت لمبی دو سورتوں سے زیادہ تر لمبی سورت پڑھتے تھے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ مراد یہاں سورۂ اعراف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دونوں اعراف اور انعام ہے اور ان دونوں میں اعراف لمبی ہے پس معنی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں سورۂ اعراف پڑھا کرتے تھے دونوں رکعتوں میں اور ان دونوں کا نام لمبی سورتیں رکھنا اس سبب سے نہیں کہ وہ قرآن کی سب سورتوں سے لمبی ہیں اس واسطے کہ سورۂ بقرہ دونوں سے لمبی ہے بلکہ باعتبار عرف کے ہے کذا فی الفتح اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مغرب کا وقت بہت فراخ ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مغرب کا وقت فقط تین رکعت کی مقدار ہے اس سے زیادہ نہیں لیکن یہ حدیث صریح ہے ان کے رد میں۔

بَابُ الْجَهْرِ فِي الْمَغْرِبِ.

شام کی نماز میں قرآن پکار کر پڑھنے کا بیان۔

۷۲۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ.

۷۲۳۔ جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے مغرب کی نماز میں سورۂ والطور پڑھی۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سورت پکار کر پڑھی تھی اسی واسطے جبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کو

پڑھتے سنا ورنہ اگر آہستہ پڑھتے تو جبیر رضی اللہ عنہ کس طرح سن سکتا تھا پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نماز شام کی قراءت میں تین حدیثیں بیان کی ہیں سو تینوں میں قراءت کا اندازہ مختلف ہے اس لیے کہ پہلی حدیث میں سورۂ اعراف کا ذکر ہے اور وہ سبع طوال سے ہے اور دوسری حدیث میں سورۂ والطور کا ذکر ہے اور وہ طوال مفصل سے ہے اور تیسری حدیث میں والمرسلات کا ذکر ہے اور وہ اوساط مفصل سے ہے، اور بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مغرب کی نماز میں قصار مفصل سے سورتیں پڑھا کرتے تھے اور بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شام کی نماز میں ہلکی قراءت پڑھا کرتے تھے سو تطبیق ان سب حدیثوں میں یہ ہے کہ اکثر اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور یہی تھا کہ شام کی نماز میں قصار مفصل یعنی چھوٹی سورتیں پڑھتے تھے مگر کبھی کبھی آپ نے مغرب میں لمبی سورتیں بھی پڑھی ہیں یا تو اس واسطے کہ لمبی سورتیں بھی مغرب میں پڑھنی جائز ہیں اور یا آپ نے معلوم کیا ہوگا کہ مقتدیوں کو اس وقت تکلیف نہیں پس حاصل اس کا یہ ہے کہ شام کی نماز میں سب قسم کی سورتیں پڑھنی جائز ہیں خواہ سبع طوال سے ہوں اور خواہ طوال مفصل سے ہوں اور خواہ اوساط مفصل سے ہوں لیکن مستحب یہی ہے کہ چھوٹی سورتیں پڑھی جائیں اور یہی ہے مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا انتہی۔

اور یہی مروی ہے اکثر صحابہ اور تابعین وغیرہ سے اور جبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ سورۂ طور کو مقرر پڑھتے تھے بلکہ صرف ایک بار کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے اور زید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ لمبی سورتوں کو بھی کبھی کبھی مقرر پڑھا کرتے تھے لیکن اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ ہمیشہ لمبی سورتیں پڑھا کرتے تھے پس ان میں کچھ تعارض نہیں اگر لمبی سورتوں کو دو بار یا چار بار یا دس بار مثلا ساری عمر میں پڑھا ہو تو تب بھی کچھ تعارض نہیں اور انکار زید کا مروان پر اس واسطے تھا کہ وہ شام کی نماز میں ہمیشہ چھوٹی سورتیں پڑھا کرتا تھا سو زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کبھی کبھی لمبی سورتیں بھی پڑھا کر جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور ابو داؤد نے کہا ہے کہ حدیث زید رضی اللہ عنہ کی منسوخ ہے یعنی نماز شام میں اب لمبی قراءت پڑھنی جائز نہیں لیکن دعویٰ نسخ کا بالکل غلط ہے اس لیے کہ حدیث ام الفضل سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھائی اور اس میں سورۂ مرسلات پڑھی اور یہ آپ کی آخر عمر کی نماز تھی پس جب کہ آپ نے آخر عمر میں مغرب کی نماز میں سورۂ مرسلات پڑھی تو معلوم ہوا کہ شام میں لمبی قراءت پڑھنی منسوخ نہیں اسی واسطے ابن خزیمہ نے کہا ہے کہ یہ اختلاف مباح ہے یعنی شام کی نماز میں بھی اور باقی سب نمازوں میں جو سورت کسی کا جی چاہے پڑھے سب سورتیں پڑھنی جائز ہیں لیکن امام کو مستحب یہی ہے کہ ہلکی قراءت پڑھے اور بعض حنفیہ ان حدیثوں کی تاویلیں کرتے ہیں لیکن ظاہر حدیثیں رد کرتی ہیں ان پر۔

بَابُ الْجَهْرِ فِي الْعِشَآءِ.

عشاء کی نماز میں قرآن پکار کر پڑھنے کا بیان۔

٧٢٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فَقُلْتُ لَهُ قَالَ سَجَدْتُ خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ بِهَا حَتّٰى أَلْقَاهُ.

۷۲۴۔ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی سو اس نے سورہ اذا السمآء انشقت پڑھی اور سجدہ کیا تلاوت کا سو میں نے اُس سے اس سجدے کا حکم پوچھا کہ کیا یہ سجدہ جائز ہے؟ سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سجدہ کیا ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز میں اس جگہ سجدہ کیا تھا سو میں ہمیشہ سجدہ کرتا ہوں اس آیت پر یہاں تک کہ آپ سے ملاقات کروں یعنی مر جاؤں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز میں قراءت پکار کر پڑھنی چاہیے اس لیے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کی نماز میں سورت پڑھتے سنا اور سننا اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ قراءت پکار کر پڑھی جائے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

٧٢٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَآءِ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ.

۷۲۵۔براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے سو آپ نے عشاء کی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورۂ والتین پڑھی۔

فائدہ: وجہ مطابقت اس حدیث کی بھی اسی وجہ سے ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزری ہے۔

بَابُ الْقِرَآءَةِ فِي الْعِشَآءِ بِالسَّجْدَةِ.

عشاء کی نماز میں ایسی سورت پڑھنی جس میں سجدہ کی آیت ہو یعنی جائز ہے۔

٧٢٦ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنِي التَّيْمِيُّ عَنْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ ﴿إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ فَسَجَدَ فَقُلْتُ مَا هٰذِهِ قَالَ سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي

۷۲۶۔ترجمہ اس کا ابھی اوپر گزر چکا ہے۔

الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ بِهَا حَتّٰى أَلْقَاهُ.

بَابُ الْقِرَآءَةِ فِي الْعِشَآءِ.

عشاء کی نماز میں قرآن پڑھنے کا بیان۔

٧٢٧ - حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعَ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ فِي الْعِشَآءِ وَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْهُ أَوْ قِرَآءَةً.

۷۲۷۔ ترجمہ اس کا بھی اوپر گزر چکا ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے زیادہ خوش آواز کسی کو نہیں دیکھا۔

بَابٌ يُطَوِّلُ فِي الْأُوْلَيَيْنِ وَيَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ.

پہلی دو رکعتوں میں لمبی قراءت پڑھے اور اخیر دو رکعتوں میں ہلکی قراءت پڑھے۔

٧٢٨ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ عَوْنٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ لَقَدْ شَكَوْكَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى الصَّلَاةِ قَالَ أَمَّا أَنَا فَأَمُدُّ فِي الْأُوْلَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ وَلَا آلُوْ مَا اقْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَدَقْتَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ أَوْ ظَنِّيْ بِكَ.

۷۲۸۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کوفے والوں نے ہر بات میں تیری شکایت کی ہے یہاں تک کہ نماز میں بھی یعنی کہتے ہیں کہ نماز بھی اچھی نہیں پڑھتا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تو پہلی دو رکعتوں میں قراءت لمبی کرتا تھا اور اخیر دو رکعتوں میں ہلکی قراءت پڑھتا ہوں اور نہیں چھوڑتا ہوں میں کسی چیز کو جو میں نے پیروی کی ہے ساتھ اس کے حضرت ﷺ کی نماز سے یعنی جس طرح کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے اسی طرح سے ان کو پڑھاتا رہا ہوں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نے سچ کہا مجھ کو بھی تیرے حق میں یہی گمان ہے۔

بَابُ الْقِرَآءَةِ فِي الْفَجْرِ وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطُّوْرِ.

فجر کی نماز میں قرآن پڑھنے کا بیان اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فجر کی نماز میں سورۂ والطّور پڑھی۔

٧٢٩ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ

۷۲۹۔ ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ظہر کی

حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلٰى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَوَاتِ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَيَرْجِعُ الرَّجُلُ إِلٰى أَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَلَا يُبَالِيْ بِتَأْخِيْرِ الْعِشَآءِ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَلَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيْثَ بَعْدَهَا وَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَيَعْرِفُ جَلِيْسَهُ وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ أَوْ إِحْدَاهُمَا مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ إِلَى الْمِائَةِ.

نماز اس وقت پڑھا کرتے تھے جب کہ سورج ڈھل جاتا اور عصر پڑھتے تھے اور بعد عصر کے کوئی آدمی مدینے کی دوسری طرف چلا جاتا اور آفتاب روشن ہوتا تھا اور میں بھول گیا ہوں جو راوی نے مغرب میں کہا اور عشاء کی نماز کو تہائی رات تک دیر کرنے میں کچھ خوف نہ کرتے اور عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو اور اُس سے پیچھے بات چیت کرنے کو ناپسند کرتے تھے اور فجر کی نماز ایسے وقت میں پڑھا کرتا تھے کہ کوئی آدمی نماز سے پھرتا سواپنے پاس والے کو پہچان لیتا اور دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں ساٹھ آیت سے سو آیت تک پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی کئی بار گزر چکی ہے یہاں اس سے صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ فجر کی نماز میں قرآن پڑھنا ثابت ہے۔

۷۳۰ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا أَخْفٰى عَنَّا أَخْفَيْنَا عَنْكُمْ وَإِنْ لَّمْ تَزِدْ عَلٰى أُمِّ الْقُرْاٰنِ أَجْزَأَتْ وَإِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ.

۷۳۰۔ عطاء سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ ہر نماز میں قرآن پڑھا جائے سو جس نماز میں حضرت ﷺ نے ہم کو قرآن سنایا تو اس میں ہم نے تم کو سنا دیا اور جس نماز میں آپ نے ہم سے قرآن پوشیدہ پڑھا تو اس میں ہم نے بھی تم سے پوشیدہ کیا یعنی جس نماز میں حضرت ﷺ نے قرآن پکار کر پڑھا ہے جیسے کہ فجر اور مغرب اور عشاء میں تو اس میں ہم بھی پکار کر پڑھتے ہیں اور جس نماز میں آپ نے آہستہ پڑھا ہے جیسے کہ ظہر اور عصر کی نماز ہے تو اس میں ہم بھی آہستہ پڑھتے ہیں اور اگر تو الحمد پر کچھ زیادہ نہ کرے تو جب بھی کافی ہے اور اگر الحمد کے ساتھ اور کوئی سورت بھی ملا لے تو بہتر ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر نماز میں فقط الحمد پڑھے اور اس کے ساتھ کوئی سورت نہ ملائے تو نماز صحیح ہو

جاتی ہے پس معلوم ہوا کہ الحمد کے ساتھ سورت ملانی واجب نہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جو شخص الحمد نہ پڑھے اس کی نماز صحیح نہیں اور یہ شاھد ہے واسطے حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کے جو پہلے گزر چکی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ الحمد کے ساتھ سورت ملانی مستحب ہے اور یہی ہے قول شافعیہ اور جمہور علماء کا صبح اور جمعہ کی نماز میں اور دوسری نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں اور بعض کے نزدیک الحمد کے ساتھ سورت ملانی واجب ہے اور یہی ہے قول عثمان رضی اللہ عنہ کا اور یہی مذہب ہے بعض حنفیوں کا لیکن یہ حدیث جمہور کے موافق ہے۔

بَابُ الْجَهْرِ بِقِرَآءَ ةِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ طُفْتُ وَرَآءَ النَّاسِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَيَقْرَأُ بِالطُّوْرِ.

فجر کی نماز میں قرآن پکار کر پڑھنے کا بیان اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے خانہ کعبہ کا طواف لوگوں سے پیچھے کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں سورہ طور پڑھ رہے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث حج میں آئے گی اور اس میں نماز فجر کا ذکر نہیں مگر اس کے دوسری طریق میں نماز فجر کا ذکر آ گیا ہے اور سننا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قرآن کو دلیل ہے اس کے پکار کر پڑھنے پر اس لیے کہ پوشیدہ پڑھنے سے کوئی نہیں سن سکتا ہے پس معلوم ہوا کہ فجر کی نماز میں قراءت کو پکار کر پڑھنا چاہیے وفیہ المطابقة للترجمة.

۷۳۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ هُوَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِيْ وَحْشِيَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَآئِفَةٍ مِّنْ أَصْحَابِهٖ عَامِدِيْنَ إِلٰى سُوْقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيْلَ بَيْنَ الشَّيَاطِيْنِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِيْنُ إِلٰى قَوْمِهِمْ فَقَالُوْا مَا لَكُمْ فَقَالُوْا حِيْلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالُوْا مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ إِلَّا شَيْءٌ حَدَثَ فَاضْرِبُوْا مَشَارِقَ الْأَرْضِ

۷۳۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کئی اصحاب سے بازار عکاظ (ایک جگہ کا نام ہے پاس مکہ کے جاہلیت کے زمانے میں وہاں بازار لگا کرتا تھا) کی طرف چلے اور بے شک جنوں اور آسمان کی خبر کے درمیان پردہ ہو گیا تھا اور جنوں پر آسمان سے چنگاڑے پڑے سو جن اپنی قوم کی طرف پلٹ گئے سو انہوں نے کہا کہ کیا حال ہے تمہارا کہ خالی پلٹ آئے ہو اور آسمان کی کوئی خبر نہیں آئی؟ سو جنوں نے کہا کہ ہمارے اور خبر آسمان کے درمیان پردہ ہو گیا ہے اور ہم پر چنگاڑے پڑتے ہیں سو جنوں نے کہا کہ نہیں حائل ہوا تمہارے اور خبر آسمان کے درمیان مگر کوئی ایسی چیز جو نئی پیدا ہوئی ہے سو زمین کے پورب اور پچھم میں پھرو یعنی زمین کی تمام طرفوں میں تلاش کرو سو دیکھو کہ تمہارے اور خبر آسمان کے درمیان کیا

وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوْا مَا هٰذَا الَّذِیْ حَالَ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ فَانْصَرَفَ أُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ تَوَجَّهُوْا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِنَخْلَةَ عَامِدِیْنَ إِلٰى سُوْقِ عُكَاظٍ وَهُوَ یُصَلِّیْ بِأَصْحَابِهٖ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْاٰنَ اسْتَمَعُوْا لَهٗ فَقَالُوْا هٰذَا وَاللّٰهِ الَّذِیْ حَالَ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ فَهُنَالِكَ حِیْنَ رَجَعُوْا إِلٰى قَوْمِهِمْ ﴿وَقَالُوْا یَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْ إِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا﴾ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِیِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ أُوْحِیَ إِلَیَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ﴾ وَإِنَّمَا أُوْحِیَ إِلَیْهِ قَوْلُ الْجِنِّ.

پردہ ہوا ہے سو جو جن کہ ملک تہامہ کی طرف تلاش کو آئے تھے اور بازار عکاظ کی طرف جا رہے تھے وہ حضرت ﷺ کی طرف آ نکلے یعنی اتفاقاً انہوں نے راہ میں جاتے حضرت ﷺ کو دیکھ لیا اور آپ نخلہ (ایک جگہ کا نام ہے ایک دن کی راہ مکے سے) میں اصحاب کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے سو جب اُن جنوں نے قرآن کی آواز سنی تو اس کو کان لگا کر سنتے رہے سو انہوں نے کہا قسم اللہ کی! یہی ہے وہ چیز جو تمہارے اور خبر آسمان کے درمیان پردہ ہو گیا ہے سو وہ جن اسی جگہ سے پلٹ گئے جب کہ انہوں نے اپنی قوم کی طرف رجوع کیا سو انہوں نے کہا کہ اے قوم ہماری! بے شک ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب کہ راہ دیکھاتا ہے طرف ہدایت کی سو ہم ایمان لائے ساتھ اس کے اور ہرگز نہ شریک ٹھہرائیں گے ہم کسی کو ساتھ رب اپنے کے سو اللہ نے یہ آیت اپنے نبی پر اتاری کہ کہہ اے پیغمبر! وحی اتاری گئی ہے طرف میری اور سوائے اس کے نہیں کہ وحی کی گئی تھی طرف آپ کے قول جنوں کا۔

فائدہ: عرب میں کاہنوں کی ایک قوم تھی وہ جنوں کے ساتھ کچھ راہ و رسم رکھتے تھے سو مطلب اس قصے کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ کی نبی ہونے سے پہلے جنوں کو آسمان پر جانے کی روک نہیں تھی سو جن آسمان کے پاس جا کر تاک میں لگے رہتے تھے جب اللہ کا کوئی حکم فرشتوں کو ہوتا اور فرشتے اول آسمان پر اس کی آپس میں گفتگو کرتے تو وہ جن اس کو سن لیتے اور زمین پر آ کر کاہنوں اور نجومیوں کو وہ خبر بتلا دیتے پھر کاہن وہ خبر لوگوں کو بتلاتے کہ فلاں دن میں یہ کام ایسا ہوگا سو جب حضرت ﷺ کو پیغمبری عنایت ہوئی اور قرآن اترنے لگا تو آسمان پر چوکیدار بیٹھ گئے کہ کوئی جن اس قرآن کو نہ سننے پائے تب انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ دنیا میں کوئی نئی چیز پیدا ہوئی ہے جس کے سبب سے ہم آسمان کی خبر سن نہیں سکتے ہیں اور ہم کو آسمان پر جانا نہیں ملتا سو تمام جہان میں پھر کر دیکھو کہ ایسی کون سی چیز پیدا ہوئی ہے؟ سو جنوں کے لشکر تمام جہان میں اس خبر کو تلاش کرنے کے واسطے پھیل گئے سو جو لشکر ان کا عرب کے ملک کی طرف تلاش کو آیا تھا انہوں نے حضرت ﷺ کو نخلہ میں فجر کی نماز پڑھتے دیکھا کہ یہی ہے وہ نئی چیز جو ہمارے اور آسمان کے درمیان پردہ ہوا ہے سو انہوں نے قرآن کو سنا اور مسلمان ہو گئے اور اپنی قوم کے سب جنوں کو

جا کر اطلاع دی اور اُن کو اسلام کی طرف ہدایت کی مگر حضرت ﷺ کو اس بات کی کچھ خبر نہیں تھی کہ جن آ کر قرآن سن گئے ہیں تب سورۂ جن نازل ہوئی اور حضرت ﷺ کو معلوم ہوا اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ جنوں نے حضرت ﷺ سے قرآن سنا پس معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ فجر کی نماز میں قرآن پکار کر پڑھتے تھے سو ثابت ہوا کہ فجر کی نماز میں قرآن پکار کر پڑھنا چاہیے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے جنوں کا بند ہونا اور ان پر چنگاڑے پڑنا بعد نبوت آنحضرت ﷺ کے شروع ہوا ہے اور بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ چنگاڑے پڑنا حضرت ﷺ کی پیدائش سے پہلے تھا سو تطبیق ان میں اس طور سے ہوسکتی ہے کہ چنگاڑوں کا پڑنا ابتدا زمانے سے ہے اور جنوں پر پڑنا حضرت ﷺ کی پیدائش کے بعد شروع ہوا ہوگا یا پہلے اتنی کثرت چنگاڑوں کی نہیں تھی اور جنوں کی بالکل بندش نہیں تھی بلکہ کبھی کبھی موقع پا کر کوئی خبر سن آتے تھے اور بعد نبوت آنحضرت ﷺ کے جنوں پر چنگاڑے پڑنے کی بہت کثرت ہوگئی اور آسمان پر جانے کی ان کو بالکل بندش ہوئی اور آسمان سے خبر بالکل رد کی گئی، واللہ اعلم اور بعض مفسر کہتے ہیں کہ رمی اور حراست حضرت ﷺ کی نبوت سے پہلے بھی تھی لیکن اسی وقت جب کہ کوئی بڑا امر حادث ہوتا تھا۔

۷۳۲ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا أُمِرَ وَسَكَتَ فِيمَا أُمِرَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

۷۳۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس نماز میں حضرت ﷺ کو پکار کر پڑھنے کا حکم ہوا اس میں آپ نے پکار کر پڑھا اور جس نماز میں آہستہ پڑھنے کا حکم ہوا اس میں آپ نے آہستہ پڑھا اور نہیں ہے رب تیرا بھولنے والا یعنی جس جگہ نماز میں اللہ نے آہستہ پڑھنے کا حکم فرمایا ہے تو وہ اس سبب سے نہیں کہ نعوذ باللہ اللہ کو وہ نمازیں یاد نہیں رہیں بلکہ اللہ نے اپنے رسول کو ایسا ہی حکم فرمایا جیسے کہ آپ نے کیا اور البتہ ہے واسطے تمہارے رسول میں پیروی بہتر یعنی حضرت ﷺ کی پیروی میں بہت عمدہ طریقہ ہے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس باب میں روایتیں مختلف آئی ہیں کہ ظہر اور عصر کی نماز میں قرآن پڑھنا چاہیے یا نہیں سو بعض سے ثابت ہوتا ہے کہ نہیں پڑھنا چاہیے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ پڑھنا چاہیے سو امام بخاری رحمہ اللہ کی شاید یہ غرض ہے کہ حضرت ﷺ سے نماز ظہر اور عصر میں قرآن پڑھنا ثابت ہے اور آپ کی پیروی لازم ہے سو آپ کی پیروی کی جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نہ مانا جائے، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ السُّوْرَتَيْنِ فِي الرَّكْعَةِ ایک رکعت میں دو سورتیں جوڑ کر پڑھنی جائز ہیں اور

وَالْقِرَآءَ ةِ بِالْخَوَاتِيمِ وَبِسُورَةٍ قَبْلَ سُورَةٍ وَبِأَوَّلِ سُورَةٍ. وَيُذْكَرُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّآئِبِ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُونَ فِي الصُّبْحِ حَتَّى إِذَا جَآءَ ذِكْرُ مُوسٰى وَهَارُونَ أَوْ ذِكْرُ عِيسٰى أَخَذَتْهُ سَعْلَةٌ فَرَكَعَ. وَقَرَأَ عُمَرُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى بِمِائَةٍ وَّعِشْرِينَ آيَةً مِّنَ الْبَقَرَةِ وَفِي الثَّانِيَةِ بِسُورَةٍ مِّنَ الْمَثَانِي. وَقَرَأَ الْأَحْنَفُ بِالْكَهْفِ فِي الْأُولٰى وَفِي الثَّانِيَةِ بِيُوسُفَ أَوْ يُونُسَ وَذَكَرَ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الصُّبْحَ بِهِمَا.

سورتوں کے آخر کو پڑھنا بھی جائز ہے یعنی اگر سورت کو اول سے نہ پڑھے اور اس کے آخر سے کچھ قرآن نماز میں پڑھ لے تو جائز ہے اور سورتوں کو آگے پیچھے کر کے پڑھنا بھی جائز ہے یعنی مثلا سورۂ ﴿قل یاایھا الکافرون﴾ کو پہلے پڑھے اور سورۂ ﴿انا اعطیناك﴾ کو پیچھے پڑھے خواہ ایک رکعت میں ہو خواہ دو رکعت میں ہو تو یہ بھی جائز ہے اور سورتوں کو اول سے پڑھنا بھی جائز ہے عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں سورۂ قد افلح المومنون پڑھی یہاں تک کہ جب موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا ذکر آیا یا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا تو آپ کو کھانسی ہوئی سو آپ نے رکوع کیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ سے ایک سو بیس آیت پڑھی اور دوسری رکعت میں قرآن کی اور سورت پڑھی اور احنف نے پہلی رکعت میں سورۂ کہف پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۂ یوسف یا یونس پڑھی اور اس نے ذکر کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ہم کو ان دونوں سورتوں سے صبح کی نماز پڑھائی ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ سورتوں کو آگے پیچھے پڑھنا جائز ہے اس لیے کہ پہلی رکعت میں اس نے سورہ کہف پڑھی اور دوسری رکعت میں سورہ یوسف حالانکہ قرآن میں سورہ یوسف پہلے ہے اور سورہ کہف بعد میں ہے پس اس اثر سے باب کا تیسرا مسئلہ ثابت ہوا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ سورتوں کو آگے پیچھے پڑھنا مکروہ ہے اس لیے کہ ترتیب عثمانی پر تمام صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے ہے پس اس کی رعایت کرنی مستحب ہے۔

وَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُودٍ بِأَرْبَعِينَ آيَةً مِّنَ الْأَنْفَالِ وَفِي الثَّانِيَةِ بِسُورَةٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ. وَقَالَ قَتَادَةُ فِيمَنْ يَّقْرَأُ سُورَةً

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پہلی رکعت میں سورہ انفال کے اول سے چالیس آیتیں پڑھیں اور دوسری رکعت میں مفصل سے ایک سورت پڑھی کہ وہ سورہ ق سے آخر

وَاحِدَةً فِي رَكْعَتَيْنِ أَوْ يُرَدِّدُ سُوْرَةً وَاحِدَةً فِي رَكْعَتَيْنِ كُلٌّ كِتَابُ اللهِ.

قرآن تک ہے، اگر کوئی شخص ایک سورت کو دو رکعتوں میں پڑھے یعنی آدھی پہلی میں اور آدھی دوسری میں یا ایک ہی سورت کو دو رکعتوں میں دو بار پڑھے تو قتادہ نے ایسے آدمی کے حق میں حکم دیا کہ کل قرآن ہے یعنی اس طرح پڑھنا جائز ہے مکروہ نہیں۔

فائدہ: اس سے سب مسئلے باب کے ثابت ہوتے ہیں پس مطابقت اس اثر کی باب سے ظاہر ہے اور یہی مذہب ہے حنفیہ کا لیکن افضل یہ ہے کہ ہر رکعت میں دوسری سورت کو پڑھے۔

وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يَؤُمُّهُمْ فِي مَسْجِدِ قُبَآءٍ وَكَانَ كُلَّمَا افْتَتَحَ سُوْرَةً يَقْرَأُ بِهَا لَهُمْ فِي الصَّلَاةِ مِمَّا يَقْرَأُ بِهِ افْتَتَحَ بِ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا ثُمَّ يَقْرَأُ سُوْرَةً أُخْرٰى مَعَهَا وَكَانَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَكَلَّمَهُ أَصْحَابُهُ فَقَالُوْا إِنَّكَ تَفْتَتِحُ بِهٰذِهِ السُّوْرَةِ ثُمَّ لَا تَرٰى أَنَّهَا تُجْزِئُكَ حَتّٰى تَقْرَأَ بِأُخْرٰى فَإِمَّا تَقْرَأُ بِهَا وَإِمَّا أَنْ تَدَعَهَا وَتَقْرَأَ بِأُخْرٰى فَقَالَ مَا أَنَا بِتَارِكِهَا إِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ أَؤُمَّكُمْ بِذٰلِكَ فَعَلْتُ وَإِنْ كَرِهْتُمْ تَرَكْتُكُمْ وَكَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْ أَفْضَلِهِمْ وَكَرِهُوْا أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ فَلَمَّا أَتَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرُوْهُ الْخَبَرَ فَقَالَ يَا فُلَانُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَفْعَلَ مَا يَأْمُرُكَ بِهِ أَصْحَابُكَ وَمَا يَحْمِلُكَ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد انصاری مسجد قبا میں ان کی امامت کیا کرتا تھا سو جب وہ نماز میں کوئی سورت پڑھنے کا ارادہ کرتا تو پہلے سورۂ ﴿قل هو الله احد﴾ پڑھ لیتا یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہوتا پھر اس کے ساتھ کوئی اور سورت پڑھتا اور ہر رکعت میں اسی طرح کیا کرتا تھا سو اس کے اصحاب نے اس سے کلام کی سو انہوں نے کہا تو پہلے تو یہ سورہ اخلاص پڑھتا ہے پھر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ سورت تجھ کو کافی نہیں ہوتی یہاں تک کہ تو دوسری سورت پڑھتا ہے سو یا تو تو صرف اسی کو پڑھا کر اور یا اس کو چھوڑ دے اور دوسری کسی سورت کو پڑھا کر سو اس نے جواب دیا کہ میں تو اس کو کبھی نہیں چھوڑوں گا سو اگر تم کو یہ منظور ہے کہ میں اسی سورت سے تمہاری امامت کروں تو میں امامت کروں گا اور اگر تم کو منظور نہیں تو تمہاری امامت چھوڑ دوں گا اور وہ لوگ اس کو اپنے میں سب سے افضل جانتے تھے سو انہوں نے دوسرے کی امامت کو پسند نہ کیا سو جب وہ شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو لوگوں نے آپ سے اس کا قصہ بتلایا سو آپ نے اس کو فرمایا کہ تو اپنے ساتھیوں کا

عَلٰى لُزُوْمِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَقَالَ إِنِّيْ أُحِبُّهَا فَقَالَ حُبُّكَ إِيَّاهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ.

کہا کیوں نہیں مانتا ہے اور تو نے اس سورت کو ہر رکعت میں لازم کیوں کر رکھا ہے؟ سو اس شخص نے عرض کی کہ میں اُس سورت سے محبت رکھتا ہوں سو آپ نے فرمایا کہ اس کی محبت تم کو بہشت میں داخل کرے گی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو سورتوں کو ایک رکعت میں جوڑ کر پڑھنا جائز ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا اور اس حدیث سے باب کا پہلا مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔

۷۳۳ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَآئِلٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ فِيْ رَكْعَةٍ فَقَالَ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَآئِرَ الَّتِيْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ فَذَكَرَ عِشْرِيْنَ سُوْرَةً مِّنَ الْمُفَصَّلِ سُوْرَتَيْنِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ.

۷۳۳۔ ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے آج کی رات ایک رکعت میں کل مفصل پڑھی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نے جلدی کی مثل جلدی پڑھنے شعر کے یعنی جیسے شعر جلدی پڑھا جاتا ہے ویسے ہی تو نے قرآن کو جلدی پڑھا ہے البتہ میں پہچانتا ہوں اُن ہم مثل سورتوں کو جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوڑ کر پڑھا کرتے تھے سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیس سورتیں مفصل سے بیان کیں جن میں سے دو سورتیں ہر رکعت میں پڑھتے تھے۔

فائدہ: ابو داؤد کی روایت میں اُن سورتوں کا بیان اس طور سے آیا ہے کہ سورہ الرحمٰن والنجم ایک رکعت میں اور اقتربت الساعة والحاقة دوسری رکعت میں اور طور اور ذاریات ایک رکعت میں اور واقعہ اور نون دوسری رکعت میں اور سال سائل والنازعات ایک رکعت میں اور مطففین اور عبس دوسری رکعت میں اور مدثر اور مزمل ایک رکعت میں اور هل اتی اور لا اقسم دوسری رکعت میں اور عم اور مرسلات ایک میں اور اسی طرح دخان اور کورت دوسری میں انتہی۔

پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک رکعت میں دو سورتوں کو پڑھنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آگے پیچھے پڑھنا جائز ہے پس باب کا پہلا اور تیسرا مسئلہ اس سے ثابت ہوا اور جاننا چاہیے کہ باب کا پہلا مسئلہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حدیث انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے اور باب کا دوسرا مسئلہ یعنی نماز میں سورتوں کا اخیر پڑھنا سو یہ عمر رضی اللہ عنہ کے فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے نماز میں سورۂ بقرہ کی سو آیت پڑھی اول سے یا آخر سے اور نیز یہ مسئلہ قتادہ کے قول سے بھی ثابت ہے کہ کل قرآن ہے کسی جگہ سے پڑھے جائز ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کہا جائے کہ جیسے اول سورتوں کا پڑھنا جائز ہے ویسے ہی آخر سورتوں کا پڑھنا بھی جائز ہے اس لیے کہ جیسے ابتداء سورت کا ایک ٹکڑا ہے ویسے ہی آخر بھی اس کا ایک ٹکڑا ہے اور تیسرا مسئلہ باب کا حدیث انس رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے فعل سے ثابت ہے اور چوتھا مسئلہ

باب کا حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حدیث عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے پس کل حدیثوں سے کل مسئلے باب کے ثابت ہو گئے اور یہ کچھ ضرور نہیں کہ باب کے کل مسئلے ہر ہر حدیث سے ثابت ہوں بلکہ اگر کل حدیثوں سے کل کے باب ثابت ہو جائیں تو جب بھی مطابقت حدیثوں کی باب سے ثابت ہو جاتی ہے واللہ اعلم ۔لیکن امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب ان چاروں مسئلوں میں یہ ہے کہ اگر اس طرح کر لے تو نماز فاسد نہیں ہوتی مگر خلاف اولیٰ ہے اور حنفیہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک تیسرا مسئلہ مکروہ ہے وہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں نماز مکروہ ہو جائے گی لیکن یہ حدیثیں ان پر رد کرتی ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ ترتیب سورتوں کی جواب قرآن میں موجود ہے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی ہے یا کہ اصحاب کے اجتہاد سے سو صحیح اس میں یہی قول ہے کہ یہ ترتیب عثمانی ہے اصحاب کے اجتہاد سے ہوئی ہے وحی کے ذریعہ سے یہ حکم نہیں ہوا کہ اس ترتیب سے سورتیں آگے پیچھے رکھی جائیں لیکن ترتیب آیات کی سو یہ بالاتفاق توفیقی ہے اسی واسطے سورتوں کو آگے پیچھے پڑھنا جائز ہے اور آیتوں کو آگے پیچھے کر کے پڑھنا جائز نہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جلدی جلدی قرآن کو بلا سوچ پڑھنا مکروہ ہے لیکن اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ بغیر سوچے معنی کے قرآن پڑھنا جائز ہے لیکن اگر ساتھ اس کے معنی بھی سوچتا جائے تو اس میں بڑا ثواب ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلی رکعت سے دوسری رکعت کو لمبا کرنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ترتیب سورتوں قرآن کی اصحاب کے اجتہاد سے ہوئی ہے اس لیے کہ یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترتیب ہے اور یہ مخالف ہے ترتیب عثمانی کے۔

بَابُ يَقْرَأُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

اخیر دو رکعتوں میں فقط الحمد پڑھنے کا بیان۔

٧٣٤ ۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُولَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ وَيُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مَا لَا يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهٰكَذَا فِي الْعَصْرِ وَهٰكَذَا فِي الصُّبْحِ.

۷۳۴۔ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دو رکعتوں میں الحمد اور دو سورتیں پڑھا کرتے تھے اور اخیر دو رکعتوں میں فقط الحمد پڑھتے تھے اور کبھی کبھی آپ ہم کو کوئی آیت سناتے اور پہلی رکعت میں اتنی لمبی قراءت پڑھتے جو دوسری میں نہ کرتے اسی طرح عصر کی نماز میں ہے اور اسی طرح فجر کی نماز میں ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اخیر دو رکعتوں میں صرف الحمد پڑھا جائے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب

سے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ الحمد ہر رکعت میں پڑھنا چاہیے کما مر۔

بَابُ مَنْ خَافَتَ الْقِرَآءَةَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ.

ظہر اور عصر کی نماز میں آہستہ قراءت پڑھنے کا بیان۔

۷۳۵ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قُلْتُ لِخَبَّابٍ أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْنَا مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ.

۷۳۵۔ ترجمہ اس کا اوپر گزر چکا ہے اس میں صریح موجود ہے کہ آپ ظہر اور عصر کی نماز میں قراءت پوشیدہ پڑھتے تھے۔

بَابُ إِذَا أَسْمَعَ الْإِمَامُ الْآيَةَ.

جب سری نماز میں امام کوئی آیت پکار کر پڑھے تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

۷۳۶ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ مَّعَهَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا وَكَانَ يُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى.

۷۳۶۔ ترجمہ اس کا ابھی گزر چکا ہے۔

فائدہ: بعض حنفی یہ کہتے ہیں کہ اگر سری نماز میں پکار کر پڑھے تو سجدہ سہو لازم آتا ہے گو بھول کر کیا ہو سو غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے رد کرنا ہے حنفیہ پر اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سہو نہیں کیا۔

بَابُ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى.

پہلی رکعت میں لمبی قراءت پڑھے۔

۷۳۷ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۷۳۷۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی پہلی رکعت میں لمبی قراءت پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں چھوٹی قراءت پڑھتے اور فجر کی نماز میں بھی اسی

وَسَلَّمَ كَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ.

طرح کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر نماز میں پہلی رکعت لمبی کرے اور یہی ہے مسئلہ باب کا لیکن حنفیہ کہتے ہیں کہ فقط فجر کی نماز میں پہلی رکعت لمبی کرے اور کسی نماز میں نہ کرے سو یہ حدیث رد کرتی ہے ان پر اور بیہقی نے ان حدیثوں میں یہ تطبیق دی ہے کہ اگر مقتدیوں کا انتظار ہو تو پہلے رکعت لمبی پڑھے ورنہ دونوں کو برابر پڑھے اور بعض کہتے ہیں کہ فجر کی پہلی رکعت لمبی پڑھے اور باقی نمازوں میں انتظار پر مدار رکھے لیکن اتباع ظاہر حدیث کا بہت افضل ہے۔

بَابُ جَهْرِ الْإِمَامِ بِالتَّأْمِيْنِ.

امام کا آمین پکار کر کہنا۔

فائدہ: آمین کا معنی جمہور علماء کے نزدیک یہ ہے کہ یا الٰہی! میری دعا قبول کر اور بعض کہتے ہیں کہ آمین اللہ کا اسم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک درجہ ہے بہشت میں واجب ہوتا ہے واسطے آمین کہنے والے کے۔

وَقَالَ عَطَآءٌ اٰمِيْنَ دُعَآءٌ.

عطاء نے کہا کہ آمین دعا ہے۔

فائدہ: آمین کا دعا ہونا اس بات کو چاہتا ہے کہ امام بھی اس کو کہے اس لیے کہ امام دعا کرنے والے کی جگہ میں کھڑا ہوا ہے پس یہی ہے وجہ مطابقت اس اثر کی باب سے۔

أَمَّنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَمَنْ وَرَآءَهٗ حَتّٰى إِنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً.

ابن زبیر نے اور جو اس کے پیچھے تھے سب نے پکار کر آمین کہی یہاں تک کہ مسجد کے واسطے گونجنا تھا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ امام آمین کو پکار کر کہے اور مقتدی بھی پکار کر کہیں پس وجہ مطابقت اس اثر کی باب سے ظاہر ہے۔

وَكَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يُنَادِي الْإِمَامَ لَا تَفُتْنِيْ بِاٰمِيْنَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ امام کو کہتے تھے کہ مجھ سے آمین فوت مت کر۔

فائدہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروان کے مؤذن تھے سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ یہ شرط کر لی تھی کہ ولا الضالین مجھ سے پہلے نہ کہا کر بلکہ جب میں صف میں داخل ہو جاؤں تو اس وقت کہا کرتا کہ میں بھی اس کے ساتھ شریک ہو جاؤں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جب اقامت ہوتی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں آتے تو امام کو پکار کر کہتے کہ آمین مجھ سے پہلے نہ کہو اس سے معلوم ہوا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قراءت پڑھا کرتے تھے۔

وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَدَعُهٗ وَيَحُضُّهُمْ وَسَمِعْتُ مِنْهُ فِيْ ذٰلِكَ خَيْرًا.

نافع نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما آمین کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے اور لوگوں کو آمین کی ترغیب دیتے تھے اور میں نے اُ

س سے اس باب میں ایک حدیث سنی ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر حال میں آمین کہا کرتے تھے خواہ امام ہوتے خواہ مقتدی ہوتے اور ظاہر یہی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما آمین پکار کر کہتے تھے اسی واسطے نافع نے کہا کہ وہ کبھی نہیں چھوڑتے تھے پس ظاہر یہی ہے کہ نافع ان کو آمین کہتے سنتا تھا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

۷۳۸ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوْا فَإِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اٰمِيْنَ.

۷۳۸۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس واسطے کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق پڑ جائے گی تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے اور ابن شہاب نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام آمین کہے اور امام مالک رحمہ اللہ اور ان کے بعض مقلدین کا یہ مذہب ہے کہ امام آمین نہ کہے اور اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ مراد یہ ہے جب امام دعا پڑھے یعنی اهدنا الصراط المستقيم کہے تو تم آمین کہو لیکن یہ تاویل غلط ہے اس لیے کہ جب آمین دعا ہوئی تو امام کو بطریق اولیٰ کہنی جائز ہو گی اور نیز حدیث ابن شہاب کی صریح ہے اس کے رد میں اور نیز ایک روایت میں صریح آ چکا ہے کہ وَاِنَّ الامام يَقول آمين یعنی امام بھی آمین کہتا ہے اور یہ لفظ ابوداؤد وغیرہ میں آیا ہے پس اس سے ثابت ہوگیا کہ امام بھی آمین کہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مقتدی امام کے ساتھ آمین کہیں نہ اس سے پہلے کہیں اور نہ اُس سے پیچھے کہیں اور یہی ہے مذہب جمہور علماء کا اور جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ امام بھی آمین کہے تو اب جن نمازوں میں قراءت پکار کر پڑھے گا اس میں آمیں بھی پکار کر کہے گا جیسے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب باندھا ہے اور یہی ہے مذہب امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور جمہور علماء کا مگر حنفی آمین پکار کر کہنا جائز نہیں رکھتے ہیں اور اس حدیث سے پکار کر کہنا اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتدی کی آمین کو امام کی آمین کے ساتھ معلق کیا ہے سو اگر امام کی آمین سنی نہ جائے تو مقتدی معلوم نہیں کر سکتا ہے کہ امام نے آمین کس وقت کہی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آمین کہنے کی جگہ معلوم ہے کہ وہ بعد لفظ ولا الضالين کے ہے پس اس سے اس کا پکار کر کہنا لازم نہیں آتا ہے سو جواب اس کا یہ کہ احتمال

ہے کہ اس میں کوئی خلل واقع ہو پس یہ لازم نہیں آتا کہ مقتدی کو اس کا علم ہو جائے اور اس قسم کی اور بہت حدیثیں ہیں جن سے آمین کا پکار کر کہنا ثابت ہوتا ہے چنانچہ فتح الباری میں ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جب ولا الضالین پر پہنچتے تو آمین پکار کر کہتے اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ الحمد سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے آمین کہتے اور ابو داؤد کی روایت میں آیا ہے کہ پہلی صف کے لوگ آپ کی آمین سنتے اور اسی طرح ابن حبان نے وائل بن حجر سے روایت کی ہے اور اس کو صحیح کہا ہے اور اس کی تفصیل باب جهر الامام بالتامين میں آئندہ آتی ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ تم بھی امام کے ساتھ آمین کہو تو یہ حکم جمہور کے نزدیک استحباب کے واسطے ہے یعنی امام کے ساتھ آمین کہنا مستحب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مقتدی پر واجب ہے اور اہل ظاہر کہتے ہیں کہ ہر نمازی پر آمین کہنی واجب ہے اور اگر مقتدی قراءت پڑھتا ہو اور امام آمین کہہ دے تو مقتدی بھی اس کے ساتھ آمین کہے اور یہی مذہب ہے اکثر شافعیوں کا اور اس کے ساتھ قراءت قطع نہیں ہوتی اور مراد فرشتوں کی آمین کے ساتھ موافق ہونے سے یہ ہے کہ دونوں کی آمین ایک وقت میں واقع ہو اور مراد فرشتوں سے وہ فرشتے ہیں جو اس نماز میں حاضر ہوتے ہیں خواہ زمین کے فرشتوں سے ہوں یا آسمان کے فرشتوں سے ہوں ایک روایت میں آیا ہے کہ فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں اور مراد پچھلے گناہوں سے صغیرے گناہ ہیں یعنی پچھلے صغیرے گناہ سب معاف ہو جاتے ہیں اور اگر کبیرے گناہوں کو بھی اس میں شامل کیا جائے تو کہا جائے گا کہ یہ محض فضل اللہ کا ہے جس کو چاہے دے اور فرشتوں کی موافقت کی برکت سے کبیرے بھی معاف ہو جائیں لیکن بہر حال حقوق العباد اس سے مخصوص ہیں وہ معاف نہیں ہوتے جب تک کہ وہ حق دار خود معاف نہ کرے۔ واللہ اعلم

بَابُ فَضْلِ التَّأْمِيْنِ.

آمین کہنے میں کیا ثواب ہے؟۔

٧٣٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ اٰمِيْنَ وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَآءِ اٰمِيْنَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

٧٣٩۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں سو جب ایک آمین دوسری آمین کے موافق پڑ جائے گی تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ آمین کے ثواب کے برابر کوئی ثواب نہیں کہ ذرا سی بات ہے کہ اس میں مطلق کچھ تکلیف نہیں اور اس پر مغفرت اتنی بڑی ہے کہ پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے اپنے

بندوں پر کہ تھوڑے کام پر اتنی مزدوری عنایت کرتا ہے اور مراد فرشتوں سے غیر اُن فرشتوں کے ہیں جو چوکیدار اور کراما کاتبین ہیں، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ جَهْرِ الْمَأْمُوْمِ بِالتَّأْمِيْنِ.

مقتدی کا آمین کو پکار کر کہنا۔

٧٤٠ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَإِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ تَابَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُعَيْمٌ الْمُجْمِرُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

٧٤٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام غیر المغضوب علیهم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اس واسطے کہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق پڑ جائے گا تو اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقتدی آمین پکار کر کہے اول اس وجہ سے کہ اس حدیث میں قول کا لفظ واقع ہوا ہے اور جب کہ خطاب میں مطلق قول واقع ہوا ہے اس سے مراد پکار کر کہنا ہوتا ہے اور جب کہ اس سے پوشیدہ کہنا مراد ہو تو اس وقت اس کے ساتھ کوئی قید ضرور ہوتی ہے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے آمین پکار کر کہنا کئی طرح ثابت ہوتا ہے۔ اول اس وجہ سے کہ اس حدیث میں حکم ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو تو یہاں مقتدی کا آمین کہنا امام کے آمین کہنے کے مقابلہ میں واقع ہوا ہے تو اب اگر امام مثلاً آمین پکار کر کہے تو ظاہر یہ ہے کہ مقتدی کو آمین پکار کر کہنی پڑے گی۔ دوم اس وجہ سے کہ اس حدیث میں مطلق آمین کہنے کا حکم آیا ہے پکار کر کہنے یا پوشیدہ کہنے کی اس میں کوئی قید نہیں اور پہلے ہم اس حدیث سے امام کے حق میں آمین پکار کر کہنا ثابت کر چکے ہیں اور جب کہ مطلق کے ساتھ ایک صورت میں عمل کیا جائے تو پھر دوسری کسی صورت پر اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہوتا ہے پس پوشیدہ کہنے پر اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ سوم اس وجہ سے کہ مقتدی کو امام کی پیروی کرنے کا حکم ہے کما مر اور امام آمین پکار کر کہتا ہے جیسے کہ اوپر گزرا پس اس سے لازم آئے گا کہ مقتدی بھی آمین پکار کر کہے پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی اور اس باب میں اور بھی بہت حدیثیں صحیح آ چکی ہیں جن سے معلوم ہوتا

ہے کہ مقتدی آمین پکار کر کہے چنانچہ ترمذی نے اپنی جامع میں سفیان کے طریق سے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب "غیر المغضوب علیهم ولا الضالین" پڑھا تو کہا آمین اور کھینچا ساتھ اس کے آواز اپنی کو اور اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے پھر ترمذی نے کہا کہ میں نے ابو زرعہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کا حال پوچھا تو اس کے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور علاء نے بھی سلمہ بن کھیل سے سفیان کی طرح حدیث روایت کی ہے اور اسی طرح محمد بن مسلمہ نے بھی اپنے باپ سے سفیان کی طرح حدیث روایت کی ہے اور بیہقی نے عطاء سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سو اصحاب کو اس مسجد میں پایا کہ جب امام ولا الضالین کہتا تو ان کی آواز آمین کے ساتھ گونجتی تھی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ بلند کرتے آواز اپنی ساتھ آمین کے اور ابن ماجہ میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جب **ولا الضالین** پڑھتے تو آمین پکار کر کہتے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب الحمد سے فارغ ہوتے تو بلند کرتے آواز اپنی کو ساتھ آمین کے روایت کیا ہے اس حدیث کو دار قطنی نے اور اس کو حسن کہا اور کہا حاکم نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابن ماجہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حسد کرتے ہیں تم سے یہود اوپر کسی چیز کے جس قدر کے حسد کرتے ہیں تم سے سلام کرنے پر اور آمین کہنے پر اور اسی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود تم سے آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں سو بہت آمین کہا کرو اور اسی قسم کی اور بھی کئی حدیثیں ہیں جو ہماری کتاب کلام المتین میں مذکور ہیں پس ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مقتدی کے حق میں سنت یہی ہے کہ آمین پکار کر کہے لیکن حنفیہ آمین پکار کر کہنے کو جائز نہیں رکھتے ہیں اور وہ اس باب میں کئی دلیلیں پیش کرتے ہیں لیکن سب کی گنجائش اس موقع میں نہیں ہے کچھ تھوڑا سا بطور نمونہ کے بیان کیا جاتا ہے، وباللہ التوفیق۔

پہلی دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو کہ شعبہ نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین پر پہنچتے تو آمین آہستہ کہتے روایت کیا ہے اس حدیث کو ترمذی نے اور احمد اور ابو داؤد طیالسی اور ابو یعلی اور طبرانی وغیرہ نے سو جواب اس کا کئی طور سے ہے اول یہ کہ یہ حدیث بالکل ضعیف ہے لائق حجت کے نہیں ہے اس لیے کہ اس کے کل طریقوں میں شعبہ راوی واقع ہوا ہے اور اس کی کل سندوں میں شعبہ کا واسطہ موجود ہے اور امام ترمذی نے اپنی جامع میں کہا ہے کہ سنا میں نے امام بخاری رحمہ اللہ علیہ سے کہ شعبہ نے اس حدیث میں کئی جگہ غلطی کی ہے۔ پہلی غلطی شعبہ راوی کی اس حدیث میں یہ ہے کہ کہا شعبہ نے حجر عنبس کا باپ ہے سو یہ اس کی غلطی ہے کہ حجر تو عنبس کا بیٹا ہے اور کنیت اس کی ابا سکن ہے۔ دوسری غلطی شعبہ راوی کی اس حدیث میں یہ ہے کہ شعبہ نے زیادہ کیا ہے اس حدیث کی سند میں عن علقمہ بن عائل حالانکہ یہ لفظ اس حدیث کی سند میں نہیں ہیں۔ اور تیسری غلطی شعبہ کی اس حدیث میں یہ ہے کہ کہا شعبہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمین آہستہ کہی اور یہ اس کی خطا ہے اور صحیح یہ لفظ ہے کہ آپ نے آمین کے ساتھ اپنی آواز کو کھینچا۔ انتہی

اور ملا علی قاری حنفی نے مرقاہ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں شعبہ کی غلطی پر تمام حفاظ حدیث کا اتفاق ہے اور تحقیق صواب معروف یہ لفظ ہے مَدبھا او رفع بھا صوتَہٗ اور لفظ مد بھا صوتہ کو ترمذی اور احمدؒ نے اور ابن شیبہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور لفظ رفع بھا صوتہ کا ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور روایت کیا ہے بیہقی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں عطاء سے نقل کیا کہ پایا میں نے دو سو آدمی اصحاب سے کہ جب کہے امام و لا الضالین تو بلند کرتے آوازیں اپنی ساتھ آمین کے انتہی۔

اور شعبہ کی اس حدیث کے ضعیف ہونے کی ایک یہ بھی وجہ ہے کہ سماع علقمہ کا وائل سے ثابت نہیں چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تقریب میں اور شیخ ابن الھمام حنفی نے فتح القدیر میں لکھا ہے پس اس حدیث میں شعبہ کا ضعیف ہونا بخوبی ثابت ہو گیا اب اس حدیث سے دلیل پکڑنی جائز نہیں۔ وجہ دوم یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ نے آمین آہستہ کہی تو وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کو کیسے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے اس وقت میں آمین کہی ہے؟ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس وقت خاص میں آمین پوشیدہ بھی نہ کہی ہو بالکل ترک کر دی ہو اس لیے کہ آمین کہنا کوئی واجب امر نہیں سنت یا مستحب ہے پس کبھی بالکل ترک کرنا استحباب کے مخالف نہیں ہے بلکہ سنت میں بھی کبھی کبھی ترک کرنا ضروری ہے اور اگر اس وقت آمین کہنا تسلیم بھی کیا جائے تو ضروری ہے کہ آپ نے پکار کر کہی ہو گی گو نرم آواز سے سہی اس لیے کہ کہ بالکل پوشیدہ کہنے سے مقتدی ہرگز نہیں سن سکتا ہے اور یہ نہیں کہہ سکتا کہ امام نے اس وقت میں یہ کام کیا مگر جب کہ امام سے سن لے۔ وجہ سوم یہ ہے کہ اخفاء کا لفظ اضداد میں سے ہے یعنی کبھی اس کا معنی پکار کر کہنا آتا ہے اور کبھی اس کا معنی پوشیدہ رکھنا آتا ہے چنانچہ صراح میں لکھا ہے الشی خفیا پنہاں کردن و آشکارا کردن وھو من الاضداد انتہی۔

پس احتمال ہے کہ یہاں مراد اس سے پکار کر کہنا ہو پوشیدہ کہنا مراد نہ ہو اور جب کہ احتمال آ گیا تو استدلال باطل ہو گیا۔ وجہ چہارم یہ ہے کہ بہت احادیث قویہ واخبار صحیحہ قولیہ وفعلیہ صریح آمین کے پکار کر کہنے پر دلالت کرتی ہیں کما مر پس ضروری ہے کہ اخفاء سے مراد اس حدیث میں عدم کھڑک سخت رکھی جائے یعنی بہت سخت آواز سے چلا کر آمین نہ کہے درمیانہ آواز سے آمین کہے تا کہ سب حدیثوں کے درمیان تطبیق ہو جائے اس لیے کہ حتی الامکان تطبیق واجب ہے چنانچہ تلویح میں لکھا ہے کہ دو دلیلوں کے ساتھ عمل کرنا واجب ہے جب تک کہ ممکن ہو انتہی۔

اور شیخ عبدالحق نے ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ بعض شافعیوں نے دونوں قسم کی حدیثوں میں یہ تطبیق دی ہے کہ مراد آہستہ آمین کہنے سے یہ ہے کہ بہت چلا کر نہ کہے اور مراد پکار کر کہنے سے یہ ہے کہ نرم آواز سے کہے اور شیخ ابن الھمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ میری رائے بھی یہی ہے پس اس سے دونوں قسم کی حدیثوں میں تطبیق ہو جائے گی۔ وجہ پنجم یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی آمین پکار کر کہنا ترک بھی کر دیا ہو تو اس بات کا ہم انکار نہیں کرتے کبھی

واسطے بیان جواز کے آپ نے ترک کر دیا ہوگا بلکہ سنت میں تو بعض وقت ترک کرنا ضروری ہے پس بعض اوقات ترک کرنا سنت ہونے کے منافی نہیں ہے۔ وجہ ششم یہ ہے کہ آمین پکار کر کہنے کی حدیثیں اکثر قولی ہیں اور آہستہ آمین کہنے کی حدیث فعلی ہے اور وقت تعارض کے قول مقدم ہوتا ہے فعل پر کما تقرر فی الاصول۔ وجہ ہفتم یہ ہے کہ سفیان کی حدیث کو (جو آمین پکار کر کہنے کے باب میں آئی ہے) کسی نے ضعیف نہیں کہا اور متقدمین اور متاخرین سے کسی کی جرح اس پر آج تک نظر سے نہیں گزری بلکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو زرعہ اور دارقطنی وغیرہ حفاظ حدیث نے اس کو صحیح کہا ہے پس حدیث سفیان کی جو نص صریح ہے شعبہ کی حدیث پر ترجیح ہوگی۔ وجہ ہشتم یہ ہے کہ شعبہ سے اس حدیث کے برخلاف بھی روایت آچکی ہے یعنی آمین بالجہر کرنے کی روایت بھی اس سے ثابت ہو چکی ہے جیسے کہ زیلعی حنفی نے تخریج ہدایہ میں بیہقی سے حدیث نقل کی ہے کہ شعبہ نے وائل سے روایت کی ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی سو جب آپ **و لا الضالین** پر پہنچے تو آپ نے بلند آواز سے آمین کہی بیہقی نے کہا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور یہ روایت سفیان کی حدیث کے موافق ہے پس اب قطعاً ثابت ہو گیا کہ شعبہ کی پوشیدہ آمین کہنے کی حدیث غلط ہے اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ وجہ نہم یہ ہے کہ اس پر سب محدثین وغیرہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ جب شعبہ کی روایت سفیان کی روایت کے مخالف ہو تو اس وقت سفیان کی روایت کو لیا جائے گا اور شعبہ کی روایت کو ترک کیا جائے گا چنانچہ ترمذی اور بیہقی اور ابو داؤد اور اعلام الموقعین وغیرہ میں لکھا ہے اور نیز شعبہ نے خود بھی کہا ہے کہ سفیان مجھ سے زیادہ تر حدیث کو یاد رکھنے والا ہے پس اندریں صورت حدیث سفیان کو بالاتفاق ترجیح ہوگی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر فرضاً اس حدیث بخاری کے سوا اور حدیث بھی آمین پکار کر کہنے کی نہ ہوتی تو یہی کافی دلیل تھی اس پر کہ مقتدی آمین کہے اس لیے کہ مقتدی امام کی آمین کا وقت نہیں پہچان سکتے مگر جب کہ امام اپنی آمین ان کو سنا دے اور ہمیشہ سے اہل علم اس پر ہیں انتہی۔

اور اس حدیث کے اور بھی بہت جواب ہیں جن کی تفصیل ہماری کتاب کلام المتین میں مذکور ہے شائق اس کا مطالعہ کرے اس سے زیادہ اس مسئلے کی تحقیق کسی کتاب میں نہیں ہے اور دوسری دلیل حنفیہ کی یہ آیت ہے ﴿**ادعوا ربکم تضرعا و خفیه**﴾ یعنی پکارو رب اپنے کو عاجزی اور پوشیدہ کہتے ہیں کہ آمین دعا ہے پس اس کو پوشیدہ کہنا چاہیے سو جواب اول اس کا یہ ہے کہ یہ آیت عام ہے ہر قسم کی دعا کو شامل ہے اور حدیث آمین پکار کر کہنے کی خاص ہے اور تخصیص عام کی ساتھ خاص کے یعنی حدیث کے جائز ہے اُن چار وجہوں سے جو مسئلہ قراءت خلف الامام میں آیت ﴿**واذا قرئ القرآن**﴾ کے جواب میں گزر چکے ہیں وہاں مطالعہ کرنا چاہیے پس آمین اس آیت کے عموم میں داخل نہیں ہوگی بلکہ اس سے باہر رہے گی پس آمین پکار کر کہنا جائز رہے گا۔ اور دوم جواب اس کا یہ ہے کہ آمین کے دعا ہونے میں بھی اختلاف ہے جیسے کہ اوپر گزر چکا ہے پس اس آیت میں اس کا داخل ہونا مسلم نہیں ہے۔ سوم جواب

اس کا یہ ہے کہ صیغہ امر کا مطلق وجوب پر دلالت کرتا ہے حالانکہ حنفیہ وجوب کے قائل نہیں ہیں۔ چہارم مفسرین اکثر نے تضرعا وخفیہ کی تفسیر یہ لکھی ہے سرا واعلانیۃ یعنی پوشیدہ بھی کہے اور پکار کر بھی کہے پس اس آیت سے استدلال باطل ہوا۔ پنجم اخفاء کا لفظ اضداد سے ہے کما مر۔ ششم تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ نہ بہت چلا کر کہے اور نہ بہت پوشیدہ کہے بلکہ درمیانی آواز سے کہے چنانچہ اس کے آگے کی آیت میں ﴿دون الجهر من القول﴾ کے تحت میں لکھا ہے کہ درمیانی آواز سے کہے نہ بہت چلا کر اور نہ بہت پوشیدہ پس معلوم ہوگیا کہ اس آیت میں پوشیدہ کہنا مراد نہیں ہے اور نیز یہ بھی معلوم نہیں ہوسکتا ہے کہ یہ حدیث اس آیت کے اول کی ہے پس احتمال ہے کہ اس آیت سے متاخر ہو پس آمین اس میں داخل نہیں ہوگی اور بعض کہتے ہیں کہ آمین کا پکار کر کہنا منسوخ ہے سو جواب اس کا اول یہ ہے جو کہ فتح الباری میں لکھا ہے کہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے ابو داؤد اور ابن حبان وغیرہ میں روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پکار کر آمین کہا کرتے تھے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو نسخ کا دعویٰ کرتا ہے اس لیے کہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اخیر دنوں میں مسلمان ہوا ہے اور جب کہ اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آمین کہتے سنا تو معلوم ہوا کہ آمین پکارنا منسوخ نہیں ہوا۔ دوم یہ کہ عطاء سے روایت ہے کہ میں نے دو سو صحابی کو آمین پکارتے دیکھا ہے کما مر پس اگر یہ امر منسوخ ہوتا تو اتنے صحابہ میں سے کسی نہ کسی کو ضرور اطلاع ہوتی اور نیز ترمذی نے لکھا ہے کہ یہی مذہب ہے بہت صحابہ اور تابعین اور پہلوں کا اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہی مذہب ہے جمہور علماء کا پس اگر آمین پکار کر کہنا منسوخ ہوتو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق وغیرہ مجتہدین کو اس کی ضرور اطلاع ہوتی اس لیے کہ مجتہد ہونے کی ایک یہ بھی شرط ہے کہ ناسخ اور منسوخ کو پہچانتا ہو اور جب کہ ایسے بڑے بڑے مجتہدین کو اس کا نسخ معلوم نہ ہوا تو پھر یہ مجتہد کیسے ہو سکتے ہیں اور نیز منسوخ حکم پر عمل کرنا جائز نہیں ہے پھر دو سو صحابہ اور اتنے مجتہدین وغیرہ جمہور نے جو اس ناجائز حکم پر عمل کیا تو ان کا کیا حال ہے؟ بینوا توجروا۔ سوم کوئی ناسخ اس باب میں موجود نہیں پس محض احتمال سے دعویٰ نسخ کرنا قطعا حرام اور ناجائز ہے۔ چہارم شرائط نسخ کا یہاں پایا جانا ممکن نہیں ہے پس مدعی نسخ کو لازم ہے کہ اولا شرائط نسخ کی بیان کرے بعد اس کے دعویٰ نسخ زبان پر لائے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بعض اوقات میں آمین کہنا ہے تو وہ واسطے تعلیم کے کیا ہے سو یہ دعویٰ ان کا بھی بالکل غلط ہے اور اگر تعلیم کے واسطے ہوتا تو آپ بیان فرما دیتے حالانکہ کسی حدیث یا کسی اثر ضعیف بلکہ موضوع سے بھی یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ یہ آمین پکار کر کہنا تعلیم کے واسطے تھا محض احتمال اور مجرد خیال ہے اس پر کوئی دلیل نہیں پس اس سے استدلال کرنا بالکل جائز نہیں اور باقی تفصیل اس مسئلے کی ہماری کتاب کلام المتین رد فتح المبین میں دیکھنی چاہیے بیان اسی قدر کافی ہے۔

بَابُ إِذَا رَكَعَ دُونَ الصَّفِّ. جب صف کے پیچھے رکوع کر لے تو اس کا کیا حکم ہے؟

یعنی اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟۔

فائدہ: مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر امام مقتدی سب رکوع میں ہوں اور کوئی آدمی پیچھے سے آئے اور خیال کرے کہ اگر میں صف تک چل کر گیا تو مجھ کو رکوع نہیں ملے گا سو وہ شخص جس جگہ کھڑا ہو وہیں رکوع کر لے اور رکوع کے اندر صف میں آ ملے تو اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

٧٤١ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنِ الْأَعْلَمِ وَهُوَ زِيَادٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ أَنَّهُ انْتَهٰى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ.

٧٤١۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ رکوع میں تھے سو جلدی سے صف کے پیچھے نیت کر کے رکوع میں شریک ہو گیا یعنی اس خیال سے کہ رکوع کا ثواب نہ جاتا رہے سو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حال بیان کیا سو آپ نے فرمایا کہ اللہ تیری حرص کو زیادہ کرے اور یہ کام پھر نہ کرنا یعنی دوڑ کر آنا اور صف کے پیچھے رکوع کے صف میں مل جانا پھر نہ کرنا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص صف کے پیچھے نیت کر کے رکوع میں شریک ہو جائے تو اس کی نماز امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور علماء کے نزدیک اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہو جاتی ہے لیکن کراہت سے خالی نہیں اور یہ نہی ان کے نزدیک تنزیہی ہے یعنی یہ نماز افضل نہیں ہوتی اور بعض لوگوں کے نزدیک یہ نہی تحریمی ہے ان کے نزدیک نماز صحیح نہیں ہوگی اس لیے کہ صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھنے کی ممانعت آ چکی ہے اور اس شخص نے صف کے پیچھے نیت کی ہے اور یہی ہے مذہب امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ اور شافعیہ کا لیکن جمہور کا قول اس باب میں قوی ہے اس لیے کہ آپ نے اس کو نماز کا دوہرانا نہیں فرمایا فقط منع کر دیا کہ پھر ایسا نہ کرنا اور اس حدیث سے بعض لوگ دلیل پکڑتے ہیں کہ رکوع میں مل جانے سے رکعت ہو جاتی ہے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ جیسے کہ اس میں وہ رکعت دوہرانے کا ذکر نہیں ویسے ہی اس میں یہ بھی ذکر نہیں کہ اس نے اس رکعت کو کافی سمجھ لیا ہو پس یہ استدلال ٹھیک نہیں ہے اور بعض نے ان حدیثوں میں اس طور سے تطبیق دی ہے کہ اگر صف کے پیچھے رکوع کر کے صف میں شریک ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے جیسے کہ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کیا اور اگر صف کے پیچھے نیت کر کے وہیں کھڑا رہا تو نماز درست نہیں ہوگی۔

بَابُ إِتْمَامِ التَّكْبِيْرِ فِي الرُّكُوْعِ. نماز کی تکبیروں کا شمار پورا کرنا ساتھ رکوع کے۔

فائدہ: طحاوی وغیرہ نے بعض لوگوں سے نقل کیا ہے کہ وہ سجدے میں تکبیریں نہیں کہتے تھے اور زیاد اور معاویہ بھی تکبیریں نہیں کہتے تھے اور بنو امیہ بھی تکبیریں نہیں کہتے تھے اور بعض سے یہ بھی آیا ہے کہ وہ سوائے تکبیر تحریمہ کے اور

کوئی تکبیر نہیں کہتے تھے لیکن بعد اس زمانے کے یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ جب سجدے جائے تو اس وقت بھی تکبیر کہے اور جب سر اٹھائے تو اس وقت بھی تکبیر کہے لیکن یہ تکبیریں رکوع اور سجود کی جمہور کے نزدیک سنت ہیں اور یہی مذہب ہے ابوصدیق اور عمر اور جابر اور عثمان اور علی اور ابن مسعود اور ابن عمر رضی اللہ عنہم اور قیس اور شعبی اور اوزاعی اور سعید بن عبدالعزیز اور مالک اور شافعی اور ابوحنیفہ وغیرہ سب علماء کا مگر جمہور کے نزدیک صرف تکبیر تحریمہ واجب ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ظاہر یہ کہتے ہیں کہ یہ تکبیریں کل واجب ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض بھی اس باب سے یہی ہے کہ نماز میں رکوع و سجود میں ہر جگہ تکبیریں کہی جائیں اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ پہلے زمانے میں اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ ہر خفض اور رفع میں تکبیریں کہنی سنت ہیں۔

قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ.

روایت کیا ہے تکبیریں پوری کرنے کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسے کہ آئندہ باب میں آئے گا اور اس باب میں مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے جیسے کہ آئندہ وہ حدیث آئے گی۔

۷۴۲ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ صَلَّى مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ ذَكَّرَنَا هٰذَا الرَّجُلُ صَلَاةً كُنَّا نُصَلِّيْهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَفَعَ وَكُلَّمَا وَضَعَ.

۷۴۲۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بصرہ میں نماز پڑھی سو کہا اس شخص نے یعنی علی رضی اللہ عنہ نے ہم کو وہ نماز یاد دلا دی جس کو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے سو عمران نے ذکر کیا کہ علی رضی اللہ عنہ تکبیر کہتے تھے جب کہ سر اٹھاتے اور جب کہ سر نیچے رکھتے یعنی تمام انتقالات میں تکبیریں کہتے تھے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ہر رکوع اور سجود میں سر رکھتے اور سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عمران وغیرہ کو یہ تکبیریں یاد نہیں تھی یا عمداً چھوڑ دی ہوئی تھیں۔

۷۴۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَإِذَا انْصَرَفَ قَالَ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ

۷۴۳۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کو نماز پڑھایا کرتے تھے سو تکبیر کہتے تھے جس وقت کہ سر نیچے رکھتے اور جس وقت کہ سر اٹھاتے تھے سو جب نماز پڑھ چکے تو کہا کہ البتہ میں تم سے زیادہ تر مشابہت رکھتا ہوں نماز میں ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی میری نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کے ساتھ زیادہ تر موافق ہے تم سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رکوع اور سجود میں سر رکھتے اور اٹھاتے وقت سب جگہ تکبیریں کہی جائیں پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ إِتْمَامِ التَّكْبِيْرِ فِي السُّجُوْدِ.

سجدے میں تکبیریں کہنے کا بیان۔

فائدہ: اس باب سے بھی وہی غرض ہے جو پہلے مذکور ہوئی۔

٧٤٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ كَبَّرَ وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ أَخَذَ بِيَدِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَقَالَ قَدْ ذَكَّرَنِي هٰذَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ لَقَدْ صَلَّى بِنَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۷۴۴۔ مطرف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عمران بن حصین نے علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی سو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے اور جب سر اٹھاتے تو اس وقت بھی تکبیر کہتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اس وقت بھی تکبیر کہتے سو جب علی رضی اللہ عنہ نماز پڑھ چکے تو عمران نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ اُس شخص نے مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دلائی ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ سجدے میں بھی تکبیر کہتے تھے۔

٧٤٥ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا عِنْدَ الْمَقَامِ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَّرَفْعٍ وَإِذَا قَامَ وَإِذَا وَضَعَ فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَوَلَيْسَ تِلْكَ صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أُمَّ لَكَ.

۷۴۵۔ عکرمہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرد کو مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھتے دیکھا کہ تکبیر کہتا تھا سر رکھتے اور سر اٹھاتے اور جب سیدھا کھڑا ہوتا اور سجدے میں جاتا تو اس وقت بھی تکبیر کہتا سو میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس کی خبر دی تو اس نے کہا کہ کیا یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہیں تیری ماں مر جائے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عکرمہ کو یہ بد دعا دی واسطے جھڑکنے کے کہ تو ایسی سنت کو نہیں جانتا ہے۔

بَابُ التَّكْبِيْرِ إِذَا قَامَ مِنَ السُّجُوْدِ.

جب سجدے سے کھڑا ہو تو تکبیر کہے۔

٧٤٦ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ

۷۴۶۔ عکرمہ سے روایت ہے کہ میں نے مکے میں ایک

أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ تَكْبِيْرَةً فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّهُ أَحْمَقُ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُوْسَى حَدَّثَنَا أَبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ.

بوڑھے آدمی کے پیچھے نماز پڑھی سو اس نے نماز میں بائیس تکبیریں کہیں سو میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ یہ بوڑھا بڑا احمق ہے کہ اتنی تکبیریں نماز میں کہتا ہے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تیری ماں تجھ کو روئے یہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

فائدہ: وہ بوڑھے آدمی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ عکرمہ نے اس کو بیہودہ گالی دی اور ایسے ہی اس کی بے ادبی کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں بائیس تکبیریں کہی جائیں اور نماز کی پوری تکبیریں اتنی ہی ہیں اس لیے کہ ہر رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں تو چار رکعت کی بیس ہوئیں اور ایک تکبیر تحریمہ اور تکبیر پہلے التحیات کی اس کے ساتھ ملائیں تو بائیس ہو گئیں۔

٧٤٧ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِيْ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ.

٧٤٧۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے جب کہ کھڑے ہوتے یعنی تکبیر تحریمہ کہتے جب رکوع کرتے تو اس وقت بھی تکبیر کہتے اور جب رکوع سے پیٹھ اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر جب سیدھے کھڑے ہوتے تو ربنا لک الحمد کہتے اور ایک روایت میں ربنا ولک الحمد کہتے یعنی واو کے ساتھ پھر جب سجدے میں جاتے تو اس وقت بھی تکبیر کہتے پھر جب سر اٹھاتے تو تب بھی تکبیر کہتے پھر جب دوسرا سجدہ کرتے تو اس وقت بھی تکبیر کہتے پھر جب سر اٹھاتے تو پھر تکبیر کہتے پھر ہر رکعت میں اسی طرح کرتے یہاں تک کہ سب نماز ادا کرتے اور جب دو رکعت کے بعد التحیات پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اس وقت بھی تکبیر کہتے۔

بَابُ وَضْعِ الْأَكُفِّ عَلَى الرُّكَبِ فِيْ

رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا بیان یعنی ایک ہتھیلی کو

الرُّكُوع.
ایک گھٹنے پر رکھے اور دوسری کو دوسرے پر۔

فائدہ: صحیح مسلم وغیرہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رکوع میں تطبیق کیا کرتے تھے اور تطبیق کہتے ہیں اس کو کہ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر رکوع میں دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھے اور ایسے ہی اور بعض ان کے اصحاب سے بھی مروی ہے سو غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس باب سے یہ ہے کہ رکوع میں تطبیق کرنا منسوخ ہے اب تطبیق نہیں کرنی چاہیے اور شاید ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو نسخ کی حدیث نہیں پہنچی اس واسطے وہ ہمیشہ رکوع میں تطبیق کیا کرتے تھے۔

وَقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ فِيْ أَصْحَابِهٖ أَمْكَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ.

ابوحمید رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب میں بیان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مضبوط کیا اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر۔

فائدہ: یہ حدیث پوری آگے آئے گی اس سے معلوم ہوا کہ رکوع میں تطبیق نہ کرے بلکہ ایک ہاتھ ایک گھٹنے اور دوسرا ہاتھ دوسرے گھٹنے پر رکھے۔

٧٤٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ يَعْفُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ يَقُوْلُ صَلَّيْتُ إِلٰى جَنْبِ أَبِيْ فَطَبَّقْتُ بَيْنَ كَفَّيَّ ثُمَّ وَضَعْتُهُمَا بَيْنَ فَخِذَيَّ فَنَهَانِيْ أَبِيْ وَقَالَ كُنَّا نَفْعَلُهٗ فَنُهِيْنَا عَنْهُ وَأُمِرْنَا أَنْ نَضَعَ أَيْدِيَنَا عَلَى الرُّكَبِ.

٧٤٨۔ مصعب بن سعد سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ کے پاس نماز پڑھی سو میں نے اپنی دونوں ہتھیلیوں میں تطبیق کی یعنی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں ڈالا پھر ان کو اپنے دونوں رانوں کے درمیان رکھا سو میرے باپ نے مجھ کو منع کیا اور کہا کہ ہم اس کو پہلے کیا کرتے تھے پھر ہم کو اس سے منع ہوا اور ہم کو حکم ہوا کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا کریں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ابتدائے اسلام میں تطبیق جاری تھی پھر بعد اس کے منسوخ ہو گئی اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ مذہب ہمارا اور مذہب تمام علماء کا یہ ہے کہ رکوع میں تطبیق کرنی منسوخ ہے مگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تطبیق سنت ہے ان کو ناسخ نہیں پہنچا اور صواب وہی قول ہے جس پر جمہور علماء ہیں واسطے ثابت ہونے صریح ناسخ کے انتہی ملخصا۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُتِمَّ الرُّكُوْعَ.

اگر کوئی رکوع کو پورا نہ کرے یعنی اس میں اطمینان نہ کرے تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔

٧٤٩ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ

٧٤٩۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک مرد کو دیکھا کہ رکوع اور سجود کو پورا نہیں کرتا تھا سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا

وَهبٍ قَالَ رَاٰى حُذَيْفَةُ رَجُلًا لَا يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ قَالَ مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِيْ فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا.

کہ تیری نماز نہیں ہوئی اور اگر تو اس حال میں مر گیا تو مرے گا غیر اُس دین پر جس پر اللہ نے حضرت ﷺ کو پیدا کیا یعنی بے دین ہو کر مرے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رکوع اور سجود میں آرام کرنا واجب ہے اور اس کو ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اس لیے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بعض رکنوں کے ترک سے اس کو بے دین ٹھہرایا مگر یہ اس وقت ہے جب کہ فطرت سے دین مراد رکھا جائے اور یہی ہے مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف اور جمہور کا کہ ان کے نزدیک رکوع اور سجدے میں اطمینان کرنا فرض ہے اگر اس کو ترک کرے تو نماز نہیں ہوتی دوہرا کر پڑھے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ نماز ہو جاتی ہے مگر ناقص ہے اور اگر سنت مراد رکھی جائے تو یہ بھی ہو سکتا ہے اور بعض اس وعید کو حقیقت پر حمل کرتے ہیں اور بعض زجر پر اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی صریح حکم اس کا بیان نہیں کیا بلکہ اسی طرح سے کلام کی جو دونوں حکموں کا احتمال رکھتی ہے اور یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر عادت ہے کہ جس مسئلہ میں اماموں کا اختلاف ہو اس میں کوئی حکم صریح بیان نہیں کرتا بلکہ ایسی کلام کر جاتا ہے جو دونوں مذہبوں کا احتمال رکھے بہر حال ایسی صورت میں نماز کو دوہرانا زیادہ احتیاط ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ رکوع اور سجود اور جلسے میں طمانیت واجب ہے اور یہی ہے مذہب ہمارا اور جمہور علماء اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس کو واجب نہیں کہتے لیکن یہ حدیث ان پر رد کرتی ہے۔

بَابُ اِسْتِوَآءِ الظَّهْرِ فِي الرُّكُوْعِ

وَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ فِيْ اَصْحَابِهٖ رَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهٗ.

رکوع میں پیٹھ کو سر کے برابر کرنے کا بیان۔ اور ابو حمید رضی اللہ عنہ نے اپنے یاروں کو بیان کیا کہ حضرت ﷺ نے رکوع کیا پھر ٹیڑھا کیا پیٹھ اپنی کو۔

فائدہ: یہ حدیث آئندہ آئے گی اور اس کے ایک طریق میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے پیٹھ کو سر کے برابر کیا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے گویا کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں یہ لفظ واقع ہوا ہے کما بو بیانہ مرارا۔

بَابُ حَدِّ اِتْمَامِ الرُّكُوْعِ وَالْاِعْتِدَالِ فِيْهِ وَالطُّمَاْنِيْنَةِ.

نہایت تک رکوع پورا کرنا اور اس میں اعتدال کرنا اور آرام پکڑنا۔

فائدہ: یہ پہلے باب میں داخل ہے اور تعلیق ابو حمید رضی اللہ عنہ کی پہلے جزء باب کے مطابق ہے اور حدیث براء رضی اللہ عنہ کی دوسرے مسئلے کے مطابق ہے۔

۷۵۰ ۔ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ قَالَ حَدَّثَنَا

۷۵۰۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا رکوع اور

شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُوْدُهُ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُوْدَ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَآءِ.

سجدہ اور جلسہ اور قومہ سوائے قیام اور التحیات کے برابری سے نزدیک تھے یعنی ان چار جگہوں میں آرام اور اطمینان اتنا کرتے کہ آپس میں ایک دوسرے کے قریب قریب ہوتا سوائے قیام اور التحیات کے کہ اُن دونوں میں بہت طول کرتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رکوع اور سجود اور قومہ اور جلسہ آپس میں برابر ہیں اور ایک طریق میں آیا ہے کہ قومہ میں بہت طول کرتے تھے پس اس سے معلوم ہوا کہ سب میں اطمینان کرنا چاہیے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اطمینان کی حد یہ ہے کہ پہلے رکن کی حرکت بالکل باقی نہ رہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رکوع پورا کرنے کی حد یہ ہے کہ سجدہ کے برابر ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتدال قومہ میں ایک رکن طویل ہے۔

بَابُ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهُ بِالْإِعَادَةِ.

ایک شخص نے رکوع پورا نہ کیا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ نماز دوہرا کر پڑھ۔

۷۵۱ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَصَلَّى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثَلَاثًا فَقَالَ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ فَمَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ فَعَلِّمْنِيْ قَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ

۷۵۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مسجد میں تشریف لائے سو ایک شخص آیا اور نماز پڑھ کے چلا اور حضرت ﷺ کو سلام کیا سو آپ نے اس کو سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ پلٹ جا اور پھر نماز پڑھ کہ تیری نماز نہیں ہوئی سو اس نے پھر جلدی جلدی نماز پڑھی اور حضرت ﷺ کو سلام کر کے چلا سو آپ نے فرمایا کہ پلٹ جا اور پھر نماز پڑھ کہ تیری نماز نہیں ہوئی اسی طرح اس نے تین بار نماز پڑھی پھر اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھ کو اس سے زیادہ بہتر نماز پڑھنی نہیں آتی سو آپ مجھ کو نماز سکھلایئے سو آپ نے فرمایا کہ جب تو نماز کے واسطے کھڑا ہوا کرے تو اللہ اکبر کہا کر پھر پڑھ جو کچھ کہ تجھ کو قرآن سے یاد ہو پھر رکوع کیا کر آرام اور اطمینان سے پھر سر اٹھایا کر یہاں تک کہ خوب سیدھا کھڑا ہو جائے پھر سجدہ کیا کر اطمینان اور چین سے پھر سر اٹھایا کر یہاں تک کہ بیٹھے تو آرام اور چین سے پھر سجدہ کیا کر آرام اور اطمینان سے پھر

حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا.

اسی طرح ہر رکعت میں کیا کر۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ارکانِ نماز میں تعدیل اور اطمینان کرنا واجب ہے جلدی کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور یہی ہے مذہب جمہور علماء کا اور حنفیہ کے نزدیک سنت ہے اگر ترک کرے تو نماز باطل نہیں ہوتی صحیح ہو جاتی ہے لیکن طحاوی کی میل بھی وجوب کی طرف معلوم ہوتی ہے اور اس حدیث میں اگرچہ اقامت اور تعوذ اور دعائے استفتاح اور تکبیر تحریمہ وغیرہ میں رفع یدین کرنا اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر باندھنا اور انتقالات کی تکبیریں اور رکوع اور سجود کی تسبیحات کہنا اور التحیات کی ہیئت اور ہاتھ کا زانو پر رکھنا وغیرہ مذکور نہیں لیکن اس حدیث کے بعض طریقوں میں یہ سب ثابت ہو چکے ہیں صرف نیت اور التحیات اول اور آخر اور سلام اور درود اس میں مذکور نہیں سو یہ بھی اس پر محمول ہے کہ وہ اس کو جانتا تھا پس سب رکن واجب ہیں بموجب اس حدیث کے سو جو شخص ان چیزوں کے وجوب کا قائل نہیں اس کو لازم ہے کہ کوئی ایسی دلیل پیش کرے جو اس کی مخصص ہو سکے اور اس کے ایک طریق میں یہ بھی آیا ہے کہ اس نے بہت ہلکی نماز پڑھی تھی رکوع اور سجود پورا نہیں کیا تھا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے اور بھی کوئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ جو شخص نماز میں کسی واجب کو ترک کرے وہ نماز کو دوہرائے اور یہ کہ نیک بات بتلائے اور برے کام سے روکے اور مسئلہ کو اچھی طرح کھول کر بیان کرے اور یہ کہ سائل کو جھڑک نہ دے اور یہ کہ سلام کو مکرر کہنا جائز ہے اور اس کا جواب دینا جائز ہے جب کہ جدا ہوا گرچہ ایک جگہ سے باہر نہ ہو اور یہ کہ امام اور عالم کا مسجد میں بیٹھنا یاروں کے ساتھ جائز ہے اور یہ کہ عالم کے پاس بڑے ادب سے جائے اور اپنے قصور کا اقرار کرے اور یہ کہ وضو کے فرض وہی ہیں جو قرآن میں آچکے ہیں اور جو احکام اس کے حدیث سے معلوم ہوئے ہیں وہ فرض نہیں مستحب ہیں اور یہ کہ ہر رکعت میں قرآن پڑھنا واجب ہے اور یہ کہ جو شخص بے علمی سے نماز میں کوئی قصور کر بیٹھے تو جائز نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ نفی حقیقت پر محمول ہے اس لیے کہ آپ نے آخر بار میں نماز کی تعلیم کی تو گویا کہ آپ نے فرمایا کہ اس طور سے نماز دوہرا کر پڑھ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کو حسن خلق کمال درجے کا تھا۔

بَابُ الدُّعَآءِ فِي الرُّكُوْعِ.

رکوع میں دعا کرنے کا بیان۔

۷۵۲ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ

۷۵۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنے رکوع میں اور [illegible]

مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ.

اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ یعنی پاک ہے تو اے الٰہی! اے رب ہمارے! اور میں تسبیح کہتا ہوں ساتھ حمد تیری کے اے الٰہی! بخش دے مجھ کو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رکوع میں دعا کرنی جائز ہے اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو رکوع میں دعا کرنے کو مکروہ کہتا ہے جیسے امام مالک رحمہ اللہ اور حدیث سے التسبیح فی الرکوع بھی ثابت ہے لیکن چونکہ تسبیح میں کسی کو اختلاف نہیں اسی واسطے اس کا خاص کر کے علیحدہ باب باندھا اور رکوع میں تسبیح کہنے کا ذکر نہ کیا اور امام شافعی رحمہ اللہ واحمد وغیرہ علماء کے نزدیک رکوع اور سجود میں جو دعا کرے جائز ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ رکوع اور سجود میں دعا نہ پڑھے تسبیح کہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ الْإِمَامُ وَمَنْ خَلْفَهٗ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ.

جب امام اور مقتدی رکوع سے سر اٹھائیں تو اس وقت کیا دعا پڑھیں؟۔

فائدہ: یہ ما موصولہ ہے استفہامیہ نہیں۔

۷۵۳ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ يُكَبِّرُ وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ.

۷۵۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو اللھم ربنا ولك الحمد کہتے اور جب آپ رکوع میں جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس وقت تکبیر کہتے اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو اس وقت بھی اللہ اکبر کہتے۔

فائدہ: اس حدیث میں مقتدی کا ذکر نہیں کہ کیا کہے لیکن اس سے اشارہ ہے اس طرف کہ مقتدی کا حکم اُن حدیثوں سے ثابت ہے جو پہلے مذکور ہو چکی ہیں جیسے کہ یہ حدیث ہے کہ امام اسی واسطے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اور فرمایا کہ میری نماز جیسی نماز پڑھو پس اس سے یہ معلوم ہوا کہ مقتدی بھی وہ دعا پڑھے جو امام پڑھتا ہے۔

بَابُ فَضْلِ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ.

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنے کی فضیلت کا بیان

۷۵۴ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ

۷۵۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

فرمایا کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم کہا کرو اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اس واسطے کہ جس کا کہنا فرشتوں کے کہنے کے موافق پڑ جائے گا اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے۔

فائدہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف اور محمد اور جمہور علماء کا یہ مذہب ہے کہ امام دونوں لفظ کہے یعنی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام صرف سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے اور مقتدی اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہے لیکن اس باب میں جمہور کا مذہب قوی ہے اور بہت حدیثیں صحیحہ اس پر دلالت کرتی ہیں اور دلیل حنفیہ کی یہ حدیث ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ اس سے صرف اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ مقتدیوں کا قول امام کے قول سے پیچھے واقع ہو اور یہ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ امام اس کے سوا کچھ نہ کہے اور دوسری دلیلوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ امام دونوں کو جمع کرے جیسے کہ سابق باب میں ابھی گزرا ہے اور آئندہ بھی آئے گا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تسمیع اور تحمید دونوں کو جمع کیا کرتے تھے پس یہ حدیثیں مقدم ہیں یا دونوں امر جائز ہوں تو یہ بھی ہوسکتا ہے باقی رہا تنہا نماز پڑھنے والا سو اس کے حق میں سب کا اجماع ہو چکا ہے کہ وہ تسمیع اور تحمید دونوں کو جمع کرے۔

بَابُ الْقُنُوْتِ. نماز میں دعائے قنوت پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: بخاری کے بعض نسخوں میں یہ ترجمہ نہیں بلکہ بعض میں باب کا لفظ بھی نہیں سو اس تقدیر پر پہلے باب سے اس کو یہ مناسبت ہے یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ دعائے قنوت کو سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد پڑھا جائے سو یہ بھی ایک ذکر ہے بعد رکوع کے جیسے کہ تسمیع ایک ذکر ہے بعد رکوع کے۔

۷۵۵ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَأُقَرِّبَنَّ صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقْنُتُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَةِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَصَلَاةِ الْعِشَآءِ وَصَلَاةِ الصُّبْحِ بَعْدَ

۷۵۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ میں تم کو نزدیک کرتا ہوں طرف نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قنوت پڑھتے تھے پہلی رکعت میں نماز ظہر کے اور عشاء کے اور فجر کے بعد کہتے سمع اللہ لمن حمدہ کے سو مسلمانوں کے واسطے دعا کرتے اور کافروں کے واسطے لعنت کرتے۔

مَا يَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَيَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَلْعَنُ الْكُفَّارَ.

۷۵۶ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّآءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ الْقُنُوتُ فِي الْمَغْرِبِ وَالْفَجْرِ.

۷۵۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ قنوت مغرب اور عشاء کی نماز میں تھی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ حادثہ کے وقت سب نمازوں میں قنوت پڑھی جائے اور بعض حدیثوں میں ایک مہینے کی قید آئی ہے تو احتمال ہے کہ اس سے کوئی خاص قنوت مراد ہو اور پوری بحث اس مسئلہ کی آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ

۷۵۷ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ رَجُلٌ وَرَآءَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ قَالَ أَنَا قَالَ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ.

۷۵۷۔ رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا تو سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور آپ کے پیچھے سے ایک مرد نے یہ کہا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ یعنی اے رب ہمارے اور واسطے تیرے ہے تعریف ایسی تعریف کہ بہت ہے اور پاک ہے بابرکت سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کون ہے یہ حمد کہنے والا؟ اس نے عرض کیا کہ یا حضرت! میں ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کئی اوپر تیس فرشتوں کو دیکھا کہ جلدی کرتے تھے کہ ان میں سے کون ان کلموں کو لکھے۔

فائدہ: اس عدد فرشتوں کے بیان کرنے میں یہ نکتہ ہے کہ ان کلموں کے حروف بھی کئی اوپر تیس ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں کوئی ذکر غیر ماثور کرنا جائز ہے جب کہ ماثور کے مخالف نہ ہو اور یہ کہ نماز میں ذکر کے ساتھ آواز بلند کرنا جائز ہے اور یہ کہ چھینکنے والا نماز میں الحمد للہ کہے تو مکروہ نہیں اور یہ کہ ذکر کو لمبا کرنا جائز ہے، واللہ اعلم

بَابُ الطُّمَأْنِينَةِ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَوٰى جَالِسًا

جب رکوع سے سر اٹھائے تو آرام اور اطمینان سے کھڑا ہو۔ اور ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا اور خوب سیدھے کھڑے ہوئے یہاں تک

حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَّكَانَهٗ.

کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ پر آ گئی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جب حضرت ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو خوب سیدھے کھڑے ہوا کرتے تھے اور اس کو اطمینان لازم ہے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

۷۵۸ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ كَانَ أَنَسٌ يَنْعَتُ لَنَا صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يُصَلِّيْ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَامَ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ نَسِيَ.

۷۵۸۔ ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ ہم سے حضرت ﷺ کی نماز بیان کرتے تھے سو نماز پڑھتے تھے پس جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہوتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ بھول گئے ہیں۔

۷۵۹ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رُكُوْعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُوْدُهٗ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَآءِ.

۷۵۹۔ ترجمہ اس حدیث کا باب استواء الظہر الخ میں گزر چکا ہے۔

۷۶۰ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ يُرِيْنَا كَيْفَ كَانَ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَاكَ فِيْ غَيْرِ وَقْتِ صَلَاةٍ فَقَامَ فَأَمْكَنَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَمْكَنَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَأَنْصَبَ هُنَيَّةً قَالَ فَصَلّٰى بِنَا صَلَاةَ شَيْخِنَا هٰذَا أَبِيْ بُرَيْدٍ وَكَانَ أَبُوْ بُرَيْدٍ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ الْاٰخِرَةِ اسْتَوٰى قَاعِدًا ثُمَّ نَهَضَ.

۷۶۰۔ ابو قلابہ سے روایت ہے کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نماز کے واسطے کھڑے ہوئے تا کہ ہم کو دکھائیں کہ حضرت ﷺ کس طرح نماز پڑھا کرتے تھے اور یہ ان کا نماز پڑھنا نماز کے وقت نہیں تھا بلکہ اور وقت میں تھا سو سیدھے کھڑے ہوئے اور اطمینان سے پھر رکوع کیا اطمینان سے پھر سر اٹھایا اور کچھ تھوڑی دیر اطمینان کیا سو اس نے کہا کہ اس نے ہم کو ہمارے اس شیخ ابو یزید کی طرح نماز پڑھائی ہے اور ابو یزید جب آخری سجدے سے سر اٹھاتا تو خوب سیدھا ہو کر بیٹھ جاتا پھر کھڑا ہوتا۔

فائدہ: ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ قومہ میں اطمینان کرنا واجب ہے اور اعتدال ایک رکن طویل ہے اور حدیث

انس رضی اللہ عنہ کی اس باب میں نص ہے پس اس کو چھوڑ دینا لائق نہیں اور یہی بھی معلوم ہوا کہ اعتدال میں لمبا ذکر کرنا بھی جائز ہے جیسے کہ صحیح مسلم وغیرہ میں بعد سمع اللہ لمن حمدہ کے بہت ذکر طویل وارد ہوا ہے پس بڑا تعجب ہے اس شخص سے جو قومہ میں ذکر لمبا کرنے سے نماز کو باطل کہے اور حنفیہ اس کو جائز نہیں رکھتے ہیں مگر ان کے پاس اس باب میں کوئی دلیل نہیں محض خیال ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جلسۂ استراحت مستحب ہے۔

بَابُ يَهْوِي بِالتَّكْبِيْرِ حِيْنَ يَسْجُدُ. جب سجدہ کے واسطے جھکے تو اس وقت تکبیر کہے۔

فائدہ: غرض اس سے یہ ہے کہ تکبیر جھکنے کے ساتھ کہنی چاہیے نہ اُس سے پہلے کہے نہ پیچھے۔

وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ. اور نافع نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہاتھوں کو زمین پر گھٹنوں سے پہلے رکھتے تھے۔

فائدہ: امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک افضل یہ ہے کہ سجدے جانے کے وقت گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھے اور یہی مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور نخعی وغیرہ تابعین سے اور امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک زمین پر پہلے ہاتھ رکھے اور دونوں قسم کی حدیثیں موجود ہیں کسی کو ترجیح نہیں معلوم ہوتی پس جس طرح کوئی کرے جائز ہے اور اس اثر کو باب سے کچھ مناسبت نہیں بلکہ باب کے اندر داخل ہے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ یہ تقدیم یدین کی حدیث منسوخ ہے لیکن یہ دعویٰ نسخ صحیح نہیں۔

۷۶۱ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَأَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِيْ كُلِّ صَلَاةٍ مِّنَ الْمَكْتُوْبَةِ وَغَيْرِهَا فِيْ رَمَضَانَ وَغَيْرِهٖ فَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ قَبْلَ أَنْ يَّسْجُدَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ أَكْبَرُ حِيْنَ يَهْوِيْ سَاجِدًا ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ ثُمَّ

۷۶۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ہر نماز میں تکبیر کہا کرتے تھے فرضوں میں بھی اور نفلوں میں بھی رمضان میں بھی اور غیر رمضان میں بھی سو جب نماز کے واسطے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے پھر جب رکوع کرتے تو تب بھی تکبیر کہتے پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر کہتے ربنا ولك الحمد سجدہ کرنے سے پہلے پھر جب سجدے کے واسطے جھکتے تو تب بھی تکبیر کہتے پھر جب سجدے سے سر اٹھاتے تو تب بھی تکبیر کہتے پھر جب سجدے میں جاتے تو تب بھی تکبیر کہتے پھر جب سجدے سے سر اٹھاتے تو تب بھی تکبیر کہتے پھر جب دو رکعت کے بعد التحیات پڑھ کر کھڑے ہوتے تو تب بھی تکبیر کہتے اور اسی طرح ہر رکعت میں کرتے تھے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوتے پھر جب نماز سے پھرتے تو کہتے قسم ہے اُس ذات کی

يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الْجُلُوْسِ فِي الْاِثْنَتَيْنِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلَاةِ ثُمَّ يَقُوْلُ حِيْنَ يَنْصَرِفُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَقْرَبُكُمْ شَبَهًا بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَتْ هٰذِهٖ لَصَلَاتَهٗ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا.

جس کے قابو میں میری جان ہے البتہ میں تم سے زیادہ تر مشابہ ہوں نماز میں ساتھ رسول اللہ ﷺ کے بے شک آپ کی یہی نماز تھی جب کہ آپ نے دنیا کو چھوڑ۔

۷۶۲ - قَالَا وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ يَدْعُوْ لِرِجَالٍ فَيُسَمِّيْهِمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ وَاَهْلُ الْمَشْرِقِ يَوْمَئِذٍ مِنْ مُضَرَ مُخَالِفُوْنَ لَهٗ.

۷۶۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھے حضرت ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کہتے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد پھر آپ کئی مسلمانوں کے واسطے دعا کرتے اور ان کے نام لیتے پس فرماتے الٰہی! نجات دے ولید بن ولید کو اور سلمہ بن ہشام کو اور عیاش بن ربیعہ کو اور کمے کے دبے ہوئے بے زور مسلمانوں کو اے الٰہی! اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور اُن پر سات برس کا قحط ڈال جیسے کہ یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا اور پورب کے رہنے والے یعنی کفار مضر اس وقت آپ کے دشمن تھے۔

فائدہ: کمے میں چند مسلمان غریب کافروں کے پاس قید تھے اور کفار قریش ان کو بہت ستاتے تھے سو جب حضرت ﷺ نے ان کی خلاصی کے لیے دعا کی تو آخر اللہ نے ان کو نجات دی اور مُضر عرب میں ایک کافروں کی قوم تھی وہ لوگ بڑے سخت کافر تھے حضرت ﷺ سے بہت دشمنی رکھتے تھے اسی واسطے حضرت ﷺ نے ان پر بددعا کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب سجدے جانے کے واسطے جھکے تو اس وقت تکبیر شروع کرے یہاں تک کہ سجدے میں جا پڑے پس معلوم ہوا کہ یہ ذکر جھکنے کے وقت کا ہے کھڑے ہوئے تکبیر نہ کہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قنوت کا مقام رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مردوں کا نام لینا نماز کو نہیں توڑتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب پہلی التحیات سے کھڑا ہونے لگے تو اس وقت تکبیر شروع کرے نہ یہ کہ بعد کھڑے ہونے کے تکبیر کہے۔

۷۶۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا

۷۶۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ﷺ

سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ سَقَطَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَرَسٍ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ مِنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُهُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى بِنَا قَاعِدًا وَقَعَدْنَا وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً صَلَّيْنَا قُعُوْدًا فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا قَالَ سُفْيَانُ كَذَا جَآءَ بِهِ مَعْمَرٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَقَدْ حَفِظَ كَذَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَكَ الْحَمْدُ حَفِظْتُ مِنْ شِقِّهِ الْأَيْمَنِ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ الزُّهْرِيِّ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَأَنَا عِنْدَهُ فَجُحِشَ سَاقُهُ الْأَيْمَنُ.

گھوڑے سے گر پڑے سو آپ کے دائیں پہلو چھل گئے یعنی زخمی ہو گئے سو ہم آپ کے پاس بیمار پرسی کو آئے پس نماز کا وقت آیا سو آپ نے ہم کو بیٹھ کر نماز پڑھائی اور ہم نے بھی بیٹھ کر نماز پڑھی سو جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ امام تو صرف اسی واسطے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے سو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللّٰہ لمن حمدہ کہے تو تم کہا کرو ربنا ولك الحمد اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ کی دائیں پنڈلی چھل گئی تھی امام بخاری رحمہ اللہ نے سفیان سے نقل کیا کہ زہری نے ربنا ولك الحمد واو کے ساتھ روایت کی ہے یعنی بعض لوگوں نے زہری سے اس کلمے کو بغیر واو کے بھی نقل کیا ہے لیکن زیادہ ترجیح یہی ہے کہ یہ کلمہ واو کے ساتھ ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی وجہ مناسبت باب سے کسی نے بیان نہیں کی۔

بَابُ فَضْلِ السُّجُوْدِ.

سجدہ کرنے کی فضیلت کا بیان۔

٧٦٤ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَطَآءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ النَّاسَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ هَلْ تُمَارُوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُوْنَهُ سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَهَلْ

۷۶۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! کیا ہم قیامت میں اللہ کو دیکھیں گے؟ سو آپ نے فرمایا کیا تم کو شک پڑتی ہے چودھویں رات کے چاند دیکھنے میں؟ اصحاب نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ! فرمایا بھلا تم کو کچھ تردد اور ازدحام ہوتا ہے سورج کے دیکھنے میں جس وقت کہ آسمان صاف ہو اور بادل نہ ہوں اصحاب نے کہا کہ نہیں فرمایا سو بے شک تم اللہ کو بھی اسی طرح دیکھو گے اللہ

تُمَارُوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذٰلِكَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّتَّبِعُ الشَّمْسَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّتَّبِعُ الْقَمَرَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّتَّبِعُ الطَّوَاغِيْتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيْهَا مُنَافِقُوْهَا فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا جَآءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَدْعُوْهُمْ فَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يَّجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِأُمَّتِهٖ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ إِلَّا الرُّسُلُ وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِيْ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ مَّنْ يُّوْبَقُ بِعَمَلِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُوْ حَتّٰى إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ رَحْمَةَ مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ اللّٰهُ الْمَلَآئِكَةَ أَنْ يُّخْرِجُوْا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ وَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِاٰثَارِ السُّجُوْدِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُوْدِ فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ فَكُلُّ ابْنِ اٰدَمَ تَأْكُلُهُ

تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا اور فرمائے گا کہ جو شخص جس چیز کی بندگی کر رہا ہے تو اس کا ساتھ دے یعنی اپنے معبود کے ساتھ دوزخ میں جائے سو جو شخص کہ آفتاب کو پوجتا ہوگا تو آفتاب کے ساتھ جائے گا اور جو چاند کو پوجتا ہوگا سو چاند کے ساتھ جائے گا اور جو بتوں اور دیؤ بھوت کو پوجتا ہوگا وہ ان کے ساتھ جائے گا اور یہ امت محمدی باقی رہ جائے گی اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر ظاہر ہوگا اُس صفت میں جو ان کے اعتقاد کے مخالف ہے سو فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو مسلمان کہیں گے کہ (نعوذ باللہ اللہ ہم کو تجھ سے پنا میں رکھے) ہم اس مکان میں منتظر ہیں یہاں تک کہ ہمارا رب ہم پر ظاہر ہو سو جب کہ ظاہر ہوگا تو ہم اپنے رب کو پہچان جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ اس صفت میں ظاہر ہوگا جو ان کے اعتقاد کے موافق ہے سو فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو مسلمان کہیں گے ہاں بے شک تو ہمارا رب ہے سو اس کی اتباع کریں گے اور دوزخ کی پشت پر پل رکھا جائے گا تو میں اور میری امت سب سے پہلے عبور کریں گے او رسوائے پیغمبروں کے اس دن کوئی نہ بول سکے گا اور پیغمبروں کا قول اس دن یہ ہوگا کہ الٰہی! پناہ الٰہی! پناہ اور دوزخ میں آنکڑے ہیں جیسے سعدان کے کانٹے (سعدان ایک جھاڑی کا نام ہے اس کے کانٹے سر کج ہوتے ہیں) حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ اصحاب نے کہا ہاں یا حضرت! آپ نے فرمایا تو وہ دوزخ کے آنکڑے بھی سعدان کے کانٹوں کی طرح ہیں مگر یہ کہ سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کتنے کتنے بڑے ہیں فرشتے اُن آنکڑوں سے لوگوں کو دوزخ کے اندر پل سے کھینچ لیں گے ان کے بداعمال

النَّارُ إِلَّا أَثَرَ السُّجُوْدِ فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتَحَشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَآءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَآءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَهُوَ اٰخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهٖ قِبَلَ النَّارِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ قَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَأَحْرَقَنِيْ ذَكَاؤُهَا فَيَقُوْلُ هَلْ عَسَيْتَ إِنْ فُعِلَ ذٰلِكَ بِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ فَيُعْطِي اللّٰهَ مَا يَشَآءُ مِنْ عَهْدٍ وَّمِيْثَاقٍ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ بِهٖ عَلَى الْجَنَّةِ رَأٰى بَهْجَتَهَا سَكَتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ قَدِّمْنِيْ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِيْثَاقَ أَنْ لَّا تَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنْتَ سَأَلْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا أَكُوْنُ أَشْقٰى خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ فَمَا عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيْتَ ذٰلِكَ أَنْ لَّا تَسْأَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيُعْطِيْ رَبَّهٗ مَا شَآءَ مِنْ عَهْدٍ وَّمِيْثَاقٍ فَيُقَدِّمُهٗ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا بَلَغَ بَابَهَا فَرَاٰى زَهْرَتَهَا وَمَا فِيْهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُوْرِ فَيَسْكُتُ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّسْكُتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ وَيْحَكَ يَا ابْنَ

کے سبب سے سو بعض آدمی تو اپنے بد عمل کے سبب سے ہلاک ہو جائیں گے اور بعض آدمی آدھ موا نجات پانے تک یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فراغت پائے گا اور چاہے گا کہ نکالے دوزخ والوں میں سے اپنی رحمت سے جس کو چاہے تو فرشتوں کو حکم کرے گا کہ دوزخ سے اس کو نکال لیں جس نے اللہ کے ساتھ کچھ شریک نہ کیا ہو جس پر اللہ نے رحمت کا ارادہ کیا ہو جو کہ لا الہ الا اللہ کہتا ہو تو فرشتے ان کو دوزخ میں پہچان لیں گے ان کو سجدے کی نشان سے پہچانیں گے آگ آدمی کو جلا ڈالے گی مگر سجدے کی نشان کو اللہ نے دوزخ پر سجدے کا مکان جلانا دوزخ پر حرام کیا ہے تو دوزخ سے نکالے جائیں گے جلے بھنے پھر اُن پر آبِ حیات چھڑکا جائے گا تو اس سے وہ جم اٹھیں گے جیسے پانی کے بہاؤ کے کوڑے میں خودرو دانہ جم اٹھتا ہے پھر اللہ تعالیٰ بندوں کا فیصلہ کر چکے گا اور ایک مرد باقی رہ جائے گا دوزخ کا سامنا کیے ہوئے اور وہ اہل بہشت میں سے سب سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا تو وہ کہے گا کہ اے میرے رب! میرا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے کہ اس کی بدبو نے مجھ کو تنگ کر دیا اور اس کے لپٹ نے مجھ کو جلا ڈالا ہے سو اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا جہاں تک کہ اللہ اس کا دعا کرنا چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اگر میں یہ تیرا سوال پورا کروں تو اس کے سوا تو کچھ اور بھی سوال کرے گا سو وہ شخص کہے گا میں اس کے سوا کچھ نہ مانگوں گا سو اپنے رب سے نہ مانگنے کا قول اقرار کرے گا جس طرح کہ اللہ چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے منہ کو دوزخ کی طرف سے پھیر دے گا سو جب کہ بہشت کا سامنا کرے گا اور اس کو دیکھے گا جتنا کہ اللہ چاہے تو پھر کہے گا اے میرے

اٰدَمَ مَا اَغْدَرَكَ اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِيْثَاقَ اَنْ لَّا تَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِىْ اُعْطِيْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِىْ اَشْقٰى خَلْقِكَ فَيَضْحَكُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ ثُمَّ يَأْذَنُ لَهٗ فِىْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى حَتّٰى إِذَا انْقَطَعَ اُمْنِيَّتُهٗ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا اَقْبَلَ يُذَكِّرُهٗ رَبُّهٗ حَتّٰى إِذَا انْتَهَتْ بِهِ الْاَمَانِىُّ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىُّ لِاَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَمْ اَحْفَظْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَوْلَهٗ لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ إِنِّىْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ ذٰلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ.

رب! مجھ کو آگے بڑھا دے بہشت کے دروازے تک تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کیا تو قول واقرار نہیں کر چکا ہے پہلے سوال کے سوائے مجھ سے اور سوال نہ کرے گا تیرا برا ہو اے آدمی تو کیا دغا باز ہے تو وہ مرد کہے گا اے رب میرے! اور اللہ سے دعا مانگے گا جہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ اگر میں تیرا مطلب پورا کر دوں تو اس کے سوا تو اور کچھ بھی مانگے گا تو وہ کہے گا کہ تیری عزت کی قسم ہے کہ نہ مانگو گا سوا اپنے رب سے نہ مانگنے کا قول واقرار کرے گا تو اللہ اس کو بہشت کے دروازے پر کھڑا کر دے گا سو جب وہ بہشت کے دروازے پر کھڑا ہو گا تو تمام بہشت اس پر ظاہر ہو گی سو اس کو نظر آئے گا جو کچھ اس میں نعمت اور فرحت سے ہے تو چپ رہے گا جتنا کہ اللہ چاہے گا پھر کہے گا کہ اے میرے رب! اب مجھ کو بہشت میں داخل کر دے تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کیا تو قول اقرار نہیں کر چکا ہے کہ اب میں نہ مانگو گا؟ تیرا برا ہو اے آدمی تو کیا دغا باز ہے تو وہ کہے گا کہ اے میرے رب میں تیری مخلوق میں بدبخت بے نصیب نہیں ہونے کا تو ہمیشہ دعا کرے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے سو جب کہ اللہ راضی ہو گا تو فرمائے گا کہ جا بہشت میں سو جب وہ بہشت میں جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کسی چیز کی آرزو کر تو وہ مانگے گا اپنے رب سے اور تمنا ظاہر کرے گا یہاں تک کہ اس پر کرم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اس کو یاد دلائے گا کہ فلانی چیز بھی مانگ لے فلانی چیز بھی مانگ لے یہاں تک کہ جب اس کی سب ہوس اور خواہشات پوری ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے یہ سب سوال پورے ہوئے اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی میں

نے تجھ کو دیا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تجھ کو اس کے ساتھ دس گنا اور بھی دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ کا دیدار قیامت میں مسلمانوں کو ہوگا اور یہی مذہب ہے تمام اہل سنت اور جماعت کا مگر بعض لوگ اس سے انکار کرتے ہیں ان کی قسمت میں یہ نعمت عظمیٰ نہیں لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ کیفیت دیدار کی ہم کو معلوم نہیں کہ کس طرح ہوگا اس کو اللہ ہی جانتا ہے اور یہ حدیث آئندہ بھی آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ کرنے کی بڑی فضیلت ہے اس لیے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے دوزخ پر سجدے کے مکان کو جلانا حرام کیا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہے کہ آگ تمام بدن کو جلا ڈالے گی مگر سجدے کا مکان چاند کی طرح چمکتا ہوگا اس کو آگ ہرگز نہ جلا سکے گی پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور مراد سجدے کے مکان سے بعض کے نزدیک سات اعضاء ہیں یعنی ہاتھ اور پاؤں اور گھٹنے اور پیشانی اور بعض کے نزدیک فقط پیشانی ہے یعنی چہرہ چاند کی طرح چمکے گا اور یہ جو فرمایا کہ اس امت میں منافق بھی ساتھ ہوں گے تو یہ اس واسطے کہ جیسے منافق دنیا میں مسلمانوں میں چھپے ہوئے تھے ویسے ہی قیامت میں بھی مسلمانوں میں مل جائیں گے اس خیال سے کہ شاید ہماری بھی ان کے ذریعہ سے نجات ہو جائے اور ہم کو ذلت نہ ہو سو اچانک مسلمانوں اور منافقوں کے درمیان ایک قلعہ کھینچ دیا جائے گا اور علیحدہ کر کے عذاب میں گرفتار کیے جائیں گے اور یہ جو فرمایا کہ پہلے اللہ ایسی صفت میں ظاہر ہوگا جو مسلمانوں کے اعتقاد کے مخالف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ پہلا قول منافقوں کا ہے اور دوسرا قول مسلمانوں کا ہے یعنی اللہ تو اپنی اصلی صورت مقدس سے ظاہر ہوگا لیکن چونکہ وہ صفت منافقوں کے اعتقاد کے مخالف ہوگی تو منافق کہیں گے تو ہمارا رب نہیں پس منافق مسلمانوں سے علیحدہ ہو جائیں گے اور بعض کہتے ہیں کہ پہلی بار فرشتہ آئے گا یعنی ان کی آزمائش کے لیے اور دوسری بار خود رب ظاہر ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

بَابُ يُبْدِيْ ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِيْ فِي السُّجُوْدِ.

سجدے میں نمازی اپنی کہنیوں کو پہلو سے دور رکھے اور پیٹ کو رانوں سے دور رکھے۔

٧٦٥ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرٍ عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ نَحْوَهُ.

٧٦٥۔ مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تو اپنے دونوں بازوؤں کو خوب کھول دیتے تھے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوتی یعنی ہر ہاتھ کو پہلو سے دور رکھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز میں اپنی کہنیوں کو پہلو سے دور رکھے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ اس سے آدمی کا بوجھ چہرے سے ہلکا ہو جاتا ہے اور ناک اور منہ کو زمین پر رکھنے میں تکلیف نہیں پہنچتی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس صورت میں تواضع زیادہ پائی جاتی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اگر ہر ہر عضو کو علیحدہ رکھے اور ہر عضو سے علیحدہ سجدہ کرے تو گویا ایسا ہے کہ ایک آدمی کے بدلے کئی آدمی سجدہ کر رہے ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ اپنے بازوؤں کو اس قدر کھولتے کہ ان کے تلے سے جانور گزر سکتا لیکن یہ حکم مستحب ہے واجب نہیں۔

بَابُ يَسْتَقْبِلُ بِأَطْرَافِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ قَالَهُ أَبُوْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نمازی اپنے پاؤں کی انگلیوں کو قبلے کی طرف رکھے یعنی التحیات میں۔ اور اس حدیث کو حضرت ﷺ سے ابو حمید رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُتِمَّ السُّجُوْدَ.

جب نمازی سجدہ کو پورا نہ کرے یعنی اس میں اطمینان نہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

٧٦٦ ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَاٰى رَجُلًا لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهُ وَلَا سُجُوْدَهُ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٧٦٦۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک مرد کو نماز پڑھتے دیکھا کہ وہ نہ رکوع پورا کرتا تھا اور نہ سجدہ سو جب وہ نماز پڑھ چکا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ تیری نماز نہیں ہوئی اور اگر تو اسی حالت میں مر گیا تو بے دین ہو کر مرے گا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی باب اذا لم یتم الرکوع میں گزر چکی ہے۔

بَابُ السُّجُوْدِ عَلٰى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ.

سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا بیان۔

٧٦٧ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أُمِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ أَعْضَآءٍ وَلَا يَكُفَّ شَعَرًا وَّلَا ثَوْبًا [illegible] الرُّكْبَتَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ.

٧٦٧۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو حکم ہوا سجدہ کرنے کا سات ہڈیوں پر اور یہ حکم ہوا کہ نماز میں کپڑے اور بالوں کو نہ سمیٹیں اور وہ سات ہڈیاں یہ ہیں ماتھا اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں قدم۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز میں بالوں کا جوڑا باندھنا اور کپڑے کو خاک سے بچانا مکروہ ہے اور اسی طرح نماز سے باہر بھی جمہور کے نزدیک یہی حکم ہے لیکن اس میں سب کا اتفاق ہے کہ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ تکبر کی نشانی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان ساتھ عضو پر سجدہ کرنا واجب ہے اور یہی مذہب ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق وغیرہ کا سو اگر ان میں سے ایک عضو کو بھی چھوڑ دے گا تو نماز باطل ہو جائے گی فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس سے ثابت ہوا کہ سجدہ کرنے میں ماتھا اصل ہے اور ناک اس کی تابع ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں کو ایک عضو کا حکم ہے ورنہ آٹھ اعضاء ہو جائیں گے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر صرف ناک پر سجدہ کر لے تو بھی کافی ہو جاتا ہے مگر جواب اس کا یہ ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ فقط ناک پر سجدہ کرنا بھی کافی ہو جائے جیسے کہ بعض ماتھے پر سجدہ کرنا کافی ہو جاتا ہے لیکن ماتھے کا ذکر حدیث میں صریح آ چکا ہے پس حق یہی ہے کہ قیاس اس تصریح کے معارض نہیں ہو سکتا ہے اگرچہ ممکن ہے کہ ان کو ایک عضو کہا جائے لیکن یہ فقط نام ہی رکھنے میں ہے حکم میں نہیں اور ابن منذر نے نقل کیا ہے اجماع صحابہ کا اس پر کہ فقط ناک پر سجدہ کرنا کافی نہیں اور جمہور علماء کے نزدیک فقط ماتھے پر سجدہ کرنا کافی ہو جاتا ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق اور اوزاعی وغیرہ کے نزدیک ناک اور ماتھے دونوں کو زمین پر رکھنا واجب ہے اور یہی ہے ایک قول شافعی کا اور ہاتھوں سے تمام بازو مراد نہیں بلکہ فقط دونوں ہتھیلیاں مراد ہیں اور وہ بھی اندر کی طرف سے اور قدموں سے مراد انگلیاں پاؤں کی ہیں نہ تمام پاؤں اور طریق ان کے سجدہ کرنے کا یہ ہے کہ قدموں کو انگلیوں کے سروں پر کھڑا کر لے اور اپنی ایڑیوں کو بلند کرے اور قدموں کے اوپر کی طرف قبلے کے سامنے کرے اسی واسطے مستحب ہے کہ انگلیوں کو جوڑ کر رکھے اگر کھول کر رکھے گا تو بعض انگلیوں کا منہ قبلے سے پھر جائے گا اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ تمام اعضاء پر سجدہ کرنا واجب نہیں بلکہ فقط ماتھے پر سجدہ کرنا واجب ہے اور دلیل ان کی وہ حدیث جنگلی آدمی کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ اپنے ماتھے کو زمین پر اطمینان سے رکھا کر سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ مفہوم ہے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی منطوق ہے اور منطوق مقدم ہوتا ہے مفہوم پر اور اس کے سوا اور بھی ان کی کئی دلیلیں ہیں لیکن سب کی سب ضعیف بلکہ اضعف ہیں اور اس حدیث سے ظاہر یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی عضو کا کھولنا واجب نہیں اس لیے کہ عضو کو زمین پر رکھنے سے سجدہ حاصل ہو جاتا ہے نہ عضووں کو کھولنے سے سو خواہ کپڑے پر سجدے کرے اور خواہ ننگی زمین پر سجدہ کرے دونوں طرح سے جائز ہے اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

۷۶۸ ۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

۷۶۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کو حکم ہوا سجدہ کرنے کا سات ہڈیوں پر اور یہ حکم ہوا کہ نماز میں بالوں اور کپڑوں کو نہ لپیٹیں۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُمِرْنَا أَنْ نَّسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ وَّلَا نَكُفَّ ثَوْبًا وَّلَا شَعَرًا.

فائدہ: ان حدیثوں میں ہڈیوں سے مراد عضو ہیں اوران کو ہڈی کہنا قبیل سے تسمیہ کل کے ساتھ اسم بعض کی ہے اس لیے کہ ہرایک عضو میں سے کئی ہڈیوں سے مرکب ہے۔

۷۶۹ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ حَدَّثَنَا الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوْبٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِّنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى يَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبْهَتَهُ عَلَى الْأَرْضِ.

۷۶۹۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے سو جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ نہ جھکاتا یہاں تک کہ آپ اپنے ماتھے کو زمین پر رکھتے یعنی ہم لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت پیچھے سجدے میں جاتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث میں فقط ماتھے پر سجدہ کرنے کا ذکر ہے لیکن یہ حدیث پہلی حدیثوں کے معارض نہیں جن میں سات عضو پر سجدہ کرنے کا ذکر ہے اس لیے کہ اس سے غیر کی نفی ثابت نہیں ہوتی ہے اور نیز اس حدیث میں ماتھے کو خاص اس واسطے کیا ہے کہ وہ ان سب سے افضل اور اشرف ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

بَابُ السُّجُوْدِ عَلَى الْأَنْفِ. ناک پر سجدہ کرنے کا بیان۔

فائدہ: یہ مسئلہ پہلے باب میں معلوم ہو چکا ہے لیکن علیحدہ اس کا باب اس واسطے باندھا کہ اس کی تاکید زیادہ ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اہتمام بہت کیا ہے یہاں تک کہ آپ نے اس کو حرج کی حالت میں بھی نہیں چھوڑا پس معلوم ہوا کہ اس کی نہایت تاکید ہے اگر تاکید نہ ہوتی تو ایسی حالت کیچڑ میں آپ اس کو چھوڑ دیتے۔

۷۷۰ ۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَأَشَارَ بِيَدِهٖ [illegible] أَنْفِهٖ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَأَطْرَافِ

۷۷۰۔ ترجمہ اس کا ابھی گزر چکا ہے۔

الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعَرَ.

فائدہ: بعض نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ فقط ناک پر سجدہ کرنا کافی ہے اس لیے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ بعض ماتھے پر سجدہ کرنا جائز ہے اور ناک بھی بعض ماتھے کا ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ بعض ماتھے پر سجدہ کرنا بعض شافعیوں کا مذہب ہے سب کا یہ مذہب نہیں سو جو شخص بعض ماتھے پر سجدہ جائز ہونے سے انکار کرے اس پر الزام نہیں آ سکتا ہے اور نیز پہلے گزر چکا ہے کہ اس پر تمام صحابہ کا اجماع ہے کہ فقط ناک پر سجدہ کافی نہیں پھر صرف ناک پر سجدہ کرنا کس طرح جائز ہو گا اس لیے کہ اب ماتھے سے ناک بالاتفاق مخصوص ہے اور باقی جواب اس کا فتح الباری میں مذکور ہے۔

بَابُ السُّجُوْدِ عَلَى الْأَنْفِ وَالسُّجُوْدِ عَلَى الطِّيْنِ.

کیچڑ میں ناک پر سجدہ کرنا۔

٧٧١ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ انْطَلَقْتُ إِلٰى أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ فَقُلْتُ أَلَا تَخْرُجُ بِنَا إِلَى النَّخْلِ نَتَحَدَّثْ فَخَرَجَ فَقَالَ قُلْتُ حَدِّثْنِيْ مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ قَالَ اعْتَكَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ الْأَوَّلِ مِنْ رَمَضَانَ وَاعْتَكَفْنَا مَعَهُ فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ إِنَّ الَّذِيْ تَطْلُبُ أَمَامَكَ فَاعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ فَاعْتَكَفْنَا مَعَهُ فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ إِنَّ الَّذِيْ تَطْلُبُ أَمَامَكَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ فَإِنِّيْ أُرِيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَإِنِّيْ نُسِّيْتُهَا وَإِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِيْ وِتْرٍ وَإِنِّيْ رَأَيْتُ كَأَنِّيْ

۷۷۱۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس کو کہا کہ کیا تو ہمارے ساتھ نخل کی طرف نہیں چلتا وہاں چل کر کچھ بات چیت کریں سو وہ ہمارے ساتھ نکل کر چلا سو میں نے اس سے کہا کہ مجھ سے حدیث بیان کر جو تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کے باب میں سنی ہے اس نے کہا کہ ایک سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے پہلے عشرے میں اعتکاف بیٹھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ اعتکاف بیٹھے سو آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آیا سو اس نے کہا کہ آپ جس چیز کو تلاش کرتے ہو وہ تمہارے آگے ہے یعنی شب قدر آئندہ عشرے میں ہے سو آپ درمیان کے عشرے میں اعتکاف بیٹھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ اعتکاف بیٹھے سو پھر آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ آپ جس چیز کو تلاش کرتے ہو وہ آگے ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیسویں کی صبح کو خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جو میرے ساتھ اعتکاف بیٹھا ہو تو وہ پھر آئے اپنے اعتکاف کے مقام پر یعنی جس نے اعتکاف توڑا ہو وہ پھر مسجد میں آ کر اعتکاف کرے سو بے شک شب قدر مجھ کو معلوم

أَسْجُدُ فِيْ طِيْنٍ وَّمَآءٍ وَكَانَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ جَرِيْدَ النَّخْلِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَآءِ شَيْئًا فَجَآءَ تْ قَزْعَةٌ فَأُمْطِرْنَا فَصَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّيْنِ وَالْمَآءِ عَلٰى جَبْهَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَرْنَبَتِهٖ تَصْدِيْقَ رُؤْيَاهُ.

ہوئی تھی سو میں بھول گیا اور بے شک وہ پچھلے عشرے میں ہے طاق راتوں میں اور میں نے دیکھا ہے کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں یعنی شب قدر وہ رات ہے جس میں پانی برسے گا اور میں کیچڑ میں سجدہ کروں گا۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس وقت آسمان پر ہم کو کہیں بادل کا ٹکڑا بھی نظر نہیں آتا تھا پھر بادل آئے (یہاں تک پانی برسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی چھت ٹپکی) اور مسجد کی چھت کھجور کی چھڑیوں سے تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس کیچڑ میں نماز پڑھائی یہاں تک کہ میں نے پانی اور مٹی کا نشان آپ کے ماتھے اور ناک پر دیکھا (اور یہ مینہ اللہ نے اس واسطے برسایا کہ اپنے نبی کی خواب کو سچا کرے)۔

فائدہ: نخل ایک جگہ کا نام ہے مدینہ میں پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ناک اور ماتھے دونوں پر سجدہ کرنا واجب ہے اس لیے کہ اس حدیث میں صریح آ چکا ہے کہ آپ نے دونوں پر سجدہ کیا پس فقط ناک پر سجدہ کافی ہونا اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا ہے بلکہ یہ حدیث اس کو بالکل باطل کرتی ہے کہ باوجود ایسے عذر کے آپ نے اس کو ترک نہ کیا۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب.

الحمد للہ کہ ترجمہ پارۂ سوم صحیح بخاری کا تمام ہوا اب چوتھے پارے کا ترجمہ شروع ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر اللہ کی توفیق شامل حال رہی تو تمام بخاری شریف کا اسی طرز سے ترجمہ کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور اس کے فائدوں میں تمام فتح الباری لکھی گئی ہے فقط اسناد اور اختلاف الفاظ حدیث کے متعلق جو کلام ہے اس کو چھوڑ دیا گیا ہے کہ اس سے عوام کو کچھ فائدہ نہیں اور یہ ترجمہ عوام کے واسطے کیا گیا ہے فقط وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔ تمام شد

❀……❀……❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

یہ کتاب ہے وقتوں نماز کے بیان میں

یہ کتاب ہے اذان کے بیان میں

❀ ❀ ❀

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

۴، ۵، ۶

مکتبہ اصحاب الحدیث

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

شرح صحیح بخاری

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حفظہ اللہ آبادی

بحسن اہتمام

عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور

فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۴

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد دوم

مصنف .... علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ
دوسرا ایڈیشن .... اگست 2009ء
ناشر .... مکتبہ اصحاب الحدیث

قیمت کامل سیٹ 10000
کمپوزنگ و ڈیزائننگ .... حافظ عبدالوھاب
0321-416-22-50

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر:12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔
042-7321823, 0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَھٰذِہٖ تَرْجَمَۃٌ لِّلْجُزْءِ الرَّابِعِ مِنْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ وَفَّقَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی لِخَتْمِہٖ وَانْتِھَآئِہٖ کَمَا وَفَّقَنَا لِشُرُوْعِہٖ وَابْتِدَآئِہٖ.

بَابُ عَقْدِ الثِّیَابِ وَشَدِّھَا وَمَنْ ضَمَّ إِلَیْہِ ثَوْبَہٗ إِذَا خَافَ أَنْ تَنْکَشِفَ عَوْرَتُہٗ.

نماز میں کپڑوں کو گرہ دینا اور ان کو باندھنا کیا حکم رکھتا ہے اور جب نماز میں ستر کھل جانے کا خوف ہو تو اپنے کپڑوں کو اپنے بدن پر سمیٹ لینا اور اپنے ساتھ جوڑنا جائز ہے۔

٧٧٢ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ کَثِیْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْیَانُ عَنْ أَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ کَانَ النَّاسُ یُصَلُّوْنَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُمْ عَاقِدُوْا أُزْرِھِمْ مِنَ الصِّغَرِ عَلٰی رِقَابِھِمْ فَقِیْلَ لِلنِّسَآءِ لَا تَرْفَعْنَ رُؤُوْسَکُنَّ حَتّٰی یَسْتَوِیَ الرِّجَالُ جُلُوْسًا.

٧٧٢۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اس حال سے کہ اپنے تہ بندوں کو گردنوں پر باندھے ہوتے چھوٹے ہونے کے سبب سے سو عورتوں کو حکم ہوا کہ اپنے سروں کو سجدے سے نہ اٹھایا کرو یہاں تک کہ مرد سیدھے ہو کر بیٹھ جائیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کپڑا چھوٹا ہو اور اس سے آدمی کا ستر کھل جانے کا خوف ہو تو اس کو نماز میں گرہ دے کر باندھ لینا اور اپنے بدن کے ساتھ سمیٹ لینا جائز ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم چھوٹے کپڑے ہونے کے سبب سے اپنی گردنوں پر گرہ دے لیتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں کپڑوں کو سمیٹنا جائز ہے اس لیے کہ ایسے چھوٹے کپڑوں کو نماز میں سمیٹنا لازم ہے اسی وجہ سے عورتوں کو مردوں سے پہلے سر اٹھانا منع ہوا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی مسئلہ باب سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مردوں سے پہلے سر اٹھانے سے اس واسطے منع فرمایا ہے کہ مردوں کے تہ بند بہت چھوٹے اور تنگ ہوتے تھے پس سجدے میں بعض کے ستر پیچھے سے کھل جاتے تھے اور عورتوں کی نظر ان کے ستروں پر پڑتی تھی یا نظر پڑنے کا خوف تھا اس واسطے عورتوں کو حکم ہوا کہ جب تک مرد سیدھے ہو کر بیٹھ نہ جائیں تب تک سجدے سے سر نہ اٹھایا کرو اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کپڑا لمبا ہو اور خوب فراخ ہو تو اس وقت تو اس کو گردن پر باندھنے کی کچھ حاجت نہیں جیسے کہ ابواب الستر میں مذکور ہو چکا ہے کہ جن اصحاب کے پاس لمبے کپڑے ہوتے تھے وہ گردنوں پر نہیں باندھتے تھے بلکہ الحاف یا شمال کرتے (یعنی کپڑا لپیٹ لیتے) تھے

اورغرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس باب سے یہ ہے کہ نماز میں کپڑا سمیٹنے کی ممانعت جو پہلے مذکور ہو چکی ہے تو وہ خاص اُسی وقت ہے جب کہ کوئی ضرورت نہ ہو اور ننگا ہو جانے کا خوف نہ ہو اور جب کہ کوئی ضرورت ہو اور ستر کھل جانے کا خوف ہو تو ایسے وقت نماز میں کپڑا سمیٹنا جائز ہے منع نہیں جب کہ اس باب سے معلوم ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ حالت ضرورت عموم ممانعت سے مستثنیٰ ہے اور اس باب کو سجدے کے بابوں میں اس واسطے لایا گیا کہ کپڑے کو گرہ دے کر اور سمیٹ کر سجدہ کرنا اور سر اٹھانا آسان ہے اس سے کہ کپڑے کو لٹکا کر اور کھلا چھوڑ کر سجدہ کیا جائے اور یا یہ کہ سجدے جانے کے وقت چھوٹے کپڑے کو بدن پر سمیٹنے کی سخت حاجت ہوتی ہے ورنہ اس کے ستر کھل جانے کا اکثر خوف ہوتا ہے پس اس وجہ سے اس باب کو احکام سجدے میں داخل کیا گیا، واللہ اعلم۔

بَابُ لَا يَكُفُّ شَعَرًا.

نماز میں آدمی اپنے بالوں کو نہ سمیٹے۔

٧٧٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُمِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ وَّلَا يَكُفَّ ثَوْبَهُ وَلَا شَعَرَهُ.

٧٧٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا سجدہ کرنے کا سات ہڈیوں پر اور یہ حکم ہوا کہ نماز میں اپنے کپڑے اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔

فائدہ: مراد بالوں سے بال سر کے ہیں پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز میں بالوں کا جوڑا باندھنا منع ہے اور حکمت اس منع میں یہ ہے کہ بالوں کا جوڑا باندھنا شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے یعنی جو شخص جوڑا باندھ کر نماز پڑھے شیطان نماز کے وقت اس کے جوڑے میں ہو بیٹھتا ہے جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھتے دیکھا سو ابورافع رضی اللہ عنہ نے اس کو پیچھے سے جا کر کھول دیا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جوڑا شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور نیز بالوں کا جوڑا باندھنا اور ان کو سر پر جمع کرنا عرب کی عادت کے مخالف ہے اس لیے کہ عرب کی عادت نماز میں بالوں کو چھوڑ دینا ہے پس معلوم ہوا کہ بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنی منع ہے پس وجہ مطابقت مسئلہ باب کی اس حدیث سے ظاہر ہے اور اس باب کو احکام سجدے میں اس واسطے لایا گیا ہے کہ جب نمازی بالوں کو کھلا چھوڑ دے اور جوڑا نہ باندھے تو اس وقت بال بھی اس کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں پس احکام سجدے کے ساتھ اس کی اتنی مناسبت ہی کافی ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ نماز میں کپڑے کو سمیٹنا یا آستین کو چڑھانا یا بالوں کا جوڑا باندھنا یا بالوں کو عمامے کے تلے جمع کرنا یا مثل اس کی اور کسی طرح کرنا یہ سب منع ہے اور اس پر سب علماء کا اتفاق ہے لیکن یہ کراہت تنزیہی ہے اگر کوئی اس طرح سے نماز پڑھے تو نماز صحیح ہو جائے گی لیکن گنہگار ہو گا

انتہی۔ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ نہی عام ہے خواہ نماز کے واسطے جان کر جوڑا باندھے یا پہلے سے کسی اور سبب کے واسطے باندھا ہوا ہو سب طرح سے منع ہے۔

بَابُ لَا يَكُفُّ ثَوْبَهُ فِي الصَّلَاةِ.

نماز میں آدمی اپنے کپڑے کو نہ سمیٹے۔

٧٧٤ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ لَا أَكُفُّ شَعَرًا وَّلَا ثَوْبًا.

۷۷۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو حکم ہوا ہے سجدہ کرنے کا سات ہڈیوں پر اور یہ حکم ہوا ہے کہ نماز میں کپڑے اور بالوں کو نہ سمیٹوں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں کپڑے کو سمیٹنا اور خاک سے بچانا منع ہے اور بیان اس کا پہلے بابوں میں ہو چکا ہے اور اس باب کو احکام سجدے میں اس واسطے لایا گیا کہ جو کپڑا کہ نمازی کے بدن پر ہوتا ہے سجدہ کرنے کے وقت وہ بھی اس کے ساتھ سجدہ کرتا ہے پس اتنی ہی مناسبت کافی ہے۔ واللہ اعلم

بَابُ التَّسْبِيحِ وَالدُّعَاءِ فِي السُّجُوْدِ.

سجدہ میں تسبیح اور دعا کرنے کا بیان یعنی سجدے میں اللہ کی پاکی کہنی اور اس سے دعا مانگنی جائز ہے۔

٧٧٥ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَّقُوْلَ فِي رُكُوْعِهِ وَسُجُوْدِهِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ.

۷۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدے میں اکثر اوقات اس دعا کو پڑھا کرتے تھے "سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي" یعنی پاک ہے تو اے الٰہی! اے رب ہمارے اور پاکی بولتا ہوں میں ساتھ تعریف تیری کے الٰہی! بخش دے مجھ کو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دعا کو رکوع اور سجدے میں پڑھنا اس وجہ سے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے حکم پر عمل کرتے تھے یعنی قرآن میں اللہ نے فرمایا ہے ﴿فسبح بحمد ربك واستغفره﴾ یعنی اے پیغمبر پاکی بول ساتھ تعریف رب اپنے کے اور بخشش مانگ اس سے سو اس حکم کے موجب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدے میں اس دعا کو اکثر بلکہ ہمیشہ ہر

نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ بلکہ نماز سے باہر بھی اس دعا کو
پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کے ایک طریق میں آیا ہے کہ جب یہ سورہ اتری ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ تو بعد اس کے حضرت ﷺ ہمیشہ ہر نماز میں اس دعا کو پڑھتے تھے بلکہ نماز کے باہر بھی اس کو پڑھا کرتے تھے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رکوع میں دعا کرنی اور تسبیح کہنی دونوں جائز ہیں اور اسی طرح سجدہ میں بھی دعا اور تسبیح کرنی جائز ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ رکوع میں اللہ کی تعظیم بولو اور سجدے میں دعا مانگو سو یہ حدیث اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے معارض نہیں ہے اس لیے کہ یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی جواز پر محمول ہے اور وہ حدیث اولویت اور افضلیت پر محمول ہے یعنی افضل تو یہی ہے کہ سجدے میں دعا کرے اور رکوع میں اللہ کی تعظیم کرے لیکن اگر سجدے میں اللہ کی تعظیم بولے اور رکوع میں اس سے دعا مانگے تو یہ بھی جائز ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مراد سجدے میں دعا کرنے سے بہت لمبی دعا ہو یعنی سجدے میں لمبی دعا کیا کرو پس رکوع میں صرف اس قدر تھوڑی دعا مانگنی یعنی اللھم اغفرلی اس کی معارض نہیں ہوگی اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ کہے تو یہ بھی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے معارض نہیں اس لیے کہ دونوں طرح سے جائز ہے اگر پہلی دعا پڑھے تو وہ بھی جائز ہے اور اگر یہ تسبیح کہے تو یہ بھی جائز ہے یا کبھی اس کو کہے اور کبھی اس کو کہے یا دونوں کو جمع کرے ہر طرح سے جائز ہے۔

فائدہ ثانیہ: اکثر حدیثوں میں یہ حکم وارد ہوا ہے کہ سجدہ میں بہت دعا مانگا کرو چنانچہ صحیح مسلم اور ابوداؤد وغیرہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آدمی سجدہ میں اللہ سے بہت نزدیک تر ہو جاتا ہے سو اس میں بہت دعا مانگا کرو پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدے میں ہر حاجت کے واسطے دعا مانگنی جائز ہے خواہ کوئی حاجت دینی ہو یا دنیاوی ہو چنانچہ دوسری حدیث میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چاہیے کہ آدمی اپنے رب سے ہر حاجت کا سوال کرے یہاں تک کہ اگر جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اس کو بھی اللہ سے مانگے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سجدے میں آدمی کی ہر دعا قبول ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک سوال کو کئی بار مکرر کرنا جائز ہے اور امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ رکوع اور سجدے میں تسبیح کہنی سنت ہے واجب نہیں ہے یہی ہے مذہب امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور جمہور علماء کا اور امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ بعض کے نزدیک واجب ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کی دلیل یہ حدیث ہے کہ میری نماز کی طرح نماز پڑھو اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ یہ حدیث استحباب پر محمول ہے لیکن امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کہتے ہیں کہ مستحب ہے کہ رکوع میں سبحان ربی العظیم کہے اور سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ کہے اور ان کو تین تین بار کہے اور دوسری دعاؤں کو بھی اس کے ساتھ جمع

کرے اور اگر صرف ایک بار میں تسبیح کہے تو تب بھی سنت ادا ہو جاتی ہے مگر افضلیت حاصل نہیں ہوتی ہے۔ انتہیٰ۔

بَابُ الْمُكْثِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ. دوسجدوں کے درمیان اطمینان سے ٹھہرنا مستحب ہے۔

فائدہ: دوسجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک مستحب ہے وہ کہتے ہیں کہ دوسجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھے اللھم اغفرلی اور اس کو کئی بار دہرائے اور حنفیہ کے نزدیک اس جلسہ میں نہ یہ دعا پڑھنی مستحب ہے اور نہ کوئی اور ذکر مسنون ہے وہ کہتے ہیں کہ دوسجدوں کے درمیان بیٹھنا مقصود بالذات نہیں کہ نماز کی اور سنتوں کی طرح یہ بھی ایک سنت ہو بلکہ غرض اس جلسہ سے صرف یہ ہے کہ دوسجدوں کے درمیان فاصلہ ہو جائے اور ایک سجدہ دوسرے سے جدا ہو جائے پس اس میں کوئی ذکر بھی مقصود بالذات نہیں ہوگا اور کہتے ہیں جن حدیثوں میں دو سجدوں کے درمیان دعا کرنے کا ذکر آیا ہے اُن سے مراد فرضی نماز نہیں بلکہ تہجد کی نماز مراد ہے یعنی تہجد کی نماز میں حضرت ﷺ اس دعا کو پڑھا کرتے تھے لیکن حدیثیں اس باب کی صریح ہیں حنفیہ کے رد میں اس لیے کہ اُن سے صریحا ثابت ہوتا ہے کہ دوسجدوں کے درمیان ٹھہرنا یہ بھی ایک سنت ہے اور سب سنتوں کی طرح خاص کر حدیث براء رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ کی ہمیشہ یہی عادت تھی کہ لفظ کان دوام پر دلالت کرتا ہے اور اگر دوام پر دلالت نہ کرے تو نہ کم ہوگا اکثر اوقات سے پس اس سے تہجد کی نماز مراد کہنی قطعًا باطل ہے اور نیز یہ حدیث براء رضی اللہ عنہ کی مطلق ہے سب نمازوں کو شامل ہے پس محض رائے اور مجرد خیال سے اس کی تخصیص کرنی جائز نہیں اور نیز حضرت ﷺ تہجد کی نماز کو تو ہمیشہ اپنے گھر میں پڑھا کرتے تھے پھر براء رضی اللہ عنہ کو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا رکوع اور سجود اور دوسجدوں کے درمیان بیٹھنا برابر تھا پس براء رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا اور اسی طرح مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کا اپنی نماز کو حضرت ﷺ کی نماز سے مشابہ کہنا ہرگز صحیح نہیں ہوگا پس یا تو ان دونوں حدیثوں کو غلط ٹھہرایا جائے گا اور یا ان کو تہجد پر محمول کرنا باطل کہا جائے گا لیکن یہ حدیثیں تو بالاتفاق صحیح ہیں پس تہجد کی نماز پر ان کو محمول کرنا باطل ہوا اور دوسجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنے کا مستحب ہونا ثابت ہوا اور حدیث براء رضی اللہ عنہ کا بیان باب استواء الظهر في الركوع میں پہلے مذکور ہو چکا ہے۔

٧٧٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ قَالَ لِأَصْحَابِهِ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَذَاكَ فِي غَيْرِ حِينِ صَلَاةٍ فَقَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَكَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ هُنَيَّةً ثُمَّ

٧٧٦۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُس نے کہا کہ ہاں میں تم کو بتلاتا ہوں نماز حضرت ﷺ کی یعنی میں تم کو تمہارے روبرو نماز پڑھ کر دکھلاتا ہوں کہ حضرت ﷺ اس طرح سے نماز پڑھا کرتے تھے اور یہ بتلانا مالک رضی اللہ عنہ کا ان کو نماز کے غیر وقت میں تھا یعنی وہ وقت کسی فرضی نماز کا وقت نہیں تھا بلکہ کوئی اور وقت تھا یعنی سورج کے بعد اور دوپہر

سَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ هُنَيَّةً ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ هُنَيَّةً فَصَلّٰى صَلَاةَ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ شَيْخِنَا هٰذَا قَالَ أَيُّوْبُ كَانَ يَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ أَرَهُمْ يَفْعَلُوْنَهُ كَانَ يَقْعُدُ فِي الثَّالِثَةِ اَوِالرَّابِعَةِ قَالَ فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ فَقَالَ لَوْ رَجَعْتُمْ إِلٰى أَهْلِيْكُمْ صَلُّوْا صَلَاةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا صَلُّوْا صَلَاةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ.

سے پہلے سو مالک رضی اللہ عنہ نماز کے واسطے کھڑے ہوئے پھر رکوع کیا پس اللہ اکبر کہا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور تھوڑی دیر ٹھہرے رہے پھر سجدہ کیا پھر سجدہ سے سر اٹھا کر تھوڑی دیر ٹھہرے رہے پھر سجدہ کیا پھر سر اٹھا کر تھوڑی دیر ٹھہرے رہے سو مالک رضی اللہ عنہ نے ہمارے اس شیخ عمرو کی طرح نماز پڑھی۔ ایوب (راوی) نے کہا کہ وہ شیخ نماز میں ایک چیز کو کیا کرتا تھا کہ میں نے اوروں کو وہ چیز کرتے نہیں دیکھا وہ چیز یہ ہے کہ وہ شیخ بیٹھا کرتا تھا تیسری رکعت میں یا چوتھی رکعت میں (یعنی جلسہ استراحت کیا کرتا تھا تیسری رکعت کے آخر میں یا چوتھی رکعت کے اول میں پس تیسری کا آخر اور چوتھی رکعت کا اول ایک ہی چیز ہے) مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم (مسلمان ہو کر) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کے پاس (کئی دن تک) ٹھہرے رہے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ جاؤ تو نماز پڑھو اس طرح ایسے ایسے وقت میں اور نماز پڑھو اس طرح ایسے ایسے وقت میں اور جب نماز کا وقت آئے تو چاہیے کہ تم میں سے کوئی اذان دے اور چاہیے کہ تم میں بڑا امام ہو۔

فائدہ: اس حدیث کا بیان پہلے گزر چکا ہے کہ وہ سب آدمی علم میں برابر تھے اور انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے برابر احکام سیکھے تھے اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی عمر والے کو امامت کرنی فرمایا اور بیان اس حدیث کے صرف اس لفظ سے غرض یہ ہے کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سجدے سے سر اٹھا کر تھوڑی دیر ٹھہرے رہے اس لیے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو سجدوں کے درمیان اطمینان کرنا مستحب ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی مسئلہ باب سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تیسری اور چوتھی رکعت کے درمیان جلسہ استراحت مستحب ہے جیسے کہ بیان اس کا دوسرے باب میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا اور پہلی اور دوسری رکعت کے درمیان جلسہ استراحت بیٹھنا اس حدیث میں مذکور نہیں لیکن مالک رضی اللہ عنہ کی آئندہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز کے ہر طاق رکعت میں جلسہ استراحت مستحب ہے، واللہ اعلم اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ یہ فعل اس شیخ کا حجت نہیں

احتمال ہے کہ ضعف کے سبب سے ہو یا سند ضعیف ہو سو جواب اس کا یہ ہے کہ کسی صحابی نے اس پر انکار نہیں کیا اور جب فعل صحابی پر کوئی انکار نہ کرے تو وہ حجت ہوتا ہے نزدیک حنفیہ کے اور احتمال ضعف کا بے دلیل بات ہے اس پر کوئی دلیل نہیں پس قابل اعتبار نہیں اور نیز اگر ضعف کے سبب سے ہوتا تو پھر ایوب کو ایسا استبعاد کیوں ہوتا اور اس کے یہ بیان کرنے کا کیا معنی ہوا کہ میں اوروں کو یہ فعل کرتے نہیں دیکھتا ہوں اور نیز دوسری رکعت میں ان کا کہاں چلا جانا تھا کہ وہ نہیں بیٹھتے تھے اور نیز ضعیف آدمی کو جلسہ استراحت کر کے اٹھنے میں زیادہ تکلیف ہوتی ہے کما سیاتی اور اسی طرح احتمال ضعف سند کا بھی باطل ہے اس لیے کہ اگر اس احتمال بے دلیل کو جائز رکھا جائے تو پھر کوئی حدیث صحیح نہیں رہے گی اس لیے کہ یہ احتمال ضعف سند کا سب میں جاری ہے پس دین درہم برہم ہو جائے گا اور بعض کہتے ہیں کہ اور لوگوں کے نہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل حضرت ﷺ کا نہیں تھا سو جواب اس کا یہ ہے کہ جب یہ حدیث صحیح سے ثابت ہو چکا ہے تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نہ کرنے کی کچھ پرواہ نہیں اور نیز احتمال ہے کہ بعض کا ترک کرنا بوجہ ناواجب ہونے اس فعل کے ہے اور جب کہ راوی صحابی سے عمل کا برخلاف اپنے مروی کے قابل حجت نہیں کما مر تو پھر بعض غیر کا ترک کرنا کیونکر حجت ہوسکتا ہے اور نیز حضرت ﷺ کا بعض اوقات میں اس فعل کو کرنا حنفیہ بھی تسلیم کرتے ہیں پھر اور صحابہ کا ترک کرنا اس کو بھی باطل کرے گا فما هو جوابكم فهو جوابنا اور یہ جو راوی نے کہا کہ وہ نماز کا وقت نہیں تھا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ کسی فرض نماز کا وقت نہیں تھا یہ معنی نہیں کہ وہ مکروہ وقت تھا جس میں نفل پڑھنے منع ہیں جیسے کہ سورج نکلنے اور ڈوبنے کا وقت ہے اس لیے کہ ایسے وقت مکروہ میں نفل پڑھنے اصحاب کی شان سے بعید ہیں اور ایسا وقت جس میں کہ کسی فرضی نماز کا وقت نہ آئے وہ وقت ہے جو سورج نکلنے سے لے کر زوال تک ہے۔

٧٧٧ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانَ سُجُوْدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُكُوْعُهُ وَقُعُوْدُهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَآءِ.

٧٧٧۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا رکوع اور سجدہ اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا برابری میں ایک دوسرے کے قریب قریب تھا۔

فائدہ: یعنی حضرت ﷺ جس قدر رکوع اور سجدے میں اطمینان کرتے تھے اسی قدر دو سجدوں کے درمیان ٹھہرتے تھے پس معلوم ہوا کہ دو سجدوں کے درمیان ٹھہرنا بھی رکوع اور سجدہ کی طرح بہت طویل تھا سو یہ دلیل ہے کہ دو سجدوں

کے درمیان اطمینان کرنا مستحب ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی مسئلہ باب سے۔

٧٧٨ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنِّي لَا آلُوْ أَنْ أُصَلِّيَ بِكُمْ كَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِنَا قَالَ ثَابِتٌ كَانَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَصْنَعُ شَيْئًا لَمْ أَرَكُمْ تَصْنَعُوْنَهُ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَامَ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِيَ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِيَ.

٧٧٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُس نے کہا کہ میں اس میں کچھ کمی نہیں کرتا کہ تم کو نماز پڑھاؤں جیسے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے ہم کو نماز پڑھائی یعنی جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی ہے ویسے ہی بعینہ میں تم کو نماز پڑھاتا ہوں اس سے کوئی چیز نہیں چھوڑوں گا ثابت (راوی) نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ ایک فعل کو کیا کرتے تھے کہ میں تم کو وہ چیز کرتے ہوئے نہیں دیکھتا ہوں وہ فعل یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ جب رکوع سے سر اٹھایا کرتے تو سیدھے کھڑے ہوتے اور بہت دیر تک ٹھہرے رہتے یہاں تک کہ کوئی کہنے والا کہتا کہ نماز کو بھول گئے ہیں اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو دوسجدوں کے درمیان بہت دیر تک ٹھہرے رہتے یہاں تک کہ کہنے والا کہتا کہ دوسرے سجدے کو بھول گئے ہیں یعنی قومے اور جلسے کے اطمینان میں اس قدر طول کرتے کہ مقتدیوں کو گمان ہوتا کہ نماز کو بھول گئے ہیں اور کسی اور خیال میں پڑ گئے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو سجدے کے درمیان ٹھہرنا اور اطمینان کرنا مستحب ہے اور یہ جو ثابت نے کہا کہ جو انس رضی اللہ عنہ کرتے تھے تم اس کو نہیں کرتے ہو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ثابت نے جن لوگوں کو یہ بات کہی وہ لوگ دو سجدوں کے درمیان اطمینان سے نہیں بیٹھا کرتے تھے لیکن جب صحیح حدیث سے دو سجدوں کے درمیان ٹھہرنا ثابت ہو گیا تو ان لوگوں کے نہ بیٹھنے کی کچھ پرواہ نہیں۔

بَابُ لَا يَفْتَرِشُ ذِرَاعَيْهِ فِي السُّجُوْدِ وَقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَّلَا قَابِضِهِمَا.

سجدے میں نمازی اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک زمین پر نہ بچھائے اور ابوحمید نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھا نہ اُن کو بچھایا اور نہ ان کو پہلو کے ساتھ ملایا یعنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر رکھا اور کہنیوں کو زمین اور پہلو سے دور رکھا۔

۷۷۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ.

۷۷۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درست اور ٹھیک ہو جایا کرو اپنے سجدے میں اور تم میں سے کوئی اپنے دونوں ہاتھوں کو نہ بچھایا کرے کتے کی طرح یعنی کہنیوں کو زمین سے دور رکھے اور سوائے دونوں ہتھیلیوں کے اور کچھ زمین پر نہ رکھے۔

فائدہ: مراد سجدے میں درست ہو جانے سے یہ ہے کہ سجدے میں اطمینان سے بیٹھے اور اس میں ٹھہرا رہے جیسے کہ رکوع میں مراد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد درست ہو جانے سے یہ ہے کہ سجدے کی ہیئت اور شکل کو خوب طریقے سے درست کرے یعنی سجدے میں دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر ٹکائے اور کہنیوں کو زمین سے اور پیٹ کو رانوں سے علیحدہ رکھے پس اس سے معلوم ہوا کہ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت زمین پر بچھانا اور پیٹ کو رانوں سے ملانا منع ہے علیحدہ رکھے کہ اس میں کتے کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے اور نماز میں خسیس چیز کے ساتھ مشابہت پیدا کرنی مناسب نہیں ہے اور امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ نمازی کو لائق ہے کہ سجدے میں اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر رکھے اور اپنی کہنیوں کو زمین اور دونوں پہلو سے بہت اونچا اور بلند رکھے یہاں تک کہ بغل کا اندر ظاہر ہو جائے اور اس کے مستحب ہونے پر سب علماء کا اتفاق ہے لیکن یہ نہی تنزیہی ہے اگر ایسا نہ کرے تو گنہگار ہوگا لیکن نماز صحیح ہو جائے گی انتہی اور حکمت اس میں یہ ہے کہ ہاتھوں کو زمین پر نہ بچھانے میں زیادہ تواضع پائی جاتی ہے اور اس سے ماتھا زمین پر خوب قرار پکڑ جاتا ہے اور نیز ہاتھوں کو زمین پر بچھانے میں بے پرواہی اور عدم توجہی پائی جاتی ہے پس ایسی ہیئت سے دور رہنا بہت بہتر ہے۔

بَابُ مَنِ اسْتَوٰى قَاعِدًا فِي وِتْرٍ مِّنْ صَلَاتِهٖ ثُمَّ نَهَضَ.

جو شخص نماز کی طاق رکعتوں میں دوسرے سجدے سے سر اٹھا کے سیدھا ہو کر بیٹھ جائے پھر کھڑا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

۷۸۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيُّ أَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَإِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِّنْ صَلَاتِهٖ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا.

۷۸۰۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا پس جب آپ اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تو نہ کھڑے ہوتے حتی کہ سیدھے ہو کر بیٹھ جاتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طاق رکعتوں میں جلسہ استراحت مستحب ہے یعنی جب اول رکعت کے دونوں سجدے کر چکے تو ان کے بعد تھوڑی دیر سیدھا ہو کر بیٹھ جائے اور ایسے ہی تیسری رکعت کے دونوں سجدوں کے بعد بھی تھوڑی دیر سیدھا ہو کر بیٹھ جائے اور اس جلسے کو جلسہ استراحت کہتے ہیں اور یہ جلسہ امام شافعی رحمہ اللہ اور ایک جماعت اہلحدیث کے نزدیک مستحب ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے اس میں دونوں طرح کی روایت آئی ہے اور بعضوں نے کہا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے بھی اس کے استحباب کی طرف رجوع کیا ہے اور حنفیہ اور مالکیہ وغیرہ اکثر علماء کے نزدیک یہ جلسہ مستحب نہیں ہے اور وہ اس حدیث مالک کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طاق رکعتوں میں بیٹھنا بڑی عمر ہو جانے کے سبب سے یا ضعف کے سبب سے تھا۔ سو جواب اس کا یہ ہے کہ عینی حنفی نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ اس میں شبہ ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تریسٹھ برس کی تھی اور اتنی عمر میں آدمی ایسا ضعیف نہیں ہوتا کہ طاق رکعت سے سیدھا کھڑا نہ ہو سکے بلکہ ایسی عمر میں قوت باقی ہوتی ہے اور نیز جب کہ آدمی ضعیف ہو جائے تو اس کو سجدے سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا بہت آسان ہے اس سے کہ تھوڑی دیر بیٹھ جائے پھر کھڑا ہو جیسے کہ تجربہ سے ظاہر ہوتا ہے اور نیز بڑھاپے میں تو زمین پر ہاتھ ٹیک کر اٹھنا بھی کافی ہے بلکہ اس سے زیادہ آسان ہے پھر بیٹھ کر اٹھنے کی کیا حاجت تھی؟ اور بعض حنفی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں بھاری بدن ہو گیا ہوں سو قیام اور قعود میں مجھ سے جلدی نہ کیا کرو سو جواب اس کا یہ ہے کہ اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلسہ استراحت بھاری بدن ہونے کے سبب سے کیا کرتے تھے اس پر کوئی دلیل نہیں ہے اور نیز بھاری بدن ہونے کو جلسہ استراحت لازم نہیں ہے صرف اتنا لازم ہے کہ قیام اور قعود آہستگی سے ہو پس بھاری بدن ہونا جلسہ استراحت کا سبب نہیں ہو سکتا اور نیز بھاری بدن والے کو جلسہ کر کے اٹھنے میں زیادہ تکلیف ہوتی ہے اس سے کہ سجدے سے سیدھا کھڑا ہو جائے کما مر آنفا۔ اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ ابوحمید کی حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا بیان ہے مگر اس میں اس جلسے کا ذکر نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی واسطے بیان جواز کے چھوڑ دیا ہو پس ترک احیانا اس کے استحباب کے مخالف نہیں بلکہ سنت میں بھی کبھی کبھی چھوڑ دینا ضروری ہے اور نیز ابوحمید کی حدیث کے سب طریقے اس جلسے کے ترک پر متفق نہیں ہیں بلکہ اس کے بعض طریقوں میں جلسہ استراحت کا ثبوت بھی آ گیا ہے جیسے کہ ابوداؤد وغیرہ میں موجود ہے پس یہ حدیث اس کے ترک پر دلیل نہیں ہو سکتی بلکہ اس کی مثبت ہے اور نیز مالک کے ساتھ زیادتی علم کی ہے اور جس کے ساتھ زیادتی علم کی ہو وہ حجت ہے اس پر جس کے ساتھ وہ علم نہ ہو اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھنا کسی علت کے سبب سے تھا سو جواب اس کا یہ ہے کہ اصل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعلوں میں عدم علت ہے پس محض احتمال قابل اعتبار نہیں ہے جب تک کہ کوئی علت صریحا ثابت نہ ہو جائے اور نیز راوی نے کوئی علت بیان نہیں کی ہے اور نیز علت کا ہونا جلسے کو مستلزم نہیں اور نیز علت کے سبب سے تو

بیٹھ کرنماز پڑھنی بھی صحیح ہے پھر صرف اس جلسے کی تعیین کی کیا وجہ ہے اور نیز علت کے وقت بیٹھ کر کھڑے ہونے سے سیدھے کھڑے ہو جانے میں بہت آسانی ہے کما مر اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ اگر یہ جلسہ مقصود ہوتا تو اس کے واسطے کوئی ذکر مقرر ہوتا حالانکہ اس کے واسطے کوئی ذکر مقرر نہیں ہوا سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ جلسہ خفیف اور ہلکا ہے بلکہ قیام کی طرف اٹھنے میں داخل ہے پس اس میں صرف تکبیر کا کہنا کافی ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جلسہ کسی علت یا بڑھاپے یا ضعف وغیرہ کے سبب سے نہیں تھا اس لیے کہ یہ عوارض چاہتے ہیں کہ یہ جلسہ زیادہ لمبا ہو اس لیے کہ علیل آدمی کا جلسے سے بھی مقصود ہوتا ہے کہ اس کو آرام حاصل ہو اور دم لے لے اور بغیر لمبا ہونے جلسے کے اس کو آرام حاصل نہیں ہوسکتا پس معلوم ہوا کہ علت کے وقت جلسہ زیادہ لمبا ہونا چاہیے حالانکہ یہ جلسہ نہایت ہی تھوڑا اور ہلکا ہے بلکہ کھڑے ہونے کی ایک جزو ہے پس ثابت ہوا کہ یہ جلسہ کسی علت کے سبب سے نہیں تھا بلکہ مشروع ہونے کی وجہ سے تھا اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ کئی اصحاب نے حضرت ﷺ کی نماز کو بیان کیا ہے لیکن سوائے مالک کے کسی نے اس جلسے کو ذکر نہیں کیا سو اگر یہ جلسہ سنت ہوتا تو وہ اصحاب بھی اس کو بیان کرتے سو جواب اس کا یہ ہے کہ جو متفق علیہ سنتیں ہیں ان سب کو تو ہر ایک راوی نے بیان نہیں کیا بلکہ کوئی سنت کسی صحابی نے بیان کی ہے اور کوئی کسی نے ذکر کی ہے پس کل سنتیں کل راویوں کی حدیثوں سے ثابت ہوتی ہیں نہ ہر ایک سے پس بعض راویوں کا ایسے اختلافی امر کو ذکر نہ کرنا اس کے نہ سنت ہونے پر دلالت نہیں کرتا ورنہ متفق علیہ سنتوں کی سنت بھی ثابت نہیں ہو گی اور بعض حنفی یہ حدیث بطور دلیل کے سند لاتے ہیں جو ترمذی میں ہے کہ حضرت ﷺ اپنے قدموں کی انگلیوں پر کھڑے ہوتے تھے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے ضعیف کہا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اور نسائی نے اور احمد نے اور یحییٰ بن معین نے پس اس حدیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں چہ جائیکہ بخاری کی حدیث کے معارض ہو سکے اور بعض اہل علم کا اس پر عمل کرنا جیسے کہ ترمذی نے نقل کیا ہے اس کی صحت پر دلالت نہیں کرتا ہے وگرنہ کوئی حدیث ضعیف نہیں رہے گی اس لیے کہ ضعیف حدیث پر کسی نہ کسی کا عمل تو ضرور ہی ہوتا ہے الا ماشاء اللہ اور نیز صحت حدیث کی تو اسناد پر موقوف ہے سو جس کی سند صحیح ہو گی وہ حدیث بھی صحیح ہو گی اور جس کی سند ضعیف ہو گی وہ حدیث بھی ضعیف ہو گی اور نیز جیسے کہ ترمذی نے اس حدیث کے بعض پر اہل علم کا عمل نقل کیا ہے ویسے ہی اس نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث پر بھی بعض اہل علم کا عمل نقل کیا ہے پھر ایک کو معمول بہ ٹھہرانا اور دوسرے کو کسی علت پر محمول کرنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے بلکہ احتمال ہے کہ معاملہ اس کے برعکس ہو یعنی حضرت ﷺ کا بعض اوقات میں قدموں پر کھڑے ہونا کسی علت سے ہو فما ہو جوابکم فھو جوابنا اور نیز بغرض صحت کہا جائے گا کہ حضرت ﷺ کا بعض اوقات میں اس فعل کو ترک کرنا اس کے استحباب کی منافی نہیں کبھی آپ نے واسطے بیان جواز کے اس کو ترک کر دیا ہو گا کما مر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ سے جو منقول

ہے کہ وہ اس جلسہ کو نہیں کرتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آثار صحابہ کے حدیث مرفوع کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں کما تقرر فی موضعہ پس حدیث مرفوع کے مقابلہ میں اُن سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے اور یہ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ مراد اُن آثار اور حدیث ترمذی سے یہ ہو کہ کھڑے ہونے کے وقت زمین پر ٹیک نہیں لگاتے تھے بلکہ قدموں کے زور پر کھڑے ہوتے تھے کما سیاتی فی باب الاتی اور نیز ان بعض صحابہ کا اس کو ترک کرنا اس کی سنیت اور استحباب کے مخالف نہیں ہے اس لیے کہ جو امر واجب نہ ہو اس کا ترک کرنا جائز ہے پس یہ کہنا کہ ان صحابہ کو حضرت ﷺ کی صحبت مالک سے زیادہ ہے خصم کو کچھ مفید نہیں ہے اس لیے کہ احتمال ہے کہ انہوں نے اس کو نہ واجب جان کر ترک کیا ہے اگر کوئی شخص کسی مستحب امر کو تمام عمر میں کبھی نہ کرے تو تب بھی اس کو ملامت نہیں ہو سکتی ہے اور یہ کہنا جائز نہیں کہ اس نے اس کو کیوں چھوڑا؟، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ كَيْفَ يَعْتَمِدُ عَلَى الْأَرْضِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَةِ.

جب نماز میں آدمی کسی رکعت سے کھڑا ہونے لگے تو زمین پر کسی طرح ٹیک لگائے۔

فائدہ: ظاہرًا اس باب سے دو مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ رکعت سے کھڑے ہونے کے وقت زمین پر ٹیک لگانا اور تکیہ کرنا جائز ہے دوم اس کی کیفیت بیان کرنی ہے کہ اول تھوڑا سا بیٹھ جائے پھر زمین پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو جائے اور سجدے سے ٹیک لگا کر سیدھا کھڑا نہ ہو جائے اور یہ مسئلہ اس پر مبنی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک جلسہ استراحت ثابت ہے کما مر بیانہ ورنہ اگر کوئی جلسہ استراحت نہ کرے اور سجدے سے سیدھا کھڑا ہونا چاہے تو اس کو بھی زمین پر ٹیک لگانا جائز ہے اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے رد کرنا ہے اس حدیث کو جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ قدموں کے زور سے کھڑے ہوا کرتے تھے یعنی زمین پر ٹیک نہیں لگاتے تھے اور جو ابراہیم سے روایت ہے کہ زمین پر ہاتھ ٹیک کر کھڑے ہونا مکروہ ہے اور ایسے ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یعنی یہ حدیثیں صحیح نہیں ہیں پس ان سے استدلال کرنا خاص کر بخاری کی حدیث کے مقابلہ میں صحیح نہیں ہے پس حاصل یہ ہے کہ ہاتھوں کے ساتھ زمین پر ٹیک لگا کر کھڑے ہونا جائز ہے اور تائید کرتا ہے اس کی جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ سجدے سے سر اٹھاتے تو دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ رانوں پر تکیہ لگا کر کھڑے ہوتے تھے اسی واسطے علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے شافعیہ کہتے ہیں کہ افضل یہ ہے کہ ہاتھوں سے زمین پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو اور حنفیہ کہتے ہیں کہ افضل یہ ہے کہ ہاتھوں سے گھٹنوں پر ٹیک لگا کے کھڑا ہو لیکن ان دونوں طریقوں کے جائز ہونے میں سب کا اتفاق ہے صرف اختلاف افضلیت میں ہے شافعیہ پہلے کو افضل کہتے ہیں اور حنفیہ دوسرے کو افضل کہتے ہیں پس خلاصہ یہ ہے کہ خواہ زمین پر ٹیک لگا کے کھڑا ہو اور خواہ گھٹنوں پر ٹیک لگا کے کھڑا ہو دونوں طرح جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ

زمین پر ٹیک لگا کے کھڑا ہو کما ھو مذھب الشافعیة اور امام بخاری رحمہ اللہ نے صرف اس کا جواز ثابت کیا ہے تا کہ کراہت کا وہم باقی نہ رہے اس نے افضلیت وغیرہ سے کچھ تعرض نہیں کیا لیکن جواز افضلیت کو بھی شامل ہے پس احتمال ہے کہ دونوں صورت مذکورہ سے یہی صورت اس کے نزدیک افضل ہو اس واسطے صرف اسی کو ذکر کیا یا دوسری صورت اس کے نزدیک ثابت نہ ہوئی ہوگی، واللہ اعلم۔

٧٨١ - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ جَآءَ نَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ فَصَلّٰى بِنَا فِيْ مَسْجِدِنَا هٰذَا فَقَالَ إِنِّيْ لَأُصَلِّيْ بِكُمْ وَمَا أُرِيْدُ الصَّلَاةَ وَلٰكِنْ أُرِيْدُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَالَ أَيُّوْبُ فَقُلْتُ لِأَبِيْ قِلَابَةَ وَكَيْفَ كَانَتْ صَلَاتُهُ قَالَ مِثْلَ صَلَاةِ شَيْخِنَا هٰذَا يَعْنِيْ عَمْرَو بْنَ سَلِمَةَ قَالَ أَيُّوْبُ وَكَانَ ذٰلِكَ الشَّيْخُ يُتِمُّ التَّكْبِيْرَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ عَنِ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ جَلَسَ وَاعْتَمَدَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ قَامَ.

٧٨١۔ حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے سو اس نے ہم کو ہماری اس مسجد میں نماز پڑھائی سو کہا کہ بے شک میں تم کو نماز پڑھاتا ہوں اور میرا نماز پڑھنے کا قصد نہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم کو دکھلاؤں کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے یعنی میں تم کو آپ کی نماز کا طریقہ بتلاتا ہوں ایوب (راوی) نے کہا کہ میں نے ابو قلابہ سے پوچھا کہ مالک کی نماز کس طرح پڑھتی؟ اس نے کہا کہ ہمارے اس شیخ کی طرح یعنی اس کی نماز عمرو بن سلمہ کی نماز کی طرح تھی جو ہمارا امام ہے ایوب نے کہا کہ وہ شیخ تکبیر کو تمام کیا کرتا تھا یعنی رکوع اور سجدے اور انتقالات کی سب تکبیریں کہا کرتا تھا اس سے کچھ کم نہیں کرتا تھا جیسے کہ اس وقت میں دستور ہے یا تکبیر کو انتقال کے اول میں شروع کرتا اور اس کے آخر میں ختم کرتا تھا اور جب وہ دوسرے سجدے سے سر اٹھاتا تو بیٹھ جاتا اور ہتھیلیوں کے ساتھ زمین پر ٹیک لگاتا (جیسے کہ خمیر گوندھنے والا ہاتھوں پر ٹیک لگاتا ہے) پھر کھڑا ہوتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے زمین پر تکیہ کرنے کی کیفیت معلوم ہوئی کہ جب سجدے سے سر اٹھائے تو پہلے تھوڑا سا بیٹھ جائے پھر ہاتھوں سے زمین پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو اور سجدے سے سر اٹھا کر سیدھا کھڑا نہ ہو جائے پس یہی ہے وجہ مناسبت اس حدیث کی مسئلہ باب سے۔

بَابُ يُكَبِّرُ وَهُوَ يَنْهَضُ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ.

جب نمازی پہلا التحیات پڑھ کر تیسری رکعت کی طرف کھڑا ہونے لگے تو اس انتقال کے ابتدا میں تکبیر کہے۔

فائدہ: مطلب اس کا یہ ہے کہ کھڑے ہونے کے ابتدا میں تکبیر شروع کرے اور جب سیدھا کھڑے ہوئے تو اس وقت تکبیر کو ختم کرے ایسا نہ کرے کہ سیدھا کھڑا ہو کر تکبیر کہے اور یہی ہے مذہب اکثر علماء کا ابتدا تکبیر کے جھکنے اور اٹھنے کے ابتدا میں ہو لیکن امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک ایک تکبیر میں اختلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ جب پہلا التحیات پڑھ کے کھڑا ہونا چاہے تو اس کے ابتدا میں تکبیر نہ کہے بلکہ جب خوب سیدھا کھڑا ہو جائے تو اس وقت تکبیر کہے اور یہ مسئلہ **باب التکبیر اذا قام من السجود** میں پہلے بھی گزر چکا ہے سو ظاہرًا یہ باب مکرر معلوم ہوتا ہے لیکن ان دونوں بابوں کے درمیان اس طور سے فرق ہوسکتا ہے کہ جب سجدے سے سر اٹھائے تو اس کے ابتدا میں تکبیر کہے اور مراد اس باب میں یہ ہے کہ جب پہلا التحیات پڑھ کر کھڑا ہو تو اس کے ابتدا میں تکبیر کہے اس صورت میں اس میں اشارہ ہوگا طرف رد کرنے مذہب امام مالک کے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پہلا باب خاص ہو یعنی سجدے سے سر اٹھانے کے ابتدا میں تکبیر کہے اور یہ باب عام ہو یعنی خواہ دونوں سجدوں سے سر اٹھا کے کھڑا ہونا چاہیے یا دو رکعتوں سے کھڑا ہونا چاہیے تو اس کے ابتدا میں تکبیر کہے۔

وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يُكَبِّرُ فِيْ نَهْضَتِهٖ.

اور ابن زبیر کھڑے ہونے کے ابتدا میں تکبیر کہا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب دو رکعتوں سے کھڑا ہونے کا ارادہ کرے تو اس کے ابتدا میں تکبیر کہے پس یہ اثر تائید کرتا ہے کہ مراد اس باب سے یہ ہے کہ جب پہلا التحیات پڑھ کے کھڑا ہونا چاہے تو اس وقت تکبیر شروع کرے پس دونوں بابوں میں فرق ظاہر ہوگیا۔

۷۸۲ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلّٰى لَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيْرِ حِيْنَ رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ وَحِيْنَ سَجَدَ وَحِيْنَ رَفَعَ وَحِيْنَ قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۷۸۲۔ حضرت سعید بن حارث سے روایت ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ہم کو نماز پڑھائی سو جب اس نے سجدے سے سر اٹھایا تو تکبیر پکار کر کہی اور جب سجدہ کیا تو اس وقت بھی تکبیر پکار کر کہی اور جب سجدے سے سر اٹھایا تو تب بھی ایسا ہی کیا اور جب کھڑے ہوئے تو تب بھی تکبیر پکار کر کہی اور کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث اس طریق سے مختصر آئی ہے اور دوسرے طریق سے پوری اس طور پر ہے کہ جب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوئے تو کسی نے ان کو کہا کہ لوگوں نے تمہاری نماز میں اختلاف کیا ہے یعنی بعض کہتے ہیں کہ تکبیروں کو پکار کر کہا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ پوشیدہ کہا جائے سو ابوسعید رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور کہا کہ مجھ کو کچھ پرواہ نہیں کہ تمہاری نماز مختلف ہو یا نہ ہو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی نماز پڑھتے دیکھا۔ الخ لیکن ظاہرًا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا اختلاف تکبیر کے پوشیدہ اور پکار کر کہنے میں تھا اس لیے کہ مروان اور ابو امیہ وغیرہ نماز میں تکبیروں کو پوشیدہ کہا کرتے تھے جیسے کہ بیان اس کا باب اتمام التکبیر فی الرکوع میں پہلے گزر چکا ہے اور اس حدیث سے صریحًا یہ معلوم نہیں ہوتا کہ تکبیر انتقال کے ابتدا میں کہتے تھے لیکن باب کا مسئلہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ کھڑے ہونے کے ابتدا میں تکبیر کہا کرتے تھے پس یہ باب گویا تفسیر ہے اس حدیث کی اور یہی توجیہ ہے آئندہ حدیث کی۔

٧٨٣ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ صَلَّيْتُ أَنَا وَعِمْرَانُ صَلَاةً خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَإِذَا رَفَعَ كَبَّرَ وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا سَلَّمَ أَخَذَ عِمْرَانُ بِيَدِيْ فَقَالَ لَقَدْ صَلّٰى بِنَا هٰذَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ لَقَدْ ذَكَّرَنِيْ هٰذَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٧٨٣۔ حضرت مطرف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عمران رضی اللہ عنہ نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی سو جب وہ سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے اور جب سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو اس وقت بھی تکبیر کہتے سو جب اُس نے نماز سے سلام پھیری تو عمران نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ اس نے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھائی ہے یا یہ کہا کہ اس نے ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دلائی ہے یہ راوی کا شک ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا بیان پہلے کئی بار گزر چکا ہے۔

بَابُ سُنَّةِ الْجُلُوْسِ فِي التَّشَهُّدِ.

التحیات بیٹھنے کے طریق کا بیان یعنی التحیات بیٹھنے کا کیا طریقہ ہے۔

فائدہ: مراد سنت سے اس جگہ میں یہ نہیں کہ التحیات کے وقت بیٹھنا سنت ہے بلکہ مراد اس سے یہاں وہ طریقہ ہے جو التحیات کے بیٹھنے میں مشروع ہوا ہے عام ہے اس سے کہ واجب ہو یا مستحب ہو اور یا یہ مراد ہے کہ التحیات میں بیٹھنا مسنون اس ہیئت سے ہے جو آئندہ حدیثوں میں ثابت ہوا اور بعضوں نے کہا کہ اس باب سے چھ مسئلے ثابت ہوتے ہیں اول یہ کہ مطلق بیٹھنا التحیات میں بیٹھنے کے غیر ہے۔ دوم یہ کہ پہلے التحیات اور دوسرے التحیات کے بیٹھنے کے درمیان فرق ہے۔ سوم یہ ہے دونوں التحیات کے بیٹھنے اور دو سجدوں میں بیٹھنے کے درمیان فرق ہے۔ چہارم یہ کہ یہ سب کام سنت ہیں۔ پنجم یہ کہ عورتوں اور مردوں کی نماز میں کچھ فرق نہیں۔ ششم یہ کہ اہل علم کے عمل کے ساتھ تائید پکڑنی جائز ہے جیسے کہ ام درداء رضی اللہ عنہا کے اثر لانے سے ثابت ہوتا ہے۔

وَكَانَتْ أُمُّ الدَّرْدَآءِ تَجْلِسُ فِي صَلَاتِهَا جِلْسَةَ الرَّجُلِ وَكَانَتْ فَقِيهَةً.

یعنی ام درداء نماز میں مردوں کی طرح بیٹھا کرتی تھی یعنی التحیات میں بیٹھنے کے وقت داہنے پاؤں کو کھڑا کرتی اور بائیں پاؤں کو زمین پر بچھاتی اور وہ عورت فقیہ تھی یعنی احکام دین کی عالمہ تھی اور دین کے مسئلوں کو خوب سمجھتی تھی۔

فائدہ: مراد ام درداء سے یہاں ام درداء چھوٹی ہے جو تابعیہ ہے بڑی ام درداء مراد نہیں جو صحابیہ ہے اور قسطلانی نے عینی سے نقل کیا ہے کہ مراد اس سے ام درداء صحابیہ ہے اور امام بخاری نے ام درداء کے فعل سے دلیل نہیں پکڑی ہے بلکہ صرف اس کو تائید اور تقویت کے واسطے لایا ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ التحیات میں عورت بھی مردوں کی طرح بیٹھے اور یہی ہے مذہب امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام نخعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور جمہور کا کما قال العینی والنووی۔

٧٨٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَرٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَتَرَبَّعُ فِي الصَّلَاةِ إِذَا جَلَسَ فَفَعَلْتُهُ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ فَنَهَانِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَقَالَ إِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَتَثْنِيَ الْيُسْرٰى فَقُلْتُ إِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّ رِجْلَيَّ لَا تَحْمِلَانِي.

٧٨٤۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب وہ نماز میں بیٹھتے یعنی التحیات میں تو چار زانو ہو کر یعنی چوکڑی سے بیٹھتے سو میں نے بھی اس کو کیا یعنی چار زانو ہو کر بیٹھا اور میں اس دن کم عمر تھا یعنی ابھی لڑکا تھا سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ کو منع کیا اور کہا کہ نماز میں سنت طریقہ یہی ہے کہ تو اپنے داہنے پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں کو زمین پر بچھائے سو میں نے کہا کہ تو تو چار زانو ہو کر بیٹھتا ہے سو اس نے کہا کہ میرے پاؤں مجھ کو نہیں اٹھا سکتے ہیں یعنی میں پاؤں پر نہیں بیٹھ سکتا ہوں بیماری اور درد پاؤں کے سبب سے۔ جیسا کہ مؤطا امام محمد میں ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ میں بیمار ہوں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ التحیات میں بیٹھنا سنت اس طور سے ہے کہ داہنے پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں کو زمین پر بچھا دے اور اس سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ بعد بچھانے کے کیا کرے ان پر بیٹھے یا ان کو داہنی طرف سے باہر نکال کے چوتڑوں پر بیٹھے لیکن مؤطا میں قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے لوگوں کو التحیات بیٹھ کر دکھلایا سو داہنے پاؤں کو کھڑا کیا اور بائیں کو بچھایا اور بائیں چوتڑ پر بیٹھا اور پاؤں پر نہ بیٹھا اور بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

اسی طرح کیا کرتے تھے اور موطا میں یہ بھی آیا ہے کہ یہ بیٹھنا ان کا اخیر التحیات میں تھا اور نسائی کی ایک روایت میں آیا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ التحیات میں سنت یہ ہے کہ دائیں پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں کو بچھا کے اس پر بیٹھ جائے سو اس نسائی کی روایت میں پہلا التحیات مراد ہے پس ان دونوں حدیثوں میں کچھ تعارض نہیں اور یہ تفصیل حدیث ابو حمید رضی اللہ عنہ کی (جو ابھی آتی ہے) موافق ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیمار کو نماز میں چارزانو ہو کر بیٹھنا جائز ہے خواہ نماز فرضی ہو یا نفلی ہو اور یہی مذہب ہے ایک جماعت صحابہ اور تابعین کا جیسے کہ ابن عمر اور ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں اور حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نفلوں میں جائز ہے اور فرضوں میں جائز نہیں اور ابن ابی شیبہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ مجھ کو گرم پتھر پر بیٹھنا زیادہ پیارا ہے اس سے کہ نماز میں چارزانو ہو کر بیٹھوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چارزانو ہو کر بیٹھنا ان کے نزدیک حرام تھا اور امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے کہا کہ تندرست آدمی کو فرضوں میں تربع (چارزانو بیٹھنا) کرنا بالاجماع جائز نہیں اور بیمار میں اختلاف ہے بعض جائز کہتے ہیں جیسے کہ ابھی گزرا اور بعض جائز نہیں کہتے ہیں لیکن اکثر علماء سے مشہور یہی قول ہے کہ التحیات میں اس ہیئت سے بیٹھنا سنت ہے واجب نہیں پس اس بنا پر اگر کوئی شخص التحیات میں اس طور مسنون سے نہ بیٹھے بلکہ چارزانو ہو کر بیٹھے تو غایت درجہ اس فعل کو مکروہ کہا جائے گا حرام اور ناجائز نہیں کہا جائے گا پس ابن عبدالبر نے جو اس کو ناجائز رکھا ہے تو شاید مراد اس کی اس سے کراہت ہوگی، واللہ اعلم۔

٧٨٥ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَآءٍ ح وَحَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ وَيَزِيْدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَآءٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَا كُنْتُ أَحْفَظَكُمْ لِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَآءَ مَنْكِبَيْهِ

٧٨٥۔ حضرت عمرو بن عطا رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب میں بیٹھا ہوا تھا یعنی دس اصحاب میں جیسے کہ دوسری روایتوں سے معلوم ہوتا ہے سو ہم سب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر کیا یعنی آپ کس طور سے نماز پڑھتے تھے سو ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو زیادہ تر یاد رکھنے والا میں ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ اور اصحاب نے کہا کہ تو ہم سے کس طرح زیادہ یاد رکھتا ہے اس نے کہا کہ میں نے آپ کا اتباع کیا یہاں تک کہ نماز کو خوب یاد کیا سو انہوں نے کہا کہ بیان کر سو اس نے کہا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں کے برابر اٹھاتے اور جب رکوع میں جاتے تو دونوں ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر خوب مضبوط کرتے اور اپنی

وَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَّكَانَهُ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَّلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى وَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْأٰخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْأُخْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى مَقْعَدَتِهٖ وَسَمِعَ اللَّيْثُ يَزِيْدَ بْنَ أَبِيْ حَبِيْبٍ وَيَزِيْدُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَلْحَلَةَ وَابْنُ حَلْحَلَةَ مِنِ ابْنِ عَطَآءٍ قَالَ أَبُوْ صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ كُلُّ فَقَارٍ مَّكَانَهُ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ حَبِيْبٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرٍو حَدَّثَهُ كُلُّ فَقَارٍ.

پیٹھ کر ٹھہرایا کرتے یعنی اپنی پشت کو گردن کے برابر کرتے اور نہ سر کو اونچا کرتے اور نہ نیچا کرتے اور جب رکوع سے سرا ٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہوتے اور ٹھہرے رہتے یہاں تک کہ پشت کی ہر ہڈی اپنی جگہ میں آ جاتی اور جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھتے نہ ان کو بچھاتے اور نہ ان کو پہلو سے ملاتے بلکہ اس سے علیحدہ رکھتے اور اپنے پاؤں کو انگلیوں کو قبلے کی طرف کرتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر التحیات کا ارادہ کرتے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھاتے اور اس پر بیٹھتے اور داہنے پاؤں کو کھڑا کرتے یعنی اس کے اوپر کو قبلے کی طرف کرتے اور جب اخیر رکعت پڑھ کر التحیات بیٹھتے تو اپنے پاؤں کو آگے کرتے یعنی داہنی طرف نکالتے اور داہنے کو کھڑا کرتے اور اپنے چوتڑوں پر بیٹھتے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے وضو کیا پھر قبلے کی طرف منہ کیا پھر اللہ اکبر کہا اور ایک روایت میں ہے کہ جب گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے تو ہاتھ کی انگلیوں کو کھول کر رکھتے اور ایک روایت میں ہے کہ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کہتے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد اور ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے اور ایک روایت میں ہے کہ جب سجدے میں جاتے تو دونوں رانوں کو کھول کر رکھتے اور اپنی پیٹھ کو پیٹ اور رانوں سے علیحدہ رکھتے اور سجدے میں ہاتھوں کو مونڈھوں کے برابر رکھتے یہاں تک کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی پھر اطمینان سے ٹھہرے رہتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ میں پھر آتی پھر سجدے سے سر اٹھاتے اور سیدھے ہو کر بیٹھتے اور ایک روایت میں ہے کہ دو سجدوں کے درمیان تورّک کرتے یعنی بائیں پاؤں کو آگے کر کے بائیں طرف سے باہر نکالتے اور چوتڑ پر بیٹھتے اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں پاؤں کو کھڑا کر کے ایڑیوں پر بیٹھتے اور ایک روایت میں ہے کہ داہنے پاؤں کے اوپر کو قبلے کی طرف کرتے اور بائیں کو بچھا کر اس پر بیٹھتے لیکن اس روایت کو ترجیح ہے یا تعدد واقعہ پر محمول ہے یعنی کبھی تورّک کیا ہوگا اور کبھی پاؤں پر بیٹھے ہوں گے اور ایک راویت میں ہے کہ جب پہلے التحیات میں

بیٹھتے تو داہنی ہتھیلی کو داہنی ران پر رکھتے اور بائیں ہتھیلی کو بائیں ران پر رکھتے اور سبابہ سے اشارہ کرتے یعنی خنصر اور بنصر کو ہتھیلی کے ساتھ ملاتے اور انگوٹھے کو وسطی کے سر پر رکھتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور جب تیسری رکعت کی طرف کھڑے ہونے کا ارادہ کرتے تو تکبیر کہتے اور ایک روایت میں ہے کہ جب اخیر التحیات میں بیٹھتے تو اپنی بائیں ران پر تورّک کرتے اور جب نماز سے پھرتے تو اپنی داہنی طرف کہتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور اسی طرح بائیں طرف کہتے تو ان سب اصحاب نے کہا کہ تو نے سچ کہا ہے حضرت ﷺ ایسے ہی نماز پڑھا کرتے تھے پس ان روایتوں سے حدیث ابوحمید رضی اللہ عنہ کی خوب تفصیل ہوگئی اور نماز کے سب احکام اچھی طرح سے ثابت ہو گئے اور التحیات میں بیٹھنے کا طریقہ بھی خوب طور سے معلوم ہوگیا پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی وباللہ التوفیق اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ پہلے التحیات میں بیٹھنے کی ہیئت اخیر التحیات کی ہیئت سے جدا ہے یعنی پہلے التحیات میں اس طرح سے بیٹھے کے دائیں پاؤں کو کھڑا کرے اور اس کی انگلیوں کا منہ قبلے کی طرف کرے اور بائیں کو بچھا کے اس کے اوپر بیٹھے اخیر التحیات میں تورّک کرے یعنی دائیں پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں کو آگے کر کے نیچے سے دائیں طرف باہر نکالے اور دونوں چوتڑوں کو زمین کے ساتھ ملا کر بائیں ران پر بیٹھے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور تمام شافعیوں کا اور مالکیہ کہتے ہیں کہ دونوں التحیات میں تورّک کرے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ کسی میں بھی تورّک نہ کرے بلکہ جیسے کہ پہلے التحیات میں دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے بائیں پر بیٹھا ہے ویسے ہی اخیر التحیات میں بیٹھے اور امام احمد رحمہ اللہ بھی شافعی کے موافق کہتے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ اگر دو التحیات کی نماز ہو تو اخیر التحیات میں تورّک کرے اور جس نماز میں صرف ایک ہی التحیات ہو جیسے کہ صبح کی نماز ہے تو اس میں تورّک نہ کرے اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صبح میں بھی تورک کرے اور طبری نے کہا کہ دونوں طرح سے بہتر ہے خواہ تورّک کرے اور خواہ نہ کرے اس لیے کہ حضرت ﷺ سے دونوں طرح ثابت ہو چکا ہے اور حنفیہ جو تورّک کے قائل نہیں تو اس حدیث ابوحمید رضی اللہ عنہ کے دو جواب دیتے ہیں اول جواب ان کا یہ ہے کہ کئی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اخیر التحیات میں بھی ویسے ہی بیٹھتے جیسے کہ پہلے التحیات میں بیٹھنا ہے پس اس حدیث ابوحمید رضی اللہ عنہ کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ حضرت ﷺ نے بعض اوقات میں کسی سبب سے تورّک کیا ہوگا تا کہ حدیثوں میں تطبیق ہو جائے سو جواب اس کا یہ کہ حضرت ﷺ کے افعال میں اصل عدم علت کا ہے کماہو۔ پس جب تک کہ کسی حدیث سے صریحاً اس کی علت ثابت نہ ہو جائے تب تک اپنے اصل پر رہے گا اور نیز جائز ہے کہ معاملہ اس کے برعکس ہو یعنی آپ کا بعض اوقات میں تورّک کو چھوڑ دینا کسی سبب سے ہو فما ہو جوابکم فھو جوابنا اور نیز اس طور سے حدیثوں میں تطبیق حاصل نہیں ہوسکتی ہے اس لیے کہ جب حدیث ابوحمید رضی اللہ عنہ کو کسی علت پر محمول کیا جائے تو اب اس کے ساتھ عمل کرنا جائز نہ ہوگا پس اس صورت میں یہ حدیث بالکل مہمل اور متروک العمل رہ جائے گی پھر تطبیق کی کیا صورت اور نیز تطبیق

تو اس کے برعکس میں بھی ہو سکتی ہو کما مر اور نیز تطبیق اس طور سے بھی ہو سکتی ہے بلکہ یہی صحیح ہے کہ دونوں طرح سے التحیات میں بیٹھنے کو جائز رکھا جائے کبھی تورک کر لے اور کبھی پاؤں پر بیٹھ جائے مگر تورّک افضل ہے اور نیز ان حدیثوں سے تورّک کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت ﷺ ہمیشہ ایسے ہی کیا کرتے تھے اور دوم جواب حنفیہ کا یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ابوحمید کی متصل نہیں ہے یعنی محمد بن عمرو بن عطاء نے اس حدیث کو ابوحمید سے نہیں سنا ہے بلکہ اس کا سماع ان اصحاب سے کسی کے ساتھ ثابت نہیں اس لیے کہ عیسیٰ بن عبداللہ نے اس حدیث کو محمد بن عمرو سے روایت کیا ہے سو اس نے محمد اور ابوحمید کے درمیان ایک اور راوی کو بیان کیا ہے یعنی ان دونوں کے درمیان سہل بن سعد کا واسطہ بیان کیا ہے کما اخرجه ابو داؤد وغیرہ اور نیز کہتے ہیں کہ ان دس صحابہ میں سے ایک ابوقتادہ تھے اور اس حدیث کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ محمد بن عمرو نے کہا کہ میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا حالانکہ اس کو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات حاصل نہیں تھی سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث لیث کی ظاہر ہے اس میں کہ محمد بن عمرو نے ابوحمید سے خود سنا ہے اور ابوداؤد وغیرہ کے طریقہ میں صریح آ چکا ہے کہ سمعت ابا حمید یعنی محمد بن عمرو نے کہا کہ میں نے ابوحمید رضی اللہ عنہ سے سنا پس یہ روایت اس کے سماع میں ایسی صریح ہے کہ کوئی اپنی عقل کا دشمن بھی اس میں شک نہیں کر سکتا ہے سو جب اس کا سماع ابوحمید سے ثابت ہو گیا تو کہا جائے گا کہ جب ثقہ کو کسی حدیث یا اسناد میں کوئی زیادتی بیان کرے زیادہ تاکید اور اثبات کے واسطے تو اس میں کچھ نقصان نہیں ہے پس عیسیٰ بن عبداللہ کی حدیث مزید فی متصل الاسانید کے قبیل سے ہو گی اور یہ جو کہتے ہیں کہ محمد بن عمرو کو ابوقتادہ سے ملاقات حاصل نہیں تو وہ تاریخ اس کی سے سند لاتے ہیں کہ ابوقتادہ سنہ ۴۰ھ چالیس ہجری میں شہید ہوا ہے اور محمد بن عمرو کا انتقال سنہ ۱۲۰ھ ایک سو بیس ہجری میں ہوا ہے اور محمد کی کل عمر اسی برس کی ہے سو جب اسی برس کو ایک سو بیس سے منہا کیا جائے تو باقی چالیس برس رہتے ہیں سو اس سے معلوم ہوا کہ محمد بن عمرو کی پیدائش سنہ چالیس ہجری میں ہوئی اور اسی سال میں ابوقتادہ شہید ہوئے ہیں پس معلوم ہوا کہ محمد کو ابوقتادہ سے ملاقات حاصل نہیں ہوئی سو جواب اس کا یہ ہے کہ ابوقتادہ کی موت کے وقت میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سنہ ۵۴ھ چون ہجری میں شہید ہوا ہے سو اس بنا پر محمد بن عمرو کی ملاقات اس سے ممکن ہے اور بر تقدیر تسلیم احتمال ہے کہ جس نے اس کی موت کا وقت بیان کیا یا اس کی عمر کا مقدار بیان کیا اس کو وہم ہو گیا ہو خاص کر جب محمد بن عمرو کا سماع ابوحمید سے ثابت ہو چکا ہے کما مر تو بس یہی کافی ہے واسطے صحت حدیث کے پس اصل یہ ہے کہ دونوں قسم کی حدیثوں میں تطبیق دی جائے فان الاعمال واجب ما امکن اور تطبیق کی صورت وہی ہے جو پہلے گزر چکی ہے واللہ اعلم اور امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ یہ التحیات میں اس شکل سے بیٹھنا سنت ہے یعنی واجب نہیں سو اگر سب التحیاتوں میں تورّک کرے یا دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے بائیں پر بیٹھے یا چار زانو ہو کر بیٹھے یا چوتڑوں کو زمین پر رکھے

اور پنڈلیوں کو کھڑا کرے یا پاؤں کو لمبا کر کے بیٹھے تو ان سب صورتوں میں نماز جائز ہوتی ہے اگر چہ مخالف ہے انتہی۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی تعریف اپنی زبان سے کرنی جائز ہے اس طرح کہ میں فلاں سے زیادہ اعلم ہوں بشرط یہ کہ خود پسندی کا خوف نہ ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض صحابہ سے بعض احکام پوشیدہ رہتے تھے حالانکہ انہوں نے ان کو حضرت ﷺ سے سنا ہوتا تھا اور اکثر اوقات بعض کے بیان کرنے سے دوسروں کو بھی وہ حکم یاد آجاتے تھے اور بعض نے کہا کہ دونوں التحیات میں جدا جدا طور سے بیٹھنے میں یہ حکمت ہے کہ اس سے رکعتوں کی گنتی میں اشتباہ نہیں پڑتا ہے اور نیز پہلے التحیات کے پیچھے سے حرکت آتی ہے یعنی تیسری رکعت کی طرف کھڑا ہونا پڑتا ہے بخلاف دوسرے التحیات کے کہ اس کے پیچھے کوئی حرکت کرنی نہیں پڑتی ہے اور نیز جو شخص پیچھے سے آکر نماز میں ملے اس کو معلوم ہو جائے گا کہ امام اس قدر نماز مجھ سے پہلے پڑھ چکا ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ التَّشَهُّدَ الْأَوَّلَ وَاجِبًا.

پہلے قعدہ میں تشہد یعنی التحیات پڑھنے کو نہ واجب جاننے والے کا بیان یعنی چار رکعت یا تین رکعت کی نماز میں جو پہلے التحیات پڑھنے کے واسطے بیٹھتے ہیں تو اس جلسہ میں التحیات پڑھنا فرض نہیں۔

فائدہ: تشہد کا معنی لغت میں گواہ ہونا ہے اور دل کے علم کا ظاہر کرنا ہے اور شرع میں تشہد اس کو کہتے ہیں کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ زبان سے کہے اور تمام التحیات کو جو تشہد کہتے ہیں تو اس واسطے کہ اس میں بھی دونوں شہادتیں موجود ہیں پس بزرگی کے سبب سے شہادت کو باقی ذکر پر تغلیب دی گئی سو یہ پہلا التحیات پڑھنا امام لیث اور اسحاق وغیرہ جمہور علماء کے نزدیک فرض نہیں سنت ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کا مشہور قول بھی یہی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی ایک روایت میں یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ بعض کے نزدیک واجب ہے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے التحیات پڑھنے کا حکم فرمایا ہے جیسے کہ صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کی روایت آئی ہے اور مطلق حکم واسطے وجوب کے ہوتا ہے اور نیز حضرت ﷺ نے اس پر ہمیشگی کی ہے اور بھول جانے کے وقت سجدہ سہو سے اس کا نقصان پورا کیا ہے پس معلوم ہوا کہ پہلا التحیات پڑھنا واجب ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ جو چیز فرض ہوتی ہے اس کا نقصان سجدہ سہو سے پورا نہیں ہو سکتا ہے جیسے رکوع وغیرہ ہے پس اس سے فرضیت اس کی ثابت نہیں ہو سکتی ہے لیکن مداومت اور امر سے اس کی فرضیت ثابت ہوئی نہ وجوب حالانکہ حنفیہ اس کے قائل نہیں اور نیز سجدہ سہو اس کا نقصان پورا نہیں کر سکتا ہے اور جو لوگ اس کو فرض نہیں جانتے ان کی ایک دلیل تو ابن بحینہ کی حدیث ہے جو ابھی آتی ہے اور دوسری دلیل ان کی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ کہنی بھول جائے تو سجدہ سہو سے اس کا نقصان پورا نہیں ہو سکتا ہے پس ایسے ہی سجدہ سہو کا التحیات کے نقصان کو بھی پورا نہیں

کر سکتا ہے۔ اور تیسری دلیل ان کی یہ ہے کہ یہ ایک ذکر ہے کہ اس کو کبھی پکار کر نہیں پڑھا جاتا پس معلوم ہوا کہ فرض نہیں جیسے کہ شروع نماز کی دعا ہے۔

لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَرْجِعْ.

اس واسطے کہ حضرت ﷺ دو رکعت پڑھ کر بغیر التحیات کے اٹھ کھڑے ہوئے یعنی التحیات پڑھنا بھول گئے اور پھر اس کی طرف نہ پلٹے۔

فائدہ: یعنی جب دو رکعت کے بعد بغیر التحیات پڑھے بھول سے کھڑے ہو گئے تو پھر بعد کھڑے ہونے کے التحیات کی طرف نہ پلٹے کہ اس کو بیٹھ کر پڑھیں پس اگر التحیات پڑھنا فرض ہوتا تو ضرور اس کا تدارک کرتے اور اس کی طرف پلٹ آتے پس معلوم ہوا کہ پہلا التحیات پڑھنا فرض نہیں۔

٧٨٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزَ مَوْلَى بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَقَالَ مَرَّةً مَوْلَى رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ بُحَيْنَةَ وَهُوَ مِنْ أَزْدِ شَنُوْئَةَ وَهُوَ حَلِيفٌ لِّبَنِي عَبْدِ مَنَافٍ وَّكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمُ الظُّهْرَ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ لَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ حَتّٰى إِذَا قَضَى الصَّلَاةَ وَانْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيْمَهُ كَبَّرَ وَهُوَ جَالِسٌ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُّسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ.

٧٨٦۔ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ﷺ نے ان کو ظہر کی نماز پڑھائی سو پہلے دو رکعتیں پڑھ کر (تیسری رکعت کی طرف) اٹھ کھڑے ہوئے اور التحیات کے لیے نہ بیٹھے یعنی التحیات بیٹھنا بھول گئے سو لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ جب نماز ادا کر چکے یعنی اخیر التحیات پڑھ چکے اور لوگ آپ کے سلام کے منتظر رہے یعنی فقط سلام پھیرنی باقی تھی تو آپ نے بیٹھے بیٹھے تکبیر کہی سو دو سجدے کیے سلام پھیرنے سے پہلے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلا التحیات پڑھنا فرض نہیں ہے اس لیے کہ اگر فرض ہوتا تو لوگوں کی تسبیح کہنے کے وقت آپ التحیات کی طرف پلٹ آتے اور اس کو پڑھ کر پھر تیسری رکعت کی طرف کھڑے ہوتے اور یہی ہے وجہ مطابقت حدیث کی باب سے اور یہی ہے مذہب جمہور علماء کا کما مر۔

بَابُ التَّشَهُّدِ فِي الْأُوْلٰى.

پہلے جلسے میں التحیات پڑھنا جائز ہے۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے فقط اس جواز کا ثابت کرنا ہے یعنی پہلے قعدے میں التحیات پڑھنا

شرع میں جائز ہے عام ہے اس سے کہ مستحب ہو یا واجب ہو۔

٧٨٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَامَ وَعَلَيْهِ جُلُوْسٌ فَلَمَّا كَانَ فِيْ اٰخِرِ صَلَاتِهٖ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.

٧٨٧۔ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی سو دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوئے اور التحیات پڑھنا آپ کے ذمہ تھا یعنی اس کو بھول گئے تھے سو جب نماز کے اخیر میں آئے یعنی اخیر التحیات پڑھ چکے تو بیٹھے ہوئے دو سجدے کیے یعنی سہو کے واسطے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ پہلا التحیات پڑھنا واجب ہے اور سابق باب میں اس کا ذکر ہے جو اس کو واجب نہیں جانتا ہے اور سند دونوں کی یہی حدیث ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ آپ نے یہ سجدہ سہو کا کس چیز کے بدلے کیا حنفیہ کہتے ہیں کہ نفس جلسے کے بدلے کیا اس لیے کہ ان کے نزدیک پہلا التحیات بیٹھنا واجب ہے اور اس میں تشہد پڑھنا واجب نہیں اور سجدہ سہو کا واجب کے بدلے ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تشہد کے بدلے سجدہ سہو کا کیا اس لیے کہ جب التحیات بیٹھنا ترک ہوا تو اس میں تشہد پڑھنا بھی ترک ہو گیا سو اس کے بدلے سجدہ سہو کیا اور یہ اس بنا پر ہے کہ ترجمہ باب کا یہ معنی کیا جائے کہ پہلے جلسے میں التحیات پڑھنا بھی واجب ہے پس اس وجہ سے مطابقت حدیث کی باب کے ساتھ ظاہر ہو جائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب

بَابُ التَّشَهُّدِ فِي الْاٰخِرَةِ.

اخیر جلسے میں التحیات پڑھنے کا بیان۔

٧٨٨ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَّفُلَانٍ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى

٧٨٨۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تو التحیات میں بیٹھ کر یہ ذکر کیا کرتے تھے (اللہ کو سلام) جبرائیل کو سلام میکائیل کو سلام فلاں اور فلاں کو سلام (سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنا پس جب نماز ادا کر چکے) تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اللہ پر سلام نہ کیا کرو اس واسطے کہ بے شک اللہ تعالیٰ خود سلام ہے یعنی صاحب سلامتی کا ہے اور سالم اور پاک ہے ہر نقص اور عیب اور آفت سے اور سلامتی بخشنے والا ہے بندوں کو ہر آفت اور ہلاک کرنے والی چیز سے اور ہر سلامتی اور رحمت اسی کو ہے اور اسی کی طرف سے ہے پس سلامتی کی دعا کرنی

عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمُوْهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

اسی شخص کے واسطے لائق ہے جس کو کوئی خوف اور حاجت ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے بے پرواہ اور مستغنی ہے سو جب کوئی نماز میں بیٹھے تو التحیات پڑھے جیسے کہ اس حدیث میں مذکور ہے اور معنی التحیات کا یہ ہے کہ سب عبادتیں قولیہ یعنی زبان کی عبادتیں یعنی تعریف اور ذکر اور بدن کی عبادتیں جیسے کہ نماز اور حج وغیرہ اور مال کی عبادتیں جیسے کہ زکوۃ اور خیرات وغیرہ صرف اللہ ہی کے واسطے ہیں سلام ہو تجھ کو اے پیغمبر! اور اللہ کی رحمت اور برکت اور سلام ہے ہم کو اور سب اللہ کے نیک بندوں پر سو جب تم نے کہا کہ اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہے تو جتنے اللہ کے بندے آسمان اور زمین میں ہیں خواہ فرشتے خواہ پیغمبر خواہ اولیاء خواہ جن خواہ آدمی سب کو تمہارا سلام پہنچ گیا اب ہر ایک کا نام لینا کچھ ضروری نہیں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی لائق بندگی کے نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ بندہ اللہ کا ہے اور اس کا رسول ہے۔

فائدہ: مراد التحیات سے عبادت قولیہ ہیں اور مراد صلوٰت سے عبادات بدنیہ ہیں اور مراد طیبات سے عبادات مالیہ ہیں جیسے کہ ترجمے میں گزرا اور بعضوں نے کہا کہ تحیہ کا معنی سلامت رہنے کا ہے تمام آفتوں سے اور نیز اس کا معنی ملک اور بقا اور عظمت اور حیات بھی آیا ہے اور جمع کا صیغہ اس واسطے لایا گیا کہ ہر ایک بادشاہ کے واسطے ایک تحیہ یعنی تعظیم کا لفظ خاص تھا کہ جب ان کے خادم اور غلام ان سے ملاقات کرتے تو اس لفظ تعظیم کے ساتھ بادشاہ کے حق میں دعا کرتے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب تحیات یعنی ہر قسم کی تعظیمیں خاص اللہ ہی کے واسطے ہیں اور وہی سب کا مستحق ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد صلوٰت سے پانچ نمازیں ہیں یا ہر قسم کی نماز فرض ہو یا نفل یا ہر قسم کی دعا یا ہر قسم کی رحمت یعنی ہر قسم کی نماز اور دعا اور رحمت اللہ کے واسطے خاص ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد طیبات سے پاک اور ستھری کلام ہے جو اس کے شان کے لائق ہے یا دعا اور ثنا مراد ہے تو معنی سب کا یہ ہوا کہ ہر قسم کی تعظیم اور تکریم اور ہر قسم کی نماز اور ہر قسم کی ستھری کلام اللہ ہی کے واسطے خاص ہے اور اس کی طرف پلٹ جاتی ہے اور التحیات میں حضرت ﷺ کو خاص کر کے سلام کہنا اس واسطے آیا ہے کہ آپ کا حق لوگوں پر زیادہ ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ پہلے اپنے واسطے دعا مانگا کرو تو یہ اس واسطے ہے کہ اپنی جان کو بچانا سب سے مقدم ہے اور یہ جو آپ نے سب

نیک بندوں پرسلام کرنا فرمایا تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ مومنوں کے واسطے ایسے طور سے دعا کرے کہ آپ بھی اس میں شامل ہو جائے اور اگر کوئی کہے کہ التحیات میں یہ کلمہ کہنا کہ سلام ہو تجھ کو اے نبی بندہ کے ساتھ خطاب ہے اور بندے کے ساتھ خطاب کرنا نماز میں جائز نہیں پس یہ کلمہ نماز میں کیوں جائز رکھا گیا؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور دوم جواب یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اصحاب کو یہ کلمہ اسی طرح سے سکھلایا ہے سو ہم اس کا اتباع کرتے ہیں ہم کو لیت ولعل میں کچھ غرض نہیں لیکن اب حضرت ﷺ کو مخاطب کر کے سلام کہنا واجب نہیں بلکہ اگر السلام علیك ایها النبی کے بدلے السلام علی النبی کہا جائے یعنی سلام ہو نبی پر تو یہ بھی جائز ہے جیسے کہ صحیح بخاری میں دوسری جگہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کی زندگی میں آپ کو خطاب کے ساتھ سلام کیا کرتے تھے اور آپ کے انتقال کے بعد صیغہ غیب کے ساتھ سلام کیا کرتے تھے اور عبدالرزاق نے عطاء سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ کی زندگی میں اصحاب خطاب سے سلام کیا کرتے تھے اور بعد انتقال کے صیغہ غائب کے ساتھ سلام کیا کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ اب حضرت ﷺ پر خطاب سے سلام کہنا واجب نہیں اور جاننا چاہیے کہ التحیات کے باب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کئی طور پر روایتیں آئی ہیں یعنی بعض صحابہ کے نزدیک التحیات کے الفاظ کئی طرح پر ہیں اور بعض کے نزدیک کئی طرح پر ہیں سو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک تو التحیات کے الفاظ یہ ہیں کہ جو اس حدیث بخاری میں موجود ہیں اور جن کا معنی ابھی گزر چکا ہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک التحیات کے الفاظ یہ ہیں "اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نزدیک التحیات کے الفاظ یہ ہیں "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" سو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء کا عمل تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے التحیات پر ہے اس لیے کہ اس کو کئی طور سے ترجیح ہے اول اس طور سے کہ یہ طریق التحیات کا سب سے زیادہ ترصحیح ہے اور بخاری اور مسلم وغیرہ اصحاب صحاح ستہ نے اس پر اتفاق کیا ہے اور دوم تو اس طور سے کہ اس کے الفاظ میں صحاح ستہ کی روایتوں میں کچھ اختلاف نہیں۔ اور سوم اس طور سے کہ یہ طریق خود رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سیکھا گیا ہے بخلاف اور طریقوں کے کہ ان میں یہ تینوں قسم کی ترجیح نہیں اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کے نہایت درجے کے صحیح ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے اور چوبیس طریقوں سے اس حدیث کی روایت آچکی ہے اور بزار نے کہا کہ التحیات کے باب میں مجھ کو کوئی حدیث معلوم نہیں جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے زیادہ صحیح اور زیادہ ثابت ہو اور چہارم اس طور سے کہ اس التحیات کے الفاظ میں واؤ عطف کی موجود

ہے جو ہر جملہ کے مستقل ہونے پر دلالت کرتی ہے بخلاف دوسرے طریقوں کے کہ ان میں واؤ نہیں ہے اور پنجم اس طور سے کہ اس میں حضرت ﷺ کا حکم وارد ہوا ہے بخلاف دوسرے التحیات کے کہ وہ محض حکایت فعل کی ہے اور ترمذی نے کہا کہ التحیات کے باب میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو سب سے زیادہ ترجیح ہے اور اسی پر عمل ہے اکثر صحابہ اور تابعین وغیرہ کا اور امام شافعی رحمہ اللہ کا عمل ابن عباس کے التحیات پر ہے اس لیے کہ اس میں مبارکات کا لفظ زیادہ ہے اور وہ تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مخالف نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ سے اس کو اخیر عمر میں سیکھا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ کا عمل عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے التحیات پر ہے اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ التحیات لوگوں کو منبر پر سکھلایا سو اس پر کسی نے انکار نہ کیا لیکن یہ سب اختلاف علماء کا فقط افضلیت میں ہے یعنی جمہور تشہد ابن مسعود کو افضل کہتے ہیں) اور امام شافعی رحمہ اللہ تشہد ابن عباس رضی اللہ عنہما کو افضل کہتے ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ تشہد عمر رضی اللہ عنہ کو افضل کہتے ہیں اور جواز میں کسی کو اختلاف نہیں بلکہ تینوں طریقوں میں سے جس کو پڑھے جائز ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ التحیات پڑھنا واجب ہے اس لیے کہ آپ نے اس کے پڑھنے کا حکم فرمایا اور مطلق حکم واسطے وجوب کے ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے امام احمد رحمہ اللہ کا کہ ان کے نزدیک پہلا التحیات پڑھنا واجب ہے اور دوسرا فرض ہے کہ اس کے ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ مذہب ہے کہ التحیات پڑھنا فرض ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک پہلا التحیات پڑھنا سنت ہے اور دوسرا واجب ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں سنت ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ایک روایت میں دونوں سنت ہیں اور ایک روایت میں دونوں واجب ہیں اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک التحیات پڑھنا فرض ہے لیکن کہتے ہیں کہ اگر کوئی صرف اتنا ہی کہے کہ "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ" الخ تو اس کی نماز درست ہو جاتی ہے اور بعضوں نے اس حدیث سے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے کہ اگر کوئی شخص التحیات میں نیک بندوں پر سلام نہ کہے تو اس نے تمام مسلمانوں کا حق چھینا جو پہلے گزر چکے ہیں اور جو قیامت تک پیدا ہوں گے اس لیے کہ التحیات میں ان پر سلام کہنی واجب ہے جیسے کہ التحیات میں معمول ہے اور نیک بندوں سے مراد یہاں وہ لوگ ہیں جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرتے ہیں اور اس کے درجے مختلف ہیں بعض اعلیٰ ہیں اور بعض ادنیٰ اور بعضوں نے کہا کہ صالح اس شخص کو کہتے ہیں جس نے اپنی خواہش کو مطلق چھوڑ دیا ہو اور اللہ کے حکم پر قائم ہوا ہو اور اپنے فائدہ اور نفع کی چیزوں کے لینے سے اور نقصان اور فساد کی چیزوں کے دفع کرنے سے اپنے ہاتھ کو روک لیا ہے اور سب کچھ تقدیر الٰہی کے حوالے کر دیا ہے اور اپنے نفس کا اختیار بالکل اٹھا دیا ہے جیسے کہ شیر خوار لڑکی کا حال دائی کے ساتھ ہوتا ہے اور میت کا حال غسل دینے والے کے ساتھ ہوتا ہے اور جب بندہ اس درجے کو پہنچ جائے تو پھر وہ تمام آفتوں سے سلامت رہتا ہے اور مناسبت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ الدُّعَآءِ قَبْلَ السَّلَامِ.

سلام پھیرنے سے پہلے دعا کرنے کا بیان یعنی جب اخیر التحیات پڑھ چکے تو سلام پھیرنے سے پہلے دعا مانگے پھر سلام پھیرے۔

٧٨٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ فِي الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مَّا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ سَمِعْتُ خَلَفَ بْنَ عَامِرٍ يَقُوْلُ فِي الْمَسِيْحِ وَالْمَسِّيْحِ لَيْسَ بَيْنَهُمَا فَرْقٌ وَّهُمَا وَاحِدٌ أَحَدُهُمَا عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْآخَرُ الدَّجَّالُ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِيْذُ فِيْ صَلَاتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ.

٧٨٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اس دعا کو پڑھا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کے فتنے وفساد سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں میں زندگی اور موت کے فتنے سے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں گناہ اور قرض سے سو کسی نے آپ سے عرض کی کہ آپ قرض سے کیوں بہت پناہ مانگتے ہیں سو آپ نے فرمایا کہ آدمی جب قرضدار ہو جاتا ہے بات کہتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور قرضداروں سے وعدہ کرتا ہے تو پورا نہیں کرتا اور محمد بن یوسف نے کہا کہ میں نے خلف بن عامر سے سنا کہتے تھے کہ مسیح اور مسیّح میں کوئی فرق نہیں یعنی خواہ یا کو ساکن پڑھا جائے خواہ تشدید کے ساتھ پڑھا جائے دونوں ایک لفظ ہیں ان کے مسمی میں کچھ فرق نہیں بلکہ دونوں کا مسمی ایک ہے ایک دونوں مسمیٰ سے عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور دوسرا دجال ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مسیح کہتے ہیں اور دجال کو بھی مسیح کہتے ہیں لیکن بعض نے کہا کہ تشدید کے ساتھ دجال کو کہتے ہیں اور جزم کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کو کہتے ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نماز میں پناہ مانگتے تھے دجال کے فتنے سے۔

فائدہ: دجال ایک شخص کافر کا نام ہے کہ اخیر زمانے میں ظاہر ہوگا اور خدائی کا دعویٰ کرے گا اور خوارق عادت سے

خلقت کو گمراہ کرے گا اور دجال دجل سے مشتق ہے اور دجل کا معنی خلط ملط کر دینے کا ہے سو اس کو دجال اس واسطے کہا گیا کہ وہ سچ کو جھوٹ کے ساتھ خلط ملط کر دے گا یا دجل کا معنی جھوٹ کا ہے تو اس کو دجال اس واسطے کہا گیا کہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے اور دجال کو مسیح اس واسطے کہا جاتا ہے کہ اس کی ایک آنکھ بالکل نہیں یا اس واسطے کہ وہ چند دنوں میں تمام زمین پر پھر جائے گا اور یا اس واسطے کہ اس سے نیکی بند کی گئی ہے یعنی وہ کوئی نیکی نہیں کر سکے گا سو حضرت ﷺ نے اس کے فتنے سے پناہ مانگی اور اگر کوئی کہے کہ حضرت ﷺ کے پہلے اور پچھلے سب گناہ معاف ہو چکے ہیں پھر آپ نے ایسی دعا کیوں مانگی اور نیز آپ نے دجال کو نہیں پایا پس آپ نے اس کے فتنے سے پناہ کیوں مانگی تو جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے تعلیم امت کے واسطے ایسی دعائیں کیا کرتے تھے کہ ہر شخص نماز میں جو اس دعا کو پڑھا کرے تا کہ تمام جہان میں قرن بعد قرن دجال کی خبر مشہور ہو جائے کہ وہ ایک جھوٹا کذاب آدمی ہے سو اس طریق سے وہ جس زمانے میں پیدا ہوگا مسلمان اس کو پہچان جائیں گے یہ وہی دجال ہے جس کی حضرت ﷺ نے خبر دی اور یا یہ کہ امت کے واسطے پناہ مانگتے تھے یعنی الٰہی! میں تجھ سے اپنی امت کے واسطے پناہ مانگتا ہوں اور یا تواضع اور اظہار عبودیت کے واسطے کیا کرتے تھے کہ بندے کا کام بندگی کرنا ہے خواہ گناہ ہو خواہ نہ ہو اس لیے کہ آدمی جتنی دعا کرے اتنے درجے بلند ہوتے ہیں گو دعا قبول ہو چکی ہو پس اس سے معلوم ہوا کہ آدمی ہمیشہ ایسی دعاؤں کو پڑھتا رہے اس لیے کہ جب حضرت ﷺ نے باوجود معصوم ہونے کے اس کو ترک نہ کیا تو جو معصوم نہیں اس کو بطریق اولیٰ اس کا ترک کرنا لائق نہیں اور زندگی کے فتنے سے مراد بیماری اور مال اور اولاد کا نقصان ہے یا کثرت مال کی اللہ سے غافل کرے یا کفر اور گمراہی یا دنیا کی لذات اور شہوات وغیرہ ہیں جو اللہ کے رضامندی میں خلل انداز ہوں اور صراطِ مستقیم سے پھسلا دیں اور موت کے فتنے سے مراد اس وقت کی شدت اور دہشت ہے اور شیطان کا وسوسہ ہے جان کندن کے وقت یا معاذ اللہ خاتمہ بد ہونا اور قرض سے مراد وہ قرض ہے جو اٹھا کرنا جائز کام میں صرف کرے یا جائز کام میں خرچ کرے لیکن اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو جائے یا بغیر ادا کیے مر جائے یا ہر قسم کا قرض مراد ہے اس لیے کہ ذلت اور حاجت سے کوئی قرض خالی نہیں سو آدمی کو چاہیے کہ زندگی اور موت کے فتنے اور قرض سے پناہ مانگے اور اس حدیث سے تعیین کی جگہ معلوم نہیں ہوتی کہ اس دعا کو کس جگہ پڑھے لیکن اس حدیث کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ التحیات کے بعد جس دعا کو چاہے پڑھے پس اس سے ثابت ہوا کہ اس دعا کو التحیات کے بعد پڑھے سلام پھیرنے سے پہلے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ اخیر التحیات میں اس دعا کو پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں اور یہی ہے مذہب جمہور علماء کا اور طاؤس کہتے ہیں کہ واجب ہے لیکن شاید وجوب سے غرض ان کی زیادہ تاکید ہو نہ اصل وجوب انتہی پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

٧٩٠ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا

٧٩٠۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے

اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِيْ دُعَآءً أَدْعُوْ بِهِ فِيْ صَلَاتِيْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.

حضرت ﷺ سے عرض کیا کہ یا حضرت ﷺ آپ مجھ کو کوئی دعا بتلایئے جس کو میں اپنی نماز میں پڑھا کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کر: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ الٰہی میں نے اپنی جان پر ظلم کیا بہت سا ظلم اور گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا ہے سوائے تیرے سو بخش دے مجھ کو اپنے پاس کی مغفرت سے اور مجھ پر رحم کر البتہ تو ہی بڑا بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ کوئی انسان قصور سے خالی نہیں اگرچہ صدیق ہی ہو اور یہ جو کہا کہ سوائے تیرے گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا تو اس میں اقرار ہے اللہ کی توحید کا کہ سوائے اللہ کے ایسا کوئی نہیں اور نیز اس میں اشارہ ہے کہ بڑی مغفرت کر اگرچہ میرے عمل اس کے لائق نہیں اور اس حدیث سے بھی نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس دعا کو نماز میں کس جگہ پڑھے لیکن مشہور یہی ہے کہ التحیات کے بعد پڑھے یا شاید صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ سوال اس وقت ہوگا جب کہ حضرت ﷺ نے ان کو التحیات بتلایا اور فرمایا کہ بعد تشہد کے جو دعا چاہے پڑھے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ مَا يُتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَآءِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ.

التحیات کے بعد جس دعا کو چاہے پڑھے اختیار ہے اور واجب نہیں یعنی مطلق دعا واجب نہیں یا مطلق واجب ہے اور کوئی خاص دعا واجب نہیں لیکن یہ اخیر معنی حدیث کے موافق ہے کما سیاتی.

٧٩١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللهِ مِنْ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَّفُلَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْلُوْا

٧٩١۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نماز میں ہوتے تو کہا کرتے تھے کہ بندوں کی طرف سے اللہ کو سلام اور فلاں اور فلاں کو سلام سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پر سلام نہ کیا کرو اس لیے کہ بیشک اللہ صاحب ہے سلامتی کا اور اسی کی طرف سے سب کو سلامتی ہے لیکن اس طرح کہا کرو کہ زبان کی سب عبادتیں اور

السَّلَامُ عَلَى اللهِ فَإِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ وَلٰكِنْ قُوْلُوا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمْ ذٰلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ فِي السَّمَاءِ أَوْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُوْ.

بدن کی سب عبادتیں اور مال کی سب عبادتیں اللہ ہی کے واسطے خاص ہیں سلام ہو تجھ پر اے پیغمبر! اور اللہ کی رحمت اور برکت اور سلام ہو ہم کو اور اللہ کے سب نیک بندوں پر سو جب تم نے کہا کہ اللہ کے سب نیک بندوں پر سلام ہو تو جتنے اللہ کے بندے آسمان اور زمین میں ہیں سب کو تمہارا سلام پہنچ گیا یعنی ہر ایک کا نام لینا کچھ ضروری نہیں بلکہ مجملا سب کا نام لینا کافی ہے گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی لائق بندگی کے نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ بندہ ہے اللہ کا اور اس کا رسول ہے پھر جو دعا اس کے نزدیک بہت پسند ہو اس کو پڑھے۔

فائدہ: اس حدیث کا بیان مفصل طور سے پہلے گزر چکا ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ التحیات کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے دعا کرنی واجب ہے لیکن کوئی خاص دعا واجب نہیں جس دعا کو چاہے پڑھے اختیار ہے اور اکثر علماء کے نزدیک اس موقع میں دعا کرنی واجب نہیں مستحب ہے اور وہ اس امر کو استحباب پر محمول کرتے ہیں بلکہ بعضوں نے یہ دعویٰ کیا کہ اس کے ناواجب ہونے پر اجماع ہو چکا ہے لیکن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ التحیات کے بعد دجال اور زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ مانگنی واجب ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ التحیات کے بعد حضرت ﷺ پر درود پڑھنا واجب ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ایک روایت میں بھی یہی قول ہے کہ درود پڑھنا واجب ہے اور یہی مذہب ہے اسحاق کا لیکن وہ کہتے ہیں کہ اگر بھول سے چھوٹ جائے تو نماز جائز ہو جاتی ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء کا یہ ہے کہ اخیر التحیات کے بعد درود پڑھنا سنت ہے واجب نہیں اگر چھوڑ دے تو نماز صحیح ہو جائے گی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہے اگر ترک کر دے تو نماز صحیح نہیں ہوگی اور یہی ہے مذہب شعبی کا اور یہی روایت ہے عبداللہ اور عمر رضی اللہ عنہما سے انتہی۔ اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ جس دعا کو چاہے پڑھے تو اس سے ثابت ہوا کہ نماز میں ہر قسم کی دعا مانگنی جائز ہے خواہ دنیا کی کسی حاجت کے واسطے ہو اور خواہ دین کی کسی حاجت کے واسطے ہو اور خواہ قرآن و حدیث میں وہ دعا وارد ہوئی ہو اور خواہ وارد نہ ہوئی ہو جیسے کہے کہ الٰہی! مجھ کو بہشت میں داخل کر یا مجھ کو دنیا میں بہت سا مال دے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ کسی ناجائز کام کے واسطے وہ دعا نہ ہو کہ وہ مطلق منع ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء کا اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام نخعی وغیرہ کے نزدیک ہر قسم کی دعا مانگنی جائز نہیں وہ کہتے ہیں کہ نماز میں فقط وہی دعا مانگنی جائز ہے جو قرآن اور حدیث میں آ چکی ہے اور دعا کوئی جائز نہیں لیکن ظاہر اس حدیث

سے معلوم ہوتا ہے کہ حنفیہ کا یہ قول صحیح نہیں۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَمْسَحْ جَبْهَتَهٗ وَأَنْفَهٗ حَتّٰى صَلّٰى قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ رَأَيْتُ الْحُمَيْدِيَّ يَحْتَجُّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ أَنْ لَّا يَمْسَحَ الْجَبْهَةَ فِي الصَّلَاةِ.

اگر سجدے میں ماتھے اور ناک کو مٹی لگ جائے تو بعض کہتے ہیں کہ اس کو نماز کے اندر صاف نہ کرے بلکہ نماز کے بعد صاف کرے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے حمیدی کو دیکھا وہ اس حدیث سے دلیل پکڑتے تھے اس پر کہ نماز میں ماتھے کو نہ صاف کیا جائے یعنی اس حدیث سے جو ابھی آتی ہے۔

٧٩٢ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ فَقَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَآءِ وَالطِّيْنِ حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّيْنِ فِيْ جَبْهَتِهٖ.

٧٩٢۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سجدہ کرتے تھے پانی اور مٹی میں یہاں تک کہ میں نے مٹی کا نشان آپ کے ماتھے میں دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ نے نماز میں ماتھے کو صاف نہیں کیا اس لیے کہ احتمال ہے کہ آپ نے ماتھے کو صاف کیا ہو لیکن مٹی کا کچھ نشان باقی رہ گیا ہو اور احتمال ہے کہ آپ ماتھے کو صاف کرنا بھول گئے ہوں اور احتمال ہے کہ آپ نے اپنی خواب سچا کرنے کے واسطے ماتھے کو نہ پونچھا ہو اور احتمال ہے کہ واسطے بیانِ جواز کے ماتھے کو صاف نہ کیا ہو اس لیے کہ مسح کو ترک کرنا اولیٰ ہے اور جب اس حدیث میں اتنے احتمال ہوئے تو اب نماز میں ماتھے کو نہ پونچھنے پر اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں اسی واسطے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کا کوئی حکم صریح بیان نہیں کیا اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ نماز میں ماتھے سے مٹی وغیرہ صاف کرنے کو علماء سلف نے مکروہ رکھا ہے۔ انتہی

بَابُ التَّسْلِيْمِ.

التحیات اور درود وغیرہ کے بعد سلام پھیرنے کا بیان یعنی واجب ہے یا نہیں۔

٧٩٣ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٧٩٣۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرتے اور اس کو تمام کرتے تو عورتیں اسی وقت اٹھ کھڑی ہوتیں (یعنی اس واسطے کہ ان کو حکم تھا کہ سلام کے بعد جلدی چلی جائیں) اور آپ تھوڑا سا ٹھہرے رہتے

وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِينَ يَقْضِي تَسْلِيمَهُ وَمَكَثَ يَسِيرًا قَبْلَ أَنْ يَقُومَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأُرٰى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنَّ مُكْثَهُ لِكَيْ يَنْفُذَ النِّسَاءُ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُنَّ مَنِ انْصَرَفَ مِنَ الْقَوْمِ.

کھڑے نہ ہوتے۔ ابن شہاب (راوی) نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں (اور اللہ زیادہ تر جاننے والا ہے) کہ حضرت ﷺ کا ٹھہرنا اس واسطے تھا کہ عورتیں مردوں سے پہلے چلی جائیں کوئی شخص نماز سے پھر کر ان کو نہ پا سکے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز سے سلام پھیرنی فرض ہے اور نماز کا ایک رکن ہے اس لیے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سلام پر ہمیشگی کی ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ یہی مذہب ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء کا پہلوں اور پچھلوں سے وہ کہتے ہیں کہ نماز سے سلام پھیرنا فرض ہے بدون اس کے نماز صحیح نہیں بلکہ اگر السلام علیکم سے ایک حرف بھی کم کرے تو جب بھی نماز درست نہیں ہوگی اور یہی مذہب ہے جمہور صحابہ اور تابعین کا اور جو ان کے بعد ہیں اور اسی پر دلالت کرتی ہے وہ حدیث جو اصحاب سنن نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا **تَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ** یعنی سلام کے ساتھ آدمی نماز سے نکل آتا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز سے سلام پھیرنا اور لفظ سلام کے ساتھ نماز سے باہر آنا فرض نہیں فقط فرض یہ ہے کہ آدمی نماز سے کوئی کام کر کے باہر آئے خواہ سلام کرے یا کسی سے کلام کرے یا کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ اگر سلام کے بدلے گوز مار کر نماز سے باہر آ جائے تو جب بھی درست ہے اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے کہ اگر کوئی التحیات وغیرہ پڑھ کے گوز مارے سلام پھیرنے سے پہلے تو اس کی نماز صحیح ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ فتح الباری میں لکھا ہے **فَقَدْ ضَعَّفَهُ الْحُفَّاظُ** انتہیٰ یعنی حفاظ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے پس اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں اور حنفیہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث ہمیشگی پر دلالت نہیں کرتی کہ کان اکثر کے نزدیک مداومت کے واسطے نہیں اور نیز یہ ہمیشگی عورتوں کے قیام کی ہے وقت سلام کے نہ حضرت ﷺ کے سلام کے سو جواب اس کا یہ ہے کہ اس کے سوا اور بہت حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ ہمیشہ سلام کے ساتھ نماز سے باہر آتے تھے اس کے برخلاف کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوا سوائے اس حدیث مذکور کے جو حفاظ کے نزدیک ضعیف ہے پس کان کا ہمیشگی پر نہ دلالت کرنا یا مداومت سے عورتوں کے قیام کی مداومت مراد لینی حنفیہ کو کچھ مفید نہیں اور نیز کہتے ہیں کہ یہ حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خبر واحد ہے اور خبر واحد سے فرضیت ثابت نہیں ہو سکتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ تیسرے پارے میں مذکور ہو چکا ہے کہ ائمہ اربعہ وغیرہ اہل اصول کے نزدیک خبر واحد سے کتاب اللہ پر زیادتی کرنی جائز ہے پس اس سے فرضیت ثابت کرنی بھی جائز ہوگی اور نیز جب کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور سلف اور خلف کے نزدیک خبر واحد سے فرضیت ثابت ہو جاتی ہے تو پھر اتنے علماء

کے مقابلہ میں حنفیہ کی اس اصطلاح کا کیا اعتبار ہے اور نیز اس حدیث کا خبر واحد ہونا مسلم نہیں بلکہ اگر سلام کی سب حدیثوں کو جمع کیا جائے تو درجہ شہرت سے بھی بڑھ جاتی ہیں، واللہ اعلم بالصواب۔ اور اس حدیث میں مطلق سلام کا ذکر ہے دو یا ایک بار سلام کہنے کا اس میں ذکر نہیں لیکن صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت آ چکی ہے کہ دو بار سلام کہے ایک بار دائیں طرف اور ایک بار بائیں طرف بلکہ طحاوی وغیرہ نے سترہ اصحاب سے یہی روایت کی ہے کہ دو بار سلام کہے اور امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے واسطے مذہب امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور سلف اور خلف کی کہ دو بار سلام کہے اور امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ کہتے ہیں کہ فقط ایک بار سلام کہے اور دلیل ان کی ضعیف حدیثیں ہیں جو صحیح حدیثوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہیں اور اگر کوئی ان میں سے ثابت بھی ہو جائے تو جواز پر حمل کی جائے گی یعنی صرف ایک بار سلام کہنا بھی جائز ہے اور تمام علماء معتبرین کا اتفاق ہے اس پر کہ واجب فقط ایک سلام ہے دوسری سنت ہے سو اگر فقط ایک ہی سلام کہے تو مستحب ہے کہ منہ کے سامنے کہے اور اگر دونوں سلام کہے تو ایک دائیں طرف کہے اور ایک بائیں طرف اور منہ کو دونوں جانب پھیرے اور اگر دونوں سلاموں کو دائیں طرف کہے یا دونوں کو بائیں طرف کہے یا دونوں کو منہ کے سامنے کہے یا پہلی بار دائیں اور دوسرے بار بائیں کہے تو نماز صحیح ہے لیکن فضیلت حاصل نہیں ہوتی انتہی۔ اور یہی ہے مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگردوں کا اور امام مالک رحمہ اللہ کی ایک دلیل وہ حدیث ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنن میں روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ایک سلام کہتے تھے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے جیسے کہ ذکر کیا ہے اس کو عقیلی اور امام ابن عبدالبر نے اور نیز دو سلام کی حدیثیں بہت ہیں اور اُس سے زیادہ صحیح ہیں پس ان کو حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا پر مقدم کیا جائے گا اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں دوسرے سلام کی نفی نہیں بلکہ سکوت ہے پس وہ حدیث فقط ایک سلام کرنے پر دلیل نہیں ہو سکتی ہے اور بعضوں نے کہا کہ پہلے دائیں طرف سلام کہے پھر بائیں طرف کہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر امام فقط ایک بار ہی سلام کہے تو مقتدی کے واسطے سنت ہے کہ دونوں سلام کہے اس لیے کہ مقتدی پہلے سلام کے ساتھ اس کی پیروی سے نکل گیا ہے اب اس کی متابعت کرنی واجب نہیں اور اگر امام پہلا التحیات چھوڑ دے تو مقتدی کو اس کی پیروی کرنی واجب ہے اس لیے کہ وہ نماز کے اندر ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ يُسَلِّمُ حِيْنَ يُسَلِّمُ الْإِمَامُ.
جب امام نماز سے سلام پھیرے تو اس وقت مقتدی بھی سلام پھیرے۔

فائدہ: یعنی یہ واجب نہیں کہ جب امام سلام کو تمام کر چکے تو مقتدی بعد اس کے سلام کہنی شروع کرے بلکہ جائز ہے کہ دونوں کے سلام ایک وقت میں واقع ہو اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس سے یہ ہے کہ مقتدی امام کے سلام کے بعد دعا وغیرہ کے ساتھ مشغول نہ رہے امام کی متابعت کرے کہ مستحب ہے۔

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَسْتَحِبُّ إِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ أَنْ يُسَلِّمَ مَنْ خَلْفَهُ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما مستحب جانتے تھے اس بات کو کہ جب امام سلام کہے تو اسی وقت مقتدی بھی سلام کہے یعنی دونوں ایک وقت میں سلام کہیں لیکن اگر مقتدی امام کے سلام تمام ہونے کے بعد سلام کہنی شروع کرے تو وہ بھی جائز ہے اور مطابقت اس اثر کی باب سے ظاہر ہے۔

٧٩٤ ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ.

٧٩٤۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی سو جب آپ نے سلام کہی تو اسی وقت ہم نے بھی سلام کہی۔

فائدہ: یعنی آپ نے اس سے انکار نہ کیا اور نہ منع فرمایا پس معلوم ہوا کہ امام کی سلام کے ساتھ سلام کہنی جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ حدیث مفصل طور سے پہلے گزر چکی ہے اور نیز ابھی آتی ہے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرَ رَدَّ السَّلَامِ عَلَى الْإِمَامِ وَاكْتَفٰى بِتَسْلِيْمِ الصَّلَاةِ.

مقتدی امام کو سلام کا جواب علیحدہ نہ دے اور صرف نماز کے سلام پر کفایت کرے۔

فائدہ: علماء نے لکھا ہے کہ جب امام اپنی دائیں طرف سلام پھیرے تو یہ نیت کرے کہ میں دائیں طرف کے فرشتوں اور مقتدیوں کو سلام کہتا ہوں اور جب بائیں طرف سلام کہے تو اس وقت یہ نیت کرے کہ میں بائیں طرف کے فرشتوں اور مقتدیوں کو سلام کہتا ہوں اور جب مقتدی دائیں طرف سلام کہے تو یہ نیت کرے کہ میں دائیں طرف کے فرشتوں اور مقتدیوں اور امام کو سلام کہتا ہوں اور بائیں طرف بھی اسی طرح نیت کرے سو مطلب اس باب کا یہ ہے کہ جیسے امام دو بار سلام کہتا ہے اور اس میں مقتدیوں کو سلام کہنے کی نیت کرتا ہے ویسے ہی مقتدی بھی دو بار سلام کہے اور اس میں یہ نیت بھی کر لے کہ میں امام کو سلام کا جواب دیتا ہوں پس مقتدی اپنے اسی سلام کو جو نماز سے باہر آنے کے واسطے کرتا ہے امام کے سلام کا جواب سمجھ لے اور اسی پر کفایت کرے تیسری بار جواب کی نیت سے علیحدہ سلام نہ کہے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ مقتدی امام کے جواب میں ان دو سلاموں پر کفایت نہ کرے بلکہ ان دونوں میں دائیں بائیں کے مقتدیوں وغیرہ کی نیت کرے اور امام کے جواب کے واسطے تیسری بار علیحدہ سلام کہے پس ان کے نزدیک مقتدی تین بار سلام کہے دو بار دونوں طرف کے مقتدیوں وغیرہ کو اور ایک بار خاص امام کو سو امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ تیسری بار امام کو علیحدہ سلام کہنا مستحب نہیں۔

٧٩٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ وَزَعَمَ أَنَّهُ عَقَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا مِنْ دَلْوٍ كَانَ فِيْ دَارِهِمْ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ ثُمَّ أَحَدَ بَنِيْ سَالِمٍ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ لِقَوْمِيْ بَنِيْ سَالِمٍ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّيْ أَنْكَرْتُ بَصَرِيْ وَإِنَّ السُّيُوْلَ تَحُوْلُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِيْ فَلَوَدِدْتُ أَنَّكَ جِئْتَ فَصَلَّيْتَ فِيْ بَيْتِيْ مَكَانًا حَتّٰى أَتَّخِذَهُ مَسْجِدًا فَقَالَ أَفْعَلُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَغَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ مَّعَهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى قَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِيْ أَحَبَّ أَنْ يُّصَلِّيَ فِيْهِ فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ.

٧٩٥۔ حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کو خوب جانا ہے اور خوب پہچانا ہے اور خوب یاد رکھی ہے وہ کلی پانی کی جس کو آپ نے میرے منہ میں مارا تھا ہمارے گھر کے کنوئیں سے) کہ میں نے عتبان بن مالک سے سنا کہتے تھے کہ میں اپنی قوم کی امامت کیا کرتا تھا سو میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں اندھا ہوگیا ہوں اور بیشک نالے پانی کے میری اور میری قوم کی مسجد کے درمیان حائل اور مانع ہوتی ہے یعنی برسات کے دنوں میں راہ میں بہت زور سے پانی بہتا ہے اس سبب سے میں مسجد میں نہیں جاسکتا ہوں سو میں دوست رکھتا ہوں اس بات کو کہ آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھیں جس کو میں جائے نماز ٹھہرا لوں۔ سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں اس کام کو کروں گا یعنی تیرے گھر میں آؤں گا سو دوسری صبح کو جب آفتاب خوب بلند ہوا تو آپ ﷺ تشریف لائے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے سو آپ نے اندر آنے کے لیے اذن مانگا سو میں نے آپ کو اذن دیا اور آپ اندر آئے سو نہ بیٹھے یہاں تک کہ فرمایا کہ تو اپنے گھر سے کس جگہ کو دوست رکھتا ہے جس میں میں نماز پڑھوں سو عتبان نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا جس کو وہ دوست رکھتا تھا سو آپ اس میں نماز کے واسطے کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی پھر آپ نے نماز سے سلام پھیری اور آپ کی سلام کے وقت ہم نے بھی سلام کہی۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتدیوں نے امام کے جواب میں علیحدہ کوئی سلام نہیں کہی اس لیے کہ سلام کا جواب اصل سلام کے بعد ہوتا ہے نہ اس کے وقت میں اور حالانکہ یہاں مقتدیوں کی سلام امام کی سلام کے

وقت میں واقع ہوئی ہے اور نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتدیوں کی سلام حضرت ﷺ کے سلام کی طرح تھی اور آپ کی سلام یا تو صرف ایک بار تھی جس کے ساتھ آدمی نماز سے حلال ہوتا ہے اور یا دو بار تھی پس مقتدیوں کی سلام بھی دو بار ہی ہوگی نہ تین بار جیسے کہ مالکیہ کہتے ہیں پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفلوں میں بھی جماعت کرنی جائز ہے اس لیے کہ یہ نماز اشراق کی تھی کسی فرضی نماز کا وقت نہیں تھا جیسا کہ سیاق حدیث کا اس پر دلالت کرتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گھر میں نفلوں کی جماعت بھی جائز ہے اور یہ کہ جو آدمی کہے کہ میں یہ کام کل کروں گا تو مستحب ہے کہ انشاء اللہ بھی کہے اور یہ کہ بزرگوں سے تبرک لینا اور جس جگہ نماز پڑھتے ہوں اس جگہ نماز پڑھنا اور ان سے تبرک چاہنا جائز ہے اور یہ کہ بزرگ آدمی کی زیارت کرنی جائز ہے اور یہ کہ عذر سے جماعت ساقط ہو جاتی ہے اور اس پر اجماع ہے کہ امام اور عالم کا اپنے بعض دوستوں کو ساتھ لے جانا جائز ہے اور یہ کہ گھر والے سے اذن لینا چاہیے اگر چہ وہ پہلے بُلا چکا ہو اور یہ کہ دن کے نفلوں میں افضل یہ ہے کہ دو دو رکعتیں پڑھے جیسے کہ مذہب جمہور کا ہے اور یہ کہ جب گاؤں یا محلّہ میں کوئی عالم یا کوئی بزرگ آئے تو مستحب ہے کہ محلّہ کے سب لوگ اس کے پاس جمع ہو کر اس کی زیارت کریں اور اس سے مسائل پوچھیں اور یہ کہ نماز کے واسطے ایک جگہ خاص کر مقرر کر رکھنی جائز ہے اور مسجد میں جو اس کی ممانعت آئی ہے تو ریا وغیرہ کے خوف سے ہے اور یہ کہ جو آدمی توحید پر مرے تو آگ میں ہمیشہ نہیں رہے گا، انتہی۔

نووی نے کہا اور یہ جو محمود نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کو خوب جانا پہچانا ہے۔ الخ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس وقت بہت چھوٹا تھا چار پانچ برس کی عمر تھی تو وہم پیدا ہوتا تھا کہ لڑکا ہے شاید کسی لفظ کو حدیث سے بھول گیا ہو سو اس وہم کے دفع کرنے کے واسطے اس نے یہ کلام حدیث کے اول میں کہی یعنی حدیث مجھ کو خوب یاد ہے اس کو بھولا نہیں ہوں اور حضرت ﷺ نے اس کے منہ میں کلی شاید اس واسطے ماری تھی کہ وہ اس کو یاد رکھے اور نقل کرے تا کہ اس کو نقل حدیث کی فضیلت حاصل ہو اور اس کی صحبت آپ سے صحیح ہو جائے سو ایسا ہی ہوا۔

بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ. نماز کے بعد ذکر کرنے کا بیان

فائدہ: جمہور علماء کے نزدیک نماز سے مراد فرضوں کی نماز ہے سنت اور نفل وغیرہ مراد نہیں وہ کہتے ہیں کہ نمازی اس ذکر کو فرضوں کے بعد پڑھا کرے سنتوں اور نفلوں کے بعد نہ پڑھا کرے اور بعض کہتے ہیں کہ اس ذکر کو ہر نماز کے پیچھے پڑھے خواہ فرض ہوں یا نفل ہوں اور اگر فرضوں کے بعد اس ذکر کو تھوڑی دیر کر کے پڑھے جس میں کہ وہ اس سے روگردان نہ سمجھا جائے یا بھول سے دیر ہو جائے پھر اس کو پڑھ لے تو یہ بھی جائز ہے اس میں کچھ نقصان نہیں اور اسی طرح آیۃ الکرسی وغیرہ جن دعاؤں کا نماز کے بعد پڑھنا ثابت ہوا ہے اگر ان کو اس ذکر سے پہلے پڑھ لے اور بعد اس کے ذکر کو پڑھے تو یہ بھی جائز ہے اور جن فرضوں کے پیچھے سنتیں پڑھی جاتی ہیں جیسے ظہر اور شام اور عشاء کی

نماز ہے ان کے بعد اس ذکر کو پڑھنے میں اختلاف ہے جمہور علماء کہتے ہیں کہ فرضوں کے بعد پہلے اس ذکر کو پڑھے بعد اس کے سنتوں کو پڑھے اس لیے کہ صحیح حدیثوں میں صریح آ چکا ہے کہ اس ذکر کو فرضوں کے بعد پڑھے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ فرضوں کے بعد پہلے سنتیں پڑھے بعد اس کے ذکر کرے ان کے نزدیک فرضوں اور نفلوں میں فصل کرنا مکروہ ہے اور اگر کوئی کہے کہ جیسے اس ذکر کا حکم آیا ہے کہ فرضوں کے بعد پڑھا جائے ویسے ہی سنتوں کا حکم بھی یہی آیا ہے کہ فرضوں کے بعد پڑھی جائیں سو اگر ایک کو مقدم کیا جائے تو دوسرے کی بعدیت فوت ہو جائے گی پس ان دونوں میں تطبیق کس طور سے ہوگی؟ سو جواب اس کا یہ ہے کہ دونوں طرح سے جائز ہے خواہ پہلے سنتوں کو پڑھے یا ذکر کو پڑھے اختیار ہے لیکن افضل یہ ہے کہ پہلے ذکر کو پڑھا جائے پھر سنتوں کو پڑھا جائے جیسے کہ مذہب جمہور کا ہے اور اگر کوئی کہے کہ فرضوں کے بعد ذکر کرنا مختلف طور سے آیا ہے اس لیے کہ بعض حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ فرضوں کے بعد اللھم انت السلام الخ پڑھے اور بعض حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آیۃ الکرسی پڑھے اور بعض حدیثوں سے لاالہ الا اللہ الخ وغیرہ اور دعائیں پڑھنی ثابت ہوتی ہیں پس ان سب حدیثوں میں تطبیق کیونکر ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ فرضوں کے بعد یہ سب دعائیں پڑھنی جائز ہیں کبھی کسی دعا کو پڑھ لیا کرے اور کبھی کسی دعا کو پڑھ لیا کرے یا ہر نماز میں سب کو جمع کر لیا کرے ہر طور سے جائز ہے لیکن سب کو جمع کرنا واجب نہیں اور حضرت ﷺ نے بھی ان دعاؤں کو مختلف وقتوں میں پڑھا ہے کسی نماز میں کسی دعا کو اور کسی نماز میں کسی دعا کو پس نمازی جس طور سے پڑھے جائز ہے اور مستحب یہ ہے کہ اس ذکر کو بیٹھے پڑھے اور اگر کھڑے ہو کر پڑھے تو بھی جائز ہے اور یہ جو حنفیہ کہتے ہیں کہ فرض اور نفل کے درمیان فصل کرنا مکروہ ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ صحیح مسلم میں سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی اور بعد اس کے نفل پڑھے سو معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ جب تو جمعہ کی نماز پڑھے تو بعد اس کے کوئی نماز جائز نہیں یہاں تک کہ تو کلام کرے یا اس جگہ سے ہٹ جائے یعنی فرض اور نفل کے درمیان فصل کرنا ضروری ہے خواہ کلام سے کرے یا اس جگہ سے ہٹ جائے اور جب فرض اور نفل میں کلام کے ساتھ فصل کرنا جائز ہوا تو ذکر اور دعا وغیرہ کے ساتھ فصل کرنا بطریق اولی جائز ہوگا اور نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نمازی نے جس جگہ میں فرض پڑھے ہوں اس جگہ سے ہٹنے کے ساتھ بھی دونوں میں فصل ہو جاتا ہے سو اس صورت میں اس سے لازم آئے گا کہ فرض کی جگہ میں نفل پڑھنے جائز ہوں حالانکہ حنفیہ اس کو مکروہ کہتے ہیں وسیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالی۔

٧٩٦ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ

٧٩٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں جب لوگ نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے ذکر کیا کرتے تھے یعنی بعد نماز فرض کے ذکر کرتے تھے

عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِيْنَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوْا بِذٰلِكَ إِذَا سَمِعْتُهُ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب میں ذکر کی آواز سنتا تو پہچان جاتا کہ لوگ نماز ادا کر چکے ہیں یعنی جب کبھی میں جماعت میں حاضر نہ ہوتا تو نماز کا تمام ہونا ذکر سے پہچانتا۔

فائدہ: علماء کہتے ہیں کہ اس وقت ابن عباس رضی اللہ عنہما کم عمر تھے بعض اوقات جماعت میں حاضر نہیں ہوتے تھے سو ذکر کی آواز سے نماز کا تمام ہونا پہچانتے اور بعض کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اخیر صفوں میں ہوتے تھے سلام کی آواز نہیں سن سکتے تھے جب ذکر کے ساتھ آواز بلند ہوتی تو تب ان کو معلوم ہوتا کہ نماز تمام ہو چکی ہے لیکن یہ وجہ ضعف سے خالی نہیں پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد نماز کے بلند آواز سے تکبیر کہنا اور ذکر کرنا جائز ہے بلکہ مستحب ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کا پکار کر پڑھنا ثابت ہوا اور منسوخ ہونا اس کا ثابت نہیں اور یہی ہے مذہب امام ابن حزم رحمہ اللہ کا لیکن اور علماء کے نزدیک بعد نماز کے پکار کر ذکر کرنا مستحب نہیں بلکہ امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے چاروں مذہبوں وغیرہ کے سب علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا مستحب نہیں اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نماز کے بعد پکار کر ذکر کرنا بدعت ہے اور امام ابن بطال نے کہا کہ پکار کر تکبیر کہنا سلف کے کسی عالم سے ثابت نہیں ہوا سوائے اس کے جو ابن حبیب نے حکایت کی ہے کہ لشکروں میں صبح کی نماز کے بعد تین بار بلند آواز سے تکبیر کہا کرتے تھے اور یہ حال لوگوں کا ہمیشہ سے چلا آیا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب اس نے یہ حدیث بیان کی تو اس وقت لوگ ذکر کو پکار کر نہیں کہا کرتے تھے اس واسطے مختار یہی بات ہے کہ امام اور مقتدی دونوں آہستہ ذکر کریں پکار کر نہ کریں مگر تعلیم کی غرض ہو تو جائز ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو تعلیم پر حمل کیا ہے کہتے ہیں کہ اصحاب نے تھوڑے دنوں لوگوں کی تعلیم کے واسطے ذکر کو پکار کر کہا تھا ہمیشہ انہوں نے نہیں پکارا۔

٧٩٧ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أَعْرِفُ انْقِضَآءَ صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيْرِ قَالَ عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

٧٩٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا تمام ہونا تکبیر کی آواز سے پہچانا کرتا تھا۔

عَنْ عَمْرٍو قَالَ كَانَ أَبُوْ مَعْبَدٍ أَصْدَقَ مَوَالِي ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ عَلِيٌّ وَاسْمُهُ نَافِذٌ.

۷۹۸ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ الْفُقَرَآءُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ مِنَ الْأَمْوَالِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَلَهُمْ فَضْلٌ مِّنْ أَمْوَالٍ يَّحُجُّوْنَ بِهَا وَيَعْتَمِرُوْنَ وَيُجَاهِدُوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ قَالَ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ أَدْرَكْتُمْ مَّنْ سَبَقَكُمْ وَلَمْ يُدْرِكْكُمْ أَحَدٌ بَعْدَكُمْ وَكُنْتُمْ خَيْرَ مَنْ أَنْتُمْ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِ إِلَّا مَنْ عَمِلَ مِثْلَهُ تُسَبِّحُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ خَلْفَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ فَاخْتَلَفْنَا بَيْنَنَا فَقَالَ بَعْضُنَا نُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَنَحْمَدُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَنُكَبِّرُ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ تَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ حَتّٰى يَكُوْنَ مِنْهُنَّ كُلِّهِنَّ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ.

۷۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محتاج اصحاب حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے سو انہوں نے عرض کی کہ یا حضرت! مالدار لوگ بلند درجے اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں لے گئے وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں جیسے کہ ہم روزے رکھتے ہیں اور ان کو مال کے سبب سے زیادہ ثواب ہے کہ اس کے ساتھ حج کرتے ہیں اور عمرہ بجا لاتے ہیں اور اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں اور صدقہ وخیرات کرتے ہیں یعنی مال کے سبب سے انہوں نے قرب الٰہی اور بہشت میں بڑے بڑے درجے حاصل کیے ہیں اور بہشت کی ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کے مستحق ہو گئے ہیں اور یہ ہم سے نہیں ہوسکتا کہ ہم کو مال میسر نہیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو وہ چیز نہ بتلاؤں کہ اگر تم اُس پر عمل کرو تو اگلی امتوں کے درجے پاجاؤ اور اپنے زمانے کے سب لوگوں میں بہتر ہو جاؤ اور پچھلے لوگوں سے کوئی تمہارا درجہ نہ پا سکے مگر وہی شخص جو عمل کرے جیسا کہ تم نے کیا (اصحاب نے کہا ہاں یا حضرت ایسی چیز ضرور بتلایئے) فرمایا کہ سبحان اللہ کہو اور الحمد للہ کہو اور اللہ اکبر کہو ہر نماز کے پیچھے تینتیس تینتیس بار سو ہم نے آپس میں اختلاف کیا سو بعضوں نے کہا کہ تینتیس بار سبحان اللہ کہے اور تینتیس بار الحمد للہ کہے اور چونتیس بار اللہ اکبر کہے (یعنی ہر ایک کو اتنی اتنی بار کہے پس یہ کل ایک کم سو ہو ا اور بعض نے کہا کہ کل کو تینتیس بار کہے یعنی ہر ایک کو گیارہ گیارہ بار کہے) سو میں (راوی کہتے ہے) حضرت ﷺ کے پاس پلٹ گیا اور آپ کو یہ حال بتلایا سو آپ نے فرمایا کہ

سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر کہو یہاں تک کہ ان کلموں سے
ہر ایک تینتیس تینتیس بار ہو جائے تو کل ایک کم سو ہوا۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک کلمہ کو تینتیس تینتیس بار کہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ لا اله الا الله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير کے ساتھ سو کا عدد پورا کرے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ چونتیس بار تکبیر کہے سو امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ تطبیق ان سب روایتوں میں اس طور سے ہے کہ تینتیس بار سبحان اللہ کہے اور تینتیس بار الحمد للہ کہے اور چونتیس بار اللہ اکبر کہے اور لا اله الا الله الخ کے ساتھ ختم کرے تا کہ سب روایتوں پر عمل ہو جائے اور بعضوں نے کہا کہ کبھی لا اله الا الله الخ کے ساتھ سو پورا کرے اور کبھی اس کو ترک کرے اور ایک بار تکبیر زیادہ کر کے سو پورا کرے اس لیے کہ جیسے کہ روایتوں میں اختلاف ہے ویسے ہی عمل بھی مختلف طور سے کرے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ پہلے تینوں کلمے دس دس بار کہے یا گیارہ گیارہ بار کہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ان چاروں کلموں کو پچیس پچیس بار کہے سو یہ مختلف اوقات پر محمول ہے یا اختیار ہے جس عدد کو چاہے پڑھے کوئی قید نہیں لیکن یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ ہے اور سب سے زیادہ تر صحیح ہے پس اس کو سب پر ترجیح ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ ثواب اسی شخص کو ملے گا جو ان کلموں کی گنتی کو پورا کرے اور عدد معین سے کچھ زیادہ نہ کرے اور جو اس عدد سے زیادہ پڑھے اس کو یہ ثواب نہیں ہے اس لیے کہ احتمال ہے کہ اس عدد خاص کے مقرر کرنے میں کوئی حکمت اور خاصیت ہو جو زیادہ کرنے سے فوت ہوتی ہے بلکہ بعضوں نے کہا کہ جن مسبحات کی شرع میں حد مقرر ہو چکی ہے ان میں کچھ بڑھانا بدعت مکروہ ہے اس لیے کہ مثلاً جس دوا کے واسطے ایک تولہ شکر مقرر ہو چکی ہو اگر اس میں دو تولے شکر ڈالی جائے تو اس کا فائدہ بالکل باطل ہو جائے گا اور بعضوں نے کہا کہ زیادہ کرنے میں بھی ثواب حاصل ہو جاتا ہے اس لیے کہ جس عدد پر ثواب کا وعدہ تھا اس کو ادا کر چکا ہے پس اس کے واسطے ثواب ہو چکا اب اس پر کچھ زیادہ کرنے سے وہ ثواب باطل نہیں ہوگا لیکن بہتر یہ ہے کہ اس کے ختم پر حکم بجا لانے کی نیت کرے یعنی یہ کہ میں اس حکم کی تعمیل کر چکا ہوں پھر بعد اس کے اگر اس پر کچھ زیادہ کرے تو کچھ حرج نہیں اور صحیح مسلم میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے صبح کے وقت سو بار سبحان الله وبحمده کہا قیامت میں اس کے برابر کوئی نہیں ہوگا مگر جس نے اس کے برابر کہا یا اس سے زیادہ کہا واللہ اعلم۔ اور بعض روایتوں میں یہ آیا ہے کہ پہلے تکبیر کہے پھر تحمید کہے پھر تسبیح کہے لیکن افضل یہ ہے کہ پہلے سبحان اللہ کہے یعنی اللہ پاک ہے اس لیے کہ یہ دلالت کرتا ہے کہ اللہ سب عیبوں اور نقصوں سے پاک ہے اور چونکہ نفی نقص سے کمال ثابت نہیں ہوتا اس واسطے بعد اس کے الحمد للہ کہے یعنی سب تعریف اللہ ہی کے واسطے ہے اس لیے کہ یہ کلمہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ اللہ تمام صفتوں کمال کے ساتھ موصوف ہے اور چونکہ کمال ثابت ہونے سے نفی کبیر

کی لازم نہیں آتی اس لیے بعد اس کے اللہ اکبر کہے یعنی اللہ سب سے بڑا ہے اس کے برابر کوئی نہیں پھر بعد اس کے تہلیل کہے یعنی لا اله الا اللّٰہ یعنی سوائے اللہ کے کوئی لائق بندگی کے نہیں وہ نرالا ہے اس کا کوئی شریک نہیں سو اس ترتیب سے ان کلموں کے درمیان مناسبت پائی جاتی ہے اور ایک طریق میں اس حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے یہ لفظ زیادہ آیا ہے کہ محتاج اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پلٹ گئے سوانہوں نے عرض کی کہ مالدار لوگوں نے ہمارے اس وظیفے کو سنا سوانہوں نے بھی ویسا کیا جیسا ہم نے کیا سو آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے دے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی مشکل عمل کا ثواب آسان عمل والے کو بھی حاصل ہو جاتا ہے جیسے کہ مثلاً کلمہ شہادت ہے کہ اس کا پڑھنا نہایت سہل اور آسان ہے حالانکہ کئی مشکل عبادتوں پر اس کو فضیلت ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب فرض ادا کرنے میں مالدار اور فقیر برابر ہوں تو اس وقت مالدار آدمی فقیر سے افضل ہے اس لیے کہ مالدار صدقہ وخیرات کرنے کے سبب سے جو درجے حاصل کرتا ہے وہ فقیر سے نہیں ہوسکتا اور اکثر صوفیہ کا یہ مذہب ہے کہ فقیر صابر مالدار سے افضل اس لیے ہے کہ جو صفائی اور ستھرائی فقر کے سبب سے فقیر کو حاصل ہے وہ صفائی مالدار کو میسر نہیں اور بعض نے کہا کہ افضل وہ شخص ہے جس کی گزران درمیانی ہو اور بعضوں نے کہا کہ یہ افضلیت مختلف ہے باعتبار اختلاف اشخاص کے یعنی بعض لوگوں کے واسطے مالدار ہونا افضل ہے اور بعضوں کے واسطے فقر افضل ہے اور بعضوں نے کہا کہ کسی کو افضل نہیں کہنا چاہیے اس لیے کہ کوئی مالدار اللہ کے راہ میں خرچ کرے اور فقیر آدمی اس کو دیکھ کر دل میں یہ تمنا کرے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی اللہ کے راستے میں صرف کرتا اور دونوں کی نیت سچی ہو تو دونوں کو ثواب برابر ملتا ہے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ اگر کوئی شخص کسی عالم سے اختلافی مسئلہ پوچھے تو اس کو ایسا جواب دے جس کے ساتھ وہ اہل فضل کا درجہ پائے اور یہ کہ عملوں میں رشک کرنا جائز ہے یعنی یہ کہ جیسے یہ عمل کرتا ہے میں بھی ویسا ہی عمل کروں تا کہ اس کے درجے کو پاؤں اور یہ کہ جن عملوں سے درجے بلند ہوں ان کی طرف جلدی کرنی چاہیے اور یہ کہ نماز کے بعد ذکر کرنے کا بڑا ثواب ہے اور یہ کہ کبھی عمل قاصر عمل متعدی کے برابر ہو جاتا ہے اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں سے مراد بہشت کی نعمتیں ہیں کہ کبھی فنا نہیں ہوں گی ابدالآباد تک ہمیشہ باقی رہیں گی نہ سڑیں گی اور نہ گلیں گی۔

٧٩٩ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ أَمْلَى عَلَيَّ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فِي كِتَابٍ إِلَى مُعَاوِيَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٧٩٩۔ حضرت وراد مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے منشی سے روایت ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف مجھ سے خط لکھوایا (اور اس نے اس خط میں معاویہ کی طرف یہ لکھا) کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز فرض کے پیچھے یہ ذکر پڑھا کرتے تھے کہ سوائے اللہ کے کوئی لائق بندگی کے نہیں ہے وہ اکیلا ہے کوئی

كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَّكْتُوْبَةٍ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهٰذَا وَقَالَ الْحَسَنُ الْجَدُّ غِنًى وَعَنِ الْحَكَمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ وَرَّادٍ بِهٰذَا.

اس کا شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کو حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے الٰہی! کوئی روکنے والا نہیں تیری دی چیز کو اور تیرے روبرو مالدار اور بادشاہی والے کو اس کی مالداری اور بادشاہی کچھ نفع نہیں کرتی صرف نیک عمل فائدہ دیتا ہے یا دنیا کی کوشش اس کو نفع نہیں دیتی ہے یا بھاگ جانے والے کو اس کا بھاگنا نفع نہیں کرتا کہ تمام زمین اور آسمان کا ملک تیرے قبضے میں ہے (اور اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے "يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ أَقْطَارِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ" یعنی اے گروہ جنوں اور آدمیوں کے اگر تم طاقت رکھتے ہو اس کی کہ نکل بھاگو کناروں سے آسمانوں اور زمین کے تو نکل جاؤ نہ نکل سکو گے مگر ساتھ کسی حجت کے لیکن تمہارے پاس کوئی حجت نہیں) اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جد کا معنی مالدار ہونا ہے۔

فائدہ: قسطلانی میں لکھا ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں نہ باعتبار عقل کے اور نہ باعتبار نقل کے عقل کی رو سے تو اس واسطے نہیں کہ دو معبودوں کا ہونا محال ہے اس لیے کہ اگر دو معبودوں کا وجود فرض کیا جائے تو دونوں سے ہر ایک تمام مخلوق پر قادر ہوگا سو اگر ایک نے چاہا کہ مثلاً میں زید کو چلاؤں اور دوسرے نے چاہا کہ میں زید کو کھڑا کروں سو یا تو دونوں کی مراد حاصل ہوگی یعنی زید کا چلنا بھی اور کھڑا ہونا بھی اور یہ محال ہے اس لیے کہ دو ضدوں کا جمع ہونا محال ہے اور یا دونوں سے کسی کی مراد بھی حاصل نہیں ہوگی اور یہ بھی محال ہے اس لیے کہ ہر ایک کی مراد کے موجود ہونے سے مانع دوسرے کی مراد کا حاصل ہونا ہے اور نہیں منع ہے حاصل ہونا مراد ہر ایک کا مگر وقت حاصل ہونے مراد دوسرے کے وبالعکس سو اگر دونوں کی مراد منع ہوئی تو دونوں کی مراد حاصل ہوگی اور یہ محال ہے دو وجہ سے اول اس وجہ سے کہ جب ہر ایک دونوں سے مالانہایت پر قادر تھا تو یہ بات ممکن نہیں کہ ایک دوسرے سے زیادہ تر قدرت رکھتا ہے بلکہ دونوں قدرت میں برابر مساوی ہوں گے پس یہ محال ہے کہ ایک کی مراد وقوع میں آئے اور دوسرے کی نہ آئے اس لیے کہ اس صورت میں ترجیح احد المتساوین کی بلا مرجح لازم آتی ہے اور یہ محال ہے اور دوم اس طرح کہ اگر ایک کی مراد حاصل ہو اور دوسرے کی حاصل نہ ہو تو جس کی مراد حاصل ہوگی وہ قادر مطلق ہوگا اور جس کی مراد حاصل نہیں ہوئی وہ عاجز ہوگا پس وہ اللہ نہ ہو سکے گا اور نقل کے رو سے اس واسطے کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں کہ اللہ نے

قرآن میں فرمایا ﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ ، ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾، ﴿لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ یعنی اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں انتھی۔ اور مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جب معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف یہ خط لکھا تو اس وقت مغیرہ رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ پر حاکم تھا یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ کا صوبہ تھا اور سبب اُس خط کا یہ ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا کہ اگر تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنی ہو تو اس کو لکھ کر میرے پاس بھیج دے تب مغیرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث لکھ کر اس کی طرف بھیج دی۔

بَابُ يَسْتَقْبِلُ الْإِمَامُ النَّاسَ إِذَا سَلَّمَ. جب امام نماز سے سلام پھیرے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔

فائدہ: یہ فقط اسی نماز کے بعد ہے جس کے بعد سنتیں نہیں جیسے کہ فجر اور عصر کی نماز ہے اور جس نماز کے بعد سنتیں ہیں تو اس میں مقدم یہ ہے کہ پہلے سنتوں کو ادا کرے بعد اس کے مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے علماء کہتے ہیں کہ مقتدیوں کے سامنے ہو کر بیٹھنے میں یہ حکمت ہے کہ باہر سے آنے والے کو اطلاع ہو جائے کہ نماز لوگ پڑھ چکے ہیں اس لیے کہ اگر امام اپنی سابق حالت پر بیٹھا رہے تو غیر آدمی کو دیکھ کر وہم پیدا ہوتا ہے کہ شاید وہ التحیات میں ہے اور یا اس میں حکمت یہ ہے کہ مقتدیوں کے سامنے ہو کر ان کو دین کے مسئلے سمجھائے اور بعض نے کہا کہ امام کا مقتدیوں کی طرف پیٹھ کرنا صرف حق امامت کے سبب سے ہے سو جب نماز ادا ہو چکی تو وہ حق نہ رہا پس اب ان کی طرف پیٹھ کرنے میں تکبر اور تعلی کا وہم پیدا ہوتا ہے سو ان کی طرف منہ کر کے بیٹھنے سے یہ وہم بالکل دفع ہو جائے گا۔

٨٠٠ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَآءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى صَلَاةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ.

٨٠٠۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی نماز سے فارغ ہوتے تو ہماری طرف منہ کر کے بیٹھا کرتے تھے۔

٨٠١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى إِثْرِ سَمَآءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ

٨٠١۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صبح کی نماز حدیبیہ میں پڑھائی بارش کے بعد جو اس رات میں برسی تھی سو جب نماز ادا کر چکے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے سو فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے سو اصحاب نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے

فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ.

فرمایا کہ میرے بندوں سے صبح کو بعض ایمان لائے اور بعض کافر ہوئے سو جس نے کہا کہ اللہ کی رحمت سے ہم پر بارش برسی تو اس نے مجھ کو مانا اور ستارے سے انکار کیا اور جس نے کہا کہ فلاں ستارے نے بارش برسائی اور فلاں ستارے کے سبب سے ہم پر پانی برسایا گیا تو وہ کافر اللہ کا منکر ہے اور ستارے کو مانتا ہے۔

فائدہ: یعنی مینہ تو اللہ برساتا ہے اور نادان لوگ اس کو ستارے کی تاثیر سے جان کر اللہ کا شکر نہیں کرتے اور مراد کفر سے کفر حقیقی ہے یعنی جو شخص مینہ کو ستاروں کی تاثیر سے سمجھے اور دل میں یہ اعتقاد رکھے کہ ستارے مینہ برساتے ہیں اور یہی مدبر مختار ہیں تو وہ حقیقتًا کافر ہو جاتا ہے اور اسلام سے نکل جاتا ہے اور یہی قول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء کا اور یہی معنی ہے ظاہر حدیث کا اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے کفران نعمت کا ہے لیکن یہ خاص اسی کے حق میں ہے جو ستاروں کی تاثیر کا اعتقاد نہ رکھتا ہو اور اگر یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ مینہ برساتا ہے اور وہی اس کا پیدا کرنے والا ہے اور یہ ستارے مینہ کی نشانی ہیں تو اس میں کافر نہیں ہوتا لیکن گناہ سے خالی نہیں اسی واسطے ہر آدمی کو لازم ہے کہ زبان کو اس قول سے اور دل کو اس اعتقاد سے پاک صاف رکھے اگر کوئی شخص کہے کہ مینہ کا حقیقی پیدا کرنے والا تو اللہ ہے لیکن اس نے باعتبار عادت ستاروں کو اس کا سبب ٹھہرایا ہے تو اب ستاروں کی طرف مینہ کی نسبت کرنی جائز ہے جیسا کہ آگ کے جلانے اور دوا کی تاثیر وغیرہ اسباب عادیہ ہیں لوگ اعتقاد رکھتے ہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ دلائل نجومیہ سب ظنی ہیں اور ستاروں کے تمام اوضاع اور حرکات کو ضبط کرنا حوصلہ انسان سے باہر ہے اور نیز نجومیوں کو آپس میں سخت اختلاف ہے کہ ایک کی رائے دوسرے سے نہیں ملتی کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ کہتا ہے کوئی ستاروں کی حرکت کسی طور سے بتلاتا ہے اور کوئی کسی طور سے بتلاتا ہے اور بعض ستاروں کی مطلق کچھ تاثیر نہیں ہوتی اس میں عقل نجومیہ بھی حیران ہے چہ جائے کہ اس کو دوسرا کوئی سمجھ سکے پس آگ وغیرہ اسباب عادیہ محسوسہ کی تاثیر پر اس کو قیاس کرنا بالکل غلط ہے خاص کر ایسی حالت میں کہ شارع علیہ السلام سے اس باب میں سخت ممانعت آچکی ہے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے (من اتى كاهنا ومنجما فقد كفر برب الكعبة) یعنی جو شخص کسی کاھن اور نجومی کے پاس جائے تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور نیز زید بن خالد رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی سخت ممانعت پر دلالت کرتی ہے اور اس قسم کی ممانعت اسباب عادیہ آگ وغیرہ کی تاثیر کے باب میں شارع کی طرف سے ثابت نہیں ہوئے پس مینہ کو ستاروں کی طرف نسبت کرنا بالکل جائز نہیں اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اٹھائیس ستارے ہیں جو تمام برس میں دورہ

کرتے ہیں اُن کا چڑھنا لوگوں کو معلوم ہے اور انہیں کو چاند کی اٹھائیس منزلیں کہا جاتا ہے ہر تیرہ دن کے بعد ایک ستارہ ان میں سے مغرب میں ڈوب جاتا ہے اور اسی دن مشرق کی طرف سے اس کے مقابل ایک ستارہ چڑھ آتا ہے سو جاہلیت کے زمانے میں عرب کے لوگ مینہ کو اس تارے کی تاثیر سے سمجھتے تھے جو پچھم میں ڈوب جاتا ہے۔

٨٠٢ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ يَزِيْدَ بْنَ هَارُوْنَ قَالَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَخَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَلَمَّا صَلّٰى أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَرَقَدُوْا وَإِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِيْ صَلَاةٍ مَّا انْتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ.

٨٠٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں آدھی رات تک دیر کی یعنی نماز کے واسطے گھر سے تشریف نہ لائے اور لوگ آپ کے منتظر بیٹھے رہے پھر آپ باہر تشریف لائے سو جب نماز ادا کر چکے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ بیشک لوگ نماز پڑھ چکے اور سو گئے اور ہمیشہ تم نماز ہی میں ہو جب تک تم نماز کے منتظر رہو گے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جب امام نماز سے سلام پھیرے تو مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے ان کو پیٹھ دے کر نہ بیٹھے اور یہی ہے وجہ مطابقت ان حدیثوں کی باب سے۔

بَابُ مُكْثِ الْإِمَامِ فِيْ مُصَلَّاهُ بَعْدَ السَّلَامِ.

امام کو سلام کے بعد اپنے مصلے پر ٹھہرنا جائز ہے یعنی اگر امام مقتدیوں کی طرف منہ کر کے مصلے پر ٹھہرنا چاہے تو جائز ہے تو پہلے باب کے مسئلے کا بھی اس میں ضرور لحاظ رکھے۔

فائدہ: مصلے پر ٹھہرنا عام ہے کہ کسی ذکر یا دعا کے واسطے ہو یا لوگوں کو وعظ کرنے کی غرض سے ہو یا وہیں نفل پڑھنے کا ارادہ ہو سب طرح سے جائز ہے لیکن امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک مکروہ ہے کما سیاتی۔

وَقَالَ لَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّيْ فِيْ مَكَانِهِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ الْفَرِيْضَةَ وَفَعَلَهُ الْقَاسِمُ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ لَا يَتَطَوَّعُ الْإِمَامُ فِيْ مَكَانِهٖ وَلَمْ يَصِحَّ.

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جس جگہ فرض نماز پڑھتے اسی جگہ میں نفل پڑھا کرتے تھے یعنی فرضوں کے بعد اپنے مصلے پر ٹھہرے رہتے اسی جگہ میں نفل ادا کرتے تھے اس جگہ سے آگے پیچھے نہ ہوتے اور قاسم بن محمد نے بھی اس فعل کو کیا یعنی فرضوں کی جگہ میں نفل پڑھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ امام اپنے مصلے پر نفل نہ پڑھے یعنی فرضوں کی جگہ میں

لیکن یہ حدیث صحیح نہیں ہوئی بلکہ ضعیف ہے اس واسطے
کہ اس کی اسناد میں ضعف اور اضطراب ہے فقط لیث
بن ابی سلیم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور وہ راوی
ضعیف ہے۔

فائدہ: اس باب میں مغیرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوع روایت مروی ہے کہ امام فرضوں کی جگہ میں نفل نہ پڑھے لیکن یہ حدیث بھی ضعیف اور منقطع ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ امام نفل نہ پڑھے یعنی فرضوں کے بعد یہاں تک کہ اپنے مصلے سے ہٹ جائے اور اسناد اس کی حسن ہے اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کی اگرچہ ضعیف ہیں لیکن اس حدیث علی رضی اللہ عنہ کی تقویت اور تائید کرتی ہیں پس اس سے معلوم ہوا کہ امام نے جس جگہ فرض پڑھے ہوں اس جگہ میں اس کو نفل پڑھنے مکروہ ہیں اور یہی ہے مذہب اکثر علماء کا اور یہی قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا اور شاید یہ کراہت اس واسطے ہے کہ نفل فرضوں کے ساتھ نہ مل جائیں اس واسطے کہ صحیح مسلم میں سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ جب تو جمعہ پڑھ چکے تو بعد اس کے کوئی نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ تو کسی سے کلام کرے یا اس جگہ سے ہٹ جائے سو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرضوں کی جگہ نفل نہ پڑھنے سے یہی غرض ہے کہ اُن دونوں کے درمیان فصل ہو جائے اور اُن میں اشتباہ اور التباس پڑنے سے امن ہو جائے اس واسطے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب فرضوں کے بعد کلام کر لے تو اس حالت میں فرضوں کی جگہ نفل پڑھنے جائز ہیں اس لیے کہ کلام کرنا اور اس جگہ سے ہٹ جانا آپس میں ایک دوسرے کے مقابل واقع ہوئے ہیں پس ثابت ہوا کہ یہ کراہت اشتباہ پر محمول ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فعل اس پر محمول ہے کہ وہ شاید فرض اور نفل کے درمیان کلام کر لیتے تھے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ فرض کی جگہ نفل نہ پڑھے اس لیے کہ کبھی باہر سے آنے والا اس کو فرض میں خیال کر کے اس کے پیچھے اقتدا کرتا ہے حالانکہ یہ جائز نہیں لیکن یہ قیاس ہے مقابلے نص کے پس قطعاً باطل ہوگا اور نیز صحیح حدیثوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ فرض پڑھنے والے کی نماز نفل پڑھنے والے کے پیچھے جائز ہے پس اس کو ناجائز کہنا جائز نہیں، واللہ اعلم۔ اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ فرضوں کے بعد سنتیں ہوں گی یا نہیں ہوں گی سو اگر ان کے بعد سنتیں ہوں تو اوّل سنتوں کو پڑھے یا ذکر کو پڑھے جمہور علماء کہتے ہیں کہ ذکر کو پہلے پڑھے پھر نفل ادا کرے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ پہلے نفل ادا کرے پھر ذکر پڑھے اور اگر فرضوں کے بعد نفل نہ ہوں تو امام اور مقتدی سب مل کر ذکر کو پڑھیں اور اس کے واسطے کوئی جگہ معین نہیں بلکہ اگر چاہیں تو چلے جائیں اور ذکر کریں اور چاہیں تو وہیں بیٹھ کر ذکر کریں اور اگر وہیں ٹھہر کر ذکر کریں تو مستحب ہے کہ امام ان کی طرف منہ کر کے ان کو کچھ وعظ سنائے اور اگر ان کو وعظ نہ سنائے تو اپنے دائیں پہلو کو مقتدیوں کی طرف کرے اور بائیں پہلو کو قبلے کی

طرف کر کے بیٹھے اور دعا کرے اور یہی ہے مذہب اکثر علماء شافعیہ کا اور اگر تھوڑی دیر بیٹھنا ہو تو قبلے کی طرف منہ کر کے بیٹھے کہ اس میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے اور اگر دیر تک بیٹھنا ہو تو پہلے طور سے بیٹھے، واللہ اعلم۔

۸۰۳ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ يَمْكُثُ فِيْ مَكَانِهٖ يَسِيْرًا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَنُرٰى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ لِكَيْ يَنْفُذَ مَنْ يَّنْصَرِفُ مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ كَتَبَ إِلَيْهِ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ هِنْدٌ بِنْتُ الْحَارِثِ الْفِرَاسِيَّةُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مِنْ صَوَاحِبَاتِهَا قَالَتْ كَانَ يُسَلِّمُ فَيَنْصَرِفُ النِّسَآءُ فَيَدْخُلْنَ بُيُوْتَهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَّنْصَرِفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَتْنِيْ هِنْدُ الْفِرَاسِيَّةُ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَتْنِيْ هِنْدُ الْفِرَاسِيَّةُ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ أَنَّ هِنْدَ بِنْتَ الْحَارِثِ الْقُرَشِيَّةَ أَخْبَرَتْهُ وَكَانَتْ تَحْتَ مَعْبَدِ بْنِ الْمِقْدَادِ وَهُوَ حَلِيْفُ بَنِيْ زُهْرَةَ وَكَانَتْ تَدْخُلُ عَلٰى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَتْنِيْ هِنْدُ

۸۰۳۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرتے تو تھوڑی دیر اپنی جگہ میں ٹھہرے رہتے ابن شہاب نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ شاید آپ کا ٹھہرنا اس واسطے تھا کہ عورتیں گھروں کو پہلے پلٹ جائیں یعنی عورتوں اور مردوں کے ملنے کا راہ میں اتفاق نہ ہو۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرتے تھے سو عورتیں بعد اس کے جلدی پلٹ جاتیں اور آپ کے پھرنے سے پہلے گھروں میں جا پہنچتیں۔

الْقُرَشِيَّةُ وَقَالَ ابْنُ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ الْفِرَاسِيَّةِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ حَدَّثَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: ایک روایت میں نسائی سے اس طور سے آیا ہے کہ جب حضرت ﷺ نماز سے سلام پھیرتے تو عورتیں اسی وقت اٹھ کھڑی ہوتیں اور حضرت ﷺ اور تمام مرد بیٹھے رہتے سو جب آپ کھڑے ہوتے تو اس وقت مرد بھی کھڑے ہوتے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کو سلام کے بعد اپنے مصلے پر ٹھہرے رہنا جائز ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے لیکن ابن شہاب کی اس علت بیان کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مقتدی صرف مرد ہوں تو اس وقت امام کو مصلے پر ٹھہرنا مستحب نہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو مسلم میں روایت ہے کہ حضرت ﷺ سلام کے بعد نہیں بیٹھتے تھے مگر اس قدر کہ جس میں (اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ) پڑھتے سو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کے پیچھے فقط مرد ہوتے تو اسی قدر ٹھہرتے اور جب عورتیں بھی ہوتیں تو اس وقت آپ زیادہ ٹھہرتے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ جب سلام پھیرتے تو اسی وقت اٹھ کھڑے ہوتے اور اسی طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے فعل سے بھی ثابت ہوتا ہے سو ان حدیثوں میں وہ نماز مراد ہے جس کے بعد سنتیں ہوں اور نیز یہ اسی حالت پر محمول ہے جب کہ امام کے پیچھے عورتیں نہ ہوں فقط مرد ہوں کما مر۔ اور نیز ان حدیثوں سے ذکر ماثور کی نفی ثابت نہیں ہوتی ہے اس لیے کہ وہ ذکر نہایت تھوڑے وقت میں ادا ہو جاتا ہے بلکہ جب سلام کے بعد سنتوں کی طرف کھڑا ہونے لگے تو اتنے عرصے میں بھی وہ وظیفہ ادا ہو سکتا ہے پس سلام کے بعد یہ ذکر کرنا جلدی اٹھ کھڑا ہونے کے منافی نہیں اور نیز حنفیہ فرضوں کے بعد اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وغیرہ کو پڑھنا جائز رکھتے ہیں بلکہ اس زمانے کے حنفی تو بعض فرضوں کے دعا کرنے کو واجب کی طرح جانتے ہیں سو جب فرض اور نفل میں اس دعا اور ذکر وغیرہ کے ساتھ جدائی کرنی جائز رکھتے ہیں تو پھر لا الہ الا اللہ...... الخ وغیرہ ذکر ماثور جو اوپر مذکور ہو چکا ہے بطریق اولیٰ جائز ہوگا پس اس وجہ سے سب حدیثوں میں تطبیق ہو جائے گی وباللہ التوفیق اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام مقتدیوں کے حال کی رعایت کرے اور یہ کہ جس چیز سے گناہ میں پڑنے کا خوف ہو اس سے بچتا رہے اور یہ کہ تہمت کی جگہ سے بچتا رہے اور یہ کہ مردوں کا عورتوں سے ملنا مکروہ ہے چہ جائیکہ کہ گھر ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتیں جماعت میں حاضر ہوا کرتی تھیں۔

بَابُ مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَذَكَرَ حَاجَةً — اگر امام سلام کے بعد کسی حاجت کے واسطے جلدی اٹھ کر

فَتَخَطَّاهُمْ. لوگوں کے درمیان سے گزرتا چلا جائے تو جائز ہے۔

فائدہ: یعنی سلام کے بعد مصلے پر ٹھہرے رہنا جیسا کہ پہلے باب میں مذکور ہو چکا ہے فقط اسی وقت ہے جب کوئی حاجت نہ ہو اور جب کوئی حاجت پیش آ جائے تو اس وقت امام کو مصلے سے اٹھ کر چلے جانا جائز ہے لیکن اس باب میں حاجت کی قید لگانی تکلف سے خالی نہیں اس لیے کہ سلام کے بعد مصلے پر ٹھہرنا کوئی واجب امر نہیں بلکہ مستحب ہے بلکہ اکثر علماء کے نزدیک مکروہ ہے کما مر۔ پس اگر امام فوراً مصلے سے اٹھ کر چلا جائے تو لا محالہ جائز ہوگا اس لیے کہ جواز استحباب کے مخالف نہیں بلکہ ٹھہرنے کو مکروہ کہنے والوں کے نزدیک اٹھ کر چلے جانا اولیٰ ہوگا مگر شاید اس واسطے یہ قید ہو کہ حاجت کے لیے لوگوں کی گردنوں پر چلے جانا جائز ہے ورنہ مکروہ ہے، واللہ اعلم۔

٨٠٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ إِلَى بَعْضِ حُجَرِ نِسَآئِهِ فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهِ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَرَأَى أَنَّهُمْ عَجِبُوْا مِنْ سُرْعَتِهِ فَقَالَ ذَكَرْتُ شَيْئًا مِّنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ أَنْ يَّحْبِسَنِي فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ.

٨٠٤۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مدینہ میں عصر کی نماز پڑھی سو آپ نے نماز سے سلام پھیرا پھر جلدی اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنوں پر سے قدم مارتے اپنی بیویوں کے حجرے کی طرف چلے گئے پھر آپ گھر سے تشریف لائے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا کہ لوگوں کو آپ کے جلدی اٹھ کھڑے ہونے سے تعجب ہوا ہے سو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو نماز میں ایک سونے کا ٹکڑا یاد آیا جو ہمارے پاس تھا یعنی میرے دل میں اس کا خیال گزرا سو میں نے مکروہ جانا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے سے روک رکھے سو میں نے اس کے خیرات کر دینے کا حکم کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام کے بعد مصلے پر ٹھہرنا واجب نہیں بلکہ اٹھ کر چلے جانا جائز ہے کما مر اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حاجت کے واسطے لوگوں کی گردنوں پر سے گزرنا جائز ہے اور یہ کہ نماز میں جائز کام کا قصد اور فکر کرنا نماز کو باطل نہیں کرتا بلکہ اس کے کمال کو بھی نقصان نہیں پہنچاتا اور یہ کہ باوجود قدرت کے صدقے میں دوسرے کو نائب کرنا جائز ہے۔

بَابُ الْإِنْفِتَالِ وَالْإِنْصِرَافِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشِّمَالِ وَكَانَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَّنْفَتِلُ عَنْ يَّمِيْنِهِ وَعَنْ يَّسَارِهِ وَيَعِيْبُ عَلٰى مَنْ يَّتَوَخَّى أَوْ مَنْ يَّعْمِدُ الْإِنْفِتَالَ عَنْ يَّمِيْنِهِ.

نماز کے بعد دائیں اور بائیں طرف پھر کر بیٹھنے کا بیان یعنی سلام کے بعد امام خواہ اپنے دائیں طرف منہ کر کے بیٹھے اور خواہ بائیں طرف منہ کر کے بیٹھے دونوں طرح سے جائز ہے کسی میں کراہت نہیں۔

اور انس رضی اللہ عنہ اپنے دائیں اور اپنے بائیں دونوں طرف پھر کر بیٹھا کرتے تھے یعنی کبھی دائیں طرف پھر کر بیٹھتے اور کبھی بائیں طرف پھر کر بیٹھتے اور عیب کرتے تھے اس شخص پر جو دائیں طرف پھرنے کا قصد کرے

فائدہ: صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات دائیں طرف پھر کر بیٹھا کرتے تھے سو ظاہراً ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے اس لیے کہ انس رضی اللہ عنہ کے پہلے اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ دائیں طرف پھر کر بیٹھنے کا قصد کرنا منع ہے سو وجہ تطبیق کی ان دونوں میں اس طور سے ہو کہ مراد قصد کرنے سے پہلے اثر میں یہ ہے کہ دائیں طرف پھرنے کو واجب جانے سو انس رضی اللہ عنہ ایسے آدمی کو برا جانتے تھے پس معلوم ہوا کہ دونوں طرف پھر کر بیٹھنا جائز ہے پس وجہ مناسبت اس اثر کی باب سے ظاہر ہوگئی۔

٨٠٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ لَا يَجْعَلْ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِّنْ صَلَاتِهِ يَرٰى أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَّمِيْنِهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا يَّنْصَرِفُ عَنْ يَّسَارِهِ.

٨٠٥۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی شخص اپنی نماز سے شیطان کا حصہ نہ ٹھہرائے کہ دائیں طرف منہ کر کے بیٹھنے کو اپنے پر واجب اور لازم جانے (اور بائیں طرف پھرنے کو جائز نہ رکھے) اس لیے کہ بیشک میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ بہت بار بائیں طرف منہ کر کے بیٹھتے تھے۔

فائدہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول اسی شخص کے حق میں ہے جو دائیں طرف پھرنے کو واجب جانے پس اس قول اور انس رضی اللہ عنہ کے قول مذکور کا ایک ہی مطلب ہے صحیح مسلم کی روایت میں آیا ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اکثر اوقات بائیں طرف سے پھر کر بیٹھتے تھے سو اس حدیث میں اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو مسلم سے اوپر منقول ہو چکی ہے ظاہراً تعارض معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ دونوں میں افعل کا صیغہ وارد ہوا ہے سو امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اس طرح کرتے تھے اور کبھی اس طرح کرتے تھے سو جو کوئی جس طرف کے اکثر ہونے کا اعتقاد رکھتا تھا ویسے اس نے خبر دی سو معلوم ہوا کہ دونوں طرف پھرنا جائز ہے اور یا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حضر پر محمول ہے اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی سفر پر محمول ہے یعنی جب آپ مسجد میں نماز پڑھتے تو بائیں طرف پھر کر بیٹھتے اس لیے کہ آپ کی بیویوں کے حجرے بائیں طرف تھے اور جب سفر میں ہوتے تو دائیں طرف پھر کر بیٹھتے پس حاصل اس مسئلے کا یہ ہے کہ نماز سے پھر کر بیٹھنے کے واسطے کوئی طرف خاص معین نہیں خواہ دائیں طرف پھر کر بیٹھے خواہ بائیں طرف پھر

کر بیٹھے دونوں طرح سے جائز ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ علماء کہتے ہیں کہ جس طرف حاجت ہو اس طرف منہ کر کے بیٹھنا افضل ہے خواہ دائیں طرف ہو خواہ بائیں طرف اور اگر کسی طرف بھی حاجت نہ ہو تو پھر دائیں طرف منہ کر کے بیٹھنا افضل ہے اس لیے کہ بہت حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ دائیں طرف کو بائیں طرف پر فضیلت ہے جیسے کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور ترمذی نے کہا کہ اس پر ہے عمل اکثر علماء کا کہ جس طرف چاہے پھر کر بیٹھ جائے کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مستحب امر پر اصرار کرنا اور اس کو واجب جاننا بدعت ہے اس لیے کہ ہر چیز میں اول دائیں طرف سے شروع کرنا مستحب امر ہے لیکن جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خوف کیا کہ لوگ اس کو واجب سمجھ بیٹھیں گے تو صاف کہہ دیا کہ جو اس کو واجب سمجھے اور اس پر اصرار کرے تو اس نے اپنی نماز سے شیطان کا حصہ کیا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تقلید شخصی اور مذہب معین کا التزام کرنا اور اس کو واجب جاننا بدعت ہے اس لیے کہ جب قرآن وحدیث میں مسئلہ پایا جائے تو اس وقت تقلید شخصی مباح امر ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الثُّوْمِ النِّيِّ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ.

کچی لسن، پیاز اور گندنا (پیاز کی طرح بدبودار ترکاری) کے کھانے کا بیان۔

فائدہ: یہ باب احکام مساجد سے ہے اور پہلے باب احکام نماز میں ہیں لیکن چونکہ پہلے بابوں سے بطریق عموم جماعت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اس لیے مناسب ہوا کہ جو شخص کسی عذر کے سبب جماعت میں حاضر نہیں ہو سکتا اس کا بیان کیا جائے اور کچا لسن، پیاز کھانے والا بھی جماعت سے منع کیا گیا ہے اس لیے کہ اس کا بیان کرنا مناسب ہوا اور یہی وجہ ہے مناسبت اس باب کی احکام نماز سے اور گندنا کا ذکر اس باب کی حدیثوں میں نہیں جیسا کہ آئندہ معلوم ہو گا لیکن اس میں اشارہ ہے طرف اس بات کی کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعض طریقوں میں اس کا ذکر آ گیا ہے۔

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ الثُّوْمَ أَوِ الْبَصَلَ مِنَ الْجُوْعِ أَوْ غَيْرِهٖ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا بیان کہ جو شخص لسن، پیاز کچا کھائے بھوک وغیرہ کے سبب سے سو ہماری مسجد کے نزدیک ہرگز نہ آئے۔

فائدہ: بھوک کی قید اس میں اس واسطے زیادہ کی ہے کہ جب بھوک کے سبب سے کھانا منع ہوا تو بدون اس کے کھانا بطریق اولیٰ منع ہو گا۔

٨٠٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ

٨٠٦۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس درخت یعنی لسن سے کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ

عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يُرِيْدُ الثُّوْمَ فَلَا يَغْشَانَا فِيْ مَسْجِدِنَا قُلْتُ مَا يَعْنِيْ بِهٖ قَالَ مَا أُرَاهُ يَعْنِيْ إِلَّا نِيْئَهٗ وَقَالَ مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ إِلَّا نَتْنَهٗ.

آپ کی مراد اس سے کیا ہے کچا یا پکا ہوا یا دونوں سو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ مراد آپ کی کچالسن' پیاز ہے اور مخلد نے کہا کہ مراد اس کی بو ہے۔

فائدہ: صحیح مسلم میں اس حدیث کے آخر میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ فرشتوں کو اس چیز سے یعنی بد بو سے تکلیف ہوتی ہے جس سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

٨٠٧ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِي الثُّوْمَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا.

٨٠٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن فرمایا کہ جو شخص اس درخت سے کھائے یعنی کچالسن سو ہماری مسجد کے نزدیک ہرگز نہ آئے۔

٨٠٨ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ زَعَمَ عَطَآءٌ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ زَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ ثُوْمًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ قَالَ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهٖ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِقِدْرٍ فِيْهِ خَضِرَاتٌ مِّنْ بُقُوْلٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيْحًا فَسَأَلَ فَأُخْبِرَ بِمَا فِيْهَا مِنَ الْبُقُوْلِ فَقَالَ قَرِّبُوْهَا إِلٰى بَعْضِ أَصْحَابِهٖ كَانَ مَعَهٗ فَلَمَّا رَاٰهُ كَرِهَ أَكْلَهَا قَالَ كُلْ فَإِنِّيْ أُنَاجِيْ مَنْ لَّا تُنَاجِيْ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ أُتِيَ بِبَدْرٍ وَّقَالَ ابْنُ وَهْبٍ يَعْنِيْ طَبَقًا فِيْهِ خَضِرَاتٌ وَّلَمْ

٨٠٨۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کچالسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے الگ رہے یا ہماری مسجد سے الگ رہے اور چاہیے کہ اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور بیشک کوئی شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانے کی ہنڈیا لایا جس میں کہ لسن' پیاز وغیرہ سبزیوں کا ساگ پکا ہوا تھا سو آپ کو ان کی بد بو آئی سو آپ نے پوچھا کہ اس میں کیا ہے سو کسی نے آپ کو خبر دی کہ اس میں لسن اور پیاز وغیرہ کا ساگ ہے سو فرمایا کہ اس کھانے کو بعض اصحاب کے نزدیک کردو یعنی ابوایوب رضی اللہ عنہ کے جو اس وقت آپ کے پاس موجود تھا جب آپ نے دیکھا کہ اس نے کھانے کو مکروہ جانا ہے تو فرمایا کہ تو کھا اس واسطے کہ میں بات چیت کرتا ہوں اُس سے جس سے تو بات چیت نہیں کرتا یعنی جبرائیل سے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے پاس ایک

يَذْكُرِ اللَّيْثُ وَأَبُوْ صَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ قِصَّةَ الْقِدْرِ فَلَا أَدْرِىْ هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ أَوْ فِي الْحَدِيْثِ.

طشت (یعنی تھال) لایا گیا جس میں کئی قسم کی سبز چیزیں تھیں۔

فائدہ: صحیح مسلم میں ہے کہ جب حضرت ﷺ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں اترے تو وہ کھانا تیار کر کے آپ کے پاس بھیج دیا کرتا تھا اور جب باقی بچا کھانا اس کے پاس پلٹ کر لایا جاتا تو پوچھتا حضرت ﷺ نے کس جگہ سے کھایا ہے سو اس جگہ سے وہ کھاتا سو ایک بار اس نے ساگ پکا کر آپ کے پاس بھیجا آپ کو اس سے لسن کی بو آئی سو آپ نے اس کو نہ کھایا اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا کہ تو کھا سو جب اس نے سنا کہ حضرت ﷺ نے نہیں کھایا تو اس نے بھی ہاتھ کھینچا اور پوچھا کہ یا حضرت! کیا یہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا حرام نہیں حلال ہے میں اس عذر سے نہیں کھاتا کہ مجھ سے جبرائیل علیہ السلام ہم کلام ہوا کرتا ہے اور ان کو اس کی بو سے نفرت ہے۔

٨٠٩ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ مَا سَمِعْتَ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الثُّوْمِ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرُبَنَا أَوْ لَا يُصَلِّيَنَّ مَعَنَا.

٨٠٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جو اس درخت سے کھائے یعنی لسن سے تو ہمارے نزدیک نہ آئے اور ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جو شخص لسن اور پیاز کچا یا گندنا کھائے تو اس کو کسی مسجد میں آنا منع ہے اور یہی مذہب ہے دنیا کے تمام اماموں کا اور امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ مولی بھی پیاز اور لسن کے برابر ہے کہ اُس کے ڈکار میں بدبو آتی ہے وعلی ھذا القیاس کھانے وغیرہ کی چیزوں سے جس میں بدبو آتی ہے سب کا یہی حکم ہے کہ اس کو کھا کر مسجد میں جانا منع ہے اور اسی طرح ان بودار چیزوں کو کھا کر عید اور جنازے وغیرہ عبادات کی مجلسوں اور مجمعوں میں جانا منع ہے اس لیے کہ انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ آیا ہے کہ وہ ہمارے نزدیک نہ آئے اور ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت وغیرہ کے سب مجمعوں کا یہی حکم ہے اور بعضوں نے کہا کہ کچے لسن اور پیاز کو کھا کر فقط مسجد نبوی میں جانا منع ہے اور مسجدوں میں جانا منع نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ دوسری حدیث میں صحیح مسلم وغیرہ کے صریح آ چکا ہے کہ لسن اور پیاز کچا کھا کر مسجدوں میں نہ جائے پس یہ لفظ جمع کا ہے سب مسجدوں کو شامل ہے پس سب کا یہی حکم ہے لیکن کچے لسن پیاز وغیرہ کا کھانا اسی وقت منع ہے جب کہ کھا کر مسجد وغیرہ میں جائے اور اگر مسجد میں نہ جائے تو ان کا کھانا منع نہیں بلکہ حلال ہے جیسے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے

معلوم ہوتا ہے کہ اس کو کھا کر گھر میں بیٹھا رہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سب علماء معتبرین کا اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ لسن اور پیاز وغیرہ کا کچا کھانا حلال ہے اور یہ نہی تنزیہی ہے اور بعض اہل ظاہر کہتے ہیں کہ حرام ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں صریح موجود ہے کہ تو کھا اس واسطے کہ میں بات چیت کرتا ہوں اُس سے جس سے تو بات چیت نہیں کرتا اور دوسری روایت مسلم کے یہ لفظ آیا ہے کہ آپ نے فرمایا اے لوگو! جس چیز کو اللہ نے حلال کیا ہے میں اس کو حرام نہیں کرسکتا ہوں سو ان حدیثوں سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ لسن اور پیاز کا کھانا حلال ہے پس اہل ظاہر کے قول کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر مسجد خالی ہو اس میں کوئی آدمی نہ ہو تو تب بھی کچا لسن اور پیاز کھا کر اس میں جانا منع ہے اس لیے کہ اس میں فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے اور بعض نے کہا کہ اگر سب لوگوں نے کھایا ہے تو ان کو مسجد میں جانا منع نہیں اور بعض نے کہا کہ جس کے منہ سے بو آتی ہو یا بغل گند ہو تو اس کو بھی مسجد میں جانا منع ہے اور اسی طرح ماہی فروش اور چمرنگ (کوڑھ ولا) وغیرہ کو بھی مسجد میں آنا منع ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مسجد میں جانا صرف اسی حالت میں منع ہے جب کہ لسن پیاز کچا کھائے اور اگر ان کو پکائے یا سرکہ میں ڈال کر بو دور کرے تو ان کو کھا کر مسجد میں جانا منع نہیں جیسے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اس سے کچا لسن اور پیاز ہے اور ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لسن اور پیاز کا پکا کر کھانا حلال ہے اور ابوداؤد میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچے لسن اور پیاز سے منع کیا اور فرمایا اگر کھانا ہو تو پکا کر کھاؤ سو جب ان سب حدیثوں کو جمع کیا جائے تو سب کا حاصل یہی نکلتا ہے کہ لسن پیاز پکا ہوا کھا کر مسجد میں جانا منع نہیں اور آپ نے اس کو کراہت کے واسطے نہ کھایا اس لیے کہ آپ اور لوگوں کی طرح نہیں تھے نہ یہ کہ اِس کا کھانا آپ پر حرام تھا چنانچہ آپ نے فرمایا کہ وہ حرام نہیں کما مر اور بعض نے کہا کہ ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنا فرض نہیں اس لیے کہ لسن، پیاز سب علماء معتبرین کے نزدیک حلال ہے اور حلال چیز کا کھانا جائز ہے اور جو اس کو کھائے اس کا جماعت میں آنا منع ہے پس معلوم ہوا کہ جماعت فرض نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ممانعت جو ان حدیثوں میں آئی ہے تو یہ زجر اور جھڑک پر محمول ہے یعنی جو شخص مسجد میں آنا چاہے تو وہ اس کو کچا ہرگز نہ کھائے پس یہ ترک جماعت کے لیے عذر نہیں ہوسکتا ہے بلکہ وہ اس کے اس جرم کی سزا ہے کہ جماعت کے ثواب سے محروم رہا اور جس جگہ آپ نے اس کے کھانے کا اذن دیا تو وہاں مسجد نہیں تھی یا وہ لسن کچا نہیں تھا پس اس سے معلوم ہوا کہ عذر وہی ہے جس میں آدمی کا کچھ دخل اور اختیار نہ ہو جیسے مینہ اور مرض وغیرہ ہے اور جو اپنے اختیار میں ہے وہ عذر نہیں اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ وہ شخص مسجد کے نزدیک نہ آئے تو اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کے صحن اور قرب وجوار میں بھی نہ آئے چہ جائیکہ مسجد ہو، واللہ اعلم۔

بَابُ وُضُوْءِ الصِّبْيَانِ وَمَتٰى يَجِبُ نابالغ لڑکوں کے وضو کا بیان یعنی ان کا وضو صحیح ہے اور یہ

عَلَيْهِمُ الْغُسْلُ وَالطُّهُوْرُ وَحُضُوْرِهِمُ الْجَمَاعَةَ وَالْعِيْدَيْنِ وَالْجَنَآئِزَ وَصُفُوْفِهِمْ.

کہ اُن پر غسل اور طہارت کرنا کس وقت فرض ہوتا ہے اور یہ کہ عید اور جماعت اور جنازے میں ان کے حاضر ہونے کا کیا حکم ہے اور یہ کہ وہ صفوں میں کس جگہ کھڑے ہوں لوگوں کے درمیان یا پیچھے؟۔

فائدہ: یہ کل چھ مسئلے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے لڑکوں کے وضو کا کچھ حکم بیان نہیں کیا کہ واجب ہے یا مستحب اس لیے کہ اگر اس کو مستحب کہتا تو اس سے لازم آتا کہ لڑکے کی نماز بغیر وضو کے صحیح ہے اور اگر اس کو واجب کہتا تو اس سے لازم آتا کہ وضو کے ترک پر اس کو عذاب ہو حالانکہ ایسا نہیں سو اسی واسطے اس نے ایسا لفظ بولا جس میں کوئی اعتراض نہ آئے لیکن اعتراض اب بھی باقی ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ اگر وضو کو مستحب کہا جائے تو لازم آئے گا کہ لڑکے کی نماز بغیر وضو کے صحیح ہو اور بغیر وضو کے اس کی نماز صحیح ہے کوئی خرابی لازم نہیں آتی اس لیے کہ وہ مکلف نہیں پس اس شرط کی رعایت کرنی اس پر واجب نہیں تا کہ اس کے ترک کرنے سے گنہگار ہو اور اس باب کی حدیثوں میں یہ ذکر نہیں کہ لڑکوں پر غسل کس وقت واجب ہوتا ہے لیکن ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا نابالغ لڑکے پر واجب نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احتلام شرط ہے واسطے واجب ہونے غسل کے تو معلوم ہوا کہ جب احتلام ہونے لگے تو اس وقت غسل فرض ہو جاتا ہے اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن خزیمہ اور حاکم نے مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ جب لڑکا سات برس کا ہو تو اس کو نماز سکھلاؤ اور جب دس برس کا ہو تو اس کو مار کر نماز پڑھاؤ سو اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے بعض اہل علم نے اس پر کہ دس برس کے لڑکے پر نماز واجب ہے اس لیے کہ اس کو اس پر مارنے کا حکم آیا ہے اور یہ صفت وجوب کی ہے اور نماز وضو پر موقوف ہے پس معلوم ہوا کہ دس برس کے لڑکے پر وضو کرنا فرض ہے اور یہی ہے مذہب امام احمد رحمہ اللہ کا اور ایک روایت میں امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی یہی قول بیان کیا گیا ہے لیکن جمہور علماء کہتے ہیں کہ جب تک لڑکا بالغ یعنی سولہ برس کا ہو جائے تب تک اس پر نماز فرض نہیں ان کے نزدیک یہ حدیث ابوداؤد وغیرہ کی ظاہر پر محمول نہیں کہتے ہیں مارنے کا حکم صرف تادیب اور عادت ڈالنے کے واسطے وارد ہوا ہے اور بیہقی نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور ناسخ اس کی وہ حدیث ہے کہ لڑکے سے قلم اٹھائی گئی ہے یہاں تک کہ اس کو احتلام ہو یعنی بالغ ہونے سے پہلے اس کے حق میں کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا۔

٨١٠ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيَّ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَنْ مَّرَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى

٨١٠۔ حضرت شعبی سے روایت ہے کہ مجھ کو خبر دی اس شخص نے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک اکیلی قبر پر گزرا تھا سو آپ ان کے امام بنے اور لوگوں نے آپ کے پیچھے قبر پر صف باندھی (اور جنازے کی نماز پڑھی) سو میں نے کہا کہ اے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرٍ مَّنْبُوْذٍ فَأَمَّهُمْ وَصَفُّوْا عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَمْرٍو مَنْ حَدَّثَكَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ.

ابوعمر! کس نے تجھ سے یہ حدیث سنائی؟ اس نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔

فائدہ: ظاہراس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نابالغ لڑکوں کا جماعت اور جنازے وغیرہ میں حاضر ہونا اور صف باندھنا اور وضو کرنا جائز ہے اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اس صف میں موجود ہوں گے اور وضو بھی کیا ہوگا حالانکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بہت کم عمر تھے بالغ نہیں تھے۔

٨١١ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ.

٨١١۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا ہر ایک بالغ جوان پر واجب ہے۔

فائدہ: وجہ مناسبت اس حدیث کی باب سے اوپر گزر چکی ہے اور بیان اس کا آئندہ بھی آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

٨١٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ أَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ لَيْلَةً فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ فِيْ بَعْضِ اللَّيْلِ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ مِنْ شَنٍّ مُّعَلَّقٍ وُضُوْءًا خَفِيْفًا يُّخَفِّفُهٗ عَمْرٌو وَيُقَلِّلُهٗ جِدًّا ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ نَحْوًا مِّمَّا تَوَضَّأَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَحَوَّلَنِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ ثُمَّ صَلّٰى مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ فَأَتَاهُ الْمُنَادِيْ يُؤْذِنُهٗ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ مَعَهٗ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلّٰى وَلَمْ

٨١٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رات رہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوئے جب کچھ رات رہی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ بیٹھے یعنی تہجد کو پس آپ نے ایک مشک لٹکی ہوئی سے ہلکا وضو کیا جس کو عمرو (راوی) بہت ہلکا اور خفیف بتلاتا تھا پھر نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سو میں نے وضو کیا جیسا کہ آپ نے کیا تھا یعنی ہلکا پھر میں آکر آپ کے بائیں طرف کھڑا ہوا سو آپ نے مجھ کو بائیں طرف سے پھیرا اور اپنے دائیں طرف کیا پھر آپ نے نماز پڑھی جتنی کہ اللہ نے چاہا پھر آپ لیٹ گئے اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے سو مؤذن نماز کی اطلاع کرنے کو آپ کے پاس آیا یعنی جماعت کا وقت ہوگیا ہے سو آپ اس کے ساتھ نماز کے واسطے کھڑے ہوئے سو آپ نے نماز پڑھی اور نیا وضو نہ کیا (سفیان کہتا ہے) کہ ہم نے عمرو سے

يَتَوَضَّأْ قُلْنَا لِعَمْرٍو إِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ إِنَّ رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنِّي أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ﴾.

پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ کی آنکھ سو جاتی تھی اور آپ کا دل نہیں سوتا تھا عمرو نے کہا کہ میں نے عبید سے سنا ہے کہتے تھے کہ نبیوں کی خواب وحی ہے یعنی وحی کی مانند ہے اثبات احکام میں پھر عبید نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ آیت ﴿إِنِّي أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ﴾ یعنی ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام سے کہا تحقیق میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں یعنی عبید نے اس آیت سے دلیل پکڑی اس بات پر کہ پیغمبروں کی خواب وحی ہوتی ہے اس لیے کہ اگر وحی نہ ہوتی تو ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کا ذبح کرنا جائز نہ ہوتا۔

فائدہ: اور حرام کام پر جرأت نہ کرتے اور اسماعیل علیہ السلام یہ نہ کہتے کہ جو تم کو حکم ہوا ہے۔

فائدہ ثانیہ: یہ حدیث کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کی نماز اور وضو صحیح ہے اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وضو کر کے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور حضرت ﷺ نے اس کی نماز اور وضو کو جائز اور برقرار رکھا کہ اس کو اپنے بائیں سے دائیں کیا پس یہ حدیث اول مسئلہ باب سے مطابق ہے۔

٨١٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَأَكَلَ مِنْهُ فَقَالَ قُومُوا فَلِأُصَلِّيَ بِكُمْ فَقُمْتُ إِلٰى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِثَ فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْيَتِيمُ مَعِي وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ.

٨١٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کی دادی ملیکہ رضی اللہ عنہا نے کھانا تیار کر کے حضرت ﷺ کی دعوت کی سو آپ نے اس سے کھایا پھر فرمایا کہ کھڑے ہوتا کہ میں تم کو نماز پڑھاؤں سو میں اپنی ایک چٹائی کی طرف کھڑا ہوا جو زمانہ دراز مستعمل ہونے کے سبب سے بہت پرانی اور سیاہ ہو گئی تھی سو میں نے اس پر پانی چھڑکا یعنی تا کہ مٹی وغیرہ آلائش سے صاف ہو جائے یا نرم ہو جائے سو حضرت ﷺ نماز کے واسطے کھڑے ہوئے اور ایک یتیم لڑکا میرے ساتھ کھڑا ہوا اور ایک بڑھیا ہمارے پیچھے کھڑی ہوئی سو آپ نے ہم کو دو رکعت نفل نماز پڑھائی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑکے نابالغ کا جماعت میں حاضر ہونا جائز ہے اس لیے کہ یتیم اُس لڑکے کو کہتے ہیں جو نابالغ ہو اور حضرت ﷺ نے اس پر انکار نہ کیا پس یہ حدیث باب کے اخیر مسئلے سے مطابق ہے اور اس حدیث

سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نفلوں کی جماعت جائز ہے کما مر اور یہ بھی معلوم ہوا کہ چٹائی پر نماز پڑھنی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت مردوں کے ساتھ نہ کھڑی ہو ان کے پیچھے کھڑی ہو اس لیے کہ اس میں فتنے کا خوف ہے اور اگر مردوں کے ساتھ کھڑی ہو جائے تو جمہور علماء کے نزدیک اس کی نماز درست ہو جاتی ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر عورت مرد کے برابر کھڑی ہو تو اس کی نماز درست ہو جاتی ہے لیکن مرد کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر عورت تنہا صف کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کی نماز درست ہے لیکن اگر مرد صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی نماز صحیح ہے لیکن مکروہ ہے پس مناسب یہ ہے کہ اگر صف میں جگہ پائے تو وہاں کھڑا ہو جائے ورنہ ایک آدمی کو صف سے پیچھے کھینچ لے اور دونوں مل کر کھڑے ہوں اور سنن بیہقی میں ہے کہ ایک شخص نے صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ نماز کو دوہرا کر پڑھ سو یہ حدیث ضعیف ہے بر تقدیر صحت یہ امر استحباب کے واسطے ہے وجوب کے واسطے نہیں یعنی ایسی نماز کو دہرانا مستحب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ لڑکے کو مردوں کی صف میں کھڑا ہونا جائز ہے اور یہ کہ عورت لڑکے سے بھی پیچھے کھڑی ہو۔

٨١٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى حِمَارٍ أَتَانٍ وَّأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ بِمِنًى إِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ.

٨١٤۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں گدھے پر سوار ہو کر آیا اور میں اُس دن بالغ ہونے کے نزدیک پہنچا تھا یعنی ابھی بالغ نہیں ہوا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے بغیر دیوار کے یعنی آپ کے آگے کوئی آڑ وغیرہ نہ تھی سو میں بعض صف کے آگے سے چلا گیا یعنی پوری صف کے آگے سے نہ گیا بلکہ نصف یا تہائی صف کے آگے تک گیا سو میں اترا اور گدھی کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور صف میں داخل ہوا اور مجھ پر کسی نے انکار نہ کیا نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ اصحاب نے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بالغ لڑکے کا صف کے آگے سے گزرنا اور جماعت میں داخل ہونا بھی جائز ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس سے منع نہ کیا بلکہ اس کو برقرار رکھا پس یہ حدیث باب کے تیسرے مسئلے کے مطابق ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کو مردوں کی صف میں کھڑے ہونا جائز ہے اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت کم عمر تھے سو چھٹا مسئلہ باب کا بھی اس سے ثابت ہوا کہ اس نے وضو بھی کیا ہوگا اور پہلا مسئلہ بھی ثابت ہوا سو اس حدیث اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہوا

اوراس کے ساتھ کوئی لڑکا آ کر کر کھڑا ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے اس کو صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا جائے گا جس کی حدیث میں ممانعت آ چکی ہے مگر بعض حنبلی لوگ اس کو مطلق منع کرتے ہیں اور یہ حدیث حجت ہے ان پر۔

٨١٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ أَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَقَالَ عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَعْتَمَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعِشَآءِ حَتّٰى نَادَاهُ عُمَرُ قَدْ نَامَ النِّسَآءُ وَالصِّبْيَانُ قَالَتْ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْأَرْضِ يُصَلِّيْ هٰذِهِ الصَّلَاةَ غَيْرُكُمْ وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ يَّوْمَئِذٍ يُصَلِّيْ غَيْرَ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ.

٨١٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں بہت دیر کی یعنی آدھی یا تہائی رات گزر گئی یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو پکارا کہ عورتیں اور بچے سو گئے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تشریف لائے اور فرمایا کہ نہیں پڑھتا اس نماز کو زمین والوں سے تمہارے سوا کوئی اور اس دن سوائے مدینہ والوں کے کوئی نماز نہیں پڑھتا تھا یعنی ابھی اسلام ملک میں پھیلا نہیں تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ لڑکوں کا نماز اور جماعت میں شامل ہونا جائز ہے اس لیے کہ ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لڑکے نماز کے لیے مسجد میں آئے ہوئے تھے ورنہ ان کے سونے اور نہ سونے سے کیا حرج تھا بلکہ اُن کے سونے میں فائدہ ہے اور جاگنے میں حرج ہے کہ ماں کا دل اس کی طرف لگا رہتا ہے اور رونے وغیرہ سے لوگوں کی نماز میں خلل آتا ہے پس اس صورت میں ان کے سونے کی شکایت کی کوئی وجہ نہیں اور پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو برقرار رکھا کسی کو منع نہیں کیا۔

٨١٦ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَهُ رَجُلٌ شَهِدْتَّ الْخُرُوْجَ مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

٨١٦۔ حضرت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا اور ایک شخص نے اس کو سوال کیا کہ کیا تو عید گاہ کی طرف نکلنے کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا یعنی جب کہ عورتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید گاہ کی طرف نکلیں تو کیا تو بھی اس وقت آپ کے ساتھ تھا ابن عباس رضی اللہ عنہما

وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ يَعْنِي مِنْ صِغَرِهِ أَتَى الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ أَتَى النِّسَآءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَّتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تَهْوِي بِيَدِهَا إِلَى حَلْقِهَا تُلْقِي فِي ثَوْبِ بِلَالٍ ثُمَّ أَتَى هُوَ وَبِلَالٌ الْبَيْتَ.

نے کہا ہاں میں بھی اس وقت آپ کے ساتھ حاضر تھا اور اگر میری جگہ لڑکپن سے نہ ہوتی تو میں حاضر نہ ہوتا یعنی اگر میں کم عمر نہ ہوتا تو حضرت ﷺ کے ساتھ عورتوں میں نہ جاتا کہ جوان کو عورتوں میں جانا منع ہے یا یہ معنی ہے کہ اگر میرا قرب اور قدر حضرت ﷺ کے پاس نہ ہوتا تو میں کم عمری سے حاضر نہ ہوتا یعنی آپ مجھ کو بہت عزیز جانتے تھے سو اس واسطے میں آپ کے ساتھ حاضر ہوا سو حضرت ﷺ اس نشان یا منارے کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے گھر کے نزدیک تھا پھر آپ ﷺ نے خطبہ پڑھا پھر عورتوں کے پاس آئے اور ان کو وعظ سنایا اور نصیحت کی اور خیرات کرنے کا حکم دیا سو عورتیں ہاتھوں سے انگوٹھیاں یا بالیاں اتار کر بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں پھینکنے لگیں پھر حضرت ﷺ اور بلال رضی اللہ عنہ گھر کو چلے آئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑکوں کو عید گاہ وغیرہ جماعت میں حاضر ہونا جائز ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کے ساتھ عید گاہ میں حاضر ہوئے اور آپ نے اس پر انکار نہ کیا حالانکہ وہ اس وقت بالغ نہیں تھے امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ جب حضرت ﷺ نے انتقال فرمایا تو اس وقت ابن عباس رضی اللہ عنہما تیرہ یا چودہ برس کے تھے پس ان کل حدیثوں سے کل مسئلے باب کے ثابت ہوئے اور یہ کچھ ضروری نہیں کہ ہر ایک ایک حدیث سے کل مسئلے باب کے ثابت ہوں بلکہ اگر ایک حدیث سے ایک مسئلہ ثابت ہو اور دوسری حدیث سے دوسرا مسئلہ ثابت ہو یہاں تک کہ کل حدیثوں سے کل مسئلے ثابت ہو جائیں تو جب بھی مطابقت حاصل ہو جاتی ہے۔

بَابُ خُرُوْجِ النِّسَآءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ وَالْغَلَسِ.

رات کے وقت اور صبح کے اندھیرے میں عورتوں کو نماز کے لیے مسجد میں جانا جائز ہے۔

٨١٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٨١٧۔ ترجمہ اس حدیث عائشہ کا اوپر گزر چکا ہے۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ مدینہ کے سوا اور کسی جگہ نماز نہیں پڑھی جاتی تھی اور لوگ سورج کی سرخی ڈوبنے سے لے کر تہائی رات تک عشاء پڑھا کرتے تھے۔

بِالْعَتَمَةِ حَتّٰی نَادَاهُ عُمَرُ نَامَ النِّسَآءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ غَيْرُكُمْ مِّنْ أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا يُصَلِّى يَوْمَئِذٍ إِلَّا بِالْمَدِينَةِ وَكَانُوا يُصَلُّونَ الْعَتَمَةَ فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَّغِيبَ الشَّفَقُ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ.

فائدہ: تہائی رات تک عشاء کو تاخیر کر کے پڑھنا مختار ہے اور طلوع صبح صادق تک دیر کرنی جائز ہے۔

٨١٨ ۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَأْذَنَكُمْ نِسَاؤُكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأْذَنُوا لَهُنَّ تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٨١٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تمہاری عورتیں رات کو مسجد میں نماز کے واسطے جانے کی اجازت چاہیں تو ان کو اذن دے دو۔

فائدہ: اس حدیث میں رات کی قید اس واسطے لگائی ہے کہ اس میں پردہ زیادہ ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو بغیر اذن خاوند کے گھر سے نکلنا جائز نہیں ورنہ ان کو اذن دینے کا حکم کرنا بے فائدہ ہے اور نیز مردوں کا عورتوں کو منع کرنا امر ثابت ہے پس مسجدوں کے سوا اور جگہ جانا جائز نہیں ہوگا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کو مسجد میں نماز کے لیے جانے کا اذن دینا واجب نہیں اس لیے کہ اگر واجب ہوتا تو پھر اذن لینے کے کوئی معنی نہ تھے کیونکہ اذن چاہنا اسی وقت ثابت ہوتا ہے جب کہ اذن دینے والا قبول اور رد کا اختیار رکھتا ہو لیکن یہ اسی وقت جائز ہے جب کہ کسی فتنے کا خوف نہ ہو نہ وہ خود فتنہ انگیزی کریں اور نہ ان کو فتنے میں ڈالیں۔

٨١٩ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ النِّسَآءَ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

٨١٩۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب عورتیں فرضوں سے سلام پھیرتیں تو اسی وقت اٹھ کھڑی ہوتیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب مرد بیٹھے رہتے جتنا کہ اللہ چاہتا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تو مرد بھی اٹھ کھڑے ہوتے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ إِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَلّٰى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَإِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ الرِّجَالُ.

فائدہ: یہ حدیث صفۃ الصلوۃ کے آخر میں پہلے گزر چکی ہے۔

۸۲۰ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّيَ الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَآءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ.

۸۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے سو عورتیں گھروں کو پلٹ جاتیں اس حالت میں کہ اپنی چادروں سے بدن کو لپیٹنے والی ہوتیں اندھیرے کے سبب سے ان کو کوئی نہ پہچانتا۔

فائدہ: یہ حدیث مواقیت الصلوۃ میں پہلے گزر چکی ہے۔

۸۲۱ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَقُوْمُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيْهَا فَأَسْمَعُ بُكَآءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِيْ صَلَاتِيْ كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمِّهٖ.

۸۲۱۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ لمبی نماز پڑھوں پھر سنتا ہوں لڑکے کا رونا تو اپنی نماز میں تخفیف کرتا ہوں واسطے ناگوار جاننے اس بات کو کہ اس کی ماں پر مشکل ڈالوں یعنی اس واسطے کہ بچے کا رونا ماں پر شاق گزرے اور اس کو رنج ہو۔

فائدہ: یہ حدیث ابواب الامامۃ میں پہلے گزر چکی ہے۔

۸۲۲ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ

۸۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کو پاتے جس کو عورتوں نے اب پیدا کیا ہے یعنی زینت

عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَوْ أَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَآءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ قُلْتُ لِعَمْرَةَ أَوَمُنِعْنَ قَالَتْ نَعَمْ.

وغیرہ کر کے مسجد میں آنا یا کوئی اور خرابی غیر معتد بہ تو البتہ ان کو مسجد میں آنے سے منع کرتے جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد میں آنا منع ہوا میں نے عمرہ کو کہا کہ کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد میں آنا منع ہو گیا تھا؟ اس نے کہا ہاں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو رات کے وقت نماز کے لیے مسجد میں جانا جائز ہے اور یہ کہ اگر عورت رات کو نماز کے لیے مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو خاوند کو مناسب ہے کہ اس کو اجازت دے دے اور یہی مذہب ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کا وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں مسجدوں میں جاتی تھیں ویسے ہی اب بھی ان کو مسجدوں میں آنا جائز ہے بلکہ صحیح مسلم میں ہے کہ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عورتوں کو اجازت دینے کی حدیث بیان کی تو ان کے بیٹے نے کہا کہ البتہ ہم تو ان کو منع کریں گے تا کہ کوئی فساد پیدا نہ کریں تب عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے پر نہایت غصے ہوئے اور کہا کہ میں تجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتا ہوں اور تو اس کے مقابلے میں اپنی رائے پیش کرتا ہے ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس غصے کے سبب سے اپنے بیٹے کے ساتھ کلام کرنا چھوڑ دیا یہاں تک کہ مر گئے یعنی اخیر دم تک اس سے کلام نہ کی اور یہی ہے مذہب امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کا کہ عورتیں نماز کے لیے مسجد میں جائیں مگر کہتے ہیں کہ جوان عورتیں نہ جائیں بڑھیا عورتیں جائیں اور امام نووی رحمہ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ عیدوں میں عورتوں کا باہر نکالنا مستحب ہے مگر خوبصورت ہوں تو نہ نکلیں اور بعض کہتے ہیں کہ عورتوں کو عیدگاہ وغیرہ میں نکلنا مطلق منع ہے یعنی خواہ عورت جوان ہو خواہ بوڑھی ہو اور یہی ہے مذہب ابن مسعود اور عروہ اور قاسم وغیرہ تابعین اور حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ جوان عورتوں کو مسجد میں آنا منع ہے اور بوڑھی عورتوں کو آنا جائز ہے لیکن صرف مغرب اور عشاء اور فجر میں یعنی ظہر اور عصر میں بوڑھی عورت کو بھی مسجد میں آنا منع ہے اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ علیہ اور امام محمد رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بوڑھی عورتوں کو ہر نماز کے لیے مسجد میں جانا جائز ہے کہ اس کو مرد سے رغبت کم ہوتی ہے پس اس میں فتنے کا خوف نہیں اور متاخرین حنفیہ کا فتویٰ اس پر ہے کہ عورتوں کو مسجد میں جانا مطلق منع ہے خواہ جوان ہوں خواہ بوڑھی ہوں اور خواہ رات کی نماز ہو خواہ دن کی نماز نہ ہو سو جو لوگ مطلق منع کرتے ہیں ان کی سند عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے جو اس باب میں مذکور ہو چکا ہے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب عورتوں کا حال دیکھتے تو ان کو مسجد میں آنے سے منع کر دیتے سو جواب اس کا یہ ہے جو کہ شیخ ابن حجر رحمہ اللہ علیہ نے فتح الباری میں دیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے پہلا حکم بدل نہیں سکتا ہے اس لیے کہ اُس نے اس کو ایسی شرط کے ساتھ معلق کیا ہے جو پائی نہیں گئی اس

بنا پر جو اُس نے اپنے ظن سے کہا کہ اگر حضرت ﷺ اس معاملے کو دیکھتے تو منع کرتے سو کہا جائے گا کہ نہ آپ نے اس کو دیکھا اور نہ منع کیا اور جب شرط نہ پائی گئی تو مشروط بھی نہ پایا گیا پس سابق حکم بحال رہے گا اور عورتوں کا نکلنا ہر حال میں جائز ہوگا اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا نے صریحا منع نہیں کیا اگرچہ ان کی کلام سے اشارۃً ممانعت سمجھی جاتی ہے اور نیز اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ عورتیں بعد آپ کے یہ فتنے پیدا کریں گی پھر باوجود اس کے اللہ نے اپنے نبی پر عورتوں کے منع کرنے کا حکم نہ بھیجا اور نہ اس باب میں آپ کو وحی ہوئی اور نیز جو کچھ انہوں نے پیدا کیا تھا اگر وہ ان کے منع کرنے کو مستلزم ہوتا تو بازار وغیرہ میں ان کو جانا بطریق اولیٰ منع ہو جاتا اور نیز یہ خرابی بعض عورتوں سے پیدا ہوئی تھی نہ کل سے سو اگر فرضا منع کیا جائے تو صرف اسی کو منع کیا جائے گا جس نے یہ خرابی پیدا کی نہ سب عورتوں کو انتہی ۔ اور نیز احتمال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جس چیز کو سبب منع کا سمجھا ہو وہ درحقیقت سبب منع کا نہ ہو یا حضرت ﷺ اس کو سبب منع کا نہ ٹھہراتے جیسا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے سمجھا لیکن یہ سبب اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول میں احداث سے کوئی خرابی ادنیٰ مراد ہو جو منع کا سبب نہ بن سکے اور اگر احداث سے مراد زینت وغیرہ رکھی جائے تو پھر ان جوانوں کی کوئی گنجائش نہیں اس لیے کہ اس وقت یہ منع اس حدیث کے تحت میں داخل ہوگی جس میں خوشبو لگا کر مسجد میں جانے کی ممانعت آئی ہے پس معلوم ہوا کہ عورتوں کا مسجد میں آنا جائز ہے اور جو لوگ جوان اور بوڑھی عورت میں فرق کرتے ہیں تو ان کا جواب یہ ہے کہ فتنے کا خوف صرف اسی کی طرف سے ہے سو اگر وہ خوب پردہ کر کے آئے اور زینت وغیرہ سے خالی ہو تو جوان عورت پر بھی کوئی خوف نہیں خاص کر رات کو تو بالکل اس بات سے امن ہوتا ہے اور امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ ظاہر حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع نہ کیا جائے لیکن اس واسطے کئی شرطیں ہیں جو اور حدیثوں سے سمجھی جاتی ہیں وہ یہ ہیں کہ خوشبو نہ لگائے اور زینت نہ کرے اور پاؤں میں پازیب نہ ڈالے جس کی آواز سنی جائے اور عمدہ کپڑا نہ پہنے اور نہ مردوں کے ساتھ ملے اور نہ جوان ہو کہ اس میں فتنے کا خوف ہے اور راہ میں کوئی مفسد بدمعاش نہ رہتا ہو سو اگر یہ سب شرطیں پائی جائیں اور عورتوں کا کوئی خاوند یا مالک بھی ہو تو اس کو منع کرنا مکروہ ہے اور اگر اس کا کوئی خاوند یا مالک نہ ہو تو اس کو منع کرنا حرام ہے انتہی ۔ سو خلاصہ کلام اس مقام میں یہ ہے کہ بنا اس مسئلے کی خوف فتنے اور عدم خوف پر ہے جیسا کہ ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے جن میں حضرت ﷺ نے عورتوں کو خوشبو ملے اور زینت کر کے مسجد میں جانے سے منع کیا ہے کہ اس میں فتنے کا خوف ہے اور اسی طرح ان کے نکلنے کو رات کے ساتھ قید کرنا بھی اسی پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں یہ سب حدیثیں موجود ہیں اور ان میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ جو زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو عورت مسجد میں آنا چاہے وہ خوشبو کو نہ چھوئے سو جس چیز سے فتنے کا خوف ہو اس سے پرہیز کیا جائے اور جس عورت سے فتنے کا خوف ہو یعنی زینت وغیرہ اسباب منع کی مرتکب ہو یا راہ میں کوئی

ایسی چیز ہو جو خواہ مخواہ جبرا اس کو فتنے میں ڈالے تو اس کو مسجد میں آنا ہرگز جائز نہیں اور جس پر کسی وجہ سے فتنے کا خوف نہ ہو اس کو مسجد میں جانا جائز ہے اور بعض نے کہا کہ ان حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت عمدہ نفیس کپڑے اور زیور وغیرہ پہن کر مسجد میں جانا منع ہے اس لیے کہ سبب منع کا تحریک اس چیز کی ہے جو شہوت انگیزی کا باعث ہو سو وہ سبب ان سب میں پایا جاتا ہے لیکن ابوداؤد وغیرہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے منع نہ کرو اور گھر میں نماز پڑھنی ان کے واسطے بہتر ہے اور احمد اور طبرانی نے ام حمید رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کو اچھا سمجھتی ہوں آپ نے فرمایا گھر میں نماز پڑھنی مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے پس اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اس میں فتنے کا بالکل خوف نہیں مگر یہ افضلیت اس جواز کے مخالف نہیں اور یہ جو فرمایا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجدوں میں جانا منع ہو گیا تھا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے لکڑیوں کی کھڑائیں (جوتیاں) بنا رکھی تھیں جب مسجدوں میں آتی تو ان کو پاؤں میں پہن لیتیں تا کہ مردوں سے لمبی نظر آئیں اللہ نے ان پر حیض ڈال دیا اور مسجدوں میں آنا ان پر حرام کر دیا **کذا اخرجه عبدالرزاق عن عائشه وابن مسعود موقوفا** لیکن یہ حدیث مرفوع ہے کہ ایسے امر میں قیاس کو کچھ دخل نہیں انتہی ملخصا (فتح الباری) اور امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک عورتوں کو رات میں نکلنا جائز ہے دن میں جائز نہیں ان کے نزدیک مطلق حدیثیں اس بات کی مقید پر محمول ہیں یعنی ان سے بھی رات ہی مراد ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ صَلَاةِ النِّسَآءِ خَلْفَ الرِّجَالِ.

جماعت میں عورتیں مردوں سے پیچھے کھڑی ہوں۔

٨٢٣ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَآءُ حِيْنَ يَقْضِيْ تَسْلِيْمَهُ وَيَمْكُثُ هُوَ فِيْ مَقَامِهٖ يَسِيْرًا قَبْلَ أَنْ يَقُوْمَ قَالَ نَرٰى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ لِكَيْ يَنْصَرِفَ النِّسَآءُ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُنَّ أَحَدٌ مِّنَ الرِّجَالِ.

٨٢٣۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیر کر تمام کرتے تو عورتیں اس وقت اٹھ کھڑی ہوتیں اور آپ اپنے مصلے پر تھوڑی دیر ٹھہرے رہتے کھڑے نہ ہوتے۔ زہری نے کہا میں گمان کرتا ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ آپ کا ٹھہرنا اس واسطے تھا کہ عورتیں پہلے پلٹ جائیں کوئی مرد ان کو نہ پا سکے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت میں عورتیں مردوں سے پیچھے کھڑی ہوں اس لیے کہ ظاہر اس حدیث

سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں مردوں کے پیچھے صف باندھتی تھیں اور مردوں کو ان کے پلٹ جانے سے اطلاع نہ ہوتی تھی اور اگر ان کی صف مردوں کے آگے ہوتی تو پلٹنے کے وقت ان کو مردوں کی گردنوں پر سے گزرنا پڑتا اور یہ منع ہے اور نیز اس صورت میں مردوں کا عورتوں کو پانا اور ملنا لازم آتا ہے جس کا راہ میں خوف تھا حالانکہ اس حدیث میں صاف موجود ہے کہ مرد عورتوں کو نہیں پاسکتے تھے، هٰذَا خَلَفٌ۔ پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی۔

٨٢٤ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ فَقُمْتُ وَيَتِيْمٌ خَلْفَهُ وَأُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا.

٨٢٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم کے گھر میں نماز پڑھی سو میں اور ایک یتیم لڑکا آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے کھڑی ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کو مردوں کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے اس لیے کہ ام سلیم ان دونوں سے پیچھے کھڑی ہوئی اور بیان اس حدیث کا اوپر گزر چکا ہے۔

بَابُ سُرْعَةِ انْصِرَافِ النِّسَآءِ مِنَ الصُّبْحِ وَقِلَّةِ مَقَامِهِنَّ فِي الْمَسْجِدِ.

فجر کی نماز کے بعد عورتوں کے جلدی پلٹ جانے اور مسجد میں نہ ٹھہرنے کا بیان یعنی عورتوں کو چاہیے کہ نماز فجر کے بعد گھروں کو جلدی پلٹ جائیں اور مسجد میں نہ ٹھہریں کہ مرد ان کو پہچان لیں۔

فائدہ: فجر کی نماز کو اس واسطے خاص کیا کہ اس میں طول قرأت کے سبب سے بہت روشنی ہو جاتی تھی کہ ایک دوسرے کو پہچان لیتا تھا اس واسطے مناسب ہوا کہ اس میں جلدی پلٹ جائیں اور عشاء میں یہ حکم نہیں کہ اس میں ٹھہرنے سے زیادہ اندھیرا ہوتا ہے پس اس وقت مسجد میں ٹھہرنا کچھ نقصان نہیں دیتا۔

٨٢٥ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَيَنْصَرِفْنَ نِسَآءُ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا يُعْرَفْنَ مِنَ

٨٢٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے سو مسلمان عورتیں گھروں کو پلٹ جاتیں اندھیرے کے سبب سے ان کو کوئی نہ پہچانتا یا وہ خود ایک دوسری کو نہ پہچانتیں۔

الْغَلَسِ أَوْ لَا يَعْرِفُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صبح کو عورتیں گھروں کی طرف جلدی پلٹ جاتی تھیں بعد سلام کے مطلق کچھ دیر نہ کرتیں ورنہ باوجود طول قرأت کے ایسا اندھیرا باقی نہ رہتا بلکہ بہت روشنی ہو جاتی کہ ان کو ہر کوئی پہچانتا پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ اِسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا بِالْخُرُوْجِ إِلَى الْمَسْجِدِ.

عورت کا اپنے خاوند سے مسجد میں جانے کے لیے اجازت طلب کرنا۔

فائدہ: مراد اس باب سے یہ ہے کہ عورت کو نماز کے لیے مسجد میں جانا جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے اسی وقت جائز ہے جب کہ خاوند اس کو اجازت دے اور اگر خاوند اس کو اجازت نہ دے تو اس کو مسجد میں جانا جائز نہیں۔

٨٢٦ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَتْ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْنَعْهَا.

٨٢٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی سے اس کی بیوی مسجد میں نماز کے واسطے جانے کی اجازت مانگے تو اس کو منع نہ کرے۔

فائدہ: اس حدیث میں مطلق نکلنے کا ذکر ہے لیکن دوسرے طریق میں اس حدیث کے یہ لفظ آ گیا ہے کہ جب مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو منع نہ کرے اور وجہ استدلال کی اس حدیث سے اس مسئلے پر اوپر گزر چکی ہے کہ خاوند کا عورت کو باہر نکلنے سے منع کرنا امر ثابت ہو چکا ہے اور اس حدیث میں نہی سے مراد نہی تنزیہی ہے پس مسجد میں جانا اس کی اجازت پر موقوف ہے اور اسی طرح عیدین اور جنازے اور بیمار پرسی اور زیارۃ ابوین (یعنی والدین) وغیرہ کے واسطے بھی اس کو اجازت لے کر جانا جائز ہے۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْجُمُعَةِ یہ کتاب ہے جمعہ کی نماز کے بیان میں اور جو اس کو لازم ہے۔

فائدہ: جمعہ کے میم پر پیش اور جزم دونوں جائز ہیں اور بعض قاریوں کے نزدیک ان پر زیر اور زبر پڑھنی بھی جائز ہے اور کرمانی نے لکھا ہے کہ جزم میم کے ساتھ اس کا معنی مفعول کا ہے کہ اس دن میں جمع کیا گیا ہے اور پیش اور زبر کے ساتھ معنی فاعل ہے یعنی یہ دن لوگوں کو جمع کرنے والا ہے اور ت اس میں مبالغہ کی ہے اور جاہلیت کے زمانے میں یعنی حضرت ﷺ کے پیدا ہونے سے پہلے جمعہ کا نام عروبہ تھا بلکہ ہفتے کے تمام دنوں کے اور نام تھے چنانچہ سنیچر کا نام شبار تھا اور اتوار کا نام اول تھا اور پیر کا نام ہون تھا اور منگل کا نام جبار تھا اور بدھ کا نام دبار تھا اور جمعرات کا نام مونس تھا اور جمعہ کا نام عروبہ تھا پھر بعد اس کے اسلام میں سب دنوں کے نام بدل کر رکھے گئے اور جمعہ کا نام جمعہ اس واسطے رکھا گیا کہ آدم علیہ السلام کی خاک اس دن میں جمع کی گئی یا اس واسطے کہ آدم علیہ السلام کا زمین پر گرنا اور قیامت کا قائم ہونا وغیرہ بڑے بڑے کام اس میں جمع ہوئے ہیں اور یا اس واسطے کہ کعب بن لوئی جاہلیت کے زمانے میں لوگوں کو اس دن میں جمع کیا کرتا تھا اور ان کو خانہ کعبہ کی تعظیم کا حکم کرتا اور خبر دیتا کہ کعبے سے ایک نبی پیدا ہونے والا ہے یا اس واسطے کہ اس دن میں لوگ نماز کے واسطے جمع ہوتے ہیں اور یا اس واسطے کہ اسلام میں جو سب سے پہلے جمعہ پڑھا گیا سو مدینہ میں پڑھا گیا کہ حضرت ﷺ کی ہجرت سے پہلے انصار ایک بار اس دن میں جمع ہوئے اور اسعد بن زرارہ نے ان کو جمعہ پڑھایا سو لوگوں نے اس کا نام جمعہ رکھ دیا کہ اس دن میں جمع ہوئے تھے لیکن صحیح بات پہلی ہے کذا ذکرہ الشیخ فی الفتح اور ابن قیم نے ہدیٰ میں جمعہ کی بتیس خاصیتیں بیان کی ہیں بعض اُن میں سے یہ ہیں کہ جمعہ کے دن کا عید ہونا اور اس میں تنہا روزے کا منع ہونا اور یہ کہ اس دن صبح کی نماز میں سورۂ الم تنزیل اور ھل اتی علی الانسان پڑھنا اور جمعہ کی نماز میں سورہ جمعہ اور منافقون کا پڑھنا اور اس دن غسل کرنا اور مسواک کرنا اور خوشبو لگانا اور عمدہ کپڑے پہننا اور مسجد میں خوشبو کا پھیلانا اور اس کی نماز کے واسطے اول وقت جانا اور خطیب کے آنے تک عبادت میں مشغول رہنا اور خطبے کا پڑھنا اور اس کو خاموش ہو کر سننا اور اس میں سورہ کہف پڑھنا اور اس دن میں عین دوپہر کے وقت نفلوں کا منع نہ ہونا اور جمعہ کی نماز سے پہلے سفر کا منع ہونا اور جو آدمی جمعہ کے واسطے چل کر جائے اس کو ایک ایک قدم کے بدلے برس برس کی عبادت کا ثواب ہونا اور دوزخ کا اس دن میں نہ

بھڑکایا جانا اور اس میں ایک گھڑی قبولیت کا ہونا کہ اس میں جو دعا کرے قبول ہو جاتی ہے سوائے حرام کے اور اس کا گناہوں کے واسطے کفارہ ہونا اور اس کا یوم المزید والشاهد والمؤخر اس امت کے واسطے ہونا اور ہفتے کے سب دنوں میں اس کا بہتر ہونا اور اس میں روحوں کا جمع ہونا بشرطیکہ اس کی حدیث صحت کو پہنچے اور اس کے سوا اور بھی اس کی خاصیتیں ہیں جو تلاش کرنے پر موقوف ہیں۔

بَابُ فَرْضِ الْجُمُعَةِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾.

جمعہ کی نماز کے فرض ہونے کا بیان واسطے دلیل اس آیت کے جب اذان ہو نماز کی جمعہ کے دن تو چلو یاد کو اور چھوڑ دو بیچنا یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے کہ آخرت کا نفع بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ فاسعوا کا معنی فامضوا ہے یعنی چلو طرف جمعہ کی یعنی سعی کا معنی یہاں دوڑنے اور جلدی چلنے کا نہیں بلکہ مطلق چلنے کا معنی ہے بخلاف اس حدیث کے جو پہلے گزر چکی ہے فلا تاتوها تسعون یعنی نماز کی طرف دوڑ کر نہ آؤ اس میں سعی کا معنی دوڑنے کا ہے پس یہ حدیث اس آیت کی معارض نہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ جمعہ کی نماز فرض ہے اس لیے کہ اس میں نماز جمعہ کی طرف چلنے کا حکم ہوا ہے پس جمعہ کی طرف چلنا فرض ہوا اور چلنا اسی چیز کی طرف فرض ہوتا ہے جو خود فرض ہو پس جمعہ کا فرض ہونا اس سے ثابت ہوا اور بعض نے کہا کہ اس کے واسطے اذان دینے کا حکم وارد ہوا ہے اور اذان دینا فرضوں کا خاصہ ہے اور اسی طرح خرید و فروخت سے منع کرنا بھی اس کے فرض ہونے پر دلالت کرتا ہے اس لیے کہ مباح چیزوں سے نہی تحریمی کا واقع ہونا ممکن نہیں مگر جب کہ فرض کا ترک لازم آئے پس جمعہ کا فرض ہونا اس آیت سے ثابت ہوا اور بخاری سے پہلے امام شافعی رحمہ اللہ نے اس آیت سے جمعہ کے فرض ہونے پر دلیل پکڑی ہے اور اسی طرح حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو ابھی آتی ہے پھر کہا کہ کتاب اور سنت دونوں دلالت کرتے ہیں اس پر کہ جمعہ کی نماز فرض ہے اور نیز کہا کہ اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ جمعہ اس دن کو کہتے ہیں جو سنیچر اور جمعرات کے درمیان ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ جمعہ مکے میں فرض ہوا یا مدینہ میں فرض ہوا سو اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ مدینے میں فرض ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ مکے میں فرض ہوا لیکن صحیح بات پہلی ہے کہ مدینے میں فرض ہوا اس لیے کہ فرضیت اس کی اس آیت مذکورہ سے ثابت ہوئی ہے کما مر اور یہ آیت بالاتفاق مدینے میں نازل ہوئی ہے اور مراد اللہ کے ذکر سے اس آیت میں امام کی وعظ ہے اور خطبہ یا نماز یا دونوں مراد ہیں پس چلو طرف نماز اور خطبے کی اور اذان سے مراد دوسری اذان ہے جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت ہوتی ہے کہ اصل اذان یہی ہے اور پہلی اذان عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت سے شروع ہوئی۔

٨٢٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا

٨٢٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ هُرْمُزَ الْأَعْرَجَ مَوْلٰى رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا ثُمَّ هٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِیْ فُرِضَ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ فَالنَّاسُ لَنَا فِيْهِ تَبَعٌ الْيَهُوْدُ غَدًا وَّالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ.

نے فرمایا کہ ہم دنیا میں سب امتوں سے پیچھے پیدا ہوئے اور قیامت میں سب سے آگے ہوں گے یعنی ہمارا حشر سب سے پہلے ہوگا اور حساب بھی سب سے پہلے ہوگا اور فیصلہ بھی پہلے ہوگا اور بہشت میں بھی ہم پہلے جائیں گے صرف اتنا فرق ہے کہ اگلی امتوں کو کتاب ہم سے پہلے ملی یعنی تورات انجیل پھر یہ دن جمعہ کا وہ دن ہے جس کو اللہ نے ان پر فرض کیا یعنی اس کی تعظیم ان پر فرض ہوئی سو انہوں نے اس میں اختلاف کیا۔ سو وہ لوگ اس دن میں ہمارے تابع ہیں یہود نے کل کا دن یعنی سنیچر کا دن اختیار کیا اور نصاریٰ نے اس دن سے پچھلا دن یعنی اتوار اختیار کیا۔

فائدہ: یعنی جب ان کو حکم ہوا کہ ہفتے سے کوئی دن عبادت کے واسطے مقرر کرلو تو کسی نے کوئی دن معین کرنے کو کہا اور کسی نے کوئی دن مقرر کرنے کا مشورہ دیا اور جمعہ کے دن کا کسی کو خیال نہ آیا یا یہ کہ خاص جمعہ کا دن مقرر کرنے کا ان کو حکم ہوا تھا لیکن انہوں نے اختلاف کیا اس بات میں کہ جمعہ کا دن خاص کر کے لازم کرنا ضروری نہیں بلکہ اس کو سنیچر وغیرہ کے دن سے بدلنا جائز ہے سو انہوں نے اجتہاد کیا اور اس میں خطا کی پس اس کو سنیچر سے بدل دیا کہنے لگے کہ اس میں اللہ تعالیٰ دنیا کے پیدا کرنے سے فارغ ہوا سو ہم کو بھی مناسب ہے کہ اس دن میں ہم دنیا کے کاروبار سے فارغ ہوکر اللہ کی عبادت کریں اور اس دن کی تعظیم کریں اور نصاریٰ نے کہا کہ اتوار کے دن اللہ نے دنیا کی پیدائش کی ابتدا کی پس یہ دن مبدأ کمال کا ہے کہ سب نعمتوں کو شامل ہے پس اس دن کی تعظیم کرنی چاہیے اور اس میں اللہ کی عبادت کرنی چاہیے۔ یا اختلاف کا معنی انکار کا ہے یعنی انہوں نے جمعہ کے دن سے انکار کیا اور امر الٰہی کی مخالفت کی کہ اس کو اتوار یا سنیچر سے بدل دیا جیسا کہ حطة کو حنطة سے بدل دیا تھا بہر حال انہوں نے جمعہ کو سنیچر یا اتوار کے دن سے بدل دیا اور حق بات سے گمراہ ہوئے سو اللہ نے ہم کو اس کی طرف راہ دکھلائی یعنی ہمارے واسطے جمعہ کا دن نص سے مقرر کیا یا اجتہاد سے ہم کو اس کی طرف ہدایت کی جیسا کہ عبدالرزاق نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ مدینے کے لوگ جمعہ فرض ہونے اور ہجرت سے پہلے ایک بار جمع ہوئے سو انصار نے کہا کہ یہود کے واسطے ایک دن مقرر ہے کہ وہ ہر ہفتہ اس میں جمع ہوتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں اور نصاریٰ کے واسطے بھی ایک دن مقرر ہے کہ وہ ہر ہفتہ اس میں جمع ہوکر عبادت کرتے ہیں سو ہم کو بھی کوئی دن مقرر کرنا چاہیے کہ جس میں ہم جمع ہوکر اللہ کی عبادت کیا کریں اور اس کا شکر کیا کریں سو انہوں نے اس جمعہ کے دن کو مقرر کیا سو اللہ نے ان کے اجتہاد کے موافق

یہ آیت اتاری ﴿اذا نودی للصلوة﴾ الخ اور جمعہ کی نماز کو فرض کیا پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان صحابہ نے جمعہ کے دن کو اپنے اجتہاد سے مقرر کیا تھا پھر اسی کی ہدایت ہوئی کہ اس کے موافق حکم اترا تو وہ یہی لوگ اس دن میں ہمارے تابع ہیں یہود نے کل کا دن یعنی سنیچر کا دن اختیار کیا اور نصاریٰ نے اس سے پچھلا دن اختیار کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز فرض ہے اس لیے کہ اصل کلام اس طور سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کو ان پر فرض کیا اور ہم پر بھی فرض کیا سو وہ اس سے بہکے اور ہم نے اس کی طرف راہ پائی اور فرض کا معنی اگرچہ مقدر کرنے کا بھی آتا ہے لیکن یہاں مراد لازم کر دینا ہے اس لیے کہ یہ مشتمل ہے اس پر کہ اہل کتاب نے اس کی تعیین سے منہ پھیرا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ فرض عین ہے ہر شخص پر لازم ہے فرض کفایہ نہیں اس لیے کہ اس حدیث میں مطلق فرض ہونے کا ذکر ہے اور نیز فهدانا الله له کا عموم بھی اس پر دلالت کرتا ہے اور بعض نے کہا کہ حکمت جمعہ کے دن کے اختیار کرنے میں یہ ہے کہ اللہ نے اس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور انسان صرف عبادت ہی کے واسطے پیدا ہوا ہے سو مناسب ہوا کہ اس دن عبادت میں مشغول ہو اور یہ جو فرمایا کہ وہ لوگ اس دن میں ہمارے تابع ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کو اللہ نے ہدایت کی سو ہم نے اس فرض کو اپنے وقت میں ادا کیا یعنی جمعہ کے دن میں بخلاف یہود ونصاریٰ کے کہ انہوں نے اس فرض کو غیر وقت میں ادا کیا یعنی جمعہ کی عبادت کو شنبے اور یک شنبے میں ادا کیا سو ہم ان سے مقدم ہو گئے سو ان کا ہمارے تابع ہونا باعتبار بزرگی اور قبول عبادت سے ہے کہ ہماری عبادت قبول ہوئی اور وہ اس سے محروم رہے اور بعض نے کہا کہ اگر ان تین دنوں یعنی جمعہ اور شنبے اور یک شنبے کا علی سبیل التوالی اور پے در پے آنے کے جمع ہونا فرض کیا جائے تو ہر حال میں جمعہ پہلے آئے گا پس یہی معنی ہے ان کے تابع ہونے کا کہ ان کی عبادت کے دن ہم سے پیچھے ہیں اور یا اس کا یہ معنی ہے کہ شرع میں جمعہ سب دنوں سے مقدم ہے یعنی تمام ہفتے کے دنوں کی گنتی اس دن سے شروع کرنی چاہیے اگرچہ لوگوں میں اس کے برخلاف مروج ہے کہ وہ ہر ہفتے کی گنتی سنیچر سے شروع کرتے ہیں پس اس شرعی حساب سے شنبہ اور یک شنبہ جمعہ سے پیچھے آئیں گے پس یہی معنی ہے ان کے تابع ہونے کا اور بعض طریقوں میں اس حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے یہ لفظ زیادہ ہے کہ ان کو کتاب ہم سے پہلے اور ہم کو ان سے پیچھے ملی سو یہ کلام اگرچہ بحسب ظاہر مدح کے مقام میں معلوم ہوتی ہے لیکن درحقیقت ذم کے مقام میں واقع ہوئی ہے اس لیے کہ جو کتاب پیچھے آئے وہ پہلی کتاب کی ناسخ ہوتی ہے اور اس حدیث سے اور بھی کوئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ امت محمدی کو اگلی سب امتوں پر فضیلت ہے زادها الله شرفا اور ایک یہ کہ ہدایت اور گمراہی سب اللہ کی طرف سے ہے اور یہی ہے مذہب تمام اہل سنت کا اور یہ کہ اجماع کا خطا سے سلامت رہنا اسی امت کے ساتھ خاص ہے اور یہ کہ نص کے موجود ہونے کے وقت قیاس کرنا باطل ہے اور یہ کہ جمعہ شرعاً سب دنوں سے اول ہے پس ابتدا گنتی ہفتے کی اس سے کرنی چاہیے۔

بَابُ فَضْلِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهَلْ عَلَى الصَّبِيِّ شُهُوْدُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ أَوْ عَلَى النِّسَآءِ.

جمعہ کے دن غسل کرنے کی فضیلت کا بیان اور نابالغ لڑکے اور عورتوں پر جمعہ فرض ہے یا نہیں۔

فائدہ: ظاہر اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا سنت اور مستحب ہے لیکن علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل ظواہر وغیرہ ایک جماعت سلف کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت میں یہی آیا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء پہلوں اور پچھلوں اور فقہاء تمام شہروں کا یہ مذہب ہے کہ جمعہ کے دن نہانا مستحب ہے واجب نہیں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی مشہور قول یہی ہے اور خطابی وغیرہ نے کہا کہ اجماع ہو چکا ہے کہ جمعہ کی نماز بغیر غسل کے جائز ہے سو جو لوگ اس کو واجب کہتے ہیں ان کی دلیل عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو سعید رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیثیں ہیں جو ابھی اس باب میں آتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اس لیے کہ ان میں غسل کرنے کے ساتھ امر وارد ہوا ہے اور امر واسطے وجوب کے ہوتا ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ یہ ایک امر علیحدہ واجب ہے نماز کی شرط نہیں کہ بغیر اس کے صحیح نہ ہو اور جمہور کی دلیل کئی حدیثیں ہیں پہلی حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کی ہے جو ابھی اس باب میں آئے گی اس لیے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کا غسل واجب نہیں کیونکہ عثمان رضی اللہ عنہ نے غسل کو ترک کیا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حاضرین جمعہ نے اس پر انکار نہ کیا بلکہ اس کو برقرار رکھا سو اگر واجب ہوتا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کو ترک نہ کرتے اور اگر واجب ہوتا تو حاضرین اصحاب اس پر انکار کرتے اور اس کو الزام دیتے اور ایک دلیل جمہور کی یہ حدیث ہے کہ جو ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ نے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن جس نے وضو کیا تو اس نے خصلت طہارت کے ساتھ عمل کیا اور خوب کیا اور اگر کوئی غسل کرے تو غسل افضل ہے اور ایک دلیل ان کی یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جو صحیح مسلم میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم جمعہ کے دن غسل کرتے تو افضل ہوتا اور ایک دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو کہ ابوداؤد اور طحاوی وغیرہ میں روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے یا نہیں اس نے کہا واجب نہیں لیکن میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ ابتداء غسل جمعہ کی کس وجہ سے ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ تمام دن لوگ محنت مزدوری کرتے تھے اور پشم کے موٹے کمبل پہنے ہوتے اور مسجد اس وقت نہایت تنگ تھی سو جب گرمی میں جمعہ کے واسطے مسجد میں جمع ہوتے اور پسینہ چھوٹتا تو کمبلوں سے بدبو نکلتی اور لوگوں کو اس بدبو سے نہایت تکلیف پہنچتی اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکروہ جان کر اس دن غسل کرنے کا حکم دیا سو جب بعد اس کے اللہ نے لوگوں کو بہت مال دیا اور لوگ غنی ہو گئے تو بہت عمدہ عمدہ کپڑے پہننے لگے اور مسجدیں بھی بہت فراخ اور وسیع ہو گئیں انتہیٰ۔ پس یہ حدیث صریح ہے اس بات میں کہ مقصود

غسل کرنے سے یہ ہے کہ پسینے وغیرہ کی بدبو سے لوگوں کو تکلیف نہ پہنچے پس معلوم ہوا کہ وجوب شرعی مراد نہیں اور ان کے سوا جمہور علماء کی اور بھی کئی دلیلیں ہیں جو فتح الباری میں مذکور ہیں پس ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ جمعہ کا غسل واجب نہیں مستحب ہے اور جن حدیثوں سے اس کا واجب ہونا نکلتا ہے سو جمہور علماء ان کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ان میں غسل کرنے کا امر جو واقع ہوا ہے تو وہ امر استحباب پر محمول ہے وجوب کے واسطے وہ امر نہیں یعنی مراد اس سے غسل کا مستحب ہونا ہے واسطے دلیل ان حدیثوں کے جو مذکورہ ہو چکی ہیں پس اس سے سب حدیثوں میں تطبیق ہو جائے گی اور ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو وارد ہوا ہے کہ ہر بالغ جوان پر غسل واجب ہے تو وجوب سے مراد وہ وجوب نہیں جس کے ترک پر عذاب ہو بلکہ مراد اس سے تاکید ہے یعنی ثابت ہے یا نہایت بہتر ہے جیسے کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ تیرا حق مجھ پر واجب ہے یعنی مؤکد ہے لیکن شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں جمہور کی سب دلیلوں کو نقل کر کے سب کا جواب دے دیا ہے سو پہلی حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ جواب دیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطبے کو ترک کرنا اور عثمان رضی اللہ عنہ جیسے جلیل الشان کو اتنی خلقت میں جھڑکنا اس کے وجوب پر دلالت کرتا ہے اس واسطے کہ اگر غسل مستحب ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ایسا نہ کرتے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر کر جو غسل نہ کیا تو شاید اس واسطے نہ کیا کہ وقت تنگ تھا یا صبح کو غسل کر لیا ہوا تھا پس یہ وجوب پر دلالت کرے گا نہ استحباب پر اور سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا یہ جواب دیا کہ اس کے سب طریقے ضعیف ہیں پس صحیح متفق علیہ حدیثوں کے معارض نہ ہوسکے گی پس امر کو مستحب پر محمول کرنا جائز نہ ہوگا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا یہ جواب دیا کہ اس سے وجوب غسل کی نفی نہیں نکلتی اور نیز یہ حدیث غسل کے حکم سے پہلے کی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا یہ جواب دیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا برخلاف ثابت ہو چکا ہے اور نیز وجوب کا حکم مرفوع حدیث سے ثابت ہے اور نفی وجوب کی موقوف حدیث سے ہے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے پس اس کے معارض نہیں ہوگا اور نیز زوال علت سے زوال معلول کا لازم نہیں آتا جیسا کہ رمل اور قصر وغیرہ میں ہے اور باقی سب کا یہی جواب دیا پھر آخر میں فرمایا کہ اگر تسلیم کیا جائے کہ یہ حدیثیں عدم وجوب پر دلالت کرتی ہیں تو اس سے فقط اتنا ثابت ہوگا کہ نماز کے لیے غسل شرط نہیں یہ ثابت نہیں ہوگا کہ غسل واجب نہیں پس محض وجوب کی نفی ان سے ثابت نہیں ہوگی پس حاصل یہ ہے کہ احتیاط اسی میں ہے کہ غسل کرے اس سے سب جھگڑا طے ہو جاتا ہے لیکن نماز کی صحت اس پر موقوف نہیں بلکہ وہ ایک مستقل واجب ہے کہ نماز بغیر اس کے صحیح ہے اور اس مسئلے میں بھی اختلاف ہے کہ اگر کوئی جمعہ کے دن نماز فجر کے بعد غسل کر لے تو وہ غسل اس کو کافی ہو جاتا ہے یا نہیں سو جمہور علماء کہتے ہیں کہ وہی غسل کافی ہو جاتا ہے جمعہ کے وقت اور تازہ غسل کرنے کی حاجت نہیں اور امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ بعض علماء کہتے ہیں کہ غسل وہی معتبر ہے جو کہ جمعہ کے وقت کرے لیکن اصل بات یہ ہے کہ غسل سے مقصود یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کو پسینے وغیرہ کی بدبو سے ایذا نہ پہنچے سو جس شخص کو امید ہو کہ فجر

کے وقت غسل کر کے جمعہ کے وقت تک پاک صاف رہے گا تو اس کے واسطے وہ غسل کافی ہو جاتا ہے اور جس کو خوف ہو کہ جمعہ کے وقت تک پاک صاف نہیں رہ سکے گا تو اس کے واسطے مستحب یہی ہے کہ جمعہ کے وقت غسل کرے فجر کے وقت نہ کرے۔

٨٢٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَآءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ.

٨٢٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی جمعہ کی نماز کے واسطے آئے تو چاہیے کہ غسل کرے۔

فائدہ: یعنی جمعہ کے دن غسل کرنا مستحب ہے واجب نہیں کما مر اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ غسل جمعہ کی نماز کے واسطے ہے جمعہ کے دن کی فضیلت کے واسطے نہیں پس جو شخص جمعہ میں نہ آئے اور اس کو ترک کرے تو اس کے واسطے غسل مشروع نہیں اور یہی ہے مذہب جمہور کا اور ساتھ اسی کے قائل ہیں شافعیہ اس لیے کہ غسل تابع حاضر ہونے کے ہے وجوب کے تابع نہیں لیکن اکثر حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر جمعہ میں حاضر نہ ہو اور غسل کر لے تو جب بھی اس کو اس غسل کا ثواب ملے گا اور اس حدیث سے دوسرا مسئلہ باب کا ثابت نہیں ہوتا کہ نابالغ لڑکے اور عورت پر جمعہ فرض ہے یا نہیں لیکن اس حدیث نافع کے بعض طریقوں میں یہ حکم آ چکا ہے کہ نابالغ لڑکے اور عورت پر جمعہ فرض نہیں جیسا کہ ابوداؤد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ **لا جمعة على امرأة ولا صبى** سو شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اس ترجمہ سے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ اس حدیث کے بعض طرق میں لڑکے اور عورت پر جمعہ واجب نہ ہونے کا حکم آ چکا ہے لیکن چونکہ یہ حدیث اس کی شرط پر نہیں ہے اس واسطے اس کو اس کتاب صحیح میں نہیں لایا گو فی نفسہ وہ حدیث صحیح ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص جمعہ کی نماز کے واسطے جائے اس کو مستحب ہے کہ غسل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بالغ ہے یا نابالغ لیکن مردوں کے حق میں عورتوں سے زیادہ تاکید ہے اور بالغوں کے حق میں نابالغوں سے زیادہ تاکید ہے، واللہ اعلم۔

٨٢٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَآءَ قَالَ أَخْبَرَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَآءَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَيْنَمَا هُوَ قَآئِمٌ فِي

٨٢٩۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن کھڑے خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اچانک ایک صحابی پہلے مہاجرین میں سے مسجد میں آیا (اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے) سو فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو پکارا (یعنی تنبیہ کی وجہ سے کہ آنے کا یہ کون سا وقت ہے یعنی اتنی

الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُ عُمَرُ أَيَّةُ سَاعَةٍ هٰذِهٖ قَالَ إِنِّيْ شُغِلْتُ فَلَمْ أَنْقَلِبْ إِلٰى أَهْلِيْ حَتّٰى سَمِعْتُ التَّأْذِيْنَ فَلَمْ أَزِدْ أَنْ تَوَضَّأْتُ فَقَالَ وَالْوُضُوْءُ أَيْضًا وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ.

دیر کیوں لگائی کہ اول وقت آنے کی فضیلت فوت ہوئی) اس نے کہا کہ مجھ کو ایک کام نے روک رکھا سو میں اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ کر نہ گیا یہاں تک کہ میں نے اذان سنی اور صرف وضو کیا یعنی فقط وضو کرنے کی فرصت ملی زیادہ نہیں ملی سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو نے صرف وضو ہی پر اکتفا کیا ہے یعنی کیا اول وقت کو تاخیر کرنا اور فضیلت سے محروم رہنا تجھ کو کافی نہیں تھا یہاں تک کہ تو نے غسل کو بھی ترک کر دیا اور دونوں فضیلتوں سے محروم رہا حالانکہ تو جان چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن غسل کرنے کا حکم فرماتے تھے۔

فائدہ: پہلے مہاجرین ان اصحاب کو کہتے ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور بعض نے کہا کہ پہلے مہاجرین وہ ہیں جو جنگ بدر میں حاضر ہوئے لیکن پہلی بات بہت صحیح ہے اور اس حدیث میں عمر رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ پر دو وجہ سے انکار کیا ایک انکار اول وقت کے ترک کرنے سے اور دوسرا انکار غسل کے ترک کرنے سے سو معلوم ہوتا ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نے اول وقت ترک کرنے کا عذر کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو قبول کر لیا اور غسل کے ترک سے ان کو الزام دیا لیکن اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز کے لیے غسل کرنا شرط نہیں کہ بدون اس کے نماز صحیح نہ ہو ورنہ عمر رضی اللہ عنہ اور حاضرین جمعہ اس کو برقرار نہ رکھتے اور ان کی نماز کو صحیح نہ جانتے کما مر بلکہ سنت اور مستحب ہے پس یہی وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار اس واسطے کیا کہ بڑے بزرگ اور معتقد آدمی سے ادنیٰ مسنون امر کا ترک کرنا بھی معیوب ہے اور جمعہ کے وجوب پر اس حدیث سے استدلال کرنا جیسا کے اوپر گزرا ہے ٹھیک معلوم نہیں ہوتا اول اس طرح کہ خطبے میں دینی کلام کرنی جائز ہے جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خطبے میں کہا اٹھ اور دو رکعت نماز پڑھ بلکہ خطبہ سے مقصود یہ ہے کہ لوگوں کو وعظ کیا جائے اور دین کے مسئلے سکھلائے جائیں پس یہ انکار کرنا وجوب پر دلالت نہیں کرتا۔ دوم اس طرح کہ اول وقت جمعہ کی طرف جانا بالاتفاق واجب نہیں پس عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے خطبے کو ترک کر کے اتنی مخلوق میں اس پر انکار کیوں کیا پس اس سے لازم آئے گا کہ اول وقت جانا بھی واجب ہو حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں۔ سوم اس طرح کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا اس دن غسل کرنا ثابت نہیں بلکہ یہی صحیح بات ہے کہ اس نے غسل نہیں کیا تھا جیسے کہ ان کی اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مجھ کو ایک کام نے روک رکھا اور تنگی وقت کا عذر بھی معقول نہیں اس لیے کہ عثمان رضی اللہ عنہ خطبے کی ابتدا میں آ پہنچے تھے سو اس وقت غسل کر کے جمعہ میں شریک ہونا ممکن ہے، واللہ اعلم اور اس حدیث سے اور کئی مسئلے بھی ثابت ہوتے

ہیں ایک کہ خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیے اور یہ کہ منبر پر پڑھنا چاہیے اور یہ کہ امام رعیت کے حال کی نگہبانی رکھے اور ان کو دین کی بہتری کے کام کا حکم کرے اور جو شخص کسی سنت امر کو چھوڑے اس پر انکار کرے اگرچہ کوئی بڑا آدمی ہوتا کہ اور چھوٹے لوگوں کو اس سے نصیحت اور عبرت حاصل ہو اور یہ کہ نیک بات بتلانا اور برے کام سے روکنا خطبے کو نقصان نہیں پہنچاتا اور مخاطب کو بھی کلام کرنی جائز ہے اور یہ کہ جمعہ کی اذان سے پہلے دنیا کے کاروبار میں مشغول ہونا جائز ہے اگرچہ اول وقت کی فضیلت فوت ہو جائے اور یہ کہ جمعہ کے دن اذان سے پہلے بازاروں کا کھلا رہنا جائز ہے اس لیے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کھلے رہے اور عثمان رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ اس میں گئے اور یہ کہ بڑے آدمی کا بازار میں جانا جائز ہے اور یہ کہ جمعہ کی طرف جانے کی فضیلت اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ مسجد میں اذان سے پہلے جائے۔

٨٣٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ.

٨٣٠۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا ہر ایک جوان بالغ پر واجب ہے۔

فائدہ: وجوب سے مراد یہاں زیادہ تاکید ہے یعنی نہایت بہتر ہے یا عین وجوب ہے کما مر یا باب میں مراد فضل سے اس کی ترغیب دینا ہے عام ہے کہ واجب ہو یا مستحب ہو پس اس وجہ سے یہ حدیث باب کے مطابق ہو جائے گی اس واسطے کہ وجوب کے ضمن میں ترغیب بھی موجود ہے واللہ اعلم

بَابُ الطِّيْبِ لِلْجُمُعَةِ.

نماز جمعہ کے واسطے خوشبو لگانے کا بیان یعنی اس میں بڑا ثواب ہے۔

٨٣١ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ أَشْهَدُ عَلٰى أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ أَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

٨٣١۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا ہر ایک بالغ جوان پر واجب ہے اور مسواک کرنا اور خوشبو لگانا اگر میسر ہو تو عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ غسل کرنا تو واجب ہے اور مسواک کرنا اور خوشبو لگانا سو اللہ جانتا ہے کہ واجب ہے یا نہیں مگر حدیث میں اسی طرح آیا ہے۔

الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَأَنْ يَسْتَنَّ وَأَنْ يَمَسَّ طِيْبًا إِنْ وَجَدَ قَالَ عَمْرٌو أَمَّا الْغُسْلُ فَأَشْهَدُ أَنَّهُ وَاجِبٌ وَأَمَّا الْإِسْتِنَانُ وَالطِّيْبُ فَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَوَاجِبٌ هُوَ أَمْ لَا وَلٰكِنْ هٰكَذَا فِي الْحَدِيْثِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ أَخُوْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَلَمْ يُسَمَّ أَبُوْ بَكْرٍ هٰذَا رَوَاهُ عَنْهُ بُكَيْرُ بْنُ الْأَشَجِّ وَسَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ هِلَالٍ وَعِدَّةٌ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ يُكْنٰى بِأَبِيْ بَكْرٍ وَأَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ.

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کا غسل کرنا واجب نہیں اس لیے کہ اگر غسل کو واجب کیا جائے تو اس سے لازم آئے گا کہ مسواک اور خوشبو لگانی بھی واجب ہو حالانکہ مسواک اور خوشبو لگانی بالاتفاق واجب نہیں پس اس سے لازم آیا کہ غسل بھی واجب نہیں اس لیے کہ واجب اور غیر واجب کو ایک لفظ میں شریک کرنا جائز نہیں اور غیر واجب کا واجب پر عطف ڈالنا درست نہیں پس معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا مستحب ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن عمدہ لباس پہننا مستحب ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْجُمُعَةِ. نمازِ جمعہ کی فضیلت کا بیان۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ جمعہ سے مراد یہاں جمعہ کا دن بھی ہو سکتا ہے اس لیے کہ صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ سب دنوں میں بہتر جمعہ کا دن ہے کہ اس دن میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن بہشت میں داخل ہوئے اور اسی دن بہشت سے نکالے گئے اور اسی دن قیامت قائم ہو گی لیکن اس باب کی حدیث ظاہر اس احتمال کے مخالف معلوم ہوتی ہے کہ اس میں صرف نماز جمعہ کی فضیلت کا بیان ہے مگر یہ کہا جائے کہ فضیلت نماز کو فضیلت دن کی لازم ہے تو ممکن ہے، واللہ اعلم۔

٨٣٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

٨٣٢۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نہایا جمعہ کے دن جیسے جماع کی ناپاکی کے واسطے نہاتے ہیں یعنی خوب اچھی طرح غسل کیا اور ہر جگہ پانی پہنچایا پھر دوپہر ڈھلتے اول وقت مسجد میں آیا تو جیسے اس نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَّمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَّمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَّمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ.

اونٹ قربانی کیا اور جو دوسری گھڑی آیا تو اس نے جیسے گائے بیل قربانی کیا اور جو تیسری گھڑی آیا اس نے جیسے سینگ والا دُنبہ قربانی کیا اور جو چوتھی گھڑی آیا تو اس نے جیسے مرغی قربانی کی اور جو پانچویں گھڑی آیا تو اس نے جیسے ایک انڈا اللہ کی راہ میں دیا پھر جب امام خطبہ پڑھنے کے واسطے نکلا تو فرشتے خطبہ اور وعظ کو سننے کے لیے دروازہ چھوڑ کر مسجد میں آ جاتے ہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں نسائی کی چھٹی گھڑی کا ذکر بھی آیا ہے پس مطلب یہ ہے کہ جمعہ کے دن فرشتے مسجدوں کے دروازوں پر لکھتے جاتے ہیں کہ کون آگے آیا اور کون پیچھے اور خطبے کے وقت مسجد میں آ جاتے ہیں اور ذکر اور وعظ وغیرہ سنتے رہتے ہیں اس لیے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جمعہ کی نماز کے لیے مسجد میں جلد حاضر ہوا کرے جتنا پہلے جائے گا اتنا ثواب زیادہ پائے گا پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور اس حدیث میں یہ جو فرمایا کہ جماع کی ناپاکی کی طرح غسل کرے تو بعض کہتے ہیں کہ مراد اس حدیث سے خاص جماع کر کے نہانا ہے یعنی جمعہ کے دن اپنی بیوی سے جماع کر کے غسل کرے جیسا کہ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے یعنی تا کہ فارغ البال ہو کر جمعہ کی طرف جائے اور کسی چیز پر اس کی آنکھ نہ پڑے اور یہی ہے قول ہر ایک جماعت صحابہ اور تابعین کا اور یہی بیان کیا گیا ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہ جو پہلی دوسری وغیرہ گھڑیوں کا ذکر فرمایا تو اس کا بیان یہ ہے کہ رات اور دن کی بارہ بارہ گھڑییں ہوتی ہیں اور وہ دو قسم کی ہیں ایک قسم آفاقیہ ہیں اور وہ رات اور دن میں برابر ہوتی ہیں یعنی دن کی بھی بارہ ہی گھڑییں ہوتی ہیں اور رات کی بھی بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں لیکن گرمی سردی کے موسم میں ان کا مقدار کم وبیش ہو جاتا ہے یعنی سردی میں کم اور گرمی میں زیادہ اور یہ اہل نجوم کی اصطلاح پر ہے اور اہل حساب اس کو معوجہ کہتے ہیں اور دوسرے قسم تعدیلیہ ہیں اور وہ مقدار میں ہمیشہ برابر رہتی ہیں لیکن گرمی سردی کے موسم میں ان کی گنتی کم وبیش ہو جاتی ہے یعنی سردی میں دن کی دس گھڑیاں رہ جاتی ہیں اور گرمی میں دن کی چودہ گھڑیاں ہو جاتی ہیں اور اس کو اہل حساب مستقیمہ کہتے ہیں سو بعض کہتے ہیں کہ مراد یہاں ان گھڑیوں سے آفاقیہ گھڑیاں ہیں جو تعداد میں کم وبیش نہیں ہوتی ہیں مقدار میں ہو جاتی ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حبیب مالکی اور جمہور علماء کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ جمعہ کے واسطے اول ساعت میں جائے اور وہ کہتے ہیں کہ پہلی گھڑی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب کہ سورج نکلے اور

چھٹی گھڑی وہ ہے جس کی انتہا آفتاب ڈھلنے کے ساتھ متصل ہے سو اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص سورج ڈھلنے کے بعد آئے اس کو قربانیوں سے کسی چیز کا ثواب نہیں نہ انڈے کا نہ چڑیا کا گو زوال کے اول لحظہ میں آ جائے اور نیز گھڑیوں کا ذکر آپ نے اس واسطے فرمایا ہے کہ لوگوں کو اول وقت جانے کی ترغیب اور محبت ہو کہ اس کی فضیلت کو حاصل کریں اور پہلی صف میں جگہ پکڑیں اور نفل پڑھیں اور نماز کا انتظار کریں اور ذکر وغیرہ کریں اور زوال کے بعد ان سب چیزوں سے کوئی بھی حاصل نہیں ہوتی ہے اور ثواب سے آدمی محروم رہتا ہے کہ اذان کے بعد ٹھہرنا حرام ہے پس معلوم ہوا کہ زوال کے بعد ثواب نہیں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جتنے آدمی اول گھڑی میں آئیں دو چار یا پچاس یا سو مثلاً سب کو ایک برابر ثواب ملے گا یعنی اونٹ کی قربانی کا خواہ کوئی اول گھڑی کے ابتدا میں آئے یا اس کے انتہا میں آئے لیکن اتنا فرق ضرور ہوگا کہ پہلے اونٹ دوسرے کے اونٹ سے کامل اور موٹا تازہ ہوگا اور اسی طرح دوسری ساعت میں جتنے آدمی آئیں سب کو برابر ثواب ملے گا یعنی گائے کی قربانی کا وعلیٰ ہذا القیاس سب گھڑیوں کو اسی طرح سمجھنا چاہیے اور ظاہر اس اونٹ وغیرہ کی قربانی ذکر کرنے سے یہی مراد معلوم ہوتی ہے کہ اگر مثلاً پہلی ساعت میں آنے والے کے ثواب کو ایک جسم دار چیز فرض کیا جائے تو وہ ثواب اونٹ کے جسم کے برابر ہوگا اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ جتنا ثواب اونٹ کی قربانی کرنے والے کو ملتا ہے سو اول ساعت جمعہ میں جانے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ مثلاً جتنا کہ اونٹ اور گائے کی قیمت میں فرق ہے اتنا ہی اول ساعت اور دوسری ساعت وغیرہ میں جانے والے کے درمیان فرق ہے یعنی پہلے کا ثواب زیادہ ہے اور دوسرے کا کم ہے اور بعض نے کہا کہ مراد گھڑیوں سے لحظات لطیفہ ہیں جو ایک ایک ساعت کے درمیان بہت موجود ہو سکتے ہیں اور مراد اونٹ وغیرہ سے کمی بیشی ثواب کی ہے پس اب معنی اس حدیث کا یہ ہوگا کہ جمعہ کے دن پہلے اور پیچھے آنے والوں کے درجوں اور مرتبوں میں فرق ہے پانچ چھ وغیرہ کی کوئی تخصیص نہیں اور اس تخصیص پر کوئی دلیل بھی نہیں اور اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں آتا لیکن ایک حدیث میں ابوداؤد وغیرہ سے آیا ہے کہ جمعہ کے دن کی بارہ گھڑیاں ہیں سو اس کا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ شاید مقصود اس سے اس ساعت کے لحظوں کو بیان کرنا ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے واللہ اعلم۔ اور اکثر مالکیہ اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ مراد ان گھڑیوں سے وہ لحظے ہیں جو سورج ڈھلنے کے بعد واقع ہوتے ہیں ابتدا ان کی زوال سے ہے اور انتہا ان کی امام کا منبر پر بیٹھنا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اول وقت جمعہ کی طرف جانا مکروہ ہے لیکن امام احمد رحمہ اللہ اور ابن حبیب مالکی نے اس پر سخت انکار کیا ہے امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت ہے یعنی اس لیے کہ حدیث عام ہے کہ زوال سے پہلے آئے یا پیچھے آئے سو اس واسطے کہ لفظ راح کا معنی مطلق جانے کا ہے کسی وقت کے ساتھ مقید نہیں پس زوال سے پہلے جانے کو مکروہ کہنا اس حدیث کے بے شک مخالف ہے اور بعض نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے

اس پر کہ زوال سے پہلے جمعہ پڑھنا جائز ہے اس لیے کہ فجر سے لے کر دوپہر تک چھ گھڑیاں ہوتی ہیں اور اس حدیث میں پانچ ساعتوں کو بیان کر کے بعد اس کے امام کا نکلنا بیان فرمایا اور امام کا نکلنا جمعہ کے اول وقت میں ہوتا ہے تو اس صورت میں اس کا نکلنا چھٹی ساعت کی ابتدا میں واقع ہوگا اور وہ قطعا زوال سے پہلے ہے پس جمعہ زوال سے پہلے جائز ہوا سو جواب اس کا یہ ہے کہ پہلی ساعت تو غسل وغیرہ میں چلی جاتی ہے تو اب شروع جانے دوسری ساعت کے ابتدا سے ہوگا اور دوسری جانے کا شروع تیسری کے ابتدا سے ہوگا اور ان دونوں کے درمیان نسبت پہلی دوسری کے ہے وعلی ہذا القیاس پانچویں کا جانا چھٹی ساعت کے اول سے شروع ہوگا اور اس کے انتہا میں ختم ہوگا پس اس بنا پر پانچویں ساعت کا انتہا زوال کا ابتدا ہوگا پس اعتراض دفع ہوگیا اور نیز ممکن ہے کہ یہ حدیث باعتبار موسم سردی کے ہو کہ اس میں دن کی دس گھڑیاں رہ جاتی ہیں پس اس صورت میں پانچویں کا انتہا اول زوال ہوگا اور نیز چھٹی ساعت کا ذکر بھی دوسری حدیث میں آچکا ہے جیسے کہ اوپر گزرا پس اس صورت میں یہ استدلال بالکل باطل ہو جاتا ہے وباللہ التوفیق۔ اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ جمعہ کے دن غسل کرنے اور اس کی طرف اول وقت جانے کی بڑی فضیلت ہے اور یہ کہ لوگوں کے درجوں میں فرق ہے باعتبار عملوں کے اور یہ کہ تھوڑا صدقہ دینا شرع میں معیوب نہیں یعنی گو انڈا ہو یا اس سے کم ہو اور یہ کہ اونٹ کی قربانی کرنی گائے' بیل کی قربانی سے افضل ہے چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ سب علماء کا اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ ہدی میں یعنی اس قربانی میں جو حاجی لوگ (مکے میں گھر سے لے جاتے ہیں) اونٹ گائے سے افضل ہے اور عید کی قربانی میں اختلاف ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء کے نزدیک اس میں اونٹ افضل ہے بعد اس کے گائے بعد اس کے بکری اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو اس باب میں گزری ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عید میں بکری سب سے افضل ہے پھر گائے پھر اونٹ اور ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کی قربانی کی سو جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ آپ کو اس وقت صرف بکری ملی ہو اور کوئی جانور ہاتھ نہ آیا ہو یا واسطے بیانِ جواز کے کیا ہو یہ بھی جائز ہے اور دوسری حدیث میں ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے قربانی کی اور یہ جو فرمایا کہ فرشتے لکھتے جاتے ہیں تو یہ فرشتے کراما کاتبین کے سوا اور فرشتے ہیں ان کا کام صرف یہی ہے کہ جمعہ کے دن مسجد میں آنے والوں کو لکھتے جاتے ہیں پھر کاغذوں کو لپیٹ کر چلے جاتے ہیں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب خطبہ شروع ہو جائے تو اس وقت آنے والے کا نام فرشتے اپنے دفتر میں نہیں لکھتے۔

بَابٌ .

یہ باب ہے۔

٨٣٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

٨٣٣۔ ترجمہ اس کا اوپر گزر چکا ہے عثمان رضی اللہ عنہ اول وقت سے دیر کر کے جمعہ میں آئے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو جھڑکا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِمَ تَحْتَبِسُوْنَ عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ الرَّجُلُ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ النِّدَآءَ تَوَضَّأْتُ فَقَالَ أَلَمْ تَسْمَعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَاحَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ.

اس میں اتنا زیادہ ہے کہ جب کوئی جمعہ کی نماز کو جانا چاہے تو چاہیے کہ غسل کرے کہ سنت ہے۔

فائدہ: اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے کوئی مسئلہ بیان نہیں کیا اس لیے کہ اس کو پہلے باب سے تعلق ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے اول وقت ترک کرنے پر انکار کیا حالانکہ اس وقت بہت اصحاب بیٹھے تھے سو اگر اول وقت کی زیادہ فضیلت ہوتی تو اس پر انکار نہ کرتے اور نیز اس میں اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص کے جو اول وقت ترک کرنے پر مدینے والوں کے اجماع کا دعویٰ کرتا ہے اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اتنے صحابہ اور تابعین وغیرہ اہل مدینے کے درمیان اول وقت ترک کرنے پر انکار کیا سو اگر اہل مدینہ کا اس پر اجماع ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ اس سے انکار نہ کرتے یا باقی صحابہ وغیرہ اس کا اقرار کرتے۔ واللہ اعلم

بَابُ الدُّهْنِ لِلْجُمُعَةِ.

جمعہ کی نماز میں جانے کے واسطے تیل لگانا۔

٨٢٤ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنِ ابْنِ وَدِيْعَةَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهٖ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ إِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى.

۸۲۴۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور جہاں تک اس سے ہو سکے طہارت اور پاکی حاصل کرے اور تیل ملے یا اپنے گھر سے خوشبو لگائے پھر جمعہ کی طرف جائے اور جب مسجد میں آئے تو دو ملے بیٹھوں میں فرق نہ ڈالے یعنی ان کی گردن پر سے گزر کر آگے نہ جائے پھر نماز پڑھے جتنی اس کی قسمت میں ہے پھر جب امام خطبہ پڑھے تو چپ رہ کر سنتا رہے تو اس کے وہ گناہ بخشے جائیں گے جو اس جمعہ اور گزرے جمعہ کے درمیان ہیں۔

فائدہ: مراد اچھی طرح پاکی حاصل کرنے سے یہ ہے کہ ناخن کٹوائے اور لبوں کو کتروائے اور بغلوں اور زیر ناف

وغیرہ کے بال منڈائے اور یا مراد نہانے سے بدن پر پانی ڈالنا ہے اور طہارت سے مراد سر کا دھونا ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن تیل ملنے میں بڑی فضیلت ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن لوگوں کی گردن پر سے چل کر آگے بڑھنا مکروہ ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ لوگوں کے آگے سے بڑھنا اسی شخص کو منع ہے جو بلا ضرورت آگے بڑھے اور جس کو ضرورت ہو اور بغیر اس کے اپنی جگہ میں نہ پہنچ سکے تو اس کے لیے نمازیوں کے آگے بڑھنا جائز ہے مثلاً اگر امام بغیر اس کے اپنی جگہ میں نہ پہنچ سکے تو اس کو لوگوں کی گردنوں سے چل کر جانا جائز ہے اور ایسے ہی جو کمی صف کو پورا کرنا چاہے اس کو بھی آگے بڑھنا جائز ہے لیکن اگر پیچھے خالی جگہ پائے تو مستحب ہے کہ وہیں بیٹھ جائے اور ایسے ہی جو شخص کسی ضرورت کے واسطے اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر جائے تو اس کو بھی اپنی جگہ میں پھر آنے کے واسطے تخطی کرنا جائز ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ تخطی اسی وقت منع ہے جب کہ امام منبر پر کھڑا ہوا اور پہلے اس سے جائز ہے لیکن یہ قول ظاہر حدیث کے مخالف ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز سے پہلے نفل پڑھنے جائز ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن دوپہر کے وقت نفل پڑھنے جائز ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلی حدیث میں جو گھڑیوں کا ذکر آیا ہے تو وہ گھڑیاں زوال سے پہلے ہیں پیچھے نہیں جیسے امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ کہتے ہیں اس لیے کہ امام کا خطبے کے واسطے نکلنا عین زوال کے متصل ہوتا ہے اور اس وقت اتنی گنجائش نہیں ہوتی کہ اس میں نفل وغیرہ پڑھے جائیں پس معلوم ہوا کہ جمہور کا مذہب ٹھیک ہے سو اس سب بیان سے معلوم ہوا کہ گناہوں کا معاف ہونا اسی وقت ہے جب کہ یہ سب شرطیں مذکورہ پائی جائیں گی یعنی غسل اور پاکی حاصل کرنا اور خوشبو یا تیل لگانا اور عمدہ کپڑے پہننا اور خطبے کے وقت چپ رہنا اور جمعہ کی طرف آرام سے چلنا اور لوگوں کی گردنوں سے آگے نہ بڑھنا اور کسی کو تکلیف نہ دینا اور جمعہ سے پہلے نفل پڑھنا اور خطبے کے وقت چپ رہنا اور لغو بات نہ کرنا سو جو شخص ان سب شرطوں کو بجا لائے اس کے گناہ بخشے جائیں گے جو اس جمعہ اور گزرے ہوئے جمعہ کے درمیان ہوئے ہیں لیکن ان گناہوں سے مراد صغیرہ ہیں اس سے کبیرہ نہیں بخشے جائیں گے ان کے واسطے استغفار کرے اور سچی توبہ کرے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ غسل مستحب ہے واجب نہیں دوم یہ کہ جمعہ کے دن امام کے آنے سے پہلے نفل پڑھنے مستحب ہیں اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور علماء کا سوم یہ کہ مطلق نفلوں کی کوئی حد مقرر نہیں جتنے چاہے پڑھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مقدر ہو پڑھے اور یہ کہ خطبے کے بعد تکبیر تحریمہ سے کلام کرنی جائز ہے۔ کذا قالہ النووی.

٨٣٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ طَاوُسٌ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ ذَكَرُوْا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

٨٣٥۔ حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن نہاؤ اور اپنے سر کو دھو ڈالو اگرچہ تم کو غسل

وَسَلَّمَ قَالَ اغْتَسِلُوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْسِلُوْا رُؤُوْسَكُمْ وَإِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا جُنُبًا وَّأَصِيْبُوْا مِنَ الطِّيْبِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَّا الْغُسْلُ فَنَعَمْ وَأَمَّا الطِّيْبُ فَلَا أَدْرِىْ.

جنابت کی حاجت نہ ہو اور خوشبو لگاؤ جو میسر ہو سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہانا تو آپ نے فرمایا ہے اور خوشبو لگانے کو میں نہیں جانتا کہ آپ نے فرمایا ہے یا نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنابت کا غسل جمعہ کے غسل سے کافی ہو جاتا ہے خواہ اس کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو اور یہی مذہب ہے اکثر صحابہ اور تابعین وغیرہ اہل علم کا اور اس حدیث میں تیل لگانے کا ذکر نہیں لیکن اس کے دوسرے طریق میں تیل لگانے کا ذکر آ گیا ہے جیسا کہ ابھی آتا ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

٨٣٦ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِىْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ ذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَيَمَسُّ طِيْبًا أَوْ دُهْنًا إِنْ كَانَ عِنْدَ أَهْلِهِ فَقَالَ لَا أَعْلَمُهُ.

٨٣٦ـ حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جمعہ کے دن غسل کرنے میں بیان کی سو میں نے اس سے کہا کہ کیا خوشبو یا تیل بھی لگائے اگر اس کے گھر والوں کے پاس ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں اس کو نہیں جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یا نہیں۔

فائدہ: شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اشارہ کرنا ہے اس طرف کہ غسل کے سوا مسواک کرنا اور خوشبو وغیرہ لگانا واجب نہیں اگرچہ اس کی ترغیب آ چکی ہے اور وجہ مناسبت اس حدیث کی باب سے پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا يَلْبَسُ أَحْسَنَ مَا يَجِدُ.

جمعہ کے دن عمدہ کپڑے پہننے کا بیان۔

٨٣٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَاٰى حُلَّةً سِيَرَآءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهٖ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوْا عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

٨٣٧ـ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک ریشمی جوڑا مسجد کے دروازے پر بکتا دیکھا سو عرض کی کہ یا حضرت! اگر آپ اس کو خرید لیں اور جمعہ کے دن اور بادشاہوں کے ایلچی آنے کے وقت اس کو پہنا کریں تو یہ خوب ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہو پھر اس کے بعد اسی قسم کے کئی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ فِي الْأٰخِرَةِ ثُمَّ جَآءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ فَأَعْطٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَسَوْتَنِيْهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيْ حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخًا لَّهُ بِمَكَّةَ مُشْرِكًا.

جوڑے حضرت ﷺ کے پاس آئے سو آپ نے ایک جوڑا ان میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا حضرت! آپ نے مجھ کو یہ ریشمی جوڑا پہنایا ہے اور حالانکہ آپ نے عطارد کے جوڑوں میں کیا کچھ کہا تھا یعنی اس کو پہننا حرام فرمایا تھا آپ نے فرمایا کہ میں نے ریشمی جوڑا تجھ کو اس واسطے نہیں دیا کہ تو اس کو پہنے یعنی بلکہ میں نے تجھ کو صرف اس واسطے دیا ہے کہ تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے فائدہ اٹھائے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ جوڑا اپنے ایک بھائی مشرک کو دے دیا جو مکے میں رہتا تھا۔

فائدہ: حلہ کہتے ہیں دو کپڑوں کو یعنی چادر اور تہ بند اور یہ بھائی ان کا ماں کی طرف سے تھا یعنی دونوں کی ماں ایک تھی اور باپ دو تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے بیچنا درست ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن عمدہ کپڑے پہننے اور زینت کرنی مستحب ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کے جواب میں اصل زینت اور تجمل کو برقرار رکھا صرف اس کپڑے سے منع کیا کہ وہ ریشمی تھا اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ السِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. جمعہ کے دن مسواک کرنے کا بیان۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ مسواک کرنا سنت ہے واجب نہیں نہ نماز میں اور نہ نماز سے باہر اور اس پر سب علماء معتبرین محققین کا اجماع ہو چکا ہے صرف داؤد ظاہری سے اس کا وجوب منقول ہے لیکن وہ نقل صحیح نہیں بلکہ وہ بھی سنت کا قائل ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مسواک کرنا ہر حال میں سنت ہے خصوصا نماز پنجگانہ میں تو اس کی زیادہ تاکید ہے اور وضو اور قرأت قرآن اور نیند اور سکوت اور بھوک کے وقت زیادہ تر مستحب ہے اور مسواک کڑوی لکڑی کی چاہیے پیلو کی مسواک سب سے بہتر ہے چھوٹی انگلی برابر موٹی اور بالشت برابر لمبی ہو اور وجہ اس کی یہ ہے اس سے منہ کی بدبو دفع ہو جاتی ہے اور چونکہ جمعہ کے دن غسل کرنا اور ظاہر بدن کا پاک صاف کرنا مطلوب تھا جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا تو اس واسطے مناسب ہوا کہ اس کے ساتھ منہ کو بھی صاف کیا جائے کہ وہ اصل جگہ ذکر اور مناجات کی ہے اس واسطے بعد اس کے مسواک کرنا بیان کرنا مناسب ہوا، واللہ اعلم۔

وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

اور ابو سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَنُّ.

آپ مسواک کرتے تھے اور اس سے دانتوں کو ملتے تھے اور یہ پوری حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں کسی خاص وقت کا ذکر نہیں عام ہے پس جمعہ کو بھی شامل ہوگئی پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی۔

٨٣٨ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ أَوْ عَلَى النَّاسِ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ.

٨٣٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت یا لوگوں پر مشکل نہ جانتا تو میں ان کو واجب کر کے مسواک کا حکم کرتا ہر نماز میں۔

فائدہ: یہ حدیث بھی عام ہے پس جمعہ کی نماز کو بھی شامل ہوگئی پس جمعہ میں مسواک کرنا ثابت ہوگیا۔

٨٣٩ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ الْحَبْحَابِ حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ.

٨٣٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم سے مسواک کرنے کی خوبی بارہا کہی۔

فائدہ: یعنی مسواک میں غفلت اور سستی نہ کرو مسواک کی عادت ڈالو اور جب آپ نے اس کی خوبی بارہا بیان فرمائی تو اس کو ہر نماز میں کرنا چاہیے اور ہمیشہ کو مسواک کے واجب کرنے میں مشکل ہے لیکن خاص ایک دن مسواک کے معین کرنے میں مشکل نہیں یعنی جمعہ کے دن پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

٨٤٠ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَّحُصَيْنٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ.

٨٤٠۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات سے اٹھتے یعنی تہجد کو تو اپنے منہ کو مسواک کرتے اور اس سے دانتوں کو ملتے۔

فائدہ: جب رات کے وقت آپ نے باوجود تنہا ہونے کے مسواک کی تو جمعہ کے دن مسواک کرنا بطریق اولیٰ چاہیے کہ اس دن زینت کرنی اور خوشبو ملنے کا حکم ہوا ہے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی۔

بَابُ مَنْ تَسَوَّكَ بِسِوَاكِ غَيْرِهٖ.

دوسرے کی مسواک کرنے کا کیا حکم ہے؟۔

٨٤١ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَّمَعَهُ سِوَاكٌ يَّسْتَنُّ بِهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ أَعْطِنِي هٰذَا السِّوَاكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَأَعْطَانِيْهِ فَقَصَمْتُهُ ثُمَّ مَضَغْتُهُ فَأَعْطَيْتُهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ بِهِ وَهُوَ مُسْتَسْنِدٌ إِلٰى صَدْرِي.

٨٤١۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ (عائشہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی ہیں) میرے حجرے میں آئے اور ان کے پاس مسواک تھی جس سے وہ اپنے دانتوں کو ملتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نظر کی سو میں نے اس کو کہا (عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے) کہ اے عبدالرحمٰن! یہ مسواک مجھ کو دے سو اس نے مجھ کو مسواک دی سو میں نے اسکو دانتوں سے توڑا اور اس کے پہلے ریشوں کو دور کیا پھر میں نے وہ مسواک دانتوں میں چبا کر آپ کو دی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر کی مسواک کرنی جائز ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی مسواک لے کر اس سے دانتوں کو ملا لیکن یہ اسی وقت لائق ہے جب کہ دوسرے کے منہ کی بو کو مکروہ نہ جانتا ہو اس لیے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسواک کے پہلے ریشوں کو کاٹ ڈالا اور اس کو چبا کر آپ کو دی اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسواک کرنے کی نہایت تاکید ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری میں بھی اس کو نہ چھوڑا۔

بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

ان سورتوں کا بیان جو جمعہ کے دن فجر کی نماز میں پڑھی جاتی ہیں۔

٨٤٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ هُرْمُزَ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ﴿آلٓمّٓ تَنْزِيْلُ﴾ السَّجْدَةَ وَ ﴿هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾.

٨٤٢۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تنزیل وهل اتى على الانسان پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ان دو سورتوں کو پڑھنا مستحب ہے اس لیے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اکثر اوقات پڑھا کرتے تھے بلکہ طبرانی وغیرہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہمیشہ پڑھا کرتے اور کان کا لفظ اگرچہ ہمیشگی پر دلالت نہیں

کرتا لیکن یہ حدیث نص ہے ہیشگی میں اور یہی مذہب ہے اکثر اہل علم کا صحابہ اور تابعین وغیرہ سے کہتے ہیں کہ جمعہ کی فجر میں ان کو پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ ابن منذر وغیرہ نے نقل کیا ہے یہاں تک کہ ابراہیم بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ اُس نے مدینے میں جمعہ کے دن لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی سو دونوں رکعت میں ان دونوں کو پڑھا اور یہی مذہب ہے شافعیہ وغیرہ علماء کا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سجدے کی آیت نماز میں پڑھنی مکروہ نہیں اور سجدہ کرنا بھی نماز میں مکروہ نہیں اور حنفیہ کہتے ہیں کہ کسی خاص سورت کو کسی خاص نماز کے واسطے معین کر رکھنا مکروہ ہے سو جمعہ کے دن ان دو سورتوں کا پڑھنا اس شرط سے مستحب ہے کہ کبھی کبھی ان کو چھوڑ دے اور دوسری سورت کو پڑھ لے تاکہ عوام لوگ یہ اعتقاد نہ کر بیٹھیں کہ ان کے سوا اور سورتوں کا پڑھنا کافی نہیں یا اور سورتوں کا پڑھنا مکروہ ہے اور بعض حنفیہ کہتے ہیں کہ اس سے باقی قرآن کا بالکل چھوڑ دینا لازم آتا ہے یا تعیین کا وہم پڑتا ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ اگر عوام کے اعتقاد پر موقوف رکھا جائے تو ہر مستحب کام پر ہیشگی کرنی مکروہ ہوگی حالانکہ یہ بات بالاجماع باطل ہے اس لیے کہ اگر کوئی شخص کسی مستحب کام کو مستحب جان کر اس پر ہیشگی کرے تو وہ بے شک ثواب پائے گا اور نیز اس صورت میں نفلوں وغیرہ مستحبات کا بالکل چھوڑ دینا بھی مکروہ ہوگا اس لیے کہ اگر ایک کام مستحب کو ہمیشہ ترک کیا جائے اور تمام عمر میں ایک بار بھی اس کے ساتھ عمل نہ کیا جائے تو بیشک یہ خوف ہے کہ عوام اعتقاد کر بیٹھیں کہ یہ کام جائز نہیں پس لازم آئے گا کہ مستحب کا ہمیشہ ترک کرنا بھی مکروہ ہوگا حالانکہ یہ بات بھی بالاجماع باطل ہے **فما هو جوابكم فهو جوابنا** اور نیز عوام کے اعتقاد کا خوف تو جب ہو جب کہ تمام جہان میں عالم کوئی نہ رہے اور وعظ نصیحت کرنے والے جہاں سے بالکل ناپید ہو جائیں اس لیے کہ اگر فرضًا عوام کے اعتقاد کا خوف بھی تسلیم کیا جائے تو علماء ان کو زبانی بھی یہ مسئلہ سمجھا سکتے ہیں کہ یہ امر واجب نہیں مستحب ہے اس کے کرنے میں ثواب ہے اور نہ کرنے میں کچھ عذاب نہیں اور اس وہم کو وعظ ونصیحت میں دفع کر سکتے ہیں اور وعظ ونصیحت میں اکثر ایسا موقع ہو جاتا ہے پھر کیا علماء کا عوام کو زبانی سمجھانا کافی نہیں ہوسکتا کہ اس کو کبھی ترک کریں بلکہ بتلانے سے تو دونوں امر حاصل ہو جاتے ہیں حدیث پر عمل بھی اور عوام کا اعتقاد دفع کرنا بھی اور نیز سب عوام کا یہ حال نہیں بلکہ جو لوگ فہیدہ اور سمجھ دار ہیں وہ ہر گز ایسا اعتقاد نہیں رکھ سکتے اور نیز بہت بار تجربہ کیا گیا اور لوگوں کو سمجھایا گیا کہ پنجگانہ نماز کے ساتھ جو نفل پڑھے جاتے ہیں یہ فرض واجب نہیں اور صدہا بار عوام کے سامنے ان نفلوں کو ترک بھی کیا گیا لیکن وہ ان کو ویسے ہی فرضوں کے برابر سمجھتے ہیں ان کو چھوڑنے کے کبھی روادار نہیں ہوتے بلکہ جو چھوڑے اس پر سخت انکار کرتے ہیں پس اس صورت میں عوام کے اعتقاد کا کیا علاج کیا جائے گا **بینوا توجروا** ۔ اور نیز اس سے باقی قرآن کا ترک کرنا بھی لازم نہیں آتا ہے اس لیے کہ جب دوسری نمازوں میں اور سورتیں پڑھ لے گا تو یہ بات لازم نہیں آئے گی اور نیز اگر کسی خاص سورت کو کسی خاص نماز میں پڑھنے سے تعیین کا وہم پڑتا ہے تو ایسے ہی تمام قرآن سے دو چار یا دس

سورتیں مثلاً یاد کر رکھنے اور انہی کو ہمیشہ بار بار نمازوں میں پڑھنا بھی وہم تعیین کو مستلزم ہوگا پس لازم آئے گا کہ ہر ہر آدمی تمام قرآن کو یاد کرے اور باری باری سے تمام قرآن کو نمازوں میں پڑھا کرے تا کہ وہم تعیین کا لازم نہ آئے حالانکہ یہ تکلیف بمالا یطاق ہے اور آیت ﴿فاقرء وا ما تیسر من القرآن﴾ کے صریح خلاف ہے اور نیز بخاری کے تیسرے پارے میں پہلے گزر چکا ہے کہ ایک شخص سورۂ ﴿قل هو الله احد﴾ کو صبح کی نماز میں ہمیشہ پڑھا کرتا تھا سو مقتدیوں نے حضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی تب حضرت ﷺ نے اس کو بلا کر پوچھا تو نے اس سورہ کو کیوں مقرر کر رکھا ہے اس نے عرض کی کہ میں اس سے بہت محبت رکھتا ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی محبت تجھ کو بہشت میں داخل کرے گی پس یہ حدیث صریح ہے اس باب میں کہ کسی سورہ کو کسی نماز کے واسطے خاص کر لینا مکروہ نہیں بلکہ بہشت میں داخل ہونے کا سبب ہے اگر اس سے محبت رکھتا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ کہتے ہیں کہ سجدہ کی آیت نماز میں پڑھنی مکروہ ہے اور وجہ اس کراہیت کی بعض مالکیہ تو وہی بیان کرتے ہیں کہ اس میں خوف ہے کہ عوام اس کو فرض نہ سمجھ لیں سو اس وجہ کا جواب تو گزر چکا ہے اور بعض وجہ کراہیت کی یہ بیان کرتے ہیں کہ اس سے فرضوں میں ایک سجدے کا زیادہ ہونا لازم آتا ہے سو یہ حدیث صریح ہے اس کے رد میں اسی واسطے امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ پر حجت ہے اور امام مالک رحمہ اللہ اس حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ جواب دیتے ہیں کہ مدینے والوں نے اس پر عمل نہیں کیا سو جواب اس کا یہ ہے جو فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ دعویٰ باطل ہے اس لیے کہ اکثر صحابہ اور تابعین وغیرہ اہل علم کا عمل اس پر ثابت ہو چکا ہے کما مر۔

فائدہ ثانیہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ میں نے اس حدیث کے کسی طریق میں نہیں دیکھا کہ حضرت ﷺ نے سورۂ الم تنزیل میں سجدہ کیا ہو لیکن ابن ابی داؤد اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ﷺ نے جمعہ کے دن صبح کی نماز میں سورۂ الم تنزیل پڑھی اور اس میں سجدہ کیا لیکن اسناد ان دونوں حدیثوں کی ضعیف ہیں فلا یصح بهما الاحتجاج.

فائدہ ثالثہ: بعض نے کہا کہ سورہ سجدہ کو جمعہ کے ساتھ خاص کرنے میں یہ حکمت ہے کہ نماز میں ایک سجدہ زیادہ ہو جائے یہاں تک کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اگر جمعہ کے دن اس سورہ کو خاص کر نہ پڑھے تو مستحب ہے کہ کسی اور سجدے والی سورہ کو پڑھے اور یہی روایت ہے ابراہیم اور ابن سیرین سے لیکن بہت علماء نے اس بات پر عیب پکڑا ہے اور اس کے قائل کو بے علمی کی طرف نسبت کیا ہے اور بعض نے کہا کہ اگر وقت تنگ ہو اور الم تنزیل السجدہ کے پڑھنے کی فرصت نہ ملے تو جتنی ہو سکے اتنی ہی پڑھ لے اور وجہ مطابقت اس باب کی پہلے بابوں سے یہ ہے کہ اس باب میں جمعہ کو ان دو سورتوں کے ساتھ خاص کیا گیا ہے پس یہ بھی من جملہ فضائل جمعہ کے ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ الْجُمُعَةِ فِي الْقُرٰى وَالْمُدُن.

شہروں اور گاؤں میں جمعہ پڑھنے کا بیان۔

٨٤٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثٰى مِنَ الْبَحْرَيْنِ.

۸۴۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک پہلا جمعہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں جمعہ پڑھنے کے بعد پڑھا گیا جو عبدالقیس کی مسجد میں تھا جواثی میں جو ایک گاؤں ہے بحرین کے گاؤں میں سے۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے قرية من قرى البحرين یعنی جواثی ایک گاؤں ہے بحرین کے گاؤں میں سے اور ایک روایت میں ہے کہ جواثی عبدالقیس کے گاؤں میں سے ہے اور حاصل دونوں کا ایک ہے اس لیے کہ بحرین کے گاؤں کو عبدالقیس کے گاؤں بھی کہتے ہیں تو مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو آپ نے اپنی مسجد میں لوگوں کو جمعہ پڑھانا شروع کیا پھر بعد اس کے سب سے پہلے عبدالقیس کے گاؤں میں جمعہ پڑھنا شروع ہوا پھر بعد اس کے رفتہ رفتہ اور جگہوں میں بھی شروع ہوگیا سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گاؤں میں جمعہ پڑھنا جائز اور صحیح ہے اس لیے کہ ظاہر یہی بات ہے کہ عبدالقیس نے جمعہ پڑھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے شروع کیا تھا اس لیے کہ یہ بات معلوم ہے کہ وحی کے زمانے میں اصحاب بے اطلاع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی امر شرعی کی طرف مبادرت نہیں کرتے تھے اور نیز اگر جمعہ پڑھنا ناجائز ہوتا تو اس کے منع کے واسطے قرآن میں حکم اترتا جیسے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ نے عزل کے جائز ہونے پر یہی دلیل پکڑی ہے کہ ہم لوگ قرآن نازل ہونے کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے سو اس کے منع کے واسطے قرآن میں حکم نہ اترا سو اگر عزل ناجائز ہوتا تو قرآن میں اس کا حکم اترتا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

٨٤٤ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَزَادَ اللَّيْثُ قَالَ يُوْنُسُ كَتَبَ رُزَيْقُ

۸۴۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ تم لوگوں میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور لیث (راوی) نے اس حدیث میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ یونس نے کہا کہ رزیق نے ابن شہاب کو خط لکھا اور میں

بْنُ حُكَيْمٍ إِلَى ابْنِ شِهَابٍ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَئِذٍ بِوَادِي الْقُرٰى هَلْ تَرٰى أَنْ أُجَمِّعَ وَرُزَيْقٌ عَامِلٌ عَلٰى أَرْضٍ يَّعْمَلُهَا وَفِيهَا جَمَاعَةٌ مِّنَ السُّوْدَانِ وَغَيْرِهِمْ وَرُزَيْقٌ يَّوْمَئِذٍ عَلٰى أَيْلَةَ فَكَتَبَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَنَا أَسْمَعُ يَأْمُرُهُ أَنْ يُّجَمِّعَ يُخْبِرُهُ أَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ الْإِمَامُ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ وَحَسِبْتُ أَنْ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مَالِ أَبِيهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.

اس دن ابن شہاب کے ساتھ وادی قریٰ میں تھا کہ مدینے کے علاقے میں ایک جگہ کا نام ہے اور اس خط کا مضمون یہ تھا کہ کیا تو دیکھتا ہے کہ میں یہاں کے لوگوں کو جمعہ پڑھاؤں اور رزیق ایک زمین پر عامل تھا جس میں وہ کاشتکاری کرتا تھا اور رزیق اس دن ایلہ شہر کا حاکم تھا عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے یعنی رزیق دراصل حاکم تو ایلہ کا تھا لیکن وہ خود اس شہر میں نہیں رہتا تھا بلکہ اس کے علاقے میں ایک گاؤں تھا وہاں رہتا تھا اور اس میں کاشتکاری کرواتا تھا اور اس میں حبشی وغیرہ لوگوں کی ایک جماعت رہتی تھی (یونس نے کہا) کہ ابن شہاب نے میرے روبرو اس کو خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ جمعہ پڑھا کر کہ بیشک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت اور زیردست سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم اور بادشاہ سب ملک پر حاکم ہے تو اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا اور مرد اپنی بیوی بال بچوں پر حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ اُس نے ان کو نیک کام سکھلایا اور گناہ سے روکا یا نہیں اور بیوی اپنے خاوند کے مال اور گھر کی حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھی جائے گی کہ اس نے اس کی خیر خواہی اور مال کی حفاظت کی یا نہیں اور اسی طرح غلام اور نوکر اپنے آقا کے مال پر حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ اُس نے اپنے آقا کی خیر خواہی اور اس کے مال کی حفاظت کی یا نہیں اور مرد اپنے باپ کے مال پر حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا اور ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی زیردست اور قابو والی چیز سے قیامت میں پوچھا جائے گا کہ تو نے باوجود قدرت اور قابو کے اس کا حق

کیوں نہ ادا کیا یعنی یہ سوال صرف بادشاہ پر موقوف نہیں ہر
ایک شخص سے اس طرح کا سوال ہوگا۔

فائدہ: ایلہ ایک شہر کا نام ہے مدینے اور مصر کے درمیان شام کی راہ میں قلزم کے کنارے پر عمر بن عبدالعزیز نے رزیق کو حاکم کر کے وہاں بھیجا ہوا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گاؤں میں جمعہ پڑھنا جائز ہے اس لیے کہ جب ہر ایک شخص اپنی رعیت کے حقوق سے قیامت میں پوچھا جائے گا تو اب رعیت کے حقوق کو ادا کرنا اور احکام شریعت کو ان میں جاری کرنا حاکم پر واجب ہوا اور چونکہ رزیق بھی اس حبشی وغیرہ لوگوں کی جماعت پر حاکم تھا تو اب ان کے حقوق کا ادا کرنا اور ان میں احکام شریعت کا جاری کرنا واجب ہوا اور احکام شریعت کا ایک اعظم رکن جمعہ ہے تو اب اس کو قائم کرنا بھی واجب ہے اور اسی زمین میں اُس نے جمعہ پڑھنے کا حکم پوچھا تھا جس میں وہ کاشتکاری کرواتا تھا ایلہ شہر سے وہ جگہ بہت فاصلہ پر تھی فنا مصر کا اس کو حکم دینا صحیح نہیں تھا اس لیے کہ فنا کی تعریف اس پر صادق آنی ممکن نہیں كما سياتي بيانه انشاء الله تعالٰى ۔ اور ظاہر اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ شاید رزیق کو گاؤں میں جمعہ پڑھنے میں تردد تھا اس واسطے اس نے ابن شہاب سے یہ مسئلہ پوچھا پس اس سے ثابت ہوگیا کہ گاؤں میں جمعہ پڑھنا صحیح ہے بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر صرف اپنے غلام اور نوکر ہی دو چار آدمی ہوں اور وہاں کوئی نہ ہو تو جب بھی جمعہ پڑھنا صحیح ہے اور اس قسم کی اور بھی کئی حدیثیں اور آثار آچکے ہیں جو گاؤں میں جمعہ کے صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہیں چنانچہ ایک یہ حدیث ہے جو کہ طبرانی اور ابن عدی نے ام عبداللہ دوسیہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ جمعہ ہر گاؤں پر واجب ہے جس میں امام ہو اگرچہ اس میں فقط چار آدمی ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ اگرچہ تین ہی مرد ہوں چوتھا امام ہو اور ایک یہ ہے جو ابن ابی شیبہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس نے بحرین والوں کی طرف لکھا کہ تم جس جگہ میں ہو وہیں جمعہ پڑھا کرو اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ نے اور یہ شامل ہے شہروں کو بھی اور گاؤں کو بھی یعنی خواہ گاؤں میں ہو یا شہر میں ہو ہر جگہ میں جمعہ پڑھتے رہا کرو اور ایک یہ ہے جو کہ بیہقی نے سعد بن سعد سے روایت کی ہے کہ جس شہر یا گاؤں میں آدمیوں کی جماعت ہو ان کو جمعہ پڑھنے کا حکم ہے کہ مصر کے لوگ اور اس کے اطراف میں رہنے والے عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمعہ پڑھا کرتے تھے ان کے حکم سے اور ان لوگوں میں اس وقت کئی اصحاب بھی موجود تھے اور ایک یہ ہے جو کہ عبدالرزاق نے سند صحیح کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ مکے اور مدینے کے درمیان پانی کے چشموں پر رہنے والے لوگوں کو جمعہ پڑھتے دیکھتے تھے اور ان کو اس سے منع نہیں کرتے تھے اور ایک یہ حدیث ہے جو کہ ابن ماجہ وغیرہ میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے اسعد بن زرارہ نے ہم کو جمعہ پڑھایا پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ہر گاؤں میں جمعہ پڑھنا جائز اور صحیح ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا وہ کہتے ہیں کہ جس گاؤں میں چالیس

مرد بالغ ہوں اور گرمی سردی میں ہمیشہ وہیں رہتے ہوں ان کو جمعہ پڑھنا صحیح ہے خواہ ان کے گھر پکے ہوں یا کچے ہوں لیکن حنفیہ کہتے ہیں گاؤں میں جمعہ پڑھنا جائز اور صحیح نہیں اگر بغیر وجود شرائط یعنی شہر اور بادشاہ مسلمان وغیرہ کے پڑھے تو جمعہ صحیح نہیں اور شرطیں ادا کی ان کے نزدیک کئی ہیں اول شرط ان کی یہ ہے کہ شہر ہو یعنی گاؤں میں جمعہ درست نہیں اور اس شرط کی دلیل یہ حدیث پیش کرتے ہیں جو علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ اور تشریق شہر کے سوا کسی اور جگہ میں صحیح نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ضعیف ہے اور اس کے ضعیف ہونے پر سب علماء کا اتفاق ہو چکا ہے اور امام شوکانی نے نیل میں کہا ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کا مرفوع ہونا صحیح نہیں اور اس میں قیاس کو دخل ہے پس اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں اور تخریج ہدایہ میں لکھا ہے کہ بیہقی نے کہا کہ گاؤں میں جمعہ کے ناجائز ہونے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز مروی نہیں اور بعض روایتوں میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ عیدوں کی نماز بھی گاؤں میں درست نہیں اور اسناد اس کی ضعیف ہے انتہی۔ اور نیز یہ قول صحابی کا ہے اور قول صحابی کا اصح مذہب میں حجت نہیں خاص کر جس مسئلے میں اختلاف ہو اس وقت تو بالاتفاق حجت نہیں ہے اور نیز جب صحیح حدیث موجود ہو تو اس کے مقابل میں بھی بالاتفاق حجت نہیں اور یہاں حدیث کلکم راع الخ وغیرہ موجود ہے کما مر پس قول علی رضی اللہ عنہ کا بالاتفاق حجت نہیں اور نیز عمر اور عثمان اور ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ سب صحابہ سے گاؤں میں جمعہ پڑھنا ثابت ہو چکا ہے جیسا کہ اسعد نے چالیس اصحاب کے ساتھ جمعہ پڑھا اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما وغیرہ کے حکم کرنے پر کسی نے انکار نہیں کیا پس یہ اجماع سکوتی ہو گا پس اتنے اصحاب کے مقابلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول سے استدلال کرنا کس طرح صحیح ہو گا اور نیز اس سے لازم آتا ہے کہ عید کی نماز بھی گاؤں میں صحیح نہ ہو حالانکہ تمام جہان شرفاء و غرباء ہر چھوٹے بڑے گاؤں میں عید کی نماز پڑھتے ہیں پس معلوم ہوا کہ اس قول علی رضی اللہ عنہ کے متروک العمل ہونے پر تمام جہان کا اجماع ہو چکا ہے خاص کر علماء کا پس اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں اور نیز احتمال ہے کہ اس میں لفظ لا کا نفی کمال کے واسطے ہو پس عدم صحت جمعہ پر اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے چہ جائیکہ اس سے شرطیت ثابت ہو سکے اور نیز آیت فاسعوا الی ذکر اللہ مطلق ہے گاؤں وغیرہ سب کو شامل ہے جیسا کہ ابن ہمام نے تصریح کر دی ہے اور عام قرآن باعتبار اصول حنفیہ کے قطعی ہوتا ہے جب تک کسی قطعی کے ساتھ پہلے اس کے تخصیص نہ ہو جائے تب تک تخصیص اس کی خبر واحد کے ساتھ جائز نہیں ہوتی ہے اور جب کہ عام قطعی تخصیص خبر واحد سے جائز نہ ہوئی تو علی رضی اللہ عنہ کے قول سے تخصیص اس کی بطریق اولیٰ جائز ہو گی۔ اور دوسری دلیل شہر کے شرط ہونے پر یہ حدیث پیش کرتے ہیں جو کہ مؤطا محمد میں ابو عبید سے روایت ہے کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر ہوا اور وہ دن جمعہ کا تھا سو جب وہ نماز ادا کر چکے تو خطبہ پڑھا اور لوگوں سے کہا کہ آج دو عیدیں جمع ہوئی ہیں یعنی جمعہ اور عید سو جو شخص جمعہ پڑھنا چاہے تو اس کا انتظار کرے اور جو گھر کو

پلٹ جانا چاہے تو پلٹ جائے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حکم خاص کسی دن کے واسطے ہے جس میں جمعہ اور عید جمع ہو جائے ہر جمعہ میں یہ حکم نہیں اسی واسطے صرف جمعہ میں ایسا کہنا کسی سے ثابت نہیں ہوا اور نیز بخاری کی روایت میں مطلق من کا لفظ آیا ہے عوالی وغیرہ کی اس میں کوئی قید نہیں اس صورت میں یہ حکم سب کو شامل ہوگا اور نیز اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو اس واسطے رخصت دی تھی کہ گاؤں والوں پر جمعہ فرض نہیں بلکہ احتمال ہے کہ اُن کے گھر دور ہونے کے واسطے یا کسی اور عذر کے واسطے ان کو اجازت دی ہو بلکہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ گاؤں والوں پر جمعہ فرض ہے اسی واسطے ان کو رخصت دی کہ وہ جانتے تھے کہ اگر ان کو اجازت نہ دی گئی تو جمعہ کے منتظر بیٹھے رہیں گے سو اگر جمعہ فرض نہ ہوتا تو ان کو اجازت دینے کے کوئی معنی نہ تھے پس یہ اجازت ان کی بالکل لغو ہو جاتی پس یہ اجازت صریح ہے اس میں کہ وہ لوگ جمعہ کو واجب جانتے اور ہمیشہ سے جمعہ میں حاضر ہوا کرتے تھے اسی واسطے ان کو اجازت دی گئی اور نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گاؤں کے لوگ عید کے دن بھی مدینے میں حاضر ہوا کرتے تھے پس جمعہ میں ان کا حاضر ہونا بطریقِ اولیٰ ہوگا کہ وہ فرض ہے اور نیز حنفیہ کے نزدیک جو گاؤں کہ شہر کے آس پاس ہو ان پر جمعہ کے واسطے شہر میں آنا واجب ہے پس مدینے کے آس پاس رہنے والوں کو اجازت کیوں دی گئی **فما هو جوابكم فهو جوابنا** اور جب کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو ترک جمعہ کی اجازت دے دی تو معلوم ہوا کہ شہر کے آس پاس والوں کو شہر کا حکم نہیں پس اس سے شرطیت مصر اور فنا مصر کی جڑ اکھڑ گئی اور نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گاؤں میں رہنے والوں کا جمعہ صحیح اور منعقد ہو جاتا ہے اور یہ حنفیہ کے مذہب کے بالکل مخالف ہے اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ بغیر شرائط ادا کی جمعہ صحیح اور منعقد نہیں ہوتا **فبطل الاستدلال بهذا الحديث على اشتراط المصر وبالله التوفيق** اور تیسری دلیل شہر کے شرط ہونے پر یہ حدیث پیش کرتے ہیں جو بخاری میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مدینے کے آس پاس کے گاؤں سے لوگ جمعہ میں باری باری کے ساتھ آیا کرتے تھے سو جواب اس کا یہ ہے کہ اس حدیث میں دو لفظ واقع ہوئے ہیں ایک روایت میں **ينتابون** کا لفظ آیا ہے اور ایک روایت میں **يتناوبون** کا لفظ آیا ہے سو پہلے لفظ کا معنی صرف آنے کا ہے اور دوسرے لفظ کا معنی باری باری سے آنے کا ہے سو مراد اس دوسرے لفظ سے وہی پہلا معنی ہے یعنی لوگ جمعہ میں آیا کرتے تھے جیسے کہ نسائی وغیرہ کی روایت میں اس لفظ کے بدلے لفظ **يحضرون** کا آیا ہے یعنی حاضر ہوا کرتے تھے پس **يحضرون** کا لفظ اس کی تفسیر واقع ہوا ہے تا کہ ان لفظوں میں تطبیق ہو جائے اور نیز شہر کے آس پاس گاؤں والوں پر حنفیہ کے نزدیک جمعہ واجب ہے تو اب بقول ان کے بعض کے حاضر نہ ہونے سے معلوم ہوا کہ فنا مصر کو مصر کا حکم نہیں ورنہ سب لوگ جمعہ میں حاضر ہوا کرتے **فما هو جوابكم فهو جوابنا** اور نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گاؤں والوں کا جمعہ صحیح اور منعقد ہو جاتا ہے اور یہ حنفیہ کے مذہب کے مخالف ہے کہ اُن کے نزدیک بغیر وجود شرائط کے جمعہ منعقد نہیں ہوتا پس اگر اس حدیث سے

دلیل پکڑیں تو ان کا مذہب خود باطل ہو جائے گا اور نیز حنفیہ کے نزدیک فرضیت اور شرطیت خبر واحد سے ثابت نہیں ہو سکتی ہے کہ کما تقرر فی الاصول اس لیے کہ زیادۃ علی الکتاب لازم آتی ہے پس اس حدیث سے شہر کی شرطیت پر استدلال کرنا صحیح نہیں اور دوسری شرط ادا جمعہ کی ان کے نزدیک یہ ہے کہ بادشاہ مسلمان ہو بغیر اس کے جمعہ صحیح نہیں اور وہ اس شرط کی دلیل یہ حدیث پیش کرتے ہیں جو ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کو فرض کیا ہے سو جو شخص اس کو چھوڑے اہانت کی رو سے یا انکار کی وجہ سے تو اس کا نماز اور روزہ اور حج زکوٰۃ وغیرہ کچھ قبول نہیں، الحدیث سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث نہایت ضعیف ہے بلکہ منکر اور موضوع ہے اس لیے کہ اس کے اسناد میں عبداللہ بن محمد عدوی ہے اور اس کو لوگ بلوی بھی کہتے ہیں سو امام وکیع نے کہا کہ یہ شخص موضوع حدیثیں بناتا تھا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کی حدیث منکر ہے اور ابن حبان نے کہا کہ اس کی حدیث سے دلیل پکڑنی جائز نہیں اور بیہقی نے اس کو دوسرے طریق سے روایت کیا ہے اور اس طریق میں ذکر وقار کا واقع ہوا ہے اور صالح بن جزرہ نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے اور ابن عدی نے کہا کہ وہ موضوع حدیثیں بناتا ہے اور مغنی میں کہا کہ اس کو جھوٹ کی تہمت لگاتے ہیں اور اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے سو اس کی سند میں موسیٰ بن عطیہ باہلی واقع ہوا ہے اور صاحب الزوائد نے کہا کہ اس کا حال کسی نے بیان نہیں کیا یعنی مجہول ہے اور یہ حدیث اس طور سے معروف نہیں اور اس حدیث کے تمام طرق کا مدار علی بن زید بن جدعان پر ہے سو امام احمد رحمہ اللہ اور یحییٰ بن معین نے کہا کہ علی بن زید ضعیف ہے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ میں اس کے ساتھ دلیل نہیں پکڑتا ہوں کہ اس کا حافظہ خراب ہے اور سعید نے کہا کہ اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور بعض نے کہا کہ وہ سندوں کو بدل ڈالتا تھا اور دارقطنی نے اس حدیث کو دو طریقوں سے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ دونوں ثابت نہیں اور امام ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد واہی ہے انتہی۔ کذا ذکرہ النواب مع فی دلیل الطالب پس اب اس حدیث سے استدلال کرنا قطعا باطل ہوا چہ جائیکہ فرضیت یا شرطیت پر دلالت کرے اور نیز حنفیہ کے نزدیک خبر واحد سے فرضیت ثابت نہیں ہو سکتی ہے پس شرطیت بھی اس سے ثابت نہیں ہو گی اور نیز یہ حدیث بہت صحیح حدیثوں کی معارض ہے جو بغیر بادشاہ کے جمعہ کے جائز ہونے پر دلالت کرتی ہیں پس لامحالہ ان کو مقدم کیا جائے گا کہ تعارض کے وقت قوی کو ترجیح دی جاتی ہے اور ضعیف کو ترک کر دیا جاتا ہے اور نیز جمعہ کا مطلقا جائز ہونا یعنی بغیر بادشاہ کے عبارۃ النص سے ثابت ہے اور اصول میں مقرر ہو چکا ہے کہ جو حکم دلالۃ النص سے ثابت ہے وہ خبر واحد اور قیاس سے مقدم ہوتا ہے سو جو حکم عبارۃ النص سے ثابت ہو وہ بطریق اولیٰ خبر واحد سے مقدم ہو گا اس لیے کہ تعارض کے وقت عبارت مقدم ہوتی ہے دلالت پر کما تقرر فی الاصول پس اس حدیث سے استدلال یا استشہاد کرنا بالکل باطل ہے کہ ایسی ضعیف بلکہ موضوع حدیث سے تائید لینی بھی جائز نہیں اور نیز یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ امام کے ہوتے جمعہ کا ترک کرنا جائز

نہیں تو معلوم ہوا کہ جب امام نہ ہو تو جمعہ کو ترک کرنا جائز ہے اور جب اس کا ترک کرنا جائز ہوا تو اس کا پڑھنا بھی جائز ہوگا پس ثابت ہوا کہ بدون بادشاہ کے جمعہ صحیح اور منعقد ہو جاتا ہے اور یہ حنفیہ کے مذہب کے مخالف ہے کما مر اور نیز اس حدیث میں حقارت اور انکار کی قید موجود ہے پس اس سے لازم آیا کہ اگر امام کے ہوتے ہوئے سستی اور کاہلی کی وجہ سے جمعہ کو ترک کرے حقارت یا انکار مراد نہ ہو تو اس صورت میں اس پر کچھ گناہ نہیں جمعہ کو ترک کرنا جائز ہے ورنہ یہ قید بالکل لغو ہو جائے گی جو اس حدیث کے باطل کرنے کو مستلزم ہے اور نیز اس صورت میں امام کے موجود ہونے کی قید بھی بالکل باطل ہو جائے گی پس نماز جمعہ کی صحت کے واسطے اس حدیث سے بادشاہ مسلمان کی شرط ہونے پر استدلال کرنا قطعا باطل ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ نماز جمعہ کے واسطے بادشاہ کا ہونا شرط نہیں وباللہ التوفیق اور دوسری دلیل حنفیہ حاکم کے شرط ہونے پر یہ حدیث پیش کرتے ہیں جو ابن ابی شیبہ نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ چار چیزیں حاکموں کی سپرد ہیں ایک ان میں سے جمعہ ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث محض بے اصل ہے اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ عینی حنفی نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ تو حنفیوں کے اس قصور کو دیکھ کر اس حدیث کے حال بیان کرنے سے کس طرح سکوت کر گئے ہیں جس کو صاحب ہدایہ نے بے اصل بیان کیا ہے اور جب مخالف کے پاس اپنے مذہب کے واسطے صحیح حدیثیں موجود ہیں تو پھر وہ اس حدیث بے اصل کو کیونکر مان لے گا انتہی۔ عینی کی اس کلام سے معلوم ہوا کہ صحیح حدیثوں سے کہ صحت جمعہ کے واسطے بادشاہ مسلمان کا ہونا شرط نہیں اور نواب والا جاہ رحمۃ اللہ علیہ کے موعظ حسنہ میں لکھا ہے کہ حدیث کے اماموں نے تصریح کی ہے ساتھ اس بات کے کہ یہ کلام نہ پیغمبر کی ہے اور نہ اصحاب کی ہے تا کہ اس کے معنی اور تاویل کی حاجت ہو بلکہ وہ حسن بصری کی کلام ہے اور بعض حنفیہ نے اس باب میں بہت طویل کلام کی ہے لیکن وہ محض لغو اور لاطائل ہے پس سب کا جواب یہی کافی ہے کہ یہ کلام شریعت کی نہیں اور جو کلام شریعت کی نہ ہو وہ مردود ہے پس یہ کلام مردود ہوئی انتہی۔ پس جب معلوم ہوا کہ یہ حدیث محض بے اصل ہے تو اس سے استدلال کرنا جائز نہیں خاص کر صحیح حدیثوں کے مقابلہ میں اس سے استدلال کرنا تو بالاتفاق جائز نہیں اور نیز جن اصحاب کی طرف یہ قول منسوب ہے اُن سے ان کے برخلاف بھی ثابت ہو چکا ہے پس اس کے ساتھ استدلال کرنا صحیح نہیں خاص کر ایسی حالت میں کہ حنفیہ کے نزدیک جب راوی اپنے مروی کے برخلاف عمل کرے تو وہ دلیل ہی ہوتی ہے اس کے منسوخ ہونے کی بنا علیہ یہ قول منسوخ ہوگا اور نیز جب حنفیہ کے نزدیک خبر واحد سے فرضیت ثابت نہیں ہو سکتی تو اس قول حسن بصری سے امام کی شرطیت کیسے ثابت ہو سکے گی اور باقی بحث اس حدیث کی ہماری کتاب کلام المتین میں موجود ہے شائق اس کا مطالعہ کرے اور تیسری دلیل حنفیہ شہر اور حاکم کی شرط ہونے پر یہ آیت پیش کرتے ہیں ﴿اذا نودی للصلوة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللّٰہ وذروا البیع ﴾الآیۃ یعنی جب اذان دی جائے واسطے نماز کے دن جمعہ کے تو دوڑو طرف ذکر اللہ کی اور چھوڑ دو بیچنا۔ کہتے ہیں کہ ذکر کے لیے

کوئی ذکر کرنے والا ضرور چاہیے سو وہ امام اعظم یعنی بادشاہ ہوگا اور بیچنا چاہتا ہے اس بات کو کہ کوئی شہر ہو اس لیے کہ بیچنا خریدنا شہر ہی میں ہوتا ہے تو اس آیت سے بطریق اشارۃ النص اور اقتضاء کے دونوں شرطیں ثابت ہو گئیں۔ سو جواب اس کا کئی وجہ سے ہے وجہ اول یہ ہے کہ اقتضائی معنی اس کا مطلق ذاکر ہے بادشاہ کی قید اس کے مفہوم میں داخل نہیں بلکہ یہ قید خارجی ہے جو اپنی رائے سے لگائی گئی ہے پس شرط سلطان کی اس آیت سے اقتضاء پر ہرگز ثابت نہیں ہوسکتی ہے اور مطلق ذاکر کو سلطان کے ساتھ قید کرنا مردود ہے اس لیے کہ ذکر اور وعظ ونصیحت کرنے کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ اس کے واسطے خاص کوئی بادشاہ ہو بلکہ ہر عالم اور ہر فاضل کو وعظ اور ذکر کرنا جائز ہے بلکہ ہر ایک شخص کو حکم ہے کہ لوگوں کو وعظ سنائے اور جو کلمہ کلام کسی عالم سے سنے وہ اور لوگوں کو پہنچائے جیسے کہ بہت آیات اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں سو ان میں سے ایک آیت یہ ہے ﴿ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر﴾ یعنی چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور نیک بات بتلائے اور برے کام سے ہٹا دے اور ایک آیت یہ ہے ﴿فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة﴾ اور ایک حدیث یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا پہنچاؤ مجھ سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو اور آپ نے حجۃ الوداع کے دن فرمایا کہ حاضر آدمی غائب کو پہنچا دے اور فرمایا اللہ ترو تازہ کرے منہ اس شخص کا جو میری حدیث سن کر یاد رکھے اور پھر اس کو اسی طرح پہنچا دے پس ان آیتوں اور حدیثوں سے معلوم ہوا کہ خطبے اور ذکر کے واسطے بادشاہ کا ہونا لازم نہیں بلکہ اور لوگوں کو بھی وعظ اور ذکر کرنا جائز ہے پس یہ شرط اس آیت سے ثابت نہ ہوئی وجہ دوم یہ ہے کہ اگر خطبے اور ذکر کے واسطے بادشاہ کا ہونا لازم ہے تو اس سے لازم آیا کہ اس زیادتی میں کسی عالم کو وعظ ونصیحت کرنا جائز نہ ہو پس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس زمانے میں بالکل جائز نہ ہوگی اور اس بنا پر نہ کسی عالم کو مسئلہ بتلانا جائز ہوگا اور نہ کسی مفتی کو فتویٰ دینا جائز ہوگا تو اس صورت میں عجب نہیں کہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزیں حلال ہو جائیں اور حلال کی ہوئی حرام ہو جائیں اور یہ سخت الحاد اور پرلے درجے کا زندقہ ہے پس لازم آیا کہ ہر عالم کو وعظ اور ذکر کرنا جائز ہے پس نماز جمعہ کی صحت کے واسطے اس آیت سے بطریق اقتضاء کے بادشاہ کا شرط ہونا ثابت نہ ہوا اس لیے کہ دلالت اقتضاء اس کو کہتے ہیں کہ دلیل ایسے معنی پر دلالت کرے کہ جو موضوع لہ کو پہلے سے لازم پڑا ہوا ہو اور یہاں بادشاہ کا ہونا موضوع لہ کو پہلے سے لازم نہیں اس لیے کہ ذکر مطلق ذکر کو مستلزم ہے خاص کسی ذاکر کو مستلزم نہیں اور مطلق ذاکر میں عالم وغیرہ بھی شامل ہیں کما مر پس اس آیت سے استدلال کرنا باطل ہے اور یہ فرق کرنا کہ نماز جمعہ میں فتنے وفساد کا خوف ہے پس حاکم ہونا ضروری ہے بخلاف پنجگانہ نماز کے کہ اس میں فتنے کا خوف نہیں سو مخالف اس خیال کو گوز شتر کے برابر سمجھتا ہے اس لیے کہ فتنے کا خوف ہر جگہ موجود ہے اور نیز اب اس ملک ہند میں تو سرکار انگریزی کا ایسا انتظام ہے کہ خواہ لاکھوں آدمی جمع ہوں کوئی دم نہیں مار سکتا اور یوں تو کشت خون

ناحق عرب میں سب ملکوں سے زیادہ ہے خاص کر کے ومدینے میں بھی موجود ہے پس عرب میں بھی جمعہ جائز نہ ہوگا۔ سوم اس وجہ سے کہ اکثر مفسرین کے نزدیک ذکر سے مراد فقط نماز ہے اور جب ذکر سے مراد فقط نماز ہوئی تو اس صورت میں موضوع لہ کا پہلا لازمی معنی مطلق نماز ہی ہوگا پس بادشاہ کا شرط ہونا اس آیت سے اقتضاء ثابت نہیں ہو گا۔ چہارم اس وجہ سے کہ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ غلام اور مسافرین اس آیت کے عموم سے مخصوص ہیں پس دوسری ظنی کے ساتھ اس کی تخصیص جائز ہوگی اور نیز کہا کہ یہ آیت عموم امکنہ پر دلالت کرتی ہے پس یہ کلام ابن ہمام کی دلالت کرتی ہے اس پر کہ اس آیت سے بطریق عبارۃ النص کے عموم ثابت ہے اطلاق نہیں پس یہ آیت عبارۃ اس بات پر دلالت کرے گی کہ جمعہ مطلق جائز ہے خواہ بادشاہ ہو یا نہ ہو سو اس وقت عبارۃ اور اقتضاء میں تعارض واقع ہو گا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ تعارض کے وقت عبارۃ مقدم ہوتی ہے اقتضاء اور اشارت پر پس عبارت کو ترجیح دی جائے گی اشارت پر پس اس آیت کو مطلق ٹھہرانا اور پھر مطلق کو مقید پر حمل کرنا بنا فاسد علی الفاسد ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ ایک آیت میں تعارض کا واقع ہونا ممکن نہیں ورنہ ناسخ اور منسوخ کا اکٹھا ہونا لازم آئے گا تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ خیال وہی شخص فرض کرسکتا ہے جو علم سے بے نصیب اور عقل سے بے بہرہ ہو اس لیے کہ دو دلیلوں میں محض تعارض کا واقع ہونا نسخ کو مستلزم نہیں کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خواہ مخواہ ایک ناسخ ہو اور دوسرا منسوخ ہو بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ ایک کا دوسرے سے مقدم یا مؤخر ہونا ثابت ہو جائے اور نیز اس کی یہ بھی شرط ہے کہ دونوں میں تطبیق ممکن نہ ہو **كما صرح به الشيخ بن حجر في النخبة وشرحه وغيره في غيره** پس محض تعارض کو نسخ لازم ٹھہرانا بڑی سخت کج فہمی ہے اور تلویح میں لکھا ہے کہ جب دو دلیلیں آپس میں معارض ہوں تو خالی نہیں کہ یا تو دونوں قوت میں مساوی ہوں گی یا نہیں ہوں گی برشق ثانی ایک کی زیادتی یا تو بمنزلہ تابع کے ہوگی یا نہیں سو پہلی صورت میں تعارض باقی ہے اور ترجیح نہیں اور دوسری میں تعارض ہے لیکن ایک کو ترجیح ہے اور تیسری میں حقیقتاً تعارض نہیں صورۃً ہے اس لیے کہ تعارض میں مساواۃ شرط ہے سو ہر دونوں اخیر صورتوں کا یہ حکم ہے کہ اقوی کے ساتھ عمل کیا جائے اور اضعف کو ترک کیا جائے یہاں تک کہا کہ اگر تطبیق ممکن ہو باعتبار حکم کے یا محل کے یا زمانے کے تو تطبیق ہی دینی ضروری ہوگی اور دونوں کے ساتھ عمل کیا جائے گا انتہیٰ ملخصا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ مجرد تعارض کا واقع ہونا نسخ کو مستلزم نہیں بلکہ اول مساوات شرط ہے پھر تقدم تاخر ثابت ہونا شرط ہے پھر عدم امکان تطبیق شرط ہے اور اگر مساوات نہ ہو تو پھر لامحالہ ترجیح ہے اور چونکہ مانحن فیہ میں عبارت اور اشارت میں تعارض واقع ہوا ہے تو اب لامحالہ عبارت کو اشارت پر ترجیح دی جائے گی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تعارض کی کئی صورتیں ہیں اور حکم ہر ایک کا مختلف ہے بلکہ اصول میں یہ بھی لکھا ہے کہ **اذا تعارضا تساقطا** اور نیز مطلق اور مقید کا ایک آیت میں جمع ہونا بھی ممکن نہیں **فما هو جوابكم فهو جوابنا** اور اسی طرح اس آیت سے بطریق اقتضاء کے شرط شہر کا نکالنا بھی باطل ہے اولا اس

طرح کہ اس آیت میں مطلق بیع کا ذکر ہے خواہ بہت ہو خواہ تھوڑی ہو پس گاؤں کو بھی یہ آیت شامل ہو گی اس لیے کہ تھوڑی خرید وفروخت سے تو کوئی گاؤں بھی خالی نہیں ہے پس شرطیت مصر پر اس سے استدلال کرنا باطل ہے۔ ثانیا اس طرح کہ اگر بیچنا فقط شہر پر ہی منحصر رکھا جائے تو اس سے لازم آئے گا کہ جو خرید وفروخت دیہات اور اطراف میں ہوتی ہے وہ بیع شرعا جائز نہ ہو حالانکہ یہ بات بالا جماع باطل ہے پس ثابت ہوا کہ پہلا معنی لازم موضوع لہ کا وہ ہے جس جگہ بیع واقع ہو خواہ شہر ہو خواہ گاؤں پس شرط مصر کی اس سے ثابت نہیں ہو سکے گی۔ ثالثا اس طرح کہ لازم متقدم معنی موضوع لہ یعنی بیع کا مکان بیع ہونا مسلم نہیں بلکہ لازم متقدم معنی اس کا بائع ہے یعنی خرید وفروخت کرنے والا اس لیے کہ بیع کے واسطے ضروری ہے کہ کوئی اس کا موجد ہو کہ فعل کا موجود ہونا فاعل پر موقوف ہے کسی مکان پر موقوف نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ بیع بغیر بائع کے موجود ہو جائے حالانکہ یہ بات سرے سے ہی باطل ہے اور نیز مکان کا لازم ہونا تو دنیا کے تمام کاموں میں موجود ہے پھر اس سے لازم آئے گا کہ ہر لفظ میں مدلول اقتضائے مکان ہی ہے حالانکہ یہ بات بھی قطعا باطل ہے اور نیز مکان مراد لینے سے لازم آئے گا کہ ذکر میں بھی مدلول اقتضائے مکان ہی ذکر ہو حالانکہ وہ خصم کو سخت مضر ہے پس ثابت ہوا کہ اس آیت میں بیع کا مدلول اقتضائے مکان بیع کو ٹھہرانا قطعا باطل ہے۔ رابعا اس طرح کہ یہاں بیع سے مراد عام کاروبار ہے خواہ بیع ہو یا دنیا کا کوئی اور کام ہو ورنہ مزدور پیشہ لوگوں کو جمعہ کا حکم شامل نہیں ہو گا اور یہ بات ظاہر ہے کہ گاؤں میں بہ نسبت بیع کے اور کام دنیاوی زیادہ ہوتے ہیں بلکہ شہر سے بھی زیادہ ہوتے ہیں اس لیے کہ اس میں سوائے بیع کے اور کام بہت کم ہوتے ہیں پس اس صورت میں دیہات میں جمعہ پڑھنا بطریق اولیٰ جائز ہو گا۔ خامسا بایں طور کہ اگر امام کے سوا تین آدمی اور ہوں تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جمعہ منعقد اور صحیح ہو جاتا ہے اور جب تین آدمی کے ساتھ امام کے نزدیک جمعہ پڑھنا صحیح ہوا تو شہر اور بادشاہ کی شرط کو اس آیت سے اقتضاء کا نکالنا باطل ہوا اس لیے کہ جس جگہ میں فقط چار ہی نمازی ہوں وہاں بیع کیونکر ثابت ہو گی اور نیز جس شہر میں فقط چار ہی نمازی ہوں تو ان کو شہر کا ہونا یا نہ ہونا اور بیع کا ہونا یا نہ ہونا مضر یا کیا مفید ہے اور اسی طرح بادشاہ کا ثابت ہونا بھی ممکن نہیں اس لیے کہ وہ مخالف کے نزدیک خوف فتنے کے واسطے شرط ٹھہرایا گیا ہے اور تین آدمی بلکہ دس، بیس، پچاس آدمی میں بھی مثلا فتنے کا خوف نہیں اور نیز اگر تین یا زیادہ آدمی کے واسطے بھی بادشاہ کا ہونا شرط ہے تو پھر شہروں کی اکثر مسجدوں میں تو نماز پنجگانہ میں بھی دو دو تین تین سو بلکہ ہزاروں آدمی جمع ہوتے ہیں پس اس میں بھی بادشاہ کا ہونا شرط ہو گا اور بغیر اس کے کسی کی نماز صحیح نہیں ہو گی اور یہ بالا جماع باطل ہے اور یہ دلیل ایسی ہے کہ اگر مخبر دوبارہ زندہ ہو تب بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا جواب نہ دے سکے گا اور بعض حنفی حدیث جواثی کا یہ جواب دیتے ہیں کہ جواثی قلعہ تھا اور گاؤں کا اطلاق شہر پر بھی آیا ہے جیسا کہ قرآن میں مکے کو گاؤں کہا گیا ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ خود نفس حدیث میں ثابت ہو چکا ہے کہ جواثی گاؤں ہے اور یہ

نص ہے محل نزاع میں اور جب نفس حدیث میں اس کا گاؤں ہونا ثابت ہو چکا تو اس کی طرف رجوع کرنا اولی ہے بکری وغیرہ کے قول سے کما قالہ القسطلانی تو پھر اس کو شہر کہنا ہرگز صحیح نہیں اور اگر شہر تسلیم بھی کیا جائے تو کہا جائے گا کہ قلعہ ہونا گاؤں کے منافی نہیں اور نیز یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے گاؤں ہو پھر شہر ہو گیا ہو **کذا قاله الحافظ في الفتح** پس اب اس کو شہر کہنا مخالف کو کچھ مفید نہیں اور نیز اس حدیث میں صریح موجود ہے کہ **جواثی قرية من قرى البحرين** یعنی جواثی گاؤں ہے بحرین کے گاؤں سے پس اس صورت میں اگر جواثی کو شہر فرض کر کے گاؤں کا اطلاق اس پر تسلیم کیا جائے تو لازم آئے گا کہ بحرین کے ہر ہر گاؤں کو شہر کہا جائے اس لیے کہ اس کو بحرین کے گاؤں میں سے شمار کیا گیا ہے سو اگر وہ شہر ہوگا تو بحرین کے سب گاؤں شہر ہو جائیں گے تو اب معنی اس کلام کا یہ ہوگا کہ جواثا شہر ہے بحرین کے شہروں میں سے ورنہ اس کو ان گاؤں میں سے شمار کرنا بالکل صحیح نہیں ہوگا حالانکہ بحرین کے سب گاؤں کا شہر ہونا واقعہ کے بالکل مخالف ہے اور اس کا کوئی شخص قائل نہیں ہو سکتا ہے پس معلوم ہوا کہ جواثا گاؤں ہے بحرین کے گاؤں سے اور نیز اگر جواثا شہر ہوتا تو پھر راوی کا اس واقعہ کو بیان کرنا بالکل لغو تھا کہ شہروں میں جمعہ پڑھنا تو بالا جماع جائز ہے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عثمان رضی اللہ عنہ اور ابو داود رحمہ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمہ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ علیہ اور محمد بن طہمان وغیرہ محدثین کے نزدیک جواثی گاؤں ہے اور یہ لوگ بڑی لغت جاننے والے ہیں پس ان کے قول پر اعتماد کرنا زیادہ لائق ہے اور نیز امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ نے جو مصر کی تعریف کی ہے وہ اس پر صادق نہیں آتی ہے یعنی بازاروں، ریاستوں وغیرہ کا ہونا **ومن ادعى خلافا فعليه البيان بالبرهان** اور بعض حنفی اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کرنے سے پہلے کا واقعہ ہے اور آپ کو ان کا جمعہ پڑھنا معلوم نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے ایک بار مدینے کے لوگ حج کو آئے تھے سو ان کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تب آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی وہ مسلمان ہو گئے اور دوسرے سال مدینے کے بہت لوگ جمع ہو کر حج کو آئے اور آپ سے ملاقات کی اور مسلمان ہو گئے اور آپ نے ان کو اسلام کے احکام سکھلائے سو اب احتمال ہے کہ اس وقت آپ نے ان کو جمعہ پڑھنے کا حکم بھی دے دیا ہو **وعلى هذا القياس بناء على ان الجمعة فرضت بمكة كما قاله البعض** اور نیز بعد ہجرت کے تو ضرور ہے کہ آپ کو ان کے جمعہ سے اطلاع ہوئی ہو کہ اس وقت مسلمان فقط سو آدمی یا زیادہ تھے اور اسلام کی ابتدا تھی ہر وقت نماز وغیرہ کا فکر تھا اور یہی ہر وقت ذکر تھا پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کو ان کے جمعہ پڑھنے کی خبر نہ ہوئی ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر ہو گئی ہو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت بھی پورے بالغ نہیں ہوئے تھے یہ عجب بات ہے پس معلوم ہوا کہ آپ کو ان کے حال سے اطلاع ہو گئی ہوگی سو بعد اطلاع کے آپ نے ان کو منع نہ کیا بلکہ اس کو برقرار رکھا اور نیز اگر ان کا جمعہ پڑھنا اجتہاد سے فرض کیا جائے تو کیا چالیس اصحاب کا اجتہاد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے اجتہاد سے کم ہے کہ اس کا اعتبار نہ

کیا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ شہر کا میدان تھا اور شہر کے میدان کا حکم شہر کا ہوتا ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک فنا مصر اس جگہ کو کہتے ہیں جو گھوڑے دوڑانے اور تیر اندازی اور جنازہ وغیرہ کے واسطے تیار کی گئی ہو سو اس تعریف سے اس جگہ کا فنا مصر ہونا بالکل ثابت نہیں ہوسکتا اور یہ تعریف فنا کی اس پر ہرگز صادق نہیں آسکتی ہے خاص کر اس وقت میں تو وہ لوگ ان باتوں کا نام ونشان بھی نہیں جانتے تھے اور نیز یہ ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا کہ انہوں نے وہاں اس لحاظ سے جمعہ پڑھا تھا کہ یہ فنا مصر ہے اور بعض گمراہ کہتے ہیں کہ ہند کا ملک دار الحرب ہے پس اس ملک میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں سو جواب اس کا کئی وجہ سے ہے اول وجہ یہ کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دار الحرب ہونے کی تین شرطیں ہیں اول یہ کہ اس میں کوئی اسلام کا حکم جاری نہ ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ دار الحرب کے متصل ہو اس طرح کہ اسلام کا کوئی شہر ان کے درمیان نہ ہو تیسری شرط یہ ہے کہ کوئی مسلمان اور ذمی اپنی امان سابق پر باقی نہ رہا ہو کذا فی الزیادات اور عمادی میں لکھا ہے کہ اگر ایک نشانی بھی اسلام کی باقی ہو تو جب بھی وہ ملک دار الحرب نہیں اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا انتہی۔ سو اس ملک ہند میں یہ تینوں شرطیں موجود ہیں کہ اسلام کے احکام بھی اس میں جاری ہیں اور کسی دار الحرب کے ساتھ بھی متصل نہیں کہ ان کے درمیان کوئی اسلام کا شہر نہ ہو اور مسلمان وغیرہ سب لوگ اپنی امان سابق پر باقی ہیں اور اپنی جائیداد اور ریاستوں اور املاک اور اموال پر قابض ہیں اور کل اختیار رکھتے ہیں جس کو چاہیں بیچ ڈالیں اور جس کو چاہیں ہبہ کر دیں ہر طرح سے ان کو اختیار ہے کوئی ان کو مانع نہیں اور کوئی ان پر جبر نہیں کرسکتا پس ثابت ہوا کہ ملک ہند دار الحرب نہیں خاص کر عمادی کے قول سے اس ملک کا دار الاسلام ہونا تو اظہر من الشمس ہے کہ کوئی دشمن بے عقل بھی اس میں شک نہیں کرسکتا ہے۔ وجہ دوم یہ ہے کہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کافر بادشاہ کی طرف سے کسی شہر پر مسلمان حاکم مقرر ہو تو اس میں عیدین اور جمعہ پڑھنا جائز ہے اور جو ملک کہ بادشاہ کافر کے ماتحت ہو وہ بے شک دار الحرب ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ دار الحرب میں جمعہ پڑھنا جائز ہے۔ وجہ سوم یہ کہ درمختار میں لکھا ہے کہ دار الحرب میں اگر اسلام کے بعض احکام مثل جمعہ اور عیدین وغیرہ کے جاری ہو جائیں تو وہ ملک دار الاسلام ہو جاتا ہے اس بنا پر ملک ہند دار الاسلام ہوا۔ وجہ چہارم یہ کہ امام ناصری نے منشور میں لکھا ہے کہ دار الحرب اسلام کے احکام جاری ہونے سے دار الاسلام ہو جاتا ہے سو جب تک کہ ایک علامت اسلام کی بھی باقی رہے تو جانب اسلام ہی کو ترجیح ہوگی پس معلوم ہوا کہ ہند دار الاسلام ہے کہ اکثر احکام اسلام کے اس میں جاری ہیں۔ وجہ پنجم یہ کہ بڑے احکام اسلام کے نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ ہیں کہ اصل بناء اسلام کی ان پر موقوف ہے سو جب یہ احکام اس ملک میں ادا کرنے جائز ہیں تو پھر جمعہ بطریقِ اولیٰ جائز ہوگا اور اگر جمعہ جائز نہیں تو پھر ان احکام کے اس ملک میں جائز ہونے کی بھی کوئی دلیل نہیں فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔ وجہ ششم یہ کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ دار الحرب ہونا جمعہ اور عیدین وغیرہ کے پڑھنے کے منافی ہے جیسا کہ یربوع وغیرہ

کے ملک میں جاری تھا اور اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز وغیرہ کا اعتبار نہ کر کے ان کو قتل کیا تھا تو اس سے لازم آئے گا کہ اب اس ملک ہند میں بھی نماز وغیرہ کا اعتبار نہ کیا جائے پس نماز روزہ وغیرہ کا ادا کرنا اس ملک میں بھی جائز نہ ہوگا ومن ادعی خلاف ذلك فعليه البيان بالبرهان اور اگر کوئی کہے کہ ان فقہ کی عبارتوں میں مراد احکام اسلام سے احکام سیاست کے ہیں یعنی حدود شرعیہ کا قائم کرنا ہے احکام عبادت کے یعنی نماز روزہ وغیرہ اُن سے مراد نہیں پس نماز روزے وغیرہ عبادات کے باقی رہنے سے یہ ملک دار الاسلام نہیں ہوسکتا کہ اس میں احکام سیاست یعنی حدود شرعیہ جاری نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ اول زیادات کی عبارت میں حکم کا لفظ آیا ہے اور وہ نکرہ ہے جو تحت نفی کے واقع ہوا ہے اور نکرہ تحت نفی ہمیشہ عام ہوتا ہے پس سب احکام اسلام کو شامل ہوگا خواہ سیاستی ہوں یا عبادتی اور اسی طرح عمادی کی عبارت میں بھی شعیرۃ کا لفظ نکرہ واقع ہے اور اسی طرح منثور اور واقعات کی عبارت میں بھی شئے اور علقہ کا لفظ نکرہ واقع ہوا ہے اور شرح اسبیجابی میں بھی حکم کا لفظ آیا ہے پس یہ نکرات سب احکام اسلام کو شامل ہیں خواہ سیاستی ہوں یا عبادتی ہوں پس جب تک کوئی حکم اسلام کا باقی رہے گا تب تک کسی ملک کو دار الحرب نہیں کہا جائے گا خاص کر منثور کی عبارت میں تو بالکل احکام سیاستی مراد نہیں ہوسکتے ہیں کہ اس میں ترجیح کا لفظ بولا گیا ہے اور جب کہ احکام سیاستی پائے جائیں تو پھر قطعا دار الاسلام ہو جاتا ہے پھر ترجیح کا کوئی معنی نہیں کہ اس میں دونوں طرفیں مساوات میں قریب قریب ہوتی ہیں گو ایک راجح ہو اور دوسری مرجوح اور نیز اگر کسی ملک کا دار الاسلام ہونا احکام سیاست کے جاری ہونے پر موقوف ہوتا تو ملک یربوع کو دار الاسلام کا حکم دیا جاتا اس لیے کہ اس میں احکام سیاست وغیرہ کے سب جاری تھے فقط انہوں نے زکوۃ سے انکار کیا تھا جس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑائی کی اور نیز اگر دار الاسلام ہونا احکام سیاست پر موقوف ہے تو پھر اس سے لازم آئے گا کہ مدینہ وغیرہ بھی دار الاسلام نہ ہو اس لیے کہ اس ملک میں بھی حدود شرعیہ جاری نہیں بلکہ حدود شرعیہ کا کوئی نام بھی نہیں جانتا پس اب ملک عرب میں بھی جمعہ قائم کرنا جائز نہ ہوگا اور نیز احکام ملک داری بھی ملک ہند میں بہت جاری ہیں مدعا اور مدعا علیہ کی رضامندی سے اکثر مقدمات شرع پر فیصلے کیے جاتے ہیں اور اگر اس ملک کے لوگ سرکار برطانیہ سے حدود شرعیہ کے جاری کرنے کی استدعا کریں تو بے شک سرکار حدود شرعیہ کو جاری کر دے اس لیے کہ سرکار کا اصل مقصود یہی ہے کہ ملک کا انتظام ہو اور فتنہ فساد دفع ہو جائے اور خلقت امن سے رہے پس اس میں اہل اسلام کا قصور ہے سرکار کا کچھ قصور نہیں کہ خود مسلمان حدود شرعیہ کو پسند نہیں کرتے نیز کسی کو طاقت نہیں کہ اہل اسلام کے دین کو بدل سکے اور مسلمانوں سے نماز روزہ وغیرہ جبرا چھوڑا کر ان کو کافر بنا دے اگر کوئی اہل اسلام پر ایسا جبر کرے تو سب مسلمان پھانسی مل جانا منظور کریں مگر دین کو نہ چھوڑیں سوائے مچھانے والے مولوی صاحب کے کہ وہ دین کو چھوڑنا منظور کریں مگر مر جانا منظور نہ کریں معلوم ہوا کہ ملک ہند میں احکام اسلام کا جاری ہونا از روئے غلبہ اسلام کے ہے نہ اس کے مغلوب ہونے کی

وجہ سے پس حاصل کلام اس مقام میں یہ ہے کہ ملک ہند کا دار الاسلام ہے اور اس میں جمعہ پڑھنا بالاتفاق جائز ہے اس میں کچھ شک نہیں اور جو شخص کہ سلطنت انگریزی کے سبب سے اس ملک کو دار الحرب کہے اور اس میں جمعہ پڑھنے کو جائز نہ رکھے تو وہ خود گمراہ ہے اور اس نے لوگوں کو بھی گمراہ کیا نعوذ باللہ من ھذا العمی والخذلان وباللہ الاعتصام علیه التکلان پس اس تقریر میں مچھانے والے مولوی صاحب کے رسالے کا مختصر جواب ادا ہو گیا اس لیے کہ وہ ہند میں جمعہ پڑھنے کو جائز نہیں رکھتے ہیں اللہ ان کو اس سے توبہ نصیب فرمائے وما ذلك علی اللہ بعزیز اور مترجم نے ان کا مفصل جواب بھی مدت سے لکھ رکھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ کبھی کسی موقع پر طبع کرایا جائے گا۔

بَابُ هَلْ عَلٰی مَنْ لَّمْ يَشْهَدِ الْجُمُعَةَ غُسْلٌ مِّنَ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ وَغَيْرِهِمْ.

جن لوگوں پر جمعہ واجب نہیں جیسا کہ عورتیں اور نابالغ لڑکے اور مسافر اور غلام وغیرہ ہیں تو ان پر جمعہ کا غسل بھی واجب نہیں۔

فائدہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کا غسل ہر مسلمان پر واجب ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی آئندہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو آدمی جمعہ میں حاضر نہ ہو اس پر غسل واجب نہیں اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث آئندہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نابالغ لڑکے پر جمعہ کا غسل واجب نہیں اور عورتوں کو رات کے وقت مسجد میں جانے سے نہ منع کرنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ جمعہ ان پر واجب نہیں ورنہ رات کی قید لگانے کے کوئی معنی نہ تھے لیکن مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ غسل جمعہ کا صرف اسی شخص کے واسطے ہے جس پر جمعہ واجب ہے جیسا کہ اس اثر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے معلوم ہوتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ إِنَّمَا الْغُسْلُ عَلٰی مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہانا تو صرف اس شخص پر واجب ہے جس پر جمعہ واجب ہو۔

فائدہ: بیہقی کے طریق میں اس حدیث کے آخر میں اتنا لفظ زیادہ آیا ہے کہ جمعہ اس شخص پر واجب ہے جو رات سے پہلے اپنے گھر میں پلٹ کر آ سکے پس اس سے معلوم ہوا کہ جو آدمی جمعہ پڑھ کر رات سے پہلے اپنے گھر میں نہ آ سکے اس پر جمعہ فرض نہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کا غسل صرف اسی شخص کے واسطے ہے جس پر جمعہ فرض ہو دوسرے پر نہیں اور یہی وجہ ہے مطابقت اس اثر کی باب سے اور یہی مذہب ہے امام بخاری رحمہ اللہ کا اس لیے کہ یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ جو آثار امام بخاری رحمہ اللہ ترجموں میں لاتا ہے جس معنی پر وہ دلالت کریں وہی بات اس کے نزدیک مختار ہوتی ہے۔

٨٤٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ

٨٤٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو شخص جمعہ میں آنا چاہے

بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ جَآءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ.

تو چاہیے کہ غسل کرے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص جمعہ میں آنا نہ چاہے تو اس پر غسل نہیں پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

٨٤٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ.

٨٤٦۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا ہر ایک بالغ جوان پر واجب ہے۔

٨٤٧ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوْتِيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَهٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ فَغَدًا لِّلْيَهُوْدِ وَبَعْدَ غَدٍ لِّلنَّصَارٰى فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَّغْتَسِلَ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيْهِ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ رَوَاهُ أَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ حَقٌّ أَنْ يَّغْتَسِلَ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا.

٨٤٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا میں سب امتوں سے پیچھے پیدا ہوئے اور قیامت میں سب سے آگے ہوں گے صرف اتنا فرق ہے کہ اگلی امتوں کو کتاب ہم سے پہلے ملی اور ہم کو ان کے پیچھے ملی سو یہ دن جمعہ کا وہ ہے جس میں انہوں نے اختلاف کیا سو اللہ نے ہم کو اس کی راہ بتلائی سو سنیچر کا دن یہود کے واسطے ہے اور اتوار نصاریٰ کے واسطے ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت کیا پھر فرمایا کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ہفتے میں ایک دن غسل کرے جس میں اپنے بدن اور سر کو دھوئے اور دوسری روایت میں ہے کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ہفتے میں ایک دن نہائے۔

فائدہ: اس حدیث میں مراد ایک دن سے خاص جمعہ کا دن ہے مطلق کوئی دن نہیں جیسا کہ اس حدیث کے دوسرے طریق میں آ گیا ہے۔

٨٤٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَآءُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ائْذَنُوْا لِلنِّسَآءِ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسَاجِدِ.

۸۴۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کو رات کے وقت مسجد میں نماز کے واسطے جانے کی اجازت دو۔

فائدہ: اگر کوئی کہے کہ رات کی قید لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ دن کو عورتیں باہر نہ نکلیں اور چونکہ جمعہ بھی دن کی نماز ہے تو اب عورتوں کو اس میں آنا جائز نہ ہوگا سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ مفہوم مخالف نہیں بلکہ موافق ہے اس لیے کہ رات میں دن سے فتنے کا زیادہ خوف ہے اور جب رات کو ان کا نکلنا جائز ہوا تو دن کو نکلنا بطریقِ اولیٰ جائز ہوگا اور بعض حنفیوں نے اس کے برعکس تقریر کی ہے یعنی حرام کار اور بدمعاش لوگ رات کو اپنے سونے اور فسق وغیرہ میں مشغول ہوتے ہیں اور دن کو تمام جگہ پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اور ایسا ہونا اگرچہ ممکن ہے لیکن رات کو فتنے کا خوف بیشک زیادہ ہے اور یہ بھی کچھ ضروری نہیں کہ رات میں ہر فاسق فسق میں مشغول ہو جائے اور بدمعاش لوگ دن کو اکثر بدنامی سے ڈرتے ہیں اور آدمیوں کی کثرت کے سبب عورتوں سے چھیڑ چھاڑ نہیں کرتے اور جب عورتوں کا دن کو باہر نکلنا بطریقِ اولیٰ ثابت ہوا تو جمعہ میں حاضر ہونا بھی ضرور ہوگا اور جو جمعہ میں حاضر ہو اس پر غسل کرنا واجب ہے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور اگر مفہوم مخالف مراد لیا جائے تو دن کو نکلنا منع ہوگا پس جمعہ ان پر واجب نہ ہوگا پس غسل بھی واجب نہیں ہوگا اور ایسی بات کو ترجیح معلوم ہوتی ہے کہ رات اور دن آپس میں ضد ہیں۔

٨٤٩ ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتِ امْرَأَةٌ لِّعُمَرَ تَشْهَدُ صَلَاةَ الصُّبْحِ وَالْعِشَآءِ فِي الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ فَقِيْلَ لَهَا لِمَ تَخْرُجِيْنَ وَقَدْ تَعْلَمِيْنَ أَنَّ عُمَرَ يَكْرَهُ ذٰلِكَ وَيَغَارُ قَالَتْ وَمَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَّنْهَانِيْ قَالَ يَمْنَعُهُ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا

۸۴۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی تھی کہ صبح اور عشاء کو جماعت کے واسطے مسجد میں حاضر ہوا کرتی تھی سو کسی نے اس کو کہا کہ تو گھر سے باہر کیوں نکلتی ہے حالانکہ تو جانتی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اس کو برا جانتے ہیں اور اس پر غیرت کرتے ہیں سو اس نے کہا کہ پھر کون سی چیز اس کو روکتی ہے کہ مجھ کو منع نہیں کرتے اس نے کہا کہ حضرت ﷺ کا حکم اس کو منع کرتا ہے کہ نہ منع کرو اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے۔

تَمْنَعُوْا إِمَآءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ.

فائدہ: یہ حدیث اگرچہ مطلق ہے رات اور دن کو شامل ہے لیکن دوسری حدیثوں کے قرینہ سے مقید ہے یعنی مراد اس میں صرف رات ہے اور جب رات کے ساتھ مقید ہوئی تو دن کو جمعہ میں نکلنا واجب نہ ہوگا پس غسل بھی واجب نہ ہو گا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس باب کی بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں پر جمعہ فرض نہیں ان پر غسل بھی فرض نہیں اور بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا فقط انہیں لوگوں پر واجب نہیں ہے جن پر جمعہ واجب ہے اور جن پر جمعہ واجب نہیں ان پر غسل بھی واجب نہیں سو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اجتہاد کیا کہ جن لوگوں پر جمعہ واجب نہیں ان پر غسل بھی واجب نہیں چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول سے اس بات پر استدلال کیا تو گویا جن حدیثوں سے عموماً ہر مسلمان پر غسل ثابت ہوتا ہے اُس سے مراد خاص وہی شخص ہے جس پر جمعہ واجب ہے لیکن کوئی حدیث مرفوع ان کی مخصص نہیں پس یہ تردد باقی رہتا ہے اور اس طور سے دفع ہوسکتا ہے کہ کہا جائے کہ جو شخص جمعہ میں حاضر ہو اس پر غسل کرنا واجب ہے بشرطیکہ جمعہ اس پر واجب ہو اور جس پر جمعہ واجب نہیں اگر وہ ثواب کے واسطے جمعہ میں حاضر ہو تو وہ بھی غسل کرے اور کسی اتفاق سے جمعہ میں آئے تو نہ کرے اور یہ بھی منقول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے لیکن غسل میں زیادہ احتیاط ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ الرُّخْصَةِ إِنْ لَّمْ يَحْضُرِ الْجُمُعَةَ فِي الْمَطَرِ.

اگر کوئی شخص مینہ کے دن جمعہ میں حاضر نہ ہو اور اپنے گھر میں نماز پڑھ لے تو اجازت ہے کچھ گناہ نہیں۔

فائدہ: اگر کوئی شخص مینہ کے دن جمعہ کو چھوڑ دے اور گھر میں نماز پڑھ لے تو جائز ہے خواہ مینہ بہت برستا ہو یا ہلکا ہو اور یہی مذہب ہے جمہور علماء کا اور شافعیہ اور حنبلیہ کہتے ہیں کہ جمعہ کو ترک کرنا اسی صورت میں جائز ہے جب کہ کپڑا خوب تر ہو جائے اور اگر ہلکا مینہ برستا ہو یعنی کوئی کوئی قطرہ پڑتا ہو یا دیواروں وغیرہ کے سائے میں چل کر مسجد تک پہنچ سکتا ہو تو ایسے وقت میں گھر میں نماز پڑھنا اور جمعہ کو ترک کرنا جائز نہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مینہ برسنے کے دن جمعہ چھوڑنا بالکل جائز نہیں لیکن حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جو اس باب میں ابھی آتی ہے حجت ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر کہ اس سے صریحاً جواز معلوم ہوتا ہے۔

٨٥٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ ابْنُ عَمِّ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِمُؤَذِّنِهِ فِيْ يَوْمٍ مَطِيْرٍ إِذَا قُلْتَ أَشْهَدُ أَنَّ

٨٥٠۔ حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مینہ برسنے کے دن اپنے مؤذن سے کہا کہ جب تو اذان میں اشهد ان محمدا رسول الله کہے تو پھر بعد اس کے حی علی الصلوة نہ کہہ بلکہ اس کے بدلے یہ کلمہ کہہ صلوا فی بیوتکم یعنی اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز

مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَلَا تَقُلْ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ قُلْ صَلُّوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَكَأَنَّ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوْا قَالَ فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ وَّإِنِّيْ كَرِهْتُ أَنْ أُحْرِجَكُمْ فَتَمْشُوْنَ فِي الطِّيْنِ وَالدَّحْضِ.

پڑھو سو جیسے کہ لوگوں نے اس سے انکار کیا یعنی کہنے لگے کہ ہم نے ایسا کبھی نہیں دیکھا سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کو اس شخص نے کیا تھا جو مجھ سے بہتر ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا ہے میں نے اپنی رائے سے ایسا نہیں کیا اور کہا کہ بیشک جمعہ فرض ہے اور میں نے اس بات کو ناگوار جانا کہ تم کو تکلیف میں ڈالوں سو تم کیچڑ اور پاؤں پھسلنے کی جگہ میں چل کر آؤ۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص مینہ کے دن جمعہ ترک کر دے تو جائز ہے گناہ نہیں اور ظاہر اس حدیث سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ سبب رخصت کا پھسلنا اور کیچڑ ہے لیکن چونکہ مینہ اس کا سبب ہے اس واسطے ترجمے میں مینہ کی قید لگائی اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مینہ پہلے برس گیا ہو اور کیچڑ کی کثرت ہو تو اس وقت بھی جمعہ کو ترک کر دینا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مینہ بھی جمعہ کے ترک کرنے کا ایک عذر ہے۔

بَابُ مِنْ أَيْنَ تُؤْتَى الْجُمُعَةُ وَعَلٰى مَنْ تَجِبُ لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾.

کتنی دور اور کتنے کوس سے جمعہ کے واسطے آنا واجب ہے اور جمعہ کس شخص پر واجب ہے واسطے دلیل اس آیت کہ جب اذان دی جائے واسطے نماز کے دن جمعہ کے تو دوڑو طرف ذکر اللہ کی۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ جو شخص اذان کو سنے اس پر جمعہ واجب ہے خواہ حقیقتاً اذان کو سنے یا حکماً سنے یعنی اس جگہ تک اذان کی آواز پہنچے اگرچہ وہ نہ سنے جیسے کہ بہرہ ہو اور خواہ شہر کے اندر رہتا ہو یا باہر ہو اور یہی مذہب ہے جمہور علماء کا لیکن امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس میں یہ شرط ہے کہ مؤذن بلند آواز والا ہو اور مخلوق سب چپ چاپ ہو اور آدمی سننے والا ہو اور ابوداؤد میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جمعہ صرف اسی شخص پر فرض ہے جو اذان کو سنے اور اسی کی تائید کرتی ہے وہ حدیث جس میں آپ نے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ کیا تو اذان سنتا ہے؟ اس نے کہا ہاں فرمایا پس جماعت میں حاضر ہوا کر اس لیے کہ جب جماعت میں حاضر ہونا اس حدیث سے ثابت ہوا تو جمعہ میں حاضر ہونا بطریق اولیٰ ثابت ہوگا کہ اس کی طرف دوڑنے کا حکم آ چکا ہے پس اس آیت اور ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ جمعہ اسی پر فرض ہے جو اذان کو سنے حقیقتاً ہو یا حکماً اور جو اذان کو نہ حقیقتاً اور نہ حکماً سنے یعنی اذان کی آواز اس جگہ نہ پہنچ سکے تو اس پر جمعہ فرض نہیں اور ایک حدیث میں ترمذی وغیرہ کے آیا ہے کہ جو شخص رات سے پہلے اپنے گھر میں پہنچ سکے اس پر جمعہ میں آنا واجب ہے سو امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث کچھ چیز نہیں لیکن قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جو مذکور ہو چکا ہے اس کی تائید کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ جو شخص جمعہ پڑھ

کر رات سے پہلے اپنے گھر میں پہنچ سکے اس پر جمعہ واجب ہے اور اگر رات سے پہلے نہ پہنچ سکے تو جمعہ اس پر واجب نہیں لیکن اس سے لازم آتا ہے کہ سعی دن کے اول میں واقع ہو اور یہ آیت کے مخالف ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جو شخص شہر سے باہر ہو اس کا جمعہ جائز نہیں اور مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر جمعہ گاؤں میں ہو تو اذان کے منارے سے تین میل تک کے لوگوں پر واجب ہے اور اگر شہر میں ہو تو منارے سے چھ میل تک واجب ہے۔

وَقَالَ عَطَآءٌ إِذَا كُنتَ فِي قَرْيَةٍ جَامِعَةٍ فَنُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَحَقٌّ عَلَيْكَ أَنْ تَشْهَدَهَا سَمِعْتَ النِّدَآءَ أَوْ لَمْ تَسْمَعْهُ.

اور عطاء (تابعی) نے کہا کہ اگر تو جمعہ والے گاؤں میں ہو اور اذان ہو نماز کی جمعہ کے دن تو جمعہ میں حاضر ہونا تجھ پر واجب ہے خواہ تو اذان کو سنے خواہ نہ سنے یعنی آیت میں جو جمعہ کی طرف چلنے کا حکم ہے تو یہ کچھ ضرور نہیں کہ جب اذان سنے تو اس طرف چلے بلکہ اگر نہ سنے تو جب بھی جمعہ میں حاضر ہونا واجب ہے۔

فائدہ: عبدالرزاق نے اس اثر کے اخیر میں اتنا لفظ زیادہ کیا ہے کہ ابن جریج نے کہا کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ جمعہ والا گاؤں کس کو کہتے ہیں؟ اس نے کہا کہ جس میں آدمی جمع ہوں اور امیر اور قاضی بھی اس میں رہتا ہو اور گھر آپس میں ملے ہوئے ہوں جیسا کہ جدہ ہے پس اس اثر سے معلوم ہوا کہ گاؤں میں جمعہ پڑھنا جائز ہے اور بعض حنفی اس اثر سے دلیل پکڑتے ہیں کہ جمعہ گاؤں میں جائز نہیں کہ یہ تعریف گاؤں پر صادق نہیں آتی تو جواب اس کا یہ ہے کہ پھر عطاء نے اس کو گاؤں کیوں کہا شہر کہنا چاہیے تھا اور نیز یہ تابعی کا قول ہے اور جب صحابی کا قول اصح مذہب میں حجت نہیں تو پھر تابعی کا قول کس گنتی میں ہے کہ اس سے فرض کو ترک کیا جائے۔

وَكَانَ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي قَصْرِهٖ أَحْيَانًا يُجَمِّعُ وَأَحْيَانًا لَّا يُجَمِّعُ وَهُوَ بِالزَّاوِيَةِ عَلٰى فَرْسَخَيْنِ.

اور انس رضی اللہ عنہ کبھی اپنے گھر میں جمعہ پڑھتے اور کبھی نہیں پڑھتے تھے بلکہ بصرہ میں جا کر پڑھ آتے تھے اور وہ زاویہ (ایک جگہ کا نام ہے) میں رہتے تھے چھ میل پر بصرہ سے۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ ایک زمین میں رہتے تھے جو بصرہ سے ایک فرسخ تھی سو وہ جمعہ کے واسطے بصرہ میں حاضر ہوا کرتے تھے [illegible] سے مراد یہ ہے کہ وہ زمین ان کے گھر کے سوا دوسری جگہ تھی پس اس اثر سے معلوم ہوا کہ چھ میل کے [illegible] سے جمعہ میں آنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گاؤں میں جمعہ پڑھنا جائز ہے اس لیے کہ معنی اس کا یہ ہے جو شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ یجمع ای یصلی بمن معه الجمعة او یشهد الجمعة بجامع البصرة یعنی کبھی تو اپنے گھر میں جمعہ پڑھ لیتے تھے اور کبھی بصرہ میں جا کر پڑھتے تھے جیسا

کہ ابن ابی شیبہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اس کا یہ معنی نہیں کہ کبھی جمعہ پڑھتے تھے اور کبھی نہیں پڑھتے تھے اور بفرض محال تسلیم بھی کیا جائے تو جب بھی اس سے گاؤں میں جمعہ پڑھنے کا جواز ثابت ہوگا اور یہ بھی حنفیوں کو مضر ہے۔ کمامر بیانہ سابقا۔

٨٥١ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُوْنَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ مَّنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِيْ فَيَأْتُوْنَ فِي الْغُبَارِ يُصِيْبُهُمُ الْغُبَارُ وَالْعَرَقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُمُ الْعَرَقُ فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْسَانٌ مِّنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هٰذَا.

٨٥١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ جمعہ کے واسطے مدینے میں اپنے گھروں اور عوالی سے مدینے میں بار بار آیا کرتے تھے سو غبار میں چل کر آتے اور ان کو گرد پہنچتی اور پسینہ آتا سو ان کے کپڑوں سے بدبو نکلتی سو ان میں سے ایک آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ اس وقت میرے نزدیک تشریف رکھتے تھے سو آپ نے اس کو فرمایا کہ اگر تم اپنے اس دن کے واسطے طہارت اور پاکی حاصل کرتے تو بہت بہتر ہوتا۔

فائدہ: عوالی اُن گاؤں کو کہتے ہیں جو مدینے سے مشرق کی طرف واقع ہیں اور چونکہ مدینے کی وہ طرف اونچی ہے اور پہاڑ اس طرف میں واقع ہیں اس لیے ان کو عوالی کہتے ہیں یعنی بلندی پر واقع ہیں ان میں سے جو گاؤں مدینے کے بہت نزدیک ہے وہ چار میل پر ہے اور جو مدینے سے بہت دور ہے وہ آٹھ میل پر واقع ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین چار میل کے فاصلہ سے جمعہ کے واسطے آنا جانا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گاؤں والوں کو جمعہ پڑھنا جائز ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ گاؤں والوں کا جمعہ صحیح اور منعقد نہیں ہوتا ہے اور تحقیق اس کی اوپر گزر چکی ہے۔

بَابُ وَقْتِ الْجُمُعَةِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَذٰلِكَ يُرْوٰى عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ وَعَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

اول وقت جمعہ کا وہ ہے جب آفتاب ڈھل جائے یعنی زوال سے پہلے جمعہ پڑھنا جائز نہیں اور اسی طرح روایت کی گئی ہے ان چار صحابہ سے یعنی عمر اور علی اور نعمان بن بشیر اور عمرو بن حریث رضی اللہ عنہم سے کہ زوال

سے پہلے جمعہ جائز نہیں۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء خلف اور سلف کے نزدیک زوال سے پہلے جمعہ جائز نہیں اور یہی مذہب ہے جمہور صحابہ اور تابعین وغیرہ کا اور امام اسحاق اور احمد کہتے ہیں کہ زوال سے پہلے بھی جمعہ پڑھنا جائز ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی ایسے ہی روایت آئی ہے لیکن جمہور کے نزدیک وہ روایتیں صحیح نہیں ہیں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ ان روایتوں میں سے کوئی روایت صحیح نہیں بلکہ صحیح وہی ہے جس پر جمہور علماء ہیں اور نیز جن حدیثوں سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل پکڑی ہے اُن سے مراد یہ ہے کہ وہ جمعہ میں نہایت جلدی کرتے تھے اور اول وقت پڑھتے تھے یہ معنی نہیں کہ زوال سے پہلے پڑھتے تھے اور بعض حنبلی کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کو عید فرمایا ہے اور عید کو زوال سے پہلے پڑھنا جائز ہے تو جمعہ کو بھی زوال سے پہلے پڑھنا جائز ہوگا سو جواب اس کا یہ ہے کہ اس کو عید کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب احکام عید کے اس پر جاری ہوں اس لیے کہ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے اگرچہ ایک دن اس سے پہلے یا پیچھے بھی روزہ رکھے بخلاف جمعہ کے کہ اس دن روزہ رکھنا بالاتفاق جائز ہے اور نیز اس سے لازم آتا ہے کہ جمعہ زوال سے پیچھے جائز ہو اس لیے کہ عید زوال سے پیچھے درست نہیں حالانکہ یہ بات بالاجماع باطل ہے۔

٨٥٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَمْرَةَ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَ النَّاسُ مَهَنَةَ أَنْفُسِهِمْ وَكَانُوْا إِذَا رَاحُوْا إِلَى الْجُمُعَةِ رَاحُوْا فِي هَيْئَتِهِمْ فَقِيْلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ.

٨٥٢۔ حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے عمرہ (تابعیہ) سے جمعہ کے دن نہانے کا حکم پوچھا کہ واجب ہے یا سنت سو اس نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ لوگ اپنی جانوں کے آپ خادم تھے یعنی خود اپنے ہاتھوں سے محنت مزدوری کر کے روزی کماتے تھے ان کا غلام اور نوکر کوئی نہیں تھا کہ ان کو کما کر کھلاتا اور جب جمعہ کو آتے تو اپنے اسی حال سے گرد آلودہ اور عرق ریزاں آتے سو ان کو کہا گیا کہ اگر تم اس دن میں غسل کرتے تو بہتر ہوتا۔

فائدہ: اس حدیث میں لفظ راح کا واقع ہوا ہے اس کا معنی زوال کے بعد چلنے کا ہے پس معلوم ہوا کہ جمعہ بعد زوال کے پڑھنا چاہیے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

٨٥٣ ـ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسٍ

٨٥٣۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جمعہ پڑھا کرتے تھے جب کہ آفتاب ڈھل جاتا۔

بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ.

٨٥٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُبَكِّرُ بِالْجُمُعَةِ وَنَقِيلُ بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

٨٥٤۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جمعہ کی نماز اول وقت پڑھا کرتے تھے اور بعد جمعہ کے قیلولہ کرتے تھے یعنی جمعہ پڑھ کر سویا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب جمعہ کو زوال سے پہلے پڑھا کرتے تھے پس ان دونوں حدیثوں میں ظاہرا تعارض ہے لیکن تبکیر کا معنی کبھی اول وقت کا آتا ہے اور کبھی ایک چیز کو دوسری چیز پر مقدم کرنے کا بھی آتا ہے اور وہی مراد ہے یہاں پر کہ وہ جمعہ کو قیلولہ پر مقدم کیا کرتے تھے بخلاف نماز ظہر کے کہ شدت گرمی میں پہلے قیلولہ کرتے تھے بعد اس کے نماز ظہر ادا کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ جمعہ کو بعد زوال کے پڑھنا چاہیے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے سو پہلی حدیث دوسری حدیث کی تفسیر ہے اور بعض نے کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے امام احمد رحمہ اللہ کی کہ زوال سے پہلے جمعہ جائز ہے اس لیے کہ قیلولہ اس سونے کو کہتے ہیں جو عین دوپہر کے وقت ہوتا ہے اور جب جمعہ قیلولہ سے پہلے پڑھا جائے تو خواہ مخواہ زوال سے پہلے واقع ہوگا، واللہ اعلم۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو ساعتیں پہلے مذکور ہو چکی وہ زوال سے پہلے ہیں پیچھے نہیں اس لیے کہ وہ قیلولے سے پہلے جمعہ کو آتے تھے۔

بَابُ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

جب گرمی کی بہت شدت ہو تو ٹھنڈے وقت جمعہ پڑھنا چاہیے۔

٨٥٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَلْدَةَ هُوَ خَالِدُ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلَاةِ وَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ يَعْنِي الْجُمُعَةَ قَالَ يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ أَخْبَرَنَا أَبُو خَلْدَةَ فَقَالَ بِالصَّلَاةِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْجُمُعَةَ وَقَالَ بِشْرُ بْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا أَبُو

٨٥٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سردی کی شدت ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو اول وقت پڑھتے تھے اور جب گرمی کی شدت ہوتی تو ٹھنڈے وقت نماز پڑھا کرتے تھے (راوی نے کہا) کہ مراد نماز سے جمعہ ہے اور یونس نے اپنی روایت میں جمعہ کا ذکر نہیں کیا اور ابو خلدہ (راوی) نے کہا کہ ایک امیر نے ہم کو جمعہ کی نماز پڑھائی یعنی حکم بن ابی عقیل ثقفی نے اور خطبے میں بہت طول کیا یہاں تک کہ نماز کا وقت نکل جانے کے قریب تھا سو اس نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کس طرح پڑھا کرتے تھے انس رضی اللہ عنہ

خَلْدَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا أَمِيْرٌ الْجُمُعَةَ ثُمَّ قَالَ لِأَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ.

نے کہا کہ جب گرمی کی شدت ہوتی تو ٹھنڈے وقت نماز پڑھا کرتے اور جب سردی کی شدت ہوتی تو اول وقت پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظہر اور جمعہ کی نماز کا ایک حکم ہے اگر شدت گرمی کی ہو تو دونوں کو ٹھنڈے وقت پر پڑھا جائے لیکن یہ صرف انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کسی حدیث سے جمعہ کا ابراد ثابت نہیں ہوتا بلکہ اکثر حدیثوں سے صریحا ثابت ہوتا ہے کہ ان دونوں میں فرق ہے اور شاید کہ انس رضی اللہ عنہ نے جمعہ کو ظہر پر قیاس کیا ہو گا لیکن یہ قیاس ان کا صریح حدیثوں کے مقابلہ میں حجت نہیں خاص کر انس رضی اللہ عنہ کی پہلی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ جمعہ کو اول وقت پڑھا کرتے تھے اور بعض نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زوال سے پہلے جمعہ جائز نہیں کہ انس رضی اللہ عنہ نے دونوں کو مساوی بنایا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ الْمَشْيِ إِلَى الْجُمُعَةِ وَقَوْلِ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾.

نماز جمعہ کی طرف چلنے کا بیان اور آیت ﴿فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ کا بیان یعنی چلو طرف ذکر اللہ کی یعنی نماز یا خطبے کے۔

فائدہ: یعنی اس آیت میں سعی سے مراد دوڑ کر چلنا نہیں بلکہ مطلق چلنا ہے اس لیے کہ حدیث میں آ چکا ہے کہ نماز کی طرف دوڑ کر نہ جاؤ بلکہ چین سے آؤ چنانچہ فرمایا **لا تاتوها تسعون واتوها تمشون** پس حاصل اس کا یہ ہے کہ اس آیت میں سعی سے مراد صرف چلنا ہے اور حدیث میں سعی سے مراد دوڑنا ہے کہ وہ چلنے کے مقابلے میں واقع ہوا ہے پس حدیث اور آیت میں کچھ تعارض نہیں۔

وَمَنْ قَالَ السَّعْيُ الْعَمَلُ وَالذَّهَابُ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَحْرُمُ الْبَيْعُ حِيْنَئِذٍ.

اور بیان ہے اس شخص کا جو کہتا ہے کہ سعی کا معنی عمل کرنے اور چلنے کا ہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ اُس نے عمل کیا واسطے آخرت کے حق عمل کرنے کا یعنی اللہ کے حکموں کو بجا لایا اور برے کاموں سے رک گیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جمعہ کی اذان کے وقت خرید وفروخت وغیرہ عقود حرام ہو جاتی ہیں اور سعی واجب ہو جاتی ہے اس لیے کہ اللہ نے فرمایا کہ بیچنا چھوڑ دو۔

فائدہ: علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے جمہور علماء کہتے ہیں کہ اذان کے وقت خرید وفروخت حرام ہو جاتی ہے مگر وقت حاجت کے کہ پانی نہ ہو یا کپڑا نہ ہو یا قوت نہ ہو اور ابتدا حرمت کی اس وقت سے ہوتی ہے جب امام کے منبر

پر بیٹھنے کے وقت مؤذن اذان کہے اس لیے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں فقط یہی اذان تھی اور پہلی اذان کے وقت ان کے نزدیک بیع جائز ہے مگر مکروہ ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ بیع مکروہ ہے حرام نہیں نہ اول اذان کے وقت نہ دوسری اذان کے وقت اگر اس وقت ممنوع میں بیع کرے تو بعض کے نزدیک بیع صحیح ہو جاتی ہے اور بعض کے نزدیک صحیح نہیں لیکن شبہ سے خالی نہیں۔

وَقَالَ عَطَآءٌ تَحْرُمُ الصِّنَاعَاتُ كُلُّهَا. وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ مُسَافِرٌ فَعَلَيْهِ أَنْ يَّشْهَدَ.

اور عطاء نے کہا کہ اذان جمعہ کے وقت سب کام دنیاوی حرام ہو جاتے ہیں، اور ابراہیم نے زہری سے روایت کی ہے کہ جب مؤذن جمعہ کے دن اذان کہے اور کوئی شخص مسافر ہو تو اس پر لازم ہے کہ جمعہ میں حاضر ہو۔

فائدہ: زہری سے اس مسئلے میں مختلف روایتیں آئی ہیں ایک میں آیا ہے کہ مسافر پر جمعہ واجب نہیں اور یہی مذہب ہے اکثر اہل علم کا بلکہ بعض نے کہا کہ اس پر اجماع ہو چکا ہے پس زہری کے اس قول وجوب کو استحباب پر محمول کیا جائے گا یعنی اگر مسافر جمعہ کی اذان سنے تو مستحب ہے کہ اس میں حاضر ہو واجب نہیں پس دونوں قولوں میں کچھ تعارض نہیں اور مناسبت ان اثروں کی باب سے اس طور سے ہے کہ باب میں جمعہ کی طرف چلنے کا حکم ہے اور چلنے کو بیع وغیرہ کاروبار کا ترک کرنا لازم ہے، واللہ اعلم۔

٨٥٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَايَةُ بْنُ رِفَاعَةَ قَالَ أَدْرَكَنِيْ أَبُوْ عَبْسٍ وَأَنَا أَذْهَبُ إِلَى الْجُمُعَةِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ.

٨٥٦۔ حضرت عبایہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوعبس نے مجھ کو پایا اور میں جمعہ کی طرف جاتا تھا سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کی راہ میں جس کے پاؤں گرد میں بھرے اللہ نے اس پر دوزخ حرام کی۔

فائدہ: جب دونوں نے راہ میں چلتے باتیں کیں تو معلوم ہوا کہ آہستہ چلتے تھے اس لیے کہ دوڑنے میں گفتگو نہیں ہو سکتی ہے۔

٨٥٧ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدٍ وَأَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ

٨٥٧۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کی تکبیر ہو جائے تو اس کے واسطے دوڑ کر نہ آؤ اور چلو طرف جماعت کی ٹھہرے ہوئے آرام سے سو جتنی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتُوْهَا تَسْعَوْنَ وَأْتُوْهَا تَمْشُوْنَ عَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوْا.

نماز امام کے ساتھ پاؤ اتنی پڑھو اور جو چھوٹ جائے اس کو آپ پورا کرو۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جماعت کے واسطے دوڑ کر جانا مکروہ ہے جلدی نہ کرے آرام سے چلے اور چونکہ جمعہ بھی نماز کا ایک فرد ہے اس لیے اس کا حکم بھی یہی ہے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

٨٥٨ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ قُتَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ.

٨٥٨۔ حضرت عبداللہ بن ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھا نہ کرو جب تک مجھ کو آتے دیکھ نہ لیا کرو اور چین پکڑو۔

فائدہ: اس حدیث سے عموما معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے واسطے جلدی کرنا اور دوڑنا منع ہے بلکہ آرام سے آئے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ لَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

جب کوئی شخص جمعہ کے دن مسجد میں آئے تو دو ملے بیٹھوں میں جدائی نہ ڈالے اور ان کو نہ چیرے بلکہ جہاں جگہ خالی پائے وہیں بیٹھ جائے۔

فائدہ: مطلب اس باب کا یہ ہے کہ لوگوں کی گردن پر سے آگے بڑھنا منع ہے اور اس مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے جمہور علماء کہتے ہیں کہ کراہت تنزیہی ہے اور ابن منذر نے کہا کہ کراہت تحریمی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ سے دونوں طرح کی روایت آئی ہے تحریمی بھی اور تنزیہی بھی اور امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ کہتے ہیں کہ اسی وقت مکروہ ہے جب امام منبر پر ہو اور حنفیہ کہتے ہیں کہ خطبہ پڑھنے سے پہلے گردنیں پھلانگنا مکروہ نہیں مگر ظاہر حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ

تخطی مطلق حرام ہے اور اس باب میں بہت حدیثیں آ چکی ہیں لیکن اکثر ضعیف ہیں زیادہ قوی سب میں یہ حدیث ہے جو ابوداؤد وغیرہ میں ہے کہ جمعہ کے دن ایک مرد آیا اور لوگوں کے مونڈھوں پر سے گزر کر آگے بڑھ گیا سو آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جا تو نے لوگوں کو ایذا دی ہے اور اسی قسم کی اور بھی کوئی حدیثیں ہیں جو اس کی تقویت کرتی ہیں پس مجموعہ ان حدیثوں کا استدلال کے لیے کافی ہے اور دو آدمیوں کے درمیان جدائی ڈالنا یہ ہے کہ ان کے درمیان بیٹھ جائے یا کسی کو اٹھا کر آپ اس کی جگہ بیٹھ جائے یا لوگوں کے اوپر سے آگے بڑھ جائے کہ اس میں اپنے پاؤں کو لوگوں کے سر سے اونچا کرنا لازم آتا ہے اور بعض وقت پاؤں کے ساتھ کسی کا کپڑا کھینچا آتا ہے اور امام اس تخطی سے مستثنیٰ ہے اس کے واسطے مکروہ نہیں جیسا کہ بیان اس کا باب الدہن للجمعۃ میں گزر چکا ہے اور اگر لوگ تخطی کی اجازت دے دیں تو پھر مکروہ نہیں جائز ہے۔

٨٥٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ وَدِيْعَةَ حَدَّثَنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ثُمَّ ادَّهَنَ أَوْ مَسَّ مِنْ طِيْبٍ ثُمَّ رَاحَ فَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَصَلّٰى مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ أَنْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى.

٨٥٩۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن نہایا اور پاک صاف ہوا جتنی صفائی اس سے ہو سکے یعنی حجامت بنوائے اور سفید کپڑے پہنے پھر تیل لگائے یا خوشبو ملے پھر دوپہر ڈھلتے مسجد میں گیا سو اس نے دو ملے بیٹھوں میں جدائی نہ ڈالی پھر نماز پڑھی جتنی اس کی قسمت میں تھی یعنی تحیۃ المسجد اور سنتیں وغیرہ نفل پڑھے پھر جب امام منبر پر آیا تو وہ خاموش ہو کر خطبہ سنتا رہا تو اس شخص کی مغفرت ہوگئی اور گناہ بخشے گئے اس وقت سے پہلے جمعہ تک۔

فائدہ: بعض لوگوں کی عادت ہے کہ جمعہ کے دن دیر کر کے آتے ہیں اور صفیں چیرتے لوگوں کو تکلیف دیتے اول صف میں جاتے ہیں سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صفوں کو چیر کر آگے جانا منع ہے اور اس حدیث میں اگرچہ تخطی کا ذکر نہیں لیکن یہ تخطی کو بھی شامل ہے جیسا کہ ابھی گزرا۔

بَابُ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَقْعُدُ فِيْ مَكَانِهٖ.

نہ اٹھائے کوئی مرد اپنے بھائی مسلمان کو جمعہ کے دن اس کی جگہ سے پھر وہاں آپ بیٹھ جائے۔

٨٦٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ

٨٦٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ منع فرماتے تھے اس سے کہ اٹھائے

جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقِيْمَ الرَّجُلُ أَخَاهُ مِنْ مَّقْعَدِهٖ وَيَجْلِسَ فِيْهِ قُلْتُ لِنَافِعٍ الْجُمُعَةَ قَالَ الْجُمُعَةَ وَغَيْرَهَا.

کوئی مرد اپنے بھائی مسلمان کو اس کی جگہ سے اور آپ وہاں بیٹھے (ابن جریج نے کہا) کہ میں نے نافع رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا یہ حکم جمعہ کے ساتھ خاص ہے؟ اس نے کہا خاص نہیں عام ہے جمعہ وغیرہ سب نمازوں کو شامل ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کے عموم سے جمعہ کا حکم ثابت کیا اور اس قسم کی مسلم میں بھی ایک حدیث آئی ہے اس میں صریحاً جمعہ کا ذکر ہے لیکن شاید امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر وہ حدیث نہیں ہوگی اس واسطے اس کو بیان نہیں کیا۔

بَابُ الْأَذَانِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

جمعہ کے دن اذان دینے کا بیان کہ ایک بار ہے یا دو بار یا کس وقت کہی جائے۔

٨٦١ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانَ النِّدَآءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوَّلُهٗ إِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَآءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَآءِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الزَّوْرَآءُ مَوْضِعٌ بِالسُّوْقِ بِالْمَدِيْنَةِ.

٨٦١۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن معمولی اذان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس وقت ہوا کرتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا سو جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور لوگ بہت ہو گئے تو انہوں نے تیسری اذان کو زوراء مقام پر زیادہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ زوراء ایک جگہ کا نام ہے مدینے کے بازار میں۔

فائدہ: جمعہ کی تین اذانیں ہوتی ہیں ایک تو معمولی ہمیشہ کی اذان ہے اور ایک تکبیر ہے اور ایک یہ اذان ہے جو عثمان رضی اللہ عنہ نے جاری کی اور اس اذان کو تیسری اس واسطے کہا گیا کہ اگرچہ وہ باعتبار وجود کے مقدم ہے کہ سب سے پہلے کہی جاتی ہے لیکن باعتبار زیادتی اور ابتدا ہونے کے سب سے پیچھے ہے کہ اُن سے بعد شروع ہوئی سو اس اذان عثمانی کو اول بھی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے کہی جاتی ہے اور تیسری بھی کہتے ہیں کہ ابتدا اس کی تیسرے درجے میں ہوئی اور ایک روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ اس پر امر قرار پایا سو اس لفظ سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ تمام شہروں میں یہ اذان جاری ہوگئی اور عثمان رضی اللہ عنہ کے اس فعل پر عمل کیا لیکن فاکہانی نے لکھا ہے کہ مکے میں اس اذان عثمانی کو پہلے حجاج نے شروع کیا اور بصرہ میں زیاد نے شروع کیا اور شیخ ابن حجر نے فرمایا کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ مغرب ادنیٰ میں

اب بھی یہ اذان مروج نہیں فقط ایک ہی اذان ہے جو حضرت ﷺ کے زمانے میں کہی جاتی تھی اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ جمعہ کے دن پہلی اذان دینی بدعت ہے سو احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس اذان عثانی پر انکار کیا ہو یا اس واسطے کہ یہ اذان حضرت ﷺ کے زمانے میں نہیں تھی اور جو حضرت ﷺ کے زمانے میں نہ ہوا ہو وہ بدعت ہے اس لیے اس کو بدعت کہا ہو لیکن بعض بدعت حسنہ ہوتی ہے اور بعض اس کے برخلاف ہوتی ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس اذان کو اس واسطے جاری کیا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا جیسے کہ اور نمازوں میں بھی اسی غرض سے اذان کہی جاتی ہے اور جمعہ کی خصوصیت کو بھی باقی رکھا کہ اصلی اذان کو امام کے خطبہ پڑھنے کے وقت مقرر کیا اور بعض شہروں میں جو سنتوں کے واسطے ایک اذان علیحدہ کہتے ہیں سو یہ بدعت ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں عبدالرزاق وغیرہ کے آیا ہے کہ یہ تیسری اذان پہلے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جاری کی سو مراد اس سے یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی اطلاع کے واسطے فقط کوئی دعا مقرر کر رکھی تھی اس کے الفاظ اذان کے موافق نہیں تھے پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں اس دعا کے بدلے اذان مقرر کر دی پس ان دونوں روایتوں میں تعارض نہیں اور اس حدیث سے اذان دینے کا وقت بھی معلوم ہوگا کہ ایک پہلے کہی جائے اور دوسری خطبے کے وقت کہی جائے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ الْمُؤَذِّنِ الْوَاحِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. جمعہ کے دن فقط ایک آدمی اذان کہے دو تین آدمی نہ کہیں۔

فائدہ: ابن حبیب نے ذکر کیا کہ جب حضرت ﷺ منبر پر بیٹھتے تو تین مؤذن اس وقت باری باری سے اذان کہتے تھے اور جب تیسرا مؤذن کہہ چکتا تو اس وقت آپ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے سو چونکہ یہ دعویٰ بے دلیل ہے اور کسی طریق سے یہ حدیث ثابت نہیں ہوتی اس واسطے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس قول کے رد کے واسطے یہ باب باندھا۔

٨٦٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ الْمَاجِشُوْنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّ الَّذِيْ زَادَ التَّأْذِيْنَ الثَّالِثَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ كَثُرَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ وَلَمْ يَكُنْ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنٌ غَيْرَ وَاحِدٍ وَّكَانَ التَّأْذِيْنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِيْنَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ يَعْنِيْ عَلَى الْمِنْبَرِ.

٨٦٢۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن تیسری اذان عثمان رضی اللہ عنہ نے جاری کی جب کہ مدینے کے لوگ بہت ہو گئے اور حضرت ﷺ کا ایک مؤذن کے سوا کوئی مؤذن نہیں تھا اور جمعہ کے دن اذان اس وقت ہوتی تھی جب کہ امام منبر پر بیٹھ جاتا یعنی جو اذان کہتا تھا وہی تکبیر کہتا تھا۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ حرمین وغیرہ میں دستور ہے کہ جمعہ وغیرہ نمازوں میں ہر وقت کے مؤذن بلند آواز سے یکبارگی اذان کہتے ہیں ایک مؤذن ایک منارے پر کھڑا ہوتا ہے اور دوسرا دوسرے پر وعلی هذا القياس ایک وقت کئی مؤذن اذان کہتے ہیں سو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے رد کے واسطے یہ باب باندھا ہے بہر حال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن فقط ایک مؤذن اذان کہے دو تین نہ کہیں نہ اکٹھے اور نہ متفرق کہ اس میں حضرت ﷺ کی سنت کی مخالفت لازم آتی ہے پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی اور اگر کوئی کہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ وغیرہ بھی کبھی کبھی اذان کہا کرتے تھے تو کہا جائے گا کہ وہ اپنی اپنی مسجدوں میں کہا کرتے تھے حضرت ﷺ کی مسجد میں نہیں کہتے تھے بلکہ حضرت ﷺ کے دائمی مؤذن فقط بلال رضی اللہ عنہ تھے اور نیز ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ صرف صبح کی اذان دیا کرتے تھے نہ جمعہ کی اور یہ مسئلہ خاص جمعہ کا ہے پس فرق ظاہر ہے۔

بَابُ يُجِيْبُ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنبَرِ إِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ.

جب امام منبر پر اذان سنے تو اس کا جواب دے۔

٨٦٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمِنبَرِ أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ قَالَ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ قَالَ مُعَاوِيَةُ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ وَأَنَا قَالَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ وَأَنَا فَلَمَّا أَنْ قَضَى التَّأْذِيْنَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هٰذَا الْمَجْلِسِ حِيْنَ أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ يَقُوْلُ مَا سَمِعْتُمْ مِنِّيْ مِنْ مَّقَالَتِيْ.

٨٦٢۔ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مؤذن نے اذان کہی اور معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھا تھا سو جب مؤذن نے کہا اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ پھر مؤذن نے کہا أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ سو معاویہ نے بھی کہا أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ پھر مؤذن نے کہا أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سو معاویہ نے بھی ویسا کہا سو جب مؤذن اذان دے چکا تو معاویہ نے کہا کہ اے لوگو! میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے کہ جب اس جگہ منبر پر بیٹھتے اور مؤذن اذان کہتا تو اس کا جواب دیتے جیسا کہ تم نے مجھ کو سنا ہے جو میں نے اذان کے جواب میں کہا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مؤذن اذان کہے اور امام منبر پر بیٹھا ہو تو امام بھی اس کی اذان کا جواب دے پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام منبر پر لوگوں

کو دین کی تعلیم کرے تو جائز ہے اور یہ کہ اذان کے بعد خطبہ شروع کرنے سے پہلے کلام کرنی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اذان کے اول میں ترجیع نہیں اور یہ کہ خطبے سے پہلے منبر پر بیٹھنا مستحب ہے کما سیاتی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر سننے والا اذان کے جواب میں فقط اتنا ہی کہے کہ میں بھی ویسا کہتا ہوں تو جواب اس کا ادا ہو جاتا ہے۔

بَابُ الْجُلُوْسِ عَلَى الْمِنْبَرِ عِنْدَ التَّأْذِيْنِ.

اذان کے وقت منبر پر بیٹھنے کا بیان۔

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ جب امام منبر پر چڑھے تو مستحب ہے کہ خطبے سے پہلے تھوڑا سا منبر پر بیٹھ جائے یہاں تک کہ جب مؤذن اذان سے فارغ ہو تو اس وقت امام اٹھ کر خطبہ پڑھے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور جمہور علماء کا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ خطبے سے پہلے منبر پر بیٹھنا مستحب نہیں اور دلیل جمہور کی یہ حدیث ہے اور کئی حدیثیں اور بھی ہیں انتہی۔

٨٦٤ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ أَخْبَرَهُ أَنَّ التَّأْذِيْنَ الثَّانِيَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَرَ بِهِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ كَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ التَّأْذِيْنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِيْنَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ.

٨٦٤۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مسجد کے لوگ بہت ہو گئے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن دوسری اذان جاری کی اور جمعہ کی اذان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس وقت ہوتی تھی جب کہ امام منبر پر بیٹھتا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان کے وقت خطبے سے پہلے منبر پر بیٹھنا سنت ہے پس یہ حدیث حجت ہے اس پر جو اس کو سنت نہیں کہتا۔

بَابُ التَّأْذِيْنِ عِنْدَ الْخُطْبَةِ.

خطبے کے وقت اذان دینے کا بیان یعنی سنت ہے۔

٨٦٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ إِنَّ الْأَذَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ أَوَّلُهُ حِيْنَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا كَانَ فِيْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ

٨٦٥۔ ترجمہ اس حدیث کا چوتھے باب میں عنقریب گزر چکا ہے اس سے معلوم ہوا کہ خطبے کے وقت اذان دینی سنت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت یہی معمول تھا۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَثُرُوْا اَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْاَذَانِ الثَّالِثِ فَاُذِّنَ بِهٖ عَلَى الزَّوْرَآءِ فَثَبَتَ الْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ.

بَابُ الْخُطْبَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ وَقَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ.

منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھنا جائز ہے اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ پڑھا۔

فائدہ: یہ ایک حدیث لمبی کا ٹکڑا ہے پوری حدیث باب الفتن میں آگے آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ پس اس سے ثابت ہوا کہ منبر پر خطبہ پڑھنا جائز ہے۔

٨٦٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيُّ الْقُرَشِيُّ الْاِسْكَنْدَرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمِ بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ رِجَالًا اَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ وَقَدِ امْتَرَوْا فِي الْمِنْبَرِ مِمَّ عُوْدُهٗ فَسَاَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَعْرِفُ مِمَّا هُوَ وَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ اَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ وَاَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى فُلَانَةَ امْرَاَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ مُرِيْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ اَنْ يَّعْمَلَ لِيْ اَعْوَادًا اَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ اِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ فَاَمَرَتْهُ فَعَمِلَهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ ثُمَّ جَآءَ بِهَا فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ هَا هُنَا ثُمَّ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ وَهُوَ عَلَيْهَا ثُمَّ

٨٦٦۔ حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند آدمی سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس جھگڑتے آئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر کس لکڑی سے بنا ہے سو انہوں نے اس سے اس کا حال پوچھا سو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! البتہ میں جانتا ہوں جس لکڑی سے منبر بنا تھا اور میں نے اس کو دیکھا جب کہ پہلے دن مسجد میں رکھا گیا اور جب پہلے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھے سو اس کا حال یوں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی کو فلاں انصاریہ عورت کے پاس بھیجا (سہل اس کا نام بیان کرتا تھا) اور فرمایا کہ اپنے بڑھئی غلام سے کہہ دے کہ میرے واسطے لکڑیوں کا منبر بنا دے کہ جب میں لوگوں سے کلام کروں یعنی وعظ کروں تو اس پر بیٹھ جایا کروں سو اس عورت نے اپنے غلام سے کہہ دیا سو اس نے غابہ جنگل کے جھاؤ سے منبر تیار کیا اور اپنی مالکہ کے پاس لے آیا اور اس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا سو آپ نے اس کے رکھنے کا حکم دیا سو اس جگہ مسجد میں رکھا گیا پھر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اس پر نماز پڑھی اور تکبیر کہی اور آپ اس کے اوپر کھڑے تھے پھر آپ نے اس پر رکوع کیا پھر نیچے اتر کر اپنی ایڑیوں پر پیچھے

رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرٰى فَسَجَدَ فِيْ أَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوْا وَلِتَعَلَّمُوْا صَلَاتِيْ.

ہٹے یعنی قبلے سے منہ نہ پھیرا سو منبر کی جڑ میں سجدہ کیا پھر منبر پر چڑھے سو جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے لوگو! میں نے یہ کام صرف اس واسطے کیا ہے کہ تم میری پیروی کرو اور میری نماز کا طریقہ سیکھو۔

فائدہ: ایک انصاری عورت کا رومی غلام بڑھئی کا کام کیا کرتا تھا حضرت ﷺ نے اس سے منبر کی فرمائش کی تب اس نے غابہ کے جھاؤ کی لکڑی سے منبر بنایا اور غابہ ایک جنگل کا نام ہے مدینے سے مشرق کی طرف واقع ہے اور منبر سے پہلے حضرت ﷺ ایک ستون سے ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے حضرت ﷺ کو اس سے تکلیف ہوتی تھی کہ دیر تک کھڑے رہنے سے تھک جاتے تھے ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا حضرت! آپ منبر بنوایئے جیسا کہ شام کے ملک میں ہوتا ہے تب آپ نے منبر بنوایا اور بعض نے کہا کہ جب لوگ بہت ہو گئے تب آپ نے منبر بنوایا اور علماء کہتے ہیں کہ طول کل منبر کا دو ہاتھ تھا اور چوڑائی اس کی ایک ہاتھ تھی اور اس کے تین درجے یعنی تین پائے تھے ہر ایک پائے کی چوڑائی ایک بالشت تھی اور ۷ ہجری یا آٹھ ہجری میں منبر تیار ہوا اور مدت تک وہی منبر تین پایہ رہا یہاں تک کہ جب معاویہ کا زمانہ آیا تو اس نے چھ درجے اس کے تلے اور زیادہ کر دیے پھر بہت مدت تک وہی منبر رہا یہاں تک کہ ۶۵۴ ہجری میں مسجد نبوی جل گئی اس میں وہ منبر بھی جل گیا پھر بعد اس کے جدید منبر تیار ہوا پس اس سے معلوم ہوا کہ منبر پر خطبہ پڑھنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قلیل عمل سے نماز باطل نہیں ہوتی اور اسی طرح اگر نماز میں عمل کثیر متفرق واقع ہو تو اس سے بھی نماز نہیں ٹوٹتی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کو مقتدیوں سے بلند کھڑے ہونا جائز ہے جیسا کہ باب الصلوہ فی التطوع میں پہلے گزر چکا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ منبر بنانا مستحب ہے اس لیے کہ اس میں لوگ امام کو اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں اور اچھی طرح اس کی آواز سن سکتے ہیں اور یہی مذہب ہے جمہور علماء کا۔

٨٦٧ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَنَسٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ جِذْعٌ يَقُوْمُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا وُضِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ سَمِعْنَا لِلْجِذْعِ مِثْلَ أَصْوَاتِ الْعِشَارِ حَتّٰى نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

٨٦٧۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کھجور کا ایک ستون تھا حضرت ﷺ اس کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے سو جب آپ کے واسطے منبر رکھا گیا اور آپ منبر پر بیٹھے تو ہم نے حاملہ اونٹنی کی طرح اس ستون کی آواز سنی یعنی حضرت ﷺ کی جدائی سے وہ ستون رویا یہاں تک کہ حضرت ﷺ منبر سے نیچے اتر آئے اور اپنے ہاتھ کو اس پر رکھا تب اس کا رونا بند ہوا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ قَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيٰى أَخْبَرَنِي حَفْصُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ.

فائدہ: سبحان اللہ جس رسول کی جدائی اور فراق سے درخت روئیں اگر انسان کو اس کی محبت پیدا نہ ہو تو اس کو اپنی قسمت پر رونا چاہیے اور اس سے معلوم ہوا کہ منبر پر خطبہ پڑھنا جائز ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

٨٦٨ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ جَآءَ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ.

٨٦٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ منبر پر خطبہ پڑھتے تھے سو فرمایا کہ جو شخص جمعہ کی نماز کے واسطے آئے تو چاہیے کہ نہائے۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ منبر پر خطبہ پڑھنا جائز ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خطیب منبر پر لوگوں کو احکام تعلیم کرے تو جائز ہے۔

بَابُ الْخُطْبَةِ قَآئِمًا.

کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنے کا بیان یعنی امام کو چاہیے کہ خطبے کو کھڑا ہو کر پڑھے بیٹھ کر نہ پڑھے۔

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ ابن عبدالبر نے حکایت کی ہے کہ علماء کا اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ جس شخص کو کھڑے ہونے کی طاقت ہو اگر وہ بیٹھ کر خطبہ پڑھے تو درست نہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا واجب نہیں اگر بیٹھ کر پڑھے تو جب بھی درست ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ واجب ہے لیکن بغیر اس کے جمعہ صحیح ہو جاتا ہے۔

وَقَالَ أَنَسٌ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَآئِمًا.

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے۔

٨٦٩ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَآئِمًا ثُمَّ

٨٦٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا کرتے تھے پھر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہوتے تھے جیسا کہ تم لوگ اب کرتے ہو۔

يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُوْمُ كَمَا تَفْعَلُوْنَ الْاٰنَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہی مذہب ہے جمہور علماء کا بلکہ ابن عبدالبر نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے کما مر اور جمہور کی دلیل اس کے سوا اور بھی کئی حدیثیں ہیں جو صحیح مسلم وغیرہ میں مذکور ہیں ایک دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں آیا اور عبدالرحمٰن بن ابی الحکم بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا تھا سو کعب رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا اور یہ آیت پڑھی ﴿وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا﴾ یعنی لوگ تجھ کو کھڑے چھوڑ گئے اور کہا کہ میں نے آج تک کسی امام کو نہیں دیکھا کہ اس نے بیٹھ کر خطبہ پڑھا ہو اور ایک دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو ابن ابی شیبہ نے طاؤس سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور سب سے پہلے بیٹھ کر خطبہ پڑھنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے نکالا سو جمہور کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہمیشگی کی ہے پس واجب ہوگا اور نیز دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا مشروع ہوا ہے سو اگر بیٹھ کر خطبہ پڑھنا جائز ہوتا تو دونوں کے درمیان بیٹھنے کی کوئی حاجت نہ تھی اور ایک دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا کرتے تھے سو جو کہے کہ آپ بیٹھ کر خطبہ پڑھتے تھے تو وہ جھوٹا ہے اور جو لوگ بیٹھ کر خطبہ پڑھنا جائز رکھتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی جو ابھی آتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھ گئے اور اصحاب بھی آپ کے گرد بیٹھ گئے اور ایک دلیل ان کی منبر تیار ہونے کی حدیث ہے جو ابھی گزر چکی ہے کہ اس میں آپ نے فرمایا کہ میرے واسطے منبر بنا کہ میں اس پر بیٹھ کر لوگوں سے کلام کیا کروں سو جواب پہلی حدیث کا یہ ہے کہ وہ جمعہ کا خطبہ نہیں تھا بلکہ اور کوئی خطبہ تھا اور دوسری حدیث کا یہ جواب ہے کہ مراد اس سے وہ بیٹھنا ہے جو خطبے کی ابتدا اور درمیان میں بیٹھتے تھے اور ایک دلیل ان کی یہ ہے کہ اگر کھڑے ہو کر پڑھنا شرط ہوتا تو جس نے بیٹھ کر خطبہ پڑھا تھا اس کے ساتھ نماز درست نہ ہوتی حالانکہ لوگوں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی بلکہ جس نے انکار کیا اس نے بھی اس کے ساتھ نماز پڑھی سو جواب اس کا یہ ہے کہ جس نے اس کے ساتھ نماز پڑھی سو اس نے فتنے کے خوف سے پڑھی جیسا کہ عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس نے سفر میں نماز پوری پڑھی یعنی دوگانہ نہ پڑھی سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا اور باوجود اس کے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے شر کے خوف سے اس کے ساتھ نماز پڑھی اور عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ سے جو بیٹھ کر خطبہ پڑھنا مروی ہے تو وہ ضرورت کے واسطے تھا جیسا کہ روایتوں کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے۔

بَابُ اِسْتِقْبَالِ النَّاسِ الْاِمَامَ اِذَا خَطَبَ. جب امام خطبہ پڑھے تو لوگ اس کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھیں۔

فائدہ: خطبے کے وقت امام کی طرف منہ کر کے بیٹھنا جمہور علماء کے نزدیک مستحب ہے اور ابن منذر نے کہا کہ اس کے مستحب ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور شرح مہذب میں نقل کیا ہے کہ خطبے میں دائیں بائیں دیکھنا بالاتفاق مکروہ ہے مگر بعض حنفی کہتے ہیں کہ صحیح نہیں اور حکمت اس کی یہ ہے کہ اس میں امام کی کلام سننے کے واسطے تیاری ہوتی ہے اور اس طور سے اس کی کلام سننے میں ادب پایا جاتا ہے سو جب امام کی طرف منہ کرے اور اپنے بدن اور حضور دل سے اس کی طرف متوجہ ہو تو اس کی کلام کو خوب یاد رکھے گا اور اسی طرح جب امام خطبہ پڑھے تو سنت ہے کہ وہ بھی مقتدیوں کی طرف منہ کرے اور مقتدیوں کی طرف منہ کرنے سے اگرچہ قبلے کی طرف پیٹھ دینی لازم آتی ہے لیکن یہ اس کو معاف ہے تا کہ مخاطبین کی طرف پیٹھ دینی لازم نہ آئے جو عرف میں قبیح ہے اور یہ باب کی حدیث سے التزاما سمجھا جاتا ہے۔

وَاسْتَقْبَلَ ابْنُ عُمَرَ وَأَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمُ الْإِمَامَ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور انس رضی اللہ عنہ امام کی طرف متوجہ ہوئے

فائدہ: نیز ان دونوں اثروں کو بیہقی اور ابن منذر نے نقل کیا ہے۔

٨٧٠ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُوْنَةَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ.

٨٧٠۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور ہم بھی آپ کے گرد بیٹھے۔

فائدہ: ظاہر یہی ہے کہ آپ کا منبر پر بیٹھنا خطبے کے لیے تھا سو جو آدمی آپ کے گرد بیٹھے تھے ضروری ہے کہ ان کا منہ آپ کی طرف ہوگا تا کہ خطبہ اور وعظ سنیں اور یہ خطبہ جمعہ کا نہیں تھا تا کہ اس سے بیٹھنا لازم آئے بلکہ وعظ ونصیحت کے لیے تھا اور جب کہ غیر جمعہ میں امام کی طرف منہ کرنا مستحب ہوا تو جمعہ میں بطریق اولیٰ مستحب ہوگا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ مَنْ قَالَ فِي الْخُطْبَةِ بَعْدَ الثَّنَآءِ أَمَّا بَعْدُ رَوَاهُ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

خطبے میں ثنا کے بعد اما بعد کہنے والے کا بیان یعنی خطبے میں اول اللہ کی تعریف کہے اور جب اللہ کی تعریف کہہ چکے تو اس کے بعد اما بعد کہے تا کہ حمد اور صلوۃ اور وعظ کے درمیان فرق ہو جائے روایت کیا ہے اس مسئلے کو ابن

وَقَالَ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ قُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى السَّمَآءِ فَقُلْتُ اٰيَةٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَيْ نَعَمْ قَالَتْ فَأَطَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِدًّا حَتّٰى تَجَلَّانِيَ الْغَشْيُ وَإِلٰى جَنْبِيْ قِرْبَةٌ فِيْهَا مَآءٌ فَفَتَحْتُهَا فَجَعَلْتُ أَصُبُّ مِنْهَا عَلٰى رَأْسِيْ فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ وَحَمِدَ اللّٰهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ قَالَتْ وَلَغَطَ نِسْوَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَانْكَفَأْتُ إِلَيْهِنَّ لِأُسَكِّتَهُنَّ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ قَالَتْ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ أُرِيْتُهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَإِنَّهُ قَدْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ مِثْلَ أَوْ قَرِيْبًا مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ يُؤْتٰى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوْ قَالَ الْمُوْقِنُ شَكَّ هِشَامٌ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ هُوَ

عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

اسماء ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے میں نے کہا کیا حال ہے لوگوں کا؟ یعنی ایسے بیقرار کیوں ہو رہے ہیں سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا یعنی سورج کو گہن لگا ہے سو میں نے کہا کیا گہن لگنا کسی بڑے حادثے کی نشانی ہے سو اُس نے سر سے اشارہ کیا یعنی ہاں اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت دیر تک کھڑے رہے یعنی نماز میں یہاں تک کہ مجھ کو بیہوشی ہو گئی یعنی گرمی کے سبب سے اور میرے پہلو میں پانی کی ایک مشک تھی سو میں نے اس کا منہ کھولا اور اس سے اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر پھرے اس حالت میں کہ سورج روشن ہو گیا تھا یعنی گہن دور ہو گیا تھا سو آپ نے لوگوں کو خطبہ سنایا اور اللہ تعریف کی جو اس کے لائق تھی پھر فرمایا اما بعد! یعنی بعد حمد وصلوۃ کے (پھر آپ نے یہ کلمہ کہہ کر وعظ شروع کیا) اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انصار کی عورتوں نے شور کیا سو میں ان کی طرف پلٹ گئی کہ ان کو چپ کراؤں سو میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بعد کیا فرمایا اُس نے کہا کہ آپ نے یہ فرمایا کہ کوئی چیز نہیں جس کو میں نے دیکھا ہوا نہیں تھا مگر میں نے اس کو اپنی اس جگہ میں دیکھا یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ بھی دیکھا اور فرمایا کہ البتہ شان یہ ہے کہ مجھ کو وحی ہوئی کہ بیشک تم مبتلا کیے جاؤ گے قبروں میں مثل فتنے مسیح دجال کے یعنی جیسا کہ دجال

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ نَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَاٰمَنَّا بِهٖ وَاَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا وَصَدَّقْنَا فَيُقَالُ لَهٗ نَمْ صَالِحًا قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اِنْ كُنْتَ لَتُؤْمِنُ بِهٖ وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوْ قَالَ الْمُرْتَابُ شَكَّ هِشَامٌ فَيُقَالُ لَهٗ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُ قَالَ هِشَامٌ فَلَقَدْ قَالَتْ لِيْ فَاطِمَةُ فَاَوْعَيْتُهٗ غَيْرَ اَنَّهَا ذَكَرَتْ مَا يُغَلِّظُ عَلَيْهِ.

کے سامنے کوئی آدمی ثابت قدم نہیں رہ سکے گا الا من شاء اللہ ویسا ہی قبر کے سوال سے بھی کوئی آدمی ثابت نہیں رہے گا مگر جس کو اللہ رکھے ہر آدمی لایا جائے گا یعنی اس کے پاس فرشتے آئیں گے تو اس سے پوچھا جائے گا کہ تو اس مرد یعنی حضرت ﷺ کو کیا جانتا ہے سو جو مومن ہوگا وہ کہے گا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں وہ محمد ﷺ ہیں لائے ہمارے پاس دلیلیں روشن اور ہدایت سو ہم نے مان لیا ان کی پیغمبری کو اور قبول کیا اُن کے حکم کو اور تابع ہوئے ان کے سو اس کو کہا جائے گا کہ تو سو جا نیکو کار ہو کہ ہم جانتے تھے کہ تو ان کے ساتھ ایمان رکھتا ہے اور جو منافق ہوگا یعنی حضرت ﷺ کی رسالت میں شک کرتا ہوگا تو اس سے پوچھا جائے گا تو اس مرد یعنی حضرت ﷺ کو کیسا جانتا ہے سو وہ کہے گا کہ میں کچھ نہیں جانتا میں نے جو کچھ لوگوں کو کہتے سنا وہی کہہ دیا یعنی دین کی تحقیق نہ کی سنی سنائی بات پر یقین کر لیا اور باپ دادوں کے رواج پر اڑا رہا۔

فائدہ: یہ جو آپ نے فرمایا کہ میں نے بہشت اور دوزخ کو دیکھا تو احتمال ہے کہ آپ نے انہیں آنکھوں سے دیکھا ہو یا اللہ تعالیٰ نے درمیان میں سے پردہ اٹھا دیا ہو یا ان کا نمونہ دکھا دیا ہو ہر طور سے ہوسکتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ مجھ کو وحی ہوئی تو یہ اس کے منافی نہیں اس لیے کہ ممکن ہے کہ آپ نے بہشت اور دوزخ کو آنکھ سے دیکھا ہو اور قبروں کا فتنہ وحی کے ذریعہ سے معلوم کیا ہو اور اس حدیث کا مفصل بیان باب الکسوف میں آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور یہاں اس حدیث سے صرف اتنی غرض ہے کہ خطبے میں حمد وصلوۃ کے بعد اما بعد کہنا مستحب ہے پس مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور علماء کو اس باب میں اختلاف ہے کہ پہلے یہ کلمہ کس نے جاری کیا بعض کہتے ہیں کہ پہلے یہ کلمہ داؤد علیہ السلام نے جاری کیا اور بعض کہتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام نے کہا اور بعض کسی اور آدمی کا نام لیتے ہیں، واللہ اعلم۔

۸۷۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ

۸۷۱۔ حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس کچھ مال آیا یا کوئی چیز آئی سو آپ نے

سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِمَالٍ أَوْ بِشَيْءٍ فَقَسَمَهُ فَأَعْطٰى رِجَالًا وَّتَرَكَ رِجَالًا فَبَلَغَهُ أَنَّ الَّذِيْنَ تَرَكَ عَتَبُوْا فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ أَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَوَاللهِ إِنِّيْ لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَأَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِيْ أَدَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِيْ أُعْطِيْ وَلٰكِنْ أُعْطِيْ أَقْوَامًا لِمَا أَرٰى فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِّنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَأَكِلُ أَقْوَامًا إِلٰى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِّنَ الْغِنٰى وَالْخَيْرِ فِيْهِمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَوَاللهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ.

اس کو بانٹا سو بعض کو دیا اور بعض کو نہ دیا سو حضرت ﷺ کو خبر پہنچی کہ جن لوگوں کو مال نہیں دیا وہ رنجیدہ اور غصے میں ہیں سو آپ نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی تعریف کی اور اس پر ثنا کہی پھر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ قسم ہے اللہ کی میں دیتا ہوں ایک مرد کو اور چھوڑتا ہوں دوسرے مرد کو سو جس کو میں چھوڑتا ہوں وہ میرے نزدیک زیادہ پیارا ہے اس سے جس کو میں دیتا ہوں لیکن چند قوموں کو دیتا ہوں اس واسطے کہ میں ان کے دلوں میں بے صبری اور حرص دیکھتا ہوں اور بعض قوموں کو اس پر چھوڑتا ہوں کہ اللہ نے ان کے دلوں میں بے پرواہی اور خیر ڈالی ہے اور انہیں میں عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ بھی ہیں یعنی میرے دینے کو محبت اور نہ دینے کو رنج کا سبب نہ سمجھو بلکہ بالعکس معاملہ ہے کہ بے صبرے، لالچی لوگوں کو دیتا ہوں اور قناعت والوں کو قناعت پر چھوڑتا ہوں۔ عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں دوست نہیں رکھتا کہ مجھ کو بدلے اس بات حضرت ﷺ کے سرخ اونٹ ملیں یعنی یہ جو آپ نے فرمایا کہ عمرو بھی قناعت والے لوگوں میں سے ہے سو اگر اس کلمے کے سوا آپ مجھ کو سرخ اونٹ دیتے اور یہ کلمہ نہ فرماتے تو میں ایسا خوش نہ ہوتا جیسا کہ آپ کے اس قول سے خوش ہوا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ خطبے میں حمد وصلوۃ کے بعد اما بعد کہنا سنت ہے، واللہ اعلم۔

٨٧٢ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً مِّنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى رِجَالٌ بِصَلَاتِهٖ فَأَصْبَحَ النَّاسُ

٨٧٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک رات کے درمیان گھر سے تشریف لائے سو آپ نے مسجد میں تراویح کی نماز پڑھی اور چند اصحاب نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی سو صبح کو لوگ آپس میں گفتگو کرنے لگے یعنی لوگوں میں اس بات کا چرچا ہوا کہ حضرت ﷺ نے اس رات میں تراویح کی نماز پڑھی ہے۔ سو دوسری رات کو پہلی سے

فَتَحَدَّثُوْا فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلَّوْا مَعَهٗ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهٖ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهٖ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهٗ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ لٰكِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ تَابَعَهٗ يُوْنُسُ.

زیادہ لوگ مسجد میں جمع ہوئے سو سب نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی سو صبح کو لوگ اس بات کا چرچا کرنے لگے اور بہت لوگوں کو خبر ہوگئی سو تیسری رات کو بہت لوگ مسجد میں جمع ہو گئے سو حضرت ﷺ گھر سے تشریف لائے اور لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی سو جب چوتھی رات آئی تو مسجد نمازیوں سے تنگ ہوگئی یعنی لوگ اس کثرت سے جمع ہوئے کہ مسجد میں نہ سما سکے اور حضرت ﷺ باہر نہ آئے یہاں تک کہ تمام رات گزر گئی سو آپ فجر کی نماز کے واسطے باہر تشریف لائے سو جب آپ نماز ادا کر چکے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ پڑھا پھر فرمایا اما بعد یعنی حمد وصلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ تمہارا حال مجھ سے پوشیدہ نہیں رہا یعنی تمہارا مسجد میں جمع ہونا اور نماز کا انتظار کرنا سب مجھ کو معلوم ہے لیکن میں نے خوف کیا کہ تراویح کی نماز تم پر فرض ہو جائے سو تم اس سے عاجز ہو جاؤ یعنی آج کی رات میں نے تم کو اس واسطے نماز نہیں پڑھائی کہ ڈرتا ہوں کہ تراویح کی نماز تم پر فرض نہ ہو جائے پھر اگر نہ ہو سکے تو گنہگار ہو گے سو اپنے گھروں میں نماز پڑھو اس واسطے کہ بہتر نماز مرد کی اپنے گھر ہی میں ہے مگر فرض جیسا کہ دوسری روایت میں آچکا ہے۔

٨٧٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلَاةِ فَتَشَهَّدَ وَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ تَابَعَهٗ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَأَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ

٨٧٣۔ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات حضرت ﷺ عشاء کی نماز کے بعد کھڑے ہوئے سو آپ نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق تھی پھر فرمایا اما بعد!۔

أَبِیْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَّا بَعْدُ تَابَعَهُ الْعَدَنِيُّ عَنْ سُفْيَانَ فِیْ أَمَّا بَعْدُ.

٨٧٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِيْنَ تَشَهَّدَ يَقُوْلُ أَمَّا بَعْدُ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۸۷۴۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے سو میں نے آپ سے سنا کہ جب آپ نے خطبہ پڑھا تو حمد وصلوۃ کے بعد اما بعد کہا۔

٨٧٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيْلِ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ وَكَانَ اٰخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَهُ مُتَعَطِّفًا مِلْحَفَةً عَلٰى مَنْكِبَيْهِ قَدْ عَصَبَ رَأْسَهُ بِعِصَابَةٍ دَسِمَةٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِلَيَّ فَثَابُوْا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ الْأَنْصَارِ يَقِلُّوْنَ وَيَكْثُرُ النَّاسُ فَمَنْ وَّلِيَ شَيْئًا مِّنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَطَاعَ أَنْ يَّضُرَّ فِيْهِ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعَ فِيْهِ أَحَدًا فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُّسِيْئِهِمْ.

۸۷۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور یہ آپ کا اخیر کا بیٹھنا تھا جو آپ منبر پر بیٹھے (یعنی اس کے بعد پھر آپ منبر پر نہیں بیٹھے کہ آپ نے انتقال فرمایا) سو اس حالت میں آپ چادر سے اپنے مونڈھوں کو لپیٹے ہوئے تھے اور سیاہ پگڑی سے اپنے سر کو باندھے ہوئے تھے سو آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر اللہ کی تعریف کی اور اس پر ثنا کہی پھر فرمایا کہ اے لوگو! میرے پاس آؤ سو لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے پھر فرمایا حمد وصلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ البتہ انصار کا قبیلہ روز بروز گھٹتا جائے گا اور ان کے سوا اور لوگ بڑھتے جائیں گے سو جو شخص کہ حاکم ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے کسی چیز کا پھر اس کو اپنی حکومت میں اتنی طاقت ہو کہ کسی کا ضرر کر سکے یا کسی کو فائدہ پہنچا سکے تو چاہیے کہ انصار کی نیکیوں کو قبول کرے اور ان کے بدکاروں سے در گزر کرے۔

فائدہ: یہ غیب کی خبر ہے شاید وحی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تھا کہ بنی امیہ وغیرہ کی سلطنت میں انصاریوں پر ظلم ہوگا اس واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی سفارش میں یہ حدیث فرمائی یعنی امت محمدی کے حاکم کو لازم ہے کہ ان کے

نیکوں کی تعظیم اور توقیر کرے اور ان کے بدکاروں سے چشم پوشی کرے یعنی اگر کوئی حرکت تعزیر کے لائق کریں تو حاکم اس کو ٹال جائے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر چہ انصار حد مارنے کا گناہ کریں تو ان پر حد نہ مارے اس واسطے کہ حدود معین میں کسی کی سفارش نہیں اور اس میں حاکم کو کچھ اختیار نہیں چنانچہ حضرت ﷺ نے خود فرمایا کہ اگر فاطمہ محمد ﷺ کی بیٹی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دوں ان سب حدیثوں سے ثابت ہوا کہ خطبہ میں اما بعد کہنا سنت ہے پس مطابقت ان حدیثوں کی باب سے ظاہر ہے اور ان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اما بعد کا لفظ فقط خطبوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ رسالوں اور کتابوں وغیرہ کی ابتدا میں بھی کہنا جائز ہے جیسا کہ اکثر مصنفوں کا دستور ہے اور اگر صرف وبعد کہے یا اما بعد الحمد کہے تو یہ بھی جائز ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ الْقَعْدَةِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. جمعہ کے دن دو خطبوں کے درمیان بیٹھنے کا بیان۔

فائدہ: امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا واجب ہے اور یہی مشہور ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور امام مالک رحمہ اللہ کا ایک روایت میں بھی یہی قول ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ جلسہ خطبے کے واسطے شرط ہے بغیر اس کے خطبہ صحیح نہیں ہوتا ہے اور امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور جمہور کے نزدیک یہ جلسہ واجب نہیں سنت ہے وہ کہتے ہیں کہ اس میں کوئی ذکر پڑھنا نہیں آیا پس واجب نہیں ہوگا اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے اس پر ہمیشگی کی ہے پس واجب ہوگا کہ مواظبت وجوب پر دلالت کرتی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کی اس دلیل کا قوی جواب جمہور کی طرف کوئی نظر نہیں آیا ہے اور ابوداؤد میں روایت ہے کہ حضرت ﷺ جب منبر پر چڑھتے تو بیٹھ جاتے تھے پس جب مؤذن اذان سے فارغ ہوتا تو کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے پھر بیٹھ جاتے اور کلام نہ کرتے پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ اس جلسے میں کلام نہ کرنی چاہیے اور کوئی ذکر یا دعا وغیرہ پڑھنا بھی اس جلسے میں ثابت نہیں ہوا نہ پوشیدہ اور نہ پکار کر اور اس کی نفی بھی ثابت نہیں ہوئی، واللہ اعلم۔

٨٧٦ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَقْعُدُ بَيْنَهُمَا.

٨٧٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ دو خطبے پڑھا کرتے تھے ان کے درمیان بیٹھ جاتے۔

فائدہ: اس جلسے کی مقدار میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اس کی مقدار جلسے استراحت کے برابر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جتنے میں سورہ قل ہو اللہ احد پڑھی جائے اسی قدر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر ہڈی اپنی جگہ میں پلٹ آئے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ دو خطبوں کے درمیان فرق ہو جائے یا خطیب آرام پکڑے اور ان دو خطبوں کی

مقدار میں بھی علماء کو اختلاف ہے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خطبے میں وعظ کرنا اور قرآن پڑھنا شرط ہے وہ کہتے ہیں کہ ہر ہر خطبے میں حمد وصلوۃ اور وعظ تینوں شرط ہیں اور قرآن کی ایک آیت پڑھنی واجب ہے خواہ پہلے میں پڑھے خواہ پچھلے میں اور دوسرے میں مومنوں کے واسطے دعا کرنی واجب ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ جس پر خطبے کا نام بولا جائے اس قدر پڑھنا کافی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ادنیٰ چیز جو ذکر اللہ یعنی تسبیح اور تحمید کو شامل ہو اس سے خطبہ صحیح ہو جاتا ہے یعنی اگر فقط سبحان اللہ والحمد للہ کہے تو خطبے کے بدلے پس یہی کافی ہے اس لیے کہ آیت جمعہ میں مطلق ذکر آیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر لیکن امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ قول ضعیف ہے اس لیے کہ اس کو کوئی خطبہ نہیں کہتا اور اس سے خطبے کا مقصود یعنی وعظ وغیرہ حاصل نہیں ہوتا اور نیز یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مواظبت کے مخالف ہے کہ آپ نے ایسا خطبہ کبھی نہیں پڑھایا۔

بَابُ الْاِسْتِمَاعِ إِلَى الْخُطْبَةِ. جمعہ کے خطبے کے سننے کا بیان یعنی واجب ہے یا نہیں۔

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ خطبے میں کلام کرنی حرام ہے یا مکروہ ہے سو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے دونوں طرح کی روایت آئی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور عام علماء کہتے ہیں کہ خطبے میں کلام کرنی حرام ہے اور اس کو سننا اور اس کے واسطے چپ رہنا واجب ہے اور امام نخعی اور امام شعبی وغیرہ سے روایت ہے کہ فقط اسی وقت چپ رہنا واجب ہے جب کہ خطیب کوئی قرآن کی آیت پڑھے ورنہ نہیں اور اس میں یہی اختلاف ہے کہ جب کوئی دور ہونے کے سبب سے خطبے کی آواز نہ سن سکے تو اس پر بھی سکوت واجب ہے یا نہیں سو جمہور علماء کہتے ہیں کہ اس حالت میں بھی اس پر چپ رہنا واجب ہے اور امام نخعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ اس پر چپ رہنا واجب نہیں۔

٨٧٧ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِيْ يُهْدِيْ بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِيْ يُهْدِيْ بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ.

٨٧٧۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے دروازے پر فرشتے کھڑے ہوتے ہیں لکھتے جاتے ہیں کہ فلانا شخص آیا اس کے بعد فلانا آیا سو جو اول وقت آئے تو وہ اس کی مثل ہے جس نے اونٹ قربانی کی اور جو اس کے پیچھے آئے وہ اس کی مثل ہے جس نے گائے قربانی کی پھر مثل اس کی جس نے دنبہ قربانی کی پھر جس نے انڈا قربانی کی پھر جب امام خطبے کے واسطے منبر پر بیٹھتا ہے تو لپیٹ ڈالتے ہیں ان کاغذوں کو جس میں لوگوں کے نام لکھے جاتے ہیں اور مسجد میں آتے ہیں

اللہ کے ذکر سننے کو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبے کے واسطے چپ رہنا اور اس کو سننا واجب ہے اس لیے کہ جب فرشتے لکھنا چھوڑ کر خطبے کو سنتے ہیں تو معلوم ہوا کہ خطبہ سننے کا بڑا اہتمام ہے کہ فرشتے اس کے سننے میں مشغول ہوتے ہیں پس آدمیوں کو بطریق اولیٰ سننا چاہیے کہ وہ مکلّف ہیں اور اس حدیث میں یہ بھی اشارہ ہے کہ ابتدا منع کلام کا اس وقت سے ہے جب کہ امام خطبہ شروع کرے اس سے پہلے نہیں اور اس قسم کی ایک حدیث صحیح مسلم میں بھی آئی ہے لیکن حنفیہ کہتے ہیں کہ جب امام خطبے کے واسطے نکلے تو اسی وقت سے کلام کرنی حرام ہو جاتی ہے کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ إِذَا رَأَى الْإِمَامُ رَجُلًا جَآءَ وَهُوَ يَخْطُبُ أَمَرَهُ أَنْ يُّصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ.

جب امام خطبہ پڑھتا ہو اور خارج سے کسی آدمی کو آتے دیکھے تو اس کو دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم کرے۔

٨٧٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ أَصَلَّيْتَ يَا فُلَانُ قَالَ لَا قَالَ قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ.

٨٧٨۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن ایک مرد مسجد میں آیا اور حضرت ﷺ خطبہ پڑھتے تھے سو آپ نے فرمایا کہ کیا تو رکعتیں پڑھ چکا ہے؟ یعنی تحیۃ المسجد اس نے کہا کہ نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اٹھ اور دو رکعتیں پڑھ لے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب امام خطبہ پڑھتا ہو اور کسی آدمی کو باہر سے آتے دیکھے تو اس کو دو رکعتیں تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم کرے بشرطیکہ پہلے اس سے دریافت کر لے کہ تحیۃ المسجد پڑھ چکا ہے یا نہیں لیکن یہ حکم امام کے ساتھ خاص ہے اور اس کے دیکھنے پر موقوف ہے اگر نہ دیکھے تو پھر اس پر یہ حکم کرنا کچھ ضروری نہیں اور جو شخص باہر سے آئے اس کے واسطے کوئی قید نہیں بلکہ مستحب ہے کہ ہر حال میں تحیۃ المسجد پڑھے۔

بَابُ مَنْ جَآءَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ.

اگر کوئی شخص باہر سے آئے اور امام خطبہ پڑھتا ہو تو دو رکعت ہلکی نماز پڑھے۔

٨٧٩ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ أَصَلَّيْتَ قَالَ لَا قَالَ قُمْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ.

٨٧٩۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبے کے وقت بھی تحیۃ المسجد پڑھنا درست ہے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ یہ سب حدیثیں صریح دلیلیں ہیں واسطے مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور فقہاء محدثین کے وہ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص جمعہ کے دن جامع مسجد میں آئے اور امام خطبہ پڑھتا ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعتیں تحیۃ المسجد پڑھے اور ان کے پڑھنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے اور مستحب ہے کہ ان کو ہلکا پڑھے دراز نہ کرے تا کہ بعد ان کے خطبہ سنے اور حسن بصری وغیرہ متقدمین سے بھی یہی قول بیان کیا گیا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور لیث اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ثوری اور جمہور صحابہ اور تابعین کہتے ہیں کہ خطبے کے وقت تحیۃ المسجد نہ پڑھے اور یہی روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اور نیز لکھا ہے کہ تحیۃ المسجد ہر وقت پڑھنی جائز ہے اور اُن سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت تحیۃ المسجد کو ترک نہیں کیا بلکہ جو آدمی جمعہ کے دن آیا اس کو بھی نفل پڑھنے کا حکم فرمایا باوجودیکہ سوائے تحیۃ المسجد کے خطبے میں اور نماز پڑھنی منع ہے سو اگر تحیۃ المسجد کے کسی وقت ترک کرنے کا حکم ہوتا تو اس وقت ترک کی جاتی اس لیے کہ وہ بیٹھ گیا تھا اور وہ بیٹھنے سے پہلے مشروع ہیں اور نیز وہ جاہل تھا اور نیز آپ نے خطبے کو چھوڑ کر اس سے کلام کی اور نفل پڑھنے کا حکم دیا سو اگر ان کی سخت تاکید نہ ہوتی تو ایسے وقت میں متروک ہوتی انتہی۔ اور جمہور علماء اس حدیث کی کئی تاویلیں کرتے ہیں پہلی تاویل ان کی یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ احتمال ہے کہ یہ حدیث اس شخص کے ساتھ خاص ہے جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھنے کا حکم فرمایا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ شخص محتاج تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ کھڑا ہو تا کہ سب لوگ اس کو دیکھیں اور اس کو صدقہ دیں اس واسطے آپ نے اس کو فرمایا کہ کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھ سو جواب اس کا یہ ہے کہ اصل فعل میں عدم خصوصیت ہے پس جب تک کوئی دلیل صحیح اس کی مخصص نہ ہو تب تک اپنے اصل پر رہے گی اور یہ علت بیان کرنی کہ آپ نے اس کو صدقے کے واسطے کھڑا ہونا فرمایا تھا سو یہ علت تحیۃ المسجد کے جائز ہونے کو مانع نہیں اس لیے کہ جو لوگ نفلوں کو اس وقت منع کرتے ہیں وہ صدقے کے واسطے نفل پڑھنے کو جائز نہیں رکھتے اور نیز اگر یہ جائز ہوتا تو سب مکروہ وقتوں میں بھی جائز ہوتا حالانکہ کوئی اس کا قائل نہیں اور نیز نسائی وغیرہ کی روایت میں آیا ہے کہ دوسرے جمعہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس کو نفل پڑھنے کا حکم فرمایا حالانکہ پہلے جمعہ میں اس کو دو کپڑے حاصل ہو چکے تھے سو ایک کو اس نے دوسرے جمعہ میں خیرات کر دیا اور نیز احمد اور ابن حبان وغیرہ کی حدیث میں آچکا ہے کہ آپ نے اس کو تین جمعے یہی فرمایا پس معلوم ہوا کہ صدقے کا ارادہ اس کی علت نہیں تھا بلکہ علت کی ایک جزو تھا اور بعض کہتے ہیں کہ جب کوئی باہر سے آکر بیٹھ جائے نفل پڑھنے سے پہلے تو نفل فوت ہو جاتے ہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ اسی شخص کے حق میں ہے جو عالم ہو اور یہ مسئلہ جانتا ہو اور جو جاہل ہو یا بھول سے آکر بیٹھ جائے تو اس کو جائز ہے کہ اٹھ کر نفل پڑھ لے سو پہلے جمعہ میں تو اس کو یہ مسئلہ معلوم نہیں تھا اور باقی دو جمعوں میں بھول گیا تھا

اور ایک تاویل جمہور کی یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث آیت کی معارض ہے ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا﴾ یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو چپ رہو اور سنو اور نیز اس حدیث کے معارض ہے کہ جب کوئی خطبے کے وقت اپنے ساتھی کو کہے کہ چپ رہ تو اس نے لغو کام کیا اور نیز معارض ہے اس حدیث کے کہ جب کوئی مسجد میں آئے اور امام خطبہ پڑھتا ہو تو نہ نماز پڑھے اور نہ کلام کرے سو جواب ان سب کا یہ ہے کہ تعارض کے ساتھ صرف اسی وقت عمل کیا جاتا ہے جب کہ تطبیق ممکن نہ ہو اور یہاں تطبیق ممکن ہے سو آیت کے ساتھ تو تطبیق اس طور سے ہی ہوسکتی ہے کہ کل خطبے کو قرآن نہیں کہا جاتا ہے اور جو اس میں قرآن ہے تو اس کا عموم اس حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے مخصوص ہے اور ان حدیثوں کا عموم بھی اس حدیث سے مخصوص ہے اور تخصیص عموم کے ساتھ خبر واحد کے بالاتفاق جائز ہے **کما قدمناه فی الجزء الثالث** اور نیز جو شخص کہ خطبے کے وقت باہر سے آکر نماز پڑھے اس پر چپ رہنا صادق آتا ہے جیسا کہ افتتاح الصلوۃ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ اس نے عرض کیا کہ آپ اس سکتہ میں کیا پڑھا کرتے ہیں جو تکبیر تحریمہ اور قرآن کے درمیان ہے اس لیے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دل میں پڑھنا چپ رہنے کے مخالف نہیں بلکہ اس کو بھی سکوت کہا جاتا ہے اور نیز جس حدیث میں آیا ہے کہ خطبے کے وقت نہ نماز ہے نہ کلام ہے وہ حدیث ضعیف ہے اس کا ایک راوی ایوب بن نہیک ہے اور وہ منکر الحدیث ہے جیسا کہ ابو زرعہ اور ابو حاتم نے کہا ہے اور ترمذی نے کہا کہ اس باب میں سلیک کی حدیث سب سے زیادہ تر قوی ہے اور بعض اس حدیث سلیک کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ جو آپ نے فرمایا کہ جب کوئی جمعہ کے دن آئے اور امام خطبہ پڑھتا ہو تو دو رکعتیں پڑھ لے تو مراد امام کے خطبہ پڑھنے سے یہ ہے کہ امام خطبہ پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہو نہ یہ کہ حقیقتاً خطبہ پڑھتا ہو اور اس کے سوا اور بھی کئی تاویلیں کرتے ہیں سو ان سب تاویلوں کو یہ حدیث جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے جو بخاری اور مسلم میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی مسجد میں آئے تو نہ بیٹھے جب تک کہ دو رکعتیں نہ پڑھ لے سو یہ حدیث باعتبار عموم کے صریح ہے ان تاویلوں کے ہونے میں اور جمہور کی ایسی کوئی تاویل نہیں جس کے باطل ہونے پر یہ حدیث دلالت نہ کرے اور نیز جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے سو آپ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی آئے اور امام خطبہ پڑھتا ہو یا خطبے کے واسطے نکلا ہو تو چاہیے کہ دو رکعتیں پڑھے اور مسلم کی ایک روایت میں جابر رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ یہ آپ نے سلیک کے قصے میں فرمایا اور وہ یہ ہے کہ دو رکعتیں ہلکی پڑھ پھر فرمایا کہ جب کوئی جمعہ کے دن آئے اور امام خطبہ پڑھتا ہو تو چاہیے کہ دو رکعتیں پڑھے اور ان میں تخفیف کرے (متفق علیہ)۔ امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث اس مسئلے میں نص ہے اس میں تاویل کی گنجائش نہیں اور ابو محمد رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث اس باب میں نص ہے تاویل کا کوئی احتمال نہیں رکھتی ہے اول اس وجہ سے کہ آپ نے یہ کلمہ خطبے کی حالت میں فرمایا پس اگر مراد اس سے ارادہ پڑھنے کا لیا جائے تو یہ سیاق حدیث کے

بالکل مخالف ہو جائے گا اور بے محل ہو گا دوم اس وجہ سے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث متفق علیہ میں خطبہ پڑھنے کے مقابلے میں امام کا خطبے کے لیے نکلنا واقع ہوا ہے اور خطبے کے لیے نکلنا یہ عین ارادہ خطبے کا ہے سو اگر یخطب کا معنی ارادے کا کیا جائے تو دونوں سے ایک لفظ حدیث بالکل مہمل ہو جائے گا سوم اس وجہ سے کہ آپ نے سلیک کو نفل پڑھنے کا حکم عین خطبے میں فرمایا تھا اور اسی وقت بعد اس کے آپ نے یہ حدیث فرمائی کہ جب کوئی آئے اور امام خطبہ پڑھتا ہو تو چاہیے کہ دو رکعت پڑھے پس اگر یخطب سے مراد ارادہ خطبے کا لیا جائے تو یہ حدیث اس موقع میں بیان کرنی محض لغو ہو جائے گی اسی واسطے امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث نص ہے اس مسئلے میں۔ چہارم اس وجہ سے کہ ان سب تاویلوں سے ہر ہر تاویل کا علیحدہ علیحدہ جواب بھی فتح الباری میں موجود ہے شائق اس کا مطالعہ کرے اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث سلیک کی منسوخ ہے کہ یہ حکم اسی وقت تھا جب نماز میں کلام کرنا جائز تھا سو جواب اس کا یہ ہے کہ سلیک کا اسلام بہت متاخر ہے اور نماز میں کلام کا حرام ہونا اس سے بہت پہلے ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ سو جو دلیل مقدم ہو وہ متاخر کی ناسخ ہر گز نہیں ہو سکتی ہے اور نیز محض احتمال سے نسخ ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ نسخ کے واسطے کئی شرطیں ہیں جو اوپر گزر چکی ہیں سو جب تک شرطیں پائی نہ جائیں تب تک نسخ کا دعویٰ کرنا جائز نہیں۔ اور نیز حنفیہ وغیرہ اس باب میں ایک یہ حدیث پیش کرتے ہیں جو اوپر گزر چکی ہے کہ جب امام خطبے کے واسطے نکلے تو نہ نماز جائز ہے اور نہ کلام سو اس حدیث میں بھی احتمال نسخ کا موجود ہے اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ حکم تحیۃ المسجد کے حکم سے پہلے ہو بعد اس کے حدیث تحیۃ المسجد سے یہ حکم منسوخ ہو گیا ہو **فما هو جوابكم فهو جوابنا** اور بعض حنفی یہ حدیث بطرو ولیل لاتے ہیں کہ خطبے کے وقت نماز نہ پڑھو سو جواب اس کا یہ ہے کہ اس کا عموم بھی سلیک کی حدیث سے مخصوص ہے **کما مر** اور بعض کہتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ پر نہانے کا انکار کیا اور اس کو تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم نہ دیا سو جواب اس کا یہ ہے کہ اس حدیث میں اس کی نفی نہیں احتمال ہے کہ اس گفتگو سے پہلے یا پیچھے عثمان رضی اللہ عنہ نے تحیۃ المسجد پڑھ لی ہو واللہ اعلم بالصواب۔ اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ مکروہ وقتوں میں بھی تحیۃ المسجد پڑھنی جائز ہے اس لیے کہ خطبہ سننا فرض ہے اور جب وہ خطبے کے وقت بھی ساقط نہ ہوئے تو مکروہ وقتوں میں بطریق اولیٰ جائز ہوں گے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تحیۃ المسجد بیٹھنے سے فوت نہیں ہوتی لیکن بعض نے اس کے ساتھ ناسی اور جاہل کی قید لگائی ہے اور یہ کہ امام کو خطبے میں امر بالمعروف کرنا اور بری بات سے روکنا جائز ہے اور اس سے خطبے کو نقصان نہیں بلکہ بعض نے کہا کہ یہ سب کچھ خطبے میں داخل ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خطبے میں سلام کا جواب اور چھینکنے کا جواب دینا بھی جائز ہے اس لیے کہ وہ بہت ہلکے کام ہیں اور تھوڑے وقت میں ادا ہو جاتے ہیں اور خانے کعبے کی مسجد کا بھی یہی حکم ہے لیکن جو باہر سے جائے وہ پہلے طواف کرے پھر نفل پڑھے، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الْخُطْبَةِ.

خطبے میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنی جائز ہے۔

٨٨٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ ح وَعَنْ يُونُسَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكَ الْكُرَاعُ وَهَلَكَ الشَّآءُ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَسْقِيَنَا فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا.

٨٨٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے تھے کہ اچانک ایک مرد کھڑا ہوا سو اس نے عرض کیا کہ یا حضرت! گھوڑے ہلاک ہو گئے اور بکریاں مر گئیں یعنی پانی نہ ہونے کے سبب سے سو آپ دعا کیجئے اللہ پانی برسادے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ دراز کیے اور دعا کی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبے میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنی جائز ہے اس لیے کہ ہاتھوں کا دراز کرنا اٹھانے کو مستلزم ہے۔

بَابُ الْاِسْتِسْقَآءِ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

جمعہ کے خطبے میں مینہ کی دعا مانگنی جائز ہے۔

٨٨١ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللَّهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَآءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا وَضَعَهَا حَتَّى ثَارَ السَّحَابُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَبَعْدَ

٨٨١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت لوگوں میں قحط پڑا سو جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے تھے کہ اچانک ایک دیہاتی کھڑا ہوا سو اس نے عرض کی کہ یا حضرت! جانور مر گئے اور لڑکے بھوک سے مرتے ہیں سو آپ دعا کیجئے اللہ مینہ برسائے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور ہم آسمان پر کہیں بدلی کا نشان نہ دیکھتے تھے یعنی آسمان بالکل صاف پڑا تھا سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں کو نیچے نہیں لائے تھے کہ یکا یک پہاڑوں کی طرح بادل اٹھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے نہ اترے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی داڑھی سے پانی ٹپکتا تھا سو اس دن بھی ہم پر مینہ برسا اور اس سے پچھلے دن بھی اور اس سے پچھلے دن بھی اور اس سے پچھلے دن بھی یہاں تک کہ آئندہ جمعہ تک لگا تار پانی برستا رہا آفتاب نظر نہ پڑا

الْغَدِ وَالَّذِیْ يَلِيْهِ حَتّٰی الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی وَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِیُّ اَوْ قَالَ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَآءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيْرُ بِيَدِهٖ اِلٰی نَاحِيَةٍ مِّنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِيْنَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِیْ قَنَاةُ شَهْرًا وَلَمْ يَجِئْ اَحَدٌ مِّنْ نَّاحِيَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ.

حضرت ﷺ دوسرے جمعہ کا خطبہ پڑھتے تھے کہ وہی دیہاتی پھر کھڑا ہوا یا کوئی اور تھا سو اس نے عرض کی کہ یا حضرت گھر پانی کی کثرت سے گر گئے اور جانور مر گئے سو اللہ سے دعا کیجئے کہ مینہ کو روکے تو حضرت ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور یوں دعا کی کہ الٰہی! ہمارے آس پاس برسے ہم پر اب نہ برسے سو آپ ہاتھ سے کسی طرف اشارہ نہیں کرتے تھے مگر اس طرف سے بادل دور ہو جاتا تھا (سو مدینے کے اوپر سے بادل ٹل گیا) اور مدینہ ڈھال کی طرح خالی ہو گیا اور نالا ایک مہینے تک بہتا رہا سو کوئی آدمی کسی طرف سے نہیں آتا تھا مگر کہ بہت مینہ کی خبر دیتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے خطبے میں مینہ کے لیے دعا مانگنی جائز ہے کہ حضرت ﷺ نے خطبے میں دعا مانگی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خطبے میں کلام کرنی جائز ہے، كما سيأتی.

بَابُ الْاِنْصَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ وَاِذَا قَالَ لِصَاحِبِهٖ اَنْصِتْ فَقَدْ لَغَا.

جب امام جمعہ کا خطبہ پڑھے تو اس وقت مقتدی چپ رہیں کلام نہ کریں اور اگر کوئی اپنے پاس والے کو کہے کہ تو چپ رہ تو اس نے بیہودہ کلام کی یعنی خطبے کے وقت ایک دوسرے کو اتنا لفظ بھی نہ کہے تو چپ رہے چہ جائیکہ کلام کرے۔

فائدہ: غرض اس باب سے یہ ہے کہ چپ ہونے کا حکم صرف اس وقت ہے جبکہ امام خطبہ پڑھتا ہو خطبہ شروع ہونے سے پہلے چپ رہنے کا حکم نہیں پس اس سے رد ہو گیا قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ کا جو کہتے ہیں کہ جب امام خطبے کے ارادے سے باہر آئے تو اسی وقت سے کلام کرنی منع ہو جاتی ہے اور وجہ اس رد کی اس حدیث میں ابھی آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ لیکن بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ اس وقت حرمت کلام کے قائل نہیں مکروہ کہتے ہیں، واللہ اعلم۔

وَقَالَ سَلْمَانُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ.

اور سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ جب امام خطبہ پڑھے تو اس وقت مقتدی چپ رہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چپ رہنا فقط اسی وقت واجب ہے جب کہ امام خطبہ پڑھے اس سے پہلے یا

پیچھے یہ حکم نہیں جیسا کہ اس شرط سے معلوم ہوتا ہے۔

۸۸۲ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ.

۸۸۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو نے جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے کہا کہ چپ رہ اور امام خطبہ پڑھتا ہو تو بیشک تو نے نکمی اور لغو بات کی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبے کے وقت چپ رہنا واجب ہے اور کلام کرنی حرام ہے اور جب دوسرے بولنے والے سے کہے کہ چپ رہ تو اس کا بولنا بھی ثابت ہوا پس زبان سے منع نہ کرے بلکہ اشارے سے منع کرے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ چپ رہنا فقط اسی وقت واجب ہے جب کہ امام خطبہ پڑھتا ہو اس سے پہلے یا پیچھے کلام کرنی منع نہیں اس لیے کہ اس حدیث میں جملہ **والامام یخطب** کا حال واقع ہوا ہے پس یہ قید دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ امام کے نکلنے اور خطبہ شروع کرنے کے درمیان کلام کرنی منع ہے اور اسی طرح خطبے سے فارغ ہونے اور تکبیر تحریمہ کے درمیان بھی کلام کرنی جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ چپ رہے **کما مر** اور بعض نے کہا کہ خطبے کے وقت اللہ کا ذکر کرنا جائز ہے لیکن یہ بات ٹھیک نہیں بلکہ کلام اور قرأت اور ذکر وغیرہ سب اس وقت منع ہیں سوائے تحیۃ المسجد کے کہ وہ اس سے مخصوص ہیں **کما تقدم** اور اسی طرح کھانا پینا اور لکھنا اور امر معروف کرنا وغیرہ بھی منع ہے اور اسی طرح درود پڑھنے کو بھی بعض حنفی منع کرتے ہیں اور علماء نے کہا کہ جمعہ کے خطبے میں لغو بات کرنی گو حرام ہے لیکن اس حالت میں فرض وقت اس کے ذمے سے بالاجماع ساقط ہو جاتا ہے مگر جمعہ کی فضیلت سے محروم رہتا ہے پس نکمی بات کرنے کا یہ معنی ہوا کہ جمعہ کی فضیلت تجھ کو حاصل نہیں ہے یا تیرا جمعہ ادا نہیں ہوا بلکہ ظہر کی نماز ادا ہوئی اور بعض نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ خطبے میں سب قسم کی کلام کرنی منع ہے اور یہی ہے مذہب جمہور کا خواہ خطبے کو سن سکے یا نہ سن سکے جیسا کہ اوپر گزرا اور ابن عبدالبر نے خطبے میں سکوت کے وجوب پر اجماع نقل کیا ہے گو بعض تابعین وغیرہ سے اس کا برخلاف بھی ثابت ہو چکا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلے میں دو قول ہیں ایک میں حرام ہے اور دوسرا مکروہ ہے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر خطبہ سنے تو کلام کرنی حرام ہے اور اگر نہ سن سکے تو حرام نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جس پر جمعہ کی صحت موقوف ہے ان کو کلام کرنی حرام ہے باقی کو نہیں اور اصل یہ ہے کہ جس نے سکوت کے وجوب کی نفی کی ہے اس کی مراد یہ ہے کہ یہ سکوت صحت جمعہ کے واسطے شرط نہیں بخلاف غیر کے اور بعض نے اتفاق نقل کیا ہے اس پر کہ جو کلام نماز میں جائز ہے وہ خطبے میں بھی جائز ہے جیسا کہ اندھے کو

کنویں سے ڈرانا اور بعض نے کہا کہ جب خطیب خطبے میں بادشاہ کے واسطے دعا کرنے لگے تو اس وقت چپ رہنا واجب نہیں اور یہ دعا بعض کے نزدیک مباح ہے جب کہ ضرر کا خوف ہو اور جب ضرر کا خوف نہ ہو تو مباح نہیں واللہ اعلم۔ اور دو خطبوں کے درمیان کے جلسے میں کلام کرنی شافعیہ اور حنبلیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ حرام ہے اور امام محمد حنفی کہتے ہیں کہ مکروہ ہے۔

بَابُ السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ.

جمعہ کی مقبول گھڑی کا بیان یعنی جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اس میں مسلمان جو دعا کرے قبول ہو جاتی ہے جب تک گناہ کا سوال نہ کرے۔

٨٨٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ يَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَأَشَارَ بِيَدِهٖ يُقَلِّلُهَا.

٨٨٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا سو فرمایا کہ اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اس کو کوئی بندہ مسلمان نہیں پاتا اور وہ نماز پڑھتا ہو اللہ سے کوئی چیز مانگے مگر کہ اللہ وہ چیز اس کو دیتا ہے یعنی اس میں مسلمان کوئی دعا کرے قبول ہوتی ہے اور وہ چیز اللہ سے مانگے اللہ اس کو وہ چیز عنایت کرتا ہے خواہ قصداً اس میں دعا کرے یا یوں ہی اتفاق سے اس میں دعا واقع ہو جائے لیکن شرط یہ ہے کہ گناہ کے واسطے دعا نہ کرے کہ وہ قبول نہیں اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اس حال میں کہ اس کی کمی بیان کرتے تھے یعنی نہایت تھوڑی دیر رہتی ہے۔

فائدہ: صحابہ اور تابعین وغیرہ علماء کو اس گھڑی مقبول میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ ساعت اب بھی باقی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اب باقی نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہو چکی اور بر تقدیر اول بعض کہتے ہیں کہ ہر جمعہ میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر سال کے ایک جمعہ میں ہے اور بر تقدیر اول بعض کہتے ہیں کہ جمعہ میں اس کا وقت معین ہے اور بعض کہتے ہیں کہ معین نہیں اور بر تقدیر اول بعض کہتے ہیں کہ وہ وقت معین کی ابتداء سے انتہاء تک باقی رہتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے کسی لحظے غیر معین میں ہوتی ہے اور بر تقدیر ثانی اس کی ابتداء کہاں سے ہوتی ہے اور انتہاء کہاں سے ہوتی ہے اور پھر بعض کہتے ہیں کہ ہمیشہ اس کا ایک وقت معین ہے اور بعض کہتے ہیں کہ معین نہیں بلکہ وقت بدلتا رہتا ہے کسی جمعہ میں کسی وقت آتی ہے اور کسی جمعہ میں کسی وقت آتی ہے اور بر تقدیر ثانی تمام دن میں بدلتی رہتی ہے یا کچھ دن میں بدلتی رہتی ہے سو جاننا چاہیے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ اب وہ گھڑی باقی نہیں رہی سو یہ قول ان کا

سلف کے نزدیک مردود ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کا قائل جھوٹا ہے اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ وہ گھڑی اب بھی موجود ہے اور ہر جمعہ میں آتی ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ تمام سال کے ایک جمعہ میں آتی ہے ان کا قول بھی مردود ہے چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس قول کو بھی رد کیا ہے اور پھر بعض کہتے ہیں کہ جمعہ میں اس کا وقت معین نہیں جیسا کہ شب قدر کا کوئی وقت معین نہیں اور حکمت اس میں لوگوں کو رغبت دلانا اور مستعد کرنا ہے اس پر کہ وہ جمعہ کے دن عبادت میں نہایت کوشش کریں اور صبح سے شام تک عبادت اور دعا میں مشغول رہیں بخلاف اس کے کہ اگر اس کا کوئی وقت معین ہوتا تو فقط اسی وقت عبادت کرتے اور وقت ترک کرتے سو انسان کو چاہیے کہ جمعہ کے دن صبح سے شام تک دعا میں مشغول رہے تا کہ وہ گھڑی مقبول بھی اس میں آ جائے اور بعض نے کہا کہ ایک جمعہ میں مثلاً صبح سے چاشت تک دعا کرے اور پھر دوسرے جمعہ میں چاشت سے لے کر دوپہر تک دعا کرے اور پھر تیسرے جمعہ میں دوپہر سے لے کر ظہر تک دعا کرے وعلی ہذا القیاس آخر دن تک ایسے ہی دعا کیا کرے کہ اس میں وہ گھڑی بھی آ جائے گی اور بعض کہتے ہیں کہ ہر جمعہ میں اس کا وقت بدلتا رہتا ہے کبھی دن کے اول میں آتی ہے اور کبھی درمیان میں اور کبھی اخیر دن میں اور اکثر کہتے ہیں کہ اس کا وقت معین ہے بدلتا نہیں لیکن اس تعیین میں بھی علماء کو اختلاف ہے اول قول یہ ہے کہ وہ گھڑی صبح کی اذان کا وقت ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ صبح صادق سے سورج نکلنے تک ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اس کا وقت عصر سے لے کر سورج ڈوبنے تک ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ وہ امام کے منبر سے اترنے اور تکبیر تحریمہ کے درمیان کا وقت ہے پانچواں قول یہ کہ اس کا وقت سورج نکلنے کے بعد پہلی ساعت ہے۔ چھٹا قول یہ کہ اس کا وقت طلوع آفتاب کے قریب ہے۔ ساتواں قول یہ کہ وہ گھڑی دن کی تیسری ساعت میں ہے۔ آٹھواں قول یہ ہے کہ اس کا وقت زوال سے آدھے ہاتھ سایہ ہونے تک ہے۔ نواں قول یہ ہے کہ ایک ہاتھ پورا سایہ ہونے تک ہے۔ دسواں قول یہ کہ زوال کے بعد ایک بالشت سے ایک ہاتھ سایہ ہونے تک ہے۔ گیارواں قول یہ کہ وہ عین زوال کا وقت ہے۔ بارھواں قول یہ کہ وہ جمعہ کی اذان کا وقت ہے۔ تیرھواں قول یہ کہ وہ وقت زوال سے آدمی کے نماز میں آنے تک ہے۔ چودھواں قول یہ کہ وہ وقت زوال سے لے کر امام کے آنے تک ہے۔ پندرھواں قول یہ ہے کہ وہ وقت زوال سے لے کر سورج ڈوبنے تک ہے۔ سولھواں قول یہ ہے کہ وہ وقت امام کے آنے سے لے کر نماز کی تکبیر تک ہے۔ سترھواں قول یہ کہ وہ گھڑی امام کے باہر آنے کا وقت ہے۔ اٹھارواں قول یہ کہ وہ گھڑی امام کے آنے سے لے کر نماز کے تمام ہونے تک ہے۔ انیسواں قول یہ ہے کہ وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز کے تمام ہونے تک ہے۔ بیسواں قول یہ کہ وہ گھڑی بیع کے حرام ہونے کے وقت سے لے کر اس کے حلال ہونے تک ہے۔ اکیسواں قول یہ کہ وہ گھڑی اذان کا وقت ہے اور تکبیر کا وقت ہے اور امام کے منبر پر چڑھنے کا وقت ہے۔ بائیسواں قول یہ کہ وہ گھڑی امام کے خطبہ شروع کرنے سے لے کر اس کے تمام کرنے تک ہے۔ تیئسواں قول یہ کہ وہ

گھڑی وہ ہے جب کہ امام منبر پر بیٹھے اور خطبہ شروع کرے۔ چوبیسواں قول یہ کہ وہ گھڑی وہ ہے جب کہ امام دو خطبوں کے درمیان بیٹھے۔ پچیسواں قول یہ کہ وہ گھڑی وہ ہے جب امام منبر سے نیچے آئے۔ چھبیسواں قول یہ کہ وہ گھڑی نماز کے تکبیر کہنے سے لے کر امام کے مصلے پر کھڑے ہونے تک ہے۔ ستائیسواں قول یہ کہ وہ گھڑی اقامت سے لے کر نماز کے تمام ہونے تک ہے۔ اٹھائیسواں قول یہ کہ اس کا وقت وہ ہے جس میں حضرت ﷺ نے جمعہ کی نماز پڑھی۔ انتیسواں قول یہ کہ وہ گھڑی نماز عصر سے لے کر سورج ڈوبنے تک ہے۔ تیسواں قول یہ کہ وہ گھڑی عصر کے درمیان ہے۔ اکتیسواں قول یہ کہ وہ گھڑی عصر کی نماز سے لے کر آخر وقت مختار تک ہے یعنی سورج زرد ہونے سے پہلے تک۔ بتیسواں قول یہ کہ وہ گھڑی مطلق عصر کے بعد ہے۔ تینتیسواں قول یہ کہ وہ گھڑی عصر کے بعد کی آخری گھڑی ہے۔ چونتیسواں قول یہ کہ اس کا وقت آدھا آفتاب ڈوبنے سے لے کر پورا ڈوبنے تک ہے۔ یہ سب اقوال شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں نقل کیے ہیں اور اس کے دلائل بھی ذکر کیے ہیں اور سب کی صحت اور ضعف کا حال بھی مفصل بیان کیا ہے اور یہ اقوال آپس میں ہر جہت سے ایک دوسرے کے معارض نہیں بلکہ اکثر کی آپس میں تطبیق ہوسکتی ہے اور اکثر اقوال میں جو اس کا وقت معین ہو چکا ہے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ گھڑی اس تمام وقت کو گھیر لیتی ہے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اس وقت کے درمیان ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بہت قلیل بتلایا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ساعت نہایت خفیف اور ہلکی ہے اور خاص وقت کے ذکر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں بدلتی رہتی ہے پس ہوگا ابتدا مظنہ اس کے کا مثلا ابتدا خطبے کا اور انتہا اس کا انتہا نماز کا اور بہت لوگوں نے جو اس کو معین کیا ہے تو شاید وجہ اس کی یہ ہے کہ اوقات مذکورہ سے جس وقت میں ان کی دعا قبول ہونے کا اتفاق ہوا اسی کو انہوں نے معین کر دیا پس اس تقریر سے سب میں تطبیق ہو جائے گی، اِلّا نادراً جِدًّا اور بعد اس کے جاننا چاہیے کہ ان سب قولوں میں نہایت صحیح اور بہت قوی دو قول ہیں ایک یہ کہ وہ ساعت اس وقت سے ہے کہ امام منبر پر بیٹھے یہاں تک کہ نماز تمام ہو چکے اس قول کی سند ابو موسیٰ کی حدیث ہے جو صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کی مقبول ساعت امام کے بیٹھنے سے نماز کے ادا ہونے تک ہے دوسرا قول یہ ہے کہ وہ گھڑی جمعہ کے اخیر ساعت ہے جب سورج ڈوبنے لگے چنانچہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے اسی مضمون کی حدیث منقول ہے اور دن کی بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں محب طبری نے کہا کہ سب میں زیادہ صحیح حدیث ابو موسیٰ کی ہے اور سب سے زیادہ مشہور عبداللہ بن سلام کا قول ہے اور ان کے سوا باقی جو قول ہیں سو ان میں سے بعض تو ان کے موافق ہیں اور جو موافق نہیں تو ان کی اسناد ضعیف ہیں اور یا موقوف ہیں اور کہنے والے نے اپنے اجتہاد سے کہا ہے دلیل سے نہیں کہا اور ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو وہ ساعت معلوم ہوئی تھی لیکن میں اس کو بھول گیا ہوں سو یہ حدیث ان دونوں قولوں کی معارض نہیں اس لیے کہ احتمال ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بھولنے کی بھولنے کے پہلے

حضرت ﷺ سے یہ حدیث سنی ہو اب اس میں بھی اختلاف ہے کہ ان دونوں قولوں میں سے زیادہ ترجیح کون سا قول ہے سو بعض نے تو حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو ترجیح دی چنانچہ بیہقی نے امام مسلم سے نقل کیا ہے کہ اُس نے کہا کہ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی اس باب میں بڑی کھری اور بہت صحیح ہے اور یہی قول ہے بیہقی اور ابن عربی اور ایک جماعت اہل علم کا قرطبی نے کہا کہ یہ حدیث اس مسئلے میں نص ہے پس اس کے سوا اور کسی قول کی طرف التفات کرنا لائق نہیں امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہی قول صحیح بلکہ صواب ہے اور بعض علماء نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے قول کو ترجیح دی ہے چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اکثر حدیثوں سے یہی قول ثابت ہوتا ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اس باب میں یہ قول زیادہ ثابت ہے اور یہی قول ہے اسحاق اور طرطوشی اور ملکانی کا اور یہی بیان کیا گیا ہے امام شافعی رحمہ اللہ سے یہ لوگ کہتے ہیں کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث موقوف ہے لیکن امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ رفع زیادتی ثقہ کی ہے اور زیادتی ثقہ کی بالاتفاق مقبول ہے اور بعض نے کہا کہ وہ مقبول گھڑی ان دو وقتوں میں منحصر ہے یعنی کسی خاص وقت میں معین نہیں بلکہ مبہم ہے اور یہ دو قول ایک دوسرے کے معارض نہیں اس لیے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک وقت ایک کو بتلایا ہو اور دوسرا وقت دوسرے کو بیان کیا ہو اور ابن عبدالبر نے کہا کہ دونوں وقت دعا میں کوشش کرنی چاہیے اور یہ قول ثالث اولیٰ ہے کہ اس میں دونوں کی تطبیق ہو جاتی ہے اور فائدہ اس گھڑی اور شب قدر کے نہ معین کرنے کا یہ ہے کہ آدمی کو زیادہ رغبت اور زیادہ حرص پیدا ہوتا کہ نماز اور دعا میں زیادہ کوشش کرے اور تمام وقت عبادت میں مشغول رہے اور اگر وہ گھڑی معین ہو جاتی تو لوگ اس وقت پر بھروسہ کر بیٹھتے اور باقی وقتوں میں دعا کرنا چھوڑ دیتے پس اس فائدے کے بعد بھی اگر کوئی اس کی تعیین طلب کرے تو اس پر بڑا ہی تعجب ہے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ جمعہ کے دن کو بڑی فضیلت ہے کہ اس میں ایک گھڑی مقبول ہے اور یہ کہ مستحب ہے کہ اس میں بہت دعا کرے، واللہ اعلم۔

بَابُ إِذَا نَفَرَ النَّاسُ عَنِ الْإِمَامِ فِيْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ فَصَلَاةُ الْإِمَامِ وَمَنْ بَقِيَ جَائِزَةٌ.

اگر جمعہ کی نماز میں لوگ امام کے پیچھے سے نماز چھوڑ کر چلے جائیں تو اس صورت میں امام اور باقی مقتدیوں کی نماز صحیح ہو جاتی ہے اور بعض لوگوں کا امام کے پیچھے سے چلے جانا باقی لوگوں کی نماز کو نقصان نہیں پہنچاتا۔

فائدہ: ظاہر اس باب سے غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی یہی معلوم ہوتی ہے کہ جتنے آدمیوں کے ساتھ جمعہ قائم کرنا صحیح ہوتا ہے ان کا امام کے ساتھ نماز میں اول سے آخر تک رہنا شرط نہیں صرف تکبیر تحریمہ میں ان کا موجود ہونا شرط ہے بعد اس کے اگر بعض مقتدی امام کے پیچھے سے نماز توڑ کر چلے جائیں تو باقی لوگوں کی نماز میں کچھ خلل نہیں آتا اور جتنے لوگوں کے ساتھ جمعہ صحیح ہوتا ہے ان کی تعداد کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس واسطے بیان نہیں کیا کہ وہ حدیث اس کی

شرط پر نہیں تھی سو جاننا چاہیے کہ علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ جمعہ کے قائم کرنے میں کتنے آدمیوں کا ہونا شرط ہے سو پہلا قول یہ ہے کہ فقط ایک آدمی سے جمعہ کی نماز صحیح ہو جاتی ہے نقل کیا ہے اس کو ابن حزم نے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ دو آدمی سے صحیح ہوتا ہے اور یہی قول ہے امام نخعی اور اہل ظاہر وغیرہ کا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ امام کے سوا دو مقتدی ہوں اور یہ قول ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کا ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ امام کے سوا تین آدمی اور ہوں اور یہ قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔ پانچواں قول یہ ہے کہ سات آدمی ہوں اور یہ قول عکرمہ کا ہے۔ چھٹا قول یہ ہے کہ نو آدمی ہوں اور یہ قول ربیعہ کا ہے۔ ساتواں قول یہ ہے کہ بارہ آدمی ہوں اور یہ بھی ربیعہ کا ایک قول ہے۔ آٹھواں قول یہ ہے کہ سوائے امام کے آٹھ آدمی اور ہوں اور یہ قول اسحاق کا ہے۔ نواں قول یہ ہے کہ بیس آدمی ہوں اور یہ ایک قول امام مالک کا ہے۔ دسواں قول یہ ہے کہ تیس آدمی ہوں۔ گیارھواں قول یہ ہے کہ امام کے ساتھ چالیس آدمی ہوں اور یہ قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے۔ بارھواں قول یہ ہے کہ سوائے امام کے دس آدمی ہوں اور یہ بھی ایک قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے۔ تیرھواں قول یہ ہے کہ پچاس آدمی ہوں اور یہ ایک قول امام احمد رحمہ اللہ کا ہے اور یہی بیان کیا گیا ہے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے۔ چودھواں قول یہ ہے کہ اسی آدمی ہوں اس کو رازی نے حکایت کیا ہے۔ پندرھواں قول یہ ہے کہ بہت لوگ ہوں بغیر قید کے عدد معین کے۔ اور یہ قول اخیر کو ترجیح معلوم ہوتی ہے باعتبار دلیل کے انتہی۔ (فتح) اور امام شوکانی نے لکھا ہے کہ قرآن وحدیث میں ان اقوال کی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی ہے بلکہ میں نے کتاب وسنت میں ایک حرف بھی نہیں پایا جو ان پر دلالت کرے، واللہ اعلم۔

٨٨٤ ـ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا زَآئِدَةُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَتْ عِيْرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا فَالْتَفَتُوْا إِلَيْهَا حَتّٰى مَا بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْأٰيَةُ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا﴾.

٨٨٤۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک ایک قافلہ غلہ لادے ہوئے آیا سو لوگ نماز چھوڑ کر اس کی طرف چلے گئے (یعنی اس لیے کہ اس وقت نہایت قحط پڑا ہوا تھا) یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوائے بارہ آدمی کے اور کوئی نہ رہا سو اس وقت یہ آیت اتری کہ جب لوگ دیکھیں سودا بکتا یا کچھ تماشا تو چلے جاتے ہیں اس کی طرف اور تجھ کو چھوڑ جائیں کھڑا ہوا۔ الایۃ۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اس وقت نماز کے اندر تھے اور نماز توڑ کر چلے گئے تھے لیکن ایک روایت میں صحیح مسلم کے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے سو بخاری کی اس حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں جو نماز

پڑھنے کا ذکر آیا ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ نماز کے منتظر تھے اور نماز کے منتظر کو حکم نماز کا ہوتا ہے پس اس سے دونوں حدیثوں میں تطبیق ہو جائے گی اور یا خطبے کو نماز کہنا تسمیة الشی بما قاربه کی قبیل سے ہے اور ایک روایت میں ابوعوانہ اور طبری کے آیا ہے کہ جب لوگ کوئی نکاح کرتے تو لڑکیاں باجہ بجایا کرتی تھیں سو لوگ ان کی آواز سن کر اس کی طرف دوڑ جاتے تھے اور حضرت ﷺ کو چھوڑ جاتے تو اس وقت یہ آیت اتری سو ممکن ہے کہ دو وقت میں یہ آیت اتری ہو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیے جیسا کہ اوپر گزرا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خطبہ جمعہ کے واسطے شرط ہے اور یہ کہ خطبہ شروع ہونے کے بعد چلے جانا مکروہ ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر جمعہ کی نماز میں امام کے پیچھے سے بعض مقتدی چلے جائیں تو باقی لوگوں کی نماز جائز ہو جاتی ہے اور اس میں رد ہے شافعیہ اور حنبلیہ پر وہ کہتے ہیں کہ نماز جمعہ میں چالیس آدمی کا اول سے آخر تک باقی رہنا شرط ہے اگر بعض لوگ خطبے کے درمیان یا نماز کے درمیان چلے جائیں اور پھر نہ آئیں یا بہت دیر کے بعد آئیں تو باقی لوگوں کی نماز صحیح نہیں ہوتی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اگر پہلی رکعت کے تمام ہونے کے بعد چلے جائیں تو جائز ہے ورنہ نہیں لیکن یہ سب کچھ اس بنا پر ہے کہ اس حدیث میں نُصلی سے نماز پڑھنی مراد رکھی جائے اور اس کو ابتداء اسلام پر محمول کیا جائے جب کہ نماز کو توڑ کر جانا درست تھا اب یہ حکم آیت ﴿لا تبطلوا اعمالکم﴾ سے منسوخ ہے اور اگر نصلی سے مراد خطبہ رکھا جائے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے تو پھر اس حدیث کی باب سے کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی مگر کہ حالت نماز کو حالت خطبے پر قیاس کیا جائے اور اس باب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر امام کے ساتھ فقط ایک آدمی باقی رہ جائے تو اس وقت امام کا جمعہ درست نہیں ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور بعض کہتے ہیں کہ اگر ایک بھی باقی رہے تو جب بھی جمعہ صحیح ہو جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں کا رہنا شرط ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تین کا رہنا شرط ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر سب مقتدی رکوع سجود سے پہلے چلے جائیں تو امام خطبہ جمعہ نہیں ظہر پڑھے اور ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر تکبیر تحریمہ کے بعد چلے جائیں تو جمعہ پڑھے اور رکوع اور سجود کے بعد تینوں کے نزدیک جمعہ پڑھے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز جمعہ کی صحت کے واسطے چالیس آدمی کا ہونا شرط نہیں جیسا کہ شافعیہ کہتے ہیں اور بعض حدیثوں میں جو چالیس آدمی کے ساتھ جمعہ پڑھنے کا ذکر آیا ہے جیسا کہ اسعد رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے تو اس سے شرطیت ثابت نہیں ہو سکتی ہے اس لیے کہ اُن سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو چالیس آدمی کے ساتھ جمعہ پڑھنے کا اتفاق ہوا اس سے اقل عدد کی نفی نہیں نکلتی ہے اور بعض شافعیہ حدیث صلوا کما رأیتمونی اصلی سے چالیس آدمی کے شرط ہونے پر استدلال کرتے ہیں لیکن یہ حدیث تمام احکام واجبہ اور مندوبہ میں وارد ہوئی ہے سو بعض احکام کے وجوب پر اس کا دلالت کرنا اور بعض پر نہ کرنا قطعی نہیں ہوگا، واللہ اعلم۔

بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَقَبْلَهَا.

جمعہ کی نماز سے پہلے اور پیچھے سنتیں پڑھنے کا بیان۔

٨٨٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ.

٨٨٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر سے پیچھے اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اپنے گھر میں اور دو رکعتیں عشاء سے پیچھے اور جمعہ کی نماز کے بعد کچھ نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ گھر کو پلٹ جاتے سو گھر میں دو رکعتیں پڑھتے۔

فائدہ: یہاں دو مسئلوں میں اختلاف ہے اول اختلاف اس مسئلے میں یہ ہے کہ ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت سنت پڑھے یا دو رکعت پڑھے سو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے نزدیک ظہر سے پہلے دو رکعت سنت ہے ان کی دلیل یہی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ ظہر سے پہلے چار رکعت سنت پڑھے اور دلیل ان کی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جو صحیح مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بارہ رکعت نفل پڑھے چار ظہر سے پہلے اور دو اس سے پیچھے اور دو مغرب کے پیچھے اور دو عشاء سے پیچھے اور دو فجر سے پہلے تو اس کے واسطے اللہ بہشت میں گھر بنائے گا لیکن یہ تفصیل صرف حدیث ترمذی کی روایت میں آئی ہے اور ایک دلیل ان کی علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو ترمذی میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں اور اس سے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اس پر عمل ہے اکثر صحابہ اور تابعین وغیرہ کا اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور ابن مبارک اور اسحاق کا اور مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے پھر نکل کر لوگوں کو نماز پڑھاتے اور اس سے قول اخیر کو ترجیح معلوم ہوتی ہے کہ یہ حدیثیں اکثر قولی ہیں اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی فعلی ہے اور قولی کو ترجیح ہوتی ہے فعلی پر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں دو رکعتوں سے مراد تحیۃ المسجد ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنتیں گھر میں پڑھ آیا کرتے تھے اور جب مسجد میں آتے تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے اور نیز ان قولی حدیثوں میں وعدہ بہشت کا ہے اور فعلی میں نہیں اور یا کبھی دو پڑھ لے اور کبھی چار پڑھ لے دونوں طرح جائز ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دو جائز ہیں اور چار افضل ہیں اور دوسرا اختلاف اس مسئلے میں یہ ہے کہ جمعہ سے پہلے اور پیچھے کتنی سنتیں پڑھنی چاہییں ایک جماعت محدثین کی تو بالکل اس سے انکار کرتی ہے کہتے ہیں کہ جمعہ سے پہلے کوئی سنت نہیں نہ دو نہ چار اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جمعہ سے پہلے دو رکعت سنت ہے جیسا کہ اس باب سے معلوم ہوتا ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث میں اگرچہ جمعہ کا ذکر نہیں لیکن

بخاری نے جمعہ کو ظہر کی نماز پر قیاس کیا ہے کہ جیسے ظہر سے پہلے دو رکعت سنت ہے ایسے ہی جمعہ سے پہلے دو رکعت سنت پڑھنی چاہیے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جمعہ سے پہلے چار رکعت سنت ہے اور یہی مروی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور عبداللہ بن مبارک کا اور یہ لوگ اس باب میں کئی حدیثیں پیش کرتے ہیں لیکن وہ سب ضعیف ہیں جیسا کہ فتح الباری میں مذکور ہے لیکن بوجہ تعدد طرق کے قابل احتجاج ہوسکتی ہیں اور اگر جمعہ کو ظہر پر قیاس کیا جائے تو حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی جو ظہر سے پہلے چار رکعت سنت ہونے پر دلالت کرتی ہے وہ بھی اس کی مؤید ہوسکتی ہے اور بعض حدیثوں کے عموم سے جمعہ کے پہلے دو رکعت سنت بھی معلوم ہوتی ہیں سو کہا جائے گا کہ دونوں طرح جائز ہے خواہ جمعہ سے پہلے چار رکعت سنت پڑھے اور خواہ دو رکعت پڑھے اس لیے کہ اس میں سب حدیثوں کی تطبیق ہو جاتی ہے اور جمعہ سے بعد کی سنتوں میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ جمعہ سے پیچھے دو رکعت سنت پڑھے اور یہی مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ترمذی نے کہا کہ اس پر عمل ہے بعض اہل علم کا اور ساتھ اسی کے قائل ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بعض کہتے ہیں کہ جمعہ کے بعد چار رکعتیں سنت پڑھے اور یہ قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم وغیرہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کے بعد نماز پڑھنی چاہے تو چار رکعتیں پڑھے ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم کا عمل اس پر ہے اور ابو یوسف اور محمد کے نزدیک جمعہ کے بعد چھ رکعتیں ہیں اور افضل چار ہیں اور دلیل ان کی ابن عمر رضی اللہ عنہما اور علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ وہ جمعہ کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے رواہ ابوداؤد وغیرہ اور تطبیق ان میں اس طور سے ہوسکتی ہے کہ ہر طور سے جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ اگر مسجد میں ہو تو دو رکعتیں پڑھے اور اگر گھر میں ہو تو چار رکعتیں پڑھے جیسے کہ صاحب قاموس نے لکھا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللهِ﴾.

اس آیت کا بیان کہ پھر جب تمام ہو چکے نماز تو پھیل جاؤ زمین میں اور تلاش کرو اللہ کا فضل۔

فائدہ: مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس باب سے یہ ہے کہ اس آیت میں جو جمعہ کے بعد روزی تلاش کرنے کا حکم ہوا ہے تو یہ حکم واسطے استحباب کے ہے وجوب کے واسطے نہیں اور اس پر اجماع ہو چکا ہے یعنی اگر بعد نماز جمعہ کے کسی کو حاجت ہو تو کوئی کسب کرے کہ مستحب ہے اور حاجت نہ ہو تو نہیں اور بعض نے کہا کہ جو شخص نماز جمعہ کے بعد تجارت کرے اللہ اس کے کسب میں برکت دیتا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے دنیاوی کام نہیں بلکہ عیادت مریض کی اور جنازہ وغیرہ میں حاضر ہونا مراد ہے۔

٨٨٦ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ

٨٨٦۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہماری رہ میں

حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَتْ فِيْنَا امْرَأَةٌ تَجْعَلُ عَلٰى أَرْبِعَآءَ فِيْ مَزْرَعَةٍ لَهَا سِلْقًا فَكَانَتْ إِذَا كَانَ يَوْمُ جُمُعَةٍ تَنْزِعُ أُصُوْلَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهُ فِيْ قِدْرٍ ثُمَّ تَجْعَلُ عَلَيْهِ قَبْضَةً مِّنْ شَعِيْرٍ تَطْحَنُهَا فَتَكُوْنُ أُصُوْلُ السِّلْقِ عَرْقَهُ وَكُنَّا نَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ فَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَرِّبُ ذٰلِكَ الطَّعَامَ إِلَيْنَا فَنَلْعَقُهُ وَكُنَّا نَتَمَنّٰى يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِطَعَامِهَا ذٰلِكَ.

ایک عورت رہتی تھی کہ اپنی کھیتی میں نالے پر گاجر اور چقندر بویا کرتی تھی سو جب جمعہ کا دن ہوتا تو چقندر کی جڑوں کو زمین سے اکھاڑتی اور ان کو ہانڈی میں ڈالتی پھر ایک مٹھی جو کا آٹا اس پر ڈالتی سو گاجر کی جڑیں پک کر گوشت کی طرح ہو جاتیں سو ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر پلٹ آتے اور آ کر اس عورت کو سلام کہتے سو وہ اس کھانے کو ہمارے آگے رکھتی سو ہم اس کو انگلیوں سے چاٹتے اور کھاتے اور ہم جمعہ کے دن اس کے کھانے کی بہت تمنا رکھتے تھے اور اس کو نہایت غنیمت سمجھتے تھے یعنی اس واسطے کہ ان دنوں اصحاب پر رزق کی بہت تنگی تھی اور سخت فقر وفاقہ گزرتا تھا پس آرزو کرتے تھے کہ کب جمعہ ہوگا اور کب اس کا کھانا ملے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیگانی عورت پر سلام کہنا جائز ہے اور مستحب ہے کہ جو کچھ حاضر ہو مہمان کے آگے لا کر رکھے اگرچہ کوئی ادنیٰ چیز ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اصحاب پر نہایت فقر وفاقہ گزرتا تھا کہ گاجروں کو بمنزلہ گوشت کے سمجھتے تھے اور باوجود اس کے عبادت کی طرف بہت جلدی کرتے تھے۔

٨٨٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ بِهٰذَا وَقَالَ مَا كُنَّا نَقِيْلُ وَلَا نَتَغَدّٰى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

٨٨٧۔ حضرت سہل نے وہی حدیث بیان کی جو ابھی گزر چکی ہے اس میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ ہم نہیں سوتے تھے اور صبح کا کھانا نہیں کھاتے تھے مگر بعد جمعہ کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز کے بعد روزی تلاش کرنا واجب نہیں اس لیے کہ وہ اصحاب بعد جمعہ کے کھانے اور سونے کے واسطے جاتے تھے اگر واجب ہوتا تو بعد اس کے قیلولہ نہ کرتے۔ واللہ اعلم

بَابُ الْقَائِلَةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

جمعہ کی نماز کے بعد قیلولہ کرنے کا بیان۔

٨٨٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ الشَّيْبَانِيُّ الْكُوْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ كُنَّا نُبَكِّرُ إِلَى الْجُمُعَةِ ثُمَّ نَقِيْلُ.

٨٨٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جمعہ کی نماز اول وقت پڑھا کرتے تھے پھر بعد اس کے قیلولہ کرتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

٨٨٩ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ تَكُوْنُ الْقَآئِلَةُ.

٨٨٩۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھا کرتے تھے پھر بعد اس کے قیلولہ ہوتا۔

فائدہ: یہ حدیث بھی گزر چکی ہے پس ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد قیلولہ کرنا چاہیے اور جمعہ کو نہایت اول وقت میں ادا کرنا چاہیے، واللہ اعلم۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَبْوَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ — خوف کی نماز کا بیان یعنی اس کا پڑھنا جائز ہے

فائدہ: خوف کی نماز اس کو کہتے ہیں جو دشمن کے خوف اور مقابلے کے وقت پڑھی جاتی ہے یعنی اگر مسلمانوں اور کافروں کی لڑائی ہو رہی ہو اور نماز کا وقت آ جائے یا یہ خوف ہو کہ اگر ہم نماز میں کھڑے ہوں گے تو کافر پیچھے سے ہم پر آ پڑیں گے تو ایسی حالت میں خوف کی نماز پڑھنی جائز ہے اور اس کا جواز قرآن اور حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ یہ آیت اس کے ثبوت پر دلالت کرتی ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا إِنَّ الْكَافِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا وَإِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوْا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً وَّلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى أَنْ تَضَعُوْا أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تم سفر کرو ملک میں تو تم پر گناہ نہیں کہ کچھ کم کرو نماز میں اگر تم کو ڈر ہو کہ ستائیں گے تم کو کافر البتہ کافر تمہارے دشمن ہیں صریح اور جب تو ان میں ہو پھر ان کو نماز میں کھڑا کرے تو چاہیے کہ ایک جماعت ان کی کھڑی ہو تیرے ساتھ اور ساتھ لیں اپنے ہتھیار پھر جب یہ سجدہ کر چکیں تو پیچھے ہو جائیں اور آئے دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ نماز پڑھیں تیرے ساتھ اور پاس لیں اپنا بچاؤ اور ہتھیار کافر چاہتے ہیں کسی طرح تم بے خبر ہو اپنے ہتھیاروں سے اور اسباب سے تو تم پر جھک پڑھیں ایک حملہ کر کے اور گناہ نہیں تم پر اگر تم کو تکلیف ہو مینہ سے یا تم بیمار ہو کہ اتار رکھو اپنے ہتھیار اور ساتھ لو اپنا بچاؤ اللہ نے رکھی ہے منکروں کے واسطے ذلت کی مار

فائدہ: اس آیت میں نماز خوف کا بیان ہے کہ اگر مقابلے کا وقت ہو تو فوج دو حصے ہو جائے ہر جماعت آدھی نماز میں امام کی شریک ہو اور آدھی خود پڑھے جب تک دوسری جماعت دشمن کے مقابل رہے اور اس وقت نماز میں آمد ورفت معاف ہے اور ہتھیار اور زرہ وغیرہ اپنے ساتھ رکھیں اور اگر اس قدر بھی فرصت نہ ہو تو جماعت موقوف کریں تنہا پڑھیں پیادہ اور سوار اگر یہ بھی فرصت نہ ملے تو قضا کریں اور یہ نماز خوف کا ایک طریقہ ہے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ امام دو بار نماز پڑھے ایک بار ایک جماعت کو پڑھائے دوسری بار دوسری جماعت کو پڑھائے اور ان کے سوا اور کئی صورتیں بھی ہیں اور آیت سب کا احتمال رکھتی ہے پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ دشمن کے مقابلے کے وقت خوف کی نماز پڑھنی جائز ہے اور ابو یوسف اور حسن بن زیادہ اور ابراہیم بن علیہ وغیرہ نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے کہ حضرت ﷺ کے بعد خوف کی نماز پڑھنی جائز نہیں اس لیے کہ اللہ نے پیغمبر کو فرمایا کہ جب تو ان میں ہو تو نماز ان کو پڑھا لیکن یہ قول ان کا مردود ہے ساتھ اجماع صحابہ کے کہ بعد حضرت ﷺ کے نماز خوف کی پڑھتے رہے اور اس میں اختلاف ہے کہ حضر میں بھی خوف کی نماز جائز ہے یا نہیں سو ابن ماجشون اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضر میں خوف کی نماز جائز نہیں اور جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے اور اس آیت کے شانِ نزول میں اختلاف ہے اکثر علماء کے نزدیک مشہور یہ بات ہے کہ یہ آیت مسافر کی نماز کے حق میں نازل ہوئی ہے اور قید خوف کی اتفاقی ہے اس لیے کہ اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ سفر میں امن کے وقت بھی قصر جائز ہے اور یہی قول ہے شافعیہ وغیرہ کا لیکن شاہ ولی اللہ صاحب دھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت خوف کی نماز میں نازل ہوئی ہے اور سفر کی قید اتفاقی ہے اور مراد قصر کرنے سے باعتبار کیفیت اور وصف کے ہے یعنی خوف کے وقت قیام اور قعود اور رکوع اور سجود میں قصر کرے اور ان کو ترک کرے اشارہ سے نماز پڑھے لیکن ظاہر پہلی صورت ہے۔

٨٩٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَأَلْتُهُ هَلْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي صَلَاةَ الْخَوْفِ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ لَنَا فَقَامَتْ طَآئِفَةٌ مَّعَهٗ وَأَقْبَلَتْ طَآئِفَةٌ عَلَى

٨٩٠۔ حضرت شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے خوف کی نماز پڑھی ہے یا نہیں سو اس نے کہا کہ مجھ کو سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کو نکلے سو ہم نے دشمن سے مقابلہ کیا اور لڑائی کے واسطے صف باندھی سو حضرت ﷺ ہم کو نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے (اور فوج دو حصے ہو گئی) سو ایک جماعت حضرت ﷺ کے ساتھ کھڑی ہوئی اور دوسری جماعت دشمن کے مقابل ہوئی سو آپ نے اپنے مقتدیوں کے ساتھ رکوع

الْعَدُوِّ وَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ مَّعَهٗ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا مَكَانَ الطَّآئِفَةِ الَّتِيْ لَمْ تُصَلِّ فَجَآءُوْا فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ رَكْعَةً وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهٖ رَكْعَةً وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

کیا اور دوسجدے کیے یعنی ایک رکعت تمام کی پھر یہ جماعت ایک رکعت پڑھ کر دوسری جماعت کی جگہ چلی گئی جس نے نماز نہیں پڑھی تھی یعنی دشمن کے مقابل ہو گئی اور دوسری جماعت آئی (اور حضرت ﷺ کے ساتھ کھڑی ہوئی) سو حضرت ﷺ نے اُن کے ساتھ رکوع کیا اور دوسجدے کیے پھر آپ نے سلام پھیری اور ہر ایک جماعت نے اپنی ایک ایک رکعت علیحدہ پڑھی۔

فائدہ: یہ جنگ ذات الرقاع کا ذکر ہے جو بنی غطفان سے واقع ہوا تھا کما سیاتی ان شاء اللہ تعالیٰ ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں جماعتوں نے اپنی ایک ایک رکعت ایک حالت میں پڑھی لیکن راجح یہ قول ہے کہ انہوں نے باقی ایک ایک رکعت علی سبیل التعاقب پڑھی یعنی آگے پیچھے تا کہ حراست مطلوبہ فوت نہ ہو جائے اور اسی کی تائید کرتی ہے وہ حدیث جو ابوداؤد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ نے سلام پھیری تو دوسری جماعت (جس نے اخیر رکعت آپ کے ساتھ پڑھی تھی) اٹھ کھڑی ہوئی اور اسی نماز کی جگہ میں باقی ایک رکعت ادا کی اور سلام پھیر کر دشمن کے مقابلے میں چلے گئے اس وقت پہلی جماعت نے اپنی ایک رکعت باقی علیحدہ پڑھ کر سلام پھیری سو دوسری جماعت کی نماز میں تو کچھ فرق واقع نہ ہوا بلکہ دونوں رکعتیں ایک ساتھ پڑھی گئیں اور پہلی جماعت کی نماز میں فرق واقع ہوا کہ انہوں نے ایک رکعت پہلے پڑھی اور دوسری رکعت بہت دیر کے بعد دوسری جگہ پڑھی اور یہی قول ہے اشہب اور اوزاعی کا اور یہ موافق ہے واسطے حدیث سہل رضی اللہ عنہ کے اور یہی مذہب ہے امام مالک رحمہ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہ اور امام احمد رحمہ اللہ علیہ کا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب امام سلام پھیرے تو دوسری جماعت اپنی باقی ایک رکعت اس وقت نہ پڑھے بلکہ اٹھ کر دشمن کے مقابل چلی جائے اور پہلی جماعت آ کر اپنی نماز تمام کرے پھر وہ دشمن کے مقابل ہو جائے اور دوسری جماعت آئے اور باقی ایک رکعت پڑھ کے سلام پھیرے اور حنفیہ اس صورت کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف نسبت کرتے ہیں لیکن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے کسی طریق میں یہ صورت پائی نہیں جاتی اور جاننا چاہیے کہ نماز خوف کی کئی طرق سے وارد ہوئی ہے اور بہت مختلف طور سے پڑھی گئی ہے کبھی کسی طرح کبھی کسی طرح امام احمد رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ نماز خوف چھ یا سات طرح سے ثابت ہوئی ہے سو جس طریقے اور جس طور سے کوئی پڑھے جائز ہے لیکن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کو ترجیح ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے اور اسحاق اور طبری اور ابن منذر وغیرہ نے اس کے آٹھ طریقے بیان کیے ہیں لیکن انہوں نے کسی وجہ کو ترجیح نہیں دی اور ابن حبان نے اس کے نو طریقے بیان کیے ہیں اور ابن حزم نے کہا کہ نماز خوف کے چودہ

طریقے ثابت ہیں اور بعض نے کہا کہ سولہ طریقے سے ثابت ہوئی ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور بعض نے کہا کہ سترہ طریقے سے آئی ہے لیکن اکثر طریقے آپس میں متداخل ہو سکتے ہیں جن کا خلاصہ وہی چھ یا سات صورتیں باقی نکلتی ہیں جو پہلے گزریں اور جنہوں نے سولہ یا سترہ وغیرہ طریق سے کہا ہے تو اختلاف راویوں کے سبب سے کہا ہے جب راوی نے کسی حدیث میں کچھ ذرا اختلاف کیا تو انہوں نے اس کو ایک وجہ قرار دے دیا اور بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ نے خوف کی نماز مختلف اوقات میں مختلف طور سے پڑھی ہے سو جس جگہ جو مناسب ہو اور جس طور سے نماز میں زیادہ احتیاط پائی جائے اور دشمن سے اچھی طرح بچاؤ ہو سکے اس کو اختیار کرنا چاہیے اور جائز ہر طور سے ہے کما قدمناہ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فوج کا برابر نصف ونصف ہونا شرط نہیں بلکہ جتنے آدمیوں سے دل جمعی ہو اتنے کافی ہیں اور اگر فقط تین ہی آدمی ہوں تو ان کو بھی جائز ہے کہ ایک دشمن کے مقابل کھڑا ہو اور دوسرا امام کے ساتھ نماز پڑھے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جماعت سے نماز پڑھنے کی بڑی تاکید ہے بلکہ اس کے وجوب کی تائید ہے کہ اس میں کئی ناجائز امروں کو اختیار کرنا پڑتا ہے جن کی تنہائی میں حاجت نہیں پڑتی واللہ اعلم۔ اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مقابلے کے وقت خوف کی نماز پڑھنی جائز ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ رِجَالًا وَّرُكْبَانًا رَاجِلٌ قَائِمٌ.

پیادے اور سواری کی حالت میں خوف کی نماز پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی اگر دشمن کے مقابلے میں گھوڑے سے نیچے اتر کر اور جماعت سے نماز پڑھنے کی فرصت نہ ملے تو ہر شخص تنہا اپنی اپنی نماز پڑھے اور رکوع اور سجود اشارے سے کرے خواہ منہ قبلے کی طرف ہو اور خواہ نہ ہو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ راجل کا معنی کھڑا ہونے والا ہے یعنی رجالا جو آیت میں واقع ہوا ہے جمع راجل کی ہے یہاں معنی اس کا پیادہ ہے۔

٨٩١ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْقُرَشِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوًا مِّنْ قَوْلِ مُجَاهِدٍ إِذَا اخْتَلَطُوْا قِيَامًا وَزَادَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَانُوْا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَلْيُصَلُّوْا قِيَامًا وَّرُكْبَانًا.

٨٩١۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے موافق قول مجاہد کی روایت ہے کہ جب مسلمانوں اور کافروں کا مقابلہ ہو تو ہر آدمی تنہا نماز پڑھے پیادہ اور سوار جس طرف منہ ہو یعنی اشارے سے نماز پڑھیں رکوع کے واسطے تھوڑا اشارہ کریں اور سجدے کے واسطے زیادہ اشارہ کریں اور طبری نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے کہ جب مسلمان اور کافر آپس میں مل جائیں تو نہیں نماز مگر ذکر اشارے سر کے سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ سے اتنا زیادہ روایت کیا ہے

کہ اگر کافر اس سے بہت ہوں یعنی نماز میں کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو چاہیے کہ نماز پڑھیں پیادے اور سوار اور اشارے سے خواہ قبلے کی طرف منہ ہو یا نہ ہو۔

فائدہ: مطلب اس باب سے یہ ہے کہ جب خوف سخت ہو اور دشمن بہت ہوں اور اس سبب سے فوج کے دو حصے کرنے ہیں دل جمعی نہ ہو تو ایسی حالت میں بھی نماز ساقط نہیں ہوتی اور قضا کرنی جائز نہیں بلکہ جس طرح ہو سکے ادا کرے اگر قیام کی فرصت نہ ملے تو اس کے بدلے رکوع کرے اور اگر رکوع اور سجود کی فرصت بھی نہیں تو اشارے سے نماز پڑھے اور اشارہ سر سے کرے رکوع کے واسطے سر کو تھوڑا جھکا دے اور سجدے کے واسطے زیادہ جھکا دے ایسی تنگی کی حالت میں یہ سب کام درست ہیں اور یہی ہے مذہب جمہور علماء کا اور مالکیہ کہتے ہیں کہ جب تک قضا ہونے کا خوف نہ ہو تب تک ایسا نہ کرے مگر آواز کرنا درست نہیں کہ اس کی کوئی حاجت نہیں اور ظاہرًا اس سے یہی مطلب معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث اپنے قول کی تائید کے واسطے بیان کی اس لیے کہ پہلے مسئلہ کے سوا اس حدیث سے کوئی دوسرا مسئلہ معلوم نہیں ہوتا ہے پس مطلب سب کا ایک ہے واللہ اعلم۔ اور اسی طرح اگر جانور درندے شیر یا سانپ وغیرہ کا خوف ہو یا غرق ہو جانے کا یا جل جانے کا خوف ہو یا مال پر خوف ہو تو ان سب صورتوں میں بھی یہی حکم ہے یعنی ان میں بھی خوف کی نماز پڑھنی جائز ہے۔

بَابُ يَحْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِيْ صَلَاةِ الْخَوْفِ.

خوف کی نماز میں ایک دوسرے کی نگہبانی اور حفاظت کرے۔

فائدہ: اس کی ایک صورت تو وہ ہے جو اوپر گزر چکی ہے اور ایک صورت اس کی یہ ہے کہ ساری فوج یکبارگی امام کے ساتھ نیت کر کے کھڑی ہو جائے سو پہلی رکعت میں دوسری جماعت امام کے ساتھ رکوع سجود کرے اور ایک جماعت ان کی نگہبانی کے واسطے کھڑی رہے اور دوسری رکعت میں ایک جماعت امام کے ساتھ رکوع سجود کرے اور پہلی جماعت ان کی نگہبانی کے واسطے کھڑی رہے لیکن یہ صورت اسی وقت کے ساتھ خاص ہے جب کہ دشمن قبلے کے سامنے ہو اور اگر قبلے کی طرف نہ ہو تو پھر مختلف ہونا جہت حفاظت دشمن کا اور جہت نماز کا ضروری ہے یعنی اس وقت جب کوئی دشمن کی نگہبانی کے واسطے کھڑا ہو گا تو خواہ مخواہ منہ کو قبلے سے اور طرف پھیرنا پڑے گا اور حدیث باب کی اس صورت کے موافق ہے جب دشمن قبلے کی طرف ہو اور اگر کوئی کہے کہ یہ صورت قرآن کے مخالف ہے تو کہا جائے گا کہ احتمال ہے کہ قرآن میں اس صورت کا بیان ہو جس میں دشمن قبلے کی طرف نہ ہو۔

٨٩٢ ۔ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ

٨٩٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے واسطے کھڑے ہوئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے

الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَكَبَّرَ وَكَبَّرُوْا مَعَهُ وَرَكَعَ وَرَكَعَ نَاسٌ مِّنْهُمْ مَعَهُ ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدُوْا مَعَهُ ثُمَّ قَامَ لِلثَّانِيَةِ فَقَامَ الَّذِيْنَ سَجَدُوْا وَحَرَسُوْا إِخْوَانَهُمْ وَأَتَتِ الطَّآئِفَةُ الْأُخْرٰى فَرَكَعُوْا وَسَجَدُوْا مَعَهُ وَالنَّاسُ كُلُّهُمْ فِيْ صَلَاةٍ وَّلٰكِنْ يَّحْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا.

ہوئے یعنی خوف کی نماز میں سو آپ نے تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ تکبیر کہی یعنی تکبیر تحریمہ اور دو صفیں باندھ کے آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے سو آپ نے رکوع کیا سو ان میں سے ایک جماعت نے آپ کے ساتھ رکوع کیا اور (دوسری جماعت ان کی حفاظت کے واسطے دشمن کے مقابل کھڑے رہی) پھر آپ نے سجدہ کیا اور اس جماعت نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا پھر آپ دوسری رکعت پڑھنے کے واسطے کھڑے ہوئے سو جس جماعت نے (پہلی رکعت میں) حضرت ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا تھا وہ دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہوئے اور اپنے بھائیوں کی نگہبانی کرنے لگے اور دوسری جماعت آئی (جس نے پہلی رکعت میں آپ کے ساتھ سجدہ نہیں کیا تھا) سو انہوں نے آپ کے ساتھ رکوع کیا اور سجدہ کیا اور لوگ سب نماز میں تھے لیکن بعض بعض کی نگہبانی کرتے تھے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں جماعتوں نے فقط ایک ایک رکعت پڑھی اور ایک روایت میں نسائی کے یہ لفظ آیا ہے ولم یقضوا یعنی انہوں نے دوسری رکعت کو پورا نہ کیا سو یہ لفظ صریح ہے اس میں کہ انہوں نے فقط ایک ہی رکعت پڑھی تھی دوسری رکعت نہیں پڑھی تھی اور صحیح مسلم اور ابوداؤد وغیرہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ نے نماز کو پیغمبر کی زبان پر فرض کیا حضر میں چار رکعتیں اور سفر میں دو رکعتیں اور خوف میں ایک رکعت سو اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ خوف کی نماز فقط ایک ہی رکعت ہے پس اگر کوئی شخص خوف کی حالت میں فقط ایک ہی رکعت پر اکتفا کرے تو جائز ہے اور یہی مذہب ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ وغیرہ بہت صحابہ اور تابعین کا اور یہی قول ہے حسن اور ضحاک اور اسحاق اور ثوری کا (اور ان میں سے بعض اس کو شدت خوف کے ساتھ قید کرتے ہیں) اور جمہور علماء کے نزدیک خوف کی حالت میں فقط ایک رکعت پڑھنی کافی نہیں دو رکعتیں پڑھے وہ کہتے ہیں کہ خوف کی نماز کی تعداد میں قصر نہیں اس کی شکل اور ہیئت میں قصر ہے یعنی نماز خوف کی دو ہی رکعتیں پڑھے اس سے کم نہ کرے لیکن اس کے رکوع سجود میں قصر کرے کہ ان کے بدلے اشارے سے کام لے اور جمہور علماء حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ امام کے ساتھ فقط ایک رکعت ہے اس میں دوسری رکعت کی نفی نہیں اور نیز ولم یقضوا کا یہ معنی کرتے ہیں کہ انہوں نے امن کے بعد اس نماز کو قضا نہ کیا انتہی۔

لیکن ان سب حدیثوں میں تطبیق دینی بہتر معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ خوف کی نماز دو طرح سے جائز ہے کبھی دو رکعت پڑھ لے اور کبھی فقط ایک ہی رکعت پر اکتفا کرے یہ صورت اس وقت کے ساتھ خاص ہے جب دشمن قبلے میں ہو اور باقی صورتیں اور وقتوں پر یا جب دو رکعتوں کی فرصت نہ ملے تو ایک رکعت پڑھے جیسا کہ آئندہ آئے گا اور مغرب کی نماز میں بالا جماع قصر نہیں بلکہ پوری پڑھے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عِنْدَ مُنَاهَضَةِ الْحُصُوْنِ وَلِقَآءِ الْعَدُوِّ.

جب دشمن سے مقابلہ ہو اور قلعہ فتح ہو جانے کی امید ہو تو اس وقت کیا کرے خوف کی نماز پڑھے یا فتح ہونے تک نماز کو تاخیر کر کے پوری پڑھے۔

فائدہ: بعض علماء کہتے ہیں کہ جب ظفر یابی کی امید ہو اور قلعہ فتح ہو جانے کا گمان ہو تو اس حالت میں اگر خوف کی نماز پڑھنے کی فرصت نہ ملے تو نماز کو تاخیر کرے بعد فتح کے نماز کو قضا کر کے پڑھنا جائز ہے۔

وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ إِنْ كَانَ تَهَيَّأَ الْفَتْحُ وَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلَى الصَّلَاةِ صَلَّوْا إِيْمَآءً كُلُّ امْرِئٍ لِنَفْسِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَقْدِرُوْا عَلَى الْإِيْمَآءِ أَخَّرُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى يَنْكَشِفَ الْقِتَالُ أَوْ يَأْمَنُوْا فَيُصَلُّوْا رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ لَّمْ يَقْدِرُوْا صَلَّوْا رَكْعَةً وَّسَجْدَتَيْنِ فَإِنْ لَّمْ يَقْدِرُوْا فَلَا يُجْزِئُهُمُ التَّكْبِيْرُ وَيُؤَخِّرُوْنَهَا حَتّٰى يَأْمَنُوْا وَبِهٖ قَالَ مَكْحُوْلٌ.

اور امام اوزاعی نے کہا کہ اگر فتح تیار ہو اور نماز کی فرصت نہ پائیں یعنی اس کے ارکان اور فعل بجا نہ لا سکیں تو اشارے سے نماز پڑھیں ہر آدمی تنہا تنہا اور اگر اشارے سے پڑھنے کی بھی فرصت نہ پائیں تو نماز کو تاخیر کریں یہاں تک کہ لڑائی تمام ہو جائے یا بے خوف ہو جائیں اس سے کہ اب دشمن نہیں لڑیں گے تو اس وقت دو رکعت نماز پڑھیں اور اگر دو رکعت کی قدرت نہ پائیں نہ فعل سے اور نہ اشارے سے تو فقط ایک رکعت پڑھ لیں اور دو سجدے کریں اور اگر ایک رکعت کی بھی قدرت نہ پائیں تو پھر ان کو تکبیر کہنی یعنی سبحان اللہ اللہ اکبر کہنا کافی نہیں بلکہ تاخیر کریں یہاں تک کہ بے خوف ہو جائیں اور یہی قول ہے مکحول کا۔

فائدہ: اس کلام میں تقدیم وتاخیر واقع ہوئی ہے اصل میں یہ کلام اس طور سے ہے کہ اگر دو رکعتوں کی فرصت نہ ملے نہ فعل سے اور نہ اشارہ سے تو فقط ایک رکعت ہی کافی ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اوپر گزر چکا ہے اور اگر ایک رکعت کی بھی فرصت نہ ملے تو نماز کو تاخیر کر دے یہاں تک کہ لڑائی بند ہو جائے یا لڑائی قائم ہو مگر مدد پہنچنے کے سبب سے امن حاصل ہو تو اس وقت دو رکعت نماز پڑھے جیسا کہ دوسری روایت میں صریح آ چکا ہے اور یہ جو کہا کہ فقط تکبیر

کبھی نماز کے بدلے کافی نہیں تو اس میں اتفاق نہیں بلکہ امام اوزاعی وغیرہ کہتے ہیں کہ خوف کی نماز کے بدلے فقط سبحان اللہ اللہ اکبر کہہ لے تو یہ بھی کافی ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جب دولشکروں کا مقابلہ ہو اور نماز کا وقت آ جائے تو فقط سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھنا نماز کے بدلے کافی ہو جاتا ہے اور یہی ان کی نماز ہے ان پر دوہرانا اس کا لازم نہیں اور مجاہد نے کہا کہ دوڑنے کے وقت اگر ایک تکبیر پڑھ لے تو بھی کافی ہو جاتی ہے اور اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ دوڑنے کے وقت ایک رکعت اشارے سے پڑھے اس کی فرصت نہ ہو تو ایک سجدہ کرے اس کی بھی فرصت نہ ہو تو اللہ اکبر کہے پس یہی نماز ہے اور یہ جو اوزاعی نے کہا کہ اگر اشارے کی طاقت نہ ہو تو اس پر بعض نے اعتراض کیا ہے کہ عقل کے ہوتے اشارے سے عاجز ہونا ممکن نہیں پھر یہ صورت کیسے صحیح ہو سکے گی سو جواب اس کا یہ ہے کہ شاید وہ اشارے کے وقت بھی استقبال قبلہ کو شرط جانتے تھے اور جب قبلے کی طرف منہ نہ ہو سکا تو گویا کہ اشارے سے بھی عاجز ہو گیا اور بعض نے کہا کہ وضو اور تیمم سے عاجز ہونا گویا اشارے سے عاجز ہونا ہے، واللہ اعلم۔ اور اس قول سے معلوم ہوا کہ اگر قلعہ فتح ہونے کے وقت نماز کی فرصت نہ ملے اس خیال سے کہ اگر مسلمان نماز میں مشغول ہو گئے تو دشمن کو مہلت مل جائے گی اور قلعہ فتح نہیں ہوگا تو اس حالت میں نماز کو فتح ہونے تک مؤخر کرنا جائز ہے بعد کو قضا کر کے پڑھے پس پہلی وجہ مطابقت اس قول کی باب سے اور اس کی باقی سب صورتوں میں نماز کو قضا کرنا درست نہیں یہ حکم فقط اسی صورت کے ساتھ خاص ہے بلکہ اکثر علماء اس صورت میں بھی قضا کو جائز نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ جس طرح سے ہو سکے اسی وقت ادا کرے خواہ فعل سے ہو خواہ اشارے سے۔

وَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ حَضَرْتُ عِنْدَ مُنَاهَضَةِ حِصْنِ تُسْتَرَ عِنْدَ إِضَاءَةِ الْفَجْرِ وَاشْتَدَّ اشْتِعَالُ الْقِتَالِ فَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلَى الصَّلَاةِ فَلَمْ نُصَلِّ إِلَّا بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَصَلَّيْنَاهَا وَنَحْنُ مَعَ أَبِي مُوْسٰى فَفُتِحَ لَنَا وَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَمَا يَسُرُّنِيْ بِتِلْكَ الصَّلَاةِ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا.

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں قلعہ تستر کے فتح ہونے کی صبح کو حاضر ہوا یعنی صبح کے وقت وہ قلعہ فتح ہوا تھا اور میں بھی اس جنگ میں موجود تھا سو لڑائی سخت گرم ہوئی اور لوگوں نے نماز کی فرصت نہ پائی نہ فعل سے اور نہ اشارے سے سو نماز قضا ہو گئی سو ہم نے وہ نماز سورج بلند ہونے کے بعد ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ پڑھی سو وہ قلعہ ہمارے واسطے فتح ہو گیا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں خوش کرتی مجھ کو بدلے اس نماز کے تمام دنیا اور جو چیز کہ دنیا میں ہے یعنی اس وقت کا جنگ میں مشغول ہونا اور بعد فتح کے نماز کو پڑھنا مجھ کو تمام دنیا سے بہتر

ہے کہ دونوں کام ہو گئے قلعہ بھی فتح ہو گیا اور نماز بھی ادا ہو گئی یا نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا تمام دنیا سے بہتر تھا تو یہ افسوس ہے نماز کے قضا ہونے پر، واللہ اعلم۔

فائدہ: تستر ایک شہر کا نام ہے اہواز کے ملک میں یہ شہر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح ہوا تھا اس اثر سے بھی معلوم ہوا کہ اگر قلعہ فتح ہونے کی امید کے وقت نماز کی فرصت نہ ملے تو نماز کو تاخیر کرے اور بعد فتح کے قضا کر کے پڑھے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس اثر کی باب سے۔

٨٩٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ الْبُخَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُبَارَكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَآءَ عُمَرُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا صَلَّيْتُ الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَغِيْبَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا بَعْدُ قَالَ فَنَزَلَ إِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ بَعْدَهَا.

٨٩٣۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خندق کے دن عمر رضی اللہ عنہ آئے اور کفار قریش کو گالی دینے لگے اور عرض کی کہ یا حضرت! میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ سورج ڈوبنے لگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں نے بھی ابھی تک عصر نہیں پڑھی سو آپ بطحان (ایک میدان کا نام ہے) کی طرف تشریف لے گئے اور وضو کیا اور عصر پڑھی بعد سورج ڈوبنے کے پھر بعد اس کے مغرب کی نماز پڑھی۔

فائدہ: یہ حدیث آخر مواقیت میں گزر چکی ہے اس میں اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے دن نماز کو کس وجہ سے تاخیر کیا سو بعض کہتے ہیں کہ بھول سے دیر ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے عمدًا جان بوجھ کر دیر کی اور برشق ثانی بعض کہتے ہیں کہ لڑائی میں مشغول ہونے کی وجہ سے دیر کی اور یہی مذہب ہے امام بخاری رحمہ اللہ کا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے طہارت میسر نہ ہونے کے سبب سے تاخیر کی تھی اور یہی مذہب ہے مالکیوں اور حنبلیوں کا اس لیے کہ ان کے نزدیک لڑائی کے شغل سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ واقعہ آیت خوف کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے اور یہ مذہب شافعیوں کا ہے کہ نماز خوف کو منسوخ کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ نماز خوف کی منسوخ نہیں۔

بَابُ صَلَاةِ الطَّالِبِ وَالْمَطْلُوْبِ رَاكِبًا

طالب اور مطلوب کے سوار اور پیادہ نماز پڑھنے کا بیان

وَّإِيمَآءً.

یعنی جو شخص کہ دشمن کے پکڑنے کو اس کے پیچھے دوڑا جاتا ہو یا دشمن اس کے پیچھے سے دوڑا آتا ہو تو وہ نماز پڑھے سوار یا پیادہ اور اشارے سے۔

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ اکثر اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ مطلوب اپنی سواری پر اشارے سے نماز پڑھے اور طالب نیچے اتر کر نماز پڑھے امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر طالب کو اپنی ساتھیوں سے پیچھے رہ جانے کا خوف ہو یا دشمن کے پیچھے پلٹ آنے کا خوف ہو تو اس حالت میں اس کو بھی سواری پر اشارے سے نماز پڑھنی جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ طالب اور مطلوب میں فرق ہے اور وجہ فرق کی یہ ہے کہ مطلوب کے حق میں بہت خوف ہے کہ دشمن اس کے پیچھے سے دوڑا آتا ہے بخلاف طالب کے کہ فقط دشمن کے قابو نہ آنے کا خوف ہوتا ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ طالب کو اشارے سے نماز پڑھنی منع ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب دشمن کے قابو نہ آنے کا خوف ہو تو طالب اپنی سواری پر نماز پڑھے خواہ کسی طرف متوجہ ہو یعنی رکوع اور سجود سے نہ اشارے سے۔

وَقَالَ الْوَلِيْدُ ذَكَرْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ صَلَاةَ شُرَحْبِيْلَ بْنِ السِّمْطِ وَأَصْحَابِهِ عَلٰى ظَهْرِ الدَّابَّةِ فَقَالَ كَذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا إِذَا تُخُوِّفَ الْفَوْتُ وَاحْتَجَّ الْوَلِيْدُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ.

اور ولید نے کہا کہ میں نے اوزاعی سے شرحبیل اور اس کے ساتھیوں کے سواری پر نماز پڑھنے کا ذکر کیا سو اس نے کہا کہ یہی حکم ہے نزدیک ہمارے جب کہ خوف کرے فوت ہونے نماز کا یعنی کسی ایسے امر میں مشغول ہو کہ نماز کی فرصت نہ ملے جیسے کہ لڑائی وغیرہ ہے یا خوف کرے دشمن کے بھاگ جانے کا یا پیچھے سے آنے کا اور ولید نے دلیل پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے کہ آپ نے فرمایا کہ نہ کوئی نماز پڑھے عصر کی مگر بنی قریظہ میں۔

فائدہ: شرحبیل ایک تابعی کا نام ہے کہ کچھ مسلمان ساتھ لے کر حمص شہر میں جنگ کرنے کو گیا تھا راہ میں نماز کا وقت آیا سو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اپنی اپنی سواریوں پر نماز پڑھو نیچے اترنے کی کچھ ضرورت نہیں تب لوگوں نے اپنی سواریوں پر نماز پڑھی سو یہ حال ولید نے اوزاعی سے کہا۔

٨٩٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَآءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا لَمَّا رَجَعَ مِنَ الْأَحْزَابِ لَا

٨٩٤۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ خندق سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ نہ کوئی نماز پڑھے عصر کی مگر بنی قریظہ میں سو بعض اصحاب کو راہ میں عصر کی نماز پڑھ لی اور بعض نے کہا کہ ہم تو بنی قریظہ ہی میں جا کر نماز پڑھیں

يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ فَأَدْرَكَ بَعْضَهُمُ الْعَصْرُ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّي لَمْ يُرَدْ مِنَّا ذٰلِكَ فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِّنْهُمْ.

گے راہ میں نہیں پڑھیں گے اگرچہ نماز کا وقت جاتا رہے اور بعض نے کہا کہ آپ کی یہ غرض نہ تھی کہ کوئی راہ میں نماز نہ پڑھے سو یہ حال یعنی بعض کے نماز پڑھنے کا اور بعض کا نماز نہ پڑھنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ذکر ہوا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو ملامت نہ کیا اور کسی پر ناخوش نہ ہوئے۔

فائدہ: بنی قریظہ یہودی لوگ تھے مدینے کے قریب دو تین کوس پر ان کی بستی اور گھر تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اور ان میں صلح تھی پانچویں سال ہجری میں انہوں نے قول اقرار توڑ ڈالا اور خندق کی لڑائی میں کافروں کے ساتھ شریک ہوئے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی لڑائی سے فارغ ہوئے اور کافر سرد ہوا چلنے کے سبب سے بھاگ گئے تو آپ نے اصحاب کو فرمایا کہ بنی قریظہ پر دھاوا بول دو اور عصر کی نماز وہیں جا کر پڑھو یعنی بہت جلد جاؤ سو اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس طرف روانہ ہوئے راہ میں عصر کا وقت قضا ہونے لگا سو بعض نے راہ میں نماز پڑھ لی اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ غرض نہ تھی کہ اگرچہ نماز کا وقت جاتا رہے کوئی راہ میں سوائے بنی قریظہ کے نماز نہ پڑھے بلکہ غرض آپ کی جلدی جانا تھا اور بعض نے راہ میں نماز نہ پڑھی اور کہا کہ ہم تو بنی قریظہ میں جا کر پڑھیں گے اگرچہ نماز کا وقت جاتا رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے وہیں نماز پڑھنے کو فرمایا ہے سو ان کی نماز قضا ہوگئی اور پورا قصہ اس کا کتاب المغازی میں آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور غرض اس حدیث سے یہاں یہ ہے کہ جن لوگوں نے نماز کو قضا کیا اور بنی قریظہ میں جا کر پڑھا ان کی نماز جائز ہوگئی کہ ان کو آپ نے ملامت نہ کی باوجودیکہ انہوں نے وقت کو فوت کر دیا تھا اور جب شغل کے واسطے نماز کو وقت سے نکال کر پڑھنا جائز ہوا تو ایسی حالت میں وقت کے اندر اشارے سے نماز پڑھنی بطریق اولیٰ جائز ہوگی پس طالب کا اشارے سے نماز پڑھنا جائز ہوگا پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی اور اوزاعی کے مذہب کی تقویت ہوگئی۔

بَابُ التَّكْبِيرِ وَالْغَلَسِ بِالصُّبْحِ وَالصَّلَاةِ عِنْدَ الْإِغَارَةِ وَالْحَرْبِ.

صبح کی نماز اول وقت اندھیرے میں پڑھنے کا بیان اور دشمن پر اچانک اور بے خبر جا پڑنے کے وقت اور لڑائی کے وقت نماز پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: اغارۃ کہتے ہیں اچانک جا پڑنے کو اور بے خبر لوٹ لینے کو تاختن وتاراج کردن عدو یکایک وہجوم آوردن بوقت غفلت۔

٨٩٥ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ

٨٩٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ وَّثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصُّبْحَ بِغَلَسٍ ثُمَّ رَكِبَ فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ ﴿إِنَّآ إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾ فَخَرَجُوْا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ وَيَقُوْلُوْنَ مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ قَالَ وَالْخَمِيْسُ الْجَيْشُ فَظَهَرَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلَ الْمُقَاتِلَةَ وَسَبَى الذَّرَارِيَّ فَصَارَتْ صَفِيَّةُ لِدِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ وَصَارَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ صَدَاقَهَا عِتْقَهَا فَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ لِثَابِتٍ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَنْتَ سَأَلْتَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ مَا أَمْهَرَهَا قَالَ أَمْهَرَهَا نَفْسَهَا فَتَبَسَّمَ.

صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی یعنی جنگ خیبر کے دن پھر سوار ہوئے اور فرمایا اللہ بڑا ہے خراب ہوا خیبر اس واسطے کہ بیشک جب ہم اتریں کسی قوم کے صحن پر تو بری ہو جاتی ہے صبح ڈرائے گئے لوگوں کی سو وہ لوگ کوچوں میں چلتے باہر نکلے اور کہتے تھے کہ یہ محمد ﷺ اور اس کا لشکر آ پہنچا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ خمیس لشکر کو کہتے ہیں سو حضرت ﷺ ان پر غالب ہوئے اور قلعہ خیبر فتح ہو گیا سو آپ نے لڑنے والے مردوں کو قتل کیا اور عورتوں اور چھوٹے بال بچوں کو قید کر لیا سو صفیہ عورت جو بنی قریظہ کی سردار تھی دحیہ کلبی کے حصہ میں آئی کہ حضرت ﷺ نے اس کو عطا کی اور پھر بعد اس کے صفیہ آپ کے ہاتھ آئی سو آپ نے اس سے نکاح کیا اور اس کے آزاد کرنے کو مہر ٹھہرایا عبدالعزیز (راوی) نے ثابت سے کہا کہ اے ابو محمد تو نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا ہے کہ آپ نے اسکا مہر کیا ٹھہرایا تھا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے اس کی جان کو اس کا مہر ٹھہرایا یعنی اس کا آزاد کرنا سو عبدالعزیز اس سے ہنسنے لگے۔

فائدہ: جب خیبر فتح ہوا اور عورتیں پکڑی آئیں تو حضرت ﷺ نے دحیہ کو فرمایا کہ تو جا کر قیدیوں میں سے ایک لونڈی پکڑ لے سو اُس نے جا کر صفیہ کو پکڑ لیا اور صفیہ تمام بنی قریظہ کی سردار تھی اور نسب اور جمال میں سب سے افضل تھی سو لوگوں نے حضرت ﷺ سے یہ حال ذکر کیا اور عرض کی کہ وہ لونڈی بغیر آپ کے اور کسی کو لائق نہیں تب حضرت ﷺ نے دحیہ کلبی کو اس کے عوض میں اور لونڈی دی اور اس کو اس سے واپس لے لیا پھر آپ نے اس سے نکاح کیا اور اس کی آزادی اس کا مہر ٹھہرایا اور باقی بیان اس کا کتاب النکاح میں آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ خراب ہوا خیبر سو آپ نے یہ ان کے حق میں بد دعا کی کہ اللہ ان کو خراب کرے اور یا آپ نے وحی کے ذریعے آئندہ کی خبر دی کہ خیبر خراب ہو جائے گا یعنی فتح ہو جائے گا یا آپ نے وعدہ الٰہی پر اعتماد کر کے فرمایا کہ اللہ نے پیغمبروں سے نصرت کا وعدہ کیا ہے اس آیت کے قرینہ سے جو آپ نے پڑھی یا آپ نے اس آیت کو بطورِ نیک فال کے پڑھا پس اس سے معلوم ہوا کہ اگر نماز کا وقت قریب ہو تو نماز کو لڑائی شروع ہونے سے پہلے پڑھ لینا افضل ہے بلکہ معین ہے تا کہ نماز خوف کی یا تاخیر نماز کی حاجت نہ پڑے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس باب کی نماز خوف سے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْعِيْدَيْنِ — دونوں عیدوں کے احکام کا بیان

فائدہ: عید کا معنی لغت میں پھر آنے کا ہے اور چونکہ یہ دن ہر سال میں پھر آتا ہے اس لیے اس کو عید کہا گیا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ دن سبب خوشی کا ہے اس کے ساتھ خوشی ہر سال پھر آتی ہے اس واسطے اس کو عید کہا گیا۔

بَابُ فِي الْعِيْدَيْنِ وَالتَّجَمُّلِ فِيْهِ. — عید کے دن زینت کرنی اور عمدہ کپڑے پہننے کا بیان یعنی جائز ہے۔

٨٩٦ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ أَخَذَ عُمَرُ جُبَّةً مِنْ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ فِي السُّوْقِ فَأَخَذَهَا فَأَتَى بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْتَعْ هٰذِهٖ تَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيْدِ وَالْوُفُوْدِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هٰذِهٖ لِبَاسُ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فَلَبِثَ عُمَرُ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّلْبَثَ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُبَّةِ دِيْبَاجٍ فَأَقْبَلَ بِهَا عُمَرُ فَأَتَى بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ قُلْتَ إِنَّمَا هٰذِهٖ لِبَاسُ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ وَأَرْسَلْتَ إِلَيَّ بِهٰذِهِ الْجُبَّةِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبِيْعُهَا أَوْ تُصِيْبُ بِهَا حَاجَتَكَ.

٨٩٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک جبہ ریشمی بازار میں بکتے دیکھا سو اس کو پکڑ کر حضرت ﷺ کے پاس لائے اور عرض کی کہ یا حضرت! آپ اس کو خرید لیں اور عید اور ایلچی آنے کے دن اس سے زینت کیا کریں سو آپ نے فرمایا کہ یہ تو لباس اس شخص کا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہو سو عمر رضی اللہ عنہ مدت تک ٹھہرے رہے جتنی کہ اللہ نے چاہا یعنی اس واقعہ کو بہت مدت گزر گئی پھر حضرت ﷺ نے ایک ریشمی جبہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا سو عمر رضی اللہ عنہ اس کو پکڑ کر حضرت ﷺ کے پاس لائے سو عرض کی کہ یا حضرت! آپ نے فرمایا تھا کہ یہ لباس اس شخص کا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہو اور پھر آپ نے یہ جبہ میرے پاس بھیجا ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تیرے پاس اس واسطے نہیں بھیجا کہ تو اس کو پہنے میں تو نے صرف اس واسطے بھیجا ہے کہ تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے فائدہ اٹھائے اور اس سے حاجت روائی کرے۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الجمعہ میں پہلے گزر چکی ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ عید کے واسطے زینت کرنی اور عمدہ کپڑے پہننے جائز ہیں اس لیے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے زینت کے واسطے ریشمی جوڑا خریدنے کا سوال کیا تو آپ نے اصل زینت سے اس پر انکار نہ کیا صرف اس جوڑے سے منع کیا کہ وہ ریشمی تھا اور ریشمی کپڑا پہننا مرد کو حرام ہے یہ آپ نے نہ فرمایا کہ عید کے دن زینت کرنی منع ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ عید کے دن نہایت عمدہ کپڑے پہنا کرتے تھے اور باقی بیان اس کا کتاب اللباس میں آئندہ آئے گا۔

بَابُ الْحِرَابِ وَالدَّرَقِ يَوْمَ الْعِيدِ.

عید کے دن ڈھال اور برچھیوں سے کھیلنے کا بیان یعنی جائز ہے اس لیے کہ عید میں زیادہ خوشی کرنی مباح ہے۔

٨٩٧ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَسَدِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِيْ جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَآءِ بُعَاثَ فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ وَدَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ فَانْتَهَرَنِيْ وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ دَعْهُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا وَكَانَ يَوْمَ عِيْدٍ يَلْعَبُ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَإِمَّا سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِمَّا قَالَ تَشْتَهِيْنَ تَنْظُرِيْنَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَأَقَامَنِيْ وَرَآءَهُ خَدِّيْ عَلٰى خَدِّهِ وَهُوَ يَقُوْلُ دُوْنَكُمْ يَا بَنِيْ أَرْفِدَةَ حَتّٰى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْهَبِيْ.

٨٩٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس دو چھوٹی لڑکیاں بعاث کی لڑائی کے بہادروں کے گیت گاتی تھیں سو آپ (کپڑا اوڑھ کر) لیٹ گئے اور اپنا منہ اس طرف سے پھیرا سو (پیچھے سے) ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور مجھ کو جھڑکا اور کہا کہ تو پیغمبر کے پاس شیطان کا باجہ کیوں لائی ہے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ان کو چھوڑ دے سو جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس طرف سے غافل ہوئے اور کسی اور خیال میں لگ گئے تو میں نے ان کو اشارہ کیا کہ نکل جاؤ سو وہ دونوں (نظر بچا کر) نکل گئیں اور وہ عید کا دن تھا اور حبشی ڈھال اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے سو یا تو میں نے خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور یا آپ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو دیکھنے کی خواہش ہے؟ میں نے کہا ہاں سو آپ نے مجھ کو اپنے پیچھے کھڑا کیا اس حال میں کہ میرا رخسار آپ کے رخسار پر تھا اور آپ فرماتے تھے کہ لو اپنی ڈھال اور برچھیوں کو اے ارفدہ کی اولاد! یہاں تک کہ جب میں تھک گئی تو فرمایا کہ تو نے بس کی میں نے کہا ہاں فرمایا کہ جا۔

فائدہ: انصار کے مدت سے دو گروہ چلے آتے تھے ایک کا نام اوس تھا اور دوسرے کا نام خزرج تھا ان دو گروہوں میں ایک سو بیس برس سے عداوت اور دشمنی چلی آتی تھی اس عرصے میں ان کے درمیان کئی بار بڑے بڑے معرکے اور لڑائیاں واقع ہوئیں کبھی کسی کو فتح ہوتی اور کبھی کسی کو سب سے اخیر لڑائی ان کی درمیان بعاث (ایک قلعہ کا نام ہے) کے پاس واقع ہوئی تین سال ہجرت سے پہلے اور یہ بڑی بھاری لڑائی ہوئی تھی کہ دونوں طرف کے سردار اس میں مقتول ہوئے اور اس میں اوس کو فتح ہوئی اور دونوں طرف کے شاعروں نے اپنے اپنے بہادروں کی تعریف میں اشعار کہے وہی اشعار یہ لڑکیاں گا رہی تھیں سو جب حضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینے میں آئے تو وہ عداوت قدیم ان کی اسلام کی برکت سے دور ہوگئی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کے دن ایسے راگ کا کچھ مضائقہ نہیں کہ یہ دن خوشی کا دن ہے پس اگر چھوٹی لڑکیاں مدح اور بہادری وغیرہ کے اشعار خوش آواز سے پڑھیں تو جائز ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کی رخصت دی لیکن اس میں بھی شرط یہ ہے کہ جوان عورت گانے والی نہ ہو اور مضمون راگ کا خلاف شرع نہ ہو اور اسی طرح بعض عالموں نے شادی نکاح اور ختنے وغیرہ خوشی کی مجلسوں میں بھی بے مزامیر راگ یا دف کے ساتھ درست رکھا ہے بشرطیکہ دینی کام میں کچھ حرج نہ ہو اور گانے والا خوبصورت لڑکا اور اجنبی جوان عورت نہ ہو اور راگ کا مطلب خلاف شرع نہ ہو لیکن اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عید کے سوا اور دنوں میں گانا اور راگ کرنا خواہ دف کے ساتھ ہو خواہ بے دف کے ہو منع ہے اس لیے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے سامنے اس کو شیطان کا باجہ کہا تو آپ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ نہ فرمایا کہ ایسا مت کہو یہ شیطان کا باجہ نہیں اور حرام بھی نہیں بلکہ یہ فرمایا کہ ان لڑکیوں کو منع نہ کر کہ یہ دن عید کا ہے یعنی عموم منع کے حکم سے اس دن میں اس قدر کھیل اور خوشی مخصوص اور مستثنیٰ ہے پس اس حدیث سے مطلق سرور اور راگ کے جائز ہونے پر دلیل پکڑنی جائز نہیں کہ سوائے عید کے اور دنوں میں بھی راگ کرنا جائز ہو مگر اس مسئلے میں صحابہ اور تابعین کے زمانے سے اختلاف چلا آیا ہے اور علماء سلف کے نزدیک تو مشہور یہی مسئلہ ہے کہ راگ کرنا اور سننا حرام ہے یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ آیت ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾ سے مراد راگ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس پر قسم کھاتے تھے کہ اس آیت سے بھی راگ مراد ہے اور اسی طرح کہتے ہیں کہ آیت ﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ﴾ میں بھی مراد آواز شیطان سے راگ ہے اور اسی طرح آیت ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ﴾ اور آیت ﴿وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ﴾ میں بھی مراد راگ ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد نے تفسیر کی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ راگ سے منع کرتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو راگ میں مر جائے اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ راگ دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جیسا کہ پانی ساگ کو پیدا کرتا ہے اور اسی طرح انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر راگ اور کھیل دل میں نفاق پیدا کرتے ہیں اور اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

بھی روایت ہے اور فضل بن عیاض نے کہا کہ راگ زنا کا منتر ہے اور اسی قسم کی اور بھی بہت حدیثیں اس باب میں آئی ہیں جو راگ کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور اگرچہ وہ احادیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں لیکن تعدد طرق اور کثرت اسنادوں کی وجہ سے حسن درجہ کو پہنچ جاتی ہیں اور حدیث حسن بالاتفاق لائق حجت کے ہوتی ہے اور حدیث لڑکیوں کی تو بالاتفاق صحیح ہے ظاہر وہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہے کہ سوائے عید کے اور دنوں میں راگ کرنا حرام ہے اسی واسطے فقہاء اہل فتویٰ اور پیشوایان دین نے اس کی حرمت میں نہایت مبالغہ اور تشدید کی ہے اور چاروں اماموں کا مذہب یہ ہے کہ راگ سننا مکروہ ہے اور مطلق حرام ہونے کی روایت بھی بہت اماموں سے آئی ہے چنانچہ عامر اور سفیان ثوری اور حماد اور نخعی اور فاکہی وغیرہ حرمت کے قائل ہیں اور اہل کوفہ اور عراق اور مدینہ سے بھی یہی منقول ہے اور امام بغوی نے معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ راگ سننا تمام دینوں میں حرام ہے اور امام قرطبی نے کہا کہ راگ کے حرام ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں یعنی بالاتفاق حرام ہے اس لیے کہ وہ کھیل اور تماشے میں داخل ہے اور کھیل بالاتفاق منع ہے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ بعض صوفیوں نے اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ راگ کا گانا اور سننا جائز ہے خواہ کسی باجے کے ساتھ ہو یا بغیر باجے کے ہو لیکن ان کے رد کے واسطے کافی ہے وہ حدیث جو آئندہ باب میں آئے گی اس لیے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود تصریح کر دی ہے کہ وہ لڑکیاں راگ گانے والی نہیں تھیں یعنی وہ راگ اور سرور کی طرز طریق سے ناواقف تھیں نہیں پہچانتی تھیں کہ راگ کیا ہوتا ہے اور کس کو کہتے ہیں جیسا کہ گانے والی عورتیں اس کے طرزِ طریق سے واقف ہوتی ہیں پس اس سے معلوم ہوا کہ جو راگ لوگوں میں مشہور و معروف ہے اور فتنہ انگیزی کا باعث ہوتا ہے اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا ہرگز جائز نہیں رکھتیں تھیں اور اس قسم کے راگ میں اگر عورتوں کے حسن و جمال کی تعریف ہو یا شراب وغیرہ حرام چیزوں کی توصیف ہو تو ایسا راگ سننا بالاتفاق حرام ہے اور جو کچھ کہ صوفی لوگوں نے اس باب میں خرافات اور بدعات نکالی ہیں وہ بالاتفاق حرام ہیں لیکن ہوائے شیطانی اور نفوس شہواتی ان پر غالب آ گئی یہاں تک کہ بہت صوفی دیوانوں اور لڑکوں کی طرح ناچتے ہیں بلکہ بعض اس کو قربت الٰہی حاصل کرنے سبب جانتے ہیں اور اعمال صالح میں داخل کرتے ہیں لیکن تحقیق یہ ہے کہ یہ نشانی زندیقوں اور چھپے مرتدوں کی ہے اور اسی طرح باجے بجانے میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان کے حرام ہونے پر اجماع ہو چکا ہے اور بعض اس کے برعکس دعویٰ کرتے ہیں وہ لوگ دف کے بجانے سے تمام باجوں کا جواز نکالتے ہیں لیکن دف کے جائز ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اور قسم کے سب باجے بھی جائز ہوں کما سیاتی فی ولیمة العرس و کتاب الاشربة انشاء الله تعالیٰ انتہٰی ملخصا۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ کہ فی زماننا اس ملک ہند میں خصوصًا ملتان وغیرہ اطراف سندھ کے ملحدین اور وجودی صوفیوں میں مروج اور معمول ہے کہ ریا اور سمع اور شہرت اور حب دنیا کے واسطے راگ اور سرور کی مجلسیں کرتے ہیں

اور بعض ان میں ناچنے کے واسطے آتے ہیں کہ لوگوں میں ان کی شہرت ہو اور لوگ ان کی تواضع کریں اور بعض صرف کھانے اور نقدی حاصل کرنے کی غرض سے آتے ہیں اور آ کر کمال بے حیائی کرتے ہیں کہ دیوانوں کی طرح ناچتے ہیں اور ہا ہو کرتے ہیں سو ایسا راگ کرنا بالاتفاق حرام ہے اور کسی زمانے میں کسی بزرگ سے یہ طریقہ مروی نہیں یہ عقل کے اندھے خیال کرتے ہیں کہ جیسا ہمارا حال ہے سلف کا بھی یہی حال تھا کہ قوالوں کی طرح ان کے اقوال کو نقل کرتے اور قہقہہ لگاتے ہیں اور ناواقف لوگوں کو سلف کے اعتقاد سے پھیرتے ہیں معاذ اللہ کیا گزارہ اور کیا معاش ہے کاش کہ اپنے آپ کو فقیر نہ کہلاتے اور فقیری کا لباس نہ پہنتے شرعا ان پر تعذیر واجب ہے اور ان کی تعظیم حرام اور اسی طرح اس مجلس کا حال ہے جو بزرگوں کا عرس کرتے ہیں حاصل کلام اس مقام میں یہ ہے کہ جو لوگ اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے مطلق راگ کے جائز ہونے پر دلیل پکڑتے ہیں تو یہ استدلال ان کا غلط اور مردود ہے متعدد وجوہ سے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود اس حدیث میں تصریح کر دی ہے کہ وہ لڑکیاں راگ کی طرز طریق کو نہیں جانتی تھیں اور ان کو راگ کی عادت نہیں تھی اور وہ یہ راگ نہیں تھا جو لوگوں میں مشہور اور مروج ہے اور خرافات کو شامل ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کو شیطان کا باجہ کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ نہ فرمایا کہ ایسا مت کہو یہ شیطان کا باجہ نہیں اور حرام نہیں بلکہ یہ فرمایا کہ ان لڑکیوں کو منع مت کرو پس یہ آپ کی تقریر ہے کہ آپ نے بھی اس کو شیطان کا باجہ کہنا برقرار رکھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ راگ کا حرام ہونا اس وقت اصحاب میں مشہور و معروف تھا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آتے ہیں بلاتوقف یہ کلمہ زبان سے فرمایا کہ یہ شیطان کا باجہ ہے ورنہ کسی کام کو یکایک حرام یا حلال کہہ دینا اصحاب کی شان سے نہایت بعید ہے پس یہ حدیث ظاہرًا اس پر دلالت کرتی ہے کہ راگ حرام ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر اس حدیث سے مطلق جواز پر استدلال کیا جائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ فرمانا کہ ہر قوم کے واسطے ایک عید کا دن ہوتا ہے اور ہماری عید کا دن یہ ہے بالکل لغو ہو جائے گا۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ وہ لڑکیاں نابالغ تھیں اور نیز وہ فقط بہادری کے اشعار پڑھتی تھیں عشقیہ وغیرہ فتنہ انگیز کلام کا اس میں ایک حرف بھی نہیں تھا امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں کہا ہے کہ وہ لڑکیاں صرف لڑائی کے شعر پڑھتی تھیں اور بہادری اور غلبے کا فخر کرتی تھیں اور ایسا پڑھنا لڑکیوں کو شہوت کا باعث نہیں ہوتا اور شعروں کا پڑھنا راگ مختلف فیہ میں داخل نہیں کہ یہ فقط شعروں کو بلند آواز سے پڑھنا ہوتا ہے اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ان کو راگ کی عادت نہیں تھی جیسا کہ راگ گانے والی عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ ایسا راگ عشق آمیز گاتی ہیں کہ اس سے نفس کو شہوت اور حرص اور زنا کی رغبت پیدا ہوتی ہے اور نیز وہ لڑکیاں اس راگ کے ساتھ مشہور بھی تھیں اور نہ ان کا یہ پیشہ تھا اور نہ ان کا کسب تھا اور عرب کے لوگ شعر پڑھنے کو بھی راگ کہتے ہیں حالانکہ وہ راگ مختلف فیہ میں داخل نہیں بلکہ مباح ہے اور ایسا صحابہ رضی اللہ عنہم سے بہت واقع ہوا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اصحاب نے کہا ہے

پس ثابت ہوا کہ اس حدیث سے راگ کے جواز پر استدلال قطعا باطل ہے لیکن اگر کوئی شخص عید کے دن اس خصوصیت کے ساتھ راگ سنے جس طور سے اس حدیث میں آیا ہے تو مباح ہے ورنہ مطلق حرام ہے چنانچہ فتح الباری میں لکھا ہے کہ فیقتصر علی ماورد فیه النص وقتا و کیفیة اور پھر یہ مباح بھی تقویٰ اور دیانت کے برخلاف ہے کہ حضرت ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا اور اس کی طرف کان نہ لگایا پس معلوم ہوا کہ اس قدر راگ سننا بھی تقویٰ کے مخالف ہے اور بعض اصحاب اور تابعین وغیرہ سے جو راگ کی اباحت منقول ہے تو اول تو اس کی سند مجہول ہے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی ہے اور برتقدیر ثبوت اس حدیث صحیح متفق علیہ کے مقابلے میں اس کی کچھ حقیقت نہیں اس لیے کہ اصول میں مقرر ہو چکا ہے کہ قول صحابی کا حدیث کے مقابلے میں بالاتفاق حجت نہیں جیسا کہ ابن ہمام وغیرہ نے لکھا ہے اور نیز اس راگ سے مراد وہ راگ ہے جس میں عشق آمیز اور فتنہ انگیز کلام نہ ہو اور اس کا مضمون شرع کے مخالف نہ ہو اور دلیل اس حمل کی وہ آیتیں اور حدیثیں ہیں جو اوپر گزر چکی ہیں پس جو شخص کہ مطلق راگ کو جائز جانے اور ناچنے کودنے کو مباح کہے تو وہ آدمی بیشک زندیق اور مرتد ہے جیسا کہ فتح الباری کی کلام سے ثابت ہو چکا ہے مگر عید اور شادی میں گانا اس ممانعت سے مخصوص ہے جیسا کہ اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے مگر اس میں بھی وہی شرط ہے کہ اس میں فحش نہ ہو اور اس کا مضمون عشق آمیز اور فتنہ انگیز نہ ہو اور شرع کے مخالف بھی نہ ہو اور گانے والا خوبصورت لڑکا یا عورت نہ ہو اور ابن حزم ظاہری نے اس مسئلے میں بڑی زیادتی کی ہے کہ راگ اور باجوں کو مطلق جائز رکھا ہے وسیاتی بیانه والرد علیه انشاء الله تعالیٰ۔ اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوئے میں ایک یہ کہ عید کے دن اپنے بال بچوں پر رزق وغیرہ کی فراخی کرنی جائز ہے جس سے کہ ان کو خوشی حاصل ہو اور یہ کہ عید کے دن خوشی ظاہر کرنی دین کی نشانی ہے اور یہ کہ جب بیٹی اپنے خاوند کے پاس ہو تو باپ کو اس کے پاس جانا جائز ہے بشرطیکہ اس کی عادت ہو اور ہمیشہ آتا جاتا ہو اور یہ کہ خاوند کے ہوتے باپ کا اپنی بیٹی کو ادب دینا جائز ہے اس لیے کہ ادب دینا باپ کا کام ہے اور یہ کہ اپنی بیوی کے ساتھ نرمی کرنی چاہیے اور یہ کہ نیکوں کی مجلسوں میں کھیل وغیرہ سے پرہیز کرنی چاہیے اگرچہ اس میں گناہ نہ ہو اور یہ کہ اگر شاگرد استاد کے پاس کوئی چیز مکروہ دیکھے تو اس پر انکار کرنا جائز ہے اور یہ ادب کے مخالف نہیں اور یہ کہ شاگرد کو استاد کے سامنے فتویٰ دینا جائز ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ برچھی وغیرہ ہتھیاروں کے ساتھ کثرت کرنی اور تجربہ کرنا جائز ہے کہ یہ جہاد کا وسیلہ ہے اور اسی طرح پڑی اور گدکی بکثرت کرنی جائز ہے اور آپ نے بھی اس کو اسی واسطے دیکھا کہ اس سے جہاد پر قوت حاصل ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کو بیگانے مردوں کے کام کی طرف دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ فتنے میں نہ پڑنے کا یقین کامل ہو لیکن اس کی خوبصورتی کی طرف دیکھنا اور اس سے لذت اٹھانا حرام ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ اے ارفدہ کی اولاد! تو یہ اس واسطے فرمایا کہ ارفدہ حبش کے جد کا نام ہے جس کی حبشی اولاد ہیں۔

بَابُ سُنَّةِ الْعِيْدَيْنِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ.

عید کے دن مسلمانوں کو کیا کیا کام کرنا سنت ہے یا عید کی نماز پڑھنی مسلمانوں کے واسطے سنت ہے۔

٨٩٨ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي زُبَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا.

٨٩٨۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ خطبہ پڑھ رہے تھے سو فرمایا کہ اول وہ چیز جس کو ہم اس دن میں شروع کریں یہ ہے کہ نماز پڑھیں یعنی بقرہ عید کے دن سنت یہ ہے کہ سب کاموں سے پہلے ہم نماز پڑھیں پھر گھر کی طرف پلٹ آئیں اور قربانی کریں سو جس نے ایسا کیا وہ ہماری سنت کو پہنچا یعنی اس نے سنت ادا کی۔

فائدہ: عید کی نماز کے جائز ہونے پر اجماع ہو چکا ہے لیکن اس کے حکم میں علماء کو اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ عید کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا کہ فرض کفایہ ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ واجب ہے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہمیشگی کی ہے اور کبھی اس کو ترک نہیں کیا پس مواظبت آپ کی وجوب پر دلالت کرے گی اور جو لوگ اس کے سنت ہونے کے قائل ہیں ان کی دلیل اس جنگلی آدمی کی حدیث ہے جس نے آپ سے پوچھا تھا کہ نماز پنجگانہ کے سوا اور بھی کوئی نماز مجھ پر فرض ہے آپ نے فرمایا نہیں مگر نفل چاہے تو پڑھ اور ایک دلیل ان کی یہ حدیث ہے کہ پانچ نمازیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے رات دن میں فرض کیا ہے سو حنفیہ ان کا جواب یہ دیتے ہیں کہ جیسے ان حدیثوں میں عید کی فرضیت کا ذکر نہیں ویسے ہی ان میں جمعہ کی فرضیت کا بھی ذکر نہیں پس جس طرح جمعہ کی فرضیت ثابت ہے ویسے ہی عید کی فرضیت بھی ثابت ہے اور نیز کہتے ہیں کہ غرض آپ کی اس سے نماز پنجگانہ کے بیان کرنے کی تھی جو ہر دن رات میں مقرر ہے اور عید اور جمعہ اس سے مخصوص ہے کہ وہ ہر دن کا وظیفہ نہیں بلکہ ہر سال اور ہفتے کا وظیفہ ہے لیکن ان جوابوں سے یہ لازم آئے گا کہ عید کی نماز بھی اور نمازوں کی طرح فرض ہے حالانکہ حنفیہ اس کو واجب کہتے ہیں فرض نہیں کہتے اور فرض اور واجب میں ان کے نزدیک فرق ہے اور اس حدیث سے نفس نماز عید کا سنت ہونا معلوم نہیں ہوتا بلکہ اس ترتیب کا سنت ہونا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے عید پڑھے پیچھے قربانی کرے لیکن شاید جس چیز میں ترتیب سنت ہے وہ امر خود بھی سنت ہوگا یا نماز کو مقدم کرنا اس کی تائید پر دلالت کرتا ہے پس سنیت ثابت ہوگی، واللہ اعلم۔

٨٩٩ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ أَبُوْ

٨٩٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مجھ پر داخل ہوئے اور میرے پاس انصار کی دو چھوٹی لڑکیاں لڑائی کی بہادری کے اشعار گاتی تھیں جو انصار نے بعاث کی

بَكْرٍ وَعِنْدِيْ جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي الْأَنْصَارِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثَ قَالَتْ وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَمَزَامِيْرُ الشَّيْطَانِ فِيْ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَّهٰذَا عِيْدُنَا.

لڑائی کے دن کہے تھے اور وہ لڑکیاں راگ کرنے والی نہیں تھیں یعنی یہ ان کا پیشہ نہیں تھا سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم پیغمبر کے گھر میں شیطان کا باجہ بجاتی ہو اور یہ گانا ان کا عید کے دن میں تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو بکر ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے یعنی اس دن اس قدر خوشی کرنی جو فتنے فساد سے خالی ہو جائز ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا بیان مفصل طور سے ابھی گزر چکا ہے اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر نہیں لیکن احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ عبادت کو کھیل پر مقدم کرنا اہل اسلام کی سنت ہے یا مراد سنت سے لغوی معنی ہو یعنی طریقہ نماز عید کا اور ان حدیثوں میں اگرچہ فقط بقرہ عید کا ذکر ہے لیکن یہ سنیت میں دونوں برابر ہیں پس ایک کے ذکر سے دوسری کا حکم بھی ثابت ہو جائے گا، واللہ اعلم۔ اور اہل اسلام کی قید اس واسطے لگائی ہے کہ کفار کی عیدوں کا طریق جدا ہے اور ان کی عادت بھی جدا ہے۔

بَابُ الْأَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْخُرُوْجِ.

عید فطر کے دن عید گاہ کی طرف جانے سے پہلے کچھ کھانا مستحب ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابن قدامہ نے کہا کہ عید فطر کے دن کھانے میں جلدی کرنی مستحب ہے اور میں اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں جانتا یعنی اس پر سب علماء کا اتفاق ہے لیکن ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور نخعی سے روایت کی ہے کہ اگر گھر میں نہ کھایا ہو تو مستحب ہے کہ راہ میں کھائے اور اگر راہ میں بھی نہ کھایا ہو تو عید گاہ میں کھائے اور بالکل نہ کھانا مکروہ ہے اور کہتے ہیں کہ عید گاہ کی طرف جانے سے پہلے کھانے میں حکمت یہ ہے کہ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ نماز پڑھنے تک روزہ رکھنا فرض ہے اور نماز سے پہلے کھانا منع ہے جیسا کہ اول اسلام میں حکم تھا اسی واسطے آپ نے نماز سے پہلے کھانے کو مستحب رکھا تا کہ یہ وہم لوگوں کے دلوں سے بالکل جاتا رہے۔

٩٠٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْدُوْ

٩٠٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عید فطر کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو عید گاہ کی طرف نہ جاتے یہاں تک کہ چند کھجوریں کھاتے یعنی عید گاہ کی طرف جانے سے پہلے ضرور کھجوریں کھا لیا کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ طاق کھجوریں کھایا کرتے تھے۔

يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ وَقَالَ مُرَجَّأُ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَأْكُلُهُنَّ وِتْرًا.

فائدہ: قسطلانی میں لکھا ہے کہ اول اسلام میں عید کی نماز پڑھنے سے پہلے کھانا حرام تھا پھر منسوخ ہو گیا اس واسطے حضرت ﷺ عید سے پہلے کھجوریں کھا لیا کرتے تھے تا کہ اس کا منسوخ ہونا ان لوگوں کو معلوم ہو جائے اور کھجوروں کے مستحب ہونے میں حکمت یہ ہے کہ میٹھی چیز سے آنکھوں کو قوت حاصل ہوتی ہے اور جو ضعف کہ روزے کے سبب سے پیدا ہوتا ہے وہ اس سے دور ہو جاتا ہے اور نیز شیرینی ایمان کے موافق ہے اور اس سے دل نرم ہو جاتا ہے اور اسی واسطے بعض تابعین نے مستحب رکھا ہے کہ روزہ میٹھی چیز سے کھولا جائے خواہ کھجور ہو خواہ شہد ہو خواہ کچھ اور شربت وغیرہ ہو اور اگر کسی کو میٹھا میسر نہ ہو سکے تو پانی کے ساتھ ہی روزہ کھول ڈالے تا کہ اتباع سنت کی مشابہت حاصل ہو جائے اور کھجوروں کو طاق اس واسطے کھاتے تھے کہ اللہ طاق ہے اور اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

بَابُ الْأَكْلِ يَوْمَ النَّحْرِ.

بقرہ عید کے دن کھانے کا بیان۔

٩٠١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيْهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ مِنْ جِيْرَانِهٖ فَكَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَّقَهٗ قَالَ وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَدْرِيْ أَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ مَنْ سِوَاهُ أَمْ لَا.

٩٠١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کر چکا ہو تو چاہیے کہ پھر قربانی کرے سو ایک مرد کھڑا ہوا اور عرض کی کہ اس دن میں گوشت کی زیادہ خواہش ہوتی ہے اور اس نے اپنے ہمسائیوں کے فقر و فاقہ کا ذکر کیا یعنی میرے ہمسائے محتاج تھے اس واسطے میں نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کی تا کہ ان کو کھلاؤں تو گویا کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس بات میں سچا جانا اور اس نے کہا کہ میرے پاس سات مہینے کی ایک بکری ہے جو مجھ کو دو بکریوں کے گوشت سے زیادہ پیاری ہے یعنی اس واسطے کہ وہ بہت موٹی تازی ہے اور اس کی قیمت بہت ہے سو حضرت ﷺ نے اس کو رخصت دی (انس رضی اللہ عنہ نے کہا) سو میں نہیں جانتا کہ اس کے سوا اور کو بھی اس کی رخصت پہنچی ہے یا نہیں یعنی اور کسی اور کو بھی اس کے ساتھ قربانی کرنی جائز

ہے یا نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کرنی واجب ہے ورنہ آپ اس کو دوہرا کر کرنے کا حکم نہ فرماتے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا اور انس رضی اللہ عنہ نے یہ جو کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اور بھی اس کے ساتھ قربانی جائز ہے یا نہیں تو اسے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کو یہ دونوں حدیثیں نہیں پہنچیں پہلی حدیث یہ ہے کہ **لا تذبحوا الا مسنة** یعنی نہ حلال کرو قربانی میں مگر ایک سال کی بکری اور دوسری حدیث یہ ہے کہ **ولن تجزی عن احد بعدك** یعنی تیرے بعد اور کسی کو چھ مہینے کی بکری قربانی میں کافی نہیں اس واسطے اُس نے اپنا عدم علم بیان کیا ورنہ ان دونوں حدیثوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ چھ مہینے کی بکری اور کسی کو جائز نہیں یہ حکم فقط اسی شخص کے ساتھ خاص تھا جس کو آپ نے فرمایا۔

٩٠٢ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَضْحٰى بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَالَ مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَا نُسُكَ لَهُ فَقَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ خَالُ الْبَرَآءِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنِّيْ نَسَكْتُ شَاتِيْ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَأَحْبَبْتُ أَنْ تَكُوْنَ شَاتِيْ أَوَّلَ شَاةٍ تُذْبَحُ فِيْ بَيْتِيْ فَذَبَحْتُ شَاتِيْ وَتَغَدَّيْتُ قَبْلَ أَنْ اٰتِيَ الصَّلَاةَ قَالَ شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنَّ عِنْدَنَا عَنَاقًا لَنَا جَذَعَةً هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْنِ أَفَتَجْزِيْ عَنِّيْ قَالَ نَعَمْ وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ۔

٩٠٢۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بقرہ عید کے دن نماز کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ سنایا اور فرمایا کہ جو ہماری طرح نماز پڑھے اور ہماری طرح قربانی کرے تو اس کی عبادت یا قربانی ادا ہوئی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ پہلے نماز سے واقع ہوئی یعنی اس کو قربانی کا ثواب نہیں اور اس کی قربانی صحیح نہیں۔ سو ابو بردہ بن دینار نے عرض کی کہ یا حضرت! میں نے اپنی بکری کو نماز سے پہلے ذبح کر ڈالا ہے اور میں نے جانا کہ یہ دن کھانے پینے کا ہے یعنی میں نے خیال کیا کہ قربانی فقط کھانے کے واسطے ذبح کرتے ہیں اس سے کوئی عبادت مقصود نہیں اور میں نے اچھا سمجھا اس بات کو کہ ہو بکری میری پہلی بکری جو ذبح کی جائے میرے گھر میں یعنی میں نے چاہا کہ سب سے پہلے میری بکری ذبح ہوتا کہ لوگ اس کو محبت سے کھائیں سو میں نے اپنی بکری کو حلال کیا اور نماز کی طرف جانے سے پہلے کھانا کھایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری بکری گوشت کی بکری ہے یعنی تجھ کو اس سے فقط گوشت کھانا ملا ثواب حاصل نہیں ہوا اس نے عرض کیا کہ یا حضرت! ہمارے پاس ایک سال سے کم کی ایک جوان بکری

ہے جو مجھ کو دو بکریوں سے بہت پیاری ہے کیا وہ قربانی میں میری طرف سے کافی ہوسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اور نہیں کفایت کرے گی پیچھے تیرے کسی سے۔

فائدہ: بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ بقرہ عید کے دن مستحب ہے کہ پہلے نماز پڑھے پیچھے کھانا کھائے سو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب سے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے کہ براء رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز سے پہلے کھانا جائز ہے بلکہ مستحب ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو فقط یہ فرمایا کہ تیری قربانی جائز نہیں اور یہ نہ فرمایا کہ نماز سے پہلے کھانا مکروہ یا منع ہے بلکہ اس کے کھانے کو برقرار رکھا اس سے معلوم ہوا کہ دونوں عیدوں کا ایک حکم ہے اور ترمذی وغیرہ میں ہے کہ عید الفطر کے دن نماز سے پہلے کھائے اور عید الاضحیٰ کے دن نماز سے پیچھے کھائے ایسے ہی ایک اور حدیث میں بھی آیا ہے لیکن ان کی اسناد میں کلام ہے اور بہت فقہاء نے ان پر عمل کیا ہے اور بعض نے کہا کہ اگر نماز سے پہلے ذبح کر چکا ہو تو مستحب ہے کہ پہلے کھائے اور اگر پہلے ذبح نہ کیا ہو تو مختار ہے۔

بَابُ الْخُرُوْجِ إِلَى الْمُصَلّٰى بِغَيْرِ مِنْبَرٍ.

بغیر منبر کے عید گاہ کی طرف جانا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عید گاہ کی طرف منبر کو اٹھا کر نہیں لے جاتے تھے بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر منبر کے عید پڑھایا کرتے تھے۔

فائدہ: کہتے ہیں عید گاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد سے ہزار ہاتھ کے فاصلے پر تھی۔

٩٠٣ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سَرْحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى إِلَى الْمُصَلّٰى فَأَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلَاةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰى صُفُوْفِهِمْ فَيَعِظُهُمْ وَيُوْصِيْهِمْ وَيَأْمُرُهُمْ فَإِنْ كَانَ يُرِيْدُ أَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهُ أَوْ يَأْمُرَ

٩٠٣۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عیدوں میں عید گاہ کی طرف جایا کرتے تھے سو پہلے نماز پڑھتے پھر پھرتے اور لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے سو آپ ان کو وعظ اور نصیحت کرتے اور احکام دین سکھلاتے سو اگر آپ لشکر جدا کر کے کسی طرف بھیجنا چاہتے تو اس کو جدا کرتے اور تیاری کا حکم فرماتے یعنی فلاں فلاں جماعت فلانی جگہ جہاد کو جائے یا کسی اور چیز کا ارادہ ہوتا تو اس کا حکم فرماتے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ ہمیشہ خلفاء اربعہ وغیرہ کے زمانے میں اسی طریقہ پر رہے یعنی خطبہ عید سے پیچھے پڑھتے تھے اور منبر پر نہیں پڑھتے

بِشَیْءٍ أَمَرَ بِهٖ ثُمَّ یَنْصَرِفُ قَالَ أَبُوْ سَعِیْدٍ فَلَمْ یَزَلِ النَّاسُ عَلٰی ذٰلِكَ حَتّٰی خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَهُوَ أَمِیْرُ الْمَدِیْنَةِ فِیْ أَضْحٰی أَوْ فِطْرٍ فَلَمَّا أَتَیْنَا الْمُصَلّٰی إِذَا مِنْبَرٌ بَنَاهُ کَثِیْرُ بْنُ الصَّلْتِ فَإِذَا مَرْوَانُ یُرِیْدُ أَنْ یَّرْتَقِیَهٗ قَبْلَ أَنْ یُّصَلِّیَ فَجَبَذْتُ بِثَوْبِهٖ فَجَبَذَنِیْ فَارْتَفَعَ فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقُلْتُ لَهٗ غَیَّرْتُمْ وَاللّٰهِ فَقَالَ أَبَا سَعِیْدٍ قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ فَقُلْتُ مَا أَعْلَمُ وَاللّٰهِ خَیْرٌ مِّمَّا لَا أَعْلَمُ فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ لَمْ یَکُوْنُوْا یَجْلِسُوْنَ لَنَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ.

تھے یہاں تک کہ میں مروان کے ساتھ بقرہ عید یا عید الفطر میں عید گاہ کی طرف نکلا سو جب ہم عید گاہ میں آئے تو اچانک میں نے وہاں ایک منبر کچی اینٹوں سے بنا دیکھا جس کو کثیر بن صلت نے مروان کے واسطے بنایا تھا اور مروان اس وقت مدینے کا حاکم تھا سو یکا یک مروان یہ چاہتا تھا کہ منبر پر چڑھے یعنی نماز پڑھنے سے پہلے سو میں نے اس کے کپڑے کو کھینچا یعنی پہلے نماز پڑھ اور اس نے مجھ کو کھینچا اور مجھ پر غالب آیا اور منبر پر چڑھا اور خطبہ پڑھا نماز سے پہلے سو میں نے کہا اللہ کی قسم! تم نے پیغمبر کے طریقے کو بدل ڈالا ہے سو مروان نے کہا کہ اے ابو سعید! بیشک وہ وقت گزر گیا جس کو تو جانتا ہے یعنی اب مصلحت یہی ہے کہ نماز سے پہلے خطبہ پڑھا جائے سو میں نے کہا اللہ کی قسم! جو میں جانتا ہوں بہتر ہے اس چیز سے جس کو میں نہیں جانتا مروان نے کہا کہ لوگ نماز کے بعد ہمارا خطبہ سننے کو نہیں بیٹھتے سو اس واسطے میں نے اس کو نماز سے پہلے ٹھہرا دیا ہے کہ لوگ اس کو خواہ مخواہ سنیں یعنی خطبہ سننا سنت ہے اور تاخیر اولیٰ ہے پس سنت پر محافظت کرنی اولیٰ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید گاہ میں منبر لے جانا یا بنانا خلاف سنت ہے کہ حضرت ﷺ کے وقت عید گاہ میں منبر نہیں تھا بلکہ آپ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا کرتے تھے جیسا کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ لوگ عید کی نماز بغیر منبر کے پڑھتے رہے اور نیز ابن خزیمہ کی ایک روایت میں یہ لفظ صریح آچکا ہے کہ خطب علی رجلیه یعنی آپ نے پاؤں پر خطبہ پڑھا پس اس سے معلوم ہوا کہ مروان وغیرہ بنی امیہ کے زمانے میں جو اماموں کے واسطے عید گاہ کی طرف منبر اٹھا کر لے جاتے تھے یہ حکم حضرت ﷺ کے زمانے میں نہیں تھا پس عید کا خطبہ منبر پر پڑھنا سنت کے مخالف ہے سنت یہی ہے کہ امام اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کے خطبہ پڑھے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عید کو میدان میں پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے افضل ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اس پر ہمیشگی کی باوجودیکہ حضرت ﷺ کی مسجد افضل ہے اور یہی مذہب ہے حنفیہ کا اور اس پر عمل ہے سب لوگوں کا اور شافعیہ کہتے ہیں کہ مکے اور بیت المقدس کی مسجد میں نماز پڑھنی میدان سے افضل ہے بلکہ اگر مسجدیں فراخ ہوں تو سب مسجدوں

میں عید پڑھنی میدان سے افضل ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے اپنی مسجد میں اس واسطے عید کی نماز نہیں پڑھی کہ وہ تنگ تھی آدمی اس میں سما نہیں سکتے تھے بخلاف مسجد مکے اور بیت المقدس کے کہ وہ بہت فراخ ہیں اسی وجہ سے مکے میں قدیم زمانے سے عید مسجد میں پڑھتے ہیں اور مدینے میں بھی اب یہی عادت جاری ہے کہ عید کی نماز مسجد میں پڑھتے ہیں پس ان کے نزدیک اگر مسجد تنگ ہو تو میدان افضل ہے اور اگر مسجد فراخ ہو تو مسجد افضل ہے لیکن سب مسجدوں کو ان دونوں پر قیاس کر لینا ٹھیک نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جمعہ کی طرح ایک شہر میں عید کئی جگہ درست ہے اور امام احمد رحمہ اللہ ایک شہر میں تین جگہ جائز رکھتے ہیں اور ایک حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سب سے اول مروان نے عید گاہ میں منبر بنوایا اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے عثمان رضی اللہ عنہ نے عید گاہ میں منبر پر خطبہ پڑھا لیکن یہ روایت صحیح نہیں پس صحیحین کی اس حدیث کو ترجیح ہے اور احتمال ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک بار منبر پر خطبہ پڑھا ہو پھر چھوڑ دیا ہو پھر اس کے بعد مروان نے اس کا اعادہ کیا ہو اور ہمیشہ کی عادت ٹھہرا لی ہو اسی واسطے یہ فعل مروان کی طرف منسوب کیا گیا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عید کی نماز پہلے پڑھی جائے اور خطبہ پیچھے پڑھا جائے کہ ائمہ اربعہ کے نزدیک سنت ہے لیکن اگر نماز سے پہلے خطبہ پڑھ لے تو حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک نماز صحیح ہو جاتی ہے مگر کراہت ہے اس لیے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے باوجود انکار کے مروان کے ساتھ نماز پڑھی سو اگر نماز صحیح نہ ہوتی تو ابو سعید رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ نماز نہ پڑھتے لیکن سنت کی مخالفت ہے اس میں ثواب حاصل نہیں ہوتا بخلاف خطبے جمعہ کے کہ اس کو پہلے پڑھنا شرط ہے واسطے صحت جمعہ کے اور وہ فرض ہے اور عید کا خطبہ مستحب ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اگر کسی حاکم سے برا کام ہو تو اس کو بھی روکے اور اگر ممکن ہو تو ہاتھ سے روکے ہاتھ کے ممکن ہوتے زبان سے منع کرنا کافی نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خطبے کے واسطے منبر بنانا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم کو اپنے قول کے سچے ہونے پر قسم کھانی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم کو خلاف اول کے ساتھ عمل کرنا جائز ہے جب کہ حاکم اس کے مخالف ہو۔

بَابُ الْمَشْيِ وَالرُّكُوبِ إِلَى الْعِيدِ وَالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَّلَا إِقَامَةٍ.

عید گاہ کی طرف پیادہ اور سوار ہو کر جانے اور عید کی نماز میں اذان اور تکبیر نہ کہنے کا بیان یعنی جیسے کہ نماز پنجگانہ کے واسطے اذان اور اقامت کہی جاتی ہے ویسے عید کی نماز میں اذان اور تکبیر نہیں کہنی چاہیے۔

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ عید کی نماز میں نہ اذان کہنی جائز ہے اور نہ تکبیر اور اب اس پر سب علماء کا اجماع ہو چکا ہے اور یہی مشہور ہے حضرت ﷺ اور خلفاء راشدین کے فعل سے اور اجماع کے پہلے اور پیچھے بعض لوگوں سے اس کا خلاف منقول ہے انتہی۔

٩٠٤ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ فِي الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدَ الصَّلَاةِ.

٩٠٤۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عیدوں کے دن پہلے نماز پڑھاتے پھر بعد نماز کے خطبہ پڑھتے۔

فائدہ: بعض نسخوں میں بخاری کے اس باب میں اتنا لفظ زیادہ ہے وَالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ یعنی نماز پہلے خطبے سے پڑھے پس یہ حدیث اس مسئلہ کے مطابق ہے۔

٩٠٥ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

٩٠٥۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن عید گاہ کی طرف نکلے سو آپ نے نماز کو خطبے سے پہلے پڑھا۔

٩٠٦ ـ قَالَ وَأَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِيْ أَوَّلِ مَا بُوْيِعَ لَهٗ إِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ بِالصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ إِنَّمَا الْخُطْبَةُ بَعْدَ الصَّلَاةِ.

٩٠٦۔ حضرت عطاء نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا ابتدا اس وقت میں جب کہ ابن زبیر کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی اور حاکم بنے بعد مرنے معاویہ کے کہ عید الفطر کے دن اذان نہیں کہی جاتی تھی یعنی نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ خلفاء کے زمانے میں اور خطبہ بعد نماز کے ہے یعنی عید کے دن اذان دینی بدعت ہے۔

٩٠٧ ـ وَأَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحٰى.

٩٠٧۔ اور عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ دونوں عیدوں میں کوئی اذان نہیں کہا کرتا تھا۔

٩٠٨ ـ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ بَعْدُ فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ

٩٠٨۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن کھڑے ہوئے سو آپ نے پہلے نماز پڑھی پھر بعد نماز کے لوگوں کو خطبہ سنایا سو جب آپ خطبے سے فارغ ہوئے تو اترے یعنی اونچی جگہ سے یا مردوں کی صفوں سے آگے

فَأَتَى النِّسَآءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى يَدِ بِلَالٍ وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهٗ يُلْقِيْ فِيْهِ النِّسَآءُ صَدَقَةً قُلْتُ لِعَطَآءٍ أَتَرٰى حَقًّا عَلَى الْإِمَامِ الْاٰنَ أَنْ يَّأْتِيَ النِّسَآءَ فَيُذَكِّرَهُنَّ حِيْنَ يَفْرُغُ قَالَ إِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ أَنْ لَّا يَفْعَلُوْا.

بڑھے سو عورتوں کے پاس آئے سو ان کو نصیحت کی اور بہشت دوزخ کا حال یاد دلایا اور آپ بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر تکیہ لگائے تھے اور بلال رضی اللہ عنہ اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے کہ عورتیں اس میں خیرات ڈالتی تھیں یعنی انگوٹھیاں اور بالیاں اُتار اُتار کر اس میں پھینکتی تھیں (ابن جریج کہتا ہے) کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ کیا تو اب بھی امام پر لازم دیکھتا ہے کہ خطبے سے فارغ ہو کر عورتوں کے پاس آئے اور ان کو وعظ سنائے۔ عطاء نے کہا کہ یہ امام پر لازم ہے کہ عورتوں کو وعظ سنائے اور ترک کرنے میں اس کا کوئی عذر نہیں۔

فائدہ: عید گاہ کی طرف سوار ہو کر جانا ظاہرًا ان حدیثوں سے معلوم نہیں ہوتا لیکن ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنت ہے کہ عید گاہ کی طرف پیادہ جائے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اس پر عمل ہے اکثر اہل علم کا کہتے ہیں کہ مستحب ہے کہ آدمی عید گاہ کی طرف پیادہ جائے سوار نہ ہو اور ابن ماجہ میں سعد قرظ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ کی طرف پیادہ جاتے تھے اور ایسے ہی نافع رحمہ اللہ سے بھی روایت آئی ہے اور سند ان تینوں کی ضعیف ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سوار نہیں ہوئے نہ عید میں اور نہ جنازے میں سو شاید امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ غرض ہو گی کہ یہ حدیثیں ضعیف ہیں یعنی دونوں طرح جانا جائز ہے خواہ سوار ہو کر جائے یا پیادہ جائے لیکن ان حدیثوں کی دلیل سے افضل یہ معلوم ہوتا ہے کہ پیادہ جائے اور سوار ہو کر جانا بھی جائز ہے اس لیے کہ اگرچہ حدیثیں ضعیف ہیں لیکن تعدد طرق کی وجہ سے درجہ حسن کو پہنچ سکتی ہیں اور شاید ترمذی نے بھی اسی وجہ سے اس کو حسن کہا ہو گا اور شافعیہ کہتے ہیں کہ عذر کے واسطے سوار ہونا جائز ہے اور پھر آنے کو مطلق جائز ہے بشرطیکہ کسی کو ایذا نہ دے واللہ اعلم۔ اور اسی طرح عید میں اذان کا جائز ہونا بھی اس باب کی حدیثوں سے ثابت نہیں ہوتا صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جابر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اشارہ کیا ہے اس طرف کہ ان حدیثوں کے بعض طریقوں میں اذان اور اقامت نہ کہنے کا ذکر آچکا ہے جیسے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نسائی میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے پڑھی اور صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز خطبے سے پہلے پڑھی بغیر اذان اور اقامت کے اور ایک روایت میں عبدالرزاق کے جابر رضی اللہ عنہ سے یہ لفظ آیا ہے کہ عید کے دن نہ اذان درست ہے اور نہ اقامت اور نہ اس کو کوئی چیز اور امام مالک رحمہ اللہ نے مؤطا میں کہا ہے کہ میں نے بہت علماء سے سنا ہے کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے زمانے سے لے کر آج تک عیدوں میں نہ اذان تھی اور نہ اقامت اور اس سنت میں کسی کو اختلاف نہیں پس مطابقت ان حدیثوں کی باب سے ظاہر ہوگئی اور اس حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عید کے دن آدمیوں کو اطلاع کرنے کے واسطے اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ کہنا بھی منع ہے اور یہ مذہب جمہور کا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ عید کے دن اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ کہنا جائز ہے کہ زہری سے مرسل حدیث میں ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ کہنے کا مؤذن کو حکم کرتے تھے یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے لیکن کسوف کی نماز پر قیاس کرنا اس کو مضبوط کرتا ہے کہ اس میں اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ کہنا ثابت ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ عید کے دن اذان دینی اول کس نے نکالی بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بدعت سب سے پہلے معاویہ نے نکالی اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اول یہ بدعت زیاد نے نکالی اور بعض کہتے ہیں کہ مروان نے نکالی سو ان قولوں میں مخالفت نہیں اس لیے کہ یہ سب قول اس پر محمول ہیں کہ پہلے اس کو معاویہ نے شروع کیا ہے اور چونکہ مروان اور زیاد اس کے نائب تھے اس واسطے انہوں نے بھی اس بدعت میں اس کی متابعت کی۔

بَابُ الْخُطْبَةِ بَعْدَ الْعِيْدِ.

عید کی نماز کے بعد خطبہ پڑھنے کا بیان یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سنت یہی ہے کہ نماز کے بعد خطبہ پڑھتے اور جو کہ مروان وغیرہ نے نماز سے پہلے خطبہ پڑھنا نکالا ہے وہ بدعت ہے۔

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ سب ائمہ فتویٰ اور علماء شہروں کا اس پر اتفاق ہے کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔

٩٠٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَكُلُّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

٩٠٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید میں حاضر ہوا سو وہ سب خطبے سے پہلے نماز پڑھتے تھے۔

٩١٠ ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٩١٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما عید کی نماز خطبے سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

٩١١ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ الْفِطْرِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ أَتَى النِّسَآءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلْنَ يُلْقِيْنَ تُلْقِي الْمَرْأَةُ خُرْصَهَا وَسِخَابَهَا.

٩١١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن دو رکعتیں پڑھیں نہ ان سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ اُن سے پیچھے پڑھی پھر عورتوں کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے سو آپ نے ان کو خیرات کرنے کا حکم فرمایا سو وہ بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں صدقہ ڈالنے لگیں کوئی عورت اپنی بالی ڈالتی تھی اور کوئی اپنا گلو بند پھینکتی تھی اور کوئی دونوں۔

٩١٢ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا زُبَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ فِيْ يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُّصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَحَرَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْتُ وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُسِنَّةٍ فَقَالَ اجْعَلْهُ مَكَانَهُ وَلَنْ تُوْفِيَ أَوْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ.

٩١٢۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اول چیز جس کو ہم اپنے اس دن میں شروع کریں یہ ہے کہ نماز پڑھیں پھر پلٹ آئیں اور قربانی کریں سو جس نے ایسا کیا وہ ہماری سنت کو پہنچا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی سو وہ گوشت ہے کہ اُس نے اپنے بال بچوں کے واسطے پہلے کیا وہ عبادت سے کسی چیز میں داخل نہیں یعنی اس میں قربانی کا ثواب نہیں سو انصار کے ایک مرد نے (جس کا نام ابو بردہ تھا) کہا کہ یا حضرت! میں نماز سے پہلے حلال کر چکا ہوں اور میرے پاس سال سے کم کی ایک بکری ہے جو ایک برس کی بکری سے بہتر ہے فرمایا کہ اس کے بدلے اس کو قربانی کر لے اور تیرے پیچھے اور کسی کو کافی نہیں۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث تو صریح ہے اس میں کہ خطبہ عید کی نماز سے پیچھے پڑھنا چاہیے پس مطابقت ان کی باب سے ظاہر ہے اور دوسری حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس طور سے باب کے مطابق ہے کہ آپ نے عورتوں کو وعظ کیا اور یہ بھی خطبے میں داخل ہے اور براء رضی اللہ عنہ کی حدیث باب سے اس طور پر مطابق ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ آپ نے عید کی نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا اور یہ فرمایا کہ عید کے دن سب سے پہلے نماز پڑھنی چاہیے الخ

اور ثم کا لفظ اس بات کو مستلزم نہیں کہ نماز اور قربانی کے درمیان کوئی چیز واقع نہ ہو۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ حَمْلِ السِّلَاحِ فِي الْعِيْدِ وَالْحَرَمِ.

عید کے دن اور حرم مکہ میں ہتھیار اٹھانے مکروہ یا حرام ہیں۔

فائدہ: اس باب سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کے دن ہتھیار اٹھانے مکروہ یا حرام ہیں اور باب الحرب والدرق سے جو پہلے گزر چکا ہے معلوم ہوتا ہے کہ عید کے دن ہتھیار اٹھانے جائز یا مستحب ہیں سو تطبیق ان میں اس طور سے ہے کہ اگر تجربہ اور کثرت کے واسطے اٹھائے اور کسی کو ایذا نہ پہنچائے یا دشمن کا خوف ہو تو ہتھیار اٹھانے جائز ہیں جیسا کہ پہلے باب سے معلوم ہوتا ہے اور اگر فخر اور شر کے واسطے اٹھائے یا لوگوں کو اس سے ایذا پہنچے اور بے احتیاطی سے لے جائے یا مخلوق کا بہت ہجوم ہو یا راہ تنگ ہو تو ایسی حالت میں ہتھیار ساتھ لے جانے مکروہ یا حرام ہیں جیسا کہ اس باب سے معلوم ہوتا ہے پس یہ دونوں باب دو حالتوں پر محمول ہیں۔

وَقَالَ الْحَسَنُ نُهُوْا أَنْ يَّحْمِلُوا السِّلَاحَ يَوْمَ عِيْدٍ إِلَّا أَنْ يَّخَافُوْا عَدُوًّا.

اور حسن بصری نے کہا کہ عید کے دن لوگوں کو ہتھیار اٹھانے سے منع ہوا ہے مگر دشمن کا خوف ہو تو جائز ہیں یعنی ضرورت کے وقت کچھ گناہ نہیں۔

٩١٣ ـ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ بْنُ يَحْيٰى أَبُو السُّكَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُوْقَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ حِيْنَ أَصَابَهٗ سِنَانُ الرُّمْحِ فِيْ أَخْمَصِ قَدَمِهٖ فَلَزِقَتْ قَدَمُهٗ بِالرِّكَابِ فَنَزَلْتُ فَنَزَعْتُهَا وَذٰلِكَ بِمِنًى فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ فَجَعَلَ يَعُوْدُهٗ فَقَالَ الْحَجَّاجُ لَوْ نَعْلَمُ مَنْ أَصَابَكَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَنْتَ أَصَبْتَنِيْ قَالَ وَكَيْفَ قَالَ حَمَلْتَ السِّلَاحَ فِيْ يَوْمٍ لَمْ يَكُنْ يُحْمَلُ فِيْهِ وَأَدْخَلْتَ السِّلَاحَ الْحَرَمَ وَلَمْ يَكُنِ السِّلَاحُ يُدْخَلُ الْحَرَمَ.

٩١٣۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاؤں پر نیزے کی نوک لگی تو میں اس وقت اس کے ساتھ تھا سو اس کا پاؤں رکاب کے ساتھ جڑ گیا اور اس سے باہر نہ نکل سکا یعنی خون جم جانے یا ضعیف ہو جانے کے سبب سے سو میں اپنی سواری سے نیچے اترا اور اس کو رکاب سے باہر کھینچا اور یہ واقعہ منیٰ (جو حرم مکہ میں داخل ہے) میں تھا (عید کے دن جب کہ حجاج ظالم ملک حجاز پر قابض ہوا) سو حجاج کو یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نیزہ لگا ہے سو ان کی بیمار پرسی کو آیا اور کہا کہ اگر میں جانتا اس شخص کو جس نے تجھ کو نیزہ مارا تو اس کو سخت سزا دیتا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ خود تو نے مجھے کو نیزہ مارا ہے حجاج نے کہا میں نے کس طرح نیزہ مارا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو نے ہتھیار اٹھائے اور لوگوں کو اجازت دی اس دن میں جس میں ہتھیار نہیں اٹھائے جاتے

اور نیز تو نے حرم مکہ میں ہتھیار داخل کیے ہیں حالانکہ اس کے اندر کوئی ہتھیار نہیں لایا کرتا تھا بہ سبب ہونے اس کے کی جگہ امن کے یعنی تو نے سنت کی مخالفت کی اس واسطے فساد واقع ہوا اور اگر تو اس دن میں ہتھیار اٹھانے کی کسی کو رخصت نہ دیتا تو کوئی ہتھیار نہ اٹھاتا اور نہ حرم مکہ کے اندر لاتا۔

فائدہ: جب حجاج ظالم بعد قتل کرنے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حجاز کے ملک پر حاکم ہوا تو عبدالملک (حاکم وقت) نے اس کو لکھ بھیجا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کسی کام میں مخالفت نہیں کرنی سو یہ بات حجاج کو ناگوار گزری پس اس نے ایک شخص کو حکم دیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو نیزہ چبھوئے سو اس بدبخت نے حجاج کے حکم سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاؤں میں نیزہ چبھا دیا کہتے ہیں کہ وہ نیزہ زہر آلود تھا سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس زخم سے کئی دن بیمار رہے آخر اسی بیماری سے ۷۴ ہجری میں انتقال کیا اور شاید کہ متن کی حدیث میں بھی یہی تعریض ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر عید کے دن ہتھیار اٹھانے میں کسی کو ایذا پہنچے اور احتیاط نہ ہو سکے تو جائز نہیں اور مراد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بھی یہی معلوم ہوتی ہے اور حرم میں ہتھیار اٹھانے کی ممانعت اس حدیث سے ثابت ہوتی ہے جو صحیح مسلم میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم مکہ میں ہتھیار اٹھانا منع فرمایا اور حدیث باب سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مکہ میں ہتھیار اٹھانے جائز نہیں پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

٩١٤ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ دَخَلَ الْحَجَّاجُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ وَأَنَا عِنْدَهُ فَقَالَ كَيْفَ هُوَ فَقَالَ صَالِحٌ فَقَالَ مَنْ أَصَابَكَ قَالَ أَصَابَنِيْ مَنْ أَمَرَ بِحَمْلِ السِّلَاحِ فِيْ يَوْمٍ لَا يَحِلُّ فِيْهِ حَمْلُهُ يَعْنِي الْحَجَّاجَ.

۹۱۴۔ حضرت سعید بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجاج ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیمار پرسی کو آیا اور میں اس وقت اس کے پاس تھا سو حجاج نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کیا حال ہے انہوں نے کہا اچھا حال ہے سو حجاج نے کہا کہ تجھ کو کس نے نیز چبھایا اُس نے کہا کہ جس نے ہتھیار اٹھانے کا حکم دیا ایسے دن میں جس میں ان کا اٹھانا جائز نہیں یعنی خود تو نے مجھ کو نیزہ چبھایا ہے۔

فائدہ: کہتے ہیں حجاج تین بار عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیمار پرسی کو گیا پہلی بار پوچھا کہ کس نے نیزہ چبھایا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اشارے سے جواب دیا دوسری بار پھر اس نے پوچھا کہ کس نے چبھایا؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو نے نیزہ چبھایا تیسری بار پھر اُس نے پوچھا تب ابن عمر رضی اللہ عنہما چپ ہو رہے اور اس نابکار سے بالکل کلام نہ کی تب غصے سے اٹھ کر چلا آیا اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ التَّبْكِيرِ إِلَى الْعِيدِ. عید کی نماز کے واسطے جلدی جانے کا بیان۔

فائدہ: عید کے وقت میں علماء کو اختلاف ہے شافعیہ کہتے ہیں کہ سورج نکلنے سے لے کر دو پہر تک اس کا وقت ہے اور حنفیہ اور مالکیہ اور حنبلیہ اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ جب آفتاب بقدر ایک نیزے کے بلند ہو جائے تو اس وقت سے لے کر دو پہر تک اس کا وقت ہے لیکن افضل سب کے نزدیک یہی ہے کہ ایک نیزہ سورج بلند ہونے کے وقت پڑھے ابن بطال نے کہا کہ سورج نکلنے سے پہلے اور عین نکلنے کے وقت عید پڑھنی بالاتفاق منع ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عید کا وقت زوال تک باقی نہیں رہتا ہے اور عید گاہ کی طرف جانے میں بھی علماء کو اختلاف ہے بعض شافعیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ مقتدی نماز فجر کے بعد جائے یعنی سورج نکلنے سے پہلے اور امام تکبیر کے وقت جائے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ سورج نکلنے کے بعد عید گاہ کی طرف جائے خواہ امام ہو یا مقتدی ہو اور یہی مذہب ہے نافع اور عروہ اور عطاء اور شعبی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کا اور امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کہتے ہیں کہ بقرہ عید میں امام بعد طلوع آفتاب کے جائے اور عید الفطر میں تھوڑی دیر کر کے جائے۔

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ إِنْ كُنَّا فَرَغْنَا فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ وَذٰلِكَ حِيْنَ التَّسْبِيْحِ. اور عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اس وقت میں یعنی چاشت کے وقت عید کی نماز سے فارغ ہو جایا کرتے تھے۔

فائدہ: جب چاشت کے وقت عید کی نماز سے فارغ ہوئے تو معلوم ہوا کہ سورج نکلنے کے بعد عید گاہ کی طرف جلدی چلے جاتے تھے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

٩١٥ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهٖ فِيْ يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ عَجَّلَهٗ لِأَهْلِهٖ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ فَقَامَ خَالِيْ أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أُصَلِّيَ وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُسِنَّةٍ قَالَ اجْعَلْهَا مَكَانَهَا أَوْ قَالَ اذْبَحْهَا وَلَنْ تَجْزِيَ جَذَعَةٌ

٩١٥۔ ترجمہ اس حدیث براء رضی اللہ عنہ کا سابق باب میں گزر چکا ہے۔

عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کے دن نماز کی تیاری اور عید گاہ کی طرف جانے کے سوا اور کوئی کام کرنا لائق نہیں اور یہ مستلزم ہے اس بات کو کہ عید کی نماز سے پہلے کوئی کام کرنا لائق نہیں پس یہ مقتضی ہے اس بات کو کہ عید گاہ کی طرف اول وقت جائے پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے۔ واللہ اعلم

بَابُ فَضْلِ الْعَمَلِ فِيْ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ. تشریق کے دنوں میں عمل کرنے کی فضیلت کا بیان۔

فائدہ: تشریق کے چار دن ہیں ایک بقرہ عید کا دن اور تین دن اس سے پیچھے یعنی گیارہویں بارہویں اور تیرہویں اور بعض نے کہا کہ تین دن ہیں اور تشریق کا معنی لغت میں گوشت خشک کرنے کا ہے اور چونکہ عرب لوگ ان دنوں میں قربانی کا گوشت خشک کرتے تھے اس واسطے ان دنوں کا نام ایام تشریق رکھا گیا اور بعض نے کہا کہ تشریق کا معنی سورج بلند ہونے کا ہے اور چونکہ بقرہ عید کی نماز سورج بلند ہونے کے وقت پڑھی جاتی ہے اور باقی تین دن بھی نماز میں اس کے تابع ہیں اس لیے ان کو ایام تشریق کہا گیا اور ایام تشریق کو ایام منیٰ بھی کہتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ گاؤں والوں پر تشریق کی تکبیریں نہیں ہیں لیکن اس مسئلے میں کوئی اس کے موافق نہیں بلکہ صاحبین بھی اس کے مخالف ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ﴾ أَيَّامُ الْعَشْرِ وَالْأَيَّامُ الْمَعْدُوْدَاتُ أَيَّامُ التَّشْرِيْقِ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ مراد اس آیت میں ایام معلومات سے پہلے دس دن مہینہ ذو الحجہ کے ہیں پس معنی اس آیت کا یہ ہوا کہ یاد کرو اللہ کو معلوم دنوں میں یعنی ذوالحجہ کے پہلے دھاکے میں (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا) اور مراد ایام معدودات سے جو سورہ بقرہ میں واقع ہوا ہے تشریق کے دن ہیں اور وہ آیت یہ ہے ﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ﴾ پس معنی اس کا یہ ہوا کہ یاد کرو اللہ کو کئی دن گنتی کے یعنی تشریق کے دنوں میں۔

فائدہ: اگر کوئی کہے کہ پہلی آیت قرآن کے مخالف ہے اس لیے کہ قرآن میں ﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ﴾ کے بدلے ﴿وَيَذْكُرُوا اللّٰهَ﴾ واقع ہوا ہے تو کہا جائے گا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی غرض تلاوت کی نہیں بلکہ ان کی غرض فقط ان دونوں لفظوں کی تفسیر کرنی ہے اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس اثر سے یہ ہے کہ تشریق کے دن ذوالحجہ کے دس دنوں کے برابر ہیں جیسا کہ اثر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے معلوم ہوتا ہے پس ان میں عمل کرنے کا ثواب ایام عشر کے

برابر ہے پس ایام تشریق میں عمل کرنے کی فضیلت ثابت ہوگئی۔

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ يَخْرُجَانِ إِلَى السُّوْقِ فِيْ أَيَّامِ الْعَشْرِ يُكَبِّرَانِ وَيُكَبِّرُ النَّاسُ بِتَكْبِيْرِهِمَا وَكَبَّرَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ خَلْفَ النَّافِلَةِ.

اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نکلتے طرف بازار کی ذوالحجہ کے پہلے دھاکے میں اس حال میں کہ تکبیر کہتے اور لوگ بھی ان کے ساتھ تکبیر کہتے اور محمد بن علی نے نفل نماز کے بعد تکبیر کہی یعنی ایام تشریق میں۔

فائدہ: ان دونوں اثروں سے ایام عشر اور ایام تشریق میں عمل کرنا ثابت ہوا پس ان کو باب کے ساتھ اتنی مناسبت ہی کافی ہے۔

٩١٦ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِيْنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَا الْعَمَلُ فِيْ أَيَّامٍ أَفْضَلَ مِنْهَا فِيْ هٰذِهِ قَالُوْا وَلَا الْجِهَادُ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ.

٩١٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کرنا کوئی دنوں میں افضل نہیں ہے ان دنوں سے یعنی ذوالحجہ کے دس دنوں سے اصحاب نے کہا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی اس سے افضل نہیں فرمایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی اس سے افضل نہیں مگر اس مرد کا جہاد افضل ہے جو کہ نکلا اپنا جان اور مال نثار کرتا پھر نہ پلٹا کچھ لے کر یعنی شہید ہوگیا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عشرہ ذوالحجہ کے برابر کوئی دنوں کی عبادت افضل نہیں اور چونکہ ایام تشریق بھی ان کے ہمسایہ ہیں اور ان کے ساتھ متصل پیچھے آتے ہیں اس لیے ہمسائیگی کے سبب سے ان کو بھی یہ فضیلت دی گئی اور نیز ذوالحجہ کے دس دنوں کو اس واسطے فضیلت حاصل ہوئی ہے کہ اس میں حج کے عمل واقع ہوتے ہیں اور باقی عمل حج کے جیسا کہ طواف اور رمی وغیرہ ہے تشریق کے دنوں میں واقع ہوتے ہیں تو اب اصل فضیلت میں دونوں شریک ہوئے کہ اعمال حج کے دنوں میں واقع ہوتے ہیں اسی وجہ سے تکبیر بھی دونوں شریک ہیں اور جب حج کے دس دنوں میں عمل کرنے کی فضیلت اس حدیث سے ثابت ہوگئی تو ایام تشریق میں عمل کرنے کی فضیلت خود ثابت ہوگئی پس مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی اور نیز آثار مذکورہ کی مناسبت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بھی ظاہر ہوگئی اور نیز عید کا دن دونوں میں شریک ہے اس لیے کہ عید ایام عشر کا بھی اخیر دن ہے اور ایام تشریق کا پہلا دن ہے تو اب جو فضیلت کہ ایام عشر کے واسطے ثابت ہوگی وہ ایام تشریق کے واسطے خود ثابت ہو جائے گی کیونکہ عید دونوں کی جزء ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاد کی بڑی فضیلت ہے اور اس کے درجے متفاوت ہیں اعلیٰ درجہ اس کا وہ ہے جس میں آدمی شہید ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ذوالحجہ کے دس دن تمام سال کے دنوں سے افضل ہیں سو اگر

کوئی نذر مانے کہ میں سب دنوں سے افضل دن میں روزہ رکھوں گا تو عرفہ کا دن مقرر ہوگا اور وجہ عشرہ ذوالحجہ کے افضل ہونے کی یہ ہے افضل عبادتیں جن پر اسلام کی بنیاد ہے ان میں سب جمع ہو جاتی ہیں اور وہ نماز ہے اور روزہ اور صدقہ اور حج اور یہ سب عبادتیں اور کسی دن میں جمع نہیں ہوتی ہیں۔

بَابُ التَّكْبِيرِ أَيَّامَ مِنًى وَإِذَا غَدَا إِلَى عَرَفَةَ.

منیٰ کے دنوں میں تکبیر کہنی اور جب ذوالحجہ کے نو تاریخ کو منیٰ سے عرفات جائیں تو راہ میں تکبیر کہنے کا بیان۔

فائدہ: مراد منیٰ کے دنوں سے وہی تشریق کے دن ہیں کما مر۔

وَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ فِي قُبَّتِهِ بِمِنًى فَيَسْمَعُهُ أَهْلُ الْمَسْجِدِ فَيُكَبِّرُوْنَ وَيُكَبِّرُ أَهْلُ الْأَسْوَاقِ حَتّٰى تَرْتَجَّ مِنًى تَكْبِيْرًا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُكَبِّرُ بِمِنًى تِلْكَ الْأَيَّامَ وَخَلْفَ الصَّلَوَاتِ وَعَلٰى فِرَاشِهِ وَفِيْ فُسْطَاطِهِ وَمَجْلِسِهِ وَمَمْشَاهُ تِلْكَ الْأَيَّامَ جَمِيْعًا وَكَانَتْ مَيْمُوْنَةُ تُكَبِّرُ يَوْمَ النَّحْرِ وَكُنَّ النِّسَآءُ يُكَبِّرْنَ خَلْفَ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لَيَالِيَ التَّشْرِيْقِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے خیمے میں (جو منیٰ میں گاڑا تھا) پکار کر تکبیر کہتے تھے سو مسجد والے اس کو سنتے سو وہ بھی اس کے ساتھ تکبیر کہتے اور بازار والے بھی تکبیر کہتے یہاں تک کہ منیٰ تکبیروں کی آواز سے گونج جاتی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما تشریق کے دنوں میں منیٰ کے درمیان تکبیر کہا کرتے تھے اور نیز ہر نماز کے پیچھے تکبیر کہتے اور اپنے بچھونے پر بھی تکبیر کہتے اور اپنے خیمے میں بھی تکبیر کہتے اور بیٹھتے اور چلتے بھی تکبیر کہتے اور ان سب دنوں میں تکبیر کہتے' اور میمونہ رضی اللہ عنہا بھی بقرہ عید کے دن تکبیر کہتی تھیں اور عورتیں بھی تشریق کے دنوں میں ابان بن عثمان اور عمر بن عبدالعزیز کے پیچھے مردوں کے ساتھ مسجد میں تکبیریں کہتی تھیں۔

فائدہ: ان اثروں سے معلوم ہوتا ہے کہ تشریق کے دنوں میں ہر وقت ہر حال میں میں تکبیر کہی جائے نماز پنجگانہ کے پیچھے بھی اور باقی سب وقتوں میں بھی اور اس مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے کئی وجہ سے پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ تکبیر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین کے نزدیک واجب ہے اور یہی ایک روایت ہے امام مالک رحمہ اللہ سے اور باقی اماموں کے نزدیک مستحب ہے وجہ دوم یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ابتدا اس کی عرفہ کے دن صبح کی نماز کے پیچھے سے ہے اور انتہا اس کی عید کے دن کی عصر تک ہے کہ مجموعہ ان کا آٹھ نمازیں ہوتی ہیں اور یہی مروی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور امام محمد اور امام ابو یوسف وغیرہ کے نزدیک عرفہ کی صبح سے لے کر تشریق کے پچھلے دن کی عصر تک ہے کہ مجموعہ ان کا تئیس نمازیں ہوتی ہیں امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ محققین کے نزدیک یہی

قول صحیح ہے اور دارقطنی میں ہے کہ حضرت ﷺ نے عرفہ کی صبح سے لے کر تشریق اخیر دن کی عصر تک تکبیر کہی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تکبیر عرفہ کی صبح سے لے کر آخر دنوں منیٰ کے عصر تک ہے اور یہی مروی ہے عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک عید کی ظہر سے لے کر تشریق کے اخیر دن کی صبح تک ہے اور اس کے سوا اور بھی یہاں کئی قول ہیں جو بخوف طول ذکر نہیں کیے گئے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جماعت شرط ہے تنہا نماز پڑھنے والے پر تکبیریں واجب نہیں اور باقی اماموں اور صاحبین کے نزدیک جماعت شرط نہیں۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ تکبیریں فقط مردوں کے ساتھ خاص ہیں عورتوں کے واسطے نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ادائے نماز میں ہیں قضا میں نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ فرضوں میں ہیں نفلوں میں نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مقیم پر ہیں مسافر پر نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شہر والوں پر ہیں گاؤں والوں پر نہیں مگر امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک مختار قول یہی ہے کہ تکبیروں کا حکم ان سب لوگوں کو شامل ہے سب لوگ تکبیر کہیں۔ پانچویں وجہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ایک بار یہ ذکر کہے **اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد** اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی یہی ذکر ہے لیکن تکبیر تین بار کہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک فقط **اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر** کہے اور اگر تہلیل اور تحمید زیادہ کرے تو وہ بہتر ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کا مذہب موافق حنفیہ کے ہے لیکن شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں فرمایا ہے کہ سب سے صحیح تکبیر یہ ہے جو کہ عبدالرزاق نے سند صحیح کے ساتھ سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا کہ تشریق کے دنوں میں یہ کہا کرو **اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر کبیرا** اور یہی قول امام شافعی کا ہے لیکن وہ اتنا زیادہ کرتے ہیں **وللّٰہ الحمد** اور بعض کہتے ہیں کہ تین بار تکبیر کہے اور اس پر **لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریك له** الخ زیادہ کرے اور بعض کہتے ہیں کہ دو بار تکبیر کہے بعد اس کے یہ کہے **لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد** اور یہی مروی ہے عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور یہی قول ہے امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق کا انتہیٰ۔

٩١٧ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَنَحْنُ غَادِيَانِ مِنْ مِّنًى إِلٰى عَرَفَاتٍ عَنِ التَّلْبِيَةِ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ يُلَبِّي الْمُلَبِّيْ لَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ.

٩١٧۔ حضرت محمد بن ابو بکر ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے تلبیہ کا مسئلہ پوچھا (اور ہم دونوں منیٰ سے عرفات کو جاتے تھے) کہ تم حضرت ﷺ کے ساتھ کیا کرتے تھے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لبیک کہنے والا لبیک کہتا اس پر کوئی انکار نہ کرتا تھا اور تکبیر کہنے والا تکبیر کہتا اس پر کوئی انکار نہیں کرتا تھا یعنی کبھی تلبیہ کہتے اور کبھی تکبیر کہتے تھے پس دونوں طرح جائز ہے جو جس کے جی میں آئے کہے درست ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب منیٰ سے عرفات کو جائے تو راہ میں تکبیر کہنی جائز ہے پس یہی وجہ ہے

مناسبت اس حدیث کی باب کے دوسرے مسئلے سے مگر رمی جمرہ عقبہ کے پہلے تلبیہ مطلق ترک کر دینا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست نہیں۔

٩١٨ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ نَّخْرُجَ يَوْمَ الْعِيْدِ حَتّٰى نُخْرِجَ الْبِكْرَ مِنْ خِدْرِهَا حَتّٰى نُخْرِجَ الْحُيَّضَ فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيْرِهِمْ وَيَدْعُوْنَ بِدُعَآئِهِمْ يَرْجُوْنَ بَرَكَةَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَطُهْرَتَهٗ.

٩١٨۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم کو حکم ہوتا تھا عید کے دن باہر نکلنے کا یہاں تک کہ باہر نکالیں ہم کنواریوں اور حیض والیوں کو بھی پس مردوں کے پیچھے ٹھہری رہیں اور ان کے موافق تکبیر کہیں اور ان کے ساتھ دعا میں شریک ہوں امید رکھیں اس دن کی برکت اور پاکی کی یعنی جو پاکی کہ گناہ سے حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کے دن تکبیر کہنی سنت ہے کہ حیض والیوں کو بھی اس کے کہنے کی تاکید ہے پس تشریق کے دنوں میں تکبیر کہنی ثابت ہوگئی کہ عید بھی ان میں داخل ہے پس مناسبت اس حدیث کی باب سے پہلے مسئلے سے ثابت ہوگئی اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تکبیر اور دعا حیض والی کو منع نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عید کے واسطے عورتوں کو نکلنا مستحب ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک مطلق منع ہے، کما مر.

بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الْحَرْبَةِ يَوْمَ الْعِيْدِ.

عید کے دن برچھی کی طرف نماز پڑھنے کا بیان یعنی برچھی کو بمنزلہ سترے کے اپنے سامنے کھڑی کر کے اس کی طرف نماز پڑھنی جائز ہے۔

٩١٩ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ تُرْكَزُ الْحَرْبَةُ قُدَّامَهٗ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ ثُمَّ يُصَلِّيْ.

٩١٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عید الفطر اور قربانی کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے برچھی گاڑی جاتی تھی یعنی بجائے سترے کے پھر آپ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے۔

بَابُ حَمْلِ الْعَنَزَةِ أَوِ الْحَرْبَةِ بَيْنَ يَدَيِ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيْدِ.

عید کے دن امام کے آگے برچھی یا نیزہ اٹھا کر چلنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

فائدہ: اس باب اور پہلے باب میں یہ فرق ہے کہ پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ سترے میں یہ شرط نہیں کہ نمازی کے تمام بدن کو چھپا لے اور اس باب سے یہ مراد ہے کہ امام کے آگے کوئی ہتھیار اٹھا کر چلنا جائز ہے۔

٩٢٠ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْدُوْ إِلَى الْمُصَلّٰى وَالْعَنَزَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تُحْمَلُ وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلّٰى بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ إِلَيْهَا.

٩٢٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو عید گاہ کی طرف جاتے تھے اور نیزہ آپ کے آگے اٹھایا جاتا اور عید گاہ میں آپ کے سامنے گاڑا جاتا سو آپ اس کی طرف نماز پڑھتے۔

فائدہ: یہ اکثر اوقات کا ذکر ہے ورنہ آپ نے منیٰ میں بغیر سترہ کے بھی نماز پڑھائی پس ترک سترہ جائز ہے معلوم ہوا کہ سترہ سنت ہے واجب نہیں۔

بَابُ خُرُوْجِ النِّسَآءِ وَالْحُيَّضِ إِلَى الْمُصَلّٰى.

عید کے دن عورتوں اور حیض والیوں کو عید گاہ کی طرف نکلنا جائز ہے۔

٩٢١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أَمَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْ نُخْرِجَ الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْدِ وَعَنْ أَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ بِنَحْوِهٖ وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِ حَفْصَةَ قَالَ أَوْ قَالَتِ الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْدِ وَيَعْتَزِلْنَ الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰى.

٩٢١۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ باہر نکالیں ہم کنواریوں پردہ نشینوں کو یا کہا کہ کنواریوں اور پردہ نشینوں کو اور حیض والیاں عید گاہ سے کنارے رہیں۔

بَابُ خُرُوْجِ الصِّبْيَانِ إِلَى الْمُصَلّٰى.

عید کے دن نابالغ لڑکوں کو عید گاہ کی طرف جانا جائز ہے اگر چہ نماز نہ پڑھیں۔

٩٢٢ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٩٢٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں عید الفطر یا قربانی کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید گاہ کی طرف نکلا سو آپ نے نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا پھر عورتوں کے پاس آئے اور ان کو وعظ سنایا اور بہشت و دوزخ کا حال یاد دلایا اور ان کو

وَسَلَّمَ يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحٰى فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ أَتَى النِّسَآءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ.

خیرات دینے کا حکم فرمایا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکوں کو عید گاہ کی طرف جانا درست ہے اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید گاہ میں گئے حالانکہ وہ اس وقت نابالغ تھے جیسا کہ اس حدیث کے دوسرے طریق میں اس کی تصریح آ چکی ہے، کما مر پس مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی اور بعض نے کہا کہ نابالغ لڑکوں کو اس وقت عید گاہ میں جانا درست ہے جب کہ اپنے نفس کو کھیل تماشے سے روک سکتے ہوں اور نماز کو سمجھتے ہوں اور نماز کے مفسدات کو یاد رکھتے ہوں اور بعض نے کہا کہ غرض لڑکوں کے باہر آنے سے یہ ہے کہ اسلام کی شوکت زیادہ ہو اور عید کی نماز میں جو اسلام کی ایک نشانی ہے مسلمانوں کی کثرت ہو پس یہ حکم سب کو شامل ہے خواہ نماز پڑھے خواہ نہ پڑھے اور یہی معلوم ہوتا ہے مذہب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا لیکن اس صورت میں مناسب ہے کہ لڑکوں کے ساتھ کوئی آدمی محافظ ہو جو ان کو کھیل تماشے اور شور سے روکے اور جو لڑکے کہ بالکل تمیز نہیں رکھتے وہ اگرچہ نماز اور دعاء وغیرہ میں شامل ہو کر تبرک حاصل نہیں کر سکتے ہیں لیکن کثرت اہل اسلام کی اس میں ضرور متصور ہے اور یہ بھی کچھ ضروری نہیں کہ جو نماز اور دعاء وغیرہ میں شریک ہو اُسی کو ثواب ملے دوسرے کو نہ ملے اس لیے کہ نیکی کی مجلس میں فقط حاضر ہونے سے بھی ثواب ملتا ہے گو عبادت میں اُس کے ساتھ شریک نہ ہو جیسا کہ ان فرشتوں کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے جو نیکی کی مجلسیں تلاش کرتے پھرتے ہیں۔

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْإِمَامِ النَّاسَ فِي خُطْبَةِ الْعِيْدِ فَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقَابِلَ النَّاسِ.

عید کے خطبے میں امام کو لوگوں کی طرف متوجہ ہونا سنت ہے اور ان کو پیٹھ دینی قبیح ہے اور ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے روبرو کھڑے ہوئے۔

فائدہ: یہ حدیث باب آئندہ میں ابھی آتی ہے اور باب الخروج الی المصلی میں پہلے بھی گزر چکی ہے اور مطابقت اس کی باب سے ظاہر ہے۔

٩٢٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أَضْحٰى إِلَى الْبَقِيْعِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ وَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ نُسُكِنَا فِيْ

٩٢٣۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقرہ عید کے دن بقیع کی طرف نکلے سو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ہمارے اس دن کی پہلی عبادت یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں پھر نماز سے پلٹ آئیں اور قربانی کریں سو جس نے ایسا کیا اس نے ہماری

يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نَبْدَأَ بِالصَّلَاةِ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ وَافَقَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ عَجَّلَهٗ لِأَهْلِهٖ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ ذَبَحْتُ وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُسِنَّةٍ قَالَ اذْبَحْهَا وَلَا تَفِيْ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ.

سنت کی موافقت کی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ صرف ایک چیز ہے جس کو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے جلدی تیار کیا اور باقی ترجمہ اس حدیث براء رضی اللہ عنہ کا پہلے گزر چکا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کے خطبہ میں امام کو لوگوں کی طرف منہ کرنا سنت ہے اور غرض اس باب سے دفع کرنا ہے وہم اس شخص کا جو استقبال امام کو جمعہ کے خطبے کے ساتھ خاص ہونے کا وہم کرتا ہے یعنی امام کو لوگوں کی طرف متوجہ ہونا ہر حال میں سنت ہے کسی وقت یا کسی خطبے کے ساتھ خاص نہیں۔

بَابُ الْعَلَمِ الَّذِيْ بِالْمُصَلّٰى.

عید گاہ میں نشان کھڑا کرنا تا کہ لوگ اس کو پہچان لیں کہ یہ عید گاہ ہے۔

٩٢٤ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قِيْلَ لَهٗ أَشَهِدْتَ الْعِيْدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَكَانِيْ مِنَ الصِّغَرِ مَا شَهِدْتُهٗ حَتّٰى أَتَى الْعَلَمَ الَّذِيْ عِنْدَ دَارِ كَثِيْرِ بْنِ الصَّلْتِ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ أَتَى النِّسَآءَ وَمَعَهٗ بِلَالٌ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِيْنَ بِأَيْدِيْهِنَّ يَقْذِفْنَهٗ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ ثُمَّ انْطَلَقَ هُوَ وَبِلَالٌ إِلٰى بَيْتِهٖ.

٩٢۴ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے اُس سے پوچھا کہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر ہوا ہے اُس نے کہا ہاں اور اگر میرا قرب اور قدر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ ہوتا تو میں کم عمری کے سبب سے حاضر نہ ہوتا (سو اس کا قصہ یوں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ کو چلے) یہاں تک کہ اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے گھر کے نزدیک تھا سو آپ نے نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا پھر عورتوں کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے سو ان کو وعظ اور نصیحت کی اور خیرات کرنے کا حکم دیا سو میں نے عورتوں کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ کانوں کی طرف جھکا کر بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں صدقہ ڈالتی تھیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بلال رضی اللہ عنہ گھر کو چلے آئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید گاہ میں پہچان کے لیے نشان کھڑا کرنا جائز ہے کہ اصحاب نے اس کے

واسطے ایک نشان کھڑا کیا ہوا تھا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر میرا قرب اور قدر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ ہوتا...... الخ سوا گران کے اس قول کا یہی معنی کیا جائے جو اس ترجمے میں کیا گیا ہے تو اس حدیث سے نابالغ لڑکے کا عید گاہ کی طرف جانا ثابت نہیں ہو سکے گا حالانکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ مسئلہ اسی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت کیا ہے جیسا کہ تیسرے باب میں گزر چکا ہے پس مناسب یہی ہے کہ اس قول کا یہ معنی کیا جائے کہ اگر میری جگہ لڑکپن سے نہ ہوتی تو میں حاضر ہوتا یعنی اگر میں کم عمر نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عورتوں میں نہ جاتا کہ بالغ جوان کو عورتوں میں جانا منع ہے۔

بَابُ مَوْعِظَةِ الْإِمَامِ النِّسَآءَ يَوْمَ الْعِيْدِ.

عید کے دن امام کا عورتوں کو وعظ سنانا مستحب ہے۔

٩٢٥ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ ثُمَّ خَطَبَ فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَآءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى يَدِ بِلَالٍ وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ يُلْقِيْ فِيْهِ النِّسَآءُ الصَّدَقَةَ قُلْتُ لِعَطَآءٍ زَكَاةَ يَوْمِ الْفِطْرِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ صَدَقَةً يَتَصَدَّقْنَ حِيْنَئِذٍ تُلْقِيْ فَتَخَهَا وَيُلْقِيْنَ قُلْتُ لِعَطَآءٍ أَتُرٰى حَقًّا عَلَى الْإِمَامِ ذٰلِكَ وَيُذَكِّرُهُنَّ قَالَ إِنَّهُ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ لَا يَفْعَلُوْنَهُ.

٩٢٥۔ ترجمہ اس حدیث جابر رضی اللہ عنہ کا باب المشي والرکوب میں پہلے گزر چکا ہے اس میں اتنا مطلوب ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو وعظ کیا اور خیرات کرنے کا حکم دیا سو وہ صدقہ ڈالنے لگیں ابن جریج نے کہا کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ یہ صدقہ فطر تھا یا نہیں؟ اس نے کہا نہیں لیکن یہ اور صدقہ تھا کہ وہ اس وقت خیرات کرتی تھیں عورتیں اپنی انگوٹھیاں ڈالتی تھیں اور ہر قسم کا زیور پھینکتی تھیں پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

٩٢٦ ـ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَأَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ شَهِدْتُ الْفِطْرَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يُصَلُّوْنَهَا

٩٢٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید میں حاضر ہوا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی اس میں حاضر ہوا وہ نماز کو خطبے سے پہلے پڑھتے تھے پھر نماز کے پیچھے خطبہ پڑھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہو کر چلے گئے گویا کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں

قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يُخْطُبُ بَعْدُ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّی أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِيْنَ يُجَلِّسُ بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتَّى جَآءَ النِّسَآءَ مَعَهُ بِلَالٌ فَقَالَ ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِیُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ......غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ الْاٰيَةَ ثُمَّ قَالَ حِيْنَ فَرَغَ مِنْهَا اَنْتُنَّ عَلٰى ذٰلِكِ قَالَتِ امْرَاَةٌ وَاحِدَةٌ مِّنْهُنَّ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا نَعَمْ لَا يَدْرِیْ حَسَنٌ مَّنْ هِیَ قَالَ فَتَصَدَّقْنَ فَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهٗ ثُمَّ قَالَ هَلُمَّ لَكُنَّ فِدَآءُ اَبِیْ وَاُمِّیْ فَيُلْقِيْنَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيْمَ فِیْ ثَوْبِ بِلَالٍ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ الْفَتَخُ الْخَوَاتِيْمُ الْعِظَامُ كَانَتْ فِی الْجَاهِلِيَّةِ.

جب کہ آپ نے ہاتھ سے لوگوں کو بٹھایا پھر صفوں کو چیرتے آگے بڑھے یہاں تک کہ عورتوں کے پاس آئے آپ ﷺ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے سو آپ نے یہ آیت پڑھی ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِیُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ...... غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ یعنی اے نبی! جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں اقرار کرنے کو اس پر کہ شریک نہ ٹھہرائیں اللہ کا کسی کو اور چوری نہ کریں اور بدکاری نہ کریں اور اپنی اولاد نہ ماریں اور بہتان نہ لائیں باندھ کر اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں اور تیری بے حکمی نہ کریں کسی بھلے کام میں تو ان سے اقرار کر اور معافی مانگ ان کے واسطے اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے سو جب آپ اس آیت کے پڑھنے سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کیا تم اس اقرار پر قائم ہو سو ان میں سے ایک عورت نے کہا (اس کے سوا اور کوئی نہ بولی) کہ ہم اس عہد پر قائم ہیں یعنی اور سب حیاء سے چپ رہیں فقط ایک نے کلام کی حسن (راوی) نہیں جانتا کہ وہ کون عورت تھی سو فرمایا کہ اگر تم اس اقرار پر قائم ہو تو خیرات کرو سو بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا بچھایا اور کہا کہ لاؤ یعنی اے عورتو! خیرات کو جمع کرو میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں سو وہ بڑی اور چھوٹی انگوٹھیوں کو بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالتی تھیں عبدالرزاق (راوی) نے کہا کہ فتخ بڑی انگوٹھیوں کو کہتے ہیں جو جاہلیت کے زمانے میں تھیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ عید کے دن امام عورتوں کو وعظ سنائے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور یہ جو راوی نے کہا کہ آپ نے ہاتھ سے لوگوں کو بٹھایا تو اس کا معنی یہ ہے کہ جب آپ خطبے سے فارغ ہو کر عورتوں کی طرف چلے تو لوگ اٹھنے لگے اس غرض سے کہ اپنے گھروں کو جائیں یا حضرت ﷺ کے ساتھ عورتوں کے پاس جائیں سو آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو جب تک کہ میں فارغ ہو کر آؤں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو عیدگاہ کی طرف نکلنا جائز ہے اور ان کو صدقے کی رغبت دینی

مستحب ہے اور یہ کہنا جائز ہے کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں اور یہ کہ خاوند کے مال سے بلا اجازت خیرات کرنی جائز ہے اور یہ کہ صدقہ عذاب کو دفع کر دیتا ہے اور یہ کہ محتاجوں کے واسطے مالداروں سے صدقہ طلب کرنا جائز ہے۔

بَابُ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ فِي الْعِيْدِ.

اگر عید کے دن کسی عورت کے پاس پہننے کی چادر نہ ہو تو ساتھ والی عورت اس کو اپنی چادر پہنا دے۔

٩٢٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ قَالَتْ كُنَّا نَمْنَعُ جَوَارِيَنَا أَنْ يَّخْرُجْنَ يَوْمَ الْعِيْدِ فَجَآءَ تِ امْرَأَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِيْ خَلَفٍ فَأَتَيْتُهَا فَحَدَّثَتْ أَنَّ زَوْجَ أُخْتِهَا غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً فَكَانَتْ أُخْتُهَا مَعَهُ فِيْ سِتِّ غَزَوَاتٍ فَقَالَتْ فَكُنَّا نَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضٰى وَنُدَاوِى الْكَلْمٰى فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعَلٰى إِحْدَانَا بَأْسٌ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَّهَا جِلْبَابٌ أَنْ لَّا تَخْرُجَ فَقَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا فَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ حَفْصَةُ فَلَمَّا قَدِمَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ أَتَيْتُهَا فَسَأَلْتُهَا أَسَمِعْتِ فِيْ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ نَعَمْ بِأَبِيْ وَقَلَّمَا ذَكَرَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَالَتْ بِأَبِيْ قَالَ لِيَخْرُجَ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُوْرِ أَوْ قَالَ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ شَكَّ أَيُّوْبُ وَالْحُيَّضُ وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰى وَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ

٩٢٧۔ حضرت حفصہ بنت سیرین سے روایت ہے کہ ہم اپنی جوان لڑکیوں کو عید کے دن باہر نکلنے سے منع کیا کرتے تھے سو ایک عورت گئی اور بنی خلف کے محل (بصرہ میں ایک جگہ کا نام ہے) میں اتری سو میں اس کے پاس گئی سو اُس نے کہا کہ میرے بہنوئی نے حضرت ﷺ کے ہمراہ کافروں سے بارہ جنگیں لڑی ہیں اور چھ لڑائیوں میں میری بہن بھی اس کے ہمراہ تھی سو اس کی بہن نے کہا کہ ہم بیماروں کی خبر گیری اور زخمیوں کو دوائی دیا کرتی تھیں سو اُس نے عرض کیا کہ یا حضرت! اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو کیا اس کو عید گاہ کی طرف نہ نکلنے میں گناہ ہے؟ فرمایا چاہیے کہ اس کے ساتھ والی اس کو اپنی چادر پہنا دے یعنی اگر اس کے پاس کوئی چادر فاضلہ موجود ہو تو وہ اس کو بطورِ عاریۃً کے دے دے ورنہ جو چادر پہنی ہوا سی سے ایک کنارہ اس پر ڈال دے اور دونوں مل کر عید گاہ میں جائیں سو نیکی کی مجلس اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوں ۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب ام عطیہ رضی اللہ عنہا آئی تو میں اس کے پاس گئی اور اس سے پوچھا کہ کیا تو نے حضرت ﷺ سے ایسا ایسا سنا ہے؟ یعنی عورتوں کا عید گاہ میں نکلنا اس نے کہا ہاں میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا جب حضرت ﷺ کو یاد کرتی تو یہ کلمہ کہتی آپ نے فرمایا چاہیے کہ

الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهَا الْحُيَّضُ قَالَتْ نَعَمْ أَلَيْسَ الْحَائِضُ تَشْهَدُ عَرَفَاتٍ وَتَشْهَدُ كَذَا وَتَشْهَدُ كَذَا.

باہر آئیں جوان لڑکیاں اور پردہ نشین اور حیض والیاں لیکن حیض والیاں عید گاہ سے کنارے رہیں اور نیکی کی مجلس اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوں حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا حیض والیاں بھی باہر آئیں اُس نے کہا کہ ہاں کیا وہ عرفات اور ایسی ایسی جگہ یعنی مزدلفہ اور رمی جمار وغیرہ میں حاضر نہیں ہوتی ہیں یعنی جیسا کہ عرفات وغیرہ حج کی جگہوں میں ان کو جانا جائز ہے ویسا ہی ان کو عید گاہ میں بھی آنا جائز ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی عورت کے پاس عید میں جانے کے واسطے چادر نہ ہو تو اس کے ساتھ والی اس کو اپنی چادر پہنا دے اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے مبالغہ ہے یعنی ہر حال میں عورتیں عید گاہ کی طرف نکلیں اگر چہ دو دو ایک چادر میں ہوں۔

بَابُ اِعْتِزَالِ الْحُيَّضِ الْمُصَلّٰى.

حیض والی عورتیں عید گاہ سے کنارے رہیں۔

فائدہ: یہ مسئلہ پہلی حدیث کے ضمن میں آچکا ہے لیکن زیادہ اہتمام کے واسطے اس کا علیحدہ باب باندھا۔

٩٢٨ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ أُمِرْنَا أَنْ نَخْرُجَ فَنُخْرِجَ الْحُيَّضَ وَالْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ أَوِ الْعَوَاتِقَ ذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَيَعْتَزِلْنَ مُصَلَّاهُمْ.

٩٢٨۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم کو حکم ہوا عید کے دن باہر نکلنے کا سو ہم باہر نکالتی تھیں حیض والیوں کو اور جوان لڑکیوں کو اور پردہ نشینوں کو سو حیض والیاں تو نیکی کی مجلس اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوئیں لیکن عید گاہ سے کنارے رہیں۔

فائدہ: مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور یہ نہی تنزیہی ہے اس لیے کہ عید گاہ مسجد نہیں اور بعض نے کہا کہ اس میں ٹھہرنا حرام ہے لیکن پہلی بات ٹھیک ہے سو عورتیں عید گاہ میں نمازیوں سے کنارے رہیں اور مسجد کے دروازے پر کھڑی رہیں کہ مسجد میں ان کو آنا حرام ہے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ عورت کو اجنبی آدمی کو دواء دینی جائز ہے بشرطیکہ اس کے معالجے میں مباشر کی حاجت نہ پڑے اور اگر اس کی حاجت ہو تو فتنے سے امن ہو اور یہ کہ جوان اور پردہ نشین لڑکیوں کو واجب ہے کہ پردے میں رہیں باہر نہ نکلیں مگر

جس چیز میں ان کو اجازت ملی ہے اس میں جائز ہے اور یہ کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں دستور تھا کہ کنواری اور جوان لڑکیاں پردے میں رہتی تھیں باہر نہ نکلتی تھیں پس اب اس زمانے میں ان کو پردے میں رہنا بطریق اولیٰ واجب ہے کہ اب زمانہ خراب ہوگیا اور یہ کہ عید کی نماز واجب ہے مگر یہ بات ٹھیک نہیں اس لیے کہ غیر مکلفوں کو بھی اس میں نکلنے کا حکم ہوا ہے پس معلوم ہوا کہ غرض اس سے بہت کثرت کے ساتھ جمع ہو کر شعائر اسلام ظاہر کرنا ہے اور تا کہ سب کو برکت شامل ہو اور یہ کہ عورت کو عید کے واسطے چادر تیار رکھنی جائز ہے اور یہ کہ دوسری سے عاریۃً کپڑا لے کر پہننا جائز ہے اور یہ کہ عیدوں میں سب عورتوں کا نکلنا مستحب ہے خواہ جوان ہوں خواہ نہ ہوں اور خواہ خوبصورت ہوں یا نہ ہوں اور اس میں سلف علماء کو اختلاف ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ نکلنے کو واجب کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مستحب ہے لیکن امام شافعی رحمہ اللہ خوبصورتوں کو اس سے مستثنیٰ کرتے ہیں اور طحاوی نے اس حکم کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا ہے یعنی جوان لڑکیوں اور پردہ نشینوں اور حیض والیوں کو عید میں نکلنے کا حکم اول اسلام میں تھا جب کہ مسلمان کم تھے سو آپ نے عورتوں کو نکلنے کا حکم فرمایا تا کہ مسلمانوں کی بہت کثرت معلوم ہو اور دشمن دیکھ کر ڈر جائیں اور اب اس کی حاجت نہیں پس یہ حکم منسوخ ہوا۔ سو جواب اس کا یہ ہے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کے واسطے کئی شرطیں ہیں جن کا بیان تیسرے پارے میں گزر چکا ہے پس جب تک مدعی نسخ ان شرطوں کو ثابت نہ کرے تب تک دعویٰ نسخ مردود ہے بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے عورتوں کو وعظ سنایا اور وہ بھی اس وقت وہاں حاضر تھا اور کم عمر تھا اور یہ قصہ بعد فتح کے ہوا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ حکم منسوخ نہیں بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے **فلیطلب المخالف منه مخرجا** اور نیز حضرت ﷺ نے حکم کی علت یہ بیان کی ہے کہ وہ مسلمانوں کی دعا اور جماعت میں حاضر ہو کر تبرک حاصل کریں اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ کے بعد بھی یہی فتویٰ دیا اور اس کی مخالفت کسی صحابی سے ثابت نہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو روایت ہے کہ اگر حضرت ﷺ عورتوں کا حال اب دیکھتے تو ان کو منع کر دیتے سو یہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے معارض نہیں باوجودیکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول منع میں صریح نہیں **کما مر** اور یہ جو طحاوی نے کہا کہ تا کہ مسلمانوں کی کثرت دیکھ کر دشمن ڈر جائے تو یہ بھی محض وہم فاسد ہے کیونکہ لڑائی میں عورتوں سے مدد چاہنی اور ان سے لشکر کی بہتات طلب کرنی دلالت کرتی ہے اس پر کہ مسلمان ضعیف تھے حالانکہ ایسا نہیں تھا پس بہتر یہ ہے کہ اس نکلنے کو خاص کیا جائے ساتھ اس عورت کے جس پر یا جس کے سبب سے فتنے کا خوف نہ ہو اور اس کے حاضر ہونے میں کوئی فساد پیدا نہ ہو اور راہوں اور مجلسوں میں مردوں سے نہ ملے اور مفصل بحث اس مسئلے کی اوپر گزر چکی ہے۔

بَابُ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ يَوْمَ النَّحْرِ بِالْمُصَلّٰى.

بقرہ عید کے دن عید گاہ میں نحر اور قربانی کرنے کا بیان یعنی سنت ہے کہ نماز کے بعد قربانی کو عید گاہ میں حلال کرے

گھر میں آ کر نہ کرے کہ بدعت یا خلاف سنت ہے۔

فائدہ: نحر کہتے ہیں گلے میں برچھی مارنے کو اور اس طور سے اونٹ کو ذبح کرتے ہیں اور صورت اس کی یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑا کرتے ہیں اور اس کے گلے میں نیچے کی طرف نیزہ مارتے ہیں پس اس سے خون بہتا ہے اور اونٹ زمین پر گر پڑتا ہے اور گائے اور بکری کو چھری سے ذبح کرتے ہیں اور اونٹ کو ذبح کرنا بھی جائز ہے لیکن نحر افضل ہے اسی طرح بکری اور گائے کو بھی نحر کرنا سنت ہے لیکن افضل ذبح ہے اور اگر دونوں قربانیوں کو عید میں جمع کرے یعنی اونٹ کو نحر کرے اور گائے بکری کو ذبح کرے تو جب بھی جائز ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ امام کی قربانی سے پہلے کوئی ذبح نہ کرے لیکن اس پر اجماع ہے کہ اگر قربانی اپنے وقت میں ذبح ہو تو جائز ہے خواہ امام قربانی کرے یا نہ کرے اس لیے کہ مدار قربانی کے وقت پر ہے امام کے فعل پر نہیں۔

٩٢٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ كَثِيْرُ بْنُ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْحَرُ أَوْ يَذْبَحُ بِالْمُصَلّٰى.

٩٢٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کو عید گاہ میں ذبح کیا کرتے تھے یعنی اونٹ کو نحر کرتے یا گائے بکری کو ذبح کرتے۔

بَابُ كَلَامِ الْإِمَامِ وَالنَّاسِ فِيْ خُطْبَةِ الْعِيْدِ وَإِذَا سُئِلَ الْإِمَامُ عَنْ شَيْءٍ وَهُوَ يَخْطُبُ.

عید کے خطبے میں امام کو بھی اور دوسرے لوگوں کو بھی کلام کرنی جائز ہے اور جب کوئی امام سے خطبے میں کچھ پوچھے تو امام کو اس کا جواب دینا جائز ہے۔

فائدہ: اس باب میں دو حکم ہیں پہلا حکم عام ہے اور دوسرا خاص اور شاید زیادہ اہتمام کے واسطے اس کو خاص کیا ہوگا۔

٩٣٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَالَ مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَتِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَامَ أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

٩٣٠۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بقرہ عید کے دن نماز کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ دیا سو فرمایا کہ جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے اور ہماری طرح قربانی کرے سو وہ قربانی کو پہنچا اور اس کی قربانی ادا ہوئی اور جو نماز سے پہلے قربانی کرے تو وہ گوشت کی بکری ہے یعنی اس میں فقط گوشت کھانا حاصل ہوا ثواب نہیں سو ابو بردہ کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت! قسم ہے اللہ کی میں تو نماز کی طرف نکلنے سے پہلے قربانی کر چکا ہوں اور میں نے جانا کہ یہ کھانے پینے کا دن

وَاللهِ لَقَدْ نَسَكْتُ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلٍ وَّشُرْبٍ فَتَعَجَّلْتُ وَأَكَلْتُ وَأَطْعَمْتُ أَهْلِي وَجِيرَانِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ قَالَ فَإِنَّ عِنْدِي عَنَاقَ جَذَعَةٍ هِيَ خَيْرٌ مِّنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَهَلْ تَجْزِيْ عَنِّيْ قَالَ نَعَمْ وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ.

ہے سو میں نے قربانی کو جلدی ذبح کر ڈالا اور اس کا گوشت کھایا اور اپنے گھر والوں اور ہمسایوں کو کھلایا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ فقط گوشت کی بکری ہے اس میں قربانی کا ثواب نہیں سو اس نے عرض کی کہ میرے پاس سال سے کم کی ایک جوان بکری ہے البتہ وہ گوشت کی دو بکریوں سے افضل ہے سو کیا وہ قربانی میں میری طرف سے کافی ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں لیکن تیرے سوا کسی کو کافی نہیں۔

٩٣١ - حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ فَأَمَرَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ أَنْ يُّعِيْدَ ذَبْحَهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ جِيْرَانٌ لِّيْ إِمَّا قَالَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَإِمَّا قَالَ بِهِمْ فَقْرٌ وَإِنِّيْ ذَبَحْتُ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَعِنْدِيْ عَنَاقٌ لِّيْ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهُ فِيْهَا.

٩٣١ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بقرہ عید کے دن نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا پھر حکم فرمایا کہ جو عید کی نماز سے پہلے قربانی کر چکا ہو تو چاہیے کہ پھر قربانی کرے سو انصار کا ایک مرد کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی کہ یا حضرت! میرے ہمسائے محتاج تھے یا کہا بھوکے تھے اور میں نے نماز سے پہلے قربانی ذبح کی اور میرے پاس سال سے کم کی ایک بکری ہے جو مجھ کو دو بکریوں سے پیاری ہے یعنی بوجہ موٹی تازی ہونے اور قیمت زیادہ ہونے کے سو حضرت ﷺ نے اس کو اس کی اجازت دی۔

٩٣٢ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ ذَبَحَ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُّصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ أُخْرٰى مَكَانَهَا وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللهِ.

٩٣٢ - حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بقرہ عید کے دن نماز پڑھی پھر آپ نے خطبہ پڑھا پھر قربانی ذبح کی اور فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے قربانی ذبح کی ہو تو چاہیے کہ وہ اس کے بدلے دوسری قربانی ذبح کرے اور جس نے قربانی ذبح نہ کی ہو تو چاہیے کہ اللہ کے نام سے ذبح کرے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عید کے خطبہ میں امام کو بھی اور دوسرے لوگوں کو بھی کلام کرنی جائز ہے کہ حضرت ﷺ نے خطبہ میں ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے کلام کی اور ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے بھی خطبے ہی میں آپ ﷺ سے پوچھا لیکن

عطاء اور نخعی وغیرہ سے اس کی ممانعت مروی ہے۔

بَابُ مَنْ خَالَفَ الطَّرِيْقَ إِذَا رَجَعَ يَوْمَ الْعِيْدِ.

جب عید کے دن عید کی نماز پڑھ کر گھر کو پلٹے تو دوسری راہ سے آئے یعنی جس راہ سے عید گاہ کو جائے اس راہ سے نہ آئے بلکہ کسی دوسری راہ سے آئے۔

فائدہ: جمہور علماء کے نزدیک یہ امر مستحب ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک راہ سے جائے اور دوسری راہ سے آئے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم نے اماموں کو اس پر پایا کہ ایک راہ سے جاتے تھے اور دوسری راہ سے آتے تھے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کو مستحب کہتے ہیں لیکن اس کے ترک میں ان کے نزدیک کچھ گناہ نہیں اور ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم امام کے حق میں اس کو مستحب کہتے ہیں اور یہی قول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا لیکن کتاب الام میں امام اور مقتدی دونوں کے حق میں مستحب لکھا ہے اور ساتھ عموم کے قائل ہیں اکثر اہل علم اور بعض کہتے ہیں کہ جس علت کی وجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا تھا اگر وہ علت باقی ہے تو یہ حکم بھی باقی ہے ورنہ نہیں لیکن کوئی علت یہاں معین نہیں بلکہ جو علتیں کہ لوگوں نے بیان کی ہیں وہ سب احتمالات ہیں علت کو ان میں حصر کرنے کی کوئی دلیل نہیں باوجودیکہ بعض احتمال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسرے لوگوں میں بھی پائے جاتے ہیں پس بہتر یہ ہے کہ اس حکم کو علت پر موقوف نہ رکھا جائے اور اتباع سنت کا حکم کیا جائے اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ حکم باقی ہے اگرچہ علت اس کی باقی نہ رہے جیسا کہ رمل وغیرہ میں علت باقی نہیں اور حکم باقی ہے۔

٩٢٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ تُمَيْلَةَ يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ تَابَعَهُ يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ فُلَيْحٍ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ عَنْ فُلَيْحٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَحَدِيْثُ جَابِرٍ أَصَحُّ.

٩٢٣۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز پڑھنے کو جاتے تو راہ میں مخالفت کرتے تھے یعنی ایک راہ سے جاتے تھے اور دوسری راہ سے آتے تھے۔

فائدہ: علماء نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کی بہت علتیں بیان کی ہیں بعض کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم راہ میں اس واسطے مخالفت کرتے تھے کہ دونوں راہ آپ کی عبادت کی شہادت دیں یا جو جن اور آدمی دونوں راہ میں رہتے ہیں وہ

آپ کی گواہی دیں یا دونوں راہ کو برابر فضیلت اور تبرک حاصل ہو یا اس راہ سے مشک کی خوشبو آئے اس لیے کہ یہ بات لوگوں میں مشہور تھی کہ آپ جس راہ سے جاتے ہیں اس راہ سے مشک کی خوشبو آتی ہے یا دونوں رہ میں نشانی اسلام کی ہے یا اللہ کا ذکر ظاہر ہو یا اس واسطے کہ یہود اور نصاریٰ جلیں اور یا کثرت مسلمانوں کی دیکھ کر ڈر جائیں اور یا اس واسطے کہ دونوں راہ کے لوگوں کو خوشی اور تبرک حاصل ہو اور آپ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوں اور مسئلہ پوچھنے اور علم سیکھنے اور اقتداء کرنے اور صدقہ دینے اور سلام کہنے وغیرہ حاجتوں میں آپ سے فائدہ مند ہوں اور یا اس واسطے کہ دونوں راہ میں فرشتے کھڑے رہتے تھے سو آپ نے چاہا کہ وہ آپ کی شہادت دیں اور بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ان سب علتوں کے واسطے یہ کام کیا یعنی آپ کے فعل مبارک کو کسی علت معین میں حصر کرنا مناسب نہیں بلکہ آپ کا فعل ان سب بہتر چیزوں کو شامل ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ إِذَا فَاتَهُ الْعِيْدُ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ. جب کوئی آدمی عید کی نماز امام کے ساتھ نہ پائے تو دو رکعتیں پڑھ لے۔

فائدہ: اس باب میں دو مسئلوں کا بیان ہے ایک یہ کہ عید کی نماز کو قضا کر کے پڑھنی درست ہے خواہ اختیار سے قضا ہو یا اضطرار سے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ عید کی قضا بھی اصل کی طرح دو ہی رکعتیں ہے کم وبیش نہیں اور اس مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے سو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت میں اور مزنی وغیرہ علماء کہتے ہیں کہ عید کی نماز کی قضا نہیں اور امام ثوری اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر تنہا قضا کرے تو دو رکعت کے بدلے چار پڑھے اور یہی ہے مذہب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دو ہی رکعتیں پڑھے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عید کی قضا نہیں اس لیے کہ جمعہ کی طرح بغیر وجود شرائط کے عید بھی درست نہیں ہے پس جیسے کہ تنہا جمعہ جائز نہیں ہے ویسے ہی تنہا عید بھی درست نہیں اور فتح الباری میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ خواہ قضا کرے یا نہ کرے خواہ چار پڑھے خواہ دو۔

وَكَذٰلِكَ النِّسَآءُ وَمَنْ كَانَ فِي الْبُيُوْتِ وَالْقُرٰى لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا عِيْدُنَا يَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ. اور اسی طرح عورتیں بھی عید کی نماز پڑھیں اور جو گھروں اور گاؤں میں رہتا ہے وہ بھی عید کی نماز پڑھے واسطے اس حدیث کے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہماری عید ہے اے مسلمانو!۔

فائدہ: یعنی حضرت ﷺ نے اس دن کو سب مسلمانوں کی عید ٹھہرایا ہے کسی کو خاص نہیں کیا پس عموم اس حدیث کا کل افراد مسلمانوں کو شامل ہوگا خواہ مرد ہو یا عورت خواہ شہر میں رہتا ہو یا دیہات میں بستا ہو یا گھروں میں رہتا ہو اور خواہ کوئی امام کے ساتھ نماز پائے یا نہ پائے پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی۔

وَأَمَرَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ مَوْلَاهُ ابْنَ أَبِي عُتْبَةَ بِالزَّاوِيَةِ فَجَمَعَ أَهْلَهُ وَبَنِيهِ وَصَلَّى كَصَلَاةِ أَهْلِ الْمِصْرِ وَتَكْبِيرِهِمْ.

اور انس رضی اللہ عنہ نے زاویہ میں اپنے غلام ابن ابی عتبہ کو حکم دیا لوگوں کے جمع کرنے کا سو اس نے اس کے گھر کے لوگوں اور چھوٹے بچوں کو جمع کیا اور شہر والوں کی طرح عید کی نماز پڑھی اور ان کی طرح تکبیر کہی۔

فائدہ: زاویہ ایک جگہ کا نام ہے چھ میل بصرے سے انس رضی اللہ عنہ کا گھر وہیں تھا وہ اکثر اوقات جمعہ اور عید کی نماز اسی جگہ پڑھا کرتے تھے بیہقی نے روایت کی ہے کہ جب انس رضی اللہ عنہ سے عید کی نماز امام کے ساتھ فوت ہو جاتی تو اپنے گھر والوں کو جمع کر کے عید کی نماز جماعت سے پڑھتے پس اس سے معلوم ہوا کہ دیہات اور گھروں میں عید پڑھنی جائز ہے اور ایسے ہی عورتوں کو بھی جائز ہے۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ أَهْلُ السَّوَادِ يَجْتَمِعُونَ فِي الْعِيدِ يُصَلُّونَ رَكْعَتَيْنِ كَمَا يَصْنَعُ الْإِمَامُ.

اور عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شہر کے گرد رہنے والے عید کے دن جمع ہوں اور دو رکعتیں نماز پڑھیں جیسے کہ امام پڑھتا ہے۔

فائدہ: اس قول سے بھی معلوم ہوا کہ دیہات میں رہنے والے عید کی نماز پڑھیں پس مطابقت اس قول کی اخیر ترجمے سے ثابت ہے اور اس قول عکرمہ رحمہ اللہ کو ترغیب پر محمول کرنا کہ دیہات والے شہر میں آ کر امام کے ساتھ عید پڑھیں بالکل غلط ہے اس لیے کہ مخالف کے نزدیک تو گنہگاروں کے حق میں عید نماز کی ادا صحیح نہیں پھر شہر میں آ کر ان کو عید پڑھنا کیسے صحیح ہوگا؟۔

وَقَالَ عَطَاءٌ إِذَا فَاتَهُ الْعِيدُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

اور عطاء رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر عید کی نماز فوت ہو جائے تو دو رکعت تنہا پڑھے۔

فائدہ: اس اثر سے معلوم ہوا کہ اگر عید کی نماز قضا ہو جائے تو اس کے بدلے میں دو ہی رکعت پڑھے بس ان اثروں سے باب کے کل مسئلے ثابت ہو گئے۔

٩٣٤ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِي أَيَّامِ مِنًى تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ فَانْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ

٩٣٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ پر داخل ہوئے اور میرے پاس دو چھوٹی لڑکیاں دف بجا کر گاتی تھیں منیٰ کے دنوں میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑھے لیٹے تھے سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان لڑکیوں کو ڈانٹا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ کھول کر فرمایا کہ ان کو چھوڑ دے کہ یہ عید کے دن ہیں اور وہ دن منیٰ کے تھے یعنی تشریق کے دن تھے

فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيْدٍ وَّتِلْكَ الْأَيَّامُ أَيَّامُ مِنًى وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُمْ أَمْنًا بَنِيْ أَرْفِدَةَ يَعْنِيْ مِنَ الْأَمْنِ.

کہ ان میں حاجی کنکر مارنے کے واسطے منیٰ میں ٹھہرتے ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مجھ کو چادر سے چھپائے تھے اور میں حبشیوں کی طرف دیکھتی تھی اور وہ مسجد میں برچھیوں سے کھیلتے تھے سو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کو جھڑکا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دے از روئے امن کے اے ارفدہ کی اولاد! نہ ڈرو۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا امنًا امن سے مشتق ہے یعنی ان کو چھوڑ دے اس واسطے کہ ہم نے ان کو امن میں دیا ہے اس حال میں کہ یہ ارفدہ کی اولاد ہیں یا امنا بنی ارفدہ علیحدہ کلام ہے یعنی کھیلو امن سے اور نہ ڈرو اے ارفدہ کی اولاد! یا یہ کہ امنا امن سے مشتق ہے جو خوف کی ضد ہے امان سے مشتق نہیں جو کفار کو دی جاتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کے بعض طریقوں میں یہ لفظ آیا ہے **هٰذَا عِيْدُنَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ** اور اہل اسلام کا لفظ سب مسلمانوں کو شامل ہے خواہ اکیلے اکیلے ہوں خواہ جماعت سے ہوں جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے پس دوسرا مسئلہ باب کا اس حدیث سے ثابت ہو گیا اور چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ کے دنوں کو عید کے دن کہا اور عید کے دن کے واسطے یہ نماز شروع ہوئی ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ عید کی نماز ان سب دنوں میں ادا ہو جاتی ہے پس اگر پہلے دن قضا ہو جائے تو دوسرے یا تیسرے دن بھی پڑھ لینی صحیح ہے اور اس کو قضا کہنا بہ نسبت پہلے دن کے ہے ورنہ دراصل قضا نہیں بلکہ ادا ہے اپنے وقت میں واقع ہوتی ہے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہو گئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عید کی نماز اور جمعہ گاؤں میں صحیح نہیں سو یہ قول علی رضی اللہ عنہ کا اس حدیث کے عموم کے مخالف ہے فلا يحتج به عند وجود السنة الصحيحة۔

بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعِيْدِ وَبَعْدَهَا.

عید کی نماز کے پہلے اور پیچھے نفل پڑھنے کا بیان یعنی مکروہ ہیں۔

فائدہ: شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس مسئلے میں علماء سلف کو اختلاف ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اوزاعی اور کوفیوں کے نزدیک عید سے پہلے نفل پڑھنے مکروہ ہیں پیچھے نہیں اور بصرے کے علماء کہتے ہیں کہ عید سے پہلے جائز ہیں پیچھے نہیں اور یہی مذہب ہے حسن بصری اور ایک جماعت کا اور مدینے کے علماء کہتے ہیں کہ عید سے پہلے

کوئی نماز پڑھے اور نہ اس سے پیچھے پڑھے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں امام احمد رحمہ اللہ اور امام زہری رحمہ اللہ اور ابن جریج اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عید گاہ میں نفل پڑھنے منع ہیں اور مسجد میں ان کے دو قول ہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ امام کو نہ پہلے نفل پڑھنے جائز ہیں اور نہ پیچھے اور مقتدی کو جائز ہیں اور بعض نے امام کے عدم جواز کو عید گاہ کے ساتھ قید کیا ہے یعنی گھر میں امام کو بھی جائز ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ امام عید گاہ میں نفل نہ پڑھے سو جو ان کو جائز کہتا ہے وہ اس وجہ سے کہتا ہے کہ وہ مطلق نماز کا وقت ہے اور جو منع کرتا ہے تو اس وجہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہیں پڑھا سو جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اس نے راہ پائی پس حاصل یہ ہے کہ عید کی نماز سے پہلے اور پیچھے سنتیں ثابت نہیں اور مطلق نفل کی ممانعت کسی دلیل سے ثابت نہیں بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو یعنی عین دوپہر اور طلوع یا غروب کا وقت نہ ہو۔

وَقَالَ أَبُو الْمُعَلّٰى سَمِعْتُ سَعِيْدًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَرِهَ الصَّلَاةَ قَبْلَ الْعِيْدِ.

اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اُس نے عید سے پہلے نماز پڑھنے کو مکروہ جانا۔

فائدہ: اس حدیث سے پہلا مسئلہ باب کا ثابت ہوا۔

٩٣٥ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَمَعَهُ بِلَالٌ.

٨٣٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن عید گاہ کی طرف نکلے سو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں ان سے پہلے اور پیچھے کوئی نماز نہ پڑھی اور آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کی نماز سے پہلے اور پیچھے نفل پڑھنے منع ہیں اس سے پہلے اور پیچھے کوئی نماز نہ پڑھے اور یہی مذہب ہے ایک جماعت صحابہ اور تابعین کا ترمذی نے کہا کہ یہی قول صحیح ہے۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَبْوَابُ الْوِتْرِ — نماز وتر کے ابواب

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوِتْرِ. — وتر کی نماز کا بیان۔

فائدہ: وتر میں کئی وجہ سے اختلاف ہے اول اس کے حکم میں اختلاف ہے سو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وتر واجب ہیں اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو سنن میں مروی ہے کہ اللہ نے تمہارے واسطے ایک نماز زیادہ کی ہے یعنی نماز پنجگانہ پر پس پڑھو اس کو درمیان عشاء اور طلوع صبح صادق کے اور نیز ان کے قضا کرنے کا حکم آیا ہے جیسا کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو وتر سے سو جائے یا بھول جائے تو چاہیے کہ پڑھے جب کہ اس کو یاد آئے حاکم نے کہا اسناد اس کی شرط شیخین پر ہے اور نیز ابوداؤد میں روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وتر حق ہیں جو وتر نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے انکار سے آدمی کافر نہیں ہوتا اس لیے کہ خبر واحد سے ثابت ہیں لیکن فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ حدیث وجوب میں صریح نہیں اور اسی قسم کی ایک حدیث امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کی ہے اور اس کی سند ضعیف ہے اسی طرح الوتر حق کی حدیث بھی ضعیف ہے کہ ان کی سند میں ابوالمنیب ضعیف راوی ہے اور برتقدیر ثبوت مدعی پر اس کا ثابت کرنا لازم ہے کہ حق کا معنی واجب کا ہے اور واجب اس کو کہتے ہیں جو خبر واحد سے ثابت ہو اور وتر کو قضا کر کے پڑھنے میں کوئی حدیث ثابت نہیں کما سیاتی اور نیز قضا وجوب کو مستلزم نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی پہلی سنتیں عصر کے بعد قضا کر کے پڑھیں حالانکہ وہ بالاجماع واجب نہیں اور شافعیہ اور مالکیہ اور حنبلیہ کہتے ہیں کہ وتر سنت ہیں واجب نہیں ان کی دلیل یہ آیت ہے ﴿وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی﴾ پس اگر وتر واجب ہوتے تو درمیانی نماز ثابت نہ ہوتی اور نیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف عامل کر کے بھیجا تو فرمایا کہ اللہ نے دن رات میں تم پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور نیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگلی آدمی کو فرمایا کہ سوائے نماز پنجگانہ کے اور کوئی فرض نہیں اور حنفیہ ان دلیلوں کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وتر عشاء کے تابع ہیں اور نیز اعرابی کی حدیث میں حج کا ذکر نہیں اور نیز وتروں کا جواب آیت سے پیچھے ثابت ہوا ہے لیکن ان جوابوں سے وتروں کا فرض ہونا لازم آئے گا حالانکہ حنفیہ اس کے قائل نہیں۔

اور دوسرا عدد میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وتر تین رکعت ہیں نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ یعنی جب رات کے وقت چار یا چھ یا آٹھ یا دس رکعت نفل پڑھنے کے بعد اس کے وتر پڑھنے لگے تو تین رکعت جوڑ کر

پڑھے اس سے کم وبیش نہ کرے اور یہی مروی ہے بعض صحابہ اور تابعین سے اور یہی قول ہے فقہاء سبعہ کا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اور جمہور علماء کے نزدیک وتر فقط ایک رکعت ہے کہ پہلے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرے پھر ایک رکعت علیحدہ پڑھے اور یہی مذہب ہے اکثر صحابہ اور تابعین کا عراقی نے کہا کہ جو لوگ فقط ایک ہی رکعت وتر پڑھتے تھے یہ ہیں خلفاء اربعہ اور سعد بن ابی وقاص اور معاذ بن جبل اور ابی بن کعب اور ابوموسیٰ اشعری اور ابودرداء اور حذیفہ اور عبداللہ بن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس اور معاویہ اور تمیم داری اور ابوایوب انصاری اور ابوہریرہ اور فضالہ بن عبید اور عبداللہ بن زبیر اور معاذ بن حارث اور سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہم اور عبداللہ بن عیاش اور حسن بصری اور ابن سیرین اور عطاء اور عقبہ اور زید اور نافع اور جابر بن زید اور زہری اور ربیعہ وغیرہ اور امام اوزاعی اور اسحاق اور ابوثور اور داؤد بن حزم رحمۃ اللہ علیہم انتہیٰ کذا فی نیل الاوطار۔ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ فقط ایک رکعت وتر پڑھنا صحیح ہے اور یہی ہے مذہب ہمارا اور جمہور کا انتہیٰ۔ اور نیز جمہور علماء کے نزدیک وتر کا کوئی عدد معین نہیں بلکہ خواہ ایک رکعت پڑھے خواہ تین پڑھے خواہ پانچ یا سات یا نو یا گیارہ یا تیرہ پڑھے اور خواہ ان سب اعداد کو ایک سلام سے پڑھے یا کئی سلاموں کے ساتھ پڑھے ہر طور سے جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرے کذا قالہ النووی جمعا بین الاحادیث اور اگر کبھی فقط تین ہی وتر پڑھے تو اس طور سے پڑھے کہ پہلی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرے پھر اٹھ کر ایک رکعت علیحدہ پڑھے اور اگر تینوں کو جوڑ کر پڑھے تو ان کے درمیان التحیات نہ پڑھے اخیر رکعت میں فقط ایک التحیات بیٹھ کر سلام پھیرے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ تین رکعت وتر معین ہیں نہ اس سے کم کرے اور نہ زیادہ پڑھے اور کہتے ہیں کہ تین وتروں کو دو التحیات سے پڑھے پہلی دو رکعت کے بعد التحیات پڑھ کر کھڑا ہو پھر اخیر التحیات پڑھ کر سلام پھیرے لیکن یہ قول حنفیہ کا صحیح حدیثوں کے صریح مخالف ہے اور جمہور علماء کے دلائل اس مسئلے میں بہت ہیں پہلی دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء اور فجر کے درمیان گیارہ رکعتیں نفل پڑھا کرتے تھے ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرتے تھے پھر ایک رکعت کے ساتھ وتر کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ کان یصلی عشر رکعات ویوتر بسجدۃ یعنی دس رکعتیں نفل پڑھتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ تیرہ رکعت نفل پڑھتے ان میں سے پانچ رکعتوں کے ساتھ وتر کرتے نہ بیٹھتے مگر ان کے اخیر میں اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے آٹھ رکعتیں پڑھتے پھر وتر پڑھتے پھر دو رکعتیں پڑھتے پس یہ حدیث صریح ہے اس باب میں کہ وتر ایک رکعت بھی جائز ہے اور پانچ بھی جائز ہیں اس لیے کہ پہلی روایت میں لفظ کل رکعتین صریحا موجود ہے کہ آپ ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرتے تھے پس اخیر رکعت سے پہلے دو رکعتیں بھی اس میں داخل ہیں سو یہ نص ہے اس میں کہ وتر فقط ایک رکعت بھی جائز ہے ورنہ کل رکعتین کہنا بالکل صحیح نہ ہوگا اور نیز اگر دو رکعت کے

ساتھ ملا کر پڑھنا فرض کیا جائے تو پھر اسی طرح چار یا چھ رکعتوں کے ساتھ ملانا بھی ممکن ہے اور یہ حنفیہ کے مخالف ہے اور طحاوی نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ آپ نے ایک رکعت پہلے دو رکعتوں کے ساتھ ملا کر پڑھی اس لیے کہ بتیرا (یعنی ایک رکعت پوری نہ پڑھے) نماز کی ممانعت آچکی ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد بتیرہ سے وہ اکیلی رکعت ہے جس کے پہلے کوئی نماز نہ ہو اور وہ عام ہے خواہ وصل کے ساتھ ہو اور خواہ فصل کے ساتھ پس جس کے پہلے فصلی نماز ہوگی وہ بتیرا نہ ہوگی اور بعض کہتے ہیں کہ فصل پہلی دو رکعتوں کو وتر ہونے سے نکال دیتا ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ وہ نیت سے اس میں داخل ہے اور نیز اس صورت میں چاہیے کہ گیارہ رکعتوں کو بھی ملا کر پڑھے تا کہ فصل ان کو وتر ہونے سے نہ نکال دے اور اسی طرح دوسری روایت میں بھی تین رکعت وتر مراد رکھنے ممکن نہیں اس لیے کہ اگر تین وتر مراد ہوتے تو یوں کہا جاتا ویو تر بثلاث یعنی تین وتر پڑھتے تھے جیسا کہ دوسری حدیث میں کہا ہے اور نیز چونکہ دس رکعتوں کو ایک لفظ میں جمع کر دیا تو گیارہ رکعتوں کو بھی ایک لفظ سے بیان کرنا ممکن تھا یعنی احد عشر رکعات کہا جاتا ہے اس لیے کہ جو احتمال اس میں پیدا ہوتا ہے وہ پہلے لفظ میں بھی موجود ہے اور نیز یہ لفظ اس سے مختصر ہے اور بلاغت کے موافق ہے اور نیز اگر اخیر رکعت پہلی دو کے ساتھ ملا کر پڑھنا فرض کیا جائے تو پھر اسی طرح چار یا چھ وغیرہ رکعتوں کے ساتھ ملا کر پڑھنے کا احتمال بھی باقی ہے حالانکہ وہ حنفیہ کے بالکل مخالف ہے اور اسی طرح تیسری روایت میں بھی پانچ رکعت کے وتر ہونے میں ایسی صریح ہے کہ تاویل کی اس میں مطلق گنجائش نہیں پس معلوم ہوا کہ تین وتر سے زیادہ اور کم وتر پڑھنے بھی جائز نہیں اور دوسری دلیل جمہور کی یہ حدیث ہے جو بخاری اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثُمَّ صلی رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم اوتر اس حدیث میں بھی تین وتر ایک سلام سے مراد لینے ممکن نہیں اس لیے کہ اگر تین وتر مراد ہوتے تو ثم رکعتین ثم اوتر کے بدلے ثم اوتر بثلاث کہا جاتا پس اس صورت میں یہ کلام بالکل لغو ہو جائے گی چہ جائیکہ بلاغت کے موافق ہو اور نیز اس میں ہر دو رکعت کے بعد ثم کا لفظ واقع ہوا ہے پس اگر اس میں ایک ثم سے اتصال مراد لیا جائے تو پھر سب میں اتصال ہی مراد رکھا جائے گا پس اب معنی اس حدیث کا یہ ہو جائے گا کہ تیرہ رکعت کو ایک سلام سے پڑھا حالانکہ یہ معنی اس حدیث کا بالا جماع نہیں اور نیز ثم تراخی اور مہلت پر دلالت کرتا ہے پس اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ آپ نے ایک رکعت وتر علیحدہ پڑھے پس ثابت ہوا کہ فقط ایک رکعت وتر پڑھنا بھی جائز ہے۔ اور تیسری دلیل جمہور کی یہ حدیث ہے جو بخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رات کی نماز دو دو رکعتیں ہے سو جب کوئی فجر ہو جانے کا خوف کرے تو صلی رکعة واحدة یعنی فقط ایک رکعت وتر پڑھے کہ وہ طاق کر دے گی اس نماز کو جو پہلے پڑھ چکا ہے سو اس حدیث میں بھی تین رکعت وتر مراد لینے صحیح نہیں اس لیے کہ اگر تین وتر مراد ہوتے تو اوتر بثلاث کہا جاتا اور اس صورت میں صلی رکعة واحدة کہنا بالکل لغو ہے اور

نیز اس حدیث میں یہ آیا ہے کہ یہ رکعت پہلی سب نماز کو وتر کر دے گی سو اگر تین رکعت ہی وتر کے ہوتے تو پھر سب نماز کو وتر کر دینے کا کیا معنی ہوا اور اگر سب نماز کو وتر کہنا صحیح ہے تو پھر فقط تین رکعت وتر کی تعیین کا کیا معنی ہوا پس ثابت ہوا کہ ایک رکعت وتر پڑھنا بھی جائز ہے اور چوتھی دلیل جمہور کی یہ حدیث ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بخاری میں روایت ہے کہ وہ دو رکعتوں اور ایک رکعت کے درمیان سلام پھیرتے تھے یہاں تک کہ اپنے کسی کام کا حکم کرتے اور اس سے زیادہ تر صریح یہ حدیث ہے جو طحاوی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اُس نے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیری پھر اپنے غلام سے کہا کہ کوچ کر پھر کھڑے ہوئے اور فقط ایک رکعت پڑھی یعنی تین رکعت کو دو سلام سے پڑھا پھر خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے اور اسناد اس کی قوی ہے پس ثابت ہوا کہ ایک رکعت وتر پڑھنا جائز ہے فتح الباری میں لکھا ہے کہ طحاوی نے اس حدیث میں سلام سے وہ سلام مراد لیا ہے جو التحیات میں **السلام علیك ایها النبی** کہا جاتا ہے اور اس تاویل کا بعید از عقل ہونا ظاہر ہے۔ پانچویں دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو کہ حاکم اور محمد بن نصر وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین وتر نہ پڑھو مغرب کی نماز سے مشابہت نہ کرو اور اسناد اس کی شیخین کی شرط پر ہے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم اور عراقی وغیرہ نے اور چھٹی دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو ابن حبان اور حاکم وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ وتر سات ہیں یا پانچ ہیں اور میں تین بتیرا کو مکروہ رکھتی ہوں اور کہا عراقی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اور ساتویں دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وتر سات ہیں یا پانچ ہیں اور میں تین بتیرا درست نہیں رکھتا۔ اور آٹھویں دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو میمونہ رضی اللہ عنہا سے نسائی میں روایت ہے کہ وتر سات ہیں یا پانچ ہیں تین نہیں۔ اور نویں دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو کہ نسائی نے سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کسی نے اس سے تین وتر پڑھنے کا سوال کیا سو اس نے تین وتر کو مکروہ جانا اور کہا کہ نفلوں کو فرضوں کے مشابہ نہ کرو۔ اور دسویں دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو کہ ابوداؤد اور نسائی میں ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وتر حق ہیں سو جو کوئی چاہے پانچ پڑھے اور جو کوئی چاہے تین پڑھے اور جو چاہے ایک پڑھے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان اور حاکم نے پس اس حدیث میں بھی تاویل کی مطلق گنجائش نہیں کہ تین عدد آپس میں ایک دوسرے کے مقابل واقع ہوئے ہیں اور اگر کوئی کہے کہ اس میں تین وتر کا بھی ثبوت موجود ہے تو اس کا جواب آئندہ آئے گا، **فانتظرہ**۔ اور گیارہویں دلیل ان کی یہ حدیث ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے فقط ایک رکعت وتر پڑھے اس کے سوا اور کچھ نہ پڑھا **اخرجه محمد بن نصر وغیرہ باسناد صحیح**۔ اور بارہویں دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو کہ کتاب المغازی میں آئندہ آئے گی کہ سعد رضی اللہ عنہ نے فقط ایک رکعت وتر پڑھی۔ اور تیرہویں دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو کہ مناقب میں آئندہ آئے گی کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے فقط ایک رکعت وتر پڑھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو صواب کہا۔ اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس میں رد ہے ابن تین پر کہ

فقہا نے معاویہ کے فعل پر عمل نہیں کیا۔ اور چودھویں دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نو رکعت وتر پڑھتے تھے یعنی پہلے آٹھ رکعتیں پڑھتے اور التحیات بیٹھتے مگر آٹھویں پر التحیات پڑھ کر اٹھ کھڑے ہوتے اور سلام نہ پھیرتے پھر نویں رکعت پڑھ کر التحیات بیٹھتے اور سلام پھیرتے اور جب آپ کا بدن بھاری ہوگیا تو سات وتر ایک سلام سے پڑھتے۔ اور پندرھویں دلیل یہ ہے جو کہ قاسم سے بخاری میں روایت ہے کہ جب سے ہم نے ہوش سنبھالی تب سے ہم نے لوگوں کو تین وتر پڑھتے پایا اور تحقیق وتر ہر طور سے جائز ہیں یعنی خواہ ایک رکعت پڑھے اور خواہ تین رکعت پڑھے خواہ زیادہ پڑھے کسی میں گناہ نہیں اور اسی قسم کی اور بھی بہت حدیثیں ہیں جو سنن وغیرہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ تین وتر کی تعیین قطعا باطل ہے مختلف حالات میں مختلف طور سے پڑھا کرے اور حنفیہ جو تین وتر کو دو التحیات اور ایک سلام سے معین رکھتے ہیں تو وہ اس باب میں کئی دلائل پیش کرتے ہیں بڑی بھاری قوی دلیل ان کی یہ ہے کہ تین وتر موصول کے جائز ہونے پر صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے اور اس کے سوا اور عددوں میں اختلاف ہے پس اس کے ساتھ عمل کرنا بہتر ہے سو جواب اس کا کئی وجہ سے پہلی وجہ یہ ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ سے تین وتر کا ناجائز ہونا ثابت ہو چکا ہے، کما مر اور بہت احادیث صحیحہ سے بھی ان کی ممانعت آ چکی ہے پس دعوی اجماع باطل ہوا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ معلوم نہیں کہ یہ اجماع کن لوگوں کا ہے اور کس زمانے میں ہوا اس بات کا پتہ دینا لازم ہے اور شروط اجماع کے بیان کرنے ضروری ہیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ اجماع کے واسطے خبر احاد کی طرح سلسلہ سند کا ہونا ضروری ہے چنانچہ توضیح میں لکھا ہے اما الناقل فما ذکرنا فی السنة پس اب مدعی کو لازم ہے کہ اس اجماع کا سلسلہ سند بیان کرے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ جو اجماع کہ بطریق احاد منقول ہو وہ اکثر اہل اصول کے نزدیک حجت نہیں چنانچہ منہاج اسنوی میں لکھا ہے وذھب الاکثر الی انه لیس بحجة انتہی۔ پانچویں وجہ یہ کہ اس اجماع سے تین وتروں کا دو التحیات اور ایک سلام سے پڑھنا ثابت نہیں ہوتا احتمال ہے کہ اجماع ان تین وتروں پر ہوا ہو جن میں فقط ایک ہی التحیات ہے اور نیز اس میں یہ بھی مذکور نہیں کہ وہ تین وتر دو سلام سے ہیں یا ایک سلام سے پس یہ بھی احتمال ہے کہ مجمع علیہ وتر دو سلام سے ہوں نہ ایک سلام سے جیسا کہ حنفیہ کہتے ہیں۔ چھٹی وجہ یہ ہے کہ یہ اختلاف فقط تعیین اور تخصیص میں ہے جواز میں نہیں پس اس اجماع سے تین وتر کی تعیین ثابت نہیں ہو سکتی ہے۔ ساتویں وجہ یہ ہے کہ یہ اجماع فقط جواز پر ہے وجوب پر نہیں پس غایت درجہ اس سے تین وتر کا جواز ثابت ہوگا اور یہ جواز اور عددوں کے جواز کو منع نہیں کر سکتا بلکہ غیر کے استحباب کو بھی منع نہیں کر سکتا۔ آٹھویں وجہ یہ ہے کہ اگر بفرض محال سب کو تسلیم کیا جائے تو فقط اس سے جواز ثابت ہوگا سو کہا جائے گا کہ کبھی کبھی بعض اوقات میں تین وتر بھی جائز ہیں غیر کی نفی اس سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی ہے اور بعض دشمن عقل و نقل کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو

اوپر گزر چکی ہے کہ تین رکعت وتر نہ پڑھو...... الخ سو یہ حدیث اجماع کے مخالف ہے پس مردود ہوگی سو یہ قول ان بعض کا مردود ہے ان کے منہ پر اس واسطے کہ یہ خیالی اجماع باطل ہے اور مردود ہے پہلی سات وجہ سے جیسا کہ ابھی گزرا پس اس حدیث کو رد کرنا بناء فاسد علی الفاسد ہے اور نیز یہ محرم ہے اور اجماع سے فقط جواز ثابت ہوتا ہے اور وقت تعارض کے محرم کو ترجیح ہوتی ہے مبیح پر پس اس حدیث کو ترجیح ہوگی اور نیز تطبیق بھی ممکن ہے کہ مراد اس حدیث سے وہ وتر ہوں جس میں دو التحیات اور ایک سلام ہے اور مجمع علیہ وتر سے وہ وتر مراد ہوں جس میں فقط ایک ہی التحیات اور ایک ہی سلام ہے اور بعض متعصب کہتے ہیں کہ پانچ یا سات یا نو وغیرہ وتر پڑھنے پہلے اسلام میں تھے پھر بعد اس کے یہ حکم منسوخ ہوگیا اور تین وتر پر امر قرار پایا سو جواب اس کا یہ ہے کہ نسخ بغیر شرائط کے ثابت نہیں ہوسکتا ہے جیسا کہ بیان اس کا تیسرے پارے میں ہو چکا ہے پس مدعی نسخ کو لازم ہے کہ شرائط نسخ کے بیان کرے ورنہ بغیر اس کے دعویٰ نسخ زبان پر لانا ہرگز جائز نہیں اور نیز یہاں اصل ناسخ کا بھی کوئی پتہ نہیں محض کوئی فرضی ناسخ ہے جس کا وجود عالم امکان میں مفقود ہے پس مدعی پر اس کا بیان کرنا لازم ہے اور نیز مسلم میں روایت ہے کہ سعد بن ہشام نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وتر کا مسئلہ پوچھا سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تمام روئے زمین کے لوگوں سے عائشہ رضی اللہ عنہا وتر کا حال بہت جانتی ہیں تو اس کے پاس جا سو سعد بن ہشام عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور اس سے وتر کا مسئلہ پوچھا سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول عمر میں گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور اخیر عمر میں جب آپ کا بدن بھاری ہوگیا تو نو رکعتیں پڑھا کرتے تھے پس یہ حدیث صریح ہے اس باب میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخیر عمر میں نو رکعتیں وتر پڑھتے تھے پھر تین وتر پر امر کب قرار پایا اور نیز اگر تین وتر پر امر قرار پا جاتا تو پھر عائشہ رضی اللہ عنہا اس کو ضرور بیان کرتیں اور نیز جمہور صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فقط ایک رکعت وتر پڑھتے رہے جیسا کہ مفصل طور سے اوپر مذکور ہو چکا ہے بلکہ تین وتر کا پڑھنا دو تین اصحاب کے سوا اور کسی سے ثابت نہیں اور اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ اور اسحاق اور اوزاعی اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ جمہور علماء اور مجتہدین کے نزدیک بھی ایک رکعت وتر پڑھنا جائز ہے پس اگر تین وتر پر امر قرار پا جاتا تو پھر جمہور صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین ایک رکعت کو جائز نہ رکھتے اور نیز اس امر مقرر پر مجتہدین کو اطلاع ہونی ضروری تھی کہ ناسخ اور منسوخ کو جاننا مجتہد ہونے کی شرط ہے پھر کیا اندھیرا ہے کہ جمہور صحابہ اور ائمہ مجتہدین کو اس کے منسوخ ہونے کی اطلاع نہ ہوئی اور پھر وہ مجتہد کیسے بن گئے اور نیز جائز ہے کہ اس کے برعکس دعویٰ کیا جائے اس لیے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کے برخلاف ثابت ہو چکا ہے جیسا کہ ابھی گزرا پس یہ دعویٰ نسخ منعکس ہے مدعی پر فما ہو جوابکم فهو جوابنا اور نیز جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک رکعت وتر پڑھے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو صواب جانا پس اگر تین وتر پر امر قرار پایا ہوتا تو پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کو صواب نہ کہتے اور بعض حنفی یہ دلیل پیش کرتے ہیں جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ فقط ایک رکعت پڑھنی کافی نہیں سو جواب اس کا

کئی وجہ سے ہے پہلی وجہ یہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے انه لیس ثابت عنه پس استدلال اس سے صحیح نہیں۔ دوسری وجہ اگر فرضاً ثابت بھی ہو تو اس کو فرضوں پر محمول کیا جائے گا اس واسطے کہ کہتے ہیں کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حالت خوف میں چار فرضوں کے بدلے فقط ایک رکعت کافی ہے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کے رد کے واسطے یہ کلام کہی یعنی ایک رکعت کبھی کافی نہیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر پڑھے اور چونکہ یہ قول صحیح ہے اور پہلا ضعیف ہے اس لیے اس کو ترجیح دی جائے گی۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ جمہور صحابہ اور تابعین وغیرہ سے ایک رکعت وتر کا جائز ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہے پھر اتنے صحابہ کے مقابلے میں ایک ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول سے استدلال کرنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ اور نیز جب کہ احادیث صحیحہ سے ایک وتر کا پڑھنا ثابت ہو چکا ہے کما مر تو پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول کس گنتی میں شمار ہے اور بعض حنفی تین وتر ہونے پر فقہا سبعہ کا قول جو نقل کرتے ہیں سو وہ بھی اس قدر احادیث اور اقوال صحابہ وغیرہ کے مقابلے میں قابل حجت نہیں۔ اور نیز اس کی اسناد میں عمرو بن عبید ہے اور شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے تخریج میں لکھا ہے کہ یہ راوی متروک ہے اس کے قول کا کچھ اعتبار نہیں اور جو کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ بعض اصحاب سے وتر کو مثل نماز مغرب کی ٹھہرانا منقول ہے تو وہ بھی ثابت نہیں پس مدعی کو لازم ہے کہ اس کی سند نقل کر کے توثیق بیان کرے اور اس کی صحت کو ثابت کرے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک رکعت وتر کا پڑھنا بھی ثابت ہو چکا ہے کہ امر پس ایک قول سے استدلال کرنا اور دوسرے کو ترک کرنا جائز نہیں اور اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے جو تین وتر کا پڑھنا منقول ہے تو وہ بھی ثابت نہیں اور نیز جس صحابی سے تین وتر پڑھنا منقول ہے اسی سے ایک رکعت کا پڑھنا بھی ثابت ہو چکا ہے فقط انس رضی اللہ عنہ کا قول اختلاف سے سالم ہے سو احتمال ہے کہ نہی کی حدیث اس کو نہ پہنچی ہو اور بعض حنفی اس کے سوا اور بھی کئی حدیثیں پیش کرتے ہیں جو تین وتر پر دلالت کرتی ہیں سو جواب ان سب کا یہ ہے جو کہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ محمد بن نصر نے کہا کہ میں نے ایسی کوئی حدیث صحیح نہیں پائی جو صریح ہو اس میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر دو التحیات سے پڑھے ہوں بلکہ اس کے برخلاف آپ سے ثابت ہو چکا ہے جیسا کہ حاکم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت پڑھتے تھے نہیں بیٹھتے تھے مگر ان کے اخیر میں یعنی فقط ایک التحیات سے تین وتر پڑھتے تھے اور اسی طرح ایوب اور طاؤس سے بھی روایت آئی ہے کہ وہ تین وتر ایک التحیات سے پڑھتے تھے پس ان حدیثوں سے تین وتر ہونے پر استدلال کرنا باطل ہے اور جن حدیثوں میں وتروں کو مغرب سے مشابہت کرنے کی ممانعت آئی ہے تو ان سے مراد دو التحیات کے ساتھ پڑھنا ہے پس ان میں کوئی تعارض نہیں اب رہا قول ابو العالیہ کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہم کو مغرب کی نماز کی طرح تین وتر سکھلایا کرتے تھے سو جواب اس کا یہ ہے کہ

اول تو یہ قول ثابت نہیں پس ثبوت اس کا مدعی کے ذمے ہے۔ دوم یہ کہ وتروں کو مغرب کی نماز کے مشابہ کرنا بہت حدیثوں سے منع ہو چکا ہے اور نیز جمہور صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین سے ایک رکعت وتر کا جائز ہونا ثابت ہو چکا ہے کما مر بیانه مفصلاً پس ابوالعالیہ کا تین وتر کو سب صحابہ کی طرف نسبت کرنا قطعا غلط اور مردود ہے پس ضروری ہے کہ مراد اس سے بعض اصحاب ہوں اور نیز جن اصحاب سے تین تین وتر کا پڑھنا یا سکھانا منقول ہے انہیں سے ایک رکعت وتر کا پڑھنا یا جائز رکھنا بھی ثابت ہو چکا ہے سوائے انس رضی اللہ عنہ کے اور کسی کا قول نہیں جس سے اس کا برخلاف ثابت نہ ہوا ہو پس ثابت ہوا کہ یہ قول ابوالعالیہ کا صحیح نہیں اور قاسم کے قول کا بھی یہی جواب ہے باوجودیکہ اُس نے ہر طور سے وتر پڑھنے کو جائز رکھا ہے اور سب کو واسع اور فراخ بتلایا ہے پس حاصل اس مسئلے کا یہ ہے کہ وتر کا کوئی خاص عدد معین نہیں خواہ ایک پڑھے خواہ تین پڑھے خواہ پانچ یا سات یا نو یا گیارہ وغیرہ پڑھے اور خواہ سب کو ایک سلام سے پڑھے یا کئی سلام سے پڑھے ہر طور سے جائز ہے، واللہ اعلم۔

٩٣٦ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَّاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى.

٩٣٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کا مسئلہ پوچھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعتیں ہے سو جب کوئی فجر ہونے سے ڈرے تو ایک رکعت وتر پڑھے کہ وہ طاق کر دے گی اُس نماز کو جو پڑھ چکا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ دو دو رکعتوں کا کیا معنی ہے اُس نے کہا کہ دو رکعتوں پر سلام پھیرے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کے نفلوں میں ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرنی معین ہے لیکن جمہور علماء کہتے ہیں کہ افضل ہے واجب نہیں پس یہ حدیث ان کے نزدیک افضلیت پر محمول ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے برخلاف بھی ثابت ہو چکا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وصل اور فصل دونوں برابر ہوں اور فصل کرنے کا آپ نے اس واسطے ارشاد فرمایا کہ دو رکعتوں پر سلام پھیرنے میں نمازی کو بہت تخفیف ہے اور اگر کوئی ضروری امر پیش آ جائے تو آدمی جلدی فارغ ہو سکتا ہے بخلاف چار اور زیادہ کے کہ اس میں اتنی تخفیف نہیں لیکن دو دو رکعتوں میں سلام سے فصل کرنا افضل ہے کہ اس کی حدیثیں بہت صحیح ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر کا وقت صبح صادق ہو جانے کے بعد باقی نہیں رہتا ہے اور اس سے زیادہ صریح وہ حدیث ہے جو ابوداؤد اور نسائی وغیرہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب فجر ہو جائے تو رات کی نماز اور وتروں کا وقت گیا اور صحیح ابن خزیمہ میں

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس کو فجر نے پایا اس کے وتر درست نہیں لیکن یہ محمول ہے اس پر جو جان کر قضا کرے اور یا یہ معنی ہے کہ اس کے وتر ادا نہیں ہوتے اس لیے کہ ابوداؤد میں اسی سے یہ بھی روایت آچکی ہے کہ جو شخص وتر کو بھول جائے تو چاہیے کہ اس کو پڑھے جب یاد کرے اور ابن منذر نے ایک جماعت سلف سے حکایت کی ہے کہ وتروں کا اختیاری وقت صبح صادق تک باقی رہتا ہے اور ضرورت کا وقت صبح کی نماز تک باقی رہتا ہے اور اسی مذہب کو حکایت کیا ہے قرطبی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اول وقت وتروں کا عشاء کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے اور اخیر وقت اس کا صبح صادق تک ہے اور ابن قدامہ نے کہا کہ وتر کو صبح تک عمدًا تاخیر کرنا لائق نہیں اور اس مسئلے میں بھی علماء سلف کو اختلاف ہے کہ وتروں کی قضا ہے یا نہیں سو اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ وتروں کی قضا نہیں اور محمد بن نصر نے کہا کہ میں نے کسی حدیث میں یہ مسئلہ نہیں پایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتروں کو قضا کیا ہو یا قضا کا حکم دیا ہو جس نے یہ گمان کیا کہ فجر کی نماز کے قضا ہو جانے کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتروں کو قضا کر کے پڑھا تھا تو اس نے خطا کی اور عطاء اور اوزاعی وغیرہ کہتے ہیں کہ بعد سورج نکلنے کے وتروں کو قضا کرے اور یہی ایک قول ہے شافعیہ کا اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی بیماری اور درد وغیرہ کے سبب سے رات کو سو جاتے اور وتر نہ پڑھتے تو دن کو بارہ رکعتیں پڑھ لیتے اور نیز دلیل ان کی وہ حدیث ہے جو ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ابھی گزر چکی ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وتروں کے بعد کوئی نماز درست نہیں اور اس جگہ سلف کو دو مسئلوں میں اختلاف ہے پہلا اختلاف اس میں ہے کہ وتروں کے بعد دو نفل بیٹھ کر پڑھنے جائز ہیں یا نہیں سو بعض اہل علم کہتے ہیں کہ جائز ہیں اس لیے کہ مسلم میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے اور جس حدیث میں یہ حکم آیا ہے کہ رات کی نماز میں پچھلی نماز کو وتر کرو تو وہ حدیث ان کے نزدیک محمول ہے اس کے حق میں جو پچھلی رات کو وتر پڑھے اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ وتروں کے بعد نفل پڑھنے درست نہیں ان کے نزدیک حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو مذکور ہو چکی ہے محمول ہے اس پر کہ وہ دو رکعت نفل نہیں تھے بلکہ فجر کی سنتیں تھیں اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فعل بیان جواز کے واسطے کیا ہے یعنی اگر کوئی کبھی کبھی پڑھ لے تو جائز ہے بلکہ اور نماز بھی جتنی چاہے پڑھے وتر مانع نہیں اور یہی مذہب ہے اوزاعی اور احمد کا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی صحت سے انکار کیا ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نہ پڑھتا ہوں اور نہ کسی کو منع کرتا ہوں اور بعض نے کہا کہ یہ دو رکعت وتر کی سنت ہے جیسا کہ مغرب کی ہے لیکن اس صورت میں یہ حدیث استحباب پر محمول ہو گی نہ وجوب پر اور دوسرا اختلاف اس میں ہے کہ اگر کوئی شخص وتر پڑھ چکے پھر بعد اس کے اور نفل پڑھنے کا ارادہ کرے تو کیا پہلا وتر پڑھا ہوا اس کو کافی ہو جاتا ہے یا کہ ایک رکعت اور پڑھ کر پہلے وتر کو جفت کر لے پھر بعد اس کے نفل پڑھ لے پھر وتر پڑھے

سو اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ پہلے وتر کو نہ توڑے اور جس قدر نفل چاہے پڑھے پہلا وتر اس کو کافی ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ دو وتر ایک رات میں نہیں اور بعضوں نے کہا کہ پہلے وتر کو توڑ ڈالے یعنی ایک رکعت اور پڑھ کر اس کو جفت کر لے پھر بعد اس کے جس قدر نفل چاہے پڑھے اس واسطے کہ محمد بن نصر نے روایت کیا ہے کہ کسی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مسئلہ پوچھا سو اُس نے کہا کہ میں تو دو دو رکعتیں نفل پڑھتا ہوں سو جب فارغ ہونا چاہتا ہوں تو ایک رکعت پڑھتا ہوں پھر کسی نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو اگر میں سونے سے پہلے وتر پڑھ لوں پھر رات کو نفل پڑھنے کو کھڑا ہوں اور پہلے وتر کو جفت کرلوں تو اس کا کیا حکم ہے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کا کوئی ڈر نہیں اور اصل یہ ہے کہ دونوں طور سے جائز ہے۔

وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَةِ وَالرَّكْعَتَيْنِ فِي الْوِتْرِ حَتّٰى يَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ وتر کی ایک رکعت اور دو رکعتوں کے درمیان سلام کہا کرتے تھے یہاں تک کہ اپنا کوئی کام غلام کو بتلاتے۔

فائدہ: تیسیر القاری میں لکھا ہے کہ یہ حدیث موقوف پہلی حدیث مرفوع کی مبین ہو سکتی ہے یعنی مراد اس سے یہ ہے کہ ایک رکعت وتر کو علیحدہ پڑھتے تھے دو کے ساتھ ملا کر نہیں پڑھتے تھے پس ابن الہمام کا احتمال باطل ہوا۔

٩٣٧ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ وَهِيَ خَالَتُهُ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ وِسَادَةٍ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِي طُوْلِهَا فَنَامَ حَتّٰى انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَرِيْبًا مِنْهُ فَاسْتَيْقَظَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ قَرَأَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِنْ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَصَنَعْتُ مِثْلَهُ فَقُمْتُ إِلٰى جَنْبِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي يَفْتِلُهَا ثُمَّ صَلّٰى

٩٣٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رات کاٹی اور وہ میری خالہ تھی سو میں گدیلے (گدے) کی چوڑائی میں لیٹ گیا اور حضرت ﷺ اور آپ کی بی بی اس کے لمبائی میں لیٹ گئے اور سو گئے یہاں تک کہ آدھی رات یا اس کے قریب گزر گئی سو آپ جاگے اور نیند کو اپنے منہ سے ملتے تھے یعنی ہاتھ سے اپنے منہ اور آنکھوں کو ملتے تھے تا کہ نیند کا غلبہ دور ہو جائے پھر آپ نے سورہ آل عمران کی اخیر دس آیتیں پڑھیں یعنی آمن الرسول سے آخر تک پھر ایک مشک لٹکی ہوئی کی طرف کھڑے ہوئے سو اس سے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا یعنی تمام سنتوں اور مستحبات کو ادا کیا پھر نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے (سو میں بھی کھڑا ہوا) اور آپ کی طرح وضو کیا اور آپ کے پہلو میں کھڑا ہوا سو آپ نے اپنے ہاتھ کو میرے سر پر رکھا اور میرے کان کو پکڑ کر مروڑا

رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَآءَ هُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر ایک رکعت وتر پڑھا پھر لیٹ گئے یہاں تک کہ مؤذن آپ کے پاس آیا یعنی نماز فجر کی اطلاع دینے کو پس آپ کھڑے ہوئے پس دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ گھر سے تشریف لائے اور صبح کی نماز پڑھی۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی کئی بار گزر چکی ہے اور اس حدیث میں تیرہ رکعت کا ذکر ہے اور دوسری روایتوں میں گیارہ رکعتوں کا ذکر ہے سو جس نے تیرہ رکعت کا ذکر کیا ہے اس نے فجر کی دو سنتوں کو بھی اس میں داخل کیا ہے یا مراد اس سے عشاء کی دو سنتیں ہیں پس ان روایتوں میں کچھ اختلاف نہیں اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ بنی ہاشم کو نفلی صدقہ دینا جائز ہے اس لیے کہ اس حدیث کے ایک طریق میں اتنا لفظ زیادہ آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہما کو صدقہ سے اونٹ دیے تھے اور ایک یہ کہ وعدے پر تقاضا کرنا جائز ہے اور ایک یہ کہ چھوٹے بچے اور اپنے قریبی مہمان کے ساتھ الفت کرنی چاہیے اور محبت اور حسن اخلاق سے پیش آنا چاہیے کہ حضرت ﷺ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بہت الفت اور محبت سے پیش آئے اور ایک یہ کہ کم عمر لڑکے کو محرمہ عورت کے پاس رات رہنا جائز ہے گو اس کا خاوند بھی اس کے پاس موجود ہو اور یہ کہ حیض والی کے ساتھ مل کر سونا جائز ہے اور ایک یہ کہ لڑکے نابالغ کی نماز صحیح ہے اور یہ کہ انست دلانے اور جگانے کے واسطے کان مروڑنا جائز ہے کہ حضرت ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کان مروڑا تا کہ اس کو اندھیرے میں ڈر نہ آئے اور سو نہ جائے اور ایک یہ کہ عشاء اور مغرب کے درمیان نفل پڑھنے جائز ہیں اور ایک یہ کہ رات کی نماز کی بڑی فضیلت ہے خاص کر دوسرے نصف میں تو بہت ہی ثواب ہے اور یہ کہ ہر وضو اور ہر نماز کے پہلے مسواک کرنی مستحب ہے اور جب نیند سے اٹھے تو آلِ عمران کی اخیر کی آیتیں پڑھے اور یہ کہ اگر پیالے وغیرہ کسی چھوٹے برتن میں پانی ہو تو اس سے چلو کے ساتھ پانی لینا جائز ہے اس لیے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے مشک سے پیالے میں پانی ڈالا پھر اس سے چلو کے ساتھ وضو کیا اور مستحب ہے کہ وضو میں پانی کم خرچ کرے اور ایک یہ کہ مسجد کے واسطے کوئی مؤذن دائمی مقرر کرنا جائز ہے اور یہ کہ اگر مؤذن اذان کے بعد امام کو نماز کی اطلاع دے تو جائز ہے اور ایک یہ کہ نفلوں کی جماعت کرنی جائز ہے اور جو شخص تکبیر تحریمہ کے وقت امامت کی نیت نہ کرے تو اس کے پیچھے اقتداء کرنی جائز ہے اور یہ کہ بے وضو قرآن پڑھنا جائز ہے اور اس پر سب مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے اور یہ کہ اگر مقتدی فقط ایک ہی ہو تو امام کے دائیں طرف کھڑا ہو اور اگر بائیں طرف کھڑا ہو گیا ہو تو پھر دائیں طرف پھر جائے اور اگر خود دائیں طرف نہ پھرے تو امام اس کو دائیں

طرف پھیر لے اور یہ کہ تھوڑے کام سے نماز باطل نہیں ہوتی اور یہ کہ محرم کے ہوتے اپنی بیوی کے ساتھ مل کر سونا جائز ہے حیا کے مخالف نہیں اگر چہ وہ محرم خوب تمیز رکھتا ہو اور یہ کہ سورہ آل عمران پڑھنی جائز ہے اور بعض اس کو مکروہ کہتے ہیں اور سب مسئلے اس حدیث کے کل طریقوں میں موجود ہیں اور اس حدیث سے وتروں کا پڑھنا ثابت ہوا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے ۔ واللہ اعلم

٩٣٨ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا أَرَدْتَّ أَنْ تَنْصَرِفَ فَارْكَعْ رَكْعَةً تُوْتِرُ لَكَ مَا صَلَّيْتَ قَالَ الْقَاسِمُ وَرَأَيْنَا أُنَاسًا مُنْذُ أَدْرَكْنَا يُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ وَّإِنَّ كُلًّا لَوَاسِعٌ أَرْجُوْ أَنْ لَّا يَكُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْهُ بَأْسٌ.

٩٣٨ ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں سو جب تو نماز سے فارغ ہونا چاہے تو ایک رکعت پڑھ کہ وہ طاق کر دے گی تیری اس نماز کو جو تو پہلے پڑھ چکا ہے ۔ قاسم نے کہا کہ جب سے ہم نے ہوش سنبھالی یعنی بالغ ہوئے تب سے ہم نے لوگوں کو تین وتر پڑھتے دیکھا اور وتر ہر طور سے جائز ہیں یعنی خواہ ایک وتر پڑھے خواہ تین پڑھے خواہ زیادہ پڑھے ہر طرح سے درست ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ کسی چیز میں اس سے گناہ نہیں ہوگا ۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک رکعت وتر پڑھنا ہر شخص کو جائز ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فارغ ہونے کے ارادے پر موقوف رکھا ہے سو جو شخص نماز سے فارغ ہونا چاہے اس کو ایک رکعت وتر پڑھنی جائز ہوگی پس عموم اس حدیث سے رد ہو گیا قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ ایک رکعت وتر پڑھنا فقط اسی شخص کو جائز ہے جو صبح صادق ہو جانے کا خوف کرتا ہو اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث ظاہر ہے فصل میں اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو ابھی آتی ہے فصل اور وصل دونوں کی محتمل ہے سو ان دونوں میں تعارض نہیں اس لیے کہ قاسم نے بیان کر دیا کہ دونوں امر جائز ہیں ۔

٩٣٩ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً كَانَتْ تِلْكَ صَلَاتَهُ تَعْنِيْ بِاللَّيْلِ فَيَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ

٩٣٩ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعتیں نماز پڑھا کرتے تھے یہ آپ کی رات کی نماز تھی سو آپ اس سے ایک سجدہ میں اتنی دیر کرتے تھے جتنے میں کوئی پچاس آیتیں پڑھ سکے سر اٹھانے سے پہلے یعنی سجدہ میں بہت طول کرتے تھے اور دو رکعتیں فجر کی نماز سے پہلے پڑھتے پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن نماز

أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ اٰيَةً قَبْلَ أَنْ يَّرْفَعَ رَأْسَهٗ وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلصَّلَاةِ.

فجر کی اطلاع دینے کو آپ کے پاس آتا۔

بَابُ سَاعَاتِ الْوِتْرِ.

نماز وتر کے وقتوں کا بیان۔

فائدہ: حاصل اس باب کا یہ ہے کہ تمام رات وتر کا وقت ہے نماز عشاء اور صبح صادق کے درمیان جس وقت وتر پڑھے جائز ہیں اور سب علماء کا اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ وتر کے وقت کی ابتداء عشاء کی نماز سے بعد ہے جب کہ سفیدی غائب ہو جائے لیکن بعض نے مطلق یہ کہہ دیا ہے کہ نماز عشاء اور وتر کا ایک وقت ہے اور عشاء کی ابتداء جمہور کے نزدیک اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب کہ دن کی سرخی غائب ہو جائے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس وقت سے ہوتی ہے جب کہ سفیدی غائب ہو جائے اور انتہاء وقت وتر کا جمہور کے نزدیک طلوع صبح صادق تک ہے اور بعضوں نے کہا کہ اخیر وقت اس کا نماز فجر تک باقی رہتا ہے۔

قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَوْصَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی وصیت فرمائی یعنی پہلی رات میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر کو عشاء کے ساتھ پڑھنا چاہیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی وصیت کی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی آئندہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچھلی رات میں وتر پڑھتے تھے سو ان دونوں میں تعارض نہیں اس لیے کہ پہلی حدیث اس شخص کے واسطے ہے جو پچھلی رات نہ اٹھ سکے پس اس کو احتیاط کے واسطے یہی حکم ہے تا کہ وتر فوت نہ ہو جائیں اور دوسری حدیث اس کے حق میں ہے جو کہ پچھلی رات اٹھنے کی امید رکھتا ہو جیسا کہ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو پچھلی رات اٹھنے کی امید رکھتا ہو سو چاہیے کہ پچھلی رات میں اٹھ کر وتر پڑھے کہ وہ افضل ہے اور اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو پچھلی رات نہ اٹھنے کا خوف کرے سو چاہیے کہ وہ پہلی رات میں وتر پڑھے پس معلوم ہوا کہ پہلی رات میں بھی وتر پڑھنے جائز ہیں اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی باب سے۔

٩٤٠ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ سِيْرِيْنَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ أَرَأَيْتَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ

٩٤٠۔ حضرت انس بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ میں صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتوں میں قرأت لمبی پڑھوں یا نہیں اس نے کہا کہ

صَلَاةِ الْغَدَاةِ أُطِيلُ فِيهِمَا الْقِرَآءَ ةَ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ وَّيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ وَكَأَنَّ الْأَذَانَ بِأُذُنَيْهِ قَالَ حَمَّادٌ أَيْ سُرْعَةً.

حضرت ﷺ رات میں دو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے پھر ایک رکعت وتر پڑھتے اور صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتیں سنت پڑھتے گویا کہ تکبیر کی آواز آپ کے کان میں ہے یعنی ان میں ایسی جلدی کرتے تھے جیسا کہ کوئی شخص تکبیر کی آواز سن کر نماز کی طرف جلدی آتا ہے اس خوف سے کہ اول وقت فوت نہ ہو جائے۔

فائدہ: پس معلوم ہوا کہ فجر کی سنتوں میں قراءت لمبی نہیں پڑھنی چاہیے بلکہ ان کو بہت ہلکا پڑھنا چاہیے پس اس سے انس کے سوال کا جواب ادا ہو گیا اور اس حدیث میں مطلق قراءت کا ذکر ہے اول یا اخیر وغیرہ کسی خاص حصے رات کی اس میں کوئی قید نہیں پس معلوم ہوا کہ تمام رات وتروں کا وقت ہے جس وقت چاہے پڑھے پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فصل افضل ہے آپ نے اس کا حکم فرمایا اور وصل فقط آپ کے فعل سے ثابت ہے قول سے نہیں۔

٩٤١ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُلَّ اللَّيْلِ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَهٰى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ.

۹۴۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے تمام رات میں وتر پڑھے ہیں اور آپ کے وتر سحری کے وقت تک تمام ہوئے یعنی عشاء کی نماز کے بعد تمام رات آپ کے وتروں کا وقت تھا کبھی پہلی رات میں وتر پڑھ لیتے تھے اور کبھی درمیان رات کو پڑھتے تھے اور کبھی پچھلی رات میں پڑھتے تھے لیکن اخیر عمر میں آپ وتروں کو ہمیشہ پچھلی رات یعنی سحری کے وقت پڑھتے رہے یا آپ کے وتروں کی انتہا سحری تک تھی اس سے پیچھے کبھی نہ پڑھتے تھے گو سحری سے پیچھے بھی صبح صادق ہونے تک وتر پڑھنے جائز ہیں۔

فائدہ: پس اس سے معلوم ہوا کہ تمام رات وتر کا وقت ہے اور اس کے ہر حصے اور ہر جز میں وتر پڑھنے جائز ہیں جس وقت چاہے پڑھے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہو گئی۔

بَابُ إِيْقَاظِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَهُ بِالْوِتْرِ.

حضرت ﷺ کا اپنے گھر والوں کو وتر کے واسطے جگانا۔

٩٤٢ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ

۹۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُّوْتِرَ أَيْقَظَنِيْ فَأَوْتَرْتُ.

(رات کو تہجد کی) نماز پڑھا کرتے تھے اور میں آپ کے بچھونے کی چوڑائی میں یعنی آپ کے سامنے لیٹی رہتی سو جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مجھ کو جگاتے سو میں بھی اٹھ کر وتر پڑھتی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتروں کو اخیر رات میں پڑھنا مستحب ہے خواہ تہجد کرے یا نہ کرے لیکن یہ اسی وقت ہے جب کہ پچھلی رات اٹھنے کی امید رکھتا ہو اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے گھر والوں کو وتر کے واسطے جگانا مستحب ہے پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور بعض حنفی اس حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں اس پر کہ وتر واجب ہیں اس لیے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہجد کے واسطے نہ جگایا اور وتر کے واسطے جگایا سو جواب اس کا یہ ہے کہ جگانے سے اس کا واجب ہونا لازم نہیں آتا اس سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہے کہ رات کے اور نفلوں سے ان کی زیادہ تاکید ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نفلوں کے واسطے سوئے کو جگانا مستحب ہے پس فرضوں کے واسطے سوئے کو جگانا بطریقِ اولیٰ مستحب ہوگا اور یہ کچھ ضروری نہیں کہ خاص اسی وقت جگانا جائز ہے جب کہ نماز قضا ہونے لگے بلکہ اول وقت اور جماعت پانے کے واسطے بھی سوئے کو جگانا جائز ہے۔

بَابُ لِيَجْعَلْ اٰخِرَ صَلَاتِهٖ وِتْرًا.

چاہیے کہ آدمی اپنی رات کی نماز میں پچھلی نماز کو وتر کرے

٩٤٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا.

٩٤٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی رات کی نماز میں پچھلی نماز کو وتر کرو یعنی تہجد کے بعد وتر پڑھنے چاہییں۔

فائدہ: بعض حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے لیکن یہ واسطے بیان جواز کے ہے کما مر اور سنت یہی ہے کہ تہجد کے بعد وتر پڑھے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ تہجد ان نفلوں کو کہتے ہیں جو وتروں سے پہلے جفت جفت پڑھے جاتے ہیں اور وتر اور تہجد ایک چیز کا نام ہے تہجد ان کو اس واسطے کہا جاتا ہے کہ نیند سے اٹھ کر پڑھے جاتے ہیں اور وتر اس واسطے کہا جاتا ہے کہ طاق ہیں اور بعض حنفی اس حدیث سے بھی وتر کے واجب ہونے پر دلیل پکڑتے ہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ رات کی نماز واجب نہیں سو اس کا اخیر بھی واجب نہیں اور نیز اصل عدم وجوب ہے پس بے دلیل وجوب ثابت نہ ہو سکے گا۔

بَابُ الْوِتْرِ عَلَى الدَّابَّةِ.

سفر میں سواری پر وتر پڑھنے جائز ہیں۔

٩٤٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَسِيْرُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَقَالَ سَعِيْدٌ فَلَمَّا خَشِيْتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ ثُمَّ لَحِقْتُهُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَيْنَ كُنْتَ فَقُلْتُ خَشِيْتُ الصُّبْحَ فَنَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ أَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِسْوَةٌ حَسَنَةٌ فَقُلْتُ بَلٰى وَاللّٰهِ قَالَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ عَلَى الْبَعِيْرِ.

٩٤٤۔ حضرت سعید بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ کی راہ میں جاتا تھا سو جب میں صبح ہونے سے ڈرا تو سواری سے نیچے اتر کر وتر پڑھے پھر میں اس کو پیچھے سے جا ملا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو کہاں تھا؟ سو میں نے کہا کہ میں فجر ہونے سے ڈرا سو میں نے نیچے اتر کر وتر پڑھے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا تجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں پیروی بہتر نہیں؟ میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم! ان کی پیروی بہتر ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر وتر پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: دوسری حدیث میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے آئندہ آئے گا کہ وہ سفر میں رات کو سواری پر وتر پڑھا کرتے تھے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں سواری پر وتر پڑھنے جائز ہیں امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور جمہور کا کہتے ہیں کہ سفر میں سواری پر وتر پڑھنے جائز ہیں اور یہ کہ وتر سنت ہیں واجب نہیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وتر واجب ہیں اور سواری پر وتر پڑھنے جائز نہیں اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو طحاوی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ نفل سواری پر پڑھتے تھے اور وتر زمین پر پڑھتے تھے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوع صحیح نہیں ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوف ہے اور موقوف حدیث اکثر اہل اصول کے نزدیک حجت نہیں اور نیز یہ حدیث پہلی حدیث کے معارض نہیں ہوسکتی اس لیے کہ زمین پر پڑھنے بالاتفاق افضل ہیں پس اگر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی موقع پر زمین پر پڑھے ہوں تو افضیلت کے واسطے پڑھے ہوں گے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سواری پر وتر پڑھنے جائز نہ ہوں یہ جب ہوسکتا ہے جب کہ ان کا فعل وجوب پر دلالت کرے حالانکہ اہل اصول کے نزدیک مجرد فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی وجوب پر دلالت نہیں کرتا چہ جائیکہ صحابی کا فعل وجوب پر دلالت کرے جواز ثابت ہوا اور نیز یہ بخاری کی حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے پس اس کو ترجیح ہو گی اور نیز عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ سفر میں اپنی سواری پر وتر پڑھتے تھے اور اکثر اوقات سواری سے نیچے اتر کر زمین پر پڑھتے تھے پس اس سے تعارض دفع ہو گیا اور سواری پر وتر پڑھنے کا جواز ثابت ہو گیا

اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ پانی اور کیچڑ کے سبب سے سواری پر وتر پڑھتے تھے سو جواب اس کا یہ ہے کہ بخاری کی حدیث کے الفاظ اس تاویل کو صریح باطل کرتے ہیں اس لیے کہ سعید بن یسار رضی اللہ عنہ نے زمین پر وتر پڑھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو کہا کہ تجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کافی نہیں جو اتر کر وتر پڑھتا ہے اور اسی طرح عبدالرزاق کی روایت بھی اس کے بطلان میں صریح ہے اور اگر پانی کیچڑ تھا تو پھر فرض کہاں پڑھے تھے وہ بھی لامحالہ سواری پر پڑھے ہوں گے پس اس کا کیا جواب ہے اور نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کیچڑ عذر ہے پس کہا جائے گا کہ اسی طرح سفر بھی عذر ہے بلکہ اس کا عذر ہونا تو متفق علیہ ہے پس جب پانی کیچڑ کے عذر سے سواری پر وتر جائز ہیں تو سفر کے عذر سے بطریق اولیٰ جائز ہوں گے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم منسوخ ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ دعویٰ نسخ باطل ہے ساتھ ان وجوہات کے جن کا بیان تیسرے پارے میں ہو چکا ہے علاوہ ازیں جائز ہے کہ اس کے برعکس دعویٰ کیا جائے یعنی سواری پر وتر پڑھنے اول اسلام میں منع تھے پھر جب آپ نے سواری پر وتر پڑھے تو وہ حکم منسوخ ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ واقعہ معین کا ذکر ہے عام حکم نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث کے راوی ہیں سو انہوں نے سعید کو سواری پر وتر پڑھنے کا حکم دیا اور خود بھی اکثر اوقات پڑھتے رہے پس یہ صریح ہے اس کے عموم میں پس واقعہ عین کا باطل ہوا وباللہ التوفیق اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ طحاوی نے کہا کہ کوفے والے سواری پر وتر پڑھنے کو منع کرتے ہیں مگر یہ سنت ثابتہ کے خلاف ہے اور اس حدیث میں فقط اونٹ پر وتر پڑھنے کا ذکر ہے لیکن اونٹ وغیرہ سب سواریاں اس حکم میں شریک ہیں کہ فرض کسی پر جائز نہیں پس معلوم ہوا کہ سب کا حکم یہی ہے پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ الْوِتْرِ فِي السَّفَرِ. سفر میں وتر پڑھنے سنت ہیں۔

فائدہ: ضحاک سے منقول ہے کہ سفر میں وتر پڑھنے مسنون نہیں سو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب سے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ یہ قول مردود ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مسلم وغیرہ میں روایت ہے کہ اگر میں سفر میں نفل پڑھتا تو فرضوں کو پورا کرتا سو اس سے مراد فرضوں کی معمولی سنتیں ہیں وتر وغیرہ مراد نہیں جیسا کہ اس حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے اور نیز احتمال ہے کہ مراد اس کی یہ ہو کہ دن اور رات کے نفلوں کے درمیان فرق ہے اس لیے کہ دوسری حدیث سے اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ وہ سفر میں سواری پر نفل پڑھتے تھے۔

٩٤٥ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَآءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ

۹۴۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں اپنی سواری پر وتر پڑھا کرتے تھے جس طرف کہ وہ آپ کو لے کر متوجہ ہوتی رکوع و سجود اشارے سے کرتے اور تہجد کی نماز پڑھتے مگر فرضوں کو سواری پر نہ پڑھتے اور وتر کو بھی

تَوَجَّهَتْ بِهٖ يُوْمِئُ إِيْمَآءً صَلَاةَ اللَّيْلِ إِلَّا الْفَرَآئِضَ وَيُوْتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ. اپنی سواری پر پڑھتے۔

فائدہ: بعض نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ وتر فرض نہیں اور خاص کر حضرت ﷺ پر فرض نہیں تھے اس لیے کہ آپ نے ان کو سواری پر پڑھا پس اگر فرض واجب ہوتے تو سواری پر جائز نہ ہوتے اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ فرض سواری پر جائز نہیں لیکن یہ استدلال قوی نہیں ہے کہ مجرد ترک منع کی دلیل نہیں ہوسکتی لیکن یہ ممکن ہے کہ کہا جائے کہ مسافر پر اکثر اوقات فرض کا وقت آتا ہے سو اس کو کبھی سواری پر نہ پڑھنا دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ سواری پر جائز نہیں اور حنفیہ جو وتروں کو واجب کہتے ہیں تو وہ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث فقط فرض کی نفی پر دلالت کرتی ہے اور فرض کی نفی سے نفی واجب کی لازم نہیں آتی ہے لیکن یہ جواب اسی وقت تمام ہوسکتا ہے جب کہ اس بات کو ثابت کیا جائے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرض اور واجب کے درمیان فرق جانتے تھے اور یہ بات ثابت نہیں پس جواب بھی تمام نہیں واللہ اعلم۔ اور امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ تمہارے نزدیک حضرت ﷺ پر وتر واجب ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ وتر آپ پر واجب تھے لیکن آپ کا وتر کو سواری پر پڑھنا ثابت ہو چکا ہے سو اگر واجب ہوتے تو سواری پر جائز نہ ہوتے جیسا کہ مثلاً ظہر کی نماز ہے اور فرض اور واجب میں فرق کرنا یہ محض حنفیوں کی اصطلاح ہے جمہور اس کو تسلیم نہیں کرتے اور برتقدیر تسلیم جھگڑے کو اس سے کچھ فائدہ نہیں اور اگر کوئی کہے کہ سواری پر وتر پڑھنا آپ کا خاصہ تھا اور وتر آپ پر واجب تھے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ محض دعویٰ ہے اس پر کوئی دلیل نہیں کہ وتر آپ پر واجب تھے تا کہ اس کے واسطے تکلف کیا جائے۔

بَابُ الْقُنُوْتِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَبَعْدَهٗ. نماز میں رکوع سے پہلے اور پیچھے دعائے قنوت پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

فائدہ: قنوت کا معنی کھڑے ہونے کا ہے اور چونکہ اس دعا کو کھڑا ہو کر پڑھتے ہیں اس لیے اس کو دعائے قنوت کہا گیا اور موطا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نماز میں دعائے قنوت پڑھنی بدعت ہے سو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ دعائے قنوت پڑھنی جائز ہے تو گویا اس میں اشارہ ہے اس طرف کے یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مردود ہے اس لیے کہ قنوت کا پڑھنا حضرت ﷺ کے فعل سے ثابت ہے سو اس کا درجہ مباح سے بلند ہے اور اس مقام میں بیان وتر کا ہے اور باب کی حدیثوں میں وتر کا ذکر نہیں لیکن چوتھے طریق میں آئندہ آئے گا کہ صبح اور شام کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے اور شام کی نماز دن کے وتر ہیں سو جب دن کے وتروں میں قنوت کا پڑھنا ثابت ہوا تو رات کے وتروں میں بھی ثابت ہوا کہ وتر ہونے میں دونوں نمازیں آپس میں شریک ہیں علاوہ ازیں دوسری حدیث میں دعائے قنوت پڑھنے کا صریح حکم آچکا ہے جیسا کہ سنن میں حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت ﷺ نے مجھ کو کئی کلمے سکھلائے جن کو میں وتر میں پڑھا کروں:

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ اِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ اِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ.

٩٤٦ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ أَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَقَنَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الصُّبْحِ قَالَ نَعَمْ فَقِیْلَ لَهٗ أَوَقَنَتَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ قَالَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ یَسِیْرًا.

٩٤٦۔ حضرت محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ کسی نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے صبح کی نماز میں قنوت پڑھی ہے؟ اس نے کہا ہاں پڑھی ہے پھر پوچھا گیا کہ کیا آپ نے دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھی ہے یا پیچھے؟ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رکوع سے پیچھے تھوڑے دن یعنی ایک مہینہ۔

٩٤٧ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِیَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ قَدْ كَانَ الْقُنُوْتُ قُلْتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ أَوْ بَعْدَهٗ قَالَ قَبْلَهٗ قَالَ فَإِنَّ فُلَانًا أَخْبَرَنِیْ عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ كَذَبَ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا أُرَاهُ كَانَ بَعَثَ قَوْمًا یُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ زُهَآءَ سَبْعِیْنَ رَجُلًا إِلٰی قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ دُوْنَ أُولٰٓئِكَ وَكَانَ بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا یَدْعُوْ عَلَیْهِمْ.

٩٤٧۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے دعائے قنوت کا مسئلہ پوچھا سو اُس نے کہا کہ نماز میں قنوت پڑھی جاتی تھی میں نے کہا کہ رکوع سے پہلے یا بعد؟ اس نے کہا رکوع سے پہلے عاصم نے کہا کہ فلانے شخص نے مجھ کو تجھ سے خبر دی کہ تو نے قنوت کو رکوع سے پیچھے پڑھنی کہا ہے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے جھوٹ کہا کہ حضرت ﷺ نے تو صرف ایک مہینہ رکوع سے پیچھے قنوت پڑھی ہے میں گمان کرتا ہوں کہ آپ نے مقدار ستر آدمی کے قاریوں کا گروہ ایک قوم مشرکین کی طرف بھیجا تھا سوائے ان لوگوں کے جن پر آپ بد دعا کرتے تھے اور ان کے اور حضرت ﷺ کے درمیان قول و قرار تھا سو انہوں نے توڑ ڈالا سو حضرت ﷺ نے ایک مہینہ قنوت پڑھی ان پر بد دعا کرتے تھے۔

٩٤٨ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زَآئِدَةُ عَنِ التَّیْمِیِّ عَنْ أَبِیْ مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَنَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

٩٤٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مہینہ دعائے قنوت پڑھی رعل اور ذکوان دونوں قبیلوں پر بد دعا کرتے تھے۔

وَسَلَّمَ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ.

٩٤٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ الْقُنُوْتُ فِي الْمَغْرِبِ وَالْفَجْرِ.

۹۴۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مغرب اور فجر کی نماز میں قنوت پڑھی جاتی تھی۔

فائدہ: یہ جو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط ایک مہینہ رکوع سے پیچھے قنوت پڑھی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ رکوع سے بعد متواتر آپ نے فقط ایک مہینہ قنوت پڑھی اس کا یہ معنی نہیں کہ پھر اس کے بعد آپ نے کبھی قنوت نہیں پڑھی اور یہ جو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے جھوٹ کہا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر اس نے رکوع سے پیچھے ہمیشہ کا پڑھنا مجھ سے نقل کیا ہے تو اس نے خطا کی اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر اوقات رکوع سے پہلے بھی قنوت پڑھی ہے اور دوسری حدیث میں اس کا بیان صریح آچکا ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کسی نے انس رضی اللہ عنہ سے قنوت کا مسئلہ پوچھا سو اس نے کہا کہ رکوع سے پہلے بھی جائز ہے اور پیچھے بھی جائز ہے اور ابن منذر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ صبح کی نماز میں بعض اصحاب نے قنوت رکوع سے پہلے پڑھی ہے اور بعض نے پیچھے پڑھی ہے او رمحمد بن نصر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قنوت کو ہمیشہ رکوع سے پہلے پڑھنا اول عثمان رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا تھا تا کہ لوگ اول رکعت کو پالیا کریں اور کتاب المغازی میں آئندہ آئے گا کہ کسی نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے یا پیچھے؟ اس نے کہا کہ جب قرأت سے فارغ ہو تو اس وقت پڑھے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں ہمیشہ قنوت پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ نے انتقال فرمایا روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے اور اس حدیث میں اگرچہ ضعف ہے لیکن متابعت اور شہادت کے واسطے کافی ہے پس انس رضی اللہ عنہ کی ان سب روایتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی مصیبت اور حادثے کے وقت قنوت پڑھے تو رکوع سے پیچھے پڑھے اور اگر بدون حاجت کے ہو تو رکوع سے پہلے پڑھے اور اس مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صبح کی نماز میں ہمیشہ قنوت پڑھنی مستحب ہے اور جب کوئی حادثہ اور مصیبت پیش آئے تو تمام نمازوں میں قنوت پڑھا کرے اور دلیل ان کی یہ حدیثیں ہیں جو ابھی گزر چکی ہیں اس لیے کہ وہ عموما اور خصوصا صبح کی نماز میں قنوت پڑھنے پر دلالت کرتی ہیں اور یک دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو ابوداؤد اور ترمذی میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح اور مغرب کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے رہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی پڑھتے رہے اور عراقی نے کہا کہ جو لوگ صبح کی نماز میں ہمیشہ قنوت پڑھنے کو جائز رکھتے ہیں یہ

ہیں ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور ابوموسیٰ اشعری اور ابن عباس اور براء رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے حسن بصری اور حمید طویل اور ربیع بن خثیم اور سعید بن مسیب اور طاؤس اور اوزاعی اور ابن مہدی وغیرہ اور حنفیہ وغیرہ بعض کہتے ہیں کہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھنی جائز نہیں بلکہ وہ وتروں کے ساتھ خاص ہے اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں ایک مہینے کے سوا کبھی قنوت نہیں پڑھی سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ تخریج ہدایہ میں لکھا ہے کہ اس کی اسناد ضعیف ہے پس استدلال کرنا اس سے صحیح نہ ہوگا چہ جائیکہ صحیح حدیثوں کے معارض ہو اور نیز بیہقی نے کہا کہ ایک مہینہ پڑھ کر چھوڑ دینے کا یہ معنی ہے کہ آپ نے قنوت میں اس قوم پر بد دعا کرنا چھوڑ دیا نہ یہ کہ مطلق قنوت کو چھوڑ دیا اس لیے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ جن لوگوں نے بئر معونہ کے دن اصحاب کو قتل کیا آپ نے قنوت میں اُن پر بھی بد دعا کی اور ایسا ہی لکھا ہے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں کہ آپ نے فقط ان پر بد دعا کرنی چھوڑ دی تھی قنوت نہیں چھوڑی اور یہ تاویل کرنی ضروری ہے اس لیے کہ دوسری حدیث میں صریح آ چکا ہے کہ آپ صبح کی نماز میں ہمیشہ قنوت پڑھتے تھے یہاں تک کہ انتقال فرمایا پس اس سے سب حدیثوں میں تطبیق ہو جائے گی اور اگر آپ مطلق قنوت ترک کر دیتے تو پھر اس قدر اصحاب آپ کے بعد اس پر عمل نہ کرتے اور نیز ایک مہینہ پڑھ کر ترک کر دینا اس کے عدم جواز کو مستلزم نہیں بلکہ جواز ایک دو بار سے بھی ثابت ہو جاتا ہے اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ مغرب کی نماز میں قنوت پڑھنا بالاجماع منسوخ ہے پس اسی طرح صبح میں بھی منسوخ ہونا چاہیے اور بعض مطلق یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قنوت منسوخ ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ نسخ بغیر شرائط کے ثابت نہیں ہو سکتا ہے کما مر اور شرائط نسخ کا ثابت ہونا اس جگہ مشکل ہے پس دعویٰ نسخ باطل ہے اور ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا بالکل غلط اور مردود ہے مغرب میں قنوت منسوخ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ صبح میں بھی منسوخ ہے اور نہ اس پر کوئی دلیل ہے اور نیز یہی تقریر ہے بعینہ وتر کی قنوت میں بھی ہو سکتی ہے پس اس سے لازم آئے گا کہ وتر میں قنوت پڑھنی بھی منسوخ ہو فما ھو جوابکم فھو جوابنا اور نیز اس سے لازم آتا ہے کہ مصیبت کے وقت بھی قنوت پڑھنی جائز نہ ہو کہ منسوخ ہونے کے بعد جواز کیا اور اگر حادثے کے وقت جائز ہے تو پھر منسوخ کیا چیز ہوئی اگر بغیر حاجت کے بھی قنوت پڑھنی منسوخ ہوئی ہے تو پھر اس سے لازم آئے گا کہ پہلے بغیر حاجت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قنوت پڑھا کرتے تھے حالانکہ یہ واقعہ کے مخالف ہے پس معلوم ہوا کہ نہ حادثے کی قنوت منسوخ ہے اور نہ بے حادثے کی منسوخ ہے اور جو شخص دونوں میں کسی نسخ کا دعویٰ کرے اس کو سخت مصیبت در پیش آئے گی کہ بغیر قنوت کے اس کا ٹلنا مشکل ہوگا اور نیز اگر منسوخ ہوتی تو پھر اتنے صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیوں پڑھتے ان کو اس کا علم نہ ہوا وعلی ہذا القیاس۔ اس تقریر سے صدہا احکام محکمہ کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ محض خیال فاسد ہے اور نیز پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں ہمیشہ قنوت پڑھتے رہے یہاں کہ آپ نے انتقال فرمایا پس اب اس خیال فاسد کی

گنجائش کہاں ہے اور نیز اس دعویٰ کا معارضہ بھی ہوسکتا ہے اور وہ اس طور سے ہے کہ سب کا اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ آپ نے صبح کی نماز میں قنوت پڑھی اور ترک میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ترک کر دیا اور بعض کہتے ہیں کہ ترک نہیں کیا سو جس پر اجماع ہے اس کو لیا جائے گا یہاں تک کہ اختلاف ثابت ہو جائے اور بعض کہتے ہیں کہ خلفائے اربعہ سے روایت ہے کہ وہ قنوت نہیں پڑھتے تھے سو جواب اس کا یہ ہے کہ ان سے قنوت کا پڑھنا بھی ثابت ہو چکا ہے جیسا کہ اوپر گزرا اور عراقی نے کہا کہ تعارض کے وقت اثبات مقدم ہوتا ہے نفی پر اور یا کبھی کیا ہوگا اور کبھی نہیں کیا ہوگا سو یہ بھی جواز کے منافی نہیں اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے قنوت کو بدعت کہا ہے سو جواب اس کا اوپر گزر چکا ہے کہ یہ قول صحیح حدیثوں کے بالکل مخالف ہے پس مردود ہوگا اور نیز حادثے وغیرہ کے وقت کو بھی شامل ہے پس لازم آئے گا کہ مصیبت کے وقت بھی قنوت جائز نہ ہو حالانکہ حادثے کے وقت حنفیہ بھی جائز کہتے ہیں اور نیز اس سے لازم آئے گا کہ وتر کی قنوت بھی بدعت ہو فما ہو جوابکم فھو جوابنا اور نیز مجرد انکار یا ترک صحابی کا نسخ کی دلیل نہیں ہوسکتا جب تک کہ نسخ کی تصریح نہ کرے اور اسی طرح جن لوگوں سے ترک مروی ہے وہ بھی نسخ کی دلیل نہیں ہوسکتی اس لیے کہ احتمال ہے کہ انہوں نے اس کو جائز جان کر چھوڑ دیا ہو محض ترک منع کی دلیل نہیں ہوسکتی اور نیز اس میں بھی اختلاف ہے کہ قنوت کو رکوع سے پہلے پڑھنا چاہیے یا پیچھے سو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رکوع سے پیچھے پڑھنے چاہیے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رکوع سے پہلے پڑھے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دونوں طرح کی روایت آئی ہے مگر اصل یہ ہے کہ دونوں طرح سے جائز ہے خواہ رکوع سے پہلے پڑھے خواہ پیچھے پڑھے اختیار ہے اور یہ اختلاف مباح ہے یا مصیبت کی قنوت کو رکوع سے پیچھے پڑھے اور روزمرہ کی قنوت کو رکوع سے پہلے پڑھے جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اوپر گزر چکا ہے اور نیز اس میں بھی اختلاف ہے کہ قنوت کو پکار کر پڑھنا چاہیے یا آہستہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مستحب ہے کہ پکار کر پڑھے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ آہستہ پڑھے اور بعض حنفیہ کہتے ہیں کہ دعائے قنوت میں ہاتھ اٹھانے مستحب ہیں اور نیز اس میں بھی اختلاف ہے کہ قنوت میں کون سی دعا پڑھے سو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ...... الخ پڑھے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ...... الخ لیکن صحیح یہ ہے کہ اس کے واسطے کوئی دعا معین نہیں بلکہ ہر دعا کافی ہے جس طرح کی ہو باقی رہا وتر میں قنوت پڑھنا سو اس میں سب اماموں کا اتفاق ہے کہ وتر میں قنوت پڑھنی چاہیے فقط اتنا فرق ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمیشہ ہر روز پڑھے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ فقط ماہ رمضان کے پچھلے نصف میں پڑھے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا خلاف بھی مروی ہے لیکن اصل محقق مسئلہ یہ ہے کہ صبح اور وتر کی نماز میں تو ہمیشہ قنوت پڑھنی مستحب ہے اور اگر کوئی مصیبت، قحط یا وبا یا دشمن وغیرہ کی پیش آئے تو سب نمازوں میں پڑھنی مستحب ہے، واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَبْوَابُ الْإِسْتِسْقَآءِ — قحط کے وقت اللہ سے مینہ مانگنے کا بیان

فائدہ: استسقاء کا معنی لغت میں پانی مانگنے کا ہے اور شرح میں استسقاء کہتے ہیں قحط کے وقت اللہ سے مینہ مانگنے کو خاص طور پر یعنی سب لوگوں کا جمع ہو کر میدان میں جانا اور نماز پڑھ کر اللہ سے مینہ مانگنا اور صورت اس کی یہ ہے کہ جب لوگوں میں قحط پڑے اور مینہ نہ برسے تو مستحب ہے کہ سب لوگ بے زیب و زینت کے بڑی عاجزی اور ڈر کے ساتھ میدان کی طرف نکلیں سو امام پہلے تھوڑی دیر دعا کرے پھر لوگوں کو دو رکعتیں نماز پڑھائے بغیر اذان اور اقامت کے اور عید کی نماز کی طرح پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہے اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہے اور ہاتھ اٹھائے اور قرأت پکار کر پڑھے اور بعد سلام کے امام خطبہ پڑھے اور وعظ کرے پھر وہ اور سب لوگ قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیں اور الٹے ہاتھ اٹھا کر مینہ کے واسطے دعا کریں اور اسی دعا کے درمیان امام اور سب لوگ اپنی چادروں کو پلٹیں یعنی نیچے کے کنارے کو اوپر کی طرف پھیر لیں اور یا دائیں طرف کو بائیں طرف کر لیں پھر دیر تک دعا کرتے رہیں امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ مینہ برسے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ استسقاء کے سنت ہونے پر سب علماء کا اتفاق ہے مگر سنیت نماز میں اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ احمد رحمہ اللہ اور جمہور سنت کہتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس کو سنت نہیں جانتے ہیں اور بیان اس کا آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ الْإِسْتِسْقَآءِ وَخُرُوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْإِسْتِسْقَآءِ.

مینہ کے واسطے اللہ سے دعا کرنے کا بیان اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مینہ مانگنے کے لیے میدان میں جانا۔

٩٥٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِيْ وَحَوَّلَ رِدَآءَهٗ.

٩٥٠ ـ حضرت عباد کے چچا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مینہ مانگنے کو میدان کی طرف نکلے سو اپنی چادر کو پلٹا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مینہ مانگنے کے واسطے میدان کی طرف نکلنا جائز بلکہ مستحب ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے استسقاء کا وقت بیان نہیں کیا لیکن ابوداؤد اور ابن حبان نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے واسطے باہر نکلے جب کہ آفتاب آپ پر ظاہر ہوا اور یہ بات معلوم ہے کہ جب آفتاب خوب ظاہر ہو تو وہ عید کا

وقت ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ عید کی نماز اور استسقاء کا ایک وقت ہے اور یہی مذہب ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ استسقاء کا کوئی وقت معین نہیں بلکہ دن رات میں جس وقت کرے جائز ہے لیکن مستحب ان کے نزدیک بھی یہی ہے کہ استسقاء عید کے وقت کرے اور اسی طرح یہ بھی مستحب ہے کہ بڑی عاجزی اور خوف کے ساتھ نکلے زیب وزینت سے نہ نکلے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مینہ کے واسطے کمال خشوع اور خضوع کے ساتھ نکلے بے زیب وزینت کے اور ابن قدامہ نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ استسقاء کی نماز مکروہ وقت میں نہ پڑھی جائے۔

بَابُ دُعَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار قریش پر بددعا کرنا کہ الٰہی! ان کے برسوں کو قحط کے برس کردے یوسف علیہ السلام کے سے قحط کے برس۔

فائدہ: اس باب میں استسقاء کا ذکر نہیں بلکہ یہ ذکر ہے کہ آپ نے مسلمانوں کے واسطے دعا کی اور کفار کے حق میں بددعا کی پس اس مسئلے کو استسقاء میں اس واسطے ذکر کیا کہ جیسے مسلمانوں کے واسطے مینہ کی دعا مانگنی جائز ہے ویسے ہی کافروں کے حق میں قحط کی دعا مانگنی بھی جائز ہے اور یا اس واسطے ذکر کیا کہ جب نماز میں کافروں کے واسطے بددعا کرنی جائز ہے تو اس میں مسلمانوں کے واسطے دعا کرنی بھی جائز ہوگی اور مسلمانوں کے نفع کے لیے بھی دعا کرنی استسقاء ہے پس استسقاء کی نماز اس سے ثابت ہوگئی بخلاف اس کے جو اس سے انکار کرتا ہے۔

٩٥١ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الْأٰخِرَةِ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ اللّٰهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ قَالَ ابْنُ

٩٥١۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پچھلے رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ دعا مانگتے الٰہی! نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو الٰہی! نجات دے سلمہ بن ہشام کو الٰہی! نجات دے ولید بن ولید کو الٰہی! نجات دے بے زور مسلمانوں کو الٰہی! اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر الٰہی! (ان پر) سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ غفار کے قبیلے کو بخش دے اور اسلم کو سلامت رکھے ابوالزناد نے کہا کہ یہ سب دعا صبح کی نماز میں تھی۔

أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ هٰذَا كُلُّهُ فِي الصُّبْحِ.

فائدہ: حضرت ﷺ نے ان دو قبیلوں کو اس واسطے خاص کیا کہ قبیلہ غفار اول اسلام لائے تھے اور قبیلہ اسلم نے حضرت ﷺ سے صلح کر لی تھی کہ نہ ہم آپ سے لڑتے ہیں اور نہ آپ ہم سے لڑیں اس واسطے حضرت ﷺ نے ان دونوں گروہوں کو قحط کی بددعا سے مستثنیٰ کر لیا اس سے معلوم ہوا کہ قحط کی بددعا خاص انہیں کافروں کے حق میں کرنی لائق ہے جو مسلمانوں سے لڑیں اور جو کافر مسلمانوں سے صلح رکھیں ان کے حق میں قحط کی بددعا کرنا مناسب نہیں پس مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی۔

٩٥٢ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى مِنَ النَّاسِ إِدْبَارًا قَالَ اللّٰهُمَّ سَبْعٌ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى أَكَلُوا الْجُلُوْدَ وَالْمَيْتَةَ وَالْجِيَفَ وَيَنْظُرَ أَحَدُهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى الدُّخَانَ مِنَ الْجُوْعِ فَأَتَاهُ أَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ تَأْمُرُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ وَبِصِلَةِ الرَّحِمِ وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿إِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى إِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ﴾ فَالْبَطْشَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَقَدْ مَضَتِ الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَآيَةُ الرُّوْمِ.

٩٥٢۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جب دیکھا کہ کفار قریش نے اسلام سے پیٹھ پھیری یعنی اسلام قبول نہ کیا تو ان پر یہ دعا مانگی کہ الٰہی! ان پر سات برس کا قحط ڈال جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا سو حضرت ﷺ کی بددعا کی تاثیر سے ان پر ایسا قحط پڑا کہ اُس نے ہر چیز کو جڑ سے اکھاڑ دیا یعنی گھاس وغیرہ کوئی سبزہ زمین پر نہ رہا یہاں تک کہ انہوں نے چمڑوں اور مردوں اور مردار کو کھایا اور ان میں سے کوئی آسمان کی طرف دیکھتا تو بھوک کی وجہ سے اس کو دھواں نظر آتا سو ابو سفیان حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد! تو حکم کرتا ہے اللہ کی بندگی کرنے کا اور برادر پروری کا اور بیشک تیری قوم (قحط سے) ہلاک ہوئی سو آپ ان کے واسطے اللہ سے دعا کیجئے کہ قحط دور کرے (سو حضرت ﷺ نے کمال رحمت سے دعا کی تو مینہ برسا اور قحط دور ہو گیا) پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی سو تو راہ دیکھ جس دن کہ لائے گا آسمان دھواں صریح جو گھیرے لوگوں کو یہ ہے دکھ کی مار اے رب کھول دے ہم سے یہ آفت ہم یقین لاتے ہیں کہاں ملے ان کو سمجھنا اور آ چکا ہے ان کے پاس رسول کھول کر سنانے والا پھر اس سے پیٹھ پھیری اور کہنے لگے سکھایا ہوا ہے دیوانہ ہم کھولتے ہیں

عذاب تھوڑے دنوں تم پھر وہی کرتے ہو جس دن پکڑیں گے ہم بڑی پکڑ ہم بدلہ دینے والے ہیں...... الخ' سو بڑی پکڑ تو جنگ بدر کے دن واقع ہوئی کہ اس میں کفار کے سب رئیس قتل ہوئے سو گزر چکا ہے عذاب دھوئیں کا اور بڑی پکڑ کا اور لزام کا اور آیت روم کا۔

فائدہ: دھوئیں کے عذاب سے مراد وہ ہے جو قحط کے دنوں میں بھوک کے سبب سے آسمان پر نظر آتا ہے اور بڑی پکڑ سے مراد جنگ بدر کا دن ہے اور لزام سے مراد وہ عذاب ہے جو بدر کے دن کفار قریش کے قیدیوں میں پکڑے آئے یا سب مردوں کو جمع کر کے بدر کے کنوئیں میں ڈالا گیا اور آیت روم سے پہلی آیت سورہ روم کی مراد ہے یعنی الم غلبت الروم الآیۃ یعنی روم مغلوب ہو گئے قریب کی زمین میں پس حاصل اس کا یہ ہے کہ یہ وعدے عذاب کے جو کافروں کے حق میں نازل ہوئے ہیں سب واقع ہو چکے ہیں اب کوئی باقی نہیں لیکن یہ رائے صرف عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے اور جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ یہ سب وعدے عذاب کے آئندہ واقع ہوں گے بعض تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور بعض قیامت میں، واللہ اعلم۔

بَابُ سُؤَالِ النَّاسِ الْإِمَامَ الْاِسْتِسْقَآءَ إِذَا قَحِطُوْا.

قحط کے وقت لوگوں کا امام سے مینہ مانگنے کی درخواست کرنا یعنی اگر قحط کے وقت لوگ امام سے اس بات کی درخواست کریں کہ وہ آگے ہو کر اللہ سے مینہ کے واسطے دعا مانگے تو جائز ہے۔

٩٥٣ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ قُتَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ أَبِيْ طَالِبٍ وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا سَالِمٌ عَنْ أَبِيْهِ رُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلٰى وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِيْ فَمَا يَنْزِلُ حَتّٰى

٩٥٣۔ حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ وہ ابو طالب (والد حضرت علی رضی اللہ عنہ) کا شعر پڑھتا تھا اور وہ شعر یہ ہے وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید چہرہ ہیں کہ آپ کے چہرہ مبارک کے وسیلے سے مینہ مانگا جاتا ہے پناہ واسطے یتیموں کے اور بچاؤ ہیں واسطے بیوہ عورتوں کے کہ کوئی ان کو نہ ستائے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اکثر اوقات قول شاعر ابو طالب کا یہ شعر یاد کیا اور میں آپ کے چہرے مبارک کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ

يَجِيْشَ كُلُّ مِيْزَابٍ وَّأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ طَالِبٍ.

آپ مینہ کے لیے دعا مانگتے ہیں سو آپ منبر سے نیچے نہ اترے یہاں تک کہ ہر نالا پانی سے جوش مارتا اور ابیض یستقی...... الخ یہ قول ابو طالب کا ہے۔

فائدہ: اگر کوئی کہے کہ حضرت ﷺ نے ابو طالب کی زندگی میں کبھی استسقاء نہیں کیا تھا بلکہ یہ معاملہ آپ سے ہجرت کے بعد واقع ہوا تو پھر ابو طالب نے یہ شعر کیوں کہا کہ آپ کے چہرے مبارک کے وسیلے سے مینہ مانگا جاتا ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ شاید ابو طالب نے آپ کے اخلاق حمیدہ سے کمال کی نشانیاں دیکھی ہوں گی جن سے اس کو یقین ہو گیا ہو گا کہ آپ کے چہرے مبارک میں یہ تاثیر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ابتداء زمانے میں ایک بار قریش پر قحط پڑا تھا اس وقت حضرت ﷺ بہت کم عمر تھے سو ابو طالب نے حضرت ﷺ کو ساتھ لے کر قریش کے واسطے مینہ کی دعا مانگی تو مینہ برسا تو اس نے سمجھا کہ یہ سب آپ کی تاثیر سے ہوا ہے تب اُس نے یہ شعر کہا اور اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو طالب حضرت ﷺ کی نبوت کو پہچانتا تھا اور اس قسم کی اور بھی کئی حدیثیں آ چکی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت ﷺ کی نبوت کو پہچانتا تھا پس شیعہ ان سے دلیل پکڑتے ہیں کہ ابو طالب مسلمان ہو کر مرا اور حشویہ کہتے ہیں کہ کفر میں مرا لیکن یہ خیال اور استدلال سب باطل اور مردود ہے جیسا کہ شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے اصابہ میں بیان کیا۔

٩٥٤ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا قَحَطُوْا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ.

٩٥٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگوں میں قحط پڑتا اور مینہ بند ہو جاتا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ عباس رضی اللہ عنہ (حضرت ﷺ کے چچا) کے وسیلے سے مینہ مانگتے تھے سو اس طور سے دعا کرتے تھے کہ الٰہی! ہم وسیلہ پکڑتے تھے طرف تیری ساتھ نبی اپنے کے سو تو ہم پر مینہ برساتا تھا اور اب ہم وسیلہ پکڑتے ہیں طرف تیری ساتھ چچا نبی اپنے کے سو ہم کو پانی دے اور ہم پر مینہ کو برسا انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو اللہ ان پر مینہ کو برساتا تھا۔

فائدہ: پہلی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے معلوم ہوا کہ لوگ حضرت ﷺ کے وسیلے سے مینہ کی دعا مانگا کرتے تھے اور جب آپ کے وسیلے سے مینہ کی دعا مانگنی جائز ہوئی تو آپ کو مینہ مانگنے کے واسطے آگے کرنا بطریق اولیٰ لائق ہو گا پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث باب سے اس طور پر مطابق ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں یہ لفظ آ گیا ہے کہ جب حضرت ﷺ کے زمانے میں قحط پڑتا تو لوگ آپ کے وسیلے سے مینہ کے

واسطے دعا مانگتے تو گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ یہ مسئلہ اس کے بعض طریقوں میں ثابت ہے اور عبدالرزاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مینہ کی دعا مانگنے کے واسطے عید گاہ میں گئے سو عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اٹھ اور مینہ کے واسطے دعا مانگ سو عباس رضی اللہ عنہ اٹھ کر ان کے ساتھ دعا مانگنے لگے پس اس قصہ سے معلوم ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ سے مینہ مانگنے کی درخواست کی پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب امام کسی کو مینہ مانگنے کے واسطے حکم کرے تو وہ بھی قائم مقام امام کے سمجھا جاتا ہے اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نیکوکار اور پرہیزگار لوگوں کو شفیع اور وسیلہ بنانا جائز ہے اور اسی طرح اہل بیت نبوت سے استسقاء اور استشفاع چاہنا جائز ہے۔

بَابُ تَحْوِيْلِ الرِّدَآءِ فِي الْاِسْتِسْقَآءِ.

استسقاء کی نماز میں چادر پلٹ کر اوڑھنے کا بیان۔

فائدہ: چادر پلٹنے کی صورت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے چادر کے نیچے کے بائیں کھونٹ پکڑے اور بائیں ہاتھ سے اس کے نیچے کی دائیں کھونٹ پکڑے پھر نیچے کی طرف کو پلٹ کر اوپر کی طرف لائے اور اوپر کی طرف کو پھیر کر نیچے کی طرف لے جائے اور یا چادر کی دائیں طرف کو بائیں مونڈھے پر پھیرے اور اس کی بائیں طرف کو دائیں مونڈھے پر کرے۔

٩٥٥ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقٰى فَقَلَبَ رِدَآءَهٗ.

٩٥٥۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مینہ کے واسطے دعا کی سو اپنی چادر کو پلٹ کر اوڑھا۔

٩٥٦ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ أَنَّهٗ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيْمٍ يُحَدِّثُ أَبَاهُ عَنْ عَمِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلّٰى فَاسْتَسْقٰى فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَآءَهٗ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ هُوَ صَاحِبُ الْأَذَانِ وَلٰكِنَّهٗ وَهْمٌ فِيْهِ لِأَنَّ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ

٩٥٦۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف نکلے سو آپ نے مینہ کے لیے دعا مانگی اور قبلے کی طرف منہ کیا اور اپنی چادر کو پلٹا اور دو رکعتیں نماز پڑھی۔

الْمَازِنِيُّ مَازِنُ الْأَنْصَارِ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ استسقاء میں چادر کو پلٹنا مستحب ہے امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس میں دلیل ہے واسطے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور جمہور علماء کے کہ استسقاء میں چادر کو اوڑھنا مستحب ہے یعنی امام کو بھی اور مقتدیوں کو بھی جیسا کہ دوسرے طریق میں یہ لفظ زیادہ آیا ہے کہ لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ چادریں پلٹائیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ چادر پھیرنی مستحب نہیں اور لیث اور ابو یوسف کہتے ہیں کہ فقط امام چادر پلٹے مقتدی نہ پلٹیں اور بعضوں نے کہا کہ عورتیں بھی چادر کو نہ پلٹیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ استسقاء میں نماز پڑھنا ثابت ہے اور وہ دو رکعتیں ہیں پس اس میں رد ہے اس پر جو نماز سے منکر ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ استسقاء میں خطبہ نماز سے پہلے پڑھنا چاہیے لیکن امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کی حدیث میں تصریح آ چکی ہے کہ آپ نے نماز خطبے سے پہلے پڑھی پس مستحب یہی ہے کہ نماز خطبہ سے پہلے پڑھی جائے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور علماء کا اور امام مالک رحمہ اللہ کا اخیر قول بھی یہی ہے اور لیث وغیرہ بعض کہتے ہیں کہ پہلے خطبہ پڑھے پھر نماز پڑھے لیکن یہ اختلاف سب افضلیت میں ہے جواز میں اختلاف نہیں سو اگر نماز سے پہلے خطبہ پڑھے تو جب بھی درست ہے لیکن افضل یہی ہے کہ نماز خطبے سے پہلے پڑھے پیچھے خطبہ پڑھے جیسا کہ عیدین میں ہے اور اس میں یہ بھی اختلاف ہے کہ نماز استسقاء میں عید کی طرح زائد تکبیریں کہے یا نہیں سو جمہور علماء کہتے ہیں کہ زیادہ تکبیریں نہ کہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور ابن زبیر اور ابن مسیب اور مکحول وغیرہ کہتے ہیں کہ اس میں عید کے برابر تکبیریں کہے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ آپ نے عید کی نماز کی طرح دو رکعتیں پڑھیں اور جمہور اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ یہ نماز عدد اور جہری قرأت اور خطبے سے پہلے پڑھنے میں عید کی نماز کی طرح ہے لیکن اس تاویل کی کچھ حاجت نہیں اس لیے کہ اس باب میں ایسی کوئی حدیث صحیح نہیں آئی جو تکبیروں کی ممانعت میں صریح ہو اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جو استسقاء میں چادر پلٹنے کو مستحب نہیں جانتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ چادر کا پلٹ کر اوڑھنا اتفاقاً واقع ہوا ہے شرعاً جائز کرنے اور تشریع سنت کے واسطے آپ نے یہ فعل نہیں کیا یا اس میں کوئی بھید ہوگا جو ہم کو معلوم نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ اتفاقاً وہاں صادق آتا ہے جیسا کہ چادر مونڈھوں سے نیچے گرنے لگے یا ابتدا سے اوڑھے اور جو چادر کہ آدمی نے آگے سے اوڑھی ہو اس کو قصداً پلٹ کر اوڑھنے پر اتفاق صادق نہیں آ سکتا اور نیز اگر یہ معاملہ اتفاقاً ہوتا تو پھر راوی اس کو ہرگز بیان نہ کرتا معلوم ہوا کہ راوی نے اس کو تشریع جانا اسی واسطے ذکر کیا ورنہ اس کا ذکر کرنا محض لغو تھا اور نیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب افعال تشریع پر محمول ہیں جب تک کہ منع کی کوئی دلیل ثابت نہ ہو اور نیز دوسری روایت میں امام احمد رحمہ اللہ کی تصریح موجود ہے کہ سب لوگوں نے آپ کے ساتھ چادریں پلٹیں پھر وہاں اتفاقاً کیسے صادق آئے گا پس ثابت ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کے اس فعل کو تشریع پر محمول کیا اور اس سے

اس فعل کا مشروع اور جائز ہونا سمجھا اور کسی صحابی نے اس کا خلاف یا انکار نہ کیا پس معلوم ہوا کہ اس کے مشروع ہونے پر تمام صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے اب اس کو مشروع نہ کہنا اجماع صحابہ کے مخالف ہے پس یہ قول قطعا باطل اور مردود ہے اور نیز ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ پہلے حضرت ﷺ نے ارادہ کیا کہ چادر کے نیچے کی طرف کو پلٹ کراوپر لائیں سو وہ چادر آپ کو بھاری معلوم ہوئی پھر دائیں طرف کو پلٹ کر بائیں طرف کیا سو یہ حدیث بھی صریح ہے اس باب میں کہ یہ امر اتفاقی نہیں تھا بلکہ آپ نے قصدا کیا اور اسی طرح اس کو کسی مخفی بھید پر محمول کرنا بھی باطل ہے اس لیے کہ تمام صحابہ نے بھی آپ کے ساتھ یہ فعل کیا سو اگر اس میں کوئی راز ہوتا تو اصحاب اس کو نہ کرتے یا حضرت ﷺ ان کو اس سے منع کرتے پس صحابہ کے فعل میں اس بھید کی کوئی گنجائش نہیں اور آپ کی یہ تقریر اس کے جواز میں صریح ہے اور نیز اس پر کوئی دلیل نہیں محض خیال اور مجرد احتمال ہے جس سے استدلال جائز نہیں اور نیز دار قطنی اور حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ فعل نیک فالی کے واسطے کیا کہ قحط کا حال بدل جائے اور مینہ برسے اور راوی اس کے ثقہ ہیں اور دار قطنی نے اس کے مرسل ہونے کو ترجیح دی ہے پس یہ حدیث محض تخمین اور ظن سے ہر حال مقدم ہے اور بعض نے کہا کہ آپ نے اس واسطے چادر پلٹی تھی کہ ہاتھ اٹھانے کے وقت مونڈھوں پر ٹھہری رہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ پھر سب اصحاب نے آپ کے ساتھ چادریں کیوں پلٹیں پس اس میں اس تاویل کی کوئی گنجائش نہیں اور نیز ایک طرف سے دوسری طرف پھیرنا اس کے ٹھہرے رہنے پر دلالت نہیں کرسکتا ہے پس اس تخمین سے حدیث کا اتباع اولیٰ ہے اور نیز یہ دونوں تاویلیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ تحویل رداء جائز نہیں حالانکہ حجاز کے حنفیہ بھی قائل ہیں۔

بَابُ اِنْتِقَامِ الرَّبِّ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ مِنْ خَلْقِهٖ بِالْقَحْطِ اِذَا انْتُهِكَ مَحَارِمُهٗ.

اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق سے قحط کے ساتھ بدلہ لینا جب کہ اس کی حرام کی ہوئی چیزوں کی حرمت نہ رہے۔

فائدہ: یہ باب حدیث سے خالی ہے کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ عادت تھی کہ پہلے باب لکھتا تھا پھر حدیثوں میں نظر کرتا سو جو حدیث اس کے مطابق پاتا اس کے تحت میں داخل کرتا اور اس باب کے مطابق وہ حدیث ہے جو استسقاء کے دوسرے باب میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے گزر چکی ہے کہ حضرت ﷺ کی بددعا سے کفار قریش پر ایسا قحط پڑا کہ انہوں نے ہڈیوں اور مردار کو کھایا سو شاید بخاری نے اس حدیث کو اس کے تحت داخل کرنے میں واسطے تاخیر کی ہوگی کہ کسی دوسری سند سے اس کو تلاش کر کے لکھیں گے لیکن پھر کوئی مانع پیش آ گیا ہوگا جس کی وجہ سے لکھنے کا موقع نہ ملا، واللہ اعلم۔

بَابُ الْاِسْتِسْقَآءِ فِی الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ.

جامع مسجد میں مینہ طلب کرنے کا بیان۔

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ استسقاء تین قسم پر ہے ایک یہ کہ صرف مینہ کے واسطے دعا کرے نماز نہ پڑھے

دوسرا یہ کہ جمعہ کے خطبے میں یا فرضوں کے بعد استسقاء کرے اور پہلی قسم سے افضل ہے تیسری یہ کہ پہلے روزہ رکھے اور صدقہ دے اور توبہ کرے پھر دو رکعتیں نماز پڑھ کر دو خطبے پڑھے پھر مینہ کے واسطے دعا مانگے اور یہ طریقہ سب سے افضل ہے سو تیسرے باب میں تیسری قسم کا ذکر تھا اور اس باب میں دوسری قسم کا ذکر ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء کے واسطے میدان میں نکلنا شرط نہیں۔

٩٥٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو ضَمْرَةَ أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَذْكُرُ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَابٍ كَانَ وِجَاهَ الْمِنْبَرِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُغِيْثُنَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اسْقِنَا اللّٰهُمَّ اسْقِنَا اللّٰهُمَّ اسْقِنَا قَالَ أَنَسُ وَلَا وَاللّٰهِ مَا نَرٰى فِي السَّمَآءِ مِنْ سَحَابٍ وَّلَا قَزَعَةٍ وَّلَا شَيْئًا وَّمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِّنْ بَيْتٍ وَّلَا دَارٍ قَالَ فَطَلَعَتْ مِنْ وَّرَآءِهٖ سَحَابَةٌ مِّثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَآءَ انْتَشَرَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ قَالَ وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سِتًّا ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِّنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَّخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ

٩٥٧۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد جمعہ کے دن منبر کے سامنے کے دروازے سے مسجد میں آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے خطبہ پڑھتے تھے سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا سو اُس نے عرض کی کہ یا حضرت! جانور مر گئے کہ مینہ نہ برسنے کی وجہ سے ان کو کھانے کی کوئی چیز نہیں ملتی اور راستے بند ہو گئے کہ سواری کے اونٹ بھوک سے مر گئے یا راہ چلنے سے عاجز ہو گئے کہ راہ میں گھاس پانی نہیں ملتا یا آدمیوں کے پاس راہ کا خرچ نہیں رہا اور سواریوں میں قوت نہیں سو آپ دعا کیجئے اللہ مینہ برسادے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی تین بار الٰہی! ہماری فریاد رسی کر ہم پر مینہ کو برسا الٰہی! ہم پر مینہ برسا الٰہی! ہم کو پانی دے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہم آسمان پر اکٹھا یا متفرق کچھ بادل نہ دیکھتے تھے بلکہ ہوا وغیرہ کوئی اور نشانی بھی بادل کی نہ تھی جو مینہ پر دلالت کرے اور ہمارے اور سلع (پہاڑ) کے درمیان نہ کوئی گھر تھا اور نہ کوئی محل تھا جو درمیان میں آڑ ہو یعنی آسمان بالکل صاف پڑا تھا سو یکا یک ایک پہاڑ کے پیچھے سے ڈھال کی طرح چھوٹی گول بدلی اٹھی اور جب آسمان کے درمیان پہنچی تو سب آسمان پر پھیل گئی پھر برسنے لگی۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو اللہ کی قسم! سات دن سورج نظر نہ پڑا یعنی ایک ہفتہ لگا تار پانی برستا رہا اور جھڑی لگی رہی سو آئندہ جمعہ میں ایک مرد اسی دروازے سے پھر آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُمْسِكْهَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالْجِبَالِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَانْقَطَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِيْ فِي الشَّمْسِ قَالَ شَرِيْكٌ فَسَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَهُوَ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ قَالَ لَا أَدْرِيْ.

کھڑے خطبہ پڑھتے تھے سو وہ مرد آپ کے سامنے کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت! جانور پانی کی کثرت سے مر گئے اور راہیں بند ہو گئیں آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ مینہ کو روکے سو حضرت ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور یوں دعا کی کہ الٰہی! ہمارے آس پاس پانی برسے ہم پر اب نہ برسے الٰہی! ٹیلوں پر اور پہاڑیوں پر اور نالوں میں اور جنگل کے درختوں میں مینہ برسے سو بادل برسنے سے رک گیا اور سورج نکل آیا سو ہم سورج کی روشنی میں چلتے باہر نکلے شریک نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ وہی پہلا مرد تھا یا کوئی اور تھا اس نے کہا میں نہیں جانتا۔

فائدہ: دوسری حدیث میں آیا ہے کہ مدینے کے اوپر سے بادل ٹل گیا مدینہ ڈھال کی طرح خالی ہو گیا آس پاس برسا کیا یہ آپ کا معجزہ تھا؟ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میدان کی طرف نکلنا استسقاء میں شرط نہیں بلکہ اگر جامع مسجد میں استسقاء کرے تو تب بھی جائز ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ جمعہ کے خطبے میں کلام کرنی جائز ہے اور وہ کلام اور مینہ سے قطع نہیں ہوتا اور یہ کہ خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیے اور یہ کہ جماعت کی طرف سے ایک آدمی کا مختار ہو کر کلام کرنا جائز ہے اور یہ اہل خیر اور پرہیزگاروں سے دعا کروانی جائز ہے اور یہ کہ ایک دعا کو تین بار مانگنا چاہیے اور یہ کہ مینہ مانگنے کی دعا جمعہ کے خطبے میں داخل کرنی جائز ہے اور یہ کہ منبر پر استسقاء کرنا جائز ہے اور جمعہ کی نماز استسقاء کی نماز کے بدلے کافی ہو جاتی ہے اور اس حدیث کے سیاق سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ نے جمعہ کے ساتھ استسقاء کی نیت کر لی تھی اور اس قسم میں تحویل رداء اور استقبال قبلہ کو ترک کرنا جائز ہے اور یہ کہ اس میں نبوت کی نشانی ہے کہ آپ کی دعا سے فوراً مینہ برسنا شروع ہوا اور آپ کی دعا سے بند ہوا اور یہ کہ دفع ضرر کے واسطے دعا مانگنی توکل کے منافی نہیں اگرچہ تفویض الی اللہ افضل ہے اور یہ کہ خطیب کو لوگوں کے حالات سے تعجب کر کے منبر پر ہنسنا جائز ہے اور حاجت کے واسطے مسجد میں پکار کر بولنا جائز ہے اور یہ کہ ہر دعا میں ہاتھ اٹھانے جائز ہیں اور یہ کہ حاجت کے واسطے صحت کی دعا مانگنی جائز ہے۔

بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ فِيْ خُطْبَةِ الْجُمُعَةِ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ.

جمعہ کے خطبے میں مینہ کے واسطے دعا مانگنی جائز ہے اور اس میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔

٩٥٨ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ جُمُعَةٍ مِّنْ بَابٍ كَانَ نَحْوَ دَارِ الْقَضَآءِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَّخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُغِيْثُنَا فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا قَالَ أَنَسٌ وَّلَا وَاللّٰهِ مَا نَرٰى فِي السَّمَآءِ مِنْ سَحَابٍ وَّلَا قَزَعَةٍ وَّمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِّنْ بَيْتٍ وَّلَا دَارٍ قَالَ فَطَلَعَتْ مِنْ وَّرَآئِهٖ سَحَابَةٌ مِّثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَآءَ انْتَشَرَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ فَلَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سِبْتًا ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَّخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهٗ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُمْسِكْهَا عَنَّا قَالَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اللّٰهُمَّ عَلَى الْأٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ *فَأَقْلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِيْ فِي الشَّمْسِ* قَالَ

٩٥٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد جمعہ کے دن مسجد میں آیا اس دروازے سے جو دار القضا کی طرف تھا...... الخ باقی ترجمہ اس کا وہی ہے جو ابھی گزرا یہاں فقط اس لفظ سے غرض ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے خطبہ میں مینہ کے واسطے دعا مانگی اور جمعہ کے خطبے کو استقبال قبلہ کا ترک کرنا لازم ہے پس وجہ مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

شَرِيْكٌ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَهُوَ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ فَقَالَ مَا أَدْرِي.

بَابُ الْإِسْتِسْقَاءِ عَلَى الْمِنْبَرِ.

منبر پر مینہ کے واسطے دعا مانگنی جائز ہے۔

٩٥٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَآءَ هُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَحَطَ الْمَطَرُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّسْقِيَنَا فَدَعَا فَمُطِرْنَا فَمَا كِدْنَا أَنْ نَّصِلَ إِلَى مَنَازِلِنَا فَمَا زِلْنَا نُمْطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ قَالَ فَقَامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّصْرِفَهُ عَنَّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ السَّحَابَ يَتَقَطَّعُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا يُمْطَرُوْنَ وَلَا يُمْطَرُ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ.

٩٥٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے تھے کہ اچانک ایک مرد آیا سو اُس نے عرض کیا کہ یا حضرت! مینہ بند ہو گیا سو آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ ہم کو پانی دے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی سو اللہ نے ہم پر مینہ کو برسایا پس نہیں نزدیک تھا کہ ہم پانی کی کثرت سے اپنے گھروں میں پہنچیں یعنی پانی کا اس قدر زور تھا کہ ہم مشکل سے اپنے گھروں میں پہنچے سو آئندہ جمعہ تک ہمیشہ لگا تار پانی برستا رہا سو پھر وہی مرد یا کوئی اور کھڑا ہوا سو عرض کی کہ یا حضرت! اللہ سے دعا کیجئے کہ مینہ کو روکے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی کہ الٰہی! ہمارے آس پاس برسے ہم پر اب نہ برسے سو البتہ میں نے بادل کو دیکھا کہ دائیں بائیں ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا یعنی مدینہ سے ٹل گیا آس پاس کے لوگوں پر برستا اور مدینہ والوں پر نہ برستا۔

فائدہ: یہ آپ کا معجزہ تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ منبر پر مینہ کے واسطے دعا مانگنی جائز ہے۔

بَابُ مَنِ اكْتَفٰى بِصَلَاةِ الْجُمُعَةِ فِي الْإِسْتِسْقَآءِ.

جمعہ کی نماز استسقاء کی نماز کے بدلے کافی ہو جاتی ہے۔

٩٦٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكَتِ الْمَوَاشِيْ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فَدَعَا فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ تَهَدَّمَتِ

٩٦٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو عرض کی کہ یا حضرت! پانی کی قلت سے جانور مر گئے اور راہیں بند ہو گئیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مینہ کے واسطے دعا کی سو اللہ نے ہم پر مینہ برسایا اس جمعہ سے آئندہ جمعہ تک پھر کوئی مرد آیا سو عرض کی کہ یا حضرت! گھر پانی کی کثرت سے گر گئے اور راہیں بند ہو گئیں اور جانور

الْبُيُوْتُ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِيْ فَادْعُ اللّٰهَ يُمْسِكُهَا فَقَامَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلَى الْأٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَالْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِيْنَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ.

مر گئے سو حضرت ﷺ نے یہ دعا کی کہ الٰہی! ٹیلوں پر اور پہاڑیوں پر اور نالوں میں اور درخت اگنے کی جگہوں میں مینہ برسے پس بادل مدینے سے ٹل گیا اور جدا ہو گیا جیسا کہ کپڑا بدن سے جدا ہو جاتا ہے یا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جیسا کہ کپڑا قطع کے وقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز استسقاء کی نماز کے بدلے کافی ہو جاتی ہے کہ حضرت ﷺ نے استسقاء میں فقط جمعہ کی نماز پر کفایت کی۔

بَابُ الدُّعَآءِ إِذَا تَقَطَّعَتِ السُّبُلُ مِنْ كَثْرَةِ الْمَطَرِ.

جب پانی کی کثرت سے راہیں بند ہو جائیں اور راہوں میں پانی کے نالے بہہ چلیں تو اس وقت مینہ بند ہونے کے واسطے دعا مانگنی جائز ہے۔

٩٦١ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ نَمِرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْمَوَاشِيْ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُطِرُوْا مِنْ جُمُعَةٍ إِلٰى جُمُعَةٍ فَجَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ عَلٰى رُؤُوْسِ الْجِبَالِ وَالْأٰكَامِ وَبُطُوْنِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِيْنَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ.

٩٦١ ـ اور مطلب اس حدیث انس رضی اللہ عنہ کا وہی ہے جو اوپر گزرا اور غرض یہاں صرف اس لفظ سے ہے کہ حضرت ﷺ نے دعا کی پس مدینے سے بادل ٹل گیا اور مینہ بند ہو گیا اور مطلب اس باب کا یہ ہے کہ جیسے قحط کے وقت مینہ کے واسطے دعا مانگنی جائز ہے ویسے ہی مینہ کی کثرت اور طغیانی کے وقت بھی دعا مانگنی جائز ہے تا کہ لوگوں کو ضرر نہ پہنچے۔

بَابُ مَا قِيْلَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے جمعہ کے دن استسقاء

وَسَلَّمَ لَمْ يُحَوِّلْ رِدَآءَهُ فِي الْإِسْتِسْقَآءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

میں چادر کو نہیں پلٹا۔

٩٦٢ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَافَى بْنُ عِمْرَانَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا شَكَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَاكَ الْمَالِ وَجَهْدَ الْعِيَالِ فَدَعَا اللّٰهَ يَسْتَسْقِيْ وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ حَوَّلَ رِدَآءَهُ وَلَا اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

٩٦٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے جانور مرنے اور بال بچوں کی بھوک اور تکلیف کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی یعنی قحط پڑ گیا ہے اور مینہ نہیں برسا سو آپ نے مینہ کے واسطے اللہ سے دعا کی اور انس رضی اللہ عنہ نے نہ یہ ذکر کیا کہ آپ نے چادر کو پلٹا اور نہ یہ کہ آپ نے قبلے کی طرف منہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے بعض دلیل پکڑتے ہیں کہ استسقاء میں چادر پلٹ کر اوڑھنی سنت نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ انس رضی اللہ عنہ سے نیچے دوم درجے کے راوی کا یہ قول ہو نہ انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد کا اور نیز راوی کے نہ ذکر کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقعہ میں بھی نہ ہو اور نیز اگر فرضا آپ نے اس موقع میں چادر کو نہ بھی پلٹا ہو تو اس سے تحویل رداء کی نفی نہیں ہو سکتی اس لیے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ استسقاء کئی طور سے آیا ہے پس ایک کے ذکر سے دوسرے کی نفی لازم نہیں آتی اور نہ جس حدیث میں تحویل رداء کا ذکر ہے وہ بھی عدم تحویل رداء کی نفی پر دلالت کرے گی اور یہ جھگڑے کو مضر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے چھ یا سات بار استسقاء کیا ہے سو ایک بار کے سوا آپ نے کبھی چادر کو نہیں پلٹا سو جواب اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا کہ استسقاء کئی قسم پر ہے ایک قسم دوسری سے علیحدہ ہے ایک میں تحویل کا ذکر ہے دوسری میں نہیں اور ایک میں استقبال قبلے کا ذکر ہے اور دوسری میں نہیں اور ایک میں نماز کا ذکر ہے اور دوسری میں نہیں سو چادر کا دوسرے وقتوں میں نہ پلٹنا اس کی نفی پر دلالت نہیں کرتا اور نیز عدم ذکر عدم وقوع کو مستلزم نہیں اور نیز یہ زیادتی علم کی ہے پس لابد مقدم ہو گی اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی ابوداؤد میں روایت آ چکی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء میں چادر کو پلٹ کر اوڑھا پس معلوم ہوا کہ آپ نے کئی بار چادر کو پلٹا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے استسقاء کیا اور چادر کو نہ پلٹا سو جواب اس کا بعد تسلیم صحت کے ہے کہ اس سے دوسرے طریقوں کی نفی نہیں نکلتی ہے ورنہ کسی اور طریقے سے استسقاء جائز نہ ہو گا حالانکہ جواز میں کسی کو بھی کلام نہیں اور نیز خالی نہیں اس سے کہ عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فعل یا تو تحویل کے عدم استحباب پر دلالت کرے گا اور یا عدم جواز پر کرے گا سو شق اول ہم کو مضر نہیں کہ ہم استحباب کو اور حدیثوں سے ثابت کر لیں گے اور شق ثانی سے اور سب طریقے ناجائز ٹھہریں گے اور یہ جھگڑے کو مضر ہے اس لیے کہ استسقاء میں نماز وغیرہ کے جواز کا وہ بھی قائل ہے اور نیز اس کے بعض

طریقوں میں خطبے کا بھی ذکر آ گیا ہے جیسا کہ زبیر نے انساب میں بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عباس رضی اللہ عنہ کو والد کی طرح جانتے تھے...... الخ پس جھگڑے کو لازم آئے گا کہ خطبے کا قائل ہو اور اسی طرح فال کے واسطے چادر کو پلٹنا اس کے ترک کو مستلزم نہیں بلکہ اس کے ہمیشہ کرنے کو مستلزم ہے اور نیز کسی حکم میں کسی علت کا پایا جانا اس کے سنت ہونے کے منافی نہیں۔

بَابُ إِذَا اسْتَشْفَعُوْا إِلَى الْإِمَامِ لِيَسْتَسْقِيَ لَهُمْ لَمْ يَرُدَّهُمْ.

جب لوگ امام کو استسقاء کے واسطے شفیع بنانا چاہیں کہ وہ اللہ سے ان کے لیے مینہ مانگے تو وہ ان کے سوال کو رد نہ کرے۔

٩٦٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ نَمِرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْمَوَاشِيْ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ فَدَعَا اللّٰهَ فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ فَجَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ عَلٰى ظُهُوْرِ الْجِبَالِ وَالْآكَامِ وَبُطُوْنِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِيْنَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ.

٩٦٣۔ ترجمہ اور مطلب اس حدیث انس رضی اللہ عنہ کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگ امام کو استسقاء میں سفارشی بنا دیں اور اس سے مینہ مانگنے کی درخواست کریں تو وہ ان کی درخواست کو رد نہ کرے بلکہ ان کے واسطے اللہ سے مینہ کی دعا کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مینہ مانگنے والے آدمی کے سوال کو رد نہ کیا بلکہ ان کے واسطے مینہ کی دعا کی پس مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے اور اگر کوئی کہے کہ یہ باب پہلے بھی گزر چکا ہے کہ جب قحط پڑ جائے تو لوگ امام سے مینہ مانگنے کی درخواست کریں

چنانچہ وہ باب یہ ہے سوال الناس الامام اذا قحطوا پس ان دونوں بابوں میں فرق کیا ہے تو کہا جائے گا کہ پہلے باب میں یہ ذکر ہے کہ قحط کے وقت لوگوں کو چاہیے کہ امام سے درخواست کریں اور اس باب میں یہ ذکر ہے کہ امام ان کے سوال کو رد نہ کرے پس پہلے میں اس چیز کا ذکر ہے جو لوگوں پر لازم ہے اور دوسرے میں اس چیز کا ذکر ہے جو امام پر لازم ہے پس فرق ظاہر ہے۔

بَابُ إِذَا اسْتَشْفَعَ الْمُشْرِكُونَ بِالْمُسْلِمِينَ عِنْدَ الْقَحْطِ.

جب قحط میں مشرک مسلمانوں کو مینہ مانگنے کے واسطے شفیع بنا دیں تو مسلمان ان کی سفارش کو قبول کریں اور ان کے واسطے مینہ مانگیں۔

٩٦٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ وَالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ أَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ إِنَّ قُرَيْشًا أَبْطَئُوا عَنِ الْإِسْلَامِ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَتّٰى هَلَكُوْا فِيهَا وَأَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْعِظَامَ فَجَآءَهٗ أَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ جِئْتَ تَأْمُرُ بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَإِنَّ قَوْمَكَ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ فَقَرَأَ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ ثُمَّ عَادُوْا إِلٰى كُفْرِهِمْ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى﴾ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَ أَسْبَاطٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسُقُوا الْغَيْثَ فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ سَبْعًا وَّشَكَا النَّاسُ كَثْرَةَ الْمَطَرِ قَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَانْحَدَرَتِ السَّحَابَةُ عَنْ رَأْسِهٖ فَسُقُوا النَّاسُ حَوْلَهُمْ.

٩٦٤۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو اُس نے کہا کہ کفار قریش نے اسلام میں دیر کی یعنی اسلام کو قبول نہ کیا سو حضرت ﷺ نے ان پر بددعا کی سو ان کو قحط نے پکڑا یہاں تک کہ وہ اس میں ہلاک ہوئے اور ہڈیوں اور مردار کو کھا گئے سو ابوسفیان آپ کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد! تو برادر پروری کا حکم کرتا ہے اور البتہ تیری قوم قحط سے ہلاک ہوئی سو اللہ سے دعا مانگ سو آپ نے یہ آیت پڑھی کہ تو راہ دیکھ جس دن کہ لائے گا آسمان دھواں صریح جو گھیر لے لوگوں کو آخر تک پھر وہ کفر کی طرف پلٹ گئے پس یہ مورد ہے اس آیت کا جس دن پکڑیں گے ہم بڑے گھروں کو دن کے یعنی جب انہوں نے عہد توڑا اور کفر کی طرف پلٹ گئے تو یہ آیت اس کے رد میں نازل ہوئی کہ ہم بدر میں بدلہ لیں گے اور اسباط نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کے واسطے مینہ کی دعا کی پس پانی دیے گئے سو سات دن لگا تار ان پر پانی برسا لوگوں نے پانی کی کثرت سے شکایت کی تو حضرت ﷺ نے یوں دعا کی کہ الٰہی! ہمارے آس پاس مینہ برسے ہم پر اب نہ برسے پس آپ کے سر سے بادل ٹل گیا اور آس پاس کے لوگ پانی دیے گئے یعنی آس پاس لوگوں پر برسایا گیا تھا مدینہ خالی ہو گیا۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ جب کفار قریش نے سجدے میں اونٹ کی اوجھڑی حضرت ﷺ کی پیٹھ پر رکھ دی تب آپ نے ان کے حق میں قحط کی بد دعا کی پھر ان کے واسطے مینہ کی دعا کی لیکن حضرت ﷺ کے سوا اور کسی کے واسطے کافروں کے حق میں مینہ کی دعا کرنا اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ وہ حضرت ﷺ کا خاصہ تھا کہ آپ کو اس کی مصلحت پر اطلاع ہوگئی تھی پس آپ کے سوا اور کسی امام کو کافروں کے واسطے دعا کرنی جائز نہیں لیکن اگر یہ امید ہو کہ کافر لوگ کفر کو چھوڑ دیں گے یا اس سے عام مسلمانوں کو نفع پہنچے گا تو ایسی حالت میں کافروں کے واسطے مینہ کی دعا کرنی جائز ہے واللہ اعلم۔ اور حضرت ﷺ کی دعا سے سات دن لگا تار پانی برسنا دو بار واقع ہوا ہے ایک بار تو یہ معاملہ مکے میں ہوا ہے کہ پہلے آپ نے کفار قریش پر قحط کی بد دعا کی اور پھر جب تنگ ہو گئے اور ابو سفیان نے آپ سے مینہ کی درخواست کی تو ان کے واسطے مینہ کی دعا مانگی اور اس حدیث میں اسی مکے کے معاملہ کا ذکر ہے اور دوسری بار یہ معاملہ مدینے میں واقعہ ہوا ہے کہ آپ نے جمعہ کے خطبے میں مینہ کی دعا مانگی جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہو چکا ہے پس یہ واقع متعدد ہے اور شاید احتمال ہے کہ اس وقت مکے میں ابوطالب بھی موجود ہو گا اسی واسطے اُس نے حضرت ﷺ کی مدح میں شعر کہا کما مر ذکرہ۔

بَابُ الدُّعَآءِ إِذَا كَثُرَ الْمَطَرُ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا.

جب مینہ کثرت سے برسے تو اس وقت یہ دعا مانگنی جائز ہے کہ الٰہی ہمارے آس پاس پانی برسے ہم پر اب نہ برسے۔

فائدہ: غرض اس باب سے یہ ہے کہ اگر مینہ کی کثرت سے دعا مانگے تو اس قسم کے لفظوں سے دعا مانگے اس لیے کہ مینہ اللہ کی رحمت ہے سو اس کے مطلق بند ہونے کے واسطے دعا مانگنی مناسب نہیں بلکہ ایسے طور سے دعا کرے کہ نفع باقی رہے اور ضرر دفع ہو جائے جیسا کہ حضرت ﷺ کی اس دعا کا مضمون ہے کہ ہمارے آس پاس برسے ہم پر نہ برسے۔

٩٦٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ جُمُعَةٍ فَقَامَ النَّاسُ فَصَاحُوْا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ قَحَطَ الْمَطَرُ وَاحْمَرَّتِ الشَّجَرُ وَهَلَكَتِ الْبَهَآئِمُ فَادْعُ اللهَ يَسْقِيَنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ اسْقِنَا مَرَّتَيْنِ وَايْمُ اللهِ مَا نَرٰى فِي السَّمَآءِ قَزَعَةً مِّنْ سَحَابٍ

٩٦٥۔ ترجمہ اور مطلب اس حدیث کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ مدینہ کھل گیا یعنی اس کے اوپر سے بادل ٹل گیا سو اس کے آس پاس برسنے لگا اور مدینے میں ایک قطرہ بھی نہیں برستا تھا سو میں نے مدینے کی طرف دیکھا اور بیشک وہ مثل تاج کی نظر آتا تھا یعنی اور سب طرفوں میں بادل باقی تھا فقط مدینے پر بادل نہیں رہا تھا سو جتنی جگہ کہ مدینے کے اوپر بادل میں خالی ہوگئی تھی وہ جگہ ایسی گول تھی جیسا کہ بادشاہی تاج ہوتا ہے۔

فَنَشَأَتْ سَحَابَةٌ وَّأَمْطَرَتْ وَنَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ فَصَلَّى فَلَمَّا انْصَرَفَ لَمْ تَزَلْ تُمْطِرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيهَا فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ صَاحُوْا إِلَيْهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يَحْبِسُهَا عَنَّا فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَكَشَطَتِ الْمَدِيْنَةُ فَجَعَلَتْ تَمْطُرُ حَوْلَهَا وَلَا تَمْطُرُ بِالْمَدِيْنَةِ قَطْرَةٌ فَنَظَرْتُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَإِنَّهَا لَفِي مِثْلِ الْإِكْلِيلِ.

بَابُ الدُّعَآءِ فِي الْإِسْتِسْقَآءِ قَآئِمًا.

استسقاء میں کھڑے ہو کر دعا کرنے کا بیان یعنی خواہ خطبے میں ہو خواہ غیر خطبے میں ہو۔

فائدہ: حکمت اس میں یہ ہے کہ لوگ امام کو دیکھ کر اس کی پیروی کریں۔

٩٦٦ - وَقَالَ لَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ زُهَيْرٍ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْأَنْصَارِيُّ وَخَرَجَ مَعَهُ الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ وَزَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَاسْتَسْقَى فَقَامَ بِهِمْ عَلَى رِجْلَيْهِ عَلَى غَيْرِ مِنْبَرٍ فَاسْتَغْفَرَ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ بِالْقِرَآءَةِ وَلَمْ يُؤَذِّنْ وَلَمْ يُقِمْ قَالَ أَبُوْ إِسْحَاقَ وَرَأَى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْأَنْصَارِيُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٩٦٦۔ حضرت ابو اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن یزید مینہ کے واسطے میدان کی طرف نکلا اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بھی اس کے ساتھ نکلے سو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مینہ کے واسطے دعا کی سو وہ ان کے واسطے اپنے دونوں پاؤں پر بغیر منبر کے کھڑا ہوا یعنی زمین پر سو اللہ سے مغفرت چاہی اور مینہ کے واسطے دعا مانگی پھر دو رکعتیں نماز ادا کی اور اس میں قرأت پکار کر پڑھی اور اس کے ساتھ نہ اذان کہی اور نہ تکبیر کہی ابو اسحاق نے کہا کہ عبداللہ بن یزید نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استسقاء میں کھڑے ہو کر دعا کرنی چاہیے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ استسقاء کی نماز میں اذان اور تکبیر یعنی مشروع نہیں اور اس پر اجماع ہو چکا ہے، قالہ ابن بطال

٩٦٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ أَنَّ عَمَّهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي لَهُمْ فَقَامَ فَدَعَا اللَّهَ قَائِمًا ثُمَّ تَوَجَّهَ قِبَلَ الْقِبْلَةِ وَحَوَّلَ رِدَآءَهُ فَأُسْقُوا.

٩٦٧۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے واسطے لوگوں کے ساتھ میدان کی طرف نکلے سو کھڑے ہو کر اللہ سے مینہ کے لیے دعا کی پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی چادر کو پلٹ کر اوڑھا سو پانی دیے گئے یعنی مینہ برسا۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَآءَةِ فِي الْاِسْتِسْقَآءِ.

استسقاء کی نماز میں پکار کر قراءت پڑھنے کا بیان۔

٩٦٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِي فَتَوَجَّهَ إِلَى الْقِبْلَةِ يَدْعُو وَحَوَّلَ رِدَآءَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ فِيهِمَا بِالْقِرَآءَةِ.

٩٦٨۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے واسطے میدان میں نکلے سو قبلے کی طرف منہ کر کے دعا کرنے لگے اور اپنی چادر کو پلٹ کر اوڑھا پھر بلند قراءت سے دو رکعتیں نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استسقاء کی نماز میں قرأت پکار کر پڑھنی سنت ہے پس مسئلہ باب کا ثابت ہو گیا۔

بَابُ كَيْفَ حَوَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ إِلَى النَّاسِ.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیٹھ کو لوگوں کی طرف کس طرح سے پھیرا۔

٩٦٩ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَرَجَ يَسْتَسْقِي قَالَ فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُو ثُمَّ حَوَّلَ رِدَآءَهُ ثُمَّ صَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيهِمَا بِالْقِرَآءَةِ.

٩٦٩۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جس دن کہ آپ مینہ مانگنے کے واسطے باہر نکلے سو آپ نے لوگوں کی طرف پیٹھ پھیری اور قبلے کی طرف منہ کیا اس حالت میں کہ دعا کرتے تھے پھر اپنی چادر کو پلٹا پھر ہم کو دو رکعتیں نماز پڑھائی ان میں قرأت پکار کر پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ آپ نے دائیں طرف سے قبلے کی طرف منہ پھیرا یا بائیں طرف سے پس ظاہر اس سے تخییر ثابت ہوتی ہے کہ جس طرف سے چاہے پھیرے لیکن دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دائیں طرف سے منہ پھیرا ہو گا کہ آپ ہر کام میں دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند کرتے تھے۔

بَابُ صَلَاةِ الْاِسْتِسْقَآءِ رَكْعَتَيْنِ. استسقاء کی نماز دو رکعتیں ہے۔

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ تمام علماء سلف اور خلف صحابہ اور تابعین وغیرہ کا یہی مذہب ہے کہ استسقاء میں نماز سنت ہے اور اس میں کوئی مخالف نہیں ہوا مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور دلیل اس کی وہ حدیثیں ہیں جن میں نماز کا ذکر نہیں اور جمہور علماء کی دلیل وہ حدیثیں ہیں جو صحیحین وغیرہ میں موجود ہیں کہ حضرت ﷺ نے استسقاء کے واسطے دو رکعتیں نماز پڑھی اور جن حدیثوں میں نماز کا ذکر نہیں سو ان میں سے بعض تو راوی کے نسیان پر محمول ہیں اور بعض وہ ہیں کہ آپ نے جمعہ کے خطبہ میں استسقاء کیا اور اس کے پیچھے نماز آتی ہے سو آپ نے نماز استسقاء کے بدلے جمعہ کی نماز پر اکتفا کیا اور وہی نماز اس کے بدلے کافی ہوگئی اور اگر استسقاء میں مطلق نماز نہ پڑھے تو یہ بیان ہوگا کہ بغیر نماز کے بھی استسقاء جائز ہے اور جواز میں کسی کو بھی اختلاف نہیں اور جو حدیثیں کہ نماز کی مثبت ہیں وہ ان پر مقدم ہوں گی اس لیے کہ وہ علم کی زیادتی ہے اور ان کے درمیان کوئی تعارض نہیں کہ وہ تین قسم پر ہے کما مر اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ سب شہروں کے علماء اس پر متفق ہیں کہ استسقاء میں نماز مشروع ہے مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مشروع نہیں پس جمہور صحابہ اور تابعین وغیرہ کے عمل کے سبب سے سنیت کو ترجیح ہوگی اور نیز بعض حدیثوں میں جو نماز مذکور نہیں تو یہ عدم ذکر عدم وقوع کو مستلزم نہیں پس معلوم ہوا کہ استسقاء میں نماز سنت ہے اور نیز حنفیہ کے نزدیک امام کا قول مفتی بہ نہیں بلکہ اُن کے نزدیک فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مطلق استغفار کرنا فرمایا ہے چنانچہ فرمایا ﴿استغفروا ربکم﴾ الآیۃ پس نماز اس میں داخل نہیں ہو گی سو جواب اس کا یہ ہے کہ اگر اس آیت سے استدلال کیا جائے تو اس سے لازم آئے گا کہ نماز مطلق جائز نہ ہو اس لیے کہ اس میں فقط استغفار کا ذکر ہے پس نماز سے زیادۃ علی النص بخبر الواحد لازم آئے گی اور وہ بموجب اصول حنفیہ کے جائز نہیں حالانکہ نماز کے جواز کے حنفیہ بھی قائل ہیں اور نیز ہم کہتے ہیں کہ نماز بھی استسقاء میں داخل ہے بلکہ اس کا عین ہے پس نماز کی نفی اس سے نہیں نکلتی ہے اور نیز اگر نماز اور استغفار کے درمیان فرق تسلیم کیا جائے تو کہا جائے گا کہ خبر واحد کے ساتھ عموم کتاب کی تخصیص کرنی ائمہ اربعہ وغیرہ اہل اصول کے نزدیک جائز ہے پس اس آیت کو ساتھ حدیث نماز کے مخصوص کیا جائے گا اور نیز اگر استسقاء میں فقط استغفار ہی پر کفایت کی جائے تو تب بھی جائز ہے اس لیے کہ استسقاء کئی طرح سے ثابت ہو چکا ہے پس تطبیق مقدم ہے اہمال پر اور نیز سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت میں استغفار سے استسقاء مراد نہیں اس لیے کہ مال اور اولاد اور باغوں وغیرہ کئی

چیزوں کو اس کے ساتھ معلق کیا ہے اور مقصود استسقاء میں فقط مینہ ہوتا ہے لاغیر پس معلوم ہوا کہ مراد استغفار سے اس آیت میں ایمان ہے پس استدلال کرنا اس سے صحیح نہیں۔

اور بعض کہتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں استسقاء کیا اور فقط دعا مانگی اور نماز نہ پڑھی سو جواب اس کا یہ ہے جو پہلے گزر چکا ہے کہ استسقاء کئی طور سے آیا ہے پس احتمال ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے واسطے بیان جواز کے فقط دعا پر کفایت کی ہو اس لیے کہ فقط دعا پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے کما مر اور مستحب یا جائز امر کے ترک کرنے پر انکار کرنا کچھ ضروری نہیں ہے اور نیز تمام صحابہ اور تابعین وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ نماز سنت ہے کما مر من کلام النووی پس عمر رضی اللہ عنہ کی نماز نہ پڑھنے سے کچھ حرج نہیں اور نیز عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعض طریقوں میں خطبہ پڑھنا بھی ثابت ہو چکا ہے کما مر پس اس سے لازم آئے گا کہ خطبہ بھی مشروع ہو حالانکہ حنفیہ اس کے قائل نہیں اور نیز اس سے لازم آئے گا کہ استقبال قبلہ بھی مسنون نہ ہو کہ اس حدیث عبداللہ کے سوا اور کسی حدیث میں اس کا ذکر نہیں اور نیز حنفیہ کا فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے پس عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے استدلال کرنا صحیح نہیں اور نیز لوگوں نے عمر پر انکار کیا کہ یہ استسقاء نہیں ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ استسقاء کی نماز میں جماعت ثابت نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ اس باب کی حدیثوں میں تصریح موجود ہے فصلی لنا رکعتین یعنی آپ نے ہم کو دو رکعتیں نماز پڑھائی پس یہ خیال فاسد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا سو جواب اس کا یہ ہے کہ خاصہ محض احتمال سے ثابت نہیں ہو سکتا ہے اور نیز اس سے لازم آئے گا کہ نماز بالکل جائز نہ ہو حالانکہ نماز حنفیہ کے نزدیک بھی جائز ہے بلکہ اسی پر فتویٰ ہے پس اس کا خاصہ ہونا خود انہی کے فتویٰ سے باطل ہو گیا اور نیز اگر خاصہ ہوتا تو تمام صحابہ اور تابعین وغیرہ اس کے جائز ہونے کے قائل نہ ہوتے حالانکہ جواز کے سب قائل ہیں اور کسی نے اس کا خاصہ ہونا نہ سمجھا حالانکہ وہ اہل زبان تھے اور آپ کی کلام کو خوب سمجھتے تھے پس معلوم ہوا کہ اس کو خاصہ کہنا محض خیال فاسد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ استسقاء کے باب میں حدیثیں مختلف آئی ہیں پس یہ دلیل ہے ان کے مضطرب ہونے کی سو جواب اس کا یہ ہے کہ اضطراب مستلزم ہے اس بات کو کہ استسقاء کسی طور سے جائز نہ ہو اور یہ بات بالا جماع باطل ہے پس دعویٰ اضطراب بالا جماع باطل ہے اور نیز اس کا مضطرب ہونا مستلزم ہے اس بات کو کہ استسقاء میں نماز جائز نہ ہو حالانکہ نماز بالا جماع جائز ہے اور نیز حنفیہ کا فتویٰ بھی اسی پر ہے پس دعویٰ اضطراب خود حنفیہ کے قول سے باطل ہوا اور نیز استسقاء کی حدیثوں کا مختلف طور سے آنا ان کے مضطرب ہونے کے مستلزم نہیں بلکہ ہر طور سے جائز ہے اور ہر طریقہ بجائے خود مستقل ہے پس جس طور سے چاہے کرے لیکن سنت یہی ہے کہ استسقاء میں نماز پڑھے اور چونکہ حنفیہ کا فتویٰ بھی اسی پر ہے تو یہ بھی اس کے سنت ہونے کی دلیل ہے ورنہ حنفیہ امام کے قول کو چھوڑ کر اس پر فتویٰ نہ دیتے۔

۹۷۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ۹۷۰۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقٰى فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَقَلَبَ رِدَآءَهٗ.

نے استسقاء کیا سو دو رکعتیں نماز پڑھی اور اپنی چادر کو پلٹ کر اوڑھا۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ اس حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی حدیث میں نماز کا ذکر نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ بات غلط ہے بلکہ اور کئی حدیثوں میں بھی نماز کا ذکر آ گیا ہے جیسے کہ حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء کے واسطے دو رکعتیں نماز پڑھی پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہیں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہیں اور طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء میں دو رکعتیں نماز پڑھی اور ان میں فقط ایک ایک تکبیر کہی اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنن اربعہ میں روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے واسطے عید گاہ کی طرف نکلے سو آپ نے عید کی طرح دو رکعتیں نماز پڑھی اور ظاہر ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعات متعدد ہیں تا کہ سب حدیثوں میں تطبیق ہو جائے پس ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء میں کئی بار نماز پڑھی ہے پس سنت ہونا اس کا ثابت ہو گیا۔

بَابُ الْاِسْتِسْقَآءِ فِي الْمُصَلّٰى.

عید گاہ میں استسقاء کرنے کا بیان یعنی مستحب ہے کہ عید گاہ میں جا کر استسقاء کرے۔

فائدہ: استسقاء کے اول ایک باب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میدان کی طرف نکلنا مذکور ہو چکا ہے اور اس باب میں خاص عید گاہ کا ذکر ہے پس پہلا باب مطلق ہے اور یہ مقید ہے لیکن خانے کعبے کی مسجد اور بیت المقدس اس سے مستثنیٰ ہے کہ اس میں بہ نسبت عید گاہ کے زیادہ ثواب ہے۔

٩٧١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلّٰى يَسْتَسْقِيْ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَقَلَبَ رِدَآءَهٗ قَالَ سُفْيَانُ فَأَخْبَرَنِي الْمَسْعُوْدِيُّ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ جَعَلَ الْيَمِيْنَ عَلَى الشِّمَالِ.

٩٧١۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے واسطے عید گاہ کی طرف نکلے اور قبلے کی طرف منہ کیا سو دو رکعتیں نماز پڑھی اور چادر کو پلٹا اس کے دائیں طرف کو بائیں مونڈھے پر کیا اور بالعکس۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استقاء کے واسطے عید گاہ کی طرف نکلنا مستحب ہے۔

بَابُ اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ فِي الْاِسْتِسْقَآءِ.

استقاء میں قبلے کی طرف منہ کرنا مستحب ہے۔

٩٧٢ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَبَّادَ بْنَ تَمِيْمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلّٰى يُصَلِّيْ وَأَنَّهُ لَمَّا دَعَا أَوْ أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَآءَهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ هٰذَا مَازِنِيٌّ وَالْأَوَّلُ كُوْفِيٌّ هُوَ ابْنُ يَزِيْدَ.

٩٧٢۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مینہ کی دعا کرنے کے واسطے عید گاہ کی طرف نکلے اور جب دعا کرنے لگے تو قبلے کی طرف منہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استقاء میں قبلے کی طرف منہ کرنا مستحب ہے۔

بَابُ رَفْعِ النَّاسِ أَيْدِيَهُمْ مَعَ الْإِمَامِ فِي الْاِسْتِسْقَآءِ.

استقاء میں جب امام دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے تو مستحب ہے کہ لوگ بھی اس کے ساتھ ہاتھ اٹھائیں اور اس کے ساتھ دعا میں شریک ہوں۔

وَقَالَ أَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ أَتٰى رَجُلٌ أَعْرَابِيٌّ مِّنْ أَهْلِ الْبَدْوِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْمَاشِيَةُ هَلَكَ الْعِيَالُ هَلَكَ النَّاسُ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ يَدْعُوْ وَرَفَعَ النَّاسُ أَيْدِيَهُمْ مَعَهُ يَدْعُوْنَ قَالَ فَمَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن ایک دیہاتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو اس نے عرض کی کہ یا حضرت! پانی کی قلت کی وجہ سے جانور مر گئے اور بال بچے اور سب لوگ بھوک سے ہلاک ہو گئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور لوگوں نے بھی دعا کے واسطے آپ کے ساتھ ہاتھ اٹھائے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم مسجد سے باہر نہ نکلے تھے یہاں تک کہ اللہ نے ہم پر مینہ برسایا سو ہمیشہ ہم پر مینہ برستا رہا یہاں تک کہ دوسرا جمعہ آ گیا سو کوئی آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا حضرت!

خَرَجْنَا مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰی مُطِرْنَا فَمَا زِلْنَا نُمْطَرُ حَتّٰی كَانَتِ الْجُمُعَةُ الْأُخْرٰى. فَأَتَى الرَّجُلُ إِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَشِقَ الْمُسَافِرُ وَمُنِعَ الطَّرِيْقُ وَقَالَ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَشَرِيْكٍ سَمِعَا أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ.

مسافر چلنے سے تھک گئے اور عاجز ہو گئے اور راہ بند ہو گیا یعنی پانی کی کثرت سے کوئی چل نہیں سکتا اور ایک روایت میں اتنا لفظ اور زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور ان کو بہت بلند کیا یہاں تک کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استسقاء میں لوگوں کو امام کے ساتھ ہاتھ اٹھانے مستحب ہیں اور غرض اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ استسقاء میں فقط امام کی دعا کافی ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْإِمَامِ يَدَهُ فِي الْإِسْتِسْقَآءِ. مینہ مانگنے کی دعا میں امام کو اپنے ہاتھ کو اٹھانا۔

فائدہ: غرض اس باب سے یہ ہے کہ مینہ کی دعا میں امام کو ہاتھ اٹھانے جائز ہیں اور پہلے باب سے یہ مقصود تھا کہ مقتدی امام کا اتباع کریں اور یا غرض پہلے باب سے استسقاء میں ہاتھ اٹھانے کا جواز ثابت کرنا ہے اور غرض اس باب سے ہاتھ اٹھانے کی کیفیت بیان کرنی ہے کہ کہاں تک اٹھائے پس دونوں بابوں میں فرق ظاہر ہے۔

٩٧٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ دُعَآئِهٖ إِلَّا فِي الْإِسْتِسْقَآءِ وَإِنَّهُ يَرْفَعُ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ.

٩٧٣۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنے ہاتھ کسی دعا میں نہیں اٹھاتے تھے مگر مینہ کی دعا میں سو بیشک آپ اس میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاتی تھی۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ استسقاء کے سوا اور کسی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے حالانکہ یہ واقعہ کے مخالف ہے اس لیے کہ دوسری بہت حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مینہ کی دعا کے سوا اور دعاؤں میں بھی آپ ہاتھ اٹھاتے تھے اور اس قسم کی حدیثیں بے شمار ہیں پس ان میں تعارض ہے سو بعض کہتے ہیں کہ ان بہت حدیثوں کے ساتھ عمل کرنا اولیٰ ہے اور یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی محمول ہے اس پر کہ اُس نے آپ کو اور جگہوں میں ہاتھ

اٹھاتے نہیں دیکھا اور اس کے نہ دیکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرے نے بھی آپ کو ہاتھ اٹھاتے ہوئے نہ دیکھا ہو پس مثبت کو نافی پر مقدم کیا جائے گا خاص کر ایسی حالت میں کہ مثبت جماعت ہے اور نافی ایک ہے اور بعض کہتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ کی نفی خاص صفت پر محمول ہے یعنی استسقاء میں ہاتھوں کو بہت بلند اٹھاتے تھے اور اس کے سوا دوسری دعاؤں میں تھوڑا بلند کرتے تھے اس کا یہ مطلب نہیں کہ استسقاء کے سوا اور دعاؤں میں مطلق ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ علماء کہتے ہیں کہ جو دعا کہ کسی بلا کے دفع کرنے کے واسطے کی جائے اس میں سنت یہ ہے کہ الٹے ہاتھ سے دعا کرے یعنی ہاتھوں کی پیٹھ کو آسمان کی طرف کرے اور جو دعا کہ کسی چیز کے حاصل کرنے اور دعا مانگنے کے واسطے کی جائے اس میں سنت یہ ہے کہ سیدھے ہاتھ سے دعا کرے یعنی ہاتھوں کی پیٹھ کو زمین کی طرف کرے جیسا کہ معمول اور مروج ہے پس احتمال ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کے انکار کا یہ معنی ہو کہ میں نے آپ کو استسقاء کے سوا اور کسی دعا میں الٹے ہاتھ سے دعا کرتے نہیں دیکھا پس اس تاویل سے سب حدیثوں میں تطبیق ہو جائے گی۔

بَابُ مَا يُقَالُ إِذَا مَطَرَتْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَصَيِّبٍ الْمَطَرُ.

جب مینہ برسنے لگے تو اس وقت کیا دعا پڑھی جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ﴾ کی تفسیر میں کہا کہ مراد صیب سے مینہ ہے۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس تفسیر کے نقل کرنے سے یہ ہے کہ حدیث آئندہ میں جو صیب کا لفظ آیا ہے تو مراد اس سے مینہ ہے اور یہی قول جمہور علماء کا اور کشاف میں کہا کہ صیب کا معنی مینہ برسنے والا ہے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ صَابَ وَأَصَابَ يَصُوْبُ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا اور کسی نے کہا کہ صَابَ يَصُوْبُ اور أَصَابَ يُصِيْبُ مجرد اور مزید دونوں کا ایک معنی ہے یعنی اتارنا اور صیب اجوف واوی سے مشتق ہے یعنی صوب سے جس کا معنی بلندی سے نیچے آنے کا ہے اور اس کے فعل اس طور سے مستعمل ہیں صَابَ يَصُوْبُ وَأَصَابَ يُصِيْبُ.

فائدہ: خلاصہ یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کلام میں فقط صیب کے معنی کا بیان ہے اور غیر کی کلام میں اس کے اشتقاق کا بیان ہے کہ اس کا اصل کیا ہے اور کس لفظ سے مشتق ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اثر کی مناسبت باب کے ساتھ اس طور سے ہے کہ چونکہ صیب لفظ حدیث میں واقع ہوا ہے اس واسطے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے معنی پہلے بیان کر دیے اور نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت ہے کہ جب کوئی لفظ قرآن کا حدیث کے لفظ کے مطابق ہو تو اس لفظ قرآن کا معنی بھی اس جگہ میں بیان کر دیتا ہے۔

٩٧٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا تَابَعَهُ الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَرَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ وَعُقَيْلٌ عَنْ نَافِعٍ.

٩٧٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے حضرت ﷺ جب مینہ دیکھتے تو یوں دعا کرتے الٰہی! نفع دینے والا مینہ برسا یعنی ضرر دینے والا نہ ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مینہ برسنے لگے تو یہ دعا پڑھے کہ الٰہی! مینہ نافع ہو مضرر نہ ہو پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ مَنْ تَمَطَّرَ فِي الْمَطَرِ حَتّٰى يَتَحَادَرَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ.

جو شخص مینہ میں کھڑا ہو کر قصداً اپنے بدن پر مینہ برسانا چاہے یہاں تک کہ اس کی داڑھی پر ٹپکنے لگے اس نیت سے کہ وہ اللہ کے پاس سے تازہ وارد ہوا ہے اور ابھی دنیا خسیس کے ساتھ آلودہ نہیں ہوا تو یہ مکروہ نہیں بلکہ مستحب اور موجب ثواب ہے۔

فائدہ: صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے کپڑے کو اپنے بدن سے کھولا یہاں تک کہ آپ کے بدن پر مینہ برسا میں نے عرض کیا کہ آپ نے یہ کام کس واسطے کیا ہے فرمایا کہ وہ اللہ کے نزدیک سے تازہ وارد ہوا ہے اور زمین کے ساتھ ابھی آلودہ نہیں ہوا۔

٩٧٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَامَ أَعْرَابِيٌّ

٩٧٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ﷺ کے وقت لوگوں میں قحط پڑا سو جس حالت میں کہ حضرت ﷺ جمعہ کے دن منبر پر خطبہ پڑھتے تھے کہ (اچانک) ایک دیہاتی کھڑا ہوا سو اس نے عرض کی کہ یا حضرت! پانی کی قلت سے جانور مر گئے اور بال بچے بھوک سے مرتے ہیں سو آپ اللہ سے ہمارے واسطے دعا کیجئے کہ ہم کو پانی دے سو حضرت ﷺ نے دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور آسمان پر کہیں بدلی کا نشان نہ تھا سو پہاڑوں کی طرح بادل

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا أَنْ يَّسْقِيَنَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَمَا فِي السَّمَآءِ قَزَعَةٌ قَالَ فَثَارَ سَحَابٌ أَمْثَالُ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِّنْبَرِهٖ حَتّٰى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ قَالَ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَفِي الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ وَالَّذِيْ يَلِيْهِ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى فَقَامَ ذٰلِكَ الْأَعْرَابِيُّ أَوْ رَجُلٌ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَآءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ فَمَا جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ إِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ السَّمَآءِ إِلَّا تَفَرَّجَتْ حَتّٰى صَارَتِ الْمَدِيْنَةُ فِيْ مِثْلِ الْجَوْبَةِ حَتّٰى سَالَ الْوَادِيْ وَادِيْ قَنَاةَ شَهْرًا قَالَ فَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِّنْ نَّاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ.

اٹھا پھر حضرت ﷺ منبر سے نیچے نہ اترے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی داڑھی سے ٹپکتا ہے سو ہم مینہ برسائے گئے اُس دن بھی اور اس سے پچھلے دن بھی اور اس سے پچھلے دن بھی اور جو اس کے ساتھ متصل ہے آئندہ جمعہ تک یعنی برابر سات دن تک جھڑی لگی رہی سو پھر وہی گنوار یا کوئی اور مرد کھڑا ہوا سو عرض کی کہ یا حضرت! پانی کی کثرت سے گھر گر گئے اور جانور ڈوب گئے سو آپ اللہ سے ہمارے واسطے دعا کیجیے سو حضرت ﷺ نے دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور یوں دعا کی کہ الٰہی! ہمارے آس پاس برسے ہم پر نہ برسے سو حضرت ﷺ اپنے ہاتھ سے آسمان کی کسی طرف اشارہ نہیں کرتے تھے مگر کہ بادل اس طرف سے کھل جاتا تھا سو مدینے کے اوپر سے بادل ٹل گیا اور مدینہ ڈھال کی طرح خالی ہو گیا یہاں تک کہ قناہ کا نالا ایک مہینہ تک بہتا رہا سو کوئی آدمی کسی طرف سے نہیں آتا تھا مگر کہ بہت مینہ کی خبر دیتا تھا یعنی ہر طرف سے مینہ کی خبر آتی تھی۔

فائدہ: غرض امام بخاری کی اس حدیث سے یہ ہے کہ مینہ کا حضرت ﷺ کی داڑھی سے ٹپکنا اتفاقی امر نہیں تھا بلکہ قصداً آپ مینہ میں کھڑے رہے تا کہ مینہ آپ کے بدن پر پڑے اس لیے کہ اگر یہ امر قصداً نہ ہوتا تو آپ مینہ کی ابتداء میں منبر سے نیچے اتر آتے لیکن آپ دیر تک خطبہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ مینہ کی کثرت ہو گئی اور آپ کی داڑھی سے پانی ٹپکنے لگا اور مسلم کی حدیث جو اوپر مذکور ہوئی ہے وہ صریح ہے اس میں کہ آپ قصداً مینہ میں کھڑے رہے پس معلوم ہوا کہ مینہ میں کھڑے ہونا اور اپنے بدن پر مینہ برسانا مستحب ہے۔

بَابُ إِذَا هَبَّتِ الرِّيْحُ.

جب سخت آندھی چلے تو کیا کرنا چاہیے اور کیا دعا پڑھنی چاہیے؟۔

فائدہ: استسقاء میں مطلوب مینہ ہوتا ہے اور اکثر اوقات آندھی بھی اس کے ساتھ ہوتی ہے پس اسی مناسبت کے

واسطے اس باب کو استسقاء کے بابوں میں داخل کیا۔

٩٧٦ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَتِ الرِّيْحُ الشَّدِيْدَةُ إِذَا هَبَّتْ عُرِفَ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٩٧٦۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سخت آندھی چلتی تو اس کا اثر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک میں پہچانا جاتا یعنی خوف سے آپ کے چہرے مبارک کا رنگ بدل جاتا اور بے قرار ہو جاتے کہ مبادا اس کے ساتھ بندوں پر کوئی عذاب نازل نہ ہو جائے جیسا کہ عاد کی قوم پر نازل ہوا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب سخت آندھی چلے تو اس وقت خوف کرنا چاہیے اور صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سخت آندھی چلتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کرتے ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ یعنی الٰہی! میں تجھ سے اس کی بھلائی اور اس کے اندر کی بھلائی اور جس واسطے یہ آندھی بھیجی گئی ہے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس کی برائی اور اس کے اندر کی برائی اور جس واسطے یہ بھیجی گئی ہے اس کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں پس معلوم ہوا کہ جب سخت آندھی چلے تو اس وقت آدمی خوف کرے اور یہ دعا پڑھے اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ ترجمے کو مطلق چھوڑ دیا ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ مجھ کو فتح نصیب ہوئی مشرق کی ہوا سے اور ہلاک ہوئی عاد کی قوم مغرب کی ہوا سے۔

فائدہ: صبا اس ہوا کا نام ہے جو پورب سے پچھم کو چلتی ہے اور اس کو قبول (سامنے سے آنے والی) بھی کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ کے دروازے سے ٹکر کھاتی ہے اور دبور (پیچھے سے آنے والی) اس ہوا کا نام ہے جو پچھم سے پورب کو چلتی ہے اور جنوب اس ہوا کا نام ہے جو دکھن (جنوب کی طرف) سے اتر (شمال کی طرف) کر چلتی ہے اور شمال اس ہوا کا نام ہے جو اتر سے دکھن کو چلتی ہے اور صبا کی ہوا بادل کو جمع کرتی ہے اور اکثر اوقات اس وقت مینہ برستا ہے پس یہ ہے وجہ مناسبت اس باب کی استسقاء سے۔

٩٧٧ ۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ.

٩٧٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو فتح نصیب ہوئی پورب کی ہوا سے اور ہلاک ہوئی عاد کی قوم پچھم کی ہوا سے۔

فائدہ: جب پانچویں سال ہجری کے جنگ احد میں کفار قریش کو شکست ہوئی تو بعد اس کے کفار قریش عرب کی بہت قوموں کو جمع کر کے مدینے پر چڑھا لائے اور مدینے کو آ کر چاروں طرف سے گھیر لیا اس لڑائی کو جنگ خندق اور جنگ احزاب کہتے ہیں اس میں کافروں کا لشکر دس ہزار تھا اور حضرت ﷺ کا لشکر تین ہزار تھا سو چند روز تک کافر مدینے کو گھیرے رہے تب اللہ نے پورب کی سرد ہوا چلائی کہ اس نے کافروں کے منہ پر مٹی ڈالی اور ان کے خیمے اکھاڑ دیے اور آگ کو بجھا دیا سو کافر یہ حال دیکھ کر سب بھاگ گئے اور مدینے کو چھوڑ گئے پس یہی معنی ہے حضرت ﷺ کے اس قول کا کہ مجھ کو پورب کی ہوا سے فتح نصیب ہوئی اور عاد کی قوم نے جب اللہ کا حکم نہ مانا تو اللہ نے ان پر پچھم کی آندھی بھیجی اس نے سب کو یکبار فنا کر دیا اور ان کے درختوں کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ دیا اور ان کے گھروں کو ڈھا دیا اور پتھروں سے ان کی گردنوں کو توڑ ڈالا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ان پر آندھی چلی تو سب کافر گھروں کے اندر گھس گئے اور دروازوں کو بند کر لیا سو اس ہوا نے دروازوں کو توڑ ڈالا اور مٹی سے گھروں کو بھر دیا اور کافر مٹی میں دب گئے اور آٹھ روز تک مٹی کے نیچے حال پکار کرتے رہے آخر کو مر گئے نعوذ باللہ من ذلک اسی واسطے کہتے ہیں کہ پچھم کی ہوا پورب کی ہوا سے سخت ہے کہ اس سے عاد کی قوم بالکل ہلاک ہو گئی اور پورب کی ہوا سے خندق کے دن ایک کافر بھی ہلاک نہ ہوا بلکہ صحیح سالم اپنے گھروں کو پلٹ گئے کہتے ہیں کہ یہ اس واسطے ہے کہ حضرت ﷺ اپنی قوم پر بہت مہربان تھے اور ان کے اسلام کے امیدوار تھے پس اس بیان سے حضرت ﷺ کی اس حدیث مذکور کا مطلب ظاہر ہو گیا۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي الزَّلَازِلِ وَالْأَيَاتِ.

زلزلوں اور قیامت کی بعض نشانیوں کا بیان یعنی قیامت سے پہلے زمین میں کئی بار زلزلہ پیدا ہوگا اور کئی نشانیاں پیدا ہوں گی۔

٩٧٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ حَتّٰى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ.

٩٧٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ علم اٹھایا جائے گا اور زلزلے بہت پیدا ہوں گے اور زمانہ قریب ہو جائے گا اور فتنے فساد ظاہر ہوں گے اور لڑائیاں بہت ہوں گی یہاں تک کہ تم میں مال بہت ہو جائے گا تو اُبل پڑے گا یعنی مال بہت ہو جائے گا اور لوگ کم ہوں گے یا قیامت کے خوف سے لوگوں کو مال کی طرف رغبت نہیں ہوگی کہ اس کو کوئی نہیں لے گا یا زمین اپنے خزانوں کو باہر نکال ڈالے گی۔

فائدہ: یہ جو آپ نے فرمایا کہ زمانہ قریب ہو جائے گا تو اس کا معنی کئی طور سے ہو سکتا ہے ایک یہ کہ برکت دور ہو جائے گی اور لوگوں کا کاروبار خیر سے بالکل خالی ہو گا یا دن رات جلدی گزر جائے گا یا قیامت قریب ہو جائے گی یا اس زمانہ کے لوگ شر سے قریب ہو جائیں گے یا یہ زمانہ عام اس زمانے خاص یعنی دن قیامت سے قریب ہو جائے گا یا دن رات چھوٹے ہو جائیں گے اور وجہ مناسبت اس باب کی استسقاء سے اس طور پر ہے کہ اس باب میں زلزلوں کا بیان ہے اور زلزلہ اکثر اوقات مینہ کے ساتھ ہوتا ہے پس یہی ادنیٰ مناسبت کافی ہے اور جیسے کہ آندھی چلنے کے وقت دعا پڑھنی آئی ہے ویسے زلزلے کے وقت کوئی دعا منقول نہیں اور زلزلے کے وقت نماز پڑھنے میں علماء کو اختلاف ہے امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق اور ایک جماعت علماء کی کہتے ہیں کہ زلزلے کے وقت نماز پڑھی جائے اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر اس باب میں کوئی حدیث ثابت ہو جائے تو پڑھے ورنہ نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور علی رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن حبان وغیرہ نے روایت کی ہے کہ زلزلے کی نماز چھ رکعتیں ہیں اور چار سجدے ہیں۔

٩٧٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا وَفِيْ يَمَنِنَا قَالَ قَالُوْا وَفِيْ نَجْدِنَا قَالَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا وَفِيْ يَمَنِنَا قَالَ قَالُوْا وَفِيْ نَجْدِنَا قَالَ قَالَ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

٩٧٩۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! برکت دے ہم کو ہمارے شام میں الٰہی! برکت دے ہم کو ہمارے یمن میں، لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد میں یعنی عرض کی کہ آپ نجد کے واسطے بھی برکت کی دعا کریں آپ نے فرمایا الٰہی! برکت دے ہم کو ہمارے شام میں الٰہی! برکت دے ہم کو ہمارے یمن میں لوگوں نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں فرمایا کہ وہیں تو زلزلے اور فساد واقع ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا سینگ یعنی سورج نکلتا ہے۔

فائدہ: شام کا ملک مکے اور مدینے کی شمال کی طرف ہے اور یمن دکھن کی طرف ہے اور نجد کا ملک پورب کی طرف ہے سو آپ نے شام کو اپنی طرف اس واسطے نسبت لیا کہ وہ پیغمبروں کی زمین ہے اور یمن کو اپنی طرف اس واسطے نسبت کیا کہ مکہ تہامہ کی زمین ہے اور تہامہ یمن سے متعلق ہے یا مکہ آپ کی پیدائش کی جگہ ہے اور وہ یمن سے متعلق ہے اور مدینہ آپ کے دفن ہونے کی جگہ ہے اور وہ شام سے متعلق ہے خلاصہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا تھا کہ نجد کے ملک میں زلزلے اور فساد پیدا ہوں گے اس وجہ سے آپ نے اس کے واسطے دعا نہ کی اور مراد سینگ سے شیطان کی فوج ہے کہ فتنے و فساد کا سبب ہوتے ہیں یا دجال مراد ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ﴾ قَالَ ابْنُ

اس آیت کی تفسیر کا بیان اور اپنا حصہ بھی لیتے ہو کہ تم جھٹلاتے ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مراد رزق سے اس

عَبَّاسٍ شُكْرَكُمْ.

آیت میں شکر ہے یعنی جو شکر کہ تم کو اللہ کے مینہ برسانے پر کرنا چاہیے تھا وہ یہی ہے کہ تم مینہ برسانے والے کی تکذیب کرتے ہو اور مینہ کو ستاروں کی طرف نسبت کرتے ہو یعنی شکر کے بدلے اس کی تکذیب کرتے ہو اور اس کو جھٹلاتے ہو۔

٩٨٠ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى إِثْرِ سَمَآءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ.

٩٨٠۔ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی مینہ سے پیچھے جو اس رات کو برسا تھا سو جب نماز پڑھ چکے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا؟ لوگوں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ صبح کو میرے بندوں میں سے بعض ایمان لائے اور بعض کافر ہوئے سو جس نے کہا کہ ہم اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے مینہ برسائے گئے پس وہ شخص میرے ساتھ ایمان رکھتا ہے اور ستاروں سے انکار کرتا ہے اور جس نے کہا کہ ہم فلانے فلانے ستارے کی تاثیر سے مینہ برسائے گئے ہیں سو وہ میرے ساتھ کفر کرتا ہے اور ستاروں کے ساتھ ایمان رکھتا ہے۔

فائدہ: کہتے ہیں کہ علم نجوم ادریس علیہ السلام کے زمانے میں حق تھا بعد اس کے منسوخ ہو گیا اب اس کے ساتھ عمل کرنا باطل ہے اور باعتبار عادت الٰہی کے اگرچہ ستارے مینہ کا سبب ہو سکتے ہیں جیسا کہ آگ کا جلانا اور پانی سے پیاس کا دفع ہونا وغیرہ وغیرہ لیکن اس پر عمل کرنا اور ان کے اعتبار سے خاص ساعتوں کو اختیار کرنا اور ان کی سعادت نحوست کا اعتبار کرنا اسلام کے مخالف ہے اور توحید کے منافی ہے اگر ان کی تاثیر کا اعتقاد ہو تو کفر ہے ورنہ حرام ہے اور اس حدیث کا باقی بیان ابواب الصلوۃ کے باب یستقبل الامام الناس اذا سلم میں مفصل مذکور ہو چکا ہے وہاں مطالعہ کرنا چاہیے۔ اور صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مینہ برسا تب آپ نے یہ حدیث فرمائی اور اس وقت یہ آیت اتری ﴿وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ﴾ پس وجہ مناسبت

اس حدیث اور اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی باب سے ظاہر ہوگئی۔

بَابُ لَا يَدْرِي مَتَى يَجِيءُ الْمَطَرُ إِلَّا اللّٰهُ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ.

کوئی نہیں جانتا کہ مینہ کب آئے گا سوائے اللہ کے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں ہیں کہ ان کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔

٩٨١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي غَدٍ وَلَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي الْأَرْحَامِ وَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ وَمَا يَدْرِي أَحَدٌ مَتَى يَجِيءُ الْمَطَرُ.

٩٨١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا اور کوئی جی نہیں جانتا کہ عورتوں کے پیٹوں میں کیا ہے لڑکی یا لڑکا اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ مینہ کب آئے گا۔

فائدہ: یعنی غیب کی بات بالیقین سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا غیب کا دروازہ سارے عالم پر بند ہے اس کی کنجی کسی کے پاس نہیں کہ جب چاہے کھولے اور بے تردد دریافت کرے پیغمبروں کو وحی سے اور اولیاء کو الہام سے حاصل ہوتا ہے لیکن یہ غیب دانی نہیں اللہ کے بتلانے سے معلوم ہوتا ہے علاوہ اس کے وحی اور الہام کو ہر وقت قابو میں نہیں کہ جب چاہیں دریافت کرلیں اسی طرح نجوم اور رمل اور جفر میں بھی یقین حاصل نہیں ہوتا صرف حساب اور اٹکل ہے ہزار بار مخالف ہوتا ہے اور کبھی موافق بھی پڑ جاتا ہے اسی طرح حاملہ عورت کے پیٹ میں معلوم نہیں ہوسکتا کہ لڑکا ہے یا لڑکی گورا ہے یا کالا اس کے سب اعضاء درست ہیں یا ناقص۔ خلاصہ یہ کہ علم غیب اللہ کے ساتھ مخصوص ہے بالیقین کسی کو معلوم نہیں ہوسکتا اور یہی ہے عقیدہ تمام اہل اسلام کا جس کے اس اعتقاد میں خلل ہے بالیقین اس کے ایمان میں خلل ہے اور اگر کوئی سوال کرے کہ غیب کی چیزیں بے شمار ہیں پس پانچ چیزوں کو کس واسطے خاص کیا تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ پانچ چیزیں سب کا اصل ہیں اور سب پوشیدہ چیزیں ان کے اندر داخل ہیں اس واسطے خاص انہی پانچ کو بیان کیا کہ تمام مغیبات کی جڑ اور اصل ہیں اور یا اس واسطے کہ لوگ انہی پانچ چیزوں کے جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں اور یا اس واسطے کہ سوال انہی پانچ سے تھا سو انہی کی نفی کے واسطے آیت اتری اور نیز ایک عدد کے ذکر کرنے سے زیادہ کی نفی لازم نہیں آتی، واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَبْوَابُ الْكُسُوْفِ سورج اور چاند کے گہن لگنے کا بیان

فائدہ: گہن لگنے سے مقصود یہ ہے کہ غافلوں کو تنبیہ ہو جائے کہ اللہ کے عذاب سے بے خوف نہ ہوں اور نیز اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ جب اللہ تعالیٰ سورج اور چاند کو باوجود ایسی روشنی کے سیاہ کر دیتا ہے تو ایسے ہی جو لوگ گناہ کرتے ہیں ان کے دلوں کو بھی سیاہ کر سکتا ہے اور نیز اس میں تنبیہ ہے اس پر کہ سورج اور چاند بسر خود مستقل نہیں بلکہ فرمانِ الٰہی کے تابع ہیں اور عیب دار ہیں اور جو چیز کے عیب دار ہو وہ لائق عبادت کو نہیں۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ. سورج گہن کی نماز کا بیان۔

فائدہ: گہن کے وقت نماز پڑھنی بالاتفاق ثابت ہے لیکن اس کے حکم میں اختلاف ہے جمہور علماء کے نزدیک گہن کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ سے روایت ہے کہ وہ واجب ہے اور نیز امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور جمہور علماء کے نزدیک اس میں جماعت کرنی سنت ہے اور بعض عراق والے کہتے ہیں کہ تنہا پڑھے۔

٩٨٢ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجُرُّ رِدَآءَهٗ حَتّٰى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْنَا فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ حَتَّى انْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوْا وَادْعُوْا حَتّٰى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ

٩٨٢۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ سورج میں گہن پڑا سو آپ چادر کو کھینچتے کھڑے ہوئے یعنی بہت جلدی سے باہر آئے یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہوئے اور ہم بھی مسجد میں آئے سو آپ نے ہم کو دو رکعتیں نماز پڑھائی یہاں تک کہ سورج روشن ہو گیا پھر فرمایا کہ سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں سے کسی کے مرنے سے ان میں گہن نہیں پڑتا جب تم گہن کو دیکھا کرو تو نماز پڑھا کرو اور اللہ سے دعا کیا کرو یہاں تک کہ دور ہو جائے وہ چیز جو واقع ہوئی ہے ساتھ تمہارے جلال الٰہی سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گہن میں نماز ثابت ہے وسیاق بیانہ اور مستحب ہے کہ جامع مسجد میں پڑھی جائے

اور مستحب ہے کہ جماعت سے پڑھی جائے اور امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ عورت اور مسافر وغیرہ کو بھی یہ نماز جائز ہے اور تنہا تنہا بھی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کپڑا کھینچنا اسی کو منع ہے جو فخر اور ریا سے کھینچے۔

٩٨٣ ـ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا.

٩٨٣۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک سورج اور چاند کو کسی کے مرنے سے گہن نہیں لگتا لیکن وہ دونشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں سے پھر جب تم گہن کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھا کرو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گہن کی نماز کا کوئی وقت معین نہیں اس لیے کہ آپ نے نماز کو گہن کے دیکھنے کے ساتھ معلق کیا ہے اور گہن ہر وقت ممکن ہے پس مکروہ وقتوں میں بھی یہ نماز جائز ہو گی اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ مکروہ وقت اس سے مستثنیٰ ہیں اور یہی ہے مشہور قول امام احمد رحمہ اللہ کا اور مالکیہ کہتے ہیں کہ وقت اس کا سورج نکلنے کے بعد سے زوال تک ہے لیکن پہلے قول کو ترجیح ہے اس لیے کہ مقصود یہ ہے کہ نماز روشن ہونے سے پہلے واقع ہو اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ بعد روشن ہو جانے سورج کے نماز کی قضا نہیں سو اگر نماز کے واسطے کوئی وقت معین کیا جائے تو جائز ہے کہ اس سے پہلے سورج روشن ہو جائے پس مقصود اصلی فوت ہو جائے گا پس ثابت ہوا کہ اس نماز کا کوئی وقت معین نہیں بلکہ مکروہ وقتوں میں بھی جائز ہے، واللہ اعلم۔

٩٨٤ ـ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا.

٩٨٤۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک سورج اور چاند کسی کے مرنے سے سیاہ نہیں ہوتے لیکن وہ دونشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں سے سو جب تم گہن کو دیکھا کرو تو نماز پڑھا کرو۔

٩٨٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ

٩٨٥۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ فَقَالَ النَّاسُ كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ فَصَلُّوْا وَادْعُوا اللهَ.

حضرت ﷺ کے وقت میں سورج کو گہن لگا جس دن ابراہیم حضرت ﷺ کے بیٹے کا انتقال ہوا سو لوگوں نے کہا کہ گہن ابراہیم کی موت سے پڑا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند میں کسی کے مرنے جینے سے گہن نہیں پڑتا سو جب تم گہن کو دیکھا کرو تو نماز پڑھا کرو اور دعا کیا کرو۔

فائدہ: جاہلیت کے لوگ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب سورج یا چاند کو گہن لگے تو کوئی سردار مرتا ہے یا کوئی اور حادثہ زمین میں پیدا ہوتا ہے اسی خیال سے بعض لوگوں نے یہ بات کہی کہ ابراہیم کی موت سے گہن ہوا سو حضرت ﷺ نے بیان فرمایا کہ یہ اعتقاد لوگوں کا غلط اور باطل ہے کسی کے مرنے جینے پر گہن موقوف نہیں بلکہ یہ اللہ کی قدرت ہے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ بعض لوگ سورج اور چاند کی بڑی تعظیم کرتے تھے سو بیان فرمایا کہ ان کو اپنی ذات پر کچھ اختیار نہیں بلکہ اور مخلوق کی طرح ان میں بھی تغیر اور نقص واقع ہو جاتا ہے پس ان کی تعظیم کرنی جائز نہیں اور ان حدیثوں میں مطلق نماز کا ذکر ہے کسی خاص طور کا ذکر نہیں کہ گہن کی نماز اس طور سے پڑھے تو اس میں اشارہ ہے کہ روزمرہ کی معمولی طور پر نماز پڑھنی بھی کافی ہو جاتی ہے اگرچہ افضل یہ ہے کہ ہر رکعت میں دو رکوع ہوں جیسا کہ آئندہ آئے گا اور یہی قول ہے اکثر علماء کا اور بعض کہتے ہیں کہ ایک ایک رکوع سے نماز کافی نہیں، واللہ اعلم۔

بَابُ الصَّدَقَةِ فِي الْكُسُوْفِ.

گہن میں خیرات کرنے کا بیان۔

٩٨٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُوْنَ

٩٨٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ﷺ کے زمانے میں سورج کو گہن لگا سو آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اس کا بیان یہ ہے کہ آپ کھڑے ہوئے سو قیام کو لمبا کیا یعنی دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا اور رکوع کو بہت لمبا کیا پھر سیدھے کھڑے ہوئے اور دیر تک کھڑے رہے اور یہ قیام پہلے قیام سے کم تھا پھر رکوع کیا اور دیر تک رکوع میں رہے اور یہ رکوع پہلے رکوع سے کم تھا پھر

الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْاُوْلٰى ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ انْجَلَتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا ثُمَّ قَالَ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَّزْنِيَ عَبْدُهٗ اَوْ تَزْنِيَ اَمَتُهٗ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا.

سجدہ کیا اور دیر تک سجدے میں رہے پھر دوسری رکعت میں بھی ویسا ہی کیا جیسا کہ پہلی رکعت میں کیا تھا یعنی دو بار قیام کیا اور دو بار قرأت پڑھی اور دو بار رکوع کیا پھر نماز سے فارغ ہوئے اور سورج روشن ہو گیا تھا پھر آپ نے لوگوں کو خطبہ سنایا سو اللہ کی تعریف کی اور اس پر ثنا کہی پھر فرمایا کہ سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں سے کسی کے مرنے جینے سے ان میں گہن نہیں پڑتا سو جب تم گہن کو دیکھا کرو تو اللہ سے دعا کیا کرو اور تکبیر کہا کرو اور نماز پڑھا کرو اور خیرات دیا کرو پھر فرمایا کہ اے محمد ﷺ کی امت قسم اللہ کی کوئی ایسا آدمی نہیں جو اللہ سے زیادہ غیرت کرنے والا ہو یہ کہ زنا کرے بندہ اس کا یا باندی اس کی اے محمد ﷺ کی امت قسم اللہ کی کہ اگر تم جانو جو میں جانتا ہوں یعنی قبر کے رنگ برنگ عذاب اور دوزخ کی آفتیں تو البتہ رویا کرو بہت اور ہنسو تھوڑا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گہن کی نماز دو رکعت ہے اور ہر رکعت میں دو قیام ہیں اور دو قرأتیں ہیں اور دو رکوع ہیں اور سورتیں لمبی پڑھے اور ایسا ہی روایت کیا ہے بخاری اور مسلم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ایسا ہی مروی ہے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے کما مر اور ایسا ہی روایت کیا ہے مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور احمد نے علی رضی اللہ عنہ سے اور نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور بزار نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور طبرانی نے ام سفیان رضی اللہ عنہا سے پس ان روایتوں میں زیادتی ہے جس کو ثقات حفاظ نے روایت کیا ہے پس اس کے ساتھ عمل کرنا بہتر ہے اس کے مہمل چھوڑنے سے اور یہی مذہب ہے امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور ابو ثور اور لیث اور جمہور علماء حجاز وغیرہ کا اور دلیل ان کی یہ حدیثیں ہیں جن کا نشان ابھی دیا گیا ابن عبدالبر نے کہا کہ اس باب میں یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ ہر رکعت میں تین رکوع ہیں اور بعض میں آیا ہے کہ ہر رکعت میں چار یا پانچ رکوع ہیں لیکن ان روایتوں کی اسناد علت سے خالی نہیں جیسا کہ بیہقی اور ابن عبدالبر نے بیان کیا ہے اور صاحب ہدی نے امام بخاری رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ دو سے زیادہ رکوع کی روایتوں میں بعض راویوں سے غلطی ہو گئی ہے اور بعض حدیثوں کو بعض کی طرف رد کرنا ممکن ہے اس لیے یہ سب معاملہ آپ سے اسی ایک دن میں واقع ہوا ہے جس دن ابراہیم کا انتقال ہوا اور جب واقعہ ایک ہوا تو راجح حدیثوں کے ساتھ عمل کرنا

اولیٰ ہے مرجوح سے اور بعضوں نے ان روایتوں میں اس طور سے تطبیق دی ہے کہ جتنی وجھوں سے گہن کی نماز حدیثوں میں آئی ہے سب طور سے پڑھنی جائز ہے یعنی خواہ ہر رکعت میں دو رکوع کرے یا تین رکوع کرے یا چار یا پانچ رکوع کرے ہر طور سے جائز ہے اور یہی قول ہے اسحاق بن راہویہ اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن خزیمہ وغیرہ ایک جماعت علماء کا یہ لوگ کہتے ہیں کہ گہن کئی بار واقع ہوا ہے اور مختلف اوقات میں گہن کی نماز بھی مختلف طور سے واقع ہوئی ہے پس جس طور سے کوئی پڑھے جائز ہے اور امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہی بات قوی ہے اور ہر وجہ کے ساتھ بعض صحابہ قائل ہیں لیکن حنفیہ کہتے ہیں کہ گہن کی نماز بھی اور نمازوں کی طرح ہے یعنی ہر رکعت میں فقط ایک رکوع کرے ایک سے زیادہ رکوع نہ کرے اور اس باب میں وہ کئی دلائل پیش کرتے ہیں پہلی دلیل ان کی وہ حدیثیں ہیں جو صحیح مسلم وغیرہ میں مطلق آئی ہیں ایک یا دو رکوع کا اس میں ذکر نہیں سو جواب اس کا کئی وجہ سے ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ جن روایتوں میں دوسرے رکوع کی نفی ہے وہ روایتیں صحیح نہیں مدعی ان کی حجت ثابت کرے اور جو روایتیں مطلق ہیں وہ محمول ہیں مقید پر اس لیے کہ جب مطلق اور مقید ایک حادثے میں وارد ہوں تو اس وقت مطلق کو مقید پر حمل کرنا واجب ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ تعدد رکوع کی حدیثیں بہت طریقوں سے ثابت ہیں اور بہت صحابہ اس کے راوی ہیں پس بوجہ کثرت طرق کے ان کو ترجیح ہوگی۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ تعدد رکوع کی حدیثیں صحیحین کی ہیں اور صحیحین کی حدیثوں کو بالاتفاق ترجیح ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ یہ حدیثیں تعدد رکوع کی مشتمل ہیں اوپر زیادتی کے اور وہ مزید علیہ کے منافی نہیں پس متعین ہوگا پکڑنا ساتھ اس کے **كذا قاله العلامة الشوكانى فى نيل الاوطار**۔ اور دوسری دلیل حنفیہ کی یہ ہے کہ تعدد رکوع کی حدیثیں مضطرب ہیں اس لیے کہ بعض میں دو رکوع کا ذکر ہے اور بعض میں تین رکوع وغیرہ کا ذکر ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ محض خیال فاسد ہے اس لیے کہ یہ متعدد واقعہ کا ذکر ہے اور گہن کئی بار واقع ہوا ہے جیسا کہ اوپر گزرا پس ہر طور سے جائز ہوگا اور اگر بفرض محال واقع کا متحد ہونا تسلیم بھی کیا جائے تو دو رکوع کی حدیثیں نہایت اعلیٰ درجہ کی صحیح ہیں پس ان کے ساتھ عمل کیا جائے گا اور تین یا زیادہ رکوع کی روایتیں اس درجے کی صحیح نہیں ہیں پس وہ مرجوح ہوں گی علاوہ ازیں ابن عبدالبر نے کہا کہ تین یا زیادہ رکوع کی روایتیں معلول اور ضعیف ہیں اور یہ کوئی قاعدہ نہیں کہ ضعیف روایتوں کا ضعف صحیح روایتوں میں اثر کر جائے پس باوجود اس کے ان کو مضطرب کہنا کمال بے انصافی ہے اور پرلے درجے کی جرأت ہے اور نیز قسطلانی نے لکھا ہے کہ اضطراب فی المتن کی مثال نہایت کم ہے اور نیز کہا کہ تطبیق کے وقت اضطراب دور ہو جاتا ہے اور نیز جمہور کے نزدیک بھی یہ اضطراب باطل ہے پس دعویٰ اضطراب کرنا باطل ہوا اور نیز ہر رکعت میں ایک ایک رکوع کرنا بھی جائز ہے پس باوجود تطبیق کے کیا ضروری ہے کہ اتنی حدیثوں صحیحہ کو رد کریں اور بعض کہتے ہیں کہ بعض روایتوں میں پانچ سے زیادہ رکوع بھی آئے ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ روایتیں سب کی سب ضعیف ہیں پس ان کے ساتھ

استدلال اور عمل کرنا صحیح نہیں اور بر تقدیر صحت کہا جائے گا کہ گہن کی نماز چھ یا سات رکوع سے بھی جائز ہے کبھی اس طرح سے بھی پڑھ لے اس لیے کہ گہن کئی بار واقع ہوا ہے کما مر۔ بعض کہتے ہیں کہ لوگوں کو گمان ہوا ہوگا کہ حضرت ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا ہے پس انہوں نے بھی سر اٹھایا سو حضرت ﷺ کو رکوع میں پایا پھر ایسے ہی دوسری بار اور تیسری بار کیا سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ محض خیال فاسد ہے اور تمام صحابہ کے حق میں سوء ظنی ہے اس لیے کہ ہمیشہ آپ رکوع کو اس قدر طول کیا کرتے تھے کہ صحابہ کو بھول جانے کا خیال گزرتا تھا پھر باوجود اس کے کسی صحابی سے منقول نہیں کہ کبھی ایسا کیا ہو یا کبھی محض گمان سے کسی نے سر اٹھایا ہو پس اتنی بار گمان سے سر اٹھانا صحابہ کی شان سے نہایت بعید ہے اور نیز علامہ عینی حنفی نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ یہ احتمال بھی مفید نہیں اس لیے کہ اگر دو رکوع میں اس احتمال کو تسلیم کیا جائے تو تین اور چار رکوع میں یہ احتمال بالکل نہیں ہو سکتا اور نیز صحابہ کی شان سے یہ بات بھی بہت بعید ہے کہ بغیر دیکھے حضرت ﷺ کی طرف کسی امر کو منسوب کریں ایسا ہو تو پھر کل حدیثوں میں یہ احتمال ہو سکتا ہے پس کل حدیثوں کا دفتر بے اعتبار ہو جائے گا اور نیز مسجد میں آپ نے نماز پڑھی تھی اور اس میں اس قدر مخلوق بیشمار نہیں تھی کہ آپ کی آواز نہ سنی جاتی پس معلوم ہوا کہ یہ احتمال باطل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما پچھلی صفوں میں تھے انہوں نے گمان سے روایت کی ہوگی سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ بھی محض خیال فاسد ہے اس احتمال سے تمام حدیثیں بے اعتبار ہو جاتی ہیں ہر جگہ اس احتمال کو دخل ہے اور نیز یہ حدیث فقط ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی نہیں بلکہ اور بہت صحابہ سے بھی ایسی ہی روایت آ چکی ہے کما اشرنا الیہ سابقا پس اس قدر جم غفیر صحابہ کی روایت میں یہ احتمال کیونکر جاری ہو سکے گا اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت ﷺ نے تکبیر کہی پھر لمبی قرأت پڑھی پھر تکبیر کہی پھر رکوع کیا پھر **سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد** کہا سو اگر عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ کی قرأت نہیں سنی تھی تو پھر تکبیر کہنا اور قرأت پڑھنا اور **سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد** کہنا اس کو کہاں سے معلوم ہوا پس باوجود اس تصریح کے جہان میں کون ایسا عقلمند ہے کہ یہ بات منہ سے نکال سکے کہ انہوں نے گمان سے روایت کی ہوگی اور نیز مسند امام شافعی رحمہ اللہ اور ابو یعلی اور بیہقی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ گہن کی نماز میں میں حضرت ﷺ کے پہلو میں تھا پس اس سے سب احتمال باطل ہو گئے اور عینی نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ یہ احتمال بھی مفید نہیں اس لیے کہ شافعی رحمہ اللہ کی دلیل فقط یہی عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نہیں کہ یہ احتمال مفید ہو بلکہ اس کی دلیل اور بھی کئی حدیثیں ہیں جیسے کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کی ہے اور نیز جب عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بقول حنفیہ کے لوگوں کو سر اٹھائے دیکھا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی تمام صفوں نے سر اٹھایا تھا کیونکہ دو چار آدمیوں کے سر اٹھانے سے یہ خیال بالکل نہیں آ سکتا ہے اور جب پہلی صفوں کا یہ حال تھا تو اسی طرح پچھلی تمام صفوں نے بھی ان کو دیکھ کر اپنا سر اٹھایا ہوگا تو معلوم ہوا کہ

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے سر کو اٹھایا تھا اور اسی طرح چار یا پانچ بار سب نے کیا سو جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو ایسا معاملہ اتنی بار اتنے صحابہ سے وقوع میں آنا عادۃً محال ہے دوسری بات یہ ہے کہ جب تمام صحابہ نے یہ معاملہ کیا اور اتنی دفع رکوع سے سر اٹھایا اور سب کو اس کا علم تھا سو پھر صحابہ سے اس باب میں روایتیں مختلف کیوں آئیں؟ سب کی روایت متفق ہونی چاہیے تھی اور پھر عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت دو رکوع کی اور دوسری تین رکوع کی مختلف کیوں آئی؟ اور نیز عینی حنفی نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ اس میں نظر ہے اس لیے کہ بعض کہتے ہیں کہ گہن کئی بار واقع ہوا ہے اور آپ نے گہن کی نماز کئی بار پڑھی ہے سو جس نے جو کچھ دیکھا اسی کو یاد رکھا اور اسی کو روایت کیا اور بعض کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا عمل اس کی حدیث کے برخلاف ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اُس نے بصرہ میں گہن کی نماز پڑھائی اور ہر رکعت میں دو رکوع کیے اور لوگوں کو بھی یہی تعلیم دی کہ ہر رکعت میں دو رکوع ہیں **کما نقله فی الفتح** پس ابن عباس رضی اللہ عنہما کا عمل اس کی روایت کے برخلاف کہنا محض خیال فاسد ہے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی صحیح روایت میں اس کا خلاف ثابت نہیں ہوا مدعی کو لازم ہے کہ ثابت کرے اور نیز راوی کا اپنے مروی کے برخلاف عمل کرنا موجب حرج نہیں جیسا کہ بیان اس کا تیسرے پارے میں گزر چکا ہے اور بعض ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک رکوع کی حدیث نقل کرتے ہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ دو رکوع کی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیحین میں موجود ہے پس صحیحین کی حدیث کے مقابلے میں اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں سو معلوم ہوا کہ ان حدیثوں میں کچھ تعارض نہیں اس لیے کہ بعض حدیثیں ایک رکوع کی ضعیف ہیں پس مرجوح ہوں گی اور بعض حدیثیں مطلق ہیں پس مقید پر محمول ہوں گی اور یا تعدد واقعہ پر محمول ہوں گی پس متاخر فعل کی تاریخ معلوم نہ ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ ان میں تعارض واقع ہو اور اور درجہ عمل سے ساقط ہو جائیں اور طحاوی نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ حنفیوں کا قول اس باب میں قیاس پر مبنی ہے یعنی گہن کی نماز کو انہوں نے اور نفلوں پر قیاس کر لیا ہے سو جمہور علماء اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ نص کے ہوتے ہوئے قیاس باطل ہے اور نیز گہن کی نماز عید وغیرہ کے ساتھ زیادہ مشابہ ہے جس میں جماعت ہوتی ہے سو عید کی نماز تو مطلق نفلوں سے اس واسطے ممتاز ہے کہ اُس میں تکبیریں زیادہ ہیں اور جنازے میں رکوع وسجود نہیں اور خوف کی نماز میں بہت فعل نماز کے مخالف واقع ہوتے ہیں پس اسی طرح گہن کی نماز بھی زیادہ رکوع کے ساتھ مخصوص ہوگئی سو اس کے پکڑنے میں نص اور قیاس دونوں کے ساتھ عمل ہو جاتا ہے برخلاف اس کے جو اس پر عمل نہ کرے۔

بَابُ النِّدَآءِ بِالصَّلَاةِ جَامِعَةٌ فِي الْكُسُوْفِ.

گہن کی نماز میں الصلوۃ جامعة پکار کر کہنے کا بیان یعنی لوگوں کو جمع کرنے کے واسطے یا فقط پکار کر کہنا جائز ہے اور معنی اس کا یہ ہے کہ آؤ طرف نماز جمع کرنے والی کے

٩٨٧ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامِ بْنِ أَبِي سَلَّامٍ الْحَبَشِيُّ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْدِيَ أَنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ.

٩٨٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب سورج کو گہن لگا تو لوگوں میں پکارا گیا الصلوۃ جامعۃ ۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گہن کی نماز میں یہ لفظ پکار کر کہنا جائز بلکہ مستحب ہے اور یہی مذہب ہے امام احمد رحمہ اللہ علیہ اور اس کے موافقوں کا لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ گہن کی نماز میں نہ اذان کہی جائے اور نہ اقامت کہی جائے۔

بَابُ خُطْبَةِ الْإِمَامِ فِي الْكُسُوْفِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَأَسْمَاءُ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

گہن میں امام کے خطبہ پڑھنے کا بیان اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ گہن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا۔

فائدہ: گہن کے وقت خطبہ پڑھنے میں علماء کو اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ علیہ اور اسحاق اور ابن جریر اور فقہائے اہل حدیث کہتے ہیں کہ گہن کی نماز کے بعد خطبہ پڑھنا مستحب ہے اور دلیل ان کی وہ حدیثیں ہیں جو صحیحین وغیرہ میں موجود ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گہن کی نماز کے بعد خطبہ پڑھا اور امام مالک رحمہ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ وغیرہ کے نزدیک گہن میں خطبہ مستحب نہیں لیکن امام مالک رحمہ اللہ علیہ نے مؤطا میں خطبے کی حدیث نقل کی ہے اور اس پر سکوت کیا اور حنفیہ وغیرہ جو خطبے کے قائل نہیں تو وہ کہتے ہیں کہ خطبہ منقول نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ بہت حدیثوں صحیحہ متفق علیہا میں خطبے کا ذکر آ چکا ہے اور وہ صاحب کثرت کی ہیں پھر خطبہ منقول نہ ہونے کا کیا معنی اور بعض کہتے ہیں کہ اس خطبے سے مقصود آپ کا خاص خطبہ نہیں بلکہ مقصود آپ کا اس سے رد کرنا تھا اس شخص پر جو یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ گہن کسی کے مرنے سے ہوتا ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ خطبے اور اس کے شرائط حمد اور ثناء اور وعظ وغیرہ کا ذکر صحیح حدیثوں میں صریح آ چکا ہے فقط اعلام پر اقتصار نہیں کیا اور اصل اتباع میں مشروعیت ہے اور خاصہ سوائے کسی دلیل کے ثابت نہیں ہو سکتا ہے پس خطبہ پڑھنا جائز ہے اور ابن دقیق العید نے کہا کہ خطبے کے مقاصد کسی چیز معین میں منحصر نہیں اصل

مقصود اس سے حمد و ثنا اور وعظ ہے سو اس کا ذکر گہن کے خطبے میں صریح موجود ہے چنانچہ آپ نے پہلے حمد و ثنا کہی پھر اپنی عبودیت اور رسالت کا اقرار کیا پھر بہشت اور دوزخ اور قبر وغیرہ کا حال بیان کیا اور یہ سب مقاصد خطبے کے ہیں پس اس میں حضرت ﷺ کی پیروی کرنی بہتر ہے اور نیز بعض حدیثوں میں فقط خطبے کا ذکر ہے کسی کے مرنے جینے کا اس میں ذکر نہیں پھر اس میں یہ تاویل کیونکر چل سکے گی؟ اور نیز جب تعدد واقعہ کا ثابت ہوا تو پھر اس میں تعلیم وغیرہ کی تاویل کیسے چل سکے گی لیکن بعض کہتے ہیں کہ گہن میں جمعہ اور عیدین کے خطبے کی طرح دو خطبے نہ پڑھے اور درمیان نہ بیٹھے بلکہ فقط ایک ہی خطبہ پڑھے اور عینی حنفی نے شرح ہدایہ میں خطبے کو بڑے زور شور سے ثابت کیا ہے اور اس کے منکر پر سخت رد کیا ہے چنانچہ پہلے حنفیوں کی سب تاویلوں کو رد کر کے بعد اس کے فرمایا کہ میں کہتا ہوں اللہ پاک ہے اس کو خطبہ کس طرح نہ کہا جائے گا حالانکہ خطبے کے مقاصد کسی خاص چیز میں منحصر نہیں خاص کر ثابت ہو چکا ہے کہ آپ منبر پر چڑھے اور شروع کیا ساتھ اس چیز کے جو خطبے کا اصل مقصود ہے سو اللہ کی تعریف کی اور اس پر ثنا کہی اور وعظ اور نصیحت کی اور منبر پر چڑھنے کو نسائی اور ابن حبان وغیرہ نے روایت کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے گہن میں دعا اور صدقے اور نماز کا حکم فرمایا خطبے کا نہیں فرمایا۔ سو جواب اس کا یہ ہے کہ کسی امر کا جائز اور مشروع ہونا فقط آپ کے فرمانے پر موقوف نہیں بلکہ آپ کے فعل سے بھی مشروع ہونا ثابت ہو جاتا ہے ورنہ فعلی حدیثیں سب باطل ہو جائیں گی اور چونکہ یہاں آپ کے فعل سے خطبہ ثابت ہو چکا ہے اس لیے وہ بھی جائز ہوگا اور بعد روشن ہونے سورج کے خطبے کا پڑھنا اس کی عدم مشروعیت کو مستلزم نہیں چنانچہ فتح الباری میں لکھا ہے کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی دلیل ہے اس پر کہ روشن ہونا خطبے کو ساقط نہیں کرتا ہے بخلاف اس کے کہ اگر نماز کے شروع ہونے سے پہلے روشن ہو جائے تو نماز اور خطبہ دونوں ساقط ہو جاتے ہیں اور اگر نماز کے درمیان روشن ہو جائے تو اس کو پورا کرے درمیان میں قطع نہ کرے پس اس بیان سے ثابت ہوا کہ گہن میں خطبہ پڑھنا مستحب ہے، واللہ اعلم

٩٨٨ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَصَفَّ النَّاسُ وَرَآءَهُ فَكَبَّرَ

٩٨٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے وقت سورج میں گہن پڑا سو آپ مسجد کی طرف نکلے اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی سو آپ نے تکبیر کہی اور بہت لمبی قرأت پڑھی پھر تکبیر کہی اور بہت لمبا رکوع کیا پھر کہا سمع اللہ لمن حمدہ پس سیدھے کھڑے رہے اور سجدہ نہ کیا اور پھر بہت لمبی قراءت پڑھی اور وہ پہلی قراءت سے کم تھی پھر تکبیر کہی اور بہت لمبا رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر کہا سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد پھر سجدہ کیا پھر

فَاقْتَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَآئَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ وَقَرَأَ قِرَآئَةً طَوِيْلَةً هِيَ اَدْنٰى مِنَ الْقِرَآءَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ كَبَّرَ وَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ اَدْنٰى مِنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَاسْتَكْمَلَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِيْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَّانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّنْصَرِفَ ثُمَّ قَامَ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ هُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمَا فَافْزَعُوْا اِلَى الصَّلَاةِ وَكَانَ يُحَدِّثُ كَثِيْرُ بْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُحَدِّثُ يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ اِنَّ اَخَاكَ يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ بِالْمَدِيْنَةِ لَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ الصُّبْحِ قَالَ اَجَلْ لِاَنَّهٗ اَخْطَاَ السُّنَّةَ.

دوسری رکعت میں بھی ویسا ہی کیا سو چار سجدوں میں چار رکوع کو پورا کیا اور سورج روشن ہو گیا فارغ ہونے سے پہلے پھر کھڑے ہوئے سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق تھی پھر فرمایا کہ سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں سے کسی کے مرنے جینے سے ان میں گہن نہیں پڑتا سو جب تم گہن کو دیکھا کرو تو نماز کی طرف متوجہ ہوا کرو اور اس سے اللہ کی پناہ پکڑا کرو اور کثیر نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح حدیث بیان کرتے تھے (ابن شہاب کہتا ہے) سو میں نے عروہ سے کہا کہ جب مدینے میں سورج کو گہن لگا تو تیرے بھائی نے صبح کی نماز کی طرح دو رکعت پر کچھ زیادہ نہیں کیا تھا (یعنی نہ قرأت لمبی پڑھی اور نہ ہر رکعت میں دو رکوع کیے) اس نے کہا ہاں وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے چوک گیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گہن کی نماز میں سنت یہ ہے کہ دو رکوع کرے اور یہ صرف عروہ کا قول نہیں بلکہ اس نے اپنی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کی ہے پس یہ قول اس کا مرفوع ہے سو عبداللہ کے قول پر اس کو ترجیح ہو گی کہ وہ موقوف ہے اسی واسطے اُس نے اس کو غلطی ٹھہرایا ورنہ ایک ایک رکوع کے ساتھ اصل سنت ادا ہو جاتی ہے گو کمال حاصل نہیں ہوتا اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ حدیث اس کو نہ پہنچی ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گہن کی نماز میں جماعت شرط نہیں اس لیے کہ اس میں نماز کی طرف جلدی کرنے کا حکم آیا ہے اور جماعت کے انتظار سے

بعض اوقات اصل نماز بھی فوت ہو جاتی ہے اور جو شخص اس حدیث سے مطلق نماز پر دلیل پکڑے اُس نے خطا کی۔

بَابُ هَلْ يَقُوْلُ كَسَفَتِ الشَّمْسُ أَوْ خَسَفَتْ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَخَسَفَ الْقَمَرُ﴾.

کیا یہ کہنا جائز ہے کہ سورج کو کسوف ہوا یا خسوف ہوا اور اللہ نے فرمایا کہ قیامت میں چاند سیاہ ہو جائے گا پس اس سے معلوم ہوا کہ خسوف سورج کے ساتھ خاص نہیں۔

فائدہ: عروہ سے روایت ہے کہ یہ نہ کہو کہ سورج کو کسوف ہوا بلکہ یہ کہو کہ خسوف ہوا اور فقہاء کے استعمال میں سورج گہن میں کسوف کہا جاتا ہے اور چاند گہن میں خسوف کہا جاتا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ان دونوں لفظوں کا ایک معنی ہے یعنی گہن پڑنا اور سورج گہن میں بھی دونوں کا بولنا جائز ہے اور چاند گہن میں بھی دونوں کا بولنا جائز ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔

٩٨٩ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَكَبَّرَ فَقَرَأَ قِرَآءَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَقَامَ كَمَا هُوَ ثُمَّ قَرَأَ قِرَآءَةً طَوِيْلَةً وَهِيَ أَدْنٰى مِنَ الْقِرَآءَةِ الْأُوْلٰى ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهِيَ أَدْنٰى مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى ثُمَّ سَجَدَ سُجُوْدًا طَوِيْلًا ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ سَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ إِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَافْزَعُوْا إِلَى الصَّلَاةِ.

٩٨٩۔ ترجمہ اور مطلب اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ دوسری رکعت میں بھی پہلی رکعت کی طرح کیا پھر سلام پھیرا پھر خطبہ پڑھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسوف اور خسوف کا اطلاق دونوں پر جائز ہے اس لیے کہ اس میں کسوف کو بھی دونوں کی طرف نسبت کیا گیا ہے اور خسوف کو بھی دنوں کی طرف نسبت کیا گیا ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ عِبَادَهُ بِالْكُسُوْفِ وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ﷺ کی اس حدیث کا بیان کہ اللہ گہن سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے روایت کیا ہے اس کو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے۔

٩٩٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ وَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ الْوَارِثِ وَشُعْبَةُ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يُوْنُسَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهُ وَتَابَعَهُ أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ وَتَابَعَهُ مُوْسٰى عَنْ مُبَارَكٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ.

٩٩٠۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں سے کسی کے مرنے سے ان میں گہن نہیں پڑتا لیکن اللہ اس سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے یعنی تا کہ ان کو قیامت یاد آئے کہ اس میں بھی سورج سیاہ ہوگا پس گناہ سے توبہ کریں اور اللہ کی عبادت کریں اور باقی بیان اس کا اوپر گزرا۔

فائدہ: اگر کوئی فلسفی کہے کہ گہن کا ہونا ایک امر عادی ہے کہ معین وقت میں واقع ہوتا ہے تو جواب اس کا یہ ہے حضرت ﷺ کے زمانے میں بارہویں تاریخ چاند کی سورج میں گہن پڑا تھا اور فلسفیوں کے حساب کے موافق اس تاریخ میں گہن نہیں پڑتا ہے اور نیز اللہ تعالیٰ کے کئی ایسے فعل بھی ہیں کہ عادت کے مخالف ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہے کرسکتا ہے اور جس وقت چاہے گہن ہوسکتا ہے پس معین وقت پر اس کو موقوف رکھنا اللہ کی عامہ قدرت کے مخالف ہے اور نیز یہ تخویف کے مخالف نہیں پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ اللہ کی قدرت عامہ پر اعتقاد رکھیں اور فلسفیوں کے خیالات فاسدہ سے بچتے رہیں۔

گفتۂ یونانیاں پیغام نفس ست وہوا   حجت ایمانیاں فرمودۂ پیغمبر است

اور فتح الباری میں فرمایا کہ اس حدیث میں رد ہے ہیئت والوں پر کہ کہتے ہیں کہ یہ امر عادی ہے اپنے وقت سے مقدم مؤخر نہیں ہوتا ہے اور وجہ رد کی یہ ہے کہ گر ایسا ہوتا جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو پھر اس میں ڈرانے کے کوئی معنی نہ تھے بلکہ ہونا بمنزلہ جزر اور مد کے جو دریا میں واقع ہوتا ہے اور حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی جو آئندہ آتی ہے اس میں صاف موجود ہے کہ آپ گھبرا کر کھڑے ہوئے خوف کرتے تھے کہ شاید قیامت قائم ہوگئی اور اگر گہن حساب سے پڑتا تو پھر گھبرانے کے کوئی معنی نہ تھے اور اگر حساب پر موقوف ہوتا تو پھر خیرات اور عتق اور نماز اور ذکر کے حکم کرنے کا کوئی معنی نہ تھے پس ظاہر حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تخویف کا فائدہ دیتا ہے اور اس سے امید ہوتی ہے کہ گہن دفع ہو جائے اور نیز اہل ہیئت کہتے ہیں کہ دراصل سورج کو گہن نہیں لگتا بلکہ فقط چاند سورج اور اہل زمین کے درمیان حائل ہو جاتا ہے وقت جمع ہونے ان دونوں کے عقدتین میں اور کہتے ہیں کہ سورج چاند سے کئی حصے بڑا ہے سو جب بڑا ہو تو پھر چھوٹا بڑے کے آگے حاجب کیسے ہوسکتا ہے جب کہ اس کے مقابل ہو یا بہت تھوڑے سے کیسے سیاہ ہوسکتا ہے خاص کر ایسی حالت میں کہ وہ اس کی جنس سے ہے اور کس طرح روک سکتی ہے زمین سورج کے نور کو حالانکہ وہ اس کے ایک زاویے اور کونے میں ہے اس لیے کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ سورج زمین سے نناویں حصے بڑا ہے اور کہتے ہیں کہ دنیا کی شکل گول ہے اور ظاہر شرع اس کے مخالف ہے اور قواعد شریعت سے ثابت یہ ہے کہ گہن قدیم ارادے کا اثر ہے اور فاعل مختار کا فعل ہے سو جس وقت چاہتا ہے ان دونوں میں نور پیدا کرتا ہے اور جس وقت چاہتا ہے ان کو سیاہ کر دیتا ہے کسی سبب یا ربط پر یہ امر موقوف نہیں پھر فرمایا کہ اگر ہیئت والوں کا یہ قول نفس الامر میں حق بھی ہوتو یہ تخویف کے منافی نہیں اس لیے کہ مسلمانوں کا اعتقاد بڑا پکا اور مضبوط ہے جب کوئی عجیب امر حادث ہوتو ان کو خواہ مخواہ خوف پیدا ہوتا ہے گو وہ کسی سبب عادی سے پیدا ہو۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي الْكُسُوْفِ.

گہن میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگنے کا بیان۔

٩٩١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَهُوْدِيَّةً جَآءَ تْ تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ لَهَا أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُعَذَّبُ

٩٩١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت بھیک مانگتی اس کے پاس آئی سو اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اللہ تجھ کو قبر کے عذاب سے پناہ دے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا عذاب کیے جائیں گے لوگ اپنی قبروں میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو سوار ہوئے یعنی اپنے بیٹے ابراہیم کے دفن کے واسطے قبرستان میں گئے سو

النَّاسُ فِیْ قُبُوْرِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَآئِذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَجَعَ ضُحًی فَمَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ ظَهْرَانَیِ الْحُجَرِ ثُمَّ قَامَ یُصَلِّیْ وَقَامَ النَّاسُ وَرَآءَهٗ فَقَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِیْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِیْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِیْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِیْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ وَانْصَرَفَ فَقَالَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ یَّقُوْلَ ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ یَّتَعَوَّذُوْا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

آفتاب میں گہن پڑا سو آپ دفن کر کے چاشت کے وقت گھر کو پلٹے اور اپنی بیویوں کے حجروں کے درمیان گزرے پھر نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے سو آپ بہت دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا بہت لمبا رکوع کرنا پھر قیام کیا بہت لمبا قیام کرنا اور وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر رکوع کیا لمبا رکوع کرنا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور سجدہ کیا پھر کھڑے ہوئے اور بہت لمبا قیام کیا اور وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر رکوع کیا لمبا رکوع کرنا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سر اٹھایا اور قیام کیا لمبا قیام کرنا اور وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر رکوع کیا لمبا رکوع کرنا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور سجدہ کیا اور نماز سے فارغ ہوئے سو آپ نے فرمایا جو کچھ اللہ نے چاہا پھر لوگوں کو حکم دیا پناہ مانگنے کا قبر کے عذاب سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گہن میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگنی چاہیے اور وجہ مناسبت کی اس کے ساتھ یہ ہے کہ گہن کا اندھیرا قبر کے اندھیرے کے مشابہ ہے پس لائق ہے کہ اس وقت قبر سے پناہ مانگی جائے۔

بَابُ طُوْلِ السُّجُوْدِ فِی الْكُسُوْفِ.

گہن کی نماز میں لمبا سجدہ کرنے کا بیان۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص کے جو اس سے منکر ہے۔

٩٩٢ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی

٩٩٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں سورج میں گہن پڑا تو لوگوں میں پکارا گیا کہ الصلوۃ جامعۃ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت

عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْدِيَ أَنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ فَرَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ سَجْدَةٍ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ سَجْدَةٍ ثُمَّ جَلَسَ ثُمَّ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ قَالَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا سَجَدْتُ سُجُوْدًا قَطُّ كَانَ أَطْوَلَ مِنْهَا.

میں دو رکوع کیے پھر کھڑے ہوئے اور ایک رکعت میں دو رکوع کیے پھر بیٹھ گئے یعنی التحیات میں پھر سورج روشن ہو گیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے ایسا سجدہ کبھی نہیں کیا جو اس سے لمبا ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گہن کی نماز میں جیسا کہ قیام اور رکوع لمبا کیا جاتا ہے ویسا ہی سجدہ بھی لمبا کرنا چاہیے اور صحیح مسلم میں ہے کہ آپ کا سجدہ رکوع کی مانند تھا اور یہی مذہب ہے امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق اور شافعی رحمہ اللہ وغیرہ اہل حدیث کا اور مالکیہ کہتے ہیں کہ اس میں سجدے کو لمبا نہ کرنا چاہیے اس لیے کہ طول اسی رکن میں ہوتا ہے جس میں تکرار ہو اور سجدے میں تکرار نہیں پس اس کو طول کرنا بھی جائز نہ ہوگا یہ قیاس ہے نص کے مقابلے میں پس مردود ہوگا۔

بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوْفِ جَمَاعَةً وَّصَلَّى ابْنُ عَبَّاسٍ لَهُمْ فِيْ صُفَّةِ زَمْزَمَ وَجَمَعَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَصَلَّى ابْنُ عُمَرَ.

گہن کی نماز جماعت سے پڑھنے کا بیان اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو نماز پڑھائی زمزم کے والان میں اور علی بن عبداللہ نے گہن کی نماز کے واسطے لوگوں کو جمع کیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے امامت کی۔

فائدہ: جمہور علماء کہتے ہیں کہ گہن کی نماز جماعت سے پڑھی جائے اگر دائمی امام موجود نہ ہو تو کسی کو امام بنالے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر دائمی امام موجود نہ ہو تو تنہا نماز پڑھیں جماعت نہ کریں۔ نیز ان اثروں سے معلوم ہوا کہ گہن کی نماز میں جماعت کرنی مشروع ہے۔

٩٩٣ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا

٩٩٣۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کو گہن لگا سو آپ نے نماز پڑھی سو قیام کیا بہت لمبا قیام کرنا مقدار پڑھنے سورہ بقرہ کے یعنی جتنی دیر میں سورہ بقرہ پڑھی جائے اتنی دیر کھڑے رہے باقی ترجمہ اس کا کئی بار اوپر گزر چکا ہے مگر اس کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ لوگوں نے عرض کی کہ یا حضرت! ہم نے آپ کو

نَحْوًا مِّنْ قِرَآءَةِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَإِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ ثُمَّ رَاَيْنَاكَ كَعْكَعْتَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَصَبْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَاُرِيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ اَفْظَعَ وَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ قَالُوْا بِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيْلَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ إِلٰى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهٗ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ.

اپنی جگہ میں کوئی چیز لیتے دیکھا پھر آپ کو دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے سو فرمایا کہ میں نے بہشت کو دیکھا اور اس سے انگور کے گچھے پکڑنے کا ارادہ کیا اور اگر میں اس کو پکڑ لیتا تو البتہ تم اس سے ہمیشہ کھاتے جب تک کہ دنیا باقی رہتی اور مجھ کو دوزخ دکھلائی گئی سو میں نے آج جیسی بری جگہ کبھی نہیں دیکھی اور میں نے اس کے اکثر لوگ عورتیں دیکھیں اصحاب نے عرض کی کہ کس سبب سے عورتیں دوزخ میں بہت ہوں گی؟ آپ نے فرمایا اُن کے کفر کے سبب سے کہا گیا کہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ فرمایا خاوندوں کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان سے کفر کرتی ہیں اگر تو کسی عورت کے ساتھ تمام عمر احسان کرتا رہے پھر وہ تجھ سے کوئی چیز تھوڑی دیکھے تو کہتی ہے کہ میں نے کبھی تجھ سے بہتری نہیں دیکھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گہن کی نماز میں جماعت مشروع ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بہشت اور دوزخ اب موجود ہیں اور پیدا ہو چکے ہیں اور یہ کہ عمل قلیل سے نماز باطل نہیں ہوتی اور یہ کہ اہل توحید کو گناہ پر عذاب ہوگا اور یہ جو

فرمایا کہ میں نے بہشت کو دیکھا تو ظاہر اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ درمیان سے پردہ اٹھا کر اصلی بہشت اور دوزخ آپ کے سامنے لائے گئے اور آپ نے ان کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور یہ بات ممکن ہے محال نہیں خاص کر پیغمبر کے حق میں تو بطریق اولیٰ ممکن ہے اور یا مراد اس سے اس کی مثال ہے یا کچھ اور جیسا کہ اوائل صلوۃ میں گزرا اور آپ نے بہشت کا میوہ اس واسطے نہ پکڑا کہ وہ جنت کا کھانا ہے اور وہ فانی نہیں اور دنیا فانی ہے پس فانی جگہ میں نہ فانی ہونے والے کو کھانا جائز نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اگر اس کو لوگ دیکھ لیتے تو ایمان بالغیب نہ رہتا پس خوف تھا کہ توبہ موقوف ہو جاتی اور بعض کہتے ہیں کہ بہشت عملوں کا بدلہ ہے اور وہ آخرت میں واقع ہوگا نہ دنیا میں، واللہ اعلم۔

بَابُ صَلَاةِ النِّسَآءِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الْكُسُوْفِ.

گہن میں عورتوں کو مردوں کے ساتھ نماز پڑھنی جائز ہے۔

فائدہ: ثوری اور بعض کوفے والوں سے منقول ہے کہ گہن میں عورتوں کو مردوں کے ساتھ نماز پڑھنی منع ہے سو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب سے اشارہ کیا کہ یہ قول مردود ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ گہن کی نماز میں سب عورتیں باہر آئیں مگر جو خوبصورت ہوں وہ باہر نہ آئیں اور امام مالک رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت آئی ہے۔

٩٩٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَأَتِهٖ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهَا قَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّوْنَ وَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا إِلَى السَّمَآءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ آيَةٌ فَأَشَارَتْ أَيْ نَعَمْ قَالَتْ فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِيَ الْغَشْيُ فَجَعَلْتُ أَصُبُّ فَوْقَ رَأْسِيَ الْمَآءَ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهٗ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهٗ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا

٩٩٤۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی جب کہ سورج میں گہن پڑا سو اچانک لوگ کھڑے نماز پڑھتے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کھڑی نماز پڑھتی تھی سو میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا حال ہے لوگوں کا سو اس نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا اللہ پاک ہے (یہ کلمہ حیرت کے وقت کہتے ہیں) میں نے کہا کہ کیا یہ گہن عذاب کی نشانی ہے؟ سو اس نے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں یہ عذاب کی نشانی ہے اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں بھی (اس کے ساتھ) نماز کو کھڑی ہوئی یہاں تک کہ میں بے ہوش ہوگئی یعنی گرمی کی شدت سے سو میں نے اپنے سر پر پانی ڈالنا شروع کیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ کی تعریف کی اور اس پر ثنا کہی پھر فرمایا کہ کوئی چیز نہیں جس کو میں نے دیکھا ہوا نہیں تھا مگر کہ میں نے اس کو دیکھ لیا ہے اپنی اس جگہ میں یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ کو بھی دیکھا اور

حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ مِثْلَ أَوْ قَرِيْبًا مِّنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ لَا أَدْرِيْ أَيَّتَهُمَا قَالَتْ أَسْمَآءُ. يُؤْتٰى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهٗ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوْقِنُ لَا أَدْرِيْ أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَآءُ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ نَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَأَجَبْنَا وَاٰمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَيُقَالُ لَهٗ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُوْقِنًا وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِيْ أَيَّتَهُمَا قَالَتْ أَسْمَآءُ فَيَقُوْلُ لَا أَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهٗ.

بیشک مجھ کو وحی ہوئی کہ تم قبروں میں مبتلا کیے جاؤ گے مثل فتنے دجال کے اور تم میں سے ہر ایک آدمی لایا جائے گا یعنی اس کے پاس فرشتے آئیں گے سو اس سے پوچھیں گے کہ تو اس مرد یعنی پیغمبر ﷺ کو کیسا جانتا ہے اور ان کے ساتھ کیسا اعتقاد رکھتا ہے؟ سو جو ایماندار ہو گا وہ کہے گا کہ وہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں لائے ہمارے پاس دلیلیں روشن اور ہدایت سو ہم نے ان کی پیغمبری کو قبول کیا اور اس کے ساتھ ایمان لائے اور اس کی پیروی کی سو اس کو کہا جائے گا کہ سو جا چین اور آرام سے کہ اس میں کبھی بے آرامی نہیں یا سو جا اس حال میں کہ تو نیکوکار ہے ہم جانتے تھے کہ تو اس کے ساتھ یقین رکھتا ہے اور جو منافق بے دین ہو گا وہ کہے گا میں کچھ نہیں جانتا میں نے لوگوں کو ایک چیز کہتے سنا تھا سو میں نے بھی اس کو کہا یعنی دین کو سنا لیکن اس کے ساتھ دل سے یقین نہ کیا اور اس کی تصدیق نہ کی یا دین کی تحقیق نہ کی سنی سنائی بات کا یقین کر لیا۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب العلم اور کتاب الطہارۃ میں پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ دوسری عورتیں اسماء رضی اللہ عنہا سے دور تھیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پچھلی صف میں حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتی تھیں جیسا کہ نماز پنجگانہ میں ان کی عادت تھی پس معلوم ہوا کہ گہن میں عورتوں کو مردوں کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ میں کئی عورتوں کے ساتھ آئی اور حضرت ﷺ مصلے پر کھڑے ہوئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں نے مردوں کے ساتھ نماز پڑھی ورنہ مسجد میں آنے کے کوئی معنی نہ تھے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ الْعَتَاقَةَ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ.

سورج گہن میں غلام آزاد کرنے کا بیان۔

٩٩٥ ـ حَدَّثَنَا رَبِيْعُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ قَالَتْ لَقَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَاقَةِ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ.

٩٩٥۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سورج گہن کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گہن میں غلام آزاد کرنا مستحب ہے اور وجہ مناسبت کی ان کے درمیان یہ ہے کہ مقصود گہن میں لوگوں کو عذاب سے ڈرانا ہے اور سب سے سخت عذاب آگ کا ہے پس مناسب ہوا کہ اس میں افضل صدقہ آگ سے بچانے والا دیا جائے اور وہ غلام آزاد کرنا ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی غلام مسلمان کو آزاد کرے تو اللہ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے ہر عضو کو آگ سے آزاد کر دیتا ہے پس وجہ مناسبت کی ظاہر ہوگئی۔

بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوْفِ فِي الْمَسْجِدِ.

گہن کی نماز مسجد میں پڑھنے کا بیان یعنی سنت ہے کہ گہن کی نماز مسجد میں پڑھی جائے۔

٩٩٦ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ يَهُوْدِيَّةً جَاءَ تْ تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِيْ قُبُوْرِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَآئِذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مَّرْكَبًا فَكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَجَعَ ضُحًى فَمَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ ظَهْرَانَي الْحُجَرِ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَقَامَ النَّاسُ وَرَآءَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ سُجُوْدًا طَوِيْلًا ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ

٩٩٦۔ ترجمہ اس حدیث کا باب التعوذ من عذاب القبر فی الکسوف میں پہلے گزر چکا ہے۔

الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ وَهُوَ دُوْنَ السُّجُوْدِ الْأَوَّلِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَّتَعَوَّذُوْا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

فائدہ: گہن کی نماز مسجد میں پڑھنے کا اس حدیث میں ذکر نہیں لیکن صحیح مسلم میں عمرہ سے روایت ہے کہ میں کئی عورتوں کے ساتھ مسجد میں آئی اور حضرت ﷺ ابراہیم کو دفن کر کے پلٹ آئے اور آ کر اپنے مصلے پر کھڑے ہوئے...... الخ پس معلوم ہوا کہ سنت ہے کہ گہن کی نماز مسجد میں پڑھی جائے اگر سنت نہ ہوتی تو آپ اس کو میدان میں پڑھتے خاص کر یہ کہ آپ گہن کے وقت میدان میں تھے اس لیے کہ ابراہیم کو دفن کرنے گئے تھے لیکن آپ نے میدان میں نماز نہ پڑھی بلکہ وہاں سے پلٹ کر مسجد میں آ کر پڑھی۔

بَابُ لَا تَنْكَسِفُ الشَّمْسُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ رَوَاهُ أَبُوْ بَكْرَةَ وَالْمُغِيْرَةُ وَأَبُوْ مُوْسٰى وَابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

کسی کے مرنے جینے سے سورج میں گہن نہیں پڑتا روایت کیا ہے اس حدیث کو ان پانچ صحابہ نے یعنی ابوبکرہ اور مغیرہ اور ابوموسیٰ اور ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے اور سب حدیثیں پہلے بابوں میں گزر چکی ہیں۔

فائدہ: مطلب اس باب کا پہلے گزر چکا ہے لیکن زیادہ اہتمام کے واسطے اس کا باب علیحدہ باندھا۔

٩٩٧ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوْا.

٩٩٧۔ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی کے مرنے جینے سے سورج اور چاند کو گہن نہیں پڑتا لیکن وہ دونشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں سے سو جب تم گہن کو دیکھا کرو تو نماز پڑھا کرو۔

٩٩٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ

٩٩٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَأَطَالَ الْقِرَآءَةَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ. ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَأَطَالَ الْقِرَآءَةَ وَهِيَ دُوْنَ قِرَآءَتِهِ الْأُوْلٰى ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ دُوْنَ رُكُوْعِهِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ يُرِيْهِمَا عِبَادَهٗ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا إِلَى الصَّلَاةِ.

کے زمانے میں سورج کو گہن لگا سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی سو آپ نے قرأت کو لمبا کیا پھر رکوع کیا اور رکوع کو بہت لمبا کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور قرأت کو لمبا کیا اور وہ پہلی قرأت سے کم تھی پھر رکوع کیا اور رکوع کو لمبا کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سر اٹھایا اور دو سجدے کیے پھر کھڑے ہوئے اور دوسری رکعت میں بھی ویسا ہی کیا پھر (سلام پھیر کر) کھڑے ہوئے سو فرمایا...... الخ باقی ترجمہ اس کا وہی ہے جو سابق حدیث میں گزرا۔

بَابُ الذِّكْرِ فِي الْكُسُوْفِ رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

گہن میں ذکر کرنے کا بیان یعنی مستحب ہے روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ جب گہن کو دیکھو تو ذکر کیا کرو۔

٩٩٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا يَّخْشٰى أَنْ تَكُوْنَ السَّاعَةُ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَّرُكُوْعٍ وَّسُجُوْدٍ رَأَيْتُهٗ قَطُّ يَفْعَلُهٗ وَقَالَ هٰذِهِ

٩٩٩۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورج کو گہن لگا سو حضرت ﷺ گھبرا کر کھڑے ہوئے خوف کرتے تھے کہ یہ نشانی قیامت کی ہے سو آپ مسجد میں آئے اور اتنے لمبے قیام اور رکوع اور سجود سے نماز پڑھی کہ میں نے آپ کو ایسا کرتے کبھی نہیں دیکھا اور فرمایا کہ یہ نشانیاں ہیں کہ اللہ ان کو بھیجتا ہے کسی کے مرنے جینے سے یہ واقع نہیں ہوتے ہیں لیکن اللہ ان کے ساتھ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے سو جب تم کوئی نشانی

الْاٰيَاتُ الَّتِي يُرْسِلُ اللّٰهُ لَا تَكُوْنُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنْ يُّخَوِّفُ اللّٰهُ بِهَا عِبَادَهٗ فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا إِلٰى ذِكْرِهٖ وَدُعَآئِهٖ وَاسْتِغْفَارِهٖ.

دیکھو تو ذکر اور دعا اور استغفار کی طرف متوجہ ہوا کرو اور اس کے ساتھ التجا کرو۔

فائدہ: علماء کہتے ہیں کہ قیامت سے پہلے دجال آئے گا اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور مغرب کی طرف سے سورج چڑھے گا اور ان کے سوا اور بھی بہت نشانیاں ہیں جو قیامت سے پہلے پیدا ہوں گی اور جب تک یہ نشانیاں واقع نہ ہوں گی تب تک قیامت واقع نہیں ہوگی اور ان نشانیوں سے ابھی تک ایک نشانی بھی ظاہر نہیں ہوئی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا خوف کیوں کیا کہ ابھی قیامت ہوگی سو جواب اس کا یہ ہے کہ شاید آپ کا خوف اس وجہ سے ہو گا کہ گہن بعض علامات قیامت کا مقدمہ ہے مثل طلوع آفتاب کے مغرب سے اور یہ کچھ محال نہیں کہ گہن اور طلوع آفتاب کے درمیان کوئی اور نشانیاں واقع ہوں جو ایک دوسرے کے پیچھے پیدا ہوتی جائیں اور یا مراد اس سے تشبیہ ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میں ایسے گھبرا گئے جیسے کہ لوگ قیامت کو دیکھ کر گھبرا جائیں گے، واللہ اعلم۔

بَابُ الدُّعَآءِ فِي الْخُسُوْفِ قَالَهٗ أَبُوْ مُوْسٰى وَعَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

گہن میں دعا کرنی مستحب ہے روایت کیا ہے اس حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے جیسا کہ اوپر گزرا۔

١٠٠٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا زَآئِدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُوْلُ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيْمُ فَقَالَ النَّاسُ انْكَسَفَتْ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوْا حَتّٰى يَنْجَلِيَ.

١٠٠٠۔ ترجمہ اس حدیث مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا باب الصلوۃ فی کسوف الشمس میں پہلے گزر چکا ہے اور مناسبت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ فِي خُطْبَةِ الْكُسُوْفِ أَمَّا بَعْدُ وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ.

گہن کے خطبے میں امام کو اما بعد کہنا جائز ہے روایت کیا ہے اس حدیث کو ابو اسامہ نے جیسا کہ کتاب الجمعہ کے

باب من قال فی الخطبۃ بعد الثناء اما بعد میں گزر چکا ہے۔

حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَآءَ قَالَتْ فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ.

اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گہن کی نماز سے پھرے اور سورج روشن ہو گیا تھا سو آپ نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق تھی پھر فرمایا اما بعد یعنی حمد اور صلوۃ کے بعد۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ گہن کے خطبے میں اما بعد کہنا جائز ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِيْ كُسُوْفِ الْقَمَرِ.

چاند گہن میں نماز پڑھنے کا بیان یعنی سورج گہن کی طرح اس میں بھی نماز پڑھنی سنت ہے۔

١٠٠١ ـ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

١٠٠١۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کو گہن لگا سو آپ نے دو رکعتیں نماز پڑھی۔

١٠٠٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَآءَهُ حَتّٰى انْتَهٰى إِلَى الْمَسْجِدِ وَثَابَ النَّاسُ إِلَيْهِ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ فَانْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّإِذَا كَانَ ذَاكَ فَصَلُّوْا وَادْعُوْا حَتّٰى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ وَذَاكَ أَنَّ ابْنًا لِلنَّبِيِّ

١٠٠٢۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں سورج میں گہن پڑا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چادر کھینچتے باہر نکلے اور مسجد میں پہنچے اور لوگ بھی آپ کے پاس جمع ہوئے سو آپ نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی اور سورج روشن ہو گیا تھا سو فرمایا کہ سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں سے اور وہ کسی کے مرنے سے سیاہ نہیں ہوتے ہیں سو جب ان کو گہن لگے تو نماز پڑھا کرو اور دعا کیا کرو یہاں تک کہ دور ہو جائے وہ چیز جو واقع ہوئی ہے ساتھ تمہارے خوف الٰہی سے اور یہ حدیث آپ نے اس واسطے فرمائی کہ آپ کا ایک بیٹا (جس کا نام ابراہیم تھا) مر گیا اور اسی دن گہن ہوا سو

صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ يُقَالُ لَهٗ إِبْرَاهِيمُ فَقَالَ النَّاسُ فِي ذَاكَ.

لوگوں نے کہا کہ ابراہیم کے مرنے سے گہن ہوا ہے۔

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں ایک ہیں ایک پوری ہے اور دوسری مختصر ہے اس میں آپ نے گہن کو سورج اور چاند دونوں کی طرف نسبت کیا ہے اور دونوں وقت نماز پڑھنا فرمایا پس معلوم ہوا کہ چاند گہن میں بھی نماز پڑھنی سنت ہے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا اور اس میں رد ہے ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ پر جو جماعت سے انکار کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ چاند گہن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا منقول نہیں لیکن ابن حبان نے سیرت میں لکھا ہے کہ پانچویں سال ہجری میں چاند میں گہن پڑا سو آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

بَابُ صَبِّ الْمَرْأَةِ عَلٰى رَأْسِهَا الْمَآءَ إِذَا طَالَ الْإِمَامُ الْقِيَامَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى.

جب امام پہلی رکعت میں قیام کو لمبا کرے تو اس وقت گرمی کی شدت سے عورت کو اپنے سر پر پانی ڈالنا جائز ہے۔

فائدہ: اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے کوئی حدیث بیان نہیں کی شاید اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث پر کفایت کی ہو گی جو کئی بار اوپر گزر چکی ہے اور بعض نسخوں میں یہ باب نہیں ہے۔

بَابُ الرَّكْعَةِ الْأُولٰى فِي الْكُسُوفِ أَطْوَلُ.

گہن کی نماز میں پہلی رکعت کو بہت لمبا کرنا چاہیے۔

١٠٠٣ ۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي سَجْدَتَيْنِ الْأَوَّلُ وَالْأَوَّلُ أَطْوَلُ.

١٠٠٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن میں لوگوں کو نماز پڑھائی دو رکعتوں میں چار رکوع کیے پہلی رکعت دوسری سے لمبی تھی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ پہلی رکعت مع قیام اور رکوع کے دوسری رکعت سے لمبی ہے اور امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ دونوں رکعتوں کا پہلا قیام اور رکوع ان کے دوسرے قیام اور رکوع سے لمبا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ پہلی رکعت کا دوسرا قیام اور دوسری رکعت کا پہلا قیام دونوں آپس میں برابر ہیں یا پہلا دوسرے سے لمبا ہے لیکن ترجیح اسی کو ہے کہ پہلا قیام دوسرے سے لمبا ہے۔

بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَآءَةِ فِي الْكُسُوفِ.

گہن کی نماز میں قراءت پکار کر پڑھنے کا بیان۔

١٠٠٤ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ

١٠٠٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ نَمِرٍ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا جَهَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلَاةِ الْخُسُوْفِ بِقِرَآءَتِهٖ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَآءَتِهٖ كَبَّرَ فَرَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُعَاوِدُ الْقِرَآءَةَ فِيْ صَلَاةِ الْكُسُوْفِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَغَيْرُهٗ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ مُنَادِيًا اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَأَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ مِثْلَهٗ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَقُلْتُ مَا صَنَعَ أَخُوْكَ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ مَا صَلّٰى إِلَّا رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ الصُّبْحِ إِذْ صَلّٰى بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ أَجَلْ إِنَّهٗ أَخْطَأَ السُّنَّةَ تَابَعَهٗ سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي الْجَهْرِ.

نے گہن کی نماز میں قراءت پکار کر پڑھی سو جب اپنی قراءت سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی اور رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو کہا سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد پھر قراءت کو دوہرا کر پڑھا یعنی پہلے رکوع کے بعد دو رکعتوں میں چار رکوع کیے اور چار سجدے کیے اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کو گہن لگا سو آپ نے کسی کو بھیجا کہ لوگوں میں الصلوۃ جامعۃ کی پکار کرے سو آپ آگے بڑھے اور دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدے کیے زہری کہتا ہے کہ میں نے عروہ سے کہا کہ تیرے بھائی عبداللہ بن زبیر نے کیا کیا نہ نماز پڑھی مگر دو رکعتیں صبح کی نماز کی طرح جب کہ مدینے میں اس نے نماز پڑھی اس نے کہا ہاں وہ سنت سے چوک گیا متابعت کی ہے ابن نمر کی سلیمان بن کثیر اور سفیان بن حسین نے زہری سے قرأت کے پکار کر پڑھنے میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گہن کی نماز میں قرأت کو پکار کر پڑھنا چاہیے اور یہی مذہب ہے امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کا اور یہی قول ہے ابن منذر اور ابن خزیمہ وغیرہ محدثین کا اور یہی مذہب ہے ابن عربی مالکی کا اور یہی روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ کہتے ہیں کہ سورج گہن میں قرأت کو پوشیدہ پڑھے اور چاند گہن میں قرأت کو پکار کر پڑھے اور اس باب میں مختلف روایتیں آئی ہیں بعض سے جہر ثابت ہوتا ہے اور بعض سے اخفا ثابت ہوتا ہے لیکن مثبت کے ساتھ

زیادتی علم کی ہے پس اس کے ساتھ عمل کرنا اولیٰ ہے اور اگر تعدد واقعہ کا ثابت ہو تو ہوگا یہ واسطے بیان جواز کے یعنی جہر بھی جائز ہے اور اخفا بھی جائز ہے اور جس حدیث میں آیا ہے کہ آپ کی آواز نہیں سنی جاتی تھی وہ نفی جہر پر دلالت نہیں کرتی اور ابن عربی نے کہا کہ گہن کی نماز میں قرأت کو پکار کر پڑھنا میرے نزدیک اولیٰ ہے اس لیے کہ یہ نماز جامع ہے اور اس کے واسطے لوگوں کو پکارا جاتا ہے اور اس میں خطبہ پڑھا جاتا ہے پس مشابہ ہوگی ساتھ عید اور استسقاء کے واللہ اعلم۔ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ دونوں رکعتوں کے پہلے قیام میں سورہ فاتحہ پڑھنی واجب ہے اور دوسرے قیام میں اختلاف ہے سو مذہب ہمارا اور مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے جمہور اصحاب کا یہ ہے کہ اس میں بھی فاتحہ پڑھنی فرض ہے بدون اس کے قیام صحیح نہیں اور محمد بن سلمہ مالکی نے کہا کہ دوسرے قیام میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَبْوَابُ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ

قرآن کے سجدوں کا بیان

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ وَسُنَّتِهَا.

اُن حدیثوں کا بیان جو تلاوت قرآن کے سجدوں میں وارد ہوئی ہیں اور ان سجدوں کے سنت ہونے کا بیان۔

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ تلاوت کے سجدوں کی تعداد اور گنتی میں علماء کو اختلاف ہے سو مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک گروہ کا یہ ہے کہ تلاوت کے سجدے چودہ ہیں ان میں سے دو سجدے سورہ حج میں ہیں اور تین سجدے مفصل میں ہیں اور سورہ ص کا سجدہ ان میں داخل نہیں بلکہ وہ سجدہ شکر کا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ تلاوت کے گیارہ سجدے ہیں مفصل کے تین سجدے اُن کے نزدیک ثابت نہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ چودہ سجدے ہیں جیسا کہ مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ہے لیکن وہ سورہ حج کے ایک سجدے کو ساقط کرتے ہیں اور اس کے بدلے ص کا سجدہ ان میں داخل کرتے ہیں اور احمد اور ابن شریح وغیرہ کہتے ہیں کہ وہ پندرہ سجدے ہیں وہ سب سجدوں کو ثابت کرتے ہیں اور تلاوت کے سجدوں کی جگہیں قرآن میں مشہور ہیں اور سب کو معلوم ہیں اور نیز اس میں بھی اختلاف ہے کہ تلاوت کے سجدے سنت ہیں یا واجب ہیں سو جمہور علماء کے نزدیک یہ سب سجدے سنت ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ سجدے تلاوت کے واجب ہیں فرض نہیں کہ ان کے نزدیک فرض اور واجب میں فرق ہے وسیاتی بیانہ ان شاء اللہ تعالٰی لیکن ان کے ثبوت میں کسی کو اختلاف نہیں اور سجدہ تلاوت کا سنت ہے پڑھنے والے کے حق میں بھی اور سننے والے کے حق میں بھی اور اگر وہ دونوں نماز سے باہر ہوں تو سننے والے کو سجدہ میں پڑھنے والے کی پیروی کرنی ضروری نہیں بلکہ خواہ اپنے سر کو اس سے پہلے اٹھا دے اور خواہ اس سے پیچھے دیر تک سجدے میں رہے ہر طور سے جائز ہے اور اگر قاری سجدہ نہ کرے تو سننے والے کو سجدہ کرنا جب بھی جائز ہے خواہ قاری وضو سے ہو یا بے وضو ہو یا لڑکا ہو یا عورت وغیرہ ہو انتہی ملخصا اور بعض نے کہا کہ جس جس جگہ سجدہ کا حکم آیا ہے یا اس کی ترغیب آئی ہے یا اس کے فاعل کی تعریف آئی ہے سب جگہ سجدہ کرنا مشروع ہے اور اس وجہ سے سجدوں کا شمار بہت ہو جاتا ہے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس جگہ سجدے کا حکم واقع ہوا ہے وہ واجب ہے۔

١٠٠٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاق

١٠٠٥۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے میں سورۃ النجم پڑھی سو آپ نے اس

قَالَ سَمِعْتُ الْأَسْوَدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ بِمَكَّةَ فَسَجَدَ فِيْهَا وَسَجَدَ مَنْ مَّعَهُ غَيْرَ شَيْخٍ أَخَذَ كَفًّا مِّنْ حَصًى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلٰى جَبْهَتِهِ وَقَالَ يَكْفِيْنِيْ هٰذَا فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ قُتِلَ كَافِرًا.

میں سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا سوائے ایک شخص کے کہ اُس نے مٹی یا کنکر کی ایک مٹھی پکڑی اور اس کو اپنے ماتھے کی طرف اٹھایا اور کہا کہ مجھ کو یہی کافی ہے یعنی آپ کے ساتھ تکبر سے زمین پر سجدہ نہ کیا بلکہ مٹی کو زمین سے اٹھا کر ماتھے کے ساتھ لگا لیا سو بعد اس کے میں نے اس کو دیکھا کہ کفر میں مقتول ہوا۔

فائدہ: اس شخص کے نام میں اختلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ امیہ بن خلف تھا جو جنگ بدر کے دن کافر مرا اور یہ جو کہا کہ سب لوگوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا تو مطلب اس کا یہ ہے کہ جب سورہ نجم اتری تو جو لوگ مسلمان اور کافر اور جن وہاں حاضر تھے سب نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا یہاں تک کہ مشہور ہو گیا کہ مکہ والے مسلمان ہو گئے ہیں اور طبرانی میں مخرمہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے مکے میں اسلام کو لوگوں میں ظاہر کیا تو لوگ مسلمان ہو گئے اس وقت ابوجہل وغیرہ طائف میں تھے سو جب وہ طائف سے پلٹ کر آئے تو پھر لوگوں کو اسلام سے پھیر ڈالا سو کافروں کا آپ کے ساتھ یہ سجدہ کرنا اس وقت میں واقع ہوا ہوگا جن دنوں میں وہ مسلمان ہو گئے تھے ابوجہل وغیرہ کے آنے سے پہلے اور بعضوں نے کہا کہ آپ کے غلبے جلالیت اور قہر کے سبب سے کافر بے قرار ہو گئے تھے اور بے اختیار ہو کر سجدہ کیا تھا، واللہ اعلم۔

بَابُ سَجْدَةِ تَنْزِيْلُ السَّجْدَةُ.

سورہ تنزیل میں سجدہ کرنے کا بیان۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ سورۂ تنزیل کے سجدے پر سب کا اتفاق ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ نماز کے اندر بھی یہ سجدہ کیا جائے یا نہ کیا جائے اور مفصل بیان اس کا کتاب الجمعہ میں گزر چکا ہے کہ اکثر اہل علم اس سجدے کو نماز میں جائز نہیں کہتے ہیں اور امام ابن سیرین اور نخعی وغیرہ بعض کہتے ہیں کہ جائز بلکہ مستحب ہے۔

١٠٠٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ ﴿آلٓمٓ تَنْزِيْلُ السَّجْدَةِ﴾ وَ ﴿هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾.

١٠٠٦ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن حضرت ﷺ فجر کی نماز میں سورۂ الم تنزیل اور ھل اتی علی الانسان پڑھا کرتے تھے۔

بَابُ سَجْدَةِ صٓ.

سورہ ص کے سجدے کا بیان۔

١٠٠٧ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو النُّعْمَانِ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ﴿صٓ﴾ لَيْسَ مِنْ عَزَآئِمِ السُّجُوْدِ وَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيْهَا.

١٠٠٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سورہ ص کا سجدہ واجبات سے نہیں اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس میں سجدہ کرتے تھے۔

فائدہ: ابن منذر وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سورہ حم اور نجم اور اقرأ اور تنزیل کے سجدے واجب ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسی ہی روایت آئی ہے سوائے حم کے اور بعضوں نے کہا کہ سورہ اعراف اور سبحان الذی اور حم اور الم کے سجدے واجب ہیں لیکن جمہور علماء کے نزدیک کوئی سجدہ تلاوت کا واجب نہیں کما مر پس وہ اس حدیث کا یہ معنی کرتے ہیں کہ مراد عزیمت سے زیادہ تاکید ہے وجوب نہیں اس لیے کہ بعض مستحبات کی بعض سے زیادہ تاکید ہے یا مراد یہ ہے کہ یہ سجدہ ثابت ہے امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ سجدہ شکر کا ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ یہ سجدہ بھی واجب ہے لیکن مجرد فعل سے وجوب ثابت نہیں ہو سکتا ہے چہ جائیکہ ایک بار کا فعل ہو اور نیز دوسرے دن آپ نے یہ سورہ منبر پر پڑھی اور فرمایا کہ میں نے صرف تمہاری خاطر سجدہ کیا ہے کہ تم کو سجدے کے لیے مستعد دیکھا پس یہ حدیث سب تاویلوں کو باطل کرتی ہے۔

بَابُ سَجْدَةِ النَّجْمِ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سورۂ نجم میں سجدہ کرنے کا بیان روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

١٠٠٨ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ سُوْرَةَ النَّجْمِ فَسَجَدَ بِهَا فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ مِّنَ الْقَوْمِ إِلَّا سَجَدَ فَأَخَذَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ كَفًّا مِّنْ حَصًى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى وَجْهِهِ وَقَالَ يَكْفِيْنِيْ هٰذَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا.

١٠٠٨۔ ترجمہ اس حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا پہلے باب میں گزر چکا ہے۔

بَابُ سُجُوْدِ الْمُسْلِمِيْنَ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكُ نَجَسٌ لَيْسَ لَهٗ وُضُوْءٌ.

مسلمانوں کا مشرکوں کے ساتھ سجدہ کرنا اور مشرک ناپاک ہے اور اس کا وضو درست نہیں۔

فائدہ: مراد اس سے سجدہ کرنے کی تاکید ہے یعنی جب مشرک باوجود نااہل ہونے کے سجدے پر برقرار رکھا گیا تو اہل کو بطریق اولیٰ لائق ہے کہ سجدہ کرے اور احتمال ہے کہ مراد اس سے یہ ہو کہ خوف فوت کے وقت بے وضو سجدہ کرنا جائز ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ مسلمانوں اور مشرکوں وغیرہ سب نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا اس لیے کہ مشرکوں کا وضو درست نہیں پس اس سے لازم آیا کہ بے وضو سجدہ کرنا درست ہے، واللہ اعلم۔

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَسْجُدُ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بے وضو سجدہ کیا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ بات عادۃً بعید معلوم ہوتی ہے کہ جو مسلمان اس وقت آپ کے پاس حاضر تھے سب وضو سے تھے بلکہ بعض اُن میں سے ضرور بے وضو ہوں گے اور جب سب لوگوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور آپ نے کسی پر انکار نہ کیا تو معلوم ہوا کہ بے وضو سجدہ کرنا جائز ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور بعض نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سجدہ تلاوت کا بے طہارت جائز نہیں سو مراد اس سے جنابت ہے نہ وضو پس ان میں کچھ تعارض نہیں لیکن سوائے شعبی کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اس مسئلے میں کوئی موافق نہیں بلکہ سب جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ بے وضو سجدہ درست نہیں۔

١٠٠٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ وَرَوَاهُ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طُهْمَانَ عَنْ أَيُّوْبَ.

١٠٠٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم میں سجدہ کیا اور مسلمانوں اور مشرکوں اور جنوں اور آدمیوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا یعنی جو اس مجلس میں موجود تھے۔

فائدہ: اور یا مراد اس سے یہ ہے کہ اس واقعہ کا علم سب جنوں اور آدمیوں کو پہنچ گیا اور بعض زندیق کہتے ہیں کہ کافروں نے آپ کے ساتھ اس واسطے سجدہ کیا کہ شیطان نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بتوں کی تعریف کروائی تھی لیکن یہ قصہ محدثین اور محققین کے نزدیک باطل اور موضوع ہے کما سیاتی بیانہ ان شاء اللّٰہ تعالٰی فی سورۃ الحج اور شیطان کا دخل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہونا کیسے ممکن ہے حالانکہ اللہ نے فرمایا کہ میرے بندوں پر تجھ کو کچھ قدرت

نہیں ﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ﴾ پس جب عام مسلمانوں کا یہ حال ہے تو پھر تمام مخلوق کے سردار پر وہ کیسے قدرت پا سکتا ہے؟۔

بَابُ مَنْ قَرَأَ السَّجْدَةَ وَلَمْ يَسْجُدْ.

جو شخص سجدے کی آیت پڑھے اور اُس میں سجدہ نہ کرے

١٠١٠ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَزَعَمَ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا.

١٠١٠۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُس نے سورہ نجم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا سو آپ نے اس میں سجدہ نہ کیا۔

فائدہ: مالکیہ کہتے ہیں کہ مفصل میں سجدہ تلاوت کا نہیں اور ابوثور نے کہا کہ سورہ نجم میں خاص کر سجدہ نہیں سو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب سے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ یہ قول مردود ہے اس لیے کہ آپ کا اس وقت سجدہ نہ کرنا مطلق ترک پر دلالت نہیں کرتا اس لیے کہ احتمال ہے کہ آپ نے بیان جواز کے واسطے اس کو ترک کر دیا ہو یعنی کبھی چھوڑ دینا بھی جائز ہے علاوہ ازیں دارقطنی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم میں سجدہ کیا سو ہم نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور راوی اس حدیث کے سب ثقہ ہیں پس ضروری ہے کہ ان میں تطبیق دی جائے اور وجہ تطبیق کی وہی ہے جو اوپر گزری اور حنفیہ اس حدیث میں تاویل کرتے ہیں کہ شاید زید نے سجدے کی آیت درمیان سے چھوڑ دی ہوگی اس واسطے سجدہ نہ کیا سو جواب اس کا یہ ہے کہ جب قاری سجدے کی آیت نہ پڑھے تو پھر بالاتفاق سجدہ واجب نہیں ہوتا اس صورت میں راوی کی یہ خبر محض لغو ہے اس کی صحت کی کوئی وجہ نہیں اور نیز اگر واجب ہوتا تو آپ زید کو اس کا حکم فرماتے گو مہلت کے ساتھ ہی سہی اور جب آپ نے اس کو حکم نہ فرمایا مع وقت بیان کے تو معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت کا واجب نہیں۔

١٠١١ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَالنَّجْمِ﴾ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا.

١٠١١۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَابُ سَجْدَةِ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾.

سورۃ اذا السماء انشقت میں سجدہ کرنے کا بیان۔

١٠١٢ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَا أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَرَأَ ﴿إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ فَسَجَدَ بِهَا فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَلَمْ أَرَكَ تَسْجُدُ قَالَ لَوْ لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ لَمْ أَسْجُدْ.

١٠١٢۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اُس نے سورۂ اذا السماء انشقت پڑھی اور اس میں سجدہ کیا سو میں نے کہا کہ اے ابو ہریرہ! کیا میں تجھ کو سجدہ کرتے نہیں دیکھتا ہوں یعنی اس میں سجدہ نہیں کرنا چاہیے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتے نہ دیکھتا تو سجدہ نہ کرتا۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب کا عمل اس کے برخلاف تھا اس واسطے اُس نے انکار کیا لیکن اس میں نظر ہے اور بر تقدیر تسلیم مطلق سجدہ کی نفی اس سے نہیں نکلتی احتمال ہے کہ مراد اس سے یہ ہو کہ یہ سجدہ نماز میں نہیں اور نیز جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی تو ابو سلمہ رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اس کے ساتھ تنازع نہ کیا اور نہ عمل مستمر کے ساتھ اس پر حجت پکڑی پس معلوم ہوا کہ یہ دعویٰ باطل ہے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین سے اس کا فعل ثابت ہو چکا ہے تو پھر ایسا کون سا عمل مستمر ہے جس کا اعتبار کیا جائے حالانکہ علماء مدینہ سے اس کا برخلاف ثابت ہو چکا ہے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ صحابہ اور تابعین سے منقول ہے۔

بَابُ مَنْ سَجَدَ لِسُجُوْدِ الْقَارِئِ.

جب سجدے کی آیت پڑھنے والا سجدہ کرے تو سننے والا بھی اس کے ساتھ سجدہ کرے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اس پر سب علماء کا اجماع ہے کہ جب سجدے کی آیت پڑھنے والا سجدہ کرے تو سننے والے پر بھی سجدہ کرنا لازم ہو جاتا ہے لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ سامع اس کو قصدًا سنے کما سیاتی اور اس باب میں اشارہ ہے کہ جب پڑھنے والا سجدہ نہ کرے تو سننے والا بھی سجدہ نہ کرے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک سننے والے پر ہر حال میں سجدہ کرنا واجب ہے خواہ قاری سجدہ کرے یا نہ کرے اور خواہ اس کو قصدًا کان لگا کر سنے یا اتفاقًا اس کے کان میں آواز پڑ جائے اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی اتفاقًا آیت سجدے کی آواز سنے تو اس پر سجدہ کرنا واجب نہیں لیکن افضل یہ ہے کہ سجدہ کرے۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لِتَمِيْمِ بْنِ حَذْلَمٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَقَرَأَ عَلَيْهِ سَجْدَةً فَقَالَ اسْجُدْ فَإِنَّكَ إِمَامُنَا فِيْهَا.

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تمیم سے کہا اور وہ کم عمر تھا سو اُس نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر سجدے کی آیت پڑھی سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ سجدہ کر اس واسطے کہ بیشک تو ہمارا امام ہے سجدے میں۔

فائدہ: ظاہر اس قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر تو سجدہ نہ کرے تو ہم بھی سجدہ نہ کریں گے پس معلوم ہوا کہ اگر قاری سجدہ نہ کرے تو سننے والا بھی نہ کرے پس یہی ہے وجہ مناسبت اس حدیث کی باب سے اور ابن ابی شیبہ نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ ایک لڑکے نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سجدے کی آیت پڑھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ نہ کیا سو اس لڑکے نے کہا کہ یا حضرت! کیا اس آیت میں سجدہ کرنا نہیں آیا؟ آپ نے فرمایا ہاں آیا ہے لیکن اگر تو سجدہ کرتا تو ہم بھی سجدہ کرتے سو یہ حدیث صریح ہے اس باب میں تاویل کی اس میں مطلق گنجائش نہیں پس ثابت ہوا کہ اگر امام سجدہ نہ کرے تو سننے والے پر بھی سجدہ کرنا لازم نہیں لیکن افضل یہ ہے کہ سجدہ کرے گو امام سجدہ نہ کرے۔

١٠١٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّوْرَةَ فِيْهَا السَّجْدَةُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ حَتّٰى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَوْضِعَ جَبْهَتِهٖ.

١٠١٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر وہ سورت پڑھتے تھے جس میں کہ سجدہ ہوتا سو آپ سجدہ کرتے یہاں تک کہ ہم میں سے کوئی اپنے ماتھے کی جگہ نہ پاتا یعنی آدمیوں کے ہجوم سے سجدے کی جگہ نہ ملتی۔

فائدہ: اگر آدمیوں کے ہجوم سے سجدے کی جگہ نہ پائے تو اگلے آدمی کی پیٹھ پر سجدہ کر لے ایسی تنگی کے وقت میں یہ امر جائز ہے۔

بَابُ ازْدِحَامِ النَّاسِ إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ السَّجْدَةَ.

جب امام سجدے کی آیت پڑھ لے تو اس وقت آدمیوں کو سجدے کے واسطے ہجوم کرنا جائز ہے۔

١٠١٤ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهٗ فَنَزْدَحِمُ حَتّٰى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا لِجَبْهَتِهٖ مَوْضِعًا يَسْجُدُ عَلَيْهِ.

١٠١٤۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے آیت سجدے کی اور ہم آپ کے پاس ہوتے سو آپ سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے سو ہم ہجوم کرتے یہاں تک کہ کوئی اپنے ماتھے کی جگہ نہ پاتا کہ اس میں سجدہ کرے۔

بَابُ مَنْ رَّاٰى أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُوْجِبِ السُّجُوْدَ وَقِيْلَ لِعِمْرَانَ بْنِ

اس شخص کا بیان جو اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ نے سجدہ تلاوت کا واجب نہیں کیا یعنی اکثر علماء کہتے ہیں کہ سجدہ

حُصَيْنٍ الرَّجُلُ يَسْمَعُ السَّجْدَةَ وَلَمْ يَجْلِسْ لَهَا قَالَ اَرَاَيْتَ لَوْ قَعَدَ لَهَا كَاَنَّهُ لَا يُوْجِبُهُ عَلَيْهِ وَقَالَ سَلْمَانُ مَا لِهٰذَا غَدَوْنَا.

تلاوت کا واجب نہیں سنت ہے۔
اور عمران کو کہا گیا کہ اگر کوئی مرد سجدے کی آیت سنے اور اس کے سننے کے واسطے نہ بیٹھا ہو یعنی اس کے سننے کا قصد نہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس نے کہا کہ بھلا بتلا تو اگر اس کے سننے کی نیت سے بیٹھے تو اس کا حکم کیا ہے؟ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا گویا کہ عمران قصدًا سننے والے پر سجدے کو واجب نہیں کرتا یعنی جب کہ قصدًا سننے والے پر تلاوت کا سجدہ واجب نہیں ہوتا تو اتفاقًا سننے پر بطریق اولیٰ واجب نہیں ہوگا۔
اور سلمان نے کہا کہ ہم اس واسطے باہر نہیں کہ سجدہ کریں

فائدہ: عبدالرزاق نے روایت کی ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک مجلس پر گزرے سو اُن لوگوں نے سجدے کی آیت پڑھی پس سب نے سجدہ کیا مگر سلمان نے سجدہ نہ کیا کسی نے اس کو کہا کہ تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ تب اس نے یہ کہا یعنی ہماری نیت سننے کی نہیں تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بے قصد سجدے کی آیت سنے تو اس پر سجدہ واجب نہیں۔

وَقَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّمَا السَّجْدَةُ عَلٰى مَنِ اسْتَمَعَهَا.

اور عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سجدہ تلاوت کا فقط اسی پر واجب ہے جو اس کو قصدًا سنے۔

فائدہ: عبدالرزاق نے روایت کی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ایک واعظ پر گزرے سو اس نے سجدے کی آیت پڑھی اس نیت سے کہ عثمان رضی اللہ عنہ بھی اس کے ساتھ سجدہ کریں سو اس وقت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کہا اور یہ بات کہہ کر چلے گئے اور سجدہ نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی اتفاق سے سجدے کی آیت سنے اور سننے کا قصد نہ ہو تو اس پر سجدہ تلاوت کا واجب نہیں ہوتا۔

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا يَسْجُدُ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ طَاهِرًا فَاِذَا سَجَدْتَّ وَاَنْتَ فِيْ حَضَرٍ فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَاِنْ كُنْتَ رَاكِبًا فَلَا عَلَيْكَ حَيْثُ كَانَ وَجْهُكَ.

اور زہری نے کہا کہ نہ سجدہ کر مگر یہ کہ تو پاک ہو اور جب تو سجدہ کرنے لگے اور تو گھر میں ہو تو قبلے کی طرف منہ کر اور اگر تو سفر میں ہو تو تجھ پر کچھ گناہ نہیں سجدہ کر جسطرف کہ تیرا منہ ہو۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت کا واجب نہیں اس لیے کہ اگر واجب ہوتا تو سواری پر جائز ہوتا کیونکہ

امن کے وقت واجب کا سواری پر ادا کرنا جائز نہیں۔

وَكَانَ السَّآئِبُ بْنُ يَزِيْدَ لَا يَسْجُدُ لِسُجُوْدِ الْقَاصِّ.

اور سائب بن یزید نہ سجدہ کرتے تھے واسطے سجدے قصہ خواں کے یعنی اگر کوئی واعظ سجدے کی آیت پڑھتا تو اس کے واسطے سجدہ تلاوت کا نہ کرتے۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی بے قصد سجدے کی آیت سنے تو اس پر سجدہ تلاوت کا کرنا واجب نہیں' نیز ان آثار سے معلوم ہوا کہ سننے والے پر سجدہ تلاوت کا واجب نہیں اور جو لوگ اس کو واجب کہتے ہیں وہ پڑھنے والے اور سننے والے میں فرق نہیں کرتے بلکہ دونوں پر واجب کہتے ہیں جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہے خواہ سننے کا قصد کرے یا نہ کرے پس مناسبت ان آثار کی باب سے ظاہر ہے اور حنفیہ کے پاس ان اثروں کا کوئی جواب معقول نہیں۔

١٠١٥ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ التَّيْمِيِّ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَكَانَ رَبِيْعَةُ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ عَمَّا حَضَرَ رَبِيْعَةُ مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَرَأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ بِسُوْرَةِ النَّحْلِ حَتّٰى إِذَا جَآءَ السَّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الْقَابِلَةُ قَرَأَ بِهَا حَتّٰى إِذَا جَآءَ السَّجْدَةَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا نَمُرُّ بِالسُّجُوْدِ فَمَنْ سَجَدَ فَقَدْ أَصَابَ وَمَنْ لَّمْ يَسْجُدْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَسْجُدْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَزَادَ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ

١٠١٥۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوا سو عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن منبر پر سورہ نحل پڑھی یہاں تک کہ جب سجدے کی آیت آئی تو منبر سے نیچے اتر کر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا یہاں تک کہ جب دوسرا جمعہ آیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے پھر وہی سورت پڑھی یہاں تک کہ جب سجدے کی آیت آئی تو فرمایا کہ اے لوگو! ہم سجدے کی آیت پر گزرتے ہیں سو جو سجدہ کرے وہ سنت کو پہنچا اور جو سجدہ نہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں اور عمر رضی اللہ عنہ نے خود سجدہ نہ کیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ نے سجدے کو فرض نہیں کیا مگر یہ کہ ہم چاہیں تو سجدہ کریں۔

السُّجُوْدَ إِلَّا أَنْ نَّشَآءَ.

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ سجدہ تلاوت کا واجب نہیں چنانچہ فتح الباری میں لکھا ہے کہ سجدہ تلاوت کے واجب نہ ہونے پر یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بڑی قوی دلیل ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بغیر ضرورت کے سجدہ تلاوت کا ترک کرنا جائز ہے اور سجدہ تلاوت کے واجب نہ ہونے کی ایک یہ دلیل ہے جو امام طحاوی حنفی نے بیان کی کہ جو آیتیں سجدے تلاوت میں وارد ہوئی ہیں ان میں سے بعض تو صیغہ خبر کے ساتھ واقع ہوئی ہیں اور بعض صیغہ امر کے ساتھ واقع ہوئی ہیں سو جو آیتیں کہ امر کے ساتھ واقع ہوئی ہیں ان میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان میں سجدہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں سو اگر سجدہ تلاوت کا واجب ہوتا تو صیغہ امر میں بطریق اولیٰ اتفاق ہوتا پس ان تمام حدیثوں اور اثروں سے معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت واجب نہیں سنت ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق اور اوزاعی اور جمہور علماء کا اور دلیل ان کی یہ حدیثیں ہیں جو اس باب میں مذکور ہوئیں اور نیز کہتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس قول کو صحابہ کے سامنے کہا اور باوجود کثرت کے کسی نے اس پر انکار نہ کیا پس یہ اجماع سکوتی ہے اس پر کہ سجدہ تلاوت کا واجب نہیں اور نیز دلیل اس کی وہ حدیث ہے جو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اوپر مذکور ہوئی اور اگر واجب ہوتا تو سوار کو ایماء اور رکوع سے ادا کرنا اور رکوع میں اس کا تداخل کرنا جائز نہ ہوتا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سجدہ تلاوت کا واجب ہے اور وہ اس پر کئی دلیلیں پیش کرتے ہیں پہلی دلیل ان کی وہ آیتیں ہیں جن میں صیغہ امر کا واقع ہوا ہے جیسا کہ آیت فاسجدوا للّٰہ ہے کہتے ہیں کہ مطلق امر واسطے وجوب کے ہوتا ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ امر استحباب اور سنیت پر محمول ہے اور یا مراد اس سے سجدہ نماز کا ہے اور یا یہ امر فرض نماز میں وجوب پر دلالت کرے گا اور سجدہ تلاوت میں سنیت پر دلالت کرے گا اور یہ مبنی ہے اوپر قاعدے امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کے کہ وہ مشترک لفظ کو دونوں معنوں پر محمول کرنے کو جائز رکھتے ہیں اور اس امر کو استحباب پر محمول کرنے کی دلیل وہ حدیثیں ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں اور آیتوں سے سجدہ تلاوت مراد رکھنے پر اتفاق نہیں بلکہ جمہور علماء اس کے مخالف ہیں کما مر اور اگر اتفاق ہوتا تو پھر جمہور علماء اس کو سنت نہ کہتے بلکہ واجب کہتے اور باوجود مخالف ہونے جمہور کے اتفاق کے کیا معنی ہوئے؟ بلکہ اگر اس کے برعکس دعویٰ کیا جائے اور کہا جائے کہ یہ امر بالاتفاق استحباب پر محمول ہے یا مراد اس سے سجدہ نماز کا ہے تو ممکن ہے فما ھو جوابکم فھو جوابنا اور نیز اگر اس امر کو وجوب پر محمول کیا جائے تو پھر اس سے سجدہ تلاوت کی فرضیت ثابت ہوگی نہ وجوب اس لیے کہ وجوب سے مراد وہاں فرض ہے اور حنفیہ کے مخالف ہے کہ وہ فرضیت کے قائل نہیں بلکہ وجوب کے قائل ہیں اور نیز علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سوائے چار سجدوں کے اور سجدے واجب نہیں جانتے پس اگر یہ امر عام ہوتا تو سب سجدوں کو شامل ہوتا اور دوسری دلیل ان کی وہ آیتیں ہیں جو ترک سجدے کے وعید پر دلالت کرتی ہیں اور بعض وہ

آیتیں ہیں جو کافروں کے سجدہ نہ کرنے کی مذمت پر دلالت کرتی ہیں اور بعض وہ آیتیں ہیں جو فرشتوں کے فعل سے خبر دیتی ہیں پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ تلاوت کا واجب ہے اس لیے کہ کفار کے ساتھ تشبیہ سے پرہیز کرنی اور فرشتوں کا اقتداء کرنا واجب ہے سو جواب اس کا بھی وہی ہے جو پہلی دلیل میں گزرا اور نیز جب حضرت ﷺ کے ہر فعل میں پیروی واجب نہیں بلکہ بعض فعل مستحب اور مباح بھی ہیں تو پھر اور پیغمبروں اور فرشتوں کی پیروی کہاں سے واجب ہو گی اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی دلالت ظنی ہے اس لیے فرضیت پر دلالت نہیں کر سکیں گے بلکہ وجوب پر دلالت کریں گے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ محض خیال فاسد ہے اس لیے کہ اولا تو فرض اور واجب میں فرق مخالف کے نزدیک مسلم نہیں دوم امر اور وعید شدید کی آیتوں میں یہ احتمال ظنیت کا بالکل نہیں ہو سکتا کہ امر یا تو فرضیت کے واسطے ہو گا یا استحباب کے واسطے ہو گا ان کے درمیان کوئی اور درجہ نہیں مدعی پر لازم ہے کہ اصول سے کوئی وجوب کا درجہ ان میں ثابت کرے اور نیز جب ان کی دلیل ظنی ٹھہری تو جو حدیثیں کہ عموم وجوب پر دلالت کرتی ہیں وہ ان کے معارض ہو جائیں گی اور دلیل ظنی خبر واحد سے بالاتفاق کم ہے بلکہ قیاس سے بھی اس کا درجہ کم ہے پس اس صورت میں یہ حدیثیں عدم وجوب کی بالاتفاق ان پر مقدم ہوں گی کہ درجہ شہرت کو پہنچ گئی ہیں اور اس پر صحابہ کا اجماع سکوتی ہو چکا ہے اور تیسری دلیل ان کی یہ حدیث ہے کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن سجدے کی آیت پڑھی سو تمام لوگوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا سوار اور پیادہ سو جواب اس کا یہ ہے کہ مجرد فعل سے وجوب ثابت نہیں ہو سکتا ہے اور یہ کچھ ضروری نہیں کہ فقط وجوب ہی میں ہجوم ہو بلکہ سنت اور استحباب میں بھی یہ ہجوم ہو سکتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دو معنوں کو ایک لفظ مشترک میں جمع کرنا جائز نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ فرض اور واجب میں فرق کرنا بھی جائز نہیں فما هو جوابنا فهو جوابكم اور نیز جب امام شافعی رحمہ اللہ جیسے اعلیٰ مجتہد اس کو جائز رکھتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ اس میں اتفاق نہیں پس اس سے امام شافعی رحمہ اللہ پر الزام نہیں آ سکتا ہے ہر مجتہد کی اپنی اپنی اصطلاح علیحدہ ہے پس یہ عین متنازعہ فیہ مسئلہ ہے اس کو جھگڑا پیش کرنا محض فضول ہے اور بعض حنفی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ فرض اور واجب میں فرق ہے اور نفی فرض سے نفی واجب کی لازم نہیں آتی ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ محض حنفیوں کی اصطلاح ہے اور صحابہ اس میں کچھ فرق نہیں کرتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کا قول کہ جو سجدہ نہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں صریح ہے اس تاویل کے باطل ہونے میں اور بعض کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جو کہا کہ اگر ہم چاہیں تو سجدہ کریں سو اس کا معنی یہ ہے کہ اگر ہم چاہیں تو واجب ہو جائے گا سو جواب اس کا یہ ہے کہ اس تاویل کا باطل ہونا اظهر من الشمس ہے اس لیے کہ مستحب یا مباح امر کے التزام سے اس کا وجوب لازم نہیں آتا اور نیز عمر رضی اللہ عنہ کا قول مذکور صریح ہے اس تاویل کے باطل ہونے میں اس لیے کہ فعل کے ترک سے گناہ کا نہ ہونا اس کے عدم وجوب پر دلالت کرتا ہے اور یہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ نے ہم پر سجدہ فرض نہیں کیا تو بعض حنفی اس کا یہ معنی

کرتے ہیں کہ جب سجدے کی آیت پڑھے تو اسی وقت سجدہ کرنا واجب نہیں بلکہ اس سے پیچھے مہلت کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے اور یہی ہے معنی عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کا جو سجدہ نہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ تاویل ظاہر اس حدیث کے بالکل مخالف ہے اور نیز اس میں صریح موجود ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سجدہ نہ کیا اور اگر عمر رضی اللہ عنہ بعد کو سجدہ کر لیتے تو راوی یوں نہ کہتا اور نیز کسی صحابی سے ثابت نہیں کہ اس نے اس سجدہ کو اس کی مہلت کے ساتھ ادا کیا ہو اور اگر صحابہ اسی وقت یا مہلت کے ساتھ اس سجدے کو کرتے تو راوی اس کو نقل کرتا جیسا کہ پہلے جمعہ کے سجدے کو نقل کیا کیونکہ جب راوی نے آٹھ دن گزشتہ کے واقعہ کو یاد رکھا اور بیان کر دیا تو پھر دو چار گھڑی کے واقعہ کو ترک کرنا کیسے ممکن تھا خاص کر ایسی حالت میں کہ راوی کی غرض اس حدیث کے روایت کرنے سے فقط سجدہ بیان کرنا ہے **کما هو ظاهر من السیاق** پس معلوم ہوا کہ کسی صحابی نے اس دن سجدہ نہیں کیا پس محض احتمال ظاہر معنی حدیث کے مقابلے میں قطعا باطل ہے اور نیز جب سجدہ تلاوت کی تاخیر جائز ہے تو پھر حنفیہ اس کو مکروہ وقت کیوں جائز رکھتے ہیں کامل وقت تک اس کو تاخیر کیوں نہیں کرتے اور نیز اگر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کا یہ معنی کیا جائے تو اس سے سجدہ تلاوت کی فرضیت لازم آئے گی **ولم يقل به احد** اور نیز حنفیہ بھی اس کے قائل نہیں **فما هو جوابكم فهو جوابنا** اور اس حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خطبے میں قرآن پڑھنا جائز ہے اور اگر کسی سجدے کی آیت پر گزرے تو منبر سے نیچے اتر کر سجدہ کرنا جائز ہے اور اس سے خطبہ قطع نہیں ہوتا اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر خطیب سجدے کی آیت پر گزرے تو سجدہ نہ کرے بلکہ خطبہ پڑھتا جائے مگر یہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی صریح ہے اس کے رد میں کہ اس نے منبر سے نیچے اتر کر سجدہ کیا اور کسی نے اس پر انکار نہ کیا۔

بَابُ مَنْ قَرَأَ السَّجْدَةَ فِي الصَّلَاةِ فَسَجَدَ بِهَا.

اگر کوئی شخص سجدے کی آیت کو نماز میں پڑھے اور نماز کے اندر سجدے کو کر لے تو جائز ہے۔

فائدہ: امام مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اگر سجدے کی آیت نماز میں پڑھے تو نماز کے اندر سجدہ نہ کرے سو امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ یہ قول مردود ہے۔

١٠١٦ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرٌ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ فَسَجَدَ فَقُلْتُ مَا هٰذِهِ قَالَ سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَزَالُ

١٠١٦۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی سو اس نے سورۂ اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدہ کیا سو میں نے کہا کہ یہ سجدہ کیسا ہے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے یہ سجدہ کیا ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سجدہ کیا تھا سو ہمیشہ میں اس کو نماز میں کیا کروں گا یہاں تک کہ آپ سے

أَسْجُدُ فِيهَا حَتّٰى أَلْقَاهُ.

ملاقات کروں یعنی عالم ارواح میں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت کا نماز کے اندر کرنا جائز ہے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَجِدْ مَوْضِعًا لِلسُّجُوْدِ مَعَ الْإِمَامِ مِنَ الزِّحَامِ.

جو شخص آدمیوں کے ہجوم سے امام کے ساتھ سجدے کی جگہ نہ پائے وہ کیا کرے؟۔

فائدہ: اگر فرض نماز میں آدمیوں کی کثرت ہو اور سجدہ کرنے کی جگہ نہ ملے تو اگلے آدمیوں کی پیٹھ پر سجدہ کرے اور یہی قول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اور ساتھ اسی کے قائل ہیں کوفے والے اور احمد اور اسحاق اور عطاء اور زہری کہتے ہیں کہ دیر کرے یہاں تک کہ جب لوگ سر اٹھالیں تو اس وقت سجدہ کرے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں جمہور علماء اور امام مالک رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے اور جب فرضوں میں یہ بات جائز ہوئی تو سجدہ تلاوت میں بطریق اولیٰ جائز ہوگی اور ظاہر غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس سے یہی معلوم ہوتی ہے کہ جس طرح سے ہو سکے سجدہ کرے گو اگلے آدمی کی پیٹھ پر کرنا پڑے۔

۱۰۱۷ ۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ السُّوْرَةَ الَّتِيْ فِيهَا السَّجْدَةُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ حَتّٰى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَكَانًا لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ.

۱۰۱۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں سورت کو پڑھتے تھے جس میں کہ سجدہ ہوتا سو آپ سجدہ کرتے اور ہم سب بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے یہاں تک کہ ہم میں سے بعض ماتھا رکھنے کی جگہ نہ پاتے کہ اس میں سجدہ کریں یعنی سب سجدہ کرتے تھے کوئی باقی نہیں رہتا تھا اور یہ معاملہ کئی بار واقع ہوا ہے۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَبْوَابُ تَقْصِيْرِ الصَّلاةِ — نماز کے قصر کرنے کا بیان

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّقْصِيْرِ وَكَمْ يُقِيْمُ حَتّٰى يَقْصُرَ.

سفر میں دوگانہ پڑھنے کا بیان اور کتنے دن ٹھہرے یہاں تک کہ قصر کرے۔

فائدہ: اس باب میں دو مسئلے ہیں پہلا مسئلہ یہ ہے کہ جب کوئی سفر کو جائے تو اس میں چار رکعت فرض کو دو کر کے پڑھنا جائز ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب کوئی سفر کو جائے اور کسی غیر شہر میں چند روز ٹھہرنا چاہے تو اس میں دوگانہ پڑھنے کی حد کتنے دن تک ہے دس یا پندرہ یا اس سے کم وبیش سو جاننا چاہیے کہ سب علماء کا اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ مسافر کو سفر کی حالت میں قصر کرنا یعنی دوگانہ پڑھنا جائز ہے لیکن امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور جمہور علماء کہتے ہیں ہر سفر مباح میں قصر جائز ہے خواہ عبادت کے واسطے ہو خواہ تجارت کے واسطے ہو اس لیے کہ مسافر کو سفر میں تکلیف ہوتی ہے پس تخفیف کے لیے اس کے حق میں قصر جائز رکھا گیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر خوف کا سفر ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ فقط حج یا عمرے یا جہاد کے سفر میں قصر جائز ہے اور میں نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ فقط عبادت کے سفر میں جائز ہے اور میں نہیں اور نیز شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ اگر گناہ کا سفر ہو جیسے چوری وغیرہ کے واسطے سفر کرے تو اس میں قصر جائز نہیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ گناہ کے سفر میں بھی نماز کو قصر کرنا اور دوگانہ پڑھنا جائز ہے اور دوسرے مسئلے میں بھی علماء کو اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ جب مسافر کسی شہر یا گاؤں میں چار دن کامل یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے تو پوری نماز پڑھے اس کو دوگانہ پڑھنا جائز نہیں ہے اور چار دن سے کم میں قصر کرنا جائز ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو پوری نماز پڑھے اس وقت اس کو قصر کرنا جائز نہیں اور اگر اس سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے تو اس کو قصر کرنا جائز ہے اور دلیل امام شافعی رحمہ اللہ کی حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے جو ابھی آتی ہے اور نیز قصر کے چار دن ہونا عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اور حنفیہ جو پندرہ دن کے قائل ہیں تو وہ اس کو طہر کی اقل مدت پر قیاس کرتے ہیں لیکن نص کے مقابلے میں قیاس بالا جماع فاسد ہے بلکہ ضعیف حدیث بھی قیاس پر مقدم ہے اور اسحاق بن راہویہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر انیس دن کی نیت کرے تو قصر کرے ورنہ پوری نماز پڑھے اور اگر مسافر کی نیت ٹھہرنے کی نہ ہو بلکہ یہ

نیت ہو کہ آج جاؤں گا یا کل چلا جاؤں گا تو اکثر علماء کہتے ہیں کہ دوگانہ پڑھے اگرچہ کئی مہینوں یا برسوں تک ٹھہرا رہے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ آذر بائیجان میں چھ مہینے متردد ٹھہرے رہے اور قصر کرتے رہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر اس تردد میں اٹھارہ دن ٹھہرا رہے تو بعد اس کے قصر کرنا جائز نہیں پوری نماز پڑھے جیسا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ میں اٹھارہ دن ٹھہرے اور قصر کرتے تھے اور بعض انیس دن کہتے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ اور ابن منذر وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ صبح اور شام کی نماز میں قصر جائز نہیں۔

١٠١٨ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ وَحُصَيْنٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَقْصُرُ فَنَحْنُ إِذَا سَافَرْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ قَصَرْنَا وَإِنْ زِدْنَا أَتْمَمْنَا.

١٠١٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں انیس دن ٹھہرے رہے دوگانہ پڑھتے تھے سو جب ہم مسافر ہوتے اور کسی جگہ انیس دن ٹھہرتے تو دوگانہ پڑھتے اور اگر اس سے زیادہ دن ٹھہرتے تو پوری نماز پڑھتے۔

فائدہ: اس حدیث کے بعض طریقوں میں سترہ دن کا ذکر آیا ہے اور بعض میں پندرہ دن کا ذکر آیا ہے اور بعض میں اٹھارہ دن کا ذکر آیا ہے سو بیہقی نے ان میں اس طور سے تطبیق دی ہے کہ جس نے انیس دن کہا ہے اس نے داخل ہونے اور نکلنے کا دن بھی شمار کر لیا ہے اور جس نے اٹھارہ دن کہا ہے اس نے دنوں سے ایک شمار کیا ہے اور جس نے سترہ دن کہا ہے اس نے دونوں کو شمار نہیں کیا اور جس نے پندرہ دن کا ذکر کیا تو شاید اس نے یہ خیال کیا کہ اصل روایت سترہ دن کی ہے اور داخل ہونے اور نکلنے کا دن اس نے اس میں شمار نہیں کیا پس باقی پندرہ دن رہے پس اس سے معلوم ہوا کہ انیس دن کی روایت کو سب سے زیادہ ترجیح ہے اور اکثر روایات صحیحہ اس کے موافق آئی ہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قوم ہوازن کے معاملہ میں متردد تھے کہ اگر وہ تابع ہو جائیں تو مدینے کی طرف پلٹ جائیں ورنہ ان سے لڑیں پس معلوم ہوا کہ جو شخص متردد ہو کہ جب اپنے کام سے فارغ ہو گا وہاں سے کوچ کرے گا تو اس کو دوگانہ جائز ہے اس لیے کہ اصل مقیم میں اتمام ہے سو جب ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے زیادہ سفر میں نہیں ٹھہرے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو نہایت سفر کے قرار دیا، واللہ اعلم۔

١٠١٩ - حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ

١٠١٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے سے مکہ کو نکلے سو آپ دو دو رکعتیں پڑھتے تھے یعنی چار رکعت فرض کے بدلے دوگانہ پڑھتے تھے یہاں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلٰى مَكَّةَ فَكَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ قُلْتُ أَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا قَالَ أَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا.

تک کہ ہم مدینے کی طرف پلٹ آئے میں نے کہا کہ کیا تم مکہ میں کچھ دن ٹھہرے تھے؟ انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم اس میں دس دن ٹھہرے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث مذکور کی معارض نہیں اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث فتح مکہ کے دن کی ہے اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث حجۃ الوداع کے دن کی ہے اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم دس دن مکہ میں ٹھہرے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ خاص مکہ میں دس دن ٹھہرے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ مکہ اور اس کے گرد وجوار میں دس دن ٹھہرے اور بیان اس کا اس طور پر ہے کہ حجۃ الوداع میں آپ چوتھی ذی الحجہ کو مکہ میں داخل ہوئے اور پانچویں اور چھٹی اور ساتویں کو مکہ میں ٹھہرے اور آٹھویں کے دن منیٰ کو گئے اور نویں کے دن عرفات میں گئے اور دسویں کے دن پلٹ کر پھر منیٰ میں آئے سو گیارہویں اور بارہویں وہاں ٹھہرے پھر تیرہویں کے دن مکہ میں آئے اور چودھویں کے دن مدینہ کی طرف نکلے سو کل مدت مکہ میں ٹھہرنے کی چار دن ہوئی اور جب داخل ہونے کا دن اس سے نکال دیا جائے تو باقی تین دن رہے پس معلوم ہوا کہ اگر مسافر چار دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے تو دوگانہ پڑھے اس لیے کہ آپ کی نیت اقامت کی تھی کہ حاجی کو حج ادا کرنے تک ٹھہرنا ضروری ہے بجز اس کے کوئی چارہ نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تین دن اقامت شرعیہ نہیں اور یہ کہ داخل ہونے اور نکلنے کا دن اس میں محسوب نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں راوی نے مسامحت (چشم پوشی) کی ہے کہ منیٰ اور عرفات کے دنوں کو بھی مکہ کے دنوں میں داخل کیا حالانکہ وہ اس سے خارج ہیں پس معلوم ہوا کہ آپ مکہ میں کامل چار دن نہیں ٹھہرے اور امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث انس رضی اللہ عنہ کا کوئی معنی نہیں ہوسکتا مگر یہ کہ کہا جائے کہ آپ جتنے دن مکہ اور منیٰ اور عرفات وغیرہ میں ٹھہرے تھے انس رضی اللہ عنہ نے سب کو شمار کرلیا۔

بَابُ الصَّلَاةِ بِمِنًى.

منیٰ میں نماز پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: منیٰ ایک پہاڑی کا نام ہے تین کوس مکہ سے آٹھویں ذی الحجہ کو حاجی لوگ وہاں جا کر ٹھہرتے ہیں اور عرفات سے پلٹ کر پھر دسویں اور گیارہویں اور بارہویں کو وہیں آ کر ٹھہرتے ہیں سو جو شخص باہر سے حج کے واسطے سفر کر کے مکہ میں آئے اس کو ان دنوں میں مکہ اور منیٰ اور عرفات وغیرہ میں نماز کا قصر کرنا جائز ہے اور جو لوگ کہ مکہ میں رہتے ہیں ان کی نماز میں اختلاف ہے مالکیہ کہتے ہیں کہ مکہ میں ہمیشہ رہنے والے منیٰ وغیرہ جگہوں میں دوگانہ پڑھیں اور اسی طرح منیٰ میں ہمیشہ رہنے والے بھی عرفات اور مکہ وغیرہ میں دوگانہ پڑھیں اور قاعدہ ان کا یہ ہے کہ مکہ اور منیٰ وغیرہ والے اپنے گھر میں یعنی مکہ اور منیٰ وغیرہ میں قصر نہ کریں اور اس کے سوا دوسری جگہوں عرفات اور مزدلفہ وغیرہ

میں قصر کریں اور امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ جمہور علماء کہتے ہیں کہ مکہ اور منیٰ والے قصر نہ کریں پوری نماز پڑھیں اور امام مالک رحمہ اللہ جو ان جگہوں میں قصر کو سنت کہتے ہیں تو اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ عبادات حج کے سبب سے ہے نہ سفر کے سبب سے اس لیے کہ مکہ اور منیٰ میں سفر کی مسافت نہیں لیکن امام طحاوی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ اگر نسک کے سبب سے قصر ہوتا تو پھر منیٰ والوں کو حج کے دنوں میں اپنے گھر میں بھی قصر کرنا جائز ہوتا حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں اور جمہور کہتے ہیں کہ قصر سفر کے سبب سے جائز ہوا ہے اور مکہ اور منیٰ وغیرہ جگہوں کے درمیان حد سفر کی پائی نہیں جاتی پس مکہ اور منیٰ والوں کو قصر کرنا جائز نہیں ہوگا۔

١٠٢٠ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ صَدْرًا مِّنْ إِمَارَتِهٖ ثُمَّ أَتَمَّهَا.

١٠٢٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں نماز پڑھی یعنی دوگانہ پڑھا اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کے ابتداء خلافت میں بھی دوگانہ ہی پڑھا پھر بعد ازاں عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو پورا پڑھا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں خلیفے منیٰ میں دوگانہ پڑھتے رہے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی حکومت کی ابتداء میں منیٰ کے درمیان دو ہی رکعتیں پڑھیں پس معلوم ہوا کہ مسافر کو منیٰ میں دوگانہ پڑھنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی باب سے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو بعد ازاں منیٰ میں پوری نماز پڑھی تو اس سبب یہ ہے کہ وہ قصر کو اسی شخص کے ساتھ خاص کرتے تھے جو عین سفر کے درمیان راہ میں جا رہا ہو جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے جو فتح الباری میں مذکور ہے اور اگر سفر کے درمیان کسی جگہ میں چند روز ٹھہر جائے تو وہ پوری نماز پڑھے گو نیت ٹھہرنے کی نہ ہو تو اس کا حکم مقیم کا ہے اور طحاوی نے روایت کی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعتیں اس واسطے پڑھیں کہ اس سال جنگلی لوگ حج کو بہت آئے تھے پس غرض عثمان رضی اللہ عنہ کی اس سے یہ تھی کہ ان جنگلیوں کو معلوم ہو جائے کہ نماز چار رکعت ہے اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں پوری نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ دوگانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے لیکن اس سال میں جنگلی لوگ بہت آئے تھے سو میں ڈرا اس سے کہ یہ لوگ سب وقتوں میں دوگانہ پڑھنے کو سنت ٹھہرائیں اور ایک جنگلی نے اس کو منیٰ میں کہا کہ اے امیر المومنین! میں نے تجھ کو پہلے سال منیٰ میں دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تھا تب سے میں ہمیشہ دوگانہ پڑھتا ہوں اور یہ طریق آپس میں ایک دوسرے کو تقویت کرتے ہیں اور اس سے کوئی مانع نہیں کہ اصل سبب ان کے پوری نماز پڑھنے کا یہی ہو اور یہ وجہ پہلی وجہ کے معارض نہیں بلکہ اس کی تقویت کرتی ہے اس لیے کہ حالت اقامت کی

سفر کے درمیان زیادہ قریب ہے طرف مطلق اقامت کے بخلاف راہ چلنے والے کے اور بعض کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ دونوں امروں کو جائز رکھتے تھے اتمام کو بھی اور قصر کو بھی کما سیاتی انشاء اللہ تعالٰی اور مسلم میں روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب امام کے ساتھ نماز پڑھتے تو پوری پڑھتے اور جب تنہا پڑھتے تو دوگانہ پڑھتے تھے اور شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے پہلی وجہ کو اختیار کیا ہے اور مترجم کی یہ دوسری وجہ مختار ہے اور پہلی وجہ کا حال بھی یہی نکلتا ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالٰی۔

١٠٢١ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمَنَ مَا كَانَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ.

١٠٢١۔ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منیٰ میں دو رکعتیں نماز پڑھائی اس حال میں کہ آپ سب وقتوں سے زیادہ تر امن میں تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مسافر منیٰ میں دوگانہ پڑھے اتمام نہ کرے پس مناسبت حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور امن کا ذکر اس واسطے کیا کہ ظاہر آیت سے یہ وہم ہوتا ہے کہ قصر فقط خوف کی حالت میں جائز ہے اور وقت میں جائز نہیں سو اس وہم کے دفع کرنے کے واسطے راوی نے یہ لفظ زیادہ کیا یعنی سفر کے درمیان قصر ہر حال میں جائز ہے خواہ خوف ہو یا نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ آیت ﴿وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ﴾ الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ قصر فقط خوف کی حالت میں ہے امن میں قصر جائز نہیں مگر یہ قول مردود ہے اس لیے کہ صحیح مسلم میں صریح موجود ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ کا صدقہ ہے کہ اس نے تم پر عنایت کیا پس یہ ظاہر ہے اس میں کہ صحابہ نے اس سے سفر میں مطلق قصر کرنا سمجھا خوف کے ساتھ خاص نہ کیا اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور بعض اس آیت کو نماز خوف کے ساتھ خاص کرتے ہیں کما مر لیکن یہ جمہور علماء اور اس حدیث کے مخالف ہے۔

١٠٢٢ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ صَلّٰى بِنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَقِيْلَ ذٰلِكَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِيْ بَكْرٍ

١٠٢٢ حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ہم کو منیٰ میں چار رکعتیں نماز پڑھائی سو اس فعل عثمانی میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھا یعنی افسوس کیا اور کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں نماز پڑھی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی اس میں دو رکعتیں پڑھیں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی منیٰ میں دو ہی رکعتیں پڑھیں پس کاش کہ میرا حصہ ان چار رکعتوں سے دو ہی رکعتیں مقبول

الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ فَلَيْتَ حَظِّيْ مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ.

ہوتیں یعنی کاش کہ عثمان رضی اللہ عنہ بھی ان چار رکعتوں کے بدلے دو ہی رکعتیں پڑھتے جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں خلیفوں نے پڑھی ہے۔

فائدہ: جب کوئی مصیبت در پیش آجائے تو اس وقت انا للہ...... الخ پڑھتے ہیں اور چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو ترک کرنا بھی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ایک مصیبت معلوم ہوئی اس واسطے اس نے یہ آیت پڑھی پس اس میں اعتراض ہے عثمان رضی اللہ عنہ پر کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کا خلاف کیا حنفی کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منیٰ میں چار رکعت پڑھنا صحابہ کے درمیان مشہور نہیں تھا سو اس کا جواب یہ ہے کہ فقط ایک ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے انکار سے یہ لازم نہیں آتا کہ اور کسی صحابی کو بھی معلوم نہ ہو اور نیز صدہا صحابہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ میں موجود تھے سو کسی نے اس پر انکار نہ کیا اور انکار کی روایت بالکل ضعیف ہے کما سیاتی پس گویا یہ اجماع سکوتی ہے پس حنفی اس کا کچھ جواب نہیں دے سکتے اور نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے باوجود اس انکار کے عثمان رضی اللہ عنہ کی موافقت کی اور اس ساتھ چار رکعتیں نماز پڑھی اور کہا کہ شر کے خوف سے میں نے پڑھی ہیں پس اگر پوری نماز پڑھنی جائز نہ ہوتی تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ ناجائز امر کو کبھی اختیار نہ کرتے اور شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منیٰ میں پوری نماز پڑھنی بھی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک جائز تھی ورنہ چار رکعت وغیرہ سے حصہ لینے کی تمنا کرنے کے کوئی معنیٰ نہ تھے بلکہ سب نماز باطل ہو جاتی اور بعض کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک دوگانہ پڑھنا فرض تھا اس بنا پر یہ تاویل ابن حجر رحمہ اللہ کی صحیح نہ ہوگی بلکہ پوری نماز پڑھنی باطل ہوگی سو جواب اس کا یہ کہ قصر کو فرض کہنا حنفیہ کے بھی مخالف ہے کہ وہ اس کو واجب کہتے ہیں اور نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ پوری نماز پڑھی پس اس صورت میں گو امام وقت کی مخالفت نہ پائی گئی لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی نماز باطل ہوئی اور امام کی مخالفت کے خوف سے اس نے اپنی نماز کو باطل کیا پس اب حنفیہ کو لازم ہے کہ اس کی نماز کی صحت ثابت کریں، ودنہ حرط القتاد.

بَابُ كَمْ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّتِهٖ.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے وقت کتنے دن مکہ میں ٹھہرے؟۔

فائدہ: مقصود اس باب سے یہ ہے کہ محقق قصر میں نیت اقامت کی ہے اور یہ وہ مدت ہے جو خاص مکے میں ٹھہرے منیٰ کی طرف نکلنے سے پہلے اور وہ تین دن ہیں اس لیے کہ آپ چوتھی ذی الحجہ کو مکہ میں داخل ہوئے اور آٹھویں کو منیٰ کی طرف نکلے سو آپ نے اس میں اکیس نمازیں پڑھیں چوتھی کی ظہر سے آٹھویں کی ظہر تک اور اس میں آپ کی نیت اقامت کی تھی لیکن پورے چار دن آپ نہیں ٹھہرے اس لیے کہ داخل ہونے اور نکلنے کا دن اس میں گنا نہیں گیا۔

١٠٢٣ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ لِصُبْحِ رَابِعَةٍ يُلَبُّوْنَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوْهَا عُمْرَةً إِلَّا مَنْ مَّعَهُ الْهَدْيُ تَابَعَهُ عَطَآءٌ عَنْ جَابِرٍ.

١٠٢٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب چوتھی ذی الحجہ کو مکہ میں آئے اس حال میں کہ وہ حج کے ساتھ لبیک کہتے تھے یعنی صرف حج کا احرام باندھے ہوئے تھے سو آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ اس کو عمرہ کر ڈالیں یعنی حج کی نیت چھوڑ کر عمرے کی نیت کر لیں اور عمرہ کر کے احرام کھول دیں پھر آٹھویں ذی الحجہ کے دن نیا احرام باندھ کر حج ادا کریں مگر جو شخص ہدی ساتھ لایا ہے وہ حج کے احرام کو نہ توڑے بلکہ اپنے احرام پر قائم رہے اور تمام احکام حج کے ادا کر کے حلال ہو جائے۔

فائدہ: امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور جمہور علماء سلف وخلف کے نزدیک حج کے احرام کو عمرہ کر کے کھول ڈالنا جائز نہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ معاملہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھا ان کے بعد یہ کام کسی کو جائز نہیں اور امام احمد رحمہ اللہ اور ایک جماعت اہل ظاہر کے نزدیک اب بھی ایسا کرنا جائز ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ میں کسی صحابی کو نہیں جانتا کہ اس نے اس کام کو جائز رکھا ہو سوائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور بیان اس مسئلے کا کتاب الحج میں آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور بعض کہتے ہیں کہ مقصود اس باب سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کتنے دن مکہ اور اس کے گرد وجوار میں ٹھہرے سو اس حدیث سے اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ آپ مکہ اور اس کے گرد وجوار میں کل دس دن ٹھہرے چوتھی ذی الحجہ کو مکہ میں داخل ہوئے اور چودھویں تاریخ کو مکہ سے مدینہ کو پلٹ گئے اور اس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں اگرچہ اس کی انتہا کا ذکر نہیں لیکن وقائع سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مکہ میں کل دس دن ٹھہرے، کما مر واللہ اعلم۔

بَابٌ فِيْ كَمْ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ. کتنے دن کے سفر میں قصر کرنا جائز ہے؟۔

فائدہ: مقصود اس باب سے یہ ہے کہ مدت اور حد سفر کی کہاں تک اور کتنے دن تک ہے کہ جب کوئی مسافر اس کی طرف پہنچنے کی نیت کرے تو اس کو قصر کرنا جائز ہے اور اس سے کم میں جائز نہیں اور اس میں بیس قول پر اختلاف ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک مختار مذہب یہ ہے کہ ادنیٰ مدت سفر کی ایک رات دن ہے اور امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور اوزاعی اور فقہا اصحاب حدیث وغیرہ کہتے ہیں کہ دو منزلوں سے کم سفر میں قصر کرنا جائز نہیں اور وہ اڑتالیس میل کی ہوتی ہیں اور ایک میل چھ ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے اور ایک ہاتھ چوبیس انگلی کا ہوتا ہے چوڑائی کی طرف سے اور ایک انگلی چھ جو کی ہوتی ہے چوڑائی کی طرف سے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور کوفے

والے کہتے ہیں کہ تین منزلوں سے کم سفر میں قصر کرنا جائز نہیں اور یہی منقول ہے عثمان رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اور بعض کہتے ہیں تین دن حد ہے اور ان کے نزدیک تمام دن بلکہ اگر صبح سے دوپہر تک چل کر مقصود کی جگہ پہنچ جائے اور آرام کرے پھر دوسرے دن اور تیسرے دن اسی طرح کرے اور اہل ظاہر کہتے ہیں کہ ہر سفر میں دوگانہ پڑھنا جائز ہے خواہ تھوڑا ہو یا بہت یہاں تک کہ تین کوس کے سفر میں بھی قصر کرنا جائز رکھتے ہیں اور شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ محدثین کے نزدیک سفر کی حد میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی بلکہ ہر سفر کو سفر کہا جاتا ہے خواہ تھوڑا ہو یا بہت ہو اور حدیثوں سے مطلق سفر ثابت ہوتا ہے اور یہی بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے۔ انتہیٰ ملخصا۔

وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَّلَيْلَةً سَفَرًا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يَقْصُرَانِ وَيُفْطِرَانِ فِيْ أَرْبَعَةِ بُرُدٍ وَهِيَ سِتَّةَ عَشَرَ فَرْسَخًا.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن رات کی مسافت کا نام سفر نام رکھا جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے آئندہ ثابت ہوتا ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما ور ابن عباس رضی اللہ عنہما چار برید کے سفر میں قصر کرتے تھے اور روزہ کھولتے تھے اور چار برید سولہ فرسخوں کے ہوتے ہیں۔

فائدہ: ایک برید چار فرسخ کی ہوتی ہے اور ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے اور میل کی حد اوپر بیان ہو چکی ہے اور بعضوں نے کہا کہ میل اس کو کہتے ہیں جہاں تک آدمی کی نظر پہنچے اور بعض نے کہا کہ میل کی حد وہاں تک ہے کہ برابر زمین پر کسی شخص کو دیکھے اور معلوم نہ کر سکے کہ وہ عورت ہے یا مرد آنے والا یا جانے اور بعض نے کہا کہ میل بارہ ہزار قدم کا ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ چار ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ تین ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ پانچ سو ہاتھ کا ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اونٹ کے ہزار قدم کا ہوتا ہے لیکن ان سب میں صحیح قول وہی ہے جو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میل چھ ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے واللہ اعلم۔ پس قصر کے سفر کی حد برید کے حساب سے چار برید ہے اور فرسخوں کے حساب سے سولہ فرسخ ہے اور میلوں کے حساب سے اڑتالیس میل ہے اور قدم کے حساب سے پانچ لاکھ اور چھہتر ہزار قدم ہے اور ہاتھ کے حساب سے دو لاکھ اور اٹھاسی ہزار ہاتھ ہے اور انگلیوں کے حساب سے انہتر لاکھ بارہ ہزار ہے اور جو کے حساب سے چار کرو ر اور دس لاکھ اور بہتر ہزار ہے اور بعد اس کے جاننا چاہیے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سفر کی حد میں نہایت مختلف راویتیں آئی ہیں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تو بعض روایتوں میں اڑتالیس میل کا ذکر آیا ہے اور بعض میں چھیانوے میل کا ذکر آیا ہے اور بعض میں بہتر کا اور بعض میں تیس کا اور بعض میں ایک میل کا اور بعض میں ایک گھڑی کا ذکر آیا ہے اور ان میں تطبیق کی کوئی صورت معلوم نہیں ہوئی مگر یہ کہ اختلاف اوقات پر محمول کیا جائے اور مطلق سفر

میں قصر جائز رکھا جائے کما قاله اهل الظاهر والله اعلم اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی بعض روایتوں میں ایک دن کا ذکر آیا ہے اور بعض میں ایک دن رات کا ذکر آیا ہے اور چونکہ چار برید کو ایک دن رات میں طے کرنا ممکن ہے اس واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایتوں میں تطبیق ہوسکتی ہے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ نووی نے حکایت کی کہ اہل ظاہر کے نزدیک حد سفر کی تین میل ہے اور گویا کہ دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو کہ صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین میل یا تین فرسخ کے مقدار سفر کرتے تو نماز کو قصر کرتے اور دوگانہ پڑھتے اور بعض علماء اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ مراد اس سے ابتدا سفر کا ہے نہ انتہا اس کا یعنی جب اپنے گھر سے سفر کو نکلتے تو تین میل یا نو میل پر قصر کرتے سو جواب اس کا یہ ہے کہ اس تاویل میں بعید ہونا ظاہر ہے اس کے علاوہ بیہقی نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے راوی یحییٰ نے انس رضی اللہ عنہ سے نماز کا قصر کرنا پوچھا تب انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی پس معلوم ہوا کہ سوال اس کا ابتدا قصر سے نہیں تھا بلکہ سفر میں قصر کرنے سے تھا لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ نو میل کی حد ٹھہرائی جائے اور نیز مسافر کو قصر کرنا تو اسی وقت سے جائز ہو جاتا ہے جب کہ اپنے شہر سے باہر نکلے اس صورت میں نو میل بیان کرنے کے کوئی معنی نہ ہوں گے اور نیز یہ بھی کچھ ضروری نہیں کہ نو میل چلنے سے کم میں نماز کا وقت نہیں ہوتا تھا چار یا پانچ وغیرہ میل تک بھی نماز کا وقت آ جانا ممکن ہے پھر انس رضی اللہ عنہ نے نو میل کو خاص کیوں کیا؟ اور ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے کہ اس نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے پوچھا کہ ایک برید میں قصر کرنا جائز ہے یا نہیں اس نے کہا جائز ہے۔

١٠٢٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ.

١٠٢٤۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ سفر کرے کوئی عورت تین دن کی منزل مگر ساتھ کسی محرم کے۔

فائدہ: بعض روایتوں میں تین راتوں کا ذکر آیا ہے سو مراد اس سے بھی تین دن ہیں پس ان میں کچھ تعارض نہیں اور حنفیہ اس حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں کہ تین دن سے کم میں تو جائز نہیں سو جواب ان کا یہ ہے کہ اس سے بڑا شبہ لازم آتا ہے خاص کر حنفیہ کے اصول میں مقرر ہو چکا ہے کہ معتبر رائے صحابی کی ہے رعایت نہیں سو اگر یہ حدیث ان کے نزدیک اقل سفر کا بیان ہوتی تو وہ اس کی مخالفت نہ کرتے حالانکہ ایک دن کامل کے سفر میں انہوں نے دوگانہ پڑھا۔

١٠٢٥ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

١٠٢٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ سفر کرے کوئی عورت تین دن کی منزل مگر کہ اس

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ تَابَعَهٗ أَحْمَدُ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

کے ساتھ اس کا کوئی محرم ہو۔

۱۰۲۶۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ الْمَقْبُرِیُّ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ تُسَافِرَ مَسِیْرَةَ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ لَیْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ تَابَعَهٗ یَحْیَی بْنُ أَبِیْ کَثِیْرٍ وَسُهَیْلٌ وَمَالِكٌ عَنِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ.

۱۰۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال نہیں اس عورت کو جو مانتی ہو اللہ کو اور قیامت کو یہ کہ سفر کرے ایک دن رات کی منزل اور اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم نہ ہو۔

فائدہ: عورت کا محرم وہ شخص ہے جس کے ساتھ اس عورت کا نکاح کبھی درست نہ ہو جیسے کہ باپ، بھائی، چچا، بھتیجا، بھانجا، بیٹا، نواسہ، پوتا اس سے معلوم ہوا کہ بغیر اپنے خاوند یا محرم کے سفر کرنا حرام ہے درست نہیں اس واسطے کہ اس میں بڑے بڑے فساد ہیں اور اس پر سب کا اجماع ہے مگر حج اور عمرے کے سفر میں اجماع نہیں اور دار الحرب سے سفر کرنا بھی بالا جماع جائز ہے اور بعضوں نے محرم کو حج کی شرط ٹھہرایا ہے کما سیاتی انشاء اللہ تعالٰی اور ظاہر میں یہ حدیثیں ایک دوسری کی معارض ہیں لیکن قسطلانی نے لکھا ہے کہ مفہوم کا یہاں کچھ اعتبار نہیں اور اختلاف حدیثوں کا باعتبار اختلاف جواب سائلوں کے ہے یعنی ایک نے تین دن کا مسئلہ پوچھا اور دوسرے نے دو دن کا اور تیسرے نے ایک دن کا سو آپ نے سب کو یہی فرمایا کہ جائز نہیں پس تعارض دفع ہو گیا پس معلوم ہوا کہ سفر کی کوئی حد معین نہیں بلکہ تین دن کی مسافت کو بھی سفر کہا جاتا ہے اور دو دن کی منزل کو بھی سفر کہا جاتا ہے اور ایک دن کے چلنے کو بھی سفر کہا جاتا ہے پس عورتوں کو بغیر محرم کے مطلق سفر کرنا حرام ہے خواہ تین دن کا ہو خواہ ایک دن کا ہو خواہ تھوڑا ہو خواہ بہت ہو جس پر سفر کا اطلاق آئے وہ عورت کے حق میں حرام ہوگا اور جب معلوم ہوا کہ سفر کی کوئی حد معین نہیں اور ایک دن اور دو دن اور تین دن پر سفر کا اطلاق آیا ہے تو نماز کو ایک دن کے سفر میں بھی قصر کرنا جائز ہو گا بلکہ جس پر سفر کا نام بولا جائے سب میں قصر کرنا جائز ہوگا خواہ تھوڑا ہو خواہ بہت ہو خواہ تین منزل ہو خواہ دو منزل

ہو خواہ ایک منزل ہو اور خواہ نو میل ہو خواہ اس سے بھی کم ہو پس وجہ مطابقت ان حدیثوں کی باب سے ظاہر ہو گئی، وباللہ التوفیق۔

بَابُ يَقْصُرُ إِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِهِ. جب کوئی سفر کی نیت کر کے اپنے گھر سے باہر نکلے تو اس کو اسی جگہ سے قصر کرنا جائز ہے۔

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ سب کا اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ جب کوئی سفر کی نیت کر کے اپنے گاؤں کے تمام گھروں سے باہر نکل آئے تو اس کو اسی وقت سے قصر کرنا اور دوگانہ پڑھنا جائز ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر سفر کی نیت کی ہو اور اپنے گھر سے باہر نکلا ہو تو اس کو اپنے گھر میں بھی قصر کرنا جائز ہے اور یہ قول بعض کوفیوں کا ہے اور مجاہد سے روایت ہے کہ جس دن سفر کرے اس رات تک قصر نہ کرے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تین میل سے کم میں قصر نہ کرے لیکن امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ اقوال اجماع سلف اور خلف کے مخالف ہیں اور ابن منذر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سفر میں مدینے سے نکلنے سے پہلے قصر کیا ہو پس مجمع علیہ حکم پر عمل کرنا اولیٰ ہے مختلف فیہ سے۔

وَخَرَجَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَصَرَ وَهُوَ يَرَى الْبُيُوتَ فَلَمَّا رَجَعَ قِيلَ لَهُ هٰذِهِ الْكُوفَةُ قَالَ لَا حَتّٰى نَدْخُلَهَا.

اور علی رضی اللہ عنہ سفر کی نیت سے گھر سے باہر نکلے اور دوگانہ پڑھا اور وہ کوفے شہر کے گھروں کو دیکھتے تھے سو جب وہ سفر سے پلٹ آئے تو کسی نے ان کو کہا کہ یہ کوفہ سامنے نظر آتا ہے تو کیا اب بھی قصر کرو گے یا پوری نماز پڑھو گے؟ اس نے کہا کہ ہم پوری نماز نہیں پڑھیں گے جب تک کہ اس میں داخل نہ ہو جائیں یعنی جب تک مسافر اپنے شہر یا گاؤں میں داخل نہ ہو تب تک اس کو مسافر کا حکم ہے اور احکام سفر کے اس پر جاری ہوں گے۔

١٠٢٧ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَإِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ الظُّهْرَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ.

١٠٢٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھیں اور ذی الحلیفہ (ایک جگہ کا نام ہے مدینہ سے چھ میل پر) میں عصر کی دو رکعتیں پڑھیں۔

فائدہ: یہ اس وقت کا ذکر ہے جب کہ آپ حج کی نیت پر مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوئے ظہر کی نماز پڑھ کو آپ مدینہ سے چلے جب ذی الحلیفہ میں پہنچے تو عصر کا وقت ہو گیا تو وہاں آپ نے عصر کو قصر کر کے پڑھا اور آپ ہمیشہ قصر کرتے رہے یہاں تک کہ مدینہ میں پلٹ آئے اور یہ معاملہ اتفاقاً واقع ہوا کہ اس سے پہلے نماز کا وقت نہیں آیا تھا نہ یہ کہ آپ اس سے پہلے شہر کے متصل دوگانہ پڑھنے کو جائز نہیں رکھتے تھے۔

١٠٢٨ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ الصَّلَاةُ أَوَّلُ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَيْنِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَأُتِمَّتْ صَلَاةُ الْحَضَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ مَا بَالُ عَائِشَةَ تُتِمُّ قَالَ تَأَوَّلَتْ مَا تَأَوَّلَ عُثْمَانُ.

١٠٢٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ ابتدا اسلام میں جب پہلے نماز فرض ہوئی تو دو رکعتیں فرض ہوئی یعنی ظہر اور عصر اور عشاء کی نماز کے دو دو فرض تھے سو بعد اس کے سفر کی نماز اسی سابق حال پر قائم رکھی گئی اور حضر کی نماز پوری کی گئی یعنی گھر میں چار اور سفر میں دوگانہ قرار پایا۔ زہری نے کہا کہ میں نے عروہ سے پوچھا کہ کیا حال ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ پوری نماز پڑھتی ہے؟ یعنی اس کا کیا سبب ہے اس نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تاویل کی ہے ساتھ اس چیز کے جو عثمان رضی اللہ عنہ نے تاویل کی ہے یعنی وہ قصر اور اتمام دونوں کو جائز رکھتی تھیں جیسے کہ عثمان رضی اللہ عنہ دونوں کو جائز رکھتے تھے۔

فائدہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث میں قصر کو سفر کے ساتھ معلق کیا ہے پس جس جگہ سفر پایا جائے گا اس جگہ قصر بھی پائی جائے گی اور چونکہ اپنے گاؤں کے گھروں سے باہر نکلنے کے وقت سفر پایا جاتا ہے تو اس وقت قصر بھی جائز ہو گی پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی باب سے اور بعد اس کے جاننا چاہیے کہ قصر کے وجوب اور عدم وجوب میں علماء کو اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ سفر میں قصر اور اتمام دونوں امر جائز ہیں لیکن قصر افضل ہے اور یہی قول ہے جمہور صحابہ اور تابعین کا اور اس پر ان کے دلائل ہیں پہلی دلیل ان کی یہ ہے کہ جو صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تھے سو بعض قصر کرتے اور بعض پوری نماز پڑھتے اور بعض روزہ رکھتے اور بعض نہیں رکھتے تھے اور کوئی کسی پر عیب نہیں کرتا تھا اور دوسری دلیل ان کی یہ حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کی ہے جو ابھی گزری ہے اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا کا فعل بھی اس پر دلالت کرتا ہے اور نیز دلیل ان کی جمہور صحابہ اور تابعین کا قول ہے جیسا کہ فتح الباری میں مذکور ہے اور نیز دلیل ان کی یہ آیت ﴿**فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ**﴾ اور نیز دلیل ان کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے جیسا کہ اوپر گزرا اور نیز دلیل ان کی یہ ہے کہ جب مسافر مقیم کی نماز میں آ کر شامل ہو جائے تو اس کو چار رکعتیں پڑھنی بالاجماع جائز ہیں سو اگر قصر

کرنا فرض ہوتا تو مسافر کو مقیم کا اقتدا کرنا جائز نہ ہوتا اور طحاوی نے کہا کہ فرض کی دو اور چار رکعتوں میں نمازی کو اختیار نہیں ہے پس قصر اور اتمام دونوں میں اختیار دینا جائز ہوگا سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ قیاس ہے نص کے مقابلے میں اور نص کے مقابلے میں قیاس کرنا بالاجماع فاسد ہے اور نیز جب مسافر کو مقیم کا اقتدا کرنے اور پوری نماز پڑھنے کا اختیار ہے تو پھر اس خیال فاسد کی کوئی گنجائش کہاں ہے اور نیز منیٰ میں ٹھہرنا واجب ہے اور اس کے کل اور بعض میں اختیار ہے خواہ اس میں دو دن ٹھہرے خواہ تین دن ٹھہرے ہر طرح جائز ہے پس معلوم ہوا کہ یہ قول طحاوی کا باطل ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ سفر میں قصر کرنا واجب ہے پوری نماز پڑھنی جائز نہیں اور وہ اس باب میں کئی دلائل پیش کرتے ہیں اول دلیل ان کی یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جو ابھی مذکور ہوئی کہ ابتدا میں نماز دو رکعتیں فرض ہوئی تھی...... الخ سو جواب اس کا یہ ہے جو پہلے گزر چکا ہے کہ معراج کی رات میں پہلے دو دو رکعتیں نماز فرض ہوئی سوائے مغرب کے پھر ہجرت کے بعد حضر کی نماز میں دو رکعتیں اور زیادہ کی گئیں سوائے فجر اور مغرب کے پھر جب چار رکعتوں پر امر قرار پا چکا ہے تو آیت ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ﴾ کے نازل ہونے کے وقت سفر کی نماز میں تخفیف ہوگئی اور تائید کرتا ہے اس کی جو ابن اثیر نے ذکر کیا ہے کہ نماز میں قصر کرنا سنہ ۴ ہجری میں واقع ہوا ہے پس معلوم ہوا کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے کہ سفر کی نماز برقرار رکھی گئی یہ ہے کہ باعتبار ما آل الیہ الامر من التخفیف (جس طرح تخفیف کا معاملہ لوٹتا ہے) کے برقرار رکھی گئی نہ یہ کہ جب سے فرض ہوئی تب سے دو ہی رکعتیں رہی پس اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قصر واجب ہے اور نیز یہ حدیث اس آیت کے مخالف ہے ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ﴾ اس لیے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قصر کرنا جائز ہے اور نیز یہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ اصل چار رکعتیں تھیں پھر دو باقی رہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل میں دو ہی تھیں اور اسی حال پر ہمیشہ رہیں پس یہ معارض ہے اور نیز امام نووی رحمہ اللہ اور شیخ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ جو قصر کا ارادہ کرے اس کا فرض دو ہی رکعتیں ہیں اور بڑی پکی دلیل اس تاویل پر یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا خود بھی سفر میں پوری پڑھتی تھیں اسی واسطے زہری نے اس کو عروہ سے روایت کیا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث اپنے ظاہر معنی پر باقی نہیں اور نیز جب راوی کی رائے روایت کے معارض ہو تو اس وقت حنفیہ کے نزدیک اعتبار اس کی رائے کا ہے روایت کا نہیں اور دوسری دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ اللہ نے تمہارے نبی کی زبان پر نماز فرض کی حضر میں چار رکعتیں اور سفر میں دو رکعتیں اور خوف میں ایک رکعت سو جواب اس کا یہ ہے کہ جس نے یہ حدیث فرمائی اسی نے سفر میں پوری نماز بھی پڑھی ہے پس دونوں میں تطبیق دینی واجب ہے اور تطبیق کی صورت وہی ہے جو اوپر گزری اور نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خوف کی نماز فقط ایک ہی رکعت واجب ہے اور اس سے کم وبیش کرنا جائز نہیں حالانکہ یہ بالاجماع باطل ہے فما هو جوابکم فهو جوابنا اور صدقے کی

حدیث کا جواب یہ ہے کہ اتمام کی حدیثوں کی دلیل سے افضلیت مراد ہے تا کہ سب حدیثوں میں تطبیق ہو جائے اور نیز اس سے جواز یا استحباب ثابت ہوتا ہے وجوب ثابت نہیں ہوتا کہ صدقے کا قبول ہونا واجب نہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو سفر میں پوری نماز پڑھنی ثابت ہو چکی ہے تو بعض حنفی اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ سب مسلمانوں کے سردار تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سب کی ماں تھیں تو گویا وہ دونوں اپنے گھر میں تھے پس ان کو اتمام کرنا جائز تھا سو جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کے ساتھ زیادہ تر لائق تھے اور اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی پھر باوجود اس کے انہوں نے قصر نہ کیا اور بعض کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے مکہ میں نکاح کیا تھا سو جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیبیوں کے ساتھ سفر کرتے اور قصر کرتے تھے سو اگر بیوی کا ہونا اتمام کو مستلزم ہے تو پھر آپ نے قصر کیوں کی اور بیہقی کی حدیث میں آیا ہے کہ لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ پر انکار کیا سو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نکاح کر لیا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف اور منقطع ہے کما فی الفتح اور بعض کہتے ہیں اس سال جنگلی لوگ بہت آئے ہوئے تھے اس واسطے عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکعتیں پڑھیں تا کہ وہ یہ گمان نہ کریں کہ ہمیشہ حضر اور سفر میں فقط دو ہی رکعتیں فرض ہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ علت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بطریق اولیٰ موجود تھی بلکہ عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تو بہ نسبت پہلے کے نماز کی بہت شہرت ہو گئی ہوئی تھی پھر باوجود اس کے آپ نے نماز کو قصر نہ کیا اور نیز عرفات وغیرہ میں عثمان رضی اللہ عنہ نے دوگانہ نہ پڑھا حالانکہ وہ دن سب دنوں سے زیادہ مجمع کا تھا اور وہاں کل حاجی موجود تھے بخلاف منیٰ کے کہ اس میں کل موجود نہیں رہتے ہیں پس اس بنا پر لازم تھا کہ عرفات میں بھی پوری نماز پڑھتے اور بعض کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے حج کے بعد مکے میں رہنے کی نیت کر لی تھی سو جواب اس کا یہ ہے کہ مہاجر کو مکہ میں تین دن سے زیادہ رہنا حرام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ منیٰ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی زمین تھی سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ اتمام کو مستلزم نہیں اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تاویل کی ساتھ اس چیز کے جو عثمان رضی اللہ عنہ نے تاویل کی سو یہ کلام عروہ کی صریح ہے اس میں کہ تاویلیں سب مردود ہیں اس لیے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کی تاویل ایک تھی اور جب دونوں کی تاویل ایک ٹھہری تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے فعل میں بھی یہ سب احتمالات جاری ہوں گے حالانکہ ان کے حق میں ان احتمالوں کا جاری ہونا بالکل ممکن نہیں پس معلوم ہوا کہ یہ تاویلیں سب باطل ہیں اور نیز یہ تاویلیں اکثر بے دلیل ہیں بلکہ محض خیال ہیں پس صحیح یہی قول ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا قصر اور اتمام دونوں کو جائز رکھتے تھے اور ترجیح دی ہے اس کو ایک جماعت نے اور مختلف روایتیں جو اتمام عثمان رضی اللہ عنہ کے باب میں وارد ہوئی ہیں وہ سب اس پر محمول ہو سکتی ہیں اور سب کا حاصل اخیر میں یہی آ نکلتا ہے اس لیے کہ اگر ان کے نزدیک سفر میں اتمام جائز نہ ہوتا تو وہ جنگلیوں کے دکھلانے کے واسطے کبھی پوری نماز نہ پڑھتے ہم گمان نہیں کر سکتے کہ انہوں نے لوگوں کی رعایت کے واسطے اپنی نماز باطل کر ڈالی ہو اسی طرح مکہ میں پوری نماز

پڑھنی اور عرفات وغیرہ میں دوگانہ پڑھنے کا حاصل بھی وہی ہے جس کو ہم نے پہلے ذکر کیا ورنہ عرفات کا دن بھی اقامت کا ہوتا ہے کہ حاجی صبح سے شام تک اس میدان میں ٹھہرے رہتے ہیں حالت سیر کی اس کو کہنا معقول بات معلوم نہیں ہوتی، فافہم و اللہ اعلم۔

بَابُ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا فِي السَّفَرِ.

سفر میں مغرب کی نماز کی تین رکعتیں پڑھے یعنی پوری نماز پڑھے اس میں قصر نہ کرے۔

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ مغرب اور صبح کی نماز میں قصر کرنا جائز نہیں بلکہ واجب ہے کہ ان دونوں نمازوں کو پورا پڑھے صبح کی دو رکعتیں اور مغرب کی تین رکعتیں پڑھے اور امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ اس باب کی حدیثیں اگرچہ مطلق ہیں سب نمازوں کو شامل ہیں لیکن شام کی نماز اُن سے مخصوص ہے قصر کا حکم اس کو شامل نہیں۔

١٠٢٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُهُ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ وَزَادَ اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَالِمٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمُزْدَلِفَةِ قَالَ سَالِمٌ وَأَخَّرَ ابْنُ عُمَرَ الْمَغْرِبَ وَكَانَ اسْتُصْرِخَ عَلَى امْرَأَتِهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِيْ عُبَيْدٍ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلَاةَ فَقَالَ سِرْ فَقُلْتُ الصَّلَاةَ فَقَالَ سِرْ حَتّٰى سَارَ مِيْلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ

١٠٢٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر میں چلنے کی بہت جلدی ہوتی تو شام کی نماز کو تاخیر کرتے یہاں تک کہ مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھتے۔ سالم نے کہا کہ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جانے کی جلدی ہوتی تو وہ بھی دونوں کو جمع کر لیتے تھے اور نیز سالم نے کہا کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جمع کرتے مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں اور سالم نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے شام کی نماز میں دیر کی یعنی مدینہ کو بہت جلدی کے ساتھ چلے جاتے تھے اور وہ اپنی عورت صفیہ پر بلند آواز سے فریاد کیا گیا تھا یعنی اس کو اپنی بیوی کی سخت بیماری کی خبر پہنچی تھی سو میں نے اس کو کہا کہ نماز پڑھ لو اس نے کہا کہ چل آگے پڑھیں گے سو پھر میں نے کہا کہ نماز پڑھ لو اس نے کہا کہ چل آگے پڑھیں گے یہاں تک کہ دو یا تین میل تک چلے پھر سواری سے نیچے اترے اور نماز پڑھی پھر فرمایا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے جب کہ چلنا آپ کو جلدی میں ڈالتا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ يُقِيْمُ الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيْهَا ثَلَاثًا ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتّٰى يُقِيْمَ الْعِشَآءَ فَيُصَلِّيْهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ وَلَا يُسَبِّحُ بَعْدَ الْعِشَآءِ حَتّٰى يَقُوْمَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ.

حضرت ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ کو چلنے کی بہت جلدی ہوتی تو شام کی تکبیر کہتے اور اس کو تین رکعتیں پڑھتے پھر سلام پھیرتے پھر تھوڑی دیر کرتے یہاں تک کہ عشاء کی تکبیر کہتے سو اس کی دو رکعتیں پڑھتے پھر سلام پھیرتے اور عشاء کے بعد نفل نہ پڑھتے یہاں تک کہ رات کے درمیان کھڑے ہوتے اور تہجد اور وتر پڑھتے۔

فائدہ: اس حدیث کے ایک طریق میں جو کتاب الجہاد میں آئے گا یہ لفظ آیا ہے کہ اس کو اپنی عورت کی سخت بیماری کی خبر پہنچی سو وہ بہت جلدی چلے یہاں تک کہ جب شام کی سرخی ڈوب گئی تو اترے اور مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا سو اس حدیث میں دو نمازوں کو جمع کرنا صریح موجود ہے اور وقت انتہا سیر کا بھی اس سے معلوم ہو گیا اور اس حدیث کے مختلف طریقوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ متعدد ہے ایک واقعہ وہ ہے جس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ سے مدینہ کو چلے تھے اور ایک واقعہ وہ ہے جس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زمین کو گئے تھے پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مغرب اور عشاء کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنا جائز ہے اور بیان اس مسئلے جمع بین الصلوتین کا مفصل طور سے عنقریب آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ عَلَى الدَّآبَّةِ وَحَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ.

نفلوں کو سواری پر پڑھنا جائز ہے جس طرف کو سواری متوجہ ہو یعنی جس طرف کو سواری کا منہ ہو اسی طرف نمازی منہ کر کے نفل پڑھتا جائے خواہ سواری کا منہ قبلے کی طرف ہو یا نہ ہو۔

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مسافر کو سواری پر نفل پڑھنے جائز ہیں خواہ سواری کا منہ کسی طرف ہو اور اس پر سب مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے لیکن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابو ثور کہتے ہیں کہ مستحب ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت قبلے کی طرف منہ کرے پھر جس طرف سواری کا منہ ہو اسی طرف منہ کر کے نفل پڑھتا جائے وقد ورد فی ذلک حدیث اخرجه ابن الجارود ونقله فی الفتح۔ پس ابن سہلب نے کہا کہ آیت ﴿أَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ نفلوں کے ساتھ خاص ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ گناہ کا سفر نہ ہو یعنی اگر کوئی مثلاً ڈاکہ مارنے یا کسی کو ناحق قتل کرنے کے واسطے سفر کرے اور اپنے والد اور مالک سے نافرمان ہو کر سفر کرے یا اسی طرح اور کوئی گناہ کا سفر ہو تو ایسے آدمی کو سواری پر نفل پڑھنے جائز نہیں خواہ سفر چھوٹا ہو یا بڑا ہر حال میں سواری پر نفل پڑھنے جائز ہیں اور یہی ہے مذہب امام

شافعی رحمہ اللہ علیہ اور جمہور علماء کا اور دلیل ان کی مطلق حدیثیں ہیں اور طبری نے جمہور کے واسطے عقلی دلیل بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ جب کوئی ایک میل یا کم شہر سے باہر ہو تو اس کو تیمم جائز ہے اور جب اتنی مسافت میں تیمم جائز ہوا تو اس میں نفل بھی سواری پر جائز ہوں گے اور امام مالک رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس سفر میں قصر جائز ہے سواری پر نفل بھی اسی میں جائز ہیں اور ابوسعید اصطخری نے کہا کہ سواری پر نفل پڑھنے شہر میں جائز ہیں اور یہ قول بیان کیا گیا ہے انس اور ابو یوسف سے اور نیز ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نفلوں میں اپنی راہ سے دوسری طرف منہ پھیرے یعنی سوائے قبلے کے تو جائز نہیں مگر عذر سے اور اگر سواری کا منہ غیر قبلے کی طرف ہو اور قبلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے تو جائز ہے۔

١٠٣٠ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ.

١٠٣٠۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنی سواری پر نماز پڑھتے تھے جس طرف کہ وہ متوجہ ہوتی۔

١٠٣١ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي التَّطَوُّعَ وَهُوَ رَاكِبٌ فِيْ غَيْرِ الْقِبْلَةِ.

١٠٣١۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نفل پڑھتے سواری کی حالت میں غیر قبلے کی طرف۔

١٠٣٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهِ وَيُوْتِرُ عَلَيْهَا وَيُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهُ.

١٠٣٢۔ حضرت نافع رحمہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نفلوں کو اپنی سواری پر پڑھا کرتے تھے اور وتر کو بھی اس پر پڑھتے تھے اور خبر دیتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نفلوں کو سواری پر پڑھنا جائز ہے خواہ سواری کا منہ قبلے کی طرف ہو خواہ نہ ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وتر کو بھی سواری پر پڑھنا جائز ہے وقد مر بیانہ اور ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ وہ وتر کو سواری سے نیچے اتر کر پڑھتے تھے سو یہ محمول ہے اس پر کہ دونوں طرح سے ان کے نزدیک جائز تھا یا جلدی کے وقت سواری پر پڑھتے اور آرام کے وقت نیچے اتر کر پڑھتے۔

بَابُ الْإِيْمَآءِ عَلَى الدَّابَّةِ. سواری پر اشارے سے نفل پڑھنے جائز ہیں۔

فائدہ: یعنی اگر رکوع سجود کی قدرت نہ پائے تو اشارے سے رکوع سجود کرے اور یہی ہے مذہب جمہور علماء کا اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جو شخص سواری پر نماز پڑھے وہ رکوع سجود نہ کرے بلکہ اشارے سے نماز پڑھے۔

١٠٣٣ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُصَلِّيْ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ أَيْنَمَا تَوَجَّهَتْ يُوْمِئُ وَذَكَرَ عَبْدُ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهٗ.

١٠٣٣۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ سفر میں نفلوں کو سواری پر اشارے سے پڑھتے جس طرف کہ وہ متوجہ ہوتی اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ اشارے سے نماز پڑھتے مگر فرضوں کو نیچے اتر کر پڑھتے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں نفلوں کو سواری پر پڑھنا جائز ہے لیکن سجدے کے اشارے میں رکوع سے زیادہ جھکے جیسا کہ ترمذی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

بَابُ يَنْزِلُ لِلْمَكْتُوْبَةِ. سفر میں فرضوں کو سواری سے نیچے اتر کر پڑھے۔

فائدہ: ابن بطال اور امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس پر سب کا اجماع ہو چکا ہے کہ بغیر عذر شرعی کے فرضوں کو سواری پر پڑھنا جائز نہیں اور غیر قبلے کی طرف بھی ان کو پڑھنا بالاجماع جائز نہیں مگر سخت خوف میں جائز ہے پس اگر قبلے کی طرف منہ کرنا اور رکوع سجود کرنا ممکن ہو تو خوف میں بھی یہ شرط ہے کہ سواری کو کھڑا کر کے اس پر فرض پڑھے اور قبلے کی طرف منہ کر کے رکوع سجود کرے اور اگر سواری چلتی ہو تو اس پر فرض کو پڑھنا جائز نہیں اور یہی قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ خوف کی حالت میں چلتی سواری پر فرض پڑھنے جائز ہیں جیسے کہ کشتی میں فرض بالاجماع جائز ہیں۔

١٠٣٤ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ أَنَّ عَامِرَ بْنَ رَبِيْعَةَ أَخْبَرَهٗ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَةِ يُسَبِّحُ يُوْمِئُ بِرَأْسِهٖ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ

١٠٣٤۔ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ سواری پر نفل پڑھتے تھے سر سے اشارہ کرتے تھے جس طرف کہ آپ متوجہ ہوتے اور آپ فرضوں کی نماز میں ایسا نہ کرتے تھے یعنی بلکہ فرضوں کو نیچے اتر کر پڑھتے۔

اور سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ سَالِمٌ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُصَلِّي عَلٰى دَابَّتِهِ مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُسَافِرٌ مَا يُبَالِي حَيْثُ كَانَ وَجْهُهُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَيُوتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ.

رات کے وقت اپنی سواری پر نفل پڑھتے تھے نہ پرواہ کرتے جس طرف ان کا منہ ہوتا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر نفل پڑھتے تھے جس طرف آپ کا منہ ہوتا یعنی خواہ قبلے کی طرف منہ ہوتا خواہ کسی اور طرف ہوتا اور وتر کو بھی سواری پر پڑھتے لیکن فرضوں کو اس پر نہ پڑھتے۔

١٠٣٥ ۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ الْمَكْتُوبَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

١٠٣٥۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نفل پڑھتے اپنی سواری پر پورب کی طرف یعنی سواری کا منہ پورب کی طرف ہوتا تھا پس آپ بھی اسی طرف منہ کر کے نفل پڑھتے تھے اور جب آپ فرض پڑھنے کا ارادہ کرتے تو سواری سے نیچے اترتے اور قبلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ سفر میں فرضوں کو سواری پر پڑھنا جائز نہیں مگر شدت خوف کے وقت جائز ہے کما مر اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وتر فرض نہیں تھے اس لیے کہ آپ نے ان کو سواری پر پڑھا وقد تقدم البحث فیہ اور بعض کہتے ہیں کہ جب سوار کو سفر میں نفل پڑھنے جائز ہیں تو پیادے کو بھی جائز ہوں گے مگر امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کو نفل جائز نہیں باوجود اس کے کہ اس نے کشتی پر سوار ہونے والے کے حق میں نفلوں کو جائز رکھا ہے۔

فقط الحمدللہ کہ ترجمہ پارہ چہارم صحیح البخاری کا تمام ہوا پس جو لوگ اس کو پڑھیں پڑھائیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں وہ مترجم کے حق میں خاتمہ بالایمان کی دعا فرمائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

كتاب الجمعه

ابواب صلوۃ الخوف

کتاب العیدین

ابواب الوتر

ابواب الاستسقاء

ابواب الکسوف

ابواب تقصیر الصلوۃ

❀......❀......❀

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۵

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد عابدی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَھٰذِہٖ تَرْجَمَۃُ لِلْجُزْءِ الْخَامِسِ مِنْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ وَفَّقَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی لِخَتْمِہٖ وَانْتِھَآئِہٖ کَمَا وَفَّقَا لِشُرُوْعِہٖ وَابْتِدَآئِہٖ.

بَابُ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ عَلَى الْحِمَارِ.

گدھے پر نفل پڑھنے کا بیان یعنی اگر مسافر گدھے پر سوار ہو تو اس کو سواری کی حالت میں اس پر نفل پڑھنے جائز ہیں گدھے سے نیچے اتر کر زمین پر پڑھنے واجب نہیں۔

فائدہ: اس باب کا مطلب پہلے باب میں ادا ہو چکا ہے اس لیے کہ اس میں مطلق سواری پر نفل پڑھنے کا بیان ہے اور مطلق سواری گدھے کو بھی شامل ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے گدھے پر نماز پڑھنے کو علیحدہ باب میں اس واسطے بیان کیا کہ معلوم ہو جائے کہ پسینہ گدھے کا پاک ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ کا گدھے پر نماز پڑھنا ثابت ہو چکا ہے اور سواری کی حالت میں اس کے پسینے سے بچنا نہایت دشوار ہے کہ سوار کا بدن اس کے بدن کے ملا رہتا ہے خاص کر جب بہت دیر تک آدمی اس پر سوار رہے اور گدھے کو پسینہ آ جائے تو اس وقت اس کے پسینے سے بچنا تو اور زیادہ مشکل ہے اور جب باوجود نا پرہیز ہو سکنے کے حضرت ﷺ اس پر سوار ہوئے تو معلوم ہوا کہ پسینہ گدھے کا پاک ہے اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک روایت میں اور ایک روایت میں اُن سے یہ آیا ہے کہ اگر گدھے کا لعاب اور پسینہ درہم سے زیادہ بدن یا کپڑے کو لگ جائے تو ناپاک ہو جاتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ مقصود امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ سوار ہونے کے واسطے پاک فضلوں والی سواری کا ہونا شرط نہیں بلکہ جس سواری کا پائخانہ اور پیشاب اور لعاب وغیرہ ناپاک ہو اس پر سوار ہونا بھی جائز ہے جیسا کہ گدھا وغیرہ ہے، واللہ اعلم۔

۱۰۳۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ اسْتَقْبَلْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ قَدِمَ مِنَ الشَّامِ فَلَقِينَاهُ بِعَيْنِ التَّمْرِ فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّيْ عَلٰى حِمَارٍ وَوَجْهُهُ مِنْ ذَا الْجَانِبِ يَعْنِي عَنْ يَسَارِ الْقِبْلَةِ فَقُلْتُ رَأَيْتُكَ تُصَلِّيْ

۱۰۳۶۔ حضرت انس بن سیرین سے روایت ہے کہ جب انس بن مالک رضی اللہ عنہ شام سے پلٹ کر بصرے کو آئے تو ہم ان کے استقبال کو گئے یعنی تعظیم کے واسطے ان کو آگے بڑھ کر جا ملے سو ہم ان کو عین تمر (ایک جگہ کا نام ہے عراق کے راہ پر متصل شام کے) پر جا ملے سو میں نے ان کو گدھے پر نماز پڑھتے دیکھا اور منہ ان کا قبلے سے بائیں طرف تھا سو میں نے اس کو کہا کہ میں

لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ فَقَالَ لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ لَمْ أَفْعَلْهُ رَوَاهُ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

تجھ کو قبلے کے سوا اور طرف منہ کیے ہوئے نماز پڑھتے دیکھتا ہوں سو اس نے کہا کہ اگر میں حضرت ﷺ کو اس طرح نماز پڑھتے نہ دیکھتا تو اس کو نہ پڑھتا اور نیز روایت کی ہے یہ حدیث ابراہیم نے حجاج سے اس نے انس بن سیرین سے اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت ﷺ سے یعنی یہ حدیث دوسرے طریق مرفوع سے بھی ثابت ہے۔

فائدہ: حجاج نابکار عبدالملک بن مروان کی طرف سے ملک عرب پر حاکم تھا اور بڑا سخت ظالم تھا مخلوق کو نہایت تکلیف دیتا تھا سو انس رضی اللہ عنہ اس کی شکایت لے کر شام میں عبدالملک کے پاس گئے اور جب شام سے پلٹ کر بصرے میں آئے تو ابن سیرین وغیرہ ان کی پیشوائی کو گئے اور ان کو تعظیم کے ساتھ لائے تب انہوں نے یہ حدیث فرمائی پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گدھے پر نفل پڑھنے جائز ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ نے گدھے پر نماز پڑھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سواری پر نماز میں قبلے کی طرف منہ کرنا شرط نہیں بلکہ جس طرف سواری کا منہ ہو اسی طرف نماز پڑھنا کافی ہے خواہ قبلے کی طرف منہ ہو یا نہ ہو اور اگر کوئی کہے کہ حضرت ﷺ کا گدھے پر نفل پڑھنا اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا اس لیے کہ احتمال ہے کہ آپ نے کسی اور سواری پر نماز پڑھی ہو پس مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے ثابت نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ سراج نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کو گدھے پر نماز پڑھتے دیکھا اور آپ خیبر کی طرف جا رہے تھے اور اسناد اس کی حسن ہے اور نیز اسی نے عمرو بن یحیٰی کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ کو گدھے پر نماز پڑھتے دیکھا اور آپ خیبر کی طرف جاتے تھے پس انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں نماز کی کیفیت کا بیان نہیں کہ وہ گدھے پر رکوع وسجود کس طور سے کرتے تھے لیکن موطا میں ہے کہ یحیٰی نے انس رضی اللہ عنہ کو گدھے پر نماز پڑھتے دیکھا اور وہ قبلے کے سوا اور طرف جا رہے تھے رکوع وسجود اشارے سے کرتے تھے اپنے ماتھے کو کسی چیز پر نہیں رکھتے تھے پس معلوم ہوا کہ جب کوئی سواری پر نماز پڑھے تو رکوع وسجود اشارے سے کرے اپنے ماتھے کو اس پر نہ رکھے لیکن سجدے کا اشارہ رکوع سے زیادہ نیچا کرنا چاہیے مگر فرض نماز سواری پر درست نہیں نیچے اتر کر پڑھے اور یہی مذہب ہے سب اماموں کا اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ اگر کوئی آدمی ایسی چیز پر نماز پڑھے جس کے اندر پلیدی ہو لیکن اپنے آپ کو اس سے بچا رکھے تو اس کی نماز صحیح ہے اس لیے کہ سواری کا چار پایہ پلیدی سے کبھی خالی نہیں ہوتا ہے گو قبل اور دبر کے منہ پر ہو اور ایک یہ کہ مسافر کو آگے بڑھ کر ملنا جائز ہے اور یہ کہ اگر استاد کسی کام کو کرے تو شاگرد کو اس سے اس کی دلیل طلب کرنی جائز ہے اور یہ کہ سوال میں نرمی کرنی چاہیے اور یہ کہ اشارہ پر عمل کرنا جائز ہے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَتَطَوَّعْ فِي السَّفَرِ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ وَقَبْلَهَا.

سفر میں فرضوں سے پہلے اور بعد نفل نہ پڑھنے والے کا بیان یعنی سفر میں فقط فرضوں کا پڑھنا کافی ہے سنتوں اور نفلوں وغیرہ کے پڑھنے کی کچھ حاجت نہیں۔

فائدہ: امام ترمذی نے اپنی جامع میں لکھا ہے کہ حضرت ﷺ کے بعد اہل علم کو اس باب میں اختلاف ہے پس ایک جماعت صحابہ کی کہتے ہیں کہ سفر میں سنتوں اور نفلوں کو پڑھنا جائز ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق اور ایک جماعت اہل علم کہتے ہیں کہ سفر میں فرضوں سے پہلے اور بعد نفل پڑھنے جائز نہیں پھر کہا کہ جس نے سفر میں نفلوں کو نہ پڑھا اس نے رخصت قبول کی اور جس نے ان کو پڑھا تو اس کو اس میں بہت ثواب ہے اور یہ قول اکثر اہل علم کا ہے کہ سفر میں نفل پڑھنے کو جائز رکھتے ہیں اور افضلیت میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ نفلوں کو نہ پڑھنا افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حالت نزول میں پڑھنا افضل ہے اور حالت سیر میں نہ پڑھنا افضل ہے۔

۱۰۳۷ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ حَدَّثَهُ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ صَحِبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَرَهُ يُسَبِّحُ فِي السَّفَرِ وَقَالَ اللهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾.

۱۰۳۷۔ حضرت حفص بن عاصم سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سفر میں نفل پڑھنے کا حکم پوچھا سو اس نے کہا کہ میں مدت تک حضرت ﷺ کی صحبت میں رہا ہوں سو میں نے آپ کو سفر میں نفل پڑھتے کبھی نہیں دیکھا اور اللہ نے فرمایا کہ یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے، یعنی فعل اور ترک میں اس کی اقتداء کرو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں فرضوں سے پہلے اور پیچھے سنتیں پڑھے اس لیے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نفی مطلق ہے سب نفلوں کو شامل ہے پس فرضوں سے پہلے اور بعد سنتوں کو بھی شامل ہوئی پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی۔

۱۰۳۸ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عِيْسَى بْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِيْ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ لَا يَزِيْدُ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ وَأَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَّعُثْمَانَ كَذٰلِكَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

۱۰۳۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے بہت زمانہ حضرت ﷺ سے صحبت اختیار کی سو آپ سفر میں دو رکعتوں سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے اور میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح صحبت اختیار کی ہے یعنی یہ تینوں خلیفے بھی سفر میں دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سفر میں فرضوں سے پہلے اور بعد سنتیں راتبہ نہ پڑھے کہ حضرت ﷺ سفر میں دو رکعت پر زیادہ نہیں کرتے تھے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو صحیح مسلم میں حفص سے روایت ہے کہ میں مکہ کی راہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا سو اس نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی دو رکعتیں پھر ہم اس کے ساتھ اس کی جگہ میں آئے اور وہاں بیٹھ گئے سو اس نے ایک طرف نظر کی اور کئی لوگوں کو کھڑے دیکھا سو پوچھا کہ یہ لوگ کیا کرتے ہیں میں نے کہا نفل پڑھتے ہیں اس نے کہا کہ اگر میں نفل پڑھتا تو فرضوں کو پورا کرتا پھر تمام حدیث مذکور بیان فرمائی یعنی فرض کو پورا پڑھنا نفلوں سے اولیٰ ہے سو اگر فرضوں کے اتمام اور نماز راتبہ کے درمیان اختیار ہوتا تو فرضوں کو پورا کرنا اولیٰ تھا لیکن چونکہ غرض اصلی قصر سے تخفیف ہے پس راتبہ سنتوں کو پڑھنا افضل نہیں اور ترمذی میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ سفر میں ظہر کی نماز دو رکعتیں پڑھی اور پیچھے اس کے دو رکعتیں پڑھیں سو یہ حدیث پہلی حدیث کے معارض ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث ترمذی کی بعض اوقات پر محمول ہے یعنی کبھی آپ نے سفر میں ان کو پڑھ لیا ہوگا تا کہ معلوم ہو جائے کہ سفر میں سنتوں کا پڑھ لینا بھی جائز ہے پس اس سے دونوں حدیثوں میں تطبیق ہوگئی اور یہ جو کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ بھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے تو اس میں سخت شبہ آتا ہے اس لیے کہ وہ اپنی خلافت کے اخیر میں پوری نماز پڑھا کرتے تھے جیسا کہ بیان اس کا مفصل طور سے اوپر گزر چکا ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ مراد اس سے اکثریت ہے یعنی وہ اکثر اوقات میں قصر کرتے تھے اور کبھی کبھی بعض اوقات میں اتمام بھی کر لیا کرتے تھے یا مراد اس سے یہ ہے کہ وہ نفل مطلق نہیں پڑھا کرتے تھے نہ ابتداء خلافت میں نہ اخیر میں فقط فرض پڑھتے تھے سفر میں جب کہیں اترتے تو پوری نماز پڑھتے اور جب حالت سیر میں ہوتے تو قصر کرتے اسی واسطے دوسری روایت میں سفر کی قید لگائی ہے پس دونوں روایتوں میں تطبیق ہوگئی اور تعارض دفع ہوگیا، وباللہ التوفیق۔

بَابُ مَنْ تَطَوَّعَ فِي السَّفَرِ فِي غَيْرِ دُبُرِ الصَّلَوَاتِ وَقَبْلِهَا.

سفر میں فرض نمازوں سے پہلے اور بعد کے سوا اور وقتوں میں نفل پڑھنے کا بیان یعنی نماز کے آگے اور پیچھے نفل نہ پڑھے اور نماز کے سوا دوسرے وقتوں میں نفل پڑھنے جائز ہیں۔

فائدہ: بعض نسخوں میں اس باب کے لفظ قبلها کا موجود نہیں ہے سو اسی بنا پر فتح الباری میں لکھا ہے کہ جن حدیثوں میں سفر میں نفل پڑھنے کی نفی آئی ہے تو ان حدیثوں سے خاص وہی نفل مراد ہیں جو نماز سے پیچھے پڑھے جاتے ہیں سو جو نفل کہ نماز فرضوں سے پہلے ہیں ان کو وہ نفی شامل نہیں ہوگی اور اسی طرح جن نفلوں کو نماز کے ساتھ تعلق نہیں ان کو بھی وہ نفی شامل نہیں ہوگی پس تہجد اور وتر اور چاشت وغیرہ مطلق نفل سفر میں پڑھنے بھی جائز ہوں گے پس اس تقدیر

پر مناسبت معلق حدیث کی جو آئندہ آتی ہے باب سے ظاہر ہے اور بر تقدیر ثبوت لفظ قبلھا کے کہا جائے گا کہ یہ حدیث بیان ہے اس بات کا کہ یہ دو رکعتیں پہلی اور پچھلی سنتوں سے مخصوص ہیں کہ آپ نے ان کو سفر میں بھی نہیں چھوڑا واللہ اعلم ۔ اور اگر کوئی کہے کہ سفر میں فرضوں سے پہلے نفل پڑھنے کیوں جائز ہیں اور پیچھے نفل پڑھنے کیوں جائز نہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ ان دونوں میں فرق ہے کہ پہلے نفل اقامت اور امام کے انتظار کے ساتھ فرضوں سے جدا ہو جاتے ہیں پس وہاں یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ یہ فرضوں کے اندر داخل ہیں بخلاف پچھلے نفلوں کے کہ وہ اکثر اوقات نماز کے ساتھ متصل ہوتے ہیں پس وہاں یہ گمان ہو سکتا ہے کہ شاید یہ بھی فرض میں داخل ہیں پھر فرمایا کہ سفر میں نفل پڑھنے کے باب میں علماء کو پانچ قول پر اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سفر میں نفل پڑھنے مطلق منع ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مطلق جائز ہیں اور بعض نوافل راتبہ اور مطلقہ کے درمیان فرق کرتے ہیں یعنی فرضوں کے پہلے اور پیچھے سنتیں پڑھ لے اور تہجد اور وتر وغیرہ نوافل مطلقہ کو نہ پڑھے اور یہی مذہب ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے ان سے روایت کی ہے اور بعض رات اور دن کے نفلوں میں فرق کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ فرضوں سے پہلے نفل پڑھ لے اور بعد نہ پڑھے، انتہی ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نفلوں میں قصر جائز ہے اور بعض حالت نزول اور سیر میں فرق کرتے ہیں یعنی حالت نزول میں پڑھ لے اور حالت سیر میں نہ پڑھے، واللہ اعلم ۔

وَرَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں فجر کی دو رکعتیں سنت پڑھیں۔

فائدہ: یہ حدیث ایک بڑی حدیث کا ٹکڑا ہے جو صحیح مسلم وغیرہ میں موجود ہے کہ آپ سفر میں فجر کی نماز سے پہلے سو گئے اور نماز قضا ہوگئی جب جاگے تو وضو کیا اور سنتیں پڑھیں پھر فجر کی نماز پڑھی فتح الباری میں لکھا ہے کہ صاحب ہدی نے کہا کہ سفر میں فجر کی سنتوں کے سوا اور نمازوں کی سنتوں کا پڑھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں نہ پہلی سنتوں کا اور نہ بعد والی سنتوں کا لیکن ابو داؤد اور ترمذی میں براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ سفر کیے سو میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا کہ سورج ڈھلتے ظہر سے پہلے دو رکعتیں ترک کی ہوں اور شاید یہ حدیث صاحب ہدی کے نزدیک ثابت نہ ہوئی ہوگی اسی واسطے اس نے مطلق نفی کر دی کہ آپ نے سفر میں فجر کی سنتوں کے سوا کوئی سنت نہیں پڑھی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ دو رکعتیں سنت ظہر کی نہیں بلکہ زوال کی سنتیں ہیں، واللہ اعلم ۔

۱۰۳۹ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ مَا أَخْبَرَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى

۱۰۳۹ ۔ حضرت ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ ہم کو کسی نے خبر نہیں دی کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہو مگر ام ہانی (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن) نے اس نے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الضُّحٰى غَيْرُ أُمِّ هَانِئٍ ذَكَرَتْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا فَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ فَمَا رَأَيْتُهُ صَلّٰى صَلَاةً أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ.

ذکر کیا کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن میرے گھر میں غسل کیا پھر آپ نے آٹھ رکعتیں چاشت کی نماز پڑھی سو میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا کہ اس سے زیادہ ہلکی نماز پڑھی ہواو رقرأت اور دعاؤں میں تخفیف کی سوائے اس کے کہ رکوع اور سجدہ کو تمام اور پورا کیا۔

فائدہ: غرض اس حدیث سے اس جگہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن چاشت کی نماز پڑھی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ آپ اس وقت مسافر تھے اور فرض نماز کو قصر کرتے تھے پس اس سے ثابت ہوا کہ سفر میں راتبہ سنتوں کے سوا اور نفل پڑھنے جائز ہیں پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی اور اگر کوئی کہے کہ چاشت کی نماز اور کئی حدیثوں سے ثابت ہو چکی ہے **کما سیاتی** پس ابن ابی لیلیٰ کی اس نفی کا کیا معنی ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ اس نے فقط اپنے علم کی نفی کی ہے اور عدم علم سے عدم فی الواقع لازم نہیں آتا۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى السُّبْحَةَ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ.

اور عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے سفر میں رات کے وقت اپنی سواری پر نفل یعنی تہجد پڑھی جس طرف کہ سواری آپ کے ساتھ متوجہ ہوتی (اسی طرف آپ منہ کر کے نماز پڑھتے جاتے تھے)۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سفر میں فرضوں کے پہلے اور بعد سنتوں کے سوا اور نفل پڑھنے جائز ہیں پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

۱۰۴۰ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَبِّحُ عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِهِ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهُ يُوْمِئُ بِرَأْسِهِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

۱۰۴۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سفر میں اپنی سواری پر نفل پڑھا کرتے تھے جس طرف آپ کا منہ ہوتا (اسی طرف) سر سے اشارہ کرتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی سواری پر نفل پڑھا کرتے تھے یعنی تہجد اور بعض نوافل مطلقہ جیسے کہ حضرت ﷺ کی عادت تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں نوافل مطلقہ پڑھنے جائز ہیں پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور جاننا چاہیے کہ اس باب کی حدیثیں کئی قسم کے نفلوں کو شامل ہیں قسم اول وہ نفل ہیں جو فرضوں سے پہلے ہیں اور قسم

دوم وہ نفل ہیں جن کا کوئی وقت مقرر ہے جیسے کہ چاشت کے نفل ہیں اور قسم سوم وہ نفل ہیں جو رات میں پڑھے جاتے ہیں اور قسم چہار مطلق نفل ہیں جن کا کوئی وقت معین نہیں ہے پس سفر میں یہ چاروں قسموں کے نفل پڑھنے جائز ہیں اور اگر کوئی کہے کہ یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی معارض ہے اس حدیث کی جو پہلے باب میں اسی سے گزر چکی ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر میں نفل پڑھتے کبھی نہیں دیکھا سو جواب اس کا یہ ہے کہ مراد نفی سے راتبہ سنتیں ہیں یعنی وہ نفل ہیں جو فرضوں سے پہلے اور پیچھے پڑھے جاتے ہیں اور اس باب کی حدیث سے مطلق نفل مراد ہیں جیسے کہ تہجد اور وتر وغیرہ ہیں پس ان دونوں حدیثوں میں کچھ تعارض نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کبھی آپ نے بیان جواز کے واسطے نفلوں کو ترک کر دیا ہوگا پس نفی اور اثبات دو حالتوں پر محمول ہے یعنی کبھی پڑھے اور کبھی نہ پڑھے پس دونوں حدیثوں میں تطبیق ہو گئی اور تعارض دفع ہو گیا اور یہ جو امام بخاری رحمہ اللہ نے مرفوع حدیث کے بعد موقوف حدیث بیان کی تو فائدہ اس کا یہ ہے کہ یہ امر منسوخ نہیں ہوا بلکہ ہمیشہ لوگوں کا اس پر عمل رہا ہے اور نیز یہ دلیل ہے اس پر کہ اس کا کوئی معارض نہیں اور نہ اس سے کوئی راجح ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ الْجَمْعِ فِي السَّفَرِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ.

سفر میں شام اور عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

فائدہ: سفر میں دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنا بہت حدیثوں سے ثابت ہے جیسا کہ بیان اس کا ابھی آئے گا لیکن علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے بعض اہل علم کہتے ہیں کہ سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنا مطلق جائز ہے یعنی خواہ حالت سیر میں ہو خواہ نہ ہو اور خواہ سیر میں جلدی چلنا مقصود ہو اور خواہ نہ ہو اور یہی مذہب ہے بہت صحابہ اور تابعین کا اور ساتھ اسی کے قائل ہیں امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق اور ثوری اور اشہب مالکی اور امام بخاری رحمہ اللہ اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے عرفات اور مزدلفہ کے اور جگہ جمع کرنا مطلقا درست نہیں ہے اور یہی مذہب ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور نخعی اور حسن اور صاحبین کا اور بعض کہتے ہیں کہ جب سفر میں بہت جلدی چلنے کی ضرورت ہو تو جمع کرنا جائز ہے ورنہ نہیں اور یہ مشہور قول امام مالک رحمہ اللہ کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جب حالت سیر میں ہو تو اس وقت جمع کرنا درست ہے اور جب کسی جگہ میں قیام کرے تو اس وقت جمع کرنا درست نہیں یہ قول ابن حبیب کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جس کو عذر ہو اس کو جمع کرنا جائز ہے دوسرے کو درست نہیں یہ اوزاعی کا قول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جمع تاخیر درست ہے جمع تقدیم درست نہیں ہے یعنی مثلا اگر ظہر اور عصر کی نماز کو عصر کے وقت میں جمع کرے تو جائز ہے اور اگر دونوں کو ظہر کے وقت میں جمع کرے تو جائز نہیں یہ روایت امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ سے ہے اور ابن حزم کا بھی یہی قول ہے لیکن سب قولوں میں صحیح اور قوی پہلا ہے باقی سب اقوال مرجوح اور ضعیف ہیں۔

۱۰۴۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا

۱۰۴۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب چلنا

سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِذَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ سَيْرٍ وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ وَعَنْ حُسَيْنٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ فِي السَّفَرِ وَتَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ وَحَرْبٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ حَفْصٍ عَنْ أَنَسٍ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ﷺ کو جلدی میں لاتا یعنی جانے کی بہت جلدی ہوتی تو اس وقت مغرب اور عشاء کو جمع کیا کرتے تھے۔
اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ سفر میں یا حالت سیر میں ہوتے تو ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھا کرتے تھے اور مغرب اور عشاء کو جمع کیا کرتے تھے۔
اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سفر میں مغرب اور عشاء کو جمع کر پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ سفر میں دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنا مطلق جائز ہے یعنی خواہ سفر میں جلدی چلنے کی ضرورت ہو خواہ نہ ہو اور خواہ مسافر حالت سیر میں ہو اور خواہ حالت نزول میں اور اس باب میں سنن وغیرہ حدیث کی کتابوں میں بہت حدیثیں آ چکی ہیں بخوف طول سب کو اس جگہ نقل نہیں کیا گیا فقط دو تین حدیثوں کو بطور نمونہ کے نقل کیا جاتا ہے سو پہلی حدیث یہ ہے جو کہ بخاری اور مسلم وغیرہ حدیث کی کتابوں میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز جمع کی اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز جمع کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے جیسا کہ فتح الباری میں لکھا ہے کہ عرفات اور مزدلفہ میں دو نمازوں کو جمع کرنا اس واسطے جائز ہوا کہ حاجیوں کو اس کی سخت حاجت ہوتی ہے اس لیے کہ اس وقت وہ حج کی عبادتوں میں مشغول ہوتے ہیں اور یہ علت سب سفروں میں موجود ہے کہ مسافر اپنے سفر کے کاروبار میں مشغول ہوتے ہیں پس

اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں بھی دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا جائز ہے اور جب سفر میں جمع کرنا اس حدیث سے ثابت ہوا تو جمع تقدیم بھی اس سے ثابت ہوگئی کہ آپ نے عرفات میں ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں جمع کیا اور قسطلانی نے لکھا ہے کہ اگر بالفرض اس باب میں سوائے اس حدیث کے اور کوئی حدیث بھی نہ ہوتی تو یہی حدیث کافی دلیل تھی اس پر کہ سفر میں جمع تقدیم جائز ہے۔ زہری نے کہا کہ میں نے سالم سے پوچھا کہ سفر میں ظہر اور عصر کو جمع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس نے کہا کہ عرفات میں لوگوں کی نماز کو نہیں دیکھتا یعنی دو نمازوں کو سفر میں جمع کرنا جائز ہے اور دوسری حدیث وہ ہے جو اسی کتاب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پہلے گزر چکی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر اور عصر کی نماز جمع کی اور مغرب اور عشاء کی نماز جمع کی تو بغیر سفر اور مینہ کے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں جمع کرنا جائز ہے اس لیے کہ جب حرج کے واسطے دو نمازوں کو جمع کرنا گھر میں جائز ہوا تو سفر میں جمع کرنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا کہ سفر بالاتفاق عذر ہے اس وجہ سے اس میں قصر اور افطار جائز ہے اور نیز یہ حدیث بھی عام ہے جمع تقدیم اور تاخیر دونوں کو شامل ہے پس جمع تقدیم بھی جائز ہوگی۔ تیسری حدیث یہ ہے جو موطا میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ تبوک میں نماز میں تاخیر کی پھر باہر تشریف لائے اور ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھا پھر داخل ہوئے اور نکلے اور مغرب اور عشاء کو جمع کیا اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے خواہ مسافر حالت سیر میں ہو اور خواہ حالت نزول میں اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سفر میں تھے اور ایک جگہ اترے ہوئے تھے **كذا قاله الشافعي في الام** اور ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ حدیث بڑی واضح دلیل ہے اور پر رد اس شخص کے جو جمع کو حالت سیر کے ساتھ خاص کرتا ہے اور یہ قاطع ہے واسطے التباس اور جھگڑے کے، انتہی۔ اور امام الحرمین نے کہا کہ جمع بین الصلوتین میں ایسی حدیثیں ثابت ہو چکی ہیں جو اس مسئلے میں نص ہیں تاویل کی ان میں مطلق گنجائش نہیں اور یہی مذہب ہے بہت صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین کا جیسے کہ اوپر گزرا لیکن حنفیہ کہتے ہیں کہ سفر میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا جائز نہیں ہے اور ان حدیثوں کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ مراد ان سے جمع صوری ہے یعنی ظہر اخیر وقت میں پڑھی اور عصر اول وقت میں پڑھی تو یہ ظاہر میں جمع معلوم ہوتی ہے حقیقت میں جمع نہیں سو جواب اس کا کئی وجہ سے ہے پہلی وجہ یہ ہے جو امام خطابی وغیرہ نے کہا کہ سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنا رخصت اور اجازت ہے سو اگر اس کو جمع صوری پر محمول کیا جائے جیسے کہ حنفیہ کرتے ہیں تو یہ جمع رخصت نہیں رہے گی بلکہ سخت مصیبت ہو جائے گی اور وقت پر نماز پڑھنی مشکل ہو جائے گی اس لیے کہ اول اور آخر وقت تو خاص لوگ بھی مشکل سے معلوم کر سکتے ہیں پھر عوام کا تو کیا ہی ٹھکانا ہے اور صریح حدیثیں یہ ہیں کہ ایک نماز کے وقت میں دو نمازیں جمع ہوئی ہیں، انتہی۔ اور ابن عبدالبر اور خطابی کی کلام پر یہ اعتراض کرنا (کہ اول اور آخر وقت انکل سے معلوم ہو سکتا ہے خصوصا قافلہ میں کہ جہاں ایک جماعت کثیر آدمیوں کی حاضر ہوتی ہے تو وہاں صاحب شناخت بھی ہوتے ہیں) کچھ چیز نہیں یعنی یہ اعتراض محض

غلط ہے اس لیے کہ اٹکل اور ظن سے اول وقت کی شناخت کرنا خواص لوگوں کا کام ہے اور یہ رخصت عام نمازیوں اور مسافروں کے واسطے ہے اور بعض ان میں سے بلکہ اکثر ایسے ہیں کہ ان کو اس باب میں کچھ سمجھ اور اٹکل نہیں اور نیز سارے مسافروں کے ساتھ قافلے بھی نہیں پائے جاتے بلکہ بہت بیچارے مسافر تو ایسے ہیں کہ ان کو دوسرا رفیق بھی نہیں ملتا ہے تنہا ان کو سفر کرنا پڑتا ہے پس حق بات یہی ہے کہ جمع صوری رخصت نہیں بن سکتی ہے اور وہ جمع جو شرعا رخصت ہے سفر میں وہ جمع صوری نہیں ہو سکتی ہے انتہی کذا قالہ الشیخ سلام اللہ الحنفی فی المحلی شرح المؤطا۔ پس معلوم ہوا کہ تاویل جمع صوری کی باطل ہے اور رخصت کی دلیل یہ حدیث ہے جو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مسلم میں روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ آپ کی امت کو حرج نہ ہو۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حدیثیں جمع کی صریح ہیں اس باب میں کہ آپ نے دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کیا ان میں یہ کوئی قید نہیں کہ دونوں کو پہلی نماز کے وقت میں جمع کیا یا دوسری نماز کے وقت میں جمع کیا پس یہ حدیثیں مطلق ہیں جمع تقدیم اور تاخیر دونوں کو شامل ہیں اور جب عموم ان کا جمع تقدیم کو شامل ہوا تو جمع صوری پر اس کو محمول کرنا باطل ہوا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ حدیثیں جمع کی صریح ہیں اس میں کہ آپ نے دو نمازوں کو ایک نماز کے وقت میں جمع کیا سو اگر یہ جمع جمع صوری ہوتی تو ایک نماز کا وقت نہ کہا جاتا بلکہ دونوں وقتوں کا نام لیا جاتا۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ بہت حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے دو نمازوں کو پہلی نماز کے وقت میں جمع کیا جیسا کہ اوپر ثابت ہو چکا ہے اور آئندہ بھی آئے گا اور جب جمع تقدیم ثابت ہوئی تو اس سے معلوم ہوا کہ جمع صوری کی تاویل باطل ہے۔ پانچویں وجہ یہ ہے کہ شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی شرح مؤطا میں لکھا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت کے نصوص ظاہر پر محمول ہیں جب تک کہ کوئی قطعی مانع نہ ہو اور یہاں کوئی قطعی مانع نہیں پس جمع بین الصلوتین کو جمع حقیقی پر محمول کیا جائے گا نہ صوری پر۔ چھٹی وجہ یہ ہے کہ جمع تاخیر میں بعض ایسی حدیثیں بھی ہیں کہ ان میں اس تاویل کو مطلق گنجائش نہیں چنانچہ ابو داؤد میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں سورج غروب ہوا سو آپ نے سرف میں پہنچ کر دونوں نمازیں جمع کیں پھر ابو داؤد نے ہشام سے نقل کیا کہ مکہ اور سرف کے درمیان دس میل کا فاصلہ ہے اور جب آپ سورج ڈوب جانے کے بعد دس میل تک چلے اور مقام سرف میں پہنچ کر دو نمازوں کو جمع کیا تو معلوم ہوا کہ پہلی نماز کا وقت بالکل نکل گیا تھا اس لیے کہ بعد غروب کے مغرب کے وقت میں دس میل چلنا ممکن نہیں کہ ریل اس وقت موجود نہیں تھی پس معلوم ہوا کہ جمع صوری کی تاویل قطعا باطل ہے اور نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیحین وغیرہ میں روایت ہے کہ اس نے مکہ کے راہ میں سرخی ڈوب جانے کے بعد مغرب اور عشاء کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب آپ کو جانے کی جلدی ہوتی تو مغرب اور عشاء کو جمع کرتے پس ان وجوہات سے ثابت ہو گیا کہ جمع صوری کی تاویل باطل ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کو مجاز پر حمل کرنا باطل ہے۔ ساتویں وجہ یہ ہے کہ صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صریح آ چکا ہے کہ آپ نے جمع اس واسطے کی کہ آپ کی

امت کو حرج نہ ہو سو اگر جمع سے مراد جمع صوری ہوتی تو حرج میں نہ ڈالنے کے کوئی معنی نہ تھے اس لیے کہ نماز اول وقت اور آخر وقت میں پڑھنا بالاتفاق جائز ہے خواہ کوئی نماز کو اول وقت میں پڑھے اور خواہ کوئی آخر وقت میں اختیار ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں پھر اس صورت میں مثلا مغرب کو اخیر وقت پڑھنا اور عشاء کو اول وقت پڑھنا موجب دفع حرج نہیں ہوسکتا کہ اس قسم کی وسعت اور تخفیف تو پہلے ہی جاری تھی اور نماز کو اول اور آخر وقت میں پڑھنا ابتدا سے جائز تھا پھر راوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کیا چیز عجب سنی جو اس کی علت پوچھی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کس چیز کو حرج ٹھہرایا اور کس چیز کو دفع حرج بیان فرمایا؟ پس معلوم ہوا کہ مراد ان کی جمع حقیقی تھی نہ جمع صوری اور اسی کو انہوں نے دافع حرج ٹھہرایا ورنہ اس سے لازم آئے گا کہ اس وقت سے پہلے نماز کو آخر وقت میں پڑھنا اور دوسری نماز کو اول وقت میں پڑھنا جائز نہ تھا حالانکہ یہ امر قطعا باطل ہے پس ثابت ہوا کہ جمع صوری کی تاویل باطل ہے اور جب یہ تاویل باطل ہوئی تو مناسب معلوم ہوا کہ حنفیہ کہ دلیلوں کو نقل کر کے ان کا بھی مختصر جواب لکھا جائے سو جاننا چاہیے کہ حنفیہ جو سفر میں دو نمازیں جمع کرنے کو جائز نہیں رکھتے ہیں تو وہ اس باب میں کئی دلیلیں پیش کرتے ہیں پہلی دلیل ان کی وہ آیتیں اور حدیثیں ہیں جو اوقات کی تعیین کرتی ہیں مثل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا﴾ یعنی تحقیق نماز ہے مسلمانوں پر فرض وقت مقرر کی گئی سو جواب اس کا کئی وجہ سے ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ حدیثیں جمع بین الصلوتین کی تعیین اوقات کے مخالف نہیں ہیں اس لیے کہ بعض صورتوں میں کسی نماز کا وقت کسی قدر وسیع ہو جانا اور مشترک ہونا درمیان دو نمازوں کے یہ بھی افراد توقیت میں سے ہے مثلا ظہر کا وقت مغرب تک وسیع ہو گیا اور عصر کا وقت زوال سے شروع ہو گیا اور اس وقت میں ظہر اور عصر دونوں نمازیں مشترک ہو گئیں تو اس صورت میں توقیت فوت نہیں ہوتی ہے اسی وجہ سے ظہر کی نماز قبل زوال اور بعد مغرب کے پڑھنی جائز نہیں ہے البتہ توقیت اس وقت فوت ہو جاتی جب ہم کسی وقت کی تخصیص نہ کرتے اور ہر وقت پڑھنا جائز بتلاتے و اذ لیس فلیس مثلا عشاء اور وتر کی نماز کو بعد مغرب سے طلوع صبح صادق تک وسعت ہے اور اس وقت میں عشاء اور وتر دونوں شریک ہیں اس وجہ سے موقت ہونا بھی اس پر صادق آتا ہے پس اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ جمع بین الصلوتین میں توسیع اوقات ہے نہ رفع تعیین اور توقیت اور توسیع اوقات موقت ہونے کے منافی نہیں ہے کما مر فی العشاء و الوتر۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جس طرح جمع بین الصلوتین سفر میں مخالف ہے ان آیات توقیت کے اسی طرح جمع بین الصلوتین عرفات اور مزدلفہ میں بھی مخالف ہے ان آیات توقیت کے فما هو جوابكم فهو جوابنا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ جب جمع بین الصلوتین عرفات اور مزدلفہ کی حدیثوں سے ان آیات توقیت کی تخصیص ہو گئی تو اب یہ آیات بالاتفاق ظنی ہو گئیں اس لیے کہ عام بعد تخصیص کے بالاتفاق ظنی ہو جاتا ہے کما تقرر فی الاصول اور ظنی کی تخصیص قیاس سے بھی جائز ہے پس جمع بین الصلوتین فی السفر کی حدیثوں سے ان آیات کی تخصیص بالاتفاق جائز ہو گی بلکہ بطریق اولیٰ جائز ہو گی پس سفر میں دو

نمازوں کو جمع کرنا بالاتفاق جائز ہوگا اور تخصیص ان آیات کی ان حدیثوں سے جائز ہے ساتھ اُن چار وجہوں کے جو قرأت فاتحہ خلف الامام کی بحث میں گزر چکی ہے۔ اور دوسری دلیل حنفیہ کی یہ ہے جو کہ صحیحین میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا مگر اپنے وقت پر مگر دو نمازیں مغرب اور عشاء کہ آپ نے ان کو مزدلفہ میں جمع کیا سو جواب اس کا بھی کئی وجہ سے ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ جمع بین الصلوتین کی حدیثیں چودہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں پس اتنے صحابہ کے سامنے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کرنا کیسے جائز ہوگا؟ اور اگر بالفرض ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ان چودہ صحابہ کی حدیثوں پر مقدم کیا جائے اور تسلیم کیا جائے کہ جس جمع کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نہیں دیکھا وہ درست نہیں تو پھر حنفیہ پر یہ پہاڑ مصیبت کا گرے گا کہ جمع بین الظہر والعصر عرفات میں بھی درست نہ ہوگی اس لیے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس نفی کا عموم جمع فی العرفہ کو بھی شامل ہے **فما هو جوابكم فهو جوابنا** اور اگر کوئی کہے کہ نہ ذکر کرنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا جمع فی العرفات کو بنا بر شہرت عرفات کے تھا تو اس کا جواب یہ کہ شہرت تو دونوں نمازوں کی برابر ہے اس لیے کہ جتنے لوگ اس حج میں شریک تھے وہ سب جیسے کہ مغرب اور عشاء کی نماز میں شریک ہوں گے اسی طرح ظہر اور عصر کی نماز میں بھی شریک ہوں گے اور وہ سب کہیں چلے نہیں گئے ہوں گے پس اس سے لازم آتا ہے کہ بنا بر اس شہرت کے جمع فی المزدلفہ کو بھی ذکر نہ کرتے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس جمع کو کیوں ذکر کیا **فما هو جوابكم فهو جوابنا** اور نیز کہا جائے گا کہ جمع فی السفر بھی قرن صحابہ میں مشہور تھی اس لیے کہ چودہ صحابی اس کے راوی ہیں اسی واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو بھی ذکر نہیں کیا پس اب حمل نفی کا جمع بلا عذر ہوگا۔ دوسری وجہ یہ ہے جو کہ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ یہ مفہوم ہے اور وہ لوگ مفہوم کے قائل نہیں اور ہم مفہوم کے قائل ہیں لیکن جب منطوق اس کو معارض ہو تو ہم منطوق کو مفہوم پر مقدم کرتے ہیں اور جمع جائز ہونے کے باب میں بہت حدیثیں ثابت ہو چکی ہیں پس ان کے منطوق کو اس مفہوم پر مقدم کیا جائے گا۔ تیسری وجہ یہ ہے جو کہ شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی شرح مؤطا میں لکھا ہے کہ پھر میں نے دیکھا کہ مسند ابی یعلیٰ میں طریق سے ابن لیلیٰ کے وہ روایت کرتے ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں دو نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے پس جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سفر میں جمع کرنا ثابت ہو چکا تو اب بخاری کی حدیث سے جمع فی السفر کی نفی نکالنی جائز نہیں ہوگی بلکہ بخاری کی حدیث کو حالت نزول پر حمل کیا جائے گا باقی مفصل جواب اس کا کلام المتین میں موجود ہے شائق اس کا مطالعہ کرے۔ اور تیسری دلیل حنفیہ کی یہ ہے جو کہ امام محمد رحمہ اللہ نے اپنی مؤطا میں لکھا ہے کہ ہم کو عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے اطراف میں اپنے عالموں کو لکھ بھیجا اور ان کو دو نمازیں ایک وقت میں جمع کرنے سے منع کیا اور ان کو زجر کی کہ ایک وقت میں دو نمازوں کو جمع کرنا گناہ کبیرہ ہے سو جواب اس کا بھی کئی وجہ سے ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنا صحیحین وغیرہ کی حدیثوں سے ثابت ہو چکا ہے چنانچہ تفصیل اس کی معیار الحق وغیرہ میں موجود ہے

پس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ممانعت کو جمع بلا عذر پر محمول کیا جائے گا جیسا کہ شاہد ہے اس پر اتفاق جمہور صحابہ اور بعد والوں کا اوپر عدم جواز جمع بلا عذر کے تا کہ سب حدیثوں میں تطبیق ہو جائے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس ممانعت کو عام رکھا جائے تو عرفات اور مزدلفہ میں بھی جمع کرنا درست نہ ہوگا کہ علت نہی کی دونوں میں ایک ہے فما ہو جوابکم فھو جوابنا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ جب صحیحین وغیرہ کی حدیثوں سے سفر میں جمع کرنا ثابت ہو چکا تو اب یہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مرفوع حدیثوں کے مقابلہ میں لائق حجت نہیں ہوگا اور جس حدیث میں عرفات میں جمع کرنا آیا ہے وہ حدیث ضعیف اور متروک ہے کہ اس کا ایک راوی سلیمان ضعیف ہے اور دوسرا راوی خالد شیعہ ہے جیسا کہ تقریب میں موجود ہے پس یہ زیادتی مقبول نہیں ہوگی اور چوتھی دلیل حنفیہ کی یہ حدیث ہے جو کہ ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو شخص دو نمازوں کو بغیر عذر کے جمع کرے پس وہ آیا دروازے پر کبیرہ گناہ کے سو جواب اس کا بھی کئی وجہ سے ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے کہ اس کی اسناد میں حنش یعنی حسین بن قیس واقع ہوا ہے اور وہ ضعیف اور متروک اور کذاب ہے بڑا جھوٹا ہے جیسا کہ شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی شرح موطا میں لکھا ہے کہ حسین بن قیس واہی ہے اور ترمذی نے کہا کہ حنش ضعیف ہے نزدیک اہل حدیث کے ضعیف کہا ہے اس کو احمد وغیرہ نے اور حافظ نے تقریب میں فرمایا کہ حنش متروک ہے اور نور الدین نے مختصر تنزیہ الشریعہ میں لکھا ہے کہ حسین بن قیس کذاب ہے اور تخریج ہدایہ میں لکھا ہے کہ حنش بن قیس محض واہی ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور جب اس کا ضعیف ہونا ثابت ہوا تو استدلال کرنا اس سے صحیح نہ ہوگا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ خود ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح مسلم میں کئی طریقوں سے جمع بین الصلوتین ثابت ہو چکا ہے پھر اس کی تفسیر بھی اس سے مروی ہے اول نماز کے وقت دو نمازوں کو جمع کیا اور پہلی نماز کے وقت نکل جانے کے بعد دونوں کو جمع کیا پھر باوجود اس کے اس حدیث ضعیف سے استدلال کرنا کیونکر صحیح ہوگا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ خود اسی قول میں موجود ہے کہ جو شخص بغیر عذر کے جمع کرے اس کو یہ گناہ ہوتا ہے سو بغیر عذر کے جمع کرنے کا کوئی بھی قائل نہیں پس سفر میں جمع کرنا اس سے خارج ہوگا کہ سفر بالاتفاق عذر ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ جب صحیحین وغیرہ کی حدیثوں سے سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنا ثابت ہو چکا ہے تو اب ان کے مقابلے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے استدلال کرنا بالاتفاق جائز نہیں ہوگا کہ صحابی کا قول مرفوع حدیث کے مقابلے میں بالاتفاق حجت نہیں اور شیخ عبدالحق کا یہ احتمال کہ شاید یہ حدیث متکلم فیہ ہوگی محض باطل ہے جب تک کہ کوئی دلیل اس پر قائم نہ ہو اور نیز یہ احتمال مسلم کی سب حدیثوں میں جاری ہے پس اس سے سب حدیثیں بے کار ہو جائیں گی نعوذ باللہ من ذلک اور نیز اگر بالفرض متکلم فیہ ہونا اس کا تسلیم بھی کیا جائے تو کہا جائے گا کہ امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کی تصحیح اور توثیق اس کو کافی ہے اس لیے کہ وہ سب محدثین کے سردار ہیں اور خود یہی شیخ لکھتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ تصحیح اسانید اور تنقید رجال میں فوق الکل ہے پس اس صورت میں شیخین کی تصحیح سب پر

مقدم ہوگی اور یہ احتمال محض گوزشتر ہو جائے گا اور بعض حنفی یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سونے میں تفریط نہیں بلکہ تفریط جاگنے میں ہے کہ تاخیر کی جائے نماز دوسرے وقت تک اور جمع تاخیر میں بھی ایک نماز کو دوسری نماز تک تاخیر کیا جاتا ہے پس وہ بھی اس حدیث سے منع ہوگی سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث تفریط کی عام ہے اور حدیثیں جمع کی خاص ہیں اور تخصیص عام کی ساتھ خاص کے بالاتفاق جائز ہے کما مر فی قراۃ خلف الامام پس سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنا اس حدیث سے مستثنیٰ رہے گا اور نیز یہ حدیث اس شخص کے حق میں ہے جو بلا عذر نماز کو تاخیر کرے نہ اس کے حق میں جو مسافر ہو اور نیز اگر اس حدیث کو عام رکھا جائے تو عرفات اور مزدلفہ میں دو نمازوں کو جمع کرنا بھی جائز نہیں ہوگا فما هو جوابكم فهو جوابنا۔ اور نیز یہ حدیث آپ نے فجر کی نماز کے وقت میں فرمائی تھی اور اس وقت کسی نماز کو جمع کرنا ممکن نہ تھا نہ ظہر اور عصر کو اور نہ مغرب اور عشاء کو پس یہ حدیث جمع بین الصلوتین کو مانع نہ ہوگی اور بعض حنفی یہ حدیث پیش کرتے ہیں جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے سفر میں مغرب کی نماز کو تاخیر کیا یہاں تک کہ سرخی ڈوبنے سے پہلے اترے پھر مغرب کو پڑھا پھر عشاء کو پڑھا سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے کہ اس کے راوی ضعیف ہیں جیسا کہ تقریب اور تنزیہ الشریعہ میں لکھا ہے اور نیز یہ دوسرے واقعہ کا ذکر ہے اور جو حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پہلے گزر چکی ہے وہ دوسرے واقعہ کا ذکر ہے پس اگر کبھی سرخی ڈوبنے سے پہلے مغرب کو پڑھا ہو تو اس سے ہمارا کیا حرج ہے اور نیز پہلی حدیث صحیحین کی ہے پس اس کو ترجیح دی جائے گی اس حدیث پر اور نیز فعل ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مخالف ہے صحیح حدیثوں کے جن سے جواز جمع تقدیماً و تاخیراً ثابت ہوتا ہے پس صحیح حدیثوں کے مقابلے میں اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہوگا خاص کر ایسی حالت میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کا برخلاف ثابت ہو چکا ہے اور نیز یہ حدیث مجہولۃ الکیفیت ہے اور وہ روایات مبینہ الکیفیت ہیں پس ان کو ترجیح ہوگی پس اس بیان بابرہان سے ثابت ہوگیا کہ سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے ظہر کو عصر کے ساتھ ملا کر پڑھ لے اور مغرب کو عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھ لے اور خواہ جمع تقدیم کرے اور خواہ جمع تاخیر کرے دونوں طرح سے جائز ہے اور شیخ عبدالحق نے بھی بعد بحث طویل کے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ جمع حقیقی بھی روایتوں سے ثابت ہے مگر جمع تقدیم کے واسطے تین شرطیں ضروری ہیں ایک یہ کہ پہلی نماز کو دوسری نماز پر مقدم کرے برعکس نہ کرے دوسری یہ کہ ان کے درمیان کوئی نفل نہ پڑھے تاکہ دونوں نمازیں ایک کی مانند ہو جائیں اور تیسری یہ کہ یہ پہلی نماز کے وقت جمع کی نیت کر لے اور جمع تاخیر کے واسطے فقط نیت شرط ہے اور کوئی شرط نہیں اور اگر پہلی نماز کے وقت جمع کی نیت نہ کرے تو گنہگار ہوگا اور نماز قضاء کرے اور فجر کی نماز کو نماز ظہر کے ساتھ جمع کرنا اور عصر کو مغرب کے ساتھ جمع کرنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوا اور یہ سب احکام مسافر کے ہیں اور بعض تابعین کہتے ہیں کہ مریض کو بھی دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں احمد اور اسحاق اور بعض کہتے ہیں کہ مینہ کے عذر سے بھی نمازوں کو جمع کرنا

جائز ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد اور اسحاق اور بعض کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی حاجت کے واسطے اپنے گھر میں جمع کر لے تو اس کو بھی جائز ہے بشرطیکہ اس کو عادت نہ ٹھہرا رکھے اور بیان اس کا مفصل طور سے اوپر گزر چکا ہے۔

بَابُ هَلْ يُؤَذِّنُ أَوْ يُقِيمُ إِذَا جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

جب کوئی شخص مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھے تو کیا ان کے ساتھ اذان بھی کہے یا فقط تکبیر پر اکتفا کرے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس باب کی دونوں حدیثوں میں اذان کا صریح ذکر نہیں لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ جب ان کو جانے کی جلدی ہوتی تو مغرب کو قائم کرتے سو اس سے نفس اذان مراد نہیں بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ مغرب کی نماز کے لیے اقامت کہتے تھے یعنی فقط تکبیر پر اکتفا کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ تکبیر پر اکتفا کرنا کافی ہے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہو گئی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اترے اور نماز کے واسطے تکبیر کہی اور مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا اور وہ سفر میں کسی نماز کے واسطے اذان نہیں کہا کرتے تھے رواہ الدارقطنی اور شاید کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت قدیم کے موافق اشارہ کر دیا ہے اس طرف کہ یہ مسئلہ باب کا اس حدیث کے بعض طریقوں میں ثابت ہے لیکن چونکہ وہ روایت اس کی شرط پر نہیں تھی اس واسطے اس کو اپنی کتاب میں بیان نہ کیا پس مطابقت ان حدیثوں کی ترجمہ باب سے ظاہر ہو گئی اور بعض نے لکھا ہے کہ حدیثوں میں باب کے مطلق نماز کا ذکر آیا ہے پس مراد اس سے پوری نماز ہو گی یعنی جو نماز کہ تمام ارکان اور شرائط اور سنتوں کے ساتھ ادا کی جائے اور ایسی نماز میں اذان اور اقامت بھی داخل ہے پس مطلب یہ ہوا کہ جمع بین الصلوتین کے وقت اذان بھی کہے اور تکبیر بھی کہے اور اگر فقط تکبیر پر اکتفا کرے تو یہ بھی جائز ہے، واللہ اعلم۔

١٠٤٢ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُهُ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ وَيُقِيمُ

١٠٤٢۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر میں چلنے کی جلدی ہوتی تو مغرب کی نماز کو تاخیر کرتے یہاں تک کہ اس کو عشاء کی نماز سے ملا کر پڑھتے اور سالم نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی سفر میں ان نمازوں کو جمع کر لیا کرتے تھے جب کہ ان کو جانے کی جلدی ہوتی تو مغرب کی نماز کے لیے تکبیر کہتے سو اس کو پڑھتے تین رکعتیں پھر سلام پھیرتے پھر تھوڑا سا ٹھہر جاتے یہاں تک کہ عشاء کے واسطے تکبیر کہتے اور اس کی دو رکعتیں

الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيهَا ثَلَاثًا ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتّٰى يُقِيمَ الْعِشَآءَ فَيُصَلِّيهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ وَلَا يُسَبِّحُ بَيْنَهُمَا بِرَكْعَةٍ وَلَا بَعْدَ الْعِشَآءِ بِسَجْدَةٍ حَتّٰى يَقُومَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ.

پڑھتے پھر سلام پھیرتے اور دونوں نمازوں کے درمیان نفلوں کی کوئی رکعت نہ پڑھتے اور نہ بعد عشاء کے کوئی نماز پڑھتے یہاں تک کہ رات کے درمیان اٹھتے یعنی تہجد کے واسطے اور ان کو ادا کرتے۔

فائدہ: یہ حدیث معارض ہے اس حدیث کے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اوپر گزر چکی ہے کہ میں نے آپ کو سفر میں نفل پڑھتے کبھی نہیں دیکھا سو وجہ تطبیق اس کی اوپر گزر چکی ہے کہ مراد حدیث مذکور سے فقط نماز کے بعد کی سنتیں ہیں تہجد وغیرہ نوافل مطلقہ اس نفی میں داخل نہیں ہیں۔

۱۰۴۳ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ يَعْنِي الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ.

۱۰۴۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ان دونمازوں کو جمع کیا کرتے تھے یعنی مغرب اور عشاء کو۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی باب سے اس طور پر ہے کہ یہ حدیث مجمل ہے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو مذکور ہوئی ہے اس کی مفسر ہے کہ اس میں زائد حکم کا بیان ہے اور مجمل مفسر کی تابع ہوتی ہے تو گویا یہ دونوں حدیثیں ایک حدیث ہے جس کی مطابقت اوپر مذکور ہوئی ہے۔

بَابُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلَى الْعَصْرِ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ.

سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرے تو ظہر کی نماز کو عصر تک تاخیر کرے یعنی عصر کے وقت میں دونوں کو ملا کر پڑھے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک جمع تاخیر اسی شخص کے حق میں خاص ہے جو سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرے اور ظہر کے وقت داخل ہونے سے پہلے چل پڑے اور جو شخص سورج ڈھلنے کے بعد کوچ کرے وہ جمع تقدیم کرے۔

فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

فائدہ: مراد اس حدیث سے وہی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے جو اس سے پہلے باب الجمع فی السفر میں گزر

چکی ہے کہ جب آپ سیر کی حالت میں ہوتے تو ظہر اور عصر کو جمع کیا کرتے تھے اس لیے کہ اس میں جمع کو سیر کی حالت کے ساتھ قید کیا ہے اور حالت سیر میں اکثر اوقات آپ سوار ہوتے تھے اور سواری کی حالت میں جمع کرنے کا کوئی قائل نہیں پس معلوم ہوا کہ مراد اس سے جمع تاخیر ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو یحییٰ بن عبدالحمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اپنی مسند میں روایت کی ہے اس لیے کہ اس میں صریح آ چکا ہے کہ آپ نے ظہر کو عصر تک تاخیر کیا اور اس کی سند میں گو مقال ہے لیکن متابعت کی صلاحیت رکھتی ہے۔

١٠٤٤ ـ حَدَّثَنَا حَسَّانُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلٰى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَإِذَا زَاغَتْ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ.

۱۰۴۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کوچ کرتے سورج ڈھلنے سے پہلے تو ظہر کو عصر تک تاخیر کرتے پھر دونوں کے درمیان جمع کرتے تھے اور اگر کوچ کرنے سے پہلے ڈھل جاتا تو ظہر کو پڑھ کر کوچ کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مسافر سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرے تو ظہر کو عصر تک تاخیر کرے پھر دونوں کو ملا کر پڑھے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ إِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ مَا زَاغَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ.

اگر مسافر سورج ڈھلنے سے پیچھے کوچ کرے تو ظہر پڑھ کر سوار ہو۔

١٠٤٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلٰى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَّرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ.

۱۰۴۵۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فقط جمع تاخیر کرتے تھے جمع تقدیم

نہیں کرتے تھے لیکن اسحاق بن راہویہ نے یہ حدیث شبابہ سے اس طرح سے روایت کی ہے کہ جب آپ سفر میں ہوتے اور سورج ڈھل جاتا تو ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھتے پھر کوچ کرتے روایت کیا ہے اس کو اسماعیلی نے اور اس کی علت یہ بیان کی کہ اسحاق اس کے ساتھ شبابہ سے منفرد ہوا ہے پھر اسحاق سے بھی سوائے جعفر فریابی کے کسی نے یہ روایت نہیں کی لیکن جواب اس کا یہ ہے کہ یہ علت حدیث میں قادح نہیں اس لیے کہ اسحاق اور جعفر دونوں امام اور حافظ ہیں یعنی ان کا متفرد ہونا کچھ معتر نہیں کہ وہ فی نفسہ بڑے امام اور حافظ ہیں اور حاکم کی اربعین میں بھی اسی قسم کی ایک حدیث آچکی ہے کہ جب سورج ڈھلنے کے بعد کوچ کرتے تو ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھتے پھر کوچ کرتے اور اس میں اسحاق کا واسطہ نہیں حافظ صلاح الدین نے کہا کہ سند اس کی جید ہے پھر فرمایا کہ یہ حدیث اسحاق کی روایت کے واسطے متابعت قوی ہے لیکن اس کے ثبوت میں نظر ہے اور مشہور جمع تقدیم میں وہ حدیث ہے جو ابوداؤد اور ترمذی اور امام احمد اور ابن حبان نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جنگ تبوک میں جب آپ سورج ڈھلنے سے پیچھے کوچ کرتے عصر کو ظہر کی طرف جلدی کرتے اور دونوں کو جمع کرتے پھر کوچ کرتے اور جب سورج ڈوبنے سے پیچھے کوچ کرتے تو مغرب کو عشاء تک تاخیر کرتے اور جب سورج ڈوبنے کے بعد کوچ کرتے تو عشاء کو مغرب کے ساتھ ملا کر پڑھتے پھر کوچ کرتے لیکن محدثین کی ایک جماعت نے کہا کہ یہ حدیث معلول ہے اس لیے کہ اس کے ساتھ قتیبہ منفرد ہوا ہے کہ اس کے سوا کسی نے اس کو لیث سے روایت نہیں کیا سو جواب اس کا یہ ہے کہ متفرد ہونا راوی کا ضعف کو اسی وقت مستلزم ہے جب کہ راوی غیر ضابط اور غیر ثبت ہو اور اس روایت میں زیادہ تر حافظ اور زیادہ تر ضابط کے مخالف ہو اور جب کہ راوی متفرد فی نفسہ ثقہ اور حافظ اور ثبت ہو اور کسی اثبت اور احفظ کے مخالف نہ ہو یا ہو مگر مخالف حفظ اور ضبط اس کے مساوی ہو تو اس صورت میں اس کی روایت بالاتفاق مقبول ہے چنانچہ مقدمہ ابن صلاح میں لکھا ہے وَإِنْ لَّمْ يُخَالِفْ وَهُوَ عَدْلٌ ضَابِطٌ فَصَحِيْحٌ اور جب یہ بات ثابت ہو چکی تو اب ہم کہتے ہیں کہ قتیبہ فی نفسہ ثقہ اور ثبت ہے جیسا کہ تقریب میں لکھا ہے ثقہ ثبت اور وہ اس حدیث میں کسی اضبط اور ارجح کا مخالف بھی نہیں ہے پس متفرد ہونا اس کا اس حدیث کی صحت کو معتر نہ ہوگا اور نیز زیادتی ثقہ کی ہے اور زیادتی ثقہ کی جب کسی ارجح اور اضبط کے مخالف نہ ہو تو وہ بالاجماع مقبول ہوتی ہے اور چونکہ یہ زیادتی قتیبہ کی کسی ارجح کے مخالف نہیں اس لیے یہ بھی بالاتفاق مقبول ہوگی اور نیز قتیبہ اس حدیث میں متفرد نہیں بلکہ دوسری سند سے اسی قسم کی حدیث ابوداؤد میں موجود ہے جس میں قتیبہ کا واسطہ نہیں اور یہ مضمون ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے چنانچہ ابوداؤد کا قول عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَ حَدِيْثِ الْمُفَضَّلِ وَاللَّيْثِ اس پر صاف دلالت کرتا ہے اور بعض لوگ ابوداؤد سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا کہ جمع تقدیم میں کوئی حدیث قائم نہیں اور حاکم سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے سو جواب ابوداؤد کے قول کا یہ ہے کہ اس نے اپنی سنن میں حدیث ابو جحیفہ کی (جو کہ بخاری اور مسلم میں بھی

موجود ہے) روایت کی ہے اور اس سے صاف جمع تقدیم ثابت ہوتی ہے جیسا کہ معیار الحق اور اختیار الحق میں تحقیق اس کی مذکور ہے اور نیز اس نے یہی حدیث قتیبہ کی اپنی سنن میں روایت کی ہے اور اس پر کسی قسم کی جرح اور قدح نہیں ہے اور سوائے تفرد قتیبہ کے جو کہ صحت کے منافی نہیں کچھ زبان پر نہیں لایا اور نیز اس نے بغیر واسطہ قتیبہ کے دوسری سند بھی بیان کی ہے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس قسم کا مضمون نقل کر دیا ہے پھر باوجود اتنی شہادتوں کے کس طرح تسلیم کیا جائے کہ یہ قول ابوداؤد کا ہے **فمن ادعی خلاف ذلك فعلیه البیان بالبرهان** اور حاکم کے قول کا یہ جواب ہے کہ موضوع کہنا اس کا اس حدیث کو باعتبار اس سند کے ہے جس کی نسبت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ بعض ضعفاء نے یہ حدیث قتیبہ پر داخل کر دی اور ضروری ہے کہ وہ سند ابوداؤد اور ترمذی کی سند کے سوا کوئی دوسری ہو اس لیے کہ ان سندوں میں ہرگز کوئی ضعیف راوی نہیں اور جب کہ معتبر کتابوں میں یہ حدیث ثقات کی سندوں سے ثابت ہو چکی ہے تو اب اس کو موضوع کہنے کی کوئی وجہ نہیں پس اس بیان سے حدیث قتیبہ کا صحیح ہونا ثابت ہوا اور اس کے ثابت ہونے سے جمع تقدیم ثابت ہوئی اور جمع تقدیم کے ثابت ہونے سے یہ مسئلہ ختم ہوا اور زیادہ تحقیق اس مسئلہ کی معیار الحق میں مذکور ہے شائق اس کا مطالعہ کرے **ومن جحد ذلك بعد العلم بما حققنا فلیبك علی نفسه۔**

بَابُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ. بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا بیان۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ نفلوں کو بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے اگرچہ آدمی کھڑے ہونے کی طاقت بھی رکھتا ہو لیکن جتنا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے والے کو ملتا ہے اتنا ثواب بیٹھ کر پڑھنے والے کو نہیں ملتا بلکہ اس سے آدھا ملتا ہے لیکن جو شخص کہ کھڑے ہونے کی طاقت رکھتا ہو اس کو فرض نماز بیٹھ کر پڑھنی بالا جماع جائز نہیں اور جو کھڑے ہونے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کو ہر نماز بیٹھ کر پڑھنی جائز ہے خواہ فرض ہوں اور خواہ نفل ہوں اور اس کو کھڑے نماز پڑھنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے اور مراد ترجمہ میں بھی وہی شخص ہے جس کو عذر ہو اور طاقت قیام کی نہ رکھتا ہو کہ اس کو ہر نماز بیٹھ کر پڑھنی جائز ہے خواہ فرض ہوں اور خواہ نفل ہوں اور خواہ امام ہو اور خواہ مقتدی ہو اور خواہ تنہا نماز پڑھنے والا ہو اور باب کی حدیثیں بھی اسی معنی کی تائید کرتی ہیں کہ ان میں عذر کی قید مذکور ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ترجمہ معذور اور غیر معذور دونوں کو شامل ہو لیکن اس تقدیر پر صورت اجماعیہ جو مذکور ہوئی ہے اس سے مستثنیٰ رہے گی، واللہ اعلم۔

۱۰۴۶ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهِ وَهُوَ

۱۰۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں نماز پڑھی اور آپ بیمار تھے سو آپ نے بیٹھے بیٹھے نماز پڑھی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی سو آپ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ سو جب

شَاكٍ فَصَلَّى جَالِسًا وَصَلَّى وَرَآئَهٗ قَوْمٌ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا.

آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام تو اسی واسطے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے سو جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ اگر امام بیٹھے عذر سے نماز پڑھائے تو مقتدی کیا کریں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بموجب اس حدیث کے کہتے ہیں کہ مقتدی بھی امام کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بیٹھ کر نماز میں امامت کرنا درست نہیں اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر امام عذر سے بیٹھا ہو تو مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر عمر میں بیٹھ کر امامت کی اور اصحاب نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے فعل سے یہ حدیث قولی منسوخ ہوئی اور بیان اس مسئلے کا مفصل طور سے اوپر گزر چکا ہے۔

١٠٤٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَقَطَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَرَسٍ فَخُدِشَ أَوْ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُهٗ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا قُعُوْدًا وَقَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ.

١٠٤٧۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گر پڑے سو آپ کے دائیں پہلو چھل گئے سو ہم آپ کے پاس خبر پوچھنے کو گئے سو نماز کا وقت آیا سو آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھی اور آپ نے فرمایا کہ امام تو اسی واسطے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے سو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو کہو اللھم ربنا لك الحمد۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بیٹھ کر عذر سے نماز پڑھے اور کھڑا نہ ہو سکے تو جائز ہے خواہ امام ہو اور خواہ تنہا ہو پس مطابقت ان حدیثوں کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

١٠٤٨ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ أَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ سَأَلَ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

١٠٤٨۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (اور اس کو بواسیر کی مرض تھی) کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم پوچھا سو آپ نے فرمایا کہ جو کھڑے نماز پڑھے تو وہ بہتر ہے اور جو بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کو کھڑے کا آدھا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَكَانَ مَبْسُوْرًا قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا فَقَالَ إِنْ صَلَّى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلَّى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ.

ثواب ہے اور جو لیٹ کر نماز پڑھے تو اس کو بیٹھے کا آدھا ثواب ہے۔

فائدہ: اکثر علماء کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس بیمار کے حق میں ہے جو بیٹھ کر فرض پڑھتا ہے لیکن اگر چاہے تو تکلیف اٹھا کر کھڑے ہو کر بھی پڑھ لے اور لیٹ کر فرض پڑھتا ہے لیکن تکلیف سے بیٹھ کر بھی پڑھ سکتا ہے تو ایسے بیمار کو آدھا ثواب ہے اور جس بیمار سے اٹھا بیٹھا نہ جائے تو اس کا ثواب پورا ہے خواہ بیٹھ کر پڑھے اور خواہ کھڑے ہو کر پڑھے اور اس قسم کی ایک اور حدیث بھی آ چکی ہے جو امام احمد رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ مدینہ میں تشریف لائے سو لوگوں کو بخار ہو گیا سو آپ مسجد میں آئے اور لوگ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے سو اس وقت فرمایا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو آدھا ثواب کھڑے کا ہے اور یہی معنی صحیح ہے اس حدیث کا اور یہی ہے وجہ مطابقت حدیث کی باب سے اور ابو عبید اور ابن ماجشون اور قاضی اسماعیل اور ابن شعبان اور اسماعیلی اور داؤدی وغیرہ ایک جماعت اہل علم کہتے ہیں کہ یہ حدیث نفل نماز پر محمول ہے کہ غیر معذور کو بیٹھ کر نفل پڑھنے جائز ہیں اس لیے کہ اگر فرض نماز بے عذر بیٹھ کر پڑھے تو جائز نہیں پس بیٹھ کر آدھے اجر ہونے کا کوئی معنی نہیں اس کی تو سرے سے نماز ہی درست نہیں اور اگر عذر سے بیٹھ کر فرض پڑھے تو اس وقت قیام ساقط ہے پس بیٹھنے سے افضل نہیں ہو گا پس معلوم ہوا کہ اس حدیث سے نفل نماز مراد ہے لیکن اخیر فقرہ اس حدیث کا اس معنی کے مخالف ہے اس لیے کہ غیر معذور کو جیسے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنی درست ہے ویسے ہی اس کو لیٹ کر نماز پڑھنی درست نہیں ہے کہ بیٹھنا نماز کی صورتوں میں داخل ہے اور لیٹنا ان میں داخل نہیں اور بعض علماء کہتے ہیں کہ نفلوں کو ہر طور سے پڑھنا جائز ہے خواہ کھڑے ہو کر پڑھے اور خواہ بیٹھ کر پڑھے یہ قول حسن بصری کا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہے ایک جماعت اہل علم کی اور یہ بھی ہے ایک وجہ نزدیک شافعیہ کے اور صحیح کہا ہے اس کو متاخرین نے اور قاضی عیاض نے یہ قول مالکیوں سے بھی نقل کیا ہے اور اس حدیث میں مطلق بیٹھ کر پڑھنے کا ذکر آیا ہے اور اس میں بیٹھنے کی کیفیت کا بیان نہیں کہ کس طور سے بیٹھ کر نماز پڑھے

لیکن اطلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طور سے پڑھے جائز ہے لیکن افضلیت میں اختلاف ہے ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ چوکڑی مار کر بیٹھے اور بعض کہتے ہیں کہ پاؤں کو بچھا کر بیٹھے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ اس حکم سے مخصوص ہیں یعنی ان کو بیٹھ کر نماز پڑھنے میں بھی کھڑے کے برابر ثواب ملتا ہے ساتھ دلیل اس حدیث کے جو صحیح مسلم وغیرہ میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی تو میں اس کو سن کر آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ مسجد میں بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے سو آپ نے فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا اے عبداللہ! میں نے آپ کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔

بَابُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ بِالْإِيْمَآءِ. بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی اگر کوئی بیٹھ کر عذر سے نماز پڑھے اور باوجود طاقت کے حقیقی رکوع وسجود کے بدلے اشارے سے رکوع سجود کرے تو جائز ہے اور یہ ایک قول شافعیہ کا ہے دو قول سے اور یہی مشہور ہے نزدیک مالکیوں کے اور اصح نزدیک متاخرین کے یہ قول ہے کہ جس کو رکوع سجود کی طاقت ہو اس کو اشارے سے رکوع سجود کرنا جائز نہیں ہے بلکہ حقیقی رکوع سجود کرے اگرچہ لیٹ کر نفل پڑھنے جائز ہیں یعنی رکوع سجود کی طاقت والے کو اس پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے کہ اس میں رکوع سجود کی طاقت ہے اور اس میں سوائے اشارے کے کچھ طاقت نہیں۔

۱۰۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ وَكَانَ رَجُلًا مَبْسُوْرًا وَقَالَ أَبُوْ مَعْمَرٍ مَرَّةً عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ مَنْ صَلّٰى قَآئِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهٗ نِصْفُ أَجْرِ الْقَآئِمِ وَمَنْ صَلّٰى نَآئِمًا فَلَهٗ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ نَآئِمًا عِنْدِيْ مُضْطَجِعًا.

۱۰۴۹۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ نائم کا معنی مضطجعا ہے یعنی لیٹ کر نماز پڑھنے والا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باوجود قدرت کے اشارے سے بیٹھ کر رکوع وسجود کرنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ عمدا اس کی تفصیل ترک کی اور اگر جائز ہوتا تو آپ اس کو بیان فرماتے۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُطِقْ قَاعِدًا صَلّٰى عَلٰى — اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو

جَنْبٍ وَقَالَ عَطَآءٌ إِنْ لَّمْ يَقْدِرْ أَنْ يَّتَحَوَّلَ إِلَى الْقِبْلَةِ صَلَّى حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ.

لیٹ کر نماز پڑھے کہ ایسے حال میں اس کو اس طور سے نماز پڑھنی جائز ہے اور عطاء نے کہا کہ جب نمازی قبلے کی طرف منہ پھیرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو جس طرف منہ کر کے نماز پڑھے جائز ہے۔

فائدہ: اس اثر سے معلوم ہوا کہ جس کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو اس کو لیٹ کر نماز پڑھنی جائز ہے اس لیے کہ عجز کے وقت جیسے کہ قبلے کی باب میں ایک فرض سے دوسرے کم فرض کی طرف انتقال ہے اسی طرح عجز کے وقت لیٹ کر نماز میں بھی ایک فرض سے دوسرے کم فرض کی طرف انتقال ہے اور جب ایک حل جائز ہے تو دوسرا بھی جائز ہو گا پس مسئلہ باب کا اس سے ثابت ہو گیا اور بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ جب بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو اس وقت آدمی سے نماز معاف ہو جاتی ہے سو اس سے معلوم ہوا کہ یہ خیال ان کا غلط اور باطل ہے۔

١٠٥٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ طَهْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ الْمُكْتِبُ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ بِيْ بَوَاسِيْرُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ.

١٠٥٠۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو بواسیر کی بیماری تھی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کا مسئلہ پوچھا کہ میں اس بیماری میں کس طرح نماز پڑھوں سو آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ اور اگر تجھ کو کھڑے ہونے کی طاقت نہیں تو بیٹھ کر نماز پڑھ اور اگر تجھ کو بیٹھنے کی طاقت بھی نہیں تو پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھ یعنی خواہ دائیں پر اور خواہ بائیں پر لیکن افضل دایاں پہلو ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکے تو اس وقت لیٹ کر نماز پڑھے اور اس کو کسی حال میں ترک نہ کرے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مریض کو بیٹھ کر نماز پڑھنی اس وقت جائز ہے جب کہ کھڑے ہونے کی طاقت بالکل نہ رکھتا ہو قاضی عیاض نے اس قول کو شافعی سے حکایت کیا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ طاقت نہ ہونا شرط نہیں بلکہ تکلیف ہونا شرط ہے گو طاقت موجود ہو اور شافعیہ کے نزدیک مشہور یہ بات ہے کہ اگر کھڑے ہونے میں سخت تکلیف ہو یا بیماری زیادہ ہونے کا خوف ہو یا ہلاک ہونے کا خوف ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھنی جائز ہے اور تھوڑی تکلیف کافی نہیں ہے اور جو شخص کشتی میں سوار ہو تو اس کے حق میں سر کا چکرانا بھی سخت تکلیف میں داخل ہے اور اگر اس میں کھڑے نماز پڑھنے میں غرق ہونے کا خوف ہے تو وہ بھی سخت تکلیف میں داخل ہے یعنی ان صورتوں میں بھی بیٹھ کر نماز پڑھنی جائز ہے اور جو شخص جہاد میں چھپ کر بیٹھا ہو اور جانے کہ جب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھوں گا تو مجھ کو دشمن دیکھ لے

گا تو اس کو بھی بیٹھ کر نماز پڑھنی جائز ہے یہ ایک قول شافعیہ کا ہے اور تکلیف میں اختلاف ہے جمہور کہتے ہیں کہ قیام اور قعود تکلیف میں دونوں برابر ہیں کہ جیسے انتقال کے واسطے قیام میں مشقت کا ہونا ضروری ہے ویسے ہی قعود میں بھی اس کا ہونا ضروری ہے اور امام الحرمین دونوں میں فرق کرتے ہیں اور یہ جو فرمایا کہ اگر بیٹھ نہ سکے تو اپنے پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھے تو اس سے معلوم ہوا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے سے عجز کے وقت پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھنی جائز ہے اور یہ قول جمہور علماء کا ہے اور حنفیہ اور بعض شافعیہ سے یہ روایت ہے کہ پہلو پر نہ لیٹے بلکہ چت لیٹے اور اپنے پاؤں قبلے کی طرف کرے اور اشارے سے رکوع سجود قبلے کی طرف کرے اور یہی ہے قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور شارح فارسی نے لکھا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک پہلی صورت بھی جائز ہے گو مختار نہیں لیکن علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوا ہے کہ چت لیٹنا اسی وقت جائز ہے جب کہ پہلو پر لیٹنے کی طاقت نہ رکھتا ہو سو یہ دلیل ہے اس پر کہ چت لیٹنے کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو تو اس وقت نماز معاف ہے اور یہی قول ہے حنفیہ اور مالکیہ اور بعض شافعیہ کا کہتے ہیں کہ ان چار صورتوں کے سوا اور کوئی صورت حدیث میں نہیں آئی اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر چت لیت کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو سر سے اشارے کے ساتھ نماز پڑھے یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے نماز پڑھے وہ کہتے ہیں کہ نماز عقل کے ساتھ معلق ہے سو جب تک عقل باقی رہے گی تکلیف ساقط نہیں ہو گی لیکن یہ صورتیں حدیث میں ثابت نہیں ہیں، کما مر انتھی ملخصا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا صَلَّى قَاعِدًا ثُمَّ صَحَّ أَوْ وَجَدَ خِفَّةً تَمَّمَ مَا بَقِيَ.

جب کوئی شخص عذر سے بیٹھ کر نماز پڑھے پھر نماز کے اندر اس عذر سے صحت پائے یا کچھ تخفیف پائے اس قدر کہ کھڑا ہو سکے تو باقی نماز کھڑے ہو کر تمام کرے۔

فائدہ: جو آدمی کسی عذر سے بیٹھ کر نماز شروع کرے اور پھر نماز کے اندر اس کو اس عذر سے صحت حاصل ہو جائے یا کچھ تخفیف ہو جائے تو اس پر تمام نماز کا دوہرانا واجب نہیں بلکہ جو باقی ہو اس کو پورا کرے یہی قول ہے جمہور علماء کا کہ نماز کو پھر پڑھنا ضروری نہیں کہتے اور محمد بن حسن سے روایت ہے کہ تمام نماز کو دوہرانا واجب ہے سو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب سے اشارہ کیا کہ یہ قول مردود ہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ شَآءَ الْمَرِيضُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَاعِدًا وَرَكْعَتَيْنِ قَائِمًا.

اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر بیمار چاہے تو دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھے اور دو رکعتیں کھڑے ہو کر پڑھے۔

فائدہ: مطلب اس قول کا یہ ہے کہ اگر بیمار دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھے پھر صحت پائے تو اس کو اختیار ہے کہ خواہ ساری نماز کو ابتدا سے کھڑے ہو کر دوہرائے اور خواہ پہلی نماز پر بنا کرے اور باقی دو رکعتیں کھڑے ہو کر پڑھ لے پس مطابقت اس اثر کی باب سے ظاہر ہو گئی۔

۱۰۵۱ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ

۱۰۵۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةَ اللَّيْلِ قَاعِدًا قَطُّ حَتَّى أَسَنَّ فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا حَتَّى إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ نَحْوًا مِنْ ثَلَاثِينَ آيَةً أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً ثُمَّ رَكَعَ.

حضرت ﷺ کو رات کی نماز بیٹھ کر پڑھتے کبھی نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ بوڑھے ہو گئے سو آپ رات کی نماز میں بیٹھ کر قرأت کرتے تھے یہاں تک کہ جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہوتے سو تیس یا چالیس آیت کی مقدار پڑھتے پھر رکوع کرتے۔

۱۰۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ وَأَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ نَحْوٌ مِنْ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهَا وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ سَجَدَ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَإِذَا قَضَى صَلَاتَهُ نَظَرَ فَإِنْ كُنْتُ يَقْظَى تَحَدَّثَ مَعِي وَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً اضْطَجَعَ.

۱۰۵۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے سو آپ بیٹھ کر قرأت پڑھتے سو جب آپ کی قرأت بقدر تیس یا چالیس آیات کے باقی رہتی تو کھڑے ہوتے اور اس کو کھڑے ہو کر پڑھتے پھر رکوع کرتے پھر سجدہ کرتے اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو نظر کرتے سو میں اگر بیدار ہوتی تو مجھ سے بات چیت کرتے اور اگر میں سوئی ہوتی تو لیٹ جاتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی عذر سے پہلے بیٹھ کر نماز شروع کرے پھر نماز کے اندر کسی قدر کھڑے ہونے کی طاقت پائے تو اس کو باقی نماز کھڑے ہو کر پورا کرنا جائز ہے یعنی تمام نماز کو نئے سرے سے دوہرانا واجب نہیں کہ آپ نے طول قرأت کی وجہ سے کچھ نماز بیٹھ کر پڑھی پھر کسی قدر قیام کی طاقت پائی تو باقی نماز کھڑے ہو کر پوری کی پس مطابقت اس حدیث کی دوسرے جز باب سے ثابت ہو گئی اور چونکہ بعض نماز کا بیٹھ کر پڑھنا اور بعض کا کھڑے ہو کر پڑھنا دونوں صورتوں میں پایا جاتا ہے تو اس علت سے پہلے مسئلے باب کے ساتھ بھی اس کی مطابقت ثابت ہوئی اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح کچھ نماز بیٹھ کر پڑھنا اور کچھ کھڑے ہو

کر پڑھنا جائز ہے اسی طرح کچھ نماز کھڑے ہو کر پڑھنا اور کچھ بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے اس لیے کہ ان دونوں حالتوں میں کچھ فرق نہیں اور حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص عذر سے نماز کو لیٹ کر شروع کرے پھر نماز کے اندر بیٹھنے یا کھڑے ہونے کی طاقت پائے تو باقی نماز کو بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر پڑھے اور دوہرانے کی کچھ حاجت نہیں ۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ التَّهَجُّدِ — یہ کتاب ہے تہجد کے بیان میں

فائدہ: تہجد کا معنی رات کو سونا اور رات کو جاگنا دونوں آیا ہے اور بعض کے نزدیک ہجود رات میں سونے کو کہتے ہیں اور تہجد رات میں جاگنے کو کہتے ہیں اسی سبب سے بعض نے کہا کہ تہجد خواب کے ترک کرنے کو کہتے ہیں اور شرع میں تہجد کہتے ہیں اس نماز کو جو رات کے وقت نیند سے جاگ کر پڑھی جاتی ہے۔

بَابُ التَّهَجُّدِ بِاللَّيْلِ. — رات میں نماز تہجد کے مشروع ہونے کا بیان۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس باب سے فقط نماز تہجد کا جواز ثابت کرنا ہے اس کا کوئی حکم بیان کرنا مقصود نہیں اور سب علماء کا اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ رات کی نماز یعنی تہجد امت پر فرض نہیں مگر بعض شاذ لوگ قدماء سے اس کو فرض کہتے ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس بات کی تصریح کی ہے کہ تہجد کی نماز امت پر فرض نہیں ہے جیسا کہ عنقریب بیان اس کا آئے گا۔

وَقَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ﴾. — اور اللہ تعالیٰ کا قول کہ رات سے پس جاگتا رہ ساتھ نماز تہجد کے کہ وہ زیادتی ہے واسطے تیرے۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ علماء کو اس باب میں اختلاف ہے کہ تہجد کی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس طرح سے خاص ہے بعض کہتے ہیں کہ نماز پنجگانہ کی طرح تہجد کی نماز بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرض ہے تو وہ اس آیت کا یہ معنی کرتے ہیں کہ یہ فرض زیادہ ہے واسطے تیرے یعنی اس کی فرضیت تیرے ساتھ مخصوص ہے امت پر پانچ نمازوں کی طرح یہ نماز فرض نہیں تو گویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں چھ نمازیں فرض ہوئیں اور امت کے حق میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں اور بعض کہتے ہیں کہ تہجد کا فرض ہونا جیسا کہ امت کے حق میں منسوخ ہے اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی منسوخ ہو گیا ہے امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہی بات صحیح ہے کہ آپ کے حق میں تہجد کا فرض ہونا منسوخ ہو گیا ہے اور یہی مذہب ہے امام بخاری رحمہ اللہ کا جیسے کہ مستقل باب میں آئندہ آئے گا پس یہ لوگ جو کہ نسخ کے قائل ہیں وہ تہجد کو سنت کہتے ہیں تو ان کے نزدیک مراد نافلة لك سے زیادتی درجوں کی ہے یعنی اس نماز میں درجوں کا بلند اور زیادہ ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے اس لیے کہ اور لوگوں کو فرض اور نفلوں سے درجے حاصل نہیں ہوتے بلکہ وہ نمازیں ان کے گناہ کا کفارہ ہوتے ہیں اور چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغفور مطلق ہیں اور اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ

سب بخش دیے ہیں تو ان کے حق میں یہ نماز موجب بلندی درجوں کا ہے جو اور خلقت کو میسر نہیں مجاہد نے کہا کہ نفل حضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہیں اور ان کے حق میں نفل نہیں بلکہ گناہ کا کفارہ ہیں پس معلوم ہوا کہ اس سے آپ کے درجے بلند ہوتے ہیں اور مراتب عالیہ حاصل ہوتے ہیں اور اگر کوئی کہے کہ جب آپ کے سب گناہ اللہ نے بخش دیے ہیں تو نماز روزہ وغیرہ احکام شرعیہ آپ پر کیوں فرض ہوئے تو جواب اس کا یہ ہے کہ اس صورت میں تکالیف شرعیہ آپ کے حق میں ٹھنڈک آنکھ کے ہوں گے پس دنیا میں آپ کی نماز ایسی ہوگی جیسے کہ بہشت میں بہشتیوں کی تسبیح ہوگی یہ نہیں کہ آپ کی نماز تکلیف کی وجہ سے ہو یہ قول امام الحرمین کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کو واجب کرے تو واجب ہو جائے گی اگرچہ اس پر کوئی وعید وارد نہ ہو تو اس صورت میں تکالیف شرعیہ کا آپ کے حق میں باقی رہنا محال نہیں بوجہ معصوم ہونے آپ کے جانب وعید سے یہ قول قاضی کا ہے تو دونوں صورتوں میں آپ گناہ سے معصوم ہیں نہ آپ کے حق میں کوئی گناہ ہے اور نہ عتاب اور اگر کوئی کہے کہ جب آپ گناہ سے معصوم ہیں تو پھر قرآن میں آپ کو استغفار کرنے کا کیوں حکم ہوا حالانکہ استغفار تو اسی چیز سے ہوتا ہے جو قابل مغفرت ہو تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ استغفار مقید ہے ساتھ فرض اور تقدیر کے یعنی اگر بالفرض والتقدیر مجھ سے کوئی گناہ صادر ہوا اور تیری عصمت مجھ کو گناہ سے مانع ہو تو میں اس سے مغفرت چاہتا ہوں اور یا یہ استغفار آپ کا اپنی امت کے گناہوں کے واسطے تھا، واللہ اعلم بالصواب۔

١٠٥٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ

١٠٥٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ رات سے تہجد کی نماز پڑھنے کو اٹھتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے کہ الٰہی! اے ہمارے رب! تیری ہی حمد ہے اور جو حمد کہ ظاہر میں دوسرے کو ہے وہ بھی تیری ہی طرف راجع ہے تو ہی ہے آسمانوں اور زمین کا تھامنے والا اور جو ان کے درمیان ہے (یعنی آدم اور جن اور فرشتے وغیرہ مخلوقات کا کہ اگر ایک طرفۃ العین بھی تیری نظر ان پر نہ ہو تو تمام فنا ہو جائیں) اور تیرا ہی شکر ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت تیرے لیے ہے اور جو ان کے درمیان ہیں اور تیرا ہی شکر ہے تو ہی آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان والوں کی رونق اور روشنی (یعنی تو ہی ہے ان کو روشن کرنے والا تجھ ہی سے راہ پاتا ہے جو ان کے درمیان ہے اور یا تو پاک ہے ہر عیب سے)

وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَوْ لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ قَالَ سُفْيَانُ وَزَادَ عَبْدُ الْكَرِيْمِ أَبُوْ أُمَيَّةَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِيْ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ مِنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور تیرے ہی واسطے شکر ہے تو آسمان اور زمین اور ان کے درمیان والوں کا بادشاہ ہے (یعنی سب تیرے حکم میں ہیں اور تیرے فرمان کے تابع ہیں) اور تیرے ہی واسطے شکر ہے تو سچ مچ ہے (یعنی تیرا وجود حق اور ثابت ہے اور باقی کل فانی ہیں) اور تیرا وعدہ بھی سچ ہے اور تیرا ملنا بھی سچ ہے (یعنی آخرت میں تیرا دیدار حق ہے یا مخلوق کو آخرت میں عملوں کا بدلہ دینا حق ہے) اور تیرا قول حق ہے یعنی جو تو نے فرمایا اور جس چیز کی خبر دی سب سچ ہے) اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے (یعنی اس وقت وہ دونوں موجود ہیں) اور پیغمبر حق ہیں اور خاص کر محمد ﷺ کہ سب سے اشرف اور افضل ہیں حق ہیں اور قیامت حق ہے جس طرح کہ حضرت ﷺ نے اس کی تفصیل بیان فرمائی یعنی یہ سب چیزیں سچ مچ ہیں ان میں کچھ شک نہیں الٰہی! میں تیرا تابعدار ہوں اور میں تیرے ساتھ ایمان لایا اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا اور تیری طرف میں نے رجوع کیا اور میں تیری مدد سے جھگڑتا ہوں کہ تو نے مجھ کو معجزات اور دلائل دیے اور تیری ہی طرف میں جھگڑے میں رجوع کرتا ہوں کہ تو فیصلہ کرے (یعنی اس شخص کا جھگڑا جو حق سے انکار کرے) سو بخش دے مجھ کو جو کہ میں نے آگے کیا اور جو پیچھے ڈالا اور جس کو میں نے چھپایا اور جو ظاہر کیا اور یا جو زبان سے نکالا اور دل میں گزرا تو ہی آگے کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور تو ہی پیچھے کرتا ہے جس کو چاہتا ہے کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے تیرے راوی کو شک ہوا کہ آپ نے لا اله الا انت فرمایا یا لا اله غیرك لیکن مطلب دونوں کا ایک ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ آیا ہے لا حول ولا قوة الا بالله یعنی نہیں طاقت پھرنے کی گناہ سے اور نہ قوت بندگی

کی مگر ساتھ مدد اللہ کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدلہ عملوں کا حق ہے اور یہ کہ ایمان لانا واجب ہے اور یہ کہ اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے اور اسی کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور یہ کہ جب کوئی دعا مانگے تو مستحب ہے کہ اس کے اول میں اللہ کی تعریف کرے اور اس کی حمد کہے اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ بخش دے مجھ کو تو اس واسطے فرمایا کہ اس میں اپنی کسر نفسی اور تواضع ہے اور نیز اس میں اللہ کی تعظیم اور بزرگی پائی جاتی ہے اور نیز اس میں امت کی تعلیم ہے کہ امت بھی آپ کی اس میں اقتدا کرے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھنی جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ. تہجد کی نماز کی فضیلت کا بیان۔

فائدہ: نماز تہجد کی فضیلت کے باب میں بہت حدیثیں اور آثار آچکے ہیں چنانچہ اللہ نے پیغمبر ﷺ کو اس کے بدلے مقام محمود یعنی شفاعت کبریٰ کا وعدہ فرمایا ہے اس واسطے امت کو بھی ضروری ہے کہ اس میں آپ کی پیروی کریں تا کہ ان کو بھی اس انعام سے حصہ ملے اور اللہ نے قرآن میں رات کو اٹھنے والوں کی کئی جگہ مدح فرمائی ہے سب سے زیادہ تر واضح یہ آیت ہے کہ کوئی جی نہیں جانتا جو پوشیدہ کیا ہے اللہ نے واسطے ان کے ٹھنڈک آنکھ سے اور تہجد کی فضیلت کے باب میں سب حدیثوں سے زیادہ صریح یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرض نماز کے بعد سب نمازوں سے افضل تہجد کی نماز ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تہجد کی نماز فجر کی سنتوں سے بھی افضل ہے امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہی بات قوی ہے لیکن چونکہ اس حدیث کے وصل اور ارسال میں اختلاف ہے اس واسطے فجر کی سنتیں اس سے مستثنیٰ ہوں گی کہ صحیح مسلم میں ہے کہ دو رکعتیں فجر کی بہتر ہیں تمام دنیا سے اور جو اس کے درمیان ہے اور وہ افضل ہیں دو رکعتوں سے جو رات کے درمیان پڑھی جائیں اور مراد حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ مطلق نفل رات کے دن کے مطلق نفلوں سے افضل ہیں پس فجر کی سنتیں اس میں داخل نہیں ہوں گی پس اس سے حدیثوں میں تطبیق ہوگئی اور تعارض دفع ہوگیا اور قسطلانی میں لکھا ہے کہ فرض نماز کے بعد وتر کو سب نمازوں پر فضیلت ہے پھر بعد اس کے فجر کی سنتوں کو سب پر فضیلت ہے حکایت کیا ہے کہ کسی شخص نے جنید بغدادی کو موت کے بعد خواب میں دیکھا سو اس نے پوچھا کہ اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا انہوں نے جواب دیا کہ ہماری سب عبادتیں اکارت ہوگئیں اور ہمارے سب اشارات (جو معارف اور حقائق میں کیا کرتے تھے) فانی اور برباد ہو گئے اور نہ نفع دیا ہم کو کسی عبادت نے مگر ان رکعتوں نے جن کو ہم رات کے درمیان پڑھا کرتے تھے، انتہیٰ۔

١٠٥٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح

١٠٥٤۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی زندگی میں جب کوئی مرد خواب دیکھتا تھا تو

وَحَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْ حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأٰى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَنَّيْتُ أَنْ أَرٰى رُؤْيَا فَأَقُصَّهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا وَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِيْ فَذَهَبَا بِيْ إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ وَإِذَا فِيْهَا أُنَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ أَقُوْلُ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ قَالَ فَلَقِيَنَا مَلَكٌ اٰخَرُ فَقَالَ لِيْ لَمْ تُرَعْ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَكَانَ بَعْدُ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيْلًا.

اس کو آپ سے بیان کرتا تھا سو میں نے تمنا کی اس بات کی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور اس کو حضرت ﷺ سے بیان کروں اور میں جوان لڑکا تھا اور حضرت ﷺ کے وقت میں مسجد میں سویا کرتا تھا سو میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ دو فرشتوں نے مجھ کو پکڑا اور دوزخ کی طرف لے گئے سو ناگہاں وہ کنوئیں کی طرح گول بنے تھے یعنی اس کا منہ گول بنا ہوا تھا اور یکا یک اس کے دونوں طرف دو قران یعنی دو کھونٹے یا دو دیواریں تھیں اور ناگہاں اس میں کئی لوگ تھے جن کو میں پہچانتا تھا سو میں دوزخ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں دوزخ سے سو تیسرے فرشتے نے مجھ سے کہا کہ تو مت ڈر سو میں نے یہ خواب اپنی بہن حفصہ سے بیان کیا اور حفصہ نے اس کو حضرت ﷺ سے کہا سو آپ نے فرمایا کہ عبداللہ اچھا مرد ہے اگر رات کو تہجد کی نماز بھی پڑھتا ہو (اس رات سے) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو بہت کم سوتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تہجد کی نماز کو دوزخ سے بچانے کی بڑی تاثیر ہے سو اس سے تہجد کی نماز کی فضیلت ثابت ہوئی اور آنحضرت ﷺ کے وقت مسجد میں سونا ثابت ہے وجہ مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی۔

بَابُ طُوْلِ السُّجُوْدِ فِيْ قِيَامِ اللَّيْلِ. رات کی نماز میں لمبا سجدہ کرنے کا بیان۔

فائدہ: رات کی نماز میں مستحب کہ سجدہ لمبا کرے اس لیے کہ اس ہیئت میں ذلت اور تضرع بہت ہے اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ سجدے میں آدمی اللہ سے بہت قریب ہوتا ہے۔

۱۰۵۵ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا

۱۰۵۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً كَانَتْ تِلْكَ صَلَاتَهُ يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُنَادِيْ لِلصَّلَاةِ.

گیارہ رکعتیں نماز پڑھا کرتے تھے یعنی رات میں یہ آپ کی ہمیشہ کی نماز تھی اس سے ایک سجدہ اس قدر لمبا کرتے کہ آدمی پچاس آیتیں پڑھ سکے سر اٹھانے سے پہلے اور پڑھتے دو رکعتیں فجر کی نماز سے پہلے یعنی فجر کی سنتیں پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن نماز کی اطلاع دینے کو آپ کے پاس آتا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کی نماز میں سجدہ لمبا کرنا مستحب ہے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ تَرْكِ الْقِيَامِ لِلْمَرِيْضِ.

بیمار کو تہجد کی نماز چھوڑ دینی جائز ہے۔

۱۰۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُوْلُ اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ.

۱۰۵۶۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے سو آپ نے ایک رات یا دو رات تہجد کی نماز نہ پڑھی۔

فائدہ: فضائل قرآن میں اتنا لفظ زیادہ آیا ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ اے محمد! میں نہیں دیکھتی مگر یہ کہ تیرے شیطان نے تجھ کو چھوڑ دیا پس اس وقت اللہ نے سورت والضحیٰ اتاری اور ابو حاتم نے جندب رضی اللہ عنہ سے اس طور سے روایت کی ہے کہ آپ کی انگلی پر پتھر لگا سو اس سے خون نکلا سو آپ نے فرمایا هل انت إلا اصبع دميت في سبيل الله مالقيت پھر آپ نے دو یا تین رات قیام نہ کیا سو ایک عورت آپ کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ تیرے شیطان نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے۔

۱۰۵۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ احْتَبَسَ جِبْرِيْلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۰۵۷۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ دنوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی بند ہو گئی سو قریش کی ایک عورت (یعنی ابو لہب کی بیوی جس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے حمالة الحطب فرمایا) نے کہا کہ اس کے شیطان نے اس پر دیر کی

فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ أَبْطَأَ عَلَيْهِ شَيْطَانُهُ فَنَزَلَتْ ﴿وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى﴾.

سو یہ سورۂ نازل ہوئی ﴿وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى﴾ (یعنی قسم ہے دھوپ چڑھتے وقت کی اور رات کی جب چھا جائے کہ نہ رخصت کیا تجھ کو تیرے رب نے اور نہ بیزار ہوا)۔

فائدہ: یہ حدیث تتمہ ہے پہلی حدیث کا اس لیے کہ مخرج دونوں کا ایک ہے اگرچہ سبب مختلف ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ تَحْرِيضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ إِيْجَابٍ.

حضرت ﷺ کا لوگوں کو رات کی نماز اور نفلوں پر رغبت دلانے کا بیان سوائے واجب کرنے کے۔

فائدہ: اس باب میں دو مسئلوں کا بیان ہے ایک ترغیب دینا اور دوسرا وجوب کی نفی کرنا سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پہلا مسئلہ ثابت ہوتا ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے دوسرا مسئلہ ثابت ہوتا ہے بلکہ چاروں حدیثوں سے وجوب کی نفی نکلتی ہے اور اس باب میں نوافل کا بیان تقریبا واقع ہوا ہے ورنہ غیر ایجاب کے ساتھ اس کی کچھ حاجت نہیں اور احتمال ہے کہ رات کا جاگنا نماز اور قرآن اور ذکر وغیرہ سب کو شامل ہو پس اس صورت میں نوافل کا لفظ عطف خاص کا عام پر ہوگا۔

وَطَرَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَعَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَيْلَةً لِلصَّلَاةِ.

اور حضرت ﷺ ایک رات فاطمہ رضی اللہ عنہا اور علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے رات کی نماز کی ترغیب دینے کو جیسے کہ ابھی آتا ہے۔

١٠٥٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ لَيْلَةً فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُّوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يَا رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ.

١٠٥٨۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک رات سو کر جاگے سو فرمایا کہ سبحان اللہ آج کی رات کیا ہے کہ اور آج کی رات کیا ہے فتنے اور فساد نازل ہوئے ہیں رحمت کے خزانے اترے ہیں کوئی ہے کہ کوٹھڑیوں والی عورتوں کو جگائے یعنی آپ کی بیویوں کو تاکہ تہجد کی نماز پڑھیں بہت عورتیں دنیا میں پوشاک دار ہیں اور آخرت میں ننگی ہیں یعنی دنیا میں باعزت ہیں اور آخرت میں گناہ سے ان کی فضیحت ہوگی۔

فائدہ: مراد اس سے جگانا ہے نماز کے لیے نہ محض واسطے اخبار نزول عذاب اور رحمت کے کہ اس کی تاخیر دن تک ہی ممکن ہے اور نیز اس حدیث کے بعض طریقوں میں اتنا لفظ زیادہ آیا ہے تا کہ نماز پڑھیں پس اس سے رات کی نماز کی ترغیب ثابت ہوگئی اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ رات کی نماز واجب نہیں کہ آپ نے اس کو ان پر لازم نہیں کیا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور مراد رحمت کے خزانوں سے وہ خزانے ہیں جو عبادت کرنے والوں اور تہجد پڑھنے والوں کے لیے نازل ہوتے ہیں اور مراد فتنے فساد سے وہ بلائیں اور تکلیفیں ہیں جو گنہگاروں کے واسطے نازل ہوتی ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس حدیث میں فتوح اسلام اور اس امت کے فساد ہیں جو حضرت ﷺ کے بعد واقع ہوں گے، واللہ اعلم بالصواب۔

١٠٥٩ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ أَلَا تُصَلِّيَانِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَإِذَا شَآءَ أَنْ يَّبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ حِيْنَ قُلْنَا ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾.

١٠٥٩۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک رات اس کے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا تم دونوں رات کو نماز نہیں پڑھا کرتے ہو سو میں نے عرض کی کہ یا حضرت! ہماری جانیں اللہ کے قابو میں ہیں سو جب وہ ہم کو اٹھانا چاہتا ہے تو ہم اٹھتے ہیں یعنی نیند سے سو جب میں نے یہ بات کہی تو آپ پھر کر چلے اور مجھ سے کچھ نہ بولے پھر میں نے آپ سے سنا کہ پیٹھ پھیرے ہوئے اپنی رانوں پر ہاتھ مارتے تھے اور کہتے تھے کہ انسان بڑا جھگڑالو ہے۔

فائدہ: اس حدیث کے ایک طریق میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہم کو نماز کے لیے جگایا پھر اپنے گھر کی طرف پلٹ گئے اور کچھ رات نماز پڑھتے رہے سو ہماری کچھ آواز نہ سنی تو پھر ہمارے پاس آئے اور ہم کو جگایا اس سے معلوم ہوا کہ رات کی نماز کی بڑی فضیلت ہے ورنہ حضرت ﷺ اپنے بیٹی اور داماد کو ایسے آرام کے وقت نہ جگاتے لیکن آپ نے چاہا کہ وہ اس فضیلت کو حاصل کریں اور اس آرام کو چھوڑ دیں پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ نماز واجب نہیں کہ آپ نے اس پر سکوت فرمایا اور اس کو ان پر لازم نہ کیا اور یہ جو آپ نے اپنی رانوں پر ہاتھ مارا تو یہ ان کے جلدی جواب دینے کے تعجب سے تھا اس واسطے کہ یہ عذر مناسب مقام تکلیف کے نہیں ہے احکام شرع کی متابعت واجب ہے حقیقت تقدیر کا لحاظ کرنا لائق نہیں بلکہ قصور

کو اپنے نفس کی طرف نسبت کرنا چاہیے اور اگر کوئی کہے کہ آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا آپس میں جھگڑنا اور تقدیر کے لحاظ سے آدم علیہ السلام کا جیت جانا اس کے مخالف ہے تو کہا جائے گا کہ یہ جھگڑنا اس کا عالم ارواح میں تھا اور یہ جہان تکلیف کی جگہ ہے پس اس جہان کو اس پر قیاس کرنا جائز نہیں اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ افسوس کے وقت اپنی رانوں پر ہاتھ مارنے جائز ہیں اور یہ کہ نفلوں کے واسطے سوئے کو جگانا جائز ہے اور یہ کہ سکوت جواب ہے اور اعراض ہے اس قول سے جو مراد کے مطابق نہ ہو گو فی نفسہ حق ہو۔

١٠٦٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَّعْمَلَ بِهٖ خَشْيَةَ أَنْ يَّعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ وَمَا سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَةَ الضُّحٰى قَطُّ وَإِنِّيْ لَأُسَبِّحُهَا.

١٠٦٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک عمل نفلی کو چھوڑ دیتے تھے (اور دوست رکھتے تھے کہ اس کو کریں) اس ڈر سے کہ لوگ اس کے ساتھ عمل کریں تو ان پر فرض ہو جائے اور پھر اگر نہ ہو سکے تو گنہگار ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز کبھی نہیں پڑھی اور البتہ میں اس کو پڑھتی ہوں۔

فائدہ: نفلی عمل میں رات کی نماز بھی داخل ہے اور آپ کا اس کو دوست رکھنا دلیل ہے ترغیب کی اور اس کو ترک کرنا دلیل ہے عدم وجوب کی پس مناسبت حدیث کی باب سے ظاہر ہو گئی خاص کر ساتھ واسطے حدیث آئندہ کے اور یہ جو فرمایا کہ آپ فرض ہونے کے ڈر سے ایک عمل کو چھوڑ دیتے تھے تو یہ اس واسطے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عادت جاری تھی کہ جس عمل پر آپ ہمیشگی کرتے تھے وہ عمل فرض ہو جاتا تھا لیکن اس پر یہ شبہ آتا ہے کہ آپ نے مؤکدہ سنتوں پر ہمیشگی کی اور پھر بھی وہ فرض نہ ہوئیں مگر شاید آپ کو وحی سے معلوم ہوا ہو گا کہ اس پر ہمیشگی کریں تو فرض ہو جائے گا، واللہ اعلم۔

١٠٦١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى بِصَلَاتِهٖ نَاسٌ ثُمَّ صَلّٰى مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوْا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ أَوِ

١٠٦١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مسجد میں (تراویح کی) نماز پڑھی سو چند اصحاب نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر آپ نے دوسری رات بھی اسی طرح نماز پڑھی سو اس رات میں پہلے سے بہت لوگ جمع ہوئے پھر تیسری یا چوتھی رات کو پہلے سے بھی بہت لوگ جمع ہوئے سو اس رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تشریف نہ لائے سو جب صبح ہوئی تو فرمایا کہ میں نے تمہارا حال یعنی تراویح

الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ وَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوْجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيْتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ.

کے واسطے جمع ہونا معلوم کیا اور کسی چیز نے مجھ کو باہر آنے سے نہیں روکا مگر یہ کہ میں ڈرا کہ وہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اپنے گھروں میں جا کر پڑھو اور یہ واقعہ رمضان میں تھا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اور آئندہ بھی بیان اس کا آئے گا فتح الباری میں لکھا ہے کہ ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے رات کی نماز فرض ہو جانے کی امید کو وجود مواظبت پر مرتب کیا اور اسمیں شبہ ہے اور محب طبری نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ شاید آپ کو وحی سے معلوم ہوا تھا کہ اگر تو اس نماز پر ہمیشگی کرے گا تو ہم اس کو امت پر فرض کر دیں گے سو آپ نے ان کے حق میں تخفیف کو پسند رکھا اور ہمیشگی کو چھوڑ دیا اور یا شاید آپ کے دل میں یہ بات واقع ہوئی ہوگی جیسا کہ بعض عبادتوں میں (جن پر آپ نے ہمیشگی کی) واقع ہوا اور فرض ہو گئیں اور یا شاید اس ڈر سے اس کو ترک کیا ہوگا کہ کوئی آدمی مواظبت سے اس کو واجب نہ سمجھ لے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپ کسی کام کو کرتے اور لوگ اس میں آپ کی اقتدا کرتے تو وہ واجب ہو جاتا تھا لیکن یہ جواب بعید ہے کہ حضرت ﷺ نے مؤکدہ سنتوں پر ہمیشگی کی اور اصحاب نے بھی اس میں آپ کی پیروی کی اور پھر بھی وہ فرض نہ ہوئیں اور ابن بطال نے کہا کہ شاید آپ نے یہ اس وقت فرمایا ہوگا جب کہ رات کی نماز آپ پر فرض تھی اور امت پر فرض نہیں تھی سو آپ نے خوف کیا کہ میری طرح یہ نماز امت کے حق میں بھی فرض نہ ہو جائے اس لیے کہ اصل شرع میں پیغمبر ﷺ اور امت دونوں برابر ہیں اور یا شاید آپ نے یہ خوف کیا ہوگا کہ اگر اس پر ہمیشگی کریں گے تو اس سے ضعیف ہو جائیں گے سو اس کا تارک بوجہ ترک اتباع حضرت ﷺ کے گنہگار ہوگا اور امام خطابی نے اس ڈر کے اصل پر اعتراض کیا ہے یعنی یہ خوف کرنا سرے سے بے اصل ہے اس لیے کہ معراج کی حدیث میں ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ یہی پانچ نمازیں ہیں اور فرمایا کہ میرے پاس بات نہیں بدلتی ہے سو جب اللہ کی بات بدل نہیں سکتی اور نماز پنجگانہ کے سوا اور کسی نماز کا فرض ہونا ممکن نہیں تو پھر آپ نے اس نماز کے فرض ہونے کا خوف کیوں کیا اور یہ اعتراض پہلے جوابوں سے دفع ہو سکتا ہے اور امام خطابی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ رات کی نماز آپ پر فرض تھی اور احکام شرعیہ میں امت کو آپ کی اقتدا کرنا لازم ہے یعنی جب کہ آپ کسی امر پر ہمیشگی کریں تو آپ ان کی طرف نہ نکلیں تا کہ یہ نماز بھی واجب میں داخل نہ ہو جائے کہ امت کو آپ کے ساتھ اقتدا کرنے کا حکم آ چکا ہے نہ یہ کہ نماز پنجگانہ پر جدید فرض زائد ہو جائے اور یہ اس طور پر ہے کہ جیسے کہ کوئی شخص اپنے نفس پر نذر کی نماز واجب کر لے تو وہ اس پر واجب ہو جاتی ہے باوجودیکہ اس سے اصل شرع میں فرض کا زیادہ ہونا

لازم نہیں آتا اور کہا کہ اس میں ایک اور احتمال بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے پہلے پچاس نمازیں فرض کیں پھر نبی کی شفاعت سے اس میں تخفیف کی اور معافی دی سو جب امت نے معاف شدہ نمازوں کا التزام کیا اور ان کو اپنے نفسوں پر فرض ٹھہرایا تو کچھ عجب نہیں کہ یہ فرض ان کے حق میں مکرر ثابت ہو جائے اور دوبارہ واجب ہو جائے جیسے کہ یہود و نصاریٰ نے رہبانیت کا التزام کیا تھا پھر جب انہوں نے اس میں قصور کیا تو اللہ نے اس پر ان کا عیب پکڑا لیکن ان دونوں جوابوں میں شبہ ہے اور تین جواب اس کے اور بھی ہیں اول یہ ہے کہ شاید آپ نے قیام رات کے فرض ہونے سے خوف کیا ہوگا یعنی یہ کہ شاید تہجد کی نماز کا مسجد میں جماعت سے پڑھنا صحت نفل کے واسطے شرط ہو جائے اسی کی تائید کرتا ہے یہ قول آپ کا کہ اے لوگو! اپنے گھروں میں نفل پڑھو...... الخ۔ دوسرا یہ ہے کہ شاید آپ نے رات کی نماز کے فرض کفایہ ہونے سے خوف کیا ہوگا نہ فرض عین ہونے سے سو نماز پنجگانہ پر زیادہ فرض ہونا لازم نہ آئے گا جیسے کہ عید کی نماز وغیرہ کو بعض لوگ واجب کہتے ہیں۔ تیسرا یہ ہے کہ شاید آپ نے خاص کر قیام رمضان کے فرض بھی ہونے سے خوف کیا ہوگا جیسا کہ باب کی حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ یہ رمضان میں تھا تو اس سے یہ اعتراض دفع ہو جائے گا اس لیے کہ قیام رمضان کا نماز پنجگانہ کی طرح ہر روز مکرر نہیں ہوتا تو پانچ نمازوں پر زیادہ فرض کا ہونا لازم نہ آئے گا لیکن میری نظر میں پہلا جواب زیادہ قوی ہے اور اللہ سبحانہ خوب جانتا ہے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ رات کو نماز پڑھنا مستحب ہے خاص کر رمضان میں جماعت سے پڑھنا تو بطریق اولیٰ مستحب ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ کے بعد اس کے فرض ہونے کا خوف نہیں رہا اسی واسطے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کیا جیسا کہ کتاب الصیام میں آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ کہ اللہ کی تقدیر سے بھاگنا جائز ہے قالہ المطلب اور یہ کہ جب کوئی بڑا آدمی خلاف عادت کام کرے تو اس کو چاہیے کہ اس کا عذر بیان کرے اور اس کی حکمت بتلا دے اور یہ کہ دنیا میں آدمی زاہد بنے اور جھونپڑی وغیرہ ادنیٰ چیزوں پر اکتفا کرے اور یہ کہ آپ کو اپنی امت پر نہایت شفقت اور رحمت تھی اور یہ کہ فساد کے خوف سے مستحب امر کو چھوڑ دینا جائز ہے اور زیادہ اہم مصلحت کو مقدم کرنا چاہیے اور یہ کہ جس نے امامت کی نیت نہ کی ہو اس کی اقتدا کرنا جائز ہے اور اس کا مقتدی ہونا جائز ہے اور یہ کہ جب نفل جماعت سے پڑھے جائیں تو اس وقت اذان اور اقامت کو ترک کرنا جائز ہے انتہیٰ ملخصا اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَ حَتّٰى تَرِمَ قَدَمَاهُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ يَقُوْمُ حَتّٰى تَفَطَّرَ قَدَمَاهُ وَالْفُطُوْرُ

حضرت ﷺ رات کو بہت کھڑے ہوتے یہاں تک کہ آپ کے قدم ورم کر جاتے اور سوج جاتے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ رات کو کھڑے ہوتے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں پھٹ گئے امام بخاری رحمہ اللہ نے

الشُّقُوقُ انْفَطَرَتِ انْشَقَّتْ.

کہا کہ فطور (جو آیت ﴿هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ﴾ میں واقع ہوا ہے) کا معنی شقوق ہے یعنی پھٹ جانا اور انفطرت (جو آیت ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ﴾ میں واقع ہوا ہے) کا معنی انشقت ہے یعنی جب آسمان پھٹ جائیں گے۔

فائدہ: چونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول میں تفطر کا لفظ واقع ہوا تھا اس مناسبت سے امام بخاری رحمہ اللہ نے قرآن کے ان دو لفظوں کے معنی بیان کر دیے کہ ان سب کا مادہ ایک ہے۔

۱۰۶۲ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ إِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَقُوْمُ أَوْ لَيُصَلِّيَ حَتّٰى تَرِمَ قَدَمَاهُ أَوْ سَاقَاهُ فَيُقَالُ لَهٗ فَيَقُوْلُ أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا.

۱۰۶۲۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو شب خیزی کرتے تھے اور تہجد کی نماز پڑھتے تھے یعنی بہت کثرت سے یہاں تک کہ آپ کے قدم ورم کر گئے اور سوج گئے سو اصحاب نے آپ سے عرض کی آپ کس واسطے اتنی مشقت اور تکلیف اٹھاتے ہیں کہ آپ کے تو اگلی پچھلی بھول چوک معاف ہوگئی ہے تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں یعنی یہ میری عبادت گناہ بخشانے کے واسطے نہیں بلکہ اپنے رب کے احسان کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میری مغفرت کا وعدہ کیا اور مجھ کو افضل الانبیاء بنایا اور مجھ کو بندگی کی توفیق دی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بندہ کسی طرح اللہ کی بندگی سے بے پرواہ نہیں ہوسکتا اگر مغفرت ہوئی تو اس کی شکر گزاری واجب ہے اور بیان اس کا اوپر گزر چکا ہے اور یہ جو بعض جاہل اور ملحد فقیر کہتے ہیں کہ جب آدمی کامل ہو جائے اور خدا رسیدہ ہو جائے تو اس کو عبادت کی کچھ حاجت نہیں سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ بات غلط اور باطل ہے بلکہ کفر ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کون آدمی زیادہ کامل ہوگا جس کو عبادت کی حاجت نہ ہو اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی کو سخت عبادت اختیار کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس سے تھک نہ جائے اور یہ کہ شکر کے واسطے نماز پڑھنی جائز ہے اور یہ کہ جیسے شکر زبان سے ہوتا ہے ویسے ہی عمل سے بھی ہوتا ہے اور مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ مَنْ نَامَ عِنْدَ السَّحَرِ.

پچھلی رات میں سونے کا بیان یعنی جو شخص پہلی رات کو نماز

پڑھے اور پچھلی رات کو سو جائے تو یہ اللہ کو بہت پسند ہے۔

١٠٦٣ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا.

۱۰۶۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ نہایت پیاری نماز اللہ کے نزدیک داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور نہایت پیارا روزہ اللہ کے نزدیک داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ وہ آدھی رات تک تو سوتے تھے اور تہائی رات تہجد کی نماز پڑھتے تھے اور جب چھٹا حصہ رات کا باقی رہتا تو پھر وہ سو رہتے تھے اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے تھے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ تہجد کے بعد پچھلی رات سو رہنا اللہ کو بہت پسند ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور تہجد کی نماز تہائی رات میں اس واسطے پسند ہوئی کہ اس میں جسم کا حق اور اللہ کا حق بخوبی ادا ہوتا ہے اور نیز اس میں آدمی کا مزاج معتدل اور درست رہتا ہے خصوصا جو شخص پہلی رات کو جاگے اور پچھلی رات کو سو جائے تو اس کو بہت ہی فائدے ہیں کہ رات کے جاگنے کی مشقت اس سے دور ہو جاتی ہے اور فجر کی نماز بھی بخوبی ادا ہو جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام رات کا جاگنا بہتر نہیں کہ اس میں سراسر مشقت اور جان کا ہی ہے اور آخر کو آدمی بہ سبب بیماری اور ضعف کے تہجد سے بالکل محروم رہتا ہے اور ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن روزہ نہ رکھنا اللہ کو اس واسطے پسند ہے کہ برابر متصل روزہ رکھنے سے آدمی کو عادت ہو جاتی ہے روزے کی کیفیت باقی نہیں رہتی پس معلوم ہوا کہ پیغمبروں کا طریقہ اعتدال ہے تو نہ عبادت میں زیادتی اور نہ نہایت کمی اور یہی راہ اللہ کو پسند ہے کہ اس کا نباہ ہمیشہ ہو سکتا ہے۔

١٠٦٤ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَشْعَثَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الدَّائِمُ قُلْتُ مَتٰى كَانَ يَقُوْمُ قَالَتْ كَانَ يَقُوْمُ إِذَا سَمِعَ

۱۰۶۴۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نہایت پیارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کون سا عمل تھا اس نے کہا کہ جس کو آدمی ہمیشہ کرتا رہے کبھی ترک نہ کرے میں نے کہا کہ آپ رات کو تہجد کے واسطے کس وقت کھڑے ہوتے تھے اس نے کہا کہ جب جانور کی آواز سنتے تو کھڑے ہوتے تھے۔

الصَّارِخَ.

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ عادت جاری ہو چکی ہے ساتھ اس کے کہ جانور اکثر آدھی رات کو آواز کرتا ہے یہ محمد بن سفر کا قول ہے ابن تین نے کہا کہ یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے موافق ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کو کھڑے ہوئے یا تھوڑا پہلے یا پیچھے اور ابن بطال نے کہا کہ جانور رات کے اخیر تہائی کے وقت آواز کرتا ہے اور جب آدمی اس وقت تہجد کے واسطے کھڑا ہو تو ظاہر ہے کہ سونا سحری کے وقت میں واقع ہو گا پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَشْعَثِ قَالَ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ قَامَ فَصَلّٰى.

اشعث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ جانور کی آواز سنتے تو کھڑے ہوتے اور تہجد کی نماز پڑھتے۔

١٠٦٥ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ ذَكَرَ أَبِيْ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِيْ إِلَّا نَائِمًا تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٠٦٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پچھلی رات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے نزدیک کبھی نہیں پایا مگر سوتے ہوئے یعنی آپ کی عادت تھی کہ جب آپ تہجد کی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو سحری کے وقت استراحت کے واسطے آرام فرماتے اور سو جاتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کی ہمیشہ کی عادت تھی کہ سحری کے وقت پچھلی رات میں سو جایا کرتے تھے مگر رمضان میں سحری کے وقت نہیں سوتے تھے کہ پچھلی رات میں سحری کھانے کے ساتھ مشغول رہتے پھر صبح کے واسطے مسجد میں چلے آتے تھے جیسا کہ آئندہ باب سے معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

بَابُ مَنْ تَسَحَّرَ فَلَمْ يَنَمْ حَتّٰى صَلَّى الصُّبْحَ.

جو شخص سحری کھائے تو سنت ہے کہ بعد اس کے نہ سوئے یہاں تک کہ صبح کی نماز پڑھے۔

١٠٦٦ ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سَحُوْرِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ

١٠٦٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور زید بن حارث رضی اللہ عنہ دونوں نے سحری کھائی سو جب سحری کھا چکے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی طرف کھڑے ہوئے پس آپ نے صبح کی نماز پڑھی سو ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کے سحری سے فارغ ہونے اور نماز میں داخل ہونے کے درمیان کس قدر فاصلہ تھا اس نے کہا کہ اتنا فاصلہ تھا جتنی دیر میں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى. فَقُلْنَا لِأَنَسٍ كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سَحُوْرِهِمَا وَدُخُوْلِهِمَا فِي الصَّلَاةِ قَالَ كَقَدْرِ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِيْنَ آيَةً.

آدمی پچاس آیتیں پڑھ سکے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان کے مہینے میں آپ تہجد کے بعد سحری کا اہتمام کرتے تھے اور بعد اس کے سونے کے بدلے صبح کی نماز پڑھتے تھے پس جو شخص سحری کھائے تو سنت ہے کہ بعد اس کے نہ سوئے یہاں تک کہ صبح کی نماز پڑھے تو رمضان میں سحری کے وقت جاگنا پہلے باب کے عموم کے مخصوص ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ طُوْلِ الْقِيَامِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ.

رات کی نماز میں بہت دیر تک کھڑے ہونے کا بیان۔

فائدہ: علماء کو اس میں اختلاف ہے کہ نفل کی نماز میں کثرت رکوع سجود کی افضل ہے یا طول قیام افضل ہے سو بہت صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ کثرت رکوع وسجود کی طول قیام سے افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رکوع سجود کی کثرت سے طول قیام افضل ہے یہ قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی ایک قول ہے اور اس باب میں حدیثیں دونوں طرح کی آ چکی ہیں جو دونوں مذہبوں کی تائید کرتی ہیں لیکن ظاہر بات یہ ہے کہ افضلیت باعتبار اختلاف اشخاص اور احوال کے مختلف ہے۔

١٠٦٧ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ قُلْنَا وَمَا هَمَمْتَ قَالَ هَمَمْتُ أَنْ أَقْعُدَ وَأَذَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٠٦٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھی سو آپ ہمیشہ کھڑے رہے یہاں تک کہ میں نے برے کام کی نیت کی ہم نے اس کو کہا کہ تو نے کیا نیت کی تھی اس نے کہا کہ میں نے یہ نیت کی تھی کہ بیٹھ جاؤں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے چھوڑ دوں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے رات کی نماز میں قیام بہت لمبا کیا تھا اور بہت دیر تک کھڑے رہتے تھے اس لیے کہ اگر آپ کا قیام دراز نہ ہوتا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسی بد نیتی کا ہرگز احتمال نہ تھا پس معلوم ہوا کہ رات کی نماز میں طول قیام افضل ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے خیال کو بد نیت اس واسطے کہا کہ یہ بظاہر صورت مخالفت اور سوء ادبی کی ہے ورنہ نفل نماز میں امام کے پیچھے بیٹھنا جائز ہے اور اس

حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کی مخالفت بدعملوں میں داخل ہے۔

١٠٦٨ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ.

١٠٦٨۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کے واسطے اٹھا کرتے تھے تو اپنے منہ کو مسواک سے ملا کرتے تھے۔

فائدہ: رات کی نماز میں قیام لمبا کرنا اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ثابت نہیں لیکن احتمال ہے کہ شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کے ترجمے کے واسطے خالی جگہ چھوڑی ہو سو کاتب نے اس حدیث کو پہلی حدیث کے ساتھ ملا دیا ہو اور بیاض کو حذف کر دیا ہو اور بعض کہتے ہیں کہ اس حدیث میں آیا ہے کہ آپ تہجد کے واسطے کھڑے ہوتے تھے اور آپ کی ہمیشہ یہ عادت تھی کہ تہجد کی نماز میں آپ لمبا قیام کیا کرتے تھے اور نیز تہجد کا لفظ بھی جاگنے پر دلالت کرتا ہے تو اس حدیث سے طول قیام ثابت ہوا اور نیز یہ بھی احتمال ہے کہ طول قیام کو مسواک پر قیاس کیا ہو اس لیے کہ مسواک کرنے میں بطریق اولیٰ دیر ہو گی، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ وَكَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ.

رات کی نماز کس طور سے ہے یعنی رکعتوں میں فصل کرے یا نہ کرے اور وتر ان کے ساتھ جوڑے یا نہ جوڑے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کتنی رکعتیں نماز پڑھا کرتے تھے۔

١٠٦٩ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ.

١٠٦٩۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ رات کی نماز کس طرح ہے آپ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں پھر جب تو فجر ہونے سے ڈرے تو ایک رکعت سے وتر کر۔

فائدہ: اس حدیث کا بیان اوپر گزر چکا ہے اور یہ کہ وتر امت کے حق میں افضل ہیں اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فصل اور وصل دونوں ثابت ہو چکے ہیں اور مطابقت اس حدیث کی باب کے پہلے مسئلے سے ہے۔

١٠٧٠ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى

١٠٧٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يَعْنِي بِاللَّيْلِ.

کی نماز رات میں تیرہ رکعت تھی۔

فائدہ: یہ حدیث بھی ابواب الوتر میں پہلے گزر چکی ہے اور روایتوں کے اختلاف میں تطبیق بھی مذکور ہو چکی ہے۔

۱۰۷۱ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنِي إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَتِسْعٌ وَإِحْدَى عَشْرَةَ سِوَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

۱۰۷۱۔ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کا حال پوچھا سو اس نے کہا کہ آپ کی نماز سات رکعتیں بھی تھیں اور نو رکعتیں بھی تھیں اور گیارہ رکعتیں بھی تھیں سوائے سنتوں فجر کے۔

۱۰۷۲ ۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا الْوِتْرُ وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ.

۱۰۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات میں تیرہ رکعتیں نماز پڑھا کرتے تھے ان میں وتر اور فجر کی سنتیں بھی تھیں۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی مسروق کی حدیث میں یہ ہے کہ یہ معاملہ آپ سے مختلف اوقات میں واقع ہوا ہے سو کبھی آپ سات رکعتیں پڑھتے تھے اور کبھی نو رکعتیں اور کبھی گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے اور قاسم کی روایت اس پر محمول ہے کہ اکثر اوقات آپ گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور پانچ بابوں کے بعد آئے گا کہ آپ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے سو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سنتیں فجر کی ان میں داخل نہیں پس یہ حدیث قاسم کی روایت کے موافق ہے لیکن باب ما یقرأ فی رکعتی الفجر میں زہری کی روایت سے آئندہ آئے گا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعتیں نماز پڑھا کرتے تھے پھر جب صبح کی اذان سنتے تو دو رکعتیں ہلکی نماز پڑھتے سو یہ حدیث ظاہرا پہلی حدیث کے مخالف ہے سو احتمال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عشاء کی دو سنتوں کو بھی تہجد کی نماز کے ساتھ ملا دیا ہو اس لیے کہ آپ ان کو گھر میں پڑھا کرتے تھے اور یا یہ وہ دو رکعتیں ہلکی نماز ہیں جو

تہجد کے شروع کے وقت پہلے پڑھ لیا کرتے تھے اور یہ دونوں وضو اور افتتاح کی سنتیں ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کبھی ان کا اعتبار کر کے تیرہ رکعتیں کہہ دیا اور کبھی ان شروع کی سنتوں کا اعتبار نہ کیا اور گیارہ رکعتیں کہہ دیا سو یہ سب درست ہے روایت کا اختلاف فقط اعتبار کے اختلاف سے ہے درحقیقت کوئی اختلاف نہیں کہ اصل نماز آپ کی گیارہ رکعت ہے اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی روایت میں ان کا ذکر نہیں کیا اور زہری کی روایت میں ان کا ذکر کیا اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے پس اس وجہ سے سب مختلف حدیثوں میں تطبیق ہو جائے گی اور یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھنی جو بعض روایتوں میں آئی ہیں تو ان میں اختلاف ہے کہ کیا یہ فجر کی سنتیں ہیں یا کہ علیحدہ نماز ہے قوی یہ بات ہے کہ وہ فجر کی سنتیں نہیں بلکہ علیحدہ نماز ہے اس واسطے کہ مسند امام احمد اور ابوداؤد وغیرہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ رکعت سے زیادہ وتر نہیں پڑھے اور سات رکعت سے کم نہیں پڑھے اور یہی زیادہ صحیح توجیہ ہے اور اس سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا اختلاف سب دفع ہو جاتا ہے اور قرطبی نے کہا کہ بعض لوگوں نے اس حدیث کو مضطرب کہا ہے لیکن یہ بات غلط ہے بلکہ یہ سب وجوہات اوقات متعددہ اور احوال مختلفہ پر محمول ہیں واسطے بیان اس بات کے کہ ہر طور سے یہ نماز جائز ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں یہ جو اختلاف واقع ہوا ہے تو اس کی وجہ تطبیق بھی یہی ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں گزری، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ مِنْ نَوْمِهِ وَمَا نُسِخَ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کو نماز پڑھنے اور سونے کا بیان یعنی آپ دونوں کام کرتے تھے کہ اس میں جسم کا حق اور اللہ کا حق دونوں ادا ہوتا ہے اور تا کہ امت کو تعلیم ہو کہ دونوں حق ادا کیا کریں اور بیان اس کا جو رات کے قیام سے منسوخ ہوا۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ رات کا قیام اول اسلام میں فرض تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اور سب مسلمانوں پر بھی آدھی رات تک یا اس سے کم قریب تہائی کے یا اس سے زیادہ قریب دو تہائی کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب تمام رات کھڑے رہتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اس لیے کہ شبہ رہتا تھا کہ کتنی رات نماز پڑھی اور کتنی رات باقی رہی یہاں تک کہ اسی حال میں ایک سال گزرا اور اصحاب کو بہت تکلیف ہوئی کہ ان کے پاؤں سوج گئے اور ورم کر گئے سو اللہ تعالیٰ نے اس کو آخر سورہ مزمل کے ساتھ منسوخ کر دیا اور فرمایا کہ جس قدر میسر ہو سکے پڑھو آدھی رات یا کم وبیش کی کوئی قید نہیں لیکن ما تیسر کی فرضیت باقی رہی اور بعد اس کے پھر نماز پنجگانہ کے فرض ہونے سے ما تیسر کی فرضیت بھی منسوخ ہوگئی اور قیام رات کا مستحب ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ تہجد کا وجوب نماز پنجگانہ سے منسوخ ہوا ہے یعنی اس میں اور نسخ کا واسطہ نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ تہجد کی نماز ابتدا ہی سے فرض نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ تہجد کی نماز

حضرت ﷺ کے حق میں فرض تھی جیسا کہ بیان اس کا اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا﴾.

اور بیان ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ اے جھرمٹ مارنے والے کھڑا ہو رات کو یعنی نماز پڑھو مگر کسی رات آدھی رات یا اس سے کم کر یا زیادہ کر اس پر اور کھول کھول کر پڑھ قرآن کو صاف ہم آگے ڈالیں گے تجھ پر ایک بھاری بات البتہ اٹھنا رات کا سخت روندنا ہے اور سیدھی نکلتی ہے بات البتہ تجھ کو دن میں شغل رہتا ہے۔

فائدہ: غرض ان آیتوں سے یہ ہے کہ ابتدا اسلام میں رات کا قیام فرض تھا۔

وَقَوْلُهٗ ﴿عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا وَّمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا وَّاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

اور بیان ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا (جو پہلی آیت کے نسخ پر دلالت کرتا ہے) کہ اللہ تعالیٰ نے جانا کہ تم اس کو پورا نہ کر سکو گے یعنی اس لیے کہ مقادیر مذکورہ کا پورا یقین حاصل نہیں ہو سکتا ہے تو تم پر معافی بھیجی سو پڑھو جتنا آسان ہو قرآن سے جانا کہ آگے ہوں گے تم میں سے کتنے بیمار اور کتنے اور پھریں گے ملک میں ڈھونڈتے روزی اور لڑتے اللہ کی راہ میں سو پڑھو جتنا آسان ہو اس میں سے اور کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور قرض دو اللہ کو اچھی طرح قرض دینا اور جو آگے بھیجو گے اپنے واسطے کوئی نیکی تو اس کو پاؤ گے اللہ کے پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور معافی مانگو اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فائدہ: مقصود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ قیام رات کا پہلے فرض تھا پھر ان آیتوں سے منسوخ ہو گیا۔ واللہ اعلم

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَشَاَ قَامَ بِالْحَبَشِيَّةِ وَطْاً قَالَ مُوَاطَاَةَ الْقُرْاٰنِ اَشَدُّ مُوَافَقَةً لِسَمْعِهٖ وَبَصَرِهٖ وَقَلْبِهٖ لِيُوَاطِئُوْا لِيُوَافِقُوْا.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نشاء (جو آیت ناشئة سے مشتق ہے) کا معنی حبشہ کی زبان میں قام ہے یعنی کھڑا ہونا اور وطاء کا معنی (جو آیت اشد وطأ میں واقع ہوا ہے) یہ ہے کہ دل اور حواس کو

قرآن کے ساتھ موافقت ہو جائے جیسے کے بخاری نے اس کو بیان کیا کہ رات کی نماز بہت سخت موافق ہے واسطے کان نمازی کے اور اس کی آنکھ کے اور اس کے دل کے کہ رات میں دل دنیا کے شغلوں سے خالی ہوتا ہے بخلاف دن کے کہ اس میں آدمی کا دل دنیا کے شغل میں لگا رہتا ہے اور فرمایا کہ لفظ لیواطئوا (جو آیت لیواطئوا عدۃ ماحرم اللہ میں واقع ہوا ہے) کا معنی یہ ہے کہ موافقت کریں

١٠٧٣ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى نَظُنَّ أَنْ لَّا يَصُوْمَ مِنْهُ وَيَصُوْمُ حَتّٰى نَظُنَّ أَنْ لَّا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَكَانَ لَا تَشَآءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا نَآئِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ وَأَبُوْ خَالِدِ الْأَحْمَرُ عَنْ حُمَيْدٍ.

١٠٧٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض مہینے سے روزہ نہ رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کو گمان ہوتا کہ آپ اس سے کوئی روزہ نہ رکھیں گے اور کسی مہینے میں روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم گمان کرتے تھے کہ آپ کبھی روزہ نہیں کھولیں گے اور تھے کہ تو نہ چاہے کہ دیکھے ان کو رات سے نماز پڑھتے مگر کہ تو ان کو دیکھے اور تو نہ چاہے کہ ان کو رات کو سویا دیکھے مگر کہ ان کو دیکھے یعنی کبھی تو تمام رات نماز پڑھا کرتے تھے اور کبھی کسی رات کو مطلق نہیں اٹھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کا قیام فرض نہیں اس لیے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ کبھی کبھی آپ تمام رات سوئے رہتے تھے اور رات کو تہجد کے واسطے مطلق نہیں اٹھتے تھے سو اگر اس کی فرضیت منسوخ نہ ہوتی تو آپ قیام رات کو کبھی ترک نہ کرتے پس وجہ مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا قیام رات میں متفرق تھا کوئی وقت آخر یا اول رات کا معین نہیں تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا قیام آخر رات میں تھا تو شاید کبھی ایسا بھی کیا ہوگا۔

بَابُ عَقْدِ الشَّيْطَانِ عَلٰى قَافِيَةِ الرَّأْسِ إِذَا لَمْ يُصَلِّ بِاللَّيْلِ.

جب کوئی رات کو نماز نہ پڑھے تو شیطان اس کے سر کی چوٹی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے۔

فائدہ: قافیہ سر کی پچھلی طرف کو کہتے ہیں یا چوٹی سر کو کہتے ہیں۔

١٠٧٤ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَأَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ.

۱۰۷۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی رات کو سو جائے تو شیطان اس کے سر کے پیچھے تین گرہیں لگا دیتا ہے ہر گرہ کے نزدیک یہ کلام پڑھتا ہے یعنی اس کے دل میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ ابھی رات بہت ہے پس سو رہو سو اگر وہ جاگ کر اللہ کو یاد کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور جب نماز پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے سو صبح کو اٹھتا ہے خوش دل اور پاک نفس اور اگر جاگ کر اللہ کو یاد نہ کرے تو صبح کو اٹھتا ہے ناپاک نفس اور سست۔

فائدہ: مراد باب میں نماز سے عشاء کی نماز ہے اور حدیث میں بھی عشاء کی نماز سے سونا مراد ہے تو مطلب اس کا یہ ہے کہ شیطان یہ فعل اس کے ساتھ کرتا ہے جو عشاء کی نماز سے پہلے سو جائے اور سو کر اس کو قضا کر دے بخلاف اس کے جو عشاء کو جماعت سے پڑھے کہ اس کے حق میں یہ وعید نہیں پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور گرہ کے معنی میں علماء میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ مراد گرہ سے حقیقی گرہ ہے ایک چیز میں نزدیک قافیہ سر کے جیسے کہ جادوگر جب کسی کو سحر کرنا چاہتا ہے تو دھاگے وغیرہ میں گرہ دے کر اس پر منتر پڑھ کر پھونکتا ہے پس اس سے مسحور میں اثر ہو جاتا ہے اور اکثر اس کو عورتیں کیا کرتی ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ تو کہہ میں پناہ میں آیا اللہ کی بدی سے عورتوں کی جو گرہوں میں پھونکیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے دل کا مضبوط کرنا ہے یعنی شیطان سونے والے کے دل میں یہ وسواس ڈالتا ہے کہ ابھی بہت رات باقی ہے سو وہ آدمی سو رہتا ہے اور اگر گرہ کے کھل جانے سے یہ مراد ہے کہ وہ سونے والا اس کے وسواس کو جھوٹ جانتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے شیطان کا منع کرنا ہے ساتھ قول مذکور کے اور یا یہ کہ سونے کو اس پر بھاری اور ثقیل کر دیتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے مجازی معنی ہے یعنی شیطان کے فعل کو جو سونے والے سے کرتا ہے تشبیہ دی ہے ساتھ فعل ساحر کے جو مسحور کے ساتھ کرتا ہے پس مطلب یہ ہے کہ شیطان نیند کو سونے والے کے واسطے آراستہ کرتا ہے اور اچھا کر دکھلاتا ہے کہ اس کو اٹھنے کی طاقت باقی نہیں رہتی اور تین گرہوں کی اس واسطے قید لگائی کہ وہ ان کے ساتھ تین چیزوں سے روکتا ہے ذکر سے اور وضو سے اور نماز سے اور یہ جو فرمایا کہ ایک گرہ وضو سے کھل جاتی ہے سو مراد اس سے وہ شخص ہے جو لیٹ کر سو جائے اس لیے کہ لیٹ کر سونے والے کا وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ فقط نماز سے

تمام گرہیں کھل جاتی ہیں تو یہ اس شخص کے حق میں ہے جو وضو کا محتاج ہو جیسے کہ مثلا کوئی بیٹھا سو جائے اور برقرار رہے پھر اٹھ کر طہارت اور ذکر سے پہلے نماز پڑھے تو فقط نماز ہی سے اس کی تمام گرہیں کھل جاتی ہیں اس لیے کہ نماز طہارت اور ذکر دونوں کو شامل ہے اور یہ جو فرمایا کہ صبح کو اٹھتا ہے ناپاک نفس ہو کر تو یہ مذمت اسی شخص کے حق میں ہے جو نماز کو نیند میں فوت کر دے اور بالکل نہ پڑھے اور جو شخص کہ فرض نماز پڑھنے کی عادت رکھتا ہو یا رات میں نفل پڑھنے کی عادت رکھتا ہو اور اتفاقا نیند کے غلبہ سے سو جائے تو اس کے واسطے اس کی نماز کا ثواب لکھا جاتا ہے اور یہ سونا اس پر صدقہ ہے پس اس کے حق میں یہ وعید نہیں اور نیز یہ دلالت کرتا ہے کہ پاک نفس ہونے میں تینوں امروں کا جمع کرنا ضروری ہے اور اگر بعض کو ادا کرے اور بعض کو ترک کرے تو اس سے گرہیں نہیں کھلتی ہیں بلکہ سب گرہیں فجر کو بدستور باقی رہتی ہیں اور اس کا نفس بھی ناپاک رہتا ہے اور اس حدیث میں گو رات کا ذکر آیا ہے لیکن دن کے سونے کا بھی یہی حال ہے جیسا کہ نماز ٹھنڈی کرنے کے وقت سو جاتے ہیں اور یہ آپ نے وضو کو خاص کر ذکر کیا تو یہ باعتبار غالب کے ہے ورنہ جس کو نہانے کی حاجت ہو اس کی گرہیں سوائے نہانے کے نہیں کھلتی ہیں اور جو شخص معذور ہو تو اس کو ایسی حالت میں وضو اور غسل کے بدلے تیمم کرنا جائز ہے اور کافی ہے اور بعض کافی نہیں کہتے اور یہ جو فرمایا کہ ذکر سے ایک گرہ کھل جاتی ہے تو مراد ذکر سے عام ذکر ہے سو جس پر ذکر صادق آئے وہ کافی ہوگا اور قرآن کی تلاوت اور حدیث نبوی کا پڑھنا اور علم شرعی کے ساتھ شغل رکھنا بھی ذکر میں داخل ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص سونے کے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لے تو اس کے پاس شیطان نہیں آتا سو یہ حدیث مخصص ہے واسطے اس حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے، واللہ اعلم۔

۱۰۷۵ ـ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرُّؤْيَا قَالَ أَمَّا الَّذِيْ يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ.

۱۰۷۵۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعبیر خواب کی حدیث کے بیان میں فرمایا کہ وہ آدمی کہ جس کا سر پتھر سے کچلا جاتا ہے سو وہ مرد ہے جو قرآن کو سیکھ کر چھوڑ دے اور فرض نماز سے سو جائے یعنی سو کر اس کو قضا کر دے۔

فائدہ: ظاہر مراد اس سے عشاء اور صبح کی نماز ہے کہ سونے کے وقت پڑھی جاتی ہے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اس لیے کہ جب عشاء کی نماز نہ پڑھنے میں یہ عذاب ہے تو شیطان کا گرہ دینا لازم ہے۔

بَابُ إِذَا نَامَ وَلَمْ يُصَلِّ بَالَ الشَّيْطَانُ

جب کوئی شخص سو جائے اور عشاء یا فجر کی نماز نہ پڑھے تو

فِيْ أُذُنِهٖ.

شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے

فائدہ: یہ باب پہلے باب سے بمنزلہ فصل کے ہے اور اس کا تعلق اس سے ظاہر ہے کما سیاتی.

۱۰۷۶ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقِيْلَ مَا زَالَ نَآئِمًا حَتّٰى أَصْبَحَ مَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ أُذُنِهٖ.

۱۰۷۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد کا ذکر ہوا سو کہا گیا کہ وہ ہمیشہ سوتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی نماز پڑھنے کو کھڑا نہ ہوا سو آپ نے فرمایا کہ شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کیا ہے۔

فائدہ: مراد نماز سے اس حدیث میں فرض نماز ہے یا رات کی نماز ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ حدیث اس شخص کے حق میں ہے جو فرض نماز سے سو جائے پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی پہلے باب سے اور گرہوں کی حدیث کے ایک طریق میں کان میں پیشاب کرنے کا ذکر بھی آیا ہے پس مطابقت حدیث کی پہلے باب سے ظاہر ہے اور یہ جو فرمایا کہ شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے تو اس کے معنی میں علماء کو اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ حقیقی معنی پر محمول ہے یعنی شیطان اس کے کان میں حقیقتاً پیشاب کر دیتا ہے قرطبی نے کہا کہ یہ حمل محال نہیں اس لیے کہ حدیثوں میں ثابت ہو چکا ہے کہ شیطان کھاتا اور پیتا ہے اور جماع کرتا ہے سو اس طرح پیشاب کرنا بھی ممکن ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جو شخص نماز سے سو جائے شیطان اس کے کان کو بند کر دیتا ہے تا کہ ذکر حق نہ سن سکے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد پیشاب سے جھوٹی باتیں اور اباطیل ہیں یعنی شیطان اباطیل سے اس کے کان بھر دیتا ہے اور لغو اور بیہودہ باتوں سے اس کے کان بھاری اور ثقیل ہو جاتے ہیں پس دعوت حق کو نہیں سن سکتا دین سے محروم رہتا ہے اور بعض کچھ اور معنی بھی کرتے ہیں لیکن حاصل سب کا یہی ہے کہ شیطان کا قابو اس پر پورا ہو جاتا ہے کہ اس پر خواب کو غالب کر دیتا ہے اور نماز سے باز رکھتا ہے اور تخصیص کان کی اس واسطے کی ہے کہ وہ جاگنے کی حس ہے کہ اکثر جاگنا آواز سننے سے ہوتا ہے اور تخصیص پیشاب کی اس واسطے کی کہ وہ رگوں میں جلدی سرایت کر جاتا ہے۔

بَابُ الدُّعَآءِ وَالصَّلَاةِ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ﴾ أَيْ مَا يَنَامُوْنَ ﴿وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾.

پچھلی رات میں دعا اور نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان اور اللہ نے (مومنوں کی شان میں) فرمایا کہ وہ تھے رات کو تھوڑا سوتے اور یھجعون کا معنی ینامون ہے اور بعض اس کا یہ معنی کرتے ہیں کہ وہ رات کو صبح تک سوتے نہیں تھے۔

١٠٧٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأٰخِرِ يَقُوْلُ مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهُ.

۱۰۷۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اترتا ہے ہمارا رب ہر رات کو پہلے آسمان تک جب کہ پچھلی تہائی رات کی باقی رہتی ہے تو فرماتا ہے کہ کون مجھ سے دعا مانگتا ہے؟ تا کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون مجھ سے سوال کرتا ہے؟ تا کہ میں اس کو دوں کون مجھ سے گناہ بخشواتا ہے؟ کہ میں اس کے گناہ بخشوں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پچھلی رات کا وقت نہایت مقبول ہے اس میں استغفار اور دعا کرنے کی بڑی فضیلت ہے اور نیز اس حدیث کے ایک طریق میں نماز کا ذکر بھی آ گیا ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ رات کو پہلے آسمان تک اترتا ہے تو اس کے معنی میں علماء کو اختلاف ہے فتح الباری میں فرمایا کہ بعض اس کو ظاہر اور حقیقت پر محمول کرتے ہیں اور وہ مشتبہ فرقہ ہے اللہ پاک ہے ان کے قول سے اور بعض کہتے ہیں کہ صفات کے باب میں جو حدیثیں آئی ہیں سب کی سب غلط ہیں یہ قول خوارج اور معتزلہ کا ہے لیکن یہ محض مکابرہ اور جہالت ہے اور عجب یہ ہے کہ جو قرآن میں اس قسم کی آیتیں آئی ہیں ان کی وہ تاویل کرتے ہیں اور اس قسم کی حدیثوں کو غلط کہتے ہیں یہ جہالت اور عناد ہے اور بعض اس کو ظاہر پر محمول کرتے ہیں اور مجمل طور سے اس کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ صفات کا مسئلہ جس طرح پر کہ ظاہر قرآن وحدیث میں آیا ہے اسی طرح حق ہے اس کے ظاہر پر ہم ایمان لائیں لیکن اس کی حقیقت اور کیفیت اللہ کو معلوم ہے ہم اس کو نہیں جانتے کہ نزول کی کیا کیفیت ہے یہ قول جمہور سلف کا ہے اور امام بیہقی وغیرہ نے کہا کہ ائمہ اربعہ اور سفیانین اور حمادین اور اوزاعی اور لیث وغیرہ سے بھی یہی منقول ہے اور بعض لوگ کچھ اور تاویلیں بھی کرتے ہیں لیکن بیہقی نے کہا کہ سب اقوال میں صحیح اور سالم قول یہی ہے کہ اس کے ساتھ مجمل طور سے بلا کیف ایمان لائے اور اس کی مراد اور معنی سے سکوت کرے اور خاموش رہے اور دلیل اس پر یہ ہے کہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ اس کی کوئی تاویل معین واجب نہیں پس اس وقت تفویض (یعنی اس کے معنی کو اللہ کے حوالے کرنا) بہت سالم ہے اور ابن عربی نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ کا حکم اترتا ہے اور یا مراد اجابت اور رحمت ہے یعنی اللہ ان پر رحمت کرتا ہے اور ان کی دعا قبول کرتا ہے اور صفت غضب سے صفت رحمت کی طرف انتقال کرتا ہے اور مفصل بیان اس کا کتاب التوحید میں آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور بعضوں نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ اللہ کے واسطے جہت علو ثابت ہے یعنی اللہ بلندی کی

طرف میں ہے لیکن جمہور علماء اس معنی سے انکار کرتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ جگہ کو مستلزم ہے اور اللہ جگہ سے پاک ہے اور اس روایت میں پچھلی تہائی رات کا ذکر ہے اور ایک روایت میں پہلی تہائی کا ذکر ہے اور ایک روایت میں نصف اور ثلث میں شک ہے اور ایک روایت میں صرف نصف کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت میں مطلق رات کا ذکر آیا ہے سو تطبیق ان میں اس طور سے ہے کہ یہ نزول باعتبار اختلاف احوال کے مختلف واقع ہوتا ہے اس لیے کہ رات کے اوقات باعتبار زمانے اور ملکوں کے مختلف ہیں کہ کسی ملک میں رات پہلے پڑتی ہے اور کسی ملک میں پیچھے پڑتی ہے اور یا ان سب وقتوں میں نزول ہوتا ہے پس اس سے سب حدیثوں میں تطبیق ہوگئی اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ اسمیں بندگی کی ترغیب ہے اور یہ کہ اس پر بڑا ثواب ہے اور یہ کہ پچھلی رات کی نماز کو پہلی رات کی نماز پر فضیلت ہے اور یہ کہ وتر کو تاخیر کرنا افضل ہے لیکن یہ اسی کے حق میں ہے جو پچھلی رات کو اٹھنے کی امید رکھتا ہے اور یہ کہ دعا اور توبہ کے واسطے پچھلی رات افضل ہے اور یہ کہ اس وقت میں دعا قبول ہو جاتی ہے اور اگر کوئی کہے کہ اس وقت بہت لوگ دعا کرتے ہیں لیکن ان کی دعا قبول نہیں ہوتی پھر دعا کا قبول ہونا کس طرح تسلیم کیا جائے سو جواب اس کا یہ ہے کہ دعا کے واسطے شرط ہے کہ کھانے اور پینے اور پہننے میں پرہیز کرے سو جس کی دعا قبول نہیں ہوتی ضروری ہے کہ اس نے اس کی شرط میں کوئی خلل ڈالا ہوگا یا دعا میں جلدی کی ہوگی اور یا گناہ اور قطع رحمی کے واسطے دعا کی ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی مصلحت کے واسطے وجود مطلوب کو مؤخر کر دیا ہوگا پس اس سے دعا کا نہ قبول ہونا لازم نہیں آتا۔ واللہ اعلم

بَابُ مَنْ نَامَ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَأَحْيَا اٰخِرَهٗ.

جو شخص پہلی رات کو سو جائے اور پچھلی رات کو زندہ کرے یعنی جاگ کر عبادت کرے تو اس کے واسطے بہت فضیلت ہے۔

فائدہ: چونکہ رات سونے کا وقت ہے اور سونا موت کے حکم میں ہے واسطے تعطیل عبادت کے تو گویا یہ زمانہ بھی مردہ ہے تو اب اس میں عبادت کرنی گویا اس کو زندہ کرنا ہے۔

وَقَالَ سَلْمَانُ لِأَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَمْ فَلَمَّا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ قَالَ قُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ.

اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سو رہو یعنی اول رات میں سو جب پچھلی رات ہوئی تو کہا کہ اب کھڑا ہو اور نماز پڑھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ کہا سلمان رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: یہ حدیث پورے طور سے آئندہ آئے گی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو آپس میں بھائی بنا دیا پھر ایک دن سلمان رضی اللہ عنہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو گئے جب رات ہوئی تو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اول شب سے

عبادت کے واسطے کھڑے ہوں تب سلمان رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی کہ اول شب کو سویا کر اور پچھلی رات کو عبادت کیا کر کہ اپنے جسم اور اہل کا حق بھی تجھ پر واجب ہے سو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تب آپ نے یہ حدیث فرمائی کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

۱۰۷۸ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ يَنَامُ أَوَّلَهُ وَيَقُومُ آخِرَهُ فَيُصَلِّي ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى فِرَاشِهِ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَثَبَ فَإِنْ كَانَتْ بِهِ حَاجَةٌ اغْتَسَلَ وَإِلَّا تَوَضَّأَ وَخَرَجَ.

۱۰۷۸۔ حضرت اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کس طور سے تھی؟ سو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول شب میں سویا کرتے تھے اور پچھلی رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے پھر اپنے بچھونے کی طرف پلٹ جاتے تھے سو جب مؤذن فجر کی اذان کہتا تو اس وقت کھڑے ہوتے تھے سو اگر آپ کو نہانے کی حاجت ہوتی تو غسل کرتے ورنہ وضو کر کے نماز کے لیے مسجد میں تشریف لاتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اول شب میں سونے اور پچھلی رات میں جاگنے کا بڑا ثواب ہے کہ آپ پہلی رات کو سوتے تھے اور پچھلی رات کو جاگتے تھے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی کو نہانے کی حاجت ہو اور بے غسل کے سو جائے تو جائز ہے۔

بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان وغیرہ میں رات کو نماز پڑھنے کا بیان۔

۱۰۷۹ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ

۱۰۷۹۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان کے مہینے میں کتنی رکعتیں تھی؟ سو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے نہ رمضان میں اور نہ غیر رمضان میں سو پہلے چار رکعتیں پڑھتے سو ان کی خوبی اور درازی کا حال کچھ نہ پوچھ کہ نہایت تک تھی اور دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں بیان کرنے سے سمجھ نہیں آ سکتیں پھر چار رکعتیں پڑھتے سو ان کی خوبی اور درازی کا حال کچھ نہ پوچھ پھر تین رکعتیں پڑھتے (عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا) سو میں نے

وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ.

عرض کیا کہ یا حضرت! کیا آپ سو جاتے ہو وتر پڑھنے سے پہلے یعنی خوف ہے کہ غلبے نیند سے فجر ہو جائے اور وتر فوت ہو جائیں سو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ! میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

فائدہ: یعنی میرا دل جاگتا رہتا ہے پس مجھ کو وتر کے فوت ہونے کا خوف نہیں اس سے معلوم ہوا کہ وتر سے پہلے سونا مکروہ ہے مگر جس کو اٹھنے کا یقین ہو اس کو وتر سے پہلے سونا جائز ہے گو بیداری دل کی حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ حضرت ﷺ کی نماز تمام سال میں برابر تھی پس یہ حدیث اصل ہے رات کی نماز کی رکعتوں کی گنتی اور شمار میں اور اس پر اعتبار ہے جمہور علماء کا کہ حضرت ﷺ نے سوائے ان گیارہ رکعتوں کے اور نماز کبھی نہیں پڑھی سوائے ان دو رکعتوں کے جن کا ذکر اوپر گزرا اور صحیحین میں ہے کہ حضرت ﷺ رمضان میں تمام رات جاگتے رہتے تھے اور مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ رمضان کے اخیر دس راتوں میں تمام سال سے زیادہ کوشش کرتے تھے سو مراد اس سے ارکان نماز اور قیام کا طول کرنا ہے نہ گیارہ رکعتوں سے زیادہ پڑھنا اور جو حدیث کے باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزر چکی ہے کہ آپ نے تین رات لوگوں کو تراویح کی نماز پڑھائی پھر چوتھی رات کو فرضیت کے خوف سے باہر نہ آئے...... الخ سو یہ حدیث بھی نماز تہجد پر محمول ہے جس کو آپ ہمیشہ پڑھا کرتے تھے لیکن یہ حدیث رکعتوں کے بیان میں مجمل ہے اور یہ حدیث اس باب میں اس کی مفسر ہے او رحضرت ﷺ کا رمضان میں تراویح کو تہجد سے علیحدہ پڑھنا ثابت نہیں یعنی یہی گیارہ رکعتیں آپ کی تہجد تھی اور یہی تراویح کی نماز تھی اس کے سوا آپ نے اور کوئی نماز نہیں پڑھی نہ رمضان میں اور نہ غیر رمضان میں وسیاتی مزید ذلك فی کتاب التراویح انشاء اللہ تعالٰی.

فائدہ: تہجد اور تراویح کی نماز ایک چیز ہے۔

١٠٨٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ جَالِسًا حَتّٰى إِذَا كَبِرَ قَرَأَ جَالِسًا فَإِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ السُّوْرَةِ ثَلَاثُوْنَ أَوْ

١٠٨٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو رات کی نماز سے کوئی چیز بیٹھ کر پڑھتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ جب آپ کی عمر بڑی ہوگئی تو آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی تھی سو جب سورت سے کچھ چیز باقی رہتی یعنی تیس آیتیں یا چالیس آیتیں تو کھڑے ہوتے اور ان کو پڑھتے پھر رکوع کرتے۔

أَرْبَعُوْنَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهُنَّ ثُمَّ رَكَعَ.

فائدہ: اشہب اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ اگر نفلوں کو بیٹھ کر شروع کرے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرے اور اگر ان کو کھڑے ہو کر شروع کرے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرے کہ بغیر اس کے نماز درست نہیں سو یہ حدیث صریح ہے ان کے رد میں اور مسلم میں جو حدیث آئی ہے کہ اگر کھڑے ہو کر قرأت کرے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرے اور اگر بیٹھ کر قرأت پڑھے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرے سو یہ اس حدیث کی معارض نہیں بلکہ دونوں طرح سے جائز ہے باعتبار نشاط اور عدم نشاط کے اور یا یہ حدیث اس حالت پر محمول ہے جب کہ تمام قراءت بیٹھ کر کرے یا کھڑے ہو کر پڑھے اور پہلی حدیث محمول ہے اس حالت پر جب کہ بعض قراءت بیٹھ کر پڑھے اور بعض کو کھڑے ہو کر پڑھے پس اس سے دونوں حدیثوں میں تطبیق ہوگئی۔ واللہ اعلم

بَابُ فَضْلِ الطُّهُوْرِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ. رات اور دن میں ہر وقت باوضو رہنے کی فضیلت کا بیان

فائدہ: یہ مسئلہ باب کی حدیثوں سے ثابت نہیں ہوتا مگر شاید کہ یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کے جو ترمذی اور ابن خزیمہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں کبھی بے وضو نہیں ہوا مگر کہ میں نے وضو کیا اور کبھی وضو نہیں کیا مگر کہ میں نے اس وقت دو رکعتیں نماز پڑھی۔

وَفَضْلِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ. اور ہر وقت ہر وضو کے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان

۱۰۸۱ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِيْ بِأَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجٰى عِنْدِيْ أَنِّيْ لَمْ أَتَطَهَّرْ طَهُوْرًا فِيْ سَاعَةِ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِيْ أَنْ أُصَلِّيَ.

۱۰۸۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے بلال! بتلا دے مجھ کو بڑے فائدے کا امید واری والا عمل جو تو نے اسلام میں اپنے نزدیک کیا ہے یعنی تیرے نزدیک سب اعمال سے زیادہ تر نفع کی امید کس عمل پر ہے اس واسطے کہ میں نے تیرے دونوں جوتوں کی آہٹ بہشت میں اپنے آگے سنی بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اسلام میں کوئی عمل نہیں کیا اپنے نزدیک اس سے زیادہ تر نفع کی امید والا کہ جب میں نے رات اور دن کی کسی ساعت میں پورا وضو کیا تو اس وضو سے نماز ضرور پڑھی جو اللہ نے میری قسمت میں نماز پڑھنا لکھا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تحیۃ الوضو کی نماز کی بڑی فضیلت ہے ہر وضو کے بعد دو رکعتیں نفل پڑھا کرے تا کہ وضو اپنے مقصود سے خالی نہ رہے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو

اس واسطے پوچھا تا کہ بلال رضی اللہ عنہ اس کو ہمیشہ پڑھا کریں اور غیروں کو سن کر تحیۃ الوضوء کے پڑھنے کا شوق ہو اور مراد عملوں سے یہاں نفلی نمازیں ہیں اس لیے کہ فرض نفلوں سے قطعا افضل ہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ پوشیدہ عمل پر بندے کو بڑا ثواب دیتا ہے اور یہ کہ صالحین سے زیادہ تر نفع والے عملوں کا پوچھنا جائز ہے کہ ان کی اقتدا کی جائے اور یہ کے استاد کو اپنے شاگرد کا عمل پوچھنا جائز ہے کہ اگر بہتر ہو تو اس کو ترغیب دلائے ورنہ اس کو منع کرے اور یہ کہ مستحب ہے کہ آدمی ہر وقت باوضو رہے کہ اس کا بدلہ بہشت ہے اس لیے کہ جب آدمی ہر وقت پاک رہے تو سونے کے وقت بھی پاک ہوگا اور جو پاکی سے سوئے اس کا روح آسمانوں پر چڑھ جاتا ہے اور عرش کے نیچے جا کر اللہ کو سجدہ کرتا ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اوقات مکروہ میں تحیۃ الوضوء کا پڑھنا جائز ہے اس لیے کہ ترمذی وغیرہ کی روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر وقت میں ایسا کیا کرتے تھے خواہ کوئی وقت ہوتا اور یہ جو آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ میں نے تیرے جوتوں کی آہٹ بہشت میں سنی تو یہ قصہ خواب کا ہے کہ آپ نے یہ معاملہ خواب میں دیکھا تھا جیسے کہ آئندہ مناقب میں آئے گا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ بہشت میں داخل ہوا ہوں سو میں نے جوتے کی آواز سنی اور پوچھا کہ یہ کون ہے؟ کہا گیا کہ یہ بلال رضی اللہ عنہ ہے...... الخ اور چونکہ خواب نبیوں کے حق ہیں تو اس سے بلال رضی اللہ عنہ کے واسطے فضیلت ثابت ہوگی اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بلال رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بہشت میں داخل ہوا اس لیے کہ وہ خادم ہے اور گویا کہ اس میں اشارہ ہے کہ جیسے بلال رضی اللہ عنہ کو زندگی میں آپ سے قربت حاصل تھی ویسے ہی آخرت میں بھی اس کو آپ سے قربت حاصل ہوگی اور اگر کوئی کہے کہ ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ثواب اس کو اس عمل کے سبب سے حاصل ہوا اور حدیث میں آیا ہے کہ کوئی شخص اپنے عمل سے بہشت میں نہیں جائے گا بلکہ اللہ کی رحمت سے جائے گا تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ عمل بھی اس کی رحمت میں داخل ہے اگر اللہ کی رحمت نہ ہو تو بندہ نیک عمل نہیں کر سکتا ہے اور یا یہ ہے کہ اصل دخول جنت میں اللہ کی رحمت سے ہے اور درجوں کی تقسیم عملوں کے سبب سے ہے یعنی درجے باعتبار عملوں کے ملیں گے اور اگر کوئی کہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ موت سے پہلے کوئی بہشت میں داخل نہیں ہوگا اور معراج کی حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ بہشت میں داخل ہوئے تو جواب اس کا یہ ہے کہ انبیاء اس نفی میں داخل نہیں ہیں بلکہ اس نفی کے عموم سے مخصوص ہیں اور یا وہ نفی مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے جو دنیا سے نکل کر عالم ملکوت میں داخل ہو جائے یعنی یہ شخص اس نفی سے مخصوص ہے پس آپ کا معراج کی رات کو بہشت میں داخل ہونا اس کے معارض نہیں، واللہ اعلم۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّشْدِيْدِ فِي الْعِبَادَةِ.

عبادت میں سختی کرنی مکروہ ہے یعنی سخت عبادت کو اختیار کرنا اور عبادت میں کثرت کرنی مکروہ ہے کہ اس سے آدمی تھک جاتا ہے اور فرض عبادت بھی چھوٹ جاتی ہے

۱۰۸۲ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ فَقَالَ مَا هٰذَا الْحَبْلُ قَالُوْا هٰذَا حَبْلٌ لِّزَيْنَبَ فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حُلُّوْهُ لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ.

۱۰۸۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے سو ناگہاں آپ نے دو کھنبوں (ستونوں) کے درمیان رسی لٹکی دیکھی سو پوچھا کہ یہ رسی کیسی ہے؟ لوگوں نے کہا یہ زینب رضی اللہ عنہا کی رسی ہے کہ جب تہجد کی نماز میں سست ہو جاتی ہیں تو اس کو تھام لیتی ہیں' سو فرمایا کہ ایسا نہیں چاہیے اس کو کھول ڈالو اور چاہیے کہ نماز پڑھا کرے ہر شخص جب تک کہ خوش دل اور چست رہے پھر جب کاہل یا سست ہو جائے تو چاہیے کہ بیٹھ جائے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت میں آدمی ایسی کثرت نہ کرے جو اس کو تھکا دے اور ملال میں ڈالے کہ وہ منع ہے بلکہ اس میں میانہ روی اختیار کرے افراط وتفریط سے بچے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر کام کو ہاتھ اور زبان سے دور کرنا لازم ہے اور یہ کہ عورتوں کو مسجد میں نفل پڑھنے جائز ہیں اور یہ کہ نماز میں رسی کو تھامنا مکروہ ہے۔

۱۰۸۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ عِنْدِي امْرَأَةٌ مِّنْ بَنِيْ أَسَدٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ قُلْتُ فُلَانَةُ لَا تَنَامُ بِاللَّيْلِ فَذُكِرَ مِنْ صَلَاتِهَا فَقَالَ مَهْ عَلَيْكُمْ مَا تُطِيْقُوْنَ مِنَ الْأَعْمَالِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا.

۱۰۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بنی اسد کی ایک عورت میرے پاس بیٹھی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے سو پوچھا کہ یہ کون عورت ہے؟ میں نے عرض کی کہ یہ فلانی عورت ہے جو رات کو نہیں سوتی سو اس کی نماز کا ذکر کیا گیا یعنی تمام رات عبادت کرتی ہے سو آپ نے فرمایا کہ باز رہو اس تعریف سے کہ تمام رات عبادت کرنی مدح کے لائق نہیں بلکہ اپنے اوپر ایسے عمل لازم پکڑو جن کو تم کر سکو اس واسطے کہ اللہ نہیں تھکتا یہاں تک کہ تم تھک جاؤ۔

فائدہ: شاید یہ وہی عورت ہے جس کا ذکر پہلی حدیث میں گزرا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفل عبادت اس وقت تک بہتر ہے کہ خوشی سے ادا ہو اور اس میں جی لگا رہے کہ اللہ ثواب اور رحمت کو نہیں کاٹتا جب تک تم کو ملال اور ماندگی عبادت میں نہ ہو یعنی جب تک عبادت کرتا رہے تب تک ثواب ملتا ہے اور جب تھک کر عبادت چھوٹ گئی تو ثواب بھی نہ ملے گا تو اللہ کے تھک جانے سے مراد ثواب کا نہ دینا ہے اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر فجر کی نماز کے فوت ہو جانے کا خوف نہ ہو تو تمام رات عبادت کرنا درست ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ تَرْكِ قِيَامِ اللَّيْلِ لِمَنْ كَانَ يَقُوْمُهُ.

جو شخص رات کو ہمیشہ عبادت کیا کرتا ہو اس کو رات کی عبادت بالکل ترک کر دینی مکروہ ہے کہ اس کے سبب آدمی خیر کثیر اور ثواب عظیم سے محروم رہتا ہے اور اللہ سے اعراض لازم آتا ہے۔

١٠٨٤ ـ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ح و حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ وَقَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْعِشْرِيْنَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ مِثْلَهُ بِهٰذَا وَتَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ.

١٠٨٤۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ اے عبداللہ! تو نہ ہو فلاں کی طرح کہ وہ رات کو اٹھا کرتا تھا پھر اس نے رات کا اٹھنا چھوڑ دیا یعنی تہجد کی نماز کو ترک کر دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب نفلی عبادت خواہ نماز ہو خواہ روزہ خواہ وظیفہ شروع کرے تو اس کو ہمیشہ کرے کبھی کرنا کبھی چھوڑنا مکروہ ہے اس واسطے کہ ایسی عبادت کا اثر دل میں خوب نہیں جمتا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کی نماز واجب نہیں اس لیے کہ اگر واجب ہوتی تو آپ اس کی نہایت مذمت کرتے اور یہ کہ کسی آدمی کا عیب اس کے سامنے بیان کرنا جائز ہے جب کہ اس سے منع کرنا مقصود ہو اور یہ کہ آدمی جس عمل کی عادت رکھتا ہے مستحب ہے کہ اس کو ہمیشہ کرے اس میں قصور نہ کرے اور یہ کہ عبادت کو قطع کرنا مکروہ ہے گو وہ واجب نہ ہو۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب پہلے باب سے تعلق رکھتا ہے اس لیے وہ ترجمہ سے خالی ہے اور تعلق اس کا پہلے باب سے ظاہر ہے اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے کہ پہلی حدیث کا متن اسی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے، کما سیاتی.

١٠٨٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ قُلْتُ إِنِّيْ أَفْعَلُ ذٰلِكَ قَالَ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ عَيْنُكَ وَنَفِهَتْ نَفْسُكَ وَإِنَّ لِنَفْسِكَ حَقًّا وَلِأَهْلِكَ حَقًّا فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ.

١٠٨٥۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ کیا مجھ کو خبر نہیں ہوئی کہ تو تمام رات بھر نماز پڑھا کرتا ہے اور ہمیشہ روزہ رکھا کرتا ہے اور کبھی افطار نہیں کرتا؟ میں نے عرض کیا میں بے شک کرتا ہوں فرمایا کہ اگر تو ایسا ہی کرے گا تو تیری دونوں آنکھیں اندر گھس جائیں گی اور نظر کم ہو جائے گی اور تیری جان سست اور ضعیف ہو جائے گی اور تیرے نفس کا حصہ ہے اور تیری بیوی کا حصہ ہے سو کبھی روزہ رکھا کر اور کبھی نہ رکھا کر اور کچھ رات نماز پڑھا کر اور کچھ رات سویا کر۔

فائدہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی نہایت عابد مرد تھے انہوں نے نکاح کیا تھا شب و روز عبادت میں مشغول رہتے تھے بیوی کی خبر نہ ہوتی تھی کہ ایک دن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے باپ کے گھر میں آئے تو انہوں نے بہو کو دیکھا کہ پرانے میلے کپڑے پہنے ہے اس کا سبب پوچھا اس عورت نے کہا کہ میرا خاوند مجھ سے خبردار نہیں ہوتا شب و روز عبادت میں مشغول رہتا ہے تو ان کے باپ نے عبداللہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تب آپ نے یہ حدیث فرمائی یعنی تو ایسی عبادت کرتا ہے کہ اپنی جان اور بیوی کا حق ضائع کرتا ہے جان کا حق یہ کہ اس کو کھانا پینا دے اور سونے سے اس کو آرام پہنچائے اور بیوی کا حق یہ ہے کہ اس کی خبر لے اور اس سے خوش طبعی کرے اور صحبت کرے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت میں اعتدال اور توسط اللہ کو پسند ہے اتنی زیادتی بھی بہتر نہیں کہ اور حقوق فوت ہو جائیں اور اتنا قصور بھی اچھا نہیں کہ آدمی جانور کی طرح جماع اور خواب خوری میں مشغول رہے اور عبادت سے غافل ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک کام کی نیت ظاہر کرنی درست ہے اور یہ کہ امام اپنی رعیت کا حال دریافت کرتا رہے اور ان کو نیک کام بتلاتا رہے اور یہ کہ عبادت میں واجبات کو مستحبات پر مقدم کرے اور اس میں ترغیب ہے کہ آدمی عبادت ہمیشہ کرتا رہے مگر میانہ روی اختیار کرے تشدد نہ کرے۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى.

جو شخص رات کو سونے سے جاگ کر نماز پڑھے تو اس کے لیے بڑی فضیلت ہے۔

١٠٨٦ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ جُنَادَةُ بْنُ أَبِيْ أُمَيَّةَ حَدَّثَنِيْ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ أَوْ دَعَا اسْتُجِيْبَ لَهُ فَإِنْ تَوَضَّأَ وَصَلّٰى قُبِلَتْ صَلَاتُهُ.

١٠٨٦۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات کو سونے سے جاگ کر لا الہ الا اللہ سے اللھم اغفرلی تک پڑھے اور کوئی دعا کرے تو اس کی دعا قبول ہوگی اور اگر وضو کر کے تہجد کی نماز بھی پڑھے تو نماز بھی اس وقت نہایت مقبول ہوگی اور لا الہ الا اللہ سے آخر تک کے معنی یہ ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی لائق بندگی کے نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا سب ملک ہے اور اسی کو سب تعریفیں ہیں اور وہ سب چیز کر سکتا ہے سب خوبیاں اللہ ہی کو ہیں پاک ہے سب عیبوں سے اور سب سے بڑا ہے بغیر اس کی مدد کے نہ گناہ سے بچاؤ ہے اور نہ بندگی کی طاقت اس کے بعد یوں کہے اے میرے اللہ مجھ کو بخش دے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ مراد قبول ہونے سے اس حدیث میں وہ چیز ہے جو صحت پر زیادہ ہے یعنی جس کی نماز قبول ہوئی وہ عذاب سے محفوظ رہے گا پس معلوم ہوا کہ رات کی نماز کو عذاب سے بچانے کی تاثیر ہے پس اس کی فضیلت ثابت ہوگئی اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

١٠٨٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي الْهَيْثَمُ بْنُ أَبِيْ سِنَانٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُصُّ فِيْ قَصَصِهِ وَهُوَ يَذْكُرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَخًا لَّكُمْ لَا يَقُوْلُ الرَّفَثَ يَعْنِيْ بِذٰلِكَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُوْ كِتَابَهُ إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ أَرَانَا الْهُدٰى بَعْدَ الْعَمٰى فَقُلُوْبُنَا بِهِ مُوْقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهُ عَنْ

١٠٨٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمہارا بھائی یعنی عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ انصاری فحش اور جھوٹ نہیں کہتا ہے یعنی یہ شعر جو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں کہے ہیں سچ ہیں جھوٹ نہیں اور ان شعروں کا معنی یہ ہے کہ ہمارے درمیان اللہ کے رسول ہیں جو اس کی کتاب پڑھتے ہیں جب کہ پھٹ جائے صبح کی روشنی یعنی فجر کے وقت آپ قرآن وغیرہ پڑھتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں آپ نے ہم کو سیدھی راہ بتلائی گمراہی سے پیچھے سو ہمارے دل آپ کے ساتھ یقین رکھتے ہیں کہ جو آپ نے فرمایا بے شک ہونے والا ہے رات کاٹتے ہیں اس حال میں کہ اپنے پہلو کو بچھونے سے دور رکھتے

فِرَاشِهٖ إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ تَابَعَهٗ عُقَيْلٌ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدٍ وَالْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

ہیں جب کہ بچھونے مشرکین سے بھاری ہوتے ہیں یعنی خواب میں ہوتے ہیں ہیثم نے کہا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ اپنے وعظ میں یہ اشعار پڑھتے تھے۔

فائدہ: اخیر شعر سے معلوم ہوا کہ آپ رات کو جاگ کر عبادت کیا کرتے تھے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

١٠٨٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ بِيَدِيْ قِطْعَةَ إِسْتَبْرَقٍ فَكَأَنِّيْ لَا أُرِيْدُ مَكَانًا مِّنَ الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ إِلَيْهِ وَرَأَيْتُ كَأَنَّ اثْنَيْنِ أَتَيَانِيْ أَرَادَا أَنْ يَّذْهَبَا بِيْ إِلَى النَّارِ فَتَلَقَّاهُمَا مَلَكٌ فَقَالَ لَمْ تُرَعْ خَلِّيَا عَنْهُ فَقَصَّتْ حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدٰى رُؤْيَايَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ وَكَانُوْا لَا يَزَالُوْنَ يَقُصُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا أَنَّهَا فِي اللَّيْلَةِ السَّابِعَةِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيْهَا فَلْيَتَحَرَّهَا مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ.

١٠٨٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خواب دیکھا کہ گویا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے سو گویا کہ میں بہشت میں جس جگہ جانے کا ارادہ کرتا ہوں وہ ٹکڑا مجھ کو وہیں اڑا لے جاتا ہے اور میں نے دیکھا کہ گویا دو فرشتے میرے پاس آئے اور مجھ کو پکڑ کر دوزخ کی طرف لے چلے سو ایک فرشتہ ان کو آگے سے آ ملا سو اس نے مجھ سے کہا کہ تو مت ڈر اور ان کو کہا کہ اس کو چھوڑ دو سو حفصہ رضی اللہ عنہا نے میری خواب میں سے ایک خواب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ اچھا مرد ہے اگر رات کو تہجد بھی پڑھتا ہو سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس خواب کے بعد رات کو ہمیشہ نماز پڑھا کرتے تھے اور رات میں کم سویا کرتے تھے اور ہمیشہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خوابیں بیان کیا کرتے تھے کہ شب قدر رمضان کی پچھلی دس راتوں سے ساتویں رات میں ہے سو آپ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں تمہاری خوابوں کے موافق پڑ گئی ہیں پچھلی دس راتوں میں سو جو شخص کہ شب قدر کا تلاش کرنے والا ہے سو پچھلی دس راتوں میں تلاش کرے۔

فائدہ: حضرت ﷺ کے اصحاب نے شب قدر کو خواب میں دیکھا کسی نے اکیسویں کسی نے تئیسویں کسی نے پچیسویں تب حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی یعنی شب قدر رمضان کے پچھلے دھاکے کی طاق راتوں میں ضرور ہے جس کو شوق ہو تلاش کرے یعنی سب طاق راتوں میں بیدار رہے اور عبادت کرے کہ ان میں آخر کوئی نہ کوئی تو ضرور ہو گی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کی نماز کو دوزخ سے بچانے کی بڑی تاثیر ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ الْمُدَاوَمَةِ عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

فجر کی دوسنتوں پر ہمیشگی کرنے کا بیان یعنی حضرت ﷺ ان کو ہمیشہ پڑھتے رہے سفر میں بھی اور حضر میں بھی۔

۱۰۸۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ هُوَ ابْنُ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ صَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ وَّرَكْعَتَيْنِ جَالِسًا وَّرَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَآئَيْنِ وَلَمْ يَكُنْ يَدَعُهُمَا أَبَدًا.

۱۰۸۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر آٹھ رکعتیں نماز پڑھی اور پھر دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھیں اور دو رکعتیں اذان اور اقامت کے درمیان پڑھیں یعنی فجر کی دو سنتیں پڑھیں اور آپ ان کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے یعنی ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی فجر کی سنتوں کو ہمیشہ پڑھا کرے کبھی ترک نہ کرے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور بعض نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ فجر کی سنتیں واجب ہیں یہ قول حسن بصری کا ہے اور یہی منقول ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اور بعض فقہاء نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اگر ان کو بے عذر بیٹھے پڑھے تو جائز نہیں ہے۔

بَابُ الضِّجْعَةِ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

فجر کی دوسنتوں کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنے کا بیان۔

فائدہ: فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنے میں علماء کو اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ فرض ہے اگر نہ لیٹے تو فرض باطل ہو جاتے ہیں خواہ عمداً ترک کرے یا بھول سے کرے لیکن یہ قول ضعیف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بدعت اور مکروہ ہے یہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے منقول ہے لیکن قول یہ بھی مردود ہے اس لیے کہ بہت صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضرت ﷺ اس کو ہمیشہ کرتے رہے جیسا کہ باب کی حدیث میں مذکور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فجر کی

سنتوں کے بعد لیٹنا سنت نہیں فقط آرام کے واسطے تھا یہ قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہتے ہیں کہ یہ لیٹنا واسطے دفع کرنے سستی اور کاہلی کے تھا جو آپ کو تہجد کی نماز سے عارض ہوتی تھی پس اس صورت میں اضطجاع خاص تہجد پڑھنے والے ہی کو مستحب ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ فرض اور سنت میں فاصلہ کرنے کے واسطے ہیں پس اس صورت میں ہر آدمی کو مستحب ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ سنت اور مستحب ہے یہ قول ابو موسیٰ اور رافع بن خدیج اور انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا ہے اور یہی قول ہے قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر اور خارجہ بن یزید اور عبیداللہ اور سلیمان بن یسار اور سعید بن مسیب اور ابن سیرین رحمہم اللہ علیہم وغیرہ فقہاء سبعہ اور تابعین کا اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور شافعیہ کا اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ترک کرے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مختار یہی قول ہے کہ وہ سنت ہے واسطے ظاہر حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے۔

١٠٩٠ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ.

١٠٩٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنتیں پڑھتے تھے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جایا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتوں کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنا سنت ہے اور ابو داؤد میں ہے کہ جب کوئی فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھے تو چاہیے کہ لیٹ جائے اپنے دائیں پہلو پر سو مروان نے کہا کہ ہم میں سے کسی کو مسجد میں کئی قدم چلنا کفایت نہیں کرتا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں اس سے معلوم ہوا کہ اضطجاع کے بدلے چلنا کفایت نہیں کرتا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جس چیز کے ساتھ فصل ہو جائے اس سے سنت ادا ہو جاتی ہے خواہ کلام ہو خواہ چلنے وغیرہ سے اور حنفیہ جو اس کو سنت نہیں کہتے ہیں تو وہ اس پر کئی دلیلیں بیان کرتے ہیں پہلی دلیل ان کی یہ قول ابراہیم نخعی کا ہے کہ فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا شیطان کا لیٹنا ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ محمول ہے اس پر کہ اس کو یہ حدیث نہیں پہنچی ورنہ بعد صحت حدیث کے کسی کو کوئی عذر باقی نہیں رہتا اور نیز اصول میں مقرر ہو چکا ہے کہ حدیث کے مقابلہ میں قول صحابی کا حجت نہیں اور قول تابعی کا بطریق اولیٰ حجت نہیں ہوگا اور دوسری دلیل یہ ہے جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مکروہ ہے سو وہ بھی اس پر محمول ہے کہ ان کو یہ حدیث نہیں پہنچی اور نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کے وجوب کے منکر تھے نہ استحباب کے چنانچہ ان کی اخیر کلام یہ ہے کہ جب سلام پھیرے تو فصل ہو گیا۔ اور تیسری دلیل ان کی یہ ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ بدعت ہے سو

جواب اس کا یہ ہے کہ یہ بھی اسی پر محمول ہے کہ ان کو اضطجاع کی حدیث نہیں پہنچی کذا قاله في الفتح اور نیز ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے برخلاف بھی مروی ہے جیسا کہ امام شوکانی نے نیل الاوطار میں لکھا ہے اور نیز اگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول سے استدلال کیا جائے تو اس سے لازم آئے کہ اضطجاع کو بدعت کہا جائے حالانکہ حنفیہ اس کے قائل نہیں اور چوتھی دلیل اس کی یہ ہے جو ابن عسال سے روایت ہے کہ آپ نے فجر کی سنتوں سے پہلے اضطجاع کیا ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے پہلے بھی کیا ہے اور پیچھے بھی کیا ہے کہتے ہیں کہ اگر اضطجاع سنت ہوتا تو سنت سے پہلے کرنے کے کوئی معنی نہ تھے اور قاضی نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو ترجیح ہے سو جواب اس کے تین ہیں اول یہ ہے جو کہ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں دیا ہے کہ جب تطبیق ممکن ہو تو بعض حدیثوں کو رد کرنا جائز نہیں اور یہاں تطبیق دو طور سے ممکن ہے اول یہ ہے کہ آپ پہلے بھی اضطجاع کرتے تھے اور پیچھے بھی کرتے تھے یعنی دونوں طرح سے جائز ہے اور دوم یہ کہ آپ نے کبھی کبھی بیان جواز کے واسطے اس کو چھوڑ دیا ہوگا اس غرض سے کہ اس کا ترک کرنا بھی جائز ہے اس سے اس کا نہ مستحب ہونا لازم نہیں آتا بلکہ اس سے فقط اتنا ثابت ہوگا کہ وہ واجب نہیں سو اس کے ہم بھی قائل ہیں اور دوم جو کہ فتح الباری میں لکھا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ آپ رات کی نماز اور فجر کی نماز کے درمیان سوئے سو غایت درجہ اس سے فقط اتنا ثابت ہوگا کہ آپ نے اس رات میں سنتوں کے بعد اضطجاع نہیں کیا سو یہ دلیل ہوگی اس بات کی کہ اضطجاع واجب نہیں پس اس کا نہ مستحب ہونا اس سے لازم نہیں آتا۔ اور سوم یہ کہ فجر کی سنتوں کے پہلے اضطجاع کرنے کی روایت کا راجح ہونا مسلم نہیں بلکہ پچھلے اضطجاع کی روایت راجح ہے اس لیے کہ یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے عروہ نے روایت کی ہے اور عروہ سے زہری اور معمر اور یونس اور عمرو بن حارث اور اوزاعی اور ابن ابی ذئب اور شعیب نے روایت کی ہے یعنی یہ سب لوگ عروہ کے شاگرد ہیں یہ حدیث انہوں نے عروہ سے پڑھی ہے اور پھر جو لوگ پچھلے اس کو زہری سے روایت کرتے ہیں اس میں اختلاف ہے کسی میں پچھلے اضطجاع کا ذکر ہے اور کسی میں نہیں اور جو لوگ باقی چھ محدثوں سے یہ روایت کرتے ہیں اس میں مطلق کچھ اختلاف نہیں وہ لفظ فقط یہی ہیں کہ **كان اذا طلع الفجر صلى ركعتين خفيفتين ثم اضطجع على شقه الايمن وهذه الرواية اتفق عليهما الشيخان كذا في النيل** اور بیہقی نے لکھا ہے کہ **العدد اولى بالحفظ من الواحد** پس بہت لوگوں کی روایت کو ایک شخص کی روایت پر ترجیح دی جائے گی اس لیے کہ بہت متعدد لوگوں اور جماعت کثیرہ کی یادداشت ایک آدمی سے زیادہ ہوتی ہے پس معلوم ہوا کہ فجر کی سنتوں کے بعد اضطجاع کرنے کی روایت کو ترجیح ہے پس ثابت ہوا کہ فجر کی سنتوں کے بعد اضطجاع کرنا سنت ہے اور یہی مذہب ہے بہت صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین کا اور شیخ عبدالحق نے لمعات میں لکھا ہے کہ مختار مذہب یہی ہے جس کی طرف جمہور علماء گئے ہیں کہ فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا سنت ہے، **انتهى والله اعلم بالصواب.**

بَابُ مَنْ تَحَدَّثَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَضْطَجِعْ.

فجر کی سنتوں کے بعد بات چیت کرنا اور نہ لیٹنا جائز ہے۔

فائدہ: غرض اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ اضطجاع واسطے فصل کے تھا کہ فرض اور سنت میں فرق ہو جائے یعنی فصل کے واسطے اضطجاع مقرر نہیں بلکہ آپ نے کبھی کبھی بات چیت سے بھی فصل کیا ہے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ غرض اس سے یہ ہے کہ آپ نے اس پر ہمیشگی نہیں کی بلکہ کبھی کبھی اس کو ترک بھی کیا ہے پس اس صورت میں اس کے وجوب کی نفی ہو جائے گی اور سنیت ثابت ہو جائے گی۔

۱۰۹۱ ۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِيْ وَإِلَّا اضْطَجَعَ حَتّٰى يُؤَذَّنَ بِالصَّلَاةِ.

۱۰۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جب فجر کی سنتیں پڑھتے تو ان کے بعد اگر میں جاگتی ہوتی تو مجھ سے بات چیت کرتے ورنہ لیٹ جاتے تھے یہاں تک کہ فجر کی نماز کی اذان کہی جاتی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتوں کے بعد کلام کرنی جائز ہے اور یہ کہ آپ نے اضطجاع پر ہمیشگی نہیں کی پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ کا کلام کرنا سنتوں سے پہلے تھا سو یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ آپ نے دونوں وقت میں کلام کی ہوگی یا کبھی پہلے کی ہوگی اور کبھی پیچھے کی ہوگی، واللہ اعلم۔

بَابُ الْحَدِيْثِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

فجر کی سنتوں کے بعد بات چیت کرنے کا بیان۔

فائدہ: فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان کلام کرنے میں علماء کو اختلاف ہے امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ جمہور کے نزدیک ان کے درمیان کلام کرنی جائز ہے اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو ابھی آتی ہے اور کوفہ والے کہتے ہیں کہ کلام کرنی مکروہ ہے لیکن کہتے ہیں کہ فضول کلام سے سنتوں کا دہرانا واجب نہیں اور بعض کہتے ہیں جو فضول کلام ہو وہ مکروہ ہے اور اگر ضرورت ہو تو جائز ہے یہ قول احمد اور اسحاق کا ہے۔

۱۰۹۲ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنِيْ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ

۱۰۹۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک حضرت ﷺ فجر کی سنتیں پڑھتے تھے سو بعد ان کے اگر میں بیدار ہوتی تو مجھ سے بات چیت کرتے ورنہ لیٹ جاتے تھے۔

فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي وَإِلَّا اضْطَجَعَ قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ بَعْضَهُمْ يَرْوِيهِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قَالَ سُفْيَانُ هُوَ ذَاكَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان بات چیت کرنی جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ تَعَاهُدِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَمَنْ سَمَّاهُمَا تَطَوُّعًا.

فجر کی سنتوں کی حفاظت کرنے کا بیان یعنی ان پر حفاظت کرنے اور ان کو ترک نہ کرے اور ان کے نفل نام رکھنے کا بیان یعنی باوجود اس محافظت کے نفل ہیں واجب نہیں

١٠٩٣ ـ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

١٠٩٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فجر کی سنتوں سے زیادہ تر محافظت کسی پر نہیں کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باوجود اتنی محافظت کے بھی یہ سنتیں نفل میں داخل ہیں اور ان کو نفل کہنا درست ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

فجر کی سنتوں میں قرآن پڑھنے کا بیان یعنی فرضوں کی طرح ان میں بھی قرآن پڑھنا واجب ہے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ فجر کی سنتوں میں مطلق کچھ نہ پڑھا جائے نہ الحمد اور نہ کوئی اور سورت سو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب سے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ یہ قول مردود ہے ان میں قرآن پڑھنا واجب ہے ساتھ دلیل حدیث باب کے اور ساتھ عموم حدیث (لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب) کے۔

١٠٩٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي

١٠٩٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ رات کو تیرہ رکعتیں نماز پڑھا کرتے تھے پھر جب صبح کی اذان سنتے تو دو رکعتیں ہلکی نماز پڑھتے۔

بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ يُصَلِّي إِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

۱۰۹۵ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمَّتِهٖ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَقُوْلُ هَلْ قَرَأَ بِأُمِّ الْكِتَابِ.

۱۰۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فجر کی دوسنتوں میں تخفیف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ میں کہتی کہ شاید آپ نے الحمد بھی پڑھا ہے یا نہیں یعنی آپ اور نفلوں میں بہت لمبی قرأت پڑھا کرتے تھے اور جب آپ نے فجر کی سنتوں میں تخفیف کی تو گویا کہ یہ نسبت اور نمازوں کے اس میں کچھ بھی نہ پڑھا نہ یہ کہ حقیقتاً ان کو الحمد پڑھنے میں بھی شک رہتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتوں میں قرأت کرنی واجب ہے بغیر اس کے نماز درست نہیں اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور بعضوں نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ فجر کی سنتوں میں الحمد کے سوا اور کچھ نہ پڑھے فقط یہی پڑھے یہ قول امام مالک رحمہ اللہ کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مستحب ہے کہ ایک رکعت میں الحمد کے ساتھ قل یا ایہا الکافرون پڑھے اور ایک میں اس کے ساتھ قل ھو اللہ احد ضم کرے اور یہ قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں جمہور علماء اور دلیل ان کی وہ حدیث ہے جو مسلم وغیرہ میں روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فجر کی سنتوں میں ان دو سورتوں کو پڑھا اور کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے شک کا یہ معنی ہے کہ شاید آپ نے فقط الحمد ہی پڑھا ہے یا کہ اس کے ساتھ کوئی اور سورت بھی جوڑی اور یہ آپ کے جلدی پڑھنے کے سبب سے تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ان میں لمبی قرأت پڑھنی چاہیے یہ قول اکثر حنفیوں کا ہے اور یہی منقول ہے نخعی سے اور بیہقی نے اس باب میں مرفوع حدیث بھی نقل کی ہے لیکن اس میں ایک راوی مجہول ہے پس اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّطَوُّعِ مَثْنٰى مَثْنٰى.

نفلوں کی نماز دو دو رکعتیں ہیں۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابن رشید نے کہا کہ امام بخاری کا مقصود ان حدیثوں اور اثروں سے یہ ہے کہ

حدیث میں جو مثنیٰ مثنیٰ کا لفظ آیا ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرے خواہ دن کے نفل ہوں اور خواہ رات کے نفل ہوں۔

وَقَالَ مُحَمَّدٌ وَيُذْكَرُ ذٰلِكَ عَنْ عَمَّارٍ وَّأَبِي ذَرٍّ وَّأَنَسٍ وَّجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَّعِكْرِمَةَ وَالزُّهْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدِ الْأَنْصَارِيُّ مَا أَدْرَكْتُ فُقَهَآءَ أَرْضِنَا إِلَّا يُسَلِّمُوْنَ فِيْ كُلِّ اثْنَتَيْنِ مِنَ النَّهَارِ.

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہی قول ہے عثمان رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور جابر بن زید اور عکرمہ اور زہری کا کہ کہتے ہیں کہ ہر دو رکعتوں میں فصل کرے اور یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا کہ ہم نے اپنی زمین کے فقہاء کو نہیں پایا مگر کہ دن کے نفلوں میں ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرتے تھے۔

١٠٩٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِيْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ أَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ

١٠٩٦۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو سب کاموں میں استخارہ کرنا سکھایا کرتے تھے جیسا کہ ہم کو قرآن کی سورت سکھلاتے تھے فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو چاہیے کہ دو رکعتیں نماز پڑھے سوائے فرض کے یعنی نفل کی نیت کرے پھر یہ دعا پڑھے اللّٰھم آخر تک یعنی الٰہی! میں تجھ سے خیریت مانگتا ہوں تیرے علم کے وسیلے سے اور تجھ سے قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت کے وسیلے اور سوال کرتا ہوں تیرے بڑے فضل سے سو بیشک تو قادر ہے مجھ کو قدرت نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو سب چھپی چیزوں کا دانا ہے الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے واسطے بہتر ہے میرے دین میں اور دنیا میں اور انجام کار میں یا یوں فرمایا کہ میری دنیا اور عاقبت میں تو اس کو میرے واسطے مقدر کر دے اور اس کو میرے واسطے آسان کر دے اور برکت دے اس میں اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے حق میں برا ہے میرے دین اور دنیا میں اور انجام کار میں یا یوں فرمایا کہ میری دنیا اور عاقبت میں تو اس کو مجھ سے ہٹا دے اور مجھ کو اس سے ہٹا دے اور مقدر کر دے

أَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ أَرْضِنِیْ بِهٖ قَالَ وَیُسَمِّیْ حَاجَتَهٗ.

میرے واسطے بہتر کام جہاں کہیں کہ ہو پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے اور پھر اپنی حاجت کا نام لے کہ فلاں کام کے لیے استخارہ کرتا ہوں۔

فائدہ: یہ استخارہ کرنے کا طریقہ ہے جب کسی کام کا ارادہ کرے تو سنت ہے کہ اس طور سے استخارہ کرے تین روز یا سات روز اسی طرح کرے انجام بخیر ہوگا یا خواب میں کچھ حال معلوم ہو جائے گا غرض کہ جس نے جس کام میں استخارہ کیا اس کا نقصان نہیں ہوا۔

۱۰۹۷ ۔ حَدَّثَنَا الْمَکِّیُّ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَیْمٍ الزُّرَقِیِّ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ بْنَ رِبْعِیٍّ الْأَنْصَارِیَّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا یَجْلِسْ حَتّٰی یُصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ.

۱۰۹۷۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسجد میں جائے تو نہ بیٹھے یہاں تک کہ دو رکعتیں پڑھے۔

فائدہ: اس نماز کا نام تحیۃ المسجد ہے سنت ہے کہ پہلے تحیۃ المسجد پڑھے پھر مسجد میں بیٹھے۔

۱۰۹۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ.

۱۰۹۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دو رکعتیں نماز پڑھائی پھر نماز سے پھرے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری باب الصلوۃ علی الحضر میں گزر چکی ہے۔

۱۰۹۹ ۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ

۱۰۹۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں اس سے پیچھے اور دو رکعتیں جمعہ سے پیچھے اور دو رکعتیں مغرب کے پیچھے اور دو رکعتیں عشاء سے پیچھے پڑھیں۔

وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ.

فائدہ: یہ حدیث بھی صفوں کے باب میں پہلے گزر چکی ہے۔

١١٠٠ ـ حَدَّثَنَا ادَمُ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ إِذَا جَآءَ أَحَدُكُمْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ أَوْ قَدْ خَرَجَ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ.

١١٠٠۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسجد میں آئے اور امام جمعہ کا خطبہ پڑھتا ہو یا خطبے کے واسطے نکلا ہو تو چاہیے کہ دو رکعتیں نماز پڑھ لے۔

فائدہ: یہ حدیث بھی جمعہ کے بیان میں پہلے گزر چکی ہے۔

١١٠١ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ أُتِيَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ مَنْزِلِهٖ فَقِيْلَ لَهٗ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَخَلَ الْكَعْبَةَ قَالَ فَأَقْبَلْتُ فَأَجِدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَأَجِدُ بِلَالًا عِنْدَ الْبَابِ قَائِمًا فَقُلْتُ يَا بِلَالُ أَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَأَيْنَ قَالَ بَيْنَ هَاتَيْنِ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِيْ وَجْهِ الْكَعْبَةِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ.

١١٠١۔ مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کوئی شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو اس کو کہا کہ یہ دیکھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے اس نے کہا کہ میں کعبہ کی طرف آیا سو دیکھتا کیا ہوں کہ آپ کعبہ سے باہر نکل آئے ہیں اور میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے پر کھڑے پایا سو میں نے کہا کہ اے بلال! کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے کہا کس جگہ پڑھی ہے اس نے کہا کہ ان دو کھمبوں (ستونوں) کے درمیان پڑھی ہے پھر آپ باہر نکلے اور کعبہ کے دروازے کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں۔

فائدہ: یہ حدیث بھی باب ﴿واتخذوا من مقام ابراهيم﴾ میں پہلے گزر چکی ہے۔

قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَوْصَانِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَكْعَتَيِ

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو چاشت کی دو رکعتوں کی وصیت کی کہ اس کو کبھی نہ چھوڑوں۔

الضُّحٰى وَقَالَ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ غَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ مَا امْتَدَّ النَّهَارُ وَصَفَفْنَا وَرَآءَهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ.

اور عتبان نے کہا کہ حضرت ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ صبح کو میرے گھر تشریف لائے بعد اس کے کہ دن کی گرمی سخت ہو گئی تھی اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی سو آپ نے دو رکعتیں نماز پڑھی۔

فائدہ: غرض ان سب حدیثوں اور اثروں سے یہ ہے کہ رات اور دن کے نفل دو دو رکعتیں ہیں اور یہی ہے مذہب جمہور علماء کا کہ ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرے خواہ دن کے نفل ہوں اور خواہ رات کے نفل ہوں اور یہی قول ہے شافعی رحمہ اللہ کا اور امام احمد رحمہ اللہ کا اور ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ کا قول بھی رات کے نفلوں میں یہی ہے کہ ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ دن کے نفلوں میں اختیار ہے خواہ چار چار رکعتیں پڑھیں اور خواہ دو دو رکعتیں پڑھے اور رات کی نماز بھی ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دو دو رکعتیں ہیں لیکن یہ سب اختلاف افضلیت میں ہے اصل جواز میں اختلاف نہیں سو جمہور دو دو پڑھنے کو افضل کہتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ چار چار پڑھنے کو افضل کہتے ہیں دلیل جمہور کی یہ حدیثیں ہیں اور نیز دلیل ان کی وہ حدیث ہے جو اوپر مذکور ہو چکی کہ رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں اور نیز وہ نفلوں کو تراویح پر قیاس کرتے ہیں۔

بَابُ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْمَكْتُوْبَةِ.

فرضوں کے بعد نفل پڑھنے کا بیان یعنی مؤکدہ سنتوں کا بیان۔

فائدہ: فجر کی سنتیں سب سنتوں سے افضل ہیں اور ان کی سب سے زیادہ تاکید ہے اور بعد ان کے فرضوں کی پچھلی سنتیں سب سے افضل ہیں اور بعد ان کے ظہر کی پہلی سنتیں سب سے افضل ہیں اور یہی غرض ہے امام بخاری رحمہ اللہ کی اس ترتیب سے اور کہتے ہیں کہ فرضوں کی پچھلی سنتوں سے شام کی سنتیں ظہر کی پچھلی سنتوں سے افضل ہیں اور ظہر کی پچھلی سنتیں عشاء کی سنتوں سے افضل ہیں۔

۱۱۰۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَأَمَّا الْمَغْرِبُ

۱۱۰۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر سے پیچھے اور دو رکعتیں مغرب سے پیچھے اور دو رکعتیں عشاء سے پیچھے اور دو رکعتیں جمعہ سے پیچھے سو مغرب اور عشاء کی سنتیں تو میں نے آپ کے گھر میں پڑھیں۔

وَالْعِشَآءُ فَفِیْ بَیْتِهٖ.

فائدہ: سنتوں کو حضرت ﷺ کے ساتھ پڑھنے کا یہ معنی ہے کہ ہم دونوں نے ان کو ایک جگہ پر پڑھا یہ معنی نہیں کہ آپ ہمارے امام بنے۔

وَحَدَّثَتْنِیْ اُخْتِیْ حَفْصَةُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یُصَلِّیْ رَكْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ بَعْدَ مَا یَطْلُعُ الْفَجْرُ وَكَانَتْ سَاعَةً لَا اَدْخُلُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْهَا وَقَالَ ابْنُ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ مُوْسَی بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ بَعْدَ الْعِشَآءِ فِیْ اَهْلِهٖ تَابَعَهٗ كَثِیْرُ بْنُ فَرْقَدٍ وَاَیُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ.

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ صبح صادق سے پیچھے دو رکعتیں ہلکی نماز پڑھا کرتے تھے اور یہ نماز اس وقت تھی کہ میں آپ کے پاس اس گھڑی حاضر نہیں ہوتا تھا یعنی یہ سنتیں حضرت ﷺ کے ساتھ پڑھنے کا مجھ کو کبھی اتفاق نہیں ہوا۔

فائدہ: اس حدیث سے فرضوں کے بعد سنتوں کا پڑھنا ثابت ہوا اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور بعضوں نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ رات کے نفل گھر میں پڑھنے مسجد سے افضل ہیں یہ قول مالک اور ثوری کا ہے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں اور نیز اس میں دلیل ہے اس پر کہ فرضوں کے واسطے سنتیں مقرر ہیں کہ ان پر ہمیشگی کرنی مستحب ہے یہ قول جمہور علماء کا ہے اور عراق والوں کا بھی یہی مذہب ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کا مشہور قول یہ ہے کہ یہ مقرر نہیں تا کہ فرضوں میں قصور نہ ہو لیکن اگر کوئی پڑھے تو منع نہ کیا جائے بشرطیکہ فرض کی حمایت مقصود نہ ہو۔

بَابُ مَنْ لَّمْ یَتَطَوَّعْ بَعْدَ الْمَكْتُوْبَةِ.

فرضوں کے بعد سنتوں کے پڑھنے کا بیان یعنی اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے کبھی کبھی ان کو ترک بھی کر دیا ہے۔

١١٠٣ - حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الشَّعْثَآءِ جَابِرًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِیًا جَمِیْعًا وَّسَبْعًا جَمِیْعًا قُلْتُ یَا اَبَا الشَّعْثَآءِ اَظُنُّهٗ اَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَعَجَّلَ الْعِشَآءَ وَاَخَّرَ الْمَغْرِبَ قَالَ وَاَنَا اَظُنُّهٗ.

١١٠٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی آٹھ رکعتیں اکٹھی اور سات رکعتیں اکٹھی یعنی ظہر اور عصر کے آٹھ فرض ملا کر پڑھے اور مغرب اور عشاء کے سات فرض ملا کر پڑھے (عمرو کہتا ہے) میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابو شعثاء (یہ جابر کی کنیت ہے) میں گمان کرتا ہوں کہ آپ نے ظہر کی نماز میں تاخیر کی اور عصر کی نماز میں جلدی کی اور عشاء کو اول وقت پڑھا اور مغرب کو اخیر وقت پڑھا سو اس نے کہا کہ میں بھی یہی گمان

کرتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرضوں کی پچھلی سنتوں کو کبھی کبھی ترک کرنا بھی جائز ہے اس لیے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دو دو نمازیں جمع کر کے پڑھیں اور جمع کرنا اس بات کو چاہتا ہے کہ ان کے درمیان کوئی اور نماز واقع نہ ہو نہ سنتیں اور نہ نفل پس معلوم ہوا کہ آپ نے ظہر اور مغرب کی پچھلی سنتیں نہیں پڑھیں پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہو گئی مگر اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ آپ نے ظہر کی پہلی سنتیں اور عشاء کی پچھلی سنتیں بھی پڑھیں یا نہ پڑھیں یہ حدیث ان سے ساکت ہے۔

بَابُ صَلَاةِ الضُّحٰی فِی السَّفَرِ. سفر میں چاشت کی نماز پڑھنے کا بیان یعنی آپ نے پڑھی یا نہیں پڑھی۔

فائدہ: سورج چڑھنے اور دوپہر کے درمیان دو نمازیں ہیں ایک اشراق اور ایک ضحیٰ اشراق اس وقت کو کہتے ہیں جب کہ سورج ایک نیزے کے قدر بلند ہو جائے اور ضحیٰ کہتے ہیں اس وقت کو جو کہ چوتھائی دن کے برابر سورج بلند ہونے سے دوپہر تک ہے مگر در حقیقت ضحیٰ اور اشراق ایک ہی نماز کو کہتے ہیں اور ایک ہی وقت کو کہتے ہیں فقط نام میں اختلاف ہے اور یہ چاشت کی نماز بہت حدیثوں سے ثابت ہے یہاں تک کہ محمد بن جریر نے کہا کہ اس باب کی حدیثیں تواتر معنوی کے درجے کو پہنچ گئی ہیں چنانچہ ان تمام میں سے بعض حدیثوں کا ذکر آئندہ آئے گا اور اس باب میں علماء کو اختلاف ہے اکثر علماء صحابہ اور تابعین وغیرہم سے کہتے ہیں کہ چاشت کی نماز مستحب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر کوئی سبب ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے بغیر سبب کے چاشت کی نماز نہیں پڑھی بلکہ ایک بار مکہ فتح ہونے کے سبب سے پڑھی اور ایک بار شکر ادا کرنے کے لیے پڑھی جب کہ ابوجہل کا سر آپ کے سامنے لایا گیا اور عتبان کے گھر اس کے سوال کرنے کے سبب سے پڑھی سو اتفاقا وہ چاشت کا وقت تھا نہ یہ کہ قصدًا آپ نے یہ نماز اس وقت پڑھی اور بعض کہتے ہیں کہ ہرگز مستحب نہیں یہ قول عبدالرحمن بن عوف اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مستحب ہے کہ چند روز چھوڑ دے اور چند روز پڑھے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما دس دن چھوڑ دیتے تھے اور دس دن پڑھتے تھے اور ثوری نے منصور سے روایت کی ہے کہ فرضوں کی طرح ان پر محافظت کرنے کو لوگ برا جانتے تھے اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں لیکن ان کو چھوڑ دیتا ہوں اس خوف سے کہ میں ان کو واجب سمجھ لوں اور بعض کہتے ہیں کہ مستحب ہے کہ ان کو گھر میں پڑھے اور ان پر مواظبت کرے اور بعض کہتے ہیں کہ بدعت ہے یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کا ہے لیکن سب قولوں میں صحیح اور قوی پہلا قول ہے باقی سب اقوال ضعیف اور غلط ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ نماز حضرت ﷺ کا خاصہ تھا اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے کہ جس میں ذکر ہے کہ یہ نماز آپ پر واجب تھی لیکن یہ روایت صحیح اور ثابت نہیں ہے اور نیز اس میں بھی علماء کو اختلاف ہے کہ چاشت کی نماز

کتنی رکعتیں ہیں اور کس قدر افضل ہیں سو بعض کہتے ہیں کہ اقل اس کی دو رکعتیں ہیں اور اکثر بارہ رکعتیں ہیں یعنی دو سے کم نہ پڑھے اور بارہ سے زیادہ نہ کرے اور بعض کہتے ہیں کہ آٹھ سے زیادہ نہ کرے لیکن چھ اور دس پر اکتفا نہ کرے اور بعض کہتے ہیں کہ فقط دو ہی رکعتیں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ فقط چار ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اکثر کی کوئی حد نہیں جتنی چاہے پڑھے مگر روایتیں اس باب میں دو سے بارہ تک آئی ہیں اس سے زیادہ پڑھنا کسی حدیث سے ثابت نہیں لیکن بعض کہتے ہیں کہ افضل آٹھ رکعتیں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ چار رکعتیں ہیں یہ قول اکثر علماء کا ہے اور یہی جید اور مختار مذہب ہے اس لیے کہ حدیثیں اس کی بہت صحیح ہیں اور اکثر ہیں اور افضل یہ ہے کہ اس کو ہمیشہ پڑھتا رہے کبھی ترک نہ کرے کہ اس کے بدلے بہشت کا وعدہ ہے۔

١١٠٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ تَوْبَةَ عَنْ مُوَرِّقٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَتُصَلِّي الضُّحٰى قَالَ لَا قُلْتُ فَعُمَرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَأَبُوْ بَكْرٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا إِخَالُهُ.

۱۱۰۴۔ حضرت مورق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کیا تو چاشت کی نماز پڑھتا ہے؟ اس نے کہا نہیں میں نے کہا عمر رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے یا نہیں؟ اس نے کہا نہیں میں نے کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے یا نہیں؟ اس نے کہا نہیں میں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھا کرتے تھے؟ اس نے کہا میں گمان نہیں کرتا کہ آپ نے پڑھی ہو۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث سے چاشت کی نماز کا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہوتا اس لیے کہ یہ نفی اس کی عدم رویت پر محمول ہے یعنی اس نے آپ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا اس سے یہ مراد نہیں کہ فی الواقع ہی آپ نے یہ نماز نہیں پڑھی اور یا یہ نفی خاص صفت پر محمول ہے یعنی ان کو مسجد کے ساتھ لازم کر رکھنا اور جماعت کے ساتھ پڑھنا بدعت ہے بلکہ اپنے گھر میں پڑھے جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کئی آدمیوں کو مسجد میں چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا سو ان پر انکار کیا اور کہا کہ اگر پڑھنی چاہو تو اپنے گھروں میں پڑھو اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث آئندہ کی بھی یہی تاویل ہے اور اسی طرح اور جن جن حدیثوں اور اقوال صحابہ میں نفی اور انکار وارد ہے وہ بھی سب کی سب اسی معنی پر محمول ہیں اس سے سب حدیثوں میں تطبیق ہو جائے گی۔

١١٠٥ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ لَيْلٰى يَقُوْلُ مَا حَدَّثَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى غَيْرُ أُمِّ هَانِئٍ فَإِنَّهَا قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ

۱۱۰۵۔ حضرت ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ ہم کو کسی نے خبر نہیں دی کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہو مگر ام ہانی نے سو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن میرے گھر میں تشریف لائے سو آپ نے غسل کیا اور نماز پڑھی آٹھ رکعتیں سو میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا کہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ وَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ فَلَمْ أَرَ صَلَاةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ.

اس سے زیادہ تر ہلکی نماز پڑھی ہو مگر آپ نے رکوع وسجود کو پورا کیا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے پوچھا یہ کون سی نماز ہے؟ آپ نے فرمایا یہ چاشت کی نماز ہے اور اس باب میں اور بھی کئی حدیثیں آچکی ہیں ان تمام میں سے ایک حدیث یہ ہے جو کہ ابن عدی نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز دو رکعتیں پڑھی اور ایک حدیث یہ ہے جو کہ عتبان سے تیسرے باب میں آئندہ آئے گی اور ایک یہ حدیث ہے جو کہ مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور ایک یہ حدیث جو کہ طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز چھ رکعتیں پڑھی اور ایک یہ حدیث ہے جو کہ امام احمد نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے سفر میں چاشت کی نماز آٹھ رکعتیں پڑھیں صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور ایک حدیث یہ ہے جو کہ ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چاشت کی نماز بارہ رکعتیں پڑھے تو اللہ اس کے واسطے بہشت میں محل بناتا ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور اس کی اسناد میں کوئی ایسا راوی نہیں جس کو ضعیف کہا گیا ہو اور ایک یہ حدیث ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تیسرے باب میں آئے گی کہ آپ نے مجھ کو چاشت کی نماز پڑھنے کی وصیت کی اور ایک یہ حدیث ہے جو کہ طبرانی نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص چاشت کے وقت دو رکعتیں پڑھے تو وہ غافلوں میں نہیں لکھا جاتا اور جو چار پڑھے تو وہ توبہ کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے اور جو چھ رکعتیں پڑھے تو وہ اس کو اس دن کفایت کرتی ہیں اور جو آٹھ رکعتیں پڑھے تو وہ عابدین میں لکھا جاتا ہے اور جو بارہ رکعتیں پڑھے تو اللہ اس کے واسطے بہشت میں گھر بناتا ہے اور اس کی اسناد میں ضعف ہے اور اس کے واسطے شاہد ہے ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن جب کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کے ساتھ ملائی جائیں تو قوت پا جائے گی اور حجت پکڑنے کے لائق ہو جائے گی پس ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ چاشت کی نماز پڑھنی مستحب ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خود بھی پڑھا ہے اور اس کے پڑھنے کا حکم بھی فرمایا اور اسی طرح انس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ اور ابو اسامہ رضی اللہ عنہ اور عتبی رضی اللہ عنہ اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ اور عتبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور معاذ بن انس رضی اللہ عنہ اور نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ

اور ابو مرہ طائفی رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب سے بھی اس کا فعل اور حکم ثابت ہو چکا ہے پس یہ اثبات کی روایتیں مقدم ہوں گی نفی پر لان المثبت مقدم علی النافی کما تقرر فی الاصول اور اگر کوئی کہے کہ مناسبت ان دونوں حدیثوں کی باب سے ثابت نہیں تو کہا جائے گا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمہ سے اشارہ کیا ہے طرف اس حدیث انس رضی اللہ عنہ کی جو ابن خزیمہ اور حاکم کی تصحیح سے اوپر گزر چکی ہے تو گویا امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس شک سے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا رد ہونا لازم نہیں آتا بلکہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے پس چاشت کی نماز کا سفر میں پڑھنا ثابت ہوا اور ابن المنیر نے کہا کہ چونکہ اس باب کی حدیثیں آپس میں معارض تھیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے نفی معلوم ہوتی تھی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث آئندہ سے اثبات معلوم ہوتا تھا تو امام بخاری رحمہ اللہ نے نفی کی حدیث کو سفر پر محمول کیا اور اثبات کی حدیث کو حضر پر محمول کیا اور ام ہانی کی حدیث سے اشارہ کیا کہ اگر سفر میں سہولت ہو تو پڑھ لے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس ترجمہ میں اشارہ ہو طرف ترجیح اثبات کی نفی پر یعنی چونکہ ایک حدیث سے نفی معلوم ہوتی تھی اور ایک سے اثبات تو اثبات تو امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں اثبات کو اختیار کیا اور اس کو نفی پر ترجیح دی تو گویا کہ یہ ترجمہ بجائے ترجیح کے ہے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ یہ نماز تمام بدن کا صدقہ ہے جیسے کہ مسلم کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يُصَلِّي الضُّحٰی وَرَاٰهُ وَاسِعًا.

اس شخص کا بیان جو چاشت کی نماز نہ پڑھے اور اس کو جائز جانے یعنی یہ نماز جائز ہے مؤکد نہیں کہ اس کے ترک کرنے میں گناہ ہو۔

١١٠٦ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّحَ سُبْحَةَ الضُّحٰی وَاِنِّيْ لَاُسَبِّحُهَا.

١١٠٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کے نفل پڑھتے کبھی نہیں دیکھا اور البتہ میں ان کو پڑھتی ہوں۔

فائدہ: اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت مختلف روایتیں آئی ہیں سو مسلم میں ایک روایت اُن سے اس طور پر آئی ہے کہ شقیق نے کہا میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے اس نے کہا نہیں مگر سفر سے آتے تو پڑھتے اور ایک روایت اس طور پر آئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور چار سے زیادہ بھی پڑھتے جتنا چاہتے سو پہلی حدیث میں تو دیکھنے کی مطلق نفی ہے اور دوسری میں نفی مقید ہے ساتھ غیر سفر کے اور تیسری میں مطلق اثبات ہے سو علماء کو ان کی تطبیق میں اختلاف ہے ابن عبدالبر اور ایک

جماعت کہتی ہے کہ صحیحین کی حدیث کو ترجیح ہے اور فقط مسلم کی حدیث مرجوح ہے اور کہتے ہیں کہ اس کا نہ دیکھنا عدم فی الواقع کو مستلزم نہیں سو جن صحابہ سے اثبات کی روایتیں آئی ہیں ان کی روایتوں کو نفی پر مقدم کیا جائے گا اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے درمیان تطبیق دینی چاہیے اور وہ اس طور سے کہ مراد نفی سے نفی مداومت کی ہے یعنی آپ نے ان پر ہمیشگی نہیں کی بلکہ کبھی پڑھا اور کبھی نہیں پڑھا اور البتہ میں اس پر ہمیشگی کرتی ہوں کہ آپ نے اس پر مداومت کرنے کی ترغیب دی ہے اور دوسری اور تیسری حدیث میں اس طور سے تطبیق ہے کہ دوسری سے مراد یہ ہے کہ آپ اس کو مسجد میں نہیں پڑھتے تھے اور تیسری سے یہ مراد ہے کہ آپ گھر میں پڑھا کرتے تھے اور پہلی حدیث میں منفی صفت مخصوصہ ہے یعنی مداومت وغیرہ کذا فی الفتح.

بَابُ صَلَاةِ الضُّحٰى فِي الْحَضَرِ قَالَهٗ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضر یعنی غیر سفر میں چاشت کی نماز پڑھنے کا بیان روایت کی حضر میں نماز پڑھنے کی عتبان رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو امام احمد رحمہ اللہ نے عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں چاشت کی نماز پڑھی سو لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ نیز اس حدیث سے چاشت کی نماز کا حضر میں پڑھنا ثابت ہوا پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

١١٠٧ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْجُرَيْرِيُّ هُوَ ابْنُ فَرُّوْخَ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ لَا أَدَعُهُنَّ حَتّٰى أَمُوْتَ صَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَلَاةِ الضُّحٰى وَنَوْمٍ عَلٰى وِتْرٍ.

١١٠٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے جانی دوست نے مجھ کو تین کاموں کی وصیت کی کہ میں ان کو کبھی نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ مر جاؤں ایک ہر مہینے سے تین روزے رکھنا دوسرا چاشت کی نماز پڑھنا اور تیسرا وتر پڑھنا سونے سے پہلے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ چاشت کی نماز مستحب ہے اور یہ کہ اولیٰ اس کا دو رکعتیں ہیں اور آپ کا اس فعل پر ہمیشگی نہ کرنا اس کے مستحب ہونے کے منافی نہیں اس لیے کہ وہ آپ کے قول کی دلالت سے ثابت ہے اور حکم کی یہ شرط نہیں کہ قول اور فعل دونوں وہاں پائے جائیں اور ظاہر مراد اس حدیث میں حضر ہے اس لیے کہ کہ سونا حضر ہی میں ہوتا ہے سفر میں اکثر آدمی بیدار رہتا ہے پس مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث حضر اور سفر دونوں کو شامل ہو اس لیے کہ لا ادعھن کا لفظ دونوں کو عام ہے

اور حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ وتر سونے سے پہلے پڑھے لیکن یہ اسی شخص کے حق میں ہے جو پچھلی رات کو اٹھنے کی امید نہ رکھتا ہو اور جو شخص کہ پچھلی رات کو اٹھنے کی امید رکھتا ہو تو اس کے حق میں افضل ہے کہ وتر کو پچھلی رات میں پڑھے۔

١١٠٨ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَكَانَ ضَخْمًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَا أَسْتَطِيْعُ الصَّلَاةَ مَعَكَ فَصَنَعَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَدَعَاهُ إِلٰى بَيْتِهٖ وَنَضَحَ لَهٗ طَرَفَ حَصِيْرٍ بِمَآءٍ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ فُلَانُ بْنُ فُلَانِ بْنِ جَارُوْدٍ لِأَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى فَقَالَ مَا رَأَيْتُهٗ صَلّٰى غَيْرَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

١١٠٨۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے ایک مرد (اور وہ بھاری جسم والا تھا) نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا حضرت! میں آپ کے ساتھ مسجد میں آ کر نماز نہیں پڑھ سکتا ہوں یعنی بوجہ کم ہونے نظر کے سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کھانا تیار کیا اور آپ کو اپنے گھر میں بلایا اور آپ کے واسطے ایک چٹائی پانی سے دھوئی سو آپ نے اس پر دو رکعتیں نماز پڑھی اور فلاں شخص یعنی عبدالحمید نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ اس نے کہا کہ اس دن کے سوا میں نے آپ کو کبھی پڑھتے نہیں دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضر میں چاشت کی نماز پڑھنا ثابت ہے اس لیے کہ یہ نماز آپ کی عتبان رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھی پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور عبدالحمید کے سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ چاشت کی نماز ان میں مشہور تھی اور ہر کوئی اس کو جانتا تھا اسی واسطے اس نے اس کا سوال کیا ورنہ اس کو کہاں سے خبر ہوتی اور انس رضی اللہ عنہ کے نہ دیکھنے کی تاویل وہی ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کے نہ دیکھنے کے بیان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ.

ظہر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں سنت پڑھنے کا بیان۔

١١٠٩ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ

١١٠٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں دس رکعتیں سنت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھتا ہوں دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر سے پیچھے اور دو رکعتیں شام سے پیچھے اپنے گھر میں اور دو رکعتیں عشاء سے پیچھے اپنے گھر میں اور دو رکعتیں فجر کی نماز سے پہلے اور وہ ایک گھڑی تھی کہ اس میں کوئی آپ کے پاس نہیں جاتا تھا حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے

فِیْ بَیْتِهٖ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ فِیْ بَیْتِهٖ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَكَانَتْ سَاعَةً لَّا يُدْخَلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا حَدَّثَتْنِيْ حَفْصَةُ أَنَّهٗ كَانَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَطَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

حدیث بیان کی کہ جب صبح صادق ہوتی اور مؤذن اذان کہتا تو آپ ﷺ دو رکعتیں سنت پڑھتے یعنی صبح کے فرضوں سے پہلے۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

۱۱۱۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ تَابَعَهٗ ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ وَعَمْرٌو عَنْ شُعْبَةَ.

۱۱۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک تھے حضرت ﷺ نہ چھوڑتے چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں فجر سے پہلے۔

فائدہ: اگر کوئی کہے کہ یہ حدیث مطابق باب کے نہیں کہ اس میں دو رکعتوں کا ذکر ہے اور اس سے چار رکعتیں ثابت ہوتی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد بخاری کی اس حدیث سے یہ ہو کہ ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھنی واجب نہیں کہ اس پر زیادہ کرنا منع ہو بلکہ ان پر زیادہ کرنا بھی جائز ہے اور اگر کوئی کہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہر سے پہلے چار سنتیں ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہر سے پہلے دو سنتیں ہیں تو ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ دونوں حدیثیں دو حالتوں پر محمول ہیں یعنی کبھی آپ چار پڑھتے تھے اور کبھی دو پڑھتے تھے اور بعض نے کہا کہ مسجد میں دو رکعتیں پڑھتے تھے اور گھر میں چار رکعتیں پڑھتے تھے اور یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے گھر میں دو رکعتیں پڑھتے ہوں اور پھر مسجد میں آ کر بھی دو رکعتیں پڑھتے ہوں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فقط مسجد کی دو رکعتوں کو دیکھا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاروں کو دیکھا اور ہر ایک نے موافق اپنے اپنے دیکھنے کے روایت کیا لیکن اس تقدیر پر فقط دو رکعتوں کا پڑھنا آپ سے ثابت نہ ہوگا اور محب طبری نے کہا کہ آپ اکثر اوقات میں ظہر سے پہلے چار سنتیں پڑھا کرتے تھے اور بعض اوقات میں فقط دو ہی پڑھتے تھے تو معلوم ہوا کہ چار پڑھنی افضل ہیں اور دو پڑھنی جائز ہیں، وباللہ التوفیق۔ اور اسی کی تائید کرتی ہے وہ حدیث جو بخاری میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہر روز بارہ رکعتیں سنت پڑھے اس کے لیے بہشت میں گھر بنا دیا جائے گا ترمذی نے کہا کہ اس پر عمل ہے اکثر صحابہ اور تابعین و من بعدھم کا اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور احمد اور اسحاق کا اور یہی

قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا لیکن ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ یہ چار رکعتیں دو سلام سے پڑھے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ ایک سلام سے پڑھے لیکن دو سلام سے پڑھنا افضل ہے ساتھ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنتیں دو سلام سے پڑھیں اور سلام سے مراد تشہد لینا ظاہر کے بالکل مخالف ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ.

شام کی نماز سے پہلے نفل پڑھنے کا بیان۔

١١١١ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوْا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً.

١١١١۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز پڑھو مغرب سے پہلے نماز پڑھو مغرب سے پہلے آپ نے تیسری بار میں فرمایا کہ جو شخص چاہے سو پڑھے یہ اس خوف سے فرمایا کہ لوگ اس کو سنت مؤکدہ نہ جانیں یعنی اس کو لازم طریقہ نہ سمجھ لیں۔

١١١٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ هُوَ الْمُقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ حَبِيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مَرْثَدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيَّ قَالَ أَتَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ فَقُلْتُ أَلَا أُعْجِبُكَ مِنْ أَبِيْ تَمِيْمٍ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ عُقْبَةُ إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهٗ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فَمَا يَمْنَعُكَ الْاٰنَ قَالَ الشُّغْلُ.

١١١٢۔ حضرت مرثد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے کہا کہ کیا میں تجھ کو ابو تمیم کی ایک عجب بات نہ سناؤں کہ وہ دو رکعتیں پڑھتا ہے مغرب سے پہلے سو عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم بھی اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پڑھا کرتے تھے سو میں نے کہا کہ اب تجھ کو کیا چیز اس سے روکتی ہے؟ اس نے کہا کہ کاموں کا شغل یعنی کاروبار میں مشغول ہونے کے سبب سے اب ادا نہیں ہو سکتے ہیں۔

فائدہ: صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مؤذن مغرب کی اذان کہتا تو لوگ ستونوں کی طرف جلدی کرتے تھے اور دو رکعتیں نماز پڑھتے یہاں تک کہ کوئی مسافر آدمی باہر سے مسجد میں آتا تو گمان کرتا کہ مغرب کی نماز ہو چکی ہے پڑھنے والوں کی کثرت کے سبب سے۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں نماز پڑھنی مستحب ہیں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مختار مذہب ان کا مستحب ہونا ہے ساتھ دلیل ان حدیثوں کے اور یہی مذہب ہے ایک جماعت صحابہ اور تابعین کا اور متاخرین سے احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے اور یہی مذہب ہے اصحاب حدیث کا

اور شافعیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول بھی یہی ہے اور فتح الباری میں فرمایا کہ اول وقت میں ان کا پڑھنا اولیٰ ہے مگر یہ استحباب اسی وقت تک ہے جب تک کہ نماز کی تکبیر نہ ہو بعد اس کے مستحب نہیں اور نیز فرمایا کہ اس باب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین سے بہت کھری حدیثیں آچکی ہیں لیکن حنفیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ مغرب سے پہلے نفل پڑھنے مکروہ ہیں اور وہ اس باب میں کئی دلیلیں پیش کرتے ہیں ایک دلیل ان کی یہ ہے کہ اس سے مغرب کی نماز میں تاخیر ہوتی ہے تو جواب اس کا یہ ہے جو کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں دیا ہے کہ یہ خیال سنت کے بالکل مخالف ہے پس اس کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا اور نیز وہ نہایت تھوڑے وقت میں ادا ہو جاتے ہیں ان سے نماز کے اول وقت میں مطلق تاخیر نہیں ہوتی اور امام شوکانی نے کہا کہ اس سے مغرب کی نماز میں تاخیر ہوتی ہے تو جواب اس کا یہ ہے جو کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں دیا ہے کہ یہ خیال محض شیطان کا دھوکا ہے اور ایک دلیل ان کی یہ ہے کہ یہ امر منسوخ ہے سو جواب اس کا یہ ہے جو کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ نسخ کی طرف پھرنا اس وقت جائز ہے جب کہ تطبیق ممکن نہ ہو اور تاریخ معلوم ہو جائے اور یہاں دونوں امروں سے کوئی بھی موجود نہیں پس نسخ کا دعویٰ کرنا قطعاً باطل ہے اور نیز ممکن ہے کہ اس کے برعکس دعویٰ کیا جائے **فما ھو جوابکم فھو جوابنا** اور ایک دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو کہ ابوداؤد میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے مغرب کی پہلے دو رکعتوں کا پڑھنا پوچھا سو اس نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی کو پڑھتے نہیں دیکھا ابن ہمام نے کہا کہ وہ حدیث صحیحین کی حدیث کے معارض ہے پس ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کو کثرت عمل صحابہ کی وجہ سے ترجیح دی جائے گی سو جواب اس کا یہ ہے (کہ سب امت کا اتفاق ہو چکا ہے اس پر کہ بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے اور سب کتابوں پر مقدم ہے پس بخاری کی حدیث کو ترجیح ہو گی اور نیز کثرت عمل صحابہ وغیرہ کی بھی اس جانب میں موجود ہے جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ اس کو کثرت سے پڑھا کرتے تھے پس اس طور سے بخاری کی حدیث کو ترجیح ہو گی) اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نفی رویئت سے نفی فی الواقع کی لازم نہیں آتی اور نیز قول کو فعل پر ترجیح ہے اور نیز مثبت کو نافی پر ترجیح ہے اور نیز مرفوع حقیقی کو مرفوع حکمی پر ترجیح ہے اور نیز ابن ہمام نے بھی بعد بحث کے جواز کا اقرار کر لیا ہے پس ہر طور سے بخاری کی حدیث کو ترجیح ہو گی اب رہا ابن ہمام کا یہ قول کہ صحیحین کو اور حدیث کی کتابوں پر ترجیح نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ تمام سلف اور خلف امت کا اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ بخاری اور مسلم کو قرآن کے سوا سب کتابوں پر ترجیح ہے اور یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ اختلاف کسی خلف کا رافع اجماع سابق نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی اجماع بھی ثابت نہیں ہو سکے گا اس بنا پر یہ قول ابن ہمام کا مردود اور باطل ہے اور نیز ابن ہمام بھی اس قول کا پابند نہیں اس لیے کہ جب کوئی حدیث صحیحین کی اپنے مذہب کے موافق پاتا ہے تو اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور صحیحین کے غیر کی حدیث کی معارضہ کی اس وقت کچھ پرواہ نہیں کرتا جیسے کہ فتح القدیر وغیرہ میں

اس کی تالیفات کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے اور زیادہ تحقیق اور تفصیل ترجیح صحیحین کے رسالہ منح الباری اور دراسات اللبیب اور شفاء العی وغیرہ میں بہت بسط سے موجود ہے شائق اس کا مطالعہ کرے اور لطف دیکھے۔

بَابُ صَلَاةِ النَّوَافِلِ جَمَاعَةً.

نفلوں کو جماعت سے پڑھنا جائز ہے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے مطلق نفل ہیں یعنی جو کسی معین وقت کے ساتھ خاص نہیں اور احتمال ہے کہ اس سے عام نفل مراد ہوں۔

ذَكَرَهُ أَنَسٌ وَعَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ذکر کیا ہے اس فعل کو انس رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے وہ حدیث مراد ہے جو صفوں وغیرہ کے بیان میں پہلے گزر چکی ہے کہ آپ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر میں نماز پڑھی سو میں اور ایک یتیم آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے وہ حدیث مراد ہے جو کہ باب التحریض علی قیام اللیل وغیرہ میں گزر چکی ہے کہ آپ نے لوگوں کو مسجد میں تین دن نماز پڑھائی۔

١١١٣ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّهُ عَقَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا فِيْ وَجْهِهِ مِنْ بِئْرٍ كَانَتْ فِيْ دَارِهِمْ فَزَعَمَ مَحْمُوْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُنْتُ أُصَلِّيْ لِقَوْمِيْ بِبَنِيْ سَالِمٍ وَكَانَ يَحُوْلُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ وَادٍ إِذَا جَآءَتِ الْأَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ قِبَلَ مَسْجِدِهِمْ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ إِنِّيْ أَنْكَرْتُ بَصَرِيْ وَإِنَّ الْوَادِيَ الَّذِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ

١١١٣۔ حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ (اور وہ ان لوگوں میں سے ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے) سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں اپنی قوم (بنی سالم) کو نماز پڑھایا کرتا تھا اور جب مینہ برستا تو میرے اور ان کے درمیان پانی کا نالا مانع ہو جاتا تھا یعنی پانی سے ہو کر بہتا تھا سو اس سے گزر کر مسجد کی جانا مجھ پر دشوار ہو جاتا تھا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے عرض کی کہ میں اندھا ہو گیا ہوں یا میری نظر کم ہو گئی ہے سو میں دوست رکھتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھیں جس کو میں جائے نماز ٹھہرالوں سو آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ میں عنقریب یہ کام کروں گا سو صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے اس سے پیچھے کہ سورج کی گرمی سخت ہو گئی تھی سو نہ بیٹھے یہاں تک کہ فرمایا کہ تو میرے نماز پڑھنے کو اپنے گھر

قَوْمِيْ يَسِيْلُ إِذَا جَآءَ تِ الْأَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ فَوَدِدْتُ أَنَّكَ تَأْتِيْ فَتُصَلِّيْ مِنْ بَيْتِيْ مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَفْعَلُ فَغَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى قَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ أُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ فِيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ وَصَفَفْنَا وَرَآءَهُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ فَحَبَسْتُهُ عَلٰى خَزِيْرٍ يُصْنَعُ لَهُ فَسَمِعَ أَهْلُ الدَّارِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ فَثَابَ رِجَالٌ مِّنْهُمْ حَتّٰى كَثُرَ الرِّجَالُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ مَا فَعَلَ مَالِكٌ لَا أَرَاهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ ذَاكَ مُنَافِقٌ لَّا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ ذَاكَ أَلَا تَرَاهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ فَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ أَمَّا نَحْنُ فَوَاللّٰهِ لَا نَرٰى وُدَّهُ وَلَا حَدِيْثَهُ إِلَّا إِلَى الْمُنَافِقِيْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

میں کس جگہ پسند کرتا ہے سو میں نے آپ کے لیے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا جس کو میں اچھا سمجھتا تھا کہ آپ اس میں نماز پڑھیں سو آپ نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی سو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا اور ہم نے بھی سلام پھیرا اور میں نے آپ کو ایک کھانے کے واسطے روک رکھا جو آپ کے لیے تیار کیا گیا تھا سو محلے کے لوگوں نے سنا کہ حضرت ﷺ میرے گھر میں تشریف رکھتے ہیں سو ان میں سے کئی مرد آئے یہاں تک کہ گھر میں بہت لوگ جمع ہو گئے سو ان میں سے ایک مرد نے کہا کہ مالک نے کیا کیا کہ میں اس کو یہاں نہیں دیکھتا ہوں یعنی وہ کیوں نہیں آیا؟ سو دوسرے ایک مرد نے کہا کہ وہ منافق ہے اللہ اور رسول سے محبت نہیں رکھتا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا مت کہو کیا تو نے اس کو نہیں دیکھا کہ اس نے لا الہ الا اللہ کہا ہے (یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں) اس سے اللہ کی رضامندی چاہتا ہے سو اس مرد نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے لیکن ہم تو قسم ہے اللہ کی نہیں دیکھتے ہیں دوستی اس کی اور نہ بات اس کی مگر منافقوں کے ساتھ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے صرف اس سے اللہ کی رضامندی چاہتا ہے تو اللہ نے اس پر دوزخ حرام کی۔ محمود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ حدیث ایک جماعت کو سنائی جن میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے مصاحب بھی موجود تھے اس جنگ میں جس میں ان کا انتقال ہوا اور یزید بن معاویہ ان پر حاکم تھا روم کی زمین میں سو ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کا مجھ پر انکار کیا اور کہا کہ اللہ کی قسم میں نہیں گمان کرتا کہ حضرت ﷺ نے ایسا کبھی فرمایا

يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ فَحَدَّثْتُهَا قَوْمًا فِيْهِمْ أَبُوْ أَيُّوْبَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَتِهِ الَّتِيْ تُوُفِّيَ فِيْهَا وَيَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَلَيْهِمْ بِأَرْضِ الرُّوْمِ فَأَنْكَرَهَا عَلَيَّ أَبُوْ أَيُّوْبَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا أَظُنُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا قُلْتَ قَطُّ فَكَبُرَ ذٰلِكَ عَلَيَّ فَجَعَلْتُ لِلّٰهِ عَلَيَّ إِنْ سَلَّمَنِيْ حَتّٰى أَقْفُلَ مِنْ غَزْوَتِيْ أَنْ أَسْأَلَ عَنْهَا عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنْ وَجَدْتُهُ حَيًّا فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِهِ فَقَفَلْتُ فَأَهْلَلْتُ بِحَجَّةٍ أَوْ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ سِرْتُ حَتّٰى قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَأَتَيْتُ بَنِيْ سَالِمٍ فَإِذَا عِتْبَانُ شَيْخٌ أَعْمٰى يُصَلِّيْ لِقَوْمِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَأَخْبَرْتُهُ مَنْ أَنَا ثُمَّ سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ فَحَدَّثَنِيْهِ كَمَا حَدَّثَنِيْهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ.

ہو جیسا کہ تو نے کہا سو اس کا یہ انکار کرنا مجھ پر دشوار گزرا سو میں نے اللہ کی نذر مانی کہ اگر اللہ مجھ کو سلامت رکھے یہاں تک کہ میں اس جنگ سے پلٹ جاؤں اور عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کو اپنی قوم کی مسجد میں زندہ پاؤں تو اس سے ضرور یہ حدیث پوچھوں گا سو میں جنگ سے پلٹ کر آیا اور میں نے حج یا عمرے کا احرام باندھا پھر میں حج سے فارغ ہو کر روانہ ہوا یہاں تک کہ مدینے میں آیا سو میں بنی سالم کے محلے میں گیا سو ناگہاں میں نے دیکھا کہ عتبان رضی اللہ عنہ بوڑھے اور اندھے ہیں اپنی قوم کی امامت کرتے ہیں سو جب انہوں نے نماز سے سلام پھیرا تو میں نے اس پر سلام کہا اور اس کو خبر دی کہ میں کون ہوں یعنی میں نے ان کو اپنا نام اور پتہ بتلایا پھر میں نے ان سے یہ حدیث پوچھی انہوں نے مجھ سے یہ حدیث ویسے ہی بیان کی جیسے کہ پہلی بار مجھ سے بیان کی تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفلوں کی جماعت کرنی جائز ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبان رضی اللہ عنہ کے گھر میں نفلوں کی جماعت کرائی اور یہی ہے وجہ مطابقت حدیث کی باب سے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ چند آدمیوں سے نفلوں کی جماعت کرنی جائز ہے اور اگر لوگوں میں مشہور ہو جائے اور لوگ اس کے واسطے جمع ہوں تو جائز نہیں کہ لوگ اس کو فرض نہ جانیں اور ابن حبیب نے کہا کہ قیام رمضان کا اس سے مستثنیٰ ہے اس لیے کہ یہ صحابہ اور تابعین وغیرہ کے فعل سے مشہور ہو چکا ہے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ اپنی بیماری کو بیان کرنا جائز ہے اور یہ کہ گھر میں نماز کے واسطے جو مکان بنایا ہو وہ مالک کے ملک سے خارج نہیں ہوتا اور یہ کہ نماز کے واسطے کوئی خاص مکان معین کرنے کی نہی فقط مسجد کے ساتھ خاص ہے اور یہ کہ جو بڑے آدمی کی مجلس میں حاضر نہ ہو اس کا عیب کرنا جائز ہے یہ غیبت نہیں اور یہ کہ آدمی کی سچی تعریف کرنی جائز ہے یہ کہ کلمہ پڑھنا احکام اسلام کے

جاری ہونے کے واسطے کافی ہے اور یہ کہ طلب علم کے واسطے سفر کرنا جائز ہے اور یہ کہ استاد سے سنی ہوئی حدیث دوبارہ پوچھنی جائز ہے جب کہ اس کے بھول جانے کا خوف ہو۔ واللہ اعلم اور یہ جو ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں گمان کرتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہو تو بعض اس کا یہ سبب بیان کرتے ہیں کہ ظاہرا اس حدیث سے (کہ جو کلمہ پڑھے وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا) یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مسلمان گنہگار بھی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا حالانکہ یہ بات بہت آیتوں اور حدیثوں کے مخالف ہے ان میں سے ایک شفاعت کی حدیث ہے لیکن اس کی تطبیق ممکن ہے کہ تحریم کو خلود اور ہمیشگی پر حمل کیا جائے اور یہ جنگ جس کا محمود رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے سنہ ۵۰ھ ہجری میں واقع ہوئی ہے معاویہ کے عہد میں فوج اسلام نے شہر قسطنطنیہ کو گھیرا ہوا تھا اور ان پر نائب اور حاکم معاویہ کی طرف سے اس کا بیٹا یزید تھا اور اس وقت تک روم کا سب ملک فتح ہو چکا تھا فقط قسطنطنیہ باقی رہتا تھا سو اس کو بھی مسلمانوں نے جا گھیرا۔

بَابُ التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ.

گھر میں نفل پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

١١١٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ وَعُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا تَابَعَهُ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ.

۱۱۱۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی نماز سے کچھ نماز اپنے گھروں میں پڑھا کرو اور ان کو قبروں کی طرح نہ بناؤ یعنی جیسے کہ قبر عبادت سے خالی ہوتی ہے کہ اس میں مردہ عبادت نہیں کر سکتا ویسے ہی گھروں کو عبادت سے خالی مت رکھو۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ گھروں میں نفل پڑھنے جائز ہیں اس لیے کہ مراد نماز سے اس حدیث میں نفلی نماز ہے فرضی نہیں پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور یہ حدیث مفصل طور سے باب کراہیۃ الصلوۃ فی المقابر میں گزر چکی ہے۔

بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ فِيْ مَسْجِدِ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ.

مکہ اور مدینہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان۔

فائدہ: مراد نماز سے نماز نفل ہے کہ یہ ابواب نفلوں کے بیان میں ہیں اور احتمال ہے کہ عام نماز مراد ہو سو نفل بھی اس میں داخل ہوں گے اور یہی ہے قول جمہور کا اور طحاوی نے کہا کہ فضیلت فرضوں سے خاص ہے۔

١١١٥ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۱۱۱۵۔ حضرت قزعہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے چار چیزیں سنیں اور اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بارہ جنگیں کی تھیں۔

أَرْبَعًا قَالَ سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً.

فائدہ: ان چار کلموں کا بیان باب مسجد بیت المقدس میں آگے آئے گا ان میں سے ایک کلمہ یہ ہے جو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ابھی آتا ہے۔

ح وَحَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کجاوے نہ باندھے جائیں یعنی سفر کرنا سوائے تین مسجدوں کے اور کسی مسجد کی طرف درست نہیں ایک تو ادب والی مسجد یعنی کعبہ دوسری مدینے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد تیسری ملک شام میں مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس کی مسجد داؤد علیہ السلام کی بنائی ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان تین مسجدوں کو اور سب مسجدوں پر فضیلت ہے اس لیے کہ یہ پیغمبروں کی مسجدیں ہیں اور اس واسطے کہ پہلی مسجد سب لوگوں کا قبلہ ہے اور ان کے حج کی جگہ ہے اور دوسری مسجد پہلے نبیوں کا قبلہ ہے اور تیسری مسجد کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے اور مراد ان کی طرف سفر کرنے سے ان میں نماز کے واسطے جانا ہے پس معلوم ہوا کہ ان تین مسجدوں میں نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے فتح الباری میں لکھا ہے کہ ان تین مسجدوں کے سوا اور مکانوں کی طرف یعنی اولیاء اور بزرگوں کی قبروں وغیرہ متبرک جگہوں کی طرف تبرک حاصل کرنے کے واسطے سفر کر کے جانے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ بزرگوں کی قبروں وغیرہ متبرکہ مکانات کی طرف تبرک حاصل کرنے کے واسطے اور ان میں نماز کے واسطے سفر کرنا بالکل جائز نہیں اور اسی طرح بزرگوں کی زیارت کے واسطے سفر کرنا بھی جائز نہیں یہ قول ابو محمد جوینی کا ہے اور قاضی عیاض اور ایک جماعت علماء کا بھی یہی مذہب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بزرگوں کی قبروں کی طرف زیارت کے واسطے جانا اور متبرکہ مکانات کی طرف سفر کرنا جائز ہے یہ قول امام الحرمین وغیرہ شافعیہ کا ہے اور یہ لوگ اس حدیث کا جواب کئی طور سے دیتے ہیں اول یہ کہ مراد اس سے یہ ہے کہ پوری فضیلت تو صرف انہی تین مسجدوں کی طرف سفر کرنے میں ہے اور ان کے سوا اور طرف سفر کرنا افضل نہیں بلکہ جائز ہے دوسرا یہ ہے کہ یہ نہی مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے جو ان مسجدوں کے سوا اور مسجدوں میں نماز پڑھنے کی نذر مانے یعنی اس پر اس کا پورا کرنا واجب نہیں۔ تیسرا یہ ہے کہ یہ حکم فقط مسجدوں کے ساتھ خاص ہے یعنی عبادت کے واسطے سب مسجدیں برابر ہیں سوائے ان تین مسجدوں کے اور کسی شہر کی مسجد میں

سفر کر کے جانا درست نہیں ہے پس مکانات متبرکہ کی طرف جانا یا کسی بزرگ اور بھائی کی زیارت کو جانا یا تجارت یا طلب علم یا صلہ رحمی وغیرہ کے واسطے سفر کرنا اس حدیث کی ممانعت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ ان سب کاموں کے واسطے سفر کرنا جائز ہوگا پس اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کی طرف زیارت کے واسطے سفر کر کے جانا درست ہے پھر فرمایا کہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی حرمت منقول ہے لیکن اس کے اصحاب سے محققین نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ادب کے واسطے فقط زیارت کے لفظ کو مکروہ رکھا ہے (یعنی یہ نہ کہے کہ میں نے قبر نبوی کی زیارت کی) اس نے اصل زیارت کو مکروہ نہیں رکھا اس لیے کہ قبر نبوی کی زیارت سب عملوں سے افضل ہے اور سب عبادتوں سے بزرگ ہے اور یہ کہ اس کے جائز ہونے پر سب کا اجماع ہو چکا ہے اور بعض محققین نے کہا کہ اس حدیث میں مستثنیٰ منہ محذوف ہے سو یا تو مستثنیٰ منہ عام نکالا جائے گا یعنی مطلق مکان سو اس صورت میں اس حدیث کا یہ معنی ہوگا کہ سوائے ان تین مسجدوں کے اور کسی مکان کی طرف سفر کرنا جائز نہیں اور یا مستثنیٰ منہ خاص نکالا جائے گا یعنی مسجد کو اس صورت میں معنی اس کا یہ ہوگا کہ سوائے ان تین مسجدوں کے اور کسی کی طرف سفر کرنا جائز نہیں لیکن یہ معنی صحیح نہیں ہے اس لیے کہ لازم آتا ہے کہ تجارت اور طلب علم اور صلہ رحمی وغیرہ کے واسطے بھی سفر کرنا جائز نہ ہو حالانکہ یہ بالاجماع جائز ہے پس معین ہوا کہ صحیح معنی اس کا دوسرا ہے یعنی فقط مسجدوں کی طرف سفر کرنا جائز نہیں ان کے سوا اور مکانوں کی طرف سفر کرنا جائز ہے پس باطل ہو گیا ساتھ اس کے قول اس شخص کا جو قبر نبوی وغیرہ بزرگوں کی قبروں کی زیارت کے واسطے سفر کرنے کو منع کرتا ہے، واللہ اعلم، انتہیٰ ملخصا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص ان تین مسجدوں سے کسی مسجد کی طرف جانے کی نذر مانے تو اس پر اس کا پورا کرنا واجب ہے یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بویطی کا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے ابو اسحاق مروزی نے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مطلق واجب نہیں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی ان تین مسجدوں کے سوا اور کسی مسجد کی طرف جانے کی نذر مانے تو اس کا وفا کرنا لازم نہیں اس لیے کہ ایک مسجد دوسری سے افضل نہیں پس جس مسجد میں نماز پڑھے نذر ادا ہو جائے گی اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں مگر لیث کو کہ وہ وفا کرنے کو لازم رکھتا ہے۔

١١١٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا

١١١٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری مسجد میں ایک بار نماز پڑھنا اور مسجدوں سے ہزار بار افضل ہے سوائے مسجد خانہ کعبہ کے یعنی اس میں ایک بار نماز پڑھنی مسجد نبوی سے سو بار افضل ہے جیسے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کعبہ کی ایک نماز اور مسجدوں سے لاکھ بار افضل ہے اور قسطلانی نے لکھا ہے کہ ابوبکر نقاش نے کہا کہ میں نے کعبہ کی مسجد میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب شمار کیا تو پچپن برس اور چھ مہینے اور بیس دن کی نماز کے برابر ہوا باوجود قطع نظر کے جماعت کے ثواب سے کہ وہ ستائیس حصے اس سے زیادہ ہے پھر فرمایا کہ جو شخص خانے کعبہ کی مسجد میں جماعت سے ایک نماز پڑھے تو اس کا ثواب دوگنا ہے اس شخص سے جو نوح علیہ السلام کی عمر یا کہ تمام عمر اپنے گھر میں تنہا نماز پڑھتا رہے اور یہی مراد ہے امام بخاری رحمہ اللہ کی اس استثناء سے اور ایک روایت میں اس کے برعکس آیا ہے لیکن وہ روایت صحیح نہیں ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکہ کو مدینے پر فضیلت ہے اس لیے کہ مکانوں کی فضیلت باعتبار فضیلت عبادت کے ہے سو جس میں عبادت افضل ہے وہ مکان بھی افضل ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں ابن وہب اور مطرف اور ابن حبیب وغیرہ اور امام مالک رحمہ اللہ کا مشہور قول یہ ہے کہ مدینہ مکہ سے افضل ہے لیکن جمہور کا قول صحیح ہے اور اس کی تائید کرتی ہیں بہت حدیثیں جو فتح الباری میں منقول ہیں لیکن یہ تفصیل باعتبار عابد کے ہے اور اہل مدینہ کو مکہ پر فضیلت ہے اور نیز فضیلت باعتبار کثرت ثواب کے ہے نہ باعتبار کثرت اجزاء کے پس جس شخص پر دونوں نمازیں لازم ہوں اور مکہ یا مدینہ کی مسجد میں ایک نماز پڑھے تو فقط ایک ہی نماز ادا ہوگی دونوں سے کافی نہیں ہوگی اور اس پر سب علماء کا اتفاق ہے۔

بَابُ مَسْجِدِ قُبَآءٍ. مسجد قباء کی فضیلت کا بیان۔

فائدہ: یہ مسجد مدینے سے دو تین میل پر ہے عوالی کی طرف جب کوئی آدمی مدینے سے مکے کو آئے تو بائیں ہاتھ رہتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے یہی مسجد بنائی تھی بعض کہتے ہیں کہ یہی مسجد تقویٰ پر بنائی گئی ہے وسیاتی ذکر الخلاف فیه ان شاء الله تعالٰی.

١١١٧ ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ هُوَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ لَا يُصَلِّيْ مِنَ الضُّحٰى إِلَّا فِيْ يَوْمَيْنِ يَوْمَ يَقْدَمُ بِمَكَّةَ فَإِنَّهُ كَانَ يَقْدَمُهَا ضُحًى فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ خَلْفَ الْمَقَامِ وَيَوْمَ يَأْتِيْ مَسْجِدَ قُبَآءٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَأْتِيْهِ كُلَّ سَبْتٍ فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَرِهَ

١١١٧۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما چاشت کی نماز نہیں پڑھتے تھے مگر دو دن ایک اس دن جب کہ مکے میں جاتے اس لیے کہ وہ مکے میں چاشت کے وقت داخل ہوا کرتے تھے سو کعبے کے گرد گھومتے پھر دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھتے اور ایک اُس دن جب کہ مسجد قباء میں جاتے اس لیے کہ وہ ہر ہفتے کو وہاں جاتے تھے سو جب مسجد میں داخل ہوتے سو اس وقت باہر نکلنے کو مکروہ جانتے یہاں تک کہ اس میں نماز پڑھتے اور حدیث بیان کرتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَنْ يَّخْرُجَ مِنْهُ حَتَّى يُصَلِّيَ فِيْهِ قَالَ وَكَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُوْرُهُ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا قَالَ وَكَانَ يَقُوْلُ إِنَّمَا أَصْنَعُ كَمَا رَأَيْتُ أَصْحَابِيْ يَصْنَعُوْنَ وَلَا أَمْنَعُ أَحَدًا أَنْ يُّصَلِّيَ فِيْ أَيِّ سَاعَةٍ شَآءَ مِنْ لَّيْلٍ أَوْ نَهَارٍ غَيْرَ أَنْ لَّا تَتَحَرَّوْا طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا.

بھی اس کی زیارت کیا کرتے تھے سوار اور پیادہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ میں تو صرف وہی کرتا ہوں جیسے کہ اپنے ساتھیوں کو کرتے دیکھا اور میں کسی کو منع نہیں کرتا کہ نماز پڑھے اس میں جس وقت چاہے رات سے یا دن سے سوائے اس کے کہ نہ قصد کریں نماز سورج نکلتے اور ڈوبتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد قباء کی بڑی فضیلت ہے اور اس میں نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کے دن اس کی زیارت کو جایا کرتے تھے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے لیکن اس میں دوگنا ثواب ثابت نہیں۔

بَابُ مَنْ أَتَى مَسْجِدَ قُبَآءٍ كُلَّ سَبْتٍ.

ہر ہفتے کے دن مسجد قباء میں جانے کا بیان۔

فائدہ: پہلا باب مطلق تھا کہ اس میں جس دن جائے جائز ہے اور اس میں قید ہے کہ فقط ہفتے کے دن جائے اور مسجد قباء کی فضیلت میں ایک حدیث ہے جو کہ اخبار مدینہ میں اسناد صحیح کے ساتھ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد قباء میں نماز پڑھنا میرے نزدیک بہت پیارا ہے بیت المقدس میں دو بار جانے سے اور اگر لوگ جانتے کہ مسجد قباء میں نماز پڑھنے کا کیا ثواب ہے تو البتہ اس کی طرف اونٹوں پر سوار ہو کر آتے۔

١١١٨ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْ مَسْجِدَ قُبَآءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَّرَاكِبًا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُهُ.

١١١٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کے دن مسجد قباء میں تشریف لے جایا کرتے تھے سوار یا پیادہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی یہ کام کیا کرتے تھے۔

بَابُ إِتْيَانِ مَسْجِدِ قُبَآءٍ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا.

مسجد قباء میں جانا سوار اور پیادہ۔

فائدہ: اس باب میں علیحدہ حکم ہے اس واسطے اس کا علیحدہ باب باندھا۔

١١١٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ

١١١٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کے دن مسجد قباء میں جایا کرتے تھے سوار اور پیادہ سو اس

ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِیْ مَسْجِدَ قُبَآءٍ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ فَيُصَلِّیْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ.

میں دو رکعتیں نماز پڑھتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد قباء کی بڑی فضیلت ہے اور اس کی طرف سوار اور پیادہ ہو کر جانا دونوں طرح سے جائز ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض دنوں کو بعض نیک عملوں کے ساتھ خاص کرنا اور ان پر ہمیشگی کرنی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تین مسجدوں کے سوا اور کسی مسجد کی طرف سفر کرنا حرام نہیں اس لیے کہ حضرت ﷺ ہر ہفتہ کے دن سوار ہو کر مسجد قباء میں جایا کرتے تھے لیکن اس میں شبہ ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ کا مسجد قباء میں جانا فقط انصار کی ملاقات اور خبر گیری کے واسطے تھا بغرض اس کے کہ وہ آپ کے ساتھ جمعہ کی نماز میں حاضر ہوا کرتے تھے اور نیز جانا آپ کا ان لوگوں کے حال دریافت کرنے کو تھا جو جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے تھے یہی وجہ ہے ہفتہ کی تخصیص کرنے میں اور نیز دو یا تین میل جانا سفر میں داخل نہیں پس اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں۔ واللہ اعلم

بَابُ فَضْلِ مَا بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ.

حضرت ﷺ کی قبر اور منبر کے درمیان والے مکان کی فضیلت کا بیان۔

١١٢٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ.

١١٢٠۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغ ہے بہشت کے باغوں میں سے۔

فائدہ: بعض روایتوں میں گھر ہے اور بعض میں حجرہ اور بعض میں قبر سب کا مطلب ایک ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں حضرت ﷺ اکثر رہتے تھے اور وہیں دفن ہوئے اور حضرت ﷺ کی قبر اور منبر کے درمیان چند گز کا فرق ہے اس قدر مکان بہشت میں اٹھ جائے گا اور یا وہاں کی عبادت اور دعا نہایت مقبول ہے اس کی برکت سے بہشت ملے گی۔ واللہ اعلم

١١٢١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِیْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ

١١٢١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک کیاری

الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ.

ہے کیاریوں سے بہشت کے اور میرا یہ منبر میرے حوض پر ہوگا یعنی قیامت کو یہاں سے اٹھایا جائے گا یا وہ منبر دوسرا ہوگا جس پر آپ کھڑے ہو کر لوگوں کو حوضِ کوثر کی طرف بلائیں گے۔

بَابُ مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ.

مسجد اقصیٰ کی فضیلت کا بیان۔

فائدہ: مسجد اقصیٰ بیت المقدس کی مسجد کو کہتے ہیں اور اس مسجد کے اور بھی کئی نام ہیں یہاں تک کہ بعضوں نے کہا کہ اس کے بیس نام ہیں۔

۱۱۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ سَمِعْتُ قَزَعَةَ مَوْلٰى زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ بِأَرْبَعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْجَبْنَنِيْ وَآنَقْنَنِيْ قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ يَوْمَيْنِ إِلَّا مَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ وَلَا صَوْمَ فِيْ يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى وَمَسْجِدِيْ.

۱۱۲۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو چار چیزوں کا حکم فرمایا ایک یہ کہ نہ سفر کرے کوئی عورت دو دن مگر یہ کہ اس کا خاوند یا محرم (جس کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے) اس کے ساتھ ہو دوسرا دو دنوں میں روزہ رکھنا درست نہیں ایک تو عید فطر کے دن دوسرا عید قربانی کے دن تیسرا دو نمازوں کے پیچھے کوئی نماز جائز نہیں فجر کی نماز سے پیچھے یہاں تک کہ سورج نکل آئے اور عصر کی نماز سے پیچھے یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے چوتھا کجاوے نہ باندھے جائیں یعنی سفر کرنا تین مسجدوں کے سوا ور کسی مسجد کی طرف درست نہیں ایک تو خانہ کعبے کی مسجد دوسری مسجد اقصیٰ اور تیسری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد اقصیٰ کی بڑی فضیلت ہے اور اس میں نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَبْوَابُ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں کاموں کا بیان

بَابُ اِسْتِعَانَةِ الْيَدِ فِي الصَّلَاةِ إِذَا كَانَ مِنْ أَمْرِ الصَّلَاةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَسْتَعِيْنُ الرَّجُلُ فِيْ صَلَاتِهٖ مِنْ جَسَدِهٖ بِمَا شَآءَ وَوَضَعَ أَبُوْ إِسْحَاقَ قَلَنْسُوَتَهٗ فِي الصَّلَاةِ وَرَفَعَهَا وَوَضَعَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَفَّهٗ عَلٰى رُسْغِهِ الْأَيْسَرِ إِلَّا أَنْ يَّحُكَّ جِلْدًا أَوْ يُصْلِحَ ثَوْبًا.

نماز کے اندر ہاتھ سے مدد لینی جائز ہے بشرطیکہ وہ کام نماز کے متعلق ہو یعنی لغو اور بے فائدہ نہ ہو کہ وہ مکروہ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آدمی کو اپنی نماز میں اپنے جسم سے ہر طرح مدد لینی جائز ہے اور ابو اسحاق نے نماز میں اپنی ٹوپی زمین پر رکھی اور پھر اس کو اٹھا کر سر پر رکھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ہتھیلی اپنے بائیں ہاتھ کے پہنچے پر رکھی مگر یہ کہ جسم کھجلاتے یا کپڑا اسنوارتے تو اس وقت اپنے ہاتھ سے مدد لیتے۔

فائدہ: ظاہر یہ آثار باب کے مخالف ہیں اس لیے کہ یہ باب مقید ہے اور یہ آثار مطلق ہیں ہر قسم کے کام کو شامل ہیں خواہ نماز کے متعلق ہو اور خواہ نہ ہو تو گویا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب سے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ یہ آثار مقید ہیں ساتھ اس امر کے جو نماز کے متعلق ہو لیکن ممکن ہے کہ کہا جائے کہ بدن کو کھجلانا اور کپڑے کو سنوارنا وغیرہ بھی نماز کے متعلق ہے اس لیے کہ نماز میں خشوع مطلوب ہے اور جو چیز کہ نمازی کو ایذا دے اس کا دور کرنا اس کے حضور اور خشوع کو مدد دیتا ہے پس مطابقت ان اثروں کی باب سے ظاہر ہے اور اس طرح نماز میں تھک جانے کے وقت رسی اور عصا وغیرہ کو تھامنا بھی جائز ہے اور بعض سلف نے اس کی رخصت دی ہے لیکن پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کھول ڈالو۔

١١٢٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهِيَ

١١٢٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رات کاٹی سو میں گدے کی چوڑائی میں لیٹ گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیوی اس کی لمبائی میں لیٹ گئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے یہاں تک کہ آدھی رات یا کچھ کم وبیش گزر گئی پھر آپ نیند سے جاگے اور اٹھ کر

خَالَتُهُ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ عَلٰى عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِيْ طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيْلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيْلٍ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ فَمَسَحَ النَّوْمَ عَنْ وَّجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلٰى شَنٍّ مُّعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوْءَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلٰى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَأْسِيْ وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا بِيَدِهِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

بیٹھ گئے اور آپ نے ہاتھ منہ پر مل کر نیند دور کی پھر سورہ آلِ عمران کی دس آیتیں اخیر کی پڑھیں پھر آپ ایک مشک لٹکی ہوئی کی طرف کھڑے ہوئے سو آپ نے اس سے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سو میں کھڑا ہوا اور آپ کی طرح میں نے بھی وضو کیا پھر میں گیا اور آپ کے پہلو میں کھڑا ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرے دائیں کان کو پکڑ کر مروڑا یعنی اپنی بائیں طرف سے پھیر کر دائیں طرف کیا سو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر وتر پڑھے پھر لیٹ گئے یہاں تک کہ مؤذن آپ کے پاس آیا یعنی نماز فجر کی اطلاع دینے کو سو آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں ہلکی نماز پڑھی پھر مسجد میں تشریف لائے اور صبح کی نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں ہاتھ سے مدد لینا جائز ہے اور جو کام کہ نماز کے متعلق ہو اس کو نماز کے اندر کرنا جائز ہے اس سے نماز مکروہ نہیں ہوتی اس لیے کہ آپ نے پہلی بار ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کان بائیں سے دائیں طرف پھیرنے کے واسطے پکڑا اور یہ کام نماز کے متعلق ہے اور اس کی اصلاح میں داخل ہے اور پھر دوسری بار آپ نے اس کے کان کو انست دلانے کے لیے پکڑا کہ اس کو وحشت اور خوف پیدا نہ ہو اس لیے کہ یہ نماز آپ کی رات کے وقت اندھیرے میں تھی پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنْهُ مِنَ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ. نماز کے اندر کلام کرنی منع ہے۔

١١٢٤ ۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا وَقَالَ إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ السَّلُوْلِيُّ حَدَّثَنَا هُرَيْمُ بْنُ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

١١٢٤۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں سلام کیا کرتے تھے اور آپ ہم کو جواب دیا کرتے تھے یعنی وعلیکم السلام کہتے تھے سو جب ہم (مدت کے بعد) نجاشی بادشاہ حبش کے پاس سے پلٹ کر آئے تو آپ نماز میں تھے سو ہم نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے ہم کو سلام کا جواب نہ دیا اور بعد نماز کے فرمایا کہ بیشک نماز میں تو ایک بڑا شغل ہے یعنی نماز میں آدمی قرآن اور ذکر اور دعا وغیرہ کے ساتھ مشغول ہوتا ہے پس اس کے سوا اس میں اور کوئی بات نہیں کرنی چاہیے اور یا اس واسطے کہ آدمی نماز میں اللہ سے عرض معروض کرتا ہے اور اس کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے پس اس کے سامنے ادب سے کھڑا رہے اور اس کے سوا اور کسی طرف توجہ نہ کرے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بات کرنا' سلام کا جواب دینا نماز میں درست نہیں پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

١١٢٥ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عِيْسٰى هُوَ ابْنُ يُوْنُسَ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ أَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ قَالَ لِيْ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ إِنْ كُنَّا لَنَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ أَحَدُنَا صَاحِبَهٗ بِحَاجَتِهٖ حَتّٰى نَزَلَتْ ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ.

١١٢٥۔ حضرت ابو عمرو شیبانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ بیشک ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت پہلے نماز میں کلام کیا کرتے تھے ہر آدمی حاجت کے واسطے اپنے ساتھی سے کلام کرتا تھا یہاں تک کہ یہ آیت اتری کہ خبردار ہو نمازوں سے اور بیچ والی نماز سے اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے سو ہم کو حکم ہوا خاموش رہنے کا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں بات کرنا مدینے میں منسوخ ہوا اس لیے کہ یہ آیت بالاتفاق مدنی ہے لیکن حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی جو سابق گزری اس کے مخالف ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں

کلام کرنا مکے میں منسوخ ہوا اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا حبش کے سفر سے پلٹ کر آنا مکے میں تھا نہ مدینے میں سو جواب اس کا یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ملک حبش سے پلٹ کر آنا دوبار واقع ہوا ہے جیسے کہ فتح الباری میں فرمایا کہ جب کفار مکہ نے مسلمانوں کو ایذا اور تکلیف دینی شروع کی تو بعض مسلمان ملک حبش کی طرف ہجرت کر گئے اور ان کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے پھر چند روز کے بعد ان کو یہ خبر پہنچی کہ مشرکین مکہ مسلمان ہو گئے ہیں تو وہ لوگ حبش سے پلٹ کر پھر مکہ میں آئے تو معاملہ اس کے برعکس پایا یعنی دیکھا کہ کفار مکہ سے کوئی مسلمان نہیں ہوا تو مسلمان پھر دوبارہ حبش کی طرف ہجرت کر گئے اور اس دفعہ پہلے سے دگنے آدمی تھے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس بار بھی ان کے ساتھ تھے پھر چند روز کے بعد ان کو خبر پہنچی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں ہجرت کر کے چلے آئے ہیں تو سنتے ہی سب مسلمان حبش سے پلٹ کر مدینے میں چلے آئے اور مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پلٹ کر آنے سے دوسری بار کا پلٹ کر آنا ہے جب کہ مدینے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پلٹ کر آئے تھے جیسا کہ فتح الباری میں موجود ہے پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی یہی معلوم ہوا کہ نماز میں کلام کا منسوخ ہونا مدینے میں واقع ہوا نہ مکے میں پس تعارض دفع ہو گیا اور حدیثوں میں تطبیق ہو گئی پس اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ نماز میں کلام کرنی جائز نہیں جو اس میں کلام کرے اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور فتح الباری وغیرہ میں لکھا ہے کہ جو شخص حرمت کو جان کر عمداً بغیر حاجت اور مصلحت کے نماز میں کلام کرے تو اس کی نماز بالاتفاق باطل اور فاسد ہو جاتی ہے اور اگر مصلحت نماز کے واسطے نماز میں کلام کرے تو اس میں بھی اختلاف ہے جمہور کے نزدیک اس سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اوزاعی اور بعض اصحاب مالک کہتے ہیں کہ مصلحت نماز کے واسطے نماز میں کلام کرنی جائز ہے اور جو شخص کہ نماز میں بھول کر کلام کرے یا نو مسلمانی کی وجہ سے اس کی حرمت کو نہ جانتا ہو تو اس میں بھی اختلاف ہے جمہور علماء کہتے ہیں کہ اگر تھوڑی کلام ہو تو نماز باطل نہیں ہوتی امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے اور اگر کلام کثیر ہو جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ سب صورتوں میں نماز باطل ہو جاتی ہے خواہ کلام قلیل ہو خواہ کثیر ہو اور خواہ حاجت ہو اور خواہ حاجت نہ ہو وسیاتی مزید ذلک انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر نمازی سے جبراً کلام کرائی جائے تو اس سے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے اور جو ذکر اور دعا کے خطاب سے خالی ہو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، واللہ اعلم۔

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ التَّسْبِيحِ وَالْحَمْدِ فِي الصَّلَاةِ لِلرِّجَالِ.

نماز میں مردوں کو حاجت کے وقت سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا جائز ہے۔

فائدہ: یعنی جب کہ نماز میں کوئی امر حادث ہو اور ایسی ضرورت پیش آئے جس میں امام کو خبردار کرنا ضروری ہو تو ایسے وقت مقتدیوں کو سبحان اللہ یا الحمد للہ کہنا جائز ہے۔

١١٢٦ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْلِحُ بَيْنَ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ وَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَجَآءَ بِلَالٌ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ حُبِسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَؤُمُّ النَّاسَ قَالَ نَعَمْ إِنْ شِئْتُمْ فَأَقَامَ بِلَالٌ الصَّلَاةَ فَتَقَدَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَصَلّٰى فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ فِي الصُّفُوْفِ يَشُقُّهَا شَقًّا حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَأَخَذَ النَّاسُ بِالتَّصْفِيْحِ قَالَ سَهْلٌ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا التَّصْفِيْحُ هُوَ التَّصْفِيْقُ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَلْتَفِتُ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَمَّا أَكْثَرُوا الْتَفَتَ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّفِّ فَأَشَارَ إِلَيْهِ مَكَانَكَ فَرَفَعَ أَبُوْ بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَآئَهٗ وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى.

١١٢٦۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو کی قوم کے درمیان صلح کرانے کو گئے اور نماز کا وقت آیا سو بلال رضی اللہ عنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں رک گئے ہیں اور نماز تیار ہے سو کیا تو لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں اگر تم چاہو تو پڑھاتا ہوں سو ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور نماز شروع کی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صفوں کو چیرتے گزرے یہاں تک کہ پہلی صف میں نماز کی نیت کر کے کھڑے ہوئے اور لوگوں نے تالی بجانی شروع کی یعنی تا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے آنے سے خبر دار ہو جائیں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف نہ دیکھتے تھے سو جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نظر کی سو ناگہاں دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صف میں کھڑے ہیں تو پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا سو آپ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اشارہ کیا کہ وہیں ٹھہرے رہو اور امامت کیے جاؤ سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو امامت کرنے کو فرمایا پھر اپنی ایڑیوں پر پیچھے ہٹے اور صف میں برابر ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر امامت کی اور نماز پڑھی۔

فائدہ: یہ حدیث پورے طور سے باب من دخل لیؤم الناس میں پہلے گزر چکی ہے اس میں سبحان اللہ کا بھی ذکر موجود ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ اگر نماز میں کوئی ایسی ضرورت پیش آ جائے جس میں امام کو خبردار کرنا پڑے یا اندھے کو کنوئیں سے ڈرانا پڑے یا کسی اور کو تنبیہ کرنا مقصود ہو تو ایسے وقت نماز میں سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا جائز ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شک کے واسطے الحمد للہ کہنا نماز کو فاسد نہیں کرتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کو اول وقت سے تاخیر کرنا جائز ہے اور اس کی طرف جلدی

کرنا افضل ہے دائمی امام کا انتظار کرنے سے اور یہ کہ بغیر رضامندی مقتدیوں کے جماعت کرانی لائق نہیں اور یہ کہ نماز میں کسی طرف دیکھنا نماز کو فاسد نہیں کرتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سبحان اللہ کے بدلے الحمد للہ کہنا بھی کافی ہے۔

بَابُ مَنْ سَمّٰى قَوْمًا أَوْ سَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ عَلٰى غَيْرِهِ مُوَاجَهَةً وَهُوَ لَا يَعْلَمُ.

جو شخص کہ نماز میں کسی قوم کا نام لے یا کسی غیر کو روبرو یا بے روبرو سلام کہے اور وہ نہ جانتا ہو کہ اس میں نماز درست ہوتی ہے یا نہیں تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟ ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں ٹوٹتی؟۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابن رشید نے کہا کہ مقصود امام بخاری رحمہ اللہ کا اس باب سے یہ ہے کہ ان عملوں سے کوئی چیز نماز کو باطل نہیں کرتی ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اصحاب کو نماز کو دوہرانے کا حکم نہیں کیا بلکہ صرف ان کو وہی تعلیم کیا جس پر وہ آئندہ عمل کریں لیکن اس استدلال پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جاہل قبل وجود حکم کا حال جاہل بعد ثبوت حکم کے حال کے برابر نہیں اور نیز یہ بھی بعید معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب سے یہ عمل نادانستہ ہوا تھا بلکہ ظاہر یہی ہے کہ وہ شرع ان کے نزدیک مقرر تھے اور یہ عمل ان کا شرع کے حکم سے تھا پھر بعد اس کے یہ حکم منسوخ ہو گیا، واللہ اعلم۔

١١٢٧ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ التَّحِيَّةُ فِي الصَّلَاةِ وَنُسَمِّيْ وَيُسَلِّمُ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَسَمِعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُوْلُوا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ فَإِنَّكُمْ إِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ فَقَدْ سَلَّمْتُمْ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ.

١١٢٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں بیٹھ کر التحیات پڑھا کرتے تھے اور اس میں ہر ایک کا نام لے لے کر سلام کہا کرتے تھے یعنی اللہ کو سلام، جبرائیل کو سلام، میکائیل کو سلام اور فلانے فلانے کو سلام اور ہم میں سے بعض بعض کو سلام کیا کرتے تھے یعنی ایک دوسرے کے روبرو اور سامنے ہو کر سو حضرت ﷺ نے اس کو سنا سو فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اور اس کے بدلے یہ التحیات پڑھا کرو اور التحیات للہ الخ یعنی سب زبان کی عبادتیں جیسے تعریف اور ذکر اور بدن کی عبادتیں جیسے نماز اور حج وغیرہ اور مال کی عبادتیں جیسے زکوۃ اور خیرات صرف اللہ ہی کے واسطے ہیں سلام ہو تجھ کو اے پیغمبر! اور اللہ کی رحمت اور برکت اور سلام ہو ہم کو اور اللہ کے سب نیک بندوں کو میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی لائق بندگی کے نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ بندہ ہے اللہ کا اور اس کا رسول ہے سو جب تم نے کہا کہ اللہ کے سب نیک

بندوں پر سلام ہو تو جتنے اللہ نے نیک بندے آسمان اور زمین میں ہیں خواہ فرشتے خواہ پیغمبر خواہ اولیاء خواہ جن خواہ آدمی سب کو تمہارا سلام پہنچ گیا یعنی اب ہر ایک کا نام لینا کچھ ضروری نہیں ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اس مسئلے میں شک رہا ہے اسی واسطے اس نے باب میں جائز یا ناجائز ہونے نماز کا کچھ حکم بیان نہیں کیا لیکن اب اگر کسی کا نام لے یا کسی کو روبرو ہو کر سلام کرے تو درست نہیں کہ یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے اور مفصل بیان اس حدیث کا آخر صفۃ الصلوۃ میں گزر چکا ہے شائق اس کی طرف رجوع کرے۔

بَابُ التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ. نماز میں عورتوں کو ضرورت کے وقت تالی بجانا جائز ہے

فائدہ: اور صورت اس کی یہ ہے کہ دائیں ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پیٹھ پر مارے اور اندر کی طرف سے دونوں ہتھیلیوں کو نہ بجائے جیسا کہ کھیل میں بجاتے ہیں اور اگر کھیل کی طرح سے بجائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے کذا فی القسطلانی۔

١١٢٨ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ وَالتَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ.

١١٢٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تالی مارنا عورتوں کو چاہیے اور سبحان اللہ کہنا مردوں کو چاہیے۔

١١٢٩ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْحُ لِلنِّسَآءِ.

١١٢٩۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس میں مردوں کا ذکر مقدم ہے اور عورتوں کا ذکر مؤخر ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر امام نماز میں چوک جائے یا کوئی اور ضرورت پیش آئے تو عورت کو تالی مار کر خبردار کرنا جائز ہے اور یہی ہے مذہب جمہور علماء کا کہ عورت کے واسطے تالی بجانا جائز رکھتے ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عورت کو تالی مارنا جائز نہیں بلکہ حاجت کے وقت وہ بھی مردوں کی طرح سبحان اللہ کہے اور اس حدیث کو وہ مذمت پر محمول کرتے ہیں یعنی عورتوں کی اکثر عادت ہے کہ تالیاں بجاتی ہیں سو نماز میں ایسا نہیں

چاہیے لیکن صحیح مذہب جمہور علماء کا ہے اس لیے کہ دوسری روایت میں صریح آ چکا ہے کہ چاہیے کہ عورتیں تالی بجائیں جیسا کہ کتاب الاحکام میں ابو حازم سے روایت آ چکی ہے پس یہ حدیث اس باب میں نص ہے تاویل کی اس میں مطلق گنجائش نہیں اور عورتوں کو سبحان اللہ کہنا اس واسطے منع ہوا ہے کہ ان کو پست آواز کرنے کا حکم ہے اس لیے کہ عورتوں کی آواز سے اکثر مرد بدخیال ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَنْ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى فِيْ صَلَاتِهٖ أَوْ تَقَدَّمَ بِأَمْرٍ يَّنْزِلُ بِهٖ رَوَاهُ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اگر کوئی شخص نماز میں کسی کام حادث کے واسطے اپنی ایڑیوں پر پیچھے ہٹے یا آگے بڑھے تو جائز ہے روایت کیا ہے اس فعل کو سہل رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کے جو باب ما یجوز من التسبیح ...... الخ میں سابق گزر چکی ہے اس لیے کہ صدیق رضی اللہ عنہ اپنے مصلے سے پیچھے ہٹے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے (جس میں پہلے آ کر کھڑے ہوئے تھے) آگے بڑھے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

١١٣٠ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ يُوْنُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ بَيْنَا هُمْ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَأَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُصَلِّيْ بِهِمْ فَفَجِئَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ صُفُوْفٌ فَتَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَنَكَصَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَظَنَّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ أَنْ يَّخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ أَنْ يَّفْتَتِنُوْا فِيْ صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَأَوْهُ فَأَشَارَ بِيَدِهٖ أَنْ أَتِمُّوْا ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَرْخَى السِّتْرَ وَتُوُفِّيَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ.

١١٣٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ مسلمان سوموار کے دن فجر کی نماز میں تھے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کو نماز پڑھا رہے تھے سو یکایک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے ہوئے آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا پردہ اٹھایا سو آپ نے لوگوں کی طرف نظر کی اور وہ صفیں باندھے کھڑے تھے سو آپ نے دیکھ کر تبسم فرمایا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی ایڑیوں پر پیچھے ہٹے اور گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی طرف نکلنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور جب کہ مسلمانوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو قصد کیا کہ خوشی سے اپنی نماز میں دیوانے اور مفتون ہو جائیں اور نماز کو توڑ ڈالیں سو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ نماز تمام کرو پھر آپ حجرے میں گئے اور پردہ لٹکایا اور اسی روز آپ کا انتقال ہوا اللہ کا ان پر ہزار درود اور سلام ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں تھوڑا عمل کرنا جائز ہے بشرطیکہ پے در پے نہ ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں کسی کام نو حادث کے واسطے آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹنا جائز ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز کے اندر پہلے پیچھے ہٹے پھر آگے بڑھے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور مفصل طور سے یہ حدیث باب الامامۃ میں پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا دَعَتِ الْأُمُّ وَلَدَهَا فِي الصَّلَاةِ.

اگر ماں اپنے بیٹے کو نماز کی حالت میں بلائے تو بیٹے پر اس کا جواب دینا واجب ہے یا نہیں؟ اور اگر واجب ہے تو اس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟۔

فائدہ: ان دونوں مسئلوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ماں کو جواب دینا واجب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ واجب نہیں اور برتقدیر اول بعض کہتے ہیں کہ جواب سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فاسد نہیں ہوتی لیکن صحیح یہی قول ہے کہ جواب دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر فرض نماز ہو اور وقت تنگ ہو تو جواب نہ دے ورنہ جواب دے لیکن مستحب ہے کہ نماز میں تخفیف کرے اور جلدی پڑھ کر ماں کو جواب دے اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ ماں کو جواب دے لیکن وہ حدیث سبحان اللہ پر محمول ہے۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادَتِ امْرَأَةٌ ابْنَهَا وَهُوَ فِي صَوْمَعَتِهِ قَالَتْ يَا جُرَيْجُ قَالَ اللّٰهُمَّ أُمِّي وَصَلَاتِي قَالَتْ يَا جُرَيْجُ قَالَ اللّٰهُمَّ أُمِّي وَصَلَاتِي قَالَتْ يَا جُرَيْجُ قَالَ اللّٰهُمَّ أُمِّي وَصَلَاتِي قَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا يَمُوْتُ جُرَيْجٌ حَتّٰى يَنْظُرَ فِي وُجُوْهِ الْمَيَامِيْسِ وَكَانَتْ تَأْوِي إِلٰى صَوْمَعَتِهِ رَاعِيَةٌ تَرْعَى الْغَنَمَ فَوَلَدَتْ فَقِيْلَ لَهَا مِمَّنْ هٰذَا الْوَلَدُ قَالَتْ مِنْ جُرَيْجٍ نَزَلَ مِنْ صَوْمَعَتِهِ قَالَ جُرَيْجٌ أَيْنَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے کو نماز کے اندر پکارا اور وہ اپنے عبادت خانے میں نماز پڑھتا تھا تو اس نے کہا کہ اے جریج! تو اس نے کہا کہ اے میرے رب میری ماں پکارتی ہے اور میں نماز میں ہوں یعنی اس نے ماں کو جواب نہ دیا وہ پلٹ گئی اور دوسرے دن پھر آئی اور اس کو پکارا کہ اے جریج! تو اس نے کہا کہ اے رب میرے! ماں مجھ کو پکارتی ہے اور میں نماز میں ہوں یعنی اس نے ماں کو جواب نہ دیا پھر وہ پلٹ گئے اور تیسرے دن پھر آئی اور اس کو پکارا کہ اے جریج! تو اس نے کہا کہ اے میرے رب! ماں پکارتی ہے اور میں نماز میں ہوں سو وہ اپنی نماز میں متوجہ رہا اور ماں کو جواب نہ دیا تو اس کی ماں نے اس کے حق میں یوں بد دعا کی کہ الٰہی!

هٰذِهِ الَّتِيْ تَزْعُمُ أَنَّ وَلَدَهَا لِيْ قَالَ يَا بَابُوْسُ مَنْ أَبُوْكَ قَالَ رَاعِيَ الْغَنَمِ.

جریج کو مت مار جب تک کہ وہ بدکار عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے اور ایک عورت بکریاں چرانے والی اس کے عبادت خانے کے پاس ٹھہرا کرتی تھی سو اس نے لڑکا جنا سو لوگوں نے اس کو پوچھا کہ یہ لڑکا کس کے نطفے کا ہے؟ اس نے کہا جریج کے نطفے سے کہ وہ اپنے عبادت خانے سے نیچے اترا اور مجھ سے زنا کیا اور اس سے مجھ کو یہ حمل ہوا سو جریج نے کہا کہ وہ عورت کہاں ہے جو یہ بکتی ہے کہ اس کا لڑکا میرے نطفے سے ہے؟ سو اس نے کہا کہ اے لڑکے تیرا باپ کون ہے؟ اس لڑکے نے کہا کہ فلانا چرواہا ہے

فائدہ: ماں کی اجابت کا حق بہ نسبت حق نماز کے کو مرجوح ہے لیکن تاہم بھی جواب نہ دینے سے اس کی ماں کی دعا اس کے حق میں قبول ہوئی اور اس کی تاثیر سے اس کو زنا کی تہمت لگی اور ذلت ہوئی پس اس کی ماں کی دعا قبول ہونے سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق بڑا ہے اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ جواب دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اسی واسطے اس نے جواب دینے میں تردد کیا اور ماں کو جواب نہ دیا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ مَسْحِ الْحَصَا فِي الصَّلَاةِ.

نماز میں کنکریوں کو ہاتھ سے برابر کرنا جائز ہے۔

۱۱۳۱ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُعَيْقِيْبٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً.

۱۱۳۱۔ حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نماز میں سجدہ کرنے کے وقت سجدہ گاہ سے مٹی برابر کرنے لگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ اگر تو ضرور ہی کرنے والا ہو تو فقط ایک بار کر یعنی اول تو یہ کام نماز میں بہتر نہیں اور اگر تجھ کو نہایت ہی ضرورت پڑے تو ایک بار کا کرنا مضائقہ نہیں ہے تاکہ عمل کثیر جو مبطل نماز ہے لازم نہ آئے یا خشوع میں خلل نہ ڈالے اور یا اس کے اور رحمت کے درمیان مانع نہ ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں کنکریوں سجدہ گاہ سے ہٹانا اور زمین کو برابر اور صاف کرنا جائز ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے اور اس حدیث میں اگرچہ کنکریوں کا ذکر نہیں لیکن اس کے بعض طریقوں میں ان کا ذکر بھی آ گیا ہے جیسا کہ ابو داؤد اور مسلم کی حدیث میں موجود ہے اور بعض طریقوں میں ہر چیز کا ذکر بھی آیا ہے یعنی

ایک بار ہر چیز کو صاف کرنا درست ہے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہو گئی لیکن امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ سب علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ نماز میں کنکریوں کو ہٹانا مکروہ ہے مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس میں کچھ خوف نہیں اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا۔

بَابُ بَسْطِ الثَّوْبِ فِي الصَّلَاةِ لِلسُّجُوْدِ.

نماز میں زمین پر سجدہ کرنے کے واسطے کپڑا بچھانے کا بیان یعنی اگر گرمی کی شدت سے زمین پر سجدہ نہ ہو سکے تو سجدہ کرنے کے واسطے زمین پر کپڑا بچھانا جائز ہے۔

١١٣٢ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ حَدَّثَنَا غَالِبٌ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ وَجْهَهُ مِنَ الْأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ.

١١٣٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سخت گرمی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے سو جب (شدت گرمی کے سبب سے) کسی کو زمین پر ماتھا رکھنا کی طاقت نہ ہوتی تو اپنا کپڑا زمین پر بچھاتا اور اس پر سجدہ کرتا۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ.

نماز میں قلیل یعنی تھوڑا کام کرنا جائز ہے۔

فائدہ: پہلے بابوں میں عمل قلیل کے جزئیات کا بیان ہے اور اس میں مجمل طور سے اس کا نماز میں جائز ہونا ثابت کیا ہے اور عمل کثیر کی تفسیر میں اختلاف ہے بعض فقہاء کہتے ہیں کہ عمل کثیر وہ ہے جس میں آدمی دونوں ہاتھ سے محتاج ہو جیسے کہ عمامے کا باندھنا اور کرتے کا پہننا اور تیر کا کمان سے چلانا وغیرہ ہے کہ اکثر عادت ان کاموں کی دونوں ہاتھ سے ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عمل کثیر وہ ہے جس کو نمازی بہت جانے اور اکثر علماء کے نزدیک مختار ہے کہ اگر کوئی دیکھنے والا اس کو دور سے دیکھے تو گمان کرے کہ یہ نماز میں نہیں ہے۔

١١٣٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَمُدُّ رِجْلِيْ فِيْ قِبْلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَرَفَعْتُهَا

١١٣٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اپنے پاؤں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ گاہ میں دراز کیا کرتی تھی اور آپ نماز پڑھتے تھے سو جب آپ سجدے میں جاتے تو مجھ کو ٹھوکر لگاتے سو میں اپنے پاؤں کو کھینچ لیتی اور جب آپ کھڑے ہوتے تو میں پاؤں کو دراز کر لیتی۔

فَإِذَا قَامَ مَدَدْتُهَا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ٹھوکر مارنا وغیرہ تھوڑا عمل ہے اس سے نماز باطل نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

١١٣٤ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى صَلَاةً قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ عَرَضَ لِيْ فَشَدَّ عَلَيَّ لِيَقْطَعَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ فَأَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْهُ فَذَعَتُّهُ وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُوْثِقَهُ إِلٰى سَارِيَةٍ حَتّٰى تُصْبِحُوْا فَتَنْظُرُوْا إِلَيْهِ فَذَكَرْتُ قَوْلَ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ﴾ فَرَدَّهُ اللّٰهُ خَاسِئًا.

١١٣٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی سو فرمایا کہ ایک شیطان رات کو میرے آگے گھس پڑا سو اس نے مجھ پر حملہ کیا کہ میری نماز کو توڑ دے سو اللہ نے اس کو میرے قابو میں کر دیا سو میں نے اس کو پکڑا اور اس کا گلا گھونٹا سو میں نے چاہا کہ اس کو مسجد کے ستون سے کسی ستون میں باندھ دوں تا کہ تم سب لوگ صبح کے وقت اس کو دیکھو پھر مجھ کو یاد آئی اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا وہ دعا یہ تھی کہ اے میرے رب! میری مغفرت کر اور دے مجھ کو ایسی بادشاہی کے میرے بعد پھر کسی کو ویسی نہ ملے سو اللہ نے اس کو دھکیل دیا دھتکار کے۔

فائدہ: جن اور دیو حضرت سلیمان علیہ السلام کے قابو میں تھے اور انہوں نے اللہ سے دعا مانگی تھی کہ ایسی بادشاہی میرے بعد کسی کو نہ ملے اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شیطان کو چھوڑ دیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پکڑنا اور دھکیل دینا تھوڑا عمل ہے اس سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی شخص اگرچہ ولی کامل ہو شیطان کے غلبے سے نڈر نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ اس مردود کی اتنی جرأت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی بے ادبی کو تیار ہوا تھا اللہ بچائے تو اس سے بچے آدمی بے چارے کی کیا طاقت ہے؟۔

بَابُ إِذَا انْفَلَتَتِ الدَّابَّةُ فِي الصَّلَاةِ. اگر نماز میں نمازی کی سواری کھل جائے تو کیا کرے؟۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اگر نماز کی حالت میں نمازی کی سواری کھل جائے تو اس کو نماز کا توڑ دینا اور اس کے پیچھے جانا بالاتفاق جائز ہے اور قاسم نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ اگر نماز کی حالت میں مسافر کی سواری کھل جائے اور تلف ہونے کا خوف ہو اور یا کسی لڑکے یا اندھے کے کنوئیں میں یا آگ میں گرنے کا خوف ہو اور یا اپنے مال و متاع کے تلف ہو جانے کا خوف ہو تو اس کے واسطے جائز ہے کہ نماز کو توڑ دے اور سواری کے پیچھے جائے یا اپنے مال کو بچائے اور ابن تین نے کہا کہ اگر مال قیمتی ہو تو نماز کو توڑنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

وَقَالَ قَتَادَةُ إِنْ أُخِذَ ثَوْبُهُ يَتْبَعُ السَّارِقَ وَيَدَعُ الصَّلَاةَ.

اور قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر نماز کی حالت میں نمازی کا کپڑا پکڑا جائے تو اس کو جائز ہے کہ چور کے پیچھے جائے اور نماز کو چھوڑ دے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر کسی لڑکے کو کنوئیں میں گرتا دیکھے تو واجب ہے کہ نماز کو توڑ ڈالے اور اس کو کنوئیں سے بچائے اور شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر نماز کی حالت میں کسی کا مال ظلم سے چھینا جائے تو خوف کی نماز کی طرح نماز پڑھے اور اسی طرح آگ یا سیلاب وغیرہ سے بھاگنے کے وقت بھی خوف کی نماز پڑھے اور جب کپڑے کے واسطے نماز کو توڑنا جائز ہے تو سواری کے واسطے بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس اثر کی باب سے۔

١١٣٥ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْأَزْرَقُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ كُنَّا بِالْأَهْوَازِ نُقَاتِلُ الْحَرُوْرِيَّةَ فَبَيْنَا أَنَا عَلٰى جُرُفِ نَهَرٍ إِذَا رَجُلٌ يُصَلِّيْ وَإِذَا لِجَامُ دَابَّتِهٖ بِيَدِهٖ فَجَعَلَتِ الدَّابَّةُ تُنَازِعُهُ وَجَعَلَ يَتْبَعُهَا قَالَ شُعْبَةُ هُوَ أَبُوْ بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْخَوَارِجِ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ افْعَلْ بِهٰذَا الشَّيْخِ فَلَمَّا انْصَرَفَ الشَّيْخُ قَالَ إِنِّيْ سَمِعْتُ قَوْلَكُمْ وَإِنِّيْ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ غَزَوَاتٍ أَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَوْ ثَمَانِيَ وَشَهِدْتُ تَيْسِيْرَهٗ وَإِنِّيْ إِنْ كُنْتُ أَنْ أَرْجِعَ مَعَ دَابَّتِيْ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَدَعَهَا تَرْجِعُ إِلٰى مَأْلَفِهَا فَيَشُقُّ عَلَيَّ.

١١٣٥۔ حضرت ازرق بن قیس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم اہواز (ایک شہر کا نام ہے فارس اور بصرے کے درمیان عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں فتح ہوا) میں خارجیوں سے لڑتے تھے سو جس حالت میں کہ میں ایک نہر کے کنارے پر کھڑا تھا سو اچانک دیکھا کہ ایک مرد نماز پڑھتا ہے اور اپنی سواری کی لگام اس کے ہاتھ میں ہے سو سواری اس کو اپنی طرف کھینچنے لگی اور وہ مرد اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا شعبہ (راوی) نے کہا کہ وہ ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ تھے سو ایک شخص خارجیوں میں سے کہنے لگا کہ الٰہی! اس بوڑھے کو اپنے فعل کی سزا دے کہ اس نے سواری کے واسطے نماز چھوڑ دی ہے سو جب وہ بوڑھا نماز پڑھ چکا تو کہا کہ بیشک میں نے تمہاری بات سنی اور بیشک میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چھ یا سات یا آٹھ جنگیں لڑیں ہیں اور آپ کی آسانی دیکھی کہ آپ احکام شرع میں نہایت آسانی کرتے تھے یعنی میں نے یہ کام شرع کے مخالف نہیں کیا بلکہ اس کو آپ سے دیکھا ہے اور اگر میں اپنی سواری کے ساتھ ساتھ پلٹ جاؤں تو مجھ کو بہت پسند ہے اس سے کہ اس کو چھوڑ دوں اور وہ اپنی چراگاہ میں چلی جائے اور مجھ پر مشکل پڑ

جائے اور میں گھر نہ پہنچ سکوں۔

فائدہ: ظاہر اس قصے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے نماز کو توڑا نہیں تھا جیسا کہ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی سواری قبلے کی طرف گزری انہوں نے چل کر سواری کو پکڑا اور ایڑیوں پر پیچھے ہٹے اس لیے کہ اگر انہوں نے نماز کو توڑ دیا ہوتا تو قبلے کی طرف پیٹھ کرنے کی کچھ پرواہ نہ کرتے سو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا چلنا بہت نہیں تھا اور یہ موافق ہے باب کی دوسری حدیث کو اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور پیچھے ہٹے اور نماز کو نہ توڑا پس ثابت ہوا کہ یہ تھوڑا کام ہے اور تھوڑا چلنا ہے اور اس میں قبلے کی طرف پیٹھ بھی نہیں پھیری پس نماز کو کچھ نقصان نہیں اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ کسی نے حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اگر نماز میں سواری کے چلے جانے کا خوف ہو تو کیا کیا جائے؟ اس نے جواب دیا کہ نماز چھوڑ کر سواری کو پکڑ لے پھر کہا گیا کہ باقی نماز کو پورا کرے یا ساری نماز کو پھر پڑھے؟ اس نے جواب دیا کہ اگر قبلے کی طرف پیٹھ پھیری ہو تو ساری نماز کو دوہرائے ورنہ باقی کو تمام کرے اور فقہاء کا اجماع ہے اس پر کہ نماز میں بہت چلنا اس کو باطل کر دیتا ہے سو ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی حدیث تھوڑے چلنے پر محمول ہو گی لیکن بعض فقہاء کہتے ہیں کہ ایڑیوں پر پیچھے ہٹنے کی صورت میں مطلق نماز فاسد نہیں ہوتی خواہ چلنا بہت قدم ہو یا تھوڑا ہو اس میں کچھ فرق نہیں اور قیاس اگرچہ فساد کو چاہتا ہے لیکن یہاں قیاس اس حدیث کے مقابلے میں متروک ہے اور ایسا ہی لکھا ہے امام محمد رحمہ اللہ نے سیر کبیر میں پھر باوجود اس اختلاف کے دعویٰ اجماع کا کیونکر تسلیم ہو سکتا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز کی حالت میں سواری کھل جائے تو اس کو چل کر پکڑنا جائز ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ جو ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ وہ اپنی چراگاہ کی طرف چلی جائے تو یہ قید باعتبار اکثر کے ہے ورنہ یہ بھی ممکن ہے کہ کہیں اور طرف چلی جائے اور بالکل گم ہو جائے پس اس میں مال کا ضائع کرنا ہے اور یہ جو اس نے کہا کہ میں نے آسانی دیکھی ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز کو توڑ کر سواری کے پیچھے چلا جائے تو جائز ہے اور اس میں دلیل ہے واسطے فقہاء کے کہ مال متاع وغیرہ جس چیز کے تلف ہو جانے کا خوف ہو اس کے واسطے نماز چھوڑ دینا جائز ہے۔

١١٣٦ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ سُوْرَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ بِسُوْرَةٍ أُخْرٰى ثُمَّ رَكَعَ

١١٣٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سورج میں گہن پڑا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو کھڑے ہوئے سو آپ نے لمبی سورت پڑھی پھر رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا پھر دوسری سورت شروع کی پھر رکوع کیا یہاں تک کہ اس کو ادا کیا اور سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا پھر فرمایا کہ سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں سے سو جب تم

حَتّٰی قَضَاهَا وَسَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ فِي الثَّانِيَةِ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوْا حَتّٰی يُفْرَجَ عَنْكُمْ لَقَدْ رَأَيْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُهٗ حَتّٰی لَقَدْ رَأَيْتُ أُرِيْدُ أَنْ اٰخُذَ قِطْفًا مِّنَ الْجَنَّةِ حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِيْ جَعَلْتُ أَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِيْ تَأَخَّرْتُ وَرَأَيْتُ فِيْهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ وَهُوَ الَّذِيْ سَيَّبَ السَّوَآئِبَ.

گہن کو دیکھا کرو تو نماز پڑھا کرو یہاں تک کہ وہ کھل جائے اور روشن ہو جائے اور میں نے اپنی اس جگہ میں ہر چیز کو دیکھا جس کا مجھ کو وعدہ دیا گیا تھا اور میں نے چاہا کہ بہشت سے انگور کا گچھا پکڑوں جب کہ تم نے مجھ کو دیکھا کہ میں آگے بڑھنے لگا تھا اور بیشک میں نے دوزخ کو دیکھا کہ اس کا بعض ٹکڑا بعض کو کچلے ڈالتا ہے جب کہ تم نے مجھ کو دیکھا کہ میں پیچھے ہٹا اور میں نے اس میں عمرو بن لحی کو دیکھا کہ (اپنی انتڑیاں گھسیٹتے پھرتا ہے) اور یہ شخص وہ ہے جس نے اول سانڈھ چھوڑنے کی رسم نکالی تھی۔

فائدہ: عمرو بن عامر حضرت ﷺ سے تین سو برس آگے تھا بتوں کے نام پر سانڈھ چھوڑنے کی رسم اس نے نکالی تھی اس واسطے ایسے سخت عذاب میں گرفتار ہوا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں تھوڑا سا آگے بڑھنا یا پیچھے ہٹنا جائز ہے اس سے نماز باطل نہیں ہوتی پس جس شخص کی سواری نماز میں کھل جائے اس کو بھی اس کے قابو کرنے کے واسطے آگے پیچھے ہٹنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْبُصَاقِ وَالنَّفْخِ فِي الصَّلَاةِ.

نماز میں بعض قسم کا تھوکنا اور پھونکنا جائز ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ ان دونوں کے درمیان وجہ مساوات کی یہ ہے کہ اکثر اوقات ان سے دو حرف پیدا ہوتے ہیں اور وہ ادنیٰ درجہ اس کا ہے جس سے کلام بنتی ہے اور بخاری نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ بعض قسم کی تھوک اور اف اف جائز ہے اور بعض قسم کی جائز نہیں سو احتمال ہے کہ اس کے نزدیک جائز وہ قسم ہو جس سے کلام مفہوم نہ ہو سکے اور ناجائز وہ قسم ہے جس سے کلام مفہوم ہو سکے۔

وَيُذْكَرُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو نَفَخَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سُجُوْدِهٖ فِيْ كُسُوْفٍ.

اور ذکر کیا جاتا ہے عبداللہ بن عمرو سے کہ حضرت ﷺ نے گہن کی نماز کے سجدے میں پھونک ماری۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ نماز کے اندر پھونکنے میں علماء کو اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ نماز میں نفخ کرنا مکروہ ہے لیکن اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی یہ روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف اور اشہب اور احمد اور اسحاق کا اور بعض کہتے ہیں کہ جیسے کلام سے نماز ٹوٹ جاتی ہے ویسے ہی نفخ سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے

یہ قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے مدونہ (بڑی کتب) میں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی آواز سنی جائے تو بمنزلہ کلام کے ہے اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے ورنہ نہیں یہ قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری اور محمد کا ہے لیکن پہلے قول کو ترجیح ہے اس لیے کہ نفخ کے حروف بصاق کے حروف سے زیادہ نہیں ہیں اور سب کا اتفاق ہے اس پر کہ نماز میں تھوکنا جائز ہے سو یہ دلیل ہے اس پر کہ نماز میں نفخ بھی جائز ہے اس لیے کہ ان دونوں میں کچھ فرق نہیں اسی واسطے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں دونوں کو اکٹھا ذکر کیا ہے اور شافعیہ کے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ اگر اس سے دو حرف ظاہر ہوں تو نماز باطل ہو جاتی ہے ورنہ نہیں اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو ابن ابی شیبہ نے اسناد جید کے ساتھ روایت کی ہے کہ نفخ کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے گہن کی نماز میں نفخ کیا پس یہ روایت اس کے معارض ہے پس حدیث فساد کی اس پر محمول ہے جب کہ کلام ظاہر ہو اور سنی جائے لیکن اس پر یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ اس تعلیق کے بعض طریقوں میں یہ آیا ہے کہ آپ نے آخر مسجد میں اُف اُف کیا تو گویا کہ نفخ کو اس کے ساتھ تفسیر کیا ہے پس یہ صریح دلیل ہے اس پر کہ نفخ سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے اور بیہقی نے اشارہ کیا ہے کہ نماز میں نفخ کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا لیکن یہ مردود ہے ساتھ اس کے کہ بغیر دلیل کے خاصہ ثابت نہیں ہوسکتا ہے اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ ہنسنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے خواہ ایک حرف ظاہر ہو خواہ دو حرف ظاہر ہوں اور ہنسنے اور رونے میں فرق یہ ہے کہ ہنسنے سے نماز کی حرمت اور عزت جاتی رہتی ہے بخلاف رونے کے کہ اس سے نماز کی حرمت نہیں جاتی ہے اسی واسطے حنفیہ نے کہا ہے کہ اگر رونا اللہ کے خوف سے ہو تو اس سے نماز مطلق باطل نہیں ہوتی، واللہ اعلم۔

١١٣٧ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَتَغَيَّظَ عَلَى أَهْلِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ أَحَدِكُمْ فَإِذَا كَانَ فِي صَلَاتِهِ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَوْ قَالَ لَا يَتَنَخَّعَنَّ ثُمَّ نَزَلَ فَحَتَّهَا بِيَدِهِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا بَزَقَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْزُقْ عَلَى يَسَارِهِ.

١١٣٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلے کی دیوار میں تھوک لگا دیکھا سو آپ مسجد والوں پر بہت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تمہارے سامنے ہے سو جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں ہو تو نہ تھوکے یا فرمایا کہ کھنکار کے نہ تھوکے یعنی اپنے منہ کے سامنے کہ اللہ کا قبلہ ہے اس کے روبرو۔ پھر آپ اترے اور اس کو کھرچ ڈالا یعنی ٹھیکری کے ساتھ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب کوئی تھوکے تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تھوکے۔

١١٣٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا

١١٣٨۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَلٰكِنْ عَنْ شِمَالِهِ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں ہوتو وہ اپنے رب سے عرض معروض کرتا ہے سو نہ تھوکے اپنے سامنے اور نہ اپنے دائیں طرف لیکن اپنی بائیں طرف بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں تھوکنا جائز ہے بشرطیکہ اس سے کوئی کلام مفہوم نہ ہو سکے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ مَنْ صَفَّقَ جَاهِلًا مِّنَ الرِّجَالِ فِيْ صَلَاتِهِ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُ.

اگر کوئی مرد نماز میں تالی بجائے اور اس کے حکم کو نہ جانتا ہوتو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔

فائدہ: باب التصفیق للنساء میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ تالی بجانا عورتوں کو چاہیے اور مرد سبحان اللہ کہیں لیکن اگر کوئی مرد اس حکم کو نہ جانتا ہو اور نماز میں نادانستہ تالی بجائے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی ہے اور اسی طرح اگر کوئی عورت نماز میں نادانستہ سبحان اللہ کہے تو اس کی نماز بھی فاسد نہیں ہوتی ہے۔

فِيْهِ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور دلیل اس کی اس باب میں وہ حدیث ہے جو سہل رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔

فائدہ: جیسا کہ باب ما یجوز من التسبیح ...... الخ میں پہلے گزر چکی ہے اس لیے کہ جن مردوں نے نماز میں تالیاں بجائی تھیں حضرت ﷺ نے ان کو نماز دوہرانے کا حکم نہیں فرمایا اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے لیکن جاہل کی قید لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دیدہ دانستہ مرد تالی بجائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

بَابُ إِذَا قِيْلَ لِلْمُصَلِّيْ تَقَدَّمْ أَوِ انْتَظِرْ فَانْتَظَرَ فَلَا بَأْسَ.

اگر کسی نمازی کو کہا جائے کہ تو دوسرے نمازی سے سبقت کر اور یا کہا جائے کہ انتظار کر اور وہ انتظار کرے تو کچھ ڈر نہیں اور اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

١١٣٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ عَاقِدُوْ

١١٣٩۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اس حال میں کہ وہ اپنے تہ بند گردنوں پر باندھے ہوتے تھے چھوٹے ہونے کے سبب سے سو عورتوں کو کہا گیا کہ اپنے سروں کو سجدے سے

أُزُرِهِمْ مِّنَ الصِّغَرِ عَلٰى رِقَابِهِمْ فَقِيلَ لِلنِّسَآءِ لَا تَرْفَعْنَ رُءُ وْسَكُنَّ حَتّٰى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوْسًا.

مت اٹھایا کرو یہاں تک کہ مرد سیدھے ہو کر بیٹھ جائیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کے ارکان میں ایک دوسرے سے تقدیم وتاخیر کرنا اور ایک دوسرے کے فعل کا انتظار کرنا جائز ہے اس سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے اس لیے کہ آپ نے عورتوں کو مردوں کا انتظار کرنے کا حکم دیا اور یہ مستلزم ہے اس بات کو کہ مرد تقدیم کریں اور عورتیں اُن سے تاخیر کریں یعنی مرد پہلے سر اٹھائیں اور عورتیں پیچھے سر اٹھائیں اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقتدی کا فعل امام سے پیچھے واقع ہونا جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ ہر فعل میں امام کے ساتھ برابر رہے تقدیم وتاخیر نہ کرے اور یہ کہ بعض افعال میں بعض مقتدیوں کا بعض سے پیش دستی کرنا یعنی اپنے فعل کو دوسرے ساتھی سے پہلے ادا کرنا جائز ہے اور یہ کہ غیر کے حق کے واسطے نماز میں انتظار کرنا جائز ہے اور یہ کہ اگر امام رکوع میں باہر سے آنے والے کا انتظار کرے کہ رکوع کو پالے تو جائز ہے اور اسی طرح التحیات میں بھی باہر سے آنے والے کا انتظار کرنا جائز ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ لَا يَرُدُّ السَّلَامَ فِي الصَّلَاةِ.

نماز میں سلام کا جواب نہ دے کہ وہ کلام ہے۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک شخص نماز کے اندر ہو اور دوسرا کوئی آدمی باہر سے آ کر اس کو سلام کہے تو یہ سلام کہنا اس کا جائز ہے یا مکروہ ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جائز ہے اور یہی ہے قول جمہور علماء کا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مدونہ کی روایت یہی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مکروہ ہے یہ قول جابر رضی اللہ عنہ کا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں عطاء اور شعبی اور ایک قول مالک کا بھی یہی ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ نمازی کو سلام کہنا لائق نہیں اور یہی ہے قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور نیز جو لوگ کہ سلام کہنے کو جائز رکھتے ہیں ان میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ جب نماز سے فارغ ہو تو اس وقت سلام کا جواب دے اور بعض کہتے ہیں کہ نماز کے اندر بھی اشارے سے اس کا جواب دے۔

١١٤٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنْتُ أُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيَّ فَلَمَّا رَجَعْنَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ إِنَّ

١١٤٠۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں سلام کیا کرتا تھا اور آپ مجھ کو جواب دیا کرتے تھے یعنی وعلیکم السلام کہتے تھے سو جب ہم حبش کے سفر سے پلٹ کر آئے تو میں نے آپ کو سلام کیا سو آپ نے مجھ کو جواب نہ دیا اور فرمایا کہ بیشک نماز میں تو ایک بڑا شغل ہے یعنی نماز میں نماز کے سوا اور کوئی بات نہیں

فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا.

کرنی چاہیے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں سلام کا جواب دینا درست نہیں ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے۔

١١٤١ - حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا كَثِيْرُ بْنُ شِنْظِيْرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَاجَةٍ لَّهُ فَانْطَلَقْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَقَدْ قَضَيْتُهَا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَوَقَعَ فِيْ قَلْبِيْ مَا اللّٰهُ أَعْلَمُ بِهِ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ لَعَلَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلَيَّ أَنِّيْ أَبْطَأْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَوَقَعَ فِيْ قَلْبِيْ أَشَدُّ مِنَ الْمَرَّةِ الْأُوْلٰى ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ فَقَالَ إِنَّمَا مَنَعَنِيْ أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ أَنِّيْ كُنْتُ أُصَلِّيْ وَكَانَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ مُتَوَجِّهًا إِلٰى غَيْرِ الْقِبْلَةِ.

١١٤١۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنے ایک کام میں بھیجا سو میں اس میں گیا اور اس کو ادا کر کے پلٹ آیا اور آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا سو آپ نے مجھ کو جواب نہ دیا سو میرے جی میں ایسا رنج ہوا کہ اس کو اللہ ہی جانتا ہے یعنی اس سے مجھ کو کمال رنج ہوا سو میں نے اپنے دل میں کہا کہ شاید آپ مجھ پر غصے ہوئے ہیں اس سبب سے کہ میں نے آپ پر دیر کی پھر میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے پھر مجھ کو جواب نہ دیا سو میرے دل میں پہلی بار سے بھی زیادہ رنج ہوا پھر میں نے آپ کو سلام کیا سو آپ نے مجھ کو جواب دیا اور فرمایا کہ مجھ کو تیرے جواب سے تو صرف اسی نے منع کیا ہے کہ میں نماز پڑھتا تھا اور آپ سواری پر قبلے کے سوا اور طرف منہ کیے ہوئے جا رہے تھے۔

فائدہ: صحیح مسلم کی روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اشارے سے جواب دیا سو جابر رضی اللہ عنہ کا یہ قول (کہ آپ نے مجھ کو جواب نہ دیا) اس پر محمول ہے کہ آپ نے اپنی زبان سے اس کا جواب نہ دیا بلکہ ہاتھ سے اشارہ کیا پس اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں سلام کا جواب دینا یعنی زبان سے وعلیکم السلام کہنا درست نہیں اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ رَفْعِ الْأَيْدِيْ فِي الصَّلَاةِ لِأَمْرٍ يَّنْزِلُ بِهِ.

نماز میں کسی امر حادث کے واسطے ہاتھ اٹھانے کا بیان یعنی نماز میں اگر کوئی ضرورت پیش آئے تو اس کے واسطے ہاتھ اٹھانے جائز ہیں۔

١١٤٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِقُبَاءٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِيْ أُنَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهٖ فَحُبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَجَآءَ بِلَالٌ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حُبِسَ وَقَدْ حَانَتِ الصَّلَاةُ فَهَلْ لَّكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ قَالَ نَعَمْ إِنْ شِئْتُمْ فَأَقَامَ بِلَالٌ الصَّلَاةَ وَتَقَدَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَبَّرَ لِلنَّاسِ وَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ فِي الصُّفُوْفِ يَشُقُّهَا شَقًّا حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ فَأَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيْحِ قَالَ سَهْلٌ التَّصْفِيْحُ هُوَ التَّصْفِيْقُ قَالَ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَلْتَفِتُ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ الْتَفَتَ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ يَأْمُرُهٗ أَنْ يُّصَلِّيَ فَرَفَعَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَآءَهٗ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَا لَكُمْ حِيْنَ نَابَكُمْ

١١٤٢۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ بنی عمرو کے درمیان (جو قباء میں رہتے تھے) کچھ عداوت ہے سو آپ اپنے کئی اصحاب کے ساتھ ان میں صلح کرانے کو گئے سو وہاں آپ کو کسی سبب سے دیر ہوگئی اور نماز کا وقت آیا سو بلال رضی اللہ عنہ صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابو بکر! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں رک گئے اور نماز کا وقت آ گیا سو کیا تو لوگوں کو نماز پڑھا سکتا ہے؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں اگر تم چاہو تو پڑھا سکتا ہوں سو بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی تکبیر کہی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لوگوں کے امام بنے اور تکبیر کہہ کر نماز شروع کی اور پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صفوں کو چیرتے گئے یہاں تک کہ پہلی صف میں نماز کی نیت کر کے کھڑے ہوئے سو لوگوں نے تالیاں بجانی شروع کیں تاکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے خبردار ہو جائیں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ عادت تھی کہ نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے سو جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نظر کی سو ناگہاں دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صف میں کھڑے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اشارہ کیا حکم کرتے تھے کہ وہیں ٹھہرے رہو اور لوگوں کی امامت کیے جاؤ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر ادا کیا پھر اپنی ایڑیوں پر پیچھے ہٹے یہاں تک کہ پہلی صف میں کھڑے ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو! تمہارا کیا حال ہے کہ جب تم کو نماز میں ضرورت ظاہر ہوئی تو تم نے تالی بجانی شروع کی

شَیْءٌ فِی الصَّلَاةِ اَخَذْتُمْ بِالتَّصْفِیْحِ إِنَّمَا التَّصْفِیْحُ لِلنِّسَآءِ مَنْ نَابَهٗ شَیْءٌ فِیْ صَلَاتِهٖ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلٰی أَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ یَا اَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّیَ لِلنَّاسِ حِیْنَ اَشَرْتُ إِلَیْكَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَا كَانَ یَنْبَغِیْ لِابْنِ اَبِیْ قُحَافَةَ اَنْ یُّصَلِّیَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

تالی مارنی تو صرف عورتوں کو چاہیے جس کو نماز میں کوئی ضرورت ظاہر ہو تو چاہیے کہ بلند آواز سے سبحان اللہ کہے پھر آپ صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے ابو بکر! کس چیز نے تجھ کو روکا لوگوں کے نماز پڑھانے سے جب کہ میں نے تجھ کو اشارہ کیا تھا سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ ابو قحافہ کے بیٹے کو یہ لائق نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے امام بنے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں دعا وغیرہ کے واسطے ہاتھ اٹھانے جائز ہیں اس سے نماز باطل نہیں ہوتی اگرچہ بے موقع ہو اس لیے کہ وہ ہیئت اطاعت اور فرمانبرداری کی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس پر برقرار رکھا اور منع نہ فرمایا اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ الْخَصْرِ فِی الصَّلَاةِ. نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے کا بیان۔

فائدہ: نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے جمہور کے نزدیک مکروہ ہیں اور اہل ظاہر کے نزدیک حرام ہیں اور ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں یہود کے ساتھ تشبہ ہوتا ہے کہ وہ نماز اس طرح پڑھتے ہیں اور یہ طریقہ متکبروں کا ہے اور یا یہ دوزخ والوں کے آرام کی شکل ہے اور یا یہ شیطان کے ساتھ تشبیہ ہے کہ وہ زمین پر اسی شکل سے آیا تھا، واللہ اعلم۔

١١٤٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نُهِیَ عَنِ الْخَصْرِ فِی الصَّلَاةِ وَقَالَ هِشَامٌ وَأَبُوْ هِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

۱۱۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا منع ہے۔

١١٤٤ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ حَدَّثَنَا یَحْیٰی حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّصَلِّیَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا.

۱۱۴۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس سے کہ آدمی کوکھ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھے۔

بَابُ يُفَكِّرُ الرَّجُلُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنِّيْ لَأُجَهِّزُ جَيْشِيْ وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ.

نماز میں کسی چیز کا فکر کرنا اور سوچنا جائز ہے یعنی اس واسطے کہ اس سے بچنا ممکن نہیں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں نماز میں لشکر تیار کرتا ہوں اور فکر کرتا ہوں کہ اس کو کسی طرف بھیجوں۔

فائدہ: ایک روایت میں اس سے یہ بھی آیا ہے کہ میں بحرین کے جزیہ کا حساب کرتا ہوں اور حالانکہ میں نماز میں ہوتا ہوں اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز پڑھی اور اس میں قرأت نہ پڑھی سو جب نماز پڑھ چکے تو لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ نے قرأت نہیں پڑھی فرمایا کہ میں ایک قافلے کے خیال میں تھا جس کو میں نے مدینے سے تیار کیا یہاں تک کہ میں شام میں داخل ہوا پھر نماز کو دوہرایا اور قرأت بھی پھر پڑھی لیکن یہ دوہرانا نماز کا واسطے ترک قرأت کے تھا نہ اس واسطے کہ وہ فکر میں مستغرق تھے۔

فائدہ: پس اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں کسی چیز کا سوچنا اور فکر کرنا جائز ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اگرچہ فکر اور خیال میں کیسا ہی غرق ہو اور یہی وجہ ہے مطابقت اس اثر کی باب سے۔

١١٤٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا عُمَرُ هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ سَرِيْعًا دَخَلَ عَلٰى بَعْضِ نِسَآئِهٖ ثُمَّ خَرَجَ وَرَاٰى مَا فِيْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ مِنْ تَعَجُّبِهِمْ لِسُرْعَتِهٖ فَقَالَ ذَكَرْتُ وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ تِبْرًا عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ أَنْ يُّمْسِيَ أَوْ يَبِيْتَ عِنْدَنَا فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهٖ.

١١٤٥۔ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی سو جب آپ نے سلام پھیرا تو جلدی سے کھڑے ہوئے اور اپنی ایک بیوی کے پاس گئے پھر باہر تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگوں کو آپ کے جلدی جانے سے تعجب ہوا ہے سو فرمایا کہ مجھ کو نماز میں یاد پڑ گیا کہ ایک ٹکڑا چاندی کا جو ہمارے گھر میں تھا صدقہ سے سو میں نے مکروہ جانا کہ وہ رات کو ہمارے پاس رہے سو میں نے اس کے تقسیم کرنے کا حکم دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں کسی چیز کا فکر کرنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

١١٤٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرٍ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُوْ

١١٤٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُذِّنَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِيْنَ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ أَقْبَلَ فَإِذَا ثُوِّبَ أَدْبَرَ فَإِذَا سَكَتَ أَقْبَلَ فَلَا يَزَالُ بِالْمَرْءِ يَقُوْلُ لَهُ اذْكُرْ مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى لَا يَدْرِيَ كَمْ صَلّٰى قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِذَا فَعَلَ أَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ وَسَمِعَهُ أَبُوْ سَلَمَةَ مِنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے گوز کرتا ہوا تا کہ اذان کو نہ سنے اور جب مؤذن تکبیر سے چپ ہو جاتا ہے تو پھر سامنے آتا ہے اور جب تکبیر کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور جب مؤذن تکبیر سے چپ ہو جائے تو پھر سامنے آتا ہے سو ہمیشہ نمازی کے ساتھ لگا رہتا ہے اس کو کہتا ہے کہ یاد کر وہ چیز جس کو وہ یاد نہیں کر سکتا تھا یعنی بھولی ہوئی چیز اس کو یاد دلا دیتا ہے یہاں تک کہ نہیں جانتا آدمی کہ کتنی نماز پڑھی اور کتنی باقی رہی یعنی اس کو نماز میں شک پڑ جاتا ہے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب کوئی اس طرح کا فکر کرے کہ نماز میں شک پڑ جائے تو دو سجدے سہو کے بیٹھ کر کرے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں فکر کرنا اور سوچنا نماز کو نقصان نہیں پہنچاتا بشرطیکہ اس کا کوئی رکن ترک نہ کرے اس لیے کہ اس حدیث میں صریح موجود ہے کہ آدمی فکر کرتے کرتے ایسا ہو جاتا ہے کہ نہیں جانتا کہ کتنی نماز پڑھی دو رکعت یا تین رکعت پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

۱۱۴۷ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ قَالَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ النَّاسُ أَكْثَرَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَلَقِيْتُ رَجُلًا فَقُلْتُ بِمَا قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَارِحَةَ فِي الْعَتَمَةِ فَقَالَ لَا أَدْرِيْ فَقُلْتُ أَلَمْ تَشْهَدْهَا قَالَ بَلٰى قُلْتُ لٰكِنْ أَنَا أَدْرِيْ قَرَأَ سُوْرَةَ كَذَا وَكَذَا.

۱۱۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ کہتے ہیں یعنی بوجہ طعن کے کہ ابو ہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے سو میں ایک مرد کو ملا سو میں نے اس سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج رات کو عشاء کی نماز میں کون کون سی سورت پڑھتے تھے اس نے کہا میں نہیں جانتا سو میں نے کہا کہ کیا تو عشاء میں حاضر نہیں تھا؟ اس نے کہا ہاں حاضر تھا میں نے کہا لیکن میں تو جانتا ہوں کہ آپ نے فلانی فلانی سورت پڑھی تھی۔

فائدہ: ظاہر ہے کہ اس مرد کو سورتیں اس واسطے یاد نہ رہیں کہ وہ نماز کے سوا کسی اور کام کے خیال میں رہا اور اس کا دل کسی اور طرف لگا ہوا تھا پس معلوم ہوا کہ نماز میں نماز کے سوا کسی اور کام میں فکر کرنا جائز ہے اور عدم حضور اور قرأت کی طرف نہ توجہ کرنے سے نماز کو نقصان نہیں ہوتا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّهْوِ إِذَا قَامَ مِنْ رَكْعَتَي الْفَرِيضَةِ.

ان حدیثوں کا بیان جو سہو کے باب میں آئی ہیں جب کہ نمازی چار فرضوں سے دو رکعتیں پڑھ کر کھڑا ہو اور درمیان میں التحیات کے لیے نہ بیٹھے۔

فائدہ: سہو کا معنی ہے غفلت اور بے خبری اور دل کا دوسری طرف لگ جانا' جاننا چاہیے کہ سجدہ سہو کے باب میں علماء کو اختلاف ہے شافعیہ کہتے ہیں کہ سہو کے سب سجدے سنت ہیں اور مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر نماز سے کوئی چیز کم ہو تو سجدہ سہو کا واجب ہے اور اگر نماز میں کوئی چیز زیادہ ہو جائے تو سجدہ سہو کا واجب نہیں اور حنبلیہ کہتے ہیں کہ اگر سوائے ارکان کے اور واجبات کو ترک کرے تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر سنن قولیہ کو ترک کرے تو واجب نہیں اور اسی طرح اگر کسی ایسے فعل یا قول کو ترک کرے جس کا عمدًا کرنا نماز کو باطل کر دیتا ہے تو اس میں بھی سجدہ سہو کا واجب ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ سجدے سہو کے سب واجب ہیں اور دلیل ان کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو ابواب القبلہ میں مذکور ہو چکی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ چاہیے کہ دو سجدے سہو کے کرے اور امر واسطے وجوب کے ہوتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بھی سجدہ کرنا ثابت ہے اور نماز میں آپ کے افعال واسطے بیان کے ہیں اور بیان واجب کا واجب ہے۔ (فتح)

١١٤٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ مِنْ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ قَبْلَ التَّسْلِيمِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ سَلَّمَ.

١١٤٨۔ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بعض نمازوں سے دو رکعتیں پڑھائیں یعنی فرضوں سے پھر کھڑے ہوئے سو جب نماز ادا کر چکے یعنی پچھلا التحیات پڑھ چکے اور ہم آپ کے سلام کے منتظر ہوئے تو آپ نے تکبیر کہی سلام سے پہلے اور دو سجدے سہو کے بیٹھ کر کیے پھر سلام پھیرا۔

١١٤٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنِ اثْنَتَيْنِ مِنَ

١١٤٩۔ حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے چار فرضوں سے دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوئے اور ان کے درمیان التحیات کے لیے نہ بیٹھے سو جب نماز ادا کر چکے تو سہو کے دو سجدے کیے پھر بعد اس کے سلام پھیرا۔

الظُّهرِ لَمْ يَجلِسْ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ
سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص چار فرضوں سے دو رکعتیں پڑھ کر کھڑا ہو جائے اور درمیان کا التحیات پڑھنا بھول جائے تو اس کے بدلے دو سجدے سہو کے سلام سے پہلے اور یہی وجہ ہے مطابق اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سہو کے واسطے دو سجدے کرے ایک پر اکتفا نہ کرے اور اگر فقط ایک ہی سجدہ کرے تو اس میں تفصیل ہے اگر بھول سے کرے تو نماز درست ہے اور اگر عمداً کرے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سب تکبیروں کی طرح اس میں بھی تکبیر پکار کر کہی جائے اور یہ کہ دونوں سجدوں کے درمیان جلسے سے فاصلہ کیا جائے اور یہ کہ اگر نماز میں کئی بار سہو ہو جائے تو سب کے بدلے فقط دو سجدے کافی ہیں ہر سہو کے واسطے علیحدہ دو سجدے کرنے ضروری نہیں اس لیے کہ اس واقعہ میں آپ سے دو چیزیں فوت ہوئیں ایک قعدہ اور ایک التحیات پڑھنا اور یہ بات معلوم ہے کہ اگر نمازی دونوں سے ایک چیز کو بھول جائے تو اس کے واسطے بھی سجدہ سہو کا کیا جاتا ہے لیکن آپ سے منقول نہیں کہ آپ نے اس واقعہ میں دو سے زیادہ سجدے کیے ہوں پس معلوم ہوا کہ کئی سہو کے واسطے دو سجدے کرنے کافی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ سجدہ فقط سہو کے ساتھ خاص ہے عمداً میں سہو نہیں سو اگر عمداً کسی ایسی چیز کو ترک کرے جو سجدے سہو سے پوری ہو سکتی ہو تو وہ سجدہ نہ کرے اس لیے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں اتنا لفظ زیادہ کیا ہے کہ آپ نے فراموش شدہ التحیات کے بدلے دو سجدے کیے اور یہی ہے قول جمہور کا اور ترجیح دی ہے اس کو امام غزالی اور بعض شافعیہ نے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مقتدی بھی امام کے ساتھ سہو کا سجدہ کرے اگرچہ مقتدی کو سہو نہ ہوا ہو اور ابن حزم نے اس میں اجماع نقل کیا ہے لیکن بعض نے اس سے اس صورت کو مستثنیٰ کیا ہے کہ اگر ظاہر ہو جائے کہ امام بے وضو ہے تو مقتدی اس کے ساتھ سجدہ نہ کرے اور ابن سیرین نے مسبوق کو بھی اس سے مستثنیٰ کیا ہے اور یہ کہ پہلا التحیات واجب نہیں **وقد تقدم بحثه فی اواخر صفة الصلوٰة** اور یہ کہ اگر سجدہ سہو سلام سے پہلے کرے تو اس کے بعد التحیات نہیں اور یہ کہ جو شخص پہلے التحیات سے بھول کر سیدھا کھڑا ہو جائے اور کھڑا ہو کر سہو کو یاد کرے تو پھر التحیات کی طرف نہ پلٹے بلکہ کھڑا رہے اس لیے کہ حضرت ﷺ سہو سے کھڑے ہوئے اور لوگوں نے پیچھے سے سبحان اللہ کہا مگر پھر بھی آپ کھڑے رہے التحیات کی طرف نہ پھرے اور ابوداؤد وغیرہ کی ایک روایت میں صریح آ چکا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی سیدھا کھڑے ہونے سے پہلے یاد کرے تو بیٹھ جائے اور اگر سیدھا کھڑے ہونے کے بعد یاد کرے تو نہ بیٹھے اور یہی ہے مذہب جمہور کا اور یہی مختار ہے نزدیک حنفیہ کے اور اگر سیدھا کھڑے ہونے کے بعد عمداً جان کر التحیات کی طرف رجوع کرے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے یہ قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور جمہور کے نزدیک باطل نہیں ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سجدہ سہو

کی جگہ اخیر نماز کا ہے سو اگر التحیات پڑھنے سے پہلے سجدہ سہو کا کرے تو جمہور کے نزدیک اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے، واللہ اعلم۔ اور اس حدیث میں رد ہے حنفیہ پر کہ وہ کہتے ہیں کہ سب سجدے سہو کے سلام کے بعد ہیں، کما سیأتی اور اس حدیث سے بعض نے دلیل پکڑی ہے کہ سلام نماز میں داخل نہیں یہاں تک کہ اگر التحیات کے بعد سلام سے پہلے وضو ٹوٹ جائے تو نماز پوری ہو جاتی ہے یہ قول بعض صحابہ اور تابعین کا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سو جواب اس کا یہ ہے کہ چونکہ سلام نماز سے حلال ہونے کے واسطے مقرر ہے تو جب نمازی یہاں پہنچا تو گویا کہ وہ نماز سے فارغ ہو گیا جیسا کہ دوسری حدیث میں اتنا لفظ زیادہ آ چکا ہے کہ جب نماز سے فارغ ہوئے سوائے اس کے کہ سلام پھیریں تو سہو کے دو سجدے کیے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے پس معلوم ہوا کہ سلام بھی نماز میں داخل ہے اور یہ جو اس حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے سہو کے دو سجدے سلام سے پہلے کیے تو اس کی بعض لوگ یہ تاویل کرتے ہیں کہ آپ کو اس میں بھی سہو ہو گیا تھا اور یا مراد دونوں سجدوں سے نماز کے دو سجدے ہیں اور یا سلام سے مراد دوسری سلام ہے کہ سجدہ سہو کے بعد پھیرے سو جواب اس کا یہ ہے کہ اس حدیث میں صریح موجود ہے کہ ہم آپ کے سلام کے منتظر ہوئے پس یہ دلیل ہے اس پر کہ یہ تاویل باطل ہے اور مردود ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ إِذَا صَلَّى خَمْسًا. اگر کوئی بھول کر چار فرضوں کے بدلے پانچ رکعتیں پڑھ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ علماء کو اس میں اختلاف ہے کہ سجدہ سہو کا سلام سے پہلے کرے یا بعد میں کرے سو بعض کہتے ہیں کہ اگر نماز میں کوئی چیز کم ہو جائے تو سجدہ سہو کا سلام سے پہلے کرے اور اگر کوئی چیز اس میں زیادہ ہو جائے تو سجدہ سہو کا بعد سلام کے کرے اور یہی قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور مزنی اور ابو ثور کا اور بعضوں نے کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ یہی قول اولیٰ ہے کہ اس سے سب حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے لیکن امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ فرق صحیح نہیں اس لیے کہ ذی الیدین کے قصے میں سجدہ سہو کا سلام سے پیچھے واقع ہوا ہے حالانکہ وہ بھی نقصان کی وجہ سے تھا اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہر حدیث کو اپنے مورد میں استعمال کیا جائے یعنی جس جگہ سجدہ سہو کا سلام سے پہلے واقع ہوا ہے وہاں پہلے کیا جائے اور جہاں پیچھے واقع ہوا ہے وہاں پیچھے کیا جائے اور جس میں کوئی حدیث وارد نہیں ہوئی وہاں سلام سے پہلے کیا جائے اور فرمایا کہ اگر سلام سے پیچھے سجدہ کرنے کی حدیث نہ ہوتی تو میں سب کو سلام سے پہلے کہتا اس لیے کہ وہ نماز میں داخل ہے پس سلام سے پہلے چاہیے اور اسحاق کا بھی یہی مذہب ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ جس صورت میں کوئی حدیث وارد نہیں ہوئی وہاں کمی بیشی میں فرق کیا جائے اور یہ قول سب قولوں میں زیادہ تر معتدل ہے اور بعضوں نے کہا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول اس باب میں زیادہ تر قوی ہے اور داؤد ظاہری نے کہا کہ پانچ جگہوں کے سوا جن میں آپ نے سجدہ کیا اور کسی جگہ سجدہ کرنا

درست نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سہو کے سب سجدے سلام سے پہلے کیے جائیں اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنی نماز میں شک کرے سو نہ جانے کہ کتنی پڑھی ہے تو شک کو چھوڑ دے اور یقین پر بنا کرے پھر دو سجدے کرے سلام کرنے سے پہلے الخ اور حنفیہ کے نزدیک سب سجدے سہو کے بعد سلام کے ہیں اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو ابواب القبلہ میں پہلے گزر چکی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاہیے کہ سلام پھیرے پھر دو سجدے کرے مگر یہ سب اختلاف افضلیت اور اولیت میں ہے اصل جواز میں کسی کے اختلاف نہیں یعنی خواہ سجدہ سہو کا سلام سے پہلے کرے یا پیچھے کرے ہر طور سے جائز ہے اور امام ماوردی نے کہا کہ جواز پر سب کا اجماع ہے اور اسی طرح کہا ہے امام نووی رحمہ اللہ نے لیکن افضلیت میں اختلاف ہے بعض کسی کو افضل کہتے ہیں اور بعض کسی کو افضل کہتے ہیں اور بعضوں نے ان دونوں حدیثوں میں اس طور سے تطبیق دی ہے کہ یہ دو حالتوں پر محمول ہے یعنی کبھی سجدہ سہو کا سلام سے پہلے کرے اور کبھی پیچھے کرے اور بیہقی نے کہا کہ اختیار ہے خواہ پہلے کرے خواہ پیچھے کرے اور بعض حنفیہ سے بعض صورتوں میں نماز کا باطل ہونا بھی منقول ہے لیکن یہ اختلاف ان کا اجماع مذکور کے مخالف نہیں اس لیے کہ ممکن ہے کہ یہ اقوال ان کے اس اجماع کے بعد واقع ہوئے ہوں پس اس سے اجماع میں قدح لازم نہیں آتا اور ابن خزیمہ نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث عراق والوں کے واسطے دلیل نہیں ہو سکتی اس لیے کہ وہ اس کے خود مخالف ہیں کہتے ہیں کہ اگر نمازی چوتھی رکعت میں التحیات کا قدر پڑھ کر اٹھ کھڑا ہو اور سلام پھیرنا بھول جائے تو پانچویں رکعت کے ساتھ چھٹی کو ملائے پھر سلام پھیرے اور سجدہ سہو کا کرے اور اگر چوتھی رکعت میں نہ بیٹھے تو اس کی نماز درست نہیں حالانکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں چھٹی رکعت کا ملانا منقول نہیں اور نہ اعادہ نماز کا منقول ہے پس یہ استدلال ان کا باطل ہوا انتہی ملخصا (فتح) پھر فرمایا کہ جب عالم کو حدیث معلوم ہو جائے تو اس کے مخالفت کرنی حرام ہے۔

۱۱۵۰ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيلَ لَهُ أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ.

۱۱۵۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھیں یعنی بھول کر چار کے بدلے پانچ پڑھ گئے سو آپ سے کہا گیا کہ کیا نماز زیادہ ہوگئی؟ سو فرمایا کہ تمہارے پوچھنے کا کیا سبب ہے؟ سائل نے عرض کیا کہ آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں سو آپ نے دو سجدے کیے سلام کے بعد۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ سب علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ اس صورت میں سجدہ سہو کا سلام سے پیچھے واقع ہوا اس لیے کہ اس کا سلام سے پہلے واقع ہونا ممکن نہیں کہ آپ کو اپنے سہو کی اطلاع نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

اگر کوئی شخص سہو سے چار فرضوں کے بدلے پانچ پڑھ جائے اور چوتھی رکعت پر التحیات نہ بیٹھے تو اس کی نماز درست ہے اور سجدہ سہو کا لازم ہے اور یہی ہے قول جمہور کا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں نماز باطل ہو جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ آپ نے چوتھی رکعت میں التحیات پڑھ لیا تھا لیکن یہ محض خیال ہے اس پر کوئی دلیل نہیں بلکہ سیاق حدیث کا اس کے مخالف ہے اور نیز حنفیہ کے نزدیک اس صورت میں چھٹی رکعت کا ملانا واجب ہے حالانکہ آپ نے چھٹی رکعت کو اس کے ساتھ ضم نہیں کیا اور مفصل بیان اس مسئلے کا کلام المتین میں ہے شائق اس کی طرف رجوع کرے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر سہو سے کوئی چیز نماز میں زیادہ ہو جائے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر بہت زیادہ ہو جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور یہ کہ جو شخص سہو کو سلام سے پہلے معلوم نہ کرے بلکہ پیچھے معلوم کرے تو اس کا حکم بھی یہی ہے کہ سجدہ سہو کا کرے اور اگر بہت فاصلہ ہو جائے تو شافعیہ کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اس کا محل فوت ہو جاتا ہے اور یہ کہ نماز کی مصلحت کے واسطے عمدًا کلام کرنی جائز ہے اور اس سے نماز باطل نہیں ہوتی و سیاتی البحث فیه فی الباب الذی بعده اور یہ کہ جو شخص سہوًا قبلے سے پھر جائے اس پر نماز کا اعادہ واجب نہیں اور یہ کہ سلام کے بعد امام کو مقتدیوں کی طرف منہ کرنا چاہیے۔

بَابُ إِذَا سَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ أَوْ فِي ثَلَاثٍ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ مِثْلَ سُجُوْدِ الصَّلَاةِ أَوْ أَطْوَلَ.

اگر کوئی شخص بھول کر تین یا چار فرضوں سے فقط دو ہی رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے اور یا چار میں تین ہی رکعتوں کے بعد سلام پھیر دے تو دو سجدے سہو کے کرے نماز کے سجدے کی طرح یا اس سے زیادہ تر لمبے۔

فائدہ: تین رکعتوں پر سلام پھیرنے کا باب کی حدیث میں ذکر نہیں لیکن شاید اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مسلم میں روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عصر کی نماز تین رکعت پڑھ کر سلام پھیرا پھر آپ گھر میں چلے گئے پھر گھر سے آ کر دو سجدے سہو کے کیے پھر سلام پھیرا۔

١١٥١ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ أَوِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ الصَّلَاةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَقَصَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ أَحَقٌّ مَا يَقُوْلُ قَالُوْا نَعَمْ فَصَلّٰى

١١٥١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی اور دو ہی رکعت کے بعد سلام پھیر کر اٹھ کھڑے ہوئے سو ذوالیدین (ایک صحابی کا لقب تھا اور اس کے ہاتھ لمبے تھے) نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا نماز کم ہو گئی ہے؟ سو حضرت ﷺ نے اصحاب سے فرمایا کہ کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے؟ اصحاب نے کہا کہ ہاں پھر آپ

رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَالَ سَعْدٌ وَرَأَيْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ صَلَّى مِنَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فَسَلَّمَ وَتَكَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى مَا بَقِيَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نے دو رکعت نماز پڑھی پھر دو سجدے سہو کے کیے اور سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عروہ کو دیکھا کہ اس نے مغرب کی نماز سے دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا اور کلام کی پھر باقی نماز پڑھی اور دو سجدے کیے اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر نماز میں کسی کو سہو ہو جائے اور تین یا چار فرضوں میں فقط دو ہی رکعتوں کے بعد سلام پھیر دے تو واجب ہے کہ اس کے بدلے دو سجدے سہو کے کرے نماز کے سجدوں کے برابر ہوں یا اس سے بھی لمبے ہوں جیسا کہ آئندہ باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے پس وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں بھول کر تھوڑی کلام کرنی جائز ہے اس سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور جمہور علماء کا جیسا کہ اوپر گزرا لیکن حنفیہ کہتے ہیں کہ مطلق کلام سے نماز باطل ہو جاتی ہے خواہ عمداً کرے اور خواہ سہواً کرے اور خواہ کلام تھوڑی ہو خواہ بہت ہو اور وہ اس حدیث ذوالیدین کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث منسوخ ہے اس لیے کہ ذوالیدین جنگ بدر کے دن شہید ہوئے اور ناسخ اس کی حدیث زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے جو باب **ما نهى من الكلام فى الصلوة** میں گزر چکی ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ دعویٰ نسخ بالکل لغو ہے اس لیے کہ ذوالیدین کا جنگ بدر کے دن شہید ہونا مسلم نہیں کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر بفرض محال تسلیم بھی کیا جائے تو جب بھی مدعی کو کچھ مفید نہیں اس لیے کہ اس صورت میں یہ ضروری ہوگا کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث کا جنگ بدر سے متاخر ہونا ثابت کیا جائے اور یہ ممکن نہیں اس لیے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ حبش کے سفر سے جنگ بدر کے دن پلٹ کر آئے اور نماز میں کلام کرنا اس سے بھی پہلے منسوخ ہو چکا تھا پس اس صورت میں بھی یہ ضروری ہوگا کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ذوالیدین کی حدیث سے متاخر ہونا ثابت کیا جائے دونہ خرط القتاد بلکہ ممکن ہے کہ اس کے برعکس دعویٰ کیا جائے **فما هو جوابكم فهو جوابنا** اور طحاوی نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس واقعہ میں حاضر نہیں تھے اس لیے کہ یہ واقعہ ذوالیدین کا ہے اور زہری نے کہا کہ ذی الیدین جنگ بدر کے دن شہید ہوا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنگ بدر سے پانچ برس بعد اسلام لائے ہیں پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول (یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی) صحیح نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ حدیث کے سب امام متفق ہیں اس پر کہ زہری کو اس قصے میں وہم ہو گیا ہے اور سبب اس کا یہ ہے کہ اس نے یہ قصہ ذوالشمالین کا قرار دیا ہے اور وہ جنگ بدر کے دن شہید ہوا سو اس نے یہ خیال کیا کہ ذوالیدین اور ذوالشمالین ایک شخص کا نام ہے حالانکہ یہ خلاف واقعہ ہے اس لیے کہ معظم اہل حدیث وغیرہ مصنفین سب متفق ہیں اس پر کہ یہ دونوں نام دو

شخصوں کے ہیں ذوالشمالین ایک شخص کا نام ہے اور ذوالیدین دوسرے شخص کا نام ہے جیسے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اختلاف حدیث میں اس پر نص کی ہے اور اسی طرح کہا ہے امام بیہقی اور حاکم وغیرہ نے اور امام نووی رحمہ اللہ نے خلاصہ میں لکھا ہے کہ یہی قول ہے سب حفاظ اور تمام علماء کا سوائے زہری کے اور سب متفق ہیں کہ اس میں زہری نے غلطی کی ہے اور نیز ذوالیدین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدت تک زندہ رہا اس لیے کہ اس نے یہ حدیث آپ کے بعد بیان کی ہے جیسا کہ طبرانی وغیرہ نے اس کو روایت کیا ہے اور نیز ذوالشمالین خزاعی ہے اور نام اس کا عمرو بن عبد عمرو ہے اور ذوالیدین سلمی ہے اور نام اس کا خرباق ہے جیسے کہ مسلم وغیرہ کی حدیث میں صاف آچکا ہے اور نیز بعض اماموں نے کہا کہ ممکن ہے کہ یہ واقعہ دو بار واقع ہوا ہو ایک بار ذوالیدین کا اور ایک بار ذوالشمالین کا اور جائز ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں حاضر ہوا اور دوسری کو مرسل بیان کیا ہو اور یہ در اصل ایک تطبیق کی صورت ہے اور بعض نے کہا کہ ممکن ہے کہ یہ دونوں نام ہر ایک کے ہوں پس زہری کا یہ قول کہ ذوالیدین جنگ بدر کے دن شہید ہوا باطل ہے اور نیز مسلم اور احمد وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اس طور سے بیان کی ہے **بینما انا اصلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ** یعنی جس حالت میں کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتا تھا سو یہ لفظ صریح ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس نماز میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے اور خود بھی وہاں حاضر تھے پس یہ کہنا کہ وہ اس واقعہ میں حاضر نہیں تھے قطعاً غلط اور باطل ہے اور نیز عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بھی اس واقعہ میں حاضر تھے جیسے کہ مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے حالانکہ ان کا اسلام بھی متاخر ہے پھر اس میں یہ تاویل کیونکر چل سکے گی؟ اور نیز ابوداؤد اور ابن خزیمہ وغیرہ نے معاویہ بن خدیج سے سہو کے باب میں ایک اور قصہ روایت کیا ہے اس میں بھی یہی بیان ہے کہ آپ نے نماز میں کلام کی پھر باقی نماز پڑھی اور اس کا اسلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دو مہینے پہلے واقع ہوا ہے اور نیز عروہ کا فعل بھی اس کے عدم نسخ پر دلالت کرتا ہے اور نیز ابن بطال نے کہا کہ احتمال ہے کہ نماز میں سہواً کلام کرنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مخصوص ہو پس اس بیان با برہان سے ثابت ہو گیا کہ ذوالیدین کی حدیث منسوخ نہیں اور ثابت ہو گیا کہ نماز میں سہواً کلام کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے۔ واللہ اعلم اور بعض کہتے ہیں کہ طحاوی نے روایت کی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہ واقعہ پیش آیا سو فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے برخلاف عمل کیا اور صحابہ میں سے کسی نے اس پر انکار نہ کیا پس دلیل نسخ کی ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو اس کی صحت میں کلام ہے دوم دعویٰ نسخ اوپر باطل ہو چکا ہے پس مدعی نسخ اس کا جواب دے پھر دعویٰ نسخ کا زبان پر لائے اور نیز جائز امر کے واسطے انکار کرنا ضروری نہیں بلکہ مستحب امر کے واسطے بھی انکار ضروری نہیں پھر دعویٰ نسخ کیونکر صحیح ہوگا اور نیز یہ بھی ثابت ہونا ممکن نہیں کہ تمام صحابہ اس وقت وہاں موجود تھے اس لیے کہ عہد فاروقی میں اکثر صحابہ ملک شام وغیرہ اطراف میں جہاد کے واسطے پھیلے ہوئے تھے اور نیز پھر عروہ نے یہ کام کیوں کیا اور کسی نے اس پر انکار کیوں نہ کیا؟ اور نیز جمہور ائمہ مجتہدین سہواً کلام کو نماز میں جائز رکھتے

ہیں کما مر پھر اگر یہ امر منسوخ ہوتا تو مجتہدین کو اس کی ضرور اطلاع ہوتی اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی کو نماز میں کوئی ضرورت پیش آئے تو سبحان اللہ کہہ کر امام کو خبردار کرے اور جب ذوالیدین نے کلام کیا اور سبحان اللہ نہ کہا تو معلوم ہوا کہ یہ واقعہ کلام کے منسوخ ہونے سے پہلے کا ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ نماز میں کلام کرنا جنگ بدر سے پہلے منسوخ ہوا ہے اور ذوالیدین کا قصہ جنگ بدر سے بعد واقع ہوا ہے اس لیے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ وغیرہ اس میں حاضر تھے اور ان کا اسلام لانا جنگ بدر سے بہت پیچھے ہے کما مر بیانہ مفصلا پس جب ذوالیدین کی حدیث کا مقدم ہونا ثابت نہیں تو پھر دعوی نسخ بنا فاسد علی الفاسد ہے اور سبحان اللہ کی حدیث کو اگر ذوالیدین کی حدیث سے مقدم کہا جائے تو اس سے ہمارا کچھ حرج نہیں کہ سہواً کلام کرنی اس سے مخصوص ہوگی اور اگر اس سے مؤخر کہا جائے تو اس کا ثابت ہونا ممکن نہیں۔ ومن ادعی خلاف ذلک فعلیہ البیان بالبرھان.

بَابُ مَنْ لَّمْ يَتَشَهَّدْ فِيْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَسَلَّمَ أَنَسٌ وَالْحَسَنُ وَلَمْ يَتَشَهَّدَا وَقَالَ قَتَادَةُ لَا يَتَشَهَّدُ.

سجدہ سہو کے بعد التحیات نہ پڑھنے کا بیان اور انس رضی اللہ عنہ اور حسن بصری رحمہ اللہ نے مسجد میں سہو کے بعد سلام پھیرا اور دوبارہ التحیات نہ پڑھا اور قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ سجدہ سہو کے بعد التحیات مکرر نہ پڑھے۔

فائدہ: اگر کوئی شخص سجدہ سہو کا سلام سے پہلے کرے تو جمہور کے نزدیک التحیات کو نہ دوہرائے اور لیث سے بیان کیا گیا ہے کہ التحیات کو دوہرا کر پڑھے اور عطاء کہتے ہیں کہ اختیار ہے خواہ دوہرائے اور خواہ نہ دوہرائے اور مالکیہ کو اس میں اختلاف ہے اور اگر سجدہ سہو کا بعد سلام کے کرے تو امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق کے نزدیک التحیات کو دوہرائے اور یہ قول ہے بعض مالکیہ اور شافعیہ کا اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر سلام کے بعد سجدہ کرے تو التحیات دوبارہ پڑھے اور اگر اس سے پہلے سجدہ کرے تو التحیات نہ دوہرائے اور بعض کہتے ہیں کہ سجدہ سہو کے بعد التحیات بھی دوہرائے او سلام بھی کہے اور یہی ہے مذہب ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور شعبی اور لیث اور حکم اور حماد اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ کا۔

١١٥٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَيُّوْبَ بْنِ أَبِيْ تَمِيْمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنِ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

١١٥٢۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر کر اٹھ کھڑے ہوئے سو ذوالیدین نے عرض کی کہ یا حضرت! کیا نماز کم ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے؟ سو لوگوں نے کہا ہاں سچ کہتا ہے پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور سجدہ سہو کا کیا نماز کے سجدے کی طرح یا اس سے زیادہ تر لمبا پھر سجدے سے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ قَالَ قُلْتُ لِمُحَمَّدٍ فِيْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ تَشَهُّدٌ قَالَ لَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

سر اٹھایا۔
اور سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے محمد بن سیرین سے پوچھا کہ کیا سجدہ سہو میں التحیات کا پڑھنا بھی آیا ہے یا نہیں؟ اس نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں التحیات کا ذکر نہیں۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ ایک حدیث میں التحیات کا پڑھنا بھی آچکا ہے جیسے کہ ابوداؤد اور ترمذی اور ابن حبان وغیرہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور بھول گئے سو آپ نے دو سجدے سہو کے کیے پھر دوبارہ التحیات پڑھا اور سلام پھیرا لیکن ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور حاکم نے کہا کہ صحیح ہے شرط شیخین پر اور ابن حبان نے کہا کہ ابن سیرین نے خالد سے اس حدیث کے سوائے اور کوئی روایت نہیں کی اور بیہقی اور ابن عبدالبر وغیرہ نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور کہا کہ اشعث نے اس میں سب حفاظ کی مخالفت کی ہے کہ فقط اس نے ابن سیرین سے التحیات نقل کیا ہے باقی سب حافظوں کی روایت میں التحیات کا ذکر نہیں سو یہ اشعث کی زیادتی شاذ ہوگی اسی واسطے ابن منذر نے کہا کہ میں نہیں گمان کرتا کہ سجدہ سہو میں التحیات ثابت ہو مگر نسائی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی میں مغیرہ رضی اللہ عنہ سے التحیات کی روایت بھی آچکی ہے اور یہ روایتیں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن تعدد طرق کی وجہ سے درجہ حسن کو پہنچ جاتی ہے پس ان سے استدلال کرنا بعید نہیں، انتہی ملخصا اور مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ مَنْ يُكَبِّرُ فِيْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ.

سہو کے دو سجدوں میں تکبیر کہنے کا بیان۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کیا سجدے سہو میں تکبیر تحریمہ کہنی شرط ہے یا فقط سجدے کی تکبیر کافی ہو جاتی ہے جمہور علماء کہتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ شرط نہیں فقط سجدے کی تکبیر کافی ہے اور یہی ثابت ہوتا ہے اکثر حدیثوں سے اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سجدے سہو کے واسطے تکبیر تحریمہ شرط ہے یعنی اس میں داخل ہونے کے واسطے علیحدہ تکبیر کہے اور سجدے جانے کے واسطے علیحدہ تکبیر کہے اور ایک روایت سے تکبیر تحریمہ بھی ثابت ہوتی ہے لیکن وہ روایت شاذ ہے۔

۱۱۵۳۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ

۱۱۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوپہر کے بعد دو نمازوں میں سے ایک نماز یعنی ظہر یا عصر

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰی النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَكْثَرُ ظَنِّي أَنَّهَا الْعَصْرُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلٰى خَشَبَةٍ فِي مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا وَفِيهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ فَقَالُوْا أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ وَرَجُلٌ يَدْعُوْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَا الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَنَسِيْتَ أَمْ قَصُرَتْ فَقَالَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ قَالَ بَلٰى قَدْ نَسِيْتَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَكَبَّرَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَكَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ.

کی دو رکعتیں پڑھی پھر سلام پھیرا پھر ایک لکڑی کی طرف کھڑے ہوئے جو مسجد کے قبلے کی طرف رکھی تھی سو آپ نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور اس کے ساتھ تکیہ لگایا اور جماعت میں صدیق اور فاروق رضی اللہ عنہما بھی تھے سو آپ کے ساتھ کلام کرنے سے ڈرے اور جلد باز لوگ مسجد سے باہر نکلے اور کہنے لگے کہ کیا نماز کم ہوگئی؟ اور ایک مرد تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ذو الیدین کہتے تھے سو اس نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ بھول گئے ہیں یا نماز کم ہوگئی ہے؟ سو آپ نے فرمایا نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز کم ہوئی ہے اس نے کہا کہ البتہ آپ بھول گئے ہیں سو آپ نے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی پھر سجدہ سہو کیا نماز کے سجدے کی طرح یا اس سے زیادہ تر لمبا پھر سجدے سے سر اٹھایا اور تکبیر کہی پھر زمین پر رکھا اور تکبیر کہی اور سجدہ نہ کیا اپنے سجدے کی طرح یا اس سے لمبا پھر آپ نے سر کو سجدے سے اٹھایا اور تکبیر کہی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ سہو میں تکبیر تحریمہ کہنی ضروری نہیں بلکہ فقط سجدے کی تکبیریں کافی ہیں اس لیے کہ آپ نے سجدے کی تکبیروں کے سوا اور کوئی تکبیر نہیں کہی اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ بھول چوک پیغمبروں سے بھی ہو جاتی ہے لیکن وہ اس پر قائم نہیں رہتے بلکہ ان کو اس پر جلدی اطلاع ہو جاتی ہے یہی ہے مذہب بعض علماء کا اور بعض کہتے ہیں کہ بھول چوک پیغمبروں سے مطلق نہیں ہوتی بلکہ قاضی عیاض نے کہا کہ اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ اقوال تبلیغیہ میں ان سے بھول چوک جائز نہیں اور افعال میں اختلاف ہے جمہور اس کو جائز رکھتے ہیں اور بعض جائز نہیں رکھتے اور ایک یہ کہ اگر بھول سے کوئی کام نماز کے مخالف نماز میں ہو جائے تو باقی نماز کو پہلی نماز پر بنا کرنا جائز ہے یعنی جس جگہ چھوڑے وہیں سے شروع کر دے اور از سر نو نماز پڑھنی یا تکبیر تحریمہ کہنے کی کوئی حاجت نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ بہت فاصلہ نہ ہو جائے اور فاصلے کی حد عرف پر موقوف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی حد ایک رکعت کا قدر ہے یہ قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر کر اٹھ کھڑا ہو تو بنا جائز ہے ورنہ نہیں یہ قول ہے سحنون کا

اور ایک یہ کہ سلام کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی اور ایک یہ کہ نماز کی مصلحت کے واسطے نماز میں کلام کرنی جائز ہے اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا لیکن امام مالک رحمہ اللہ امام اور مقتدی دونوں کے واسطے کلام کو جائز رکھتے ہیں اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ فقط امام کے واسطے کلام کرنی جائز ہے مقتدی کو جائز نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سہواً کلام کرنی جائز ہے اور عمداً جائز نہیں لیکن بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا دوسرے کو یہ فعل جائز نہیں واللہ اعلم۔ اور ایک یہ کہ کئی سہو کے واسطے فقط ایک بار دو سجدے کرنے کافی ہیں اور اوزاعی اور نخعی اور شعبی کہتے ہیں کہ ہر سہو کے واسطے علیحدہ دو سجدے کرے لیکن بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ہر زیادتی اور نقصان سے دو سجدے کافی ہیں اور یہ کہ یقین کو سوائے یقین کے نہ چھوڑے اور یہ کہ امام کو مقتدیوں کے قول کی طرف رجوع کرنا جائز ہے گو خود اس کو اپنی بھول یاد نہ ہو اور ساتھ اسی کے قائل ہیں امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جائز نہیں ہے اور بعض مالکیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر مقتدی ایسے پکے ہوں جن کی خبر سے یقین حاصل ہو سکے تو امام ان کے قول کی طرف رجوع کرے اور اپنے اس گمان کو کہ میں نماز پوری کر چکا ہوں چھوڑ دے اور اگر مقتدی پکے نہ ہوں تو ان کے قول کی طرف رجوع نہ کرے اور ایک یہ کہ اگر امام اس اعتقاد سے سلام پھیرے کہ میں نماز تمام کر چکا ہوں اور پھر بعد سلام کے اس کو شک پڑ جائے کہ نماز پوری ہوئی یا نہیں تو اپنے پہلے یقین کو نہ چھوڑے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالیدین کے شک ڈالنے سے اپنے پہلے یقین کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ آپ کو اور لوگوں سے یقین حاصل ہوا یہ قول حنفیہ کا ہے اور اس سے یہ بھی مسئلہ استنباط ہو سکتا ہے کہ اگر حاکم اپنے حکم کو بھول جائے اور دو گواہ اس کے ثبوت کی شہادت دیں تو حاکم ان کے قول پر اعتماد کرے اور یہ کہ لقب سے تعریف کرنی جائز ہے، واللہ اعلم۔

١١٥٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ الْأَسْدِيِّ حَلِيْفِ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِيْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَعَلَيْهِ جُلُوْسٌ فَلَمَّا أَتَمَّ صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ فَكَبَّرَ فِيْ كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُّسَلِّمَ وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهُ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوْسِ تَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

۱۱۵۴۔ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں دو رکعت کے بعد اٹھ کھڑے ہوئے اور التحیات آپ کے ذمے تھا یعنی پہلی التحیات کے واسطے بیٹھنا بھول گئے سو جب آپ نماز تمام کر چکے تو دو سجدے سہو کے کیے سلام کرنے سے پہلے ہر سجدے میں بیٹھے بیٹھے تکبیر کہتے تھے اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ دو سجدے کیے بدلے اس التحیات کے جس کو آپ بھول گئے تھے۔

فِي التَّكْبِيرِ.

فائدہ: اس حدیث سے بھی ظاہرًا یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سجدوں کی تکبیروں کے سوا تکبیر تحریمہ نہیں کہی فقط انہی تکبیروں پر اکتفا کیا پس معلوم ہوا کہ نماز پر بنا کرنے والے کو تکبیر تحریمہ کی کوئی حاجت نہیں اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ إِذَا لَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.

جب نہ جانے کہ کتنی نماز پڑھی تین رکعت یا چار رکعت تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے سہو کے کرے۔

١١٥٥ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ الْأَذَانَ فَإِذَا قُضِيَ الْأَذَانُ أَقْبَلَ فَإِذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ فَإِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَدْرِي كَمْ صَلَّى فَإِذَا لَمْ يَدْرِ أَحَدُكُمْ كَمْ صَلَّى ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.

١١٥٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کے واسطے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے گوز مارتا ہوا یہاں تک کہ اذان کو نہ سنے یعنی اتنی دور تک بھاگتا چلا جاتا ہے کہ اذان کی آواز وہاں نہ پہنچ سکے سو جب اذان تمام ہو جاتی ہے تو سامنے آتا ہے اور جب تکبیر کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور جب تکبیر ہو جاتی ہے تو پھر سامنے آتے ہے یہاں تک کہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے یعنی اس کے دل میں وسوسے ڈال کر مقصود اصلی سے اس کو غافل کر دیتا ہے کہتا ہے کہ یاد کر فلاں چیز اور یاد کر فلاں چیز وہ چیز جو نہ تھا کہ یاد کرے یہاں تک کہ آدمی کا یہ حال ہوتا ہے کہ نہیں جانتا کہ کتنی نماز پڑھی سو جب کوئی نہ جانے کہ کتنی نماز پڑھی تین رکعت یا چار رکعت تو چاہیے کہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے سہو کے کرے۔

فائدہ: علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ شک کے وقت یقین پر بنا رکھے یا غالب ظن پر بنا رکھے یا فقط سجدے سہو پر اکتفا کرے حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر شک کرے کہ تین رکعت پڑھی یا چار پڑھی تو غالب ظن پر بنا کرے اگر غالب ظن تین رکعت کا ہو تو اس کے ساتھ ایک رکعت اور ملائے پھر سلام پھیر کر سجدہ سہو کا کرے اور اگر غالب ظن چار رکعت کا ہو تو سلام پھیر کر دو سجدے سہو کے کرے اور اگر کثرت شک کی وجہ سے غلبہ ظن نہ ہو سکے تو یقینی عدد پر (کہ تین رکعت ہے) بنا کرے اور اگر پہلی بار شک پڑے تو نماز کو دوہرائے اور دوسرے سب امام کہتے ہیں کہ اقل عدد پر یعنی تین رکعت پر بنا

کرے کہ وہ یقینی بات ہے اور کہتے ہیں کہ تحری اور یقین پر بنا کرنے کا حکم جو ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے تو اس سے یہی مراد ہے کہ اقل درجے پر بنا کرے یعنی کمتر کا اعتبار کرے اکثر کو چھوڑے جیسے کہ اس صورت میں تین رکعت کا اعتبار کرے اور چوتھی رکعت پڑھ کر سجدہ سہو کا کرے اور بعض کہتے ہیں کہ جتنی بار شک پڑے اتنی بار نماز دوہرائے اور جب یہ بات معلوم ہو چکی تو اب جاننا چاہیے کہ ظاہر غرض امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کی اس باب سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ یقین پر بنا نہ کرے بلکہ فقط دو سجدے سہو کے کر کے نماز سے باہر آئے خواہ تین رکعتیں پڑھی ہوں اور خواہ چار رکعتیں پڑھی ہوں اور کوئی رکعت پڑھنے کی حاجت نہیں لیکن معارض ہے اس کے وہ حدیث جو مسلم میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو شک پڑے وہ شک کو چھوڑے اور یقین پر بنا کرے اس لیے کہ یہ حدیث صریح ہے اس میں کہ شک والا یقین پر بنا کرے سو اس کا جواب یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اس شخص کے حق میں ہے جو سب نماز کو پڑھ چکا ہو فقط سلام پھیرنی باقی ہو کہ اس کو اس شک کے دفع کرنے کے واسطے صرف سجدہ سہو کا کافی ہے یقین پر بنا کرنے کی کوئی حاجت نہیں جیسا کہ بعد سلام کے شک پڑے تو سجدہ سہو کا کافی ہو جاتا ہے اور حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی اس شخص کے حق میں ہے جو اپنی نماز کے اندر ہو کہ وہ شک کو چھوڑے اور یقین کو لے یعنی تین رکعت کو جو کمتر ہے اعتبار کرے اور چار رکعت کو جو اکثر ہے چھوڑے پس اس سے دونوں حدیثوں میں تطبیق حاصل ہو جاتی ہے اور یہ تطبیق بہتر ہے ترجیح سے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث اس صورت پر محمول ہے جس جگہ غلبہ ظن نہ ہو سکے لیکن یہ تاویل ظاہر اور عموم حدیث کے بالکل مخالف ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ السَّهْوِ فِي الْفَرْضِ وَالتَّطَوُّعِ.

فرض اور نفل میں سہو ہونے کا بیان یعنی کیا دونوں کا حکم ایک ہے یا جدا جدا؟۔

فائدہ: جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ دونوں کا حکم ایک ہے یعنی خواہ فرض نماز ہو یا نفل ہو دونوں میں سجدہ سہو کا کرے اور ابن سیرین اور قتادہ کہتے ہیں کہ دونوں کا حکم جدا جدا ہے یعنی فرض نماز میں سجدہ سہو کا ہے اور نفل میں نہیں اور عطاء سے بھی یہی منقول ہے۔

وَسَجَدَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ وِتْرِهِ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وتر کے بعد سہو کے دو سجدے کیے۔

فائدہ: علماء کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک وتر واجب نہیں سنت ہے اور جب انہوں نے وتر میں سجدہ سہو کیا تو معلوم ہوا کہ نفل نماز میں بھی سجدہ سہو کا کرنا واجب ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

١١٥٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ

١١٥٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کو کھڑا

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّيْ جَآءَ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.

ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے سو اس پر شبہ ڈال دیتا ہے یہاں تک کہ اس کو نہیں یاد رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو جس کو ایسا دھوکا پڑے تو چاہیے کہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے سہو کے کرے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرض اور نفل دونوں کا ایک حکم ہے اور دونوں میں سجدہ سہو کا کرنا چاہیے اس لیے کہ اس حدیث میں مطلق نماز کا ذکر آیا ہے اور مطلق نماز فرض اور نفل دونوں کو شامل ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ إِذَا كُلِّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَأَشَارَ بِيَدِهٖ وَاسْتَمَعَ.

اگر ایک شخص نماز پڑھتا ہو اور دوسرا کوئی آدمی باہر سے آ کر اس کو سلام کہے تو نمازی اپنے ہاتھ سے اشارہ کرے اور اس کی کلام کو سنے یعنی نمازی کو غیر کے سلام کا جواب دینا اور اس کی کلام کو سننا جائز ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

۱۱۵۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَزْهَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَرْسَلُوْهُ إِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالُوْا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيْعًا وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُلْ لَهَا إِنَّا أُخْبِرْنَا عَنْكِ أَنَّكِ تُصَلِّيْهِمَا وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكُنْتُ أَضْرِبُ النَّاسَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْهَا فَقَالَ

۱۱۵۷۔ حضرت کریب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مسور اور عبدالرحمٰن تینوں نے مجھ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور کہا کہ ہم سب کی طرف سے ان کو سلام کہو اور پوچھو کہ عصر کے بعد دو رکعتوں کا کیا حکم ہے؟ اور کہو کہ ہم کو خبر ہوئی ہے کہ تم اس کو پڑھتی ہو اور ہم کو حدیث پہنچی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوگوں کو اس واسطے مارا کرتا تھا اور اس سے منع کیا کرتا تھا۔ کریب رحمہ اللہ نے کہا سو میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور جو پیغام انہوں نے مجھ کو دے کر بھیجا تھا اس کو میں نے پہنچایا سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ان کا حکم ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جا کر پوچھ سو میں وہاں سے نکل کر ان کے

كُرَيْبٌ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُوْنِيْ فَقَالَتْ سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ فَأَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا فَرَدُّوْنِيْ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُوْنِيْ بِهٖ إِلٰى عَائِشَةَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْهَا ثُمَّ رَأَيْتُهٗ يُصَلِّيْهِمَا حِيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِيْ نِسْوَةٌ مِّنْ بَنِيْ حَرَامٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُوْمِيْ بِجَنْبِهٖ فَقُوْلِيْ لَهٗ تَقُوْلُ لَكَ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعْتُكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ وَأَرَاكَ تُصَلِّيْهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهٖ فَاسْتَأْخِرِيْ عَنْهُ فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهٖ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا ابْنَةَ أَبِيْ أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَإِنَّهٗ أَتَانِيْ نَاسٌ مِّنْ عَبْدِ الْقَيْسِ فَشَغَلُوْنِيْ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ.

پاس آیا اور ان کو عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول بتلایا سو پھر انہوں نے مجھ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا یہ پیغام دے کر جس کے ساتھ انہوں نے مجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تھا سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ ان سے منع کرتے تھے پھر میں نے آپ کو دو رکعتیں پڑھتے دیکھا پھر آپ میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس انصار کی کچھ عورتیں تھیں سو میں نے ایک لونڈی کو آپ کے پاس بھیجا اور کہا کہ آپ کے پہلو میں جا کر کھڑی ہو اور کہو کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ سے عرض کرتی ہے (کہ یا حضرت! میں نے آپ سے سنا ہے کہ آپ ان دو رکعتوں سے منع کرتے تھے اور میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ ان کو پڑھتے ہیں) سو اگر آپ اپنے ہاتھ سے اشارہ کریں اور نماز میں کلام نہ کریں تو ان سے پیچھے ہٹ جاؤ سو جیسا میں نے کہا تھا لونڈی نے ویسا ہی کیا سو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا سو لونڈی آپ سے پیچھے ہٹ گئی سو جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اے ابوامیہ کی بیٹی تو نے مجھ سے عصر کے بعد کی دو رکعتوں کا حال پوچھا سو ان کا حال یہ ہے کہ بیشک عبدالقیس کے قبیلے سے کچھ لوگ مسلمان ہونے کو میرے پاس آئے تھے سو انہوں نے مجھ کو ظہر کے بعد کی دو رکعتوں سے باز رکھا یعنی ان کے شغل میں سنتیں قضا ہو گئیں سو یہ وہی دو رکعتیں ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص باہر سے نمازی کو سلام کہے تو نمازی کو نماز کے اندر اس کی کلام سننا اور ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دینا جائز ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ عصر کی نماز کے بعد نفل نماز پڑھنی منع ہے لیکن صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ عصر کے بعد دو رکعتیں سنت ہمیشہ پڑھا کرتے تھے کبھی ترک نہ کرتے تھے سو اس سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے اسی وجہ سے علماء کو اس کے مسئلے میں اختلاف ہے بعض علماء

اس حدیث کی دلیل سے کہتے ہیں کہ مکروہ وقتوں میں قضا شدہ نمازوں کو پڑھنا جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے دوسرے کو جائز نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اگر کسی کو کوئی ایسا موقع پیش آئے تو پڑھے ورنہ نہ پڑھے وقد تقدم البحث فی ذلك مبسوطا فی اواخر المواقیت اور ایک یہ کہ نمازی کو غیر کی کلام سننا اور سمجھنا جائز ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور ایک یہ کہ کلام کرنے والا نمازی کے پہلو میں کھڑا ہو آگے پیچھے کھڑا نہ ہو کہ نمازی کو اس کی طرف اشارہ کرنا مشکل ہے اور ایک یہ کہ حکم کی دلیل اور علت میں بحث کرنی جائز ہے اور ایک یہ کہ معارض حدیثوں کی تطبیق میں کوشش کرنی چاہیے اور ایک یہ کہ اگر صحابی اپنی مروی کے برخلاف عمل کرے تو وہ نسخ کے واسطے کافی نہیں اور یہ کہ اگر حکم ثابت ہو جائے تو یقینی حکم کے سوا اور کوئی چیز اس کو دور نہیں کر سکتی ہے اور ایک یہ کہ کبھی جلیل القدر صحابی کو حدیث نہیں پہنچتی اور دوسرے کو پہنچ جاتی ہے اور یہ کہ نص کے ہوتے ہوئے قیاس پر عمل کرنا جائز نہیں اور ایک یہ کہ خبر واحد کا قبول کرنا جائز ہے خواہ مرد ہو خواہ عورت ہو اس لیے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے لونڈی کی خبر کو قبول کیا اور یہ کہ اگر کوئی عالم مولوی کے مسئلے میں اپنی لاعلمی بیان کرے اور دوسرے عالم سے پوچھنے کا حکم کرے تو اس میں اس پر کچھ نقص لازم نہیں آتا اور ایک یہ کہ مہمان کی تعظیم کرنی چاہیے اس لیے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی خاطر سے فوراً اٹھ کر مسئلہ پوچھنے کو نہ گئیں بلکہ لونڈی کو بھیجا اور ایک یہ کہ عورتوں کو کسی عورت کی زیارت کے واسطے جانا جائز ہے اگرچہ اس کا خاوند بھی اس کے پاس ہو اور یہ کہ گھر میں نفل پڑھنے جائز ہیں اور یہ کہ نمازی سے قریب ہونا مکروہ ہے اور یہ کہ طلب علم میں نائب پکڑنا جائز نہیں اور یہ کہ ضروری نہیں کہ وکیل بزرگی میں موکل کے برابر ہو اور یہ کہ وکیل کو تصرف کا علم کہلانا جائز ہے اور یہ کہ پیغمبروں سے بھول چوک ہونا جائز ہے۔

بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ قَالَهُ كُرَيْبٌ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نماز میں ہاتھ سے اشارہ کرنے کا بیان اس حدیث کو حضرت ﷺ سے کریب نے روایت کیا ہے جیسا کہ ابھی گزرا۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ باب پہلے باب سے عام ہے اس لیے کہ پہلے باب میں اشارہ کرنا غیر کی کلام کے ساتھ مقید ہے جب کوئی شخص باہر سے آ کر اس کے ساتھ کلام کرے تو اس کو اشارے سے جواب دے اور اس باب سے مطلق معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کے واسطے مطلق اشارہ کرنا جائز ہے خواہ کوئی باہر سے آ کر اس کے ساتھ کلام کرے اور خواہ نہ کرے اور خواہ کوئی کسی کی استدعا ہو اور خواہ نہ ہو۔

١١٥٨ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ

١١٥٨۔ ترجمہ اس حدیث کا باب رفع الایدی فی الصلوۃ لامر ینزل بہ میں پہلے گزر چکا ہے وہاں دیکھنا چاہیے۔

عَنهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَلَغَهُ أَنَّ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ
شَيْءٌ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِيْ أُنَاسٍ مَّعَهُ فَحُبِسَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتِ
الصَّلَاةُ فَجَآءَ بِلَالٌ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنهُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حُبِسَ وَقَدْ
حَانَتِ الصَّلَاةُ فَهَلْ لَّكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ قَالَ
نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَأَقَامَ بِلَالٌ وَّتَقَدَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ فَكَبَّرَ لِلنَّاسِ وَجَآءَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ فِي
الصُّفُوْفِ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ فَأَخَذَ
النَّاسُ فِي التَّصْفِيْقِ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنهُ لَا يَلْتَفِتُ فِيْ صَلَاتِهِ فَلَمَّا أَكْثَرَ
النَّاسُ الْتَفَتَ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُهُ أَنْ يُّصَلِّيَ فَرَفَعَ أَبُوْ
بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ
وَرَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَآءَهُ حَتّٰى قَامَ فِي
الصَّفِّ فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَصَلّٰى لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى
النَّاسِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَا لَكُمْ حِيْنَ
نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ أَخَذْتُمْ فِي
التَّصْفِيْقِ إِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ مَنْ نَابَهُ

شَیْءٌ فِیْ صَلَاتِهٖ فَلْیَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَإِنَّهٗ لَا یَسْمَعُهٗ أَحَدٌ حِیْنَ یَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ إِلَّا الْتَفَتَ یَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّیَ لِلنَّاسِ حِیْنَ أَشَرْتُ إِلَیْكَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا كَانَ یَنْبَغِیْ لِابْنِ أَبِیْ قُحَافَةَ أَنْ یُّصَلِّیَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں تالی مارنی جائز ہے کہ لوگوں نے تالی ماری اور آپ نے ان کو نماز دوہرانے کا حکم نہ فرمایا اور جب نماز میں تالی مارنی درست ہوئی تو ہاتھ سے اشارہ کرنا بھی درست ہوگا اس لیے کہ وہ بھی تالی مارنے کے برابر ہے اور نیز دوسرے کی کلام کو سننا بجائے اشارے کے ہے پس اشارہ بھی جائز ہوگا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

۱۱۵۹ ۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا الثَّوْرِیُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهِیَ تُصَلِّیْ قَائِمَةً وَالنَّاسُ قِیَامٌ فَقُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا إِلَی السَّمَآءِ فَقُلْتُ اٰیَةٌ فَقَالَتْ بِرَأْسِهَا أَیْ نَعَمْ.

۱۱۵۹۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے پاس گئی اور وہ کھڑی نماز پڑھتی تھی اور لوگ بھی نماز میں تھے سو میں نے کہا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ بے وقت نماز پڑھتے ہیں؟ سو اس نے اپنے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا یعنی سورج میں گہن پڑا ہے سو میں نے کہا کہ کیا گہن عذاب کی نشانی ہے؟ سو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا یعنی ہاں! عذاب کی نشانی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ نماز میں اشارہ کرنا درست ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سر سے اشارہ کیا اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

۱۱۶۰ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ بْنُ أَبِیْ أُوَیْسٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِهٖ وَهُوَ

۱۱۶۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کی حالت میں اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی سو آپ نے ان کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ سو جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام تو صرف اسی واسطے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے

شَاكٍ جَالِسًا وَصَلَّى وَرَآئَهُ قَوْمٌ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا.

سو جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ نماز میں ہاتھ سے اشارہ کرنا درست ہے کہ حضرت ﷺ نے لوگوں کو اشارہ کیا پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو مطلق اشارے کو جائز رکھتا ہے اور سلام کے اشارے کو جائز نہیں رکھتا۔ وقد تقدم بيانه مستوفى في ابواب الامامة.

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْجَنَائِزِ

یہ کتاب ہے مردوں کے حالات کے بیان میں

فائدہ: جنائز جمع ہے جنازے کی اور جنازہ ساتھ فتح جیم اور کسرہ کے اس تختے کو کہتے ہیں جس پر مردہ ہو یا اس مردے کو کہتے ہیں جو تختے پر ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْجَنَآئِزِ وَمَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

بیان ان حدیثوں کا جو مردوں کے حال میں آئی ہیں کہ موحد کون ہے اور مشرک کون ہے؟ اور بیان اس کا جس کا خاتمہ لا الہ الا اللہ پر ہو یعنی جس کا خاتمہ بخیر ہو اور ایمان سے مرے بہشت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ مدار مسلمانی کے خاتمے پر ہے جیسا کہ حدیث بخاری اور مسلم میں آیا ہے کہ نہیں مدار کاموں کا مگر خاتمے پر اور یہی ہے ایک توجیہ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی کہ جو کلمہ پڑھے بہشت میں داخل ہوگا یعنی جس کا خاتمہ کلمے پر ہو وہ ضرور بہشت میں جائے گا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے شرط کا جواب ذکر نہیں کیا یا تو اس غرض سے کہ اس نے وہب بن منبہ کی تاویل کی رعایت کی ہے اور یا اس واسطے کہ حدیث اپنے ظاہری معنی میں باقی ہے اور نیز امام بخاری رحمہ اللہ نے تلقین کے باب میں کوئی حدیث بیان نہیں کی سو شاید یہ اس واسطے ہے کہ اس کی شرط پر کوئی حدیث اس میں ثابت نہیں ہوئی لیکن صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سکھلاؤ اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ یعنی مرنے کے وقت اس کے روبرو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہو تا کہ مرنے والا بھی اس کو سن کے کہے اور مراد لا الہ الا اللہ سے سارا کلمہ ہے ابن منیر نے کہا کہ یہ حدیث عام ہے جو شخص مرنے والا کلمہ پڑھ کے فوراً مر جائے اس کو بھی شامل ہے اور جو شخص کلمہ پڑھ کر موت تک زندہ رہے اور اس کے سوا کوئی کلام زبان سے نہ کرے تو اس کو بھی شامل ہے پس معلوم ہوا کہ جب مرنے والا ایک بار کلمہ پڑھ لے تو بار بار اس کو تلقین کرنے کی کوئی حاجت نہیں جب تک کہ اس کے سوا کوئی اور کلام زبان سے نہ کرے اور جب کلمے کے بعد کوئی اور کلام کر بیٹھے تو پھر اس کو تلقین کرنا چاہیے۔

وَقِيْلَ لِوَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَلَيْسَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لَيْسَ

اور کسی نے وہب بن منبہ سے کہا کہ کیا لا الہ الا اللہ بہشت کی چابی نہیں؟ اس نے کہا کیوں نہیں لیکن کوئی چابی نہیں

مِفْتَاحٌ إِلَّا لَهُ أَسْنَانٌ فَإِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَهُ أَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ وَإِلَّا لَمْ يُفْتَحْ لَكَ.

مگر اس کے دانت ہوتے ہیں سو اگر تو دانتوں والی چابی لایا تو تیرے واسطے بہشت کا دروازہ کھل جائے گا ورنہ نہیں کھلے گا۔

فائدہ: یعنی اعمال صالحہ دانتوں کی جگہ ہیں سو جس نے کلمہ پڑھ کر اچھے عمل کیے وہ بہشت میں فورا داخل ہوگا ورنہ بہت دیر سے داخل ہوگا اور بہت تکلیف کے بعد دروازہ کھلے گا اور یہ باعتبار غالب کے ہے کہ اکثر کبیرہ گناہوں والوں کا یہی حال ہوگا کہ کچھ مدت عذاب بھگت کر بہشت میں داخل ہوں گے ورنہ حق بات یہی ہے کہ کبیرہ گناہوں والے مشیت میں ہیں سو اللہ جس کو چاہے گا فورا بہشت میں داخل کر دے گا یعنی بغیر سزا کے گو کتنے ہی گناہ کیے ہوں اور جس کو چاہے گا گناہ کی سزا دے کر دیر سے داخل کرے گا اور یا ابن منبہ کا قول زجر پر محمول ہے اور شاید اس کو معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث نہیں پہنچی اور مراد لا الہ الا اللہ سے سارا کلمہ ہے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے لیکن کہتے ہیں کہ اگر مشرک فقط لا الہ الا اللہ کہے اور محمد رسول اللہ کو اس کے ساتھ نہ جوڑے تو اس کے اسلام کے واسطے کفایت کرتا ہے اور جو لوگ کہ رسالت اور نبوت کے منکر ہیں ان کو سارا کلمہ پڑھنا ضروری ہے اور جو شخص کلمہ پڑھ کے فورا مر جائے اور کوئی نیک اور بد کلام کرنی نہ پائے تو اس کی چابی بھی درست ہے اس لیے کہ اسلام پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر زندہ رہتا تو اس کے موافق عمل کرتا۔

١١٦١ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ الْأَحْدَبُ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي فَأَخْبَرَنِي أَوْ قَالَ بَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ.

۱۱۶۱۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا میرے رب کی طرف سے یعنی جبرائیل علیہ السلام سو اس نے مجھ کو خبر دی یا کہا بشارت دی (یہ راوی کا شک ہے) کہ جو کوئی میری امت سے مرے گا اس حالت پر کہ شریک نہ ٹھہراتا ہو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو تو وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا کہ اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے تو بھی بہشت میں داخل ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے یعنی ایمان انجام کو بہشت میں لے جائے گا اگرچہ گناہوں کے سبب سے سزا پائے یا بغیر سزا کے مغفرت ہو جائے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ معنی نفی شرک کا یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے لیکن عرف میں مراد اس سے ایمان شرعی ہے اس لیے کہ نفی شرک مستلزم ہے اثبات توحید کو اور وہ عین ایمان ہے پس معنی اس کے یہ ہوں گے کہ

جو خالص ایمان لائے وہ بہشت میں داخل ہوگا اور انجام کو جنت میں جائے گا اگر چہ کتنے ہی گناہ کیے ہوں اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خاتمہ بالایمان سے بندوں کے حق ساقط ہو جاتے ہیں لیکن یہ حدیث اپنے ظاہری معنی میں نہیں ہے اس لیے کہ خاتمہ بالایمان سے بندوں کے حق ساقط نہیں ہوتے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ جس کو بہشت میں داخل کرنا چاہے اس کی طرف سے بندوں کے حق کا خود ضامن نہ ہو اور مراد امت سے عام امت ہے یعنی امت دعوت کی اور مراد چوری سے مطلق حق اللہ کا ہے اور مراد زنا سے مطلق حق بندوں کا ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ نہیں زنا کرتا کوئی زنا کرنے والا حالانکہ وہ مومن ہو سو یہ حدیث بظاہر اس کے معارض ہے لیکن مراد اس سے ایمان کامل ہے اور مراد ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ ہے کہ آگ میں ہمیشہ نہ رہے گا پس دونوں میں تطبیق ظاہر ہے اور غرض اس حدیث سے یہ ہے کہ فقط زبان سے کلمہ پڑھنا کافی نہیں بلکہ دل سے اعتقاد کرنا بھی ضروری ہے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ کبیرے گناہوں والے ہمیشہ آگ میں نہیں رہیں گے اور ایک یہ کہ کبیرے گناہوں سے ایمان مسلوب نہیں ہوتا اور یہ کہ مشرکین بہشت میں داخل نہیں ہوں گے۔

١١٦٢ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ أَنَا مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

١١٦٢۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مر گیا اس حالت میں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک جانتا ہو تو وہ دوزخ میں گیا یعنی جو اللہ کے سوا کسی اور کو اس عالم کا مالک جانے اور اس کو نفع یا ضرر کا مختار سمجھے وہ مشرک بیشک دوزخی ہے عبداللہ نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ جو مرے گا اس حال میں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانتا ہو تو وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: درحقیقت اس حدیث کے دونوں جملے مرفوع ہیں لیکن شاید ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو دوسرے جملے کا مرفوع ہونا یاد نہیں رہا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے وہ بیشک جنت میں جائے گا گو کچھ مدت سزا بھگت کر جائے اور جب پہلے اسلام کی بنیاد پر نہ شرک کرنے کا یہ نتیجہ ہے تو جو شخص کہ مرنے کے وقت کلمہ توحید کا پڑھے اور پہلے ایمان کی تجدید کرے تو وہ بطریق اولیٰ بہشت میں داخل ہوگا۔ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا عَلَى الْإِسْلَامِ وَاخْتِمْ لَنَا بِالْإِيْمَانِ.

بَابُ الْأَمْرِ بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ.

جنازے کے ساتھ جانے کا بیان یعنی واجب ہے یا مستحب ہے۔

فائدہ: جنازے کے ساتھ جانے کی کیفیت میں علماء کو اختلاف ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اوزاعی اور صاحبین کا یہ

مذہب ہے کہ جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ حدیث میں اتباع کا لفظ آیا ہے اور اتباع کا حقیقی معنی پیچھے چلانا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آگے پیچھے چلنا برابر ہے یہ قول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور نووی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حزم کا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ وغیرہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جنازے کے آگے چلنا افضل ہے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا ان کے نزدیک اتباع کا معنی ساتھ جانا ہے اور آگے جانے کی حدیث مرسل ہے اور پیچھے چلنے کی حدیث ضعیف ہے لیکن ترجیح پیچھے چلنے کو ہے کہ حقیقی معنی مجازی معنی سے مقدم ہے اور جائز پر حمل کرنے کی کوئی دلیل نہیں اور عورتوں کے حق میں سب کا اتفاق ہے کہ جنازے کے پیچھے چلیں اس سے آگے نہ بڑھیں اور نخعی کا یہ قول ہے کہ اگر جنازے کے ساتھ عورتیں ہوں تو مرد اس کے آگے چلیں ورنہ پیچھے چلیں اور ایک حدیث میں ہے کہ سوار جنازے کے پیچھے چلے۔

١١٦٣ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَّنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ الْجَنَآئِزِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَنَهَانَا عَنْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْقَسِّيِّ وَالْإِسْتَبْرَقِ.

١١٦٣۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا سات چیزوں کا اور منع کیا سات چیزوں سے حکم کیا ہم کو جنازے کے ساتھ چلنے کا اور بیمار کے پوچھنے کا اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے کا اور مظلوم کی مدد کرنے کا اور قسم کے پورا کرنے کا اور سلام کا جواب دینے کا اور چھینکنے والے کو دعا دینے کا اور منع کیا ہم کو چاندی کے برتنوں سے اور سونے کی انگوٹھی سے اور ریشم اور دیباج اور قسی اور استبرق سے۔

فائدہ: یہ چاروں قسمیں ریشم کی ہیں مردوں کو ان کا پہننا جائز نہیں اور عورتوں کو جائز ہے اور ایک روایت ہے میں بجائے قسم کے مقسم کا لفظ آیا ہے یعنی اگر کوئی مجھ کو قسم دے کر کہے کہ مثلا یہ کام کر اور تو اس کی طاقت رکھتا ہے تو اس کام کو بجالاتا کہ اس کی قسم سچی ہو جائے لیکن یہ اسی صورت میں ہے کہ اس کے ترک کرنے میں کوئی مصلحت نہ ہو۔

١١٦٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ

١١٦٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے حق دوسرے مسلمان پر پانچ ہیں سلام کا جواب دینا اور بیمار کو پوچھنا اور جنازے کے پیچھے چلنا اور دعوت قبول کرنا اور چھینکنے والے کو دعا دینا یعنی یرحمک اللہ کہنا

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَآئِزِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَرَوَاهُ سَلَامَةُ بْنُ رَوْحٍ عَنْ عُقَيْلٍ.

اور ایک روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ جب تجھ سے کسی کام میں نصیحت چاہے تو نیک نصیحت دے۔

فائدہ: مراد حق سے یہاں فرض ہے اور ظاہر مراد فرض سے فرض کفایہ ہے فرض عین نہیں پس معلوم ہوا کہ جنازہ فرض کفایہ ہے اس لیے کہ سب لوگوں کا جنازے میں حاضر ہونا ممکن نہیں اور کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس باب سے اتباع جنازے کی فقط مشروعیت ثابت کرنا ہے پس باب فضل اتباع الجنائز آئندہ کے اور اس کے درمیان کوئی تکرار نہیں۔

بَابُ الدُّخُوْلِ عَلَى الْمَيِّتِ بَعْدَ الْمَوْتِ إِذَا أُدْرِجَ فِيْ أَكْفَانِهِ.

جب مردے کو کفن میں لپیٹ دیا جائے تو اس وقت اس کے پاس جانا جائز ہے اور پہلے اس سے منع ہے تا کہ اس کا کوئی عیب نہ نظر آئے۔

فائدہ: یہاں تک کہ ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ کسی کو لائق نہیں کہ مردے کو دیکھے مگر غسل دینے والا اور جو اس کے متصل ہو۔

١١٦٥ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَعْمَرٌ وَيُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ أَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى فَرَسِهِ مِنْ مَّسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتّٰى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتّٰى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ

١١٦٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے جو سخ (ایک جگہ کا نام ہے مدینے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے ایک میل پر) میں تھا گھوڑے پر سوار ہو کر آئے یہاں تک کہ گھوڑے سے اترے سو مسجد میں داخل ہوئے اور لوگوں سے کلام نہ کیا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کا قصد کیا اور آپ یمنی چادر سے لپیٹے ہوئے تھے یعنی بعد قبض روح کے سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کے منہ مبارک کو کھولا اور آپ پر جھکے اور آپ کو چوما اور پھر روئے اور کہا کہ یا حضرت! میرا باپ آپ پر قربان ہو اللہ آپ پر دو موتوں کو جمع نہیں کرے گا اور جو موت کہ اللہ نے

وَجْهِهٖ ثُمَّ اَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهٗ ثُمَّ بَكٰى فَقَالَ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِيْ كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ فَأَخْبَرَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ اجْلِسْ فَأَبٰى فَقَالَ اجْلِسْ فَأَبٰى فَتَشَهَّدَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَمَالَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَتَرَكُوْا عُمَرَ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ إِلٰى ﴿الشَّاكِرِيْنَ﴾ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْلَمُوْنَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَهَا حَتّٰى تَلَاهَا أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ فَمَا يُسْمَعُ بَشَرٌ إِلَّا يَتْلُوْهَا.

آپ کے واسطے لکھی تھی سو آپ نے اس کے ساتھ انتقال فرمایا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مجھ کو خبر دی کہ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھر سے باہر آئے اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ لوگوں سے کلام کرتے تھے (اور قسم کھاتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرے نہیں یعنی بلکہ ان کو بیہوشی ہوگئی ہے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کو بیہوشی ہوگئی تھی اور وجہ اس کی یہ ہے کہ منافقوں نے کہا تھا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوتا تو کبھی نہ مرتا) سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فاروق رضی اللہ عنہ کو کہا کہ بیٹھ جاؤ سو عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پھر کہا کہ بیٹھ جاؤ سو عمر رضی اللہ عنہ نے پھر بھی انکار کیا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا سو لوگ سننے کو اس کے پاس جمع ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ کو تنہا چھوڑ گئے سو فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ تم میں سے جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پوجتا تھا سو محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو بے شک مر گئے اور جو اللہ کو پوجتا تھا تو اللہ تو زندہ ہے نہیں مرتا اللہ نے فرمایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک رسول ہیں ہو چکے پہلے اس سے بہت رسول پھر کیا اگر وہ مر گیا یا مارا گیا تو تم پھر جاؤ گے اُلٹے پاؤں اور جو کوئی پھر جائے گا الٹے پاؤں پر وہ نہ بگاڑ سکے گا اللہ کا کچھ اور اللہ ثواب دے گا بھلائی ماننے والوں کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی گویا کہ لوگ نہ جانتے تھے کہ اللہ نے یہ آیت اتاری ہے یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو پڑھا سو کوئی آدمی نہیں سنا جاتا تھا مگر کہ اس کو پڑھتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفن لپیٹنے کے بعد مردے کے پاس جانا جائز ہے اس لیے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ چادر میں لپیٹے ہوئے تھے تو معلوم ہوا کہ مردے کے پاس جانا منع ہے مگر جب کفن میں لپیٹا ہوا ہو یا اس کے حکم میں ہو تو اس کے پاس جانا جائز ہے اور چادر میں لپیٹنا بھی کفن میں لپیٹنے کے قائم مقام ہے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی اور نیز ابن رشید نے کہا کہ مردے کو چادر سے لپیٹنے کے

بعد کھولنا اور کفن میں لپیٹنے کے بعد کھولنا برابر ہے اور یہ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ آپ پر دو موتوں کو جمع نہیں کرے گا تو اس کے توجیہ کئی طور سے ہے اول یہ ہے کہ یہ رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا تھا کہ آپ دنیا میں پھر زندہ ہوں گے اور ایک گروہ کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے اور یہ مستلزم ہے دوبارہ مرنے کو جیسے کہ پہلی امتوں میں بعضوں کو دو بار موت آئی چنانچہ قرآن مجید میں ہے ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ﴾ اور ﴿اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ﴾ سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بات کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نفی کر دی کہ اللہ آپ کے حق میں ایسا ہرگز نہیں کرے گا اور یہ توجیہ بہت قوی اور عمدہ ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مراد دوسری موت سے وہ موت ہے جو قبر میں منکر نکیر کے سوال کے واسطے زندہ ہونے کے بعد واقع ہوتی ہے یعنی وہ موت آپ کو ہرگز نہیں ہوگی جیسے کہ اور سب مخلوق کو ہوتی ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ مراد اس سے رنج اور تنگی ہے یعنی موت کے بعد آپ کو کوئی تنگی نہ ہوگی اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ مردے کے منہ کو چومنا جائز ہے اور ایک یہ کہ کفن دینے کے بعد مردے کا منہ کھول کر دیکھنا جائز ہے اور ایک یہ کہ مردے پر رونا جائز ہے وسیاتی مبسوطا انشاء اللّٰہ تعالٰی.

١١٦٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ بَايَعَتِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ اقْتُسِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ قُرْعَةً فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ فَأَنْزَلْنَاهُ فِیْ أَبْيَاتِنَا فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِيْهِ فَلَمَّا تُوُفِّیَ وَغُسِّلَ وَكُفِّنَ فِیْ أَثْوَابِهٖ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِیْ عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْكِ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَكْرَمَهٗ فَقُلْتُ بِأَبِیْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ يُّكْرِمُهُ اللّٰهُ فَقَالَ أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَآءَهُ الْيَقِيْنُ وَاللّٰهِ إِنِّیْ لَأَرْجُوْ لَهٗ

١١٦٦۔ حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مہاجرین (جو لوگ مکے سے ہجرت کر کے مدینے میں چلے گئے تھے اور اپنے گھر چھوڑ گئے تھے) قرعہ سے تقسیم کیے گئے یعنی انصار نے مہاجرین کو اپنے گھروں میں رکھنے کے واسطے قرعہ ڈال کر تقسیم کر لیا جو جس کے قرعہ میں آیا اس کو اپنے گھر لے گیا سو ہمارے قرعہ میں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا نام نکلا سو ہم نے اس کو اپنے گھروں میں اتارا اور رہنے کو جگہ دی سو وہ بیمار ہوا اور بیماری جس میں اس کا انتقال ہوا سو جب وہ فوت ہوا اور غسل دیا گیا اور اپنے کپڑوں سے کفن دیا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سو میں نے کہا کہ اے ابو السائب (یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) اللہ کی تجھ پر رحمت ہو سو میں گواہ ہوں اس پر کہ اللہ نے تم کو عزت دی ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے کہ اللہ نے اس کو عزت دی سو میں نے عرض کیا یا حضرت! میرا باپ آپ پر قربان ہو سو کون ہے جس کو اللہ عزت دے گا یعنی اگر اللہ ایسے مطیع اور نیک بندے کو عزت

الْخَيْرَ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِي قَالَتْ فَوَاللّٰهِ لَا أُزَكِّي أَحَدًا بَعْدَهُ أَبَدًا.

نہیں دے گا تو پھر اور کس کو عزت دے گا سو آپ نے فرمایا کہ اس کو تو موت آ گئی سو قسم ہے اللہ کی کہ البتہ میں اس کے واسطے آخرت میں بہتری کی امید رکھتا ہوں اور قسم ہے اللہ کی مجھ کو معلوم نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرا کیا حال ہو گا یعنی جس کا خاتمہ معلوم نہ ہو اس کے واسطے نیک عاقبت کا یقیناً حکم لگانا کہ یہ ضرور بہشت میں جائے گا جائز نہیں کہ وہ غیب کی خبر ہے ام العلاء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو قسم ہے اللہ کی کہ میں اس کے بعد کسی کو پاکی کا حکم نہیں لگاؤں گی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفن میں لپیٹنے کے بعد مردے کے پاس جانا جائز ہے کہ آپ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کفن دینے کے بعد گئے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ جو فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ میرا کیا حال ہوگا تو یہ قول آپ کا اس آیت سے پہلے تھا ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ یعنی تا کہ اللہ آپ کے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کر دے اور ثابت ہو چکا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گا اور اسی قسم کی اور بھی کئی حدیثیں ثابت ہو چکی ہیں سو احتمال ہے کہ اس اثبات کو مجمل علم پر محمول کیا جائے اور نفی کو علم مفصل پر محمول کیا جائے۔

١١٦٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قُتِلَ أَبِي جَعَلْتُ أَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ أَبْكِي وَيَنْهَوْنِي عَنْهُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْهَانِي فَجَعَلَتْ عَمَّتِي فَاطِمَةُ تَبْكِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْكِيْنَ أَوْ لَا تَبْكِيْنَ فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رَفَعْتُمُوْهُ.

١١٦٧۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میرا باپ شہید ہوا تو میں اس کے منہ سے کپڑا کھولنے لگا روتے ہوئے اور لوگ مجھ کو منہ کھولنے سے منع کرتے تھے اور حضرت ﷺ مجھ کو منع نہیں فرماتے تھے سو میری پھوپھی فاطمہ رونے لگی سو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ تو اس کو رو یا نہ رو ہمیشہ اس پر فرشتے اپنے پروں کا سایہ کیے رہے یہاں تک کہ تم نے اس کی لاش کو اٹھایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفن میں لپیٹے جانے کے بعد مردے کے پاس جانا جائز ہے اس لیے کہ جابر رضی اللہ عنہ

کے باپ جن کپڑوں میں شہید ہوئے تھے وہی ان کا کفن تھا اور اس سے وہ لپیٹے ہوئے تھے سو یہ بھی کفن لپیٹنے کے برابر ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَنْعَى إِلٰى أَهْلِ الْمَيِّتِ بِنَفْسِهٖ.

اگر کوئی شخص کسی آدمی کی موت کی خبر اس کے وارثوں کو خود پہنچا دے بغیر اس کے کہ کسی دوسرے کے ہاتھ کہلا بھیجے اور یا نفس میت کے مرنے کی خبر اس کے گھر والوں کو پہنچا دے تو جائز ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ مرنے کی خبر دینی تین قسم پر ہے پہلی یہ کہ مرنے کی خبر میت کے وارثوں اور دوستوں اور نیک بختوں کو پہنچا دے تا کہ وہ جنازے کی تیاری اور نماز وغیرہ کے واسطے جمع ہوں سو یہ خبر دینی جائز ہے منع نہیں اور دوسری یہ کہ لوگوں کو فخر کے واسطے بلائے کہ بہت لوگ جمع ہوں اور ملک میں ناموری ہو جائے کہ فلاں شخص کے جنازے پر اتنے لوگ جمع ہوئے چنانچہ جاہلیت کے زمانے میں جب کوئی مر جاتا تھا تو ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہو کر سب لوگوں میں بلند آواز سے پکار دیتا تھا کہ فلانا شخص مر گیا ہے سو یہ قسم مکروہ ہے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ رونے اور بین کرنے کے ساتھ خبر دی جائے سو یہ قسم حرام ہے سو غرض اس باب سے یہ ہے کہ پہلی قسم کی خبر دینی جائز ہے اور دوسری اور تیسری قسم کی خبر مکروہ اور حرام ہے اور مراد وارثوں سے عام وارث ہیں خواہ نسبی ہوں یا اسلامی۔

١١٦٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

١١٦٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی (حبشہ کا بادشاہ) کے مرنے کی خبر دی اس دن جس دن کہ وہ مرا سو آپ عید گاہ کی طرف گئے اور لوگوں نے صف باندھ کر جنازے کی نماز پڑھی اور اس میں چار تکبیریں کہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کے قریبی رشتہ داروں کو اس کے مرنے کی خبر دینی جائز ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی خبر اصحاب کو دی اور اصحاب اس کے اسلامی بھائی تھے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غائبانہ جنازہ پڑھنا جائز ہے اگرچہ قصر کی حد سے کم ہو اور قبلے کے سوا اور طرف ہو لیکن شہر میں غائب کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں اگرچہ بڑا ہو اور بعض کہتے ہیں کہ غائب کا جنازہ پڑھنا درست نہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کشف ہو گیا تھا سو جواب اس کا یہ ہے کہ دعویٰ کشف مسلم نہیں اور بر تقدیر تسلیم اصحاب کے حق میں کشف ممکن نہیں پھر ان کو کیوں جائز ہوا؟۔

١١٦٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ وَإِنَّ عَيْنَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَذْرِفَانِ ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهُ.

۱۱۶۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یعنی بذریعہ وحی کے اول زید رضی اللہ عنہ نے علم کو پکڑا سو وہ شہید ہوگیا پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے علم لیا سو وہ بھی شہید ہوگیا پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم لیا سو وہ بھی شہید ہوا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے علم لیا بغیر سرداری کے سو اللہ نے اس کو فتح نصیب کی۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ میت کے گھر والوں کو موت کی خبر دینی جائز ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے گھر والوں کو ان کے مرنے کی خبر دی اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے وسیاتی الکلام علیه فی المغازی.

بَابُ الْإِذْنِ بِالْجَنَازَةِ.

جنازے کی نماز کے لیے اطلاع دینے کا بیان یعنی جب جنازہ تیار ہو جائے تو لوگوں کو جنازے کی نماز کے واسطے اطلاع دینی جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

فائدہ: پہلے باب میں محض موت کی خبر دینے کا بیان ہے اور اس باب میں نماز جنازے کی خبر دینے کا بیان ہے پہلے باب میں لوگوں کو مرنا معلوم نہیں تھا اور اس میں لوگوں کو اس کا مرنا پہلے سے معلوم ہے پس فرق ظاہر ہوگیا اور اس مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے کہ نماز جنازے کے واسطے لوگوں کو اطلاع دے یا نہ دے ائمہ اور فقہاء متقدمین کا یہ مذہب ہے کہ اس میں کوئی ڈر نہیں اور اکثر علماء چاروں مذہبوں کے کہتے ہیں کہ جنازے کی نماز کے واسطے خبر دینی مستحب ہے کہ اس میں نمازیوں کی کثرت ہو جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ بھی مکروہ ہے اور نعی میں داخل ہے یہ قول حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے لیکن باب کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازہ کے واسطے لوگوں کو بلانا جائز ہے منع نہیں بلکہ منع وہی ہے جو جاہلیت کے طور سے ہو۔

وَقَالَ أَبُو رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا آذَنْتُمُوْنِي.

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے مجھ کو خبر کیوں نہیں دی۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث باب کنس المسجد میں پہلے گزر چکی ہے کہ ایک شخص مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا وہ مرگیا اور لوگوں نے آپ کو اطلاع نہ کی آپ نے اس کا حال پوچھا لوگوں نے کہا کہ وہ مرگیا تب آپ نے یہ حدیث فرمائی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنازے کی نماز کے واسطے اطلاع دینی جائز ہے کہ آپ نے لوگوں کو فرمایا کہ تم نے مجھ کو اطلاع کیوں نہیں دی کہ میں بھی اس پر نماز پڑھتا اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

١١٧٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَاتَ إِنْسَانٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهُ فَمَاتَ بِاللَّيْلِ فَدَفَنُوْهُ لَيْلًا فَلَمَّا أَصْبَحَ أَخْبَرُوْهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكُمْ أَنْ تُعْلِمُوْنِيْ قَالُوْا كَانَ اللَّيْلُ فَكَرِهْنَا وَكَانَتْ ظُلْمَةٌ أَنْ نَشُقَّ عَلَيْكَ فَأَتٰى قَبْرَهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ.

١١٧٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بیمار تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پوچھا کرتے تھے سو وہ ایک رات کو مرگیا اور لوگوں نے اس کو رات میں دفن کر دیا سو جب فجر ہوئی تو لوگوں نے آپ کو خبر دی سو فرمایا کہ تم کو کس نے منع کیا میرے اطلاع دینے سے لوگوں نے کہا کہ رات تھی اور اندھیرا تھا سو ہم نے ناگوار جانا کہ آپ کو تکلیف دیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر آئے اور اس پر نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنازے کی نماز کے واسطے لوگوں کو اطلاع دینی جائز ہے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ مَّاتَ لَهُ وَلَدٌ فَاحْتَسَبَ.

جس شخص کا کوئی بچہ نابالغ مرجائے اور وہ ثواب کی نیت سے صبر کرے تو اس کے واسطے بڑی فضیلت ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا کوئی لڑکا مرجائے وہ بہشت میں داخل ہوگا اور ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کے واسطے آگ سے حجاب ہوگا اور ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فقط قسم پورا کرنے کے لیے دوزخ میں جائے گا سو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں فضیلت کا لفظ بولا تا کہ سب حدیثوں میں تطبیق ہو جائے اس لیے کہ فضیلت سب میں موجود ہے اور باب کی حدیثوں میں اگرچہ ثواب کی نیت کا ذکر نہیں لیکن ان کے بعض طریقوں میں اس کا ذکر بھی آچکا ہے جیسا کہ طبرانی وغیرہ میں موجود ہے اور ولد کا لفظ اس واسطے بولا کہ ایک لڑکے کو بھی شامل ہے اور باب کی حدیثوں میں اگرچہ تین کی قید ہے لیکن دوسری حدیث سے جو باب الرقاق میں آئندہ آئے گی معلوم ہوتا ہے کہ ایک لڑکے کا بھی یہی حکم ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ﴾.

اور بیان ہے اس آیت کا کہ خوشخبری دے صبر کرنے والوں کو۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ مصیبت پر صبر کرنے والوں کے واسطے بڑی فضیلت ہے اور مصیبت عام ہے لڑکے کی مصیبت کو بھی شامل ہے پس اس کا بھی یہی حکم ہوگا اور غرض اس آیت سے یہ ہے کہ اطلاق حدیث کا مقید ہے ساتھ صبر کے پس مطابقت اس آیت کی باب سے ظاہر ہے۔

١١٧١ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ النَّاسِ مِنْ مُّسْلِمٍ يُتَوَفّٰى لَهُ ثَلَاثٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ.

۱۱۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سے کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کے تین لڑکے مر گئے ہوں جو جوانی کو نہیں پہنچے مگر کہ اللہ اس کو بہشت میں داخل کرے گا بسبب زیادتی رحمت باپ کے لڑکوں پر۔

فائدہ: یعنی باپ کو لڑکوں سے کمال محبت ہوتی ہے اور جتنی ان کی محبت زیادہ ہو اتنی ہی ان کی مصیبت بھی زیادہ ہے پھر جب باپ نے ایسی مصیبت میں صبر کیا اور اللہ کی تقدیر سے راضی ہوا تو لائق بہشت کے ہوا پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور ظاہر اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ثواب فقط مسلمان کے ساتھ خاص ہے کافر کو یہ ثواب نہیں اور اسی طرح جس کی اولاد کفر کی حالت میں مر جائے اور پھر وہ مسلمان ہو جائے اس کو بھی یہ ثواب نہیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ثواب فقط نابالغ لڑکے کے مرنے کے ساتھ خاص ہے بالغ کا حکم یہ نہیں اس لیے کہ جو خصوصیت نابالغ لڑکوں کے حق میں آئی ہے وہ بالغ لڑکوں کے حق میں وارد نہیں ہوئی مگر چونکہ یہ بھی ایک بڑی مصیبت ہے اس لیے کہ بحکم آیت مذکور یہ بھی لائق رحمت کے ہے اور فی الجملہ اس کو بھی اجر ملے گا اور نیز جتنی شفقت اور محبت باپ کو چھوٹے لڑکے سے ہوتی ہے اتنی بڑے سے نہیں ہوتی اور اس حدیث میں اولاد سے مراد حقیقی اولاد ہے یعنی جو لڑکے کہ اس کی پشت اور نطفے سے ہوں اور پوتوں وغیرہ ما اسفل کا حکم اس حدیث سے معلوم نہیں ہوتا لیکن ظاہر یہ ہے کہ وہ بھی اس میں داخل ہیں خاص کر ایسی حالت میں کہ ان کے درمیان کوئی واسطہ نہ ہو اور مجنوں کا بھی یہی حکم ہے مگر نواسے اس حکم میں داخل نہیں۔

١١٧٢ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النِّسَآءَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ لَنَا يَوْمًا فَوَعَظَهُنَّ وَقَالَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَ لَهَا

۱۱۷۲۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ ہمارے واسطے مردوں سے علیحدہ کوئی دن مقرر کیجئے جس میں ہم جمع ہو کر آپ کا وعظ سنیں سو آپ نے ان کے واسطے ایک دن مقرر کیا اور وہ اس دن جمع ہوئیں سو آپ نے ان کو وعظ کیا پس فرمایا کہ جس عورت کے

ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ كَانُوْا لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ قَالَتِ امْرَأَةٌ وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ وَقَالَ شَرِيْكٌ عَنِ ابْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ.

تین لڑکے مر گئے ہوں جو جوانی کو نہ پہنچے ہوں تو وہ اس کے واسطے آگ سے حجاب ہوں گے یعنی دوزخ میں جانے سے اس کو مانع ہوں گے سو ایک عورت نے کہا کہ جس کے دو لڑکے مر جائیں فرمایا دو ہی سہی یعنی دو کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ بھی اس کو دوزخ سے بچائیں گے۔

فائدہ: عورتوں نے حضرت ﷺ سے عرض کی کہ یا حضرت! مرد آپ کی صحبت میں حاضر رہتے ہیں اور دین سیکھتے ہیں سو ہمارے واسطے بھی کوئی باری مقرر کیجئے تب آپ نے ان کے واسطے بھی باری مقرر کی اور ان سے یہ حدیث فرمائی بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک لڑکے کا بھی یہی حکم ہے پس معلوم ہوا کہ جس شخص کی کوئی اولاد مر جائے اور وہ اس کی مصیبت پر صبر کرے تو وہ بے شک بہشت میں جائے گا خواہ باپ ہو اور خواہ ماں ہو اور خواہ اولاد مذکر ہو اور خواہ مؤنث ہو اور خواہ ایک لڑکا ہو اور خواہ دو ہوں یا تین ہوں یا اس سے زیادہ ہوں سب کا یہی حکم ہے۔

١١٧٣ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمُوْتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَيَلِجَ النَّارَ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ.

۱۱۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان کے تین لڑکے مر گئے وہ دوزخ میں نہیں جائے گا مگر بقدر قسم سچی کرنے کے۔

فائدہ: یعنی اللہ نے قرآن میں بطور قسم کے فرمایا ہے کہ بیشک سب کو دوزخ پر گزار ہو گا پس اتنا ضرور ہو گا کہ دوزخ کے پل پر چلنا ہو گا اس کے سوا اور کچھ عذاب نہیں لیکن یہ گزرنا مختلف ہو گا باعتبار اختلاف عملوں کے سو جن کے عمل اعلیٰ درجے کے ہوں گے وہ آنکھ کے لحظہ میں پار اتر جائیں گے كما سياتي تفصيل ذلك انشاء الله تعالىٰ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی اولاد بہشت میں جائے گی اس لیے کہ یہ بعید ہے کہ ماں باپ ان کی طفیل سے بہشت میں جائیں اور وہ خود دوزخ میں جائیں اور یہی ہے قول جمہور علماء کا اور ایک گروہ نے اس مسئلے میں توقف کیا ہے وسياتي البحث في ذلك في اواخر الجنائز انشاء الله تعالىٰ.

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلْمَرْأَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ اصْبِرِيْ.

مرد کا عورت کو قبر کے پاس کہنا کہ صبر کر

فائدہ: یعنی اگر کوئی مرد کسی غیر عورت سے وعظ اور ماتم پرسی وغیرہ کے باب میں کلام کرے تو جائز ہے خواہ عورت جوان ہو یا بوڑھی ہو اس لیے کہ اس میں دینی مصلحت ہے۔

۱۱۷۴ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ عِنْدَ قَبْرٍ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ.

۱۱۷۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت پر گزرے جو قبر کے پاس رو رہی تھی سو آپ نے فرمایا کہ تو اللہ سے ڈر اور صبر کر۔

فائدہ: پہلے باب میں بھی عورت سے خطاب واقع ہوا ہے اور اس باب میں بھی عورت سے خطاب واقع ہوا ہے پہلے میں ترغیب ہے اور اس میں ترہیب ہے پس تعلق اس باب کا پہلے باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ وَوُضُوْءِهٖ بِالْمَآءِ وَالسِّدْرِ.

پانی اور بیری کے پتوں سے میت کو نہلانے اور وضو کرانے کا بیان۔

فائدہ: جمہور علماء کے نزدیک مردے کو غسل دینا فرض کفایہ ہے اگر ایک آدمی اس کو غسل دے دے تو سب کے ذمے سے ساقط ہو جاتا ہے اور اگر کوئی بھی غسل نہ دے تو سب گنہگار رہتے ہیں اور نیز کہتے ہیں کہ مردے کو غسل دینا تعبدی امر ہے اس کی کوئی علت نہیں لیکن جو چیز اور غسلوں واجبہ اور مندوبہ میں شرط ہے اس میں بھی شرط ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مردے کو غسل دینا سنت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ غسل بے وضو ہونے کے سبب سے ہے اس لیے کہ جب مرنے کے سبب سے آدمی کی عقل جاتی رہتی ہے اور جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے پس غسل واجب ہو جاتا ہے لیکن زندہ آدمی کو وضو ٹوٹنے سے غسل کرنا واجب نہیں اس لیے کہ ہر روز پانچ بار غسل کرنے میں بہت حرج ہے اور مردے میں یہ جرح متصور نہیں اور بعض اس غسل کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ آدمی مرنے سے پلید ہو جاتا ہے جیسے کہ اور حیوانوں کا حال ہے پس پاک کرنے کے واسطے اس کو غسل دینا ضروری ہے لیکن یہ پاکی تعظیم کے واسطے مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے کافر کی میت غسل دینے سے پاک نہیں ہوتی مگر اس قول کو بخاری نے رد کر دیا ہے کہ مسلمان مرنے سے ناپاک نہیں ہوتا ہے۔

وَحَنَّطَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ابْنًا لِسَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَحَمَلَهٗ وَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سعید کے بیٹے کو خوشبو لگائی اور اس کو اٹھایا اور اس پر جنازے کی نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی ان اثروں سے یہ ہے کہ مسلمان کا مردہ ناپاک ہے اور یہ غسل میت تعبدی امر ہے اس لیے کہ اگر ناپاک ہوتا تو پانی اور بیری سے پاک نہ ہوتا اور صرف پانی سے اور نیز ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے اعضاء کو دھو ڈالتے جو اس کے ساتھ چھوئے تھے اور یہی وجہ ہے تعلق ان اثروں کی باب سے اور گویا کہ اس میں اشارہ ہے طرف

اس کی کہ یہ حدیث کہ جو مردے کو غسل دے سو چاہیے کہ غسل کرے اور جو اس کو اٹھائے سو چاہیے کہ وضو کرے ضعیف ہے لائق حجت کے نہیں اور ابوداؤد نے کہا یہ کہ حدیث منسوخ ہے اور ذیلی نے کہا کہ یہ حدیث ثابت نہیں لیکن علماء کو اس مسئلے میں بھی اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جو شخص مردے کو غسل دے تو مستحب ہے کہ غسل میت کے بعد خود بھی غسل کرے اور امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وضو کرے اور اکثر اہل علم کے نزدیک نہ غسل ہے اور نہ وضو اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا اور یہی قول ہے امام بخاری رحمہ اللہ کا اور یہی قول صحیح ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا الْمُسْلِمُ لَا يَنْجُسُ حَيًّا وَّلَا مَيِّتًا.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایماندار ناپاک نہیں ہوتا نہ زندہ اور نہ مرا ہوا۔

فائدہ: یعنی جب مسلمان ناپاک نہیں ہوتا تو اس کو غسل دینا تعبدی ہوگا۔

وَقَالَ سَعْدٌ لَوْ كَانَ نَجِسًا مَّا مَسِسْتُهٗ.

اور سعد نے کہا کہ اگر مردہ ناپاک ہوتا تو میں اس کو کبھی ہاتھ نہ لگاتا۔

فائدہ: ابن ابی شیبہ نے روایت ہے کہ سعد نے سعید بن زید کو غسل دیا اور کفن دیا اور خوشبو لگائی پھر اپنے گھر میں آکر غسل کیا اور کہا کہ میں نے اس کے غسل دینے کے سبب سے غسل نہیں کیا بلکہ گرمی کے سبب سے غسل کیا ہے پھر یہ کلمہ کہا۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ لَا يَنْجُسُ.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار ناپاک نہیں ہوتا یعنی جنابت سے۔

فائدہ: وجہ استدلال اس حدیث سے یہ ہے کہ ایمان کی صفت موت سے دور نہیں ہوتی بلکہ بدستور باقی رہتی اور جب باقی رہے تو معلوم ہوا کہ مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔

١١٧٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهٗ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ

١١٧٥۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کا انتقال ہوا اور عورتیں ان کو غسل دینے لگیں تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اس کو غسل دو تین یا پانچ بار یا اس سے بھی زیادہ اگر تم اس کو بہتر دیکھو پانی اور بیری کے پتوں سے اور اخیر غسل میں کافور ڈالو یا آپ نے یوں فرمایا کہ تھوڑا سا کافور ڈالو پھر جب تم غسل دینے سے فراغت پاؤ تو مجھ کو خبر دو سو جب ہم نے غسل سے

وَاجْعَلْنَ فِی الْاٰخِرَةِ کَافُوْرًا اَوْ شَیْئًا مِّنْ کَافُوْرٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِیْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَعْطَانَا حِقْوَهٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِیَّاهُ تَعْنِیْ اِزَارَهٗ.

فراغت پائی تو آپ کو خبر دی سو آپ نے ہم کو اپنا تہ بند دیا اور فرمایا کہ تہ بند اس کو کفن کے اندر سے پہنا دو تا کہ اس کی برکت اس کو پہنچے۔

فائدہ: اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ میت کو غسل دینا واجب ہے **کما هو مذهب الجمهور** پس مطابقت اس حدیث کی باب کے پہلے مسئلے سے ظاہر ہے اور دوسرے مسئلے کا یعنی وضو کا اس حدیث میں ذکر نہیں لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں وضو کا ذکر بھی آ گیا ہے جیسا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آئندہ آئے گا کہ آپ نے فرمایا کہ غسل کو وضو کی جگہوں سے شروع کرو اور ایک یہ کہ جس پانی سے مردے کو غسل دیا جائے سنت ہے کہ اس میں بیری کے پتے ڈالے جائیں اور صورت اس کی یہ ہے کہ بیری کے پتوں کو پانی میں ڈال کر خوب اُبالا جائے یہاں تک کہ اس کی جھاگ نکل آئے سو پہلے دوبار اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دیا جائے اور تیسری بار کافور اور پانی سے غسل دیا جائے ایسا ہی روایت کیا ہے ابن سیرین نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے ابن عبدالبر نے کہا کہ ابن سیرین اس کو سب تابعین سے زیادہ جانتے تھے اور کہتے تھے کہ پہلی بار خالص پانی سے غسل دیا جائے اور دوسری بار پانی اور بیری سے اور تیسری بار کافور اور پانی سے لیکن یہ صورت حدیث سے ثابت نہیں اور ایک یہ کہ مردے کو غسل طاق دیا جائے یعنی تین بار یا پانچ بار اور مستحب ہے کہ تین بار ہو سو اگر تین بار میں صفائی حاصل ہو جائے تو اس سے زیادہ کرنا جائز نہیں ورنہ جہاں تک صفائی حاصل ہو وہاں تک زیادہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ طاق رہے لیکن سات بار سے زیادہ کرنا مکروہ ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سات بار سے زیادہ کرنا مکروہ ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ آپ نے سات بار سے زیادہ کہا ہو اور ابن سیرین نے کہا کہ اکثر درجہ اس کا سات بار ہے اور ماوردی نے کہا کہ سات بار سے زیادہ کرنا اسراف ہے اور ایک بار سب بدن کو غسل دینا واجب ہے اور کوفے والے اور اہل ظاہر وغیرہ کہتے ہیں کہ تین بار غسل دینا واجب ہے نہ اس سے زیادہ کیا جائے اور نہ کم کیا جائے اور کہتے ہیں کہ اگر تین بار کے بعد کوئی چیز مردے کے اندر سے نکل آئے تو فقط اس جگہ کو دھو ڈالا جائے غسل کو دوہرانا جائز نہیں لیکن یہ قول ان کا ظاہر حدیث کے مخالف ہے کہ آپ نے ان عورتوں کو زیادہ کرنے کا اختیار دیا اور ایک یہ کہ اخیر غسل میں کافور ڈالا جائے اور ظاہر حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کافور کو پانی میں ملایا جائے علیحدہ نہ لگایا جائے اور یہی ہے مذہب جمہور علماء کا اور نخعی اور کوفے والے کہتے ہیں کہ جب غسل کے بعد مردے کا بدن خشک ہو جائے تو اس وقت اس پر کافور لگایا جائے اور کافور لگانے میں حکمت یہ ہے کہ وہ مردے کے بدن کو خشک اور سرد کر دیتا ہے اور اس میں جلدی سرایت کر جاتا ہے اور اس کو سخت کر دیتا ہے اور کیڑے اس کے پاس نہیں

آتے اور اس کا جسم جلدی فاسد نہیں ہوتا اور نیز اس وقت وہاں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اگر کافور نہ ملے تو اس کے بدلے کوئی اور خوشبو مشک وغیرہ لگائے اور یہ کہ صالحین کے آثار سے تبرک لینا جائز ہے کہ آپ نے اپنی بیٹی کو اپنا تہ بند پہنایا اور ایک یہ کہ مرد کے کپڑے میں عورت کو کفن دینا جائز ہے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يُغْسَلَ وِتْرًا.

مستحب ہے کہ مردے کو غسل طاق دیا جائے یعنی تین بار یا پانچ بار نہ دو بار یا چار بار مثلا کہ وہ مستحب نہیں ہے۔

١١٧٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُوْرًا فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَأَلْقٰى إِلَيْنَا حِقْوَهُ فَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ فَقَالَ أَيُّوْبُ وَحَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مُحَمَّدٍ وَّكَانَ فِي حَدِيْثِ حَفْصَةَ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا وَّكَانَ فِيْهِ ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا وَّكَانَ فِيْهِ أَنَّهُ قَالَ ابْدَءُوْا بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا وَكَانَ فِيْهِ أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ وَمَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ.

١١٧٦۔ ترجمہ اس حدیث ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس کو طاق غسل دو یعنی تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور فرمایا کہ اس کی دائیں طرفوں سے اور وضو کی جگہوں سے غسل دینا شروع کرو۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نے اس کے بالوں کو کنگھی کی اور تین چوٹیاں بنائیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردے کو طاق غسل دینا مستحب ہے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مردے کے بالوں کو کنگھی کرنی مستحب ہے اور یہی ہے مذہب امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا کہتے ہیں کہ مردے کے بالوں کو کنگھی کرنی مستحب ہے اور ان کی دلیل یہی حدیث ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میت کے بالوں کو کنگھی کرنی مکروہ ہے اور ان کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے لیکن اس کی صحت میں کلام ہے۔

بَابُ يُبْدَأُ بِمَيَامِنِ الْمَيِّتِ.

میت کی دائیں طرفوں سے غسل شروع کیا جائے۔

١١٧٧ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غُسْلِ ابْنَتِهِ ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا.

۱۱۷۷۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کے غسل میں فرمایا کہ اس کی دائیں طرفوں سے اور وضو کے مقاموں سے غسل دینا شروع کرو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کا غسل دائیں طرف سے شروع کرنا سنت ہے اور ہر غسل میں دائیں طرف سے شروع کرے مگر یہ اس غسل کا حکم ہے جس میں وضو نہ ہو اور جس میں وضو ہے اس میں وضو کے مقاموں یعنی منہ اور ہاتھ کو مقدم کرے اور گویا کہ اس میں رد ہے ابو قلابہ پر کہ وہ کہتے ہیں کہ غسل دینا اول سر سے شروع کیا جائے پھر داڑھی کو دھویا جائے۔

بَابُ مَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنَ الْمَيِّتِ.

مردے کے وضو کے مقاموں سے غسل کرنے کا بیان

یعنی مستحب ہے کہ میت کو وضو کے مقاموں سے غسل دینا شروع کیا جائے۔

١١٧٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا غَسَّلْنَا بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا وَنَحْنُ نَغْسِلُهَا ابْدَءُوْا بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا.

۱۱۷۸۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: اور دلیل ترجمہ کی یہ لفظ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وضو کے مقاموں سے غسل دینا شروع کرو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کو غسل سے پہلے وضو کرانا مستحب ہے اور یہی ہے مذہب سب علماء کا اور کہتے ہیں کہ وضو میں منہ کو ہاتھوں سے پہلے دھویا جائے اور بعضوں نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ میت کے غسل میں کلی کرانی اور ناک میں پانی ڈالنا مستحب ہے اور یہی ہے مذہب امام شافعی رحمہ اللہ کا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہرگز مستحب نہیں اور نیز معلوم ہوتا ہے کہ وضو کے اعضاء کو غسل میں دوبارہ دھونا ضروری نہیں کہ وضو بھی غسل کا ایک جز ہے۔

بَابُ هَلْ تُكَفَّنُ الْمَرْأَةُ فِي إِزَارِ الرَّجُلِ.

کیا مرد کے کپڑے میں عورتوں کو کفر دینا جائز ہے یا نہیں؟۔

١١٧٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تُوُفِّيَتِ ابْنَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَنَزَعَ مِنْ حِقْوِهٖ إِزَارَهٗ وَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ.

١١٧٩۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: غرض یہاں اس لفظ سے ہے کہ آپ نے ہم کو اپنا تہ بند دیا اور فرمایا کہ اس کو پہنا دو پس معلوم ہوا کہ عورت کو مرد کے کپڑے میں کفن دینا جائز ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے ابن بطال نے کہا کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کسی کو اس مسئلے میں اختلاف نہیں لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اس مسئلے میں تردد کیا ہے سو یہ بنظر سیاق حدیث کے ہے کہ وہ اختصاص وغیرہ کا احتمال رکھتا ہے فلا اعتراض علیه.

بَابُ يُجْعَلُ الْكَافُوْرُ فِي الْأَخِيْرَةِ.

اخیر غسل میں کافور ڈالنے کا بیان۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا کوئی حکم بیان نہیں کیا اس واسطے کہ اس میں صیغہ امر کا وارد ہوا ہے اور امر وجوب اور مندوب دونوں کا احتمال رکھتا ہے۔

١١٨٠ ـ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تُوُفِّيَتْ إِحْدٰى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا أَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ قَالَتْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَأَلْقٰى إِلَيْنَا حِقْوَهٗ فَقَالَ

١١٨٠۔ ترجمہ اس کا اوپر گزر چکا ہے۔

أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ وَعَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِنَحْوِهِ وَقَالَتْ إِنَّهُ قَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ قَالَتْ حَفْصَةُ قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَجَعَلْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ.

فائدہ: مقصود یہاں یہ لفظ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس کے اخیر غسل میں کافور ڈالو پس معلوم ہوا کہ مردے کے اخیر غسل میں کافور ڈالنا چاہیے کما تقدم اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث کے اخیر میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس کو غسل دو تین بار یا پانچ بار یا سات بار یا اس سے بھی زیادہ اگر تم اس کو بہتر دیکھو' ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نے اس کے بالوں کو تین چوٹیاں بنایا۔

بَابُ نَقْضِ شَعَرِ الْمَرْأَةِ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ لَا بَأْسَ أَنْ يُّنْقَضَ شَعَرُ الْمَرْأَةِ.

عورت کے بال کھولنے کا بیان یعنی اگر میت عورت کی ہو تو غسل کے وقت اس کے بالوں کو کھول دیا جائے تا کہ پانی بالوں کی جڑوں میں پہنچ جائے اور ابن سیرین نے کہا کہ عورت کے بال کھولنے میں کوئی ڈر نہیں۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

١١٨١ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَيُّوبُ وَسَمِعْتُ حَفْصَةَ بِنْتَ سِيْرِيْنَ قَالَتْ حَدَّثَتْنَا أُمُّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهُنَّ جَعَلْنَ رَأْسَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ نَقَضْنَهُ ثُمَّ غَسَلْنَهُ ثُمَّ جَعَلْنَهُ ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ.

١١٨١۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جن عورتوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو غسل دیا تھا انہوں نے اس کے بالوں کو تین چوٹیاں بنایا اول ان کو کھولا پھر ان کو دھویا پھر ان کو تین چوٹیاں بنایا یعنی ایک ماتھے کے بالوں سے اور دوسری دونوں طرف کے بالوں سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کے بالوں کو کھولنا جائز ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور بعض کہتے ہیں کہ میت کے بالوں کو کھولنا جائز نہیں کہ اس سے بال اکھڑ جاتے ہیں لیکن جواب اس کا یہ ہے کہ اس کو بکھرے ہوئے بالوں سے جوڑا جائے گا۔

بَابُ كَيْفَ الْإِشْعَارُ لِلْمَيِّتِ وَقَالَ الْحَسَنُ الْخِرْقَةُ الْخَامِسَةُ تَشُدُّ بِهَا الْفَخِذَيْنِ وَالْوَرِكَيْنِ تَحْتَ الدِّرْعِ.

میت کو اشعار کس طرح کیا جائے یعنی کپڑے کو مردے کے بدن پر لپیٹا جائے یا کہ اس کو تہ بند کی طرح باندھا جائے اور اشعار کہتے ہیں کفن کے اندر سے کپڑا پہنانے کو جو بدن کے ساتھ لگا رہے یعنی حسن بصری نے کہا کہ عورت کو پانچ کپڑوں سے کفن دیا جائے اور پانچویں کپڑے سے کرتے کے نیچے دونوں رانوں اور سرینوں کو باندھا جائے۔

فائدہ: پس معلوم ہوا کہ اشعار بدن پر کپڑا لپیٹنے کو کہتے ہیں اور یہی قول ہے زفر کا اور امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ پانچواں کپڑا سینے پر باندھا جائے تا کہ کفن جڑا رہے اور اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو کفن میں کرتہ پہنانا جائز ہے اور یہی راجح قول ہے شافعیہ اور حنبلیہ کا۔

۱۱۸۲ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ سِيْرِيْنَ يَقُوْلُ جَآءَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ مِنَ اللَّاتِيْ بَايَعْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَتِ الْبَصْرَةَ تُبَادِرُ ابْنًا لَهَا فَلَمْ تُدْرِكْهُ فَحَدَّثَتْنَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُوْرًا فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِيْ قَالَتْ فَلَمَّا فَرَغْنَا أَلْقٰى إِلَيْنَا حِقْوَهُ فَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَا أَدْرِيْ أَيُّ بَنَاتِهِ وَزَعَمَ أَنَّ الْإِشْعَارَ الْفُفْنَهَا فِيْهِ وَكَذٰلِكَ كَانَ ابْنُ سِيْرِيْنَ يَأْمُرُ بِالْمَرْأَةِ

۱۱۸۲۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ایوب نے کہا کہ مراد اشعار سے یہ ہے کہ اس کو اس کپڑے میں لپیٹ دو اور ابن سیرین بھی اسی طرح حکم کیا کرتے تھے کہ عورت کو اس میں لپیٹ دیا جائے اور تہ بند کی طرح نہ باندھا جا

أَنْ تُشْعَرَ وَلَا تُؤْزَرَ.

فائدہ: اس حدیث سے اشعار کرنے کا طریقہ معلوم ہوا گیا پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ هَلْ يُجْعَلُ شَعَرُ الْمَرْأَةِ ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ.

کیا عورت کے بالوں کو گوندھ کر تین چوٹیاں بنایا جائے یا نہیں؟۔

١١٨٣ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أُمِّ الْهُذَيْلِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ ضَفَرْنَا شَعَرَ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِيْ ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ وَقَالَ وَكِيْعٌ قَالَ سُفْيَانُ نَاصِيَتَهَا وَقَرْنَيْهَا.

۱۱۸۳۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے بالوں کو تین چوٹیاں بنایا ایک چوٹی ماتھے کے بالوں سے اور دو چوٹیاں سر کے دونوں طرف کے بالوں سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کے بال گوندھنے جائز ہیں اور اوزاعی اور حنفیہ کہتے ہیں کہ میت کے بال کھلے چھوڑے جائیں کچھ آگے اور کچھ پیچھے گوندھے نہ جائیں اور قاسم نے کہا کہ میں بال گوندھنے کو نہیں پہچانتا اور وہ کہتے ہیں کہ یہ قول ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا مرفوع نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ گوندھنا آپ کی تقریر سے ثابت ہے اس لیے کہ ظاہر یہ ہے کہ آپ کو اس پر اطلاع ہوئی ہوگی اور نیز یہ حدیث مرفوع بھی آ چکی ہے جیسا کہ سعید بن منصور نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بالوں کو گوندھو۔

بَابُ يُلْقٰى شَعَرُ الْمَرْأَةِ خَلْفَهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ.

عورت کے بال تین چوٹیاں گوندھ کر پیٹھ کے پیچھے ڈالے جائیں۔

١١٨٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ قَالَ حَدَّثَتْنَا حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَتْ إِحْدٰى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا بِالسِّدْرِ وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ وَاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا أَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا

۱۱۸۴۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

اٰذَنَّاهُ فَأَلْقٰى إِلَيْنَا حِقْوَهُ فَضَفَرْنَا شَعَرَهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ وَأَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا.

فائدہ: غرض یہاں اس حدیث کے اخیر فقرے سے ہے کہ ہم نے اس کے بالوں کو گوندھ کر تین زلفیں بنایا اور ان کو ان کی پس پشت ڈالا پس معلوم ہوا کہ عورت کے بالوں کو گوندھ کر پس پشت ڈالنا مستحب ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے بعض نے کہ میت کو غسل دینے والے پر غسل کرنا واجب نہیں اس لیے کہ یہ جگہ تعلیم کی تھی اور آپ نے اس کا حکم نہیں فرمایا لیکن احتمال ہے کہ غسل بعد اس واقعہ کے مشروع ہوا ہو اور بعض مالکیہ اور شافعیہ کا بھی یہی قول ہے اور ابن بریزہ نے کہا کہ غاسل کو غسل کرنا مستحب ہے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ جب غاسل جانے گا کہ میں نے خواہ مخواہ غسل کرنا ہے تو غسل میت کی چھینٹوں سے خوف نہ کرے گا پس غسل میت میں خوب مبالغہ کرے گا اور اور اس کو اچھی طرح سے پاک صاف کرے گا اور بعض حنفیوں نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ خاوند کو اپنی بیوی کا غسل دینا جائز نہیں اس لیے کہ آپ کی بیٹی کا خاوند اس وقت حاضر تھا اور پھر باوجود اس کے آپ نے عورتوں کو غسل دینے کا حکم دیا اور اس کے خاوند کو حکم نہ فرمایا سو جواب اس کا یہ ہے کہ اس کا اس وقت حاضر ہونا مسلم نہیں اور بر تقدیر تسلیم اس بات کو ثابت کرنا ضروری ہوگا کہ اس کو غسل دینے سے کوئی مانع نہیں تھا بغیر اس کے یہ دعویٰ صحیح نہیں اور نیز احتمال ہے کہ اس نے عورتوں کو خود اپنی جان پر مقدم کیا ہو اور اگر اس کو بھی تسلیم کیا جائے تو غایت درجہ اس سے فقط اتنا ثابت ہوگا کہ عورت کا ہونا افضل اور اولیٰ ہے پس مرد کے جواز کی نفی اس سے ثابت نہیں ہوتی ہے۔

بَابُ الثِّيَابِ الْبِيْضِ لِلْكَفَنِ.

مستحب ہے کہ کفن کے واسطے سفید کپڑے ہوں۔

۱۱۸۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِيْ ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِّنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيْهِنَّ قَمِيْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ.

۱۱۸۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفن دیے گئے یمن کے تین سفید کپڑوں میں جو روئی کے تھے نہ ان میں کرتہ تھا اور نہ پگڑی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب یہ ہے کہ مردے کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا جائے اس لیے کہ آپ کو سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا اور اللہ نہیں اختیار کرتا ہے واسطے نبی اپنے کے مگر افضل کو اور اس باب میں ایک صریح حدیث بھی آ چکی ہے جیسا کہ اصحاب سنن نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سفید کپڑے پہنا کرو کہ وہ بہت

پاک اور عمدہ ہیں اور اس سے اپنے مردوں کو کفن دیا کرو ترمذی اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن شاید یہ حدیث بخاری کی شرط پر ثابت نہیں ہوئی اس واسطے اس کو ذکر نہیں کیا واللہ اعلم۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مردے کو کفن میں کرتہ پہنانا سنت نہیں سنت یہ ہے کہ اس کو تین چادروں میں کفن دیا جائے اور یہی قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور جمہور کا کہتے ہیں کہ میت کو تین لفافوں میں کفن دیا جائے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ کفن میں ایک تہ بند ہو اور ایک کرتہ ہو اور ایک لفافہ ہو اور دلیل ان کی وہ حدیث ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ کے کفن میں کرتہ بھی تھا لیکن وہ حدیث مرسل ہے پس اس حدیث کی معارض نہیں ہو سکے گی اور یہ ترجیح دینی کہ مرد عورتوں سے زیادہ واقف ہوتے ہیں غلط ہے اس لیے کہ یہ وجہ وجوہات ترجیح سے نہیں لیکن یہ سب اختلاف افضلیت میں ہے جواز میں کسی کو بھی اختلاف نہیں پس اگر کوئی شخص کفن میں کرتہ پہنائے تو جائز ہے اور یہی وجہ ہے تطبیق حدیثوں کی اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مردے کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے یہ قول مردود ہے اس لیے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے صریح آ چکا ہے کہ آپ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

بَابُ الْكَفَنِ فِيْ ثَوْبَيْنِ. دو کپڑوں میں کفن دینے کا بیان۔

فائدہ: ایک کپڑے سے کفن دینا بالاتفاق واجب ہے بشرطیکہ سب بدن کو چھپا لے اور دو کپڑوں سے کفن دینا جائز اور کافی ہے اور تین کپڑوں سے کفن دینا جمہور کے نزدیک مستحب ہے اور اگر وارث دوسرے یا تیسرے کپڑے میں جھگڑا کریں تو ان کے جھگڑے کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر ایک کپڑا بھی میسر نہ ہو تو گھاس یا درخت کے پتوں وغیرہ سے اس کے سب بدن کو چھپا دیا جائے۔

۱۱۸۶ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَوْقَصَتْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا.

۱۱۸۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ایک مرد احرام باندھے عرفات میں کھڑا تھا کہ اچانک اپنی سواری سے گر پڑا سو سواری نے اس کی گردن توڑ ڈالی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غسل دو اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے اور کفن دو اس کو دو کپڑوں میں اور اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور اس کے سر کو نہ ڈھانپو اس واسطے کہ اللہ اس کو قیامت میں اٹھائے گا لبیک لبیک پکارتے ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی نیک عمل کو شروع کرے پھر تمام کرنے سے پہلے مر جائے تو امید ہے کہ وہ عمل اس کے اعمال نامے میں لکھا جائے گا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مردے کو دو کپڑوں میں کفن دینا جائز

ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابُ الْحَنُوطِ لِلْمَيِّتِ.

میت کو خوشبو لگانے کا بیان یعنی وہ میت جو احرام میں نہ ہو۔

۱۱۸۷ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ مِنْ رَاحِلَتِهِ فَأَقْصَعَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَقْعَصَتْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا.

۱۱۸۷۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کو خوشبو لگانی جائز ہے اس لیے کہ محرم کے حق میں ممانعت خوشبو کی علت فقط احرام ہے سو جب یہ علت نہ پائی جائے تو خوشبو لگانی جائز ہوگی پس معلوم ہوا کہ غیر محرم میت کو خوشبو لگانی جائز ہے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محرم احرام کی حالت میں مر جائے تو اس کو خوشبو لگانا اور اس کا سر چھپانا درست نہیں اور یہی قول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق اور اہل ظاہر کا کہتے ہیں کہ موت سے اس کا احرام قطع نہیں ہوتا اور یہی حدیث ان کی دلیل ہے لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے نزدیک محرم اور غیر محرم سب برابر ہیں جو حلال آدمی کا حکم ہے وہی محرم کا حکم ہے کہتے ہیں کہ احرام موت سے ٹوٹ جاتا ہے پس اس کو خوشبو لگانی اور اس کا سر چھپانا درست ہے بلکہ مستحب ہے سو ابن دقیق نے کہا کہ قضیہ قیاس کا یہی ہے کہ محرم کو بھی حلال کی طرح کفن دیا جائے لیکن یہ حدیث مقدم ہے قیاس پر اور بعض حنفی یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس شخص کے حق میں خاص ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خبر دینا کہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتے ہوئے اٹھایا جائے گا شہادت ہے اس بات کی کہ اس کا حج قبول ہوگیا اور یہ امر دوسرے کسی آدمی کے حق میں متصور نہیں پس ہر محرم کو ممانعت خوشبو کا حکم شامل نہیں ہوگا سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ علت اس کے حق میں فقط احرام کی وجہ سے ثابت ہوئی ہے پس ہر محرم کو اس کا حکم شامل ہوگا اور حج کا قبول ہونا یا نہ ہونا غائب امر ہے سوائے اللہ کے کسی کو معلوم نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا عمل بند ہو

جاتا ہے مگر تین آدمیوں کا اور محرم ان تینوں میں سے نہیں پس لا بد اس کا عمل بھی منقطع ہو جائے گا سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ اس مردے کا عمل نہیں بلکہ زندہ آدمی کا عمل ہے جو اس کو کفن دیتا ہے اور احرام کی حالت پر باقی رکھتا ہے مثل غسل اور نماز جنازہ وغیرہ کے اور نیز اس سے لازم آتا ہے کہ عبادات بدنیہ کا ثواب مردے کو نہ پہنچے حالانکہ حنفیہ اس کے قائل ہیں اور نیز حضرت ﷺ نے شہیدوں کے حق میں فرمایا کہ ان کو ان کے خون آلودہ کپڑے اوڑھا دو پھر فرمایا کہ اللہ جانتا ہے جو اس کے راہ میں شہید ہوا سو آپ نے ظاہری بنیاد پر سب کو اس حکم میں شامل کیا پس اسی طرح یہ حکم بھی ہر محرم کو شامل ہوگا اور جامع ان دونوں کے درمیان یہ ہے کہ دونوں اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ہیں اور بعضوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے یہ عذر کیا ہے کہ اس کو یہ حدیث نہیں پہنچی ۔ انتہی ملخصا (فتح)۔ اور بعض حنفیہ اس باب میں کچھ حدیثیں بھی نقل کرتے ہیں لیکن وہ حدیثیں صحیح نہیں اور بر تقدیر صحت صحیحین کی حدیثوں کے معارض نہیں ہو سکتی ہیں۔

بَابُ كَيْفَ يُكَفَّنُ الْمُحْرِمُ.

اگر کوئی محرم احرام کی حالت میں مر جائے تو اس کو کس طور سے کفن دیا جائے؟۔

۱۱۸۸ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّ رَجُلًا وَقَصَهُ بَعِيْرُهُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا تُمِسُّوْهُ طِيْبًا وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا.

۱۱۸۸۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: پس اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص احرام کی حالت میں مر جائے اس کو خوشبو نہ لگائی جائے اور اس کا سر نہ چھپایا جائے بلکہ فقط پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر دو کپڑوں میں دفنایا جائے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

۱۱۸۹ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو وَّأَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ كَانَ رَجُلٌ

۱۱۸۹۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا فقط بعض الفاظ کا اختلاف ہے۔

بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَيُّوْبُ يُلَبِّيْ وَقَالَ عَمْرٌو مُلَبِّيًا.

فائدہ: اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ زندہ محرم کو بیری کے پتوں سے غسل کرنا جائز ہے اور ایک یہ کہ کفن میں طاق کرنا صحت کی شرط نہیں اور یہ کہ کفن رأس المال سے ہے اور ایک یہ کہ مستحب ہے کہ محرم کو احرام کے کپڑوں میں کفن دیا جائے اور یہ کہ اس کا احرام باقی ہے اور یہ کہ اس کو سلے ہوئے کپڑے میں کفن نہ دیا جائے اور یہ کہ روز مرہ کے پہننے والے کپڑوں میں کفن دینا جائز ہے اور مستحب ہے کہ احرام کے اخیر تک لبیک پکارتا رہے اور ایک یہ کہ احرام سر کے متعلق ہے منہ کے متعلق نہیں۔

بَابُ الْكَفَنِ فِي الْقَمِيْصِ الَّذِيْ يُكَفُّ أَوْ لَا يُكَفُّ وَمَنْ كُفِّنَ بِغَيْرِ قَمِيْصٍ.

سلے ہوئے کرتے یا بے سلے ہوئے میں کفن دینے کا بیان اور بغیر کرتے کے کفن دینے کا بیان۔

فائدہ: یعنی مردے کو کرتے میں کفن دینا جائز ہے خواہ کرتا سلا ہوا ہو خواہ نہ سلا ہوا ہو اور اس میں اشارہ ہے طرف رد کرنے قول اس شخص کے جو کرتے میں کفن دینے کو مکروہ رکھتا ہے اور اس شخص کی جو تکمہ (بٹن) دار یا سلے کرتے میں کفن دینے کو جائز نہیں رکھتا اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ وہ مستحب جانتے تھے کہ مردے کا کرتہ بھی زندے کی طرح تکمے سے بند کیا جائے۔

١١٩٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ لَمَّا تُوُفِّيَ جَآءَ ابْنُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْطِنِيْ قَمِيْصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيْهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ فَأَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيْصَهُ فَقَالَ اٰذِنِّيْ أُصَلِّيْ عَلَيْهِ فَاٰذَنَهُ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ جَذَبَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ أَلَيْسَ اللّٰهُ نَهَاكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ أَنَا بَيْنَ

١١٩٠۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی فوت ہوا تو اس کا بیٹا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ آپ مجھ کو اپنا کرتہ دیجیے کہ میں اپنے باپ کو اس میں کفن دوں اور اس پر نماز پڑھیے اور اس کے واسطے مغفرت کی دعا مانگیے سو آپ نے اس کو اپنا کرتہ دیا اور فرمایا کہ (جب میت تیار ہو تو) مجھ کو خبر کر کہ میں اس پر جنازے کی نماز پڑھوں سو اس نے آپ کو خبر دی سو جب آپ نے اس پر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو (پکڑ کر) کھینچا اور کہا کہ کیا آپ کو اللہ نے منافقوں کے جنازہ پڑھنے سے منع نہیں کیا سو آپ نے فرمایا کہ میں دو اختیاروں کے درمیان ہوں یعنی اللہ نے مجھ کو منافقوں کی مغفرت مانگنے اور نہ مانگنے

خِيَرَتَيْنِ قَالَ ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾.

میں اختیار دیا ہے چنانچہ فرمایا کہ تو ان کے حق میں بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز نہ بخشے گا ان کو اللہ سو آپ نے اس پر نماز پڑھی تب یہ آیت اتری کہ اے رسول! نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو ان کی قبر پر۔

١١٩١ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا دُفِنَ فَأَخْرَجَهٗ فَنَفَثَ فِيْهِ مِنْ رِّيْقِهٖ وَأَلْبَسَهٗ قَمِيْصَهٗ.

١١٩١۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی کے پاس تشریف لائے بعد اس کے کہ قبر میں ڈالا گیا سو آپ نے اس کو باہر نکلوایا اور اس پر اپنی لب ڈالی اور اس کو اپنا کرتہ پہنایا۔

فائدہ: عبداللہ بن ابی بڑا بھاری منافق تھا ظاہر میں مسلمان تھا اور باطن میں اسلام کا دشمن تھا سو جب وہ مر گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کفن کے واسطے اپنا کرتہ دیا اور سبب اس کا یہ ہے کہ جب وہ مرنے لگا تو اس کے بیٹے نے اس کے ظاہر حال سے توبہ اور ندامت کی نشانیاں دیکھیں اور خالص اسلام کی طرف اس کی رغبت معلوم کی سو اس کو مستحق جان کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے کی درخواست کی تا کہ اس کی برکت سے اس کی مغفرت ہو جائے اور بعض کہتے ہیں کہ مرتے وقت خود اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتہ مانگا تھا جیسے کہ عبدالرزاق اور طبری نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب عبداللہ بن ابی مرنے لگا تو اپنے بیٹے کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تجھ کو یہود کی محبت نے ہلاک کیا اس نے عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے واسطے بخشش کی دعا مانگیں اور آپ مجھ کو جھڑکتے ہیں پھر اس نے عرض کی کہ آپ مجھ کو اپنا کرتہ عنایت فرمایئے تا کہ مجھ کو اس میں کفن دیا جائے سو جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹے نے بوجہ اس کی اسی محبت اور رغبت کے آپ سے کرتہ مانگا اور بخشش کی دعا چاہی کہ شاید آپ کی دعا اور کرتے کی برکت سے اس کی مغفرت ہو جائے سو آپ نے اس کی درخواست قبول کی اور اس کو اپنا کرتہ دیا اور اس پر جنازے کی نماز پڑھی عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو منع کیا یعنی اس نے آیت ﴿لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ سے یہ سمجھا کہ ان کا جنازہ پڑھنا بھی درست نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے صاف منع ثابت نہیں ہوتا بلکہ اللہ نے مجھ کو استغفار میں اختیار دیا ہے اور نیز اس میں اس کے بیٹے کی تعظیم اور تکریم مقصود ہے کہ وہ بڑا جلیل القدر صحابی تھا اور بعض کہتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن اس نے عباس رضی اللہ عنہ کو اپنا کرتہ دیا تھا سو اس کے عوض میں آپ نے اس کو اپنا کرتہ دیا تا کہ منافق کا احسان باقی نہ رہے اور نیز مشرک کے ساتھ احسان کرنے کی ممانعت کہیں نہیں

آئی بلکہ قرآن میں صریح موجود ہے ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ﴾ الخ پس معلوم ہوا کہ آپ کا اس کو کرتہ دینا بے وجہ نہیں اور اگر کوئی کہے کہ پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اس کا بیٹا اس کی موت کی خبر دینے کو حضرت ﷺ کے پاس آیا تو تب آپ نے اس کو اپنا کرتہ دیا اور اس دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ خود اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کو قبر سے نکلوا کر اپنا کرتہ پہنایا پس یہ تعارض ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ پہلی حدیث میں مراد کرتہ دینے سے یہ ہے کہ آپ نے اس کو کرتہ دینے کا وعدہ کیا کہ میں کرتہ دوں گا پس تعارض دفع ہو گیا اور یا دو بار آپ نے دو کرتے دیے ہوں گے، واللہ اعلم بالصواب۔ غرض یہ کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردے کو کرتے میں کفن دینا جائز ہے خواہ سلا ہوا ہو خواہ نہ سلا ہوا ہو اور یہی وجہ ہے مطابقت حدیث کی باب سے لیکن باب کی حدیثوں میں بے سلے کرتے کا ذکر نہیں مگر شاید اطلاق حدیث سے اس کو نکالا ہو گا کہ اس میں مطلق کرتے کا ذکر ہے سلے یا بے سلے کی اس میں کوئی قید نہیں، واللہ اعلم۔

بَابُ الْكَفَنِ بِغَيْرِ قَمِيْصٍ.

بغیر کرتے کے کفن دینے کا بیان۔

فائدہ: یعنی مردے کو کرتے میں کفن دینا سنت نہیں اس مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے جمہور علماء کے نزدیک کرتے میں کفن دینا مستحب نہیں اور حنفیہ کہتے ہیں کہ مستحب ہے لیکن جواز میں سب کا اتفاق ہے، کما مر۔

١١٩٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُفِّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سُحُوْلٍ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ.

١١٩٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کفن دیے گئے حضرت ﷺ روئی کے تین سفید کپڑوں میں جن میں کرتہ اور عمامہ نہیں تھا۔

١١٩٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِيْ ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ.

١١٩٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کفن دیے گئے تین کپڑوں میں جن میں کرتہ اور عمامہ نہیں تھا۔

بَابُ الْكَفَنِ بِلَا عِمَامَةٍ.

بغیر پگڑی کے کفن دینے کا بیان یعنی مردے کو کفن میں عمامہ باندھنا سنت نہیں۔

١١٩٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ.

۱۱۹۴۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ کفن میں سنت پانچ کپڑے ہیں تین لفافے اور ایک دستار اور ایک کرتہ سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفن سنت فقط تین کپڑے ہیں یعنی تین لفافے اور کرتہ اور عمامہ خلاف سنت ہیں اور مشائخ قدماء نے بھی عمامے کو مکروہ رکھا ہے لیکن بعض متاخرین حنفیہ کہتے ہیں کہ مستحسن ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مہذب میں لکھا ہے کہ افضل یہ ہے کہ کفن میں کرتہ اور دستار نہ ہو اور اگر ہو تو مکروہ نہیں خلاف اولیٰ ہے۔

بَابُ الْكَفَنِ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ.

کفن میت کا حق تمام مال سے ہے جیسا کہ طبرانی وغیرہ کی حدیث میں آچکا ہے۔

فائدہ: جمہور اہل علم کا یہی مذہب ہے کہ کفن میت کا حق تمام مال سے ہیں اور سب حقوق پر مقدم ہے یعنی اول سب مال میں سے کفن دیا جائے پھر بعد اس کے جو مال بچے اس سے قرض وغیرہ حقوق ادا کیے جائیں اور اگر میت کا سب ترکہ اتنا ہی ہو کہ فقط اس سے تجہیز و تکفین ہو سکے تو اس کو کفن میں ہی خرچ کیا جائے اگرچہ میت قرض دار ہو ایسے وقت میں کفن کو چھوڑ کر قرض ادا کرنا ہرگز جائز نہیں لیکن کہتے ہیں کہ اگر وارث بہت ہوں اور مال تھوڑا ہو تو اولیٰ یہ ہے کہ کفن کفایت دیا جائے یعنی مرد کو دو کپڑے اور عورت کو تین کپڑے اور بعض کہتے ہیں کہ تہائی مال سے کفن دیا جائے یہ قول خلاس کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر مال تھوڑا ہو تو تہائی سے دیا جائے یہ قول طاؤس کا ہے اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ زکوٰۃ وغیرہ تمام حقوق جو اصل مال کے متعلق ہوں وہ بھی کفن پر مقدم ہیں جیسے کہ سب ترکہ مرہون ہو یا غلام جنایت کرنے والا ہو۔

وَبِهِ قَالَ عَطَآءٌ وَّالزُّهْرِيُّ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَّقَتَادَةُ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ الْحَنُوطُ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ يُبْدَأُ بِالْكَفَنِ ثُمَّ بِالدَّيْنِ ثُمَّ بِالْوَصِيَّةِ وَقَالَ سُفْيَانُ أَجْرُ الْقَبْرِ

اور ساتھ اسی کے قائل ہیں عطاء اور زہری اور عمرو اور قتادہ کہتے ہیں کہ کفن تمام مال کا حق ہے اور عمرو نے کہا کہ خوشبو بھی تمام مال کا حق ہے نہ تہائی کا یعنی جو خوشبو کہ کفن میں لگائی جاتی ہے وہ بھی قرض پر مقدم ہے اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ میت کے ترکہ سے پہلے کفن دیا

وَالْغُسْلِ هُوَ مِنَ الْكَفَنِ.

جائے پھر قرض ادا کیا جائے پھر وصیت جاری کی جائے پھر بعد اس کے جو بچے وہ وارثوں میں تقسیم کیا جائے اور سفیان ثوری نے کہا کہ قبر کھودنے اور غسل دینے کی مزدوری بھی کفن میں سے ہے وہ بھی کفن کے حکم میں داخل ہے اس کی طرح اس کا حق بھی تمام مال میں تہائی سے ہے۔

فائدہ: پس ان اثروں سے معلوم ہوا کہ کفن میت کا حق تمام مال سے ہے اور سب حقوق پر مقدم ہے اول سب ترکہ سے میت کو کفن دیا جائے پھر بعد اس کے جو مال بچے اس سے قرض وغیرہ ادا کیا جائے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر کھودنے اور غسل دینے کی مزدوری لینی جائز ہے۔

١١٩٥ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أُتِيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمًا بِطَعَامِهِ فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَكَانَ خَيْرًا مِّنِّي فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا بُرْدَةٌ وَقُتِلَ حَمْزَةُ أَوْ رَجُلٌ اٰخَرُ خَيْرٌ مِّنِّي فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا بُرْدَةٌ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ قَدْ عُجِّلَتْ لَنَا طَيِّبَاتُنَا فِي حَيَاتِنَا الدُّنْيَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي.

١١٩٥۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا گیا سو اس نے کہا کہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے سو ان کو کفن کے واسطے کچھ میسر نہ ہوا مگر ایک چادر اور شہید ہوئے حمزہ رضی اللہ عنہ یا کوئی اور مرد سو ان کو بھی کفن کے واسطے کوئی چیز میسر نہ ہوئی مگر ایک چادر سو میں ڈرا اس سے کہ ہماری نعمتیں موعودہ ہمارے لیے دنیا میں جلدی کی گئی ہوں یعنی ہماری نیکیوں کا بدلا ہم کو دنیا میں مل گیا ہو پھر رونے لگے یعنی اس خوف سے کہ شاید ہم درجات عالیہ سے محروم رہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفن میت کا حق تمام مال سے ہے اور سب حقوق لازمہ پر مقدم ہے کہ آپ نے ان کو اسی ایک چادر میں دفن کرنے کا حکم دیا اور یہ نہ پوچھا کہ ان پر کچھ قرض ہے یا نہیں اور نہ یہ فرمایا کہ کفن تہائی مال سے دیا جائے اور جو ایسا مسکین آدمی ہو اس پر قرض ہونا بھی کچھ بعید نہیں اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اگر میت کے سر پر قرض مستغرق ہے یعنی جتنا ترکہ رہے اتنا ہی اس پر قرض ہو تو اس کے کفن میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اس کو بھی ایسا کفن دینا چاہیے جو اس کے سب بدن کو چھپا لے اور بعض کہتے ہیں کہ فقط اس کے ستر کو چھپانا جائز ہے زیادہ جائز نہیں لیکن یہ پہلی بات کو ترجیح ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فقط ایک چادر میں بھی مردے کو کفن دینا جائز ہے اور اگر کپڑا باریک ہو کہ اس کے نیچے سے مردے کا سب بدن نظر آئے

تو ایسی ایک چادر میں مردے کو کفن دینا بالاجماع جائز نہیں کذا قاله ابن عبدالبر.

بَابُ إِذَا لَمْ يُوجَدْ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ.

اگر ایک کپڑے کے سوا اور دوسرا کوئی کپڑا میسر نہ ہو تو فقط ایک ہی چادر میں کفن دینا جائز ہے اور دوسرے کسی کپڑے کا انتظار کرنا ضروری نہیں۔

١١٩٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُتِيَ بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّي كُفِّنَ فِي بُرْدَةٍ إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ وَأُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّي ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ أَوْ قَالَ أُعْطِينَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِينَا وَقَدْ خَشِينَا أَنْ تَكُونَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ.

١١٩٦۔ حضرت ابراہیم رٹالٹنڈ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف رٹالٹنڈ کے پاس کھانا لایا گیا اور وہ روزے دار تھے سو کہا کہ مصعب رٹالٹنڈ شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے سو فقط ایک چادر میں کفن دیے گئے اگر ان کا سر چھپایا جاتا تھا تو ان کے پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر ان کے پاؤں چھپائے جاتے تھے تو ان کا سر کھل جاتا تھا۔ ابراہیم نے کہا میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے کہا اور حمزہ رٹالٹنڈ شہید ہوئے اور وہ بھی مجھ سے بہتر تھے پھر فراخ اور کشادہ کی گئی واسطے ہمارے دنیا اس قدر کہ کشادہ کی گئی یا کہا دی گئی ہم کو دنیا اس قدر کہ دی گئی (راوی کا شک ہے) اور بیشک ہم نے خوف کیا کہ ہماری نیکیوں کا بدلہ ہم کو دنیا میں جلدی دیا گیا ہو آخرت کے واسطے جمع نہ رہا ہو پھر یہ کہہ کر رونے لگے اور کھانے کو چھوڑ دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کفن کے واسطے ایک کپڑے کے سوا اور دوسرا کپڑا میسر نہ ہو تو ایک ہی میں کفن دینا جائز ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت حدیث کی باب سے۔

بَابُ إِذَا لَمْ يَجِدْ كَفَنًا إِلَّا مَا يُوَارِيْ رَأْسَهُ أَوْ قَدَمَيْهِ غُطِّيَ رَأْسُهُ.

اگر کفن کے واسطے فقط اتنا ہی کپڑا میسر ہو تو میت کے سر اور بدن کو چھپائے اور پاؤں ننگے رہیں اور یا پاؤں اور بدن کو چھپائے اور سر ننگا رہے تو اس سے اس کے سر اور بدن کو چھپایا جائے اور پاؤں کو ننگا چھوڑا جائے یا گھاس وغیرہ سے ان کو بھی چھپایا جائے۔

فائدہ: اگر کفن کے واسطے فقط اتنا ہی کپڑا ہو کہ اس سے صرف سر یا پاؤں چھپ سکیں بدن کچھ بھی نہ چھپ سکے تو اولیٰ یہ ہے کہ اس سے ستر کو چھپائے اور پاؤں اور سر کو ننگا رکھے اور اگر ستر عورت کے واسطے بھی کپڑا میسر نہ ہو تو

گھاس وغیرہ سے جو چیز میسر ہو اس کے ساتھ اس کے بدن کو چھپایا جائے۔

۱۱۹۷ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ حَدَّثَنَا خَبَّابٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَلْتَمِسُ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهٖ شَيْئًا مِّنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ مَا نُكَفِّنُهٗ إِلَّا بُرْدَةً إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهٗ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهٗ وَأَنْ نَجْعَلَ عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ.

۱۱۹۷۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے اللہ کی رضا مندی چاہنے کے واسطے حضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اور اپنا ملک چھوڑا سو ہماری مزدوری اللہ کے ذمے ثابت ہوئی یعنی بموجب اس کے وعدے کے سو بعض ہم میں سے مر گئے اور اپنی مزدوری سے کچھ نہ کھایا ان میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں اور بعض ہم میں سے ایسے ہیں کہ ان کا پھل پک گیا سو وہ اپنے پھل کو چنتے ہیں مصعب رضی اللہ عنہ جنگ احد کے دن شہید ہوئے سو ہم نے اس کے کفن کے واسطے کچھ نہ پایا مگر ایک چادر سو اگر ہم اس سے اس کا سر چھپاتے تھے تو اس کے پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر اس کے پاؤں چھپاتے تھے تو اس کا سر ننگا ہو جاتا تھا سو حضرت ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ اس کا سر چھپا دیں اور اس کے پاؤں پر گھاس ڈال دیں۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ مَنِ اسْتَعَدَّ الْكَفَنَ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ.

اس شخص کا بیان جس نے حضرت ﷺ کے زمانے میں کفن تیار کیا اور آپ نے اس پر انکار نہ کیا۔

فائدہ: یعنی اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنا کفن تیار کر رکھے اس غرض سے کہ بعد موت کے اس کو اس میں کفن دیا جائے تو جائز ہے مکروہ نہیں اور اسی طرح اپنی زندگی میں اپنی قبر کھود رکھنی بھی بعضوں کے نزدیک جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جائز نہیں۔

۱۱۹۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً جَآءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ مَنْسُوْجَةٍ فِيْهَا حَاشِيَتُهَا أَتَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ قَالُوا الشَّمْلَةُ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ نَسَجْتُهَا بِيَدِيْ فَجِئْتُ لِأَكْسُوَكَهَا

۱۱۹۸۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس ایک چادر لائی جس کے کنارے اس کے ساتھ بنے ہوئے تھے یعنی کنارے دار چادر تھی سہل نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ بردہ کس چادر کو کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا چادر کو کہتے ہیں جو بدن پر لپیٹی جاتی ہے اس نے کہا ہاں ٹھیک ہے سو اس نے کہا کہ میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے بُنا ہے سو

فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزَارُهُ فَحَسَّنَهَا فُلَانٌ فَقَالَ اكْسُنِيهَا مَا أَحْسَنَهَا قَالَ الْقَوْمُ مَا أَحْسَنْتَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهُ وَعَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ قَالَ إِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ لِأَلْبَسَهُ إِنَّمَا سَأَلْتُهُ لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ.

میں آئی ہوں تا کہ یہ چادر آپ کو پہناؤں سو آپ نے اس کو لیا کہ آپ کو اس کی حاجت تھی سو آپ ہماری طرف نکلے یعنی گھر سے تشریف لائے اور وہ آپ کا تہ بند تھا سو فلاں شخص نے اس کی تعریف کی اور عرض کیا کہ یا حضرت! یہ چادر مجھ کو پہنایئے یعنی مجھ کو عنایت فرمایئے وہ کیا عمدہ ہے سو لوگوں نے کہا کہ تو نے اچھا نہیں کیا کہ حضرت ﷺ کو اس کے پہننے کی حاجت تھی پھر تو نے آپ سے سوال کیا اور تجھ کو معلوم ہے کہ آپ سوال کو رد نہیں کرتے سو اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نے آپ سے اس واسطے سوال نہیں کیا کہ اس کو پہنوں بلکہ میں نے تو فقط اس واسطے سوال کیا ہے کہ وہ میرا کفن ہو سہل رضی اللہ عنہ نے کہا سو وہ چادر اس کا کفن ہوا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندگی میں اپنا کفن وغیرہ ضروری سامان موت کا تیار کر رکھنا جائز ہے لیکن یہ شرط ہے کہ اس کو وجہ حلال سے حاصل کرے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ کسی کے لباس کی تعریف کرنی جائز ہے تا کہ پہننے والے کو اس کی قدر معلوم ہو اور ایک یہ کہ خلاف ادب پر انکار کرنا جائز ہے گو درجہ تحریم کو نہ پہنچے اور ایک یہ کہ آثار صالحین سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے اور یہ کہ حاجت کے وقت سے پہلے کوئی چیز تیار کر رکھنی جائز ہے۔

بَابُ اِتِّبَاعِ النِّسَآءِ الْجَنَآئِزَ. عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانے کا کیا حکم ہے؟۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب فضل اتباع الجنائز اور اس باب کے درمیان بہت بابوں کے ساتھ فرق کیا ہے تو غرض اس سے یہ ہے کہ عورتوں اور مردوں میں فرق ہے اور جنازے کے ساتھ جانے کی فضیلت جو حدیثوں میں آچکی ہے وہ مردوں کے ساتھ خاص ہے عورتوں کو وہ فضیلت حاصل نہیں اس لیے کہ باب کی حدیث سے عورتوں کے واسطے جنازے کے ساتھ جانے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور ممانعت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنازے کے ساتھ جانا حرام ہے یا مکروہ ہے اور فضیلت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنازے کے ساتھ جانا مستحب ہے اور ان دونوں کا ایک جگہ جمع ہونا ممکن نہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا کوئی حکم صریح بیان نہیں کیا اس واسطے کہ علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے لیکن یہ اختلاف صرف اسی وقت ہے جب کہ فتنے کا خوف نہ ہو اور اگر فتنے کا خوف ہو تو پھر ان کا جنازے کے ساتھ جانا بالاتفاق منع ہے، واللہ اعلم۔

١١٩٩ ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّآءِ عَنْ أُمِّ الْهُذَيْلِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَآئِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا.

۱۱۹۹۔حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم (عورتوں) کو جنازے کے ساتھ جانے سے منع ہوا (لیکن) ہم پر لازم نہ کیا گیا یعنی یہ نہی تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے اور عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانا مکروہ ہے حرام نہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانا حرام نہیں مکروہ ہے اور یہی قول ہے جمہور اہل علم کا اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جائز ہے اور یہی قول ہے اہل مدینہ کا اور دلالت کرتی ہے جواز پر وہ حدیث جو ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے ساتھ تھے سو عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو دیکھا سو اس کو للکارا آپ نے فرمایا کہ اے عمر! اس کو چھوڑ دے لیکن یہ جواز اسی وقت ہے جب کہ فتنے کا خوف نہ ہو کما مر اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شارع کی نہی کئی قسم پر ہے۔

بَابُ إِحْدَادِ الْمَرْأَةِ عَلٰى غَيْرِ زَوْجِهَا.

عورت کو خاوند کے سوا اور آدمی پر سوگ کرنے کا کیا حکم ہے؟ یعنی خواہ بھائی' بیٹا وغیرہ کوئی قریبی مرا ہو یا کوئی اجنبی مرا ہو۔

فائدہ: سوگ کے یہ معنی ہیں کہ عورت اپنی زینت اور سنگھار کو بالکل چھوڑ دے اور عمدہ کپڑے اور خوشبو وغیرہ اسباب جماع سے پرہیز کرے اور عورت کو اپنے خاوند پر سوگ کرنا فرض ہے اور خاوند کے سوا اور آدمی پر سوگ کرنا تین دن جائز ہے واجب نہیں اس لیے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر خاوند اس سے ان دنوں میں جماع کرنا چاہے تو اس کا خاوند کو منع کرنا حرام ہے۔

١٢٠٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ تُوُفِّيَ ابْنٌ لِأُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ دَعَتْ بِصُفْرَةٍ فَتَمَسَّحَتْ بِهِ وَقَالَتْ نُهِينَا أَنْ نُحِدَّ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ إِلَّا بِزَوْجٍ.

۱۲۰۰۔ ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا ایک لڑکا فوت ہوا سو جب تیسرا دن ہوا تو اس نے زرد رنگ کی خوشبو منگوائی اور بدن پر ملی اور کہا کہ ہم کو منع ہوا کہ تین دن سے زیادہ کسی کے غم میں سوگ نہ کریں مگر خاوند کی موت پر۔

١٢٠١ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ

۱۲۰۱۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب شام کے ملک سے ابو سفیان کے مرنے کی خبر آئی تو ام حبیبہ (ابو سفیان کی بیٹی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی) نے تیسرے دن زرد خوشبو

قَالَتْ لَمَّا جَآءَ نَعْيُ أَبِيْ سُفْيَانَ مِنَ الشَّامِ دَعَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِصُفْرَةٍ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ فَمَسَحَتْ عَارِضَيْهَا وَذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ إِنِّيْ كُنْتُ عَنْ هٰذَا لَغَنِيَّةً لَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا.

منگوائی اور اپنے دونوں رخساروں اور ہاتھوں پر ملی اور کہا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہ تھی اگر میں نے حضرت ﷺ سے نہ سنا ہوتا کہ فرماتے تھے کہ نہیں حلال اس عورت کو جو اللہ کو اور قیامت کو مانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی کے غم میں سوگ کرے اور اپنا سنگھار چھوڑے مگر اپنے خاوند کی موت پر کہ اس پر چار مہینے اور دن دس سوگ کرے۔

۱۲۰۲ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ثُمَّ دَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ أَخُوْهَا فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ بِهٖ ثُمَّ قَالَتْ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا.

۱۲۰۲۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا (حضرت ﷺ کی بیوی) کے پاس گئی سو اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ نہیں حلال اس عورت کو جو اللہ کو اور قیامت کو مانتی ہے کہ تین دن سے زیادہ کسی میت پر سوگ کرے مگر اپنے خاوند کی موت پر چار مہینے دس دن سوگ کرنا اور سنگھار چھوڑنا فرض ہے پھر میں زینب رضی اللہ عنہا بیٹی جحش کے پاس گئی جب کہ اس کا بھائی فوت ہوا سو اس نے خوشبو منگوائی اور اس کو اپنے بدن پر ملا پھر کہا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہ تھی لیکن میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ نہیں حلال کسی عورت کے لیے جو اللہ اور قیامت کو مانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی میت پر سوگ کرے مگر اپنے خاوند کی موت پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرنا فرض ہے۔

فائدہ: یعنی کسی قریبی یا اجنبی کے غم اور ماتم میں تین روز سے زیادہ سوگ کرنا عورت کو حلال نہیں مگر خاوند کے ماتم میں چار مہینے اور دس دن سوگ کرنا فرض ہے نہ اسے کم کرے اور نہ زیادہ پس معلوم ہوا کہ عورت کو خاوند کے سوا اور آدمی پر تین دن سوگ کرنا جائز ہے کہ حلال ہونا جواز کو مستلزم ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو خاوند کی عدت میں خوشبو ملنا، سرمہ لگانا اور رنگین کپڑا پہننا بھی جائز نہیں ہے۔

بَابُ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ. قبروں کی زیارت کرنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

فائدہ: اول اسلام میں کفر کا زمانہ قریب تھا لوگ تازہ مسلمان ہوئے تھے اور تھوڑے دن سے بت پرستی چھوڑی تھی سو حضرت ﷺ نے سد باب کے واسطے قبروں کی زیارت سے بھی منع فرمایا تا کہ مبادا شرک میں پھر گرفتار ہو جائیں پھر جب اسلام ان کے دل میں رچ گیا اور توحید کا عقیدہ مضبوط ہو گیا اور بت پرستی کا خیال بالکل دفع ہو گیا تو آپ نے قبروں کی زیارت کرنے کی رخصت دی اور منع کا حکم منسوخ فرمایا کہ صحیح مسلم میں بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا سو اب تم ان کی زیارت کیا کرو اور بعض روایتوں میں یہ لفظ زیادہ ہیں کہ وہ آخرت کو یاد دلاتی ہیں اور دل کو نرم کرتی ہیں آپ نے یہ فائدہ اس واسطے بتلایا کہ لوگ اہل قبور سے اپنی حاجت روائی نہ چاہیں اور شرک میں گرفتار نہ ہوں پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبروں کی زیارت کرنی جائز ہے اور نہی منسوخ ہے اور یہی مذہب ہے جمہور اہل علم کا کہ قبروں کی زیارت کو جائز رکھتے ہیں اور ابن سیرین اور نخعی اور شعبی کا یہ قول ہے کہ قبروں کی زیارت کرنی مطلق مکروہ ہے مگر یہ قول ان کا مردود ہے ساتھ اس حدیث مسلم کے جو ابھی گزری اور شاید ان کو یہ حدیث نہیں پہنچی لیکن بعد ان کے سب کا اتفاق ہو چکا ہے کہ قبروں کی زیارت کرنی جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قبروں کی زیارت واجب ہے اگر چہ تمام عمر میں ایک ہی بار ہو یہ قول ابن حزم کا ہے اور عورتوں کے باب میں اختلاف ہے اکثر علماء کہتے ہیں کہ ان کو قبروں کی زیارت کرنی جائز ہے بشرطیکہ فتنے کا خوف نہ ہو اور دلیل ان کی یہ حدیث باب کی ہے کہ جب حضرت ﷺ نے اس عورت کو قبر کے پاس بیٹھے دیکھا تو اس پر انکار نہ کیا پس تقریر ثابت ہوئی اور یہی ہے قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ رخصت جو مسلم کی حدیث میں آئی ہے سو مردوں کے ساتھ خاص ہے یعنی قبروں کی زیارت کرنی مردوں کو جائز ہے عورتوں کو جائز نہیں ہے یہ قول شیخ ابو اسحاق کا ہے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ اللہ نے لعنت کی ہے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر مگر یہ لعنت صرف انہی کے واسطے ہے جو بہت کثرت سے قبروں کی زیارت کریں کما ھو مدلول المبالغۃ اور شاید سبب اس کا یہ ہے کہ وہ بہت روتی چلاتی ہیں اور خاوندوں کا حق ضائع کرتی ہیں اور اگر ان باتوں سے امن ہو تو جائز ہے کہ موت کی یادداشت کے سب محتاج ہیں مگر احتیاط اسی میں ہے کہ عورتیں قبروں کی زیارت کو نہ جائیں کہ وہ فتنے سے خالی نہیں۔

۱۲۰۳ ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي قَالَتْ إِلَيْكَ عَنِّي فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيبَتِي وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيلَ لَهَا إِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِينَ فَقَالَتْ لَمْ أَعْرِفْكَ فَقَالَ إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى.

۱۲۰۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت پر گزرے جو قبر کے پاس روتی تھی سو آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ اللہ سے ڈر اور صبر کر اس نے کہا کہ میرے پاس سے ٹل جا کہ تجھ پر وہ مصیبت نہیں پڑی جو مجھ پر پڑی ہے اور وہ عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانتی تھی سو کسی نے اس سے کہا کہ یہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے تب وہ پچھتائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئی اور دروازے پر دربانوں کو نہ پایا یعنی جب اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنا تو اس کو خوف پیدا ہوا اور خیال کیا کہ بادشاہوں کی طرح آپ کے دروازے پر بھی دربان ہوں گے اور شاید اندر جانا ملے یا نہ ملے سو جب وہ آئی تو معاملہ اس کے برعکس دیکھا اور عرض کیا کہ میں نے آپ کو نہیں پہچانا یعنی اب میں آپ کا حکم مانتی ہوں اور صبر کرتی ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کا ثواب تو اول صدمے کے نزدیک ہے یعنی صبر کا وقت ابتداء مصیبت میں ہے اور اسی صبر کا شرع میں ثواب اور اعتبار ہے اس واسطے کہ جب مصیبت کو بہت مدت گزر جائے تو آدمی کو خود بخود صبر آ جاتا ہے خواہ ایماندار ہو خواہ کافر ہو تو اس میں صبر کا کچھ اعتبار نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبروں کی زیارت کرنی جائز ہے اس لیے کہ آپ نے اس عورت کو قبر کے پاس بیٹھے دیکھا اور اس پر انکار نہ کیا اور نہ یہ فرمایا کہ تو اپنے گھر سے باہر کیوں نکلی ہے پس معلوم ہوا کہ عورت کو گھر سے نکلنا جائز ہے اور وہ عام ہے اس سے کہ میت کے ماتم کے واسطے نکلے یا زیارت قبور کے واسطے نکلے دونوں کا حکم ایک ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ جاہل کے ساتھ تواضع اور نرمی سے پیش آنا چاہیے اور اس کا عذر قبول کرنا چاہیے اور نیک بات بتلانا چاہیے اور برے کام سے روکنا چاہیے اور ایک یہ کہ جو شخص نیک بات بتلائے اس کو قبول کرنا چاہیے اگرچہ مامور آمر کو نہ پہچانتا ہو اور ایک یہ کہ قاضی اور حاکم کو لائق نہیں کہ کسی کو اپنا دربان بنائے جو لوگوں کی حاجت روائی سے مانع ہو اور یہ کہ جزع

فزع کرنا منع ہے اور یہ کہ قبروں کی زیارت کرنی جائز ہے خواہ مرد ہو خواہ عورت اور خواہ قبر والا مسلمان ہو یا کافر کہ آپ نے اس کی تفصیل نہیں پوچھی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہی ہے مذہب جمہور کا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَآءِ أَهْلِهٖ عَلَيْهِ إِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهٖ.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ مردے پر عذاب ہوتا ہے اس کے گھر والوں کی بعض قسم رونے کے سبب سے۔

فائدہ: یعنی جس رونے میں نوحہ ہو اور میت کی خوبیاں بیان کی جائیں نہ محض رونا کہ وہ رحمت ہے مگر یہ اسی وقت ہے جب کہ نوحہ کر کے رونا اس کی عادت اور اس کا طریقہ ہو اور ماتموں میں خود جا کر نوحہ کرتا ہو یا اس کے گھر میں یہ رسم ہو اور وہ منع نہ کرے بلکہ اس پر راضی ہو تو اس کے مرنے کے بعد جو اس پر نوحہ ہو گا تو اس سے بھی اس پر عذاب ہو گا کہ یہ بھی بجائے اس کے اپنے عمل کے ہے کہ اس کو اس سے منع کرنے کا حکم آیا ہے ساتھ دلیل اس آیت کے:

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾.

اللہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے۔

فائدہ: وجہ استدلال کی اس آیت سے یہ ہے کہ اس آیت میں اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچانے کا حکم ہے اور وہ عام ہے ہر قسم کے بچانے کو شامل ہے اور یہ مستلزم ہے اس بات کو کہ آدمی برے کام کی عادت اختیار نہ کرے تاکہ اس کے گھر والے اس کے مرنے کے بعد اس فعل بد کے مرتکب نہ ہوں اور اگر اس نے خود برے کام کی عادت کر رکھی ہو یا اس کے گھر میں یہ رسم ہو اور اس سے منع نہ کرے تو اس نے نہ اپنی جان کو بچایا اور نہ اپنے گھر والوں کو بچایا لا محالہ مرنے کے بعد نوحہ کرنے کے سبب سے اس پر عذاب ہو گا بہ سبب سستی اور عدم تعمیل حکم کے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت اور زیر دست سے پوچھا جائے گا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الجمعہ میں گزر چکی ہے اور وجہ استدلال کی اس حدیث سے یہ ہے کہ اس حدیث میں رعیت کی حفاظت کرنے کا حکم ہے اور حفاظت عام ہے ہر قسم کی حفاظت کو شامل ہے پس یہ مستلزم ہے اس بات کو کہ وہ برے کام کی عادت اختیار نہ کرے تاکہ اس کے گھر والے اس کے مرنے کے بعد اس فعل بد کے مرتکب نہ ہوں اور نہ اپنے گھر میں کوئی رسم بد ہونے دے ورنہ اس سے پوچھا جائے گا اور اس پر اس کو عذاب ہو گا۔

فَإِذَا لَمْ يَكُنْ مِنْ سُنَّتِهٖ فَهُوَ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿وَلَا تَزِرُ

اور اگر نوحہ کر کے رونا اس کی عادت نہ ہو یعنی نہ خود کیا ہو اور نہ گھر والوں کو کرنے دیا ہو یا وہ گھر والوں کے فعل

وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ وَهُوَ كَقَوْلِهٖ ﴿وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ﴾ وَمَا يُرَخَّصُ مِنَ الْبُكَآءِ فِيْ غَيْرِ نَوْحٍ.

سے بے خبر ہو تو اس کی مثال ایسے ہے جیسے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ نہ اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا یعنی مرنے کے بعد نوحہ کرنے کا گناہ رونے والے پر ہوگا نہ مردے پر اور وہ آیت اس آیت کی طرح ہے یعنی اس کے معنی میں ہے کہ اگر کوئی جان بھاری بوجھ والا کسی دوسرے کو اپنا بوجھ اٹھانے کے واسطے بلائے تو نہ اٹھایا جائے گا اس سے کچھ یعنی پس نوحہ کرنے کا گناہ رونے والے پر ہوگا نہ مردے پر اور جس رونے میں نوحہ نہ ہو اور میت کی خوبیوں کا بیان نہ ہو وہ رونا جائز ہے بلکہ رحمت ہے۔

فائدہ: اس جملے کا عطف ابتدائے ترجمہ پر ہے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا وَذٰلِكَ لِأَنَّهٗ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں قتل کی جاتی کوئی جان ظلم سے مگر کہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے قابیل پر اس کے خون کا حصہ بڑھتا ہے یعنی وہ بھی گناہ میں شریک ہوتا ہے اس واسطے کہ اس نے اول خون کرنے کی رسم نکالی۔

فائدہ: حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو ناحق مار ڈالا تھا خونریزی کی رسم اول اس نے نکالی تو جتنے عالم میں قیامت تک خون ہوں گے سب کا گناہ اس پر ضرور ہوگا اسی طرح جو شخص کہ بد رسم خلاف شرع نکالے گا اس کے کرنے والوں کے برابر اس کی گردن پر بھی وبال پڑے گا اور اسی طرح جو شخص کہ مردے پر نوحہ کر کے روئے تو گویا اس نے اپنے گھر والوں کے واسطے یہ رسم نکالی تو لامحالہ نوحہ کرنے والے کے برابر اس پر بھی اس کا گناہ ہوگا پس مطابقت اس حدیث کی باب کے پہلے مسئلے سے ظاہر ہے لیکن مناسب یہ تھا کہ اس حدیث کے پہلے مسئلے کے متصل نقل کیا جاتا اور حاصل اس باب کا یہ ہے کہ زندے کے نوحہ کرنے سے مردے پر عذاب نہیں ہوتا مگر جب کہ اس کی طرف سے اس میں کوئی سبب ہو سو جو لوگ کہتے ہیں کہ زندے کے نوحہ کرنے سے مردے پر عذاب ہوتا ہے تو ان کی مراد بھی یہی ہے کہ اس میں اس کی طرف سے کوئی سبب ہو اور جو لوگ اس کے منکر ہیں تو ان کی مراد یہ ہے کہ اس میں مردے کی طرف سے کوئی سبب نہ ہو پس اس سے سب حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

۱۲۰۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ وَمُحَمَّدٌ قَالَا أَخْبَرَنَا

۱۲۰۴۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم

عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَرْسَلَتِ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ إِنَّ ابْنًا لِيْ قُبِضَ فَأْتِنَا فَأَرْسَلَ يُقْرِأُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَأْتِيَنَّهَا فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ فَرُفِعَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَتَقَعْقَعُ قَالَ حَسِبْتُهُ أَنَّهُ قَالَ كَأَنَّهَا شَنٌّ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذَا فَقَالَ هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ.

حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے سو حضرت ﷺ کی کسی بیٹی نے آپ سے کہلا بھیجا کہ میرا لڑا مرتا ہے یعنی قریب الموت ہے آپ تشریف لائے سو آپ نے سلام کہا اور کہلا بھیجا کہ بیشک اللہ ہی کا تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے نزدیک مدت مقرر ہے یعنی لڑکا اللہ کی امانت تھا اللہ نے لیا تو صبر کرنا چاہیے بیگانی چیز پر کچھ دعویٰ نہیں اس لڑکے پر کیا موقوف ہے ہر چیز کی ایک مدت ہے آخر اس کو فنا ہے سو چاہیے کہ صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے سو پھر اس نے قسم دے کر کہلا بھیجا کہ آپ ضرور تشریف لائیں سو آپ کھڑے ہو کر اس کے پاس تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ اور معاذ بن جبل اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم وغیرہ کئی اصحاب تھے سو وہ لڑکا آپ کے پاس لایا گیا اور اس کی جان نہایت بیقرار تھی جیسے کہ وہ پرانی اور خشک مشک تھی یعنی نہایت ضعیف تھا سو آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے سو سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا حضرت! یہ رونا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ رحمت اور نرم دلی کی نشانی ہے اللہ نے اس کو اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالا ہے اور اللہ تو اپنے بندوں میں سے صرف انہیں پر رحم کرتا ہے جو رحم کرنے والے ہیں یعنی جو آنسو کہ دل کے غم سے خود بخود بلا قصد جاری ہوں ان پر عذاب نہیں عذاب تو صرف بے صبری اور نوحہ کرنے پر ہوتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس رونے میں نوحہ نہ ہو صرف آنکھ اور دل سے ہو وہ رونا جائز ہے پس مطابقت اس حدیث کی باب کے تیسرے مسئلے سے ثابت ہے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ جو شخص قریب الموت ہو اس کے پاس بزرگوں کو برکت اور دعا کے واسطے لانا جائز ہے اور ان کو قسم دینی جائز ہے اور ایک یہ کہ بغیر اذن کے ماتم پرسی اور بیمار پرسی کو جانا جائز ہے بخلاف ولیمہ کے کہ اس میں بغیر اذن کے

جانا درست نہیں اور ایک یہ کہ قسم کو پورا کرنا مستحب ہے اور ایک یہ کہ مصیبت والے کو موت سے پہلے صبر کی وصیت کرنا چاہیے اور ایک یہ کہ سلام کو کلام پر مقدم کرے اور ایک یہ کہ بزرگوں کو لائق نہیں کہ لوگوں کو اپنی بزرگی سے محروم رکھیں اور کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیں اور یہ کہ مخلوق پر رحم کرنا چاہیے اور یہ کہ دل کی سختی سے بچنا چاہیے۔

١٢٠٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتًا لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ قَالَ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ قَالَ فَقَالَ هَلْ مِنْكُمْ رَجُلٌ لَّمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَنَا قَالَ فَانْزِلْ قَالَ فَنَزَلَ فِيْ قَبْرِهَا.

١٢٠٥۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (اور عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی) کے جنازے پر حاضر ہوئے اور آپ قبر کے پاس بیٹھے تھے سو میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے فرمایا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے آج کی رات صحبت داری نہ کی ہو سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کی قبر میں اتر سو وہ اس کی قبر میں اترا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغیر نوحہ کے رونا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مردوں کو عورت کی قبر میں اتارنا جائز ہے خواہ عورت اپنی ہو خواہ بیگانی ہو اور یہ کہ قبر میں داخل ہونا اس کا افضل ہے جس نے اس رات کو صحبت نہ کی ہو اگرچہ اس کا باپ اور خاوند بھی پاس موجود ہوں اور یہ کہ دفن کے وقت قبر کے کنارے پر بیٹھنا جائز ہے اور یہ کہ مرنے کے بعد مردے پر رونا جائز ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ میت پر رونا مکروہ ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جب مر جائے تو اس پر نہ رویا کرو لیکن یہ حدیث اولویت پر محمول ہے اور مراد یہ ہے کہ بلند آواز سے رونا درست نہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ مردوں اور عورتوں میں فرق کیا جائے یعنی مردوں کو رونا جائز ہے اور عورتوں کو رونا جائز نہیں کہ ان میں صبر نہیں اور یہ جو فرمایا کہ جس نے آج کی رات صحبت نہ کی ہو وہ قبر میں داخل ہو تو اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس رات اپنی لونڈی سے صحبت کی تھی سو آپ نے اشارے سے منع کیا کہ وہ قبر میں داخل نہ ہوں، واللہ اعلم۔

١٢٠٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ تُوُفِّيَتِ ابْنَةٌ لِّعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمَكَّةَ وَجِئْنَا

١٢٠٦۔ حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیٹی مکے میں فوت ہوئی سو ہم اس کے جنازے کے واسطے آئے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اس میں حاضر ہوئے اور میں ان دونوں کے درمیان میں بیٹھا تھا یا

لِنَشْهَدَهَا وَحَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَإِنِّي لَجَالِسٌ بَيْنَهُمَا أَوْ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى أَحَدِهِمَا ثُمَّ جَآءَ الْآخَرُ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِي فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لِعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ أَلَا تَنْهٰى عَنِ الْبُكَآءِ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَآءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ بَعْضَ ذٰلِكَ ثُمَّ حَدَّثَ قَالَ صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ مَّكَّةَ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ إِذَا هُوَ بِرَكْبٍ تَحْتَ ظِلِّ سَمُرَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ مَنْ هٰؤُلَاءِ الرَّكْبُ قَالَ فَنَظَرْتُ فَإِذَا صُهَيْبٌ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ادْعُهُ لِيْ فَرَجَعْتُ إِلٰى صُهَيْبٍ فَقُلْتُ ارْتَحِلْ فَالْحَقْ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَمَّا أُصِيْبَ عُمَرُ دَخَلَ صُهَيْبٌ يَبْكِيْ يَقُوْلُ وَا أَخَاهُ وَا صَاحِبَاهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَا صُهَيْبُ أَتَبْكِيْ عَلَيَّ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَآءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ عُمَرَ وَاللّٰهِ مَا حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یوں کہا کہ میں ان میں سے ایک کے پاس بیٹھا پھر دوسرا آیا اور وہ میرے پہلو میں بیٹھ گیا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو عورتوں کو رونے سے منع نہیں کرتا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مردے پر عذاب ہوتا ہے اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب سے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ اس میں بعض کا لفظ زیادہ کرتے تھے یعنی ہر قسم کے رونے سے مردے پر عذاب نہیں ہوتا بلکہ بعض قسم سے عذاب ہوتا ہے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کی کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے پلٹا یعنی دونوں حج سے پھر کر مدینہ کو چلے یہاں تک کہ جب ہم بیداء (ایک میدان کا نام ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان) میں پہنچے تو اچانک عمر رضی اللہ عنہ نے کئی سوار درخت کے سائے میں دیکھے سو کہا کہ جا اور دیکھ کہ کون سوار ہیں اس نے کہا کہ میں نے جا کر دیکھا تو اچانک وہ صہیب رضی اللہ عنہ صحابی تھے کہ اپنی فوج کے ساتھ درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے سو میں نے آ کر عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی سو کہا کہ ان کو میرے پاس بلا لاؤ سو میں صہیب رضی اللہ عنہ کے پاس پلٹ گیا اور کہا کہ کوچ کر اور امیر المؤمنین کے ساتھ مل کہ وہ تم کو بلاتے ہیں سو وہ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آ ملے یہاں تک کہ ہم سب مدینے میں پہنچے سو جب عمر رضی اللہ عنہ کو پیٹ میں نیزہ لگا تو صہیب رضی اللہ عنہ روتے ہوئے اندر آئے کہتے تھے اے بھائی! اے صاحب! سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ اے صہیب! کیا تو مجھ پر روتا ہے؟ اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مردے پر عذاب ہوتا ہے اس کے گھر والوں کے بعض رونے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے یہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا

إِنَّ اللّٰهَ لَيُعَذِّبُ الْمُؤْمِنَ بِبُكَآءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَيَزِيْدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَآءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ وَقَالَتْ حَسْبُكُمُ الْقُرْاٰنُ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عِنْدَ ذٰلِكَ وَاللّٰهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكٰى قَالَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ وَاللّٰهِ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا شَيْئًا.

کہ اللہ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے قسم اللہ کی حضرت ﷺ نے یہ حدیث نہیں فرمائی کہ اللہ ایماندار پر عذاب کرتا ہے اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب سے لیکن آپ نے یہ فرمایا ہے کہ بیشک اللہ کافروں پر عذاب زیادہ کرتا ہے اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم کو قرآن کافی ہے اللہ نے فرمایا کہ نہ اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ یعنی یہ حدیث کہ مردے پر عذاب ہوتا ہے گھر والوں کے رونے کے سبب سے فقط کافروں کے حق میں ہے کہ ان پر رونے کے سبب سے عذاب زیادہ ہوتا ہے نہ مسلمانوں کے حق میں کہ رونے سے ان پر عذاب نہیں ہوتا ہے اللہ نے فرمایا کہ ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور دوسرے کے بدلے اس پر عذاب نہیں ہوگا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس وقت کہا کہ اللہ ہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے یعنی رونا اور ہنسنا اللہ کی طرف سے ہے اس کو عذاب میں کچھ دخل نہیں پس رونے سے مردے پر عذاب نہیں ہوگا ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم اللہ کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جواب میں کچھ نہ کہا یعنی اس واسطے کہ ان کو خیال آیا کہ یہ حدیث قابل تاویل ہے اور کوئی تاویل ان کے نزدیک معین نہ ہوئی۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ گھر والوں کے رونے کے سبب سے مردے پر عذاب ہوتا ہے یا نہیں؟ سو بعض علماء تو اس کو اپنے ظاہری معنی پر محمول کرتے ہیں جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ اور صہیب رضی اللہ عنہ کے قصے سے معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ شاید عمر رضی اللہ عنہ کی یہ مراد ہو کہ مردے پر عذاب اس وقت ہوتا ہے جب کہ باوجود قدرت کے اس سے منع نہ کرے اسی واسطے اس نے صہیب رضی اللہ عنہ کو منع کیا اور یہی قول ہے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث مردود ہے ساتھ اس آیت کے کہ نہیں اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص اللہ کی راہ میں شہید ہو اور کوئی عورت اس پر بیوقوفی اور نادانی سے روئے تو لازم آئے گا کہ اس کے رونے سے اس شہید پر بھی عذاب ہو اور یہی قول ہے ایک جماعت شافعیہ کا لیکن یہ توجیہ غلط ہے

اس لیے کہ بعد ثبوت کے حدیث کو محض ظن سے رد کرنا جائز نہیں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ رونے کے وقت اس پر عذاب شروع ہوتا ہے نہ رونے کے سبب سے مگر یہ بھی محض تکلف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ عذاب فقط کافروں کے ساتھ خاص ہے یعنی اول تو وہ کفر کے سبب سے عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں پھر جب مرنے کے بعد لوگ ان پر روتے ہیں تو اس سے ان پر عذاب اور زیادہ ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث خاص ایک یہودیہ کے حق میں وارد ہوئی ہے اور حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی بھول چوک پر محمول ہے یہ بھی قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے لیکن اس حدیث کو بھول چوک پر محمول کرنا بہت بعید ہے اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے سوا اور بہت صحابہ نے بھی یہ حدیث اسی طرح روایت کی ہے اور وہ یقین سے روایت کرتے ہیں پس عائشہ رضی اللہ عنہا کے انکار کی کوئی وجہ صحیح نہیں اس کے باوجود کہ تطبیق بھی ممکن ہے اور اکثر اہل علم نے عمر رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کئی طور سے تطبیق دی ہے اول تطبیق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جیسا کہ ابتدا باب میں بیان اس کا گزرا۔ دوسری یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس صورت پر محمول ہے جب کہ مردہ اپنے اوپر نوحہ کرنے کی خود وصیت کر جائے جیسا کہ کفار عرب کی عادت تھی کہ مرتے وقت وارثوں کو وصیت کر جاتے تھے کہ ہم کو خوب رونا اور ہماری خوبیاں اچھی طرح بیان کرنا اور ساتھ اسی کے قائل ہیں مزنی اور ابراہیم حربی اور دوسرے لوگ شافعیہ وغیرہ سے اور ابو اللیث سمرقندی نے کہا کہ یہی ہے قول اکثر اہل علم کا اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہی ہے قول جمہور کا۔ تیسری یہ ہے کہ عذاب فقط اس شخص کے ساتھ خاص ہے جس کے گھر میں نوحہ کر کے رونے کی عادت ہو اور وہ باوجود قدرت کے اس سے منع نہ کرے یہ قول داؤد ظاہری اور ایک جماعت کا ہے لیکن یہ اسی وقت ہے جب کہ اس کو ان کے اس فعل سے خبر ہو اور اگر اس کو خبر نہ ہو تو کچھ مواخذہ نہیں۔ چوتھی یہ ہے کہ جن اوصاف اور خوبیوں کو لوگ رونے میں بیان کرتے ہیں اکثر اوقات وہ منہیات سے ہوتے ہیں جیسے کہ اس کی ریاست کی تعریف کرتے ہیں جس میں اس نے ظلم کیا یا اس کی بخشش کی تعریف کرتے ہیں جس کو اس نے ناحق اور ناجائز کام میں صرف کیا ہو پس مراد یہ ہے کہ لوگ ان افعال سے مردے کی تعریف کرتے ہیں اور مردے کو ان سے عذاب ہوتا ہے۔ پانچویں یہ ہے کہ مراد عذاب سے فرشتوں کا جھڑکنا ہے یعنی جب لوگ اس کی خوبیاں بیان کر کے روتے ہیں تو فرشتے اس کو جھڑک سے کہتے ہیں کہ کیا تو ایسا تھا؟ کیا تو ایسا تھا؟۔ چھٹی یہ ہے کہ مراد عذاب سے رنج اور تکلیف ہے یعنی نوحہ گری اور چلا کر رونے سے مردے کو تکلیف ہوتی ہے یہ قول ابو جعفر طبری اور ابن مرابط اور عیاض وغیرہ کا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں ابن تیمیہ وغیرہ متاخرین اور بعض کہتے ہیں کہ حال قیامت اور برزخ کے درمیان فرق ہے پس آیت ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ حال قیامت پر محمول ہے اور یہ حدیث کہ مردے پر عذاب ہوتا ہے رونے کے سبب سے حال برزخ پر محمول ہے یعنی ممکن ہے کہ عالم برزخ میں غیر کے فعل سے مردے پر عذاب ہو اور قیامت میں ایک کے فعل سے دوسرے پر عذاب نہ ہو، واللہ اعلم بالصواب۔

١٢٠٧ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ وَهُوَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَمَّا أُصِيْبَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَعَلَ صُهَيْبٌ يَقُوْلُ وَا أَخَاهُ فَقَالَ عُمَرُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَآءِ الْحَيِّ.

١٢٠٧۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے یعنی اس زخم سے جس کے ساتھ ان کا انتقال ہوا تو صہیب رضی اللہ عنہ رونے لگے کہتے تھے اے ہمارے بھائی! سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مردے پر عذاب ہوتا ہے زندے کے رونے سے۔

فائدہ: یہ حدیث اسی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے جو اوپر گزری اس سے معلوم ہوا کہ یہ عذاب کافروں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے اور اگر کوئی کہے کہ یہاں عمر رضی اللہ عنہ نے صہیب رضی اللہ عنہ کو رونے سے منع کیا اور آئندہ آئے گا کہ اس نے بنی مغیرہ کی عورتوں کو رونے پر برقرار رکھا پس یہ تعارض ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ صہیب رضی اللہ عنہ کے رونے سے مراد چلا کر رونا ہے اور عورتوں کے رونے سے مراد آہستہ رونا ہے اس واسطے کہ صہیب رضی اللہ عنہ کو منع کر دیا کہ شاید چلا کر رونا منع ہو اور عورتوں کو برقرار رکھا اور کہا کہ ان کو چھوڑ دے مگر چلا کر نہ روئیں۔

١٢٠٨ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى يَهُوْدِيَّةٍ يَبْكِيْ عَلَيْهَا أَهْلُهَا فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهَا.

١٢٠٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی عورت پر گزرے کہ اس کے گھر والے اس پر روتے تھے سو فرمایا کہ یہ لوگ اس پر روتے ہیں اور اس کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعْهُنَّ يَبْكِيْنَ عَلٰى أَبِيْ سُلَيْمَانَ مَا لَمْ يَكُنْ نَقْعٌ أَوْ لَقْلَقَةٌ وَالنَّقْعُ التُّرَابُ عَلَى الرَّأْسِ وَاللَّقْلَقَةُ الصَّوْتُ.

مردے پر نوحہ کرنا اور چلا کر رونا حرام ہے اس لیے کہ اس پر وعید آچکی ہے اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان عورتوں کو چھوڑ دو کہ وہ ابوسلیمان پر روئیں جب تک کہ سر پر مٹی ڈالنا اور چلا کر رونا نہ ہو امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ نقع کہتے ہیں سر پر مٹی ڈالنے کو اور لقلقہ کہتے ہیں چلا کر رونے کو۔

فائدہ: جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو اس کی لڑکیاں اور قبیلے کی عورتیں جمع ہو کر رونے لگیں سو کسی نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ اے امیر المؤمنین! ان کو منع کرو تب انہوں نے یہ فرمایا یعنی سر پر مٹی ڈالنا اور چلا کر رونا منع ہے اور اگر یہ نہ ہو تو درست ہے۔

١٢٠٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى أَحَدٍ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ نِيْحَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ.

١٢٠٩۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بیشک مجھ پر جھوٹ باندھنا اوروں پر جھوٹ باندھنے کے برابر نہیں جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا جان بوجھ کر سو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ ٹھہرا لے دوزخ سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس مردے پر نوحہ ہوا تو اس پر عذاب ہوتا ہے نوحے کے سبب سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نوحہ گری سے مردے پر عذاب ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ مردے پر نوحہ کرنا حرام ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ جو مغیرہ نے پہلے اس سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے کی حدیث بیان کی تو غرض اس سے یہ ہے کہ نوحہ کرکے رونے کی حدیث صحیح ہے اس میں کوئی شک وشبہ نہیں اور اس میں اشارہ ہے کہ اپنی کلام کی تصدیق کے واسطے کسی کلام کو بیان کرنا جائز ہے اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا اوروں پر جھوٹ باندھنے کے برابر نہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اوروں پر جھوٹ باندھنا جائز ہے بلکہ اس کی حرمت بھی اور دلیلوں سے ثابت ہے صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں وعدہ دوزخ کا نہیں گو کبیرہ گناہ ہے۔

١٢١٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهٖ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ تَابَعَهُ عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ ح وَقَالَ اٰدَمُ عَنْ شُعْبَةَ

١٢١٠۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردے پر قبر میں عذاب ہوتا ہے نوحہ کرنے کے سبب سے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ مردے پر عذاب ہوتا ہے زندے کے رونے سے۔

الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَآءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ.

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ مردے پر نوحہ کرنا حرام ہے پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

١٢١١ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جِيْءَ بِأَبِيْ يَوْمَ أُحُدٍ قَدْ مُثِّلَ بِهِ حَتّٰى وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سُجِّيَ ثَوْبًا فَذَهَبْتُ أُرِيْدُ أَنْ أَكْشِفَ عَنْهُ فَنَهَانِيْ قَوْمِيْ ثُمَّ ذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْهُ فَنَهَانِيْ قَوْمِيْ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُفِعَ فَسَمِعَ صَوْتَ صَآئِحَةٍ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقَالُوا ابْنَةُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو قَالَ فَلِمَ تَبْكِيْ أَوْ لَا تَبْكِيْ فَمَا زَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ تُظِلُّهٗ بِأَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رُفِعَ.

١٢١١۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرا باپ جنگ احد کے دن شہید ہوا اور اس کا ناک وکان کٹا ہوا تھا یعنی کافروں نے اس کے ناک اور کان کاٹ ڈالے تھے سو اس کی لاش لائی گئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کپڑے سے چھپا کر رکھی گئی سو میں نے کپڑا اٹھا کر دیکھنے کا ارادہ کیا سو میری قوم کے لوگوں نے مجھ کو منع کیا پھر میں نے کھولنے کا ارادہ کیا سو لوگوں نے مجھ کو منع کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑا کھولنے کا حکم فرمایا سو اٹھایا گیا پھر آپ نے رونے والی عورت کی آواز سنی سو فرمایا کہ یہ چلا کر رونے والی کون عورت ہے؟ لوگوں نے کہا کہ عمرو کی بیٹی ہے یا بہن ہے فرمایا کہ کیوں روتی ہے؟ یا یوں فرمایا کہ نہ روئے اس واسطے کہ ہمیشہ فرشتے اس پر اپنے پروں کے سائے کیے رہے یہاں تک کہ اس کی لاش اٹھائی گئی یعنی جس کا ایسا عالی مرتبہ ہو اس پر رونا لائق نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے رونے کی صریح ممانعت ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس کا جواز معلوم ہوتا ہے سو علماء نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ نہی سے پہلے کا ہے پھر آپ نے بعد اس کے نوحہ گری سے منع فرمایا جیسا کہ احمد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب انصار کی عورتیں حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونے لگیں تو آپ نے فرمایا کہ عورتیں کسی مردے پر نہ رویا کریں وصححہ الحاکم یا مراد اس سے آہستہ رونا ہے نہ چلا کر۔

بَابُ لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوْبَ.

وہ شخص ہم لوگوں میں سے نہیں جو مصیبت میں گریبان کو پھاڑے۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں صرف ایک مسئلے کو اس واسطے ذکر کیا کہ یہ برأت مجموعہ کے چھوڑنے پر موقوف نہیں بلکہ ایک ایک کے چھوڑنے سے بھی برأت حاصل ہو جاتی ہے۔

١٢١٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

١٢١٢۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا زُبَيْدٌ الْيَامِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہماری راہ پرنہیں جو مصیبت میں منہ کو مارے اور گریبان کو پھاڑے اور کفر کے بول بولے۔

فائدہ: کفر کے بول یعنی واویلا وا مصیبتا کہنا یا یوں کہنا کہ ہائے یہ کیا غضب ہوا یہ کیا ظلم ہم پر ہوا یا میت کی برائیاں ذکر کر کے چلا کر رونا پیٹنا منع ہے کہ یہ کفر یہ رسمیں ہیں کسی مردے پر یہ رسمیں کرنی جائز نہیں خواہ اپنی مصیبت ہو خواہ کسی امام، پیغمبر کی ہو لیکن دل میں غم کرنا اور آنکھ سے آنسو نکلنا منع نہیں سنت یہ ہے کہ مصیبت میں صبر کرے اور انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھے اور یہ جو فرمایا کہ وہ ہم لوگوں میں سے نہیں تو اس کا معنی یہ ہے کہ وہ ہمارے طریقے پرنہیں یہ مراد نہیں کہ وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ باپ اپنے بیٹے سے کہے کہ تو مجھ سے نہیں یعنی میری راہ پرنہیں اس کا یہ معنی نہیں کہ تو میری نسل سے نہیں اور فائدہ اس لفظ کے ذکر کرنے کا یہ ہے کہ اس میں نہایت تاکید اور مبالغہ ہے کہ یہ رسمیں بہت بری لازم ہے کہ حتی الامکان اس سے بچے اور یا مراد اس سے دین کامل ہے یعنی جو مصیبت میں یہ رسمیں کرے گا اس کا دین کامل نہیں ناقص ہے اور بعض نے کہا کہ اس حدیث کی تاویل کرنا مکروہ ہے تاکہ لوگوں کو اس سے خوف پیدا ہو اور یہ بات خوب دل میں جم جائے یہ قول سفیان ثوری کا ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد اس سے بری ہونا ہے یعنی اس کو پیغمبر کی شفاعت نہیں ہوگی بہر صورت اس سے ثابت ہوا کہ مصیبت میں یہ رسمیں کرنی حرام ہیں کہ یہ مستلزم ہے اس بات کو کہ آدمی قضائے الٰہی پر راضی نہیں وفیہ المطابقة للترجمة لیکن اگر باوجود علم حرمت کے اس کو حلال جان کر کرے تو اس وقت یہ کہنا جائز ہے کہ یہ شخص دین سے خارج ہے۔

بَابُ رِثَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ خَوْلَةَ.

حضرت ﷺ کا سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے واسطے غم کرنا اور دل گیر ہونا۔

فائدہ: رثا کہتے ہیں میت کی تعریف کرنے اور اس کی خوبیاں بیان کرنے کو لیکن یہاں مراد اس سے غم کرنا ہے اس لیے کہ مرثیہ خوانی منع ہے اور غم کرنا مباح ہے اور بہت صحابہ وغیرہ سے اس کا کرنا ثابت ہے چنانچہ مروی ہے کہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ کے غم میں یہ شعر کہے

ماذا علی من شم تربة احمد — ان لا یشم مدی الزمان غوالیه

صبت علی مصائب لو انها — صبت علی الایام صرن لیالی

اور احمد اور ابن ماجہ وغیرہ میں روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا مرثیہ پڑھنے سے سو مراد اس سے وہ خوبیاں بیان کرنی ہیں جو غم کا باعث ہوں یا مجمع کر کے مرثیہ خوانی کریں یا کثرت سے اس فعل کو کریں یہ مراد نہیں کہ مطلق غم کرنا منع ہے وهذا هو وجه التطبيق بين مختلف الاحاديث.

۱۲۱۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِيْ فَقُلْتُ إِنِّيْ قَدْ بَلَغَ بِيْ مِنَ الْوَجَعِ وَأَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا فَقُلْتُ بِالشَّطْرِ فَقَالَ لَا ثُمَّ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَبِيْرٌ أَوْ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِيْ امْرَأَتِكَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِيْ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً ثُمَّ لَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ اٰخَرُوْنَ اللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَآئِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِيْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ.

۱۲۱۳۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حجۃ الوداع میں سخت بیمار ہوا حضرت ﷺ میرے پوچھنے کو آئے میں نے کہا کہ میں بہت بیمار ہوں زندگی کی کچھ توقع نہیں جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں اور میں بہت مالدار ہوں اور میری اولاد صرف ایک بیٹی ہے اس کے سوا کوئی میرا وارث نہیں سو اگر آپ فرمائیں تو ایک حصہ مال کا اپنی بیٹی کو دوں اور دو حصے مال خیرات کر دوں آپ نے فرمایا نہیں پھر میں نے کہا آدھا مال خیرات کر دوں آپ نے فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا تہائی مال خیرات کر دوں آپ نے فرمایا کہ ہاں اور تہائی مال خیرات کے واسطے بہت ہے اس واسطے کہ اگر تو اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑے تو بہتر ہے اس سے کہ تو ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر اور جو کچھ کہ تو خرچ کرے گا اللہ کی رضامندی کے واسطے اس کا تجھ کو ضرور ثواب ملے گا یہاں تک کہ جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا ثواب بھی تم کو ملے گا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں نے کہا یا حضرت! کیا میں چھوڑ دیا جاؤں گا بعد اپنے ساتھیوں کے چلے جانے کے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو بیماری کے سبب سے مکے میں چھوڑا جائے گا اور کوئی کام اللہ کی رضامندی کا کرتا رہے گا تو بیشک تیرا مرتبہ اور درجہ بلند ہو گا اور شاید کہ تو پیچھے چھوڑا جائے گا یعنی تیری زندگی دراز ہو گی یہاں تک کہ بہت گروہ تجھ سے نفع پائیں گے اور دوسرے لوگ تجھ سے ضرر پائیں گے یعنی تیرے جہاد سے مسلمانوں کو قوت ہو گی اور

کافروں کو ضرر اور نقصان پہنچے گا۔ اے اللہ! جاری اور قائم رکھ میرے اصحاب کی ہجرت کو اور نہ پھیران کو ایڑیوں کے بل لیکن نہایت محتاج سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ ہے کہ باوجود ہجرت کے پھر مکے میں آ کر مرا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردے پر غم کرنا اور افسوس کرنا جائز ہے کہ حضرت ﷺ نے سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے واسطے غم کیا وفیہ المطابقة للترجمة اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تہائی مال سے زیادہ وصیت کرنی درست نہیں کہ اس میں وارثوں کا حق باطل ہوتا ہے اور مفصل بیان اس کا کتاب الوصایا میں آئندہ آئے گا، انشاء اللہ۔

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الْحَلْقِ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ.

مصیبت کے وقت سر کے بال منڈوانے جائز نہیں۔

وَقَالَ الْحَكَمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرٍ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُخَيْمِرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَجِعَ أَبُوْ مُوْسٰى وَجَعًا فَغُشِيَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِيْ حَجْرِ امْرَأَةٍ مِّنْ أَهْلِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَّرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَنَا بَرِيْءٌ مِّمَّنْ بَرِئَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِئَ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ.

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہوئے سو بے ہوش ہو گئے اور ان کا سر اپنے گھر والوں سے ایک عورت کی گود میں تھا (سو وہ عورت چلا کر رونے لگی) سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیہوشی کے سبب سے اس کو منع نہ کر سکے سو جب ہوش میں آئے تو کہا کہ میں بیزار ہوں اس سے جس سے کہ حضرت ﷺ بیزار ہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ بیزار ہیں اس عورت سے جو چلا کر روئے اور سر کے بال منڈوائے اور گریبان کو پھاڑے یعنی یہ رسمیں حرام اور ناجائز ہیں۔

فائدہ: مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ.

ہمارے پر راہ پر نہیں جو مصیبت میں منہ کو مارے۔

۱۲۱۴ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۱۲۱۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہماری راہ پر نہیں جو مصیبت میں منہ کو مارے اور گریبان کو پھاڑے اور کفر کے بول بولے۔

وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ.

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الْوَيْلِ وَدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ.

مصیبت میں واویلا کرنا اور جاہلیت کے بول بولنے جائز نہیں۔

فائدہ: جاہلیت کے بول یہ ہیں کہ مردے کو کہے اے ہمارے بازو! اے ہمارے پہاڑ! اے ہمارے مددگار! وغیرہ وغیرہ۔

١٢١٥ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ.

١٢١٥۔ ترجمہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَابُ مَنْ جَلَسَ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ.

مصیبت کے وقت غمگین ہو کر بیٹھنے کا بیان یعنی جائز ہے جب تک افراط نہ ہو اور حد اعتدال سے نہ گزرے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں اور آئندہ باب میں کوئی حکم صریح بیان نہیں کیا کہ جائز ہے یا نہیں اس واسطے کہ اپنی اپنی جگہ دونوں مسئلے لائق ترجیح کے ہیں پہلے کو اس واسطے ترجیح ہے کہ وہ آپ کا فعل ہے اور دوسرا تقریر ہے اور دوسرے کو اس واسطے ترجیح ہے کہ وہ نہایت صبر پر دلالت کرتا ہے پس آپ کا فعل بیان جواز پر محمول ہوگا۔

١٢١٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى قَالَ أَخْبَرَتْنِيْ عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَابْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ وَأَنَا أَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ شَقِّ الْبَابِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ

١٢١٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (جعفر طیار اور ابن حارثہ اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی میں بھیجا تھا) سو جب ان کی شہادت کی خبر آپ کے پاس آئی تو آپ غمگین ہو کر بیٹھے کہ آپ کے چہرے میں غم کا اثر پہچانا جاتا تھا اور میں دروازے کے سوراخ سے دیکھتی تھی سو ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی کہ جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر میں عورتیں نوحہ کر کے روتی چلاتی ہیں آپ نے اس کو فرمایا کہ جا کر ان کو منع کر سو اس نے جا کر منع کیا (عورتوں نے نہ مانا) اس نے دوسری بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر عرض کی کہ

لَمْ يُطِعْنَهُ فَقَالَ انْهَهُنَّ فَأَتَاهُ الثَّالِثَةَ قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ غَلَبْنَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَزَعَمَتْ أَنَّهُ قَالَ فَاحْثُ فِيْ أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ فَقُلْتُ أَرْغَمَ اللّٰهُ أَنْفَكَ لَمْ تَفْعَلْ مَا أَمَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ تَتْرُكْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَآءِ.

وہ نہیں مانتی ہیں حضرت مَثَلَّقَيْمُ نے فرمایا کہ پھر جا اور ان کو منع کر سو اس نے جا کر منع کیا (عورتوں نے پھر بھی نہ مانا) تیسری بار پھر حضرت مَثَلَّقَيْمُ سے آ کر عرض کی کہ یا حضرت! وہ نہیں مانتی ہیں اور ہم پر غالب آ گئی ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت مَثَلَّقَيْمُ نے تیسری بار فرمایا کہ جا اور ان کے منہ میں خاک ڈال دے یعنی تا کہ نوحہ گری سے باز آئیں میں نے کہا (عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے) کہ اللہ تیرے ناک کو خاک میں ملا دے یعنی تجھ کو خوار کرے کہ تو نے حضرت مَثَلَّقَيْمُ کا کہنا نہیں کیا کہ عورتوں کو نرمی اور تسلی کے ساتھ باز نہیں رکھا اور تو نے آپ کو غم سے خلاص نہیں کیا کہ تین بار آپ کو تصدیعہ (دکھ، تکلیف) دیا اور عورتوں کا نوحہ کرنا آپ سے بیان کیا یعنی اگر تجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا تھا تو صاف کہنا تھا کہ مجھ سے باز نہیں آتی ہیں تا کہ حضرت مَثَلَّقَيْمُ کسی دوسرے کو بھیجتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت میں غمناک ہو کر بیٹھنا جائز ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نوحہ گری اور چلا کر رونا حرام ہے کہ آپ نے منع کے واسطے نہایت تاکید کی اور عورتوں پر غصہ کیا اور ان کے عذاب کرنے کا حکم دیا پس معلوم ہوا کہ وہ چلا کر روتی تھیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان کا رونا نوحہ سے خالی ہو اس لیے کہ اگر ان کا رونا نوحہ سے ہوتا تو آپ کسی دوسرے آدمی کو منع کرنے کے واسطے بھیجتے کہ آپ باطل امر پر قائم نہیں رہتے تھے پس اس صورت میں مباح امر سے منع کرنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ مبادا رفتہ رفتہ نوحہ گری تک نوبت نہ پہنچے اور حرام فعل میں گرفتار نہ ہو جائیں پس معلوم ہوا کہ اگر کسی امر کے کرنے سے حرمت تک پہنچنے کا خوف ہو تو ایسے مباح فعل سے بھی منع کرنا جائز ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ماتم پرسی کے واسطے آرام سے بیٹھنا جائز ہے اور یہ کہ عورتوں کو بیگانے مردوں کی طرف دیکھنا جائز ہے اور یہ کہ جو شخص بغیر سزا فعل سے باز نہ آئے اس کو ادب دینا جائز ہے۔ (فتح الباری)

١٢١٧ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ

۱۲۱۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قرآن کے قاری شہید ہوئے تو حضرت مَثَلَّقَيْمُ نے ایک مہینہ قنوت پڑھی سو میں نے آپ کو کبھی نہ دیکھا کہ اس سے زیادہ تر غمگین

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا حِيْنَ قُتِلَ الْقُرَّآءُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَزِنَ حُزْنًا قَطُّ أَشَدَّ مِنْهُ.

ہوئے ہوں۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے اہل صفہ میں سے چند اصحاب کونجد کے کافروں کی طرف بھیجا کہ ان کو قرآن سنائیں اور اسلام کی طرف بلائیں سو جب وہ بئر معونہ میں کہ ایک جگہ کا نام ہے پہنچے تو عامر بن طفیل کہ ایک مشہور کافر تھا بہت کافروں کو جمع کر کے ان کے سر پر آ پہنچا اور اکثر لوگوں کو ان میں سے شہید کر دیا سو حضرت ﷺ نے ایک مہینہ برابر ان کافروں کے حق میں بد دعا کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت کے وقت دل میں غم کرنا جائز ہے وفیہ المطابقة للترجمة.

بَابُ مَنْ لَّمْ يُظْهِرْ حُزْنَهٗ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ. مصیبت میں اپنے غم کو نہ ظاہر کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی مصیبت میں اگرچہ غم کو ظاہر کرنا جائز ہے جیسے کہ پہلے باب میں گزر چکا ہے لیکن غم کو نہ ظاہر کرنا بہت افضل ہے کہ وہ نہایت صبر کی دلیل ہے اور اس سے نفس عاجز ہوتا ہے اور ثواب زیادہ ملتا ہے۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ الْجَزَعُ الْقَوْلُ السَّيِّئُ وَالظَّنُّ السَّيِّئُ.

اور محمد بن کعب نے کہا کہ مصیبت کے وقت جزع کرنا اس کو کہتے ہیں کہ بری بات کہے اور بدگمانی کرے یعنی نوحہ گری کرے اور مصیبت کے ثواب سے محروم رہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مصیبت میں برا گمان کرنا منع ہے اور جب بدگمانی منع ہوئی تو نیک ظن کرنا اور ثواب کی امید رکھنا ضروری ہوگا اس میں ترغیب ہے اس بات کی کہ آدمی مصیبت کے وقت صبر کرے اور غم کو ظاہر نہ کرے۔

وَقَالَ يَعْقُوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ﴿إِنَّمَا أَشْكُوْ بَثِّيْ وَحُزْنِيْ إِلَى اللّٰهِ﴾.

اور یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں کھولتا ہوں اپنا احوال اور غم اللہ کے پاس۔

فائدہ: یعنی میں اپنا غم صرف اللہ ہی کے پاس ظاہر کرتا ہوں لوگوں کے آگے ظاہر نہیں کرتا کہ وہ بے فائدہ ہے پس معلوم ہوا کہ مصیبت کے وقت غم کو ظاہر کرنا افضل نہیں، وفیہ المطابقة للترجمة.

١٢١٨ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهٗ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ اشْتَكَى ابْنٌ لِأَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ فَمَاتَ وَأَبُوْ طَلْحَةَ خَارِجٌ فَلَمَّا

١٢١٨۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا لڑکا بیمار ہوا اور مر گیا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ گھر میں نہ تھے (یعنی کہیں گئے ہوئے تھے) سو جب اس کی بیوی (کہ اس کا نام ام سلیم تھا) نے دیکھا کہ لڑکا مر گیا تو اس کا سامان تیار کیا یعنی اس کو غسل اور کفن وغیرہ دے کر تیار کیا اور گھر کی ایک

رَأَتِ امْرَأَتُهٗ أَنَّهٗ قَدْ مَاتَ هَيَّأَتْ شَيْئًا وَنَحَّتْهُ فِيْ جَانِبِ الْبَيْتِ فَلَمَّا جَآءَ أَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ كَيْفَ الْغُلَامُ قَالَتْ قَدْ هَدَأَتْ نَفْسُهٗ وَأَرْجُوْ أَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اسْتَرَاحَ وَظَنَّ أَبُوْ طَلْحَةَ أَنَّهَا صَادِقَةٌ قَالَ فَبَاتَ فَلَمَّا أَصْبَحَ اغْتَسَلَ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ أَعْلَمَتْهُ أَنَّهٗ قَدْ مَاتَ فَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا كَانَ مِنْهُمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّبَارِكَ لَهُمَا فِيْ لَيْلَتِهِمَا قَالَ سُفْيَانُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَرَأَيْتُ لَهُمَا تِسْعَةَ أَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ.

طرف کنارے میں چھپا کر رکھ دیا اور کچھ کھانا تیار کیا یا اپنے بدن کو سنگھار کیا سو جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر میں آئے تو پوچھا کہ لڑکے کا کیا حال ہے؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کی جان اب آرام میں ہے یعنی موت کے سبب اس نے بیماری کی تکلیف سے آرام پایا ہے اور میں امید رکھتی ہوں کہ وہ چین میں ہے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ وہ سچ کہتی ہے کہ ٹھیک لڑکے کو آرام آ گیا ہوگا اور اس کے اشارے کو نہ سمجھے سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رات کو اس کے ساتھ سوئے یعنی اس سے صحبت کی اور جب صبح ہوئی تو غسل کیا سو جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے گھر سے باہر جانے کا ارادہ کیا تو اس کو خبر کی کہ لڑکا مر گیا (اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے ابوطلحہ! اگر ایک قوم دوسری قوم سے کوئی چیز عاریۃً مانگے پھر وہ لوگ اگر اپنی چیز طلب کریں تو دیں یا نہ دیں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیگانی چیز دینے میں کچھ عذر نہ چاہیے تب ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تمہارا بیٹا مر گیا صبر کرو تا کہ ثواب پاؤ) سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کا قصہ آپ سے بیان کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امید ہے کہ اللہ برکت دے ان دونوں کی رات میں یعنی اللہ تم کو اولاد دے۔ سفیان کہتا ہے کہ انصار کے ایک مرد نے کہا کہ میں نے ان کی اولاد سے نو لڑکے دیکھے کہ سب قرآن کو پڑھے ہوئے تھے۔

فائدہ: ایک روایت میں سات لڑکوں کا ذکر آیا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ سات نے تو پورا قرآن ختم کیا ہوا تھا اور دو نے پورا ختم نہ کیا تھا نصف یا تہائی وغیرہ تک پڑھا تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت میں افضل یہ ہے کہ غم کو ظاہر نہ کرے اور دل کو مضبوط رکھے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایسی مصیبت میں دل کو مضبوط رکھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی یہ مضبوطی پسند آئی وفیہ المطابقة للترجمة. اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ مشکل عمل کو لینا اور رخصت کو باوجود قدرت کے چھوڑنا جائز ہے اور مصیبت والے کو تسلی دینی چاہیے اور یہ کہ خاوند کے سوا دوسرے

کے سوگ میں عورت کو سنگھار کرنا اور اپنے خاوند سے جماع کرنا جائز ہے اور یہ کہ ماتم کے وقت اپنی بیوی سے جماع کرنا جائز ہے اگر چہ مردہ ابھی گھر ہی میں پڑا ہو اور یہ کہ جو شخص کسی چیز کو چھوڑے اللہ اس کو بہتر دیتا ہے۔

بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى.

حضرت ﷺ کی اس حدیث کا بیان کہ صبر کا ثواب اول صدمے کے نزدیک ہے یعنی صبر کا وقت فقط ابتدا مصیبت کا ہے اور اسی صبر پر رحمت اور بخشش کا وعدہ ہے، فظهر المناسبة ايراد اثر عمر رضی اللہ عنه انه فی هذا المقام۔

وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نِعْمَ الْعِدْلَانِ وَنِعْمَ الْعِلَاوَةُ الَّذِيْنَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيْبَةٌ قَالُوْا ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ أُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾.

اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا خوب ہیں دو چیزیں برابر جو صبر کے بدلے میں ملتی ہیں اور کیا خوب ہے وہ چیز جو اس کے علاوہ ہے یعنی جو اس پر زیادہ ہے ان لوگوں کے واسطے کہ جب ان کو پہنچے کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھر جانا ہے ایسے لوگ انہیں پر شاباشیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں راہ پر۔

فائدہ: مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دو برابر چیزوں سے شاباش اور مہربانی ہیں کہ یہ دونوں درجے میں برابر ہیں جتنا درجہ شاباش کا ہے اتنا ہی مہربانی کا ہے اور مراد علاوہ سے راہ پانا ہے یعنی جو لوگ مصیبت میں صبر کرتے ہیں اس کے بدلے ان پر اللہ کی طرف سے شاباش اور مہربانی ہوتی ہے اور علاوہ ان پر انعام الٰہی یہ ہے کہ وہی ہیں راہ پر مگر یہ دو چیزیں برابر اور علاوہ اسی شخص کے حق میں ہے جو ابتدا مصیبت کے وقت صبر کرے جیسا کہ انا للہ...... الخ کہنے کو مصیبت کے وقت کے ساتھ معلق کرنا اس پر دلالت کرتا ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ﴾.

اور اس آیت کی تفسیر کا بیان کہ قوت پکڑو اور مدد چاہو یعنی تمام حاجتوں اور مصیبتوں میں محنت سہارنے سے اور نماز سے اور البتہ وہ بھاری ہے مگر انہیں پر جن کے دل پگھلے ہیں جن کو خیال ہے کہ ان کو ملنا ہے اپنے رب سے اور ان کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

فائدہ: یعنی اگر تم صبر کرو اور نماز پڑھو تو تمہاری سب حاجتیں اور مصیبتیں آسان پڑیں حاجت روائی اور مشکل کشائی

کے واسطے یہ عمل بڑا مجرب ہے کہ جب کوئی مشکل پیش آئے یا کوئی غم دل میں پیدا ہو تو صبر کرے اور نماز پڑھے وہ کام اس سے جلدی آسان ہو جاتا ہے اور دل کا غم دفع ہو جاتا ہے چنانچہ ابو داؤد میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کو کسی کام سے غم پیدا ہوتا تو نماز میں مشغول ہوتے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد صبر سے روزہ ہے اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد اس آیت کے لانے سے یہ حدیث ہے جو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کو اپنے بھائی کی موت کی خبر پہنچی اور وہ سفر میں تھے سو انہوں نے انا للہ الخ پڑھا پھر راہ سے کنارے ہوئے اور سواری کو بٹھایا پھر دو رکعتیں نماز پڑھی اور اس میں بہت دیر تک بیٹھے رہے پھر کھڑے ہوئے اور یہ آیت پڑھنے لگے ﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ اخرجه الطبراني في تفسيره باسناد حسن.

۱۲۱۹ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى.

۱۲۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ صبر کا ثواب اول صدمہ کے نزدیک ہے یعنی اللہ نے جو صبر پر رحمت اور مہربانی کرنے کا وعدہ فرمایا تو یہ صرف اسی صبر پر ثواب ہے جو ابتدا مصیبت کے وقت ہو۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا بِكَ لَمَحْزُوْنُوْنَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ.

حضرت ﷺ کی اس حدیث کا بیان کہ اے ابراہیم! ہم تیری جدائی سے البتہ غمناک ہیں یعنی مصیبت کے وقت ایسا کلمہ کہنا جائز ہے، اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غم کرتا ہے یعنی مصیبت میں اس طرح کے کلمے کہنے بھی جائز ہیں۔

۱۲۲۰ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا قُرَيْشٌ هُوَ ابْنُ حَيَّانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَبِيْ سَيْفٍ الْقَيْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لِإِبْرَاهِيْمَ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيْمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَإِبْرَاهِيْمُ

۱۲۲۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ابو سیف لوہار کے پاس آئے اور وہ ابراہیم (ابن رسول اللہ) کی دائی دودھ پلانے والی کا خاوند تھا (اور نام اس دائی کا خولہ تھا) سو آپ نے ابراہیم کو لیا اور اس کو چوما اور سونگھا اور چند روز کے بعد پھر ہم اس کے پاس گئے اور ابراہیم جان کو دیتا تھا یعنی اس کا دم نکلنے کو قریب تھا سو حضرت ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے عرض کی کہ یا

يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرٰى فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ إِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ رَوَاهُ مُوْسٰى عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت! آپ لوگوں کو صبر کرنا فرماتے ہیں اور آپ روتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عبدالرحمٰن! یہ رونا رحمت کی نشانی ہے کہ عجز بشری کے مشاہدے سے دل کو رقت ہو جاتی ہے پھر آپ نے اس کے پیچھے یہ کلمہ فرمایا کہ آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غم کرتا ہے اور نہیں کہتے ہم مگر وہی جو ہمارے رب کو پسند آئے یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں اور صبر کرتے ہیں قسم اللہ کی اے ابراہیم! ہم تیری جدائی سے البتہ غمناک ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت میں ایسا کلمہ بولنا کہ اے فلاں! ہم تیری جدائی سے غمناک ہیں اور زبان سے اس قدر غم کو ظاہر کرنا مباح اور جائز ہے صبر کے مخالف نہیں وفیہ المطابقة للترجمة. اور نوحہ گری اور چلا کر رونا حرام ہے کما مر غیر مرة اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ مصیبت میں آنکھ سے آنسو بہانا اور دل سے غم کرنا جائز ہے اور یہ کہ چھوٹے لڑکے کو چومنا اور سونگھنا جائز ہے اور یہ کہ بچے کو بیگانی عورت کا دودھ پلانا جائز ہے اور یہ کہ لڑکے کی بیمار پرسی کو جانا درست ہے اور یہ کہ جس کا قول اور فعل آپس میں مخالف ہو اس پر اعتراض کرنا درست ہے اور یہ کہ ایک کو خطاب کرنا اور دوسرے کو مراد رکھنا جائز ہے کہ حضرت ﷺ نے ابراہیم کو خطاب کیا اور حاضرین کو مراد رکھا کہ ابراہیم کم عمری کے سبب سے قابل خطاب نہ تھے اور یہ کہ مردے کو چومنا جائز ہے اور یہ مسئلہ اس حدیث سے اگرچہ صریحًا ثابت نہیں ہوتا لیکن اور حدیثوں سے ثابت ہے۔

بَابُ الْبُكَآءِ عِنْدَ الْمَرِيْضِ.

بیمار کے پاس رونے کا بیان یعنی جائز ہے جب کہ کوئی خوفناک علامت ظاہر ہو۔

١٢٢١ ـ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اشْتَكٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ

١٢٢١۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ایک بیماری سے بیمار ہوئے سو حضرت ﷺ اس کی خبر پوچھنے کو آئے اور حضرت ﷺ کے ساتھ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن

شَكْوٰى لَهُ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ فَوَجَدَهُ فِيْ غَاشِيَةِ أَهْلِهِ فَقَالَ قَدْ قَضٰى قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَبَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَوْا فَقَالَ أَلَا تَسْمَعُوْنَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُّعَذِّبُ بِهٰذَا وَأَشَارَ إِلٰى لِسَانِهِ أَوْ يَرْحَمُ وَإِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَآءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ وَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَضْرِبُ فِيْهِ بِالْعَصَا وَيَرْمِيْ بِالْحِجَارَةِ وَيَحْثِيْ بِالتُّرَابِ.

مسعود رضی اللہ عنہ تھے سو جب آپ اس کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ اس کو گھر والوں نے گھیرا ہوا ہے جیسا کہ جان نکلنے کے وقت گھیرتے ہیں اور یا غش میں بے ہوش پڑا ہے سو پوچھا کہ کیا یہ مرگیا؟ لوگوں نے عرض کی کہ یا حضرت! مرا نہیں، ابھی زندہ ہے لیکن بے ہوش ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور لوگ بھی آپ کا رونا دیکھ کر روئے پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں سنتے ہو کہ البتہ اللہ آنکھ کے آنسو سے اور دل کے غم سے عذاب نہیں کرتا لیکن عذاب تو اس کے سبب سے ہے یعنی زبان سے کرتا ہے یا رحم کرتا ہے یعنی ثواب یا عذاب سب زبان کے فعل پر موقوف ہے اگر صبر کیا اور انا اللہ الخ پڑھا تو ثواب ہے اور اگر نوحہ کیا تو عذاب ہے اور مردے پر عذاب ہوتا ہے اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ رونے میں لاٹھی سے مارتے تھے اور پتھر پھینکتے تھے اور رونے والے پر خاک ڈالتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیمار کے پاس رونا جائز ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس روئے، وفیہ المطابقة للترجمة. اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیمار کو پوچھنا مستحب ہے اور یہ کہ فاضل کو مفضول کی عیادت کرنا اور امام کو اپنے تابعداروں کی عیادت کرنا مستحب ہے اور یہ کہ برے کام سے روکنا چاہیے۔

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ النَّوْحِ وَالْبُكَآءِ وَالزَّجْرِ عَنْ ذٰلِكَ.

نوحہ گری کرنا اور چلا کر رونا منع ہے اور اس سے سخت نہی آچکی ہے۔

۱۲۲۲ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَتْنِيْ عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ لَمَّا جَآءَ قَتْلُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ

۱۲۲۲۔ ترجمہ اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کا باب من جلس عند المصيبة میں اوپر گزر چکا ہے۔

فِيهِ الْحُزْنُ وَأَنَا أَطَّلِعُ مِنْ شَقِّ الْبَابِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ نِسَآءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرَ بُكَآئَهُنَّ فَأَمَرَهُ بِأَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتٰى فَقَالَ قَدْ نَهَيْتُهُنَّ وَذَكَرَ أَنَّهُنَّ لَمْ يُطِعْنَهُ فَأَمَرَهُ الثَّانِيَةَ أَنْ يَّنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ أَتٰى فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ غَلَبْنَنِي أَوْ غَلَبْنَنَا الشَّكُّ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ فَزَعَمَتْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاحْثُ فِيْ أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ فَقُلْتُ أَرْغَمَ اللّٰهُ أَنْفَكَ فَوَاللّٰهِ مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ وَمَا تَرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَآءِ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت میں نوحہ کرنا اور چلا کر رونا حرام اور ناجائز ہے کہ حضرت ﷺ نے عورتوں کو بیشک منع کیا اور ان کے عذاب کرنے کا حکم دیا، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ.

۱۲۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَخَذَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْبَيْعَةِ أَنْ لَّا نَنُوْحَ فَمَا وَفَتْ مِنَّا امْرَأَةٌ غَيْرَ خَمْسِ نِسْوَةٍ أُمِّ سُلَيْمٍ وَأُمِّ الْعَلَاءِ وَابْنَةِ أَبِيْ سَبْرَةَ امْرَأَةِ مُعَاذٍ وَامْرَأَتَيْنِ أَوِ ابْنَةِ أَبِيْ سَبْرَةَ وَامْرَأَةِ مُعَاذٍ وَامْرَأَةٍ أُخْرٰى.

۱۲۲۳۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم نے حضرت ﷺ سے اسلام کی بیعت کی اور آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئیں تو آپ نے ہم سے بیعت میں یہ عہد لیا کہ ہم نوحہ کر کے نہ رویا کریں سو ہم میں سے پانچ عورتوں کے سوا کسی نے اس عہد کو پورا نہیں کیا وہ پانچ یہ ہیں ایک ام سلیم دوسری ام العلاء تیسری ابوسبرہ کی بیٹی اور دو عورتیں اور یا یوں کہا کہ تیسری ابوسبرہ کی بیٹی اور چوتھی معاذ کی بیوی اور پانچویں کوئی اور عورت یعنی ام عطیہ (یہ راوی کا شک ہے)۔

فائدہ: یعنی جن عورتوں نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت ﷺ سے بیعت کی تھی ان میں سے فقط ان پانچ عورتوں نے اپنے عہد کو پورا کیا یہ معنی نہیں کہ ان پانچ کے سوا کسی عورت نے نوحہ گری نہیں چھوڑی تھی پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نوحہ کر کے رونا حرام ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ وسیاتی الکلام علیہ فی کتاب التفسیر.

بَابُ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ. جنازے کے واسطے کھڑے ہونے کا بیان یعنی اگر جنازے کو دیکھے تو اس کے واسطے اٹھ کھڑا ہو یا نہیں۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے ایک جماعت علماء سلف اور خلف کی اس کی قائل ہیں کہ جب کوئی شخص جنازے کو دیکھے تو اس کے واسطے اٹھ کھڑا ہو اور یہی مذہب ہے امام احمد رحمہ اللہ کا ان کے نزدیک یہ حکم منسوخ نہیں اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ اول یہ حکم تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موقوف کیا جیسے کہ صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء اسلام میں جنازے کے واسطے کھڑے ہوئے پھر بیٹھ گئے یعنی اس کے واسطے کھڑا ہونا موقوف کیا اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا۔

١٢٢٤ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا حَتّٰى تُخَلِّفَكُمْ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَادَ الْحُمَيْدِيُّ حَتّٰى تُخَلِّفَكُمْ أَوْ تُوْضَعَ.

۱۲۲۴۔ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنازے کو دیکھو تو اٹھ کھڑے ہو یہاں تک کہ تم سے آگے بڑھ جائے یا زمین پر رکھا جائے۔

فائدہ: یہ حکم اس کے واسطے ہے جو جنازے کے ساتھ نہ ہو کہیں بیٹھا ہو اور جنازے پاس سے نکلے اور جو شخص کہ جنازے کے ساتھ چلا جاتا ہو یا وہاں حاضر ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ وہ نہ بیٹھے جب تک کہ جنازہ زمین پر نہ رکھا جائے کما سیاتی فی باب سفر اور جو شخص سوار ہو تو وہ کھڑا ہو جائے کہ اس کا کھڑا ہونا بجائے قیام کے ہے۔

بَابُ مَتٰى يَقْعُدُ إِذَا قَامَ لِلْجَنَازَةِ. جب جنازے کے واسطے کھڑا ہو تو کب بیٹھے۔

فائدہ: ظاہراً اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ باب خاص ہے ساتھ اس شخص کے جو کہیں بیٹھا ہو اور پاس سے جنازہ نکلے لیکن احتمال ہے کہ مراد کھڑے ہونے والے سے عام ہو یعنی خواہ جنازہ اس پر گزرے یا وہ جنازے کے ساتھ جا رہا ہو اور دونوں کا حکم حدیثوں سے ثابت ہے۔

١٢٢٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

۱۲۲۵۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی جنازہ دیکھے سو اگر اس کے ساتھ جانے والا

عَنْهُمَا عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ جَنَازَةً فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ مَاشِيًا مَعَهَا فَلْيَقُمْ حَتّٰى يُخَلِّفَهَا أَوْ تُخَلِّفَهُ أَوْ تُوضَعَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُخَلِّفَهُ.

نہ ہوتو چاہیے کہ اٹھ کھڑا ہو یہاں تک کہ اس کو پیٹھ پیچھے چھوڑے یا جنازہ اس سے آگے بڑھ جائے (یہ راوی کا شک ہے) یا جنازہ زمین پر رکھا جائے آگے بڑھنے سے پہلے یعنی اگر جنازہ آگے بڑھ جائے زمین پر رکھا جائے اور وہ خود وہاں موجود ہوتو بعد اس کے کھڑے رہنے کی کوئی حاجت نہیں بیٹھ جائے۔

١٢٢٦ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدْ حَتّٰى تُوضَعَ.

۱۲۲۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنازے کو دیکھو تو اٹھ کھڑے ہو اور جو اس کے ساتھ جائے تو نہ بیٹھے یہاں تک کہ جنازہ زمین پر رکھا جائے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص جنازے کے ساتھ جانے والا نہ ہو اس کو جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا جائز ہے وفيه المطابقة للترجمة اور ایک روایت میں ہے کہ جو جنازے کی نماز پڑھے اور اس کے ساتھ نہ جائے تو چاہیے کہ کھڑا رہے یہاں تک کہ جنازہ آگے بڑھ جائے اور اگر اس کے ساتھ جائے تو نہ بیٹھے یہاں تک کہ جنازہ زمین پر رکھا جائے اور یہ حدیث زیادہ صریح ہے پہلی حدیث سے۔

بَابُ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَا يَقْعُدُ حَتّٰى تُوضَعَ عَنْ مَنَاكِبِ الرِّجَالِ فَإِنْ قَعَدَ أُمِرَ بِالْقِيَامِ.

جو شخص جنازے کے ساتھ جائے تو نہ بیٹھے یہاں تک کہ جنازہ مردوں کے کندھوں سے نیچے رکھا جائے اور اگر کوئی اس سے پہلے بیٹھ جائے تو حکم کیا جائے ساتھ کھڑے ہونے کے یعنی بیٹھ جانے سے قیام فوت نہیں ہوتا اگر جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھ جائے تو اٹھ کھڑا ہو یہاں تک کہ جنازہ زمین پر رکھا جائے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ فقہاء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے اکثر صحابہ اور تابعین کہتے ہیں کہ جب تک لوگ جنازے کو کندھوں پر اٹھائے رہیں تب تک مستحب ہے کہ ہر آدمی کھڑا رہے کہ اس میں ثواب ہے اور اگر بیٹھ جائے تو گناہ نہیں اور یہی قول ہے اوزاعی اور احمد اور محمد بن حسن کا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کھڑے رہنے والے کو جنازہ اٹھانے والے کے برابر ثواب ہے اور شعبی اور نخعی کہتے ہیں کہ جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے اور بعض علماء سلف کا یہ قول ہے کہ کھڑے رہنا واجب ہے اور دلیل ان کی یہ حدیث

ہے جونسائی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھے ہوں۔

١٢٢٧ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنَّا فِيْ جَنَازَةٍ فَأَخَذَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِيَدِ مَرْوَانَ فَجَلَسَا قَبْلَ أَنْ تُوْضَعَ فَجَآءَ أَبُوْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَخَذَ بِيَدِ مَرْوَانَ فَقَالَ قُمْ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمَ هٰذَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ صَدَقَ.

١٢٢٧۔ حضرت سعید مقبری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک جنازے میں تھے سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مروان کا ہاتھ پکڑا اور دونوں بیٹھ گئے جنازہ رکھنے سے پہلے پھر ابو سعید رضی اللہ عنہ آئے اور مروان کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ کھڑا ہو سو قسم اللہ کی کہ البتہ اسکو یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے منع فرمایا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے سچ کہا یعنی آپ نے ٹھیک منع فرمایا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھ جائے تو پھر اٹھ کھڑا ہو یہاں تک کہ جنازہ زمین پر رکھا جائے وفیہ المطابقة للجزء الثانی من الترجمة لیکن شارحین کہتے ہیں کہ اس باب کا حذف کرنا اولیٰ ہے کہ پہلا باب اس مسئلے کو شامل ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ فرض عین نہیں فرض کفایہ ہے۔

بَابُ مَنْ قَامَ لِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ. یہودی کے جنازے کے واسطے کھڑے ہونے کا بیان۔

فائدہ: مراد اس سے کافر ذمی ہے خواہ یہودی ہو خواہ کوئی اور ہو۔

١٢٢٨ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا.

١٢٢٨۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک جنازہ ہمارے پاس سے گزرا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے واسطے کھڑے ہوئے اور ہم بھی کھڑے ہوئے سو ہم نے عرض کی کہ یا حضرت! یہ یہودی کا جنازہ ہے سو فرمایا کہ جب تم جنازے کو دیکھو تو اٹھ کھڑے ہو۔

فائدہ: مسلم وغیرہ کی حدیث میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ موت ڈرنے کی چیز ہے اور خوف کی جگہ ہے انسان کو لازم ہے کہ اس کو دیکھ کر ڈر جائے اور خوف سے اٹھ کھڑا ہو اور غفلت میں غرق نہ رہے کہ وہ موت سے بے پروائی ہے اور کاہلی کا باعث ہے اسی واسطے حکم ہے کہ ہر میت کے واسطے کھڑا ہو خواہ مسلمان کی میت ہو خواہ کافر کی اور ایک روایت

میں آیا ہے کہ یہ کھڑا ہونا فرشتوں کی تعظیم کے واسطے ہے جو میت کے ساتھ ہوتے ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ قیام اس کی تعظیم کے واسطے ہیں جو روح کو قبض کرتا ہے یعنی اس میں اللہ کی تعظیم ہے سو یہ اسباب آپس میں ایک دوسرے کے معارض نہیں اس لیے کہ موت سے گھبرا کر کھڑے ہونے میں اللہ کے حکم کی بھی تعظیم ہے اور فرشتوں کی بھی تعظیم ہے تو گویا کہ موت کے واسطے کھڑا ہونا اللہ کی تعظیم اور فرشتوں کی تعظیم کو مستلزم ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ قیام ان سب کے واسطے ہو پس اس سے سب حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

١٢٢٩ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ كَانَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَقَيْسُ بْنُ سَعْدٍ قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ فَمَرُّوْا عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا فَقِيْلَ لَهُمَا إِنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ أَيْ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَقَالَا إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتْ بِهٖ جَنَازَةٌ فَقَامَ فَقِيْلَ لَهٗ إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَالَ أَلَيْسَتْ نَفْسًا وَقَالَ أَبُوْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ كُنْتُ مَعَ قَيْسٍ وَسَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ زَكَرِيَّاءُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى كَانَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ وَقَيْسٌ يَقُوْمَانِ لِلْجَنَازَةِ.

١٢٢٩۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ اور قیس بن سعد رضی اللہ عنہ قادسیہ (ایک شہر کا نام ہے کوفے سے پندرہ میل کے فاصلہ پر) میں بیٹھے تھے سو لوگ جنازہ لے کر ان کے پاس نکلے سو وہ دونوں کھڑے ہوئے سو ان کو کہا گیا کہ یہ جنازہ اہل ذمہ کا یعنی ذمی کافر کا ہے سو ان دونوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ نکلا تو آپ اس کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے تو کسی نے آپ سے کہا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے آپ نے فرمایا کہ کیا وہ جان نہیں کہ اس کے مرنے سے عبرت پکڑی جائے اور نیز ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ میں سہل اور قیس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا انہوں نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پھر وہی حدیث بیان کی اور نیز ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ اور قیس رضی اللہ عنہ جنازے کے واسطے کھڑے ہوتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ آدمی ہر جنازے کے واسطے کھڑا ہو خواہ مسلمان کا جنازہ ہو اور خواہ کافر کا ہو اور اصل اس مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ جنازے کے واسطے کھڑے ہونا واجب نہیں کہتے ہیں کہ بیٹھنا مجھ کو بہت پسند ہے کھڑے ہونے سے ان کے نزدیک یہ حکم منسوخ ہے ساتھ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے جو اوپر گزری اور بعض کہتے ہیں کہ جنازے کے واسطے کھڑے ہونا مستحب ہے اور حدیث علی رضی اللہ عنہ کی دلیل ہے اس پر کہ کھڑے ہونے کا حکم استحباب پر محمول ہے نہ وجوب پر اور باوجود اس تطبیق کے دعویٰ نسخ جائز نہیں اور یہی ہے قول ابن حزم ظاہری کا اور امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہی قول مختار ہے اور جب تک تطبیق ممکن ہو دعویٰ نسخ جائز نہیں

اور ظاہر مذہب امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ جنازے کے واسطے کھڑے ہونا مکروہ ہے اور ابن حبیب اور ابن ماجشون مالکی کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان جواز پر محمول ہے یعنی اگر جنازے کے واسطے کھڑا ہو تو ثواب ہے اور اگر بیٹھا رہے تو جائز ہے مگر ثواب نہیں یہ قول بھی ثانی قول کے موافق ہے۔

بَابُ حَمْلِ الرِّجَالِ الْجَنَازَةَ دُوْنَ النِّسَآءِ.

جنازے کو فقط مرد اٹھائیں عورتیں نہ اٹھائیں کہ ان کو منع ہے۔

فائدہ: عورتوں کو جنازہ اٹھانا اس واسطے منع ہے کہ ان میں صبر کم ہے اور نیز اس میں ان کے ستر کھل جانے کا خوف ہے کہ جنازے کو جلد لے جانے کا حکم ہے کما سیأتي اور نیز اس سے مردوں کے ساتھ اختلاط لازم آتا ہے اور وہ باعث فتنے کا ہے امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مہذب میں لکھا ہے کہ اس مسئلے پر سب علماء کا اتفاق ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں یعنی عورتوں کو جنازہ اٹھانا منع ہے فقط مرد ہی اس کو اٹھائیں۔

١٢٣٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهُ صَعِقَ.

١٢٣٠۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنازہ چار پائی پر رکھا جاتا ہے یعنی بعد غسل اور کفن کے اور اس کو لوگ اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر نیک روح ہوتی ہے تو کہتی ہے مجھ کو آگے لے چلو اور اگر نیک نہیں ہوتی تو کہتی ہے کہ اے خرابی تم کدھر اس کو لے جاتے ہو ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے سوائے آدمی کے اور اگر آدمی اس کو سنے تو چیخ مارے اور غش کھا کر بیہوش ہو جائے۔

فائدہ: مسئلہ باب کا اس حدیث سے صریحا معلوم نہیں ہوتا ہے لیکن شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اشارہ کیا ہے طرف اس حدیث کے جو ابو یعلی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں نکلے سو آپ نے عورتوں کو دیکھا فرمایا کہ کیا تم اس کو اٹھاؤ گی؟ انہوں نے عرض کی کہ نہیں پھر فرمایا کہ کیا تم اس کو دفن کرو گی؟ انہوں نے عرض کی کہ نہیں فرمایا کہ پلٹ جاؤ کہ تم کو ثواب نہیں ہے اور یہ حدیث صریح ہے اس میں کہ عورتوں کو جنازہ اٹھانا منع ہے لیکن شاید یہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں ہے اس واسطے اس کو نقل نہیں کیا واللہ اعلم۔ اور یہ جو فرمایا کہ اگر نیک روح ہوتی ہے تو کہتی ہے کہ مجھ کو آگے لے چلو اور اگر نیک نہیں ہوتی تو کہتی ہے کہ مجھ کو کہاں لے جاتے ہو تو یہ اس واسطے ہے کہ نیک آدمی کو ثواب نمود اور ظاہر ہوتا ہے اور اس کی

طرف مشتاق ہوتا ہے اور بد آدمی قبر کے عذاب سے گھبراتا ہے۔

بَابُ السُّرْعَةِ بِالْجَنَازَةِ. جنازے کو جلد لے جانے کا بیان۔

فائدہ: یعنی جب لوگ جنازے کو اٹھائیں تو مستحب ہے کہ اس کو جلدی لے جائیں' سب علماء کا اتفاق ہے لیکن مراد جلد چلنے سے روز مرہ کی معمولی عادت سے زیادہ چلنا ہے دوڑنا مراد نہیں کہ اس سے اٹھانے والوں کو تکلیف ہو یا مردے کے واسطے کوئی مفسدہ پیدا ہو کہ ایسا دوڑنا مکروہ ہے اور وہ جو بعض لوگوں سے مروی ہے کہ جنازے کو جلد لے جانا مکروہ ہے تو اس سے بھی دوڑنا مراد ہے عادی چال سے زیادہ چلنا مراد نہیں کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں کما مر اور ابن حزم نے کہا کہ جنازے کو جلد لے جانا واجب ہے۔

وَقَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْتُمْ مُشَيِّعُوْنَ فَامْشُوْا بَيْنَ يَدَيْهَا وَخَلْفَهَا وَعَنْ يَمِيْنِهَا وَعَنْ شِمَالِهَا.

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جنازے کے ساتھ جانے والے ہو سو چلو اس کے آگے اور اس کے پیچھے اور اس کے دائیں اور اس کے بائیں یعنی چلنے کے واسطے جنازے کے کوئی طرف خاص لازم نہیں خواہ آگے چلے خواہ پیچھے چلے خواہ دائیں چلے خواہ بائیں چلے ہر طور سے جائز ہے۔

فائدہ: جلدی چلنا غالبًا اسی وقت ہوتا ہے جب کہ کسی خاص طرف کو لازم نہ پکڑے اور پس وپیش وغیرہ میں پھرنا بھی اسی وقت ہوتا ہے جب کہ جلدی کرے اور لپٹ کر چلے تو جلدی چلنا اور کسی خاص طرف کو لازم نہ کرنا اکثر اوقات ایک جگہ متفق ہوتے ہیں، وفيه المطابقة للترجمة.

وَقَالَ غَيْرُهٗ قَرِيْبًا مِّنْهَا. اور کسی اور نے کہا کہ جنازے کے پاس پاس چلے۔

فائدہ: غرض پاس پاس چلنے سے یہ ہے کہ اٹھانے والوں کو مدد دے اور مدد دینا غالبًا اسی وقت ہوتا ہے جب کہ جلدی چلنا مقصود ہو تو یہ دونوں اکثر اوقات آپس میں جمع ہوتے ہیں، وفيه المطابقة للترجمة.

١٢٣١ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا وَإِنْ يَّكُ سِوٰى ذٰلِكَ فَشَرٌّ

١٢٣١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جلد لے جایا کرو جنازے کو اس واسطے کہ اگر مردہ نیک ہے تو اس کو تم نے بہتری سے نزدیک کر دیا یعنی جلدی قبر میں پہنچ کر ثواب پائے گا اور اگر مردہ نیک نہیں تو تم نے اپنی گردنوں سے شر کو اتارا۔

تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِقَابِكُمْ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفن اور دفن میں جلدی کرنی مستحب ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن یہ بعد اس کے ہے جب کہ اس کا مرجانا ثابت ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بدوں کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیے۔

بَابُ قَوْلِ الْمَيِّتِ وَهُوَ عَلَى الْجَنَازَةِ قَدِّمُوْنِيْ.

مردے کا چار پائی پر یہ کہنا کہ مجھ کو آگے لے چلو۔

فائدہ: یعنی جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ مردے کو بغیر اعادہ روح کے بولنے اور کلام کرنے کی قوت دے اور جب چاہے اس سے کلام کرائے اس کے واسطے میت میں دوبارہ روح ڈالنے کی کوئی حاجت نہیں اور ابن بطال نے کہا کہ یہ کلام روح کی ہے جسم کی نہیں اور یہی بات زیادہ صحیح ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس وقت روح کو لوٹایا جاتا ہے لیکن یہ امر کتاب اور سنت سے ثابت نہیں اور اس باب کو پہلے باب سے یہ مناسبت ہے کہ یہ جلدی چلنے کے سبب پر مشتمل ہے۔

١٢٣٢ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِأَهْلِهَا يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ.

١٢٣٢۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنازہ چار پائی پر رکھا جائے اور لوگ اس کو مونڈھوں پر اٹھائیں تو اگر نیک روح ہوتی ہے تو کہتی ہے کہ مجھ کو آگے لے چلو اور اگر نیک نہیں ہوتی تو کہتی ہے اے خرابی! تم مجھ کو کہاں لے جاتے ہو ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے سوائے آدمی کے اور اگر آدمی اس کو سنے تو چیخ مارے اور غش میں بے ہوش ہو جائے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مردے کا یہ کہنا زبان قال سے ہے زبان حال سے نہیں یعنی مردہ حقیقتاً زبان سے کلام کرتا ہے یہ نہیں کہ اس کا حال اس پر دلالت کرے اور مردہ خواہ مسلمان ہو خواہ کافر ہو دونوں کی آواز سے غش آجاتا ہے کافر کی آواز سے تو اس واسطے کہ اس کی آواز نہایت خوفناک ہوتی ہے اور مسلمان کی آواز سے اس واسطے کہ اس کی آواز عادی آواز کے مخالف ہوتی ہے کبھی سنی ہوئی نہیں ہوتی ہے اور قبر کے سوال کی حدیث میں آیا ہے کہ فرشتہ مردے کو گرز مارتا ہے کہ اس کے تحت وہ چیخ مارتا ہے ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے مگر آدمی اور جن نہیں سنتے ہیں سو اس حدیث میں جن اور آدمی دونوں مستثنیٰ ہیں اور پہلی حدیث میں فقط انسان مستثنیٰ ہیں حالانکہ جامع دونوں کے درمیان میت ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ میت کی کلام سے صرف آدمی ہی بے ہوش ہوتا ہے کہ اس نے ایسی کلام

آگے کبھی سنی ہوئی نہیں ہوتی ہے بخلاف جنوں کے کہ انہوں نے ایسی کلام غیر مالوف (غیر مانوس) آگے بھی سنی ہوتی ہے اور جو چیخ کہ آدمی قبر میں مارتا ہے وہ کبھی کسی نے سنی نہیں ہوتی نہ انسان نے اور نہ جنوں نے کہ اس کا سبب عذاب الٰہی کا ہے پس اس میں جن اور آدمی شریک ہیں۔

بَابُ مَنْ صَفَّ صَفَّيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً عَلَى الْجَنَازَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ.

جنازے کی نماز میں امام کے پیچھے دو یا تین صفیں باندھنے کا بیان یعنی جنازے کی نماز میں لوگ امام کے پیچھے دو صفیں باندھیں یا تین صفیں باندھیں اس سے زیادہ نہ باندھیں۔

۱۲۳۳ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِيْ أَوِ الثَّالِثِ.

۱۲۳۳۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی (بادشاہ حبشہ) پر جنازے کی نماز پڑھی سو میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔

فائدہ: اگر کوئی کہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کا دوسری یا تیسری صف میں ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ وہ آخری صف میں تھے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ثابت نہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ صحیح مسلم کی روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ (ہم آپ کے پیچھے) کھڑے ہوئے اور دو صفیں باندھیں پس اس سے معلوم ہوا کہ جس نے جابر رضی اللہ عنہ سے دوسری یا تیسری صف میں شک کے ساتھ روایت کی ہے اس کو اس بات میں شک ہوا ہے کہ کیا وہاں تیسری صف بھی تھی یا نہیں پس ثابت ہوا کہ جنازے کی آخری صف دوسری یا تیسری تھی، وفیه المطابقة للترجمة.

بَابُ الصُّفُوْفِ عَلَى الْجَنَازَةِ.

جنازے کی نماز میں صفیں باندھنے کا بیان۔

فائدہ: پہلے باب میں اور اس باب میں یہ فرق ہے کہ پہلے میں تیسری صف کا یقین نہیں شک تھا کما مر اور اس میں یقین ہے اور ابن بطال نے کہا کہ اس میں رد ہے عطاء پر کہ وہ کہتے ہیں کہ نماز پنجگانہ کی طرح جنازے میں صفوں کا برابر کرنا مشروع نہیں بلکہ تکبیریں کہنا اور استغفار کرنا کافی ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں صفوں کو جمع کے صیغہ سے بیان کیا تو یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کے جو ابوداؤد وغیرہ نے مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس مردے پر تین صفیں جنازہ پڑھیں اس کے واسطے بہشت واجب ہو جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ جنازے کی نماز میں تین صفیں کرنا مستحب ہے اور طبری نے کہا کہ اگر میت کے سڑ جانے اور متغیر ہونے کا خوف نہ ہو تو اس کے وارثوں کو لائق ہے کہ لوگوں کے جمع ہونے کا انتظار کریں جن سے کہ تین صفیں قائم ہو سکیں واسطے دلیل اس حدیث کے۔

١٢٣٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَصْحَابِهِ النَّجَاشِيَّ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَفُّوْا خَلْفَهُ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

۱۲۳۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رضی اللہ عنہم کو نجاشی کے مرنے کی خبر دی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام بنے اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے آپ کے پیچھے صفیں باندھیں سو آپ نے چار تکبیریں کہیں (پھر سلام پھیری)۔

فائدہ: ملک حبش کا بادشاہ نجاشی نامی نصرانی مذہب تھا اور انجیل کا عالم تھا مسلمانوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کر کے قرآن سن کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بے دیکھے ایمان لایا تھا مسلمانوں کے ساتھ بہت سلوک کیا کرتا تھا جس دن وہ حبش میں مر گیا اس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں اس کے مرنے کی خبر دی پھر عید گاہ میں لوگوں سے صف باندھ کر اس کا جنازہ پڑھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنازے کی نماز میں صفیں باندھنی جائز ہیں اس لیے کہ جب غائب مردے کے جنازے پر صفوں کا باندھنا جائز ہے تو حاضر مردے کے جنازے پر بطریق اولیٰ جائز ہوگا چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

غائبان راچون نواله مے دهند حاضران از غائبان لاشك به آند

وفیه المطابقة للترجمة.

١٢٣٥ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَنْ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتٰى عَلٰى قَبْرٍ مَنْبُوْذٍ فَصَفَّهُمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا قُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

۱۲۳۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک اکیلی قبر پر آئے یا ایک لڑکے کی قبر پر آئے تو آپ نے اصحاب کو کئی صفیں بنایا اور چار تکبیریں کہیں (پھر سلام پھیرا)۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

١٢٣٦ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تُوُفِّيَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ مِنَ الْحَبَشِ فَهَلُمَّ فَصَلُّوْا عَلَيْهِ

۱۲۳۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج حبش کے ایک نیک مرد کا انتقال ہوا سو آؤ اور اس پر نماز پڑھو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے کئی صفیں باندھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور ہم آپ کے پیچھے صفیں باندھے تھے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں دوسری صف میں تھا۔

قَالَ فَصَفَفْنَا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَنَحْنُ صُفُوْفٌ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ كُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِيْ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنازے کی نماز میں صفوں کا باندھنا جائز اور مشروع ہے بلکہ مستحب ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جنازے کی نماز میں صفوں کے متعدد ہونے کو تاثیر ہے اگرچہ لوگ کثرت سے ہوں یعنی جو ثواب کہ صفوں کے متعدد ہونے میں ہے فقط لوگوں کی کثرت میں وہ ثواب حاصل نہیں خواہ لوگ کتنی ہی کثرت سے جمع ہوں پھر بھی صفوں کو متعدد بنائے فقط ایک صف پر کفایت نہ کرے اس لیے کہ ظاہر یہی ہے کہ اس جنازے میں حضرت ﷺ کے ساتھ بہت لوگ کثرت سے نکلے تھے اور میدان میں حضرت ﷺ نے نماز پڑھی تھی اور سب لوگوں کا فقط ایک ہی صف باندھ کر نماز پڑھنا بھی ممکن تھا کہ میدان بہت فراخ تھا تنگ نہیں تھا پھر باوجود اس کے جب آپ نے لوگوں کو کئی صفیں بنایا تو معلوم ہوا کہ صفوں کے متعدد ہونے کو تاثیر ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحابی نے بھی اس سے یہی سمجھا سو وہ لوگوں کو جنازے پر تین صفیں بنایا کرتے تھے خواہ لوگ تھوڑے ہوتے خواہ بہت ہوتے اور اگر لوگ تھوڑے ہوں اور صفیں متعدد ہوں اور یا لوگ بہت ہوں اور صف فقط ایک ہی ہو تو اس میں اختلاف ہے کہ دونوں سے کون افضل ہے اور کہا کہ نجاشی کے قصے میں ایک نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے اس لیے کہ جس دن نجاشی حبشے میں مرا اسی دن حضرت ﷺ نے اس کی موت کی خبر دی اس کے باوجود کہ مدینے اور حبشے کے درمیان بہت دور دراز کا فاصلہ ہے اور کہا کہ حنفیہ اور مالکیہ نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ مسجد میں جنازے کی نماز پڑھنی جائز نہیں لیکن ابو یوسف نے کہا کہ اگر کوئی مسجد فقط جنازے کے واسطے تیار کی گئی ہو تو اس میں جنازے کی نماز پڑھنی جائز ہے سو امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث میں منع پر دلیل نہیں اس لیے کہ حنفیہ کے نزدیک منع فقط مردے کو مسجد میں داخل کرنا ہے مسجد میں جنازہ پڑھنا منع نہیں یہاں تک کہ اگر میت مسجد سے باہر ہو اور مسجد کے اندر جنازہ پڑھیں تو یہ ان کے نزدیک جائز ہے اور ابن بزیزہ وغیرہ نے کہا کہ اس سے منع پر استدلال کرنا باطل ہے اس لیے کہ اس میں نہی کا صیغہ واقع نہیں ہوا اور نیز احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کسی اور سبب سے میدان میں گئے ہوں نہ منع ہونے کے سبب سے خاص کر ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے سہیل کا جنازہ مسجد میں پڑھا پس ایک امر محتمل کے واسطے اس صریح حدیث کو چھوڑنا کیسے جائز ہوگا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ میدان کی طرف اس واسطے نکلے تھے کہ جنازے میں بہت لوگ جمع ہو جائیں اور سب کو معلوم ہو جائے کہ نجاشی اسلام پر مرا اس لیے کہ بعض لوگوں نے اس کو اسلام پر نہیں پایا تھا پھر کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غائب مردے کا جنازہ پڑھنا جائز ہے یعنی اگر مردہ کسی شہر میں ہو اور اس کا جنازہ کسی دوسرے

شہر میں پڑھا جائے تو جائز ہے اور یہی قول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء سلف کا یہاں تک کہ ابن حزم نے کہا کہ کسی صحابی سے اس کی نہی ثابت نہیں ہوئی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جنازہ پڑھنا میت کے واسطے دعا ہے اور جب مردہ کفن میں لپیٹا ہوا ہو تو اس پر نماز پڑھی جاتی ہے اور جب کہ وہ غائب ہو یا قبر میں ہو تو اس صورت میں اس کے واسطے دعا کرنی کیونکر جائز نہیں حالانکہ کفن میں لپیٹا ہوا اور غائب دونوں برابر ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ غائب مردے کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں اور بعض اہل علم کا یہ قول ہے کہ غائب جس دن مرے اگر اسی دن یا اس سے دو چار دن پیچھے اس کا جنازہ پڑھا جائے تو درست ہے اور اگر مرے کو بہت مدت گزر گئی ہو تو درست نہیں حکایت کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے اور ابن حبان نے کہا کہ اگر غائب کا مردہ قبلے کی طرف ہو تو اس کا جنازہ جائز ہے اور اگر قبلے کے سوا کسی اور طرف ہو تو درست نہیں محبّ طبری نے کہا کہ اس کے سوا کسی نے ایسا نہیں کہا اور دلیل اس کی نجاشی کی حدیث ہے پھر کہا کہ حنفیہ وغیرہ جو غائب کے جنازے کو درست نہیں کہتے تو وہ اس حدیث نجاشی کی کئی تاویلیں کرتے ہیں پہلی تاویل ان کی یہ ہے کہ حبشے میں نجاشی کا جنازہ بالکل کسی نے نہیں پڑھا تھا سو اس کا جنازہ پڑھنا ضروری تھا اس واسطے آپ نے اس کا جنازہ پڑھا سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ بات کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتی کہ حبشے میں کسی نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا تھا اور دوسری تاویل حنفیہ وغیرہ کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے پردہ اٹھا دیا گیا تھا اور آپ نے اس کو اپنے سامنے دیکھ لیا تھا سو یہ نماز غائب مردے پر نہ ہوئی بلکہ حاضر اور موجود پر ہوئی جس کو کہ امام دیکھے اور مقتدی نہ دیکھ سکیں اور یہ بالاتفاق جائز ہے اس لیے کہ فقط امام کا دیکھنا بالاتفاق کافی ہے خواہ مقتدیوں کو جنازہ نظر آئے خواہ نہ آئے سو جواب اس کا یہ ہے جو کہ ابن دقیق نے دیا کہ یہ محض احتمال سے ہے اس پر کوئی دلیل نہیں اور بعض احتمال سے یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی ہے اور واقدی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ لوگ گمان کرتے تھے کہ نجاشی کا جنازہ آپ کے سامنے لایا گیا لیکن اس روایت کی کوئی سند نہیں اور نیز واقدی اکذب الناس ہے اس کی نقل کا کچھ اعتبار نہیں اور تیسری تاویل ان کی یہ ہے کہ یہ نماز پڑھنا آپ کا نجاشی کے ساتھ خاص تھا اس لیے کہ یہ ثابت نہیں ہوا کہ آپ نے نجاشی کے سوا اور کسی کا جنازہ غائبانہ پڑھا ہو سو جواب اس کا یہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ بن معاویہ کا جنازہ غائبانہ پڑھا ہے اور یہ حدیث بوجہ تعدد طرق کے قوت پا جاتی ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ غائبانہ پڑھا اور یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن پہلی روایت کی تقویت کرتی ہے پس معلوم ہوا کہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا نجاشی کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ آپ نے اور بھی کئی اصحاب کا جنازہ بھی غائبانہ پڑھا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اکثر اصحاب جنگ اور لڑائیوں میں فوت ہوئے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اصحاب کے سوا اور کسی کا جنازہ غائبانہ نہیں پڑھا اگر جائز ہوتا تو آپ سب کا جنازہ پڑھتے سو

جواب اس کا یہ ہے کہ غائب کا جنازہ پڑھنا جائز ہے واجب نہیں اور جواز ہر غائب کے جنازے کو مستلزم نہیں پس آپ کا بعض یا اکثر غائبوں کے جنازے کو ترک کرنا اس کے منافی نہیں ہوگا پس یہ دلیل عدم وجوب کی ہے نہ عدم جواز کی اور جواز کے واسطے ایک یا دو بار کرنا کافی ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر اس تخصیص کا دروازہ کھولا جائے تو ظاہر شرع کے بہت احکام بیکار ہو جائیں گے اور اگر ایسا ہی ہوتا جیسا کہ کہتے ہیں تو بے شک منقول ہوتا اور کرمانی نے کہا کہ حجاب کا اٹھا دینا ممنوع ہے اور اگر تسلیم بھی کیا جائے تو کہا جائے گا کہ اس کا جنازہ اصحاب سے تو بے شک غائب تھا پس جواز کے واسطے یہی دلیل کافی ہے اور جو لوگ غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کو جائز رکھتے ہیں ان سب کا اتفاق ہے اس پر کہ فرض کفایہ اس سے ساقط ہو جاتا ہے مگر ابن قطان سے روایت ہے کہ فرض اس سے ساقط نہیں ہوتا۔

بَابُ صُفُوْفِ الصِّبْيَانِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الْجَنَآئِزِ.

جنازے کی نماز میں نابالغ لڑکوں کو مردوں کی صف میں کھڑے ہونا جائز ہے۔

۱۲۳۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرٍ قَدْ دُفِنَ لَيْلًا فَقَالَ مَتٰى دُفِنَ هٰذَا قَالُوا الْبَارِحَةَ قَالَ أَفَلَا اٰذَنْتُمُوْنِيْ قَالُوْا دَفَنَّاهُ فِيْ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ فَكَرِهْنَا أَنْ نُوْقِظَكَ فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَا فِيْهِمْ فَصَلّٰى عَلَيْهِ.

۱۲۳۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر گزرے کہ اس میں رات کو مردہ دفن کیا گیا تھا پس فرمایا کہ یہ کب کا دفن ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ آج رات کو دفن ہوا ہے فرمایا کہ تم نے مجھ کو کیوں نہیں خبر کی؟ لوگوں نے عرض کی کہ ہم نے اس کو اندھیری رات میں دفن کیا تھا سو ہم نے ناخوش جانا کہ آپ کو جگائیں اور تکلیف پہنچائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کی نماز کے واسطے کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں بھی ان میں تھا سو آپ نے اس کا جنازہ پڑھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنازے میں نابالغ لڑکے کو مردوں کی صف میں کھڑے ہونا جائز ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مردوں کی صف میں کھڑے ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نابالغ تھے، كما تقدم وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ سُنَّةِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ.

جنازے کی نماز کے طریقے کا بیان۔

فائدہ: طریقہ عام ہے واجب اور مستحب دونوں کو شامل ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں کئی حدیثوں اور آثار کو نقل کیا ہے خلاصہ سب کا یہ ہے کہ جنازے کی نماز محض دعا نہیں بلکہ جو اور نمازوں کا حکم ہے وہی اس کا حکم ہے

اور جو چیزیں اور نمازوں میں شرط ہیں وہ جنازے کی نماز میں بھی شرط ہیں پس اور نمازوں کی طرح بغیر طہارت کے وہ بھی جائز نہیں لیکن اس میں رکوع اور سجود نہیں کہ اس میں میت کی عبادت کا وہم پیدا ہوتا ہے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ وَقَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ وَقَالَ صَلُّوْا عَلَى النَّجَاشِيِّ فَسَمَّاهَا صَلَاةً.

اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو جنازے کی نماز پڑھے تو اس کو ایک قیراط کے برابر ثواب ملے گا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ساتھی پر نماز پڑھو اور فرمایا کہ نجاشی پر نماز پڑھو سو آپ نے اس کا نام نماز رکھا۔

فائدہ: یعنی آپ نے ان حدیثوں میں جنازے کو نماز فرمایا ہے یہ نہیں فرمایا کہ اس کے واسطے دعا مانگو پس جو حکم اور نمازوں کا ہے وہی اس کا ہے۔

لَيْسَ فِيْهَا رُكُوْعٌ وَّلَا سُجُوْدٌ وَّلَا يُتَكَلَّمُ فِيْهَا وَفِيْهَا تَكْبِيْرٌ وَّتَسْلِيْمٌ.

یعنی جنازے کی نماز میں نہ رکوع ہے اور نہ سجود اور نہ اس میں کلام کی جائے اور اس میں تکبیر بھی ہے اور سلام بھی ہے یعنی جو چیز نماز میں شرط ہے وہی جنازے میں شرط ہے لیکن اس میں رکوع سجود نہیں اور جیسے نماز میں کلام کرنی منع ہے ویسے ہی جنازے میں بھی کلام کرنی منع ہے۔

فائدہ: یہ احکام سب نماز کے ساتھ خاص ہیں اور جب ان کو جنازے کے واسطے ثابت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جنازے کی نماز کا حکم بھی اور نمازوں کی طرح ہے کچھ فرق نہیں۔

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يُصَلِّيْ إِلَّا طَاهِرًا وَّلَا يُصَلِّيْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبِهَا وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما جنازے کی نماز نہیں پڑھتے تھے مگر وضو سے اور نماز نہیں پڑھتے تھے سورج نکلتے اور نہ سورج ڈوبتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے یعنی تکبیر کے وقت۔

فائدہ: اصل یہ روایت اس طور سے ہے کہ سعید بن منصور نے نافع سے روایت کی ہے کہ جب کوئی شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صبح کی نماز یا عصر کی نماز کے بعد جنازہ پڑھنے کا حکم پوچھتا تو کہتے کہ اگر وہ وقت مختار میں پڑھے تو بعد ان کے جنازے کی نماز پڑھنی جائز ہے پس یہ مقتضی ہے اس بات کو کہ اگر فجر اور عصر کی نماز مکروہ وقت میں پڑھی جائے تو بعد ان کے جنازہ پڑھنا درست نہیں اور موطا کی ایک روایت میں یہ معنی صریح آ چکا ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک بعدیت خاص ہے عام نہیں یعنی اگر عین سورج نکلنے اور ڈوبنے کے وقت نماز پڑھے تو منع ہے اور اگر فجر یا عصر کی نماز کے بعد سورج نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے نماز پڑھے تو منع نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سورج نکلنے اور ڈوبنے کے وقت جنازے کی نماز کو مکروہ رکھتے تھے اور یہی مذہب ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور

اوزاعی اور امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق اور کوفے والوں کا اور یہ جو کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جنازے کی نماز میں ہر تکبیر پر رفع الیدین کرتے تھے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب رفع الیدین میں اس کو روایت کیا ہے اور طبرانی میں اسی طرح کی ایک مرفوع حدیث بھی آ چکی ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے لیکن حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ صرف پہلی تکبیر یعنی تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھائے اور کسی تکبیر میں ہاتھ نہ اٹھائے اور سند اس کی یہ حدیث ہے جو ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کی نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اور دار قطنی میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ پھر نہیں اٹھاتے تھے لیکن اس کی صحت اور ضعف کا کچھ حال معلوم نہیں۔

وَقَالَ الْحَسَنُ أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَأَحَقُّهُمْ عَلٰى جَنَآئِزِهِمْ مَنْ رَضُوْهُ لِفَرَآئِضِهِمْ.

اور حسن بصری نے کہا کہ میں نے لوگوں کو پایا یعنی صحابہ اور تابعین کو اور ان میں زیادہ تر لائق امامت جنازے کے وہ شخص تھا جس کو فرضوں کی امامت کے واسطے پسند کرتے تھے۔

فائدہ: اس مسئلے میں اختلاف ہے جمہور صحابہ اور تابعین کا یہ قول ہے کہ جو شخص فرضوں کی امامت کرے وہی جنازے کی امامت کا حق دار ہے اور یہی قول ہے قاسم اور سالم اور طاؤس کا کہ ان کے نزدیک محلے کا امام سب پر مقدم ہے اور حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سب لوگوں میں زیادہ تر حق دار جنازے کی امامت کا باپ ہے اور اگر وہ نہ ہو تو پھر بیٹا ہے اور علقمہ اور اسود کہتے ہیں کہ حاکم اور والی سب پر مقدم ہے اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق کا اور امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ولی میت کا حاکم سے زیادہ حق دار ہے۔

وَإِذَا أَحْدَثَ يَوْمَ الْعِيْدِ أَوْ عِنْدَ الْجَنَازَةِ يَطْلُبُ الْمَآءَ وَلَا يَتَيَمَّمُ.

اور اگر عید کی نماز یا جنازے کی نماز میں کسی کا وضو ٹوٹ جائے تو وضو کے واسطے پانی طلب کرے اور تیمم نہ کرے

فائدہ: حسن بصری سے اس مسئلے میں مختلف روایتیں آئی ہیں ایک روایت میں تو یہ ہے کہ جنازے کی نماز وضو سے پڑھے تیمم نہ کرے جیسا کہ ابھی گزرا اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ اگر جنازے کے فوت ہونے کا خوف ہو تو تیمم کرے اور نماز پڑھے اور یہی قول ہے عطاء اور سالم اور زہری اور نخعی اور ربیعہ اور لیث اور اہل کوفہ کا اور امام احمد رحمہ اللہ کا بھی ایک قول یہی ہے کہتے ہیں کہ اگر جنازے کے فوت ہونے کا خوف ہو تو تیمم کرنا جائز ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ولی میت کو تیمم کرنا جائز نہیں اور دوسروں کو جائز ہے اور اگر ولی کا وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے جنازہ پڑھے تیمم نہ کرے اور اس باب میں ایک حدیث بھی آ چکی ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔

وَإِذَا انْتَهٰى إِلَى الْجَنَازَةِ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ يَدْخُلُ مَعَهُمْ بِتَكْبِيْرَةٍ.

اور اگر کوئی شخص جنازے میں پہنچے اور لوگ نماز میں کھڑے ہوئے ہوں تو تکبیر کہہ کر ان کے ساتھ نماز میں مل جائے جیسا کہ مسبوق مل جاتا ہے اور باقی تکبیروں کو نماز کے بعد کہے جنازہ اٹھانے سے پہلے۔

فائدہ: یہ قول حسن بصری کا ہے اور بعض مالکیہ اس کے مخالف ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ يُكَبِّرُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالسَّفَرِ وَالْحَضَرِ أَرْبَعًا.

اور ابن مسیب نے کہا کہ جنازے کی نماز میں چار تکبیریں کہے خواہ رات ہو اور خواہ دن ہو اور خواہ سفر میں ہو یا حضر میں یعنی اختلاف اوقات کی وجہ سے ان میں اختلاف نہیں جیسا کہ مطلق نماز کے ارکان میں اختلاف نہیں، وسيأتي بيانه مبسوطا.

وَقَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ التَّكْبِيْرَةُ الْوَاحِدَةُ اسْتِفْتَاحُ الصَّلَاةِ.

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک تکبیر شروع نماز کی ہے جس کے ساتھ آدمی نماز میں داخل ہوتا ہے۔

فائدہ: یعنی جنازہ کی نماز میں اصل تین تکبیریں ہیں اور چوتھی تکبیر شروع نماز کی ہے تو گویا وہ شمار میں نہیں۔

وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی۔

فائدہ: یعنی اللہ نے اس آیت میں جنازے کا نام نماز کہا ہے کہ فرمایا نماز نہ پڑھ پس معلوم ہوا کہ جنازے کی نماز کا حکم بھی اور نمازوں کی طرح ہے۔

وَفِيْهِ صُفُوْفٌ وَّإِمَامٌ.

اور جنازے کی نماز میں صفیں ہیں اور امام بھی ہے۔

فائدہ: یعنی اور نمازوں کی طرح اس میں بھی امامت کرنا اور صفیں باندھنا ثابت ہے اور جو اور نمازوں کا حکم ہے وہی اس کا حکم ہے۔

١٢٣٨ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَنْ مَّرَّ مَعَ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرٍ مَّنْبُوْذٍ فَأَمَّنَا فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ فَقُلْنَا يَا أَبَا عَمْرٍو مَّنْ حَدَّثَكَ قَالَ ابْنُ

١٢٣٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک اکیلی قبر پر گزرے سو آپ ہمارے امام بنے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی اور نماز پڑھی۔

عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

فائدہ: حاصل اس باب کا یہ ہے کہ جنازے کی نماز بھی اور نمازوں کی طرح ہے اور جو اور نمازوں کا حکم ہے وہی اس کا حکم ہے اور جو چیز ان میں شرط ہے وہ اس میں بھی شرط ہے صرف اتنا فرق ہے کہ ان میں رکوع اور سجود ہے اور اس میں نہیں اور غرض اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ جنازہ فقط دعا اور استغفار ہے اور بے وضو پڑھنا جائز ہے اور وجہ رد کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کا نام نماز رکھا ہے اور اگر فقط دعا ہی ہوتی تو اس کا نام نماز نہ رکھتے اور اگر غرض اس سے صرف دعا ہی ہوتی تو آپ لوگوں کو میدان کی طرف نہ لے جاتے بلکہ مسجد میں دعا کرتے اور لوگوں کو اپنی دعا پر کہنے کا حکم فرماتے اور اگر فقط دعا ہی مقصود ہوتی تو آپ اپنے پیچھے لوگوں کی صفیں نہ بناتے اور اسی طرح آپ کا نماز میں کھڑے ہونا اور اس کے شروع میں تکبیر کہنا اور اس سے باہر آنے کے واسطے سلام پھیرنا سب اسی پر دلالت کرتا ہے کہ جنازے کا حق بدن پر بھی ہے صرف زبان پر نہیں اور ابن عبدالبر نے اتفاق نقل کیا ہے اس پر کہ جنازے کی نماز میں طہارت اور وضو شرط ہے اور کرمانی نے کہا کہ مقصود امام بخاری رحمہ اللہ کا اس باب سے یہ ہے کہ جنازے کو نماز کہنا جائز ہے اور یہ کہ جنازہ پڑھنا ثابت اور مشروع ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ فَضْلِ اتِّبَاعِ الْجَنَآئِزِ. جنازے کے ساتھ جانے کی فضیلت کا بیان۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ مراد اس باب سے اجر اور ترغیب کا ثابت کرنا ہے یعنی جنازے کے ساتھ جانے کا بڑا ثواب ہے اور اس میں بڑی فضیلت ہے تعیین حکم کی مراد نہیں اس واسطے کہ جنازے کے ساتھ جانا فرض کفایہ ہے پس بعض کے کرنے کے ساتھ سب سے ادا ہو جائے گا اور حدیث کی موافقت کے واسطے اتباع کے لفظ کو مجمل چھوڑا اس واسطے کہ قیراط کے برابر ثواب صرف اسی شخص کو حاصل ہوتا ہے جو میت کے ساتھ جائے اور اس کا جنازہ پڑھے اور یا اس کے ساتھ جائے اور دفن میں حاضر ہو اور یا دونوں کو بجا لائے اور جو شخص کہ اس کے ساتھ جائے اور جنازہ نہ پڑھے اور نہ دفن میں حاضر ہو تو اس کو یہ ثواب قیراط کا حاصل نہیں ہوتا اس لیے کہ مقصود اصلی میت کے ساتھ جانے سے یہ ہے کہ اس کا جنازہ پڑھے یا اس کو دفن کرے اور جب مقصود اصلی حاصل نہ ہو تو قیراط کا ثواب حاصل نہیں ہوگا کہ یہ اس کی فرع ہے ہاں اگر اس کی نیت خالص ہو تو امید ہے کہ اس کو کسی قسم کا کچھ ثواب ملے گا جیسا کہ مجاہد سے روایت ہے کہ جنازے کے ساتھ جانا نفل پڑھنے سے بہتر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے اتباع کی حد بیان کرنا ہے یعنی کہاں تک جنازے کے ساتھ ساتھ جائے اور کب تک اس کے ساتھ رہے کہ اس کو قیراط کے برابر ثواب حاصل ہو اس واسطے کہ یہ حدیث مجمل ہے اس میں اتباع کی حد کا بیان نہیں۔

وَقَالَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا صَلَّیْتَ فَقَدْ قَضَیْتَ الَّذِیْ عَلَیْكَ.

اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تو نے جنازہ پڑھا تو اپنا حق ادا کیا یعنی جو حق کہ میت کا تجھ پر تھا سو ادا ہوا

فائدہ: مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صرف جنازہ پڑھ کر پلٹ آئے تو اس پر سے میت کا حق ادا ہوا اور اگر جنازہ پڑھ کر اس کے ساتھ جائے اور دفن تک اس کے ساتھ رہے تو اس میں اس کو زیادہ ثواب ہے وفیه المطابقة.

وَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ مَا عَلِمْنَا عَلَى الْجَنَازَةِ إِذْنًا وَلٰكِنْ مَنْ صَلّٰى ثُمَّ رَجَعَ فَلَهُ قِيْرَاطٌ.

اور حمید بن ہلال نے کہا کہ ہم نے جنازے پر اذن نہیں جانا لیکن جو شخص جنازے کی نماز پڑھے پھر پلٹ آئے اور دفن تک سب کے ساتھ نہ رہے تو اس کو ایک قیراط کے برابر ثواب ملے گا۔

فائدہ: یعنی جنازہ پڑھنے کے بعد پلٹ آنے کے واسطے میت کے وارثوں سے اذن چاہنا اور رخصت مانگنی ضروری نہیں اور اس میں وارثوں کا کچھ حق نہیں بلکہ جنازے کے ساتھ جانا محض ثواب اور فضیلت حاصل کرنے کے واسطے ہے وفیہ المطابقۃ للترجمہ اور اس مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ جنازے کے بعد پلٹ آنے کے واسطے میت کے وارثوں سے اجازت لینا ضروری نہیں بلکہ ان کی اجازت کے بغیر پلٹ آنا جائز ہے اور یہی ہے قول امام شافعی رحمہ اللہ علیہ اور معظم ائمہ فتویٰ کا اور بعض کہتے ہیں کہ اجازت کے بغیر پلٹ آنا جائز نہیں یہ قول عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور مسور سے منقول ہے اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ علیہ اور نخعی کا اور حنفیہ کا مشہور قول بھی یہی ہے کہ اجازت کے بغیر پلٹ آنا جائز نہیں لیکن شرح منیہ میں محیط سے نقل کیا ہے کہ آسانی اور گنجائش اسی میں ہے کہ اجازت کے بغیر پلٹ آنا جائز ہو اور یہی قوی بات ہے اور احمد وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جو جنازے کو اٹھائے اور قبر میں اتارے اور اجازت دینے تک بیٹھا رہے تو اس کو دو قیراط کے برابر ثواب ملے گا لیکن یہ حدیث نہایت ضعیف ہے۔ کذافی الفتح.

١٢٣٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُوْلُ حُدِّثَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يَقُوْلُ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَهُ قِيْرَاطٌ فَقَالَ أَكْثَرَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَلَيْنَا فَصَدَّقَتْ يَعْنِيْ عَائِشَةَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُهُ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَقَدْ فَرَّطْنَا فِيْ قَرَارِيْطَ كَثِيْرَةٍ فَرَّطْتُ ضَيَّعْتُ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ.

١٢٣٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص جنازے کے ساتھ جائے تو اس کو ایک قیراط بھر ثواب ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم پر بہت حدیثیں بیان کرتا ہے کہ ہم ان کو نہیں جانتے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کی سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سچا کیا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ اس کو فرماتے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم نے بہت قیراطوں میں قصور کیا یعنی بہت ثواب سے محروم رہے کہ جنازے کے بعد دفن تک اس کے ساتھ نہ رہے، امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ ﴿فرطت﴾

جو قرآن میں واقع ہوا ہے کا معنی یہ ہے کہ میں نے اللہ کا حکم ضائع کیا۔

فائدہ: صحیح مسلم میں سالم سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جنازے کی نماز پڑھ کر گھر کو پلٹ جاتے تھے اور دفن تک اس کے ساتھ نہیں رہتے تھے سو جب ان کو یہ حدیث پہنچی تو تب انہوں نے یہ فرمایا اور گزشتہ قصور پر افسوس کیا اور قیراط نصف وانگ سونے کی ہوتی ہے وزن میں پانچ جو کے برابر اور بعض نے کہا کہ قیراط درہم کا بارہواں حصہ ہے اور بعض نے کہا کہ قیراط دینار کا بیسواں حصہ ہے اور بعض کچھ اور کہتے ہیں لیکن مراد اس سے یہ ہے کہ جو جنازے کے ساتھ جائے اس کو بہت ثواب اور اجر عظیم حاصل ہوتا ہے جس کی حد سوا اللہ کے کسی کو معلوم نہیں اور قیراط کا ذکر کرنا محض سمجھانے کے واسطے ہے کہ ملک عرب میں اس کی بہت چال تھی اور ہر آدمی اس کی مقدار کو جانتا تھا پس معلوم ہوا کہ جنازے کے ساتھ جانے کی بڑی فضیلت ہے وفیه المطابقة للترجمة اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو جنازہ نکلنے سے پہلے میت کے گھر والوں کے پاس جائے اس کو ایک قیراط بھر ثواب ہے اور اگر اس کے ساتھ جائے تو اس کو ایک قیراط بھر اور ثواب ہے اور اگر جنازے کی نماز پڑھے تو اس کو ایک قیراط بھر اور ثواب ہے اور اگر دفن تک انتظار کرے تو اس کو ایک قیراط بھر اور ثواب ہے سو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنازے کے ہر ہر کام کے واسطے ایک ایک قیراط کے برابر ثواب ملے گا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو جنازے کے ساتھ رہے اس کو چار قیراط کے برابر ثواب ملے گا اور کتاب الایمان میں ایک حدیث گزر چکی ہے اس میں صاف موجود ہے کہ جو جنازے کے ساتھ جائے اور اخیر تک اس کے ساتھ رہے تو اس کو فقط دو ہی قیراط کے برابر ثواب ملے گا تو یہ پہلی حدیث کے معارض ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ پہلی حدیث اس شخص کے حق میں ہے جو جنازے کے ساتھ رہے اور میت کے سب کام کو ہاتھ سے کرے اور دوسری حدیث اس شخص کے حق میں ہے جو صرف جنازے کے ساتھ رہے اور اس کے کسی کام کو ہاتھ نہ لگائے پس تعارض دفع ہو گیا اور یہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے تو یہ حدیث کا انکار نہیں اور نہ جھوٹ کی تہمت ہے بلکہ ان کو خوف ہوا کہ شاید ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھول گئے ہوں یا اس کا مرفوع ہونا ان کو معلوم نہ ہوا ہوگا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول خیال کیا ہوگا اس واسطے انہوں نے اس سے انکار کیا واللہ اعلم۔ اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ عالم کو دوسرے عالم پر انکار کرنا جائز ہے اور یہ قدیم زمانے سے چلا آیا ہے کوئی نئی بات نہیں اور یہ کہ جس چیز کا علم نہ ہو اس کا استغراب کرنا جائز ہے اور یہ کہ جو حافظ ہو وہ غیر حافظ کے انکار کی پرواہ نہ کرے اور یہ کہ صحابہ حدیث کی تحقیق اور تنقید میں نہایت کوشش کرتے تھے اور یہ کہ نیک عمل کے فوت ہونے پر افسوس کرنا چاہیے۔

بَابُ مَنِ انْتَظَرَ حَتّٰى تُدْفَنَ. جنازے کے دفن ہونے تک انتظار کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی اگر کوئی نماز جنازہ کے بعد دفن ہونے تک اس کے ساتھ حاضر رہے تو اس کو بڑا ثواب ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے شرط کا جواب بیان نہیں کیا اس واسطے کہ باب کی حدیث میں اس کا جواب موجود ہے یا اس واسطے کہ وہ محض انتظار سے استحقاق ثابت کرنے پر موقوف ہے یعنی محض انتظار سے بھی اس کو یہ استحقاق ثابت ہے گو ان کے ساتھ جانا نہ ہو۔

١٢٤٠ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى ابْنِ أَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِیْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلِّیَ فَلَهُ قِيْرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ حَتّٰى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيْرَاطَانِ قِيْلَ وَمَا الْقِيْرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ.

١٢٤٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جنازے میں آیا یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھی تو اس کو قیراط کے برابر ثواب ہے اور جو اس کے پاس حاضر رہا یہاں تک کہ دفن ہو چکا تو اس کو دو قیراط بھر ثواب ہے یعنی پہلے کو دوسرے سے آدھا ثواب ہے لوگوں نے پوچھا کہ یا حضرت! دو قیراط کتنے بڑے ہوتے ہیں فرمایا کہ دو بڑے پہاڑ کے برابر یعنی اس کو بہت بڑا ثواب ہے کہ اس کا اندازہ سوائے اللہ کے کسی کو معلوم نہیں اور قیامت کے دن اس کا ثواب اس کی میزان میں پہاڑ سے بھاری ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیراط کے حاصل کرنے کے واسطے نماز پڑھنے تک جنازے کے ساتھ رہنا شرط ہے لیکن اس کے حاصل کرنے کے واسطے ابتدائے ختم نماز تک ساتھ رہنا شرط نہیں بلکہ اگر فقط جنازے کی نماز ہی پڑھے اور اتباع نہ کرے تو جب بھی اس کو قیراط بھر ثواب ہے اس لیے کہ جو چیز نماز سے پہلے ہے وہ سب اس کا وسیلہ ہے صرف اتنا فرق ہے کہ جو فقط نماز پڑھے اور ساتھ نہ جائے تو اس کی قیراط چھوٹی ہے اس سے جو نماز پڑھے

اور اس کے ساتھ بھی جائے اور یہ صورت بعینہ ایک حدیث سے معلوم ہوتی ہے لیکن ممکن ہے کہ اس اتباع سے مراد اتباع بعد نماز کے ہو اور دفن کی قیراط میں اس نظیر کو جاری کرنا مختلف فیہ ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ ثواب کس وقت حاصل ہوتا ہے سو شافعیہ وغیرہ کے نزدیک زیادہ ترصحیح قول یہ ہے کہ یہ ثواب دفن سے فارغ ہونے پر موقوف ہے یعنی جب دفن ہو چکے تو اس وقت یہ ثواب حاصل ہوتا ہے اس سے پہلے نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ لحد میں رکھنے پر موقوف ہے یعنی جب مردے کو لحد یعنی بغلی میں رکھا جائے تو اس وقت آدمی اس ثواب کا مستحق ہوتا ہے خواہ بعد اس کے وہاں ٹھہرے یا نہ ٹھہرے اور بعض کہتے ہیں کہ دفن سے فارغ ہونے کے وقت حاصل ہوتا ہے مٹی ڈالنے سے پہلے اور یہ سب صورتیں حدیثوں سے ثابت ہیں لیکن پہلی صورت کو ترجیح ہے کہ اس میں زیادتی ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان میں سے ہر ہر فعل کے بدلے ایک ایک قیراط حاصل ہو، واللہ اعلم۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنازے میں حاضر ہونے اور اس کی تجہیز وتکفین کے واسطے جمع ہونے کی بڑی فضیلت ہے اور جو شخص میت کے کفن دفن کا متولی ہو اللہ کا اس پر بڑا فضل ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس کو قیراط کے برابر ثواب ملے گا اور ہر ایک قیراط بڑے پہاڑ کے برابر ہے تو اس میں بشارت ہے بہشت کی کہ جو شخص جنازے کے ساتھ جائے گا وہ بہشت میں داخل ہوگا اس لیے کہ ذرہ ایک دانے کہ ایک ہزار اور چوبیں جزء سے ایک جز کا نام ہے یعنی ذرہ ایک دانے کا ایک ہزار اور چوبیسواں حصہ ہے اور دانہ قیراط کا تیسرا حصہ ہے اور قیراط بڑے پہاڑ کے برابر ہے سو جب آدمی ایک ذرے نیکی کے ساتھ دوزخ سے نکل آئے گا تو پھر سمجھنا چاہیے کہ قیراط کا کیا حال ہوگا لیکن پہاڑ کے برابر ہونا صرف نیکیوں کے قیراط کا خاصہ ہے اور برائیوں کے قیراط کا یہ حال نہیں کہ اس کا اتنا اندازہ نہیں بلکہ مراد اس سے تین جو کا اندازہ ہے جو اس کا اصلی وزن ہے۔

بَابُ صَلَاةِ الصِّبْيَانِ مَعَ النَّاسِ عَلَى الْجَنَآئِزِ.

نابالغ لڑکوں کو لوگوں کے ساتھ جنازہ پڑھنا درست ہے۔

فائدہ: یہ باب پہلے بھی مذکور ہو چکا ہے لیکن وہاں ان کے قیام کی کیفیت کا بیان تھا کہ لڑکے بھی مردوں کے برابر کھڑے ہوں ان سے پیچھے ہٹ کر نہ کھڑے ہوں اور یہاں اس کی مشروعیت کا بیان ہے کہ لڑکوں کو جنازہ پڑھنا درست ہے منع نہیں۔

١٢٤١ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا زَآئِدَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

۱۲۴۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک قبر پر تشریف لائے سو لوگوں نے کہا کہ یہ مردہ آج رات کو دفن ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سو ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی پھر آپ نے اس پر نماز پڑھی۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرًا فَقَالُوْا هٰذَا دُفِنَ أَوْ دُفِنَتِ الْبَارِحَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا.

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَآئِزِ بِالْمُصَلّٰى وَالْمَسْجِدِ.

عید گاہ اور مسجد میں جنازہ پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے مردے کا عید گاہ میں ہونا ذکر نہیں کیا اس واسطے کہ مردہ وہاں حاضر نہیں تھا بلکہ غائب تھا اور عید گاہ کو مسجد کے ساتھ ملحق کیا ساتھ حدیث ام عطیہ کے کہ حیض والی عورتیں عید گاہ سے کنارے رہیں سو یہ دلیل ہے اس کی کہ مسجد اور عید گاہ کا ایک حکم ہے اور جس چیز سے مسجد میں پرہیز کرنا ضروری ہے اس سے عید گاہ میں بھی پرہیز کرنا ضروری ہے۔

١٢٤٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَعٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ يَوْمَ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِأَخِيْكُمْ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِهِمْ بِالْمُصَلّٰى فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا.

۱۲۴۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن حبش کا بادشاہ نجاشی مر گیا اس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس کے مرنے کی خبر دی اور فرمایا کہ اپنے بھائی کے واسطے استغفار کرو اور بخشش کی دعا مانگو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید گاہ میں لوگوں سے صف باندھی اور اس پر چار تکبیریں کہہ کر جنازہ پڑھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید گاہ میں جنازہ پڑھنا درست ہے وفیه المطابقة للترجمة.

١٢٤٣ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْيَهُوْدَ جَآءُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۲۴۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی اپنی قوم سے ایک مرد اور عورت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے جنہوں نے زنا کیا تھا یعنی ان کا حکم پوچھنے کو آئے سو آپ نے ان کے رجم کرنے کا حکم فرمایا سو وہ دونوں سنگسار کیے گئے مسجد

بِرَجُلٍ مِّنْهُمْ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيبًا مِّنْ مَّوْضِعِ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ. کے پاس جنازہ گاہ سے قریب۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابن حبیب نے کہا کہ مدینے میں جنازہ گاہ مقرر تھے مشرق کی طرف سے مسجد نبوی کے ساتھ ملے ہوئے تھے سو اگر یہ قول ابن حبیب کا ثابت ہو جائے تو فبہا ورنہ احتمال ہے کہ مراد اس سے عید گاہ ہو جو عید کی نماز اور استسقاء کے واسطے مقرر ہوئی تھی اس واسطے کہ مسجد نبوی کے متصل کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جو رجم کے واسطے تیار کی گئی ہو اور آئندہ آئے گا کہ ہم نے ماعز کو عید گاہ میں سنگسار کیا اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی دلالت کرتی ہے کہ نماز جنازے کے واسطے ایک مکان تیار کیا ہوا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد میں جنازہ پڑھنا کسی سبب سے تھا یا واسطے بیان جواز کے تھا واللہ اعلم۔ اور یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ جنازے کی نماز مسجد میں درست ہے اور تقویت کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل کا جنازہ مسجد میں پڑھا اور یہی ہے قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء کا ہے کما تقدم اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ بات مجھ کو پسند نہیں اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی ذہب کہتے ہیں کہ مسجد میں جنازہ پڑھنا مکروہ ہے اور جو لوگ مردے کو ناپاک کہتے ہیں ان کا بھی یہی قول ہے اور ان میں سے جو لوگ اس کے طاہر ہونے کے قائل ہیں وہ مسجد کے آلودہ ہونے سے ڈرتے ہیں اور یہ لوگ سہیل کی حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ جنازہ مسجد سے باہر تھا اور لوگ اس کے اندر تھے اور یہ امر بالاتفاق جائز ہے لیکن اس تاویل میں نظر ہے اس لیے کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے جنازہ پڑھنے کے واسطے سعد کی میت کو اپنے حجرے کے پاس یعنی مسجد میں لانے کا حکم کیا تو لوگوں نے اس پر انکار کیا کہ مسجد میں جنازہ نہیں پڑھا جاتا تھا تب عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث سے دلیل پکڑی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل کا جنازہ مسجد میں پڑھا ہے تو پھر اب مسجد میں جنازہ پڑھنا کیونکر درست نہیں اور نیز جنازے کا مسجد سے باہر ہونا اور لوگوں کا اندر رہنا اس کو مستلزم ہے کہ جنازہ مسجد کے قبلے کی دیوار سے آگے تھا کہ بغیر اس کے یہ صورت ممکن نہیں اور مسجد کے قبلے کی دیوار سے باہر کی طرف جنازہ رکھ کر نماز پڑھنی ممکن نہیں کہ آگے کی طرف اس کے لوگوں کے گھر تھے اور نیز قبلے کی دیوار درمیان میں حائل تھی پس معلوم ہوا کہ یہ تاویل صحیح نہیں اور بعض یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ بعد اس کے عمل ترک پر قرار پا گیا تھا اس دلیل سے کہ جن لوگوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر انکار کیا وہ اصحاب تھے پس اگر یہی عمل جاری رہتا تو اصحاب اس پر انکار نہ کرتے اور یہ دلیل مردود ہے ساتھ اس کے کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے انکار پر انکار کیا تو انہوں نے اس کو تسلیم کر لیا اور اس کا کچھ جواب نہ دیا پس معلوم ہوا کہ اصحاب اس واقعہ کو بھول گئے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو یاد رکھا تھا اور ابن ابی شیبہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں پڑھا اور صہیب رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں پڑھا اور ایک روایت میں ہے کہ ان کا جنازہ منبر

کے برابر رکھا گیا سو یہ مقتضی ہے اس بات کو کہ مسجد میں جنازے کے جائز ہونے پر اجماع ہو چکا ہے، انتہی اور بعض کہتے ہیں کہ اگر مسجد میں جنازہ درست ہوتا تو جنازے کے واسطے علیحدہ مکان تیار نہ کیا جاتا سو جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو یہ بات مسلم نہیں کہ جنازہ گاہ علیحدہ مقرر کی ہوئی تھی اور بر تقدیر تسلیم کہا جائے گا کہ جنازے کے واسطے علیحدہ مکان تیار کرنا ممانعت اور کراہت کو مستلزم نہیں احتمال ہے کہ وہ افضلیت کے واسطے ہو اور یہ جواز کے واسطے جیسا کہ عید کی نماز کا حال ہے کہ حضرت مَنَّاتِیْمُ نے اس کے واسطے علیحدہ عید گاہ تیار کروائی ہوئی تھی حالانکہ عید کی نماز مسجد میں بالاتفاق جائز ہے پس جنازہ گاہ علیحدہ بنانے کو کراہت کی دلیل ٹھہرانا محض خیال فاسد ہے اور بعض حنفی یہ حدیث پیش کرتے ہیں جو ابوداؤد وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے من صلی جنازة فی المسجد فلا شیء له یعنی جو شخص مسجد میں جنازہ پڑھے اس کو کچھ ثواب نہیں سو جواب اس کا کئی وجہ سے ہے وجہ اول یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ عینی نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے صالح مولیٰ توءمہ (جو اس کا راوی ہے) اس کے ساتھ منفرد ہوا ہے اور وہ ضعیف ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ فلا اجر له خطا فاحش ہے اور اس حدیث کو کامل میں روایت کیا ہے اور اس کو صالح کے منکرات سے گنا ہے پھر شعبہ سے نقل کیا کہ وہ صالح سے روایت نہیں کرتا تھا بلکہ اس کی روایت سے منع کرتا تھا اور مالک رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ اس سے کوئی حدیث نہ لو کہ وہ ثقہ نہیں اور نسائی سے نقل کیا کہ اس میں ضعف ہے اور ابن حبان نے اس کو ضعفاء میں شمار کیا اور اخیر عمر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور اس کی پہلی عمر کی حدیث پچھلی سے مختلط ہو گئی تھی اس واسطے متروک ہو گیا اور بیہقی نے کہا کہ صالح کی عدالت میں اختلاف ہے، انتہی اور جب اس حدیث کا ضعیف ہونا ثابت ہوا تو استدلال کرنا اس سے باطل ہوا۔ دوم یہ کہ ابوداؤد کا جو نسخہ کہ مشہور اور محقق سنا گیا ہے اس میں یہ حدیث ان الفاظ سے نہیں آئی بلکہ ان الفاظ سے آئی ہے من صلی علی جنازة فی المسجد فلا شیء علیه یعنی جو شخص کہ مسجد میں جنازہ پڑھے اس پر کچھ گناہ نہیں پس بنا علیہ اس حدیث سے استدلال کرنا صحیح نہ ہوگا۔ سوم یہ کہ اگر لفظ فلا شیء له کا ثابت ہونا بالفرض تسلیم بھی کیا جائے تو کہا جائے گا کہ تطبیق ترجیح سے مقدم ہے اور جب تک تطبیق ممکن ہو ترجیح درست نہیں اور ترجیح اس جگہ ممکن ہے اس طرح کہ لام کو علی کے معنی پر حمل کیا جائے جیسا کہ قرآن شریف میں آیت ﴿وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا﴾ میں لها ساتھ معنی علیها کے آیا ہے پس باوجود ممکن ہونے اس تطبیق کے ترجیح درست نہیں اور اختیار کرنا اس مجاز کا بلا ضرورت نہیں بلکہ وہ ضروری ہے واسطے ضروری ہونے تطبیق کے خاص کر ابوداؤد کی مشہور روایت بھی اس کے موافق آئی ہے کما مر پس یہ کہنا کہ ارتکاب مجاز کا بلا ضرورت ہے محض خیال فاسد ہے اگر تطبیق کی ضرورت نہیں تو پھر ضرورت کس جانور کا نام ہے۔ چہارم یہ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جو مسجد میں جنازہ پڑھے اس کو کچھ ثواب نہیں اس سے یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ اس پر گناہ ہوتا ہے پس ممانعت اور کراہت کا ثابت ہونا اس سے ممکن

نہیں کہ ثواب کا نہ ملنا گناہ کو مستلزم نہیں ایسا ہو تو جہاں میں کوئی امر جائز نہیں رہے گا۔ پنجم یہ کہ احتمال ہے کہ لا کو نفی کمال پر حمل کیا جائے ساتھ دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ وہ جواز پر دلالت کرتی ہے پس معنی یہ ہو گا کہ اس کو کامل ثواب نہیں پس اس صورت میں دونوں حدیثوں میں تطبیق ہو جائے گی۔ ششم یہ کہ اس حدیث کی ایک روایت میں یہ لفظ آیا ہے کہ اس کو کچھ ثواب نہیں اور ایک میں یہ لفظ آیا ہے کہ اس کی نماز درست نہیں اور یہ دونوں آپس میں صریح معارض ہیں کہ ثواب کا نہ ملنا گناہ کو مستلزم نہیں پس خالی نہیں کہ یا تو تطبیق دی جائے گی اور یا بوجہ تعارض کے دونوں کو ساقط کیا جائے گا پس مانع جس امر کو اختیار کرے ہمارا مطلب حاصل ہو گا۔ ہفتم یہ کہ یہ حدیث محمول ہے اوپر ناقص ہونے ثواب اس شخص کے جو مسجد میں جنازہ پڑھے اور پھر جنازے کے ساتھ قبرستان تک نہ جائے اور دفن کے وقت تک ساتھ رہے اس شخص کے حق میں کہا جائے گا کہ اس کا اجر ناقص ہے پس ان وجوہات سے اس حدیث کے ساتھ استدلال کرنا باطل ہو گیا اور نیز اس سے باطل ہو گیا جو طحاوی نے دعویٰ کیا کہ مسجد میں جنازہ پڑھنا منسوخ ہے علاوہ ازیں متاخر ہونا ناسخ کا ثابت نہیں اس کا اثبات بذمہ مدعی ہے اور نیز جب نسخ کا دعویٰ کیا تو اس کے جواز کا اقرار تو خود ہو چکا اب اثبات نسخ بذمہ مدعی ہے اور نیز منسوخ ہونا مستلزم ہے عدم جواز کو اور عدم جواز اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا اس لیے کہ شیخ عبدالحق نے لمعات میں لکھا ہے کہ مراد اس حدیث میں نہی سے نہی تنزیہی ہے اس لیے کہ نہ تو یہ حدیث نص غیر مصروف ہے اور نہ وعید کے ساتھ مقترن ہے پس نہی تنزیہی کے سوا اس سے اور کچھ ثابت نہیں ہو سکتا ہے اور نیز جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے اصحاب کے انکار پر انکار کیا تو اس وقت سب اصحاب نے سکوت کیا پس اگر یہ امر منسوخ ہوتا تو اصحاب میں سے کوئی نہ کوئی ضرور ہی اس کو بیان کرتا اور نیز اگر یہ امر منسوخ ہوتا تو صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا جنازہ مسجد میں کیوں پڑھا جاتا اور بعض کہتے ہیں کہ جواز کے اقرار سے دو بار نسخ لازم آتا ہے نسخ اباحت اصلی کا ساتھ حدیث نہی کے اور نسخ نہی کا ساتھ فعل کے سو سابق تقریر سے معلوم ہوا کہ یہ بناء فاسد علی الفاسد ہے اس لیے کہ جب حدیث نہی کی جواز کی ناسخ نہیں ہو سکتی کما مر تو پھر اس کا مکرر منسوخ ہونا کیونکر متصور ہو سکتا ہے اور بیان اس کا وجوہات سابقہ سے مفہوم ہو سکتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جب جنازہ گاہ مسجد کے متصل تھی تو قرب کے سبب سے راوی نے اس کو مسجد گمان کیا سو جواب اس کا یہ ہے کہ اس صورت میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول (ادخلوا بہ المسجد) کے کوئی معنی نہ ہوں گے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنِ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ضَرَبَتِ امْرَأَتُهُ الْقُبَّةَ عَلٰى قَبْرِهٖ سَنَةً ثُمَّ رُفِعَتْ

قبروں پر مسجدیں بنانا مکروہ ہے یعنی یہود اور نصاریٰ کی طرح قبروں پر نماز پڑھنا اور ان کو سجدہ گاہ ٹھہرانا منع ہے اور جب حسن بن حسن بن علی کا انتقال ہوا تو اس کی بیوی نے اس کی قبر پر خیمہ کھڑا کیا اور اس میں ایک سال تک

فَسَمِعُوْا صَائِحًا يَقُوْلُ اَلَا هَلْ وَجَدُوْا مَا فَقَدُوْا فَأَجَابَهُ الْاٰخَرُ بَلْ يَئِسُوْا فَانْقَلَبُوْا.

بیٹھی رہی سو اس نے ایک پکارنے والے یعنی فرشتے کو سنا کہ دوسرے ساتھی سے کہتا ہے خبردار ہو! کیا انہوں نے پالیا اس چیز کو جس کو گم کیا تھا سو دوسرے نے اس کو جواب دیا نہیں بلکہ مایوس اور ناامید ہو کر پلٹ گئے۔

فائدہ: یعنی جو شخص کہ قبر پر خیمہ کھڑا کر کے ٹھہرے تو ضروری ہے کہ نماز بھی وہیں پڑھے اور یہ مستلزم ہے قبر کے سجدہ گاہ بنانے کو اور جب ہاتف کی زبان سے اس کی قباحت معلوم ہوئی تو ثابت ہوا کہ قبر کو سجدہ گاہ بنانا منع ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة.

١٢٤٤ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ هِلَالٍ هُوَ الْوَزَّانُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسْجِدًا قَالَتْ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَأُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ أَنِّيْ أَخْشٰى أَنْ يُّتَّخَذَ مَسْجِدًا.

۱۲۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا کہ اللہ لعنت کرے یہود ونصاریٰ کو کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر آپ یہ حدیث نہ فرماتے تو آپ کی قبر ظاہر کی جاتی اور اس کے گرد پردہ نہ کیا جاتا یعنی گھر سے باہر دفن کیے جاتے لیکن میں ڈرتی ہوں کہ آپ کی قبر سجدہ گاہ ٹھہرائی جائے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر پر نماز پڑھنا اور اس کو سجدہ گاہ ٹھہرانا منع ہے کہ یہ ایک دوسرے کو لازم ملزوم ہیں وفیہ المطابقة للترجمة اور جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں ڈرتی ہوں الخ تو یہ کہنا ان کا مسجد نبوی کے فراخ ہونے سے پہلے تھا اور جب مسجد فراخ ہوگئی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے حجرے کو جس میں حضرت ﷺ کی قبر شریف تھی مثلث (اس شکل کو کہتے ہیں جس کے تین کونے ہوں) شکل پر بنوایا تا کہ کوئی شخص قبر کی طرف قبلے کو منہ کر کے نماز نہ پڑھ سکے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النُّفَسَآءِ إِذَا مَاتَتْ فِيْ نِفَاسِهَا.

جب کوئی عورت بچہ جننے کی درد سے مر جائے یا بچہ جننے کے دنوں میں مر جائے تو اس کے جنازے کا کیا حکم ہے پڑھنا چاہیے یا نہیں؟۔

فائدہ: پہلا معنی خاص اور دوسرا معنی عام ہے اس سے کہ بچہ جننے کے سبب سے مرے یا کسی اور بیماری سے مرے لیکن پہلا معنی باب کی حدیث سے زیادہ تر لائق ہے اس لیے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں صریح آچکا ہے کہ وہ حمل کے سبب سے مرے۔

١٢٤٥ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا وَسَطَهَا.

۱۲۴۵۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک عورت پر (جو بچہ جننے کے سبب سے مرگئی تھی) نماز پڑھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے درمیان یا کمر کے برابر کھڑے ہوئے۔

فائدہ: فتح الباری میں فرمایا کہ غرض اس باب سے یہ ہے کہ بچہ جننے والی عورت اگرچہ شہیدوں میں داخل ہے لیکن اس کا جنازہ پڑھنا جائز ہے بخلاف اس شہید کے جو کفار کے معرکے میں شہید ہوا کہ اس کا جنازہ پڑھنا مشروع نہیں۔

بَابُ أَيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الْمَرْأَةِ وَالرَّجُلِ.

امام عورت اور مرد کے جنازے پر کس جگہ کھڑا ہو یعنی کمر کے برابر کھڑا ہو یا اس کے سینے کے برابر کھڑا ہو یا کسی اور جگہ کھڑا ہو؟۔

فائدہ: اس مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے حنفیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ امام میت کے سینے کے برابر کھڑا ہو خواہ مرد کی میت ہو یا عورت کی میت ہو اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر مرد کا جنازہ ہو تو اس کے سر کے برابر کھڑا ہو اور اگر عورت کا جنازہ ہو تو اس کی کمر کے برابر کھڑا ہو اور یہی قول مختار ہے نزدیک امام احمد اور ابو یوسف کے اور ایک قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر مرد کا جنازہ ہو تو اس کے درمیان کھڑا ہو اور اگر عورت کا جنازہ ہو تو اس کے مونڈھوں کے برابر کھڑا ہو اور ایک روایت ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح آئی ہے اور مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ عورت اور مرد میں کچھ فرق نہیں دونوں کا ایک حکم ہے دونوں کے درمیان کھڑا ہو اس لیے کہ عورت میں دونوں طرح کا احتمال ہے کہ اس کے مؤنث ہونے کی وصف معتبر ہے پس ستر مطلوب ہے اور احتمال ہے کہ یہ وصف معتبر نہ ہو اور جو حدیث کہ ابوداؤد وغیرہ میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مرد کے جنازے میں اس کے سر کے برابر کھڑے ہوئے اور عورت کے جنازے میں اس کی نشست گاہ کے برابر کھڑے ہوئے سو معلوم ہوا کہ یہ حدیث ضعیف ہے لائق استدلال نہیں لیکن اس پر سب کا اجماع ہے کہ نمازی جنازے کی صفوں میں مل کر کھڑے نہ ہوں بلکہ اپنے درمیان فرق چھوڑیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کا جنازہ پہلے پڑھا اور عورت کا جنازہ پیچھے پڑھا لیکن یہ حدیث مقطوع ہے۔

١٢٤٦ ـ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا

۱۲۴۶۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِيْ نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا وَسَطَهَا.

نے حضرت ﷺ کے پیچھے ایک عورت کا جنازہ پڑھا جو بچہ جننے کے سبب سے مرگئی تھی سو آپ اس کے درمیان کھڑے ہوئے۔

بَابُ التَّكْبِيْرِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعًا. جنازے پر چار تکبیریں کہنے کا بیان۔

فائدہ: فتح الباری میں فرمایا کہ اس باب میں اشارہ ہے اس طرف کہ جنازے میں چار تکبیروں سے زیادہ کوئی تکبیر نہ کہے اور سلف علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پانچ تکبیریں کہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے بھی ایک جنازے پر پانچ تکبیریں کہیں اور ابن منذر وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ بدر والوں پر چھ تکبیریں کہتے تھے اور دوسرے اصحاب پر پانچ تکبیریں کہتے تھے اور باقی سب لوگوں پر چار تکبیریں کہتے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک جنازے پر تین تکبیریں کہیں اور ابن منذر نے کہا کہ اکثر اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ جنازے کی چار تکبیریں ہیں اور بکر بن عبداللہ مزنی کا یہ قول ہے کہ تین سے کم نہ ہوں اور سات سے زیادہ نہ ہوں اور امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ چار سے کم نہ کرے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب تک امام تکبیریں کہے مقتدی بھی کہے اور بیہقی نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں سات تکبیریں بھی کہی جاتی تھیں اور چھ بھی کہی جاتی تھیں اور پانچ اور چار بھی کہتے تھے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو چار تکبیروں پر جمع کیا چار رکعت نماز کی طرح اور ترمذی نے امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق سے نقل کیا ہے کہ اگر امام پانچ تکبیریں کہے تو مقتدی بھی اس کی پیروی کریں اور ابو یوسف رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے اور محمد بن حنفیہ اور ابن ابی لیلیٰ کا بھی یہی قول ہے اور امام شوکانی نے نیل الاوطار میں فرمایا کہ تمام ائمہ اہل بیت کا بھی یہی مذہب ہے سوائے زید بن علی کے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جنازے کی نماز میں چار تکبیروں سے زیادہ کہنی جائز نہیں وہ کہتے ہیں کہ چار سے زیادہ تکبیریں کہنے کی حدیث منسوخ ہے جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے **هذا الحديث منسوخ دل الاجماع على نسخه انتهى** سو جواب اس کا یہ ہے کہ چار تکبیروں پر اجماع ہونا مسلم نہیں اس لیے کہ ایک جماعت صحابہ اور تابعین وغیرہ ائمہ مجتہدین سے چار سے زیادہ تکبیریں کہنا ثابت ہو چکا ہے کما مر پھر باوجود اس قدر اختلاف کے ثبوت اجماع کی کیا صورت ہے اور مسک الختام میں ہے کہ ابن عبدالبر نے کہا کہ چار تکبیروں پر دعویٰ اجماع کا مردود ہے اور نیز یہ اجماع بطریق احاد منقول ہے اور جو اجماع کہ بطریق احاد منقول ہو وہ اکثر اہل اصول کے نزدیک حجت نہیں جیسا کہ

منہاج اسنوی میں لکھا ہے وذهب الاكثر الى انه ليس بحجة انتہٰی اور نیز امام محمد نے آثار میں ابراہیم نخعی سے نقل کیا ہے کہ لوگ حضرت ﷺ کے زمانے میں پانچ اور چھ تکبیریں کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے انتقال فرمایا اور پھر بعد ازاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بھی یہی امر جاری رہا پھر جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو چار تکبیروں پر جمع کیا پس جب حضرت ﷺ کے آخری دم تک چار سے زیادہ تکبیریں جاری رہیں اور عہد صدیقی میں بھی یہی امر جاری رہا تو اس سے قطعا ثابت ہوگیا کہ یہ حکم منسوخ نہیں اور حضرت ﷺ نے اس کو منسوخ نہیں فرمایا پھر باوجود اس کے اس اجماع فاروقی کا ناسخ ہونا کیونکر ممکن ہے چہ جائیکہ نسخ کے شرائط بھی یہاں موجود نہیں اور مانعین کو ناسخ میں بھی اختلاف ہے کوئی کسی کو ناسخ کہتا ہے اور کوئی کسی کو ناسخ بتلاتا ہے پس دعویٰ نسخ باطل ہے اور معلوم ہوا کہ یہ حکم منسوخ نہیں بلکہ اب بھی چار سے زیادہ تکبیریں کہنی جائز ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے چار تکبیریں کہی ہیں سو جواب اس کا یہ ہے جو کہ امام شوکانی نے نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ یہ قاطع نزاع نہیں ہوسکتی اس لیے کہ آپ کا چار پر اقتصار کرنا پانچ کی مشروعیت کی نفی نہیں کرتا بعد اس کے ثابت ہونے کے غایت درجہ یہ ہے کہ دونوں امر جائز ہوں گے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے وفات سے پہلے آخری جنازے پر چار تکبیریں کہی تھیں سو جواب اس کا یہ ہے جو کہ امام شوکانی نے نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ لفظ کئی طریقوں سے مروی ہے اور وہ سب کے سب ضعیف ہیں اثرم نے کہا کہ اس حدیث کو محمد بن معاویہ نے ابی ملیح سے روایت کیا ہے اس نے مہران بن میمون سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سو میں نے احمد سے اس کا حال پوچھا اس نے کہا کہ اس محمد نے کئی موضوع حدیثیں روایت کی ہیں یہ حدیث بھی انہی میں سے ہے اور اس کو بڑا جانا اور کہا کہ ابوالملیح اللہ سے ڈرنے والا تھا اس سے کہ ایسی حدیث روایت کرے اور حرب نے امام احمد سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث کو محمد بن زیاد نے روایت کیا ہے اور وہ موضوع حدیثیں بنایا کرتا تھا اور ابن قیم نے کہا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ حدیث محض جھوٹ ہے اس کی کوئی اصل نہیں انتہیٰ اور نیز امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ چار اور پانچ تکبیروں میں کچھ تعارض نہیں اور بعض اصحاب سے جو اس کے برخلاف مروی ہے تو احتمال ہے کہ واسطے بیان جواز کے ہو پس یہ عدم جواز کی دلیل نہیں ہاں البتہ اگر اجماع ثابت ہو جائے تو معتبر ہوگا والا كان الاخذ بالزيادة الخارجة من مخرج صحيح هو الراجح كما ذكره الشوكاني في نيل الاوطار.

وَقَالَ حُمَيْدٌ صَلَّى بِنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ سَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ كَبَّرَ الرَّابِعَةَ ثُمَّ سَلَّمَ.

اور حمید نے کہا کہ ہم کو انس رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا سو تین تکبیریں کہیں پھر سلام پھیرا سو کسی نے کہا کہ تم نے فقط تین تکبیریں کہیں ہیں سو انہوں نے قبلے کی طرف منہ کیا پھر چوتھی تکبیر کہی پھر سلام پھیرا۔

فائدہ: ایک روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے یہ آیا ہے کہ انہوں نے ایک جنازے پر فقط تین تکبیریں کہیں پس یہ تعارض ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ مراد اس سے تین تکبیریں تکبیر تحریمہ کے سوا ہیں تحریمہ ان میں داخل نہیں اور یا شاید ان کے نزدیک تین تکبیریں جائز ہوں گی اور چار افضل ہوں گی پس تعارض دفع ہو گیا۔

١٢٤٧ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ.

١٢٤٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن نجاشی مرا اس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مرنے کی خبر دی اور لوگوں کے ساتھ عید گاہ کی طرف نکلے اور ان کی صف باندھی اور اس پر چار تکبیریں کہیں۔

١٢٤٨ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا وَقَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَعَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ سَلِيْمٍ أَصْحَمَةَ.

١٢٤٨۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحمہ نجاشی پر نماز پڑھی سو آپ نے چار تکبیریں کہیں۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جنازے کی نماز میں فقط چار تکبیریں کہے اس سے کم و بیش نہ کرے اور یہی ہے مذہب اکثر اہل علم کا، کما مر.

بَابُ قِرَآءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى الْجَنَازَةِ.

جنازے کی نماز میں سورہ الحمد کے پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: اس مسئلے میں بھی علماء کو اختلاف ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حسن بن علی اور ابن زبیر اور مسور سے منقول ہے کہ جنازے میں الحمد پڑھنا مشروع ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق کہتے ہیں کہ جنازے میں الحمد پڑھنا واجب ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جنازے میں الحمد نہ پڑھے اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اور ان لوگوں کی دلیل یہ حدیث ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنازے کی نماز پڑھو تو اس کے واسطے خالص دعا کرو سو اس کا جواب

کئی طرح سے ہے اول یہ کہ اس میں فقط دعا کا ذکر ہے اس سے اس بات کی نفی نہیں نکلتی کہ اس میں الحمد نہ پڑھے۔ دوم یہ کہ دعا عام ہے ہر دعا کو شامل ہے پس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جو آئندہ آتی ہے اس کی مخصص ہو جائے گی ساتھ ان وجوہات کے جو قرأت فاتحہ خلف الامام کے مسئلے میں پہلے مذکور ہو چکی ہیں۔ سوم یہ کہ سورہ فاتحہ بھی دعا ہے اور دعا میں داخل ہے پس اس کی ممانعت اس سے ثابت نہیں ہو سکتی ہے اگر ایسا ہو تو پھر ثناء اور تعوذ بھی اس سے منع ہو گا اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط دعا کرنے کو فرمایا اور کسی چیز کو پڑھنا نہیں فرمایا پس اگر اس کے عموم سے ثناء اور تعوذ اور تکبیرات مخصوص ہیں تو پھر الحمد بھی اس سے مخصوص ہو گا **فما هو جوابكم فهو جوابنا** ۔ چہارم یہ کہ برتقدیر تعارض ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو ترجیح ہو گی کہ وہ اصح **الكتب بعد كتاب الله** کی حدیث ہے۔ پنجم یہ کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مثبت ہے اور مثبت مقدم ہوتا ہے نافی پر پس برتقدیر تسلیم اس نفی کے مثبت اس پر مقدم ہو گا۔ ششم یہ کہ یہ حدیث **لا صلوة الا بفاتحة الكتاب** کا عموم دلالت کرتا ہے اس پر کہ ہر نماز میں الحمد کا پڑھنا واجب ہے پس اس بنا پر جنازے کی نماز میں بھی الحمد پڑھنا واجب ہو گا اور اگر وجوب سے قطع نظر کی جائے تو سنیت سے جب بھی چارہ نہیں اس لیے کہ امام الکلام میں لکھا ہے کہ حنفیوں نے بہت مسائل اختلافیہ جانب مخالف کی رعایت کے واسطے استحباب کا حکم لگا دیا ہے اور کوئی نص قاطع نہیں جو جنازے میں الحمد کے ناجائز ہونے پر دلالت کرے اور منع کی مقتضی ہو، انتہی اور بعض کہتے ہیں کہ بعض حدیثوں سے جو الحمد کا جنازے میں پڑھنا ثابت ہوتا ہے تو وہ بطریق ثناء اور دعا کے تھا نہ بطریق قرأت کے سو جواب اس کا یہ ہے جو کہ امام الکلام کے خاتمے میں لکھا ہے کہ یہ محض دعویٰ ہے اس پر کوئی دلیل نہیں اس لیے کہ نیت ثناء کہ پوشیدہ امر ہے نہیں معلوم ہو سکتا مگر قاری کے بتلانے سے اور جس چیز کو اس نے پڑھا وہ حقیقی قرآن ہے بغیر کسی دلیل پھیرنے والی کے اس سے پھرنا جائز نہیں پس یہ دلیل الحمد کے سنت ہونے کی مثبت ہے نافی نہیں اور امام شرنبلانی نے اس باب میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اور اس میں کتب فقہ کی بہت عبارتیں نقل کی ہیں پھر آخر سب کو مخدوش اور مردود کر کے الحمد کے دلائل کو ذکر کیا اور جنازے میں الحمد کا جائز بلکہ سنت ہونا ثابت کیا ہے پس جس کو شوق ہو اس کی طرف رجوع کرے کہ وہ رسالہ اس مسئلے میں جامع ہے اور بعض صحابہ سے جو اس کا نہ پڑھنا مروی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ فعل صحابی کا حجت نہیں خاص کر حدیث کے مقابلے میں تو بالاتفاق حجت نہیں اور نیز مجرد ترک جواز کی منافی نہیں بلکہ استحباب کے بھی منافی نہیں اس لیے کہ بعد اوقات ترک کرنا تو سنت میں بھی ضروری ہے اور نیز احتمال ہے کہ ان کا ترک کرنا واسطے بیان جواز کے ہو پس یہ حدیث اس کے مخالف نہیں اور اجوبہ مذکورہ بھی یہاں جاری ہو سکتے ہیں، واللہ اعلم۔

وَقَالَ الْحَسَنُ يَقْرَأُ عَلَى الطِّفْلِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا

اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نمازی لڑکے کی نماز جنازہ میں سورۂ الحمد پڑھے پھر کہے الہٰی! اس کو ہمارے واسطے

وَسَلَفًا وَّأَجْرًا.
پیشوا اور آگے چلنے والا اور موجب ثواب کا بنا۔

فائدہ: عبدالرزاق اور نسائی میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنازے کی نماز میں سنت ہے کہ اول تکبیر کہے پھر الحمد پڑھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے پھر میت کے واسطے دعا کرے اور نہ پڑھے مگر پہلی تکبیر میں یعنی اول تکبیر تحریمہ کہے پھر الحمد پڑھ کر دوسری تکبیر کہے پھر درود پڑھ کر تیسری تکبیر کہے پھر میت کے واسطے دعا کر کے چوتھی تکبیر کہے۔

١٢٤٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ طَلْحَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَقَالَ لِتَعْلَمُوْا أَنَّهَا سُنَّةٌ.

١٢٤٩۔ حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے ایک جنازے پر نماز پڑھی سو انہوں نے سورہ الحمد پڑھی اور کہا کہ میں نے الحمد اس واسطے پڑھا ہے کہ تم کو معلوم ہو کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے الحمد کو پکار کر پڑھا پھر فرمایا کہ میں نے پکار کر اس واسطے پڑھا ہے کہ تم کو معلوم ہو جائے کہ یہ سنت ہے اس سے معلوم ہوا کہ جنازے میں الحمد پڑھنا سنت ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جنازے میں پکار کر قرأت پڑھنی جائز ہے منع نہیں۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ مَا يُدْفَنُ.
دفن کرنے کے بعد قبر پر جنازہ پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے

فائدہ: اس مسئلے میں بھی علماء کو اختلاف ہے جمہور علماء کہتے ہیں کہ دفن کے بعد قبر پر جنازہ پڑھنا جائز ہے اور نخعی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دفن کے بعد جنازہ پڑھنا درست نہیں مگر ان کے نزدیک یہ منع اسی وقت ہے جب کہ جنازہ پڑھ کر دفن کیا گیا ہو اور اگر جنازہ کے بغیر دفن کیا گیا ہو تو ایسی صورت میں ان کے نزدیک بھی دفن کے بعد قبر پر جنازہ پڑھنا درست ہے لیکن پیغمبروں کی قبر پر جنازہ درست نہیں۔

١٢٥٠ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَنْ مَرَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرٍ

١٢٥٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک اکیلی قبر پر گزرے سو آپ امام بنے اور لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔

مَنْبُوْذٍ فَأَمَّهُمْ وَصَلَّوْا خَلْفَهُ قُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ هٰذَا يَا أَبَا عَمْرٍو قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دفن کے بعد قبر پر جنازہ پڑھنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

۱۲۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَسْوَدَ رَجُلًا أَوِ امْرَأَةً كَانَ يَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ وَلَمْ يَعْلَمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْتِهِ فَذَكَرَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ مَا فَعَلَ ذٰلِكَ الْإِنْسَانُ قَالُوْا مَاتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَفَلَا آذَنْتُمُوْنِيْ فَقَالُوْا إِنَّهُ كَانَ كَذَا وَكَذَا قِصَّتُهُ قَالَ فَحَقَرُوْا شَأْنَهُ قَالَ فَدُلُّوْنِيْ عَلٰى قَبْرِهِ فَأَتٰى قَبْرَهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ.

۱۲۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کالا آدمی یا عورت مسجد میں رہتا تھا اور مسجد کو جھاڑ دیا کرتا تھا سو وہ مر گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے مرنے کی خبر نہ ہوئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اس کو یاد کیا اور فرمایا کہ اس آدمی کو کیا ہوا لوگوں نے عرض کی کہ یا حضرت! وہ مر گیا سو فرمایا کہ تم نے مجھے کیوں نہیں خبر کی لوگوں نے کہا کہ وہ ایسا ایسا تھا سو لوگوں نے اس کے حال کی حقارت بیان کی یعنی وہ ایک ادنیٰ آدمی تھا اس لائق نہ تھا کہ اس کے واسطے آپ کو تکلیف دی جائے فرمایا کہ مجھ کو اس کی قبر بتلاؤ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر تشریف لائے اور اس کا جنازہ پڑھا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ دفن کرنے کے بعد مردے کا جنازہ پڑھنا درست ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کے ساتھ اس کا جنازہ پڑھا اور آپ نے ان پر انکار نہ کیا وفیہ المطابقة للترجمة لیکن حنفیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور فعل اصحاب کا تبعا واقع ہوا ہے اور جو فعل کہ تبعا واقع ہو وہ اصل کے واسطے دلیل نہیں ہوسکتا ہے مگر خاصہ دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہوسکتا ہے اور جس شخص نے کہ جنازہ نہ پڑھا ہو تو اس کے حق میں علماء کو اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ دفن کو تاخیر کیا جائے تا کہ وہ بھی جنازہ پڑھ لے اور بعض کہتے ہیں کہ جلدی سے دفن کیا جائے اور جس نے جنازہ نہ پڑھا ہو وہ دفن کے بعد قبر پر پڑھے اور اسی طرح اس کی مدت میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اس کی مدت ایک مہینہ ہے یعنی ایک مہینے تک اس کا جنازہ پڑھنا درست ہے اس کے بعد نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جب تک جسم نے گل جائے تب تک اس کا جنازہ پڑھنا درست ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ جواز اسی شخص کے ساتھ خاص ہے جو اس کی موت کے وقت اس کے جنازے کی اہلیت رکھتا تھا اور یہی قول راجح ہے نزدیک شافعیہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ دفن کے پیچھے مردے کا جنازہ پڑھنا ہمیشہ درست ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ الْمَيِّتِ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ.

مردہ جوتوں کی آواز سنتا ہے۔

۱۲۵۲ ۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَتُوُلِّيَ وَذَهَبَ أَصْحَابُهٗ حَتّٰى إِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَأَقْعَدَاهُ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَيُقَالُ انْظُرْ إِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا وَأَمَّا الْكَافِرُ أَوِ الْمُنَافِقُ فَيَقُوْلُ لَا أَدْرِيْ كُنْتُ أَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِّنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيْهِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ.

۱۲۵۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک جب آدمی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس کو دفن کر کے پھرتے ہیں یہاں تک کہ مردہ ان کے جوتوں کی آواز اور چاپ سنتا ہے تو اس وقت اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو اٹھا کر بٹھاتے ہیں سو کہتے ہیں کہ تو اس مرد یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کیا کہا کرتا تھا اور کیا عقیدہ رکھتا تھا؟ سو وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ وہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے سو اس کو کہا جاتا ہے کہ دیکھ طرف ٹھکانے اپنے کے دوزخ سے کہ اللہ نے تجھ کو اس کے بدلے بہشت سے ٹھکانہ بدل دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دونوں جگہوں کو دیکھتا ہے اور جو شخص کہ کافر یا منافق ہو سو وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا میں کہتا تھا وہ چیز جو لوگ کہتے تھے سو اس کو کہا جاتا ہے کہ تو نے کچھ نہیں سمجھا اور تو نے قرآن نہیں پڑھا یا سیدھے راہ پر نہیں چلا سو لوہے کے ہتھوڑے سے اس کے کانوں کے درمیان یعنی ماتھے پر سخت چوٹ ماری جاتی ہے سو وہ اس سے چلاتا ہے اور سخت چیخ مارتا ہے ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے جو اس کے نزدیک ہے مگر جن اور آدمی نہیں سنتے یعنی تاکہ قاعدہ تکلیف کا قائم رہے اور غیب کے ساتھ ایمان حاصل ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب لوگ میت کو دفن کر کے پلٹ آتے ہیں اور پھر کر چلتے ہیں تو میت ان کے جوتوں کی آواز سنتی ہے وفیه المطابقة للترجمة اور غرض اس باب سے دفن کے آداب بیان کرنا ہے یعنی دفن کے وقت آدمی اطمینان کو لازم پکڑے اور شور کرنے سے پرہیز کرے اور زمین پر سخت نہ چلے جیسا کہ زندہ آدمی سویا ہوا ہو تو اس کے پاس ان چیزوں کا بجا لانا لازم ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبروں میں جوتوں سے چلنا پھرنا جائز ہے لیکن احتمال ہے کہ حدیث میں قبرستان سے نکلنے کے بعد سننا مراد ہو پس یہ دلیل جواز کی نہیں ہو سکتی ہے اور ابوداؤد اور نسائی وغیرہ میں روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو جوتوں سمیت قبروں میں چلتے دیکھا سو فرمایا

کہ اے جوتوں والے! قبر سے بچ سو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبروں میں جوتوں سمیت چلنا مکروہ ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ جوتے سمیت نماز پڑھا کرتے تھے جب تک کہ اس میں پلیدی نہ دیکھتے کما سیاتی فی موضعہ۔ طحاوی نے کہا کہ کراہت کی حدیث اس پر محمول ہے کہ اس کے جوتوں میں پلیدی لگی تھی پس اس سے حدیثوں میں تطبیق ہوگئی اور تعارض دفع ہوگیا پس حاصل یہ ہے کہ اگر جوتوں میں پلیدی نہ ہو تو اس کو پہن کر قبروں میں چلنا جائز ہے کہ جب اس میں نماز جائز ہے تو اس کے ساتھ قبروں میں چلنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر حدیث خفق سے اور قبرستان سے گزر کر جوتا پہننے کا احتمال بعید ہے واللہ اعلم۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کو سماعت حاصل ہے یعنی مردے زندوں کی آواز سنتے ہیں اور جو کوئی ان سے کلام کرے اس کو سمجھتے ہیں اور جان لیتے ہیں اور اس مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ مردے زندوں کی آواز سنتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں سنتے اور مانعین اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ جوتوں کی آواز سننا فقط اسی وقت کے ساتھ خاص ہے جب کہ مردہ قبر میں رکھا جاتا ہے کہ اس وقت منکر نکیر کے سوال کی آمد کے واسطے اس کو زندہ کیا جاتا ہے بعد سوال کے بعینہ اس سماع اور علم کا باقی رہنا کسی حدیث سے ثابت نہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی قول ہے کہ مردے زندوں کی آواز نہیں سن سکتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ نے فرمایا ﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ یعنی اے نبی! تو مردوں کو نہیں سنا سکتا اور اسی طرح بدر کے دن کفار کے مردوں سے کلام کرنا بھی حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور آپ کا معجزہ ہے اور مثبتین ان حدیثوں کو عام کہتے ہیں اور اس آیت کا یہ معنی کرتے ہیں کہ تیرا سنانا ان کو نفع نہیں دیتا یا تو ان کو نہیں سنا سکتا بلکہ اللہ سناتا ہے غرضیکہ جانبین سے اس مسئلے میں بڑی طویل گفتگو ہے اس جگہ میں اس کی گنجائش نہیں لیکن اصل غرض مثبتین کی سماع موتی کے ثابت کرنے سے یہ ہے کہ قبروں والوں سے مدد چاہنی اور استعانت کرنی جائز ہے اس کا جواز ثابت ہونا ہرگز ممکن نہیں اس واسطے کہ قرآن اور حدیث سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ استعانت لغیر اللہ شرک اور کفر ہے اور سوائے اللہ کے کسی سے مدد مانگنی جائز نہیں چنانچہ قرآن شریف میں ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَّمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾ یعنی جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوا وہ کچھ پیدا نہیں کرتے اور آپ پیدا ہوئے ہیں مردے ہیں جن میں جی جان نہیں اور خبر نہیں رکھتے کب اٹھائے جائیں گے اور نیز صحابہ اور تابعین وغیرہ سے بھی کوئی اس کے جواز کا قائل نہیں علاوہ ازیں اکثر حنفیہ بھی اس کے قائل ہیں کہ مردے زندوں کی آواز نہیں سنتے ہیں جیسا کہ کتاب الایمان میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ میں فلاں شخص سے کلام نہیں کروں گا اور پھر اس کے مرنے کے بعد اس سے کلام کرے تو وہ حانث نہیں ہوگا اس واسطے کہ وہ اسباب پر منعقد ہوتے ہیں جو سمجھے جائیں اور مردہ سمجھ نہیں سکتا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ وہ مردہ ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس

کا انکار کیا ہے اور یا وہ حضرت ﷺ کا معجزہ ہے اور یا وہ ضرب المثل ہے کذا قال الشیخ ابن الھمام فی شرح الھدایۃ، واللہ اعلم چنانچہ تفصیل اس کی محاسن الابرار اور تفہیم المسائل وغیرہ میں بہت بسط سے موجود ہے شائق ان کی طرف رجوع کرے اور نیز اگر دنیاوی حیاتی مردے کے حق میں فرض کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ آدمی کھانے پینے بول و براز وغیرہ عوارض بشریہ کا محتاج ہو حالانکہ یہ بات قطعا باطل ہے پس معلوم ہوا کہ وہ حیاتی دنیاوی نہیں ہاں منکر نکیر کے سوال کے وقت حیاتی دنیاوی کا عود کرنا مسلم ہے لیکن بعد اس کے باقی رہنا مسلم نہیں اور یہ جو فرشتے کہتے ہیں کہ تو اس مرد کو کیا کہا کرتا تھا؟ تو یہ اشارہ باعتبار شہرت اور حضور کے ہے کہ آپ کا دین سارے جہان میں مشہور ہے اور یا اس وقت مردے کے دل میں آپ کا خیال ڈال دیا جاتا ہے اور یا آپ کی صورت کی مثال اس کے سامنے لائی جاتی ہے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ الدَّفْنَ فِي الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ أَوْ نَحْوِهَا.

بیت المقدس اور حرمین شریفین وغیرہ متبرک مقاموں میں دفن کو دوست رکھنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی بیت المقدس اور حرمین شریفین وغیرہ متبرک مقاموں میں اور بزرگ مقبروں میں جس جگہ کہ پیغمبر اور شہید اور اولیاء مدفون ہوں دفن ہونا مستحب ہے کہ تاکہ ان کی ہمسائیگی سے تبرک حاصل ہو اور جو رحمت کہ ان پر نازل ہوتی ہے اس کا اثر اس پر پڑے۔

١٢٥٣ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا جَآءَهُ صَكَّهُ فَفَقَأَ عَيْنَهُ فَرَجَعَ إِلٰى رَبِّهِ فَقَالَ أَرْسَلْتَنِيْ إِلٰى عَبْدٍ لَّا يُرِيْدُ الْمَوْتَ فَرَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَيْنَهُ وَقَالَ ارْجِعْ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ بِهِ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ قَالَ أَيْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْآنَ فَسَأَلَ اللّٰهَ أَنْ يُّدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

١٢٥٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ملک الموت موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا سو جب وہ اس کے پاس آیا اور اس کو موت کا پیغام سنایا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو طمانچہ مارا اور اس کی آنکھ کو پھوڑ ڈالا اور اندھا کر دیا تو فرشتہ اپنے رب کی طرف پلٹ گیا سو اس نے کہا الٰہی! تو نے مجھ کو ایسے بندے کے پاس بھیجا جو موت کو نہیں چاہتا (اور اس نے تو میری آنکھ پھوڑ ڈالی) سو اللہ نے اس کی آنکھ پھیر دی اور درست کر دی اور فرمایا کہ اس کے پاس پلٹ جا سو اس کو یہ کہو کہ (اگر تو زندگی چاہتا ہے) تو اپنے ہاتھ کو بیل کی پیٹھ پر رکھ سو جس قدر اس کا ہاتھ بالوں کو ڈھک لے گا تو اس کو ہر بال کے بدلے ایک برس زندگی ملے گی یعنی جتنے بال اس کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے برس وہ زندہ رہے گا (سو جب

وَسَلَّمَ فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ.

ملک الموت پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور اس کو اللہ کا پیغام سنایا) تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا الٰہی! پھر کیا ہوگا اللہ نے کہا پھر آخر کو موت ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر یہی حال ہے تو پھر ابھی سہی سو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے سوال کیا کہ مجھ کو قریب کر دے پاک زمین سے یعنی بیت المقدس سے پتھر پھینک مارنے کے فاصلے کے برابر یعنی تا کہ میں وہاں پر دفن کیا جاؤں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں وہاں ہوتا تو تم کو دکھلا دیتا موسیٰ علیہ السلام کی قبر جو راہ سے کنارے کی طرف ہے سرخ ٹیلے کے پاس۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مردے کو متبرک مقاموں میں دفن کرنا اور ان میں دفن ہونے کی خواہش کرنا مستحب ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے بیت المقدس کے نزدیک ہونے کا سوال کیا اور اس کے پاس دفن ہوئے وفيه المطابقة للترجمة اور بعض بے دین لوگ اس حدیث میں طعن کرتے ہیں کہ فرشتے کی آنکھ پھوڑنا آدمی سے نہیں ہوسکتا اور ملک الموت تو بموجب حکم الٰہی کے آیا تھا موسیٰ علیہ السلام نے اس کو کیوں مارا حکم الٰہی کی اطاعت کیوں نہ کی؟ معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو دنیا کی زیست بہت پیاری تھی سو اس کا جواب یہ ہے کہ فرشتہ آدمی کی صورت پر آیا تھا تو آدمی کے خواص اس پر ظاہر ہوا چاہیں تو اس صورت سے آنکھ کا صدمے سے پھوٹنا کچھ تعجب نہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو نہ پہچانا تھا بلکہ جانا تھا کہ یہ کوئی آدمی ہے روح نکالنے کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے کیونکہ روح نکالنا سوائے فرشتے کے آدمی کا کام نہیں اس واسطے انہوں نے اس کو اپنے پاس سے دھکیلا اتفاقاً آنکھ پر ہاتھ پڑ گیا آنکھ پھوٹ گئی اور یہ گمان غلط ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زندگی بہت پیاری تھی اس واسطے کہ دوسری بار اللہ نے زیادتی عمر کا پیغام دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبول نہ کیا اور موسیٰ علیہ السلام کی قبر کی اصلی جگہ کسی کو معلوم نہ تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اس کی خبر دی کہ وہ سرخ ٹیلے کے پاس ہے راہ کے کنارے پتھر پھینکنے کے فاصلے پر اور یہ خبر دینا آپ کا یا تو وحی کے ذریعے سے تھا اور یا معراج کی رات میں آپ کو ان کی قبر دکھلا دی گئی تھی، واللہ اعلم۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر یہود کو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کی قبریں معلوم ہوتیں تو ان کو دو معبود ٹھہرا لیتے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مردے کا ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف نقل کرنا جائز ہے اور اس میں علماء کو اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ مردے کو ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف لے جانا مستحب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مکروہ ہے کہ اس سے دفن میں دیر ہوتی ہے اور اس کی حرمت کی ہتک ہوتی ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ دونوں صورتوں کو

دو حالتوں پر محمول کیا جائے سو منع اس وقت ہے جب کہ کوئی غرض راجح نہ ہو یعنی متبرک جگہ میں دفن کرنا مقصود نہ ہو اور مستحب اس وقت ہے جب کہ کسی متبرک جگہ میں دفن کرنا مقصود ہو جیسا کہ مکہ وغیرہ ہے۔

بَابُ الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ. رات کو دفن کرنے کا بیان یعنی مردے کو رات میں دفن کرنا جائز ہے۔

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص کے جو رات میں دفن کرنے کو منع کرتا ہے۔

وَدُفِنَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَيْلًا. اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رات کو دفن کیے گئے۔

فائدہ: خلفائے اربعہ وغیرہ اور بہت اصحاب رضی اللہ عنہم بھی رات کو دفن ہوئے ہیں اور یہ صحیح ہو چکا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رات میں دفن کیا مگر شاید کہ یہ روایتیں امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ ہوگی اس واسطے ان کو ذکر نہیں کیا فقط ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خاص کر ذکر کیا۔

١٢٥٤ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ بَعْدَ مَا دُفِنَ بِلَيْلَةٍ فَقَامَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ وَكَانَ سَأَلَ عَنْهُ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا فُلَانٌ دُفِنَ الْبَارِحَةَ فَصَلَّوْا عَلَيْهِ.

١٢٥٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کا جنازہ پڑھا جو رات کو دفن ہوا تھا سو آپ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم جنازہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تھا کہ یہ کون ہے سو لوگوں نے عرض کیا کہ فلاں شخص ہے آج رات کو دفن ہوا ہے سو سب نے اس پر نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردے کو رات کے وقت دفن کرنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات میں دفن کرنے سے لوگوں پر انکار نہ کیا بلکہ ان کے نہ خبر دینے پر انکار کیا کہ تم نے مجھ کو خبر کیوں نہیں کی اور تائید کرتا ہے اس کی جو کہ اصحاب نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاملہ کیا تو گویا کہ اس کے جائز ہونے پر سب صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات میں دفن کرنے سے منع فرمایا مگر یہ کہ آدمی مضطر ہو لیکن مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہی کراہت کے سبب سے نہیں تھی بلکہ بوجہ تحسین کفن کے تھی کہ لوگوں نے اس کو خراب کفن دے کر دفن کیا تھا سو فرمایا کہ جب کوئی اپنے بھائی کے جنازے کا متولی ہو تو چاہیے کہ اس کو اچھا کفن دے یعنی حلال مال کا سفید پاک کپڑا ہو اور اس کی قدر اور لیاقت سے کم تر نہ ہو۔

بَابُ بِنَآءِ الْمَسْجِدِ عَلَى الْقَبْرِ. قبر پر مسجد بنانے کا بیان۔

فائدہ: یہ باب پہلے بھی گزر چکا ہے لیکن مراد وہاں یہ ہے کہ قبر کے واسطے عبادت کرے اور قبر کو سجدہ گاہ ٹھہرائے اور قبر

سے تقرب مقصود ہو اور اس کی تعظیم مطلوب ہو سو یہ منع ہے کما مر اور مراد یہاں یہ ہے کہ قبرستان میں علیحدہ ایک مسجد بنائے کہ زیارت کرنے والے اس میں نماز پڑھیں اور ان کی حاجت روائی میں کام آئے سو یہ جائز ہے اور فتح الباری میں فرمایا کہ پہلے باب سے مقصود یہ ہے کہ قبرستان میں قبروں کی خاطر سے مسجد بنائے یعنی اگر وہاں قبر نہ ہوتی تو مسجد نہ بنائی جاتی محض قبر کی تعظیم سے وہاں مسجد بنائی گئی اور مراد اس باب سے یہ ہے کہ قبرستان میں علیحدہ مسجد بنائی جائے تا کہ قبر کی طرف نماز پڑھنے کی حاجت نہ پڑے بلکہ اس کے واسطے قبرستان سے علیحدہ مکان پایا جائے سو یہ جائز ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ قبر پر نماز پڑھنی صرف اس وقت منع ہے جب کہ یہود اور نصاریٰ کی طرح شرک میں پڑنے کا خوف ہو اور اگر یہ خوف نہ ہو تو منع نہیں اور بعض سدّ ذریعہ کے واسطے قبر پر نماز پڑھنے کو مطلق منع کرتے ہیں خواہ قبر کی تعظیم مقصود ہو یا نہ ہو اور یہ توجیہ اس جگہ ٹھیک لگتی ہے انتہی ملخصًا اور یہ بھی فرق ممکن ہے کہ اگر مفسدی کا خوف ہو تو جائز نہیں اور اگر مفسدی کا خوف نہ ہو تو جائز ہے اور مراد پہلے باب میں پہلا معنی ہے اور دوسرے باب میں دوسرا معنی ہے۔

١٢٥٥ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَتْ بَعْضُ نِسَاءِهٖ كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأُمُّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَتَتَا أَرْضَ الْحَبَشَةِ فَذَكَرَتَا مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيرَ فِيهَا فَرَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ أُولَٰٓئِكَ إِذَا مَاتَ مِنْهُمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوْا فِيهِ تِلْكَ الصُّوْرَةَ أُولَٰٓئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ.

۱۲۵۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مرض الموت) سے بیمار ہوئے تو آپ کی ایک بیوی نے ایک عبادت خانے کی تعریف کی جس کو اس نے حبشہ کی زمین میں دیکھا تھا اس کا نام ماریہ تھا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حبشہ کی زمین میں گئی تھیں سو انہوں نے اس کی خوبصورتی اور تصویروں کو ذکر کیا یعنی اگر حکم ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر بھی ویسا بنایا جائے تو آپ نے تکیے سے سر اٹھایا اور فرمایا کہ البتہ وہ لوگ جب ان میں کوئی نیک بخت آدمی مرتا تھا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے تھے پھر اس مسجد میں یہ تصویریں بناتے تھے یعنی تا کہ وہ عبادت میں ملحوظ اور زیر نظر رہیں یہ لوگ اللہ کے نزدیک قیامت میں بدترین خلق ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر پر مسجد بنانی صرف اسی وقت منع ہے جب کہ قبر کے اوپر اس میں تصویریں بنائی جائیں اور یا اس قبر یا صورت کی تعظیم مقصود ہو اور اس کا تقرب مطلوب ہو جیسا کہ یہود و نصاریٰ انبیاء اور اولیاء کی قبروں پر کرتے تھے اور اگر صرف نماز کے واسطے قبر کے پاس مسجد بنائی جائے کہ حاجت کے وقت لوگ اس میں نماز پڑھیں اور یا اس قبر یا صورت کی تعظیم مقصود نہ ہو تو یہ منع نہیں بلکہ جائز ہے وفیه المطابقة للترجمة.

بَابُ مَنْ يَّدْخُلُ قَبْرَ الْمَرْأَةِ.

عورت کی قبر میں داخل ہونے والے کا بیان۔

فائدہ: یعنی اگر عورت کی میت ہو تو اس کو قبر میں اتارنے کے واسطے کون مرد افضل ہے؟۔

١٢٥٦ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِنْ أَحَدٍ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَنَا قَالَ فَانْزِلْ فِي قَبْرِهَا فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا قَالَ ابْنُ مُبَارَكٍ قَالَ فُلَيْحٌ أُرَاهُ يَعْنِي الذَّنْبَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللَّهِ لِيَقْتَرِفُوْا أَيْ لِيَكْتَسِبُوْا.

١٢٥٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے جنازے پر حاضر ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر بیٹھے تھے سو میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے سو فرمایا کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے آج کی رات صحبت داری نہ کی ہو یعنی اپنی بیوی سے جماع نہ کیا ہو جیسا کہ دوسرے طریق میں آیا ہے سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہوں فرمایا کہ تو اس کی قبر میں اتر فلیح نے کہا کہ مراد یقارف سے گناہ ہے یعنی جس نے آج رات کو گناہ نہ کیا ہو وہ قبر میں اترے لیکن ترجیح پہلی تفسیر کو ہے یعنی جماع کو امام بخاری رحمہ اللہ نے آیت ﴿ لیقترفوا ﴾ کی تفسیر میں کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ تا کہ گناہ کمائیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر میں داخل ہونا اس شخص کا افضل ہے جس نے اس رات کو صحبت نہ کی ہو وفیہ المطابقة للترجمة اور اس آیت میں تائید ہے واسطے تفسیر فلیح کے لیکن مراد اس سے خاص جماع ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهِيْدِ.

شہید کے جنازے کا بیان یعنی شہید کے جنازے کا کیا حکم ہے؟۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ دوسرے مردوں کی طرح شہید کا جنازہ بھی واجب ہے یہ قول حنفیہ کا ہے اور یہی قول ہے اسحاق کا اور بعض کہتے ہیں کہ شہید کا جنازہ نہ پڑھا جائے یہ قول امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کا ہے اور یہی قول ہے اہل مدینہ کا امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس میں حدیثیں متواتر آ چکی ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے شہیدوں کا جنازہ نہیں پڑھا اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آپ نے ان کا جنازہ پڑھا اور حمزہ رضی اللہ عنہ کے جنازے میں ستر تکبیریں کہیں سو یہ حدیث صحیح نہیں اور جو شخص کہ اس حدیث سے نفی کی حدیثوں کا معارضہ کرے اس کو لائق ہے کہ اپنے جی میں حیا کرے لیکن یہ اختلاف اس شہید میں ہے جو کہ مسلمان ہو اور کفار کی لڑائی میں مارا جائے مرد ہو خواہ عورت چھوٹا ہو خواہ بڑا غلام ہو خواہ آزاد ہو نیک بخت ہو خواہ گنہگار ہو اور جو شخص کہ کفار کی لڑائی سے بچ کر آئے اور اس کے بعد مدت تک زندہ رہ کر مرے اور یا باغیوں کی لڑائی میں مقتول ہو جائے اور یا حرق اور غرق اور طاعون وغیرہ اسباب سے شہید ہو تو اس کا یہ حکم نہیں بلکہ سب علماء

کے نزدیک اس کا جنازہ پڑھنا واجب ہے اور اس کو شہید صرف اس واسطے کہا جاتا ہے کہ آخرت میں اس کو ثواب ملے گا اور نیز یہ بھی جاننا چاہیے کہ یہ اختلاف شافعیہ اور حنفیہ وغیرہ کا نماز کی ممانعت میں ہے یعنی شافعیہ کہتے ہیں کہ شہید کا جنازہ منع ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ منع نہیں بلکہ واجب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اختلاف استحباب میں ہے اور یہی منقول ہے حنابلہ سے اور امام احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ شہید پر نماز پڑھنی افضل ہے اور ترک کرنی جائز ہے۔

۱۲۵۷ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْاٰنِ فَإِذَا أُشِيْرَ لَهُ إِلٰى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ أَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوْا وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ.

۱۲۵۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم احد کے شہیدوں سے دو دو لاشوں کو ایک ایک کپڑے میں جمع کر کے ایک ایک قبر میں دفن کرتے تھے پھر فرماتے تھے کہ ان دونوں میں زیادہ قرآن خواں کون ہے؟ سو لوگ جس کو زیادہ قرآن خواں کہتے اسی کو پہلے قبر میں اتارتے اور فرماتے کہ میں ان پر گواہ ہوں گا قیامت کے دن یعنی ان کی خالص شہادت کا گواہ ہوں کہ یہ محض اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ہیں نہ کسی دنیا کے لالچ سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ان کے دفن کرنے کا اپنے خونوں میں یعنی ان کو اسی حال سے خون آلودہ دفن کروایا اور ان کے زخموں کو نہ دھلوایا اور نہ ان کو غسل دیا اور نہ ان کا جنازہ پڑھا۔

فائدہ: جنگِ احد کے دن ستر اصحاب شہید ہوئے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو لاشوں کو ایک ایک قبر میں دفن کیا اور یہ حدیث فرمائی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو مردوں کو ایک کپڑے میں کفن دینا جائز ہے یہ دو طور سے ہوسکتا ہے ایک یہ کہ دونوں کو ایک چادر میں لپیٹ کر جمع کرے اور یا یہ کہ ایک کپڑے کے دو ٹکڑے کرے اور ایک ایک ٹکڑے میں دونوں کو کفن دے اور یہی معنی صحیح ہے اس لیے کہ دونوں کو ایک کپڑے میں جمع کرنا جائز نہیں کہ دونوں کے ننگے جسم آپس میں لگیں اور ان کا جنازہ اس واسطے نہ پڑھا کہ ان کو کسی دعا کی حاجت نہیں۔

۱۲۵۸ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ أَبِي حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ

۱۲۵۸۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر نکلے سو اُحد کے شہیدوں پر نماز پڑھی مثل جنازے میت کی یعنی جیسے اور مردوں کے واسطے دعا کرتے تھے ویسے ان کے واسطے بھی دعا کی پھر منبر کی طرف پھر گئے اور منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ البتہ میں

إِلَى الْمِنبَرِ فَقَالَ إِنِّيْ فَرَطٌ لَّكُمْ وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَأَنظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّيْ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَآئِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيْحَ الْأَرْضِ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا.

تمہارے واسطے ہراول اور پیشوا ہوں یعنی مجھ کو سفر آخرت کا قریب ہے تمہاری مغفرت کا سامان درست کرنے جاتا ہوں اور تمہارا گواہ ہوں قیامت میں اور البتہ میں اپنے حوض کوثر کو اب دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں یا زمین کی چابیاں دی گئیں یعنی میری امت کا سب ملکوں میں عمل ہوگا اور میں اللہ کی قسم تم پر اس سے نہیں ڈرتا کہ تم مشرک ہو جاؤ گے میرے پیچھے لیکن میں اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا کے لالچ میں کہیں نہ پڑ جاؤ اور آپس میں حسد نہ کرنے لگو۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے ان پر آٹھ برس کے بعد نماز پڑھی جیسا کہ آپ نے زندوں اور مردوں کو وداع کیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہید کا جنازہ پڑھنا درست ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ اُحد کے شہیدوں پر نماز پڑھی سو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث حنفیہ کی دلیل نہیں ہو سکتی بلکہ ان پر رد کرتی ہے اس لیے کہ اس حدیث میں صریح موجود ہے کہ حضرت ﷺ نے اُحد کے شہیدوں پر آٹھ برس کے بعد نماز پڑھی حالانکہ حنفیہ وغیرہ منجملین اس کے قائل نہیں اور بہت مدت گزر جانے کے بعد قبر پر نماز پڑھنے کو درست نہیں رکھتے اور کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کے واسطے دعا کی اور بخشش مانگی اور ان کو وداع کیا سو یہ دعا کرنا ثابت حکم کے نسخ پر دلالت نہیں کرتا اور طحاوی نے کہا کہ حضرت ﷺ کا اُحد کے شہیدوں پر نماز پڑھنا تین حال سے خالی نہیں یا تو یہ پہلے حکم کا ناسخ ہوگا کہ اول اس سے شہیدوں کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں تھا اور یا سنت ہوگی کہ اتنی مدت کے بعد ان کا جنازہ پڑھا جائے اس سے پہلے نہ پڑھا جائے اور یا ان کا جنازہ جائز ہوگا بخلاف دوسروں کے کہ ان کا جنازہ واجب ہے سو ان صورتوں سے جس صورت کو فرض کیا جائے ہر صورت میں شہید کا جنازہ پڑھنا ثابت ہو جائے گا سو جواب اس کا یہ ہے کہ تینوں احتمال ممنوع ہیں اس لیے کہ مراد نماز سے دعا اور استغفار ہے جیسا کہ اوپر گزرا اور نیز حنفیہ بہت مدت کے بعد قبر پر جنازہ پڑھنے کو درست نہیں جانتے ہیں پھر اس حدیث سے استدلال کرنا کیونکر صحیح ہوگا اور نیز یہ حصر بھی ممنوع ہے اس لیے کہ اس کے سوا اس میں اور بھی کئی احتمال ہیں احتمال ہے کہ وہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہو اور احتمال ہے کہ مراد اس سے دعا ہو کما تقدم اور نیز یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے پس پہلے حکم کے دفع کرنے کے واسطے اس حدیث سے استدلال کرنا ہرگز صحیح نہیں اور نیز دوسرے احتمال کا کوئی عالم قائل نہیں، واللہ اعلم۔ اور حنفیہ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ جب تک مردہ پھوٹ نہ جائے تب تک اس کی قبر پر جنازہ پڑھنا درست ہے اور چونکہ شہیدوں کا بدن نہیں پھوٹتا تو ان کا جنازہ بھی درست ہوگا اور کہتے ہیں کہ اُحد کے

دن آپ کو لڑائی میں بہت شغل تھا اس لیے ان کا جنازہ نہ پڑھ سکے سو اس کا جواب یہ ہے کہ جب آپ اُحد سے پلٹ کر گھر میں آئے تو یہ عذر دور ہو گیا تھا اس وقت ان کا جنازہ پڑھتے پھر آٹھ برس کے بعد جنازہ پڑھنے کا کیا مطلب کیا آٹھ برس تک آپ کو فرصت نہ ہوئی تھی اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ میں اپنے حوض کو اب دیکھ رہا ہوں تو یہ ظاہر اور حقیقی معنی پر محمول ہے یعنی اس وقت آپ کے درمیان سے پردہ اٹھایا گیا تھا سو یہ آپ کا معجزہ ہے کہ اس وقت حوض کوثر آپ کو اپنے سامنے نظر آیا اور آئندہ کی خبر دی کہ میری امت کا سب ملکوں میں عمل ہو جائے گا اور ملک فتح ہو جائیں گے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی خبر کی تاکید اور تعظیم کے واسطے قسم کھانی جائز ہے اور یہ کہ حوض کوثر اب موجود ہے اور یہ کہ دنیا کا لالچ بری بلا ہے اور اس میں آدمی کے واسطے آزمائشیں اور ابتلاء ہے اور یہ کہ سفر میں راہ نگہبان وغیرہ کی تیاری کے واسطے کسی کو آگے بھیجنا جائز ہے منع نہیں اور یہ حدیث ظاہر میں پہلی حدیث کی معارض ہے کہ اس سے شہید کا جنازہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے اور اس سے پڑھنا ثابت ہوتا ہے سو تطبیق ان میں اس طور سے ہے جیسا کہ ابن حزم نے کہا کہ دونوں امر جائز ہیں اور مختلف اوقات میں دونوں حدیثوں پر عمل کرنا ممکن ہے یعنی کبھی پڑھ لے اور کبھی نہ پڑھے اور کہا کہ ایک کو دوسرے کے تعارض سے ترک کرنا جائز نہیں اور نہ دعویٰ نسخ درست ہے اس صورت میں کہا جائے گا کہ مراد مسئلے باب سے یہ ہے کہ شہید کا جنازہ درست ہے یعنی اگر پڑھ لے تو جب بھی جائز ہے اور اگر نہ پڑھے تو جب بھی جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے، واللہ اعلم۔

بَابُ دَفْنِ الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فِيْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ.

دو اور تین مردوں کو ایک قبر میں دفن کرنے کا بیان یعنی دو اور تین مردوں کو ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے۔

۱۲۵۹ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى أُحُدٍ.

۱۲۵۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے شہیدوں سے دو دو مردوں کو ایک ایک کپڑے میں دفن کرتے تھے۔

فائدہ: دو لاشوں کو ایک کپڑے میں جمع کرنا مستلزم ہے اس بات کو کہ آپ نے دو دو کو ایک ایک قبر میں جمع کیا پس معلوم ہوا کہ دو مردوں کو ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے **وفیه المطابقة للترجمة** اور تین مردوں کو جمع کرنے کا اس حدیث میں ذکر نہیں لیکن اس حدیث کے بعض طریقوں میں آ گیا ہے کہ آپ دو دو اور تین تین مردوں کو ایک ایک قبر میں دفن کرتے تھے جیسا کہ ترمذی وغیرہ میں انس رضی اللہ عنہ سے اس قصے میں تین کی روایت آ چکی ہے اور سنن میں ہشام بن عامر سے روایت ہے کہ جنگ اُحد کے دن انصار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی کہ ہم کو زخم اور تکلیف

پہنچی ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فراخ اور وسیع قبریں کھودو اور تین تین لاشوں کو ایک ایک قبر میں دفن کرو وصحہ الترمذی اور ظاہر امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں تین کا ذکر بھی آ چکا ہے کما مو لیکن اپنی شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے اس کو ذکر نہیں کیا، واللہ اعلم۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دو عورتوں کو ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے اور اگر ایک مرد ہو اور ایک عورت ہو تو ضرورت کے وقت ان کو بھی ایک قبر میں اکٹھے دفن کرنا جائز ہے اور اگر ضرورت نہ ہو تو جائز نہیں لیکن یہ اسی وقت ہے جب کہ ان کے درمیان محرمیت اور زوجیت کا علاقہ نہ ہو اور اگر یہ علاقہ ہو تو دونوں کو ایک قبر میں دفن کرنا بلا ضرورت بھی جائز ہے اسی طرح تصریح کی ہے ابن صباغ وغیرہ نے لیکن مستحب ہے کہ دونوں کے درمیان مٹی سے پردہ کیا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ پردہ کرنا منع ہے کہ اس سے بغیر تنگی قبر کے کچھ فائدہ نہیں اور اگر دوسری لاش نابالغ لڑکے کی ہو تو وہ بھی محرم کے برابر ہے اور ہیجڑے کا بھی یہی حکم ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مرد اور عورت کو ایک قبر میں اکٹھے دفن کرنا جائز ہے اور قید دو اور تین آدمی کی محض واسطے موافقت اتفاقا حدیث کے ہے ورنہ جمہور علماء کے نزدیک ضرورت کے وقت تین سے زیادہ لاشوں کو بھی ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرَ غُسْلَ الشُّهَدَآءِ. شہید کو غسل دینے کا بیان یعنی شہید کو غسل دینا جائز نہیں

فائدہ: علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے جمہور علماء کے نزدیک شہید کو غسل دینا جائز نہیں چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے اُحد کے شہیدوں کے حق میں فرمایا کہ ان کو غسل نہ دو اس لیے کہ قیامت کے دن ہر زخم یا ہر خون سے مشک کی خوشبو آئے گی اور آپ نے ان پر نماز نہ پڑھی اور سعید بن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شہید کو غسل دینا واجب ہے اس لیے کہ ہر میت جنبی ہوتی ہے پس اس کو غسل دینا واجب ہوگا اور یہی قول ہے حسن بصری کا اور ابن سریج شافعی سے بھی یہی قول بیان کیا گیا ہے۔

١٢٦٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْفِنُوْهُمْ فِيْ دِمَآئِهِمْ يَعْنِيْ يَوْمَ أُحُدٍ وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ.

١٢٦٠۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا یعنی جنگ اُحد کے دن کہ ان شہیدوں کو ان کے خونوں سے یعنی خون آلودہ دفن کرو اور آپ نے ان کو غسل نہ دیا۔

فائدہ: اس حدیث کے عموم سے معلوم ہوتا ہے کہ شہید کو مطلق غسل نہ دیا جائے یہاں تک کہ اگر شہید جنبی ہو یا حیض والی عورت ہو تو اس کو بھی غسل نہ دیا جائے اور یہی قول صحیح ہے شافعیہ کا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ فرشتوں نے حنظلہ صحابی کی لاش کو غسل دیا سو جواب اس کا یہ ہے کہ فرشتوں کا اس کو غسل دینا جنابت کی وجہ سے تھا کہ حنظلہ رضی اللہ عنہ

کو شہید ہونے سے پہلے نہانے کی حاجت تھی اور نیز اگر شہید کو غسل دینا واجب ہوتا تو اس کو فرشتوں کے غسل پر اکتفا نہ کیا جاتا پس معلوم ہوا کہ شہید کو غسل دینا واجب نہیں، واللہ اعلم۔ اور غسل نہ دینے میں حکمت یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر زخم سے مشک کی خوشبو آئے گی، کما تقدم۔

بَابُ مَنْ يُقَدَّمُ فِي اللَّحْدِ.

قبر میں پہلے کس کو اتارا جائے؟۔

فائدہ: یعنی اگر دو دو یا زیادہ لاشوں کو ایک ایک قبر میں دفن کرنا مطلوب ہو تو قبر میں پہلے کس کو اتارا جائے؟

وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَسُمِّيَ اللَّحْدَ لِأَنَّهُ فِيْ نَاحِيَةٍ وَكُلُّ جَآئِرٍ مُلْحِدٌ مُلْتَحَدًا مَعْدِلًا وَلَوْ كَانَ مُسْتَقِيْمًا كَانَ ضَرِيْحًا.

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ لحد یعنی بغلی کو لحد اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ قبر کے ایک کنارے اور قبلے کی طرف میں کھودی جاتی ہے اور وسط قبر سے پھری ہوتی ہے اور ملتحد (جو آیت ﴿ولن تجد من دونه ملتحدا﴾ میں واقع ہوا ہے) کا معنی عدل کی جگہ ہے کہ پناہ کے واسطے اس کی طرف میل کی جاتی ہے اسی واسطے الحاد کا معنی دین سے پھرنے کا ہے اور ملحد کہتے ہیں دین سے پھرنے والے کو اور اگر قبر کی سب زمین برابر ہو اس کے اندر کسی طرف میں کوئی شق نہ کھودی جائے تو اس کو ضریح کہتے ہیں اور اسی کو شق بھی کہتے ہیں قبر کے اندر سب زمین برابر کر کے اس میں مردے کو دفن کیا جاتا ہے اس کو صندوقی قبر کہا جاتا ہے۔

١٢٦١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى أُحُدٍ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْاٰنِ فَإِذَا أُشِيْرَ لَهُ إِلٰى أَحَدِهِمَا

١٢٦١۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے شہیدوں سے دو دو لاشوں کو ایک ایک قبر میں دفن کرتے تھے پھر فرماتے کہ ان میں زیادہ قرآن خواں کون ہے؟ سو جب لوگ کسی طرف اشارہ کرتے تو آپ اس کو لحد میں پہلے اتارتے اور قبلے کی طرف مقدم کرتے اور فرماتے کہ میں ان پر گواہ ہوں گا اور حکم کیا ان کے دفن کرنے کا اپنے خونوں سے اور نہ ان پر نماز پڑھی اور نہ ان کو غسل دیا اور دوسری روایت کا بھی یہی معنی ہے لیکن اس میں اتنا زیادہ

قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ أَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَآئِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ وَأَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِقَتْلٰى أُحُدٍ أَيُّ هٰؤُلَاءِ أَكْثَرُ أَخْذًا لِّلْقُرْاٰنِ فَإِذَا أُشِيْرَ لَهُ إِلٰى رَجُلٍ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ قَبْلَ صَاحِبِهِ وَقَالَ جَابِرٌ فَكُفِّنَ أَبِيْ وَعَمِّيْ فِيْ نَمِرَةٍ وَاحِدَةٍ وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے باپ اور چچا کو ایک چادر میں کفن دیا گیا یعنی دونوں کو ایک قبر میں دفن کیا گیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر دو دو لاشوں کو ایک ایک قبر میں دفن کرنے کی حاجت پڑے تو قبر میں پہلے اس کو اتارنا چاہیے جو قرآن کا زیادہ حافظ ہو وفیه المطابقة للترجمة لیکن علماء نے لکھا ہے کہ یہ اسی وقت ہے جب کہ مردے ایک جنس کے ہوں اور اگر ایک جنس کے نہ ہوں بلکہ ایک مرد ہو اور ایک عورت ہو تو قبر میں پہلے مرد کو اتارنا چاہیے پھر بعد اس کے لڑکے کو پھر بعد اس کے ہیجڑے کو پھر بعد اس کے عورت کو اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زیادہ قرآن خواں دوسروں پر مقدم ہے کما مر فی الامامة اور اسی واسطے فقہاء اور صلحاء وغیرہ اہل فضل بھی دوسروں سے افضل ہیں۔

بَابُ الْإِذْخِرِ وَالْحَشِيْشِ فِي الْقَبْرِ.

گھاس اور اذخر کے قبر میں ڈالنے کا بیان یعنی اذخر اور گھاس کو حاجت کے واسطے قبر میں ڈالنا جائز ہے۔

فائدہ: اذخر ایک گھاس کا نام ہے کہ وہ بہت خوشبودار ہوتی ہے۔

١٢٦٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَرَّمَ

١٢٦٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مکے کو حرام کیا یعنی اس میں لڑائی کرنی حلال نہیں سو مجھ سے پہلے بھی کسی کو مکے میں لڑنا حلال نہیں ہوا اور مجھ سے بعد بھی قیامت تک کسی کو لڑنا حلال

اللّٰهُ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا لِأَحَدٍ بَعْدِي أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَّا الْإِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقُبُوْرِنَا وَبُيُوْتِنَا وَقَالَ أَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لِقَيْنِهِمْ وَبُيُوْتِهِمْ.

نہیں ہوگا صرف میرے واسطے ایک ساعت بھر اس میں لڑنا حلال ہوا سو اس کا گھاس نہ کاٹا جائے اور اس کا درخت نہ توڑا جائے اور اس کا شکاری جانور نہ ہانکا جائے اور اس کی گری پڑی چیز اٹھانی کسی کو جائز نہیں مگر اس کو جو اس چیز کو لوگوں میں مشہور کرے اور تلاش کر کے مالک کو پہنچا دے سو حضرت ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! مگر اذخر کی گھاس کاٹنے کی اجازت دیجیے کہ وہ ہمارے ساروں اور قبروں کے کام آتا ہے کہ اس کو قبروں میں ڈالتے ہیں اور اس سے چاندی سونا گالتے ہیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ہماری قبروں اور چھتوں میں کام آتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ہمارے لوہاروں اور گھروں کے کام آتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھاس کو قبر میں ڈالنا درست ہے خواہ اینٹوں کے سوراخ بند کرنے کے واسطے ہو اور یا مردے کا سر اور پاؤں چھپانے کے واسطے ہو اور یا کسی اور حاجت کے واسطے ہو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور پہلے گزر چکا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مصعب رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر گھاس ڈال دو۔

بَابُ هَلْ يُخْرَجُ الْمَيِّتُ مِنَ الْقَبْرِ وَاللَّحْدِ لِعِلَّةٍ.

کیا کسی سبب سے میت کو قبر اور لحد سے یعنی مٹی ڈالنے سے پہلے باہر لانا درست ہے؟۔

فائدہ: ظاہرا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک مردے کو قبر سے باہر لانا ہر سبب کے واسطے درست ہے اس قرینے سے کہ اس نے باب میں اثبات کی حدیثوں کو ذکر کیا ہے اور اس مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ مردے کو قبر سے باہر لانا مطلق درست نہیں خواہ غسل اور جنازے کے بعد دفن کیا گیا ہو یا غسل اور جنازے کے بغیر دفن کیا گیا یہ قول حنفیہ کا ہے اور نماز کے بغیر دفن کرنے میں شافعی کا بھی یہی قول ہے اور امام مالک رحمہ اللہ سے ایک روایت اسی طرح آئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر مردے کو غسل کے بغیر دفن کیا جائے تو اس کو باہر نکالنا درست ہے تاکہ اس کو غسل دے کر پھر دفن کیا جائے اور یہی قول ہے اکثر علماء کا اور امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے لیکن یہ اسی وقت تک ہے جب تک کہ مردہ متغیر اور خراب نہ ہو جائے سو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ان لوگوں پر رد کیا اور اشارہ کر دیا کہ ان لوگوں کا یہ قول ضعیف ہے اور ہر سبب سے

مردے کو قبر سے باہر نکالنا درست ہے خواہ اس پر مٹی ڈال چکے ہوں یا نہ ڈالی ہو اور خواہ قبر میں ہو یا بغلی میں ہو۔

١٢٦٣ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ حُفْرَتَهُ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ فَوَضَعَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيْقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيْصَهُ فَاللهُ أَعْلَمُ وَكَانَ كَسَا عَبَّاسًا قَمِيْصًا قَالَ سُفْيَانُ وَقَالَ أَبُوْ هَارُوْنَ يَحْيَى وَكَانَ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيْصَانِ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَلْبِسْ أَبِيْ قَمِيْصَكَ الَّذِيْ يَلِيْ جِلْدَكَ قَالَ سُفْيَانُ فَيُرَوْنَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْبَسَ عَبْدَ اللهِ قَمِيْصَهُ مُكَافَأَةً لِمَا صَنَعَ.

١٢٦٣۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابن ابی کے پاس تشریف لائے بعد اس کے کہ قبر میں ڈالا گیا سو آپ نے اس کے نکالنے کا حکم دیا سو قبر سے نکالا گیا سو آپ نے اس کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھا اور اس پر آپ نے لب ڈالی اور اس کو اپنا کرتہ پہنایا سو اللہ کو خوب معلوم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس سبب سے اس پر یہ احسان کیا اور اس نے جنگ بدر کے دن آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو کرتہ پہنایا تھا یعنی شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کرتے کے بدلے میں اس کو اپنا کرتہ پہنایا ہوگا اور ابو ہارون نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دو کرتے تھے سو آپ کو عبداللہ کے بیٹے نے کہا کہ یا حضرت! میرے باپ کو اپنا کرتہ پہنایئے جو آپ کے بدن سے لگا ہے سفیان نے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کو اپنا کرتہ پہنایا بدلے اس عمل کے جو اس نے کیا تھا یعنی عباس رضی اللہ عنہ کو کرتہ دیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی مصلحت کے واسطے مردے کو قبر سے باہر نکالنا درست ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی کو قبر سے باہر نکلوایا وفیہ المطابقة للجزء الاول من الترجمة اور مفصل بیان اس حدیث کا باب الکفن فی القمیص ...... الخ میں گزر چکا ہے۔

١٢٦٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا حَضَرَ أُحُدٌ دَعَانِيْ أَبِيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ مَا أُرَانِيْ إِلَّا مَقْتُوْلًا فِيْ أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّيْ لَا أَتْرُكُ بَعْدِيْ أَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ

١٢٦٤۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اُحد کی جنگ میں حاضر ہوا تو میرے باپ نے مجھ کو رات سے بلایا اور کہا کہ میں تو اپنے تئیں دیکھتا ہوں کہ میں مقتول ہونے والا ہوں لوگوں میں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے پہلے شہید ہوں گے یعنی مجھ کو خواب میں معلوم ہوا ہے میں اول لوگوں میں مارا جاؤں گا اور میں اپنے پیچھے تجھ سے زیادہ تر عزیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو نہیں چھوڑتا ہوں اور مجھ پر قرض

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَأَصْبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيْلٍ وَّدُفِنَ مَعَهُ اٰخَرُ فِيْ قَبْرٍ ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِيْ أَنْ أَتْرُكَهُ مَعَ الْاٰخَرِ فَاسْتَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَإِذَا هُوَ كَيَوْمِ وَضَعْتُهُ هُنَيَّةً غَيْرَ أُذُنِهِ.

ہے سو اس کو ادا کیجیے اور میری وصیت قبول کر و اپنی بہنوں کے ساتھ بہتری کرنے کی (جابر نے کہا) سو ہم نے صبح کی سو سب سے پہلے میرا باپ شہید ہوا اور میں نے ایک اور آدمی کو اس کے ساتھ قبر میں دفن کیا یعنی دونوں کو ایک قبر میں دفن کیا پھر مجھ کو اچھا نہ لگا کہ اس کو دوسرے کے ساتھ رہنے دوں کہ میں نے اس کو چھ مہینے کے بعد قبر سے نکالا پس ناگہاں وہ اس دن کی طرح تھا جس دن کہ میں نے اس کو قبر میں رکھا یعنی اس کا سب بدن صحیح سالم تھا گویا کہ آج ہی دفن کیا ہے سوائے تھوڑی چیز کے کان میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردوں کو دفن کے بعد قبر سے نکالنا درست ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کو چھ مہینے کے بعد قبر سے نکال کر دوسری قبر میں تنہا دفن کیا اور پہلے وہ لحد میں تھا وفیہ المطابقۃ للجزء الثانی من الترجمۃ پہلی حدیث میں اس مصلحت کا ذکر ہے جو میت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے جیسا کہ زیادتی برکت کی مطلوب ہو اور اس حدیث میں اس مصلحت کا ذکر ہے جو زندہ سے متعلق ہے اس لیے کہ ایک میت کو دوسرے کے ساتھ دفن کرنے سے کچھ نقصان نہیں اور عینی نے نووی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مردے کو ایک قبر سے دوسری قبر کی طرف منتقل کرنا کسی کے نزدیک منع نہیں اور معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی عورت کو قبر سے نکالا اور طلحہ رضی اللہ عنہ بھی ایک قبر سے دوسری کی طرف منتقل ہوئے۔ اور نیز عینی نے نقل کیا ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں وسعت کی اور اس کو فراخ کیا تو آس پاس کی قبریں کھدوا ڈالیں اور کہا کہ ان کو مقبرہ بقیع کی طرف لے جاؤ اور وہاں پر دفن کرو لیکن حنفیہ جو قبر کھودنے اور اس سے میت نکالنے کو جائز نہیں رکھتے تو کہتے ہیں کہ یہ عذر کے سبب سے تھا جواب اس کا یہ ہے کہ ظاہر مذہب حنفیہ کا یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مردے کو قبر سے نکالنا مطلق درست نہیں خواہ ضرورت اور عذر ہو یا نہ ہو اور اگر بالفرض تسلیم کیا جائے کہ عذر سے ان کے نزدیک بھی درست ہے تو پھر کہا جائے گا کہ جو میت کہ غسل اور جنازے کے بغیر دفن کی جائے اس کو حنفیہ قبر سے نکالنا کیوں درست نہیں رکھتے کہ میت کو غسل دینا اور جنازہ پڑھنا بھی ایک عذر ہے بلکہ سب عذروں سے زیادہ قوی عذر ہے اور نیز جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث صریح ہے ان کے رد میں اس لیے کہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی بات کو محض خلجان دل کی وجہ سے نکالا کہ ان کو تنہا دفن کروں دوسرا ان کے ساتھ نہ رہے اس کے سوا وہاں کوئی مطلق سبب اور عذر نہ تھا پس اس کو عذر پر محمول کرنا انصاف کا خون کرنا ہے اور اگر حنفیہ عذر کی وجہ سے مردے کو قبر سے نکالنا درست جانتے ہیں تو پھر جھگڑا فیصل ہوا اور اختلاف رفع ہوا اور ثابت ہوا کہ

سبب کے ساتھ مردے کو قبر سے نکالنا بالاتفاق درست ہے لیکن جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے باپ کو چھ مہینے کے بعد قبر سے نکالا اور دوسری قبر میں تنہا دفن کیا اور مؤطا میں ہے کہ عمرو بن جموح اور عبداللہ کی قبر کو سیلاب کے پانی نے اکھاڑ دیا اور دونوں ایک قبر میں تھے سو ان کی قبر کھودی گئی تا کہ ان کو اس مکان سے منتقل کر کے دوسری جگہ دفن کیا جائے سو دیکھا تو ان کا بدن کچھ متغیر نہیں ہوا تھا ایسے صحیح سالم تھے کہ گویا کل دفن ہوئے ہیں اور جنگ احد اور ان کے کھودنے کے درمیان چھتالیس برس کا عرصہ گزرا تھا اور یہ حدیث پہلی حدیث کے معارض ہے جس میں تنہا دفن کرنے کا ذکر ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ مؤطا کی حدیث میں ایک قبر میں ہونے سے یہ مراد ہے کہ ایک کی قبر دوسرے سے متصل تھی اور ایک دوسرے سے ملی ہوئی تھی اور یا سیلاب کے پانی نے ایک قبر کو اندر سے پھاڑ دیا تھا سو دونوں مل کر ایک ہو گئی تھیں پس تعارض دفع ہو گیا، واللہ اعلم۔

فائدہ: شہید کا بدن قبر میں متغیر نہیں ہوتا اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ صحابی کا بدن چھیالیس برس تک قبر میں سلامت تھا۔

۱۲۶۵ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دُفِنَ مَعَ أَبِيْ رَجُلٌ فَلَمْ تَطِبْ نَفْسِيْ حَتّٰى أَخْرَجْتُهٗ فَجَعَلْتُهٗ فِيْ قَبْرٍ عَلٰى حِدَةٍ.

۱۲۶۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے باپ کے ساتھ ایک مرد دفن کیا گیا سو مجھ کو اچھا معلوم نہ ہوا یہاں تک کہ میں نے اس کو قبر سے نکالا اور علیحدہ ایک قبر میں دفن کیا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ باپ اپنی اولاد کے ساتھ نیکی کرے اور نیز اس سے جابر رضی اللہ عنہ کے باپ کی کرامت ثابت ہوئی کہ جیسا انہوں نے گمان کیا تھا ویسا ہی واقع ہوا اور اتنی مدت طویل تک ان کا بدن زمین نے نہ گلایا اور ظاہراً یہ کرامت ان کو شہادت کی وجہ سے نصیب ہوئی پس معلوم ہوا کہ شہید کا بدن زمین میں متغیر نہیں ہوتا اور مٹی وغیرہ کوئی چیز اس کے بدن کو نہیں کھاتی ہمیشہ صحیح سالم رہتا ہے گویا کہ آج دفن ہوا ہو۔

بَابُ اللَّحْدِ وَالشَّقِّ فِي الْقَبْرِ. قبر میں بغلی کھودنی اور شق کرنے کا بیان۔

فائدہ: لحد اس جگہ کو کہتے ہیں جو قبر کے اندر مردہ رکھنے کے واسطے قبلے کی طرف میں زمین کھودی جاتی ہے اور شق اس قبر کو کہتے ہیں جس کے اندر بغلی نہ کھودی جائے بلکہ قبر کے اندر کی ساری زمین برابر اور ہموار رکھی جائے اس کو صندوقی قبر کہتے ہیں سو خواہ لحد ہو اور خواہ شق ہو دونوں طرح سے قبر کھودنی جائز ہے اور دونوں میں مردوں کو دفن کرنا درست ہے لیکن لحد کھودنا افضل ہے اس لیے کہ ابو داؤد وغیرہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لحد ہمارے واسطے ہے یعنی مسلمانوں کے واسطے اور شق غیروں کے واسطے ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی لحد میں دفن کیے گئے۔

١٢٦٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ رَجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى أُحُدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْاٰنِ فَإِذَا أُشِيْرَ لَهُ إِلٰى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ فَقَالَ أَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ.

١٢٦٦۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے شہیدوں سے دو دو مردوں کو ایک ایک قبر میں دفن کرتے تھے پھر فرماتے کہ ان میں زیادہ قرآن خواں کون ہے؟ سو لوگ جس کی طرف اشارہ کرتے آپ اسی کو لحد میں پہلے اتارتے اور فرماتے کہ میں ان پر گواہ ہوں گا قیامت کے دن اور حکم دیا ان کے دفن کرنے کا اپنے خونوں میں اور ان کو غسل نہ دیا۔

فائدہ: اگر کوئی کہے کہ اس حدیث میں شق کا ذکر نہیں بلکہ ظاہر اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ دو دو لاشوں کو بغلی میں دفن کیا گیا تھا پس یہ حدیث ترجمہ باب سے موافق نہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ پہلے مردے کو لحد میں رکھا گیا ہو اور دوسرے کو شق میں رکھا گیا ہو اس لیے کہ دو لاشوں کو گنجائش ایک لحد میں مشکل ہوتی ہے **وفيه المطابقة للترجمة** اور احتمال ہے کہ شق کا ذکر تنبیہ کے واسطے ہو اس بات پر کہ لحد شق سے افضل ہے اس لیے کہ شہیدوں کو لحد میں دفن کیا گیا تھا اس کے باوجود کہ اس میں بہت تکلیف ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ هَلْ يُصَلّٰى عَلَيْهِ.

جب نابالغ لڑکا اسلام لائے اور بعد اس کے مر جائے تو کیا اس پر نماز پڑھی جائے یا نہیں؟۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ ہے کہ نابالغ لڑکے کا اسلام صحیح ہے اور اگر اسلام لانے کے بعد مر جائے تو اس کا جنازہ پڑھا جائے اور اس مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے جمہور علماء کہتے ہیں کہ نابالغ لڑکے کا اسلام معتبر اور صحیح ہے اور اگر مر جائے تو اس کا جنازہ پڑھا جائے یہاں تک کہ اگر کوئی لڑکا پیدا ہو اور صرف ایک ہی بار آواز کر کے مر جائے تو اس کا جنازہ بھی پڑھا جائے اور یہی مذہب ہے حنفیہ کا کہ ان کے نزدیک بھی نابالغ لڑکے کا اسلام معتبر ہے اور کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لڑکپن میں اسلام لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اسلام کو معتبر رکھا اور امام شافعی رحمہ اللہ اور زفر کے نزدیک نابالغ لڑکے کا اسلام صحیح نہیں اور اس کا جنازہ پڑھنا درست نہیں اس لیے کہ وہ اسلام میں اپنے والدین کے تابع ہے اور تبعیت اصالت کے منافی ہے اور یہی قول سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے اس کا جنازہ درست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اگر نماز پڑھتا ہو تو اس کا جنازہ پڑھا جائے ورنہ نہیں۔

وَهَلْ يُعْرَضُ عَلَى الصَّبِيِّ الْإِسْلَامُ.

اور کیا نابالغ لڑکے پر اسلام پیش کیا جائے یعنی اس کو کہا جائے کہ کیا تو اسلام قبول کرتا ہے یا نہ کہا جائے؟۔

فائدہ: اس میں بھی علماء کو اختلاف ہے سو جو لوگ کہ اس کے اسلام کو صحیح جانتے ہیں ان کے نزدیک اس پر اسلام کا پیش کرنا درست ہے اور جو لوگ اس کے اسلام کو صحیح نہیں جانتے ان کے نزدیک اس پر اسلام پیش کرنا بھی درست نہیں اور اس ترجے میں اشارہ ہے اس طرف کہ نابالغ لڑکے پر اسلام کا پیش کرنا واجب اور لازم نہیں جائز ہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ وَشُرَيْحٌ وَإِبْرَاهِيمُ وَقَتَادَةُ إِذَا أَسْلَمَ أَحَدُهُمَا فَالْوَلَدُ مَعَ الْمُسْلِمِ.

اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور شریح رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب والدین میں سے ایک مسلمان ہو جائے تو لڑکا نابالغ مسلمان کے تابع ہے۔

فائدہ: یعنی لڑکے کو بھی اسلام کا حکم دیا جائے گا پس معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کا اسلام صحیح ہے ورنہ مسلمان کے تابع ہونے کا کوئی معنی نہیں، وفيه المطابقة للترجمة.

وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَعَ أُمِّهِ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ وَلَمْ يَكُنْ مَعَ أَبِيهِ عَلَى دِينِ قَوْمِهِ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی ماں کے ساتھ تھے مغلوب اور بے بس لوگوں سے تھے اور اپنے باپ کے اپنی قوم کے دین پر نہ تھے کہ وہ مشرک تھے۔

فائدہ: بعض لوگ مکے میں اسلام لائے تھے سو کافر ان کو ایذا دیتے تھے اور تکلیف پہنچاتے تھے اور وہ ہجرت کی طاقت نہیں رکھتے تھے کہ کافروں کی تکلیف سے آرام پائیں اس لیے کہ اللہ نے ان کو بے بس فرمایا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اپنی ماں کے ساتھ انہیں بے بس لوگوں میں تھے اور ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے پس معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کا اسلام صحیح ہے اس لیے کہ اگر اس کا اسلام صحیح نہ ہوتا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی ماں کے ساتھ نہ رہتے بلکہ اپنے باپ کے تابع ہوتے، وفيه المطابقة للترجمة.

وَقَالَ الْإِسْلَامُ يَعْلُو وَلَا يُعْلَى.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام بلند اور غالب ہوتا ہے اور مغلوب اور پست نہیں ہوتا۔

فائدہ: ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے جیسا کہ ابن حزم نے محلی میں نقل کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر یہودیہ یا نصرانیہ عورت یہودی یا نصرانی کے نکاح میں اسلام لائے تو ان کے درمیان تفریق کی جائے اور ان کا نکاح توڑ دیا جائے کہ اسلام غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا پس اس حدیث کے عموم سے معلوم ہوا کہ اگر نابالغ لڑکا خود اسلام لائے اور یا اس کے والدین سے کوئی مسلمان ہو جائے تو اس کا اسلام صحیح ہوگا اور اس پر اسلام کا حکم کیا جائے اگرچہ بالغ ہونے تک احکام شرع کی تکلیف اس سے موقوف ہے اس لیے کہ اسلام

غالب ہوتا ہے اور اگر اس کے اسلام کو صحیح نہ کہا جائے تو اسلام غالب نہیں رہے گا بلکہ مغلوب ہوگا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ پھر اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں بہت حدیثوں کو ذکر کیا اور نابالغ کے اسلام کے صحیح ہونے کو ثابت کیا پہلی حدیث ان میں سے یہ ہے۔

۱۲۶۷ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدُوْهُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِيْ مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتّٰى ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ تَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ الْأُمِّيِّيْنَ فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَفَضَهٗ وَقَالَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِرُسُلِهٖ فَقَالَ لَهٗ مَاذَا تَرٰى قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ يَأْتِيْنِيْ صَادِقٌ وَّكَاذِبٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ ثُمَّ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيْئًا فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ الدُّخُّ فَقَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَضْرِبْ عُنُقَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَّكُنْهُ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَّمْ

۱۲۶۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ چند اصحاب کے ساتھ ابن صیاد کی طرف گئے سو انہوں نے اس کو لڑکوں میں کھیلتے پایا بنی مغالہ (ایک قبیلے کا نام ہے) کے ٹیلے کے پاس اور ابن صیاد بلوغت کے قریب پہنچا تھا یعنی ابھی بالغ نہیں ہوا تھا سو اس کو خبر نہ ہوئی یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ کو اس کی پیٹھ پر مارا پھر آپ نے ابن صیاد سے فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ سو ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ آپ ان پڑھوں کے رسول ہیں پھر ابن صیاد نے حضرت ﷺ سے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو اس بات کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ سو حضرت ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا اور پھر اسلام کو اس پر پیش نہ کیا یعنی اس کے اسلام سے ناامید ہوئے اور فرمایا کہ میں ایمان لایا ساتھ اللہ کے اور اس کے رسولوں کے سو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ تجھ کو کیا نظر آتا ہے کہ تو رسالت کا دعویٰ کرتا ہے اس نے کہا کہ میرے پاس سچا بھی آتا ہے اور جھوٹا بھی آتا ہے یا میری خبر کبھی سچی بھی پڑتی ہے اور کبھی جھوٹی پڑتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرا کام تجھ پر خلط ملط ہو گیا ہے یعنی جیسے کہ تیری سچی خبر جھوٹی خبر سے مخلوط ہو گئی ویسے ہی تیری کہانت رسالت سے مشتبہ ہو گئی ہے کہ در اصل تو کاہن ہے اور شیطان کے دھوکے سے اپنے آپ کو رسول خیال کرتا ہے پھر حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ میں نے تیرے واسطے ایک چیز چھپائی ہے

يَكُنْهُ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ وَقَالَ سَالِمٌ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ انْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ إِلَى النَّخْلِ الَّتِيْ فِيْهَا ابْنُ صَيَّادٍ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَّسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَّرَاهُ ابْنُ صَيَّادٍ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ يَعْنِيْ فِيْ قَطِيْفَةٍ لَهُ فِيْهَا رَمْزَةٌ أَوْ زَمْرَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ يَا صَافِ وَهُوَ اسْمُ ابْنِ صَيَّادٍ هٰذَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ وَقَالَ شُعَيْبٌ زَمْزَمَةٌ فَرَفَصَهُ وَقَالَ إِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ وَعُقَيْلٌ رَمْرَمَةٌ وَقَالَ مَعْمَرٌ رَمْزَةٌ.

یعنی تیرے امتحان کے واسطے اپنے دل میں ایک چیز چھپاتا ہوں سو بتلا تو وہ کیا ہے (اور آپ نے اپنے دل میں سورۂ دخان کو چھپایا تھا) سو ابن صیاد نے کہا کہ وہ دخ ہے یعنی پوری آیت کو نہ بتلا سکا ناقص لفظ بتلایا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دور ہوا ے مردود! تو اپنی قدر سے ہرگز نہیں بڑھ سکے گا یعنی تو کاہن ہے کہانت کے درجہ سے بڑھ کر رسالت کے درجہ کو ہرگز نہیں پہنچ سکے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا حضرت! مجھ کو اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن ماروں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد حقیقت میں دجال ہے تو تجھ کو اس پر قابو نہ ملے گا اور اگر ابن صیاد دجال نہیں تو اس کے قتل کرنے میں کچھ بہتری نہیں کہ وہ نابالغ ہے اور اہل ذمہ میں سے ہے سالم نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے کہ پھر اس کے بعد ایک روز حضرت ﷺ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کھجوروں کی طرف گئے جن میں ابن صیاد تھا اور حضرت ﷺ حیلہ کرتے تھے کہ ابن صیاد سے کچھ سنیں یعنی درخت کی آڑ میں ہو کر چاہا کہ اس سے کچھ سنیں کہ کیا کہتا ہے تا کہ اس کا حال معلوم ہو پہلے اس سے کہ آپ کو ابن صیاد دیکھے سو حضرت ﷺ نے اس کو دیکھا کہ وہ کپڑا اوڑھے لیٹا ہے کچھ غن غن کرتا ہے کچھ سمجھا نہیں جاتا سو ابن صیاد کی ماں نے حضرت ﷺ کو دیکھ لیا اور حضرت ﷺ کھجور کی ٹہنیوں سے چھپتے تھے کہ ابن صیاد آپ کو نہ دیکھے سو کہا کہ ابن صیاد! دیکھ کہ محمد آئے سو ابن صیاد اٹھ کھڑا ہوا اور چپ ہو گیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد کی ماں اس کو چھوڑتی تو اپنا حال ظاہر کرتا اور اس کا حال بخوبی معلوم ہو جاتا کہ کیا کہتا ہے۔

فائدہ: حضرت ﷺ کے وقت مدینے کے یہودیوں میں ایک لڑکا ابن صیاد نام کا پیدا ہوا تھا اس کے حالات عجیب و

غریب تھے کاہن اور نجومی تھا اکثر باتیں غیب کی جنوں سے دریافت کر کے لوگوں کو بتلاتا تھا اول پیغمبری کا دعویٰ کرتا تھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمان ہوگیا تھا پھر بعد اس کے گم ہوگیا تھا کسی کو اس کا حال معلوم نہ ہوا کہ کہاں گیا بعض اصحاب کو گمان تھا کہ شاید یہی دجال موعود ہے اس واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں اس کی گردن کاٹوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہی حقیقت میں دجال ہے تو تو اس کو نہ مار سکے گا اس واسطے کہ دجال کی موت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے مقدور ہے اور اگر یہ دجال نہیں تو اس کے دھوکے سے اس کو مارنے کا کیا فائدہ اور پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شبہ تھا کہ شاید یہی دجال موعود ہے لیکن جب تمیم داری رضی اللہ عنہ نے آپ کو دجال کا حال سنایا تو آپ کا شبہ دفع ہوگیا اور یقین ہوگیا کہ یہ دجال موعود نہیں کوئی دوسرا فتنہ ہے واللہ اعلم۔ اور غرض اس حدیث سے یہ ہے کہ نابالغ لڑکے پر اسلام کو پیش کرنا جائز ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد پر اسلام کو پیش کیا اور فرمایا کہ کیا کہ تو گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور ابن صیاد اس وقت نابالغ تھا جوان نہیں تھا و فیه المطابقة للترجمة وسیاتی الکلام علیه مستوفی فی کتاب الجهاد انشاء اللہ تعالٰی۔

۱۲۶۸ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ أَسْلِمْ فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ.

۱۲۶۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا سو وہ بیمار ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی خبر پوچھنے کو آئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے سو آپ نے اس کو فرمایا کہ مسلمان ہو جا اور کلمہ پڑھ سو اس لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا یعنی کیا میں مسلمان ہو جاؤں اور وہ اس کے پاس بیٹھا تھا سو اس کے باپ نے کہا کہ ابو القاسم (یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے) کا کہا مان لے سو وہ لڑکا مسلمان ہوگیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکلے اور فرماتے تھے کہ شکر ہے اللہ کا جس نے اس کو دوزخ سے بچایا اور نجات دی۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ لڑکے نابالغ پر اسلام کو پیش کرنا درست ہے اور اس کا اسلام صحیح اور معتبر ہے اس لیے کہ اگر اس کا اسلام صحیح نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اسلام کو پیش نہ کرتے اور اگر اس کا اسلام قبول نہ ہوتا تو اس کو دوزخ سے نجات دینے کے کوئی معنی نہ تھے پس معلوم ہوا کہ اس کا اسلام صحیح ہوگیا تھا و فیه المطابقة للترجمة اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرک سے خدمت لینی اور اس کی عیادت کرنی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے سے خدمت لینی جائز ہے اگرچہ وہ لڑکا کسی دوسرے کا ہو۔

١٢٦٩ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيْدَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ كُنْتُ أَنَا وَأُمِّيْ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ أَنَا مِنَ الْوِلْدَانِ وَأُمِّيْ مِنَ النِّسَآءِ.

۱۲۶۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اور میری ماں بے بس اور کمزور لوگوں سے تھے میں لڑکوں سے تھا اور میری ماں عورتوں سے تھی۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کا اسلام صحیح اور مقبول ہے، کما مر وفیہ المطابقة للترجمة.

١٢٧٠ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ يُصَلّٰى عَلٰى كُلِّ مَوْلُوْدٍ مُتَوَفًّى وَإِنْ كَانَ لِغَيَّةٍ مِّنْ أَجْلِ أَنَّهُ وُلِدَ عَلٰى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ يَدَّعِيْ أَبَوَاهُ الْإِسْلَامَ أَوْ أَبُوْهُ خَاصَّةً وَإِنْ كَانَتْ أُمُّهُ عَلٰى غَيْرِ الْإِسْلَامِ إِذَا اسْتَهَلَّ صَارِخًا صُلِّيَ عَلَيْهِ وَلَا يُصَلّٰى عَلٰى مَنْ لَّا يَسْتَهِلُّ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ سِقْطٌ فَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُحَدِّثُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ إِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَآءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَآءَ ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ﴿فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾ الْأٰيَةَ.

۱۲۷۰۔ حضرت ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہر لڑکے مردہ پر نماز پڑھی جائے اگرچہ وہ کیسی عورت گمراہ کا جنا ہو یعنی زانیہ کا لڑکا ہو یا کافرہ کا ہو اس واسطے کہ وہ اسلام کے طریقے پر پیدا ہوا اور اس کے ماں باپ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں یا فقط اس کا باپ اسلام کا دعویٰ کرتا ہے اور اگرچہ اس کی ماں اسلام کے طریقے پر نہ ہو جب پیدا ہو کر چیخ مارے تو اس کا جنازہ پڑھا جائے یعنی اگرچہ اسی وقت فوراً مر جائے اس واسطے کہ چلانا زندگی کی نشانی ہے اور اگر پیدا ہو کر فوراً مر جائے اور مطلق کچھ آواز نہ کرے اور اس کی زندگی کی کوئی نشانی ظاہر نہ ہو تو اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے کہ وہ کچا بچہ گرا ہے (اور اگر بچہ پیدا ہو کر حرکت کرے یا دودھ پیئے یا چھینک مارے اور پھر مر جائے تو اس کا جنازہ بھی پڑھا جائے کہ وہ بھی اس کی زندگی کی نشانی ہے) اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوتا مگر کہ اسلام کے طریقے پر پیدا ہوتا ہے اور اسلام کو قبول کرنے کی فطرتی استعداد اس میں موجود ہے (یعنی انسان کی اصل پیدائش اور فطرت میں اسلام قبول کرنے کا مادہ رکھا گیا ہے جیسا کہ مثلاً پتھر کی طبیعت میں نیچے کو جھکنا رکھا گیا ہے سو اگر اس کو نظر صحیح کرنے کی فرصت ملے اور کوئی مانع پیش نہ

آئے تو بیشک اسلام کو قبول کرے اور حق اور باطل میں فرق کر لے) سو اس کے ماں باپ اس کو یہودی کرتے ہیں یا نصرانی کرتے ہیں یا مجوسی کرتے ہیں (یعنی جس دین مذہب پر اس کے ماں باپ ہوتے ہیں اسی پر اس کو کر لیتے ہیں لیکن اس سے اس کی اصل استعداد دور نہیں ہوتی بلکہ وہ ہمیشہ اس کی طبیعت میں قائم رہتی ہے اور جس وقت مانع دور ہو اسی وقت پھر ظاہر ہو جاتی ہے) جیسا کہ چوپایہ چوپائے کو پورا اور کامل جنتا ہے کیا تم ان میں کسی کو ہاتھ اور ناک اور کان کٹا دیکھتے ہو (یعنی جب چوپائے کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے اعضاء درست ہوتے ہیں سو بعد اس کے اگر اس کو کوئی آفت خارج سے نہ پہنچے تو اپنے حال پر رہتا ہے جیسا کہ پیدا ہوا تھا اور اگر کوئی آفت پہنچ جائے تو اس کا کوئی عضو ناقص ہو جاتا ہے اسی طرح انسان کی فطرت کا حال ہے کہ اگر کوئی مانع نہ ہو تو اسلام کو قبول کرتا ہے اور اگر کوئی مانع پیش آ جائے تو اس سے رک جاتا ہے) پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی کہ اللہ کے دین کی پیروی کرو بوجہ اس کے تراش کے جس پر تراشا لوگوں کو بدلنا نہیں اللہ کے بنائے کو یہی ہے دین سیدھا۔

فائدہ: مراد ابن شہاب رحمہ اللہ کی اس سے یہ ہے کہ ولد الزنا کا جنازہ پڑھنا درست ہے اس لیے کہ اس کے ماں باپ کے اسلام کی وجہ سے اس پر بھی اسلام کا حکم کیا جاتا ہے کہ وہ اس کے تابع ہے اور تابع اور متبوع کا ایک حکم ہوتا ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ کسی نے نہیں کہا کہ ولد الزنا کا جنازہ نہ پڑھا جائے مگر قتادہ رحمہ اللہ نے یعنی سب علماء کے نزدیک ولد الزنا کا جنازہ پڑھنا درست ہے مگر قتادہ رحمہ اللہ کے نزدیک درست نہیں پس اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کا اسلام صحیح اور مقبول ہے کہ وہ اسلام کے طریقے پر پیدا ہوا اور اسلام کے قبول کرنے کی فطرتی استعداد اس میں ہر وقت موجود ہے بالغ ہونے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی ورنہ اس میں فطرتی استعداد ہونے کے کوئی معنی نہ ہوں گے اور یا کہا جائے گا کہ اگر ماں باپ اس کے دونوں مسلمان ہوں اور یا دونوں سے ایک مسلمان ہو تو لڑکا مسلمان کے تابع ہوگا اس پر اسلام کا حکم کیا جائے گا اور اس کا جنازہ پڑھا جائے گا اس واسطے کہ وہ اسلام کے طریقے

پر پیدا ہوا اور جب اس کا جنازہ درست ہوا اور اس پر اسلام کا حکم کیا گیا تو معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کا اسلام صحیح اور معتبر ہے کہ بغیر اسلام کے جنازہ درست ہے اور نیز اس صورت میں تابع ہونے کے کوئی معنی نہ ہوں گے، وفیہ المطابقة للترجمه واللّٰه اعلم.

١٢٧١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ إِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ وَيُنَصِّرَانِهٖ أَوْ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَآءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَآءَ ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ﴿فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ﴾.

١٢٧١۔ ترجمہ اس حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَابُ إِذَا قَالَ الْمُشْرِكُ عِنْدَ الْمَوْتِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

جب کوئی مشرک موت کے وقت کلمہ پڑھے یعنی لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه کہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: علماء کہتے کہ اگر تغرغر اور نزع کے وقت سے پہلے کلمہ پڑھے تو بالاتفاق مقبول ہے اور اگر عین نزع اور جان قبض کی حالت میں کلمہ پڑھے تو بالاتفاق مقبول نہیں۔

١٢٧٢ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَآءَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهٗ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أُمَيَّةَ بْنِ

١٢٧٢۔ حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) کی موت قریب ہوئی (یعنی موت کی نشانیاں ظاہر ہوئیں اور مرنے لگا) تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے سو ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ کو وہاں موجود پایا سو آپ نے فرمایا کہ اے چچا کہہ لا الہ الا اللہ کہ اس کلمے کو میں اللہ کے نزدیک اس کلمے کہنے کے سبب سے تیرے واسطے جھگڑوں گا یعنی تیرے اسلام کی گواہی دے کر تجھ کو

الْمُغِيرَةِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَالِبٍ يَا عَمِّ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيَعُوْدَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتّٰى قَالَ أَبُو طَالِبٍ اٰخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ هُوَ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبٰى أَنْ يَقُولَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَاللّٰهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهِ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ﴾ الْاٰيَةَ.

بخشاؤں گا (سو جب حضرت ﷺ نے ابو طالب کو یہ فرمایا) تو ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ اے ابو طالب! کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتا ہے سو ہمیشہ حضرت ﷺ کلمے کو اس پر پیش کرتے رہے اور کلمہ کہنے کو فرماتے رہے اور وہ شیطان اس کو اسی طرح ورغلاتے رہے اور بار بار یہی بات کہتے تھے کہ عبدالمطلب یعنی اپنے باپ کے دین سے پھرتا ہے یہاں تک کہ ابو طالب نے آخر کو یہی کہا کہ وہ شخص عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہے اور کلمہ کہنے سے انکار کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبردار ہو اللہ کی قسم میں تیرے واسطے بخشش مانگے جاؤں گا جب تک کہ مجھ کو تیری بخشش مانگنے سے روک نہ دیا جائے سو اللہ یہ آیت اتاری کہ پیغمبر اور ایمانداروں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کے واسطے دعا کریں مغفرت کی اگرچہ ان کے قرابتی ہوں اس کے بعد کہ ان پر ظاہر ہو چکا ہے کہ مشرک دوزخی ہیں۔

فائدہ: ابو طالب حضرت ﷺ کے چچا حضرت ﷺ پر نہایت فدا رہتے تھے اس واسطے حضرت ﷺ کو ان کی مغفرت کی بہت آرزو تھی اس لیے حضرت ﷺ ابو طالب کے مرنے کے بعد بھی اس کے واسطے مغفرت کی دعا مانگتے رہے آخر کو یہ آیت اتری اور مشرکوں کی مغفرت بھی مانگنی منع ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مشرک جان قبض کے وقت سے پہلے کلمہ پڑھے اور اسلام لائے تو اس کا اسلام مقبول ہے اس لیے کہ اگر اس کا اسلام قبول نہ ہوتا تو حضرت ﷺ ابو طالب کو مرتے وقت کلمہ پڑھنا نہ فرماتے اور اسلام کی دعوت نہ دیتے وفیه المطابقة للترجمة لیکن یہ اسلام لانا اور لا الہ الا اللہ کہنا اس وقت مقبول ہے جب کہ آدمی ہوش میں ہو اور خوب سمجھ سکتا ہو اور اگر تغرغر اور بے ہوشی کے وقت کلمہ پڑھے تو مقبول نہیں، کما مر واللہ اعلم۔

بَابُ الْجَرِيْدِ عَلَى الْقَبْرِ وَأَوْصٰى بُرَيْدَةُ الْأَسْلَمِيُّ أَنْ يُجْعَلَ فِيْ قَبْرِهٖ جَرِيْدَانِ.

درخت کی چھڑی کے قبر پر رکھنے کا بیان یعنی درخت کی چھڑی کو قبر پر رکھنا یا گاڑنا درست ہے یا نہیں؟ اور بریدہ رضی اللہ عنہ صحابی نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ میری قبر پر دو چھڑیاں رکھی جائیں۔

فائدہ: فتح الباری میں فرمایا کہ احتمال ہے کہ بریدہ رضی اللہ عنہ کی مراد اس سے قبر پر چھڑیوں کا گاڑنا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کی قبر پر دو چھڑیاں گاڑی تھیں اور احتمال ہے کہ مراد اس سے چھڑیوں کا قبر کے اندر رکھنا ہو اس واسطے کہ کھجور کی چھڑیوں میں برکت ہے کہ اللہ نے اس کو قرآن میں پاک درخت فرمایا لیکن پہلا احتمال بہت ظاہر ہے کہ بریدہ رضی اللہ عنہ کی مراد چھڑیوں کا قبر پر گاڑنا ہے قبر کے اندر رکھنا مراد نہیں اسی واسطے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دو قبروں کی حدیث کو اخیر باب میں بیان کیا ہے اور شاید کہ بریدہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک دو مردوں کی حدیث عام ہے ان دونوں کے ساتھ خاص نہیں ابن رشید نے کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر پر چھڑیوں کا رکھنا انہیں دو آدمیوں کے ساتھ خاص تھا جن کی قبر پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھڑیوں کو رکھا ان کے سوا اور کسی کی قبر پر چھڑی گاڑنا درست نہیں اسی واسطے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کو اس کے پیچھے لایا ہے کہ سوائے عمل کے مردے کو کوئی چیز نفع نہیں دیتی لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف سے ظاہر یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ قبر پر چھڑیوں کا رکھنا ان دو آدمیوں کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ ہر مردے کی قبر پر چھڑی کا گاڑنا جائز ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر کا یہ جواب ہے کہ قبر پر خیمہ کھڑا کرنے میں کوئی ایسی چیز وارد نہیں ہوئی کہ میت کو اس کا نفع پہنچے بخلاف چھڑیوں کے کہ ان کا قبر پر رکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہو چکا ہے پس وہ درست ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے احتمال ہے کہ یہ فعل اسی شخص کے ساتھ خاص ہو جس کو اللہ میت کے حال کی اطلاع کر دے۔

وَرَاٰى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فُسْطَاطًا عَلٰى قَبْرِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ انْزِعْهُ يَا غُلَامُ فَإِنَّمَا يُظِلُّهُ عَمَلُهُ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالرحمٰن کی قبر پر خیمہ کھڑا ہوا دیکھا سو کہا کہ اے غلام اس کو دور کر اور اکھاڑ دے کہ صرف اس کو تو اپنا عمل ہی سایہ کرتا ہے یعنی اپنے عمل کے سوا مردے کو کوئی چیز فائدہ نہیں دیتی۔

فائدہ: علماء سلف کو اس مسئلے میں اختلاف ہے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی قبر پر خیمہ کھڑا کیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ کھڑا کیا اور محمد بن حنفیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قبر پر خیمہ کھڑا کیا اور ابراہیم نخعی نے مرتے وقت وصیت کی کہ میری قبر پر خیمہ کھڑا نہیں کرنا اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ قبر پر خیمہ کھڑا کرنا مکروہ ہے اور ابن حبیب مالکی نے کہا کہ اگر خوف ہو کہ کوئی قبر کو کھود ڈالے گا تو دو تین دن تک خیمہ کھڑا کرنا جائز ہے کذا نقلہ العینی فی شرح البخاری اور مناسبت ان اثروں کی باب سے شاید بوجہ اشتراک کے ہے کہ قبر پر صفت کرنے میں بعض قسم اس کی مستحب ہے جیسا کہ چھڑیوں کا قبر پر رکھنا ہے اور بعض بے فائدہ اور لایعنی ہیں جیسا کہ سایہ کرنا ہے مگر سایہ وغیرہ کسی غرض صحیح کے واسطے ہو تو درست ہے اور بعض قسم مباح ہیں جیسا کہ خارجہ کے اثر سے معلوم ہوتا ہے۔

وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ رَأَيْتُنِيْ وَنَحْنُ شُبَّانٌ فِيْ زَمَنِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَإِنَّ أَشَدَّنَا وَثْبَةً الَّذِيْ يَثِبُ قَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ حَتّٰى يُجَاوِزَهُ.

اور خارجہ بن زید نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور ہم نوجوان تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور ہم سب میں زیادہ تر سخت کودنے میں وہ شخص تھا جو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کو کود کر آگے بڑھ جائے یعنی ان کی قبر بہت بلند تھی ہر کوئی اس کو نہیں کود سکتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر کو زمین سے اونچا اور بلند کرنا درست ہے پس قبر پر چھڑی کو گاڑنا بھی درست ہو گا کہ زمین سے اونچا ہونے میں دونوں مشترک ہیں وفیه المطابقة للترجمة اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد اس اثر کے لانے سے یہ ہے کہ اعمال صالحہ کے سوا کوئی چیز میت کو نفع نہیں دیتی اور قبر کو بلند کرنا اور اس پر بیٹھنا قبر کو صورۃً مضر نہیں لیکن باعتبار معنی کے مضر ہے کہ لوگ اس پر بیٹھ کر بے فائدہ کلام کریں۔

وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حَكِيْمٍ أَخَذَ بِيَدِيْ خَارِجَةُ فَأَجْلَسَنِيْ عَلٰى قَبْرٍ وَأَخْبَرَنِيْ عَنْ عَمِّهٖ يَزِيْدَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ إِنَّمَا كُرِهَ ذٰلِكَ لِمَنْ أَحْدَثَ عَلَيْهِ.

اور عثمان بن حکیم نے کہا کہ خارجہ نے میرا ہاتھ پکڑا سو مجھ کو قبر پر بٹھایا اور مجھ کو اپنے چچا یزید بن ثابت سے خبر دی کہ وہ کہتے تھے کہ قبر پر بیٹھنا صرف اسی کو منع ہے جو اس پر بول و براز کرے اور بیہودہ بات چیت کرے کہ اس سے میت کو ایذا پہنچتی ہے۔

فائدہ: یعنی اگر پیشاب اور پاخانہ کے واسطے قبر پر بیٹھے تو منع ہے اور اگر یہ غرض نہ ہو تو درست ہے اور اس مسئلے میں بھی علماء کو اختلاف ہے جمہور علماء کہتے ہیں کہ قبر پر بیٹھنا مطلق منع ہے خواہ بول و براز کے واسطے بیٹھے یا یوں ہی بیٹھے اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر پیشاب اور پاخانے کے واسطے قبر پر بیٹھے تو درست نہیں اور اگر یہ غرض نہ ہو تو درست ہے اور موافق نقل طحاوی کے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے اور جمہور علماء جو قبر پر بیٹھنے کو مطلق منع کرتے ہیں تو دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو امام احمد رحمہ اللہ نے عمرو بن حزم سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبروں پر نہ بیٹھا کرو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو قبر پر تکیہ لگائے دیکھا سو فرمایا کہ قبر والے کو ایذا مت دے سو یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ مراد اس سے حقیقی بیٹھنا ہے بول و براز نہیں اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مراد اس سے حقیقی بیٹھنا نہیں بلکہ مراد اس سے پیشاب اور پاخانہ ہے یعنی قبر پر پیشاب اور پاخانہ نہ بیٹھو اور ابن حزم رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ تاویل مردود ہے اس لیے کہ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صریح آچکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ البتہ آدمی کا بیٹھنا انگارے پر کہ اس کا کپڑا جلا کر کھال کو پہنچ جائے بہتر ہے اس کے حق میں قبر پر بیٹھنے سے اور کہا کہ ہم نے کسی کو نہیں پایا کہ وہ پاخانے کے واسطے

اپنے کپڑے پر بیٹھے یعنی اگر پاخانہ بیٹھنا مراد ہوتا تو کپڑا جلانے کے ساتھ تشبیہ دینے کے کوئی معنی نہ تھے اس لیے کہ اگر پاخانہ کے وقت کوئی آدمی کپڑے پر نہیں بیٹھتا بلکہ ننگا ہو کر زمین پر بیٹھتا ہے اس وقت کپڑا اس کے نیچے نہیں ہوتا پس معلوم ہوا کہ مراد اس سے حقیقی بیٹھنا ہے بول و براز مراد نہیں اور ابن بطال نے کہا کہ بول و براز مراد لینا بہت بعید ہے اس واسطے کہ قبر پر بیٹھنا زیادہ ترقبیح ہے مکروہ ہونے سے مکروہ تو صرف مشہور بیٹھنا ہے یعنی قبر پر پاخانے کے لیے بیٹھنا تو حرام کے قریب ہے پھر اس کو مکروہ کہنے کے کوئی معنی نہیں۔

وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَجْلِسُ عَلَى الْقُبُوْرِ.

اور حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما قبروں پر بیٹھتے تھے۔

فائدہ: فتح الباری میں فرمایا کہ جو قبر پر بیٹھنے کے باب میں آثار وارد ہوئے ہیں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کا عموم کہ عمل کے سوا کوئی چیز نفع نہیں دیتی اس پر دلالت کرتا ہے کہ جیسا کہ مردے کو سائے سے کچھ فائدہ نہیں ویسا ہی قبر پر بیٹھنے سے اس کو کچھ نقصان نہیں، واللہ اعلم بالصواب باقی رہا یہ مسئلہ کہ نماز اور روزے اور تلاوت قرآن وغیرہ عبادات بدنیہ کا ثواب مردے کو پہنچتا ہے یا نہیں سو اس میں بھی علماء کو اختلاف ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور سلف کا یہ مذہب ہے کہ بدنی عبادتوں کا ثواب بھی مردے کو پہنچتا ہے اور یہی قول ہے بعض اصحاب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ اگر کوئی آدمی نماز روزے وغیرہ نیک عملوں سے کوئی عمل کرے اور اس سے آدھا اپنے باپ یا ماں کو پہنچائے تو اس کا کیا حکم ہے انہوں نے کہا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ اس کا ثواب میت کو پہنچے گا اور نیز کہا کہ میت کو ہر چیز کا ثواب پہنچتا ہے خواہ صدقہ ہو یا کچھ اور ہو اور نیز کہا کہ تین بار آیۃ الکرسی پڑھ اور تین بار قل ھو اللہ احد پڑھ اور کہو کہ اے الٰہی! اس کا ثواب قبروں والوں کو پہنچا دے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ بدنی عبادتوں کا ثواب مردے کو نہیں پہنچتا انتہی کلام ابن القیم اور دلائل اس کے ثمار التنکیت میں مذکور ہیں شائق اس کا مطالعہ کرے۔

۱۲۷۳ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَرَّ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْأٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ

۱۲۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گزرے کہ ان میں مردوں کو عذاب ہوتا تھا سو فرمایا کہ ان دونوں پر عذاب ہوتا ہے اور ان کو کسی مشکل کام کے سبب سے عذاب نہیں ہوتا ان دونوں سے ایک تو اپنے پیشاب سے کنارہ نہیں کرتا تھا یعنی پیشاب کے وقت اس کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کے واسطے آمدورفت کیا کرتا تھا یعنی ایک دوسرے کی چغلی کر کے آپس

ثُمَّ أَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِيْ كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا.

میں فساد ڈلواتا تھا پھر حضرت ﷺ نے کھجور کی ایک تازہ ٹہنی پکڑی سو اس کو چیر کر دو ٹکڑے کیا پھر ہر قبر پر ایک ٹکڑا گاڑ دیا سو لوگوں نے عرض کی کہ یا حضرت! آپ نے یہ کام کس واسطے کیا فرمایا کہ امید ہے کہ ان سے عذاب کی تخفیف کی جائے جب تک کہ وہ خشک نہ ہوں یعنی اس واسطے کہ جب تک یہ تر رہیں گی تو اللہ کی تسبیح کریں گی اس کی برکت سے ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر پر درخت کی چھڑی گاڑنی درست بلکہ مستحب ہے مگر ضروری ہے کہ چھڑی تر و تازہ ہو خشک نہ ہو اس لیے کہ وہ حیاتی کے سبب سے اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے اور جب تک وہ اللہ کی تسبیح کرے گی اس کی برکت سے مردے کو عذاب میں تخفیف ہوگی کہ تسبیح ہمسائے کی نجات کا سبب ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر پر درخت لگانا درست ہے کہ وہ بھی مردے کی نجات کا سبب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب قبر کا برحق ہے اور یہ جو فرمایا کہ ان کو مشکل کام کے سبب سے عذاب نہیں ہوتا تو اس کا معنی دو طور سے ہو سکتا ہے ایک یہ کہ وہ گناہ ان کے خیال میں بڑا نہیں تھا نہ یہ کہ اللہ کے نزدیک بھی بڑا نہ تھا دوسرا یہ کہ اس گناہ سے بچنا ان پر مشکل نہیں تھا اس لیے کہ بول اور چغلی سے بچنا مشکل امر نہیں جو آدمی سے نہ ہو سکے بلکہ بہت آسان ہے۔

بَابُ مَوْعِظَةِ الْمُحَدِّثِ عِنْدَ الْقَبْرِ وَقُعُوْدِ أَصْحَابِهٖ حَوْلَهٗ.

عالم اور محدث کا قبر کے پاس وعظ کرنا اور اس کے یاروں کا اس کے گرد بیٹھ کر وعظ سننا۔

فائدہ: درست بلکہ مستحب ہے کہ اس سے زندوں کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور مردے کو بھی فائدہ ہوتا ہے زندوں کو اس سے نصیحت اور عبرت حاصل ہوتی ہے اور مردے پر رحمت نازل ہوتی ہے بعد اس کے امام بخاری رحمہ اللہ نے قرآن کے بعض لفظوں کی تفسیر کی جو وعظ اور عذاب قبر سے مناسبت رکھتی ہے سو کہا۔

يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْأَجْدَاثِ الْأَجْدَاثُ الْقُبُوْرُ.

یعنی نکل پڑیں قبروں سے جیسے ٹڈی۔

فائدہ: یہ آیت سورت معارج میں ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ اس آیت میں اجداث کا معنی قبریں ہیں۔

بُعْثِرَتْ أُثِيْرَتْ.

یعنی لفظ بعثرت (جو آیت ﴿اذا القبور بعثرت﴾ میں واقع ہوا ہے) کا معنی اُثیرت ہے یعنی جب کہ قبریں نیچے اوپر کی جائیں گی اور مردے اٹھائے جائیں تو جان لے ہر جی جو آگے بھیجا۔

بَعْثَرْتُ حَوْضِي أَيْ جَعَلْتُ أَسْفَلَهُ أَعْلَاهُ.

یعنی میں نے اپنے حوض کو اٹھایا اس کے نیچے کو اوپر کیا

فائدہ: یہ عرب کا محاورہ ہے جب وہ لوگ اپنے حوض کو تہ بالا کرتے ہیں تو اس وقت یہ لفظ بولتے ہیں اور یہ شہادت ہے اس بات کی کہ (بعثرت) کا معنی نیچے اوپر کرنے کا ہے۔

اَلْإِيْفَاضُ الْإِسْرَاعُ.

یعنی ایفاض (جو آیت ﴿الی نصب یوفضون﴾ میں واقع ہوا ہے) کا معنی اسراع ہے یعنی جلدی کرنا۔

وَقَرَأَ الْأَعْمَشُ إِلٰى نَصْبٍ إِلٰى شَيْءٍ مَّنْصُوْبٍ يَسْتَبِقُوْنَ إِلَيْهِ.

اور اعمش نے اس آیت میں نصب کے نون کو زبر کے ساتھ پڑھا ہے اور اس آیت کا معنی یہ ہے یعنی نکل پڑیں گے قبروں سے دوڑتے جیسے کہ نشانے پر دوڑتے جاتے ہیں کہ کون اس نے پہلے اس کے پاس پہنچے۔

وَالنُّصْبُ وَاحِدٌ.

اور نصب ساتھ پیش نون کے واحد کا صیغہ ہے اور اس کی جمع انصاب ہے اور نصب کہتے ہیں اس چیز کو جو پوجنے کے واسطے کھڑی کریں۔

وَالنَّصْبُ مَصْدَرٌ.

اور نصب ساتھ زبر اور سکون صاد کے مصدر ہے اس کا معنی ہے کھڑا کرنا۔

يَوْمُ الْخُرُوْجِ مِنَ الْقُبُوْرِ.

اور یوم الخروج (جو سورہ ق میں واقع ہوا ہے) مراد اس سے نکلنا قبروں سے ہے یہ دن ہے نکلنے کا قبروں سے۔

يَنْسِلُوْنَ يَخْرُجُوْنَ.

یعنی ینسلون (جو آیت ﴿الی ربھم ینسلون﴾ میں واقع ہوا ہے) کا معنی یخرجون ہے یعنی نکلیں گے۔

١٢٧٤ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِيْ جَنَازَةٍ فِيْ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَأَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ مَا

١٢٧٤۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک جنازے کے ساتھ بقیع الغرقد (مدینے کے قبرستان کا نام ہے) میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سو بیٹھ گئے اور ہم آپ کے ارد گرد بیٹھے اور آپ کے ساتھ تکیہ لگانے کی لاٹھی تھی سو آپ نے سر نیچے ڈالا یعنی جیسا کسی فکر کے وقت ڈالتے ہیں اور اپنی لاٹھی سے زمین کھودنے لگے پھر فرمایا کہ ہم میں سے ایسا کوئی نہیں یا کوئی جی ایسا پیدا نہیں ہوا مگر کہ اس کا مکان بہشت سے اور

مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلَّا كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَإِلَّا قَدْ كُتِبَ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيدَةً فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلٰى عَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيَصِيرُ إِلٰى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ قَالَ أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى﴾ الْآيَةَ.

اس کا مکان دوزخ سے لکھ دیا گیا ہے یعنی بہشتی لوگ اور دوزخی لوگ اللہ کے نزدیک مقرر ہو چکے ہیں یا یوں فرمایا مگر کہ لکھا گیا ہے بد بخت یا نیک بخت سو ایک مرد نے کہا یا رسول اللہ ہم اپنے لکھے ہوئے پر کیوں نہ اعتماد کریں اور عمل کرنا چھوڑ دیں یعنی تقدیر کے روبرو عمل کرنا بے فائدہ ہے جو قسمت میں تھا سو ہو چکا سو جو آدمی ہم میں سے اہل سعادت سے ہوگا تو آخر کو وہ ضرور اہل سعادت کے عمل کی طرف پھرے گا اور جو اہل شقاوت سے ہوگا تو وہ آخر کو ضرور اہل شقاوت کے عمل کی طرف پھرے گا یعنی پس عمل کرنا کچھ ضروری نہیں سو لکھا ہے سو ہو گا حضرت ﷺ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر ایک آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا ہے سو جو لوگ کہ اہل سعادت یعنی نیک بخت ہوں گے ان کو نیک عمل آسان معلوم ہوگا اور جو اہل شقاوت یعنی بد بخت ہوں تو ان کو بد کام آسان معلوم ہو گا پھر حضرت ﷺ نے اس مضمون کی تائید میں یہ آیت پڑھی کہ اللہ فرماتے ہے سو جس نے خیرات کی اور ڈرا اور بہتر دین یعنی اسلام کو سچا جانا سو اس پر ہم آسان کر دیں گے نیکی کرنا اور جو بخیل ہوا اور بے پرواہ بنا اور اس نے نیک دین کو جھوٹا جانا تو اس پر ہم آسان کر دیں گے کفر کی سخت راہ۔

فائدہ: اصحاب یہ سمجھتے تھے کہ تقدیر کے روبرو عمل بے فائدہ چیز ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم غلط سمجھتے ہو عمل کرنا تقدیر کے مخالف نہیں اس واسطے کہ اللہ نے عالم میں چیزوں کو پیدا کیا اور ایک کو دوسرے سے ربط دیا اور موافق اپنی حکمت کے بعض چیز کو بعض چیز کا سبب ٹھہرایا جیسے آنکھ ہے سبب بینائی کا اور کان ہے سبب شنوائی کا اور زہر سبب ہے موت کا اسی طرح نیک عمل سبب ہے بہشت کا اور بد عمل سبب ہے دوزخ کا تو معلوم ہوا کہ عمل کرنا تقدیر کے مخالف نہیں اسی طرح رزق مقدر ہے اور کسب کرنا اور کمانا اس کا سبب ہے اور کوئی اس کو مخالف تقدیر کے نہیں جانتا غرضیکہ مسلمان کو تقدیر پر ایمان لانا واجب ہے اور اس میں بحث اور گفتگو کرنا حرام ہے کہ آدمی کی عقل ضعیف ہے تقدیر کا

بھید نہیں سمجھ سکتی اکثر بہک جاتی ہیں کسی نے علی رضی اللہ عنہ سے تقدیر کا مسئلہ پوچھا تو فرمایا کہ اندھیری رات کو سمندر میں مت بیٹھ یعنی تقدیر کی حقیقت کرنا آدمی کا مقدور نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر کے پاس وعظ کرنا اور لوگوں کا اردگرد بیٹھ کر سننا درست ہے بلکہ مستحب ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور فتح الباری میں فرمایا کہ اس باب میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ قبر پر مطلق بیٹھنا منع نہیں بلکہ اس میں تفصیل ہے اس طرح کہ اگر کسی مصلحت کے واسطے ہو زندے یا مردے سے تعلق رکھتی ہو تو درست ہے مکروہ نہیں اور اگر اس میں کوئی مصلحت نہ ہو تو مکروہ ہے اور قبر پر بیٹھنے سے جو نہی آئی ہے تو وہ اس سے اخیر معنی پر محمول ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَاتِلِ النَّفْسِ.

قاتل نفس کی وعید کا بیان یعنی جو شخص کسی کو ناحق مار ڈالے اس کے واسطے کیا عذاب ہے؟۔

فائدہ: فتح الباری میں فرمایا کہ اس باب میں قاتل غیر کا بیان ہے اور حدیث آئندہ میں اپنی جان کے مارنے والے کا بیان پس مطابقت حدیث کی باب سے غیر ظاہر ہے لیکن مراد اس سے یہ ہے کہ قاتل غیر بھی قاتل نفس کے ساتھ ملحق ہے اس واسطے کہ جب اپنے آپ کو مارنے والا دوزخ میں عذاب کیا جائے گا باوجودیکہ اس کا ظلم اپنی جان سے آگے نہیں بڑھا تو غیر کو مارنے والا بطریق اولیٰ دوزخ میں عذاب کیا جائے گا اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ناحق خون کرنے والے کی توبہ قبول نہیں پھر فرمایا کہ سنن میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے اپنے آپ کو خود مار ڈالا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ نہ پڑھا اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اس باب سے اشارہ کر دیا ہے کہ یہ مسئلہ بعض حدیثوں میں آچکا ہے لیکن چونکہ یہ حدیث اس کی شرط پر نہیں تھی اس واسطے اس کو نقل نہ کیا، واللہ اعلم۔

١٢٧٥ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيْدَةٍ عُذِّبَ بِهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ.

۱۲۷۵۔ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسلام کے سوا اور دین کی جھوٹی قسم کھائے جان بوجھ کر یعنی دل میں یہ نیت ہو کہ میں اس کو پورا نہیں کروں گا تو وہ ویسا ہی ہوگا جیسا اس نے کہا اور جو جھوٹی قسم اس طرح کھائے کہ اگر میں نے ایسا ایسا کیا تو میں تو نصرانی ہوں یا یہودی ہوں یا ہندو تو جیسے اس نے قسم کھائی ویسا ہی ہو گیا اور جو شخص کہ قتل کرے اپنی جان کو تیز لوہے سے یعنی چھری وغیرہ سے تو اس کو دوزخ کی آگ میں اسی لوہے سے عذاب کیا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے آپ کو مار ڈالنا سخت گناہ ہے کہ آدمی کو اس کے سبب سے دوزخ میں سخت عذاب کیا جائے گا اس لیے کہ آدمی کی جان اپنے ملک میں نہیں بلکہ اللہ کے ملک میں ہے پس مالک کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف کرنا جائز نہیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن اس پر سب فقہاء کا اجماع ہے کہ قاتل نفس کافر نہیں ہوتا اور اسلام سے خارج نہیں ہوتا اور جمہور علماء کے نزدیک اس کا جنازہ بھی درست ہے مگر ابو یوسف کے نزدیک درست نہیں اور یہ جو فرمایا کہ جو اسلام کے سوا کسی اور دین کی جھوٹی قسم کھائے تو ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسا اس نے کہا تو حنفیہ کے نزدیک یہ حدیث تہدید اور مبالغے پر محمول ہے کہتے ہیں کہ اس قول سے قسم منعقد ہو جاتی ہے اور کفارہ لازم ہوتا ہے لیکن قسم کھانے والا اس سے کافر نہیں ہوتا خواہ فعل ماضی کے ساتھ تعلیق کی ہو یا فعل مستقبل کے ساتھ کی ہو اس واسطے کہ کفر یقین اور اعتقاد سے ہوتا ہے اور مقصود قسم سے نفس کا زجر کرنا ہوتا ہے نہ اعتقاد اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ وسیاتی الکلام علیہ فی الایمان والنذور انشاء اللہ تعالٰی.

وَقَالَ حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا جُنْدَبٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِيْنَا وَمَا نَخَافُ أَنْ يَّكْذِبَ جُنْدَبٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ بِرَجُلٍ جِرَاحٌ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ اللّٰهُ بَدَرَنِيْ عَبْدِيْ بِنَفْسِهٖ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ.

اور جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے اگلی امتوں میں ایک مرد تھا اس کو زخم تھا (سو وہ برداشت نہ کر سکا) سو چھری سے اپنی جان کو قتل کیا سو اللہ نے فرمایا کہ میرے بندے نے اپنی جان دینے پر مجھ پر جلدی کی سو میں نے اس پر بہشت کو حرام کیا۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم بطریق مبالغے کے وارد ہوا ہے یعنی یہ حدیث زجر پر محمول ہے یا یقین کے دخول کے ساتھ مقید ہے یا مشیت الٰہی کے ساتھ معلق ہے یا یہ حکم اس کے حق میں ہے جو حلال جان کر اپنی جان کو مارے۔

١٢٧٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ يَخْنُقُ نَفْسَهٗ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ وَالَّذِيْ يَطْعُنُهَا يَطْعُنُهَا فِي النَّارِ.

١٢٧٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی جان کو گلا گھونٹ کر مار ڈالے تو وہ دوزخ میں اسی طرح اپنی جان کو گھونٹے گا اور جو کوئی اپنی جان کو چھری وغیرہ سے مارے تو دوزخ میں بھی اس کو اسی طرح مارے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے آپ کو خود مار ڈالے تو اس کو دوزخ میں سخت عذاب کیا جائے گا

اوروجہ مطابقت ان حدیثوں کی پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث کے ایک طریق میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا سو اس سے معتزلہ وغیرہ دلیل پکڑتے ہیں کہ گنہگار مسلمان ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے کبھی اس سے باہر نہیں نکلیں گے وہ کہتے ہیں کہ گنہگاروں کا ٹھکانہ ہمیشہ دوزخ ہے سو اہل سنت اس کے کئی جواب دیتے ہیں پہلا یہ کہ یہ زیادتی اس طریق میں وہم ہے اس لیے کہ صحیح اور ثابت ہو چکا ہے کہ اہل توحید اول دوزخ میں عذاب کیے جائیں گے پھر دوزخ سے باہر نکالے جائیں گے اور اس میں ہمیشہ نہیں رہیں گے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم اس کے حق میں ہے جو حلال جان کر اپنی جان کو مارے اس لیے کہ وہ حلال جاننے سے کافر ہو جاتا ہے اور کافر بے شک دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اور بعض کہتے ہیں کہ اس حدیث کا حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ یہ زجر اور مبالغے پر محمول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جزا اس کی یہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے موحدین کو دوزخ سے نکال لے گا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خلود مشیت الٰہی کے ساتھ معلق ہے یعنی ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے جب تک کہ اللہ چاہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہمیشہ رہنے سے مراد طول مکث اور درازی مدت کی ہے یعنی بہت مدت تک دوزخ میں رہیں گے حقیقی خلود اور ہیشگی مراد نہیں۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ وَالْإِسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِيْنَ رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

منافقوں کا جنازہ پڑھنا اور مشرکوں کے واسطے بخشش مانگنا مکروہ ہے روایت کیا ہے اس مضمون کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ سے جیسا کہ **باب القمیص الذی لا یکف** میں گزرا۔

فائدہ: فتح الباری میں فرمایا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے **باب کراهة الصلوة علی المنافقین** نہیں کہا بلکہ اس کے بدلے میں **ما یکرہ من الصلوۃ**......الخ کہا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں تنبیہ ہے اس پر کہ منافقوں کا جنازہ نماز ہونے کی جہت سے منع نہیں بلکہ اس جہت سے منع ہے کہ وہ اس کے مستحق نہیں اس واسطے کہ کبھی عبادت ایک جہت سے طاعت ہوتی ہے اور ایک جہت سے معصیت ہوتی ہے۔

۱۲۷۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ دُعِيَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ

۱۲۷۷۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی (منافق) مرا تو اس کے واسطے حضرت ﷺ کو بلایا گیا تا کہ اس پر نماز پڑھیں سو جب حضرت ﷺ نماز کو کھڑے ہوئے تو میں آپ کی طرف کودا اور عرض کی کہ یا حضرت! کیا آپ ابن ابی پر نماز پڑھتے ہیں اور اس نے فلاں دن ایسا ایسا اور ایسا ایسا کہا اور میں نے اس کی بے ہودہ باتوں

عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُصَلِّيْ عَلَى ابْنِ أُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا أُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَخِّرْ عَنِّيْ يَا عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ إِنِّيْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّيْ إِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِيْنَ يُغْفَرُ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى نَزَلَتِ الْأٰيَتَانِ مِنْ بَرَآءَةَ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿وَهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾ قَالَ فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ.

کو شمار کیا سو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ مجھ سے باز رہو اے عمر! سو جب میں نے بہت بار آپ سے یہ عرض کیا تو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو منافقوں کی مغفرت مانگنے اور نہ مانگنے میں اختیار دیا ہے یعنی فرمایا ہے کہ اے پیغمبر تو ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ سو میں نے بخشش مانگنا اختیار کیا اور اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ اگر میں ستر بار سے زیادہ مغفرت مانگوں تو اس کی مغفرت ہوتی تو میں ستر بار سے زیادہ مانگتا سو حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا پھر اس سے پھرے سو نہ ٹھہرے مگر تھوڑا یعنی کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ سورہ براۃ کی دو آیتیں اتریں اور وہ دونوں آیتیں یہ ہیں کہ اے رسول! نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور مرے ہیں بے حکم سو میں ابھی تعجب میں ہوں اپنی دلیری سے جو میں نے اس دن رسول اللہ ﷺ پر کی یعنی بے دھڑک آپ سے کلام کی اور اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے کہ مجھ کو حضرت ﷺ سے وہ کلام کرنی لائق تھی یا نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ منافقوں کا جنازہ پڑھنا اور ان کے واسطے مغفرت مانگنا منع ہے کہ وہ مغفرت کے مستحق نہیں، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ ثَنَآءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ. لوگوں کو مردے کی تعریف کرنا جائز ہے۔

فائدہ: مردے کی تعریف کرنی اسی وقت جائز ہے جب کہ توجہ اور ندا سے خالی ہو ورنہ درست نہیں بخلاف زندے کے کہ اس کی تعریف کرنی بالکل منع ہے کہ اس میں خود پسندی کا خوف ہے۔

١٢٧٨ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ

۱۲۷۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب ایک جنازے پر گزرے سو انہوں نے اس کی تعریف کی اور اس کو بھلا کہا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کے واسطے واجب ہو گئی پھر دوسرے جنازے پر گزرے سو اس کو بد یاد کیا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا بِأُخْرٰى فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا وَجَبَتْ قَالَ هٰذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهٰذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو بھی واجب ہو گئی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا حضرت! کیا چیز واجب ہوئی؟ فرمایا کہ اس کو یعنی پہلے کو تم نے بھلا کہا سو اس کے واسطے بہشت واجب ہوئی اور اس دوسرے کو تم نے برا کہا سو اس کو دوزخ واجب ہوئی تم اللہ کے گواہ ہو زمین میں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ کلمہ تین بار فرمایا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ میت کی تعریف کرنی جائز ہے کہ اصحاب نے پہلے مردے کی تعریف کی اور اس کو بھلا کہا وفيه المطابقة للترجمة اور یہ بھی معلوم ہوا کہ برے آدمیوں کو موت کے بعد بد کہنا اور بد یاد کرنا درست ہے اور یہ جو فرمایا کہ تم اللہ کے گواہ ہو زمین میں تو یہ شہادت اصحاب کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر زمانے اور ہر وقت کے ایماندار اور صالحین اور پرہیز گار لوگ اللہ کے گواہ ہیں ان کی تعریف کرنے اور بد کہنے پر بڑا دخل ہے اس واسطے کہ دوسری حدیث میں صریح آ چکا ہے کہ ایماندار اللہ کے گواہ ہیں اور دنیا دار اور فاسق کی تعریف اور بد کہنے کا کچھ اعتبار نہیں ان کی تعریف اور مذمت سے بہشت اور دوزخ واجب نہیں ہوتی اور بزار کی کتاب میں عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی دیندار مر گیا اور اللہ اس کی بدی جانتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کریں تو اللہ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندوں کی گواہی قبول کی اور اس کے گناہ دیدہ دانستہ معاف کیے مثل مشہور ہے کہ زبان خلق نقارہ خدا اور حاکم نے روایت کی ہے کہ فرشتے مردے کی بھلائی و برائی کے ساتھ آدمیوں کی زبان بولتے ہیں اور یہ جو کہا کہ بہشت یا دوزخ اس کو واجب ہو جاتی ہے تو مراد اس سے تاکید ثبوت کی ہے یعنی باعتبار وعدہ کریم کے اس کے واسطے بہشت یا دوزخ ثابت ہے ورنہ اللہ پر کوئی چیز واجب نہیں اور امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ جس کو لوگوں نے برا کہا تھا وہ منافق تھا۔

١٢٧٩ - حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ هُوَ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرَضٌ فَجَلَسْتُ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَمَرَّتْ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَأُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

١٢٧٩۔ حضرت ابو الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینے میں آیا اور وہاں بیماری پڑی تھی کہ لوگ اس سے مرتے تھے سو میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا سو ان کے پاس ہو کر ایک جنازہ نکلا سو اس مردے کی تعریف کی گئی سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے واسطے واجب ہوئی پھر دوسرا جنازہ گزرا سو اس کی بھی تعریف کی گئی سو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے واسطے بھی واجب ہوئی پھر تیسرا جنازہ نکلا سو اس کو برا کہا گیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرٰى فَأُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَةِ فَأُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ أَبُو الْأَسْوَدِ فَقُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ فَقُلْنَا وَثَلَاثَةٌ قَالَ وَثَلَاثَةٌ فَقُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ.

اس کو بھی واجب ہوئی ابوالاسود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ان سے پوچھا کہ اے سردار مسلمانوں کے کیا چیز واجب ہوئی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کہا جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی میں نے یہ حکم اپنی طرف سے نہیں کیا بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے کہ جس مسلمان کی چار مسلمان نیکی کی گواہی دیں اللہ اس کو بہشت میں داخل کرے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا پھر ہم نے کہا اور تین آدمی گواہی دیں تو آپ نے فرمایا تین کی گواہی سے بھی بہشت میں جائے گا پھر ہم نے کہا اور دو آدمیوں کی گواہی بھی بہشت میں لے جاتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور دو کی گواہی بھی بہشت میں لے جاتی ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا پھر ہم نے ایک شخص کی گواہی کا حال نہ پوچھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردے کی تعریف کرنی جائز ہے **وفيه المطابقة للترجمة** اور فتح الباری میں فرمایا کہ معتبر اس میں گواہی اہل فضل اور صدق کی ہے اور فاسقوں کی گواہی کا کچھ اعتبار نہیں اس لیے کہ کبھی وہ اپنے جیسے کی تعریف بھی کرتے ہیں اور اسی طرح جو شخص مردے کا دشمن ہو اس کی گواہی بھی مقبول نہیں اس لیے کہ دشمن کی گواہی مقبول نہیں پھر فرمایا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بعض لوگ اس حدیث کا یہ معنی کرتے ہیں کہ جس کو لوگ بھلا کہیں اور واقع میں بھی وہ بھلا ہو تو اس کے واسطے بہشت ہے اور اگر واقع میں بھلا نہ ہو تو اس کے واسطے بہشت نہیں پھر فرمایا کہ صحیح یہی بات ہے کہ یہ حدیث اپنے عموم پر ہے اور جو شخص مر جائے اور اللہ لوگوں کے دلوں میں اس کی تعریف کا الہام کرے تو وہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ بہشتی ہے خواہ اس کے عمل اچھے ہوں یا برے ہوں اس واسطے کہ اعمال مشیت الٰہی کے نیچے داخل ہیں اور یہ الہام الٰہی دلیل ہے واسطے معین ہونے بہشت کے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگا فائدہ تعریف کا اور یہ حکم بہشت کا نیکی کی جانب میں ظاہر ہے کہ لوگ جس کی تعریف کریں وہ اہل بہشت سے ہے خواہ اس کے اعمال اچھے ہوں خواہ نہ ہوں اور بدی کی جانب میں بھی یہ حکم ظاہر ہے کہ جس کو لوگ برا کہیں وہ دوزخی ہے لیکن یہ حکم اسی شخص کے حق میں ہے جس کی برائیاں نیکیوں سے زیادہ ہوں مگر یہ گواہی صرف اسی شخص کی معتبر ہے جو مردے کے حال سے واقف ہو اور اس کے حال کو خوب جانتا پہچانتا ہو اس واسطے کہ معرفت کے بغیر کوئی گواہی نہیں دے سکتا اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس مردے کے

چار ہمسائے پاس والے تعریف کریں کہ ہم کو نیکی کے سوا اس کا کچھ حال معلوم نہیں تو اللہ فرماتا ہے کہ میں نے ان کی گواہی قبول کی اور اس کو بخش دیا اس سے معلوم ہوا کہ گواہی اس شخص کی معتبر ہے جو مردے کے حال سے واقف ہو ناواقف کی گواہی معتبر نہیں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حاجت کے وقت مردے کی بھلائی برائی بیان کرنا جائز ہے اور یہ غیبت میں داخل نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گواہی مقبول ہے اور ادنیٰ درجہ اس کا دو گواہ ہیں اس سے کم میں کافی نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طلب کے بغیر گواہی دینی جائز ہے اور یہ کہ اعتبار ظاہر حال کا ہے باطن کا نہیں اور یہ کہ اس امت کو بڑی فضیلت ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

ان حدیثوں کا بیان جو قبر کے عذاب کے ثبوت میں وارد ہوئی ہیں۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ سب مسلمانوں کا اتفاق ہے اس پر کہ قبر کا عذاب اور منکر نکیر کا سوال حق اور سچ ہے اور اس کے ساتھ ایمان لانا واجب ہے اور حدیثیں اس باب میں متواتر آ چکی ہیں جن کی گنتی ستر کو پہنچ گئی ہے کہ ابیات التثبیت وغیرہ میں مذکور ہے اور اسی طرح اس باب میں آیتیں بھی بہت آ چکی ہیں چنانچہ ان تمام میں سے بعض کا ذکر آئندہ آئے گا اور سلف صالحین صحابہ اور تابعین سے کسی کو اس مسئلے میں اختلاف نہیں بلکہ سب متفق ہیں اس بات پر کہ قبر میں مردے کو کسی قسم کی زندگی دی جاتی ہے جس کے ساتھ وہ لذت پائے یا رنج اٹھائے لیکن ان کو اس میں توقف ہے کہ مردے کو یہ زندگی اعادی روح کے سبب سے حاصل ہوتی ہے کہ روح کو اس میں پھر ڈالا جاتا ہے یا کسی اور طرح سے حاصل ہوتی ہے جمہور علماء کہتے ہیں کہ یہ زندگی مردے کو اعادی روح کے سبب سے حاصل ہوتی ہے یعنی روح کو اس میں پھر ڈالا جاتا ہے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حدیثوں سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ منکر نکیر کے سوال کے وقت روح کو بدن میں پھر ڈالا جاتا ہے لیکن روح کے پھر ڈالنے سے حیاتی معہودہ یعنی زندگی دنیاوی حاصل نہیں ہوتی کہ اس سے روح بدن کے ساتھ قائم ہو کر اس کا مدبر بنے اور کھانے پینے وغیرہ حاجات بشری کا محتاج ہو بلکہ وہ ایک دوسری قسم کی حیاتی ہے جو دنیاوی زندگی کے مخالف ہے وہ زندگی صرف اسی قدر حاصل ہوتی ہے کہ اس سے امتحان حاصل ہو جائے اور جیسے کہ سونے والے کی زندگی جاگنے والے کی زندگی کے لیے ہے کہ سونا موت کا بھائی ہے اور سونے والے سے اطلاق اسم حیات کی نفی نہیں ہو سکتی اسی طرح دوبارہ روح ڈالنے کے وقت مردے کی زندگی بھی زندے کی حیاتی کی غیر ہے اور ایک دوسرے کے مخالف ہے اور وہ ایک قسم کی زندگی ہے کہ اس سے اطلاق اسم موت کی نفی نہیں ہو سکتی بلکہ وہ ایک امر متوسط اور درمیانہ ہے درمیان جینے اور مرنے کے جیسا کہ سونا جینے اور مرنے کے درمیان واقع ہوا ہے اور حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ زندگی مستقل ہے جیسا کہ ہر شخص دنیا میں رکھتا تھا بلکہ اس سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ مردے کو ایک قسم کی حیاتی حاصل ہوتی ہے اور زندگی کو بدن کے

ساتھ کسی قسم کا تعلق حاصل ہو جاتا ہے اور وہ زندگی بدن کے ساتھ ہمیشہ متعلق رہتی ہے اگرچہ بدن مٹی میں گل جائے اور پارہ پارہ ہو جائے اور نیز ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ قبر کا عذاب دائمی عذاب ہے جو ہمیشہ رہنے والا ہے اور وہ عذاب کفار اور بعض گنہگاروں کے ساتھ خاص ہے اور دوسرا عذاب منقطع ہونے والا ہے اور وہ عذاب ان کے واسطے ہے جن کے گناہ تھوڑے ہوں گے کہ وہ اپنے گناہوں کے موافق قبر میں عذاب بھگت کر اس سے نجات پائیں گے اور کبھی دعا اور صدقے وغیرہ سے بھی عذاب بند ہو جاتا ہے اور مراد عذاب قبر سے برزخ کا عذاب ہے جو دنیا اور آخرت کے درمیان واسطہ ہے اور اضافت عذاب کی طرف قبر کے واسطے غلبے کے ہے کہ اکثر لوگ قبروں میں دفن کیے جاتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ جس کو عذاب کرنا چاہے اس کو ہر طور سے عذاب کر سکتا ہے اگرچہ وہ پانی میں غرق ہو گیا ہو یا آگ میں جل کر راکھ ہو گیا ہو اور یا جانوروں کے شکموں میں تحلیل ہو گیا ہو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ ان جزوں کو جانتا ہے اور ان پر قادر ہے کوئی چیز اس کے علم وقدرت سے باہر نہیں نکل سکتی اگر چاہے تو اسی جز کو جان بخشے اور عذاب کرے اور نعمت دے لیکن بعض خارجی اور معتزلہ عذاب قبر سے مطلق انکار کرتے ہیں اور اسی طرح بعض ملحدین اور زندیق فلسفی بھی اس سے انکار کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اگر قبر کو کھود کر دیکھا جائے تو مردے پر عذاب کی کوئی نشانی معلوم نہیں ہوتی اور فرشتوں کا مارنا اور سانپ بچھو کا کاٹنا کچھ نظر نہیں آتا بلکہ مردہ بدستور اپنے سابق حال پر ہوتا ہے اور حس وحرکت اس میں کچھ معلوم نہیں ہوتی اور اسی طرح قبر کا تنگ ہونا اور مد بصر تک فراخ ہونا بھی کچھ معلوم نہیں ہوتا سو جواب اس کا یہ ہے کہ ایماندار کو واجب ہے کہ اس کے ساتھ ایمان لائے اور بغیر دیکھے فرشتوں اور سانپ وغیرہ کا ہونا اور مردے کو کاٹنا مان جائے اور یقین کر لے کہ یہ سب چیزیں حق ہیں اور واقع میں موجود ہیں محض خیال اور مثال نہیں اور ہمارا ان کو نہ دیکھنا ان کے وجود کی نفی نہیں کر سکتا اس واسطے کہ عالم ملکوت کو آدمی سر کی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا بلکہ اس کے واسطے دوسری آنکھیں ہیں جو اس عالم سے تعلق رکھتی ہیں کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ جبرائیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے اور آپ سے بات چیت کرتے تھے اور اللہ کا پیغام پہنچاتے تھے اور اصحاب اس کے ساتھ ایمان لاتے تھے اور جبرئیل علیہ السلام کا آنا مان جاتے تھے حالانکہ ان کو کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا نہ جبرئیل کو دیکھتے تھے اور نہ اس کی آواز سنتے تھے اور نیز اگر قبر کے سانپ وغیرہ سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ فرشتوں اور شیاطین کے وجود سے بھی انکار کیا جائے اور جیسے کہ فرشتے آدمیوں کے مشابہ نہیں ویسے ہی سانپ اور بچھو جو مردے کو کاٹتے ہیں وہ بھی اس جہان کے سانپ بچھو کی جنس سے نہیں بلکہ دوسری جنس سے ہیں جو دوسری آنکھوں سے نظر آتے ہیں اور یہ امر اللہ کی قدرت کے آگے محال نہیں بلکہ ممکن ہے اور عادت میں بھی اس کی نظیر موجود ہے اور وہ سونے والا ہے کہ وہ اپنی خواب میں لذت پاتا ہے اور رنج اٹھاتا ہے اور اس کو خواب میں سانپ کاٹتا ہے اور وہ فریاد کرتا ہے اور جو آدمی اس کے پاس جاگتا ہے اس کو کچھ بھی نظر نہیں آتا اور کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا بلکہ اس کو بدستور

اپنے حال پر سویا دیکھتا ہے بلکہ بعض اوقات جاگتا آدمی بھی کسی چیز کو سن کر اپنے دل میں لذت پاتا ہے اور اپنے دل میں کسی چیز کی فکر کرنے سے رنج پاتا ہے حالانکہ اس کے پاس بیٹھنے والے کو کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا پس اسی طرح قبر کے عذاب اور سانپ وغیرہ کو سمجھنا چاہیے کہ زندہ آدمی کو اس کے حال سے کچھ خبر نہیں ہوتی اس سے ان کے وجود کی نفی لازم نہیں آتی اور ظاہر یہ بات ہے کہ اللہ نے ان کی آنکھوں کو اس کے مشاہدے سے پھیر دیا اور اس کو ان سے پوشیدہ کر دیا ہے تاکہ لوگ دفن کرنے سے باز نہ رہ جائیں اور اسی طرح جو شخص کہ اللہ کو قادر جانتا ہے اور اس کو زندہ کرنے والا مانتا ہے تو وہ لحد اور صندوق کے فراخ ہو جانے کو ہرگز بعید نہیں کہہ سکتا اور مردے کے بعض اجزاء یا کل اجزاء میں زندگی پیدا کرنے کو مشکل نہیں جانتا اور بعض معتزلہ کہتے ہیں کہ قبر کا عذاب کافروں کے ساتھ خاص ہے یہ قول جبائی کا ہے لیکن بعض حدیثیں صریح ہیں ان کے رد میں اور ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو قبر کے عذاب میں ہمیشہ شک رہتا تھا یہاں تک کہ یہ سورۃ نازل ہوئی ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ﴾ اور ابن حبان نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت ﴿فَإِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ مراد معیشۃ ضنکا سے قبر کا عذاب ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿وَلَوْ تَرٰى إِذِ الظَّالِمُوْنَ فِيْ غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوْا أَيْدِيْهِمْ أَخْرِجُوْا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ﴾.

اور ان آیتوں کی تفسیر کا بیان اللہ نے فرمایا کہ اگر کبھی تو دیکھے جس وقت ظالم موت کی بیہوشی میں اور فرشتے ہاتھ کھول رہے ہیں کہ نکالو اپنی جان کو آج تم کو جزا ملے گی ذلت کی مار اور عذاب خواری کا۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ عذاب موت کے وقت ہوتا ہے دفن کرنے سے پہلے اور یہ عذاب اگرچہ دفن کرنے سے پہلے ہے لیکن یہ منجملہ اس عذاب کے ہے جو قیامت سے پہلے واقع ہوتا ہے پس یہ دلیل ہے واسطے عذاب قبر کے کہ وہ بھی قیامت سے پہلے واقع ہوتا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت کو اس واسطے مقدم کیا کہ تنبیہ کرے اس بات پر کہ قبر کا عذاب قرآن سے ثابت ہے۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْهُوْنُ هُوَ الْهَوَانُ وَالْهَوْنُ الرِّفْقُ وَقَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ إِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ﴾.

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ هون پیش ہا کے ساتھ هوان کو کہتے ہیں جس کا معنی خواری ہے اور هون زبر کے ساتھ جو آیت یمشون علی الارض هونا میں واقع ہوا ہے رفق کو کہتے ہیں جس کا معنی نرمی کرنا ہے اور اللہ نے فرمایا کہ ہم ان کو عذاب کریں گے دوبار پھر پھیر دیں گے ان کو طرف

بڑے عذاب کی۔

فائدہ: طبرانی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مراد دوبار عذاب کرنے سے ایک دنیا کا عذاب ہے یعنی قتل اور حبس وغیرہ اور دوسرا قبر کا عذاب ہے پس اس آیت سے قبر کا عذاب ثابت ہوا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ.

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی ﴿وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ النَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَّيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ اور الٹ پڑا فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب آگ ہے کہ دکھاتے ہیں ہم ان کو صبح اور شام اور جس دن اٹھے گی قیامت کہا جائے گا کہ داخل کرو فرعون کی قوم کو سخت سے سخت عذاب میں۔

فائدہ: قرطبی نے کہا کہ جمہور علماء اس پر ہیں کہ یہ ان کو آگ کے سامنے کرنا برزخ میں واقع ہوتا ہے کہ مراد اس سے قبر ہے اس دلیل سے کہ وہ قیامت کے عذاب کے مقابلے میں واقع ہوا ہے سو ضروری ہے کہ وہ عذاب قیامت سے پہلے ہو اور قیامت سے پہلے برزخ اور قبر کے سوا اور کوئی جگہ نہیں پس اس آیت سے قبر کا عذاب ثابت ہوا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی کے مرنے کے بعد روح باقی رہتی ہے فنا نہیں ہوتی اس واسطے کہ اگر ارواح باقی نہ ہوتی تو آگ کے سامنے کرنے کے کوئی معنی نہ تھے اور یہی قول ہے تمام اہل سنت کا امام ابن قیم رحمہ اللہ نے کتاب الروح میں فرمایا کہ بدن میں مرنے کے ساتھ روح بھی مرتا ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں صواب یہ ہے کہ روح بدن کے ساتھ نہیں مرتی اور فنا نہیں ہوتی بلکہ بالاجماع زندہ اور باقی رہتی ہے عذاب میں یا نعمت میں اور قیامت میں بھی صور پھونکنے سے فنا نہیں ہوں گی اور آیت ﴿کل من علیها فان﴾ سے مخصوص ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نفس اور روح ایک چیز ہے اور اس مسئلے میں کئی قول ہیں وسیاتی الاشارۃ الی شی منها.

١٢٨٠ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِيْ قَبْرِهٖ أُتِيَ ثُمَّ شَهِدَ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾.

١٢٨٠۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایماندار قبر میں بٹھایا جاتا ہے اس حال میں کہ اس کے پاس فرشتے آتے ہیں پھر گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی لائق بندگی کے نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہے پس یہی گواہی مراد ہے اس آیت میں کہ مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بعد انقطاع زندگی کے کہ وہ قبر کا وقت ہے اور آخرت کی منزلوں سے پہلی منزل ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر کا عذاب برحق ہے، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا وَزَادَ ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ آیت قبر کے عذاب میں نازل ہوئی۔

فائدہ: کرمانی نے کہا کہ اس آیت میں قبر کے عذاب کا ذکر نہیں مگر شاید کہ آدمی کے حال کو جو قبر میں ہوتا ہے عذاب قبر کہا گیا واسطے غلبہ دینے فتنے کافر کے اوپر فتنے مؤمن کے اور نیز قبر خوف او روحشت کی جگہ ہے اور نیز فرشتوں سے اکثر خوف آتا ہے اس واسطے اس کا نام عذاب قبر رکھا گیا معلوم ہوا کہ ایماندار قبر کے عذاب سے محفوظ ہے اور اس کے حال کو عذاب قبر کہنا باعتبار تغلیب کے ہے یا بوجہ خوف اور وحشت کے ہے۔

۱۲۸۱ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَهْلِ الْقَلِيْبِ فَقَالَ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا فَقِيْلَ لَهٗ تَدْعُوْ أَمْوَاتًا فَقَالَ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لَّا يُجِيْبُوْنَ.

۱۲۸۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے کنوئیں والوں پر کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ بھلا تم نے سچ پایا جو تمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا سو کسی نے آپ کو کہا کہ کیا آپ مردوں کو پکارتے ہیں فرمایا کہ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو یعنی وہ لوگ بھی تمہاری طرح سنتے ہیں لیکن جواب نہیں دے سکتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردے کو قبر میں زندہ کیا جاتا ہے تا کہ وہ لذت اٹھائے یا عذاب اٹھائے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنوئیں والوں سے کلام کی اور ان کو اللہ کا وعدہ یاد دلایا معلوم ہوا کہ مردے کو قبر میں عذاب ہوتا ہے ورنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرماتے کہ بھلا تم نے سچ پایا جو تمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا وفيه المطابقة للترجمة.

۱۲۸۲ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُوْنَ الْاٰنَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُوْلُ لَهُمْ حَقٌّ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾.

۱۲۸۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف یہ فرمایا ہے کہ بیشک بدر والوں کو معلوم ہوا کہ جو چیز میں ان کو کہتا تھا وہ حق ہے اور اللہ نے فرمایا کہ تو مردوں کو نہیں سناتا۔

فائدہ: اس حدیث سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ مردے کو قبر میں عذاب ہوتا ہے اس لیے کہ جب بدر کے کنوئیں والے مردوں نے اپنے کان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام اور جھڑک سنی اور اس کو جان لیا تو باقی

حواس سے عذاب قبر کا رنج اٹھانا بھی ممکن اور جائز ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس قول میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کو رد کر دیا ہے لیکن جمہور علماء عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخالف ہیں کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کو قبول کر لیا ہے کہتے ہیں کہ اور لوگوں نے بھی اس کے موافق روایت کی ہے اور جمہور علماء عائشہ رضی اللہ عنہا کے استدلال کا یہ جواب دیتے ہیں کہ مراد اس آیت میں یہ ہے کہ تیرا سنانا ان کو فائدہ نہیں دیتا یا تو ان کو نہیں سنا سکتا مگر اللہ چاہے تو سنا سکتا ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اور اس آیت میں تعارض نہیں اس واسطے کہ مردے بیشک نہیں سنتے لیکن جب اللہ سنانا چاہے تو جس کی شان سے نہ سننا ہو وہ بھی سن سکتا ہے جیسے کہ فرمایا کہ ہم نے امانت کو آسمان اور زمین پر پیش کیا اور مغازی میں آئے گا کہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ نے بدر والوں کو اس وقت زندہ کر دیا تھا تا کہ نبی کی کلام سنیں واسطے جھڑک کے اور افسوس کے اور ابن جریر اور کرامیہ نے اس قصے سے دلیل پکڑی ہے کہ قبر میں سوال فقط بدن کو ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس میں کسی قسم کی حیاتی پیدا کرتا ہے جس سے وہ اس کو سمجھ سکے اور لذت اور عذاب اٹھائے اور ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ہبیرہ کا یہ مذہب ہے کہ سوال فقط روح کو ہوتا ہے بدن کو نہیں ہوتا اور جمہور علماء بلکہ ان کے سوا سب اہل سنت کا یہی مذہب ہے کہ سوال بدن اور روح دونوں کو ہوتا ہے اور عذاب وثواب بھی دونوں کو ہوتا ہے کہتے ہیں کہ حدیث میں ثابت ہو چکا ہے کہ روح کو بدن میں پھر ڈالا جاتا ہے اور اگر سوال فقط روح کو ہوتا تو قبر کے ساتھ اس کو کوئی خصوصیت نہ ہوتی یعنی جو لوگ کہ قبروں میں مدفون ہوتے ہیں ان کو خاص کر قبر میں سوال ہونے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ قبر کے بغیر بھی یہ سوال ہو سکتا ہے اور مردے کے اجزا کا متفرق اور جدا جدا ہونا اس کو مانع نہیں اس لیے کہ جیسے اللہ تعالیٰ اس کے تمام اجزا کے جمع کرنے پر قادر ہے ویسے اس کے بعض اجزا میں حیاتی اعادہ کرنے پر بھی قادر ہے تا کہ اس پر سوال واقع ہو اور جو لوگ کہ سوال کو فقط روح کے ساتھ خاص کرتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ جب قبر میں مردے کو سوال کے وقت دیکھا جاتا ہے تو اس میں سوال کی کوئی نشانی معلوم نہیں ہوتی نہ بٹھانا وغیرہ نظر آتا ہے اور نہ قبر کی فراخی تنگی معلوم ہوتی بلکہ سب کچھ سابق حال پر نظر آتا ہے اور اسی طرح مصلوب اور غریق وغیرہ جو قبر میں دفن نہیں ہوتے ان میں عذاب کا کوئی اثر نہیں آتا سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ امر اللہ کی قدرت کے آگے محال نہیں بلکہ ممکن ہے اور عادت میں بھی اس کی نظیر موجود ہے جیسا کہ اوپر گزرا کہ سونے والا خواب میں لذت پاتا ہے اور رنج اٹھاتا ہے اور اس کو خواب میں سانپ کاٹتا ہے اور وہ فریاد کرتا ہے حالانکہ اس کے پاس بیٹھنے والے کو کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات جاگتا آدمی بھی کسی چیز کو سن کر لذت پاتا ہے اور اپنے دل میں کسی چیز کے فکر کرنے سے رنج پاتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والے کو کچھ معلوم نہیں ہوتا اسی طرح مردے کا حال بھی سمجھنا چاہیے کہ اس کو بھی عذاب ہوتا ہے اور زندے آدمی کو اس سے کچھ خبر نہیں ہوتی اور یہ شبہ ان کو اس واسطے پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے غائب کو شاہد پر قیاس کیا اور بعد الموت کے حال کو قبل الموت کے حال پر قیاس کیا مگر یہ بڑی سخت غلطی ہے اور ظاہر یہ

بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی آنکھوں کو اس کے مشاہدے سے پھیر دیا ہے اور اس کو ان سے پوشیدہ کر دیا ہے تا کہ مردوں کے دفن کرنے سے باز نہ رہ جائیں اور جمہور کے مذہب کے مطابق بہت حدیثیں آ چکی ہیں ان تمام میں سے یہ حدیث ہے کہ مردہ آدمیوں کے جوتوں کی آہٹ کو سنتا ہے اور قبر کے دبوچنے سے اس کی پسلیاں مختلف ہو جاتی ہیں اور اس کو گرز سے مارا جاتا ہے اور اس کو بٹھایا جاتا ہے اور یہ سب جسم کے اوصاف ہیں یعنی اگر سوال فقط روح ہی کو ہوتا اور روح کو بدن میں نہ اعادہ کیا جاتا تو جوتوں کی آواز سننے کے کوئی معنی نہ تھے اور پسلیوں کے مختلف ہونے اور مارنے اور بٹھانے کا کوئی مطلب نہ تھا پس معلوم ہوا کہ روح کو بدن میں پھر ڈالا جاتا ہے اور عذاب اور سوال بدن اور روح دونوں کو ہوتا ہے اور نیز جاننا چاہیے کہ ابن قیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ارواح آدمیوں سے پہلے پیدا ہوئیں ہیں اور نیز فرمایا کہ روح ایک جسم ہے اس کی ماہیت اس جسم محسوس کے مخالف ہے اور وہ ایک جسم نورانی ہے علوی ہے خفیف ہے زندہ ہے متحرک ہے اعضاء میں سرایت اور نفوذ کرتا ہے جیسا کہ پانی گلاب میں سرایت کرتا ہے اور تیل زیتون میں سرایت کرتا ہے اور آگ کوئلے میں سرایت کرتی ہے سو جب تک کہ یہ اعضاء بدنی صحیح رہتے ہیں اور اس کے آثار قبول کرنے کی ان میں صلاحیت باقی رہتی ہے تب تک یہ جسم نورانی ان میں جاری ساری رہتا ہے اور جب یہ اعضاء فاسد ہو جائیں اور اس کے اثر قبول کرنے کے لائق نہیں رہتے تو اس وقت یہ جسم نورانی خارج ہو جاتا ہے اور بدن سے جدا ہو کر عالم علوی کے ارواح کی طرف چڑھ جاتا ہے اور اس مسئلے میں یہی قول صواب ہے اور یہی حق ہے اور قرآن و حدیث بھی اسی پر دلالت کرتا ہے اور یہی قول ہے اصحاب کا اور اس کے سوا سب اقوال باطل اور غلط ہیں۔

تنبیہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اور اس کے معارض عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو اکٹھا ذکر کیا تو اس میں اشارہ ہے طرف جمع کرنے ان دونوں حدیثوں کے اس طرح کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اس پر محمول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب بدر والوں سے سوال قبر کے وقت واقع ہوا اور اس وقت ان کے ارواح ان میں ڈالے گئے تھے اور دوسری حدیثوں سے معلوم ہو چکا ہے کہ کافر سوال کے وقت عذاب کیا جاتا ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا انکار سوال کے سوا دوسرے وقت پر محمول ہے پس اس تقریر سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے اس باب میں لانے کی وجہ ظاہر ہوگئی۔

۱۲۸۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ سَمِعْتُ الْأَشْعَثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ يَهُوْدِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ

۱۲۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس کے پاس ایک یہودی عورت آئی سو اس نے قبر کے عذاب کو ذکر کیا اور اس کو کہا کہ اللہ تجھ کو قبر کے عذاب سے پناہ دے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبر کا عذاب پوچھا کہ کیا مردے کو قبر میں عذاب ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں قبر کا عذاب حق

الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلّٰى صَلَاةً إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ زَادَ غُنْدَرٌ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ.

ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز پڑھی ہو مگر کہ آپ نے قبر کے عذاب سے پناہ مانگی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر کا عذاب سچ اور حق ہے اور اس میں کچھ شک نہیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور فتح الباری میں فرمایا کہ ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ مدینے کی دو بوڑھیاں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور دونوں نے قبر کے عذاب کا ذکر کیا سو یہ روایت محمول ہے اس پر کہ ایک نے کلام کی اور دوسری چپ رہی سو اس کی تقریر کی وجہ سے مجازًا یہ کلام دونوں کی طرف منسوب کی گئی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار عذاب قبر سے انکار کیا اور فرمایا کہ یہ صرف یہودی کے حق میں ہے اور دوسروں کو نہیں پھر چند روز کے بعد فرمایا کہ مجھ کو وحی ہوئی کہ تم قبروں میں عذاب کیے جاؤ گے سو ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے اس واسطے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے پہلی بار یہودیہ کے قول پر انکار کیا اور متن کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے پہلی بار ہی اس کے قول کی تصدیق کی سو جواب اس کا یہ ہے جو کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ دونوں حدیثیں دو واقعوں پر محمول ہیں یعنی یہ دو واقعوں کا ذکر ہے پہلے واقعہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول انکار کیا پھر چند روز کے بعد آپ کو وحی کے بتلانے سے قبر کا عذاب معلوم ہوا لیکن آپ نے اتفاقًا عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ بتلایا تھا پھر دوسری بار وہ یہودیہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور اس نے عذاب قبر کا ذکر کیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے انکار کی دلیل سے اس پر انکار کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی کہ قبر کا عذاب حق ہے اور مجھ کو اس باب میں وحی نازل ہو چکی ہے پس اس سے حدیثوں میں تطبیق ہو گئی اور تعارض دفع ہو گیا لیکن یہاں ایک شبہ وارد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر کا عذاب مدینے میں معلوم ہوا اور آیت ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ﴾ اور ﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا﴾ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر کا عذاب آپ کو مکے میں معلوم ہوا کہ یہ آیتیں مکی ہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ ان آیتوں سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں کافروں کو عذاب ہو گا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے انکار نہیں کیا تھا کہ وہ آپ کو قرآن سے معلوم ہو چکا تھا بلکہ آپ کا انکار صرف اس واسطے تھا کہ موحدین اہل توحید کو قبر میں عذاب نہیں ہو گا سو جب وحی کے ذریعہ سے آپ کو معلوم ہوا کہ بعض موحدین کو بھی عذاب ہو گا تو آپ کو اس کا یقین ہو گیا اور امت کو اس سے ڈرایا اور اس سے پناہ مانگنا فرمایا پس اس تقریر سے تعارض دفع ہو گیا اس لیے کہ

مراد آیتوں سے کافروں کا عذاب ہے اور مراد انکار سے موحدین کا عذاب ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر کا عذاب اس امت محمدی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ سب امتوں کا یہی حال ہے بخلاف سوال کے کہ اس میں اختلاف ہے، کما سیاتی.

١٢٨٤ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا تَقُوْلُ قَامَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِي يُفْتَتَنُ فِيْهَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّةً.

۱۲۸۴۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو آپ نے قبر کے فتنے کو ذکر کیا جس میں آدمی مبتلا کیا جائے گا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ذکر کیا تو مسلمان لوگ سخت روئے اور بہت چلائے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر کا عذاب حق ہے، وفيه المطابقة للترجمة اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر کا عذاب کافروں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ بعض گنہگار مسلمانوں کو بھی ہوتا ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ قبر کا عذاب کافروں کے ساتھ خاص ہے سو یہ حدیث صریح ہے ان کے رد میں۔

١٢٨٥ ـ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُوْلُهُ فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللَّهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ

۱۲۸۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور لوگ اس کو دفن کر کے پھرتے ہیں اور وہ ان کے جوتوں کی آہٹ کو سنتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں (ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک کا نام منکر ہے اور دوسرے کا نام نکیر ہے ان کی آنکھیں تانبے کی دیگ کی طرح ہیں اور ان کے دانت گائے کے سینگ کی طرح ہیں اور ان کی آواز بدلی کی کڑک کی طرح ہے زمین کو دانتوں سے کھودتے ہیں اور ان کے ساتھ ایک ہتھوڑا ہے اگر سب لوگ جمع ہوں تو اس کو نہ اٹھا سکیں) سو اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ تو اس مرد یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حق میں کیا کہا کرتا تھا اور کیا عقیدہ رکھتا

فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا قَالَ قَتَادَةُ وَذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُفْسَحُ لَهُ فِيْ قَبْرِهٖ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى حَدِيْثِ أَنَسٍ قَالَ وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ لَا أَدْرِيْ كُنْتُ أَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَّلِيْهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ.

تھا؟ سو جو شخص ایماندار ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ وہ اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسول ہے سو اس کو کہا جاتا ہے کہ دیکھ طرف ٹھکانے اپنے کی دوزخ سے کہ اللہ نے تجھ کو اس کے بدلے بہشت سے ٹھکانا بدل دیا سو وہ دونوں جگہوں کو دیکھتا ہے قتادہ نے کہا کہ ہمارے واسطے ذکر کیا گیا کہ اس کی قبر کو فراخ کیا جاتا ہے اور جو شخص کہ منافق یا کافر ہو سو اس کو کہا جاتا ہے کہ تو اس شخص کے حق میں کیا کہا کرتا تھا؟ سو وہ کہتا ہے کہ مجھ کو کچھ معلوم نہیں میں کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے سو اس کو کہا جاتا ہے کہ تو نے کچھ نہیں سمجھا اور تو نے قرآن نہیں پڑھا سو اس کو لوہے کے ہتھوڑے سے سخت چوٹ ماری جاتی ہے سو وہ چیخ مارتا ہے یعنی سخت چلاتا ہے کہ ہر چیز آس پاس کی اس کی آواز سنتی ہے مگر جن اور آدمی نہیں سنتے۔

فائدہ: ایک طریق میں اس حدیث کے اتنا لفظ زیادہ ہے کہ مسلمان کو کہا جاتا ہے کہ تو سو جا جیسے کہ دلہن سو رہتی ہے یہاں تک کہ اللہ تجھ کو اس ٹھکانے سے اٹھائے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مجھ کو چھوڑ دو کہ میں اپنے گھر والوں کو جا کر خوشخبری دوں سو اس کو کہا جاتا ہے کہ چپ رہو اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس کی قبر ستر گز چوڑی کی جاتی ہے اور اس میں چودھوں رات کے چاند کی طرح روشنی کی جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے کہ اس کو بہشت کا فرش بچھا دو اور بہشت کا لباس پہنا دو اور بہشت کا دروازہ کھول دو سو اس کو بہشت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے اور نظر پہنچنے تک اس کے واسطے قبر فراخ کی جاتی ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس کو بہت خوشی حاصل ہوتی ہے سو وہ رشک کھاتا ہے سو مٹی اس کا بدن کھا جاتی ہے اور اس کی روح ایک جانور کے بدن میں ڈالی جاتی ہے جو بہشت کے درختوں میں معلق رہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ایماندار کا روح ایسا آسان نکلتا ہے جیسا کہ مشک کے منہ سے پانی کا قطرہ گرتا ہے سو اس کو فرشتے بہشت کے کفنوں اور بہشت کی خوشبو میں لپیٹ کر آسمان پر لے جاتے ہیں سو وہ فرشتوں کی کسی جماعت پر نہیں گزرتے مگر کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ پاک روح کس کی ہے؟ سو ساتھ والے فرشتے اس کی تعریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ فلاں شخص ہے فلاں کا بیٹا ہے اچھے نام سے یاد کرتے ہیں سو جب ساتویں آسمان پر پہنچتے ہیں تو اللہ فرماتا

ہے کہ میرے بندے کا نام علیین میں لکھ دو اور اس کو لوٹا دو سو اس کی روح بدن میں ڈالی جاتی ہے سو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو کہتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے پھر کہتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ سو وہ کہتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے پھر کہتے ہیں کہ یہ شخص کون ہے جو تم میں بھیجا گیا؟ سو وہ کہتا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ فرشتے کہتے ہیں کہ تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا نبی محمد ﷺ ہے پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مردے کو قبر میں عذاب ہوتا ہے اور معلوم ہوا کہ قبر کا عذاب حق ہے وفیه المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر میں مسلمان اور کافر دونوں کو سوال ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قبر میں فقط مسلمان کو سوال ہوتا ہے کافر کو نہیں ہوتا کہ وہ قطعا دوزخی ہے اس کو سوال کرنے کا کچھ فائدہ نہیں یہ قول ابن عبدالبر کا ہے لیکن یہ حدیث صریح ہے ان کے رد میں اس لیے کہ اس کے بعض طریقوں میں کافر اور منافق کا لفظ عطف کے ساتھ واقع ہوا ہے اور احمد اور بیہقی اور ابوداؤد کی روایت میں صرف کافر ہی کا ذکر آیا ہے اور منافق کا لفظ اس میں مذکور نہیں یعنی اس میں صرف اتنا آیا ہے کہ جب کافر قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ آتا ہے...... الخ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اگر کافر یا فاجر ہو پس ثابت ہوا کہ قبر میں جیسا مسلمان سے سوال ہوتا ہے ویسا ہی کافر سے بھی سوال ہوتا ہے اور لڑکے بے تمیز کے باب میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ قبر میں اس کو بھی سوال ہوتا ہے اور یہی منقول ہے حنفیہ سے اور بہت شافعیوں کا یہ قول ہے کہ اس کو قبر میں سوال نہیں ہوتا اسی واسطے وہ کہتے ہیں کہ تلقین مستحب نہیں اور نبی کے سوال میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اس کو بھی قبر میں سوال ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو سوال نہیں ہوتا اور فرشتے سے بھی سوال نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم بالصواب اور ظاہر حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر کا سوال عربی زبان میں ہوگا اور مردے کو عربی زبان میں کلام کرنے کی طاقت دی جائے گی اور یا شاید ہر مردے کو اپنی اپنی زبان میں سوال ہوگا اور ثواب وعذاب میں جن بھی آدمیوں کی طرح ہیں اور جیسا کہ آدمیوں کو قبر میں سوال ہوتا ہے ویسا ہی جنوں سے بھی سوال ہوتا ہے اس واسطے کہ جن بھی آدمیوں کی طرح مکلف ہیں ان کو بھی عذاب وثواب ہوتا ہے جو مسلمان ہوں گے وہ بہشت میں جائیں گے اور جو کافر ہوں گے وہ دوزخ میں جائیں گے لیکن سات آدمی قبر کے سوال سے مخصوص اور مستثنیٰ ہیں ان کو قبر میں سوال نہیں ہوگا۔ پہلا شہید ہے جو اللہ کی راہ میں شہید ہوا اس کو قبر میں سوال نہیں ہوگا۔ دوسرا وہ شخص ہے جس نے اللہ کے واسطے اسلام کی سرحد پر چوکیداری کی اس کو بھی قبر میں سوال نہیں ہوگا۔ تیسرا وہ شہید ہے جو وبا میں مرگیا کہ اس کو بھی قبر میں سوال نہیں ہوگا۔ چوتھا صدیق ہے کہ اس کو بھی قبر میں سوال نہیں ہوگا۔ پانچواں نابالغ لڑکا ہے کہ اس کو بھی قبر میں سوال نہیں ہوگا۔ چھٹا وہ شخص ہے جو جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن کو مرگیا کہ اس کو بھی قبر میں سوال نہیں ہوگا۔ ساتواں وہ شخص ہے جو ہر رات کو سورۂ تبارک

الذی بیدہ الملك اور سورۂ الم سجدہ پڑھا کرے کہ اس کو بھی قبر میں سوال نہیں ہوگا۔
اور باقی تفصیل عذاب قبر وما یتعلق بہ ثمار التنکیت میں بسط کے ساتھ مذکور ہے شائق اس کا مطالعہ کرے لیکن اس باب کے ذیل میں مسئلہ مستقر ارواح کا لکھنا مناسب معلوم ہوا لہٰذا بطور اختصار کے اس مسئلے کو یہاں لکھا جاتا ہے وباللہ التوفیق سو جاننا چاہیے کہ علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ موت کے بعد قیامت تک بندوں کے روح کس جگہ رہتے ہیں آسمان میں رہتے ہیں یا زمین میں بہشت میں رہتے ہیں یا کسی دوسری جگہ میں اور تنہا رہتے ہیں یا کہ کسی دوسرے بدنوں میں ڈالے جاتے ہیں سو امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الروح میں اس مسئلے کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے خلاصہ اس کا نو قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ ایمانداروں کے روح اللہ کے نزدیک بہشت میں ہیں شہید ہوں خواہ دوسرے مسلمان ہوں مگر یہ اس وقت ہے جب کہ کوئی کبیرہ گناہ وغیرہ بہشت سے روکنے والا نہ ہو اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور عفو سے ان کے ساتھ ملاقات کرتا ہے یہ قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے اور دلیل ان کی یہ آیت ہے ﴿فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّةُ نَعِيمٍ﴾ یعنی اگر وہ ہوا پاس والوں میں تو راحت ہے اور باغ نعمت کا اور نیز دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار کی روح ایک پرندہ ہے جو بہشت کے درختوں میں معلق رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو اور یہ حدیث بڑی صحیح ہے گو بخاری، مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا اور اس مذہب کی مؤید اور بھی بہت حدیثیں ہیں جو ثمار التنکیت میں مذکور ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ایمانداروں کے ارواح بہشت کے دروازے پر رہتے ہیں اور ان کو بہشت سے کھانا، پینا وغیرہ پہنچتا ہے یہ قول مجاہد کا ہے اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمانداروں کے روح بہشت کے دروازے پر رہتے ہیں ایک نہر کے کنارے پر سبز قبے میں صبح وشام ان کو بہشت سے کھانا پہنچتا ہے اور یہ قول پہلے قول کے مخالف نہیں اس واسطے کہ جس نہر پر روح رہتے ہیں وہ نہر بہشت سے آتی ہے تو گویا کہ وہ بہشت ہی میں ہیں اگرچہ ابھی بہشت میں اپنے اصلی مکان پر نہیں پہنچے سو مجاہد کی نفی سے دخول کامل مراد ہے یعنی کامل طور پر ہر وجہ سے بہشت میں داخل نہیں ہوئے ہیں۔
تیسرا قول یہ ہے کہ بندوں کے ارواح قبروں پر ہوتے ہیں یہ قول ابن عبدالبر کا ہے اور دلیل اس کی یہ حدیث ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو صبح وشام اس کو اپنا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔ سو ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر مراد اس سے یہ ہے کہ یہ امر ارواح کو لازم ہے اور روح کبھی قبروں سے جدا نہیں ہوتے تو یہ محض خطا ہے کتاب اور سنت کے نصوص اس کو کئی طرح سے رد کرتے ہیں اور اگر مراد اس سے یہ ہے کہ کبھی کبھی قبروں پر آتے ہیں اور ان کو قبروں سے ایک قسم کا تعلق ہے اور خود اپنے اصلی مکان پر رہتے ہیں تو یہ قول حق ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کی جائے قرار اور ٹھہرنے کی جگہ صرف یہی قبروں کا میدان ہے اور تحقیق اس کی یہ ہے کہ ارواح قبروں پر ہمیشہ نہیں رہتے بلکہ وہ خود تو اعلیٰ علیین میں

رہتے ہیں لیکن ان کو قبروں سے ایک قسم کا اتصال اور لگاؤ ہے اور اسی اتصال اور تعلق کی وجہ سے صبح شام ان کا ٹھکانہ ان کو دکھایا جاتا ہے اور اسی وجہ سے اپنے سلام کہنے والے کو پہچانتے ہیں اور اصل بھید اس مسئلے کا یہ ہے کہ ارواح کا دوسرا حال ہے کہ وہ خود تو اعلیٰ علیین میں ہوتے ہیں اور اپنے بدنوں سے اتصال اور تعلق رکھتے ہیں اس طور پر کہ اگر کوئی شخص ان کو سلام کہے تو روح سلام کا جواب دیتا ہے اور حالانکہ وہ خود اعلیٰ علیین میں ہوتا ہے اور اکثر آدمیوں کو اسی جگہ سے غلطی واقع ہوتی ہے کہ ارواح کو ان اجسام معہودہ اور محسوسہ کی طرح جانتے ہیں کہ جب کوئی جسم ایک مکان میں پہنچے تو ممکن نہیں کہ ساتویں آسمان پر اعلیٰ علیین میں ہو اور قبر کے پاس پھر کر سلام کہنے والے کو جواب دے اور اس کو پہچانے اور خود اپنی جگہ میں ہو حالانکہ روح ان اجسام محسوسہ کی طرح نہیں بلکہ وہ ایک نورانی اور لطیف جسم ہے جیسا کہ اوپر گزرا اور حضرت ﷺ کی روح مبارک اعلیٰ علیین میں ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو قبر کی طرف پھیرتا ہے تا کہ سلام کہنے والے کا جواب دے اور اصحاب شہیدوں کو سلام کہتے تھے حالانکہ ثابت ہو چکا ہے کہ ان کے روح بہشت میں چرتے ہیں اور سلام کی آواز سنتے ہیں پس یا تو روح سریع الانتقال ہیں جیسا کہ آنکھ کا لمعہ ہے اور یا قبر کے ساتھ متصل ہے جیسا کہ سورج کی شعاع اور روشنی ہے کہ خود وہ چوتھے آسمان پر ہے اور اس کی روشنی زمین پر پڑتی ہے اور اسی طرح ثابت ہو چکا ہے کہ سونے والے کی روح آسمان پر چڑھتی ہے یہاں تک کہ ساتوں آسمان پھاڑ کر اوپر چلی جاتی ہے اور اللہ کے آگے سجدہ کرتی ہے پھر ایک لمحے میں اپنے بدن میں پھر آتی ہے اور نیز ثابت ہو چکا ہے کہ فرشتے مردے کی روح کو ساتویں آسمان سے اوپر لے جاتے ہیں سو وہ اللہ کے آگے سجدہ کرتی ہے پھر اندک لحظے (آنکھ جھپکنے میں یا تھوڑی دیر میں) میں غسل اور کفن میں حاضر ہو جاتی ہے پس معلوم ہوا کہ روح کی حرکت نہایت سریع اور تیز ہے کہ آنکھ مارنے کے اندازے میں اعلیٰ علیین سے قبر پر چلی آتی ہے اور پھر جاتی ہے اور یہی حال ہے فرشتوں کا کہ وہ بھی آنکھ کے لمحے میں آسمان سے زمین پر آتے جاتے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ اور چوتھا قول یہ ہے کہ ایمانداروں کے ارواح اللہ کے نزدیک رہتے ہیں اور ان کی دلیل یہ آیت ہے ﴿أَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ یعنی وہ زندہ ہیں نزدیک اللہ کے ان کو رزق پہنچتا ہے اور حاصل اس کا پہلے قول کے موافق ہے۔ پانچواں قول یہ ہے کہ ایمانداروں کے ارواح بہشت میں رہتے ہیں اور کافروں کو ارواح دوزخ میں رہتے ہیں اور یہ قول بھی پہلے قول کے موافق ہے اور کافروں کے ارواح کا بیان آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ چھٹا قول یہ ہے کہ ایمانداروں کے ارواح جابیہ میں رہتے ہیں اور کافروں کے ارواح برہوت میں رہتے ہیں یہ قول اہل سنت کی ایک جماعت کا ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ ایک جماعت صحابہ سے بھی یہی منقول ہے اور جابیہ ایک گاؤں کا نام ہے واسط میں اور برہوت ایک کنوئیں کا نام ہے یمن میں لیکن ابن قیم نے کہا کہ اگر مراد اس سے تمثیل اور تشبیہ ہے کہ ایمانداروں کے ارواح ایک فراخ اور پاک مکان میں رہتے ہیں جیسا کہ جابیہ فراخ اور عمدہ مکان ہے تو یہ معنی قریب ہے اور اگر یہ مراد نہیں تو

جب تک اس کی کوئی سند مرفوع حدیث سے ثابت نہ ہوسکے تب تک اس کو قبول کرنا درست نہیں ۔ ساتواں قول یہ ہے کہ ایمانداروں کے ارواح ساتویں آسمان پر اعلیٰ علیین میں رہتے ہیں اور کافروں کے ارواح ساتویں زمین کے نیچے سجین میں ہیں یہ قول ایک جماعت کا ہے سلف سے اور اس قول پر بھی کئی حدیثیں دلالت کرتی ہیں لیکن ان سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ ہمیشہ اس جگہ رہتے ہیں اور ان کے قرار کی جگہ وہی ہے بلکہ مراد اس سے یہ ہے کہ موت کے بعد روح اعلیٰ علیین میں اللہ کی پیشی کے واسطے حاضر ہوتی ہے پس اس کا نام علیین یا سجین میں لکھ کر پھر اس کو فرشتوں کے سوال کے واسطے قبر کی طرف پھیر دیتے ہیں پھر اس کے بعد اپنی اصلی ٹھہرنے کی جگہ جا ٹھہرتی ہے، کما سلف۔ آٹھواں قول یہ ہے کہ ایمانداروں کے ارواح زمین کے برزخ میں رہتے ہیں اور جس جگہ چاہتے ہیں جاتے ہیں یہ قول سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور برزخ اس چیز کو کہتے ہیں جو دو چیزوں کے درمیان پردہ ہو گویا مراد سلمان رضی اللہ عنہ کی وہ زمین ہے جو دنیا اور آخرت کے درمیان واقع ہے کہ ارواح وہاں جس جگہ چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں اور یہ قول قوی ہے اس لیے کہ روح نے دنیا سے مفارقت کی ہے اور ابھی آخرت میں داخل نہیں ہوئی بلکہ عالم برزخ میں ہے دنیا اور آخرت کے درمیان سو ایمانداروں کے ارواح وسیع برزخ میں ہیں کہ وہاں راحت اور نعمتیں ہیں اور کافروں کے روح تنگ برزخ میں ہیں کہ وہاں غم اور عذاب ہے۔ نواں قول یہ ہے کہ ایمانداروں کے ارواح آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ میں ہیں اور کافروں کے ارواح ان کے بائیں ہاتھ میں ہیں اور دلیل اس قول کی معراج کی حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات کو کچھ لوگ آدم علیہ السلام کے کچھ دائیں اور کچھ بائیں دیکھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ دائیں والے لوگ بہشتی ہیں اور بائیں والے دوزخی ہیں لیکن اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آدم علیہ السلام کا دایاں اور بایاں ارواح کے ہمیشہ ٹھہرنے کی جگہ ہے اور ان کے قرار کا مکان یہی ہے بلکہ اس سے صرف اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام کی اولاد دو طرح کی ہے کچھ بہشتی ہیں اور کچھ دوزخی ہیں نیک لوگوں کو دیکھنے سے خوش ہوتے ہیں اور دوسروں کے دیکھنے سے ناخوش ہوتے ہیں اسی واسطے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس پر اعتراض کیا ہے چنانچہ کہا ظاہراً اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں اور کافروں کے ارواح آسمان میں رہتے ہیں اور یہ مشکل ہے اس واسطے کہ قاضی عیاض نے کہا کہ ایمانداروں کے ارواح بہشت میں رہتے ہیں اور کافروں کے ارواح سجین میں رہتے ہیں پس یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ سب لوگوں کے ارواح پہلے آسمان پر جمع ہوتے ہیں پھر اس کا جواب یہ دیا کہ احتمال ہے کہ ارواح کبھی کبھی آدم علیہ السلام کے پیش کیے جاتے ہوں سو اتفاقاً وہ پیشی کا وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے ساتھ جمع ہوگیا ہو اور جس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے ہوں وہی ان کی پیشی کا وقت ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ بہشت آدم علیہ السلام کی دائیں طرف ہو اور دوزخ بائیں طرف ہو اور آدم علیہ السلام کے واسطے بہشت اور دوزخ سے پردہ اٹھایا گیا ہوتا کہ وہ دونوں کو اپنے سامنے دیکھیں اور احتمال ہے کہ مراد اس سے وہ ارواح ہوں جو ابھی بدنوں میں

داخل نہیں ہوئیں آئندہ داخل ہوں گی کہ ان کے قرار کی جگہ آدم علیہ السلام کا دایاں بایاں ہے اور دوسری جگہ میں کہا کہ احتمال ہے کہ جسموں سے نکلنے کے وقت ارواح آدم علیہ السلام پر پیش کیے جاتے ہوں نہ یہ کہ ان کے قرار کی جگہ بھی آدم علیہ السلام کا دائیاں بائیاں ہے اور آدم علیہ السلام کے دیکھنے سے یہ لازم نہیں کہ ان کے واسطے آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہوں پس یہ حدیث اس آیت کی معارض نہ ہوگی ﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ﴾ اور یہ آیت کافروں کے حق میں ہے بہر تقدیر اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ارواح کے قرار کی جگہ آدم علیہ السلام کا دایاں بایاں ہے پس یہاں تک وہ نو قول تمام ہوئے لیکن پہلے قول کو سب سے ترجیح ہے اور یہی بات صحیح ہے کہ ایمانداروں کے ارواح بہشت میں ہیں اور کافروں کے ارواح سجین میں۔ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان اقوال سے نہ کسی خاص قول کو صحیح کہا جاسکتا ہے اور نہ کسی کو غلط کہا جا سکتا ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ ارواح کے مستقر میں بڑا تفاوت ہے اور بڑا اختلاف ہے اور اس باب کی دلیلوں میں کچھ تعارض نہیں بلکہ ہر ایک قول ایک ایک فرقے کے حق میں وارد ہوا ہے باعتبار مختلف ہونے درجے سعادت اور شقاوت کے بعض کسی جگہ ہیں اور بعض کسی جگہ ارواح سعیدہ بھی اپنے مقار میں مختلف ہیں اور شقیہ بھی اپنے مقار میں مختلف ہیں سو بعض ان میں اعلیٰ علیین میں ہیں وہ ارواح شہیدوں کے ہیں اور بعض ان میں سے سبز پرندوں کی پوٹوں میں ہیں جو بہشت میں چرتے ہیں وہ ارواح پیغمبروں کے ہیں اور بعض بہشت کے دروازے پر محبوس ہیں اور بعض قبر میں محبوس ہیں اور بعض بہشت کے دروازے پر رہتے ہیں، کما مر اور بعض زناۃ کے تنور میں ہیں اور بعض خون کی نہر میں پس ارواح سعیدہ اور شقیہ کا کوئی خاص مستقر نہیں بلکہ سب اپنے محال اور مقار میں متفاوت ہیں اور ان کو اپنے بدنوں سے اتصال ہے۔

اور کافروں کے ارواح کی قرار گاہ میں تین قول ہیں: ایک یہ کہ وہ سجین سب سے نیچے کی ساتویں زمین میں محبوس ہیں یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ دوم یہ کہ وہ سیاہ پرندوں کی پوٹوں میں ہیں آگ میں کھاتے پیتے ہیں۔ سوم یہ کہ وہ ارواح برہوت کے کنوئیں میں ہیں، کما مر واللہ اعلم۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ ان کا مستقر بھی ارواح مؤمنین کی طرح مختلف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب کذا نقل النواب عن ابن القیم فی ثمار التنکیت.

اور معاد ابدان اور حشر اجساد پر اہل اسلام اور یہود اور نصاریٰ سب کا اتفاق ہے سب کہتے ہیں کہ قیامت کو آدمیوں کے بدن نئے بنائے جائیں گے اور سب لوگ جسموں کے ساتھ قبروں سے اٹھائے جائیں گے اور دنیا کی طرح ہو بہو سب کو دوبارہ جسم دیا جائے گا اور اس مسئلے میں بھی اختلاف ہے کہ قبر کا سوال اس امت کے ساتھ خاص ہے یا کہ اگلی سب امتوں کو بھی واقع ہوا ہے سو ظاہر حدیثوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قبر کا سوال اس امت کے ساتھ خاص ہے اگلی امتوں کو قبر کا سوال نہیں ہوا یہی قول ہے حکیم ترمذی کا کہتے ہیں کہ اگلی امتوں کے پاس رسول آتے تھے سو اگر وہ لوگ رسولوں پر ایمان لاتے تو اللہ ان کو بہشت میں داخل کرتا تھا اور اگر انکار کرتے تو دنیا میں ان پر عذاب بھیجا جاتا

تھا اور دنیا ہی میں ہلاک ہو جاتے تھے سو جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو جہان کی رحمت کے لیے بھیجا تو ان سے دنیا کا عذاب موقوف کیا اور ظاہر اسلام کو قبول کر لیا تو خواہ دل میں ایمان ہو یا نہ ہو سو اللہ نے ان کے مرنے کے بعد ان کے واسطے دو فرشتے مقرر کیے تا کہ اچھے برے کی تمیز ہو جائے اور نیک بد سے جدا ہو جائے اور ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا کہ سوال قبر کا اس امت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اگلی امتوں کو بھی قبر میں اسی طرح سوال واقع ہوا ہے اور کہا کہ حدیثوں سے اگلی امتوں کے سوال کی نفی نہیں نکلتی بلکہ حضرت ﷺ نے صرف سوال قبر کی کیفیت بیان کی ہے غیروں کے سوال کی نفی نہیں کی اور کہا کہ ظاہر یہی بات ہے کہ ہر امت قبر میں اپنے نبی سے پوچھی جاتی ہے سو اگر ان سے جواب نہ آئے تو قبروں میں عذاب کیے جاتے ہیں جیسا کہ آخرت میں عذاب کیے جائیں گے اور باب کی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں مردے کو سوال کے واسطے زندہ کیا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قبر میں مردے کو زندہ نہیں کیا جاتا اور ان کی دلیل یہ آیت ہے ﴿رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ﴾ یعنی اے الٰہی! تو نے ہم کو دو بار مارا اور دو بار زندہ کیا۔ کہتے ہیں کہ اگر قبر میں زندہ کیا جائے تو اس سے لازم آئے گا کہ تین بار مرنا اور تین بار زندہ ہونا اور یہ نص کے مخالف ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ قبر میں سوال کے واسطے زندہ کرنے سے زندگی معہودہ دنیاوی مراد نہیں کہ اس میں روح بدن کے ساتھ قائم ہو اور اس کا مدبر بنے اور کھانے پینے وغیرہ حاجات انسانی کا محتاج ہو بلکہ وہ محض اعادہ روح کا واسطے فائدہ امتحان کے ہے جیسے کہ ثبوت میں حدیثیں وارد ہو چکی ہیں مردہ اس کے ساتھ حاجات انسانی کا محتاج نہیں ہوتا پس اگر وہ زندگی مستقل ہوتی تو وہ مردہ عوارض نسانی کا محتاج ہوتا اور چونکہ وہ کسی چیز کا محتاج نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ وہ اعادہ مستقل اور اصلی نہیں بلکہ وہ اعادہ عارضی ہے کہ تھوڑی دیر کے واسطے اس میں روح ڈالی جاتی ہے جس میں کہ اس سے سوال کیا جائے اور امتحان حاصل ہو جیسا کہ بہت پیغمبروں کے واسطے لوگ زندہ کیے گئے کہ پیغمبروں نے ان سے کچھ پوچھا پھر وہ بتلا کر اسی وقت مر گئے قرآن میں موجود ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا مردے کو مارا سو وہ زندہ ہوا اور اپنے قاتل کا نام بتلا کر فوراً مر گیا۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

قبر کے عذاب سے پناہ مانگنے کا بیان یعنی قبر کے عذاب سے پناہ مانگنی مستحب ہے۔

١٢٨٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَوْنُ بْنُ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَبَتِ

١٢٨٦۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور سورج ڈوب گیا تھا سو آپ نے ایک آواز سنی سو فرمایا کہ یہود کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔

الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِيْ قُبُوْرِهَا وَقَالَ النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَوْنٌ سَمِعْتُ أَبِيْ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے عذاب قبر سے پناہ مانگی اس واسطے کہ حضرت ﷺ کی عادت سے معلوم ہو چکا ہے کہ آپ عذاب سننے کے بغیر پناہ مانگتے تھے پس عذاب سننے کے وقت آپ نے بطریق اولیٰ پناہ مانگی ہوگی وفیہ المطابقة للترجمة اور نیز اس سے معلوم ہوا کہ قبر کا عذاب نہایت سخت ہے پس اس سے پناہ مانگنی مستحب ہے اور جب معلوم ہوا کہ یہود پر یہودیت کی وجہ سے قبر میں عذاب ہوتا ہے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین وغیرہ کو بھی قبر میں عذاب ہوتا ہے اس واسطے کہ ان کا کفر شرک کے ساتھ یہود کے کفر سے زیادہ سخت ہے۔

١٢٨٧ - حَدَّثَنَا مُعَلًّى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَتْنِي ابْنَةُ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

١٢٨٧۔ حضرت امہ بنت خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ آپ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ قبر کے عذاب سے پناہ مانگنی مستحب ہے کہ حضرت ﷺ نے اس سے پناہ مانگی وفیہ المطابقة للترجمة۔

١٢٨٨ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ.

١٢٨٨۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ دعا کیا کرتے تھے کہ الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور دوزخ کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے فساد سے۔

فائدہ: زندگی کا فتنہ بیماری اور مال اور اولاد کا نقصان یا کثرت مال جو اللہ سے غافل کرے یا کفر اور گمراہی اور موت کا فتنہ اس وقت کی شدت اور دہشت یا معاذ اللہ خاتمہ بد ہونا اور مطابقت ظاہر ہے اور فتح الباری میں فرمایا کہ

اس باب کی حدیثیں پہلے باب میں داخل ہوسکتی ہیں لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب کو علیحدہ اس واسطے منعقد کیا کہ پہلے باب میں قبر کے عذاب کے اثبات اور اس کے منکر پر رد کرنے کا بیان ہے اور اس باب میں اس چیز کا بیان ہے جس کا زندگی میں اعتماد کرنا لائق ہے یعنی عذاب قبر سے نجات کے واسطے اللہ کی طرف توسل پکڑنا اور اس سے بچنے کے واسطے اس کی طرف عاجزی کرنا۔

بَابُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْغِيبَةِ وَالْبَوْلِ.

غیبت اور پیشاب سے نہ بچنے کے سبب سے قبر کا عذاب ہونا یعنی جو شخص غیبت اور پیشاب سے نہ بچے اس کو قبر کا عذاب ہوگا۔

۱۲۸۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ مِنْ كَبِيْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰى أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَسْعٰى بِالنَّمِيْمَةِ وَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ قَالَ ثُمَّ أَخَذَ عُوْدًا رَطْبًا فَكَسَرَهٗ بِاثْنَتَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى قَبْرٍ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهٗ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا.

۱۲۸۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گزرے سو فرمایا کہ بیشک ان دونوں پر عذاب ہوتا ہے اور ان پر کسی مشکل کام سے عذاب نہیں ہوتا پھر فرمایا ہاں ان پر بڑے گناہ کے سبب سے عذاب ہوتا ہے ان دونوں سے ایک تو چغلی کے واسطے دوڑتا تھا اور لوگوں کی شکایت کرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے کنارہ نہ کرتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تر ٹہنی کھجور کی پکڑی سو اس کو چیر کر دو ٹکڑے کیا اور ایک ایک ٹکڑا ہر ہر قبر پر گاڑ دیا پھر فرمایا کہ امید ہے کہ جب تک یہ تر رہیں گی تب تک ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

فائدہ: یہ حدیث باب عذاب القبر میں پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث میں غیبت کا ذکر نہیں لیکن چغلی کرنی غیبت کو مستلزم ہے اور یا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اشارہ کر دیا کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں غیبت کا ذکر بھی آ گیا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ الْمَيِّتِ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ.

مردے کو ہر صبح و شام اپنا اصلی ٹھکانا دکھایا جاتا ہے یعنی بہشت سے یا دوزخ سے۔

۱۲۹۰ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۱۲۹۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس کو اپنا اصلی مکان دکھا دیا جاتا ہے اگر وہ بہشتی ہے تو اس کو بہشتیوں کا مکان دکھایا

وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

جاتا ہے اور اگر وہ دوزخی ہے تو اس کو دوزخیوں کا مکان دکھایا جاتا ہے سو کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا مکان ہے یہاں تک کہ تجھ کو اللہ قیامت میں اٹھائے۔

فائدہ: فتح الباری میں فرمایا کہ احتمال ہے کہ صبح وشام سے مراد فقط ایک ہی صبح وشام ہو اور حتی یبعثك اللّٰہ کا یہ معنی ہو کہ قیامت تک اس کی طرف نہیں پہنچ سکے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ ہر دن کی صبح وشام مراد ہو اور یہ محمول ہے اس پر کہ مردے کی کوئی جزء زندہ کی جاتی ہے تا کہ وہ ثواب وعذاب کا ادراک کر سکے اور یہ محال نہیں کہ مردے کی ایک جز یا بعض اجزاء میں حیاتی پیدا کی جائے جس کے ساتھ خطاب اور عرض مکان صحیح ہو یعنی بلکہ ممکن ہے اور اللہ کی قدرت کے آگے آسان ہے اور پہلا معنی موافق ہے واسطے ان حدیثوں کے جو عذاب قبر میں مذکور ہوئیں اور قرطبی نے کہا کہ جائز ہے کہ یہ عرض فقط روح پر ہو یا روح کے ساتھ بدن کی کوئی جزء بھی زندہ کی جاتی ہو اور کہا کہ مراد صبح وشام سے ان کا وقت ہے نہ حقیقی صبح وشام جو دنیا میں ہوتی ہے اس لیے کہ مردے کے واسطے نہ کوئی صبح ہے اور نہ کوئی شام ہے اور کہا کہ یہ عرض مقعد ایماندار اور کافر کے حق میں تو ظاہر ہے اور جو ایماندار کہ عذاب بھگت کر بہشت میں جائیں گے ان کے واسطے بھی یہ حدیث متحمل ہے اسلیے کہ وہ بھی فی الجملہ بہشت میں داخل ہوں گے لیکن شہید لوگ اس حدیث سے مخصوص ہیں اس لیے کہ وہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں ان کے ارواح بہشت میں کھاتے پیتے ہیں اور فائدہ اس دکھانے کا یہ ہے کہ ایماندار خوش اور مشتاق ہو اور کافر کو رنج اور وحشت زیادہ ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر کا عذاب ثابت اور حق ہے اور یہ کہ روح فنا نہیں ہوتی اس واسطے کہ زندے کے بغیر عرض نہیں ہو سکتا۔

بَابُ كَلَامِ الْمَيِّتِ عَلَى الْجَنَازَةِ. چار پائی پر مردے کے کلام کرنے کا بیان۔

فائدہ: یہ باب بعینہ پہلے بھی گزر چکا ہے فتح الباری میں فرمایا کہ وہاں وہ ترجمہ پہلے باب کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے اور وہ جنازے کو جلدی لے جانا ہے اس واسطے کہ وہ حدیث جلدی چلنے کے سبب پر مشتمل ہے اور اسی طرح یہ باب بھی اس سے پہلے باب کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد اس بات کو بیان کرنا ہے کہ ابتدا عرض مقعد کے جنازہ اٹھانے کے وقت سے شروع ہوتی ہے اس لیے کہ اس وقت اس کو اپنا مآل اور مرجع معلوم ہو جاتا ہے سو کہتی ہے جو کہتی ہے۔

١٢٩١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا

١٢٩١۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنازہ چار پائی پر رکھا جاتا ہے

سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ قَدِّمُوْنِيْ وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ.

اور لوگ اس کو اپنے مونڈھوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر نیک روح ہوتی ہے تو کہتی ہے مجھ کو آگے لے چلو اور اگر نیک نہیں ہوتی تو کہتی ہے اے خرابی! تم اس کو کدھر لے جاتے ہو ہر چیز اسکی آواز سنتی ہے سوائے انسان کے اور اگر آدمی اس کو سنے تو چیخ مارے اور بیہوش ہو جائے۔

فائدہ: اس حدیث سے مردے کا کلام کرنا ثابت ہوا و فیہ المطابقہ للترجمۃ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن بھی مردے کی آواز سنتے ہیں لیکن جو عذاب کہ مردے کو دفن کے بعد ہوتا ہے اس کی آواز جن بھی نہیں سنتے علماء کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ دفن سے پہلے مردے کا چیخ مارنا دنیا کے احکام سے متعلق ہے اور دفن کے بعد کا حال آخرت کے احکام سے متعلق ہے اور آخرت کے احکام مکلفین سے محجوب اور مستور ہیں۔

بَابُ مَا قِيْلَ فِيْ أَوْلَادِ الْمُسْلِمِيْنَ.

اس چیز کا بیان جو مسلمانوں کی اولاد کے حق میں کہا گیا یعنی اگر مسلمانوں کی اولاد نابالغ مر جائے تو اس کا کیا حکم ہے بہشت میں جائیں گے یا نہیں؟۔

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ علماء متقدمین کا اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ مسلمانوں کی جو اولاد نابالغ مر جائے وہ بہشت میں جائے گی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس پر اجماع ہو چکا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ مسلمان اور ان کی اولاد بہشت میں جائیں گے اور کافر اور ان کی اولاد دوزخ میں جائیں گے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيْمَانٍ﴾ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد ان کے تابع ہوئی یعنی وہ بھی ایمان لائے تو ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملحق کر دیں گے اور ان کو بھی ان کے ساتھ بہشت میں داخل کریں گے اور یہ حدیث زیادہ ترجیح ہے اس میں جو اس آیت کی تفسیر میں وارد ہوا اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا لیکن بعض لوگوں نے اس میں توقف کیا ہے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انصار کا ایک لڑکا مر گیا سو میں نے کہا کہ اس کو خوشخبری ہے کہ اس نے ابھی کوئی برا کام نہیں کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا سوائے اس کے ہوگا اے عائشہ! بیشک اللہ نے بہشتیوں کو پیدا کیا اس حال میں کہ وہ اپنے باپوں کی پیٹھوں میں ہیں اس حدیث یعنی بہشتی اور دوزخی ہونے سے پہلے ہی ٹھہر چکے ہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو جلدی کرنے سے منع کیا ہوگا کہ دلیل کے بغیر اس کا جلدی یقین نہیں کرنا چاہیے اور یا

آپ نے یہ حدیث ان کے بہشتی معلوم ہونے سے پہلے فرمائی ہوگی پھر اس کے بعد آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ مسلمانوں کے لڑکے بہشتی ہیں۔

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ كَانَ لَهُ حِجَابًا مِّنَ النَّارِ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے تین لڑکے مر جائیں جو جوانی کو نہ پہنچے ہوں تو وہ اس کے اور دوزخ کے درمیان پردہ ہو جائیں گے یعنی اس کو دوزخ سے بچائیں گے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف جو اس کے بعض طریقوں میں صریحاً آ چکا ہے کہ ان کی اولاد ان کے ساتھ بہشت میں جائے گی کما سیاتی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور نیز بعید ہے کہ وہ اپنے والدین کے واسطے دوزخ سے پردہ ہوں اور خود دوزخ میں جائیں بلکہ وہ بطریق اولیٰ دوزخ سے محفوظ ہوں گے کہ اصل سبب رحمت کا وہی ہیں، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ.

۱۲۹۲ ۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ النَّاسِ مُسْلِمٌ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ.

۱۲۹۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں سے کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کے تین لڑکے مر گئے ہوں جو جوانی کو نہیں پہنچے مگر کہ اللہ اس کو بہشت میں داخل کرے گا بہ سبب زیادتی رحمت باپ کے لڑکوں پر۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی اولاد بھی بہشت میں جائے گی اس لیے کہ یہ بات بہت بعید ہے کہ ان کے ماں باپ ان کی طفیل سے بہشت میں جائیں اور وہ خود دوزخ میں جائیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور مفصل بیان اس کا اوپر گزر چکا ہے۔

۱۲۹۳ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ.

۱۲۹۳۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے واسطے بہشت میں دودھ پلانے والی ہے جو اس کی مدت رضاعت کو پورا کرے گی۔

فائدہ: ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال مدت رضاعت کے اندر ہوا تھا اس واسطے آپ نے یہ فرمایا پس معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی اولاد بہشت میں جائے گی وفیه المطابقة للترجمة اور امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

الحمدللہ کہ صحیح بخاری کے پانچویں پارے کا ترجمہ مکمل ہوا اور چھٹا پارہ شروع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

كتاب التهجد

كتاب الجنائز

❀ ...... ❀ ...... ❀

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ٦

حافظ محمد اسماعیل الخطیب
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام

عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَا قِيْلَ فِيْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ. کافروں کی اولاد کا بیان یعنی کافروں کے لڑکے لڑکیاں جو کہ بالغ ہونے سے پہلے مرجائیں بہشتی ہیں یا دوزخی؟

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ کافروں کی اولاد اللہ کی مشیت میں ہے جس طرح چاہے گا ان کے ساتھ معاملہ کرے گا خواہ ان کو بہشت میں داخل کرے یا دوزخ میں یہ قول حماد ین اور ابن مبارک اور اسحاق کا ہے اور بیہقی نے امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی یہی قول نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ امام مالک رحمہ اللہ کے قول کا مقتضی بھی یہی ہے لیکن امام مالک رحمہ اللہ نے صریحاً یہ بات کہیں نہیں کہی مگر ان کے اصحاب نے تصریح کی ساتھ اس کے کہ مسلمانوں کی اولاد بہشت میں داخل ہوگی اور کافروں کی اولاد اللہ کی مشیت میں ہے خواہ ان کو بہشت میں داخل کرے یا دوزخ میں اور بعض کہتے ہیں کہ اولاد اپنے ماں باپ کی تابع ہوگی یعنی مسلمانوں کی اولاد بہشت میں داخل ہوگی اور کافروں کی دوزخ میں حکایت کی ابن حزم نے یہ بات بعض خوارج سے اور ان کی دلیل یہ آیت ہے جو حضرت نوح علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ الٰہی! نہ چھوڑ زمین پر کافروں سے کوئی گھر یعنی حالانکہ ان کی اولاد بھی ان کے ساتھ تھی اور جواب اس کا یہ ہے کہ مراد اس سے خاص نوح علیہ السلام کی قوم ہے تمام جہان کے کافر مراد نہیں اور حضرت نوح علیہ السلام نے یہ دعا صرف اس واسطے مانگی تھی کہ ان کو وحی سے معلوم ہو چکا تھا کہ ہرگز نہ ایمان لائے گا قوم تیری میں سے کوئی مگر جو کہ ایمان لا چکا اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ اپنے والدین کے تابع ہوں گے لیکن یہ حدیث نہایت ضعیف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کافروں کی اولاد بہشت اور دوزخ کے درمیان ہوگی اس واسطے کہ نہ تو انہوں نے نیک عمل کیے ہیں کہ ان کے سبب سے بہشت میں داخل ہوں اور نہ انہوں نے برے عمل کیے ہیں کہ ان کے سبب سے دوزخ میں داخل ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بہشتیوں کے خادم ہوں گے اور اس بات میں ایک حدیث بھی وارد ہوئی ہے گو ضعیف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مٹی ہو جائیں گے یہ قول ثمامہ بن اشرس سے مروی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں داخل ہوں گے حکایت کی عیاض نے یہ بات امام احمد رحمہ اللہ سے اور ابن تیمیہ نے کہا کہ امام احمد رحمہ اللہ کی طرف اس قول کی نسبت کرنی غلط ہے بلکہ یہ قول ان کے بعض اصحاب کا ہے امام احمد رحمہ اللہ سے یہ قول ہرگز محفوظ نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ آخرت میں ان کا امتحان ہوگا اس طرح سے کہ ان کے سامنے آگ لائی جائے گی اور ان کو حکم کیا جائے گا کہ اس میں داخل ہوں سو جو اس میں داخل ہوگا وہ نجات پائے گا اور جو انکار کرے گا ہلاک ہوگا روایت کی یہ حدیث بزار نے انس رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اور یہ بات صحیح ہو چکی ہے کہ

آخرت میں دیوانے کا امتحان کیا جائے گا اور جو لوگ کہ فترت کے زمانہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو زمانہ گزرا ہے اس کو زمانہ فترت کہتے ہیں کہ اس میں کوئی رسول نہیں آیا اس لیے کہ فترت کے معنی منقطع ہونے کے ہیں) پیدا ہوئے اور ان کا بھی آخرت میں امتحان ہوگا یہ بات صحیح حدیثوں سے ثابت ہو چکی ہے اور بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں حکایت کی ہے کہ یہی مذہب صحیح ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بہشت میں داخل ہوں گے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہی مذہب صحیح اور مختار ہے جس کی طرف محققین گئے ہیں واسطے دلیل اس آیت کے کہ نہیں ہیں ہم عذاب کرنے والے یہاں تک کہ بھیجیں رسول اور جب کہ قبل بلوغ دعوت عاقل کو عذاب نہیں ہو سکتا تو غیر عاقل کو بطریق اولیٰ عذاب نہ ہوگا اور واسطے دلیل حدیث سمرہ رضی اللہ عنہ اور خنساء اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے بارے میں توقف کرنا چاہیے یعنی نہ ان کو بہشتی کہا جائے اور نہ دوزخی اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے حق میں کلام سے بند رہنا چاہیے اور ان دونوں قولوں میں فرق بہت دقت سے معلوم ہو سکتا ہے۔

١٢٩٤ ـ حَدَّثَنِي حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ إِذْ خَلَقَهُمْ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ.

١٢٩٤۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کافروں کی اولاد کا حال پوچھا کہ بہشت میں داخل ہوگی یا دوزخ میں؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ نے ان کو پیدا کیا تو خوب جاننے والا ہے ساتھ اس چیز کے کہ تھے عمل کرنے والے اہل جنت کے یا اہل دوزخ کے۔

فائدہ: یعنی اللہ تعالیٰ اپنے علم کے موافق ان کے ساتھ معاملہ کرے گا پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان کے حق میں توقف اولیٰ ہے۔

١٢٩٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ.

١٢٩٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کافروں کی اولاد کا حکم پوچھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے ساتھ اس چیز کے کہ عمل کرتے وہ بالغ ہونے کے بعد۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس باب میں توقف اولیٰ ہے۔

١٢٩٦ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ

١٢٩٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَثَلِ الْبَهِيْمَةِ تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةَ هَلْ تَرٰى فِيْهَا جَدْعَآءَ.

نے فرمایا کہ ہر لڑکا اسلام کے طریقہ پر پیدا ہوتا ہے سو اس کے ماں باپ اس کو یہودی کرتے ہیں یا نصرانی کرتے ہیں یا مجوسی کرتے ہیں مانند چوپائے کے کہ چوپائے کو جنتا ہے یعنی صحیح سالم کیا تم اس میں کوئی ناقص الخلقت دیکھتے ہو کہ ناک کٹا یا بوچا (جس کا کان سرے سے نہ ہو)۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اسلام قبول کرنے کی استعداد اور لیاقت ہر لڑکے کی پیدائش اور فطرت میں موجود ہے پس اگر انسان کو اس پر چھوڑا جائے اور خارجی آفت سے سالم رہے تو بدستور اس فطرتی دین پر قائم رہے اور اس کو چھوڑ کر غیر دین کی طرف کبھی نہ جائے اس واسطے کہ اس دین کی خوبی سب نفسوں میں ثابت ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ گمراہ ہوتا ہے اس سے آدمی واسطے پیش آنے کسی آفت بشریہ سے مانند تقلید وغیرہ کے اور اسی کی طرف مائے ہوئے ہیں قرطبی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کے دل پیدا کیے اس حال میں کہ وہ قبول حق کی اہلیت رکھتے ہیں جیسے کہ ان کی آنکھیں اور کان پیدا کیے اس حال میں کہ وہ مرئیات اور مسموعات کی لیاقت رکھتے ہیں سو جب تک کہ وہ اس اہلیت پر قائم تو دین اسلام کو قبول کریں اور اسی معنی پر دلالت کرتا ہے اخیر فقرہ اس حدیث کا جس جگہ کہا کہ جیسے چوپایہ چوپائے کو جنتا ہے الخ یعنی چوپایہ کے پیٹ سے صحیح سالم کامل الخلقت پیدا ہوتا ہے کوئی نقصان اس میں نہیں ہوتا سو اگر وہ بدستور ہے تو عیب سے سالم رہے لیکن کفار نے اس میں دست اندازی کی کہ مثلاً اس کے کان کاٹ ڈالے پس وہ اپنی اصل پیدائش سے باہر نکلا اور یہ تشبیہ واقع ہے اور وجہ اس کی ظاہر ہے اور امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول **یولد علی الفطرۃ** سے یہ مراد نہیں کہ جب وہ ماں کے پیٹ سے باہر آئے تو اسی وقت یہ دین جانتا ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ اللہ نے نکالا تم کو اپنی ماؤں کے پیٹوں سے اس حال میں کہ تم نہ جانتے تھے کوئی چیز لیکن مراد یہ ہے کہ فطرت اس کی تقاضا کرنے والی ہے واسطے دین اسلام اور محبت اس کی کے سو نفس فطرت اقرار اور محبت کو مستلزم ہے اور نہیں مراد ہے اس سے مجرد قبول کرنا فطرت کا واسطے اس کے اس واسطے کہ وہ مثلاً ماں باپ کے یہودی کرنے کے ساتھ متغیر نہیں ہوتی ساتھ اس طرح کے کہ نکالیں فطرت کو قبول سے بلکہ مراد یہ ہے کہ ہر لڑکا پیدا ہوتا ہے اوپر اقرار ربوبیت کے کہ ربوبیت کا اقرار اس کی فطرت میں ثابت ہے سو اگر وہ خالی چھوڑا جائے اور اس کا معارض کوئی نہ ہو تو اس کو چھوڑ کر غیر کی طرف کبھی نہ جائے جیسا کہ پیدا ہوتا ہے اوپر محبت اس چیز کے کہ اس کی طبع کے مناسب ہے دودھ پینے سے یہاں تک کہ پھیرے اس کو اس سے کوئی پھیرنے والا اسی واسطے تشبیہ دی گئی فطرت کو ساتھ دودھ کے بلکہ بعینہٖ وہی مراد ہے تعبیر

خواب میں پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کے کفر کے سبب سے لڑکے پر کفر کا حکم نہیں کیا جاتا بلکہ وہ مسلمان ہے جب تک کہ نابالغ ہو پس معلوم ہوا کہ کافروں کی اولاد بہشت میں داخل ہوگی اس واسطے کہ ان کی اصل پیدائش میں اقرار ربوبیت اور دین کی محبت ثابت ہے، انتہی ملخصا۔ (فتح)

بَابٌ . یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اس واسطے کہ اس کو پہلے باب سے تعلق ہے۔

١٢٩٧ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَآءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ مَنْ رَأَى مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَالَ فَإِنْ رَأَى أَحَدٌ قَصَّهَا فَيَقُولُ مَا شَآءَ اللَّهُ فَسَأَلَنَا يَوْمًا فَقَالَ هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِّنْكُمْ رُؤْيَا قُلْنَا لَا قَالَ لَكِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَأَخَذَا بِيَدَيَّ فَأَخْرَجَانِي إِلَى الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهِ قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ مُوْسَى كَلُّوْبٌ مِّنْ حَدِيْدٍ يُدْخِلُهُ فِي شِدْقِهِ حَتَّى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْآخَرِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَيَلْتَئِمُ شِدْقُهُ هٰذَا فَيَعُوْدُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهُ قُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُّضْطَجِعٍ عَلَى قَفَاهُ وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِهِ بِفِهْرٍ أَوْ صَخْرَةٍ فَيَشْدَخُ بِهِ رَأْسَهُ فَإِذَا ضَرَبَهُ تَدَهْدَهَ الْحَجَرُ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ لِيَأْخُذَهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَى هٰذَا حَتَّى يَلْتَئِمَ رَأْسُهُ وَعَادَ رَأْسُهُ كَمَا هُوَ فَعَادَ إِلَيْهِ

١٢٩٧۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے یعنی صبح کی تو متوجہ ہوتے ہماری طرف ساتھ اپنے منہ کے اور فرماتے کہ اگر تم میں سے کسی نے آج کی رات خواب دیکھا ہو تو بیان کرے سو اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو آپ سے بیان کرتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعبیر بیان فرماتے جو کچھ کہ اللہ چاہتا سو ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے ہم نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا مگر میں نے تو آج کی رات خواب میں دیکھا دو مردوں کو کہ میرے پاس آئے سو انہوں نے میرے دونوں ہاتھ پکڑے اور مجھ کو پاک زمین یعنی بیت المقدس کی طرف لے گئے تو وہاں ایک مرد بیٹھا ہے اور ایک مرد کھڑا ہے اس کے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا ہے اس کو بیٹھے مرد کے گل پھڑے میں ڈالتا ہے کہ اس کی گدی تک پہنچ جاتا ہے پھر اس کے دوسرے گل پھڑے (جبڑے) سے اسی طرح کرتا ہے اور یہ گل پھڑا اچھا ہو جاتا ہے یعنی جب تک دوسرے گل پھڑے کو چیرتا ہے پہلا گل پھڑا جڑ جاتا ہے پھر دوبارہ اسی طرح کرتا ہے تو میں نے کہا یہ کیا ہے؟ ان دونوں مردوں نے کہا آگے چل سو ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک چت لیٹے مرد کے پاس آئے اور ایک مرد اس کے سر پر پتھر لیے کھڑا ہے اور اس سے اس کے سر کو کچلتا

فَضَرَبَهٗ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا إِلٰى ثَقْبٍ مِّثْلِ التَّنُّوْرِ أَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَّأَسْفَلُهٗ وَاسِعٌ يَتَوَقَّدُ تَحْتَهٗ نَارًا فَإِذَا اقْتَرَبَ ارْتَفَعُوْا حَتّٰى كَادَ أَنْ يَّخْرُجُوْا فَإِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا وَفِيْهَا رِجَالٌ وَّنِسَآءٌ عُرَاةٌ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ مِّنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ قَآئِمٌ عَلٰى وَسَطِ النَّهَرِ قَالَ يَزِيْدُ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ وَعَلٰى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ فِي النَّهَرِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيْ فِيْهِ فَرَدَّهٗ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَآءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِيْ فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلٰى رَوْضَةٍ خَضْرَآءَ فِيْهَا شَجَرَةٌ عَظِيْمَةٌ وَفِيْ أَصْلِهَا شَيْخٌ وَّصِبْيَانٌ وَإِذَا رَجُلٌ قَرِيْبٌ مِّنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُوْقِدُهَا فَصَعِدَا بِيْ فِي الشَّجَرَةِ وَأَدْخَلَانِيْ دَارًا لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ وَأَفْضَلَ مِنْهَا فِيْهَا رِجَالٌ شُيُوْخٌ وَّشَبَابٌ وَّنِسَآءٌ وَّصِبْيَانٌ ثُمَّ أَخْرَجَانِيْ مِنْهَا فَصَعِدَا بِيَ الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَانِيْ دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ فِيْهَا شُيُوْخٌ وَّشَبَابٌ قُلْتُ طَوَّفْتُمَانِيَ اللَّيْلَةَ فَأَخْبِرَانِيْ عَمَّا رَأَيْتُ قَالَا نَعَمْ أَمَّا الَّذِيْ رَأَيْتَهٗ يُشَقُّ شِدْقُهٗ

ہے تو اس کو جب مارتا ہے پتھر ڈھلک جاتا ہے تو اس کی طرف وہ چلا جاتا ہے کہ لے آئے سو یہاں تک پلٹ کر نہیں پہنچتا کہ اس کا سر جڑ جاتا ہے اور درست ہو جاتا ہے جیسے کہ تھا سو وہ مرد اس کی طرف پلٹ آتا ہے اور اس کو مارتا ہے سو میں نے کہا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ آگے چل سو ہم چلے تو ایک گڑھے پر جو مثل تنور کی تھا پہنچے اس کا منہ تنگ اور اندر کشادہ ہے اس کے نیچے آگ جل رہی ہے سو جب کہ آگ قریب آ جاتی تھی (یعنی کنارے تنور کے) تو اس کے اندر کے لوگ اونچے ہو آتے تھے یہاں تک کہ قریب تھا کہ باہر نکل پڑیں پھر جب بجھتی تھی تو اس کے اندر ہو جاتے تھے اور اس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں سو میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے کہا کہ آگے چل تو ہم چلے یہاں تک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے کہ اس میں ایک مرد کھڑا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک مرد ہے اس کے آگے پتھر رکھے ہوئے ہیں پس آگے بڑھا وہ مرد جو نہر میں تھا سو جب کہ اس نے چاہا کہ باہر نکلے کنارے والے مرد نے اس کے منہ پر پتھر مارا اور اس کو ہٹایا جہاں کہ وہ تھا سو جب وہ نکلنے لگتا تھا تو اس کے منہ پر پتھر مارتا تھا سو وہ پلٹ جاتا تھا اپنے مقام پر سو میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آگے چل تو ہم چلے یہاں تک کہ ایک سبز باغ پر پہنچے کہ اس میں ایک درخت تھا اور اس کی جڑ میں ایک پیر مرد (بوڑھا آدمی) اور لڑکے ہیں اور درخت کے قریب ایک مرد ہے اس کے آگے آگ ہے وہ اس کو بھڑکا رہا ہے سو میرے ساتھی دونوں مرد مجھ کو اس درخت پر چڑھا لے گئے اور ایک گھر میں مجھ کو داخل کیا میں نے کبھی اس سے بہتر اور افضل گھر نہیں دیکھا اس میں مرد ہیں بوڑھے اور جوان اور عورتیں

فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْآفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِىْ رَأَيْتَهٗ يُشْدَخُ رَأْسُهٗ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيْهِ بِالنَّهَارِ يُفْعَلُ بِهٖ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِىْ رَأَيْتَهٗ فِي الثَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ وَالَّذِىْ رَأَيْتَهٗ فِي النَّهَرِ اٰكِلُوا الرِّبَا وَالشَّيْخُ فِيْ أَصْلِ الشَّجَرَةِ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهٗ فَأَوْلَادُ النَّاسِ وَالَّذِىْ يُوْقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَالدَّارُ الْأُوْلَى الَّتِيْ دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَأَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَآءِ وَأَنَا جِبْرِيْلُ وَهٰذَا مِيْكَآئِيْلُ فَارْفَعْ رَأْسَكَ فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ فَإِذَا فَوْقِيْ مِثْلُ السَّحَابِ قَالَا ذَاكَ مَنْزِلُكَ قُلْتُ دَعَانِيْ أَدْخُلْ مَنْزِلِيْ قَالَا إِنَّهٗ بَقِيَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَ أَتَيْتَ مَنْزِلَكَ.

اور لڑکے پھر مجھ کو انہوں نے اس سے نکالا تو درخت پر مجھ کو چڑھا لے گئے اور ایک گھر میں مجھ کو داخل کیا کہ نہایت بہتر اور افضل تھا اس میں بوڑھے اور جوان ہیں سو میں نے ان سے کہا کہ تم دونوں نے مجھ کو رات بھر گھمایا تو اب بتلاؤ مجھ کو جو کہ میں نے دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں ہم بتلاتے ہیں اس مرد کو جو تو نے دیکھا کہ اس کے گل پھڑے چیرے جاتے تھے سو وہ جھوٹا آدمی تھا کہ جھوٹی باتیں بنا کر لوگوں سے کہتا تھا لوگ اس سے سیکھ کر دوسروں سے نقل کرتے تھے یہاں تک کہ سارے جہان میں جھوٹ مشہور ہو جاتا تھا تو اس پر یہ عذاب ہوا کرے گا روز قیامت تک اور جس کو تو نے دیکھا تھا کہ اس کا سر کچلا جاتا تھا سو وہ مرد ہے کہ اللہ نے اس کو قرآن سکھایا سو وہ قرآن سے غافل ہو کر رات کو سورہا یعنی تہجد میں قرآن نہ پڑھا اور دن کو اس پر عمل نہ کیا یہی عذاب اس پر ہوا کرے گا روز قیامت تک اور جن کو تو نے گڑھے میں دیکھا وہ لوگ حرام کار اور زنا کار ہیں اور جس کو تو نے خون کی نہر میں دیکھا وہ سود خور ہے اور جس پیر مرد (بوڑھے آدمی) کو تو نے درخت کی جڑ کے پاس دیکھا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جو لڑکے کہ ان کے گرد ہیں سو لوگوں کی اولاد ہیں کہ بالغ ہونے سے پہلے مرے اور جو شخص کہ آگ بھڑکاتا ہے سو وہ مالک ہے دوزخ کا داروغہ اور پہلا گھر جس میں تو داخل ہوا تھا وہ عوام ایمانداروں کا مقام ہے اور یہ گھر تو شہیدوں کا گھر ہے اور میں جبرئیل علیہ السلام ہوں اور یہ میکائیل ہے اب تو اپنے سر کو اٹھا سو میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے اوپر بدلی ہے انہوں نے کہا کہ یہ تیرا مقام ہے تو میں نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو کہ میں اپنے مکان میں جاؤں انہوں نے کہا کہ ابھی

تیری عمر باقی ہے کہ تو نے ابھی اس کو پورا نہیں کیا سو جب کہ تو
اپنی عمر کو پورا کر چکے گا تو اپنے مکان میں آئے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافروں کی اولاد بہشت میں داخل ہوگی اس واسطے کہ ناس کا لفظ عام ہے شامل ہے مسلمانوں کو بھی اور کافروں کو بھی وفیه المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ کے سوا شہیدوں کا رتبہ اور مسلمانوں سے نہایت افضل اور اعلیٰ ہے۔

بَابُ مَوْتِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ. دوشنبہ یعنی سوموار کے دن مرنے کی فضیلت کا بیان۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ موت کے وقت کے معین کرنے میں کسی کو اختیار نہیں کہ میری موت فلانے دن یا فلانے وقت ہو لیکن اس کے حصول کے سبب تلاش کرنے میں دخل ہے مانند دعا کی اور رغبت کرنے کی طرف اللہ کی واسطے برکت حاصل کرنے کے سو اگر مقصود حاصل نہ ہو تو بھی نیت کا ثواب ملتا ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جمعہ کے دن مرنے کی بڑی فضیلت ہے جیسے کہ ترمذی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں کہ مرے دن جمعہ کے یا رات جمعہ کی مگر کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے فتنے سے بچا لیتا ہے اور اس کی اسناد میں کلام ہے سو شاید امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں اس واسطے اس کو نقل نہ کیا۔

١٢٩٨ ۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ فِي كَمْ كَفَّنْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُوْلِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ وَقَالَ لَهَا فِي أَيِّ يَوْمٍ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالَتْ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ قَالَ أَرْجُوْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّيْلِ فَنَظَرَ إِلٰى ثَوْبٍ عَلَيْهِ كَانَ يُمَرَّضُ فِيهِ بِهِ رَدْعٌ مِّنْ زَعْفَرَانٍ فَقَالَ اغْسِلُوْا ثَوْبِي هٰذَا وَزِيْدُوْا عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ فَكَفِّنُوْنِي

١٢٩٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی سو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے حضرت ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفنایا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تین کپڑوں سفید میں کہ سحول کے بنے ہوئے تھے کہ نام ہے ایک بستی کا یمن میں نہ تھا ان میں کرتہ اور نہ پگڑی پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا، کہ حضرت ﷺ کس روز فوت ہوئے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سوموار کے دن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آج کیا دن ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پیر کا دن ہے کہا کہ میں اپنی موت کی امید رکھتا ہوں درمیان اس ساعت کے اور درمیان رات کے یعنی میں تمنا کرتا ہوں کہ میری موت بھی اسی سوموار کے دن ہو رات سے پہلے اور وہ دن سوموار کا تھا سو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے کپڑے کی طرف دیکھا جس میں کہ بیماری کاٹی تھی کہ اس میں زعفران کا اثر تھا سو

فِيْهِمَا قُلْتُ إِنَّ هٰذَا خَلَقٌ قَالَ إِنَّ الْحَيَّ أَحَقُّ بِالْجَدِيْدِ مِنَ الْمَيِّتِ إِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلَةِ فَلَمْ يُتَوَفَّ حَتّٰى أَمْسٰى مِنْ لَيْلَةِ الثُّلَاثَاءِ وَدُفِنَ قَبْلَ أَنْ يُّصْبِحَ.

فرمایا کہ میرا یہ کپڑا دھو ڈالو اور اس پر دو کپڑے اور زیادہ کرو اور ان میں مجھ کو کفناؤ میں نے کہا کہ یہ کپڑا پرانا ہے کہا کہ زندہ بہت حق دار ہے ساتھ نئے کپڑے کے مردے سے کہ کفن تو صرف پیپ اور خون کے لیے ہے یعنی پیپ وغیرہ میں آلودہ ہو کر خراب ہو جاتا ہے پس کیا حاجت ہے ساتھ کپڑے جدید کے یا واسطے مہلت کے ہے کہ بقا رکھتا ہو نہ واسطے فانی کے سو نہ وفات پائی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہاں تک کہ سوموار کی رات کی شام ہوئی یعنی سہ شنبہ کی رات کی شام کے وقت فوت ہوئے رضی اللہ عنہ اور دفن کیے گئے پہلے صبح کے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سوموار کے دن ساتویں جمادی الاخریٰ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا اور وہ سردی کا دن تھا یعنی پس بیمار ہوئے اور پندرہ دن بیمار رہے اور تیئسویں جمادی الآخری کی سوموار کی رات کو ١٣ھ ہجری میں ان کا انتقال ہوا اور سوموار کے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث پوچھی تھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوموار کے دن مرنے کی بڑی فضیلت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس دن مرنے کی تمنا کی **وفیہ المطابقة للترجمة** اور نیز اسی میں کہا کہ ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نزدیک کفن میں اسراف کرنا درست نہ تھا اور ابوداؤد میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت مہنگا کپڑا کفن میں نہ لگاؤ اس واسطے کہ وہ بہت جلدی پرانا اور خراب ہو جاتا ہے اور صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو چاہیے کہ اس کو اچھا کفن دے سو یہ حدیث پہلی حدیث کے معارض نہیں اس واسطے کہ ان کے درمیان تطبیق ممکن ہے کہ مراد اچھے کپڑے سے باعتبار صفت کے ہو یعنی پورا اور نظیف اور سفید ہو اور مراد اسراف سے باعتبار قیمت کے ہو یعنی بہت نفیس اور بھاری قیمت کے کپڑے سے کفن دینا منع ہے اور احتمال ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کسی اور سبب سے خاص کر وہ کپڑا اختیار کیا ہو کہ اس سے تبرک مقصود ہو کہ وہ کپڑا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پہنچا ہو یا اس واسطے کہ انہوں نے اس میں عبادت کی ہو اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ مستحب ہے کہ سفید کپڑوں میں کفن دے اور یہ کہ جائز ہے کفن دینا ساتھ دھلے ہوئے کپڑوں کے اور یہ کہ جائز ہے دفن کرنا بیچ رات کے اور یہ کہ جائز ہے سیکھنا علم کا اپنے سے چھوٹے سے۔

بَابُ مَوْتِ الْفَجْأَةِ الْبَغْتَةِ.

اچانک مر جانے کا بیان یعنی بغیر کسی سبب بیماری وغیرہ کے مرنے کا کیا حکم ہے اچھا ہے یا برا؟۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ ہے کہ اچانک مر جانا مکروہ نہیں اور امام احمد رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دیوار پر گزرے کہ گرنے پر تھی سو آپ جلدی وہاں سے گزرے اور فرمایا کہ میں اچانک کی موت مکروہ رکھتا ہوں سو شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث اس واسطے فرمائی کہ اس میں وصیت اور توبہ وغیرہ نیک عملوں سے محروم رہنے کا خوف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ اگر کوئی اچانک مر جائے تو اس کی اولاد کو چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو نیک عملوں سے اس کی مدد کریں اس قبیلے سے کہ اس میں نیابت صحیح ہو جیسے کہ باب کی حدیث میں واقع ہوا ہے اور امام نووی رحمہ اللہ نے بعض قدماء سے نقل کیا ہے کہ ایک جماعت نبیوں کی اور نیکوں کی اچانک کی موت سے مرے ہیں سو تطبیق اس میں یہ ہے کہ جو لوگ کہ ہمیشہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں اور منہیات سے پرہیز رکھتے ہوں ان کے حق میں اچانک کی موت سے مرنا بہتر ہے اور جو لوگ ایسے نہ ہوں ان کے حق میں اچانک مرنا مکروہ ہے، انتہیٰ۔

١٢٩٩ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّيَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ.

١٢٩٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میری ماں اچانک مر گئی اور میں گمان کرتا ہوں کہ اگر وہ کلام کرتی تو صدقہ دیتی سو اگر میں اس کی طرف سے بطور نیابت کچھ خیرات کروں تو کیا اس کو ثواب ملے گا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ملے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اچانک مرنا مکروہ نہیں اس واسطے کہ جب اس مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ میری ماں اچانک مر گئی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی کراہت ظاہر نہ ہوئی، وفيه المطابقة للترجمة. (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی قبر کا بیان کہ اونٹ کی کوہان کی طرح ہیں یا اور طرح سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کس جگہ ہے؟۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَأَقْبَرَهٗ﴾.

لفظ اقبرہ کے کہ آیت ثم اماته فاقبره میں واقع ہوا ہے کیا معنی ہیں؟۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اقبرہ کے معنی یہ ہیں کہ کیا اس کو ان لوگوں میں سے کہ دفن کیے جائیں نہ ان میں سے کہ ڈالے جائیں کہ ان کو کتے کھائیں۔

أَقْبَرْتُ الرَّجُلَ أُقْبِرُهٗ إِذَا جَعَلْتَ لَهٗ قَبْرًا.

یعنی تو کہتا ہے اقبرت الرجل واقبرہ جب کہ تو اس

کے واسطے قبر بنادے۔

فائدہ: یہ عرب کا محاورہ ہے جب کوئی کسی کے لیے قبر بنائے تو اس وقت یہ کلمہ بولتا ہے۔

وَقَبَرْتُهٗ دَفَنْتُهٗ كِفَاتًا يَكُوْنُوْنَ فِيْهَا أَحْيَآءً وَّيُدْفَنُوْنَ فِيْهَا أَمْوَاتًا.

یعنی قبر کے معنی یہ ہیں کہ میں نے اس کو زمین میں دفن کیا اور کفاتا کے معنی جو آیت الم نجعل الارض کفاتا میں واقع ہوا ہے یہ ہیں کہ زمین میں ہوں گے اس حال میں کہ زندہ ہیں اور اس میں دفن کیے جائیں گے اس حال میں کہ مردے ہوں گے۔

فائدہ: اس آیت کی تفسیر یہاں تقریبا واقع ہوئی ہے ترجمہ باب کے ساتھ اس کو کچھ علاقہ نہیں۔

١٣٠٠ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ هِشَامٍ ح و حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ زَكَرِيَّآءَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَتَعَذَّرُ فِيْ مَرَضِهٖ أَيْنَ أَنَا الْيَوْمَ أَيْنَ أَنَا غَدًا اسْتِبْطَآءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِيْ قَبَضَهُ اللّٰهُ بَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَدُفِنَ فِيْ بَيْتِيْ.

١٣٠٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیماری میں پوچھتے تھے کہ کتنے دن باقی ہیں یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری تک میں آج کہاں ہوں اور کل کہاں ہوں گا یعنی تا کہ آسان ہو آپ پر شدت بیماری کی اس واسطے کہ بیمار بعض گھر والوں کے پاس آرام پاتا ہے اور بعض کے نزدیک آرام نہیں پاتا یا عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے انتقال کے وقت عذر کرتے تھے بہ سبب کمال مروت کے اگرچہ قسمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب نہ تھی فرماتے تھے یہ بات واسطے دیر کرنے دن عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور کمال اشتیاق باری ان کی کے یعنی سب بیویوں کے گھر میں باری باری کے ساتھ جانے کی وجہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری میں دیر ہو جاتی تھی اور آپ کو ان کے پاس جانے کا کمال اشتیاق ہوتا تھا اس واسطے آپ یہ بات فرماتے تھے کہ میں آج کہاں ہوں اور کل کہاں ہوں گا سو جب میری باری کا دن ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جہان سے اٹھایا اس حال میں کہ آپ میرے پہلو اور سینے کے درمیان تھے اور میرے گھر میں دفن ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دفن ہوئے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور پہلے

گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیماری میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہنے کے لیے سب بیویوں سے اجازت چاہی تھی سوسب نے خوشی سے اجازت دی کہ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہیں ہم نے اپنی باری معاف کی سو ظاہرا یہ حدیث اخیر بیماری پر محمول ہے اور اس باب کی حدیث ابتدا بیماری پر محمول ہے پس تعارض دفع ہو گیا۔ (فتح)

١٣٠١ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ هِلَالٍ هُوَ الْوَزَّانُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ لَوْلَا ذٰلِكَ أُبْرِزَ قَبْرُهٗ غَيْرَ أَنَّهٗ خَشِيَ أَوْ خُشِيَ أَنْ يُّتَّخَذَ مَسْجِدًا وَعَنْ هِلَالٍ قَالَ كَنَّانِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَلَمْ يُوْلَدْ لِيْ.

١٣٠١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا کہ اللہ لعنت کرے یہود اور نصاریٰ پر کہ ان لوگوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنایا اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ آپ کی قبر کو مسجد بنادیں گے تو آپ کی قبر ظاہر کی جاتی (یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے) لیکن حضرت ﷺ ڈرے یا اصحاب کو ڈر ہوا کہ یہ لوگ آپ کی قبر کو مسجد بنا دیں یعنی پس اسی واسطے آپ کی قبر ظاہر نہ رکھی گئی۔

فائدہ: وجہ مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ باب کے ظاہرا معلوم نہیں ہوتی لیکن قبر کو مسجد نہ بنانا ایک حکم ہے متعلقات اس کے سے پس اتنی مناسبت ہی کافی ہے۔

١٣٠٢ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ أَنَّهٗ حَدَّثَهٗ أَنَّهٗ رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا.

١٣٠٢۔ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کی قبر کو دیکھا بطور کوہان اونٹ کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے بنانا قبر کا مانند کوہان اونٹ کی اور یہی ہے قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور احمد اور مزنی اور بہت شافعیہ کا کہ بنانا قبر کا مانند کوہان اونٹ کے افضل ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کہتے ہیں کہ مسطح یعنی برابر اور ہموار رکھنا قبر کا افضل ہے لیکن یہ سب اختلاف افضلیت میں ہے اصل جواز میں کچھ اختلاف نہیں کہ خواہ اونٹ کی کوہان کی طرح رکھے یا برابر رکھے دونوں طرح درست ہے سو بعض مسنم کو افضل کہتے ہیں اور بعض مسطح کو افضل کہتے ہیں، انتہی ملخصا۔ (فتح)

١٣٠٣ ۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ لَمَّا سَقَطَ

١٣٠٣۔ حضرت ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جب ولید بن عبدالملک کی خلافت میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے

عَلَيْهِمُ الْحَآئِطُ فِيْ زَمَانِ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَخَذُوْا فِيْ بِنَآئِهٖ فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ فَفَزِعُوْا وَظَنُّوْا أَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا وَجَدُوْا أَحَدًا يَّعْلَمُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ لَا وَاللّٰهِ مَا هِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هِيَ إِلَّا قَدَمُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

حجرے (کہ اس میں حضرت ﷺ کی قبر ہے) کی دیوار گر پڑی تو لوگوں نے اس کو بنانا شروع کیا یعنی از سرنو ان کے واسطے ایک قدم ظاہر ہوا سو لوگ گھبرا گئے اور گمان کیا کہ یہ حضرت ﷺ کا قدم مبارک ہے سو انہوں نے کوئی آدمی ایسا نہ پایا کہ جانتا ہو کہ یہ قدم کس کا ہے یہاں تک کہ عروہ نے ان سے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ قدم حضرت ﷺ کا نہیں یہ تو عمر رضی اللہ عنہ کا قدم ہے۔

فائدہ: ولید بن عبدالملک کی خلافت میں عمر بن عبدالعزیز اس کی طرف سے مدینہ پر حاکم تھے اور اس وقت بعض لوگ حضرت ﷺ کی قبر کی طرف نماز پڑھتے تھے سو عمر بن عبدالعزیز نے چاہا کہ قبر کو بلند کرے تا کہ لوگ اس کی طرف نماز نہ پڑھیں سو جب حجرے کی دیوار گری تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قدم ظاہر ہوا پھر اس کو قبر میں رکھ کر حضرت ﷺ کی قبر بلند کی گئی تا کہ اس کی طرف کوئی نماز نہ پڑھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کی قبر عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں ہے، وفیه المطابقة للترجمة۔ (فتح)

١٣٠٤ - وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَوْصَتْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَا تَدْفِنِّيْ مَعَهُمْ وَادْفِنِّيْ مَعَ صَوَاحِبِيْ بِالْبَقِيْعِ لَا أُزَكّٰى بِهٖ أَبَدًا.

١٣٠٤۔ حضرت ہشام نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن زبیر کو وصیت کی کہ مجھ کو حضرت ﷺ اور آپ کے یاروں کے ساتھ دفن نہ کرنا بلکہ مجھ کو میرے مصاحبوں کے یعنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ بقیع میں دفن کرنا تا کہ اس کے سبب سے کبھی کوئی میری صفت نہ کرے۔

فائدہ: یعنی اگر مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس دفن کیا گیا تو لوگ میری تعریف کریں گے بہ سبب نزدیک ہونے قبر میری کے ساتھ حضرت ﷺ کے اور احتمال ہے کہ میں اس لائق نہ ہوں اور بقیع میں عوام مسلمانوں کا قبرستان ہے دفن کرنے سے نہ کوئی مجھ کو جانے گا اور نہ تعریف کرے گا اور آئندہ حدیث میں آیا ہے کہ میں نے وہ جگہ اپنے واسطے رکھی ہوئی تھی سو شاید ان کا اجتہاد متغیر ہوا ہوگا۔ (فتح)

١٣٠٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنِ الْأَوْدِيِّ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يَا

١٣٠٥۔ حضرت عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو کہا کہ تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا اور کہہ کہ عمر رضی اللہ عنہ آپ کو سلام کہتا ہے پھر ان سے اجازت مانگ اس کی کہ میں اپنے

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اذْهَبْ إِلٰى أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْ يَقْرَأُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَيْكِ السَّلَامَ ثُمَّ سَلْهَا أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ قَالَتْ كُنْتُ أُرِيْدُهُ لِنَفْسِيْ فَلَأُوْثِرَنَّهُ الْيَوْمَ عَلٰى نَفْسِيْ فَلَمَّا أَقْبَلَ قَالَ لَهُ مَا لَدَيْكَ قَالَ أَذِنَتْ لَكَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ مَا كَانَ شَيْءٌ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ الْمَضْجَعِ فَإِذَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُوْنِيْ ثُمَّ سَلِّمُوْا ثُمَّ قُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَإِنْ أَذِنَتْ لِيْ فَادْفِنُوْنِيْ وَإِلَّا فَرُدُّوْنِيْ إِلٰى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ إِنِّيْ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَمَنِ اسْتَخْلَفُوْا بَعْدِيْ فَهُوَ الْخَلِيْفَةُ فَاسْمَعُوْا لَهُ وَأَطِيْعُوْا فَسَمّٰى عُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَسَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ وَوَلَجَ عَلَيْهِ شَابٌّ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَبْشِرْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِبُشْرَى اللّٰهِ كَانَ لَكَ مِنَ الْقَدَمِ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ الشَّهَادَةُ بَعْدَ هٰذَا كُلِّهِ فَقَالَ لَيْتَنِيْ يَا ابْنَ أَخِيْ وَذٰلِكَ كَفَافًا لَا عَلَيَّ وَلَا لِيْ أُوْصِي الْخَلِيْفَةَ مِنْ بَعْدِيْ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ خَيْرًا أَنْ يَّعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَأَنْ يَّحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأُوْصِيْهِ

دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن کیا جاؤں سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور سلام کہہ کر ان سے اجازت چاہی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے وہ جگہ اپنے واسطے رکھی ہوئی تھی سو البتہ میں آج اختیار کروں گی اس کو اپنی جان پر یعنی میں نے اس کو وہ جگہ دی سو جب عبداللہ رضی اللہ عنہ سامنے آئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا خبر لایا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تجھ کو اجازت دی ہے اے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے نزدیک اس لیٹنے کی جگہ سے کوئی چیز زیادہ تر مقصود نہ تھی سو جب میں مر جاؤں تو مجھ کو اٹھا لے جاؤ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہو پھر کہو عمر رضی اللہ عنہ آپ سے اجازت چاہتا ہے سو اگر اجازت دے تو مجھ کو دفن کرو اور اگر اجازت نہ دے تو پھر لے جاؤ مجھ کو قبرستان عوام مسلمانوں کے اور پھر عمر رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت کی کہ بیشک میں کسی کو خلافت کا زیادہ تر حق دار نہیں جانتا ان لوگوں سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس حال میں کہ آپ ان سے راضی تھے سو جس کو تم میرے بعد خلیفہ بناؤ سو وہی خلیفہ ہے سو اس کا کہنا مانو اور اطاعت کرو سو نام لیا عمر رضی اللہ عنہ نے عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کا یعنی یہ لوگ لائق خلافت کے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس انصار کا ایک جوان آیا اور کہا کہ خوش ہو اے امیر المؤمنین ساتھ خوشخبری اللہ تعالیٰ کے کہ تجھ کو اسلام میں پیش دستی تھی اور عالی رتبہ تھا بیچ بلند کرنے کلمہ اسلام کے وہ چیز کہ تو جانتا ہے یعنی تجھ کو معلوم ہے کہ تو ابتدا اسلام میں مسلمان ہوا اور اسلام کو تجھ سے بہت قوت اور تائید ہوئی پھر تو خلیفہ ہوا اور تو نے عدل کیا پھر ان سب کے بعد تجھ کو شہادت کا رتبہ ملا' سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا

بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا الَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيُعْفٰى عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَأُوْصِيْهِ بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُوْفٰى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ وَأَنْ لَّا يُكَلَّفُوْا فَوْقَ طَاقَتِهِمْ.

کہ کاش کہ اے میرے بھائی کے بیٹے میں تمنا رکھتا ہوں کہ یہ مجھ کو کافی ہو کہ نہ مجھ کو اس کا عذاب ہو اور نہ ثواب اور میں وصیت کرتا ہوں خلیفہ کو کہ میرے بعد ہو پہلے مہاجرین کے حق میں کہ ان کے ساتھ نیکی کرے اور ان کا حق پہچانے اور ان کی عزت کا خیال کرے اور نیز میں وصیت کرتا ہوں خلیفہ کو انصار کے حق میں نیکی کرنے کی جنہوں نے جگہ پکڑ رکھی ہے اس گھر میں یعنی مدینہ میں اور ایمان میں یہ کہ ان کے نیکوں سے نیکی قبول کرے یعنی ان کی تعظیم اور تکریم کرے اور ان کے بروں سے برائی معاف کرے یعنی سوائے حدود اللہ اور حقوق العباد کے اگر کوئی کام لائق تعزیر کے ہو تو ٹالا جائے اور نیز وصیت کرتا ہوں میں خلیفہ کو ساتھ خیال رکھنے ذمۃ اللہ کے اور ذمۃ رسول اس کے کی اور اس عہد کے کہ اہل ذمہ اور اہل کتاب وغیرہ مطیع اسلام کے ساتھ کیا ہے یہ کہ پورا کرے عہد ان کا اور یہ کہ لڑے ساتھ غیر اہل ذمہ اور اہل عہد کے اور یہ کہ نہ تکلیف دی جائے اہل ذمہ کو زیادہ طاقت ان کی سے کہ جزیہ سے زیادہ ان سے طلب نہ کیا جائے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ کی قبر کے پاس ایک قبر کے سوا اور کچھ جگہ نہ تھی اور سابق حدیث میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مرنے کے وقت کہا کہ مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس دفن نہ کرنا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور قبر کی جگہ بھی وہاں تھی سو تطبیق یہ ہے کہ شاید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہلے گمان تھا کہ ایک قبر کے سوا وہاں اور جگہ نہیں سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں دفن ہوئے تو ان کو معلوم ہوا کہ وہاں اور قبر کی جگہ بھی باقی ہے اس واسطے مرنے کے وقت یہ فرمایا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نیکوں کی قبروں کے پاس قبر بنانی واسطے امید نزول رحمت کے درست ہے اور یہ کہ اگر کوئی کسی چیز کا وعدہ کرے تو اس میں رجوع کرنا درست ہے اور وفا کرنا لازم نہیں، انتہٰی۔ (فتح)

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ.

مردوں کو برا کہنا درست نہیں۔

١٣٠٦ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

١٣٠٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مردوں کو گالی مت دو اور برا مت کہو اس واسطے

اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلٰى مَا قَدَّمُوْا وَرَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوْسِ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الْأَعْمَشِ تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ وَابْنُ عَرْعَرَةَ وَابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ.

کہ وہ تو پہنچ گئے اپنے کیے کو۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کو برا کہنا مطلق درست نہیں لیکن یہ حدیث مخصوص ہے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے کہ لوگوں نے ایک میت کی نیکی بیان کی اور ایک کی برائی بیان کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واجب ہوئی یعنی بہشت یا دوزخ اور فرمایا کہ تم اللہ کے گواہ ہو زمین میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر انکار نہ کیا اور احتمال ہے کہ مراد اموات سے خاص مسلمانوں کے مردے ہوں اس واسطے کہ کافروں کو برا کہنے سے تو اللہ کے نزدیک تقرب حاصل ہوتا ہے اور پھر کہا کہ زیادہ ترجیح قول یہ ہے کہ کافروں اور فاسقوں کے مردوں کی برائیاں بیان کرنی درست ہیں تا کہ لوگ ان سے پرہیز کریں اور نفرت پکڑیں اور اجماع ہے سب علماء کا کہ رواۃ مجروحین کی جرح کرنی درست ہے خواہ زندہ ہوں یا مردہ، انتہی۔

بَابُ ذِكْرِ شِرَارِ الْمَوْتٰى.

برے مردوں کے یاد کرنے کا بیان

١٣٠٧ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ أَبُوْ لَهَبٍ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبًّا لَّكَ سَائِرَ الْيَوْمِ فَنَزَلَتْ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾.

١٣٠٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابولہب نے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ ہلاکت ہو تجھ کو تمام دن سو اس کے حق میں یہ سورت اتری کہ ہلاک ہوئے دونوں ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہوا وہ خود بھی۔

فائدہ: جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے پیغمبر! اپنے نزدیکیوں کو ڈرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر چڑھے اور مکہ والوں کو پکارا وہ سب جمع ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے لشکر ہے کہ تم پر چڑھ آیا ہے تو تم اعتبار کرو گے انہوں نے کہا کہ ہاں فرمایا پس میں تم کو ڈراتا ہوں بڑے عذاب سے کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو ہلاک ہو جاؤ گے تب ابولہب علیہ اللعنۃ نے یہ کلمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافروں کے مردوں کو برا کہنا درست ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس پر لعنت کی و فیہ المطابقة للترجمة.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الزَّكٰوةِ یہ کتاب ہے زکوۃ کے بیان میں

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ زکوۃ کے معنی لغت میں بڑھنا اور پاک کرنا ہے اور زکوۃ کو زکوۃ اس لیے کہتے ہیں کہ اس سے مال بڑھتا ہے یا اس سے ثواب زیادہ ہوتا ہے یا ان کے متعلق اموال صاحب بڑھنے کے ہیں مانند تجارت اور زراعت وغیرہ کی اور دوسرا اعتبار کر کے زکوۃ کو زکوۃ اس واسطے کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ آدمی رذالت بخل اور گناہ ہونے سے پاک ہوتا ہے اور وہ تیسرا رکن ہے ارکان میں سے جن پر اسلام کی بنیاد ہے اور ابن عربی نے کہا کہ اطلاق کیا جاتا ہے زکوۃ کا اوپر صدقہ واجب کے اور مندوب کے اور نفقہ کے اور حق کے اور عفو کے اور شرع میں زکوۃ کہتے ہیں نصاب حولی کی ایک جز فقیر کو دینی کہ ہاشم کی اولاد میں سے نہ ہو پھر اس کا رکن ہے اور وہ مالک ہونا مال نصاب کا ہے کہ برس دن تک ملک میں رہے اور اصل زکوۃ فرض ہے اور منکر اس کا کافر ہے انتہی ملخصا اور اس میں اختلاف ہے کہ زکوۃ کب فرض ہوئی اکثر علماء کہتے ہیں کہ ہجرت کے بعد دوسرے سال میں فرض ہوئی پہلے رمضان کے، انتہی۔

بَابُ وُجُوْبِ الزَّكَاةِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَأَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاٰتُوا الزَّكَاةَ﴾.

زکوۃ کے واجب ہونے کا بیان کہ مسلمانوں پر زکوۃ فرض ہے اور دلیل اوپر فرض ہونے زکوۃ کے یہ آیت ہے کہ قائم رکھو نماز کو اور دو زکوۃ کو۔

فائدہ: لفظ قول کا مرفوع ہے ساتھ ابتدا کے یعنی مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی هو دليل على ما قلنا، انتهى (فتح) اس آیت سے معلوم ہوا کہ زکوۃ فرض ہے وفيه المطابقة للترجمة اور زکوۃ نماز کے ساتھ مذکور ہے قرآن مجید میں بیاسی جگہ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرَ حَدِيْثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابو سفیان نے پس ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سب حدیث بیان کی ابو سفیان نے کہا کہ حکم کرتا ہے ہم کو ساتھ نماز کے اور زکوۃ کے اور برادر پروری کے اور پرہیز گاری کے۔

فائدہ: یہ حدیث ہرقل کی حدیث کا ٹکڑا ہے جو ابتدا کتاب میں گزری اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ فرض ہے وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٠٨ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ادْعُهُمْ إِلٰى شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِيْ أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَآئِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ.

١٣٠٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف حاکم کر کے بھیجا اور فرمایا کہ بلا ان کو (اول) طرف گواہی دینے اس کے کی کہ نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اللہ کے اور بیشک میں اللہ کا رسول ہوں سو اگر وہ یہ بات مانیں اور شہادتین کا اقرار کریں تو ان کو خبر دے کہ اللہ نے فرض کیں ہیں ان پر پانچ نمازیں ہر دن رات میں سو اگر وہ یہ بات مانیں تو ان کو خبر دے کہ اللہ نے فرض کی ہے ان پر زکوٰۃ ان کے مالوں میں کہ لی جائے ان کے مالداروں سے یعنی جو مالک نصاب کے ہوں اور دی جائے ان کے فقیروں کو۔

فائدہ: یہ حدیث یہاں مختصر ہے اور دوسری جگہ مفصل ہے اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ زکوٰۃ فرض ہے وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٠٩ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُّدْخِلُنِي الْجَنَّةَ قَالَ مَا لَهُ مَا لَهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَبٌ مَا لَهُ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَقَالَ بَهْزٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

١٣٠٩۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے عرض کی کہ آپ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلایئے کہ مجھ کو بہشت میں داخل کرے لوگوں نے کہا اس کا کیا حال ہے اس کا کیا حال ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کوئی حاجت ہے عبادت کرے تو اللہ کی اور نہ شریک ٹھہرائے تو ساتھ اس کے کسی کو اور قائم رکھے تو نماز کو اور دے تو زکوٰۃ کو اور سلوک کرے تو ساتھ برادری کے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ وَأَبُوهُ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيْ أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْشٰى أَنْ يَّكُوْنَ مُحَمَّدٌ غَيْرَ مَحْفُوْظٍ إِنَّمَا هُوَ عَمْرٌو.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ فرض ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو توحید کے ساتھ متصل بیان کیا اور نیز سائل نے حضرت ﷺ سے وہ عمل پوچھا تھا کہ بہشت میں داخل کرے پس ضروری ہے جواب دینا ساتھ ایسے عمل کے کہ اگر اس کو نہ کرے تو بہشت میں نہ جائے اور جب بہشت میں نہ گیا تو لامحالہ دوزخ میں جائے گا، وفيه المطابقة للترجمة. (فتح)

۱۳۱۰ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا أَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَّنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ زُرْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

۱۳۱۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ پاس آیا اور عرض کی کہ یا حضرت! آپ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلایئے کہ میں اس کے کرنے سے بہشت میں داخل ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا وہ عمل یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائے اور نماز فرض پڑھا کرے اور فرض زکوۃ ادا کیا کرے اور رمضان کے روزے رکھا کرے پھر اس مرد نے کہا قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اپنی طرف سے فرض جان کر نہ اس پر کچھ بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا سو جب وہ پیٹھ دے کر چلا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو خوشی سے چاہے بہشتی مرد کو دیکھنا تو اس کو دیکھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ دینی فرض ہے وفيه المطابقة للترجمة اور اس حدیث میں حج کا ذکر

نہیں یا تو اس شخص پر حج فرض نہ ہوگا یا یہ سبب کہ حج عمر بھر میں ایک بار فرض ہوتا ہے بخلاف نماز روزے' زکوۃ کے کہ وہ ہمیشہ فرض ہے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرض زکوۃ ادا کیا کرتو اس سے نفلی صدقہ نکل گیا کہ وہ زکوۃ لغوی ہے یا یہ اعتراض ہے زکوۃ معجلہ سے کہ سال گزرنے سے پہلے دی جائے کہ وہ زکوۃ ہے اور فرض نہیں اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ بہشتی ہے تو یہ یا تو آپ کو وحی سے معلوم ہوگیا تھا اور یا اس جگہ شرط مقدر ہے یعنی اگر اس پر ہمیشگی کرے گا تو بہشت میں داخل ہوگا اور قرطبی نے کہا کہ اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ نفلوں کو چھوڑ دینا درست ہے لیکن جو ہمیشہ ترک کرنے اس کے دین میں نقصان ہوتا ہے اور اگر ان کو بیزار ہو کر چھوڑ دے تو گنہگار ہوتا ہے اور سب اصحاب اور تابعین وغیرہ فرضوں کی طرح سنتوں پر ہمیشگی کرتے تھے اور ان کے درمیان ثواب لوٹنے میں کبھی فرق نہ کرتے تھے اور فقہاء نے تو فرض اور سنتوں میں صرف اس واسطے فرق کیا ہے کہ اس پر وجوب اعادہ اور ترک اعادہ مرتب ہوتا ہے اور واجب ہونا عذاب کا اوپر ترک اس کے کی اور نفی اس کی اور شاید یہ لوگ تازہ اسلام لائے تھے سو حضرت ﷺ نے ان کو صرف فرض عمل بتلائے تا کہ ان کو بوجھ معلوم نہ ہو اور تھک نہ جائیں یہاں تک جب ان کے سینے کھل گئے واسطے حرص کرنے کے اوپر تحصیل ثواب مستحبات کے تو مندوبات ان پر آسان ہو گئے، انتہی۔

١٣١١ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيْعَةَ قَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ وَنَدْعُوْ إِلَيْهِ مَنْ وَّرَآءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَشَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَأَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ

١٣١١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالقیس کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے سو انہوں نے عرض کی کہ یا حضرت! بیشک ہم جو قوم ربیعہ کا ایک قبیلہ ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان آڑ ہیں قوم مضر کے کفار اور ہم آپ کے پاس آ نہیں سکتے مگر حرام کے مہینے میں کہ اس میں لڑائی نہیں ہوتی سو آپ ہم کو وہ عمل بتلایئے کہ ہم اس کو آپ سے سیکھ جائیں اور اپنے پچھلوں کو بتلا دیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو حکم کرتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے پہلا حکم اللہ پر ایمان لانا ہے یعنی اس طرح گواہی دینا ہے کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے اور حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے گرہ دی اس طرح یعنی واسطے شمار کرنے ان حکموں کے، اور دوسرا حکم نماز قائم کرنا ہے، اور تیسرا حکم زکوۃ کا دینا ہے، اور چوتھا حکم یہ کہ جو غنیمت کا مال

وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ وَأَبُو النُّعْمَانِ عَنْ حَمَّادٍ الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

پاؤ اس سے پانچواں حصہ اللہ کی راہ میں دو اور منع کرتا ہوں تم کو کدو سے اور سبز گھڑے سے یعنی مرتبان سے اور کھجور کی لکڑی کے باسن سے اور روغنی رال دار باسن سے جس میں کہ روغن قیر (تارکول) ملا ہو۔

فائدہ: جب شراب حرام ہوئی تو حضرت ﷺ نے اس کے برتنوں کا استعمال کرنا بھی منع کیا تا کہ شراب یاد نہ رہے اور اس وقت شراب میں یہی چار قسم کے برتن رائج تھے پھر جب شراب کی عادت چھوٹ گئی تو اخیر میں ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دی چنانچہ دوسری حدیث میں آیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ فرض ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣١٢ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ إِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا

١٣١٢۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے وفات پائی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے بہت لوگ مرتد ہو گئے یعنی بعض نے زکوۃ کے فرض ہونے سے انکار کیا اور بعض نے زکوۃ نہ دی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنے کا قصد کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو لوگوں سے کس طرح لڑے گا اور حالانکہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں سو جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو اس نے اپنا مال جان بچایا مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے اور اس کا حساب اللہ کے ذمے ہے یعنی جب آدمی مسلمان ہوا تو اس کی جان اور مال لینا حرام ہے لیکن اگر ناحق خون کرے گا تو اس کے بدلے مارا جائے گا یا مال ضامن ہوگا تو اس سے مال دلایا جائے گا اور اگر وہ خوف سے ظاہر میں مسلمان ہوا اور دل میں کافر رہا تو اس سے اللہ حساب کرے گا دلوں کے حال دریافت کرنے کا حاکم کو حکم نہیں سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ میں لڑوں گا اس شخص سے کہ فرق کرے درمیان نماز اور زکوۃ کے کہ نماز کو فرض جانے اور

هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

زکوۃ کو فرض نہ جانے اس واسطے کہ زکوۃ مال کا حق ہے یعنی جیسے کہ نماز بدن کا حق ہے قسم ہے اللہ کی کہ اگر وہ مجھ سے باز رکھیں گے بکری کا ایک بچہ بھی کہ اس کو حضرت ﷺ کے پاس ادا کیا کرتے تھے تو البتہ اس پر بھی میں ان سے لڑوں گا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں وہ مگر کہ اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا سو میں نے پہچان لیا کہ وہی بات حق ہے جس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ دینی فرض ہے، وفیہ المطابقة للترجمة.

بَابُ الْبَيْعَةِ عَلٰى إِيْتَآءِ الزَّكَاةِ.

زکوۃ دینے پر بیعت کرنے کا بیان۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ باب پہلے باب سے خاص ہے واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر اس بات کے کہ بیعت اسلام نہیں تمام ہوتی مگر ساتھ التزام دینے زکوۃ کے اور یہ کہ اس کا مانع اپنا عہد توڑنے والا ہے اور باطل کرنے والا ہے بیعت اپنی کا پس وہ خاص ہے واجب ہونے سے اس واسطے کہ ہر وہ چیز کہ اس کو حضرت ﷺ کی بیعت متضمن ہو واجب ہے اور یہ ضروری نہیں کہ بیعت ہر واجب کو شامل ہو، انتہی۔

﴿فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَاٰتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾.

اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں تو وہ تمہارے بھائی ہیں دین میں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اخوت دینی کہ موجب ہے واسطے عصمت مال اور جان کے ساتھ شرط ادائے زکوۃ کے ہے اور اس سے باز رہنا اس کے ابطال کا سبب ہے پس حاصل اس آیت کا تاکید ہے واسطے معنی باب کے۔

١٣١٣ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَآءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

١٣١٣۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی نماز کے قائم رکھنے پر اور زکوۃ کے دینے پر اور ہر مسلمان کی خیرخواہی کرنے پر۔

فائدہ: مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ إِثْمِ مَانِعِ الزَّكَاةِ.

زکوۃ کے نہ دینے والے کے گناہ کا بیان۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ باب سابق باب سے خاص ہے اس واسطے کہ اس باب کی حدیث نص ہے اس

بات پر کہ جو زکوٰۃ نہ دے اس کو بڑا گناہ ہے اور آخرت میں اس کو بڑا عذاب ہوگا اور اس کا رسول اس سے بیزار ہوگا اور فرائض تو صرف باعتبار تفاوت عذاب اور ثواب کے متفاوت ہوتے ہیں سو جس کا عذاب بڑا ہے اس کا وجوب بھی زیادہ تر مؤکد ہے اس واجب سے جس میں مطلق عقوبت وارد ہوئی ہے، انتہیٰ۔

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾.

اور اس آیت کا بیان کہ جو لوگ گاڑ رکھتے ہیں (جمع کرتے ہیں) سونا اور روپیہ اور خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو ان کو خوشخبری سنا دکھ والی مار کی جس دن دھکائیں (گرم کریں) گے اس پر آگ دوزخ کی پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور گردنیں اور پیٹھیں یہ ہے جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب چکھو مزہ اپنے گاڑنے کا۔

فائدہ: تخصیص ان تین جگہوں کی اس واسطے ہے کہ مالک اس کا جب فقیر کو دیکھتا تھا تو اپنے ماتھے پر بل ڈالتا تھا اور پیٹھ پھیرتا اور پہلو کرتا تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نہ دینے کا بڑا گناہ ہے، وفیه المطابقة للترجمة اور اکثر علماء اس پر ہیں کہ یہ آیت اہل کتاب اور سب مسلمانوں کو شامل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ خاص اہل کتاب کے حق میں ہے۔ (فتح)

١٣١٤ ـ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ هُرْمُزَ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأْتِي الْإِبِلُ عَلٰى صَاحِبِهَا عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ إِذَا هُوَ لَمْ يُعْطِ فِيْهَا حَقَّهَا تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَأْتِي الْغَنَمُ عَلٰى صَاحِبِهَا عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ إِذَا لَمْ يُعْطِ فِيْهَا حَقَّهَا تَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا وَقَالَ وَمِنْ حَقِّهَا أَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَآءِ قَالَ وَلَا يَأْتِيْ أَحَدُكُمْ

١٣١٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اونٹ اپنے مالک پر آئیں گے اس حال میں کہ بہتر ہوں گے اس سے جتنے کہ پہلے تھے یعنی خوب موٹے ہوں گے تا کہ روندنے میں زیادہ تکلیف ہو جب کہ ان کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی کہ وہ اونٹ اپنے پاؤں سے اس کو روندیں گے اور اسی طرح بکریاں بھی قیامت کے دن اپنے مالک پر آئیں گی اس حال میں کہ بہتر ہوں گی اس سے جتنی کہ پہلے تھیں یعنی خوب موٹی ہوں گے جب کہ ان کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی کہ وہ بکریاں اپنے پاؤں سے اس کو روندیں گی اور اپنے سینگوں سے اس کو ماریں گی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور حق اس کا یہ بھی ہے کہ پانی کے کنارے پر اس کا دودھ دھویا جائے

يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِشَاةٍ يَحْمِلُهَا عَلٰى رَقَبَتِهِ لَهَا يُعَارٌ فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ وَلَا يَأْتِيْ بِبَعِيْرٍ يَحْمِلُهُ عَلٰى رَقَبَتِهِ لَهُ رُغَاءٌ فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ.

یعنی مساکین لوگ پئیں اور نہ آئے کوئی قیامت کے دن ساتھ بکری کے کہ اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہو کہ اس کے لیے آواز ہوگی پس کہے وہ شخص کہ اے محمد! میری شفاعت کریں پس میں کہوں گا کہ میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا تھا اور تو نے نہ مانا اور نہ آئے کوئی قیامت کے دن ساتھ اونٹ کے کہ وہ اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہو کہ اس کے لیے آواز ہوگی پس کہے اے محمد! میری شفاعت کریں سو میں کہوں گا کہ میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا تھا یعنی جو کوئی زکوٰۃ نہ دے قیامت کے دن اس کا یہ حال ہوگا کہ اس جانور کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے ہوگا پس لازم ہے کہ کوئی ایسا نہ کرے۔

فائدہ: صحیح مسلم کی روایت میں اس طرح آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اونٹوں کا کوئی مالک نہیں جس نے ان کا حق ادا نہ کیا یعنی ان کی زکوٰۃ نہ دی مگر کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کا مالک برابر میدان میں منہ کے بل ڈالا جائے گا اس حال میں کہ وہ اونٹ کامل ہوں گے گنتی اور موٹاپے میں نہ گم کرے گا مالک ان کا ان میں سے ایک بچہ اونٹ کا کہ وہ اونٹ اس کو اپنے پاؤں سے روندیں گے اور اپنے منہ سے کاٹیں گے جب کہ گزرے گی اس پر پہلی جماعت لائی جائے گی اس پر پچھلی جماعت یعنی اس طرح سے چلا جائے گا کہ ایک قطار کے پیچھے دوسری قطار اونٹوں کی اس کو کچلیں گے اس دن میں کہ ہے مقدار اس کی پچاس ہزار سال کی یہاں تک کہ فیصلہ کیا جائے درمیان بندوں کے پس دیکھے گا راہ اپنی یا طرف بہشت کی یا طرف دوزخ کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نہ دینے کا بڑا گناہ ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن چوپایوں کو زندہ کیا جائے گا تا کہ عذاب کیا جائے ساتھ ان کے مانع زکوٰۃ کو اور یہ کہ مال میں زکوٰۃ کے سوا اور بھی حق ہے لیکن اس کے ترک پر عذاب نہیں یا محمول ہے اس حالت پر کہ مسافر دودھ کے لیے بے قرار ہو، انتہیٰ ملخصا۔ (فتح)

١٣١٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

١٣١٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو کہ اللہ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال اس کے لیے گنجا سانپ بنایا جائے گا کہ اس کی آنکھوں پر دو نقطے سیاہ ہوں گے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ بِشِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا ﴿لَا يَحْسِبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾. الْاٰيَةَ.

کہ قیامت کے دن وہ سانپ بطور طوق اس کے گلے میں ڈالا جائے گا پھر وہ اس کی دونوں باچھیں پکڑے گا پھر کہے گا میں ہوں تیرا مال میں ہوں تیرا خزانہ پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ دی ان کو اللہ نے اپنے فضل سے یعنی مال اپنا کہ وہ بہتر ہے ان کے لیے بلکہ برا ہے ان کے لیے قریب ہے کہ طوق ڈالے جائیں گے اس چیز کا کہ بخل کرتے ہیں ساتھ اس کے قیامت کے دن یعنی وہ مال طوق ہو کر ان کی گردنوں میں پڑے گا۔

فائدہ: گنجا سانپ یعنی اس کے سر پر بال نہیں ہوں گے یہ علامت ہے بہت زہریلے ہونے اس کے کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نہ دینے کا بڑا گناہ ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ چاندی سونے کا ایسا کوئی مالک نہیں جو اس کی زکوٰۃ نہیں دیتا مگر جب قیامت کا دن ہوگا تو آگ سے پگھلا کر چاندی سونے کے پترے بنائے جائیں گے پھر دوزخ کی آگ میں وہ پترے گرم کیے جائیں گے پھر ان سے مالک کی کوکھ اور ماتھا اور پیٹھ داغے جائیں گے سو یہ حدیث پہلی حدیث کے معارض نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ دونوں امر اکٹھے ہوں اور دونوں طرح سے عذاب کیا جائے۔

بَابُ مَا أُدِّيَ زَكَاتُهٗ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ.

جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے وہ خزانہ نہیں اور آیت ﴿والذین یکنزون الذهب والفضة﴾ الآیۃ کی وعید میں داخل نہیں واسطے دلیل اس حدیث کے کہ نہیں پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو پانچ اوقیہ سے کم چاندی ہو وہ کنز میں داخل نہیں بلکہ معاف ہے اور جو پانچ اوقیہ سے زیادہ ہو اس میں زکوٰۃ واجب ہے یعنی جس مال میں زکوٰۃ واجب نہیں اس کو کنز نہیں کہا جاتا اس واسطے کہ وہ معاف ہے اور جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے تو چاہیے کہ اس کو بھی کنز نہ کہا جائے اس لیے کہ وہ بھی معاف ہے ساتھ نکالنے زکوٰۃ واجب کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے وہ کنز نہیں اگرچہ ساتوں زمینوں کے نیچے ہو اور جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے وہ کنز ہے اگرچہ زمین کے اوپر ہو، انتہی۔ (فتح) اور حاصل اس کا یہ ہے کہ آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ الآیۃ سے ظاہراً وہم ہوتا ہے کہ مال جمع کرنا مطلق

درست نہیں خواہ اس کی زکوۃ ادا کی ہو یا نہ کی ہو سو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس وہم کے دفع کرنے کے واسطے یہ باب باندھا اور بیان کیا کہ جس مال کی زکوۃ ادا کی جائے اس کا جمع کرنا اور زمین میں دبانا درست ہے اور اس آیت کی وعید میں داخل نہیں اور اس پر سب اصحاب کا اجماع ہے سوائے ابوذر رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

١٣١٦ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَنْ كَنَزَهَا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَا فَوَيْلٌ لَّهُ إِنَّمَا كَانَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الزَّكَاةُ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللّٰهُ طُهْرًا لِّلْأَمْوَالِ.

١٣١٦۔ حضرت خالد بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکلے سو ایک دیہاتی نے کہا کہ خبر دے مجھ کو اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کہ جو لوگ کہ جمع کرتے ہیں سونا اور چاندی آخر آیت تک ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جو کوئی مال جمع کرے اس کی زکوۃ ادا نہ کرے تو خرابی ہے واسطے اس کے اور یہ حکم تو زکوۃ کے اترنے سے پہلے تھا سو جب زکوۃ نازل ہوئی اور واجب ہوئی تو کیا اس کو اللہ نے پاک کرنے والی واسطے مالوں کے۔

فائدہ: یعنی مال کا جمع کرنا کہ حاجت سے زیادہ ہو ابتدائے اسلام میں مطلق منع تھا تا کہ فقراء کے ساتھ سلوک کیا جائے پھر جب زکوۃ واجب ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہوا پس جس مال کی زکوۃ ادا کی جائے اس کا جمع کرنا درست ہے اور اس آیت کی وعید میں داخل نہیں، وفيه المطابقة للترجمة. (فتح)

١٣١٧ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيْدَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ أَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيْهِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ.

١٣١٧۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوۃ اور نہیں پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ اور نہیں پانچ وسق سے کم تر چھوہارے میں زکوۃ۔

فائدہ: اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو پانچ اوقیہ کے دو سو درہم ہوئے جو تولے کے حساب سے ساڑھے باون تولے ہوتے ہیں اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے جو تخمینا پانچ من پختہ ہوتے ہیں اس حدیث میں تین چیزوں کے نصاب کا بیان ہے کہ ان سے کمتر میں زکوۃ نہیں اور یہی ہے مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس مال کی زکوۃ ادا کی جائے اس کا جمع کرنا درست ہے، **کما مر وفیه المطابقة للترجمة.**

١٣١٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي هَاشِمٍ سَمِعَ هُشَيْمًا أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ مَرَرْتُ بِالرَّبَذَةِ فَإِذَا أَنَا بِأَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ لَهُ مَا أَنْزَلَكَ مَنْزِلَكَ هٰذَا قَالَ كُنْتُ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفْتُ أَنَا وَمُعَاوِيَةُ فِي الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِي سَبِيْلِ اللَّهِ قَالَ مُعَاوِيَةُ نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ فَقُلْتُ نَزَلَتْ فِيْنَا وَفِيْهِمْ فَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فِي ذَاكَ وَكَتَبَ إِلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَشْكُوْنِي فَكَتَبَ إِلَيَّ عُثْمَانُ أَنِ اقْدَمِ الْمَدِيْنَةَ فَقَدِمْتُهَا فَكَثُرَ عَلَيَّ النَّاسُ حَتّٰى كَأَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْنِي قَبْلَ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُ ذَاكَ لِعُثْمَانَ فَقَالَ لِي إِنْ شِئْتَ تَنَحَّيْتَ فَكُنْتَ قَرِيْبًا فَذَاكَ الَّذِي أَنْزَلَنِي هٰذَا الْمَنْزِلَ وَلَوْ أَمَّرُوْا عَلَيَّ حَبَشِيًّا لَسَمِعْتُ وَأَطَعْتُ.

١٣١٨۔ حضرت زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ربذہ (ایک بستی کا نام ہے تین منزل پر مدینہ سے ابو ذر رضی اللہ عنہ کی قبر اسی جگہ میں ہے) میں گزرا پس اچانک میں نے وہاں ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا سو میں نے ان سے کہا کہ کس چیز نے تم کو یہاں اتارا ہے یعنی تم مدینہ کو چھوڑ کر اس بستی میں کیوں آ ٹھہرے ہو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں شام میں تھا سو میں اور معاویہ دونوں اس آیت میں جھگڑے کہ وہ لوگ جو جمع کرتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ کی راہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت اہل کتاب کے حق میں اتری ہے یعنی یہ حکم صرف انہیں کے ساتھ خاص ہے کہ ان کو مال جمع کرنا مطلق درست نہیں اور مسلمانوں کو درست ہے جب کہ زکوۃ دیں اور میں نے کہا کہ ہمارے اور اہل کتاب سب کے حق میں اتری ہے یعنی یہ آیت عام ہے مسلمانوں اور اہل کتاب سب کو شامل ہے سو میرے اور اس کے درمیان اس باب میں گفتگو ہوئی سو معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف میری شکایت لکھی سو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے میری طرف لکھا کہ تو مدینہ میں چلا آ سو میں مدینہ میں آیا اور بہت لوگ میرے پاس جمع ہوئے یہاں تک کہ گویا انہوں نے اس سے پہلے مجھ کو کبھی نہ دیکھا تھا سو میں نے وہ گفتگو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیان کی سو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو لوگوں سے کنارہ پکڑے اور گوشہ گیری کرے اور مدینہ کے قریب رہے تو بہت

خوب ہو سو یہ چیز ہے جس نے کہ مجھ کو اس جگہ اتارا اور اگر حبشی کو مجھ پر سردار بنائیں تو البتہ میں اس کا کہا مانوں اور اطاعت کروں۔

فائدہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی تھے اور بڑے زاہد تھے ظاہر اس آیت کی دلیل سے کہتے تھے کہ جو مال حاجت سے زیادہ ہو اس کا پاس رکھنا اور جمع کرنا حرام ہے اگرچہ اس کی زکوٰۃ بھی ادا کر چکا ہو اور معاویہ کہتے تھے کہ یہ آیت اہل کتاب کے ساتھ خاص ہے مطلق مال جمع کرنے کی وعید ان کے حق میں ہے اور مسلمان جب زکوٰۃ ادا کریں تو اس وعید میں داخل نہیں اور یہی قول ہے سب اصحاب کا کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے اس کا جمع کرنا اور دبانا درست ہے اگرچہ حاجت سے زیادہ ہو اور بہت ہو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ احکام شریعت کے اس واسطے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں نے اہل کتاب کو اس میں شامل کیا اور یہ کہ حاکموں کو چاہیے کہ علماء کے ساتھ نرمی کریں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے باوجود کہ حاکم تھا ابو ذر رضی اللہ عنہ پر جبر نہ کیا اور یہ کہ امام سے بغاوت کرنی درست نہیں اور یہ کہ حاکموں کی اطاعت کرنا بہت عمدہ بات ہے اور یہ کہ جائز ہے حکم کرنا افضل کو ساتھ اطاعت مفضول کے اور یہ کہ جائز ہے اختلاف کرنا اجتہاد میں اور یہ کہ جائز ہے شدت کرنی امر معروف میں اگرچہ اس سے وطن چھوڑنے پر نوبت پہنچے اور یہ کہ جلب مصلحت پر دفع مفسدہ کو مقدم کرنا چاہیے، انتہی۔

١٣١٩ ۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ جَلَسْتُ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ بْنُ الشِّخِّيْرِ أَنَّ الْأَحْنَفَ بْنَ قَيْسٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ جَلَسْتُ إِلٰى مَلَإٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَجَآءَ رَجُلٌ خَشِنُ الشَّعَرِ وَالثِّيَابِ وَالْهَيْئَةِ حَتّٰى قَامَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بَشِّرِ الْكَانِزِيْنَ بِرَضْفٍ يُّحْمٰى عَلَيْهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ثُمَّ يُوْضَعُ عَلٰى حَلَمَةِ ثَدْيِ أَحَدِهِمْ

١٣١٩۔ حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا تھا سو ایک مرد سخت بال اور سخت کپڑوں اور سخت شکل والا آیا یعنی اس کے کپڑے اور بال موٹے تھے اور سادہ معلوم ہوتا تھا یہاں تک کہ ان کے سر پر کھڑا ہو کر سلام کیا پھر کہا کہ خوشخبری دے مال جمع کرنے والوں کو ساتھ پتھر کے کہ دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر رکھا جائے گا اوپر نوک چھاتی مالدار کے یہاں تک کہ نکلے گا اس کے مونڈھے کے اوپر والی ہڈی سے یعنی پچھلی طرف سے اور رکھا جائے گا اوپر ہڈی مونڈھے اس کے کے یہاں تک کہ اس کے پستان کی نوک سے نکل جائے گا اور بخیل تھرتھرائے گا پھر وہ شخص پیٹھ دے کر ایک کھنبے (ستون) کے پاس جا کر بیٹھا

حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ نُغْضِ كَتِفِهٖ وَيُوْضَعُ عَلٰى نُغْضِ كَتِفِهٖ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيِهٖ يَتَزَلْزَلُ ثُمَّ وَلّٰى فَجَلَسَ إِلٰى سَارِيَةٍ وَتَبِعْتُهٗ وَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَأَنَا لَا أَدْرِىْ مَنْ هُوَ فَقُلْتُ لَهٗ لَا أُرَى الْقَوْمَ إِلَّا قَدْ كَرِهُوا الَّذِىْ قُلْتَ قَالَ إِنَّهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا قَالَ لِىْ خَلِيْلِىْ قَالَ قُلْتُ وَمَنْ خَلِيْلُكَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَتُبْصِرُ أُحُدًا قَالَ فَنَظَرْتُ إِلَى الشَّمْسِ مَا بَقِىَ مِنَ النَّهَارِ وَأَنَا أُرٰى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْسِلُنِىْ فِىْ حَاجَةٍ لَهٗ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِىْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا أُنْفِقُهٗ كُلَّهٗ إِلَّا ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ وَإِنَّ هٰؤُلَاءِ لَا يَعْقِلُوْنَ إِنَّمَا يَجْمَعُوْنَ الدُّنْيَا وَلَا وَاللّٰهِ لَا أَسْأَلُهُمْ دُنْيَا وَلَا أَسْتَفْتِيْهِمْ عَنْ دِيْنٍ حَتّٰى أَلْقَى اللّٰهَ.

اور میں بھی اس کے پیچھے چلا گیا اور اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا اور میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے سو میں نے اس سے کہا کہ نہیں گمان کرتا میں ان لوگوں کو مگر کہ نا خوش جانا اس کو جو کچھ کہ تو نے کہا' کہا وہ کچھ نہیں سمجھتے میرے دوست نے مجھ کو کہا میں نے کہا (احنف کا قول ہے) تیرا دوست کون ہے جس کو تو مراد رکھتا ہے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی ﷺ کو مراد رکھتا ہوں کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ اے ابوذر! کیا تو اُحد پہاڑ کو دیکھتا ہے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے سورج کو دیکھا کہ کتنا دن باقی ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ مجھ کو اپنے کسی کام کے لیے بھیجتے ہیں یعنی عرض کی کہ میں دیکھتا ہوں فرمایا کہ میں دوست نہیں رکھتا کہ میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو کہ میں وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دوں سوائے تین دیناروں کے اور ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ لوگ محض بے عقل ہیں یہ تو صرف دنیا جمع کرتے ہیں اور قسم ہے اللہ کی کہ نہ میں ان سے دنیا چاہتا ہوں اور نہ کوئی دین کا مسئلہ پوچھتا ہوں یہاں تک کہ میں مر جاؤں۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مال جمع نہ کرے لیکن یہ حدیث اولویت پر محمول ہے اس واسطے کہ مال کا جمع کرنا اگرچہ مباح ہے لیکن جمع کرنے والے سے اس کا حساب لیا جائے گا کہ کس جگہ خرچ کیا اور حساب میں خطرہ ہے پس نہ جمع کرنا مال کا اسلم ہے اور اولیٰ ہے واجب نہیں جیسے کہ آئندہ باب سے معلوم ہوتا ہے اور جو حدیث کہ مال کے حاصل کرنے اور خرچ کرنے کی فضیلت میں وارد ہوئی ہے تو وہ محمول ہے اس شخص پر کہ اس کو حلال وجہ سے کمائے کہ اس پر حساب کا خوف نہ ہو اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تین دینار چاہتا ہوں تو شاید یہ واسطے کسی حاجت کے تھا کہ اس وقت آپ کو پیش آئی تھی یا واسطے ادائے قرض کے تھا اور اس حدیث کو ترجمہ باب سے ظاہراً کچھ مناسبت معلوم نہیں ہوتی اس واسطے کہ باب کا مسئلہ یہ ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے اس کا جمع کرنا درست ہے اور یہ بات اس سے معلوم نہیں ہوتی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں کل مال خرچ کر ڈالنا درست ہے جب تک کہ وارث کا محروم ہونا لازم نہ آئے۔ (فتح)

بَابُ إِنْفَاقِ الْمَالِ فِيْ حَقِّهِ.

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا بیان۔

١٣٢٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٍ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٍ اٰتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا.

١٣٢٠۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد کرنا لائق نہیں مگر دو آدمیوں میں ایک تو وہ مرد جس کو اللہ نے مال دیا ہے سو اس کو قدرت دی اوپر خرچ کرنے اس کے کے بیچ راہ اللہ کے اور دوسرا وہ مرد جس کو اللہ نے حکمت دی یعنی قرآن اور حدیث سو وہ اس کے ساتھ عمل کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔

فائدہ: حسد یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت کا زوال چاہے اور چاہے کہ جاتی رہے یہ حرام ہے اور اکثر خلق اسی رنج اور بلا میں مبتلا ہے لیکن اگر کسی دیندار کو دیکھ کر آرزو کرے کہ اللہ ہم کو بھی ایسا کرے تو درست ہے یہ حسد نہیں اس کو غبط کہتے ہیں اور وجہ تخصیص کی یہ ہے کہ جہل اور بخل آدمی کی دونوں صفتیں فطرتی ہیں پس ان کا اہتمام کرنا زیادہ مقصود تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی بڑی فضیلت ہے پس یہ دلیل ہے اس پر کہ جن حدیثوں میں مال جمع کرنے کی وعید آئی ہے مراد ان سے وہ مال ہے کہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی ہو۔ (فتح)

بَابُ الرِّيَآءِ فِي الصَّدَقَةِ.

خیرات میں ریا کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی ریا خیرات کو باطل کر دیتی ہے پس مراد اس سے وہ خیرات ہے کہ محض لوگوں کے دکھلانے کے لیے کرے تاکہ لوگ اس کی تعریف کریں۔

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ﴾.

یعنی واسطے دلیل اس آیت کے کہ اے ایمان والو! مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھ کر اور ستا کر جیسے وہ شخص جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو اور یقین نہیں رکھتا اللہ پر اور پچھلے دن پر سو اس کی مثال جیسے صاف پتھر اس پر پڑی ہے مٹی پھر اس پر برسا زور کا مینہ تو اس کو کر رکھا سخت کچھ ہاتھ نہیں لگتی ان کو اپنی کمائی اور اللہ راہ نہیں دیتا منکر لوگوں کو۔

فائدہ: یعنی اگر دکھانے کی نیت سے خرچ کیا تو جیسے پتھر پر دانہ بویا جب زور کا مینہ برسا تو صاف رہ گیا اس میں کیا اُگے گا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریا کاری خیرات کو باطل اور ضائع کر دیتی ہے اگر دکھلانے کی نیت سے خرچ

کرے تو مطلق کچھ ثواب نہیں ملتا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تشبیہ دی مطل ثواب صدقہ کو ساتھ اس شخص کے کہ صدقہ میں ریا کرے، اور مشبہ بہ اقویٰ ہوتا ہے مشبہ سے پس ریا کرنے والا لامحالہ اس سے بدتر ہوگا، وفيه المطابقة للترجمة.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا صَلْدًا لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَابِلٌ مَطَرٌ شَدِيْدٌ وَالطَّلُّ النَّدٰى.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ صلدًا (کہ اس آیت میں واقع ہوا ہے) کے معنی یہ ہیں کہ اس پر کوئی چیز نہ ہو اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وابل (کہ اس آیت میں واقع ہوا ہے) کے معنی سخت مینہ ہیں اور طل کے معنی تراوٹ کے ہیں۔

بَابُ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَدَقَةً مِّنْ غُلُوْلٍ وَّلَا يَقْبَلُ إِلَّا مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ لِقَوْلِهِ ﴿قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَا أَذًى وَّاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ﴾.

یعنی نہیں قبول کرتا اللہ وہ صدقہ کہ لوٹ کے مال میں خیانت کی ہو اور نہیں قبول کرتا صدقہ مگر پاک کمائی سے کہ وہ حلال سے کمایا ہو واسطے دلیل اس آیت کے کہ بات کہنی معقول اور درگزر کرنی بہتر ہے اس خیرات سے جس کے پیچھے ستانا ہو اور اللہ بے پرواہ ہے تحمل والا یعنی مانگنے والے کو نرمی سے جواب دینا اور اس کی بدخوئی پر درگزر کرنا بہتر ہے اس سے کہ دے اور پھر اس کو بار بار دبائے یا سمجھے کہ میں نے تو اللہ کو دیا۔ ہے اس کو کیا پرواہ ہے مگر اپنا بھلا کرتا ہوں

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر لوٹ کے مال میں سے خیانت کر کے صدقہ دے تو وہ قبول نہیں ہوتا اس واسطے کہ جب متصدق علیہ معلوم کرے گا کہ یہ صدقہ لوٹ کے مال میں سے خیانت کی ہوئی ہے یا کسی سے ناحق چھینا ہوا ہے تو وہ اس سے ایذا پائے گا اور اس کے ساتھ کبھی راضی نہ ہوگا جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دودھ قے کیا جب کہ معلوم ہوا کہ وہ حلال کمائی میں سے نہیں اور صدقہ کرنے والے پر یہ بات صادق آتی ہے کہ اس نے سائل کو ایذا دی ساتھ تعریض کھانے اس چیز کے کہ اگر وہ اس کو جانے تو قبول نہ کرے، انتہیٰ۔ (فتح) اور شارح تراجم نے لکھا ہے کہ غاصب ایذا دینے والا ہے واسطے صاحب مال کے اور گنہگار ہے بیچ تصرف اس کے کے پس یہ صدقہ بطریق اولیٰ قبول نہ ہوگا، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ الصَّدَقَةِ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ لِقَوْلِهِ

پاک کمائی سے صدقہ قبول ہونے کا بیان یعنی حلال مال

﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾.

سے صدقہ قبول ہوتا ہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ مٹاتا ہے اللہ سود اور بڑھاتا ہے خیرات اور اللہ نہیں چاہتا کسی ناشکرے گنہگار کو جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کیے اور قائم رکھی نماز اور دی زکوٰۃ ان کو ہے بدلہ ان کا اپنے رب کے پاس اور نہ ان کو خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ حلال مال سے صدقہ قبول ہوتا ہے اس واسطے کہ صدقات کا لفظ اگرچہ عام ہے شامل ہے ہر صدقہ کو پاک مال سے ہو یا ناپاک سے لیکن وہ مخصوص ہے ساتھ اس صدقہ کے کہ پاک مال سے ہو ساتھ دلیل آیت ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ﴾ کے یعنی قصد نہ کرو گندی اور ناپاک چیز کا کہ خرچ کرو، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٢١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَّلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّيِّبَ وَإِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهِ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ عَنِ ابْنِ دِيْنَارٍ وَقَالَ وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مُسْلِمُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ وَسُهَيْلٌ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

١٣٢١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صدقہ دے گا کھجور کے برابر حلال روزی سے اور اللہ قبول بھی نہیں کرتا سوائے حلال کے تو اس کو اللہ قبول کرتا ہے رحمت کے دائیں ہاتھ سے پھر اس کو پالتا ہے دینے والے کے واسطے جیسے کہ تم اپنا بچھڑا پالتے ہو یہاں تک کہ اس تھوڑی چیز کو بڑھاتا ہے کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یعنی اگر حلال مال تھوڑا بھی اللہ کی راہ میں دے تو اس کا ثواب بے حساب ہے اس حدیث سے کئی فائدے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگر کوئی حرام مال سے لاکھوں روپے خرچ کرے تو اللہ اس کو ہرگز قبول نہیں کرتا۔ دوسرا یہ کہ حلال مال سے کوڑی دینا بھی لاکھوں روپے کے برابر ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔ تیسرا یہ کہ مسلمان صدقہ خرچ کرنے میں حلال مال کا دھیان رکھے تھوڑے بہت کا خیال نہ کرے۔

بَابُ الصَّدَقَةِ قَبْلَ الرَّدِّ. — نہ قبول کرنے سے پہلے صدقہ کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی قیامت کے قریب زمین اپنے سب خزانے باہر نکال ڈالے گی اور سب مالدار ہو جائیں گے کسی کو مال کی حاجت نہ رہے گی کوئی صدقہ قبول نہ کرے گا پس بہتر ہے کہ ایسا وقت آنے سے پہلے صدقہ کرے۔

١٣٢٢ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَصَدَّقُوْا فَإِنَّهُ يَأْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهٖ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْأَمْسِ لَقَبِلْتُهَا فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِيْ بِهَا.

١٣٢٢۔ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیرات کرو اور صدقہ دو اس واسطے کہ قریب ہے کہ مرد اپنا صدقہ لے جائے گا تو نہ پائے گا کسی کو صدقہ قبول کرے فقیر کہے گا کہ تو اس کو کل لاتا تو میں اس کو قبول کرتا اور آج تو مجھ کو حاجت نہیں۔

فائدہ: قیامت کے قریب زمین اپنے خزانے باہر نکال دے گی سب لوگ مالدار ہو جائیں گے کوئی محتاج نہ ملے گا جو صدقہ قبول کرے سو فرمایا کہ اس وقت کو غنیمت جانو جو دینا ہے سو محتاجوں کو دو اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

١٣٢٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ فِيْكُمُ الْمَالُ فَيَفِيْضَ حَتّٰى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَّقْبَلُ صَدَقَتَهٗ وَحَتّٰى يَعْرِضَهٗ فَيَقُوْلُ الَّذِيْ يَعْرِضُهٗ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِيْ.

١٣٢٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ تم میں بہت مال ہو جائے گا تو اُبل پڑے گا یہاں تک کہ مال دار فکر میں رنجیدہ ہوگا کہ کون اس کی زکوۃ کا مال لے اور یہاں تک کہ اس کو کسی محتاج کے پیش کرے گا تو وہ فقیر کہے گا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے قریب مال کی کثرت ہوگی سب لوگ مال دار ہو جائیں گے کوئی محتاج نہ ملے گا کہ زکوٰۃ کا مال لے پس مناسب ہے کہ آدمی اس وقت سے پہلے پہلے خیرات کرے، وفیه المطابقة للترجمة.

١٣٢٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمِ النَّبِيْلُ أَخْبَرَنَا سَعْدَانُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُجَاهِدٍ حَدَّثَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيْفَةَ الطَّآئِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَهُ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا يَشْكُو الْعَيْلَةَ وَالْآخَرُ يَشْكُوْ قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا قَطْعُ السَّبِيْلِ فَإِنَّهُ لَا يَأْتِيْ عَلَيْكَ إِلَّا قَلِيْلٌ حَتّٰى تَخْرُجَ الْعِيْرُ إِلٰى مَكَّةَ بِغَيْرِ خَفِيْرٍ وَأَمَّا الْعَيْلَةُ فَإِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُوْمُ حَتّٰى يَطُوْفَ أَحَدُكُمْ بِصَدَقَتِهِ لَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهَا مِنْهُ ثُمَّ لَيَقِفَنَّ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ حِجَابٌ وَّلَا تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ لَهُ أَلَمْ أُوْتِكَ مَالًا فَلَيَقُوْلَنَّ بَلٰى ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ أَلَمْ أُرْسِلْ إِلَيْكَ رَسُوْلًا فَلَيَقُوْلَنَّ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَّمِيْنِهِ فَلَا يَرٰى إِلَّا النَّارَ ثُمَّ يَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهِ فَلَا يَرٰى إِلَّا النَّارَ فَلْيَتَّقِيَنَّ أَحَدُكُمُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

١٣٢٤۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا سو دو مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ ان میں سے ایک تو محتاجی کی شکایت کرتا تھا اور ایک رہزنوں کی شکایت کرتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رہزنی کا تو یہ حال ہے کہ نہ گزرے گا تجھ پر مگر تھوڑا زمانہ یہاں تک کہ چلے گا قافلہ طرف مکہ کی بغیر سردار اور نگہبان کے یعنی عنقریب ہے کہ ملک میں امن ہوگا کہ کوئی رہزن اور ڈاکو نہ رہے گا لیکن محتاجی پس تحقیق قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ تم میں سے کوئی آدمی اپنا صدقہ لے کر گھوے گا تو نہ پائے گا کسی کو کہ اس کا صدقہ قبول کرے یعنی خاطر جمع رکھ کہ عنقریب محتاجی دور ہوگی لوگوں میں کوئی محتاج نہ رہے گا پھر تم میں سے کوئی آدمی اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا کہ اس کے اور اللہ کے درمیان نہ کوئی پردہ ہوگا اور نہ کوئی ترجمان کہ ایک کی بات دوسرے کو سمجھائے پھر اللہ اس کو فرمائے گا کہ کیا میں نے تجھ کو مال نہیں دیا تھا سو بندہ عرض کرے گا کیوں نہیں دیا تھا پھر اللہ فرمائے گا کہ کیا میں نے تیرے پاس رسول نہیں بھیجا تھا سو بندہ کہے گا کہ کیوں نہیں پھر بندہ اپنی دائیں طرف نظر کرے گا پس نہ دیکھے گا مگر آگ پھر اپنی بائیں طرف نظر کرے گا سو نہ دیکھے گا مگر آگ پس چاہیے کہ بچے ہر آدمی دوزخ سے اگرچہ آدھی کھجور ہی دے کر سہی یعنی تھوڑی خیرات بھی دوزخ سے بچاتی ہے اور اگر کوئی چیز خیرات کے لیے نہ پائے تو اچھی بات ہی سہی کہ اس سے سائل کا دل خوش ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی اس وقت کو غنیمت جانے جو صدقہ دینا ہو وہ محتاجوں کو دے اس وقت سے پہلے کہ کوئی صدقہ قبول کرنے والا نہ ملے، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٢٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوْفُ الرَّجُلُ فِيْهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُوْنَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَآءِ.

١٣٢٥۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اپنے صدقے کا سونا لے کر پھرے گا سو نہ پائے گا کسی کو کہ اس کا صدقہ قبول کرے اور ایک مرد دیکھا جائے گا کہ اس کے پیچھے چالیس عورتیں ہوں گی جو اس کے ساتھ پناہ پکڑیں گی مردوں کے کم ہونے کے سبب سے اور عورتوں کے زیادہ ہونے کے سبب سے۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ وَالْقَلِيْلِ مِنَ الصَّدَقَةِ ﴿وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ الْأٰيَةَ وَإِلٰى قَوْلِهٖ ﴿مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ﴾.

آدھی کھجور اور تھوڑے صدقہ کے ساتھ آگ سے بچنے کا بیان یعنی آدمی کو چاہیے کہ صدقہ دے تھوڑا ہو یا بہت یہ خیال نہ کرے کہ یہ تھوڑا ہے اس سے کیا ہوگا اور مثال ان کی جو خرچ کرتے ہیں مال اپنے اللہ کی خوشی حاصل کرنے کو اور اپنا دل ثابت کرنے کو جیسے ایک باغ ہے بلندی پر اس پر مینہ پڑا تو لایا اپنا پھل دگنا پھر اگر نہ پڑا اس پر مینہ تو اوس (شبنم) ہی پڑی اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے بھلا خوش لگتا ہے تم میں سے کسی کو کہ ہو اس کا ایک باغ کھجور اور انگور کا نیچے اس کے بہتی ہوں ندیاں اس کو وہاں حاصل ہو سب طرح کا میوہ

فائدہ: اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ دینے کا بہت بڑا ثواب ہے جہاں تک ہو سکے آدمی صدقہ دے تھوڑا ہو یا بہت اس واسطے کہ آیت میں صرف مال کا ذکر ہے کہ مال خرچ کرتے ہیں اور مال عام ہے شامل ہے تھوڑے کو بھی اور بہت کو بھی اس واسطے کہ اس میں تمثیل دی گئی ہے صدقہ کو مینہ کے ساتھ اور اوس (شبنم) کے ساتھ پس مینہ سے مراد بہت صدقہ ہے اور اوس سے تھوڑا، انتہی۔ (فتح)

١٣٢٦ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الْحَكَمُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الصَّدَقَةِ كُنَّا نُحَامِلُ فَجَآءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِشَيْءٍ كَثِيْرٍ فَقَالُوْا مُرَآئِيْ وَجَآءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ فَقَالُوْا إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَاعِ هٰذَا فَنَزَلَتْ ﴿اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ إِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ الْآيَةَ.

١٣٢٦۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب صدقہ کی آیت اتری یعنی ﴿خذ من اموالهم صدقة﴾ کہ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے تو اس وقت ہم مزدوری کے لیے اپنے مونڈھوں پر بوجھ اٹھاتے تھے یعنی مزدوری کیا کرتے تھے تا کہ کما کر صدقہ کریں سو ایک مرد آیا یعنی عبدالرحمن بن عوف اور اس نے بہت مال صدقہ کیا یعنی آٹھ ہزار یا چار ہزار درہم سو منافقوں نے طعن کیا کہ اس نے لوگوں کو دکھلانے کے لیے صدقہ کیا ہے اللہ کی رضا مندی مقصود نہیں پھر ایک مرد آیا اور اس نے ایک صاع صدقہ کیا تو منافقوں نے کہا کہ اللہ کو اس کے صاع کی کچھ حاجت نہیں تب یہ آیت اتری کہ وہ لوگ جو طعن کرتے ہیں دل کھول کر خیرات کرنے والے مسلمانوں کو اور ان کو جو نہیں رکھتے مگر اپنی محنت کا پھل ان پر ٹھٹھا کرتے ہیں اللہ نے ان سے ٹھٹھا کیا اور ان کو دکھ کی مار ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے کم خیرات کرنے والوں کی بھی تعریف کی ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٢٧ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ انْطَلَقَ أَحَدُنَا إِلَى السُّوْقِ فَيُحَامِلُ فَيُصِيْبُ الْمُدَّ وَإِنَّ لِبَعْضِهِمُ الْيَوْمَ لَمِائَةَ أَلْفٍ.

١٣٢٧۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حکم کرتے صدقہ دینے کا تو ہم میں سے کوئی بازار کی طرف جاتا اور گردن پر بوجھ اٹھاتا اور ایک مد یعنی بقدر تین پاؤ کے اناج کماتا اور بیشک آج بعض اصحاب کے پاس لاکھ درہم ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ نہایت تنگ اور مفلس تھے اور تا ہم پھر بھی اللہ کی راہ میں خیرات کرتے تھے اور اب لوگوں کے پاس لاکھ لاکھ درھم ہیں پھر بھی خیرات نہیں کرتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے کا بڑا ثواب ہے اگرچہ تھوڑا ہو، وَ فيه المطابقة للترجمة.

١٣٢٨ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

١٣٢٨۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَعْقِلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو آگ سے اگرچہ آدھی کھجور کے ساتھ۔

فائدہ: یہ حدیث بھی ہر صدقہ کو شامل ہے تھوڑا ہو یا بہت، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٢٩ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ.

١٣٢٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت دو بیٹیاں لے کر میرے پاس سوال کرتی آئی سو اس نے میرے پاس کوئی چیز نہ پائی سوائے ایک کھجور کے یعنی اس وقت میرے پاس کچھ موجود نہ تھا صرف ایک کھجور تھی سو میں نے اس کو وہ کھجور دی اس نے آپ نہ کھائی دو ٹکڑے کر کے اپنی دونوں بیٹیوں کو دی پھر اٹھ کر چلی گئی سو حضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے میں نے یہ حال آپ سے عرض کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو جانچا (آزمایا) جائے بیٹیوں سے کسی چیز میں (پھر ان کے ساتھ بھلائی کرے) تو قیامت میں وہ بیٹیاں اس کی آڑ ہو جائیں گی اس کو دوزخ سے بچائیں گی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قلیل صدقہ کا بھی بڑا ثواب ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ فَضْلِ صَدَقَةِ الشَّحِيْحِ الصَّحِيْحِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَأَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَّأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ إِلٰى اٰخِرِهٖ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَّأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَّالْكَافِرُوْنَ

حالت صحت میں اور بخل میں صدقہ کرنے کی فضیلت کا بیان واسطے دلیل اس آیت کی کہ اور خرچ کرو کچھ ہمارا دیا اس سے پہلے کہ پہنچے تم میں سے کسی کو موت تب کہے اے رب! کیوں نہ ڈھیل دی تو نے مجھ کو ایک مدت کہ میں خیرات کرتا اور ہوتا نیک لوگوں میں سے اور واسطے دلیل اس آیت کے کہ اے ایمان والو! خرچ کرو کچھ ہمارا دیا اس سے پہلے کہ آئے وہ دن کہ نہ اس میں سودا

هُمُ الظَّالِمُوْنَ﴾ الْآيَةَ.

ہے اور نہ دوستی اور نہ سفارش کام آئے گی اور منکر لوگ وہی ہیں ظالم۔

فائدہ: ان آیتوں میں ڈرانا ہے ڈھیل کرنے سے صدقہ میں اور رغبت دلاتا ہے بیچ جلدی کرنے اس کے کے پہلے موت سے یعنی مستحب ہے کہ آدمی موت سے پہلے صدقہ میں جلدی کرے دیر نہ کرے ایسا نہ ہو کہ اچانک سر پر موت آ جائے اور خیرات کرنی نہ پائے، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٣٠ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ حَدَّثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا قَالَ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْغِنَى وَلَا تُمْهِلُ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ.

١٣٣٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ کونسا صدقہ افضل ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل صدقہ یہ ہے کہ تو خیرات کرے جس حال میں کہ تو تندرست ہو اور بخیل ہو محتاجی سے ڈرتا ہو اور مالداری کی امید رکھتا ہو اور خیرات کرنے میں دیر مت کر یہاں تک کہ جب مرنے لگے اور روح گلے میں پہنچے تو اس وقت تو یوں کہے کہ فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا اور وہ تو فلاں وارث کا ہو چکا۔

فائدہ: یعنی خیرات کرنا صحت کی حالت میں افضل ہے کہ مال دینے کو جی نہ چاہے زندگی کی امید ہو یہ نہیں کہ جب جان نکلنے لگے تو وصیت شروع کی کہ فلاں کو اتنا مال دینا اور فلاں کو اتنا مال اس واسطے کہ اگر اس وقت کسی کو مال نہ دے گا تو بھی مال اس کے ہاتھ سے گیا اور وارثوں کو ملا، وفيه المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیماری مالک کا ہاتھ بعض مال سے قاصر کر دیتی ہے اور یہ کہ بیماری کی حالت میں سخاوت کرنی بخل کا نشان نہیں مٹاتی۔ (فتح)

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اس واسطے کہ اس کو پہلے باب سے تعلق ہے۔

١٣٣١ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّنَا

١٣٣١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعض بیویوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم میں سے آپ کے ساتھ جلد تر ملنے والی بیوی کون ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا ہاتھ زیادہ تر لمبا ہے سو آپ کی بیویوں نے کانے کا ایک ٹکڑا لیا اس حال میں کہ اپنے ہاتھ ناپتی تھیں سو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ

أَسْرَعُ بِكَ لُحُوْقًا قَالَ أَطْوَلُكُنَّ يَدًا فَأَخَذُوْا قَصَبَةً يَذْرَعُوْنَهَا فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا فَعَلِمْنَا بَعْدُ أَنَّمَا كَانَتْ طُوْلَ يَدِهَا الصَّدَقَةُ وَكَانَتْ أَسْرَعَنَا لُحُوْقًا بِهِ وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ.

سب سے زیادہ لمبا ٹھہرا جب حضرت ﷺ کے انتقال کے بعد زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو ہم نے معلوم کیا کہ لمبے ہاتھ سے سخاوت مراد ہے اور ہم میں سے حضرت ﷺ کے ساتھ جلد تر ملنے والی زینب رضی اللہ عنہا تھی کہ وہ خیرات کرنے کو بہت دوست رکھتی تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحت اور بخل کی حالت میں خیرات کرنے کا بڑا ثواب ہے اس واسطے کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا صحت کی حالت میں بہت خیرات کیا کرتی تھیں تو سب سے پہلے حضرت ﷺ کے ساتھ جا ملیں اور کون نعمت بڑی ہے ملنے عاشق کے سے ساتھ معشوق اپنے کے، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ صَدَقَةِ الْعَلَانِيَةِ وَقَوْلِهِ ﴿الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً﴾ الْأَيَةَ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾.

ظاہر کر کے خیرات کرنے کا بیان یعنی ظاہر کر کے خیرات کرنا درست ہے اور اس آیت کا بیان کہ جو لوگ خرچ کرتے ہیں مال اپنے رات میں اور دن میں چھپے اور کھلے انہی کو ہے مزدوری ان کی اپنے رب کے پاس اور نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

فائدہ: اکثر مفسرین کے نزدیک یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری ہے کہ ان کے پاس چار درہم تھے ایک رات کو خرچ کیا اور ایک دن کو اور ایک ظاہر اور ایک پوشیدہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ خیرات کو ظاہر کر کے دینا درست ہے اس میں ریا نہیں، وفيه المطابقة للترجمة. (فتح)

بَابُ صَدَقَةِ السِّرِّ.

پوشیدہ خیرات کرنے کا بیان یعنی افضل ہے بہ نسبت ظاہر کے۔

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا صَنَعَتْ يَمِيْنُهُ.

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک وہ مرد اللہ کے سائے میں ہوگا جس نے خیرات کی تو اس کو چھپایا یہاں تک کہ نہیں جانتا اس کا بایاں ہاتھ کہ کیا خرچ کیا اس کے دائیں ہاتھ نے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھپا کر خیرات کرنے کا بڑا ثواب ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

وَقَوْلِهِ ﴿إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ اگر تم کھلے دو خیرات تو کیا اچھی بات ہے اور اگر چھپاؤ اور فقیروں کو پہنچاؤ تو تم کو بہتر

خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ الْاٰيَةَ.

ہے اور اتارتا ہے کچھ گناہ تمہارے اور اللہ تمہارے کام سے واقف ہے

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ چھپا کر خیرات کرنا افضل ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ إِذَا تَصَدَّقَ عَلٰى غَنِيٍّ وَّهُوَ لَا يَعْلَمُ.

مالدار کو خیرات دینے کا بیان اس حال میں کہ صدقہ کرنے والا نہ جانتا ہو کہ وہ مالدار ہے یعنی اس کا صدقہ قبول ہے۔

١٣٣٢ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ سَارِقٍ فَأَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰى سَارِقٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدَيْ زَانِيَةٍ فَأَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدَيْ غَنِيٍّ فَأَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰى غَنِيٍّ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ وَعَلٰى زَانِيَةٍ وَعَلٰى غَنِيٍّ فَأُتِيَ فَقِيْلَ لَهٗ أَمَّا صَدَقَتُكَ عَلٰى سَارِقٍ فَلَعَلَّهٗ أَنْ يَّسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهٖ وَأَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا أَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا وَأَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهٗ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ.

١٣٣٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد نے کہا کہ بیشک میں آج رات خیرات دوں گا سو وہ اپنی خیرات لے کر نکلا تو اس کو چور کے ہاتھ میں رکھ آیا تو فجر کو لوگ گفتگو کرنے لگے کہ چور کو صدقہ ملا سو اس مرد نے کہا کہ الٰہی! تیرا شکر ہے بیشک اب میں اور خیرات کروں گا سو وہ اپنی خیرات لے کر نکلا اور اس کو حرام کار عورت کے ہاتھ میں رکھ آیا سو فجر کو لوگ گفتگو کرنے لگے کہ رات کو حرام کار عورت کو خیرات ملی سو اس مرد نے کہا کہ الٰہی! تیرا شکر ہے حرام کار کی خیرات پر بیشک اب میں اور خیرات دوں گا سو وہ اپنی خیرات لے کر نکلا اور اس کو مالدار کے ہاتھ میں رکھ آیا سو فجر کو لوگ ذکر کرنے لگے کہ مالدار کو خیرات ملی سو اس مرد نے کہا الٰہی! تیرا شکر ہے چور کی خیرات پر اور حرام کار کی خیرات پر اور مالدار کی خیرات پر سو اس کے پاس کوئی شخص آیا یعنی خواب میں اس کو کہا گیا یا ہاتف نے اس کو خبر دی یا پیغمبر نے کہ تیری خیرات قبول ہوگئی چور کی خیرات تو اس واسطے قبول ہوئی کہ شاید وہ اس کے سبب سے چوری سے باز رہے اور حرام کار کی خیرات اس واسطے قبول ہوئی کہ شاید وہ خیرات کا مال پا کر حرام کاری سے باز رہے اور شاید کہ مالدار سوچے اور شرمائے سو وہ بھی خیرات کرے اس مال سے کہ اللہ نے اس کو دیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بھول کر ناواقفی سے کسی مالدار کو خیرات دے دے تو اس کی خیرات قبول ہو جاتی ہے، وفیه المطابقة للترجمة اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خیرات کا ثواب کسی طرح ضائع نہیں ہوتا اگرچہ ناواقفی سے بے موقع خرچ ہو نیت خالص چاہیے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس میں علماء کو اختلاف ہے کہ اگر زکوٰۃ فرض بے موقع صرف ہو تو وہ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں اور حدیث سے نہ تو اس کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اور نہ جواز اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ چھپا کر خیرات کرنے کا بڑا ثواب ہے اور یہ کہ اخلاص کا بڑا ثواب ہے اور یہ کہ جب صدقہ بے موقع خرچ ہو تو مستحب ہے پھیر دینا اس کا اور یہ کہ حکم ظاہر کا ہے یہاں تک کہ اس کے خلاف ظاہر ہو، انتہی۔

بَابُ إِذَا تَصَدَّقَ عَلَى ابْنِهِ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ.

اگر کوئی ناواقفی سے اپنے بیٹے کو خیرات دے دے تو اس کا کیا حکم ہے یعنی قبول ہے

١٣٣٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيلُ حَدَّثَنَا أَبُو الْجُوَيْرِيَةِ أَنَّ مَعْنَ بْنَ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَبِيْ وَجَدِّيْ وَخَطَبَ عَلَيَّ فَأَنْكَحَنِيْ وَخَاصَمْتُ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبِيْ يَزِيْدُ أَخْرَجَ دَنَانِيْرَ يَتَصَدَّقُ بِهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَجِئْتُ فَأَخَذْتُهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا إِيَّاكَ أَرَدْتُ فَخَاصَمْتُهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيْدُ وَلَكَ مَا أَخَذْتَ يَا مَعْنُ.

١٣٣٣۔ حضرت معن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اور میرے باپ نے اور دادا نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اور حضرت ﷺ نے مجھ سے نکاح چاہا سو آپ نے میرا نکاح کرایا اور میں آپ کے پاس جھگڑا لایا (اور وہ جھگڑا یہ ہے) کہ میرا باپ یزید کچھ دینار لے کر نکلا کہ ان کو خیرات کرے سو ایک مرد مسجد میں بیٹھا تھا وہ دینار اس کے پاس رکھ آیا سو میں نے آ کر وہ دینار لیے اور اپنے باپ کے پاس لایا سو میرے باپ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں نے تجھ کو دینے کا ارادہ نہ کیا تھا سو میں اور وہ دونوں جھگڑتے ہوئے حضرت ﷺ کے پاس گئے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو ہو چکا جو تو نے نیت کی، اے یزید! یعنی تیرے اوپر سے زکوٰۃ ادا ہو گئی کہ تو نے محتاج کی نیت کی تھی تیرا بیٹا محتاج ہے اور حلال ہے واسطے تیرے وہ چیز کہ لی تو نے اے معن یعنی تجھ کو لینا درست ہے کہ تجھ کو حاجت ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی ناواقفی سے اپنے بیٹے کو خیرات دے دے تو درست ہے اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے معلوم کرنے کے بعد بیٹے کو صدقہ دینا جائز رکھا تو نہ معلوم کرنے کے وقت اس کو صدقہ دینا بطریق اولیٰ درست ہے وفیه المطابقة للترجمة اور یہی مذہب ہے امام اعظم رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کا کہ اگر

اندھیرے میں باپ اپنے بیٹے کو زکوۃ دے دے ناواقفی سے تو زکوۃ ادا ہو جاتی ہے دوبارہ زکوۃ دینا ضروری نہیں اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے انعام کے ساتھ فخر کرنا درست ہے اور جائز ہے جھگڑنا بیٹے کا ساتھ باپ کے اور جھگڑا لے جانا طرف حاکم کی اور یہ عقوق میں داخل نہیں اور یہ کہ جائز ہے وکیل کرنا صدقہ میں اس واسطے کہ یزید نے وہ صدقہ اپنے وکیل کو دیا تھا کہ کسی کو دے دے خاص کر نفلی صدقہ میں وکیل کرنا تو بطریق اولی درست ہے اس لیے کہ اس میں ایک قسم کا خفا ہے اور یہ کہ صدقہ کرنے والے کو اپنی نیت کا ثواب ملتا ہے خواہ اس کا صدقہ مستحق کے ہاتھ میں پڑے یا غیر مستحق کے ہاتھ میں اور یہ کہ باپ کو اپنے بیٹے کے صدقہ میں رجوع کرنا درست نہیں بخلاف ہبہ کے کہ اس کو اس میں رجوع کرنا درست ہے، انتہی۔

بَابُ الصَّدَقَةِ بِالْيَمِينِ.

دائیں ہاتھ سے صدقہ دینے کا بیان یعنی افضل ہے۔

فائدہ: شارح تراجم نے کہا کہ مراد اس باب سے یہ ہے کہ اپنا صدقہ اپنے ہاتھ سے دینا افضل ہے اس سے کہ وکیل کے ہاتھ سے دے ساتھ قرینہ آئندہ باب کے واسطے مطابق ہونے آٹھویں حدیث کے باب سے۔

١٣٣٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهٗ إِمَامٌ عَدْلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّيْ أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ.

١٣٣٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سات شخص ہیں جن کو اللہ اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کہیں سایہ نہ ہوگا یعنی قیامت میں (اور مراد اس سے سایہ عرش کا ہے یا درخت طوبیٰ کا) ایک تو منصف سردار، دوسرا جوان جو امنگ جوانی سے اللہ کی بندگی میں مشغول ہو کہ وہ وقت غلبہ شہوت اور ہوائے نفسانی کا ہے، تیسرا وہ مرد جس کا دل مسجدوں میں لگا رہتا ہے یعنی بار بار جماعت کے واسطے مسجد میں جاتا ہے اور منتظر رہتا ہے کہ کب نماز کا وقت ہو اور مسجد میں جائے، چوتھے وہ دو مرد ہیں جو اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں ملتے ہیں تو اسی پر اور جدا ہوتے ہیں تو اسی پر یعنی ہر وقت اس محبت دینی پر ثابت رہتے ہیں خواہ اکٹھے ہوں یا جدا، پانچواں وہ مرد ہے جس کو مالدار باعزت خوبصورت عورت نے بلایا یعنی بدکاری کے لیے سو اس نے کہا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، چھٹا وہ مرد ہے کہ جس نے خیرات کی تو اس کو چھپایا یہاں تک کہ نہیں جانتا اس

کا بایاں ہاتھ کہ کیا خرچ کیا اس کے دائیں ہاتھ نے، ساتواں وہ مرد جس نے اللہ کو یاد کیا خالی مکان میں سو جاری ہو گئیں اس کی دونوں آنکھیں یعنی اللہ کے خوف سے رویا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دائیں ہاتھ سے صدقہ دینا افضل ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

١٣٣٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَصَدَّقُوا فَسَيَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَيَقُولُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْأَمْسِ لَقَبِلْتُهَا مِنْكَ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهَا.

١٣٣٥۔ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ صدقہ اور خیرات کرو کہ عنقریب ہے کہ تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اپنا صدقہ لے کر چلے گا تو فقیر کہے گا کہ اگر تو اس کو کل لاتا تو میں اس کو قبول کرتا تجھ سے اور آج تو مجھ کو حاجت نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے ہاتھ سے صدقہ دینا افضل ہے خیرات کرنے سے ساتھ واسطہ وکیل کے ساتھ دلیل آئندہ باب کے کہ اس میں تصریح ہے ساتھ وکیل کرنے کے صدقہ میں چنانچہ کہا کہ یہ بات ہے اس شخص کے بیان میں جو اپنے غلام کو صدقہ کرنے کا حکم کرے اور اپنے ہاتھ سے نہ دے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ افضل ہے خیرات کرنا دائیں ہاتھ سے کہ یہ مطلق مقید ہے ساتھ دائیں ہاتھ کے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَمَرَ خَادِمَهُ بِالصَّدَقَةِ وَلَمْ يُنَاوِلْ بِنَفْسِهِ وَقَالَ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ.

اگر کوئی شخص اپنے غلام کو صدقہ دینے کا حکم کرے اور اپنے ہاتھ سے نہ دے تو یہ بھی درست ہے اور اس کا ثواب اس کو پہنچتا ہے، اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ خادم اور وکیل ایک دو صدقہ دینے والوں میں سے ہے یعنی خادم کو بھی اس صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے۔

١٣٣٦ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ

١٣٣٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنے گھر سے اللہ کی راہ میں کسی کو کھانا دے بغیر لٹائے تو اس عورت کو ثواب ملے گا خرچ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا.

کرنے کا اور اس کے خاوند کو کمانے کا ثواب ملے گا اور خزانچی کو بھی اس کے برابر ثواب ملے گا نہ کم کرے گا ایک دوسرے کے ثواب کو یعنی تینوں کو پورا ثواب ملے گا۔

فائدہ: بغیر لٹائے یعنی اتنا نہ دے ڈالے کہ اس کے بال بچے بھوکے رہیں اور فتح الباری میں کہا کہ یہ باب حدیث کی تفسیر ہے اس واسطے کہ ہر ایک خازن اور خادم اور عورت سے امین ہے اپنے مالک کے مال میں اس کو دست اندازی کرنی درست نہیں مگر ساتھ اجازت مالک کے کہ صریحا اس نے اجازت دی ہو یا عرفاً دی ہو یا اجمالا یا تفصیلا، انتہی۔

بَابُ لَا صَدَقَةَ إِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَمَنْ تَصَدَّقَ وَهُوَ مُحْتَاجٌ أَوْ أَهْلُهُ مُحْتَاجٌ أَوْ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَالدَّيْنُ أَحَقُّ أَنْ يُقْضٰى مِنَ الصَّدَقَةِ وَالْعِتْقِ وَالْهِبَةِ وَهُوَ رَدٌّ عَلَيْهِ لَيْسَ لَهُ أَنْ يُتْلِفَ أَمْوَالَ النَّاسِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللّٰهُ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ مَعْرُوْفًا بِالصَّبْرِ فَيُؤْثِرَ عَلٰى نَفْسِهِ وَلَوْ كَانَ بِهِ خَصَاصَةٌ كَفِعْلِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ تَصَدَّقَ بِمَالِهِ وَكَذٰلِكَ آثَرَ الْأَنْصَارُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُضَيِّعَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِعِلَّةِ الصَّدَقَةِ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

نہیں ہے کامل صدقہ مگر جو کہ مالداری سے ہو اور جو قرضدار یا محتاج ہو یا اس کے اہل عیال محتاج ہوں تو اس کو خیرات کرنا ضروری نہیں بلکہ اس کو واجب ہے کہ پہلے اپنے اہل وعیال کی خبر گیری کرے کہ ان کا حق فقیروں پر مقدم ہے اور اگر قرضدار ہو تو اول قرض ادا کرے کہ اس کا ادا کرنا زیادہ تر لائق ہے یعنی واجب ہے صدقہ دینے اور آزاد کرنے اور ہبہ کرنے سے اور اگر صدقہ کرے تو وہ صدقہ اس پر پھر آتا ہے یعنی مقبول نہیں ہوتا اس واسطے کہ قرض کا ادا کرنا واجب ہے اور صدقہ واجب نہیں اس کو درست نہیں کہ لوگوں کا مال ضائع کرے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگوں کے مال لے برباد کرنے کے ارادے پر تو اللہ اس کو برباد کر ڈالے گا گویا کہ اس مال میں دوسروں کے حق متعلق ہیں اگرچہ متعین نہیں مگر یہ کہ وہ محتاج مشہور ہو ساتھ صبر کے فقر فاقہ پر سو اختیار کرے اپنی جان پر دوسرے کو اگرچہ اس کو حاجت ہو مانند فعل ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جب کہ انہوں نے اپنا سب مال خیرات کیا اور اسی طرح اختیار کیا

وَسَلَّمَ قَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ.

مہاجرین نے انصار کو اور اپنے مالوں میں شریک کیا اور حضرت ﷺ نے منع فرمایا برباد کرنے مال کے سے سو اس کو جائز نہیں کہ لوگوں کا مال ضائع کرے ساتھ خیرات کرنے کے اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی کہ یا حضرت! میری توبہ کے شکریہ میں سے یہ ہے کہ میں اپنے سب مال سے باہر آؤں اس حال میں کہ وہ صدقہ ہو واسطے اللہ اور رسول کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لے کہ وہ تیرے حق میں بہتر ہے میں نے کہا کہ میں اپنا وہ حصہ رکھ لیتا ہوں جو کہ خیبر میں ہے کہ وہاں کی غنیمت سے مجھ کو ملا تھا۔

فائدہ: کعب رضی اللہ عنہ جنگ تبوک میں حضرت ﷺ کے ساتھ نہ گئے تھے اللہ اور رسول کا پچاس روز ان پر نہایت عتاب رہا جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو خوشی کے مارے انہوں نے چاہا کہ اپنا تمام مال خیرات کر دیں تب حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لے کہ وہ تیرے کام آئے گا تو لوگوں کے سوال سے بچے گا' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص پر اتنا قرض ہو کہ اس کے مال کو حاوی ہو اور حاکم اس کو تصرف سے روک دے تو اس کو اس مال سے خیرات کرنا درست نہیں۔ (فتح)

١٣٣٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ.

١٣٣٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہتر خیرات وہ ہے جو مالداری سے ہو یعنی خیرات کرنا مالدار کو بہتر ہے جس کا مال حاجت شرعی سے زیادہ ہو اور اول اپنے اہل وعیال سے دینا شروع کر جن کا دینا فرض ہے۔

فائدہ: یعنی اہل وعیال کا دینا فرض ہے اور غیروں کا دینا نفل ہے اور فرض نفل سے مقدم ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٣٨ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ حَكِيْمِ

١٣٣٨۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے اور

بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَعَنْ وُهَيْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

اول اپنے اہل وعیال سے دینا شروع کر اور بہتر صدقہ وہ ہے جو مالداری سے ہو اور جو سوال اور حرام کاموں سے بچنا چاہے تو اللہ اس کو حرام کاموں سے بچالے گا اور سچا پرہیزگار کر دے گا اور جو دنیا سے بے پرواہی کی نیت رکھے گا تو اللہ اس کے دل کو دنیا کے مال سے بے پرواہ کر دے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہتر صدقہ وہی ہے جو مالداری اور حاجت شرعی سے زیادہ ہو، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٣٩ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ وَالْمَسْأَلَةَ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى فَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى هِيَ السَّائِلَةُ.

١٣٣٩۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر صدقہ اور عفت اور سوال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اونچا ہاتھ بہتر ہے نیچے ہاتھ سے اور اونچا ہاتھ خیرات کرنے والا ہے اور نیچا ہاتھ مانگنے والا ہے۔

فائدہ: مراد اونچے ہاتھ سے خیرات کرنے والا ہاتھ ہے اور مراد نیچے ہاتھ سے مانگنے والا ہاتھ ہے کہ سوال کر کے لے اور بعض کے نزدیک نیچا ہاتھ مطلق لینے والے کو کہتے ہیں خواہ سوال سے لے یا سوال کے بغیر لے اور اس کو اونچا اس واسطے فرمایا کہ اس کا درجہ بلند ہے مانگنے والے سے یا واقع میں دینے والے کا ہاتھ دینے کے وقت اونچا ہوتا ہے اور لینے والے کا ہاتھ نیچا ہوتا ہے۔

بَابُ الْمَنَّانِ بِمَا أَعْطَى لِقَوْلِهِ ﴿الَّذِيْنَ

دے کر احسان جتلانے والے کا بیان واسطے دلیل اس

يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ لَا يُتبِعُونَ مَا أَنفَقُوا مَنًّا وَّلَا أَذًى﴾ الْآيَةَ.

آیت کے کہ جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں پھر پیچھے خرچ کر کے نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ ستاتے ہیں انہی کو ہے ثواب ان کے رب کے یہاں اور نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ خیرات کر کے احسان رکھنا بہت برا ہے اس واسطے کہ جب اللہ کی راہ میں خرچ کر کے احسان رکھنا برا ہے تو اس کے غیر میں خرچ کر کے احسان رکھنا بطریقِ اولیٰ برا ہوگا وفیه المطابقة للترجمة اور حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تین آدمیوں سے کلام نہ کرے گا ایک وہ کہ دے کر احسان رکھے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ تَعْجِيلَ الصَّدَقَةِ مِنْ يَّوْمِهَا.

صدقہ میں جلدی کرنے کو دوست رکھنا اس دن سے کہ اس پر واجب ہوا صدقہ فرض ہو یا نفل۔

١٣٤٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَأَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ خَرَجَ فَقُلْتُ أَوْ قِيْلَ لَهُ فَقَالَ كُنْتُ خَلَّفْتُ فِي الْبَيْتِ تِبْرًا مِّنَ الصَّدَقَةِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُبَيِّتَهُ فَقَسَمْتُهُ.

١٣٤٠۔ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عصر کی نماز پڑھائی پھر جلدی سے گھر میں چلے گئے پھر کچھ دیر نہ ہوئی کہ باہر تشریف لائے سو میں نے عرض کی کہ آپ کے گھر میں جلدی جانے کا کیا سبب تھا؟ فرمایا کہ میں سونے کا ایک ٹکڑا گھر میں چھوڑ آیا تھا جس کے خیرات کرنے کی نیت تھی سو میں نے ناخوش جانا کہ اس کو رات رکھوں سو میں نے اس کو فقیروں پر تقسیم کر دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ صدقہ دینے میں بہت جلدی کرے جو دینا ہو سو جلدی دے دیر نہ لگائے ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت یا مانع پیش آئے اور مال ہاتھ سے چلا جائے اور پچھتائے۔

بَابُ التَّحْرِيْضِ عَلَى الصَّدَقَةِ وَالشَّفَاعَةِ فِيْهَا.

خیرات کرنے کی رغبت دلانے اور اس میں سفارش کرنے کا بیان۔

١٣٤١ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَدِيٌّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيْدٍ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ

١٣٤١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عید فطر کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے سو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں کہ نہ ان سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ پیچھے پھر عورتوں کی طرف پھرے سو ان کو وعظ کیا اور حکم دیا خیرات کرنے کا سو عورتیں

لَمْ يُصَلِّ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ ثُمَّ مَالَ عَلَى النِّسَآءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُلْبَ وَالْخُرْصَ.

اپنے کنگن اور بالیاں پھینکنے لگیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ کی رغبت دلانے کا بڑا ثواب ہے کہ حضرت ﷺ نے عورتوں کو خیرات کرنے کی رغبت دلائی۔

١٣٤٢ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ أَبِيْ مُوْسٰى عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَآءَهُ السَّآئِلُ أَوْ طُلِبَتْ إِلَيْهِ حَاجَةٌ قَالَ اشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَآءَ.

١٣٤٢۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کے پاس کوئی سائل آتا یا کوئی آپ سے حاجت چاہتا تو فرماتے سفارش کرو لوگوں کی کہ ثواب پاؤ اور جاری کرتا ہے اللہ اپنے نبی کی زبان پر جو چاہتا ہے یعنی سائل کی سفارش اور عطا سے۔

فائدہ: یعنی سعی سفارش سے اہل حاجات کا کام نکال دینا بڑا ثواب ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٤٣ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوْكِيْ فَيُوْكٰى عَلَيْكِ

١٣٤٣۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ نہ باندھ رکھ کہ اللہ بھی تجھ سے باندھ رکھے گا۔

فائدہ: یعنی بخیل مت بن اور مال کو جمع نہ رکھ اللہ کی راہ میں دیا کر کہ اللہ بھی تجھ کو دیتا جائے گا اور اگر تو روکے گی تو اللہ بھی تجھ سے روکے گا، وفيه المطابقة للترجمة.

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ عَبْدَةَ وَقَالَ لَا تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ.

فرمایا کہ گن کر مال کو نہ رکھ اللہ بھی تجھ کو گن کر دے گا۔

بَابُ الصَّدَقَةِ فِيْمَا اسْتَطَاعَ.

جو ہو سکے صدقہ دے۔

١٣٤٤ - حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ عَنْ

١٣٤٤۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ نہ بند کر رکھ تو اللہ بھی تجھ سے بند کرے گا

حَجَّاجِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا أَنَّهَا جَآءَ تْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تُوْعِي فَيُوْعِي اللّٰهُ عَلَيْكِ ارْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ.

کچھ اللہ کی راہ میں دیا کر جتنا تجھ سے ہو سکے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جتنا ہو سکے اللہ کی راہ میں صدقہ دیا کرے، وفیہ المطابقة للترجمة.

بَابُ الصَّدَقَةِ تُكَفِّرُ الْخَطِيئَةَ.

صدقہ گناہ کو دور کر ڈالتا ہے۔

١٣٤٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفِتْنَةِ قَالَ قُلْتُ أَنَا أَحْفَظُهُ كَمَا قَالَ قَالَ إِنَّكَ عَلَيْهِ لَجَرِيءٌ فَكَيْفَ قَالَ قُلْتُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْمَعْرُوْفُ قَالَ سُلَيْمَانُ قَدْ كَانَ يَقُوْلُ الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَ هٰذِهِ أُرِيْدُ وَلٰكِنِّي أُرِيْدُ الَّتِي تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ قُلْتُ لَيْسَ عَلَيْكَ بِهَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بَأْسٌ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابٌ مُغْلَقٌ قَالَ فَيُكْسَرُ الْبَابُ أَوْ يُفْتَحُ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ فَإِنَّهُ إِذَا كُسِرَ لَمْ يُغْلَقْ أَبَدًا قَالَ قُلْتُ أَجَلْ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ مَنِ الْبَابُ فَقُلْنَا لِمَسْرُوْقٍ

١٣٤٥۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد رکھتا ہو فتنے کے باب میں کہ میرے بعد ایسا ایسا فتنہ پیدا ہو گا؟ میں نے کہا کہ میں وہ حدیث یاد رکھتا ہوں جیسے کہ آپ نے فرمائی یعنی میں اس میں سے کچھ بھولا نہیں' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیشک تو اس پر بڑا دلیر ہے یعنی تو نے یہ بات بڑی دلیری کی کہی ہے کہ میں اس کو بعینہ یاد رکھتا ہوں بندہ بشر ہے بھول چوک بھی ہو جاتی ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح فرمایا؟ میں نے کہا کہ قصور مرد کا اس کے گھر والوں کے حق میں اور اس کے مال اور جان اور لڑکے اور ہمسائے میں اس کو روزہ اور نماز اور صدقہ اور نیک بات بتلانا اور برے کام سے روکنا دور کر ڈالتا ہے یعنی اگر آدمی سے جان' مال' بیوی' لڑکے اور ہمسائے کے حق میں کچھ قصور ہو جائے تو ان عبادتوں سے معاف ہو جاتا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ فتنہ میری مراد نہیں بلکہ میری مراد وہ فتنہ ہے کہ موج مارے گا مانند موج مارنے دریا کے میں نے کہا کہ امیر المؤمنین تجھ کو اس کا کچھ ڈر نہیں کہ تیرے اور اس کے درمیان ایک دروازہ ہے بند کیا ہوا یعنی

سَلْهُ قَالَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْنَا فَعَلِمَ عُمَرُ مَنْ تَعْنِي قَالَ نَعَمْ كَمَا أَنَّ دُوْنَ غَدٍ لَيْلَةً وَذٰلِكَ أَنِّيْ حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ.

تیری زندگی میں وہ فتنہ ظاہر نہ ہوگا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا وہ دروازہ ٹوٹ جائے گا یا کھل جائے گا میں نے کہا کہ نہیں بلکہ ٹوٹ جائے گا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پس تحقیق وہ ٹوٹ گیا تو پھر کبھی بند نہ ہوگا میں نے کہا ہاں کبھی بند نہ ہوگا سو ہم ڈرے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دروازے کا مطلب پوچھیں (یہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کا قول ہے) یعنی بوجہ خوف کے ہم ان سے یہ نہ پوچھ سکے کہ دروازے سے تمہاری کیا مراد ہے؟ سو ہم نے مسروق کو کہا کہ تو ان سے پوچھ سو اس نے ان سے پوچھا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دروازے سے مراد عمر رضی اللہ عنہ ہے سو عمر رضی اللہ عنہ تمہاری مراد جانتے ہیں؟ کہا ہاں جیسے اس میں شک کہ رات قریب تر ہے کل سے یعنی آئندہ روز سے اور یہ جاننا عمر رضی اللہ عنہ کا ثابت ہے اس واسطے کہ میں نے اس کو ایسی حدیث بتلائی ہے کہ غلط نہیں یعنی صحیح حدیث ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ گناہ کو دور کر ڈالتا ہے وفيه المطابقة للترجمة اور یہ حدیث کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ.

جو کفر کی حالت میں صدقہ دے پھر اسلام لائے تو کیا اس کو اس کا ثواب ملے گا یا نہیں؟۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر کوئی صریح حکم نہیں لگایا اس واسطے کہ اس میں اختلاف ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کو بطور فضل اور احسان کے اس کے کفر کی نیکیوں کا ثواب عنایت فرما دے تو یہ بات جائز ہے اس کا کوئی مانع نہیں اور ایسی کوئی دلیل نہیں کہ اس کو منع کرے، انتہی۔

١٣٤٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ أَشْيَآءَ كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ أَوْ

١٣٤٦۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مسلمان ہونے کے وقت عرض کی کہ یا حضرت! بھلا آپ بتلائیں تو کہ جو کفر کی حالت میں میں نے نیکیاں کی ہیں جیسے خیرات کرنا اور گردن آزاد کرنا اور برادری سے سلوک کرنا سو اس کا ثواب بھی مجھ کو ملے گا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو

عَتَاقَةٍ وَصِلَةِ رَحِمٍ فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَجْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلٰى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ.

مسلمان ہوا اس نیکی پر جو تجھ سے آگے ہوئی۔

فائدہ: یعنی اسلام کی برکت سے اگلی نیکیوں کا ثواب بھی تجھ کو ملے گا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کافر اسلام لائے تو اس کو اگلی نیکیوں کا ثواب مل جاتا ہے اور اسی کی تائید کرتی ہے وہ حدیث جو کہ دارقطنی نے روایت کی ہے کہ جب کافر اسلام لائے اور اچھا ہوا اسلام اس کا تو اس کو ہر نیکی کا ثواب ملتا ہے کہ کی ہو کفر کی حالت میں اور اس کی ہر برائی دور کی جاتی ہے انتہی (قسطلانی) اور بعض کہتے ہیں کہ اگلی نیکی کا ثواب نہیں ملتا وہ اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اگلی نیکیوں کی برکت سے تجھ کو اسلام نصیب ہوا۔

بَابُ أَجْرِ الْخَادِمِ إِذَا تَصَدَّقَ بِأَمْرِ صَاحِبِهٖ غَيْرَ مُفْسِدٍ.

اگر غلام اپنے مالک کے حکم سے صدقہ دے بغیر بگاڑ کے تو اس کو بھی ثواب ملتا ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ علمائے سلف کو اس میں اختلاف ہے کہ اگر عورت اپنے خاوند کے مال میں سے خیرات کرے تو درست ہے یا نہیں؟ سو بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے لیکن ساتھ تھوڑی چیز کے کہ اس کے ساتھ نقصان ظاہر نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ درست ہے جب کہ خاوند نے اجازت دی ہو اگرچہ بطور اجمال کے ہو اور یہی بات مختار ہے نزدیک بخاری کے اور احتمال ہے کہ عرف پر موقوف ہو لیکن لٹانا بالاتفاق درست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد عورت اور غلام اور خازن کے خرچ کرنے سے یہ ہے کہ مالک کے اہل وعیال پر خرچ کریں اور یہ مراد نہیں کہ بغیر اجازت مالک کے فقیروں پر خرچ کریں، انتہی۔

١٣٤٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا وَلِزَوْجِهَا بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ.

١٣٤٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنے خاوند کی کمائی سے اللہ کی راہ میں کھانا دے بغیر بگاڑ کے تو اس عورت کو خرچ کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے خاوند کو کمائی کا ثواب ملے گا اور خزانچی کو بھی اس کے برابر ثواب ملے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مالک کے مال سے اللہ کی راہ میں خیرات کرنے کا عورت اور خادم کو بھی ثواب ملتا ہے اس واسطے کہ حدیث سے مطلق خرچ کرنا موجب ثواب کا معلوم ہوتا ہے اجازت ہو یا نہ ہو پس اجازت کے

ساتھ بطریق اولیٰ ثواب ہوگا یا مقصود مقید کرنا حدیث کا ہے ساتھ ترجمہ کے یا اجازت اجمالی ہے لیکن بگاڑنا ہر حال میں درست نہیں، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٤٨ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْأَمِينُ الَّذِیْ يُنْفِذُ وَرُبَّمَا قَالَ يُعْطِيْ مَا أُمِرَ بِهٖ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبًا بِهٖ نَفْسُهٗ فَيَدْفَعُهٗ إِلَى الَّذِیْ أُمِرَ لَهٗ بِهٖ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ.

١٣٤٨۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانت دار اور مسلمان خزانچی جو دے مالک کے حکم کے موافق پورا اپنا دل کھول کر خوشی سے تو دو خیرات کرنے والوں میں سے ایک وہ بھی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خزانچی کو بھی خرچ کرنے کا ثواب ہے اور خادم کو بھی لیکن شرط ہے کہ وہ خازن اور خادم مسلمان ہو اس واسطے کہ کافر کی کوئی عبادت مقبول نہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ امانت دار ہو اس واسطے کہ خیانت کرنے والے کو ثواب نہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ حکم کے موافق پورا دے اور یہ کہ خوشی سے دے اور جو خزانچی دیتے ہوئے کن منائے وہ ثواب سے بے نصیب ہے اس واسطے کہ مالک تو دلاتا ہے اور اس ناپاک کا ناحق پیٹ پھولتا ہے اس کے برابر کوئی بخیل نہیں، انتہی۔ (فتح)

بَابُ أَجْرِ الْمَرْأَةِ إِذَا تَصَدَّقَتْ أَوْ أَطْعَمَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ.

جب کوئی عورت اپنے خاوند کے مال سے اللہ کی راہ میں صدقہ دے یا اس کے گھر سے کھانا دے بغیر بگاڑ کے تو اس کو بھی ثواب ملے گا یعنی خرچ کرنے کا۔

١٣٤٩ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ وَالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِیْ إِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا ح وَحَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ

١٣٤٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے اللہ کی راہ میں خیرات کرے یا کھانا دے بغیر بگاڑ کے تو اس کو خرچ کرنے کا ثواب ملے گا اور خاوند کو بھی اس کے برابر ثواب ملے گا اور خزانچی کو بھی اس کے برابر ثواب ملے گا اس کے خاوند کو تو کمانے کا ثواب ملے گا اور اس عورت کو خرچ کرنے کا۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَطْعَمَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا وَلَهُ مِثْلُهُ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَهُ بِمَا اكْتَسَبَ وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ.

فائدہ: اس حدیث میں اجازت کی قید مذکور نہیں ہوئی سو بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ عورت اور خادم کے درمیان فرق ہے کہ عورت کو اپنے خاوند کے گھر سے خرچ کرنا درست ہے جب کہ بگاڑ نا نہ ہو اس واسطے کہ اکثر اوقات میں یہ اجازت اس کو ثابت ہوتی ہے بخلاف خادم اور خازن کے کہ ان کو عرف میں اجازت ثابت نہیں ہوتی۔ (فتح)

١٣٥٠ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ فَلَهَا أَجْرُهَا وَلِلزَّوْجِ بِمَا اكْتَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ.

١٣٥٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے اللہ کی راہ میں کھانا دے بغیر بگاڑ کے تو اس کو ثواب ملے گا اس کے خرچ کرنے کا اور اس کے خاوند کو اس کی کمائی کا ثواب ملے گا اور خادم کو بھی اس کے برابر ثواب ملے گا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى﴾.

باب ہے بیچ بیان اس آیت کے کہ پس جس نے دیا اور ڈر رکھا اور سچ جانا بھلی بات کو یعنی کلمہ توحید کو سو ہم سہج (آہستہ سے یا آسانی سے) پہنچا دیں گے اس کو آسانی میں یعنی اس کو آرام کے گھر میں پہنچنے کے لیے توفیق دیں گے کہ نیک کام کرے اور جس نے نہ دیا اور بے پرواہ رہا اور جھوٹ جانا بھلی بات کو سو اس کو ہم سہج سہج (آہستہ آہستہ) پہنچا دیں گے سختی میں یعنی آخرت کی سختی یا برے کام کہ سبب ہیں داخل ہونے دوزخ کے۔

فائدہ: فتح الباری میں فرمایا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود اس باب سے یہ ہے کہ نیکی کی راہ میں ہر طرح سے مال خرچ کرنے کا ثواب ہے اور یہ کہ اس کو ثواب آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی اس کا بدلہ ملتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقَ مَالٍ خَلَفًا. یعنی الٰہی! مال خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف شان نزول اس آیت کے کہ یہ آیت اس باب میں اتری ہے۔

١٣٥١ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ أَبِي الْحُبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُولُ الْآخَرُ اللَّهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا.

١٣٥١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا دن نہیں کہ اس میں بندے صبح کرتے ہوں مگر کہ دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں سو ان دونوں میں سے ایک تو یہ کہتا ہے کہ الٰہی! جلدی دے خرچ کرنے والے سخی کو بدلہ اور دوسرا کہتا ہے کہ الٰہی! جلدی دے بخیل کو نقصان۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو نیکی کی راہ میں خرچ کرے اس کو آسانی کا وعدہ ہے اور جو نہ خرچ کرے اس کو سختی کا وعدہ ہے اور آسانی عام ہے اس سے کہ دنیا کی آسانی ہو یا آخرت کی اور اسی طرح اس حدیث میں جو بدلے کا وعدہ آیا ہے وہ بدلہ بھی عام ہے اس سے کہ دنیا میں ہو یا آخرت میں اور یہ جو فرمایا کہ بخیل کے لیے فرشتہ نقصان کی دعا کرتا ہے تو احتمال ہے کہ مراد اس سے بعینہ مال کا تلف ہونا ہو اور احتمال ہے کہ اس مال کا مالک تلف ہو یا یہ مراد ہے کہ اس سے نیکی کا عمل کوئی نہ ہو اور امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ خرچ ممدوح وہ ہے کہ اللہ کی راہ میں ہو اور عیال اور مہمان اور تطوعات میں ہو اور امام قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد اس سے عام صدقہ ہے کہ واجبات اور مندوبات کو شامل ہو لیکن جو نفلی صدقہ نہ دے وہ اس بد دعا کا مستحق نہیں جب تک کہ اس پر بخل غالب نہ آئے ساتھ اس طور کے کہ فرض صدقہ بھی خوشی سے نہ دے، انتہی۔

بَابُ مَثَلِ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ.

بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال کا بیان

١٣٥٢ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَثَلُ

١٣٥٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل اور خیرات کرنے والے کی مثال جیسے دو مردوں کی مثال ہے جن پر دو کرتے ہوں لوہے کے ان کی چھاتی سے گردن تک سو خیرات کرنے والا تو نہیں خرچ کرتا مگر کہ وہ کرتہ اس پر کشادہ ہو کہ لمبا چوڑا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی انگلیاں ڈھانک لیتا ہے اور اس کے نقش قدم پر گھسٹا جاتا ہے اور لیکن حال بخیل پس نہیں ارادہ کرتا خرچ کرنے کا مگر کہ ہر حلقہ اس کا اپنی جگہ پر چمٹ جاتا ہے اور سمٹ جاتا ہے کہ اس کا ہاتھ باہر نہ نکل سکے سو وہ اس کو کشادہ کرتا ہے اور

الْبَخِيلِ وَالْمُنفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ مِّنْ ثُدِيِّهِمَا إِلَى تَرَاقِيْهِمَا فَأَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنفِقُ إِلَّا سَبَغَتْ أَوْ وَفَرَتْ عَلَى جِلْدِهِ حَتَّى تُخْفِيَ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَأَمَّا الْبَخِيلُ فَلَا يُرِيْدُ أَنْ يُّنفِقَ شَيْئًا إِلَّا لَزِقَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَّكَانَهَا فَهُوَ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَّسِعُ تَابَعَهُ الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ فِي الْجُبَّتَيْنِ وَقَالَ حَنْظَلَةُ عَنْ طَاوُسٍ جُنَّتَانِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرٌ عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنَّتَانِ.

وہ کشادہ نہیں ہوتا۔

فائدہ: یعنی سخی جب خیرات کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ کشادہ ہو جاتا ہے اور دل خوش ہوتا ہے ہاتھ دل کی اطاعت کرتے ہیں دینے کے وقت خوب پھیلتے ہیں بخلاف بخیل کے کہ خیرات کرتے وقت اس کا دل تنگ ہوتا ہے تو ہاتھ دینے کو نہیں پھیلتے گویا کسی نے اس کے ہاتھ پکڑ لیے ہیں خلاصہ مطلب یہ ہے کہ سخی کمال خوشی سے خیرات کرتا ہے اور بخیل کی خیرات کرتے وقت جان نکلتی ہے اور روح قبض ہوتی ہے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سخی کو فضیلت ہے بخیل پر اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ خیرات کرنے سے مال بڑھتا ہے اور بخل سے کم ہوتا ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ صَدَقَةِ الْكَسْبِ وَالتِّجَارَةِ لِقَوْلِهٖ تَعَالَى ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا أَنفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿أَنَّ اللهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ﴾.

کسب اور تجارت کے ساتھ کمائے ہوئے مال سے صدقہ دینے کا بیان یعنی اس کی بڑی فضیلت ہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ اے ایمان والو! خرچ کرو ستھری چیزیں اپنی کمائی میں سے اور جو ہم نے نکال دیا تم کو زمین میں سے اور نیت نہ رکھو گندی چیز پر کہ خرچ کرو اور تم آپ وہ نہ لو گے مگر جو آنکھیں بند کر لو اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ ہے یعنی خیرات قبول ہونے کی یہ شرط ہے کہ مال حلال کمایا ہو حرام نہ ہو۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس باب میں اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جو مجاہد سے روایت ہے کہ مراد اس آیت میں کسب اور کمائی سے تجارت ہے اور مراد زمین کی چیزوں سے دانہ اور کھجور ہے کہ ہر چیز پر زکوٰۃ ہے۔

بَابٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوْفِ.

ہر مسلمان پر صدقہ ہے یعنی بطریق استحباب کے یا عام اس سے کہ واجب ہو یا مستحب اور جو مال نہ پائے تو چاہیے کہ نیک بات بتلائے۔

١٣٥٣ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ يَعْمَلُ بِيَدِهٖ فَيَنْفَعُ نَفْسَهٗ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ يُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا لَهٗ صَدَقَةٌ.

١٣٥٣۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے باپ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ ہے سو اصحاب نے عرض کیا کہ یا حضرت! اگر کوئی نہ پائے تو کیا کرے فرمایا اپنے ہاتھ سے کمائے پس اپنی جان کو نفع پہنچائے اور لوگوں پر خیرات کرے لوگوں نے عرض کیا کہ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو فرمایا حاجت مند مظلوم کی مدد کرے لوگوں نے عرض کیا کہ اگر یہ بھی نہ ہو سکے؟ فرمایا پس چاہیے کہ نیک کام پر عمل کرے یا لوگوں کو نیک کام بتلائے اور باز رہے برائی سے یعنی غیر کو اپنی برائی سے بچائے یا اپنی جان کو گناہ سے باز رکھے کہ اس کے لیے یہی خیرات ہے۔

فائدہ: حاصل یہ کہ خلق پر شفقت کرنی ضروری ہے اور وہ یا ساتھ مال کے ہے یا غیر مال کے اور مال یا تو حاصل ہے یا کمایا گیا اور غیر مال یا تو فعل ہے اور وہ مظلوم کی فریاد رسی ہے اور یا ترک ہے اور وہ باز رہنا ہے برائی سے اس سے معلوم ہوا کہ جو صدقہ کی قدرت رکھتا ہو اس کے حق میں صدقہ بہتر اور افضل ہے اور عملوں سے۔ (فتح)

بَابٌ قَدْرِ كَمْ يُعْطٰى مِنَ الزَّكَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَمَنْ أَعْطٰى شَاةً.

یعنی زکوٰۃ اور صدقہ سے کس قدر ایک محتاج کو دے اور بیان اس شخص کا کہ بکری دے یا دیا جائے یعنی دونوں طرح درست ہے۔

١٣٥٤ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّآءِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ بُعِثَ إِلٰى نُسَيْبَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ بِشَاةٍ فَأَرْسَلَتْ

١٣٥٤۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کسی نے نسیبہ انصاریہ (ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا نام ہے) کی طرف ایک بکری صدقہ کی بھیجی اور اس نے اس کا کچھ گوشت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھیجا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کوئی

إِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقَالَتْ لَا إِلَّا مَا أَرْسَلَتْ بِهٖ نُسَيْبَةُ مِنْ تِلْكَ الشَّاةِ فَقَالَ هَاتِ فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا.

کھانے کی چیز ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کچھ نہیں مگر جو کچھ کہ نسیبہ نے بکری کے گوشت میں سے بھیجا ہے فرمایا لا کہ وہ اپنے حلال ہونے کی جگہ پہنچی یعنی اب اس کا کھانا حلال ہے کہ وہ اس کے ملک ہوا اور اس نے ہم کو ہدیہ دیا۔

فائدہ: یعنی زکوٰۃ کا مال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر چند حرام تھا لیکن جب محتاج کو پہنچ گیا اور اس نے کچھ اس میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو اس کا کھانا درست ہو گیا کہ ملکیت بدل گئی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک محتاج کو صدقہ میں سے ایک بکری دینا درست ہے' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور فتح الباری میں ہے کہ عطف صدقہ کا زکوٰۃ پر عطف عام کا خاص پر ہے اس واسطے کہ اگر صرف زکوٰۃ کا ذکر کرتا تو سمجھا جاتا کہ زکوٰۃ کے غیر کا حکم اور ہے اور یعطی کا مفعول بیان نہیں کیا واسطے اختصار کے اس واسطے کہ وہ آٹھ قسم ہیں اور اس میں اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ ایک محتاج کو بقدر نصاب کے زکوٰۃ دینی مکروہ ہے اور وہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے کہا کہ ایک محتاج کو بقدر نصاب کے زکوٰۃ دینی درست ہے انتہی' اور مراد نسیبہ سے خود ام عطیہ رضی اللہ عنہا ہے اس واسطے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کنیت ہے نسیبہ کی۔

بَابُ زَكَاةِ الْوَرِقِ.

چاندی کی زکوٰۃ کا بیان یعنی چاندی کا نصاب کیا ہے جس میں کہ زکوٰۃ واجب ہے؟۔

١٣٥٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ مِّنَ الْإِبِلِ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو سَمِعَ أَبَاهُ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

١٣٥٥۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ اور نہیں پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ اور نہیں پانچ وسق سے کمتر چھوہارے میں زکوٰۃ۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

فائدہ: اوقیہ چالیس درھم کا ہوتا ہے تو پانچ اوقیہ دوسو درھم ہوئے جو تولے کے حساب سے ساڑھے باون تولے ہوتے ہیں اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے جو تخمینا پانچ من پختہ ہو اس حدیث میں تین نصاب کا ذکر ہے کہ ان سے کمتر میں زکوٰۃ نہیں امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اناج اور میوہ جب تک تیس من نہ ہو اس میں زکوٰۃ نہیں اور یہی حدیث ان کی دلیل ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اناج اور میوہ کی کچھ حد مقرر نہیں تھوڑی اور بہت سب میں زکوٰۃ ہے یعنی دسواں حصہ اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اگر اس قدر سے زیادہ مال ہو تو اس کا ذکر اس حدیث میں نہیں اور سب کا اجماع ہے اس پر کہ وسقوں میں وقص نہیں اور اس طرح چاندی میں بھی جمہور کے نزدیک وقص نہیں یعنی دو فرضوں کے درمیان کوئی عدد معاف نہیں جیسے کہ پانچ اونٹ میں ایک بکری دینی آتی ہے پھر بلا شک کچھ نہیں دینا آتا سوائے ایک بکری کے جب دس ہوں تو دو بکریاں دے مگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ دوسو سے زیادہ میں زکوٰۃ نہیں یہاں تک کہ پہنچیں حد نصاب کو اور وہ چالیس درھم ہیں اور اجماع ہے علماء کا اس پر کہ مویشی اور نقد مال میں پورے سال کا گزرنا شرط ہے سوائے ان چیزوں کے جن کا دسواں حصہ لیا جاتا ہے کہ ان میں سال بھر کا گزرنا شرط نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مال نصاب سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں اگرچہ ایک دانہ بھی ہو اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر مقدار نصاب سے تھوڑا کم ہو تو بھی زکوٰۃ واجب ہے، انتہی۔

بَابُ الْعَرْضِ فِي الزَّكَاةِ.

زکوٰۃ میں اسباب لینے کا بیان یعنی چاندی اور سونے کے سوا اور چیز کا زکوٰۃ میں لینا بھی درست ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک زکوٰۃ میں اسباب کا لینا درست ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس مسئلے میں حنفیہ کی موافقت کی ہے اس کے باوجود کہ وہ ان کا بہت مخالف ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ اس میں دلیل کا تابع ہے یعنی موافقت اور مخالفت سے اس کو کچھ غرض نہیں اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ زکوٰۃ میں اسباب کا لینا درست نہیں وہ ان حدیثوں کا جواب دیتے ہیں کما سیاتی، انتہی۔

وَقَالَ طَاوُسٌ قَالَ مُعَاذٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِأَهْلِ الْيَمَنِ ائْتُونِي بِعَرْضٍ ثِيَابٍ خَمِيصٍ أَوْ لَبِيسٍ فِي الصَّدَقَةِ مَكَانَ الشَّعِيرِ وَالذُّرَةِ أَهْوَنُ عَلَيْكُمْ وَخَيْرٌ لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ.

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یمن والوں کو کہا کہ زکوٰۃ میں میرے پاس کپڑے لاؤ کہ چادر سیاہ دھاری دار ہو یا فرمایا پہننے کا کپڑا ہو بدلے جو اور جوار کے کہ وہ کپڑے دینے تم پر آسان ہیں غلہ پہنچانے سے اور بہتر ہے اصحاب کے لیے کہ مدینے میں ہیں

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ میں کپڑے وغیرہ اسباب کا لینا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ زکوٰۃ نہیں تھی اس واسطے کہ اگر زکوٰۃ ہوتی تو اصحاب کے لیے مدینہ میں نہ بھیجے جاتے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس جگہ کی زکوٰۃ ہو وہیں کے فقیروں پر خرچ کی جائے اور جواب اس کا یہ ہے کہ زکوٰۃ کا امام کی طرف لے جانا درست ہے تا کہ وہ اپنے ہاتھ سے تقسیم کرے اور یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف زکوٰۃ کا منتقل کرنا درست ہے اور اس مسئلے میں بھی اختلاف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے پس دلیل نہیں ہو سکتا اور اس میں کلام ہے اس واسطے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حلال وحرام کو سب لوگوں سے زیادہ تر جانتے تھے اور جب حضرت ﷺ نے ان کو یمن کی طرف بھیجا تو ان کو بیان کر دیا کہ اس اس طرح سے حکم کرنا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ واقعہ حال کا ہے کہ شاید اس وقت اصحاب رضی اللہ عنہم کو مدینے میں کپڑوں کی حاجت تھی (مگر یہ بات بھی ٹھیک نہیں) اور بعض کہتے ہیں کہ مراد صدقہ سے اس حدیث میں جزیہ ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ جو اور جوار کے بدلے کپڑے لاؤ اس کو رد کرتا ہے اس لیے کہ ان لوگوں کا جزیہ اس وقت جو اور جوار نہ تھا۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا خَالِدٌ فَقَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتُدَهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خالد رضی اللہ عنہ کا تو یہ حال ہے کہ اس نے اپنی زرہیں اور اپنے ہتھیاروں اور گھوڑوں کو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے وقف کر دیا ہے۔

فائدہ: زکوٰۃ تحصیل کرنے والے عامل نے حضرت ﷺ سے گلہ کیا کہ خالد رضی اللہ عنہ زکوٰۃ نہیں دیتا تو حضرت ﷺ نے اس کا عذر یہ بیان فرمایا کہ اس نے اپنا مال اللہ کی راہ میں وقف کر دیا ہے یعنی اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ میں اسباب کا لینا درست ہے اس واسطے کہ اگر اس کا مال واسباب وقف نہ ہوتا تو اس کی زکوٰۃ واجب ہوتی اور زکوٰۃ میں اس اسباب میں سے کچھ اسباب دینا لازم آتا یا کہا جائے کہ جب اس نے اپنا اسباب اللہ کی راہ میں وقف کر دیا کہ مسلمان اس سے جہاد کریں اور یہ بھی منجملہ مصارف زکوٰۃ میں سے ہے تو ثابت ہوا کہ زکوٰۃ میں اسباب کا لینا درست ہے، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ فَلَمْ يَسْتَثْنِ صَدَقَةَ الْعَرْضِ مِنْ غَيْرِهَا فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِيْ خُرْصَهَا وَسِخَابَهَا وَلَمْ يَخُصَّ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ مِنَ الْعُرُوْضِ.

اور حضرت ﷺ نے عورتوں کو فرمایا کہ اے عورتوں کے گروہ! خیرات کرو اگرچہ اپنے زیور سے ہو سو حضرت ﷺ نے صدقہ عرض کا اپنے غیر سے جدا نہیں کیا (یعنی یہ نہیں فرمایا کہ زیور کی زکوٰۃ میں چاندی اور سونے کے سوا اور کوئی چیز درست نہیں بلکہ مطلق فرمایا کہ اپنے

زیور کی زکوۃ دو اور یہ اس بنا پر ہے کہ فرض صدقہ کے مصارف مانند مصارف صدقہ نفل کے ہیں کہ مقصود دونوں سے قربت ہے اور دونوں کے مصارف میں علت فقر اور محتاجگی ہے سو عورت اپنی بالی اور اپنا ہار ڈالنے لگی اور نہ خاص کیا حضرت ﷺ نے چاندی اور سونا اسباب سے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہو حضرت ﷺ کے اس قول سے کہ عورتوں کو فرمایا کہ خیرات کرو اس واسطے کہ یہ مطلق ہے ہر قسم کے صدقہ کو شامل ہے فرض ہو یا نفل اور اسی طرح شامل ہے ہر اس چیز کو کہ صدقہ میں دی جائے خواہ چاندی سونا ہو یا اور اسباب اور مراد اس قول سے کہ اگرچہ اپنے زیور سے ہو مبالغہ ہوگا یعنی اگر کوئی چیز نہ پاؤ تو یہی سہی اور دلیل کی جگہ آپ کا یہ قول ہے کہ بعض عورت اپنا ہار پھینکنے لگی اس واسطے کہ سخاب ایک قسم کا ہار ہوتا ہے جو کہ مشک اور لونگ سے بنا کر عورتیں گلے میں ڈالتی ہیں' انتہی۔

١٣٥٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ لَبُونٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ عَلٰى وَجْهِهَا وَعِنْدَهُ ابْنُ لَبُونٍ فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ.

١٣٥٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو حکم نامہ لکھ دیا جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا اور وہ شخص کہ ہوں اس کے پاس اونٹ اس قدر کہ واجب ہو ان میں اونٹنی برس روز کی اور نہیں وہ اس کے پاس اور اس کے پاس ہے اونٹنی دو برس کی پس قبول کی جائے اس سے اور دے اس کو زکوۃ لینے والا بیس درہم یا دو بکریاں اور اگر نہ ہو اس کے پاس اونٹنی برس روز کی قابل دینے کے اور ہو اس کے پاس اونٹ دو برس کا تو قبول کیا جائے اس سے اور نہیں ساتھ اس کے کوئی چیز۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ میں چاندی سونے کے سوا اور اسباب کا دینا درست ہے اس واسطے کہ جب صدقہ دینے والے سے واجب چیز سے زیادہ تر بیش قیمت چیز کا لینا اور زیادتی کے عوض میں غیر جنس کا اس کو دینا درست ہے تو زکوۃ میں اسباب کا دینا بھی درست ہوگا کہ وہ غیر ہے جنس واجب کا و فیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن جمہور علماء کہتے ہیں کہ اگر زکوۃ میں اسباب کا دینا درست ہوتا تو دو چیزوں یعنی جنس واجب اور اس کے عوض کی قیمت میں نظر کی جاتی تو اسباب کبھی بڑھ جاتا اور کبھی گھٹ جاتا واسطے اختلاف شہروں اور زمانوں کے اور جب کہ حضرت ﷺ نے

ایک مقدار معین کر دیا کہ نہ بڑھتا ہے نہ کم ہوتا ہے تو وہی واجب ہوگا اس کے عوض اور کوئی چیز درست نہ ہوگی اور اگر شارع نے مقدار معین نہ کیا ہوتا تو بنت مخاض معین ہوتی اور اس کے بدلے بنت لبون تفاوت کے ساتھ لینی درست نہ ہوتی، انتہی۔ (فتح)

١٣٥٧ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَرَاٰى أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَآءَ فَأَتَاهُنَّ وَمَعَهُ بِلَالٌ نَاشِرَ ثَوْبِهِ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي وَأَشَارَ أَيُّوبُ إِلٰى أُذُنِهِ وَإِلٰى حَلْقِهِ.

١٣٥٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے عید کی نماز خطبے سے پہلے پڑھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال کیا کہ آپ نے عورتوں کو وعظ نہیں سنایا یعنی معلوم کیا کہ عورتوں نے وعظ نہیں سنا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ کپڑا پھیلائے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وعظ کیا اور حکم دیا خیرات کرنے کا سو عورت اپنی بالی پھینکنے لگی۔

فائدہ: اس حدیث کا مطلب وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَابُ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَّلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَّيُذْكَرُ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُهُ.

نہ جمع کیے جائیں جانور متفرق اور نہ جدا کیے جائیں جانور اکٹھے واسطے خوف زکوۃ کے اور ذکر کیا جاتا ہے سالم سے اس نے روایت کی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مانند اس حکم کے جو اس باب میں مذکور ہے۔

١٣٥٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ الَّتِي فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَّلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ.

١٣٥٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کے واسطے لکھی وہ چیز کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کی ہے یعنی مسلمانوں پر ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے اور وہ یہ ہے کہ نہ جمع کیے جائیں جانور متفرق اور نہ جدا کیے جائیں جانور اکٹھے واسطے خوف زکوۃ کے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں کہا کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ تین آدمی ہوں ہر

ایک کی چالیس بکریاں ہوں تو ان پر تین بکریاں دینی آتی ہیں اور اگر ان کو جمع کریں تو صرف ایک بکری دینی آئے گی یا دو دو شخصوں کی دو سو اور دو دو بکریاں ہوں تو ان پر تین بکریاں دینی آتی ہیں اور جب ان کو جدا جدا کریں تو ہر ایک کو ایک بکری دینی آئے گی یعنی پس اس طرح نہ کرے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حکم ایک وجہ سے زکوٰۃ دینے والے کے حق میں ہے اور ایک وجہ سے زکوٰۃ لینے والے کے حق میں ہے پس ہر ایک کو حکم ہے کہ کوئی نئی چیز پیدا نہ کرے نہ جمع کرے اور نہ تفریق پس مال والے کو چاہیے کہ زکوٰۃ کے بہت ہونے کے خوف سے نہ تو مال کو جمع کرے اور نہ جدا جدا کرے تا کہ زکوٰۃ کم ہو اور زکوٰۃ لینے والے کو چاہیے کہ زکوٰۃ کے کم ہونے کے خوف سے نہ تو مال کو جمع کرے اور نہ جدا کرے تا کہ زکوٰۃ بہت ہو اور حدیث دونوں کا احتمال رکھتی ہے لیکن ظاہر تر یہ ہے کہ مراد اس سے مالک مال کا ہے اور یہ حکم خاص اسی کے واسطے ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کے پاس کچھ چاندی ہو کہ نصاب سے کم ہو اور کچھ سونا ہو کہ وہ بھی نصاب سے کم ہو تو اس کا جمع کرنا واجب نہیں تا کہ نصاب پورا ہو اور اس میں زکوٰۃ واجب ہو اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی اجزا اکٹھی کی جائیں یہ قول مالکیہ کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قیمت لگا کر دونوں چیزیں اکٹھی کی جائیں یہ قول حنفیہ کا ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ایک شخص کی مثلاً بیس بکریاں کوفے میں ہیں اور بیس بصرے میں ہوں تو ان کو ایک جگہ جمع نہ کیا جائے اور نہ ان سے زکوٰۃ لی جائے یہ قول ابن منذر کا ہے اور جمہور اس کے مخالف ہیں کہتے ہیں کہ ایک آدمی کا سب مال ایک جگہ جمع کیا جائے اگر چہ کئی شہروں میں ہو اور اس سے زکوٰۃ لی جائے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ نہی زکوٰۃ تحصیل کرنے والے کے لیے ہے کہ وہ متفرق کو جدا نہ کرے مثلاً دو شخصوں کے پاس بکریاں ہوں اتنی اتنی کہ ہر ایک کے پاس حد نصاب سے کم ہو اور جب دونوں ملیں تو نصاب پورا ہو مثلاً دونوں کے پاس بیس بیس ہوں تو زکوٰۃ لینے والا ان کو جمع نہ کرے زکوٰۃ لینے کے لیے اور نہ جدا کرے اکٹھے کو یعنی جب کہ ہوں مثلاً ایک شخص کے پاس اسی بکریاں چالیس ایک جگہ اور چالیس ایک جگہ تو نہ اعتبار کرے ان کا دو نصاب اور نہ لے ان میں سے دو بکریاں بلکہ ایک بکری لے اس لیے کہ ملک ایک کی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ وَقَالَ طَاوُسٌ وَعَطَاءٌ إِذَا عَلِمَ الْخَلِيطَانِ أَمْوَالَهُمَا فَلَا يُجْمَعُ مَالُهُمَا وَقَالَ سُفْيَانُ لَا تَجِبُ حَتّٰى يَتِمَّ لِهٰذَا أَرْبَعُونَ شَاةً وَلِهٰذَا أَرْبَعُونَ شَاةً.

جو نصاب کہ ہوں دو شریکوں میں پس وہ رجوع کریں آپس میں ساتھ برابری کے یعنی بقدر شرکت کے اور طاؤس اور عطاء نے کہا کہ جب دونوں شریک اپنا مال جانتے ہوں کہ کتنا ہے یعنی مشترک نہ ہو تو ان کا مال جمع نہ کیا جائے یعنی بلکہ جدا جدا ملاحظہ کیا جائے پس اگر بقدر نصاب کے ہو تو زکوٰۃ لی جائے ورنہ نہیں اور سفیان نے کہا

کہ نہیں واجب ہے زکوۃ یہاں تک کہ چالیس بکریاں
اس کی پوری ہوں اور چالیس دوسرے کی ہوں۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ کا اور امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور اصحاب حدیث کے نزدیک جب دونوں کے مویشی حد نصاب کو پہنچ جائیں تو دونوں سے زکوۃ لی جائے اور شرکت سے مراد ان کے نزدیک یہ ہے کہ چرنے اور رات رہنے اور حوض اور زمین میں اکٹھے ہوں اور شرکت خاص تر ہے اس سے۔

١٣٥٩ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ.

١٣٥٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے حکم نامہ لکھا جو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور اس حکم نامے کا ایک حکم یہ ہے کہ جو نصاب کہ دو شریکوں کے درمیان ہو سو وہ رجوع کریں آپس میں ساتھ برابری کے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ دو شریکوں کے درمیان مثلاً چالیس بکریاں ہوں ہر ایک کی ان میں سے بیس بکریاں ہوں اور ہر ایک اپنا مال پہچانتا ہو تو زکوۃ لینے والا ایک شریک سے ایک بکری لے لے اور وہ بکری دینے والا اپنے دوسرے شریک سے نصف بکری کی قیمت لے لے یعنی یہ نہیں کہ آدھی بکری ایک دے اور آدھی دوسرا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مراد خلیط سے یہاں حقیقی شریک ہے کہ دونوں کا مال آپس میں مشترک ہو اور ان پر یہ اعتراض آتا ہے کہ شریک اپنا مال نہیں پہچانتا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دونوں آپس میں رجوع کریں ساتھ برابری کے یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنا مال پہچانتے ہوں ورنہ رجوع کرنے کے کوئی معنی نہ ہوں گے، انتہی ملخصًا اور بعضوں نے کہا کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ مثلاً دو آدمی دو سو بکریوں میں شریک ہیں ایک کی چالیس بکریاں ہیں اور دوسرے کی ایک سو ساٹھ ہیں پس پہلے آدمی پر بھی ایک بکری واجب ہوگی یہ نہیں ہوگا کہ واجب ہوں پہلے پر دو خمس ایک بکری کے اور باقی دوسرے پر یعنی زکوۃ لینے والا تو ایک ایک بکری ہر ایک شریک سے لے لے گا پھر وہ دونوں رجوع کریں آپس میں برابری کے ساتھ یعنی چالیس بکریوں والا تین خمس اس بکری کے کہ دی ہے دوسرے شریک سے کہ جس کی ایک سو ساٹھ ہیں لے لے پس چالیس والے پر دو خمس پڑیں گے موافق اس کے حصہ کے اور باقی دوسرے پر موافق اس کے حصے کے۔

بَابُ زَكَاةِ الْإِبِلِ ذَكَرَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَأَبُوْ ذَرٍّ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ

اونٹوں کی زکوۃ کے واجب ہونے کا بیان روایت کی ہے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو بکر، ابو ذر، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم

النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نے۔

١٣٦٠ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ شَأْنَهَا شَدِيْدٌ فَهَلْ لَّكَ مِنْ إِبِلٍ تُؤَدِّيْ صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَّرَآءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَّتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا.

١٣٦٠۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کا حکم پوچھا کہ اپنے وطن سے ہجرت کر کے مدینے میں آ رہنے کا کیا حکم ہے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وائے بحال تو کہ البتہ ہجرت کا امر تو نہایت سخت ہے سو کیا تیرے پاس اونٹ ہیں کہ تو ان کی زکوٰۃ دیا کرتا ہے اس نے کہا ہاں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس اسی طرح کیا کر اپنے دھات میں جو نہروں سے پرے ہیں سو بے شک اللہ تیرے عمل سے کچھ کم نہ کرے گا۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ ان حدیثوں سے کئی حکم ثابت ہوتے ہیں جو اس باب کے متعلق ہیں ایک یہ کہ زکوٰۃ واجب ہے اور یہ کہ زکوٰۃ اور نماز برابر ہے اس میں کہ اس کے مانعین سے لڑنا چاہیے اور یہ کہ جو زکوٰۃ ادا نہ کرے اس کو آخرت میں سخت عذاب ہوگا اور یہ کہ جو اونٹوں کی زکوٰۃ دیتا ہے ان کو ہجرت کے برابر ثواب ملے گا۔

بَابُ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ صَدَقَةُ بِنْتِ مَخَاضٍ وَّلَيْسَتْ عِنْدَهٗ.

جو شخص کے ہوں اس کے پاس اونٹ اس قدر کہ واجب ہو ان میں اونٹنی برس روز کی اور نہیں ہے وہ اس کے پاس تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

١٣٦١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهٗ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهٗ فَرِيْضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهٗ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهٗ حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهٗ أَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ

١٣٦١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے زکوٰۃ کا حکم نامہ لکھا جو کہ اللہ نے اپنے رسول کو حکم کیا یعنی اور اس میں سے ایک حکم یہ ہے کہ جس شخص کے پاس اس قدر اونٹ ہوں کہ ان میں چار برس کی اونٹنی واجب ہو کہ پانچویں میں لگی ہو یعنی اکسٹھ سے پچھتر تک یہ دینی آتی ہے اور اس کے پاس چار برس کی اونٹنی نہ ہو بلکہ تین برس کی ہو تو وصول کی جائے اس سے اونٹنی تین برس کی اور زکوٰۃ دینے والا اس کے ساتھ دو بکریاں اور دے اگر میسر ہوں اس کو یا بیس درہم دے اور جس شخص کے پاس اس قدر اونٹ ہوں کہ

صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ الْحِقَّةُ وَعِنْدَهُ الْجَذَعَةُ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْجَذَعَةُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا بِنْتُ لَبُوْنٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَيُعْطِيْ شَاتَيْنِ أَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ مَخَاضٍ وَيُعْطِيْ مَعَهَا عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ.

ان میں تین برس کی اونٹنی واجب ہو کہ چھیالیس سے ساٹھ تک یہ دینی آتی ہے اور اس کے پاس تین برس کی اونٹنی نہ ہو بلکہ چار برس کی ہو تو اس سے وہی چار برس کی اونٹنی قبول کی جائے اور زکوٰۃ لینے والا اس کو بیس درہم دے یا دو بکریاں دے اور جس کے پاس اس قدر اونٹ ہوں کہ ان میں تین برس کی اونٹنی واجب ہو اور اس کے پاس تین برس کی اونٹنی نہ ہو بلکہ دو برس کی ہو تو اس سے وہی دو برس کی اونٹنی قبول کی جائے اور زکوٰۃ دینے والا اس کے ساتھ دو بکریاں دے یا بیس درہم دے اور جس شخص کے پاس اس قدر اونٹ ہوں کہ ان میں دو برس کی اونٹنی واجب ہو کہ چھتیس سے پینتالیس تک یہی دینی آتی ہے اور اس کے پاس دو برس کی اونٹنی نہ ہو بلکہ تین برس کی ہو تو اس سے وہی تین برس کی اونٹنی قبول کی جائے اور اس کو زکوٰۃ لینے والا بیس درہم دے یا دو بکریاں دے اور جس شخص کے پاس اس قدر اونٹ ہوں کہ ان میں دو برس کی اونٹنی واجب ہو اور اس کے پاس دو برس کی اونٹنی نہ ہو بلکہ ایک برس کی ہو تو اس سے وہی ایک برس کی اونٹنی قبول کی جائے اور زکوٰۃ دینے والا اس کے ساتھ بیس درہم یا دو بکریاں دے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ جب مقصود سے اکمل یا انقص چیز پائی جائے تو مشروع ہے کہ جبر کرنا اس کا ساتھ کمی بیشی کے جیسے کہ یہ حدیث اس کی متضمن ہے اس واسطے کہ نہیں فرق ہے درمیان فقد بنت مخاض اور وجود اکمل کے اس سے، انتہی۔

بَابُ زَكَاةِ الْغَنَمِ.

بکریوں کی زکوٰۃ کا بیان۔

١٣٦٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُثَنَّى الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۱۳۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے یہ حکم نامہ لکھا جب کہ ان کو بحرین (ایک ملک کا نام ہے عرب میں نزدیک بصرہ کے) کی طرف بھیجا کہ شروع ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان ہے نہایت رحم

كَتَبَ لَهُ هٰذَا الْكِتَابَ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذِهِ فَرِيْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ بِهَا رَسُوْلَهُ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِ فِيْ أَرْبَعٍ وَّعِشْرِيْنَ مِنَ الْإِبِلِ فَمَا دُوْنَهَا مِنَ الْغَنَمِ مِنْ كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ إِلٰى خَمْسٍ وَّثَلَاثِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ مَخَاضٍ أُنْثٰى فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّثَلَاثِيْنَ إِلٰى خَمْسٍ وَّأَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ أُنْثٰى فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّأَرْبَعِيْنَ إِلٰى سِتِّيْنَ فَفِيْهَا حِقَّةٌ طَرُوْقَةُ الْجَمَلِ فَإِذَا بَلَغَتْ وَاحِدَةً وَّسِتِّيْنَ إِلٰى خَمْسٍ وَّسَبْعِيْنَ فَفِيْهَا جَذَعَةٌ فَإِذَا بَلَغَتْ يَعْنِيْ سِتًّا وَّسَبْعِيْنَ إِلٰى تِسْعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتَا لَبُوْنٍ فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدٰى وَتِسْعِيْنَ إِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ طَرُوْقَتَا الْجَمَلِ فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَفِيْ كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ مِّنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا مِّنَ الْإِبِلِ فَفِيْهَا شَاةٌ وَفِيْ صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِيْ سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِيْنَ إِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ شَاةٌ فَإِذَا

والا ہے یہ بیان ہے زکوۃ فرض کا جو کہ حضرت ﷺ نے مسلمانوں پر فرض کیا یعنی ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے اور جس کا اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا پس جب کوئی کسی مسلمان سے زکوۃ طلب کرے اس کے طور پر یعنی موافق اس کے تو چاہیے کہ دے اس کو اور جب کوئی کسی سے اس سے زیادہ مانگے تو نہ دے یعنی اور پس وہ حکم نامہ یہ ہے کہ چوبیس اونٹوں اور اس سے کم میں بکری واجب ہے اس طرح کہ ہر پانچ میں ایک بکری اور جب پچیس کو پہنچیں پینتیس تک تو واجب ہے ان میں ایک اونٹنی برس روز کی مادہ اور جب چھتیس کو پہنچیں پینتالیس تک تو ان میں دو برس کی مادہ اونٹنی واجب ہے اور جب چھیالیس کو پہنچیں ساٹھ تک تو ان میں ایک حقہ واجب ہے یعنی تین برس کی اونٹنی قابل جفتی کرنے اونٹ کے اور جب کہ پہنچیں اونٹ اکسٹھ کو پچھتر تک تو ان میں چار برس کی اونٹنی واجب ہے کہ پانچویں برس میں لگی ہو اور جب کہ پہنچیں چھتر کو نوے تک تو ان میں دو اونٹنیاں دو دو برس کی واجب ہیں اور جب کہ پہنچیں اکانویں کو ایک سو بیس تک تو ان میں تین اونٹنیاں تین تین برس کی واجب ہیں یعنی جو نر کی جفتی کرنے کے قابل ہوں اور جب کہ اونٹ ایک سو بیس سے زیادہ ہوں تو ہر چالیس میں دو برس کی اونٹنی واجب ہے اور ہر پچاس میں پوری تین برس کی اونٹنی واجب ہے اور اگر کسی کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو ان میں زکوۃ واجب نہیں مگر یہ کہ ان کا مالک چاہے تو بطریق نفل کے دے اور جب کہ اونٹ پانچ کو پہنچیں تو ان میں ایک بکری واجب ہے اور بیچ زکوۃ بکریوں کے کہ چرنے والے ہوں جب کہ چالیس ہوں ایک سو بیس تک ایک بکری واجب ہے اور جب کہ ایک سو بیس سے زیادہ ہوں دوسو

زَادَتْ عَلٰی عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ إِلٰی مِائَتَيْنِ شَاتَانِ فَإِذَا زَادَتْ عَلٰی مِائَتَيْنِ إِلٰی ثَلَاثِ مِائَةٍ فَفِيْهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ فَإِذَا زَادَتْ عَلٰی ثَلَاثِ مِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ فَإِذَا كَانَتْ سَآئِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِّنْ أَرْبَعِيْنَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَّشَآءَ رَبُّهَا وَفِي الرِّقَّةِ رُبْعُ الْعُشْرِ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ إِلَّا تِسْعِيْنَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَّشَآءَ رَبُّهَا.

تک تو اس میں دو بکریاں واجب ہیں اور جب کہ دو سو سے زیادہ ہوں تو ان میں تین بکریاں واجب ہیں تین سو تک اور جب کہ تین سو سے زیادہ ہوں تو ہر ایک سو میں ایک بکری واجب ہے اور جب کہ کسی شخص کی چرنے والی بکریاں چالیس سے کم ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں مگر یہ کہ اس کا مالک چاہے تو بطریق نفل کے صدقہ دے اور چاندی میں چالیسواں حصہ دینا فرض ہے یعنی خواہ مضروب ہو یا غیر مضروب اور اگر نہ ہوں اس کے پاس مگر ایک سو نوے درھم تو ان میں زکوٰۃ فرض نہیں مگر یہ کہ ان کا مالک چاہے تو بطور نفل کے صدقہ دے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ اگر چوبیس اونٹ یا اس سے کم ہوں تو متعین ہے ان میں دینا بکریوں کا یہ قول امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا ہے کہتے ہیں کہ اگر چوبیس اونٹوں کی زکوٰۃ میں ایک اونٹ دے تو کافی نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کہتے ہیں کہ اگر چوبیس اونٹوں کی زکوٰۃ میں ایک اونٹ دے دے تو درست ہے اس واسطے کہ جب پچیس اونٹوں میں ایک اونٹ دینا درست ہے تو چوبیس میں ایک اونٹ دینا بطریق اولیٰ درست ہوگا اور نیز اس واسطے کہ اصل زکوٰۃ کے باب میں یہ ہے کہ مال کی جنس سے واجب ہو اور اس سے عدول تو صرف مالک کی آسانی کے واسطے کیا جاتا ہے کہ اگر مال کی جنس میں سے میسر نہ ہو سکے تو اس کے عوض میں غیر جنس بھی درست ہے اور جب باختیار خود اصل کی طرف رجوع کرے تو درست ہوگا اور اگر مثلاً اونٹ کی قیمت چار بکریوں سے کم ہو تو اس مسئلے میں اختلاف ہے نزدیک شافعیہ وغیرھم کے اور قیاس یہی چاہتا ہے کہ درست نہ ہو اور نیز اسی قول سے استدلال کیا گیا ہے کہ چار بکریاں مجموعہ چوبیس اونٹ کی طرف سے ہیں اگرچہ وہ چار اونٹ کہ بیس پر زیادہ ہیں وقص ہے یہ قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے بویطی میں اور اس کے غیر نے کہا کہ وہ معاف ہے اور ظاہر ہوگا نتیجہ اختلاف کا اس شخص کے حق میں کہ اس کے پاس نو اونٹ ہوں سو سال گزرنے کے بعد چار ان میں سے ضائع ہو گئے پہلے قدرت پانے کہ اگر ہم کہیں کہ وجوب کی شرط سال گزرنا ہے تو ان میں ایک بکری بلا خلاف واجب ہوگی اور اسی طرح اگر کہا جائے کہ تمکن شرط ہے ضمان میں اور کہا جائے کہ وقص عفو ہے اور اگر ہم کہیں کہ مجموعہ کے ساتھ فرض متعلق ہوتا ہے تو بکری کے پانچ تسع واجب ہوں گے پہلا قول جمہور کا ہے جیسے کہ نقل کیا ہے ابن منذر نے اور امام مالک رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت اول قول کی طرح ہے اور اور وقص اس چیز کو کہتے ہیں جو کہ دو فرضوں کے درمیان ہو یہ قول جمہور کا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کو پہلے نصاب کے کم میں بھی استعمال کیا ہے اور کہا طیبی نے کہ وقص ساتھ زبر قاف کے وہ جانور ہیں کہ نہ

پہنچیں حد نصاب کو خواہ ابتداء ہوں یا درمیان دوفرضوں کے انتہی ابتدا کی مثال یہ کہ گائیں تیس سے کم ہوں پس ان میں زکوٰۃ واجب نہیں اور مثال درمیان دوفرضوں کے یہ ہے کہ مثلا تیس گائیں بیل پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے اور جب تیس سے بڑھیں اور چالیس تک پہنچیں ان کے مابین کو بھی وقص کہتے ہیں ان میں کچھ زکوٰۃ واجب نہیں جب چالیس ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہے اگر چالیس سے زیادہ ہوں یہاں تک کہ ساٹھ کو پہنچیں جب ان میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ان کے مابین کو بھی وقص کہتے ہیں ان میں زکوٰۃ واجب نہیں اور اسی طرح اگر ساٹھ سے بڑھیں تو ان میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں جب ستر ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہے اسی طرح آگے ہر دھائے کے بعد حکم متغیر ہوتا جاتا ہے دو دھاکوں کے درمیان جتنے گائیں بیل ہوں ان کو وقص کہتے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وقص وہ جانور ہیں کہ نہ پہنچیں حد نصاب کو یعنی پہلے نصاب کو یا دوسرے وغیرہ کو اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چالیس سے ساٹھ تک کے مابین میں زکوٰۃ ہے باقی میں نہیں اور صاحبین کے نزدیک مطلق وقص میں زکوٰۃ واجب نہیں اور یہ جو فرمایا کہ پچیس اونٹوں میں ایک برس کی اونٹی واجب ہے تو یہی ہے قول جمہور کا کہ اس قدر میں بنت مخاض ہے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پچیس اونٹوں میں پانچ بکریاں دے اور چھبیس ہوں تو ان میں بنت مخاض ہے لیکن یہ حدیث مرفوع ضعیف ہے اور یہ جو فرمایا کہ پینتیس تک بنت مخاض ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھبیس سے چونتیس تک میں کچھ زکوٰۃ نہیں مگر حنفیہ کہتے ہیں کہ جب پچیس سے زیادہ اونٹ ہوں تو از سر نو زکوٰۃ شروع کی جائے یعنی بنت مخاض کے ساتھ ہر پانچ میں ایک بکری دی جائے اور یہ جو فرمایا کہ دو برس کی اونٹنی واجب ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ ایک برس کی ہو تو اس سے وہی قبول کی جائے ساتھ بیس درھم یا دو بکریوں کے اور اگر ایک برس کی اونٹنی اس کے پاس نہ ہو بلکہ دو برس کا اونٹ ہو تو اس سے وہی قبول کیا جائے اور نہیں واجب ہے ساتھ اس کے کوئی چیز نہ لینی نہ دینی تو اس پر سب کا اتفاق ہے اور اگر دونوں سے ایک بھی نہ پائے تو اس کو اختیار ہے کہ جس کو چاہے خریدے یہی صحیح تر قول ہے نزدیک شافعیہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ متعین ہے خریدنا بنت مخاض کا یہ قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس کے ساتھ بیس درھم یا دو بکریاں دے تو یہی ہے قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اہل حدیث کا اور ثوری سے روایت ہے کہ دس درھم دے اور یہی ایک قول اسحاق کا ہے اور یہ جو فرمایا کہ جب بکریاں تین سو سے زیادہ ہوں تو ہر سو میں ایک بکری ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چوتھی بکری واجب نہیں ہوتی یہاں تک کہ چار سو پوری ہوں اور یہی قول ہے جمہور کا اور بعض اہل کوفہ کہتے ہیں کہ اگر تین سو سے ایک بھی زیادہ ہو تو اس میں چار بکریاں واجب ہوتی ہیں یہ ایک روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے، انتہی۔ (فتح)

اور یہ جو فرمایا کہ چرنے والے ہوں تو مراد اس سے یہ ہے کہ جانوروں میں بکری ہو یا گائے یا اونٹ زکوٰۃ جب واجب ہوتی ہے کہ اکثر برس یعنی آدھے برس سے زیادہ جنگل میں چارہ چر آتے ہوں اور اگر اکثر برس گھر سے کھلانا

پڑتا ہو تو ان جانوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں اور یہ جو فرمایا کہ جب اونٹ ایک سو بیس سے زیادہ ہوں تو ہر چالیس میں بنت لبون ہے تو یہ صریح ہے اس میں کہ از سر نو زکوٰۃ شروع نہ کی جائے اور یہی مذہب ہے اکثر اہل علم کا اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ از سر نو شروع کی جائے یعنی جب ایک سو بیس سے پانچ زیادہ ہوں تو لازم آئیں گے دو حقے اور ایک بکری پھر ہر پانچ میں ایک بکری ہے چوبیس تک پھر بنت مخاض، انتہٰی اور یہ جو فرمایا کہ چاندی میں چالیسواں حصہ ہے تو اس سے بعض نے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ نقدی کی زکوٰۃ میں اصل چاندی کا نصاب ہے سونے کی قیمت دو سو درھم خالص چاندی کے ہوں تو اس میں زکوٰۃ واجب ہے یعنی چالیسواں حصہ اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ سونے کے نصاب بیس مثقال ہے جو تولے کے حساب سے ساڑھے سات تولے ہوتے ہیں اس سے کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں اگرچہ قیمت اس کی دو سو درھم تو پہنچ جائے' انتہٰی۔ (فتح)

بَابُ لَا تُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسٌ إِلَّا مَا شَآءَ الْمُصَدِّقُ.

زکوٰۃ میں نہ بوڑھا جانور لیا جائے اور نہ عیب دار اور نہ نر مگر زکوٰۃ لینے والا ان کو لینا چاہے تو درست ہے۔

١٣٦٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ الصَّدَقَةَ الَّتِي أَمَرَ اللهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسٌ إِلَّا مَا شَآءَ الْمُصَدِّقُ.

١٣٦٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے زکوٰۃ کا حکم نامہ لکھا جو کہ اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا اور ایک حکم اس کا یہ ہے کہ نہ نکالا جائے زکوٰۃ میں جانور بوڑھا اور نہ عیب دار کہ عیب کے سبب سے اس کی قیمت کم ہو اور نہ نر مگر یہ کہ چاہے زکوٰۃ لینے والا۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اگر سب جانور بوڑھے ہوں یا سب نر ہوں تو جائز ہے زکوٰۃ دینا ان میں سے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ مالک کو لازم ہے کہ زکوٰۃ کے لیے بکری خریدے جو کہ اس میں جائز ہو اور عیب سے مراد وہ عیب ہے کہ اس کے سبب سے بیع میں پھیر دینا درست ہو اور بعض کہتے ہیں کہ قربانی میں درست ہو اور بیمار جانور بھی زکوٰۃ میں درست نہیں، انتہٰی۔

بَابُ أَخْذِ الْعَنَاقِ فِي الصَّدَقَةِ.

زکوٰۃ میں بکری کا بچہ لینا بھی درست ہے۔

١٣٦٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ

١٣٦٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر وہ مجھ سے بکری کا ایک بچہ باز رکھیں گے جس کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ادا کیا کرتے تھے تو

عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنَّ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

اس پر بھی میں ان سے لڑوں گا سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں یہ خیال لڑنے کا مگر یہ کہ میں نے دیکھا کہ بیشک اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا سو میں نے پہچانا کہ وہی بات حق ہے جس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ میں بکری کا بچہ لینا درست ہے اس واسطے کہ کم سنی کے سوا اس میں کوئی عیب نہیں پس اس کا لینا بوڑھے جانور سے افضل ہے جب کہ زکوٰۃ لینے والا چاہے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جو اس کی زکوٰۃ میں ادا کیا کرتے تھے یعنی زکوٰۃ میں اس کا ادا کرنا درست نہیں یہی ہے قول حنفیہ کا، انتہی۔

بَابُ لَا تُؤْخَذُ كَرَآئِمُ أَمْوَالِ النَّاسِ فِي الصَّدَقَةِ.

زکوٰۃ میں لوگوں کا عمدہ مال نہ لیا جائے جس قسم کہ ہو۔

١٣٦٥ - حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْيَمَنِ قَالَ إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلٰى قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةُ اللّٰهِ فَإِذَا عَرَفُوا اللّٰهَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَإِذَا فَعَلُوْا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً مِّنْ أَمْوَالِهِمْ وَتُرَدُّ

١٣٦٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ البتہ تو عنقریب اس قوم کے پاس جائے گا جو کتاب والے ہیں یعنی یہود ونصاریٰ سو جب ان کے پاس جائے تو چاہیے کہ پہلے ان کو اللہ کی عبادت کی طرف بلائے کہ اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کریں سو جب وہ اللہ کو پہچان لیں تو ان کو خبر دو کہ اللہ نے ان پر ہر ایک رات دن میں پانچ نمازیں فرض کیں ہیں سو جب وہ یہ کام کریں یعنی نمازیں پڑھیں تو خبردار کرو ان کو اس سے کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے کہ ان کے مالداروں سے لی جائے اور ان کے محتاجوں پر پھیر دی جائے سو اگر وہ اس کو بھی مانیں تو ان سے زکوٰۃ لے اور الگ رہ ان کے عمدہ قیمتی مال سے یعنی زکوٰۃ میں جانور چن

عَلٰی فُقَرَآئِهِمْ فَإِذَا أَطَاعُوْا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَآئِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ.

چُن کر عمدہ قسم کے لینا درست نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ میں چن چن کر عمدہ مال لینا درست نہیں، وفیه المطابقة للترجمة.

بَابُ لَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ.

پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ فرض نہیں۔

١٣٦٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِّنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِّنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِّنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ.

١٣٦٦۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں پانچ وسق سے کمتر چھوہارے میں زکوٰۃ اور نہیں پانچ اوقیہ سے کمتر چاندی میں زکوٰۃ اور نہیں پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ۔

فائدہ: اس باب کو تعلق ہے ساتھ بکریوں کے کہ زکوٰۃ میں دی جائیں اس جہت سے کہ پانچ اونٹوں میں ایک بکری واجب ہے اور اسی طرح اس کو اونٹوں کی زکوٰۃ کے ساتھ بھی تعلق ظاہر ہے۔

بَابُ زَكَاةِ الْبَقَرِ وَقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَعْرِفَنَّ مَا جَآءَ اللّٰهَ رَجُلٌ بِبَقَرَةٍ لَهَا خُوَارٌ وَيُقَالُ جُؤَارٌ تَجْأَرُوْنَ تَرْفَعُوْنَ أَصْوَاتَكُمْ كَمَا تَجْأَرُ الْبَقَرَةُ.

گائیوں کی زکوٰۃ کا بیان اور ابو حمید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ البتہ میں پہنچانتا ہوں اس مرد کو کہ اللہ کے پاس گردن پر گائے اٹھائے حاضر ہوا کہ اس کے لیے آواز تھا' اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ خوار کے بدلے جواز کا لفظ بھی آیا ہے' اور لفظ یجارون کے معنی کہ سورہ مومنون میں واقع ہوا ہے یہ ہیں کہ اپنی آوازیں بلند کریں گے ساتھ عاجزی اور فریاد کے کہ کوئی فریادرسی کرے جیسے کہ گائے اپنی آواز بلند کرتی ہے۔

فائدہ: چونکہ ایک روایت میں بجائے خوار کے جوار کا لفظ واقع ہوا ہے اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی مناسبت

سے قرآن کے اس لفظ کی تفسیر کر دی کہ دونوں کا مادہ ایک ہے۔

١٣٦٧ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ أَوْ وَالَّذِيْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهٗ أَوْ كَمَا حَلَفَ مَا مِنْ رَجُلٍ تَكُوْنُ لَهٗ إِبِلٌ أَوْ بَقَرٌ أَوْ غَنَمٌ لَا يُؤَدِّيْ حَقَّهَا إِلَّا أُتِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا تَكُوْنُ وَأَسْمَنَهٗ تَطَؤُهٗ بِأَخْفَافِهَا وَتَنْطَحُهٗ بِقُرُوْنِهَا كُلَّمَا جَازَتْ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُوْلَاهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ بُكَيْرٌ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٣٦٧۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قابو میں میری جان ہے یا فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق بندگی کے نہیں یا جیسے آپ نے قسم کھائی کہ کوئی ایسا مرد نہیں جس کے پاس اونٹ یا گائے یا بکری ہوں کہ اس نے ان کی زکوٰۃ نہ دی ہو مگر کہ قیامت کے دن ان کو لایا جائے گا اس حال میں کہ بڑے ہوں گے اور موٹے ہوں گے اس سے کہ پہلے تھے یعنی خوب فربہ اور موٹے ہوں گے کہ وہ جانور اس کو اپنے پاؤں سے روندیں گے اور اس کو اپنے سینگوں سے ماریں گے جبکہ پچھلی جماعت اس پر گزر جائے گی تو پھر لائی جائے گی اس پر پہلی جماعت یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔

فائدہ: بعض اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ اونٹ اور گائے کی زکوٰۃ کا ایک حکم ہے لیکن اس حدیث میں اس پر دلالت نہیں اس واسطے کہ اس کے ساتھ بکری کی زکوٰۃ کا بھی حکم مذکور ہے۔

بَابُ الزَّكَاةِ عَلَى الْأَقَارِبِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَالصَّدَقَةِ.

اپنے ناتے داروں اور برادری پر کو زکوٰۃ دینے کا بیان' اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے ناتے داروں کو زکوٰۃ دے اس کو دوہرا ثواب ہے ایک ثواب برادری کا اور دوسرا ثواب خیرات کا۔

١٣٦٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهٗ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ

١٣٦٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی کھجوروں کا باغ سب انصار سے زیادہ تھے اور باغ بیرحاء ان کو اپنے سب مال سے زیادہ تر پیارا تھا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے سامنے تھا (اس کا پانی نہایت میٹھا تھا) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات اس میں تشریف لے جاتے اور

أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّيْ أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهِ وَبَنِيْ عَمِّهِ تَابَعَهُ رَوْحٌ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَإِسْمَاعِيْلُ عَنْ مَالِكٍ رَايِحٌ بِالْيَاءِ.

اس کا پانی پیتے تھے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت اتری کہ نیکو کاری نہ حاصل کرسکو گے جب تک کہ اپنے پسندیدہ اور محبوب مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اللہ یوں فرماتا ہے کہ تم نیکو کاری حاصل نہ کرسکو گے جب تک کہ اپنے پیارے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے اور میرے سب قسم کے مال سے مجھ کو باغ بہت پیارا ہے جس کا نام بیرحاء ہے اس کو میں نے اللہ کی راہ میں دیا کہ میں امید رکھتا ہوں اس کے ثواب کی اور ذخیرہ ہونے کی نزدیک اللہ کے کہ آخرت میں مجھ کو اس کا ثواب عطا فرمائے سو یا حضرت! وہ باغ آپ جس کو مناسب سمجھتے ہیں دے دیجیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاباش یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے شاباش یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے اور میں نے سنا جو تو نے کہا اور مجھ کو یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ تو اسکو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کر دے سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! میں ایسا ہی کروں گا سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے ناتے داروں اور چچا کی اولاد میں تقسیم کر دیا۔

١٣٦٩ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زَيْدٌ هُوَ ابْنُ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَضْحٰى أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ

١٣٦٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید قربانی یا عید فطر کے دن عید گاہ کی طرف نکلے پھر نماز پڑھ کے پھرے اور لوگوں کو وعظ کیا اور حکم کیا خیرات کرنے کا سو فرمایا کہ اے لوگو! صدقہ دو پھر عورتوں پر گزرے سو فرمایا کہ اے گروہ عورتوں کے! صدقہ دو اس واسطے کہ دوزخیوں میں تمہیں مجھ کو زیادہ نظر پڑیں یعنی میں نے دوزخ

فَوَعَظَ النَّاسَ وَاَمَرَهُمْ بِالصَّدَقَةِ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ تَصَدَّقُوْا فَمَرَّ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّىْ رَاَيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ مَا رَاَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِيْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدَاكُنَّ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمَّا صَارَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ جَآءَ تْ زَيْنَبُ امْرَاَةُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ تَسْتَاْذِنُ عَلَيْهِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ زَيْنَبُ فَقَالَ اَىُّ الزَّيَانِبِ فَقِيْلَ امْرَاَةُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ نَعَمْ ائْذَنُوْا لَهَا فَاُذِنَ لَهَا قَالَتْ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ اِنَّكَ اَمَرْتَ الْيَوْمَ بِالصَّدَقَةِ وَكَانَ عِنْدِىْ حُلِىٌّ لِّىْ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِهٖ فَزَعَمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ وَوَلَدَهٗ اَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ زَوْجُكِ وَوَلَدُكِ اَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهٖ عَلَيْهِمْ.

میں عورتیں مردوں سے زیادہ دیکھیں عورتوں نے پوچھا یا حضرت! اس کا کیا سبب ہے؟ فرمایا کہ تم بہت کوسا کرتی ہو اور لعنت کرتی ہو اور اپنے خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو نہیں دیکھا میں نے کوئی ناقص العقل اور دین کو زیادہ تر لے جانے والا ہو عقلمند مرد کی عقل کو تم سے یعنی باوجود کم عقلی کے عقلمند مرد کی عقل کو کھو دیتی ہو سو جب حضرت ﷺ عید گاہ سے پھر کر اپنے گھر میں تشریف لائے تو زینب رضی اللہ عنہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی آئی اس حال میں کہ آپ سے اندر آنے کے لیے اجازت چاہتی تھی سو کسی نے کہا یا حضرت! یہ زینب دروازے پر کھڑی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون سی زینب؟ کسی نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی فرمایا ہاں اس کو اجازت دو سو اس کو اجازت دی گئی سو زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا حضرت! آج آپ نے خیرات کرنے کا حکم فرمایا اور میرے پاس کچھ زیور ہے سو میں نے چاہا کہ اس کو محتاجوں پر خیرات کروں سو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یوں کہتا ہے کہ میں او رمیرا بیٹا اور محتاجوں سے زیادہ تر حق دار ہیں جن پر تو خیرات کرے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سچا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تیرا خاوند اور تیرا بیٹا زیادہ تر حق دار ہیں اور محتاجوں سے جن پر تو خیرات کرے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اپنے ناتے داروں کو زکوٰۃ کا مال دینا درست ہے اس واسطے کہ جب ناتے دار نفلی صدقہ کے زیادہ حق دار ہیں تو اسی طرح زکوٰۃ کے بھی زیادہ تر حق دار ہوں گے، وفیہ المطابقة للترجمة. (فتح)

بَابُ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِىْ فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ.

مسلمان کے گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں۔

١٣٧٠ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

١٣٧٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ فَرَسِهٖ وَغُلَامِهٖ صَدَقَةٌ.

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ مراد اس سے جنس گھوڑے اور غلام کی ہے ایک فرد خاص مراد نہیں اس واسطے کہ خدمت کے غلام اور سواری کے گھوڑے میں بالاتفاق زکوۃ نہیں اور اسی طرح رقاب میں بھی بالاتفاق زکوۃ نہیں اور بعض کوفہ والے کہتے ہیں کہ ان سے قیمت کر کے زکوۃ لی جائے اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے کہ میں نے گھوڑوں اور غلاموں سے زکوۃ معاف کی اور اسناد اس کی حسن ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو اس میں اختلاف ہے جب کہ گھوڑے نر اور مادہ ملے ہوں واسطے نسل کے اور جب کہ تنہا ایک قسم ہوں تو ان سے دو قول ہیں پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مالک کو اختیار ہے کہ ہر گھوڑے سے ایک ایک دینار نکالے یا قیمت کر کے چالیسواں حصہ نکالے اور استدلال کیا ہے اس پر ساتھ اس حدیث کے اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نفی رقبہ پر محمول ہے قیمت پر نہیں اور بعض اہل علم نے دلیل پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ گھوڑوں میں مطلق زکوۃ واجب نہیں اگرچہ واسطے تجارت کے ہوں اور اس کا جواب یہ ہے کہ تجارت کے گھوڑوں میں زکوۃ بالاجماع ثابت ہے جیسے کہ ابن منذر وغیرہ نے نقل کیا ہے پس عموم حدیث کا مخصوص ہے ساتھ اجماع کے، واللہ اعلم۔

بَابُ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ عَبْدِهٖ صَدَقَةٌ.

مسلمان کے غلام پر زکوۃ نہیں۔

١٣٧١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِرَاكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا خُثَيْمُ بْنُ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِيْ عَبْدِهٖ وَلَا فِيْ فَرَسِهٖ.

١٣٧١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے غلام اور گھوڑے پر زکوۃ نہیں۔

بَابُ الصَّدَقَةِ عَلَى الْيَتَامٰى.

یتیموں پر صدقہ کرنے کا بیان یعنی اس کی بڑی فضیلت ہے۔

١٣٧٢ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُوْنَةَ حَدَّثَنَا عَطَآءُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ إِنِّي مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُكَلِّمُكَ فَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَآءَ فَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ فَقَالَ إِنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَإِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ إِلَّا اٰكِلَةَ الْخَضْرَآءِ أَكَلَتْ حَتّٰى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ وَرَتَعَتْ وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا أَعْطٰى مِنْهُ الْمِسْكِيْنَ وَالْيَتِيْمَ وَابْنَ السَّبِيْلِ أَوْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ مَنْ يَّأْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ شَهِيْدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

١٣٧٢۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک دن منبر پر بیٹھے اور ہم آپ کے اردگرد بیٹھے سو فرمایا کہ جس چیز کا مجھ کو اپنے پیچھے تم پر زیادہ تر ڈر ہے وہ چیز ہے جو کہ فراخ کی جائے گی تم پر دنیا کی آرائش اور زینت سے یعنی اناج اور لباس اور چاندی سونے وغیرہ سے سو ایک مرد نے عرض کیا کہ یا حضرت! کیا نیک چیز بھی بدی لائے گی یعنی دنیا کا مال تو اللہ کی نعمت ہے پھر سبب عذاب کا کیونکر ہو جائے گی سو حضرت ﷺ چپ رہے سو اس شخص کو کہا گیا کہ کیا حال ہے تیرا کہ تو حضرت ﷺ سے بات کرتا ہے اور حضرت ﷺ تجھ سے بات نہیں کرتے؟ سو ہم نے دیکھا کہ آپ پر وحی اترتی ہے سو آپ نے اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کیا اور فرمایا کہ کہاں ہے پوچھنے والا؟ گویا کہ اس نے آپ کو خوش کیا یعنی حضرت ﷺ کے چہرے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو اس کا سوال خوش آیا سو فرمایا کہ نیک چیز بدی کو نہیں لاتی البتہ ہر ایک گھاس جس کو ربیع کی فصل اگاتی ہے جانور کو ہلاک کر ڈالتی ہے یا ہلاک کے قریب کر دیتی ہے یعنی اگر حد سے زیادہ چرا لیکن اس جانور سبزہ کھانے والے کو ہلاکت نہیں کرتی کہ وہ کھایا یہاں تک کہ جب اس کی دونوں کوکھیں تن گئیں یعنی آسودہ ہوا تو آفتاب کے سامنے جا بیٹھا پھر پیشاب کیا اور لید کی پھر چراگاہ میں پلٹ گیا بیشک یہ مال دنیا کا ہرا بھرا اور میٹھا ہے پس اچھا ہے مرد مسلمان صاحب مال کا جو کچھ دیا اس مال میں سے مسکین کو اور یتیم کو اور مسافر کو سو جس نے اس مال کو ناحق لیا یعنی طمع سے اور حرام وجہ سے جمع کیا تو اس مالدار کا حال اس بیمار کا سا حال ہے کہ جوع کلبی کی بیماری سے کھاتا جاتا ہے اور کبھی آسودہ نہیں ہوتا۔

فائدہ: اس حدیث میں سخی اور حریص اور بخیل کی مثال فرمائی یعنی جس مالدار نے مال کو جمع کر رکھا اور حق داروں کا حق ادا نہ کیا اس کا حال اس جانور کا سا حال ہے جس نے گھاس کھائی پھر پیٹ پھول کر کڑکڑے کی بیماری سے مر گیا تو گھاس نے اس کے حق میں کچھ فائدہ نہ کیا بلکہ ناحق جان گئی اور جس مالدار نے خود کھایا اور اپنی حاجت سے زیادہ مال کو خیرات کیا تو اس کا مال جیسے اس جانور کا حال ہے جس نے گھاس کو چرا پھر آسودہ ہو کر سورج کے سامنے جگالی کی اور ہضم کر کے فضلہ دور کیا ایسے جانور کو ہرگز کچھ نہیں سو جس مالدار نے اپنی حاجت کے بعد جناب الٰہی کی طرف توجہ کی اور سورج رحمت کا سامنا ہوا تو زائد از حاجت مال کو مثل پیشاب اور لید کے علیحدہ کرنے میں اپنی صحت جانتا ہے اور مصارف خیر میں صرف کر کے اللہ کی شکر گزاری کرتا ہے وہ مال قیامت کے دن اس پر گواہ ہوگا یعنی اللہ اس کو کلام کرنے کی طاقت دے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تینوں کو خیرات دینے کا بڑا ثواب ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ' فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابن رشید نے کہا کہ جب امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلے باب میں کہا کہ مسلمان کے گھوڑے میں صدقہ نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ مراد اس سے زکوۃ ہے اس واسطے کہ نفلی صدقہ میں تو کسی کو بھی اختلاف نہیں پس اس کو مراد رکھنا بے فائدہ ہے اور جب کہ اس باب میں صدقہ کا ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ مراد اس سے زکوۃ ہے نفلی صدقہ نہیں۔

بَابُ الزَّكَاةِ عَلَى الزَّوْجِ وَالْأَيْتَامِ فِي الْحَجْرِ قَالَهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

خاوند کو اور جو یتیم کہ اپنی گود میں ہوں ان کو زکوۃ دینے کا بیان یعنی جائز ہے یہ حدیث حضرت ﷺ سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔

١٣٧٣ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فَذَكَرْتُهُ لِإِبْرَاهِيْمَ ح فَحَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بِمِثْلِهِ سَوَآءً قَالَتْ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ وَكَانَتْ زَيْنَبُ تُنْفِقُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ وَأَيْتَامٍ

١٣٧٣۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی سے روایت ہے کہ میں مسجد میں تھی سو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عورتوں کے گروہ! خیرات کرو اگرچہ اپنے زیوروں سے ہو اور زینب رضی اللہ عنہا عبداللہ رضی اللہ عنہ (اپنے خاوند) پر اور یتیموں پر کہ اس کی گود میں تھے خرچ کیا کرتی تھی سو زینب رضی اللہ عنہا نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہیا مجھ سے کفایت کرتا ہے یہ کہ میں صدقہ کے مال میں سے تجھ پر اور یتیموں پر کہ میری گود میں ہیں خرچ کروں سو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو جا حضرت ﷺ سے یہ بات پوچھ سو میں حضرت ﷺ کی طرف چلی سو میں نے انصار کی ایک

فِیْ حَجْرِهَا قَالَ فَقَالَتْ لِعَبْدِ اللّٰهِ سَلْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَجْزِیْ عَنِّیْ أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْكَ وَعَلٰی أَيْتَامٍ فِیْ حَجْرِیْ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ سَلِیْ أَنْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ عَلَى الْبَابِ حَاجَتُهَا مِثْلُ حَاجَتِیْ فَمَرَّ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا سَلِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَجْزِیْ عَنِّیْ أَنْ أُنْفِقَ عَلٰی زَوْجِیْ وَأَيْتَامٍ لِّیْ فِیْ حَجْرِیْ وَقُلْنَا لَا تُخْبِرْ بِنَا فَدَخَلَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ مَنْ هُمَا قَالَ زَيْنَبُ قَالَ أَیُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ لَهَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ.

عورت حضرت ﷺ کے دروازے پر پائی اس کی حاجت بھی میری حاجت کی مانند تھی سو بلال رضی اللہ عنہ ہم پر گزرے سو ہم نے ان کو کہا کہ تم حضرت ﷺ سے پوچھو کہ کیا مجھ سے کفایت کرتا ہے کہ میں صدقہ کے مال میں سے اپنے خاوند پر اور یتیموں پر کہ میری گود میں ہیں خرچ کروں اور ہم نے ان کو کہا کہ ہمارا نام مت لینا سو بلال رضی اللہ عنہ اندر گئے اور حضرت ﷺ سے وہ مسئلہ پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا وہ دونوں کون ہیں؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا زینب رضی اللہ عنہا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون سی زینب ہے؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں درست ہے اور اس کو دوہرا ثواب ہے ایک ثواب تو قرابت کا اور ایک خیرات کا۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ باب پہلے باب سے خاص ہے اور محل استدلال کا اس حدیث کا عموم ہے اس واسطے کہ صدقہ عام ہے اس سے کہ فرض ہو یا نفل پس معلوم ہوا کہ خاوند کو زکوۃ کا مال دینا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور ثوری اور صاحبین کا اور یہی ایک روایت ہے امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ سے ہے مگر ماں باپ اور بیٹے کو زکوۃ دینی درست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اپنے خاوند کو زکوۃ دینی درست نہیں یہ قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور ایک روایت امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ سے بھی یہی ہے اور جن لوگوں کے نزدیک اپنے خاوند کو زکوۃ دینی جائز نہیں وہ کہتے ہیں کہ مراد اس حدیث میں صدقہ نفلی ہے زکوۃ مراد نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ تیرا خاوند اور بیٹا زیادہ تر حق دار ہیں ساتھ صدقہ کے حالانکہ اپنے بیٹے کو زکوۃ دینی بالاجماع درست نہیں قالہ ابن المنذر وغیرہ اور جواب اس کا یہ ہے کہ زکوۃ دینی اس کو منع ہے جس کا نفقہ فرض ہو اور بیٹے کا نفقہ باپ کے ہوتے ماں پر فرض نہیں اور بعض نے کہا کہ وہ بیٹا اس کا دوسرے خاوند سے تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اگر عورت اپنے خاوند کو زکوۃ دے تو نفقہ میں پھر اسی کی طرف پھر آئے گی اس واسطے کہ عورت کا نفقہ مرد پر فرض ہے تو گویا اپنے مال کی زکوۃ بالکل نہ نکالی اور جواب اس کا یہ ہے کہ نفلی صدقہ میں بھی رجوع کا احتمال

باقی ہے کہ اس میں بھی وہ صدقہ پھر اس کی طرف پھر آئے گا حالانکہ وہ بالاتفاق جائز ہے اور تائید کرتی ہے پہلے مذہب کی یہ بات کہ حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا سے صدقہ کی تفصیل نہیں پوچھی کہ واجب ہے یا نفل پس یہ بجائے عموم کے ہے پس گویا کہ مراد اس سے یہ ہوگی کہ خاوند کو صدقہ دینا درست ہے فرض ہو یا نفل اور اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اپنی زکوٰۃ میں سے اپنے بیٹے کو دیتی تھی بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ جب وہ اپنے خاوند کو زکوٰۃ دے گی اور وہ اس کو اپنے بیٹے پر خرچ کرے گا تو وہ زیادہ حق دار ہوں گے غیروں سے اور ظاہر تر یہ بات ہے کہ یہ دو واقعہ کا ذکر ہے ایک بار ان سے پوچھا تھا کہ میں اپنا زیور اپنے خاوند اور بیٹے پر خرچ کروں اور دوسری بار یہ پوچھا تھا کہ میں زکوٰۃ کے مال میں سے اپنے خاوند پر خرچ کروں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی برادری پر خیرات کرنے کا بڑا ثواب ہے اور مراد اس سے زکوٰۃ ہے لیکن یہ اس شخص کے حق میں ہے کہ زکوٰۃ دینے والے پر اس کا نفقہ واجب نہ ہو اس واسطے کہ زکوٰۃ دینے سے وہ مالدار ہو جائیں گے پس ان کا نفقہ ساقط ہو جائے گا اور یا اس واسطے کہ وہ زکوٰۃ دینے سے مالدار ہو جائیں اور مالدار کو زکوٰۃ دینی درست نہیں اور حسن اور طاؤس سے روایت ہے کہ قرابتیوں کو زکوٰۃ دینی درست نہیں اور یہی ایک قول ہے امام مالک رحمہ اللہ سے اور ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے سب کا اس پر کہ اپنی بیوی کو زکوٰۃ دینی درست نہیں اس واسطے کہ اس کا نفقہ اس پر فرض ہے پس اس کو زکوٰۃ دینے کی حاجت نہیں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کو اپنے مال سے خیرات کرنا درست ہے بغیر اجازت خاوند کے اور یہ کہ جائز ہے وعظ کرنا عورتوں کو اور جائز ہے بات کرنی ساتھ اجنبی عورت کے جب کہ فتنہ سے امن ہو اور یہ جائز ہے عالم کو فتویٰ دینا اگرچہ اس سے زیادہ تر عالم وہاں موجود ہو انتہی ملخصا۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا نے یہ حضرت ﷺ سے بلال رضی اللہ عنہ کے واسطہ کے ساتھ پوچھا اور پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے خود روبرو ہو کر حضرت ﷺ سے پوچھا سو مراد پہلی حدیث میں مجاز ہے یعنی در حقیقت تو اس نے بلال رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے پوچھا تھا لیکن کبھی بطور مجاز کے یہ بھی کہہ دیا کہ میں نے خود آپ سے پوچھا۔

١٣٧٤ ۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَلِيَ أَجْرٌ أَنْ أُنْفِقَ عَلَى بَنِي أَبِي سَلَمَةَ إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ فَقَالَ أَنْفِقِي عَلَيْهِمْ فَلَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ.

١٣٧٤۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت! کیا مجھ کو ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے بیٹوں پر خرچ کرنے کا ثواب ملے گا کہ وہ میرے بھی بیٹے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خرچ کر ان پر کہ تجھ کو ان پر خرچ کرنے ثواب ملے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو اپنے یتیم بیٹوں پر زکوٰۃ کا خرچ کرنا درست ہے اس واسطے کہ یہ

حدیث عام ہے ہر صدقہ کو فرض ہو یا نفل کسی صدقہ کی اس میں تخصیص نہیں' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ﴾.

اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان کہ زکوۃ کا گردن چھوڑانے میں اور قرض داروں میں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ مراد رقاب سے یہ ہے کہ غلام خرید کر آزاد کرے یہ روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور یہی قول ہے ابو عبید اور ابو ثور اور اسحاق کا اور اسی کی طرف مائل ہوئے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، ابو عبید نے کہا کہ اعلیٰ تر اس میں قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اور وہی اولیٰ ہے ساتھ اتباع کے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت ہے کہ رقاب سے مراد مکاتب ہے جس کو مالک نے لکھ دیا ہو کہ جب تو اس قدر مال ادا کرے گا تو تو آزاد ہو جائے گا اور یہی قول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور لیث اور اہل کوفہ اور اکثر اہل علم کا اور اس میں ایک تیسرا قول ہے کہ رقاب کا حصہ آدھا تقسیم کیا جائے آدھا اس میں سے مکاتب کی کتابت میں ادا کیا جائے اور آدھے سے غلام خرید کر آزاد کیا جائے جو نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو اور پہلے قول کی دلیل یہ ہے کہ اگر یہ آیت صرف مکاتب کے ساتھ مخصوص ہوتی تو وہ قرض داروں میں داخل ہوتا کہ وہ بھی ایک قرض دار ہے اور نیز اس واسطے کہ غلام کا خرید کر آزاد کرنا اولیٰ ہے مکاتب کی اعانت کرنے سے اس واسطے کہ کبھی صرف اس کی اعانت ہوتی ہے آزاد نہیں ہوتا یعنی جب کہ بدل کتابت بہت مال ہو کہ اس سے کم مال کے ساتھ غلام خرید ہو سکتا ہو اور نیز اس واسطے کہ مکاتب غلام ہے جب تک کہ اس پر ایک درہم باقی ہو اور غلام کے واسطے زکوۃ صرف نہیں کی جاتی اور نیز یہ کہ خریدنا ہر وقت میسر ہو سکتا ہے بخلاف مکاتب کے کہ وہ ہر وقت میسر نہیں ہوتا اور یہ جو فرمایا کہ اللہ کی راہ میں تو مراد اس سے غازی ہیں مالدار ہوں یا فقیر مگر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ صرف غازی محتاج کے واسطے ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق نے کہا کہ حج بھی سبیل اللہ میں داخل ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اثر گزر چکا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حج بھی اللہ کی راہ میں داخل ہے یعنی اگر زکوۃ کا مال کسی حج کرنے والے کو دیا جائے کہ وہ اس سے حج کرے تو بھی درست ہے، انتہی ملخصا۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُعْتِقُ مِنْ زَكَاةِ مَالِهِ وَيُعْطِي فِي الْحَجِّ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنی زکوۃ کے مال میں سے غلام آزاد کرتے تھے اور حج میں حاجیوں کی مدد کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ کے مال میں سے غلام آزاد کرنا اور حاجیوں کو دینا درست ہے یعنی مراد رقاب سے غلام آزاد کرنا ہے اور حج کرنا بھی اللہ کی راہ میں داخل ہے، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ.

وَقَالَ الْحَسَنُ إِنِ اشْتَرٰى أَبَاهُ مِنَ الزَّكَاةِ جَازَ وَيُعْطِي فِي الْمُجَاهِدِيْنَ

اور حسن بصری نے کہا کہ اگر زکوۃ کے مال سے اپنے باپ کو خرید کر آزاد کرے تو درست ہے اور غازیوں کو

وَالَّذِیْ لَمْ یَحُجَّ ثُمَّ تَلَا ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ﴾ الْاٰيَةَ فِیْ أَيِّهَا أَعْطَيْتَ أَجْزَأَتْ.

بھی زکوۃ کا مال دے پھر حسن نے یہ آیت پڑھی کہ زکوۃ کے مال تو صرف فقیروں کے لیے ہیں اخیر آیت تک اور جس مصرف میں زکوۃ دی جائے درست ہے یعنی اگر سب زکوۃ فقط ایک ہی مصرف میں خرچ کرے اور باقی سات مصرف میں کہ قرآن میں مذکور ہیں نہ دے تو بھی درست ہے۔

فائدہ: یہی ہے مذہب امام اعظم کا اور شافعیہ کہتے ہیں کہ آٹھوں مصارف میں زکوۃ خرچ کرنی واجب ہے گو ایک ہی فرد ملے اور یہ اثر بھی موافق ہے واسطے قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیکن باپ کے خریدنے پر اور لوگ ان کے ساتھ متفق نہیں کہ وہ اس پر آزاد کیا جائے گا اور اس کا ولا مسلمانوں کے ساتھ نہیں ہوگا۔

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خَالِدًا احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِیْ لَاسٍ حَمَلَنَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى إِبِلِ الصَّدَقَةِ لِلْحَجِّ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہیں اللہ کی راہ میں وقف کر دی ہیں اور ابو لاس سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو زکوۃ کے اونٹوں پر حج کے لیے سوار کیا کہ ان پر سوار ہو کر حج کو جائیں۔

١٣٧٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ فَقِيْلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيْلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيْلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيْرًا فَأَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَأَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُوْنَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتُدَهُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَمَّا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَعَمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِیَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَمِثْلُهَا مَعَهَا تَابَعَهُ ابْنُ أَبِیْ

١٣٧٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ لینے کا حکم دیا سو کسی نے کہا کہ ابن جمیل اور خالد اور ابن عباس رضی اللہ عنہم زکوۃ نہیں دیتے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ناشکری کرتا ابن جمیل مگر اس سبب سے کہ وہ محتاج تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے اس کو مالدار کر دیا اور خالد رضی اللہ عنہ کا تو یوں حال ہے کہ بیشک تم خالد رضی اللہ عنہ پر زیادتی کرتے ہو کہ البتہ اس نے اپنی زرہوں کو اور ہتھیاروں کو اور گھوڑے کو اللہ کی راہ میں بند کر رکھا ہے یعنی جہاد کے واسطے وقف کر دیا ہے اور عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا پر زکوۃ ہے اور اس کے ساتھ اتنی اور بھی یعنی دوہری دو سال کی زکوۃ۔

الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ هِيَ عَلَيْهِ وَمِثْلُهَا مَعَهَا وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ حُدِّثْتُ عَنِ الْأَعْرَجِ بِمِثْلِهِ.

فائدہ: یعنی ابن جمیل نے تو کفران نعمت کیا ہے کہ زکوٰۃ سے انکار کیا اور یہ فرمایا کہ عباس پر دو برس کی زکوٰۃ ہے اس کے کئی معنی ہیں ایک یہ کہ شاید حضرت ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے ان کی تنگ دستی کے سبب سے زکوٰۃ نہ لی ہو گی اس واسطے فرمایا کہ ان پر دوہری زکوٰۃ ہے اس واسطے کہ حاکم کو درست ہے کہ اگر مصلحت جانے تو زکوٰۃ میں مہلت دے یا یہ کہ شاید حضرت ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے کچھ قرض لیا ہو گا سو اس کو زکوٰۃ میں کٹوا دیا یا یہ کہ عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی خوشی سے دو برس کی زکوٰۃ پیشگی ادا کر دی ہو گی یا حضرت ﷺ نے حاجت کے لیے خود اس سے پیشگی مانگ لی ہو گی مگر قوی وجہ یہ ہے جو کہ اور حدیثوں سے معلوم ہوتی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی خوشی سے دو برس کی زکوٰۃ پیشگی ادا کر دی تھی اس واسطے انہوں نے زکوٰۃ نہ دی اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک حاجت کے وقت پیشگی زکوٰۃ لینا درست ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک لینا دینا درست نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے مال سے ہتھیار وغیرہ اسباب جنگ کا خریدنا درست ہے اور اسی طرح اس سے اللہ کی راہ میں مدد کرنا بھی درست ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے جائز رکھا واسطے خالد رضی اللہ عنہ کے یہ کہ حساب کرے اپنے جی سے ساتھ اس چیز کے کہ بند رکھا اس کو اس چیز میں کہ اس میں زکوٰۃ واجب ہے اور جمہور علماء اس کا انکار کرتے ہیں کہتے ہیں کہ عامل نے گمان کیا تھا کہ وہ مال واسطے تجارت کے ہے اس واسطے زکوٰۃ طلب کی سو حضرت ﷺ نے ان کو خبردار کر دیا کہ اس میں زکوٰۃ نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْإِسْتِعْفَافِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ.

سوال سے بچنے کا بیان۔

١٣٧٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللَّهُ

١٣٧٦۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ انصار کے لوگوں نے حضرت ﷺ سے مال مانگا حضرت ﷺ نے ان کو دیا پھر مانگا حضرت ﷺ نے پھر دیا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے پاس کچھ باقی نہ رہا پھر فرمایا کہ جو میرے پاس مال ہو گا اس کو میں تم سے چھپا کر جمع نہ رکھوں گا اور جو کوئی سوال اور حرام کاموں سے اپنے آپ کو بچائے پرہیزگار بننے کے ارادے سے تو اللہ اس کو سچا پرہیزگار کر دے گا اور جو دنیا سے بے پرواہی کی امید رکھے گا تو اللہ اس کے دل کو دنیا

وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَآءً خَيْرًا وَّأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ.

کے مال سے بے پرواہ کر دے گا اور جو شخص کہ مصیبت اور بلا میں آپ کو بزور صبر والا بنائے گا تو اللہ اس کو سچا بے بناوٹ کا صابر کر دے گا اور کسی کو بہتر اور کشادہ تر صبر سے کوئی نعمت نہیں ملی۔

فائدہ: یہ حدیث تہذیب اخلاق اور درویشی کی جڑ ہے معلوم ہوا کہ آدمی کی خو بدلنا ممکن ہے لیکن اول بدخو چھوڑنے میں محنت اور ریاضت ہے آخر کو نیک خو عادت ہو جاتی ہے پھر محنت اور تکلف اور بناوٹ کی حاجت نہیں رہتی، فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں بیان ہے حضرت ﷺ کی سخاوت کا اور جاری کرنا حکم اللہ کا اور یہ کہ جائز ہے دینا سائل کو دوبارہ اور نہ ہو تو سائل کے آگے عذر کرے اور اس کو سوال سے بچنے کی ترغیب دلائے اور یہ کہ حاجت کے وقت سوال کرنا درست ہے اگرچہ اولیٰ نہ سوال کرنا ہے اور یہ کہ صبر کرے یہاں تک کہ اس کو بغیر سوال کے رزق ملے اور یہ کہ سوال سے بچے اگرچہ روزی کی طلب میں مشقت ہو۔

١٣٧٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَنْ يَّأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ فَيَحْتَطِبَ عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّأْتِيَ رَجُلًا فَيَسْأَلَهٗ أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهٗ.

١٣٧٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر کوئی اپنی رسیاں لے پھر پہاڑ میں جائے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لائے پھر اس کو بیچے تو یہ اس کے حق میں کسی مرد کے سوال کرنے سے بہتر ہے اس کو وہ دے یا نہ دے۔

١٣٧٨ - حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ يَّأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ فَيَأْتِيَ بِحُزْمَةِ الْحَطَبِ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّسْأَلَ النَّاسَ أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوْهُ.

١٣٧٨۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی رسیاں لے پھر اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لائے پھر اس کو بیچے تا کہ اللہ اس کے سبب سے اس کی آبرو رکھے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے لوگوں کے سوال کرنے سے اس کو دیں یا نہ دیں یعنی لکڑیاں بیچ کر کھانا سوال سے بہتر ہے کہ سوال میں ایک تو ذلت ہے دوسرا مطلب کا یقین نہیں کہ ملے یا نہ ملے۔

فائدہ: شافعیہ کے نزدیک جو کسب کر سکتا ہو اس کو سوال کرنا حرام ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوال سے بچنے کی بڑی فضیلت ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٧٩ ـ وَحَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ يَا حَكِيْمُ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى قَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى أُفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدْعُوْ حَكِيْمًا إِلَى الْعَطَاءِ فَيَأْبٰى أَنْ يَّقْبَلَهُ مِنْهُ ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَأَبٰى أَنْ يَّقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ عُمَرُ إِنِّيْ أُشْهِدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى حَكِيْمٍ أَنِّيْ أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَأْبٰى أَنْ يَّأْخُذَهُ فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيْمٌ أَحَدًا مِّنَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تُوُفِّيَ.

١٣٧٩۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مال مانگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیا پھر مانگا پھر دیا پھر مانگا پھر دیا پھر فرمایا اے حکیم! البتہ یہ دنیا کا مال ہرا بھرا' میٹھا ہے یعنی بہت پیارا معلوم ہوتا ہے سو جس نے اس کو لیا سخاوت سے یعنی بے حرصی سے تو اس کے واسطے اس مال میں برکت دی جائے گی اور جس نے اس کو جان کے حرص سے لیا تو اس کو ہرگز برکت نہ ہوگی اور اس کا حال اس شخص کا سا حال ہوگا کہ کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اونچا ہاتھ بہتر ہے نیچے والے ہاتھ سے یعنی دینے والا جو ہاتھ اٹھا کر دیتا ہے افضل ہے مانگنے والے سے جو ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے حکیم نے کہا کہ میں نے کہا کہ یا حضرت! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور سچ کے ساتھ بھیجا کہ میں آپ کے بعد کبھی کسی سے کچھ نہ مانگوں گا یہاں تک کہ دنیا چھوڑوں اور مر جاؤں چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں حکیم کو اپنے حصہ یا بخشش کی طرف بلاتے تھے سو حکیم رضی اللہ عنہ نے قبول کرنے سے انکار کیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنی خلافت میں) ان کو حصہ دینے کے لیے بلایا پھر بھی حکیم نے قبول کرنے سے انکار کیا سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مسلمانوں کے گروہ! میں تم کو گواہ کرتا ہوں حکیم پر کہ بیشک میں اس کو غنیمت یا بیت المال سے اس کا حق دیتا ہوں اور وہ نہیں لیتا سو حکیم رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندگی بھر کسی سے کچھ نہ مانگا یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ جو کوئی بے حرصی سے مال لے اس کے مال میں برکت دی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سخی اور قناعت والے کے مال میں اللہ برکت دیتا ہے کہ وہ آسودہ رہتا ہے اور حرص والے کے مال میں برکت نہیں یعنی کتنا ہی اس کو ملے پھر بھی اس کا پیٹ نہیں بھرتا جیسے جوع الکلب کی بیماری والا کتنا ہی کھائے اس کا پیٹ

نہیں بھرتا اور بھوک دفع نہیں ہوتی اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے کئی فائدے معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ کبھی زہد مال لینے کے ساتھ بھی واقع ہوتا ہے اس واسطے کہ جان کی سخاوت یہی اس کا زہد ہے اور ایک یہ کہ جو کوئی جان کی سخاوت سے لے اس کو زہد کا ثواب ملتا ہے اور اس کے رزق میں برکت ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ زہد سے دنیا اور آخرت کی بہتری حاصل ہو جاتی ہے اور یہ کہ سامع کے سمجھانے کے لیے مثال بیان کرنی درست ہے اس واسطے کہ اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ برکت اسی کو کہتے ہیں کہ مال بہت ہو سو حضرت ﷺ نے مثال مذکور سے بیان فرمایا کہ وہ ایک خلق ہے خلق اللہ سے اور ان کے لیے مشہور چیز کے ساتھ مثال بیان کی اور فرمایا کہ کھانے والا اس واسطے کھاتا ہے کہ اس کا پیٹ بھرے اور سیر ہو اور جب کہ کھانے سے اس کا پیٹ نہ بھرا تو اس کے واسطے بہت مال ہونا بے فائدہ ہے اور یہی حال ہے مال کا کہ اس کی ذات میں فائدہ نہیں بلکہ فائدہ اس میں ہے کہ اس کا نفع حاصل ہو اور جب کسی کا مال بہت ہو اور اس کو اس سے فائدہ نہ ہو تو اس مال کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے اور یہ کہ امام کو لائق ہے کہ نہ بیان کرے واسطے سائل کے مفسدہ سوال کا مگر بعد حاجت روائی اس کی کے تا کہ اس کی نصیحت اپنے موقعہ میں واقع ہو تا کہ نہ خیال کرے سائل کہ یہ نہ دینے کا عذر ہے اور یہ کہ جائز ہے سوال کرنا تین بار اور جائز ہے منع کرنا چوتھی بار میں اور یہ کہ اعلیٰ آدمی کو سوال کرنا عار نہیں اور یہ کہ تین بار کے بعد سائل کو پھیرنا درست ہے' انتہی۔ اور امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اتفاق ہے سب علماء کا کہ بغیر ضرورت شرعیہ کے سوال کرنا حرام ہے اور جو کوئی کمانے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کے حق میں ہمارے اصحاب کو اختلاف ہے صحیح تر یہ ہے کہ اس کو بھی سوال کرنا حرام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ درست ہے ساتھ کراہت کے اگر سوال میں الحاح نہ کرے اور مسئول عنہ کو ایذا نہ دے، انتہی۔

بَابُ مَنْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ شَيْئًا مِّنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَّلَا إِشْرَافِ نَفْسٍ فَلْيَقْبَلْهُ ﴿وَفِيْ أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾.

اگر اللہ کسی کو مانگنے اور حرص کے بغیر مال دے تو اس کو لینا درست ہے' اور اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ مالداروں کے مال میں حق ہے واسطے سائل اور فقیر کے اور کسی کو نہ سوال کرے۔

١٣٨٠ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَآءَ فَأَقُوْلُ أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ خُذْهُ إِذَا جَآءَكَ مِنْ

١٣٨٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ حضرت ﷺ مجھ کو مال دیتے تھے سو میں کہتا تھا کہ یا حضرت! آپ اس کو دیں جو مجھ سے زیادہ تر محتاج ہو سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے جب تیرے پاس اس مال سے کوئی چیز آئے اس حال میں کہ تو نہ حرص کرنے والا ہو اور نہ مانگنے والا ہو تو اس کو لے اور وہ چیز کہ اس شرط

هٰذَا الْمَالِ شَيْءٌ وَّأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ.

سے نہ ہو تو اپنی جان کو محنت میں نہ ڈال یعنی اس کی خواہش نہ کر۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ امام طحاوی نے کہا کہ مراد اس سے صدقہ کا مال نہیں بلکہ وہ مال ہے جس کو امام تقسیم کرے اور وہ فقر کی وجہ سے بھی نہ تھا بلکہ وہ ان کے حقوق میں سے تھا اور اگر ایسا مال ملے تو اس کا قبول کرنا مستحب ہے جب کہ دونوں شرطیں پائی جائیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خاص ہے ساتھ بادشاہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ کا عطیہ قبول کرنا حرام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مکروہ ہے اور یہ محمول ہے اس پر کہ بادشاہ ظالم ہو اور کراہت محمول ہے پرہیز گاری پر اور یہی مشہور ہے تصرف سلف سے اور تحقیق یہ بات ہے کہ اگر جانتا ہو کہ اس کا مال حلال ہے تو اس کا مال نہ پھیرے اور اگر جانے کہ اس کا مال حرام ہے تو اس کا عطیہ قبول نہ کرے اور جس کے مال میں شک ہو اس میں احتیاط یہ ہے کہ پھیر دے اور جو اس کو مباح کہتا ہے وہ اصل کو لیتا ہے کہ اصل ہر چیز میں اباحت ہے ابن المنذر نے کہا کہ جو اس کو مباح کہتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے یہود کے حق میں فرمایا کہ وہ بہت سود کھانے والے ہیں اور حالانکہ حضرت ﷺ نے باوجود جاننے اس کے اپنی ذرہ ان کے پاس رہن رکھی اور اسی طرح حضرت ﷺ نے ان سے جزیہ لیا باجود یکہ اکثر مال ان کے شراب اور خنزیر کے مول سے اور معاملات فاسدہ سے کمائے ہوئے تھے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کو جائز ہے کہ اپنی رعیت میں سے بعض آدمی کو کچھ مال دے جب کہ اس کی وجہ ہو اگرچہ دوسرا اس سے زیادہ محتاج ہو اور یہ کہ امام کا انعام پھیر دینا ادب کے خلاف ہے، انتہی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا.

جو لوگوں سے مال مانگے جمع کرنے کے لیے تو اس کو بہت گناہ ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو آئندہ باب میں آئے گی وہ صریح تر ہے اس باب کے مقصود میں باب کی حدیث سے لیکن اس کو یہاں بیان نہ کیا اس واسطے کہ اس کی عادت ہے کہ چھپی باتوں سے باب باندھتا ہے اور یا اس واسطے کہ مراد مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سوال سے پوچھنا مشکل مسائل کا ہے یا لایعنی امروں کا سوال کرنا مراد ہے اور یا غیر واقع امروں کا پوچھنا مراد ہے، انتہی۔

١٣٨١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا

١٣٨١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہمیشہ آدمی سوال کرتا رہے گا یعنی تا کہ مال جمع کرے یہاں تک کہ وہ اللہ کو ملے گا اس حال میں کہ اس کے منہ پر ایک بوٹی بھی نہ ہو گی یعنی لوگوں سے سوال کرنے والا قیامت کے دن نہایت ذلیل ہوگا اور بیشک قیامت کے دن سورج نزدیک کیا جائے گا

يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ وَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُوْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْأُذُنِ فَبَيْنَا هُمْ كَذٰلِكَ اسْتَغَاثُوْا بِاٰدَمَ ثُمَّ بِمُوْسٰى ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي جَعْفَرٍ فَيَشْفَعُ لِيُقْضٰى بَيْنَ الْخَلْقِ فَيَمْشِيْ حَتَّى يَأْخُذَ بِحَلْقَةِ الْبَابِ فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا يَحْمَدُهُ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ وَقَالَ مُعَلًّى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْأَلَةِ.

(خلق سے) یہاں تک کہ پہنچے گا پسینہ آدھے کان تک سو جس حال میں کہ وہ اس طرح ہوں گے فریاد کریں گے پاس آدم علیہ السلام کے پھر پاس موسیٰ علیہ السلام کے پھر پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے تاکہ حکم کیا جائے درمیان خلق کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلیں گے یہاں تک کہ بہشت کے دروازہ کا حلقہ پکڑیں گے سو اس دن اللہ ان کو تعریف کے مقام میں کھڑا کرے گا پس سب لوگ کہ میدان قیامت میں جمع ہوں گے آپ کی تعریف کریں گے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں سے سوال کرنا مال جمع کرنے کے لیے درست نہیں اور حدیث اگرچہ کثرت سوال کی مذمت پر دلالت کرتی ہے اور ترجمہ مال جمع کرنے پر دلالت کرتا ہے لیکن چونکہ قواعد سے معلوم ہوتا ہے کہ وعید اسی شخص کے حق میں ہے کہ مال جمع کرنے کے لیے لوگوں سے سوال کرے اور یہ کہ اہل حاجت کو سوال کرنا درست ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اس شخص پر محمول کیا کہ جو مال جمع کرنے کے لیے لوگوں سے سوال کرے، وفیہ المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ وعید خاص اس شخص کے حق میں ہے جو کہ لوگوں سے بہت سوال کرے اور جو کبھی کبھی کسی سے سوال کرے اس کو گناہ نہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر مسلمان یعنی کافر سے سوال کرنا درست ہے اس واسطے کہ الناس کا لفظ عام ہے شامل ہے مسلمان اور کافر دونوں کو، انتہی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَا يَسْأَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾ وَكَمِ الْغِنٰى وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَجِدُ

اس آیت کا بیان کہ نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ کر اور آدمی کس قدر مال سے غنی ہوتا ہے اور اس کی کیا حد ہے؟ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا بیان کہ نہیں پاتا آدمی

غِنًى يُّغْنِيهِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ أُحْصِرُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾.

مالداری کہ بے پرواہ کرے اس کو واسطے اس آیت کے ان مفلسوں کو جو رکے ہوئے ہیں اللہ کی راہ میں چل پھر نہیں سکتے ملک میں سمجھے ان کو بے خبر مالدار ان کے نہ مانگنے سے تو پہچانتا ہے ان کو ان کے چہرے سے نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ کر اور جو خرچ کرو گے کام کی چیز وہ اللہ کو معلوم ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد اس آیت کے لانے سے تفسیر کرنا ہے اپنے اس قول کی کہ غنا کی کیا حد ہے گویا کہ اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کہ نہ غنا پاتا ہے کہ اس کو بے پرواہ کرے بیان کرنے والی ہے واسطے اندازے غنا کے اس واسطے کہ اللہ نے صدقہ ان فقیروں کے لیے کیا ہے جو ان صفات کے ساتھ موصوف ہوں یعنی جو کوئی اس قسم کا آدمی ہو کہ اللہ کی راہ میں بند ہو وہ مالدار نہیں اور جو اس کے برخلاف ہو وہ مالدار ہے پس حاصل اس کا یہ ہے کہ شرط سوال کی غنا کا نہ پانا ہے واسطے وصف کرنے اللہ کے فقیروں کو ساتھ اس کے کہ وہ زمین میں چل پھر نہیں سکتے اس واسطے کہ جو اس میں چلنے پھرنے کی طاقت رکھے وہ ایک قسم کا مالدار ہے اور مراد ان لوگوں سے جو اللہ کی راہ میں اٹک رہے ہیں وہ لوگ ہیں کہ جہاد میں مشغول ہیں اور اس شغل کی وجہ سے زمین میں چل پھر کر تجارت نہیں کر سکتے اور یہ جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں کہا کہ غنی کس قدر ہے تو اس میں کوئی حدیث صریح بیان نہیں کی شاید کوئی حدیث اس کی شرط کے موافق نہیں ہوگی اور شاید کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ بات سمجھی جاتی ہو کہ نہیں پاتا مالداری کو اس کو بے پرواہ کرے اس واسطے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ایسی چیز نہیں پاتا کہ اس کی حاجت کے موقع میں واقع ہو اور جو اس قدر مال پائے وہ مالدار ہے اور ترمذی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ جو کوئی لوگوں سے مانگے اس حال میں کہ اس کے پاس وہ چیز ہے کہ اس کو بے پرواہ کرے تو وہ قیامت کے دن آئے گا اور اس کا منہ چھیلا ہوا ہوگا کسی نے عرض کیا کہ یا حضرت! کیا چیز اس کو بے پرواہ کرتی ہے؟ فرمایا پچاس درھم یا اس کی قیمت کے برابر سونا اور ایک روایت میں ایک اوقیہ کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جس کے پاس صبح وشام کا کھانا موجود ہو وہ غنی ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس پر عمل ہے نزدیک بعض اصحاب ہمارے کے مانند ثوری اور احمد اور ابن مبارک اور اسحاق کے اور کہا کہ بعض لوگوں نے اس میں وسعت کی ہے کہتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس پچاس درھم یا اکثر ہوں تو وہ محتاج ہے اور اس کو زکوۃ کا مال لینا جائز ہے یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اہل علم کا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کبھی آدمی غنی ہوتا ہے ساتھ درھم اور کسب کے اور نہیں بے پرواہ کرتا ہے اس کو ہزار درھم واسطے ضعیف ہونے اس کے اور اس مسئلے میں اور بھی کئی مذہب ہیں ایک یہ کہ غنی وہ ہے

کہ نصاب کا مالک ہو پس اس کو زکوۃ لینا حرام ہے یہ قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حد اس کی یہ ہے کہ صبح وشام کا کھانا پائے اور بعض کہتے ہیں کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ جو ہمیشہ صبح وشام کا کھانا نہ پائے اور بعض کہتے ہیں کہ حد اس کی چالیس درھم ہیں یہ قول ابوعبید کا ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے قول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا، انتہی ملخصا۔

١٣٨٢ ۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ تَرُدُّهُ الْأُكْلَةُ وَالْأُكْلَتَانِ وَلٰكِنِ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ لَيْسَ لَهُ غِنًى وَيَسْتَحْيِيْ أَوْ لَا يَسْأَلُ النَّاسَ إِلْحَافًا.

١٣٨٢۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچارہ محتاج وہ نہیں جس کو ایک لقمہ اور دو لقمے کی حرص در بدر پھرائے حقیقت میں بیچارہ محتاج تو وہ ہے کہ اس کے پاس اس قدر مال نہیں کہ اس کو بے پرواہ کر دے اور سوال سے شرم کرتا ہے یا لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو محتاج لوگ سوال نہیں کرتے ان کے دینے میں زیادہ تر ثواب ہے گدائے فقیروں سے اور ان کا حق مقدم ہے ان سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں سے مانگنا بہت برا ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکین اس کو فرمایا جس کے پاس مال نہیں، وفیه المطابقة للترجمة.

١٣٨٣ ۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنِ ابْنِ أَشْوَعَ عَنِ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَنِيْ كَاتِبُ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنِ اكْتُبْ إِلَيَّ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا قِيْلَ وَقَالَ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ.

١٣٨٣۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ نے تمہارے لیے تین چیز کا کرنا مکروہ رکھا ہے ایک بیہودہ گفتگو کرنی کہ اس میں نہ دین کا فائدہ ہو نہ دنیا کا دوسرا مال کا ضائع کرنا اور بے جا خرچ کرنا' تیسرا لوگوں سے بہت مانگنا واسطے جمع کرنے مال کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں سے سوال کرنا مال جمع کرنے کے لیے بہت برا ہے اس واسطے کہ سوال سے مراد لوگوں سے مانگنا ہے یا عام ہے اس سے کہ مال کا سوال ہو یا مسائل، وفیه المطابقة للترجمة.

١٣٨٤ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ

١٣٨٤۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا وَأَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ قَالَ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ رَجُلًا لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ فَقُمْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَعْلَمُ فِيهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَعْلَمُ فِيهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ إِنِّيْ لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ وَعَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ بِهٰذَا فَقَالَ فِيْ حَدِيثِهِ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَجَمَعَ بَيْنَ عُنُقِيْ وَكَتِفِيْ ثُمَّ قَالَ أَقْبِلْ أَيْ سَعْدُ إِنِّيْ لَأُعْطِي الرَّجُلَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَكُبْكِبُوْا قُلِبُوْا فَكُبُّوْا مُكِبًّا أَكَبَّ الرَّجُلُ إِذَا كَانَ فِعْلُهُ غَيْرَ وَاقِعٍ عَلَى أَحَدٍ فَإِذَا

ایک گروہ کو مال دیا اور میں ان کے درمیان بیٹھا تھا سو حضرت ﷺ نے ان میں سے ایک مرد کو چھوڑ دیا اس کو کچھ نہ دیا اور حالانکہ وہ مجھ کو ان میں سے زیادہ تر محبوب تھا سو میں حضرت ﷺ کی طرف کھڑا ہوا سو میں نے آپ کو کان میں بات کہی کہ کیا ہے آپ کو فلانے کی طرف سے کہ آپ نے اس کو کچھ نہیں دیا قسم ہے اللہ کی البتہ میں تو اس کو ایماندار جانتا ہوں؟ فرمایا یا اس کو مسلمان جانتا ہوں سو میں کچھ دیر چپ رہا پھر مجھ کو غالب ہوئی وہ چیز کہ میں اس کے حق میں جانتا تھا میں نے کہا یا حضرت! آپ کو فلاں کی طرف سے کیا رنج ہے کہ آپ نے اس کو کچھ نہیں دیا قسم ہے اللہ کی البتہ میں تو اس کو ایماندار جانتا ہوں؟ فرمایا یا مسلمان تین بار میں نے یہ کلمہ کہا اور حضرت ﷺ نے تین بار یہی جواب دیا پھر فرمایا کہ البتہ میں بعض آدمی کو دیتا ہوں اور میرے نزدیک اس کے سوا اور شخص بہت پیارا ہوتا ہے اس ڈر سے دیتا ہوں کہ کہیں وہ دوزخ میں اوندھا ڈالا جائے یعنی اگر میں اس کو نہ دوں تو کافر ہو جائے تو دوزخی ہوا مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو نومسلم تھے ایمان ان کے دلوں میں خوب نہیں رچا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے میری گردن اور مونڈھے کے درمیان اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا قبول کر اے سعد! اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا "فَكُبْكِبُوْا" (سورہ شعراء میں واقع ہوا ہے) کہ معنی "قلبوا" ہیں یعنی پھیرے جائیں گے اس حال میں کہ اوندھے پڑے ہوں گے "مُكِبًّا" جو کہ سورۂ ملک میں واقع ہوا ہے "اکب الرجل اذا کان فعله غیر واقع علی احد" یعنی کہتے ہیں "اکب الرجل" یعنی اوندھا گرا مرد جب کہ اس کا فعل کسی پر واقع نہ ہو یعنی اس کا مفعول بہ کوئی نہ

وَقَعَ الْفِعْلُ قُلْتَ كَبَّهُ اللّٰهُ لِوَجْهِهٖ وَكَبَبْتُهٗ أَنَا قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ أَكْبَرُ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ قَدْ أَدْرَكَ ابْنَ عُمَرَ.

ہو "فاذا وقع الفعل قلت كبه الله بوجهه وكببته انا" اور جب کہ اس کا فعل کسی پر واقع ہو تو اس وقت کہے گا تو "كبه الله بوجهه" یعنی اللہ نے اس کو اس کے منہ پر اوندھا ڈالا اور میں نے اس کو اوندھا ڈالا یعنی "اكب" فعل لازم ہے اور "كبّ" متعدی ہے بخلاف اور فعلوں کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں سے لپٹ کر مانگنا درست نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کی گردن اور مونڈھے کے درمیان ہاتھ مارا اور لپٹ کر سوال کرنے کو مکروہ جانا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محتاجی اسی وقت محمود ہے جب کہ سوال سے بچے اور حاجت پر صبر کرے اور یہ کہ مستحب ہے حیا کرنا ہر حال میں اور یہ کہ فقیر کا حال مسکین سے ابتر ہے اس واسطے کہ مسکین اس کو کہتے ہیں کہ اس کے پاس کوئی چیز ہو لیکن اس کو کفایت نہ کرے اور فقیر اس کو کہتے ہیں کہ اس کے پاس مطلق کوئی چیز نہ ہو اور یہی قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور اہل حدیث اور فقہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ مسکین کا حال فقیر سے ابتر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دونوں برابر ہیں یہ قول ابن قاسم اور اصحاب مالک کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فقیر وہ ہے کہ سوال کرے اور مسکین وہ ہے کہ نہ سوال کرے، انتہی ملخصا (فتح)

١٣٨٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰكِنِ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُّغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ بِهٖ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ.

١٣٨٥ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ محتاج وہ نہیں کہ لوگوں پر گھومے اور در بدر پھرے ایک لقمہ اور دو لقمے اور ایک کھجور اور دو کھجور کی حرص سے لیکن محتاج وہ ہے کہ نہ مال پائے کہ اس کو بے پرواہ کرے اور نہ اس کا حال معلوم ہو سکے کہ اس پر خیرات کی جائے اور نہ ہو کھڑا ہو کہ لوگوں سے سوال کرے۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

١٣٨٦ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ

١٣٨٦ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی رسیاں لے پھر پہاڑ کی طرف جائے

صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ يَّأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ ثُمَّ يَغْدُوَ أَحْسِبُهُ قَالَ إِلَى الْجَبَلِ فَيَحْتَطِبَ فَيَبِيْعَ فَيَأْكُلَ وَيَتَصَدَّقَ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَّسْأَلَ النَّاسَ.

اور لکڑیاں لائے پھر ان کو بیچے اور کھائے اور خیرات کرے تو اس کے حق میں یہ بہتر ہے لوگوں سے سوال کرنے سے۔

بَابُ خَرْصِ التَّمْرِ.

کھجور کے تخمینہ کرنے کا بیان یعنی درست ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ فرض کے معنی ہیں تخمینہ کرنا اور اندازہ کرنا ان کھجوروں کا جو کھجور کے درخت پر ہوں اور حکایت کی امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض اہل علم سے کہ تفسیر اس کی یہ ہے کہ جب کھجور اور انگور کا میوہ پک جائے اس قسم سے کہ اس میں زکوۃ واجب ہے یعنی پانچ وسق کے برابر ہو تو بادشاہ کسی اندارہ کرنے والے کو بھیجے تا کہ وہ اندازہ کر کے کہے کہ اس میں سے اتنا انگور اور اتنی کھجور نکلے گی پس اس کو یاد رکھے اور مبلغ عشر کا سمجھ کر ان کو بتلا دے کہ اتنا میوہ تم کو دینا ہوگا اور میوے کو ان کے حوالے کرے پھر جب کاٹنے کا وقت آئے تو ان سے دسواں حصہ لیا جائے اور فائدہ اندازے کا یہ ہے کہ اس میں فراخی اور وسعت ہے میوے والوں پر کہ اس میں سے آپ بھی کھائیں اور فقراء اور مساکین کو بھی کھلائیں اور بیچیں یا اور جو کچھ چاہیں کریں اس واسطے کہ ان کو منع کرنے میں تنگی ہے اور یہی ہے قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ اندازہ کرنا درست ہے اور خطابی نے کہا کہ اہل رائے یعنی حنفیہ کہتے ہیں کہ اندازہ کرنا درست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ صرف مزارعین کے ڈرانے کے لیے کیا جاتا تھا تا کہ میوے میں خیانت نہ کریں یہ حکم لازم کرنے کے لیے نہ کیا جاتا تھا اس واسطے کہ وہ تخمینہ اور فریب ہے یا یہ بیاج اور جوئے کے حرام ہونے سے پہلے تھا اور تعاقب کیا ہے ان کا خطابی نے کہ بیاج اور جوا پہلے حرام ہوا تھا اور میوے کے اندازہ کرنے پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام حیاتی میں عمل رہا یہاں تک کہ آپ نے انتقال فرمایا پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس پر عمل کیا اور اسی طرح جو ان کے بعد ہیں ان کا عمل بھی اس پر رہا ہے اور تابعین میں سے کسی سے اس کا ترک کرنا مروی نہیں مگر شعبی سے اور ان کا یہ کہنا کہ یہ محض تخمینہ اور فریب ہے سو محض غلط ہے اس واسطے کہ وہ غرور نہیں بلکہ اجتہاد ہے کھجور کے مقدار پہچاننے میں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ تخمینہ کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے میں اور اندازہ کرنے والوں کو بھی بھیجتے تھے اور باب کی حدیث میں صریح موجود ہے کہ آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ اندازہ کرو اگر ان کا اندازہ درست نہ ہوتا تو اس کے کوئی معنی نہ تھے اور طحاوی نے کہا کہ اگر اندازہ کرنے کے بعد کسی آفت سے میوہ تلف ہو جائے تو اس حالت میں میوے والے سے عشر لینا درست نہ ہوگا سو جواب اس کا یہ ہے کہ جو لوگ اندازہ کرنے کے قائل ہیں وہ میوے والوں سے تلف شدہ کی ضمانت نہیں لیتے

ابن منذر نے کہا کہ سب اہل علم کا اجماع ہے اس پر کہ اگر اندازہ کے بعد میوے کو کوئی آفت پہنچے پہلے کاٹنے سے تو اس کا بدلہ دینا نہیں آتا، انتہی ملخصا۔

١٣٨٧ ۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَبَّاسٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوْكَ فَلَمَّا جَآءَ وَادِيَ الْقُرٰى إِذَا امْرَأَةٌ فِيْ حَدِيْقَةٍ لَّهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ اخْرُصُوْا وَخَرَصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ فَقَالَ لَهَا أَحْصِيْ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَلَمَّا أَتَيْنَا تَبُوْكَ قَالَ أَمَا إِنَّهَا سَتَهُبُّ اللَّيْلَةَ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَلَا يَقُوْمَنَّ أَحَدٌ وَمَنْ كَانَ مَعَهٗ بَعِيْرٌ فَلْيَعْقِلْهُ فَعَقَلْنَاهَا وَهَبَّتْ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَأَلْقَتْهُ بِجَبَلِ طَيِّءٍ وَأَهْدٰى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَآءَ وَكَسَاهُ بُرْدًا وَكَتَبَ لَهٗ بِبَحْرِهِمْ فَلَمَّا أَتٰى وَادِيَ الْقُرٰى قَالَ لِلْمَرْأَةِ كَمْ جَآءَ حَدِيْقَتُكِ قَالَتْ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ خَرْصَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَمَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يَّتَعَجَّلَ مَعِيْ فَلْيَتَعَجَّلْ فَلَمَّا قَالَ ابْنُ بَكَّارٍ كَلِمَةً مَعْنَاهَا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ هٰذِهٖ طَابَةُ فَلَمَّا رَأٰى أُحُدًا قَالَ هٰذَا

١٣٨٧۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ تبوک میں ہم حضرت ﷺ کے ساتھ گئے سو جب آپ وادی القریٰ (ایک شہر کا نام ہے درمیان مدینہ اور شام کے) میں پہنچے تو ناگہاں ایک عورت اپنے باغ میں تھی سو حضرت ﷺ نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اس باغ کی کھجوروں کا اندازہ کرو کہ اس میں سے کتنی کھجوریں نکلیں گی سو حضرت ﷺ نے دس وسق کھجور کا اندازہ کیا حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ جس قدر اس میں سے میوہ نکلے اس کو یاد رکھنا یعنی اس کے کیل کے اعداد معلوم ہو کہ اندازہ ٹھیک ہے یا نہیں کہ جب ہم تبوک میں پہنچے کہ نام ہے ایک جگہ کا ملک شام میں تو حضرت ﷺ نے فرمایا خبردار ہو کہ عنقریب ہے کہ آج کی رات ایک سخت آندھی چلے گی تو اس میں کوئی کھڑا نہ رہے بلکہ بیٹھ جائے اور جس کے پاس اونٹ ہو تو چاہیے کہ اس کا گھٹنا باندھ دے سو ہم نے اونٹ باندھ دیے اور رات کو سخت آندھی چلی ایک شخص اس میں کھڑا ہوا اس کو آندھی نے اٹھا کر طے کے پہاڑ میں ڈالا جو کہ تبوک سے کئی دنوں کی راہ پر ہے اور ایلہ (ایک شہر کا نام ہے دریا کے کنارے پر) کے بادشاہ نے حضرت ﷺ کو سفید خچر ہدیہ بھیجی کہ نام اس کا دُلدل تھا اور حضرت ﷺ کو چادر پہنائی اور حضرت ﷺ نے اس ملک کو ان کے شہر کے ساتھ لکھ دیا یعنی ان کا ملک ان پر قائم رکھا اس واسطے کہ انہوں نے جزیہ دینا قبول کیا سو جب حضرت ﷺ وادی القریٰ میں آئے تو اس عورت سے فرمایا کہ تیرا باغ کس قدر کھجوریں لایا اس عورت نے کہا کہ دس وسق جو کہ حضرت ﷺ نے اندازہ

جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْأَنْصَارِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ دُوْرُ بَنِي النَّجَّارِ ثُمَّ دُوْرُ بَنِيْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ دُوْرُ بَنِيْ سَاعِدَةَ أَوْ دُوْرُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ يَعْنِيْ خَيْرًا وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِيْ عَمْرٌو ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ ثُمَّ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كُلُّ بُسْتَانٍ عَلَيْهِ حَائِطٌ فَهُوَ حَدِيْقَةٌ وَمَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ حَائِطٌ لَمْ يُقَلْ حَدِيْقَةٌ.

کیا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں مدینے کی طرف جلدی جانے والا ہوں جو کوئی میرے ساتھ جانا چاہے سو چلے سو جب مدینے کے قریب پہنچے تو فرمایا یہ مدینہ طابہ ہے پھر جب آپ نے اُحد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ پہاڑ اُحد ایسا پہاڑ ہے کہ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں پھر فرمایا کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ بہترین گھروں انصار کے؟ اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کیوں نہیں؟ فرمایا گھر قبیلے بنی نجار کے پھر اس کے بعد گھر قبیلے بنی عبدالاشہل کے پھر اس کے بعد گھر قبیلے بنی ساعدہ کے یا فرمایا گھر بنی حارث کے اور انصار کے سب گھروں میں بہتری ہے' امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ جس باغ کے گرد دیوار ہو اس کو حدیقہ کہتے ہیں اور جس کے گرد دیوار نہ ہو اس کو حدیقہ نہیں کہتے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میوے کا اندازہ کرنا درست ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اندازہ کرنا واجب ہے اور جمہور کے نزدیک اندازہ کرنا مستحب ہے لیکن اگر اس کے ساتھ کسی مجور التصرف کا حق متعلق ہو یا اس کے شریک امانت دار نہ ہوں تو اس وقت اندازہ کرنا واجب ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ آیا ہو خرص صرف کھجور کے ساتھ خاص ہے یا انگور کا بھی یہی حکم ہے یا ہر نفع دینے والی چیز کو شامل ہے تر ہو یا خشک' پہلا قول قاضی شریح اور بعض اہل ظاہر کا ہے اور دوسرا قول جمہور کا ہے اور تیسرا قول امام بخاری رحمہ اللہ کا ہے پھر امام مالک رحمہ اللہ اور ایک جماعت کے نزدیک اندازہ کرنے والے کا قول کافی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پہلی بار خشک ہونے کے بعد جو باقی رہے اس کا دسواں حصہ لیا جائے اور کیا صرف ایک ثقہ کا اندازہ کرنا کافی ہے یا کہ دو آدمی کا ہونا ضروری ہے؟ امام شافعی رحمہ اللہ کے اس میں دو قول ہیں اور جمہور کا یہ قول ہے کہ صرف ایک معتبر آدمی کا اندازہ کافی ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا وہ اعتبار ہے یا تضمین ظاہر قول امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ وہ تضمین ہے اور قاعدہ اس کا یہ ہے کہ اس کو تمام میوے میں تصرف کرنا جائز ہے اور اگر اندازے کے بعد مالک تمام میوے کو تلف کر ڈالے تو اس سے اسی اندازے سابق کے اعتبار سے زکوٰۃ لی جائے گی اور اس حدیث میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے کہ حضرت ﷺ نے آندھی کی خبر دی اور اس میں تعلیم اتباع کی ہے اور ڈرانا اس چیز سے کہ اس میں خوف کا ڈر ہو

اور فضیلت مدینہ کی اور انصار کی اور اس میں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے لینا ہدیہ کا اور بدلہ دینا اس کا۔

فائدہ: سنن اور صحیح ابن حبان میں سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم اندازہ کرو اور کاٹو تو تیسرا حصہ مالک کو چھوڑ دو نہیں تو چوتھا حصہ چھوڑ دو اور یہی ہے مذہب لیث اور احمد اور اسحاق کا اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے لیے کچھ نہ چھوڑا جائے گا یہ قول امام مالک اور سفیان کا ہے اور امام شافعی کا بھی یہی قول ہے اور ابن عربی نے کہا کہ حدیث پر عمل کیا جائے اور وہ قدر ان کی محنت کا ہے' انتہی ملخصا۔ اور یہ جو فرمایا کہ یہ پہاڑ ایسا ہے کہ ہم سے محبت کرتا ہے تو یہ محمول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رکھی ہے جیسے کہ اور سب حیوانات میں۔

بَابُ الْعُشْرِ فِيمَا يُسْقٰى مِنْ مَّآءِ السَّمَآءِ وَبِالْمَآءِ الْجَارِيْ.

جو کھیتی کہ مینہ کے پانی اور جاری پانی سے پلائی جائے اس میں دسواں حصہ واجب ہے۔

فائدہ: مراد جاری پانی سے نالوں اور نہروں کا پانی ہے۔

وَلَمْ يَرَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِي الْعَسَلِ شَيْئًا.

اور عمر بن عبدالعزیز نے شہد میں زکوٰۃ واجب نہیں کی۔

فائدہ: یہ حدیث مؤطا امام مالک میں ہے کہ عبداللہ بن ابو بکر نے کہا کہ منیٰ میں میرے پاس عمر بن عبدالعزیز کا خط آیا کہ گھوڑوں کی زکوٰۃ لے اور نہ شہد کی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ شہد میں زکوٰۃ واجب ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں کہا کہ شہد کی زکوٰۃ میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور ابن منذر نے کہا کہ شہد میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور نہ اس پر اجماع ہے پس اس میں زکوٰۃ واجب نہیں اور یہی ہے قول جمہور کا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ شہد میں زکوٰۃ واجب ہے اور یہی ہے قول احمد اور اسحاق کا مگر یہ اس زمین میں ہے کہ خراجی نہ ہو اور ترمذی نے کہا کہ اسی پر عمل ہے نزدیک اکثر اہل علم کے کہ شہد میں زکوٰۃ واجب ہے لیکن قول ابن منذر کا زیادہ قوی ہے اور مناسبت اس اثر کی باب سے اس طور پر ہے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شہد میں عشر نہیں اس واسطے کہ خاص کیا گیا ہے عشر ساتھ اس چیز کے کہ پلائی جائے ساتھ پانی کے پس اس سے معلوم ہوا کہ جو کھیتی پانی سے نہ پلائی جائے اس میں عشر نہیں۔

١٣٨٨ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَآءُ

١٣٨٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کھیت کو مینہ اور نہریں پانی پلائیں یا زمین میں تر و تازہ اور سیراب ہو اس میں دسواں حصہ واجب ہے اور جو کھیت کہ بیل یا اونٹ کے ساتھ سینچا جائے اس میں بیسواں حصہ واجب ہے' امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ

وَالْعُيُوْنُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا تَفْسِيْرُ الْأَوَّلِ لِأَنَّهُ لَمْ يُوَقِّتْ فِي الْأَوَّلِ يَعْنِيْ حَدِيْثَ ابْنِ عُمَرَ وَفِيْمَا سَقَتِ السَّمَآءُ الْعُشْرُ وَبَيَّنَ فِيْ هٰذَا وَوَقَّتَ وَالزِّيَادَةُ مَقْبُوْلَةٌ وَالْمُفَسَّرُ يَقْضِيْ عَلَى الْمُبْهَمِ إِذَا رَوَاهُ أَهْلُ الثَّبْتِ كَمَا رَوَى الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُصَلِّ فِي الْكَعْبَةِ وَقَالَ بِلَالٌ قَدْ صَلَّى فَأُخِذَ بِقَوْلِ بِلَالٍ وَتُرِكَ قَوْلُ الْفَضْلِ.

حدیث یعنی "لیس فیمان دون خمس اوسق من التمر صدقةٌ" تفسیر ہے پہلی حدیث کی اس واسطے کہ پہلی حدیث یعنی "فیما سقت السماء العشر" میں کوئی اندازہ معین نہیں کیا اور اس میں اس کا اندازہ بیان کیا اور معین کر دیا یعنی یہ حدیث مبہم ہے اور پہلی حدیث اس کی مبین ہے پس حاصل یہ ہے کہ جو کھیت مینہ اور نہروں کے پانی سے سینچا جائے اس میں دسواں حصہ دینا اسی وقت واجب ہوتا ہے جب کہ اناج پانچ وسق کے برابر ہو اور اگر اس سے کمتر ہو تو اس میں عشر واجب نہیں اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور مفسر حکم کرتی ہے مبہم پر جب کہ روایت کرے اس کو ثقہ جیسے کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر نماز نہیں پڑھی اور بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر نماز پڑھی ہے سو بلال رضی اللہ عنہ کا قول لیا گیا اور فضل رضی اللہ عنہ کا قول چھوڑا گیا۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کھیت کہ بیل اور اونٹ سے پلایا جائے اور جو بدون ان کے پلایا جائے ان دونوں میں فرق ہے کہ پہلے میں بیسواں حصہ ہے اور دوسرے میں دسواں حصہ اور اگر کسی کھیت کو دونوں طرح سے پانی پلایا جائے تو ظاہر یہ ہے کہ اس میں تین ربع عشر کے واجب ہیں جب کہ دونوں پانی برابر ہوں یہ ہے قول اہل علم کا اور ابن قدامہ نے کہا کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں اور اگر ایک دوسرے سے زیادہ ہو تو اول کا اعتبار نہیں اکثر کا حکم ہے یہ قول امام احمد رحمہ اللہ کا ہے اور یہی ہے قول ثوری اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اور ایک قول شافعی کا بھی یہی ہے اور یہی کہنا ممکن ہے کہ اگر دونوں پانی میں فرق ہو سکے تو اس کے حساب سے عشر لیا جائے اور ابن قاسم صاحب مالک کا یہ قول ہے کہ اعتبار اس پانی کا ہے جس کے ساتھ کھیتی تمام ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میوے اور اناج کی کوئی حد معین نہیں تھوڑے اور بہت سب میں زکوٰۃ ہے اور یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور جمہور کے نزدیک میوے اور اناج جب تک پانچ من نہ ہوں ان میں زکوٰۃ نہیں فتح الباری میں لکھا ہے کہ جمہور کی دلیل یہ حدیث ہے جو دارقطنی نے روایت کی ہے کہ ترکاریوں میں زکوٰۃ واجب نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ صرف اسی میں ہے کہ پیمانہ سے ناپی جائے اور اختیار سے قوت کے لیے ذخیرہ ہو سکے اور یہی ہے قول امام

مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر چیز میں زکوٰۃ واجب ہے اگرچہ ذخیرہ نہ ہو سکے یہی قول ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا اور ابن منذر نے حکایت کی ہے اجماع اس پر کہ پانچ وسق سے کمتر اناج میں زکوٰۃ نہیں مگر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر چیز میں زکوٰۃ واجب ہے مگر بانس اور لکڑی اور گھاس میں زکوٰۃ نہیں اور ایسے ہی اس درخت میں بھی زکوٰۃ نہیں جس پر کوئی میوہ نہ لگتا ہو اور بعض کہتے ہیں کہ جو چیز ناپی جاتی ہو اس میں نصاب یعنی پانچ وسق کا لحاظ رکھا جائے اور جو ناپی نہیں جاتی اس میں نصاب کا کچھ لحاظ نہیں بلکہ اس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تھوڑی ہو یا بہت اور ابن عربی نے کہا کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول زیادہ تر قوی ہے اور اسی میں زیادہ تر احتیاط ہے واسطے مسکینوں کے اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ نصاب تحدید ہے یا تقریب امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تحدید ہے اور یہی صحیح تر قول شافعیہ کا ہے لیکن اگر تھوڑا کم ہو کہ ضبط نہ ہو سکے تو مضر نہیں اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ تقریب ہے تحدید نہیں اور سب کا اتفاق اس پر ہے کہ اگر پانچ وسق سے اناج کچھ زیادہ ہو تو اس میں بھی زکوٰۃ واجب ہے کہ جس قدر ہو حساب کر کے اس کی زکوٰۃ ادا کرے اگرچہ نہایت قلیل ہو اور اس میں وقص نہیں۔

بَابُ لَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ. نہیں پانچ وسق سے کمتر چھوہارے میں زکوٰۃ۔

١٣٨٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيمَا أَقَلُّ مِنْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِي أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةٍ مِّنَ الْإِبِلِ الذَّوْدِ صَدَقَةٌ وَلَا فِي أَقَلَّ مِنْ خَمْسِ أَوَاقٍ مِّنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ.

١٣٨٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں پانچ وسق سے کم چھوہارے میں زکوٰۃ اور نہیں پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ اور نہیں پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ۔

فائدہ: حنفیہ کے نزدیک میوے اور اناج کی کوئی حد مقرر نہیں تھوڑے بہت سب میں زکوٰۃ واجب ہے سو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ حنفیہ کا یہ قول ٹھیک نہیں۔

بَابُ أَخْذِ صَدَقَةِ التَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ وَهَلْ يُتْرَكُ الصَّبِيُّ فَيَمَسُّ تَمْرَ الصَّدَقَةِ. کھجور سے میوہ کاٹنے کے وقت صدقہ لینے کا بیان اور کیا درست ہے چھوڑنا لڑکے کو کہ وہ صدقہ کی کھجور کھائے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس باب میں دو مسئلے ہیں پہلا مسئلہ یہ ہے کہ میوہ کاٹنے کے دن خیرات کرے اور مراد اس سے صدقہ نفل ہے سوائے زکوٰۃ کے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگرچہ لڑکا حکم شرع کا مخاطب نہیں لیکن اس کا ولی

مخاطب ہے ساتھ اس کے کہ اس کو ادب دے اور علم سکھائے اور استفہام کے عنوان سے اس کو اس واسطے بیان کیا کہ احتمال رہے کہ ممانعت اسی کے ساتھ خاص ہے جس کو صدقہ کا مال کھانا درست نہیں، انتہیٰ۔

١٣٩٠ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالتَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ فَيَجِيْءُ هٰذَا بِتَمْرِهٖ وَهٰذَا مِنْ تَمْرِهٖ حَتّٰى يَصِيْرَ عِنْدَهٗ كَوْمًا مِّنْ تَمْرٍ فَجَعَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَلْعَبَانِ بِذٰلِكَ التَّمْرِ فَأَخَذَ أَحَدُهُمَا تَمْرَةً فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْرَجَهَا مِنْ فِيْهِ فَقَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْكُلُوْنَ الصَّدَقَةَ.

١٣٩٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کھجور کا میوہ کاٹنے کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں لائی جاتی تھیں پس یہ شخص اپنی کھجوریں لاتا اور دوسرا اپنی لاتا یعنی ہر ایک اپنی اپنی کھجوریں لایا تھا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوروں کا ڈھیر لگ جاتا سو حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کھجوروں کے ساتھ کھیلنے لگے سو ایک نے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈالی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا سو اس کے منہ سے وہ کھجور نکالی اور فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد خیرات نہیں کھاتی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑکوں کو احکام شرع کی تعلیم کرنی چاہیے تا کہ حاجت کے وقت ان کو کام آئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مستحب ہے خیرات کرنا وقت کاٹنے کھجوروں اور کھیت کے' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ مَنْ بَاعَ ثِمَارَهٗ أَوْ نَخْلَهٗ أَوْ أَرْضَهٗ أَوْ زَرْعَهٗ وَقَدْ وَجَبَ فِيْهِ الْعُشْرُ أَوِ الصَّدَقَةُ فَأَدَّى الزَّكَاةَ مِنْ غَيْرِهٖ أَوْ بَاعَ ثِمَارَهٗ وَلَمْ تَجِبْ فِيْهِ الصَّدَقَةُ.

اگر کوئی اپنا میوہ بیچے یا کھجور کا درخت بیچے یا اپنی زمین بیچے یا کھیتی بیچے اور حالانکہ اس میں عشر یا صدقہ واجب ہو چکا ہو اس مال کے غیر سے زکوۃ ادا کرے جس میں کہ عشر یا صدقہ واجب ہوا ہے یا اپنا میوہ بیچے اور اس میں صدقہ واجب نہ ہوا ہو تو یہ بیچنا جائز ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک پختہ ہونے کے بعد میوے کا بیچنا درست ہے اگرچہ اس میں خرص کے ساتھ زکوۃ واجب ہو چکی ہو واسطے عموم اس حدیث کے کہ پختہ ہو جانے کے وقت میوے کا بیچنا درست ہے یہ ایک قول ہے علماء کا اور دوسرا قول یہ ہے کہ خرص کے بعد میوے کا بیچنا درست نہیں

کہ اس کے ساتھ فقیروں کا حق متعلق ہے یہ ایک قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور یہ حدیث محمول ہے جواز بعد الصلاح اور قبل الخرص پر اور یہ جو کہا کہ اس میں عشر یا صدقہ واجب ہو تو اس میں اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص کے کہ میوے میں مطلق عشر واجب کرتا ہے بغیر اعتبار نصاب کے اور نہیں ارادہ کرتا کہ صدقہ بیع سے ساقط ہو جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ اس مال کے غیر سے زکوٰۃ ادا کرے تو یہ اس واسطے ہے کہ جب زکوٰۃ واجب ہونے کی اس نے کوئی چیز بیچی تو یہ کام اس نے جائز کیا اور زکوٰۃ اس کے ذمہ باقی رہی پس ضروری ہے کہ اس کے سواء اور مال سے زکوٰۃ ادا کرے یا اس کی قیمت دے۔

وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَةَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا فَلَمْ يَحْظُرِ الْبَيْعَ بَعْدَ الصَّلَاحِ عَلٰى أَحَدٍ وَلَمْ يَخُصَّ مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الزَّكَاةُ مِمَّنْ لَمْ تَجِبْ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ نہ بیچو کھجور کو جب تک کہ اس کی صلاحیت ظاہر نہ ہو یعنی پختہ ہو جائے اور آفت سے محفوظ ہو اور پختہ ہونے کے بعد کسی کو بیچنے سے منع نہیں کیا خواہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا نہ ہو اور یہ حدیث عام ہے نہیں خاص کیا اس کو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہے اس سے کہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ مراد اس سے امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کو رد کرنا ہے کہ ان کے نزدیک صلاحیت ظاہر ہونے کے بعد بیع درست نہیں جب تک کہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ خریدار کو اختیار ہے چاہے رکھے چاہے رد کرے اور اس سے عشر لیا جائے اور وہ بائع سے مجرا لے (کٹوتی) اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عشر بائع پر ہے مگر خریدار پر شرط کر لے تو خریدار کو دینا آئے گا اور یہ قول ہے لیث کا اور امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ صدقہ بائع پر ہے مطلق اور یہی قول ہے ثوری اور اوزاعی کا۔

١٣٩١ - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَكَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاحِهَا قَالَ حَتّٰى تَذْهَبَ عَاهَتُهُ.

١٣٩١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے کھجور کے سے یہاں تک کہ اس کی صلاحیت ظاہر ہو اور جب کوئی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھتا تھا کہ اس کی صلاحیت کیا ہے تو کہتے کہ اس کی آفت دور ہو جائے اور ضائع ہونے کا خوف نہ رہے یعنی پختہ ہو جائے۔

١٣٩٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ

١٣٩٢۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے میوے کے سے جب تک کہ اس

عَطَآءِ بْنِ أَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الثِّمَارِ حَتّٰی یَبْدُوَ صَلَاحُهَا.

کی صلاحیت ظاہر نہ ہو۔

۱۳۹۳ ۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ بَیْعِ الثِّمَارِ حَتّٰی تُزْهِیَ قَالَ حَتّٰی تَحْمَارَّ.

۱۳۹۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے بیچنے میوے کے سے یہاں تک کہ سرخ ہو جائے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ میوہ پختہ ہونے کے بعد اس کا بیچنا درست ہے اگرچہ اس میں زکوۃ واجب ہو اور جائز ہے دینا زکوۃ کا غیر اس کے سے اس واسطے کہ اگر اس کے غیر سے زکوۃ کا ادا کرنا جائز نہ ہوتا تو اس کا بیچنا درست نہ ہوتا یہاں تک کہ اس سے زکوۃ لی جاتی، وفیه المطابقة للترجمة.

بَابُ هَلْ یَشْتَرِی الرَّجُلُ صَدَقَتَهٗ وَلَا بَأْسَ أَنْ یَّشْتَرِیَ صَدَقَتَهٗ غَیْرُهٗ لِأَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا نَهَی الْمُتَصَدِّقَ خَاصَّةً عَنِ الشِّرَآءِ وَلَمْ یَنْهَ غَیْرَهٗ.

اگر کوئی فقیر کو کوئی چیز صدقہ دے پھر اس کو اس سے خرید لے تو درست ہے یا نہیں؟ اور غیر کا صدقہ خریدنا درست ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اپنا صدقہ خریدنے سے منع فرمایا ہے غیر کے صدقہ خریدنے سے منع نہیں فرمایا

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ مقصود اس باب سے یہ ہے کہ پہلے باب میں جو گزر چکا ہے کہ زکوۃ ادا کرنے سے پہلے میوے کا بیچنا درست ہے یہ اس قبیل سے نہیں کہ آدمی اپنا صدقہ خریدے، حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ تیرے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر کا صدقہ خریدنا درست ہے اس لیے کہ جب غیر کا صدقہ بلاعوض درست ہے تو بالعوض بطریق اولیٰ درست ہوگا۔

۱۳۹٤ ۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا کَانَ یُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ تَصَدَّقَ بِفَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَوَجَدَهٗ یُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ یَّشْتَرِیَهٗ ثُمَّ أَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

۱۳۹۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا صدقہ دیا سو اس کو بکتے ہوئے پایا اور اس کو خریدنا چاہا پھر حضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اجازت مانگی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ پھیر لے اپنے صدقے کو سو اسی سبب سے ابن عمر رضی اللہ عنہما اگر کوئی چیز صدقہ دیتے اور پھر اس کو خریدتے تو اپنے پاس نہ رکھتے تھے

وَسَلَّمَ فَاسْتَأْمَرَهُ فَقَالَ لَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ فَبِذٰلِكَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَا يَتْرُكُ أَنْ يَبْتَاعَ شَيْئًا تَصَدَّقَ بِهِ إِلَّا جَعَلَهُ صَدَقَةً.

بلکہ اس کو اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتے تھے یعنی وہ اس حدیث سے یہ سمجھے تھے کہ صرف منع یہی ہے کہ اپنا صدقہ خرید کر اپنے پاس رکھے اور اگر اس کو خرید کر پھر خیرات کر دے تو یہ درست ہے۔

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنا صدقہ خریدنا درست نہیں، وفیہ المطابقة للترجمة۔

١٣٩٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَضَاعَهُ الَّذِيْ كَانَ عِنْدَهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَبِيْعُهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِيْ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهِ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهِ.

١٣٩٥۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے گھوڑا چڑھنے کو اللہ کی راہ میں دیا سو جس کے پاس وہ تھا اس نے اس کو ضائع کیا دُبلا کر ڈالا سو میں نے اس کو خریدنا چاہا اور میں نے گمان کیا کہ وہ اس کو ارزاں بیچتا ہے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ خرید اس کو اور نہ پھیر لے اپنے صدقے کو اگر چہ وہ تجھ کو ایک درہم سے دے اس واسطے کہ بیشک اپنے صدقے کا پھیر لینے والا ویسا ہے جیسا کوئی اپنی قے کو کھائے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اپنا صدقہ خریدنا حرام ہے قرطبی نے کہا کہ ظاہر حدیث سے یہی بات معلوم ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ یہ نہی تنزیہی ہو اور مراد اس سے نفرت دلانی ہو اس واسطے کہ قے سے نفرت آتی ہے اور یہ قول اکثر علماء کا ہے اور کفارہ اور نذر وغیرہ قربات کا بھی یہی حکم ہے لیکن اگر کوئی اس کا وارث ہو تو درست ہے اور بعید تر ہے قول اس شخص کا کہ کہتا ہے کہ خیرات کر ڈالے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ میں رجوع کرنا مکروہ ہے اور یہ کہ اللہ کی راہ میں گھوڑا چڑھنے کو دینے کا بڑا ثواب ہے اور یہ کہ اس کے ملک ہو جاتا ہے اور یہ کہ محمول کو جائز ہے بیچنا اس کا اور فائدہ اٹھانا ساتھ مول اس کے۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الصَّدَقَةِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآلِهِ.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر صدقہ حرام ہونے کا بیان۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس مقام میں تین امروں میں کلام ہے ایک یہ کہ آل سے مراد بنی ہاشم اور عبدالمطلب کی اولاد ہیں اس قول کو ترجیح ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک فقط ہاشم کی اولاد ہے، دوم یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کا صدقہ حرام تھا خواہ فرض ہو یا نفل جیسے کہ بہت لوگوں نے اس میں اجماع نقل کیا

ہے ان میں سے خطابی ہے لیکن امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ صدقہ نفل حضرت ﷺ پر حرام نہ تھا اور امام احمد رحمہ اللہ کا بھی ایک قول یہی ہے' سوم یہ کہ حضرت ﷺ کی آل بھی اس میں داخل ہے ابن قدامہ نے کہا کہ اس میں اختلاف نہیں کہ ہاشم کی اولاد پر صدقہ فرض حرام ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ان کے واسطے صدقہ درست ہے اور ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک آپس میں ان کو ایک دوسرے کا صدقہ لینا درست ہے اور غیر کا درست نہیں اور مالکیہ کے اس میں چار قول ہیں ایک جواز ہے اور ایک منع اور ایک یہ کہ نفل درست ہے اور فرض درست نہیں اور اس کا عکس پھر کہا کہ صدقہ نفل درست ہے اور فرض درست نہیں یہ قول اکثر حنفیہ کا ہے اور یہی صحیح قول ہے نزدیک شافعیہ اور حنبلیہ کے۔

١٣٩٦ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِخْ كِخْ لِيَطْرَحَهَا ثُمَّ قَالَ أَمَا شَعَرْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ.

١٣٩٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صدقہ کی ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈالی سو حضرت ﷺ نے فرمایا چھے چھے (یہ کلمہ جھڑک کا ہے کہ لڑکوں کو جھڑک کے لیے کہتے ہیں) تا کہ اس کو پھینک دے پھر فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ ہم لوگ صدقے کا مال نہیں کھاتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کو اور حضرت ﷺ کی آل کو صدقہ کا مال لینا درست نہیں وفیه المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقے کا مال امام کے پاس پہنچانا چاہیے اور یہ کہ جو کام عام لوگوں کے متعلق ہوں ان میں مسجد سے نفع اٹھانا درست ہے اور یہ کہ لڑکوں کو مسجد میں داخل کرنا درست ہے اور یہ کہ فائدے کی چیز کی ان کو تعلیم دینی چاہیے اور ضرر دینے والی چیز سے ان کو منع کرنا چاہیے اور حرام کاموں سے ان کو روکنا چاہیے اگرچہ وہ غیر مکلف ہیں تا کہ ان کو عادت ہو اور یہ کہ اگر نابالغ لڑکی عدت میں ہو تو اس کا ولی اس کو زینت سے منع کرے اور غیر ممیز لڑکی کو خطاب کرنا واسطے قصہ سمجھانے اہل تمیز کے درست ہے، انتہی۔ (فتح)

بَابُ الصَّدَقَةِ عَلٰى مَوَالِيْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ﷺ کی بیویوں کے آزاد شدہ غلاموں کو صدقہ لینا درست ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور بعض مالکیہ کے نزدیک حضرت ﷺ کی بیویوں کے آزاد شدہ غلاموں کو صدقہ لینا درست نہیں اور یہی صحیح قول ہے نزدیک شافعیہ کے اور جمہور کے نزدیک ان کو صدقہ لینا درست ہے کہ وہ درحقیقت ان میں سے نہیں اور اسی طرح حضرت ﷺ کی بیویوں کو بھی صدقہ لینا

درست ہے ابن بطال نے نقل کیا ہے کہ سب فقہاء کا اتفاق ہے اس پر کہ حضرت ﷺ کی بیویوں کو صدقے کا مال لینا درست ہے لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم محمد ﷺ کی آل ہیں اور صدقے کا مال ہم کو حلال نہیں۔

١٣٩٧ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً مَيِّتَةً أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُوْنَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا قَالُوْا إِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا.

١٣٩٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک بکری مردہ دیکھی جو کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کی ہوئی لونڈی کو صدقے سے ملی تھی سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس کے چمڑے سے نفع کیوں نہ اٹھایا لوگوں نے عرض کیا کہ وہ مردار ہے فرمایا مردار کا تو صرف کھانا حرام ہے یعنی اس کی کھال وغیرہ سے فائدہ اٹھانا حرام نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کی بیویوں کے آزاد شدہ غلاموں کو صدقہ لینا درست ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٩٨ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ لِلْعِتْقِ وَأَرَادَ مَوَالِيْهَا أَنْ يَشْتَرِطُوْا وَلَاءَهَا فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قَالَتْ وَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقُلْتُ هٰذَا مَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ.

١٣٩٨۔ حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ بریرہ لونڈی کو خرید کر آزاد کریں اور اس کے مالکوں نے چاہا کہ اس کے ولا کی شرط کریں یعنی انہوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی وراثت ہم کو ملے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ قصہ حضرت ﷺ سے کہا سو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ تو اس لونڈی کو خرید لے (اور پھر اس کو آزاد کر دے) اس واسطے کہ آزاد شدہ لونڈی غلام کے مال کا وہی وارث ہوتا ہے جو آزاد کرے یعنی اس کی وراثت کا حق آزاد کرنے والے کو ملے گا اس کے مالک ناحق شرط کرتے ہیں پھر حضرت ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا میں نے عرض کی کہ یہ وہ گوشت ہے کہ بریرہ کو صدقہ ملا حضرت ﷺ نے فرمایا وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کی بیویوں کے آزاد غلاموں کو صدقہ لینا درست ہے، وفیہ المطابقة للترجمة اور صدقہ اور ہدیہ میں فرق یہ ہے کہ صدقہ ایک بخشش ہے کہ مقصود اس سے صرف ثواب آخرت ہوتا ہے اور اس میں لینے والے کی ذلت ہوتی ہے بخلاف ہدیہ کے کہ وہ ایک چیز دوسرے کا ملک کرنا ہے واسطے تعظیم اور تقرب کے۔

بَابُ إِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ.

جب صدقہ بدل جائے اور کسی محتاج کے ملک ہو جائے تو بنی ہاشم کو اس کا کھانا درست ہے۔

١٣٩٩ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقَالَتْ لَا إِلَّا شَيْءٌ بَعَثَتْ بِهِ إِلَيْنَا نُسَيْبَةُ مِنَ الشَّاةِ الَّتِيْ بَعَثْتَ بِهَا مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا.

١٣٩٩۔ حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ گھر میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے سو فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کی چیز ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کچھ نہیں، مگر نسیبہ نے اس بکری کا کچھ گوشت ہم کو بھیجا ہے کہ جو آپ نے اس کو صدقہ کے مال سے بھیجی تھی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک وہ بکری اپنے حلال ہونے کی جگہ پر پہنچ چکی ہے۔

فائدہ: یعنی ہر چند وہ صدقہ کا مال ہے لیکن جب محتاج کو پہنچا تو اس کے ملک ہو گیا اب اگر وہ اس میں سے کچھ بھیجے تو ہم کو اس کا کھانا درست ہے معلوم ہوا کہ جب ملکیت بدل جائے تو حکم بھی بدل جاتا ہے اس کو حکم صدقہ کا نہیں رہتا، وفیہ المطابقة للترجمة اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ صدقہ نفل حضرت ﷺ کی بیویوں کو کھانا درست ہے اور اسی طرح جب کوئی عامل اپنے عمل پر صدقہ کا مال لے تو اس میں سے بنی ہاشم کو کھانا درست ہے۔

١٤٠٠ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَحْمٍ تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ وَقَالَ أَبُوْ دَاوُدَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٤٠٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا جو بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

فائدہ: یعنی جب محتاج کو ملا تو وہ اس کے ملک ہو گیا اب اس کو بیع اور ہدیہ وغیرہ کے ساتھ اس میں تصرف کرنا درست ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ أَخْذِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْأَغْنِيَآءِ وَتُرَدَّ فِي الْفُقَرَآءِ حَيْثُ كَانُوْا.

مالداروں سے زکوۃ لی جائے اور فقیروں کو دی جائے جہاں کہیں ہوں یعنی ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف زکوۃ لے جانا درست ہے۔

١٤٠١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّآءُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِيْ مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِيْنَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ إِنَّكَ سَتَأْتِيْ قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَّشْهَدُوْا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَآئِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَآئِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَآئِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ.

١٤٠١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم کر کے بھیجا تو فرمایا کہ البتہ عنقریب ہے کہ تو اس قوم کے پاس آئے گا جو کتاب والے ہیں یعنی یہود اور نصاریٰ سو جب تو ان کے پاس جائے تو ان کو بلا اس طرف کہ گواہی دیں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی لائق پوجنے کے نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہے سو اگر وہ اس بات میں تیرا کہا مانیں تو ان کو خبردار کر اس سے کہ اللہ نے ان پر ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں سو اگر وہ اس میں بھی تیرا کہا مانیں تو ان کو خبر دے اس کی کہ اللہ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے کہ ان کے مالداروں سے لی جائے اور ان کے فقیروں کو پھیر دی جائے سو اگر وہ اس میں بھی تیرا کہا مانیں تو الگ رہ ان کے مال سے یعنی زکوۃ میں جانور چن چن کر عمدہ قسم نہ لینا اور ڈر مظلوم کی بددعاء سے سو بیشک بات تو یوں ہے کہ مظلوم کی دعا میں اور اللہ میں کچھ آڑ نہیں یعنی مظلوم کی دعا جلد قبول ہوتی ہے کسی پر ظلم نہ کرنا یعنی عمدہ مال کا زکوۃ میں لینا ظلم ہے مگر اپنی خوشی سے دے تو درست ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف زکوۃ کا لے جانا درست ہے اس واسطے کہ مراد اس سے فقیر عوام مسلمانوں کے ہیں جہاں کہیں ہوں اور جس شہر میں ہوں اس واسطے کہ قواعد شرع میں تعیین مخاطبین کی معتبر نہیں پس یہ حکم ان کے ساتھ خاص نہ ہوگا اگرچہ خطاب خاص ان کے ساتھ واقع ہوا ہے، وفيه المطابقة

للترجمۃ اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب اور لیث کے نزدیک ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر کی طرف لے جانا درست ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی یہی منقول ہے اور صحیح تر نزدیک شافعیہ اور مالکیہ اور جمہور کے یہ ہے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف زکوٰۃ نقل کرنی درست نہیں لیکن اگر دوسرے شہر کی طرف لے جائے تو مالکیہ کے نزدیک درست ہے اور شافعیہ کے نزدیک درست نہیں لیکن وہاں کوئی مستحق نہ ہو تو درست ہے اور بعید نہیں کہ بخاری کا مذہب بھی یہی ہو اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان ہونے میں ہر دین مخالف اسلام سے بیزار ہونا شرط ہے اس واسطے کہ شہادتین کا اقرار ہر دین مخالف اسلام کی نفی کو مستلزم ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فقط اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنا مسلمان ہونے میں کافی نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا اقرار نہ کرے اور یہی ہے قول جمہور کا اور بعض کہتے ہیں کہ فقط توحید الٰہی کے اقرار کے ساتھ بھی آدمی مسلمان ہو جاتا ہے اور دوسری شہادت کا مطالبہ نہ کیا جائے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار فروغ اسلام کے مخاطب نہیں کہ پہلے ان کو صرف ایمان کی دعوت دی گئی پھر عمل کی اور اس پر لفظ فا کے ساتھ اس کو مرتب کیا اور زکوٰۃ کو نماز سے مؤخر اس واسطے کیا کہ وہ بعضوں پر فرض ہوتی ہے اور بعض پر نہیں اور نیز نماز کی طرح بار بار مکرر نہیں آتی اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وتر فرض نہیں وفیہ بحث تقدم اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زکوٰۃ لینے اور خرچ کرنے کا صرف امام ہی والی ہے یا نائب اس کا اور جو نہ دے اس سے جبرًا لی جائے اور استدلال کیا گیا ہے اس سے واسطے قول امام مالک رحمہ اللہ کے کہ آٹھوں مصارف میں سے صرف ایک مصرف میں زکوٰۃ خرچ کرنی جائز ہے وفیہ بحث اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ذکر فقراء کا واسطے اغلب کے ہو یا واسطے مناسبت اغنیاء کے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی مالک نصاب کا ہو اور اتنا ہی اس پر قرض ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لڑنے سے پہلے کفار کو توحید کی طرف بلایا جائے اور یہ کہ امام اپنے عامل کو ضروری احکام کی وصیت کرے اور یہ کہ جائز ہے بھیجنا عاملوں کا واسطے لینے زکوٰۃ کے اور یہ کہ واجب ہے قبول کرنا خبر واحد کا اور عمل کرنا ساتھ اس کے اور یہ کہ واجب ہے زکوٰۃ لڑکے اور مجنون کے مال میں واسطے عام ہونے لفظ غنی کے اور یہ کہ زکوٰۃ کا مال کافر کو نہ دیا جائے اس واسطے کہ فقراء ھم کی ضمیر مسلمانوں کی طرف لوٹتی ہے خواہ خاص ایک شہر کے مسلمان مراد ہوں یا سب شہروں کے اور یہ کہ اگر زکوٰۃ ادا کرنے سے پہلے مال ضائع ہو جائے اور اس پر قدرت نہ پائے تو زکوٰۃ اس سے ساقط ہو جاتی ہے وفیہ نظر ایضًا اور اگر کوئی کہے کہ اس حدیث میں حج اور روزے کا ذکر نہیں باوجودیکہ وہ بھی اسلام کے ارکان میں سے ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ نماز اور زکوٰۃ کا اہتمام زیادہ ہے بہ نسبت حج اور روزے کے اسی واسطے قرآن میں ان کا ذکر بہت بار آیا ہے اور بھید اس میں یہ ہے کہ یہ دونوں رکن مکلف ہیں کسی وقت ساقط نہیں ہوتے بخلاف روزے کے کہ وہ فدیہ سے ساقط ہو جاتا ہے اور بخلاف حج کے کہ وہ دوسرے کی

نیابت سے ادا ہو سکتا ہے اور نیز اس واسطے کہ نماز اور زکوۃ کفار پر بہت شاق ہے اس واسطے کہ نماز تو ہر روز میں مکرر ہے اور مال کی انسان کو فطرتی محبت ہے سو جب آدمی یہ تینوں امر اختیار کر لے باوجود شاق ہونے کے تو ان کو اور امروں کا اختیار کرنا زیادہ تر آسان ہوگا۔

بَابُ صَلَاةِ الْإِمَامِ وَدُعَآءِهٖ لِصَاحِبِ الصَّدَقَةِ.

جب کوئی شخص صدقہ لائے تو امام کو مستحب ہے کہ اس کے حق میں دعا کرے۔

فائدہ: اس باب میں دعا کا عطف صلوۃ پر کیا تو غرض اس سے یہ ہے کہ دعا کے لیے صلوۃ کا لفظ مقرر نہیں بلکہ جس طرح سے دعا مانگنی درست ہے اور امام کے لفظ سے یہ اشارہ ہے کہ ہر امام اس خطاب میں داخل ہے۔

وَقَوْلِهٖ ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾.

اور اس آیت کا بیان کہ لے ان کے مال میں سے زکوۃ کہ ان کو پاک کرے اس سے اور بابرکت کرے ان کو ساتھ اس کے اور دعا دے ان کو البتہ تیری دعا ان کے واسطے آسودگی ہے اور اللہ سب سنتا اور جانتا ہے۔

فائدہ: وجہ استدلال کی اس آیت سے اس طور پر ہے کہ گویا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کے سیاق سے سمجھا ہے کہ حضرت ﷺ ہمیشہ لوگوں کے واسطے دعا کرتے رہے تو گویا کہ یہ اس آیت کے حکم کی تعمیل ہے۔

١٤٠٢ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ فُلَانٍ فَأَتَاهُ أَبِيْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ أَبِيْ أَوْفٰى.

١٤٠٢۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کے پاس کوئی زکوۃ لاتا تھا تو آپ اس کیواسطے دعا کرتے تھے کہ الہی! فلانے کی اولاد پر رحمت کر سو میرا باپ حضرت ﷺ کے پاس زکوۃ لایا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الہی! رحم کر ابو اوفی رضی اللہ عنہ کے لوگوں پر۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ نبیوں کے سوا اور لوگوں کے حق میں بھی صلوۃ کے لفظ سے دعا کرنی درست ہے اور امام مالک رحمہ اللہ اور جمہور کے نزدیک مکروہ ہے اور یہ حدیث رد کرتی ہے ان پر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی امام کے پاس صدقہ لائے تو مستحب ہے کہ امام اس کے واسطے دعا مانگے اور اہل ظاہر کہتے ہیں کہ دعا مانگنی واجب ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ان کا ساتھ اس کے کہ اگر واجب ہوتی تو زکوۃ لینے والوں کو تعلیم کرتے حالانکہ آپ نے کسی کو تعلیم نہیں کی، انتہی ملخصا۔

بَابُ مَا يُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَحْرِ.

جو چیز دریا سے نکلے۔

فائدہ: یعنی خواہ آسانی کے ساتھ ہو کہ اس کو دریا کنارے پر پھینک دے یا دشواری سے نکلے جیسے غوطہ وغیرہ کے ساتھ حاصل ہو اس کا کیا حکم ہے کہ اس میں پانچواں حصہ دینا آتا ہے یا نہیں؟

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَيْسَ الْعَنْبَرُ بِرِكَازٍ هُوَ شَيْءٌ دَسَرَهُ الْبَحْرُ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عنبر (ایک گھاس خوشبودار کا نام ہے کہ دریا میں پیدا ہوتا ہے) خزانہ نہیں کہ زمین میں دبا ہوتا ہے بلکہ وہ ایک چیز ہے کہ اس کو دریا کنارے پر پھینک دیتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عنبر میں زکوۃ واجب نہیں، وفیه المطابقة للترجمة.

وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الْعَنْبَرِ وَاللُّؤْلُؤِ الْخُمُسُ فَإِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرِّكَازِ الْخُمُسَ لَيْسَ فِي الَّذِي يُصَابُ فِي الْمَآءِ.

اور حسن بصری نے کہا کہ عنبر اور موتیوں میں پانچواں حصہ ہے، اور حضرت ﷺ نے تو صرف زمین میں دبے مال میں پانچواں حصہ نکالنا فرمایا ہے اور جو دریا سے نکلے اس میں پانچواں حصہ نہیں فرمایا۔

فائدہ: غرض اس سے یہ ہے کہ یہ قول حسن بصری رحمہ اللہ کا صحیح نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس خزانے سے پانچواں حصہ نکالنا فرمایا ہے جو زمین میں دبا پائے اور جو چیز دریا سے نکلنے کی مانند عنبر وغیرہ کے اس کو عرب کی زبان میں رکاز نہیں کہتے جس میں سے حضرت ﷺ نے خمس نکالنا فرمایا ہے پس اس میں سے خمس نکالنا واجب نہ ہوگا۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَآئِيلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَآئِيلَ بِأَنْ يُسْلِفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا فَأَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ فَرَمٰى بِهَا فِي الْبَحْرِ فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ فَإِذَا بِالْخَشَبَةِ فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهِ حَطَبًا فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَلَمَّا نَشَرَهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قوم بنی اسرائیل میں سے ایک مرد نے دوسرے بنی اسرائیل سے ہزار اشرفیاں قرض مانگیں سو اس نے اس کو ہزار اشرفیاں دیں سو وہ سوداگری کرنے کے واسطے سمندر کے سفر میں گیا سو جب اپنے کام سے فراغت کر چکا تو اس نے جہاز کی تلاش کی سو اس نے کوئی جہاز نہ پایا تو لکڑی کو کریدا پھر اس میں ہزار اشرفی بھر دی پھر اس نے اس کو سمندر میں ڈال دیا سو دیکھنے نکلا وہ مرد جس نے اس کو قرض دیا تھا کہ شاید کسی جہاز میں وہ شخص آیا ہو سو اچانک اس نے وہ لکڑی دیکھی جس میں اس کا مال بھرا تھا سو اس کو اپنے گھر والوں کے

وَجَدَ الْمَالَ.

جلانے کے لیے اٹھا لایا پھر راوی نے ساری حدیث بیان کی سو جب اس کو چیرا تو اس میں اپنا مال پایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو دریا پھینک دے اس کا لینا درست ہے خواہ وہ چیز دریا میں پیدا ہو یا کسی کی چیز ضائع ہو اور مالک کی ملک اس سے قطع ہو چکی ہو اور اسی طرح جو چیز پہلے کسی کے ملک میں نہ آئی ہو اس کا اٹھانا بطریق اولی درست ہے اور اسی طرح جو چیز دریا سے محنت کے ساتھ نکالی جائے اس کا لینا بھی درست ہے اس واسطے کہ اس شخص نے وہ لکڑی اٹھائی جس کو دریا نے باہر ڈالا تھا' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اوزاعی نے کہا کہ جو چیز دریا کے کنارے پائی جائے اس میں سے پانچواں حصہ نکالنا واجب ہے اور جو چیز غوطہ وغیرہ کے ساتھ نکالی جائے اس میں کوئی چیز واجب نہیں اور جمہور کے نزدیک اس میں مطلق کچھ چینا نہیں آتا، انتہی۔ (فتح)

بَابٌ فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ وَقَالَ مَالِكٌ وَابْنُ إِدْرِيسَ الرِّكَازُ دِفْنُ الْجَاهِلِيَّةِ فِي قَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ الْخُمُسُ.

دفن شدہ مال میں پانچواں حصہ دینا واجب ہے یعنی اگر کوئی شخص دفن شدہ مال پائے تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کی راہ میں دے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ رکاز اگر مال ایام جاہلیت کا ہے اس کے تھوڑے اور بہت میں پانچواں حصہ واجب ہے۔

فائدہ: رکاز اس مال کو کہتے ہیں جو زمین میں دبا ہوا کسی کے ہاتھ آئے بغیر محنت کے اور وہ مال پہلے زمانہ میں کسی نے زمین میں دبایا ہو اور اس پر اتفاق ہے سب علماء کا اور معدن یعنی کان میں اختلاف ہے اور جب کوئی ایسا مال زمین میں دبا پائے تو اس میں پانچواں حصہ اللہ کی راہ میں دے خواہ وہ مال حد نصاب کو پہنچے یا نہ پہنچے اور یہی ہے قول جمہور علماء کا اور یہی قول قدیم ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور جدید قول ہے کہ جب تک حد نصاب کو نہ پہنچے تب تک اس میں پانچواں حصہ واجب نہیں۔

وَلَيْسَ الْمَعْدِنُ بِرِكَازٍ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَعْدِنِ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.

اور کان رکاز میں داخل نہیں یعنی اگر کسی کو چاندی یا سونے یا جواہرات کی کان ہاتھ آئے تو اس میں پانچواں حصہ دینا واجب نہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کان معاف ہے اور رکاز میں پانچواں حصہ ہے۔

فائدہ: یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں چیزوں میں فرق کیا اور ہر ایک کا علیحدہ حکم بیان کیا اگر دونوں کا ایک حکم ہوتا تو دونوں کو ایک حکم میں جمع کیا جاتا پس اس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں میں فرق ہے۔

وَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ مِنَ الْمَعَادِنِ

اور عمر بن عبدالعزیز نے کھانوں کے حاصل سے ہر دوسو

مِنْ كُلِّ مِائَتَيْنِ خَمْسَةً.

درہم سے پانچ درہم زکوٰۃ لی۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ کان کے مدفون مال کا حکم نہیں۔

وَقَالَ الْحَسَنُ مَا كَانَ مِنْ رِكَازٍ فِيْ أَرْضِ الْحَرْبِ فَفِيْهِ الْخُمُسُ وَمَا كَانَ مِنْ أَرْضِ السِّلْمِ فَفِيْهِ الزَّكَاةُ وَإِنْ وَجَدْتَّ اللُّقَطَةَ فِيْ أَرْضِ الْعَدُوِّ فَعَرِّفْهَا وَإِنْ كَانَتْ مِنَ الْعَدُوِّ فَفِيْهَا الْخُمُسُ.

اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر کافروں حربیوں کی زمین میں دفن شدہ مال پائے تو اس میں سے پانچواں حصہ دینا واجب ہے اور اگر اہل صلح کی زمین میں پائے تو اس میں زکوٰۃ واجب ہے اور اگر کوئی گری ہوئی چیز دشمن کی زمین میں پائی جائے تو اس کو لوگوں میں مشہور کر کہ اگر کسی کی کوئی چیز گر پڑی ہو تو اس کا پتہ بتلا دے یعنی شاید احتمال ہے کہ کسی مسلمان کی گری ہو اور اگر یقین ہو جائے کہ یہ چیز دشمن کی ہے تو اس کو مشہور کرنا ضروری نہیں بلکہ اس کو گرے مال کی طرح سمجھ کر اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کی راہ میں دے لیکن ان کے سوا اس فرق کا کوئی قائل نہیں۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْمَعْدِنُ رِكَازٌ مِثْلُ دِفْنِ الْجَاهِلِيَّةِ لِأَنَّهُ يُقَالُ أَرْكَزَ الْمَعْدِنُ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ.

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ کان بھی دفن شدہ مال کی طرح ہے کہ ان میں سے بھی پانچواں حصہ دینا واجب ہے اس واسطے کہ عرب کے محاورہ میں کہا جاتا ہے کہ رکاز ہو گئی کان جب کہ اس سے کوئی چیز نکالی جائے یعنی کان کو بھی دفن شدہ مال کہا جاتا ہے پس دونوں کا حکم ایک ہو گا۔

قِيْلَ لَهُ قَدْ يُقَالُ لِمَنْ وُهِبَ لَهُ شَيْءٌ أَوْ رَبِحَ رِبْحًا كَثِيْرًا أَوْ كَثُرَ ثَمَرُهُ أَرْكَزْتَ.

یعنی ان بعض لوگوں کو جواب میں کہا گیا ہے کہ اگر کسی کو کوئی چیز ہبہ میں ملے یا اس کو تجارت سے بہت نفع ہو یا اس کا میوہ بہت ہوا ہو تو اس کو عرب کی زبان میں ارکزت کہتے ہیں یعنی تو نے خزانہ پایا یعنی پس اس سے لازم آتا ہے کہ اس چیز موہوب اور نفع اور میوے کو بھی دفن شدہ مال کا حکم دیا جائے اور اس میں پانچواں حصہ واجب ہو حالانکہ اجماع ہے اس پر کہ ان چیزوں

میں چالیسواں حصہ واجب ہوتا ہے۔

ثُمَّ نَاقَضَ وَقَالَ لَا بَأْسَ أَنْ يَّكْتُمَهُ فَلَا يُؤَدِّيَ الْخُمُسَ.

یعنی پھر ان بعض لوگوں نے اپنی کلام میں تناقض پیدا کیا اور کہا کہ اگر دفن شدہ مال زکوۃ لینے والے سے چھپا رکھے اور اس کا پانچواں حصہ ادا نہ کرے تو کچھ ڈر نہیں۔

فائدہ: یعنی پہلے یہ بات کہی تھی کہ کان کا حکم مدفون مال کا ہے کہ اس میں سے پانچواں حصہ ادا کرے اور پھر کہا کہ پانچواں حصہ ادا نہ کرے پس یہ تناقض ہے، فتح الباری میں لکھا ہے کہ مراد بعض لوگوں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس کلام میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں کہ ان کے نزدیک رکاز اور معدن کا ایک حکم ہے اور جمہور کے نزدیک دونوں میں فرق ہے اور بعض حنفی اس اعتراض کا یہ جواب دیتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک معدن کا چھپانا اس وقت جائز ہے جب کہ محتاج ہو اور بیت المال میں اس کا حق ہو تو اس کو جائز ہے کہ اپنے اس حق کا بدلہ پانچواں حصہ نہ دے لیکن طحاوی نے نقل کیا ہے کہ اگر اپنے گھر میں کان پائے تو اس پر کوئی چیز دینی نہیں آتی پس اس دلیل سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض صحیح ہے اور فرق کان اور دفن شدہ مال میں یہ ہے کہ کان میں سے مال محنت کے ساتھ نکلتا ہے اور دفن شدہ مال بغیر محنت کے ہاتھ آتا ہے اس واسطے کان میں زکوۃ نہیں اور دفن شدہ مال میں زکوۃ ہے۔

١٤٠٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَآءُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.

١٤٠٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانور کے مارنے کا بدلہ نہیں اور کنواں کھودنے میں اگر مزدور مر جائے تو بدلہ نہیں اور اگر کان کھودنے میں مزدور مر جائے تو بدلہ نہیں اور دفن شدہ خزانے میں پانچواں حصہ ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ رکاز دفن شدہ مال کو کہتے ہیں لیکن شافعیہ نے اس کو حصر کیا ہے جو ویران اور غیر آباد زمین میں پایا جائے اسی کو رکاز کہتے ہیں اور اگر آمد ورفت کی راہ میں پایا جائے یا مسجد میں پایا جائے تو اس کو گری چیز کا حکم ہے کہ اس کو لوگوں میں مشہور کرے اگر مالک ملے تو فبہا ورنہ اپنے کام میں لائے اور اگر زمین مملوکہ میں پایا جائے اور پانے والا خود مالک ہو تو وہ اسی کا حق ہے اور اگر غیر پائے اور مالک دعویٰ کرے کہ یہ مال میرا ہے تو بھی اسی کا حق ہے ورنہ وہ جس نے پہلے زمین آباد کی تھی اس کا حق ہے اور ابن دقیق العید نے کہا کہ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ دفن شدہ مال میں مطلق پانچواں حصہ ہے یا اکثر صورتوں میں پس یہ اقرب ہے طرف حدیث کے اور امام

شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رکاز فقط چاندی سونا ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ کوئی خاص چیز نہیں اور اس کے مصرف میں بھی یہی ہے اختیار مزنی کا اور امام شافعی رحمہ اللہ کا صحیح تر قول یہ ہے کہ اس کا مصرف زکوۃ کا مصرف ہے کہ جس کو زکوۃ کا مال دینا درست ہے اس کو یہ خمس بھی دینا درست ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کے دو قول ہیں اگر کوئی ذی دفن شدہ مال پائے تو جمہور کے نزدیک اس میں پانچواں حصہ دینا آتا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں کوئی چیز دینی نہیں آتی اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس میں سال بھر کا گزرنا شرط نہیں بلکہ جس وقت دفن شدہ مال پائے اسی وقت پانچواں حصہ نکالے، انتہی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا﴾ وَمُحَاسَبَةِ الْمُصَدِّقِيْنَ مَعَ الْإِمَامِ.

اس آیت کا بیان کہ زکوۃ کا مال واسطے زکوۃ جمع کرنے والوں کے ہے جو امام کی طرف سے زکوۃ لینے کے واسطے مقرر ہیں اور زکوۃ لینے والوں کا امام کو حساب دینا۔

١٤٠٤ - حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَعْمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنَ الْأَسْدِ عَلٰی صَدَقَاتِ بَنِيْ سُلَيْمٍ يُدْعَى ابْنَ اللُّتْبِيَّةِ فَلَمَّا جَآءَ حَاسَبَهٗ.

١٤٠٤۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد اسدی کو قبیلہ بنی سلیم کی زکوۃ کے تحصیل کرنے کے واسطے عامل مقرر کیا کہ نام اس کا ابن لتبیہ تھا سو جب وہ زکوۃ لے کر آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے حساب لیا۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث کے مجموع طرق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پاس زکوۃ کی جنس سے کچھ مال تھا اس نے کہا کہ یہ مال مجھ کو ہدیہ ملا ہے اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حساب لیا تاکہ معلوم ہو کہ اس کا قول صحیح ہے یا نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ جمع کرنے والے سے حساب لینا درست ہے اور حساب اس کی امانت کو صحیح کرتا ہے' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور پھر کہا کہ سب علماء کا اتفاق ہے کہ آیت مذکورہ میں عاملین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو امام زکوۃ لینے کے واسطے بھیجے تو گویا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث میں اشارہ کیا اس طرف کہ مراد عاملین سے زکوۃ جمع کرنے والے ہیں۔ (فتح)

بَابُ اِسْتِعْمَالِ إِبِلِ الصَّدَقَةِ وَأَلْبَانِهَا لِأَبْنَآءِ السَّبِيْلِ.

مسافروں کو زکوۃ کے اونٹوں کا کام میں لانا اور ان کا دودھ پینا درست ہے۔

١٤٠٥ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

١٤٠٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم عرینہ کے کچھ لوگوں کو آب و ہوا مدینے کے ناموافق پڑی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَنَّ نَاسًا مِّنْ عُرَيْنَةَ اجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَرَخَّصَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّأْتُوْا إِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ وَتَرَكَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَعَضُّوْنَ الْحِجَارَةَ تَابَعَهٗ أَبُوْ قِلَابَةَ وَحُمَيْدٌ وَثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ.

نے ان کو اجازت دی کہ زکوۃ کے اونٹوں میں جائیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں یعنی واسطے اس بیماری کے کہ ان کو تھی سو جب دودھ سے اچھے ہو گئے تو چرانے والے کو قتل کر کے اونٹ ہانک لے گئے حضرت ﷺ نے کچھ لوگ ان کے پیچھے پکڑنے کو بھیجے سو وہ پکڑے گئے حضرت ﷺ نے ان کو ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور گرم سلائی ان کی آنکھوں میں پھیری اور ان کو سنگستانی زمین میں ڈالا کہ دانتوں سے پتھر پکڑتے تھے یعنی بے تابی سے۔

فائدہ: عرینہ عرب میں ایک قوم تھی اس قوم کے کچھ لوگ مدینے میں آ کر حضرت ﷺ کے پاس مسلمان ہو گئے اور ان کو جلندر (پیٹ میں پانی پڑنے کا مرض) کی بیماری ہو گئی حضرت ﷺ نے ان کو زکوۃ کے اونٹوں میں بھیج دیا کہ وہاں جا رہیں سو جب وہ اچھے ہوئے تو مرتد ہو گئے حضرت ﷺ نے ان کو پکڑ کر قتل کر ڈالا اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو زکوۃ کے اونٹوں کے دودھ کی اجازت دی امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے یہ مسئلہ نکالا کہ جب ان کا دودھ پینا درست ہے تو ان کو اور کام میں لانا بھی درست ہے اس واسطے کہ اس میں کچھ فرق نہیں لیکن اس حدیث سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ وہ اونٹ حضرت ﷺ نے ان کے ملک کر دیے تھے بلکہ غایت درجہ اس حدیث سے بھی سمجھا جاتا ہے کہ امام کو جائز ہے کہ زکوۃ کے مال کے منافع کے ساتھ ایک مصرف کو خاص کرے اور دوسرے مصرف میں نہ دے موافق حاجت کے علاوہ اس حدیث میں یہ تصریح بھی نہیں کہ عرنیین کے سوا اور کسی کو اس میں سے کچھ نہ دیا تھا، انتہی ملخصا۔

بَابُ وَسْمِ الْإِمَامِ إِبِلَ الصَّدَقَةِ بِيَدِهٖ.

اگر امام زکوۃ کے اونٹوں کو داغ دے تو درست ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ زکوۃ کے اونٹوں کو داغ دینے میں حکمت یہ ہے کہ وہ غیر سے جدا ہو جائیں اور جو ان کو پکڑے تو پھیر دے یہ جان کر کہ یہ زکوۃ کا اونٹ ہے اور تا کہ ان کو ان کا مالک پہچان لے تو صدقہ کرنے کے بعد ان کو نہ خریدے اور یہ معلوم نہیں کہ حضرت ﷺ کے داغ دینے کے ہتھیار پر کیا لکھا ہوا تھا لیکن بعض شافعیہ نے اجماع اصحاب کا نقل کیا ہے اس پر کہ داغ دینے کی مہر پر یا زکوۃ لکھی جائے یا صدقہ۔

١٤٠٦ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ حَدَّثَنِيْ

١٤٠٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن صبح کو عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا تا کہ کھجور چبا کر اس کا پانی اس کے حلق میں ڈالیں سو میں

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ غَدَوْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ لِيُحَنِّكَهُ فَوَافَيْتُهُ فِيْ يَدِهِ الْمِيْسَمُ يَسِمُ إِبِلَ الصَّدَقَةِ.

حضرت ﷺ کے پاس آیا اس حال میں کہ آپ کے ہاتھ میں داغ دینے کی مہر تھی کہ زکوۃ کے اونٹوں کو داغ دیتے تھے۔

فائدہ: میسم ایک لوہے کا ٹکڑا ہوتا ہے اس سے داغ دیتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ کے اونٹوں کو داغ دینا درست ہے' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ فتح الباری میں لکھا ہے کہ حنفیہ کہتے ہیں کہ داغنا مکروہ ہے کہ وہ مثلہ میں داخل ہے اور یہ حدیث حجت ہے اوپر ان کے اور حضرت ﷺ کے فعل سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے پس یہ مخصوص ہے عموم مثلہ سے واسطے حاجت کے جیسے کہ ختنہ کرنا آدمی کو درست ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے امام کو بنانا مہر کے واسطے داغنے کے اور لوگوں کو جائز نہیں کہ اس کی طرح مہر بنائیں اور یہ کہ امام زکوۃ کے مال کا خود خیال رکھے اور خود ان کا خبر گیر ہو اور یہی حکم ہے رعیت کے سب کاموں کا کہ امام ان کو اپنے ہاتھ سے کرے اور یہ کہ جائز ہے قصد کرنا اہل فضل کا واسطے تحنیک لڑکے کے برکت حاصل کرنے کے لیے اور یہ کہ جائز ہے تاخیر کرنا تقسیم مال زکوۃ کا اور اس میں مباشرت ہے واسطے اعمال محنت کے اور ترک نیابت کے واسطے رغبت کرنے کے زیادہ ثواب میں اور نفی کبر کے۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَبْوَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ
صدقہ فطر کا بیان

بَابُ فَرْضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ.
صدقہ فطر کے فرض ہونے کا بیان۔

فائدہ: صدقہ فطر کا وہ ہے جو عید فطر کے دن روزہ کھولنے کے بدلے دیا جاتا ہے۔

وَرَأَى أَبُو الْعَالِيَةِ وَعَطَآءٌ وَابْنُ سِيْرِيْنَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ فَرِيْضَةً.

اور ابو عالیہ اور عطاء اور ابن سیرین کے نزدیک صدقہ فطر کا فرض ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابن منذر وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ صدقہ فطر کا خاص ہے لیکن حنفیہ کہتے ہیں کہ واجب ہے اور اشہب مالکی کے نزدیک سنت ہے اور یہی قول ہے بعض اہل ظاہر کا، انتہی۔

١٤٠٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ.

١٤٠٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرض کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کی ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے غلام پر اور آزاد پر اور عورت پر اور چھوٹے پر اور بڑے پر اس حال میں کہ مسلمان ہوں اور حکم دیا اس کے نکالنے کا پہلے لوگوں سے نکلنے طرف نماز عید کے۔

فائدہ: صاع انگریزی وزن کے حساب سے قریب تین سیر کے ہوتا ہے فتح الباری میں لکھا ہے کہ بعض علماء نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ صدقہ فطر کے واجب ہونے کا وقت سورج کا ڈوبنا ہے عید فطر کے رات کو اس واسطے کہ وہی وقت ہے روزہ کھولنے کا رمضان سے یہ قول ثوری اور احمد اور اسحاق کا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا جدید قول بھی یہی ہے اور امام مالک رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت یہی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ عید کے دن طلوع صبح صادق کے بعد فرض ہوتا ہے اس واسطے کہ رات روزے کا محل نہیں یہ قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور لیث کا ہے اور امام

شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قدیم قول بھی یہی ہے اور یہی قول قوی ہے اور یہ جو فرمایا کہ صدقہ فطر کا غلام پر بھی فرض ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ اس کا مالک اس کی طرف سے ادا کرے یہی ہے قول سب علماء کا لیکن داؤد کہتے ہیں کہ غلام خود کما کر ادا کرے مالک اس کو کمائی کی اجازت دے اور یہ جو فرمایا کہ عورت پر بھی صدقہ فطر کا فرض ہے تو یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری اور ابن منذر کا برابر ہے کہ اس کا خاوند ہو یا نہ ہو اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ صدقہ فطر کا اس کے خاوند پر واجب ہے اور اس پر اتفاق ہے سب کا کہ کافرہ بیوی کا صدقہ فطر خاوند پر واجب نہیں اور یہ جو فرمایا کہ چھوٹے لڑکے پر صدقہ فطر کا واجب ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ اس کا ولی اس کی طرف سے ادا کرے پس وجوب اس کا لڑکے کے مال میں ہے اور اگر اس کا مال ہو تو جس پر اس کا نفقہ لازم ہے وہ ادا کرے یہ قول جمہور علماء کا ہے اور محمد بن حسن نے کہا کہ ہو مطلق اس کے باپ پر ہے اگر باپ نہ ہو تو واجب نہیں اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ صدقہ فطر کا فرض نہیں ہے مگر اس پر جو روزہ رکھے اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ کچے بچے پر صدقہ فطر کا فرض نہیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مستحب ہے' واجب نہیں اور بعض حنبلیہ سے وجوب منقول ہے یہی ہے قول ابن حزم کا جب کہ ایک سو چالیس دن کا ہو اور اسی طرح فقیر پر بھی صدقہ فطر کا فرض ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جو مالک نصاب کا ہے اس پر فرض ہے اور جو مالک نصاب کا نہ ہو اس پر فرض نہیں ابن بریرہ نے کہا کوئی ایسی دلیل نہیں کہ نصاب کی شرط ہونے پر دلالت کرے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہا کہ شرط ہے کہ ایک دن کے قوت سے زیادہ ہو اور اس سے دلیل پکڑی گئی ہے اس پر کہ عید کی نماز سے صدقے کا تاخیر کرنا مکروہ ہے اور ابن حزم نے کہا کہ حرام ہے وسیاتی البحث فیه ، انتهى ملخصا.

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الْعَبْدِ وَغَيْرِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

صدقہ فطر کا غلام وغیرہ مسلمانوں پر فرض ہے۔

فائدہ: ظاہر غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس سے یہ ہے کہ صدقہ فطر کا غلام پر واجب ہوتا ہے اگرچہ اس کی طرف سے اس کا مالک ادا کرتا ہے۔

١٤٠٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

١٤٠٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرض کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر کی ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے ہر آدمی پر آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت اس حال میں کہ مسلمان ہوں۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے دلیل پکڑی گئی ہے اوپر شرط ہونے اسلام کے بیچ واجب ہونے صدقہ فطر کے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ فطر کا کافر پر واجب نہیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اپنی جان کا صدقہ اس پر فرض نہیں اور اگر کسی مسلمان لونڈی سے اس کی لڑکی ہو تو ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے کہ اس پر بھی صدقہ فطر کا واجب نہیں لیکن ایک روایت میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے واجب ہے اور اسی طرح اگر کسی مسلمان کا غلام کافر ہو تو اس پر بھی صدقہ فطر کا واجب نہیں یہ قول جمہور کا ہے اور حنفیہ اور ثوری اور نخعی کے نزدیک واجب ہے لیکن ظاہر حدیث ان پر رد کرتی ہے کہ وہ مقید ہے ساتھ اسلام کے پس یہ حدیث مخصص ہے عموم غلام کے اور بعض کہتے ہیں کہ جنگل کے رہنے والوں پر صدقہ فطر کا فرض نہیں لیکن ظاہر حدیث کا عموم اُن پر رد کرتا ہے کہ اس میں عام مسلمانوں کا ذکر ہے شہر کی یا جنگل کی اس میں کوئی قید نہیں۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍ.

صدقہ فطر کا اگر جو ہوں تو ایک صاع دے۔

١٤٠٩ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُطْعِمُ الصَّدَقَةَ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ.

١٤٠٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم صدقہ فطر کا جو سے ایک صاع دیا کرتے تھے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ.

صدقہ فطر کا طعام سے ایک صاع ہے۔

١٤١٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ سَرْحٍ الْعَامِرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ.

١٤١٠۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم نکالا کرتے (یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں) صدقہ فطر کا ایک صاع طعام سے یا ایک صاع جو سے یا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع پنیر سے یا ایک صاع انگور خشک سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طعام جو وغیرہ کے غیر کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ طعام گندم کو کہتے ہیں حکایت کی یہ بات امام خطابی نے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر صدقہ فطر کا گندم سے دے تو بھی ایک صاع دے اس سے کم نہ دے یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر صدقہ فطر کا گندم سے دے تو آدھا صاع دے پورا صاع دینا واجب نہیں ابن منذر نے اس مسئلے میں بڑی بحث کی اور ثابت کیا کہ واجب گندم سے

آدھا صاع ہے لیکن جن چیزوں کا ذکر ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ثابت ہو چکا ہے چونکہ وہ برابر ہیں مقدار میں اس چیز کے کہ ان سے نکالی جائے باوجودیکہ ان کی قیمت برابر نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ مراد اس سے اخراج اس مقدار معین کا ہے جس جنس سے ہو گندم ہو یا کوئی غیر۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ.

اگر صدقہ فطر کا کھجور ہو تو بھی ایک صاع دے۔

١٤١١ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَعَلَ النَّاسُ عِدْلَهُ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ.

١٤١١۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم کو حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کے نکالنے کا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو لوگوں نے ایک صاع کے برابر دو مد گندم گردانے یعنی گندم سے آدھا صاع دیا۔

بَابُ صَاعٍ مِّنْ زَبِيْبٍ.

صدقہ فطر کا انگور خشک سے ایک صاع ہے۔

١٤١٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ يَزِيْدَ بْنَ أَبِيْ حَكِيْمٍ الْعَدَنِيَّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سَرْحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُعْطِيْهَا فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ فَلَمَّا جَآءَ مُعَاوِيَةُ وَجَآءَتِ السَّمْرَآءُ قَالَ أُرٰى مُدًّا مِّنْ هٰذَا يَعْدِلُ مُدَّيْنِ.

١٤١٢۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم دیا کرتے صدقہ فطر کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک صاع طعام سے یا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے یا ایک صاع خشک انگور سے سو جب معاویہ (مدینے میں) آئے اور گندم (شام وغیرہ ملکوں سے) آئی تو کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اس کے ایک مد جو وغیرہ کے دو مدوں کے برابر ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر صدقہ فطر کا گندم سے ہو تو آدھا صاع دے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور یہی مذہب ہے اکثر اصحاب کا اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ انکار کیا اور کہا کہ میں تو ہمیشہ وہی نکالا کروں گا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نکالا کرتا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی صدقہ فطر کا ایک صاع گندم سے دیا جاتا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعد معاویہ کے اس قصے تک بھی گندم کا پورا صاع لوگ دیتے رہے ورنہ ابو سعید رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے کوئی معنی نہ ہوں گے پس معلوم ہوا کہ گندم کا ایک صاع صدقہ فطر میں دینا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور آدھا صاع دینا صرف معاویہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے فلایعمل بہ مع وجود النص، واللہ اعلم۔

بَابُ الصَّدَقَةِ قَبْلَ الْعِيْدِ.

عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر کے ادا کرنے کا بیان۔

١٤١٣ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ.

۱۴۱۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا صدقہ فطر کے نکالنے کا پہلے نکلنے لوگوں کے سے طرف نماز عید کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر کا ادا کرے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

١٤١٤ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُمَرَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ وَكَانَ طَعَامَنَا الشَّعِيْرُ وَالزَّبِيْبُ وَالْأَقِطُ وَالتَّمْرُ.

۱۴۱۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم نکالا کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عید فطر کے دن ایک صاع طعام سے اور تھا طعام ہمارا جو اور انگور اور پنیر اور کھجور۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم نہیں ہوتا کہ عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرے یا پیچھے لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نماز سے پہلے صدقہ دینا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عید کی نماز سے پہلے صدقہ دینا مستحب ہے واجب نہیں اس واسطے کہ یوم کا لفظ تمام دن پر صادق آتا ہے۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الْحُرِّ وَالْمَمْلُوْكِ.

غلام اور آزاد مرد پر صدقہ فطر کے واجب ہونے کا بیان۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی پہلے باب سے یعنی صدقۃ الفطر علی العبد سے یہ ہے کہ کافر غلام پر صدقہ فطر واجب نہیں اور غرض اس باب سے جدا کرنا اس شخص کا ہے کہ اس پر یا اس کی طرف سے صدقہ فطر کا واجب ہے بعد

وجود شرط مذکور کے۔

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْمَمْلُوكِيْنَ لِلتِّجَارَةِ يُزَكّٰى فِي التِّجَارَةِ وَيُزَكّٰى فِي الْفِطْرِ.

اور امام زہری رحمہ اللہ نے کہا کہ جو غلام تجارے کے لیے ہوں ان کا صدقہ فطر دیا جائے۔

فائدہ: اور یہی ہے قول جمہور کا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ثوری اور نخعی کہتے ہیں کہ جو غلام تجارت کے لیے ہوں ان کا صدقہ فطر مالک پر واجب نہیں اس واسطے کہ ان میں زکوٰۃ ہے اور مسلمانوں کے مال میں دو زکوتیں نہیں، انتہی۔

١٤١٥ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ أَوْ قَالَ رَمَضَانَ عَلَى الذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوْكِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ فَعَدَلَ النَّاسُ بِهٖ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُعْطِي التَّمْرَ فَأَعْوَزَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنَ التَّمْرِ فَأَعْطٰى شَعِيْرًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِي عَنِ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ حَتّٰى إِنْ كَانَ لَيُعْطِي عَنْ بَنِيَّ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُعْطِيْهَا الَّذِيْنَ يَقْبَلُوْنَهَا وَكَانُوْا يُعْطُوْنَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ.

١٤١٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرض کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا مرد پر اور عورت پر اور آزاد پر اور غلام پر ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے سو لوگوں نے اس کے برابر آدھا صاع گندم گردانی سو تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما دیتے کھجور کو سو مدینے کے لوگ کھجور سے محتاج ہوئے یعنی مدینے میں کھجور کم ہوگئی سو اس نے ایک صاع جو دیے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما دیتے چھوٹے اور بڑے سے یہاں تک کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما میرے بیٹوں کی طرف سے بھی دیتے تھے (یعنی اس واسطے کہ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد غلام تھے) اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما صدقہ فطر دیتے ان لوگوں کو کہ اس کو قبول کرتے یعنی عاملوں کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں یا جو لوگ کہ کہتے ہیں ہم محتاج ہیں ان کو دیتے اور محتاج کی تحقیق نہ کرتے تھے اور تھے اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے صدقہ فطر کا پہلے عید فطر سے ایک دن یا دو دن اور تھے دیتے تا کہ جمع کیا جائے نہ واسطے فقرا کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کے دن سے پہلے ایک دن یا دو دن صدقہ فطر کا دینا درست ہے امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ مستحب ہے۔ (فتح) اور حنفیہ کے نزدیک عید کے دن سے پہلے کئی سال صدقہ کا دینا درست ہے۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ.

صدقہ فطر کا واجب ہے چھوٹے پر بھی اور بڑے پر بھی۔

قَالَ أَبُوْ عَمْرٍو وَّرَأٰى عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَّابْنُ

ابوعمرو نے کہا کہ عمر، علی، ابن عمر، جابر، عائشہ رضی اللہ عنہم اور

عُمَرَ وَجَابِرٌ وَّعَائِشَةُ وَطَاوُسٌ وَّعَطَآءٌ وَّابْنُ سِيْرِيْنَ أَنْ يُزَكِّيَ مَالَ الْيَتِيْمِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ يُزَكّٰى مَالَ الْمَجْنُوْنِ.

طاؤس رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سیرین کے نزدیک یتیم کے مال سے زکوٰۃ نکالی جائے۔

فائدہ: زکوٰۃ کا لفظ عام ہے شامل ہے زکوٰۃ فرض کو اور صدقہ فطر کو، وفيه المطابقة للترجمة.

١٤١٦ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ عَلَى الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوْكِ.

١٤١٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرض کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا ایک صاع جو سے اور ایک صاع کھجور سے چھوٹے پر اور بڑے پر آزاد پر اور غلام پر۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْحَجِّ — کتاب ہے حج کے بیان میں

فائدہ: حج کے معنی لغت میں قصد کرنا ہے اور شرع میں حج کہتے ہیں قصد کرنے کو طرف خانہ کعبہ کے ساتھ اعمال مخصوصہ کے یعنی احرام اور وقوف عرفہ اور طواف زیارت وغیرہ سے اور حج فرض ہے اور ضروریات دینی سے ہے اور اجماع ہے سب علماء کا اس پر کہ حج ساری عمر میں صرف ایک بار فرض ہے مگر ساتھ کسی عارض کے دوبارہ بھی فرض ہو جاتا ہے مانند نذر کے اور اس میں اختلاف ہے کہ آیا فی الفور فرض ہے یا مہلت کے ساتھ اور یہ بات مشہور ہے اور فرض ہوا حج سنہ ۹ ہجری میں یا سنہ ۵ ہجری میں یا چھ میں جمہور علماء کا قول یہی ہے کہ سنہ ٦ ہجری میں فرض ہوا اور لوگ دو قسم پر ہیں ایک وہ قسم ہیں جن پر حج فرض ہے اور دوسری وہ قسم ہیں جن پر حج فرض نہیں وہ غلام ہے اور غیر مکلف اور غیر مستطیع اور شرط حج کی اسلام ہے یعنی مسلمان پر حج فرض ہے کافر پر نہیں اور نہیں شرط واسطے صحت حج کے مگر اسلام (فتح) اور فرض حج کے یہ ہیں احرام اور وقوف عرفہ اور طواف الزیارت اور اس کو طواف الافاضہ اور طواف الرکن بھی کہتے ہیں اور احرام شرط ہے اور باقی دو رکن ہیں اور واجبات حج کے یہ ہیں وقوف مزدلفہ کا اور سعی درمیان صفا اور مروہ کے اور رمی جمار اور طواف الصدر کہ اس کو طواف الوداع بھی کہتے ہیں آفاقی کے لیے یعنی غیر مکے کے کہ اس کے لیے طواف الوداع نہیں اور حلق یا بال کتروانے او ہر چیز کہ واجب ہو بہ سبب ترک اس کے دم یعنی جانور ذبح کرنا اور ان کے علاوہ سنتیں ہیں اور آداب اور منکر اس کا کافر ہے اور تارک اس کا فاسق ہے۔

بَابُ وُجُوْبِ الْحَجِّ وَفَضْلِهٖ وَقَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا وَّمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ﴾.

حج کے واجب ہونے اور اس کی فضیلت کا بیان اور اس آیت کا بیان کہ اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو کوئی پائے اس تک راہ اور جو کوئی منکر ہوا تو اللہ پرواہ نہیں کرتا جہان کے لوگوں کی

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ حج فرض ہے اور اس کا بڑا ثواب ہے اس لیے کہ اس کے ترک پر وعید آئی ہے پس وعید اس کے ترک پر دلالت کرتی ہے اوپر فضیلت اس کی کے کہ جب اس کے ترک پر وعید ہے تو اس کے فعل پر لامحالہ ثواب ہوگا، وفیہ المطابقة للترجمة.

١٤١٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا

١٤١٧۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فضل

حضرت ﷺ کے پیچھے سوار تھے سو قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی سو فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ اس کی طرف دیکھنے لگی اور حضرت ﷺ فضل کا منہ دوسری طرف پھیرنے لگے سو اس عورت نے عرض کی کہ یا حضرت! بیشک اللہ کے فرض نے جو کہ بندوں پر ہے میرے باپ کو پایا اس حال میں کہ بہت بوڑھا ہے کہ سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا کیا میں اس کی طرف سے بطور نیابت کے حج کروں کہ ادا ہو جائے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں اور یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج کی نہایت تاکید ہے کہ مکلف اس کو ترک نہیں کر سکتا اور اگر عجز کی حالت میں خود نہ کر سکے تو لازم ہے کہ دوسرا کوئی اس کی طرف سے ادا کرے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر اس کو خود ادا کرے تو اس میں زیادہ ثواب ہے' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور نیز اس کی تاکید دلالت کرتی ہے اس کی فضیلت پر اور مراد اس حدیث سے تفسیر استطاعت کی جو آیت مذکورہ میں واقع ہے اور یہ کہ استطاعت زاد اور راحلہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ متعلق ہے ساتھ مال اور بدن کے یعنی حج نہیں فرض ہے مگر اس پر کہ زاد اور راحلہ کی طاقت رکھتا ہو یعنی قادر ہو خرچ راہ اور سواری پر اور خرچ اس قدر ہو کہ جاتے اور آتے کفایت کرے اور زائد ہو حوائج اصلیہ سے اور نفقہ عیال اس کے سے پھرنے تک اور یہ جو اس عورت نے کہا کہ بڑھاپے میں حج فرض ہوا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ بڑھاپے میں مسلمان ہوا ہے یا اس کو بڑھاپے میں مال ہاتھ لگا ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی حج کرنے سے عاجز ہو اور کوئی دوسرا آدمی اس کی طرف سے نیابۃ حج ادا کرے تو درست ہے اور موت کے بعد بھی درست ہے اگر وصیت کی ہو اور بعض کے نزدیک والدین کی طرف سے حج کرنا جائز ہے بغیر امر اور وصیت کے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ﴾ فِجَاجًا الطُّرُقُ الْوَاسِعَةُ.

یعنی اس آیت کا بیان اے ابراہیم! پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے کہ آئیں تیری طرف پیدل چلتے ہوئے اور سوار ہو کر دبلے اونٹوں پر چلے آتے راہوں دور سے کہ پہنچیں اپنے بھلے کی جگہ پر اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ فجاجا کے معنی ہیں راہ فراخ۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ کہا گیا ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی اس آیت سے یہ ہے کہ حج فرض ہونے کے لیے سواری شرط نہیں یہ قول ہے امام مالک رحمہ اللہ کا کہ ان کے نزدیک سواری شرط نہیں۔

١٤١٨ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَبُ رَاحِلَتَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ يُهِلُّ حَتّٰى تَسْتَوِيَ بِهٖ قَائِمَةً.

١۴١٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ذوالحلیفہ (ایک جگہ کا نام ہے چھ کوس مدینے سے اہل مدینہ اس جگہ سے احرام باندھتے ہیں) اپنی سواری پر سوار ہوئے پھر بلند آواز سے لبیک کہی جب کہ آپ کی سواری سیدھی کھڑی ہوئی۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ غرض اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ پیادہ حج کرنا افضل ہے کہ وہ ذکر میں مقدم ہے اس واسطے کہ اگر پیادہ حج افضل ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کرتے حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر احرام باندھا پس اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ سوار ہو کر حج کرنا افضل ہے اس سے معلوم ہوا کہ پیادہ حج جائز ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس میں اختلاف ہے کہ افضل پیادہ حج کرنا ہے یا سوار ہو کر جمہور کے نزدیک سوار ہو کر حج کرنا افضل ہے واسطے فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس واسطے کہ اس میں زیادہ مدد ہوتی ہے دعا اور ابتہال پر اور نیز اس میں نفع ہے اور اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ پیادہ جانا افضل ہے کہ اس میں محنت زیادہ ہے اور احتمال ہے کہ افضلیت مختلف ہو باعتبار احوال اور اشخاص کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

١٤١٩ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ سَمِعَ عَطَآءً يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ إِهْلَالَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهُ رَوَاهُ أَنَسٌ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

١۴١٩۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لبیک کے ساتھ آواز بلند کرنا اس وقت تھا جب کہ آپ کی سواری ذوالحلیفہ میں سیدھی کھڑی ہوئی اور روایت کی ہے یہ حدیث انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔

بَابُ الْحَجِّ عَلَى الرَّحْلِ.

اونٹ کے پالان پر حج کرنے کا بیان

فائدہ: اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ تقشف افضل ہے ترفہ سے اور شارح تراجم نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پالان پر سوار ہونا افضل ہے۔

وَقَالَ أَبَانُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ان کے بھائی عبدالرحمٰن کو بھیجا پس عمرہ کرایا

عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَهَا أَخَاهَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَأَعْمَرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ وَحَمَلَهَا عَلٰى قَتَبٍ.

اس نے ان کو تنعیم سے اور اٹھایا ان کو پالان کی پچھلی لکڑی پر۔

وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ شُدُّوا الرِّحَالَ فِي الْحَجِّ فَإِنَّهُ أَحَدُ الْجِهَادَيْنِ.

اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حج میں پالان باندھو یعنی ان پر سوار ہو اس واسطے کہ حج ایک دو جہادوں کا ہے۔

فائدہ: یعنی جب تم جہاد سے فارغ ہو تو حج کرو کہ اس کا ثواب جہاد کے برابر ہے کہ اس میں جہاد نفس کا ہے کہ اس میں مشقت ہے اپنی جان اور مال پر۔

١٤٢٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ حَجَّ أَنَسٌ عَلٰى رَحْلٍ وَلَمْ يَكُنْ شَحِيْحًا وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّ عَلٰى رَحْلٍ وَكَانَتْ زَامِلَتَهُ.

١٤٢٠۔ حضرت ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اونٹ کے پالان پر حج کیا اور وہ بخیل نہ تھے یعنی پالان کا اختیار کرنا کجاوے کے بغیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی وجہ سے تھا نہ واسطے بخل کے اور انس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پالان پر حج کیا اور وہ سواری آپ کا بوجھ اٹھانے والی تھی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسباب بھی اسی پر تھا اور آپ بھی اسی پر سوار تھے۔

١٤٢١ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا أَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْتَمَرْتُمْ وَلَمْ أَعْتَمِرْ فَقَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اذْهَبْ بِأُخْتِكَ فَأَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ فَأَحْقَبَهَا عَلٰى نَاقَةٍ فَاعْتَمَرَتْ.

١٤٢١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! آپ نے عمرہ کیا اور میں نے عمرہ نہیں کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبدالرحمٰن اپنی بہن کو ساتھ لے جا اور اس کو تنعیم سے عمرہ کروا لاؤ سو عبدالرحمٰن نے ان کو اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھایا سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ کیا۔

بَابُ فَضْلِ الْحَجِّ الْمَبْرُوْرِ.

مقبول حج کی فضیلت کا بیان۔

فائدہ: مقبول حج وہ ہے کہ اس میں کوئی گناہ نہ ہو اور اس کے سب احکام بوجہ اکمل ادا ہوں۔

١٤٢٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ

١٤٢٢۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا عمل افضل ہے؟

سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ جِهَادٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ.

حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لانا، اس نے عرض کیا کہ پھر کون سا؟ فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، اس نے عرض کیا کہ پھر کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا مقبول حج کہ جس میں کوئی گناہ نہ ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقبول حج کی بڑی فضیلت ہے کہ ایمان اور جہاد کے بعد سب عملوں سے افضل ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

١٤٢٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ أَخْبَرَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ أَفَلَا نُجَاهِدُ قَالَ لَا لٰكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ.

١٤٢٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! ہم جہاد کو سب عملوں سے افضل جانتے ہیں کیا ہم جہاد نہ کریں؟ فرمایا لیکن افضل جہاد مقبول حج ہے۔

١٤٢٤ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ أَبُو الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

١٤٢٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے واسطے حج کیا پھر نہ عورت سے صحبت کی اور نہ صحبت کی بات کی اور نہ گناہ کیا نہ راہ میں کسی سے جھگڑا تو گناہوں سے پاک ہو کر اپنے گھر ایسے پھر آتا ہے جیسا اس دن تھا کہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

فائدہ: حاجی کو لازم ہے کہ حج کے راہ میں گناہوں سے بچے ساتھیوں سے نہ لڑے گناہوں سے پاک ہو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقبول حج سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں چھوٹے ہوں یا بڑے، وفيه المطابقة للترجمة (فتح) اور بعض کہتے ہیں کہ حقوق العباد بھی اس سے معاف ہو جاتے ہیں اور یہ اس کی رحمت واسعہ سے بعید نہیں۔

بَابُ فَرْضِ مَوَاقِيْتِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ.

حج اور عمرے کے احرام باندھنے کی جگہوں کے مقرر کرنے کا بیان۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ ظاہر اس باب سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حج کی جگہوں سے

پہلے احرام باندھنا درست نہیں چنانچہ عنقریب آئے گا کہ مدینہ والے ذوالحلیفہ سے پہلے احرام نہ باندھیں اور ابن منذر وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے کہ میقات سے پہلے حج اور عمرے کا احرام باندھنا درست ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اسحاق اور داؤد وغیرہ سے عدم جواز منقول ہے پھر اجماع کی کیا صورت ہے اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ میقات زمانے سے پہلے احرام باندھنا درست نہیں یعنی حج کے مہینوں (کہ وہ شوال اور ذی قعدہ اور عشرہ ذی الحجہ کا ہے) سے پہلے احرام باندھنا درست نہیں پس یہ تائید کرتا ہے اس کی کہ میقات مکانی سے پہلے بھی احرام باندھنا درست نہ ہو اور جمہور علماء کے نزدیک میقات زمانی اور مکانی میں فرق ہے کہ زمانی سے پہلے احرام باندھنا درست نہیں رکھتے اور مکانی سے پہلے درست رکھتے ہیں اور بعض حنفیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ میقات سے پہلے احرام باندھنے کو ترجیح ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مکروہ ہے۔

١٤٢٥ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَّهُ أَتَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي مَنْزِلِهٖ وَلَهٗ فُسْطَاطٌ وَسُرَادِقٌ فَسَأَلْتُهٗ مِنْ أَيْنَ يَجُوْزُ أَنْ أَعْتَمِرَ قَالَ فَرَضَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَلِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ.

١٤٢٥۔ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ان کے گھر میں آیا اور انہوں نے خیمے کھڑے کیے ہوئے تھے یعنی دھوپ وغیرہ سے بچنے کے واسطے سو میں نے ان سے پوچھا کہ کس کس جگہ سے جائز ہے کہ عمرہ کا احرام باندھوں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مقرر کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کے لیے جگہ احرام باندھنے کی قرن سے اور مدینہ والوں کے لیے جگہ احرام باندھنے کی ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لیے جحفہ۔

فائدہ: ذوالحلیفہ نام ہے ایک جگہ کا کہ چھ کوس ہے مدینے سے اور دس منزل ہے مکے سے اور نجد اصل میں کہتے ہیں زمین بلند کو اور اب نام ہے عرب کے شہروں کا تہامہ سے زمین عراق تک اور قرن نام ایک جگہ کا ہے قریب طائف کے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان جگہوں سے پہلے احرام باندھنا درست نہیں اس لیے کہ مراد مقرر کرنے سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ سے احرام باندھنا فرض کیا، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَتَزَوَّدُوْا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى﴾.

اس آیت کے شانِ نزول کا بیان کہ خرچ لیا کرو اس واسطے کہ عمدہ خرچ راہ کا گناہ سے بچنا ہے۔

فائدہ: یعنی حج کی راہ میں خرچ ساتھ لیا کرو تا کہ کسی کے محتاج نہ ہو اس واسطے کہ بہتر توشہ بچنا ہے گناہ سے کہ منجملہ ان کے سوال کرنا ہے لوگوں سے۔

١٤٢٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا

١٤٢٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یمن والے

شَبَابَةُ عَنْ وَرْقَاءَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَحُجُّوْنَ وَلَا يَتَزَوَّدُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ فَإِذَا قَدِمُوْا مَكَّةَ سَأَلُوا النَّاسَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَتَزَوَّدُوْا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى﴾ رَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلًا.

حج کو جاتے تھے اور خرچ ساتھ نہ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اللہ پر توکل کرنے والے ہیں سو جب مکہ میں آتے تھے تو لوگوں سے خرچ مانگتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ خرچ لیا کرو کہ اچھا توشہ ہے گناہ سے بچنا۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوال کا ترک کرنا پرہیز گاری سے ہے اس واسطے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ بچو لوگوں کے ایذا دینے سے اس واسطے کہ اللہ نے تعریف کی ان لوگوں کی جو لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مانگنے کے ساتھ توکل حاصل نہیں ہوتا اس واسطے کہ محمود توکل تو یہ ہے کہ کسی سے کسی چیز میں مدد نہ چاہے اور بعض کہتے ہیں کہ توکل قطع نظر کرنا ہے اسباب سے بعد تہیہ اسباب کے جیسے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اونٹ کا گھٹنا باندھ اور توکل کر۔

بَابُ مُهَلِّ أَهْلِ مَكَّةَ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ.

مکہ والے حج اور عمرے کا احرام کس جگہ سے باندھیں؟۔

فائدہ: اہلال کے معنی اصل میں آواز بلند کرنے کے ہیں اس واسطے کہ وہ احرام باندھنے کے وقت لبیک کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتے تھے پھر نفس احرام پر اس کا اطلاق کیا گیا از روئے اتساع کے۔ (فتح)

١٤٢٧ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ.

١٤٢٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مقرر کی حضرت ﷺ نے جگہ احرام باندھنے کی مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لیے جحفہ اور نجد والوں کے لیے قرن منازل اور یمن والوں کے لیے یلملم پس یہ سب جگہ احرام باندھنے کی ہیں ان شہر والوں کے لیے کہ مذکور ہوئے اور ان کے لیے کہ گزریں ان جگہوں پر غیر اہل ان کے سے یعنی مثلاً ہندوستان والے جب یمن پر پہنچیں تو یلملم سے احرام باندھیں اور اسی طرح اور شہر والوں کا حال ہے کہ جب احرام کی جگہ پر آئیں تو وہیں سے احرام باندھیں یہ جگہ احرام کی ہیں اس کے لیے حج اور عمرے کا ارادہ کرتا ہو اور جو شخص کہ

ان جگہوں سے اندر رہتا ہو تو اس کے احرام باندھنے کی جگہ وہی ہے جس جگہ سے وہ احرام باندھے یعنی جس جگہ سے چاہے احرام باندھے اپنے گھر سے حد حرم تک یعنی اس کو میقات پر جانا ضروری نہیں یہاں تک کہ مکہ والے مکہ سے احرام باندھیں۔

فائدہ: یلملم ایک پہاڑ کا نام ہے دو منزل مکہ سے فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ حدیث شامل ہے اس شخص کو کہ میقات والے شہر میں داخل ہو اور اس کو کہ اس میں داخل نہ ہو جو داخل نہ ہو اس میں تو کچھ اشکال نہیں بلکہ اس کا کوئی میقات معین نہ ہو اور جب اس کا کوئی میقات مقرر ہو تو اس میں اختلاف ہے جیسے کہ مثلاً کوئی شامی حج کے ارادے سے مدینہ میں داخل ہو تو وہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھے کہ اس پر گزرا ہے اور اس سے احرام کے بغیر آگے نہ بڑھے کہ اپنے میقات جحفہ میں احرام جا کر باندھے اور اگر ذوالحلیفہ سے احرام کے بغیر آگے بڑھ جائے تو گنہگار ہو گا اور جانور دینا لازم آئے گا نزدیک جمہور کے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر ذوالحلیفہ کو چھوڑ کر اپنے اصلی میقات یعنی جحفہ سے احرام باندھے تو بھی درست ہے اگرچہ افضل نہیں اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور یہ جو فرمایا کہ جو کوئی احرام کی جگہوں سے اندر رہتا ہو وہ جس جگہ سے چاہے احرام باندھے تو اس سے معلوم ہوا کہ جو سفر کرے حج کے ارادے کے بغیر یہاں تک کہ میقات سے آگے بڑھ جائے پھر ارادہ کرے حج کا تو اسی جگہ سے احرام باندھے جس جگہ سے اس نے حج کی نیت کی ہو اور اس کو احرام باندھنے کے لیے میقات کی طرف پھر جانا ضروری نہیں اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکے والوں کے احرام کی جگہ مکہ ہے حج میں بھی اور عمرے میں بھی لیکن یہ حکم صرف حج کا ہے عمرے کا نہیں اس واسطے کہ مسئلہ یہ ہے کہ عمرہ کرنے والا احرام کے لیے حل کی طرف نکلے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم سے کہ حل میں ہے احرام باندھنے کا حکم فرمایا پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث خاص ہے ساتھ حج کرنے والے کے کہ وہ مکہ سے احرام باندھے اور عمرہ کرنے والا حل سے احرام باندھے محب طبری نے کہا کہ میں کسی کو نہیں جانتا کہ اس نے عمرے کا میقات مکہ کو ٹھہرایا ہو پس یہ حدیث محمول ہے قارن پر اور قارن میں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک اس کا حکم حاجی کا ہے کہ مکے سے احرام باندھے اور ابن ماجشون نے کہا کہ ادنیٰ حل کی طرف نکلے اور اگر کوئی حج کا ارادہ رکھتا ہو اور بغیر احرام کے میقات سے آگے بڑھ جائے اور میقات سے احرام نہ باندھے تو وہ جمہور کے نزدیک گنہگار ہوتا ہے اور لازم آتا ہے اس پر دم لیکن اگر حج کے افعال میں شروع ہونے سے پہلے میقات کی طرف پھر جائے اور ان سے احرام باندھ کر آئے تو جمہور کے نزدیک دم دینا لازم نہیں آتا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شرط ہے کہ لبیک کہتا ہوا پھر جائے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک شرط ہے کہ دور نہ ہو اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک کسی چیز کے ساتھ

ساقط نہیں ہوتا اور عطاء اور نخعی کے نزدیک میقات سے احرام باندھنا واجب نہیں اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے نزدیک اگر بغیر احرام کے میقات سے آگے بڑھ جائے تو اس کا حج صحیح نہیں، انتہی ملخصا۔

بَابُ مِيقَاتِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَلَا يُهِلُّوا قَبْلَ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

مدینے والوں کے احرام باندھنے کی جگہ کا بیان اور مدینے والے ذوالحلیفہ سے پہلے احرام نہ باندھیں

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ احرام باندھنے کی جگہ معین ہے اس سے پہلے احرام باندھنا درست نہیں اور نیز بہت لوگوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ حج کیا مگر کسی سے یہ بات منقول نہیں کہ اس نے میقات سے پہلے یعنی ذوالحلیفہ سے پہلے احرام باندھا ہو اور اگر میقات معین نہ ہوتا تو اس کی طرف جلدی کرتے اور اس میں ثواب زیادہ ہوتا۔

١٤٢٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ.

١٤٢٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مدینہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں اور شام والے جحفہ سے احرام باندھیں اور نجد والے قرن سے احرام باندھیں اور یمن والے یلملم سے احرام باندھیں۔

بَابُ مُهَلِّ أَهْلِ الشَّامِ.

شام والوں کے احرام باندھنے کی جگہ کا بیان۔

١٤٢٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَّتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ

١٤٢٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مقرر کی حضرت ﷺ نے جگہ احرام باندھنے کی مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لیے جحفہ اور نجد والوں کے لیے قرن منازل اور یمن والوں کے لیے یلملم پس یہ جگہ احرام باندھنے کی ہیں ان لوگوں کے لیے مذکور ہوئے اور ان لوگوں کے لیے کہ گزریں ان جگہوں پر غیر ان کے سے یہ جگہیں احرام باندھنے کی اس کے لیے ہیں کہ ارادہ کرے حج اور عمرے کا اور جو شخص کہ ان جگہوں سے اندر رہتا ہو یعنی میقات

دُوْنَهُنَّ فَمُهَلُّهُ مِنْ أَهْلِهِ وَكَذَاكَ حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا.

اور مکہ کے درمیان رہتا ہو تو اس کے احرام باندھنے کی جگہ اپنے گھر سے ہے اور اسی طرح جو مکہ سے اور زیادہ قریب ہو وہ بھی اپنی گھر سے احرام باندھے یہاں تک کہ مکہ والے مکہ سے احرام باندھیں یعنی مکہ والوں کو میقات سے جا کر احرام باندھنا ضروری نہیں بلکہ خود مکہ سے احرام باندھیں مانند افاقی کے کہ میقات اور مکہ کے درمیان رہتا ہو۔

بَابُ مُهَلِّ أَهْلِ نَجْدٍ.

نجد والے کس جگہ سے احرام باندھیں؟۔

١٤٣٠ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ وَقَّتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مُهَلُّ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذُو الْحُلَيْفَةِ وَمُهَلُّ أَهْلِ الشَّامِ مَهْيَعَةُ وَهِيَ الْجُحْفَةُ وَأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا زَعَمُوْا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلَمْ أَسْمَعْهُ وَمُهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ.

١٤٣٠۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ والوں کے احرام باندھنے کی جگہ ذوالحلیفہ ہے اور شام والوں کے احرام باندھنے کی جگہ جحفہ ہے اور نجد والوں کی قرن ہے اور یمن والوں کے احرام باندھنے کی جگہ یلملم ہے۔

بَابُ مُهَلِّ مَنْ كَانَ دُوْنَ الْمَوَاقِيْتِ.

جو کوئی احرام باندھنے کی جگہوں سے اندر رہتا ہو وہ کہاں سے احرام باندھے؟۔

١٤٣١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ

١٤٣١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مقرر کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جگہ احرام باندھنے کی واسطے مدینہ والوں کے ذوالحلیفہ اور واسطے شام والوں کے جحفہ اور واسطے یمن والوں کے یلملم اور واسطے نجد والوں کے قرن پس یہ جگہیں

الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ مِمَّنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمِنْ أَهْلِهِ حَتّٰى أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا.

احرام باندھنے کی ان لوگوں کے لیے ہیں کہ مذکور ہوئے اور ان لوگوں کے لیے کہ گزریں ان جگہوں پر غیر ان کے سے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہو اور جو کوئی احرام باندھنے کی جگہوں سے اندر رہتا ہو وہ اپنے گھر سے احرام باندھے یہاں تک کہ مکہ والے مکہ سے احرام باندھیں۔

بَابُ مُهَلِّ أَهْلِ الْيَمَنِ.

یمن والوں کے احرام باندھنے کی جگہ کا بیان۔

١٤٣٢ ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لِأَهْلِهِنَّ وَلِكُلِّ اٰتٍ أَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ.

١٤٣٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مقرر کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جگہ احرام باندھنے کی مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لیے جحفہ اور نجد والوں کے لیے قرن منازل اور یمن والوں کے لیے یلملم یہ جگہ احرام باندھنے کی واسطے رہنے والوں ان جگہوں کے ہیں اور واسطے ہر شخص کے کہ آئے ان پر غیر ان کے سے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہو اور جو کوئی میقات سے اندر رہتا ہو وہ اپنے گھر سے احرام باندھے یہاں تک کہ مکہ والے مکہ سے احرام باندھیں۔

بَابُ ذَاتُ عِرْقٍ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ.

عراق والوں کے لیے جگہ احرام باندھنے کی ذات عرق ہے۔

١٤٣٣ ـ حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا فُتِحَ هٰذَانِ الْمِصْرَانِ أَتَوْا عُمَرَ فَقَالُوْا يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّ لِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَهُوَ جَوْرٌ عَنْ طَرِيْقِنَا وَإِنَّا إِنْ أَرَدْنَا قَرْنًا شَقَّ عَلَيْنَا قَالَ

١٤٣٣۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ دونوں شہر فتح ہوئے یعنی کوفہ اور بصرہ تو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کے لیے احرام باندھنے کی جگہ قرن مقرر کی ہے اور وہ ہماری راہ سے ایک طرف ہے اور ہم کو اس کی طرف جانا دشوار ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اپنے راہ سے کوئی جگہ اس کے برابر دیکھو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے احرام

فَانظُرُوْا حَذْوَهَا مِنْ طَرِيْقِكُمْ فَحَدَّ لَهُمْ ذَاتَ عِرْقٍ.

باندھنے کی جگہ ذات عرق مقرر کی۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذات عرق عمر رضی اللہ عنہ کے اجتہاد سے مقرر ہوئی لیکن اس باب میں حدیثیں بھی بہت آ چکی ہیں اور اگر چہ ضعیف ہیں لیکن بہت مل کر قوت پا جاتی ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کا کوئی میقات نہ ہو اس پر لازم ہے کہ جب کسی میقات کے مقابل اور برابر ہو جائے تو اس جگہ سے احرام باندھے اور زمین میں ایسی کوئی جگہ نہیں کہ ان پانچوں میقاتوں میں سے کسی میقات کے مقابل نہ ہو اور اگر فرضا کوئی شخص ایسا نہ ہو کہ اس کو کسی میقات کی برابری کا علم نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ جو میقات سب سے دور ہو اس کے برابر سے احرام باندھے، انتہی ملخصا۔ (فتح)

بَابُ الصَّلٰوةِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ.

ذی الحلیفہ میں نماز پڑھنے کا بیان۔

١٤٣٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلّٰى بِهَا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

١٤٣٤۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی ذوالحلیفہ میں بٹھائی اور اس میں نماز پڑھی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اس میں اترتے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس باب کو پہلے بابوں سے مناسبت اس طور سے ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میقات سے احرام باندھنے کے وقت دو رکعت نماز پڑھنی مستحب ہے اور نماز سے مراد احتمال ہے کہ احرام کی دو رکعتیں ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ فرض نماز ہو اور آئندہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئے گا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کو جاتے بھی وہاں اترتے تھے اور آتے بھی اترتے تھے، انتہی ملخصا۔ (فتح)

بَابُ خُرُوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى طَرِيْقِ الشَّجَرَةِ.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرہ کے راہ سے نکلنا۔

فائدہ: شجرہ ایک درخت کا نام ہے چھ میل مدینہ سے جو کوئی مدینہ سے مکہ کو جائے اس کی راہ میں وہ جگہ آتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی راہ سے ذوالحلیفہ کو آتے تھے پس وہاں کاٹتے تھے اور جب پھرتے تو بھی وہاں رات کاٹتے تھے، انتہی ملخصا۔ (فتح)

١٤٣٥ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا

١٤٣٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک

أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيْقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيْقِ الْمُعَرَّسِ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ يُصَلِّيْ فِيْ مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ وَإِذَا رَجَعَ صَلّٰى بِذِي الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِيْ وَبَاتَ حَتّٰى يُصْبِحَ.

حضرت ﷺ جب مکہ کو جاتے تو شجرہ کے راہ سے نکلتے اور جب مکہ سے پھرتے تو معرس کے راہ سے مدینہ میں داخل ہوتے تھے اور حضرت ﷺ جب مکہ کی طرف نکلتے تو شجرہ کی مسجد میں نماز پڑھتے اور جب پھرتے تو ذوالحلیفہ میں نماز پڑھتے تھے بیچ بطن وادی کے اور وہاں رات کاٹتے یہاں تک کہ صبح کرتے۔

فائدہ: معرس ایک جگہ کا نام ہے چھ میل مدینہ سے اور ذوالحلیفہ سے نیچے کی طرف ہے اور قریب ہے طرف مدینہ کے ذوالحلیفہ سے اور معرس اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ پچھلی رات مسافر وہاں اتر کر آرام کرتے ہیں اور بطن وادی ذوالحلیفہ میں میدان ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَقِيْقُ وَادٍ مُبَارَكٌ.

حضرت ﷺ کی اس حدیث کا بیان کہ عقیق مبارک نالا ہے۔

١٤٣٦ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ وَبِشْرُ بْنُ بَكْرٍ التِّنِّيْسِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ عِكْرِمَةُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ إِنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَادِي الْعَقِيْقِ يَقُوْلُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ اٰتٍ مِّنْ رَّبِّيْ فَقَالَ صَلِّ فِيْ هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةً فِيْ حَجَّةٍ.

١٤٣٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عقیق نالے میں فرمایا کہ آیا میرے پاس ایک آنے والا میرے رب کی طرف سے سو اس نے کہا کہ نماز پڑھ اس مبارک نالے میں اور کہہ کہ عمرہ حج میں داخل ہوا۔

فائدہ: حج اور عمرہ ایک احرام سے ادا کرنا اس کو قران کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ قارن تھے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وادی عقیق کو مدینہ کی طرح بڑی فضیلت ہے اور یہ کہ اس میں نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت

ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب حاجی گھر سے چلیں تو پہلی منزل اپنے شہر سے نزدیک اتریں اور وہاں رات کاٹیں تاکہ جو کوئی پیچھے ہو آملے جوان کے ساتھ جانے کا ارادہ رکھتا ہو اور اس واسطے کہ اگر کسی کو کوئی چیز بھول گئی ہو تو اس کو پھر جا کر لے آئے، انتہی۔ (فتح)

١٤٣٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رُئِيَ وَهُوَ فِيْ مُعَرَّسٍ بِذِي الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِيْ قِيْلَ لَهُ إِنَّكَ بِبَطْحَآءَ مُبَارَكَةٍ وَقَدْ أَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ يَتَوَخّٰى بِالْمُنَاخِ الَّذِيْ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُنِيْخُ يَتَحَرّٰى مُعَرَّسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بِبَطْنِ الْوَادِيْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الطَّرِيْقِ وَسَطٌ مِّنْ ذٰلِكَ.

١٤٣٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا اور آپ سوئے ہوئے تھے ذوالحلیفہ میں بیچ نالے کے سو کسی نے آپ کو کہا کہ آپ مبارک میدان میں ہیں اور موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو سالم رضی اللہ عنہ نے اتارا اس حال میں کہ اونٹ کے بیٹھنے کی جگہ تلاش کرتے تھے اور وہ جگہ نیچے ہے اس مسجد سے کہ نالے عقیق کے بیچ ہے کہ نالے اور راہ کے درمیان ہے۔

بَابُ غَسْلِ الْخَلُوْقِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنَ الثِّيَابِ.

احرام میں اگر کپڑوں کو خوشبو لگی ہو تو اس کو تین بار دھوئے۔

فائدہ: خلوق ایک قسم کی خوشبو ہے کہ زعفران وغیرہ سے بنتی ہے لیکن ہر قسم کی خوشبو کا یہی حکم ہے۔

قَالَ أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلٰى أَخْبَرَهُ أَنَّ يَعْلٰى قَالَ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَرِنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يُوْحٰى إِلَيْهِ قَالَ فَبَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ جَآءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِيْ رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ

حضرت صفوان بن یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یعلی رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترے تو اس وقت مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت دیکھا کہ وحی اترنے کے وقت آپ کی کیا صورت ہوتی ہے؟ سو جس حالت میں کہ آپ جعرانہ میں تھے اور آپ کے ساتھ کچھ آپ کے اصحاب تھے کہ اچانک آپ کے پاس ایک مرد آیا سو اس نے عرض کی کہ یا حضرت! آپ اس شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں کہ اس نے عمرے کی نیت کی ہو اور خوشبو کو دھوئے یعنی خوشبو

فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً فَجَآءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلٰى يَعْلٰى فَجَآءَ يَعْلٰى وَعَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهٖ فَأَدْخَلَ رَأْسَهٗ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ وَهُوَ يَغِطُّ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ أَيْنَ الَّذِيْ سَأَلَ عَنِ الْعُمْرَةِ فَأُتِيَ بِرَجُلٍ فَقَالَ اغْسِلِ الطِّيْبَ الَّذِيْ بِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَانْزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجَّتِكَ قُلْتُ لِعَطَآءٍ أَرَادَ الْإِنْقَاءَ حِيْنَ أَمَرَهٗ أَنْ يَّغْسِلَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ نَعَمْ.

آلودہ جبہ پہنے ہو سو حضرت ﷺ ایک ساعت خاموش رہے سو آپ پر وحی اترنی شروع ہوئی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یعلی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا یعنی اب دیکھ حضرت ﷺ کی صورت کہ آپ پر وحی اترتی ہے سو یعلی آیا اور حضرت ﷺ پر کپڑا تھا کہ اس سے آپ کو سایہ کیا گیا تھا سو یعلی نے اپنا سر اس کپڑے میں داخل کیا اور دیکھا تو اچانک حضرت ﷺ کا چہرہ وحی کی شدت سے نہایت سرخ ہو گیا تھا اور آپ خراٹے لیتے تھے پھر جب وحی اتر چکی اور آپ کو ہوش آئی تو فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے جس نے مجھ سے عمرے کا حال پوچھا تھا؟ تو لوگ اس کو بلا لائے حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ جو خوشبو تیری لگی ہے اس کو دھو ڈال تین بار اور جبہ اپنے بدن سے اتار ڈال پھر کر اپنے عمرے میں جو تو اپنے حج میں کرتا ہے' ابن جریج کہتا ہے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ کیا مراد ہے حضرت ﷺ کی تین بار دھونے کا حکم کرنے سے بہت پاک صاف کرنا ہے اس نے کہا ہاں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب حج اور عمرے کی نیت کرے تو خوشبو لگانا درست نہیں نہ بدن کو اور نہ کپڑے کو خواہ کسی قسم کی خوشبو ہو اور کپڑے کا ذکر اگرچہ اس حدیث میں نہیں لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں کپڑے کا ذکر آ گیا ہے جیسے کہ آئندہ آئے گا کہ اس پر کرتہ تھا جس میں زرد نشان تھا، وفيه المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے بعض نے دلیل پکڑی ہے کہ اگر امام سے پہلے خوشبو لگائے اور احرام کے بعد اس کا اثر اور نشان باقی رہے تو درست نہیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا اثر کپڑے اور بدن سے دھو ڈال یہ قول مالک اور محمد بن حسن کا ہے اور جمہور کے نزدیک اگر احرام سے پہلے خوشبو لگائے اور احرام کے بعد اس کا اثر باقی رہے تو اس کا کچھ مضائقہ نہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ سنہ ٨ ہجری کا ہے اور آئندہ آئے گا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے احرام باندھنے کے وقت حضرت ﷺ کو خوشبو لگائی اور یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے کہ سنہ ١٠ ہجری میں واقع ہوا اور حضرت ﷺ کے اخیر فعل کو لیا جاتا ہے اور نیز یعلی کے قصہ میں مامور بالغسل صرف خلوق ہے مطلق خوشبو نہیں اور شاید اس واسطے منع فرمایا کہ اس میں زعفران ملا ہوا ہوتا ہے اور اس حدیث سے دلیل پکڑی گئی ہے

اس پر کہ جس کو احرام کی حالت میں خوشبو لگ جائے بھول کر یا ناواقفی سے پھر اس کو معلوم ہو اور جلدی اس کو دھو ڈالے تو اس پر کچھ کفارہ نہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر مدت دراز ہو جائے تو کفارہ دینا آتا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کفارہ مطلق واجب ہے یہ ایک قول امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور نیز یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ اگر محرم ناواقفی سے سلا ہوا کپڑا پہن لے اور پھر معلوم ہو تو اس کو اتار ڈالے اور اس کا پھاڑنا لازم نہیں خلاف ہے واسطے شعبی اور نخعی کے کہ وہ کہتے ہیں کہ اتارے نہیں پھاڑ ڈالے تا کہ اس کا سر نہ ڈھکے اور نیز یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ حاکم اور مفتی کو جب حکم معلوم نہ ہو تو ٹھہر جائے یہاں تک کہ اس کو معلوم ہو، انتہی۔ (فتح)

فائدہ: اور جعرانہ نام ہے ایک جگہ کا ایک منزل مکے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے کا احرام وہاں سے باندھا تھا اور یہ جو فرمایا کہ جو حج میں کرتا ہے سو عمرے میں کر تو اس سبب سے کہ جاہلیت میں جب کا فر حج کا احرام باندھتے تھے تو اپنے کپڑے اتار ڈالتے تھے اور خوشبو سے پرہیز رکھتے تھے اور عمرے میں خوشبو وغیرہ سے پرہیز نہ کرتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ دونوں کا ایک حکم ہے۔

بَابُ الطِّيْبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ وَمَا يَلْبَسُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُّحْرِمَ وَيَتَرَجَّلَ وَيَدَّهِنَ.

احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگانے کا کیا حکم ہے؟ اور جب احرام باندھنے کی نیت کرے تو کیا کپڑے پہنے اور کنگی کرے اور تیل ملے۔

فائدہ: اس باب میں اشارہ اس طرف کہ جو پہلے باب میں خوشبو دھو ڈالنے کا حکم مذکور ہوا ہے تو وہ حکم بہ نسبت کپڑوں کے ہے کہ جس کپڑے کو زعفران لگا ہو احرام والے کو اس کا پہننا درست نہیں اور اگر احرام کے بعد خوشبو کا اثر بدن پر باقی رہے تو یہ حرام نہیں اور یہ جو کہا کہ کنگی کرے اور تیل ملے تو اس سے مراد اشارہ کرنا ہے طرف اس حدیث کے جو آئندہ باب میں آئے گی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے چلے بعد اس کے کہ کنگی کی اور تیل ملا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَشَمُّ الْمُحْرِمُ الرَّيْحَانَ وَيَنْظُرُ فِي الْمِرْاٰةِ وَيَتَدَاوٰى بِمَا يَأْكُلُ الزَّيْتَ وَالسَّمْنَ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جائز ہے محرم کو احرام کی حالت میں سونگھنا پھول کا اور دیکھنا شیشے کا اور دوا کرنا ساتھ اس کے کہ کھائے زیتون کا تیل اور گھی۔

فائدہ: پھول کے سونگھنے میں اختلاف ہے امام اسحاق نے کہا کہ مباح ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے توقف کیا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حرام ہے اور حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ مکروہ ہے اور یہ جو کہا کہ زیتون کے روغن اور گھی سے دوا کرنی درست ہے تو اس میں رد ہے مجاہد پر کہ اس کے نزدیک اس میں دم آتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَآءٌ يَتَخَتَّمُ وَيَلْبَسُ الْهِمْيَانَ.

اور عطاء نے کہا کہ جائز ہے محرم کو یہ کہ انگوٹھی پہنے اور کمر میں ہمیان باندھے۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے کہا کہ محرم کو کمر میں همیانی کا باندھنا سب فقہا شہروں کے نزدیک درست ہے جب کہ اس کے بعض کا بعض میں داخل کرنا ممکن نہ ہو اور کسی سے اس کی کراہت مروی نہیں مگر اسحاق نے کہا کہ اس کو گرہ دینی درست نہیں یہی قول ہے سعید بن مسیب رحمہ اللہ کا، انتہی۔ (فتح)

وَطَافَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَهُوَ مُحْرِمٌ وَقَدْ حَزَمَ عَلٰى بَطْنِهٖ بِثَوْبٍ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے طواف کیا اس حال میں کہ اپنے پیٹ پر کپڑا باندھا ہوا تھا۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اپنے پیٹ پر باندھا ہوا تھا اور همیانی کی طرح تہ بند کے اوپر نہ باندھا ہوا تھا اس لیے کہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں کفارہ آتا ہے۔

وَلَمْ تَرَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِالتُّبَّانِ بَأْسًا لِلَّذِيْنَ يَرْحَلُوْنَ هَوْدَجَهَا.

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک محرم کو جھانگیہ پہننا درست ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد ان کی وہ لوگ ہیں جو ان کا ہودج اٹھاتے تھے۔

فائدہ: یہ صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے ہے ورنہ اکثر علماء کے نزدیک پائجامے اور جھانگیے میں کچھ فرق نہیں محرم کو دونوں منع ہیں۔ (فتح)

١٤٣٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَدَّهِنُ بِالزَّيْتِ فَذَكَرْتُهُ لِإِبْرَاهِيْمَ قَالَ مَا تَصْنَعُ بِقَوْلِهٖ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

١٤٣٨۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما زیتون کا تیل لگاتے یعنی وقت احرام باندھنے کے، سو میں نے یہ بات ابراہیم سے کہی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسا تیل لگاتے تھے جس میں خوشبو نہیں ابراہیم نے کہا تو اس کے قول کو کیا کرے گا کہ سنت کے مخالف ہے اور حدیث بیان کی مجھ سے اسود نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گویا کہ میں دیکھتی ہوں طرف چمک خوشبو کی بیچ مانگ حضرت کی اس حال میں کہ آپ محرم تھے۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک احرام سے پہلے ایسی خوشبو کا لگانا درست نہیں جس کا اثر احرام کے بعد باقی رہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک جائز ہے چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن عمر رضی اللہ عنہما پر اس بات کا انکار کیا کما سیاتی پس مراد یہ ہے کہ احرام کے وقت ابن عمر رضی اللہ عنہما تیل لگاتے تھے بشرطیکہ اس میں خوشبو نہ ہوتی۔ (فتح)

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا احرام کے وقت صرف تیل پر اکتفا کرنا خوشبو کے بغیر مخالف ہے اس حدیث کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے ملنا خوشبو کا وقت باندھنے احرام کے اور جائز ہے باقی رہنا اس کا احرام کے بعد اور یہ کہ

اس کا رنگ اور اس کی خوشبو کا باقی رہنا مضر نہیں یہی ہے قول جمہور کا جیسے کہ پہلے گزرا لیکن احرام کی حالت میں خوشبو کا لگانا ہرگز درست نہیں نہ مرد کو اور نہ عورت کو اور اس پر اجماع ہے سب علماء کا۔ (فتح)

١٤٣٩ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِحْرَامِهِ حِيْنَ يُحْرِمُ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ.

١٤٣٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھی میں خوشبو لگاتی حضرت ﷺ کو واسطے احرام ان کے جب احرام باندھتے یعنی احرام باندھنے سے پہلے اور واسطے نکلنے ان کے احرام سے پہلے طواف کرنے کے ساتھ خانہ کعبہ کے یعنی بعد رمی جمار اور حلق کے اور پہلے طواف الزیارۃ کے۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ جب عید کے دن مزدلفہ سے منیٰ کو آتے ہیں تو رمی جمرہ عقبہ کے بعد احرام سے نکل آتے ہیں اس وقت سب کچھ حلال ہو جاتا ہے مگر عورت حلال نہیں ہوتی یہاں تک کہ مکے کو آتے ہیں اور طواف زیارہ کرتے ہیں پھر عورت بھی حلال ہو جاتی ہے اور یہی حدیث اس مسئلہ کی دلیل ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم حج میں دو بار حلال ہوتا ہے ایک بار رمی جمرہ عقبہ اور حلق کے بعد اور ایک بار طواف زیارہ کے بعد یہی قول ہے جمہور کا کہ جب تک سر نہ منڈائے پہلی بار حلال نہیں ہوتا مگر امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک حلق نسک نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام کے بعد خوشبو کا اثر باقی رہنا مضر نہیں اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اس میں کفارہ ہے لیکن یہ قول ان کا صحیح نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَهَلَّ مُلَبِّدًا.

گوند یا خطمی وغیرہ سے سر کے بال جما کر احرام باندھنے کا بیان۔

فائدہ: تلبید اس کو کہتے ہیں کہ محرم اپنے سر میں گوند یا خطمی وغیرہ ڈالے تاکہ بال جم جائیں اور ان پر غبار نہ بیٹھے اور جوؤں سے محفوظ رہیں۔

١٤٤٠ ۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ مُلَبِّدًا.

١٤٤٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا لبیک کہتے تھے اس حال میں کہ آپ کا سر کسی چیز سے جمایا ہوا تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام باندھنے کے وقت سر کو گوند اور خطمی سے جمانا مستحب ہے، وفیہ المطابقة للترجمة.

بَابُ الْإِهْلَالِ عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس احرام باندھنے کا بیان یعنی

واسطے اس شخص کے کہ مدینہ سے حج کا ارادہ رکھتا ہو۔

١٤٤١ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُوْلُ مَا أَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ يَعْنِيْ مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

١٤٤١۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں احرام باندھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر مسجد ذوالحلیفہ کے پاس سے۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس جگہ سے احرام باندھا بعض کہتے ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ کی مسجد میں دو رکعتیں نماز پڑھی تو اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ میں احرام کی نیت کی اس حال میں کہ آپ اس نماز کی جگہ میں بیٹھے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ جب آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور وہ آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوئی تو اس وقت آپ نے احرام باندھا اور بعض کہتے ہیں کہ جب بیداء پر چڑھے تو اس وقت آپ نے احرام باندھا لیکن اصل یہ ہے کہ آپ نے احرام تو اسی نماز پڑھنے کی جگہ میں باندھا تھا بعد نماز کے جب نماز سے فارغ ہوئے تو لبیک کہی سو جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے یہی یاد رکھا کہ آپ نے نماز کی جگہ میں احرام باندھا پھر جب آپ سوار ہوئے تو پھر لبیک کہی سو جو لوگ پہلی بار میں حاضر نہ تھے انہوں نے یہی یاد رکھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرف بیدا پر پہنچے کہ نام ہے ایک جگہ بلند کا تو وہاں لبیک کہی تو جو لوگ پہلے دوبار میں حاضر نہ تھے انھوں نے یہی بات رکھی حاصل یہ ہے کہ جس راوی نے آپ کو جہاں لبیک کہتے سنا وہی سمجھا کہ آپ نے یہیں سے لبیک کہنی شروع کی پس اس سے سب روایتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور اتفاق ہے سب علماء کا ان جگہوں میں سے جس جگہ سے احرام باندھے درست ہے لیکن اختلاف افضل ہونے میں ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ.

محرم احرام کی حالت میں کیا کیا کپڑے نہ پہنے؟۔

فائدہ: مراد محرم سے عام ہے خواہ صرف حج کا احرام باندھا ہو یا صرف عمرے کا یا قارن ہو۔

١٤٤٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا

١٤٤٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے عرض کیا کہ یا حضرت! محرم احرام کی حالت میں کیا کپڑے پہنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پہنے احرام باندھنے والا کرتہ

يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْبَسُ الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ أَوْ وَرْسٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَلَا يَتَرَجَّلُ وَلَا يَحُكُّ جَسَدَهُ وَيُلْقِي الْقَمْلَ مِنْ رَأْسِهِ وَجَسَدِهِ فِي الْأَرْضِ.

اور نہ پگڑی اور نہ پائجامہ اور نہ کن ٹوپ اور نہ پہنے موزے مگر جب کوئی جوتا نہ پائے تو دونوں موزے وہاں تک کاٹ لے کہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں اور نہ پہنے اس کپڑے کو کہ اس میں زرد خوشبو دار گھاس اور زعفران لگی ہو امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ محرم اپنا سر دھوئے اور نہ کنگی کرے اور نہ اپنا بدن کھجلائے اور ڈالے جوؤں کو اپنے سر اور بدن سے زمین پر۔

فائدہ: یعنی محرم کو احرام کی حالت میں یہ کپڑے پہننے درست نہیں اور ان کے سوا اور سب کپڑے پہننے درست ہیں اور ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے علماء کا اس پر کہ عورت کو احرام کی حالت میں یہ کپڑے پہننے درست ہیں مگر جس کپڑے کو ورس یا زعفران لگی ہو وہ عورت کو بھی درست نہیں اور قاضی عیاض نے کہا کہ اجماع ہے سب مسلمانوں کا اس پر کہ یہ کپڑے پہننے درست نہیں اور کرتے اور پائجامے سے مراد وہ کپڑا ہے کہ سلا ہوا ہو یعنی جو کپڑا سلا ہوا ہو اس کا پہننا محرم کو درست نہیں اور پگڑی سے مراد وہ کپڑا ہے کہ سر کو ڈھانکے یعنی جو کپڑا سر کو ڈھانکے اس کا پہننا محرم کو درست نہیں خواہ سلا ہوا ہو یا نہ ہو اور مراد موزوں سے وہ چیز ہے کہ پاؤں کو ڈھانک لے اور مراد سلے ہوئے سے یہ ہے کہ جس جگہ کے واسطے وہ کپڑا معین ہو چکا ہے جیسے کہ کرتے کو گلے میں پہنتے ہیں اس جگہ میں اس کو نہ پہنے اگرچہ بعض بدن میں ہو لیکن اگر مثلاً کرتے کو بجائے چادر کے پہنے تو درست ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو جوتا پائے اس کو موزے پہننے درست نہیں یہ قول جمہور کا ہے اور حنفیہ اور بعض شافعیہ کے نزدیک محرم کو موزے پہننے درست ہیں اگرچہ جوتا موجود ہو اور مراد ٹخنہ سے یہاں بھی ٹخنہ ہے جو مشہور ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ موزوں کا کاٹنا شرط ہے اس کے بغیر اس کا پہننا درست نہیں اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک بے کاٹے ان کا پہننا بھی درست ہے اور یہ جو فرمایا کہ جس کو ورس یا زعفران لگا ہو اس کا پہننا محرم کو درست نہیں تو یہ عام ہے اس سے کہ کل کپڑا اس میں رنگا ہو یا اس کا کوئی کنارہ ہو اگرچہ اس کی خوشبو چھپی ہو اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رنگے کپڑے کا پہننا مکروہ ہے اور شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر دھونے سے اس کی خوشبو مر جائے تو اس کا پہننا درست ہے اور یہی ہے قول جمہور کا خلاف ہے اس میں امام مالک رحمہ اللہ کا اور قبا کا پہننا بھی جائز نہیں اس پر سب کا اتفاق ہے لیکن

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آستینوں میں ہاتھ ڈالنے شرط ہیں اور اگر یوں ہی اس کو اپنے مونڈھوں پر ڈال لے تو درست ہے، انتہی ملخصا۔ (فتح)

بَابُ الرُّكُوبِ وَالْإِرْتِدَافِ فِي الْحَجِّ.

حج میں سوار ہونا اور ایک دوسرے کے پیچھے چڑھنا درست ہے یعنی حج کے سب احکام سوار ہو کر کرنے درست ہیں۔

١٤٤٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ الْأَيْلِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ أَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلٰى مِنًى قَالَ فَكِلَاهُمَا قَالَ لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

١٤٤٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے عرفہ سے مزدلفہ تک پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ سے منیٰ تک اپنے پیچھے فضل رضی اللہ عنہ کو سوار کیا سو دونوں کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ کنکر مارے جمرہ عقبہ کو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوار ہو کر حج کے سب احکام ادا کرنے درست ہیں، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ وَالْأَرْدِيَةِ وَالْأُزُرِ.

محرم کپڑوں اور چادر اور تہ بندوں میں سے کیا کپڑا پہنے؟۔

فائدہ: پہلا باب مالا یلبس کے بیان میں تھا اور یہ مایلبس کے بیان میں ہے پس مغایرت ظاہر ہے۔

وَلَبِسَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا الثِّيَابَ الْمُعَصْفَرَةَ وَهِيَ مُحْرِمَةٌ.

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہنا اس حال میں کہ وہ محرم تھیں۔

فائدہ: یہی ہے مذہب جمہور علماء کا کہ کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہننا محرم کو درست ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس میں کفارہ ہے کہ وہ خوشبو ہے۔

وَقَالَتْ لَا تَلَثَّمْ وَلَا تَتَبَرْقَعْ وَلَا تَلْبَسْ ثَوْبًا بِوَرْسٍ وَلَا زَعْفَرَانٍ.

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ محرم احرام کی حالت میں اپنی لبیں کپڑے سے نہ ڈھانکے اور اپنے منہ پر برقعہ نہ

ڈالے اور نہ پہنے اس کپڑے کو کہ اس کو ورس اور زعفران لگی ہو۔

وَقَالَ جَابِرٌ لَا أَرَى الْمُعَصْفَرَ طِيبًا.

اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں کسم کو خوشبو نہیں گمان کرتا یعنی جو کپڑا کسم سے رنگا ہوا ہو اس میں خوشبو نہیں۔

وَلَمْ تَرَ عَائِشَةُ بَأْسًا بِالْحُلِيِّ وَالثَّوْبِ الْأَسْوَدِ وَالْمُوَرَّدِ وَالْخُفِّ لِلْمَرْأَةِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا بَأْسَ أَنْ يُبْدِلَ ثِيَابَهُ.

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جائز ہے عورت کو پہننا زیور کا اور سیاہ کپڑے کا اور گلابی رنگ کپڑے کا اور موزے کا اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ محرم کو کپڑے بدلنے میں کچھ ڈر نہیں۔

١٤٤٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ بَعْدَ مَا تَرَجَّلَ وَادَّهَنَ وَلَبِسَ إِزَارَهُ وَرِدَاءَهُ هُوَ وَأَصْحَابُهُ فَلَمْ يَنْهَ عَنْ شَيْءٍ مِّنَ الْأَرْدِيَةِ وَالْأُزُرِ تُلْبَسُ إِلَّا الْمُزَعْفَرَةَ الَّتِي تَرْدَعُ عَلَى الْجِلْدِ فَأَصْبَحَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ هُوَ وَأَصْحَابُهُ وَقَلَّدَ بَدَنَتَهُ وَذٰلِكَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ فَقَدِمَ مَكَّةَ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ أَجْلِ بُدْنِهِ لِأَنَّهُ قَلَّدَهَا ثُمَّ نَزَلَ بِأَعْلَى مَكَّةَ عِنْدَ الْحَجُوْنِ وَهُوَ مُهِلٌّ بِالْحَجِّ وَلَمْ يَقْرَبِ

١٤٤٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے چلے بعد اس کے کہ کنگی کی اور تیل لگایا اور اپنا تہ بند اور اپنی چادر پہنی آپ نے اور آپ کے اصحاب نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چادروں اور تہ بندوں میں سے کسی کپڑے کے پہننے سے منع نہ کیا سوائے زعفرانی کپڑے کے کہ بدن پر خوشبو آلودہ ہو کہ اس کے پہننے سے منع کیا سو صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں اور اپنی سواری پر سوار ہوئے یہاں تک کہ بیدا پر سیدھے ہوئے احرام باندھا آپ نے اور آپ کے اصحاب نے اور اونٹ کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈالا اور یہ افعال پانچ دنوں میں تھے کہ باقی تھے ذیقعدہ سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آئے چوتھی تاریخ ذی الحجہ کو سو آپ نے خانے کعبہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی اور حلال ہوئے واسطے ہدی ساتھ لانے کے اس واسطے کہ آپ نے اس کے گلے میں ہار ڈالا تھا یعنی اس واسطے کہ جو ہدی ساتھ لائے اس کو حلال ہونا درست نہیں یہاں تک کہ ہدی اپنے ذبح ہونے کی جگہ منیٰ میں پہنچے پھر مکے کی اونچی طرف میں اترے نزدیک حجون کے کہ ایک پہاڑ ہے مقابل عقبہ کے

الْكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهِ بِهَا حَتّٰى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ وَأَمَرَ أَصْحَابَهٗ أَنْ يَّطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يُقَصِّرُوْا مِنْ رُؤُوْسِهِمْ ثُمَّ يَحِلُّوْا وَذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهٗ بَدَنَةٌ قَلَّدَهَا وَمَنْ كَانَتْ مَعَهٗ امْرَأَتُهٗ فَهِيَ لَهٗ حَلَالٌ وَالطِّيْبُ وَالثِّيَابُ.

اور طواف کے بعد پھر خانہ کعبہ کے پاس نہ گئے یہاں تک کہ عرفات بھی پھرے اور حکم دیا حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو یہ کہ خانہ کعبہ کا طواف کریں اور صفا اور مروی کی سعی کریں پھر اپنے بال کتروائیں پھر حلال ہو جائیں یعنی عمرہ کر کے احرام کھول ڈالیں اور یہ حکم اس کو ہوا جو اپنے ساتھ ہدی نہ لایا تھا اور جس ساتھ عورت اپنی تھی اس کو اس سے جماع کرنا درست ہوا اور اسی طرح خوشبو اور ہر قسم کا کپڑا بھی اس کو درست ہوا۔

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے سب علماء کا اس پر کہ جائز ہے محرم کو کھانا چربی اور گھی کا اور جائز ہے اس کو استعمال کرنا ان چیزوں کا اپنے تمام بدن پر سوائے اپنی داڑھی اور سر کے' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے محرم کو پہننا ہر کپڑے کا چادروں اور تہ بندوں سے سوائے ممنوع کپڑوں کے جو اوپر گزر چکے ہیں، وفیہ المطابقة للترجمة.

بَابُ مَنْ بَاتَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حَتّٰى أَصْبَحَ قَالَهٗ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اگر کوئی ذوالحلیفہ میں رات کاٹے یہاں تک کہ صبح کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ یہ حضرت ﷺ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے۔

فائدہ: یعنی جب کوئی مدینے سے مکہ کو جائے تو اس کو ذوالحلیفہ میں رات کاٹنے کا کیا حکم ہے؟ اور مراد اس باب سے یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے گھر سے سفر کو نکلے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ پہلی منزل اپنے شہر سے نزدیک اترے تاکہ جو چیز اس کو اپنی مہمات سے بھولی ہو اس کو اپنے گھر سے پھر کر لا سکے، انتہی۔ (فتح)

١٤٤٥ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعًا وَبِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ بَاتَ حَتّٰى أَصْبَحَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَلَمَّا رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ وَاسْتَوَتْ بِهٖ أَهَلَّ.

۱۴۴۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مدینہ میں چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں پھر حضرت ﷺ نے ذوالحلیفہ میں رات کاٹی یہاں تک کہ صبح کی پھر جب سواری پر سوار ہوئے اور سواری آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوئی تو آپ نے لبیک کہی۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

١٤٤٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ

۱۴۴۶۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ وَأَحْسِبُهُ بَاتَ بِهَا حَتّٰى أَصْبَحَ.

بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْإِهْلَالِ.

لبیک کے ساتھ آواز بلند کرنے کا بیان۔

١٤٤٧ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَسَمِعْتُهُمْ يَصْرُخُونَ بِهِمَا جَمِيعًا.

١۴۴٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھی یعنی نماز کو قصر کیا اور میں نے لوگوں کو سنا کہ حج اور عمرے دونوں کے ساتھ بلند آواز سے لبیک کہتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے بلند کرنا آواز کا ساتھ لبیک کے اور یہی ہے قول جمہور کا اور امام مالک رحمہ اللہ سے ایک روایت ہے کہ جماعت کی مسجدوں میں بلند آواز سے لبیک نہ کہے اور مراد انس رضی اللہ عنہ کی اسے وہ لوگ ہیں جو قارن تھے یا توزیع مراد ہے یعنی بعض حج کے ساتھ لبیک کہتے اور بعض عمرے کے ساتھ کہتے تھے (فتح) اور لبیک کہنا امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک سنت ہے اور یہی مذہب ہے امام احمد رحمہ اللہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ واجب ہے اگر ترک کرے تو دم آتا ہے یہی محکی ہے ابن ابی ہریرہ سے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر فقط احرام کی نیت پر اکتفا کرے تو احرام درست نہیں ہوتا یہ قول ثوری اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے (فتح) اور احرام اس طور سے باندھے کہ دو رکعت احرام کے بعد دل میں احرام کی نیت کرے یعنی میں نے حج کا احرام باندھا اور حج شروع کیا اور زبان سے لبیک کہے تمام تک جیسے کہ ابھی آتا ہے پس جب کام کر چکے تو احرام میں داخل ہوا پھر ممنوعات سے بچے تا طواف زیارت تک جیسے کہ مذکور ہوا اور آئندہ مذکور ہوگا اور ابن دقیق نے ابن عبدالسلام سے نقل کیا ہے کہ بنا بر مذہب شافعی کے حقیقت احرام کی معرفت مشکل ہے اس واسطے کہ اگر کہا جائے کہ احرام نیت کا نام ہے تو کہا جائے گا کہ نیت تو حج میں شرط ہے اور احرام اس کا رکن ہے اور شرط چیز کی غیر اس کا ہوتی ہے اور اگر کہا جائے کہ احرام تلبیہ کا نام ہے تو کہا جائے گا کہ تلبیہ رکن نہیں اور احرام رکن ہے اور ظاہر یہ بات ہے کہ احرام نام ہے مجموعہ اس صفت کا کہ حاصل ہے تجرد اور تلبیہ اور مانند اس کی سے، انتہی۔ (فتح)

بَابُ التَّلْبِيَةِ.

لبیک کہنے کا بیان۔

١٤٤٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ.

۱۴۴۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی لبیک اس طور سے تھی کہ فرماتے تھے کہ بار بار حاضر ہوں تیری خدمت میں الٰہی حاضر ہوں تیری خدمت میں تیرا کوئی شریک نہیں میں خدمت میں حاضر ہوں بے شک حمد اور نعمت اور ملک تیرے ہی واسطے خاص ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

١٤٤٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ عَطِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ تَابَعَهُ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ وَقَالَ شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ سَمِعْتُ خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِيْ عَطِيَّةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا.

۱۴۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک میں جانتی ہوں کہ حضرت ﷺ کس طرح لبیک کہتے تھے فرماتے تھے کہ بار بار حاضر ہوں میں تیری خدمت میں الٰہی حاضر ہوں میں تیری خدمت میں تیرا کوئی شریک نہیں حاضر ہوں تیری خدمت میں بیشک حمد اور نعمت اور ملک تیرے ہی واسطے خاص ہے۔

فائدہ: اس ذکر کو تلبیہ کہتے ہیں جو احرام باندھنے کے وقت احرام کی نیت کے ساتھ زبان سے کہتے ہیں اور اجماع ہے سب مسلمانوں کا اس پر کہ اس میں کچھ اختلاف نہیں کہ اس سے کم نہ کرے لیکن اگر کوئی لفظ اس سے زیادہ کرے تو یہ درست ہے یہی قول ہے جمہور کا کہ اس سے زیادہ کرنا درست ہے اور یہی ہے قول امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ثوری اور اوزاعی اور محمد وغیرہ کا لیکن افضل یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے تلبیہ سے کوئی لفظ زیادہ نہ کرے اور بعض مالکیہ سے محکی ہے کہ حضرت ﷺ کے تلبیہ سے زیادہ کرنا مکروہ ہے۔ (فتح)

بَابُ التَّحْمِيْدِ وَالتَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ قَبْلَ الْإِهْلَالِ عِنْدَ الرُّكُوْبِ عَلَى الدَّابَّةِ.

سواری پر سوار ہونے کے بعد تلبیہ سے پہلے الحمد للہ اور سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنا۔

فائدہ: یعنی مستحب ہے کہ تلبیہ سے پہلے یہ کلمات کہے پھر تلبیہ کہے کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد اس سے رد کرنا ہے اس پر جو کہتا ہے کہ تلبیہ کہ بدلے سبحان اللہ وغیرہ کافی ہے اور وجہ رد کی یہ ہے کہ پہلے حضرت ﷺ نے

سبحان اللہ وغیرہ کہا پھر اس پر اکتفا نہ کیا یہاں تک کہ لبیک کہی اس سے معلوم ہوا کہ لبیک کے بدلے سبحان اللہ وغیرہ کا کہنا کافی نہیں اور ابن منذر نے کہا کہ اہل رائے کہتے ہیں کہ اگر احرام کی نیت سے سبحان اللہ وغیرہ کہے تو احرام درست ہے۔ (فتح)

١٤٥٠ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ مَعَهُ بِالْمَدِيْنَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ بَاتَ بِهَا حَتّٰى أَصْبَحَ ثُمَّ رَكِبَ حَتّٰى اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَآءِ حَمِدَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ وَكَبَّرَ ثُمَّ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَأَهَلَّ النَّاسُ بِهِمَا فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَ النَّاسَ فَحَلُّوْا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ أَهَلُّوْا بِالْحَجِّ قَالَ وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَنَاتٍ بِيَدِهٖ قِيَامًا وَذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَعْضُهُمْ هٰذَا عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَنَسٍ.

١٤٥٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز مدینہ میں چار رکعتیں پڑھی اور ہم آپ کے ساتھ تھے اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں رات کاٹی یہاں تک کہ صبح کی پھر سوار ہوئے یہاں تک کہ آپ کی سواری آپ کو لے کر بیدا پر سیدھی کھڑی ہوئی تو آپ نے اللہ کی تعریف کی اور تسبیح کی اور تکبیر کہی پھر حج اور عمرہ کے ساتھ لبیک کہی اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ لبیک کہی سو جب ہم مکہ میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا حلال ہونے کا پس حلال ہو گئے اور احرام سے باہر آئے یہاں تک کہ جب آٹھویں ذی الحجہ کی ہوئی تو حج کا احرام باندھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح کیے اس حال میں کہ اونٹ کھڑے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں دو دنبے سیاہ اور سفید ذبح کیے۔

فائدہ: بیدا نام ہے ایک میدان کا قریب ہے ذوالحلیفہ کے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تلبیہ سے پہلے سبحان اللہ وغیرہ پڑھنا مستحب ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ مَنْ أَهَلَّ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ.

جب سواری آدمی کو لے کر سیدھی کھڑی ہو تو اس وقت لبیک کہے۔

فائدہ: بعض کا مذہب یہی ہے کہ جب سواری اس کو لے کر سیدھی کھڑی ہو جائے تو اس وقت لبیک کہے یہ قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے۔

١٤٥١ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ

١٤٥١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً.

نے لبیک کہی جب کہ آپ کی سواری آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوئی۔

بَابُ الْإِهْلَالِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَقَالَ أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا صَلَّى بِالْغَدَاةِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَرُحِلَتْ ثُمَّ رَكِبَ فَإِذَا اسْتَوَتْ بِهِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ قَائِمًا ثُمَّ يُلَبِّي حَتّٰى يَبْلُغَ الْحَرَمَ ثُمَّ يُمْسِكُ حَتّٰى إِذَا جَآءَ ذَا طُوًى بَاتَ بِهِ حَتّٰى يُصْبِحَ فَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ اغْتَسَلَ وَزَعَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ تَابَعَهُ إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ فِي الْغُسْلِ.

لبیک کہنے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنے کا بیان' نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما فجر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھتے تو سواری لانے کا حکم کرتے سو ان کی سواری لائی جاتی پھر اس پر سوار ہوتے سو جب وہ ان کو لے کر سیدھی کھڑی ہوتی تو کھڑے ہو کر قبلے کی طرف منہ کرتے پھر تلبیہ کہتے یہاں تک کہ مسجد حرام میں پہنچتے پھر تلبیہ سے چپ رہتے یعنی واسطے مشغول ہونے کے ساتھ طواف وغیرہ کے یہاں تک کہ جب ذی طویٰ میں پہنچتے کہ نام ہے ایک جگہ کا پاس مکہ کے تو اس میں رات کاٹے یہاں تک کہ صبح کرتے پھر صبح کی نماز کے بعد غسل کرتے اور کہتے کہ حضرت ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔

فائدہ: مراد تلبیہ کے ترک سے یہ ہے کہ طواف وغیرہ کے ساتھ مشغول ہوتے یا مراد یہ ہے کہ تکرار تلبیہ کا ترک کرتے اور اس کی مواظبت سے باز رہتے اور اس کے ساتھ بلند آواز نہ کرتے جیسے کہ ابتدائے احرام میں کیا جاتا ہے یہ مراد نہیں کہ مطلق تلبیہ ترک کر دیتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تلبیہ کہے تو اس وقت قبلے کی طرف منہ کرے، وفیہ المطابقة للترجمة.

١٤٥٢ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا أَرَادَ الْخُرُوْجَ إِلٰى مَكَّةَ ادَّهَنَ بِدُهْنٍ لَيْسَ لَهُ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ ثُمَّ يَأْتِيْ مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ فَيُصَلِّيْ ثُمَّ

١٤٥٢۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ کی طرف نکلنے کا ارادہ کرتے یعنی مدینہ سے تو لگاتے جسم میں کچھ خوشبو ہوتی پھر ذوالحلیفہ کی مسجد میں آتے اور نماز پڑھتے پھر سوار ہوتے پھر جب آپ کی سواری آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوتی تو احرام باندھتے اور تلبیہ کہتے پھر کہا کہ میں

يَرْكَبُ وَإِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً أَحْرَمَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ.

نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اسی طرح کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جب تلبیہ کہے تو قبلے کی طرف منہ کرے اس واسطے کہ جو کوئی قبلے کی طرف متوجہ ہوا اس کو قبلے کی طرف منہ کرنا لازم ہے، وفیہ المطابقة للترجمة اور نیز یہ دونوں حدیثیں ایک ہیں اور پہلی روایت میں ذکر استقبال قبلے کا موجود ہے۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِيْ.

جب محرم پست میدان میں اترے تو تلبیہ کہے۔

١٤٥٣ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ أَنَّهُ قَالَ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ وَلٰكِنَّهُ قَالَ أَمَّا مُوْسٰى كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَ انْحَدَرَ فِي الْوَادِيْ يُلَبِّيْ.

١٤٥٣۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے سو لوگوں نے دجال کا ذکر کیا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر کا لفظ لکھا ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے یہ حدیث حضرت ﷺ سے نہیں سنی لیکن حضرت ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو تو گویا میں دیکھتا ہوں کہ جب میدان میں اترتے ہیں تو تلبیہ کہتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیچی اور پست جگہوں کے درمیان لبیک کہنی سنت ہے نبیوں کی سنتوں میں سے اور مؤکد ہے کہنا اس کا وقت نیچے اترنے کے جیسے کہ مؤکد ہے کہنا اس کا وقت چڑھنے کے بلند جگہ پر، وفیہ المطابقة للترجمة اور یہ جو فرمایا کہ گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتا ہوں تو یہ محمول ہے حقیقت پر کہ واقعی ایسا ہوا اس واسطے کہ پیغمبر اللہ کے نزدیک زندہ ہیں پس اس حال میں ان کے حج کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں اور یا یہ کہ ان کے حالات جو دنیا میں تھے ان کی صورت آپ کو دکھائی گئی کہ کس طرح وہ حج کرتے تھے اور یا یہ کہ یہ حال آپ کو وحی سے معلوم ہوا یا خواب میں معلوم ہوا۔ (فتح)

بَابٌ كَيْفَ تُهِلُّ الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ

أَهَلَّ تَكَلَّمَ بِهِ وَاسْتَهْلَلْنَا وَأَهْلَلْنَا الْهِلَالَ كُلُّهُ مِنَ الظُّهُوْرِ وَاسْتَهَلَّ الْمَطَرُ خَرَجَ مِنَ السَّحَابِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ وَهُوَ مِنِ اسْتِهْلَالِ الصَّبِيِّ.

حیض اور نفاس والی عورت کس طرح احرام باندھے، اور اھل کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ساتھ کلام کی یہ سب الفاظ ایسے معنی پر دلالت کرتے ہیں کہ ان میں معنی ظاہر ہونے کے ہیں معنی ان کے یہ ہیں کہ ہم نے آواز بلند کی ساتھ چاند کے، اور اہل المطر کے معنی یہ ہیں کہ مینہ

بادل سے نکلا اور وہ آواز گرنے اس کے کا ہے زمین پر اور اس کوظہور لازم ہے، اور وہ چیز کہ پکارا گیا ساتھ اس کے نام غیر اللہ کا، یہ قول ماخوذ ہے استہلال صبی سے کہ اس کے معنی چیخ مارنا لڑکے کا ہے وقت پیدا ہونے کے پیٹ ماں سے۔

١٤٥٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلَّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقُضِيْ رَأْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَأَهِلِّيْ بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهٖ مَكَانَ عُمْرَتِكِ قَالَتْ فَطَافَ الَّذِيْنَ كَانُوْا أَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا اٰخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِّنًى وَأَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ

١٤٥٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کو نکلے سو ہم نے عمرے کا احرام باندھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی ہو تو وہ حج اور عمرے دونوں کے ساتھ تلبیہ کہے یعنی داخل کرے حج کو عمرے میں پس ہو جائے قارن پھر نہ حلال ہو یہاں تک کہ حلال ہو دونوں سے یعنی تمام کرے افعال حج اور عمرے کے یعنی تمام حج ادا کر کے حلال ہو سو میں مکے میں آئی اس حال میں کہ مجھ کو حیض ہوا سو میں نے خانے کعبہ کا طواف کیا اور نہ صفا مروہ کے درمیان سعی کی سو میں نے اس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ مجھ کو حیض ہوا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا سر کھول ڈال اور کنگی کر اور حج کا احرام باندھ اور عمرہ چھوڑ دے یعنی صفا مروہ کے درمیان سعی نہکر سو میں نے کیا جو آپ نے فرمایا سو جب ہم حج سے فارغ ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا سو میں نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کیا سو فرمایا کہ یہ عمرہ بجائے تیرے اس عمرے کے ہے کہ تجھ سے فوت ہوا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جن لوگوں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا انہوں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی پھر حلال ہو گئے اور عمرے کا احرام کھول ڈالا پھر انہوں نے دوسرا طواف کیا بعد پھرنے کے منی

فَإِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَاحِدًا.

سے یعنی طرف مکے کی اور یہ طواف حج کے لیے تھا کہ اس کو طواف الزیارۃ کہتے ہیں اور جن لوگوں نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا تھا تو انہوں نے صرف ایک ہی طواف کیا یعنی دن نحر کے کہ وہ طواف زیارۃ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کو حج کا احرام باندھنا درست ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض کی حالت میں حج کا احرام باندھنے کا حکم دیا اور یہی حکم ہے نفاس والی عورت کا، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ.

بَابُ مَنْ أَهَلَّ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس شخص کا بیان جس نے حضرت ﷺ کے زمانے میں حضرت ﷺ کی طرح احرام باندھا یعنی کہے اور نیت کرے کہ اگر حضرت ﷺ نے حج کا احرام باندھا ہے تو میں نے حج کا احرام باندھا اور اگر عمرے کا احرام باندھا ہے تو میں نے بھی عمرے کا احرام باندھا۔

فائدہ: یعنی اور حضرت ﷺ نے اس کو ثابت رکھا تو اس کا احرام مبہم طور سے درست ہے لیکن لازم آتا ہے اس سے جائز ہونا تعلیق احرام کا مگر اس شخص کے فعل پر کہ اس کو جانتا ہو اس پر مطلق احرام مبہم طور سے باندھنا کہ جو احرام فلاں کا وہی ہے میرا پس اس کو محرم جس کی طرف چاہے پھیرے خواہ حج کی طرف یا عمرہ کی طرف اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس سے منع نہیں کیا اور یہی ہے قول جمہور کا اور مالکیہ کہتے ہیں کہ مبہم طور سے احرام باندھنا درست نہیں اور یہی قول ہے اہل کوفہ کا اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ اب درست نہیں۔ (فتح الباری)

قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یہ حدیث حضرت ﷺ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے۔

١٤٥٥ ـ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ يُّقِيْمَ عَلٰى إِحْرَامِهِ وَذَكَرَ قَوْلَ سُرَاقَةَ وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

١٤٥٥۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اپنے احرام پر ٹھہرنے کا اور ذکر کیا جابر رضی اللہ عنہ نے قول سراقہ رضی اللہ عنہ کا۔ سو جب مکہ میں آئے تو ان کو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے علی! تو نے کس چیز کے ساتھ احرام باندھا ہے حج کے ساتھ یا عمرے کے ساتھ یا دونوں کے ساتھ؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ احرام باندھا میں نے

وَسَلَّمَ بِمَا اَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ قَالَ بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا اَنْتَ.

ساتھ اس چیز کے کہ احرام باندھا ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے فرمایا پس ہدی کر اور احرام کی حالت میں ٹھہرا رہ جیسے کہ تو ہے۔

فائدہ: جب حضرت ﷺ نے احرام باندھا تو کسی کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ حضرت ﷺ قارن ہیں یا مفرد حضرت علی رضی اللہ عنہ جب یمن سے آئے اور ان کے ساتھ ہدی تھی تو انہوں نے یہ نیت کی کہ میں نے حضرت ﷺ کے احرام کی طرح احرام باندھا' اور سراقہ کا قول یہ ہے کہ اس نے حج میں حضرت ﷺ سے پوچھا کہ یہ حکم قران کا اور حج کو عمرہ کرنے کا جس کے ساتھ ہدی نہ ہو اسی برس کے ساتھ خاص ہے یا واسطے ہمیشہ کے ابد الاباد تک فرمایا ہمیشہ کو یہی حکم ہے۔

١٤٥٦ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ الْخَلَّالُ الْهُذَلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ سَمِعْتُ مَرْوَانَ الْاَصْفَرَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ بِمَا اَهْلَلْتَ قَالَ بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْلَا اَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَاَحْلَلْتُ.

١٤٥٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ یمن سے حضرت ﷺ کے پاس آئے سو حضرت ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم نے کس چیز کا احرام باندھا ہے؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ احرام باندھا ہے میں نے ساتھ اس چیز کے کہ احرام باندھا ہے ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ میں عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالتا اور احرام سے باہر آتا۔

١٤٥٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى قَوْمٍ بِالْيَمَنِ فَجِئْتُ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ بِمَا اَهْلَلْتَ قُلْتُ اَهْلَلْتُ كَاِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ هَدْيٍ قُلْتُ لَا فَاَمَرَنِيْ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ اَمَرَنِيْ فَاَحْلَلْتُ فَاَتَيْتُ امْرَاَةً مِّنْ قَوْمِيْ فَمَشَطَتْنِيْ اَوْ غَسَلَتْ رَاْسِيْ

١٤٥٧۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اپنی قوم کی طرف یمن میں بھیجا سو میں یمن سے آیا اور حضرت ﷺ بطحاء (ایک جگہ کا نام ہے پاس مکے کے) میں تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کس چیز کے ساتھ احرام باندھا ہے؟ میں نے کہا کہ حضرت ﷺ کے احرام کی طرح احرام باندھا ہے فرمایا کیا تیرے ساتھ قربانی ہے؟ میں نے کہا نہیں سو حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم دیا اور فرمایا عمرہ کرنے کا سو میں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی پھر آپ نے مجھ کو حکم دیا احرام اتار ڈالنے کا سو میں نے احرام اتار ڈالا سو میں اپنی قوم کی ایک عورت

فَقَدِمَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ إِنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ قَالَ اللّٰهُ ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ وَإِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى نَحَرَ الْهَدْيَ.

کے پاس آیا کہ وہ محرم تھی سو اس نے مجھ کو کنگی کی یا میرا سر دھویا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں مکے میں آئے اور کہا کہ اگر ہم قرآن کو لیں تو وہ ہم کو حکم کرتا ہے ساتھ تمام کرنے حج اور عمرے کے واسطے اللہ کے اللہ نے فرمایا کہ پورا کرو حج اور عمرہ واسطے اللہ کے اور اگر ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو لیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں حلال ہوئے یہاں تک کہ اپنی قربانی ذبح کی۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غرض اس سے یہ ہے کہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرہ کر کے احرام اتار ڈالنا منع ہے اس واسطے کہ اس میں حکم ہے تمام کرنے کا پس یہ مقتضی ہے اس کو کہ حج سے فارغ ہونے تک احرام باقی رہے اور حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حلال نہیں ہوئے یہاں تک کہ قربانی اپنی حلال ہونے کی جگہ منیٰ میں پہنچے لیکن جواب اس کا یہ ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں عمرہ کر کے احرام کھول دیتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ ہدی نہ ہو اس کو حلال ہونا درست ہے اور کہتے ہیں کہ مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ تھی کہ تمتع کرنا مکروہ ہے واسطے رغبت دلانے لوگوں کو افراد میں کہ وہ ان کے نزدیک افضل تھا یہ مراد نہیں کہ تمتع کرنا درست نہیں لیکن اب سب کا اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ تمتع کرنا درست ہے بغیر کراہت کے اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ مبہم طور سے احرام باندھنا درست ہے اور محرم اس کو جس کی طرف چاہے پھیر دے اور یہی قول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اہل حدیث کا اور محل اس کا یہ ہے کہ وہ وقت قابل ہو اس واسطے کہ حج غیر اشہر الحج میں منعقد نہیں ہوتا، انتہی ملخصا۔ (فتح) اور ان دونوں حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے فسخ کرنا حج کا ساتھ عمرے کے یعنی اگر کسی نے حج کا احرام باندھا ہو اور ہدی ساتھ لایا ہو تو اس کو جائز ہے کہ حج کو عمرے کے ساتھ فسخ کرے یعنی حج کے احرام میں عمرے کی نیت کرے اور عمرہ کر کے احرام اتار دے اور یہی مذہب ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت اہل ظاہر کا اور کہا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور جماہیر علماء نے سلف اور خلف سے کہ یہ خاص صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے تھا اس برس میں واسطے رد کرنے اعتقاد اہل جاہلیت کے کہ حج کے مہینوں میں عمرے کو حرام جانتے تھے تو گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اعتقاد کو رد کر دیا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا درست ہے۔ (نووی)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي

اس آیت کا بیان کہ حج کے کئی مہینے ہیں معلوم پھر جس نے لازم کر لیا فرض حج تو بے پردہ ہونا نہیں عورت سے نہ گناہ کرنا نہ جھگڑا کرنا حج میں، تجھ سے پوچھتے ہیں چاند

الْحَجّ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ﴾ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَشْهُرُ الْحَجِّ شَوَّالٌ وَذُو الْقَعْدَةِ وَعَشْرٌ مِّنْ ذِي الْحَجَّةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِنَ السُّنَّةِ أَنْ لَّا يُحْرِمَ بِالْحَجِّ إِلَّا فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ وَكَرِهَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ يُّحْرِمَ مِنْ خُرَاسَانَ أَوْ كَرْمَانَ.

کا نیا نکلنا تو کہہ یہ وقت ٹھہرے ہیں واسطے لوگوں کے اور واسطے حج کے' اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حج کے مہینے شوال ہے اور ذیقعدہ ہے اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں' اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اسلام کے طریقہ سے یہ ہے کہ نہ احرام باندھے ساتھ حج کے مگر حج کے مہینوں میں' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مکروہ رکھا یہ کہ احرام باندھے کوئی خراسان یا کرمان سے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اجماع ہے سب علماء کا اس پر کہ مراد ساتھ اشہر الحج کے تین مہینے ہیں اول ان کا شوال ہے لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ پورے تین مہینے ہیں یہی منقول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور بعض کہتے ہیں کہ دو مہینے پورے ہیں اور تیسرے کا بعض ہے یہی قول باقی سب علماء کا ہے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ کہتے ہیں کہ ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قربانی کا دن بھی ان میں داخل ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ قربانی کا دن ان میں داخل نہیں پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن عمر رضی اللہ عنہما اور جابر رضی اللہ عنہ وغیرھم اصحاب اور تابعین سے کہتے ہیں کہ حج کا احرام ان مہینوں میں ہونا شرط ہے اور نہیں درست ہے احرام حج کا مگر بیچ ان کے۔ (فتح) اور پہلے گزر چکا ہے کہ اجماع ہے سب علماء کا اس پر کہ حج کے احرام میں تقدم زمانے درست نہیں۔ (فتح)

١٤٥٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ وَلَيَالِي الْحَجِّ وَحُرُمِ الْحَجِّ فَنَزَلْنَا بِسَرِفَ قَالَتْ فَخَرَجَ إِلٰى أَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مِّنْكُمْ مَّعَهٗ هَدْيٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَّجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهٗ

١٤٥٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نکلے ہم ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے مہینوں میں اور حج کی راتوں میں اور حج کے حالات میں یعنی اس کے ممنوعات میں سو ہم سرف میں اترے کہ نام ہے ایک جگہ کا دس میل مکہ سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے سو فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی نہ ہو اور وہ دوست رکھے یہ کہ گردانے حج کو عمرہ تو چاہیے کہ کرے اور جس کے ساتھ قربانی ہو تو وہ حج کو عمرہ نہ کرے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو بعض اصحاب نے اس کو عمرہ گردانا اور بعض نے نہ گردانا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ

الْهَدْیُ فَلَا قَالَتْ فَالْاٰخِذُ بِهَا وَالتَّارِكُ لَهَا مِنْ أَصْحَابِهٖ قَالَتْ فَأَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجَالٌ مِّنْ أَصْحَابِهٖ فَكَانُوْا أَهْلَ قُوَّةٍ وَكَانَ مَعَهُمُ الْهَدْیُ فَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلَى الْعُمْرَةِ قَالَتْ فَدَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِیْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ يَا هَنْتَاهُ قُلْتُ سَمِعْتُ قَوْلَكَ لِأَصْحَابِكَ فَمُنِعْتُ الْعُمْرَةَ قَالَ وَمَا شَأْنُكِ قُلْتُ لَا أُصَلِّیْ قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ إِنَّمَا أَنْتِ امْرَأَةٌ مِّنْ بَنَاتِ اٰدَمَ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْكِ مَا كَتَبَ عَلَيْهِنَّ فَكُوْنِیْ فِیْ حَجَّتِكِ فَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّرْزُقَكِيْهَا قَالَتْ فَخَرَجْنَا فِیْ حَجَّتِهٖ حَتّٰى قَدِمْنَا مِنًى فَطَهَرْتُ ثُمَّ خَرَجْتُ مِنْ مِّنًى فَأَفَضْتُ بِالْبَيْتِ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ مَعَهٗ فِی النَّفْرِ الْاٰخِرِ حَتّٰى نَزَلَ الْمُحَصَّبَ وَنَزَلْنَا مَعَهٗ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِیْ بَكْرٍ فَقَالَ اخْرُجْ بِأُخْتِكَ مِنَ الْحَرَمِ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ افْرُغَا ثُمَّ ائْتِيَا هَا هُنَا فَإِنِّیْ أَنْظُرُكُمَا حَتّٰى تَأْتِيَانِیْ قَالَتْ فَخَرَجْنَا حَتّٰى إِذَا فَرَغْتُ وَفَرَغْتُ مِنَ الطَّوَافِ ثُمَّ جِئْتُهٗ بِسَحَرَ فَقَالَ هَلْ فَرَغْتُمْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَاٰذَنَ بِالرَّحِيْلِ فِیْ أَصْحَابِهٖ فَارْتَحَلَ النَّاسُ فَمَرَّ مُتَوَجِّهًا إِلَى الْمَدِيْنَةِ ضَيْرِ مِنْ ضَارَ يَضِيْرُ ضَيْرًا وَيُقَالُ ضَارَ يَضُوْرُ ضَوْرًا وَضَرَّ

کے بعض اصحاب پس قوی تھے کہ محرمات سے بچنے کی قوت رکھتے تھے سو وہ عمرے پر قادر نہ ہوئے کہ ان کے ساتھ قربانی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں روتی تھی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں روتی ہے اے سادی عورت!؟ میں نے کہا میں نے آپ کی بات سنی جو آپ نے اپنے اصحاب سے کہی سو میں عمرے سے منع کی گئی ہوں فرمایا کیاں حال ہے تیرا میں نے کہا میں نماز نہیں پڑھتی ہوں یعنی میں نماز سے رک گئی ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو یہ کچھ ضرر نہیں دیتا کہ آدم کی بیٹیوں میں سے تو بھی ایک عورت ہے جو چیز اللہ نے ان پر ٹھہرائی ہے سو تجھ پر لکھی یعنی اس میں کچھ اختیار نہیں پیدائشی بات ہے سو تو اپنے حج کے احرام پر قائم رہ اور ادا کر جو حاجی ادا کرتے ہیں یعنی سوائے طواف خانہ کعبہ کے کہ وہ حیض کی حالت میں درست نہیں عنقریب ہے کہ اللہ تجھ کو عمرہ نصیب کرے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو ہم حج ادا کرنے کے لیے عرفات کی طرف نکلے یہاں تک کہ منیٰ میں آئے سو میں حیض سے پاک ہوئی پھر میں نے منیٰ سے نکل کر خانہ کعبہ کا طواف کیا یعنی طواف زیارت پھر میں اخیر نفر میں یعنی تیرھویں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ سے نکلی یہاں تک کہ ہم محصب میں کہ نام ہے ایک جگہ کا درمیان مکہ اور منیٰ کے اترے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ اپنی بہن کو حرم سے باہر لے جا پس چاہیے کہ عمرے کا احرام باندھے پھر عمرے سے فارغ ہو کر دونوں یہاں چلے آؤ کہ میں تمہارا منتظر ہوں یہاں تک کہ تم میرے پاس آؤ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم حرم سے باہر نکلے یہاں تک کہ جب ہم دونوں طواف سے فارغ ہوئے تو میں

يَضُرُّ ضَرًّا.

حضرت ﷺ کے پاس سحری کے وقت آئی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم فارغ ہو چکے ہو؟ میں نے کہا ہاں سوحضرت ﷺ نے اپنے اصحاب میں کوچ کا حکم دیا سولوگوں نے کوچ کیا سو حضرت ﷺ مدینے کی طرف روانہ ہوئے ، امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ یضیر کا لفظ باب ضار یضیر ضیرا سے ہے اور ضار یضور ضورًا بھی کہتے ہیں اور ضر یضر ضرا بھی کہا جاتا ہے یعنی باب تین وجہ سے آتا ہے اجوف یائی اور واوی اور مضاعف ، نفر کہتے ہیں منیٰ سے پھرنے کو کہ حاجی گروہ گروہ ہو کر منیٰ سے پھرتے ہیں اور یہ دو بار ہوتا ہے ایک بارھویں ذی الحجہ کو اور ایک تیرھویں کو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج کے مہینے ان کے نزدیک معلوم اور مشہور تھے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم حج کے مہینوں میں نکلے ، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ التَّمَتُّعِ وَالْإِقْرَانِ وَالْإِفْرَادِ بِالْحَجِّ وَفَسْخِ الْحَجِّ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهُ هَدْيٌ.

تمتع اور قران اور افراد کا بیان اور حج کا فسخ کرنا اس کو جس کے ساتھ قربانی نہ ہو۔

فائدہ: حج کرنے والے تین قسم پر ہیں ایک تو متمتع ہے اور متمتع وہ ہے کہ حج کے مہینوں میں میقات سے اول عمرے کا احرام باندھے اور خانہ کعبہ کا طواف کرے اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرے پھر بال کتروا کر حلال ہو جائے اور احرام کھول ڈالے اور مکہ میں بیٹھا رہے پھر آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کو احرام حرم سے باندھ کر حج ادا کرے اور دوسرا قارن ہے اور قارن وہ ہے کہ حج اور عمرے دونوں کا اکٹھا احرام باندھے اور ایک احرام سے دونوں ادا کرے یا پہلے عمرے کا احرام باندھے پھر طواف سے پہلے حج کو اس میں داخل کرے یا اس کے بالعکس کرے لیکن ان دونوں میں اختلاف ہے اور تیسرا مفرد ہے اور مفرد وہ ہے کہ صرف حج کا احرام باندھے پھر عمرہ کرے فتح الباری میں لکھا ہے کہ سلف کے عرف میں قران کو بھی تمتع کہتے ہیں ابن عبدالبر نے کہا کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ آیت ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ﴾ میں بھی تمتع مراد ہے کہ حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کرے پھر حج کرے اور حج کو فسخ کر کے عمرہ کرنا یہ بھی تمتع ہے اور قران میں یہ کہے لبيك بحج و عمرة یعنی حاضر ہوں میں تیری خدمت میں اے الٰہی! ساتھ حج اور عمرے کے اور اس کے جائز ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں اور افراد میں یہ کہے لبيك بحج اور فسخ حج کا یہ ہے کہ اول حج کا احرام باندھے پھر عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے پس ہوگا تمتع اور اس کے جواز میں اختلاف ہے ، انتہیٰ ۔ (فتح)

١٤٥٩ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا قَدِمْنَا تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ أَنْ يَّحِلَّ فَحَلَّ مَنْ لَّمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ فَأَحْلَلْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَحِضْتُ فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ وَأَرْجِعُ أَنَا بِحَجَّةٍ قَالَ وَمَا طُفْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا مَكَّةَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاذْهَبِيْ مَعَ أَخِيْكِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَهِلِّيْ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكِ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ صَفِيَّةُ مَا أُرَانِيْ إِلَّا حَابِسَتَهُمْ قَالَ عَقْرٰى حَلْقٰى أَوَ مَا طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ قُلْتُ بَلٰى قَالَ لَا بَأْسَ انْفِرِيْ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَلَقِيَنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُصْعِدٌ مِّنْ مَّكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ عَلَيْهَا أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ وَّهُوَ مُنْهَبِطٌ مِّنْهَا.

١٤٥٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کو نکلے اور نہ گمان کرتے تھے ہم مگر یہ کہ یہ حج کا احرام ہے سو جب ہم مکہ میں آئے تو ہم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا سو حکم دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ جو قربانی ساتھ نہ لایا ہو وہ عمرہ کر کے حج کا احرام کھول ڈالے سو جو قربانی ساتھ نہ لایا تھا اس نے احرام کھول ڈالا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں قربانی ساتھ نہ لائی تھیں سو انہوں نے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو حیض ہوا سو میں نے خانہ کعبہ کا طواف نہ کیا سو جب محصب کی رات آئی جب کہ آپ محصب میں اترے تو میں نے کہا یا حضرت! لوگ حج اور عمرہ دونوں کر کے پھرے ہیں اور میں صرف حج کر کے پھری ہوں یعنی میرا عمرہ فوت ہوا فرمایا جب سے ہم مکہ میں آئے ہیں تو نے طواف نہیں کیا میں نے کہا نہیں' فرمایا تو اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم میں جا اور وہاں سے عمرے کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کر پھر جگہ وعدے تیرے کی فلانی فلانی ہے کہ وہاں مجھ کو آملنا' صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نہیں گمان کرتی اپنے آپ کو مگر کہ لوگوں کو روکنے والی ہوں یعنی اس واسطے کہ مجھ کو حیض آیا ہے اور میں نے طواف وداع نہیں کیا فرمایا کہ اللہ اس کو ہلاک اور زخمی کرے کیا تو نے طواف زیارت نہیں کیا؟ اس نے کہا کیوں نہیں فرمایا کچھ ڈر نہیں چل کہ طواف وداع حائضہ سے ساقط ہے' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملے اس حال میں کہ آپ مکہ سے چڑھنے والے تھے اور میں اس کی طرف اترنے والی تھی یا کہا کہ میں اس سے چڑھنے والی تھی اور آپ اترنے والے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے فسخ کرنا حج کا ساتھ عمرے کے' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث

سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور باقی سب اصحاب نے پہلے صرف حج کا احرام باندھا تھا لیکن دوسرے عروہ کی روایت میں آیا ہے کہ ہم میں سے بعض نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور بعض نے دونوں کا اور بعض نے صرف حج کا سو پہلی روایت اس پر محمول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جاہلیت کا دستور بیان کیا کہ حج کے دنوں میں عمرہ جائز نہ رکھتے تھے پس نکلے اس حال میں کہ نہ پہچانتے تھے مگر صرف حج کو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی وجہیں ان کو بتلائیں اور بیان فرمایا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا درست ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود پہلے صرف حج کا احرام باندھا تھا اسود کی حدیث اس پر محمول ہے پھر حج کو فسخ کر کے عمرے کا احرام باندھا پس متمتع ہوگئیں عروہ کی حدیث اس پر محمول ہے پھر جب ان کو حیض ہوا تو اس وجہ سے کعبے کا طواف نہ کر سکیں تو حج کا احرام باندھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے کما سیاتی تو اس صورت میں قارن ہوئیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے بعد ان کو تنعیم سے عمرہ کرنے کو فرمایا واسطے خوش کرنے دل ان کے کو کہ عمرے میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کعبے کا طواف نہ کیا تھا، واللہ اعلم، **هذا ماتيسر لي من تلخيص ما في فتح الباري.**

١٤٦٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَأَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لَمْ يَحِلُّوْا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ.

١٤٦٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سو ہم میں سے بعض نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا اور بعض نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا تھا اور بعض نے صرف حج کا احرام باندھا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا تھا سو جس نے صرف حج کا احرام باندھا تھا یا حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا تھا سو نہ حلال ہوئے یہاں تک کہ قربانی کا دن ہوا۔

١٤٦١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعُثْمَانُ يَنْهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَأَنْ يُّجْمَعَ

١٤٦١۔ حضرت مروان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حاضر ہوا میں پاس عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے یعنی حج میں سو عثمان رضی اللہ عنہ تمتع سے منع کرتے تھے اور اس سے کہ حج اور عمرے دونوں کو جمع کیا جائے یعنی قران سے سو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس سے منع کرتے ہیں تو دونوں کا احرام

بَيْنَهُمَا فَلَمَّا رَأٰى عَلِيٌّ أَهَلَّ بِهِمَا لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ قَالَ مَا كُنْتُ لِأَدَعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ أَحَدٍ.

باندھا اور کہا لبیك بحجة وعمرة اور کہا کہ حضرت ﷺ کی سنت کسی کے کہنے سے نہ چھوڑوں گا۔

فائدہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کو تمتع اور قران سے منع کرتے تھے لیکن ان کی یہ غرض نہیں تھی کہ تمتع اور قران مطلق درست نہیں بلکہ ان کی یہ غرض تھی کہ لوگ افراد کے ساتھ عمل کریں کہ وہ ان سے افضل ہے واسطے زیادہ ہونے ثواب کے سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قران کیا اور دونوں کا اکٹھا احرام باندھا کہ دوسرا کوئی آدمی عثمان رضی اللہ عنہ کی نہی کو حرمت پر حمل نہ کرے اور یہ نہ سمجھ لے کہ تمتع اور قران بالکل درست نہیں سو اس کے جواز کو شائع کر دیا اور نسائی کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ران کے اصحاب نے تمتع کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو منع نہ کیا علی رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو نے نہیں سنا کہ حضرت ﷺ نے تمتع کیا' عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں سنا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے نہیں سے رجوع کیا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید لازم نہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ پر انکار نہ کیا اور یہ کہ عالم کے پاس جو علم ہو اس کو ظاہر کرے اور لوگوں میں پھیلا دے، انتہی۔ (فتح) اور اگر کوئی کہے کہ خلاف عثمان رضی اللہ عنہ کا تمتع میں تھا پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قران کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ تمتع بھی جائز ہو تو جواب اس کا یہ ہے کہ مراد متعہ سے عمرہ ہے اشہر الحج میں ہو یا اس سے پہلے ہو اور برابر ہے کہ حج کے ضمن میں ہو یا تنہا اور چونکہ متعہ میں ایک قسم کی تخفیف ہے جیسے کہ قران میں ہے تو دونوں کا حکم ایک ہے اور قران کا جواز اس کے جواز کو مستلزم ہے۔

١٤٦٢ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنْ أَفْجَرِ الْفُجُوْرِ فِي الْأَرْضِ وَيَجْعَلُوْنَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُوْلُوْنَ إِذَا بَرَا الدَّبَرْ وَعَفَا الْأَثَرْ وَانْسَلَخَ صَفَرْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوْهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

١٤٦٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جاہلیت والوں کا دستور تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو زمین میں بہت بڑا گناہ جانتے تھے اور محرم کو صفر گردانتے تھے یعنی صفر کو حرام کے مہینوں میں داخل کرتے تھے اور محرم کو حرام کے مہینوں سے خارج کرتے تھے تا کہ پے در پے حرام کے تین مہینے جمع نہ ہوں اور ایک دوسرے کی لوٹ سے یکبارگی باز نہ رہیں اور کہتے تھے کہ جب اونٹ کی پیٹھ اچھی ہوئی اور زخم کا اثر دور ہوا جو کہ راہ چلنے سے اونٹوں کی پیٹھ پر پڑ جاتا تھا اور صفر کا مہینہ کہ دراصل وہ محرم تھا تمام ہوا تو عمرہ کرنے والے کو عمرہ حلال ہوا سو حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب چوتھی تاریخ ذی الحجہ کو مکہ

أَيُّ الْحِلِّ قَالَ حِلٌّ كُلُّهُ.

میں آئے اس حال میں کہ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے سو حکم دیا ان کو حضرت مَلَّاتِيمُ نے یہ کہ گردانیں حج کو عمرہ یعنی عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالیں' اصحاب نے عرض کیا کہ یہ کونسا حلال ہونا ہے؟ یعنی احرام اتار ڈالنے سے ہم کو کون سی چیزیں درست ہوں گی فرمایا تمام چیزیں تم کو حلال ہو جائیں گی یہاں تک کہ عورتوں سے جماع کرنا بھی۔

فائدہ: حرام کے مہینے چار ہیں ذیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب ان چار مہینوں میں ایک دوسرے سے لڑنا حرام تھا پس جاہلیت کے وقت یعنی حضرت مَلَّاتِيمُ کے زمانے سے پہلے کافروں کا دستور تھا کہ آپس میں ایک دوسرے سے لڑتے تھے اور ایک دوسرے کو جبراً لوٹ لیتے تھے کوئی مسافر راہ چلنے نہ پاتا تھا آپس میں سخت کشت خون ہوتی تھی لیکن جب حرام کے مہینے آتے تو آپس میں ایک دوسرے کی مار دھاڑ سے باز رہتے تھے تمام ملک میں امن ہو جاتا تھا کوئی کسی سے چھیڑ چھاڑ نہ کرتا تھا کفار ان مہینوں حرام کی بڑی تعظیم کرتے تھے لیکن ان کی ضلالت تھی کہ جب محرم میں لڑنے کی ضرورت پڑتی تو اس کا نام صفر رکھ کر اس میں لڑتے تھے اور اس کی حرمت صفر پر ڈال دیتے تھے سو اللہ نے اس پر ان کی تضلیل کی اور فرمایا کہ کافر گمراہ ہیں کہ حرام کے مہینے کو تاخیر کر دیتے ہیں اور ایک ضلالت ان کی یہ تھی کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو بڑا گناہ جانتے تھے سو حضرت مَلَّاتِيمُ نے ان کے اس اعتقاد کو باطل کیا اور بیان کیا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا درست ہے' اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ وجہ تعلق جواز عمرے کی ساتھ گزرنے صفر کے باوجودیکہ محرم اور صفر حج کے مہینوں میں سے نہیں یہ ہے کہ جب انہوں نے محرم کو صفر ٹھہرایا اور اکثر اوقات اپنے شہروں میں نہ ٹھہرتے اور نہیں اچھے ہوتے تھے اونٹ ان کے مگر نزدیک گزرنے اس کے تو انہوں نے اس کو اشہر الحج کے ساتھ ملایا بطور تبعیت کے عمرے کے مہینوں میں سے پہلا مہینہ محرم کو گردانا جو کہ در اصل صفر تھا اور عمرہ ان کے نزدیک غیر اشہر الحج میں تھا، انتہی ملخصا۔

١٤٦٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ بِالْحِلِّ.

۱۴۶۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں یمن سے حضرت مَلَّاتِيمُ کے پاس آیا سو حکم دیا مجھ کو حضرت مَلَّاتِيمُ نے ساتھ اتار ڈالنے احرام کے یعنی عمرہ کر کے احرام اتار ڈالوں۔

١٤٦٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ

۱۴۶۴۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا

مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ.

حضرت! کیا حال ہے لوگوں کا کہ عمرہ کر کے حلال ہو گئے ہیں اور آپ اپنے عمرے سے حلال نہیں ہوئے؟ فرمایا میں نے اپنا سر گوند وغیرہ سے جمایا ہے اور اپنی قربانی کے گلے میں ہار ڈالا ہے یعنی میں اپنے ساتھ قربانی لایا ہوں سو میں احرام نہ اتاروں گا یہاں تک کہ منیٰ میں قربانی ذبح کروں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کوئی ہدی ساتھ لایا ہو وہ عمرے کے ساتھ حلال نہیں ہوتا یہاں تک کہ تمام حج سے فارغ ہو اور قربانی ذبح کرے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کا اور جاننا چاہیے کہ بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مفرد تھے اور بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متمتع تھے اور اکثر حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے سو تطبیق ان روایتوں میں اس طور سے ہے کہ درحقیقت تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے یعنی پہلے صرف حج کا احرام باندھا تھا پھر عمرے کو حج پر داخل کیا یہ معنی نہیں کہ ابتدا ہی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کا احرام باندھا تھا اور احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی فقط لبیك بحجة کہتے ہوں اور کبھی بحجة وعمرة اور کبھی بعمرة سو جس نے جو سنا وہی یاد رکھا پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ثوری اور اسحاق بن راھویہ کا مذہب یہ ہے کہ قران افضل ہے افراد اور تمتع سے اور یہی ہے قول ایک جماعت اصحاب اور تابعین کا اور یہی قول مختار ہے نزدیک مزنی اور ابن منذر اور ابو اسحاق کے اور ایک جماعت اصحاب اور تابعین وغیرہ کے نزدیک تمتع افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تینوں برابر ہیں اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اگر قربانی ساتھ لایا ہو تو قران افضل ہے اور اگر قربانی ساتھ نہ لایا ہو تو تمتع افضل ہے اور جس کا یہ ارادہ ہو کہ میں پھر از سر نو اپنے وطن سے عمرے کا احرام باندھ کر عمرہ کروں گا تو اس کے واسطے افراد افضل ہے اور یہ قول زیادہ تر قریب ہے طرف انصاف کے اور زیادہ تر موافق ہے ساتھ حدیثوں کے اور بعض ان حدیثوں مختلفہ میں اس طور سے تطبیق دیتے ہیں کہ جس حدیث میں یہ آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مفرد تھے قارن نہ تھے وہ حدیث محمول ہے اول حال پر کہ ابتدا میں آپ مفرد تھے قارن نہ تھے اور جس حدیث میں یہ آیا ہے کہ آپ متمتع تھے تو مراد اس سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمتع کا حکم اپنے اصحاب کو دیا اور جس حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے تو وہ محمول ہے اخیر حال پر کہ اخیر میں آپ نے عمرے کو حج میں داخل کیا اور اسی پر ثابت رہے یہاں تک کہ حج سے فارغ ہوئے' شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ تطبیق سب سے معتبر ہے، انتہی ملخصا۔ (فتح)

١٤٦٥ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا

١٤٦٥۔ حضرت ابو جمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تمتع

أَبُوْ جَمْرَةَ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ الضُّبَعِيُّ قَالَ تَمَتَّعْتُ فَنَهَانِيْ نَاسٌ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَأَمَرَنِيْ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَجُلًا يَقُوْلُ لِيْ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ وَعُمْرَةٌ مُّتَقَبَّلَةٌ فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ أَقِمْ عِنْدِيْ فَأَجْعَلَ لَكَ سَهْمًا مِّنْ مَّالِيْ قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ لِمَ فَقَالَ لِلرُّؤْيَا الَّتِيْ رَأَيْتُ.

کیا سو کچھ لوگوں نے مجھ کو اس سے منع کیا سو میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا سو حکم دیا مجھ کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تمتع کرنے کا سو میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک مرد مجھ کو کہتا ہے کہ تیرا حج مقبول ہے اور تیرا عمرہ بھی قبول ہے سو میں نے یہ خواب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تمتع کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں عمرہ کر کے احرام کھول دیتا پھر کیوں قبول نہ ہو پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ کو کہا کہ تو میرے پاس ٹھہر جا اور میں تیرے واسطے اپنے مال میں کچھ حصہ مقرر کر دوں گا شعبہ نے کہا پس ابو جمرہ نے کہا کہ کیوں ابن عباس تمہارے واسطے اپنے مال سے حصہ مقرر کرتے تھے؟ سو کہا ابو جمرہ نے واسطے اس خواب کے کہ میں نے دیکھی اور موافق سنت کے پڑی۔

١٤٦٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ قَالَ قَدِمْتُ مُتَمَتِّعًا مَّكَّةَ بِعُمْرَةٍ فَدَخَلْنَا قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَقَالَ لِيْ أُنَاسٌ مِّنْ أَهْلِ مَكَّةَ تَصِيْرُ الْآنَ حَجَّتُكَ مَكِّيَّةً فَدَخَلْتُ عَلٰى عَطَآءٍ أَسْتَفْتِيْهِ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ حَجَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهُ وَقَدْ أَهَلُّوْا بِالْحَجِّ مُفْرَدًا فَقَالَ لَهُمْ أَحِلُّوْا مِنْ إِحْرَامِكُمْ بِطَوَافِ الْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَصِّرُوْا ثُمَّ أَقِيْمُوْا حَلَالًا حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَأَهِلُّوْا بِالْحَجِّ وَاجْعَلُوا الَّتِيْ

١٤٦٦۔ حضرت ابو شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں آٹھویں تاریخ سے تین دن پہلے مکہ میں آیا اس حال میں کہ میں متمتع تھا تو مجھ کو بعض لوگوں نے کہا کہ اب تیرا حج کیا ہو گا؟ یعنی اس میں کم ثواب ہو گا کہ تو نے تمتع کیا اب تو حج کا احرام مکے سے باندھے گا تو میں یہ مسئلہ پوچھنے کے لیے عطاء کے پاس گیا سو عطاء نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ اسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا جس دن قربانی ساتھ لی اور اصحاب نے صرف حج کا احرام باندھا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ کعبے کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے احرام اتار ڈالو اور اپنے بال کترواؤ پھر حلال ہو کر مکہ میں ٹھہرے رہو یہاں تک کہ جب آٹھویں ذی الحجہ کا دن ہو تو حج کا احرام باندھ لو اور جس کے ساتھ تم آئے ہو یعنی حج مفرد جس کا تم

قَدِمْتُمْ بِهَا مُتْعَةً فَقَالُوْا كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتْعَةً وَقَدْ سَمَّيْنَا الْحَجَّ فَقَالَ افْعَلُوْا مَا أَمَرْتُكُمْ فَلَوْلَا أَنِّيْ سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِيْ أَمَرْتُكُمْ وَلٰكِنْ لَّا يَحِلُّ مِنِّيْ حَرَامٌ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ فَفَعَلُوْا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ أَبُوْ شِهَابٍ لَيْسَ لَهٗ مُسْنَدٌ إِلَّا هٰذَا.

نے احرام باندھا ہے اس کو متعہ گردانو یعنی عمرہ کر کے احرام اتار ڈالنا اصحاب نے کہا کہ ہم اس کو کس طرح متعہ کر ڈالیں حالانکہ ہم نے اس کا نام حج رکھا اور حج کی نیت سے احرام باندھا یعنی یہ کس طرح درست ہو گا حضرت ﷺ نے فرمایا جیسے میں نے تم کو حکم دیا سو کرو اگر میں اپنے ساتھ قربانی نہ لایا ہوتا تو البتہ کرتا مانند اس کی کہ حکم دیا ہے تم کو لیکن مجھ کو کوئی چیز حلال نہیں ہو گی یعنی جو کہ بہ سبب احرام کے حرام ہوئی ہے یہاں تک کہ قربانی اپنے حلال ہونے کی جگہ منیٰ میں پہنچے پس انہوں نے یوں ہی کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس نے عمرے کا احرام باندھا ہو اور قربانی ساتھ لایا ہو تو وہ حلال نہیں ہوتا یہاں تک کہ قربانی ذبح کرے منیٰ میں، اور شافعیہ اور مالکیہ اس کے مخالف ہیں۔

١٤٦٧ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَعْوَرُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اخْتَلَفَ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَهُمَا بِعُسْفَانَ فِي الْمُتْعَةِ فَقَالَ عَلِيٌّ مَا تُرِيْدُ إِلَّا أَنْ تَنْهٰى عَنْ أَمْرٍ فَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ عَلِيٌّ أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيْعًا.

١٤٦٧۔ حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تمتع میں جھگڑے اور وہ دونوں عسفان میں تھے کہ نام ہے ایک جگہ کا چھتیس میل مکہ سے سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو ایسے فعل سے کیوں منع کرتا ہے جس کو حضرت ﷺ نے کیا پس کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ چھوڑ مجھ کو اپنے آپ سے یعنی مجھ سے جھگڑا نہ کرو سو جب کہ علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ یہی بات حق ہے تو حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا۔

فائدہ: مراد حضرت ﷺ کے کرنے سے یہ ہے کہ آپ نے لوگوں کو اس کے کرنے کا حکم دیا اور باقی بیان اس کا اوپر مذکور ہو چکا ہے فارجع الیہ اور اس باب کی حدیثوں سے ترجمہ کے سب مسئلے ثابت ہوتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے تو فسخ اور افراد معلوم ہوتا ہے اور حضرت ﷺ کی حدیث سے تمتع اور قران معلوم سمجھا جاتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بھی فسخ سمجھا جاتا ہے اور اسی طرح ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی فسخ معلوم ہوتا ہے اور حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی حج اور عمرے کے ساتھ تمتع کرے اور قربانی ساتھ لایا ہو تو وہ احرام سے حلال نہیں ہوتا یہاں تک کہ منیٰ میں قربانی ذبح کرے اور اسی طرح جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اسی پر دلالت

کرتی ہے اور اسی طرح دوسری حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سے معلوم ہوتا ہے کہ تمتع جائز ہے اور اسی طرح جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی، وفيه المطابقة للترجمة۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَبّٰى بِالْحَجِّ وَسَمَّاهُ.

اگر کوئی صرف حج کا تلبیہ کہے اور اس کا نام لے یعنی حج کا تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

١٤٦٨ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَقُولُ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْنَاهَا عُمْرَةً.

١٤٦٨۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کو آئے اور ہم صرف حج کا تلبیہ کہتے کہ لبیک بالحج یعنی ہم نے صرف حج کا احرام باندھا ہوا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا اس کے فسخ کرنے کا سو ہم نے عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے فسخ کرنا حج کا ساتھ عمرے کے کہ عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالے اور یہی قول ہے امام احمد رحمہ اللہ اور ایک جماعت کا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

بَابُ التَّمَتُّعِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تمتع کرنے کا بیان۔

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے اس طرف کہ اس مسئلے میں اختلاف ہے اگرچہ بعد کو جواز پر امر قرار پایا۔ (فتح)

١٤٦٩ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي مُطَرِّفٌ عَنْ عِمْرَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَمَتَّعْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَ الْقُرْاٰنُ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَآءَ.

١٤٦٩۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تمتع کیا اور اس کے جواز کے ساتھ قرآن اترا یعنی ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ﴾ الْاٰيَةَ اور ایک مرد یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے جو اپنی رائے سے چاہا کہا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمتع کرنا درست ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں نے تمتع کیا، وفيه المطابقة للترجمة لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمتع سے منع کرتے تھے تا کہ لوگ افراد پر عمل کریں کہ افراد ان کے نزدیک افضل تھا ان کی یہ غرض نہیں تھی کہ تمتع کرنا جائز نہیں بلکہ درحقیقت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کو جائز رکھتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے بھی موافق عمر رضی اللہ عنہ کے تھی پس تمتع کے اصل جواز میں کسی کو اختلاف نہیں اور اس حدیث میں رد ہے

ان لوگوں پر جو کہتے ہیں کہ جس متعہ سے عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ منع کرتے تھے وہ فسخ کرنا حج کا ہے ساتھ عمرے کے اس لیے کہ اس کے بعض طریقوں میں صریح آ چکا ہے کہ وہ متعہ حج کا تھا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے فسخ کرنا قران کا ساتھ قرآن کے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں اور یہ کہ جائز ہے فسخ کرنا اس کا ساتھ حدیث کے وفیہ اختلاف اور وجہ ولالت کی اس حدیث سے اس طور پر ہے کہ راوی نے کہا کہ آپ نے متعہ سے منع نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تو منع ہو جاتا اور یہی معنی نسخ کا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اجماع ناسخ نہیں ہوسکتا کہ راوی سے وجوہ منع کی آیت اور حدیث میں حصر کریں اور یہ کہ جائز ہے انکار بعض مجتہدین کا بعض پر ساتھ نص کے اور یہ کہ اصحاب بعض احکام میں اجتہاد کرتے تھے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾.

اس آیت کی تفسیر کا بیان کہ یہ حکم قربانی یا دس روزوں کا ہے اس کے ہے جس کے گھر والے نہ رہتے ہوں مسجد حرام کے پاس۔

فائدہ: یعنی حج اور عمرے کے ساتھ تمتع کرنے والے پر اس وقت قربانی آتی کہ مکہ میں نہ رہتا ہو اس واسطے کہ مکے کے رہنے والوں پر قربانی نہیں۔

وَقَالَ أَبُوْ كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْشَرٍ الْبَرَّآءُ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ فَقَالَ أَهَلَّ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ وَأَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأَهْلَلْنَا فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْا إِهْلَالَكُمْ بِالْحَجِّ عُمْرَةً إِلَّا مَنْ قَلَّدَ الْهَدْيَ فَطُفْنَا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَتَيْنَا النِّسَآءَ وَلَبِسْنَا الثِّيَابَ وَقَالَ مَنْ قَلَّدَ الْهَدْيَ فَإِنَّهٗ لَا يَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تمتع کا حکم پوچھا کہ درست ہے یا نہیں سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حجۃ الوداع میں مہاجرین اور انصار اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے حج کا احرام باندھا اور ہم نے بھی حج کا احرام باندھا سو جب ہم مکے کے قریب پہنچے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے حج کے احرام کو عمرہ کر ڈالو مگر جو قربانی ساتھ لایا ہو وہ احرام نہ کھولے سو ہم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی اور پھر ہم نے احرام اتارا اور عورتوں سے صحبت کی اور جدید کپڑے پہنے اور فرمایا کہ جس نے ہدی کے گلے میں ہار ڈالا ہو اس کو احرام کھولنا درست نہیں یہاں تک کہ قربانی اپنے حلال ہونے کی جگہ منیٰ میں پہنچ کر ذبح ہو جائے پھر آٹھویں ذی الحجہ کی ظہر کے بعد

ثُمَّ أَمَرَنَا عَشِيَّةَ التَّرْوِيَةِ أَنْ نُهِلَّ بِالْحَجِّ فَإِذَا فَرَغْنَا مِنَ الْمَنَاسِكِ جِئْنَا فَطُفْنَا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَدْ تَمَّ حَجُّنَا وَعَلَيْنَا الْهَدْيُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ﴾ إِلَى أَمْصَارِكُمْ الشَّاةُ تَجْزِيْ فَجَمَعُوْا نُسُكَيْنِ فِيْ عَامٍ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَنْزَلَهُ فِيْ كِتَابِهِ وَسَنَّهُ نَبِيُّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَاحَهُ لِلنَّاسِ غَيْرَ أَهْلِ مَكَّةَ قَالَ اللَّهُ ﴿ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ وَأَشْهُرُ الْحَجِّ الَّتِيْ ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى فِيْ كِتَابِهِ شَوَّالٌ وَذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحَجَّةِ فَمَنْ تَمَتَّعَ فِيْ هٰذِهِ الْأَشْهُرِ فَعَلَيْهِ دَمٌ أَوْ صَوْمٌ وَالرَّفَثُ الْجِمَاعُ وَالْفُسُوْقُ الْمَعَاصِيْ وَالْجِدَالُ الْمِرَآءُ.

حضرت ﷺ نے ہم کو حج کے احرام باندھنے کا حکم دیا سو جب ہم حج کے افعال سے فارغ ہوئے تو آئے سو ہم نے کعبہ کا طواف کیا او رصفا اور مروہ کے درمیان دوڑے سو ہمارا حج تمام ہوا اور واجب ہوئی ہم پر قربانی ذبح کرنی جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو جو میسر ہو قربانی کرے پھر جس کو میسر نہ ہو تو تین روزے رکھے حج کے دنوں میں اور سات روزے جب پھر کر جاؤ طرف اپنے شہروں کے اور بکری کی قربانی کافی ہے سو لوگوں نے ایک سال میں دو عبادتیں جمع کیں یعنی حج اور عمرہ دونوں ساتھ ہی ادا کیے پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کا حکم اتارا اور حضرت ﷺ نے اس کو مشروع اور مباح کیا سوائے مکے والوں کے اللہ نے فرمایا کہ یہ حکم اس کو ہے جس کے گھر والے نہ رہتے ہوں پاس مسجد حرام کے اور حج کے مہینے جن کو اللہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا شوال ہے اور ذی قعدہ اور ذی الحجہ سو جو کوئی ان مہینوں میں تمتع کرے تو واجب ہوتا ہے دم یعنی ذبح کرنا جانور کا یا روزہ اور رفث کی معنی ہیں عورت سے جماع کرنا اور فسوق کے معنی ہیں گناہ کرنا اور جدال کے معنی لڑائی ہیں۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ حاضری المسجد کے معنی میں سلف کو اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے فقط اہل مکہ ہیں یہ قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اسی کو ترجیح دی ہے طحاوی نے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے اہل حرام ہیں یہ قول طاؤس اور ایک جماعت کا ہے اور یہی ظاہر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جو احرام باندھنے کی جگہوں سے اندر رہتے ہوں وہ مراد ہیں یہ قول مکحول کا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قدیم قول بھی یہی ہے اور جدید قول یہ ہے کہ مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو مسافت قصر سے اندر رہتے ہوں اور یہی قول ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مراد اس سے اہل مکہ ومن حولھا ہیں سوائے اہل مناہل اور سوائے اہل منیٰ اور عرفہ کے اور یہ جو کہا کہ آٹھویں ذی

الحجہ کو ظہر کے بعد حج کا احرام باندھیں سو اس میں رد ہے حنفیہ پر کہ ان کے نزدیک مستحب ہے مقدم کرنا آٹھویں پر اور شافعیہ کے نزدیک خاص ہے استحباب اس کا ساتھ دن ترویہ کے بعد زوال کے اور یہ جو فرمایا کہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے تو مراد اس سے یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں بعد احرام کے پہلے دن نحر کے تین روزے رکھے اور اخیر دن اس کا عرفہ ہے یعنی ساتویں آٹھویں نویں کو رکھے اور اگر ان دنوں میں نہ رکھے تو دن نحر کے بعد تشریق کے تین دنوں میں رکھے یعنی گیارھویں بارھویں تیرھویں یہ قول زہری اور اوزاعی اور مالک کا ہے اور قدیم قول امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی ہے اور جدید قول یہ ہے کہ نہ رکھے کہ تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے اور سات دن جب کہ پھرے طرف اہل اپنے کی یعنی فارغ ہو افعال حج سے اگرچہ مکہ میں ہو اور حنفیہ کے نزدیک اہل مکہ کا متعہ نہیں پس نہ ان پر قربانی ہے اور نہ روزے بعض کہتے ہیں کہ اہل مکہ کو تمتع کرنا درست ہے لیکن ان پر فدیہ نہیں اور جو کوئی غیر اشہر الحج میں عمرہ کرے اس کو متمتع نہیں کہا جاتا اور نہ اس پر دم آتا ہے اور اسی طرح مکہ والے کو بھی جمہور کے نزدیک متمتع نہیں کہا جاتا اور بعض کہتے ہیں کہ جو کوئی حج کے مہینوں میں عمرہ کرے پھر اپنے شہر کی طرف پھر جائے اور وہاں سے پھر آ کر حج کرے یہ قول حسن بصری کا ہے اور یہ مبنی ہے اس بات پر کہ تمتع جمع ہونا حج اور عمرے کا ہے حج کے مہینوں میں لیکن جمہور کے نزدیک تمتع یہ ہے کہ حاجی حج اور عمرے دونوں کو ایک سفر میں جمع کرے حج کے مہینوں میں ایک سال اور یہ کہ عمرہ حج سے پہلے کرے اور یہ کہ مکہ میں رہنے والا نہ ہو اور اگر ان شرطوں میں سے ایک شرط بھی موجود نہ ہو تو وہ تمتع نہیں، انتہی ملخصا۔ (فتح)

بَابُ الْاِغْتِسَالِ عِنْدَ دُخُوْلِ مَكَّةَ. جب کوئی احرام باندھ کر مکہ میں آئے تو غسل کرے۔

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ مکہ میں داخل ہونے کے وقت نہانا سب علماء کے نزدیک مستحب ہے اور اس کے ترک کر فدیہ نہیں اور اکثر کہتے ہیں کہ اس کے بدلے وضو بھی کافی ہے اور شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر غسل سے عاجز ہو تو تیمم کر لے، انتہی۔ (فتح)

١٤٧٠ ـ حَدَّثَنِي يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا دَخَلَ أَدْنَى الْحَرَمِ أَمْسَكَ عَنِ التَّلْبِيَةِ ثُمَّ يَبِيْتُ بِذِيْ طِوًى ثُمَّ يُصَلِّيْ بِهِ الصُّبْحَ وَيَغْتَسِلُ وَيُحَدِّثُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

١٤٧٠۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جب داخل ہوتے نزدیک زمین حرم کے تو لبیک کہنے سے باز رہتے پھر مقام ذی طویٰ میں رات کاٹتے پھر اس میں صبح کی نماز پڑھتے اور غسل کرتے اور حدیث بیان کرتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فعل کرتے یعنی غسل کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکہ میں داخل ہونے کے وقت غسل کرنا مستحب ہے، وفیہ المطابقة للترجمة اور ذی طوی ایک جگہ کا نام ہے قریب مکہ کے اندر حرم کے۔

بَابُ دُخُوْلِ مَكَّةَ نَهَارًا أَوْ لَيْلًا.

دن کو یا رات کو مکے میں داخل ہونے کا بیان۔

١٤٧١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِيْ طُوًى حَتّٰى أَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُهُ.

١٤٧١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ذی طوی میں رات کاٹی یہاں تک کہ صبح کی پھر مکہ میں داخل ہوئے یعنی بعد نماز فجر کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی یہ فعل کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے داخل ہونا مکہ میں دن کو، وفیہ المطابقة للترجمة اور رات کو حضرت ﷺ مکہ میں کبھی داخل نہیں ہوئے مگر عمرہ جعرانہ میں کہ اس میں حضرت ﷺ رات کو مکہ میں داخل ہوئے اور پھر رات ہی میں پلٹ گئے اور نخعی نے کہا کہ لوگ مستحب رکھتے تھے یہ کہ مکہ میں دن کو داخل ہوں اور رات کو نکلیں، انتہی۔ (فتح)

بَابٌ مِنْ أَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ.

کس راہ سے مکہ میں داخل ہو؟۔

١٤٧٢ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى.

١٤٧٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے حضرت ﷺ داخل ہوتے مکہ میں اونچے ثنیہ یعنی پہاڑی کی طرف سے کہ بطحاء میں ہے اور نکلتے نیچے ثنیہ کی طرف سے کہ مکہ سے نیچے ہے۔

بَابٌ مِنْ أَيْنَ يَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ.

مکہ سے کس راہ سے نکل کر اپنے وطن کو جائے؟

١٤٧٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ مِنْ كَدَآءٍ مِّنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا الَّتِيْ بِالْبَطْحَآءِ وَخَرَجَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى قَالَ

١٤٧٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مکہ میں داخل ہوئے کدا یعنی اونچے ثنیہ کی طرف سے جو بطحاء میں ہے اور نیچے ثنیہ کی طرف سے باہر نکلے یعنی ایک راہ سے آتے اور دوسری راہ سے کہ اس کے مقابل ہے جاتے۔

أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ يُقَالُ هُوَ مُسَدَّدٌ كَاسْمِهِ.

١٤٧٤ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا جَآءَ إِلٰى مَكَّةَ دَخَلَ مِنْ أَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ أَسْفَلِهَا.

۱۴۷۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آئے تو بلندی کی طرف سے اس میں داخل ہوئے کہ اس طرف ذی طویٰ اور مقبرہ معلٰی ہے اور اس کے نیچے کی طرف سے نکلے۔

١٤٧٥ ـ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَآءٍ وَخَرَجَ مِنْ كُدًا مِّنْ أَعْلٰى مَكَّةَ.

۱۴۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں کدا کی طرف سے داخل ہوئے کہ ایک پہاڑ ہے نزدیک مکہ کے اور نکلے کدی اونچی طرف مکہ کی سے۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر میں پہلی حدیثوں کے مخالف ہے لیکن کرمانی نے کہا کہ یہ فتح مکہ کا ذکر ہے اور پہلی حدیثوں میں حجۃ الوداع کا ذکر ہے، واللہ اعلم۔

١٤٧٦ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَآءٍ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ قَالَ هِشَامٌ وَكَانَ عُرْوَةُ يَدْخُلُ عَلٰى كِلْتَيْهِمَا مِنْ كَدَآءٍ وَّكُدًا وَأَكْثَرُ مَا يَدْخُلُ مِنْ كَدَآءٍ وَكَانَتْ أَقْرَبَهُمَا إِلٰى مَنْزِلِهِ.

۱۴۷۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں کدا سے اونچی طرف سے داخل ہوئے ہشام نے کہا کہ عروہ دونوں طرف سے داخل ہوتے تھے کدا سے بھی اور کدی سے بھی اور اکثر اوقات کدی سے یعنی داخل ہوتے تھے اور وہ ان کے گھر کی طرف سے نزدیک تھا۔

١٤٧٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ دَخَلَ

۱۴۷۷۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کدا سے اونچی طرف سے داخل ہوئے اور عروہ

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَآءٍ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ وَكَانَ عُرْوَةُ أَكْثَرَ مَا يَدْخُلُ مِنْ كَدَآءٍ وَكَانَ أَقْرَبَهُمَا إِلَى مَنْزِلِهِ.

اکثر اوقات کدا کی طرف سے داخل ہوتے تھے اور وہ ان کے گھر کے بہت نزدیک تھا۔

١٤٧٨ ـ حَدَّثَنَا مُوسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَآءٍ وَكَانَ عُرْوَةُ يَدْخُلُ مِنْهُمَا كِلَيْهِمَا وَكَانَ أَكْثَرَ مَا يَدْخُلُ مِنْ كَدَآءٍ أَقْرَبِهِمَا إِلَى مَنْزِلِهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ كَدَآءٌ وَكُدًا مَوْضِعَانِ.

١٤٧٨۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ میں کدا کی طرف سے داخل ہوئے اور عروہ دونوں طرف سے داخل ہوتے تھے لیکن اکثر اوقات کدی کی طرف سے داخل ہوتے تھے کہ وہ ان کے گھر کے قریب تھا' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کدا اور کدی دو جگہوں کا نام ہے کہ پاس ہیں مکہ کے۔

بَابُ فَضْلِ مَكَّةَ وَبُنْيَانِهَا.

مکہ کی فضیلت اور اس کے بنانے کا بیان۔

وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾.

اور اس آیت کا بیان اور جب ٹھہرایا ہم نے یہ گھر کعبہ جمع ہونے لوگوں کے اور پناہ اور کر رکھو جہاں کھڑا ہوا ابراہیم علیہ السلام نماز کی جگہ اور کہہ دیا ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کو پاک کر رکھو گھر میرا واسطے طواف کرنے والوں کے اور اعتکاف کرنے والوں کے اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے رب! کر اس کو شہر امن کا اور روزی دے اس کے لوگوں کو میوے جو کوئی ان میں سے یقین لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر فرمایا اور جو کوئی منکر ہے اس کو بھی فائدہ دوں گا تھوڑے دنوں پھر اس کو قید کر بلاؤں گا دوزخ کے عذاب میں اور بری جگہ پہنچ ہے اور جب اٹھانے لگا ابراہیم علیہ السلام بنیادیں اس گھر کی اور اسماعیل علیہ السلام اے رب ہمارے قبول کر ہم سے تو ہی ہے اصل سنتا جانتا، اے رب ہمارے! اور کر ہم کو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں بھی ایک امت حکم بردار اپنی اور دکھا ہم کو دستور

حج کرنے کے اور ہم کو معاف کر تو ہی ہے اصل معاف کرنے والا مہربان۔

فائدہ: امن اور پناہ سے مراد یہ ہے کہ اس میں کسی کو لڑنا درست نہیں اور مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم کا نشان ہے وہاں نماز پڑھنی مستحب ہے کہ وہاں سے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ امر استحبابی ہے اس آیت سے مکہ کی بنیاد کا حال معلوم نہیں ہوا لیکن کعبہ کی بنیاد اس کی بنیاد کا سبب ہے پس ضمناً اس کے بنانے کا حال بھی معلوم ہوتا ہے، **وفيه المطابقة للترجمة و كذا الحال في مطابقة احاديث الباب** اور اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ خانہ کعبہ کے اندر ہر نماز پڑھنی درست ہے فرض ہو یا نفل اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ فرض درست نہیں اور جب ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی کہ ہم کو حج کے دستور دکھا تو جبرائیل علیہ السلام اترے اور ان کو طواف اور سعی اور وقوف عرفہ سکھایا پھر مزدلفہ میں آئے پھر منیٰ میں آخر تک۔ (فتح)

١٤٧٩ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ الْحِجَارَةَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ إِزَارَكَ عَلٰى رَقَبَتِكَ فَخَرَّ إِلَى الْأَرْضِ وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ أَرِنِيْ إِزَارِيْ فَشَدَّهُ عَلَيْهِ.

١٤٧٩۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کعبہ بنایا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عباس رضی اللہ عنہ پتھر اٹھا اٹھا کر لے جانے لگے سو عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اپنا تہہ بند مونڈھے پر رکھ لیں یعنی اس لیے کہ جاہلیت کے وقت ننگے ہونا معیوب نہ تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہ بند کھول کر اپنے مونڈھے پر رکھا تا کہ پتھروں کا صدمہ نہ پہنچے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیہوش ہو کر زمین پر گرے اور آپ کی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف لگی رہیں پھر فرمایا کہ میرا تہ بند مجھ کو دو سو آپ نے اپنا تہ بند لے کر باندھا۔

فائدہ: طبرانی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جاہلیت کے وقت کعبہ اس قدر اونچا تھا کہ بکری کا بچہ اوپر سے کود جائے اور اس کے دو کونے تھے سو روم سے ایک کشتی آئی اور جدہ کے پاس آ کر ٹوٹ گئی قریش خبر پا کر نکلے کہ اس کی لکڑی لا کر کعبہ بنائیں اور روم کا ایک آدمی کشتی میں پایا وہ بڑھیا تھا سو لکڑی کو اور اس آدمی کو مکہ میں لائے تا کہ خانہ کعبہ بنائیں سو جب کعبہ کے پاس جاتے تھے تو وہاں سے ایک سانپ منہ کھولے ہوئے نکلتا تھا سو اللہ نے ایک جانور بھیجا کہ اس کو اٹھا کر کہیں جا پھینکے سو قریش نے کعبہ ڈھا کر اس کو پتھروں سے بنایا اور بیس ہاتھ اونچا کیا سو اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تھے اور ان کے ساتھ پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے عباس رضی اللہ عنہما کے کہنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا

تہ بند کھول کر مونڈھے پر رکھا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر لے کر تہ بند باندھا۔ (فتح)

١٤٨٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ أَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمْ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا أَلَمْ تَرَىْ أَنَّ قَوْمَكِ لَمَّا بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ.

١٤٨٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ تو نے نہیں دیکھا کہ تیری قوم یعنی قریش نے جب کہ کعبہ بنایا تو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے کم کر دیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت! آپ اس کو پھر بنایئے ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں یوں ہی کرتا' عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے تو میں نہیں گمان کرتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ نے چھوڑا ہو چومنا ان دو رکنوں کا کہ متصل حطیم کے ہیں مگر اس سبب سے کہ خانہ کعبہ ابراہیم علیہ السلام کی بنادوں پر پورا نہیں ہوا۔

فائدہ: خانہ کعبہ کے دو کونے شام کی طرف ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نہیں چومتے تھے اس سبب سے کہ کعبہ سے کچھ جگہ اتر کی طرف چھوڑی ہوئی ہے باہر عمارت سے پس یہ دو کونے ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر نہیں۔

١٤٨١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَدْرِ مِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا

١٤٨١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا حطیم خانہ کعبہ میں داخل ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے کہا کہ انہوں نے اس کو کعبہ میں داخل کیوں نہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری قوم یعنی قریش کا خرچ کم ہو گیا تھا تو خرچ کی کمی سے اس کو

لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوْهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَ ذٰلِكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوْا مَنْ شَآءُ وْا وَيَمْنَعُوْا مَنْ شَآءُوْا وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوْبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ.

ابراہیم علیہ السلام کی قدیم بنیاد پر نہ بنا سکے اتر کی طرف سات ہاتھ جگہ چھوڑی میں نے کہا کیا حال ہے اس کے دروازے کا کہ بلند کیا گیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کام تیری قوم نے کیا تا کہ جس کو چاہیں اس میں داخل کریں اور جس کو چاہیں باز رکھیں اور اگر تیری قوم کی جاہلیت کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں اس کو کعبہ میں داخل کرتا میں ڈرتا ہوں کہ ان کے دل انکار کریں اس سے کہ میں حطیم کو کعبہ میں داخل کروں اور اس کا دروازہ زمین کے ساتھ ملاؤں تا کہ ہر ایک آدمی کعبہ میں داخل ہو۔

١٤٨٢ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا حَدَاثَةُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ ثُمَّ لَبَنَيْتُهُ عَلٰى أَسَاسِ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّ قُرَيْشًا اسْتَقْصَرَتْ بِنَآءَهُ وَجَعَلْتُ لَهُ خَلْفًا قَالَ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ خَلْفًا يَعْنِيْ بَابًا.

١٤٨٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کو توڑ ڈالتا پھر اس کو ابراہیم علیہ السلام کی قدیم بنیاد پر بناتا کہ بیشک قریش نے اس کی بنیاد میں کمی کی اور میں اس کا دوسری طرح دروازہ بناتا یعنی زمین کے برابر جیسے کہ پہلے گزرا۔

١٤٨٣ - حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا يَزِيْدُ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا يَا عَائِشَةُ لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَأَمَرْتُ بِالْبَيْتِ فَهُدِمَ فَأَدْخَلْتُ فِيْهِ مَا أُخْرِجَ مِنْهُ وَأَلْزَقْتُهُ بِالْأَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهُ بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا فَبَلَغْتُ بِهِ

١٤٨٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ! اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں البتہ کعبہ کے ڈھانے کا حکم کرتا پس ڈھایا جاتا سو جو چیز کہ اس سے نکالی گئی ہے اس کو اس میں داخل کرتا یعنی حطیم کو اور اس کو زمین کے ساتھ ملاتا اور اس کے دو دروازے بناتا ایک پورب کی طرف اور ایک پچھم کی طرف اور اس کو میں ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر پہنچاتا پس یہ فرمان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باعث ہوا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس کے ڈھانے

أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ فَذٰلِكَ الَّذِىْ حَمَلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلٰى هَدْمِهٖ قَالَ يَزِيْدُ وَشَهِدْتُّ ابْنَ الزُّبَيْرِ حِيْنَ هَدَمَهٗ وَبَنَاهُ وَأَدْخَلَ فِيْهِ مِنَ الْحِجْرِ وَقَدْ رَأَيْتُ أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ حِجَارَةً كَأَسْنِمَةِ الْإِبِلِ قَالَ جَرِيْرٌ فَقُلْتُ لَهٗ أَيْنَ مَوْضِعُهٗ قَالَ أُرِيْكَهُ الْآنَ فَدَخَلْتُ مَعَهُ الْحِجْرَ فَأَشَارَ إِلٰى مَكَانٍ فَقَالَ هَا هُنَا قَالَ جَرِيْرٌ فَحَزَرْتُ مِنَ الْحِجْرِ سِتَّةَ أَذْرُعٍ أَوْ نَحْوَهَا.

پر یزید نے کہا کہ میں حاضر تھا جب کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ (نواسہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) نے کعبہ کو ڈھایا اور اس کو از سر نو بنایا اور حطیم اس میں داخل کیا اور دیکھی میں نے بنیاد ابراہیم علیہ السلام کی پتھر مانند کوہان اونٹوں کی' جریر نے کہا کہ میں نے یزید سے کہا کہ بنیاد ابراہیم علیہ السلام کی کس جگہ سے ہے؟ اس نے کہا کہ میں تجھ کو وہ جگہ اب دکھاتا ہوں سو میں اس کے ساتھ حطیم میں داخل ہوا سو اس نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد اس جگہ ہے' جریر نے کہا کہ میں نے حطیم سے اندازہ کیا چھ ہاتھ یا مانند اس کی۔

فائدہ: جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو شام کا لشکر یزید بن معاویہ کی طرف سے ابن زبیر کے ساتھ لڑنے کو آیا سو یزید کے لشکر نے منجنیق سے کعبہ میں پتھر پھینکے اور آگ سے اس کو جلایا پھر جب یزید کا لشکر پلٹ گیا یزید کی موت سننے سے تو عبداللہ بن زبیر نے کعبہ کو ڈھا کر از سر نو بنایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حطیم کو اس میں داخل کیا اور اس کے دو دروازے بنائے ایک شرقی اور ایک غربی کہ ایک سے لوگ داخل ہوتے تھے اور دوسرے سے نکلتے تھے پھر جب عبدالملک بن مروان کے عہد میں حجاج اس کی طرف سے مکہ کا حاکم ہوا تو اس نے عبدالملک کے حکم سے حطیم کو کعبہ سے پھر باہر نکالا اور اس کا غربی دروازہ بھی بند کر دیا اور سابق بنا پر اس کو پھر بنایا کہتے ہیں کہ عبدالملک نے اس بات پر پھر بہت افسوس کیا کہ میں نے حجاج کو اس کی اجازت کیوں دی اور کہتے ہیں کہ کعبہ کے پرنالے سے لے کر حطیم کے انتہا تک سترہ ہاتھ جگہ ہے اور ایک ہاتھ کا ثلث سو اس میں سے دو ہاتھ اور ثلث ہاتھ کا حطیم کی دیوار چوڑی ہے اور باقی پندرہ ہاتھ جگہ حطیم کے اندر ہے پھر بعض کہتے ہیں کہ تمام حطیم کعبہ کے اندر داخل ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ تمام حطیم کعبہ کے اندر داخل نہیں بلکہ جس قدر اس میں سے کعبہ کے اندر داخل ہے وہ فقط سات ہاتھ کے برابر ہے اور باقی جگہ زائد ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے ترک کرنا مستحب امر کا اس خوف سے کہ بعض لوگوں کے فہم اس سے قاصر رہیں اور یہ کہ حاکم باز رہے ایسے امر سے کہ لوگ اس سے انکار کریں اور ضرر پیدا ہونے کا خوف ہو ان کے دین میں یا دنیا میں اور یہ کہ دفع مفسدہ کو مصلحت پر مقدم کیا جائے اور جب مفسدہ کا خوف نہ ہو تو مصلحت پر عمل کیا جائے، انتہیٰ ملخصا۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الْحَرَمِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِىْ

زمین حرم کی فضیلت کے بیان میں اور اس آیت کا بیان کہ سوائے اس کے نہیں کہ مجھ کو حکم ہوا یہ کہ عبادت کروں

حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ وَّأُمِرْتُ أَنْ أَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰى إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾.

رب اس شہر کے کی جس کو اللہ نے حرم کیا اور واسطے اسی کے ہے ہر چیز اور مجھ کو حکم ہوا یہ کہ ہوں میں فرمانبرداروں سے' اور اس آیت کا بیان کہ کیا ہم نے جگہ نہیں دی حرم کعبہ میں کہ وہ امن دینے والا ہے ان کو قتل وغیرہ سے کھینچے جاتے ہیں طرف اس کی میوے ہر چیز کے اس حال میں کہ وہ روزی ہے ہمارے طرف سے لیکن بہت کافر نہیں جانتے۔

فائدہ: ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ حرم کعبہ کی بڑی فضیلت ہے اس لیے کہ پہلی آیت میں ربوبیت کی نسبت مکے کی طرف کی ہے اور وہ نسبت واسطے شرافت کی ہے اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اس کو امن کی جگہ کیا کہ اس میں لڑائی اور لوٹ سے امن ہے، **وفيه المطابقة للترجمة.**

١٤٨٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللهُ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا.

١٤٨٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ بیشک یہ شہر اللہ نے حرام کیا ہے اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور اس کا شکار نہ ہانکا جائے اور اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر وہ شخص جو مشہور کرے اس کو لوگوں میں یعنی اگر مشہور کرنے کی غرض سے اٹھائے تو درست ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکہ کی بڑی فضیلت ہے کہ اس کے درخت وغیرہ کو چھیڑنا درست نہیں، **وفيه المطابقة للترجمة.**

بَابُ تَوْرِيْثِ دُوْرِ مَكَّةَ وَبَيْعِهَا وَشِرَآئِهَا وَأَنَّ النَّاسَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ سَوَآءٌ خَاصَّةً لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَآءً الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ

مکہ کے گھروں کا وارث کرنا اور ان کا بیچنا اور خریدنا درست ہے، اور یہ کہ سب لوگ برابر ہیں مسجد حرام میں خاص کر واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ جو لوگ منکر ہوئے اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ادب والی مسجد سے جو ہم نے بنائی سب لوگوں کے واسطے برابر ہے اس میں رہنے والا اور باہر کا یعنی اہل مکہ وغیرہ اس میں سب

بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾.

برابر ہیں کسی کا زیادہ حق نہیں اور جو اس میں چاہے ٹیڑی راہ شرارت سے تو اس کو ہم چکھائیں گے ایک دکھ کی مار

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مکہ تمام مباح ہے نہ اس کے گھروں کا بیچنا درست ہے اور نہ کرائے پر دینا درست ہے اور یہی منقول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری کا اور جمہور علماء کے نزدیک مکہ کے گھروں کو بیچنا اور خریدنا درست ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف کا اور یہی مختار ہے نزدیک طحاوی کے سو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اس باب سے اشارہ کرنا ہے طرف اس کی کہ مجاہد اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا قول اس باب میں ضعیف ہے، اور اس میں اختلاف ہے کہ اس آیت میں مسجد حرام سے کون جگہ مراد ہے بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے فقط مسجد حرام ہے جو نماز کی جگہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے تمام حرم ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ مراد اس سے فقط مسجد مکہ کی ہے جو کعبہ کے گرد محیط ہے اور جس میں نماز جماعت ہوتی ہے اس واسطے کہ اگر مراد اس سے تمام حرم لیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ اس میں کنواں اور قبر کھودنا اور پاخانے' پیشاب بیٹھنا بھی درست نہ ہو اور اسی طرح اس سے لازم آتا ہے کہ اس میں حائض اور جنبی کو داخل ہونا درست نہ ہو حالانکہ اس میں پاخانے اور پیشاب بیٹھنا اور حائض اور جنبی کا اس میں داخل ہونا بالاتفاق درست ہے اور اگر مسجد حرام سے مراد سب حرم ہوتا تو مکہ کے گھروں میں بھی اعتکاف بیٹھنا درست ہوتا حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں' انتہی ملخصا (فتح) پس معلوم ہوا کہ حرم میں سب لوگ برابر نہیں بلکہ جو جگہ جس کی ہے وہی اس کا مالک ہے غیر کا اس میں کچھ حق نہیں پس جائز ہے مالک کو بیچنا اور اس کا خریدنا، وفیه المطابقة للترجمة.

قَالَ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ الْبَادِيَ الطَّارِئُ مَعْكُوفًا مَحْبُوسًا.

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بادی (جو اس آیت میں واقع ہوا ہے) کے معنی طاری ہیں یعنی مسافر اور معکوفا (یہ بھی قرآن کا لفظ ہے) کے معنی محبوسا ہیں یعنی روکی گئی۔

١٤٨٥ ـ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيْنَ تَنْزِلُ فِيْ دَارِكَ بِمَكَّةَ فَقَالَ وَهَلْ تَرَكَ عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ أَوْ دُورٍ وَكَانَ عَقِيلٌ

١٤٨٥۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ مکہ میں اپنے گھر میں اتریں گے؟ فرمایا عقیل نے کوئی گھر اور مکان چھوڑا ہے؟ اور عقیل اور طالب ابو طالب کے وارث ہوئے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ ابو طالب کی کسی چیز کے وارث نہ ہوئے اس واسطے کہ وہ دونوں مسلمان تھے اور عقیل اور طالب کافر تھے۔

وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا شَيْئًا لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ وَكَانَ عَقِيْلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانُوْا يَتَأَوَّلُوْنَ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَنَصَرُوْا أُولٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾ الْاٰيَةَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ نُسِبَتِ الدُّوْرُ إِلٰى عَقِيْلٍ وَتُوْرَثُ الدُّوْرُ وَتُبَاعُ وَتُشْتَرٰى.

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا' اور ابن شہاب نے کہا کہ سلف اس آیت کی تفسیر یہ کرتے تھے کہ جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑے اور لڑے اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ گھروں کی نسبت عقیل کی طرف کی گئی اور وارث کیے جاتے ہیں گھر اور بیچے جاتے ہیں اور خریدے جاتے ہیں۔

فائدہ: ابو طالب کے چار بیٹے تھے عقیل اور طالب اور جعفر اور علی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ میں ہجرت کی تو علی رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اس واسطے کہ وہ مسلمان ہو چکے تھے اور عقیل اس وقت تک ایمان نہ لایا تھا اس سبب سے مکہ میں رہ گیا اور اپنے باپ کا وارث ہوا اور مکانات بیچ ڈالے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکہ کے گھروں کو بیچنا اور خریدنا درست ہے، وفيه المطابقة للترجمة. ابتدائے اسلام میں مہاجرین اور انصار آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے پھر یہ حکم منسوخ ہوا ساتھ اخیر آیت کے ﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ﴾ یعنی ولایت سے مراد ولایت وراثت کی ہے پس میراث وہی لے گا جو ناتے والا ہے اگرچہ رفاقت قدیم دوسروں سے ہو اور مقصود ابن شہاب کا اس آیت سے یہ ہے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اس لیے کہ اخیر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک آدمی مسلمان ہو کر ہجرت نہ کریں تب تک ایک دوسرے کا وارث نہیں ہو سکتا جیسے کہ اخیر آیت میں ہے ﴿حَتّٰى يُهَاجِرُوْا﴾ وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ نُزُوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں اترنے کا بیان کہ مکہ میں آپ کس جگہ اترے تھے؟۔

١٤٨٦ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

١٤٨٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَرَادَ قُدُوْمَ مَكَّةَ مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ.

نے فرمایا جب کہ مکہ میں آنے کا ارادہ کیا انشاء اللہ تعالیٰ کل منزل ہماری خیف بنی کنانہ میں ہوگی یعنی محصب میں جس جگہ کہ کافروں نے آپس میں قسمیں کھائیں تھیں۔

١٤٨٧ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَدِ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ بِمِنًى نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ يَعْنِيْ ذٰلِكَ الْمُحَصَّبَ وَذٰلِكَ أَنَّ قُرَيْشًا وَكِنَانَةَ تَحَالَفَتْ عَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ وَبَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَوْ بَنِي الْمُطَّلِبِ أَنْ لَّا يُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا يُبَايِعُوْهُمْ حَتّٰى يُسْلِمُوْا إِلَيْهِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سَلَامَةُ عَنْ عُقَيْلٍ وَيَحْيَى بْنُ الضَّحَّاكِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ وَقَالَا بَنِيْ هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بَنِي الْمُطَّلِبِ أَشْبَهُ.

١٤٨٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا قربانی کے اگلے دن یعنی تیرھویں ذی الحجہ کو اور حالانکہ آپ منیٰ میں تھے کہ کل ہم خیف بنی کنانہ میں اتریں گے یعنی محصب میں جس جگہ کہ کافروں نے قسم کھائی تھی اور یہ واقعہ اس طور سے ہے کہ قوم قریش اور قوم کنانہ (عرب کی قوموں کے نام ہیں) نے آپس میں بنی ہاشم پر اور بنی عبدالمطلب یا بنی مطلب پر قسم کی تھی اس پر کہ نہ ان سے نکاح کریں گے اور نہ ان سے خرید و فروخت کریں گے یہاں تک کہ وہ حضرت ﷺ کو ان کے حوالے کر دیں۔

فائدہ: ہجرت سے پہلے جب حضرت ﷺ مکہ میں تھے تو قریش اور بنی کنانہ نے محصب میں اس بات پر قسم کھائی تھی کہ بنی ہاشم اور عبدالمطلب سے شادی بیاہ نہ کریں اور ان سے کسی چیز کی خرید و فروخت نہ کریں یہاں تک کہ وہ تنگ ہو کر حضرت ﷺ کو ان کے حوالے کر دیں چنانچہ تین برس حضرت ﷺ اور حضرت ﷺ کی برادری کے لوگ خواہ مسلمان، خواہ کافر ایک مکان میں گھیرے رہے آگ پانی تک وہ لوگ ان کو نہ دیتے تھے کھانے کا تو کیا ذکر ہے آخر کو اللہ تعالیٰ نے ان میں پھوٹ ڈالی اور حضرت ﷺ نے خبر دی تھی کہ عہد نامہ کو کیڑا کھا گیا ہے جب کفار نے

دیکھا تو جیسے آپ نے فرمایا تھا ویسے ہی پایا تب کفار شرمندہ ہو کر اپنے عہد و پیمان سے باز آئے جب ہجرت کے بعد مکہ فتح ہوا اور حضرت ﷺ حجۃ الوداع میں تشریف لائے تب یہ حدیث فرمائی تا کہ اللہ کا احسان یاد پڑے اور محصب کو بطحاء اور ابطح بھی کہتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ أَنْ نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَإِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَإِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ رَبَّنَا إِنِّيْ أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ﴾ الْاٰيَةَ.

اس آیت کا بیان کہ جس وقت کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے رب! کر اس شہر کو امن کا اور بچا مجھ کو اور میری اولاد کو اس سے کہ ہم پوجیں مورتیں اے رب! انہوں نے بہکایا بہت لوگوں کو سو جو کوئی میری راہ چلا سو وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا سو تو بخشنے والا مہربان ہے، اے رب! میں نے بسائی ہے ایک اولاد اپنے میدان میں جہاں کھیتی نہیں تیرے ادب والے گھر کے پاس، اے رب ہمارے! تا کہ قائم رکھیں نماز سو رکھ بعض لوگوں کے دل جھکتے ان کی طرف اور روزی دے ان کو میووں سے شاید وہ شکر کریں۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں کوئی حدیث بیان نہیں کی شاید اشارہ کیا طرف حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ ابراہیم علیہ السلام کے قصے میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کی ماں کے ساتھ اس جنگل میں چھوڑ کر چلے گئے کما سیاتی مبسوطا، انشاء اللہ تعالٰی.

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾.

اس آیت کا بیان کہ اللہ نے کیا ہے کعبہ یہ گھر بزرگی کا ٹھہراؤ لوگوں کے واسطے اور مہینہ بزرگی کا اور قربانی لے جانے اور گلے میں لٹکن والیاں اس واسطے کہ تم سمجھو کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمان مین اور زمین میں اور ہر چیز کو اللہ جانتا ہے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد قیاما سے قواما ہے یعنی جب تک کعبہ موجود رہے گا تب تک دین قائم رہے گا یہی نکتہ ہے اس حدیث کے لانے میں کہ اخیر زمانے میں کعبہ خراب ہو جائے گا اور حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ لوگ دین پر قائم رہیں گے جب تک کہ کعبہ کا حج کرتے رہیں گے اور قبلے کی طرف منہ کرتے رہیں گے۔

١٤٨٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

١٤٨٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

سُفْيَانُ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ.

نے فرمایا ڈھائے گا کعبہ کو ایک حبشی چھوٹی پتلی پنڈلیاں والا یعنی قیامت کے قریب ایسے ناپاک ضعیف الخلقہ کے ہاتھ سے کعبہ خراب ہوگا۔

١٤٨٩ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ هُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانُوا يَصُومُونَ عَاشُورَآءَ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ وَكَانَ يَوْمًا تُسْتَرُ فِيهِ الْكَعْبَةُ فَلَمَّا فَرَضَ اللَّهُ رَمَضَانَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَآءَ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَآءَ أَنْ يَتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكْهُ.

١٤٨٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ عاشورا کا روزہ رکھا کرتے تھے پہلے فرض ہونے رمضان کے سے اور عاشورا کے دن کعبہ کو کپڑا پہنایا جاتا تھا واسطے تعظیم کے سو جب اللہ نے رمضان کا روزہ فرض کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عاشورا کے دین یعنی محرم کی دسویں تاریخ کو جو چاہے رزہ رکھنا سو رکھے اور جو چھوڑنا چاہے سو چھوڑ دے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاہلیت کے وقت لوگ ہمیشہ کعبہ کی تعظیم کیا کرتے تھے کہ اس پر غلاف پہناتے تھے اور اس کا ادب کرتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر سال عاشورا کے دن اس کو غلاف پہنایا جاتا تھا، وفيه المطابقة للترجمة.

١٤٩٠ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عُتْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيُحَجَّنَّ الْبَيْتُ

١٤٩٠۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک کعبہ کا حج اور عمرہ ادا ہوا کرے گا بعد نکلنے یاجوج اور ماجوج کے۔

وَلَيُعْتَمَرَنَّ بَعْدَ خُرُوْجِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ
تَابَعَهٗ اَبَانُ وَعِمْرَانُ عَنْ قَتَادَةَ وَقَالَ عَبْدُ
الرَّحْمٰنِ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ
حَتّٰى لَا يُحَجَّ الْبَيْتُ وَالْاَوَّلُ اَكْثَرُ سَمِعَ
قَتَادَةُ عَبْدَ اللّٰهِ وَعَبْدُ اللّٰهِ اَبَا سَعِيْدٍ.

فائدہ: یعنی یاجوج ماجوج کے ہلاک ہونے کے بعد بھی اسلام قائم رہے گا حج اور عمرہ ادا ہوگا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ کعبہ کا حج نہ کیا جائے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اول روایت اکثر ہے باعتبار روات کے اس کے راوی بہت ہیں۔

فائدہ: پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کی نشانیوں کے بعد کعبہ کا حج ہوگا اور دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد اشراط کے حج نہیں ہوگا سو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پہلی حدیث کو ترجیح ہے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ یاجوج کے بعد حج کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرب قیامت کے کسی وقت میں حج کرنا منع ہو۔ (فتح)

بَابُ كِسْوَةِ الْكَعْبَةِ. کعبہ کے لباس خرچ کرنے کا بیان۔

فائدہ: احتمال ہے کہ کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد اس باب سے یہ ہو کہ کعبے کو لباس پہنانا اور اس پر غلاف چڑھانا درست ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ کعبے کے لباس کو لوگوں پر تقسیم کرنا درست ہے اور پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جاہلیت کے وقت میں بھی ہمیشہ دستور تھا کہ لوگ کعبے کو لباس پہناتے تھے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے کعبے کو کس نے لباس پہنایا ایک روایت میں آیا ہے کہ سب سے پہلے کعبے کو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے لباس پہنایا اور ایک روایت میں ہے کہ عدنان نے اور ایک روایت میں ہے کہ تبع نے لیکن اصل یہ ہے کہ سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کعبے کو لباس پہنایا تھا پھر اس کے بعد ہمیشہ ملوک اور سلاطین وغیرہ کعبے کو لباس پہناتے رہے اور ایک روایت میں ہے کہ جاہلیت کے وقت کعبے کو انطاع کہ ایک قسم کا کپڑا ہے پہنایا جاتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یمن کے کپڑے پہنائے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو قباطی (ایک قسم کا کپڑا ہے) پہنایا پھر ان کے بعد حجاج نے اس کو دیباج پہنایا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قباطی اور جبرہ پہنایا اور اسی طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اور اسی طرح کی بہت روایتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ بعد اس کے لباس عمدہ عمدہ نفیس اور قیمتی لباس پہناتے رہے انتھی ملخصا (فتح) لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے بھی کچھ لوگ لباس پہناتے رہے اور

حضرت ﷺ کے وقت میں بھی اس کو لباس پہناتے رہے اور حضرت ﷺ نے کسی کو اس سے منع نہ کیا بلکہ اس کو ثابت رکھا بلکہ خود بذات شریف بھی اس کو لباس پہنایا اس سے معلوم ہوا کہ کعبے کو لباس پہنانا درست ہے اور جائز ہے پہنانا دیباج کا کعبے کو بالا جماع لیکن چاندی سونے کے زیور پہنانے کو اکثر علماء جائز نہیں رکھتے اور بعض جائز رکھتے ہیں اور یہی حکم ہے سونے چاندی کی قندیلوں کے لٹکانے کا کہ ان کا کعبے میں لٹکانا بعض کے نزدیک درست ہے اور بعض کے نزدیک درست نہیں۔

١٤٩١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا وَاصِلُ الْأَحْدَبُ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ قَالَ جِئْتُ إِلٰى شَيْبَةَ ح و حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ قَالَ جَلَسْتُ مَعَ شَيْبَةَ عَلَى الْكُرْسِيِّ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ لَقَدْ جَلَسَ هٰذَا الْمَجْلِسَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَّا أَدَعَ فِيْهَا صَفْرَآءَ وَلَا بَيْضَآءَ إِلَّا قَسَمْتُهُ قُلْتُ إِنَّ صَاحِبَيْكَ لَمْ يَفْعَلَا قَالَ هُمَا الْمَرْءَانِ أَقْتَدِيْ بِهِمَا.

١٤٩١۔ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں شیبہ کے ساتھ کعبے میں کرسی پر بیٹھا سو شیبہ نے کہا کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی جگہ بیٹھے تھے سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے قصد کیا کہ نہ چھوڑوں کعبے میں سونا اور نہ چاندی مگر کہ اس کو لوگوں پر تقسیم کردوں میں نے کہا (یہ قول شیبہ کا ہے) کہ تیرے دونوں ساتھیوں یعنی حضرت ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کیا یعنی اس کو لوگوں میں تقسیم نہیں کیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دو مرد کامل تھے میں ان کی پیروی کرتا ہوں اگر انہوں نے یہ مال تقسیم نہیں کیا تو میں بھی اس کو تقسیم نہیں کرتا۔

فائدہ: بیان اس کا یہ ہے کہ لوگ کعبے کی تعظیم کے واسطے بہت مال کعبے میں ہدیہ بھیجتے تھے اور بہت کچھ اس کی نذر کرتے تھے سو جو مال ربانوں کی حاجت سے زائد ہوتا وہ صندوق میں جمع رہتا تھا یہاں تک کہ اسی طرح سے بہت مال جمع ہوگیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس مال کو مسلمانوں پر تقسیم کردیں شیبہ کعبے کا دربان تھا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تقسیم نہیں کیا تب عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو تقسیم نہ کیا اور دربانوں ہی کے سپرد کردیا کہ جہاں چاہیں خرچ کریں لیکن اس حدیث میں کعبے کے لباس کا ذکر نہیں کہ باب کے موافق ہو لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہ ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے چاندی سونے کا خرچ کرنا درست جانا تو کعبے کے لباس کا بھی یہی حکم ہوگا کہ اس کو تقسیم کرنا بھی جائز ہوگا بلکہ جو لباس حاجت سے زائد ہو اس کا تقسیم کرنا بطریق اولیٰ درست ہوگا اور احتمال ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہ ہو کہ کعبے کو لباس پہنانا درست ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ کعبے کی تعظیم کے واسطے ہمیشہ اس میں مال رکھا جاتا ہے زینت کے واسطے پس اسی طرح لباس بھی درست ہوگا یا اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا ہو کہ اس

کے بعض طریقوں میں مسئلہ باب کا ثابت ہے سو جب یہ بات ثابت ہو چکی تو احتمال ہے کہ مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہو کہ کعبے کے لباس کو لوگوں پر تقسیم کرنا درست ہے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہ نکلوں گا یہاں تک کہ کعبے کا مال تقسیم کردوں اور لباس کو بھی مال کہا جاتا ہے اور ظاہر یہ بات ہے کہ کعبے کے پرانے کپڑے تقسیم کرنے جائز ہیں تا کہ تلف نہ ہوں اور پرانے کپڑے سے کچھ خوب صورتی حاصل نہیں ہوتی اور عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصالح مسلمین میں مال کا صرف کرنا افضل ہے کعبے کے لباس میں خرچ کرنے سے لیکن ان زمانوں میں کعبے کو لباس پہنانا بہت ضروری ہے اور فاکہی نے کتاب مکہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ شیبہ کعبے کا دربان میرے پاس آیا اور کہا کہ اے مومنوں کی ماں! کعبے کے کپڑے ہمارے پاس بہت جمع ہو جاتے ہیں سو ہم بہت گہرے گڑھے کھود کر ان میں ان کو دفن کر دیتے ہیں تا کہ ان کو کوئی حائض اور جنبی نہ پہنے عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا برا کیا تو نے بلکہ اس کو بیچ کر ان کی قیمت اللہ کی راہ میں اور محتاجوں میں خرچ کر اس واسطے کہ جب کعبے سے لباس اتار لیا جائے تو پھر ہر شخص کو اس کا پہننا درست ہے خواہ جنبی ہو یا حائض ہو سو شیبہ ان کو بیچنے کے لیے یمن میں بھیج دیتے تھے پس وہاں بیچے جاتے تھے پھر جس جگہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں اس جگہ ان کی قیمت خرچ کی جاتی تھی اور نیز فاکہی نے روایت کی ایک مرد سے کہ میں نے شیبہ دربان کو دیکھا کہ کعبے کا لباس مسکینوں پر تقسیم کرتے تھے جو اس سے گر پڑتا اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ہر سال کعبے کا لباس اتار لیتے تھے اور اس کو حاجیوں پر تقسیم کر دیتے تھے سو شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف اشارہ کیا ہو، انتہی ملخصا۔ (فتح) اور کعبے کے لباس خریدنے میں علماء کو اختلاف ہے شافعیہ کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے خریدنا کسی چیز کا پردے اس کے سے اور لے جانا اس کا دوسری جگہ میں اور بیچنا اس کا اور رکھنا اس کا درمیان قرآن کے اور اگر کوئی کسی قسم کا تصرف اس میں کرے تو واجب ہے رد کرنا اس کا اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ اس کا خریدنا درست ہے اور اقوال اس میں مختلف ہیں اور صحیح قول یہی ہے کہ اس کا بیچنا اور خریدنا درست ہے۔

بَابُ هَدْمِ الْكَعْبَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُوْ جَيْشُ الْكَعْبَةَ فَيُخْسَفُ بِهِمْ.

کعبے کو ڈھانے کا بیان یعنی اخیر زمانے میں کعبہ خراب ہو جائے گا، عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑنے آئے گا ایک لشکر کعبے سے یعنی کعبے پر چڑھ آئیں گے تا کہ اس کو خراب کریں سو وہ سب زمین میں دھنسائے جائیں گے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری اس طور سے ہے کہ ایک لشکر کعبے سے لڑنے آئے گا سو وہ جب زمین کے میدان میں ہوں گے تو اللہ ان کے اگلے پچھلوں کو زمین میں دھنسا دے گا پھر قیامت میں اٹھیں گے اپنی اپنی نیت پر اس سے معلوم ہوا کہ کعبے سے کئی بار لشکر لڑنے آئے گا ایک بار تو اللہ ان کو کعبے میں پہنچنے سے پہلے ہی ہلاک کر دے گا اور ایک بار وہ

کعبے کو ڈھائیں گے اور ظاہر یہ ہے کہ کعبے کو ڈھانے والوں کی لڑائی اخیر ہوگی پہلوں سے۔

١٤٩٢ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْأَخْنَسِ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَأَنِّي بِهِ أَسْوَدَ أَفْحَجَ يَقْلَعُهَا حَجَرًا حَجَرًا.

١٤٩٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جیسے کہ میں دیکھتا ہوں ایک مرد کو کہ سیاہ ہے اور اس کی دونوں پنڈلیوں کے درمیان فرق ہے کہ کعبے کو کھود کر پتھر پتھر جدا کر دے گا۔

١٤٩٣ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ.

١٤٩٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ڈھائے گا کعبے کو ایک حبشی چھوٹی پتلی پنڈلیوں والا۔

فائدہ: ایک اور روایت میں آیا ہے کہ رکن اور مقام کے درمیان ایک مرد سے بیعت ہوگی اور نہ حلال کریں گے لڑنے کو کعبے میں مگر رہنے والے اس کے سو جب اس کو حلال جانیں گے تو پھر عرب کی ہلاکت کا حال مت پوچھ پھر حبشی آئیں گے اور کعبے کو ڈھائیں گے اور اس کے بعد کعبہ کبھی آباد نہ ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ یہ حدیث مخالف ہے اس آیت کے ﴿اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا﴾ یعنی کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو امن کی جگہ کی ہے اور نیز اللہ تعالیٰ نے ہاتھی والوں کو مکہ سے روکا اور وہ کعبے کو ڈھانے پر قدرت نہ پا سکے اور پہلے کبھی آج تک ایسا نہیں ہوا پھر حبشی کعبے پر کس طرح غالب آجائیں گے بعد اس کے کہ وہ مسلمانوں کا قبلہ ہو چکا ہے؟ سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ محمول ہے اخیر زمانے پر کہ یہ معاملہ قیامت کے قریب واقع ہوگا جب کہ زمین میں کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہے گا اور پہلے بھی اس میں کئی بار لڑائی ہو چکی ہے جیسے کہ یزید کے زمانے میں اہل شام نے کعبے سے آ کر لڑائی کی اور اس لڑائی کے بعد بھی اس میں کئی بار لڑائی ہو چکی ہے سب سے بڑی لڑائی قراسط کی ہے جو تین سو ہجری کے بعد واقع ہوئی کہ قراسط کعبے پر چڑھ آئے اور طواف کی جگہ میں مسلمانوں کو اس قدر قتل کیا جس کا کچھ شمار نہیں اور حجر اسود کو اکھاڑ کر اپنے ملک میں لے گئے پھر بڑی مدت کے بعد اس کو پھر لائے پھر اس کے بعد بھی کعبے میں کئی بار لڑائی ہوئی اور یہ سب اس آیت کے مخالف نہیں اس واسطے کہ یہ سب کچھ مسلمانوں کے ہاتھ سے واقع ہوا نہ کہ کافروں کے ہاتھ سے اور آیت میں ایسی کوئی چیز نہیں جو دلالت کرے اس پر کہ اس میں ہمیشہ امن رہے گا، انتہی ملخصا۔ (فتح)

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ. حجر اسود کا بیان۔

فائدہ: حجرِ اسود کے بیان میں بہت حدیثیں وارد ہو چکی ہیں از آنجملہ ایک حدیث یہ ہے جو کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک حجر اسود اور مقام ابراہیم دونوں یاقوت ہیں بہشت کے یاقوتوں سے اللہ نے ان دونوں کا نور دور کر دیا اور اگر ان کا نور دور نہ کرتا تو البتہ روشن کرتے اس چیز کو کہ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے یعنی سارے جہان کو اور از آنجملہ یہ حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ حجر اسود کو اٹھائے گا اس حال میں کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی کہ ان سے دیکھے گا اور زبان ہوگی کہ اس سے کلام کرے گا گواہی دے گا اس شخص کے لیے چوما ہوگا اس کو ساتھ حق کے یعنی ایمان سے اور واسطے طلب ثواب کے۔

١٤٩٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَّا تَضُرُّ وَلَا تَنفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ.

١٤٩٤۔ حضرت عابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے اور اس کو چوما اور کہا کہ بیشک میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ نقصان پہنچاتا ہے اور نہ نفع اور اگر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا کہ تو تجھ کو چومتے تھے تو میں تجھ کو کبھی نہ چومتا۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ نفع پہنچاتا ہے اور ضرر دیتا ہے اور کہا کہ جب اللہ نے آدم کی اولاد سے عہد لیا تو اس کو ایک کاغذ میں لکھ کر حج اسود میں رکھ دیا پھر وہ حدیث بیان کی کہ اس کی زبان ہوگی آخر تک لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات اس واسطے کہی کہ لوگ تازہ اسلام لائے تھے اور ان کے بت پوجنے کا زمانہ قریب تھا تو ان کو خوف ہوا کہ جاہل یہ گمان نہ کریں کہ حجر اسود کا چومنا بعض پتھروں کے تعظیم کے قبیل سے ہے جیسے کہ جاہلیت میں عرب کرتے تھے سو عمر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ لوگوں کو خبر دیں کہ حجر اسود کا چومنا صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی وجہ سے ہے نہ اس واسطے کہ پتھر نفع اور نقصان دیتا ہے جیسے کہ اہل جاہلیت کا بتوں کے حق میں اعتقاد تھا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی امور دین میں حکم الٰہی کی تسلیم اختیار کرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی پیروی کرے اگرچہ اس کی حکمت اس کو معلوم نہ ہو اور نہ طلب کرے علت اس کی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حجر اسود میں ذات الٰہی کا کوئی خاصہ نہیں اور یہ کہ جب امام اپنے فعل سے کسی کے اعتقاد کے فساد کا خوف کرے تو اس کام کو جلدی بیان کر دے اور یہ کہ جس چیز کو چومنے میں شرع وارد نہیں ہوئی اس کا چومنا مکروہ ہے، انتہی ملخصا۔ (فتح)

بَابُ إِغْلَاقِ الْبَيْتِ وَيُصَلِّي فِي أَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَآءَ.

کعبے کا دروازہ بند کرنا اور اس کے اندر نماز پڑھنی جس طرف کو چاہے یعنی اس کے اندر ہر طرف نماز پڑھنی درست ہے۔

١٤٩٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَأَغْلَقُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَلَمَّا فَتَحُوْا كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ وَلَجَ فَلَقِيْتُ بِلَالًا فَسَأَلْتُهُ هَلْ صَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.

١٤٩٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم چاروں کعبے میں داخل ہوئے اور اس کا دروازہ اندر سے بند کیا پھر جب انہوں نے دروازہ کھولا تو سب سے پہلے میں اندر آیا اور بلال رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر نماز پڑھی ہے؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں پڑھی ہے درمیان دونوں ستونوں یمنی کے۔

فائدہ: یہ حدیث نماز کی جگہ کی تعیین پر دلالت کرتی ہے اور باب میں تخییر ہے کہ جس جگہ چاہے پڑھے پس یہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعینہ اس جگہ نماز پڑھنا بطور اتفاق کے واقع ہوا ہے اس غرض سے نہیں کہ اس مکان کو اور جگہ پر فضیلت ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ یہ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ضروری نہیں اگرچہ اس میں نماز پڑھنی غیر جگہ سے افضل ہے اور آئندہ باب میں اس بات کی تصریح آئے گی اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے کہ اس وقت دروازہ بند کرنے کی حکمت یہی تھی کہ اس کو کوئی فرض نہ سمجھ لے اور ظاہر ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کعبے کے تمام طرفوں میں نماز پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ نماز کے وقت اس کا دروازہ بند ہوتا کہ نماز کی حالت میں میدان کی طرف منہ کا ہونا لازم نہ آئے اور حنفیہ سے بیان کیا گیا ہے کہ مطلق جائز ہے خواہ دروازہ بند ہو یا نہ ہو اور شافعیہ سے بھی یہی بیان کیا گیا ہے لیکن شرط ہے کہ دروازے کی چوکھٹ ہو جس قدر کہ ہو اور ایک وجہ یہ ہے کہ نمازی کے قد کے برابر ہو یا کجاوے کی لکڑی سے برابر ہو اور یہی صحیح ہے اور کعبے کے اوپر نماز پڑھنے میں اسی طرح اختلاف ہے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک روایت ساتھی کی ساتھی سے اور سوال مفضول کا باوجود افضل کے اور اس پر کفایت کرنی اور دلیل پکڑنی ساتھ خبر واحد کے اور اختصاص سابق کا ساتھ جگہ متبرک کے اور سوال کرنا علم سے اور اس میں حرص کرنا اور فضیلت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور یہ کہ بعض جگہ میں فاضل اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غائب ہوتے تھے اور مفضول

حاضر ہوتے تھے پس مطلع ہوتے تھے اس پر کہ نہیں مطلع ہوتے تھے اس پر فاضل اصحاب اس واسطے کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ افضل تھے بلال رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اور وہ وہاں حاضر نہ تھے اور اس حدیث سے ایک یہ فائدہ ہوا کہ علماء کا یہ قول کہ مسجد حرام کا تحیہ طواف ہے سے مخصوص ہے اس شخص کے ساتھ کہ خانہ کعبہ کے اندر داخل نہ ہو کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی اور یہ کہ مستحب ہے داخل ہونا کعبے میں اور یہ کہ مستحب ہے نماز پڑھنی کعبہ میں اور وہ ظاہر ہے ہر نفل میں اور اس کے ساتھ فرض بھی ملحق ہیں اس واسطے کہ مقیم کے واسطے مسئلہ استقبال قبلہ میں فرض اور نفل کے درمیان کچھ فرق نہیں اور یہی ہے قول جمہور کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کعبے کے اندر نماز پڑھنی مطلق درست نہیں اور یہی قول ہے بعض مالکیہ اور ظاہریہ کا اور مارزی نے کہا کہ فرض نماز اس میں درست نہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فرض نماز اس میں مکروہ ہے یا کہا منع ہے اور نفل میں اختلاف ہے اور ایک روایت میں نفل مالک کے نزدیک مطلق درست ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ رواتب کے سوا اور جن نفلوں میں جماعت مشروع ہے ان کے سوا اور نفل درست ہیں، انتہی ملخصا۔ (فتح)

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْكَعْبَةِ. کعبے کے اندر نماز پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: کعبے کے اندر مطلق نماز پڑھنی درست ہے خواہ فرض ہو یا نفل اور یہی ہے قول جمہور کا اور حنفیہ اور شافعیہ کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مطلق ممانعت آئی ہے۔

١٤٩٦ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْكَعْبَةَ مَشٰى قِبَلَ الْوَجْهِ حِيْنَ يَدْخُلُ وَيَجْعَلُ الْبَابَ قِبَلَ الظَّهْرِ يَمْشِيْ حَتّٰى يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِيْ قِبَلَ وَجْهِهٖ قَرِيْبًا مِّنْ ثَلَاثِ أَذْرُعٍ فَيُصَلِّيْ يَتَوَخَّى الْمَكَانَ الَّذِيْ أَخْبَرَهٗ بِلَالٌ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْهِ وَلَيْسَ عَلٰى أَحَدٍ بَأْسٌ أَنْ يُّصَلِّيَ فِيْ أَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَآءَ.

١٤٩٦۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کعبے میں داخل ہوتے تھے تو اپنے منہ کے سامنے چلتے تھے اور دروازہ اپنے پیچھے کرتے تھے پھر چلتے یہاں تک کہ ہوتا فاصلہ درمیان ان کے درمیان اس دیوار کے کہ ان کے منہ کے سامنے تھی قریب تین ہاتھ کے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما وہاں نماز پڑھتے تھے قصد کرتے تھے اس جگہ کا کہ بلال رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز پڑھی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کسی کو ڈر نہیں یہ کہ نماز پڑھے کعبے کی جس طرف میں چاہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کعبے میں نماز پڑھنی درست ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ مَنْ لَّمْ يَدْخُلِ الْكَعْبَةَ.

اگر کوئی کعبے کے اندر داخل نہ ہو تو اس کا حج درست ہے

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ کعبے کے اندر داخل ہونا یہ بھی حج کی عبادتوں میں سے ہے سو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں اشارہ کیا کہ یہ قول مردود ہے اور کعبے میں داخل ہونا حج کے افعال میں داخل نہیں۔

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَحُجُّ كَثِيْرًا وَّلَا يَدْخُلُ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بہت مرتبہ حج کرتے تھے اور کعبے کے اندر داخل نہ ہوتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کعبے کے اندر داخل ہونا حج کے افعال میں سے نہیں اس واسطے کہ اگر اس میں داخل ہونا حج میں داخل ہوتا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کو ترک نہ کرتے باوجود کثرت اتباع ان کے اور واسطے اشہر ہونے حدیث ان کی کے بیچ دخول کعبے کے۔ (فتح)

١٤٩٧ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَهٗ مَنْ يَّسْتُرُهٗ مِنَ النَّاسِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ أَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ قَالَ لَا.

١٤٩٧۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا سو کعبے کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور آپ کے ساتھ وہ چیز تھی کہ آپ کو پردہ کرے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سترہ تھا سو ایک مرد نے اس سے کہا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے میں داخل ہوئے تھے؟ ابن ابی اوفی نے کہا کہ نہیں۔

فائدہ: یہ ۷ ہجری کا بیان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضا کرنے عمرے کے واسطے مکہ میں آئے اور تین دن مکہ میں ٹھہر کر پلٹ گئے اور کعبے کے اندر اس واسطے داخل نہ ہوئے کہ اس میں بت تھے اور مشرکین کا زور تھا اس واسطے ان کو نکال نہ سکے پھر فتح مکہ کے دن ان کو کعبے سے نکال کر پھینک دیا اور توڑ دیا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَبَّرَ فِيْ نَوَاحِي الْكَعْبَةِ.

کعبے کی طرفوں میں تکبیر کہنے کا بیان

١٤٩٨ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ أَبٰى أَنْ يَّدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيْهِ الْآلِهَةُ فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ فَأَخْرَجُوْا صُوْرَةَ إِبْرَاهِيْمَ

١٤٩٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن مکہ میں آئے تو کعبے میں داخل ہونے سے انکار کیا اس حال میں کہ اس میں بت تھے سو حکم دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ نکالنے ان کے سو نکالے گئے سو لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی صورت نکالی کہ ان کے ہاتھ میں تیر تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ مشرکوں پر

وَإِسْمَاعِيلَ فِي أَيْدِيهِمَا الْأَزْلَامُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَهُمُ اللهُ أَمَا وَاللهِ لَقَدْ عَلِمُوْا أَنَّهُمَا لَمْ يَسْتَقْسِمَا بِهَا قَطُّ فَدَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ فِي نَوَاحِيهِ وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ.

لعنت کرے خبردار! قسم ہے اللہ کی البتہ وہ جانتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فال کے تیروں سے کبھی نہیں بانٹا اور یہ کام بد انہوں نے کبھی نہیں کیا یہ محض ان کا بہتان ہے ان پر پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے میں داخل ہوئے اور اس کی طرفوں میں تکبیر کہی اور اس میں نماز نہ پڑھی۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے کعبے کے اندر تکبیر کہنے پر استدلال کیا اور اس سے کعبے کے اندر نماز نہ پڑھنے پر استدلال نہ کیا اس واسطے کہ اس میں نماز پڑھنا بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے اور وہ مثبت ہے اور مثبت مقدم ہوتا ہے نافی پر۔

بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الرَّمَلِ.

رمل کے شروع ہونے کی کیفیت کا بیان۔

فائدہ: رمل کہتے ہیں جلد جلد چلنے کو اس طرح کہ قدم پاس پاس رکھے اور مونڈھے ہلا کر چلے جیسے پہلوان چلتے ہیں اور دوڑ کر نہ چلے۔ (فتح)

١٤٩٩ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَفْدٌ وَقَدْ وَهَنَهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ وَأَنْ يَمْشُوْا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ.

١٤٩٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مکہ میں آئے سو مشرکین نے کہا کہ تمہارے پاس ایک گروہ آتے ہیں ان کو مدینے کے بخار نے کمزور کر ڈالا ہے سو حکم کیا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ تین شوط میں جلدی چلیں اور رکنوں کے درمیان یعنی یمانیوں کے اپنی چال چلیں اور نہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہ حکم کریں ان کو جلد چلنے کا سب شوطوں میں مگر واسطے شفقت کے اوپر ان کے۔

فائدہ: کعبے کے گرد جو ایک بار پھرے تو اس کو شوط کہتے ہیں اور سات شوط کا ایک طواف ہوتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی کعبے کا طواف کرے تو سنت ہے کہ پہلے تین بار جلد جلد چلے کندھے ہلا کر جیسے پہلوان چلتے ہیں اور باقی چار بار اپنی اصلی چال چلے اور دونوں رکنوں کے درمیان اپنی چال چلنے کو اس واسطے فرمایا کہ کافر دونوں شامی

رکنوں کی طرف تھے اور جب دونوں یمانی رکنوں کی طرف آتے تو کافروں سے پوشیدہ ہو جاتے تھے۔

بَابُ اِسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ أَوَّلَ مَا يَطُوْفُ وَيَرْمُلُ ثَلَاثًا.

جب کوئی مکے میں آئے اور کعبے کا طواف کرے تو پہلے طواف میں حجر اسود کو چومے اور پہلے تین بار جلد جلد کندھے ہلا کر چلے۔

١٥٠٠ ـ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ إِذَا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْاَسْوَدَ أَوَّلَ مَا يَطُوْفُ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِّنَ السَّبْعِ.

١٥٠٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب مکے میں آتے اور پہلے طواف میں حجر اسود کو چومتے تو سات بار میں سے پہلے تین بار میں جلد جلد چلتے مونڈھے ہلا کر۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی کعبے کا طواف کرے تو پہلی بار میں حجر اسود کو چومے، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ الرَّمَلِ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ.

حج اور عمرے کے طواف میں جلد چلنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی بعض بار میں اور مقصود اس سے یہ ہے کہ رمل کی مشروعیت اب بھی باقی ہے کہ جب کوئی شخص طواف کرے تو سنت ہے کہ پہلی تین بار میں جلد جلد چلے اور باقی چار بار اپنی اصلی چال چلے خواہ حج ہو یا عمرہ اور یہی ہے مذہب جمہور کا کہ رمل کرنا سنت ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سنت نہیں چاہے کرے چاہے نہ کرے۔ (فتح)

١٥٠١ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَشْوَاطٍ وَّمَشٰى أَرْبَعَةً فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ تَابَعَهُ اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي كَثِيْرُ بْنُ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٥٠١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تین شوط میں جلدی چلے اور چار بار اپنی اصلی چال چلے حج اور عمرے میں یعنی حجۃ الوداع اور عمرے قضا میں۔

١٥٠٢ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا

١٥٠٢۔ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِلرُّكْنِ أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَّا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ قَالَ فَمَا لَنَا وَلِلرَّمَلِ إِنَّمَا كُنَّا رَآئَيْنَا بِهِ الْمُشْرِكِيْنَ وَقَدْ أَهْلَكَهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ شَيْءٌ صَنَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَتْرُكَهُ.

کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رکن اسود سے کہا خبردار ہو قسم ہے اللہ کی کہ بیشک میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ نفع پہنچاتا ہے اور نہ نقصان اور اگر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا کہ تجھ کو چومتے تھے تو میں تجھ کو کبھی نہ چومتا پھر اس کو چوما پھر کہا کہ ہم کو رمل سے کیا کام ہے یعنی اس کی کچھ حاجت نہیں کہ ہم تو صرف مشرکوں کو دکھاتے تھے سو اللہ نے ان کو ہلاک کیا پھر کہا کہ وہ ایک چیز ہے کہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے پس ہم اس کے چھوڑنے کو پسند نہیں کرتے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قصد کیا تھا کہ رمل کو چھوڑ دیں کہ وہ ایک سبب سے تھا اور وہ سبب گزر گیا پھر رجوع کیا اس سے کہ شاید اس میں کوئی حکمت ہو کہ اس کو اس پر اطلاع نہ ہو پس دیکھا اس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اولی ہے سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رمل کیا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف میں پہلے تین بار جلد جلد چلے خواہ حج ہو یا عمرہ، وفيه المطابقة للترجمة.

١٥٠٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ فِيْ شِدَّةٍ وَّلَا رَخَاءٍ مُنْذُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُمَا قُلْتُ لِنَافِعٍ أَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَمْشِيْ بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ قَالَ إِنَّمَا كَانَ يَمْشِيْ لِيَكُوْنَ أَيْسَرَ لِاسْتِلَامِهِ.

١٥٠٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے دونوں یمانی رکنوں کا چومنا کبھی نہیں چھوڑا نہ سختی میں نہ آسانی میں جب سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان کو چومتے تھے، عبیداللہ کہتا ہے کہ میں نے نافع رحمہ اللہ سے کہا کہ کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دو رکنوں یمانی کے درمیان اپنی چال چلتے تھے؟ نافع رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ صرف اس واسطے چلتے تھے تاکہ آسان تر ہو واسطے چومنے حجر اسود کے یعنی آہستہ چلتے تاکہ ہجوم میں حجر اسود کے چومنے پر قوت حاصل ہو۔

فائدہ: یہ صرف نافع رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما رکنوں کے درمیان اس واسطے آہستہ چلتے تھے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ انہوں نے پہلی صفت کے موافق رمل کیا ہو کما عرف من مذهبه في الاتباع.

فائدہ: اگر پہلے تین بار میں رمل چھوٹ جائے تو اس کا قضا کرنا باقی چار بار میں مشروع نہیں اور رمل مردوں کے

ساتھ خاص ہے عورتوں کو اس کا حکم نہیں اور خاص ہے ساتھ اس طواف کے کہ پیچھے اس کے سعی ہو مشہور قول پر اور ہر آدمی کو مستحب ہے خواہ پیادہ ہو یا سوار اور اس کے ترک پر جمہور کے نزدیک دم نہیں آتا اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما دونوں رکنوں یمانی کے سوا اور جگہ رمل کرتے تھے اسی واسطے آدمی نے نافع رحمہ اللہ سے اس کا سبب پوچھا کہ بعض جگہ جلد چلتے تھے اور بعض جگہ آہستہ چلتے تھے، وفیه المطابقة للترجمة.

بَابُ اِسْتِلَامِ الرُّکْنِ بِالْمِحْجَنِ. خم دار لکڑی سے حجر اسود کے چومنے کا بیان۔

فائدہ: جمہور کا مذہب یہ ہے کہ مستحب ہے حجر اسود کو منہ سے چومے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو حجر اسود کو ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چومے یہ بھی نہ ہو سکے تو لکڑی کو اس پر رکھ کر اس کو چومے یہ بھی نہ ہو سکے تو اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے ہاتھ چومے۔

١٥٠٤ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَيَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى بَعِيْرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ تَابَعَهُ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنِ ابْنِ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهٖ.

١٥٠٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر طواف کیا چومتے تھے حجر اسود کو ساتھ لکڑی کے کہ اس کا سر خم دار تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ہاتھ سے نہ ہو سکے تو لکڑی سے اشارہ کر کے اس کو چومے اور یہی ہے قول جمہور کا جیسے کہ اوپر گزرا لیکن امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہاتھ لگا کر نہ چومے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور بعض میں آیا ہے کہ ہاتھ لگا کر چوما اور بعض میں ہے کہ اشارہ کیا سو تطبیق ان میں یوں ہے کہ کسی طواف میں بوسہ دیا اور کسی میں نہ ہاتھ لگا کر چوما اور کسی میں اشارہ کیا بہ سبب ہجوم کے یا کسی بار میں کچھ کیا اور کسی میں کچھ، واللہ اعلم۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَسْتَلِمْ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ. دونوں یمانی رکنوں کے چومنے کہ طواف میں صرف انہیں دونوں کو چومے دوسرے دونوں کو نہ چومے جو شامی ہیں۔

فائدہ: کعبے کے چار رکن ہیں یعنی چار کونے ہیں ایک تو وہ کونہ ہے جس میں حجر اسود لگا ہے اور دوسرا سامنے اس کے

ہے رکن یمانی حقیقت میں یہی ہے لیکن تغلیبا دونوں کو رکن یمانی کہتے ہیں اور دو رکن اور ہیں ایک رکن عراقی ہے کہ وہ عراق کی طرف ہے اور ایک شامی ہے کہ وہ شام کی طرف ہے مگر دونوں کو شامی کہتے ہیں اور جس میں حجر اسود ہے وہ کونا سیدھا مشرق کی طرف ہے اور یمانی سیدھا دکن کی طرف ہے اور شامی سیدھا اوتر کی طرف اور عراقی کونا سیدھا مغرب کی طرف ہے اور رکن شامی اور حجر اسود کے درمیان دروازہ ہے اور حجر اسود والا کونا دروازے سے قریب ہے بہ نسبت شامی کونے کے۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِي الشَّعْثَآءِ أَنَّهُ قَالَ وَمَنْ يَّتَّقِيْ شَيْئًا مِّنَ الْبَيْتِ وَكَانَ مُعَاوِيَةُ يَسْتَلِمُ الْأَرْكَانَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّهُ لَا يُسْتَلَمُ هٰذَانِ الرُّكْنَانِ فَقَالَ لَيْسَ شَيْءٌ مِّنَ الْبَيْتِ مَهْجُوْرًا وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَسْتَلِمُهُنَّ كُلَّهُنَّ.

حضرت ابوشعثاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ کون ہے کہ کعبے کی کسی چیز سے پرہیز کرے یعنی سب رکن کعبہ میں داخل ہیں سب کو چومنا چاہیے اور تھے معاویہ رضی اللہ عنہ چومتے سب رکنوں کو سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کہ ہم ان دونوں رکنوں یعنی شامیوں کو نہیں چومتے ہیں یعنی اس واسطے کہ اس طرف سے کعبہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر نہیں بنایا گیا پس یہ اس کے اصل کونے نہیں سو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کعبے سے کوئی چیز چھوڑی نہیں گئی اور ابن زبیر سب رکنوں کو چومتے تھے۔

فائدہ: معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ گمان تھا کہ کعبے سے کوئی چیز چھوڑی نہ گئی بلکہ تا حال اسی بنیاد پر ہے جو بنیاد کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھی تھی اس میں کوئی تغیر تبدل نہیں ہوا سب رکن اپنی اپنی سابق جگہ میں قائم ہیں لیکن یہ رائے ان کی مخالف ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور جمہور کے جیسے کہ پہلے گزرا کہ کعبے سے سات ہاتھ جگہ اوتر کی طرف چھوڑی ہوئی ہے اور بعض اور اصحاب سے بھی مروی ہے کہ وہ کعبے کے سب رکنوں کو چومتے تھے لیکن اتباع سنت کا اولیٰ ہے کہ جن رکنوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چوما انہیں کو چومنا چاہیے اور رکن اسود میں دوہری فضیلت ہے ایک حجر اسود کی اور ایک یہ کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر بنا ہوا ہے اور رکن یمانی کو صرف ایک ہی فضیلت ہے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر ہے اور دوسرے دونوں کی کچھ فضیلت نہیں اسی واسطے پہلے کو چوما جاتا ہے اور دوسرے کو ہاتھ لگا کر چوما جاتا ہے اور باقی دونوں کو نہ چوما جاتا ہے نہ ہاتھ لگا کر چوما جاتا ہے یہ قول جمہور کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رکن یمانی کا چومنا بھی مستحب ہے اور بعض علماء نے اس حدیث سے نکالا ہے کہ جو کوئی تعظیم کے لائق ہو آدمی وغیرہ سے اس کو چومنا درست ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور قبر کو چومنا درست ہے یا

نہیں؟ کہا درست ہے اور بعض سے منقول ہے کہ قرآن اور حدیث اور قبور صالحین کو چومنا بھی درست ہے۔ (فتح)

١٥٠٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.

١٥٠٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ کعبے سے کوئی چیز چومی ہو سوائے دو رکنوں یمانیوں کے کہ ان کو چومتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دونوں رکنوں کے سوا اور کسی رکن کو نہ چومے، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ تَقْبِيْلِ الْحَجَرِ.

حجر اسود کے چومنے کا بیان۔

١٥٠٦ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا وَرْقَاءُ أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَقَالَ لَوْلَا أَنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ.

١٥٠٦۔ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کہ حجر اسود کو چوما اور کہا کہ اگر نہ دیکھتا میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تجھ کو چوما نہ چومتا میں تجھ کو۔

١٥٠٧ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ فَقَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ قَالَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِنْ زُحِمْتُ أَرَأَيْتَ إِنْ غُلِبْتُ قَالَ اجْعَلْ أَرَأَيْتَ بِالْيَمَنِ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ.

١٥٠٧۔ حضرت زبیر بن عربی سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حجر اسود کے چومنے کا حکم پوچھا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس کو ہاتھ اور منہ سے چومتے تھے اس مرد نے کہا بھلا بتلاؤ کہ اگر مجھ پر ہجوم اور غلبہ ہو جائے اور میں حجر اسود تک نہ پہنچ سکوں تو کیا کروں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ارأیت یعنی یہ عذر اپنا یمن میں چھوڑ دے یعنی یہ عذر اپنے گھر میں چھوڑ آ کہ حجر اسود کا چومنا اس عذر سے ساقط نہیں ہوسکتا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس کو ہاتھ اور منہ سے چومتے تھے۔

فائدہ: جس مرد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ مسئلہ پوچھا شاید ہو یمن کا رہنے والا تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت ہے چومنا حجر اسود کا اور سنت ہے کہ اس کو ہاتھ اور منہ دونوں سے چومے بخلاف رکن یمانی کے کہ اس کو فقط ہاتھ سے

چومے منہ سے نہ چومے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہجوم کے سبب سے حجر اسود کا بوسہ چھوڑنا درست نہ جانتے تھے اور یہ جو اس کو کہا کہ اپنی رائے یمن میں چھوڑ دے تو مراد اس سے یہ ہے کہ جب کوئی حدیث سنے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے اور اپنی رائے سے اس کا معارضہ نہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہجوم میں گر پڑتے تھے یہاں تک کہ خون آلودہ ہو جاتے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حجر اسود پر ہجوم کرنا مکروہ ہے، اور جب حجر اسود کو چومے تو عورتوں کے بوسہ کی طرح اپنی آواز کو بلند نہ کرے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَشَارَ إِلَى الرُّكْنِ إِذَا أَتٰى عَلَيْهِ.

جب رکن اسود کے پاس آئے تو اس کی طرف اشارے کرے۔

١٥٠٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ عَلٰى بَعِيْرٍ كُلَّمَا أَتٰى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ.

١٥٠٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر کعبے کا طواف کیا جب رکن اسود پر آتے تو کسی چیز سے اس کی طرف اشارہ کرتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکن سے دور رہتے تھے اور پہلے محجن کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قریب ہوتے تھے سو یہ حدیث حال امن پر محمول ہے اور اشارے کی حدیث حالت خوف پر محمول ہے۔ (فتح)

بَابُ التَّكْبِيْرِ عِنْدَ الرُّكْنِ.

رکن اسود کے پاس اللہ اکبر کہنے کا بیان۔

١٥٠٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّآءُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ عَلٰى بَعِيْرٍ كُلَّمَا أَتَى الرُّكْنَ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ كَانَ عِنْدَهُ وَكَبَّرَ تَابَعَهُ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّآءِ.

١٥٠٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کا طواف اونٹ پر کیا جب رکن کے پاس آئے تو کسی چیز سے اس کی طرف اشارہ کرتے کہ آپ کے پاس ہوتی اور تکبیر کہتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہنا تکبیر کا پاس رکن کے ہر شوط میں، وفیه المطابقة للترجمة.

بَابُ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يَّرْجِعَ إِلٰى بَيْتِهٖ ثُمَّ صَلّٰى

جب کوئی مکے میں آئے تو کعبے کا طواف کرے پہلے پھرنے سے طرف گھر کی پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر صفا

رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا. کی طرف نکلے واسطے سعی صفا اور مروہ کے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ عمرہ کرنے والا جب کعبے کا طواف کر لے تو پھر حلال ہو جاتا ہے اگرچہ صفا اور مروہ کے درمیان نہ دوڑے سو امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ یہ قول مردود ہے۔ (فتح)

١٥١٠ ـ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ذَكَرْتُ لِعُرْوَةَ قَالَ فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِيْنَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ حَجَّ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ أَبِي الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارَ يَفْعَلُوْنَهُ وَقَدْ أَخْبَرَتْنِي أُمِّي أَنَّهَا أَهَلَّتْ هِيَ وَأُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوْا.

١٥١٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میں آئے تو سب اعمال حج سے پہلے جو چیز شروع کی یہ ہے کہ آپ نے وضو کیا پھر کعبے کا طواف کیا پھر وہ عمرہ نہ ہوا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کر کے حلال نہ ہوئے بلکہ حج کے احرام پر قائم رہے یہاں تک کہ سب حج تمام کیا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح حج کیا' عروہ نے کہا کہ پھر میں نے اپنے باپ زبیر کے ساتھ حج کیا سو سب سے پہلے کعبے کا طواف کیا پھر میں نے مہاجرین اور انصار دیکھے کہ وہ بھی اسی طرح کرتے تھے اور میری ماں نے مجھ کو خبر دی کہ میں اور میری بہن عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور زبیر نے اور فلا نے فلانے نے عمرے کا احرام باندھا سو جب انہوں نے حجر اسود کو چوما تو احرام اتار ڈالا۔

فائدہ: اجماع ہے سب علماء کا اس پر کہ طواف تمام ہونے سے احرام اتارنا درست نہیں پھر مذہب جمہور کا یہ ہے کہ لازم ہے بعد طواف کے دوڑنا درمیان صفا اور مروہ کے پھر منڈانا سر کا سو مراد عروہ کی یہ کہ طواف اور سعی صفا مروہ ہے بعد حلال ہوئی یہ مراد نہیں کہ محض کعبے کا طواف کر کے حلال ہوئے اس واسطے کہ عروہ کے نزدیک صفا مروہ کی سعی شرط ہے بغیر اس کے حلال ہونا درست نہیں بخلاف ما نقل عن ابن عباس اور سر منڈانا بھی اگر عروہ کے نزدیک شرط ہو گا تو اس کی کلام میں مقدر کیا جائے گا ورنہ نہیں اور ابن عباس کا یہ مذہب ہے کہ جو ہدی ساتھ نہ لایا ہو اور صرف حج کا احرام باندھا ہو جب کعبے کا طواف کر لے تو اس کو حلال ہونا اور احرام کھولنا درست ہے اگرچہ صفا اور مروہ کی سعی نہ کی ہو اور جو حج پر قائم رہے وہ کعبے کا طواف نہ کرے یہاں تک کہ عرفات سے پھرے پس خلاصہ مذہب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا دو امر میں ہے ایک یہ کہ حلال ہونے میں صفا اور مروہ کی سعی شرط نہیں بلکہ فقط طواف سے حلال ہو جاتا ہے اور دوم یہ کہ مفرد کو کعبے کا طواف کرنا درست نہیں یہاں تک کہ عرفات سے پھرے اگر عرفات سے پہلے طواف

کرے تو حلال ہو جائے گا اور حج کا احرام ٹوٹ جائے گا لیکن جمہور علماء اس مسئلے میں ان کے مخالف ہیں اور اس پر اجماع ہے سب کا کہ اگر مفرد کعبے کا طواف کرے تو اس کو ضرر نہیں کرتا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی مکہ میں آئے تو مستحب ہے یہ کہ پہلے طواف کرے یعنی طواف قدوم اس واسطے کہ وہ تحیہ ہے واسطے مسجد حرام کے اور بعض شافعیہ نے خوب صورت اور شریف عورت اس سے مستثنیٰ کی ہے کہ اس کو مستحب ہے کہ طواف کو رات تک تاخیر کرے اور اسی طرح جو کوئی فرض نماز یا جماعت یا مؤکدہ یا فائتہ کے فوت ہونے کا خوف کرے وہ بھی طواف کو مؤخر کرے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اگر کوئی طواف قدوم ترک کر دے تو اس پر کوئی تاوان نہیں اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے تارک پر دم آتا ہے، انتہی ۔ (فتح)

١٥١١ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ أَنَسٌ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدَمُ سَعٰى ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَّمَشٰى أَرْبَعَةً ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

١٥١١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حج اور عمرے میں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آتے اور سب اعمال حج سے پہلے طواف کرتے تو پہلے تین طواف میں جلد چلتے اور پھر چار بار آہستہ چلتے موافق اپنی چال کے پھر دو رکعت نماز پڑھتے پھر صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے ۔

١٥١٢ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَّيَمْشِيْ أَرْبَعَةً وَّأَنَّهُ كَانَ يَسْعٰى بَطْنَ الْمَسِيْلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

١٥١٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کا پہلا طواف کرتے تو تین بار جلد چلتے اور چار بار اپنی چال چلتے اور جب صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرتے تو میدان کے درمیان دوڑتے جو کہ صفا اور مروہ کے درمیان ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمرہ کرنے والا صرف طواف سے حلال نہیں ہوتا جب تک کہ سعی نہ کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرے دونوں میں طواف کے بعد سعی کی ، وفيه المطابقة للترجمة اور یہ دلیل ہے اس پر کہ مراد عروہ کی حدیث مذکور میں طواف ساتھ سعی کے ہے صرف طواف نہیں ۔ (فتح)

بَابُ طَوَافِ النِّسَآءِ مَعَ الرِّجَالِ.

عورتوں کے مردوں کے ساتھ طواف کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی کیا مردوں کے ساتھ مل کر طواف کریں یا ان کے ساتھ علیحدہ ہو کر بغیر اختلاط کے یا تنہا ہو کر۔ (فتح)

١٥١٣ - وَقَالَ لِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ إِذْ مَنَعَ ابْنُ هِشَامٍ النِّسَآءَ الطَّوَافَ مَعَ الرِّجَالِ قَالَ كَيْفَ تَمْنَعُهُنَّ وَقَدْ طَافَ نِسَآءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الرِّجَالِ قُلْتُ أَبَعْدَ الْحِجَابِ أَوْ قَبْلُ قَالَ إِيْ لَعَمْرِيْ لَقَدْ أَدْرَكْتُهُ بَعْدَ الْحِجَابِ قُلْتُ كَيْفَ يُخَالِطْنَ الرِّجَالَ قَالَ لَمْ يَكُنَّ يُخَالِطْنَ كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَطُوْفُ حَجْرَةً مِّنَ الرِّجَالِ لَا تُخَالِطُهُمْ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ انْطَلِقِيْ نَسْتَلِمْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتِ انْطَلِقِيْ عَنْكِ وَأَبَتْ يَخْرُجْنَ مُتَنَكِّرَاتٍ بِاللَّيْلِ فَيَطُفْنَ مَعَ الرِّجَالِ وَلٰكِنَّهُنَّ كُنَّ إِذَا دَخَلْنَ الْبَيْتَ قُمْنَ حَتّٰى يَدْخُلْنَ وَأُخْرِجَ الرِّجَالُ وَكُنْتُ اٰتِيْ عَائِشَةَ أَنَا وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهِيَ مُجَاوِرَةٌ فِيْ جَوْفِ ثَبِيْرٍ قُلْتُ وَمَا حِجَابُهَا قَالَ هِيَ فِيْ قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ لَهَا غِشَآءٌ وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذٰلِكَ وَرَأَيْتُ عَلَيْهَا دِرْعًا مُوَرَّدًا.

١٥١٣۔ حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو عطاء نے کہ جب کہ ابن ہشام نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع کیا تو عطاء نے کہا کہ تو عورتوں کو کس طرح منع کرتا ہے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے مردوں کے ساتھ طواف کیا اور ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے کہا کہ کیا یہ معاملہ پردے کی آیت اترنے سے پہلے واقع ہوا یا پیچھے عطاء نے کہا کہ ہاں مجھ کو اپنی عمر کی قسم ہے کہ البتہ میں نے یہ بات پردے کے بعد پائی یعنی یہ معاملہ دیکھا ہی کسی سے نہیں سنا میں نے عطاء سے کہا کہ مرد عورتوں کے ساتھ کس طرح جمع ہوتے تھے اور کس طرح اختلاط کرتے تھے؟ عطاء نے کہا کہ مرد عورتوں کے ساتھ جمع نہ ہوتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پردہ کر کے طواف کرتی تھیں اس طرح کہ کوئی ان کو نہ دیکھ سکے مردوں سے ملتی نہ تھیں سو ایک عورت نے کہا کہ اے ام المؤمنین! چلو ہم حجر اسود کو چومیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تو خود جا اور بوسہ دے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا چومنے سے اور دستور تھا کہ عورتیں رات کو پردے سے نکلا کرتی تھیں اور مردوں کے ساتھ طواف کرتی تھیں لیکن جب وہ کعبے میں داخل ہونے کا ارادہ کرتیں تو کھڑی ہو جاتی تھیں یہاں تک کہ مرد اندر سے نکالے جاتے اور میں اور عبید عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتے تھے اور وہ پہاڑ ثبیر کے درمیان ٹھہرتی تھیں میں نے کہا کہ اس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پردہ کیا تھا کہا کہ وہ ایک چھوٹے خیمے میں تھیں کہ اس کو پردہ تھا اور ہمارے اور ان کے درمیان سوائے خیمہ کے اور کچھ نہ تھا اور میں نے ان پر

گلابی رنگ پیراہن دیکھا یعنی اتفاقا میری نظر پڑی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے عورتوں کو طواف کرنا ساتھ مردوں کے علیحدہ ہو کر بغیر اختلاط کے کہ مثلا مردوں کی جماعت آگے جائے اور عورتوں کی پیچھے آپس میں خلط نہ ہوں، وفیه المطابقة للترجمة اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کو مردوں کے ساتھ مل کر طواف کرنا درست نہیں اور ابن ہشام نے جو منع کیا تھا تو مطلق منع کیا تھا کہ جب مرد طواف کریں اس وقت عورتیں بالکل نہ کریں تنہا ہو کر کریں اسی واسطے عطاء نے اس پر انکار کیا۔

١٥١٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ أَشْتَكِيْ فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَئِذٍ يُصَلِّيْ إِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ ﴿وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ﴾.

١٥١٤۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میں بیمار ہوں اور پیادہ طواف نہیں کر سکتی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طواف کر لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر سو میں نے طواف کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کعبے کے پہلو میں نماز پڑھتے تھے اور اس میں سورہ طور پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے عورت کو طواف کرنا ساتھ مردوں کے لیکن ان سے پیچھے رہے ان کے ساتھ نہ ملے، وفیه المطابقة للترجمة اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیمار اور عذر والے کو سوار ہو کر طواف کرنا درست ہے اور اسی طرح اگر کوئی کسی معذور کو اٹھا کر طواف کرے تو یہ بھی درست ہے۔ (فتح)

بَابُ الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ.

طواف میں کلام کرنا درست ہے۔

فائدہ: شاید اس میں اشارہ ہے طرف حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ کعبے کا طواف نماز کی طرح ہے لیکن اللہ نے اس میں کلام کو مباح کیا ہے سو جو کلام کرے تو بہتر کلام کرے۔ (فتح)

١٥١٥ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

١٥١٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طواف کرتے ہوئے ایک شخص پر گزرے کہ اس نے اپنا ہاتھ دوسرے شخص کے ساتھ باندھا تھا چمڑے کے تسمے سے یا دھاگے سے یا کسی اور چیز سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ رَبَطَ يَدَهُ إِلَى إِنْسَانٍ بِسَيْرٍ أَوْ بِخَيْطٍ أَوْ بِشَيْءٍ غَيْرِ ذٰلِكَ فَقَطَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ قُدْهُ بِيَدِهِ.

ہاتھ سے کاٹ ڈالا اور فرمایا کہ اس کو اپنے ہاتھ سے کھینچ۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف میں کلام کرنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن افضل ہے کہ حاجت کے بغیر کلام نہ کرے۔

بَابُ إِذَا رَأَى سَيْرًا أَوْ شَيْئًا يُكْرَهُ فِي الطَّوَافِ قَطَعَهُ.

اگر کوئی چمڑے کا تسمہ دیکھے کہ اس کو دوسرے سے باندھا ہو یا کوئی اور چیز مکروہ دیکھے قول سے یا فعل سے تو اس کو ہاتھ سے یا زبان سے دور کرے۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ باگ سے چار پایوں کو کھینچا جاتا ہے پس اس میں مشابہت ہے ساتھ چار پایوں کے۔

١٥١٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِزِمَامٍ أَوْ غَيْرِهِ فَقَطَعَهُ.

١٥١٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو دیکھا کہ باگ یا اور چیز کے ساتھ طواف کرتا تھا یعنی اپنا ہاتھ رسی وغیرہ سے دوسرے آدمی کے ہاتھ سے باندھا ہوا تھا تا کہ وہ اس کو کھینچے اور شاید کہ وہ آدمی اندھا ہوگا سو حضرت ﷺ نے اس کو کاٹ دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی طواف میں مکروہ چیز دیکھے تو اس کو دور کرے، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے طائف کو اختیار کرنا ہلکے فعل کا اور یہ کہ جائز ہے کلام کرنا واجب اور مستحب اور مباح امروں میں اور ابن منذر نے کہا کہ ذکر کرنا اور قرآن پڑھنا بہتر ہے اور مباح کلام بھی درست ہے لیکن ذکر اولیٰ ہے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ واجب طواف میں کلام کرنا مکروہ ہے اور ابن مبارک نے کہا کہ قرآن سے کوئی چیز افضل نہیں اور شافعی اور ابو ثور نے کہا کہ مستحب ہے اور اہل کوفہ قید کرتے ہیں ساتھ اخفا کرنے کے اور حسن اور عروہ کے نزدیک قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَلَا يَحُجُّ مُشْرِكٌ.

نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا اور نہ حج کرے کوئی کافر شریک کرنے والا۔

١٥١٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ يُونُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي

١٥١٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بھیجا اس حج میں کہ حضرت ﷺ نے ابو

حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ أَمَّرَهُ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِيْ رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ أَلَا لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.

بکر رضی اللہ عنہ کو اس پر امیر کیا تھا حجۃ الوداع سے پہلے قربانی کی عید کے دن ایک جماعت میں لوگوں میں پکارے کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شریک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف میں ستر کا ڈھانکنا شرط ہے اور ننگے طواف کرنا درست نہیں، وفیہ المطابقة للترجمة اور یہی ہے مذہب جمہور کا لیکن حنفیہ کہتے ہیں کہ طواف میں ستر کا ڈھانکنا شرط نہیں اگر ننگے ہو کر طواف کرے تو دہرائے جب تک کہ مکے میں ہو اور اگر اپنے وطن کو چلا جائے تو دم دینا آتا ہے اور جاہلیت کے زمانے میں کافروں کا دستور تھا کہ طواف کعبے کا ننگے کرتے تھے ان کا گمان یہ تھا کہ کپڑوں میں ہم نے گناہ کیے ہیں ان سے کیا طواف کریں اسلام میں ننگے ہو کر طواف کرنا حرام ہوا۔

بَابُ إِذَا وَقَفَ فِي الطَّوَافِ.

اگر طواف کے درمیان ٹھہر جائے تو کیا طواف ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس طرف جو کہ حسن بصری سے منقول ہے کہ اگر کوئی طواف میں ہو اور نماز کی تکبیر ہو جائے تو اس کو قطع کر دے تو پھر از سر نو شروع کرے اور جو طواف کر چکا ہو اس پر بنا نہ کرے اور جمہور کہتے ہیں کہ سابق طواف پر بنا کرنی درست ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ فرض نماز کے ساتھ خاص ہے اور یہی ہے قول امام شافعی رحمہ اللہ کا اور اگر نماز نفل ہو تو طواف کا از سر نو شروع کرنا اولیٰ ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اشہب کہتے ہیں کہ قطع کرے اور بنا کرے اور جمہور کہتے ہیں کہ حاجت کے واسطے طواف قطع کرنا درست ہے اور نافع رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ طول القیام طواف میں بدعت ہے، انتہی۔ (فتح) اور حنابلہ کا مذہب وجوب موالات ہے اگر عمداً یا سہواً چھوڑ دے تو طواف درست نہیں ہوتا۔

وَقَالَ عَطَاءٌ فِيْمَنْ يَطُوْفُ فَتُقَامُ الصَّلَاةُ أَوْ يُدْفَعُ عَنْ مَكَانِهِ إِذَا سَلَّمَ يَرْجِعُ إِلَى حَيْثُ قُطِعَ عَلَيْهِ فَيَبْنِيْ وَيُذْكَرُ نَحْوُهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ

اور عطا نے کہا کہ اگر کوئی طواف کرتا ہو اور نماز کی تکبیر ہو جائے یا اس کی جگہ سے دور کیا جائے یعنی کسی اور سبب سے طواف قطع ہو جائے تو جب سلام پھیرے تو پھر جائے اس جگہ کی طرف کہ قطع کیا گیا اوپر اس کے پس

بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

سابق طواف پر بنا کرے اور از سرنو شروع نہ کرے اور ذکر کیا جاتا ہے مانند اس مضمون کی ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عبدالرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما سے کہ اگر نماز وغیرہ کی وجہ سے طواف قطع کرے تو سلام کے بعد سابق طواف پر بنا کرے۔

بَابُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسُبُوْعِهِ رَكْعَتَيْنِ.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات بار طواف کے لیے دو رکعت نماز پڑھی۔

فائدہ: طواف کی دو رکعتیں جمہور کے نزدیک سنت ہیں اور یہی قول ہے شافعیہ کا پس جمہور کے نزدیک دو طوافوں کا ملانا درست ہے بغیر کراہت کے اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک طواف کی دو رکعتیں واجب ہیں پس ان کے نزدیک دو طوافوں کا ملانا درست نہیں بلکہ ہر طواف کے لیے دو رکعتیں پڑھے۔ (فتح)

وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُصَلِّيْ لِكُلِّ سُبُوْعٍ رَكْعَتَيْنِ.

اور نافع رحمہ اللہ نے کہا کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما پڑھتے دو رکعتیں ہر سات بار کے واسطے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر سات بار کے ساتھ دو رکعتیں پڑھنی سنت ہیں، وفيه المطابقة للترجمة.

وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أُمَيَّةَ قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ إِنَّ عَطَآءً يَقُوْلُ تُجْزِءُهُ الْمَكْتُوْبَةُ مِنْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ فَقَالَ السُّنَّةُ أَفْضَلُ لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبُوْعًا قَطُّ إِلَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

اور اسماعیل سے روایت ہے کہ میں نے زہری سے کہا کہ عطا کہتا ہے کہ طواف کے بعد فرض نماز پڑھنی طواف کی دو رکعتوں سے کفایت کرتی ہیں ان کے پڑھنے کی حاجت باقی نہیں رہتی سو زہری نے کہا کہ پیروی سنت کی افضل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سات بار طواف نہیں کیا مگر کہ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھی یعنی دونوں طوافوں کو ملانا اور ان کے درمیان نماز نہ پڑھنا خلاف اولیٰ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔

فائدہ: اور مراد زہری کی یہ ہے کہ فرض نماز طواف کی دو رکعتوں کے بدلے کافی نہیں۔

١٥١٨ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَيَقَعُ الرَّجُلُ عَلَى امْرَأَتِهِ فِي

١٤١٨۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی عمرے میں اپنی عورت سے صحبت کرے؟ یعنی بعد طواف کے پہلے دوڑنے سے درمیان صفا اور مروہ کے

الْعُمْرَةِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا ثُمَّ صَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَالَ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ قَالَ وَسَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَا يَقْرَبُ امْرَأَتَهُ حَتَّى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

تو اس کا کیا حکم ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آئے سو آپ نے سات بار کعبے کا طواف کیا پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا مروہ کے درمیان دوڑے پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھی چال چلنی ہے یعنی صفا اور مروہ کی سعی سے پہلے عورت سے صحبت کرنی درست نہیں اور عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے اس کا حکم پوچھا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نہ نزدیک ہو اپنی عورت کے یہاں تک کہ دوڑے درمیان صفا اور مروہ کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کعبے کا طواف کرے تو سنت ہے کہ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ مَنْ لَّمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ وَلَمْ يَطُفْ حَتَّى يَخْرُجَ إِلَى عَرَفَةَ وَيَرْجِعَ بَعْدَ الطَّوَافِ الْأَوَّلِ.

اس شخص کا بیان کہ طواف قدوم کے بعد کعبے کے پاس نہ جائے اور اس کے گرد طواف نہ کرے یعنی نفل طواف یہاں تک کہ عرفات کو جائے اور وہاں سے پھر آئے۔

١٥١٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فَطَافَ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهِ بِهَا حَتَّى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ.

١٥١٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آئے سو آپ نے سات بار کعبے کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے اور اپنے پہلے طواف کے بعد یعنی طواف قدوم کے بعد کعبے کے نزدیک نہ آئے یہاں تک کہ عرفات سے پھرے۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ میں ظاہر ہے لیکن اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ حاجی کو وقوف عرفات سے پہلے نفل طواف کرنا منع ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل طواف اس واسطے چھوڑا ہو کہ کوئی اس کو واجب نہ سمجھ لے کہ آپ اپنی امت پر تخفیف کو پسند رکھتے تھے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ صَلَّى رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ خَارِجًا مِّنَ الْمَسْجِدِ.

طواف کی دو رکعتوں کے مسجد حرام سے باہر پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: مراد اس باب سے یہ بات ہے کہ طواف کی دو رکعتوں کے لیے کوئی جگہ مقرر نہیں کہ فلانی جگہ پڑھے بلکہ ہر جگہ ان کا پڑھنا درست ہے جس جگہ چاہے پڑھے اگرچہ مقام ابراہیم میں ان کا پڑھنا افضل ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے مگر کعبے اور حطیم میں۔ (فتح)

وَصَلّٰى عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَارِجًا مِّنَ الْحَرَمِ.

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حرم مکہ سے باہر نماز پڑھی یعنی طواف کی نماز۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ طواف کی نماز حرم مکہ سے باہر پڑھنی درست ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

١٥٢٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا شَكَوْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ زَكَرِيَّاءَ الْغَسَّانِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ بِمَكَّةَ وَأَرَادَ الْخُرُوْجَ وَلَمْ تَكُنْ أُمُّ سَلَمَةَ طَافَتْ بِالْبَيْتِ وَأَرَادَتِ الْخُرُوْجَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقِيْمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ فَطُوْفِيْ عَلٰى بَعِيْرِكِ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ فَلَمْ تُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَتْ.

١٥٢٠۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے اور مدینے کو چلنے کا ارادہ کیا اور میں نے کعبے کا طواف نہ کیا تھا اور میں نے آپ کے ساتھ نکلنے کا ارادہ کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ جب فجر کی نماز کی تکبیر ہو تو اپنے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کر اس حال میں کہ لوگ نماز پڑھتے ہوں سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے طواف کیا اور نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ مسجد سے باہر نکلیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کے طواف کی دو رکعتوں کے لیے کوئی جگہ مقرر نہیں جہاں چاہے پڑھے خواہ مسجد حرام میں یا اس سے باہر اس واسطے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے طواف کی دو رکعتیں مسجد حرام سے باہر پڑھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس پر مقرر رکھا پس معلوم ہوا کہ طواف کی دو رکعتیں مسجد حرام میں پڑھنی ضروری نہیں جس جگہ چاہے پڑھے، وفيه المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے دلیل پکڑی گئی ہے اس پر کہ جو کوئی طواف کی دو رکعتیں

بھول جائے وہ قضا کرے جس جگہ ان کو یاد کرے حل میں یا حرم میں اور یہی ہے قول جمہور کا اور ثوری سے روایت ہے کہ حرم کے اندر یاد کرے تو پڑھے اور حرم سے باہر نہ پڑھے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر ان کو نہ پڑھے یہاں تک کہ اپنے شہر کی طرف پھر آئے تو اس پر دم دینا آتا ہے اور ابن منذر نے کہا کہ فرض سے ان کا درجہ زیادہ نہیں حالانکہ فرض کی قضا پر قضا کرنے کے سوا اور کچھ تاوان نہیں، انتہی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ خَلْفَ الْمَقَامِ.

طواف کی دو رکعتوں کے مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھنے کا بیان۔

١٥٢١ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾.

١٥٢١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آئے سو آپ نے سات بار کعبے کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں پھر صفا اور مروہ کی طرف نکلے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ البتہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اچھی چال چلنی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف کی دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھنی افضل ہیں، وفيه المطابقة للترجمة اور ابن منذر نے کہا کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نماز فرض ہو لیکن سب اہل علم کا اجماع ہے اس پر کہ طواف کی دو رکعتیں ہر جگہ پڑھنی درست ہیں جس جگہ چاہے پڑھے مگر امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ طواف واجب کی نماز حطیم میں درست نہیں اگر پڑھے تو دہرائے، انتہی۔ (فتح)

بَابُ الطَّوَافِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ.

فجر اور عصر کی نماز کے بعد طواف کرنے کا بیان یعنی طواف کی نماز کا اس وقت کیا حکم ہے؟۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی چال سے معلوم ہوتا ہے کہ طواف کی نماز ہر وقت پڑھنی درست ہے اور گویا اس میں اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جو کہ اصحاب سنن وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اولاد عبد مناف! تم میں سے جو کوئی لوگوں کا حاکم ہو تو نہ منع کرے کسی کو کہ کعبے کا طواف کرے اور نماز پڑھے اس میں جس گھڑی چاہے رات سے یا دن سے لیکن چونکہ یہ حدیث بخاری کی شرط پر نہیں اس واسطے نقل نہ کی۔

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما طواف کی دو رکعتیں پڑھتے تھے جب تک کہ سورج نہ نکلتا۔

فائدہ: عطا سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فجر کی نماز کے بعد طواف کیا سات بار پھر آسمان کی طرف دیکھا تو اندھیرا معلوم ہوا یعنی ابھی سورج نہ نکلا تھا پھر طواف کی دو رکعتیں پڑھیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ تھا کہ صرف عین طلوع اور غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنی مکروہ ہے آگے پیچھے مکروہ نہیں کما روی عن الطحاوی وغیرہ. (فتح)

وَطَافَ عُمَرُ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَرَكِبَ حَتّٰى صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ بِذِيْ طُوًى.

اور عمر رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز کے بعد طواف کیا پھر سوار ہوئے یہاں تک کہ ذی طویٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فجر کی نماز کے بعد نماز پڑھنی مکروہ جانتے تھے اس واسطے طواف کی دو رکعتیں اس وقت نہ پڑھیں جب ذی طویٰ میں پہنچے اور سورج نکل آیا تو اس وقت طواف کی دو رکعتیں پڑھیں۔

١٥٢٢ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ نَاسًا طَافُوْا بِالْبَيْتِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ثُمَّ قَعَدُوْا إِلَى الْمُذَكِّرِ حَتّٰى إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامُوْا يُصَلُّوْنَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَعَدُوْا حَتّٰى إِذَا كَانَتِ السَّاعَةُ الَّتِيْ تُكْرَهُ فِيْهَا الصَّلَاةُ قَامُوْا يُصَلُّوْنَ.

١٥٢٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے صبح کی نماز کے بعد کعبے کا طواف کیا پھر واعظ کے پاس جا بیٹھے یہاں تک کہ جب سورج نکلا تو نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان لوگوں کے حق میں کہا کہ یہ لوگ بیٹے رہیں یہاں تک کہ جب وہ ساعت ہوئی جس میں کہ نماز پڑھنی مکروہ ہے تو نماز کو کھڑے ہوئے۔

فائدہ: شاید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک بھی فجر اور عصر کی نماز کے بعد کعبے میں نماز پڑھنی درست تھی اس واسطے ان پر انکار کیا کہ انہوں نے جواز کا وقت چھوڑ دیا اور کراہت کا وقت اختیار کیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان کے نزدیک یہ نہی عام تھی عین طلوع اور غروب کے ساتھ خاص نہ تھی اس واسطے ان پر انکار کیا۔ (فتح)

١٥٢٣ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ الصَّلَاةِ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوْبِهَا.

١٥٢٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا منع کرتے تھے نماز سے وقت نکلنے آفتاب کے اور وقت غروب ہونے اس کے۔

١٥٢٤ - حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِيْ

١٥٢٤۔ حضرت عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ فجر کی نماز کے بعد طواف کیا

عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ رُفَيْعٍ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَطُوْفُ بَعْدَ الْفَجْرِ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَرَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَيُخْبِرُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتَهَا إِلَّا صَلَّاهُمَا.

اور دو رکعت نماز پڑھی اور میں نے اس کو دیکھا کہ عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی میرے گھر میں نہ آئے مگر کہ وہ دو رکعتیں پڑھیں۔

فائدہ: وجہ تعلق ان حدیثوں کی ترجمہ سے یا تو اس طور سے ہے کہ طواف بھی نماز ہے پس طواف اور نماز دونوں کا ایک حکم ہے اور یا اس واسطے کہ طواف نماز کو مستلزم ہے جو اس کے بعد مشروع ہے اور یہ ظاہر تر ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ اس مسئلے میں اختلاف ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ ثوری اور کوفے والے کہتے ہیں کہ فجر اور عصر کے بعد طواف کرنا مکروہ ہے اگر کرے تو نماز کو تاخیر کرے لیکن یہ بعض کا مذہب ہے ورنہ مشہور حنفیہ کے نزدیک یہ ہے کہ عصر اور فجر کی نماز کے بعد طواف مکروہ نہیں نماز مکروہ ہے اور جمہور اصحاب اور جو ان کے بعد ہیں کہتے ہیں کہ طواف کے بعد ہر وقت نماز پڑھنی درست ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فجر اور عصر کے بعد نماز پڑھنی مکروہ ہے واسطے عموم نہی کے یہ قول عمر اور ثوری اور ایک جماعت کا ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک رحمہ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کا، انتہی۔ (فتح)

بَابُ الْمَرِيْضِ يَطُوْفُ رَاكِبًا.

بیمار کو سوار ہو کر طواف کرنا درست ہے۔

١٥٢٥ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّآءِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ وَهُوَ عَلٰى بَعِيْرٍ كُلَّمَا أَتٰى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ فِيْ يَدِهٖ وَكَبَّرَ.

١٥٢٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کا طواف اونٹ پر سوار ہو کر کیا جب رکن اسود کے پاس آتے تو اس کی طرف اس چیز سے کہ آپ کے ہاتھ میں تھی اشارہ کرتے تھے اور تکبیر کہتے تھے۔

١٥٢٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ شَكَوْتُ إِلٰى

١٥٢٦۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میں بیمار ہوں سو فرمایا کہ طواف کر لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر سو میں نے طواف کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے پہلو میں نماز پڑھتے تھے اور اس میں

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ أَشْتَكِيْ فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ إِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِ ﴿الطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ﴾.

سورہ طور پڑھتے تھے۔

فائدہ: ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ترجمہ میں ظاہر ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں احتمال ہے کہ واسطے بیماری کے ہو اور احتمال ہے کہ واسطے دکھانے لوگوں کے ہو کہ لوگ آپ کو دیکھیں پس اس سے بے عذر سوار ہو کر طواف کرنا درست معلوم نہیں ہوتا لیکن فقہاء کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بے عذر سوار ہو کر مکروہ تنزیہی ہے اور پیادہ طواف کرنا اولیٰ ہے لیکن منع کو ترجیح ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا سوار ہو کر طواف کرنا مسجد حرام کے احاطہ کرنے اور دیوار کھینچنے سے پہلے تھا اور جب کہ مسجد کا احاطہ ہو چکا تو اب اس کے اندر سوار ہو کر طواف کرنا منع ہے اس واسطے کہ مسجد کا نجاست سے آلودہ ہونے کا خوف ہے پس احاطہ کرنے کے بعد مسجد میں سوار ہو کر طواف کرنا درست نہیں بخلاف پہلے احاطہ کرنے کے کہ اس وقت نجاست سے آلودہ ہونا حرام نہ تھا جیسے کہ سعی میں ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سوار ہو طواف کرنا آپ کا خاصہ تھا اور احتمال ہے کہ اس وقت آپ کی سواری تلویث سے محفوظ ہو آپ کی کرامت کی جہت سے پس غیر کو ان پر قیاس کرنا درست نہیں۔ (فتح) پس حاصل یہ کہ بے عذر کو سوار ہو کر طواف کرنا درست نہیں اور عذر ہو تو درست ہے اور برابر ہے اس میں کہ خواہ اونٹ ہو یا گھوڑا یا خچر۔

بَابُ سِقَايَةِ الْحَاجِّ.

حاجیوں کو پانی پلانے کا بیان یعنی مستحب ہے

فائدہ: اسلام سے پہلے قریش کا دستور تھا کہ کھجوریں پانی میں بھگو کر ان کا نچوڑ حاجیوں کو پلایا کرتے تھے اور یہ منصب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے جد سے پہنچا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عباس رضی اللہ عنہ پر ثابت اور قائم رکھا اور اب تک یہ خدمت عباس رضی اللہ عنہ ہی کی اولاد میں چلی آتی ہے۔ (فتح)

١٥٢٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهٖ فَأَذِنَ لَهٗ.

١٥٢٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پروانگی مانگی منیٰ کی راتوں میں مکے میں رہنے کی پانی پلانے کے لیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پروانگی دی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجیوں کو پانی پلانا سنت ہے، وفیہ المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کو کچھ عذر نہ ہو ان تین راتوں میں منیٰ میں رہے۔

١٥٢٨ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ إِلَى السِّقَايَةِ فَاسْتَسْقٰى فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا فَضْلُ اذْهَبْ إِلٰى أُمِّكَ فَأْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ مِّنْ عِنْدِهَا فَقَالَ اسْقِنِيْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ يَجْعَلُوْنَ أَيْدِيَهُمْ فِيْهِ قَالَ اسْقِنِيْ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ أَتٰى زَمْزَمَ وَهُمْ يَسْقُوْنَ وَيَعْمَلُوْنَ فِيْهَا فَقَالَ اعْمَلُوْا فَإِنَّكُمْ عَلٰى عَمَلٍ صَالِحٍ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنْ تُغْلَبُوْا لَنَزَلْتُ حَتّٰى أَضَعَ الْحَبْلَ عَلٰى هٰذِهٖ يَعْنِيْ عَاتِقَهٗ وَأَشَارَ إِلٰى عَاتِقِهٖ.

١٥٢٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانی پلانے کی جگہ (کہ وہ ایک حوض تھا اس میں پانی بھرا رہتا تھا) آئے اور پانی مانگا سو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے فضل سے کہا کہ اپنی ماں کے پاس جا اور اس کے پاس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھجور کا شربت لا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو پانی پلا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! لوگ اس میں ہاتھ ڈال لیتے ہیں یعنی یہ پانی آپ کے پینے کے لائق نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو پانی پلاؤ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پانی پیا پھر کنوئیں زمزم کے پاس آئے اور لوگ پانی پلاتے تھے اور اس میں عمل کرتے تھے یعنی کنوئیں سے پانی کھینچتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کرو کہ تم نیک کام میں ہو پھر فرمایا کہ اگر تمہارے مغلوب ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو میں بھی اترتا یہاں تک کہ رسی اپنے مونڈھے پر رکھتا یعنی پانی نکال کر لوگوں کو پلاتا۔

فائدہ: یعنی میں پانی پلانے میں تمہارا شریک ہوتا لیکن مجھ کو ڈر ہے کہ اگر میں یہ کام کروں گا تو مجھ کو دیکھ کر سب لوگ اس پر ہجوم کریں گے واسطے اتباع میری کے پھر تم کو پانی پلانا مشکل ہوگا' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں مکروہ ہے پانی مانگنا غیر سے اور اسی طرح نہیں مکروہ ہے رد کرنا اس چیز کا کہ آدمی کو اکرام کی وجہ سے ملے جب کہ کوئی مصلحت اولیٰ اس کے معارض نہ ہو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع کی مصلحت سے شربت نہ منگایا اور یہ کہ پانی پلانے کا بڑا ثواب ہے خصوصا پانی زمزم کا اور اس میں بیان ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع کا اور اصحاب کی حرص کا آپ کی اقتدا پر اور کرامت تقذر کے واسطے ماکولات اور مشروبات کے اور یہ کہ اصل ہر چیز میں اباحت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حوض سے پانی پیا جس میں لوگوں نے ہاتھ ڈبوئے تھے۔ (فتح)۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! ہم کو کعبے کی دربانی بھی ملے فرمایا میں نے تم کو وہ چیز دی ہے کہ اس میں تمہاری کسر

نفسی ہو اور وہ چیز نہیں دی جس میں تم لوگوں کو ادنیٰ جانو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی زَمْزَمَ. زمزم کے کنوئیں کا بیان۔

فائدہ: زمزم ایک کنوئیں کا نام ہے کہ مسجد حرام کے اندر کعبے کے سامنے ہے اور ابتداء اس کی اس طور سے ہوئی کہ جب ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کی ماں کے ساتھ اس جنگل میں چھوڑ گئے تو اسماعیل علیہ السلام کو پیاس لگی تب جبرائیل علیہ السلام آئے اور زمین پر پر مارا اور اس سے یہ چشمہ جاری ہوا پھر کچھ مدت مٹی سے دب گیا اور کسی کو اس کا نشان معلوم نہ رہا آخر کو عبدالمطلب نے اس کو کھود کر نکالا جیسے کہ اس کا بیان آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی فضیلت میں کوئی حدیث اپنی شرط پر ثابت نہیں ہوئی اس واسطے نقل نہیں کی لیکن ایک روایت میں آیا ہے کہ اس میں شفا ہے واسطے ہر بیماری کے اور ایک روایت میں ہے کہ آدمی اس کو جس غرض سے پیئے وہ غرض حاصل ہو جاتی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ أَبُوْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ سَقْفِيْ وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَآءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّإِيْمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِيْ فَعَرَجَ بِيْ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَآءِ الدُّنْيَا افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ.

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر کی چھت کھولی گئی اور میں مکے میں تھا سو جبرائیل علیہ السلام اترا سو اس نے میرا سینہ پھاڑا پھر اس کو زمزم کے پانی سے دھویا پھر ایک طشت ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا لایا اور اس کو میرے سینے میں ڈالا پھر اس کو آپس میں ملایا پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو لے کر چڑھا پہلے آسمان کے پاس سو جبرائیل علیہ السلام نے پہلے آسمان کے چوکیدار سے کہا کہ دروازہ کھول چوکیدار نے کہا یہ کون ہے؟ کہا میں جبرئیل ہوں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زمزم کے پانی کی بڑی فضیلت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اس سے دھویا گیا اگر اس کی فضیلت نہ ہوتی تو اس کی تخصیص کی کوئی وجہ نہ ہوتی، وفيه المطابقة للترجمة.

١٥٢٩ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ ابْنَ

١٥٢٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم کا پانی پلایا سو آپ نے کھڑے ہو کر پیا،

عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ قَالَ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَآئِمٌ قَالَ عَاصِمٌ فَحَلَفَ عِكْرِمَةُ مَا كَانَ يَوْمَئِذٍ إِلَّا عَلٰى بَعِيْرٍ.

عاصم نے کہا کہ عکرمہ نے قسم کھائی کہ حضرت ﷺ اس وقت اونٹ پر سوار تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زمزم کا پینا سنت ہے اور ابن بطال نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ زمزم کا پینا حج کی سنتوں میں سے ہے، وفیہ المطابقة للترجمة اور عکرمہ نے شاید اس واسطے انکار کیا کہ کھڑے ہوکر پانی پینا منع ہے لیکن چونکہ بخاری میں ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ کھڑے ہوکر پانی پیا پس یہ جواز پر محمول ہوگا یعنی کھڑے ہوکر پانی پینا درست ہوگا بغیر کراہت کے۔

بَابُ طَوَافِ الْقَارِنِ.

قارن کے طواف کا بیان۔

فائدہ: یعنی جو حج اور عمرے دونوں کا ایک ساتھ ہی احرام باندھے کیا اس کو فقط ایک ہی طواف کافی ہے یا دو طواف کرنے ضروری ہیں؟۔

١٥٣٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ كَانَ مَعَهٗ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَلَمَّا قَضَيْنَا حَجَّنَا أَرْسَلَنِيْ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهٖ مَكَانَ عُمْرَتِكِ فَطَافَ الَّذِيْنَ أَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ حَلُّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا اٰخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِنًى وَأَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَاحِدًا.

١٥٣٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے سو ہم نے عمرے کا احرام باندھا پھر فرمایا جس کے ساتھ قربانی ہو وہ حج اور عمرے دونوں کا تلبیہ کہے یعنی حج کو عمرے میں داخل کر کے قارن ہو جائے پھر نہ احرام اتارے یہاں کہ حلال ہو دونوں سے یعنی دونوں کے افعال سے فارغ ہوکر حج تمام کرے سو میں مکے میں آئی اس حال میں کہ میں حائضہ تھی سو جب ہم حج تمام کر چکے تو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو میرے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا سو میں نے وہاں سے احرام باندھ کر عمرہ ادا کی فرمایا یہ عمرہ بدلے عمرے تیرے کے ہے جو تجھ سے قضا ہوا سو جنہوں نے فقط عمرے کا احرام باندھا تھا انہوں نے کعبے کا طواف کر کے احرام اتار ڈالا پھر جب منیٰ سے پھرے تو دوسرا طواف کیا یعنی حج کے لیے طواف زیارت کیا اور جنہوں نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا تھا انہوں نے صرف ایک ہی طواف کی۔

١٥٣١ ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا دَخَلَ ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَظَهْرُهُ فِي الدَّارِ فَقَالَ إِنِّيْ لَا اٰمَنُ أَنْ يَّكُوْنَ الْعَامَ بَيْنَ النَّاسِ قِتَالٌ فَيَصُدُّوْكَ عَنِ الْبَيْتِ فَلَوْ أَقَمْتَ فَقَالَ قَدْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَإِنْ حِيْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ أَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ثُمَّ قَالَ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ أَوْجَبْتُ مَعَ عُمْرَتِيْ حَجًّا قَالَ ثُمَّ قَدِمَ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا.

١٥٣١۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سواری گھر میں تھی اور وہ حج کے لیے اس پر سوار ہونا چاہتے تھے کہ ان کا بیٹا کہ اس کا نام بی عبداللہ تھا ان کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس برس لوگوں میں لڑائی ہو اور تجھ کو کعبے سے روک دیں سو اگر اس برس حج کو نہ جاؤ تو بہتر ہو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے مکے کو چلے سو کفار قریش آپ کے اور کعبے کے درمیان حائل ہوئے یعنی آپ کو مکے میں آنے سے مانع ہوئے سو اگر میرے اور مکے کے درمیان کوئی چیز حائل ہوئی تو میں کروں گا جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا یعنی احرام اتار ڈالوں گا البتہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اچھی چال چلنی ہے پھر کہا کہ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ اپنے اوپر حج واجب کیا کہا کہ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما مکے میں آئے اور دونوں کے لیے صرف ایک طواف کیا۔

١٥٣٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَإِنَّا نَخَافُ أَنْ يَّصُدُّوْكَ فَقَالَ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ إِذًا أَصْنَعَ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ أَوْجَبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِيْ وَأَهْدٰى

١٥٣٢۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جس سال حجاج بن یوسف ظالم عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کو آیا اس برس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حج کا ارادہ کیا سو کسی نے اس کو کہا کہ اس برس لوگوں میں لڑائی ہونے والی ہے اور ہم ڈرتے ہیں کہ تجھ کو کعبے سے روک دیں سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھی چال چلنی ہے اس وقت میں کروں گا جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے پر عمرہ واجب کیا پھر نکلا یہاں تک کہ جب بیدا میں آیا تو کہا کہ نہیں حال ہے حج اور عمرے کا مگر ایک یعنی جو فعل حج کا ہے سو وہی عمرے کا ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ اپنے پر حج کو واجب کیا اور

هَدْيًا اشْتَرَاهُ بِقُدَيْدٍ وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ فَلَمْ يَنْحَرْ وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُقَصِّرْ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَنَحَرَ وَحَلَقَ وَرَاٰى اَنْ قَدْ قَضٰى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْاَوَّلِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَذٰلِكَ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قدید میں سے (کہ ایک جگہ کا نام ہے نزدیک جحفہ کے) قربانی خرید کر اپنے ساتھ لی اور اس پر کوئی کام زیادہ نہ کیا سو نہ قربانی ذبح کی اور نہ حلال ہوئے کسی چیز سے افعال سے کہ حرام ہوئے تھے اور نہ سر منڈایا اور نہ بال کتروائے یہاں تک کہ قربانی کا دن یعنی دسویں کا دن ہوا سو قربانی ذبح کی اور سر منڈایا اور دیکھا کہ اس نے حج اور عمرے کا طواف اپنے پہلے طواف سے ادا کیا یعنی حج اور عمرے دونوں کے لیے صرف ایک طواف کیا یعنی طواف زیارت اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔

فائدہ: شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نواسے کچھ روز کے میں خلیفہ اور حاکم ہوئے لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی عبدالملک بن مروان شام میں حاکم تھا اس نے اپنی طرف سے حجاج کو حاکم کر کے مکے میں بھیجا کہ عبداللہ بن زبیر سے میری بیعت لے حجاج اس کے حکم سے مکے پر چڑھ آیا اور دونوں میں لڑائی ہوئی آخر اس نابکار نے عبداللہ بن زبیر کو شہید کر ڈالا اسی سال عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی حج کو آئے تھے تو ان کے بیٹے نے ان سے کہا کہ لوگوں میں لڑائی ہونے والی ہے آخر تک اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قارن یعنی جس نے حج اور عمرے دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا ہو اس کو دونوں کے لیے صرف ایک ہی طواف کافی ہے دوسرا طواف اس پر واجب نہیں مانند مفرد کے اور اس سے زیادہ تر صریح یہ حدیث ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھے تو اس کو دونوں کے لیے صرف ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے اور یہی ہے مذہب امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ واجب ہے کہ دونوں کے لیے دو طواف کرے اور دو بار سعی کرے اور دلیل ان کی حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے لیکن وہ حدیث ضعیف ہے اور اگر بالفرض ثابت بھی ہو تو پہلا طواف محمول ہوگا طواف قدوم پر اور دوسرا طواف طواف زیارت اور سعی پر اور سعی دوبارہ کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے طحاوی نے یہ جواب دیا ہے کہ مراد ان سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے تمتع کیا تھا لیکن یہ تاویل محض باطل ہے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں متمتع اور قارن کا علیحدہ علیحدہ حکم بیان ہوا ہے چنانچہ پہلے کہا کہ جن لوگوں نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا وہ عمرہ کر کے حلال ہو گئے پھر جب منیٰ سے پھرے تو دوسرا طواف کیا پس یہ لوگ اہل تمتع ہیں پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اور جنہوں نے حج اور عمرے دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا تھا انہوں نے دونوں کے لیے صرف ایک ہی طواف کیا پس یہ لوگ اہل قران ہیں پس باوجود ایسی تصریح

کے کون ایسا عاقل ہے کہ اس تاویل کو جائز رکھے اور یہ بات بیان کے محتاج نہیں اور نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے برخلاف بھی ثابت ہو چکا ہے کہ قارن کو صرف ایک ہی طواف کافی ہے اور نیز علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ پہلے آیا ہے کہ جو پہلے صرف حج کا احرام باندھے اس کو اس پر عمرے کا داخل کرنا درست نہیں پس جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں ان پر لازم ہے کہ حج پر عمرہ داخل کرنے کو درست نہ رکھیں حالانکہ وہ اس کو درست رکھتے ہیں، انتہی ملخصا۔ (فتح)

بَابُ الطَّوَافِ عَلٰی وُضُوْءٍ. باوضو طواف کرنے کا بیان۔

فائدہ: جمہور کہتے ہیں کہ طواف کعبے کے لیے وضو شرط ہے اس کے بغیر طواف درست نہیں اور بعض اہل کوفہ کہتے ہیں کہ شرط نہیں لیکن ان پر یہ حدیث حجت ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ بغیر طہارت کے کعبے کا طواف نہ کرو۔ (فتح)

١٥٣٣ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ الْقُرَشِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ قَدْ حَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهُ أَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِيْنَ قَدِمَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ حَجَّ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ حَجَّ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَأَيْتُهُ أَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ مُعَاوِيَةُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ أَبِي الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً

١٥٣٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آئے سو سب افعال حج سے پہلے وضو کیا پھر کعبے کا طواف کیا پھر فسخ حج کا عمرے سے نہ ہوا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں حج کیا سو سب چیزوں سے پہلے کعبے کا طواف کیا پھر وہ احرام عمرے کا نہ ہوا یعنی فسخ حج نہ کیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں حج کیا سو میں نے ان کو دیکھا کہ سب سے پہلے کعبے کا طواف کیا پھر وہ عمرہ نہ ہوا پھر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حج کیا پھر میں نے اپنے باپ زبیر کے ساتھ حج کیا سو اس نے سب چیزوں سے پہلے کعبے کا طواف کیا پھر وہ عمرہ نہ ہوا پھر میں نے مہاجرین اور انصار دیکھے وہ بھی اسی طرح کرتے تھے پھر وہ عمرہ نہ ہوا پھر میں نے سب سے پیچھے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا اس نے بھی اسی طرح کیا پھر اس کو توڑ کر عمرہ نہ کیا یعنی حج کو عمرے سے فسخ نہ کیا اور یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ان کے پاس موجود تھے پس اس سے کیوں نہیں پوچھتے اور نہ کسی نے پہلوں سے یہ کام کیا یعنی نہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حج کو عمرے

ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارَ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ اٰخِرُ مَنْ رَأَيْتُ فَعَلَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُضْهَا عُمْرَةً وَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ عِنْدَهُمْ فَلَا يَسْأَلُوْنَهُ وَلَا أَحَدٌ مِّمَّنْ مَضٰى مَا كَانُوْا يَبْدَءُوْنَ بِشَيْءٍ حَتّٰى يَضَعُوْا أَقْدَامَهُمْ مِنَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَا يَحِلُّوْنَ وَقَدْ رَأَيْتُ أُمِّيْ وَخَالَتِيْ حِيْنَ تَقْدَمَانِ لَا تَبْتَدِءَانِ بِشَيْءٍ أَوَّلَ مِنَ الْبَيْتِ تَطُوْفَانِ بِهٖ ثُمَّ إِنَّهُمَا لَا تَحِلَّانِ وَقَدْ أَخْبَرَتْنِيْ أُمِّيْ أَنَّهَا أَهَلَّتْ هِيَ وَأُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوْا.

سے فسخ کیا اور نہ پہلے سے کسی نے فسخ کیا بلکہ طواف کے بعد اپنے احرام پر قائم رہے یہاں تک کہ حج تمام کیا جب کعبے میں طواف کے لیے قدم رکھتے تو پھر طواف کے سوا اور کوئی چیز نہ کرتے تھے پھر احرام اتارتے تھے عروہ نے کہا کہ میں نے اپنی ماں اور خالہ یعنی اسماء اور عائشہ دیکھیں جب مکے میں آتی تھیں تو پہلے کعبے کا طواف شروع کرتی تھیں اس سے پہلے اور کوئی فعل حج کا نہ کرتی تھیں پھر وہ احرام اتارتی تھیں اور مجھ کو میری ماں نے خبر دی کہ میں نے اور میری بہن اور زبیر اور فلانے فلانے نے عمرے کا احرام باندھا سو جب انہوں نے طواف کے بعد حجر اسود چوما اور صفا مروہ کی سعی کی تو احرام کھول ڈالا یعنی کبھی قربانی ساتھ نہ لائے تو احرام اتار ڈالا۔

فائدہ: اس حدیث سے وضو کا شرط ہونا معلوم نہیں ہوتا مگر جب کہ اس کے ساتھ یہ حدیث جوڑی جائے کہ مجھ سے اپنے حج کے طریقے سیکھو۔ (فتح) اور احتمال ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس سے یہ ہو کہ طواف کے لیے وضو شرط نہیں اس واسطے کہ حضرت ابوبکر، اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم وغیرھم کے فعل میں وضو کا ذکر نہیں۔

بَابُ وُجُوْبِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَجُعِلَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ.

صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا واجب ہے اور وہ دونوں اللہ کی نشانیوں سے گردانی گئی ہیں۔

فائدہ: یعنی اللہ نے فرمایا کہ وہ دونوں اللہ کے نشان ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صفا مروہ کی سعی واجب ہے جوہری نے کہا شعائر حج کے افعال کو کہتے ہیں اور ہر وہ چیز کہ اللہ کی عبادت کا نشان ہو۔

١٥٣٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْتُ لَهَا أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ فَوَاللّٰهِ مَا عَلٰى أَحَدٍ

۱۵۳۴۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اس آیت کے کیا معنی ہیں کہ اللہ نے فرمایا کہ صفا اور مروہ جو ہیں نشان ہیں اللہ کے پھر جو کوئی حج کرے اس گھر کا یا عمرہ تو گناہ نہیں اس کو کہ طواف کرے ان دونوں سے؟ سو قسم ہے اللہ کی اگر کوئی صفا مروہ کی سعی نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں یعنی اس بات سے

جُنَاحٌ أَنْ لَا يَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِي إِنَّ هٰذِهٖ لَوْ كَانَتْ كَمَا أَوَّلْتَهَا عَلَيْهِ كَانَتْ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَتَطَوَّفَ بِهِمَا وَلٰكِنَّهَا أُنْزِلَتْ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوْا قَبْلَ أَنْ يُّسْلِمُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي كَانُوْا يَعْبُدُوْنَهَا عِنْدَ الْمُشَلَّلِ فَكَانَ مَنْ أَهَلَّ يَتَحَرَّجُ أَنْ يَّطُوْفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا أَسْلَمُوْا سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ أَنْ نَّطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ الْأٰيَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَقَدْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَّتْرُكَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ أَخْبَرْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا لَعِلْمٌ مَا كُنْتُ سَمِعْتُهٗ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَذْكُرُوْنَ أَنَّ النَّاسَ إِلَّا مَنْ ذَكَرَتْ عَائِشَةُ مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ بِمَنَاةَ كَانُوْا يَطُوْفُوْنَ كُلُّهُمْ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فِي الْقُرْاٰنِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنَّا نَطُوْفُ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَإِنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ فَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا

یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ سعی واجب نہیں کہ اس کے فاعل پر گناہ نہیں تو یہ امر مباح ہوا کہ رفع اثم علامت اباحت کی ہے اور مستحب امر پر اثبات اجر زیادہ ہوتا ہے اور واجب پر تارک کا عذاب زیادہ ہوتا ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تو برا کہا اے بھانجے میرے! تحقیق اگر اس آیت کے یہی معنی ہوتے جیسے کہ تو نے اس کی تاویل کی اور سمجھا تو یہ آیت اس طرح ہوتی کہ گناہ نہیں اس کو کہ طواف نہ کرے ان دونوں میں یعنی اباحت کی عبارت اس طرح ہوتی ہے نہ جیسے کہ آیت میں واقع ہے اور طائف سے نفی گناہ کرنے کا ایک سبب خاص ہے جیسے کہ امر قرار پایا لیکن یہ آیت تو انصار کے حق میں اتری کہ اوس اور خزرج دو قبیلے تھے کہ وہ مسلمان ہونے سے پہلے گمراہ تھے بت کے لیے احرام باندھتے تھے جس کی وہ عبادت کیا کرتے تھے اس پہاڑ پر کہ قدید پر مشرف ہے سو ان میں سے جو حج کرتا وہ صفا مروہ کی سعی سے حرج کھینچتا تھا یعنی اس کو گناہ جانتا تھا سو جب انصار مسلمان ہوئے تو حضرت ﷺ سے صفا مروہ کی سعی کا حکم پوچھا اور عرض کی کہ یا حضرت! ہم صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا گناہ جانتے تھے اب اس کا کیا حکم ہے؟ سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ اللہ کے نشان ہیں آخر آیت تک یعنی یہ آیت وجوب اور عدم وجوب سے ساکت ہے اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے فاعل پر گناہ نہیں اور بہر حال مباح پس وہ محتاج ہے ساتھ رفع گناہ کے تارک سے اور حکمت اس کے ساتھ تعبیر کرنے کی مطابقت ہے واسطے جواب سائلوں کے اس واسطے کہ ان کو وہم پیدا ہوا کہ اس کو جاہلیت میں کرتے تھے تو اب اسلام میں یہ بات قائم نہ رہے گی سو جواب ان کے سوال کے مطابق نکلا یعنی درست

فَهَلْ عَلَيْنَا مِنْ حَرَجٍ أَنْ نَّطَّوَّفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ الْاٰيَةَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فَأَسْمَعُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِي الْفَرِيْقَيْنِ كِلَيْهِمَا فِي الَّذِيْنَ كَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ أَنْ يَّطُوْفُوْا بِالْجَاهِلِيَّةِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَالَّذِيْنَ يَطُوْفُوْنَ ثُمَّ تَحَرَّجُوْا أَنْ يَّطُوْفُوْا بِهِمَا فِي الْإِسْلَامِ مِنْ أَجْلِ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَمَرَ بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا حَتّٰى ذَكَرَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا ذَكَرَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ.

ہے اور اس کا وجوب اور دلیل سے ثابت ہوتا ہے اور یہ بات ہوسکتی ہے کہ ایک چیز واجب ہو اور آدمی اس کی ایک خاص صفت پر واقع ہونے کو منع جانتا ہو سو اس کو کہا جاتا ہے کہ اس میں تجھ کو کچھ گناہ نہیں اور یہ وجوب کی نفی کو مستلزم نہیں اور فاعل سے گناہ کی نفی کرنے سے یہ لازم نہیں کہ اس کے تارک پر بھی گناہ نہ ہو پس اگر مراد مطلق اباحت ہوتی تو اس کے تارک سے گناہ کی نفی کی جاتی' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا مروہ کی سعی سنت کی یعنی اس کو سنت کے ساتھ فرض کیا نہ یہ کہ اس کی فرضیت کی نفی کی سو کسی کو جائز نہیں یہ کہ چھوڑے سعی درمیان صفا اور مروہ کے زہری نے کہا کہ پھر میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے کہا اس نے کہا کہ بیشک میں نے یہ علم کبھی نہ سنا تھا ابوبکر نے کہا کہ میں نے اہل علم سے سنا ذکر کرتے تھے کہ سب لوگ (سوائے ان لوگوں کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ وہ مناۃ بت کے واسطے احرام باندھتے تھے) صفا اور مروہ کے درمیان دوڑا کرتے تھے سو جب اللہ نے قرآن میں کعبے کے طواف کا ذکر کیا اور صفا اور مروہ کی سعی کا ذکر نہ کیا تو لوگوں نے کہا کہ یا حضرت! ہم صفا اور مروہ کی سعی کیا کرتے تھے اور اللہ نے قرآن میں کعبے کا طواف بیان کیا اور صفا اور مروہ کا طواف ذکر نہیں کیا سو کیا ہم کو صفا اور مروہ کی سعی کرنے میں گناہ ہے؟ سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ بیشک صفا اور مروہ جو ہیں نشان ہیں اللہ کے ابوبکر سے کہا کہ میں سنتا ہوں کہ یہ آیت دونوں فرقوں کے حق میں اتری جو لوگ جاہلیت میں صفا اور مروہ کی سعی کو گناہ جانتے تھے ان کو حق میں بھی اور جو لوگ جاہلیت میں ان کے درمیان سعی کرتے تھے پھر اسلام میں اس کو گناہ سمجھے کہ اللہ نے کعبے

کے طواف کا حکم کیا اور صفا اور مروہ کی سعی بیان نہ کی ان کے ان کے حق میں بھی یہاں تک کہ طواف کعبے کے بعد یہ حکم بیان کیا۔

فائدہ: مناۃ ایک بت کا نام ہے جاہلیت میں کفار اس کی پرستش کیا کرتے تھے اور طاغیہ اس کی صفت ہے اور صفا اور مروہ دو پہاڑ ہیں سامنے کعبے کے ان پر تانبے کے دو بت تھے مشرکین جب صفا اور مروہ کی سعی کرتے تو ان کو چومتے تھے ایک کا نام اساف تھا اور دوسرے کا نام نائلہ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک مرد تھا اور ایک عورت تھی انہوں نے کعبے میں زنا کیا اللہ نے ان کو مسخ کر دیا پتھر ہو گئے اور عبرت کے واسطے صفا مروہ پر رکھے گئے پھر جب مدت دراز ہو گئی تو کافر ان کی عبادت کرنے لگے اور کفار میں سے بعض صفا مروہ کی سعی کیا کرتے تھے اور بعض نہ کرتے تھے جب اسلام آیا تو دونوں نے توقف کیا کہ شاید صفا مروہ کی سعی درست نہ ہو سو اللہ نے اس کا حکم قرآن میں اتارا اور بیان کیا کہ اس میں گناہ نہیں جیسے کہ لوگ سمجھتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا فرض ہے جو نہ کرے اس کا حج درست نہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کسی کو صفا و مروہ کی سعی چھوڑنا درست نہیں ، وفیہ المطابقة للترجمة اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ اللہ نے تم پر صفا مروہ کی سعی فرض کی ہے اور یہی مذہب ہے جمہور علماء کا کہتے ہیں کہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا حج کا ایک رکن ہے بغیر اس کے حج درست نہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ واجب ہے دم دینے سے ادا ہو جاتا ہے اور یہی قول ہے ثوری کا بھول کر ترک کرنے والے میں نہ عامد میں اور یہی قول ہے عطا کا اور ایک قول اس سے یہ ہے کہ وہ سنت ہے اس کے ترک سے کوئی تاوان نہیں اور یہی قول ہے انس رضی اللہ عنہ کا اور امام احمد رحمہ اللہ کے اس میں کئی قول ہیں مانند اقوال مذکورہ کے اور حنفیہ کے نزدیک اس میں تفصیل ہے جب کہ کوئی بعض سعی چھوڑ دے اور طحاوی نے کہا کہ کسی کے نزدیک سعی واجب نہیں اور یہ کلام اس کی عجیب ہے اور ابن منیر نے اس پر سخت رد کیا ہے اور اس میں بہت طول دیا، انتہی ۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کی کیفیت کا بیان۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا السَّعْيُ مِنْ دَارِ بَنِيْ عَبَّادٍ إِلٰى زُقَاقِ بَنِيْ أَبِيْ حُسَيْنٍ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سعی بنی عباد کے گھر سے لے کر کوچہ بنی ابی حسین تک ہے۔

فائدہ: یہ دونوں نام ہیں دو جگہوں کے کہ ایک صفا کے پاس ہے اور ایک مروہ کے اور یہ دونوں نشان اب معروف ہیں۔

١٥٣٥ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَافَ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ خَبَّ ثَلَاثًا وَّمَشٰى أَرْبَعًا وَكَانَ يَسْعٰى بَطْنَ الْمَسِيلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقُلْتُ لِنَافِعٍ أَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَمْشِي إِذَا بَلَغَ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ يُزَاحَمَ عَلَى الرُّكْنِ فَإِنَّهُ كَانَ لَا يَدَعُهُ حَتّٰى يَسْتَلِمَهُ.

١٥٣٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پہلا طواف کرتے یعنی طواف قدوم تو پہلے تین بار جلد چلتے تھے اور پھر چار بار اپنی اصلی چال چلتے تھے اور جب صفا اور مروہ کی سعی کرتے تو میدان کے درمیان دوڑتے تھے' عبید اللہ کہتا ہے کہ میں نے نافع رحمہ اللہ سے کہا کہ کیا عبداللہ جب حجر اسود کے پاس پہنچتے تو آہستہ چلتے تھے اس نے کہا نہیں مگر جب کہ ان پر ہجوم ہوتا تھا تو اس وقت آہستہ چلتے تھے اس واسطے کہ بیشک وہ حجر اسود کو نہ چھوڑتے تھے یہاں تک کہ اس کو چومتے۔

١٥٣٦ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فِي عُمْرَةٍ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَّصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ فَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتّٰى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

١٥٣٦۔ حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کسی نے عمرے کا احرام باندھا اور کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی نہ کی تو کیا اس کو اپنی عورت سے صحبت کرنی درست ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آئے سو آپ نے سات بار کعبے کا طواف کیا پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں پڑھیں اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی اور تم کو رسول میں اچھی چال چلنی ہے اور پھر ہم نے یہ مسئلہ جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس نے بھی کہا کہ عورت سے نزدیک نہ ہو یہاں تک کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے۔

١٥٣٧ ۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ

١٥٣٧۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ تَلَا ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾.

١٥٣٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَكُنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ نَعَمْ لِأَنَّهَا كَانَتْ مِنْ شَعَآئِرِ الْجَاهِلِيَّةِ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾.

١٥٣٨۔ حضرت عاصم سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تم صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا مکروہ جانتے تھے اس نے کہا ہاں اس واسطے کہ وہ جاہلیت کی نشانیوں میں تھا یہاں تک کہ اللہ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ وہ دونوں نشان ہیں اللہ کے آخر آیت تک۔

١٥٣٩ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّمَا سَعٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهُ زَادَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو سَمِعْتُ عَطَآءً عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ.

١٥٣٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو کعبے کے گرد اور صفا اور مروہ کے درمیان اس واسطے دوڑے تھے کہ مشرکین کو اپنی قوت دکھائیں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سعی اس جگہ سے شروع کرتا ہوں جس کو پہلے اللہ نے ذکر کیا یعنی صفا سے اس سے معلوم ہوا کہ ترتیب شرط ہے کہ پہلے سعی صفا سے شروع کرے اور یہی مذہب ہے شمس الدین شارح بخاری کا اور بعض کہتے ہیں کہ ترتیب شرط نہیں لیکن ترک کرنا مکروہ ہے اور مستحب ہے اعادہ شوط کا، انتہی۔ (فتح)

بَابُ تَقْضِي الْحَآئِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَإِذَا سَعٰى عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

حیض کی حالت میں عورت کو حج کے سب احکام ادا کرنے درست ہیں سوائے طواف کعبے کے کہ وہ حیض کی حالت میں درست نہیں اور اگر بے وضو صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے تو درست ہے یا نہیں؟۔

فائدہ: پہلا حکم باب کی حدیثوں میں صریح موجود ہے اور دوسرا مسئلہ بطور استفہام کے وارد کیا تو شاید یہ اشارہ ہے طرف اس زیادتی کی جو باب کی حدیث میں مالک سے مروی ہے کہ صفا اور مروہ کی سعی بھی بے وضو درست نہیں ابن عبدالبر نے کہا کہ یحییٰ کے سوا کسی نے یہ لفظ مالک سے نقل نہیں کیا اور اگر ثابت بھی ہو تو اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سعی کے واسطے وضو شرط ہے اس واسطے کہ سعی موقوف ہے اس پر کہ اس کے پہلے طواف ہو اور جب کہ طواف اس کو منع ہے تو سعی بھی منع ہوگی نہ اس واسطے کہ طہارت شرط ہے اور اسی طرح ابن عمر اور ابو عالیہ سے بھی منقول ہے کہ حائض کو نہ طواف درست ہے نہ سعی اور ابن منذر نے سلف میں سے کسی سے سعی کے واسطے طہارت کا شرط ہونا نقل نہیں کیا مگر حسن بصری سے اور ابن بطال نے کہا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ حیض کی حالت میں عورت کو سعی کرنی درست ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور اگر صفا اور مروہ کی سعی طواف سے پہلے کرے اور طواف اس سے پیچھے کرے تو جمہور علماء کے نزدیک کافی نہیں اور بعض اہل حدیث کہتے ہیں کہ کافی ہے۔ (فتح)

١٥٤٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ قَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ افْعَلِيْ كَمَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ.

١٥٤٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں مکے میں آئی اس حال میں کہ میں حائضہ تھی سو میں نے نہ کعبے کا طواف کیا اور نہ صفا مروہ کی سعی کی سو میں نے اس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کر جو حاجی کرتے ہیں مگر اتنا ہے کہ کعبے کا طواف نہ کر جب تک کہ تو حیض سے پاک نہ ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض کی حالت میں عورت کو کعبے کا طواف کرنا درست نہیں جب تک کہ حیض سے پاک ہو کر غسل نہ کرے اس واسطے کہ عبادات میں نہی فساد کو چاہتی ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ طواف باطل ہے اور یہی حکم ہے جنبی اور بے وضو کا کہ ان کو کعبے کا طواف کرنا درست نہیں اور یہی ہے قول جمہور کا اور بعض کوفے والے کہتے ہیں کہ طہارت شرط نہیں اور عطا سے روایت ہے کہ اگر عورت تین بار کعبے کے گرد گھومے پھر اس کو حیض آجائے تو اس کو باقی طواف کرنا درست ہے۔ (فتح)

١٥٤١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ ح وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَبِيْبٌ الْمُعَلِّمُ

١٥٤١۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کے ساتھ قربانی نہ تھی اور

عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ وَلَيْسَ مَعَ أَحَدٍ مِنْهُمْ هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِّنَ الْيَمَنِ وَمَعَهُ هَدْيٌ فَقَالَ أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً وَيَطُوْفُوْا ثُمَّ يُقَصِّرُوْا وَيَحِلُّوْا إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالُوْا نَنْطَلِقُ إِلٰى مِنًى وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ مَنِيًّا فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ وَحَاضَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا طَهُرَتْ طَافَتْ بِالْبَيْتِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَنْطَلِقُوْنَ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ وَّأَنْطَلِقُ بِحَجٍّ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ أَنْ يَّخْرُجَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے اور ان کے ساتھ قربانی تھی سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے احرام باندھا ساتھ اس چیز کے کہ احرام باندھا ساتھ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالیں یعنی کعبے کا طواف کریں پھر بال کتروائیں اور احرام کھول ڈالیں مگر جس کے ساتھ قربانی ہو لوگوں نے کہا کہ ہم منیٰ کی طرف چلیں گے اور ہم میں سے کسی کے ذکر سے منی ٹپکتی ہوگی یعنی قریب جماع کے ہوئے ہوں گے اور یہ ان کے نزدیک عیب تھا سو یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی سو فرمایا کہ اگر میں اپنے کام سے پہلے جانتا جو کچھ کہ میں نے پیچھے جانا تو قربانی اپنے ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ عمرہ کر کے حج کا احرام اتار دیتا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض ہوا سو انہوں نے حج کے سب احکام ادا کیے لیکن کعبے کا طواف نہ کیا پھر جب حیض سے پاک ہوئیں تو کعبے کا طواف کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت! آپ حج اور عمرے دونوں کے ساتھ جاتے ہیں اور میں صرف حج کے ساتھ جاتی ہوں یعنی میں نے عمرہ نہیں کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تنعیم میں جائے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کے بعد عمرہ ادا کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض کی حالت میں عورت کو کعبے کا طواف کرنا درست نہیں، اور اس کے سوا اور سب کام درست ہیں، وفیہ المطابقة للترجمة.

١٥٤٢ ـ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا أَنْ يَّخْرُجْنَ فَقَدِمَتِ امْرَأَةٌ

١٥٤٢۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم کنواریوں کو باہر نکلنے سے منع کیا کرتے تھے یعنی عید کی نماز وغیرہ میں سو ایک عورت آئی اور بنی خلف کے محل میں اتری کہ بصرہ میں تھا

فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِیْ خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ اَنَّ اُخْتَهَا كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَكَانَتْ اُخْتِیْ مَعَهٗ فِیْ سِتِّ غَزَوَاتٍ قَالَتْ كُنَّا نُدَاوِی الْكَلْمٰی وَنَقُوْمُ عَلَی الْمَرْضٰی فَسَاَلَتْ اُخْتِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ هَلْ عَلٰی اِحْدَانَا بَاْسٌ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا جِلْبَابٌ اَنْ لَّا تَخْرُجَ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَلْتَشْهَدِ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَمَّا قَدِمَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا سَاَلْتُهَا اَوْ قَالَتْ سَاَلْنَاهَا فَقَالَتْ وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَدًا اِلَّا قَالَتْ بِاَبِیْ فَقُلْنَا اَسَمِعْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ نَعَمْ بِاَبِیْ فَقَالَ لِتَخْرُجِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُوْرِ اَوِ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ وَالْحُيَّضُ فَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰی فَقُلْتُ اٰلْحَائِضُ فَقَالَتْ اَوَلَيْسَ تَشْهَدُ عَرَفَةَ وَتَشْهَدُ كَذَا وَتَشْهَدُ كَذَا.

سو اس نے حدیث بیان کی کہ اس کی بہن حضرت ﷺ کے ایک صحابی کی بیوی تھی جس نے کہ حضرت ﷺ کے ساتھ کافروں سے بارہ جنگیں کی تھیں اور میری بہن چھ جنگوں میں اس کے ساتھ تھی میری بہن نے کہا کہ ہم زخمیوں کا علاج کرتی تھیں اور بیماروں کی خبر لیتی تھیں سو میری بہن نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ یا حضرت! اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو کیا اس کو باہر نکلنے میں کچھ گناہ ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چاہیے کہ اس کے ساتھ والی اس کو اپنی چادر پہنا دے اور چاہیے کہ نیکی کی مجلس اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوں سو جب ام عطیہ رضی اللہ عنہا آئیں تو میں نے اس سے پوچھا حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کبھی حضرت ﷺ کا نام نہ لیتی تھیں مگر کہ یہ کہتی تھیں کہ میرا باپ آپ پر قربان ہو اور ہم نے کہا کہ کیا تو نے حضرت ﷺ سے سنا ہے ایسا ایسا فرماتے تھے؟ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں میرا باپ آپ پر قربان ہو سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چاہیے کہ باہر نکلیں کنواریاں اور پردہ والیاں اور حیض والیاں اور چاہیے کہ نیکی کی مجلس اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں اور حیض والیاں عید گاہ سے کنارے رہیں سو میں نے کہا کہ کیا حیض والیاں بھی حاضر ہوں؟ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا حیض والی عرفات میں حاضر نہیں ہوتی؟ کیا فلانی فلانی جگہ حاضر نہیں ہوتی یعنی مزدلفہ اور منیٰ وغیرہ میں پھر عید گاہ میں حاضر ہونے میں کیا ڈر ہے؟۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی کو کعبے کا طواف کرنا درست نہیں اس واسطے کہ جب اس کو عید گاہ میں حاضر ہونا درست نہیں تو مسجد بلکہ مسجد حرام بلکہ کعبے میں داخل ہونا اس کو بطریق اولیٰ درست نہ ہوگا، وفیہ المطابقة للترجمة.

بَابُ الْإِهْلَالِ مِنَ الْبَطْحَاءِ وَغَيْرِهَا لِلْمَكِّيِّ وَلِلْحَاجِّ إِذَا خَرَجَ إِلَى مِنًى.

جائز ہے احرام باندھنا مکی اور آفاقی کو بطحاء وغیرہ جگہوں مکے کی سے جب کہ نکلیں طرف منیٰ کی۔

فائدہ: مکی اس شخص کو کہتے ہیں جس کا گھر مکے میں ہو اور ہمیشہ مکے میں رہتا ہو اور آفاقی اس کو کہتے ہیں جو مکے والوں کے سوا اور کسی ملک سے حج کو جائے' امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو مکے میں رہتا ہو اس کے اہل سے یا غیر ان کے سے اس کے احرام باندھنے کی جگہ نفس مکہ ہے کہ وہ جب حج کا ارادہ کرے تو ہیں سے احرام باندھے صحیح قول یہی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا میقات مکہ اور تمام حرم ہے دوسرا مذہب حنفیہ کا ہے اور افضل میں اختلاف ہے سو دونوں کا اتفاق ہے اس پر کہ اپنے گھر کے دروازے سے احرام باندھے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول ہے کہ مسجد حرام سے احرام باندھے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق کہتے ہیں کہ مکے کے درمیان سے احرام باندھے اور نہ نکلے طرف حل کی مگر احرام باندھ کر اور اس میں اختلاف ہے کہ کس وقت احرام باندھے جمہور کہتے ہیں کہ افضل ہے کہ آٹھویں ذی الحجہ کے دن احرام باندھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب چاند دیکھے تو اس وقت احرام باندھے اور یہی ہے قول ابن زبیر کا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا محمول ہے استحباب پر اور یہی قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ابوثور کا اور ابن منذر نے کہا کہ افضل ہے کہ آٹھویں کے دن احرام باندھے مگر جو متمتع کہ ہدی نہ پائے اور روزے کا ارادہ رکھتا ہو وہ جلدی احرام باندھے تا کہ احرام کے بعد تین روزے رکھے اور دلیل جمہور کی جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس کو بخاری نے اس باب میں معلق کیا اور مراد آفاقی سے وہ شخص ہے جو تمتع کی نیت سے کعبے میں داخل ہو، انتہی۔ (فتح)

وَسُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ الْمُجَاوِرِ يُلَبِّي بِالْحَجِّ قَالَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُلَبِّي يَوْمَ التَّرْوِيَةِ إِذَا صَلَّى الظُّهْرَ وَاسْتَوٰى عَلٰى رَاحِلَتِهِ.

اور کسی نے عطا سے پوچھا کہ اگر کوئی مکہ کا مجاور ہو تو کیا وہ حج کا تلبیہ کہے اس نے کہا کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما تلبیہ کہتے آٹھویں کو جب کہ ظہر کی نماز پڑھتے اور سواری پر سیدھے ہوتے۔

وَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَدِمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْلَلْنَا حَتّٰى يَوْمِ التَّرْوِيَةِ وَجَعَلْنَا مَكَّةَ بِظَهْرٍ لَبَّيْنَا بِالْحَجِّ وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَهْلَلْنَا مِنَ الْبَطْحَاءِ.

اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے میں آئے سو ہم نے احرام کھول ڈالا یہاں تک کہ جب ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ ہوئی اور ہم نے اپنی پس پشت کیا تو حج کا تلبیہ کہا اور ابو زبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم نے بطحاء سے احرام باندھا

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ وہ مکہ سے نکلنے کے وقت احرام باندھے ہوئے تھے اس واسطے کہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ مکہ اپنے پیچھے کیا اس حال میں کہ ہم احرام باندھے ہوئے تھے، وفيه المطابقة للترجمة.

وَقَالَ عُبَيْدُ بْنُ جُرَيْجٍ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتّٰى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ.

اور عبید بن جریج نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے تجھ کو دیکھا کہ جب تو مکہ میں تھا کہ لوگوں نے جب چاند دیکھا تو احرام باندھا اور تو احرام نہ باندھا یہاں تک کہ ترویہ کا دن یعنی آٹھویں کا دن ہوا' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا احرام باندھا ہوا یہاں تک کہ آپ کی سواری آپ کو لے کر کھڑی ہوئی

فائدہ: مطلب اس کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام میقات سے باندھا جب کہ آپ نے حج کے احکام شروع کیے اور احرام اور عمل حج کے درمیان کچھ دیر نہ کی کہ اس کے ساتھ عمل منقطع ہو جائے بلکہ آپ کا احرام اعمال حج کے متصل واقع ہوا پس جو کوئی مکہ میں ہو اس کو بھی چاہیے کہ اسی طرح اپنے عمل کی ابتدا سے احرام باندھے بغیر اس کے کہ ان کے درمیان فرق اور دیر ہو بخلاف اس کے جو مہینے کی ابتدا سے احرام باندھے کہ اس کا احرام عمل حج کے ساتھ متصل نہیں ہوتا کہ عمل تو آٹھویں سے شروع ہوگا۔

بَابُ أَيْنَ يُصَلِّي الظُّهْرَ فِيْ يَوْمِ التَّرْوِيَةِ.

آٹھویں ذی الحجہ کے دن ظہر کی نماز کہاں پڑھے؟۔

فائدہ: ترویہ کا دن اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ اس دن لوگ اپنے اونٹوں کو پانی پلایا کرتے تھے اور پانی لے کر پھرتے تھے اس واسطے کہ اس وقت مکے کی زمین میں پانی نہ تھا اور اب بہت پانی ہو گیا ہے اب پانی اٹھانے کی کوئی حاجت نہیں۔ (فتح)

١٥٤٣ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ أَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ عَقَلْتَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قُلْتُ فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْأَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ.

١٥٤٣۔ حضرت عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ مجھ کو وہ چیز بتلائیں جس کو آپ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھا ہو کہ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نماز کس جگہ پڑھی؟ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منیٰ میں میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ سے پھرنے کے دن عصر کی نماز کس جگہ پڑھی؟ کہا کہ محصب میں پھر انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو کر جیسے تیرے امیر کرتے ہیں یعنی ایسے امیروں میں اپنے سردار کی مخالفت نہ کر کہ نماز ہر

جگہ درست ہے اگرچہ افضل حضرت ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے کہا کہ یہ سنت سے ہے کہ امام ظہر سے فجر تک پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھے پھر صبح کو عرفات میں جائے۔

١٥٤٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ لَقِيتُ أَنَسًا ح وَحَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ خَرَجْتُ إِلَى مِنًى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ فَلَقِيتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَاهِبًا عَلَى حِمَارٍ فَقُلْتُ أَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْيَوْمَ الظُّهْرَ فَقَالَ انْظُرْ حَيْثُ يُصَلِّي أُمَرَآؤُكَ فَصَلِّ.

١٥٤٤۔ حضرت عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ کی طرف نکلا سو میں انس رضی اللہ عنہ سے ملا کہ گدھے پر چڑھے جاتے تھے سو میں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس دن کس جگہ ظہر کی نماز پڑھی ہے؟ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو دیکھ جس جگہ تیرے امیر نماز پڑھیں سو تو بھی اس جگہ نماز پڑھ۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت ہے حاجی کو کہ آٹھویں کو ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھے اور یہی ہے قول جمہور کا اور ابن منذر نے کہا کہ سنت ہے واسطے امام کے کہ اس دن ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء اور صبح کی نماز منیٰ میں پڑھے اور یہی قول ہے سب شہروں کے علماء کا اور میں کسی اہل علم سے یاد نہیں رکھتا کہ اس نے واجب کی ہو کوئی چیز اس شخص پر کہ نویں رات کو منیٰ میں نہ پہنچے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آٹھویں کے دن تہائی رات گزر چکے تو اس وقت وہ مکہ سے منیٰ میں گئیں اور ابن منذر نے کہا کہ منیٰ کی طرف نکلنا ہر وقت درست ہے لیکن حسن اور عطا کہتے ہیں کہ جائز ہے حاجی کو جانا طرف منیٰ کی آٹھویں تاریخ سے پہلے ایک دن یا دو دن اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مکروہ ہے اور ترویہ کے دن شام تک مکہ میں ٹھہرنا مکروہ ہے مگر جمعہ کا دن ہو تو جمعہ پڑھ کر جائے اور مراد نفر سے پھرنا ہے منیٰ سے بعد ادا کرنے اعمال حج کے، انتہیٰ ملخصا۔ (فتح)

الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ ششم بخاری کا تمام ہوا جو لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں وہ مترجم کے حق میں خاتمہ بالایمان کی دعا فرمائیں، واخر دعانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب الزکوٰۃ

کتاب الحج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی رحمہ اللہ

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ

شرح صحیح بخاری

۷ - ۸ - ۹

تصحیح: شیخ محب الدین الخطیب

ترقیم: شیخ محمد فؤاد عبدالباقی

مکتبہ اصحاب الحدیث

فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

شرح صحیح بخاری

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۷

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد سوم

مصنف .... علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

دوسرا ایڈیشن .... اگست 2009ء

ناشر .... مکتبہ اصحاب الحدیث

قیمت کامل سیٹ 10000

کمپوزنگ و ڈیزائننگ .... حافظ عبدالوہاب 0321-416-22-60

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔

042-7321823, 0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ الصَّلَاةِ بِمِنًى

باب ہے منیٰ میں نماز پڑھنے کے بیان میں

فائدہ: یعنی چار رکعت نماز کو قصر کر کے پڑھا جائے یا نہیں اور یہ بحث نماز کے قصر کرنے کے بیان میں پہلے گزر چکی ہے۔(فتح)

۱۵٤٥۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِّنْ خِلَافَتِهِ.

۱۵۴۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی یعنی چار رکعت کے بدلے صرف دو رکعت ہی پڑھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی دو ہی رکعت نماز پڑھی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت کے ابتداء میں دو ہی رکعت نماز پڑھی۔

فائدہ: یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تینوں خلیفوں نے چار رکعت کی نماز قصر کر کے دو رکعت پڑھی لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے اخیر میں پوری نماز پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ حج کے دنوں میں منیٰ میں چار رکعت کی نماز کو قصر کیا جائے۔(فتح و فیہ المطابقۃ للترجمۃ)

۱٥٤٦۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ أَكْثَرُ مَا كُنَّا قَطُّ وَآمَنُهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ.

۱۵۴۶۔ حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھائی اور حالانکہ ہم اس وقت سب وقتوں سے زیادہ تر گنتی میں اور زیادہ تر امن میں تھے۔

فائدہ: خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جب تم سفر کرو ملک میں تو تم پر گناہ نہیں کہ کچھ کم کرو نماز میں سے اگر تم کو ڈر ہو کہ ستائیں گے تم کو کافر تو ظاہرا اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کافروں کے ستانے کا ڈر

نہ ہوتو نماز کوقصر کرنا درست نہیں جیسے کہ قید ان خفتم الآیۃ اس پر دلالت کرتی ہے تو غرض ابن وہب کی یہ ہے کہ آیت میں خوف کی قید اتفاقی ہے احترازی نہیں پس سفر میں ہر وقت نماز کوقصر کرنا درست ہے خواہ خوف ہو یا نہ ہو اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے نہایت امن کے وقت نماز قصر کی ہے اور مراد منیٰ میں نماز پڑھنا ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

۱۵۴۷۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَفَرَّقَتْ بِكُمُ الطُّرُقُ فَيَا لَيْتَ حَظِّي مِنْ أَرْبَعٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ.

۱۵۴۷۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں نماز پڑھی یعنی چار رکعت نماز قصر کر کے دو رکعتیں پڑھیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعتیں پڑھیں اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعتیں پڑھیں پھر جدا جدا ہوئیں تمہاری راہیں یعنی نماز کے قصر کرنے اور پورا پڑھنے میں تمہارے درمیان اختلاف پیدا ہوا پس کاش حصہ میرا کہ چار رکعتوں سے (کہ عثمان پڑھتے ہیں) دو رکعتیں مقبول ہوتیں پس کاش کہ عثمان رضی اللہ عنہ بھی چار رکعت کی نماز کوقصر کر کے دو رکعت پڑھتے جیسے کہ حضرت ﷺ اور آپ کے یاروں نے پڑھی ہے۔

فائدہ: داؤدی نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے خوف کیا اس سے کہ چار رکعتیں کافی نہ ہوں پس انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تابعداری کی اس واسطے کہ ان کے خلاف کو برا جانا اور اپنے اعتقاد کی خبر دی اور اس کے غیر نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ اگر چار رکعتیں پڑھے گا تو تکلف کرے گا پس کاش کہ وہ چار رکعتیں مقبول ہوں جیسے کہ دو رکعتیں مقبول ہوتیں ہیں اور ظاہر بات یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ قول بطور تفویض الی اللہ کے کہا ہے یعنی ان کے قبول ہونے اور قبول نہ ہونے کو خدا کے سپرد کیا ہے کہ اللہ جانے چار رکعتوں میں سے دو رکعتیں بھی قبول ہوں یا نہ ہوں واسطے نہ واقف ہونے اس کے غیب پر اور شاید کہ خدا اس کی نماز قبول کرے یا نہ سو اس نے تمنا کی کہ میں جو عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ چار رکعتیں پڑھتا ہوں تو ان میں سے میری دو ہی رکعتیں قبول ہو جائیں اگرچہ زیادہ قبول نہ ہوں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسافر کو اختیار ہے کہ خواہ پوری نماز پڑھے یا قصر کرے لیکن دو رکعت کا پڑھنا ضروری ہے اور اس سے کم نہ کرے باوجود اس کے کہ وہ خوف کرتا ہو کہ شاید اس سے کچھ نماز بھی قبول نہ ہو پس حاصل اس کا یہ ہے کہ اس نے کہا کہ میں تو صرف عثمان کی تابعداری کے واسطے پوری نماز پڑھتا ہوں اور کاش کہ چار رکعتوں سے میری دو ہی رکعتیں قبول ہوں اور اس

حدیث کے باقی فائدے پہلے گزر چکے ہیں۔ (فتح) اس سے بھی معلوم ہوا کہ منیٰ میں نماز کو قصر کیا جائے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ
عرفات میں نویں ذی الحجہ کو روزہ رکھنے کا بیان

١٥٤٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سَالِمٌ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ شَكَّ النَّاسُ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ.

۱۵۴۸۔ ام الفصل رضی اللہ عنہا (ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ماں) سے روایت ہے کہ عرفہ کے دن لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کا شک کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے ہیں یا نہیں سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف شربت بھیجا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ عرفات میں حاجی روزہ نہ رکھیں تا کہ اس سے ضعف پیدا نہ ہو واسطے اتباع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہی آسانی ہے۔ (تیسیر) وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ إِذَا غَدَا مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ
منیٰ سے عرفات کی طرف جاتے وقت لبیک اور اللہ اکبر کہنے کا بیان

فائدہ: یعنی لبیک اور تکبیر کہنا جائز ہے اور غرض امام بخاری کی اس ترجمے سے رد کرنا ہے اس شخص پر کہ کہتا ہے کہ محرم جب نویں ذی الحجہ کو صبح کی نماز کے بعد عرفات کو چلے تو لبیک کہنا موقوف کر دے اور اس کی تفصیلی بحث چودہ ابواب کے بعد آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

١٥٤٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُهِلُّ مِنَّا الْمُهِلُّ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ مِنَّا الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ.

۱۵۴۹۔ محمد بن ابی بکر ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس حال میں کہ وہ دونوں صبح کو منیٰ سے عرفات کی طرف جا رہے تھے پوچھا کہ تم اس دن یعنی عرفہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس طرح کیا کرتے تھے سو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لبیک کہتا تھا ہم میں سے لبیک کہنے والا سو اس پر کوئی انکار نہ کرتا تھا اور تکبیر کہتا تھا تکبیر کہنے والا سو اس پر کوئی انکار نہ کرتا تھا۔ (ہم میں سے کچھ لوگ تلبیہ اور کچھ لوگ تکبیر کہہ رہے تھے)۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن ابی سلمہ نے کہا کہ عبداللہ کے باپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی

موافق حدیث محمد بن ابی بکر کے اور اس میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ عبداللہ نے کہا ہے عبیداللہ سے کہ عجب ہے واسطے تمہارے کہ تم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کیوں نہیں پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کیا کرتے تھے اور مراد ابی سلمہ کی اس سے یہ ہے کہ افضل کام پر ثواب حاصل ہوتا ہے اس واسطے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی کو لبیک اور تکبیر میں اختیار ہے خواہ لبیک کہے یا تکبیر اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس پر برقرار رکھا، سو اس نے ارادہ کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل معلوم کرے تاکہ دونوں کاموں میں سے افضل کام معلوم ہو اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کا بیان آئے گا۔ (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ نویں ذی الحجہ کی صبح کے دن عرفات کو جاتے وقت لبیک اور تکبیر کہنا دونوں درست ہیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور طیبی نے کہا کہ حاجیوں کو اس دن تکبیر کہنی جائز ہے مانند اور اذکار کے لیکن سنت نہیں بلکہ سنت ان کے لیے لبیک کہنا ہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکر ماریں یعنی جب اس کو پہلے کنکر ماریں پس اس وقت ہی لبیک کہنا موقوف کریں۔ (ع)

بَابُ التَّهْجِيرِ بِالرَّوَاحِ يَوْمَ عَرَفَةَ

عرفہ کے دن سخت گرمی میں یعنی دوپہر کو جانا یعنی مقام نمرہ سے

فائدہ: اور نمرہ نام ہے ایک پہاڑ کا کہ حرم مکہ کی زمین وہاں تمام ہوتی ہے اور عرفات حل میں ہے اور نمرہ کا کچھ حصہ حرم سے باہر ہے اور زیادہ حرم میں ہے اور عرفات اور حرم کے درمیان ہے۔

۱۵۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ إِلَى الْحَجَّاجِ أَنْ لَّا يُخَالِفَ ابْنَ عُمَرَ فِي الْحَجِّ فَجَآءَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَاحَ عِنْدَ سُرَادِقِ الْحَجَّاجِ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ فَقَالَ مَالَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ الرَّوَاحَ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ قَالَ هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنْظِرْنِيْ حَتّٰى أُفِيْضَ عَلٰى رَأْسِيْ ثُمَّ أَخْرُجَ فَنَزَلَ حَتّٰى خَرَجَ الْحَجَّاجُ فَسَارَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ أَبِيْ فَقُلْتُ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ

۱۵۵۰۔ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالمالک بن مروان نے حجاج کی طرف خط لکھا اور حجاج عبدالمالک کی طرف سے مکہ پر حاکم تھا کہ حج کے احکام میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت نہ کرے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما آئے اور میں ان کے ساتھ تھا عرفہ کے دن جب سورج ڈھلا سو انہوں نے حجاج کے خیمہ کے نزدیک بلند آواز سے کہا: حجاج کہاں ہے سو حجاج باہر آیا اس حال میں کہ اس پر کسنبے والا تہ بند تھا سو اس نے کہا اے ابا عبدالرحمٰن (یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) تم کیا کہتے ہو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو جلدی باہر آ تو حجاج نے کہا کہ اسی وقت باہر آؤں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں حجاج نے کہا کہ مجھ کو تھوڑی سی مہلت دے دو یہاں تک کہ میں اپنے سر پر پانی ڈالوں یعنی غسل کروں پھر باہر آؤں

الْوُقُوفَ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عَبْدِ اللهِ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ عَبْدُ اللهِ قَالَ صَدَقَ.

سو ابن عمر رضی اللہ عنہما سواری سے اترے اور بیٹھ گئے یہاں تک کہ حجاج نکلا سو میرے اور میرے باپ کے درمیان چلا سو میں (سالم) نے کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو خطبے کو چھوٹا کر اور وقوف عرفات کے لیے جلدی کر کہ وہاں چل کر وقوف کریں سو حجاج عبداللہ کی طرف دیکھنے لگا سو جب عبداللہ نے یہ حالت دیکھی تو کہا کہ سالم کی بات درست ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سخت گرمی میں عرفات کو جائے اس واسطے کہ جب سالم نے حجاج کو وقوف عرفات کے لیے جلدی کرنے کو کہا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی تصدیق کی اور نیز حجاج نے کہا کہ اسی وقت باہر آؤں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اسی وقت اور وہ وقت سخت گرمی کا تھا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وقوف عرفات کے لیے حاجی غسل کرے اس واسطے کہ حجاج نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کہا کہ میرا انتظار کرو اور انہوں نے اس کا انتظار کیا اور یہ مستحب ہے نزدیک اہل علم کے اور مؤطا امام مالک میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ وقوف عرفات کے لیے عرفہ کی شام کو نہایا کرتے تھے اور طحاوی نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے واسطے اس شخص کے کہ محرم کے واسطے کسنبی کپڑے کو جائز کہتا ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے اس طرح کے کہ حجاج بڑے بڑے منکرات سے پرہیز نہ کرتا تھا مانند خونریزی وغیرہ کے پس کسنبی کپڑے سے بچنے کا تو کیا ذکر ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو اس لیے منع نہ کیا کہ وہ جانتے تھے کہ یہ نامراد نہیں مانے گا اور نیز یہ بھی جانتے تھے کہ لوگ اس میں اس کی پیروی نہ کریں گے اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ حجت پکڑنی تو ساتھ عدم انکار ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہے۔ پس ان کے انکار نہ کرنے سے حجت پکڑیں گے لوگ بیچ اعتقاد جواز کے وقد تقدم الکلام علی مسئلۃ المعصفر فی باب اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حج کا قائم کرنا خلیفوں کے سپرد ہے اور یہ کہ امیر دین کے کام میں اہل علم کے قول پر عمل کرے اور یہ کہ عالموں کو بادشاہوں کے پاس جانا درست ہے۔ اس میں ان پر کچھ عیب نہیں اور یہ کہ شاگرد کو استاد کے ہوتے ہوئے بادشاہ کے پاس فتوی دینا درست ہے اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا علو علم میں واسطے جاننے کے حجاج کی طرف سماع اس چیز کے کہ اس نے سالم سے سنی اس کے باپ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس پر انکار نہ کیا اور یہ کہ فاجر گنہگار کو سنتوں کا کہنا درست ہے واسطے نفع لوگوں کے اور یہ کہ جائز ہے احتمال مفسدہ خفیف کا واسطے حاصل کرنے بڑی مصلحت کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما حجاج کے پاس گئے اور ان کو حج کے احکام سکھائے اور اس حدیث میں حرص ہے اوپر پھیلانے علم کے واسطے نفع اٹھانے لوگوں کے ساتھ اس کے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے اور یہ کہ سورج ڈھلنے کے وقت عرفہ کی

مسجد کی طرف متوجہ ہونا اور نماز ظہر اور عصر کو اول وقت میں جمع کر کے ادا کرنا سنت ہے۔ اور غسل وغیرہ متعلقات نماز میں مشغول ہونے کے ساتھ تاخیر ہونا مضر نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْوُقُوْفِ عَلَى الدَّابَّةِ بِعَرَفَةَ

عرفات میں جانور پر وقوف کرنے کا بیان

١٥٥١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا اخْتَلَفُوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَآئِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَآئِمٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيْرِهِ فَشَرِبَهُ.

١٥٥١۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگ عرفہ کے دن اس کے نزدیک حضرت ﷺ کے روزے کے بارے میں جھگڑے یعنی بعض نے کہا کہ آپ ﷺ روزہ دار ہیں اور بعض نے کہا کہ روزہ دار نہیں سو میں نے آپ ﷺ کی طرف دودھ کا پیالہ بھیجا اور آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر کھڑے تھے سو آپ ﷺ نے اس کو پیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میدانِ عرفات میں سواری پر کھڑے ہونا یعنی ٹھہرنا درست ہے۔ کہ آپ ﷺ عرفات میں اپنے اونٹ پر کھڑے تھے وفیہ المطابقة للترجمة اور زیادہ تر صریح حدیث یہ ہے جو مسلم میں ہے کہ آپ سوار ہو کر ٹھہرنے کی جگہ آئے سو ہمیشہ کھڑے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہوا اور اہل علم کو اس میں اختلاف ہے کہ میدانِ عرفات میں پاؤں پر کھڑے ہونا افضل ہے یا سوار ہو کر جمہور کا یہ مذہب ہے کہ سوار ہو کر کھڑے ہونا افضل ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے سوار ہو کر وقوف کیا اور قیاس یہی چاہتا ہے اس واسطے کہ سوار ہونے میں مدد ہوتی ہے زیادہ کوشش کرنے کے لیے ہر دعائیں اور عاجزی میں جو اس وقت مطلوب ہے جیسا کہ انہوں نے اسی طرح روزے کے افطار میں ذکر کیا ہے اور دوسرے لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ سوار ہونا اسی لیے مستحب ہے کہ لوگ اس کی تعلیم کے محتاج ہوں اور امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول یہ ہے کہ دونوں برابر ہیں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ سواری کی پیٹھ پر کھڑے ہونا درست ہے اور جو حدیث اس باب میں وارد ہوئی ہے وہ محمول ہے اس پر کہ اس طرح جانور کو دبلا کر ڈالے۔ (فتح)

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِعَرَفَةَ

عرفات میں دو نمازوں کے جمع کرنے کا بیان

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا حکم بیان نہیں کیا اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ جمع مذکور خاص ہے ساتھ اس شخص کے جو مسافر ہو یہ قول امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر ہے وگرنہ امام مالک اور اوزاعی سے روایت ہے کہ عرفات میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا حج کے احکام کی وجہ سے ہے پس ہر شخص کو جمع کرنا جائز ہے خواہ اسی علاقہ کا رہنے والا

ہو یا دوسرے علاقہ کا اور ابن منذر نے ابن زبیر سے روایت کی ہے کہ حج کی سنت سے ہے کہ جب سورج ڈھلے تو امام اول وقت جائے سو لوگوں کو خطبہ سنائے سہ پہر جب خطبہ سے فارغ ہو تو اترے اور ظہر اور عصر کی نماز کو جمع کر کے پڑھائے اور جو تنہا نماز پڑھے اس کے حق میں اختلاف ہے کما سیاتی ۔ (فتح)

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ مَعَ الْإِمَامِ جَمَعَ بَيْنَهُمَا

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول تھا کہ جب ان سے جماعت کی نماز امام کے ساتھ فوت ہو جاتی تو دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے

فائدہ: اور یہی مذہب ہے جمہور کا کہ اگر عرفات میں کوئی حاجی تنہا نماز پڑھے تو بھی دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھے جیسا کہ امام کے ساتھ جمع کر کے پڑھتا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ اور نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عرفات میں دو نمازوں کو جمع کرنا خاص اس شخص کے لیے جائز ہے جو امام کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھے اور صاحبین اور طحاوی رحمہ اللہ اس مسئلے میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مخالف ہیں اور سب دلیلوں سے زیادہ تر قوی دلیل ان کی یہ فعل ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ہے اور اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو نمازوں کے جمع کرنے کی حدیث روایت کی ہے اور باوجود اس کے وہ تنہا بھی جمع کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ جمع کرنا صرف امام کے ساتھ خاص نہیں اور ان کے قواعد سے ایک یہ قاعدہ ہے کہ صحابی جب اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف کرے تو دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس کے نزدیک کوئی مخالف دلیل راجح ظاہر ہوئی ہے اس لیے حسن ظن رکھنے کے ساتھ اس کے لیے لائق ہے یہ کہ کہا جائے کہ حکم صرف اس جگہ کے لیے ہے اور یہ عرفات کی نمازوں کے لیے ہے اور البتہ مغرب کی نماز سو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ اور زفر رحمہ اللہ کے نزدیک اس کو عشاء کی نماز تک تاخیر کرنا واجب ہے اور اگر اس کو راستہ میں پڑھے یعنی مزدلفہ میں پہنچنے سے پہلے تو نماز کو پھر دوبارہ پڑھے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص کو یا اس کے جانور کو کوئی عذر ہو تو اس کے لیے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھنا درست ہے لیکن شفق سرخی کے غائب ہونے کے بعد پڑھے اور مدونہ سے منقول ہے کہ اگر مزدلفہ میں آنے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھے تو نماز کو دوہرائے اور اس طرح اگر شفق سرخی کے غائب ہونے کے بعد اس کو اور عشاء کی نماز کو جمع کرے تو عشاء کو دوہرائے اور اشہب سے روایت ہے کہ اگر شفق ڈوبنے سے پہلے مزدلفہ میں آئے تو جمع کرے اور ابن قاسم نے کہا کہ یہاں تک کہ شفق غائب ہو اور جمہور اہل علم اور شافعیہ کے نزدیک اگر جمع کرے تقدیم یا تاخیر مزدلفہ میں آنے سے پہلے یا بعد میں یا دونوں نمازوں کو جدا جدا پڑھے تو کفایت کرتا ہے لیکن سنت فوت ہو جاتی ہے اور ان کا اختلاف اس پر ختم ہوتا ہے کہ عرفات اور مزدلفہ میں دو نمازوں کو جمع کرنا حج کے واسطے ہے یا سفر کے لیے ۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ عَامَ نَزَلَ بِابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَأَلَ عَبْدَ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَيْفَ تَصْنَعُ فِي الْمَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ سَالِمٌ إِنْ كُنتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَهَجِّرْ بِالصَّلَاةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ صَدَقَ إِنَّهُمْ كَانُوْا يَجْمَعُوْنَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السُّنَّةِ فَقُلْتُ لِسَالِمٍ أَفَعَلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَالِمٌ وَهَلْ تَتَّبِعُوْنَ فِي ذٰلِكَ إِلَّا سُنَّتَهُ.

سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق حجاج (علیہ ما یستحقہ) جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی لڑائی کے واسطے اترا تو اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ تم عرفہ کے دن میدانِ عرفات میں ٹھہرنے کے لیے کیا کرتے تھے یعنی ظہر اور عصر کی نماز وقوف سے پہلے پڑھی جائے یا بعد میں سو سالم رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو عرفہ کے دن سخت گرمی میں نماز پڑھ یعنی بعد زوال کے سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سالم صحیح کہہ رہے ہیں اس واسطے کہ لوگ ظہر اور عصر کی نماز جمع کیا کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی پیروی کرتے ہوئے۔ سو میں نے کہا سالم رضی اللہ عنہ سے (یہ زہری کا قول ہے) کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں نمازوں کو عرفہ میں جمع کیا کرتے تھے سو سالم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نہیں تابعداری کرتے مگر صرف ان کی سنت کی میں یعنی اس طرح نمازیں پڑھنے میں مگر سنت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی محض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کے لیے ان دو نمازوں کو جمع کرتے تھے یا نہیں اس طرح عمل کرنے میں ہمارا اور تمہارا مقصد صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی ہے۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلیفوں کے بعد ۷۳ھ ہجری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکے کے خلیفہ ہوئے اور اس وقت شام کے ملک میں عبدالملک بن مروان حاکم تھا سو اس نے حجاج بن یوسف (ایک ظالم مشہور گورنر کا نام ہے) کو امیر بنا کر مکے میں بھیجا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اس کی بیعت لے سو حجاج لشکر لے کر مکے پر چڑھ آیا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے عبدالملک کی بیعت طلب کی اس نے انکار کیا تو آپس میں لڑائی ہوئی اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس ظالم نے سولی پر چڑھا دیا اور مکے پر قبضہ کر لیا بعد ازاں اسی سال عبدالملک نے حجاج کو حاجیوں کا امیر مقرر کر دیا اور اس کو حکم دیا کہ حج کے تمام افعال میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے افعال اور اقوال کی پیروی کرے پس اس حالت میں

اس نے یہ مسئلہ مذکور بھی پوچھا سو سالم نے اس کو کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو سخت گرمی میں نماز پڑھ سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے کی اس بات سے یہ سمجھا کہ ظہر اور عصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں جمع کر کے پڑھ سو یہ جواب دیا کہ لوگ ان دونوں نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے اور طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ قول اس کا فی السنّت حال ہے فاعل یجمعون سے یعنی جو لوگ سنت پر عمل کرنے میں سخت ہیں اور نہایت درجے میں سنت کا اتباع کرتے ہیں۔ یہ حجاج کو تعریض کے واسطے کہا یعنی تو سنت سے منحرف ہے۔

بَابُ قَصْرِ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ

عرفہ کے دن عرفات میں خطبے کو مختصر کرنا

١٥٥٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ كَتَبَ إِلَى الْحَجَّاجِ أَنْ يَأْتَمَّ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ جَآءَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَأَنَا مَعَهُ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ أَوْ زَالَتْ فَصَاحَ عِنْدَ فُسْطَاطِهِ أَيْنَ هٰذَا فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ الرَّوَاحَ فَقَالَ الْآنَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَنْظِرْنِيْ أُفِيْضُ عَلَيَّ مَآءً فَنَزَلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَتّٰى خَرَجَ فَسَارَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ أَبِيْ فَقُلْتُ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ أَنْ تُصِيْبَ السُّنَّةَ الْيَوْمَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوْفَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ صَدَقَ.

١٥٥٢۔ سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حجاج کی طرف ایک خط لکھا کہ احکام حج میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کرے سو جب عرفہ کا دن ہوا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے اور میں ان کے ساتھ تھا جب سورج ڈھلا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے خیمہ کے قریب آواز دی کہ حجاج تم کہاں ہو؟ سو حجاج ان کی طرف نکلا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو کہا کہ جلدی کرو حجاج نے کہا کہ اسی وقت تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں تو حجاج نے کہا کہ مجھ کو مہلت دے دو تا کہ میں اپنے سر پر پانی ڈال لوں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما سواری سے اترے یہاں تک کہ حجاج نکلا سو میرے اور میرے باپ کے درمیان چلا تو میں نے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرے تو خطبے کو مختصر کر اور وقوف عرفات کے لیے جلدی کر یعنی نماز جلدی پڑھ اُس وقت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سالم نے سچ کہا ہے۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ ہمارے عراقی اصحاب نے کہا کہ عرفہ کے دن امام مطلق خطبہ نہ پڑھے اور مدینے اور مغرب والے کہتے ہیں کہ خطبہ پڑھے اور یہی قول جمہور کا اور عراقیوں کا قول محمول ہے اس پر کہ اس خطبے کو نماز کے ساتھ کچھ تعلق نہیں مانند خطبے جمعہ کے اور گویا کہ انہوں نے یہ بات امام مالک کے قول سے لی ہے کہ جس نماز کے لیے خطبہ ہے اس میں قرأت پکار کر پڑھی جائے سو کسی نے ان کو کہا کہ عرفہ کے دن خطبہ پکار کر پڑھا جاتا ہے حالانکہ اس میں قرأت پکار کر نہیں پڑھی جاتی تو امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ تو تعلیم احکام کے لیے ہے۔ یعنی اس

سے معلوم ہوا کہ اس کا نماز کے ساتھ کچھ تعلق نہیں۔ (فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفہ کے خطبے کو مختصر کرنا چاہیے۔ وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ التَّعْجِيلِ إِلَى الْمَوْقِفِ

میدانِ عرفات میں ٹھہرنے کے لیے جلدی جانے کا بیان

وَقَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ يُزَادُ فِي هٰذَا الْبَابِ هٰذَا الْحَدِيْثُ حَدِيْثُ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَّلٰكِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُدْخِلَ فِيْهِ غَيْرَ مُعَادٍ.

اور ابوعبداللہ یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نیز زیادہ کی جاتی ہے اس باب کی یہ حدیث یعنی حدیث مالک کی ابن شہاب سے یعنی جو کہ اس سے پہلے باب میں مذکور ہوئی اس واسطے کہ اس باب کا مسئلہ بھی اس میں پایا جاتا ہے کہ وقوف عرفات کے لیے جلدی کرو لیکن میں نہیں چاہتا کہ اس کتاب میں کوئی حدیث مقرر اور دوبارہ لاؤں۔

فائدہ: بخاری کے اکثر نسخوں میں یہ باب بغیر حدیث کے واقع ہوا ہے۔ اور ابو ذر کی روایت میں یہ باب بالکل ساقط ہے اور بعض میں اس باب کے پیچھے قال ابو عبداللہ (الخ) واقع ہوا ہے جس کے معنی اوپر گزر چکے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اصل مقصد امام بخاری رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ اس کتاب میں کوئی حدیث مقرر نہ لائی جائے اور جس جگہ تکرار حدیثوں کا واقع ہوا ہے تو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تکرار نہیں بلکہ اس میں کوئی نہ کوئی فائدہ جدیدہ ضرور پایا جاتا ہے۔ یا تو اسناد میں کہ اول معنعن تھا پھر دوسری سند میں سماع ثابت کیا یا دوسری سند میں ایک ایسا راوی ہے کہ پہلے راوی کے علاوہ ہے اور اس سے زیادہ تر حافظ اور اتقن ہے یا متن میں تقیید مہمل ہے یا تفسیر مجمل یا دوسری حدیث میں ایسی زیادتی ہے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور یا ایک جگہ مختصر ہے۔ اور دوسری جگہ تفصیل ہے یا ایک جگہ موصول ہے اور دوسری جگہ معلق اور ایسی جگہ نہایت کم ہے جہاں کہ بے فائدہ مکرر واقع ہو۔ (فتح، تیسیر)

بَابُ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ

عرفات میں ٹھہرنے کا بیان یعنی اس کے سوا کسی اور جگہ کھڑا نہ ہونا نہ اس سے نیچے اور نہ اُس سے اوپر

۱۵۵۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ كُنْتُ أَطْلُبُ بَعِيْرًا لِّيْ ح و حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَضْلَلْتُ بَعِيْرًا لِّيْ فَذَهَبْتُ

۱۵۵۳۔ مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنا اونٹ گم پایا سو میں اس کو عرفہ کے دن ڈھونڈنے لگا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات میں کھڑے دیکھا تو میں نے کہا یعنی تعجب اور انکار کی وجہ سے قسم ہے اللہ کی کہ یہ قریش میں سے ہے سو اس کو اس جگہ یعنی عرفات میں کیا کام ہے۔

أَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ هٰذَا وَاللّٰهِ مِنَ الْحُمْسِ فَمَا شَأْنُهُ هَا هُنَا.

فائدہ: مطعم رضی اللہ عنہ کے اس قول کا سبب یہ ہے کہ شیطان نے قریش کو بہکایا ہوا تھا اور ان کو کہا ہوا تھا کہ اگر تم حرم کے سوا کسی اور جگہ کی تعظیم کرو گے تو لوگ تم کو حقیر اور ذلیل جانیں گے اور تمہارے حرم کو کم تر سمجھیں گے سو چاہیے کہ حج اور عمرے میں تم حرم سے باہر نہ نکلو تو قریش اور جو ان کے دین کے تابع تھے مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے واسطے فخر کے لوگوں پر اور کہتے تھے کہ ہم اہل اللہ ہیں اور اس کے حرم میں رہنے والے ہیں ہم حرم سے باہر نہیں نکلتے اور قریش کے سوا اور سب لوگ عرفات میں ٹھہرتے تھے پھر جب اسلام آیا تو حکم ہوا کہ عرفات میں وقوف کریں جیسے کہ اور لوگ کرتے ہیں یعنی جیسے قرآن مجید میں ہے کہ پھر لوٹو تم جہاں سے سب لوگ لوٹتے ہیں اور مزدلفہ حرم میں ہے اور عرفات حل میں اور یہ روایت جبیر کی ہجرت سے پہلے کی ہے جس وقت جبیر مسلمان نہ ہوئے تھے اور اس حدیث سے معلوم یہ ہوا کہ مراد آیت ﴿ثُمَّ اَفِيْضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾ میں واپس لوٹنا عرفات سے ہے اور ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد مزدلفہ سے لوٹنا ہے اس واسطے کہ وہ ذکر کیا گیا ہے ساتھ لفظ ثُمَّ کے بعد حکم کرنے کے ساتھ ذکر کے نزدیک مشعر الحرام کے اور بعض مفسرین نے جواب دیا ہے کہ مشعر الحرام کے نزدیک ذکر کرنے کا حکم عرفات سے واپس لوٹنے کے بعد ہے پس تقدیر یہ ہے کہ جب تم عرفات سے مشعر الحرام کی طرف لوٹو تو اس کے قریب اللہ کو یاد کرو اور چاہیے کہ ہو تمہارا واپس لوٹنا اس جگہ سے جس سے سب لوگ واپس لوٹتے ہیں سوائے قریش کے (فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وقوف کی جگہ صرف عرفات ہے اور کسی جگہ میں وقوف کرنا درست نہیں۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

١٥٥٤۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ عُرْوَةُ كَانَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عُرَاةً إِلَّا الْحُمْسَ وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَمَا وَلَدَتْ وَكَانَتِ الْحُمْسُ يَحْتَسِبُوْنَ عَلَى النَّاسِ يُعْطِي الرَّجُلُ الرَّجُلَ الثِّيَابَ يَطُوْفُ فِيهَا وَتُعْطِي الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ الثِّيَابَ تَطُوْفُ فِيهَا فَمَنْ لَّمْ يُعْطِهِ الْحُمْسُ طَافَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانًا

١٥٥۴۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دستور تھا کہ لوگ جاہلیت کے زمانے میں ننگے طواف کیا کرتے تھے مگر حمس اور حمس قریش تھے اور جن کو قریش نے جنا یعنی ان کی لڑکیوں کی اولاد کہ خزاعہ اور بنی کنانہ وغیرہ تھے اور قریش لوگوں پر للہ عطا کرتے تھے یعنی لوگوں کو کپڑے دیتے تھے سو مرد مرد کو کپڑا دیتا تھا کہ وہ اس میں طواف کرتا اور عورت عورت کو کپڑا دیتی تھی کہ وہ اس میں طواف کرتی اور جس کو قریش کپڑا نہ دیتے تھے وہ ننگا ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتا تھا اور سب لوگ عرفات سے طواف افاضہ کے لیے واپس آتے تھے اور قریش

وَكَانَ يُفِيضُ جَمَاعَةُ النَّاسِ مِنْ عَرَفَاتٍ وَيُفِيضُ الْحُمْسُ مِنْ جَمْعٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي الْحُمْسِ ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ قَالَ كَانُوا يُفِيضُونَ مِنْ جَمْعٍ فَدُفِعُوا إِلَى عَرَفَاتٍ.

مزدلفہ سے واپس لوٹتے تھے اور ہشام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے باپ عروہ نے مجھ کو عائشہ سے خبر دی کہ یہ آیت قریش کے حق میں اتری ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریش مزدلفہ سے واپس لوٹتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ وہ بھی عرفات سے واپس لوٹیں باقی تمام حاجیوں کی طرح۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مخاطب اس آیت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔اور جو لوگ عرفات میں نہ کھڑے ہوتے تھے وہ قریش وغیرہ ہیں اور ضحاک سے روایت ہے کہ مراد ناس سے یہاں ابراہیم علیہ السلام ہیں یا امام مراد ہے اور اس کے غیر سے روایت ہے کہ مراد اس سے آدم علیہ السلام ہیں اور لفظ ثم کا آیت میں ساتھ معنی واو کے ہے یا تاکید کے لیے ہے محض ترتیب کے لیے نہیں (فتح) اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ السَّيْرِ إِذَا دَفَعَ مِنْ عَرَفَةَ

عرفات سے واپس روانہ ہونے کے وقت کا بیان یعنی اس کی صفت کا بیان کہ کس طرح چلے

۱۵۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ وَأَنَا جَالِسٌ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِينَ دَفَعَ قَالَ كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ قَالَ هِشَامٌ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ فَجْوَةٌ مُتَّسَعٌ وَالْجَمِيعُ فَجَوَاتٌ وَفِجَاءٌ وَكَذٰلِكَ رَكْوَةٌ وَرِكَاءٌ مَنَاصٌ لَيْسَ حِينَ فِرَارٍ.

۱۵۵۵۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور حالانکہ میں اس کے قریب ہی بیٹھا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں کس طرح چلتے تھے جب عرفات سے واپس چلتے تو اس نے کہا کہ درمیانی رفتار سے چلتے تھے یعنی نہ بہت تیز اور نہ بہت آہستہ اور جب کشادہ راستہ پاتے تو بہت تیز چلتے تھے اور ہشام نے کہا کہ نص عنق سے زیادہ ہے یعنی عنق میانہ روی کو کہتے ہیں اور نص اُس سے زیادہ تیز رفتار سے چلنے کو کہتے ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ فجوہ کے معنی متسع ہیں یعنی فراخ جگہ اور اس کی جمع فجوات اور فجاء آتی ہے اور اس طرح رکوۃ اور رکاء یعنی رکوۃ منفرد ہے اور رکاء اس کی جمع ہے پس یہ نظیر و مثال ہے اس بات کی کہ تائید کے لیے فَعْلَة کی جمع فعال کے وزن پر بھی آتی ہے اور مناص کے معنے لیس حین فرار ہیں۔ یعنی لفظ مناص کہ قرآن میں

واقع ہے۔ اس کے معنی بھاگنے کے ہیں اس کے معنی نص
کے نہیں جو اس حدیث میں واقع ہوا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں بیان عرفات سے مزدلفہ کی طرف سفر کے وقت رفتار کی کیفیت کا بیان ہے کہ مزدلفہ میں جلدی پہنچ کر مغرب کی نماز پڑھی جائے حالانکہ مغرب کی نماز عشاء کے ساتھ مزدلفہ میں پڑھنی چاہیے سو دونوں مصلحتوں کو جمع کرے کہ رش کے وقت آرام سے چلے اور رش نہ ہو تو تیز رفتاری سے چلے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سلف صالحین حضرت ﷺ کے حالات کی کیفیت پوچھنے کی بہت حرص وکوشش کرتے تھے تاکہ آپ ﷺ کی پیروی کریں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کی اونٹنی کو پاؤں اٹھاتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ ﷺ مزدلفہ میں آئے سو یہ روایت محمول ہے رش کے وقت کے لیے۔ (فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب حاجی عرفات سے واپس لوٹے تو میانہ چلے اور جب کشادہ راہ پائے تو جلدی چلے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ النُّزُوْلِ بَيْنَ عَرَفَةَ وَجَمْعٍ
عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اترنے کا بیان

فائدہ: یعنی قضائے حاجت وغیرہ کے لیے راستہ میں اترنا جائز ہے اور یہ حج کے احکام میں سے نہیں۔ (فتح)

١٥٥٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ مَالَ إِلَى الشِّعْبِ فَقَضَى حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُصَلِّيْ فَقَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَكَ.

١٥٥٦۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ عرفات سے واپس سفر میں تھے تو آپ پہاڑ کے ایک درے کی طرف مڑے سو آپ نے حاجت ادا کی پھر وضو کیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت آپ نماز ادا کرنے والے ہیں یعنی مغرب کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نماز تیرے آگے ہے یعنی یہاں نہیں مزدلفہ میں چل کر نماز پڑھیں گے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان قضائے حاجت کے لیے اترنا درست وجائز ہے وفيه المطابقة للترجمة۔

١٥٥٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ غَيْرَ أَنَّهُ يَمُرُّ بِالشِّعْبِ الَّذِي أَخَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

١٥٥٧۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مغرب اور عشاء کی نماز کو مزدلفہ میں ملا کر پڑھتے تھے یعنی عشاء کے وقت میں لیکن ان کا یہ حال تھا کہ پہاڑ کے اس درے سے گزرتے تھے کہ جس سے حضرت ﷺ گزرے وہ اس درے میں داخل ہوتے اور اپنی حاجت ادا کرتے یعنی

وَسَلَّمَ فَيَدْخُلُ فَيَنْتَفِضُ وَيَتَوَضَّأُ .وَلَا يُصَلِّي حَتَّى يُصَلِّيَ بِجَمْعٍ.

پائخانہ وغیرہ پھر وضو کرتے اور نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ مزدلفہ میں پڑھتے۔

فائدہ: جس درے میں حضرت ﷺ نے قضائے حاجت کی تھی اس میں مغرب کی نماز پڑھنے میں اختلاف ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما وہاں نماز پڑھنے والے پر انکار کرتے تھے اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں نماز مگر مزدلفہ میں نمازیں ادا کرنا سنت ہے اور یہی منقول ہے کوفیوں سے اور قاسم کے نزدیک دوہرانا نماز کا واجب ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص غلطی سے مزدلفہ سے پہلے پڑھ لے تو کفایت کرتی ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف رحمہ اللہ اور جمہور کا (فتح) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اترنا درست و جائز ہے۔ وفیه المطابقة للترجمة

١٥٥٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّعْبَ الْأَيْسَرَ الَّذِي دُوْنَ الْمُزْدَلِفَةِ أَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَآءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوَضُوْءَ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءً ا خَفِيْفًا فَقُلْتُ الصَّلَاةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَكَ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلَّى ثُمَّ رَدِفَ الْفَضْلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ جَمْعٍ قَالَ كُرَيْبٌ فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْفَضْلِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى بَلَغَ الْجَمْرَةَ.

١٥٥٨۔ اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عرفات سے حضرت ﷺ کے پیچھے سوار ہوا سو جب حضرت ﷺ پہاڑ کے بائیں درے میں پہنچے جو مزدلفہ کے قریب ہے تو اپنی اونٹنی بٹھائی اور اتر کر پیشاب کیا پھر تشریف لائے تو میں نے آپ کے ہاتھ پاؤں پر پانی ڈالا تو آپ نے ہلکا وضو کیا یعنی وضو کے اعضاء کو صرف ایک ایک بار دھویا اور بہ نسبت اکثر عادت تشریف کے کم پانی خرچ کیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا آپ نماز پڑھنے والے ہیں فرمایا نماز آپ کے آگے ہے۔ سو حضرت ﷺ سوار ہوئے یہاں تک کہ مزدلفہ میں آئے سو آپ نے نماز پڑھی پھر مزدلفہ کی رات کی صبح کو فضل بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کے پیچھے سوار ہوئے کریب نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ کو خبر دی فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مسلسل حضرت ﷺ لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں یعنی جب جمرہ عقبہ کو پہلے کنکریاں مارے تو اس وقت سے لبیک کہنا بند کر دے۔

فائدہ: جب حضرت ﷺ عرفات سے مزدلفہ کو روانہ ہوئے تو اس وقت آپ کے ساتھ اسامہ سوار تھے اور جب آپ

مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے تو اس وقت آپ کے ساتھ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سوار تھے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اترنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو میں دوسرے آدمی سے مدد لینی درست ہے اور اس حدیث میں فقہاء کے لیے تفصیل ہے اس لیے کہ وہ خالی نہیں اس سے کہ یا تو ہوگی پانی مہیا کرنے میں یا وضو کرنے والے پر پانی ڈالنے میں یا اپنے ہاتھ سے اس کے اعضاء دھونے میں سو پہلی صورت جائز ہے اور تیسری مکروہ اگر عذر ہو تو درست ہے اور دوسری صورت میں اختلاف ہے زیادہ ترجیح یہ بات ہے کہ وہ مکروہ نہیں بلکہ خلاف اولیٰ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل یا تو بیان جواز کے لیے تھا اور یا صرف ضرورت کے لیے۔ (فتح)

بَابُ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّكِيْنَةِ عِنْدَ الْإِفَاضَةِ وَإِشَارَتِهِ إِلَيْهِمْ بِالسَّوْطِ.

عرفات سے واپسی کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو حکم دیا کہ آرام سے چلو جلدی نہ کرو اور ان کو کوڑے سے اشارہ کیا۔

١٥٥٩۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سُوَيْدٍ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ أَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ مَوْلَى وَالِبَةَ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَآءَهُ زَجْرًا شَدِيْدًا وَّضَرْبًا وَّصَوْتًا لِلْإِبِلِ فَأَشَارَ بِسَوْطِهِ إِلَيْهِمْ وَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْإِيْضَاعِ أَوْضَعُوْا أَسْرَعُوْا خِلَالَكُمْ مِنَ التَّخَلُّلِ بَيْنَكُمْ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا بَيْنَهُمَا.

١٥٥٩۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عرفہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات سے واپس لوٹے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے بہت شور و غل سنا کہ لوگ اونٹوں کو مارتے ہوئے دوڑاتے آتے ہیں سو آپ نے اپنے کوڑے سے ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اے لوگو اپنے اوپر آرام اور قرار کو لازم جانو کہ خود دوڑنا اور اپنے اونٹوں کو دوڑانا کوئی خوبی نہیں اور اضعوا کے معنیٰ اسرعوا کے ہیں یعنی اوضعوا کا لفظ جو آیت الاوضعوا خلالکم میں واقع ہوا ہے تو اس کے معنیٰ جلدی کرنے کے ہیں اور لفظ خلالکم التخلل سے مشتق ہے جس کے معنیٰ درمیان کے ہیں اور آیت فجرنا خلالهما میں جو لفظ خلالهما کا واقع ہوا ہے تو اس کے معنیٰ بینهما کے ہیں یعنی درمیان ان کے۔

فائدہ: چونکہ لفظ ایضاع کا قرآن کے لفظ کے مناسب تھا اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اس کی یہاں تفسیر کر دی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات سے مزدلفہ کو تیز رفتاری سے چلنا نیکی نہیں اور مہلب نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تیز چلنے سے اس لیے منع کیا کہ وہ دبلے نہ ہو جائیں۔ (فتح)

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

مزدلفہ میں دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے کا بیان یعنی مستحب ہے کہ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کو ملا کر پڑھا جائے۔

١٥٦٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ دَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ فَنَزَلَ الشِّعْبَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلَاةُ فَقَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَكَ فَجَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا.

١٥٦٠۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے واپس لوٹے تو پہاڑ کے ایک درے میں اترے اور پیشاب کیا پھر وضو کیا اور وضو کو کامل نہ کیا یعنی ہلکا وضو کیا سو میں نے عرض کی کہ کیا آپ نماز پڑھنے والے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز تیرے آگے ہے۔ پھر مزدلفہ میں آئے اور وضو کو کامل کیا پھر نماز کی تکبیر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز پڑھائی پھر ہر شخص نے اپنا اونٹ اپنی جگہ بٹھایا پھر نماز عشاء کی تکبیر ہوئی تو آپ نے نماز پڑھائی اور ان دونوں کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھی۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ حاجی مغرب اور عشاء کی نمازوں کو مزدلفہ میں ملا کر جمع کر کے پڑھیں وفیہ المطابقة للترجمة اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو دونوں نمازیں جمع کی جائیں ان کے درمیان کوئی تھوڑا سا کام کر لے تو اس سے جمع میں کوئی نقصان نہیں آتا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مزدلفہ میں جمع تاخیر درست ہے اور اس پر اجماع ہے لیکن یہ جمع کرنا شافعیہ کے نزدیک سفر کی وجہ سے ہے اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک حج کی وجہ سے ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَتَطَوَّعْ

اس شخص کا بیان جو مغرب اور عشاء کی نمازوں کو مزدلفہ میں ملا کر پڑھے اور ان کے درمیان نفل نماز نہ پڑھے

١٥٦١۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ

١٥٦١۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نمازوں کو مزدلفہ میں جمع کیا دونوں میں سے ہر ایک کے لیے الگ الگ تکبیر کہی اور نہ ان دونوں کے درمیان کوئی نفل نماز پڑھی اور نہ ان کے بعد۔

وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بِإِقَامَةٍ وَّلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلٰى إِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر دو نمازوں کو ملا کر پڑھے تو ان کے درمیان کوئی نفل نماز نہ پڑھے وفیه المطابقة للترجمة اور مزدلفہ کو جمع اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کے ساتھ جمع ہوئے اور اس کے نزدیک ہوئے اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مزدلفہ کو جمع اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں دو نمازوں کو جمع کیا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صفت لائی گئی ہے ساتھ لفظ اہل کے اس لیے کہ لوگ اس میں جمع ہوتے ہیں اور اس میں ٹھہرنے کی وجہ سے اللہ کی طرف قربت چاہتے ہیں اور مزدلفہ کو مزدلفہ اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں لوگ جمع ہوتے ہیں یا منیٰ کے قریب ہوتے ہیں یا اس لیے کہ لوگ اس میں رات کی ہر گھڑی اترتے ہیں یا اس لیے کہ وہ سبب ہے قربت الٰہی کا یا قریب ہونے آدم علیہ السلام کے طرف حوا کی اور یہ جو راوی نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کے بعد بھی کوئی نفل نہ پڑھے اور چونکہ مغرب اور عشاء کے درمیان کچھ مہلت نہ تھی اس واسطے تصریح کی کہ آپ نے دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھی بخلاف عشاء کی نماز کے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آپ نے ان کے پیچھے کوئی نماز نہ پڑھی لیکن اس کے بعد رات کو نفل پڑھے اس واسطے فقہاء کہتے ہیں کہ مغرب اور عشاء کی سنتوں کو موخر کیا جائے اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ مزدلفہ میں دو نمازوں کے درمیان نفل نہ پڑھے جائیں اس پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ سنت ہے کہ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کو ملا کر پڑھا جائے اور جو ان کے درمیان نفل پڑھے اس کی جمع صحیح نہیں لیکن اس اتفاق میں نظر ہے ساتھ فعل ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے جو آئندہ آئے گا۔ (فتح)

۱۵۶۲۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْخَطْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ.

۱۵۶۲۔ ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی ہے۔

فائدہ: یہ حدیث بھی در حقیقت وہی حدیث ہے جو اوپر گزر چکی ہے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ مَنْ اَذَّنَ وَاَقَامَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا

ان دونوں نمازوں میں سے ہر ایک کے لیے الگ الگ اذان اور تکبیر کہنے کا بیان یعنی جب حاجی مغرب اور عشاء کی نماز کو مزدلفہ میں ملا کر پڑھے تو دونوں کے لیے الگ الگ اذان اور تکبیر کہے۔

١٥٦٣۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ حَجَّ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ حِيْنَ الْأَذَانِ بِالْعَتَمَةِ أَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَ رَجُلًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَصَلّٰى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِهٖ فَتَعَشّٰى ثُمَّ أَمَرَ أُرٰى فَأَذَّنَ وَأَقَامَ قَالَ عَمْرٌو لَا أَعْلَمُ الشَّكَّ إِلَّا مِنْ زُهَيْرٍ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَآءَ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّيْ هٰذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا هٰذِهِ الصَّلَاةَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ هُمَا صَلَاتَانِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا صَلَاةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَأْتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرُ حِيْنَ يَبْزُغُ الْفَجْرُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ.

١٥٦٣۔ ابو اسحاق سے روایت ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن یزید سے سنا کہتے تھے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو ہم نماز عشاء کی اذان کے وقت یا اس کے قریب قریب وقت مزدلفہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کو حکم دیا تو اس نے اذان دی اور تکبیر کہی پھر مغرب کی نماز پڑھی اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں پھر رات کا کھانا منگوایا اور کھایا میں خیال کرتا ہوں کہ پھر عبداللہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اذان اور اقامت دوبارہ کہے مجھ کو یقیناً معلوم نہیں سو اس نے اذان دی پھر تکبیر کہی عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں جانتا میں شک کو مگر زہیر سے پھر عبداللہ نے عشاء کی نماز دو رکعتیں پڑھیں پھر جب صبح نکلی تو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس گھڑی میں کوئی نماز نہ پڑھتے تھے مگر یہ نماز صبح کی اس مکان مزدلفہ میں اس دن میں کہ دسویں ذی الحجہ کی ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دو نمازیں ہیں کہ اپنے وقت سے دیر کی گئیں ایک تو مغرب کی نماز بعد اس کے کہ لوگ مزدلفہ میں پہنچیں دوسری فجر کی نماز جب صبح طلوع صادق ہو پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ یہ کام کرتے تھے جو میں نے کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی دو نمازوں کو ملا کر پڑھے تو ہر ایک کے لیے الگ الگ اذان اور تکبیر کہے ابن حزم نے کہا کہ میرے نزدیک یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور اگر ثابت ہوتی تو میں اس کا قائل ہوتا پھر اس نے روایت کی یہ حدیث عبدالرزاق سے اس نے ابی بکر بن عیاش سے اس نے ابی اسحاق سے ابو اسحاق نے کہا

میں نے اس کا ابن جعفر سے ذکر کیا سو اس نے کہا کہ اس پر ہم اہل بیت تو اس طرح کرتے ہیں ابن حزم نے کہا کہ عمر سے اس کا فعل مروی ہے میں کہتا ہوں کہ روایت کیا ہے اس کو طحاوی نے ساتھ اسناد صحیح کے پھر تاویل کی اس کی ابن حزم نے ساتھ اس طور کے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ اس دفعہ اس سے جدا ہو گئے تھے تو انہوں نے ان کو جمع کرنے کے لئے اذان دی یعنی وہ اذان انہوں نے نماز کے لیے نہیں دی تھی اور نہیں پوشیدہ ہے تکلف اس تاویل کا اور اگر حاصل ہو واسطے اس کے یہ تاویل بیچ حق عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے ہونے اس کے کہ امام جو لوگوں کو حج کرائے تو نہ حاصل ہو گی واسطے اس کے یہ تاویل بیچ حق ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے لیے کہ اگر ان کے ساتھ کچھ آدمی ان کے یاروں سے ہوں تو نہ محتاج ہو گا بیچ جمع کرنے ان کے کے طرف اس شخص کے کہ ان کے لیے اذان دے اور تحقیق پکڑا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یعنی ہر نماز کے لیے جدا جدا اذان اور تکبیر کہی جائے اور یہی ہے اختیار بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اور ابن عبدالبر نے احمد بن خالد سے روایت کی ہے کہ وہ تعجب کرتا تھا مالک رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو لیا اور حالانکہ وہ کوفیوں کی روایت سے ہے باوجود اس کے کہ موقوف ہے اور اس نے خود اس کو روایت نہیں کیا اور اہل مدینہ کی روایت کو ترک کیا اور حالانکہ وہ مرفوع ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ میں کوفیوں سے تعجب کرتا ہوں کہ انہوں نے اہل مدینہ کی روایت کو لیا اور وہ یہ ہے کہ دونوں نمازوں کو جمع کیا جائے ساتھ ایک اذان اور ایک اقامت کے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترک کیا باوجود اس کے کہ اس کے برابر کسی کو نہیں جانتے میں کہتا ہوں کہ اُس کا جواب معتبر یہ ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں عمر رضی اللہ عنہ کے فعل پر اعتماد کیا ہے اگرچہ اس کو مؤطا میں روایت نہیں کیا اور اختیار کیا طحاوی نے اس چیز کو جو جابر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نمازوں کو جمع کیا ساتھ ایک اذان اور ایک تکبیر کے اور یہی ہے قدیم قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہی قول ہے ابن ماجشون اور ابن حزم کا اور قوت دی اس کو طحاوی نے ساتھ قیاس کے اوپر جمع کرنے ظہر اور عصر کے عرفات میں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا جدید قول یہ ہے کہ دونوں نمازوں کو فقط دونوں تکبیروں کے ساتھ جمع کیا جائے یعنی اور اذان کسی نماز کے لیے نہ دی جائے اور یہی قول ہے ثوری کا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہی ثابت ہوتا ہے ظاہر حدیث اسامہ سے جو کہ قریب ہی میں گزر چکی ہے کہ نماز مغرب کی تکبیر ہوئی پھر ہر آدمی نے اپنا اپنا اونٹ اپنی جگہ بٹھایا پھر عشاء کی تکبیر ہوئی اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ سب صفتیں مروی ہیں روایت کیا اس کو طحاوی وغیرہ نے گویا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ رائے تھی کہ آدمی کو اس مسئلے میں اختیار ہے جس طرح چاہے کرے اور یہی مشہور ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس پر کہ جو کوئی دو نمازوں کو ملا کر پڑھنا چاہے اس کو ان کے درمیان نفل نماز پڑھنی درست ہے اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان کھانا کھایا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فعل میں حجت نہیں اس واسطے کہ اس نے اس کو مرفوع نہیں کہا اور احتمال ہے ان کا قصد جمع کا نہ ہو اور

ظاہر ان کا فعل اسی پر دلالت کرتا ہے واسطے قول ان کے کہ مغرب کی نماز اپنے وقت سے دیر کی گئی ہے پس انہوں نے سمجھا کہ اس مغرب خاص کا وقت بھی یہی ہے اور احتمال ہے کہ ان کا قصد جمع کا ہو اور ان کی یہ رائے ہو کہ دو نمازوں کے درمیان کوئی عمل کرنا ان کے منافی نہیں جب کہ جمع کی نیت رکھتا ہو اور یہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مغرب اپنے وقت سے لیٹ ہوگئی تو مراد اس سے یہ ہے کہ اپنے وقت مقررہ سے لیٹ ہوگئی لیکن یہ جو انہوں نے کہا کہ صبح کی نماز بھی اپنے وقت سے لیٹ ہوگئی تو اس کے یہ معنی نہیں کہ اس نے صبح صادق کے نکلنے سے پہلے فجر کی نماز پڑھی یعنی اس لیے کہ صبح صادق سے پہلے فجر کی نماز پڑھنی بالاتفاق درست نہیں بلکہ ان کی یہ مراد ہے کہ حضر میں جو وقت اُس کا معمول کے مطابق مقرر تھا اس سے پہلے پڑھی اور نہیں دلیل ہے اس میں واسطے اس شخص کے کہ فجر کی نماز غلس یعنی اول وقت اندھیرے میں پڑھنے کو منع کرتا ہے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے فجر کی نماز کا غلس میں پڑھنا ثابت ہو چکا ہے کما تقدم فی المواقیت بلکہ مراد اس جگہ یہ ہے کہ جب مؤذن ان کے پاس طلوع فجر کے ساتھ آتا ہے تو وہ فجر کی سنتیں اپنے گھر میں پڑھتے اور پھر نکلتے اور باوجود اس کے صبح کی نماز غلس میں پڑھتے اور اِس پر مزدلفہ میں سو لوگ وہاں جمع تھے اور فجر ان کی آنکھوں کے آگے تھی یعنی سب فجر کی طرف دیکھتے تھے کہ کب نکلتی ہے سو انہوں نے اول وقت میں نماز پڑھی یہاں تک کہ گویا بعض کے نزدیک صبح ظاہر نہ ہوئی تھی اور وہ ظاہر ہے بیچ روایت اسرائیل کے جو آئندہ آتی ہے کہ کہا پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی جب کہ صبح صادق نکلی کوئی کہتا تھا کہ نکلی ہے اور کوئی کہتا تھا کہ نہیں نکلی اور حنفیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ عرفہ اور مزدلفہ کے دن کے سوا اور دن میں دو نمازوں کو جمع نہ کیا جائے واسطے قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ نہیں دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ غیر وقت میں نماز پڑھی ہو یعنی دو نمازیں یعنی فجر کی نماز اور مغرب کی نماز کہ ان کو غیر وقت میں پڑھا اور جو لوگ ان کے سوا اور دنوں میں بھی درست رکھتے ہیں وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یاد نہیں رکھا اور اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے یاد رکھا سو جس نے یاد رکھا اس کا قول حجت ہے نہ یاد رکھنے والے پر اور ثابت ہو چکا ہے جمع کرنا دو نمازوں کا ابن عمر رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہم کی حدیث سے وتقدم فی موضعه بما فيه كفاية اور نیز یہ استدلال مفہوم کے طریق سے ہے اور وہ مفہوم کے قائل نہیں اور جو مفہوم کا قائل ہے تو اس کی شرط یہ ہے کہ منطوق اس کے معارض نہ ہو اور نیز اس کا حصر اپنے ظاہر پر نہیں واسطے اجماع کرنے علماء کے اس پر کہ عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز جمع کر کے پڑھنا درست ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَدَّمَ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ بِلَيْلٍ فَيَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيَدْعُوْنَ وَيُقَدِّمُ إِذَا غَابَ الْقَمَرُ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ اپنے اہل کے ضعیفوں کو یعنی عورتوں اور بچوں کو رات میں وقت سے پہلے روانہ کر دیں یعنی اپنے اترنے کی جگہ سے وہ مزدلفہ

میں ٹھہریں اور دعا کریں اور جب چاند ڈوبے تو منیٰ کو روانہ ہو جائیں۔

فائدہ: اس رات میں چاند کا ڈوبنا پہلی تہائی رات میں ہوتا ہے پس یہ بیان واسطے رات کے اس واسطے کہ رات عام ہے پس اس قول نے اس کو مقید کیا اور صاحب مغنی نے کہا نہیں جانتا کہ اس میں اختلاف ہے اس مسئلہ کے جواز میں کہ ضعیفوں کو رات میں مزدلفہ سے منیٰ کی طرف جانا۔ (فتح)

۱۵۶٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ فَيَقِفُوْنَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ فَيَذْكُرُوْنَ اللهَ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ قَبْلَ أَنْ يَقِفَ الْإِمَامُ وَقَبْلَ أَنْ يَدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَقْدَمُ مِنًى لِصَلَاةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَإِذَا قَدِمُوْا رَمَوُا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَرْخَصَ فِيْ أُولٰئِكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۵۶۴۔ سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے سے پہلے کمزور بچے اور عورتوں کو مزدلفہ سے منیٰ کو روانہ کر دیتے مشعر حرام نام ہے ایک پہاڑ کا مزدلفہ میں رات کو پس یاد کرتے اللہ کو جو ان کے دل میں آتا پھر روانہ ہوتے طرف منیٰ کے پہلے اس سے کہ ٹھہرے امام مزدلفہ میں اور پہلے اس سے کہ آئے وہ منیٰ میں سو ان میں سے بعض تو فجر کی نماز کے وقت منیٰ میں آتے اور بعض اس کے بعد آتے تھے پھر جب منیٰ میں آتے تو کنکریاں مارتے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے حق میں پہلے جانے کی اجازت دی ہے۔

فائدہ: دلیل پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے ابن منذر نے واسطے قول اس شخص کے کہ ضعیفوں کے سوائے اور لوگوں پر مزدلفہ میں رات رہنے کو واجب کہتا ہے اس واسطے کہ جس کو رخصت نہیں ملی اس کا حکم رخصت والے کی طرح نہیں اور کہا کہ جو گمان کرے کہ دونوں برابر ہیں تو لازم ہے اس کو یہ کہ سب لوگوں کے واسطے منیٰ میں رات رہنے کو جائز رکھے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پلانے والوں اور چرواہوں کو اجازت دی یہ کہ منیٰ میں رات کو نہ ٹھہریں اور اگر کوئی کہے کہ رخصت اپنی جگہوں سے تجاوز نہیں کر سکتی تو ہم کہیں گے کہ یہاں بھی نہیں بڑھ سکتی پس چاہیے کہ استعمال کرے اس کو اس جگہ اور نہ اجازت دے کسی کو یہ کہ آگے جائے مزدلفہ سے مگر جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تھی اور سلف کو اس مسئلے میں اختلاف ہے سو شعبی اور نخعی اور علقمہ نے کہا کہ جو رات کو مزدلفہ میں نہ رہے اس کا حج فوت ہوا اور عطا اور زہری اور قتادہ اور شافعی اور کوفہ والے کہتے ہیں کہ اس پر ایک جانور ذبح کرنا آتا ہے اور کہتے ہیں کہ جو اس میں رات رہے تو اس کو آدھی رات سے پہلے وہاں سے روانہ ہونا درست نہیں اور امام مالک رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر وہاں

گزرے اور نہ اترے تو اس پر دم آتا ہے اور اگر اترے تو اس پر دم نہیں آتا۔ (فتح)

١٥٦٥۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ.

١٥٦٥۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو مزدلفہ سے رات کو بھیجا۔

فائدہ: فائدہ اس حدیث کا معین کرتا ہے ان لوگوں کا جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہے اپنے اہل سے۔

١٥٦٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ يَزِيْدَ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِيْ ضَعَفَةِ أَهْلِهٖ.

١٥٦٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ان لوگوں میں تھا جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت سے پہلے بھیجا مزدلفہ کی رات کو اپنے گھر والوں اور کمزوروں کے ساتھ۔

فائدہ: ضعیفوں سے مراد عورتیں اور بچے ہیں۔ ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے روانہ کر دیا تھا منٰی کی طرف اور ان میں ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بعد روشن ہونے صبح کے پہلے نکلنے آفتاب کے سوار ہوئے سنت یہی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل کو پہلے بھیج دیا تھا تاکہ ایذا نہ پائیں بہ سبب رش کے یہ جائز ہے (ح) اور مطابقت ان حدیثوں کی باب سے ظاہر ہے سوائے اخیر جز ترجمہ کے کہ وہ آئندہ حدیث سے ثابت ہے۔

١٥٦٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ مَوْلٰى أَسْمَاءَ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا نَزَلَتْ لَيْلَةَ جَمْعٍ عِنْدَ الْمُزْدَلِفَةِ فَقَامَتْ تُصَلِّيْ فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ لَا فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ فَارْتَحِلُوْا فَارْتَحَلْنَا وَمَضَيْنَا حَتّٰى رَمَتِ الْجَمْرَةَ ثُمَّ رَجَعَتْ فَصَلَّتِ الصُّبْحَ فِيْ

١٥٦٧۔ عبداللہ (جو اسماء کے غلام ہیں) نے کہا کہ اسماء سے روایت ہے کہ وہ رات کو مزدلفہ میں اتریں اور نماز پڑھنے کو کھڑی ہوئیں سو ایک گھڑی تک نماز پڑھتی رہیں پھر کہا کہ اے میرے چھوٹے بیٹے کیا چاند ڈوب گیا ہے؟ میں نے کہا نہیں پھر ایک گھڑی نماز پڑھتیں رہیں پھر کہا کہ میرے چھوٹے بیٹے کیا چاند ڈوب گیا ہے میں نے کہا ہاں تو انہوں نے کہا کہ کوچ کرو سو ہم نے کوچ کیا یہاں تک کہ اس نے منارے کو کنکریاں ماریں پھر پھریں اور فجر کی نماز اپنی جگہ میں پڑھی سو میں نے کہا کہ اے سادی عورت نہیں گمان

مَنْزِلِهَا فَقُلْتُ لَهَا يَا هَنْتَاهُ مَا أُرَانَا إِلَّا قَدْ غَلَّسْنَا قَالَتْ يَا بُنَيَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِلظُّعُنِ.

کرتے ہم اپنے ساتھ مگر یہ کہ ہم نے غلس میں نماز پڑھی یعنی غیر وقت متعاد میں سو اس نے کہا کہ اے میرے چھوٹے بیٹے بے شک حضور ﷺ نے عورتوں کو اجازت دی ہے۔

فائدہ: اور دلیل پکڑی گئی ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ سورج نکلنے سے پہلے کنکریاں مارنی درست ہیں نزدیک اس شخص کے کہ خاص کرتا ہے جلدی کرنے کو واسطے ضعیفوں اور جو نہیں خاص کرتا یعنی بلکہ ہر شخص کو جائز رکھتا ہے اور خلاف کیا ہے اس میں حنفیہ نے سو کہتے ہیں کہ نہ کنکریاں ماری جائیں جمرہ عقبہ مگر بعد نکلنے سورج کے اور طلوع فجر کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے مارے تو جائز ہیں اور اگر صبح صادق سے پہلے کنکریاں مارے تو پھر دوہرائے اور یہی قول ہے امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور جمہور کا اور زیادہ کیا ہے اسحاق نے یہ لفظ کہ سورج نکلنے سے پہلے نہ مارے اور یہی قول ہے امام نخعی اور مجاہد اور ثوری کا اور ابو ثور کا اور عطاء اور طاؤس اور شعبی اور شافعی کے نزدیک فجر سے پہلے بھی کنکریاں مارنی درست ہیں اور جمہور کی حجت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے جو پہلے گزر چکی ہے اور حجت پکڑی ہے اسحاق نے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ حضرت ﷺ نے ابن مطلب کی اولاد سے کتنے ایک لڑکوں کو کہا کہ منارے کو کنکریاں نہ مارنا یہاں تک کہ سورج نکلے اور یہ حدیث حسن ہے روایت کی ہے ابو داؤد نے اور نسائی نے سو جب حضرت ﷺ نے رخصت پانے والوں کو سورج نکلنے سے پہلے کنکریاں مارنے سے منع کر دیا تو جن کو رخصت نہیں ملی ان کو بطریق اولیٰ منع ہوگا اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اسماء کی اس حدیث سے حجت پکڑی ہے اور تطبیق ان دونوں میں اس طور سے دی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث استحباب پر محمول ہے اور ابن منذر نے کہا ہے کہ سنت یہ ہے کہ نہ کنکریاں ماری جائیں مگر بعد نکلنے سورج کے جیسا کہ حضرت ﷺ نے کہا اور نہیں جائز ہے مارنا کنکریوں کا پہلے فجر کے اس واسطے کہ فاعل اس کا مخالف سنت ہے اور اگر کوئی اس وقت کنکریاں مارے تو اس پر اعادہ نہیں اس واسطے کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کو غیر کافی کہا ہو اور مشعر حرام کے وقوف میں اختلاف ہے سو بعض تو یہ کہتے تھے کہ جو مزدلفہ میں گزری اور اس میں نہ اترے تو اس پر دم آتا ہے اور جو وہاں اترے پھر اس سے کسی وقت میں رات سے روانہ ہو جائے تو اس پر دم نہیں اگرچہ امام کے ساتھ وقوف نہ کرے اور مجاہد اور قتادہ اور زہری اور ثوری نے کہا کہ جو اس میں وقوف نہ کرے اس نے حج کو ضائع کیا اور اس پر دم ہے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور عطاء اور اوزاعی نے کہا کہ اس پر مطلق دم نہیں اور وہ تو صرف ایک جگہ ہے جو چاہے وہاں اترے اور جو چاہے نہ اترے اور اس طرح روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بطور رفع کے اور ابن خزیمہ وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ مزدلفہ کا وقوف رکن ہے نہیں تمام ہوتا حج مگر ساتھ اس کے اور ابن منذر نے اشارہ کیا ہے طرف راجح ہونے اس کے اور نقل کیا ہے اس کو ابن منذر نے علقمہ اور نخعی سے اور عجیب ہے کہ کہتے ہیں کہ جو مزدلفہ میں نہ ٹھہرے اس کا حج

فوت ہو جاتا ہے اور اپنے احرام کو عمرہ گردانے یعنی عمرہ کر کے احرام اتار ڈالے اور حجت پکڑی ہے امام طحاوی نے ساتھ اس طور کے کہ اللہ نے وقوف مزدلفہ کو ذکر نہیں کیا صرف یہ کہا کہ مشعر حرام کے نزدیک اللہ کو یاد کرو اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ جو بغیر ذکر کے وہاں ٹھہرے تو اس کا حج تمام ہے پس جب ذکر مذکور قرآن میں حج کے ارکان میں سے نہیں ہے تو جس جگہ میں کہ ذکر کیا جاتا ہے وہ بطریق اولیٰ فرض نہ ہوگی اور وقوف مزدلفہ فرض نہ ہونے کی حجت یہ حدیث ہے جو عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو حاضر ہو ساتھ ہمارے فجر کی نماز میں مزدلفہ میں اور حالانکہ اس سے پہلی رات کو یا دن کو عرفات میں ٹھہر چکا ہو تو اس کا حج تمام ہوا اور واسطے اجماع کے ان کے کہ اس پر کہ اگر کوئی وہاں رات کو ٹھہرے اور وقوف کرے اور نماز سے سو جائے اور اس کو امام کے ساتھ نہ پائے تو اس کا حج پورا ہوا اور ابن حزم نے حد سے تجاوز کیا پس گمان کیا کہ جو فجر کی نماز مزدلفہ میں امام کے ساتھ نہ پائے اس کا حج فوت ہو جاتا ہے اور ابن قدامہ نے ابن حزم وغیرہ کی مخالفت کا اعتبار نہیں کیا سو اجماع حکایت کیا ہے اس نے کافی ہونے پر اور حنفیہ کے نزدیک اگر مزدلفہ میں نہ ٹھہرے تو اس پر دم آتا ہے جس پر عذر نہ ہو اور ان کے عذروں میں سے ایک عذر لوگوں کا رش اور بھیڑ ہے۔ (فتح)

١٥٦٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ جَمْعٍ وَكَانَتْ ثَقِيْلَةً ثَبِطَةً فَأَذِنَ لَهَا.

١٥٦٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مزدلفہ کی رات کو سودہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی یعنی منیٰ کو جانے کی اور ان کا جسم بھاری تھا اور بہت دیر سے چل سکتی تھی سو حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی۔

١٥٦٩۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ نَزَلْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَةُ أَنْ تَدْفَعَ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَكَانَتِ امْرَأَةً بَطِيْئَةً فَأَذِنَ لَهَا فَدَفَعَتْ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَأَقَمْنَا حَتّٰى أَصْبَحْنَا نَحْنُ ثُمَّ دَفَعْنَا بِدَفْعِهِ فَلَأَنْ أَكُوْنَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ

١٥٦٩۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم مزدلفہ میں اترے سودہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی یہ کہ مزدلفہ سے منیٰ کو روانہ ہو جائے پہلے رش لوگوں کے اور وہ ایک عورت تھی کہ دیر سے چل سکتی تھی سو حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی سو وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے روانہ ہو گئیں اور ہم ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ہم نے مزدلفہ میں صبح کی پھر ہم حضرت ﷺ کے ساتھ منیٰ کو روانہ ہوئے سو البتہ حضرت ﷺ سے اذن چاہنا جیسا کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے اذن چاہا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَفْرُوحٍ بِهِ.

میرے نزدیک بہت پیارا ہے ہر چیز خوش کرنے والی سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو منیٰ کی طرف پہلے بھیجنا درست ہے، وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَتٰى يُصَلِّي الْفَجْرَ بِجَمْعٍ

مزدلفہ میں فجر کی نماز کس وقت پڑھی جائے؟

۱۵۷۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلَاةً بِغَيْرِ مِيْقَاتِهَا إِلَّا صَلَاتَيْنِ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَّى الْفَجْرَ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا.

۱۵۷۰۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ کوئی نماز بے وقت پڑھی مگر دو نمازوں کہ مغرب اور عشاء کو جمع کیا اور فجر کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھی یعنی اپنے معمول کے وقت سے پہلے کہ اُجالے میں پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مزدلفہ میں فجر کی نماز اپنے معمول کے وقت سے پہلے پڑھی جائے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی نماز صبح صادق سے پہلے پڑھی گئی اس واسطے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول مَارَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً بِغَيْرِ وَقْتِهَا اِلَّا صَلٰوتَيْنِ صریح ہے اس میں کہ دو نمازوں کا غیر وقت میں پڑھنا جائز برابر ہے اور یہ یقیناً معلوم ہے کہ مغرب کی نماز غیر وقت میں واقع ہوئی ہے پس اس طرح ضرور ہے کہ فجر کی نماز بھی اپنے غیر وقت میں ہوئی ہو اور یہ بہت مشکل ہے نیز یہ حصہ بھی شبہ سے خالی نہیں۔ (تیسیر)

۱۵۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلٰى مَكَّةَ ثُمَّ قَدِمْنَا جَمْعًا فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ كُلَّ صَلَاةٍ وَحْدَهَا بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ وَالْعَشَاءَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ قَائِلٌ يَقُوْلُ طَلَعَ الْفَجْرُ وَقَائِلٌ يَقُوْلُ لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ

۱۵۷۱۔ عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبدالرحمٰن بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکے کو نکلا یعنی حج کے ارادے سے پھر ہم مزدلفہ میں آئے سو عبداللہ نے دو نمازیں پڑھیں یعنی مغرب اور عشاء کی نماز ہر ایک کے لیے الگ الگ اذان اور اقامت کہی اور ان کے درمیان رات کا کھانا کھایا پھر فجر کی نماز پڑھی جب کہ صبح نکلی کوئی کہتا تھا کہ صبح نکلی ہے اور کوئی کہتا تھا کہ نہیں نکلی پھر عبداللہ نے کہا کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک دو نمازیں اپنے وقت سے

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ حُوِّلَتَا عَنْ وَقْتِهِمَا فِي هٰذَا الْمَكَانِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ فَلَا يَقْدَمُ النَّاسُ جَمْعًا حَتّٰى يُعْتِمُوْا وَصَلَاةَ الْفَجْرِ هٰذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ وَقَفَ حَتّٰى أَسْفَرَ ثُمَّ قَالَ لَوْ أَنَّ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَفَاضَ الْآنَ أَصَابَ السُّنَّةَ فَمَا أَدْرِيْ أَقَوْلُهُ كَانَ أَسْرَعَ أَمْ دَفْعُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ.

دیر ہو گئیں ہیں اس مکان میں یعنی مزدلفہ میں مغرب اور عشاء سو نہ آئیں لوگ مزدلفہ میں یہاں تک کہ عشاء کے وقت میں داخل ہوں اور فجر کی نماز اس وقت پڑھیں پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ مزدلفہ میں کھڑے ہوئے یہاں تک کہ فجر روشن ہوئی پھر کہا کہ اگر امیر المومنین یعنی عثمان رضی اللہ عنہ مزدلفہ سے اس وقت باہر آئے تو سنت کو پہنچے یعنی سنت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ صبح روشن ہونے کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے مشعر الحرام سے نکلے اور منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ برخلاف اہل جاہلیت کے کہ وہ سورج نکلنے کے بعد مزدلفہ سے نکلتے تھے سو میں نہیں جانتا (یہ قول عبدالرحمن کا ہے) کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ سنت یہ ہے جلد تر تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پھر جلد تر تھا یعنی جس وقت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی اس وقت فوراً عثمان مزدلفہ سے نکل آئے اور مطلق کچھ دیر نہ کی سو مسلسل لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔

فائدہ: قسطلانی نے کہا ہے کہ فاعل یلبی کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے اور اگر عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا فاعل بنایا جائے تو بھی کچھ بعید نہیں۔ (تیسیر)

بَابُ مَتٰى يُدْفَعُ مِنْ جَمْعٍ

حاجی مزدلفہ سے کب نکلے؟ یعنی مشعر الحرام میں ٹھہرنے کے بعد

۱۵۷۲۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ يَقُوْلُ شَهِدْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلّٰى بِجَمْعٍ الصُّبْحَ ثُمَّ وَقَفَ فَقَالَ إِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا لَا يُفِيْضُوْنَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَقُوْلُوْنَ أَشْرِقْ ثَبِيْرُ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَفَهُمْ ثُمَّ أَفَاضَ

۱۵۷۲۔ عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ میں نے عمر کو دیکھا کہ اس نے مزدلفہ میں نماز پڑھی پھر کھڑے ہوئے اور کہا کہ مشرکین کا دستور تھا کہ مزدلفہ سے نہ نکلتے تھے یہاں تک کہ سورج نکلتا اور کہتے تھے کہ روشن ہوا ہے ثبیر (ایک پہاڑ کا نام ہے مزدلفہ میں) یعنی چاہیے کہ تجھ پر سورج چڑھے اس واسطے کہ جب تک سورج اس پر نہ چڑھتا تھا تب تک وہ مزدلفہ سے نہ نکلتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور

قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ باہر نکلے پھر حضرت ﷺ منیٰ میں جمرہ عقبہ کے پاس آئے سورج نکلنے سے پہلے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صبح روشن ہونے کے وقت مزدلفہ سے نکلنے کی بڑی فضیلت ہے اور طبری نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ مزدلفہ میں نہ ٹھہرے یہاں تک کہ سورج نکلے تو وقوف اس سے فوت ہوا اور ابن منذر نے کہا ہے کہ امام شافعی اور جمہور اہل علم کہتے تھے ساتھ ظاہر ان حدیثوں کے یعنی صبح روشن ہونے کے بعد مزدلفہ سے منیٰ کو جائے اور امام مالک کی یہ رائے تھی کہ روشن ہونے سے پہلے جائے۔ (فتح)

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ غَدَاةَ النَّحْرِ حِينَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ وَالْاِرْتِدَافِ فِي السَّيْرِ

قربانی کے دن کی صبح کو لبیک اور تکبیر کہنی جب کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے اور سفر میں کسی کو اپنے پیچھے سوار کرنا۔

فائدہ: باب کی حدیث میں تکبیر کہنے کا ذکر نہیں لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے اس طرف کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں تکبیر کا ذکر آیا ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے عبداللہ سے روایت کی ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ نکلا تو حضرت ﷺ نے لبیک کہنی نہ چھوڑی یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں مگر اس کے درمیان تکبیر کہتے تھے یعنی کبھی کبھی۔ (فتح) وفيه المطابقة للترجمة۔

۱۵۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْدَفَ الْفَضْلَ فَأَخْبَرَ الْفَضْلُ أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ.

۱۵۷۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ سوار کیا سو فضل نے خبر دی کہ حضرت ﷺ مسلسل لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ ساتھ کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک لبیک کہتا رہے یعنی پس جب جمرہ عقبہ کو کنکریاں مار چکے تو اس وقت سے لبیک کہنی بند کر دے اور اس کے بعد حلال ہونے میں شروع کرے (یعنی کپڑے وغیرہ پہن لے) اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لبیک کہنا حج کی نشانی ہے اگر تو حاجی ہے تو لبیک کہتا رہے یہاں تک کہ شروع ہو حلال ہونا تیرا اور تیرا حلال ہونا یہ ہے کہ تو جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے اس کے بعد حاجی اپنی حجامت کروائے اور قربانی کرنے کے بعد وہ بالکل حلال ہو جائے گا اس کے لیے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا جائز ہو جائے گا اور اسی طرح کی روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور ابو حنیفہ اور ثوری اور احمد اور اسحاق اور ان کے

تابعداروں کا کہ ہمیشہ لبیک کہتا رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے اور ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ جب حاجی حرم میں داخل ہو تو لبیک کہنا بند کر دے اور یہ مذہب ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ہے لیکن جب مکہ سے عرفات کو نکلتے تھے تو پھر لبیک کہنا شروع کر دیتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ جب موقف عرفات کو جائے تو اس وقت سے لبیک کہنا موقوف کرے یہی مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے اور یہی قول ہے مالک رحمہ اللہ کا اور مقید کیا ہے اس نے اس کو عرفہ کے دن زوال کے ساتھ اور یہی قول ہے اوزاعی اور لیث کا اور یہی مروی ہے حسن سے لیکن اس نے کہا کہ جب عرفہ کے دن صبح کی نماز پڑھ لے تو اس وقت سے لبیک کہنا موقوف کر دے اور طحاوی نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ جس جس سے عرفہ کے دن لبیک کہنا مروی ہے تو وہ اس وجہ سے ہے کہ وہ کسی اور ذکر کے ساتھ مشغول رہے نہ اس وجہ سے کہ اس دن لبیک کہنا درست نہیں اور سب حدیثوں کو اس مسئلہ میں جمع کر دیا ہے، واللہ اعلم اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیا پہلی کنکری مارنے کے ساتھ ہی لبیک کہنا موقوف کر دے یا جب سب کنکریاں مار چکے اس وقت سے لبیک کہنا موقوف کرے اول مذہب جمہور کا ہے کہ پہلی کنکری کے ساتھ ہی لبیک کہنا موقوف کر دے اور دوسرا مذہب امام احمد کا اور بعض اصحاب شافعی کا اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو ابن خزیمہ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات سے واپس لوٹا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں ہر کنکری کے ساتھ لبیک کہتے تھے پھر آخری کنکری کے ساتھ لبیک کہنی موقوف کی ابن خزیمہ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح مفسر ہے واسطے حدیث حتی رمی جمرة العقبة یعنی مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ اس کو تمام کیا۔ (فتح)

١٥٧٤۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ الْأَيْلِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ أَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلٰى مِنًى قَالَ فَكِلَاهُمَا قَالَا لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

۱۵۷۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرفات سے مزدلفہ تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اسامہ سوار تھے پھر آپ نے مزدلفہ سے منیٰ تک اپنے پیچھے فضل کو سوار کر لیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دونوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔

بَابُ ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾.

یعنی تو جو کوئی فائدہ اٹھائے عمرہ ملا کر حج کے ساتھ یعنی ایک ہی سفر میں پہلے عمرہ بجا لائے اور پھر حج تو اس پر لازم ہے قربانی کرنا جو میسر ہو قربانی اگر وہ قربانی کی طاقت نہ رکھے تو تین دن کے روزے حج کے دنوں میں اور سات دن کے روزے جب تم اپنے گھروں میں واپس پہنچ جاؤ، تو یہ دس پورے ہوئے یہ اس کے لیے ہے جس کے گھر والے نہ ہوں رہتے مسجد حرام کے نزدیک، جو لوگ مکہ کے رہنے والے نہ ہوں۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس سے ہدی کی تفسیر کرنا ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ جب وہ حج کے احکام بیان کرتے ہوئے منیٰ کے بیان تک پہنچے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ احکام ہدی اور قربانی کے ذکر کریں اس واسطے کہ یہ اکثر منیٰ میں ہوتے ہیں سے ہوتا ہے اور مراد اس سے حج تمتع کرنا حالت امن میں ہے واسطے قول اللہ تعالی کے کہ جب تم بے خوف ہو تو جو فائدہ اٹھائے آخر تک اور اس میں دلیل ہے واسطے جمہور کے اس مسئلے میں کہ تمتع محصر (ہر وہ آدمی ہے جو حج کرنے یا عمرہ کرنے کے لیے نکلا ہو اس کو آگے جانے سے منع کر دیا جائے) کے ساتھ خاص نہیں یعنی بلکہ امن کی حالت میں بھی درست ہے اور عروہ نے کہا کہ مراد آیت میں امن بیماری وغیرہ سے ہے اور طبری نے کہا کہ مراد امن خوف سے ہے اس واسطے کہ یہ آیت اتری اس حال میں کہ وہ حدیبیہ میں خوف کرنے والے تھے۔ (فتح) اور تمتع کا بیان پہلے گزر چکا ہے اور متمتع پر جو قربانی آتی ہے تو وہ مکے کے رہنے والوں پر نہیں۔

١٥٧٥۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ جَمْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْمُتْعَةِ فَأَمَرَنِيْ بِهَا وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْهَدْيِ فَقَالَ فِيْهَا جَزُوْرٌ أَوْ بَقَرَةٌ أَوْ شَاةٌ أَوْ شِرْكٌ فِيْ دَمٍ قَالَ وَكَأَنَّ نَاسًا كَرِهُوْهَا فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ إِنْسَانًا يُنَادِيْ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ وَمُتْعَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ

١٥٧٥۔ ابو جمرہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تمتع کا حکم پوچھا یعنی حج کے دنوں میں حج سے پہلے عمرہ کرنا درست ہے یا نہیں سو اس نے مجھے اس کا حکم دیا یعنی درست ہے پھر میں نے اس کو قربانی کا حکم پوچھا کہ اس سے کیا واجب ہے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس میں اونٹ ہے یا گائے یا بکری یا شریک ہونا قربانی میں یعنی اونٹ اور گائے میں کہ وہ سات آدمیوں کی طرف سے درست ہے ابو حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گویا بعض لوگ تمتع کو برا جانتے ہیں یعنی جیسا کہ منقول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ سے تو

سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَالَ آدَمُ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ وَغُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ وَحَجٌّ مَبْرُورٌ.

میں سویا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک آدمی پکارتا ہے کہ حج گناہ سے پاک ہے اور عمرہ مقبول ہے تو میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو میں نے اس کو خبر دی سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ اکبر یعنی تعجب ہے کہ یہ خواب موافق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ہے اور کہا آدم اور وہب اور غندر نے شعبہ رضی اللہ عنہ سے کہ عمرہ مقبول ہے اور حج مبرور یعنی ان تین راویوں نے شعبہ سے برخلاف نضر کے روایت کی ہے کہ متعہ کے بدلے عمرہ کا لفظ بولا اور کلام کو مقدم موخر نقل کیا۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ شریک ہوں ہم اونٹ اور گائے میں سات آدمی اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور جمہور کا برابر ہے کہ قربانی نفل ہو یا واجب اور یہ امر ہے کہ سب کی نیت تقرب کی ہو یا بعض کی نیت تقرب کی ہو اور بعض کی گوشت کھانے کی اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ شرط ہے کہ سب کی نیت قربت کی ہو اور زفر سے بھی اس طرح مروی ہے ساتھ زیادہ کرنے اس بات کے کہ سب کے سب ایک ہوں اور داود اور بعض مالکیہ سے روایت ہے کہ قربانی نفل میں درست ہے اور واجب میں درست نہیں اور مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مطلق درست نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بعض روایتوں میں صرف بکری کا ذکر آیا ہے تو غرض اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر کہ گمان کرتا ہے کہ لفظ ہدی خاص ہے ساتھ اونٹ اور گائے کے پھر جو لوگ قربانی میں شریک ہونے کے قائل ہیں تو ان سب کا اتفاق ہے اس پر کہ اونٹ اور گائے میں سات سے زیادہ کا شریک ہونا درست نہیں مگر ایک روایت میں سعید بن میتب سے ہے کہ دس آدمی سے بھی کافی ہے اور یہی قول ہے اسحاق اور ابن خزیمہ کا اور اس قول کی دلیل یہ حدیث ہے جو بخاری اور مسلم میں ہے رافع سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال تقسیم کیا سو دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر گردانیں اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ بکری میں شریک ہونا درست نہیں اور جمہور کے نزدیک متعہ میں بکری کی قربانی بھی جائز ہے اور قاسم اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مااستیسر من الهدی سے مراد صرف اونٹ اور گائے ہے۔ (فتح)

بَابُ رُكُوبِ الْبُدْنِ — بدن پر سوار ہونے کا بیان

فائدہ: بدن کہتے ہیں اونٹ اور گائے کو اور بعض کہتے ہیں کہ بدن اونٹ کو کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک شامل ہے اونٹ اور بکری اور گائے کو۔

لِقَوْلِهِ ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِّنْ

اور کعبے کی چڑھائی کے اونٹ ٹھہرائے ہیں ہم نے

شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدَاكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ﴾.

تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی تمہارا اس میں بھلا ہے سو پڑھو ان پر نام اللہ کا پاؤں باندھ کر پھر گر پڑیں اپنی کروٹوں پر تو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھنے والے کو اور بے قراری کرنے والے کو یعنی سائل کو اور نہ سوال کرنے والے کو اس طرح تمہارے بس میں دیے ہم نے وہ جانور شاید تم شکر گزاری کرو، اللہ کو نہیں پہنچتے ان کے لہو اور گوشت لیکن اس کو پہنچتی ہے تمہاری پرہیز گاری اس نے فرماں بردار کر دیا ان کو واسطے تمہارے کہ اللہ کی بڑھائی بیان کرو اس پر کہ تم اس نے ہدایت دی اور آپ خوشخبری دیں نیکی کرنے والوں کو۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ حاجی کو قربانی کے جانور پر سوار ہونا درست ہے واسطے عموم اس آیت کے کہ تمہارے لیے اس میں بہتری ہے اور ابراہیم نخعی کے قول کی طرف اشارہ کیا کہ اس نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ جو چاہے سوار ہو اور جو چاہے دودھ دھوئے۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ سُمِّيَتِ الْبُدْنَ لِبُدْنِهَا وَالْقَانِعُ السَّائِلُ وَالْمُعْتَرُّ الَّذِي يَعْتَرُّ بِالْبُدْنِ مِنْ غَنِيٍّ أَوْ فَقِيرٍ وَشَعَآئِرُ اسْتِعْظَامُ الْبُدْنِ وَاسْتِحْسَانُهَا وَالْعَتِيقُ عِتْقُهُ مِنَ الْجَبَابِرَةِ وَيُقَالُ وَجَبَتْ سَقَطَتْ إِلَى الْأَرْضِ وَمِنْهُ وَجَبَتِ الشَّمْسُ.

اور مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ بدن کا نام بدن اس لیے رکھا گیا کہ اس کا بدن بھاری ہوتا ہے' اور قانع کے معنی سوال کرنے والے کے ہیں' اور معتر وہ شخص ہے کہ بدن کے واسطے دروازوں پر گھومے مال دار اور فقیر سے مانگے اور سوال کرے' اور شعائر اللہ کے معنی ان کی تعظیم کرنا ہے اور موٹا کرنا اور سنوارنا ہے' اور لفظ عتیق کہ آیت ﴿وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ میں واقع ہوا ہے اور اس کے معنی آزاد ہونا ہے غلبے ظالموں سے یعنی خانہ کعبہ پر کوئی ظالم قبضہ نہیں کر سکتا' اور لفظ وجبت جو اس آیت میں واقع ہوا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ گر پڑیں زمین پر اور اسی باب سے یہ قول ہے کہ سورج

زمین پر گرا وقت غروب۔

فائدہ: چونکہ یہ الفاظ اس آیت میں واقع ہوئے تھے اس واسطے امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کی تفسیر کر دی۔

۱۵۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الثَّانِيَةِ.

۱۵۷۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ ھدی کا اونٹ ہانک رہا ہے سو فرمایا کہ اس پر سوار ہو لے اس نے کہا کہ یہ اونٹ ھدی کا ہے یعنی پس میں کیونکر سوار ہوں وہ سمجھا کہ مطلق ھدی پر سوار ہونا درست نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا تجھ کو خرابی ہو یہ دوسری یا تیسری بار میں کہا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ ھدی کے جانور پر سوار ہونا درست ہے برابر ہے کہ ھدی واجب ہو یا نفل اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ھدی والے سے اس کی تفصیل نہیں پوچھی پس معلوم ہوا کہ سب کا حکم ایک ہے اور یہی قول ہے عروہ بن زبیر کا اور منسوب کیا ہے اس کو ابن منذر نے طرف احمد اور اسحاق کے اور یہی قول ہے اہل ظاہر کا اور ساتھ اسی کے یقین کیا ہے امام نووی نے روضہ میں اور نقل کیا ہے اس کو شرح مہذب میں قفال سے اور ماوردی سے اور نقل کیا ہے اس میں ابی حامد وغیرہ سے کہ اگر حاجت ہو تو سوار ہونا درست ہے وگرنہ نہیں اور رویانی نے کہا کہ بے حاجت جائز رکھنا اس کا نص کے خلاف ہے اور یہی ہے جس کو حکایت کیا ہے ترمذی نے شافعی اور احمد اور اسحاق سے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ شافعی اور مالک اور ابوحنیفہ اور اکثر فقہاء کے نزدیک بغیر حاجت کے سوار ہونا مطلق مکروہ ہے اور حنفیہ میں سے صاحب ہدایہ نے اس کو مقید کیا ہے ساتھ بے قرار ہونے کے طرف اس کے اور یہی منقول ہے شعبہ سے اور ابن عربی نے مالک سے روایت کی ہے کہ ضرورت کے واسطے سوار ہو اور جب آرام پائے تو اتر جائے اور مقتضی اس شخص کا کہ مقید کرتا ہے اس کو ساتھ ضرورت کے یہ ہے کہ جب ضرورت ختم ہو چکے تو پھر اس پر سوار نہ ہو مگر دوسری ضرورت سے اور دلیل ان تین قیدوں پر اور وہ اضطرار ہے اور دستور کے موافق سوار ہونا اور ختم ہونا رکوب کا ساتھ ختم ہونے ضرورت کے یہ حدیث ہے جو کہ مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ دستور کے موافق قربانی کے اونٹ پر سوار ہو جائے یعنی حاجت سے زیادہ تکلیف مت دے اور یہ سوار ہونا اس وقت درست ہے جب کہ تو اس کی طرف مضطر و مجبور ہو یہاں تک کہ تجھ کو دوسری سواری ملے اس واسطے کے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر دوسری سواری مل جائے تو اس کو چھوڑ دے اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ جب تھک جائے تو بقدر آرام پانے کے اس پر سوار ہو اور اس مسئلے میں

پانچواں مذہب بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مطلق درست نہیں نقل کیا ہے اس کو ابن عربی نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور اس پر طعن کیا لیکن طحاوی وغیرہ نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ بقدر حاجت کے سوار ہونا درست ہے لیکن اس نے کہا کہ اگر سوار ہونے کے سبب اس سے کچھ نقصان ہو جائے تو اس کا ضامن ہوگا اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا ھدی واجب میں مانند نذر کے اور چھٹا مذہب یہ ہے کہ سوار ہونا واجب ہے یہ مذہب بعض اہل ظاہر کا ہے واسطے دلیل ظاہر امر کے اور نہیں منع ہے قول ساتھ وجوب کے جب کہ معین ہو طریق طرف بچانے آدمی کی ہلاکت سے پھر جائز رکھنے والوں کو اختلاف ہے اس میں کہ اس پر اپنا اسباب لادے یا نہیں جمہور علماء کے نزدیک اس پر اسباب لادنا درست ہے اور امام مالک کہتے ہیں کہ منع ہے اور اس طرح غیر کو بھی اس پر اسباب لادنا درست ہے اور اجماع اس پر کہ اس کو کرایہ نہ دے اور امام طحاوی نے کہا کہ ہمارے اصحاب اور شافعی کے نزدیک اگر اس کا دودھ دھوئے تو اس کو خیرات کر دے اور اگر اس کو پی لے اس کے مول خیرات کر دے اور امام مالک نے کہا کہ اس کا دودھ نہ پیئے اور اگر پیئے تو اس پر تاوان نہیں اور نہ سوار ہو بغیر حاجت کے (فتح) اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ تجھ کو خرابی ہو تو یہ کلمہ جھڑک کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تادیبا اس کو کہا واسطے رجوع کرنے اس کے کے باوجود نہ پوشیدہ ہونے حال کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سمجھا ہو کہ وہ جاہلیت کی عادت کے موافق اس پر سوار نہیں ہوتا جیسا کہ سائبہ وغیرہ پر سوار نہ ہوتے تھے سو اس کو جھڑکا، ڈانٹا اور ظاہر یہ ہے کہ اس نے عناد کی وجہ سے رکوب ترک نہیں کیا تھا اور احتمال ہے کہ اس نے گمان کیا ہے کہ اس کو سوار ہونے میں تاوان دینا پڑے گا یا گنہگار ہوگا اور اجازت تو اس کو صرف مشقت کی وجہ سے ہے سو اس نے حکم کے بجا لانے سے توقف کیا تو جب آپ سخت ناراض ہوئے تو جلدی کی طرف بجا لانے کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ہلاکت کے نزدیک پہنچا تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تکرار فتوی کا درست ہے اور مستحب ہے جلدی کرنا حکم پر عمل کرنے میں اور جو اس کی طرف جلدی نہ کرے اس کو جھڑکنا درست ہے اور جائز ہے پیدل چلنا بوڑھے کا سفر میں اور یہ کہ جب بڑا کوئی مصلحت کے واسطے دیکھے تو اس کے ارشاد سے منہ نہ پھیرے اور امام بخاری نے اس حدیث سے استنباط کیا ہے یہ کہ وقف کرنے والے کو اپنے وقف سے نفع اٹھانا درست ہے اور یہ موافق ہے واسطے قول جمہور کے عام وقفوں میں اور خاص وقفوں میں اپنی جان پر وقف کرنا شافعیہ کے نزدیک درست نہیں۔ (فتح)

١٥٧٧۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ

١٥٧٧۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ ھدی کا اونٹ ہانک رہا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اس پر سوار ہو جا اس نے کہا کہ یہ قربانی کا اونٹ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اس پر سوار ہو جا اس نے کہا کہ یہ

ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا ثَلَاثًا.

قربانی کا جانور ہے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا، تین دفعہ فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ھدی کے اونٹ پر سوار ہونا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَنْ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهُ

اگر کوئی اپنے ساتھ خانے کعبے کو قربانی لے جائے یعنی حل سے طرف حرم کے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: مہلب نے کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارادہ ہے کہ معلوم کرا دے کہ سنت ھدی میں یہ ہے کہ حل سے حرم میں لائے اور اگر حرم سے خریدے تو جس وقت عرفات کو جائے اس کو حرم سے باہر نکالے اور یہی قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اور اگر نہ کرے تو اس پر بدلہ ہے اور یہی قول ہے لیث کا اور جمہور نے کہا کہ اگر اس کے ساتھ عرفات میں کھڑا ہو تو بہتر ہے ورنہ اس پر بدلہ نہیں اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سنت نہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس واسطے سے حل سے حرم کی طرف قربانی ہانکی تھی کہ آپ کا مکان حرم سے خارج تھا اور یہ سب اونٹ کا ذکر ہے اور اس پر گائے اور بکری کو قیاس کرنا پس یہ ضعیف ہے اسی واسطے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہ ہانکی جائے طرف مکے کے کہ مگر عرفات سے اور جو جگہ اس کے نزدیک ہے۔ (فتح)

١٥٧٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدَى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَبَدَأَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَدْيَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى

١٥٧٨۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فائدہ اٹھایا حجۃ الوداع میں ساتھ عمرے کے طرف حج کے یعنی داخل کیا عمرے کو حج پر اس طرح سے کہ پہلے حج کا احرام باندھا پھر عمرے کا جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے اور ھدی لائے اور اپنے ساتھ لے چلے ذی الحلیفہ سے کہ نام ہے ایک جگہ کا وہیں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا اور شروع کیا سو پہلے عمرے کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا سو حج تمتع کیا لوگوں نے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرے سے طرف حج کے یعنی عمرے کو حج کے ساتھ ملا کر ادا کیا سو لوگوں میں سے بعض وہ تھے (یعنی جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا) کہ ھدی ساتھ لائے تھے اور بعض ان میں سے وہ تھے کہ ھدی ساتھ نہیں لائے تھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آئے تو لوگوں کو فرمایا یعنی عمرہ کرنے

فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِشَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ فَطَافَ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَمَشَى أَرْبَعًا فَرَكَعَ حِينَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى قَضَى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَهْدَى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ وَعَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَمَتُّعِهِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَهُ بِمِثْلِ الَّذِي أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

والوں کو کہ جو تم میں سے قربانی ساتھ لایا ہو تو وہ کسی چیز سے حلال نہ ہو کہ اس سے باز رہے یعنی احرام سے نہ نکلے یہاں تک کہ اپنا حج ادا کرے اور جو قربانی نہ ساتھ لایا ہو تو وہ خانے کعبے کا طواف کرے یعنی طواف عمرے کا اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے اور بال کتروائے اور چاہیے کہ احرام کھول دے یعنی عمرے کا احرام اُتار کر حلال ہو جائے یعنی جو چیزیں احرام میں منع ہیں وہ اب حلال ہوئیں پھر چاہیے کہ حج کا احرام باندھے یعنی حرم سے جبکہ نکلے طرف عرفات کے اور قربانی ذبح کرے یعنی قربانی کے دن کہ واجب ہے یہ متمتع کو واسطے شکر گزاری اس نعمت کے کہ ایک سفر میں توفیق ادائے عمرے اور حج کی ہوئے اور جو ھدی نہ پائے تو چاہیے کہ تین دن روزے رکھے بیچ حج کے یعنی حج کے مہینوں میں بعد احرام کے نحر قربانی کے دن سے پہلے اور افضل یہ ہے کہ ساتویں آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کو روزے رکھے اور سات روزے جب پھرے طرف اہل اپنے کے یعنی افعال حج سے فارغ ہو اگرچہ مکے میں ہو پھر جب حضرت ﷺ مکے میں آئے تو خانے کعبے کا طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دیا سب چیزوں سے پہلے یعنی جو افعال کہ طواف کے ہیں اور ان میں سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا بعد لبیک کے پھر طواف میں تین بار جلدی چلے یعنی جیسے پہلوان چلتے ہیں کندے ہلا کر اور چار بار اپنی معمولی چال چلے یعنی ایک بار جو خانے کعبے کے گرد پھرتے ہیں اس کو شوط کہتے ہیں پس سات شوط اس طرح کرے اور سات شوط کا ایک طواف ہوتا ہے اور پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھے جب کہ اپنا طواف خانے کعبے کے گرد کرے پھر سلام پھیرے یعنی دو

رکعت نماز پڑھنے کے بعد پھر خانے کعبے کے پاس آئے اور پھر صفا پر آئے پھر صفا اور مروہ کے درمیان سات بار چکر لگائے پھر نہ حلال ہو کسی چیز سے کہ اس سے باز رہے تھے یعنی احرام سے نہ نکلے یہاں تک کہ اپنا حج تمام کرے اور قربانی کے دن یعنی دسویں ذی الحجہ کو اپنی قربانی ذبح کرے یعنی پس اب حلال ہوا ہر چیز سے ساتھ حلق کے سوائے جماع کے اور چلے یعنی منیٰ سے مکے میں آئے پھر خانے کعبے کا طواف کرے یعنی طواف افاضہ جس کو طواف الزیارت بھی کہتے ہیں پھر ہر چیز سے حلال ہو جائے جس سے باز رہے تھے یعنی اب جماع کرنا بھی حلال ہو گیا اور جو اصحاب میں سے قربانی ساتھ نہ لایا تھا اس نے بھی حضرت ﷺ کی طرف کیا۔

فائدہ: اول گزر چکا ہے کہ پہلے حضرت ﷺ نے حج کا احرام باندھا پھر عمرے کا احرام باندھا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آپ نے عمرے کا احرام باندھا تھا پھر حج کا اور جواب اس کا یہ ہے کہ مراد اس سے صورت احرام کی یعنی جب عمرے کو حج پر داخل کیا تو دونوں کے ساتھ اکٹھی لبیک کہی سو کہی لبیک بعمرۃ وحج اور یہ موافق ہے واسطے حدیث انس کے جو پہلے گزر چکی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا سو احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا انکار اس وجہ سے ہو کہ اس نے مطلق کہا کہ حضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان جمع کیا یعنی ابتداء ہی سے دونوں کا احرام اکٹھا باندھا اور معین کرتا ہے اس تاویل کو قول اس کا نفس اس حدیث میں کہ لوگوں نے نفع اٹھایا اس واسطے کہ جنہوں نے تمتع اٹھایا تھا انہوں نے پہلے حج کا احرام باندھا تھا لیکن انہوں نے حج کا احرام عمرے سے فسخ کر دیا یعنی عمرہ کر کے احرام اتار ڈالا یہاں تک کہ اس کے بعد مکے میں حلال ہوئے پھر اسی سال میں حج کیا اور یہ جو فرمایا کہ بال کتروائے تو یہ دلیل ہے اس پر کہ حلق اور بال کتروانا عبادت ہے اور یہی صحیح بات ہے اور بعض کہتے ہیں کہ واسطے مباح کرنے حرام کے ہے اور صرف بال کتروانے کا اس واسطے حکم دیا کہ اس کے بال باقی رہیں تاکہ ان کو حج میں منڈوائے اور یہ جو فرمایا کہ جو قربانی نہ پائے تو یہ نہ پانا یا تو اس طور سے ہے کہ قربانی موجود نہ ہو یا اس کا مول اس کے پاس نہ ہو یا مول ہو اور اس سے اور کوئی ضرورت زیادہ ہو یا اس کا مالک بیچ نہیں رہا یا مہنگی مول سے ہاتھ آئے پس نقل کرے طرف روزے کی جیسا کہ قرآن کی نص ہے اور مراد فی الحج سے بعد احرام کے ہے امام نووی نے کہا یہی افضل ہے اور اگر حج کے احرام سے پہلے روزے رکھے تو یہی کفایت کرتے ہیں صحیح مذہب

پر اور اس پر عمرے سے حلال ہونے سے پہلے پس صحیح قول پر کفایت نہیں کرتے امام مالک نے کہا جائز رکھا ہے اس کو نووی اور اصحاب رائے نے اور اس پر اول مذہب پر سو جو مستحب رکھتا ہے روزہ عرفہ کا دن عرفہ کے وہ کہتا ہے کہ ساتویں کو احرام باندھے تاکہ ساتویں آٹھویں اور نویں کو روزہ رکھے اور نہیں تو چھٹی تاریخ کو احرام باندھے تاکہ عرفہ کے دن روزہ افطار کرے اور اگر اس سے روزہ فوت ہو جائے تو اس کو قضا کرے اور بعض کہتے ہیں کہ ساقط ہو جاتا ہے اور اس کے ذمہ میں ھدی مستقر رہتی ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا اور تشریق کے دنوں کے روزوں میں شافعیہ کے دو قول ہیں اظہر یہ ہے کہ جائز نہیں اور صحیح تر دلیل کی روح سے جواز ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مجرد طواف قدوم کے ساتھ آدمی حلال نہیں ہوتا اور اس میں مشروعیت ہے طواف قدوم کے واسطے قارن کے اور رمل بیچ اس کے اگر اس کے پیچھے سعی ہو (فتح) اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ متمتع تھے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت ﷺ قارن تھے پس تمتع سے مراد تمتع لغوی ہے یعنی نفع اٹھانا اس واسطے کہ نفع اٹھانا ساتھ حج اور عمرے دونوں کے قرآن میں موجود ہے۔

بَابُ مَنِ اشْتَرَى الْهَدْىَ مِنَ الطَّرِيقِ

اگر کوئی راستہ سے ھدی خرید لے تو اس کا کیا حکم ہے یعنی برابر ہے کہ حل سے ہو یا حرم سے اس واسطے کہ اپنے شہر سے ھدی کا ساتھ لے جانا شرط نہیں۔

فائدہ: ھدی ساتھ زبر اور سکون دال کے نام ہے اُن جانوروں کا کہ حرم میں ذبح کیے جاتے ہیں واسطے طلب ثواب کے خواہ بکری دُنبہ، بھیڑ ہو یا گائے بھینس وغیرہ اور اونٹ اور ھدی دو قسم ہے واجب اور تطوع یعنی نفل پھر ھدی واجب کی دو قسمیں ہیں ھدی قران اور ھدی تمتع اور ھدی جنایات اور ھدی نذر اور ھدی احصار اور وجہ تسمیہ ھدی کا یہ ہے کہ بندہ اس کو ھدیہ بھیجتا ہے اللہ کی بارگاہ میں اور صرف قرب حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالی سے یہ سبب اس کی۔ (ح)

١٥٧٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ لِأَبِيْهِ أَقِمْ فَإِنِّي لَا آمَنُهَا أَنْ سَتُصَدُّ عَنِ الْبَيْتِ قَالَ إِذًا أَفْعَلَ كَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ اللهُ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

١٥٧٩۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ نے اپنے باپ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ٹھہرے یعنی اس سال حج کو نہ جانا کہ میں فتنہ سے بے خوف نہیں یہ کہ روکا جائے تو خانہ کعبہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اگر میں روکا گیا جیسا کہ حضرت ﷺ نے کیا تھا اللہ نے فرمایا کہ تم رسول ﷺ کی اچھی چال چلتے ہو اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنی جان پر عمرے کو واجب کیا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے گھر سے عمرے کا احرام باندھا

فَأَنَا أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عَلَى نَفْسِي الْعُمْرَةَ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ مِنَ الدَّارِ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْبَيْدَآءِ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَقَالَ مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ ثُمَّ اشْتَرَى الْهَدْيَ مِنْ قُدَيْدٍ ثُمَّ قَدِمَ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا فَلَمْ يَحِلَّ حَتَّى حَلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا.

پھر اپنے گھر سے نکلے یہاں تک کہ بیدا (ایک میدان کا نام ہے مزدلفہ میں) پہنچے تو حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھ لیا یعنی قران کیا اور کہا کہ نہیں حال حج اور عمرے کا مگر پھر قدید (ایک جگہ کا نام ہے حل میں) سے قربانی خریدی پھر مکے میں آئے سو دونوں کے واسطے صرف ایک طواف کیا پس احرام سے باہر نہ نکلے یہاں تک کہ حج اور عمرے سے اکٹھے حلال ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میقات سے پہلے احرام باندھنا درست ہے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے سو ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ میقات سے پہلے احرام باندھنا درست ہے پھر بعض کہتے ہیں کہ وہ افضل ہے میقات سے اور بعض کہتے ہیں کہ جس کا میقات معین ہو اس کے حق میں میقات سے احرام باندھنا افضل ہے نہیں تو اپنے گھر سے احرام باندھے اور شافعیہ کو اس میں اختلاف ہے کہ کیا میقات سے احرام باندھنا ارجح ہے اور اپنے گھر سے اور رافع نے کہا کہ ان کی تعلیل سے پکڑا جاتا ہے کہ جس کو اپنی جان پر امن ہو اس کے حق میں گھر سے احرام باندھنا افضل ہے نہیں تو میقات سے احرام باندھنا افضل ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول پہلے گزر چکا ہے کہ مکروہ جانا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ احرام باندھا جائے خراسان یا کرمان سے (فتح) اور اس سے معلوم ہوا کہ راستہ سے ھدی کا خریدنا درست ہے۔ وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَنْ أَشْعَرَ وَقَلَّدَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ أَحْرَمَ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ اونٹ کی کوہان کو زخمی کرے اور اس کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈالے ذی الحلیفہ میں پھر اس کے بعد احرام باندھے۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اس سے اشارہ کرنا ہے طرف رد کرنے قول مجاہد کے کہ اس نے کہا ہے کہ اونٹ کی کوہان زخمی نہ کرے یہاں تک کہ احرام باندھے یعنی احرام باندھنے کے بعد اشعار کرے۔ (فتح)

وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا أَهْدَى مِنَ الْمَدِينَةِ قَلَّدَهُ وَأَشْعَرَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ يَطْعَنُ فِي شِقِّ سَنَامِهِ الْأَيْمَنِ بِالشَّفْرَةِ وَوَجْهُهَا قِبَلَ الْقِبْلَةِ بَارِكَةً.

اور نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب مدینے سے اپنے ساتھ ھدی لے جاتے تھے تو ذوالحلیفہ میں اس کے گلے میں ہار ڈالتے تھے اور اس کی کوہان کو زخمی کرتے تھے زخم کرتے تھے اس کی کوہان کی داہنی طرف میں ساتھ چھری کے اور اس کا منہ قبلے کی طرف

کرتے اس حال میں کہ وہ بیٹھے ہوتے تھے۔

فائدہ: ظاہر یہ اثر ترجمہ باب کے مطابق نہیں لیکن شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اشعار اور تقلید کے بعد احرام باندھا ہوگا۔

۱۵۸۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ مِنَ الْمَدِينَةِ فِي بِضْعِ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَ وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ.

۱۵۸۰۔ مسور بن مروان سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے زمانہ میں حضرت ﷺ کچھ اوپر ایک ہزار اصحاب کے ساتھ نکلے یعنی عمرے کے ارادے سے یہاں تک کہ جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو حضرت ﷺ نے ھدی کے گلے میں ہار ڈالا اور اشعار کیا اور عمرے کا احرام باندھا۔

فائدہ: ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ نے پہلے تقلید کی پھر اس کے بعد احرام باندھا۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔ (فتح)

۱۵۸۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا وَأَشْعَرَهَا وَأَهْدَاهَا فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ أُحِلَّ لَهُ.

۱۵۸۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے اونٹوں کے ہار اپنے ہاتھوں سے بٹے پھر حضرت ﷺ نے ان کے گلے میں ڈالے اور ان کی کوہان کو زخمی کیا اور ان کو خانہ کعبہ کی طرف ھدی کر کے بھیجا یعنی جب نویں سال حج فرض ہوا تو حضرت ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حاجیوں کا امیر بنا کر مکے میں بھیجا اور ان کے ساتھ ھدی کے اونٹ بھیجے پس نہ حرام ہوئی حضرت ﷺ پر کوئی چیز کہ حلال ہوئے تھے واسطے ان کے یعنی حضرت ﷺ پر احکام احرام کے جاری نہ ہوئے اور جو چیزیں کہ احرام میں حرام ہیں مجرد اشعار اور تقلید وغیرہ سے ان پر حرام نہ ہوئیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہو کہ اشعار اور تقلید کے صحیح ہونے میں احرام کا مقدم ہونا شرط نہیں پس معلوم ہوا کہ احرام سے پہلے اشعار کرنا درست ہے **وفیہ المطابقة للترجمة** اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ اونٹ کی کوہان کی داہنی طرف زخم کیا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی وہ اونٹ کی کوہان کی داہنی طرف زخم کیا

کرتے تھے اور کبھی بائیں طرف میں زخم کیا کرتے تھے پہلا مذہب امام شافعی اور صاحبین کا ہے اور ایک قول امام احمد کا ہے اور دوسرا مذہب امام مالک کا اور ایک قول احمد کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ احرام سے پہلے اشعار کرتے تھے اور ابن عبدالبر نے استذکار میں مالک سے ذکر کیا ہے کہ اس نے کہا کہ نہ اشعار کرے ھدی کو مگر نزدیک احرام کے اول اس کے گلے میں ہار ڈالے پھر اس کو اشعار کرے پھر نماز پڑھے پھر احرام باندھے اور اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ اشعار کرنا جائز ہے اور اشعار یہ ہے کہ ھدی کے اونٹ کی کوہان کے داہنے کنارے میں زخم کیا جائے اور فائدہ اس کا معلوم کروانا ہے کہ یہ ھدی ہے تاکہ جو محتاج ہو اس کے ساتھ اور یہاں تک کہ اگر غیر کے اونٹوں میں مل جائے تو اس سے جدا ہو سکے یا اگر گم ہو تو پہچانی جائے کہ یہ ھدی ہے یا تھک جانے کے سبب سے قریب مرنے پہنچے یعنی اور پس ذبح ہو جائے تو مسکین اس کو علامت سے پہچانیں اور کھائیں باوجود کہ اس میں نشان شرع کی تعظیم ہے اور غیر کی اس پر ترغیب ہے اور بہت بعید ہے قول اس شخص کا کہ اشعار کو منع کرتا ہے اور حجت پکڑتا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ مثلہ کے منع ہونے سے پہلے جائز تھا پھر منع ہوا اس واسطے سے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اشعار حجۃ الوداع میں واقع ہوا اور یہ واقع مثلہ کے منع ہونے سے کچھ زمانہ پیچھے واقع ہوا ہے یعنی پس یہ دعوی الٹ ہے مدعی نسخ ہے۔ وسیاتی نقل الخلاف فی ذلک بعد باب انشاء اللہ تعالٰی۔ (فتح)

بَابُ فَتْلِ الْقَلَائِدِ لِلْبُدْنِ وَالْبَقَرِ

اونٹ اور گائے کے واسطے ہار بٹنے کا بیان

۱۵۸۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ قَالَ إِنِّيْ لَبَّدْتُ رَأْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَحِلَّ مِنَ الْحَجِّ.

۱۵۸۲۔ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا حال ہے لوگوں کا کہ احرام سے حلال ہو گئے ہیں اور آپ حلال نہیں ہوئے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کو تلبید کی اور اپنی ھدی کے گلے میں ہار ڈالا سو میں حلال نہ ہوں گا یہاں تک کہ حج کے احرام سے حلال ہوں یعنی حج سے فارغ ہو کر احرام اتاروں گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ھدی کے اونٹ اور گائے کے واسطے ہار بٹنا درست ہے اس واسطے کہ تقلید مستلزم ہے ہار بٹنے کو پہلے اس سے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور گائے کا ذکر حدیث میں نہیں ہے لیکن احتمال ہے کہ مراد ھدی سے اونٹ اور گائے دونوں ہیں یا گائے بھی اونٹ کے معنی میں ہے (فتح) اور تلبید یہ ہے کہ محرم اپنے سر میں گوند یا خطمی بوٹی لگائے تاکہ بال آپس میں جم جائیں اور غبار نہ بیٹھے اور جوؤں سے محفوظ رہیں۔

۱۵۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ

۱۵۸۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْدِیْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهٖ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِّمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ.

سے ھدی بھیجتے تھے سو میں ان کے ہار اپنے ہاتھ سے بٹتی تھی پھر نہ پرہیز کرتے کسی چیز سے کہ پرہیز کرتا ہے اس سے محرم۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ھدی کے ہار بٹنا درست یا سنت ہیں۔ وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ إِشْعَارِ الْبُدْنِ وَقَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَلَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهٗ وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ.

اونٹ کے اشعار کرنے کا بیان اور عروہ رحمہ اللہ نے مسور رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ھدی کے گلے میں ہار ڈالے اور اس کو اشعار کیا اور عمرے کا احرام باندھا یعنی صلح حدیبیہ کے سال میں

۱۵۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَشْعَرَهَا وَقَلَّدَهَا أَوْ قَلَّدْتُهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى الْبَيْتِ وَأَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهٗ حِلٌّ.

۱۵۸۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ھدی کے اونٹوں کے ہار بٹے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشعار کیا اور ان کے گلے میں ہار ڈالے یا میں نے ان کے گلے میں ہار ڈالے پھر ان کو خانے کعبے کی طرف ھدی کر کے بھیجا اور آپ مدینے میں ٹھہرے رہے سو نہ حرام ہوئی آپ پر کوئی چیز جو آپ کے لیے حلال تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اشعار کرنا درست ہے اور اشعار یہ ہے کہ اونٹ کے بدن میں زخم کرے یہاں تک کہ اس سے خون جاری ہو پھر اس کو پونچھ ڈالے پس یہ نشانی ہے اس پر کہ یہ ھدی ہے اور یہی مذہب ہے جمہور کا سلف اور خلف سے اور طحاوی نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اس کی کراہت نقل کی ہے اور اس کے سوا اور لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ اشعار کرنا مستحب ہے واسطے تابعداری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ اشعار بہتر ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ اشعار خاص ہے ساتھ اس جانور کے کہ اس کے لیے کوہان ہو اور طحاوی نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ اشعار میں اختیار ہے خواہ کرے یا نہ کرے پس دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ عبادت نہیں لیکن مکروہ نہیں اس واسطے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

فعل سے ثابت ہے اور خطابی وغیرہ نے کہا کہ اشعار کو مکروہ کہنے کا عذر کہ وہ مثلہ ہے مردود ہے اور باب سے ہے مانند داغنے اور کان پھاڑنے کے تاکہ علامت ہو اور سوائے اس کے وسم اور ختنہ کرنے اور سینگی لگانے کے اور عادت جاری ہے کہ انسان کو اپنے مال پر شفقت ہوتی ہے پس نہیں خوف کیا جاتا جو انہوں نے وہم کیا ہے کہ مبادا زخم سرایت کرے اور ہلاکت کی طرف پہنچائے اور اگر یہ بات ملحوظ ہوتی تو البتہ مکروہ جاننے والا اس کو قید کرے یعنی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور کہتا کہ جو اشعار کہ ہلاکت کی طرف پہنچائے وہ مکروہ ہے اور متقدمین نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر بہت طعن کیا اس پر کہ اس نے اشعار کو مطلق مکروہ کہا اور طحاوی نے معانی الآثار میں اس کی مدد کی ہے سو کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اصل اشعار کو مکروہ نہیں کہا بلکہ اس نے اس اشعار کو مکروہ کہا ہے جس سے اونٹ کے ہلاک ہونے کا خوف ہو مانند سرایت کرنے زخم کے خاص کر چھری کے ساتھ زخم کرنے میں پس ارادہ کی امام نے سد باب کا عام لوگوں سے اس واسطے کہ وہ اس میں حد کی رعایت نہیں کرتے اور جو سنت کا عارف ہو تو اس کے لیے مکروہ نہیں اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے کہ اشعار مکروہ ہے اور اس میں تعقب ہے ابن حزم اور خطابے پر کہ وہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سوائے اشعار کے مکروہ کہنے کا اور کوئی قائل نہیں اور ابن حزم نے اس مقام پر بڑا مبالغہ کیا ہے اور قائلین اشعار کا اتفاق ہے کہ گائے کا اشعار کرنا بھی درست ہے مگر سعید بن جبیر کے نزدیک درست نہیں اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ بکری کو اشعار نہ کیا جائے اس واسطے کہ اس کے بال اس کے اشعار کی جگہ کو ڈھانپے ہوئے ہیں اور نیز اس واسطے کہ وہ ضعیف ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس واسطے کہ اس کی کوہان نہیں ہے۔(فتح)

بَابُ مَنْ قَلَّدَ الْقَلَائِدَ بِيَدِهٖ — اپنے ہاتھ سے ہار ڈالنے کا بیان

فائدہ: اور اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ھدی ہانکے اور خود حج کا ارادہ رکھتا ہو سو وہ تو احرام کے وقت اس کو ہار ڈالے اور اشعار کرے اور یا یہ کہ اس کو ہانکے اور خود گھر میں ٹھہرے اور حج کا ارادہ نہ ہو سو اس وقت اس کو اپنے گھر سے ہار ڈالے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے باب کی حدیث سے اور ہار کی چیز کا بیان آئندہ آئے گا اور غرض اس ترجمہ سے یہ ہے کہ آپ اس تقلید کے ساتھ عام تھے تاکہ اس کا مابعد اس پر مترتب ہو یعنی آپ کو تقلید کا علم تھا اور باوجود اس کے آپ احرام کی ممنوع چیزوں سے نہ رہے تاکہ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ آپ نے تقلید کے علم سے پہلے اس کو مباح جانا تھا نہ پیچھے۔(فتح)

١٥٨٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ زِيَادَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ كَتَبَ إِلٰى

١٥٨٥۔ عمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زیاد بن ابی سفیان نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھا کہ عبداللہ بن عباس نے کہا ہے کہ جو خانے کعبے کی طرف ھدی بھیجے یعنی اور خود حج کو نہ جائے تو حرام ہو جاتی ہے اس پر وہ چیز کہ حرام ہوتی ہے

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ مَنْ أَهْدٰى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يُنْحَرَ هَدْيُهُ قَالَتْ عَمْرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِيْ فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهُ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ.

حاجی پر جس نے حج کا احرام باندھا ہو یہاں تک کہ اس کی ھدی ذبح کی جائے عمرہ رضی اللہ عنہا کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس طرح نہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے ہار اپنے ہاتھ سے بٹے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے گلے میں ڈالے پھر ان کو ھدی کر کے مکے کی طرف بھیجا سو نہ حرام ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز جس کو اللہ نے آپ پر حلال کیا تھا یہاں تک کہ ھدی ذبح کی گئی۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس مسئلے میں سب فقہاء کی مخالفت کی ہے اور دلیل پکڑی عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور واجب ہے پھرنا طرف روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور شاید کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کیا ہوگا اور یہ ابن تین کا بڑا قصور ہے اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے ساتھ اکیلا نہیں بلکہ ثابت ہو چکا ہے یہ فعل ایک جماعت صحابہ سے انہیں میں سے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما جیسے کہ ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ ابن عمر جب مکے میں ھدی بھیجتے تھے تو باز رہے تھے اس سے کہ باز رہتا ہے اس سے محرم لیکن وہ لبیک نہیں کہتے تھے اور انہیں میں قیس ہیں جیسا کہ سعید بن منصور نے ان سے روایت کی ہے اور ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ایک مرد کے حق میں جو مکے میں اونٹ بھیجے یہ کہ باز رہے اس چیز سے کہ باز رہتا ہے اس سے محرم اور یہ اثر منقطع ہے اور ابن منذر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ کہا عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور قیس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور نخعی رحمہ اللہ اور عطاء رحمہ اللہ اور ابن سیرین رحمہ اللہ اور اور لوگوں نے کہ جو ھدی بھیجے اور خود نہ جائے تو حرام ہو جاتی ہے اس پر وہ چیز کہ حرام ہوتی ہے محرم پر اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگوں نے کہ ھدی بھیجنے کے ساتھ آدمی محرم نہیں ہوتا اور اس طرف گئے ہیں فقہاء شہروں کے اور پہلے لوگوں کی دلیل ایک حدیث ہے جو طحاوی نے روایت کی ہے لیکن وہ ضعیف ہے اور سعید بن مسیب کا یہ مذہب ہے کہ نہ پرہیز کرے کسی چیز سے کہ پرہیز کرتا ہے اس سے محرم مگر جماع سے مزدلفہ کی رات کو ہاں زہری سے یہ روایت آئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے بر خلاف امر قرار پایا اور ایک جماعت فقہاء فتوی کا یہ

مذہب ہے کہ جو حج کا ارادہ کرے وہ مجرد تقلید ھدی سے محرم ہو جاتا ہے حکایت کی ابن منذر نے یہ بات ثوری سے اور احمد اور اسحاق سے اور اصحاب رائے نے کہا کہ جو ھدی ہانکے اور خانہ کعبہ کا قصد کرے پھر تقلید کرے تو واجب ہو جاتا ہے اس پر احرام باندھنا اور جمہور نے کہا کہ محض تقلید ھدی سے آدمی محرم نہیں ہوتا اور نہ ہی واجب ہوتی اس پر کوئی چیز (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی مکے میں قربانی بھیجے تا کہ دسویں کو منیٰ میں ذبح کی جائے اور خود حج کو نہ جائے بلکہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے تو اس پر احکام حج کے جاری نہیں ہوتے اور جو چیز کہ محرم پر حرام ہوتی ہے وہ اس پر حرام نہیں ہوتی اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے ثابت ہوئے ہیں ایک پکڑنا بڑے آدمی کا ایک چیز کو اپنے ہاتھ سے اگرچہ اس کے لیے کوئی شخص ہو جو اس کو کفایت کرے جبکہ وہ امر اہتمام والا ہو خاص کہ وہ چیز اقامت شرائع سے ہو اور یہ کہ نص کے وقت اجتہاد مردود ہے اور یہ کہ اصل حضرت ﷺ کے افعال میں پیروی کرتا ہے یہاں تک کہ خاصہ ہونا ثابت ہو اور یہ کہ بعض علماء کا بعض پر اعتراض کرنا درست ہے۔ (فتح)

بَابُ تَقْلِيْدِ الْغَنَمِ — بکری کے گلے میں ہار ڈالنے کا بیان

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ امام مالک اور اصحاب رائے نے بکری کے گلے میں ہار ڈالنے سے انکار کیا ہے اور شاید کہ ان کو حدیث نہیں پہنچی اور نہیں پاتے ہم واسطے ان کے کوئی حجت مگر قول بعض کا کہ وہ ہار ڈالنے سے ضعیف ہو جاتی ہے اور یہ دلیل ضعیف ہے اس واسطے کہ مقصود تقلید سے علامت کرنا ہے کہ یہ ھدی ہے تا کہ اس کو کوئی راہزن نہ چھیڑے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس کو اشعار نہ کیا جائے اس واسطے کہ وہ اس سے ضعیف ہو جاتی ہے سو اس کے گلے میں وہ چیز ڈالی جائے جو اس کو ضعیف نہ کرے اور حنفیہ کا قول اصل میں یہ ہے کہ بکری ھدی میں سے نہیں پس یہ حدیث حجت ہے اوپر ان کے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ جو بکری کے ھدی ہونے کا قائل نہیں اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس طرح کے کہ حضرت ﷺ نے ایک بار حج کیا اور اس میں بکری کی ھدی نہیں پہنچی اور میں نہیں جانتا کہ اس دلیل کی وجہ کیا ہے اس واسطے کہ باب کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے بکری کی ھدی بھیجی اور خود اپنے گھر میں ٹھہرے رہے اور یہ قطعاً آپ کے حج سے پہلے تھا پس نہیں تعارض ہے درمیان فعل اور ترک کے اس واسطے کہ مجرد ترک جواز کے نسخ پر دلالت نہیں کرتا پھر اصحاب میں سے وہ شخص کون ہے جس نے تصریح کی ہے کہ آپ کے حج میں آپ کی ھدیوں میں بکری تھی تا کہ جائز ہو حجت پکڑنی ساتھ اس کے اور عطاء اور عبداللہ اور جعفر وغیرہ کے طریق سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے بکریاں دیکھی کہ آگے جاتیں تھیں اس حال میں کہ ان کے گلے میں ہار تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت ہے اور مراد ساتھ اس کے رد ہے اس شخص پر کہ دعویٰ کرتا ہے اجماع کا اوپر ترک کرنے ھدی بکری کے اور تقلید اس کی کے۔ (فتح)

۱۵۸۶۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً غَنَمًا.

۱۵۸۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کی ھدی بھیجی۔

۱۵۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَلِّدُ الْغَنَمَ وَيُقِيْمُ فِيْ أَهْلِهِ حَلَالًا.

۱۵۸۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہار بٹتی تھی سو آپ بکری کے گلے میں ڈالتے تھے اور اپنے اہل میں ٹھہرتے تھے اس حال میں کہ حلال ہوتے۔

۱۵۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ الْغَنَمِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ بِهَا ثُمَّ يَمْكُثُ حَلَالًا.

۱۵۸۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بکریوں کے ہار بٹتی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ھدی کر کے بھیجتے تھے پھر آپ مدینے میں ٹھہرتے اس حال میں کہ حلال ہوتے۔

۱۵۸۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ لِهَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي الْقَلَائِدَ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ.

۱۵۸۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ھدی کے واسطے ہار بٹے پہلے اس سے کہ احرام باندھیں۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بکری کے گلے میں ہار ڈالنا درست ہے و فیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ الْقَلَائِدِ مِنَ الْعِهْنِ۔ اون سے ہار بٹنے کا بیان۔

فائدہ: امام مالک رحمہ اللہ اور ربیعہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اون سے ہار بٹنا مکروہ ہے بلکہ زمین سے پیدا ہوئی چیز سے ہار بٹے سو امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس سے یہ ہے کہ یہ قول مردود ہے ساتھ حدیث باب کی اور ابن تین نے کہا کہ شاید مراد امام مالک رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ وہ اولی ہے اور اون سے جائز ہے۔ (فتح)

۱۵۹۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَهَا مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدِيْ.

۱۵۹۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بٹے ہار میں نے ان کے اون سے جو میرے پاس تھی۔

بَابُ تَقْلِيْدِ النَّعْلِ

جوتے کے ہار ڈالنے کا بیان

فائدہ: احتمال ہے کہ مراد اس سے جنس جوتے کی ہو اور یہی احتمال ہے کہ ایک جوتی ہو پس اس میں اشارہ ہوگا طرف رد کرنے قول اس شخص کے کہ وہ جوتیوں کا ڈالنا شرط کرتا ہے اور یہ قول ثوری کا ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ ایک جوتی بھی کفایت کرتی ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ جوتا معین نہیں بلکہ جو اس کے قائم مقام ہو جائز ہے پھر حکمت جاتے کے ہار میں یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے طرف سفر کے اور مشقت کی بیچ اس کے اور مستحب ہے کہ دو جوتیاں ڈالے۔ (فتح)

۱۵۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ رَاكِبَهَا يُسَايِرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّعْلُ فِيْ عُنُقِهَا تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۵۹۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا کہ اونٹ کو ہانکتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو لے اس نے کہا کہ یہ ھدی کا اونٹ ہے فرمایا سوار ہو لے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں اس کو اس پر سوار دیکھا اس حال میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتا تھا اور جوتا اس کی گردن میں تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ھدی کے گلے میں ایک جوتا ڈالنا بھی درست ہے یا مستحب ہے کہ ھدی کے گلے میں جوتا ڈالے۔ وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ الْجِلَالِ لِلْبُدْنِ

اونٹوں کے جھولوں کا بیان کہ کہاں خرچ کی جائیں

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَا يَشُقُّ مِنَ الْجِلَالِ إِلَّا مَوْضِعَ السَّنَامِ وَإِذَا نَحَرَهَا نَزَعَ جِلَالَهَا مَخَافَةَ أَنْ يُفْسِدَهَا الدَّمُ ثُمَّ يَتَصَدَّقُ بِهَا.

اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما نہ پھاڑتے جھول سے مگر جگہ کوہان کی کے اشعار کی جگہ ظاہر ہو اور جب اس کو ذبح کرتے تھے تو اس سے جھول اتار لیتے تھے اس خوف سے کہ اس کو لہو خراب نہ کرے پھر اس کو خیرات کر ڈالتے تھے۔

فائدہ: جھول کا خیرات کرنا فرض نہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے صرف اس لیے کیا تھا تا کہ جس چیز پر اللہ کا نام پکارا ہے اس میں رجوع نہ کرے اور نہ اس چیز میں کہ اس کی طرف نسبت کی گئی۔

١٥٩٢۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِجِلَالِ الْبُدْنِ الَّتِي نَحَرْتُ وَبِجُلُوْدِهَا.

١٥٩٢۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ خیرات کروں جھولیں ان اونٹوں کی کہ ذبح کیے گئے اور خیرات کروں ان کی کھالیں۔

فائدہ: جو کچھ کہ ان حدیثوں میں ہے استحباب تقلید سے اور اشعار وغیرہ سے سو مقتضی ہے اس کو کہ اظہار تقرب کا ساتھ ھدی کے افضل ہے پوشیدہ کرنے اس کے سے اور بے شک یہ بات ہے کہ فرض کے سوا نیک کام کا پوشیدہ کرنا افضل ہے اس کے ظاہر کرنے سے پس یا تو یہ کہا جائے گا کہ اعمال حج کے ظہور پر مبنی ہیں مانند احرام اور طواف اور وقوف کے پس اسی طرح اشعار اور تقلید کا ظاہر کرنا بھی افضل ہو گا پس خاص کیا جائے گا حج عموم اضعاء سے اور یا کہا جائے گا کہ اشعار اور تقلید سے عمل صالح کا ظاہر کرنا لازم نہیں آتا اس واسطے کہ جو اس کو ھدی کر کے بھیجتا ہے اس کو ممکن ہے کہ اس کو کسی غیر کے ساتھ بھیجے سو اس کو تقلید اور اشعار کرے اور نہ کہے کہ یہ ھدی فلانے کی ہے پس حاصل ہو گی سنت تقلید کی ساتھ پوشیدہ کرنے عمل کے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اشْتَرٰى هَدْيَهُ مِنَ الطَّرِيْقِ وَقَلَّدَهَا

اگر کوئی راہ سے ھدی خریدے اور اس کے گلے میں ہار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے یہ باب پہلے بھی گزر چکا ہے لیکن اس باب میں تقلید کا لفظ زیادہ ہے۔

١٥٩٣۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ أَرَادَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا الْحَجَّ

١٥٩٣۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارادہ کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حج کا اس سال میں کہ قصد کیا حج کا حروریہ نے بیچ عہد ابن زبیر کے سو کسی نے ان سے کہا کہ لوگوں کے درمیان

عَامَ حَجَّةِ الْحَرُوْرِيَّةِ فِي عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقِيْلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَّنَخَافُ أَنْ يَّصُدُّوْكَ فَقَالَ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ إِذًا أَصْنَعَ كَمَا صَنَعَ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً حَتّٰى إِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَآءِ قَالَ مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ جَمَعْتُ حَجَّةً مَّعَ عُمْرَةٍ وَّأَهْدٰى هَدْيًا مُقَلَّدًا اشْتَرَاهُ حَتّٰى قَدِمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَوْمِ النَّحْرِ فَحَلَقَ وَنَحَرَ وَرَاٰى أَنْ قَدْ قَضٰى طَوَافَهُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ كَذٰلِكَ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لڑائی ہونے والی ہے اور ہم ڈرتے ہیں کہ تجھ کو حج اور عمرے سے روکیں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ تم کو رسول کی اچھی چال چلنی ہے کہ میں اس وقت کروں گا جو حضرت ﷺ نے کیا تھا میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے عمرے کو اپنے اوپر واجب کیا یہاں تک کہ جب بیداء میدان میں پہنچے تو کہا کہ نہیں حال ہے حج اور عمرے کا مگر ایک میں تم کو گواہ کرتا ہوں اس پر کہ میں نے حج کو عمرے کے ساتھ جمع کیا اور اپنے ساتھ ھدی ہانکی اس حال میں کہ اس کے گلے میں ہار تھا خریدا اس کو جب کہ مکے میں آئے سو خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان دوڑے اور اس پر کچھ زیادہ نہ کیا اور نہ حلال کی کوئی چیز اس پر کہ حرام تھی قربانی کے دن تک سو سر منڈوایا اور قربانی جمع کی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا یعنی اعتقاد کیا کہ تحقیق اس نے ادا کیا طواف حج اور عمرے کا اپنے پہلے طواف سے پھر کہ حضرت ﷺ نے اسی طرح کیا ہے یعنی قارن کے واسطے صرف ایک طواف اور سعی کافی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حروریہ کے حج کے سال مکے کو نکلے اور باب طواف القارن میں ہے کہ جس سال حجاج نے عبداللہ بن زبیر پر چڑھائی کی اس سال ابن عمر رضی اللہ عنہما حج کو نکلے تھے دونو کے درمیان بڑی مخالفت ہے کہ جس سال کہ حروریہ کا حج ۶۴ھ چونسٹھ ہجری میں تھا اور حجاج کا ابن زبیر پر چڑھائی کرنا ۷۳ھ میں پس یا تو یہ محمول ہے اس پر کہ یہ قصہ متعدد ہے اور یا راوی نے حجاج اور اس کے تابعداروں کو حروریہ کہا ہے واسطے صفت جامع کے کہ دونوں کے درمیان پائی جاتی ہے اور خروج کرتا ہے امام بحق پر۔ (فتح)

بَابُ ذَبْحِ الرَّجُلِ الْبَقَرَ عَنْ نِّسَائِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِنَّ

اگر کوئی مرد اپنی عورتوں کی طرف سے گائے ذبح کرے بدون اذن ان کے کے تو اس کا کیا حکم ہے

١٥٩٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ

۱۵۹۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے پانچ دنوں میں کہ ذیقعدہ سے باقی تھے اس حال میں کہ نہ گمان کرتے تھے ہم مگر حج کا یعنی صرف حج کا احرام

اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِى الْقَعْدَةِ لَا نُرٰى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَّكَّةَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهٗ هَدْىٌ إِذَا طَافَ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَّحِلَّ قَالَتْ فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَ نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهٖ قَالَ يَحْيٰى فَذَكَرْتُهٗ لِلْقَاسِمِ فَقَالَ أَتَتْكَ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهٖ.

باندھا اس واسطے کہ جاہلیت کے وقت حج کے مہینوں میں عمرے کو حرام جانتے تھے سو جب ہم مکے سے نزدیک ہوئے تو حضرت ﷺ نے حکم فرمایا کہ جو قربانی ساتھ نہ لایا ہو جب طواف کرے اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے تو احرام اتار کر حلال ہو جائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو قربانی کے دن ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا سو میں نے کہا کہ یہ گوشت کیا ہے یعنی کہاں سے آیا ہے گوشت لانے والے نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی ذبح کی ہے یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث عمرہ کی قاسم سے ذکر کی سو اس نے کہا کہ لائے ہیں عمرہ تیرے پاس اس حدیث کو اس وجہ سے کہ ہے یعنی بغیر تغیر اور تبدیل کے۔

فائدہ: حدیث میں لفظ نحر کا واقع ہوا ہے اور ترجمہ میں لفظ ذبح کا یہ اشارہ ہے اس طرف کہ حدیث میں نحر کے معنی ذبح کے ہیں اور گائے کو نحر کرنا علماء کے نزدیک جائز ہے لیکن مستحب ان کے نزدیک ذبح ہے اور خلاف کیا ہے حسن بن صالح نے سو کہا کہ مستحب ہے نحر کرنا اس کا اور یہ کہ جو ترجمہ میں کہا کہ بغیر اذن ان کے کے سو یہ ماخوذ ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے استفہام سے کہ یہ گوشت کیا ہے جب کہ اس پر داخل کیا گیا اس واسطے کہ اگر اس کا ذبح کرنا ان کے علم سے ہوتا تو پوچھنے کی طرف محتاج نہ ہوتیں لیکن اس میں شبہ ہے اور اس سے احتمال دفع نہیں ہوتا اس واسطے کی احتمال ہے کہ اس کا ذبح کرنا ان کے اذن اور علم سے ہو لیکن جب گوشت ان کے پاس لایا گیا تو ان کے نزدیک احتمال ہوا کہ یہ شاید وہی گوشت ہو جس سے اذن واقع ہوا ہے یا کوئی اور گوشت ہو پس اس واسطے استفہام کیا ہو لیکن اصل عدم استیذان ہے و فیہ المطابقۃ للترجمۃ اور بعض نے اس حدیث کے ظاہر سے استدلال کیا ہے ساتھ اس کے کہ ھدی اور قربانی میں شریک ہونا جائز ہے اور اس حدیث میں حجت نہیں اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو عمل کہ بدون اذن اور علم کسی غیر کے ہو اس کا ثواب اس غیر کو پہنچتا ہے اور یہ بھی ٹھیک نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اذن لے لیا ہو کما تقدم اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا گوشت ھدی اور قربانی کا۔ (فتح)

بَابُ النَّحْرِ فِيْ مَنْحَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى

منیٰ میں حضرت ﷺ کے قربانی کرنے کی جگہ میں قربانی کرنے کا بیان

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ حضرت ﷺ کی قربانی کرنے کی جگہ جمرہ اولی کے نزدیک ہے جو مسجد کے پاس ہے اور اب وہ جگہ معلوم اور معروف ہے اس کو منحر النبی کہتے ہیں اور اس میں قربانی کرنی افضل ہے غیر سے واسطے قربانی حضرت ﷺ کے کہ یہ قربانی کی جگہ ہے اور منیٰ میں ہر جگہ قربانی کرنی درست ہے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا وہاں قربانی کرنا اتفاقا واقع ہوا ہے یہ کوئی امر حج کے متعلق نہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قربانی نہ کی جائے مگر منیٰ میں اور امام مالک رحمہ اللہ سے محکی ہے کہ حاجی منیٰ میں قربانی کرے اور عمرے والا مکے میں کرے اور جواز میں اختلاف نہیں اگرچہ افضلیت میں اختلاف ہے۔ (فتح)

١٥٩٥۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ خَالِدَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ مَنْحَرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٥٩٥۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کے قربانی کرنے کی جگہ قربانی کرتے تھے۔

١٥٩٦۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَبْعَثُ بِهَدْيِهِ مِنْ جَمْعٍ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ حَتّٰى يُدْخَلَ بِهِ مَنْحَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ حُجَّاجٍ فِيهِمُ الْحُرُّ وَالْمَمْلُوْكُ.

١٥٩٦۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی ھدی مزدلفہ سے اخیر رات حاجیوں کے ساتھ بھیجتے تھے کہ جن میں آزاد اور غلام ہوتے تھے یعنی منیٰ کو بھیجتے تھے تا کہ حضرت ﷺ کی قربانی کرنے کی جگہ میں لائی جائے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ حضرت ﷺ کی قربانی کرنے کی جگہ میں قربانی کی جائے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہ جو کہا کہ ان میں آزاد اور غلام تھے تو ان کے معنی یہ ہیں کہ یہ شرط نہیں کہ قربانی آزادوں کے ساتھ بھیجی جائے سوائے غلاموں کے یعنی بلکہ غلاموں کے ساتھ بھی قربانی بھیجنی درست ہے۔

بَابُ مَنْ نَحَرَ هَدْيَهُ بِيَدِهٖ

اپنے ہاتھ سے قربانی کرنے کا بیان

١٥٩٧۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

١٥٩٧۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور ذکر کی حدیث اور کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ سات اونٹوں کو نحر کیا اس حال میں کہ کھڑے تھے اور مدینے میں دو مینڈوں سینگ

وَسَلَّمَ بِيَدِهِ سَبْعَ بُدْنٍ قِيَامًا وَّضَحّٰى بِالْمَدِيْنَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ مُخْتَصَرًا.

دار کے ساتھ قربانی کی جن کا رنگ سیاہ اور سفید ملا ہوا تھا ذکر کیا اس حدیث کو اس حال میں کہ اختصار کرنے والا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کرنے والے کو مستحب ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذبح کرے۔ وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ نَحْرِ الْإِبِلِ مُقَيَّدَةً

اونٹ کو باندھ کر نحر کرنے کا بیان

١٥٩٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَتٰى عَلٰى رَجُلٍ قَدْ أَنَاخَ بَدَنَتَهٗ يَنْحَرُهَا قَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ يُوْنُسَ أَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ.

١٥٩٨۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک مرد کے پاس آئے کہ اس نے اپنا اونٹ بٹھایا تھا اس حال میں کہ اس کو نحر کرتا تھا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو اس کو کھڑا کر اور پاؤں باندھ یعنی بایاں پاؤں یہ سنت محمد ﷺ کی ہے۔

فائدہ: نحر کہتے ہیں نیزہ مارنے اونٹ کے سینے میں اور ذبح کہتے ہیں چھری سے گلا کاٹنے کو اور طریقہ نحر کا یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے بایاں زانو رسی سے باندھے اور اس کے سینے میں نیزہ مارے تا کہ خون جاری ہو اور وہ گر پڑے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا مستحب ہے اور حنفیہ کے نزدیک کھڑا کر کے اور بٹھا کر نحر کرنا برابر ہے فضیلت میں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جاہل کو تعلیم کی جائے اور مخالف سنت پر سکوت نہ کی جائے اگرچہ مباح ہو۔ (فتح)

بَابُ نَحْرِ الْبُدْنِ قَائِمَةً

اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سُنَّةً مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ طریقہ محمد ﷺ کا ہے

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا صَوَافَّ قِيَامًا

یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ﴾ کی تفسیر میں کہا کہ صواف کے معنی قیاماً ہیں یعنی اس حال میں کہ کھڑے ہوں۔

١٥٩٩۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ

١٥٩٩۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نما

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَبَاتَ بِهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَجَعَلَ يُهَلِّلُ وَيُسَبِّحُ فَلَمَّا عَلَا عَلَى الْبَيْدَآءِ لَبّٰى بِهِمَا جَمِيعًا فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَّحِلُّوْا وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ سَبْعَ بُدُنٍ قِيَامًا وَّضَحّٰى بِالْمَدِينَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ.

زدو رکعت پڑھیں یعنی عصر کی نماز قصر کی اس واسطے کہ آپ مسافر تھے کہ حج کے ارادے سے مکے کو چلے تھے سو حضرت ﷺ نے ذوالحلیفہ میں رات کاٹی سو جب آپ نے صبح کی تو اپنی سواری پر سوار ہوئے اور تہلیل اور تسبیح کرنے لگے سو جب میدان بیداء میں آئے تو حج اور عمرے دونوں کے ساتھ لبیک کہی پھر جب حضرت ﷺ مکے میں آئے تو حکم کیا اصحاب کو یہ کہ احرام اتار کر حلال ہو جائیں اور حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے سات اونٹ نحر کیے اس حال میں کہ کھڑے تھے اور مدینہ میں دو مینڈوں سینگ دار سیاہ اور سفید رنگ کی قربانی کی تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کیا جائے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

۱۶۰۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَعَنْ أَيُّوْبَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ بَاتَ حَتّٰى أَصْبَحَ فَصَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ حَتّٰى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَآءَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ.

۱۶۰۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھائیں اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھائیں پھر حضرت ﷺ نے رات گزاری یہاں تک کہ آپ نے صبح کی پھر فجر کی نماز پڑھی پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے یہاں تک کہ جب وہ آپ کے ساتھ بیداء میں برابر ہوئے تو آپ نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کیا جائے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابٌ لَا يُعْطَى الْجَزَّارُ مِنَ الْهَدْيِ شَيْئًا

نہ دیا جائے قصاب کو ھدی میں سے کچھ یعنی اس کی مزدوری میں

۱۶۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ

۱۶۰۱۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھیجا مجھ کو حضرت ﷺ نے (یعنی تا کہ) میں آپ کے ھدی کے اونٹوں کی خبر گیری

مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ عَلَى الْبُدْنِ فَأَمَرَنِي فَقَسَمْتُ لُحُوْمَهَا ثُمَّ أَمَرَنِي فَقَسَمْتُ جِلَالَهَا وَجُلُوْدَهَا قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْكَرِيْمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقُوْمَ عَلَى الْبُدْنِ وَلَا أُعْطِيَ عَلَيْهَا شَيْئًا فِي جِزَارَتِهَا.

کروں سو میں ان کی خبر گیری کے واسطے کھڑا ہوا سو حکم کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے سو میں نے ان کا گوشت تقسیم کی پھر آپ نے مجھ کو حکم کیا سو میں نے جل ان کی جھولیں اور کھالیں مسکینوں میں تقسیم کیں اور نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے یہ کہ خبر گیری کروں میں آپ کے اونٹوں کی اور نہ دوں میں ان پر کوئی چیز ان کی مزدوری میں۔

فائدہ: مراد اونٹوں سے وہ اونٹ ہیں کہ حضرت ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے ساتھ مکہ لے گئے تھے اور وہ سب سو اونٹ تھے ان میں سے تریسٹھ حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیے تھے اور باقی اونٹوں کو ذبح کرنے کا حکم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو ذبح کیا اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قصاب کو اس کی مزدوری میں مطلق کوئی چیز نہ دی جائے لیکن یہ مراد نہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ قصاب کو ھدی سے کوئی چیز نہ دی جائے بلکہ اس کو اپنے مال سے مزدوری دے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ باوجود یہ کہ اس کا بھی ظاہر مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر قصاب کو مزدوری کے عوض میں ھدی سے کچھ چیز دے تو یہ درست نہیں یعنی اور اگر اس کو ھدی میں سے کچھ للہ دے تو یہ درست ہے۔ (فتح)

بَابٌ يُتَصَدَّقُ بِجُلُوْدِ الْهَدْيِ

ہدی کی کھال للہ خیرات کی جائے اور بیچی نہ جائے۔

١٦٠٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ وَعَبْدُ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيُّ أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُمَا أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلٰى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَقُوْمَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ

١٦٠٢۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا ان کو حضرت ﷺ نے یہ کہ آپ کے اونٹوں کی خبر گیری کریں اور ان کی سب چیزیں للہ بانٹ دیں (یعنی مسکینوں پر) گوشت بھی اور پوست بھی اور جھولیں بھی اور نہ دیں ان کی مزدوری ان میں سے کوئی چیز۔

كُلَّهَا لُحُوْمَهَا وَجُلُوْدَهَا وَجِلَالَهَا وَلَا يُعْطِيَ فِي جِزَارَتِهَا شَيْئًا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ھدی کی جھولوں کو مسکینوں پر للہ بانٹ دیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قصاب کو اجرت کے بدلے ھدی میں کچھ دینا درست نہیں لیکن اگر اس کو اپنے پاس سے پوری مزدوری دے دے پھر اس کے بعد اس کو کوئی چیز ھدی میں سے بطور خیرات کے دے تو درست ہے جبکہ فقیر ہو اور بعض نے کہا کہ اگر اس کو مزدوری کے عوض ھدی میں کچھ دے تو یہ درست نہیں لیکن اگر بطور صدقہ اور ہدیہ کے دے تو یہ درست ہے لیکن شارع کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ منع ہے تا کہ اجرت میں مسامحت واقع نہ ہو واسطے اس چیز کے کہ قصاب نے لی پس رجوع کرے گی طرف معاوضہ کے قرطبی نے کہا کہ ھدی میں سے قصاب کی اجرت دینی کسی کے نزدیک جائز نہیں لیکن حسن بصری اور عبداللہ بن عبید کے نزدیک جائز ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ ھدی کی کھال کا بیچنا درست نہیں اور قرطبی نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ ھدی کی کھال اور جھول کا بیچنا درست نہیں اس پر کہ وہ گوشت پر معطوف ہیں اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ ھدی کے گوشت کا بیچنا درست نہیں پس اس طرح اسکی کھال اور جھول کا بیچنا بھی درست نہ ہوگا اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور کے نزدیک جائز ہے اور یہی ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے کہتے ہیں کہ اس کا مول قربانی کے مصرف میں خرچ کیا جائے اور استدلال کیا ہے ابو ثور نے کہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ اس کے ساتھ نفع اٹھانا جائز ہے اور جس چیز کے ساتھ نفع اٹھانا جائز ہے اس کا بیچنا بھی جائز ہے اور معاوضہ کیا گیا ہے ساتھ اس کے سب کا اتفاق ہے اس پر کہ ھدی تطوع کا گوشت کھانا جائز ہے اور اس کے گوشت کے جائز ہونے سے اس کا بیچنا لازم نہیں آتا اور زیادہ تر قوی اس کے قول کے رد میں یہ حدیث ہے جو کہ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ قربانی اور ھدی کا گوشت نہ بیچو اور صرف کرو اور کھاؤ اور ان کی کھالوں سے نفع اٹھاؤ اور ان کو نہ بیچو۔ (فتح)

بَابٌ يُتَصَدَّقُ بِجِلَالِ الْبُدْنِ.

ہدی اونٹوں کی جھولیں خیرات کی جائیں۔

١٦٠٣۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ أَبِيْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ لَيْلٰى أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهٗ قَالَ أَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ بَدَنَةٍ فَأَمَرَنِيْ بِلُحُوْمِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ أَمَرَنِيْ بِجِلَالِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ

١٦٠٣۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو اونٹ ھدی لائے سو حکم کیا مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گوشت بانٹنے کا سو میں نے اس کو مسکینوں میں بانٹا پھر ان کی جھولوں کا مجھ کو بانٹنے کا مجھ کو حکم کیا سو میں نے ان کو بھی بانٹا پھر ان کی کھالوں کا حکم کیا میں نے ان کو بھی بانٹا۔

بجُلُوْدِهَا فَقَسَمْتُهَا.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ھدی کی جھول کو خیرات کیا جائے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے کئی اور فائدے بھی ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ ھدی کا ہانکنا اور اس کے ذبح میں دوسرے کو وکیل کرنا درست ہے اور یہ کہ اس کہ اجرت لینی اور خبر گیری کرنی اور اس میں شریک ہونا درست ہے اور یہ کہ جس پر کوئی چیز للہ واجب ہو پس واسطے اس کے ہی خلاص کرنا اس کا اور اس کی نظیر کھیتی ہے کہ عشر دیا جاتا ہے اور جو مسکینوں پر خرچ کرے وہ اس میں محبوب نہیں ہوتا۔ (فتح)

بَابُ ﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ﴾.

اس آیت کا بیان کہ اور جب معین کر دیا ہم نے ابراہیم کو ٹھکانا خانے کعبے کا یہ کہ شریک نہ کر ساتھ میرے کسی کو اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنے والوں کے واسطے اور کھڑے رہنے والوں کے اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے اور پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے کہ آئیں تیری طرف پاؤں چلتے اور سوار ہو کر دبلے دبلے اونٹوں پر چلے آتے ہوں دور دراز علاقوں سے پہنچیں اپنے بھلے کی جگہ پر پڑھیں اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہیں ذبح پر چوپائے مویشی کے (یعنی جو کہ ھدی لائے ہیں) جو اس نے دیے ہیں ان کو سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ برے حال کے محتاج کو اس قول تک کہ وہ اس کو بہتر ہے اپنے رب کے پاس۔

فائدہ: مراد اس آیت سے یہاں یہ لفظ ہے کہ کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ محتاج کو اسی واسطے ترجمہ میں عطف ڈالا ہے اس پر ساتھ اس قول کے۔

بَابُ مَا يَأْكُلُ مِنَ الْبُدْنِ وَمَا يَتَصَدَّقُ.

اور بیان ہے اس چیز کا کہ کھائی جائے ھدی میں سے اور اس چیز کا کہ صدقہ کیا جائے ساتھ اس کے یعنی آیت میں کس گوشت کا کھانا مراد ہے۔

وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَا يُؤْكَلُ مِنْ

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ کھایا جائے اس جانور سے کہ محرم شکار حرم کے علاقہ میں ذبح کرے

جَزَآءِ الصَّيْدِ وَالنَّذْرِ وَيُؤْكَلُ مِمَّا سِوٰى ذٰلِكَ

اور نہ نذر کے جانور سے اور کھائی جائے وہ چیز کہ سوائے ان دونوں کے ہے یعنی قربانی اور ہدی سے۔

فائدہ: محرم کو شکار کرنا درست نہیں اور اگر کوئی محرم کسی جانور کو شکار کرے تو اس پر اس کے بدلے اس کے برابر جانور ذبح کرنا آتا ہے پھر جو جانور اس کے بدلے ذبح کرے تو مالک کو اس میں سے کھانا درست نہیں اور اسی طرح نذر کے جانور سے بھی کھانا درست نہیں بلکہ واجب ہے کہ اُس کو کو خیرات کر دے اور یہ ایک قول ہے امام احمد رحمہ اللہ کا اور امام مالک رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے زیادہ کی ہے یہ بات کہ مگر فدیہ آئے گا اور امام احمد رحمہ اللہ کی دوسری روایت یہ ہے کہ نہ کھایا جائے مگر نفلی قربانی اور تمتع اور قران سے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا برابر ان کے اصل کے کہ دم تمتع اور قران کا دم شکرانے کا ہے نہ دم قصور کا۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَآءٌ يَأْكُلُ وَيُطْعِمُ مِنَ الْمُتْعَةِ

یعنی اور عطاء نے کہا کہ مالک خود کھائے اور غیر کو کھلائے جانور متعہ سے

فائدہ: ان دونوں اثروں سے معلوم ہوا کہ آیت میں اس جانور کا کھانا مراد ہے جو ھدی اور قربانی کا ہو وہ جانور مراد نہیں جو شکار مارنے کے بدلے ذبح کیا جائے یا نذر کے واسطے ذبح کیا جائے۔ وفیہ المطابقة للترجمة

١٦٠٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا عَطَآءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ كُنَّا لَا نَأْكُلُ مِنْ لُحُوْمِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلَاثِ مِنًى فَرَخَّصَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا فَأَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَقَالَ حَتّٰى جِئْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ لَا.

١٦٠٤۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ تھے ہم نہ کھاتے گوشت اپنی قربانیوں کا زیادہ تین دن سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اجازت دی سو فرمایا کہ کھاؤ اور ذخیرہ کرو سو ہم نے کھایا اور ذخیرہ کیا میں نے عطاء سے کہا (یہ قول ابن جریج کا ہے) کہ کیا جابر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا ہے کہ یہاں تک کہ ہم مدینے میں آئے اس نے کہا کہ نہیں۔

فائدہ: ایک سال بہت سخت قحط پڑا تھا کہ مدینہ باہر کے رہنے والوں سے بھر گیا تھا اس سال میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا گوشت لوگوں کے پاس ہو تقسیم کر دیں جمع نہ کر رکھیں آئندہ سال جب حاجت نہ رہی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی کہ جب تک جی چاہے ذخیرہ کر رکھو اور کھاتے رہو اس سے معلوم ہوا کہ مالک کو قربانی کا گوشت کھانا درست ہے۔

١٦٠٥۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى قَالَ

١٦٠٥۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نکلے ہم ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ دنوں میں کہ باقی تھے ذیقعدہ سے اور

حَدَّثَتْنِي عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ حَتَّى إِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يَحِلُّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقِيْلَ ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهِ قَالَ يَحْيٰى فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِلْقَاسِمِ فَقَالَ أَتَتْكَ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهِ.

نہ گمان کرتے تھے مگر حج کا یہاں تک کہ جب ہم مکے سے نزدیک ہوئے تو حضرت ﷺ نے حکم فرمایا کہ جو قربانی ساتھ لایا ہو وہ خانے کعبے کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے حلال ہو جائے اور احرام اتار ڈالے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قربانی کے دن ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا میں نے کہا کہ یہ کیا چیز ہے سو کسی نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی ذبح کی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مالک کو قربانی کا گوشت کھانا جائز ہے اور یہ دونوں حدیثیں بیان ہیں واسطے آیت کے۔

بَابُ الذَّبْحِ قَبْلَ الْحَلْقِ

سر منڈانے سے پہلے قربانی کرنے کا بیان یعنی سنت ہے کہ قربانی سر منڈانے سے پہلے ذبح کرے

١٦٠٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ زَاذَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّنْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَّذْبَحَ وَنَحْوِهِ فَقَالَ لَا حَرَجَ لَا حَرَجَ.

١٦٠٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ اگر کوئی قربانی کرنے سے پہلے سر منڈائے یا مانند اس کی کرے یعنی طواف زیارت کنکر یاں مارنے سے پہلے کرے تو اس کو کیا حکم ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کچھ ڈر نہیں کچھ ڈر نہیں۔

١٦٠٧۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

١٦٠٧۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے طواف زیارت کر لیا فرمایا کہ کچھ حرج نہیں اس نے کہا کہ میں

قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحِيْمِ الرَّازِيُّ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنِي ابْنُ خُثَيْمٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَفَّانُ أُرَاهُ عَنْ وُهَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ حَمَّادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ وَعَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نے سر منڈوایا پہلے ذبح کرنے کے فرمایا کہ کچھ ڈر نہیں اس نے کہا کہ میں نے قربانی ذبح کی پہلے کنکریاں مارنے سے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ قربانی سر منڈانے سے پہلے ذبح کرے اس واسطے کہ اس مرد کا حضرت ﷺ سے پوچھنا دلالت کرتا ہے اس پر کہ سائل جانتا تھا کہ حکم اس کے برعکس ہے' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ (فتح) اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو یہاں بہت طریقوں سے روایت کیا ہے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ یہ حدیث بہت طریقوں سے ثابت ہے۔ (فتح)

۱۶۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ قَالَ حَلَقْتُ

۱۶۰۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا اور کہا کہ میں نے زوال آفتاب کے بعد کنکریاں ماریں سو فرمایا کہ کچھ حرج نہیں پھر اس نے کہا کہ میں نے قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈایا فرمایا کوئی حرج نہیں۔

قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ قَالَ لَا حَرَجَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل کنکریاں مارنے میں یہ ہے کہ دن کا وقت ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ قربانی سرمنڈوانے سے پہلے ذبح کرے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

١٦٠٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْبَطْحَآءِ فَقَالَ أَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِمَا أَهْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْسَنْتَ انْطَلِقْ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِّنْ نِّسَآءِ بَنِي قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِي ثُمَّ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ فَكُنْتُ أُفْتِي بِهِ النَّاسَ حَتّٰى خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرْتُهُ لَهُ فَقَالَ إِنْ نَّأْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَإِنْ نَّأْخُذْ بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ.

١٦٠٩۔ ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اس حال میں کہ آپ بطحا (ایک جگہ کا نام ہے پاس منیٰ کے) میں تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے حج کیا ہے میں نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ تو نے کس چیز کا احرام باندھا میں نے کہا کہ میں نے لبیک کہی احرام کی مانند احرام حضرت ﷺ کے یعنی میں نے اس طرح احرام کی نیت کی کہ میں نے احرام باندھا مانند احرام حضرت ﷺ کے اور لبیک کہی میں نے مانند لبیک حضرت ﷺ کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اچھا کیا چل اور خانے کعبے کا طواف کر اور صفا مروہ کے درمیان سعی کر پھر میں بنی قیس کی عورتوں میں سے ایک عورت کے پاس آیا سو اس نے میرے سر کے بال کھولے اور جوئیں نکالیں یعنی میں نے احرام اتار ڈالا (شاید اس کے ساتھ قربانی نہ ہوگی) پھر میں نے حج کا احرام باندھا اور میں لوگوں کو اس کے ساتھ فتویٰ دیتا تھا تا خلافت عمر رضی اللہ عنہ تک سو میں نے یہ حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ہم قرآن کو پکڑیں تو وہ تو ہم کو حکم دیتا ہے ساتھ تمام کرنے حج کے اور نہ نکلنے کے احرام سابق سے یعنی آیت ﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ﴾ اور اگر ہم حضرت ﷺ کی سنت کو لیں تو آپ احرام سے حلال نہیں ہوئے یہاں تک کہ ھدی اپنے حلال ہونے کی جگہ پہنچے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی سرمنڈوانے سے پہلے ذبح کرے اس واسطے کہ ھدی کا اپنے حلال ہونے کی جگہ میں پہنچنا دلالت کرتا ہے اوپر ذبح ہونے ھدی کے سو اگر حلق ذبح پر متقدم ہوتا تو حلال ہوتے پہلے

پہنچنے ھدی کے اپنی جگہ کو اور یہی اصل ہے اور وہ مقدم کرنا ذبح کا حلق پر اور اس پر ذبح کو حلق سے پیچھے کرنا پس یہ رخصت ہے کما سیاتی اور جاننا چاہیے کہ حج میں قربانی کے چار عمل ہیں ایک کنکریاں مارنا ہے دوسرا قربانی ذبح کرنا ہے اور تیسرا سر منڈوانا ہے اور چوتھا طواف کرنا ہے اور ان کو اس ترتیب سے ادا کرنا سنت ہے واجب نہیں پس اگر ایک دوسرے سے مقدم مؤخر ہو جائیں تو کچھ حرج نہیں۔ (فتح وتیسیر)

بَابُ مَنْ لَبَّدَ رَأْسَهُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ وَحَلَقَ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ احرام باندھنے کے وقت اپنے سر کو تلبید کرے یعنی گوند یا کسی اور چیز سے اپنے سر کے بالوں کو جما دے تا کہ غبار وغیرہ سے محفوظ رہیں اور احرام اتارنے کے بعد اپنا سر منڈائے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے طرف اختلاف کی اس شخص کے حق میں کہ تلبید کرے کہ کیا احرام اتارنے کے بعد اس پر سر کا منڈوانا معین ہے یا نہیں سو ابن بطال نے جمہور سے نقل کیا ہے کہ یہ بات اس کے حق میں متعین ہے کہ بال منڈائے یہاں تک کہ شافعی رحمہ اللہ سے بھی یہی منقول ہے اور اہل رائے کہتے ہیں کہ یہ متعین نہیں اگر چاہے تو بال کتروائے اور یہ جدید قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور نہیں واسطے پہلے کے کوئی دلیل صریح۔ (فتح)

١٦١٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ إِنِّيْ لَبَّدْتُ رَأْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ.

١٦١٠۔ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُس نے کہا کہ یا حضرت! کیا حال ہے لوگوں کا کہ عمرہ کر کے حلال ہو گئے ہیں اور آپ اپنے عمرے سے حلال نہیں ہوئے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کی تلبید کی اور اپنی ھدی کے گلے میں ہار ڈالے سو میں احرام سے حلال نہ ہوں گا یہاں تک کہ قربانی ذبح کروں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام باندھنے کے وقت سر کو تلبید کرنی سنت ہے وفيه المطابقة للترجمة لیکن اس میں حلق کا ذکر نہیں مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے معلوم ہے کہ آپ نے اپنے حج میں اپنے سر کو منڈوایا اور یہ بات ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں صریح وارد ہو چکی ہے جیسا کہ آئندہ باب میں آتا ہے اور ابن بطال نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے بعد نقل کیا ہے اس واسطے کہ وہ ترجمہ کے مطابق ہے اور میں کئی بار کہہ چکا ہوں کہ یہ ضرور نہیں کہ ترجمہ کے سب مسئلے حدیث باب میں پائے جائیں بلکہ اگر ایک بھی پایا جائے تو کافی ہے مترجم کہتا ہے کہ چونکہ آئندہ باب میں حلق کا بیان موجود ہے تو شاید اسی وجہ سے یہاں اس کی دلیل بیان نہیں کی۔

بَابُ الْحَلْقِ وَالتَّقْصِيرِ عِنْدَ الْإِحْلَالِ

احرام سے حلال ہونے کے وقت بال منڈوانے اور کتروانے کا بیان

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے سمجھایا ہے ساتھ اس ترجمہ کے کہ حلق عبادت ہے حج کی عبادتوں میں سے واسطے قول اس کے کہ احرام کے وقت حلق کرے یعنی عندالاحرام کی قید دلالت کرتی ہے اس پر کہ حلق عبادت ہے والا قید کی کوئی وجہ نہیں اور نہیں حلق نفس حلال ہوتا اور گویا کہ اس نے استدلال کیا اس سے کہ حضرت ﷺ نے اس کے فاعل کے واسطے دعا کی اور دعا مشعر ہے ساتھ ثواب کے اور ثواب نہیں ہوتا مگر عبادت پر نہ کہ مباح امر پر اور اسی طرح حضرت ﷺ کا حلق کو تقصیر پر فضیلت دینا مشعر ہے ساتھ عبادت ہونے کے اس کے اس واسطے کہ مباح چیزیں ایک دوسرے سے کم وبیش نہیں ہوتیں اور یہی ہے قول جمہور کا کہ حلق عبادت ہے مگر ایک روایت ضعیف شافعی رحمہ اللہ سے کہ وہ حرام چیز کا مباح جاننا ہے یعنی جو چیزیں احرام میں حرام تھیں اب حلال ہوئیں اور یہی منقول ہے ابو یوسف رحمہ اللہ اور عطاء رحمہ اللہ سے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمہ اللہ کی اور یہی منقول ہے بعض مالکیہ سے۔ (فتح)

١٦١١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ حَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ.

١٦١١۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے حج میں سر منڈایا یعنی وقت حلال ہونے کے احرام سے بعد ادا کرنے سب افعال حج کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ حج سے حلال ہونے کے وقت اپنا سر منڈوائے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٦١٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِينَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِينَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ قَالَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ وَقَالَ فِي الرَّابِعَةِ وَالْمُقَصِّرِينَ.

١٦١٢۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی مغفرت کے سر منڈوانے والوں کے واسطے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اور بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت مانگیے حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی مغفرت کر سر منڈوانے والوں کے واسطے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت کی دعا مانگیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت فرما اور لیث نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے نافع رحمہ اللہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رحمت کرے سر منڈوانے والوں کو ایک بار یہ کلمہ فرمایا یا دو بار

یعنی لیث کو شک ہے کہ حضرت ﷺ نے تنہا سر منڈوانے والوں کے واسطے ایک بار دعا کی یا دو بار اور اکثر راویوں کا اتفاق امام مالک رحمہ اللہ کی روایت پر ہے کہ آپ نے دو بار صرف سر منڈوانے والوں کے واسطے مغفرت کی دعا مانگی اور تیسری بار بال کتروانے والوں کو بھی اس میں داخل کیا اور عبیداللہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھے نافع نے کہ آپ نے چوتھی بار بال کتروانے والوں کو اس میں داخل کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام سے حلال ہونے کے وقت سر کے بال منڈوانے اور کتروانے دونوں طرح درست ہیں اور یہ کہ حلق حج کے افعال میں سے ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن سر منڈوانا افضل ہے بال کتروانے سے۔

۱۶۱۳۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ.

۱۶۱۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی مغفرت کر سر منڈوانے والوں کی اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اور بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت مانگیے حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی مغفرت کر سر منڈوانے والوں کی اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت کی دعا مانگیے حضرت ﷺ نے تین بار یہی کلمہ فرمایا پھر چوتھی بار فرمایا کہ الٰہی! اور بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت کر۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام سے حلال ہوتے وقت سر منڈوانا افضل ہے بال کتروانے سے اور یہ کہ حلق حج کے افعال میں سے ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے اور بھی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ بال کتروانے کفایت کرتے ہیں حلق سے اور اس پر سب کا اجماع ہے مگر جو حسن سے روایت ہے کہ اول حج میں حلق متعین ہے یعنی اور دوسرے میں نہیں اور حسن سے اس سے برخلاف بھی ثابت ہو چکا ہے کہ اگر تو چاہے تو حلق کرے اور چاہے تو تقصیر کرے اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب آدمی پہلا حج کرے تو سر منڈوائے اور اگر دوسرا حج کرے تو پھر اختیار ہے کہ چاہے سر منڈوائے اور چاہے بال کتروائے پھر اس نے کہا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم اسی طرح کرتے تھے اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ مستحب ہے لازم نہیں ہاں مالکیہ اور حنبلیہ کے نزدیک محل تعین

حلق اور تقصیر کا یہ ہے کہ محرم نے اپنے سر کی تلبید نہ کی ہو یا چوٹیاں نہ گوندی ہوں اور یا بالوں کا جوڑا نہ باندھا ہو اور یہی قول ہے ثوری رحمہ اللہ اور جمہور کا اور امام شافعی رحمہ اللہ کا قدیم قول بھی یہی ہے اور ان کو جدید قول حنفیہ کے موافق ہے حلق متعین نہیں مگر یہ کہ نذر مانی ہو یا اُس کے بال چھوٹے ہوں کہ ان کا کترانا ممکن نہ ہو یا اس کے بال نہ ہوں سو اپنے سر پر استرا پھیرے اور یہ کہ حلق تقصیر سے افضل ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ابلغ ہے عبادت میں اور زیادہ تر ظاہر ہے خضوع اور ذلت میں اور زیادہ تر دلالت کرنے والا ہے صدق نیت پر اور جو بال کتروائے اس کی جان پر کچھ زینت باقی رہتی ہے بخلاف سر منڈوانے والے کے کہ وہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اس نے صرف اللہ کے واسطے یہ زینت ترک کی ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف مجرد ہونے کی اس واسطے صلحاء نے مستحب رکھا ہے اس کو کہ آدمی تو سر کے بال منڈوا ڈالے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر مشروع ہونے حلق تمام سر کے اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک سارے سر کا منڈوانا واجب ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور کوفے والے کہتے ہیں کہ مستحب ہے اور بعض سر کا منڈوانا بھی ان کے نزدیک کافی ہے اور اس میں اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کافی ہے لیکن ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک آدھا سر کافی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اقل اس چیز کا کہ اس کا منڈوانا واجب ہے تین بال ہیں اور ان کے بعض اصحاب کا ایک یہ قول ہے کہ ایک بال بھی کافی ہے اور کتروانے کا حکم بھی سر کے منڈوانے کی طرح ہے پس افضل یہ ہے کہ سارے سر کو کتروائے لیکن مستحب یہ ہے کہ انگلیوں کے سروں سے کم نہ ہو اور اگر اس سے کم کرے تو یہ بھی کافی ہے یہ نزدیک شافعیہ کے ہے اور وہ ان کے غیر کے نزدیک حلق پر مرتب ہے اور یہ سب احکام مردوں کے حق میں ہیں اور ایں پر عورتیں سو مشروع ان کے حق میں بال کتروانے ہیں بالاجماع اور ابو داود میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں عورتوں پر سر منڈوانا لیکن ان پر تو صرف بال کتروانے ہیں اور ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ عورت اپنا سر منڈوائے اور جمہور شافعیہ کہتے ہیں کہ عورت اگر سر منڈوائے تو کفایت کرتا ہے لیکن مکروہ اور قاضی ابو طیب اور حسین نے کہا کہ جائز نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشروع ہے دعا واسطے اس شخص کے جو مشروع کام کرے اور جو راجح فعل کرے اس کے واسطے مکرر دعا کرے اور تنبیہ کرنا ہے ساتھ تکرار دعا کے اوپر راجح ہونے فعل کے اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا دعا کا واسطے جائز فعل کرنے والے کے اگرچہ مرجوح ہو اور یہ دعا آپ نے حجۃ الوداع کے دن کی اور اسی طرح صلح حدیبیہ کے دن بھی یہ دعا کی۔ (فتح)

١٦١٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ حَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى

١٦١٤۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ نے سر منڈوایا یعنی حج میں اور بعضوں نے بال کتروائے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَآئِفَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ.

١٦١٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ.

۱۶۱۵۔ معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال قینچی سے کترے۔

فائدہ: ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں بال نہیں کتروائے بلکہ سر منڈوایا تھا پس یہ بال کتروانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرے میں تھا۔ (فتح)

بَابُ تَقْصِيرِ الْمُتَمَتِّعِ بَعْدَ الْعُمْرَةِ

تمتع کرنے والے کا عمرہ ادا کرنے کے بعد بال کتروانا یعنی اس سے حلال ہونے کے وقت

١٦١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ أَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَّطُوْفُوْا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَحِلُّوْا وَيَحْلِقُوْا أَوْ يُقَصِّرُوْا.

۱۶۱۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں تشریف لائے یعنی دن حجۃ الوداع کے تو اپنے اصحاب کو حکم فرمایا یہ کہ خانے کعبے کا طواف کریں اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑیں اور پھر حلال ہو جائیں اور سر منڈوائیں یا بال کتروائیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ متمتع کو اختیار ہے کہ عمرہ ادا کرنے کے بعد خواہ حلق کرے یا بال کتروائے اور وہ اس تفصیل سے ہے جو ہم نے پہلے بیان کی کہ اگر بال لمبے ہوں تو حلق افضل ہے نہیں تو بال کتروانے افضل ہیں تاکہ حلق حج میں واقع ہو۔ (فتح)

بَابُ الزِّيَارَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

قربانی کے دن طواف زیارت کرنے کا بیان

فائدہ: یہ طواف فرض ہے اور اس کو طواف افاضہ اور طواف صدر اور طواف رکن بھی کہتے ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَخَّرَ النَّبِيُّ

ابو زبیر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت کو نحر کے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزِّيَارَةَ إِلَى اللَّيْلِ — دن رات تک تاخیر کیا

فائدہ: یعنی جائز رکھا تاخیر طواف زیارت کو رات تک یعنی اس کو رات تک تاخیر کرنا جائز ہے یا تو سب کے لیے یا صرف عورتوں کے لیے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے طواف زیارت نحر کے دن کیا پھر کے میں یا منیٰ میں نماز پڑھی اور طیبی نے کہا کہ اول وقت اس کا نزدیک شافعی رحمہ اللہ کے عید کی آدھی رات کے بعد ہے اور دوسروں کے نزدیک بعد نکلنے فجر عید کے دن ہے اور آخر وقت اس کا جب طواف کرے جائز ہے لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک واجب ہے کہ ایام نحر میں ہو اور اگر اس نے تاخیر کیا تو لازم آئے گا اس پر دم یعنی جانور ذبح کرنا (ع) اور فتح الباری میں کہا کہ معنیٰ اس کے یہ ہیں کہ حضرت ﷺ نے طواف زیارت رات کو کیا اور یہ حدیث مخالف ہے واسطے اس حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما اور جابر رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے دن کو طواف زیارت کیا تو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کے بعد ابی حسان کی حدیث اس واسطے بیان کی ہے کہ اس کے ساتھ حدیثوں میں تطبیق دی جائے سو جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نحر کے پہلے دن پر محمول ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث نحر کے باقی دنوں پر محمول ہے یعنی باقی دنوں میں رات کو طواف کرتے تھے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي حَسَّانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُوْرُ الْبَيْتَ أَيَّامَ مِنًى

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت ﷺ منیٰ کے دنوں میں خانے کعبے کا طواف کرتے تھے

١٦١٧۔ وَقَالَ لَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ طَافَ طَوَافًا وَاحِدًا ثُمَّ يَقِيْلُ ثُمَّ يَأْتِيْ مِنًى يَعْنِيْ يَوْمَ النَّحْرِ وَرَفَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ.

١٦١٧۔ یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے ایک طواف کیا یعنی طواف زیارت پھر سوئے اور پھر منیٰ میں آئے یعنی قربانی کے دن۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ فعل کیا ہے۔

فائدہ: اور یہ نص ہے اس میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے قیلولہ کے بعد منیٰ کی طرف رجوع کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کے میں طواف کے واسطے اس سے پہلے گئے ہوں گے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٦١٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ

١٦١٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ حج کیا سو ہم نے قربانی کے دن طواف زیارت کیا سو صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا سو حضرت ﷺ نے اس سے صحبت

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفَضْنَا يَوْمَ النَّحْرِ فَحَاضَتْ صَفِيَّةُ فَأَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا مَا يُرِيْدُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا حَائِضٌ قَالَ حَابِسَتُنَا هِيَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ اخْرُجُوْا وَيُذْكَرُ عَنِ الْقَاسِمِ وَعُرْوَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا أَفَاضَتْ صَفِيَّةُ يَوْمَ النَّحْرِ.

کا ارادہ کیا سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ وہ حائضہ ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس نے ہم کو روکا اور بیویوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس نے قربانی کے دن طواف زیارت کر لیا تھا فرمایا تو پھر مکے سے نکلو۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نے قربانی کے دن طواف زیارت کیا اس سے معلوم ہوا کہ طواف زیارت قربانی کے دن کیا جائے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ إِذَا رَمٰى بَعْدَ مَا أَمْسٰى أَوْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَّذْبَحَ نَاسِيًا أَوْ جَاهِلًا

اگر کوئی زوال کے بعد کنکریاں مارے یا قربانی ذبح کرنے کے بعد سر منڈوائے بھول کر یا نادانستہ یعنی نہیں جانتا کہ حلق ذبح کے بعد ہے تو اس کا کیا حکم ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں کوئی حکم بیان نہیں کیا کہ درست ہے یا نہیں تو یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ حکم ساتھ رفع حرج کے مقید ہے ساتھ جاہل یا بھولنے والے کے پس احتمال ہے کہ یہ حکم انہی دونوں کے ساتھ خاص ہو یا اس طرف اشارہ ہے کہ نفی حرج کے وجوب قضا یا کفارہ کے رفع کو مستلزم نہیں اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے کما سیاتی۔ (فتح)

۱۶۱۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيْمِ وَالتَّأْخِيْرِ فَقَالَ لَا حَرَجَ.

۱۶۱۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سے کہا گیا یعنی آپ ﷺ سے پوچھا گیا حکم ذبح اور حلق اور رمی کا اور آگے پیچھے کرنے کا بعض افعال حج کا بعض سے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کچھ ڈر نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر زوال کے بعد کنکریاں مارے تو اس میں کوئی گناہ نہیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور بھول اور نادانی کا حدیث میں ذکر نہیں لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے اس

طرف کہ اس کے بعض طریق میں ناسی اور جاہل کا ذکر آچکا ہے کما سیاتی بیانہ۔ (فتح)

١٦٢٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى فَيَقُوْلُ لَا حَرَجَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ وَقَالَ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ.

١٦٢٠۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قربانی کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان حکموں کے بارے میں پوچھے جاتے تھے سو فرماتے تھے کہ کوئی حرج نہیں سو ایک مرد نے آپ کو پوچھا کہ میں نے سر منڈوایا پہلے قربانی ذبح کرنے سے فرمایا کہ اب ذبح کر لے اور کچھ حرج نہیں پھر اس نے کہا کہ میں نے کنکریاں ماریں بعد زوال کے فرمایا کچھ حرج نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی زوال کے بعد کنکر مارے تو اس میں کچھ حرج نہیں، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ الْفُتْيَا عَلَى الدَّابَّةِ عِنْدَ الْجَمْرَةِ — منارے کے نزدیک سواری پر فتویٰ دینے کا بیان

فائدہ: یہ باب کتاب العلم میں پہلے بھی گزر چکا ہے لیکن اس میں یہ لفظ ہے کہ باب الفتیا وھو واقف علی الدابۃ وغیرھا اور اس قسم کا ایک اور باب بھی گزر چکا ہے اور تینوں بابوں میں صرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی ہے اس قسم کے باب اس کتاب میں بہت کم ہیں (فتح) اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تکرار بے فائدہ نہیں بلکہ اس میں کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور ہے۔ کما مر بیانہ۔

١٦٢١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَجَعَلُوْا يَسْأَلُوْنَهُ فَقَالَ رَجُلٌ لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ.

١٦٢١۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں کھڑے ہوئے سو لوگ آپ سے مسئلے پوچھنے لگے سو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ جانتا تھا سو میں نے سر منڈوایا پہلے ذبح کرنے کے فرمایا کہ اب ذبح کر لے اور کچھ حرج نہیں پھر اس نے کہا کہ میں نہ جانتا تھا سو میں نے قربانی ذبح کی پہلے کنکریاں مارنے کے فرمایا کہ اب کنکر مار لے اور کچھ حرج نہیں اور نہ پوچھے گئے اس دن کسی چیز سے کہ آگے کی گئی یا پیچھے کی گئی مگر کہ فرمایا کہ اب کر لے اور کچھ ڈر نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مناری کے نزدیک سواری پر فتویٰ دینا جائز ہے اور اس حدیث کے ایک

طریق میں سواری کا ذکر بھی آچکا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہ آپ نے خطبے میں فرمایا تھا جو کہ نحر کے دن مشروع ہے واسطے تعلیم افعال حج کے اور یہ حقیقتا خطبہ ہے یا مجازا نہیں اور جمرہ کے پاس کھڑا ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ نے اس وقت کنکر مارے ہوں پس شاید یہ خطبہ آپ نے طواف زیارت اور منیٰ کی طرف پھرنے کے بعد پڑھا ہوگا اور نحر کے دن کی عبادت بالاتفاق چار چیزیں ہیں اول جمرہ عقبہ کو کنکر مارنے پھر قربانی ذبح کرنی پھر حلق کرنا یا بال کترانا پھر طواف زیارت کرنا اور سب علماء کا اتفاق ہے اس ترتیب کے مطلوب ہونے پر مگر ابن جہیم نے قارن کو اس سے خاص کیا ہے سو کہا کہ وہ طواف زیارت کے بعد سر منڈوائے اور رد کیا ہے اس پر امام نووی نے ساتھ اجماع کے پھر بعض افعال کے بعض پر مقدم کرنے میں اختلاف ہے سو اجماع ہے سب کا اس پر کہ ایک کا دوسرے پر کافی ہے لیکن بعض جگہ میں جانور کے ذبح کرنے میں اختلاف ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور اس سے ثابت نہیں ہے جو ایک کو دوسرے پر مقدم کرے اس پر دم ہے اور یہی قول ہے سعید بن جبیر کا اور قتادہ اور حسن اور نخعی اور اصحاب رائے کا لیکن نخعی اور اصحاب رائے صرف بعض جگہوں میں کہتے ہیں کما سیاتی اور امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور سلف اور علماء اور فقہاء حدیث کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے اور دم واجب نہیں واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سائل کو کہ کچھ حرج نہیں پس وہ ظاہر ہے اس میں کہ کچھ چیز لازم نہیں نہ گناہ اور نہ فدیہ اس واسطے کہ ضیق کا نام دونوں کو شامل ہے اور طحاوی نے کہا کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کو دوسرے پر مقدم کرنا درست ہے لیکن احتمال ہے کہ نفی حرج سے مراد نفی گناہ ہو یعنی اس فعل میں گناہ نہیں اور وہ اسی طرح ہے اس شخص کے لیے جو ناسی ہو یا جاہل اور جو جان بوجھ کر مخالفت کرے تو اس پر فدیہ واجب ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ فدیہ کا واجب ہونا دلیل کا محتاج ہے یعنی اس پر کوئی دلیل نہیں اور اگر فدیہ واجب ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اس وقت بیان فرماتے اس واسطے کہ وہ حاجت کا وقت تھا اور حاجت کے وقت سے تاخیر بیان کی جائز نہیں اور طبری نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرج کو ساقط نہیں کیا مگر کہ فعل کو جائز رکھا اس واسطے کہ اگر کافی نہ ہوتا تو اس کو دوہرانے کا حکم فرماتے اس واسطے کہ جاہل اور نسیان نہیں دور کرتے مرد سے حکم کو جو اس کو حج میں لازم ہو جیسا کہ اگر کوئی رمی وغیرہ کو ترک کرے اس واسطے کہ نہیں گنہگار ہوتا ساتھ ترک اس کی نادانی سے یا بھول کر لیکن واجب ہوتا ہے اس پر اعادہ اور عجب ہے اس شخص سے کہ نفی حرج سے فقط نفی اسم مراد لیتا ہے پھر خاص کرتا ہے اس کو ساتھ بعض امور کے سوائے بعض کے پس اگر ترتیب واجب ہو کہ اس کے ترک سے دم واجب آتا ہو تو پھر چاہیے کہ سب میں واجب ہو پس کیا وجہ ہے تخصیص بعض کی سوائے بعض کے باوجود یہ کہ شارع نے سب کو نفی حرج کے ساتھ عام حکم کیا ہے اور اس پر حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جو اوپر گزر چکا ہے کہ جو کسی چیز کو مقدم موخر کرے اس پر دم ہے اور وہ ایک راوی ہے حدیث لاحرج کا سو اس سے معلوم ہوا کہ نفی حرج سے فقط نفی گناہ ہے اور اس کا

جواب یہ ہے کہ یہ قول ضعیف ہے اور یہ تقدیر صحت جو اس قول کے ساتھ دلیل پکڑی اس کو لازم آتا ہے کہ واجب کیے دم کو ہر چیز میں چار چیزوں مذکورہ سے خاص کرے اس کو ساتھ حلق کے قبل ذبح کے یا قبل رمی کے اور ابن دقیق نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ رمی اور ذبح پر حلق کا مقدم کرنا منع ہے اس واسطے کہ اس وقت ہوگا پہلے وجود دو تحللوں کے اور واسطے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہے قول مانند اس کی اور یہ دونوں قول اس پر مبنی ہیں کہ حلق عبادت ہے یا حرام کا حلال کرنا ہے پس اگر ہم کہیں کہ وہ ایک عبادت ہے تو حلق کا رمی وغیرہ پر مقدم کرنا درست ہوگا اس واسطے کہ وہ اسباب تحلل سے ہوگا اور اگر ہم کہیں کہ حرام کا حلال کرنا ہے تو نہیں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ ایک چیز کی عبادت ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اسباب حلال ہونے کے سے ہو اس واسطے کہ نسک وہ ہے کہ اس پر ثواب ملے اور یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ ان کے نزدیک حلق نسک ہے اور کہتے ہیں کہ رمی پر مقدم نہ کیا جائے اور اوزاعی نے کہا کہ اگر رمی سے پہلے طواف زیارت کرے تو جانور ذبح کرے اور نخعی وغیرہ کا یہ قول ہے کہ ذبح سب چیزوں پر مقدم کیا جائے واسطے دلیل اس آیت کے کہ نہ منڈوائے سر اپنے یہاں تک کہ پہنچے ھدی اپنے حلال ہونے کی جگہ پر پس جو کوئی ذبح سے پہلے سر منڈوائے وہ جانور ذبح کرے اور جواب اس کا یہ ہے کہ مراد پہنچنا اس کا ہے اس جگہ کہ اس کا ذبح ہونا وہاں درست ہے اور وہ حاصل ہو چکا ہے اور اگر **حتی تبلغ الھدی محله** کے بدلے **لاتحلقوا حتی تنحروا** ہوتا تو اس کا مطلب پورا ہوتا اور جو اس حدیث میں آیا ہے کہ اس مرد نے کہا کہ میں نہیں جانتا تھا تو اس سے دلیل پکڑی گئی ہے اس پر کہ یہ رخصت خاص ہے ساتھ ناسی اور جاہل کے نہ اس کے واسطے جو جان بوجھ کر آگے پیچھے کرے یہی منقول ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور بعض شافعیہ نے اس کو یہ جواب دیا ہے کہ اگر ترتیب واجب نہ ہوتی تو پھر بھول چوک سے ساقط نہ ہوتی جیسا کہ سعی اور طواف کے درمیان ترتیب واجب ہے اس واسطے کہ اگر طواف سے پہلے سعی کرے تو واجب ہے دوہرانا سعی کا اور جو اسامہ کی حدیث میں واقع ہے تو وہ محمول ہے اس شخص پر کہ طواف قدوم کے بعد سعی کرے پھر طواف زیارت کرے اس واسطے کہ اس پر صادق آتا ہے کہ اس نے طواف سے پہلے سعی کی یعنی طواف رکن ہے اور نہیں قائل ہوا ساتھ حدیث اسامہ کے کوئی مگر احمد رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ پس وہ کہتے ہیں کہ اگر حاجی طواف قدوم وغیرہ نہ کرے اور طواف زیارت سے پہلے سعی کرے تو اس کو کفایت کرتی ہے اور ابن دقیق نے کہا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول دلیل کی رو سے قوی ہے یعنی یہ حکم خاص ہے ساتھ جاہل اور ناسی کے اس واسطے کہ دلیل دلالت کرتی ہے اس پر کہ حج کے احکام میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری واجب ہے واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ سیکھو مجھ سے طریقے حج اپنے کے اور یہ حدیثیں رخصت دیتی ہیں بیچ مقدم کرنے اس چیز کے کہ واقع ہوئی اس سے تاخیر اس کی اور تحقیق مقرون کی گئی ہے ساتھ قول سائل کے کہ میں نہیں جانتا تھا پس خاص ہوگا اس حالت کے اور عمد کی حالت میں وجو

ب اتباع باقی رہے گا اور نیز جب حکم ایک ایسی صفت پر مرتب ہو کہ اس کا اعتبار کرنا ممکن ہو تو نہیں جائز ہے پھینکنا اس کا اور نہیں شک ہے اس میں کہ عدم شعور ایک وصف ہے مناسب ہے واسطے عدم مواخذ کے اور معلق کیا گیا ہے ساتھ اس کے حکم پس نہیں ممکن پھینکنا ساتھ الحاق عمد کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ اس کے مساوی نہیں اور راوی کا یہ قول کہ نہ پوچھے گئے حضرت ﷺ کسی چیز سے الخ تو یہ مطلق ہے بہ نسبت حال سائل کے اور مطلق بعینہ کسی خاص فرد پر دلالت نہیں کرتا پس نہ باقی رہے گا حجت حالت عمد میں۔ (فتح)

١٦٢٢۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ وَأَشْبَاهَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ لَهُنَّ كُلِّهِنَّ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ.

١٦٢٢۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ حاضر ہوئے حضرت ﷺ کے پاس اس حال میں کہ حضرت ﷺ قربانی کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے سو ایک مرد آپ کی طرف کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ میں جانتا تھا کہ فلاں امر فلاں سے پہلے ہے یعنی ذبح رمی سے پہلے ہے سو پہلے نے کہا کہ میں نے سر منڈوایا پہلے ذبح کرنے کے یعنی جیسا کہ مجھ کو معلوم تھا اور دوسرے نے کہا کہ میں نے قربانی ذبح کی پہلے کنکر مارنے کے اور لوگوں نے بھی اس کی مانند کہا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب کر لے اور کچھ گناہ نہیں ان سب امروں کے واسطے آپ ﷺ نے یہی فرمایا۔

فائدہ: مجموع ان حدیثوں سے کچھ صورتیں ثابت ہوتی ہیں اور کچھ صورتیں راویوں نے ذکر نہیں کیں یا تو واسطے اختصار کے اور یا واسطے نہ واقع ہونے کے اور تقسیم کی یہ سب صورتیں چوبیس تک پہنچتی ہیں ان میں سے ایک صورت متفق علیہا ہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ حاجت کے واسطے سواری پر بیٹھنا درست ہے اور یہ کہ حضرت ﷺ کے افعال کی تابعداری کرنا واجب ہے کہ جن لوگوں نے خلاف کیا تھا جب انہوں نے جانا تو آپ سے پوچھا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے استدلال کیا ہے اس پر کہ اگر کوئی کسی چیز پر قسم کھائے پھر بھول کر اس کو کرے تو اس پر کوئی تاوان نہیں۔ (فتح)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنی اونٹنی پر کھڑے ہوئے پس ذکر کی ساری حدیث۔

شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عِيْسَى بْنُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَاقَتِهِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

بَابُ الْخُطْبَةِ أَيَّامَ مِنًى
منیٰ کے دنوں میں خطبہ پڑھنے کا بیان

فائدہ: یعنی جائز ہے بخلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ جائز نہیں اور باب کی حدیثیں اس میں صریح ہیں مگر حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس واسطے کہ اس میں تقیید خطبہ کی ہے ساتھ عرفات کے اور جواب دیا ہے اس سے ابن منیر نے کما سیاتی اور منیٰ کے دن چار ہیں ایک دن قربانی کا یعنی دسویں ذی الحجہ کا اور تین دن بعد اسکے یعنی گیارھویں، بارھویں، تیرھویں اور حدیثوں میں قربانی کے دن کے سوا اور کسی دن کی تصریح نہیں سو شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا ہے طرف اس کی کہ باب کی حدیثوں کے بعض طریق میں تشریق کے دنوں کا ذکر موجود ہے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے اور اسی طرح ابو داود میں بھی ایام تشریق کی تصریح آچکی ہے اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ قربانی کے دن حاجیوں کے واسطے خطبہ نہیں اور جو حدیث میں مذکور ہے وہ بطور عام نصیحتوں کے ہے نہ یہ کہ وہ حج کی نشانیوں میں سے ہے سو امام بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا یہ کہ بیان کرے کہ راوی نے اس کا نام خطبہ رکھا جیسا کہ عرفات کے خطبے کا نام خطبہ رکھا اور عرفات کے خطبے پر سب کا اتفاق ہے تو گویا کہ اس نے مختلف فیہ کو متفق علیہ کے ساتھ ملحق کیا۔ (فتح)

١٦٢٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوْا يَوْمٌ حَرَامٌ قَالَ فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوْا بَلَدٌ حَرَامٌ قَالَ فَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوْا شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَإِنَّ

١٦٢٣۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید قربانی کے دن خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ اے لوگو یہ کون سا دن ہے لوگوں نے عرض کی کہ یہ دن حرام ہے یعنی اس میں کسی طرح کی زیادتی کرنی درست نہیں پھر فرمایا کہ یہ کون سا شہر ہے لوگوں نے کہا کہ یہ شہر حرام ہے یعنی مکہ کہ اس میں کسی طرح کی زیادتی درست نہیں پھر فرمایا کہ یہ کون سا مہینہ ہے لوگوں نے کہا کہ یہ مہینہ حرام ہے یعنی ذوالحجہ فرمایا کہ بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں تم پر

دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فَأَعَادَهَا مِرَارًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَوَصِيَّتُهُ إِلٰى أُمَّتِهِ فَلْيُبْلِغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

حرام ہیں جیسے اس تمہارے دن کی حرمت ہے اس تمہارے مہینے میں اس تمہاری بستی میں یعنی جیسے مکے میں اور ذوالحجہ کے مہینے میں عرفہ کا دن حرام ہے اس میں کسی طرح کی زیادتی درست نہیں اسی طرح اپنی جانوں اور مالوں کو حرام جانو کسی کو دوسرے مسلمان کا ناحق خون کرنا اور مال کا چھینا درست نہیں سو حضرت ﷺ نے یہ کلمہ کئی بار دوہرایا پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ الٰہی کیا میں نے تیرا حکم پہنچایا الٰہی کیا میں نے تیرا حکم پہنچایا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بے شک وصیت ہے حضرت ﷺ کی طرف اپنی امت کے اور وہ یہ ہے کہ اور چاہیے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں نہ پلٹ جانا پیچھے میرے کافر ہو کر کہ بعض تمہارا بعض کی گردن مارے یعنی خون کو حلال جانے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن خطبہ پڑھنا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور ذوالحجہ کے چھ دن پے در پے ہیں کہ ان کے واسطے نام ہیں آٹھویں کا نام یوم الترویہ ہے اور نویں کا نام عرفہ ہے اور دسویں کا نام یوم نحر ہے اور گیارھویں کا نام قر ہے اور بارھویں کا نام نفر اول ہے اور تیرھویں کا نام نفر ثانی ہے۔ (فتح)

١٦٢٤۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ تَابَعَهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو۔

١٦٢٤۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا عرفات میں خطبہ پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات میں خطبہ پڑھنا سنت ہے اور یوم نحر کا خطبہ اس کے ساتھ ملحق ہے۔

١٦٢٥۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ

١٦٢٥۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے قربانی کے دن خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن

قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ وَرَجُلٌ أَفْضَلُ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ أَتَدْرُوْنَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ فَقَالَ أَلَيْسَ ذُو الْحَجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ الْحَرَامِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا إِلٰى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

ہے ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں سو آپ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے نام کے سوا اس کا کچھ اور نام رکھیں گے فرمایا کیا قربانی کا دن نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں پھر فرمایا کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں سو آپ نے سکوت فرمایا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ نام رکھیں گے اس کا ساتھ غیر نام اس کے کے فرمایا کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں پھر فرمایا کہ یہ کون سا شہر ہے ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ تر جانتے ہیں سو آپ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے نام کے سوا اس کا اور نام رکھیں گے فرمایا کہ کیا یہ شہر حرام نہیں؟ یعنی مکہ ہم نے کہا کیوں نہیں فرمایا سو بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کو حرمت ہے تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر میں اس دن تک کہ تم اپنے رب سے ملو یعنی قیامت تک اس کی حرمت باقی ہے خبردار! کیا میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچایا لوگوں نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی گواہ رہنا اور چاہیے کہ پہنچائے حاضر غائب کو اس واسطے کہ بہت پہنچایا گیا زیادہ تر یاد رکھنے والا سننے والے سے سو نہ پلٹ جانا پیچھے وفات میری کے کافر ہو کر کہ بعض تمہارا بعض کی گردن مارے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نحر کے دن خطبہ پڑھنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر جواز اٹھانے حدیث کے اسکو جو اس کے معنی نہ سمجھے اور نہ فقہ اس کی جب ضبط کرے جو چیز کہ بیان کیا جائے اور جائز ہے اس کو اہل علم کہنا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک تو علم کا پہنچانا فرض کفایہ ہے اور کبھی بعض لوگوں کے حق میں متعین ہوتا ہے اور یہ کہ جائز ہے بیان کرنا مثل کا اور الحاق کرنا نظیر کا

ساتھ نظیر کے تا کہ سننے والے کو خوب ظاہر ہو اور حرمت دم اور مال اور عرض کو حرمت یوم اور شہر اور مہینے کے ساتھ تشبیہ اس واسطے دی کہ مخاطب لوگ اس کی حرمت کو ہتک کرنا جائز نہ رکھتے تھے بلکہ اس کے فاعل پر سخت عیب کرتے تھے اور اس حدیث میں ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے جواب میں کہا کہ اللہ ورسولہ اعلم اور دوسری حدیث میں آیا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ قربانی کا دن سوان میں تطبیق اس طور سے ہے کہ تفویض کی پھر جب آپ نے سکوت فرمایا تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے مطلوب کے ساتھ جواب دیا۔ (فتح) یا آپ نے دوبارہ پوچھا ہوگا پہلی بار لوگوں نے اللہ کی طرف تفویض کی اور دوسری بار اصل جواب دیا۔

١٦٢٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى أَتَدْرُوْنَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَقَالَ فَإِنَّ هٰذَا يَوْمٌ حَرَامٌ أَفَتَدْرُوْنَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ بَلَدٌ حَرَامٌ أَفَتَدْرُوْنَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا وَقَالَ هِشَامُ بْنُ الْغَازِ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَيْنَ الْجَمَرَاتِ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ حَجَّ بِهٰذَا وَقَالَ هٰذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ وَوَدَّعَ النَّاسَ فَقَالُوْا هٰذِهٖ حَجَّةُ الْوَدَاعِ.

١٦٢٦۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں خطبہ دیا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہیں؟ اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں فرمایا کہ بے شک یہ دن حرام ہے کیا تم جانتے ہو کہ یہ شہر کون سا ہے؟ اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں فرمایا یہ شہر حرام ہے یعنی مکہ کہ اس میں لڑائی وغیرہ حرام ہے پھر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں فرمایا کہ یہ مہینہ حرام ہے فرمایا کہ بے شک اللہ نے حرام کیے تم پر تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں جیسے تمہارے اس دن کو حرمت ہے تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر میں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے دن جمرات کے درمیان کھڑے ہوئے اس حج میں جس کو آپ نے کہا اس حال میں کہ ملتبس تھے ساتھ ان کلموں کے اور فرمایا کہ یہ دن حج اکبر کا ہے یعنی قربانی کا دن حج اکبر ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے کہ الٰہی گواہ رہنا اور لوگوں کو وداع کیا سو لوگوں نے کہا کہ یہ حج وداع کا ہے یعنی مشہور ہونا اس حج کو ساتھ حج وداع کے اسی سبب سے ہے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن خطبہ پڑھنا درست ہے اور یہی قول امام شافعی رحمہ اللہ اور اس کے تابعداروں کا اور حنفیہ اور مالکیہ نے اس میں اختلاف کیا ہے کہتے ہیں کہ حج کے تین خطبے ہیں ایک ساتویں ذوالحجہ کو اور ایک عرفہ کے دن اور ایک گیارہویں کو منیٰ میں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی ان کی موافقت کی ہے مگر یہ کہ اس نے ثانی نحر کے بدلے ثالث نحر کا دن کہا ہے یعنی بارہویں کو اس واسطے کہ وہ دن اول نفر کا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے چوتھا خطبہ قربانی کے دن زیادہ کیا اور کہا کہ لوگوں کو اس کی حاجت ہے تا کہ اس دن کے عمل رمی اور ذبح اور حلق اور طواف سیکھیں اور طحاوی نے امام شافعی رحمہ اللہ پر اعتراض کیا ہے کہ قربانی کے دن خطبہ پڑھنا حج کے متعلق نہیں اس واسطے کہ اس میں حج کا کوئی کام ذکر نہیں ہوا اس میں تو صرف عام وصیتیں مذکور ہیں اور یہ بات کسی نے نقل نہیں کی کہ حضرت ﷺ نے ان کو کوئی چیز قربانی کے دن کے متعلق سکھائی ہو تو ہم نے معلوم کیا کہ وہ خطبہ کے لیے نہ تھا اور ابن قصار نے کہا کہ حضرت ﷺ نے تو یہ صرف اس لیے کیا تھا تا کہ تبلیغ کریں اس چیز کا کہ ذکر کیا آپ ﷺ نے اس کو واسطے کثرت خلق کے کہ دنیا کے پرلے کناروں سے جمع ہوئے تھے سو جس نے آپ ﷺ کو دیکھا اس نے گمان کیا کہ آپ خطبہ پڑھتے ہیں اور یہ جو امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ لوگوں کو اس کی حاجت ہے تا کہ اسباب حلال ہونے کے جو مذکور ہیں سیکھیں تو یہ بات متعین نہیں اس واسطے کہ ممکن ہے کہ امام ان کو وہ احکام عرفہ کے دن سکھا دے اور اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے خطبہ مذکورہ میں تنبیہ کی اس پر کہ قربانی کا دن بڑی تعظیم والا ہے اور ذوالحجہ کا مہینہ بھی بڑی تعظیم والا ہے اور مکہ معظمہ بھی بڑی تعظیم والا ہے اور اصحاب مذکور نے اس کا نام خطبہ رکھا ہے سو ان کے غیر کی تاویل کی طرف التفات نہ کیا جائے گا اور یہ جو ابن قصار نے کہا کہ عرفہ کے دن لوگوں کو یہ احکام سکھانے ممکن ہیں تو اس پر یہ اعتراض آتا ہے کہ وہ گیارہویں کو خطبہ جائز رکھتا ہے اور حالانکہ ممکن تھا کہ یہ احکام ان کو عرفہ کے دن سکھائے جاتے بلکہ ممکن تھا کہ تمام حج کے اعمال آٹھویں کو سکھائے جاتے لیکن چونکہ ہر دن کے اعمال جدا جدا تھے تو مشروع ہوئے تجدید تعلیم کے باعتبار تجدید اسباب کے اور بے شک زہری نے بیان کیا ہے اور حالانکہ وہ اپنے زمانہ کا عالم ہے کہ قربانی کے دن کا خطبہ گیارہویں کو نقل کیا گیا اور یہ کام بنی امیہ کے امیروں کا ہے یعنی سنت یہ ہے کہ قربانی کے دن خطبہ پڑھا جائے نہ گیارہویں کو لیکن امیر مشغول ہوئے اور راس کو گیارہویں کے دن میں نقل کیا اور یہ جو طحاوی نے کہا کہ منقول نہیں کہ حضرت ﷺ نے ان کو حلال ہونے کے اسباب میں سے کوئی چیز سکھائی ہو تو یہ اس کی نفی نہیں کرتا کہ نفس الامر میں اس سے کوئی چیز واقع ہوئی ہو بلکہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ثابت ہو چکا ہے کما تقدم فی الباب الذی قبلہ کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ قربانی کے دن خطبہ پڑھتے تھے اور اس میں ذکر کیا کہ حضرت ﷺ بعض افعال حج کے بعض پر مقدم کرنے سے پوچھے گئے پھر طحاوی کو کس طرح جائز ہے کہ اس کی مطلق نفی کرے باوجود یہ کہ اس

نے خود عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی ہے اور نیز ایک روایت میں ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت لوگوں سے کہا کہ سیکھو مجھ سے احکام حج اپنے کے اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے لوگوں کو وعظ کیا تھا پھر ان کو تعلیم میں حوالہ دیا کہ میرے افعال سیکھو اور نیز طحاوی کی تاویل کو رد کرتی ہے یہ بات کہ آپ نے یہ خطبہ بعینہ عرفہ کے دن پڑھا جیسا کہ ابن ماجہ وغیرہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن فرمایا اس حال میں کہ اپنی اونٹنی پر سوار تھے کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ آخر حدیث تک یعنی پس اگر یہ خطبہ جائز نہیں تو عرفہ کا خطبہ بھی جائز نہیں (فتح) اور اس باب میں ان حدیثوں کے سوائے اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے بھی حدیثیں ثابت ہو چکی ہیں جن میں صریح موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن میں خطبہ پڑھا جو کہ فتح الباری میں مذکور ہے۔

بَابٌ هَلْ يَبِيْتُ أَصْحَابُ السِّقَايَةِ أَوْ غَيْرُهُمْ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى

کیا اصحاب سقایہ (جو مکہ میں پانی پلاتے ہیں وغیرہ) منیٰ کی راتوں کو مکے میں رہیں یا نہیں

فائدہ: اس کا جواب حدیثوں میں موجود ہے کما سیاتی اور غیرہم سے مراد وہ شخص ہے کہ اس کو عذر ہو بیماری یا شغل سے مانند لکڑیوں والوں اور چرواہوں سے۔ (فتح)

۱۶۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْعَبَّاسَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ

۱۶۲۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی تا کہ منیٰ کی راتوں میں مکے میں رہیں واسطے خدمت سبیل اپنی کے یعنی تا کہ لوگوں کو پانی پلائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی۔

أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ وَعُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ وَأَبُو ضَمْرَةَ.

فائدہ: طواف زیارت کے بعد زمزم کا پانی پینا مستحب ہے اس زمانے میں کتنے حوض زم زم کے پانی سے بھرے رہتے تھے اور حضرت ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ اس کے داروغہ تھے اور ان کے نائب کئی تھے لوگوں کو پانی پلاتے تھے جن راتوں میں کہ منیٰ میں رہتے ہیں یعنی گیارہویں بارہویں تیرہویں کو ان میں عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی کہ اگر حکم ہو تو میں مکے میں رہوں واسطے خدمت پانی پلانے کے حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی اس سے معلوم ہوا کہ منیٰ میں رات کو رہنا یعنی راتوں معلوم میں واجب ہے اور وہ حج کی عبادتوں میں سے ہے اس واسطے کہ تعبیر ساتھ رخصت کے تقاضہ کرتی ہے اس کو کہ اس کا مقابل واجب ہے اور اذن علت مذکورہ کے واسطے واقع ہوا ہے اور اگر علت مذکورہ نہ پائی جائے تو اجازت حاصل نہ ہوگی اور یہی قول ہے جمہور کا کہ منیٰ میں رات کو رہنا واجب ہے اور حنفیہ کے نزدیک سنت ہے اور یہی ایک قول ہے امام احمد رضی اللہ عنہ اور شافعی رضی اللہ عنہ کا اور دم کا واجب ہونا مبنی ہے اس اختلاف پر اور نہیں حاصل ہوتا رات رہنا مگر ساتھ اکثر رات کے یعنی اور اگر آدھی رات سے کم رہے تو یہ معتبر نہیں پھر بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے اور یہ بات ٹھیک نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی آل بھی ان میں داخل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی قوم بھی اس میں داخل ہے اور وہ بنی ہاشم ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جو سقایہ کا محتاج ہو اس کو درست ہے پھر بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم عباس رضی اللہ عنہ کے سقایہ کے ساتھ خاص ہے یہاں تک کہ اگر کسی غیر کے واسطے سقایہ بنایا جائے تو اس کے مالک کو اس کے واسطے مکے میں رات رہنے کی اجازت نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم عام ہے اور یہی قول صحیح ہے دونوں جگہوں میں اور اس کی علت تیار کرنا پانی کا ہے واسطے پینے والوں کے اور کیا یہ حکم صرف پانی کے ساتھ خاص ہے یا ملحق ہے ساتھ اس کے جو اس کے معنی میں ہے مانند کھانے وغیرہ کی یہ محل احتمال کا ہے اور یقین کیا ہے شافعیہ نے ساتھ لاحق کرنے اس شخص کے جس کے پاس مال ہو اور اس کے تلف ہونے کا خوف کرتا ہے یا کسی کام کے فوت ہونے کا خوف کرتا ہے یا بیمار ہو اور اس کی خبر گیری کرتا ہے ساتھ اہل سقایہ کے جیسا کہ جزم کیا ہے جمہور نے ساتھ لاحق کرنے چرواہوں کے فقط اور یہی قول ہے احمد رحمہ اللہ کا اور اختیار کیا ہے اس کو ابن منذر نے یعنی یہ حکم خاص ہے ساتھ اہل سقایہ اور چرواہوں کے اور مشہور احمد رحمہ اللہ سے یہ قول ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ خاص ہیں ساتھ اس حکم کے اور اس پر اختصار کیا ہے صاحب مغنی نے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ واجب ہے دم مذکورات میں سوائے چرواہوں کے کہتے ہیں کہ جو بے عذر منیٰ میں رات نہ رہے واجب ہے اس پر دم ہر رات سے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ ہر رات کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر رات کے بدلے ایک درہم خیرات کرے اور تین راتوں کے بدلے دم ہے اور یہی ایک

روایت ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اس پر کوئی چیز واجب نہیں اور یہی قول مشہور ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور اس حدیث میں اذن لینا ہے امیروں اور بڑے لوگوں سے اس چیز میں کہ عارض ہو مصالح اور احکام سے اور یہ کہ مصلحت کے وقت اس کو اذن دیا جائے۔ (فتح)

بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ — کنکر پھینکنے کا بیان

فائدہ: یعنی اس کے وقت کا یا اس کے حکم کا اور ہمیں اس میں اختلاف ہے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہے اگر ترک کرے تو اس کا قصور دم سے پورا ہو جاتا ہے اور مالکیہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے پس ان کے نزدیک بھی پورا ہو جائے گا اور ان کی ایک روایت میں ہے کہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارنے رکن ہیں ان کے ترک سے حج باطل ہو جاتا ہے اور اس کے مقابل ان کے بعض کا قول ہے کہ وہ تو صرف تکبیر کی حفاظت کے واسطے مشروع ہے اور اگر اس کو ترک کرے اور تکبیر کہے تو یہ کافی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ جَابِرٌ رَمَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَرَمَى بَعْدَ ذٰلِكَ بَعْدَ الزَّوَالِ.

اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کنکریاں ماریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن نحر کے چاشت کے وقت اور قربانی کے دن بعد تشریق کے دنوں میں زوال کے بعد کنکر مارے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی قربانی کے دن چاشت کے وقت کنکر مارے اور اس کے بعد تشریق کے دنوں میں زوال کے بعد کنکر مارے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور وقت اس کا زوال سے غروب آفتاب تک ہے اور مستحب یہ ہے کہ ظہر کی نماز سے پہلے کنکر پھینکے۔

١٦٢٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ وَبَرَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَتٰى أَرْمِي الْجِمَارَ قَالَ إِذَا رَمٰى إِمَامُكَ فَارْمِهْ فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ قَالَ كُنَّا نَتَحَيَّنُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا.

١٦٢٨۔ وبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں مناروں پر کب کنکریاں پھینکوں۔

فائدہ: یعنی گیارہویں بارہویں ذوالحجہ کو فرمایا کہ جب تیرا امام پھینکے یعنی جو حج کا امیر ہے تو اس وقت پھینک یعنی رمی میں اس کی پیروی کر کہ وہ بہ نسبت تیری زیادہ جانتا ہے وقت رمی کو سو میں ان سے پھر یہ مسئلہ پوچھا یعنی میں نے رمی کے وقت کی تحقیق چاہی سو فرمایا کہ ہم انتظار کیا کرتے تھے یعنی وقت رمی کا سو جب دوپہر ڈھلتی تو ہم رمی کرتے تھے یعنی کنکر پھینکتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ قربانی کے بعد تشریق کے دنوں میں زوال کے پیچھے کنکر مارے اور یہی قول ہے جمہور کا اور عطاء اور طاوس نے کہا کہ زوال سے پہلے کنکر مارنے مطلق درست

نہیں اور حنفیہ نے اجازت دی ہے اس میں کہ نفر کے دن زوال سے پہلے کنکر مارنے درست ہیں اور اسحاق نے کہا کہ اگر زوال سے پہلے کنکر مارے تو دوہرائے مگر تشریق کے تیسرے دن میں زوال سے پہلے کافی ہے۔ (فتح)

بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ — نالے کے اندر سے کنکر مارنے کا بیان

فائدہ: گویا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے طرف رد کرنے اس چیز کے جو ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منارے کو کنکر مارتے تھے تو بلند ہوتے تھے لیکن اس کے اور باب کی حدیث کے درمیان جمع کرنا ممکن ہے ساتھ اس طور کے کہ جس کو نالے کے اندر سے کنکر مارے جاتے ہیں وہ جمرہ عقبہ ہے اس واسطے کہ وہ نالے کے نزدیک ہے بخلاف دونوں اخیر جمروں کے یعنی ان کو اوپر کی طرف کنکر مارے جاتے ہیں۔ (فتح)

١٦٢٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ رَمٰى عَبْدُ اللّٰهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ نَاسًا يَرْمُوْنَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ وَالَّذِيْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ هٰذَا مَقَامُ الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهٰذَا.

١٦٢٩۔ عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نالے کے اندر سے کنکر مارے سو میں نے کہا کہ اے ابا عبدالرحمٰن (یہ کنیت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ) کی بے شک لوگ نالے کے اوپر سے جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے ہیں سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ اس کے سوا کوئی لائق بندگی کے نہیں یہ جگہ اس شخص کے کھڑے ہونے کی ہے جس پر سورہ بقرہ اتری یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمرہ عقبہ کو نالے کے اندر سے کنکر مارے جائیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ — مناروں پر سات سات کنکر مارنے کا بیان

ذَكَرَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی سات سات بار کنکر مارنے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے

فائدہ: یہ حدیث آئندہ آئے گی اور ترجمہ میں اشارہ ہے طرف رد کرنے اس چیز کی کہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں نہیں پرواہ کرتا کہ مناروں پر چھ کنکر ماروں یا سات اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے انکار کیا۔ (فتح)

١٦٣٠۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ

١٦٣٠۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جمرہ کبریٰ کے پاس پہنچے جس کو جمرہ عقبہ بھی کہتے ہیں اور تینوں جمروں سے

الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ انْتَهٰى إِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى جَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنًى عَنْ يَمِيْنِهِ وَرَمٰى بِسَبْعٍ وَقَالَ هٰكَذَا رَمَى الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اخیر ہے خانے کعبے کو اپنے بائیں کیا اور منیٰ کو اپنے دائیں کیا اور سات کنکر مارے اور کہا کہ اسی طرح کنکر مارے ہیں اس نے جس پر سورہ بقرہ اتری یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی مناروں پر سات سات کنکر مارے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس میں اختلاف ہے مجاہد سے روایت ہے کہ جو چھ کنکر مارے اس کو کوئی چیز نہیں لیکن کوئی خیرات کرے اور مالک رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جو سات سے کم کنکر مارے تو اس کا تدارک فوت ہو جاتا ہے پورا کرے اس کو ساتھ خون کے اور شافعیہ سے ہے کہ ہر کنکر کے ترک میں ایک مد اناج دے اور دو کے بدلے دو دے اور تین میں تین اور تین سے زیادہ میں دم ہے اور حنفیہ سے روایت ہے کہ اگر تینوں مناروں کے نصف سے کم ترک کرے تو ایک صاع اناج دے نہیں تو دم ہے۔

بَابُ مَنْ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ

اگر کوئی جمرہ عقبہ کو کنکر مارے اور خانے کعبے کو اپنے بائیں کرے تو جائز ہے

١٦٣١۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَآهُ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْكُبْرٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنًى عَنْ يَمِيْنِهِ ثُمَّ قَالَ هٰذَا مَقَامُ الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ.

١٦٣١۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے جمرہ عقبہ کو سات کنکر مارے سو خانے کعبے کو اپنے بائیں کیا اور منیٰ کو اپنے دائیں کیا پھر کہا کہ یہ جگہ ہے اس شخص کے کھڑے ہونے کی جس پر سورہ بقرہ اتری۔

فائدہ: کہتے ہیں یہ صورت مندوب ہے جمرہ عقبہ کی رمی میں قربانی کے دن لیکن تشریق کے دنوں میں پس نالے کے اوپر سے کنکر مارے اور جمرہ عقبہ اور جمروں سے چار چیزوں کے ساتھ ممتاز ہے ایک یہ کہ یہ مخصوص ہے ساتھ دن نحر کے دوم یہ کہ اس کی رمی چاشت کے وقت ہے سوم یہ کہ نالے کے اندر سے ہے چہارم یہ کہ اس کے پاس نہیں ٹھہرتے اور دعا نہیں کرتے ہیں بخلاف دوسرے جمروں کے کہ ان کے پاس بہت دیر تک کھڑے رہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں اور جمرہ عقبہ کو جمرہ کبریٰ بھی کہتے ہیں اور وہ منیٰ میں داخل نہیں بلکہ وہ حد ہے منیٰ کی کعبے کی

طرف سے اور اس جگہ حضرت ﷺ سے انصار نے بیعت کی تھی ہجرت پر اور جمرہ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں بہت پتھر جمع ہوں نام رکھا گیا اس کا ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہاں لوگ جمع ہوتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام کو شیطان پیش آیا تو انہوں نے اس کو کنکر مارا تو اس نے ان کے آگے جلدی کی۔ (فتح)

بَاب يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہے یعنی روایت کی یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ سے

۱۶۳۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ السُّورَةُ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا الْبَقَرَةُ وَالسُّورَةُ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا آلُ عِمْرَانَ وَالسُّورَةُ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا النِّسَاءُ قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ حَتّٰى إِذَا حَاذَى بِالشَّجَرَةِ اعْتَرَضَهَا فَرَمٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ مِنْ هَا هُنَا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ قَامَ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۶۳۲۔ اعمش سے روایت ہے کہ میں نے حجاج بن یوسف (ایک ظالم مشہور کا نام ہے) سے سنا کہ منبر پر کہتا تھا کہ وہ سورہ کہ ذکر کی جاتی ہے اس میں بقرہ اور وہ سورہ کہ ذکر کی جاتی ہے اس میں آل عمران اور وہ سورہ کہ ذکر کی جاتی ہے اس میں نساء یعنی سورہ کو بقرہ وغیرہ کی طرف اضافت اور نسبت کرنے کو جائز نہ رکھتا تھا سو میں نے یہ قول اس کا ابراہیم نخعی سے ذکر کیا یعنی واسطے طلب صواب کے سو ابراہیم نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے عبدالرحمٰن بن یزید نے کہ وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب کہ اس نے جمرہ عقبہ کو کنکر مارے سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نالے کے اندر آئے یہاں تک کہ جب درخت کے مقابل ہوئے یعنی جو کہ پہلے وہاں تھا تو اس کے پاس چوڑائی کی طرف سے آئے اور اس کے برابر ہوئے سو سات کنکر مارے اور ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے تھے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اس جگہ سے قسم ہے اس ذات کی کہ اس کے سوائے کوئی لائق عبادت کے نہیں کھڑا ہوا وہ شخص جس پر سورہ بقرہ اتری یعنی اکابر اصحاب سے یہ نسبت ثابت ہے پس حجاج کے قول کا کچھ اعتبار نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شرط ہے کہ ہر کنکر جدا جدا مارے واسطے قول اس کے کہ ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہے اور عطاء رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ

کہتے ہیں کہ اگر سب کو ایک بار مارے تو یہ بھی کفایت کرتا ہے اور اس میں تکبیر ہے ہر نزدیک کنکر مارنے کے اور اجماع ہے اس پر کہ اگر تکبیر نہ کہے تو اس پر کوئی چیز نہیں اور جمہور کہتے ہیں کہ کنکر مارنے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جمرہ کی طرف منہ کرے اور قبلے کی طرف پیٹھ کرے اور بعض کہتے ہیں کہ قبلے کی طرف منہ کرے اور جمرہ کو دائیں کرے اور اجماع ہے اس پر سب کا کہ جس جگہ سے کنکر مارے درست ہیں برابر ہے کہ اس کو سامنے کرے یا اس کو اپنے دائیں کرے یا اس کو اپنے بائیں کرے یا اس کے اوپر سے کنکر مارے یا نیچے سے یا درمیان سے اور اختلاف افضل ہونے میں ہے (فتح) اور اعمش راوی کی یہ غرض نہیں کہ حجاج سے روایت کرے اور یا نہ حجاج اس کے لائق تھا بلکہ اس کی غرض یہ ہے کہ قصہ حکایت کر کے حجاج کی خطا بیان کرے۔

بَابُ مَنْ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَلَمْ يَقِفْ

جو جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور اس کے پاس کھڑا نہ ہو اس کا بیان

قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

روایت کی یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

فائدہ: یہ حدیث آئندہ باب میں موصول آئے گی۔

بَابُ إِذَا رَمَى الْجَمْرَتَيْنِ يَقُوْمُ وَيُسْهِلُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

یعنی جب دونوں جمروں کو رمی کرے تو قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور نرم زمین میں آئے یعنی نالے میں

۱۶۳۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلٰى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتّٰى يُسْهِلَ فَيَقُوْمَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُوْمُ طَوِيْلًا وَّيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْوُسْطٰى ثُمَّ يَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَسْتَهِلُ وَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُوْمُ طَوِيْلًا وَّيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ وَيَقُوْمُ طَوِيْلًا ثُمَّ يَرْمِيْ جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ

۱۶۳۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے وہ رمی کرتے منارے کو جو منیٰ کے نزدیک ہے اور مکے سے دور ہے ساتھ سات کنکروں کے ہر کنکر کے پیچھے تکبیر کہتے تھے پھر آگے بڑھتے یہاں تک کہ نرم زمین میں آتے یعنی نالے کے اندر سو قبلے کے سامنے کھڑے ہوتے سو بہت دیر تک کھڑے رہتے اور دعا کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر جمرہ وسطیٰ کو رمی کرتے پھر اس کے بائیں طرف چلتے اور نرم زمین میں آتے اور قبلے کے سامنے منہ کر کے کھڑے ہوتے پھر دعا کرتے اور ہاتھ اٹھاتے اور بہت دیر تک کھڑے رہتے پھر نالے کے اندر سے جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے اور اس کے پاس نہ ٹھہرتے پھر پھرتے اور کہتے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُولُ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ.

دیکھا کہ اسی طرح کیا کرتے تھے جیسا کہ میں نے کیا۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی واسطے دونوں بابوں کے ظاہر ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ جَمْرَةِ الدُّنْيَا وَالْوُسْطٰى

جمرہ اولی اور جمرہ وسطی کے پاس ہاتھ اٹھانے کا بیان

فائدہ: جمرات تین ہیں جمرہ اولی اور جمرہ وسطی اور جمرہ عقبہ عید کے دن تو فقط جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے ہیں اور گیارہویں بارھویں اور تیرھویں کو تینوں پر مارتے ہیں اور ان پر کنکر مارنے واجب ہیں (ح) اور جمرہ کہتے ہیں منارے کو اور وہاں تین منارے مذکور ہیں جن پر کنکریاں مارتے ہیں۔

١٦٣٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ ثُمَّ يُكَبِّرُ عَلٰى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيُسْهِلُ فَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيلًا فَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْوُسْطٰى كَذٰلِكَ فَيَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيُسْهِلُ وَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيلًا فَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ ذَاتَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا وَيَقُولُ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ.

١٦٣٤۔ ترجمہ اس حدیث کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمرہ اولی اور جمرہ وسطی کے پاس ہاتھ اٹھانے مستحب ہیں وفیہ المطابقة للترجمة ابن قدامہ نے کہا کہ میں کسی کو اس مسئلے میں مخالف نہیں جانتا مگر جو امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ہے ترک رفع یدین سے وقت دعا کے بعد رمی جمار کے سو ابن منذر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ منارے کے پاس دعا کے

وقت ہاتھ اٹھانے کا کسی نے انکار کیا ہو مگر جو امام مالک رحمہ اللہ سے محکی ہے اور ابن منیر نے اس کو رد کیا ہے ساتھ اس طرح کے کہ اگر ہاتھ اٹھانے سنت ثابت ہوتی تو اہل مدینہ پر پوشیدہ نہ رہتی اور اس نے غفلت کی اس چیز سے کہ روایت کی علماء اہل مدینہ نے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے اپنے زمانے میں اور ان کے بیٹے سالم نے جو فقہاء سبعہ اہل مدینہ میں سے ایک ہے اور اس سے راوی ابن شہاب نے جو مدینہ کا عالم ہے پس اگر یہ لوگ مدینہ کے عالم نہیں تو پھر اور کون ہے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ

پہلے دو مناروں کے نزدیک دعا کرنے کا بیان اور مقدار کا بیان

وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ الَّتِيْ تَلِيْ مَسْجِدَ مِنًى يَرْمِيْهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمٰى بِحَصَاةٍ ثُمَّ تَقَدَّمَ أَمَامَهَا فَوَقَفَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُوْ وَكَانَ يُطِيْلُ الْوُقُوْفَ ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الثَّانِيَةَ فَيَرْمِيْهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمٰى بِحَصَاةٍ ثُمَّ يَنْحَدِرُ ذَاتَ الْيَسَارِ مِمَّا يَلِي الْوَادِيَ فَيَقِفُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُوْ ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الَّتِيْ عِنْدَ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيْهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عِنْدَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَنْصَرِفُ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ مِثْلَ هٰذَا عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کنکر مارتے جمرہ کو جو مسجد منی کے پاس ہے تو اس کو سات کنکر مارتے ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے پھر آگے بڑھتے اور قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے اور تھے دراز کرتے کھڑے ہونے کو یعنی بہت دیر تک کھڑے ہوتے تھے پھر دوسرے جمرہ کے پاس آتے اور اس کو سات کنکر مارتے ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے پھر بائیں طرف اترتے اس جگہ سے جو نالے کے پاس ہے سو قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے اس حال میں کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے پھر اس منارے کے پاس آتے جو عقبہ کے پاس ہے سو اس کو بھی سات کنکر مارتے ہر کنکر کے ساتے تکبیر کہتے پھر پھرتے اور اس کے پاس کھڑے ہوتے زہری رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا حدیث بیان کرتا تھا مثل اس کی اپنے باپ سے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ کام کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہنی مشروع اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ جو اس کو

ترک کرے اس پر کوئی چیز واجب نہیں مگر ثوری رحمہ اللہ نے کہا کہ کھانا کھلائے اور اگر جانور ذبح کرے تو بہت خوب ہے اور اجماع ہے استقبال قبلہ پر بعد رمی کے اور بہت دیر کھڑے رہنے کے اور اندازہ اس کا مقدار پڑھنے سورہ بقرہ کا ہے اور یہ کہ رمی کی جگہ سے دور رہے وقت کھڑے ہونے کے واسطے دعا کے تا کہ اس کو کسی کا کنکر نہ لگے اور یہ کہ دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے مشروع ہیں اور یہ کہ جمرہ عقبہ کے پاس دعا نہ کرے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کنکر مارنے والے کا حال مشی اور رکوب میں ذکر نہیں کیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جمروں کی طرف چلتے تھے منہ کر کے اور پیٹھ دے کر اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ سوار ہوتے تھے مگر ضرورت سے۔ (فتح)

بَابُ الطِّيبِ بَعْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ وَالْحَلْقِ قَبْلَ الْإِفَاضَةِ

منار وں پر کنکر مارنے اور سر منڈوانے کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگانے کا بیان

۱٦٣۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ وَكَانَ أَفْضَلَ أَهْلِ زَمَانِهٖ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ حِيْنَ أَحْرَمَ وَلِحِلِّهٖ حِيْنَ أَحَلَّ قَبْلَ أَنْ يَّطُوْفَ وَبَسَطَتْ يَدَيْهَا.

۱٦٣۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ان دونوں ہاتھوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی جب کہ آپ نے احرام باندھنے کا ارادہ کیا یعنی احرام سے پہلے اور آپ کے حلال ہونے کے واسطے جب کہ آپ احرام سے حلال ہوئے پہلے اس سے کہ طواف زیارت کریں اور پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دونوں ہاتھ کھولے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر خوشبو لگانے کی صورت بیان کی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمی جمار اور حلق کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگانی درست ہے اس واسطے کہ جب آپ مزدلفہ سے پھرے تو عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھیں اور ثابت ہو چکا ہے کہ آپ ہمیشہ سوار رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارے پس معلوم ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگانا رمی کے بعد واقع ہوا ہے لیکن حلق کا طواف زیارت سے پہلے کرنا پس اس واسطے ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمی کرنے سے پھرے تو منی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈوایا اور یہ مسئلہ حدیث باب سے ماخوذ ہے خوشبو ملنے سے اس واسطے کہ خوشبو نہیں لگائی جاتی مگر بعد حلال ہونے کے ساتھ دو امروں کے تین امروں سے رمی اور حلق اور طواف سے سو اگر رمی کے بعد حلق نہ کرتے تو خوشبو نہ لگاتے و فیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے کہ خوشبو وغیرہ احرام کی ممنوع چیزوں کو پہلے تحلل کے بعد جائز رکھتا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ اس کو منع کرتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ طَوَافِ الْوَدَاعِ

طواف وداع کا بیان یعنی جو کہ حج کی سب عبادتوں سے فارغ ہونے کے بعد کرتے ہیں

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ طواف وداع واجب ہے لازم آتا ہے اس کے ترک سے دم صحیح قول پر نزدیک ہمارے اور یہی قول ہے اکثر علماء کا اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ سنت ہے اس کے ترک سے کوئی چیز نہیں آتی۔ (فتح)

١٦٣٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَّكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْحَآئِضِ.

١٦٣٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگوں کو حکم ہوا یہ کہ ہو آخر وقت ان کا ساتھ خانے کعبے کے یعنی طواف کرے مگر یہ کہ وہ موقوف کیا گیا یعنی طواف وداع عورت حائضہ سے۔

فائدہ: اس طواف کو طواف وداع بھی کہتے ہیں اور طواف صدر بھی کہتے ہیں یعنی اس واسطے کہ مکے سے رجوع کے وقت کرتے ہیں اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ طواف وداع واجب ہے اس واسطے کہ اس کے واسطے امر مؤکد وارد ہے اور اس واسطے کہ حائض کے حق میں تخفیف کے ساتھ تعبیر ہوا ہے اور تخفیف نہیں ہوتی امر مؤکد سے۔ (فتح)

١٦٣٧۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ تَابَعَهُ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي خَالِدٌ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٦٣٧۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی پھر محصب میں تھوڑا سا سوئے پھر سوار ہو کر خانے کعبے کی طرف گئے اور خانے کعبے کا طواف کیا یعنی طواف وداع۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حاجی طواف وداع کرے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ

اگر طواف زیارت کے بعد عورت کو حیض آئے تو کیا اس پر طواف وداع واجب ہے یا ساقط ہو جاتا ہے اور جب

واجب ہوتو کیا دم سے پورا ہو جاتا ہے یا نہیں؟

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ شہروں کے عام فقہاء کا یہ مذہب ہے کہ نہیں حائض عورت پر (جو طواف زیارت کر چکی ہو) طواف وداع اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حائض پر طواف وداع واجب ہے اگرچہ طواف زیارت کر چکی ہو۔ (فتح)

١٦٣٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَابِسَتُنَا هِيَ قَالُوْا إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ قَالَ فَلَا إِذًا.

١٦٣٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی کو حائض ہوا سو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عورت ہم کو روکنے والی ہے سو لوگوں نے کہا کہ بے شک اس نے طواف زیارت کر لیا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اب ہم کو روک نہیں سکتی یعنی اس واسطے کہ جو طواف اس پر واجب تھا اس نے وہ کر لیا ہے۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نے طواف زیارت کیا سو صفیہ رضی اللہ عنہا کو حائض ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے صحبت کا ارادہ کیا سو میں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ حائض سے ہے اور یہ مشکل ہے اس واسطے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صفیہ رضی اللہ عنہا کا طواف زیارت کرنا معلوم تھا تو آپ نے کیوں نہ فرمایا کہ کیا وہ ہم کو روکنے والی ہے اور اگر آپ کو معلوم نہیں تھا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے صحبت کا ارادہ کیوں کیا پہلی تحلل ثانی کے اور اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحبت کا ارادہ نہ کیا تھا مگر بعد اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طواف زیارت کے واسطے اذن چاہا اور آپ نے ان کو اذن دیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ وہ حلال ہو چکی ہے سو جب آپ کو کہا گیا کہ وہ حیض سے ہے تو جائز رکھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہ شاید حیض اس کو پہلے سے واقع ہوا ہو یہاں تک کہ طواف زیارت سے بھی اس کو منع کیا ہو سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات معلوم کرنی چاہی سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم کروایا کہ اس نے ان کے ساتھ طواف زیارت کر لیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف زائل ہوا (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ طواف وداع معذور سے ساقط ہے جب کہ اس نے طواف زیارت کر لیا ہو۔

وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٦٣٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ سَأَلُوا ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ

١٦٣٩۔ عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اہل مدینہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی عورت طواف زیارت کرے اور پھر حائض ہو جائے تو وہ نکلے یا نہیں یعنی اپنے وطن کو سو

امْرَأَةٍ طَافَتْ ثُمَّ حَاضَتْ قَالَ لَهُمْ تَنْفِرُ قَالُوْا لَا نَأْخُذُ بِقَوْلِكَ وَنَدَعُ قَوْلَ زَيْدٍ قَالَ إِذَا قَدِمْتُمُ الْمَدِيْنَةَ فَسَأَلُوْا فَقَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَسَأَلُوْا فَكَانَ فِيْمَنْ سَأَلُوْا أُمُّ سُلَيْمٍ فَذَكَرَتْ حَدِيْثَ صَفِيَّةَ رَوَاهُ خَالِدٌ وَقَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا کہ وہ عورت نکلے یعنی اپنے وطن کو کوچ کرے اہل مدینہ نے کہا کہ ہم تیرے قول کو نہیں پکڑتے اور زید بن ثابت کا قول نہیں چھوڑتے کہ اس نے کہا وہ عورت نہ کوچ کرے یہاں تک کہ طواف وداع کرے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب تم مدینے میں آؤ تو اہل مدینہ سے یہ مسئلہ پوچھنا سو وہ مدینے میں آئے اور لوگوں سے پوچھا اور جن لوگوں سے انہوں نے پوچھا ان میں ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی تھیں سو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے صفیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کی یعنی جو مذکور ہو چکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ کوچ کر اور طواف وداع ضروری نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ طواف وداع حائض سے ساقط ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٦٤٠۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رُخِّصَ لِلْحَائِضِ أَنْ تَنْفِرَ إِذَا أَفَاضَتْ قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ إِنَّهَا لَا تَنْفِرُ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ بَعْدُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَهُنَّ.

١٦٤٠۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عورت حائض طواف زیارت کر لے تو اس کو اجازت ہے کہ وطن کو کوچ کرے طاؤس نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے کہ نہ نکلے مکے سے پھر میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے بعد سنا کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو رخصت دی ہے کہ بغیر طواف وداع کے کوچ کریں۔

١٦٤١۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرَى إِلَّا الْحَجَّ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَحِلَّ وَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَطَافَ مَنْ كَانَ مَعَهُ مِنْ نِّسَائِهِ وَأَصْحَابِهِ وَحَلَّ مِنْهُمْ مَنْ لَّمْ

١٦٤١۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے یعنی سال حجۃ الوداع کے اور نہ گمان کرتے تھے مگر حج کو اس واسطے کہ جاہلیت کے وقت حج کے مہینوں میں عمرہ جائز نہ سمجھتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں تشریف لائے سو خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی اور احرام سے حلال نہ ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی تھی اور طواف کیا اس نے جو تھا ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے اور جس کے ساتھ قربانی نہ تھی

يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ فَحَاضَتْ هِيَ فَنَسَكْنَا مَنَاسِكَنَا مِنْ حَجِّنَا فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ لَيْلَةَ النَّفْرِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ كُلُّ أَصْحَابِكَ يَرْجِعُ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ غَيْرِىْ قَالَ مَا كُنْتِ تَطُوْفِيْنَ بِالْبَيْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا قُلْتُ لَا قَالَ فَاخْرُجِيْ مَعَ أَخِيْكِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَهِلِّيْ بِعُمْرَةٍ وَّمَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا فَخَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ وَّحَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرٰى حَلْقٰى إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا أَمَا كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَلَا بَأْسَ انْفِرِىْ فَلَقِيْتُهُ مُصْعِدًا عَلٰى أَهْلِ مَكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ وَّهُوَ مُنْهَبِطٌ وَقَالَ مُسَدَّدٌ قُلْتُ لَا تَابَعَهُ جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ فِيْ قَوْلِهِ لَا.

وہ احرام سے حلال ہوا سو عائشہ رضی اللہ عنہا کو حائض ہوا سو ہم نے اپنے حج کی سب عبادتیں ادا کیں سو جب محصب کی رات ہوئی یعنی جس رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محصب میں اترے کہ کوچ کی رات تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اصحاب رضی اللہ عنہم حج اور عمرے دونوں کے ساتھ واپس لوٹیں گے اور میں صرف حج کے ساتھ پھروں گی کہ میں نے عمرہ نہیں کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جن راتوں میں ہم آئے ہیں تو نے ان میں طواف نہیں کیا میں نے کہا کہ نہیں سو فرمایا کہ اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم کی طرف جا اور وہاں سے عمرے کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کر اور تیرے وعدے کی جگہ فلاں فلاں ہے کہ وہاں مجھ کو آملو سو میں عبدالرحمٰن کے ساتھ تنعیم کو نکلی سو میں نے عمرے کا احرام باندھا اور صفیہ رضی اللہ عنہا کو حائض ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اللہ ہلاک کرے اور زخمی کرے (یہ کلمہ جھڑک کا ہے اس سے بد دعا مراد نہیں) کہ تو ہم کو کوچ سے روکنے والی ہے کیا تو نے قربانی کے دن طواف زیارت نہ کیا تھا اس نے کہا کیوں نہیں تو فرمایا کہ کچھ ڈر نہیں کوچ کر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ پر اوپر سے آتے تھے اور میں نیچے سے جاتی تھی یا میں اوپر سے جاتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے سے آتے تھے (یہ شک راوی کا ہے)

فائدہ: نفر کے معنی کوچ کرنے کے ہیں منیٰ سے طرف مدینہ کی ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ طواف زیارت رکن ہے اور یہ کہ طہارت شرط ہے واسطے صحت طواف کے اور یہ کہ طواف وداع واجب ہے۔ کما تقدم

بَابُ مَنْ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالْأَبْطَحِ

منیٰ سے کوچ کے دن ابطح میں عصر کی نماز پڑھنے کا بیان

فائدہ: ابطح اصل میں اس جگہ کو کہتے ہیں کہ جہاں سنگ ریزے ہوتے ہیں اور اب نام ہے ایک جگہ معین کا متصل منیٰ کے اور اس کو ابطح اور محصب اور خیف بستی کنانہ بھی کہتے ہیں اور حد اس کی دونوں پہاڑوں کے درمیان ہے مقبری تک۔ (فتح وغیرہ)

١٦٤٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قُلْتُ فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْأَبْطَحِ افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ.

۱۶۴۲۔ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ خبر دی مجھ کو ساتھ اس چیز کے کہ تو نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جانا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھویں ذوالحجہ کو ظہر کی نماز کہاں پڑھی انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منیٰ میں پھر میں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کے دن یعنی تیرھویں ذوالحجہ کو عصر کی نماز کہاں پڑھی اس نے کہا ابطح میں کر جو ج کے امیر کرتے ہیں یعنی ان کی مخالفت نہ کر کہ باعث فتنہ انگیزی کا ہو اور یہ کہ امر ضروری بھی نہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کے دن عصر کی نماز ابطح میں پڑھی۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٦٤٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُتَعَالِ بْنُ طَالِبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَرَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ.

۱۶۴۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی پھر تھوڑا سا محصب میں سوئے پھر خانے کعبے کی طرف سوار ہوئے اور کعبے کا طواف کیا یعنی طواف وداع۔

فائدہ: یہ حدیث بھی ترجمہ باب میں ظاہر ہے۔

بَابُ الْمُحَصَّبِ

میدان محصب میں اترنے کا بیان کہ اس کا کیا حکم ہے

فائدہ: ابن منذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے مستحب ہونے میں اختلاف ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ وہ حج کی عبادتوں میں سے نہیں (فتح)

١٦٤٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

۱۶۴۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہ تھے یہ محصب منزل کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اترتے مگر اس واسطے کہ اس میں

قَالَتْ إِنَّمَا كَانَ مَنْزِلٌ يَنْزِلُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَكُوْنَ أَسْمَحَ لِخُرُوْجِهِ يَعْنِي بِالْأَبْطَحِ.

اترنا بہت آسان تھا واسطے نکلنے حضرت مَثَاثِیْمِ کے یعنی ابطح میں اس لیے اترتے تھے تا کہ وہاں اپنا اسباب چھوڑ جائیں اور مکے میں جا کر طواف وداع کریں پھر جب وہاں سے نکل کر مدینے کو آنے لگیں تو نکلنا آسان ہو یا اس واسطے کہ سب لوگ اس میں جمع ہو جائیں اور برابر ہو اس میں آہستہ چلنے والا اور میانہ چلنے والا اور مدینہ کو سب اکٹھے کوچ کریں۔

١٦٤٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَيْسَ التَّحْصِيْبُ بِشَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٦٤٥۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ محصب میں اترنا کچھ چیز نہیں یعنی حج کی عبادتوں میں سے نہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ تو صرف ایک منزل ہے کہ حضرت مَثَاثِیْمِ وہاں اترتے یعنی وہاں کا اترنا اتفاقی تھا نہ بطور مسنون کے

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ محصب میں اترنا حج کی عبادتوں میں سے نہیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن جب حضرت مَثَاثِیْمِ وہاں اترے تو وہاں کا اترنا مستحب ہوا واسطے اتباع تقریر حضرت مَثَاثِیْمِ کے اور خلفاء نے بھی آپ کے بعد یہ کام کیا ہے اور حاصل یہ کہ جس نے سنت کی نفی کی ہے مانند ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس کی مراد یہ ہے کہ یہ حج کی عبادتوں میں داخل نہیں پس اس کے ترک سے کوئی چیز لازم نہیں آتی اور جس نے اس کو ثابت کیا ہے مانند ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تو اس نے داخل کیا ہے اس کو آپ مَثَاثِیْمِ کے افعال کی عموم پیروی میں نہ بطور الزام کے اور چاروں نمازوں کا وہاں پڑھنا اور کچھ رات ٹھہرنا مستحب ہے۔ (فتح)

بَابُ النُّزُوْلِ بِذِي طُوًى قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ مَكَّةَ وَالنُّزُوْلِ بِالْبَطْحَآءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ إِذَا رَجَعَ مِنْ مَّكَّةَ.

مکے میں داخل ہونے سے پہلے ذی طوی میں اترنے کا بیان اور اترنا اس بطحا میں جو ذوالحلیفہ میں ہے جب کہ مکے سے پھرے یعنی مدینے میں داخل ہونے سے پہلے وہاں اترے۔

فائدہ: اور مقصود اس ترجمہ سے اشارہ ہے اس طرف کہ حضرت مَثَاثِیْمِ کی منزلوں کی جگہ اترنے میں آپ کی پیروی کرنا محصب کے ساتھ خاص نہیں اور کلام دخول مکہ پر ابتداء حج میں گزر چکی ہے اور بطحا ذوالحلیفہ میں اترنا صریح ہے باب کی حدیث میں۔ (فتح)

١٦٤٦۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا

١٦٤٦۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رات گزارتے

أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَبِيْتُ بِذِي طُوًى بَيْنَ الثَّنِيَّتَيْنِ ثُمَّ يَدْخُلُ مِنَ الثَّنِيَّةِ الَّتِي بِأَعْلٰى مَكَّةَ وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا لَمْ يُنِخْ نَاقَتَهُ إِلَّا عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيَأْتِي الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ فَيَبْدَأُ بِهِ ثُمَّ يَطُوْفُ سَبْعًا ثَلَاثًا سَعْيًا وَأَرْبَعًا مَشْيًا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَنْطَلِقُ قَبْلَ أَنْ يَّرْجِعَ إِلٰى مَنْزِلِهِ فَيَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ إِذَا صَدَرَ عَنِ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنِيْخُ بِهَا.

تھے ذی طوی میں کہ درمیان دو پہاڑوں کے ہے پھر داخل ہوتے مکہ میں یہ پہاڑی مکہ سے بلندی کی طرف ہے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مکے میں حج یا عمرے کو آتے تو اپنی اونٹنی نہ بٹھاتے مگر نزدیک دروازے مسجد حرام کے پھر مسجد حرام کے اندر داخل ہوتے پس سیاہ رکن کے پاس کہ اس میں حجر اسود ہے آتے سو اس رکن سے شروع کرتے پھر سات بار طواف کرتے تین بار جلد چلتے اور چار بار معمولی چال چلتے پھر طواف سے پھرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر چلتے پہلے اس سے کہ اپنے اترنے کی جگہ کی طرف پھریں پس صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حج اور عمرے سے پھرتے تھے تو بٹھاتے تھے اونٹنی بطحا میں جو ذی الحلیفہ میں ہے جس میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی بٹھایا کرتے تھے۔

فائدہ: اس جگہ کا اترنا بھی حج کی عبادتوں میں سے نہیں ہے اور مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

١٦٤٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ سُئِلَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ الْمُحَصَّبِ فَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ نَزَلَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُصَلِّيْ بِهَا يَعْنِي الْمُحَصَّبَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ أَحْسِبُهُ قَالَ وَالْمَغْرِبَ قَالَ خَالِدٌ لَا أَشُكُّ فِي الْعِشَاءِ وَيَهْجَعُ هَجْعَةً وَيَذْكُرُ ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٦٤٧۔ خالد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبید اللہ کو کسی نے محصب میں اترنے کا حکم پوچھا سو حدیث بیان کی عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے نافع رحمہ اللہ سے کہ نزول فرمایا اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما محصب میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھتے تھے راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ نافع رحمہ اللہ نے کہا اور مغرب کی نماز بھی پڑھتے تھے خالد رحمہ اللہ نے کہا کہ میں عشاء کی نماز میں شک نہیں کرتا یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عشاء کی نماز بے شک وہاں پڑھی اور تھوڑا سا سوتے تھے اور ذکر کرتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔

فائدہ: شاید محصب سے مراد وہ محصب ہے جو ذی الحلیفہ میں ہے پس معلوم ہوا کہ جب حاجی مکے سے مدینے کو

پھرے تو سنت ہے کہ محصب میں اترے۔ و فیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ مَنْ نَزَلَ بِذِیْ طُوًی إِذَا رَجَعَ مِنْ مَّكَّةَ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ اترے ذی طوی میں جب کہ پھرے مکے سے

فائدہ: ذی طوی ایک جگہ کا نام ہے پاس مکے کے اندر حرم کے اور ذی طوی میں اترنا اور رات رہنے کا بیان صبح تک واسطے اس شخص کے کہ مکے میں داخل ہونے کا ارادہ کرے ابتداء حج میں گزر چکا ہے اور غرض اس باب سے یہ ہے کہ جو حج کر کے مکے سے پھرے اس کو بھی وہاں رات رہنا مشروع ہے۔ (فتح)

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ كَانَ إِذَا أَقْبَلَ بَاتَ بِذِیْ طُوًی حَتّٰى إِذَا أَصْبَحَ دَخَلَ وَإِذَا نَفَرَ مَرَّ بِذِیْ طُوًی وَبَاتَ بِهَا حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ يَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ مدینے سے مکے کو آتے تھے ذی طوی میں رات رہتے تھے یہاں تک کہ جب صبح کرتے تھے تو مکے میں داخل ہوتے تھے اور جب حج کر کے مکے سے کوچ کرتے تھے تو ذی طوی میں گزرتے تھے اور وہاں رات رہتے تھے یہاں تک کہ صبح کرتے اور ذکر کرتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ کام کرتے تھے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ ذی طوی میں اترنا بھی حج کی عبادتوں میں سے نہیں میں کہتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اترنے کی جگہوں کو اس واسطے پکڑا جاتا ہے کہ اس میں آپ کی پیروی کی جائے اس واسطے کہ آپ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں تو وہاں اترنا چاہیے۔ (فتح)

بَابُ التِّجَارَةِ أَيَّامَ الْمَوْسِمِ وَالْبَيْعِ فِي أَسْوَاقِ الْجَاهِلِيَّةِ

حج کے دنوں میں لوگوں کے جمع ہونے کے وقت تجارت کرنی درست ہے اور جاہلیت کے بازاروں میں بھی بیع شراء کرنا درست ہے۔

فائدہ: مراد جاہلیت کے بازاروں سے وہ بازار ہیں جو اسلام کے ظاہر ہونے سے پہلے لگا کرتے تھے۔

١٦٤٨۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ ذُو الْمَجَازِ وَعُكَاظُ مَتْجَرَ النَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا جَآءَ الْإِسْلَامُ كَأَنَّهُمْ كَرِهُوْا ذٰلِكَ حَتّٰى

۱۶۴۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ذوالمجاز اور عکاظ جاہلیت کے زمانے میں لوگوں کی تجارت کی جگہ تھی سو جب اسلام آیا تو گویا کہ انہوں نے حج کے دنوں میں خرید فروخت کو برا جانا یہاں تک کہ یہ آیت اتری کہ کچھ گناہ نہیں تم پر کہ تلاش کرو فضل رب اپنے کا حج کے دنوں میں۔

نَزَلَتْ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ.

فائدہ: ذوالحجاز ایک بازار کا نام ہے پاس عرفات کے ایک فرلانگ اس سے اور عکاظ ایک میدان کا نام ہے درمیان نخلہ اور طائف کے اور اسی طرح ایک بازار حباشہ مرالظہران میں لگا کرتا تھا اور ایک بازار مجنہ دیار بارق میں لگا کرتا تھا اور یہ دونوں بازار حج کے موسم میں نہ لگا کرتے تھے بلکہ رجب میں لگا کرتے تھے اور پھر اسلام کے بعد بھی یہ بازار ہمیشہ لگتے رہے یہاں تک کہ اول سوق عکاظ خارجیوں کے زمانے میں ایک سوانتیس میں موقوف ہوا اور سب سے اخیر سوق حباشہ موقوف ہوا ایک سوستانویں میں اور ان سب میں بڑا بازار عکاظ تھا کہ بہت دور دور کے لوگ اس میں آتے تھے یہ بازار ذیقعدہ کی اول تاریخ سے بیسویں تک رہتا تھا پھر باقی دس دن سوق مجنہ لگتا تھا پھر ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے آٹھویں تک ذی المجاز لگتا تھا پھر لوگ حج کے واسطے منیٰ کو جاتے تھے سو اسلام کے بعد لوگوں نے ان میں بیع شرا کو برا جانا سو یہ آیت اتری کہ حج کے دنوں میں تجارت کرنا کچھ گناہ نہیں اور ابی کی قرات میں فی مواسم الحج کا لفظ قرآن میں زیادہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ حج کے دنوں میں تجارت کرنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ معتکف کو بیع شرا کرنی درست ہے واسطے قیاس کرنے کے حج پر اور علت دونوں کے درمیان عبادت ہونا ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر حاجت سے زیادہ ہو تو مکروہ ہے مانند روٹی کے جب کہ نہ پائے جو اس کو کفایت کرے اور یہی قول ہے عطاء اور مجاہد اور زہری کا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ خلاف اولی ہے اور آیت جناح کی نفی کرتی ہے اس سے اولویت کی نفی لازم نہیں آتی۔ (فتح)

بَابُ الْإِدْلَاجِ مِنَ الْمُحَصَّبِ

رات کے وقت محصب سے چلنے کا بیان

فائدہ: ادلاج کے معنی دونوں ہیں اول رات کا چلنا ہے اور اخیر رات کا چلنا بھی اور مراد یہاں اخیر رات کا چلنا ہے اور مقصود کوچ کرنا ہے محصب میں رات رہنے کی جگہ سے پچھلی رات کو اور یہی واقع عائشہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ ترجمہ واسطے کوچ کرنے عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھائی اپنے کے واسطے عمرے کے اس واسطے کہ انہوں نے اخیر رات کو کوچ کیا تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قصد کیا یہ کہ تنبیہ کرے اس پر کہ محصب میں رات رہنا لازم نہیں اور یہ کہ پہلی رات کو وہاں سے چلنا جائز ہے۔ (فتح)

١٦٤٩۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ

١٦٤٩۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کوچ کے دن صفیہ رضی اللہ عنہا کو حائض ہوا سو اس نے کہا کہ میں نہیں دیکھتی اپنی تئیں مگر کہ تم کو کوچ سے روکنے والی ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

حَاضَتْ صَفِيَّةُ لَيْلَةَ النَّفْرِ فَقَالَتْ مَا أُرَانِيْ إِلَّا حَابِسَتَكُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرٰى حَلْقٰى أَطَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قِيْلَ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِيْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا مُحَاضِرٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ النَّفْرِ حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلْقٰى عَقْرٰى مَا أُرَاهَا إِلَّا حَابِسَتَكُمْ ثُمَّ قَالَ كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِيْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَمْ أَكُنْ حَلَلْتُ قَالَ فَاعْتَمِرِيْ مِنَ التَّنْعِيْمِ فَخَرَجَ مَعَهَا أَخُوْهَا فَلَقِيْنَاهُ مُدَّلِجًا فَقَالَ مَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا.

اللہ اس کو ہلاک کرے اور زخمی کرے کیا اس نے قربانی کے دن طواف زیارت کیا تھا کہا گیا کہ ہاں اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اس حال میں کہ نہ ذکر کرتے تھے ہم مگر حج کا سو جب ہم کے میں آئے تو حکم کیا ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ حلال جائیں ہم احرام سے سو جب کوچ کی رات ہوئی تو صفیہ رضی اللہ عنہا کو حائض ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس کو ہلاک کرے او رزخمی کرے کہ نہیں دیکھتا میں اس کو مگر تو روکنے والی ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے نحر کے دن طواف زیارت کیا تھا انہوں نے فرمایا ہاں پس فرمایا کوچ کر میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں عمرے کے احرام سے حلال نہیں ہوئی یعنی میں نے عذر سے طواف نہیں کیا جیسا کہ اور عورتوں نے کیا حکم ہو تو میں بھی عمرہ کر لوں فرمایا کہ احرام باندھ عمرے کا تنعیم سے اور عمرہ ادا کر سو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کا بھائی نکلا سو ملے ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حال میں کہ آپ محصب سے پچھلی رات کو نکلے تھے یعنی بعد ادا کرنے عمرے کے تو فرمایا کہ تیرے ملنے کی جگہ فلاں فلاں ہے کہ عمرے کے بعد ہم کو وہاں ملنا۔

فائدہ: جب عائشہ رضی اللہ عنہا عمرہ کرکے اپنی جگہ میں پھریں تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو راہ میں ملیں اس حال میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طواف وداع کے واسطے کے کو جا رہے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محصب سے اخیر رات کو کوچ کرنا درست ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَبْوَابُ الْعُمْرَةِ — عمرے کے بابوں کا بیان

بَابُ وُجُوبِ الْعُمْرَةِ وَفَضْلِهَا — عمرے کے واجب ہونے اور اس کی فضیلت کا بیان

فائدہ: عمرے کے معنی زیارت کے ہیں اور یقین کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ عمرہ واجب ہے اور یہی مشہور قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ وغیرہ اہل حدیث کا اور مشہور قول مالکیہ کا یہ ہے کہ عمرہ مستحب ہے اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ ایک مرد نے پوچھا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا عمرہ واجب ہے فرمایا نہیں اور عمرہ کرنا بہتر ہے روایت کی یہ حدیث ترمذی نے اور یہ ضعیف ہے اور پہلوں کی دلیل یہ حدیث ہے جو باب میں مذکور ہے اور دوسری دلیل یہ ہے جو ابو داود وغیرہ میں ہے کہ صبی نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اعتقاد کیا کہ حج اور عمرہ مجھ پر واجب ہے سو میں نے دونوں کا احرام باندھا سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ راہ دکھایا گیا تو واسطے سنت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے موافق کیا اور ابن خزیمہ وغیرہ نے جبرئیل کی حدیث میں روایت کیا ہے کہ جب اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان اور اسلام کی حقیقت پوچھی تو فرمایا کہ تو حج اور عمرہ کرے اور ان کی دلیلیں اور حدیثیں بھی ہیں اور نیز دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس آیت کے کہ تمام کرو حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے یعنی قائم کرو ان کو اور طحاوی نے زعم کیا ہے کہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عمرہ واجب ہے تو اس کے معنی وجوب کفایہ کے ہیں اور نہیں پوشیدہ ہے بعد اس تاویل کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء اور احمد کا یہ مذہب ہے کہ عمرہ نہیں واجب اہل مکہ پر اگرچہ واجب ہے ان کے غیر پر۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَيْسَ أَحَدٌ إِلَّا وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ وَّعُمْرَةٌ — اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں کوئی مگر اس پر حج اور عمرہ واجب ہیں

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حج اور عمرہ دونوں فرض ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج اور عمرہ دونوں واجب ہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّهَا لَقَرِينَتُهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قرآن میں حج عمرے کے برابر واقع ہوا ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ پورا کرو حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عمرہ واجب ہے کہ قرآن میں حج کے برابر واقع ہوا ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة

١٦٥٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَآءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ.

١٦٥٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کفارہ ہے درمیان کے گناہوں کا اور حج مبرور کا ثواب سوائے جنت کے اور کچھ نہیں۔

فائدہ: حج مبرور وہ ہے کہ جس میں گناہ اور ساتھیوں سے لڑائی جھگڑا نہ ہو یعنی مقبول حج گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے کہ آدمی بہشتی ہو جاتا ہے اور مراد گناہوں سے صغیرہ گناہ ہیں کبیرہ نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ عام گناہ مراد ہیں اور بعض اعتراض کرتے ہیں کہ جو کوئی کبیروں سے بچے اس کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں پس عمرہ کس چیز کو اتارتا ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ تکفیر کی مقید ہے ساتھ زمانے اپنے کے تکفیر اجتناب کی عام ہے واسطے ساری عمر کے پس حیثیت مختلف ہے اور ایک جز ترجمہ کی حدیث سے ثابت ہے اور وہ فضیلت ہے اور دوسرے جز حدیث میں مذکور نہیں اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس کے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ پے در پے کرو حج اور عمرے یعنی قران کرو یا ایک کے بعد دوسرا کرو درمیان حج اور عمرے کے اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حج اور عمرہ برابر ہے پس موافق ہوگا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو اور باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مستحب ہے کہ بہت کثرت سے عمرہ کیا جائے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ ایک سال میں ایک سے زیادہ مکروہ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ایک مہینے میں ایک بار سے زیادہ نہ کرے اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ عمرہ سب دنوں میں جائز ہے اس کو جو اعمال حج کو مشغول نہ ہو اور حنفیہ سے منقول ہے کہ عرفہ اور نحر کے دن اور ایام تشریق میں عمرہ کرنا مکروہ ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جب عمرہ کرے تو ضروری ہے کہ سر منڈوائے یا بال کتروائے تو اس کے بعد دس دن تک عمرہ نہ کرے تا کہ سر کا منڈوانا اس میں ممکن ہو اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ دس دن سے کم میں عمرہ کرنا اس کے نزدیک مکروہ ہے اور اس حدیث میں

اشارہ ہے طرف جواز عمرہ کرنے کی پہلے حج سے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اعْتَمَرَ قَبْلَ الْحَجِّ

حج سے پہلے عمرہ کرنے کا بیان یعنی اس کو کفایت کرتا ہے یا نہیں

١٦٥١۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدٍ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الْحَجِّ فَقَالَ لَا بَأْسَ قَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مِثْلَهُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ.

١٦٥١۔ ابن جریج سے روایت ہے کہ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ حج سے پہلے عمرہ کرنے کا کیا حکم ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ درست ہے کوئی ڈر نہیں عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے عمرہ کیا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں مکے کے کئی لوگوں کے ساتھ مدینے میں آیا سو میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا سو میں نے اس سے کہا کہ ہم نے کبھی حج نہیں کیا پس ہم مدینہ سے عمرہ کریں اس نے کہا ہاں اور کیا چیز تجھ کو اس سے منع کرتی ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب عمرے اپنے حج سے پہلے کیے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس پر حج فرض ہوا ہو اس کو حج سے پہلے عمرہ کرنا درست ہے اور معلوم ہوا کہ حج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عمرے سے پہلے فرض ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصحاب کو حکم کرنا کہ حج کو عمرے کے ساتھ فسخ کر لیں بھی اسی پر دلالت کرتا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ حج فی الفور واجب نہیں بلکہ دیر کے ساتھ کرنا بھی درست ہے۔ (فتح)

بَابُ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے ہیں؟

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے ہیں اور براء کی روایت میں ہے کہ دو عمرے کیے ہیں اور تطبیق ان میں اس طور سے ہے کہ اس نے

حجۃ الوداع کے عمرے کو اور حدیبیہ کے عمرے کو شمار نہیں کیا یا جعرانہ کا عمرہ اس پر مخفی رہا ہوگا۔ (فتح)

۱۶۵۲۔حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَالِسٌ إِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَإِذَا نَاسٌ يُّصَلُّوْنَ فِي الْمَسْجِدِ صَلَاةَ الضُّحٰى قَالَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ صَلَاتِهِمْ فَقَالَ بِدْعَةٌ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كَمِ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعًا إِحْدَاهُنَّ فِيْ رَجَبٍ فَكَرِهْنَا أَنْ نَّرُدَّ عَلَيْهِ قَالَ وَسَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْحُجْرَةِ فَقَالَ عُرْوَةُ يَا أُمَّاهُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَلَا تَسْمَعِيْنَ مَا يَقُوْلُ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ مَا يَقُوْلُ قَالَ يَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ فِيْ رَجَبٍ قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا اعْتَمَرَ عُمْرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهٗ وَمَا اعْتَمَرَ فِيْ رَجَبٍ قَطُّ.

۱۶۵۲۔ مجاہد سے روایت ہے کہ میں اور عروہ مسجد میں داخل ہوئے تو اتفاقًا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس بیٹھے تھے اور کچھ لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھتے تھے سو ہم نے اس سے ان کی نماز کا حال پوچھا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کی یہ بدعت ہے پھر مجاہد نے اس کو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے ہیں اس نے کہا کہ چار عمرے ان میں سے ایک عمرہ آپ نے رجب میں کیا ہے اور ہم نے برا جانا کہ اس کو رد کریں یعنی ان کو کہیں کہ یوں نہیں مجاہد نے کہا کہ ہم نے حجرے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے مسواک کرنے کی آواز سنی سو عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مومنوں کی ماں کیا تو نہیں سنتی ہو جو ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا کہتے ہیں کہ اس نے کہا کہ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے ہیں ان میں سے ایک رجب میں کیا ہے یعنی اور باقی ذیقعدہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اللہ رحمت کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ نہیں کیا مگر کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ حاضر تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کبھی عمرہ نہیں کیا۔

فائدہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے صرف اسی بات کا انکار کیا تھا کہ آپ نے ایک عمرہ رجب میں کیا فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا اور اس کو ان کے نسیان پر حمل کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا اس واسطے کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے جواب میں سکوت کیا گویا کہ ان کو بھی اسمیں اشتباہ ہو گیا تھا اسی واسطے سکوت کیا اور مراجعت نہ کی۔ (تیسیر)

۱۶۵۳۔حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ

۱۶۵۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَجَبٍ.

١٦٥٤۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ عُمْرَةُ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ حَيْثُ صَدَّهُ الْمُشْرِكُوْنَ وَعُمْرَةٌ مِّنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ حَيْثُ صَالَحَهُمْ وَعُمْرَةُ الْجِعِرَّانَةِ إِذْ قَسَمَ غَنِيْمَةَ أُرَاهُ حُنَيْنٍ قُلْتُ كَمْ حَجَّ قَالَ وَاحِدَةً.

۱۶۵۴۔ قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے ہیں اس نے کہا کہ چار عمرے اور ایک عمرہ حدیبیہ کا ذیقعدہ میں جب کہ مشرکین نے آپ کو مکے سے روکا اور دوسرا عمرہ آئندہ سال سے ذیقعدہ میں جب کہ مشرکین نے آپ سے صلح کی اور تیسرا عمرہ جعرانہ کا جب کہ آپ نے حنین کی غنیمتیں بانٹیں میں نے کہا کہ آپ نے کتنی بار حج کیا اس نے کہا کہ ایک بار۔

فائدہ: اور چوتھا عمرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ساتھ کیا جیسا کہ آئندہ روایت سے ثابت ہوتا ہے اور حدیبیہ نام ایک گاؤں کا ہے جو کہ تقریبا ۳۵ کلومیٹر ہے مکے سے اکثر اس کا حصہ حرم میں ہے اور کچھ حل میں اور بیان مجمل عمرہ حدیبیہ کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھٹے سال ہجری میں پہلی تاریخ ذیقعدہ کو پیر کے دن مدینہ سے روانہ ہوئے عمرے کے ارادہ اور چودہ سو یا اس سے زیادہ آدمی آپ کے ساتھ تھے جب حدیبیہ میں پہنچے تو کفار قریش جمع ہو کر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے میں آنے سے روکا اور عہد کیا آئندہ سال کو آنا اور عمرہ کرنا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلح کر کے واپس لوٹے پس حقیقت میں، یہ عمرہ تو نہ ہوا لیکن بسبب ملنے ثواب عمرے کے پہلا عمرہ گنا گیا اور حکم احصار کا یہیں سے شروع ہوا اور آئندہ سال اسی عمرے کی قضاء کو مکے میں گئے اور تین روز وہاں رہے چوتھے دن وہاں سے روانہ ہوئے یہ دوسرا عمرہ ہوا اس کو عمرۃ القضاء کہتے ہیں اور تیسرا عمرہ وہ ہے کہ جعرانہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور بیان اس کا یہ ہے کہ جعرانہ ایک جگہ کا نام ہے جو کہ ۳۵ کلومیٹر ہے مکے سے آٹھویں سال ہجری میں فتح مکہ کے بعد جنگ حنین ہوا اور غنیمت بے شمار وہاں سے ہاتھ لگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ یا سولہ دن جعرانہ میں رہے اور وہ غنیمت بانٹی انہیں دنوں میں ایک روز رات کو عشاء کی نماز کے بعد سوار ہو کر مکے میں تشریف لے گئے اور عمرہ ادا کیا اور اسی رات پھر آئے اور صبح کی نماز جعرانہ میں ادا کی اور چوتھا عمرہ وہ ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ساتھ ادا کیا بعد فرض ہونے حج کے یہ ذی الحجہ میں ہوا اور باقی ذی القعدہ میں اور حج اسلام سوائے ایک کے اور کوئی نہیں۔ (ح)

١٦٥٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ

۱۶۵۵۔ قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے

الْمَلِكِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ رَدُّوْهُ وَمِنَ الْقَابِلِ عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَةِ وَعُمْرَةً فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ.

پوچھا کہ حضرت ﷺ نے کتنے عمرے کیے ہیں سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ایک عمرہ تو اس وقت کیا جب کہ مشرکین نے آپ کو مکے سے روکا یعنی عمرہ حدیبیہ اور دوسرا عمرہ آئندہ سال سے قضاء حدیبیہ کا عمرہ قضاء کیا اور تیسرا عمرہ ذیقعدہ میں کیا اور چوتھا عمرہ آپ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا۔

حَدَّثَنَا هُدْبَةُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ وَقَالَ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِي اعْتَمَرَ مَعَ حَجَّتِهِ عُمْرَتَهُ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَمِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ وَمِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے چار عمرے کیے ذیقعدہ میں مگر کہ جو عمرہ آپ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا پہلا عمرہ آپ ﷺ کا حدیبیہ سے تھا اور دوسرا عمرہ آپ ﷺ کا آئندہ سال سے تھا اور تیسرا عمرہ جعرانہ سے تھا جس جگہ آپ ﷺ نے حنین کی غنیمتیں بانٹیں اور چوتھا آپ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا تھا۔

١٦٥٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَأَلْتُ مَسْرُوْقًا وَعَطَاءً وَمُجَاهِدًا فَقَالُوا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ وَقَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ مَرَّتَيْنِ.

١٦٥٦۔ ابو اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مسروق اور عطاء اور مجاہد سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ذیقعدہ میں عمرہ کیا پہلے حج کرنے سے اور ابو اسحاق نے کہا کہ میں نے براء سے سنا کہتا تھا کہ حضرت ﷺ نے ذیقعدہ میں حج سے پہلے دو بار عمرہ کیا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخالف ہے اور تطبیق یہ ہے کہ براء نے حجۃ الوداع کے عمرے کو شمار نہیں کیا اس واسطے کہ اس کی حدیث مقید ہے ساتھ اس کے کہ آپ کا عمرہ حجۃ الوداع میں واقع ہوا اور جو عمرہ آپ ﷺ نے اپنے حج کے ساتھ کیا وہ ذی الحجہ میں تھا اور اسی طرح اس نے عمرہ حدیبیہ کو بھی شمار نہیں کیا اس واسطے کہ اس سے روکے گئے تھے اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے حج میں کس چیز کے ساتھ احرام باندھا تھا اور اسی طرح جو اس باب میں اختلاف ہے اس کی تطبیق پہلے گزر چکی ہے اب اس کے اعادے کی کوئی

ضرورت نہیں اور مشہور عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات ہے کہ حضرت ﷺ حجۃ الوداع میں مفرد تھے اور اس کی اس حدیث
سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ قارن تھے اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انس رضی اللہ عنہ پر آپ ﷺ کے قارن ہونے
کا انکار کیا باوجود یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ آپ ﷺ قارن تھے اس واسطے کہ یہ منقول نہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے حج کے بعد عمرہ کیا ہو پس نہ باقی رہی مگر یہ بات کہ آپ ﷺ نے حج کے ساتھ عمرہ کیا اور حضرت ﷺ متمتع بھی نہ تھے اس واسطے کہ آپ ﷺ نے عذر بیان کیا کہ میں قربانی ساتھ لایا ہوں اور محتاج ہوا ابن بطال طرف تاویل کرنے اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پس کہا کہ چوتھے عمرے کی نسبت کرنی آپ کی طرف اس واسطے جائز ہے کہ اس کے ساتھ لوگوں کو حکم کیا اور نہ آپ کے سامنے کیا گیا اور جو پہلی تطبیق میں عذر کرے وہ اس تاویل سے بے پرواہ ہے اور ابن تین نے کہا کہ جس عمرے سے آپ ﷺ رد کے گئے تھے اس کو جن اصحاب رضی اللہ عنہم نے عمرہ شمار کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ پورا عمرہ ہے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ جمہور کا قول صحیح ہے کہ جو خانے کعبے سے روکا جائے اس پر قضا واجب نہیں بخلاف حنفیہ کے اور عمرہ قضاء کا حدیبیہ کے عمرے کے عوض میں ہوتا تو دونوں کو ایک شمار کیا جاتا اور عمرے قضاء کو عمرہ قضاء اس واسطے کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس میں قریش سے صلح کی نہ اس کے واسطے کہ وہ حدیبیہ کے عمرے کے بدلے قضاء ہے اس واسطے کہ اگر قضاء ہوتا تو دونوں کو ایک شمار کیا جاتا اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز ہے بخلاف اس کے جس پر مشرکین تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرے کو جائز نہ رکھتے تھے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ صحابی جلیل القدر کثیر الملازمت پر کوئی حدیث پوشیدہ رہتی ہے اور اس کو وہم اور نسیان ہو جاتا ہے اس واسطے کہ وہ معصوم نہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض علماء کو بعض پر ذکر کرنا درست ہے لیکن نرمی اور حسن ادب سے رد کرے، اور نووی نے کہا کہ سکوت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عائشہ رضی اللہ عنہا کے انکار پر دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس کو اشتباہ ہو گیا تھا یا بھول گیا تھا یا اس کو شک ہوا تھا اور قرطبی نے کہا کہ اس کا عائشہ رضی اللہ عنہا پر نہ انکار کرنا دلالت ہے اس پر کہ اس کو وہم ہو گیا تھا اور اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی طرف رجوع کیا اور بعض کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد رجب میں عمرہ کرنے سے یہ ہے کہ آپ نے ہجرت سے پہلے عمرہ کیا اس واسطے کہ اگرچہ یہ بات محتمل ہے لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ آپ ﷺ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا اس سے لازم آتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا رد اس کے کلام کے مطابق نہ ہو۔ (فتح)

بَابُ عُمْرَةٍ فِيْ رَمَضَانَ — رمضان میں عمرہ کرنے کا بیان

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں کوئی حکم بیان نہیں کیا کہ رمضان میں عمرہ کرنا کیا ہے اور جائز ہے یا افضل لیکن شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس حدیث کی جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ

رمضان کے عمرے میں نکلی سو آپ ﷺ نے افطار کیا اور میں نے روزہ رکھا اور آپ ﷺ نے قصر کیا اور میں نے اتمام کیا۔ (فتح)

۱۶۵۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُخْبِرُنَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِامْرَأَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ سَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَسِيْتُ اسْمَهَا مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّيْنَ مَعَنَا قَالَتْ كَانَ لَنَا نَاضِحٌ فَرَكِبَهُ أَبُوْ فُلَانٍ وَابْنُهُ لِزَوْجِهَا وَابْنِهَا وَتَرَكَ نَاضِحًا نَنْضَحُ عَلَيْهِ قَالَ فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اعْتَمِرِيْ فِيْهِ فَإِنَّ عُمْرَةً فِيْ رَمَضَانَ حَجَّةٌ أَوْ نَحْوًا مِّمَّا قَالَ.

۱۶۵۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کی ایک عورت کو فرمایا (ابن جریج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس عورت کا نام لیا تھا لیکن میں اس کو بھول گیا ہوں) کہ کیا چیز تجھ کو منع کرتی ہے اس سے کہ تو ہمارے ساتھ حج کرے اس نے کہا کہ ہمارے پاس ایک اونٹ پانی کھینچنے والا تھا سو اس پر فلاں کا باپ اور اس کا بیٹا سوار ہوا مراد اس عورت کی اپنا خاوند اور بیٹا ہے یعنی سوار ہو کر کسی سفر کو گئے ہیں اور ہمارے پاس صرف ایک اونٹ چھوڑ گئے ہیں جس پر ہم پانی لاتے ہیں سو فرمایا کہ جب رمضان آئے تو اس میں عمرہ کر اس واسطے کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ثواب رکھتا ہے یا مانند اس کی فرمایا۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ثواب رکھتا ہے نہ یہ کہ اس سے حج فرض ساقط ہو جاتا ہے اس واسطے کہ اجماع ہے اس پر کہ فرض حج کے بدلے عمرہ کرنا کفایت نہیں کرتا اور ابن جوزی نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ ہوتا ہے عمل کا ثواب فضیلت والے وقت میں جیسا کہ حضور قلب اور خلوص قصد سے ثواب زیادہ ملتا ہے (فتح) اور ظاہر یہ حدیث عام ہے اس عورت کے ساتھ خاص نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان میں عمرہ کرنے کا بڑا ثواب ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن یہ حکم امت کے واسطے ہے اور حضرت ﷺ کے واسطے وہی افضل تھا جو آپ ﷺ نے کیا۔ (فتح)

بَابُ الْعُمْرَةِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ وَغَيْرِهَا

محصب کی رات وغیرہ میں عمرہ کرنا جائز ہے

۱۶۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ لَنَا مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُّهِلَّ

۱۶۵۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے اس حال میں کہ ہم پورا کرنے والے تھے چاند ذیقعدہ کو یعنی مہینہ ذیقعدہ کا پورا ہو چکا تھا سو حضرت ﷺ نے ہم کو فرمایا کہ جو صرف حج کا احرام باندھنا چاہے تو چاہیے کہ حج کا احرام باندھے اور جو صرف عمرے کا احرام باندھنا

بِالْحَجِّ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلَوْلَا اَنِّيْ اَهْدَيْتُ لَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ قَالَتْ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَّكُنْتُ مِمَّنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَاَظَلَّنِيْ يَوْمُ عَرَفَةَ وَاَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْفُضِيْ عُمْرَتَكِ وَانْقُضِيْ رَاْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَاَهِلِّيْ بِالْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ اَرْسَلَ مَعِيْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِيْ.

چاہے تو چاہیے کہ صرف عمرے کا احرام باندھے سو اگر میں قربانی ساتھ نہ لاتا تو صرف عمرے کا احرام باندھتا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو ہم میں سے بعض نے صرف عمرے کا احرام باندھا اور بعضوں نے صرف حج کا احرام باندھا اور میں ان لوگوں میں سے تھی جنہوں نے صرف عمرے کا احرام باندھا اس حال میں کہ میں حائض تھی سو میں اپنے حال کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی سو فرمایا کہ اپنا عمرہ چھوڑ دے اور سر اپنے بال کھول ڈال اور کنگھی کر اور حج کا احرام باندھ سو جب محصب میں اترنے کی رات ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن کو میرے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا سو میں نے عمرے کا احرام باندھا بدلے اس عمرے کے کہ میں نے پہلے نیت کی تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب حاجی اپنا حج تمام کر چکے تو اس کو تسریق کے دنوں کے بعد عمرہ کرنا جائز ہے اور محصب کی رات وہ اخیر کوچ کی رات ہے اس واسطے کہ وہ ایام رمی کا اخیر ہے اور اس میں سلف کو اختلاف ہے کہ حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کی کیا فضیلت ہے سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لاشئی سے بہتر ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ عمرہ بقدر نفقہ کے ہے یعنی اپنے شہر سے عمرے کی نیت سے نکلنا افضل ہے اس سے کہ مکے سے قریب ترحِل کی طرف نکل کر عمرے کا احرام باندھے۔ (فتح)

بَابُ عُمْرَةِ التَّنْعِيْمِ
تنعیم سے عمرہ کرنے کا بیان

فائدہ: جو مکے میں ہو اس کے لیے وہ جگہ متعین ہے یا نہیں اور جب متعین نہیں تو پھر کیا اس کو فضیلت ہے جہات حل اور طرفوں سے عمرہ کرنے پر یا نہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے میں ہو کر عمرے کا احرام حل سے باندھا ہو نہ پہلے ہجرت سے اور نہ پیچھے اور نہ کسی صحابی سے ثابت ہے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور نہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مگر صرف عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور چونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ عمرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کیا تھا تو معلوم ہوا کہ درست ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ ایک سال میں ایک بار سے زیادہ عمرہ کرنا درست ہے یا نہیں جمہور کے نزدیک درست ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ یوم نحر اور یوم عرفہ اور ایام تشریق میں نہ کرے اور ابو یوسف رحمہ اللہ بھی ان کے موافق ہیں مگر یوم عرفہ میں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ تشریق کے دنوں میں منیٰ میں رہنے والا نہ کرے اور جو مکہ سے عمرہ کرے اس

کے حق میں بھی اختلاف ہے ابن سیرین سے روایت ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ نے اہل مکہ کے لیے احرام باندھنے کی جگہ تنعیم مقرر کی اور ایک روایت میں ہے کہ جو عمرہ کرنا چاہے تو چاہیے کہ تنعیم یا جعرانہ کی طرف نکلے اور وہاں سے احرام باندھے برابر ہے کہ مکہ کا رہائشی ہو یا کسی دوسرے علاقے سے آنے والے یعنی غیر ملکی اور افضل یہ ہے کہ حج کے کسی میقات سے احرام باندھے اور طحاوی نے کہا کہ ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ جو مکے میں ہو اس کے لیے عمرہ کا میقات کوئی نہیں مگر تنعیم اور اس سے آگے بڑھنا درست نہیں جیسا کہ حج کے میقات سے آگے بڑھنا درست نہیں اور دوسرے علماء نے ان کی مخالفت کی ہے سو کہتے ہیں کہ میقات عمرے کا حل ہے اور حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم سے احرام باندھنے کا حکم کیا کہ وہ قریب تر ہے حل میں سے ہے پس ثابت ہوا کہ اہل مکہ کے عمرہ کا میقات حل ہے اور برابر ہے کہ تنعیم سے ہو یا کسی اور جگہ سے۔ (فتح)

١٦٥٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يُّرْدِفَ عَائِشَةَ وَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً سَمِعْتُ عَمْرًا كَمْ سَمِعْتُهُ مِنْ عَمْرٍو.

١٦٥٩۔ عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا اس کو حضرت ﷺ نے یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے سوار کرے اور اس کو تنعیم سے عمرہ کرائے یعنی اس کو اپنے ساتھ لے جائے تاکہ وہاں سے عمرے کا احرام باندھے۔

فائدہ: تنعیم نام ہے ایک جگہ معروف کا کہ چار میل ہے مکے سے طرف مدینے کی اور وہ جگہ حرم مکہ سے باہر ہے حل میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا تنعیم سے عمرہ کرنا حضرت ﷺ کے حکم سے تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مکے والوں کو عمرہ کرنے کے لیے حل کی طرف نکلنا ضرور ہے اور یہی ایک قول ہے علماء کو اور دوسرا قول یہ ہے کہ حرم سے بھی عمرہ درست ہو جاتا ہے لیکن میقات ترک کرنے کی وجہ سے اس پر دم واجب ہو جاتا ہے اور حدیث باب کی اس کو رد نہیں کرتی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے خلوت کرنی ساتھ محرم کے سفر میں بھی اور حضر میں بھی اور جائز ہے محرم عورت کو اپنے پیچھے سوار کرنا۔ (فتح)

١٦٦٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ عَنْ حَبِيْبٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَطَاءٍ حَدَّثَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

١٦٦٠۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے حج کا احرام باندھا اور حضرت ﷺ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے سوائے کسی کے ساتھ قربانی نہ تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تھے اور ان کے ساتھ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ وَأَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ وَلَيْسَ مَعَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ هَدْىٌ غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَكَانَ عَلِيٌّ قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ وَمَعَهُ الْهَدْىُ فَقَالَ أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِأَصْحَابِهِ أَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً يَّطُوْفُوْا بِالْبَيْتِ ثُمَّ يُقَصِّرُوْا وَيَحِلُّوْا إِلَّا مَنْ مَّعَهُ الْهَدْىُ فَقَالُوْا نَنْطَلِقُ إِلٰى مِنًى وَّذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْىَ لَأَحْلَلْتُ وَأَنَّ عَائِشَةَ حَاضَتْ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ قَالَ فَلَمَّا طَهُرَتْ وَطَافَتْ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَنْطَلِقُوْنَ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ وَّأَنْطَلِقُ بِالْحَجِّ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ أَنْ يَّخْرُجَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ فِيْ ذِي الْحَجَّةِ وَأَنَّ سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْعَقَبَةِ وَهُوَ يَرْمِيْهَا فَقَالَ أَلَكُمْ هٰذِهِ خَاصَّةً يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا بَلْ لِلْأَبَدِ.

قربانی کے اونٹ تھے سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے احرام باندھا ساتھ اس چیز کے کہ احرام باندھا اس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی حج کا یا عمرے کا اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو حکم کیا یہ کہ حج کو عمرہ گردانیں یعنی عمرہ کر کے حج کا احرام اُتار دیں اور طواف کریں اور بال کتروائیں اور حلال ہو جائیں مگر جس کے ساتھ قربانی ہو وہ حلال نہ ہو سو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم منیٰ کو چلیں گے اس حال میں کہ ہماری شرم گاہوں سے منی ٹپکتی ہوگی یعنی جماع کا زمانہ حج کے احرام سے قریب ہوگا اس واسطے کہ جب آدمی عمرہ کر کے حلال ہوگیا تو شاید عورت سے جماع بھی کرے گا پھر جب آٹھویں کو حج کو احرام باندھے گا تو احرام حج کا جماع کے زمانے سے قریب ہوگا سو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی سو فرمایا کہ میں اگر پہلے سے جانتا جو کہ میں نے پیچھے جانا تو قربانی ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ میں عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالتا اور یہ کہ بے شک عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا سو اس نے حج کی سب عبادتیں ادا کیں مگر یہ کہ خانے کعبے کا طواف نہ کیا سو جب وہ پاک ہوئیں اور طواف زیارت کیا تو کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ حج اور عمرے دونوں کے ساتھ چلتے ہیں اور میں صرف حج کے ساتھ چلتی ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن کو حکم کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تنعیم کی طرف نکلے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کے بعد ذی الحجہ میں عمرہ کیا اور یہ کہ سراقہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ میں ملا اس حال میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنکر مارتے تھے تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ فعل یعنی فسخ کرنا حج کا ساتھ عمرے کے خاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لیے ہے یعنی

اس سال یا ہمیشہ کے واسطے فرمایا خاص نہیں بلکہ ہمیشہ کے واسطے درست ہے۔

فائدہ: امام نووی نے کہا کہ جمہور کے نزدیک اس کے یہ معنی ہیں کہ عمرہ حج کے مہینوں میں درست ہے واسطے باطل کرنے اعتقاد جاہلیت کے (کمامر غیر مرۃ) اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ قران جائز ہے یعنی عمرہ کے افعال حج میں داخل ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ جائز ہے فسخ کرنا حج کا عمرے کے ساتھ اور یہ ضعیف ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ سیاق سوال کا اس تاویل کو قوی کرتا ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ سوال اسی کا تھا اور جواب عام ہے تا کہ سب تاویلات مذکورہ کو شامل ہو۔ (فتح) اور حدیث سے ایک خبر باب کی ثابت ہے اور یہی کافی ہے واسطے مطابقت حدیث کی باب سے۔

بَابُ الْاِعْتِمَارِ بَعْدَ الْحَجِّ بِغَيْرِ هَدْيٍ — حج کے بعد ایام حج میں بغیر قربانی کے عمرہ کرنے کا بیان

فائدہ: گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ جو کہتا ہے کہ حج کے مہینے میں شوال اور ذیقعدہ اور ذوالحجہ ہے تو اس کے قول سے لازم یہ ہے کی مراد کامل اور پورے مہینے ہیں یعنی شوال بھی سارا اور ذیقعدہ بھی سارا اور ذوالحجہ بھی سارا مراد ہے جیسا کہ منقول ہے ایک روایت میں مالک رحمہ اللہ سے اور شافعی سے بھی اور جو مطلق کہتا ہے کہ تمتع وہ عمرے کا احرام ہے حج کے مہینوں میں جیسا کہ ابن عبدالبر نے اس میں اتفاق نقل کیا ہے سو کہا کہ علماء کے درمیان اختلاف نہیں اس میں کہ آیت فمن تمتع بالعمرۃ والحج میں مراد تمتع سے عمرہ کرنا ہے حج کے مہینوں میں پہلے حج سے اور یہ کہ جو حج کے بعد ذوالحجہ میں عمرے کا احرام باندھے تو اس پر قربانی ہے اور حدیث باب کی دلالت کرتی ہے اس کے خلاف پر لیکن جو کہتا ہے کہ ذوالحجہ سارا حج کے مہینوں سے ہے وہ کہتا ہے کہ تمتع وہ عمرے کا احرام ہے حج کے مہینوں میں پہلے حج سے سو یہ بات ان کو لازم نہیں آتی۔ (فتح)

١٦٦١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ أَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحَجَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّهِلَّ بِحَجَّةٍ فَلْيُهِلَّ وَلَوْلَا أَنِّيْ أَهْدَيْتُ

١٦٦١۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اس حال میں کہ ذوالحجہ کا چاند قریب چڑھنے کے تھا اس واسطے کہ پچیسویں ذوالقعدہ کو مدینے سے روانہ ہوئے اور یہ قریب ہے چاند ذوالحجہ کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم میں سے چاہے کہ عمرے کا احرام باندھے تو چاہیے کہ عمرے کا احرام باندھے اور جو تم میں سے چاہے کہ حج کا احرام باندھے تو چاہیے کہ حج کا احرام باندھے اور اگر میں قربانی ساتھ نہ لاتا تو البتہ عمرے کا احرام باندھتا سو ان میں سے

لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنْهُمْ مَّنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَّكُنْتُ مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحِضْتُ قَبْلَ أَنْ أَدْخُلَ مَكَّةَ فَأَدْرَكَنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِيْ عُمْرَتَكِ وَانْقُضِيْ رَأْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَأَهِلِّيْ بِالْحَجِّ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِيْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَرْدَفَهَا فَأَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ مَّكَانَ عُمْرَتِهَا فَقَضَى اللّٰهُ حَجَّهَا وَعُمْرَتَهَا وَلَمْ يَكُنْ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ هَدْيٌ وَّلَا صَدَقَةٌ وَّلَا صَوْمٌ.

بعض نے تو عمرے کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا اور تھی میں ان لوگوں سے جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا سو مجھ کو مکے میں داخل ہونے سے پہلے حیض ہوا سو مجھ کو عرفہ کے دن نے پایا اس حال میں کہ میں حائض تھی سو میں نے حضرت ﷺ کی طرف شکایت کی سو فرمایا کہ اپنا عمرہ چھوڑ دے اور اپنا سر کھول ڈال اور کنگی کر اور حج کا احرام باندھ سو میں نے یہ کام کیا سو جب محصب کی رات ہوئی تو حضرت ﷺ نے عبدالرحمٰن کو میرے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا سو اس نے مجھ کو اپنے پیچھے سوار کیا سو میں نے عمرے کا احرام باندھا بدلے اپنے عمرے کے کہ اس کی پہلے نیت کی تھی سو اللہ نے اس کو حج اور عمرہ ادا کروایا اور نہ تھی کسی چیز میں اس سے ہدی اور نہ صدقہ اور نہ روزہ۔

فائدہ: مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ عمرہ ہے جو حج سے علیحدہ ہو عیاض وغیرہ نے کہا کہ صواب مختلف روایتوں کے جمع کرنے میں یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہلے صرف حج کا احرام باندھا تھا جیسا کہ قاسم وغیرہ کی روایت سے ظاہر ہے پھر اس کو عمرے کی طرف فسخ کیا جیسا کہ اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے فسخ کیا اور اس پر عروہ کا قول محمول ہے پھر جب ان کو حیض آیا اور حیض کی وجہ سے عمرے سے حلال ہونا مشکل ہوا اور حج کی طرف نکلنے کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے حج کو عمرے پر داخل کیا اور قارنہ ہوئیں اور اس پر قائم رہیں یہاں تک کہ حلال ہوئیں اور اس پر دلالت کرتا ہے قول اس کا طاؤس کی روایت میں نزدیک مسلم کے کہ تیرا طواف تجھ کو حج اور عمرے کے لیے کافی ہے اور یہ جو حضرت ﷺ نے اس کو کہا کہ یہ عمرہ تیرا ہے بدلے عمرے تیرے کے تو مراد اس سے وہ عمرہ ہے جو اس کے غیر کے لیے اس سے کے میں حلال ہونا حاصل ہوا پھر الگ سے حج کا احرام باندھا اور بنا برا سکے پس عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے دو عمرے ہوئے اور اسی طرح قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ لوگ حج اور عمرے کے ساتھ پھریں گے اور میں صرف حج کے ساتھ پھروں گی تو اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ جدا حج اور جدا عمرے کے ساتھ پھریں گے اور یہ جو راوی نے کہا کہ نہ تھی اس میں ہدی اور نہ صدقہ وغیرہ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ تھے بیچ ترک کرنے اس کے کہ پہلے عمرے کے اعمال کو اور درج کرنے اس کے کہ حج میں ہدی وغیرہ اور نہ اس عمرے میں کہ تنعیم سے کیا اور یہ تاویل اچھی ہے۔(فتح)

بَابُ أَجْرِ الْعُمْرَةِ عَلٰى قَدْرِ النَّصَبِ

١٦٦٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَعَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ وَأَصْدُرُ بِنُسُكٍ فَقِيْلَ لَهَا انْتَظِرِيْ فَإِذَا طَهُرْتِ فَاخْرُجِيْ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَهِلِّيْ ثُمَّ ائْتِيْنَا بِمَكَانِ كَذَا وَلٰكِنَّهَا عَلٰى قَدْرِ نَفَقَتِكِ أَوْ نَصَبِكِ.

عمرے کا ثواب بقدر مشقت کے ہے

١٦٦٢۔ قاسم رحمہ اللہ اور اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرتے ہیں لوگ ساتھ دو عبادتوں کے اور میں پھرتی ہوں ساتھ ایک عبادت کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ انتظار کر سو جب تو حیض سے پاک ہو تو تنعیم کی طرف جا اور عمرے کا احرام باندھ پھر آ ہمارے پاس فلاں فلاں جگہ میں لیکن ثواب اس کا بقدر مشقت کے ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے دلیل پکڑی گئی ہے اس پر کہ جو مکے میں ہو اس کو حل کے قریب طرف سے عمرے کا احرام باندھنا کمتر ہے ثواب میں اس کے بعید طرف سے عمرہ کرنے سے اور یہی ظاہر ہے حدیث باب سے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا افضل جگہوں حل کا واسطے عمرے کے جعرانہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے احرام باندھا پھر تنعیم ہے اور جب ان دونوں جگہوں سے دور ہو یہاں تک کہ اس کے سفر کا اکثر ہو تو وہ بہت اچھا ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جتنا دور ہو اتنا ہی زیادہ ثواب ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ افضل جگہوں حل کے واسطے عمرے کے تنعیم ہے اور یہی قول ہے بعض شافعیہ کا اور حنبلیہ کا لیکن تنعیم کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی اور تنعیم اپنی مساوی جگہ سے افضل ہے اس جگہ سے افضل نہیں جو اس سے بعید ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُعْتَمِرِ إِذَا طَافَ طَوَافَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ خَرَجَ هَلْ يُجْزِئُهُ مِنْ طَوَافِ الْوَدَاعِ

١٦٦٣۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ وَحُرُمِ الْحَجِّ فَنَزَلْنَا سَرِفَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهٖ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهٗ هَدْيٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَّجْعَلَهَا

جب عمرے والا عمرے کا طواف کرے پھر مکے سے نکلے تو کیا وہ طواف اس کو طواف وداع سے کافی ہے یا نہیں

١٦٦٣۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اس حال میں کہ ہم حج کا احرام باندھنے والے تھے حج کے مہینوں میں اور جگہوں اور وقتوں میں کہ حج کے واسطے مقرر ہیں سو ہم سرف (ایک جگہ کا نام ہے پاس مکے کے) میں اترے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی نہ ہو اور حج کو عمرہ کرنا چاہے تو چاہیے کہ کرے اور جس کے ساتھ قربانی ہو تو وہ اس کو عمرہ

عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْىٌ فَلَا وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجَالٍ مِّنْ أَصْحَابِهٖ ذَوِيْ قُوَّةِ الْهَدْىِ فَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ عُمْرَةٌ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ قُلْتُ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ لِأَصْحَابِكَ مَا قُلْتَ فَمُنِعْتُ الْعُمْرَةَ قَالَ وَمَا شَأْنُكِ قُلْتُ لَا أُصَلِّيْ قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ أَنْتِ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ كُتِبَ عَلَيْكِ مَا كُتِبَ عَلَيْهِنَّ فَكُوْنِيْ فِيْ حَجَّتِكِ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّرْزُقَكِهَا قَالَتْ فَكُنْتُ حَتّٰى نَفَرْنَا مِنْ مِّنًى فَنَزَلْنَا الْمُحَصَّبَ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اخْرُجْ بِأُخْتِكَ الْحَرَمَ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ افْرُغَا مِنْ طَوَافِكُمَا أَنْتَظِرُكُمَا هَا هُنَا فَأَتَيْنَا فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَ فَرَغْتُمَا قُلْتُ نَعَمْ فَنَادٰى بِالرَّحِيْلِ فِيْ أَصْحَابِهٖ فَارْتَحَلَ النَّاسُ وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ثُمَّ خَرَجَ مُوَجِّهًا إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

نہ گردانے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور آپ کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ جو قوت رکھتے تھے قربانی کی سو ان کے واسطے عمرہ نہ ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ میں روتی تھی سو فرمایا کہ کیا چیز تجھ کو رولاتی ہے میں نے کہا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا سو میں عمرے سے منع ہوئی فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا میں نے کہا کہ میں نماز نہیں پڑھتی ہوں یعنی مجھ کو حیض ہوا سو فرمایا کہ حیض تجھ کو کچھ ضرر نہیں دیتا کہ تو آدم کی بیٹیوں میں سے ہے اللہ نے تجھ پر ٹھہرا دیا جو ان پر ٹھہرایا ہے اور تو اپنے حج کے احرام پر قائم رہ عنقریب ہے کہ اللہ تجھ کو عمرہ کی توفیق دے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں منتظر تھی یہاں تک کہ ہم نے منٰی سے کوچ کیا اور محصب میں اترے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن کو بلایا اور فرمایا کہ اپنی بہن کو حرم سے باہر لے جا سو چاہیے کہ عمرے کا احرام باندھے پھر تم اپنے طواف سے فارغ ہو کہ میں یہاں تمہارا انتظار کرتا ہوں سو ہم رات کے درمیان آئے سو فرمایا کہ تم عمرے سے فارغ ہو چکے میں نے کہا ہاں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو کوچ کی آواز دی سو لوگوں نے کوچ کیا اور جس نے کہ طواف وداع کیا تھا صبح سے پہلے پھر مدینہ کی طرف متوجہ ہو کر نکلے۔

فائدہ: شاید مراد لوگوں سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے طواف وداع نہ کیا تھا و فیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن جواب یہ ہے کہ حدیث میں تحریف ہے اور من طاف بالبیت کے بدلے ثم طاف بالبیت ہے یعنی خانے کعبے کا طواف کیا اس سے معلوم ہوا کہ طواف عمرے کا طواف وداع سے کافی نہیں۔ (فتح)

بَابٌ يُفْعَلُ فِي الْعُمْرَةِ مَا يُفْعَلُ فِي الْحَجِّ

جو اعمال حج میں کیے جاتے ہیں سو عمرے میں کیے جاتے ہیں

فائدہ: یعنی ترک اعمال سے نہ فعلوں سے یا بعض افعال سے نہ کل اور اول ارجح ہے۔ (فتح)

١٦٦٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ يَعْنِيْ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَعَلَيْهِ أَثَرُ الْخَلُوْقِ أَوْ قَالَ صُفْرَةٌ فَقَالَ كَيْفَ تَأْمُرُنِيْ أَنْ أَصْنَعَ فِيْ عُمْرَتِيْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسُتِرَ بِثَوْبٍ وَّوَدِدْتُ أَنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَقَالَ عُمَرُ تَعَالَ أَيَسُرُّكَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْوَحْيَ قُلْتُ نَعَمْ فَرَفَعَ طَرَفَ الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ لَهُ غَطِيْطٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ كَغَطِيْطِ الْبَكْرِ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ اخْلَعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ أَثَرَ الْخَلُوْقِ عَنْكَ وَأَنْقِ الصُّفْرَةَ وَاصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ.

١٦٦٤۔ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں تھے اور اس پر کرتہ تھا اور اس پر اثر زرد رنگ کی خوشبو کا تھا سو اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو کس طرح حکم کرتے ہیں کہ میں اپنے عمرے میں کس طرح کروں سو اللہ نے حضرت پر وحی اتاری سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑے سے ڈھانکا گیا سو میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھوں اس حال میں کہ آپ پر وحی نازل ہو سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تجھ کو خوش لگتا ہے یہ کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی اترنے کی حالت میں دیکھے میں نے کہا ہاں مجھ کو خوش لگتا ہے سو اس نے کپڑے کا کنارہ اٹھایا سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خراٹے تھے مانند آواز اونٹ کی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حالت دور ہوئی تو فرمایا کہ کہاں ہے عمرے کا پوچھنے والا اپنے بدن سے کرتہ اتار ڈال اور خوشبو کا نشان دھو ڈال اور زرد رنگ سے پرہیز کر اور جس طرح کہ تو اپنے حج میں کرتا ہے اپنے عمرے میں کر۔

فائدہ: اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتری تھی کہ تمام کرو حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے اور وجہ دلالت کی مطلوب پر عموم امر ہے ساتھ اتمام کے اس واسطے کہ وہ شامل ہے سب ہیئتوں اور صفتوں کو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج اور عمرے کا ایک حکم ہے جو حج میں کرتا ہے سو عمرے میں کرے اور جس چیز سے کہ حج کے احرام میں پرہیز کرنا لازم ہے اس سے عمرے کے احرام میں بھی پرہیز کرنا لازم ہے و فیہ المطابقۃ للترجمۃ اور عمرے کے اعمال چار ہیں احرام اور طواف اور سعی اور حلق یا قصر۔ (فتح وغیرہ)

١٦٦٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا

١٦٦٥۔ عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے

مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ فَلَا أُرٰى عَلٰى أَحَدٍ شَيْئًا أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَلَّا لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُوْلُ كَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ وَكَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ أَنْ يَّطُوْفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا جَآءَ الْإِسْلَامُ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ زَادَ سُفْيَانُ وَأَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ مَا أَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ امْرِئٍ وَّلَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

کہا (اور میں اس دن کم عمر تھا) کہ بھلا بتلا تو کہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ البتہ صفا اور مروہ جو ہیں نشانیاں ہیں اللہ کی پھر جو کوئی حج کرے اس گھر کا یا عمرہ تو گناہ نہیں اس کو کہ طواف کرے ان دونوں میں پس نہیں دیکھتا میں کسی پر کوئی چیز یہ کہ نہ طواف کرے ان دونوں کا یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان دونوں کا طواف نہ کرے تو کچھ گناہ نہیں سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں اگر آیت کے یہ معنی ہوتے جیسا کہ تو کہتا ہے تو آیت اس طرح ہوتی کہ نہیں گناہ اس پر یہ کہ نہ طواف کرے ان دونوں میں سوائے اس کے نہیں کہ یہ آیت تو انصار کے حق میں اتری تھی کہ وہ مناۃ (بت کا نام ہے) کے واسطے احرام باندھتے تھے یعنی مشرکین اور مناۃ قدید (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے) کے مقابل تھا اور صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنے کو گناہ جانتے تھے اور اس میں حرج دیکھتے تھے واسطے مشابہ کفار کے سو جب اسلام آیا تو انہوں نے حضرت ﷺ سے حکم پوچھا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں آخر تک اور سفیان اور ابو معاویہ نے اپنی روایت میں ہشام سے اتنا لفظ زیادہ کیا ہے کہ جو صفا اور مروہ کے درمیان طواف نہ کرے تو اللہ نے اس کا حج تمام نہیں کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح کہ حج میں صفا اور مروہ کی سعی کی جاتی ہے اسی طرح عمرہ میں کی جائے اور جس طرح کہ حج بدون اس کے تمام نہیں اسی طرح عمرہ بھی تمام نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ مَتٰى يَحِلُّ الْمُعْتَمِرُ
عمرہ کرنے والا احرام سے کب باہر آتا ہے

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے طرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اور ابن بطال نے کہا کہ نہیں جانتا میں خلاف درمیان اماموں کے فتووں میں کہ عمرے والا نہیں حلال ہوتا احرام سے یہاں تک کہ وہ طواف کرے اور سعی کرے مگر وہ

چیز کہ جدا ہو ساتھ اس کے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمرے والا طواف سے حلال ہو جاتا ہے اور یہی قول ہے اسحاق بن راہویہ کا اور بعض اہل علم سے منقول ہے کہ بعض لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ جب عمرے والا حرم میں داخل ہو تو حلال ہو جاتا ہے اگرچہ نہ طواف کرے اور نہ سعی کرے اور جائز ہے یہ کہ کرے ہر وہ چیز کہ حرام ہے محرم پر اور رہو گا طواف اور سعی بیچ حق اس کے کے مانند رمی اور بیعت کے حاجی کے حق میں اور یہ مذہب شاذ اور مخالف ہے آئمہ دین کے۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً وَّيَطُوْفُوْا ثُمَّ يُقَصِّرُوْا وَيَحِلُّوْا.

اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو حکم کیا یہ کہ حج کو عمرہ گردانے اور طواف کریں اور پھر بال کتروائیں اور حلال ہو جائیں۔

فائدہ: اس حدیث سے مراد عام ہے جو طواف اور سعی دونوں کو شامل ہے جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث آئندہ سے معلوم ہوتا ہے اور نیز یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اس میں سعی کا ذکر موجود ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ عمرہ کرنے والا بدون طواف اور سعی کے احرام سے حلال نہیں ہوتا۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

١٦٦٦۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعْتَمَرْنَا مَعَهُ فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ طَافَ وَطُفْنَا مَعَهُ وَأَتَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ وَأَتَيْنَاهَا مَعَهُ وَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ أَنْ يَّرْمِيَهُ أَحَدٌ فَقَالَ لَهُ صَاحِبٌ لِّيْ أَكَانَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ قَالَ لَا قَالَ فَحَدِّثْنَا مَا قَالَ لِخَدِيْجَةَ قَالَ بَشِّرُوْا خَدِيْجَةَ بِبَيْتٍ مِّنَ الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَّا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ.

١٦٦٦۔ عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا یعنی عمرہ قضاء اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا اور مروہ میں آئے اور دونوں کے درمیان سعی کی اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سعی کی اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل مکہ سے چھپاتے تھے کہ مبادا کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دے اسمعیل کہتا ہے کہ میرے ایک یار نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے میں داخل ہوئے تھے اس نے کہا کہ نہیں اس کا یار کہتا ہے کہ ہم نے کہا کہ بیان کر ہم سے وہ چیز کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حق میں کہی فرمایا خوشی سناؤ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ گھر موتیوں کے بہشت میں کہ اس میں نہ شور وغل ہے اور نہ کوئی رنج۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ کہ محرم عمرہ بدون طواف اور سعی کے احرام سے حلال نہیں ہوتا۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

۱٦٦٧۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فِيْ عُمْرَةٍ وَّلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَّصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قَالَ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتّٰى يَطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

۱٦٦۷۔ عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی مرد اپنے عمرے میں طواف کرے اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرے تو کیا اس کو اپنی عورت سے صحبت کرنی درست ہے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آئے سو خانے کعبے کے گرد سات مرتبہ گھومے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور صفا مروہ کے درمیان سات بار سعی کی اور تمہارے لیے اس کے رسول کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ عمرو نے کہا کہ ہم نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا سو اس نے کہا کہ عورت سے نزدیک نہ ہو یہاں تک کہ صفا مروہ کے درمیان دوڑے۔

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

۱٦٦٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَآءِ وَهُوَ مُنِيْخٌ فَقَالَ أَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِمَا أَهْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْسَنْتَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَحِلَّ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِّنْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِيْ ثُمَّ أَهْلَلْتُ

۱٦٦٨۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطحا میں آیا اس حال میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کو بٹھایا تھا یعنی وہاں اترے ہوئے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے احرام حج کا باندھا اس نے کہا ہاں فرمایا کہ تو نے کس چیز کا احرام باندھا اس نے کہا کہ میں نے احرام باندھا مانند احرام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا کہ تو نے اچھا کیا خانہ کعبہ کا طواف کر اور صفا مروہ کی سعی کر پھر حلال ہو جا سو میں نے خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی اور پھر میں بنی قیس کی ایک عورت کے پاس آیا سو اس نے میرے سر سے جوئیں نکالیں پھر میں نے حج کا احرام باندھا سو میں فتویٰ دیا کرتا تھا ساتھ اس کے

بِالْحَجِّ فَكُنْتُ أُفْتِيْ بِهٖ حَتّٰى كَانَ فِيْ خِلَافَةِ عُمَرَ فَقَالَ إِنْ أَخَذْنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنَّهٗ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَإِنْ أَخَذْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهٗ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْىُ مَحِلَّهٗ

یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت ہوئی سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ہم قرآن کو لیں تو بے شک وہ ہم کو تمام کرنے کا حکم کرتا ہے یعنی احرام سے حلال ہو یہاں تک کہ تمام کرو حج کو جیسے کہ آیت و اتموا الحج میں واقع ہوا ہے اور اگر ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو لیں تو بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں حلال ہوئے یہاں تک کہ ھدی اپنی جگہ کو پہنچے یعنی منیٰ میں۔

فائدہ: یہ حدیث باب الذبح قبل الرمی میں پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمرے والے کو بدون طواف اور سعی کے احرام سے حلال ہونا درست نہیں۔ وفیہ المطابقة للترجمة

۱۶۶۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ مَوْلٰى أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَهٗ أَنَّهٗ كَانَ يَسْمَعُ أَسْمَآءَ تَقُوْلُ كُلَّمَا مَرَّتْ بِالْحَجُوْنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهٗ هَا هُنَا وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خِفَافٌ قَلِيْلٌ ظَهْرُنَا قَلِيْلَةٌ أَزْوَادُنَا فَاعْتَمَرْتُ أَنَا وَأُخْتِيْ عَائِشَةُ وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَيْتَ أَحْلَلْنَا ثُمَّ أَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِيِّ بِالْحَجِّ.

۱۶۶۹۔ ابو اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تحقیق مولا اسماء دختر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی کہ وہ اسماء سے سنتا تھا کہ جب وہ حجون (ایک پہاڑ کا نام ہے مکہ میں کہ اس جگہ مکہ کا قبرستان ہے کہ اس کو مقبرہ معلیٰ کہتے ہیں) میں گزرتیں تھیں تو کہتی تھیں کہ اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم کرے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس جگہ اترے اور ہم اس دن سبکسار تھے ہماری سواریاں کم تھیں اور ہمارے توشے بھی کم تھے سو عمرہ کیا میں نے اور میری بہن عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور زبیر نے اور فلاں فلاں نے یعنی بعد فسخ کرنے حج کے ساتھ عمرے کے سو جب ہم نے کعبے کا طواف کیا تو ہم احرام سے حلال ہوئے یعنی بعد سعی کے پھر زوال کے بعد ہم نے حج کا احرام باندھا۔

فائدہ: عیاض نے کہا کہ احتمال ہے کہ لفظ مسحنا کے معنی طواف اور سعی دونوں کے ہوں لیکن اختصار کے واسطے سعی حذف کی گئی واسطے اس کے کہ تھے معلق ساتھ طواف کے اور کہا کہ اس حدیث میں حجت نہیں واسطے اس شخص کے کہ نہیں واجب کرتا سعی کہ اس واسطے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ یہ واقع حجۃ الوداع میں تھا اور دوسرے طریق میں مفسر آچکا ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف کیا اور سعی کی پس یہ مجمل محمول ہے مبیّن پر اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی طواف اور سعی کے بعد بال کترانے سے پہلے جماع کرے تو اس کو کیا حکم ہے پس اکثر علماء

کا تو یہ مذہب ہے کہ واجب ہے اس پر ھدی اور عطاء نے کہا کہ اس پر کوئی چیز نہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کا عمرہ فاسد ہو جاتا ہے اور واجب ہے اس پر گزرنا فاسد میں اور لازم ہے اس پر قضاء اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے طبری نے اس پر کہ جو بال نہ کتروائے یہاں تک کہ حرم سے نکلے تو اس پر کوئی چیز نہیں بخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ اس پر دم ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَوِ الْغَزْوِ

جب کوئی حج اور عمرے اور جنگ سے پھرے تو کیا کہے؟

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ وہ ترجمے بیان کیے ہیں جو متعلق ہیں ساتھ آداب رجوع سفر کے واسطے متعلق ہونے اس کے کے ساتھ حاجی اور معتمر کے اور یہ معتمر افاقی (دوسرے علاقوں سے آنے والے) کے حق میں۔

١٦٧٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.

١٦٧٠۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنگ یا حج یا عمرے سے لوٹتے تھے تو ہر بلند زمین پر تین تین بار اللہ اکبر کہتے پھر فرماتے تھے کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کو سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم سفر سے پھرے تو بھی بندگی سجدہ کرنے والے اپنے رب کے شکر گزار ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے کی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور کفار کے گروہوں کو شکست دی یعنی بھگا دیا تھا اسی نے جنگ خندق میں کہ عرب کے سب کفار نے ہجوم کر کے مدینے کو گھیر لیا تھا اللہ نے آندھی بھیجی اس نے سب کو بھگا دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی سفر طاعت یا مباح سے پھرے تو مستحب ہے کہ کلمات پڑھے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْحَاجِّ الْقَادِمِيْنَ وَالثَّلَاثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

حج کے واسطے مکے میں آنے والوں کی پیشوائی کرنے کا بیان یعنی جائز ہے اور ایک جانور پر تین شخصوں کے سوار ہونے کا بیان۔

فائدہ: اس باب میں دو حکم ہیں۔

۱۶۷۱۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَتْهُ أُغَيْلِمَةُ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ.

۱۶۷۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو عبدالمطلب کی اولاد کے لڑکوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشوائی کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو اپنے آگے بٹھایا اور ایک کو اپنے پیچھے۔

فائدہ: دلالت حدیث کی دوسرے حکم پر ظاہر ہے یعنی معلوم ہوا کہ تین شخصوں کو ایک جانور پر سوار ہونا درست ہے اور دوسرا حکم حدیث سے بطریق عموم کے ثابت ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا عام ہے اس سے کہ ہو حج میں یا عمرے میں یا جنگ میں اور باب میں حج سے پھر آنے والے کے واسطے پیشوائی کرنے کا بیان ہے اور حدیث میں حج کے واسطے آنے والے کا بیان ہے لیکن ان میں مخالف نہیں اس واسطے کہ باعتبار معنی کے دونوں متفق ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْقُدُوْمِ بِالْغَدَاةِ

مسافر کا دن کو اپنے گھر کو آنا

۱۶۷۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَجَّاجِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ يُصَلِّيْ فِيْ مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ وَإِذَا رَجَعَ صَلَّى بِذِي الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِيْ وَبَاتَ حَتّٰى يُصْبِحَ.

۱۶۷۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے کی طرف نکلتے تھے تو صبح کی نماز درخت والی مسجد میں پڑھتے تھے جو کہ ذوالحلیفہ میں ہے اور جب سفر سے پھرتے تھے تو ذوالحلیفہ میں نالے کے اندر نماز پڑھتے تھے اور اس جگہ رات رہتے تھے یہاں تک کہ صبح کرتے پھر صبح کو مدینے میں داخل ہوتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب سفر سے پھرے تو مستحب ہے کہ دن کو گھر میں داخل ہو۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ الدُّخُوْلِ بِالْعَشِيِّ

رات کو گھر میں آنے کا بیان

فائدہ: یعنی مغرب سے عشاء تک اور غرض اس باب سے یہ ہے کہ پہلے باب میں دن کو گھر میں آنا متعین نہیں بلکہ مغرب کے بعد بھی عشاء تک درست ہے اور منع تو صرف رات کو گھر آنا ہے اور علت اس کی یہ ہے تاکہ کنگھی کرے غبار آلودہ بالوں والی۔ (فتح)

١٦٧٣۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ كَانَ لَا يَدْخُلُ إِلَّا غُدْوَةً أَوْ عَشِيَّةً.

۱۶۷۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو دستور تھا کہ جب حضرت ﷺ سفر سے پھرتے تو رات کو گھر میں نہ آتے تھے مگر صبح کو یا ابتدا رات میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسافر کے لیے دن کو گھر میں آنا متعین نہیں ہے بلکہ مغرب کے بعد عشاء تک بھی گھر میں آنا درست ہے۔ وفیہ مطابقۃ للترجمۃ

بَابٌ لَّا يَطْرُقُ أَهْلَهُ إِذَا بَلَغَ الْمَدِينَةَ

جب کوئی مسافر مدت کے بعد اپنے شہر میں آئے تو رات کو اپنے گھر کو نہ آئے یعنی جس کے آنے کی خبر نہ پہنچی ہو۔

١٦٧٤۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّطْرُقَ أَهْلَهُ لَيْلًا.

۱۶۷۴۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے اس سے کہ کوئی مسافر رات کو اپنے گھر میں داخل ہو۔

بَابُ مَنْ أَسْرَعَ نَاقَتَهُ إِذَا بَلَغَ الْمَدِينَةَ

جب کوئی مسافر مدینے میں پہنچے تو اپنی اونٹنی کو جلدی چلائے

١٦٧٥۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَأَبْصَرَ دَرَجَاتِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ نَاقَتَهُ وَإِنْ كَانَتْ دَابَّةً حَرَّكَهَا.

۱۶۷۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ سفر سے آتے تھے اور مدینے کی بلند راہیں دیکھتے تھے تو اپنی اونٹنی کو تیز چلاتے تھے اور اگر اونٹ کے سوا کوئی اور جانور ہوتا تھا تو اس کو ہلاتے تھے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ زَادَ الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ حُمَيْدٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

اس روایت میں یہ لفظ واقع ہوا ہے جدرات المدینہ یعنی جب مدینے کی دیواریں دیکھتے تھے اور اس میں یہ لفظ بھی زیادہ ہے کہ سواری کو مدینے کی محبت سے تیز کرتے تھے۔

جُدُرَاتِ تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ.

فائدہ: اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر فضیلت مدینے کے اور اوپر مشروع ہونے حب وطن کے اور اس طرف رجوع کرنے کے۔(فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾

اس آیت کے نزول کا بیان کہ آؤ اپنے گھروں کو ان کے دروازوں سے

١٦٧٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِيْنَا كَانَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا حَجُّوْا فَجَاءُ وْا لَمْ يَدْخُلُوْا مِنْ قِبَلِ أَبْوَابِ بُيُوْتِهِمْ وَلٰكِنْ مِنْ ظُهُوْرِهَا فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَدَخَلَ مِنْ قِبَلِ بَابِهِ فَكَأَنَّهُ عُيِّرَ بِذٰلِكَ فَنَزَلَتْ ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾.

١٦٧٦۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت ہم میں اتری کہ دستور تھا کہ جب انصار حج کر کے آتے تھے اپنے گھروں میں دروازوں سے داخل نہ ہوتے تھے لیکن ان کے پیچھے سے داخل ہوتے تھے سو ایک مرد انصاری حج سے آیا اور اپنے گھر میں دروازے سے داخل ہوا تو گویا کہ عیب کیا گیا اس پر سو یہ آیت اتری کہ نہیں نیکی یہ کہ تم اپنے گھروں کو ان کے پیچھے سے آؤ یعنی چھت پر سے لیکن نیکی وہ ہے جو بچتا رہے یعنی حرام سے اور آؤ گھروں میں دروازوں سے۔

فائدہ: اس حدیث سے اس آیت کا شان نزول معلوم ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ جب احرام باندھتے تھے تو ان کے اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہوتی تھی یعنی گھروں کے دروازوں سے داخل نہ ہوتے تھے تا کہ دروازہ ان کے اور آسمان کے درمیان حائل نہ ہو۔

بَابُ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ

باب ہے اس بیان میں کہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے

١٦٧٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَنَوْمَهُ فَإِذَا قَضٰى نَهْمَتَهُ فَلْيُعَجِّلْ إِلٰى أَهْلِهِ.

١٦٧٧۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے کہ باز رکھتا ہے تمہارے ایک کو کھانے اور پینے سے اور نیند سے پھر جب کوئی اپنے کام سے فراغت پائے تو چاہیے کہ جلدی سے اپنے گھر والوں کے پاس آئے کہ سبب خوشی کا ہے اور خلاص ہونا ہے رنج انتظار سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے ضرر سفر کرنا مکروہ ہے کہ اس میں سراسر تکلیف اور مشقت ہے اور مستحب

ہے جلدی پھر آنا خاص کر وہ لوگ کہ غیب میں ان کے ضائع ہونے کا خوف ہو اور اس واسطے کہ اپنی بیوی اور بال بچوں میں رہنے میں راحت ہے جو مدد کرنے والی ہے اوپر صلاح دین اور دنیا کے اور نیز حاصل ہوتی ہے اس میں نماز ساتھ جماعت کے اور قوت عبادت کی اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ سفر میں صحت ہے سو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سفر عذاب کا ٹکڑا نہ ہو اس واسطے کہ اس میں صحت باعتبار ریاضت کے ہے اور عذاب کا ٹکڑا باعتبار مشقت اور تکلیف کے ہے جو سفر میں لاحق ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُسَافِرِ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ يُعَجِّلُ إِلٰى أَهْلِهِ

جب مسافر کو چلنا کوشش میں لائے یعنی جلد چلے اور اپنے گھر کی طرف جلدی کرے یعنی جلد چلنا مقصود ہو تو کیا کرے؟

فائدہ: بعض نسخوں میں تعجل سے پہلے واو نہیں اور اذا کا جواب تعجل ہے۔

١٦٧٨۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَبَلَغَهُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِيْ عُبَيْدٍ شِدَّةُ وَجَعٍ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى كَانَ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ جَمَعَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا.

١٦٧٨۔ اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکے کی راہ میں تھا سو اس کو صفیہ رضی اللہ عنہا (اپنی بی بی) کی سخت بیماری کی خبر پہنچی سو وہ چلے انہوں نے چلنے میں جلدی کی یہاں تک کہ جب سرخی ڈوب گئی تو اترے اور مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی پھر کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو چلنا کوشش میں لاتا تھا تو مغرب کو تاخیر کرتے تھے اور دونوں کو ملا کر پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مسافر جلد چلے تو اس کو دو نمازوں کا ملا کر پڑھنا درست ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَبْوَابُ الْمُحْصَرِ وَجَزَآءِ الصَّيْدِ

باب ہے بیچ بیان روکنے محرم کے بیچ بدلے شکار کے کہ محرم اس کو کرے

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُؤُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ.

اور بیان مراد اس آیت کے کہ پھر اگر تم روکے جاؤ تو جو میسر ہو قربانی بھیجو اور نہ منڈواؤ سر اپنے جب تک کہ پہنچ نہ چکے قربانی اپنے ٹھکانے پر۔

وَقَالَ عَطَاءٌ الْإِحْصَارُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يَّحْبِسُهٗ

اور عطاء نے کہا کہ روکنا ہر چیز سے ہے کہ اس کو روکے یعنی روکنا دشمن کے ساتھ خاص نہیں

فائدہ: اگر کوئی حج یا عمرے کا احرام باندھ کر کے کو چلے اور راہ میں دشمن یا بیماری یا کسی اور چیز کے سبب سے روکا جائے اور کے میں نہ پہنچ سکے تو وہ قربانی یعنی ایک بکری مکہ میں بھیجے کہ نحر کے دن اس کی طرف سے حرم میں ذبح کی جائے اور عطاء کے اس قول میں اشارہ ہے اس طرف کہ احصار عام ہے ہر چیز سے محرم رک سکتا ہے اور اس مسئلے میں اصحاب رضی اللہ عنہم کو اختلاف ہے کہ اکثر کا تو یہ مذہب ہے کہ احصار ہر روکنے والی چیز سے ہے کہ روکا جائے حاجی ساتھ اس کے دشمن سے ہو یا بیماری سے یا کسی اور چیز سے یہاں تک کہ ایک شخص سانپ سے کاٹا گیا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فتوی دیا کہ وہ محصر ہے اور نخعی اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ کہ حصر ٹوٹ جانا ہے کسی عضو کا اور بیماری ہے اور خوف ہے یعنی ہر چیز سے احصار کو حکم ثابت ہو جاتا ہے خواہ بیمار ہو یا کچھ اور اور ان کی دلیل حجاج کی حدیث ہے اور وہ چیز ہے اس کو ہم اس باب کے اخیر میں ذکر کریں گے اور اثر عطاء کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی عطاء کے قول کے مطابق حدیث آئی ہے لیکن اس میں اتنا زیادہ ہے کہ واجب ہے اس پر ذبح کرنا اس چیز کا کہ میسر ہو قربانی سے پھر اگر وہ حج اسلام ہو تو واجب ہے اس پر قضاء اس کی اور اگر فرض حج کے ادا کے بعد ہو تو اس پر قضاء نہیں اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ نہیں احصار مگر ساتھ دشمن کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول ہے کہ نہیں ہے روکنا مگر

جس کو دشمن روکے پس عمرہ کر کے احرام اتار ڈالے اور نہیں واجب ہے اس پر حج اور نہ عمرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو بیماری کے سبب سے خانے کعبے سے روکا جائے تو وہ احرام سے حلال نہیں ہوتا یہاں تک کہ خانے کعبے کا طواف کرے اور یہی قول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا کہ نہیں روکنا مگر بہ سبب دشمن کے یعنی پس بیمار ان کے نزدیک باقی رہتا ہے اپنے احرام پر اور اگر عذر جاتا رہے اور حج فوت ہو تو عمرہ کر کے احرام سے حلال ہو جائے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ نے حج اور عمرے کے تمام کرنے کا حکم فرمایا ہے اور محصر کو حلال ہونے کی رخصت دی اور آیت دشمن کے روکنے میں نازل ہوئی پس ہم رخصت کو اس کی جگہ سے آگے نہیں بڑھاتے اور اس باب میں ایک تیسرا قول بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ نہیں روکنا بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اہل کوفہ وغیرہ کے حجت استدلال کرنا ہے ساتھ عموم آیت کے فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ الآیہ۔ (فتح)

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَصُوْرًا لَّا يَأْتِي النِّسَآءَ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ لفظ حصور کے معنی جو قرآن میں واقع ہوا ہے یہ ہیں کہ عورتوں سے صحبت نہ کرے

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے گویا اشارہ کیا ہے اس طرف کہ مادہ دونوں کا ایک ہے اور ان کے معنی کے درمیان جامع منع ہے۔(فتح)

بَابٌ إِذَا أُحْصِرَ الْمُعْتَمِرُ

جب عمرے کے احرام والا روکا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ روکنے کے ساتھ حلال ہونا خاص ہے ساتھ حاجی کے بخلاف عمرہ کرنے والے کے کہ وہ احصار سے حلال نہیں ہوتا بلکہ باقی رہتا ہے یہاں تک کہ خانے کعبے کا طواف کرے اس واسطے کہ تمام سال عمرے کا وقت ہے پس اس کے فوت ہونے کا خوف نہیں بخلاف حج کے اور یہ محکی ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو کہ ابو قلابہ سے روایت ہے کہ میں عمرے کے واسطے نکلا سو میں اپنی سواری سے گر پڑا اور میرا پاؤں ٹوٹ گیا سو میں نے ایک آدمی کو ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا سو انہوں نے کہا کہ عمرے کے لیے حج کی طرح کوئی وقت معین نہیں اپنے احرام پر باقی رہے یہاں تک کہ خانے کعبے کا طواف کرے۔(فتح)

١٦٧٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حِيْنَ خَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ قَالَ إِنْ صُدِدْتُّ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْتُ

١٦٧٩۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ فتنے (حجاج) میں عمرہ کے لیے مکہ کو نکلا تو کہا کہ اگر میں خانے کعبے سے روکا گیا تو کریں گے ہم جیسا کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عمرے کا احرام باندھا اس واسطے کہ حدیبیہ

كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِّنْ أَجْلِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ.

کے سال آپ ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا تھا یعنی اگر میں خانے کعبے کے طواف سے روکا گیا تو میں عمرے کا احرام باندھوں گا اور عمرے سے حلال ہو جاؤں گا جیسا کہ حضرت ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا اور اس سے حلال ہوئے۔

فائدہ: پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صرف حج کا احرام باندھا پھر اس کے ساتھ عمرے کا احرام بھی باندھ لیا پس ہو گئے قارن۔

١٦٨٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَآءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَيَالِيَ نَزَلَ الْجَيْشُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَّا تَحُجَّ الْعَامَ وَإِنَّا نَخَافُ أَنْ يُّحَالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ وَأُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ أَوْجَبْتُ الْعُمْرَةَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ أَنْطَلِقُ فَإِنْ خُلِّيَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَإِنْ حِيْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا شَأْنُهُمَا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَّعَ عُمْرَتِيْ فَلَمْ يَحِلَّ مِنْهُمَا حَتّٰى حَلَّ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَهْدٰى وَكَانَ

١٦٨٠۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ اور سالم دونوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کلام کیا ان دنوں میں کہ حجاج کو لشکر ابن زبیر کی لڑائی کے واسطے مکہ میں اترا تھا اور انہوں نے کہا کہ تجھ کو اس سال نہ حج کرنے میں کچھ ضرر نہیں کہ ہم ڈرتے ہیں اس سال کہ حائل ہو کوئی چیز درمیان تیرے اور درمیان خانے کعبے کے یعنی تم مکے میں داخل نہ ہو سکو سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے یعنی عمرے کے لیے سو کفار قریش کعبے کے درمیان رکاوٹ بنے یعنی حضرت ﷺ کو مکے میں آنے سے روکا سو حضرت ﷺ نے اپنی قربانی ذبح کی اور اپنا سر منڈوایا یعنی اگر میں روکا گیا تو میں بھی اسی طرح کروں گا اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے عمرہ اپنے اوپر واجب کیا اگر اللہ نے چاہا تو میں جاؤں گا سو اگر میرے اور خانے کعبے کے درمیان راہ خالی ہوئی تو میں کعبے کا طواف کروں گا اور اگر میرے اور اس کے درمیان کوئی چیز مانع ہوئی تو میں کروں گا جس طرح حضرت ﷺ نے کیا اور میں آپ کے ساتھ تھا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ذوالحلیفہ سے عمرے کا احرام باندھا پھر ایک گھڑی چلے پھر کہا کہ حج اور عمرے کا حال تو ایک ہی ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے حج کو اپنے عمرے کے ساتھ واجب کیا سو حج

يَقُولُ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَطُوفَ طَوَافًا وَّاحِدًا يَوْمَ يَدْخُلُ مَكَّةَ.

اور عمرے سے حلال نہ ہوئے یہاں تک کہ قربانی کے دن حلال ہوئے اور قربانی ذبح کی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ محرم احرام سے حلال نہیں ہوتا یہاں تک کہ ایک طواف کرے جس دن کہ مکے میں داخل ہو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہیں حال ہے ان دونوں کا مگر ایک تو مراد اس سے یہ ہے کہ جائز ہے حلال ہونا ان دونوں سے ساتھ احصار کے یا بیچ ممکن ہونے احصار کے ان دونوں میں سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر میں اپنے عمرے سے روکا گیا تو میں اپنے حج سے روکا گیا گویا کہ اس نے پہلے دیکھا تھا کہ حج کا احصار عمرے کے احصار سے سخت ہے اس واسطے کہ اس کے اعمال بہت ہیں اور اس کا وقت دراز ہے سو اس نے عمرے کا احرام باندھا پھر معلوم کیا کہ حج کے احصار سے محرم عمرے کے ساتھ حلال ہو سکتا ہے سو کہا کہ نہیں حال ہے ان دونوں کا مگر ایک اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم قیاس کرتے تھے اور اس کے ساتھ حجت پکڑتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو دشمن کے سبب سے حج یا عمرے سے روکا جائے اور ان کو ادا نہ کر سکے تو اس کو جائز ہے کہ حلال ہو جائے ساتھ اس طرح کے کہ حلال ہونے کی نیت کرے اور اپنی قربانی ذبح کرے اور بال منڈوائے یا کتروائے اور یہ کہ جائز ہے داخل کرنا حج کا عمرے پر اور یہی قول جمہور کا لیکن شرط اس کی اکثر کے نزدیک یہ ہے کہ عمرے کے طواف میں شروع ہونے سے پہلے ہو اور بعض کہتے ہیں کہ اگر چار شرط سے پہلے ہو تو جائز ہے نہیں تو نہیں اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ طواف کے تمام ہونے کے بعد اور یہی قول ہے مالکیہ کا اور ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے کہ ابو ثور نے خلاف کیا اور کہا کہ حج کو عمرے پر داخل کرنا درست نہیں جیسا کہ عمرے کو حج پر داخل کرنا منع ہے اور یہ کہ قارن ایک طواف کرے اور یہ قارن قربانی ذبح کرے اور یہ کہ خوف ناک راہ میں جانا درست ہے جب کہ سلامتی کی امید ہو۔ (فتح)

حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ بَعْضَ بَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَهُ لَوْ أَقَمْتَ بِهٰذَا.

نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ کے بعض بیٹوں نے اس کو کہا کہ اگر تو اس سال ٹھہرے تو بہتر ہو۔

١٦٨١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ أُحْصِرَ

١٦٨١۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم روکے گئے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر منڈوایا اور اپنی بیویوں سے صحبت کی اور اپنی قربانی ذبح کی یہاں تک کہ اس کے بدلے آئندہ سال کو عمرہ کیا۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ رَأْسَهٗ وَجَامَعَ نِسَآءَهٗ وَنَحَرَ هَدْيَهٗ حَتّٰى اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو احصار کے ساتھ حلال ہو واجب ہے اس پر قضاء اس چیز کی کہ اس سے حلال ہو یعنی حج ہو یا عمرہ اور یہی ثابت ہوتا ہے ظاہر حدیث سے اور جمہور نے کہا کہ واجب نہیں اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور امام احمد رحمہ اللہ سے اس مسئلے میں دو قول ہیں وَسَيَاتِي الْبَحْثُ فِيْهِ۔

بَابُ الْإِحْصَارِ فِي الْحَجِّ. حج سے روکنے کا بیان۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو احصار عمرے سے حج واقع ہوا ہے سو علماء نے حج کو بھی اس پر قیاس کر لیا ہے اور وہ الحاق ہے ساتھ نفی قارن کے اور وہ قوی تر ہے سب قیاسوں سے میں کہتا ہوں کہ مراد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ساتھ اس قول کے کہ سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے کی ہے قیاس کرنا اس شخص کا ہے جو حج سے روکا گیا اس پر جو عمرے سے روکا گیا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احصار تو عمرے سے واقع ہوا تھا اور احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول اس شخص کے حق میں ہو جو نہ حاصل ہو واسطے اس کے یہ اس حال میں کہ حج کرنے والا ہو۔ (فتح)

١٦٨٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ حُبِسَ أَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا فَيُهْدِيْ أَوْ يَصُوْمُ إِنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا وَّعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهٗ.

١٦٨٢۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ کیا تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کفایت نہیں کرتا اور اگر کوئی حج سے روکا جائے یعنی وقوف عرفات سے تو خانے کعبے کا طواف کرے اور صفا مروہ کی سعی کرے یعنی اگر کر سکے پھر حلال ہو ہر چیز سے کہ اس پر حرام کی تھی یہاں تک کہ آئندہ سال کو حج کرے پس قربانی ذبح کرے اور اگر قربانی نہ پائے تو روزے رکھے۔

فائدہ: اس حدیث کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما شرط کرنے کے منکر تھے یعنی اگر محرم شرط کرے

یہ کہ اگر مجھ کو راہ میں مرض پیدا ہو اور کعبے کی طرف نہ چل سکوں تو میں اس جگہ سے احرام سے باہر نکل آؤں گا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ یہ شرط درست نہیں بلکہ جہاں رک جائے تو جو اعمال عمرے کے ممکن ہوں ان کو ادا کر کے وہیں سے حلال ہو جائے اور ضباعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ حج کا احرام باندھ اور شرط کر لے یعنی کہہ کہ یا الٰہی میرا مکان نکلنے کا احرام سے اس جگہ ہو گا کہ روکے تو مجھ کو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان صلی اللہ علیہ وسلم اور علی رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا وغیرہم سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ شرط کرنا صحیح ہے اور نہیں ثابت ہوا انکار اس کا کسی صحابی سے مگر ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور موافقت کی ہے ان کی ایک جماعت تابعین نے اور جو ان کے بعد ہیں حنفیہ اور مالکیہ سے حج اور عمرے میں شرط کرنے میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ وہ مشروع ہے پھر ظاہر یہ کہتے ہیں کہ واجب ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک مستحب ہے اور بعض کے نزدیک جائز ہے اور یہی قول مشہور ہے نزدیک شافعیہ کے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا جدید قول یہ ہے کہ اگر ضباعہ کی حدیث صحیح ہو تو میں اس کا قائل ہوں گا اور جو لوگ کہ ضباعہ کی حدیث کے منکر ہیں وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث ضباعہ کے ساتھ خاص ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد روکنے والی چیز سے موت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عمرے کے ساتھ خاص ہے۔ (فتح)

بَابُ النَّحْرِ قَبْلَ الْحَلْقِ فِي الْحَصْرِ

رکنے کے وقت سر منڈوانے سے پہلے قربانی کرنے کا بیان

١٦٨٣۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ قَبْلَ أَنْ يَّحْلِقَ وَأَمَرَ أَصْحَابَهٗ بِذٰلِكَ.

١٦٨٣۔ مسور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (عمرہ حدیبیہ میں) سر منڈوانے سے پہلے قربانی ذبح کی اور اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو اس کا حکم کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محصر کو سر منڈوانے سے پہلے قربانی ذبح کرنی درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٦٨٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيِّ قَالَ وَحَدَّثَ نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ وَسَالِمًا كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ

١٦٨٤۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ اور سالم نے اپنے باپ عبداللہ سے کلام کی یعنی یہ کہ آپ اس سال حج کو نہ جائیں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرے کے ارادے سے نکلے سو کفار قریش کعبہ سے روکا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روکا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی کا اونٹ ذبح

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَمِرِيْنَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدْنَهٗ وَحَلَقَ رَأْسَهٗ.

کیا اور اپنا سر منڈوایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محصر کو سر منڈوانے سے پہلے قربانی ذبح کرنی درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور ترجمہ باب میں اشارہ ہے اس طرف کہ یہ ترتیب محصر کے ساتھ خاص ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ نہیں واجب ہے اختیار کی حالت میں اور نہیں تعرض کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے اس چیز کے کہ واجب ہے اس پر جو قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوائے سو علقمہ سے روایت ہے کہ اس پر جانور ذبح کرنا آتا ہے اور مثل اس کی مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ محصر پر ہدی نہیں اور یہ حدیث حجت ہے اس پر۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُحْصَرِ بَدَلٌ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ کہتا ہے محصر پر قضا نہیں

وَقَالَ رَوْحٌ عَنْ شِبْلٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّمَا الْبَدَلُ عَلٰى مَنْ نَقَضَ حَجَّهٗ بِالتَّلَذُّذِ فَأَمَّا مَنْ حَبَسَهٗ عُذْرٌ أَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَإِنَّهٗ يَحِلُّ وَلَا يَرْجِعُ وَإِنْ كَانَ مَعَهٗ هَدْيٌ وَهُوَ مُحْصَرٌ نَحَرَهٗ إِنْ كَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَبْعَثَ بِهٖ وَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَبْعَثَ بِهٖ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قضاء تو صرف اس پر ہے جو اپنا حج جماع سے توڑے یعنی اس واسطے کہ احرام میں عورت سے جماع کرنا درست نہیں اور جو شخص کہ روکے اس کو کوئی عذر مانند دشمن کی یا سوائے اس کے کوئی عذر اور چیز مانند بیماری وغیرہ کے تو وہ احرام سے حلال ہو جاتا ہے اور قضاء نہ کرے یعنی جب کہ حج نفل ہو اور اگر فرض ہو تو واجب ہے اس پر قضاء اس کی اور اگر اس کے ساتھ قربانی ہو اس حال میں کے وہ محصر ہو اور اس کو حرم میں نہ بھیج سکے تو اس کو ذبح کرے یعنی کسی جگہ ہو حرم میں یا حل میں اور اگر اس کو حرم میں بھیج سکے تو اس کو احرام سے حلال ہونا درست نہیں یہاں تک کہ قربانی اپنی جگہ میں یعنی حرم میں پہنچے۔

فائدہ: اور اس مسئلے میں اصحاب رضی اللہ عنہم وغیرہم کو اختلاف ہے جمہور کا مذہب تو یہ ہے کہ محصر جس جگہ حلال ہو اسی جگہ قربانی کر لے تو درست ہے خواہ حرم میں یا حل میں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نہ ذبح کرے اس کو مگر حرم میں اور دوسرے علماء نے تفصیل کی ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اور یہی قول معتبر ہے اور اس کے اختلاف کا یہ سبب ہے کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن قربانی حل میں ذبح کی تھی یا حرم میں بعض کہتے ہیں کہ حل میں

ذبح کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ حرم میں ذبح کی اور راجح یہ بات ہے کہ آپ ﷺ نے حرم میں ذبح کی لیکن اس کا اس سے وجوب ثابت نہیں ہوتا (جیسا کہ امام اعظم کہتے ہیں) بلکہ ظاہر قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اصحاب رضی اللہ عنہم نے اپنی جگہ میں ذبح کی حالانکہ وہ حل میں تھے حرم میں نہ تھے اور یہ واقع جواز پر دلالت کرتا ہے یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محصر کو حل میں بھی قربانی ذبح کرنا درست ہے۔

وَقَالَ مَالِكٌ وَغَيْرُهُ يَنْحَرُ هَدْيَهُ وَيَحْلِقُ فِيْ اَيِّ مَوْضِعٍ كَانَ وَلَا قَضَآءَ عَلَيْهِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ نَحَرُوْا وَحَلَقُوْا وَحَلُّوْا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَبْلَ الطَّوَافِ وَقَبْلَ اَنْ يَّصِلَ الْهَدْيُ اِلَى الْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يُذْكَرْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَحَدًا اَنْ يَّقْضُوْا شَيْئًا وَلَا يَعُوْدُوْا لَهُ وَالْحُدَيْبِيَةُ خَارِجٌ مِّنَ الْحَرَمِ.

اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ اپنی قربانی ذبح کرے اور اپنا سر منڈوائے جس جگہ میں ہو اور اس پر قضاء نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے قربانی ذبح کی اور سر منڈوایا اور حلال ہوئے ہر چیز سے کہ ان پر حرام تھی پہلے طواف کرنے سے اور پہلے اس سے کہ پہنچے قربانی اپنی جگہ میں پھر نہیں ذکر کیا گیا یہ کہ حضرت ﷺ نے کسی کو حکم کیا ہو یہ کہ قضاء کرے کوئی چیز اور اصحاب رضی اللہ عنہم اس کو دوہرائیں اور حدیبیہ حرم مکہ سے باہر ہے۔

فائدہ: یہ قول موطا امام مالک میں مذکور ہے اور مراد وغیرہ سے امام شافعی ہیں اس واسطے کہ یہ جو کہا کہ حدیبیہ حرم مکہ سے باہر ہے تو یہ قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور ایک روایت اس سے یہ ہے کہ بعض اس کا حل میں ہے اور بعض اس کا حرم میں لیکن حضرت ﷺ نے تو حل میں قربانی ذبح کی ساتھ دلیل اس آیت کے ﴿وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ﴾ یعنی روکیں تم کو مسجد حرام سے اور ہدی میں اس حال میں کہ کھڑی کی گئی ہو یہ کہ پہنچے اپنے حلال ہونے کی جگہ میں اور قربانی کے حلال ہونے کی جگہ اہل علم کے نزدیک حرم ہے اور اللہ نے خبر دی کہ کفار نے ان کو حرم سے روکا اور کہا کہ جس جگہ روکا اسی جگہ ذبح کرے اور حلال ہو جائے اور اس پر قضا نہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے قضا کو ذکر نہیں فرمایا اور اہل مغازی کے اخبار سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے اس واسطے کہ ہم نے حدیثوں کے اتفاق سے معلوم کیا کہ حدیبیہ کے سال آپ ﷺ کے ساتھ معروف مرد تھے پھر آپ ﷺ نے عمرہ قضا کیا یعنی آئندہ سال کو اور ان میں سے بعض مدینے میں رہے بغیر ضرورت کی جان میں اور نہ مال میں اور اگر ان پر قضاء واجب ہوتی سو حکم کرتی ان کو یہ کہ نہ پیچھے رہیں ان سے اور دوسری جگہ میں کہا کہ عمرہ قضاء کو قضاء اس واسطے کہا گیا کہ آپ ﷺ نے اس میں قریش سے صلح کی نہ اس واسطے کہ اس عمرے کی قضاء ان پر واجب ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اصحاب رضی اللہ عنہم کو قضاء عمرے کا حکم کیا سو ان سے کوئی پیچھے نہ رہا سو مراد حکم سے حکم استحباب کا ہے۔ (فتح)

١٦٨٥۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ حِيْنَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ أَجْلِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ نَظَرَ فِي أَمْرِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ فَالْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا وَرَأَى أَنَّ ذٰلِكَ مُجْزِيًا عَنْهُ وَأَهْدٰى.

١٦٨٥۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب کہ عمرے کے لیے نکلے فتنے کے سال میں کہ اگر میں خانے کعبے سے روکا گیا تو ہم کریں گے جیسا کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا سو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عمرے کا احرام باندھا اس واسطے کہ حدیبیہ کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے کا احرام باندھا تھا پھر عبداللہ نے اپنے حال میں نظر کی سو فرمایا کہ نہیں حال ہے حج اور عمرے کا مگر ایک سو اس نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف التفات کیا اور کہا کہ نہیں حال ہے ان دونوں کا مگر ایک میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے حج کو عمرے کے ساتھ واجب کیا یعنی قران کی نیت کی پھر حج اور عمرے دونوں کے لیے ایک طواف کیا اور اعتقاد کیا یہ طواف ہر ایک کی طرف سے کافی ہے اور ہدی بھیجی۔

فائدہ: اور یہ مخالف ہے قول کوفیوں کے کہ وہ دونوں کے واسطے دو طواف واجب کہتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ وَهُوَ مُخَيَّرٌ فَأَمَّا الصَّوْمُ فَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ پھر جو کوئی تم میں بیمار ہو یا اس کو دکھ دیا اس کے سر نے تو بدلہ دے روزے یا خیرات یا ذبح کرنا اور اس کو ان تین چیزوں میں اختیار ہے جو چیز چاہے دے اور مگر روزے پس تین دن ہیں۔

فائدہ: هُوَ مُخَيَّرٌ یہ امام بخاری رحمہ اللہ کی کلام ہے استفادہ کیا ہے اس کو او مکررہ سے یعنی حرف اَوْ سے معلوم ہوتا ہے ان تین چیزوں میں اختیار ہے جو چاہے دے کوئی خاص واجب نہیں کہ بدون اس کے کوئی چیز اور درست نہ ہو اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی باب کفارات ایمان میں پس کہا کہ اختیار دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب کو فدیہ میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء رحمہ اللہ اور عکرمہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جس جس جگہ قرآن میں او کا حرف آیا ہے تو اس کے صاحب کو اختیار ہے اور قریب تر اس چیز کا کہ واقف ہوا ہوں میں طرق حدیث باب سے طرف تصریح کے یہ ہے جو کہ ابو داود نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب کو فرمایا کہ اگر تو چاہے تو قربانی

ذبح کر اور اگر تو چاہے تو روزے رکھ اور اگر چاہے تو کھانا کھلا۔ (فتح)

١٦٨٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَعَلَّكَ آذَاكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْلِقْ رَأْسَكَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ أَوِ انْسُكْ بِشَاةٍ.

١٦٨٦۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ شاید کہ تیرے کیڑے تجھ کو ایذا دیتے ہیں یعنی جوئیں اس نے کہا کہ ہاں سو فرمایا کہ اپنا سر منڈوا ڈال اور تین روزے رکھ یا چھ مسکین کو کھانا کھلا یا ایک بکری قربانی کر۔

فائدہ: آیت مذکورہ میں مطلق روزے کا ذکر ہے اور اس حدیث سے اس کو مقید کر دیا ہے ساتھ تین روزوں کے اور ابن تین نے کہا کہ شارع نے یہاں ایک روزے کو ایک صاع کے برابر ٹھہرایا ہے اور رمضان کا روزہ نہ رکھنے کو ایک مد کے برابر ٹھہرایا اور اسی طرح ظہار میں اور روزے رمضان میں جماع کرنے میں اور کفارے قسم میں تین مد اور ایک تہائی اس کی اور اس میں قوی تر دلیل ہے اس پر کہ حدود اور تقدیرات میں قیاس کو دخل نہیں اور یہ فدیہ حلق پر مرتب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جوؤں کے مارنے پر مرتب ہے اور اثر خلاف کا اس میں ظاہر ہوتا ہے جب کہ کوئی محرم سر منڈوائے اور جوں مارے پس بعض کے نزدیک اس میں فدیہ واجب ہے اور بعض کے نزدیک نہیں اور یہ جو کہا کہ روزہ رکھ تو ابن قدامہ نے کہا کہ نہیں جانتا میں اختلاف اس میں کہ کسی چیز کے ساتھ بالوں کا دور کرنا حلق کے ساتھ ملحق ہے برابر ہے کہ استرا سے ہو یا نورے وغیرہ سے اور ابو عوانہ نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جو قربانی پائے وہ نہ روزہ رکھے اور نہ کھانا کھلائے یعنی اس کو قربانی کا ذبح کرنا متعین ہے اس کے ہوتے اور کوئی چیز کفایت نہیں کرتی لیکن میں نہیں جانتا کہ کوئی عالم اس کا قائل ہو سوائے سعید بن جبیر کے کہ اس نے کہا اگر بکری نہ پائے تو اس کی قیمت ادا کرے پھر اس کی قیمت سے اناج خرید کر خیرات کرے یا ہر نصف صاع کے بدلے روزہ رکھے اور تطبیق ان دونوں میں یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے ترجیح ترتیب کے نہ یہ کہ ترتیب واجب ہے اور امام نووی نے کہا کہ یہ مراد نہیں کہ روزہ یا کھانا کھلانا نہیں کفایت کرتا ہے مگر واسطے فاقد ھدی کے یعنی جس کو ھدی نہ ملے بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا اس کے ساتھ ھدی ہے یا نہیں سو اگر وہ ھدی پا سکتا ہے تو اس کو معلوم کروایا کہ اس کو اختیار ہے درمیان اس کے اور درمیان روزے اور کھلانے کے اور اگر قربانی نہ

پائے تو اس کو دونوں کے درمیان اختیار ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰي ﴿أَوْ صَدَقَةٍ﴾ وَهِيَ إِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ یا خیرات کرے اور وہ خیرات چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اسکی کہ آیت میں صدقہ مبہم ہے اور سنت نے اس کو بیان کیا ہے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا کہ آیت میں صدقہ سے مراد چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اور حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دس روزے ہیں اور دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ابن عبدالبر نے کہا کہ نہیں قائل ہوا ساتھ اس کے کوئی فقیہ شہروں میں سے یعنی حسن بصری کے سوا اور کوئی اس کا قائل نہیں۔ (فتح)

١٦٨٧۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُجَاهِدٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ لَيْلٰى أَنَّ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ وَقَفَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَرَأْسِيْ يَتَهَافَتُ قَمْلًا فَقَالَ يُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَأْسَكَ أَوْ قَالَ احْلِقْ قَالَ فِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ بِهٖ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهٖ﴾ إِلٰى آخِرِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةٍ أَوِ انْسُكْ بِمَا تَيَسَّرَ.

١٦٨٧۔ کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر کھڑے ہوئے اور میرے سر سے پے در پے جوئیں گرتیں تھیں تو فرمایا کہ کیا تجھ کو تیرے سر کے کیڑے ایذا دیتے ہیں میں نے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنا سر منڈوا ڈال کعب نے کہا کہ یہ آیت میرے حق میں اتری فمن کان منکم آخر تک سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ رکھ تین دن اور ایک فرق چھ مسکینوں میں تقسیم کر یا جو قربانی میسر ہو ذبح کر۔

فائدہ: ایک فرق تین صاع کا ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جب محرم کو سر کی جوئیں تکلیف دیں تو بالوں کو منڈوائے اور کھانا کھلا دے تو چھ مسکینوں کو کھانا دے پس معلوم ہوا کہ مراد صدقہ سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ الْإِطْعَامِ فِي الْفِدْيَةِ نِصْفُ صَاعٍ

فدیہ میں کھانا کھلانا صاع ہے یعنی ہر مسکین کو ڈیڑھ کلو گندم دے ہر چیز سے

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے قول اس شخص کی جو گیہوں وغیرہ میں فرق کرتا ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ امام ابوحنیفہ اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ اگر گیہوں ہو تو آدھا صاع دے اور اگر کھجور وغیرہ ہو تو پورا صاع دے اور امام

احمد رحمہ اللہ کا ایک قول یہ بھی ہے اور یہ حدیث ان پر رد کرتی ہے۔ (فتح)

١٦٨٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ جَلَسْتُ إِلٰى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْفِدْيَةِ فَقَالَ نَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَّهِيَ لَكُمْ عَامَّةً حُمِلْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلٰى وَجْهِيْ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرَى الْوَجَعَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرٰى أَوْ مَا كُنْتُ أُرَى الْجَهْدَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرٰى تَجِدُ شَاةً فَقُلْتُ لَا فَقَالَ فَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفَ صَاعٍ.

١٦٨٨۔ عبداللہ سے روایت ہے کہ میں کعب بن عجرہ کے پاس بیٹھا سو میں نے اس کو فدیہ کا حکم پوچھا سو اس نے کہا کہ فدیہ کی آیت خاص میرے حق میں نازل ہوئی اور تمہارے واسطے عام ہے یعنی اس کا حکم سب کو شامل ہے اس کو بیان یوں ہے کہ میں حضرت ﷺ کی طرف اٹھایا گیا اس حال میں کہ جوئیں میرے منہ پر گرتی تھیں سو فرمایا کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ تجھ کو ایسی تکلیف پہنچی ہوگی جو کہ میں اب دیکھتا ہوں کیا تجھ کو ایک بکری نہ ملے گی میں نے کہا کہ نہیں حضرت ﷺ نے کہا کہ تو تین دن کے روزے رکھ یا چھ محتاجوں کو کھانا دے ہر محتاج کو ڈیڑھ کلو اناج۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فدیہ سے مراد آدھا صاع اناج ہے خواہ کسی چیز سے ہو۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ النُّسُكِ شَاةٌ
نسک بکری ہے

فائدہ: یعنی آیت میں نسک سے مراد بکری ہے۔

١٦٨٩۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآهُ وَأَنَّهُ يَسْقُطُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَالَ أَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَهُ أَنْ يَحْلِقَ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَلَمْ يَتَبَيَّنْ لَهُمْ أَنَّهُمْ يَحِلُّوْنَ بِهَا وَهُمْ عَلٰى طَمَعٍ أَنْ يَدْخُلُوْا مَكَّةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْفِدْيَةَ فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةٍ

١٦٨٩۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو دیکھا اس حال میں کہ اس کے منہ پر جوئیں گرتیں تھیں سو فرمایا کہ تیرے سر کے کیڑے تجھ کو ایذا دیتے ہیں اس نے کہا ہاں سو حکم فرمایا اس کو حضرت ﷺ نے سر منڈوانے کا اور آپ حدیبیہ میں تھے اور نہ بیان کیا واسطے اصحاب رضی اللہ عنہم کے آپ ﷺ کے ساتھ تھے کہ وہ احرام سے حلال ہو جائیں اور حالانکہ وہ ارادہ رکھتے تھے کہ مکے میں آئیں اور حج کریں سو اللہ تعالیٰ نے فدیہ کی آیت اتاری سو حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا یہ کہ ایک فرق چھ مسکینوں کو کھانا دے یا ایک بکری قربانی کرے یا تین روزے رکھے۔

أَوْ يُهْدِىَ شَاةً أَوْ يَصُوْمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.

فائدہ: یہ جو راوی نے کہا کہ آپ نے اس کے واسطے بیان نہ کیا کہ وہ اس سے حلال ہو جائیں گے الخ تو اس وجہ سے کہا کہ استباحت ممنوع یعنی حلق کا حلال کرنا واسطے عذر کے تھا یعنی تکلیف کے جس کے لیے فدیہ ٹھہرایا نہ واسطے حلال ہونے کے احرام سے واسطے حصر کے اور یہ بات ظاہر ہے ابن منذر نے کہا کہ اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جس کو خانے کعبے میں پہنچنے کی امید ہو تو اس کو لازم ہے کہ ٹھہرے یہاں تک کہ پہنچنے سے ناامید ہو پس حلال ہو اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ جو ناامید ہو اور اس کو حلال ہونا جائز ہو اور وہ اپنے احرام پر باقی رہے پھر خانے کعبے میں پہنچنے کی قدرت پائے تو اس پر واجب ہے کہ خانے کعبے میں جائے تا کہ اس کا حج پورا ہو اور مہلب وغیرہ نے کہا کہ راوی کے اس قول سے کہ نہ بیان کیا واسطے ان کے کہ وہ حرام سے حلال ہو سمجھا جاتا ہے کہ جو عورت اپنے حیض کا وقت پہچانتی ہو اور جو بیمار جو اپنے تپ کا وقت پہچانتا ہو عادت سے جب کہ رمضان میں مثلا ابتدا دن میں روزہ افطار کرے پھر حیض اور تپ اسی دن میں دور ہو جائے تو لازم ہے ان پر قضاء اس دن کی اس واسطے کہ اللہ کو معلوم تھا کہ وہ حدیبیہ میں حلال ہو جائیں گے اور نہ ساقط ہو کعب سے کفارہ جو کہ اس پر حلق کے سبب سے واجب ہوا تھا پہلے اس سے کہ ظاہر ہو امر واسطے ان کے اور یہ اس واسطے ہے کہ جائز ہے کہ ان کی عادت کا خلاف وقوع میں آئے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ سنت بیان کرنے والی ہے واسطے اجمال قرآن کے واسطے مطلق ہونے فدیہ کے قرآن میں اور مقید کرنے اس کے کے ساتھ سنت کے اور یہ کہ محرم کو سر منڈوانا درست نہیں لیکن اگر اس کو کوئی تکلیف ہو تو درست ہے اور یہ کہ اس میں مہربانی کرنی ہے ساتھ یاروں اپنے کے اور ان کے حالات کا اہتمام کرنا اور جب اپنے بعض تابعداروں کو تکلیف میں دیکھے تو اس سے پوچھے اور اس کو خلاصی کی طرف ہدایت کرے اور بعض مالکیہ نے اس سے استنباط کیا ہے کہ جو جان بوجھ کر بلا عذر اپنا سر منڈوائے تو اس پر فدیہ واجب ہے اس واسطے کہ معذور پر اس کا واجب کرنا تنبیہ ہے ساتھ ادنی کی اعلی پر لیکن اس سے معذور اور غیر میں برابری لازم نہیں آتی اور اس واسطے امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کہتے ہیں کہ عائد کو اختیار نہ دیا جائے بلکہ اس پر خون لازم ہے اور خلاف کیا ہے اس میں مالکیہ نے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ فدیہ کے واسطے کوئی مکان معین نہیں بلکہ جس جگہ چاہے ذبح کرے اور یہی قول اور اکثر تابعین کا اور حسن نے کہا کہ مکہ معین ہے یعنی اس کے سوائے کسی اور جگہ میں جائز نہیں اور مجاہد نے کہا کہ قربانی مکہ اور منی میں کرے اور کھانا مکے میں کھلائے اور روزہ جس جگہ چاہے رکھے اور امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول بھی اس کے قریب ہے یعنی دم اور طعام واسطے اہل حرم کے ہے یعنی یہ دونوں چیزیں حرم میں کرے اور روزے جس جگہ چاہے رکھے اس واسطے کہ اہل حرم کو اس میں

کچھ نفع نہیں اور بعض حنفیہ نے روزوں کو بھی ان کے ساتھ ملایا ہے۔ (فتح)

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآهُ وَقَمْلُهُ يَسْقُطُ عَلٰى وَجْهِهِ مِثْلَهُ.

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو دیکھا اس حال میں کہ اس کی جوئیں اس کے منہ میں گرتی تھیں مانند اس کی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَلَا رَفَثَ﴾

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ پھر جس نے لازم کر لیا ان میں حج تو بے پردہ ہونا عورت سے جائز نہیں

فائدہ: رفث کے معنی ہیں جماع کرنا اور کلام میں فاحش کرنا اور زہری نے کہا کہ رفث کلمہ جامع ہے ہر چیز کو کہ مرد عورت سے چاہے۔

١٦٩٠۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

١٦٩٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس اللہ کے واسطے خانے کعبے کا حج کیا پھر نہ عورت سے صحبت کی اور نہ صحبت کی بات کی اور نہ گناہ کیا اور نہ راہ میں کسی سے جھگڑا تو گناہوں سے پاک ہو کر اپنے گھر ایسے لوٹتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

فائدہ: حاجی کو لازم ہے کہ حج کے راہ میں گناہوں سے بچے ساتھیوں سے نہ لڑے تب گناہوں سے پاک ہو اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا حاجی سب گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے خواہ کبیرہ ہو یا صغیرہ اور یہی مذہب ہے بعض اہل علم کا۔ (تیسیر)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نہ گناہ کرنا اور نہ جھگڑا کرنا حج میں یعنی احرام میں

١٦٩١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

١٦٩١۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جو اس گھر کا حج کرے پھر نہ عورت سے صحبت کرے اور نہ صحبت کی بات کرے اور نہ گناہ کرے اور نہ راہ میں ساتھیوں سے جھگڑے تو پھرتا ہے گناہوں سے پاک ہو کر مانند اس دن کی کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

فائدہ: اس حدیث میں جدال کا ذکر نہیں ہے گویا کہ اس نے اکتفا کیا ساتھ اس چیز کے کہ آیت میں مذکور ہے۔ (تیسیر)

بَابُ جَزَآءِ الصَّيْدِ وَنَحْوِهِ

باب ہے بیان میں بدلے شکار کے کہ اس کو محرم قتل کرے اور مانند اس کی جیسا کہ شکاری جانور کو ہانکے یا اس کا درخت کاٹے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَّمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلِ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ أَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ أَمْرِهِ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ إِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾.

اور بیان ہے اس آیت کا کہ نہ مارو تم شکار کو جس وقت ہو تم احرام میں اور جو کوئی تم میں سے اس کو مارے جان کر تو واجب ہے بدلہ اس مارے کے برابر مویشی میں سے وہ کہ ٹھہرائیں دو معتبر تمہارے کہ نیاز پہنچائے کعبے تک یا گناہ کا کفارہ ہے کسی محتاج کو کھانا یا اس کے برابر روزے کہ چکھے سزا اپنے کام کی اللہ نے معاف کیا جو ہو چکا اور جو کوئی دوبارہ کرے گا تو اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا حلال ہوا تم کو دریا کا شکار اور اس کا کھانا فائدے کو تمہارے اور مسافروں کے اور حرام ہوا تم پر شکار جنگل کا جب تک رہو تم احرام میں اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پاس کے جمع ہو گے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ سبب نزول اس آیت کا یہ ہے کہ ابو بشر نے جنگلی گدھے کو قتل کیا اس حال میں کہ وہ محرم تھا عمرے حدیبیہ میں سو یہ آیت اتری حکایت کی مقاتل نے یہ بات اپنی تفسیر میں اور مصنف نے اس ترجمے میں کوئی حدیث بیان نہیں کی گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے کہ شکار کے بدلے میں اس کے نزدیک کوئی حدیث مرفوع ثابت نہیں ہے ابن بطال نے کہا کہ اتفاق کیا ہے فتوے پر اماموں نے اہل حجاز اور عراق وغیرہ سے اس پر کہ اگر محرم شکار کو قتل کرے جان بوجھ کر یا بھول کر تو واجب ہے اس پر بدلہ اور اہل ظاہر اور ابو ثور اور ابن منذر نے خلاف کیا ہے خطاء میں اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے متعمدًا اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ مخطی اس کے برخلاف ہے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد سے اور حسن اور مجاہد نے اس کو عکس کیا ہے یعنی کہا کہ اگر بھول کر مارے تو اس کو بدلہ واجب ہے اور اگر جان بوجھ کر مارے تو اس کا بدلہ واجب نہیں پس بدلہ خاص ہو گا ساتھ بھول کے اور سزا ساتھ عمد کے اور دونوں سے ایک یہ روایت ہے کہ اگر کوئی جان کر مارے تو اس پر پہلی بار بدلہ واجب ہے اور اگر پھر کرے تو ہو گا بڑا گناہ اور اس پر سزا ہے نہ

بدلہ اور موفق نے مغنی میں کہا کہ نہیں جانتا میں کسی کو کہ خلاف کیا ہو واجب ہونے بدلے میں عائد پر سوائے ان دونوں کے اور کفارے میں اختلاف ہے اکثر علماء کہتے ہیں کہ اس کو اختیار ہے کہ چاہے بدلہ دے روزے جیسا کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے اور ثوری نے کہا کہ بدلہ مقدم کیا جائے اور اگر بدلہ نہ پائے تو کھانا کھلائے اور اگر یہ بھی نہ پائے تو روزے رکھے اور سعید بن جبیر نے کہا کہ کھانا اور روزہ تو اس چیز پر ہے کہ شکاری مول کو نہ پہنچے اور اکثر علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ محرم کے شکار کا کھانا حرام ہے اور حسن اور ثوری اور ابوثور اور ایک گروہ نے کہا کہ اس کا کھانا جائز ہے اور وہ مانند ذبیح چور کی ہے اور یہ ایک وجہ واسطے شافعیہ کے اور اکثر کہتے ہیں کہ حکم اس میں یہ ہے جس کے ساتھ سلف نے حکم کیا اس سے تجاوز نہ کیا جائے یعنی مثلا سلف نے حکم کیا کہ گورخر کے بدلے گائے دی جائے تو اب اس سے تجاوز نہ کیا جائے اور جس میں سلف نے حکم نہیں کیا اس میں از سرنو حکم کیا جائے اور جس میں اختلاف ہے اس میں اجتہاد کیا جائے اور ثوری نے کہا کہ اختیار اس میں دو مرد معتبر کے لیے ہے ہر زمانے میں اور امام مالک نے کہا کہ از سرنو حکم کیا جائے اور محکوم علیہ کے لیے اختیار ہے اور جائز ہے اس کو یہ کہ کہے کہ نہ حکم کرو مجھ پر مگر ساتھ کھانے کے اور اکثر نے کہا کہ واجب بدلے میں مثل شکار کے ہے مواشی میں سے اور امام ابوحنیفہ نے کہا کہ واجب بدلے میں قیمت ہے اور جائز ہے خرچ کرنا اس کا مثل میں اور اکثر علماء نے کہا کہ بڑے جانور کا بدلہ بڑا جانور دے اور چھوٹے میں چھوٹا اور تندرست میں تندرست اور ٹوٹے میں ٹوٹا ہوا اور امام مالک نے اس میں خلاف کیا ہے کہ چھوٹے اور بڑے میں بڑا ہے اور صحیح اور عیب ناک میں صحیح ہے اور اتفاق ہے اس پر سب کا کہ مراد شکار سے وہ چیز ہے جس کا کھانا حلال کو جائز ہے جانوروں وحشی سے اور جس جانور کا مارنا درست ہے اس کے مار ڈالنے میں کوئی چیز واجب نہیں اور جو جانور متولد ہو یعنی حلال اور حرام جانور سے پیدا ہوا اکثر نے اس کو ماکول کے ساتھ لاحق کیا ہے۔ (فتح)

وَإِذَا صَادَ الْحَلَالُ فَأَهْدٰى لِلْمُحْرِمِ الصَّيْدَ أَكَلَهُ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَسٌ بِالذَّبْحِ بَأْسًا وَهُوَ غَيْرُ الصَّيْدِ نَحْوُ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ وَالْبَقَرِ وَالدَّجَاجِ وَالْخَيْلِ يُقَالُ عَدْلُ ذٰلِكَ مِثْلُ فَإِذَا كُسِرَتْ عِدْلٌ فَهُوَ زِنَةُ ذٰلِكَ قِيَامًا قِوَامًا يَعْدِلُوْنَ يَجْعَلُوْنَ عَدْلًا.

جب حلال یعنی غیر محرم شکار کرے اور محرم کے واسطے ہدیہ بھیجے تو محرم کو اس کا کھانا جائز ہے اور نہیں دیکھا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ نے ساتھ ذبح کرنے کے کچھ خوف اور وہ مذبوح غیر شکار کے ہے مانند اونٹ اور بکری اور گائے اور مرغی اور گھوڑے کے۔

فائدہ: نحوالابل الخ غیر صید کی تفسیر ہے اور ظاہر ابن عباس رضی اللہ عنہما اور انس رضی اللہ عنہ کے اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کو ہر چیز کا ذبح کرنا درست ہے خواہ شکاری جانور ہو یا اہلی لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو مقید کیا ہے ساتھ اس کے کہ محرم کو اس جانور کا ذبح کرنا درست ہے جو شکاری نہ ہو مانند اونٹ کی اس لیے کہ صحیح یہ بات ہے کہ اگر محرم شکاری جانور کو حلال کرے تو اس کا حکم مردار کا حکم ہے اس کا کھانا درست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ درست ہے ساتھ حرمت کے یہاں تک کہ غیر محرم کو اس کا کھانا درست ہے اور یہی قول ہے حسن بصری کا اور اگر شکاری جانور نہ ہو تو اس کا ذبح کرنا سب کے نزدیک درست ہے سوائے گھوڑے کے کہ وہ مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے کہ اس کا کھانا جائز ہے (فتح) یقال عدل مثل یعنی عدل کا لفظ جو آیت میں واقع ہوا ہے اس کے معنی مثل کے ہیں فاذا کسرت قلت عدل فهو زنة ذلك اور جب تو عین کو زیر دے اور عدل کہے تو وہ ساتھ معنی ہم وزن کے ہے قیاما قواما یعنی لفظ قیاما کے معنی کہ آیت جعل الله الكعبة البيت الحرام قياما للناس میں ہے قواما ہیں یعنی جو چیز کہ قائم رکھے حال کو دین اور دنیا میں یعدلون یجعلون له عدل یعنی یعدلون کے معنی جو کہ آیت ثم الذين كفروا بربهم يعدلون میں واقع ہے يجعلون له عدلا میں یعنی کافر بتوں کو اللہ کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت کو واسطے مناسبت کے لفظ عدل کا ذکر کیا ہے جو کہ آیت او عدل ذلك میں واقع ہوا ہے پس اشارہ کیا ہے کہ یہ دونوں لفظ یعنی عدل اور یعدلون ایک مادے سے مشتق ہیں (فتح) اور اس غرض سے بیان کیا ہے کہ شبہ نہ پڑے کہ دونوں کے معنی ایک ہیں۔

١٦٩٢۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ انْطَلَقَ أَبِي عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمْ وَحُدِّثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَدُوًّا يَغْزُوْهُ فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَمَا أَنَا مَعَ أَصْحَابِهِ تَضَحَّكَ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِحِمَارِ وَحْشٍ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ فَطَعَنْتُهُ فَأَثْبَتُّهُ وَاسْتَعَنْتُ بِهِمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِيْنُوْنِيْ فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَخَشِيْنَا أَنْ نُقْتَطَعَ فَطَلَبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

١٦٩٢۔ عبداللہ بن ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے سال میرا باپ ابو قتادہ چلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے عمرے کا احرام باندھا اور میرے باپ نے احرام نہ باندھا سو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ دشمن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کا قصد رکھتا ہے سو میں نے ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ دشمن کی طرف قصد کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے کو چلے سو جس حالت میں کہ میں اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھا کہ بعض اصحاب رضی اللہ عنہم بعض کی طرف ہنسے یعنی شکار کو دیکھ کر آپس میں ہنسنے لگے کہ اس سے تعجب کیا اس واسطے کہ شکار کے ساتھ تعرض کرنے سے ممنوع تھے سو میں نے نظر کی تو ناگہاں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے

أَرْفَعُ فَرَسِيْ شَأْوًا وَّأَسِيْرُ شَأْوًا فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ غِفَارٍ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ قُلْتُ أَيْنَ تَرَكْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُهُ بِتَعْهَنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَهْلَكَ يَقْرَءُ وْنَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ قَدْ خَشُوْا أَنْ يُّقْتَطَعُوْا دُوْنَكَ فَانْتَظِرْهُمْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَصَبْتُ حِمَارَ وَحْشٍ وَّعِنْدِيْ مِنْهُ فَاضِلَةٌ فَقَالَ لِلْقَوْمِ كُلُوْا وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ.

سامنے جنگلی گدھا ہے سو میں نے اس پر گھوڑا دوڑایا اور اس کو نیزہ مارا سو میں نے اس کو اسی جگہ ثابت رکھا کہ اس جگہ سے نہ ہل سکا اور میں نے ان سے مدد چاہی سوانہوں نے مدد سے انکار کیا سو ہم نے اس کا گوشت کھایا اور ہم نے خوف کیا کہ ہم حضرت ﷺ سے دور پڑیں سو میں نے حضرت ﷺ کو ڈھونڈا اس حال میں کہ میں ایک بار گھوڑا دوڑاتا تھا اور ایک بار آہستہ چلتا تھا سو میں بنی غفار کے ایک مرد کو رات کے درمیان ملا سو میں نے کہا کہ تو نے حضرت ﷺ کو کہاں چھوڑا اس نے کہا کہ میں نے آپ کو منزل تعہن میں چھوڑا کہ نام ہے ایک چشمہ پانی کا اور آپ قیلولہ کرنے والے تھے سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کے اصحاب آپ کو سلام اور رحمت کہتے ہیں اور ڈرے ہیں کہ دشمن ان کو آپ سے روکے یا آپ کو اطلاع نہ ہو سو حضرت ﷺ نے ان کا انتظار کیا کہ تا کہ وہ آملیں میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے جنگلی گدھے کو شکار کیا ہے اور میرے پاس اس سے کچھ باقی بچا ہے سو حضرت ﷺ نے لوگوں کو فرمایا کہ کھاؤ اور حالانکہ وہ سب احرام میں تھے۔

فائدہ: اور حاصل اس قصے کا یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ عمرہ حدیبیہ کے واسطے نکلے اور روحا میں پہنچے اور وہ ذوالحلیفہ سے چونتیس میل ہے تو لوگوں نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ ایک دشمن عنقیہ کے نالے میں ہے خوف ہے کہ وہ آپ کو تکلیف دے سو اصحاب رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے ان کی طرف تیاری کی ان میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ تھے تا کہ ان کی بدی سے بے خوف ہوں سو جب وہ اس سے بے خوف ہوئے تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی حضرت ﷺ سے آملے سو اس کے ساتھیوں نے احرام باندھا مگر ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہ باندھا بلکہ وہ بدستور حلال رہے اس واسطے کہ یا تو وہ احرام باندھنے کی جگہ سے آگے نہیں بڑھے تھے اور یا اس کی نیت عمرہ کرنے کی نہ تھی پس ان سے وہ شبہ دفع ہو گیا جو بعض کے دل میں گزرا ہے کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو احرام باندھنے کی جگہ سے بدون احرام کے آگے بڑھنا کس طرح درست تھا اور یہ جو بعض اصحاب رضی اللہ عنہم بعض کی طرف ہنسنے لگے تو اس سے شکار کی طرف اشارہ

لازم نہیں آتا اس واسطے کہ اگر محرم غیر محرم کو شکار کی طرف اشارہ کرے تو اس سے اس کو کھانا بالاتفاق درست نہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ میری طرف ہنسنے لگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک قسم کا اشارہ کیا لیکن یہ روایت غلط ہے کمابیّنه العیاض (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ جب غیر محرم شکار کرے اور اس سے کچھ گوشت ہدیہ بھیجے تو محرم کو اس کا کھانا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ إِذَا رَأَى الْمُحْرِمُوْنَ صَيْدًا فَضَحِكُوْا فَفَطِنَ الْحَلَالُ

جب محرم لوگ شکار کو دیکھ کر ہنسنے لگیں اور غیر محرم معلوم کرے تو یہ ہنسنا ان کا شکار کی طرف اشارہ نہیں اور حلال ہے واسطے ان کے کھانا اس شکار سے۔

۱۶۹۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ انْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ أُحْرِمْ فَأُنْبِئْنَا بِعَدُوٍّ بِغَيْقَةَ فَتَوَجَّهْنَا نَحْوَهُمْ فَبَصُرَ أَصْحَابِيْ بِحِمَارِ وَحْشٍ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَضْحَكُ إِلَى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَرَأَيْتُهُ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ الْفَرَسَ فَطَعَنْتُهُ فَأَثْبَتُّهُ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِيْنُوْنِيْ فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ لَحِقْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَشِيْنَا أَنْ نُقْتَطَعَ أَرْفَعُ فَرَسِيْ شَأْوًا وَأَسِيْرُ عَلَيْهِ شَأْوًا فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ غِفَارٍ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ أَيْنَ تَرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَرَكْتُهُ بِتَعْهَنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا فَلَحِقْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَصْحَابَكَ أَرْسَلُوْا يَقْرَءُوْنَ عَلَيْكَ

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حدیبیہ کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے احرام باندھا اور میں نے احرام نہ باندھا سو ہم کو خبر ہوئی کہ غیقہ میں دشمن ہے یعنی گھات میں سو ہم دشمنوں کی طرف متوجہ ہوئے یعنی چند اصحاب رضی اللہ عنہم سو میرے ساتھیوں نے جنگلی گدھے کو دیکھا اور بعض ان میں سے بعض کی طرف ہنسنے لگے سو میں نے نظر کی تو اس کو دیکھا سو میں نے اس پر گھوڑا دوڑایا اور اس کو نیزہ مارا اور اس کو اپنی جگہ میں ثابت رکھا یعنی میں نے اس کو ایسا نیزہ مارا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہل سکا سو میں نے ان سے مدد چاہی کہ مجھ کو میرا کوڑا پکڑاؤ سو انہوں نے مجھ کو مدد دینے سے انکار کیا سو ہم نے اس کا گوشت کھایا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملا اور ہم ڈرے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا پڑیں سو میں ایک بار اپنا گھوڑا دوڑاتا تھا اور ایک بار آہستہ چلاتا تھا سو میں بنی غفار کے ایک مرد کو رات کے درمیان ملا سو میں نے اس سے کہا کہ تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں چھوڑا اس نے کہا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعہن میں چھوڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیلولہ کا ارادہ رکھتے تھے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا یہاں تک کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا

السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ وَبَرَكَاتِهِ وَإِنَّهُمْ قَدْ خَشُوْا أَنْ يَّقْتَطِعَهُمُ الْعَدُوُّ دُوْنَكَ فَانْظُرْهُمْ فَفَعَلَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا اصَّدْنَا حِمَارَ وَحْشٍ وَإِنَّ عِنْدَنَا فَاضِلَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ كُلُوْا وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ.

سو میں نے کہا کہ آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم آپ کو سلام کہتے ہیں اور اللہ کی رحمت بھیجتے ہیں اور بے شک انہوں نے خوف کیا کہ دشمن ان کو آپ سے باز رکھے سو آپ ان کی انتظار کریں سو آپ ﷺ نے ان کی انتظار کی سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم نے جنگلی گدھے کو شکار کیا ہے اور ہمارے پاس اس سے کچھ گوشت باقی بچا ہے سو حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ کھاؤ اور حالانکہ وہ محرم تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر محرم شکار کو دیکھ کر ہنسے اور غیر محرم اس سے معلوم کر کے اس شکار کو مارے تو یہ اشارہ نہیں بلکہ اس محرم کو اس کا گوشت کھانا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ لَا يُعِيْنُ الْمُحْرِمُ الْحَلَالَ فِيْ قَتْلِ الصَّيْدِ

محرم غیر محرم کو شکار کے مارنے میں مدد نہ دے نہ فعل سے اور نہ قول سے

فائدہ: مراد اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو فرق کرتا ہے اہل رائے سے درمیان اس مدد کے کہ نہیں تمام ہوتا شکار مگر ساتھ اس کے پس وہ حرام ہے اور درمیان اس کے کہ تمام ہوتا ہے شکار بدون اس کے پس حرام نہیں۔

١٦٩٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ نَافِعٍ مَوْلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى ثَلَاثٍ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ وَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ فَرَأَيْتُ أَصْحَابِيْ يَتَرَاءَوْنَ شَيْئًا فَنَظَرْتُ فَإِذَا حِمَارُ وَحْشٍ يَعْنِيْ وَقَعَ سَوْطُهُ فَقَالُوْا لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ إِنَّا

١٦٩٤۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ قاحہ (ایک جگہ کا نام ہے تین منزل مدینے سے اور سقیا سے ایک میل ہے طرف مدینے کی) میں تھے سو بعض ہم میں سے محرم تھے اور بعض غیر محرم تھے سو میں نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے کو ایک چیز دکھاتے ہیں سو میں نے ایک چیز دیکھی پس اچانک جنگلی گدھا تھا سو اس کا کوڑا گر پڑا سو اس نے کہا کہ مجھ کو میرا کوڑا پکڑا انہوں نے کہا کہ ہم تجھ کو کسی چیز میں مدد نہیں دینگے اس واسطے کہ ہم محرم ہیں سو میں نے اتر کر اس کو لیا اور قوت سے پکڑا پھر میں ایک ٹیلے کے نیچے سے جنگلی گدھے کے پاس آیا اور اس کو نیزہ مارا اور اس کو اپنے ساتھیوں کے پاس لایا سو بعضوں نے کہا کہ کھاؤ اور بعضوں نے کہا کہ نہ کھاؤ سو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور

مُحْرِمُوْنَ فَتَنَاوَلْتُهٗ فَأَخَذْتُهٗ ثُمَّ أَتَيْتُ الْحِمَارَ مِنْ وَّرَآءِ أَكَمَةٍ فَعَقَرْتُهٗ فَأَتَيْتُ بِهٖ أَصْحَابِيْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ كُلُوْا وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَأْكُلُوْا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَمَامَنَا فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ كُلُوْهُ حَلَالٌ قَالَ لَنَا عَمْرٌو اذْهَبُوْا إِلٰى صَالِحٍ فَسَلُوْهُ عَنْ هٰذَا وَغَيْرِهٖ وَقَدِمَ عَلَيْنَا هَا.

آپ ﷺ ہمارے آگے تھے سو میں نے آپ ﷺ سے پوچھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کھاؤ حلال ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے اس کو کہا کہ ہم تجھ کو کسی چیز سے مدد نہیں دینگے اس واسطے کہ ہم محرم ہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہ جانتے تھے کہ محرم کو شکار کے مارنے پر مدد دینی حرام ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ لَا يُشِيْرُ الْمُحْرِمُ إِلَى الصَّيْدِ لِكَيْ يَصْطَادَهُ الْحَلَالُ

نہ اشارہ کرے محرم طرف شکار کی تا کہ شکار کرے اس کو غیر محرم

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ شکار کی طرف اشارہ کرنا حرام ہے لیکن یہ بیان نہیں کیا کہ اگر محرم شکار کی طرف اشارہ کرے تو اس پر کیا بدلہ لازم ہے اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے پس اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ شکار کی طرف اشارہ کرنا تا کہ شکار کیا جائے حرام ہے اور اسی طرح ہر قسم کی دلالت محرم پر حرام ہے لیکن امام اعظم نے اس کو مقید کیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ بدون اس کے شکار کرنا ممکن نہ ہو یعنی دلالت وہ حرام ہے کہ بدون اس کے شکار کرنا ممکن نہ ہو اور اگر بدون اس کے شکار کرنا ممکن ہو تو وہ حرام نہیں اور اگر محرم غیر محرم کو اشارے وغیرہ سے شکار کی طرف راہ دکھائے یا اس پر مدد دے تو امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور کوفیوں کے نزدیک محرم اس کا ضامن ہوتا ہے یعنی واجب ہے اس پر بدلہ اس کا اور امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس پر بدلہ نہیں جیسا کہ غیر محرم غیر محرم کو حرم میں شکار کے مارنے پر دلالت کرے کہتے ہیں کہ باب کی حدیث میں حجت نہیں اس واسطے کہ سوال اعانت اور اشارت سے تو صرف اس واسطے واقع ہوا ہے کہ تا کہ بیان کیا جائے واسطے ان کے کہ کیا ان کو اس کا کھانا حلال ہے یا نہیں اور نہیں ذکر کیا بدلے کو اور حجت پکڑی ہے موفق نے اس طرح کہ کفارہ کا واجب ہونا قول علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے کوئی ان کا مخالف نہیں اور جواب اس کا یہ ہے کہ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اختلاف ہے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مختلف روایت آئی ہے اور یہ قول علی رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت نہیں اور نیز اس واسطے کہ قاتل نے اس کو تنہا اپنے اختیار سے قتل کیا ہے اور دلالت کرنے والا اس سے جدا ہے پس یہ قاتل اس شخص کی مانند ہے جس نے کسی محرم یا روزے دار کو

کسی عورت کی طرف راہ دکھائی اور اس نے اس سے صحبت کی کہ وہ دلالت کے سبب سے گنہگار ہوا ہے اور اس پر کفارہ لازم نہیں آتا اور اس کا روزہ ٹوٹتا ہے۔ (فتح)

١٦٩٥۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجُوا مَعَهُ فَصَرَفَ طَائِفَةً مِنْهُمْ فِيهِمْ أَبُو قَتَادَةَ فَقَالَ خُذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتَّى نَلْتَقِيَ فَأَخَذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوا أَحْرَمُوا كُلُّهُمْ إِلَّا أَبُو قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيرُونَ إِذْ رَأَوْا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ أَبُو قَتَادَةَ عَلَى الْحُمُرِ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا فَنَزَلُوا فَأَكَلُوا مِنْ لَحْمِهَا وَقَالُوا أَنَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ الْأَتَانِ فَلَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا كُنَّا أَحْرَمْنَا وَقَدْ كَانَ أَبُو قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَرَأَيْنَا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا أَبُو قَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا فَنَزَلْنَا فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا ثُمَّ قُلْنَا أَنَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا قَالَ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا قَالُوا لَا قَالَ فَكُلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا.

١٦٩٥۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانے کعبے کے قصد سے نکلے یعنی عمرے کے ارادے سے اور اصحاب رضی اللہ عنہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت صحابہ کو پھیرا کہ ان میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے سو فرمایا کہ تم دریا کا کنارہ پکڑو یہاں تک کہ ہم ملیں سو انہوں نے دریا کا کنارہ پکڑا سو جب وہ پھرے تو سب نے احرام باندھا مگر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہ باندھا سو جس حالت میں کہ وہ چلے تھے تو ناگہاں انہوں نے جنگلی گدھوں کا ریوڑ دیکھا سو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک جنگلی گدھی ماری سو ہم اترے اور اس کا گوشت کھایا پھر ہم نے کہا کہ کیا ہم شکار کا گوشت کھائیں اس حال میں کہ ہم محرم ہیں سو ہم نے اس کا باقی گوشت اپنے ساتھ اٹھایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ اس کو ان پر حملہ کرنے کا حکم کیا ہو یا ان کی طرف اشارہ کیا ہو انہوں نے کہا نہیں فرمایا سو اس کا باقی گوشت کھاؤ۔

فائدہ: صیغہ امر کا اس جگہ واسطے اباحت کے ہے نہ واسطے وجوب کے اس واسطے کہ سوال جواز سے تھا نہ واجب

سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اس کا حال حضرت ﷺ سے بیان کیا کہ میں نے تو اس کو آپ کے واسطے شکار کیا ہے سو آپ ﷺ نے اس سے نہ کھایا اور اصحاب رضی اللہ عنہم کو اس کے کھانے کا حکم کیا ابن خزیمہ نے کہا کہ اگر یہ لفظ ثابت ہو تو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے ابو قتادہ کے معلوم کروانے سے پہلے کھایا ہو پھر جب اس نے آپ ﷺ کو معلوم کروایا تو اس سے باز رہے یعنی اس کو حرام جانا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اگر حرام ہوتا تو حضرت ﷺ اس کے کھانے پر برقرار نہ رہتے یہاں تک کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو معلوم کروایا کہ میں نے اس کو آپ ﷺ کے لیے شکار کیا تھا اور احتمال ہے کہ بیان جواز کے واسطے کھایا ہو اس واسطے کہ محرم پر حرام وہ چیز ہے کہ اس کو جانتا ہو کہ وہ اس کے لیے شکار ہوئی اور ایں پر جب اس کے پاس کوئی گوشت لایا جائے کہ اس کو اس کا حال معلوم نہ ہو کہ کیا اس کے لیے شکار ہوا ہے یا نہیں اور اس کو اصل اباحت پر حمل کر کے اس سے کھائے تو وہ کھانے والے پر حرام نہیں اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ اگر محرم تمنا کرے یہ کہ غیر محرم شکار کرے تا کہ محرم اس سے کھائے تو یہ اسکے احرام میں نقصان نہیں پہنچاتا ہے اور یہ کہ اگر غیر محرم اپنے لیے شکار کرے تو محرم کو اس کے شکار کا گوشت کھانا درست ہے اور یہ قوی کرتا ہے اس شخص کے قول کو جو آیت حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ شکار کو شکار کرنے پر حمل کرتا ہے یعنی کہتا ہے کہ مراد شکار سے اس آیت میں شکار کرنا ہے اور یہ کہ جائز ہے یہ چاہنا دوستوں سے اور قبول کرنا ہدیہ دوستوں سے اور یہ کہ جائز ہے نام رکھنا گھوڑے کا اور ابن عربی نے کہا ہے کہ جائز ہے نام رکھنا غیر عقلا کا اگرچہ نہ سمجھے اور نہ پکارنے کے وقت جواب دے باوجود یہ کہ بعض حیوانات سیکھ جاتے ہیں اور نام لے کر پکارنے سے فورا حاضر ہو جاتے ہیں اور یہ کہ غائب رفیق کا حصہ روک کر رکھے جس کی تعظیم متعین ہو یا اس کی برکت کی امید ہو یا اس سے توقع ہو کہ اس خاص مسئلے کا حکم اس سے ظاہر ہوگا اور یہ کہ جائز ہے امام کو جدا کرنا اپنے یاروں کا واسطے کسی مصلحت کے اور استعمال کرنا طلیعہ جہاد میں اور پہنچانا سلام کا نزدیک اور دور سے اور اس میں اس پر دلالت نہیں کہ سلام کا جواب نہ دینا درست ہے اس واسطے کہ جائز ہے واقع میں سلام کا جواب آپ ﷺ نے دیا ہو اور حدیث میں ایسی کوئی چیز نہیں کہ اس کی نفی کرے اور یہ کہ شکار کا مارنا اس کی ذکات ہے یعنی یہی اس کا ذبح کرنا ہے اس کو دوبارہ ذبح کرنا ضرور نہیں اور یہ کہ اجتہاد حضرت ﷺ کے زمانے میں بھی واقع ہوا ہے اور یہ کہ جائز ہے عمل کرنا اس چیز پر کہ پہنچائے طرف اس کے اجتہاد یعنی مجتہد کو اپنے اجتہادی مسئلے پر عمل کرنا درست ہے اگرچہ دو مجتہد مخالف ہوں اور دونوں میں سے کسی پر عیب نہ کیا جائے اس واسطے کہ اس حدیث کی ایک طریق میں یہ لفظ آچکا ہے کہ ہم پر عیب نہ کیا گیا اور گویا کہ کھانے والے نے اصل اباحت سے تمسک کیا اور باز رہنے والے نے امر عارضی کی طرف نظر کی اور یہ کہ تعارض ادلہ کے وقت نص کی طرف رجوع کیا جائے اور جائز ہے دوڑانا گھوڑے کا واسطے شکار کے اور شکار کرنا ویران جگہوں میں اور مدد لینی

ساتھ گھوڑے کے اور اٹھانا توشے کا سفر میں اور نرمی کرنی ساتھ یا ان کے چلنے میں اور استعمال کرنا کنایہ کا فعل میں جیسا کہ قول میں استعمال کیا جاتا ہے اس واسطے کہ انہوں نے ہنسی کو واسطے اشارے کے استعمال کیا واسطے اس کے کہ انہوں نے اعتقاد کیا کہ اشارہ کرنا درست نہیں اور یہ کہ جائز ہے ہانکنا گھوڑے کا واسطے حاجت کے اور اترنا مسافر کا وقت قیلولہ کے (تململہ) نہیں جائز ہے محرم کو مارنا شکار کا مگر یہ کہ شکار اس پر حملہ کرے سو اس کو دفع کرنے کے واسطے قتل کرے تو جائز ہے اور اس پر بدلہ نہیں۔ (فتح) اور جاننا چاہیے کہ محرم کو شکار کرنا اور شکار کی طرف راہ دکھانی اور اس کی طرف اشارہ کرنا حرام ہے اور فرق دلالت اور اشارت میں یہ ہے کہ دلالت زبان سے ہوتی ہے اور اشارت ہاتھ سے اور دلالت حرام ہے محرم کو حل میں اور حرم میں اور غیر محرم کو حرام ہے حرم میں نہ حل میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر محرم نے آپ شکار نہ کیا ہو اور دلالت اور اشارت اور مدد نہ کی ہو تو اس کو شکار کا گوشت کھانا درست ہے اور اس میں رد ہے ان پر جو شکار کے گوشت کو مطلق منع کرتے ہیں (ح ع) اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محرم کو بھیڑ بکری گائے وغیرہ اہلی جانوروں کا گوشت کھانا درست ہے۔

بَابُ إِذَا أَهْدٰى لِلْمُحْرِمِ حِمَارًا وَّحْشِيًّا حَيًّا لَمْ يَقْبَلْ

اگر غیر محرم محرم کے واسطے جنگلی گدھا زندہ ہدیہ بھیجے تو اس کو قبول نہ کرے

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں زندہ کی قید لگائی تو اس سے معلوم ہوا کہ جس روایت میں یہ آیا ہے کہ وہ ذبح ہوا ہوا تھا تو اس میں وہم ہے۔

١٦٩٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ أَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَّحْشِيًّا وَّهُوَ بِالْأَبْوَآءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰى مَا فِيْ وَجْهِهِ قَالَ إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ.

١٦٩٦۔ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک جنگلی گدھا تحفہ بھیجا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوا یا ودان میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر پھیر دیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرے میں غم دیکھا یعنی غم معلوم کیا بہ سبب نہ قبول کرنے کے تو فرمایا کہ اس کو ہم تجھ پر اُس کا گوشت واپس نہ کر دیں مگر اس واسطے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں۔

فائدہ: ابوا اور ودان نام ہیں جگہوں کے درمیان مکے اور مدینے کے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ران جنگلی گدھے کی بھیجی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ ٹکڑا اس کا بھیجا تھا ان روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی گوشت اس کا مراد ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ اول زندہ جنگلی گدھا بھیجا ہو گا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ لیا پھر ران اور گورخر کی

کہ بعضوں نے اس کو گوشت سے تعبیر کیا اور بعض نے اس کو ٹکڑے سے تعبیر کیا اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ محرم کو مطلق شکار کا گوشت کھانا حرام ہے اس واسطے کہ آپ ﷺ نے اس کی علت صرف بھی بیان کی کہ ہم محرم ہیں تو معلوم ہوا کہ منع کا سبب یہی احرام ہے اور یہی قول ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ اور لیث اور ثوری اور اسحاق کا واسطے دلیل حدیث صعب کے لیکن اس کے معارض ہے وہ حدیث جو صحیح مسلم میں طلحہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ پرندے جانور کا گوشت کھایا اور حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی جو پہلے حدیث میں مذکور ہے اور حدیث بہزی کی کہ حضرت ﷺ کے لیے ہرن ہدیہ بھیجا گیا اور آپ ﷺ احرام میں تھے سو حضرت ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ اس کو لوگوں میں بانٹ دے اور اہل کوفہ اور ایک جماعت سلف کی کہتے ہیں کہ محرم کو شکار کا گوشت کھانا مطلق جائز ہے اور جمہور نے مختلف روایتوں میں اس طور سے تطبیق دی ہے کہ جن حدیثوں میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے قبول کیا سو مراد اس سے وہ شکار ہے جس کو غیر محرم اپنے لیے شکار کرے پھر اس سے کچھ گوشت کو محرم کے لیے بطور ہدیہ کے بھیجے اور جن حدیثوں میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو پھیر دیا تو اس سے مراد وہ شکار ہے کہ غیر محرم اس کو محرم کے واسطے شکار کرے اور کہتے ہیں کہ سبب صرف احرام کے بیان کرنے کا یہ ہے کہ اگر شکار کسی مرد کے واسطے ذبح کیا جائے تو وہ اس پر حرام نہیں بلکہ جب کہ محرم ہو سو آپ ﷺ نے اصلی شرط بیان کی اور باقی سے سکوت فرمایا پس وہ نفی پر دلالت نہیں کرتا اور دوسری حدیثوں میں اس کو بیان کر دیا جیسا کہ اوپر گزرا اور امام مالک رحمہ اللہ سے اس مسئلہ سے تفصیل آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر محرم کے لیے احرام سے پہلے شکار کیا گیا ہو تو اس کو اس کا کھانا درست ہے نہیں تو نہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ تفصیل ہے کہ جس محرم کے واسطے شکار کیا گیا ہو اس کو اس کا کھانا درست نہیں اور دوسرے محرم کو اس کا کھانا درست ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے پھیر دینا ہدیہ کا واسطے کسی علت کے اور اس کا عذر بیان کرنا اور یہ کہ ہبہ ملک میں نہیں آتا مگر ساتھ قبول کرنے کے اور مالک ہونے کی قدرت سے اس ملک میں نہیں آتا اور یہ کہ لازم ہے محرم پر چھوڑ دینا اس شکار کا کہ اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کا شکار کرنا اس پر منع ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ جائز ہے محرم کو مار ڈالنا اس کو موذی جانوروں سے یعنی ان جانوروں سے جن کے مارنے میں بدلہ لازم نہیں آتا۔

١٦٩٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

١٦٩٧ـ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ہیں جن کے مار ڈالنے میں محرم پر گناہ نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ مار ڈالے محرم اور ایک

وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ حَدَّثَتْنِيْ إِحْدٰى نِسْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ حَفْصَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَا حَرَجَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ.

روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ہیں کہ ان کے مارڈالنے میں کوئی گناہ نہیں ایک کوا دوسرا چیل تیسرا چوہا چوتھا بچھو پانچواں کتا کاٹنے والا۔

فائدہ: پانچ کے ساتھ قید کرنے سے اگرچہ مفہوم ہوتا ہے کہ یہ حکم مارڈالنے کا ان پانچوں کے ساتھ خاص ہے لیکن یہ مفہوم عدد ہے اور یہ اکثر کے نزدیک حجت نہیں اور اگر فرضا حجت بھی ہو تو احتمال ہے کہ پہلے حضرت ﷺ نے فرمایا ہو پھر اس کے بعد بیان فرمایا ہو کہ ان پانچ کے سوائے اور چیزیں بھی اس حکم میں مشترک ہیں یعنی ان کے سوائے بعض اور چیزیں بھی ہیں جن کا مارڈالنا درست ہے اس واسطے کہ ایک روایت میں سانپ کا ذکر زیادہ ہے تو اس اعتبار سے چھ ہوئے اور ایک روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ مارڈالو درندے حملہ کرنے والے کو تو اس اعتبار سے سات ہوئے اور یہ ہی حکم ہے شیر اور چیتے اور بھیڑیے کا۔ (فتح)

۱۶۹۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

۱۶۹۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ہیں وہ سب موذی اور بدذات ہیں مارڈالے جائیں حرم میں ایک کوا دوسرا چیل تیسرا بچھو چوتھا چوہا پانچواں

اللّٰهُ عَنهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقتَلُهُنَّ فِي الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ.

کتا کاٹنے والا۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ ان کے مارنے میں محرم پر کوئی گناہ نہیں اور اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ان کو کوئی حرم میں مارے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اس سے معلوم ہوا کہ غیر محرم کو اور حل میں یعنی حرم مکہ کے سوا اور جگہ ان کا مار ڈالنا بطریق اولی درست ہے اور ایک روایت میں یہ لفظ صریح آ چکا ہے کہ مارے ڈالے جائیں حل میں اور حرم میں اور پہچانا جاتا ہے حکم حلال کا ساتھ اس طرح کے کہ اس کے ساتھ کوئی مانع قائم نہیں ہوا اور وہ احرام ہے پس غیر محرم کو بطریق اولی جائز ہے اور یہ جو ایک طریق میں آیا ہے کہ ان کے مار ڈالنے میں کوئی گناہ نہیں تو اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ فعل کو ترک ترجیح ہے اور ایک طریق میں امر کا لفظ اور ظاہر امر وجوب کے ہے اور احتمال ہے کہ واسطے استحباب یا اباحت کے ہو لیکن یہ امر بعد حرمت کے واقع ہوا ہے واسطے عام ہونے نہ ہی محرم کے قتل سے پس یہ امر نہ تو وجوب کے واسطے ہوگا اور نہ استحباب کے یعنی بلکہ اباحت کے واسطے ہوگا پس معلوم ہوا کہ ان کا حرم میں مار ڈالنا جائز ہے یعنی نہ واجب ہے نہ مستحب اور یہ جو کہا کہ یہ جانور فاسق ہیں تو یہ اس وجہ سے ہے کہ فسق کے معنی نکلنے کے ہیں اور یہ جانور اور جانوروں کے حکم سے نکلے ہوئے ہیں کہ ان کے سوا اور جانوروں کا مار ڈالنا درست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ان کو فاسق اس واسطے کہا گیا ہے کہ ان کا کھانا حلال نہیں واسطے دلیل اس آیت کے او فسقا اهل لغیر الله اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے کہ یہ اور جانوروں کے حکم سے خارج ہیں ساتھ ایذا کے اور فاسد کرنے کے اور نہ نفع اٹھانے کے اسی واسطے اہل فتوی نے اس میں اختلاف کیا ہے سو جو پہلے قول کے ساتھ قائل ہے لاحق کیا ہے اس نے ساتھ ان پانچ کے ہر وہ چیز کہ جائز ہے حلال کو مار ڈالنا اس کا حرم میں اور حل میں اور جو دوسرے قول کا قائل ہے لاحق کیا ہے اس نے ساتھ ان پانچ کے ہر وہ چیز کہ اس کا کھانا درست نہیں یعنی محرم کو اس کا مار ڈالنا بھی درست ہے مگر وہ چیز کہ اس کا مارنا منع ہے اور جو تیسرے قول کا قائل ہے وہ خاص اسی چیز کو لاحق کرتا ہے جس سے فساد حاصل ہو اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ چوہا فاسق ہے کہ وہ چراغ سے گھر کو جلا دیتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو فاسق اس واسطے کہا جاتا ہے کہ ان کا فعل فاسقوں کی مانند ہے اور یہ قول ترجیح دیتا ہے اور ایک روایت میں کوے کے ساتھ ابقع کا لفظ زیادہ آیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں کوے سے مراد وہ کوا ہے جو ابقع ہو یعنی جس کی پیٹھ پر یا پیٹ میں سفیدی ہو اور یہی حکم ہے ہر کوے کا جو اس کا شریک ہو یعنی موذی ہو اور اس کا کھانا حرام ہے اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ چھوٹا کوا جو دانہ کھاتا ہے وہ اس حکم سے خارج

ہے اس کو مارنا درست نہیں اس کو کھیتی کا کوا کہتے ہیں اور اس کو زاغ بھی کہتے ہیں سو علماء نے فتوی دیا ہے کہ اس کا کھانا درست ہے اور باقی سب کوے ابقع کے ساتھ ملحق ہیں کہ ان کا مار ڈالنا درست ہے حل میں بھی اور حرم میں بھی اور ان کا کھانا درست نہیں اور یہی مذہب ہے اہل علم کا کہ ہر کوے کا مار ڈالنا درست ہے سوائے کھیتی والے کوے کے لیکن عطار سے روایت ہے کوے کے مار ڈالنے میں بدلہ آتا ہے اور اسی طرح بچھو کا مار ڈالنا بھی سب کے نزدیک درست ہے مگر حکم اور حماد سے روایت ہے کہ محرم سانپ اور بچھو کا قتل نہ کرے کہ وہ زمین کے کیڑے ہیں اور یہ علت بے معنی ہے اور اسی طرح چوہا مار ڈالنا بھی سب کے نزدیک درست ہے مگر جو ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ اس کے مار ڈالنے میں بدلہ ہے اور یہ قول مخالف سنت کے ہے اور مخالف قول اہل علم کے اور لوگوں نے ابراہیم کا یہ قول حماد کے پاس ذکر کیا تو اس نے کہا کہ ابراہیم نخعی سے زیادہ تر حدیثوں کو رد کرنے والا کوفہ میں کوئی نہیں یعنی وہ حدیثوں کو بہت زیادہ رد کرتا ہے اس واسطے کہ اس کو حدیثیں کم پہنچی ہیں اور زیادہ تر حدیثوں کا تابع شعبی سے کوئی نہیں اور مالکیہ سے چھوٹے چوہے کے مار ڈالنے میں بھی اختلاف منقول ہے جو ایذا کی قدرت نہیں رکھتا اور چوہا کئی قسم کا ہے اور سب کا کھانا حرام ہے اور مار ڈالنا درست ہے اور علماء کو اختلاف ہے اس میں کہ کتے کاٹنے والے سے کیا مراد ہے سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد اس سے شیر ہے اور زید بن اسلم سے روایت ہے کہ اس سے مراد سانپ ہے اور زفر سے روایت ہے کہ مراد اس سے خاص بھیڑیا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں کہا کہ مراد اس سے وہ جانور ہے جو لوگوں کو کاٹے اور ان پر حملہ کرے مانند شیر اور چیتے اور پلنگ اور بھیڑیے کی اور یہی منقول ہے سفیان سے اور یہی قول ہے جمہور کا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مراد اس سے یہاں خاص کتا ہے اور نہیں ملحق ہے ساتھ اس کے اس حکم میں مگر بھیڑیا اور جمہور کی دلیل یہ ہے کہ الٰہی غالب کر اس پر کوئی کتا اپنے کتوں میں سے سو اس کو شیر نے قتل کیا تو معلوم ہوا کہ کتے سے مراد عام ہے اور طحاوی نے حنفیہ کے لیے حجت پکڑی ہے ساتھ اس طور کے کہ علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ باز اور شکرے کا مارنا درست نہیں اور وہ درندے پرندوں میں سے ہیں پس معلوم ہوا کہ حرمت چیل اور کوے کے ساتھ خاص ہے اور اسی طرح خاص ہوگی حرمت ساتھ کتے کے اور جو شریک ہے اس کو اس کی صفت میں اور وہ بھیڑیا ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ دعوی اتفاق کا مردود ہے اس واسطے کہ اس کے مخالفوں نے جائز رکھا ہے قتل کرنا ہر چیز کا کہ حملہ کرے پس داخل ہوگا اس میں باز اور شکرہ بلکہ ان کے اکثر کہتے ہیں کہ لاحق ہے ساتھ پانچ کے وہ چیز کہ اس کا کھانا منع ہے مگر جس کو مار ڈالنا منع ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے غیر عقور میں جن کے پالنے کا حکم نہیں سو قاضی حسین اور ماوردی نے کہا کہ اس کا مار ڈالنا درست نہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں جواز واقع ہوا ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ان پانچ کے سوا اور چیزیں بھی ان کے ساتھ اس حکم میں شامل ہیں مگر معنی میں اختلاف ہے کہ کس سبب سے ان کا مارنا

درست ہے سو بعض تو یہ کہتے ہیں کہ وہ ایذا دیتے ہیں پس جائز ہے مار ڈالنا ہر ایذا دینے والے جانور کا اور یہ مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا کھانا جائز نہیں بنا بر اس کے جس کا مار ڈالنا درست ہے اس کے مار ڈالنے میں محرم پر فدیہ نہیں اور یہ مذہب امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اور اس کے اصحاب نے حیوانوں کی بہ نسبت محرم کے تین اقسام میں تقسیم کیا ہے ایک وہ جانور ہیں کہ محرم کو ان کا مار ڈالنا مستحب ہے مانند ان پانچ کے اور جو ان کے معنی میں ہیں موذی جانوروں سے اور ایک قسم وہ جانور ہیں جن کا مار ڈالنا اس کو درست ہے مانند باقی جانوروں کے جن کا گوشت کھانا درست نہیں اور وہ دو قسم ہیں ایک قسم وہ ہے کہ اس سے نفع اور ضرر حاصل ہوتا ہے سو اس کا مار ڈالنا درست ہوگا اس واسطے کہ اس میں منفعت شکار کرنے کی ہے اور مکروہ نہیں کہ اس میں حملہ کرنا ہے اور ایک قسم ہے کہ اس میں نہ نفع ہے اور نہ ضرر سو اس کا مار ڈالنا مکروہ ہے اور حرام نہیں اور تیسری قسم وہ ہے کہ اس کو کھانا درست ہے اور مار ڈالنا درست نہیں تو اس میں بدلہ ہے جب کہ اس کو محرم قتل کرے اور حنفیہ نے اس میں اختلاف کیا ہے سو اقتصار کیا ہے انہوں نے انہیں پانچوں پر لیکن انہوں نے ان کے ساتھ سانپ اور بھیڑیے کو لاحق کیا ہے اور ان کے سوا جو چیز ابتداء حملہ کرے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ ظاہر ہونے معنی کے پانچ میں اور وہ ایذا طبعی ہے اور حملہ اور جب منقوص علیہ میں معنی ظاہر ہیں تو متعدی ہوگا حکم طرف ہر اس چیز کی کہ پائے جائیں اس میں یہ معنی جیسا کہ موافقت کی ہے انہوں نے اس پر بیاج کے مسئلوں میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر اگر کسی شخص پر قتل واجب ہو یعنی قصاص وغیرہ کے سبب سے اور وہ حرم مکہ کی طرف پناہ پکڑے تو اس کا مار ڈالنا درست ہے اور یہ پناہ پکڑنی اس کو کچھ فائدہ نہیں دیتی اس واسطے کہ ان پانچ چیزوں کا مار ڈالنا اس واسطے جائز ہے کہ وہ فاسق ہیں اور قاتل فاسق ہے بلکہ وہ بطریق اولی فاسق ہے کہ وہ مکلف ہے اور یہ مکلف نہیں وسیاتی البحث فیہ۔ (فتح)

۱۶۹۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ بِمِنًى إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا وَإِنِّي لَأَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۶۹۹۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منی کی ایک غار میں تھے کہ اچانک سورہ والمرسلات نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پڑھتے تھے اور البتہ میں اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سیکھتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ مبارک اس کے ساتھ تر تھا کہ اچانک ہم پر ایک سانپ ہم پر نکلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو سو ہم نے اس کے مار ڈالنے میں جلدی کی اور وہ بچ گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہاری بدی سے محفوظ رہا اور تم

اقْتُلُوْهَا فَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا.

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ إِنَّمَا أَرَدْنَا بِهٰذَا أَنَّ مِنًى مِنَ الْحَرَمِ وَأَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْا بِقَتْلِ الْحَيَّةِ بَأْسًا.

اس کی بدی سے محفوظ رہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ ہماری مراد تو اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ منی حرم میں ہے اور یہ کہ انہوں نے سانپ کے مارنے میں کچھ گناہ نہیں دیکھا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ یہ عرفے کی رات میں واقع ہوا ہے اور ساتھ اس کے پوری ہوگی حجت پکڑنی اوپر مقصود باب کے کہ محرم کو سانپ کا مارنا درست ہے جیسے کہ قول اس کا (بمنی) اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حرم میں تھا اور اس سے رد ہوا قول اس شخص کا کہ کہتا ہے کہ نہیں عبداللہ کی حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے کہ آپ ﷺ نے احرام کی حالت میں سانپ کے مارنے کا حکم دیا اس لیے کہ احتمال ہے کہ یہ طواف زیارت کے بعد ہوا اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے محرم کو حکم کیا ساتھ مار ڈالنے سانپ کے حرم میں۔ (فتح)

۱۷۰۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْوَزَغِ فُوَيْسِقٌ وَلَمْ أَسْمَعْهُ أَمَرَ بِقَتْلِهِ.

۱۷۰۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ چھپکلی فاسق ہے اور میں نے آپ ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ ﷺ نے اس کے مار ڈالنے کا حکم کیا ہو۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے جو اس کا نام فاسق رکھا تو اس سے معلوم ہوا کہ اس کا مار ڈالنا درست ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا نہ سننا اس کے منع ہونے پر دلالت نہیں کرتا اس واسطے کہ اس کے غیر نے اس کو سنا ہے جیسا کہ کتاب بدء الخلق میں سعد بن ابی وقاص وغیرہ سے آئے گا اور ابن عبدالبر نے اتفاق نقل کیا ہے اس پر کہ چھپکلی کا مار ڈالنا درست ہے حل میں بھی اور حرم میں بھی لیکن امام مالک سے منقول ہے کہ محرم چھپکلی کو نہ مارے اور اگر مارے تو صدقہ دے اس واسطے کہ وہ ان پانچ میں سے نہیں ہے جس کے مارنے کا حکم ہے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ کسی نے عطاء سے پوچھا کہ حرم میں چھپکلی کا مار ڈالنا درست ہے تو اس نے کہا کہ اگر تجھ کو ایذا دے تو اس کے مارنے کا کچھ ڈر نہیں اس سے معلوم ہوا کہ اس کا مار ڈالنا ایذا پر موقوف ہے اگر ایذا دے تو مار ڈالے نہیں تو نہیں۔ (فتح)

بَابُ لَا يُعْضَدُ شَجَرُ الْحَرَمِ

حرم مکہ کا درخت نہ کاٹا جائے

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهٗ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ نہ کاٹا جائے درخت اس کا۔

۱۷۰۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ إِلٰى مَكَّةَ ائْذَنْ لِيْ أَيُّهَا الْأَمِيْرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْغَدِ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ فَسَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهٖ إِنَّهٗ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُوْلُوْا لَهٗ إِنَّ اللّٰهَ أَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيْلَ لِأَبِيْ شُرَيْحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيْذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخُرْبَةٍ خُرْبَةٌ بَلِيَّةٌ.

۱۷۰۱۔ ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کو کہا (جب کہ اس کو یزید نے اپنی حکومت میں مدینہ کا حاکم کیا) اس حال میں کہ عمرو لشکر کو مکے میں بھیجتا تھا (یعنی واسطے لڑائی ابن زبیر کے کہ اس وقت مکے میں خلیفہ تھے) کہ اے امیر مجھ کو حکم ہو تو میں تجھ کو ایک حدیث بتلاؤں جس کو حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے اگلے دن کھڑے ہو کر فرمایا سو میرے کانوں نے اس کو سنا اور میرے دل نے اس کو یاد رکھا اور میری دونوں آنکھوں نے آپ ﷺ کو دیکھا جب کہ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ کلام کیا اور وہ یہ ہے کہ بے شک حضرت ﷺ نے اللہ کی تعریف کی اور ثناء کی اور پھر فرمایا کہ بے شک اللہ نے مکہ کو حرام کیا ہے آدمیوں نے اس کو حرام نہیں کیا یعنی یہ تعظیم اس کی اللہ کی طرف سے مقرر ہوئی ہے آدمیوں نے اپنی طرف سے نہیں بنائی سو جو مرد کہ اللہ کے اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو اس کو حلال نہیں کہ اس میں خون کو بہائے یعنی اس میں کسی کا خون کرنا درست نہیں اور مکے کا درخت نہ کاٹے اور اگر کوئی مکے میں خون کرنا درست جانے اللہ کے پیغمبر کے قتل کرنے کی دلیل سے تو اس سے کہہ دو کہ البتہ اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا اور تم کو حکم نہیں دیا اور مجھ کو بھی دن کی ایک ہی ساعت میں اجازت ہوئی یعنی طلوع آفتاب سے عصر تک پھر اس کی حرمت پلٹ آئی آج جیسے کل تھی اور چاہیے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں سو کسی نے ابو شریح سے

پوچھا کہ عمرو رضی اللہ عنہ نے تجھ کو کیا جواب دیا عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابا شریح میں اس حکم کو تجھ سے زیادہ جانتا ہوں بے شک حرم نہ گناہگار کو پناہ دیتا ہے اور نہ خون کر کے بھاگنے والے کو اور نہ فساد کے سبب سے بھاگنے والے کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ خربہ کے معنی فساد ہیں یعنی چوری۔

فائدہ: ۶۰ھ میں جب یزید بن معاویہ حاکم ہوا تو اس نے عمرو بن سعید کو مدینے کا حاکم کر کے بھیجا اور اس وقت مکے میں عبداللہ بن زبیر خلیفہ تھے جو نواسے تھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سو اس نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تب عمرو نے اس کی طرف لشکر تیار کیا جب وہ لشکر مکے میں پہنچا اہل مکہ نے ان کو شکست دی اور وہ سب بھاگ گئے اور ان کا امیر گرفتار ہو کر مارا گیا اور عمرو کا یہ کلام صحیح ہے کہ مکہ خونی آدمی کو پناہ نہیں دیتا لیکن ان کے اس کلام سے ارادہ باطل کا کیا اس واسطے کہ ابن زبیر نے کسی کا خون کر کے حرم میں پناہ نہیں پکڑی تھی اور نہ اس پر کوئی حد واجب تھی کہ عمرو کا یہ جواب صحیح ہو اور یہ جو کہا کہ اللہ نے مکے کو حرام کیا ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ مکے والوں سے لڑنا درست نہیں اور جو اس میں پناہ پکڑے اس کو امن دیا جائے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر حرم مکہ کا درخت کاٹنا درست نہیں قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ فقہاء کہتے ہیں کہ یہ نہی خاص ہے ساتھ اس درخت کے کہ خود بخود اللہ کی قدرت سے زمین سے پیدا ہو بغیر دستکاری آدمی کی اور جو آدمی کی دستکاری سے پیدا ہو اس میں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک اس کا کاٹنا جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سب درختوں میں بدلہ ہے اور اگر پہلے قسم سے درخت کاٹے تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس میں بدلہ نہیں۔ بلکہ گناہگار ہوتا ہے اور عطاء نے کہا کہ توبہ کرے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کی قیمت سے جانور خرید کے قربانی کرے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بڑے میں گائے دے اور اس سے چھوٹے میں بکری اور بن عربی نے کہا کہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ حرم کا درخت کاٹنا بھی درست نہیں لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شاخ سے مسواک کاٹنی درست ہے اور اسی طرح پتے اور میوے بھی درست ہیں جب کہ درخت کو ہلاک نہ کرے اور یہی قول ہے مجاہد اور عطاء کا اور کہتے ہیں کہ کانٹے کا کاٹنا بھی درست ہے کہ وہ موذی ہیں پس مشابہ ہے فاسق جانوروں کے اور جمہور کے نزدیک منع ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خبر واحد مقبول ہے اس واسطے کہ معلوم ہے کہ ہر شخص جو خطبے میں حاضر تھا اس کو پہنچا دینا لازم ہے پس اگر سامع کو اس کا قبول کرنا درست نہ ہو تو تبلیغ کے حکم کا کچھ فائدہ نہ ہوگا اور اس حدیث میں اور کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو گزرا ایک یہ کہ جائز ہے مرد کو خبر دینا اپنے نفس سے ساتھ اس چیز کے کہ مقتضی ہو ثقہ ہونے اور ضابط ہونے اس کے کو اور انکار کرنا عالم کا حاکم پر ساتھ اس چیز کے کہ بدلے اس کو حکم دین سے

اور وعظ کرنا ساتھ نرمی اور آہستگی کے اور جب ہاتھ سے منع کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے انکار کرے اور واقع ہونا تاکید کا کلام بلیغ میں اور جائز ہونا مجادلہ کا امور دینیہ میں اور جائز ہونا نسخ کا اور یہ کہ مسائل اجتہاد میں ایک مجتہد دوسرے مجتہد پر حجت نہیں اور نکلنا ذمہ تبلیغ سے اور ناگوار کا منہ پر صبر کرنا۔ (فتح)

بَابُ لَا يُنَفَّرُ صَيْدُ الْحَرَمِ — حرم مکہ کا شکار نہ ہانکا جائے

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے شکار کرنا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنے ظاہر پر ہے یعنی اس کو اپنی جگہ سے نہ ہانکہ جائے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حرام ہے تنفیر اور وہ اپنی جگہ سے اٹھانا ہے پس اگر اس کو اپنی جگہ سے ہانکے تو گنہگار ہوتا ہے برابر ہے کہ تلف ہو یا نہیں پس اگر ہانکنے کے بعد آرام سے پہلے تلف ہو تو ضامن ہوگا یعنی اس کا بدلہ لازم ہوگا نہیں تو نہیں علماء کہتے ہیں کہ جب اس کا ہانکنا درست نہیں تو اس کا تلف کرنا بطریق اولی درست نہ ہوگا۔

۱۷۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِيْ وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ لَّا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ وَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ وَعَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا هُوَ أَنْ يُّنَحِّيَهُ مِنَ الظِّلِّ يَنْزِلُ مَكَانَهُ

۱۷۰۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک اللہ نے مکہ کو حرام کیا ہے نہ تو مجھ سے پہلے کسی کو مکہ میں لڑنا حلال ہوا اور نہ مجھ سے پیچھے کسی کو لڑنا حلال ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ میرے واسطے بھی صرف دن کی ایک ساعت بھر حلال ہوا تو اس کا سبزہ تر نہ کاٹا جائے اور اس کا درخت قطع نہ کیا جائے اور اس کا شکار نہ ہانکا جائے اور اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر اس کو جو لوگوں میں مشہور کرے اور ڈھونڈ کر مالک کو پہنچائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مگر اذخر گھاس کاٹنے کی اجازت دیجیے کہ وہ ہمارے سوناروں اور قبروں کے کام آتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے اور خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ اس کے شکار نہ ہانکنے کے کیا معنی ہیں وہ یہ ہیں کہ علیحدہ کرے تو اس کو سایہ سے اور تو اس کی جگہ میں اترے۔

فائدہ: عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ کی ساتھ اس کے اس پر کہ منع ہے تلف کرنا اس کا اور ہر قسم ایذا کے یہ تنبیہ ہے ساتھ

ادنی کے اعلی پر اور مجاہد اور عطاء عکرمہ کے مخالف ہیں کہتے ہیں کہ اس کے ہانکنے کا کچھ ڈر نہیں جب تک کہ اس کے قتل تک نوبت نہ پہنچے۔ (فتح)

بَابٌ لَّا يَحِلُّ الْقِتَالُ بِمَكَّةَ

مکے میں لڑنا حلال نہیں

وَقَالَ أَبُوْ شُرَيْحٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْفِكُ بِهَا دَمًا

اور ابوشریح نے کہا کہ کوئی مسلمان مکے میں خون نہ بہائے یعنی اس میں کسی کو نہ مارے

۱۷۰۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ افْتَتَحَ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا فَإِنَّ هٰذَا بَلَدٌ حَرَّمَ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ قَالَ قَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ.

۱۷۰۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ مدینے کی طرف ہجرت کرنے کا ثواب فتح مکہ کے بعد نہ رہا لیکن جہاد کرنا اور ثواب رکھنے کی نیت کرنا باقی ہے اور اگر تم جہاد کی طرف بلائے جاؤ تو نکلو پس تحقیق یہ شہر ہے کہ اللہ نے اس کو حرام کیا ہے اس دن سے کہ پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو اور وہ حرام ہے ساتھ حرام کرنے اللہ کے قیامت تک اور تحقیق مجھ سے پہلے کسی کو مکہ میں لڑنا حلال نہیں ہوا اور مجھ کو بھی صرف دن کی ایک ساعت بھر حلال ہوا سو وہ حرام ہے ساتھ حرام کرنے اللہ کے قیامت تک نہ اس کا درخت خار دار کاٹا جائے اور نہ اس کا شکاری جانور ہانکا جائے اور نہ اس کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے مگر اس کے لیے جو اس کو لوگوں میں مشہور کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مگر اذخر کے گھاس کے کاٹنے کی اجازت دیجیے اس واسطے کہ وہ اہل مکہ کے لوہاروں اور گھروں کے کام آتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذخر کا گھاس کاٹنا درست ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکے میں لڑنا درست نہیں اس واسطے کہ وہ پہنچاتا ہے طرف قتل کے اور ثابت ہو چکا ہے کہ اس میں خون بہانا درست نہیں وفیہ المطابقة للترجمہ اور یہ جو فرمایا کہ ہجرت نہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ واجب ہونا ہجرت کا مکے سے بند ہو گیا ہے ساتھ فتح ہونے اس کے کی اس واسطے کہ مکہ اب دار السلام ہو گیا

ہے لیکن جہاد کا واجب ہونا بدستور باقی ہے جب کہ اس کی حاجت ہو اور تغیر کیا اس کو ساتھ اس قول کے کہ جب جہاد کی طرف بلائے جاؤ تو اس کو قبول کرو اور اس کی طرف نکلو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ حرم میں لڑنا اور قتل کرنا درست نہیں ہے اس بنا پر قتل کرنا سو نقل کیا ہے بعض نے اتفاق اس پر کہ حرم میں قتل کی حد قائم کرنا درست ہے اس پر جو حرم میں کسی کو ناحق مار ڈالے اور جو حل میں کسی کو قتل کر کے حرم میں پناہ پکڑے تو اس میں اختلاف ہے اور منجملہ ناقلین اجماع سے ابن جوزی ہے اور بعض نے حجت پکڑی ہے ساتھ قتل کرنے ابن خطل کے حرم میں اور اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ یہ اس ساعت میں تھا جس میں حضرت ﷺ کو اس میں لڑنا حلال ہوا اور ابن حزم نے گمان کیا ہے کہ مقتضی قول ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کا یہ ہے کہ حرم میں قتل کرنا مطلق درست نہیں اور مجاہد اور عطاء سے تفصیل منقول ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ نہ قتل کیا جائے حرم میں یہاں تک کہ اپنے اختیار سے حل کی طرف نکلے لیکن نہ اسکے ساتھ مجلس کی جائے اور نہ اس کے ساتھ کلام کی جائے اور اس کو وعظ اور نصیحت کی جائے یہاں تک کہ حرم سے باہر نکلے اور ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا کہ بے قرار کر کے حل کی طرف نکالا جائے اور یہ کام ابن زبیر نے کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو کسی حد کو پہنچے یعنی اس پر کوئی حد شرعی واجب ہو پھر حرم میں داخل ہو تو اس کے سات مجلس نہ کی جائے اور اس سے بیع شرا نہ کی جائے اور مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حرم میں حد کا قائم کرنا مطلق درست ہے اس واسطے کہ گناہگار نے اپنی جان کی حرمت توڑ دی سو جو اللہ نے اس کو امن دیا تھا وہ باطل ہو گیا اور ماوردی نے کہا کہ اہل مکہ سے لڑنا درست نہیں لیکن اگر امام سے باغی ہوں اور بدون لڑائی کے ان کا پھیرنا ممکن ہو تو لڑائی درست نہیں اور گر ممکن نہ ہو تو جمہور نے کہا ہے کہ درست ہے اس واسطے کہ باغیوں سے لڑنا اللہ کا حق ہے پس نہیں جائز ہے ضائع کرنا اس کا اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ان سے لڑنا درست نہیں بلکہ ان کو تنگ کیا جائے یہاں تک کہ امام کی اطاعت قبول کریں اور امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول یہ ہے کہ حرام ہے لڑنا بیچ اس کے اور یہی قول ہے ایک جماعت شافعیہ اور مالکیہ کا اور اسی کو اختیار کیا ہے قفال نے اور طبری نے کہا کہ جو حل میں موجب حد کر کے حرم میں پناہ پکڑے تو امام کو جائز ہے کہ اس کو تنگ کرے تا کہ وہ اس سے باہر نکلے اور امام کو جائز نہیں کہ ان پر لڑائی کو قائم کرے بلکہ ان کا محاصرہ کرے اور ان کو تنگ کرے یہاں تک کہ امام کی اطاعت قبول کریں اور یہی قول ہے بہت اہل علم کا اور اسی کو سمجھا ہے ابن شریح نے اور نیز اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ حرم مکہ میں داخل ہونے کے لیے احرام شرط ہے اس واسطے کہ معنی آپ ﷺ کے قول کے اللہ نے اس کو حرام کیا یہ ہیں کہ غیر محرم کو حرم مکہ میں داخل ہونا درست نہیں یہاں تک کہ احرام باندھے اور یہی ایک قول ہے امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا مگر جب کہ مکہ آنا جانا ہو تو بدون احرام کے اس میں داخل ہونا درست ہے اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ حرم مکہ میں .

جانوروں کا چرایا جانا درست نہیں اس واسطے کہ اختلا کے معنی کاٹنے اور جھاڑنا ہیں اور چرانا وہ کاٹنے اور جھاڑنے سے زیادہ تر سخت ہے اور یہی قول ہے مالک اور کوفیوں کا اور اختیار کیا ہے اس کو طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ چرانے کا کچھ ڈر نہیں واسطے مصلحت جانوروں کے اور اس پر لوگوں کا عمل ہے بخلاف پتے جھاڑنے کے کہ وہ منع ہے پس یہ حکم غیر کی طرف متعدی نہ ہوگا اور خلا سبزہ تر کا کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ خشک درخت کا چرانا درست ہے اس واسطے کہ خشک درخت مردے کی مانند ہے ابن قدامہ نے کہا کہ لیکن اذخر کے خاص کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خشک درخت کا کاٹنا بھی درست نہیں اور کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ جو چیز کہ لوگ اپنی دستکاری سے حرم میں پیدا کریں مانند ساگ اور کھیتی وغیرہ کے تو اس کا کاٹنا بالاجماع درست ہے۔ (فتح)

بَابُ الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ

محرم کو سینگی لگوانے کا بیان یعنی کیا اس کو اس سے منع کیا جائے یا اس کے لیے مطلق درست ہے یا ضرورت کے واسطے درست ہے اور مراد اس سے محجوم ہے یعنی جس کو سینگی لگائی جائے حاجم نہیں۔

وَكَوَى ابْنُ عُمَرَ ابْنَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَيَتَدَاوٰى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ طِيبٌ

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے کو داغا اس حال میں کہ وہ بیٹا محرم تھا

فائدہ: یہ ضرورت کے واسطے تھا ویتداوی مالم یکن فیہ طیب اور جائز ہے محرم کو یہ کہ دوا کرے واسطے اپنے جب تک کہ اس میں خوشبو نہ ہو۔

فائدہ: یہ تتمہ باب کا ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اثر میں نہیں اور حجامت اور اس کے درمیان جامع عموم تداوی ہے اور حسن سے روایت ہے کہ اگر محرم کے سر میں زخم ہو جائے تو اس کو جائز ہے کہ اس کے گرد کے بال کاٹ ڈالے اور اس کی دوا کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں خوشبو نہ ہو۔ (فتح)

١٧٠٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ لَنَا عَمْرٌو أَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ حَدَّثَنِي طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَعَلَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُمَا.

١٧٠٤۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سینگی لگوائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محرم تھے۔

۱۷۰۵۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ فِي وَسَطِ رَأْسِهِ.

۱۷۰۵۔ ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لحی جمل میں اپنے سر مبارک کے درمیان سینگی لگوائی اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محرم تھے۔

فائدہ: لحی جمل ایک جگہ کا نام ہے مکے کے راہ میں سات میل مدینے سے

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر محرم سینگی لگوانے کا ارادہ کرے بدون حاجت کے اور اس میں بالوں کا کاٹنا لازم آئے تو وہ حرام ہے اور اگر بالوں کا کاٹنا لازم نہ آئے تو جمہور کے نزدیک درست ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مکروہ ہے اور حسن سے اسمیں فدیہ مروی ہے اگرچہ اس میں بال نہ کاٹے اور اگر ضرورت کے واسطے ہو تو جائز ہے کاٹنا بالوں کا اور واجب ہے فدیہ اور اہل ظاہر نے کہا کہ صرف سر کے بالوں میں فدیہ ہے اور داودی نے کہا کہ اگر بغیر بال منڈوائے سینگی کا لگوانا ممکن ہو تو بال کا منڈوانا درست نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے قصد کرنا اور زخم اور پھوڑے کا باندھنا اور رگ کا کاٹنا اور دانت کا اوکھاڑنا وغیرہ ہر قسم کی دوا کرنی جب کہ اس میں ارتکاب ممنوع امر کا لازم نہ آئے یعنی استعمال کرنا خوشبو کا اور کاٹنا بالوں کا اور ان چیزوں میں سے کسی چیز میں فدیہ دینا لازم نہیں، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ تَزْوِيجِ الْمُحْرِمِ — محرم کے نکاح کرنے کے بیان میں

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح کیا اور ظاہر اس کی کاریگری سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک نہی ثابت نہیں ہوئی اور نہ یہ بات کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور اس نے نکاح میں یہ باب باندھا ہے باب نکاح المحرم اور اس حدیث کے سوا اور کوئی حدیث بیان نہیں کی اور نکاح سے مراد اس کے عرفی نکاح ہے نہ جماع اس واسطے کہ اجماع ہے اس پر کہ حج اور عمرہ جماع سے فاسد ہو جاتا ہے اور میمونہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں اختلاف ہے مشہور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح کیا اور صحیح ہوا ہے مانند اس کی عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور خود میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حلال تھے اور ابو رافع رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت آئی ہے اور یہ کہ وہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی طرف وکیل تھے اور اسی کا بیان کتاب المغازی میں آئے گا ان شاء اللہ تعالی اور علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ احرام کی حالت

میں نکاح درست ہے یا نہیں جمہور کہتے ہیں کہ منع ہے واسطے دلیل حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کی کہ نہ محرم خود اپنا نکاح کرے اور نہ وکیل ہو کر اس کا نکاح کر دے روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس واقع میں اختلاف ہے کہ کس طرح تھا اور نہیں قائم ہوتی ساتھ اسکے حجت اور اس واسطے کہ احتمال خاصہ ہونے کا رکھتا ہے سو نہی کی حدیث کے ساتھ عمل کرنا اولی ہوگا اور عطاء اور عکرمہ اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ جائز ہے محرم کو یہ کہ نکاح کرے جیسا کہ جائز ہے اس کو یہ کہ صحبت کے واسطے لونڈی خریدے اور اس کا جواب یہ کہ یہ قیاس ہے بیچ مقابلے سنت کے پس نہ اعتبار کیا جائے گا ساتھ اس کے اور یہ جو کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جماع کرنا مراد ہے تو یہ تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ اس میں صریح موجود ہے ولا ینکح ساتھ پیش ''ی'' کے اور نیز اس میں صریح موجود ہے کہ نہ خود منگنی کرے یعنی اگر نکاح سے مراد جماع ہو تو لفظ ینکح مجہول کے اور یخطب کے کوئی معنی نہ ہوں گے۔

۱۷۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ الْحَجَّاجِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۱۷۰۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھے ہوئے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث موافق مذہب حنفیہ کے اور جواب اس کا یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حلال تھے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیر محرم تھے اور ظاہر ہوا لوگوں میں امر نکاح ان کے کا اس حال میں کہ وہ محرم تھے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے احرام کی حالت میں نکاح کیا۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الطِّيبِ لِلْمُحْرِمِ وَالْمُحْرِمَةِ

احرام کی حالت میں مرد اور عورت کو خوشبو لگانا منع ہے

فائدہ: یعنی مرد اور عورت دونوں اس میں برابر ہیں اور علماء کو اس میں اختلاف ہے اور سوائے اس کے نہیں اختلاف تو کئی چیزوں میں ہے کہ کیا اس کو خوشبو گنا جاتا ہے یا نہیں اور محرم کو احرام کی حالت میں خوشبو لگانی جو منع ہے تو حکمت اس میں یہ ہے کہ وہ اسباب جماع سے ہے اور اس کے مقدمات سے ہے جو احرام کو توڑ ڈالتے ہیں اور یہ کہ یہ محرم کے حال کے منافی ہے اس واسطے کہ محرم غبار آلودہ ہوتا ہے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَا تَلْبَسُ الْمُحْرِمَةُ ثَوْبًا بِوَرْسٍ أَوْ زَعْفَرَانٍ

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہ پہنے احرام کی حالت میں عورت وہ کپڑا جس کو ورس اور زعفران لگی ہو

فائدہ: ورس ایک قسم کی گھاس خوشبو دار زرد رنگ ہے مشابہ زعفران کے اس سے کپڑے زرد کرتے ہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو احرام کی حالت میں ورس اور زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا درست نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٧٠٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْإِحْرَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيْصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا شَيْئًا مَّسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَّلَا الْوَرْسُ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ تَابَعَهُ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ وَإِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ وَجُوَيْرِيَةُ وَابْنُ إِسْحَاقَ فِي النِّقَابِ وَالْقُفَّازَيْنِ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَلَا وَرْسٌ وَّكَانَ يَقُوْلُ لَا تَتَنَقَّبُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ وَقَالَ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ لَا تَتَنَقَّبُ الْمُحْرِمَةُ وَتَابَعَهُ لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ.

١٧٠٧۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم کو احرام کی حالت میں کیا کپڑا پہننے کا حکم کرتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پہنو کرتے اور نہ پائجامے اور نہ پگڑیاں اور نہ اوورکوٹ اور نہ موزے مگر یہ کہ کسی کے پاس جوتا نہ ہو تو چاہیے کہ پہنے موزے اور چاہیے کہ کاٹ ڈالے ان کو ٹخنوں سے نیچے اور نہ پہنے وہ کپڑا جس میں زعفران اور ورس لگی ہو اور نہ نقاب ڈالے عورت احرام والی اور نہ پہنے دستانے۔

فائدہ: ابو داود وغیرہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ منع فرماتے تھے عورتوں کو اپنے احرام کی حالت میں دستانے پہننے سے اور نقاب ڈالنے سے اور پہننے اس کپڑے کے سے کہ اس کو ورس اور زعفران لگی ہو اور چاہیے کہ پہنے بعد اس چیز کے کہ ذکر کی گئی ہے جو چاہے انواع کپڑوں سے زرد رنگ کا کپڑا ہو یا ریشمی ہو یا زیور یا پائجامہ یا کرتا یا موزہ اور اجماع ہے اس پر کہ احرام کی حالت میں جس طرح مرد کو خوشبو لگانی منع

ہے اسی طرح عورت کو بھی منع ہے اور مرد کو بھی دستانے پہننے درست نہیں اور یہ جو فرمایا کہ احرام کی حالت میں عورت منہ پر نقاب نہ ڈالے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنا منہ نہ ڈھانپے اور اس میں علماء کو اختلاف ہے جمہور کہتے ہیں کہ منع ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جائز ہے اور یہی ہے ایک روایت مالکیہ اور شافعیہ کے اور نہیں اختلاف کیا انہوں نے بیچ منع کرنے اس کے کہ ڈھانکنے منہ اپنے سے اور ہاتھوں اپنے سے ساتھ اس چیز کے کہ نقاب اور دستانے کے سوائے ہے اور یہ جو فرمایا کہ جس کو ورس لگی ہو اس کو محرم نہ پہنے تو اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ جس میں زعفران اور ورس نہ لگی ہو اس کو پہننا درست ہے لیکن علماء نے لاحق کیا ہے ساتھ ان کے سب قسم خوشبو کی واسطے مشترک ہونے حکم میں اور جو کپڑا کہ زعفران اور ورس کے سوا اور کسی چیز سے رنگا ہو اس میں اختلاف ہے کما تقدم۔ (فتح)

۱۷۰۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَصَتْ بِرَجُلٍ مُحْرِمٍ نَاقَتُهُ فَقَتَلَتْهُ فَأُتِيَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلُوْهُ وَكَفِّنُوْهُ وَلَا تُغَطُّوْا رَأْسَهُ وَلَا تُقَرِّبُوْهُ طِيْبًا فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يُهِلُّ.

۱۷۰۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص کی اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی اور وہ مر گیا اور وہ احرام باندھے تھا سو اس اونٹنی نے اس کو مار ڈالا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو غسل دو اور کفناؤ اور نہ اس کا سر ڈھانکو اور نہ اس کے نزدیک خوشبو لے جاؤ اس واسطے کہ وہ قیامت کے دن لبیک پکارتا ہوا اٹھایا جائے گا یعنی جس حالت میں مرا ہے اسی حالت میں اٹھایا جائے گا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ وہ اپنے احرام پر باقی رہتا ہے اور حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے احرام پر باقی نہیں رہتا کفن دیا جائے اس کو بطور لباس غیر محرم کے اور ان کی دلیل یہ لفظ ہے کہ اس کا منہ نہ ڈھانکو اور اس لفظ کے ثبوت میں اختلاف ہے پس کہتے ہیں کہ نہیں جائز محرم کو ڈھانکنا منہ اپنے کا باوجود یہ کہ وہ ظاہر اس حدیث کے قائل نہیں اس شخص کے حق میں جو احرام کی حالت میں مرے اور جمہور نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا ہے اور کہتے ہیں کہ اس لفظ کے ثبوت میں تردد ہے اور اہل ظاہر نے کہا کہ زندہ محرم کا منہ ڈھانکنا درست ہے اور مردے محرم کو درست نہیں اور دوسرے کہتے ہیں کہ یہ ایک خاص واقع کا ذکر ہے یہ حکم عام نہیں اور جواب اس کا یہ ہے کہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ علت امر مذکور میں ہونا اس کا حج میں ہے اور وہ عام ہے ہر محرم میں اور اصل یہ ہے کہ جو امر ایک کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ثابت ہو چکا ہے وہ غیر کے واسطے بھی ثابت ہے یہاں تک کہ اس کی تخصیص ظاہر ہو اور اگر روزے دار مر جائے تو کیا اس کا وہ روزہ باطل ہو جاتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس کا سر نہ ڈھانکو تو یہ اس وجہ سے نہیں کہ محرم کا منہ ڈھانکنا درست نہیں بلکہ واسطے بچانے سر کے اس واسطے کہ اگر اس کا منہ ڈھانکتے تو نہ امن تھا اس سے کہ

ڈھانکا جائے سر اس کا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے ہمیشہ لبیک کہنی احرام میں اور وہ منقطع نہیں ہوتی ساتھ متوجہ ہونے کے طرف عرفات کی اور یہ کہ جائز ہے محرم کو غسل کرنا ساتھ بیری کے پتوں وغیرہ سے جو خوشبو شمار نہیں کی جاتی اور یہ کہ جائز ہے کاشا بیر حرم کا ساتھ اس حدیث کے۔ (فتح)

بَابُ الْاِغْتِسَالِ لِلْمُحْرِمِ — محرم کو احرام کی حالت میں نہانا درست ہے

فائدہ: یعنی واسطے پاکی اور ستھرائی حاصل کرنے کے اور واسطے پاک ہونے کے جنابت سے ابن منذر نے کہا ہے کہ اجماع ہے سب کا اس پر کہ جائز ہے محرم کو یہ کہ نہائے جنابت سے اور اس کے سوائے اور غسل میں اختلاف ہے اور گویا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی جو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مکروہ ہے محرم کو یہ کہ ڈبوئے پانی میں سر اپنا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نہ دھوتے تھے سر اپنا مگر احتلام سے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَدْخُلُ الْمُحْرِمُ الْحَمَّامَ — اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے محرم کو یہ کہ داخل ہو حمام میں

وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ بِالْحَكِّ بَأْسًا — اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بدن کھجلنے میں کچھ ڈر نہیں

فائدہ: اور مناسبت اثر ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے ترجمہ کے ساتھ جامع اس چیز کے ہے جو درمیان غسل اور خارش کے ہے دور کرنے ایذا سے۔

۱۷۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْعَبَّاسِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ فَأَرْسَلَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يُسْتَرُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ

۱۷۰۹۔ عبداللہ بن حنین سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مسور ابوا (ایک جگہ کا نام ہے) میں جھگڑے سو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جائز ہے محرم کو یہ کہ دھوئے سر اپنا اور مسور نے کہا کہ نہیں جائز ہے محرم کو یہ کہ دھوئے سر اپنا سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا سو میں نے اس کو پایا اس حال میں کہ غسل کرتا تھا درمیان دو لکڑیوں کے کہ کھڑی ہوتی ہیں اور وہ کپڑے سے پردہ کرتا تھا سو میں نے اس کو سلام کیا اس نے کہا کہ یہ کون ہے سو میں نے کہا کہ میں عبداللہ بن حنین ہوں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ کو تمہارے پاس بھیجا ہے تم سے پوچھتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُنَيْنٍ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَأْسَهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ أَبُوْ أَيُّوْبَ يَدَهٗ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهٗ حَتّٰى بَدَا لِيْ رَأْسُهٗ ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ اصْبُبْ فَصَبَّ عَلٰى رَأْسِهٖ ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهٗ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ وَقَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ.

احرام کی حالت میں اپنا سر کس طرح دھویا کرتے تھے سو ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھا یعنی جس سے پردہ کیا ہوا تھا سو اس کو نیچے لائے اور اپنے سر سے دور کیا یہاں تک کہ اس کو سر مجھ کو ظاہر ہوا پھر اس نے اس آدمی سے کہا جو اس پر پانی دالتا تھا کہ پانی ڈال سو اس نے اس کے سر پر پانی ڈالا پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر ہلایا سو اپنے دونوں ہاتھ سر کے اگلی طرف لایا پھر پچھلی طرف لے گیا پھر کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے یعنی جیسا کہ میں نے کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم کو احرام کی حالت میں نہانا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک اصحاب رضی اللہ عنہم کا احکام میں مناظرہ کرنا اور نص کی طرف رجوع کرنا اور ان کا خبر واحد کو قبول کرنا اگرچہ تابعی ہو اور یہ کہ بعض کا قول بعض پر حجت نہیں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اگر چہ حدیث اصحابی کالنجوم الخ میں اقتدا کے معنی فتوی کے ہوتے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے دعوے پر گواہ قائم کرنے کی حاجت نہ ہوتی بلکہ مسور کو کہا ہوتا کہ میں بھی ستارہ ہوں اور تو بھی ستارہ ہے اور ہمارے پیچھے ہم میں سے جس کی کوئی پیروی کرے گا وہی اس کو کفایت کرے گی لیکن معنی اس کے جیسا کہ مزنی وغیرہ نے کہا یہ ہیں کہ وہ نقل حدیث میں ستارے ہیں اس واسطے کہ وہ سب عدول ہیں اور اس میں اعتراف ہے واسطے فاضل کے ساتھ فضیلت اس کی کے اور منصف بنانا بعض اصحاب رضی اللہ عنہم کا بعض کو اور اس میں پردہ کرنا ہے نہانے والے کو وقت غسل کے اور مدد لینی واسطے پاکی حاصل کرنے میں اور یہ کہ غسل کے وقت کلام اور سلام کرنا درست ہے اور یہ کہ محرم کو اپنے سر کا دھونا اور اپنے ہاتھ سے ملنا درست ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ وضو میں داڑھی کا خلال کرنا اپنے استحباب پر باقی ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ مکروہ واسطے خوف اکھڑنے بالوں کے اس واسطے کہ حدیث میں ہے کہ پھر اس نے اپنے ہاتھ سے سر ہلایا اور سر اور داڑھی کے بالوں میں کچھ فرق نہیں مگر یہ کہ کہا جائے کہ داڑھی کے بال سر سے سخت ہیں اور تحقیق یہ بات ہے کہ یہ خلاف اولی ہے بعض کے حق میں سوائے بعض کے یہ بات سب سے بڑے نے کہی ہے۔ (فتح)

بَابُ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ

جب محرم جوتا نہ پائے تو اس کو جائز ہے کہ موزہ پہنے

فائدہ: یعنی کیا ان کو کاٹنا شرط ہے یا نہیں۔

۱۷۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ مَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ لِلْمُحْرِمِ.

۱۷۱۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا عرفات میں خطبہ پڑھتے تھے کہ جو جوتا نہ پائے تو چاہیے کہ موزے پہنے اور جو تہبند نہ پائے تو چاہیے کہ پائجامہ پہنے یہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کے حق میں فرمائی۔

فائدہ: یعنی یہ حکم غیر محرم کے واسطے نہیں اس واسطے کہ اسکے لیے پائجامہ پہننے کا رد تہبند کے نہ پانے پر موقوف نہیں بلکہ اس کو ہر صورت میں جائز ہے اور امام احمد رحمہ اللہ نے اس حدیث پر ظاہری عمل کیا ہے پس کہا کہ اگر محرم جو جوتا اور تہبند نہ پائے تو جائز ہے اس کو پہننا موزے اور پائجامے کا اپنے حال پر یعنی بغیر کاٹے کے اور جمہور کہتے ہیں کہ موزے کا کاٹنا اور پائجامے کا پھاڑنا شرط ہے بدون ان کے نہ پہنے اور اگر بغیر کاٹے اور پھاڑے پہنے تو لازم ہے اس پر فدیہ یعنی جانور ذبح کرنا اور ان کی دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ فرمایا کہ چاہیے کہ کاٹے ان کو یہاں تک کہ ٹخنے سے نیچے ہو جائیں پس یہ حدیث مطلق مقید پر محمول ہوگی اور ملحق ہوگی نظیر ساتھ نظیر کے واسطے برابر ہونے ان کے کہ حکم میں اور ابن قدامہ نے کہا کہ اولی اور افضل یہ ہے کہ ان کو کاٹ ڈالے واسطے عمل کرنے صحیح حدیث پر اور واسطے نکلنے کے خلاف سے اور زیادہ ترصحیح نزدیک شافعیہ اور اکثر کے یہ ہے کہ جائز ہے پہننا پائجامے کا بغیر پھاڑنے کے مثل قول احمد کے اور محمد بن حسن اور امام الحرمین اور ایک گروہ نے کہا کہ پھاڑنا شرط ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ محرم کو پائجامے کا پہننا مطلق منع ہے اور مثل اس کی مروی ہے امام مالک رحمہ اللہ سے اور شاید اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نہیں پہنچی چنانچہ موطا میں ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے یہ حدیث نہیں سنی اور رازی حنفیہ سے کہا کہ اس کا پہننا جائز ہے اور اس پر فدیہ ہے جیسا کہ ان کے یاروں نے موزوں میں کیا اور جو کہتا ہے کہ پائجامے کا پہننا بدستور جائز ہے تو اس نے قید کیا ہے اس کو اس طرح کہ نہ ہو اس حالت میں کہ اگر اس کو پھاڑے تو تہبند ہو جائے اس واسطے کہ اس حالت میں ہوگا وہ پانے والا تہبند کا۔ (فتح)

۱۷۱۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سُئِلَ

۱۷۱۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ محرم کیا کپڑا پہنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پہنے کرتے اور نہ پگڑیاں اور نہ پائجامے اور نہ کسی ٹوپ یعنی

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَّلَا وَرْسٌ وَّإِنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

بازاری کوٹ اور نہ وہ کپڑا جس کو زعفران اور ورس لگی ہو سو اگر جوتا نہ پائے تو چاہیے کہ پہنے موزے اور چاہیے کہ کاٹ ڈالے ان کو یہاں تک کہ ٹخنوں سے نیچے ہوں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موزوں کا کاٹنا شرط ہے بدون کاٹے نہ پہنے۔ وفیہ المطابقة للترجمة

بَابٌ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْإِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ

اگر محرم تہبند کو نہ پائے تو اس کو جائز ہے کہ پائجامہ پہنے۔

۱۷۱۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدِ الْإِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ وَمَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ.

۱۷۱۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عرفات میں خطبہ سنایا سو فرمایا کہ جو تہبند نہ پائے تو پائجامہ پہنے اور جو جوتا نہ پائے تو چاہیے کہ موزہ پہنے۔

فائدہ: جزم کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے اس مسئلہ میں سوائے پہلے کے واسطے قوت دلیل اس کی کے اور تصریح کرنے مخالف کی کہ اس کو حدیث نہیں پہنچی سو جس کو پہنچی اس کو اس کے ساتھ عمل کرنا متعلق ہے۔ (فتح)

بَابُ لُبْسِ السِّلَاحِ لِلْمُحْرِمِ

حاجت کے وقت محرم کو ہتھیار کا پہننا درست ہے

وَقَالَ عِكْرِمَةُ إِذَا خَشِيَ الْعَدُوَّ لَبِسَ السِّلَاحَ وَافْتَدٰى وَلَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ فِي الْفِدْيَةِ.

اور عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا کہ جب محرم دشمن سے ڈرے تو اس کو ہتھیار کا پہننا درست ہے اور واجب ہے اس پر فدیہ اور فدیہ میں کسی نے عکرمہ رحمہ اللہ کی متابعت نہیں کی یعنی ہتھیار کے پہننے میں تو لوگوں نے اس کی متابعت کی ہے پھر وجوب فدیہ میں کسی نے اس کی متابعت نہیں کی اور حسن سے منقول ہے کہ مکروہ محرم کو گلے میں لٹکانا تلوار کا اور عیدین میں پہلے گزر چکا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حجاج سے کہا کہ تو نے حکم کیا ہے ساتھ اٹھانے ہتھیار کے حرم

میں اور حالانکہ ہتھیار اس میں داخل نہیں ہوا کرتا تھا (فتح الباری)

۱۷۱۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبٰى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَّدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى قَاضَاهُمْ لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ سِلَاحًا إِلَّا فِي الْقِرَابِ.

۱۷۱۳۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعدہ میں عمرے کا احرام باندھا سو اہل مکہ نے انکار کیا اس سے کہ چھوڑیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تا کہ مکے میں داخل ہوں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے صلح کی یہ کہ نہ داخل کریں ہتھیار مگر میان میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم کو ہتھیار پہننا درست ہے اس واسطے کہ اگر ہتھیار کا اٹھانا مطلق درست نہ ہوتا تو ضرورت میں اور نہ غیر ضرورت میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ سے صلح نہ کرتے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت محرم کو ہتھیار کو پہننا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ دُخُوْلِ الْحَرَمِ وَمَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ

حرم اور مکے میں بغیر احرام کے داخل ہونے کا بیان

فائدہ: یہ عطف خاص کا عام پر ہے اس واسطے کہ مراد مکے سے اس جگہ خاص شہر ہے پس حرم عام ہوتا۔ (فتح)

وَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ وَإِنَّمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِهْلَالِ لِمَنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ لِلْحَطَّابِيْنَ وَغَيْرِهِمْ.

اور داخل ہوئے مکے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما بغیر احرام کے یعنی جب کہ ان کو فتنہ کی خبر پہنچی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو احرام باندھنے کا حکم صرف اس شخص کو دیا ہے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہے اور لکڑیاں وغیرہ لانے والوں کو اپنے احرام باندھنے کا حکم نہیں کیا۔

فائدہ: یہ کلام امام بخاری رحمہ اللہ کا ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ احرام خاص ہے ساتھ اس شخص کے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہو اور استدلال کیا ہے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ مفہوم قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ممن اراد الحج والعمرۃ اس لیے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جس کا بار بار مکہ میں آنا جانا رہتا ہے بغیر نیت حج اور عمرے کی اس پر احرام لازم نہیں اور علماء کو اس میں اختلاف ہے پس مشہور مذہب امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ جو حج اور عمرے کی نیت نہ رکھتا ہو اس پر احرام مطلق واجب نہیں اور ایک قول میں مطلق واجب ہے اور جو بار بار مکرر آتا جاتا ہے اس میں خلاف ہے مرتب اور اولی ہے ساتھ عدم وجوب کے اور مشہور تینوں امام سے یہ ہے کہ واجب ہے اور ایک روایت میں واجب نہیں اور یہی قول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور زہری اور حسن اور اہل ظاہر کا اور حنابلہ نے کہا کہ جن کو مکرر سے مکرر مکے میں آنے کی حاجت ہو ان کو بدون احرام کے مکے میں آنا درست ہے اور حنفیہ نے کہا

ہے کہ جو احرام باندھنے کی جگہ سے اندر رہتا ہو یعنی اس کو بدون احرام کے مکے میں آنا درست ہے اور ابن عبدالبر نے گمان کیا ہے کہ اکثر اصحاب ﷺ اور تابعین وجوب کے قائل ہیں (فتح)

۱۷۱۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لَهُنَّ وَلِكُلِّ آتٍ أَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ.

۱۷۱۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے احرام باندھنے کی جگہ ذوالحلیفہ معین کی اور اہل نجد کے لیے قرن منازل مقرر کی اور اہل یمن کے لیے یلملم پس یہ سب جگہیں احرام باندھنے کی ہیں ان شہروں والوں کے لیے جو مذکور ہوئے اور واسطے ہر شخص کے کہ گزرے ان پر سے غیر اہل ان کے سے یعنی مثلا اہل ہندوستان جب راہ یمن پر پہنچیں تو یلملم سے احرام باندھیں اور اسی طرح اور ملکوں والوں کا حال ہے کہ جب احرام باندھنے کی جگہ پر آئیں تو وہیں سے احرام باندھیں یہ جگہ احرام کی ہیں اس کے لیے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہو اور جو شخص کہ ان جگہوں سے اندر رہتا ہو تو اس کے واسطے احرام باندھنے کی جگہ وہ ہے جس جگہ سے وہ احرام باندھنے کی نیت کرے یہاں تک کہ اہل مکہ مکہ سے احرام باندھیں۔

فائدہ: یہ حدیث باب مواقیت میں پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو حج اور عمرے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس کو بغیر احرام کے مکے میں داخل ہونا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

۱۷۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ

۱۷۱۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت ﷺ مکہ میں آئے اور آپ ﷺ کے سر پر خود تھا سو جب آپ ﷺ نے اس کو سر سے اتارا اور ایک مرد آیا اور کہا کہ ابن خطل کعبے کے پردے پکڑے ہوئے ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو

فائدہ: ابن خطل ایک شخص تھا کہ مسلمان ہو کر مرتد ہو گیا تھا اور ایک مسلمان کو مار ڈالا تھا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کے مارنے کا حکم کیا اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جب

آپ ﷺ مکے میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے احرام نہیں باندھا ہوا تھا اور اس حدیث کے راوی مالک نے اس کی تصریح کی ہے جیسے کہ مغازی میں اس حدیث کے پیچھے آئے گا کہ مالک نے کہا کہ حضرت ﷺ اس دن محرم نہ تھے اور مالک نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ اس دن محرم نہ تھے اور یہ حدیث مرسل ہے اور شہادت دیتی ہے واسطے اس کے وہ حدیث جو مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فتح کے دن مکے میں داخل ہوئے بغیر احرام کے اور آپ ﷺ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی اور ابن ابی شیبہ نے طاؤس سے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ بغیر احرام کے کبھی بھی مکے میں داخل نہیں ہوئے اور ساتھ اس کے دفع ہوا شکال اس شخص کا جو کہتا ہے کہ اس حدیث میں اس پر دلالت نہیں کہ بغیر احرام کے مکے میں داخل ہونا درست ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ محرم ہوں لیکن آپ ﷺ نے اپنے سر کو کسی عذر سے ڈھانکا ہو سو یہ شبہ دفع ہوگیا ساتھ تصریح کرنے جابر رضی اللہ عنہ کے حضرت ﷺ محرم نہ تھے لیکن اسمیں ایک اور شبہ ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ لڑائی کے واسطے تیار تھے اور جو اس طرح ہو اس کو بغیر احرام کے مکے میں داخل ہونا درست ہے نزدیک شافعیہ کے اور ابن عیاض نے اس کے مقابل پر اتفاق نقل کیا ہے اور ابن قاص وغیرہ بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ بغیر احرام کے مکے میں داخل ہونا حضرت ﷺ کا خاصہ ہے تو اس میں نظر ہے اس لیے کہ نہیں ثابت ہوتی خصوصیت مگر دلیل سے لیکن طحاوی نے گمان کیا ہے کہ اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں حلال ہوا مجھ کو اس میں لڑنا مگر دن کی ایک ساعت میں اور یہ کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ جائز ہے اس میں داخل ہونا بغیر احرام کے یہ مراد نہیں کہ اس میں قتل کرنا اور لڑنا حرام ہے اس واسطے کہ اجماع ہے اس پر اگر نعوذ باللہ مشرکین مکہ پر غالب ہو جائیں تو مسلمانوں کو ان سے لڑنا درست ہے اور امام نووی نے اسکے استدلال کو الٹا کر دیا ہے سو کہا کہ اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ مکہ ہمیشہ قیامت تک دار السلام رہے گا سو طحاوی کا خیال باطل ہوا اور دعوی اجماع میں نظر ہے اس واسطے کہ خلاف ثابت ہے کما تقدم اور تحقیق حکایت کیا ہے اس کو قفال اور ماوردی وغیرہ نے اور بن خطل کے قصے سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ جائز ہے قائم کرنا حدود اور قصاص کا حرم مکہ میں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ ابن خطل کا مار ڈالنا قصاص کی وجہ سے تھا کہ اس نے ایک مسلمان کو قتل کیا تھا اور اس سے معلوم ہوا کہ کعبہ کسی گنہگار کو پناہ نہیں دیتا اور حد واجب کے قائم کرنے سے منع نہیں کرتا اور جو کہتے ہیں کہ مکے میں لڑنا درست نہیں وہ کہتے ہیں کہ ابن خطل کو اس گھڑی میں قتل کیا تھا جس میں آپ ﷺ کا لڑنا حلال ہوا اور نووی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ آپ ﷺ کو اس میں لڑنا صرف داخل ہونے کے وقت ہوا تھا یہاں تک کہ آپ ﷺ اس پر غالب ہوئے اور مکے والے تابعدار ہوئے اور ابن خطل کا قتل کرنا اسکے پیچھے تھا لیکن یہ جواب درست نہیں اس لیے کہ ابن خطل کا قتل اسی ساعت میں تھا جس میں آپ ﷺ پر لڑنا حلال ہوا

تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قتل کرنا قیدی کا بغیر اس کے کہ اس پر اسلام پیش کرے اور یہ کہ خوف کے وقت خود وغیرہ ہتھیاروں وغیرہ کا پہننا درست ہے اور یہ توکل کے منافی نہیں اور یہ کہ جائز ہے اٹھا لے جانا خبر اہل فساد کا طرف حاکموں کی اور یہ غیبت ہے اور نہ چغلی۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَحْرَمَ جَاهِلًا وَّعَلَيْهِ قَمِيصٌ

جب کوئی احرام باندھے نادانی سے اور اس پر کرتا ہو تو کیا کرے

فائدہ: کیا اس کو فدیہ لازم ہے یا نہیں اور سوائے اس کے نہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں حکم کے ساتھ یقین نہیں کیا اس واسطے کہ باب کی حدیث میں اس کی تصریح نہیں کہ اس سے فدیہ ساقط ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد عطاء کا قول نقل کیا تو اس سے اشارہ کیا اس طرف کہ اگر فدیہ واجب ہوتا تو عطاء سے پوشیدہ نہ رہتا اور حلانکہ وہ راوی ہے اس حدیث کا اور ابن بطال نے کہا کہ اگر فدیہ لازم ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بیان کرتے اس واسطے تاخیر بیان حاجت کے وقت جائز نہیں اور فرق کیا ہے مالک نے اس کے حق میں جو خوشبو لگائے یا بھول کر پہنے درمیان اس کے جو جلدی اتار ڈالے اور غسل کر ڈالے اور درمیان اسکے جو دیر تک پہنے رہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بہت موافق ہیں اس واسطے کہ سائل حدیث باب میں حکم کا واقف نہ تھا اور بہت دیر تک پہنے رہا اور باوجود اس کے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ کا حکم نہیں دیا اور امام مالک کے قول میں احتیاط ہے اور اس پر قول کوفیوں کا پس وہ حدیث کے مخالف ہے اور ابن منیر نے جواب دیا ہے کہ یہ نزول حکم سے پہلے تھا اور اب ایسا کرنا درست نہیں۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ إِذَا تَطَيَّبَ أَوْ لَبِسَ جَاهِلًا أَوْ نَاسِيًا فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ

اور عطاء نے کہا کہ جب کوئی احرام کی حالت میں خوشبو لگائے یا سلا ہوا کپڑا پہنے نادانی سے یا بھول کر تو اس پر کفارہ نہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی احرام باندھے نادانی سے اور اس پر کرتہ ہو تو اس پر کفارہ نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

۱۷۱۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ فِيهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ أَوْ نَحْوُهُ كَانَ عُمَرُ

۱۷۱۶۔ یعلی سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد آیا اور اس پر کرتہ تھا اور اس پر خوشبو کا نشان تھا مانند زردی وغیرہ کے اور عمر رضی اللہ عنہ مجھ کو کہا کرتے تھے کہ کیا تجھ کو خوش لگتا ہے کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی اترنے کی حالت میں دیکھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری پھر

يَقُوْلُ لِيْ تُحِبُّ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَنْ تَرَاهُ فَنَزَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ اصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ مَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ وَعَضَّ رَجُلٌ يَدَ رَجُلٍ يَعْنِيْ فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهُ فَأَبْطَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

آپ ﷺ سے وہ حالت دور ہوئی سو فرمایا کہ جس طرح تو اپنے حج کے احرام میں کرتا ہے اسی طرح اپنے عمرے میں کر اور ایک مرد نے ایک مرد کا ہاتھ کاٹا سو اس نے اس کے اگلے دانت اکھاڑ دیئے سو حضرت ﷺ نے اس کا بدلہ معاف کیا۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ وہ احرام کی حالت میں کرتہ پہنے ہوئے تھا سو آپ ﷺ نے اس کو فدیہ کا حکم نہ فرمایا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔ (فتح)

بَابُ الْمُحْرِمِ يَمُوْتُ بِعَرَفَةَ وَلَمْ يَأْمُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤَدّٰى عَنْهُ بَقِيَّةُ الْحَجِّ.

اس محرم کا بیان کہ عرفہ میں مر جائے اور نہ حکم کیا حضرت ﷺ نے یہ کہ ادا کیا جائے اس سے باقی حج یہ کہ حضرت ﷺ سے یہ حکم منقول نہیں۔

١٧١٧۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَقْعَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ أَوْ قَالَ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّيْ.

١٧١٧۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے ساتھ عرفات میں کھڑا تھا کہ اچانک اپنی سواری سے گرا سو اس کی سواری نے اس کی گردن توڑ ڈالی سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غسل دو اس کو ساتھ پانی اور بیر کے پتوں کے اور کفناؤ اس کو دو کپڑوں میں اور نہ اس کا سر ڈھانکو اور نہ اس کو خوشبو لگاؤ اس واسطے کہ اللہ اس کو قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھائے گا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر محرم عرفات میں مر جائے تو اس کی طرف سے باقی حج کرنا ضروری نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کو حکم نہیں فرمایا۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٧١٨۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ

١٧١٨۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَوْقَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا تَمَسُّوْهُ طِيْبًا وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهٗ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا.

بَابُ سُنَّةِ الْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ

جب محرم احرام کی حالت میں مر جائے تو اس کے حق میں طریق مسنون کیا ہے

۱۷۱۹۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمَسُّوْهُ بِطِيْبٍ وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهٗ فَإِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا.

۱۷۱۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو اس کی اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی اور وہ احرام باندھے ہوئے تھا سو وہ مر گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غسل دو اس کو ساتھ پانی اور بیر کے پتوں کے اور کفناؤ اس کو اس کے دو کپڑوں میں اور نہ لگاؤ خوشبو اس کو اور نہ ڈھانکو سر اس کا اس واسطے کہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھایا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی محرم مر جائے تو مسنون ہے کہ اُسے اسی طرح دفنایا جائے۔

بَابُ الْحَجِّ وَالنُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالرَّجُلِ يَحُجُّ عَنِ الْمَرْأَةِ

باب ہے بیچ بیان کرنے حج اور نذر کے میت کی طرف سے اور اس بیان میں کہ مرد عورت کی طرف سے حج کرے۔

فائدہ: یعنی باب کی حدیث سے دو حکم ثابت ہوتے ہیں اور دوسرے حکم کے ثابت ہونے میں نظر ہے اس واسطے کہ حدیث میں یہ بیان ہے کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر کا حکم پوچھا جو اس کے باپ پر تھی سو حق ترجمہ کا یہ تھا کہ یوں کہا جاتا کہ عورت مرد کی طرف سے حج کرے اور ابن بطال نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو ایسا خطاب کیا کہ اس میں مرد اور عورتیں سب داخل ہو گئے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ

قول ہے کہ اقضوا اللہ یعنی اللہ کا قرض ادا کرو اور کہا کہ اس میں خلاف نہیں کہ جائز ہے حج کرنا عورت کو مرد کی طرف سے اور مرد کو عورت کی طرف سے اور اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا مگر حسن بن صالح نے اور ظاہر یہ بات ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ ترجمہ کے طرف روایت شعبہ کی اس حدیث میں اس نے کہا کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میری بہن نے نذر مانی تھی آخر حدیث اور اس میں یہ ہے کہ ادا کر قرض اللہ کا کہ وہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے۔ (فتح)

۱۷۲۰۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَآءَ تْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّيْ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى مَاتَتْ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَةً اقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ أَحَقُّ بِالْوَفَآءِ.

۱۷۲۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی سو اس نے حج نہ کیا یہاں تک کہ مرگئی پس میں اس کی طرف سے حج کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اس کی طرف سے حج کر بھلا بتلا تو کہ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو تو اس کو ادا کرتی یا نہیں اس نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ سو اللہ کا قرض ادا کر اور اللہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ جائز ہے قیاس کرنا اور بیان کرنا مثل کا تا کہ واضح ہو اور نفس میں اچھی طرح واقع ہو اور سمجھ میں جلدی آئے اور یہ کہ مستحب ہے مفتی کو تنبیہ کرنی وجہ دلیل پر جب کہ اس پر کوئی مصلحت قریب ہو اور وہ پاکیزہ تر ہے واسطے نفس سائل کے اور یہ کہ مالی قرض کا ادا کرنا ان کے نزدیک معلوم اور ثابت تھا اسی واسطے بہتر ہوا لاحق کرنا ساتھ اس کے اور یہ کہ میت کی طرف سے حج کرنا کافی ہے اور اس میں اختلاف ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کوئی کسی کی طرف سے حج نہ کرے اور مثل اس کی مالک اور لیث سے مروی ہے اور مالک سے ایک یہ روایت ہے کہ اگر وصیت کرے تو اس کی طرف سے حج کرے نہیں تو نہیں اور یہ کہ جو مر جائے اور اس پر حج ہو تو واجب ہے اس کے ولی پر یہ کہ تیار کر دے اسباب اس شخص کو کہ اس کی طرف سے حج کرے راس مال سے جیسا کہ اس کے قرض کا ادا کرنا اس پر واجب ہے پس تحقیق اجماع کیا ہے اس پر علماء نے کہ قرض آدمی کا راس المال سے ہے پس اس طرح ہے وہ چیز کہ تشبیہ دی ساتھ اس کے قضاء میں اور ملحق ہے ساتھ حج کے ہر حق کہ اس کے ذمہ میں ثابت ہو کفارہ یا نذر یا زکوٰۃ وغیرہ سے اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا حق مقدم ہے آدمی کے قرض پر اور یہ ایک قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور بعض بالعکس کہتے ہیں اور بعض برابر کہتے ہیں اور یہ عام

ہے اس سے کہ میت نے مال چھوڑا ہو یا نہ چھوڑا ہو یعنی خواہ اس کے مال میں سے ہو یا بطور احسان کے اپنے مال سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جس نے حج اسلام یعنی فرض حج نہ کیا اس کو حج کی نذر مانی درست ہے پس جب وہ حج کرے تو اس کو حج اسلام کے واسطے کفایت کرتا ہے نزدیک جمہور کے اور واجب ہے اس پر حج نذر کا اور بعض کہتے ہیں کہ کفایت کرتا ہے حج نذر سے پھر حج اسلام کا کرے اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں کی طرف سے کفایت کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْحَجِّ عَمَّنْ لَّا يَسْتَطِيْعُ الثُّبُوْتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ

جو سواری پر نہ ٹھہر سکے اس کی طرف سے حج کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی زندوں کی طرف سے اور امام مالک اس میں خلاف ہیں اور اسی طرح مخالف ہے وہ شخص کہ کہتا ہے کہ نہ حج کرے کوئی کسی کی طرف سے مطلق مانند ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور ابن منذر وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ اگر حج فرض ہو اور آدمی خود حج کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو اس کو اپنی طرف سے حج میں نائب پکڑنا درست نہیں یعنی یہ کہ کسی کو اپنی طرف سے حج کرنے کے لیے بنا کر بھیجے اور اگر حج نفل ہو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں کسی کو نائب پکڑنا درست ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک درست نہیں اور امام احمد رحمہ اللہ سے دو روایتیں ہیں۔ (فتح)

١٧٢١۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّ امْرَأَةً ح حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَّا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِيْ عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ.

١٧٢١۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خثعم قبیلے کی ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ تحقیق اللہ کا فرض جو اس کے بندوں پر حج کے امر میں ہے میرے باپ کو بڑھاپے نے پایا کہ وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا پس کیا کفایت کرتا ہے اس کو کہ میں اس کی طرف سے نیابۃ حج کروں فرمایا ہاں۔

فائدہ: حاصل اس عورت کی کلام سے یہ ہے کہ میرے باپ پر بڑھاپے میں حج فرض ہوا ہے اس سبب سے کہ وہ بڑھاپے میں مسلمان ہوا اور اس کے پاس مال ہے یا اس کو بڑھاپے میں ہاتھ لگا ہے اور وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتا کیا میں اس کی طرف سے نیابۃ حج کرلوں فرمایا ہاں اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی پر حج فرض ہو اور وہ سواری پر نہ بیٹھ سکے تو اس کی طرف سے نائب ہو کر حج کرنا درست ہے اور یہ غیر کا حج اس کو کفایت کرتا ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ حَجِّ الْمَرْأَةِ عَنِ الرَّجُلِ.

عورت کو مرد کی طرف سے حج کرنا درست ہے۔

فائدہ: تقدم نقل الخلاف فیه قبل باب۔

۱۷۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْفَضْلُ رَدِيْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ فَقَالَتْ إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ أَدْرَكَتْ أَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

۱۷۲۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے یعنی حجۃ الوداع میں سو خثعم کی ایک عورت آئی سو فضل اس کو دیکھنے لگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فضل کا منہ دوسری طرف پھیرنے لگے سو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیشک اللہ کے فرض نے میرے باپ کو بڑھاپے میں پایا کہ وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا کیا پس میں اس کی طرف سے نیابۃ حج کروں فرمایا ہاں اور یہ واقعہ حجۃ الوداع میں واقع ہوا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے کئی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ غیر کی طرف سے حج کرنا درست ہے اور جمہور ان کے مخالف ہیں پس کہتے ہیں کہ یہ صرف اسی کو جائز ہے جو اپنا فرض حج پہلے ادا کر چکا ہو اور جمہور کی دلیل یہ حدیث ہے جو سنن اور صحیح ابن خزیمہ وغیرہ میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا شبرمہ (ایک مرد کا نام ہے) کی طرف سے حج کی لبیک کہتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے خود اپنی طرف سے حج کرلیا ہے اس نے کہا نہیں فرمایا یہ تیری اپنی طرف سے ہے یعنی پہلے اپنی طرف سے حج کر پھر شبرمہ کی طرف سے حج کر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ استطاعت جس طرح اپنے ساتھ ہوتی ہے اسی طرح غیر کے ساتھ ہوتی ہے اور بعض مالکیہ نے اس کو الٹا کر دیا ہے سو کہا کہ جو اپنے جانے سے طاقت نہ رکھے اس پر حج واجب نہیں اور باب کی حدیث سے یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ بطور احسان کے تھا اور اس حدیث کے کئی طریق ہیں

وجوب کی تصریح نہیں اور یہ کہ یہ عبادت بدنی ہے پس اس میں نیابت درست نہ ہوگی مانند نماز کے اور طبری وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ نماز میں نیابت داخل نہیں ہوتی اور کہتے ہیں کہ عبادتیں بطور ابتلاء کے فرض ہوئی ہیں اور ابتلاء اور امتحان نہیں پایا جاتا مگر ساتھ مشقت دینے بدن کے بیچ اسکے تاکہ ظاہر ہو فرمانبرداری یا نہ فرمانی بخلاف زکوۃ کے کہ اس میں ابتلاء ساتھ کم کرنے مال کے ہے اور وہ حاصل ہے ساتھ نفس کے اور ساتھ غیر کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ حج کو نماز پر قیاس کرنا درست نہیں اس واسطے کہ حج عبادت مالی اور بدنی دونوں میں ہے پس اس کو نماز کے ساتھ ملحق کرنا راجح نہیں اس سے کہ اس کو زکوۃ کے ساتھ ملحق کیا جائے اور مازری نے کہا کہ جس نے حج میں بدن کے حکم کو غالب کیا اس نے اس کو نماز کے ساتھ ملایا ہے اور جس نے مال کے حکم کو غالب کیا ہے اس نے اس کو زکوۃ کے ساتھ ملایا ہے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر مردہ وصیت کر جائے تو اس کی طرف سے حج کرنا درست ہے اور یہ نیابت نماز میں درست نہیں اور نیز حصر کرنا ابتلاء کا مباشرہ میں ممنوع ہے یعنی یہ کہنا کہ ابتلاء صرف اس کو کہتے ہیں کہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالے ممنوع ہے اس واسطے کہ اگر امر کرنے والا اجرت میں مال خرچ کرے تو اس کے واسطے یہ بھی آزمائش ہے اور عیاض نے کہا کہ مخالف کے لیے باب کی حدیث حجت نہیں اس واسطے کہ قول اس کا ان فریضۃ اللّٰہ علی عبادہ الخ معنی اس کے یہ ہیں کہ لازم کرنے اللہ کے نے اپنے بندوں پر حج کو جو کہ شرط استطاعت کے ساتھ واقع ہوا ہے میرے باپ کو پایا ہے ساتھ صفت اس شخص کے کہ طاقت نہیں رکھتا کیا پس جائز ہے مجھ کو یہ یا کیا مجھ کو اس میں ثواب اور فائدہ ہے تو فرمایا کہ ہاں اور تعاقب کیا گیا ہے یہ جواب ساتھ اسکے کہ اس کے بعض طریقوں میں صریح آ چکا ہے کہ اس نے کفایت کا سوال کیا تھا یعنی کیا جائز ہے پس تمام ہو گیا استدلال اور مسلم کے بعض طریقوں میں آ چکا ہے کہ اس نے کہا کہ بے شک میرے باپ پر اللہ کا فرض ہے حج کے امر میں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اس پر حج فرض کیا گیا ہے اور بعض دعوی کیا ہے کہ یہ قصہ خاص ہے اس عورت خثعمیہ کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ اصل عدم خصوصیت ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے یہ اس کے بعد کسی کو جائز نہیں لیکن یہ لائق استدلال کے نہیں ہے اس واسطے کہ اس کی سند ضعیف ہے اور نیز یہ مرسل ہے اور نیز اس کے معارض ہے یہ حدیث کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا قرض ادا کرو کہ وہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے اور بعض دعوی کرتے ہیں کہ صرف بیٹے کو اپنے باپ کی طرف سے حج کرنا درست ہے اور کسی کو درست نہیں اور نہیں پوشیدہ ہے یہ کہ یہ جمود ہے اور قرطبی نے کہا ہے کہ امام مالک کہتے ہیں کہ یہ خثعمیہ کی حدیث ظاہر قرآن کے مخالف ہے پس ظاہر قرآن کو ترجیح ہے اور نہیں شک ہے اسکے راجح ہونے میں تواتر کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ قول مذکور ایک عورت کا قول ہے کہ اس نے گمان کیا اور اگر کوئی کہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس کے سوال پر جواب دیا اور اگر اس کا یہ گمان غلط ہوتا تو آپ ﷺ اس کے لیے بیان

کرتے تو جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس کے سوال کے جواب میں حج کرنے کا حکم اس واسطے فرمایا تھا کہ آپ ﷺ نے اس کو دیکھا کہ اس کو اپنے باپ کی طرف سے نیکی اور ثواب پہنچانے کی بہت حرص ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس پر برقرار رکھا پس آپ ﷺ کی یہ تقریر دلیل ظاہر ہے اوپر جائز ہونے اس کے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج کر اس کی طرف سے کہ اگر اس کو فائدہ نہ ہوگا تو نقصان بھی نہ ہوگا سو حفاظ حدیث نے جزم کیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ حدیث شاذ ہے اور اگر صحیح بھی ہوتو اس میں مخالف کے لیے حجت نہیں اور اس مسئلے کی فروعات سے یہ ہے کہ نہیں فرق ہے درمیان اس کے کہ قرار پایا وجوب نے اس کے ذمہ میں پہلے غصب سے یا عارض ہوا اس پر بعد اسکے یہ مذہب جمہور کا ہے اور حنفیہ کی یہ بات مخالف ہے اور جمہور کی دلیل خثعمیہ کا قصہ ہے اور یہ کہ جو غیر کی طرف سے حج کرے تو وہ حج اس غیر کی طرف سے واقع ہوتا ہے اور یہ بات مخالف ہے واسطے امام محمد بن حسن کے کہ اس نے کہا کہ مباشر کی طرف سے واقع ہوگا اور جس کی طرف سے حج کیا گیا ہے اس کو خرچہ کا ثواب ملے گا اور جو حج میں نیابت کو جائز رکھتے ہیں ان سب کا اتفاق ہے اس پر کہ وہ نہیں کفایت کرتا فرض میں مگر مسوت سے یا غصب سے پس نہیں جائز ہوگا بیمار کی طرف سے اس لیے کہ اس کے تندرست ہونے کی امید ہے اور نہ دیوانے کے لیے اس لیے کہ اس کے ہوش میں آنے کی امید ہے اور نہ قیدی کی طرف سے کہ اس کے خلاص ہونے کی امید ہے اور نہ فقیر کی طرف سے کہ اس کے مالدار ہونے کی امید ہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ سواری پر اپنے پیچھے کسی کو سوار کرنا جائز ہے اور بیان ہے اس چیز کا کہ جو مرکب کیا گیا ہے آدمی شہوت سے اور پیدا کی گئی ہے طبیعت اس کی اوپر اس کے نظر کرنے سے طرف خوبصورتوں کی اور یہ کہ منع ہے دیکھنا طرف عورت بیگانی کی اور ڈھانکنا آنکھوں کا اور عیاض نے کہا کہ بعض گمان کرتے ہیں کہ غیر عورت سے آنکھ کا بند کرنا واجب نہیں مگر جب کہ فتنے کا ڈر ہو اور میرے نزدیک حضرت ﷺ کا یہ فعل کہ آپ ﷺ نے فضل کا منہ ڈھانکا ابلغ ہے قول سے اور شاید کہ فضل نے اس کی طرف بدنظر سے نہ دیکھا بلکہ خوف کیا اس سے کہ وہاں تک نوبت پہنچے یا تھا یہ پہلے امر سے ساتھ دراز کرنے چادروں سے اور پکڑی جاتی ہے اس سے تفریق مردوں اور عورتوں کے یعنی مردوں کو عورتوں سے جدا کر دینا چاہیے واسطے خوف فتنے کے اور جائز ہونا کلام عورتوں کا اور سننا آواز اس کے کا واسطے اجنبی مردوں کے وقت ضرورت کے مانند مسئلہ پوچھنے کے اور مقدمہ لے جانے کے معاملہ میں اور یہ کہ عورت کا احرام اس کے منہ میں ہے سو اس کو احرام میں اس کا کھولنا جائز ہے اور یہ کہ جائز ہے نیابت کرنی سوال میں علم سے یہاں تک کہ عورت کو مرد کی طرف سے نائب ہو کر مسئلہ پوچھنا جائز ہے اور یہ کہ عورت کو بغیر محرم کے حج کرنا جائز ہے اور عورت کے ساتھ محرم کا ہونا شرط نہیں لیکن پہلے گزر چکا ہے کہ اس کا باپ اس کے ساتھ تھا پس یہ رد کرتا ہے اس پر اور یہ کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی

کرے اور کوشش کرے ساتھ کام ان کے اور کھڑا ہو ساتھ بھلائی والے کاموں میں اور اُن کے قرض ادا کرے اور خدمت اور نفقہ وغیرہ امور دین اور دنیا سے اور ابن عربی نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے اتفاق کیا گیا ہے اس کی صحت پر حج میں خارج ہے اس قائدے سے جو شریعت میں قرار پا چکا ہے کہ نہیں واسطے آدمی کے مگر جو اس نے کمایا یہ رحم ہے اللہ کی طرف سے بیچ پورا کرنے اس چیز کے کہ قصور کیا مرد نے بیچ اس کے ساتھ اولاد اپنی کے اور مال اپنے کے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ عموم سعی میں داخل ہو اور یہ کہ عموم سعی کا آیت میں مخصوص ہے اتفاقا۔ (فتح)

بَابُ حَجِّ الصِّبْيَانِ. نابالغ لڑکوں کے حج کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی جائز ہے اور گویا جو حدیث اس میں صریح ہے وہ امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں اور وہ یہ ہے جو کہ مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنا لڑکا اٹھایا اور کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا اسکے واسطے حج ہے یعنی اس کو بھی حج کا ثواب ہے فرمایا ہاں اور تجھ کو بھی اس میں ثواب ہے اور ابن بطال نے کہا کہ ائمہ فتوی کا اس پر اجماع ہے کہ نابالغ لڑکے سے حج ساقط ہے یہاں تک کہ بالغ ہو مگر حج کرے تو جمہور کے نزدیک وہ اس کے لیے نفل ہوگا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کا احرام صحیح نہیں اور نہیں جائز ہے اس پر کوئی چیز ساتھ کرنے کسی چیز کے احرام کی ممنوع چیزوں سے اور سوائے اس کے نہیں کہ اس کو حج کرایا جائے بطور تدریب کے اور بعض نے خلاف کیا ہے سو کہا کہ اگر نابالغ حج کرے تو اس کو حج اسلام سے کفایت کرتا ہے واسطے ظاہر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ہاں اور طحاوی نے کہا کہ اس میں حجت نہیں واسطے اس کے بلکہ اس میں حجت ہے اس پر جو زعم کرتا ہے یہ کہ اس پر حج نہیں اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی اس حدیث کے نے کہا کہ جس لڑکے کو اس کے گھر والے حج کرائیں پھر بالغ ہو تو واجب ہے اس پر حج دوسرا۔ (فتح)

۱۷۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بَعَثَنِيْ أَوْ قَدَّمَنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثَّقَلِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ.

۱۷۲۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آگے بھیجا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کے اسباب میں یعنی اسباب کے ساتھ مزدلفہ سے رات کو۔

فائدہ: وجہ دلالت حدیث کی ترجمہ پر اس وجہ سے ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بالغ نہیں ہوئے تھے بلکہ نابالغ تھے اس واسطے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری حدیث بیان کی ہے جس میں صریح آچکا ہے کہ وہ اس وقت بلوغت کے قریب تھے پھر معلق طریق سے بیان کیا کہ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ (فتح)

۱۷۲۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلْتُ وَقَدْ نَاهَزْتُ الْحُلُمَ أَسِيرُ عَلَى أَتَانٍ لِي وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي بِمِنًى حَتَّى سِرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ نَزَلْتُ عَنْهَا فَرَتَعَتْ فَصَفَفْتُ مَعَ النَّاسِ وَرَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِنًى فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

۱۷۲۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے گدھی پر سوار ہو کر آگے بڑھا اور حالانکہ میں بالغ ہونے کے قریب پہنچا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منی میں کھڑے نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ میں پہلی صف کے بعض کے آگے چلا پھر میں گدھی سے اترا سو وہ چرنے لگی اور میں لوگوں کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز کو کھڑا ہوا اور ابن شہاب نے کہا کہ یہ واقعہ منی میں حجۃ الوداع میں تھا۔

۱۷۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حُجَّ بِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ.

۱۷۲۵۔ سائب بن یزید سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کروایا گیا یعنی میرا باپ مجھ کو حج کے واسطے ساتھ لے گیا اور حالانکہ میں سات برس کا تھا۔

۱۷۲۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ لِلسَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ وَكَانَ قَدْ حُجَّ بِهِ فِي ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۷۲۶۔ جعید سے روایت ہے کہ اس نے عمر بن عبدالعزیز سے سنا کہ سائب سے کہتے تھے اور سائب کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسباب سے حج کرایا گیا تھا۔

فائدہ: عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں صاع کی مقدار زیادہ ہو گئی تھی سو عمر نے سائب سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صاع کس قدر تھا ان حدیثوں میں معلوم ہوا کہ نابالغ کا حج صحیح ہے۔ وفیہ المطابقة

للترجمۃ اور یہی مذہب ہے جمہور کا۔

بَابُ حَجِّ النِّسَآءِ عورتوں کے حج کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی کیا اس میں مردوں کے حج پر کوئی چیز زیادہ شرط ہے یا نہیں۔

۱۷۲۷۔ و قَالَ لِیْ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ الْأَزْرَقِیُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیمُ عَنْ أَبِیهِ عَنْ جَدِّهِ أَذِنَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لِأَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا فَبَعَثَ مَعَهُنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ.

۱۷۲۷۔ سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو حج کرنے کی اجازت دی اخیر حج میں کہ اس نے اس کا قصد کیا تھا سو اس نے ازواج مطہرات کے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے عورت کو حج کرنا ساتھ غیر محرم کے وسیاتی البحث فیہ۔

۱۷۲۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا حَبِیبُ بْنُ أَبِیْ عَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَتْنَا عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِینَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا نَغْزُوْ وَنُجَاهِدُ مَعَكُمْ فَقَالَ لٰكِنَّ أَحْسَنَ الْجِهَادِ وَأَجْمَلَهُ الْحَجُّ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَلَا أَدَعُ الْحَجَّ بَعْدَ إِذْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

۱۷۲۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کافروں سے جہاد نہ کریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے اور بہت خوب جہاد حج ہے اور جو حج کہ مقبول ہو سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حج کو کبھی نہ چھوڑوں گی بعد اسکے کہ میں نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا جو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جمل قصے میں طعن کرتے ہیں یعنی روافض وہ کہتے ہیں کہ آیت وقرن فی بیوتکن یعنی اپنے گھروں میں ٹھہری رہو تقاضہ کرتی ہے اس کو کہ ازواج مطہرات پر سفر کرنا حرام ہے اور یہ حدیث ان کو رد کرتی ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیے افضل جہاد حج ہے پس معلوم ہوا کہ ان کے لیے جہاد ہے سوائے حج کے اور حج اس سے افضل ہے اور احتمال ہے کہ مراد لا سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قول کے جواب میں فرمایا یہ ہو کہ یہ تم پر واجب نہیں جیسا کہ مردوں پر واجب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد نہیں کہ وہ ان پر حرام ہے اس واسطے کہ ام عطیہ کی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ جہاد میں نکلتی تھیں اور زخمیوں کا

علاج کرتی تھیں سو عائشہ وغیرہ نے اس ترغیب سے یہ سمجھا کہ ان کو مکرر حج کرنا درست ہے جیسا کہ مردوں کو مکرر جہاد کرنا درست ہے اور خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے عموم حدیث اور آیت مذکورہ کا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہلے اس پر توقف تھا پھر ان کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی دلیل کا قوی ہونا معلوم ہوا اپنی اخیر خلافت میں ان کو حج کرنے کی اجازت دی پھر عثمان رضی اللہ عنہ بھی اپنی خلافت میں ان کو حج کرایا کرتے تھے اور بعض نے ظاہر نہی پر عمل کیا مانند سودہ رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا کی اور بیہقی نے کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ مراد ابو واقد کی حدیث میں یہ ہے کہ حج فرض ایک بار ہے مانند مردوں کی یہ مراد نہیں کہ ایک بار سے زیادہ کرنا منع ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ آیت میں گھر میں ٹھہرنے سے مراد بطور فرض کے نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کی اس پر کہ عورت کو معتبر مرد کے ساتھ حج کرنا درست ہے اگرچہ وہ اس کا نہ خاوند اور نہ محرم ہو کما سیاتی البحث فیه۔ (فتح)

۱۷۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا رَجُلٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أَخْرُجَ فِيْ جَيْشِ كَذَا وَكَذَا وَامْرَأَتِيْ تُرِيْدُ الْحَجَّ فَقَالَ اخْرُجْ مَعَهَا.

۱۷۲۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ سفر کرے کوئی عورت مگر ساتھ محرم کے اور نہ داخل ہوا س پر کوئی مرد مگر کہ یہ اس کی محرم ہو سو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ارادہ کرتا ہوں کہ فلانے فلانے جہاد میں نکلوں اور میری عورت حج کا ارادہ رکھتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے ساتھ نکل۔

فائدہ: بعض روایتوں میں ایک دن کے سفر کا ذکر آیا ہے اور بعض میں دو دن کے سفر کا ذکر آیا ہے اور بعض میں تین دن کے سفر کا ذکر آیا ہے سو اختلاف روایات کی وجہ سے اکثر علماء نے تو مطلق سفر کو لیا ہے اور امام نووی نے کہا کہ تحدید سے ظاہر معنی مراد نہیں بلکہ جس کا نام سفر رکھا جائے اس میں عورت کا سفر کرنا درست نہیں مگر ساتھ محرم کے برابر ہے کہ چھوٹا ہو یا دراز اور ابن منیر نے کہا کہ یہ خلاف باعتبار خلاف مواطن اور اختلاف سائلوں کے ہے یعنی جیسا مقام اور سائل دیکھا اس کے مناسب جواب فرمایا مرادوں سے دن ساتھ رات کے ہے نہ تنہا دن اور احتمال ہے کہ آپ تین دن کا ذکر سب کم عددوں سے پہلے فرمایا ہو پس اقل عدد کو لیا جائے گا اور اقل اس کو برید ہے پس بنا بر اس کے شامل ہوگا ہر سفر کو چھوٹا ہو یا دراز اور نہ موقوف ہوگا باز رہنا عورت کا سفر سے مسافت قصر پر اور حنفیہ کہتے ہیں کہ مسافت قصر سے کم میں منع نہیں اور حجت ان کی یہ ہے کہ منع مقید ساتھ تین دن کے متحقق ہے اس کو ماسوائے

مشکوک ہے پس یقین کو لیا جائے گا اور مناقضہ کیا گیا ہے بایں طور کہ روایت مطلق شامل ہے ہر سفر کو پس لائق ہے کہ اس کے ساتھ عمل کیا جائے اور اس کے ماسوائے کو ترک کیا جائے کہ اس میں شک ہے اور حنفیہ کے قواعد میں سے مقدم کرنا عام کا ہے خاص پر اور ترک کرنا حمل مطلق کا مقید پر یعنی مطلق کو مقید پر حمل نہ کیا جائے اور اس جگہ انہوں نے اپنے قاعدے کی مخالفت کی ہے اور اختلاف تو صرف ان حدیثوں میں ہے جس میں تقیید واقع ہوئی ہے برخلاف حدیث باب کی کہ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اختلاف نہیں ہوا اور سفیان ثوری نے کہا ہے کہ اگر سفر دراز ہو تو منع ہے اگر سفر دراز نہ ہو تو منع نہیں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عموم حدیث سے تمسک کیا ہے سو کہا کہ جب عورت خاوند یا محرم کو نہ پائے تو اس پر حج واجب نہیں یہی ہے مشہور قول امام احمد کا اور ایک روایت مانند قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہے اور وہ خاص کرنا حدیث کا ہے ساتھ غیر سفر فرض کے کہتے ہیں کہ وہ مخصوص ہے ساتھ اجماع کے بغوی نے کہا کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ نہیں جائز ہے عورت کو سفر کرنا غیر فرض میں مگر ساتھ زوج یا محرم کے مگر کافر عورت کہ دارالحرب میں مسلمان ہو یا قیدی ہو خلاص ہو یا وہ عورت کہ اپنے ساتھیوں سے دور پڑے سو کوئی مرد اس کو پائے پس اس مرد کو جائز ہے کہ اس کے ہمراہ ہو کہ یہاں تک کہ اس کو اسکے ساتھیوں تک پہنچائے کہتے ہیں کہ جب اس کا عموم مخصوص ہے ساتھ اجماع کے تو چاہیے کہ حج فرض بھی اس سے مخصوص ہو اور مشہور نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ شرط ہے ہونا خاوند یا محرم کا یا معتبر عورت کا اور ایک قول ہے کہ ایک عورت معتبر کفایت کرتی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اگر راہ میں امن ہو تو اس کو تنہا سفر کرنا درست ہے اور یہ سب حج اور عمرے واجب میں ہے اور کفال نے کہا کہ سب سفروں کا یہی حال ہے اور رویانی نے کہا کہ یہ خوب ہے لیکن نص کے خلاف ہے اس سے معلوم ہوا کہ بغوی نے جو اختلاف کی نفی کی ہے وہ ٹھیک نہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا محرم وغیرہ کا اس کے ساتھ ہونا شرط ہے واسطے واجب ہونا حج کے عورت پر یا شرط ہے قادر ہونے میں پس نہ منع کرے گا وجوب کو اور برقرار رہنے کو اس کے ذمہ میں اور عبارت طبری کی یہ ہے کہ جن شرطوں سے مرد پر حج واجب ہوتا ہے ان کے ساتھ عورت پر بھی واجب ہوتا ہے پس جب اس کی ادا کا ارادہ کرے تو نہیں جائز ہے ان کو مگر ساتھ محرم کے یا خاوند کے یا عورت معتبر کے اور امن کی حالت معتبر عورتوں کے سفر کرنے کی دلیل باب کی پہلی حدیث ہے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے اس پر اتفاق کیا اور اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے ان پر انکار نہیں کیا اور جس نے امہات المومنین سے اس کا انکار کیا تو وہ ایک خاص سبب سے اس کا انکار کیا ہے نہ اس سبب سے کہ سفر محرم پر موقوف ہے پس معلوم ہوا کہ امن کی حالت میں عورت کا معتبر عورتوں کے ساتھ سفر کرنا درست ہے اور ابن دقیق نے کہا کہ یہاں دو عام معارض ہیں اس واسطے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ یعنی واسطے اللہ کے لوگوں پر حج ہے کعبے کا جو طاقت رکھے

طرف اس کی راہ کی عام ہے بیچ حق مردوں اور عورتوں کے اس سے معلوم ہوا کہ جب سفر کی طاقت پائی جائے تو حج سب پر فرض ہے اور قول حضرت ﷺ کا لاتسافر المراۃ مع محرم عام ہے سفر میں پس اس میں حج بھی داخل ہوگا سو جس نے حج کو نکالا ہے اس نے اس حدیث کو اس آیت سے خاص کیا ہے اور جس نے اس کو اس میں داخل کیا ہے اس نے آیت کو حدیث سے خاص کیا ہے اور محرم عورت کا علماء کے نزدیک وہ مرد ہے جس کے ساتھ اس عورت کا کبھی نکاح درست نہ ہو بہ سبب مباح کے واسطے حرمت اس کی کے جیسا کہ باپ، بھائی، چچا بھتیجا، بھانجا، بیٹا، نواسہ، پوتا پس ہمیشہ کی قید سے عورت کی بہن اور پھوپھی نکل گئی اور مباح سے ماں موطوئہ کی ساتھ شبہ کے اور بیٹی اس کی ساتھ حرمت اس کی کے وہ عورت جس سے لعان کیا گیا اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابدی حرمت سے خاص کیا ہے اس عورت کو جو مسلمان ہو اور اس کا باپ کتابی ہو کہ وہ اس کا محرم نہیں اس واسطے کہ امن نہیں اس سے کہ اس کو اپنے دین سے فتنے میں ڈالے جب کہ اس کے ساتھ اکیلا ہو اور جو کہتا ہے کہ عورت کا غلام بھی محرم ہے وہ محتاج ہے یہ کہ زیادہ کرے ضابطہ میں کوئی چیز جو اس کو داخل کرے اور جو سفر کو غلام کے ساتھ جائز رکھتا ہے اس کو لائق ہے کہ اس کو قید کرے ساتھ اس کے جب دونوں قافلے میں ہوں اور جب دونوں تنہا ہوں تو درست نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خاوند بھی محرم میں داخل ہے اور بعض نے کہا کہ خاوند کے بیٹے کے ساتھ بھی سفر کرنا مکروہ ہے اس واسطے کہ فساد لوگوں میں غالب ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیگانی عورت کے ساتھ خلوت کرنی درست نہیں اور اس پر اجماع ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ اس میں غیر محرم کے ساتھ قائم مقام ہوتا ہے یا نہیں مانند عورت معتبر کی صحیح یہ ہے کہ جائز ہے واسطے ضعیف ہونے تہمت کے ساتھ اس کے اور قفال نے کہا ہے کہ ضرور ہے ہونا محرم کا اور اسی طرح معتبر عورتوں میں حج کے سفر میں ضرور ہے کہ کسی کے ساتھ محرم ہو اور تائید کرتی ہے اس کو نص شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کہ نہیں جائز ہے مرد کو یہ تنہا عورت کو نماز پڑھائے مگر یہ کہ کسی ایک کے ساتھ محرم ہو اور یہ جو فرمایا کہ اس کے ساتھ نکل تو بعض اہل علم نے اس کے ظاہر کو لیا ہے پس کہا کہ اگر عورت کے ساتھ کوئی نہ ہو تو خاوند کو اس کے ساتھ سفر کرنا واجب ہے اور یہی قول ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اور یہی ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور مشہور یہ ہے کہ اس کو اس کے ساتھ سفر کرنا لازم نہیں مانند ولی کی حج میں مریض کی طرف سے اور اگر باز رہے مگر ساتھ اجرت کے تو عورت کو لازم ہے اس واسطے کہ وہ عورت کی راہ میں داخل ہے پس ہوگا اس کے حق میں مانند خرچ کی اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ خاوند کو جائز نہیں کہ اپنی عورت کو حج فرض سے منع کرے اور یہی قول ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اور یہی ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے اور صحیح نص ان کے نزدیک یہ ہے کہ اس کو منع کرنا درست ہے اس واسطے کہ حج دیر کے ساتھ فرض ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عورت کو بغیر اجازت خاوند کے حج کو جانا درست نہیں سو یہ روایت

محمول ہے حج نفل پر اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے کہ مرد کو جائز ہے کہ عورت کو سب سفروں سے منع کرے اور سفر واجب میں اختلاف ہے۔ (فتح)

۱۷۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا حَبِيبٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَجَّتِهِ قَالَ لِأُمِّ سِنَانٍ الْأَنْصَارِيَّةِ مَا مَنَعَكِ مِنَ الْحَجِّ قَالَتْ أَبُوْ فُلَانٍ تَعْنِي زَوْجَهَا كَانَ لَهُ نَاضِحَانِ حَجَّ عَلٰى أَحَدِهِمَا وَالْآخَرُ يَسْقِي أَرْضًا لَنَا قَالَ فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَّعِي رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۷۳۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج سے پلٹے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سنان (ایک عورت کا نام ہے) سے فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو حج کرنے سے منع کیا تھا اس نے کہا کہ فلاں کے باپ نے یعنی اس کا خاوند اور اس کے دو اونٹ تھے اور ایک پر وہ سوار ہو کر حج کو گیا تھا اور دوسرا ہماری زمین کو پانی پلاتا ہے یعنی میرے پاس سواری نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ رمضان میں عمرہ کرنا ثواب میں حج کے برابر ہے یا فرمایا کہ میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

۱۷۳۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ مَوْلٰى زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ وَقَدْ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً قَالَ أَرْبَعٌ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ يُحَدِّثُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْجَبْنَنِي وَآنَقْنَنِي أَنْ لَّا تُسَافِرَ امْرَأَةٌ مَّسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ لَيْسَ مَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ وَلَا صَوْمَ يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى

۱۷۳۱۔ قزعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنا اور حالانکہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ جہاد کیے ہیں اس نے کہا کہ چار چیزیں ہیں کہ میں نے ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے سو وہ مجھ کو چار چیزیں خوش لگیں ایک یہ کہ نہ سفر کرے کوئی عورت راہ دو دن کی کہ اس کے ساتھ اس کا خاوند یا محرم نہ ہو اور دوسری یہ کہ نہیں جائز ہے روزہ دو دن عید الفطر کے دن میں اور قربانی کے دن اور نہیں کوئی نماز بعد دو نمازوں کے ایک بعد عصر کے یہاں تک کہ سورج غروب ہو اور ایک بعد صبح کے یہاں تک کہ سورج نکلے اور نہ کجاوے باندھے جائیں طرف کسی مسجد کے مگر طرف تین مسجدوں کی

وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِيْ وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى.

ایک ادب والی خانے کعبے کی مسجد اور ایک میری مسجد اور ایک ملک شام میں مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس کی مسجد۔

فائدہ: ان چاروں مسئلوں کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

بَابُ مَنْ نَذَرَ الْمَشْيَ إِلَى الْكَعْبَةِ اگر کوئی خانے کعبے کی طرف پیادہ چلنے کی نذر مانے

فائدہ: یعنی اس کو اس کے سوا اور تعظیم والی جگہوں کی طرف تو کیا اس پر اس کا پورا کرنا واجب ہے یا نہیں اور جب واجب ہو اور اس کو ترک کرے باوجود قدرت کے یا عجز سے تو اس کو کیا لازم آتا ہے اور ہر مسئلے میں اہل علم کا اختلاف ہے کما سیاتی۔ (فتح)

۱۷۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى شَيْخًا يُهَادٰى بَيْنَ ابْنَيْهِ قَالَ مَا بَالُ هٰذَا قَالُوْا نَذَرَ أَنْ يَّمْشِيَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَنْ تَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسَهٗ لَغَنِيٌّ وَأَمَرَهٗ أَنْ يَّرْكَبَ.

۱۷۳۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر گھسیٹتا چلا جاتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہے اس کا یعنی اس طرح کیوں رنج اٹھاتا ہے لوگوں نے کہا کہ اس نے نذر مانی ہے یہ کہ پیادہ حج کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ اس کے تکلیف دینے سے اپنی جان کو بے پرواہ ہے یعنی اس نے جو اپنی جان کو تکلیف میں ڈالا تو اللہ کو اس کی حاجت نہیں معلوم ہوا کہ جو پیادہ نہ چل سکے تو سوار ہو لے اگرچہ نذر مانی ہو۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نذر کے پورا کرنے کا حکم اس واسطے نہ فرمایا کہ وہ عاجز تھا معلوم ہوا کہ اگر کوئی خانے کعبے کی طرف پیادہ چلنے کی نذر مانے اور اس سے عاجز ہو تو اس پر پیادہ چلنا لازم نہیں بلکہ سوار ہو لے اور اس پر کچھ کفارہ نہیں، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

۱۷۳۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ

۱۷۳۳۔ عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری بہن نے نذر مانی یہ کہ خانے کعبے کی طرف پیادہ چلے اور اس نے مجھ کو حکم کیا یہ کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے لیے مسئلہ پوچھوں سو میں

أَيُّوْبَ أَنَّ يَزِيْدَ بْنَ أَبِيْ حَبِيْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ نَذَرَتْ أُخْتِيْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ وَأَمَرَتْنِيْ أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ قَالَ وَكَانَ أَبُو الْخَيْرِ لَا يُفَارِقُ عُقْبَةَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوْبَ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

نے حضرت ﷺ سے فتوی چاہا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چاہیے کہ پیادہ چلے اور چاہیے کہ سوار ہو لے یعنی کہ پیادہ چلنا اس پر لازم نہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ وہ بھاری بدن والی تھی سو اس پر پیادہ چلنا دشوار ہوا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ چاہیے کہ تین روزے رکھے اور ایک روایت میں ہے کہ کفارہ نذر کا کفارہ قسم کا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نذر کا وفا کرنا لازم نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَضَائِلُ الْمَدِيْنَةِ

مدینہ منورہ کی فضیلتوں کا بیان

فائدہ: مدینے کو اول یثرب بن قانیہ نے بنایا تھا جو ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھا پہلے اس میں عمالقہ رہتے تھے پھر بنی اسرائیل کی ایک جماعت وہاں اتری پھر وہاں اوس اور خزرج اترے جب کہ اہل سبا سیل عرم سے متفرق ہوئے۔ (فتح)

بَابُ حَرَمِ الْمَدِيْنَةِ

مدینے کے حرام ہونے کے بیان میں اور جو کچھ کہ اس میں منع ہے

١٧٢٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَحْوَلُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مِّنْ كَذَا إِلٰى كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا وَلَا يُحْدَثُ فِيْهَا حَدَثٌ مَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ.

١٧٢٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ حرام ہے فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک یعنی جبل عیر سے ثور تک نہ اس کا درخت کاٹا جائے نہ اس میں کوئی بدعت یعنی کوئی چیز مخالف قرآن اور حدیث کے نکالی جائے اور جو اس میں کوئی بدعت نکالے تو اس پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی یعنی وہ اللہ کی رحمت سے بہت دور ہے۔

فائدہ: علماء کے نزدیک اس میں اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک اس کے حرام ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس کی تعظیم اور تکریم کرنی یعنی منع ہے اس میں وہ چیز کرنی کہ باعث ہو اس کی حقارت کا نہ یہ کہ وہ حرام ہے مانند مکے کی پس حنفیہ کے نزدیک نہیں حرام ہیں درخت کاٹنے مدینے کے اور گرد اس کی کے اور شکار کرنا اس کا اور تینوں اماموں کے نزدیک حرام ساتھ معنی حرم کے ہے یعنی جو چیز کہ حرم مکہ میں کرنی حرام ہیں وہ مدینے میں بھی حرام ہیں پس ان کے نزدیک یہ چیزیں بھی وہاں حرام ہیں بغیر ضمان کے یعنی ان کا بدلہ نہیں آتا اور حد حرم مدینہ کی درمیان عیر اور ثور کے ہے کہ یہ دو پہاڑ ہیں دونوں طرف مدینہ منورہ کے (ح ع) اور امام طحاوی نے دلیل پکڑی

ہے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے ابی عمیر کے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا مافعل النغیر نہ کیا گیا نغیر (ایک جانور کا نام ہے جس کو لال کہتے ہیں) طحاوی نے کہا کہ اگر مدینے کا شکار حرام ہوتا تو جانور کا بند کرنا درست نہ ہوتا اور اس کا جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ وہ حل کے شکار سے ہو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو شکار کرے حل میں پھر اس کو مدینے میں لے جائے تو اس کا چھوڑ دینا اس پر لازم نہیں واسطے دلیل حدیث ابی عمیر رضی اللہ عنہ کے اور یہی ہے قول جمہور کا لیکن یہ جواب حنفیہ کو رد نہیں کرتا اس واسطے کہ اگر حل کا شکار حرم میں داخل کیا جائے تو ان کے نزدیک اس کا حکم حرم کا ہے اور احتمال ہے کہ قصہ ابو عمیر کا حرام ہونے سے پہلے ہو اور دلیل پکڑی ہے بعضوں نے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے مسجد بنانے کے لیے کھجور کے درخت کاٹے اور اگر مدینے کے درخت کا کاٹنا حرام ہوتا تو حضرت ﷺ ان کو نہ کاٹتے اور جواب دیا گیا ہے اس کا بایں طور کہ یہ واقع ہجرت سے پہلے کا ہے **کما سیاتی واضحا فی المغازی** اور تحریم مدینے کے حدیث آپ ﷺ نے اس وقت فرمائی تھی جب کہ آپ ﷺ خیبر سے پھرے اور طحاوی نے کہا کہ احتمال ہے کہ مدینے کا شکار کرنا اور اس کے درخت کاٹنے اس واسطے منع ہوں کہ اس کی طرف ہجرت کی جاتی تھی تو شکار اور درختوں کا باقی رکھنا اس کی زینت کی زیادتی کا سبب ہے اور اس کی الفت کا باعث پھر جب ہجرت بند ہوئی تو یہ سبب بھی دور ہوا لیکن یہ قول طحاوی کا ٹھیک نہیں اس واسطے کہ نسخ ثابت نہیں ہوتا مگر ساتھ دلیل کے اور سعد رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اس کے حرام ہونے کا فتوی دیا جیسا کہ روایت کی مسلم نے اور ابن قدامہ نے کہا کہ مدینے کا شکار اور اس کے درخت کاٹنے حرام ہیں اور یہی قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اکثر اہل علم کا اور ابو حنیفہ نے کہا کہ حرام نہیں پھر اگر اس میں کوئی حرام چیز کو کرے یعنی مثلا شکار کرے تو گنہگار ہوتا ہے اور اس پر کوئی بدلہ نہیں آتا اور یہی قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اکثر اہل علم کا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت یہ ہے کہ اس میں بدلہ آتا ہے اور یہی قدیم قول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور یہی قول ہے ایک جماعت کا پچھلوں سے اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن منذر نے اور ابن نافع اور قاضی عبدالوہاب نے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا بدلہ یہ ہے کہ اس کا اسباب چھین لیا جائے واسطے حدیث سعد بن ابی وقاص کے جو کہ مسلم نے روایت کی ہے اور ابو داود کی ایک روایت میں یہ ہے کہ جو کسی کو مدینے میں شکار کرتے پائے تو چاہیے کہ اس کا اسباب چھین لے اور قاضی عیاض نے کہا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے بعد کوئی اس کے ساتھ قائل نہیں مگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ قدیم قول میں کہتے ہیں کہ اسی کو اختیار کیا ہے ایک جماعت نے ساتھ اس کے اور بعد اس کے صحیح ہونے حدیث کے بیچ اس کے یعنی پس معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس میں اکیلا نہیں بلکہ اور ایک جماعت کا بھی یہی مذہب ہے اور اس کے اسباب کے کیفیت اور مصرف میں اختلاف ہے اور سعد کے فعل سے جو مسلم وغیرہ میں

منقول ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مانند اسباب منقول کی ہے اور یہ کہ وہ چھیننے والے کا حق ہے لیکن اس میں سے پانچواں اللہ کے واسطے نہ نکالا جائے اور بعض حنفیہ نے عجب بات کہی ہے پس دعوی کیا ہے یہ حدیث اسباب چھیننے کی بالا جماع متروک العمل ہے پھر استدلال کیا اس نے ساتھ اس کے اوپر منسوخ ہونے حدیثوں تحریم مدینہ کے اور اجماع کا دعوی مردود ہے پس باطل ہوا جو مترتب ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ اگر سعد کی حدیث صحیح ہو تو اسباب چھیننے کے منسوخ ہونے میں کوئی دلیل نہیں ہے جو صحیح حدیثوں کو ساقط کر دے اور جائز ہے لینا گھاس کا واسطے حدیث ابوسعید کے جو مسلم میں ہے کہ نہ جھاڑا جائے اس میں کوئی درخت مگر واسطے گھاس کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے اور مہلب نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ منع حدیث ماضی میں وہ چیز ہے جو درخت کو فاسد کر دے اور جس کا قصد اصلاح کا ہو مانند اس شخص کی کہ باغ لگائے تو نہیں منع ہے اس پر کاٹنا اس درخت کا کہ اس زمین میں ہو چکا باقی رہنا باغ کو ضرر کرے اور بعض کہتے ہیں کہ منع اس درخت کا کاٹنا ہے جو اللہ کی قدرت سے پیدا ہو آدمی کی دستکاری سے پیدا نہ ہو پس اس پر محمول ہوگی وہ حدیث کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت کاٹ کر مسجد کے قبلے کی طرف کھڑے کیے اور اس سے نسخ مذکور لازم نہیں آتا اور یہ جو فرمایا کہ اس پر لعنت ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے لعنت کرنی گنہگاروں کو اور فسادیوں کو لیکن اس میں اس پر دلالت نہیں کہ فاسق معین کو لعنت کرنی درست ہے اور مراد حدیث سے ظلم ہے اور یا عام معنی مراد ہے ظلم ہو یا کچھ اور اس سے معلوم ہوا کہ مدینے میں بدعت نکالنی کبیرہ گناہ ہے۔ (فتح)

۱۷۳۵۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَأَمَرَ بِبِنَآءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ فَقَالُوْا لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ فَأَمَرَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ.

۱۷۳۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے یعنی مکے سے ہجرت کر کے اور مسجد بنانے کا حکم کیا سو فرمایا کہ اے نجار کی اولاد اس احاطے والے باغ کا مجھ سے مول کر کے قیمت لو انہوں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم اس کی قیمت نہیں چاہتے مگر اللہ سے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدون قیمت کے نذر کرتے ہیں اور اللہ سے ثواب چاہتے ہیں سو آپ رضی اللہ عنہ نے مشرکین کی قبروں کو اکھاڑنے کا حکم دیا سو اکھاڑی گئیں پھر حکم کیا ساتھ برابر کرنے خراب زمین کے سو برابر کی گئی اور حکم کیا ساتھ کاٹنے کھجوروں کے سو کاٹی گئیں پھر انہوں نے ان کو مسجد کے قبلے کی طرف قطار بنا کر کھڑا کیا۔

فائدہ: جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے تو وہاں مسجد نہ تھی جہاں نماز کا وقت آتا تھا وہاں

نماز پڑھ لیتے تھے سواب جس جگہ کہ حضرت ﷺ کی مسجد ہے وہاں کھجور کا باغ تھا انصار کی ملکیت حضرت ﷺ نے ان سے یہ باغ مول چاہا انہوں نے للہ دے دیا وہاں کافروں کی قبریں بھی تھیں حضرت ﷺ نے ان کی ہڈیاں کھدوا کر اور کھجوریں کاٹ کر وہاں مسجد بنائی اور یہ واقع مدینے کے حرام ہونے سے پہلے کا ہے کہ حضرت ﷺ نے ابتدا ہجرت میں حرام ہونے سے پہلے کاٹی تھیں اب ان کا کاٹنا درست نہیں۔ (فتح)

١٧٣٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُرِّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى لِسَانِيْ قَالَ وَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِيْ حَارِثَةَ فَقَالَ أَرَاكُمْ يَا بَنِيْ حَارِثَةَ قَدْ خَرَجْتُمْ مِّنَ الْحَرَمِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ بَلْ أَنْتُمْ فِيْهِ.

١٧٣٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حرام ہوئی وہ زمین کہ مدینے کے دونوں سنگستان کناروں کے درمیان ہے یعنی مشرق اور مغرب کی طرف سے میری زبان پر یعنی مدینے کا حرم اس قدر ہے اور راوی نے کہا کہ حضرت ﷺ بنی حارثہ (ایک قبیلے اوس کا نام ہے) کے پاس آئے سو حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ اے بنی حارثہ میں تم کو گمان کرتا ہوں کہ تم حرم مدینہ سے باہر نکل گئے پھر حضرت ﷺ نے ان کے گھروں کو دیکھا سو فرمایا کہ تم حرم میں ہو۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ مدینے کے گرد بارہ میل زمین حرم ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ مدینے کی ہر طرف سے ایک ایک برید تک حرم ہے اس کا درخت نہ جھاڑا جائے اور نہ کاٹا جائے مگر وہ چیز کہ اس کے ساتھ اونٹ ہانکا جائے۔ (فتح)

١٧٣٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ وَهٰذِهِ الصَّحِيْفَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَائِرٍ إِلٰى كَذَا مَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا أَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّقَالَ ذِمَّةُ

١٧٣٧۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں ہمارے پاس کوئی چیز مگر اللہ کی کتاب یعنی قرآن اور یہ کاغذ کہ میں نے اس کو لکھا ہے اور اس کے احکام میں سے ایک یہ حکم ہے کہ مدینہ حرم ہے وہ چیز کہ عیر سے ثور تک ہے جو اس میں بدعت نکالے یا بدعت کو ٹھکانہ دے تو اس پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی نہیں قبول ہوتا اس سے فرض اور نہ نفل یا نہ توبہ اور نہ فدیہ عہد مسلمانوں کا ایک ہے سعی حاصل کر سکتا ہے ساتھ ان کے ادنی ان کا سو جو شخص کہ مسلمان کے عہد کو توڑے تو اس پر بھی لعنت ہے اللہ کی اور

الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّمَنْ تَوَلّٰى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَدْلٌ فِدَاءٌ.

فرشتوں کی اور سب لوگوں کی نہیں قبول ہوتا اس سے کوئی فرض اور نہ نفل یعنی نہ نفل عبادت قبول ہوتی ہے اور نہ فرض اور جو ولا گروانے واسطے کسی قوم کے بغیر اذن اپنے مالکوں کے تو اس پر بھی اللہ کی لعنت ہے اور اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی نہیں قبول ہوتا اس سے فرض اور نہ نفل امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ عدل کے معنی فدیہ کے ہیں۔

فائدہ: ابو داود وغیرہ میں ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا خاص کیا ہے تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ کسی چیز کے ساتھ کہ وہ اور لوگوں کو نہیں بتلائی سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں خاص کیا مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ خاص کسی چیز کے سوائے لوگوں کے مگر جو کہ قرآن میں ہے یا اس صحیفے میں اور وہ ایک کاغذ کا ورق تھا وہ ہمیشہ ان کی تلوار کے غلاف میں رہتا تھا اس میں دیت وغیرہ کے چند احکام لکھے تھے از آنجملہ بعض حکم یہ تھے جو اس حدیث میں بیان فرمائے اور جمہور کے نزدیک صرف کے معنی فرض ہیں اور عدل کے معنی نفل کے اور حسن سے بالعکس مروی ہے اور بعضوں نے کہا کہ صرف کے معنی توبہ کے ہیں اور عدل کے معنی فدیہ ہیں اور بعض کچھ اور معنی کرتے ہیں اور عیاض نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ بطور رضا مندی کے قبول نہیں ہوں گے اگرچہ بطور بدلے کے قبول ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے سبب سے گناہ معاف نہیں ہوتے اور کبھی اس کے معنی فدیہ کے ہوتے ہیں یعنی قیامت کے دن وہ بدلہ نہ پائے گا کہ اس کے عوض میں دیا جائے بخلاف اور گناہ گاروں کے کہ ان کے بدلہ آگ سے یہودی اور نصرانی بدلہ دیئے جائیں گے جیسا کہ مسلم میں ابو موسیٰ سے روایت ہے اور اس حدیث میں رد ہے شیعہ پر کہ کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس اور اگلے اہل بیت کے پاس بہت بھید تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہ اسرار پوشیدہ سکھائے تھے اور اوروں کو نہ بتلائے تھے کہ جو شامل ہیں دین کے بہت قاعدوں پر اور خلافت کے حکموں پر یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کی وصیت کی تھی سو اس سے ان کے سب دعوے باطل ہوئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے لکھنا علم کا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ احکام لکھ کر اپنے پاس رکھے ہوئے تھے اور یہ جو فرمایا کہ ذمہ مسلمان کا ایک ہے الخ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر کوئی مسلمان کسی کافر کو امان دے اور اس سے عہد کرے اور اپنی پناہ میں لائے تو نہیں جائز ہے کسی مسلمان کو توڑنا اس کے عہد کا اگرچہ وہ امان دینے والا ایک ہو یا بہت اور برابر ہے کہ مرد ہو یا عورت اور غلام ہو یا آزاد اس واسطے کہ سب مسلمان ایک جان کی مانند ہیں وسیاتی بحثه فی کتاب الجزیة اور یہ جو فرمایا کہ جو ولا گردانے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جس نے غلام آزاد کیا اس غلام پر حق ولا ثابت ہوا کہ وقت نہ ہونے عصبے اس غلام کے وہ آزاد کرنے والا وارث ہوگا کہ ذوالفروض

سے جو کچھ بیچے گا وہ لے گا پس معنی اس کے یہ ہیں کہ جو نسبت کریں اپنے آزادی کو اپنے آزاد کرنے والوں کی غیر کی طرف تو وہ مستحق لعنت کا ہوتا ہے جیسا کہ مستحق لعنت کا ہوتا ہے غیر باپ کی طرف نسبت کرنے میں اس صورت میں قید بغیر اذن کے بنابر غالب کے ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر غلام آزاد اپنے مالکوں سے اس بات کا اذن چاہتا ہے تو وہ اذن نہیں دیتے تو اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اگر مالک اذن دیدے تو غیر کی طرف نسبت کرنا درست ہے اسلیے کہ اس صورت میں جھوٹ لازم آتا ہے وسیاتی البحث فی الکتاب الفرائض۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الْمَدِيْنَةِ وَأَنَّهَا تَنْفِي النَّاسَ

باب ہے فضیلت مدینے کے بیان میں اور یہ کہ وہ دور کرتا ہے شریر آدمیوں کو

فائدہ: اور شریر لوگوں کا مراد ہونا ظاہر ہے تشبیہ سے جو واقع ہے حدیث میں اور مراد نفی سے نکال دینا ہے۔

۱۷۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْحُبَابِ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.

۱۷۳۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اس بستی میں رہنے کا حکم ہوا جو سب بستیوں کو کھائے گی یعنی اسلام کی فتح ہوگی سب شہر مدینہ کے تابع ہو جائیں گے لوگ یعنی بعض منافق اس کو یثرب کہتے ہیں اور اس کا عمدہ نام مدینہ ہے برے لوگوں کو مدینے سے نکال دیتا ہے جیسا بھٹی لوہے کا میل نکال ڈالتی ہے۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ کھانے کے معنی یہ ہیں کہ مدینے کی فضیلت سب بستیوں سے زیادہ ہے اور یہ جو فرمایا کہ وہ برے لوگوں کو نکال دیتا ہے تو مراد اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے اس واسطے کہ نہیں صبر کرتا تھا ہجرت پر اور مدینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ ٹھہرنے پر کوئی مگر جس کا ایمان ثابت ہوتا اور نیز یہ دجال کے وقت میں ہوگا کہ مدینہ کانپے گا اور برے لوگوں کو باہر نکال ڈالے گا لیکن اس سے لازم نہیں آتا کہ اس کی مکے پر فضیلت ہو۔ (فتح)

بَابُ الْمَدِيْنَةِ طَابَةُ

مدینہ طابہ ہے

فائدہ: یعنی مدینے کا ایک نام طابہ ہے اور طابہ کے معنی پاک اور خوشی کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی مٹی پاک ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ رہنے والوں کے لیے خوش ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہاں کے رہنے والے خوش گزران ہیں اور بعض اہل علم نے کہا کہ اس کی مٹی اور ہوا پاک ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ نام اس کا درست ہے اس واسطے کہ جو وہاں رہے وہ اس کی مٹی اور دیواروں سے پاک خوشبو پاتا ہے کہ اس کے غیر میں نہیں پائی جاتی اور ان کے سوا مدینہ منورہ کے اور بھی بہت نام ہیں جو دس تک پہنچے ہیں۔ (فتح)

۱۷۳۹۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوْكَ حَتّٰى أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هٰذِهٖ طَابَةُ.

۱۷۳۹۔ ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک سے پھرے یہاں تک کہ ہم مدینے میں پہنچے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مدینہ طابہ ہے یعنی اس کی مٹی پاک اور اس کی ہوا موافق ہے سلیم طبیعتوں کو۔

بَابُ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ

باب ہے بیان میں حد اور حکم حرم مدینہ کے کہ اس کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے اندر ہے

۱۷۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَوْ رَأَيْتُ الظِّبَاءَ بِالْمَدِيْنَةِ تَرْتَعُ مَا ذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ.

۱۷۴۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ اگر میں مدینے میں ہرن کا بچہ چرتا دیکھوں تو اس کو نہ جھڑکوں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو زمین کہ اس کی دونوں طرف کی پتھریلی کے درمیان ہے وہ حرام ہے۔

فائدہ: یعنی میں اس کو شکار نہ کروں اور استدلال کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس حدیث کے اس واسطے کہ مراد اس سے مدینہ ہے اس واسطے کہ وہ دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے اندر ہے یعنی شرقی اور غربی کے ہے اور حاصل یہ ہے کہ اس کے سب گھر اس میں داخل ہیں اور ابن خزیمہ نے اتفاق نقل کیا ہے اس پر کہ مدینے کے شکار میں بدلہ نہیں اور مکے کے شکار میں بدلہ ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَغِبَ عَنِ الْمَدِيْنَةِ

جو مدینے سے منہ پھیرے اس کا کیا حکم ہے

۱۷۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَتْرُكُوْنَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَافِ يُرِيْدُ عَوَافِيَ

۱۷۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ چھوڑ جائیں گے لوگ مدینے کو اچھی حالت پر نہ رہیں گے وہاں مگر وحشی جانور یعنی چوپائے درندے اور پرندے اور پچھلے جمع ہونے والوں میں دو بکریاں چرانے والے ہوں گے مزینہ کی قوم سے (وہ ارادہ کریں گے مدینے کا) کہ آواز دے کر اپنی بکریاں ہانک لے

السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ وَآخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وَحْشًا حَتّٰى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلٰى وُجُوْهِهِمَا.

جائیں گے سو وہ مدینے کو وحشی جانوروں سے پر پائیں گے یہاں تک کہ جب وہ دونوں ثنیہ الوداع پہاڑی پر پہنچیں گے تو دونوں منہ کے بل گر پڑیں گے یعنی مر جائیں گے۔

فائدہ: ثنیۃ الوداع ایک پہاڑی کا نام ہے پاس مدینے کے۔

فائدہ: اس حدیث میں خبر ہے آئندہ کی کہ قیامت کے قریب مدینہ اجاڑ ہو جائے گا اس سے معلوم ہوا کہ مدینے سے نکلنا درست نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

۱۷۴۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِيْ زُهَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِيْ قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَتُفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِيْ قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِيْهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِيْ قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِيْهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ.

۱۷۴۲۔ سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ فتح ہوگا ملک یمن کا تو آئے گی ایک قوم جلدی کرتی سو اٹھا لے جائیں گے اپنے گھر والوں کو اور جو ان کا کہا مانے گا اور حالانکہ مدینے کا رہنا ان کے واسطے بہتر ہے اگر ان کو کچھ سمجھ ہوتی یعنی اگر وہ جانتے کہ مدینے میں رہنے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھنے کا کیا ثواب ہے تو مدینے کو نہ چھوڑتے اور فتح ہوگا شام کا ملک اور آئیں گے ایک قوم جلدی کرتے سو اٹھا لے جائیں گے اپنے گھر والوں کو اور جو ان کا کہا مانے گا اور حالانکہ مدینے کا رہنا ان کے حق میں بہتر ہے اگر چہ ان کو کچھ دانست ہوتی اور فتح ہوگا عراق کا ملک اور آئیں گے لوگ جلدی کرتے سو اٹھائیں گے اپنے گھر والوں کو اور جو ان کی اطاعت کرے گا اور حالانکہ مدینے کا رہنا ان کے حق میں بہتر ہے اگر ان کو کچھ سمجھ ہوتی یعنی اسلام کی فتح ہوگی اور لوگ مدینے کا رہنا چھوڑ کر یمن اور شام اور عراق میں مع اپنے گھر بار کے جا بسیں گے حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی چھوڑنے اور اس کی برکتوں سے محروم رہنا ان کے حق میں بہتر نہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مدینے سے منہ پھیرنا اور اس کو چھوڑ کر اور جگہ جا رہنا بہت برا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

لیکن اگر کوئی کسی حاجت کے واسطے نکلے مانند تجارت اور جہاد وغیرہ کی تو یہ درست ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں میں سے کہ موافق آپ ﷺ کی پیشین گوئی کے یہ سب ملک فتح ہوئے یمن کا ملک تو خود حضرت ﷺ کے زمانے میں فتح ہوا اور شام اور عراق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح ہوئے اور جس طرح حضرت ﷺ نے فرمایا تھا اسی طرح ہوا اور اس سے معلوم ہوا کہ مدینے کو ان شہروں پر فضیلت ہے اور اس پر اجماع اور یہ کہ بعض جگہیں بعض سے افضل ہیں اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ مدینہ سب شہروں سے افضل ہے اور اختلاف تو صرف اس میں ہے کہ کیا مدینہ مکے سے افضل ہے یا برعکس۔ (فتح)

بَابُ الْإِيْمَانُ يَأْرِزُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ
ایمان مدینے کی طرف سمٹ جائے گا

۱۷۴۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْإِيْمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلٰى جُحْرِهَا.

۱۷۴۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ایمان سمٹ جائے گا مدینے کی طرف جیسا سانپ سمٹتا ہے اپنے بل کی طرف۔

فائدہ: یعنی جیسا کہ سانپ اپنے بل سے نکل کر طلب معاش کے واسطے ادھر ادھر پھرتا ہے اور جب کسی چیز سے خوف کھاتا ہے تو پھر اپنی بل کی طرف پلٹ آتا ہے اسی طرح ایمان اول مدینے میں پیدا ہوا اور ہر ایمان دار کے دل میں وہ چیز ہے جو اس کو مدینے کی طرف کھینچتی ہے واسطے محبت اس کی کے ساتھ حضرت ﷺ کے پس یہ سب زمانوں کو شامل ہوگا یعنی ہر وقت کے ایمان داروں کو وہاں جانے کی حاجت ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں تو لوگ آپ ﷺ سے دین سیکھنے جاتے تھے اور اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانوں میں لوگ ان کے طریقوں کی پیروی کرنے جاتے تھے پھر ان کے بعد حضرت ﷺ کی قبر کی زیارت کو اور آپ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھنے کو اور آپ ﷺ کے آثار کے مشاہدے سے تبرک حاصل کرنے کو ہمیشہ لوگ جاتے ہیں اور داودی نے کہا کہ یہ حکم خاص حضرت ﷺ کے زمانے میں اور قرون ثلاثہ میں تھا اور قرطبی نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اوپر حجت اہل مدینہ کے اور سلامت ہونے ان کے کے بدعتوں سے اور یہ کہ ان کا عمل حجت ہے جیسا کہ روایت کی امام مالک نے اور یہ اگر تسلیم کیا جائے تو خاص ہوگا ساتھ زمانے حضرت ﷺ کے اور خلفائے راشدین کے اور اس کے بعد ظاہر ہونے فتنوں کے اور جدا جدا ہونے اصحاب رضی اللہ عنہم کے شہروں میں خاص کر دوسری صدی

کے اخیر میں اور اسی طرح لگا تار پس وہ ساتھ مشاہدے کے بخلاف اس کے ہے۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ مَنْ كَادَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ

جو اہل مدینے سے مکر اور حیلہ کرے یعنی ان سے بدی کا ارادہ کرے تو اس کو کیا گناہ ہے؟

١٧٤٤۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ عَنْ جُعَيْدٍ عَنْ عَائِشَةَ هِيَ بِنْتُ سَعْدٍ قَالَتْ سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَكِيْدُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ أَحَدٌ إِلَّا انْمَاعَ كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ.

۱۷۴۴۔ سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو مدینے والوں کو مکر اور حیلے سے رنج دے گا وہ گل جائے گا جیسا کی نمک پانی میں گل جاتا ہے۔

فائدہ: یعنی جو دنیا میں ان سے بدی کا ارادہ کرے گا اس کو مہلت نہ ملے گی اس کی سلطنت جلدی برباد ہو جائے گی اور یا یہ معنی ہیں کہ جو ان کو مکر اور حیلے سے مارنا چاہے اس کا کام تمام نہ ہو گا بخلاف اس کے جو کھلم کھلا آئے جیسا کہ مسلم میں عقبہ نے اس کو مباح کیا۔ (فتح)

بَابُ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ

مدینے کے قلعوں کا بیان

فائدہ: جب اوس اور خزرج مدینے میں اترے تو ان سے پہلے مدینے میں قلعے تھے اور ان کے بعد بھی تھے۔ (فتح)

١٧٤٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ سَمِعْتُ أُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أُطُمٍ مِّنْ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرٰى إِنِّيْ لَأَرٰى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَّسُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۱۷۴۵۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے قلعوں میں سے ایک قلعے پر چڑھ کر دیکھا سو فرمایا کہ کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں لوگوں نے کہا کہ نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں تمہارے گھروں کے اندر فتنہ وفساد کے مقامات کو جیسا کہ مینہ گرنے کے مقامات معلوم ہوتے ہیں۔

فائدہ: یعنی مدینے میں بہت فتنے فساد پیدا ہوں گے اور یہ حدیث نبوت کی نشانیوں میں سے ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ کی خبر دی اور مطابق اس کے واقع ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدینے میں بڑے بڑے فتنے اور فساد پیدا ہوئے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور یزید کی لڑائی اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا یا تو بمعنی

علم کے ہے یا آنکھ سے دیکھنا مراد ہے کہ فتنوں کی صورت آپ ﷺ کے سامنے کی گئی جیسا کہ دوزخ اور بہشت کی صورت آپ ﷺ کے سامنے لائی گئی تھی۔ (فتح)

بَابٌ لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ

دجال مدینے میں داخل نہ ہوگا

١٧٤٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ.

١٧٤٦۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسیح دجال کا خوف مدینے میں نہ آئے گا اس دن مدینے کے ساتھ دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے چوکیدار ہونگے یعنی تمام عالم میں دجال کا ڈر ہوگا سوائے مدینے کے۔

فائدہ: یہ حضرت ﷺ کی برکت سے مدینہ کی فضیلت ہوئی۔

١٧٤٧۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَّا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ.

١٧٤٧۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینے کے دروازے پر فرشتے ہوں گے نہ داخل ہو گی اس میں وبا اور نہ داخل ہوگا اس میں دجال۔

١٧٤٨۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَمْرٍو حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ لَيْسَ لَهُ مِنْ نِّقَابِهَا نَقْبٌ إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّيْنَ يَحْرُسُوْنَهَا ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيُخْرِجُ اللّٰهُ كُلَّ كَافِرٍ وَّمُنَافِقٍ.

١٧٤٨۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا شہر نہیں کہ جس کو دجال نہ روندے یعنی سب جگہ اس کا عمل دخل ہوگا سوائے مکے اور مدینے کے مدینے کے دروازوں سے کوئی دروازہ ایسا نہ ہوگا جس پر فرشتے قطار باندھے چوکیداری نہ کرتے ہوں گے پھر کانپے گا مدینہ اپنے سب لوگوں ساتھ تین بار تو نکل جائیں گے دجال کی طرف سب کافر اور منافق۔

١٧٤٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

١٧٤٩۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا طَوِيْلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيْمَا حَدَّثَنَا بِهِ أَنْ قَالَ يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَّدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِي بِالْمَدِيْنَةِ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فَيَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِيْ حَدَّثَنَا عَنْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَهُ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّوْنَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيْهِ فَيَقُوْلُ حِيْنَ يُحْيِيْهِ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَشَدَّ بَصِيْرَةً مِّنِّي الْيَوْمَ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ أَقْتُلُهُ فَلَا أُسَلَّطُ عَلَيْهِ.

ایک حدیث دراز ہم سے دجال کے حال سے بیان فرمائی اور جو حدیث کہ آپ ﷺ نے ہم سے بیان فرمائی اس میں یہ بات بھی تھی کہ فرمایا کہ دجال آئے گا اس حال میں کہ حرام ہے اس پر کہ مدینے کے کسی دروازے سے داخل ہو اترے گا شوری زمین میں جو مدینے کے گرد ہے سو اس دن اس کی طرف ایک مرد نکلے گا کہ وہ سب لوگوں سے بہتر ہوگا سو وہ دجال سے کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ بے شک تو وہی دجال ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو تجھ سے حدیث بیان کی سو دجال کہے گا کہ بھلا بتلا تو کہ اگر میں اس کو مار ڈالوں پھر اس کو زندہ کردوں تو کیا تم میری خدائی میں شک کرو گے سو لوگ کہیں گے کہ نہ سو دجال اس کو مار ڈالے گا پھر اس کو زندہ کردے گا سو جب اس کو زندہ کرے گا تو وہ مرد کہے گا کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں ہوا میں کسی سخت تر از روئے بینائی کے آپ سے کہ میں آج کے دن ہوں سو دجال کہے گا کہ میں اس کو مار ڈالوں سو وہ اس پر غالب نہ ہوگا یعنی اس کے مار ڈالنے پر قادر نہ ہوگا قدرت الٰہی سے۔

فائدہ: ان سب حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نہ تو دجال خود مدینے میں داخل ہوگا اور نہ اس کا خوف داخل ہوگا۔

وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ الْمَدِيْنَةِ تَنْفِي الْخَبَثَ

مدینہ میل اور بدی والوں کو نکال دیتا ہے

فائدہ: یعنی ساتھ نکال دینے اس کے یا ظاہر کرنے اس کے۔

١٧٥٠۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَآءَ أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَجَآءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُوْمًا

١٧٥٠۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ ﷺ سے بیعت کی اور چلا گیا پھر اگلے دن آیا اس حال میں کہ اس کو بخار تھا سو اس نے کہا کہ مجھ سے بیعت توڑ دو پس حضرت ﷺ نے نہ مانا اسی طرح اس نے تین بار کہا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ

فَقَالَ أَقِلْنِيْ فَأَبٰى ثَلَاثَ مِرَارٍ فَقَالَ الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طَيِّبُهَا.

مانند بھٹی لوہار کی ہے کہ اپنی میل کو دور کر دیتی ہے اور پاک کو خالص کرتی ہے۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ اس نے اسلام سے بیعت توڑنی چاہی اور اس کے ساتھ جزم کیا ہے عیاض نے اور بعضوں نے کہا کہ ہجرت سے بیعت توڑنی چاہی تھی نہیں تو اس کو مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کر ڈالتے۔

۱۷۵۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِهٖ فَقَالَتْ فِرْقَةٌ نَقْتُلُهُمْ وَقَالَتْ فِرْقَةٌ لَا نَقْتُلُهُمْ فَنَزَلَتْ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ﴾ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا تَنْفِي الرِّجَالَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.

۱۷۵۱۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد کی طرف نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ پھر آئے اور عبداللہ بن اوفی اور اس کے تابعدار تھے سو ایک گروہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مار ڈالیں گے اور ایک گروہ نے کہا کہ نہ ماریں گے سو یہ آیت اتری کہ کیا ہے تم کو کہ تم منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ نکال دیتا ہے بد آدمیوں کو جیسا کہ آگ لوہے کی میل کو دور کر دیتی ہے۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب اکثر نسخوں میں بغیر ترجمے کے ہے اور بعض نسخوں میں بالکل باب بھی نہیں اگر بالفرض ثابت بھی ہو تو ضرور ہے کہ اس کو پہلے باب سے کچھ تعلق ہو اس لیے کہ وہ بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے اور اس باب میں دو حدیثیں ہیں اور ان کے تعلق کی وجہ پہلے باب سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے کے واسطے برکت کی دعا کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے سے محبت رکھنا مستلزم ہے اور مناسب ہے نفی خبث اور میل کے نکال دینے کو۔ (فتح)

۱۷۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ سَمِعْتُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ تَابَعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ يُوْنُسَ.

۱۷۵۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی مدینے میں برکت کر کہ اس سے دوگنی کر جو تو نے مکے میں برکت کی ہے۔

فائدہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکے کے واسطے دعا کی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے واسطے اور برکت سے

مراد دنیا کی برکت ہے یعنی کشائش رزق کی ساتھ قرینہ دوسری حدیث کے کہ آپ ﷺ نے اس میں فرمایا کہ الٰہی برکت دے ہم کو ہمارے صاع میں اور احتمال ہے کہ اس سے عام معنی مراد ہوں یعنی برکت دنیا اور دین کی لیکن خاص کی گئی ہے اس سے وہ چیز جو دلیل سے نکل گئی مانند نماز پڑھنے کی مکے میں کہ مدینے میں نماز پڑھنے سے اس کا دونا ثواب ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مدینہ کو مکے پر فضیلت ہے اور وہ ظاہر ہے اس جہت سے لیکن اگر مفضول ایک چیز میں افضل ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے لیے مطلق افضلیت ثابت ہو پس اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مدینہ ہر چیز میں مکے سے افضل ہو اور اگر کوئی کہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ شام اور یمن مکے سے افضل ہو اس واسطے کہ آپ ﷺ نے دوسری حدیث میں فرمایا کہ الٰہی برکت دے ہم کو ہمارے شام میں اور آپ ﷺ نے یہ تین بار فرمایا تو جواب اس کا یہ ہے کہ تاکید نہیں مستلزم ہے تکثیر کو کہ جس کے ساتھ حدیث باب میں تصریح کی گئی ہے یعنی تاکید سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو بھی دونی برکت ہو اور ابن حزم نے کہا کہ باب کی حدیث میں ان کے لیے حجت نہیں اس واسطے کہ اس میں برکت کا بہت ہونا نہیں مستلزم ہے فضیلت کو امور آخرت میں اور عیاض نے اس کو رد کر دیا ہے بایں طور کہ برکت عام ہے اس سے کہ دین کے کاموں میں ہو یا دنیا کے کاموں میں اس واسطے کہ وہ ساتھ معنی بڑھنے اور زیادہ ہونے کے ہے پس اس طرح دین کے کاموں میں پس واسطے اس چیز کے ہے جو متعلق ہے ساتھ اس کے حق اللہ کے زکوۃ اور کفاروں سے خاص کر بیچ واقع ہونے برکت کی صاع اور مد میں اور نووی نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ برکت حاصل ہوئی ہے نفس اس چیز میں کہ پائی جائے ساتھ اس طرح کہ کفایت کرتی ہے مدینے میں ایک مد اس کو جس طرح وہ مد غیر مدینے میں کفایت نہیں کرتا اور یہ امر محسوس ہے ساتھ رہنے والوں اس کے کے اور قرطبی نے کہا کہ جب اس میں ایک وقت برکت پائی جائے تو حاصل ہوتی ہے اس سے قبولیت دعا کی اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہمیشہ ہر وقت میں ہر شخص کے لیے ہو یعنی یہ برکت کی دعا ہمیشہ کے لیے نہیں بلکہ خاص لوگوں اور خاص وقت کے لیے ہے۔ (فتح)

۱۷۵۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ إِلَى جُدُرَاتِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا.

۱۷۵۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ سفر سے آتے تھے اور مدینے کی دیواریں دیکھتے تھے تو اپنی سواری کو تیز چلاتے تھے اور اگر اونٹ کے سوائے کسی اور چوپائے پر ہوتے تھے تو اس کو ہلاتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کو مدینہ سے بہت محبت تھی پس امت کو بھی لازم ہے کہ مدینہ

سے بہت محبت رکھیں۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُعْرَى الْمَدِيْنَةُ

حضرت ﷺ نے مدینے کے خالی چھوڑنے کو برا جانا

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے اور اس کا بیان باب احتساب الاثار میں پہلے گزر چکا ہے۔

تنبیہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دو علتوں کے ساتھ باب باندھا نماز کے بیان میں تو احتساب الاثار سے باب باندھا واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ اپنے مکانوں کو اپنے اوپر لازم جانوں کہ تم کو ہر ہر قدم کے بدلے ثواب ملے گا اور اس جگہ یہ باب باندھا جو تو دیکھتا ہے واسطے قول راوی کے مکروہ جانا حضرت ﷺ نے یہ کہ خالی چھوڑا جائے مدینہ کو اور گویا کہ حضرت ﷺ نے اقتصار کیا بیچ خطاب ان کے کے اوپر اس علت کے کہ ان کے ساتھ متعلق ہے کہ وہ زیادہ تر بلانے والی ہے ان کو طرف موافقت کے۔ (فتح)

١٧٥٤۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ أَنْ يَتَحَوَّلُوْا إِلٰى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُعْرَى الْمَدِيْنَةُ وَقَالَ يَا بَنِيْ سَلِمَةَ أَلَا تَحْتَسِبُوْنَ آثَارَكُمْ فَأَقَامُوْا

١٧٥٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو سلمہ (ایک قبیلہ عرب کا نام ہے) نے ارادہ کیا یہ کہ اپنے گھر چھوڑ کر مسجد نبوی کے قریب آ بسیں سو حضرت ﷺ نے برا جانا اس کو کہ مدینہ ننگا ہو یعنی اس کی چاروں طرف خالی ہو جائیں اور اس کے گرد کوئی نہ رہے سو فرمایا کہ اے بنی سلمہ کی اولاد کیا تم اپنے قدموں کا ثواب حساب نہیں کرتے ہو یعنی جتنی دور سے آؤ گے ہر ہر قدم کے بدلے ثواب لکھا جائے گا سو اپنے گھروں میں ٹھہرے رہو۔

بَابٌ

یہ باب ترجمہ سے خالی ہے

فائدہ: سب نسخوں میں یہ باب ترجمے سے خالی ہے اور اس میں دو حدیثیں ہیں اور ایک اثر ہے اور ہر ایک کو پہلے باب سے تعلق ہے سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ترغیب ہے مدینے کے رہنے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں حضرت ﷺ نے مدینے کے واسطے دعا کی اور اس میں بھی ترغیب ہے کہ مدینے میں رہنا بہت اچھا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ میری موت اس میں ہو اور یہ سب مناسب ہے واسطے مکروہ جاننے حضرت ﷺ کے اس کو کہ مدینہ اپنے گرد سے خالی کیا جائے۔ (فتح)

١٧٥٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ

١٧٥٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلٰى حَوْضِي.

فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہوگا۔

فائدہ: یعنی یہ مکان بہشت کے باغ کی طرح ہے نزول رحمت اور حصول سعادت میں ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہوتی ہے ملازمت حلق ذکر سے خاص کر حضرت ﷺ کے زمانے میں اور یا یہ معنی ہیں کہ وہاں کی عبادت نہایت مقبول ہے اس کے سبب سے بہشت ملے گی اور یا اپنے ظاہر پر ہے یعنی قیامت کے دن وہ مکان بعینہ بہشت کی طرف اٹھایا جائے گا تو اس قدر مکان حقیقۃً بہشت ہے اور یہ جو فرمایا کہ میرا منبر میرے حوض پر ہوگا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ قیامت کے دن میرا منبر اٹھایا جائے گا اور حوض کوثر پر کھڑا کیا جائے گا اور اکثر کے نزدیک مراد اس سے بعینہ منبر ہے جس پر آپ ﷺ نے بیٹھ کر یہ حدیث فرمائی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد وہ منبر ہے کہ قیامت کے دن آپ ﷺ کے لیے رکھا جائے گا اور پہلی بات زیادہ ظاہر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ مراد ہے کہ جو اس کے نزدیک نیک عمل کرے گا اس کو وہ منبر حوض پر پہنچائے گا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی قبر اور منبر کے درمیان ترپن یا چون یا پچاس ہاتھ کا فرق ہے۔ (فتح)

۱۷۵۶۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وُعِكَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّبِلَالٌ فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ كُلُّ امْرِئٍ مُّصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ الْحُمّٰى يَرْفَعُ عَقِيْرَتَهُ يَقُوْلُ أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَّحَوْلِي إِذْخِرٌ وَّجَلِيْلٌ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ وَّهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَّطَفِيْلٌ

۱۷۵۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو بخار ہوا اور جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تیز بخار ہوتا تھا تو یہ شعر کہتے تھے کہ ہر مرد صبح کیا گیا اپنے گھر والوں میں اور موت نزدیک تر ہے اس کے جوتی کے تسمے اور جب بلال رضی اللہ عنہ سے بخار اترتا تھا تو بلند آواز سے روتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے یعنی مکے کی یاد سے خبردار ہو کاش کہ میں جانتا کہ میں نالے میں رات گزاروں گا اس حال میں کہ میرے گرد اذخر اور جلیل ہو کہ نام ہیں دو گھاس کے کہ خاص مکے کی زمین میں ہوتے ہیں اور کیا میں البتہ وارد ہوں میں مجنہ (ایک جگہ کا نام ہے تلے مکے سے) کے پانی پر اور کیا ظاہر ہو واسطے میرے شام اور

قَالَ اللّٰهُمَّ الْعَنْ شَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كَمَا أَخْرَجُوْنَا مِنْ أَرْضِنَا إِلَى أَرْضِ الْوَبَآءِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَفِي مُدِّنَا وَصَحِّحْهَا لَنَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ قَالَتْ وَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَهِيَ أَوْبَأُ أَرْضِ اللّٰهِ قَالَتْ فَكَانَ بُطْحَانُ يَجْرِي نَجْلًا تَعْنِي مَآءً آجِنًا.

طفیل کہ نام ہے دو پہاڑوں کا مکہ میں الٰہی لعنت کر شیبہ بن ربیعہ کو اور عتبہ بن ربیعہ کو اور امیہ بن خلف کو جیسا انہوں نے ہم کو ہماری زمین سے وبا کی زمین کی طرف نکالا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی ہمارے نزدیک مدینے کو پیارا کر دے جیسا ہم کو مکے کی محبت ہے یا اس سے بھی زیادہ الٰہی برکت دے ہم کو ہمارے صاع میں اور مد میں اور اچھا کر دے مدینے کو یعنی مدینے کی آب و ہوا کو درست کر دے اور اس کے تپ کو جحفہ کی طرف لے جا کہ وہاں یہود رہتے ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم مدینے میں آئے اور وہ سب اللہ کی زمین سے زیادہ بیماری والی زمین تھی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بطحان ایک نہر تھی یعنی مدینے کے میدان میں اس سے تھوڑا سا پانی جاری تھا یعنی اس کا رنگ اور مزہ بگڑا ہوا تھا یعنی اہل مدینہ کی بیماری کا سبب یہ تھا کہ اس نہر سے پانی پیتے تھے اور بیمار ہو جاتے تھے۔

فائدہ: جب حضرت ﷺ نے دعا کی تو آپ ﷺ کی دعا سے وہاں کی بیماری جحفہ کی طرف جاتی رہی اور مدینہ کی آب و ہوا درست ہو گئی۔

١٧٥٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ سَمِعْتُ عُمَرَ نَحْوَهُ وَقَالَ

١٧٥٧۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دعا کی کہ الٰہی عطا کر مجھ کو شہادت اپنے راہ میں اور کر میری موت کو اپنے رسول کے شہر میں یعنی میں مدینہ منورہ میں مروں۔

هِشَامٌ عَنْ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَفْصَةَ سَمِعْتُ
عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَبُوعَبْدِ اللّٰهِ كَذَا
قَالَ رَوْحٌ عَنْ اُمِّهِ.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الصَّوْمِ — کتاب ہے روزے کے بیان میں

فائدہ: صوم کے معنی لغت میں بند رہنا ہیں اور شرح میں صوم چھوڑ دینا ہے کھانے کو اور پینے کو اور نکاح کو اور کلام کو اور راغب نے کہا کہ صوم اصل میں بند رہنا ہے فعل سے اور شرح میں بند رہنا مکلف ہے ساتھ نیت کے کھانے سے اور پینے سے اور عمداً منی نکالنے سے اور قے کرنے سے فجر سے مغرب تک۔ (فتح)

بَابُ وُجُوْبِ صَوْمِ رَمَضَانَ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾.

فرض ہونے کے بیان میں اور بیچ اس آیت کے بیان میں کہ اے ایمان والوں لازم ہوا تم پر روزہ جیسا لازم ہوا تھا تم سے پہلوں پر شاید تم پرہیز گار ہو جاؤ۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف مبدأ فرض ہونے روزے سے کہ کب فرض ہوا اور گویا کہ اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک کوئی چیز اس کے موافق شرط کے ثابت نہیں پس وارد کی وہ چیز کہ اشارہ کرے طرف مراد کی۔ (فتح)

١٧٥٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَآءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِيْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فَقَالَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ إِلَّا أَنْ تَطَّوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ أَخْبِرْنِيْ مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ

١٧٥٨۔ طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس حال میں کہ اس کے سر کے بال پراگندہ تھے سو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دیجیے مجھ کو کہ اللہ نے مجھ پر نماز سے کیا چیز فرض کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں مگر یہ کہ زیادہ کرے تو کوئی چیز نفل سے پھر اس نے کہا کہ خبر دو مجھ کو کہ کیا چیز فرض کی ہے مجھ پر اللہ نے روزے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے مہینے کے روزے مگر یہ کہ تو زیادہ کرے کوئی چیز نفل روزے سے پھر اس نے

الصِّيَامِ فَقَالَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ أَخْبِرْنِي بِمَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ فَقَالَ فَأَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَالَ وَالَّذِيْ أَكْرَمَكَ لَا أَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَّلَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ.

کہا کہ خبر دو مجھ کو کیا چیز فرض کی ہے مجھ پر اللہ نے زکوۃ سے راوی نے کہا کہ پس حضرت ﷺ نے اس کو احکام اسلام کی خبر دی یعنی کہ نصاب زکوۃ کی یا باقی احکام اسلام کی مانند حج وغیرہ کی سو اس نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو سچ کے ساتھ عزت بخشی کہ جو چیز کہ اللہ نے مجھ پر فرض کی ہے نہ اس سے کچھ بڑھاؤں گا اور نہ اس سے کچھ گھٹاؤں گا یعنی اپنی طرف سے فرض جان کر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نجات پائی اس نے اگر یہ سچا ہے یا فرمایا کہ بہشت میں داخل ہوا اگر یہ سچا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں فرض ہے مگر روزہ رمضان کا۔ (فتح)

١٧٥٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاشُوْرَآءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَصُوْمُهُ إِلَّا أَنْ يُّوَافِقَ صَوْمَهُ.

١٧٥٩۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عاشورہ یعنی محرم کی دسویں کا روزہ رکھا اور اس کے روزہ رکھنے کا حکم فرمایا سو جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو عاشورہ کا روزہ چھوڑا گیا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عاشورہ کا روزہ نہ رکھتے تھے مگر یہ موافق پڑھتا روزے ان کے کو کہ ہفتے کے دنوں میں رکھتے تھے۔

١٧٦٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ أَنَّ عِرَاكَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا كَانَتْ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَامِهِ حَتّٰى فُرِضَ رَمَضَانُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَآءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ.

١٧٦٠۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش جاہلیت کے زمانے میں عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے پھر حضرت ﷺ نے بھی اس کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا یہاں تک کہ رمضان کا روزہ فرض ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہے تو اس کا روزہ رکھے اور جو نہ چاہے تو اس کو روزہ نہ رکھے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں میں عاشورہ کے روزے کا حکم ہے اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی کہ امر ان حدیثوں میں استحباب پر محمول ہے یعنی عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے فرض نہیں اس واسطے کہ فرض صرف رمضان کا روزہ ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر آیت سے کہ فرمایا کہ روزہ تم پر لازم ہوا پھر اس کو بیان فرمایا پس کہا کہ مہینہ رمضان کا اور اس میں سلف کو اختلاف ہے کہ کیا رمضان سے پہلے بھی کوئی روزہ فرض تھا یا نہیں جمہور کہتے ہیں کہ رمضان سے پہلے کبھی کوئی روزہ فرض نہیں ہوا اور یہی مشہور ہے نزدیک شافعیہ کے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے عاشورہ کا روزہ فرض ہوا پھر جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو عاشورہ کا روزہ منسوخ ہوا اور شافعیہ کی دلیلوں سے حدیث معاذ کی ہے مرفوعا روایت ہے کہ اللہ نے تم پر عاشورہ کا روزہ فرض نہیں کیا وسیاتی فی اخر الصیام اور حنفیہ کی دلیل ظاہر ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جو اس باب میں مذکور ہے ساتھ لفظ امر کے اور ایک دلیل انکی ربیع کی حدیث ہے جو مسلم میں ہے کہ جو صبح کرے روزے کی حالت میں چاہیے کہ اپنا روزہ تمام کرے سو ہمیشہ ہم اس کا روزہ رکھتے تھے اور اپنے لڑکوں کو اس کا روزہ رکھاتے تھے اور حالانکہ وہ چھوٹے تھے اور ایک دلیل ان کی یہ حدیث مسلمہ کی ہے کہ جس نے کھا لیا ہو تو چاہیے کہ باقی دن روزہ رکھے اور جس نے نہ کھایا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے اور بنائی ہے انہوں نے اس خلاف پر یہ بات کہ کیا فرض روزے میں رات سے نیت کرنی شرط ہے یا نہیں وسیاتی البحث فیه۔

بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ

باب ہے روزے کی فضیلت کے بیان میں یعنی روزہ رکھنے کا کیا ثواب ہے

۱۷۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّيْ صَآئِمٌ مَرَّتَيْنِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِيْ الصِّيَامُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا.

۱۷۶۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے یعنی آگ سے پناہ ہے اور جب کوئی روزے دار ہو تو چاہیے کہ نہ فحش بات کرے اور نہ جماع کرے اور نہ نادانوں کا کام کرے اور اگر کوئی آدمی اس سے لڑنا چاہے تو یا اس کو گالی دے تو اس کو چاہیے کہ کہے کہ میں روزے دار ہوں دو بار کہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک زیادہ تر خوشبو دار ہے مشک کی خوشبو سے چھوڑتا ہے روزے دار اپنا کھانا اور پینا اور اپنی شہوت جماع کو میرے لیے یعنی بہ سبب حکم میرے کے روزہ میرے ہی لیے

ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور ایک نیکی کا ثواب دس
نیکیوں کے برابر ہے۔

فائدہ: اور بعضوں نے کہا کہ وہ ڈھال ہے گناہ سے یا آگ سے یا ان سب چیزوں سے اور اخیر کے ساتھ جزم کیا ہے نووی نے اور ابن عربی نے کہا کہ روزہ آگ سے ڈھال اس واسطے ہے کہ وہ بند رہنا ہے شہوتوں سے اور خواہشوں سے اور آگ گھیری گئی ہے ساتھ خواہشوں کے پس حاصل یہ ہے کہ جب وہ دنیا میں اپنے نفس کو خواہشوں سے باز رکھے تو آخرت میں یہ اس کے لیے آگ سے ڈھال ہوگی اور ایک روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ جب تک کہ نہ پھاڑے اس کو غیبت سے تو اس میں اشارہ ہے کہ غیبت روزے کو ضرر دیتی ہے اور یہی محکی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ابن حزم نے بڑی زیادتی کی کہ ہر گناہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جو جان بوجھ کر کرے اس حال میں کہ اس کو روزہ یاد ہے برابر ہے کہ فعل ہو یا قول واسطے عموم اس حدیث کے کہ نہ فحش بکے اور نہ نادانوں کا کام کرے اور واسطے اس حدیث کے جو آگے آتی ہے کہ جو جھوٹی بات کو نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے روزے کی کچھ حاجت نہیں یہ کہ اپنا کھانا پینا چھوڑے اور جمہور نے اگرچہ نہی کو تحریم پر حمل کیا ہے لیکن خاص کیا ہے انہوں نے روزے کے ٹوٹنے کو ساتھ کھانے اور پینے اور جماع کے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ روزے کو سب عبادتوں پر ترجیح ہے اور مشہور جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ نماز کو سب عبادتوں پر ترجیح ہے اور نادانوں کا کام یہ ہے کہ چیخ مارے اور بیوقوفی کا کام کرے اور اس سے یہ مراد نہیں کہ اگر روزہ نہ ہو تو یہ کام درست ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ روزے میں اس کے منع کی زیادہ تر تاکید ہے اور یہ جو فرمایا کہ کہے کہ میں روزے دار ہوں تو بعض کہتے ہیں کہ یہ بات زبان سے کہے اور بعض کہتے ہیں کہ دل سے کہے نووی نے پہلی بات کو ترجیح دی ہے اور متولی وغیرہ نے دوسری بات کو اور نووی نے شرح مہذب میں کہا دونوں طرح صحیح ہے لیکن زبان سے کہنا زیادہ تر قوی ہے اور اگر زبان اور دل دونوں سے کہے تو بہت خوب ہے اور زرکشی نے نقل کی ہے کہ ایک بار دل سے کہے اور ایک بار زبان سے کہے پس جب روزے دار یہ بات کہے تو ممکن ہے کہ لڑنے والا اس سے باز رہے اور اگر باز نہ آئے تو اس کو ہلکی چیز سے دفع کرے وعلی ہذا القیاس اور یہ جو کہا کہ وہ اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ تر پاک ہے تو اس کے معنی میں اختلاف ہے باوجود یہ کہ اللہ تعالی خوشبو کو سونگھنے سے پاک ہے اس واسطے کہ یہ مخلوق کی صفات میں سے ہے اور باوجود یہ کہ وہ جانتا ہے ہر شے کو جس طرح کہ وہ ہے سو بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ قریب ہوتی طرف اللہ کی زیادہ تر قریب کرنے مشک سے نزدیک تمہاری یعنی لوگوں کی عادت ہے کہ مشک کو بہت سونگھتے اور اپنے قریب بہت کرتے ہیں سو فرمایا کہ جس قدر تم مشک کو اپنے قریب کرتے ہو روزہ اس سے بھی زیادہ تر اللہ کے نزدیک کرتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ فرشتوں کے حق میں ہے یعنی وہ روزے دار کے منہ کی خوشبو کو سونگھتے ہیں اکثر سونگھنے

تمہاری سے مشک کی خوشبو اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ اس کو آخرت میں ثواب دیں گے پس ہوگی اس کی بو پاک تر خوشبو مشک سے اور بعض کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اس کو ثواب ملے گا کہ وہ افضل ہوگا خوشبو مشک سے اور بعض کہتے ہیں کہ اس بو میں زیادہ ثواب ہے اس مشک سے جو دکھائی جاتی ہے ذکر کی مجلسوں میں اور نووی نے اس اخیر معنی کو ترجیح دی ہے اور حاصل معنی خوشبو کے قبول اور رضا کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خوشبو آخرت میں ہوگی مانند خون شہید کے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ دنیا میں ہے اور یہی مذہب ہے جمہور اہل علم کا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ اس کے روزے کو قبول کرتا ہے اور اس پر راضی ہوتا ہے اور اس کی تعریف کرتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ روزہ صرف میرے لیے ہے تو اس کے معنی میں اختلاف ہے اس واسطے کہ سب عمل اللہ ہی کے لیے ہیں اول یہ کہ روزے میں ریا نہیں واقع ہوا اس واسطے کہ وہ دل کا فعل ہے کوئی اس پر واقف نہیں ہوتا سوائے اللہ کے بخلاف اور عملوں کے کہ ان کو ہر آدمی معلوم کر لیتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ زبان سے ذکر کرنے کا بھی یہی حکم ہے اور وہ یہ ہے کہ میں ہی اس کے ثواب مقدار کو جانتا ہوں بخلاف اور عبادتوں کے کہ ان کے ثواب کی مقدار کبھی اور آدمیوں کو بھی معلوم ہو جاتی ہے جیسے معلوم ہے کہ ایک نیکی کا ثواب دس سے سات سو نیکی تک کے ثواب کے برابر ہوتا ہے یعنی بخلاف روزے کے کہ اس کے ثواب کی مقدار کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کس قدر ہے لاکھ درجہ زیادہ ہے کروڑ مثلا اور سوم یہ کہ وہ مجھ کو سب عبادتوں سے زیادہ تر پیارا ہے چہارم یہ کہ یہ اضافت تعظیم کے لیے ہے پنجم یہ کہ کھانے اور خواہشوں وغیرہ سے بے پرواہ ہونا اللہ کی صفات سے ہے سو جب روزے دار نے اللہ کے نزدیک وہ چیز حاضر کی جو اسکے صفات کی موافق ہے تو اس کو اپنی طرف نسبت کیا کہ گویا کہ اس کا بدلہ میں ہوں ششم یہ کہ یہ نسبت فرشتوں کی صفات کے ہے کہ یہ ان کی صفات میں سے ہے ہفتم یہ کہ یہ خاص اللہ کے لیے ہے اس میں بندے کا حصہ نہیں ہفتم یہ کہ روزے کے ساتھ غیر اللہ کی عبادت نہیں کی جاتی بخلاف نماز اور خیرات وغیرہ کے کہ اس کے ساتھ کبھی غیر اللہ کی عبادت بھی کی جاتی ہے نہم یہ کہ سب عبادتوں سے بندے کے مظالم پورے کیے جائیں گے مگر روزے سے نہیں دہم یہ کہ روزہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس کو فرشتے لکھیں جیسے اور عملوں کو لکھتے ہیں اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ مراد روزے سے یہاں وہ روزہ ہے کہ گناہوں سے محفوظ اور پاک ہو از روئے قول اور فعل کے اور خالص اللہ کے واسطے ہو اور روزہ چار قسم کا ہے ایک عام کا روزہ اور وہ باز رہنا ہے کھانے سے اور پینے سے اور جماع سے اور ایک روزہ خواص عام کا ہے اور وہ یہی ہے ساتھ پرہیز کرنے کے حرام چیزوں سے قول ہو یا فعل اور ایک روزہ خواص کا ہے اور وہ باز رہنا ہے غیر ذکر اللہ اور عبادت اسکی سے اور ایک خاص الخاص لوگوں کا روزہ ہے اور وہ روزہ رکھنا ہے غیر اللہ سے سو ان کا روزہ قیامت تک نہیں کھلے گا اور یہ مقام بلند ہے۔ (فتح)

بَابُ الصَّوْمُ كَفَّارَةٌ روزہ گناہوں کا کفارہ ہے

۱۷۶۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا جَامِعٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ يَّحْفَظُ حَدِيْثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ قَالَ لَيْسَ أَسْأَلُ عَنْ ذِهِ إِنَّمَا أَسْأَلُ عَنِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَا يَمُوْجُ الْبَحْرُ قَالَ وَإِنَّ دُوْنَ ذٰلِكَ بَابًا مُغْلَقًا قَالَ فَيُفْتَحُ أَوْ يُكْسَرُ قَالَ يُكْسَرُ قَالَ ذَاكَ أَجْدَرُ أَنْ لَّا يُغْلَقَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَقُلْنَا لِمَسْرُوْقٍ سَلْهُ أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُوْنَ غَدٍ اللَّيْلَةَ.

۱۷۶۲۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کون یاد رکھتا ہے حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنے کے باب میں سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے فرماتے تھے کہ قصور مرد کا اس کے گھر والوں کے حق میں اور اس کے مال اور جان اور اولاد اور ہمسائے کے حق میں ان سب کو تو روزہ اور نماز اور صدقہ اور نیک بات بتلانا اور برے کام سے روکنا دور کر دیتا ہے یعنی اگر آدمی سے جان اور مال اور اولاد کے حق میں کچھ قصور یا بے انصافی ہو جائے گی تو ان عبادتوں سے معاف ہو جائے گی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس سے نہیں پوچھتا بلکہ میں اس فتنے کا حال پوچھتا ہوں جو دریا کی طرح موج مارتا ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک اس سے ورے ایک دروازہ ہے بند کیا ہوا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا وہ دروازہ کھل جائے گا یا ٹوٹ جائے گا کہا کہ ٹوٹ جائے گا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ٹوٹنا فائق تر ہے ساتھ اس کے کہ قیامت تک بند نہ ہو شقیق کہتا ہے کہ ہم نے مسروق سے کہا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھ کہ کیا عمر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ وہ دروازہ کون سا ہے؟ سو اس نے اس سے پوچھا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں وہ جانتے تھے جیسا جانتے تھے کہ رات کل سے نزدیک ہے۔

فائدہ: یہ حدیث نماز کے باب میں پہلے بھی گزر چکی ہے مراد دروازے سے خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور موج مارنے والے فتنے سے مراد وہ فتنہ ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فتنہ اور فساد جس میں وہ شہید ہوئے کہ اس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا۔ (تیسیر)

بَابُ الرَّيَّانِ لِلصَّائِمِيْنَ

بہشت کا دروازہ کہ ریان ہے خاص ہے واسطے روزے داروں کے

فائدہ: بہشت کا ایک دروازہ ہے اس کا نام ریان ہے اس میں سے خاص روزے دار داخل ہوں گے اور کوئی

داخل نہ ہوگا اور اس میں لفظ اور معنی میں مناسبت واقع ہے اس واسطے کہ وہ مشتق ہے ری سے جس کے معنی سیراب ہونے کے ہیں اور وہ مناسب ہے واسطے حال روزے داروں کے۔ (فتح)

۱۷٦۳۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُوْنَ فَيَقُوْمُوْنَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ.

۱۷٦۳۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بہشت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہتے ہیں یعنی سیراب کرنے والا پیاس بجھانے والا اس سے قیامت کے دن روزے دار داخل ہوں گے ان کے سوا اور کوئی اس سے داخل نہ ہوگا کہا جائے گا کہ کہاں ہیں روزے دار سو وہ اٹھ کھڑے ہوں گے ان کے سوا اور کوئی اس سے داخل نہ ہوگا سو جب وہ اس میں داخل ہو چکے گے تو وہ دروزہ بند کیا جائے گا سو کوئی اس سے داخل نہ ہوگا۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ ہے کہ اس کا نام ریان ہے نہ داخل ہوں گے اس میں مگر روزے دار اور جو اس سے داخل ہوگا وہ اس سے پانی پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ سب مسلمان روزے دار ہیں پس اس سے لازم آتا ہے کہ بہشت کے باقی دروازے سب بیکار ہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہاں عام روزے دار مراد نہیں بلکہ وہ روزے دار ہیں کہ ان سے روزے کی حالت میں کوئی بیہودہ بات اور نالائق کام زبان سے یا فعل سے واقع نہ ہوا ہو۔ (تیسیر)

۱۷٦٤۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ

۱۷٦۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہ جوڑا خرچ کرے گا اللہ کی راہ میں تو بہشت کے چوکیدار اس کو بہشت کے دوازے سے بلائیں گے کہ اے اللہ کے بندے یہ دروازہ بہتر ہے اس دروازے سے آ سو جو نمازی ہوگا وہ نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو اہل جہاد سے ہوگا وہ جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو روزہ داروں سے ہوگا وہ ریان دروازے سے بلایا جائے گا اور جو خیرات کرنے والوں میں سے ہوگا وہ خیرات کے دروازے سے بلایا جائے گا سو ابو بکر رضی اللہ عنہ

الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى أَحَدٌ مِّنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ.

نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں کہ کوئی ایسا ہے جو ان تمام دروازوں سے داخل ہوگا ان دروزوں سے بلایا جائے کچھ ضرر یعنی مثلا اگر نمازی روزے دار کے دروازے سے بلایا جائے یا بالعکس تو اس میں کچھ ضرر نہیں اس واسطے کہ مقصود اصلی بہشت میں داخل ہونا ہے خواہ کسی دروازے سے داخل ہو پس کیا کوئی ایسا بھی ہوگا کہ ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور البتہ مجھ کو امید ہے کہ تو انہیں لوگوں سے ہو جن کو فرشتے سب دروازوں سے بلائیں گے۔

فائدہ: جوڑا خرچ کرے یعنی دو روپے دے یا دو شرفی یا دو پیسے یا دو گھوڑے یا دو کپڑے یا دو روٹیاں اسی طرح ہر چیز کا جوڑا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے دار ریان دروازے سے داخل ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر عمل کرنے والے کے لیے ایک دروازہ ہے کہ وہ اس عمل کے ساتھ اس دروازے سے بلائے جائیں گے سو روزے دار کے لیے ایک دروازہ ہے وہ اس سے بلائے جائیں گے اس کو ریان کہتے ہیں اور یہ حدیث صریح ہے باب کے مقصود میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جوڑا دینے کا بڑا ثواب ہے اور یہ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بہشتی ہیں۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يُقَالُ رَمَضَانُ أَوْ شَهْرُ رَمَضَانَ وَمَنْ رَأٰى كُلَّهٗ وَاسِعًا

کیا جائز ہے کہ تنہا رمضان کہا جائے یا شہر رمضان کہا جائے؟ یعنی مرکب ساتھ شہر کے یعنی مہینہ رمضان کا اور بیان اس کا جس نے اس سب کو فراخ اعتقاد کیا ہے یعنی رمضان کہے یا رمضان کا مہینہ کہے سب طرح سے درست ہے اس میں کسی قسم کی تنگی اور کراہت نہیں۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کی طرف حدیث ضعیف کے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ کہو رمضان اس واسطے کہ رمضان نام ہے اللہ کے ناموں سے لیکن کہو شہر رمضان یعنی مہینہ رمضان کا روایت کی یہ حدیث ابن عدی نے کامل سے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے چند حدیثوں کے ساتھ دلیل پکڑی ہے اس پر کہ یہ جائز ہے اور نسائی نے بھی اس کے واسطے ایک باب باندھا ہے پس کہا کہ شہر رمضان کو رمضان کہنا بھی درست ہے اور پھر اس نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث وارد کی کہ کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے رمضان کا

روزہ رکھا اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے اور کبھی دلیل پکڑی جاتی ہے واسطے مقید کرنے رمضان کے ساتھ شہر کے ساتھ وارد ہونے اس کے کہ قرآن میں کہ جس جگہ فرمایا شہر رمضان باوجود یہ کہ احتمال ہے کہ راویوں نے شہر کا لفظ حدیثوں سے حذف کر دیا ہو اور گویا کہ یہ بھید ہے اس میں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حکم کے ساتھ یقین نہیں کیا اور اصحاب مالک سے منقول ہے کہ صرف رمضان کہنا مکروہ ہے اور باقلانی اور بہت سے شافعیہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر وہاں کوئی قرینہ ہو کہ شہر پر دلالت کرے تو مکروہ نہیں اور جمہور کہتے ہیں کہ جائز ہے اور رمضان کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ رمضان کو رمضان اس واسطے رمضان کہتے ہیں کہ کہ اس میں گناہ رمض کیے جاتے ہیں یعنی جلائے جاتے ہیں اس واسطے کہ رمضان کے معنی سخت گرمی کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ابتداء رمضان کے روزے کی گرمی میں ہوئے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَالَ لَا تَقَدَّمُوْا رَمَضَانَ

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رمضان کو روزہ رکھے اور فرمایا کہ رمضان سے پہلے کوئی روزہ نہ رکھو

فائدہ: یعنی دونوں حدیثوں میں صرف رمضان کا لفظ واقع ہوا ہے مہینے کا لفظ اس کے ساتھ نہیں فرمایا پس معلوم ہوا کہ اس مہینے کو فقط رمضان کہنا بھی درست ہے، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

۱۷۶۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ.

۱۷۶۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان آتا ہے تو بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس کو رمضان کہنا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

۱۷۶۶۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِيْ أَنَسٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّيْنَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ

۱۷۶۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کیے جاتے ہیں اور شیطان قید کیے جاتے ہیں۔

وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ.

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ شہر رمضان کو فقط رمضان کہنا بھی درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہ جو فرمایا کہ شیطان قید کیے جاتے ہیں تو احتمال ہے کہ مراد اس سے وہ شیطان ہوں کہ جو چھپ کر آسمان کی خبریں چرا لاتے ہیں یعنی جو اللہ کی طرف سے فرشتوں کو بندوں کے بارے میں حکم ہوتا ہے کہ فلاں وقت میں یوں ہوگا فلاں پیدا ہوگا اور فلاں مر جائے گا وغیرہ وغیرہ اور یہ کہ رمضان کی راتوں میں قید ہوتے ہیں اس کے علاوہ دنوں میں قید نہیں ہوتے اس واسطے کہ وہ قرآن کے اترنے کے وقت حکم چرانے سے منع کیے گئے تھے سو زیادتی حفاظت واسطے ان کو قید زیادہ کی گئی اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ رمضان میں شیطان مسلمان کو بہکا نہیں سکتے جیسا کہ اور دنوں میں بہکا سکتے ہیں واسطے مشغول ہونے ان کے کے ساتھ روزے کے کہ وہ شہوتوں کو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے اور ساتھ قرآن پڑھنے اور ذکر کرنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ان سے بعض شیطان ہیں جو کہ سرکش اور راکس ہیں کہ وہ رمضان میں قید کیے جاتے ہیں اور ایک روایت میں میں ہے کہ بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں تو سارا مہینہ کھلے رہتے ہیں اس سے کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا قاضی عیاض نے کہا کہ احتمال ہے کہ اس سے ظاہر معنی مراد ہوں کہ فی الواقع بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور یہ سب علامت ہے واسطے فرشتوں کے واسطے داخل ہونے مہینے کے اور تعظیم حرمت اس کی کے اور واسطے منع کرنے شیطانوں کے ایمانداروں کی ایذا سے اور احتمال ہے کہ یہ اشارہ ہو اس طرف کہ رمضان میں ثواب اور معافی بہت ہوتی ہے اور بہت لوگ بخشے جاتے ہیں اور شیطان لوگوں کو کم بہکاتے ہیں پس ہوتے ہیں مانند قیدیوں کی اور احتمال ہے کہ بہشت کے دروازے کھل جانے سے یہ مراد ہو کہ مسلمانوں کو عبادت اور نیک کام کرنے کی توفیق ہوتی ہے اور یہ سبب ہے کہ داخل ہونے کا بہشت میں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جانے سے یہ مراد ہے کہ آدمی گناہوں سے باز رہتا ہے جو سبب ہیں دوزخ میں داخل ہونے کا اور شیطان کے قید ہونے سے یہ مراد ہے کہ لوگوں کو بہکانے سے عاجز آ جاتے ہیں اور طور پشتی نے کہا کہ آسمانوں کے کھل جانے سے یہ مراد ہے کہ رحمت نازل ہوتی ہے اور قفل دور کرنے سے یہ مراد ہے کہ بندوں کے اعمال اللہ تک چڑھتے ہیں کبھی ساتھ بدل توفیق کے اور کبھی حسن قبول کے اور جہنم کے دروازے بند ہونے سے یہ مراد ہے کہ پاک ہوتا ہے نفس روزے دار کا نجاست بے حیایوں سے اور خلاص ہوتا ہے گناہ کے اسباب سے ساتھ قمع شہوات کے اور طیبی نے کہا کہ فائدہ فتح ابواب سماء سے کھڑا کرنا فرشتوں کا ہے اوپر تعریف کرنے فعل روزے داروں کے اور یہ کہ اللہ کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ ہے اور کہا طیبی نے بعد اس کے کہ ترجیح دی اس کو کہ یہ ظاہر پر محمول ہے کہ اگر کوئی کہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ رمضان میں بہت گناہ واقع ہوتے ہیں پس اگر شیطان اس میں قید کیے جائیں تو گناہ واقع نہ ہوں تو جواب یہ ہے کہ مراد وہ روزہ ہے جس کی شرطوں پر محافظت کی جائے کہ اس

سے گناہ کم ہوتے ہیں یا مراد بعض شیطان ہیں نہ کل اور وہ سرکش ہیں اور یا مراد کم ہونا گناہوں کا ہے اور یہ امر محسوس ہے اور اصل حدیث میں ابواب الجنۃ کا لفظ آیا ہے یعنی بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں یہی صحیح ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ایک میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں تو یہ بعض راویوں کا تصرف ہے۔ (فتح)

بَابُ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ

چاند دیکھنے کا بیان یعنی پہلی رات کا چاند

۱۷۶۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَصُوْمُوْا وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ وَقَالَ غَيْرُهٗ عَنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ وَيُوْنُسُ لِهِلَالِ رَمَضَانَ.

۱۷۶۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب اس کو یعنی عید کا چاند دیکھو تو روزے کو افطار کر ڈالو اور اگر چاند تم سے پوشیدہ ہو یعنی تیسویں شب کو بہ سبب بادل وغیرہ کے تو اندازہ کرو واسطے اس کے یعنی تیس دن پورے کرو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پوری کرو گنتی تیس دن کی یعنی تیس دن روزے پورے کرو اور ظاہر یہ ہے کہ ابر اور غبار کے وقت مہینے شعبان کو پورا کرنا واسطے روزے رمضان کے ہوتا ہے اور پورا کرنا رمضان کا واسطے افطار کے ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے علماء کا (تیسیر) اور ایک روایت میں یہ لفظ آیا ہے کہ جب رمضان کا چاند الخ تو مقصود اس سے یہ ہے کہ پہلی روایت میں چاند سے مراد رمضان کا چاند ہے۔

بَابُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّنِيَّةً

جو رمضان کا روزہ رکھے ایمان سے اور ثواب کی امید سے اور نیت سے تو اس کا کیا ثواب ہے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا جواب بیان نہیں کیا اس واسطے کہ باب کی حدیث میں اس کا جواب موجود ہے اس پر کفایت کی ہے اور مراد ایمان سے یہ ہے کہ روزہ رمضان کے فرض ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو اور احتساب سے یہ مراد ہے کہ ثواب جانتا ہو اور نیت شرط ہے بیچ واقع ہونے اس کے کی قربت یعنی اس کی قربت اور عبادت ہونے میں یہ شرط ہے کہ حکم الٰہی کے بجا لانے کی نیت ہو بدون اس کے ثواب نہیں ہوگا۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبْعَثُوْنَ

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ آخرت میں اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے

عَلٰی نِیَّاتِهِمْ.

فائدہ: اول اس حدیث کا یہ ہے کہ ایک لشکر کفار کا کعبے پر چڑھائی کرے گا سو جب میدان میں پہنچیں گے تو سب کے سب زمین میں دھنسائے جائیں گے پھر قیامت کو اپنی اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے اور وجہ استدلال کی اس جگہ یہ ہے کہ نیت کو عمل میں تاثیر ہے واسطے چاہنے اس حدیث کے اس بات کو کہ لشکر مذکور میں بعض مجبور تھے اور بعض مختار اس واسطے کہ جب وہ نیتوں پر اٹھائے جائیں گے تو مختار کو مواخذہ ہوگا اور مجبور کو نہ ہوگا جو مجبورا ساتھ آیا تھا۔ (فتح)

۱۷۶۸۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

۱۷۶۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے شب قدر میں جاگے گا اور نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ معاف ہو جائیں گے اور جو ایمان اور ثواب کے واسطے رمضان کے روزے رکھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے۔

فائدہ: اور گناہ سے مراد عام گناہ ہیں لیکن یہ حدیث جمہور کے نزدیک مخصوص ہے۔ (فتح)

بَابٌ أَجْوَدُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ

زیادہ ترسخی ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان میں تھا یعنی رمضان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت سخاوت کرتے تھے

۱۷۶۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ حَتّٰى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۷۶۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ ترسخی تھے ساتھ بھلائی کے اور رمضان میں بہت سخاوت کرتے تھے یعنی بہ نسبت اور دنوں کے جب کہ ملاقات کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرائیل علیہ السلام اور جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کیا کرتے تھے یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ پورا ہو جاتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے قرآن پڑھتے تھے یعنی ان کے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے تھے سو جب جبرائیل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آندھی سے زیادہ سخاوت کرتے تھے۔

الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ.

فائدہ: اور یہ حال آپ ﷺ کو قرآن کے فیض سے اور اس کے بہت پڑھنے سے حاصل ہوتا تھا اور مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ لوگوں کو نفع بہت پہنچاتے تھے اور بھلائی بہت کرتے تھے بہ نسبت اور لوگوں کی خصوصا رمضان میں کہ وہ ایام بابرکت ہیں ان کے اندر نیکی کرنی افضل ہے اور یہ جو فرمایا کہ ہوا جاری سے تو مراد اس سے وہ ہوا ہے کہ منہ لاتی ہے حاصل یہ ہے کہ نفع اس ہوا کا عام ہے اور ہر شخص کو پہنچتا ہے تو حضرت ﷺ اس سے بھی زیادہ نفع پہنچاتے تھے اور زیادہ تر بھلائی کرتے تھے وقت ملاقات کرنے جبرائیل علیہ السلام کے اور یہ حدیث باب بدء الوحی میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح وغیرہ)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فِي الصَّوْمِ

جو روزے میں جھوٹ بولنا نہ چھوڑے اور اس کے ساتھ عمل کرنا نہ چھوڑے تو اس کا کیا حکم ہے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ کے دراز ہونے کے خوف سے جواب بیان نہیں کیا۔

۱۷۷۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ.

۱۷۷۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو روزے میں جھوٹ بولنا اور بے ہودہ باتیں کرنا نہ چھوڑے اور اس کے کام سے باز نہ آئے تو اللہ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کچھ پرواہ نہیں۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کو حکم کیا جائے کہ اپنا روزہ چھوڑ دے بلکہ اس کے معنی ڈرانا ہے بے ہودہ باتیں کرنے سے اور وہ مثل اس قول کے ہے کہ فرمایا کہ جو شراب بیچے تو چاہیے کہ خنزیر کو ذبح کرے اس واسطے کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ سور کو ذبح کرے بلکہ اس کے معنی ڈرانا ہیں اور معلوم کروانا ہے کہ شراب بیچنے کا بہت بڑا گناہ ہے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ کو اس کے روزے کی کچھ حاجت نہیں تو اس کا مفہوم مخالف کچھ نہیں اس واسطے کہ اللہ کو کسی چیز کی حاجت نہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کو اس کے روزے میں ارادہ نہیں اور امام ابن منیر نے کہا کہ یہ مراد ہے کہ وہ روزہ قبول نہیں ہوتا جیسا کہ اگر کوئی کسی سے کوئی چیز مانگے اور وہ اس کے ساتھ قائم نہ ہو تو وہ کہتا ہے کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں پس مراد یہ ہے کہ جو روزہ جھوٹ کے ساتھ مخلوط ہو وہ قبول نہیں ہوتا اور جو اس سے سالم رہے وہ قبول ہے اور ابن عربی نے کہا کہ مقتضی حدیث کا یہ ہے کہ اس کو اس روزے

کا ثواب نہیں ہوتا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ روزے کا ثواب جھوٹ بولنے کے برابر نہیں اور بیضاوی نے کہا کہ مقصود روزے کے مشروع ہونے سے محض بھوک اور پیاس نہیں بلکہ مقصود توڑنا شہوتوں اور خواہشوں کا ہے اور نفس عمارہ کو نفس مطمئنہ کے تابع کرنا ہے اور جب یہ مقصود حاصل نہ ہو تو اللہ اس کی طرف نظر نہ کرتا پس مراد یہ ہے کہ وہ روزہ قبول نہیں ہوتا پس سبب کی نفی کی اور مسبب کا ارادہ کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ یہ کام روزے کو ناقص کر دیتے ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس لحاظ سے کہ وہ صغیرہ گناہ ہیں اجتناب کبائر سے معاف ہو جاتے ہیں اور سبکی کبیر نے جواب دیا ہے ساتھ اس طور کے کہ باب کی حدیث میں اور جو اول صوم میں گزر چکی ہے دلالت قوی ہے واسطے اول کے یعنی ان افعال سے روزے کا ثواب کم اور ناقص ہو جاتا ہے واسطے کہ بے حیائی اور شور کرنا اور بے ہودہ باتیں کرنا روزے میں مطلق منع ہیں اور روزہ مطلق مامور ہے پس اگر ان کاموں کی روزے میں کچھ تاثیر نہ ہو تو ان کو اس میں بطور شرط کے ذکر کرنے کے کوئی معنی نہیں سو جب امران دونوں حدیثوں میں بطور شرط کے ذکر کیے گئے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ ایک یہ کہ روزے میں ان کو کرنا زیادہ برا ہے غیر سے اور دوسرا بحث کرتا ہے اوپر سلامت رہنے روزے کے ان سے اور یہ کہ ان سے سلامت رہنا صفت کمال کی ہے بیچ اس کے اور قوت کلام کی چاہتی ہے اس کو کہ یہ برا ہو واسطے روزے کے تو مقتضی اس کا یہ ہے کہ ان کے ساتھ سلامت رہنے کے ساتھ روزہ کامل ہوتا ہے اور جب ان سے سلامت نہ رہے تو ناقص ہوگا پھر کہا کہ نہیں شک ہے اس میں کہ تکلیفیں کبھی وارد ہوتی ہیں ساتھ بعض چیزوں کے اور تنبیہ کی جاتی ہے ساتھ ان کے اور چیزوں پر ساتھ طریق اشارت کے اور نہیں مقصود ہے روزے سے عدم محض جیسا کہ ممنوع چیزوں میں ہے اس واسطے کہ شرط ہے واسطے اس کے نیت بالا جماع اور شاید کہ مقصود ساتھ اس کے اصل میں بند رہنا ہے سب مخالف چیزوں سے لیکن چونکہ مشکل تھا تو اللہ نے تخفیف کر دی اور حکم کیا ساتھ باز رہنے کے روزہ توڑنے والی چیزوں سے اور تنبیہ کی غافل کو ساتھ اس کے بند رہنے پر مخالف چیزوں سے اور حضرت ﷺ کی حدیثوں نے اس طرف ہدایت کی ہے سو روزہ توڑنے والی چیزوں سے پرہیز کرنا واجب ہوگا اور ان کے سوا اور مخالف چیزوں سے پرہیز کرنا کامل کرنے والی چیزوں سے ہوگا۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يَقُوْلُ إِنِّيْ صَآئِمٌ إِذَا شُتِمَ

کوئی اس کو گالی دے تو کیا اس کو جائز ہے کہ کہے کہ میں روزے دار ہوں؟

١٧٧١۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ عَنْ أَبِيْ صَالِحِ الزَّيَّاتِ أَنَّهُ

١٧٧١۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا ہر عمل اس کے لیے ہے یعنی اس کا بدلہ اس کے لیے مقصود ہے تعریف لوگوں سے اور عزت اسلامی سے مگر

سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَّإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَّهٗ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ إِنِّيْ امْرُؤٌ صَآئِمٌ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ.

روزہ کہ وہ خاص میرے ہی لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ ڈھال ہے سو جب کوئی روزے دار ہو جاتا ہے تو چاہیے کہ نہ فحش باتیں کرے اور نہ شور مچائے اگر کوئی اس کو برا کہے یا اس سے لڑنا چاہے تو چاہیے کہ کہے کہ میں روزہ دار ہوں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ البتہ روزے دار کے منہ کی بو زیادہ تر پاک اور خوشبو دار ہے مشک کی خوشبو سے اور روزے دار کو دو خوشیاں ہیں کہ وہ ان سے خوش ہوتا ہے کہ ایک جب روزہ کھولتا ہے تو خوش ہوتا ہے دوسرا جب اللہ سے ملے گا تو اپنے روزے کی جزا سے خوش ہوگا۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ شور نہ مچائے تو اس سے منع کرنے سے مراد تاکید اس کی ہے روزے کی حالت میں یعنی روزے کی حالت میں تو بہت ہی منع ہے نہیں غیر روزے کو بھی یہ کام کرنا منع ہے اور یہ جو فرمایا کہ روزے دار کو دو خوشیاں ہیں تو معنی اس کے یہ ہیں کہ جب آدمی روزہ کھولتا ہے تو بھوک اور پیاس کے دور ہونے سے خوش ہوتا ہے اور یہ فرحت طبعی ہے اور یہی سابق ہے طرف فہم کی یعنی اس کی طبع خوش ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں خوش ہونا اس کا روزے کے افطار سے صرف اس اعتبار سے ہے کہ وہ فطر تمام روزے اس کے کا ہے اور خاتمہ ہے عبادت اس کی کا اور تخفیف ہے رب اس کے سے اور مدد ہے اس کی آئندہ روزے پر میں کہتا ہوں کہ نہیں مانع اس سے کہ مراد اس سے عام تر ہو اس چیز سے کہ مذکور ہوئی سو خوشی ہر ایک کی باعتبار طبع اس کی کے ہے واسطے مختلف ہونے مقامات لوگوں کے سو ان میں سے بعض تو وہ ہیں کہ ان کی خوشی مباح ہوتی ہے اور وہ طبعی ہے اور بعض وہ ہیں کہ ان کی خوشی مستحب ہوتی ہے اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی خوشی کا سبب مذکور چیزوں سے کوئی چیز ہوتی ہے اور روزہ کی خوشی سے مراد یہ ہے کہ اس کے بدلے اور ثواب سے خوش ہوتا ہے۔ (فتح الباری)

بَابُ الصَّوْمِ لِمَنْ خَافَ عَلٰى نَفْسِهِ الْعُزْبَةَ

جو عورت سے مجرد ہونے کے سبب سے اپنی جان پر زنا کا خوف کرے تو چاہیے کہ روزہ رکھے

۱۷۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ

۱۷۷۲۔ علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلتا تھا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ تھے سو حضرت ﷺ نے کہا کہ جو

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَآءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَآءٌ قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْبَآءَةُ النِّكَاحُ.

طاقت رکھتا ہو نکاح اور خانہ داری کی تو چاہیے کہ نکاح کرے اس واسطے کہ نکاح نظر کا بڑا روکنے والا ہے اور شرم گاہ کا بڑا بچانے والا ہے یعنی نکاح کے سبب آدمی حرام کاری اور بیگانی عورتوں کے گھورنے سے بچتا ہے اور جس کو خانہ داری کی طاقت نہ ہو تو وہ اپنے اوپر روزے رکھنا لازم جانے اس واسطے کہ اس کے حق میں روزہ رکھنا خصی کرتا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مراد لفظ باءۃ سے نکاح کرنا ہے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ روزہ شہوت کو اکھاڑ ڈالتا ہے اور اگر کوئی کہے کہ روزے سے حرارت جوش مارتی ہے اور وہ شہوت کو اٹھاتی ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ معاملہ ابتداء روزہ میں ہوتا ہے اور جب مدت دراز ہو جائے اور عادت پڑ جائے تو پھر شہوت مٹ جاتی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا.

باب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے بیان میں کہ جب تم چاند کو دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم عید کا چاند دیکھو تو روزہ کھول ڈالو۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں وہ حدیثیں ذکر کی ہیں جو دلالت کرتی ہیں روزہ شک کی نفی پر اور ان کو بہت عمدہ ترتیب سے بیان کیا سو پہلے تو عمار کی حدیث بیان کی جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ شک کے دن روزہ رکھنا گناہ ہے پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی اس کے ایک طریق پر آیا ہے کہ اگر ابر وغیرہ کے سبب سے چاند نظر نہ آئے تو اندازہ کرو اور اس کے دوسرے طریق میں ہے کہ تیس دن کی گنتی پوری کرو تو اس سے غرض یہ ہے کہ اندازہ کرنے سے مراد تیس دن پورے کرنا ہیں اور اس کے بعد پھر ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی اس میں یہ ہے کہ مہینہ اس طرح ہے اور اس طرح پھر تیسری بار انگوٹھا بند کیا پھر اس کی شہادت کے لیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی جس میں تصریح ہے کہ تیس دن کی گنتی کے پورا کرنے کا حکم شعبان کے مہینے سے ہے پھر ام سلمہ کی حدیث بیان کی جس میں تصریح ہے کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ صِلَةُ عَنْ عَمَّارٍ مَنْ صَامَ يَوْمَ الشَّكِّ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص شک کے دن روزہ رکھے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ شک کے دن روزہ رکھنا درست نہیں اس واسطے کہ صحابی اس کو

اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتا پس یہ حدیث حکماً مرفوع ہے (فتح) شعبان کی تیسویں رات کو اگر بہ سبب ابر وغیرہ کے چاند نظر نہ آئے تو اس کو شک کا دن کہتے ہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ رمضان کا دن ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ رمضان کا دن نہ ہو اور اگر اس رات کو بادل وغیرہ نہ ہوں اور نہ کوئی چاند کو دیکھے تو اس کو شک کا دن نہیں کہتے بلکہ وہ یقیناً شعبان کا دن ہے اور حنفیہ کے نزدیک شک کا روزہ رکھنا ساتھ نیت رمضان کے درست نہیں اور اگر ساتھ نیت نفل کے ہو یا وہ دن عادت کے موافق پڑ جائے تو درست ہے۔ (تیسیر)

۱۷۷۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ.

۱۷۷۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر فرمایا سو فرمایا کہ روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند کو دیکھو اور روزہ نہ کھولو یہاں تک کہ عید کا چاند دیکھو اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو تو اس کے لیے اندازہ کرو۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ تم چاند کو دیکھو تو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چاند دیکھنے کے وقت روزہ واجب ہوتا ہے خواہ رات کو دیکھے یا دن کو لیکن مراد اس سے آئندہ دن کا روزہ ہے اور فرق کیا ہے درمیان اس کے بعض علماء نے کہ زوال سے پہلے ہو یا پیچھے اور شیعہ نے اس میں اجماع کی مخالفت کی ہے کہتے ہیں کہ روزہ مطلق واجب ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ چاند دیکھنے سے پہلے رمضان کے روزے کے ساتھ ابتداء کرنی منع ہے برابر ہے کہ بادل کی وجہ سے نظر نہ آئے یا کسی اور سبب سے نظر نہ آئے اور اگر اس جملہ پر اقتصار واقع ہوتا تو کفایت کرتا اس کو جو اس کے ساتھ تمسک کرتا ہے لیکن جو لفظ کہ اکثر روایتوں میں آیا ہے اس نے مخالف کو شبہ ڈال دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو تو اس کے لیے اندازہ کرو پس احتمال ہے کہ مراد اس سے تفرقہ ہو درمیان حکم صاف ہونے آسمان کے اور بادل کے یعنی اگر آسمان صاف ہو تو بدون چاند دیکھے روزہ نہ رکھے اور اگر بادل ہو تو تیس دن پورے کرے اور احتمال ہے کہ تفرقہ مراد نہ ہو اور دوسرا حکم پہلے کی تاکید ہو پہلا مذہب اکثر حنبلیوں کا ہے اور دوسرا مذہب جمہور کا ہے پس کہتے ہیں کہ مراد اندازہ کرنے سے یہ ہے کہ اول مہینے میں نظر کرو اور تیس دن کی گنتی پوری کرو اور اس تاویل کو دوسری روایتیں ترجیح دیتی ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں کہ تیس دن کی گنتی پوری کرو یعنی شعبان کو اور علماء کو اس میں اختلاف ہے کہ اگر شعبان کی تیسویں رات کو چاند وغیرہ کے آگے بادل آ جائے تو کیا کرے اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ اس دن کا روزہ واجب ہے اس بناء پر کہ وہ رمضان کا روزہ ہے دوم یہ کہ اس دن کا روزہ رکھنا مطلق درست نہیں اور نہ فرض اور نہ نفل بلکہ اگر قضاء اور کفارہ اور نظر ہو یا نفل روزہ عادت کے موافق پڑ جائے تو

بھی درست نہیں اور یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رمضان کا فرض روزہ رکھنا درست نہیں اور اس کے سوا سب روزے درست ہیں سوم یہ کہ امام کی رائے کے سپرد ہے روزہ رکھنے میں اور کھولنے میں اور پہلے کی حجت یہ ہے کہ وہ رائے صحابی کے موافق ہے جو راوی حدیث کا ہے چنانچہ نافع رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ساتھ لفظ فَاقْدِرُوْا لَهٗ کے نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب شعبان کے انتیس دن گزر جاتے تھے تو کسی آدمی کو بھیجتے کہ چاند کو دیکھے پس اگر وہ دیکھتا تو اس پر عمل کرتے اور اگر وہ نہ دیکھتا اور نہ اس کے درمیان کوئی چیز حائل ہوتی بادل وغیرہ سے تو صبح کو روزہ نہ رکھتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہتے تھے کہ اگر میں تمام سال روزہ رکھوں تو البتہ شک کے دن میں افطار کروں اور تطبیق ان دونوں کے درمیان اس طور سے ہے کہ جس دن میں وہ روزے کو واجب کہتا ہے اس کو شک کا دن نہیں کہتے اور یہی مشہور ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اس نے خاص کیا ہے شک کے دن کو ساتھ اس دن کے کہ لوگ چاند دیکھنے سے باز رہیں یا ایسا شخص چاند دیکھنے کی شہادت دے کہ جس کی شہادت کو حاکم قبول نہ کرے لیکن اگر چاند دیکھنے کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو اس کو شک کا دن نہیں کہا جاتا اور اختیار کیا ہے اس کو اس کے اکثر محققین اصحاب نے اور دوسرا یہ کہ ابن عبدالہادی نے کہا کہ جس پر حدیثیں دلالت کرتی ہیں وہ یہ ہے کہ جس مہینے کا چاند بادل وغیرہ سے پوشیدہ ہو جائے تو اس کی تیس کی گنتی پوری کی جائے برابر ہے کہ شعبان کا مہینہ ہو کہ رمضان کا یا کوئی اور پس پورا کرنے کا حکم دونوں جملوں کی طرف راجع ہے اور اس جگہ تیسرا قول ہے اور وہ یہ ہے کہ فَاقْدِرُوْلَهٗ کے معنی یہ ہیں کہ اندازہ کرو اس کو باعتبار منزلوں کے اور ابن منذر نے اس سے پہلے اس پر اجماع نقل کیا ہے سو کہا کہ اگر شعبان کی تیسویں رات کو آسمان صاف ہو اور چاند نظر نہ آئے تو شعبان کی تیسویں کو روزہ رکھنا بالا جماع واجب نہیں اور اکثر اصحاب اور تابعین سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ روزہ مکروہ ہے سو جو حاسب وغیرہ کے درمیان فرق کرے یعنی کہے کہ حساب وغیرہ کرنے والے پر واجب ہے تو وہ مجوح ہے ساتھ اس اجماع کے۔ (فتح)

۱۷۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ.

۱۷۷۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس رات کا ہے سو روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ تم اس کو دیکھو اور اگر ڈھانکا جائے تم پر چاند یعنی اس کے اور تمہارے درمیان بادل حائل ہوں تو پوری کرو گنتی تیس دن کی۔

فائدہ: ظاہر اس سے حصر معلوم ہوتا ہے کہ مہینہ انتیس ہی دن کا ہوتا ہے باوجود یہ کہ ان میں منحصر نہیں ہوتا بلکہ مہینہ

کبھی تیس دن کا ہوتا ہے اور جواب یہ ہے کہ اس میں الف لام عہد کا ہے یعنی مراد مہینہ معین ہے اور یا محمول ہے اکثر پر کہ اکثر مہینے انتیس دن کے ہوتے ہیں اور بعض تیس دن کے بھی ہوتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد حصر ہونا ایک طرف ہے یعنی کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور وہ اس کی اقل طرف ہے اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے تو وہ اس کی اکثر کی طرف ہے اور یہ جو فرمایا کہ روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ تم چاند کو نہ دیکھو تو اس سے یہ مراد نہیں کہ روزے کے واسطے ہر آدمی کو چاند دیکھنا لازمی ہے بلکہ مراد اس سے بعض کا دیکھنا ہے یعنی اگر تم میں سے بعض آدمی چاند کو دیکھ لیں تو روزہ رکھو اور وہ بعض وہ ہیں کہ اس کے ساتھ یہ امر ثابت ہو یا تو ایک آدمی ہے جمہور کے راوی پر یا دو اور لوگوں کی رائے پر اور حنفیہ جمہور کے موافق ہیں لیکن وہ اس کو خاص کرتے ہیں ساتھ اس وقت کے جب کہ آسمان میں کوئی علت بادل وغیرہ سے نہ ہو نہیں تو جب آسمان صاف ہو تو نہیں قبول ہوتی ہے شہادت مگر جماعت کثیر سے کہ ان کی خبر سے علم یقینی حاصل ہو اور تحقیق دلیل پکڑی ہے ساتھ معلق کرنے روزے کے ساتھ رویت کے اس شخص نے جس کا مذہب یہ ہے کہ ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر لازم کر دیتا ہے اور جس کا یہ مذہب نہیں وہ کہتا ہے کہ یہ خطاب خاص لوگوں کے لیے ہے یعنی مثلا ایک شہر والوں کے لیے پس یہ غیروں پر لازم نہیں لیکن وہ ظاہر سے پھیری گئی ہے پس نہیں موقوف ہے حال ہر ایک کے دیکھنے پر پس نہ مقید ہوگا ساتھ شہر خاص کے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے کئی مذہبوں پر ایک یہ ہے کہ یہ شہر والوں کے لیے اپنا دیکھنا ہے یعنی ایک شہر والوں کے چاند دیکھنے سے دوسرے شہر والوں پر روزہ رکھنا یا افطار کرنا لازم نہیں آتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث جو مسلم میں ہے اس کے واسطے شہادت دیتی ہے اور حکایت کیا ہے اس قول کو ابن منذر نے عکرمہ اور قاسم اور سالم اور اسحاق سے اور حکایت کیا اس کو ترمذی نے اہل علم سے اور نہیں حکایت کیا اس کے سوا اور کسی نے اور دوم یہ کہ اگر ایک شہر میں چاند دیکھا جائے تو لازم ہوگا سب شہروں پر روزہ رکھنا مثلا اگر دہلی میں شب جمعہ کو چاند دیکھیں اور لاہور وغیرہ میں ہفتہ کی شب دیکھیں دہلی والوں کا دیکھنا معتبر ہوگا اور سب جگہوں والوں پر جمعہ کا روزہ رکھنا لازم ہے اور یہی مشہور ہے نزدیک مالکیہ کے لیکن ابن عبدالبر نے حکایت کی ہے کہ اجماع اس کے برخلاف ہے اور کہا کہ اجماع ہے سب کا اس پر کہ جو دور دور شہر ہیں ان میں رویت چاند کی رعایت نہیں کی جاتی مانند خراساں اور اندلس کے اور قرطبی نے کہا کہ جب چاند کا دیکھنا ظاہر ہو اور یقین ہو ایک جگہ میں پھر وہ دیکھنا ایک یا دو آدمیوں کا شہادت سے غیروں کی طرف نقل کیا جائے تو ان پر روزہ رکھنا لازم ہے اور ابن ماجشون نے کہا کہ نہیں لازم ہے ان کو روزہ رکھنا ساتھ گواہی کے مگر واسطے اہل اس شہر کے کہ اس میں شہادت ثابت ہو مگر یہ کہ بادشاہ کے نزدیک ثابت ہو پس سب لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہوگا اس واسطے کہ اس کے حق میں سب شہر ایک شہر کی مانند ہیں اور اس کا حکم سب میں جاری ہے اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر شہر پاس پاس ہوں تو ان کو ایک شہر کا حکم ہے اور اگر دور دور ہوں تو اس میں دو قول ہیں اکثر کے نزدیک واجب نہیں اور بعض

کے نزدیک واجب ہے اور یہی مختار قول ہے نزدیک ایک گروہ کے اور یہی محکی ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور دور ہونے کی حد میں کئی قول ہیں ایک قول مطالع کا ہے یعنی اگر دو شہروں کا مطلع مختلف ہو تو کہا جائے گا کہ یہ شہر اس سے دور ہے یقین کیا ہے ساتھ اس کے عراقیوں نے اور صحیح کہا ہے اس کو نووی وغیرہ نے شرح مہذب میں دوم یہ کہ حد بعد کے مسافت قصر کی ہے جس میں نماز کا قصر کرنا درست ہے یقین کیا ہے ساتھ اس کے امام بغوی نے اور صحیح کہا ہے اس کو نووی نے شرح مسلم میں اور سوم یہ کہ حد دوری کا مختلف ہونا ولایتوں کا ہے یعنی ایک ریاست دوسری سے دور ہونے کا حکم رکھتی ہے چہارم یہ کہ جس شہر سے چاند کا دیکھنا پوشیدہ رہنا بدون عارض کے ممکن نہ ہو ان کا حکم دوسرے شہر کا لازم ہے سوائے غیر ان کے کے استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ روزہ رکھنا اور کھولنا واجب ہے اس پر جو چاند کو اکیلا دیکھے اگرچہ اس کے قول سے اوروں پر ثابت نہ ہو اور یہی قول ہے چاروں اماموں کا روزہ رکھنے میں اور روزہ کھولنے میں اختلاف ہے سو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ روزہ نہ رکھے اور اس کو چھپائے اور اکثر کہتے ہیں کہ روزہ رکھے بہ سبب احتیاط کے۔ (فتح)

۱۷۷۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَخَنَسَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ.

۱۷۷۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ اس طرح ہے اور اس طرح یعنی اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں دو بار کھولیں اور تیسری بار انگوٹھا کو بند کیا۔

فائدہ: یعنی مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔

۱۷۷۶۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ.

۱۷۷۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاند کے دیکھنے سے روزہ رکھو اور اس کے دیکھنے سے کھول ڈالو اور اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو اور معلوم نہ ہو تو پوری کرو گنتی شعبان کی تیس دن۔

۱۷۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ

۱۷۷۷۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایلا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے یعنی قسم کھائی کہ ایک مہینہ اپنی بیویوں

عِكْرِمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آلٰى مِنْ نِسَآءِهٖ شَهْرًا فَلَمَّا مَضٰى تِسْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا أَوْ رَاحَ فَقِيْلَ لَهٗ إِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ لَّا تَدْخُلَ شَهْرًا فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ يَوْمًا.

کے پاس نہ جائیں گے سو جب انتیس دن گزرے تو صبح کو یا شام کو ان کے پاس آئے سو کسی نے آپ ﷺ سے کہا یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ نے ایک مہینہ نہ آنے کی قسم کھائی تھی سو فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

۱۷۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ آلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَآءِهٖ وَكَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهٗ فَأَقَامَ فِيْ مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ.

۱۷۷۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایلا کیا اور آپ ﷺ کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا سو آپ ﷺ ایک بالا خانے میں انتیس رات رہے پھر وہاں سے اترے سو بیویوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ نے ایک مہینہ کی قسم کھائی تھی سو فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

بَابٌ شَهْرَا عِيْدٍ لَا يَنْقُصَانِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِسْحَاقُ وَإِنْ كَانَ نَاقِصًا فَهُوَ تَمَامٌ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا يَجْتَمِعَانِ كِلَاهُمَا نَاقِصٌ.

عید کے دو مہینے ناقص نہیں ہوتے

۱۷۷۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ إِسْحَاقَ بْنَ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنِيْ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّآءِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

۱۷۷۹۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو مہینے ہیں کہ وہ کم نہیں ہوتے ایک مہینہ عید رمضان کا دوسرا ذوالحجہ کا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَهْرَانِ لَا يَنْقُصَانِ شَهْرَا عِيْدٍ رَمَضَانُ وَذُو الْحَجَّةِ.

فائدہ: علماء کو اس حدیث کے معنی میں اختلاف ہے بعض اس کو ظاہر معنی پر حمل کرتے ہیں یعنی رمضان اور ذیحجہ کا مہینہ کبھی انتیس دن کا نہیں ہوتا بلکہ دونوں ہمیشہ تیس دن کے ہوتے ہیں اور یہ قول مردود ہے مخالف ہے واسطے موجود مشاہد کے اور اس کے رد میں یہ حدیث کافی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ روزہ رکھو چاند کے دیکھنے سے اور کھول ڈالو اس کے دیکھنے سے اور اگر تم پر چاند ڈھانکا جائے تو گنتی پوری کرو اس واسطے کہ اگر رمضان کا مہینہ ہمیشہ تیس دن کا ہوتا تو اس کے کہنے کی کوئی حاجت نہ ہوتی یعنی اس واسطے کہ ہم کو یقیناً معلوم ہو چکا کہ رمضان کا مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے کبھی اس سے کم وبیش نہیں ہوتا تو پھر روزہ کھولنے اور رکھنے کو چاند کے دیکھنے پر محمول کرنے کا کوئی معنی نہ تھے اور اسی طرح اخیر جملے کے بھی کوئی معنی نہ تھے اور بعض اس کو لائق معنی کے ساتھ تاویل کرتے ہیں کہ اسحاق بن راہویہ کا یہ قول ہے کہ وہ فضیلت میں کم نہیں ہوتے خواہ دونوں انتیس انتیس دن کے ہوں یا تیس تیس دن کے اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں اکٹھے کم نہیں ہوتے بلکہ اگر ایک انتیس دن کا ہو تو دوسرا تیس دن کا ہوتا ہے اور یہ ضرور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں میں عمل کرنے کا ثواب برابر ہے اور یہ دونوں قول مشہور ہیں سلف سے اور اسحاق کے مذہب پر جائز ہے کہ ایک سال میں دونوں کم ہوں اور بعض کہتے ہی کہ احکام میں کم نہیں ہوتے اگرچہ دونوں انتیس انتیس دن کے ہوں لیکن احکام اسلام کم نہیں بلکہ پورے ہوتے ہیں جیسا کہ تیس ہونے کی حالت میں پورے اور کامل ہوتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نفس الامر میں کم نہیں ہوتے لیکن اکثر اوقات ان کے دیکھنے کے درمیان کوئی مانع واقع ہوتا ہے بادل وغیرہ سے اور نہیں پوشیدہ ہے بعد اس تاویل کا اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ اکثر اوقات تو ایک سال میں دونوں اکٹھے کم نہیں ہوتے اگرچہ کبھی شاذ نادر ہو بھی جاتے ہیں اور یہ تاویل پہلی تاویلوں سے زیادہ تر قریب ہے طرف انصار کی اور طحاوی نے کہا کہ اس کے ظاہر کو لینا یا حمل کرنا اس کو اوپر کم ہونے ایک کے دونوں میں سے دفع کرتا ہے اس کو عیان اور مشاہدہ اس واسطے کہ ہم نے اس کو پایا ہے کہ دونوں اکٹھے ایک سال میں کم ہوتے ہیں اور ابن منیر نے کہا کہ ان اقوال سے کوئی قول اعتراض سے خالی نہیں اور قریب تر سب اقوال سے یہ ہے کہ مراد اس سے نقصان حسی ہے باعتبار گنتی کے اور پورا کیا جاتا ہے یہ قول اس طریقے سے کہ ہر ایک ان دونوں میں سے عید پر پڑھی کے پس لائق نہیں ہے وصف اسکے ساتھ نقصان کے برخلاف اور مہینوں کے اور اس کا حاصل رجوع کرتا ہے طرف قول اسحاق کی اور بیہقی نے معرفہ میں کہا کہ ان دونوں مہینوں کو خاص اس واسطے ذکر کیا کہ روزے اور حج کا حکم دونوں کے ساتھ متعلق ہے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے نووی نے کہا کہ یہی ہے ثواب معتمد پس معنی یہ ہیں کہ ہر وہ چیز کہ وارد ہوئی ہے ان دونو سے فضائل اور

احکام سے حاصل ہوتا ہے برابر ہے کہ رمضان تیس دن کا ہو یا انتیس کا اور برابر ہے کہ وقوع نویں کو واقع ہو یا اس کے سوا اور کسی دن میں اور نہیں پوشیدہ ہے ساتھ اس کے محل اس کا اس وقت ہے جب کہ چاند کی طلب میں قصور واقع نہ ہوا اور فائدہ حدیث کا دور کرنا اس چیز کا ہے جو واقع ہوتی ہے دلوں میں شک کے واسطے اس شخص کے جو رمضان کے انتیس روزے رکھے یا غیر عرفہ کے دن کھڑا ہو اور تحقیق مشکل جانا ہے اس کو بعض علماء نے امکان وقوف کو آٹھویں میں اجتہاد سے اور یہ مشکل نہیں اس واسطے کہ کبھی ثابت ہوتی ہے رویت ساتھ دو گواہوں کے کہ پہلا دن ذیحجہ کا جمعرات ہے مثلا بس وقوف کیا ہے انہوں نے دن جمعہ کے پھر ظاہر ہوا کہ وہ دونوں جھوٹے گواہ ہیں اور طیبی نے کہا کہ ظاہر سیاق حدیث کا خاص ہونا دونوں مہینوں کا ہے ساتھ زیادتی کے کہ ان کے سوا اور مہینوں میں نہیں اور یہ مراد نہیں کہ ان کے سوائے اور مہینوں میں بندگی کا ثواب کم ہوتا ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ مراد تو اٹھانا حرج کا ہے اس چیز سے کہ قریب ہے یہ واقع ہو اس میں خطا حکم میں واسطے خاص ہونے ان دونوں کے ساتھ دو عیدوں کے اور واسطے جواز احتمال وقوع خطا کے بیچ ان دونوں کے اور اسی واسطے کہا کہ دو مہینے عید کے بعد قول اپنے کے کہ دو مہینے کم نہیں ہوتے اور نہیں اقتصار کیا اپنے قول پر کہ رمضان اور ذی الحجہ ہیں اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے کہ کہتا ہے ثواب نہیں مرتب ہے اوپر وجود مشقت کے ہمیشہ بلکہ اللہ کے واسطے ہے یہ کہ فضل کرے ساتھ ملانے ناقص کے ساتھ تام کے ثواب میں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے بعض نے واسطے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس پر کہ سارے رمضان پر ایک ہی نیت کافی ہے ہر ہر روزے کے واسطے علیحدہ علیحدہ نیت کرنی ضرور نہیں اس واسطے کہ سارا مہینہ ایک عبادت ٹھہرایا گیا تو اس کے لیے ایک نیت کافی ہو گی اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ برابر کرنے ثواب میں درمیان اس مہینے کے کہ انتیس کا ہو اور درمیان اس مہینے کے کہ تیس کا ہو سوائے اس کے نہیں کہ وہ اس نظر سے ہے کہ ثواب متعلق ہے ساتھ مہینے کے نہ اس اعتبار سے کہ دونوں کی فضیلت ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ.

باب ہے اس حدیث کے بیان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم جماعت امی یعنی ان پڑھ ہیں ہم حساب کتاب نہیں جانتے ہیں۔

فائدہ: مراد ہم سے اہل اسلام ہیں جو اس حدیث کے فرمانے کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے اور وہ محمول ہے اکثر پر اس واسطے کہ اکثر اہل عرب ایسے ہی ہوتے تھے کہ حساب کتاب نہ جانتے تھے نہ سب یا مراد اس سے خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (فتح)

۱۷۸۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا

۱۷۸۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

الْاَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِي مَرَّةً تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ وَمَرَّةً ثَلَاثِيْنَ.

فرمایا کہ ہم جماعت ان پڑھ ہیں حساب کتاب نہیں جانتے مہینہ ایسا ہے اور ایسا ہے یعنی دو بار دونوں ہاتھ کی انگلیاں بند کر کے کھولیں اور تیسری بار نو انگلیاں کھولیں اور انگوٹھا بند رکھا پھر تین بار اسی طرح کیا لیکن تیسری بار میں انگوٹھے کو بند نہ کیا بلکہ اس کو بھی اور انگلیوں کے ساتھ کھول دیا یعنی مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا۔

فائدہ: عرب کو امی اس واسطے کہا گیا کہ ان میں لکھنا بہت کم تھا جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ وہ ہے کہ جس نے ان پڑھوں میں رسول بھیجا انہیں میں سے اور اگر کوئی کہے کہ ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو حساب کتاب کو جانتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ لکھنا ان میں نہایت کم تھا اور اس کو بہت کم لوگ جانتے تھے اور ان کا اعتبار نہیں کیا اس واسطے کہ قلیل کالعدم ہوتا ہے اور مراد حساب سے اس جگہ نجوم کا حساب ہے اور اس کو بھی نہ جانتے تھے مگر نہایت کم لوگ پس موقوف کیا حکم کو ساتھ روزے وغیرہ کے چاند کے دیکھنے پر واسطے دور کرنے حرج سے ان سے بیچ مدد لینے حساب سے ہمیشہ رہا یہ حکم بیچ روزے کے کہ چاند کو دیکھ کر روزہ رکھا کریں اگرچہ ان کے بعد نجوم کا حساب جاننے والے ان میں پیدا ہوئے پس ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم حساب کے ساتھ ہرگز متعلق نہیں اور واضح کرتی ہے اس کو یہ حدیث کہ اگر ڈھانکا جائے چاند تم پر تو پوری کرو گنتی تیس دن کی یعنی اگر حساب نجوم پر روزے کا حکم موقوف ہوتا تو پھر یہ نہ فرماتے کہ تیس دن پورے کرو بلکہ یہ فرماتے کہ حساب والوں سے دریافت کرو اور اس میں حکمت یہ ہے کہ ابر کے وقت گنتی میں سب مکلّف برابر ہیں پس دور ہوگا اختلاف اور نزاع ان میں سے اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ اس باب میں اہل حساب کی طرف رجوع کیا جائے اور وہ رافضی لوگ ہیں اور فقہاء سے بعض لوگ ان کے موافق ہیں اور باجی نے کہا کہ اجماع سلف کا حجت ہے اور یہ ان کے اور ابن بریرہ نے کہا کہ مذہب باطل ہے اور شرع میں علم نجوم میں نظر کرنے سے منع فرمایا اس واسطے کہ وہ محض تخمین ہے نہ اس میں یقین ہے اور نہ گمان غالب بلکہ اگر یہ حکم اس پر موقوف ہوتا تو نہایت مشکل پڑھتی اس واسطے کہ نہیں جانتے اس کو مگر بہت تھوڑے لوگ۔ (فتح)

بَابُ لَا يَتَقَدَّمُ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَّلَا يَوْمَيْنِ

یعنی نہ پیشوائی کرے رمضان کی ایک دن یا دو دنوں کے روزے سے

فائدہ: یعنی نہ پیشوائی کرے رمضان کے ساتھ ایک روزے کے کہ رمضان سے گنا جائے ساتھ قصد احتیاط کے اس واسطے کہ اس کا روزہ چاند کے دیکھنے پر موقوف ہے پس اس تکلف کی حاجت نہیں۔

۱۷۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ.

۱۷۸۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پیشوائی کرے رمضان کی کوئی ایک یا دو دن کے روزے سے مگر وہ مرد کہ جو اپنی عادت سے روزہ رکھا کیا کرتا ہو سو چاہیے کہ اس کو روزہ رکھے یعنی کسی کو بطور سنت کے دوشنبہ یا سہ شنبہ کے روزے کی عادت ہو اور وہ رمضان سے متصل آ پڑے تو اس کو روزہ رکھنا درست ہے لیکن صرف رمضان کی پیشوائی کے واسطے ایک یا دو روزہ رکھنا درست نہیں۔

فائدہ: علماء نے کہا کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ نہ پیشوائی کرو ساتھ روزے کے اوپر نیت احتیاط کے واسطے رمضان کے اور ترمذی نے کہا کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے کہتے ہیں کہ مکروہ ہے یہ کہ جلدی کرے مرد ساتھ روزے کے پہلے داخل ہونے رمضان کے سے واسطے پیشوائی رمضان کے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ روزہ نہ رکھنے سے رمضان کے روزے پر قوت حاصل ہوتی ہے تاکہ داخل ہو اس میں ساتھ قوت اور نشاط کے اور اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ مقتضی اس حدیث کا یہ ہے کہ اگر رمضان سے پہلے تین یا چار روزے رکھے تو درست ہے یعنی اس واسطے کہ حدیث باب میں ممانعت تو ایک یا دو روزے کی آئی ہے زیادہ کی نہیں آئی پس یہ حکمت شبہ سے خالی نہیں اور جو اس میں ہے سو اس کو ہم عنقریب بیان کریں گے اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ فرض نفل کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے اور اس میں بھی شبہ اس واسطے کہ حدیث میں صریح موجود ہے اگر اس کی عادت ہو تو اس کو رمضان سے پہلے روزہ رکھنا جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ حکم روزے کا چاند دیکھنے پر موقوف ہے سو جس نے رمضان سے پہلے ایک یا دو روزے رکھے تو اس نے اس حکم میں طعن کیا اور یہی قول ہے معتبر اور معنی استثناء کے یہ ہیں کہ جس کا کوئی ورد ہو اس کو روزہ رکھنے کی اجازت ہے اس واسطے کہ وہ اس کی عادت ہے اور عادت کا چھوڑنا مشکل ہے اور یہ رمضان کی پیشوائی میں داخل نہیں اور اسی طرح قضاء اور نذر کا روزہ بھی رمضان سے پہلے درست ہے واسطے واجب ہونے ان دونوں کے اور بعض علماء کہتے ہیں قضاء اور نذر ادلہ قطعیہ کے ساتھ مخصوص ہیں جو دلالت کرتے ہیں کہ ان کا پورا کرنا واجب ہے سو نہ باطل ہوگا قطعی ساتھ ظن کے اور اس حدیث میں رد ہے اس پر جو کہتا ہے کہ چاند کے دیکھنے سے پہلے روزہ رکھنا درست ہے مانند رافضیوں کے اور رد ہے اس پر جو کہتا ہے کہ رمضان سے پہلے مطلق نفل روزہ درست ہے اور بعید تر ہے قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ مراد ساتھ نہیں کے پہلے روزہ رکھنا ہے ساتھ نیت رمضان کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ لفظ تقدم کے اس واسطے کہ ایک چیز کا دوسری چیز سے پہلے ہونا سوائے اس کے نہیں کہ ثابت ہوتا ہے جب کہ اس

کی جنس سے ہو پس بنابر اس کے جائز ہے روزہ رکھنا ساتھ نیت مطلق نفل روزے کے لیکن سیاق حدیث کا اس تاویل سے انکار کرتا ہے اور اس میں بیان ہے واسطے معنی اس حدیث کے کہ فرمایا روزہ رکھو چاند کے دیکھنے سے اس واسطے کہ لام اس میں واسطے توقیت کے ہے نہ واسطے تعلیل کے یعنی چاند چڑھنے کے وقت روزہ رکھو کہ اس کا وقت چاند کا چڑھنا ہے اس سے پہلے روزہ نہ رکھو اور ابن دقیق نے کہا کہ باوجود یہ کہ وہ توقیت پر محمول ہے پس لا بد ہے اختیار کرنے مجاز سے اس واسطے کہ چاند دیکھنے کا وقت اور وہ رات ہے محل روزے کا نہیں اور تعاقب کیا اس کا فاکہی نے کہ مراد صوموا سے روزے کی نیت کرنی ہے اور ساری رات ظرف ہے واسطے نیت کے میں کہتا ہوں پس واقع ہوا فاکہی مجاز میں جس سے بھاگا تھا اس واسطے کہ رات کو روزے کی نیت کرنے والا حقیقۃ روزے دار نہیں گنا جاتا اس دلیل سے کہ اس کو نیت کے بعد صبح صادق تک کھانا پینا درست ہے اور اس میں منع ہے پیدا کرنا روزے کا پہلے رمضان سے جب کہ احتیاط کے لیے ہو پس اگر اس پر زیادہ ہو تو اس کا مفہوم جواز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دراز ہوتی ہے ممانعت واسطے اس چیز سے کہ اس سے پہلے ہیت اور ساتھ اسی کے یقین کیا ہے بہت شافعیہ نے اور اس حدیث کا جواب دیتے ہیں کہ مراد اس سے مقدم کرنا روزے کا ہے پس جس جگہ پایا جائے منع ہوگا اور سوائے اس کے نہیں کہ اقتصار کیا ایک یا دو روزے پر اس واسطے کہ وہ غالب ہے اس سے جو اس کا قصد کرے اور کہتے ہیں کہ دراز ہوتی ہے ممانعت سولھویں شعبان سے واسطے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدھا شعبان گزر جائے تو پھر کوئی روزہ نہ رکھو یعنی یہاں تک کہ رمضان داخل ہو اخرجه اصحاب السنه و صححه ابن خزیمه وغیرہ اور شافعیہ میں سے رویانی نے کہا کہ رمضان سے پہلے دو روزے رکھنا حرام ہے واسطے حدیث باب کے اور آدھے شعبان سے پیچھے روزہ رکھنا مکروہ ہے واسطے حدیث دوسری کے اور جمہور کہتے ہیں کہ آدھے شعبان سے پیچھے نفل روزہ رکھنا درست ہے اور کہتے ہیں کہ جو حدیث اس میں وارد ہے وہ ضعیف ہے اور احمد رحمہ اللہ اور ابن معین رحمہ اللہ نے کہا کہ منکر ہے اور بیہقی نے استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث باب کی اوپر ضعیف اس کے کی پس کہا کہ رخصت بیچ اس کے ساتھ اس چیز کے ہے جو زیادہ ترجیح ہے حدیث علا سے اور طحاوی نے بھی اس سے پہلے اسی طرح کیا اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مدد چاہی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے بعد افضل روزہ شعبان کا ہے اور اس نے مدد چاہی ہے ساتھ حدیث عمران بن حصین کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد سے فرمایا کہ کیا تو نے شعبان کا کوئی روزہ رکھا ہے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ جب تو رمضان سے افطار کرے تو دو روزے رکھ پھر اس نے دونوں حدیثوں میں تطبیق دی ساتھ اس طور کے کہ علا کی حدیث اس پر محمول ہے جس کو روزہ ضعیف کر ڈالے اور باب کی حدیث مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے جو اپنے گمان میں رمضان کے واسطے احتیاطاً روزہ رکھے اور یہ تطبیق اچھی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾.

باب ہے بیچ بیان سبب نزول اس آیت کے کہ حلال ہوا تم کو روزے کی رات میں صحبت کرنا اپنی عورت سے وہ پوشاک ہیں تمہاری اور تم پوشاک ہو ان کی اللہ نے معلوم کیا کہ تم خیانت کرتے ہو سو معاف کر دیا تم کو اور درگزر کیا تم سے پس اب ملو ان سے اور چاہو جو لکھ دیا اللہ نے تم کو۔

فائدہ: اور بعض روایتوں میں ساری آیت مذکور ہے اور مراد ساتھ اس باب کے بیان اس چیز کا ہے جو تھا حال اوپر اس کے پہلے نزول اس آیت کے اور جب کہ تھی یہ آیت اتاری گئی کئی اسباب پر جو روزے کے ساتھ متعلق ہیں تو جلدی کی ساتھ اس کے مصنف نے اور تفسیر میں بھی اس سے تعرض کیا ہے اور پکڑا جاتا ہے خاص ساتھ اس چیز سے کہ قرار پایا اس پر حال نے سبب نزول اس کے سے ابتداء شروع ہونا سحری کا اور یہی مقصود ہے اس مکان میں اس واسطے کہ ٹھہر گیا ہے یہ باب مقدمہ واسطے بابوں کبری کے۔ (فتح)

١٧٨٢۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَآئِمًا فَحَضَرَ الْإِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُّفْطِرَ لَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهٗ وَلَا يَوْمَهٗ حَتّٰى يُمْسِيَ وَإِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ صَآئِمًا فَلَمَّا حَضَرَ الْإِفْطَارُ أَتَى امْرَأَتَهٗ فَقَالَ لَهَا أَعِنْدَكِ طَعَامٌ قَالَتْ لَا وَلٰكِنْ أَنْطَلِقُ فَأَطْلُبُ لَكَ وَكَانَ يَوْمَهٗ يَعْمَلُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَجَآءَتْهُ امْرَأَتُهٗ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ خَيْبَةً لَّكَ فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ

١٧٨٢۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی مرد روزے دار ہوتا اور افطار کا وقت حاضر ہوتا اور روزہ کھولنے سے پہلے سو جاتا تو پھر نہ کھاتا تھا نہ رات کو اور نہ دن کو یہاں تک کہ شام کرتا اور بے شک قیس بن صرمہ انصاری روزے دار تھا سو جب روزہ کھولنے کا وقت ہوا تو اپنی عورت کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ کیا تیرے پاس کچھ کھانا ہے اس نے کہا کہ نہیں لیکن میں جاتی ہوں اور تیرے واسطے کھانا ڈھونڈتی ہوں اور قیس تمام دن مزدوری کا کام کیا کرتا تھا سو نیند اس پر غالب آئی سو اس کی عورت آئی سو جب اس کو سوتے دیکھا تو کہا کہ تجھ کو محرومی ہو کہ جو تو نے مانگا تھا سو نہ پایا سو جب دوپہر ہوئی تو بھوک سے بے ہوش ہو گیا سو کسی نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو اس وقت یہ آیت اتری کہ حلال ہوا تم کو روزے کی رات میں عورتوں سے بے پردہ ہونا تو اصحاب رضی اللہ عنہم اس سے

إِلٰى نِسَآئِكُمْ﴾ فَفَرِحُوْا بِهَا فَرَحًا شَدِيْدًا ﴿وَنَزَلَتْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾.

بہت خوش ہوئے اور یہ آیت اتری کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صاف نظر آئے تم کو دھاگہ سفید سیاہ دھاگے سے مراد سفید دھاگے سے فجر ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی کھانا کھانے سے پہلے سو جاتا تھا تو پھر اس کو تمام رات اور تمام دن کوئی چیز کھانی درست نہ ہوتی تھی یہاں تک کہ سورج غروب ہوتا اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ مسلمانوں کا دستور تھا کہ جب روزہ کھولتے تھے تو کھاتے تھے اور پیتے تھے اور عورتوں سے صحبت کرتے تھے جب تک کہ نہ سوتے اور جب کھانے پینے سے پہلے سو جاتے تو پھر رات تک کوئی چیز کھاتے پیتے نہ تھے پس براء کی حدیث کی سب روایتیں متفق ہیں اس پر کہ ممانعت اس سے سونے کے ساتھ مقید تھی اور یہی مشہور ہے اس کے غیر کی حدیث میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث یہ منع مقید ہے ساتھ نماز عشاء کے کہ جب عشاء کی نماز پڑھ چکتے تھے تو اس کے بعد ان پر کھانا پینا حرام ہو جاتا تھا اور یہ زیادہ تر خاص ہے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور احتمال ہے کہ ذکر عشاء کی نماز کا اس واسطے ہو کہ اس کے بعد غالب گمان سونے کا ہوتا ہے اور حقیقت میں یہ قید خاص ہے ساتھ سونے کے جیسا کہ باقی حدیثوں میں ہے اور سدی وغیرہ نے کہا کہ یہ حکم اہل کتاب کے موافق تھا کہ ان کو بھی یہ حکم تھا کہ سونے کے بعد ان کو کھانا پینا درست نہ تھا اور کرمانی نے کہا کہ جب جماع حلال ہوا بعد اس کے کہ حرام تھا تو کھانا پینا بطریق اولی درست ہے اور اسی واسطے خوش ہوئے اور اس سے اجازت سمجھی یہ وجہ مطابقت اس کی ہے واسطے قصے ابی قیس کے اور پھر جب کھانا پینا اس سے بطریق مفہوم حلال ہوا تو اس کے بعد یہ آیت اتری کہ کھاؤ اور پیو تا کہ آیت کے منطوق سے حکم کا آسان ہونا ان کو صریحا معلوم ہو پھر کہا کہ مراد اس سے ساری آیت ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾ فِيْهِ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صاف نظر آئے تم کو دھاگہ سفید دھاگے سیاہ سے فجر سے پھر پورا کرو روزے کو رات تک اس باب میں براء کی حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے یعنی جو پہلے گزر چکی ہے۔

فائدہ: غرض اس باب سے بیان کرنا انتہا کھانے وغیرہ کا ہے جو مباح ہوا بعد اس کے کہ منع تھا اور استفادہ کیا گیا ہے سہل کی حدیث سے جو اس باب میں ہے کہ ذکر نزول آیت کا اس براء کی حدیث میں مراد اس سے اکثر آیت ہے اور وہ یہ ہے کہ آیت مِنَ الْفَجْرِ متاخر ہے نزول اس کا باقی آیت سے باوجود یہ کہ براء کی حدیث میں اس کی تصریح موجود نہیں کہ یہ جملہ پہلے اترا تھا اس واسطے کہ باب کی حدیث میں یہ آیت ال خَيْطُ الْأَسْوَدُ ہے

اور ابو داود کی حدیث میں مِنَ الْفَجْرِ تک ہے پس دوسری روایت محمول ہوگی اس پر کہ لفظ مِنَ الْفَجْرِ کا غایت میں داخل نہیں ۔ (فتح)

۱۷۸۳۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنِي حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ عَمَدْتُ إِلٰى عِقَالٍ أَسْوَدَ وَإِلٰى عِقَالٍ أَبْيَضَ فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِي فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ فِي اللَّيْلِ فَلَا يَسْتَبِينُ لِي فَغَدَوْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا ذٰلِكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ.

۱۷۸۳۔ عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ تو قصد کیا میں نے طرف ایک رسی سیاہ کی اور ایک رسی سفید کی سو میں نے اس کو اپنے گدے کے نیچے رکھا سو میں نے ان کو رات میں دیکھنا شروع کیا پس نہ صاف ظاہر ہوا مجھ کو مختلف ہونا دو رنگوں کا سو میں صبح کو حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے یہ حال ذکر کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں وہ دونوں دھاگے مگر سیاہی رات کی اور سفیدی صبح صادق کی۔

فائدہ: اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے اس آیت کے نزول کے وقت عدی حضرت ﷺ کے پاس حاضر تھا اور یہ مقتضی ہے اس کو کہ وہ پہلے مسلمان ہوا ہو اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ روزے کا فرض ہونا ہجرت کے ابتداء میں نازل ہوا اور عدی نویں یا دسویں سال ہجری میں مسلمان ہوا تھا پس یا تو یہ مراد اس کی نَزَلَتْ سے یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے وقت مجھ پر پڑھی گئی اور یا یہ مراد ہے کہ مجھ کو اس آیت کے اترنے کی خبر پہنچی۔ (فتح)

۱۷۸٤۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ح حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أُنْزِلَتْ ﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ وَلَمْ يَنْزِلْ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ فَكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوْا

۱۷۸۴۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت اتری وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ اور کلمہ مِنَ الْفَجْرِ نہ اترا پس لوگوں کا دستور تھا کہ جب روزے کا ارادہ کرتے تھے تو ان میں سے کوئی دھاگہ سفید اور سیاہ باندھتا تھا اور ہمیشہ کھاتے رہتے تھے یہاں تک کہ وہ دونوں دھاگے ان کو صاف نظر آتے تو اللہ نے اس کے بعد کا کلمہ مِنَ الْفَجْرِ کا اتارا پس معلوم کیا انہوں نے کہ مراد دونوں دھاگوں سے دن اور رات ہیں۔

الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلِهِ الْخَيْطَ الْأَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْأَسْوَدَ وَلَمْ يَزَلْ يَأْكُلُ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤْيَتُهُمَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدُ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ فَعَلِمُوْا أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ دونوں دھاگوں کو اپنے گدے کے نیچے رکھتے تھے پس دیکھتے تھے کہ کب صاف نظر آئیں اور ان دونوں روایتوں کے درمیان تعارض نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ بعض یہ کام کرتے ہوں اور بعض یہ کام نہ کرتے ہوں اور ان کو گدے کے نیچے رکھتے ہوں سحری تک پھر اس وقت ان کو اپنے پاؤں میں باندھتے ہوں تا کہ ان کو دیکھیں اور اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ یہاں تک کہ ظاہر ہو سفیدی دن کی سیاہی رات کی سے اور یہ بیان حاصل ہوتا ہے ساتھ طلوع صبح صادق کے اور اس میں دلالت ہے اس میں کہ صبح صادق کے بعد دن ہوتا ہے اور ابوعبید نے کہا کہ مراد دھاگے سیاہ سے رات ہے اور مراد دھاگے سفید سے دن ہے اور دھاگے کے معنی رنگ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد سفید سے وہ چیز ہے جو اول ظاہر ہوتی ہے فجر تعرض سے کنارے آسمان میں مانند دھاگے کھینچے گئے کی اور اسود سے مراد وہ چیز ہے جو دراز ہوتی ہے ساتھ اس کے سیاہی رات سے مانند دھاگے کی یہ بات زمخشری نے کہی ہے اور کہا کہ کلمہ من الفجر سے بیان ہے دھاگے سفید کا اور دھاگے سیاہ کا ذکر نہیں کیا اس واسطے کہ ایک کا بیان دوسرے کا بیان ہے پھر کہا کہ کس طرح جائز ہے تاخیر بیان کی اور وہ عبث کی مانند ہے اس واسطے کہ من الفجر کے نازل ہونے سے پہلے نہیں سمجھی جاتی اس سے مگر حقیقت یعنی دھاگہ اور یہاں مراد نہیں پھر کہا کہ اکثر فقہاء اور متکلمین تاخیر بیان کے وقت حاجت سے جائز نہیں رکھتے ہیں سو ان کے نزدیک سہل کی یہ حدیث صحیح نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے اور وہ کہتے ہیں یہ عبث نہیں اس واسطے کہ مخاطب استفادہ کرتا ہے اس سے وجوب خطاب کا اور قصد کرتا ہے اس کے فعل پر جب کہ اس سے مراد کی وضاحت چاہے لیکن یہ جو زمخشری نے کہا کہ اکثر اس کو جائز نہیں رکھتے سو اس میں نظر ہے کما سیاتی اور یہ جو کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے تو یہ مردود ہے اور فریقین سے کسی نے یہ بات نہیں کہی کہ یہ حدیث صحیح نہیں اس واسطے کہ اتفاق کیا ہے اس کی صحت پر بخاری رحمہ اللہ اور مسلم رحمہ اللہ نے اور قبول کیا ہے اس کو ساری امت نے اور مسئلہ تاخیر بیان کا اصول کتابوں میں مشہور ہے اور اس میں اختلاف ہے درمیان علماء کے متکلمین وغیرہم سے اور اصل اس مسئلہ سے شافعیہ سے چار وجہیں محکی ہیں ایک مطلق جواز ہے یہ قول ابن شریح اور اصطخری اور ابن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے محکی ہے اور ایک یہ کہ مطلق درست نہیں یہ قول ابی اسحاق مروزی اور قاضی ابی حامد اور صیرفی سے محکی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ بیان مجمل کی تاخیر جائز ہے اور عام کی جائز نہیں چوتھا اس سے برعکس ہے اور یہ دونوں قول شافعیہ سے ہیں اور ابن حاجب نے کہا کہ تاخیر بیان

کے وقت حاجت سے منع ہے مگر جو تکلیف مالا یطاق کو درست رکھتا ہے اس کے نزدیک جائز ہے اور وہ اشاعرہ ہیں کہ وہ اس کو جائز رکھتے ہیں اور اکثر ان کے کہتے ہیں کہ یہ واقع نہیں ہوا اور اس کے شارع نے کہا کہ حکم محتاج بیان کا دو قسم ہے ایک وہ کہ اس کے لیے ظاہر ہے دوم یہ اس کے لیے ظاہر نہیں سو کہا ایک گروہ نے حنفیہ اور مالکیہ اور اکثر شافعیہ سے کہ جائز ہے تاخیر اس کی وقت خطاب سے اور اسی کو احتیاط کیا ہے فخر رازی اور ابن حاجب وغیرہم نے اور بعض حنفیہ اور کل حنابلہ کہتے ہیں منع ہے اور کرخی نے کہا کہ منع ہے غیر مجمل میں اور جب یہ قرار پائے تو امام نووی نے کہا کہ خیط ابیض اور اسود ہی کو تو ظاہر معنی پر بعض گنواروں نے حمل کیا تھا جو دین کے احکام کو خوب نہ سمجھتے تھے مانند ان لوگوں کی جن سے سہل نے حکایت کی اور بعض اور لوگوں نے جن کی زبان میں استعمال دھاگے کی صبح میں نہ تھی مانند عدی کی اور طحاوی وغیرہ نے دعوی کیا ہے کہ وہ نسخ کے باب سے ہے اور یہ کہ اول حکم دھاگوں کے ظاہر معنی پر تھا اور استدلال کیا ہے اس نے اس پر ساتھ اس چیز کے کہ جو حذیفہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہے کہ جائز ہے کھانا اسفار تک یعنی صبح کے خوب روشن ہونے تک پھر یہ حکم منسوخ ہوا ساتھ مِنَ الْفَجْرِ کے میں کہتا ہوں کہ اس کی تائید کرتی ہے وہ چیز جو عبدالرزاق نے سند صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ بلال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سحری کھا رہے تھے سو بلال نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز تیار ہے قسم ہے اللہ کی بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رحمت کرے بلال پر اگر بلال نہ ہوتا تو ہم امید رکھتے تھے کہ ہم کو رخصت دی جاتی کھانے پینے میں سورج نکلنے تک اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اور حدیث کے اس پر کہ نہایت کھانے پینے کی طلوع صبح صادق ہے اور اگر فجر نکلے اور وہ کھاتا پیتا ہو پھر باز رہے تو اس کا روزہ تمام ہوا اور اس میں علماء کو اختلاف ہے اور اگر اس گمان سے کھائے کہ ابھی صبح نہیں نکلی تو اس کا روزہ جمہور کے نزدیک فاسد نہیں ہوتا اس واسطے کہ آیت دلالت کرتی ہے اباحت پر یہاں تک کہ صاف ظاہر ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ نے تجھ کو کھانا پینا حلال کیا کہ جب تک تو شک کرے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مثل اس کی مروی ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سحری کا مسئلہ پوچھا سو ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہم نشینوں سے اس کو کہا کہ کھا یہاں تک کہ تجھ کو شک نہ ہو سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ کچھ بات نہیں کہا جب تک کہ تو شک نہ کرے یہاں تک کہ تو شک کرے اور ابن منذر نے کہا کہ اسی طرف میلان کیا ہے اکثر علماء نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ قضاء کرے اور ابن بزیزہ نے شرح احکام میں کہا کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ کیا حرام ہوتا ہے کھانا پینا ساتھ طلوع فجر کے یا ساتھ صاف ظاہر ہونے اس کے کے نزدیک دیکھنے والے کے ظاہر آیت کی دلیل سے اور اختلاف ہے کہ کیا جائز ہے امساک خبر کا پہلے طلوع فجر کے یا نہیں واسطے بنا کے اختلاف مشہور پر بیچ مقدمہ واجب کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّكُمْ مِّنْ سَحُوْرِكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ

حضرت ﷺ کی اس حدیث کا بیان کہ نہ روکے تم کو بلال کی اذان تمہاری سحری کھانے سے

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لفظ ترجمہ کا صحیح نہیں ہوا سو عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے نکالے اور تحقیق روایت کیا ہے لفظ ترجمہ کو وکیع نے حدیث سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہ روکے تم کو تمہاری سحری کھانے سے اذان بلال کی اور نہ صبح دراز لیکن فجر پھیلنے والے کناروں میں اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور یہ سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مسلم میں بھی ہے لیکن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد میں متعین نہیں اس واسطے کہ تحقیق بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی صحیح ہو چکی ہے کہ فرمایا نہ روکے کسی کو اذان بلال رضی اللہ عنہ کی اس کی سحری کھانے سے اس واسطے کہ وہ رات کو اذان دیتا ہے پس ظاہر یہ ہے کہ وہی مراد اس کی ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو اس باب میں ذکر کیا اور سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو مسلم نے روایت کی ہے بیان ہے واسطے اس چیز کے جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مبہم ہے اور یہ اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ہے کہ نہیں فجر یہ کہ کہی اور اپنی انگلیوں کو اوپر کی طرف اٹھایا پھر نیچے لائے یہاں تک کہ اس طرح ہو یعنی دراز ہو اور چوڑی اور ثوبان سے روایت ہے کہ فجر دو قسم ہے سو جو فجر بھیڑیے کی دم کی طرح ہے وہ نہ کسی چیز کو حلال کرتی ہے اور نہ کسی چیز کو حرام کرتی ہے لیکن صبح چوڑی یعنی وہی ہے جو کھانے کو حرام کرتی ہے اور نماز کو حلال کرتی ہے اور یہ موافق ہے واسطے آیت کے جو پہلے باب میں گزر چکی ہے اور ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے کھانا سحری کا یہاں تک کہ ظاہر ہو فجر اور یہی قول ہے اعمش کا تابعین میں سے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ سحری کھائی اور قسم ہے اللہ کی دن تھا صرف یہی فرق تھا کہ سورج نہ نکلا تھا اخرجہ الطحاوی وغیرہ اور ابن منذر نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حکم کیا دروازہ بند کرنے کا تا کہ صبح نہ دیکھی جائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے صبح کی نماز پڑھی پھر نماز کے بعد کہا کہ اب وہ وقت ہے جب کہ صاف ظاہر ہو دھاگہ سفید دھاگے سیاہ سے اور ابن منذر نے کہا کہ بعض کا یہ مذہب ہے کہ مراد ظاہر ہونے سفیدی دن کی سے یہ ہے کہ پھیل جائے سفیدی راہوں میں اور کوچوں میں اور گھروں میں اور پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے حکایت کی اور ابن منذر نے اسناد صحیح کے ساتھ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ باہر نکل اور دیکھ کہ کیا صبح نکلی ہے اس نے کہا کہ سو میں نے نظر کی سو میں نے کہا کہ بے شک سفید ہوگئی اور پھیل گئی پھر فرمایا کہ نکل اور دیکھ کہ کیا صبح نکلی ہے سو میں نکلا اور نظر کی سو میں نے کہا کہ بے شک سفید ہوگئی ہے سو فرمایا کہ اب پہنچا مجھ کو میرا پینا اور اعمش سے روایت ہے کہ اگر مجھ کو خواہش ہوتی تو میں فجر کی نماز پڑھ کر سحری کھاتا اسحاق نے کہا کہ یہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ صبح صادق کے بعد کھانا جائز ہے یہاں تک کہ صاف ظاہر ہو

سفیدی دن کی سیاہی رات کی سے اسحاق نے کہا کہ میں پہلے قول کے ساتھ قائل ہوں یعنی صبح صادق سے پہلے کھانا پینا چاہیے لیکن میں طعن نہیں کرتا اس پر جو تاویل کرے رخصت کی مانند قول ثانی کی اور میں نہ اس پر قضاء دیکھتا ہوں اور نہ کفارہ میں کہتا ہوں کہ اس میں تعاقب ہے موفق وغیرہ پر جو کہتے ہیں کہ اعمش کے خلاف پر اجماع ہو چکا ہے یعنی باوجود مخالف ہونے ایسے ایسے اکابر اصحاب رضی اللہ عنہم کے اجماع کا دعوی کیوں کر ہو سکتا ہے۔ (فتح)

١٧٨٥۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَإِنَّهُ لَا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ قَالَ الْقَاسِمُ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ أَذَانِهِمَا إِلَّا أَنْ يَرْقٰى ذَا وَيَنْزِلَ ذَا.

١٧٨٥۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ رات میں اذان دیا کرتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ابن مکتوم اذان دے اس واسطے کہ بے شک وہ اذان نہیں دیتا یہاں تک کہ فجر نکلے اور قاسم نے کہا ان دونوں کی اذان کے درمیان کچھ فرق نہ تھا مگر یہ کہ یہ چڑھتا تھا اور یہ اترتا تھا یعنی بس اتنا ہی فرق تھا کہ بلال منبر سے تلے اترتے تھے اور ابن ام مکتوم اوپر چڑھتے تھے۔

بَابُ تَعْجِيْلِ السَّحُوْرِ

سحری کھانے میں جلدی کرنے کا بیان

فائدہ: اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ سحری طلوع فجر کے نزدیک واقع ہوتی تھی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رات کی نماز سے پھرتے تھے پس کھانے کے ساتھ جلدی کرتے تھے واسطے خوف نکلنے صبح کے اور ابن منیر نے کہا کہ شتابی امور نسبیہ سے ہے پس اگر اول وقت کی طرف منسوب کی جائے تو اس کے معنی تقدیم کے ہوں گے اور اگر اخیر وقت کی طرف منسوب کی جائے تو اس کے معنی تاخیر کے ہوں گے اور تعجیل کے لفظ میں اشارہ ہے اس سے اس طرف کہ صحابی سبقت کرتا تھا ساتھ سحری اپنی کے فجر سے وقت خوف طلوع اس کے اور وقت خوف فوت ہونے نماز کے ساتھ مقدار چلنے اس کے کی طرف مسجد کی۔ (فتح)

١٧٨٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَتَسَحَّرُ فِيْ أَهْلِيْ ثُمَّ تَكُوْنُ سُرْعَتِيْ أَنْ أُدْرِكَ السُّجُوْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٧٨٦۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے گھر میں سحری کھایا کرتا تھا پھر مجھ کو جلدی ہوتی تھی کہ میں سحری کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پاؤں۔

فائدہ: مراد سہل کی یہ ہے کہ نہایت جلدی کرنا اس کا یہ کہ اس کی سحری واسطے قریب ہونے اس کے کی طلوع فجر سے اس طرح سے تھا کہ نہ قریب تھا کہ صبح کی نماز کو حضرت ﷺ کے ساتھ پائے اور اس واسطے کہ حضرت ﷺ فجر کی نماز کو بہت اندھیرے میں پڑھتے تھے۔ (فتح)

بَابُ قَدْرِ كَمْ بَيْنَ السَّحُوْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ

یعنی سحری اور فجر کی نماز کے درمیان کس قدر وقت ہوتا تھا

فائدہ: یعنی سحری کی انتہا اور فجر کی ابتداء میں کس قدر فرق تھا اس واسطے کہ مراد اندازہ کرنا اس زمانے کا ہے جس میں کھانا ترک کیا جاتا ہے اور مراد نماز کے فعل سے ابتداء شروع کرنے اس کے کا ہے۔ (فتح)

۱۷۸۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالسَّحُوْرِ قَالَ قَدْرُ خَمْسِيْنَ آيَةً.

۱۷۸۷۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر حضرت ﷺ نماز کی طرف کھڑے ہوئے سو میں نے کہا کہ اذان اور سحری کے درمیان کس قدر فاصلہ تھا اس نے کہا کہ مقدار پڑھنے پچاس آیت کی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے اندازہ کرنا وقتوں کا ساتھ اعمال بدن کے اور عرب کا دستور یہی تھا اور اس میں اشارہ ہے کہ ان کے اوقات متفرق تھے ساتھ عبادت کے اور اس میں تاخیر کرنا سحری کا ہے اس واسطے کہ وہ ابلغ ہے مقصود میں اس میں تقویت ہے اوپر روزے کے واسطے عام ہونے حاجت کی طرف طعام کی اور اگر سحری نہ کھاتے تو بعضوں پر دشوار ہوتا خاص کر اس شخص پر جس کی مزاج صفروی ہو کہ کبھی وہ بے ہوش ہو جاتا ہے تو رمضان میں روزہ کھولنے کی حاجت پڑتی ہے اور اس حدیث میں الفت دینا فاضل کا ہے اپنے اصحاب کو ساتھ مل کر کھانے کی اور یہ کہ حاجت کے لیے رات کو چلنا درست ہے اس واسطے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس نہیں سوتے تھے اور یہ کہ مستحب ہے جمع ہونا سحری پر اور قرطبی نے کہا کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ طلوع فجر سے پہلے سحری سے فراغت ہو جاتی تھی اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف سورج نکلنا باقی رہتا تھا پس یہ تعارض ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ محمول ہے اختلاف حال پر اس واسطے کہ دونوں میں سے کسی روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ آپ ﷺ اس کو ہمیشہ کرتے تھے پس حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قول قصر پر محمول ہے سابق حال پر۔

بَابُ بَرَكَةِ السَّحُوْرِ مِنْ غَيْرِ إِيْجَابٍ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے اس بیان میں کہ سحری کھانے میں برکت ہے بغیر واجب کرنے کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے

وَأَصْحَابُهُ وَاصَلُوْا وَلَمْ يُذْكَرِ السَّحُوْرُ.

اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے وصال کیا ہے یعنی پے در پے روزے رکھے بغیر اس کے کہ درمیان میں افطار کریں اور نہیں ذکر کیا گیا کھانا سحری کا۔

فائدہ: مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو آئندہ آئے گی کہ آپ ﷺ نے وصال سے منع فرمایا پھر منع کے بعد آپ ﷺ نے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ وصال کیا پھر ایک دن وصال کیا پھر ایک دن وصال کیا پھر چاند کو دیکھا سو فرمایا کہ اگر چاند موخر ہوتا تو میں تم کو زیادہ کرتا اس سے معلوم ہوا کہ سحری کھانا واجب نہیں اس واسطے کہ اگر واجب ہوتا تو ان کے ساتھ وصال نہ کرتے اس واسطے کہ وصال مستلزم ہے سحری کے ترک کرنے کو برابر ہے کہ ہم کہیں کہ وصال درست ہے یا نہیں وسیاتی الكلام فی حکم الوصال۔ (فتح)

۱۷۸۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصَلَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَنَهَاهُمْ قَالُوْا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّيْ أَظَلُّ أُطْعَمُ وَأُسْقٰى.

۱۷۸۸۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے وصال کیا اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے بھی وصال کیا سو ان پر دشوار ہوا سو حضرت ﷺ نے ان کو منع فرمایا اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ ﷺ وصال کرتے ہیں فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھ کو دن میں کھانا پینا ملتا ہے۔

فائدہ: وصال اس کو کہتے ہیں کہ آدمی پے در پے دو یا تین روزے رکھے اور ان کے درمیان رات کو بھی نہ کھائے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سحری کھانا واجب نہیں اس واسطے کہ اگر واجب ہوتی تو آپ ﷺ اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ وصال نہ کرتے' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

۱۷۸۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَإِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً.

۱۷۸۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس واسطے کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

فائدہ: مراد برکت سے اجر و ثواب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ برکت یہ ہے کہ اس وقت آدمی جاگتا ہے اور دعا کرتا ہے اور اولی یہ ہے کہ سحری کھانے میں کئی قسم سے برکت حاصل ہوتی ہے اور وہ پیروی کرنی سنت کی ہے اور مخالفت اہل کتاب کی اور قوت حاصل کرنی ہے عبادت پر اور زیادتی ہے نشاط میں اور مدافعت ہے واسطے سوء خلق

کے جس کو بھوک اٹھاتی ہے اور سبب ہے واسطے ذکر اور دعا کے وقت گمان قبول ہونے کے اور تدارک ہے واسطے نیت روزے کے اس کے لیے جو اس سے غافل ہو پہلے سونے سے اور ابن دقیق نے کہا ہے کہ جائز ہے کہ یہ برکت امور اخرویہ کی طرف پھرے اس واسطے کہ سنت کا قائم کرنا اجر کو زیادہ کرتا ہے اور احتمال ہے کہ امور دینویہ کی طرف رجوع کرے مانند قوت بدن کی قوت پر اور حاصل ہونے اس کے کی بغیر ضرر کے اور حکمت روزے کے رکھتی ہیں توڑنا شہوت پیٹ اور فرج کا ہے سو اگر اس مقدار سے کھائے کہ یہ حکمت بالکل معدوم ہو جائے جیسا کہ مالدار لوگ کرتے ہیں تو یہ مستحب نہیں اور حاصل ہوتی ہے سحری ساتھ اقل اس چیز کے کہ کھائے اس کو آدمی کھانے کی چیز سے یا پینے کی چیز سے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا نَوٰى بِالنَّهَارِ صَوْمًا — اگر دن کو روزے کی نیت کرے تو یہ درست ہے یا نہیں

فائدہ: علماء کو اس میں اختلاف ہے بعض فرض اور نفل میں فرق کرتے ہیں یعنی اگر روزہ فرض ہو تو اس کی نیت دن سے کرنا درست نہیں بلکہ اس کی نیت رات سے کرے اور اگر نفل ہو تو اس کی نیت دن کو بھی درست ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نفل روزے کی نیت زوال سے پہلے درست ہے اور پیچھے درست نہیں۔ (فتح)

وَقَالَتْ أُمُّ الدَّرْدَآءِ كَانَ أَبُو الدَّرْدَآءِ يَقُوْلُ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ فَإِنْ قُلْنَا لَا قَالَ فَإِنِّيْ صَآئِمٌ يَوْمِيْ هٰذَا وَفَعَلَهٗ أَبُوْ طَلْحَةَ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَحُذَيْفَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

اور ام درداء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ کہا کرتا تھا کہ کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے سو اگر ہم کہتے کہ نہیں تو کہتا کہ میں آج روزے دار ہوں' اور یہ کام ان چار اصحاب نے کیا ہے۔

فائدہ: امام نووی نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے واسطے جمہور کے اس پر کہ نفل روزے کی نیت دن کو بھی جائز ہے پہلے زوال سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اس نے رات کو روزے کی نیت کی تھی پھر اس سے عاجز ہوا اور روزہ کھولنے کا ارادہ کیا پس پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے اور یہ تاویل فاسد ہے اور ابن منذر نے کہا اس میں اختلاف ہے اس شخص کے حق میں جو صبح کرے روزہ نہ رکھنے کی نیت سے پھر اس کو ظاہر ہو یعنی چاہے کہ نفل روزہ رکھے سو ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ اس کو روزہ رکھنا جائز ہے جب اس کو چاہے اور یہی مذہب ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب رضی اللہ عنہم کا جو مذکور ہوئے اور یہی مذہب ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ وغیرہ کا اور یہی قول ہے امام شافعی اور احمد کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں جائز ہے نفل روزہ رکھنا یہاں تک کہ رات سے نیت کرے یا سحری کھائے اور امام مالک نے کہا نفل روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ رات سے نیت کرے مگر یہ کہ پے در پے روزے رکھتا ہو تو رات سے نیت کرنے کی حاجت نہیں اور اہل رائے یعنی حنفیہ نے کہا کہ جو صبح کرے اس حال میں کہ روزہ نہ رکھا ہو پھر اس کو ظاہر ہو کہ روزہ رکھے اور اس کی نیت زوال سے پہلے کرے تو درست ہے اگر زوال

سے بعد کرے تو درست نہیں میں کہتا ہوں کہ یہی صحیح تر ہے نزدیک شافعیہ کے اور جو ابن منذر نے امام شافعی رحمہ اللہ سے مطلق جواز نقل کیا ہے برابر ہے کہ زوال سے پہلے نیت کرے یا پیچھے یہ ایک قول امام شافعی کا ہے اور مشہور مالک اور لیث وغیرہ سے یہ ہے کہ نہیں جائز ہے روزہ نفل مگر ساتھ نیت کے رات سے۔ (فتح)

۱۷۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا يُنَادِيْ فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ إِنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ أَوْ فَلْيَصُمْ وَمَنْ لَّمْ يَأْكُلْ فَلَا يَأْكُلْ.

۱۷۹۰۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد بھیجا کہ عاشوری کے دن لوگوں میں پکار دے کہ جس نے کھا لیا ہو تو روزہ تمام کرے یا فرمایا چاہیے کہ روزہ رکھے اور جس نے نہ کھایا ہو وہ نہ کھائے۔

فائدہ: اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ جو رات کو نیت نہ کرے بلکہ دن کو کرے اس کا روزہ صحیح ہے برابر ہے کہ رمضان کا روزہ ہو یا کوئی اور ہو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کے درمیان روزے رکھنے کا حکم کیا پس معلوم ہوا کہ رات کو نیت کرنی شرط نہیں اور جواب یہ ہے کہ یہ موقوف ہے اس پر کہ عاشوری کا روزہ واجب تھا اور راجح قول علی رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ فرض نہ تھا اور اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ فرض تھا تو کہا جائے گا کہ بے شک منسوخ ہوا پس منسوخ ہوا حکم اس کا اور شرطیں اس کی ساتھ دلیل اس قول کے کہ جس نے کھا لیا ہو وہ اپنا روزہ پورا کرے اور جو کہتا ہے کہ رات کو روزے کی نیت کرنی درست نہیں وہ نہیں جائز رکھتا روزہ اس شخص کا جو دن میں کھائے اور ابن حبیب مالکی نے کہا کہ رات کو نیت نہ کرنی خاص ہے ساتھ روزے عاشوری کے اور اگر تسلیم کیا جائے کہ اس کا حکم باقی ہے تو بند رہنے کے ساتھ حکم کرنا اس کو مستلزم نہیں کہ وہ کفایت کرتا ہے اور واقعی روزہ شمار کیا جاتا ہے پس احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہو ساتھ امساک کے واسطے تعظیم وقت کی جیسا کہ حکم کیا جاتا ہے ساتھ امساک یعنی بند رہنے کے وہ شخص کہ رمضان میں سفر سے آئے اور جیسا کہ حکم کیا جاتا ہے ساتھ امساک یعنی وہ شخص کہ افطار کرے دن شک کے پھر چاند کو دیکھے اور یہ سبب منافی نہیں حکم کرنے ان کے کو ساتھ قضاء کے بلکہ وارد ہو چکا ہے یہ صریحاً بیچ ایک حدیث کے جو ابوداود اور نسائی نے روایت کی ہے کہ اسلم (ایک قبیلے کا نام ہے) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس دن کا روزہ رکھا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں سو فرمایا کہ اپنا باقی دن پورا کرو یعنی کھانے پینے سے بند رہو اور اس کو قضاء کرو اور اگر فرض کیا جائے کہ یہ حدیث ثابت نہیں قضاء کے حکم میں تو نہ متعین ہوگا ترک قضاء کا اس واسطے کہ جو پورا دن نہ پائے اس کو قضاء لازم نہیں مانند اس شخص کی کہ بالغ ہوا یا مسلمان ہوا درمیان دن رمضان کے اور جمہور نے حجت پکڑی ہے واسطے شرط ہونے نیت روزے کے رات سے اس چیز سے کہ روایت کی ہے اصحاب سنن نے حنفیہ سے کہ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو رات سے روزے کی نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جو رات سے روزے کی نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں لیکن اس کے رفع میں اور وقف میں اختلاف ہے ترمذی وغیرہ نے اس کے موقوف ہونے کو ترجیح دی ہے اور عمل کیا ساتھ ظاہر اسناد کے اماموں کی ایک جماعت نے سو صحیح کہا ہے انہوں نے حدیث مذکور کو انہیں میں سے ہیں ابن خزیمہ اور ابن حبان وغیرہ اور دارقطنی نے ایک اور طریق سے روایت کیا ہے اور کہا کہ اس کے راوی معتبر ہیں اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ یہ حدیث خاص ہے ساتھ روزے قضاء اور نذر کے لیکن یہ تاویل بہت بعید ہے اور زیادہ تر بعید اس سے فرق کرنا طحاوی کا ہے درمیان روزے فرض کے جب کہ کسی خاص معین دن میں ہو مانند عاشوراء کے پس کفایت کرتی ہے نیت دن میں یا کسی معین دن میں نہ ہوگا مانند رمضان کی پس نہ کفایت کرے گا مگر ساتھ نیت کے رات سے اور درمیان روزے نفل کے پس کفایت کرتا ہے ساتھ نیت کے رات میں اور دن میں اور تعاقب کیا ہے اس کا امام الحرمین نے ساتھ اس طور کے کہ یہ کلام واہیات ہے اس کا کوئی اصل نہیں اور ابن قدامہ نے کہا کہ معتبر ہے نیت رمضان میں واسطے ہر دن کے بیچ قول جمہور کے اور امام احمد سے روایت ہے کہ سارے رمضان کے لیے صرف ایک نیت بھی کافی ہے اور یہی قول ہے مالک اور اسحاق کا اور زفر نے کہا کہ صحیح ہے روزہ رمضان کا بیچ حق مقیم صحیح کے بغیر نیت کے اور یہی قول ہے عطاء اور مجاہد کا اور حجت پکڑی ہے زفر نے ساتھ اس طور کے کہ نہیں صحیح ہے اس میں غیر روزہ رمضان کا واسطے معین ہونے کے اس کے پس نہ محتاج ہوگا طرف نیت کی اس واسطے کہ زمانہ اس کے لیے کسوٹی ہے پس نہ متصور ہوگا ایک دن میں مگر ایک روزہ ابو بکر رازی نے کہا کہ اس کے قائل پر لازم آتا ہے یہ کہ صحیح کہے روزے اس شخص کے کو جس کو رمضان میں بے ہوشی ہو جائے جب کہ نہ کھایا ہو اور نہ پیا ہو واسطے پائے جانے امساک کے بغیر نیت کے اور الحاق کیا گیا ہے ساتھ اس کے وہ شخص کہ رات کو نیت کرنی بھول جائے واسطے برابر ہونے حکم جاہل اور ناسی کے۔ (فتح)

بَابُ الصَّآئِمِ يُصْبِحُ جُنُبًا

اگر روزے دار صبح کرے اس حال میں کہ اس کو نہانے کی حاجت ہو تو اس کا روزہ درست ہے یا نہیں؟

فائدہ: اور کیا فرق کیا جائے درمیان عامدا ور ناسی کے یا درمیان روزے فرض اور نفل کے اور ان سب مسئلوں میں سلف کو اختلاف ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ مطلق جائز ہے یعنی خواہ عامد ہو یا ناسی یا روزہ فرض ہو یا نفل۔ (فتح)

۱۷۹۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ

۱۷۹۱۔ سمی مولی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے ابو بکر بن عبدالرحمٰن سے سنا کہتا تھا کہ میں اور میرا باپ دونوں آئے یہاں تک کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَأَبِيْ حِيْنَ دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ أَبَاهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَ مَرْوَانَ أَنَّ عَائِشَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِّنْ أَهْلِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ وَقَالَ مَرْوَانُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَتُقَرِّعَنَّ بِهَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَمَرْوَانُ يَوْمَئِذٍ عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فَكَرِهَ ذٰلِكَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قُدِّرَ لَنَا أَنْ نَجْتَمِعَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَكَانَتْ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ هُنَالِكَ أَرْضٌ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ إِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكَ أَمْرًا وَلَوْلَا مَرْوَانُ أَقْسَمَ عَلَيَّ فِيْهِ لَمْ أَذْكُرْهُ لَكَ فَذَكَرَ قَوْلَ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ كَذٰلِكَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَهُنَّ أَعْلَمُ وَقَالَ هَمَّامٌ وَابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْفِطْرِ وَالْأَوَّلُ أَسْنَدُ

انہوں نے ان کو خبر دی کہ حضرت ﷺ کو فجر ہو جاتی کہ آپ ﷺ کو نہانے کی حاجت ہوتی تھی اپنے اہل کے ساتھ صحبت کرنے سے پھر نہاتے اور روزہ رکھتے اور مروان نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تجھ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ البتہ تو اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کرے یعنی اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جو حالت جنابت میں صبح کرے تو اس کا روزہ درست نہیں اور مروان اس دن مدینہ پر حاکم تھا یعنی معاویہ کی طرف سے ابوبکر راوی نے کہا کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے اس بات کو برا جانا یعنی اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے دوست تھے پھر اتفاقا ہم ذوالحلیفہ میں اکٹھے ہوئے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہاں زمین تھی سو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تجھے ایک بات ذکر کرتا ہوں اور اگر مروان نے مجھ کو اس میں قسم نہ دی ہوتی تو میں اس کو تجھ سے بیان نہ کرتا سو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قول ذکر کیا سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس طرح حدیث بیان کی ہے مجھ سے فضل بن عباس نے اور وہ تجھ سے زیادہ تر جاننے والا ہے یعنی جو کچھ کہ میں کہتا ہوں کہ جو صبح کرے حالت جنابت میں اس کا روزہ صحیح نہیں یہ حدیث فضل نے مجھ سے بیان کی ہے اس کا ذمہ اس پر ہے اور ہمام اور عبداللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ تھے حضرت ﷺ حکم کرتے ساتھ روزہ کھولنے کے یعنی اس کے لیے جو حالت جنابت میں صبح کرے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث قوی تر ہے از روئے اسناد کے۔

فائدہ: ایک روایت میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہے کہ تھے حضرت ﷺ صبح کرتے اس حال میں کہ مجھ سے جنبی

ہوتے پس روزہ رکھتے اور مجھ کو روزے کا حکم کرتے اور اس حدیث میں دو فائدے ہیں ایک یہ کہ رمضان میں جماع کرتے تھے اور تاخیر کرتے تھے غسل کو اس وقت تک کہ طلوع صبح صادق کے بعد ہے واسطے بیان کرنے ہر بات کے کہ یہ جائز ہے اور دوسرا یہ کہ غسل جماع کے سبب سے تھا نہ احتلام کے سبب سے اس واسطے کہ احتلام شیطان کی طرف سے ہے اور حضرت ﷺ اس سے معصوم تھے اور ارادہ کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ قید کرنے کے ساتھ جماع کے مبالغہ بیچ رد کرنے اس شخص کے کہ گمان کرتا ہے کہ جو جان بوجھ کر جماع کرے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور جب کہ جان بوجھ کر جماع کرنے والے کا روزہ نہیں ٹوٹتا تو جو نہانا بھول جائے یا اس سے سو جائے اس کو روزہ بطریق اولی نہ ٹوٹے گا اور یہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو جنابت کی حالت میں صبح کرے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو یہ مذہب ان کا ابتداء میں تھا پھر ثابت ہو چکا ہے کہ اخیر عمر میں انہوں نے اپنے اس قول سے رجوع کیا یا تو اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو غیر کی حدیث پر ترجیح ہے کہ وہ جواز میں صریح ہے باوجود یہ کہ غیر کے حدیث میں احتمال ہے اس واسطے کہ ممکن ہے کہ اس کا حکم استحباب پر محمول ہو یعنی غیر فرض میں مستحب ہے کہ اس کو قضاء کرے اور اسی طرح اس دن روزہ رکھنا بھی نہی تنزیہی پر محمول ہے لیکن بعض تابعین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول پر اڑے ہیں جیسا کہ ترمذی نے نقل کیا پھر ان کے بعد یہ اختلاف دور ہوا اور اس کے خلاف پر اجماع قرار پایا یعنی حالت جنابت میں صبح کرنی بالا جماع جائز ہے جیسا یقین کیا ساتھ اس کے نووی نے لیکن جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو لیتے ہیں ان میں سے بعض نے فرق کیا ہے درمیان اس کے جو جان بوجھ کر جماع کرے اور درمیان اس کے جس کو احتلام ہو اور عطاء سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے یہ مسئلہ پوچھا سو اس نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے سو میری رائے یہ ہے کہ وہ روزہ پورا کرے اور قضاء کرے اور شاید کے اس کے نزدیک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا رجوع ثابت نہیں ہوا اور یہ قضاء کے واجب ہونے میں صریح نہیں اور حسن بن صالح سے بھی منقول ہے کہ قضاء واجب ہے اور طحاوی نے اس سے استحباب نقل کیا یعنی اس کی قضاء مستحب ہے اور ابن عبدالبر نے اس سے اور نخعی سے نقل کیا ہے کہ اگر روزہ فرض ہو تو قضاء واجب ہے اور اگر نفل ہو تو جائز ہے اور یہ سب اختلاف جنبی کے حق میں ہے جو جان کر عورت سے صحبت کرے لیکن اگر کسی کو رمضان کی رات میں احتلام ہو جائے تو اجماع ہے سب کا اس پر کہ وہ اس کو کفایت کرتا ہے لیکن دعوی اجماع ٹھیک نہیں اس واسطے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کو رمضان کی ایک رات میں احتلام ہوا سو وہ طلوع فجر سے پہلے جاگے پھر نہانے سے پہلے سو گئے نہ جاگے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اس نے کہا سو میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فتوی چاہا تو انہوں نے کہا کہ روزہ ٹوٹ گیا اور اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے پس یہ صریح ہے تفرقہ میں اور جو کہتا ہے کہ جنبی کا روزہ صبح کرنے سے ٹوٹ جاتا ہے تو وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور

جمہور کہتے ہیں کہ خاصہ ثابت نہیں ہوتا مگر دلیل سے اور نیز یہ جواب دیتے ہیں کہ وارد ہو چکا ہے صریح جو دلالت کرتا ہے عدم خصوصیت پر جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فتوی پوچھنے آیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا حجاب کے پیچھے سے سنتی تھیں تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو صبح کی نماز نے پایا اس حال میں کہ میں جنبی تھا کیا پس میں روزہ رکھوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو بھی فجر کی نماز پاتی ہے اس حال میں کہ میں جنبی ہوتا ہوں پس میں روزہ رکھتا ہوں اور ابن خزیمہ نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے اس واسطے کہ جب روزہ پہلے فرض ہوا تو روزے کی رات میں سونے سے پہلے کھانا پینا جماع منع تھا پس احتمال ہے کہ فضل کی حدیث میں اس وقت کا ذکر ہو پھر اللہ نے یہ سب چیزیں صبح صادق تک مباح کیں سو جماع کرنے والے کو جائز ہوگا کہ یہ صبح صادق تک جماع کرتا رہے پس اس سے لازم آئے گا کہ اس کا غسل صبح صادق کے بعد واقع ہو پس دلالت کی اس نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث فضل کی حدیث کے واسطے ناسخ ہے اور فضل اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کو ناسخ نہیں پہنچا سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ یہی فتوی دیتے رہے پھر جب ان کو یہ حدیث پہنچی تو اس سے رجوع کیا اور یہی قول ہے ابن منذر اور خطابی وغیرہ کا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے اور یہی بات قوی ہے اور اولی ہے ترجیح سے یعنی بعض کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر ترجیح ہے اس واسطے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس پر اس کی موافقت کی اور دو کی روایت مقدم ہوتی ہے ایک کی روایت پر خاص کر اس وجہ سے کہ وہ دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں اور وہ زیادہ تر جاننے والی ہیں ساتھ اس کے مردوں سے اور نیز اس واسطے کہ ان کی روایت منقول کے موافق ہے کما تقدم من مدلول الآیہ اور نیز موافق ہے معقول کو اور وہ یہ ہے کہ غسل ایک چیز ہے جو انزال کے سبب سے واجب ہوا ہے اور نہانے میں کوئی ایسی چیز نہیں کہ روزے دار پر حرام ہو اس واسطے کہ کبھی روزے داروں کو بھی احتلام ہو جاتا ہے اور واجب ہوتا ہے اس پر نہانا اور نہیں حرام ہوتا اس پر بلکہ وہ بالا جماع روزہ پورا کرے اور اسی طرح اگر اس کو روزے کی رات میں احتلام ہو جائے تو وہ بطریق اولی جائز ہوگا اور روزے دار کو تو صرف منع ہے کہ جان بوجھ کر دن کو جماع نہ کرے اور یہ مشابہ ہے ساتھ اس شخص کے جو احرام کی حالت میں خوشبو لگانے سے منع کرتے ہیں لیکن اگر حلال ہونے کی حالت میں خوشبو لگائے پھر احرام باندھے اور اس پر اس کا رنگ یا بو باقی ہو تو وہ اس پر حرام نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث استحباب پر محمول ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان جواز پر محمول ہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ جائز ہے علماء کو داخل ہونا امیروں پر اور ان کے ساتھ علم کا تذکرہ کرنا اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا ثبوت کا نقل میں اور رجوع کرنا معانی میں طرف اعلم کے اور یہ کہ جس بات میں عورتوں کو اطلاع ہو اس میں ان کی روایت کو ترجیح ہے مردوں کی روایت پر اور یہی حکم ہے مردوں کی روایت کا اور یہ کہ جو امر کا مباشر ہو وہ اعلم ہے ساتھ اس کے مخبر عنہ سے اور یہ کہ اصل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

تمام افعال میں پیروی کرنی ہے جب تک کہ اس کی خصوصیت پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور یہ کہ اگر مفضول افضل سے اپنے معلوم کے خلاف کوئی چیز سنے تو اس کو جائز ہے کہ اس سے بحث کرے یہاں تک کہ اس کی وجہ پر واقف ہو اور یہ کہ اختلاف کے وقت حجت کتاب اور سنت ہے اور یہ کہ خبر واحد کی حجت ہے اور یہ کہ اس میں عورت مرد کی طرح ہے اور اس میں فضیلت ہے واسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ انہوں نے ناحق کا اقرار کیا اور اس کی طرف رجوع کیا اور اس میں استعمال کرنا سلف اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعین کا ہے ارسال کا عدول سے بغیر انکار کے اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اقرار کیا کہ میں نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی باوجود یہ کہ ان کو ممکن تھا کہ وہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ روایت کریں اور یہ کہ علماء کا ادب کیا جائے اور امیروں کے حکم کو بجا لایا جائے جب کہ اطاعت ہو اگرچہ اس میں مامور پر مشقت ہو (تکمیل) حیض اور نفاس والی عورت بھی جنبی کے معنی میں ہے جب کہ اس کا خون رات کو بند ہو پھر نہانے سے پہلے صبح ہو جائے کہ ان کا روزہ بھی صحیح ہے امام نووی نے کہا کہ یہی مذہب ہے سب علماء کا کہ ان کا روزہ صحیح ہے اور بعض سلف سے محکی ہے کہ وہ روزہ ان کا صحیح نہیں یہی محکی ہے اوزاعی اور حسن بن صالح اور عبدالملک سے کہ اگر صبح کے بعد نہائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

بَابُ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّآئِمِ

روزے دار کو عورت کے بدن سے بدن لگانا درست ہے

فائدہ: مباشرت سے مراد اس جگہ جماع نہیں بلکہ صرف بدن سے بدن لگانا ہے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ فَرْجُهَا

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حرام ہے اس پر ستر اس کا

فائدہ: اصل یہ روایت اس طور سے ہے کہ ایک شخص نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ مجھ کو روزے کی حالت میں اپنی عورت سے کیا چیز حلال ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کا فرج حرام ہے یعنی اس کے سوا اور سب چیزیں حلال ہیں۔

۱۷۹۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ.

۱۷۹۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں بوسہ لیتے تھے اور بدن سے بدن لگاتے تھے اور وہ اپنی حاجت کے لیے تم سے زیادہ مالک تھے۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ اسود نے کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا روزے دار روزے کی حالت میں عورت کے بدن سے بدن لگائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہ تو مراد اس سے نہی تنزیہی ہے تا کہ یہ حدیث

عائشہ رضی اللہ عنہا کے پہلے قول کے موافق ہو جائے اور موطا میں بھی ایک روایت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزے دار کو مباشرت حرام نہیں اور نہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے رمضان میں اس حال میں کہ روزے دار ہوتے پس اس میں اشارہ ہے کہ روزے فرض اور نفل میں کچھ فرق نہیں دونوں کا ایک حکم ہے اور اس مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے کہ کیا روزے دار کو روزے کی حالت میں بوسہ لینا اور مباشرت کرنی جائز ہے یا مکروہ سو ایک قوم کا تو یہ مذہب ہے کہ مطلق مکروہ ہے اور یہی مشہور ہے نزدیک مالکیہ کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بوسہ اور مباشرت کو برا جانتے تھے اور ابن منذر وغیرہ نے ایک گروہ سے نقل کی ہے کہ روزے دار کو قبلہ اور مباشرت حرام ہے اور ان کی دلیل یہ آیت ہے کہ اب ان سے مباشرت کرو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دن کو مباشرت کرنی منع ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ آیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے اس کو اللہ کی طرف سے بیان کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کو مباشرت جائز رکھی تو معلوم ہوا کہ مراد اس آیت میں مباشرت سے جماع ہے نہ وہ چیز جو اس سے کم ہے مانند بوسہ وغیرہ کے اور عبداللہ بن شبرمہ ایک فقہاء کوفہ نے فتوی دیا ہے کہ جو روزے کی حالت میں بوسہ لے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور طحاوی نے اس کو ایک سے نقل کیا ہے لیکن ان کا نام نہیں لیا اور الزام دیا ہے ابن حزم نے اہل قیاس کو یہ کہ لاحق کریں روزے کو ساتھ حج کے بیچ منع ہونے مباشرت کے اور مقدمات نکاح کے واسطے اتفاق کہ اس پر کہ وہ دونوں جماع سے باطل ہو جاتے ہیں اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ قبلہ مطلق درست ہے اور منقول ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور یہی قول ہے سعد رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ وغیرہ ایک گروہ کا بلکہ بعض اہل ظاہر نے مبالغہ کیا پس کہا کہ قبلہ مستحب ہے اور دوسرے لوگوں نے جوان اور بوڑھے میں فرق کیا ہے پس کہا کہ بوڑھے کو جائز ہے اور جوان کو مکروہ ہے اور یہ بھی مشہور ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ اگر روزے دار اپنے نفس پر قادر ہو تو اس کو بوسہ لینا درست ہے اور نہیں تو نہیں تا کہ اس کا روزہ سلامت رہے اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور شافعی کا اور مسلم میں ایک حدیث ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جوان اور بوڑھے میں کچھ فرق نہیں بلکہ دونوں کو بوسہ لینا جائز ہے اور اگر بوسہ لے یا مباشرت کرے یا نظر کرے اور اس کو نزال ہو جائے یعنی منی نکل آئے یا مذی آئے تو اہل کوفہ کہتے ہیں کہ روزہ قضاء کرے جب کہ اس کو انزال ہو غیر نظر میں اور اگر اس کو مذی آئے تو اس میں قضاء نہیں اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور امام مالک اور اسحاق کہتے ہیں کہ ہر صورت میں قضاء کرے چاہے منی ہو یا مذی اور کفارہ دے مگر مذی میں نہ دے بلکہ اس میں فقط روزہ قضاء کرے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو اپنی عورت کی خلقت میں غور کرے اس حال میں کہ روزے دار ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور ابن قدامہ نے کہا کہ اگر روزے کی حالت میں بوسہ لے اور اس کی منی نکل آئے تو اس کا روزہ بلا اختلاف ٹوٹ جاتا ہے اور

اس میں نظر ہے اس واسطے کہ ابن حزم نے حکایت کی ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹتا وَسَیَاتِی بَیَانُہٗ.

وَقَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَآرِبُ حَاجَةٌ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ارب کے معنی حاجت کے ہیں

وَقَالَ طَاوُسٌ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ الْأَحْمَقُ لَا حَاجَةَ لَهُ فِي النِّسَآءِ

یعنی اور طاوس نے کہا کہ مراد لفظ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ سے جو قرآن میں واقع ہوا ہے احمق ہے جس کو عورتوں کی حاجت نہ ہو۔

فائدہ: چونکہ اس حدیث میں ارب کا لفظ آیا تھا اس لیے اس کی مناسبت سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس لفظ قرآن کی تفسیر کردی اور ابن جبیر نے کہا کہ مراد اس سے دیوانہ ہے اور عکرمہ نے کہا کہ مراد اس سے نامرد ہے۔ (فتح)

بَابُ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ إِنْ نَظَرَ فَأَمْنَى يُتِمُّ صَوْمَهُ

روزے دار کو اپنی عورت کا بوسہ لینا جائز ہے یعنی اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر روزے دار عورت کی طرف نظر کرے اور اس کی منی نکل آئے تو اپنا روزہ تمام کرے یعنی اگر بے اختیار منی نکل آئے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

۱۷۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ ضَحِكَتْ.

۱۷۹۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیویوں کا بوسہ لیتے تھے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے دار ہوتے پھر عائشہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑی۔

فائدہ: عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہنسنا تو اس واسطے تھا کہ انہوں نے تعجب کیا اس سے کہ جو اس مسئلہ میں مخالف ہے اور یا اپنے نفس سے تعجب کیا جب کہ حدیث بیان کی ساتھ اس چیز کے کہ اس کی مثل کے ذکر سے مرد حیا کرتے ہیں اور یا تنبیہ کی اس پر کہ وہ خود صاحب اس واقع کی ہیں تا کہ اس کا زیادہ اعتبار ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد کو روزے کی حالت میں اپنی عورت کا بوسہ لینا جائز ہے اور مازری نے کہا کہ لائق یہ ہے کہ بوسہ لینے والے کے حال

کا اعتبار کیا جائے پس اگر بوسہ اس کی منی نکال ڈالے تو بوسہ لینا اس کو حرام ہے اس واسطے کہ روزے دار کو انزال کرنا درست نہیں پس اس طرح جو اس طرف پہنچائے وہ بھی درست نہ ہوگا اور اگر اس سے مذی نکلے تو جو اس سے قضاء دیکھتا ہے اس کے نزدیک حرام ہے اور جو قضاء نہیں دیکھتا اس کے نزدیک مکروہ ہے اور اگر بوسہ کسی چیز کی طرف نہ پہنچائے تو پھر اس سے منع کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے مگر بنا بر قول ذریعہ کے اور عجائبات سے ہے یہ حدیث جو حضرت ﷺ سے مروی ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد بوسہ سے پوچھنے والے کو فرمایا کہ بتلا تو کہ اگر تو کلی کرے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یعنی کلی سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور وہ ابتداء پینے کا ہے اور اس کی کنجی ہے جیسے کہ بوسہ جماع کے اسباب سے ہے اور پینا روزے کا توڑ دیتا ہے جیسا کہ اس کو جماع توڑ دیتا ہے اور جیسا کہ ان کے نزدیک ثابت ہو چکا ہے کہ بتداء پینے کا روزے کو فاسد نہیں کرتا اسی طرح بوسہ بھی روزے کو فاسد نہیں کرتا اور غرض اس جگہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس قول سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ روزے کی حالت میں اس کا بوسہ لیتے تھے اور امام نووی نے کہا کہ روزے کی حالت میں بوسہ لینا حرام نہیں اس پر جس کی شہوت نہ ہلے لیکن اولی ترک کرنا اس کا ہے اور جب کہ بوسہ سے شہوت آ جائے اس کو بوسہ لینا حرام ہے اصح قول میں اور بعض کہتے ہیں کہ مکروہ ہے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نفل میں درست ہے اور فرض میں درست نہیں اور امام نووی نے کہا کہ نہیں اختلاف ہے اس میں کہ بوسے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس سے منی نکلے۔

تنبیہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ روزے کی حالت میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبان چوستے تھے سو یہ محمول ہے اس پر کہ چوس کر وہ تھوک پھینک دیتے تھے۔ (فتح)

١٧٩٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيْلَةِ إِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيْضَتِيْ فَقَالَ مَا لَكِ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَخَلْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيْلَةِ وَكَانَتْ هِيَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ

١٧٩٤۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ ایک چادر میں تھی کہ ناگہاں مجھ کو حیض ہوا سو میں سرک گئی اور میں نے اپنے حیض کے کپڑے لیے یعنی جو حیض کے دنوں میں پہنا کرتی تھی سو فرمایا کہ کیا تجھ کو حیض ہوا ہے میں نے کہا کہ ہاں سو میں آپ ﷺ کے ساتھ چادر میں داخل ہوئی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ﷺ دونوں ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور روزے کی حالت میں اس کا بوسہ لیتے تھے۔

وَكَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَآئِمٌ.

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مرد کو روزے کی حالت میں عورت کا بوسہ لینا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ اِغْتِسَالِ الصَّآئِمِ. روزے دار کو روزے کی حالت میں نہانا درست ہے۔

فائدہ: نہانا عام ہے اس سے کہ واجب ہو یا مسنون یا مباح اور گویا کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ روزے دار کو حمام میں داخل ہونا منع ہے سو وہ ضعیف ہے اور حنفیہ نے اسی پر اعتماد کیا ہے کہتے ہیں کہ روزے دار کو نہانا مکروہ ہے۔ (فتح)

وَبَلَّ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ثَوْبًا فَأَلْقَاهُ عَلَيْهِ وَهُوَ صَآئِمٌ بَابُ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کپڑا بھگویا پھر اس پر ڈالا اس حال میں کہ وہ روزے دار تھے

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے دار کو روزے کی حالت میں نہانا درست ہے اس واسطے کہ جب کپڑے کی تری بہت دیر تک بدن پر رہے یہاں تک کہ خشک ہو تو یہ مانند غسل کی ہے یا مانند پانی ڈالنے کی ہے بدن پر وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس اثر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے معارضہ کرنا ہے اس چیز کا جو ابراہیم نخعی سے روایت ہے ساتھ ایسے اثر سے کہ وہ اس سے قوی تر ہے اس واسطے کہ ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ روزے دار کو کپڑے کی تری مکروہ ہے۔ (فتح)

وَدَخَلَ الشَّعْبِيُّ الْحَمَّامَ وَهُوَ صَآئِمٌ اور شعبی حمام میں داخل ہوا اس حال میں کہ وہ روزے دار تھا

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو نہانا درست ہے اس واسطے کہ شعبی روزے کی حالت میں نہانے کے لیے حمام میں گئے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يَّتَطَعَّمَ الْقِدْرَ أَوِ الشَّيْءَ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ڈر ہے روزے دار کو یہ کہ ہانڈی کا ذائقہ چکھے یا کوئی اور چیز چکھے

فائدہ: اس اثر سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو نہانا درست ہے اس واسطے کہ جب کھانے کا منہ میں داخل کرنا اور اس کا چکھنا اور نگلنے کے قریب کرنا روزے کے منافی نہیں تو پانی کا ظاہر بدن پر پہنچانا بطریق اولی منافی نہ ہو گا۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ بِالْمَضْمَضَةِ وَالتَّبَرُّدِ لِلصَّآئِمِ اور حسن نے کہا کہ روزے دار کو کلی کرنا اور پانی سے ٹھنڈک حاصل کرنے کا کچھ ڈر نہیں یعنی ساتھ غسل

وغیرہ کے۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو غسل کرنا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ إِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلْيُصْبِحْ دَهِيْنًا مُتَرَجِّلًا

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب کسی کے روزے کا دن ہو تو چاہیے کہ صبح کرے اس حال میں کہ تیل لگایا ہو اور کنگھی کی ہو۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مناسبت اس اثر کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ رات کو تیل لگانا مقتضی ہے اس بات کو کہ اس کا اثر دن میں باقی رہے اور وہ تر کرتا ہے دماغ کو اور قوی کرتا ہے نفس کو اور یہ غسل سے کئی درجے زیادہ ہے اس واسطے کہ نہانے کی ٹھنڈک ایک ساعت رہتی ہے پھر خشک ہو جاتی ہے بخلاف تیل لگانے کے کہ اس کا اثر بہت دیر تک رہتا ہے میں کہتا ہوں کہ اس کی مناسبت کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ غسل کے مانع کا شاید مذہب یہ ہے کہ مستحب ہے کہ روزے دار پراگندہ حال رہے جیسا کہ حج میں وارد ہوا ہے اور تیل وغیرہ لگانے اس کے مخالف ہونے میں مانند غسل کے ہے اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ روزے دار کو نہانا مکروہ ہے اس واسطے کہ اگر وہ اس وجہ سے مکروہ جانتا ہے کہ مبادہ حلق میں پانی نہ پہنچ جائے تو یہ علت باطل ہے ساتھ کلی کرنے کے اور مسواک کرنے کے اور ہانڈی چکھنے کے اور مانند ان کی کے اور اگر زینت کی وجہ سے مکروہ رکھتا ہے تو بے شک سلف نے روزے دار کو تیل وغیرہ سے زینت حاصل کرنے کو مستحب کہا ہے اس واسطے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان آثار کو اس بیان میں بیان کیا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ إِنَّ لِيْ أَبْزَنَ أَتَقَحَّمُ فِيْهِ وَأَنَا صَائِمٌ

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا ایک چو بچہ ہے کہ میں اس میں داخل ہوتا ہوں اس حال میں کہ میں روزے دار ہوتا ہوں۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو نہانا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

وَيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ اسْتَاكَ وَهُوَ صَائِمٌ

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا جاتا ہے کہ آپ نے روزے کی حالت میں مسواک کی

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ يَسْتَاكُ أَوَّلَ النَّهَارِ وَآخِرَهُ وَلَا يَبْلَعُ رِيْقَهُ

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما روزے کی حالت میں دن کے اول اور آخر میں مسواک کیا کرتے تھے اور اپنی تھوک کو نگلتے نہیں تھے۔

فائدہ: اور مناسبت اس اثر کی قریب ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اثر میں بیچ

چکھنے ہانڈی کے۔

وَقَالَ عَطَاءٌ إِنِ ازْدَرَدَ رِيقَهُ لَا أَقُوْلُ يُفْطِرُ

اور عطاء نے کہا کہ اگر وہ تھوک نگل لے تو میں یہ نہیں کہتا کہ اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا

وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ لَا بَأْسَ بِالسِّوَاكِ الرَّطْبِ قِيْلَ لَهُ طَعْمٌ قَالَ وَالْمَآءُ لَهُ طَعْمٌ وَأَنْتَ تَمَضْمِضُ بِهِ.

اور ابن سیرین نے کہا نہیں ڈر ہے ساتھ مسواک تر کے کسی نے کہا کہ اس کا ذائقہ ہے اس نے کہا کہ پانی کا بھی ذائقہ ہے حالانکہ تو اس سے کلی کرتا ہے۔

وَلَمْ يَرَ أَنَسٌ وَالْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيْمُ بِالْكُحْلِ لِلصَّآئِمِ بَأْسًا

اور نہیں دیکھا انس رضی اللہ عنہ اور حسن اور ابراہیم نے ساتھ سرمہ کے روزے دار کو کچھ ڈر

١٧٩٥۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَأَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ حُلْمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ.

١٧٩٥۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاتے آپ کو فجر رمضان میں بغیر احتلام کے پس غسل کرتے اور روزہ رکھتے۔

١٧٩٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كُنْتُ أَنَا وَأَبِيْ فَذَهَبْتُ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِّنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُوْمُهُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ.

١٧٩٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتی ہوں کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کرتے تھے اس حال میں کہ جنبی ہوتے تھے جماع کے سبب سے سوائے احتلام کے پھر روزہ رکھتے راوی نے کہا کہ پھر ہم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے سو اس نے بھی اسی طرح کہا ابو جعفر نے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ سے پوچھا کہ جب کوئی روزے کو توڑ ڈالے تو کیا جماع کرنے والے کی طرح کفارہ دے اس نے کہا کہ نہیں کیا تو حدیثوں کو نہیں دیکھتا کہ وہ روزہ قضاء نہیں ہوتا اگرچہ ساری عمر روزہ رکھے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو روزے کی حالت میں نہانا درست ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ الصَّآئِمِ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا

اگر روزے دار روزے کی حالت میں بھول کر کھا جائے یا پی لے تو کیا اس پر قضاء واجب ہے یا نہیں

فائدہ: اس مسئلے میں اختلاف ہے سو جمہور کا تو یہ مذہب ہے کہ اس پر قضاء واجب نہیں اور امام مالک سے روایت ہے کہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضاء واجب ہوتی ہے اور یہی مشہور ہے قول امام مالک رحمہ اللہ کا اور اس کے اصحاب کا لیکن وہ فرض اور نفل میں فرق کرتے ہیں اور شاید کہ مالک کو یہ حدیث نہیں پہنچی اور یا محمول کیا ہے اس کو رفع اثم پر۔

وَقَالَ عَطَاءٌ إِنِ اسْتَنْثَرَ فَدَخَلَ الْمَآءُ فِي حَلْقِهِ لَا بَأْسَ إِنْ لَّمْ يَمْلِكْ

اور عطاء نے کہا کہ اگر روزے دار ناک میں پانی لے اور پانی اس کے حلق میں داخل ہو تو اس کا کوئی ڈر نہیں اگر اس کے پھیرنے پر قادر نہ ہو۔

فائدہ: اور اگر اس کے پھیرنے پر قادر ہو اور اس کو نہ پھیرے اور وہ حلق میں داخل ہو جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بھول کر کھا پی لینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اس واسطے کہ وہ اس پر بھی قادر نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ دَخَلَ حَلْقَهُ الذُّبَابُ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ

اور حسن نے کہا کہ اگر روزے دار کے حلق میں مکھی داخل ہو تو اس پر کچھ نہیں یعنی اس کا روزہ فاسد نہیں ہوتا

فائدہ: اور مناسبت ان دونوں اثروں کی واسطے باب کی اس وجہ سے ہے کہ جو حلق میں پانی یا مکھی داخل ہونے سے مغلوب ہو اس کو اس میں اختیار نہیں مانند ناسی کی یعنی بھولنے والے کی اور ابن منیر نے کہا کہ مغلوب بھی ناسی میں داخل ہے واسطے جمع ہونے ان دونوں کے ترک عمد میں اور سلب اختیار میں یعنی دونوں میں اختیار نہیں اور ابن منذر نے اتفاق بیان کیا ہے اس پر کہ اگر روزے کی حالت میں کسی کے حلق میں مکھی داخل ہو تو اس پر کوئی چیز نہیں لیکن اشہب سے منقول ہے کہ محبوب تر ہے یہ طرف میری یہ کہ قضاء کیا جائے اور ابن منیر نے کہا کہ مکھی کے داخل ہونے میں زیادہ تر مغلوب ہونا ہے پانی کے داخل ہونے سے اس واسطے کہ مکھی خود بخود حلق میں داخل ہوتی ہے بخلاف استنشاق اور مضمضہ کے کہ وہ اس کے سبب سے پیدا ہوتا ہے اور ابراہیم نے کہا کہ اگر اس کو کلی کے وقت روزہ یاد ہو تو اس پر قضاء واجب ہے سوائے بھولنے والے کے اور شعبی سے روایت ہے کہ اگر نماز کے لیے ہو تو قضاء نہ کرے نہیں تو قضاء کرے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ وَمُجَاهِدٌ إِنْ جَامَعَ نَاسِيًا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ

اور حسن اور مجاہد نے کہا کہ اگر روزے کی حالت میں بھول کر جماع کرے تو اس پر کوئی چیز نہیں

فائدہ: اور حسن سے روایت ہے کہ وہ بمنزلہ اس شخص کے ہے جو بھول کر کھا پی لے اور ظاہر ہوئی ساتھ اس اثر حسن

کے مناسبت ذکر اس اثر کے واسطے باب کے اور نیز ابن جریج سے روایت ہے کہ اس نے عطاء سے پوچھا کہ اگر کوئی رمضان میں بھول کر اپنی عورت سے صحبت کر لے تو اس کا کیا حکم ہے عطاء نے کہا کہ یہ بھولنا نہیں اس پر قضاء ہے اور یہی مذہب ہے اوزاعی اور مالک اور لیث اور احمد کا اور ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور ان سب نے فرق کیا ہے درمیان کھانے اور جماع کے یعنی کھانے میں کفارہ نہیں اور جماع میں کفارہ ہے اور احمد کا مشہور قول یہ ہے کہ اس پر بھی کفارہ واجب ہے اور حجت ان کی یہ ہے کہ بھول کر جماع کرنے والے کی حالت کھانے والے کی حالت سے قاصر ہے اور الحاق کیا ہے ساتھ اس کے بعض شافعیہ نے اس شخص کو جو بہت کھا لے واسطے نادر ہونے اس بھول کے اور ابن دقیق نے کہا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ جو بھول کر کھا پی لے اس پر قضاء واجب ہے اور اسی کو قیاس چاہتا ہے اس واسطے کہ روزے کا رکن فوت ہو چکا ہے اور وہ مامورات کے باب سے ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ نسیان مامورات میں اثر نہیں کرتا اور عمدہ دلیل اس شخص کی جو قضاء کو واجب نہیں کہتا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کرنے کا حکم کیا اور نام رکھا اس کا جو روزہ تمام کرے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ محمول ہے حقیقت شرعیہ پر پس تمسک کیا جائے گا ساتھ اس کے یہاں تک کہ کوئی دلیل دلالت کرے کہ مراد اس جگہ روزے سے حقیقت لغویہ ہے اور گویا کہ وہ اشارہ کرتا ہے ساتھ اس طرف قول ابن قصار کا کہ اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ چاہیے کہ اپنا روزہ تمام کرے یہ ہے کہ وہ شخص اس میں داخل ہوا ہو اور نہیں اس میں نفی قضاء کی اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ہی نے اس کو کھلایا پلایا ہے تو اس سے استدلال کیا جاتا ہے اس پر کہ روزہ صحیح ہے واسطے اشعار کرنے اس کی کے ساتھ اس بات کی کہ جو معنی اس سے صادر ہوا ہے وہ مصلوب ہے اضافت کرنے سے طرف اس کے یعنی یہ نہیں کہا جاتا کہ اس نے کھایا یا پیا بلکہ اللہ نے اس کو کھلایا سو اگر اس کا روزہ ٹوٹ جاتا تو البتہ اس کی طرف کھانے کا حکم منسوب کیا جاتا اور کہا کہ معلق کرنا حکم کا ساتھ کھانے اور پینے کے باعتبار غالب کے ہے اس واسطے کہ جمع کا نسیان بہ نسبت ان دونوں کے بہت کم ہے اور ذکر غالب کا مفہوم کو تقاضہ نہیں کرتا اور اس میں اختلاف کیا ہے ان لوگوں نے جو قائل ہیں ساتھ اس کے کہ بھول کر کھانے سے قضاء واجب نہیں ہوتی ہے اور جو لوگ کہ روزے کے فاسد ہونے کے قائل ہیں ان کو اختلاف ہے اس میں کہ کیا قضاء کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے یا نہیں باوجود اتفاق ان کے کہ ناسی کا کھانا اس کو واجب نہیں کرتا اور دار و مدار اس سب اختلاف کا اس پر ہے کہ بھول کر جماع کرنے والے کی حالت بھول کر کھانے والے کی حالت سے قاصر ہے اور جو ارادہ کرے الحاق جماع کا ساتھ منصوص علیہ کے یعنی کھانے پینے کے سوائے اس کے نہیں کہ طریق اس کا قیاس ہے کہ اس نے اس کو بھول کر کھانے پینے پر قیاس کیا ہے اور قیاس ساتھ وجود فارق کے مشکل ہے مگر قیاس کرنے والے نے بیان کر دیا کہ وصف فارق لغو ہے اور بعض شافعیہ نے جواب دیا ہے اس طرح کہ بھول کر جماع کرنے والے پر قضاء کا نہ واجب

ہونا ماخوذ ہے اس لفظ کے عموم سے جو اس حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ جو افطار کرے مہینے رمضان میں اس واسطے کہ افطار عام ہے اس سے کھانے پینے سے ہو یا جماع سے اور سوائے اس کے نہیں کہ دوسرے طریق میں جو صرف کھانے پینے کو ذکر کیا ہے تو یہ باعتبار اغلب اور اکثر کے ہے از روئے وقوع کے اور واسطے نہ بے پرواہ ہونے کی ان سے اکثر اوقات میں۔(فتح)

۱۷۹۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا ابْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَسِيَ فَأَكَلَ وَشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ.

۱۷۹۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بھول کر روزے کی حالت میں کھا لے یا پی لے تو چاہیے کہ اپنا روزہ تمام کرے اس واسطے کہ اللہ ہی نے اس کو کھلایا اور پلایا ہے۔

فائدہ: ابن عربی نے کہا کہ تمسک کیا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کی شہروں کے تمام فقہاء نے اس پر کہ اگر بھول کر روزے کی حالت میں کھا پی لے تو اس پر روزے کی قضاء واجب نہیں تمام فقہاء نے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا اس پر قضاء واجب ہے اس واسطے کہ فطر ضد ہے صوم کی اور امساک رکن ہے روزے کا پس مشابہ ہوا ساتھ اس کے کہ اگر نماز سے ایک رکعت بھول جائے یعنی جیسا کہ اس میں قضاء واجب ہے ویسے ہی روزے میں بھی واجب ہے اور دار قطنی نے اس میں یہ لفظ زیادہ کیا کہ تجھ پر قضاء نہیں سو ہمارے علماء نے اس کی یہ تاویل کی ہے معنی اس کے یہ ہیں کہ تجھ پر اب قضاء نہیں اور یہ تعصف ہے اور سوائے اس کے کہ ہم کہتے ہیں کاش کہ یہ حدیث صحیح ہوتی پس ہم اس کی پیروی کرتے اور نہیں کہتے ہم یہ مگر مالک کے اصل پر کہ خبر واحد اگر قواعد کے مخالف آئے تو اس کے ساتھ عمل نہ کیا جائے گا پس جب پہلی حدیث موافق قاعدے کے آئی اس پر گناہ نہیں اس پر ہم نے عمل کیا اور چونکہ دوسری حدیث قواعد کے موافق نہیں تو اس پر ہم نے عمل نہ کیا اور قرطبی نے کہا کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے اس شخص نے جو قضاء کو واجب نہیں کہتا اور اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں قضاء کا ذکر نہیں پس محمول ہوگی اس پر کہ اس سے مواخذہ ساقط ہے یعنی اس پر اس کا مواخذہ نہ ہوگا اس واسطے کہ مطلوب روزہ دن کا ہے کہ اس میں جزم نہ ہو لیکن دار قطنی نے اس میں سکوت قضاء روایت کی ہے اور وہ نص ہے احتمال کو قبول نہیں کرتی لیکن اس کی صحت میں شک ہے پس اگر صحیح ہو تو اس پر عمل کرنا واجب ہوگا اور قضاء ساقط ہوگی اور بعض مالکیہ نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ حدیث نفل روزے پر محمول ہے جیسا کہ محکی ہے ابن شعبان سے اور اسی طرح کہا ہے ابن قصار نے اور اس کی علت یہ بیان کی کہ حدیث میں تعین رمضان کی واقع نہیں پس محمول ہوگی روزے نفل پر اور مہلب وغیرہ نے کہا کہ حدیث میں اس بات قضاء کا ذکر نہیں پس محمول ہوگی اس پر کہ اس سے کفارہ ساقط ہے اور اس کا عذر ثابت ہے اور گناہ اس سے دور

ہے اور اس کی رات کی نیت بدستور قائم ہے اور جواب اس سب کا یہ ہے جو کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ساتھ اس لفظ کے من افطر فی شھر رمضان ناسیا فلا قضاء علیه و لا کفارة یعنی جو بھول کر رمضان میں روزہ کھول ڈالے تو نہ اس پر قضاء ہے اور نہ کفارہ پس اس حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی تبیین کر دی ہے کہ قضاء اس سے ساقط ہے اور یہ حدیث حسن ہے پس صحیح ہے حجت پکڑنی ساتھ اس کے اور نیز مضبوط کی جاتی ہے یہ حدیث ساتھ اس کے کہ فتویٰ دیا ہے ساتھ اس کے ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم نے اور کسی نے ان کی مخالفت نہیں کی انہیں میں سے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما پھر وہ موافق ہے واسطے اس آیت کی کہ لیکن پکڑتا ہے تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تمہارے دلوں نے کمایا پس بولنا دل کی کمائی میں سے نہیں اور موافق ہے واسطے قیاس کے بیچ باطل کرنے نماز کے ساتھ جان کر کھانے کے نہ ساتھ بھول کر کھانے کی پس اسی طرح روزہ بھی ہے اور جو قیاس کہ ابن عربی نے ذکر کیا ہے وہ قبول نہیں اس واسطے کہ وہ نص کے مقابلے میں ہے اور رد کرنا اس کو واسطے حدیث کے باوجود صحیح ہونے اس کے ساتھ ہونے اس کی خبر واحد مخالف قاعدے کے مسلم نہیں اس واسطے کہ وہ قاعدہ مستقل ہے ساتھ روزے کے سو جو معارضہ کرے اس کا ساتھ قیاس کے نماز پر اس نے ایک قاعدے کو دوسرے قاعدے میں داخل کیا اور اگر کھولا جائے دروازہ رد کرنے حدیثوں صحیح کا ساتھ مثل اس کے تو بہت کم حدیثیں باقی رہیں گی اور اس حدیث میں بیان ہے اللہ کی مہربانی کا ساتھ بندوں کے اور آسانی کرنے کا ساتھ ان کے اور دور کرنے جرج کا ان سے۔ (فتح)

بَابُ سِوَاكِ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ لِلصَّآئِمِ

روزے دار کو روزے کی حالت میں مسواک کرنی درست ہے خواہ مسواک خشک ہو یا تر

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے طرف رد کرنے کے اس شخص کی جو کہتا ہے کہ روزے دار کو تر مسواک کرنی مکروہ ہے مانند مالکیہ اور شعبی کے اور پہلے گزر چکا ہے کہ ابن سیرین نے مسواک تر کو پانی پر قیاس کیا جس کے ساتھ کلی کی جائے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے نقطہ بیچ وارد کرنے حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کے جو وضو کے بیان میں ہے اس باب میں اس واسطے کہ اس میں ہے کہ اس نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور کہا کہ جو میری طرح وضو کرے جیسے میں نے یہ وضو کیا اور نہیں فرق کیا روزے دار اور غیر روزے دار کے اور تائید پاتا ہے یہ ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ وَهُوَ صَآئِمٌ مَا لَا أُحْصِيْ أَوْ أَعُدُّ.

اور عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ روزے کی حالت میں مسواک کرتے تھے اس قدر کہ میں نہیں گن سکتا یعنی بہت دفع مسواک

کرتے دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے دار کو مسواک کرنی درست ہے یعنی خواہ مسواک خشک ہو یا تر اور مناسبت اس کی ساتھ باب کے اس طور سے ہے کہ اس میں اشعار ہے ساتھ لازم پکڑنے مسواک کے اور نہیں خاص کیا تر کو خشک سے اور یہ بنا بر طریقے امام بخاری رحمہ اللہ کے ہے کہ مطلق عام کے معنی میں ہے اور یہ کہ جو چیز اشخاص میں عام ہے وہ احوال میں بھی عام ہے تو معنی اس کے یہ ہیں کہ ہر شخص کو ہر حال میں مسواک کرنی درست ہے اور تحقیق اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس کی اخیر ترجمہ میں کہ نہیں خاص کیا روزے دار کو غیر اس کے سے اور نہیں خاص کیا تر مسواک کو خشک سے اور اس تقریر سے ظاہر ہوگی مناسبت تمام ان حدیثوں کی اور اثروں کی جن کو اس باب میں بیان کیا ساتھ ترجمہ اور جامع واسطے ان سب کے قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ البتہ حکم کرتا ان کو میں مسواک کا ساتھ ہر وضو کے اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسواک کرنی جائز ہے ہر وقت میں اور ہر حال میں اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے روزے دار کے لیے مسواک کا جائز ہونا اول دلیل سے نکالا پھر اس کو عام دلیلوں سے نکالا جو شامل ہیں مسواک کرنے والے کے احوال کو اور مسواک کے احوال کو پھر اس کو اس چیز سے نکالا جو مسواک سے عام تر ہے اور وہ کلی کرنی ہے اس واسطے کہ وہ ابلغ ہے مسواک سے۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ.

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو میں ان کو ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مسواک کرنی ہر شخص کو ہر حال میں ہر قسم کی مسواک کے خواہ آدمی روزے دار ہو یا نہ ہو اور خواہ زوال سے پہلے ہو یا پیچھے اور خواہ مسواک تر ہو یا خشک۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

وَيُرْوٰى نَحْوُهٗ عَنْ جَابِرٍ وَّزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَخُصَّ الصَّآئِمَ مِنْ غَيْرِهٖ وَقَالَتْ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ.

اور روایت ہے مانند اس کی جابر سے اور زید سے انہوں نے روایت کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہیں خاص کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے دار کو اس کے غیر سے، اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ مسواک پاک کرنی والی ہے منہ کو اور سبب ہے واسطے رضا مندی اللہ کے۔

فائدہ: یہ حدیث بھی عام ہے۔ کما مر۔

وَقَالَ عَطَاءٌ وَّقَتَادَةُ يَبْتَلِعُ رِيْقَهٗ

اور عطاء اور قتادہ نے کہا کہ روزے دار کو اپنی تھوک کا نگلنا درست ہے

فائدہ: اور مناسبت اس کی ساتھ باب کے اس جہت سے ہے کہ نہایت اس چیز کا کہ خوف کیا جاتا ہے مسواک تر سے یہ ہے کہ اس سے کوئی چیز منہ میں داخل ہو جائے اور یہ چیز کلی کے پانی کی طرح ہے سو جب اس کو اپنے منہ سے پھینک دے تو نہ نقصان پہنچائے گا اس کو بعد اس کے یہ کہ اپنی تھوک نگل جائے۔ (فتح)

١٧٩٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ حُمْرَانَ رَأَيْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْمَرْفِقِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى إِلَى الْمَرْفِقِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرٰى ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهٗ فِيْهِمَا بِشَيْءٍ إِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

١٧٩٨۔ حمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا سو اپنے ہاتھ پر پانی ڈالا پھر تین بار کلی کی اور ناک جھاڑا پھر اپنا منہ دھویا تین بار پھر اپنا داہنا ہاتھ کہنی تک دھویا تین بار پھر اپنا بایاں ہاتھ کہنی تک دھویا تین بار پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر اپنا داہنا پاؤں تین بار دھویا پھر اپنا بایاں پاؤں تین بار دھویا پھر کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر فرمایا کہ جو میری طرح وضو کرے جیسے میں نے یہ وضو کیا ہے پھر دو رکعت خشوع سے نماز پڑھے اس میں نماز کے علاوہ کوئی خیال نہ کرے تو اس کے اگلے گناہ سب معاف ہو جائیں گے۔

فائدہ: وجہ مناسبت اس حدیث کی باب سے پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمَنْخِرِهِ الْمَآءَ وَلَمْ يُمَيِّزْ بَيْنَ الصَّآئِمِ وَغَيْرِهٖ.

باب ہے بیچ بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جب کوئی وضو کرے تو چاہیے کہ اپنے ناک کے سوراخ میں پانی ڈالے اور نہیں جدا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے دار کو اس کے غیر سے۔

فائدہ: یہ اخیر قول امام بخاری رحمہ اللہ کی فقاہت سے ہے اور وہ اسی طرح ہے اصل استنشاق میں لیکن ثابت ہو چکی ہے جدائی روزے دار کی اس کے غیر سے اس میں مبالغہ کرنے میں جیسا کہ اصحاب سنن نے لقیط بن صبرہ سے روایت کی ہے کہ مبالغہ کر استنشاق میں مگر یہ کہ تو روزے دار ہو اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس تفصیل کی ساتھ لا کر اثر حسن کے اُس کے بعد۔

وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ بِالسَّعُوْطِ لِلصَّآئِمِ إِنْ لَّمْ يَصِلْ إِلٰى حَلْقِهٖ وَيَكْتَحِلُ.

اور حسن بصری نے کہا کہ نہیں ڈر ہے روزے دار کو ساتھ نسوار کے اگر اس کے حلق میں نہ پہنچے اور سرمہ ڈالے۔

فائدہ: اور اہل کوفہ اور اوزاعی اور اسحاق نے کہا کہ جو روزے میں نسوار لے اس پر روزے کی قضاء واجب ہے یعنی خواہ اس کے حلق میں پہنچے یا نہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ نہیں واجب ہے قضاء مگر پانی اس کے حلق میں جائے۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ تَمَضْمَضَ ثُمَّ أَفْرَغَ مَا فِيْ فِيْهِ مِنَ الْمَآءِ لَا يَضِيْرُهٗ إِنْ لَّمْ يَزْدَرِدْ رِيْقَهٗ وَمَاذَا بَقِيَ فِيْ فِيْهِ وَلَا يَمْضَغُ الْعِلْكَ فَإِنِ ازْدَرَدَ رِيْقَ الْعِلْكِ لَا أَقُوْلُ إِنَّهٗ يُفْطِرُ وَلٰكِنْ يُنْهٰى عَنْهُ فَإِنِ اسْتَنْثَرَ فَدَخَلَ الْمَآءُ حَلْقَهٗ لَا بَأْسَ لَمْ يَمْلِكْ.

اور عطاء نے کہا کہ اگر روزے دار کلی کرے پھر منہ سے پانی پھینک دے تو نہیں نقصان پہنچاتا اس کو یہ کہ اس کی تھوک نگلے اور کیا چیز باقی ہے اس کے منہ میں یعنی کوئی چیز اس کے منہ میں باقی نہیں رہتی مگر اثر پانی کا اور اس کا نگلنا اس کو کچھ نقصان نہیں پہنچاتا اور نہ چبائے روزے دار مصطگی کو اور اگر مصطگی کی تھوک نگل لے تو میں نہیں کہتا ہوں کہ اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن اس کو اس سے منع کیا جائے۔

فائدہ: اور ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ نہیں کوئی چیز روزے دار پر اس چیز میں کہ نگلے اس کو اس چیز سے کہ جاری ہوتی ہے ساتھ تھوک کے اس چیز سے کہ اس کے دانتوں میں ہے جس کے نکالنے پر قادر نہیں اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ جب اس کے دانتوں میں گوشت ہو اور اس کو جان بوجھ کر کھا لے تو اس پر قضاء نہیں اور جمہور اس کے مخالف ہیں اس واسطے کہ وہ کھانے میں شمار کیا جاتا ہے اور مصطگی کے چبانے میں اکثر علماء نے رخصت دی ہے اس سے کوئی چیز دھوئی نہ جاتی ہو اور اگر اس سے کوئی چیز دھوئی جاتی ہو تو وہ خشک کرنے والی ہے اور پیاس لگانے والی ہے تو وہ اس وجہ سے مکروہ ہو گی۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا جَامَعَ فِيْ رَمَضَانَ

اگر کوئی رمضان میں جماع کرے یعنی جان بوجھ کر اور

جانتا ہو تو واجب ہے اس پر کفارہ۔

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَّلَا مَرَضٍ لَّمْ يَقْضِهِ صِيَامُ الدَّهْرِ وَإِنْ صَامَهُ وَبِهِ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالشَّعْبِيُّ وَابْنُ جُبَيْرٍ وَإِبْرَاهِيْمُ وَقَتَادَةُ وَحَمَّادٌ يَقْضِي يَوْمًا مَكَانَهُ.

اور ذکر کیا جاتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بطور مرفوع کے کہ جو رمضان میں ایک دن روزہ توڑے بغیر عذر کے اور بغیر بیماری کے تو نہیں قضاء ہوتا اس سے روزہ ساری عمر کا اگرچہ ساری عمر روزہ رکھے اور یہی قول ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اور سعید بن مسیّب اور شعبی اور ابن جبیر اور ابراہیم اور قتادہ اور حماد نے کہا کہ اس کے بدلے ایک روزہ قضا کرے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اشارہ کیا بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس حدیث کی طرف اس کی جو کھانے پینے کے ساتھ روزہ توڑے اس پر کفارہ واجب ہے واسطے قیاس کرنے کے جماع پر اور جامع ان کے درمیان توڑنا حرمت مہینے کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ عمداً روزے کو توڑ دے اور ظاہر یہ ہے کہ اشارہ کیا گیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اثار کے جن کو ذکر کیا طرف اس کی کہ قضاء کا واجب ہونا سلف کے درمیان مختلف فیہ ہے اور اگر جماع سے روزہ توڑے تو اس میں کفارہ ضروری ہے اور اشارہ کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح نہیں اور بر تقدیر صحت پس ظاہر اس کا قوی کرتا ہے اس شخص کے مذہب کو جو کہتا ہے کہ اگر کھانے سے روزہ توڑے تو اس پر قضاء نہیں بلکہ وہ روزہ اس کے ذمہ رہتا ہے واسطے زیادتی کے اس کی سزا میں اس واسطے کہ قضاء کرنا اس واسطے مشروع ہوا ہے کہ گناہ دور ہو جائے لیکن عدم قضاء سے عدم کفارے کا لازم نہیں آتا اس چیز میں کہ اس کا حکم اس میں آچکا ہے اور وہ جماع ہے اور فرق درمیان توڑنے حرمت کے ساتھ جماع کے اور کھانے کے ظاہر ہے۔ (فتح)

۱۷۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ يَزِيْدَ بْنَ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ أَخْبَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ بْنِ خُوَيْلِدٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ إِنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ احْتَرَقَ قَالَ مَا لَكَ قَالَ أَصَبْتُ أَهْلِيْ فِيْ

۱۷۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں دوزخ کی آگ میں جلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا سو اس نے کہا کہ میں نے رمضان میں اپنی عورت سے صحبت کی سو کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بڑا تھیلہ لایا جس کو عرق کہتے ہیں یعنی اس میں ساٹھ سیر کھجوریں سماتی ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہاں ہے جلا ہوا اس نے کہا میں حاضر ہوں فرمایا اس کو خیرات کر۔

رَمَضَانَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِكْتَلٍ يُدْعَى الْعَرَقَ فَقَالَ أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ قَالَ أَنَا قَالَ تَصَدَّقْ بِهٰذَا.

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ میں آگ میں جلا تو یہ اس وجہ سے کہا کہ جب اس نے اعتقاد کیا کہ گناہ کا مرتکب آگ سے عذاب کیا جاتا ہے تو اپنے نفس پر اطلاق کیا کہ وہ جل گیا اور حضرت ﷺ نے بھی اس کے لیے یہ وصف ثابت کی چنانچہ فرمایا کہ کہاں ہے جلا ہوا واسطے اشارت کرنے کے اس طرف کہ اگر اس نے اس پر اصرار کیا تو آگ کا مستحق ہوگا اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ اس نے جماع جان بوجھ کر کیا تھا کما سیاتی اور ایک روایت میں آیا کہ میں نے اپنی عورت سے صحبت کی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خیرات کر اس نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جا وہ بیٹھ گیا سو ایک مرد سامنے آیا اس حال میں کہ گدھے کو ہانکتا تھا اس پر کھانا تھا سو فرمایا کہ کہاں ہے جلا ہوا اب سو وہ شخص کھڑا ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خیرات کر اس نے کہا کہ کیا میں اپنے غیر پر خیرات کروں سو قسم ہے اللہ کی البتہ ہم بھوکے ہیں فرمایا تم ہی اس کو کھاؤ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس واسطے کہ اس نے کہا ہے کہ اگر رمضان میں جماع کرے تو اس کا کفارہ صرف کھانا کھلانا ہے سوائے روزے اور آزاد کرنے غلام کے اور اس میں اس کے لیے دلیل نہیں اس واسطے کہ یہ قصہ ایک ہے اور دوسرے طریق میں روزے اور عتق کا ذکر بھی آ چکا ہے اور تحقیق یاد رکھا اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور بیان کیا اس کو پورا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو مختصر بیان کیا اس جواب کی طرف طحاوی نے اشارہ کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ اختصار بعض راویوں کی طرف سے ہے اس واسطے کہ روایت کیا ہے اس کو عبدالرحمٰن بن حارث نے محمد بن جعفر سے ساتھ اسی اسناد کے مفسر طور سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت ﷺ ایک سائے میں بیٹھے تھے سو بنی بیاضہ سے ایک مرد آپ ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں جل گیا کہ میں نے اپنی عورت سے صحبت کی رمضان میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک غلام آزاد کر اس نے کہا کہ میں غلام نہیں پاتا فرمایا کہ ساٹھ مسکین کو کھانا کھلا اس نے کہا کہ یہ بھی میرے پاس نہیں اور ایک روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ہے کہ اگر کھایا ہو تو اختیار ہے کوئی کفارہ دے اور اگر جماع کیا ہو تو صرف کھانا دے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا جَامَعَ فِي رَمَضَانَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ شَيْءٌ فَتُصُدِّقَ عَلَيْهِ فَلْيُكَفِّرْ

اگر کوئی رمضان میں جماع کرے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو اور اس پر خیرات کی جائے تو چاہیے کہ کفارہ دے

فائدہ: یعنی قصداً جان بوجھ کر جماع کرے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو یعنی نہ غلام آزاد کر سکے نہ کھانا کھلا سکے اور نہ روزے رکھ سکے اور اس پر خیرات کی جائے یعنی بقدر اس کے کہ اس کو کفایت کرے تو چاہیے اس کے ساتھ کفارہ

دے اس واسطے کہ اب وہ واجد ہوگیا ہے کہ اس کے پاس کھانا موجود ہے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ مفلس ہونے سے کفارہ ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا۔

۱۸۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَآءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ مَا لَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِيْ وَأَنَا صَآئِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا فَقَالَ فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَمَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهَا تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ فَقَالَ أَنَا قَالَ خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ الرَّجُلُ أَعَلٰى أَفْقَرَ مِنِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيْدُ الْحَرَّتَيْنِ أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهٗ ثُمَّ قَالَ أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ.

۱۸۰۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اچانک ایک مرد آپ ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں ہلاک ہوا فرمایا کیا حال ہے تیرا اس نے کہا کہ میں اپنی عورت پر گرا یعنی اس سے صحبت کی اس حال میں کہ میں روزے دار تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو غلام پاتا ہے کہ اس کو آزاد کرے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کیا تو طاقت رکھتا ہے یہ کہ روزے رکھے دو مہینے کے پے در پے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کیا تو مقدور رکھتا ہے ساٹھ مسکینوں کو کھلانے کا اس نے کہا کہ نہیں راوی نے کہا سو حضرت ﷺ ٹھہرے رہے یعنی انتظار کی کہ کوئی کچھ لائے سو جس حالت میں کہ ہم اس طرح بیٹھے تھے کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک ٹوکرا آیا اس میں کچھ کھجوریں تھیں اور عرق تھیلے کو کہتے ہیں جو پٹھے کا بنا ہوا ہوتا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہاں ہے سائل اس نے کہا کہ میں حاضر ہوں فرمایا کہ اس کو لے اور اس کو اللہ خیرات کر سو اس مرد نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا خیرات کروں میں اس پر جو مجھ سے زیادہ تر محتاج ہو پس قسم ہے اللہ کی مدینے کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان میرے گھر والوں سے کوئی زیادہ محتاج نہیں اور مراد اس کی دونوں طرف سے دو پہاڑیاں ہیں کہ مدینے سے مشرق اور مغرب میں واقع ہیں سو حضرت ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے اگلے دانت ظاہر ہوئے پھر فرمایا کہ یہ کھجوریں اپنے گھر والوں کو کھلا۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ میں ہلاک ہوا تو استدلال کیا گیا ہے اس سے کہ اس نے جان کر جماع کیا تھا اس

واسطے کی ہلاک ہونا اور جلنا مجاز ہے گناہ سے جو اس کی طرف پہنچائے اور جب یہ بات قرار پا چکے تو اس میں حجت نہیں کہ بھول کر جماع کرنے والے پر بھی کفارہ واجب ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور یہی مشہور ہے امام مالک رحمہ اللہ سے اور امام احمد رحمہ اللہ اور بعض مالکیہ سے روایت ہے کہ ناسی پر بھی کفارہ واجب ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جماع سے استفسار نہیں کیا کہ عمداً تھا یا بھول سے اور ترک استفسار فعل میں بجائے قول کے ہوتا ہے جیسا کہ مشہور ہے اور جواب یہ ہے کہ تحقیق ظاہر ہو چکا تھا حال اس کا ساتھ قول اس کے کہ میں ہلاک ہوا اور جل گیا اس سے معلوم ہوا کہ وہ عامد تھا اور حرمت کو جانتا تھا اور نیز پس داخل ہونا بھول کا جماع میں رمضان کے دن میں بہت بعید ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو کسی گناہ کا مرتکب ہو جس میں حد نہیں اور وہ فتوی پوچھنے کو آئے تو اس کو تعزیر نہ دی جائے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تعزیر نہ دی باوجود یہ کہ اس نے گناہ کا اقرار کیا تھا اور نیز اس کو فتوی طلب کرنے کے لیے آنا ندامت اور توبہ کو چاہتا ہے اور تعزیر تو اصلاح چاہنے کے واسطے ہوتی ہے اور نیز اگر اس کو سزا دی جائے تو البتہ ہوگا وہ سبب واسطے ترک فتوی چاہنے کے اور یہ مفسدہ ہے پس معلوم ہوا کہ اس کو تعزیر نہ دی جائے اور شرح سنہ میں ہے کہ جو جان کر رمضان میں جماع کرے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس پر قضاء اور کفارہ ہے اور اس کو اس کے برے فعل پر تعزیر دی جائے اور یہ محمول ہے اس شخص کے حق میں کہ نہ واقع ہوا اس سے جو کچھ کہ اس واقع کے صاحب سے واقع ہوا ندامت اور توبہ سے اور یہ جو اس نے کہا کہ میں اپنی عورت پر واقع ہوا تو اس حدیث کی ایک طریق میں اس کے بدلے یہ لفظ آیا ہے کہ ایک مرد نے رمضان میں روزہ توڑا تو حکم کیا اس کو ساتھ غلام آزاد کرنے کے آخر حدیث تک تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو رمضان میں اپنا روزہ توڑے اس پر کفارہ لازم ہے برابر ہے کہ جماع سے روزہ توڑا ہو یا کھانے پینے وغیرہ سے اور یہی قول مالکیہ کا اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ روایت مطلق محمول ہے مقید پر جو دوسری روایت میں آچکا ہے اور وہ اس کا یہ قول ہے کہ میں اپنی عورت پر گرا تو مراد اس حدیث میں بھی فقط جماع ہے مطلق چیز نہیں تو گویا کہ اس نے کہا کہ اس نے جماع سے روزہ توڑا اور یہ اولی ہے قرطبی کے دعوی سے کہ اس نے تعدد قصہ کا دعوی کیا ہے اور جو مطلقاً کفارے کو واجب کہتا ہے اس کی دلیل قیاس کرنا کھانے والے کو جماع کرنے والے پر ساتھ جامع پھاڑنے حرمت روزے کے یعنی دونوں میں روزے کی حرمت کا پھاڑنا لازم آتا ہے اور ساتھ اس طور کے کہ جو کھانے پر مجبور کیا جائے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ ٹوٹ جاتا ہے روزہ اس شخص کا کہ جماع پر مجبور کیا جائے وسیاتی بیانہ اور یہ جو کہا کہ کیا تو غلام پاتا ہے تو اس کے اطلاق سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ کافر غلام بھی آزاد کرنا درست ہے اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور یہ مبنی ہے اس پر کہ جب سبب مختلف ہو اور حکم ایک ہو تو کیا مطلق مقید کیا جاتا ہے یا نہیں اور کیا اس کی تقیید قیاس سے

ہے یا نہیں اور اقرب یہ ہے کہ وہ ساتھ قیاس کے ہے اور تائید کرتی ہے اس کی تقیید اور جگہوں میں اور یہ جو کہا کہ کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ تو روزے رکھے دو مہینے کے پے در پے تو ابن دقیق نے کہا کہ نہیں اشکال ہے اس میں کہ جائز ہے انتقال کرنا روزے سے طرف کھلانے کی لیکن ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ طاقت رکھنا اس کا روزے کے واسطے عدم صبر اس کے کے جماع سے تھا سو شافعیہ کو اس میں اختلاف ہے کہ کیا یہ شدت شہوت کی عذر ہے یا نہیں اور صحیح ان کے نزدیک یہ ہے کہ یہ عذر اور ملحق ہے ساتھ اس کے وہ شخص کہ غلام پائے لیکن اس کو اس سے بے پرواہی نہ ہو کہ اس کو بھی روزے کی طرف انتقال کرنا درست ہے باوجود موجود ہونے اس کے کی اس لیے کہ وہ غیر واجد کے حکم میں ہے اور یہ جو فرمایا کہ کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ برابر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اگر مثلا چھ مسکینوں کو دس دن کھانا کھلائے تو یہ درست نہیں اور مشہور حنفیہ سے یہ ہے کہ یہ کافی ہے یہاں تک کہ اگر ایک مسکین کو ساٹھ دن کھانا کھلائے تو بھی کفایت کرتا ہے اور مراد کھلانے سے دینا ہے کھانے کا منہ میں رکھنا شرط نہیں بلکہ اس کے آگے رکھ دینا کافی ہے بغیر خلاف کے اور اطعام کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے والا ہو پس جو لڑکا ہو کہ کھانا نہ کھاتا ہو وہ اس سے خارج ہوگا مانند قول حنفیہ کے اور شافعی کہتے ہیں کہ اس کے ولی کو دیا جائے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جماع سے کفارہ واجب ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ واجب نہیں اس دلیل سے کہ اگر واجب ہوتا تو تنگی کے وقت ساقط نہ ہوتا اور جواب یہ ہے کہ تنگی کے وقت واجب نہ ہونا منع ہے یعنی ہم تسلیم نہیں کرتے کہ تنگی کے وقت واجب نہیں کما سیاتی اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا دبر میں جماع کرنا بھی قبل میں جماع کرنے کے برابر ہے یا نہیں اور کیا شرط ہے بیچ واجب ہونے کفارے کے ہر جماع خواہ کسی کے فرج میں ہو (مترجم کہتا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ ہر جماع کا یہی حکم ہے خواہ کسی فرج میں ہو) اور نیز اس میں دلیل ہے کہ ان تین چیزوں کا کفارے میں جاری ہونا درست ہے اور امام مالک سے روایت ہے کہ جماع کے کفارے میں سوائے کھانے کے اور کوئی چیز درست نہیں اور یہ قول ان کا مخالف ہے حدیث کے لیکن ان کے بعض اصحاب نے اس لفظ کو حمل کیا ہے اور اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ مستحب ہے کہ کھلانے کو مقدم کرے اور کہتے ہیں کہ کھانے کے مقدم ہونے کو کئی وجہ سے ترجیح ہے جیسا کہ فتح الباری میں وہ وجوہات مذکور ہیں لیکن وہ وجوہات نہیں مقابلہ کر سکتی ہیں اس چیز کا جو حدیث میں وارد ہو چکی ہے کہ پہلے غلام آزاد کرے یہ نہ ہو سکے تو روزے رکھے یہ بھی نہ ہو سکے تو کھانا کھلائے برابر ہے کہ ہم کہیں کہ کفارہ ترتیب سے ہے یا اختیار ہے اس واسطے کہ یہ شروع کرنا اگر وجوب ترتیب کو تقاضا نہیں کرے گا تو اس سے کم نہیں کہ استحباب کو تقاضا کرے اور نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نہیں داخل ہے واسطے غیر ان تین چیزوں میں کفارے میں اور بعض متقدمین سے آیا ہے کہ اگر غلام نہ پائے تو اس کے بدلے اونٹ قربانی کرے اور نیز

اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ کفارہ ساتھ ان تین چیزوں کے ترتیب مذکور سے دے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو ایک چیز کے نہ ہونے کے بعد دوسرے کی طرف نقل کرنے کا حکم فرمایا اور عیاض نے کہا کہ اس میں وجوب ترتیب مذکور پر دلالت نہیں بلکہ یہی سوال کبھی تخییر میں استعمال کیا جاتا ہے اور جمہور کے نزدیک ترتیب کو ترجیح ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ترتیب افضلیت پر محمول ہے اور تخییر جواز پر محمول ہے یعنی افضل یہ ہے کہ ترتیب سے کفارہ ادا کرے اور اگر مقدم موخر کرے تو بھی جائز ہے اور بعض اس کے برعکس کہتے ہیں اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک عرق آیا تو عرق ایک ٹوکرا ہوتا ہے پٹھے کا بنا ہوا اور دارقطنی کی ایک روایت میں ہے کہ ساٹھ مسکین کو کھانا کھلا ہر مسکین کو ایک مد سو لایا گیا وہ ساتھ پندرہ صاع کے سو فرمایا کہ یہ ساٹھ مسکینوں کو کھلا اور اس میں رد ہے کوفیوں پر کہ کہتے ہیں کہ اگر گیہوں ہو تو تیس صاع واجب ہیں اور اگر اس کے سوا اور کوئی چیز ہو تو ساٹھ صاع دے اور یہ جو فرمایا کہ اس کو خیرات کر تو ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ تو اس کو اپنے نفس سے خیرات کر یعنی صرف اپنی جان کی طرف سے کفارہ دے تو اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہ کفارہ صرف مرد پر واجب ہے عورت پر واجب نہیں جس سے اس نے صحبت کی اور یہی اصح قول ہے شافعیہ کا اور یہی قول ہے اوزاعی کا اور جمہور کہتے ہیں کہ عورت پر بھی کفارہ واجب ہے اور یہی قول ہے ابو ثور اور ابن منذر کا لیکن ان کو اختلاف ہے آزاد عورت میں اور لونڈی میں اور جو رضامندی سے جماع کرائے اور جو مجبور ہو کر جماع کرائے اس کا کفارہ خود اسی پر ہے یا مراد اس کی طرف سے ادا کرے اور حدیث میں کوئی چیز نہیں کہ ان چیزوں سے کسی چیز پر دلالت کرے عورت کا حکم اور دلیل سے لیا جائے گا باوجود یہ کہ احتمال ہے کہ وہ روزے دار تھا اور یہ جو راوی نے کہا کہ حضرت ﷺ ہنسے تو یہ ہنسنا آپ ﷺ کا اس شخص کے حال کے اختلاف سے تھا کہ پہلے ڈرتا ہوا آیا اس حال میں کہ راغب تھا کہ یہاں تک کہ ممکن ہو اپنی جان کو فدا کر دے پھر جب اس نے رخصت پائی تو طمع کیا کہ جو اس کو کفارے سے دیا گیا تھا اس سے کھائے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کفارہ اپنے گھر والوں کو کھلا تو اس میں اختلاف ہے کئی اقوال پر سو بعض کہتے ہیں کہ یہ دلالت کرتا ہے کہ کفارہ تنگی سے معاف ہو جاتا ہے جو مقارن ہو ساتھ سبب وجوب اس کے کے اس واسطے کہ کفارہ نہیں خرچ کیا جاتا طرف جان اپنی کی اور نہ طرف عیال اپنے کی اور یہ بھی حضرت ﷺ نے بیان نہیں فرمایا کہ یہ کفارہ اس کے ذمہ میں برقرار ہے جب میسر ہو ادا کرے اور یہ ایک قول شافعیہ کا ہے اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے عیسیٰ بن دینار مالکی نے اور اوزاعی نے کہا کہ استغفار کرے اور پھر یہ کام نہ کرے اور تائید پاتا ہے یہ ساتھ صدقہ فطر کے اس واسطے کہ ساقط ہوتا ہے وہ ساتھ تنگی کے جو مقارن ہو ساتھ سبب وجوب اس کے کے اور وہ چاند فطر کا ہے لیکن فرق ان دونوں میں یہ ہے کہ صدقہ فطر کی ایک انتہاء ہے اور کفارے جماع کی کوئی انتہاء نہیں سو قائم رہے گا ذمہ میں اور نہیں حدیث میں وہ

چیز کہ دلالت کرے کہ کفارہ ساقط ہو جاتا ہے بلکہ اس میں وہ چیز ہے کہ دلالت کرتی ہے اوپر ہمیشہ رہنے اس کے کی عاجز پر اور جمہور کہتے ہیں کہ تنگی سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا اور جس میں حضرت ﷺ نے اس کو تصرف کی اجازت دی وہ کفارہ نہیں تھا پھر ان کو اختلاف ہے زہری نے کہا کہ یہ فقط اسی مرد کے ساتھ خاص تھا اور کسی کو جائز نہیں اور اسی طرف میلان کی ہے امام الحرمین نے اور جواب اس کا یہ ہے کہ اصل عدم خصوصیت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ منسوخ ہے یہ حکم پہلے تھا اب نہیں اور قائل نسخ نے ناسخ کو بیان نہیں کیا پس دعوی نسخ بھی ٹھیک نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس کے اہل سے وہ لوگ ہیں جن کا نفقہ ان پر لازم نہیں قرابتوں اس کے سے اور یہی قول ہے بعض شافعیہ کا لیکن ایک روایت میں صریح آ چکا ہے کہ آپ ﷺ نے خود اس کو بھی اس سے کھانے کی اجازت دی اور بعض کہتے ہیں کہ جب اپنے اہل کے نفقہ سے عاجز تھا تو اس کو جائز ہوا کہ کفارے کو اپنے گھر والوں پر خرچ کرے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر حدیث سے اور شیخ تقی الدین نے کہا کہ اقوی یہ ہے کہ ٹھہرایا جائے دینا کھجوروں کا بطور خیرات کے اس پر اور اس کے اہل پر ساتھ اس صدقہ کے جب کہ ان کی حاجت ظاہر ہوئی اور اس پر کفارہ نہیں ساقط ہوا ساتھ اس کے لیکن کفارے کا اس کے ذمہ پر برقرار رہنا اس حدیث سے ماخوذ نہیں اور اس طرح کہ وہ چیز کہ علت بیان کرتے ہیں ساتھ اس کے تاخیر بیان کے سوا اس میں دلالت نہیں اس واسطے کہ علم بالوجوب مقدم ہو چکا ہے اور نہیں وارد ہوئی حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے اوپر ساقط ہونے کفارے کے اس واسطے کہ جب اس نے حضرت ﷺ کو اپنے عاجز ہونے کی خبر دی پھر اس کو عرق کے نکالنے کا حکم کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ کفارہ عاجز سے ساقط نہیں ہوتا اور شاید کہ موخر کیا بیان کو وقت حاجت تک اور وہ قدرت ہے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ اس سے ساقط ہو گیا لیکن وہ روایت ضعیف ہے اس کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جاتی اور حق یہ بات ہے کہ جب حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اس کو لے اور خیرات کر تو اس نے اس کو قبض نہ کیا بلکہ عذر کیا کہ میں اس کی طرف غیر سے زیادہ محتاج ہوں سو حضرت ﷺ نے اس کو اس کے کھانے کا اذن دیا سو اگر وہ اس کو قبض کرتا تو مالک ہوتا اس کا ساتھ صفت مشروط کے اور وہ نکالنا اس کا ہے اپنی طرف سے کفارے میں لیکن جب کہ اس نے اس کو قبض نہ کیا تو اس کا مالک نہ ہوا تو جب حضرت ﷺ نے اس کو اذن دیا کہ خود بھی اس سے کھائے اور اپنے اہل کو بھی اس سے کھلائے تملیک مطلق ساتھ نسبت کی طرف اس کی اور اہل اس کے کی اور ہو گا لینا ان کا اس کو ساتھ صفت فقر مذکور کے اور احتمال ہے کہ یہ تملیک شرط اول سے ہو پس نہ لازم آئے گا اس سے ساقط ہونا کفارے کا اور نہ کھانا مرد کا اپنے کفارے سے اور نہ حرج کرنا اس کا ان پر جن کا نفقہ اس پر لازم ہے کفارہ نفس اپنے سے اور آئندہ باب میں تصریح نہیں ساتھ اس چیز کے کہ شامل ہے اس کو حکم ترجمہ کا اور سوائے اس کے نہیں کہ اس نے اشارہ کیا ہے طرف دونوں احتمال مذکورہ کی ساتھ لانے

صیغہ استفہام کے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک سوال کرنا ہے حکم اس چیز سے کہ کرے اس کو مرد مخالف شرع کے اور اس کے ساتھ بات کرنی اور کرنا استعال کنایہ کا اس میں جس کا ذکر قبیح ہو جیسا کہ اس نے کہا کہ میں اپنی عورت پر گرا اور ایک یہ کہ طالب علم کے ساتھ نرمی کرنی چاہیے اور گناہ پر نادم ہونا چاہیے اور یہ کہ جائز ہے بیٹھنا بیچ مسجد کے واسطے غیر نماز کے مصالح دینیہ سے مانند پھیلانے علم کی اور یہ کہ جائز ہے ہنسنا وقت وجوب سبب اس کے کے اور خبر دینا مرد کو ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو اس سے ساتھ اہل اپنے کے واسطے حاجت کی اور یہ کہ جائز ہے قسم کھانی واسطے تاکید کلام کے اور قبول کرنا قول مکلف کا اس چیز میں کہ نہیں اطلاع پائی جاتی اس پر مگر اس کی طرف سے اور اس میں مدد کرنی ہے عبادت پر اور سعی کرنی مسلمان کے خلاص کرنے میں اور دینا ایک کو زیادہ حاجت سے اور دینا کفارے کا ایک اہل بیت کو اور جو خود مفطر ہو اس کو دوسرے مفطر کو دینا واجب نہیں (فتح) اور بعض علماء نے اس حدیث سے ہزار مسئلہ نکالا ہے۔

بَابُ الْمُجَامِعِ فِيْ رَمَضَانَ هَلْ يُطْعِمُ أَهْلَهُ مِنَ الْكَفَّارَةِ إِذَا كَانُوْا مَحَاوِيْجَ

جو رمضان میں جماع کرے کیا وہ اپنے اہل کو کفارے سے کھلائے جب کہ محتاج ہوں

فائدہ: اس باب اور پہلے باب میں منافات نہیں اس واسطے کہ پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ تنگی کے ساتھ کفارہ ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا اس واسطے کہ اس میں ہے کہ چاہیے کہ کفارہ دے اور اس باب میں تردد ہے اس میں کہ جس میں اس کو تصرف کا اذن ہے کیا وہ نفس کفارہ ہے یا نہیں اور اسی پر محمول ہوگا لفظ ترجمہ کا۔ (فتح)

١٨٠١۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ الْأَخِرَ وَقَعَ عَلٰى امْرَأَتِهِ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ أَتَجِدُ مَا تُحَرِّرُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ أَفَتَجِدُ مَا تُطْعِمُ بِهِ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ وَهُوَ الزَّبِيْلُ قَالَ أَطْعِمْ هٰذَا عَنْكَ

١٨٠١۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ نیکی سے دور یعنی میں رمضان میں اپنی عورت پر واقع ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو پاتا ہے وہ چیز کہ غلام آزاد کرے اس نے کہا کہ نہیں پھر فرمایا کہ کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ تو روزے رکھے دو مہینے کے پے در پے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ کیا تو مقدور رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اس نے کہا کہ نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرق آیا اس میں کھجوریں تھی اور وہ زنبیل ہے فرمایا کہ اس کو اپنی طرف سے کھلا اس نے کہا کہ کیا ہم اپنے سے زیادہ محتاج کو کھلائیں اور نہیں مدینے کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان کوئی زیادہ تر محتاج ہم سے فرمایا کہ

قَالَ عَلٰی أَحْوَجَ مِنَّا مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا قَالَ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ.

یہ اپنے بال بچوں کو کھلا۔

بَابُ الْحِجَامَةِ وَالْقَيْءِ لِلصَّائِمِ

روزے دار کو سینگی لگوانی اور قے کرنا جائز ہے یا نہیں

فائدہ: یعنی کیا وہ دونوں روزے کو فاسد کر دیتے ہیں یا ایک فاسد کرتا ہے یا نہیں اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے قے اور حجامت کو جمع کیا باوجود یہ کہ وہ ایک دوسرے کے غیر ہیں اور عادت اس کی تفریق تراجم کی ہے جب کہ اس حدیث میں پائے جائیں چہ جائیکہ دو حدیثوں میں پائے جائیں اور سوائے اس کے نہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کام اس واسطے کیا کہ ان دونوں کا ماخذ ایک ہے اس واسطے کہ وہ اخراج ہے اور اخراج افطار کو تقاضا نہیں کرتا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا حکم بیان نہیں کیا لیکن باب کی حدیثوں اور اثروں سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور سلف کو دو مسئلوں میں اختلاف ہے ایک قے میں اس طرح قے پس جمہور کا مذہب ہے کہ جس کو خود بخود بے اختیار قے آ جائے اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا اور جو جان بوجھ کر قے کرے اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا ہے اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ جان بوجھ کر قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مطلق نہیں ٹوٹتا اور یہی ہے ایک روایت امام مالک سے اور استدلال کیا ہے ابہری نے ساتھ ساقط کرنے قضاء اس شخص کے کہ جان بوجھ کر قے کرے بایں طور کہ اس پر کفارہ نہیں اصح قول پر سو اگر قضاء واجب ہوتی تو کفارہ بھی واجب ہوتا اور بعض نے اس کا عکس کیا ہے پس کہا کہ یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ کفارہ خاص ہے ساتھ جماع کے اس کے غیر میں نہیں یعنی اور روزے توڑنے والی چیزوں میں اور عطاء اور اوزاعی اور ابوثور نے کہا کہ قضاء کرے اور کفارہ دے اور نیز ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ جس کو بے اختیار قے آئے اس پر قضاء نہیں مگر حسن کی ایک روایت میں اور دوسرا مسئلہ حجامت کا ہے سو اس میں جمہور کا مذہب یہی ہے کہ سینگی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور اس کو روزہ پورا کرنا چاہیے اور یہی مذہب ہے انس اور ابو سعید اور حسن بن علی وغیرہ اصحاب اور تابعین اور علی اور عطاء اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابوثور کا یہ مذہب ہے کہ دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے سینگی لگوانے والے کا بھی اور لگانے والے کا بھی اور کہتے ہیں کہ اس پر قضاء واجب ہے اور خلاف کیا ہے عطاء نے سو کہا کہ کفارہ بھی واجب ہے اور قائل ہیں ساتھ قول احمد کے ابن خزیمہ اور ابن منذر نے اور ابو ولید اور ابن حبان اور ترمذی نے کہا کہ شافعی نے کہا کہ اگر حدیث صحیح ہو تو میں اس کے ساتھ قائل ہونگا اور یہی قول ہے داودی مالکی کا اور فریقین کی حجت کو بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ لِي يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب روزے دار

بْنُ سَلَّامٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا قَآءَ فَلَا يُفْطِرُ إِنَّمَا يُخْرِجُ وَلَا يُوْلِجُ.

قے کرے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا کہ وہ تو صرف ایک چیز پیٹ سے نکلتی ہے اور اس میں داخل نہیں ہوتی۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ اس حدیث سے نکالا جاتا ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم ظاہر حدیثوں کو من حیث الجملہ قیاسوں کے ساتھ تاویل کیا کرتے تھے اور دوسرے نے اس حصر کو منی سے توڑ دیا ہے اس واسطے کہ وہ بھی پیٹ سے نکلتی ہے اور وہ موجب ہے قضاء کو اور کفارے کو۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ يُفْطِرُ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّعِكْرِمَةُ الصَّوْمُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَآئِمٌ ثُمَّ تَرَكَهُ فَكَانَ يَحْتَجِمُ بِاللَّيْلِ وَاحْتَجَمَ أَبُوْ مُوْسٰى لَيْلًا وَيُذْكَرُ عَنْ سَعْدٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَأُمِّ سَلَمَةَ احْتَجَمُوْا صِيَامًا وَقَالَ بُكَيْرٌ عَنْ أُمِّ عَلْقَمَةَ كُنَّا نَحْتَجِمُ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَا تَنْهٰى وَيُرْوٰى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مَرْفُوْعًا فَقَالَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ وَقَالَ لِيْ عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ مِثْلَهُ قِيْلَ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ.

اور نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ قے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور پہلی روایت یعنی روزہ ٹوٹنے کی زیادہ ترجیح ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ روزہ اس چیز سے ہے کہ داخل ہو نہ اس چیز سے کہ باہر نکلے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہ سینگی کھچواتے روزے کی حالت میں پھر اس کو چھوڑ دیا سو تھے سینگی لگواتے رات کو اور سینگی لگوائی ابو موسیٰ نے رات کو اور ذکر کیا جاتا ہے سعد سے اور زید بن ارقم سے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے کہ انہوں نے روزے کی حالت میں سینگی کھچوائی اور بکیر نے ام علقمہ سے روایت کی کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک سینگی لگواتے تھے سو ہم منع نہ کیے جاتے تھے اور حسن نے کئی اصحاب رضی اللہ عنہم سے مرفوعا روایت کی ہے کہ سینگی لگوانے والے اور لگانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور حسن رضی اللہ عنہ سے اس اسناد کے ساتھ جس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا حسن سے ایسے ہی مروی ہے عیاش سے کہا گیا کیا یہ حدیث مرفوع ہے انہوں نے کہا ہاں پھر فرمایا اللہ خوب جانتا ہے۔

فائدہ: اور یہی مذہب ہے امام احمد کا اور تینوں امام کہتے ہیں کہ روزہ نہیں ٹوٹتا نہ سینگی لگانے والے کا نہ لگوانے والے

کا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ان دونوں نے روزے کے توڑنے کے ساتھ تعرض کیا لگانے والے نے تو اس کے واسطے وہ بے خوف نہیں اس سے کہ کوئی چیز خون سے اس کے پیٹ میں پہنچے اور اسی طرح محجوم پس اس وجہ سے کہ وہ امن میں نہیں اس سے کہ اپنی قوت سے ضعیف ہو جائے اور روزہ توڑنے تک نوبت پہنچے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ان دونوں نے مکروہ فعل کیا اور وہ حجامت ہے سو گویا کہ وہ عبادت کے ساتھ ملتبس نہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی اسناد زیادہ ترجیح ہے پس اگر حجامت سے بچے تو وہ محبوب تر ہے طرف میری از روئے احتیاط کے اور قیاس ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہے اور جو چیز کہ یاد رکھتا ہوں میں اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعین اور عام اہل علم سے وہ یہ ہے کہ سینگی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (فتح)

١٨٠٢۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ.

١٨٠٢۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی کھچوائی احرام کی حالت میں اور سینگی کھچوائی روزے کی حالت میں۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ حدیث اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ منسوخ ہے اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع میں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخیر عمر میں واقع ہوا اور اسی طرح کہا ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے معلوم ہوا کہ روزے کی حالت میں سینگی لگوانی درست ہے۔ (فتح)

١٨٠٣۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ.

١٨٠٣۔ ترجمہ اس حدیث کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

١٨٠٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَكُنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ أَجْلِ الضَّعْفِ وَزَادَ شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٨٠٤۔ ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم روزے دار کو روزے کی حالت میں سینگی کھچوانی مکروہ جانتے تھے اس نے کہا کہ نہیں مگر ضعف کے سبب سے کہ مبادا ضعف لائے اور اس کو روزے سے باز رکھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ضعف کا خوف نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ (فتح) وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَالْإِفْطَارِ

یعنی سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا بیان

فائدہ: یعنی مباح ہے اور مکلّف کو اختیار ہے کہ خواہ رکھے یا نہ رکھے برابر ہے کہ رمضان کا روزہ ہو یا کوئی اور۔ (فتح)

۱۸۰۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ سَمِعَ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ لِرَجُلٍ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فَشَرِبَ ثُمَّ رَمٰى بِيَدِهِ هَا هُنَا ثُمَّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ تَابَعَهُ جَرِيْرٌ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ.

۱۸۰۵۔ ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو حضرت ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ابھی آفتاب باقی ہے یعنی اس کی روشنی باقی ہے اور ابھی افطار کا وقت نہیں ہوا فرمایا اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سووہ اترا اور اس نے آپ ﷺ کے واسطے ستو گھولے اور آپ ﷺ نے ستو پیئے پھر اپنے ہاتھ سے اس جگہ اشارہ کیا یعنی پچھّم کی طرف پھر فرمایا کہ جب تم رات کو دیکھو کہ اس طرف آئے اور ادھر سے یعنی پورب کی طرف سے سیاہی نمود ہو تو روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ اول وقت بہت جلد روزہ کھولتے تھے کہ بعض لوگوں کو شبہ رہتا تھا کہ شاید ابھی دن باقی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب آفتاب غروب ہو اور پورب کی طرف سے سیاہی ظاہر ہو تو وہی وقت ہے روزہ کھولنے کا۔

۱۸۰۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أَسْرُدُ الصَّوْمَ.

۱۸۰۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمر اسلمی نے کہا کہ یا حضرت! میں پے در پے روزے رکھتا ہوں۔

۱۸۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ

۱۸۰۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمر اسلمی نے کہا کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا کہ میں سفر میں روزے

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَأَصُوْمُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيْرَ الصِّيَامِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ.

رکھتا ہوں اور وہ بہت روزے رکھا کرتا تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو روزہ رکھ اور چاہے تو نہ رکھ یعنی سفر میں۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ میں پے در پے روزے رکھتا ہوں تو استدلال کیا گیا ہے اس سے اس پر کہ ہمیشہ کا روزہ رکھنا درست ہے اور اس میں اس پر دلالت نہیں اس واسطے کہ تتابع بدون صوم دہر کے بھی صادق آتا ہے پس اگر ثابت ہو کہ ہمیشہ روزہ رکھنا منع ہے تو یہ پے در پے روزہ رکھنے کا اذن اس کے معارض نہیں ہو سکتا بلکہ تطبیق ان کے درمیان واضح ہے اور یہ جو کہا کہ میں سفر میں روزہ رکھتا ہوں تو اس میں تصریح نہیں کہ وہ رمضان کا روزہ تھا پس نہ ہوگی اس میں حجت اس شخص پر جو سفر میں رمضان کا روزہ منع کرتا ہے **كذا قال ابن دقيق** میں کہتا ہوں کہ باب کی حدیث کی نسبت تو یہ خیال ٹھیک ہے کہ وہ مانع صَوْمٌ فِيْ سَفَرٍ پر حجت نہیں لیکن مسلم میں ہے کہ اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ مجھ کو سفر میں روزہ رکھنے کی قوت ہے تو کیا پس مجھ پر گناہ ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا اللہ کی طرف سے رخصت ہے سو جس نے اللہ کی رخصت کو لیا اس نے خوب کیا اور جو روزہ رکھنا چاہے تو اس پر کچھ گناہ نہیں اور یہ مشعر ہے کہ اس نے فرض روزے کا حکم پوچھا تھا اور یہ اس واسطے ہے کہ رخصت کا لفظ واجب کے مقابلے میں بولا جاتا ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا صَامَ أَيَّامًا مِّنْ رَمَضَانَ ثُمَّ سَافَرَ

جب کوئی رمضان کے کچھ روزے رکھے پھر سفر کرے اس کا کیا حکم ہے

فائدہ: یعنی کیا اس کو سفر میں روزہ رکھنا درست ہے یا نہیں اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا کہ جو اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے وہ ضعیف ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ جو اپنے وطن میں رمضان کا چاند دیکھے پھر اس کے بعد سفر کرے تو نہیں جائز ہے اس کو یہ کہ روزہ نہ رکھے واسطے دلیل اس آیت کے کہ جو کوئی تم میں سے یہ مہینہ پائے تو چاہیے کہ اس کا روزہ رکھے اور اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ نہیں فرق ہے درمیان اس کے اور درمیان اس شخص کے جو سفر میں رمضان کا چاند دیکھے پھر بیان کیا ابن منذر نے ساتھ اسناد صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے کہا کہ یہ آیت (کہ جو تم میں سے یہ مہینہ پائے تو چاہیے کہ اس کے روزے رکھے) منسوخ ہے اور اس کی ناسخ یہ آیت ہے وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ الآيۃ یعنی اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو لازم ہے اس پر گنتی اور دنوں سے پھر کہا کہ جمہور کی دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے جو اس باب میں مذکور ہے۔ (فتح)

۱۸۰۸۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ أَفْطَرَ فَأَفْطَرَ النَّاسُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْكَدِيْدُ مَآءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ.

۱۸۰۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں مکے کی طرف نکلے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا یہاں تک کہ جب قدید میں (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کی دو منزل مکے سے) پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھول ڈالا اور لوگوں نے بھی روزہ کھولا امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ قدید ایک پانی کا نام ہے درمیان عسفان اور قدید کے۔

فائدہ: اور ایک روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قدید میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ لوگوں پر روزہ مشکل ہوا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دودھ کا پیالہ منگوایا اور اس کو ہاتھ میں پکڑا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ پیا اور روزہ کھولا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ ایک آدمی کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھا دیا اس نے بھی پیا سو اس کے بعد کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا بعض لوگوں نے روزہ نہیں کھولا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہیں نا فرمان لوگ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کی اس پر کہ سفر میں روزہ کھولنا ضروری ہے اور نہیں دلالت ہے اس میں اس پر کہ کما سیاتی اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مسافر کو جائز ہے کہ دن کے درمیان روزہ کھولے اگرچہ اس نے رمضان کا چاند وطن میں دیکھا ہو اور یہ حدیث ہے جواز میں اس واسطے کہ نہیں خلاف ہے اس میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال رمضان میں چاند دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تھے پھر رمضان کے درمیان سفر کیا دسویں رمضان کو مدینے سے چلے اور انتیسویں کو مکے میں پہنچے اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے مرد کو یہ کہ افطار کرے اگرچہ رات سے روزے کی نیت کی ہو اور روزے کی حالت میں صبح کی ہو پس جائز ہے اس کو یہ کہ افطار کرے بیچ دن کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور اسی کے ساتھ یقین کیا ہے اکثر شافعیہ نے اور ایک قول یہ ہے کہ ان کو روزہ کھولنا درست نہیں اور گویا کہ سند اس قول کی وہ ہے جو کتاب بویطی میں واقع ہوا ہے متعلق کرنے قول سے ساتھ اس سے اوپر صحیح ہونے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اور یہ سبب اس کا حکم ہے کہ سفر میں روزے کی نیت کرے اور اگر اقامت کی حالت میں روزے کی نیت کرے پھر دن کے درمیان سفر کرے تو کیا اس کو جائز ہے یہ کہ دن کے درمیان روزہ رکھ لے جمہور کہتے ہیں کہ اس کو روزہ کھولنا جائز نہیں اور امام احمد اور اسحاق کہتے ہیں کہ جائز ہے اور اختیار کیا ہے اس کو مزنی نے اس حدیث کی دلیل سے اس نے گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس دن مدینے سے چلے تھے اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھولا تھا حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ مدینے اور قدید کے درمیان کئی دن کا فاصلہ ہے

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ روزے کی حالت میں سفر کا ارادہ کرتے تھے تو روزہ کھولتے تھے پہلے اس سے کہ سوار نہ ہوتے پھر نہیں فرق ہے نزدیک ان کی جو روزہ کھولنے کو جائز رکھتے ہیں جس چیز سے چاہے افطار کرے یعنی خواہ کھانے پینے سے ہو یا جماع وغیرہ سے اور امام احمد کا مشہور قول ہے کہ کھانے پینے اور جماع کے درمیان فرق ہے جماع سے روزہ کھولنا درست نہیں اور اس کے سوا اور چیزوں سے درست ہے اور اگر جماع سے روزہ کھولے تو اس پر کفارہ ہے مگر یہ کہ جماع سے پہلے کسی اور چیز کے ساتھ روزہ کھولے اور اعتراض کیا ہے بعض مانعین نے اصل مسئلے میں سو کہا کہ نہیں دلالت ہے حدیث میں اس پر کہ جس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھولا تھا اس رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی نیت کی تھی اس واسطے کہ احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کو روزے کی نیت نہ کی ہو بلکہ روزہ نہ رکھنے کی نیت کی ہو پھر افطار کو لوگوں کے سامنے ظاہر کیا تا کہ لوگ بھی روزہ کھولیں لیکن سیاق حدیث کا اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی حالت میں صبح کی پھر روزہ کھولا۔ (فتح)

بَابٌ

یہ باب ترجمہ سے خالی ہے

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور ضروری ہے کہ ابو درداء کی حدیث کو پہلے باب سے تعلق ہو اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے رمضان کے اندر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو روزہ کھولا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر انکار نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ روزہ کھولنا جائز ہے اور اس سے رد ہوا قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ رمضان کے مہینے میں سفر کرے اس کو روزہ کھولنا درست نہیں۔ (فتح)

١٨٠٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ أَنَّ إِسْمَاعِيْلَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَآءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهٖ فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ حَتّٰى يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهٗ عَلٰى رَأْسِهٖ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا فِيْنَا صَآئِمٌ إِلَّا مَا كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ رَوَاحَةَ.

١٨٠٩۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض سفر دن میں نکلے بیچ دن گرم کے یہاں تک کہ آدمی شدید گرمی کے سبب سے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھتا تھا اور نہ تھا ہم میں کوئی روزے دار مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عبداللہ بن رواحہ۔

فائدہ: اور ایک روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں نکلے سخت گرمی میں اور اس زیادت کے ساتھ تمام ہوگی مراد استدلال سے اور اس سے رد ہوگا قول ابن حزم کا کہ اس حدیث میں حجت نہیں اس

واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ روزہ نفل ہو اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جو طاقت رکھتا ہے اور اس کو سخت تکلیف نہ ہو تو اس کو سفر میں روزہ رکھنا مکروہ نہیں بلکہ درست ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ وَاشْتَدَّ الْحَرُّ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ.

باب ہے بیچ بیان فرمان حضرت ﷺ کے واسطے اس شخص کے کہ اس پر سایہ کیا گیا تھا اور اس کو سخت گرمی پہنچی تھی کہ سفر میں روزہ رکھنا کچھ نیک کام نہیں۔

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے اس طرف کہ حضرت ﷺ نے جو اس کے حق میں یہ حدیث فرمائی تو اپنی سخت تکلیف کے سبب سے فرمائی اور ساتھ اس چیز کے کہ اشارہ کیا طرف اس کی شدت مشقت سے جمع کیا جائے گا درمیان حدیث باب کی اور جو اس سے پہلے ہے پس حاصل یہ ہے کہ جو طاقت رکھتا ہو اس کے واسطے روزہ رکھنا افضل ہے نہ رکھنے سے اور جو مشقت کی تحقیق نہ کر سکتا ہو اس کو اختیار ہے خواہ روزہ رکھے یا نہ رکھے اور سلف کو اس مسئلے میں اختلاف ہے سو ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا فرض سے کفایت نہیں کرتا مگر سفر میں روزہ رکھے حضر میں اس کی قضاء اس پر واجب ہے واسطے ظاہر اس آیت کی فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ اور واسطے اس حدیث کے اور یہ قول بعض اہل ظاہر کا ہے اور یہی محکی ہے عمر اور ابی عمر اور ابو ہریرہ اور زہری اور ابراہیم نخعی وغیرہ سے کہتے ہیں کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ لازم ہے اس پر گنتی اور دنوں سے اور جمہور اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ افطار کرو اور دنوں سے گنتی پوری کرو اور مقابل اس قول کے قول اس شخص کا ہے جو کہتا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا درست نہیں مگر اس شخص کو جو اپنی جان پر ہلاک یا شدت تکلیف کا خوف رکھتا ہو یہی محکی ہے ایک قوم سے اور اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ جو قادر ہو اور اس پر روزہ رکھنا دشوار نہ ہو اس کو سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور ان میں سے بہت علماء کہتے ہیں کہ روزہ رکھنا افضل ہے واسطے عمل کرنے رخصت پر اور یہی قول ہے اوزاعی اور احمد اور اسحاق کا اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ اس کو مطلق اختیار ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جو آسان ہو وہ افضل ہے واسطے اس آیت کے کہ ارادہ کرتا ہے اللہ ساتھ تمہاری آسانی کا اور یہی قول ہے عمر بن عبدالعزیز کا اور اختیار کیا ہے اس کو ابن منذر نے اور ترجیح جمہور کے قول کو ہے لیکن کبھی افطار کرنا افضل ہوتا ہے واسطے اس شخص کے کہ اس پر روزہ دشوار ہو اور اس کے ساتھ تکلیف پائے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو کہا کہ جو سفر میں روزہ رکھے اس پر پہاڑ کے برابر گناہ ہے سو یہ روایت محمول ہے اس شخص کے حق میں جو رخصت سے اعراض کرے اور منہ پھیرے اور اس کے ساتھ اعتقاد نہ رکھے اور اسی طرح جو کوئی اپنی جان پر خوف کرے کہ اگر میں سفر میں روزہ رکھوں گا تو ریا اور خود پسندی لازم آئے گی تو اس کو بھی افطار کرنا افضل ہے اشارہ کیا ہے طرف اس کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور جو سفر میں روزہ رکھنے

کو منع کرتے ہیں ان کی دلیل ایک یہ بھی ہے جو اس حدیث کی ایک طریق میں واقع ہوا ہے کہ یہ حضرت ﷺ کا آخری امر ہے پس سفر میں روزہ رکھنا منسوخ ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ لفظ حدیث میں مدرج ہے اور نیز دلیل ان کی یہ ہے پہلے آپ ﷺ نے روزہ رکھا پھر افطار کیا اور روزہ رکھنے والے کو گناہ کی طرف منسوب کیا لیکن اس میں اس کے منسوخ ہونے کی دلیل نہیں اس واسطے کہ مسلم میں ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت ﷺ کے ساتھ اس کے بعد سفر میں روزے رکھتے تھے اور یہ حدیث نص ہے مسئلے میں اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث جو اس باب میں مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس کے سبب پر نکلی سو اس پر بند کی جائے گی یعنی یہ حدیث آپ ﷺ نے تکلیف کے سبب سے فرمائی ہے سو جس کو ایسی سخت تکلیف ہو جیسا کہ اس شخص کو ہوئی تھی اس کو روزہ رکھنا مکروہ ہے اور اسی طرف میلان ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس باب میں اور جس کو سفر میں تکلیف نہ ہو اس کو سفر میں روزہ رکھنا مکروہ نہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نفی نیکی کی محمول ہے اس شخص پر جو قبول رخصت سے انکار کرے اور روزے میں اس حالت کو پہنچے خواہ فرض ہو یا نفل اور احتمال ہے کہ معنی اس کے یہ ہوں کہ نہیں نیکی مفروض سے کہ جو اس کی مخالفت کرے گنہگار ہوگا۔ (فتح)

١٨١٠۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَرَاٰى زِحَامًا وَّرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقَالُوْا صَآئِمٌ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ.

١٨١٠۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک سفر میں تھے سو لوگوں کا ہجوم دیکھا اور ایک شخص کو دیکھا (کہ غش میں پڑا ہے) اور لوگوں نے اس پر سایہ کیا ہے فرمایا کہ یہ ہجوم کیسا ہے لوگوں نے کہا کہ روزے دار ہے سو فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا کچھ نیک کام نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجت کے وقت رخصت کر لینا مستحب ہے اور اس کو چھوڑنا مکروہ ہے۔ (فتح)

بَابٌ لَّمْ يَعِبْ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الصَّوْمِ وَالْإِفْطَارِ.

حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے بعض نے بعض پر روزہ رکھنے اور نہ رکھنے میں عیب نہ کیا۔

فائدہ: یعنی سفر میں اور اشارہ ہے اس میں طرف تاکید اس چیز کی کہ اعتماد کیا اس پر تاویل حدیث سے جو پہلے ہے اور یہ کہ وہ محمول ہے اس شخص پر جس کو روزہ رکھنا بہت دشوار ہو اور اس میں بہت تکلیف ہو اور جس کو تکلیف نہ ہو نہ

عیب کیا جائے اس پر روزہ رکھنے کو اور نہ رکھنے کو یعنی خواہ وہ روزہ رکھے یا نہ رکھے اس پر عیب نہ کیا جائے۔

۱۸۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّآئِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّآئِمِ.

۱۸۱۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے سو نہ کوئی روزے دار بے روزہ پر عیب کرتا تھا اور نہ بے روزہ روزے دار پر عیب کرتا تھا۔

بَابُ مَنْ أَفْطَرَ فِي السَّفَرِ لِيَرَاهُ النَّاسُ

جو سفر میں روزہ کھولے تا کہ اس کو لوگ دیکھیں اور اس کی پیروی کریں تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: یعنی جب کہ وہ شخص مقتدا ہو اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ افطار روزے کا افضل ہونا نہیں خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ اس کو روزہ تکلیف دے یا ریا اور خود پسندی سے ڈرے یا گمان کرے ساتھ اس کے اعتراض کا رخصت سے بلکہ ملحق ہے ساتھ اس کے وہ شخص کہ اقتدا کی جائے ساتھ اس کے تا کہ تابعداری کرے اس کی وہ شخص کہ واقع ہو اس کے لیے کوئی چیز تینوں امروں سے اور اس وقت اس کے حق میں روزہ افطار کرنا افضل ہو گا واسطے فضیلت بیان کے۔ (فتح)

۱۸۱۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلٰى مَكَّةَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَرَفَعَهُ إِلٰى يَدَيْهِ لِيُرِيَهُ النَّاسَ فَأَفْطَرَ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ وَذٰلِكَ فِيْ رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ قَدْ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ.

۱۸۱۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے سے مدینے کی طرف نکلے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان میں پہنچے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور اس کو اپنے ہاتھ سے اٹھایا تا کہ وہ لوگوں کو دکھا دیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھولا یہاں تک کہ مکے میں آئے اور یہ رمضان کے مہینے میں تھا سو ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا اور افطار کیا یعنی کبھی روزہ رکھا اور کبھی نہ رکھا سو جو چاہے روزہ رکھے اور چاہے نہ رکھے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور جن کو طاقت ہے روزہ رکھنے کی تو بدلہ چاہیے ایک فقیر کا کھانا

فائدہ: یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا احد الواجبین من تخییر تھی یعنی روزہ رکھنے اور بدلہ دینے میں اختیار تھا جو چاہتا تھا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا نہ رکھتا تھا لیکن جو روزہ نہ رکھتا تھا اس کو حکم تھا کہ ہر روز کے بدلے ایک فقیر کو کھانا کھلاتا تھا اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ کلمہ لا کا یہاں محذوف ہے اور یہ آیت شیخ فانی یعنی بڑے بوڑھے اور بیمار کے حق میں ہے کہ اس کو تندرستی کی امید نہ ہو۔

قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَسَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ نَسَخَتْهَا ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ منسوخ کیا اس آیت کو اس آیت نے مہینہ رمضان کا جس میں نازل ہوا ہے قرآن ہدایت واسطے لوگوں کے اور کھلی نشانیاں راہ کی اور فرقان پھر جو کوئی پائے تم میں سے یہ مہینہ تو اس کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو گنتی پوری کرے اور دنوں سے تشکرون تک۔

فائدہ: اور مراد اس سے یہاں یہ آیت ہے کہ جو کوئی پائے تم میں سے یہ مہینہ تو چاہیے کہ اس کے روزے رکھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کا روزہ رکھنا فرض ہے اس واسطے کہ یہ امر ہے اور امر واسطے وجوب کے ہوتا ہے پس آیت ناسخ ہے واسطے پہلی آیت کے جس میں روزے اور فدیہ کا اختیار تھا۔

وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ لَيْلٰى حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ رَمَضَانُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَكَانَ مَنْ أَطْعَمَ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا تَرَكَ الصَّوْمَ مِمَّنْ يُطِيْقُهُ وَرُخِّصَ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ فَنَسَخَتْهَا ﴿وَأَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ فَأُمِرُوْا بِالصَّوْمِ.

اور ابن نمیر نے ابن ابی لیلیٰ سے روایت کی ہے کہ حدیث بیان کی ہے ہم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہ رمضان کے روزے کا حکم اترا سو ان پر دشوار ہوا سو طاقت والوں میں سے جو ایک فقیر کو کھانا کھلاتا تھا وہ روزہ رکھتا تھا اور ان کو اس میں رخصت دی گئی تھی سو منسوخ کیا اس کو اس آیت نے کہ روزہ رکھنا تمہارے واسطے بہتر ہے تو ان کے روزے کا حکم ہوا۔

فائدہ: یہاں یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ بہتر ہونا فرضیت کو تقاضا نہیں کرتا بلکہ مشارکت کو اصل خیریت میں اور

کرمانی نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ روزہ تطوع بالفدیہ سے بہتر ہے اور تطوع ساتھ فدیہ کے سنت ہے اور بہتر سنت سے نہیں ہوتا مگر واجب اور یہ جواب ٹھیک نہیں اور خاص کر روزے کی فرضیت اس آیت سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ وہ واجب مخیّر ہے جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے اور اس آیت سے ثابت ہوا کہ روزہ افضل ہے اور بعض واجب مخیّر کا واجب سے افضل ہونا جائز ہے اس میں کوئی اشکال نہیں اور یہ سب حدیثیں متعلق ہیں اس پر کہ آیت وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ منسوخ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ وہ محکم ہے اور مخصوص ہے ساتھ شیخ فانی کے۔ (فتح)

۱۸۱۳۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَرَأَ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ قَالَ هِيَ مَنْسُوْخَةٌ.

۱۸۱۳۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آیت فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ پڑھی اور کہا کہ یہ منسوخ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ فدیہ کی آیت منسوخ ہے۔

بَابٌ مَتٰى يُقْضٰى قَضَآءُ رَمَضَانَ

رمضان کا قضاء شدہ روزہ کب قضاء کیا جائے

فائدہ: یعنی اگر رمضان کے روزے کسی عذر سے فوت ہو جائیں تو کب رکھیں جائیں اور نہیں مراد ہے قضاء کرنا قضاء رمضان کا جیسا کہ ظاہر لفظ سے معلوم ہوتا ہے اور مراد استفہام سے یہ ہے کہ کیا ان کی قضاء پے در پے متعین ہے یا جائز ہے رکھنا ان کا جدا جدا اور کیا متعین ہے یہ بات کہ فی الفور رکھے جائیں یا جائز ہے دیر کرنی ان میں اور ظاہر بخاری رضی اللہ عنہ کی کاریگری سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو دیر سے رکھنا بھی درست ہے اور ان کو جدا جدا کر کے بھی چنانچہ مثلا دس ایک مہینے میں رکھے اور دس دوسرے میں واسطے اس کے کہ بیان کیا ہے اس کو ترجمہ میں آثار سے موافق عادت اپنی کے اور یہی ہے قول جمہور کا اور ابن منذر وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ واجب ہے پے در پے رکھنا اور یہی قول ہے بعض اہل ظاہر کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پے در پے قضاء کرے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ آیت اتری فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ مُتَتَابِعَاتٍ سو متتابعات کا لفظ ساقط ہو اور موطا میں ہے کہ یہ قرات ابی بن کعب کی ہے اور یہ اگر صحیح ہو تو مشعر ہے ساتھ اس کے کہ تتابع واجب نہیں گویا کہ پہلے واجب تھا پھر منسوخ ہوا اور جو لوگ جائز رکھتے ہیں ان کو اس میں اختلاف نہیں کہ پے در پے رکھنے اولی ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يُّفَرَّقَ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فِيْ صَوْمِ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ نہیں ڈر ہے اس میں کہ جدا جدا رکھے جائیں واسطے دلیل اس آیت کی کہ گنتی چاہیے اور دنوں سے یعنی اس واسطے کہ آیت عام

الْعَشْرِ لَا يَصْلُحُ حَتّٰى يَبْدَأَ بِرَمَضَانَ.

ہے تتابع اور تفاریق دونوں کو شامل ہے پس جدا جدا روزے رکھنے بھی جائز ہوں گے' اور سعید رضی اللہ عنہ نے ذوالحجہ کے دس روزوں کے باب میں کہا کہ لائق نہیں یہاں تک کہ ابتداء کیا جائے ساتھ قضاء رمضان کے اور تمام کیا جائے ان کو۔

فائدہ: اصل یہ قول اس طرح سے ہے کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ قضاء کیے جائیں روزے رمضان کے عشرہ ذوالحجہ میں اور ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے نفل روزہ رکھنا اس کو جس پر رمضان کا قضاء روزہ باقی ہو مگر اولی اور افضل یہ ہے کہ اول رمضان کا روزہ ادا کرے واسطے قول اس کے کہ لائق نہیں اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے ارشاد میں طرف ابتداء بالأ هم کہ اس سے معلوم ہوا کہ تراخی درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة (فتح) اور قسطلانی میں ہے کہ نہیں لائق ہے یہاں تک کہ ابتداء کیا جائے ساتھ رمضان کے یعنی اول اس کا روزہ قضاء کیا جائے اور یہ منع پر دلالت نہیں کرتا بلکہ اولویت پر اور قیاس چاہتا ہے کہ پے در پے رکھے جائیں تا کہ ملحق ہو یعنی مواق ہو صفت قضاء کی ساتھ صفت ادا کی جیسے کہ رمضان کے روزے رمضان میں پے در پے رکھے جاتے ہیں ویسے قضاء بھی پے در پے رکھے جائیں تا کہ قضاء ادا کے موافق ہو اور نیز اس میں جلدی ہے واسطے پاک ہونے ذمہ سے اور واجب نہیں واسطے مطلق ہونے آیت کی۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ إِذَا فَرَّطَ حَتّٰى جَآءَ رَمَضَانُ آخَرُ يَصُوْمُهُمَا وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ طَعَامًا.

اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ جب قصور کرے یعنی جو روزہ اس پر قضاء ہوا اور اس کو قضاء نہ کرے یہاں تک کہ دوسرا رمضان آئے تو دونوں کے روزے رکھے یعنی اس کو قضاء سابق پر موقوف نہ رکھے اور نہیں دیکھا ابراہیم نے اس میں کھانا کھلانا۔

فائدہ: حاصل یہ ہے کہ مثلا ایک شخص رمضان میں بیمار ہوا سو اس سے رمضان کے کل روزے یا بعض روزے قضاء ہوئے پھر اس کو قضاء نہ کیا یہاں تک کہ دوسرا رمضان آیا اور وہ بھی قضاء ہوا تو دونوں رمضان کے روزے جدا جدا رکھے اس سے بھی معلوم ہوا کہ قضاء میں تراخی یعنی دیر کرنی درست ہے فی الفور واجب نہیں۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مُرْسَلًا وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ يُطْعِمُ وَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهُ الْإِطْعَامَ إِنَّمَا قَالَ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ.

اور ذکر کیا جاتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرسل اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ کہ کھانا دے تاخیر قضاء پر یعنی روزہ قضاء کرے اور تاخیر کے بدلے کھانا دے اور امام

بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ نہیں ذکر کیا اللہ نے کھانا صرف یہ فرمایا کہ گنتی چاہیے اور دونوں سے یعنی یہ قول ان کا آیت کے مخالف ہے۔

فائدہ: اصل میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول اس طور سے ہے کہ اگر آدمی رمضان میں بیمار ہو پھر تندرست ہو قضاء روزے نہ رکھے یہاں تک پائے اس کو دوسرا رمضان تو چاہیے کہ حاضر رمضان کا روزہ رکھے پھر اس کے بعد پہلے رمضان کو قضاء کرے اور ہر دن کے بدلے ایک فقیر کو کھانا دے بدلے قصور تاخیر کے اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور یہی ہے قول طحاوی کا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور نافع کہتے ہیں کہ کھانا نہ دے صرف روزے قضاء کرے اس سے بھی معلوم ہوا کہ قضاء رمضان کی تاخیر درست ہے گو فدیہ دینا آیا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ یا مناسب اعتبار مخالفت کے ہے۔ (فتح)

١٨١٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ كَانَ يَكُوْنُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَقْضِيَ إِلَّا فِي شَعْبَانَ قَالَ يَحْيَى الشُّغْلُ مِنَ النَّبِيِّ أَوْ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۸۱۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ شان یہ تھا کہ رمضان کے قضاء روزے مجھ پر ہوتے تھے سو میں طاقت نہ رکھتی تھی یہ کہ قضاء کروں مگر شعبان میں اور یحییٰ راوی نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو قضاء سے مانع مشغول ہونا تھا ساتھ خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

فائدہ: یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ جو رمضان کے قضاء روزے ہوتے تھے بہ سبب عذر حیض کے تو ان کو ان کے رکھنے کی فرصت نہ ملتی تھی سوائے شعبان کے اس واسطے کہ اور دنوں میں مستعد رہتی تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں کہ جب صحبت کے لیے بلائیں تو حاضر ہوں اور شعبان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر روزے سے ہوتے تھے پس یہ فرصت پاتی تھی اور روزے قضاء کرتی تھیں اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کے روزوں کی قضاء میں دیر کرنی درست ہے برابر ہے کہ عذر سے ہو یا بدون عذر وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں جائز ہے تاخیر قضاء کی یہاں تک کہ داخل ہو رمضان دوسرا۔ (فتح)

بَابُ الْحَائِضِ تَتْرُكُ الصَّوْمَ وَالصَّلَاةَ

حیض والی عورت حیض کی حالت میں روزے اور نماز کو چھوڑ دے

فائدہ: باب میں قضاء کا حکم بیان نہیں ہوا تا کہ ترجمہ باب حدیث کے مطابق ہو جائے اس واسطے کہ حدیث میں اس کا ذکر نہیں اور لفظ ترک اس واسطے بولا کہ اس میں اشارت ہے کہ یہ ممکن ہے اور اس کو چھوڑنا اس واسطے ہے

کہ اس کی مباشرت کو شرع نے منع کیا ہے (فتح)

وَقَالَ أَبُو الزِّنَادِ إِنَّ السُّنَنَ وَوُجُوهَ الْحَقِّ لَتَأْتِي كَثِيرًا عَلَى خِلَافِ الرَّأْيِ فَمَا يَجِدُ الْمُسْلِمُونَ بُدًّا مِّنِ اتِّبَاعِهَا مِنْ ذٰلِكَ أَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الصِّيَامَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ.

یعنی ابو زناد نے کہا کہ سنتیں اور حق کی وجہیں اکثر عقل کے مخالف ہوتی ہیں یعنی شرع کے بہت احکام عقل کے مخالف ہیں پس نہیں پاتے مسلمان کوئی چارہ ان کی تابعداری سے از انجملہ یہ ہے کہ حائضہ روزہ قضاء کرے اور نماز قضاء نہ کرے کہ وہ اس کو معاف ہے۔

فائدہ: یعنی عقل چاہتی ہے کہ دونوں فرضوں کو قضاء کیا جائے نماز کو بھی اور روزے کو بھی لیکن عقل ایمانی جو کچھ اس کے برخلاف ہے اس کی وجہ نہیں چاہتی بلکہ جانتی ہے کہ اس میں کوئی حکمت بالغہ ہوگی اور فقہاء نے اس فرق مذکور میں کلام کی ہے اور بہت نے ان میں اعتماد کیا ہے اس پر کہ نماز بار بار آتی ہے پس اس کی قضاء مشکل ہے بخلاف روزے کے کہ وہ ہر سال ایک بار آتا ہے اور ایک فرق یہ ہے کہ اگر حائضہ فجر سے پہلے پاک ہو جائے اور روزے کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے نزدیک جمہور کے اور نہیں موقوف ہے غسل پر بخلاف نماز کے کہ وہ غسل پر موقوف ہے۔ (فتح)

۱۸۱۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدٌ عَنْ عِيَاضٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ فَذٰلِكَ نُقْصَانُ دِينِهَا

۱۸۱۵۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی عورتوں کے جواب میں جب کہ انہوں نے کہا کہ کیا ہے نقصان دین ہمارے کا کہ کیا نہیں جب اس کو حیض ہوتا ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے پس یہ اس کے دین کا نقصان ہے۔

بَابُ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ

اگر کوئی مر گیا اور اس پر روزے کی قضاء ہو تو کیا اس کی طرف سے روزے کی قضاء درست ہے یا نہیں اور جب جائز ہوا تو کیا خاص ہے ساتھ ایک روزے کے سوائے دوسرے کے یا سب روزوں کا یہی حکم ہے اور کیا روزہ متعین ہے یا کھانا بھی کافی ہے اور کیا خاص ہے ساتھ اس کے ولی میت کا یا صحیح ہے اس سے بھی اور غیر سے بھی اور اس میں علماء کو اختلاف ہے کما سیاتی۔

وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ صَامَ عَنْهُ ثَلَاثُوْنَ

اور حسن نے کہا کہ اگر میت کی طرف سے تیس آدمی

رَجُلًا يَوْمًا وَّاحِدًا جَازَ. ایک دن روزہ رکھیں تو درست ہے۔

فائدہ: لیکن یہ جواز مقید ہے ساتھ اس روزے کے جس میں پے در پے رکھنا واجب نہیں واسطے مقصود ہونے تتابع کے صورت مذکور میں۔ (فتح)

۱۸۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى بْنِ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ تَابَعَهُ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ جَعْفَرٍ.

۱۸۱۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مر گیا اور اس پر روزے ہوں کہ قضاء نہ کر سکا تو اس کی طرف سے اس کا وارث روزے رکھے۔

فائدہ: یہ امر جمہور کے نزدیک وجوب کے واسطے نہیں اور بعض اہل ظاہر نے اس کو واجب کہا ہے اور علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے سو اصحاب حدیث کہتے ہیں کہ میت کی طرف سے روزے رکھنا درست ہے اور یہی قول ہے ابو ثور اور ایک جماعت محدثین شافعیہ کا اور بیہقی نے خلافیات میں کہا کہ میں اس کی صحت میں اہل حدیث کے درمیان اختلاف نہیں دیکھتا پس واجب ہے عمل کرنا اور امام شافعی نے قدیم قول میں کہا کہ اگر حدیث صحیح ہو تو میں اس کا قائل ہوں گا اور امام شافعی نے کہا کہ اگر میں کوئی بات کہوں اور وہ حدیث کی مخالف ہو تو حدیث کو لو اور میری تقلید نہ کرو اور امام مالک اور ابو حنیفہ اور مالک نے کہا کہ میت کی طرف سے روزہ نہ رکھا جائے اور یہی جدید قول ہے امام شافعی اور لیث اور اسحاق اور احمد اور ابو عبید نے کہا کہ نہ روزہ رکھا جائے میت کی طرف سے مگر نذر کا اور وہ کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث عموم مقید ہے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور ان دونوں کے درمیان تعارض نہیں تا کہ ان کے درمیان تطبیق دی جائے پس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک صورت مستقل ہے سوال کیا اس سے اس شخص نے جس کو وہ پیش آئی اور اس پر حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی پس یہ تقریر ہے قاعدے عام کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں بھی اس عموم کی مانند کی طرف اشارہ واقع ہوا ہے اس واسطے کہ اس کے اخیر میں فرمایا کہ اللہ کا حق زیادہ تر لائق ہے ساتھ قضاء کرنے کے اور اس پر روزہ رمضان کا پس کھانا دیا جائے اس کی طرف سے اور اس پر مالکیہ نے پس جواب دیا ہے باب کی حدیث سے ساتھ دعوی عمل اہل مدینہ کے موافق عادت اپنی کے اور قرطبی نے کہا کہ یہ حدیث مضطرب ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ دعوی مسلم نہیں اور قرطبی نے کہا کہ واجب نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس

کے کہ اکثر جائز رکھنے والے اس کو واجب نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں کہ ولی کو اختیار ہے درمیان کھلانے اور روزے کے اور بعضوں نے کہا کہ مراد روزے سے کھانا ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ پھیرنا لفظ کا ہے اپنے ظاہر سے بغیر دلیل کے اور اس پر حنفیہ نے پس دلیل پکڑی ہے انہوں نے واسطے نہ قائل ہونے کے ساتھ ان دونوں حدیثوں کے ساتھ اس چیز کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ پوچھیں گئیں ایک عورت سے کہ مرگئی تھی اور اس پر روزہ قضاء تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کی طرف سے کھانا کھلایا جائے اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرمایا کہ اپنے مردوں کی طرف سے روزہ نہ رکھو بلکہ کھانا کھلاؤ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی مروی کے برخلاف فتوی دیا تو معلوم ہوا کہ عمل ان کی حدیثوں کے برخلاف ہے لیکن ان دونوں اثروں میں کلام ہے اور ان میں وہ چیز ہے کہ منع کرے روزے کو مگر اثر عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور وہ نہایت ضعیف ہے اور راجح یہ بات ہے کہ معتبر وہ چیز ہے جو انہوں نے روایت کی نہ وہ چیز جو انہوں نے اپنے اجتہاد سے کہی اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ اجتہاد مخالف ہو اور اس کی سند ثابت نہیں اور اس سے حدیث کا ضعیف ہونا لازم نہیں آتا اور جب حدیث کی صحت ثابت ہو چکی تو محقق چیز ظن سے نہ چھوڑی جائے اور مراد ولی سے ہر قریب ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیا یہ ولی کے ساتھ خاص ہے یا کسی اور کو بھی جائز ہے اور راجح یہ بات ہے اس واسطے کہ اصل عدم نیابت ہے عبادت بدنیہ میں اور زندگی میں عبادات میں نیابت داخل نہیں ہوتی پس اسی طرح موت میں بھی مگر جس میں دلیل وارد ہو چکی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر وارث کسی غیر کو حکم کرے کہ میت کی طرف سے روزے رکھے تو درست ہے جیسا کہ حج میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صحیح ہے مستقل ہونا غیر کا ساتھ اس کے اور ذکر وارث کا واسطے رغبت کے ہے اور ظاہر صنیع بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک بھی یہی اخیر معنی مراد ہیں اور اسی کے ساتھ جزم کیا ہے ابو طیب طبری نے۔ (فتح)

۱۸۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَيْنُ اللّٰهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضٰى قَالَ سُلَيْمَانُ

۱۸۱۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں مرگئی اور اس پر ایک مہینے کے قضاء روزے ہیں کیا میں ان کو اس کی طرف سے قضاء کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں قرض اللہ کا زیادہ تر لائق ہے ساتھ ادا کرنے کے اور سلیمان نے کہا کہ حکم اور سلمہ نے کہا اور ہم سب بیٹھے تھے جب کہ مسلم نے یہ حدیث بیان کی یعنی اعمش نے یہ حدیث ایک مجلس میں تین آدمیوں سے سنی اول مسلم سے اس نے سعید

فَقَالَ الْحَكَمُ وَسَلَمَةُ وَنَحْنُ جَمِيعًا جُلُوسٌ حِينَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَا سَمِعْنَا مُجَاهِدًا يَذْكُرُ هٰذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْحَكَمِ وَمُسْلِمِ الْبَطِينِ وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُخْتِي مَاتَتْ وَقَالَ يَحْيٰى وَأَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ وَقَالَ أَبُو حَرِيزٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَتْ أُمِّي وَعَلَيْهَا صَوْمُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا.

بن جبیر سے پھر حکم اور سلمہ نے انہوں نے سعید بن جبیر اور عطاء سے اور مجاہد سے اور نہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ میری بہن مر گئی اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میری ماں مر گئی اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میری ماں مر گئی اور اس پر پندرہ روزے کی قضاء ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے روزے رکھنا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث مضطرب ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ دو واقعہ ہیں اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ سائل روزہ نذر سے خثعمیہ ہے اور سائل نذر حج سے جہنیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت نے روزے اور حج دونوں کا حکم پوچھا ایں پر مختلف ہونا سائل کا کہ مرد تھا یا عورت اور مسئول عنہ کا یہ کہ بہن تھی یا ماں سو یہ اختلاف موضع استدلال میں قادح نہیں اس واسطے کہ غرض اس سے جائز ہونا روزے یا حج کا ہے میت کی طرف

ہے اور اس میں کچھ اضطراب نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَتٰى يَحِلُّ فِطْرُ الصَّائِمِ

روزے دار کو روزہ افطار کرنا کس وقت درست ہے؟

فائدہ: غرض اس باب سے اشارہ کرنا ہے اس طرف کہ کیا واجب ہے امساک کرنا کسی خبر کا رات سے واسطے ثابت ہونے گزرنے دن کے یا نہیں اور ظاہر امام بخاری رحمہ اللہ کی کاریگری سے معلوم ہوتا ہے کہ ثانی احتمال کو ترجیح ہے واسطے ذکر کرنے اس کے کہ ابو سعید کے اثر کو ترجمہ میں لیکن اس کا محل وہ ہے جب کہ حاصل ہو تحقیق غروب آفتاب کا۔ (فتح)

وَأَفْطَرَ أَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ حِيْنَ غَابَ قُرْصُ الشَّمْسِ

اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روزہ افطار کیا جب سورج غروب ہوا

فائدہ: امیں سے روایت ہے کہ ہم ابو سعید کے پاس آئے سو انہوں نے روزہ کھولا اور ہم دیکھتے تھے کہ آفتاب ابھی غروب نہیں ہوا اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ تحقیق ابو سعید نے جب غروب آفتاب کا متحقق ہو تو اس پر اور کوئی زیادتی طلب نہ کی اور نہ التفات کی طرف موافقت پاس والوں کی اس پر پس اگر اس کے نزدیک رات کی کوئی خبر بند رہنا واجب ہوتا تو اس کی معرفت میں سب مشترک ہوتے۔ (فتح الباری)

۱۸۱۸۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَا هُنَا وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَا هُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ.

۱۸۱۸۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات ادھر سے آئے یعنی پورب کی طرف سے سیاہی نمودار ہو اور پیٹھ دے دن ادھر سے یعنی پچھم کی طرف سے اور آفتاب ڈوب جائے تو روزے دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا۔

فائدہ: اس حدیث میں تین امروں کا ذکر ہے اس واسطے کہ اگرچہ اصل میں آپس میں لازم ہیں لیکن کبھی ظاہر میں لازم نہیں ہوتے کسی امر کے کہ آفتاب کی روشنی کو ڈھانک لے اور اسی طرح جانا دن کا پس اسی واسطے قید کیا ساتھ قول اپنے کے کہ آفتاب ڈوب جائے واسطے اشارت کرنے طرف شرط ہونے تحقق اقبال اور ادبار کے اور یہ کہ وہ دونوں ساتھ واسطہ غروب شمس کے ہیں نہ کسی اور سبب سے اور یہ دوسری حدیث میں مذکور نہیں پس احتمال ہے کہ یہ حدیث حالت بادل پر محمول ہو اور دوسری حدیث حالت صاف ہونے آسمان پر محمول ہو اور احتمال ہے کہ دونوں ایک حالت میں ہوں لیکن ایک راوی نے اس کو یاد رکھا اور دوسرے نے نہ رکھا اور اقبال اور ادبار دونوں کو اکٹھے

اس واسطے ذکر کیا کہ ممکن ہے وجود ایک کا ساتھ عدم تحقق غروب آفتاب کے۔ (فتح)

۱۸۱۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَهُوَ صَآئِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ يَا فُلَانُ قُمْ فَاجْدَحْ لَنَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ فَشَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّآئِمُ.

۱۸۱۹۔ عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے سو جب آفتاب غروب ہوا تو آپ ﷺ نے بعض قوم کو فرمایا یعنی بلال کو کہ اے فلانے اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اگر آپ شام کرتے تو خوب ہوتا فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اگر آپ شام کرتے تو خوب ہوتا فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول اس نے کہا کہ آپ پر تو دن ہے یعنی ابھی دن باقی ہے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول اور آپ ﷺ کے واسطے ستو گھولے سو آپ ﷺ نے ستو پیئے پھر فرمایا کہ جب تم رات کو دیکھو کہ آئے اوپر سے تو روزے دار کا روزے کھولنے کا وقت ہوا یعنی پس چاہیے کہ روزے دار روزہ کھولے۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ آپ پر تو دن ہے تو احتمال ہے کہ وہ مرد نہایت صاف ہونے کی وجہ سے روشنی بہت دیکھتا تھا پس گمان کرتا تھا کہ ابھی آفتاب غروب نہیں ہوا اور کہتا تھا کہ شاید اس کو کسی چیز پہاڑ وغیرہ سے ڈھانکا ہو یا اس جگہ ابر تھا سو نہ ثابت ہوا غروب آفتاب کا نہیں تو اگر صحابی کو ثابت ہو کہ آفتاب ڈوب گیا ہے تو یہ توقف نہ کرتا اس واسطے کہ وہ اس وقت معاند ہوگا اور سوائے اس کے نہیں کہ اس نے توقف کیا واسطے احتیاط کے اور طلب کشف حکم مسئلہ کے اور اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مستحب ہے جلدی افطار کرنا روزے کا اور یہ کہ نہیں واجب امساک خبر کا رات سے مطلق بلکہ جب آفتاب کا غروب ثابت ہو تو روزہ کھولنا حلال ہوتا ہے اور نیز اس میں یاد دلانا عالم کا ہے اس چیز میں کہ خوف بھولنے کا ہو اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں بیان وقت روزے کا اور یہ کہ جب غروب ثابت ہو تو کافی ہے اور اس میں زجر ہے اہل کتاب کی متابعت سے اس واسطے کہ وہ غروب آفتاب کے بعد بہت دیر سے روزہ کھولتے تھے اور یہ کہ امر شرعی ابلغ ہے حسی سے اور یہ کہ عقل شرع پر حکم نہیں کرتی۔ (فتح)

بَابٌ يُفْطِرُ بِمَا تَيَسَّرَ مِنَ الْمَآءِ أَوْ غَيْرِهِ

روزہ کھولے اس چیز سے کہ میسر ہو پانی وغیرہ سے

فائدہ: یعنی خواہ تنہا ہو یا کسی چیز کو ساتھ ملایا ہو اور ایک روایت میں صرف پانی کا لفظ آیا ہے اور امام بخاری رضی اللہ عنہ

نے اس باب میں عبداللہ بن ابی اوفی کی حدیث بیان کی ہے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور شاید کہ اس نے اشارہ کیا ہے کہ حدیث مَنْ وَجَدَ تَمْرًا فَلْيُفطِرْ عَلَيْهِ وَمَنْ لَا فَلْيُفْطِرْ عَلَى الْمَاءِ میں امر وجوب کے واسطے نہیں۔ (فتح)

۱۸۲۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَآئِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَنَزَلَ فَجَدَحَ ثُمَّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّآئِمُ وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهٖ قِبَلَ الْمَشْرِقِ.

۱۸۲۰۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے دار تھے سو جب سورج غروب ہوا تو فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ شام کریں تو خوب ہو فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر دن ہے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول فرمایا کہ جب تم رات کو دیکھو کہ آئے ادھر سے تو روزے دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا اور اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جو چیز میسر ہو اس سے روزہ کھولے فقط۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کہ ترجمہ پارہ ہفتم بخاری کا تمام ہوا وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

ابواب العمرة

فضائل مدینہ

کتاب الصوم

❀ ...... ❀ ...... ❀

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۸

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ تَعْجِيلِ الْإِفْطَارِ

روزہ جلد کھولنے کا بیان یعنی مستحب ہے کہ جلد روزہ کھولا جائے دیر نہ کی جائے

فائدہ: امام ابن عبدالبر نے کہا کہ روزہ جلد کھولنے اور سحری دیر سے کھانے کی حدیثیں صحیح اور متواتر ہیں اور عبدالرزاق کے نزدیک عمرو بن میمون وغیرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے اصحاب کا دستور تھا کہ روزہ جلد کھولا کرتے تھے اور سحری دیر سے کیا کرتے تھے۔ (فتح)

١٨٢١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَّا عَجَّلُوا الْفِطْرَ

١٨٢١۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگ خیر سے رہیں گے جب تک روزہ جلد کھولا کریں گے۔

فائدہ: یعنی واسطے پیروی کرنے سنت کی اس حال میں کہ ٹھہرنے والے ہیں نزدیک حد اس کی کے۔ پیدا کرنے والے اپنے عقلوں سے وہ چیز کہ بدل ڈالے اس کے قواعد کو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ اس واسطے کہ یہود اور نصاریٰ روزہ دیر سے کھولتے ہیں۔ روایت کی یہ حدیث ابو داؤد اور ابن خزیمہ وغیرہ نے اور اہل کتاب کی تاخیر کی ایک حد ہے اور وہ ہے ظاہر ہونا ستاروں کا اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ ہمیشہ میری امت میری سنت پر رہے گی جب تک کہ روزہ کھولنے میں ستاروں کا انتظار نہ کریں گے اور اس میں بیان علت کا ہے بیچ اس کے اور مہلب نے کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ نہ زیادہ کیا جائے دن میں رات سے اور اس واسطے کہ وہ بہت ارفق ہے ساتھ روزے دار کے اور قوت دینے والا ہے اس کو عبادت پر اور اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ ثابت ہو ڈوبنا آفتاب کا ساتھ دیکھنے کے یعنی آدمی خود اس کو اپنی نظر سے ڈوبتا دیکھے یا دو آدمی عادل اس کے ڈوبنے کی خبر دیں اور اسی طرح اگر ایک آدمی عادل خبر دے تو اس کی خبر بھی ارجح قول میں مقبول ہے اور امام ابن دقیق العید نے کہا کہ اس حدیث میں رد ہے شیعہ پر بیچ تاخیر کرنے ان کے روزہ کھولنے

میں ظاہر ہونے ستاروں تک اور شاید کہ یہی ہے وہ سبب بیچ وجود خیر کے ساتھ جلد روزہ کھولنے کی اس واسطے کہ جو اس کو تاخیر کرتا ہے وہ فعل خلاف سنت میں داخل ہوتا ہے اور جو ابو داؤد کی زیادت میں گزر چکا ہے وہ اولیٰ ہے کہ ہو سبب اس حدیث کا اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی تھی تو اس وقت شیعہ موجود نہ تھے بلکہ بعد میں پیدا ہوئے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ جلد روزہ کھولنا مستحب ہے اور اس میں تاخیر کرنا مکروہ نہیں مگر جو اس کو جان بوجھ کر کرے اور اس میں فضیلت کا اعتقاد رکھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تاخیر مطلق مکروہ نہیں اور وہ اسی طرح ہے اس واسطے کہ ایک چیز کے مستحب ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی نقیض مطلق مکروہ ہو اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے اس پر کہ شوال کے چھ روزے مستحب نہیں تاکہ کوئی جاہل یہ گمان نہ کرے کہ وہ رمضان کے ساتھ ملحق ہیں اور یہ استدلال ضعیف ہے اور فرق پوشیدہ نہیں۔

تنبیہ: بدعات منکرہ سے یہ بات ہے جو اس زمانہ میں پیدا ہوئی دینے اذان دوسرے سے پہلے فجر کے بقدر تین گھڑی کے اور بجھانے چراغوں کے سے جو گروانے گئے ہیں علامت واسطے حرام کرنے کھانے اور پینے کے اس پر جو روزے کا ارادہ رکھتا ہو واسطے زعم کرنے کے اس کے نکالنے والے سے کہ وہ واسطے احتیاط کے ہے عبادت میں اور نہیں جانتے اس کو مگر بعض لوگ اور مقرر کھینچا ان کو اس بات نے اس نوبت تک کہ نہیں اذان دیتے مگر بعد غروب کے ساتھ ایک درجہ کے واسطے تمکین وقت کے جس کو انہوں نے گمان کیا سو روزہ کھولنے میں انہوں نے دیر کی اور سحری کھانے میں جلدی کی اور سنت کا خلاف کیا پس اسی واسطے ان سے نیکی کم ہوئی اور ان میں بدی بہت ہوئی اور اللہ کی پناہ ہے۔ (فتح)

۱۸۲۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَصَامَ حَتّٰى أَمْسٰى قَالَ لِرَجُلٍ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ قَالَ لَوِ انْتَظَرْتَ حَتّٰى تُمْسِيَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ إِذَا رَأَيْتَ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ.

۱۸۲۲۔ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا سو نبی ﷺ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ شام کے پہر نبی ﷺ نے ایک مرد سے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول، اس نے کہا کہ اگر آپ انتظار کریں یہاں تک کہ شام ہو تو خوب ہوتا فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول جب تو رات کو دیکھے کہ ادھر سے آئے یعنی پورب کی طرف سے سیاہی ظاہر ہو تو روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ اول وقت بہت جلد روزہ کھولتے تھے کہ بعض لوگوں کو شبہ رہتا تھا کہ شاید ابھی دن باقی ہے اور ثابت ہوا کہ جب آفتاب غروب ہو اور پورب کی طرف سے سیاہی ظاہر ہو تو وہی وقت

ہے روزہ کھولنے کا۔

بَابُ إِذَا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ

باب ہے جب کوئی رمضان میں روزہ کھولے پھر آفتاب نکلے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: یعنی اگر کوئی رمضان میں روزہ کھولے اس گمان سے کہ آفتاب غروب ہوا پھر آفتاب نکل آئے تو کیا اس پر اس دن کی قضا واجب ہے یا نہیں اور اس مسئلے میں اختلاف ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول اس میں مختلف ہے۔ کما سیاتی اور مراد طلوع سے آفتاب کا ظاہر ہونا ہے۔ (فتح)

۱۸۲۳۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ أَفْطَرْنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ غَيْمٍ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ قِيلَ لِهِشَامٍ فَأُمِرُوا بِالْقَضَآءِ قَالَ لَا بُدَّ مِنْ قَضَآءٍ وَقَالَ مَعْمَرٌ سَمِعْتُ هِشَامًا لَا أَدْرِي أَقَضَوْا أَمْ لَا.

۱۸۲۳۔ ا۔اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بادل کے دن روزہ کھولا پھر سورج نکلا کسی نے ہشام سے کہا کہ ان کو قضا کا حکم ہو۔ اس نے کہا کہ قضا سے کوئی چارہ نہیں اور معمر نے کہا کہ میں نے ہشام سے سنا کہتا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ انہوں نے وہ روزہ قضا کیا یا نہیں۔

فائدہ: اور یہ روایت ثانی بظاہر پہلی روایت کے معارض ہے لیکن تطبیق یہ ہے کہ یقین کرنا اس کا ساتھ قضا کے محمول ہے اس پر کہ اس میں اس نے اور دلیل سے استدلال کیا اور اُوپر اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث سو اس میں نہ قضا کی اثبات مروی ہے اور نہ نفی اور علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے۔ سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اس روزے کی قضا واجب ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس میں اختلاف ہے۔ ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ قضا واجب ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ قضا واجب نہیں اور مجاہد اور حسن سے روایت ہے کہ قضا واجب نہیں اور یہی ہے قول اسحٰق کا اور ایک روایت امام احمد رحمہ اللہ سے بھی یہی ہے اور اختیار کیا ہے اس کو ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے پس کہا کہ ہشام کا قول کہ اس دن کی قضا ضروری ہے سند نہیں۔ اور میرے نزدیک ظاہر نہیں ہوا کہ ان پر قضا ہے۔ اور ترجیح دیتی ہے پہلے قول کو یعنی یہ کہ قضا واجب ہے۔ یہ بات کہ اگر پہلی تاریخ کو رمضان کا چاند ڈھانکا جائے یعنی بسبب ابر وغیرہ کے نظر نہ آئے اور صبح کو لوگ روزہ نہ رکھیں پھر ظاہر ہوا کہ یہ رمضان کا دن ہے تو اس کی قضا بالاتفاق واجب ہے۔ سو اسی طرح یہ بھی واجب ہوگی اور ابن متین نے کہا کہ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قضا واجب نہیں جب کہ روزہ نظر کا ہو۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکلفین تو صرف ظاہر کے ساتھ مخاطب ہیں۔ پس اگر اجتہاد کریں اور اجتہاد

میں خطا ہو تو اس میں ان پر کچھ گناہ نہیں۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ الصِّبْيَانِ

باب ہے نابالغ لڑکوں کے روزوں کے بیان میں

فائدہ: یعنی کیا جائز ہے یا نہیں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے واجب نہیں اور مستحب کہا اس کو ایک جماعت نے سلف سے انہیں میں سے ہیں ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اور زہری رحمۃ اللہ علیہ۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر وہ روزے کی طاقت رکھتے ہوں تو عادت ڈالنے کے واسطے ان کو حکم کیا جائے اور حد مقرر کی ہے اس کی ان کے اصحاب نے ساتھ سات برس کے اور دس برس کے مانند نماز کی اور اسحق نے کہا کہ اس کی حد بارہ برس ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں دس برس ہے اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر طاقت رکھے تین روزے پے در پے کی کہ ان میں ضعیف نہ ہو تو اس کو روزے کی ترغیب دی جائے۔ اور پہلا قول جمہور کا ہے اور مشہور مالکیہ سے یہ ہے کہ نابالغ لڑکوں کے حق میں روزہ رکھنا مشروع نہیں۔ اور تحقیق باریک بینی کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ رد کرنے کے اوپر ان کے ساتھ وارد کرنے اثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتداء ترجمہ میں اس واسطے کہ کہا نہایت اس چیز کا کہ اعتماد کرے تین اس کو حدیثوں کے معارضہ میں دعویٰ عمل اہل مدینہ کا ہے برخلاف ان کے اور نہیں کوئی عمل کہ استدلال کیا جائے ساتھ اس کے قوی اس عمل سے کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ہو باوجود سخت کوشش ان کی کے اور بہت ہونے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ان کے زمانے میں اور تحقیق کہا حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے اس شخص کے جس نے رمضان میں روزہ افطار کیا تھا واسطے جھڑکنے اس کے کہ تو نے کیوں روزہ نہیں رکھا اور حالانکہ ہمارے لڑکے روزے دار ہیں۔ اور عجب بات کہی ابن ماجشون نے مالکیہ سے سو کہا کہ اگر نابالغ لڑکے روزے کی طاقت رکھیں تو ان پر روزے کو لازم کیا جائے اور اگر بدون عذر کے افطار کریں تو واجب ہے ان پر قضا۔

وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِنَشْوَانٍ فِي رَمَضَانَ وَيْلَكَ وَصِبْيَانُنَا صِيَامٌ فَضَرَبَهُ

اور کہا عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نشے والے مرد کو رمضان میں کہ خرابی ہو تجھ کو اور حالانکہ ہمارے بچے روزے دار ہیں سو اس کو حد ماری یعنی حد شراب کی کہ اسی کوڑے ہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو شام کی طرف نکالا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کو روزہ رکھنا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

١٨٢٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ عَاشُوْرَآءَ

١٨٢٤۔ ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوریٰ کی صبح کو انصار کے گاؤں کی طرف کہلا بھیجا کہ جو صبح کرے اس حال میں کہ روزہ نہ رکھا ہو تو چاہیے کہ اپنا باقی دن پورا کرے اور جس نے صبح کی ہو حالت روزہ میں تو چاہیے کہ

إِلٰى قُرَى الْأَنْصَارِ مَنْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَصُمْ قَالَتْ فَكُنَّا نَصُوْمُهُ بَعْدُ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَإِذَا بَكٰى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهُ ذَاكَ حَتّٰى يَكُوْنَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ.

روزہ رکھے۔ ربیع رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم اس کے بعد میں عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے اور اپنے لڑکوں کو بھی روزہ رکھاتے تھے۔ اور ہم ان کے واسطے اون سے کھیلنے کی چیز بناتے تھے۔ سو جب ان میں سے کوئی روتا تھا تو ہم اس کو وہ چیز کھیلنے کو دیتے تھے تا کہ وہ اس کے ساتھ کھیلیں یہاں تک کہ افطار کا وقت آ جاتا۔ یعنی وہ کھلونا ان کو غفلت میں ڈال دیتا یہاں تک کہ افطار کا وقت ہوتا۔ ابو عبداللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ عہن کے معنی اون کے ہیں۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ عاشوریٰ کا روزہ رمضان کے فرض ہونے سے پہلے فرض تھا۔ اور اس کی طرف پہلے بھی اشارہ گزر چکا ہے اور آئندہ بھی اس پر کلام آئے گی اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر تجربہ کرانے لڑکوں کے روزے پر اور عادت ڈالنے کے ان کے اوپر اس کے کما تقدم اس واسطے کہ جو اس عمر کی مثل میں ہو جس کا حدیث میں ذکر ہے سو وہ غیر مکلف ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ کیا جاتا تھا واسطے ان کے یہ تا کہ ان کو تجربہ ہو جائے اور عجب بات کہی ہے قرطبی نے پس کہا کہ شاید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم نہیں ہوئی اور بعید ہے کہ آپ نے اس کا حکم کیا ہو اس واسطے کہ وہ عذاب دینا ہے چھوٹے بچے کو ساتھ عبادت مشکل کے جو سال میں مقرر نہیں ہوتی اور حدیث رزینہ کی اس کو رد کرتی ہے اور وہ یہ ہے جو ابن خزیمہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دودھ پلانے والی عورتوں کو حکم کرتے تھے روزہ رکھیں اور اپنے بچوں کو رات تک دودھ نہ پلائیں باوجود یہ کہ صحیح اہل حدیث اور اہل اصول کے نزدیک یہ ہے کہ جب صحابی بات کہے کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس طرح کیا تو اس کا حکم مرفوع حدیث کا ہے اس واسطے کہ ظاہر یہ بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع ہوئی اور آپ نے ان کو اس پر برقرار رکھا باوجود بہت ہونے باعثوں کے اوپر سوال کرتے ان کے کہ آپ کو احکام سے باوجود یہ کہ یہ ایسا امر ہے کہ اس میں قیاس اور اجتہاد کو دخل نہیں سو نہیں کیا اس کو اصحاب نے مگر ساتھ توقیف کے انتہی۔ (فتح)

بَابُ الْوِصَالِ وَمَنْ قَالَ لَيْسَ فِي اللَّيْلِ صِيَامٌ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾

باب ہے روزے وصال کے بیان میں اور بیان اس شخص کا جو کہتا ہے کہ رات میں روزہ نہیں واسطے دلیل اس آیت کے کہ پھر پورا کرو روزے کو رات تک

فائدہ: وصال کہتے ہیں اس کو کہ پے در پے دو یا تین روزے رکھے اور جو چیز کہ دن میں روزے کو توڑ ڈالتی ہے اس

کو رات میں نہ کھائے یعنی ان کے درمیان کچھ نہ کھائے نہ رات کو نہ دن کو ساتھ نیت کے پس جو اتفاقاً نہ کھائے وہ اس حکم سے خارج ہو گا۔ اور جو کل رات یا بعض رات بند رہے وہ اس میں داخل ہوگا اور نہیں یقین کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ حکم کے واسطے مشہور ہونے اختلاف کے بیچ اس کے اور یہ جو کہا کہ من قال لیس فی اللیل صیام الخ سو یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ خدا نے رات کو روزہ فرض نہیں کیا سو جس نے روزہ رکھا اس نے مشقت اٹھائی اور اس کو اجر نہیں۔ اور اسی کے معنی میں ہے حدیث بشیر کی جو احمد اور طبرانی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ بشیر کی عورت نے کہا کہ میں نے نیت کی کہ پے در پے دو دن وصال کا روزہ رکھوں سو بشیر نے مجھ کو منع کیا اور کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روزے سے منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا کہ یہ کام نصاریٰ کرتے ہیں و لیکن روزہ رکھو جیسا کہ اللہ نے تم کو حکم کیا ہے پھر پورا کرو روزے کو رات تک پس جب رات آئے تو روزے کو افطار کرو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہے روزہ بعد داخل ہونے رات کے اور اگر یہ حدیثیں صحیح ہوں تو وصال کے کوئی معنی نہ ہوں گے۔ اور نہ اس کے فعل میں قربت ہوگی اور یہ خلاف ہے اس چیز کے جس کو صحیح حدیثیں چاہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کا روزہ رکھا اگرچہ راجح یہ بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔ (فتح وغیرہ)

وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ رَحْمَةً لَّهُمْ وَإِبْقَآءً عَلَيْهِمْ

اور منع فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے روزے سے واسطے رحم کرنے کے ان کے لیے اور واسطے نگاہ رکھنے قوت اور بدن کے اوپر ان کے۔

فائدہ: یہ حدیث ابھی آتی ہے اور یہ جو کہا کہ واسطے باقی رکھنے اوپر ان کے تو یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو ابو داؤد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ منع فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت سے اور وصال کے روزے سے اور ان کو حرام نہ کیا واسطے نگاہ رکھنے کے اوپر ان کے۔

وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ

اور باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ مکروہ ہے تعمق سے

فائدہ: یعنی مبالغہ اور شدت کرنا بیچ تکلف اس چیز کے کہ اس کے ساتھ مکلف نہیں گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قسم ہے اللہ کی کہ اگر رمضان کا مہینہ مجھ پر لمبا ہو جاتا تو برابر اتنے روزے طے کے رکھتا جاتا کہ چھوڑ دیتے شدت سے محنت کرنے والے اپنی شدت کو یعنی لوگ عاجز ہو کر طے کا روزہ چھوڑ دیتے۔

۱۸۲۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُوَاصِلُوْا قَالُوْا إِنَّكَ تُوَاصِلُ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پے در پے روزے نہ رکھو کہ ان کے درمیان کچھ کھاؤ پیو نہیں۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ پے در پے روزے رکھتے ہیں، فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھ کو کھانا پینا ملتا

قَالَ لَسْتُ كَأَحَدٍ مِّنْكُمْ إِنِّيْ أُطْعَمُ وَأُسْقٰى أَوْ إِنِّيْ أَبِيْتُ أُطْعَمُ وَأُسْقٰى.

ہے یا یوں فرمایا کہ میں رات کاٹتا ہوں اس حال میں کہ مجھ کو کھانا پینا ملتا ہے۔ یعنی جس طرح آدمی کو کھانے پینے سے طاقت ہوتی ہے مجھ کو بدون اس کے اللہ طاقت دیتا ہے یا سچ مچ اللہ نبی ﷺ کو کھانا کھلاتا ہوگا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اس حدیث کا سبب بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ اخیر مہینے میں طے کے روزے رکھے اور آپ ﷺ کے کچھ اصحاب رضی اللہ عنہم نے بھی طے کے روزے رکھے سو نبی ﷺ کو یہ خبر پہنچی تب آپ نے یہ حدیث فرمائی۔ (فتح)

۱۸۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوْا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّيْ أُطْعَمُ وَأُسْقٰى.

۱۸۲۶۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا نبی ﷺ نے طے کے روزے سے اصحاب نے کہا کہ آپ وصال کرتے ہیں فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھ کو کھانا پینا ملتا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اس کے سبب کا بھی ذکر آیا ہے اور وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے روزے میں وصال کیا اور لوگوں نے بھی وصال کیا پس وہ روزہ ان پر دشوار ہوا سو نبی ﷺ نے ان کو منع فرمایا۔

۱۸۲۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُوَاصِلُوْا فَأَيُّكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُّوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ قَالُوْا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّيْ أَبِيْتُ لِيْ مُطْعِمٌ يُّطْعِمُنِيْ وَسَاقٍ يَّسْقِيْنِ.

۱۸۲۷۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ طے کے روزے نہ رکھو سو جو کوئی طے کا روزہ رکھنا چاہے تو چاہیے کہ سحری تک طے کا روزہ رکھے پھر کھول ڈالے۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ وصال کرتے ہیں یعنی طے کا روزہ رکھتے ہیں فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں بلکہ میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ میرے لیے کھانا دینے والا ہے جو مجھ کو کھانا دیتا ہے اور پلانے والا ہے جو مجھ کو پلاتا ہے۔

۱۸۲۸۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدٌ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ

۱۸۲۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ منع فرمایا نبی ﷺ نے طے کے روزے سے واسطے رحمت کے ان کے لیے سو

عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَّهُمْ فَقَالُوْا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّيْ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يَذْكُرْ عُثْمَانُ رَحْمَةً لَّهُمْ.

اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ طے کا روزہ رکھتے ہیں، فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں بے شک میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں ذکر کیا عثمان نے لفظ رحمۃ لھم کا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ مجموع ان حدیثوں کے اس پر کہ طے کا روزہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور اس پر کہ آپ کے سوا اور کسی کو طے کا روزہ رکھنا منع ہے۔ مگر سحری تک طے کا روزہ رکھنا درست ہے پھر منع مذکور میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں منع بطور حرام کے ہوا اور بعض کہتے ہیں کراہت کے ہوا اور بعض کہتے ہیں جس پر مشکل ہو اس کو حرام ہے اور جس پر مشکل نہ ہو اس کو درست ہے اور سلف کو اس میں اختلاف ہے پس نقل کی گئی ہے تفصیل عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور ابن ابی شیبہ نے اسناد صحیح کے ساتھ اس سے روایت کی ہے کہ وہ پندرہ دن طے کا روزہ رکھتے تھے اور اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی بہن کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور تابعین سے ابی نعیم اور عامر بن عبداللہ اور ابراہیم بن یزید اور ابو الجوزاء وغیرہ نے روایت کی یہ طبری وغیرہ نے اور دلیل ان کی وہ حدیث ہے جو آئندہ باب میں آتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ نہی کے بعد طے کا روزہ رکھا پس اگر نہی تحریم کے لیے ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو طے کے روزے پر برقرار نہ رکھتے پس معلوم ہوا کہ مراد آپ کی نہی سے رحمت ہے واسطے ان کے اور تخفیف ہے ان سے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی حدیث میں تصریح کی اور یہ مثل اس چیز کی ہے کہ منع کیا ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے کھڑے ہونے سے واسطے خوف اس کے کہ رات کا کھڑا ہونا ان پر فرض ہو جائے اور نہ انکار کیا اس کے فاعل پر ان میں سے کہ اس پر قادر تھا اور عنقریب ہے کہ اس کی نظیر صیام الدھر میں آئے گی۔ سو جس پر مشکل نہ ہو اور نہ قصد کرے موافقت اہل کتاب کا اور نہ منہ پھیرے سنت سے بیچ جلد روزہ کھولنے کے اس کو وصال سے منع نہ کیا جائے۔ اور اکثر یہ مذہب ہے کہ طے کا روزہ حرام ہے اور شافعیہ سے اس میں دو وجہیں ہیں ایک تحریم دوسری کراہت۔ اس طرح اقتصار کیا اس پر نووی رحمہ اللہ نے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب اُم میں کہا کہ حرام ہے اور عجب بات کہی قرطبی نے سو کہا کہ مجھ کو شک ہے کہ بعض اہل ظاہر اس کو حرام کہتے ہیں یا بعض اہل ظاہر کو اس کی حرمت میں شک ہے اور اس شک کے کوئی معانی نہیں اس واسطے کہ ابن حزم رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ وہ حرام ہے اور صحیح کہا اس کو ابن عربی مالکی نے اور امام احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور ابن خزیمہ اور ایک جماعت مالکیہ کا یہ مذہب ہے کہ سحری تک طے کا روزہ رکھنا درست ہے واسطے دلیل حدیث

ابو سعید کے جو مذکور ہے اور اس وصال پر کوئی چیز مرتب نہیں ہوتی اس قبیل سے کہ مرتب ہوتی ہے اس کے غیر پر مگر یہ کہ وہ حقیقت میں بجائے اس کے عشا کے کھانی کی ہے لیکن وہ اس کو موخر کرتا ہے اس واسطے کہ روزے دار کے لیے دن اور رات میں کھانا ہے پس اگر اس کو سحری کے وقت کھائے تو نقل کیا ہوگا اس کو اول رات سے اس کے اخیر تک اور ہوگا زیادہ تر ہلکا کرنے والا واسطے جسم اس کے کے اور نہیں پوشیدہ ہے یہ کہ محل اس کو وہ ہے کہ نہ مشکل ہو روزے دار پر نہیں تو قربت نہ ہوگی۔ اور انفصال کیا ہے اکثر شافعیہ نے بایں طور کہ سحری تک بند رہنا وصال نہیں بلکہ وصال یہ ہے کہ ساری رات کھائے پیے نہیں جیسا کہ بند رہتا ہے دن کو اور سحری تک بند رہنے کو تو وصال صرف اس واسطے کہا جاتا ہے کہ وہ صورت میں وصال کے مشابہ ہے۔ اور محتاج ہے طرف ثبوت دعوے کے بایں طور کہ وصال سوائے اس کے نہیں کہ وہ حقیقت ہے تمام رات بند رہنے میں اور تحقیق وارد ہو چکا ہے کہ نبی ﷺ سحری تک طے کا روزہ رکھتے تھے۔ روایت کی یہ حدیث احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے واسطے حرمت کے ساتھ حدیث مذکور کے کہ جب رات ادھر سے آئے اور دن ادھر سے جائے تو روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا اس واسطے کہ نہیں کیا رات کو محل واسطے غیر فطر کے پس روزہ رکھنا اس میں مخالفت ہے واسطے وضع اس کے کی مانند دن فطر کے اور جواب دیا ہے انہوں نے بھی بایں طور کہ قول آپ ﷺ کا رحمة لهم حرمت کو منع نہیں کرتا اس واسطے کہ رحمت آپ کی واسطے ان کے یہ ہے کہ اس کو ان پر حرام کیا اس پر نہی کے بعد نبی ﷺ کا اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ روزہ رکھنا سو یہ آپ ﷺ کی تقریر نہ تھی بلکہ واسطے تقریع اور تنکیل کے تھا پس احتمال کیا ان سے یہ واسطے مصلحت نہی کے بیچ تاکید جھڑک ان کی کے اس واسطے کہ جب وہ اس کو کریں گے تو ظاہر ہوگی واسطے ان کے حکمت نہی کی اور ہوگا سبب طرف بلانے دلوں ان کے کی واسطے اس چیز کے کہ مرتب ہوتی ہے اس پر سستی سے عبادت میں اور قصور سے اس چیز میں کہ وہ اس سے زیادہ تر مقصود ہے نماز کے وظیفوں اور قراءت وغیرہ سے اور بھوک سخت اس کی منافی ہے اور تحقیق تصریح کی نبی ﷺ نے ساتھ اس کے کہ طے کا روزہ آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہے اور کسی کو درست نہیں واسطے قول نبی ﷺ کے کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں یہ ساتھ اس چیز کے ہے کہ جوڑا گیا ہے طرف اس کی استحباب تعجیل نظر سے جیسے کہ پہلے باب میں گزر چکا ہے۔ میں کہتا ہوں اور دلالت کرتی ہے اس پر کہ وہ حرام نہیں حدیث ابو داؤد کی کہ اول باب میں اس پر تنبیہ گزر چکی ہے اس واسطے کہ صحابی رضی اللہ عنہ نے اس میں تصریح کی ہے کہ نبی ﷺ نے طے کے روزے کو حرام نہیں کیا اور نجار وغیرہ نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے وصال کے روزے سے منع فرمایا اور نہیں ہے اولیٰ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے کہا کہ اللہ نے آپ کا وصال قبول کیا اور آپ کے بعد طے کا روزہ کسی کو درست نہیں لیکن اس حدیث کی اسناد صحیح نہیں اور جواز کی دلیلوں میں یہ ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے نہی کے بعد

طے کا روزہ رکھا۔ پس معلوم ہوا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے یہ سمجھا کہ یہ نہی تنزیہ کے واسطے ہے تحریم کے واسطے نہیں۔ نہیں تو اصحاب رضی اللہ عنہم روزہ نہ رکھتے اور بشیر بن خصاصیہ کی حدیث جو پہلے گزر چکی ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرام نہیں اس واسطے کہ برابری کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ نہی کے درمیان وصال کے اور درمیان تاخیر فطر کے اس واسطے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے حق میں کہا کہ وہ اہل کتاب کا فعل ہے اور نہیں قائل ہوا کوئی ساتھ تحریم تاخیر فطر کے سوائے بعض ان لوگوں کے کہ نہیں اعتبار کیا جاتا ہے ساتھ ان کے اہل ظاہر سے اور اعتبار معنی کے بھی یہ درست ہے اس واسطے کہ اس میں توڑنا ہے نفس کا اور اس کی شہوتوں کا اور اکھاڑنا اس کا ہے لذت دار چیز سے اسی واسطے قائم رہے ہیں اس کے جواز پر مطلق یا مقید وہ امام جو مذکور ہوئے اور اس باب کی حدیثوں میں اور بھی کئی فائدے ہیں یہ کہ احکام میں سب مکلفین برابر ہیں اور یہ کہ جو حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ثابت ہو وہ امت کے حق میں بھی ثابت ہے مگر جو دلیل سے مستثنیٰ ہو، اور یہ کہ جائز ہے معارضہ مفتی کا اس چیز میں کہ فتویٰ دے ساتھ اس کے جب کہ اس کے حال کے برخلاف ہو اور نہ جانتا ہو مسئلہ پوچھنے والا ساتھ بھید مخالفت کے کہ جائز ہے طلب کرنی واسطے کھولنے حکمت نہی کے اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاصوں کا ہونا ثابت ہے اور یہ کہ عموم یہ آیت ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ مخصوص ہے اور یہ کہ اصحاب رضی اللہ عنہم تھے رجوع کرتے طرف فعل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کے جس کی صفت معلوم ہے اور جلدی کرتے تھے طرف پیروی اس کی کے مگر اس چیز میں کہ ان کو اس سے منع کیا اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب خاصوں کی پیروی نہیں کی جاتی اور تحقیق توقف کیا ہے اس میں امام الحرمین نے اور ابو شامہ نے کہا کہ نہیں جائز کسی کو مانند ہونا ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مباح میں مانند زیادہ نکاح کرنے کی چار عورتوں سے اور مستحب ہے بچنا اس چیز سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام ہے اور مستحب ہے تشبہ کرنا ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس چیز میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب ہے مانند نماز چاشت کی اور اس طرح مستحب، پس نہیں تعرض کیا واسطے اس کے اور وصال اسی قبیل سے ہے پس احتمال ہے کہ کہا جائے کہ اگر اس سے منع نہ کیا ہو تو اس کے ساتھ پیروی کرنی منع نہیں۔ اور اس میں بیان ہے واسطے قدرت اللہ کے اوپر پیدا کرنے مسببات عادیات کے یعنی بغیر سبب ظاہر کے کما سیاتی البحث فیہ۔ (فتح)

بَابُ التَّنْكِيْلِ لِمَنْ أَكْثَرَ الْوِصَالَ رَوَاهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے بیان میں سزا اس شخص کے کہ وصال کے بہت روزے رکھے روایت کی یہ سزا انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

فائدہ: اکثر کی قید لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو طے کے روزے کم رکھے اس پر کوئی عذاب نہیں اس واسطے کہ کبھی کبھی طے کا روزہ رکھنے میں عدم مشقت کا گمان ہے لیکن نہ عذاب کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ جائز ہو۔ (فتح)

۱۸۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَأَيُّكُمْ مِّثْلِي إِنِّي أَبِيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِ فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَّنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالتَّنْكِيْلِ لَهُمْ حِيْنَ أَبَوْا أَنْ يَّنْتَهُوْا۔

۱۸۲۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے طے کے روزے سے منع فرمایا سو مسلمانوں میں سے ایک مرد نے آپ ﷺ کو کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ طے کا روزہ رکھتے ہیں فرمایا کہ تم میں سے میری طرح کون ہے میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے سو جب اصحاب رضی اللہ عنہم نے انکار کیا اس سے کہ باز رہیں طے کے روزے سے تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک دن طے کا روزہ رکھا پھر ایک دن رکھا پھر عید کا چاند دیکھا سو فرمایا کہ اگر چاند دیر کرتا تو میں تم کو روزے زیادہ کرتا اور یہ وصال ساتھ ان کے مانند عذاب کے تھا واسطے ان کے جب کہ انہوں نے باز رہنے سے انکار کیا۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز قول لو کے اور حمل کرنے نہی کے جو وارد ہے اس میں اوپر اس چیز کے کہ نہیں متعلق ہے ساتھ امور شرعیہ کے اور مراد اور زیادہ کرنے سے وصال ہے یعنی میں تم کو وصال میں زیادہ کرتا یہاں تک کہ تم اس سے عاجز ہو جاتے اور تخفیف چاہتے ساتھ ترک کرنے اس کے۔ (فتح)

۱۸۳۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ مَرَّتَيْنِ قِيْلَ إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّي أَبِيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِ فَاكْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بچو طے کے روزے سے یہ کلمہ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا کسی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ طے کا روزہ رکھتے ہیں فرمایا میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے پس اٹھاؤ عمل سے وہ چیز کہ اس کہ طاقت رکھو۔

فائدہ: یہ جو نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے تو اس معنی میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنے حقیقی معنے میں ہے اور یہ کہ رمضان کی راتوں میں اللہ کے نزدیک سے نبی ﷺ کے پاس کھانا پینا لایا جاتا تھا واسطے کرامت کرنے کے واسطے آپ ﷺ کے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن بطال نے اور جو اس کے تابع ہے بایں طور کہ اگر معاملہ اس طرح ہوتا تو نہ ہوتے وصال کرنے والے اور بایں طور کہ قول آپ ﷺ کا یظل دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ دن میں بھی واقع ہوتا ہے پس اگر کھانا پینا حقیقی ہوتا تو آپ ﷺ روزے دار نہ ہوتے۔ اور

جواب یہ ہے کہ روایتوں میں راجح لفظ ابیت کا ہے یعنی میں رات گزارتا ہوں اور اگر فرضاً ثابت بھی ہو تو نہیں حمل کرنا کھانے اور پینے کا مجاز پر اولیٰ حمل کرنے لفظ اظل سے مجاز پر، اور یہ تقدیر تنزل نہیں ضرر دیتی ہے کوئی چیز اس سے اس واسطے کہ جو دیا جائے ساتھ اس کے رسول بطور کرامت کے کھانے پینے بہشت کے سے اس میں آپ ﷺ پر احکام مکلفین کے جاری نہیں ہوئے جیسے کہ آپ ﷺ کا سینہ سونے کے طشت میں دھویا گیا باوجود یہ کہ دنیا کے سونے کے برتنوں کا استعمال کرنا حرام ہے۔ اور ابن منیر نے حاشیہ میں کہا کہ جو چیز شرعاً روزے کو توڑ دیتی ہے وہ تو صرف کھانا متعاد ہے جو دنیا میں مروج ہے اور جو کھانا کہ عادت کے مخالف ہو مانند کھانے بہشتی کے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور نہیں لین دین اس کا جنس اعمال سے بلکہ وہ تو صرف ثواب کی جنس سے ہے مانند کھانے اہل بہشت کے بہشت میں اور کرامت عادت کو باطل نہیں کرتی اور اس کے غیر نے کہا کہ نہیں کوئی مانع حمل کرنے کھانے اور پینے کے سے حقیقت پر اور نہیں لازم آتی کوئی چیز پہلے اعتراضوں سے بلکہ روایت صحیح ابیت ہے یعنی میں رات گزارتا ہوں اور کھانا اور پینا آپ ﷺ کا اس چیز سے کہ دی جاتی تھی بہشت سے نہیں قطع کرتا وصال آپ ﷺ کے واسطے خصوصیت آپ ﷺ کی کے ساتھ اس کی گویا کہ آپ ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ ﷺ کو کہا گیا کہ آپ وصال کرتے ہیں سو فرمایا کہ میں اس میں تمہاری طرح نہیں ہوں اس میں کہ جو تم میں سے کھائے پیے اس کا وصال ٹوٹ جاتا ہے بلکہ میرا رب مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور میرا وصال قطع نہیں ہوتا پس کھانا اور پینا میرا غیر ہے کھانے اور پینے تمہارے کے باعتبار صورت اور معنے کے اور زین بن منیر نے کہا کہ وہ محمول ہے اس پر کہ آپ ﷺ کا اس حالت میں کھانا اور پینا مانند حالت سونے والے کے ہے کہ حاصل ہوتی ہے واسطے اس کے سیری اور سیرابی ساتھ کھانے پینے کے اور ہمیشہ رہتا ہے واسطے اس کے یہ یہاں تک کہ بیدار ہو اور نہیں باطل ہوتا ساتھ اس کے روزہ اس کا اور نہیں ٹوٹتا وصال اس کا اور نہیں کم ہوتا اجر اس کا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ نبی ﷺ کی حالت استغراق پر محمول ہے تا کہ نہ اثر کرے اس میں کوئی چیز احوال بشریہ سے اور جمہور نے کہا کہ مراد کھلانے پلانے سے مجاز ہے لازم کھانے پینے سے اور یہ قوت ہے پس گویا کہ آپ ﷺ نے کہا کہ اللہ مجھ کو کھانے پینے والے کی قوت دیتا ہے اور بہاتا ہے مجھ پر اس چیز کو کہ کھانے پینے کے قائم مقام ہو اور انواع طاعت پر قوت دے بغیر ضعف کے قوت میں اور نہ بوجہ کہ احساس میں یا یہ معنی ہیں کہ اللہ پیدا کرتا ہے آپ ﷺ میں سیری اور سیرابی سے وہ چیز کہ آپ ﷺ کو کھانے پینے سے بے پروا کر دے پس نہ آپ ﷺ کو بھوک معلوم ہو اور نہ پیاس اور فرق درمیان اس وجہ کے یہ ہے کہ بنابر وجہ کے آپ ﷺ کو قوت دی جاتی تھی بغیر سیری اور سیرابی کے ساتھ بھوک اور پیاس کے اور بنا بر وجہ ثانی کے دی جاتی تھی آپ ﷺ کو قوت ساتھ سیری اور سیرابی کے اور ترجیح دی گئی ہے پہلی وجہ کو بایں طور کہ دوسری وجہ روزے دار کی حالت کے منافی ہے اور فوت کرتی ہے مقصود کو ساتھ روزے اور

وصال کے اس واسطے کہ بھوک وہ روح ہے اس عبادت خاصہ کے اور نیز بعید کرتی ہے اس کو نظر کرنی طرف حال نبی ﷺ کے کہ آپ ﷺ سیر کرنے والے چیز سے اکثر بھوکے رہتے تھے اور بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ تمسک کیا ہے ابن حبان نے ساتھ ظاہر حال کے پس استدلال کیا ساتھ اس حدیث کے اوپر ضعیف کرنے ان حدیثوں کے جو وارد ہوئی ہیں ساتھ اس کے کہ نبی ﷺ بھوکے ہوتے تھے اور بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ رسول کو کھلاتا تھا اور پلاتا تھا جبکہ طے کا روزہ رکھتے پس کس طرح چھوڑتا آپ کو بھوکا یہاں تک کہ محتاج ہوتے طرف باندھنے پتھر کے اوپر پیٹ اپنے کے پھر کہا کہ کیا فائدہ دیتا ہے پتھر بھوک سے پھر دعویٰ کیا کہ یہ تصحیف ہے بعض راویوں سے اور سوائے اس کے نہیں کہ لفظ حجز ہے ساتھ زا کے اور لوگوں نے اس پر ان سب باتوں میں بہت رد کیا ہے اور ابلغ اس چیز کا کہ رد کیا جائے ساتھ اس کے اوپر وہ چیز ہے جو اس نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ نبی ﷺ دوپہر کو نکلے سو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا سو فرمایا کہ کس چیز نے تم کو نکالا ہے فرمایا نہیں نکالا ہم کو مگر بھوک نے اور مجھے بھی قسم اُس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ نہیں نکالا مجھے مگر بھوک نے، آخر حدیث تک پس کہ حدیث رد کرتی ہے اس چیز کو کہ تمسک کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اور یہ جو اس نے کہا کہ پتھر بھوک سے کچھ فائدہ نہیں دیتا سو جواب اس کا یہ ہے کہ وہ پیٹھ کو قائم رکھتا ہے اس واسطے کہ پیٹ جب خالی ہو تو اکثر اوقات آدمی قیام سے ضعیف ہوتا ہے واسطے مڑنے پیٹ اس کے اوپر اس کے سو جب اس پر پتھر باندھے تو سخت اور قوی ہوتا ہے آدمی اوپر قیام کے یہاں تک کہ کہا بعض اس شخص نے کہ واقع ہوا واسطے اس کے یہ کہ میں گمان کرتا تھا کہ پاؤں پیٹ کو اٹھاتے ہیں۔ پس ناگہاں پاؤں پیٹ کو اٹھاتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد کھلانے اور پلانے سے یہ ہو کہ مشغول رکھتا ہے مجھ کو ساتھ فکر کرنے کے عظمت اس کی میں غذا پانے کے ساتھ معارف اس کے کے اور ٹھنڈی ہونے آنکھ کے ساتھ محبت اس کی کے اور استغراق کے بیچ مناجات اس کی کے اور متوجہ ہونے کی طرف اس کے کھانے اور پینے سے اور اسی کی طرف میلان کیا ہے ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا کہ کبھی ہوتی ہے یہ غذا اعظم غذا جسموں سے اور وہ شخص کہ ہو واسطے اس کے ذوق اور تجربہ جانتا ہے بے پرواہ ہونا بدن کا ساتھ غذا دل اور روح کے بہت غذاؤں جسمانیہ سے خاص کر وہ خوشی کہ پیدا ہو ساتھ مطلوب اپنے کے کہ ٹھنڈی ہوئی ہے آنکھ اس کی ساتھ محبوب اپنے کے۔ (فتح)

بَابُ الْوِصَالِ إِلَى السَّحَرِ — باب ہے سحری تک روزہ رکھنے کے بیان میں

فائدہ: یعنی جائز ہونا اس کا اور پہلے گزر چکا ہے کہ وہ قول امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ایک گروہ اہل حدیث کا ہے اور شافعیہ سے بعض وہ شخص ہیں کہ کہتے ہیں کہ وہ وصال حقیقی نہیں۔ (فتح)

۱۸۳۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي

۱۸۳۱۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے

ابْنُ أَبِیْ حَازِمٍ عَنْ یَزِیْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تُوَاصِلُوْا فَأَیُّکُمْ أَرَادَ أَنْ یُّوَاصِلَ فَلْیُوَاصِلْ حَتَّی السَّحَرِ قَالُوْا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَسْتُ کَهَیْئَتِکُمْ إِنِّیْ أَبِیْتُ لِیْ مُطْعِمٌ یُّطْعِمُنِیْ وَسَاقٍ یَّسْقِیْنِ.

فرمایا کہ طے کا روزہ نہ رکھو سو تم میں سے جو طے کا روزہ رکھنا چاہے تو چاہیے کہ سحری تک وصال کرے۔ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ وصال کرتے ہیں فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ میرے لیے کھلانے والا ہے جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پلانے والا ہے جو مجھ کو پلاتا ہے۔

فائدہ: ابن خزیمہ کے نزدیک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سحری تک وصال کرتے تھے سو آپ کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم نے بھی وصال کیا سو نبی ﷺ نے اس کو منع کیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت آپ یہ کام کرتے ہیں آخر حدیث تک اور ظاہر اس حدیث کا معارض ہے واسطے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نہی وصال سے مقید ہے سحری تک اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے وصال کرنا سحری تک اور محفوظ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مطلق ہونا نہی کا ہے بغیر قید کرنے کے ساتھ سحری کے اور اسی پر اتفاق کیا ہے سب راویوں نے اور قید نہی کی وصال سے سحری تک شاذ ہے اور اگر فرضاً یہ روایت صحیح بھی ہو تو بے شک اشارہ کیا ہے ابن خزیمہ نے طرف تطبیق کی درمیان ان کے بایں طور کہ احتمال ہے کہ نبی ﷺ نے اول مطلق وصال سے منع کیا ہو برابر ہے کہ ساری رات کا ہو یا بعض رات کا اور اس طرح ہے محمول ہو گی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی پھر خاص کی گئی نہی ساتھ تمام رات کے پس مباح کیا وصال کو سحری تک اور اسی پر محمول ہو گی حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہی کراہت تنزیہی پر محمول ہو گی اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہی ما فوق السحر سے اوپر کراہت تحریم کے محمول ہو گی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَقْسَمَ عَلٰی أَخِیْهِ لِیُفْطِرَ فِی التَّطَوُّعِ وَلَمْ یَرَ عَلَیْهِ قَضَآءً إِذَا کَانَ أَوْفَقَ لَهٗ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ قسم کھائے اپنے بھائی پر تا کہ روزہ کھولے بھائی روزہ نفل میں اور نہیں اعتقاد کیا اس پر قضاء کو جب کہ ہو موافق تر ساتھ حال اس کے کے یعنی مثلاً معذور ہو یا روزہ اس کو بیماری میں ڈالے

فائدہ: قسم کھائے یعنی کہے کہ اگر تو روزہ نہ کھولے گا تو میں تیرا کھانا نہ کھاؤں گا اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب

میں ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے اور اس طرح ذکر قسم کا پس اس طریق میں واقع نہیں ہوا جیسے کہ ہم اس کو بیان کریں گے۔ اور اس طرح قضا پس نہیں واقف ہوا میں اس پر بیچ کسی چیز کے طریقوں اس کے سے مگر یہ کہ اصل عدم قضا ہے اور تحقیق برقرار رکھا اس کو شارع نے اور اگر قضا واجب ہوتی تو اس کو بیان کرتے باوجود حاجت اس کی کے طرف بیان کی اور گویا کہ اشارہ کرتا ہے طرف حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا پکایا سو جب کھانا آگے رکھا گیا تو ایک مرد نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے بھائی نے تجھ کو بلایا اور مشقت سے تیرے لیے کھانا پکایا، روزہ کھول ڈال اور اگر چاہے تو اس کے بدلے روزہ رکھ اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے عدم ایجاب پر اور یہ جو فرمایا کہ جب ہو موافق تر ساتھ حال اس کے تو کبھی سمجھا جاتا ہے اس سے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک یہ جواز اور عدم قضا اس کے حق میں ہے جو معذور ہو ساتھ کھولنے اس کے نہ اس کے حق میں جو جان بوجھ کر بلا سبب اس کو توڑ ڈالے۔ (فتح)

١٨٣٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَآءِ فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَآءِ فَرَأٰى أُمَّ الدَّرْدَآءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَأْنُكِ قَالَتْ أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَآءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا فَجَآءَ أَبُو الدَّرْدَآءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ قَالَ فَإِنِّي صَآئِمٌ قَالَ مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتّٰى تَأْكُلَ قَالَ فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَآءِ يَقُومُ قَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْآنَ فَصَلَّيَا فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى

١٨٣٢۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان برابری کی یعنی ان کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا سو سلمان رضی اللہ عنہ نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی زیارت کی سو اس کی بی بی ام درداء رضی اللہ عنہا کو میلے پرانے کپڑے پہنے دیکھا یعنی زینت کے کپڑے نہ پہنے ہوئے تھے سو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ کیا حال ہے تیرا کہ تو نے زینت کو ترک کیا ہے اس نے کہا کہ تیرے بھائی ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو دنیا کی کچھ حاجت نہیں سو ابو الدرداء رضی اللہ عنہ آئے اور سلمان رضی اللہ عنہ کے لیے کھانا تیار کیا اور کہا کہ تم کھاؤ کہ مجھے تو روزہ ہے۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ تو کھائے سو ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا سو جب رات ہوئی تو ابو الدرداء رضی اللہ عنہ رات عبادت کے لیے کھڑے ہونے لگے سو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سو جاؤ سو وہ سو گئے پھر کھڑے ہونے لگے اس نے کہا کہ سو جاؤ سو جب پچھلی رات ہوئی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب کھڑے ہو جاؤ سو دونوں نے نماز پڑھی سو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ تحقیق

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ.

تیرے رب کا تجھ پر حق ہے یعنی اس کی عبادت کر اور تیری جان کا بھی تجھ پر حق ہے یعنی اس کو بہت مشقت میں نہ ڈال تا کہ بیمار اور ہلاک نہ ہو جائے، اور تیری بی بی کا بھی تجھ پر حق ہے یعنی اس کے ساتھ سو اور صحبت اور مخالطت کر سو ہر حقدار کو اپنا حق دے سو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سلمان رضی اللہ عنہ کا قول آپ سے ذکر کیا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان سچا ہے۔

فائدہ: اس کے ایک طریق میں آیا ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ البتہ تو روزہ کھولے اور یا ما انا کے لفظ سے پہلے قسم مقدر ہے **وفیہ المطابقة للترجمة** اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں، جائز ہے برداری کرنے واسطے اللہ کے اور یہ کہ مشروع ہے زیارت کرنی بھائیوں کی اور رات گزارنی نزدیک ان کے اور یہ کہ جائز ہے کلام کرنا بیگانی عورت سے واسطے حاجت کے اور سوال کرنا اس چیز سے کہ مرتب ہو اس پر مصلحت اگرچہ ظاہر میں وہ مسائل کے متعلق نہ ہو اور اس میں خیر خواہی ہے واسطے مسلمان کے اور تنبیہ کرنی واسطے غافل کے اور اس میں فضیلت ہے اخیر رات میں کھڑے ہونے کی اور یہ کہ مشروع ہے زینت کرنا عورت کو واسطے خاوند اپنے کے اور ثابت ہونا حق عورت کا اپنے خاوند پر حسن معاشرت میں اور کبھی پکڑا جاتا ہے اس سے ثبوت حق جماع کا عورت کے واسطے قول حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے کہ تیری بی بی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ پھر فرمایا کہ اپنی بیوی سے صحبت کر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر برقرار رکھا اور یہ کہ جائز ہے منع کرنا مستحبات سے جب کہ خوف کرے کہ یہ پہنچائے گا طرف رنج اور تھکانے کی اور فوت کرنے حقوق مطلوبہ واجبہ یا مندوبہ کے کہ راجح ہے فعل ان کا فعل مستحب مذکور پر اور یہ کہ وعید وارد ہے اس شخص پر جو منع کرے نمازی کو نماز سے خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ منع کرے اس کو ظلم اور تعدی سے اور یہ کہ مکروہ ہے شدت کرنی نفس پر عبادت میں وسیاتی بیان ذلک اور یہ کہ جائز ہے توڑنا روزے نفل کا جیسا کہ باب باندھا ہے ساتھ اس کے امام بخاری رحمہ اللہ نے اور یہی ہے قول جمہور کا اور نہیں واجب کی انہوں نے اس پر قضا لیکن اس کو مستحب ہے کہ اس کو قضا کرے اور عبدالرزاق رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس نے اس کے لیے مثال بیان کی مانند اس شخص کی کہ مال لے جائے تا کہ خیرات کرے پھر پلٹ آئے اور خیرات نہ کرے یا اس میں سے کچھ خیرات کرے اور کچھ روک رکھے اور ان کی دلیل ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اس حال میں کہ روزے دار تھی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شربت منگوایا اور اس کو پیا پھر ام ہانی رضی اللہ عنہا کو دیا سو اس نے بھی پیا پھر ام ہانی رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا سو آپ نے فرمایا کہ کیا تو رمضان

کا کوئی روزہ قضا کرتی تھی یعنی کیا یہ روزہ قضا رمضان کا تھا اس نے کہا کہ نہیں فرمایا اس کا کچھ ڈر نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اگر قضا روزہ تھا تو اس کے بدلے روزہ رکھ اور اگر نفل تھا تو اگر چاہے تو قضا کر اور اگر چاہے تو نہ قضا کر روایت کی یہ حدیث احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اور واسطے اس کے شاہد ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر عذر ہو تو جائز ہے توڑنا نفل روزے کا اور نہیں واجب ہے اس پر قضا اور اگر عذر نہ ہو تو اس کا توڑنا منع ہے اور قضا واجب ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہر حال میں قضا لازم ہے۔ یعنی خواہ عذر ہو یا نہ ہو ذکر کیا ہے اس کو طحاوی نے اور تشبیہ دی ہے اس کو ساتھ اس شخص کے کہ توڑے حج نفل کو اس واسطے کہ اس کی قضا اس کو بالاتفاق واجب ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حج ممتاز ہے ساتھ کئی احکام کے کہ نہیں قیاس کیا جاتا غیر اس کا اوپر اس کے بیچ ان کے سوا ایک ان میں سے یہ ہے کہ جو حج کو توڑے اس کو حکم کیا جاتا ہے ساتھ گزرنے کے بیچ حج فاسد کے اور جو روزے کو توڑے اس کو اس میں گزرنے کا حکم نہیں کیا جاتا پس دونوں جدا ہو گئے اور اس واسطے کہ وہ قیاس ہے بیچ مقابلے نص کے سو نہیں اعتبار کیا جاتا ساتھ اس کے اور عجب بات کہی ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے پس نقل کیا اجماع کو اوپر نہ واجب ہونے قضا کے اس شخص سے کہ اپنے روزے کو عذر سے توڑے اور جو قضا کو واجب کہتا ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے جو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں اور حفصہ دونوں روزے دار تھیں سو ہمارے آگے کھانا لایا گیا جس کی ہم کو خواہش تھی سو ہم نے اسے کھایا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سو جلدی کی مجھ سے طرف آپ کی حفصہ نے اور تھی وہ بیٹی اپنے باپ کی یعنی اپنے باپ عمر رضی اللہ عنہ کی طرح دلیر تھی سو اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول سو یہ حال اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں اس کے بدلے ایک دن روزہ رکھو لیکن یہ حدیث مرسل ہے مسند نہیں اور خلال نے کہا کہ اتفاق کیا ہے ثقات نے اوپر مرسل ہونے اس کے اور شاذ ہے جس نے اس کو موصول کیا اور اتفاق کیا ہے حفاظ نے اس پر کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف کہا ہے اس کو بخاری اور احمد اور نسائی نے اور بر تقدیر ثبوت کہا جائے گا کہ ثابت ہو چکا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے افطار کرتے نفل روزے سے جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی اول باب من نوی بالنہار صوما میں اور بعض نے اس میں زیادہ کیا ہے یہ لفظ کہ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا پھر فرمایا لیکن میں پھر اس کے بدلے میں ایک روزہ رکھوں گا۔ اور نسائی نے کہا کہ یہ زیادتی ضعیف ہے اور حکم کیا اس نے ساتھ خطا ہونے اس کے اور بر تقدیر صحت پس جمع کیا جائے گا درمیان ان دونوں کے ساتھ حمل کرنے امر قضا کے اوپر مذہب کے اور جو قرطبی نے کہا کہ جواب دیا جاتا ہے ابو جحیفہ کی حدیث سے ساتھ اس کے کہ افطار کرنا ابو درداء کا تھا واسطے قسم دینے سلمان رضی اللہ عنہ کے اور واسطے عذر ضیافت کے پس موقوف ہوگا اس پر کہ یہ عذر ان اعذار سے ہے کہ جائز کرتے ہیں افطار کو اور ابن

قیس نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب سے نقل کیا ہے کہ نہ افطار کرے وہ روزے کو واسطے مہمان کے کہ اترے ساتھ اس کے اور نہ واسطے اس شخص کے کہ قسم کھائے اس پر ساتھ طلاق کے اور عتاق کے اور اسی طرح اگر وہ قسم کھائے ساتھ اللہ کے کہ البتہ وہ روزہ افطار کرے تو قسم کا کفارہ دے، اور روزہ افطار نہ کرے اور عنقریب ہے کہ بعد کئی بابوں کے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے آئے گا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ملاقات کو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ نہ کھولا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نفل روزے دار تھے اور تحقیق انصاف کیا ہے ابن منیر نے حاشیہ میں سو کہا کہ نفل روزے کی صورت میں بغیر عذر کے کھانے کے حرام کرنے میں نہیں وارد ہوئی مگر دلیلیں عام مانند قول اللہ تعالیٰ **و لا تبطلوا اعمالکم** یعنی نہ باطل کرو اپنے عملوں کو لیکن خاص مقدم ہوتا عام پر مانند حدیث سلمان رضی اللہ عنہ کی اور مہلب نے کہا کہ روزہ کھولا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے تاویل اور اجتہاد سے پس ہوگا معذور پس نہیں قضا اوپر اس کے لیکن یہ قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق نہیں پس اگر روزہ کھولے کوئی ساتھ مثل عذر ابو درداء رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کے تو البتہ واجب ہے اس پر قضا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کے فعل کو ٹھیک کہا پس ترقی کی اس نے مذہب صحابی سے طرف نص رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تحقیق کہا ابن عبدالبر نے کہ جو دلیل پکڑے بیچ اس کے ساتھ آیت ولا تبطلوا اعمالکم کے پس وہ جاہل ہے ساتھ اقوال اہل علم کے اس واسطے کہ اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ مراد ساتھ اس کے نہی ہے ریا سے گویا کہ کہا کہ نہ باطل کرو اپنے عملوں کو ساتھ ریا کے اور دکھانے کے بلکہ خالص کرو ان کو واسطے اللہ کے اور، اور لوگوں نے کہا کہ نہ باطل کرو اپنے عملوں کو ساتھ اختیار کرنے کے کبیرہ گناہوں کے اور اگر ہوتی مراد ساتھ اس کے نہی باطل کرنے اس چیز سے کہ نہیں فرض کیا اس کو اللہ نے اوپر اس کے اور نہ واجب کیا اس نے اس کو اپنے نفس پر ساتھ نذر وغیرہ کے تو البتہ منع ہوتا اس پر روزہ کھولنا مگر ساتھ اس چیز کے کہ مباح کرے روزہ کھولنے کو روزے واجب سے اور وہ اس کے قائل نہیں۔

تنبیہ: یہ ترجمہ جس سے اب فارغ ہوئے ہیں اول بابوں نفل کا ہے ابتداء کیا مصنف نے اس کے ساتھ حکم میں روزے نفل کے کہ کیا واجب ہے تمام کرنا اس کا ساتھ داخل ہونے کے بیچ اس کے یا نہیں۔ پھر وارد کیا باقی بابوں کو اس پر کہ اختیار کیا اس کو ترتیب سے۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ شَعْبَانَ — باب ہے شعبان کے روزے کے بیان میں

فائدہ: یعنی مستحب ہونا اس کا گویا کہ نہیں تصریح کی اس نے ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ بیچ عموم اس کے کے ہے تخصیص سے اور بیچ مطلق اس کے کے ہے تقیید یعنی اس سے عموم کی تخصیص لازم آتی ہے۔ کما سیاتی بیانہ

۱۸۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ

۱۸۳۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ کبھی روزہ نہ کھولیں گے اور

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا مِّنْهُ فِيْ شَعْبَانَ.

روزہ کھولتے یہاں تک کہ ہم کہتے کبھی روزہ نہ رکھیں گے اور نہیں دیکھا میں نے نبی ﷺ کو کہ پورے کیے ہوں روزے کسی مہینے کے تمام کبھی مگر رمضان کے اور نہیں دیکھا میں نے کبھی نبی ﷺ کو کہ بہت روزے رکھتے ہوں بہ نسبت شعبان کے یعنی شعبان میں اتنے روزے رکھتے تھے کہ اور مہینے میں اتنے نہ رکھتے تھے سوائے رمضان کے۔

فائدہ: معنی ابتداء حدیث کے یہ ہیں کہ عادت شریف نبی ﷺ کی روزہ نفل میں یہ تھی کہ ہمیشہ رکھیں کبھی کتنے دنوں متصل روزے رکھتے حتیٰ کہ لوگ گمان کرتے اور کہتے کہ روزہ نہیں کھولیں گے اور کبھی اتنے روزے کھولتے کہ گمان کرتے کہ کبھی روزہ نہیں رکھیں گے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تھے نبی ﷺ روزے رکھتے شعبان کے مگر تھوڑے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مراد ساتھ قول اس کے کے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ نبی ﷺ تمام شعبان کے روزے رکھتے تھے، اکثر شعبان سے۔ اور قرطبی نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ روزہ رکھتے تھے تمام شعبان میں ایک سال اور اکثر شعبان میں دوسرے سال تاکہ نہ وہم کیا جائے کہ واجب ہے سارا مہینہ مانند رمضان کی او ربعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ ہے کہ کبھی شعبان کے اول سے روزے رکھتے تھے اور کبھی اس کے اخیر سے رکھتے تھے اور کبھی اس کے درمیان سے پس نہ خالی چھوڑتے تھے کسی چیز کو اس سے ساتھ روزے کے اور نہ خاص کرتے تھے بعض اس کے کو ساتھ روزے کے سوائے بعض کے اور صواب پہلی وجہ ہے اور اختلاف کیا گیا ہے اس میں کہ نبی ﷺ جو شعبان میں بہت روزے رکھتے تھے تو اس کی حکمت کیا ہے۔ سو بعضے کہتے ہیں کہ تھے مشغول رہتے تین روزوں ہر مہینے کے سے واسطے سفر وغیرہ کے پس جمع ہوتے پس قضا کرتے تھے ان سب کو شعبان میں اشارہ کیا ہے طرف اس کی ابن بطال نے اور اس میں ایک حدیث ضعیف وارد ہوئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رمضان کی تعظیم کے واسطے رکھتے تھے اور اس میں بھی ایک حدیث وارد ہو چکی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بیبیاں نہیں قضا کرتی تھی وہ روزے کہ تھے ان پر رمضان سے یعنی جو روزے ان کے رمضان میں عذر حیض سے قضا ہو جاتے تھے ان کو شعبان میں قضا کرتی تھیں۔ اور یہ عکس اس چیز کا ہے جو پہلے گزر چکا ہے حکمت سے بیچ ہونے بیبیوں نبی ﷺ کے بیچ ہونے ان کے کہ نہیں موخر کرتیں قضا رمضان کو شعبان میں اس واسطے کہ وارد ہو چکا ہے اس میں کہ یہ تاخیر واسطے ہونے ان کے کہ تھیں مشغول ہوتیں ساتھ خدمت نبی ﷺ کے روزے سے اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ اس کے پیچھے رمضان آتا ہے اور اس کا روزہ فرض ہے اور تھے بہت روزے رکھتے شعبان میں بقدر اس چیز کے کہ روزے رکھتے دو مہینوں میں سوائے اس

کے واسطے اس چیز کے کہ فوت ہوتا تھا آپ ﷺ سے نفل روزے سے ساتھ اس کے بیچ دنوں رمضان کے اور اولیٰ اس باب میں وہ ہے جو آیا ہے ایک حدیث میں کہ زیادہ ترجیح ہے پہلی سب حدیثوں سے کہ روایت کیا ہے اس کو نسائی وغیرہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول نہیں دیکھتا میں آپ کو کہ روزے رکھتے ہوں کسی مہینے سے اس قدر کہ روزے رکھتے ہیں آپ شعبان سے فرمایا یہ مہینہ ہے کہ غافل ہوتے ہیں لوگ اس سے درمیان رجب اور رمضان کے اور وہ مہینہ ہے کہ اٹھائے جاتے ہیں اس میں عمل طرف رب العالمین کی پس میں دوست رکھتا ہوں کہ میرا عمل اٹھایا جائے اس حال میں کہ میں روزے دار ہوں اور نہیں تعارض ہے درمیان اس کے اور درمیان اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے حدیثوں سے بیچ نہی کے پیشوائی کرنے رمضان کے سے ساتھ روزے ایک دن یا دو دن کے اور اسی طرح جو آیا ہے کہ شعبان کے اخیر نصف میں روزہ رکھنا منع ہے اس واسطے کہ تطبیق درمیان ان کے ظاہر ہے ساتھ اس کے کہ حمل کی جائے نہی اس شخص پر جس کی ان دنوں میں روزہ رکھنے کی عادت نہ ہو اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر فضیلت روزہ رکھنے کے شعبان میں اور جواب دیا ہے نووی رحمہ اللہ نے اس سے کہ آپ ﷺ محرم میں بہت روزے کیوں نہیں رکھتے تھے باوجود یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ افضل روزہ وہ ہے جو محرم میں واقع ہو ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ نبی ﷺ نے نہ معلوم کیا اس کو مگر اپنی آخر عمر میں پس نہ طاق پائی آپ ﷺ اس پر کہ محرم میں بہت روزے رکھیں یعنی آپ کو اس کا موقع نہ ملا یا اتفاق پیش آئی آپ ﷺ کو اعذار سے ساتھ سفر اور بیماری کے مثلاً وہ چیز کہ باز رکھا آپ ﷺ کو کثرت صوم سے بیچ اس کے اور تحقیق پہلے گزر چکی ہے کلام اوپر اس حدیث کے کہ نہیں تھکتا یعنی ثواب دینے سے اللہ یہاں تک کہ تم عمل سے تھک جاؤ اور مناسبت اس کی واسطے حدیث کے اشارت ہے طرف اس کی کہ تحقیق روزہ نبی ﷺ کا نہیں لائق ہے یہ کہ پیروی کی جائے ساتھ اس کے بیچ اس کے مگر یہ جو طاقت رکھے اس چیز کی کہ تھے طاقت رکھتے اور یہ کہ جو مشقت میں ڈالے جان اپنی کو بیچ کسی چیز کے عبادت سے تو خوف ہے اس پر کہ تھک جائے پس پہنچائے گا طرف ترک اس کی کے اور ہمیشگی کر کے عبادت پر اگرچہ تھوڑی ہو اولیٰ ہے مشقت نفس سے بیچ کثرت اس کی کے جبکہ قطع ہو جائے پس تھوڑا عمل جو ہمیشہ ہوتا رہے افضل ہے بہت سے کہ قطع ہو اکثر اوقات میں۔ (فتح)

١٨٣٤۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَإِنَّهُ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ

۱۸۳۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ شعبان سے زیادہ تر کسی مہینے میں روزے نہ رکھتے تھے پس تحقیق نبی ﷺ کل شعبان کے روزے رکھتے تھے یعنی اکثر شعبان کے اور فرماتے تھے کہ نیک عمل اتنے کرو جتنے تم سے ہو سکیں اس واسطے کہ اللہ ثواب دینے سے تھکتا نہیں حتیٰ کہ تم عمل

كُلَّهُ وَكَانَ يَقُولُ خُذُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دُوْوِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّتْ وَكَانَ إِذَا صَلّٰى صَلَاةً دَاوَمَ عَلَيْهَا.

کرتے تھک جاؤ یعنی عبادت وہی بہتر ہے جو ہمیشہ ہو سکے جس سے دل اداس نہ ہو اور نبی ﷺ کے نزدیک سب عملوں سے بہت پیارا وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اگرچہ تھوڑا ہی ہو اور نبی ﷺ کا دستور تھا کہ جب کوئی نماز پڑھتے تو اس پر ہمیشگی کرتے تھے۔

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ تھکنے سے مراد ماندگی ہے اور یہ معنی اللہ کے حق میں محال ہے پس واجب ہے تاویل کرنی اس کی پس کہا محققوں نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہ معاملہ کرے تم سے معاملہ تھکنے کا پس بند کر دے تم سے ثواب اپنا اور فضل اپنا اور رحمت اپنی۔ (ق)

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِفْطَارِهِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے نبی ﷺ کے روزہ کھولنے اور رکھنے سے

فائدہ: یعنی نفلی روزے سے اور روزوں کے درمیان افطار کرنے سے ابن منیر نے کہا کہ نسبت کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلے باب کو طرف نبی ﷺ کی اور مطلق چھوڑا اس کو تا کہ کبھی جائے ترغیب واسطے امت کے کہ شعبان کے روزے رکھنے میں نبی ﷺ کی پیروی کریں اور قصد کیا ساتھ اس باب کے بیان کرنا حال نبی ﷺ کا۔ (فتح)

١٨٣٥۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ وَيَصُوْمُ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ لَا وَاللّٰهِ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ لَا وَاللّٰهِ لَا يَصُوْمُ

١٨٣٥۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں روزے رکھے نبی ﷺ نے کوئی مہینہ پورا کبھی سوائے رمضان کے اور روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ کہتا کہنے والا کہ قسم ہے اللہ کی کبھی افطار نہیں کریں گے اور افطار کرتے تھے یہاں تک کہ کہتا کہنے والا کہ قسم ہے اللہ کی کہ کبھی روزہ نہیں رکھیں گے۔

فائدہ: اس حدیث سے نبی ﷺ کی عادت شریف نفلی روزے میں معلوم ہوئی۔

١٨٣٦۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ

١٨٣٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے نبی ﷺ روزہ کھولتے کسی مہینے میں یہاں تک کہ ہم گمان کرتے کہ اس سے کوئی روزہ نہ رکھیں گے اور تھے روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم گمان کرتے کہ اس سے کوئی روزہ افطار نہ کریں گے

مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى نَظُنَّ أَنْ لَّا يَصُوْمَ مِنْهُ وَيَصُوْمُ حَتّٰى نَظُنَّ أَنْ لَّا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَكَانَ لَا تَشَاءُ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسًا فِي الصَّوْمِ.

اور اگر تو چاہے یہ کہ دیکھے نبی کریم ﷺ کو رات میں نماز پڑھتے ہوئے تو آپ کو اس طرح ہی دیکھ سکتا ہے اور اگر تو چاہے آپ ﷺ کو سوتے ہوئے تو تو آپ ﷺ کو اس حالت میں دیکھ سکے گا۔

۱۸۳۷۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَرَاهُ مِنَ الشَّهْرِ صَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مُفْطِرًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مِنَ اللَّيْلِ قَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مَسِسْتُ خَزَّةً وَّلَا حَرِيْرَةً أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَةً وَّلَا عَبِيْرَةً أَطْيَبَ رَائِحَةً مِّنْ رَائِحَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۸۳۷۔ حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے روزے کا حال پوچھا سو اس نے کہا کہ نہ تھا میں دوست رکھتا یہ کہ میں دیکھوں نبی ﷺ کو مہینے میں روزے دار مگر کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا اور نہ افطار کرنے والے مگر کہ میں نے آپ کو دیکھا اور نہ دوست رکھتا تھا میں یہ کہ نبی ﷺ کو رات میں نماز پڑھتے دیکھوں مگر کہ میں نے آپ کو دیکھا اور نہ سونے والے مگر کہ آپ کو دیکھا اور نہیں چھوا میں نے خز کو اور نہ ریشم کو کہ نرم ہو نبی ﷺ کی ہتھیلی سے اور نہیں سونگھا میں نے کسی مشک کو اور نہ عنبر کو کہ زیادہ تر خوشبو دار ہو نبی ﷺ کی خوشبو سے۔

فائدہ: یعنی نبی ﷺ کا حال نفل روزے اور نماز میں مختلف تھا سو کبھی تو اول رات میں کھڑے ہوتے تھے اور کبھی اس کے درمیان میں اور کبھی اس کے اخیر میں۔ جیسا کہ کبھی مہینے کے اول میں روزے رکھتے تھے اور کبھی اس کے درمیان میں اور کبھی اس کے اخیر میں سو جو چاہتا تھا کہ آپ کو رات کے کسی وقت میں نماز پڑھتے دیکھے یا مہینے کے کسی وقت میں روزے دار دیکھے اور بار بار آپ کو تاک لگائے تو ضروری ہے کہ آپ کو نماز پڑھتے اور روزے دار پائے موافق اس کے کہ آپ کو دیکھنا چاہے یہ ہیں معنے حدیث کے اور یہ مراد نہیں کہ آپ پے در پے روزے رکھتے تھے اور نہ یہ کہ آپ تمام رات کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہتے تھے۔ اور یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آیا ہے کہ جب نبی ﷺ کوئی نماز نفل پڑھتے تھے تو اس پر ہمیشگی کرتے تھے تو مراد اس سے موکدہ سنتیں ہیں نہ مطلق نفل پس یہ ہے وجہ تطبیق کی درمیان دونوں حدیثوں کے نہیں تو ظاہر میں دونوں آپس میں معارض ہیں، اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تھے نبی ﷺ اوپر کامل ترین صفتوں کے ارزوی خلق اور پیدائش کے پس آپ کل تھے کمال کا اور جل جلال کا

اور جملہ جمال کا اور آپ پر افضل صلوٰۃ اور سلام ہو سیاقی بیانہ مستوفی اور باب کی دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے نفلی روزہ رکھنا ہر مہینے میں اور یہ کہ مطلق ہے نفلی روزہ مگر وہ چیز کہ منع کیا گیا ہے اس سے اور یہ کہ نہ نبی ﷺ نے ہمیشہ روزہ رکھا ہے اور نہ تمام رات کھڑے ہوئے ہیں اور گویا کہ آپ نے اس کو ترک کیا تا کہ نہ پیروی کی جائے آپ کی پس دشوار ہو امت پر اگرچہ آپ کو اس قدر قوت ملی تھی کہ اگر آپ اس کا التزام کرتے تو اس پر قادر تھے لیکن عبادت میں میانہ روی اختیار کی سو کبھی روزہ رکھا اور کبھی نہ رکھا اور کبھی رات کو کھڑے ہوئے اور کبھی سوئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قسم کھانی چیز پر اگرچہ نہ ہو اس جگہ وہ شخص کہ اس سے انکار کرے واسطے مبالغہ کرنے کے اس کی تاکید میں بیچ نفس سامع کے۔ (فتح) اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کا پسینہ عطر سے زیادہ تر خوشبودار تھا۔

بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ فِي الصَّوْمِ

حق مہمان کا روزے میں یعنی اگر روزہ نفل ہو تو گھر والے کو چاہیے کہ مہمان کی خاطر سے روزہ کھول ڈالے

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ اگر کہتا حق مہمان افطار میں تو البتہ ہوتا واضح تر لیکن اس سے روزے کی تعیین نہ سمجھی جاتی تھی پس محتاج ہوتا بخاری یہ کہ کبھی روزے سے اور ہوگی وہ چیز کہ باب باندھا ساتھ اس کے اختصار اور ایجاز سے۔ (فتح)

۱۸۳۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ يَعْنِيْ إِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَقُلْتُ وَمَا صَوْمُ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ.

۱۸۳۸۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے پس ذکر کی ساری حدیث یعنی بے شک تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے سو میں نے کہا کہ کیا ہے روزہ داؤد علیہ السلام کا فرمایا آدھا زمانہ یعنی ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے میں مہمان کا بھی حق ہے یعنی گھر والے کو چاہیے کہ اس کی خاطر نفلی روزہ افطار کرے۔

بَابُ حَقِّ الْجِسْمِ فِي الصَّوْمِ

حق بدن کا روزے میں یعنی روزے نفل میں بدن کی بھی رعایت کرنی ضروری ہے روزے رکھنے میں ایسی افراط نہ کرے کہ بدن ضعیف اور بیمار ہو جائے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ حق کے اس جگہ مطلوب ہی عام ہے اس سے کہ واجب ہو یا مندوب اس بنا پر واجب پس خاص ہے ساتھ اس وقت کے جب کہ خوف کرے تلف کا اور نہیں ہے وہ مراد اس جگہ میں۔ (فتح)

۱۸۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُوْمَ كُلَّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَإِنَّ ذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أَجِدُ قُوَّةً قَالَ فَصُمْ صِيَامَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَا تَزِدْ عَلَيْهِ قُلْتُ وَمَا كَانَ صِيَامُ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ نِصْفَ الدَّهْرِ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقُوْلُ بَعْدَ مَا كَبِرَ يَا لَيْتَنِيْ قَبِلْتُ رُخْصَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۸۳۹۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عبداللہ کیا مجھ کو خبر نہیں ہوتی کہ تو روزہ رکھا کرتا ہے دن کو اور کھڑا ہوتا ہے رات کو میں نے کہا کہ کیوں نہیں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا سو ایسا نہ کیا کر یعنی ہمیشہ روزہ اور قیام نہ کیا کر سو کبھی روزہ رکھ اور کبھی نہ رکھ اور رات کو نماز پڑھ اور سویا بھی کر اس واسطے کہ بے شک تیرے بدن کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری دونوں آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیر بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے اور کافی ہے تجھ پر کہ روزہ رکھے تو ہر مہینے سے تین دن اور اس واسطے کہ بے شک تجھ کو ہر نیکی کے بدلے دس گنا ثواب ہے کہ بے شک وہ ساری عمر کا روزہ ہے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا سو سختی پکڑی میں نے اوپر اپنے سو سختی پکڑی گئی اوپر میرے میں نے کہا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے بدن میں قوت پاتا ہوں کہ روزہ مجھ کو ضعف نہ لائے فرمایا پس روزہ رکھ مانند روزے داؤد علیہ السلام کی اس پر زیادہ نہ کر میں نے کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام پیغمبر کا روزہ کیا تھا فرمایا آدھا زمانہ راوی نے کہا پس تھے عبداللہ کہتے بعد اس کے کہ بوڑھے ہوئے کہ کاش میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت قبول کی ہوتی یعنی ہر مہینے میں تین روزے رکھنا جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا اور اس سختی کا اپنے اوپر التزام نہ کرتا کہ اب ان دنوں میں بڑھاپا ضعف لایا ہے۔

فائدہ: امام نووی نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بوڑھے ہوئے اور عاجز ہوئے محافظت سے اوپر اس چیز کے کہ التزام کیا اس کو اپنی جان پر نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس دشوار ہوا ان پر فعل ان کا واسطے عاجز ہونے

ان کے اور خوش لگا اس کو یہ کہ چھوڑی اس کو واسطے التزام کرنے اس کے کی پس تمنا کی انہوں نے یہ بات کہ کاش میں رخصت کو قبول کرتا اور ہلکی چیز کو پکڑتا میں کہتا ہوں عبداللہ بن عمرو نے باوجود عجز اپنے کے اور تمنا کرنے اس بات کے کہ رخصت کو قبول کرتا نہ چھوڑا انہوں نے عمل کرنا ساتھ اس چیز کے کہ اس کو اپنے اوپر لازم کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ الدَّهْرِ — ہمیشہ روزہ رکھنے کے بیان میں

فائدہ: یعنی کیا ہمیشہ روزہ رکھنا مشروع ہے یا نہیں ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا صریح حکم کوئی بیان نہیں کیا اس واسطے کہ دلیلیں اس میں متعارض ہیں اور احتمال ہے کہ یہ منع عبداللہ کے ساتھ خاص ہو واسطے اس چیز کے کہ اطلاع پائی اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ حال سے پس ملحق ہوگا ساتھ اس کے وہ شخص کہ اس کے معنے میں ہے ان شخصوں کے کہ ضرر پائے ساتھ پے در پے روزہ رکھنے سے اور باقی رہے گا غیر اس کا حکم جواز پر یعنی اس کے سوا اور شخص کو ہمیشہ روزہ رکھنا درست ہوگا واسطے عام ہونے ترغیب کے مطلق روزے میں کما سیاتی فی الجهاد کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایک دن اللہ کی راہ میں روزہ رکھے تو دور کرتا ہے اللہ منہ اس کے کو آگ سے۔

١٨٤٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ أُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ أَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَأَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَأَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ فَقُلْتُ لَهُ قَدْ قُلْتُهُ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ قَالَ فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ قُلْتُ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ قُلْتُ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا فَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ فَقُلْتُ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ

١٨٤٠۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی کہ میں کہتا ہوں کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ میں دن کو روزہ رکھا کروں گا اور رات بھر نماز پڑھا کروں گا یعنی ہمیشہ ایسا کروں گا جب تک کہ جیتا رہوں گا سو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کہ میں نے یہ بات کہی ہے فرمایا کہ بے شک تو اس کی طاقت نہیں رکھتا سو کبھی روزہ رکھا کر اور کبھی نہ رکھ اور کبھی کھڑا ہوا کر اور کبھی سویا کر اور روزہ رکھ ہر مہینے سے تین دن اس واسطے کہ ایک نیکی کا ثواب دس نیکیوں کے برابر ہے اور یہ ہمیشہ کے روزے کی مانند ہے میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا پس ایک دن روزہ رکھ اور دو دن نہ رکھ میں نے کہا کہ میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا پس ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن نہ رکھ اور یہ روزہ داؤد علیہ السلام کا ہے اور وہ سب روزوں سے بہتر ہے پس میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی

ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ.

روزہ اس سے افضل نہیں۔

فائدہ: یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ رکھ تین دن ہر مہینے سے تو یہ بیان ہے واسطے اس چیز کے کہ اجمال کیا گیا ہے بیچ قول آپ ﷺ کے فصم وافطر کے اور تقریر آپ ﷺ کی کہ او پر ظاہر اس کے اس واسطے کہ اطلاق مساوات کو چاہتا ہے اور یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ کے روزے کی طرح ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مانند ہونا نہیں مستلزم ہے مساوات کو ہر وجہ سے اس واسطے کہ مراد اس جگہ دوگنا ہونا ہے سوائے اس دوگنا ہونے کے کہ حاصل ہے فعل سے لیکن صادق آتا ہے اس کے فاعل پر بطور مجاز کے کہ اس نے ہمیشہ روزہ رکھا۔ (فتح)

بَابُ حَقِّ الْأَهْلِ فِي الصَّوْمِ رَوَاهُ أَبُو جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

گھر والوں کا روزے میں حق ہے یعنی بیوی اور بال بچوں کا روایت کی ہے یہ حدیث ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے۔

۱۸۴۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَطَاءً أَنَّ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَسْرُدُ الصَّوْمَ وَأُصَلِّي اللَّيْلَ فَإِمَّا أَرْسَلَ إِلَيَّ وَإِمَّا لَقِيتُهُ فَقَالَ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّي فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَظًّا وَإِنَّ لِنَفْسِكَ وَأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَظًّا قَالَ إِنِّي لَأَقْوٰى لِذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامِ قَالَ وَكَيْفَ قَالَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقٰى قَالَ مَنْ لِي بِهٰذِهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ عَطَاءٌ لَا أَدْرِي كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْأَبَدِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ مَرَّتَيْنِ.

۱۸۴۱۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو خبر پہنچی کہ میں پے در پے روزے رکھتا ہوں سو یا تو نبی ﷺ نے میری طرف کسی کو بھیجا یا میں خود نبی ﷺ سے ملا یعنی اتفاقاً سو فرمایا کہ کیا مجھ کو خبر نہیں ہوئی کہ تو روزہ رکھا کرتا ہے اور افطار نہیں کرتا اور رات کو نماز پڑھا کرتا ہے اور کبھی نہیں سوتا سو ایسا نہ کیا کر کہ اس واسطے کہ تیری آنکھوں کا تجھ پر حصہ ہے اور تیرے نفس اور تیرے اہل کا بھی تجھ پر حصہ ہے میں نے کہا کہ میں ہمیشہ کے روزے کی طاقت رکھتا ہوں سو فرمایا کہ روزہ رکھ مانند روزے داؤد علیہ السلام کی انہوں نے کہا کہ داؤد علیہ السلام کا روزہ کس طرح تھا فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے تھے اور جب دشمن سے ملتے تھے تو نہ بھاگتے تھے یعنی ایک دن افطار کرنے کے ساتھ اپنی قوت کو نگاہ رکھتے تھے تاکہ دشمن کے مقابلے سے نہ بھاگیں عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا نبی ﷺ کون ہے واسطے میرے کہ ذمہ دار ہو ساتھ اس خصلت اخیر کے کہ نہ بھاگنا ہے دشمن

سے یعنی اس کی دشواری اس پر زیادہ ہے کہ میں اس کے ذمہ
سے باہر آؤں اور اس میں اپنی قوت کو ظاہر کروں عطا نے کہا
کہ میں نہیں جانتا کہ کس طرح آیا ہے ذکر روزے عمر بھر کا اس
حدیث میں مگر میں یاد رکھتا ہوں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ نہیں
روزہ رکھا جس نے روزہ رکھا یہ آپ ﷺ نے دو بار فرمایا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ ہے اس واسطے کہ نبی ﷺ نے زیادت سے منع فرمایا اور حکم کیا اس کو یہ کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے اور فرمایا کہ کوئی روزہ اس سے افضل نہیں اور آپ ﷺ نے دعا کی اس پر جو ہمیشہ روزہ رکھے اور بعض کہتے ہیں کہ معنے **لا صام** کے نفی ہیں یعنی اس نے روزہ نہیں رکھا مانند آیت **فلا صدق و لا صلی** اور ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کو کسی نے ہمیشہ کے روزے کا حکم پوچھا سو فرمایا کہ نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا یعنی نہیں حاصل ہوتا اس کو ثواب روزے کا واسطے مخالفت اس کی کے اور نہیں افطار کیا اس واسطے کہ کھانے پینے سے بند رہا اور اسحاق اور اہل ظاہر کا یہ مذہب ہے کہ عمر بھر کا روزہ مطلق مکروہ ہے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور خلاف کیا ابن حزم نے پس کہا کہ حرام ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمرو شیبانی سے روایت کی کہ نبی ﷺ کو خبر ہوئی کہ ایک شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو اس کے پاس آئے اور اس پر کوڑا بلند کیا اور کہنے لگے کہ اے دہری اور اس نے روایت کی ہے کہ عبدالرحمن بن ابی نعیم ہمیشہ روزہ رکھتا تھا سو عمرو بن میمون نے کہا کہ اگر نبی ﷺ کے اصحاب اس کو دیکھتے تو اس کو سنگسار کرتے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو ہمیشہ روزہ رکھے اس پر دوزخ ہمیشہ تنگ ہو جاتی ہے۔ روایت کی یہ حدیث احمد اور نسائی وغیرہ نے اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ تنگ ہوتی ہے واسطے اس کے بند کرنے اس کے بیچ اس کے واسطے سختی کرنے اس کے اپنی جان پر اور حمل کرنے اس کے کے اوپر اس کے اور منہ پھیرنے اس کے اپنے نبی کی سنت سے اور اعتقاد کرنے اس کے کہ غیر سنت کا افضل ہے اس سے اور یہ چاہتا ہے وعید شدید کو پس ہوگا حرام اور ابن عربی مالکی کا یہ مذہب ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا مطلق مکروہ ہے سو اس نے کہا کہ اگر معنی لا صام من صام الابد کے دعا کے ہوں تو خرابی ہے اس کو کہ جس کو نبی ﷺ کی دعا پہنچی اور معنی اس کے خبر ہوں تو خرابی ہو اس کو جس کے حال سے نبی ﷺ نے خبر دی کہ اس نے روزہ نہیں رکھا اور جب اس نے شرعاً روزہ نہ رکھا تو نہیں لکھا جاتا واسطے اس کے ثواب اس واسطے کہ نبی ﷺ کے قول کا سچ ہونا لازم ہے۔ اس واسطے کہ آپ نے اس سے روزے کی نفی کی اور تحقیق نفی کی گئی ہے اس سے فضیلت کی کما تقدم پس کس طرح طلب کی جائے گی فضیلت اس چیز میں کہ نفی کی اس سے نبی ﷺ نے اور لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا

جائز ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے نہی کی حدیثوں کو اس شخص پر کہ روزہ رکھے اس کو حقیقۃً اس واسطے کہ داخل ہوتی ہے اس میں وہ چیز کہ اس کا روزہ حرام ہے مانند عیدین کی اور یہی ہے مختار نزدیک ابن منذر اور ایک جماعت کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی کی مانند مروی ہے۔ اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اس شخص کے جواب میں جس نے آپ سے ہمیشہ کے روزے کا حکم پوچھا تھا کہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ اس میں ثواب ہے اور نہ گناہ اور جو حرام دنوں میں روزہ رکھے اس میں یہ نہیں کہا جاتا اس واسطے کہ وہ نزدیک اس شخص کے جائز رکھتا ہے ہمیشہ روزہ رکھنے کو مگر حرام دنوں میں ہوگا مستحب اور حرام اور حرام دن مستثنیٰ ہیں ساتھ شرع کے نہیں لائق ہیں واسطے روزے کے شرعاً پس وہ بجائے رات کے ہیں اور دنوں حیض کے پس نہ داخل ہوں گے سوال میں نزدیک اس شخص کے کہ ان کی حرمت کو جانتا ہو اور نہیں لائق ہے جواب ساتھ قول آپ کے کہ نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا واسطے اس شخص کے کہ نہ جانتا ہو حرام ہونے ان کے کو اور بعض کہتے ہیں کہ ہمیشہ روزہ رکھنا مستحب ہے واسطے اس کے جو اس پر قادر ہو اور نہ فوت کرے اس میں کسی حق کو اور یہی ہے مذہب جمہور کا کہ سبکی نے کہا ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ جو کوئی حق کو فوت کرے اس کو روزہ رکھنا مطلق مکروہ ہے اور نہیں ظاہر کیا انہوں نے کہ مراد ساتھ حق کے کہ واجب ہے یا مندوب اور مدلل یہ بات ہے کہ کہا جائے کہ اگر جانے کہ حق واجب فوت ہوگا تو حرام ہے اور اگر جانے کہ حق مستحب فوت ہوگا جو اولیٰ ہے روزے سے تو مکروہ ہوگا اور اگر اس کے قائم مقام ہو تو مکروہ نہیں ہوگا۔ اور طرف اسی کی اشارہ کیا ہے ابن خزیمہ نے اور ان کے دلائل سے حمزہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ اور وہ حدیث جو پہلے گزری اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں مسلم رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اس نے کہا کہ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پے در پے روزے رکھتا ہوں پس حمل کیا ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو جو عبداللہ کے واسطے فرمائی کہ کوئی روزہ اس سے افضل نہیں پس ملحق ہوگا ساتھ اس کے وہ شخص کہ اس کے معنی میں ہے جو اپنے نفس کو مشقت میں ڈالے یا کوئی حق فوت کرے اور اسی واسطے نہ منع کیا حمزہ کو پے در پے روزے رکھنے سے پس اگر پے در پے روزے رکھنے منع ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بیان فرماتے اس واسطے کہ تاخیر بیان کی وقت حاجت سے درست نہیں یہ بات نووی نے کہی ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ سوال حمزہ کا سوائے اس کے نہیں کہ سفر کے روزے سے تھا نہ کہ ہمیشہ کے روزے سے، اور نہیں لازم آتا پے در پے روزے رکھنے سے روزہ عمر بھر کا اور جواب دیا ہے انہوں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اس طرح کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ دوزخ تنگ ہو جاتی ہے اس سے پس نہ داخل ہوگا وہ اس میں اور نہیں مشابہ ہے یہ کہ ہو اپنے ظاہر پر اس واسطے کہ جو اللہ کے لیے عمل زیادہ کرے اس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک زیادہ ہوتا ہے۔ اور ترجیح دی ہے اس تاویل کو ایک جماعت نے انہیں میں سے ہیں امام غزالی رحمہ اللہ علیہ سو کہتے ہیں کہ اس

کے لیے مناسب ہے کہ اس جہت سے کہ جب روزے دار نے اپنی جان پر شہوات کے راستے بند کیے ساتھ روزے کے تو تنگ کرے گا اللہ واسطے اس کے آگ کو پس نہ باقی رہے گی اس میں کوئی جگہ کہ وہ اس میں داخل ہو، اس واسطے کہ اس نے دوزخ کے راہوں کو عبادت سے بند کر دیا۔ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طرح کے کہ نہیں ہر عمل نیک کہ جب بندہ اس کو زیادہ کرے تو اس کو اللہ سے تقرب زیادہ ہو بلکہ بہت عمل نیک ایسے ہیں کہ آدمی ان کو جس قدر زیادہ کرے اس قدر اللہ سے دور ہوتا ہے، مانند نماز کی مکروہ اوقات میں۔ اور اولیٰ جاری کرنا حدیث کا ہے اپنے ظاہر پر اور حمل کرنا اس کا اس پر جو فوت کرے حق واجب کو ساتھ اس کے پس تحقیق متوجہ ہوتی ہے وعید طرف اس کی اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو حدیث باب کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے کہ ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب ہے اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جو رمضان کے روزے رکھے پھر چھ روزے شوال کے رکھے تو گویا کہ اس نے ساری عمر روزہ رکھا۔ کہتے ہیں پس اس سے معلوم ہوا کہ عمر کا روزہ افضل ہے اس سے کہ تشبیہ دیا گیا ہے ساتھ اس کے اور یہی امر مطلوب ہے۔ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تشبیہ ساتھ امر مقدر کے نہیں چاہتی ہے اس کے جواز کو چہ جائے کہ اس کے استحباب کو چاہے سوائے اس کے نہیں کہ مراد تو حاصل ہونا ثواب کا ہے بر تقدیر مشروع ہونے روزے تین سو ساٹھ دن کے اور یہ بات معلوم ہے کہ مکلف کو سارے برس کا روزہ رکھنا درست نہیں پس نہیں دلالت کرتی تشبیہ اوپر افضل ہونے مشبہ کے ہر وجہ سے۔ اور جو لوگ عمر بھر کے روزے کو جائز کہتے ہیں ساتھ شرط مقدم کے ان کو اختلاف ہے اس میں کہ کیا وہ افضل ہے یا ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا افضل ہے۔ سو ایک گروہ علماء کا کہتے ہیں کہ عمر بھر کا روزہ افضل ہے اس واسطے کہ اس میں عمل زیادہ ہے پس اس کا اجر بھی زیادہ ہوگا، اور جس کا اجر زیادہ ہوگا اس کا ثواب بھی زیادہ ہوگا۔ اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے اور قید کیا ہے اس کو ساتھ اس شرط کے کہ ممنوع دنوں میں روزہ نہ رکھے اور یہ کہ سنت سے منہ نہ پھیرے، اس طرح کہ کرے روزے کو بندش اپنی جان پر اور جب اس سے امن میں ہو تو روزہ افضل اعمال سے ہے پس جس قدر زیادہ رکھے اس قدر زیادہ ثواب ہوگا۔ اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن دقیق العید نے ساتھ اس کے کہ عملوں کی بھلایاں اور مفاسد آپس میں معارض ہیں اور مقدار ان کی ہر ایک میں سے ترغیب اور منع میں غیر ثابت ہے پس زیادہ ہونا اجر کا ساتھ زیادہ ہونے عمل کے اس چیز میں کہ معارض ہے اس کو اقتضاء عادت سے قصور دوسرے حقوق میں کہ معارض ہے ان کو عمل مذکور اور مقدار فائت کی اس سے ساتھ مقدار حاصل کے غیر ثابت ہے پس اولیٰ تفویض ہے طرف شارع کی اور واسطے اس کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر یہ حدیث کہ نہیں کوئی روزہ افضل اس سے اور یہ حدیث کہ یہ اللہ کے نزدیک بہت پیارا ہے اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ روزہ داؤد علیہ السلام کا افضل ہے اور یہی ہے ظاہر حدیث کا بلکہ یہ صریح ہے اور ترجیح پاتا ہے

باعتبار معنی کے بھی ساتھ اس کے کہ روزہ عمر بھر کا کبھی فوت کرتا ہے بعض حقوق کو کما تقدم اور ساتھ اس کے کہ جو اس کی عادت کرے پس تحقیق نہیں قریب ہے کہ وہ اس پر مشکل ہو بلکہ ضعیف ہو جاتی ہے شہوت اس کی کھانے سے اور کم ہوتی ہے حاجت اس کی طرف کھانے اور پینے کی دن کو اور مالوف ہوتا ہے اس کو کھانا رات میں ساتھ اس طرح کے کہ پیدا ہوتی ہے واسطے اس کے اس کے طبع زائد بخلاف اس شخص کے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے کہ وہ انتقال کرتا ہے روزے سے طرف فطر کی اور فطر سے طرف روزے کی اور تحقیق نقل کیا ہے ترمذی رحمہ اللہ نے بعض اہل علم سے کہ وہ دشوار تر روزہ ہے اور امن میں ہوتا ہے اکثر اوقات فوت کرنے حقوق سے جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی قریب بیچ حق داؤد علیہ السلام کے اور نہ بھاگتے تھے جب کہ ملاقات کرتے اس واسطے کہ بھاگنے کے اسباب سے ضعیف ہونا بدن کا ہے اور نہیں شک ہے یہ کہ پے در پے روزہ رکھنا ضعیف کرتا ہے اس کو اور اس پر محمول ہے قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا کہ اس کو کہا گیا کہ تو روزے کم رکھتا ہے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو قرات سے ضعیف کر ڈالے اور مجھ کو قرات بہت پیاری ہے روزے سے ہاں اگر فرض کیا جائے کہ ایک شخص ایسا ہے کہ روزے کے ساتھ کوئی نیک عمل اس سے فوت نہیں ہوتا اور نہیں فوت کرتا کسی حق کو حقوق سے کہ مخاطب کیا گیا ہے ساتھ اس کے تو نہیں بعید ہے کہ اس کے حق میں ارجح ہو اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے پس باب باندھا ہے انہوں نے کہ دلیل اوپر اس کے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ درمیانہ روزہ ہے اور بہت پیارا ہے طرف اللہ کی اس واسطے کہ اس کا فاعل ادا کرتا ہے حق نفس اپنے کا اور اہل اور مہمان اپنے کا فطر کے دنوں میں بخلاف اس شخص کے کہ پے در پے روزے رکھے اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ جس کو اپنی جان میں ضرر نہ ہو اور نہ کوئی حق فوت کرے اس کے حق میں ارجح ہے اور بنا بر اس کے پس مختلف ہوگا یہ ساتھ اختلاف اشخاص کے اور حالات کے، سو جس کا حال زیادہ روزے کو چاہے وہ زیادہ روزے رکھے اور جس کا حال فطر کو زیادہ چاہے وہ کم روزے رکھے۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ يَوْمٍ وَّإِفْطَارِ يَوْمٍ

ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن روزہ نہ رکھنا

۱۸۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَمَا زَالَ حَتّٰى قَالَ صُمْ

۱۸۴۲۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ رکھ ہر مہینے سے تین دن اس نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں پس ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن نہ رکھ فرمایا کہ پڑھ قرآن کو ہر مہینے یعنی ہر مہینے میں ایک بار قرآن ختم کیا کر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس سے

يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا فَقَالَ اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ قَالَ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَكْثَرَ فَمَا زَالَ حَتّٰى قَالَ فِيْ ثَلَاثٍ.

زیادہ طاقت رکھتا ہوں پس ہمیشہ آپ ﷺ یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ فرمایا کہ ختم کر قرآن کو تین دنوں میں۔

فائدہ: مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ میں ہمیشہ روزہ رکھا کرتا تھا اور ہر شب قرآن کو ختم کیا کرتا تھا اور رفتہ رفتہ تین راتوں میں قرار پایا اور ایک روایت میں ہے کہ سات راتوں میں امر قرار پایا اور فرمایا کہ اس سے زیادہ نہ کر اور مصابیح میں کہا ہے کہ اسی سبب سے منع کیا ہے بہت علماء نے زیادہ کرنے کو سات رات سے۔

بَابُ صَوْمِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَام — داؤد علیہ السلام کے روزے کا بیان

فائدہ: زین بن منیر نے کہا کہ جدا کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے باب صوم یوم و افطار یوم کو واسطے تنبیہ کرنے کے اس پر کہ وہ افضل ہے اور جدا کیا داؤد علیہ السلام کے روزے کو ساتھ ذکر کر کے واسطے اشارت کے طرف اقتدا کی ساتھ ان کے بیچ اس کے۔ (فتح)

١٨٤٣۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ الْمَكِّيَّ وَكَانَ شَاعِرًا وَكَانَ لَا يُتَّهَمُ فِيْ حَدِيْثِهٖ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَتَصُوْمُ الدَّهْرَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ وَنَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ قُلْتُ فَإِنِّيْ أُطِيْقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقٰى.

۱۸۴۳۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ البتہ تو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اور رات کو ہمیشہ نماز پڑھا کرتا ہے میں نے کہا کہ ہاں سو فرمایا کہ تو یوں ہی کرے گا تو تیری دونوں آنکھیں ناتوانی سے اندر گھس جائیں گی اور تیری جان ضعیف ہو جائے گی۔ نہیں روزہ رکھا اس نے جس نے ہمیشہ روزہ رکھا ہر مہینے سے تین دن روزہ رکھنا ساری عمر کا روزہ ہے یعنی اس کے برابر ثواب ہے میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا پس روزہ رکھ روزہ داؤد علیہ السلام کا ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے تھے اور نہ بھاگتے تھے جب کہ ملتے دشمن سے۔

١٨٤٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِيْنَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ

۱۸۴۴۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس میرے روزے کا ذکر ہوا سو حضرت ﷺ میرے

خَالِدِ الْحَذَّآءِ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُو الْمَلِيْحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيْكَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِيْ فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِّنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ فَقَالَ أَمَا يَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خَمْسًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ سَبْعًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تِسْعًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِحْدٰى عَشْرَةَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَام شَطْرَ الدَّهْرِ صُمْ يَوْمًا وَّأَفْطِرْ يَوْمًا.

پاس آئے سو میں نے آپ کے لیے چمڑے کا گدا ڈالا جس کے اندر کھجور کا چھڑا بھرا ہوا تھا یعنی روئی کی جگہ سو آپ ﷺ زمین پر بیٹھے اور تکیہ میرے اور آپ ﷺ کے درمیان ہوا سو فرمایا کہ کیا تجھ کو ہر مہینے سے تین روزے کفایت نہیں کرتے میں نے کہا کہ یا حضرت میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا ہر مہینے سے پانچ روزے رکھ میں نے کہا یا حضرت میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا سات روزے رکھ میں نے کہا کہ یا حضرت میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا نو روزے رکھ میں نے کہا کہ یا حضرت میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا ہر مہینے سے گیارہ روزے رکھ پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کے روزے سے اوپر کوئی روزہ نہیں کہ وہ آدھا زمانہ ہے ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن نہ رکھ کہ یہ آدھی عمر کا روزہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے کا حال معلوم ہوا اور اس باب میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس میں داؤد علیہ السلام کی پیروی کی جائے۔ اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے حضرت ﷺ اوپر اس کے تواضع سے اور ترک ترفع (تکلف) سے اوپر ہم نشین اپنے کے اور نیز اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ اوپر اصحاب رضی اللہ عنہم کے اکثر اوقات حضرت ﷺ کے زمانے میں تنگی معاش کی تھی اس واسطے کہ اگر ان کے نزدیک اس سے عمدہ گدا ہوتا تو تعظیم کرتے ساتھ اس کے حضرت ﷺ کی اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے اس قصے میں کئی فائدے ہیں سوا اس کے کہ جو پہلے بیان میں گزرے۔ بیان ہے نرمی حضرت ﷺ ساتھ امت اپنی کے اور شفقت کی اوپر ان کے اور راہ دکھانا ان کا طرف مصلحت کی ان کی اور ترغیب دینی ان کی اوپر اس چیز کے کہ طاقت رکھیں ہمیشگی کی اوپر اس کے اور منع کرنا سختی کرنے سے عبادت میں واسطے اس کے کہ خوف کیا جاتا ہے پہنچانے اس کے سے طرف ماندگی کی جو پہنچانے والی ہے طرف ترک کی یا ترک بعض کی اور تحقیق مذمت کی ہے اللہ نے اس قوم کی کہ لازم کیا انہوں نے عبادت کو اوپر اپنے پھر اس میں قصور کیا اور یہ کہ اگر آدمی کسی وظیفے کو اختیار کرے تو مستحب ہے کہ اس کو ہمیشہ کیا کرے اور یہ کہ جائز ہے خبر دینی نیک عملوں سے اور وِردوں سے یعنی جب کہ امن ہو ریا سے اور یہ کہ جائز

ہے قسم کھائی اوپر لازم پکڑنے عبادت کے اور فائدہ اس کا استعانت ہے ساتھ قسم کے اوپر نشاط کے واسطے اس کے اور یہ کہ یہ نہیں مخل ہے ساتھ صحت نیت کے اور اخلاص کے بیچ اس کے اور یہ کہ اس پر قسم کھائی نہیں لاحق کرتی اس کو ساتھ نذر کے جس کا پورا کرنا واجب ہے اور یہ کہ جائز ہے قسم کھائی بغیر طلب کرنے قسم کے اور یہ کہ مطلق نفل کی تحدید لائق نہیں بلکہ مختلف ہے حال ساتھ اختلاف اشخاص کے اور اوقات اور احوال کے اور یہ کہ جائز ہے قربان کرنا ماں باپ کا اور اس میں اشارت ہے طرف پیروی کی ساتھ پیغمبروں کے بیچ انواع عبادتوں کے اور یہ کہ عبادتوں کے ترک کرنے میں ماں باپ کی فرمانبرداری واجب نہیں اور اسی واسطے محتاج ہوئے عمرو رضی اللہ عنہ طرف شکایت اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اور نہ انکار کیا اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ ترک کرنے اطاعت باپ اپنے کی اور یہ کہ جائز ہے فاضل کو زیارت کرنی مفضول کی اس کے گھر میں اور تعظیم کرنی مہمان کی ساتھ ڈالنے فرش وغیرہ کے تلے اس کے اور تواضع کرنی زائر کی ساتھ بیٹھنے اپنے کے سوائے اس چیز کے کہ بچھائی جائے واسطے اس کے اور یہ کہ اس میں اس پر کچھ حرج نہیں جب کہ ہو بطور تواضع اور اکرام کے واسطے زیارت کیے گئے کے۔ (فتح)

بَابُ صِيَامِ أَيَّامِ الْبِيضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ

باب ہے بیان میں روزوں ایام بیض کے تیرھویں اور چودھویں اور پندرھویں ہر چاند کی ہے

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ بیض سے مراد تین ہیں اور وہ راتیں ہیں کہ ان میں چاند اول رات سے اخیر تک باقی رہتا ہے یہاں تک کہ جوالیقی نے کہا کی جو بیض کے دنوں کو صفت بنائے اس نے خطا کی اور اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ دن کامل وہ دن ہے ساتھ رات اپنی کے اور نہیں تمام مہینے میں کوئی دن کہ سارا روشن ہو مگر یہ دن اس واسطے کہ ان کے دن بھی روشن ہیں اور ان کی راتیں بھی روشن ہیں پس بیض کو دنوں کی صفت ٹھہرانا درست ہے اور حکایت کی ہے ابن بزیزہ نے ان کے نام رکھنے میں ساتھ بیض کے کئی اقوال اور جو مستند ہیں طرف اقوال واہیہ کی اور اسماعیل اور ابن بطال نے کہا کہ باب کی حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں اس واسطے کہ حدیث مطلق ہے بیچ تین دنوں کے ہر مہینے سے اور بیض معین دنوں کو کہتے ہیں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں بیض کے دنوں کا ذکر آ چکا ہے جیسے کہ احمد اور نسائی وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خرگوش بھونا ہوا لایا سو حکم فرمایا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ کھانے اس کے کے اور باز رہا وہ گنوار کھانے سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کس چیز نے منع کیا ہے تجھ کو کھانے سے اس نے کہا کہ میں ہر مہینے میں تین روزے رکھتا ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو روزہ رکھا کرتا ہے تو بیض کے دنوں میں روزہ رکھا کر اور ایک روایت میں آیا ہے کہ بیض کے دن تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ہر مہینے سے تین روزے رکھنے عمر کے روزے

کے برابر ہیں یعنی تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں اور گویا کہ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ساتھ باب کے اس طرف کہ وصیت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ساتھ اس کے یعنی جو باب کی حدیث میں ہے اس کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ حکم عام ہے ہر آدمی کو چاہیے کہ یہ روزے رکھے اور ایک روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے کی ابتداء میں تین روزے رکھا کرتے تھے اور حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے سے تین روزے رکھا کرتے تھے یعنی پیر اور جمعرات کو اور پیر کو دوسرے جمعہ سے اور تطبیق دی ہے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے درمیان ان دونوں کے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے ہر مہینے سے تین دن نہیں پرواہ کرتے تھے کہ مہینے کے کس دن سے روزہ رکھیں کہا پس جس شخص نے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا اس کو ذکر کیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے سب قسم دیکھی اس واسطے اس کو مطلق چھوڑا اور ظاہر یہ بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کا حکم کیا اور جس کی رغبت دلائی اور جس کے ساتھ وصیت کی وہ اولیٰ ہے غیر اس کے سے یعنی اس پر عمل کرنا افضل ہے۔ اور اس طرح خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس شاید کہ عارض ہوتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی امر جو باز رکھتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی رعایت سے یا اس کو بیان جواز کے لیے کرتے تھے تا کہ معلوم ہو کہ ہر طرح سے جائز ہے کوئی قید نہیں اور یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں افضل ہے۔ اور بیض کے دنوں کو ترجیح ہے ساتھ اس کے کہ وہ مہینے کے درمیان میں ہیں اور درمیان چیز کا زیادہ تر بہتر ہوتا ہے اور نیز اس واسطے کہ اکثر اوقات کسوف اس میں واقع ہوتا ہے اور تحقیق وارد ہو چکا ہے کہ امر ساتھ زیادہ کرنے عبادت کے جب کہ واقع ہو۔ سو جس کی عادت بیض کے دنوں میں روزہ رکھنے کی ہو جب وہ روزے کی حالت میں کسوف کو پائے گا تو میسر ہوگا اس کو یہ کہ جمع کرے درمیان کئی قسم عبادتوں کے روزے سے اور نماز سے اور خیرات سے، بخلاف اس شخص کے جو ان دنوں میں روزے نہ رکھے اس واسطے کہ نہیں حاصل ہوتا واسطے اس کے استدراک روزے اس کے کا اور نہ نزدیک اس شخص کے کہ جائز رکھتا ہے نفل روزے کو بغیر نیت کے رات سے مگر یہ کہ موافق پڑے کسوف کو اول دن سے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر مہینے کے ابتداء میں تین روزے رکھنے کو ترجیح ہے اس واسطے کہ آدمی نہیں جانتا کہ کیا چیز عارض ہوگی اس کو موانع سے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر دس دن کے اول میں ایک روزہ رکھے اور واسطے اس کے وجہ ہے عقل میں اور یہی منقول ہے ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے ایک مہینے سے ہفتہ اور اتوار اور پیر کو اور دوسرے کسی مہینے کو منگل اور بدھ اور جمعرات کو اور گویا کہ غرض ساتھ اس کے یہ ہے کہ اکثر اوقات ہفتے کے سب دنوں میں روزہ رکھے اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے کہ مہینے کے اخیر میں روزے رکھے تا کہ پہلے گناہوں کا کفارہ ہو اور رویانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہر مہینے سے تین روزے رکھنے مستحب ہیں اور اگر بیض کے دنوں میں اتفاق پڑے تو بہت پیارا ہوگا اور نیز کئی علماء کی کلام میں یہ ہے کہ مستحب ہونا روزے ایام بیض کا غیر

استحباب روزے تین دنوں کا ہے ہر مہینے سے۔ (فتح)

١٨٤٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَي الضُّحٰى وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ.

١٨٤٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ساتھ تین روزوں کے ہر مہینے سے اور ساتھ دو رکعتوں نماز چاشت کے اور یہ کہ وتر پڑھوں میں پہلے سونے سے۔

فائدہ: خاص کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ اس وصیت کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ قدر موصیٰ بہ وہ لائق ہے ساتھ حال اس کے کے اور یہ جو کہا کہ میرے یار نے تو یہ اشارہ ہے طرف موافقت اس کی کے بیچ اختیار کرنے شغل عبادت کے اوپر شغل دنیا کے اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھوک پر صبر کیا بیچ ملازمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس مشابہ ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال کو بیچ اختیار کرنے فقر کو کے مالداری پر اور عبودیت کو ملک پر اور پکڑا جاتا ہے اس سے افتخار کرنا ساتھ صحبت کے اکابر کے جب کہ بطور حبائے نعمت اور شکر اللہ کے نہ بطور فخر کے اور ہمارے استاذ نے ترمذی کی شرح میں کہا کہ حاصل خلاف کا بیچ تعیین بیض کے نو قول ہیں ایک یہ کہ معین نہ کیے جائیں بلکہ ان کا معین کرنا مکروہ ہے یہ قول امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ہے دوم یہ کہ ہر مہینے سے پہلے دن ہیں سوم یہ کہ اول ان کا بارہویں ہے چہارم یہ کہ اول ان کا تیرہویں ہے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور صاحبین کا پنجم یہ کہ اول ان کا اول ہفتہ ہے ابتداء مہینے سے پھر اول منگل ہے اس سے جو اس سے پیچھے ہے اور اسی طرح اور یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ششم یہ کہ پہلی جمعرات ہے پھر پیر پھر جمعرات ہفتم یہ کہ پہلا پیر ہے پھر جمعرات پھر پیر ہشتم یہ کہ اول دن ہے اور دسویں اور بیسویں نہم یہ کہ اول ہر دھاکے کا ہے یہ ابن شعبان مالکی سے روایت ہے میں کہتا ہوں اور ایک قول اور بھی ہے یعنی اخیر تین دن ہیں ہر مہینے سے یہ قول ابراہیم نخعی کا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَمْ يُفْطِرْ عِنْدَهُمْ

جو کسی قوم کی ملاقات کو جائے اور ان کے نزدیک روزہ نہ کھولے

فائدہ: یعنی نفل روزے میں یہ باب مقابل ہے اس باب کے جو پہلے گزر چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو قسم کھائے اپنے بھائی پر تا کہ افطار کرے نفل روزے میں اور موقع اس کا یہ ہے کہ نہ گمان کیا جائے کہ کھولنا آدمی کا نفل روزے کو واسطے خاطر داری بھائی اپنے کے لازم ہے اوپر اس کے بلکہ مرجع اس کا یہ ہے کہ ان دونوں میں سے اگر کسی کو روزہ شاق ہو تو افطار بہتر ہے اور جب معلوم ہوا کہ یہ کسی پر شاق نہیں تو اولیٰ یہ ہے کہ اپنے روزے پر قائم رہے۔ (فتح)

۱۸۴۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِي خَالِدٌ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ فَأَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَّسَمْنٍ قَالَ أَعِيْدُوْا سَمْنَكُمْ فِيْ سِقَائِهٖ وَتَمْرَكُمْ فِيْ وِعَائِهٖ فَإِنِّيْ صَائِمٌ ثُمَّ قَامَ إِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَصَلّٰى غَيْرَ الْمَكْتُوْبَةِ فَدَعَا لِأُمِّ سُلَيْمٍ وَأَهْلِ بَيْتِهَا فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِيْ خُوَيْصَّةً قَالَ مَا هِيَ قَالَتْ خَادِمُكَ أَنَسٌ فَمَا تَرَكَ خَيْرَ آخِرَةٍ وَّلَا دُنْيَا إِلَّا دَعَا لِيْ بِهٖ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَّوَلَدًا وَّبَارِكْ لَهٗ فِيْهِ فَإِنِّيْ لَمِنْ أَكْثَرِ الْأَنْصَارِ مَالًا وَّحَدَّثَتْنِي ابْنَتِيْ أُمَيْنَةُ أَنَّهٗ دُفِنَ لِصُلْبِيْ مَقْدَمَ حَجَّاجٍ الْبَصْرَةَ بِضْعٌ وَّعِشْرُوْنَ وَّمِائَةٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۸۴۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے سو وہ حضرت ﷺ کے آگے کھجوریں اور گھی لائیں سو فرمایا کہ پھر ڈال دو اپنے گھی کو اس کے برتن میں اور خرما کو اس کے برتن میں اس واسطے کہ میں روزے دار ہوں پھر گھر کے ایک کونے کی طرف کھڑے ہوئے اور نفل نماز پڑھی پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے گھر والوں کے لیے دعا کی سو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے لیے خاص دعا کیجیے فرمایا وہ کیا ہے اس نے کہا کہ آپ کا خادم انس ہے اس کے حق میں دعا کیجیے سو نہ چھوڑی آپ ﷺ نے کوئی بھلائی دنیا کی اور آخرت کی مگر میرے لیے اس کے ساتھ دعا کی اور وہ دعا یہ ہے کہ فرمایا کہ الٰہی روزی دے اس کو بہت مال اور بہت اولاد اور برکت کر اس کو بیچ اس کے پس تحقیق البتہ میں سب انصار سے مال میں زیادہ ہوں اور حدیث بیان کی مجھ سے میرے بیٹے امینہ نے کہ دفن ہوئے ہیں سبھی بیٹے میرے یعنی سوائے نواسوں اور پوتوں کے حجاج کے بصرہ میں آنے تک کچھ اوپر ایک سو بیس نفر۔

فائدہ: یعنی حجاج کے بصرے میں آنے سے پہلے اتنے حقیقی بیٹے مر چکے تھے اور حجاج کا بصرہ میں آنا ۷۵ھ میں تھا اور انس رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت کچھ اوپر اسی برس کی تھی اور انس رضی اللہ عنہ اس کے بعد ۹۲ھ یا ۹۳ھ تک زندہ رہے اور ان کی عمر سو برس کے قریب پہنچی تھی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انس رضی اللہ عنہ کی اولاد بہت تھی کہ کچھ اوپر ایک سو بیس ان میں سے مر چکے تھے اور جو باقی تھے بیٹوں اور پوتوں وغیرہ سے وہ بھی سو کے قریب تھے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے ان کے جو پہلے گزرے ہیں جائز ہے تصغیر یعنی چھوٹا کہنا کسی کو بطور مہربانی کے نہ بطور حقارت کے اور تحفہ دینا زائر کو ساتھ اس چیز کے کہ حاضر ہو اور جواز پھیر دینا ہدیہ کا جب کہ یہ ہدیہ دینے والے پر دشوار نہ ہو اور یہ کہ اس کا اس کو لینا ہبہ کو پھیر لینا نہیں اور اس میں نگاہ رکھنا کھانے کا ہے اور ترک کرنا قصور کا بیچ

اس کے اور جبر کرنا خاطر زیارت کیے گئے جب کہ نہ کھائے نزدیک اس کے ساتھ دعا کے واسطے اس کے اور مشروع ہونا دعا کا بعد نماز کے اور مقدم کرنا نماز کا پہلے طلب حاجت کے اور دعا کرنی ساتھ بہتری دنیا اور آخرت کے اور دعا کرنی ساتھ کثرت مال اور اولاد کے اور یہ کہ یہ آخرت کی بہتری کے منافی نہیں اور یہ کہ فضل کم ہونے دنیا کا مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص کے اور اس میں زیارت کرنا امام کا ہے اپنے بعض رعیت کو اور داخل ہونا اس کے گھر میں وقت غائب ہونے اس کے کے اس واسطے کہ نہیں کہا اس نے اس قصے میں کہ اس وقت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے اور اس میں اختیار کرنا بیٹے کا ہے اپنی جان پر اور یہ کہ کثرت موت کی اولاد میں نہیں منافی ہے اجابت دعا کے ساتھ کثرت طلب ان کی کے اور نہ برکت طلب کرنے کو بیچ ان کے واسطے اس ثواب کے خاص ہوتا ہے مصیبت سے ساتھ موت ان کی کے اور صبر سے اوپر اس کے اور اس میں بیان کرنا ہے اللہ کی نعمتوں کو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو واسطے اس کے کہ آپ کی دعا کی اجابت میں ہے امر نادر سے اور وہ جمع ہونا کثرت مال کا ہے ساتھ کثرت اولاد کے اور انس رضی اللہ عنہ کا باغ سال میں دو بار پھل لاتا تھا اور ان کے سوا اور لوگوں کے باغ سال میں ایک بار پھل لاتے تھے۔ (فتح)

بَابُ الصَّوْمِ مِنْ آخِرِ الشَّهْرِ

مہینے کے اخیر میں روزہ رکھنے کا بیان

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں مطلق مہینے کا ذکر کیا ہے اگرچہ باب کی حدیث میں مقید مہینہ مراد ہے اور وہ شعبان ہے تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ یہ حکم شعبان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مہینے کے اخیر میں روزہ رکھنا مستحب ہے تا کہ آدمی کو عادت ہو جائے پس یہ جو آیا ہے کہ رمضان سے پہلے ایک دن یا دو دن روزہ رکھنا منع ہے تو یہ نہی اس کے معارض نہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کی عادت ہو اس کو روزہ رکھنا درست ہے۔ (فتح)

١٨٤٧۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ غَيْلَانَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَهُ أَوْ سَأَلَ رَجُلًا وَعِمْرَانُ يَسْمَعُ فَقَالَ يَا أَبَا فُلَانٍ أَمَا صُمْتَ سَرَرَ هٰذَا الشَّهْرِ قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ يَعْنِي رَمَضَانَ

١٨٤٧۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمران رضی اللہ عنہ کو پوچھا یا کسی اور مرد سے پوچھا اور عمران رضی اللہ عنہ سن رہے تھے سو فرمایا کہ اے باپ فلاں کے کیا تو نے اس مہینے کے اخیر میں روزے نہیں رکھے یعنی رمضان کے، اس مرد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں، فرمایا کہ جب تو افطار کرے یعنی روزہ رمضان کا تو دو روزے رکھ اور ایک روایت میں شعبان کے اخیر میں روزہ رکھنے کا ذکر آیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ شعبان کا ہونا زیادہ ترصحیح ہے یعنی اس

قَالَ الرَّجُلُ لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ لَمْ يَقُلِ الصَّلْتُ أَظُنُّهُ يَعْنِيْ رَمَضَانَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ.

حدیث میں بجائے رمضان کے شعبان کا لفظ آیا ہے۔

فائدہ: ابوعبیدہ نے کہا کہ مراد ساتھ سرر کے اخیر مہینے کا ہی نام رکھا گیا وہ ساتھ اس کے واسطے پوشیدہ ہونے چاند کے ان دنوں میں اور وہ اٹھائیسویں اور انتیسویں اور تیسویں رات ہے اور اوزاعی اور سعید سے روایت ہے کہ مراد سرر سے اول مہینے کا ہے اور خطابی نے اوزاعی سے جمہور کی طرح نقل کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد سرر سے درمیان مہینے کا ہے اور ترجیح دی ہے اس کو بعض نے اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ سرر جمع سرہ کی ہے اور سرہ چیز کے درمیان کو کہتے ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ بیض کے دنوں میں روزے رکھنے مستحب ہیں اور وہ مہینے کے درمیان میں ہیں اور یہ کہ اخیر مہینے کے روزے مستحب ہونے میں کوئی چیز وارد نہیں ہوئی بلکہ اس میں نہی خاص وارد ہوئی ہے اور وہ اخیر شعبان کا ہے واسطے اس کے جو اس کا روزہ رکھے واسطے پیشوائی رمضان کے اور ترجیح دی ہے اس کو نووی نے ساتھ اس کے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جدا کیا ہے اس روایت کو جس میں سرہ کا لفظ آیا ہے اور اس کے بعد وہ حدیثیں بیان کیں جن میں صیام ایام بیض پر ترغیب ہے لیکن میں نے اس حدیث کے کسی طریق میں لفظ سرہ نہیں دیکھا بلکہ ایک روایت میں سرر کا لفظ آیا ہے اور ایک میں سرار کا اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ساتھ اس کے اخیر مہینے کا ہے اور امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے سوال کرنا سوال جھڑک کا ہے اور انکار کا، اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے پیشوائی کرنے مہینے کے سے ساتھ ایک یا دو روزے کے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے انکار کرتے تو اس کو قضا کر حکم نہ کرتے اور جواب دیا ہے خطابی نے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ اس مرد نے روزے کو اپنی جان پر واجب کیا ہو پس اسی واسطے حکم کیا ہو اس کو ساتھ پورا کرنے کے اور یہ کہ قضا کرے اس کو شوال میں اور ابن منیر نے کہا کہ اس کو انکار کا سوال کہنا تکلف ہے اور رد کرتا ہے اس کو قول مسئول کا کہ نہیں یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس اگر یہ سوال انکار کا ہوتا تو اس پر روزہ رکھنے کا انکار کیا ہوتا کہ تو نے کیوں روزہ رکھا اور فرض یہ بات ہو چکی ہے کہ اس مرد نے روزہ نہیں رکھا تھا پس کس طرح انکار کرتے اس پر فعل اس چیز کو کہ نہیں کیا اس نے اس کو اور یہی احتمال ہے کہ اس مرد کو اخیر مہینے میں روزہ رکھنے کی عادت تھی سو جب اس نے سنا کہ رمضان سے پہلے ایک دن یا دو دن روزہ رکھنے کو منع فرمایا ہے اور اس کو استثنا نہ پہنچا تو اپنی عادت کے روزے ترک کیے پس حکم کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قضا

کرنے ان کے کے تا کہ ہمیشہ رہے محافظت اس کی اس چیز پر کہ لازم کیا ہے اس کو اپنی جان پر عبادت سے اس واسطے کہ بہت پیارا عمل اللہ کے نزدیک وہ ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے کما تقدم اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ رمضان سے پہلے ایک دن یا دو دن روزہ رکھنا صرف اس کو منع ہے جو اس کو قصد کرے واسطے پیشوائی رمضان کے اور جو اس کا قصد نہ کرے تو اس کو نہی شامل نہیں اگرچہ اس کی عادت نہ ہو اور یہ خلاف ہے ظاہر حدیث نہی کا اس واسطے کہ نہیں مستثنیٰ اس سے مگر جس کو عادت ہو اور قرطبی نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی کہ جو سرِ شہر کو غیر ظاہر پر حمل کرتا ہے اور ظاہر اس کا اخیر مہینے کا ہے تو وہ معارضہ سے بھاگا ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے پیشوائی رمضان سے ساتھ ایک یا دو روزوں کے اور کہا کہ دونوں کے درمیان تطبیق ممکن ہے بایں طور کہ نہی اس شخص کے حق میں محمول ہے جس کو اخیر مہینے میں روزہ رکھنے کی عادت نہ ہو اور امر اس کے حق میں محمول ہے جس کو اس کی عادت ہو واسطے باعث ہونے مخاطب کے اوپر لازم پکڑنے عادت نیکی کے تا کہ نہ قطع کرے اس کو اور اس میں اشارہ ہے طرف فضیلت روزے شعبان کی اور یہ کہ اس کا ایک روزہ اس کے غیر کے دو دن کے برابر ہے میں کہتا ہوں کہ یہ تقریر نہیں تمام ہوتی مگر یہ کہ ہو عادت مخاطب کی ساتھ اس کے کہ شعبان کا صرف ایک روزہ رکھا کرتا تھا نہیں تو قول آپ ﷺ کا کہ کیا تو نے مہینے کے اخیر میں روزے رکھے ہیں عام ہے اس سے کہ اس کی عادت ایک روزے کی ہو یا زیادہ کی۔ ہاں ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک دن کے بدلے دو روزے رکھ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قضا نفل کی اور جب نفل کی قضا درست ہوئی تو فرض کی قضا بطریق اولیٰ درست ہوگی خلاف ہے واسطے اس کے جو ہمیشہ منع کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِذَا أَصْبَحَ صَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُفْطِرَ يَعْنِي إِذَا لَمْ يَصُمْ قَبْلَهُ وَلَا يُرِيْدُ أَنْ يَصُوْمَ بَعْدَهُ.

باب ہے جمعہ کے روزے کے بیان میں اور اگر کوئی جمعہ کے دن حالت روزے میں صبح کرے تو اس پر لازم ہے کہ روزہ کھول ڈالے یعنی جب کہ نہ روزہ رکھے پہلے اس سے اور نہ ارادہ رکھتا ہو کہ روزہ رکھے بعد اس کے۔

١٨٤٨۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ نَعَمْ زَادَ غَيْرُ أَبِيْ عَاصِمٍ يَعْنِيْ أَنْ يَنْفَرِدَ بِصَوْمٍ.

١٨٤٨۔ محمد بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے جمعہ کے روزے سے منع فرمایا ہے اس نے کہا کہ ہاں۔ ابو عاصم کے غیر راوی نے یہ لفظ اس میں زیادہ کیا ہے یہ کہ تنہا جمعہ کا روزہ رکھے۔

فائدہ: یہ حدیث مطلق ہے اور تقیید اس کی تفسیر ہے ایک راوی سے۔

۱۸۴۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَصُومَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ روزہ رکھے کوئی فقط جمعہ کے دن مگر یوں مذائقہ نہیں کہ جمعہ سے پہلے بھی ایک روزہ رکھے یا بعد اس کے۔

فائدہ: یعنی صرف جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے خواہ جمعرات یا جمعہ کا روزہ رکھے یا جمعہ اور ہفتے کا روزہ رکھے یعنی دو روزے ملا کر رکھے اور یہ حدیث ظاہر ہے قید میں اور پکڑا جاتا ہے استثنا سے جواز اس کا واسطے اس کے جو ایک دن اس سے پہلے یا پیچھے روزہ رکھے یا اتفاقاً واقع ہو جمعہ ان دنوں میں کہ اس کی عادت روزے کی ہو مانند اس کی کہ بیض کے دنوں میں روزہ رکھتا ہو یا اس کی عادت ہو روزے معین دن کی مانند دن عرفہ کی پس موافق پڑے دن جمعہ کو اور پکڑا جاتا ہے اس سے جواز روزے اس کے کا واسطے اس کے جو نذر مانے دن آنے زید کی یا دن شفا فلاں کی۔ (فتح)

۱۸۵۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَآئِمَةٌ فَقَالَ أَصُمْتِ أَمْسِ قَالَتْ لَا قَالَ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَصُوْمِي غَدًا قَالَتْ لَا قَالَ فَأَفْطِرِيْ وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ الْجَعْدِ سَمِعَ قَتَادَةَ حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ أَنَّ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَتْهُ فَأَمَرَهَا فَأَفْطَرَتْ.

۱۸۵۰۔ جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جمعہ کے دن آئے اور وہ روزے دار تھیں فرمایا کہ کیا تو نے کل بھی روزہ رکھا تھا انہوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ کیا تو ارادہ کرتی ہے یہ کہ تو کل کو بھی روزہ رکھے انہوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ پس روزہ کھول ڈال۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیثوں باب کے اس پر کہ صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنا منع ہے اور نقل کیا ہے اس کو ابو طیب طبری رحمہ اللہ نے احمد اور ابن منذر اور بعض شافعیہ سے اور گویا کہ اس نے اس کو پکڑا ہے قول ابن منذر سے کہ ثابت ہوئی ہے نہی جمعے کے روزے سے جیسے کہ ثابت ہوئی ہے نہی عید کے روزے سے اور زیادہ کیا

ہے دن جمعے کے امر ساتھ فطر اس شخص کے کہ صرف جمعے کے روزے کا ارادہ کرے پس یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ وہ اس کو حرام جانتا ہے اور ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عید اور جمعے کے درمیان فرق کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کہ اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے اگرچہ اس سے پہلے اور پیچھے بھی روزہ رکھے بخلاف دن جمعہ کے اس واسطے کہ اجماع ہے اس پر کہ جو جمعہ کے پہلے یا پیچھے ایک دن کا روزہ رکھے اس کو جمعہ کا روزہ رکھنا درست ہے اور نقل کیا ہے ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے منع ہونے روزے جمعے کا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے۔ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں جانتا میں کوئی مخالف واسطے ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہی واسطے تنزیہ کے ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مکروہ نہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں سنا میں نے کسی سے کہ اقتدا کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کہ منع کرتا ہے اس سے اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہ شاید نہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو نہیں پہنچی اور عبدالوہاب نے کہا کہ جس دن کا روزہ اپنے غیر کے ساتھ مکروہ نہیں اس کا تنہا بھی مکروہ نہیں اور ابن عربی نے اس قول پر اعتراض کیا ہے کہ یہ قیاس ہے ساتھ موجود ہونے نص کے اور استدلال کیا ہے حنفیہ نے ساتھ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے ہر مہینے سے تین دن اور بہت کم روزہ کھولتے تھے دن جمعہ کے اور حسن کہا ہے اس کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اور اس میں حجت نہیں ہے اس واسطے کہ احتمال ہے یہ کہ ارادہ کرتا ہو کہ جان بوجھ کر روزہ نہ کھولتے تھے جب کہ واقع ہوتا جمعہ ان دنوں میں کہ تھے روزہ رکھتے ان کا اور نہیں معارض ہے یہ صرف جمعہ کا روزہ رکھنے کو تاکہ حدیثوں میں تطبیق ہو جائے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خاصہ ہے اور یہ بات ٹھیک نہیں اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوتا خاصہ ساتھ احتمال کے اور مشہور شافعیہ کے نزدیک دو وجہیں ہیں ایک یہ کہ نہیں مکروہ ہے مگر واسطے اس کے کی ضعیف کر ڈالے اس کو روزہ اس کا اس عبادت سے کہ واقع ہوتی ہے بیچ نماز اور دعا اور ذکر سے یہی وجہ نقل کی مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے مانند قول جمہور کی اور اسی کو صحیح کہا ہے متاخرین نے اور اس میں اختلاف ہے کہ صرف جمعے کا روزہ رکھنا منع کیوں ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ دن عید کا ہے اور عیدین کے دن روزہ نہیں رکھا جاتا اور اس پر یہ اعتراض ہے کہ غیروں کے ساتھ اس کا روزہ رکھنا درست ہے پس لازم آتا ہے کہ یہ بھی درست نہ ہو اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے جواب دیا ہے کہ اس کا عید کے ساتھ مشابہ ہونا نہیں مستلزم ہے برابر ہونے اس کے کو ساتھ اس کے ہر وجہ سے اور جو اس کے ساتھ اور دن کا روزہ رکھے تو نفی ہو گی اس سے صورت قصد کرنے کی ساتھ تنہا روزے جمعے کے یعنی جب اس کے ساتھ کوئی روزہ رکھے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس صورت میں بھی جمعہ عید کے برابر ہو اور اس کا روزہ منع ہو پس یہ درست ہوگا دوم یہ کہ تاکہ نہ ضعیف ہو عبادت سے اور تعاقب کیا گیا ہے یہ ساتھ باقی رہنے معنے مذکور کے اس حالت میں کہ اس کے ساتھ غیر

دن کا روزہ رکھا جائے سوم یہ کہ اس میں خوف ہے مبالغہ کا بیچ تعظیم اس کی کے پس مفتون ہو گا آدمی ساتھ اس کے جیسا کہ مفتون ہو جائے یہود ساتھ دن ہفتے کے اور یہ توڑا گیا ہے ساتھ ثبوت تعظیم اس کی کے ساتھ غیر روزے کے اور نیز یہود تو ہفتے کو روزے کے ساتھ تعظیم نہیں کرتے پس اگر ان کی موافقت کا ترک کرنا ملحوظ ہوتا تو البتہ لازم ہوتا روزہ اس کا اس واسطے کہ وہ اس کا روزہ نہیں رکھتے چہارم یہ کہ اس کے اعتقاد وجوب کا خوف ہو اور یہ توڑا گیا ہے ساتھ روزے پیر اور جمعرات کے پنجم یہ کہ خوف ہے کہ فرض کیا جائے اوپر ان کے جیسے کہ حضرت ﷺ نے ان کی نماز تراویح سے خوف کیا اور یہ بھی توڑا گیا ہے ساتھ روزے اس کے کے ساتھ غیر اس کے کے ساتھ اس طور کے کہ اگر اس طرح ہوتا تو یہ حضرت ﷺ کے بعد جائز ہوتا واسطے دور ہونے سبب کے ششم یہ کہ اس میں مخالفت نصاریٰ کی ہے اس واسطے کہ ان پر اس کا روزہ واجب ہے اور ہم کو حکم ہے ان کی مخالفت کا اور یہ بھی ضعیف ہے اور قوی تر سب قولوں میں پہلا قول ہے اور اس میں دو حدیثیں بھی وارد ہو چکی ہیں ایک یہ ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن عید کا دن ہے سو نہ گردانو اپنی عید کے دن کو دن روزے اپنے کا مگر یہ کہ روزہ رکھو تم پہلے اس سے یا پیچھے اس سے اور دوسری حدیث ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو تم میں سے کسی مہینے میں روزہ رکھنے والا ہو تو چاہیے کہ جمعرات کے دن روزہ رکھے اور جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے اس واسطے کہ وہ دن کھانے اور پینے اور ذکر کا ہے۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يَخُصُّ شَيْئًا مِّنَ الْأَيَّامِ — کیا کسی دن کو روزے کے واسطے خاص کرنا جائز ہے

فائدہ: ابن منیر وغیرہ نے کہا کہ نہیں جزم کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے یعنی خاص کرنا جائز ہے یا نہیں اس واسطے کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ نے عبادت پر ہمیشگی کی اور اپنے وظیفوں پر مواظبت کی اور مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے حضرت ﷺ کے روزے کا حال پوچھا سو انہوں نے کہا کہ تھے حضرت ﷺ روزہ رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ ﷺ روزہ نہ کھولیں گے اور روزہ کھولتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ روزہ نہ رکھیں گے پس یہ حدیث باب کی حدیث کے معارض ہے اس واسطے کہ وہ چاہتی ہے نفی مواظبت کو پس باقی رکھا امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کو استفہام پر تاکہ دونوں میں سے ایک حدیث ترجیح پائے یا تطبیق ظاہر ہے اور ممکن ہے تطبیق درمیان دونوں کے بایں طور کہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ تھا عمل آپ ﷺ کا ہمیشہ معنے اس کے یہ ہیں کہ اختلاف حال آپ ﷺ کا بیچ بہت روزے رکھنے اور پھر نہ رکھنے کے تھا ہمیشہ مستمر یعنی ہمیشہ آپ ﷺ کا یہی دستور رہا کبھی کتنے دنوں تک پے در پے روزے رکھتے چلے جاتے تھے اور کبھی کتنے دنوں تک پے در پے نہ رکھتے تھے اور ساتھ اس طور کے کہ تھے حضرت ﷺ لازم کرتے اپنی جان پر عبادت کو پس بہت وقت مشغول رکھتا تھا آپ ﷺ کو بعض اس عبادت سے کوئی شاغل پس قضا کرتے اس کو پے در پے پس مشتبہ ہوتا حال اس پر کہ دیکھتا

آپ ﷺ کو پس قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ آپ ﷺ کا عمل ہمیشہ تھا محمول ہے وظیفہ پر اور قول ان کا کہ تھے حضرت ﷺ کہ نہ چاہے تو کہ دیکھے تو آپ ﷺ کو روزے دار مگر کہ دیکھے تو محمول ہے دوسرے حال پر اور بعض کہتے ہیں کہ معنے اس کے یہ ہیں کہ نہ قصد کرتے تھے ابتدأ کسی دن معین میں کہ روزہ رکھیں اس کا بلکہ جب کسی دن معین کو روزہ رکھتے تھے مانند جمعرات کی مثلاً تو اس کے روزے پر ہمیشگی کرے تھے۔ (فتح)

۱۸۵۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتَصُّ مِنَ الْأَيَّامِ شَيْئًا قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهُ دِيْمَةً وَّأَيُّكُمْ يُطِيْقُ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيْقُ.

۱۸۵۱۔ علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا حضرت ﷺ روزے کے واسطے کسی دن کو دنوں میں سے خاص کیا کرے تھے تو انہوں نے کہ نہیں اور آپ ﷺ کا عمل دائمی تھا اور تم میں سے کون طاقت رکھتا ہے اس چیز کی کہ جس کی حضرت ﷺ طاقت رکھتے تھے۔

فائدہ: استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعضوں نے اس پر کہ ہفتے میں سے کسی خاص دن کے روزے کا قصد کرنا مکروہ ہے اور جواب دیا ہے ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں سائل نے صرف کسی ایک دن کے خاص کرنے کا سوال کیا تھا اس اعتبار سے کہ وہ دن ہے اور اے پر وہ دن کہ وارد ہوئی ہے تخصیص اس کی دنوں سے ساتھ روزے کے پس سوائے اس کے نہیں کہ وہ خاص کیا گیا ہے واسطے ایک امر کے کہ نہیں شریک ہیں اس کو اس میں باقی دن مانند دن عرفہ کی اور دن عاشوریٰ کی اور دنوں بیض کی اور تمام ان دنوں کی کہ معین کیے گئے ہیں واسطے معنے خاص کے اور سوائے اس کے نہیں کہ سوال کیا تھا انہوں نے تخصیص ایک دن کی سے واسطے ہونے اس کے کے مثلاً دن ہفتے کا اور اشکال کیا گیا ہے اس جواب پر روزہ پیر اور جمعرات کا پس تحقیق وارد ہوئی ہیں اس میں کئی حدیثیں اور گویا کہ نہیں صحیح ہوئی ہیں بخاری کی شرط پر میں کہتا ہوں کہ وارد ہوئی ہیں پیر اور خمیس کے روزے میں کئی حدیثیں صحیحہ۔ ان میں سے ایک حدیث یہ ہے جو کہ ابو داؤد رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ تھے حضرت ﷺ قصد کرتے روزے پیر اور خمیس کا اور اسی طرح کی اور بھی کئی حدیثیں ہیں پس جواب اشکال سے یہ ہے کہ کہا جائے کہ شاید مراد ساتھ ایام مسئول عنہا کے تین دن ہیں ہر مہینے میں پس گویا کہ سائل نے جب سنا کہ حضرت ﷺ تین دن روزہ رکھا کرتے تھے اور رغبت دلائی اس میں کہ ہوں وہ دن بیض کے تو پوچھا عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کیا تھے خاص کرتے ان کو ساتھ دنوں بیض کے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں آپ ﷺ کا عمل دائمی تھا یعنی اگر ان کو بیض کے دن ٹھہراتے تو البتہ متعین ہو جاتے اور اس پر ہمیشگی کرتے اس واسطے کہ تھے درست رکھتے اس کو

کہ آپ ﷺ کا عمل دائمی ہو لیکن ارادہ کیا آپ ﷺ نے فراخی کا ساتھ نہ معین کرنے ان کے کے پس نہ پرواہ کرتے تھے یہ کہ مہینے سے کس دن روزہ رکھیں یعنی کوئی دن معین نہ کرتے تھے بلکہ جب چاہتے تھے روزہ رکھتے تھے جیسے کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہر مہینے سے تین دن روزہ رکھتے تھے اور نہیں پرواہ کرتے تھے کہ مہینے سے کس دن روزہ رکھیں۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ — عرفہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان

فائدہ: یعنی اس کا کیا حکم ہے اور گویا کہ نہیں ثابت ہوئی ہیں نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ کے وہ حدیثیں جو وارد ہوئی ہیں عرفہ کے روزے میں اوپر شرط اس کی کے اور سب سے زیادہ ترصحیح حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ عرفہ کا روزہ اتار ڈالتا ہے گناہ ایک سال اگلے کے اور ایک سال پچھلے کے روایت کی یہ حدیث مسلم وغیرہ نے یعنی اور باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفہ کا روزہ مستحب نہیں اور تطبیق درمیان اس کے اور درمیان حدیث باب کے یہ ہے کہ باب کی حدیث محمول ہے غیر حاجی پر یا اس شخص پر کہ نہ ضعیف کرے اس کو روزہ اس کا ذکر اور دعا سے کہ مطلوب ہے واسطے حاجی کے۔ (فتح)

١٨٥٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَيْرٌ مَوْلٰى أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْهُ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ فَشَرِبَهٗ.

١٨٥٢۔ ام فضل حارث رضی اللہ عنہا کے بیٹے سے روایت ہے کہ کچھ لوگ اس کے نزدیک عرفہ کے دن حضرت ﷺ کے روزے میں جھگڑے سو بعضوں نے کہا کہ حضرت ﷺ روزے دار ہیں اور بعضوں نے کہا کہ روزے دار نہیں سو میں نے آپ ﷺ کی طرف دودھ کا ایک پیالہ بھیجا اور آپ ﷺ اپنے اونٹ پر کھڑے تھے سو حضرت ﷺ نے اس دودھ کو پی لیا۔

فائدہ: یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ عرفہ کا روزہ ان کے نزدیک معروف اور معتاد تھا واسطے ان کے وطن میں اور جس نے آپ ﷺ کے روزے کا یقین کیا تھا اس نے عادت مالوف سے دلیل پکڑی تھی اور جس نے یقین کیا تھا کہ آپ ﷺ روزے دار نہیں تو اس کے نزدیک قائم ہوا تھا قرینہ کہ آپ ﷺ مسافر ہیں اور آپ ﷺ نے سفر

میں فرض روزے سے منع فرمایا ہے چہ جائیکہ نفل ہو۔ (فتح)

۱۸۵۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَوْ قُرِئَ عَلَيْهِ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّاسَ شَكُّوْا فِي صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِحِلَابٍ وَهُوَ وَاقِفٌ فِي الْمَوْقِفِ فَشَرِبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ.

۱۸۵۴۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرفہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں شک کیا سو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دودھ کا ایک پیالہ بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم موقف عرفات میں کھڑے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دودھ پیا اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے تھے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ ان دونوں حدیثوں کے اس پر کہ مستحب ہے کہ عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے اور اس میں نظر ہے یعنی اعتراض ہے اس واسطے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجرد فعل نفی استحباب پر دلالت نہیں کرتا اس واسطے کبھی مستحب چیز کو بیان جواز کے واسطے چھوڑ دیتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں افضل ہوتی تھی واسطے مصلحت تبلیغ کے ہاں ابو داؤد وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے دن عرفہ کے اور بعض سلف نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا ہے سو یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت ہے کہ حاجیوں کو عرفہ کے دن روزہ نہ رکھنا واجب ہے اور ابن زبیر اور اسامہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم کی روایت ہے کہ وہ عرفہ کا روزہ رکھتے تھے اور یہ خوش لگتا تھا حسن رضی اللہ عنہ کو اور حکایت کرتا تھا اس کو عثمان رضی اللہ عنہ سے، اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور مذہب منقول ہے انہوں نے کہا کہ نہیں خوف ہے ساتھ اس کے جبکہ دعا سے ضعیف نہ ہو اور امام شافعی رحمہ اللہ سے قدیم قول میں یہی منقول ہے اور اختیار کیا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ اور متولی رحمہ اللہ نے شافعیہ میں سے اور جمہور نے کہا کہ مستحب ہے کہ عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے یہاں تک کہ عطا نے کہا کہ جو روزہ افطار کرے تا کہ قوت حاصل کرے ساتھ اس کے ذکر پر تو اس کو روزے دار کے برابر ثواب ہے اور طبری رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن اس واسطے روزہ نہ رکھا تھا کہ تا کہ دلالت کرے کہ حاجی کو مکے میں یہی بات مختار ہے تا کہ نہ ضعیف ہو جائے دعا اور ذکر سے کہ مطلوب ہے دن عرفہ کے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے روزہ نہ رکھا تھا کہ وہ جمعہ کا دن تھا اور تنہا جمعہ کے روزے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم منع فرمایا ہے اور یہ تاویل بعیدی ہے اول حدیث سے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن روزہ رکھنا اس واسطے مکروہ رکھا کہ وہ عید ہے واسطے اہل موقف کے واسطے جمع ہونے ان کے کے بیچ اس کے۔ اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ آنکھ سے دیکھنا زیادہ تر یقینی حجت ہے اور یہ کہ وہ خبر سے اوپر ہے اور یہ کہ مجلسوں میں کھانا پینا درست ہے اور نہیں کراہت ہے اس میں واسطے ضرورت کے اور یہ کہ

جائز ہے قبول کرنا تحفہ کا عورت سے بغیر تفصیل پوچھنے کے کہ کیا وہ اس کے خاوند کے مال سے ہے یا نہیں اور اس میں اقتدا کرنا لوگوں کا ہے ساتھ افعال حضرت ﷺ کے اور اس میں بحث اور اجتہاد ہے بیچ زندگی حضرت ﷺ کی کے اور مناظرہ بیچ علم کے درمیان مردوں اور عورتوں کے اور حیلہ ڈھونڈنا واسطے اطلاع پانے کے حکم پر بغیر سوال کے اور اس میں سوار ہونا ہے بیچ حالت کھڑے ہونے سواری کے اور پہلی حدیث میں ہے کہ ام فضل رضی اللہ عنہا نے دودھ بھیجا تھا اور ایک بار میمونہ رضی اللہ عنہا نے اور یہ محمول ہے تعدد واقعہ پر یعنی یہ معاملہ دو بار ہوا ہو اور احتمال ہے کہ دونوں نے اکٹھے وہ دودھ بھیجا ہو۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ — عید فطر کے دن روزہ رکھنے کا بیان

فائدہ: یعنی اس کا حکم کیا ہے ابن منیر نے کہا کہ شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اختلاف کی اس کے حق میں جو ایک دن کے روزے کی نذر مانے یعنی جیسے کہے کہ میں پیر کا روزہ رکھوں گا اور موافق پڑے وہ عید کے دن کو کہ کیا اس کی نذر درست ہے یا نہیں وسياتي ذكر ما قيل في ذالك۔ (فتح)

١٨٥٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ هٰذَانِ يَوْمَانِ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْيَوْمُ الْآخَرُ تَأْكُلُوْنَ فِيْهِ مِنْ نُسُكِكُمْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَنْ قَالَ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ فَقَدْ أَصَابَ وَمَنْ قَالَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدْ أَصَابَ.

۱۸۵۴۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید میں حاضر ہوا سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ دو دن ہیں کہ منع فرمایا ہے حضرت ﷺ نے ان کے روزے سے ایک دن تو تمہارے روزہ کھولنے کا ہے یعنی عید فطر کا دن اور دوسرا دن کہ تم اس میں اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ فائدہ وصف دونوں دنوں کا اشارت ہے طرف علت وجوب فطر ان دونوں دنوں کی اور وہ جدائی کرنی ہے روزے سے اور اظہار تمام ہونے اس کے کا اور حد اس کی ہے ساتھ فطر مابعد اس کے کے اور دوسرا واسطے علت قربانی کے جو تقرب کیا گیا ساتھ ذبح کرنے اس کے کے تا کہ کھایا جائے اس سے اور اگر اس کا روزہ مشروع ہوتا تو اس میں ذبح کرنے کے مشروع ہونے کے کوئی معنے نہ ہوتے پس تعبیر کیا گیا علت تحریم سے ساتھ کھانے کے قربانی سے اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے ذبح کو اور زیادہ کرتا ہے فائدے تنبیہ کو تعلیل پر اور مراد

ساتھ نسک کے اس جگہ وہ جانور ہے کہ ذبح کیا جائے واسطے قربت کے اور استنباط کیا جاتا ہے اس علت سے تعین سلام کا واسطے جدائی کے نماز سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دونوں عیدوں کے دن روزہ رکھنا حرام ہے برابر ہے کہ نذر کا ہو یا کفارے کا یا نفل یا قضا یا تمتع اور اگر کوئی زید کے آنے کے دن کے روزے کی نذر مانے تو اس میں اختلاف ہے جمہور کا کہ یہ مذہب ہے کہ نذر منعقد نہیں ہوتی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ نذر درست ہے اور قضا لازم ہوتی ہے اور ایک روایت میں یہ آتا ہے کہ لازم آتا ہے اس کو کھلانا اور اوزاعی سے روایت ہے کہ قضا کرے مگر یہ کہ عید کے دن استثنا کی نیت ہو اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت میں ہے کہ اگر قضا کی نیت کی ہو تو قضا کرے اور اگر نہیں تو قضا نہ کرے اور آئندہ باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے آئے گا کہ انہوں نے مسئلے کے جواب میں توقف کیا اور اصل اختلاف کا اس مسئلے میں یہ ہے کہ کیا نہی منہی عنہ کی صحت کو چاہتی ہے یا نہیں۔ اکثر کا یہ مذہب ہے کہ نہیں چاہتی اور محمد بن حسن سے روایت ہے کہ چاہتی ہے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ نہیں کہا جاتا اندھے کو کہ مت دیکھ اس واسطے کہ وہ تحصیل حاصل کی ہے پس معلوم ہوا کہ عید کے دن کا روزہ ممکن ہے اور جب ممکن ہوا تو اس کا صحیح ہونا ثابت ہوا اور اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ امکان عقلی ہے نقلی نہیں اور نزاع شرعی میں ہے اور جو شرعاً منہی عنہ ہو اس کا فعل شرعاً ممکن نہیں اور مانعین کے دلائل سے ایک یہ دلیل ہے کہ جب نفل مطلق کے فعل سے نہی ہو تو وہ منعقد نہیں ہوتا اس واسطے کہ نہی سے مطلوب ترک ہے، برابر ہے کہ تحریم کے واسطے ہو یا تنزیہ کے اور نفل سے مطلوب فعل ہے یعنی اس کا کرنا مطلوب ہوتا ہے پس نہ جمع ہوں گی دو ضدیں اور فرق درمیان روزے اور درمیان امر ذی وجہین کے مانند نماز کی زمین غصب کی ہوئی میں ہے یہ کہ نہی ادا کرنے نماز کے سے زمین مغصوب میں نماز کی ذات کی وجہ سے نہیں بلکہ اس میں اقامت کی وجہ سے ہے اور طلب کرنا فعل اس کے کا واسطے ذات عبادت کے ہے بخلاف روزے کے بیچ دن عید کے مثلاً اس واسطے کہ نہی اس میں واسطے ذات روزے کی ہے پس دونوں جدا ہو گئے۔ (فتح)

۱۸۵۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَعَنِ الصَّمَّآءِ وَأَنْ يَّحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَّعَنْ صَلَاةٍ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ.

۱۸۵۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے عید فطر کے دن اور قربانی کے دن اور منع فرمایا سب بدن پر کپڑا لپیٹنے سے اس طرح کہ نماز یا کسی اور کام میں ہاتھ نہ نکل سکیں اور منع فرمایا اس سے کہ مرد ایک کپڑے میں زانو اٹھا کر اکڑوں بیٹھے اور نفلی نماز سے منع کیا بعد نماز صبح اور عصر کے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عید فطر کے دن روزہ رکھنا درست نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ النَّحْرِ

قربانی کے دن روزہ رکھنے کا بیان

۱۸۵۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِيْنَا قَالَ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يُنْهٰى عَنْ صِيَامَيْنِ وَبَيْعَتَيْنِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

۱۸۵۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع ہوا ہے شرع میں دو روزے اور دو قسم کی بیعوں سے منع ہے روزے عید فطر اور قربانی کے سے اور بیع ملامست اور منابذت سے۔

فائدہ: بیع ملامست یہ ہے کہ خریدار لپیٹے ہوئے کپڑے کو ہاتھ لگائے یا اندھیرے میں ہاتھ لگائے اور اس کو خریدے اس شرط پر کہ اختیار روئت نہ ہوگا یا بائع کہے کہ تو نے ہاتھ لگایا تو بیع لازم ہوئی اور منابذت یہ ہے کہ بغیر صیغہ بیع اور شراء کے مبادلہ کریں وسیاتی بیانہ فی کتاب البیوع اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید قربانی کے دن روزہ رکھنا درست نہیں۔

۱۸۵۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ نَذَرَ أَنْ يَّصُوْمَ يَوْمًا قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ الْإِثْنَيْنِ فَوَافَقَ ذٰلِكَ يَوْمَ عِيْدٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَمَرَ اللّٰهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ هٰذَا الْيَوْمِ.

۱۸۵۷۔ زیاد بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ آپ کیا کہتے ہیں اس مسئلے میں کہ ایک مرد نے نذر مانی کہ ایک دن روزہ رکھے میں گمان کرتا ہوں کہ پیر کے دن کہا پس موافق پڑا وہ دن عید کے دن کو سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ پورا کرنے نذر کے اور منع فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کے روزے سے۔

فائدہ: امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تقویٰ اختیار کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یقین کرنے فتویٰ کے سے بیچ اس کے اور فقہا کو اس میں اختلاف ہے اور ابن منیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ارادہ کیا ہو کہ دونوں دلیلوں کے ساتھ عمل کیا جائے پس روزہ رکھا جائے ایک دن بدلے نذر کے اور چھوڑا جائے روزہ دن عید کے پس ہوگا وہ اس میں پیشوا واسطے اس شخص کے کہ کہتا ہے اس کی قضا واجب ہے اور احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اشارہ کیا ہو طرف اور قاعدے کی اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ جب امر اور نہی ایک محل میں جمع ہوں تو ان میں سے کس کو مقدم کیا جائے اور راجح یہ ہے کہ نہی کو مقدم کیا جائے پس گویا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ روزہ نہ رکھ اور ابو عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ

توقف کرنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مشعر ہے ساتھ اس کے کہ نہی روزے اس کے سے واسطے سے ذات اس کی کے نہیں بلکہ عمل خارجی کی وجہ سے ہے اور داؤدی نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کلام سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ نہی مقدم ہے اس واسطے کہ تحقیق وارد ہو چکا ہے کہ ایک مرد نے پیادہ حج کرنے کی نذر مانی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سوار ہونے کا حکم فرمایا سو اگر اس کا پورا کرنا واجب ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سوار ہونے کا حکم نہ فرماتے۔

۱۸۵۸۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ قَزَعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً قَالَ سَمِعْتُ أَرْبَعًا مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْجَبْنَنِيْ قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ مَسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ إِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ وَّلَا صَوْمَ فِيْ يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى وَمَسْجِدِيْ هٰذَا.

۱۸۵۸۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ جنگیں لڑی تھیں) کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چار چیزیں سنیں سو مجھ کو خوش لگیں ایک یہ کہ نبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہ سفر کرے کوئی عورت دو دن کی راہ مگر کہ اس کے ساتھ اس کا خاوند یا کوئی محرم ہو اور نہیں درست ہے روزہ دونوں میں عید فطر کے دن اور عید قربانی کے دن اور نہیں نماز ہے بعد نماز صبح کے یہاں تک کہ سورج نکلے اور نہ بعد عصر کے یہاں تک کہ سورج غروب ہو اور کجاوے نہ باندھے جائیں مگر تین مسجدوں کی طرف یعنی تین مسجدوں کے سوا سفر کرنا درست نہیں ایک تو ادب والی مسجد یعنی خانہ کعبہ دوسری ملک شام میں مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس کی مسجد داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کی بنائی ہوئی اور میری یہ مسجد یعنی تیسری مدینہ منورہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد۔

فائدہ: یہ سب مسئلے مفصل طور سے پہلے گزر چکے ہیں پہلا حج میں دوسرا مواقیت میں تیسرا اخیر نماز میں اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عید قربانی کے دن روزہ رکھنا درست نہیں وفیه المطابقة للترجمة.

بَابُ صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ
تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنے کا بیان

فائدہ: تشریق کے دن ذوالحجہ کہ گیارہویں، بارہویں، تیرہویں ہیں یعنی قربانی کے دن کے بعد اور اس میں اختلاف ہے کہ وہ دو دن ہیں یا تین اور ان دنوں کا نام تشریق کے دن اس واسطے رکھا گیا ہے کہ قربانیوں کا گوشت سورج کی دھوپ میں رکھ کر خشک کیا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ نہیں ذبح کی جاتی قربانی یہاں تک کہ سورج بلند اور روشن ہو اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ عید کی نماز واقع ہوتی ہے وقت بلند ہونے آفتاب کے اور

بعض کہتے ہیں کہ تشریق تکبیر کہنا ہے پیچھے ہر نماز کے اور کیا ملحق ہیں ایام تشریق کے ساتھ دن قربانی کے جیسے کہ ملحق ہیں ساتھ اس کے بیچ قربانی وغیرہ اعمال حج کے اور یا ان میں مطلق روزہ درست ہے یا خاص متمتع کو درست ہے اور کو نہیں یا خاص ہے واسطے اس کے اور جو اس کے معنی میں ہے اور ان میں سے ہر مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے اور راجح نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ کے یہ ہے کہ متمتع کو جائز ہے اس واسطے کہ باب میں عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی حدیث بیان کی ہے اور ابن منذر وغیرہ نے زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کہ ہے کہ تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنا مطلق جائز ہے اور حضرت علی اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ مطلق منع ہے اور یہی مشہور ہے امام شافعی رحمہ اللہ سے اور ابن عمر اور عائشہ اور عبید بن عمیر رضی اللہ عنہم سے اور لوگوں میں منع ہونا اس کا مروی ہے مگر واسطے متمتع کے کہ ہدی نہ پائے اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا قدیم میں۔ اور اوزاعی وغیرہ سے ہے کہ محصر اور قارن کو بھی ان میں روزہ رکھنا درست ہے اور جو اس کے روزے سے منع کرتا ہے اس کی دلیل یہ حدیث نبیشہ کی ہے جو مسلم نے روایت کی ہے کہ تشریق کے دن کھانے پینے کے دن ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے روزے سے منع فرمایا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ لِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَصُوْمُ أَيَّامَ التَّشْرِيْقِ بِمِنًى وَكَانَ أَبُوْهَا يَصُوْمُهَا.

عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے منیٰ کے دنوں میں اور عروہ رضی اللہ عنہ بھی ان دنوں میں روزہ رکھا کرتے تھے۔

۱۸۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عِيْسَى بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا لَمْ يُرَخَّصْ فِيْ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ أَنْ يُّصَمْنَ إِلَّا لِمَنْ لَّمْ يَجِدِ الْهَدْيَ.

۱۸۵۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں اجازت ہوئی اس کی کہ تشریق کے دنوں میں روزہ رکھا جائے مگر جو قربانی نہ پائے۔

فائدہ: طحاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہما کا قول کہ نہیں اجازت ہوئی پکڑا ہے اس کو انہوں نے عموم آیت سے کہ جو قربانی نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے حج کے وقت میں اس واسطے کہ فی الحج کا لفظ عام ہے شامل ہے قربانی کے دن سے پہلے دنوں کو بھی اور پچھلے دنوں کو بھی پس تشریق کے دن بھی اس میں داخل ہیں پس بنا بر اس کے ان کا یہ قول مرفوع نہیں بلکہ بطریق استنباط کے ہے کہ سمجھا ان دونوں نے عموم آیت سے اور تحقیق ثابت

ہو چکی ہے نہی آپ ﷺ کی تشریق کے دنوں کے روزے سے اور وہ عام ہے بیچ حق متمتع وغیرہ کے پس بنا بر اس کے عموم آیت حدیث کا معارض ہے کہ آیت سے اجازت ثابت ہوتی ہے اور حدیث سے نہی اور بیچ تخصیص عموم متواتر کے ساتھ خبر واحد کے نظر ہے اگر حدیث مرفوع ہو اور کس طرح ہو گی یہ بات اور حالانکہ اس کے مرفوع ہونے میں بھی شبہ ہے پس بنا بر اس کے راجح ہوگا جواز یعنی تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنا جائز ہوگا اور اسی طرف میلان کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے واللہ اعلم۔ (فتح)

۱۸۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ الصِّيَامُ لِمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ إِلٰى يَوْمِ عَرَفَةَ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا وَّلَمْ يَصُمْ صَامَ أَيَّامَ مِنًى وَّعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ تَابَعَهُ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ.

۱۸۶۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ روزہ واسطے اس شخص کے ہے کہ تمتع کرے ساتھ حج اور عمرہ کے یعنی جو اول عمرہ کر کے احرام اتار ڈالے پھر از سر نو حج کا احرام باندھ کر حج ادا کر کے عرفہ کے دن تک یعنی نویں ذوالحجہ تک اور جو قربانی نہ پائے اور نہ روزہ رکھے تو منیٰ کے دنوں یعنی تشریق کے دنوں میں روزے رکھے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ تشریق کے دن تین ہیں سوائے قربانی کے دن کے اس واسطے کہ عید کے دن روزہ رکھنا بالاتفاق درست نہیں اور تشریق کے دنوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان میں روزہ رکھنا درست ہے اور بعض کہتے ہیں کہ درست نہیں اور جو جائز کہتا ہے اس نے اس کو عموم آیت سے لیا ہے کما تقدم پس معلوم ہوا کہ وہ تین ہیں اس واسطے کہ وہ قدر ہے جس کو آیت شامل ہے۔ (فتح)

بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ — عاشورے کے روزے رکھنے کا بیان

فائدہ: یعنی محرم کے دسویں کو روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے اور اہل شرع کو اس کی تعیین میں اختلاف ہے اکثر علماء کا تو یہ قول ہے کہ وہ محرم کے مہینے کا دسواں دن ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ محرم کا نواں دن ہے اور قوی کرتی ہے پہلے قول کو یہ حدیث جو مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو البتہ نویں کا روزہ رکھوں گا سو آپ ﷺ نے اس سے پہلے انتقال فرمایا اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے اس میں کہ آپ ﷺ دسویں کو روزہ رکھا کرتے تھے اور نویں کے روزے کا قصد کیا پھر یہ جو آپ ﷺ نے نویں محرم کے روزے کا قصد کیا تو احتمال ہے کہ اس کے معنے یہ ہوں کہ وہ فقط دسویں محرم کے روزے پر ہی اکتفا نہ کریں گے بلکہ اس کے ساتھ نویں کا روزہ بھی جوڑیں گے یا تو احتیاط کی وجہ سے اور یا واسطے مخالفت یہود اور نصاریٰ کے اور یہی

احتمال زیادہ تر راجح ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے مسلم کی بعض روایتوں سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ رکھو عاشورے کا اور مخالفت کرو یہود کی اور روزہ رکھو اس سے ایک دن پہلے یا پیچھے اور یہ اخیر عمر میں تھا اور تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے موافقت اہل کتاب کو اس چیز میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ حکم نہ ہوا تھا خاص کر جب کہ ہوتے اس چیز میں کہ مخالف ہوتے اس میں بت پرستوں کے پھر جب مکہ فتح ہوا اور اسلام ظاہر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اہل کتاب کی مخالفت کو بھی دوست رکھا جیسے کہ ثابت ہو چکا ہے صحیح میں پس عاشورے کا روزہ بھی اسی قسم سے ہے کہ اول آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ان کی موافقت کی اور پھر ان کی مخالفت کو دوست رکھا پس حکم کیا کہ اس کے ساتھ ایک روزہ اور جوڑا جائے خواہ ایک دن اس سے پہلے ہو یا پیچھے اور بعض اہل علم نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نویں کو روزہ رکھوں گا تو یہ حدیث دو امروں کا احتمال رکھتی ہے ایک یہ کہ میں دسویں کے روزے کو نویں سے تبدیل کروں گا یعنی دسویں کے بدلے نویں کو روزہ رکھوں گا دوم یہ کہ اس کے ساتھ نویں کا روزہ ملاؤں گا یعنی اس کے ساتھ نویں کا روزہ بھی رکھوں گا سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو ہوئی احتیاط دو دن کی روزے میں بنا بر اس کے پس عاشورے کا روزہ تین قسم ہوا ادنیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ صرف ایک دن روزہ رکھے اور اس سے زیادہ یہ ہے کہ نویں اور گیارہویں کو روزہ رکھے پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے ابتدا کیا ساتھ ان حدیثوں کے جو دلالت کرتی ہیں اس پر کہ عاشورے کا روزہ فرض نہیں پھر ان حدیثوں کو بیان کیا جو اس کے روزے کی ترغیب پر دلالت کرتی ہیں۔ (فتح)

١٨٦١۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ إِنْ شَآءَ صَامَ.

١٨٦١۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاشورے کے دن کہ اگر کوئی تم میں چاہے تو اس کا روزہ رکھے یعنی اگر چاہے تو نہ رکھے۔

١٨٦٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ.

١٨٦٢۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عاشورے کے روزے کا حکم کرتے تھے سو جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو پھر یہ دستور تھا کہ جو چاہتا تھا عاشورے کا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا نہ رکھتا تھا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے اور

آپ ﷺ بھی جاہلیت میں اس کا روزہ رکھا کرتے تھے یعنی مدینے کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری حدیث میں جو آگے آتی ہے معلوم ہوا کہ عاشورے کے روزے کا حکم ہجرت کے بعد مدینہ میں ہوا یعنی آپ ﷺ کے مدینہ میں آنے کی ابتدا میں اور نہیں شک ہے اس میں کہ آپ ﷺ کا مدینہ میں آنا ربیع الاول میں تھا پس اس وقت ہوگا امر ساتھ اس کے دوسرے سال کے ابتدا میں اور دوسرے سال میں رمضان فرض ہوا پس بنا بر اس کے نہیں واقع ہوا امر ساتھ روزے عاشورے کے مگر ایک سال میں پھر سپرد ہوا امر اس کے روزے میں طرف رائے نفل روزے دار کی پس بر تقدیر صحت قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ عاشورے کا روزہ پہلے فرض تھا منسوخ ہوا فرض ہونا اس کا ساتھ ان حدیثوں صحیحہ کے۔ اور قاضی عیاض نے نقل کیا ہے کہ بعض سلف کا یہ اعتقاد تھا کہ عاشورے کے روزے کی فرضیت اب بھی باقی ہے لیکن اس قول کے قائل گزر گئے ہیں اب اس کا کوئی قائل نہیں اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے اجماع اس پر کہ عاشورے کا روزہ اب فرض نہیں، اور اجماع ہے اس پر کہ وہ اب مستحب ہے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما برا جانتے قصد کرنے اس کے کو ساتھ روزے کے پھر یہ قول بھی گزر گیا اور اپر قریش کا عاشورے کے روزے کو رکھنا پس شاید کہ انہوں نے پہلے شرع سے سیکھا تھا اسی واسطے اس کی تعظیم کرتے تھے ساتھ لباس پہنانے کعبے کے بیچ اس کے وغیر ذالک اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا سو انہوں نے کہا کہ قریش نے جاہلیت میں ایک گناہ کیا سو وہ گناہ ان کے سینوں میں بڑا معلوم ہوا سو ان کو کہا گیا کہ عاشورے کا روزہ رکھو کہ وہ اس گناہ کو اتار ڈالے گا۔ (فتح)

١٨٦٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَمَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهُ.

١٨٦٣۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش جاہلیت میں عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے اور آپ ﷺ بھی جاہلیت میں اس کا روزہ رکھا کرتے تھے سو جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تو اس کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم کیا پھر جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو عاشورے کا روزہ متروک ہوا سو جو چاہتا تھا اس کا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا نہ رکھتا تھا۔

١٨٦٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ

١٨٦٤۔ حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا جس سال میں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا عاشورے کے دن منبر پر کہتے تھے کہ اے مدینے والو کہاں

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ يَا أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هٰذَا يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ وَلَمْ يَكْتُبِ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَأَنَا صَائِمٌ فَمَنْ شَآءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيُفْطِرْ.

ہیں علماء تمہارے کہ میں نے آپ ﷺ سنا فرماتے تھے کہ یہ عاشورے کا دن ہے کہ اللہ نے تم پر اس کا روزہ فرض نہیں کیا اور میں روزے دار ہوں سو جو روزہ رکھنا چاہے تو چاہیے کہ روزہ رکھے اور جو نہ رکھنا چاہے تو چاہیے کہ نہ رکھے۔

فائدہ: یہ سب آپ ﷺ کا کلام ہے اور قصے کے سیاق میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ معاویہ نے دیکھا تھا کہ وہ عاشورے کے روزے کا اہتمام نہ کرتے تھے اور اسی واسطے انہوں نے ان کے علماء کا حال پوچھا یا ان کو یہ خبر پہنچی کہ بعض عاشورہ کے روزے کو مکروہ یا فرض جانتے ہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عاشورہ کا روزہ کبھی فرض نہیں ہوا اور اس حدیث میں اس پر دلالت نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اللہ نے تم پر عاشورے کو ہمیشہ کے لیے فرض نہیں کیا مانند روزے رمضان کے کی کہ وہ ہمیشہ کے لیے فرض ہے اور غایت یہ ہے کہ وہ عام ہے خاص کیا گیا ہے ساتھ دلیلوں کے جو دلالت کرتی ہیں کہ وہ پہلے فرض تھا یا مراد یہ ہے کہ وہ آیت کتب علیکم الصیام الخ میں داخل نہیں پھر تغیر کیا اللہ نے اس کو ساتھ مہینے رمضان کے اور نہیں معارض ہے یہ توجیہ امر ثابت کو ساتھ روزے اس کے کے جو منسوخ ہوا اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے تو صرف فتح کے سال سے آپ ﷺ کی صحبت کی ہے اور جو لوگ عاشورہ کے روزے کے امر کے وقت حاضر تھے وہ آپ ﷺ کے ساتھ پہلے سال میں حاضر ہوئے اور مجموع حدیثوں سے پکڑا جاتا ہے کہ عاشورہ کا روزہ فرض تھا واسطے ثابت ہونے روزے اس کے کے پھر موکد ہونے امر کے ساتھ اس کے پھر زیادہ ہونے تاکید کے ساتھ ندا عام کے پھر زیادہ ہونے تاکید اس کی کے ساتھ امر اس شخص کے کہ کھایا اُس نے ساتھ بند رہنے کے یعنی باقی دن پھر زیادہ ہونے تاکید اُس کی کے ساتھ امر ماؤں کے یہ کہ نہ دودھ پلائیں اس میں اپنے بچوں کو اور ساتھ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے جو کہ صحیح مسلم میں ثابت ہے کہ جب رمضان فرض ہوا تو عاشورہ کا روزہ ترک ہوا باوجود یہ کہ یہ معلوم ہے کہ اس کا استحباب ترک نہیں ہوا بلکہ وہ باقی ہے پس معلوم ہوا کہ متروک اس کا وجوب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ متروک تاکید استحباب ہے اور باقی مطلق استحباب ہے لیکن اس کا ضعف پوشیدہ نہیں بلکہ تاکید استحباب باقی ہے خاص کر اس وجہ سے کہ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ ہمیشہ اہتمام کیا یہاں تک کہ اپنی وفات کے سال میں بھی فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو البتہ نویں کو روزہ رکھوں گا اور واسطے رغبت دلانے آپ ﷺ کے اس کے روزے میں اور یہ کہ وہ ایک سال کے گناہ اتار دیتا ہے اور اس سے زیادہ کون سی تاکید ہے۔ (فتح)

١٨٦٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَرَأَى الْيَهُوْدَ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ صَالِحٌ هٰذَا يَوْمٌ نَجَّى اللّٰهُ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَصَامَهُ مُوْسٰى قَالَ فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.

١٨٦٥۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو دیکھا کہ عاشورے کے دن روزہ رکھتے ہیں سو فرمایا کہ کیا یہ دن یعنی اس دن میں روزہ رکھنے کا کیا سبب ہے یہود نے کہا کہ یہ دن نیک ہے یہ دن وہ ہے کہ اللہ نے اس میں بنی اسرائیل کو ان کے دشمن یعنی فرعون سے نجات دی سو موسیٰ علیہ السلام نے اس دن روزہ رکھا یعنی واسطے شکر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس میں لائق تر ہوں ساتھ موسیٰ کے تم سے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم فرمایا۔

فائدہ: اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ یہ دن بڑا ہے کہ اللہ نے اس میں موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ وہ دن ہے کہ اس میں نوح علیہ السلام کی کشتی نے جودی پر قرار پکڑا سو اس دن نوح علیہ السلام نے شکر کے واسطے روزہ رکھا اور اس حدیث کے ظاہر پر اعتراض آتا ہے اس واسطے کہ یہ حدیث چاہتی ہے اس بات کو کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو اسی وقت یہود کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے پایا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ربیع الاول میں مدینہ میں آئے تھے اور جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود کے روزے کو معلوم کرنا اور اس سے سوال کرنا مدینے میں آنے کے بعد تھا نہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے روزے کو مدینے میں آنے سے پہلے معلوم کر لیا ہوا تھا اور غایت یہ ہے کہ اس کلام میں حذف ہے اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے اور عاشورہ کے دن تک ٹھہرے تو دیکھا کہ یہود اس میں روزہ رکھتے ہیں اور احتمال ہے کہ وہ یہود عاشورہ کے دن کو سورج کے سالوں کے حساب سے شمار کرتے تھے سو جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے وہ دن ان کے حساب سے عاشورہ کے دن کو موافق پڑ گیا لیکن اعتماد پہلی تاویل پر ہے اور شبہ کیا گیا ہے اس حدیث پر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کے روزے میں یہود کی موافقت کیوں کی اور مازری نے جواب دیا ہے کہ احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہو کہ یہود اس میں حق پر ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تواتر سے ان کا صدق معلوم ہوا ہو یا خبر دی ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص نے جو ان میں مسلمان ہوا مانند ابن سلام رضی اللہ عنہ کی کہ یہ حق پر ہیں پھر کہا کہ نہیں ہے حدیث میں یہ بات کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عاشورہ کے روزے کا حکم پہلے کیا بلکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں تصریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کا روزہ حکم کرنے سے پہلے رکھا کرتے تھے پس غایت اس چیز کا کہ قصے میں ہے یہ ہے کہ یہود کے قول سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کوئی نیا حکم پیدا نہیں ہوا اور اس

واسطے اس کے نہیں کہ وہ صفت ایک حال کی ہے اور جواب او رسوال ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس باب میں روایتیں مختلف نہیں اور نہیں مخالفت ہے درمیان اس کے اور درمیان حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ اہل جاہلیت بھی عاشورہ کے دن روزہ رکھا کرتے تھے جیسے کہ پہلے گزرا اس واسطے کہ نہیں مانع ہے کوئی اس سے کہ دونوں فرقے اس کے روزے پر متفق ہوں اور دونوں کا سبب مختلف ہو قرطبی نے کہا کہ شاید قریش اپنے روزے میں پہلے نبیوں کی سند لیتے تھے مانند ابراہیم علیہ السلام کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ احتمال ہے کہ ان کی موافقت کے سبب سے ہو جیسے کہ حج میں یا اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے روزے کی اجازت دی ہو کہ وہ نیک کام ہے سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور یہود کو دیکھا کہ اس کا روزہ رکھتے ہیں اور ان سے سوال کیا اور اس کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم کیا تو احتمال ہے کہ یہ یہود کی الفت دلانے کے واسطے ہو کہ ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے الفت حاصل ہو جیسے کہ الفت طلب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ساتھ منہ کرنے اور نماز پڑھنے کے طرف قبلے ان کے کی اور یہی احتمال ہے کہ کوئی اور سبب ہو بہر حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں یہود کی پیروی نہیں کی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سے پہلے بھی اس کا روزہ رکھا کرتے تھے اور یہ اس وقت میں تھا جب کہ اہل کتاب کی موافقت کو دوست رکھتے تھے اس چیز میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے منع نہ ہوا تھا اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کا روزہ رکھا او راس کے روزے کا حکم کیا لوگوں نے کہا کہ یہ دن ہے کہ یہود اور نصاریٰ اس کی تعظیم کرتے ہیں آخر حدیث تک اور شبہ کیا گیا ہے بایں طور کہ علت بیان کرنی ساتھ نجات موسیٰ علیہ السلام اور غرق فرعون کے خاص ہے ساتھ موسیٰ علیہ السلام اور یہود کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوں اور وہ ان احکام میں سے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے منسوخ نہیں ہوئے اس واسطے کہ بہت احکام عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں منسوخ نہیں ہوئے واسطے دلیل اس آیت کے ولا یحل لکم بعض الذی حرم علیکم تا کہ حلال کروں میں واسطے تمہارے بعض اس چیز کا کہ حرام کی گئی ہے اوپر تمہارے اور کہتے ہیں اکثر احکام فرعیہ تو نصاریٰ نے تو تورات سے سیکھے ہیں اور روایت کی ہے احمد رحمہ اللہ نے ساتھ دوسرے طریق کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادتی بیچ سبب روزے یہود کے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ کشتی نے جودی پر قرار پکڑا سو حضرت نوح اور موسیٰ علیہما السلام نے شکر کے واسطے اس کا روزہ رکھا اور پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی نزدیک اور ذکر موسیٰ علیہ السلام کا اس جگہ نہ ان کا غیر کے واسطے شریک ہونے اس کے کے نوح علیہ السلام کو نجات میں اور غرق ہونے دشمنوں کے دونوں کے۔ (فتح)

۱۸۶۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوْسٰى

۱۸۶۶۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود عاشورہ کے دن کو عید شمار کیا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کا روزہ رکھا کرو۔

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ تَعُدُّهُ الْيَهُوْدُ عِيْدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصُوْمُوْهُ أَنْتُمْ.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہود عاشورہ کے دن کی تعظیم کیا کرتے تھے اور اس کو عید ٹھہراتے تھے پس ظاہر اس کا یہ ہے کہ اس کے روزے کا حکم کرنے کا باعث محبت مخالفت یہود کی تھی تا کہ روزہ رکھا جائے اس دن کہ اس میں وہ روزہ نہیں رکھتے تھے اس واسطے کہ عید کے دن روزہ نہیں رکھا جاتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث دلالت کرتی تھی اس پر کہ عاشورہ کے روزے کا باعث موافقت ان کی تھی سبب پر اور وہ شکر اللہ تعالیٰ کا ہے اوپر نجات موسیٰ علیہ السلام کے لیکن یہود جو اس کی تعظیم کرتے تھے اور اس کو عید اعتقاد کرتے تھے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس کا روزہ نہ رکھتے تھے پس شاید کہ ان کی شرع میں اس کی تعظیم کے جملہ میں سے یہ بھی تھا کہ وہ اس کا روزہ رکھا کرتے تھے اور یہ بات ایک حدیث میں صریح آ چکی ہے کہ جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ہجرت میں روایت کی ہے کہ ناگہاں کچھ لوگ عاشورہ کی تعظیم کرتے تھے اور اس کا روزہ رکھتے تھے اور اسی طرح مسلم میں بھی ایک روایت آ چکی ہے۔ (فتح)

۱۸۶۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرّٰى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلٰى غَيْرِهِ إِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَهٰذَا الشَّهْرَ يَعْنِيْ شَهْرَ رَمَضَانَ.

۱۸۶۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں دیکھا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ قصد کرتے ہوں کسی دن کے روزے کا کہ اس کو اس کے غیر پر بزرگی دیتے ہوں مگر اس دن کو یعنی عاشوراء کے دن کے روزے کو اور اس مہینے کو یعنی رمضان کو۔

فائدہ: یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی روزے کو اس کے غیر پر فضیلت نہ دیتے تھے سوائے عاشورہ کے روزے کے اور رمضان کے روزے کے کہ ان کو سب سے افضل فرماتے تھے اور یہ حدیث چاہتی ہے کہ روزے دار کے لیے عاشورہ کا دن سب دنوں سے افضل ہے بعد رمضان کے لیکن یہ صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فہم ہے اس میں وہ چیز نہیں کہ غیر کے علم کو رد کرے اور مسلم میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عاشورہ کا روزہ ایک سال کے گناہ اتار ڈالتا ہے اور عرفہ کے دن کا روزہ دو سال کے گناہ اتار ڈالتا ہے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ عاشورہ کے روزے سے افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ عاشورہ کا روزہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہے پس اسی واسطے یہ افضل ہے اور سوائے اس کے کہ نہیں جمع کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے درمیان

عاشوراء اور رمضان کے اگرچہ ایک ان دونوں میں واجب ہے اور ایک مستحب واسطے شریک ہونے ان دونوں کے بیچ حاصل ہونے ثواب کے اس واسطے کہ معنے تحری کے یہ ہیں کہ قصد کرتے تھے روزے اس کے واسطے حاصل کرنے ثواب کے اور رغبت کرنے کے بیچ اس کے۔ (فتح)

۱۸۶۸۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنْ أَسْلَمَ أَنْ أَذِّنْ فِي النَّاسِ أَنَّ مَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ فَإِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ.

۱۸۶۸۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ اسلم کے ایک مرد کو حکم کیا یہ کہ لوگوں میں اعلان کرے کہ تحقیق جس نے کھا لیا ہو تو چاہیے کہ اپنا باقی دن روزہ رکھے اور جس نے نہ کھایا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے اس واسطے کہ یہ دن عاشورہ کا دن ہے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر کافی ہونے روزے کے بغیر نیت کے واسطے اس شخص کے کہ عارض ہوا اس پر علم ساتھ واجب ہونے روزے اس دن کے مانند اس شخص کی کہ ثابت ہوا نزدیک اس کے درمیان دن کے کہ وہ رمضان کا دن ہے کہ وہ روزہ تمام کرے اور وہ روزہ اس کو کافی ہے اور اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے اور گزر چکا ہے رد اس پر جس کا یہ مذہب ہے اور یہ کہ تحقیق ابو داؤد وغیرہ میں یہ روایت ہے کہ جس شخص نے کھا لیا تھا اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کے روزے کی قضا کا حکم کیا باوجود حکم کرنے کے ساتھ بند رہنے کے باقی دن اور یہ حدیث چھٹی ہے ثلاثیات بخاری میں سے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ

کتاب ہے نماز تراویح کے بیان میں

بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ

رمضان کی راتوں میں نماز پڑھنے والے کی فضیلت کا بیان

فائدہ: بعض روایتوں میں یہاں بسم اللہ اور کتاب صلوۃ التراویح کا لفظ زیادہ ہے اور تراویح جمع ہے ترویحہ کی اور وہ ایک بار آرام پکڑنا ہے نام رکھی گئی جماعت کی نماز رمضان کی راتوں میں تراویح یعنی اس نماز کو تراویح اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں دو سلاموں کے بعد جلسہ استراحت کا کرتے ہیں اور محمد بن نصر نے حکایت کی ہے یحییٰ بن بکر سے اس نے لیث سے کہ لوگ آرام پکڑتے تھے بقدر اس چیز کے کہ آدمی ایسی ایسی رکعت پڑھے اور مراد قیام سے وہ چیز ہے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے مطلق قیام یعنی خواہ تراویح کی نماز پڑھے یا قرآن کی تلاوت کرے اور مانند ان کی کوئی اور عبادت کرے جیسے کہ ہم نے اس کو پہلے تہجد کی نماز میں بیان کیا ہے برابر اور نووی نے کہا کہ مراد ساتھ قیام اللیل کے تراویح کی نماز ہے یعنی حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے وہ چیز کہ مطلوب ہے قیام سے نہ یہ کہ قیام رمضان کا نہیں ہوتا ہے مگر ساتھ اس کے بلکہ تلاوت قرآن اور ذکر وغیرہ سے بھی قیام اللیل حاصل ہو سکتا ہے خواہ تراویح کی نماز پڑھے یا نہ پڑھے اور عجیب بات کہی کرمانی نے پس کہا کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ مراد قیام رمضان سے تراویح کی نماز ہے۔ (فتح)

۱۸۶۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِرَمَضَانَ مَنْ قَامَهُ إِيمَانًا

۱۸۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے بیچ حق رمضان کے یا واسطے فضیلت رمضان کے کہ جو ایمان سے یعنی جو اللہ نے اس پر ثواب دینے کا وعدہ کیا ہے اس کو سچ جان کر اور محض ثواب کے واسطے رمضان کی راتوں میں نماز پڑھے گا تو اس کے

وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. اگلے گناہ بخشے جائیں گے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کی راتوں میں نماز پڑھنے سے سب گناہ بخشے جاتے ہیں خواہ کبیرہ ہوں یا صغیر اور اسی کے ساتھ یقین کیا ہے ابن منذر نے اور نووی نے کہا کہ معروف یہ بات ہے کہ فقط صغیرے بخشے جاتے ہیں کبیرے نہیں بخشے جاتے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے امام الحرمین نے اور منسوب کیا ہے اس کو عیاض نے طرف اہل سنت کے اور بعضوں نے کہا کہ جائز ہے کہ تخفیف کی جائے کبیروں سے جب کہ صغیرے گناہ نہ کرے اور ایک روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ پچھلے گناہ بھی بخشے جاتے ہیں اور اس پر اعتراض آتا ہے کہ مغفرت چاہتی ہے کہ پہلے کوئی گناہ ضرور ہوا ہو جو بخشا جائے اور جو گناہ کہ آئندہ ہوں گے وہ ابھی تک وجود میں نہیں آئے اور جو گناہ کہ ابھی تک وجود میں نہیں آیا وہ کس طرح بخشا جائے گا؟ سو جواب اس کا یہ ہے جو کہ آئندہ آئے گا بیچ قول حضرت ﷺ کے جو کہ آپ ﷺ نے بطورِ حکایت کے اللہ کی طرف سے بیان کیا ہے کہ اللہ نے اہل بدر کے حق میں فرمایا اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ یعنی تم کرو جو تمہارا جی چاہے کہ بیشک میں تم کو بخش چکا اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ کہا گیا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ آئندہ کبیرے گناہوں سے محفوظ رہتے ہیں سو اس کے بعد ان سے کوئی کبیرہ گناہ واقع نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ واقع ہوتے ہیں گناہ ان کے اس حال میں کہ بخشے ہوئے ہوتے ہیں اور یہی جواب دیا ہے ایک جماعت نے ان میں سے ہیں باوردی بیچ کلام اوپر حدیث روزے عرفہ کے اور یہ کہ وہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہ کو اتار ڈالتا ہے۔ (فتح)

۱۸۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ فِيْ خِلَافَةِ أَبِيْ بَكْرٍ وَّصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

۱۸۷۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ایمان سے اور محض ثواب کے واسطے یعنی نہ واسطے سنانے دکھانے کے رمضان کی راتوں میں نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے ابن شہاب نے کہا سو حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور حالانکہ امر اسی حال پر تھا کہ رمضان میں لوگ اکیلے اکیلے نماز پڑھا کرتے تھے اور جماعت سے نہیں پڑھتے تھے پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بھی یہی حال رہا لوگ جماعت سے نماز نہیں پڑھتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتدا میں بھی یہی حال رہا۔

۱۸۷۱۔ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ

۱۸۷۱۔ ابن شہاب سے روایت ہے اس نے عروہ سے

الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَيْلَةً فِيْ رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ إِنِّيْ أَرٰى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِئٍ وَّاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِيْ يَنَامُوْنَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِيْ يَقُوْمُوْنَ يُرِيْدُ آخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ أَوَّلَهٗ.

روایت کی اس نے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں رمضان میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا پس ناگہاں دیکھا کہ لوگ جدا جدا اور گروہ گروہ ہیں کوئی مرد اکیلا نماز پڑھتا ہے اور کوئی جماعت سے پڑھتا ہے سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ اگر میں ان سب کو ایک امام قاری پر جمع کروں یعنی جوان کو جماعت سے نماز پڑھایا کرے تو البتہ بہتر ہو پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قصد کیا اور ان سب کو ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کیا یعنی ان کو ان سب کا امام بنایا کہ ان کی امامت کرے پھر میں ان کے ساتھ ایک اور رات کو نکلا اور لوگ اپنے قاری یعنی امام مذکور کے ساتھ نماز پڑھتے تھے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اچھی بدعت ہے یعنی تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنی اچھی بدعت ہے اس واسطے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جماعت کی ہمیشگی کا حکم نہیں فرمایا اور جس نماز سے تم سوتے ہو افضل ہے اس نماز سے کہ تم اس کے ساتھ قیام کرتے ہو یعنی سونے کے بعد اخیر رات کو اٹھ کر نماز پڑھنی افضل ہے اول رات میں نماز پڑھنے سے امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اخیر رات ہے اور دستور تھا کہ لوگ اول رات کو نماز پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک مرد نماز پڑھتا ہے اور کچھ لوگ اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں تو بعض کہتے ہیں کہ اس سے پکڑا جاتا ہے جواز اقتدا کرنے کا ساتھ نماز کے اگرچہ اس نے امام کی نیت نہ کی ہو اور یہ جو کہا کہ میں ان کو ایک امام پر جمع کروں تو بہتر ہو تو ابن تین وغیرہ نے کہا کہ استنباط کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سے کہ جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان راتوں میں نماز پڑھی تھی ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر برقرار رکھا اگرچہ اس کو ان کے لیے مکروہ جانا پس سوائے اس کے نہیں کہ مکروہ جانا اس کو واسطے خوف اس کے کہ مبادا تراویح کی نماز ان پر فرض ہو جائے اور گویا کہ یہی سر ہے بیچ وارد کرنے بخاری رحمہ اللہ کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو پیچھے حدیث عمر رضی اللہ عنہ کے سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو اس سے امن حاصل ہوا اور عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک جماعت سے نماز

پڑھنا راجح ٹھہرا واسطے اس کے کہ اختلاف میں ہے جدا ہونے کلمہ سے اور اس واسطے کہ ایک امام پر جمع ہونا بہت نشاط لانے والا ہے واسطے بہت ہونے نمازیوں کے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا کہ تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنی افضل ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کی ایک روایت میں ہے کہ گھر میں نماز پڑھنی افضل ہے واسطے عمل کرنے کے ساتھ اس حدیث کے کہ افضل نماز آدمی کی گھر میں ہے مگر فرض نماز اور یہ حدیث صحیح ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف رحمہ اللہ اور بعض شافعیہ کا اور مبالغہ کیا امام طحاوی رحمہ اللہ نے پس کہا کہ تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنی فرض کفایہ ہے ابن بطال نے کہا کہ رمضان کا قیام سنت ہے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے لیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس کو صرف فرض ہونے کے خوف سے ترک کیا تھا اور شافعیہ کے نزدیک اصل مسئلے میں تین وجہیں ہیں تیسری یہ ہے کہ جو قرآن کا حافظ ہو اور سستی کا خوف نہ کرتا ہو اور اس کے تخلف سے مسجد میں جماعت کی نماز میں خلل پیدا نہ ہو تو اس کی نماز جماعت میں اور گھر میں برابر ہے اور جس میں ان میں سے بعض چیز نہ ہو تو اس کو جماعت سے نماز پڑھنی افضل ہے اور یہ جو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک رات کو نکلے تو اس میں اشعار ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ تراویح کی نماز میں جماعت کے ساتھ ہمیشگی نہ کرتے تھے اور گویا ان کی یہ رائے تھی کہ گھر میں نماز پڑھتے خاص کر پچھلی رات کو افضل ہے اور یہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اچھی بدعت ہے تو اصل میں بدعت وہ چیز ہے کہ پیدا ہوئی ہو غیر مثال ثابت پر یعنی اس سے پہلے اس کی مثال کوئی نہ ہو اور شرع میں بدعت کہتے ہیں اس چیز کو جو سنت کے مقابل ہو پس ہوگی مذموم اور تحقیق یہ ہے کہ اگر ہو وہ بدعت اس قبیل سے کہ مندرج ہو تلے اس چیز کے کہ مستحسن ہو شرع میں تو وہ اچھی ہے اور اگر ہو اس قبیل سے کہ مندرج ہو تلے اس چیز کے کہ قبیح ہو شرع میں تو وہ بدعت قبیح ہے نہیں تو قسم مباح سے ہے اور کبھی منقسم ہوتی ہے طرف پانچ حکموں کی اور اس حدیث میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ اخیر رات کو نماز پڑھنی افضل ہے اول رات میں نماز پڑھنے سے اور لیکن اس میں یہ بات نہیں کہ قیام اللیل میں تنہا نماز پڑھنی افضل ہے جماعت سے نہیں واقع ہوا اس روایت میں شمار ان رکعتوں کا کہ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ ان کو پڑھتے تھے یعنی اس روایت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ تراویح کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے اور اس میں اختلاف ہے پس موطا میں محمد بن یوسف سے روایت ہے اس نے سائب بن یزید سے روایت کی کہ تراویح کی نماز گیارہ رکعت ہے اور روایت کی یہ حدیث سعید بن منصور نے اور طریق سے اور زیادہ کیا اس میں یہ لفظ کہ دو سو آیت پڑھا کرتے تھے یعنی ہر رکعت میں قیام کے دراز ہونے سے لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے اور روایت کی یہ حدیث محمد بن نصر نے محمد بن اسحاق کے طریق سے اس نے محمد بن یوسف سے کہ وہ تیرہ رکعتیں ہیں اور روایت کی یہ حدیث عبدالرزاق نے اور طریق سے محمد بن یوسف سے پس کہا کہ وہ اکیس رکعتیں ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ نے سائب بن یزید سے بیس رکعت روایت کی ہے اور یہ محمول ہے غیر وتر پر

اور یزید بن اومان سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تراویح کی نماز تئیس رکعت پڑھا کرتے تھے اور محمد بن نصر نے عطا کے طریق سے روایت کی ہے کہ میں نے ان کو پایا یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم کو کہ تراویح بیس رکعت پڑھتے تھے اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور تطبیق روایتوں میں ممکن ہے ساتھ مختلف ہونے احوال کے یعنی کبھی گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے اور کبھی تیرہ رکعتیں اور کبھی اکیس اور کبھی بیس اور تئیس اور احتمال ہے کہ یہ اختلاف باعتبار دراز کرنے قرات اور تخفیف اس کی کے ہو پس جب قرات لمبی پڑھتے تھے تو اس وقت رکعتیں کم ہوتی تھیں اور بالعکس اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے داؤدی وغیرہ نے اور پہلا عدد یعنی گیارہ رکعت پڑھنی موافق ہے واسطے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے جو مذکور ہے باب میں بعد اس حدیث کے اور دوسرا عدد یعنی تیرہ رکعتیں بھی اس کے قریب ہے اور بیس رکعت سے زیادہ رکعتوں میں جو اختلاف ہے تو وہ محمول ہے وتر کے اختلاف پر اور گویا کہ کبھی ایک رکعت وتر پڑھتے تھے اور کبھی تین رکعت اور محمد بن نصر نے داؤد بن قیس کے طریق سے روایت کی ہے کہ پایا میں نے لوگوں کو بیچ خلافت ابان بن عثمان اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے یعنی مدینہ میں کہ تراویح کی نماز چھتیس رکعتیں پڑھتے تھے اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور مالک نے کہا کہ یہی امر قدیمی ہے نزدیک ہمارے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ مدینہ میں تراویح کی نماز انتالیس رکعتیں پڑھتے تھے اور مکہ میں تئیس رکعتیں پڑھتے تھے اور اس سے کسی چیز میں تنگی نہیں یعنی آدمی کو اختیار ہے کہ جس قدر چاہے پڑھے کسی قسم کی کوئی قید نہیں کہ اس سے کم وبیش کرنا ناجائز ہو یا مکروہ ہو پس خواہ دس رکعتیں پڑھے یا بیس پڑھے یا تیس پڑھے یا چالیس پڑھے یا کم وبیش پڑھے ہر طرح سے جائز ہے اور نیز امام مالک سے روایت ہے کہ اگر قیام کو دراز کریں اور رکعتیں کم پڑھیں تو بہتر ہے اور اگر قیام ہلکا کریں اور رکعتیں بہت پڑھیں تو یہ بھی بہتر ہے اور پہلی وجہ زیادہ تر محبوب ہے طرف میری، اور ترمذی نے کہا کہ اکثر اس چیز کا کہا گیا ہے کہ اس میں یہ ہے کہ تراویح کی نماز اکتالیس رکعتیں پڑھی جائیں یعنی ساتھ وتر کے اس طرح کہا اس نے اور ابن عبدالبر نے اسود بن یزید نے نقل کیا ہے کہ تراویح کی نماز چالیس رکعت پڑھی جائیں اور سات رکعت وتر پڑھے جائیں اور بعض کہتے ہیں کہ اٹھتیس رکعتیں پڑھی جائیں ذکر کیا ہے اس کو محمد بن نصر نے ابن ایمن سے اس نے مالک سے اور ممکن ہے رد کرنا اس کا طرف اول روایت کی ساتھ جوڑنے تین وتر کے لیکن تصریح کی اس نے ساتھ اس کے کہ ایک رکعت وتر پڑھے پس یہ انتالیس رکعتیں ہوں گی امام مالک نے کہا کہ اس پر عمل ہے کچھ اوپر سو برس کی مدت سے اور ایک روایت امام مالک سے یہ ہے کہ چھتیس رکعتیں تراویح پڑھے اور تین رکعت وتر پڑھے اور یہی روایت مشہور ہے امام مالک سے اور ابن وہب نے نافع سے روایت کی ہے کہ نہیں پایا میں نے لوگوں کو مگر وہ انتالیس رکعتیں پڑھتے تھے ان میں سے تین رکعتیں وتر پڑھتے تھے اور زرارہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لوگوں کو بصرہ میں چونتیس

رکعتیں پڑھایا کرتے تھے اور وتر پڑھتے تھے اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ تراویح کی نماز چوبیس رکعت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سولہ رکعت ہے سوائے وتر کے اور محمد بن نصر نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رمضان میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے ابن اسحاق نے کہا کہ یہ روایت زیادہ تر ثابت ہے اس چیز کا کہ میں نے اس باب میں سنا یعنی تیرہ رکعت تراویح پڑھنے کی روایت سب روایتوں سے زیادہ تر قوی ہے اور موافق ہے واسطے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے بیان میں ہے واللہ اعلم۔ (فتح) مترجم کہتا ہے کہ اسی باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے رمضان کی راتوں میں نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے اور یہ حدیث مطلق ہے ہر نماز کو شامل ہے خواہ تھوڑی ہو یا بہت یعنی خواہ دو رکعت ہو یا چار رکعت یا کم و بیش اس میں کسی قسم کی تعیین اور تخصیص نہیں پس بحکم اطلاق اس حدیث کے اولیٰ یہ ہے کہ تراویح کی نماز میں کسی خاص عدد کو معین نہ کیا جائے بلکہ بلا تعیین جس قدر چاہے پڑھے خواہ دو رکعتیں ہوں یا چار یا بیس یا تیس یا کم و بیش اور ہمیشہ مختلف طور سے پڑھا کرے۔ واللہ اعلم۔

١٨٧٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ.

١٨٧٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی رات کو نماز پڑھی۔

١٨٧٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً مِّنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ وَصَلّٰى رِجَالٌ بِصَلَاتِهِ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلّٰى فَصَلَّوْا مَعَهُ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ

١٨٧٣۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں رات کے درمیان نکلے اور مسجد میں نماز پڑھی یعنی نفل نماز اور کچھ اصحاب نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی سو لوگوں نے صبح کی اور اس میں بات چیت کی یعنی ایک دوسرے کو بتلایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج رات کو ایسی ایسی نماز پڑھی ہے سو دوسری رات کو لوگ پہلے سے زیادہ جمع ہوئے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور اصحاب نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی سو لوگوں نے صبح کی اور آپس میں گفتگو کی سو تیسری رات کو بہت لوگ مسجد میں جمع ہوئے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهٖ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهٖ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهٗ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ وَلٰكِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ.

نے نماز پڑھی اور اصحاب نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی سو جب چوتھی رات ہوئی تو مسجد نمازیوں سے تنگ ہوئی یعنی لوگ اس کثرت سے جمع ہوئے کہ مسجد میں جگہ نہ رہی اور آپ ﷺ تمام رات گھر سے تشریف نہ لائے یہاں تک کہ صبح کی نماز کے لیے نکلے سو جب آپ ﷺ نے صبح کی نماز ادا کی تو لوگوں کی طرف منہ کیا اور تشہد پڑھا یعنی اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کی گواہی دی اور خطبہ پڑھا پھر فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ تحقیق نہیں پوشیدہ تھا مجھ پر حال تمہارا بیچ اہتمام کے ساتھ طاعت کی یا ٹھہرنا تمہارا مسجد میں لیکن میں ڈرا کہ تراویح کی نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ سو آپ ﷺ کا انتقال ہوا اور تراویح کی نماز کا حال اسی طور سے تھا کہ لوگ اکیلے اکیلے نماز پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آپ ﷺ ہمیشگی کرتے تو رمضان کا قیام لوگوں پر فرض ہو جاتا اور اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ ہمیشگی پر فرض کا مرتبط ہونا ٹھیک نہیں اور جواب اس کا یہ ہے کہ معنے اس کے یہ ہیں کہ لوگ گمان کرتے فرضیت کو واسطے مواظبت آپ ﷺ کے پس فرض ہو جاتا اس پر جو اس طرح گمان کرتا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ جس عمل کو تقرب الی اللہ کے واسطے کرتے اور لوگ اس میں آپ ﷺ کی متابعت کرتے تو احتمال تھا کہ فرض ہو جائے اس واسطے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ تراویح کی نماز تم پر فرض ہو جائے لیکن یہ دونوں جواب تسلی بخش نہیں ہیں۔ (تیسیر)

١٨٧٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهٗ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى

١٨٧٤۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان میں آپ ﷺ کی نماز کس طرح تھی یعنی کتنی رکعتیں پڑھا کرتے تھے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ﷺ گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھا کرتے تھے نہ رمضان میں اور نہ اس کے غیر میں اور ان کا بیان یہ ہے کہ پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے سو نہ پوچھ ان کی خوبی اور درازی

إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَ قَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ.

سے پھر چار رکعتیں پڑھتے تھے سو نہ پوچھ ان کی خوبی اور درازی سے پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے سو میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ سو جاتے ہیں وتر پڑھنے سے پہلے یعنی آپ سو گئے تھے وضو کیوں نہ کیا فرمایا اے عائشہ! میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح ابواب التہجد میں پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے تہجد کی نماز گیارہ رکعت سے زیادہ کبھی نہیں پڑھی نہ رمضان میں اور نہ اس کے غیر میں اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ رمضان میں بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے اور معارض ہے اس کی یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو بخاری اور مسلم میں ہے باوجودیکہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے حالات کو سب لوگوں سے زیادہ تر جانتی تھیں واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾.

باب ہے بیان میں فضل لیلۃ القدر کے اور یعنی باب ہے بیچ بیان تفسیر اس آیت کے کہ البتہ اتارا ہم نے اس کو شب قدر میں اور تجھے کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے، اخیر سورہ تک

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ شب قدر کی بڑی فضیلت ہے اور اس واسطے کہ قرآن کا ایک خاص معین زمانے میں اترنا اس زمانے کی فضیلت کو چاہتا ہے اور ضمیر آیت انا انزلناہ میں قرآن کی طرف پھرتی ہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ مہینہ رمضان کا کہ جس میں کہ قرآن اتارا گیا اور اس چیز سے کہ متضمن ہے اس کو سورۃ فضیلت شب قدر سے اترنا فرشتوں کا ہے بیچ اس کے اور اس میں اختلاف ہے کہ مراد قدر سے کیا ہے جس کی طرف رات منسوب ہے سو بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے تعظیم ہے پس معنی یہ ہے کہ وہ رات صاحب قدر اور رتبہ کی ہے یعنی اس رات کا بڑا درجہ ہے واسطے اترنے قرآن کے بیچ اس کے یا واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوتا ہے بیچ اس کے اترنے فرشتوں کے سے یا واسطے اس چیز کے کہ اترتی ہے بیچ اس کے برکت اور رحمت اور مغفرت سے یا جو اس کو زندہ رکھے اس کا درجہ بڑا ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قدر سے مراد یہاں تنگی ہے اور معنی تنگی کے اس میں یہ ہیں

کہ وہ پوشیدہ ہے کسی کو اس کی تعیین معلوم نہیں کہ وہ کونسی رات ہے اور یا واسطے اس کے کہ اس میں زمین فرشتوں سے تنگ ہو جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد قدر سے یہاں تقدیر ہے اور معنی یہ ہے کہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس میں ان کاموں کا جو آئندہ سال میں ہونے والے ہوتے ہیں واسطے دلیل اس آیت کے فیھا یفرق کل امر حکیم یعنی اس میں جدا ہوتا ہے ہر کام جانچا ہوا یعنی لوح محفوظ میں سے جدا کر کے اس کام والوں کو لکھ دیتے ہیں اور ساتھ اسی کے شروع کی ہے نووی نے کلام اپنے کو پس کہا کہ علماء کہتے ہیں کہ شب قدر کا نام شب قدر اس واسطے رکھا گیا ہے کہ اس میں فرشتے قدروں کو لکھتے ہیں واسطے دلیل آیت مذکور کے اور روایت کی ہے یہ عبدالرزاق وغیرہ مفسرین نے ساتھ اسناد صحیحہ کے مجاہد اور عکرمہ اور اور قتادہ وغیرہ سے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ مَا أَدْرَاكَ فَقَدْ أَعْلَمَهُ وَمَا قَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ فَإِنَّهُ لَمْ يُعْلِمْهُ

اور ابن عیینہ نے کہا کہ جو چیز کہ واقع ہے قرآن میں ساتھ لفظ ما ادرک کے یعنی صیغہ ماضی کے پس تحقیق معلوم کروا دی ہے اللہ نے وہ چیز آپ ﷺ کو یعنی اس واسطے کہ نفی علم کی بیچ زمانے ماضی کے نہیں مستلزم ہے نفی علم کو زمانہ حال میں مقصود ابن عیینہ کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شب قدر معلوم کروا دی ہے اور جو چیز کہ کہی ہے اللہ نے ساتھ لفظ یدریک یعنی صیغہ مضارع کے تو وہ چیز اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معلوم نہیں کروائی یعنی اس واسطے کہ اس میں نفی علم حال کی ہے۔

١٨٧٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ وَإِنَّمَا حَفِظَ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

١٨٧٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے رمضان کی راتوں میں نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے اور جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے شب قدر میں جاگے گا اور نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شب قدر کی بڑی فضیلت ہے وفیہ المطابقۃ للترجمہ۔

بَابُ الْتِمَاسِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ تلاش کرو شب قدر کو رمضان کی پچھلی سات راتوں میں

فائدہ: یہ باب اور اس سے پچھلا باب معقود ہے واسطے بیان شب قدر کے اور اختلاف کیا ہے اس میں علماء نے بہت مذہبوں پر جیسا کہ اس کی تفصیل آئندہ آئے گی (فتح) یعنی ان سات راتوں میں سے ایک رات شب قدر ہے اور چونکہ دوسری حدیث میں واقع ہوا ہے کہ شب قدر پچھلے دھاکے کی طاق راتوں میں ہے تو ابتدا ان سات راتوں کی اکیسویں رات میں سے ہوگی ستائیسویں رات تک اور بعض کہتے ہیں کہ ابتدا ان کی بائیسویں رات سے ہے اٹھائیسویں رات تک اس صورت میں اکیسویں رات ان میں سے خارج ہوگی اور ایک حدیث میں معلوم ہو چکا ہے کہ جس شب قدر کو آپ ﷺ نے معلوم کیا تھا وہ اکیسویں رات تھی پس ان دونوں صورتوں میں انتیسویں رات ان سے خارج ہوگی۔ (تیسیر)

۱۸۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رِجَالًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيَهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ.

۱۸۷۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے کچھ اصحاب رضی اللہ عنہم کو شب قدر خواب میں پچھلی سات راتوں میں دکھائی گئی یعنی ان کو خواب میں کہا گیا کہ شب قدر رمضان کی پچھلی سات راتوں میں ہے سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے خوابوں کو کہ موافق پڑ گئیں پچھلی سات راتوں میں سو جو شب قدر کو تلاش کرنے والا ہو سو پچھلی سات راتوں میں تلاش کرے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد ساتھ اس کے مہینہ کی پچھلی سات راتیں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے وہ سات راتیں ہیں جن کی پہلی بائیسویں رات ہے اور پچھلی اٹھائیسویں رات ہے سو پہلی تقدیر پر اکیسویں اور تیسویں رات خارج ہوگی اور دوسری تقدیر پر فقط بائیسویں رات داخل ہوگی اور انتیسویں رات داخل نہ ہوگی اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر بڑے ہونے قدر خواب کے اور جواز دلیل پکڑنے کی طرف اس کی بیچ استدلال کے اوپر امور وجودیہ کے بشرطیکہ قواعد شرعیہ کے مخالف نہ ہو وسیاتی بسط الکلام۔ (فتح)

۱۸۷۷۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ

۱۸۷۷۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کو پوچھا یعنی کیا تو نے آپ ﷺ کو لیلۃ القدر کا

أَبَا سَعِيدٍ وَكَانَ لِي صَدِيقًا فَقَالَ اعْتَكَفْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ فَخَرَجَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ فَخَطَبَنَا وَقَالَ إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا أَوْ نُسِّيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي الْوَتْرِ وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنِّي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ فَرَجَعْنَا وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتّٰى سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ فِي جَبْهَتِهِ.

ذکر کرتے سنا ہے اور وہ میرا دوست تھا سو اس نے کہا کہ ہم نے ایک سال رمضان کے درمیانے دھاکے میں آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا سو آپ ﷺ بیسویں کی صبح اعتکاف سے نکلے سو ہم پر خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ مجھ کو شب قدر معلوم ہوئی تھی یا میں نے اس کو آنکھ سے دیکھا یعنی اس کی علامت کو کہ وہ سجدہ کرتا ہے پانی اور مٹی میں پھر میں اس کو بھلایا گیا یعنی کسی کے سبب سے یا خود اس کو بھول گیا بغیر واسطہ کے یعنی بھول گیا میں علم تعیین اس کی کا اس سال میں سو اس کو پچھلے دھاکے میں تلاش کرو طاق راتوں میں اور میں نے خواب میں دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں سو جس نے آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا ہو تو چاہیے کہ اعتکاف کی جگہ کی طرف پھر آئے یعنی جس نے اعتکاف توڑا ہو وہ پھر مسجد میں آ کر اعتکاف کرے سو ہم نے اعتکاف کی جگہ کی طرف رجوع کیا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اس وقت آسمان پر کہیں بدلی کا ایک ٹکڑا بھی نہ دیکھتے تھے سو بدلی ہوئی اور برسی یہاں تک کہ آپ ﷺ کی مسجد کی چھت ٹپکی اور مسجد کی چھت کھجوروں کی چھڑیوں سے تھی پھر نماز کی تکبیر ہوئی سو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتے تھے یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی پیشانی میں مٹی کا نشان دیکھا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ابو سعید رضی اللہ عنہ کی طرف چلا سو میں نے اس سے کہا کہ کیا نہیں نکلتا تو ساتھ ہمارے طرف کھجوروں کی کہ ہم بات چیت کریں سو ابو سعید رضی اللہ عنہ نکلے سو میں نے کہا کہ بیان کر مجھ سے وہ چیز کہ سنی ہے تو نے آپ ﷺ سے بیچ بیان شب قدر کے پس افادہ کیا بیان سبب سوال کا اور بیچ اس کے انست دلانی طالب کی ہے واسطے شیخ کے بیچ طلب خلوت کے ساتھ اس کے تاکہ قادر ہو اس چیز پر کہ ارادہ کرتا ہے سوال سے اور روایت کی ابن وہب اور عبدالحکیم نے مالک سے پس کہا کہ جو اول مہینے میں یا درمیان مہینے میں اعتکاف بیٹھے پس تحقیق باہر آئے وہ جب کہ غروب ہو سورج اخیر دن اعتکاف اس کے سے اور جو اخیر مہینے میں

اعتکاف بیٹھے سو نہ پھرے طرف گھر اپنے کی یہاں تک کہ حاضر ہو عید میں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ نہیں خلاف ہے اول میں اور خلاف تو صرف اس شخص کے حق میں ہے کہ اخیر دھاکے میں اعتکاف بیٹھے کہ کیا جب آفتاب غائب ہو تو اس وقت نکلے یا نہ نکلے یہاں تک کہ صبح کرے اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ نمازی نماز میں اپنی پیشانی کو نہ پونچھے اور سجدہ کرنا حائل پر اور حمل کیا ہے اس کو جمہور نے اثر خفیف پر لیکن اس حدیث کی بعض طریقوں میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مٹی اور پانی سے بھرا ہوا تھا پس اس سے معلوم ہوا کہ جمہور کی تاویل ٹھیک نہیں اور جواب دیا ہے نووی نے ساتھ اس کے کہ امتلا مذکور نہیں مستلزم ہے ڈھانکنے تمام پیشانی کو اور اس میں جواز سجدے کا ہے مٹی پر اور اس میں امر ہے ساتھ طلب اولیٰ کے اور ارشاد ہے طرف تحصیل افضل کے اور یہ کہ نسیان جائز ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی نقص لازم نہیں آتا خاص کر اس چیز میں کہ نہ اذن ہوا ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تبلیغ میں اور کبھی ہوتی ہے اس میں مصلحت جو متعلق ہوتی ہے ساتھ تشریع کے جیسے کہ نماز کے سہو میں ہے یا ساتھ کوشش کے عبادت میں جیسے کہ اس قصے میں ہے اس واسطے کہ اگر شب قدر معین ہوتی کسی خاص رات میں تو صرف اسی رات میں عبادت میں کوشش کی جاتی اور اس کے غیر میں عبادت فوت ہو جاتی اور گویا کہ یہی مراد ہے ساتھ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہے کہ ہو بہتر واسطے تمہارے جیسے کہ عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئندہ آئے گا اور اس میں استعمال رمضان کا ہے بدون لفظ شہر کے اور مستحب ہے اعتکاف کرنا بیچ اس کے اور اخیر دھاکے کے اعتکاف کو ترجیح ہے اور یہ کہ بعض خوابیں ایسی بھی ہیں کہ ان کی تعبیر ان کے مطابق واقع ہوتی ہے اور مرتب ہونا احکام کا نبیوں کی خوابوں پر اور بیچ اول قصے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کے چلنا ہے بیچ طلب علم کے اور اختیار کرنا ہے خالی جگہوں کا واسطے سوال کے اور قبول کرنا سوال سائل کا واسطے اس کے اور پرہیز کرنا مشقت استفادہ میں اور ابتداء کرنا طالب کا واسطے سوال کے اور مقدم کرنا خطبے کا تعلیم پر اور قریب کرنا بعید کا طاعت میں اور آسان کرنا مشقت کا بیچ اس کے ساتھ حسن تلطف کے اور تدریج کے طرف اس کی بعض کہتے ہیں کہ استنباط کیا جاتا ہے اس سے تغیر کرنا مادہ بنا کا وقف چیزوں سے ساتھ اس چیز کے کہ وہ قوی ہے اس سے اور زیادہ تر فائدہ پہنچانے والی ہے۔ (فتح)

بَابُ تَحَرِّی لَیْلَةِ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِیْهِ عَنْ عُبَادَةَ.

باب ہے بیچ بیان تلاش کرنے شب قدر کے بیچ طاق کی پچھلی دس راتوں سے اس باب میں عبادہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے۔

فائدہ: اس باب میں اشارت ہے طرف اس کی کہ راجح یہ بات ہے کہ شب قدر رمضان کے مہینے میں منحصر ہے اور کسی مہینے میں نہیں پھر راجح یہ بات ہے کہ رمضان کے اخیر دھے میں ہے پھر راجح بات یہ ہے کہ وہ پچھلے

دھے کی طاق راتوں میں ہے اس کی کسی معین رات میں نہیں ہے اور یہی ہے وہ چیز کہ دلالت کرتا ہے اس پر مجموع حدیثوں کا کہ وارد ہوئی ہیں بیچ اس باب کے اور تحقیق وارد ہوئی ہیں واسطے شب قدر کے کئی نشانیاں کی اکثر ان میں سے نہیں ظاہر ہوتی ہیں مگر بعد گزر جانے اس کے ان میں سے ایک علامت تو یہ ہے جو کہ صحیح مسلم میں ہے کہ سورج نکلتا ہے اس کی صبح کو اس حالت میں کہ نہیں روشنی ہوتی واسطے اس کے اور احمد کی ایک روایت میں ہے کہ وہ مثل طشت کی ہوتا ہے اور ابن خزیمہ کی حدیث میں ہے کہ شب قدر کی رات درمیانی ہوتی ہے نہ گرم ہوتی ہے اور نہ سرد سورج اس دن سرخ ضعیف اور احمد کی روایت میں عبادہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ وہ رات صاف ہوتی ہے گویا کہ اس میں چاند چڑھنے والا ہے باآرام ہے نہ اس میں سردی ہوتی ہے اور نہ گرمی اور نہیں حلال ہے واسطے کسی ستارے کے کہ پھینکا جائے بیچ اس کے اور اس کی ایک علامت یہ ہے کہ اس کی صبح کو سورج نکلتا ہے اس حال میں کہ برابر ہوتا ہے اس کے واسطے روشنی نہیں ہوتی مانند چاند چودھویں رات کی نہیں حلال ہے واسطے شیطان کے یہ کہ نکلے ساتھ اس کے اس دن اور نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورج ہر دن چڑھتا ہے درمیان دو سینگوں شیطان کے مگر شب قدر کی صبح کو اور ایک روایت میں ہے کہ شب قدر بارش اور ہوا کی رات ہے اور ایک روایت میں ہے کہ شب قدر کی رات صاف اور درمیانی ہوتی ہے نہ گرم ہوتی ہے اور نہ سرد ظاہر ہوتے ہیں ستارے اس کے اور نہیں نکلتا ہے شیطان اس کا یہاں تک کہ روشن ہو فجر اس کی اور ایک روایت میں ہے کہ اس رات کو فرشتے زمین پر اترتے ہیں زیادہ کنکریوں کی گنتی سے اور ایک روایت میں ہے کہ نہ اس میں شیطان چھوڑا جاتا ہے اور نہ اس میں کوئی بیماری پیدا ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ قبول کرتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ توبہ ہر توبہ کرنے والے کی اور کھولے جاتے ہیں اس میں دروازے آسمانوں کے اور وہ غروب آفتاب سے اس کے نکلنے تک رہتی ہے اور نقل کیا ہے طبری نے ایک قوم سے کہ شب قدر کی رات میں سب درخت سجدہ کرتے ہیں اور زمین پر گر پڑتے ہیں پھر اپنے اگنے کی جگہ پھر جاتے ہیں اور یہ کہ ہر چیز اس میں سجدہ کرتی ہے اور عبدہ ابن ابی لبابہ سے روایت ہے کہ شب قدر کی رات میں نمکین پانی میٹھے ہو جاتے ہیں۔(فتح)

۱۸۷۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

۱۸۷۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلاش کرو شب قدر کو رمضان کے پچھلے دہے کی طاق راتوں میں یعنی اکیسویں اور تیئسویں اور پچیسویں اور ستائیسویں اور انتیسویں رات کو۔

۱۸۷۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي رَمَضَانَ الْعَشْرَ الَّتِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ فَإِذَا كَانَ حِينَ يُمْسِي مِنْ عِشْرِينَ لَيْلَةً تَمْضِي وَيَسْتَقْبِلُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ رَجَعَ إِلَى مَسْكَنِهِ وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ وَأَنَّهُ أَقَامَ فِي شَهْرٍ جَاوَرَ فِيهِ اللَّيْلَةَ الَّتِي كَانَ يَرْجِعُ فِيهَا فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَمَرَهُمْ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ كُنْتُ أُجَاوِرُ هٰذِهِ الْعَشْرَ ثُمَّ قَدْ بَدَا لِي أَنْ أُجَاوِرَ هٰذِهِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَثْبُتْ فِي مُعْتَكَفِهِ وَقَدْ أُرِيتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا فَابْتَغُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَابْتَغُوهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَآءٍ وَطِينٍ فَاسْتَهَلَّتِ السَّمَآءُ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَأَمْطَرَتْ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فِي مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ فَبَصُرَتْ عَيْنِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَظَرْتُ إِلَيْهِ انْصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُمْتَلِئٌ طِينًا وَمَآءً.

۱۸۷۹۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے اللہ کے رسول ﷺ اعتکاف کرتے رمضان کے بیچ کے دہے میں پس تھے جب کہ شام کرتے بیسویں رات سے کہ گزر جاتی یعنی بیسویں کا دن گزر جاتا اکیسویں رات آتی تو اپنے گھر کی طرف پھرتے اور پھرتا جو کوئی آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کرتا تھا اور یہ کہ تحقیق ٹھہرے آپ ﷺ بیچ ایک مہینے رمضان کے کہ اعتکاف کیا تھا بیچ اس کے اس رات کو کہ تھے پھرتے بیچ اس کے یعنی جس رات میں آپ ﷺ کا اعتکاف سے باہر آنے کا معمول تھا اس رات کو باہر نہ آئے سو آپ ﷺ نے لوگوں پر خطبہ پڑھا سو حکم کیا ان کو جو اللہ نے چاہا پھر فرمایا کہ میں اس دہے میں اعتکاف کیا کرتا تھا یعنی بیچ کے دہے کا پھر مجھ کو ظاہر ہوا یعنی اپنی رائے سے یا وحی سے یہ کہ میں اس اخیر دہے میں اعتکاف بیٹھوں سو جو میرے ساتھ اعتکاف بیٹھا ہو تو چاہیے کہ ٹھہرے اپنے اعتکاف کی جگہ میں اور تحقیق شب قدر مجھ کو معلوم ہوئی تھی یعنی تعیین اس کی پھر مجھ کو بھول گئی سو تلاش کرو اس کو پچھلی دس راتوں میں اور تلاش کرو اس کو ہر طاق رات میں اور میں نے خواب میں اپنے تئیں دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں سو بادل نے اس رات کو برسنا شروع کیا سو برسا سو مسجد آپ ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ میں ٹپکی اکیسویں رات کو سو میری دونوں آنکھوں نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی سو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ صبح کی نماز سے پھرے اس حال میں کہ آپ ﷺ کا چہرہ مٹی اور پانی سے بھرا تھا یعنی آلودہ تھا۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اکیسویں رات کو گھر کی طرف رجوع کیا اور اس سے

پہلے باب میں گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ اعتکاف کی جگہ سے بیسویں کی صبح کو نکلے تھے پس مراد یہ ہے کہ گزشتہ صبح کو رجوع کرتے تھے اور پہلے باب میں جو ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے تو اس کے تحت فتح الباری میں لکھا ہے کہ امام مالک کی روایت میں یہ لفظ ہے کہ یہاں تک کہ جب اکیسویں رات ہوئی اور وہ رات وہ ہے جس کی صبح کو اعتکاف کی جگہ سے نکلتے تھے اور ظاہر اس حدیث کا باب کی روایت کے مخالف ہے یعنی اسی روایت کے جو پہلے باب میں گزر چکی ہے اس واسطے کہ باب کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا خطبہ بیسویں کی صبح کو واقع ہوا تھا اور مالک کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ اکیسویں کی صبح کو واقع ہوا تھا اور اس بنا پر آپ ﷺ کے اخیر اعتکاف کی پہلی رات بائیسویں رات ہوگی اور وہ مغائر ہے واسطے قول ابو سعید رضی اللہ عنہ کے اس حدیث کے آخر میں کہ میری دونوں آنکھوں نے آپ ﷺ کو دیکھا اس حال میں کہ آپ ﷺ کے چہرے پر پانی اور مٹی کا نشان تھا اکیسویں کی صبح کو اس واسطے کہ یہ ظاہر ہے اس میں کہ آپ ﷺ کا خطبہ بیسویں کی صبح کو تھا اور بارش اکیسویں رات کو برسی تھی اور یہ موافق ہے واسطے باقی طریقوں کے اور بنا بر اس کے پس گویا کہ قول اس کا بیچ روایت مالک کے کہ وہ رات وہ ہے جس کی صبح کو نکلتے تھے یعنی مراد اس سے وہ صبح ہے جو اس سے پہلے ہے یعنی بیسویں کی صبح پس نسبت صبح کی طرف اس کی بطور مجاز کے ہے۔ (فتح)

۱۸۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَمِسُوْا حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُوْلُ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

۱۸۸۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا دستور تھا کہ رمضان کی پچھلی دس راتوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تلاش کرو شب قدر کو رمضان کی پچھلی دس راتوں میں۔

۱۸۸۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ

۱۸۸۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تلاش کرو شب قدر کو رمضان کی پچھلی دس راتوں میں شب قدر بیچ نویں رات کے ہے کہ باقی رہی یعنی اکیسویں رات میں بیچ ساتویں رات کے ہے کہ باقی رہے یعنی تیسویں

الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي تَاسِعَةٍ تَبْقَى فِي سَابِعَةٍ تَبْقَى فِي خَامِسَةٍ تَبْقَى تَابَعَهُ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ وَعَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْتَمِسُوْا فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِيْنَ.

رات میں بیچ پانچویں رات کے ہے کہ باقی رہی یعنی پچیسویں رات کو اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ تلاش کرو شب قدر کو چوبیسویں رات میں ۔

فائدہ: یہ حدیث مطلق ہے اس میں طاق کا ذکر نہیں لیکن یہ حدیث محمول ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر جو پہلے مذکور ہوئی کہ وہ مقید ہے یعنی مراد یہ ہے کہ شب قدر پچھلے دہے کی طاق راتوں میں ہے۔(فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان سے شب قدر کا حال دریافت فرمایا کہ کون سی رات ہے سو اجماع کیا سب نے اس پر کہ وہ پچھلے دہے میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ وہ کون سی رات ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کون سی رات ہے میں نے کہا کہ تیسویں رات ہے یا ستائیسویں پچھلے دہے سے عمر نے کہا کہ تو نے اس کو کہاں سے جانا؟ میں نے کہا کہ اس نے سات آسمانوں کو اور سات زمینوں کو اور سات دنوں کو اور زمانہ پھرتا ہے سات دنوں میں اور انسان پیدا کیا گیا ہے سات چیزوں سے اور کھاتا ہے سات چیزوں سے اور سجدہ کرتا ہے سات چیزوں پر اور طواف بھی سات بار ہے اور کنکر مارنا بھی سات بار ہے اور اس کے سوا اور بھی کئی چیزیں ذکر کیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نے وہ چیز سمجھی جو ہم نے نہیں سمجھی پس بنا بر اس کے اس جملہ کے مرفوع ہونے اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے لیکن بخاری کے نزدیک اس کا مرفوع ہونا راجح ہے اسی واسطے مرفوع کو روایت کیا اور موقوف سے منہ پھیرا اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شب قدر چوبیسویں رات ہے تو ظاہراً یہ حدیث مخالف ہے واسطے اس حدیث کے کہ گزر چکی ہے کہ وہ طاق راتوں میں ہے اور جواب دیا گیا ہے بایں طور کہ جمع ممکن ہے درمیان دونوں روایتوں کے بایں طور کہ مراد اس روایت میں جفت سے باعتبار ابتدا شمار کے ہے اخیر مہینے سے یعنی اخیر مہینے سے گنتی شروع کی جائے سو اس اعتبار سے چوبیسویں رات ستائیسویں رات ہوگی اور احتمال ہے یہ کہ ہو مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ قول اپنے کے فی اربع وعشرین اول اس چیز کا کہ امید رکھی جاتی ہے اس میں باقی سات راتوں سے پس بنا بر اس کے موافق ہوگی یہ روایت اس چیز کو جو پہلے گزر چکی ہے کہ شب قدر کو باقی سات راتوں میں تلاش کرو اور بعض شارعین کہتے ہیں کہ یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر بیچ نویں رات کے ہے کہ باقی رہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ شب قدر بائیسویں رات ہو اگر مہینہ تیس دن کا ہوا ورنہ ہوگی شب قدر اکیسویں رات کو مگر جب کہ ہو مہینہ انتیس دن کا اور یہ حصر مردود ہے اس واسطے کہ یہ مبنی ہے اس پر کہ مراد ساتھ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ باقی رہی ہے کیا وہ باقی رہی ہے

سمیت اکیسویں رات کے یا اس کے سوا پس بنا اس کی پہلے احتمال پر ہے اور جائز ہے بنا اس کی دوسرے احتمال پر پس ہوگا معاملہ برعکس اس چیز کے کہ ذکر کی گئی اس سے اور ظاہر یہ بات ہے کہ اس کے ساتھ تعبیر کرنے میں اشارت ہے طرف دونوں احتمالوں کی سو اگر مہینہ تیس دن کا ہو تو مراد یہ ہے کہ باقی رہتی ہو نویں رات سوائے اکیسویں رات کے تو اس صورت میں اکیسویں رات سے خارج ہوگی اور اگر مہینہ انتیس دن کا ہو تو مراد یہ ہے کہ نویں رات اس کے سمیت باقی رہتی ہو تو اس صورت میں اکیسویں رات تو نہیں داخل ہوگی واللہ اعلم اور علماء کو شب قدر کے باب میں بہت اختلاف ہے اور حاصل ہوتے ہیں واسطے ہمارے مذاہب ان کے سے بیچ اس باب کے زیادہ چالیس قول سے جیسا کہ واقع ہوئی ہے واسطے ہمارے نظیر اس کی بیچ ساعت جمعہ کے جس میں دعا قبول ہوتی ہے اور پوشیدہ ہونے میں دونوں شریک ہیں تا کہ ان کی تلاش میں کوشش واقع ہو اول قول یہ ہے کہ شب قدر بالکل اٹھائی گئی ہے یعنی پہلے تھی اب نہیں ہے حکایت کیا ہے اس قول کو متولی نے رافضیوں سے اور فاکہانی نے شرح عمدہ میں حنفیہ سے اور یہ اس کی خطا ہے اور جس چیز کو سروجی نے حکایت کیا ہے یہ ہے کہ یہ قول شیعہ کا ہے اور عبدالرزاق نے عبداللہ بن یحنس سے روایت کی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ شب قدر اٹھائی گئی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو یہ بات کہے وہ جھوٹا ہے اور نیز اس نے عبداللہ بن شریک کے طریق سے روایت کی ہے کہ حجاج نے شب قدر کو ذکر کیا سو گویا کہ اس کا انکار کیا سو زر بن حبیش نے چاہا کہ اس کو تھپڑ مارے سو اس کی قوم نے اس کو منع کیا قول دوم یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ ایک برس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں واقع ہوا اس کو بھی فاکہانی نے ذکر کیا ہے قول سوم یہ ہے کہ شب قدر خاص ہے ساتھ اس امت کے اور ان سے پہلی امتوں میں نہ تھی جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن حبیب وغیرہ نے مالکیہ میں سے اور نقل کیا اس قول کو جمہور سے اور حکایت کیا ہے اس کو صاحب عمدہ نے شافعیہ سے اور ترجیح دی اس کو اور وہ اعتراض کیا گیا ہے ساتھ حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ کے جو نسائی میں ہے کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا شب قدر نبیوں کے ساتھ ہوتی ہے پس جب مر جاتے ہیں تو اٹھائی جاتی ہے فرمایا نہیں بلکہ وہ باقی ہے اور عمدہ ان کا قول امام مالک رحمہ اللہ کا ہے موطا میں کہ پہنچی مجھ کو یہ بات کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی عمروں کو پہلی امتوں کی عمروں سے کم جانا یعنی ان کی عمروں کے کم ہونے کا دل میں افسوس کیا سو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب قدر عنایت کی اور یہ روایت تاویل کا احتمال رکھتی ہے پس نہ دفع کرے گی صریح کو کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوا ہے چوتھا قول یہ ہے کہ وہ سارے برس میں ممکن ہے یعنی ہر مہینے میں ہو سکتی ہے کسی معین دن یا مہینے کے ساتھ خاص نہیں اور یہ قول مشہور ہے حنفیہ سے حکایت کیا ہے اس کو قاضی اور ابوبکر رازی نے ان میں سے اور روایت کی گئی ہے مانند اس کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عکرمہ رضی اللہ عنہ وغیرہم سے اور مہلب نے اس قول کو ضعیف کہا ہے اور کہا کہ شاید

کہ اس کے قائل نے بنا کیا ہے اس کو اوپر پھرنے زمانے کے واسطے ناقص ہونے چاندوں کے اور وہ فاسد ہے اس واسطے کہ رمضان کے مہینے میں اس کا اعتبار نہیں کیا گیا پس رمضان کے غیر میں بھی اس کا اعتبار نہ ہوگا تا کہ منتقل ہو شب قدر رمضان سے اور دلیل ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ جو صحیح مسلم میں ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارادہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نہ اعتماد کریں لوگ یعنی ایک ہی قول پر اگرچہ وہ صحیح ہے یعنی اگر جانیں گے کہ وہ ستائیسویں رات ہے تو فقط اسی رات میں عبادت کریں گے اور باقی تمام راتوں کا قیام ترک کریں گے پانچواں قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کے مہینے کے ساتھ خاص ہے یعنی اس کے سوا اور کسی مہینے میں نہیں ہوتی ہے اس کی تمام راتوں میں ممکن ہے اور یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے اس سے ساتھ اسناد صحیح کے اور نیز اس سے مرفوع روایت بھی آئی ہے جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کی ہے اور ہدایہ کی شرح میں جزم نقل کیا ہے ساتھ اس کے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور قائل ہوا ہے ساتھ اس کے ابن منذر اور محاملی اور بعض شافعیہ اور ترجیح دی ہے اس کو سبکی نے شرح منہاج میں اور حکایت کیا ہے اس کو ابن حاجب نے ایک روایت میں اور سروجی نے ہدایہ کی شرح میں کہا کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے کہ شب قدر سارے رمضان میں منتقل ہوتی ہے یعنی پھرتی رہتی ہے اور صاحبین نے کہا کہ وہ رمضان کی ایک رات معین مبہم میں ہے اور اسی طرح کہا ہے نسفی نے حکایت کیا ہے اس کو ابن عربی نے ایک قوم سے اور یہ قول ششم ہے ساتواں قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی پہلی رات ہے یہ قول ابن زرین رضی اللہ عنہ صحابی سے محکی ہے اور ابن ابی عاصم نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ شب قدر رمضان کی پہلی رات ہے ابن عاصم نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اس کے سوا اور کسی نے یہ بات کہی ہو آٹھواں قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی پندرھویں رات ہے حکایت کی ہے ابن ملقن نے شرح عمدہ میں اور جو بات کہ میں نے قرطبی کے مفہم میں دیکھی ہے حکایت ایک قول کی ہے کہ شب قدر شعبان کی پندرھویں رات ہے اور اسی طرح نقل کیا ہے سروجی نے صاحب طراز سے پس اگر یہ دونوں صحیح ہوں تو یہ قول نہم ہے پھر دیکھا میں نے شرح سروجی میں محیط سے کہ شب قدر پچھلے نصف میں ہے دسواں قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی سترھویں رات ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میں نہیں شک کرتا اس میں کہ شب قدر رمضان کی سترھویں رات ہے کہ اس میں قرآن نازل ہوا اور ابو داؤد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت کی ہے گیارھواں قول یہ ہے کہ شب قدر مبہم ہے درمیانے عشرے میں حکایت کیا ہے اس کو نووی نے اور نسبت کیا ہے اس کو طبری نے طرف عثمان بن ابی العاص اور حسن بصری کی اور قائل ہیں ساتھ اس کے بعض شافعیہ بارھواں قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی اٹھارھویں رات ہے پڑھا میں نے اس کو ساتھ خط قطب حلبی کے بیچ درمیان اس کی شرح کے اور ذکر کیا ہے ابن جوزی نے مشکل میں تیرھواں قول یہ ہے کہ وہ انیسویں رات ہے روایت کیا اس کو

عبدالرزاق نے علی سے اور نسبت کیا ہے اس کو طبری نے طرف زید بن ثابت اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے اور موصول کیا اس کو طحاوی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے چودھواں قول یہ ہے کہ شب قدر آخرے عشرے کی پہلی رات ہے اور اسی کی طرف مائل ہوئے ہیں امام شافعی رحمہ اللہ اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ایک جماعت نے شافعیہ میں سے لیکن سبکی نے کہا کہ ان کے نزدیک اس کے ساتھ یقین نہیں واسطے اتفاق کرنے ان کے کے اوپر نہ حانث ہونے اس شخص کے کہ معلق کرے بیسویں دن اپنے غلام کی آزادی کو بیچ شب قدر کے کہ وہ اس رات کو آزاد نہیں ہوتا بلکہ آزاد ہوتا ہے ساتھ گزرنے تمام مہینے کے صحیح قول پر بنا بر اس کے کہ وہ پچھلے دہے میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آزاد ہوتا ہے ساتھ گزرنے تمام برس کے بنا بر اس کے کہ وہ آخری عشرے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ وہ رمضان میں ہے پندرھواں قول بھی مثل اسی قول کے ہے اس سے پہلے سے مگر یہ کہ اگر مہینہ پورا ہے تو وہ بیسویں رات ہے اور اگر کم ہے تو اکیسویں رات ہے اور اسی طرح تمام مہینے میں اور یہ قول ابن حزم کا ہے اور گمان کیا ہے اس نے کہ اس کے ساتھ حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور دلالت کرتی ہے واسطے قول اس کے کہ وہ حدیث جو احمد اور طحاوی نے روایت کی ہے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ تلاش کرو شب قدر کو آج کی رات میں اور وہ تیئسویں رات تھی سولھواں قول یہ ہے کہ شب قدر بائیسویں رات ہے اور اس کی حکایت ابھی آتی ہے اور روایت کی ہے احمد نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کا حال پوچھا اور یہ اکیسویں کی صبح تھی سو فرمایا کہ آج کتنی رات ہے میں نے کہا کہ بائیسویں رات ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر آج کی رات ہے یا آئندہ رات ہے سترھواں قول یہ ہے کہ وہ تیئسویں رات ہے روایت کی ہے یہ حدیث مسلم نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوعا کہ فرمایا کہ مجھ کو خواب میں شب قدر معلوم ہوئی تھی پھر میں اس کو بھول گیا پس ذکر کیا مانند حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی لیکن اس میں فرمایا کہ وہ تیئسویں رات ہے بدلے اکیسویں رات کے اور نیز اسی سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے واسطے ایک جنگل ہے یعنی میرا گھر جنگل میں ہے کہ میں اس میں رہتا ہوں سو حکم کرو مجھ کو ساتھ شب قدر کے سو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ تیئسویں رات ہے اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیحہ کے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا کہ شب قدر تیئسویں رات ہے اور عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہے کہ جو شب قدر کو تلاش کرنا چاہے تو چاہیے کہ اس کو ساتویں رات سے تلاش کرے رازی نے کہا کے تھے ایوب نہاتے تیئسویں رات کو اور خوشبو لگاتے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ تیئسویں رات میں اپنے گھر والوں کو جگاتے تھے اور عبدالرزاق نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ مضبوط ہوا ہے قول قوم کا اس پر کہ وہ تیئسویں رات ہے اور یہی روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا اور مکحول سے اٹھارھواں قول یہ ہے کہ شب قدر چوبیسویں رات ہے کما تقدم من

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ فی هذا الباب اور طیالسی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ وہ چوبیسویں رات ہے اور یہی روایت ہے ابن مسعود اور شعبی اور حسن اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے اور دلیل ان کی واثلہ کی حدیث ہے کہ قرآن رمضان کی چوبیسویں رات کو اترا اور احمد نے بلال سے مرفوع روایت کی ہے کہ شب قدر کو چوبیسویں رات کو تلاش کرو اور تحقیق خطا کی ہے ابن لہیعہ نے اس کے مرفوع کرنے میں اس واسطے کہ روایت کیا ہے اس کو عمر بن حارث نے یزید سے ساتھ اس سند کے موقوف ساتھ غیر لفظ اس کے کے جیسا کہ مغازی کے اخیر میں آئے گا شب قدر آخری عشرے کی سات راتوں میں سے پہلی رات ہے انیسواں قول یہ ہے کہ وہ پچیسویں رات ہے حکایت کیا ہے اس کو ابن عربی نے عارضہ میں اور نسبت کیا ہے اس کو ابن جوزی نے مشکل میں طرف ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے بیسواں قول یہ ہے کہ وہ چھبیسویں رات ہے اور یہ قول ہے کہ میں اس کو صریح نہیں دیکھتا مگر یہ کہ عیاض نے کہا کہ آخری عشرے میں سے کوئی رات نہیں مگر کہ کہا گیا ہے کہ شب قدر اس میں ہے اکیسواں قول یہ ہے کہ وہ ستائیسویں رات ہے اور یہی ٹھیک ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے اور یہی ایک روایت ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور ساتھ اسی کے یقین کیا ہے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے اور قسم کھائی ہے اوپر اس کے جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور نیز مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم نے آپس میں شب قدر کا ذکر کیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جس کو یاد ہو وہ وقت جب کہ چاند اس وقت آدھے پیالے کی مانند تھا یعنی جب کہ چاند باریک ہو گیا تھا مہینے کے اخیر میں ابوالحسن فارسی نے کہا کہ مراد ستائیسویں رات ہے اس واسطے کہ اس میں چاند چڑھتا ہے ساتھ اس صفت کے اور طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کا حال پوچھا سو فرمایا کہ تم میں کون یاد کرتا ہے صہباوات کی رات کو میں نے کہا کہ میں اور یہ ستائیسویں رات ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے عمر اور حذیفہ اور کئی اصحاب رضی اللہ عنہم سے اور اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نزدیک مسلم کے ہے ایک مرد نے شب قدر کو ستائیسویں رات میں دیکھا اور واسطے احمد کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مرفوع روایت ہے کہ شب قدر ستائیسویں رات ہے اور واسطے ابن منذر کے ہے کہ جو شب قدر کو تلاش کرنا چاہے تو چاہیے کہ اس کو ستائیسویں رات میں تلاش کرے اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مانند اس کی روایت ہے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اوسط میں اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی مانند اس کی روایت ہے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور حکایت کیا ہے اس کو صاحب حلیہ نے شافعیہ سے اکثر علماء سے اور پہلے گزر چکا ہے استنباط ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نزدیک عمر رضی اللہ عنہ کے اور موافقت کی واسطے ان کے اور استنباط کیا ہے اس کو بعضوں نے اور طریق سے پس کہا کہ لفظ لیلۃ القدر کے نو حرف ہیں اور تین بار سورت میں پھر لائے گئے ہیں پس یہ ستائیسویں رات ہے اور کہا صاحب کافی نے حنفیہ میں سے اور اسی طرح صاحب محیط نے کہ جو اپنی عورت کو کہے کہ تجھ کو شب

قدر میں طلاق ہے تو ستائیسویں رات کو طلاق پڑ جاتی ہے یہ اس واسطے کہ عام لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ وہ شب قدر ہے بائیسواں قول یہ ہے کہ وہ اٹھائیسویں رات ہے اور اس کی وجہ پہلے گزر چکی ہے تئیسواں قول یہ ہے کہ وہ انتیسویں رات ہے حکایت کیا ہے اس کو ابن عربی نے چوبیسواں قول یہ ہے کہ وہ تیسویں رات ہے حکایت کیا ہے اس کو عیاض اور سروجی نے شرح ہدایہ میں اور روایت کیا ہے اس کو محمد بن نصر اور طبری نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے اور احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پچیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرھا کی جو اس باب میں مذکور ہے اور یہ قول سب قولوں سے راجح ہے اور اسی کی طرف مائل ہوئے ہیں ابو ثور اور مزنی اور ابن خزیمہ اور ایک جماعت نے علماء مذاہب سے چھبیسواں قول مثل اس کی ہے ساتھ زیادہ کرنے اخیر رات کے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور احمد نے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ستائیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر آخری عشرے میں پھرتی رہتی ہے یہ بات ابو قلابہ نے کہی ہے اور نص کی ہے اس پر مالک اور احمد اور اسحاق نے اور ماوردی نے گمان کیا ہے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے اور گویا کہ پکڑا ہے اس نے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے اس پر کہ وہ پچھلے دھے میں ہے پھر اس کی تعیین میں بھی اختلاف ہے کہ آخری عشرے کی کونسی رات ہے اور تائید کرتی ہے اس بات کو کہ وہ آخری عشرے میں ہے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی جو صحیح ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیانے عشرے میں اعتکاف کیا تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جس چیز کو آپ تلاش کرتے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہے اور پہلے گزر چکا ہے ذکر اس کا قریب اور گزر چکا ہے ذکر اعتکاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عشرے میں بیچ تلاش کرنے شب قدر کے اور اعتکاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کا بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوشش کے بیچ اس کے جیسا کہ آئندہ باب میں ہے اور جو اس کے قائل ہیں ان کو اختلاف ہے سو ان میں بعض تو کہتے ہیں کہ شب قدر کا سب راتوں میں برابر احتمال ہے اور نقل کیا ہے اس کو رافعی نے مالک سے اور ضعیف کیا ہے اس کو ابن حاجب نے اور بعض کہتے ہیں کہ بعض راتوں میں شب قدر کی زیادہ امید ہے بعض راتوں سے سو امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ سب سے زیادہ امید اکیسویں رات میں ہے اور یہ اٹھائیسواں قول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ تر امید تیسویں رات میں ہے اور یہ انتیسواں قول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ تر امید ستائیسویں رات میں ہے اور یہ تیسواں قول ہے اور اکتیسواں قول یہ ہے کہ وہ پچھلی سات راتوں میں پھرتی رہتی ہے اور تحقیق گزر چکا ہے بیان مراد کا اس سے بیچ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ کیا مراد سات راتیں اخیر مہینے سے ہیں یا اخیر ہفتہ کہ مہینہ سے گنا جائے اور پیدا ہوگا اس سے بتیسواں قول اور تینتیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر پچھلے نصف میں پھرتی رہتی ہے ذکر کیا اس کو صاحب محیط نے ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ سے اور حکایت کیا ہے امام الحرمین نے صاحب تقریر سے چونتیسواں قول یہ ہے کہ شب

قدر سولہویں یا سترہویں رات ہے روایت کیا ہے اس کو حارث بن ابی اسامہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پینتیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر سترہویں یا انیسویں یا اکیسویں رات ہے روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ اسناد ضعیف کے چھتیسواں قول یہ ہے کہ وہ پہلی یا پچھلی رات ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی عاصم نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ سند ضعیف کے سینتیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر پہلی رات ہے یا نویں یا سترہویں یا اکیسویں یا مہینے کی پچھلی روایت کیا اس کو ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں انس رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند ضعیف کے اڑتیسواں قول یہ ہے کہ وہ انیسویں رات ہے یا گیارہویں یا تیسویں روایت کیا اس کو ابو داؤد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ سند کے کہ اس میں کلام ہے اور عبدالرزاق نے علی رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند منقطع کے اور سعید بن منصور نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ساتھ سند منقطع کے بھی انتالیسواں قول یہ ہے کہ وہ تیسویں رات ہے یا ستائیسویں اور یہ قول ماخوذ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے جو باب میں مذکور ہے جس جگہ کہ کہا کہ سات راتیں کہ باقی رہیں یا سات راتیں کہ گزر جائیں اور واسطے احمد کے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ساتویں رات کہ باقی ہے یا ساتویں رات کہ گزر جائے نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ستائیسویں رات کہتے ہیں اور تم تیسویں رات کہتے ہو چالیسواں قول یہ ہے کہ وہ اکیسویں رات ہے یا تیسویں رات یا پچیسویں رات ہے **كما سياتي في الباب الذي بعده من حديث عبادة** اور ابو داؤد کی حدیث میں یہ لفظ ہے کہ نویں رات کہ باقی رہے ساتویں رات کہ باقی رہے پانچویں رات کہ باقی رہے امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد نویں رات سے اکیسویں رات ہے اکتالیسواں قول یہ ہے کہ وہ رمضان کی پچھلی سات راتوں میں منحصر ہے واسطے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ اس سے پہلے باب میں ہے بیالیسواں قول یہ ہے کہ وہ بائیسویں یا تیسویں رات ہے واسطے دلیل حدیث عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے نزدیک احمد کے تینتالیسواں قول یہ ہے کہ وہ درمیانے عشرے اور آخری عشرے کی جفت راتوں میں ہے پڑھا میں نے اس کو ساتھ خط مغلطائی کے چوالیسواں قول یہ ہے کہ وہ آخری عشرے کی تیسری یا پانچویں رات ہے روایت کیا اس کو احمد نے حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اور فرق اس میں اور اس چیز میں کہ پہلے گزری یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد تیسری رات سے تیسویں رات ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد اس سے ستائیسویں رات ہو پس حاصل یہ ہوگا کہ وہ تیسویں رات ہے یا پچیسویں رات ہے یا ستائیسویں رات ہے اور ساتھ اس وجہ کے مخالف ہوگا یہ قول اس چیز سے کہ پہلے گزری پینتالیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر دوسرے نصف کے اول کی سات راتوں یا آٹھ راتوں میں ہے طحاوی نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کا حال پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلاش کرو اس کو نصف اخیر میں پھر انہوں نے پوچھا سو فرمایا کہ تیسویں رات تک چھیالیسواں قول یہ ہے کہ وہ پہلی رات ہے یا پچھلی رات ہے یا طاق

راتوں میں ہے اور تمام یہ اقوال جن کو ہم نے ذکر کیا بعد تیسرے قول کے پس لگا تار متفق ہیں اس پر کہ شب قدر کا حاصل ہونا ممکن ہے اور متفق ہیں اوپر رغبت دلانے کے واسطے تلاش اس کی کے اور ابن عربی نے کہا کہ صحیح یہ بات ہے کہ وہ معلوم نہیں اور یہ لائق ہے کہ اور قول ہو اور نووی نے اس قول سے انکار کیا ہے اور تحقیق غالب ہوئی ہیں حدیثیں اس پر کہ اس کا علم ممکن ہے اور خبر دی ہے ساتھ اس کے ایک جماعت صالحین نے پس نہیں ہیں کوئی معنے واسطے انکار اس کے کے یعنی ابن عربی نے جو اس کے علم نے انکار کیا ہے تو اس انکار کے کوئی معنے نہیں اس واسطے کہ حدیثوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اور نقل کیا ہے طحاوی نے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ایک قول کہ جائز رکھا ہے اس نے اس میں یہ کہ وہ اعتقاد کرتا ہے کہ وہ چوبیسویں یا ستائیسویں رات ہے پس اگر یہ ثابت ہو تو یہ اور قول ہے یہ آخر اس چیز کا ہے کہ واقف ہوا میں اوپر اس کے اقوال سے اور بعض اقوال کا بعض کی طرف رد کرنا ممکن ہے اگرچہ ظاہر ان کا مخالف ہے اور سب اقوال میں سے راجح یہ قول ہے کہ شب قدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے اور یہ کہ وہ پھرتی رہتی ہے جیسا کہ اس باب کی حدیثوں سے سمجھا جاتا ہے اور عشرے کی طاق راتوں میں زیادہ تر امید والی شافعیہ کے نزدیک اکیسویں رات ہے یا تیئیسویں کہ عبداللہ بن انیس اور ابوسعید رضی اللہ عنہما کی دونوں حدیثوں کی بنا پر اور سب راتوں میں زیادہ تر امید والی جمہور کے نزدیک ستائیسویں رات ہے یعنی جمہور کے نزدیک زیادہ تر امید یہی ہے کہ شب قدر ستائیسویں رات ہے اور اس کی دلیلیں پہلے گزر چکی ہیں علماء کہتے ہیں کہ شب قدر کے پوشیدہ کرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس کی تلاش میں کوشش حاصل ہو بخلاف اس کے کہ اگر معین کی جائے واسطے اس کے کوئی رات تو صرف اسی میں عبادت ہوتی جیسا کہ پہلے گزر چکی ہے مثل اس کی ساعت جمعہ میں اور یہ حکمت مطرد ہے یعنی عام ہے نزدیک اس کے جو کہتا ہے کہ تمام برس میں ہے یا تمام رمضان میں یا تمام آخری عشرے میں ہے یا خاص اس کی طاق راتوں میں لیکن یہ کہ پہلا پھر دوسرا زیادہ تر لائق ہے ساتھ اس کے اور اس میں اختلاف ہے کہ اس کے واسطے کوئی نشانی ہے کہ ظاہر ہو واسطے اس شخص کے کہ پائے شب قدر کو یا نہیں سو بعض کہتے ہیں کہ وہ دیکھتا ہے کہ ہر چیز سجدہ کرتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر جگہ روشنی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اندھیری جگہوں میں بھی روشنی ہو جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فرشتوں سے سلام یا خطاب سنا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نشانی اس کی یہ ہے کہ جو شب قدر کو پائے اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے اور اختیار کیا ہے طبری نے یہ کہ یہ سب نشانیاں لازم نہیں اور یہ کہ نہیں شرط واسطے حاصل ہونے اس کے کے دیکھنا کسی چیز کا اور نہ سننا اس کا یعنی بلکہ بدون اس کے بھی حاصل ہو سکتی ہے اور پھر اس میں بھی اختلاف کیا جاتا ہے کہ کیا حاصل ہوتا ہے ثواب کہ مرتب ہے اوپر اس کے واسطے اس شخص کے کہ اتفاق پڑے اس میں اس کو جاگنے اور نماز پڑھنے کا اگرچہ نہ ظاہر ہو واسطے اس کے کوئی چیز یا موقوف ہے یہ ثواب اوپر ظاہر ہونے اس کے کے واسطے اس کے پہلا مذہب طبری اور مہلب اور ابن عربی اور ایک

جماعت کا ہے اور اکثر علماء کا دوسرا مذہب ہے یعنی ثواب موعود موقوف ہے اوپر ظاہر ہونے اس کے کے واسطے اس شخص کے پس ثواب موعود صرف اسی شخص کو ملتا ہے جو شب قدر کو معلوم کر لے اور دلالت کرتی ہے واسطے اس کے وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے نزدیک مسلم کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ اس لفظ کے کہ جو شب قدر کی رات میں جاگے اور اس میں نماز پڑھے اور اس کو موافق پڑی اور عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں احمد کے نزدیک یہ ہے کہ جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے شب قدر میں جاگے پھر توفیق دی جائے واسطے اس کے امام نووی نے کہا کہ یوافقھا کے معنے یہ ہیں کہ وہ معلوم کر لے کہ وہ شب قدر ہے پس موافق پڑی اس کو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس کو نفس الامر میں پالے اگرچہ وہ اس کو نہ جانے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جو تمام سال جاگے وہ شب قدر کو پالے گا اور یہ بھی دونوں قولوں کا احتمال رکھتی ہے اور نیز نووی نے حدیث من قام رمضان اور حدیث من قام لیلۃ القدر میں کہا کہ معنے اس کے یہ ہیں کہ جو اس میں جاگے اگرچہ شب قدر کو موافق نہ پڑے حاصل ہو گا واسطے اس کے یہ ثواب اور جو شب قدر میں جاگے اور اس کو موافق پڑے تو حاصل ہو گا واسطے اس کے اور وہ جاری ہے اوپر اس کے کہ اختیار کیا ہے اس نے اس کو کہ موافق پڑنے سے مراد معلوم کرنا اس کا ہے اور یہی راجح ہے میری نظر میں اور نہیں انکار کرتا میں اس میں کہ جو شب قدر کی تلاش کے واسطے جاگے تو اس کو بہت بڑا ثواب حاصل ہو گا اگرچہ نہ معلوم کرے اس کو اور اگرچہ نہ توفیق دی جائے وہ واسطے اس کے اور کلام تو صرف اس میں ہے کہ ثواب موعود اس کو ملتا ہے یا نہیں اور یہ جو انہوں نے کہا کہ اس کا جاننا شرط ہے تو اس پر یہ تفریع کرتے ہیں کہ خاص ہوتا ہے ساتھ اس کے ایک شخص سوائے دوسرے شخص کے پس ایک شخص کے واسطے ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے کو ظاہر نہیں ہوتی اگرچہ وہ دونوں اکٹھے ایک گھر میں ہوں اور کہا طبری نے کہ شب قدر کے پوشیدہ کرنے میں دلیل ہے اوپر کذب اس شخص کے کہ گمان کرتا ہے کہ تحقیق ظاہر ہوتی واسطے آنکھوں کے اس رات میں وہ چیز کہ نہیں ظاہر ہوتی ہے تمام برس میں اس واسطے کہ اگر یہ بات حق ہوتی تو نہ پوشیدہ رہتا ہر اس شخص پر جو سارے برس میں راتوں میں جاگے چہ جائیکہ رمضان کی راتوں میں جاگے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے بایں طور کہ اس کو جھوٹا کہنا لائق نہیں بلکہ جائز ہے یہ کہ ہو بطور کرامت کے واسطے اس شخص کے کہ چاہے اللہ اپنے بندوں سے پس خاص ہو ساتھ ایک قوم کے سوائے دوسری قوم کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علامت کو کسی خاص چیز میں بند نہیں کیا اور نہیں نفی کی کرامت کی اور جس سال کی ابو سعید رضی اللہ عنہ نے حکایت کی ہے اس سال میں علامت اس کی بارش ہونا تھا اور ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سال خالی گزر جاتے ہیں بارش بالکل نہیں ہوتی باوجود یہ کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ کوئی رمضان شب قدر سے خالی نہیں اور باوجود اس کے ہمارا یہ اعتقاد نہیں کہ نہیں پاتا شب قدر کو مگر جو کہ خوارق کو دیکھے بلکہ اللہ کا فضل فراخ ہے اور بہت لوگ ایسے ہیں کہ اس رات کو جاگتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں اور نہیں حاصل کرتے اس سے مگر عبادت کو

سوائے دیکھنے خوارق عادت کے یعنی شب قدر میں تمام رات عبادت کرتے ہیں مگر کوئی خارق عادت نہیں دیکھتے اور بعض ایسے ہیں کہ خارق عادت دیکھتے ہیں سوائے عبادت کے اور جو کہ عبادت پر حاصل ہوا ہے وہ افضل ہے اور اعتبار تو صرف اقامت کے ساتھ ہے اس واسطے کہ تحقیق محال ہے یہ کہ ہو وہ مگر کرامت بخلاف خارق کے کہ کبھی تو وہ کرامت ہوتی ہے اور کبھی فتنہ ہوتا ہے اور اس میں رد ہے واسطے ابوالحسن مغربی کے کہ اس نے اعتبار کیا شب قدر کو پس نہ فوت ہوئی اس سے تمام عمر اس کی اور یہ کہ وہ ہمیشہ ہفتہ کی رات ہوتی ہے پس اگر مہینے کی پہلی رات ہفتے کی ہو تو شب قدر انتیسویں رات ہوتی ہے اور اسی طرح لگاتار۔ اور لازم آتا ہے اس سے یہ کہ ہو شب قدر دو راتوں میں درمیانے عشرے میں واسطے ضرورت اس کے کہ ہفتہ کی طاق راتیں پانچ ہیں اور بعض متاخرین نے جو اس سے پیچھے ہیں معارضہ کیا ہے اس کا ساتھ اس کے شب قدر ہمیشہ جمعہ کی رات ہوتی ہے اور ذکر کیا مانند قول ابوالحسن کے اور یہ قول ایسے ہیں کہ ان کی کوئی اصل نہیں بلکہ وہ مخالف ہیں واسطے اجماع اصحاب رضی اللہ عنہم کے کہ جو عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا جیسا کہ پہلے گزرا اور یہی کافی ہے ان کے رد میں اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ (فتح)

۱۸۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ وَعِكْرِمَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ هِيَ فِيْ تِسْعٍ يَمْضِيْنَ أَوْ فِيْ سَبْعٍ يَبْقَيْنَ يَعْنِيْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ.

۱۸۸۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ شب قدر رمضان کی پچھلی دس راتوں میں ہے وہ نو راتوں میں ہے کہ گزر جائیں یعنی انتیسویں رات ہے وہ سات راتوں میں ہے کہ باقی رہیں یعنی ستائیسویں رات ہے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ سبع یبقین سے مراد تیسویں رات ہو اور احتمال ہے کہ یہ رات تمام راتوں کے ساتھ ہو کہ اس کے بعد میں آخر مہینے تک۔ (تیسیر)

بَابُ رَفْعِ مَعْرِفَةِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ لِتَلَاحِي النَّاسِ

باب ہے بیان میں اٹھ جانے پہچان تعین شب قدر کے واسطے جھگڑنے لوگوں کے

فائدہ: یعنی بسبب جھگڑنے لوگوں کے اور قید کرنا رفع کا ساتھ معرفت کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ در حقیقت سرے سے نہیں اٹھائی گئی یعنی واقع میں موجود ہے اٹھائی نہیں گئی بلکہ اس کی تعیین اٹھائی گئی ہے اور ابن منیر نے کہا کہ یہ قید التمسوھا سے سمجھی جاتی ہے بعد خبر دینے ان کے کے ساتھ اس کے کہ وہ اٹھائی گئی اور ہونے اس کے سے کہ واقع ہونا جھگڑے کا اس رات میں نہیں مستلزم ہے واقع ہونے اس کے کو بیچ اس کے کہ بعد اس کے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ شاید کہ ہو یہ بہتر واسطے تمہارے اس واسطے کہ وجہ بہتر ہونے کی اس جہت سے ہے کہ اس کا پوشیدہ ہونا

چاہتا ہے قیام ہر مہینے کو یا ہر عشرے کو بخلاف اس کے کہ اگر تعیین کی پہچان باقی رہے تو یہ بات خاص نہ ہوتی۔ (فتح)

۱۸۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَّفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰى أَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا لَّكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ.

۱۸۸۳۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تا کہ ہم کو شب قدر کی خبر دیں سو مسلمانوں میں سے دو شخص جھگڑے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکلا تھا کہ تم کو شب قدر کی خبر دوں یعنی ساتھ تعیین اس کی کے کہ فلانی رات ہے سو فلانا اور فلانا جھگڑا سو شب قدر کی پہچان اٹھائی گئی اور شاید کہ یہ تمہارے واسطے بہتر ہو پس تلاش کرو اس کو اس کی انتیسویں رات میں اور ستائیسویں اور پچیسویں میں۔

فائدہ: اس حدیث میں سبب بھولنے کا جھگڑا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو شب قدر معلوم ہوئی تھی پھر میرے بعض اہل نے مجھ کو جگایا سو میں اس کو بھول گیا پس یہ بھولنے کا دوسرا سبب ہے پس یا تو یہ واقع متعدد ہے یعنی یہ معاملہ کئی بار واقع ہوا بایں طور کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رویا سے مراد خواب ہو پس نسیان کا سبب جگانا ہوگا اور یہ کہ ہو روایت اس کی غیر کی حدیث میں بیداری میں پس ہو گیا سبب نسیان کا جھگڑا اور یا محمول ہو گیا اس پر کہ قصہ ایک ہے اور نسیان دو بار دو سبب سے واقع ہوا ہوگا اور احتمال ہے کہ ہوں معنے کہ مجھ کو میرے بعض اہل نے جگایا سو میں نے دو مردوں کا جھگڑا سنا سو میں کھڑا ہوا کہ ان کو روکوں سو میں اس کو بھول گیا واسطے مشغول ہونے کے ساتھ ان دونوں کے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بتلاؤں میں تم کو شب قدر لوگوں نے کہا کہ کیوں نہیں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہے پھر فرمایا کہ البتہ کہا تھا میں نے واسطے تمہارے اور حالانکہ میں اس کو جانتا تھا پھر میں اس کو بھول گیا پس نہ ذکر کیا سبب نسیان کا پس یہ قوی کرتا ہے اس بات کو کہ واقع متعدد ہے اور یہ کہ جو فرمایا کہ اٹھائی گئی تو مراد اس سے یہ ہے کہ میرے دل سے اٹھائی گئی سو بھول گیا میں تعیین اس کی واسطے مشغول ہونے کے ساتھ جھگڑے کے اور بعض کہتے ہیں کہ معنے اس کے یہ ہیں کہ اٹھائی گئی برکت اس کی اس سال میں اور بعض کہتے ہیں کہ "تا" رفعت میں واسطے فرشتوں کے ہے نہ واسطے رات کے اور طیبی نے کہا ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اس کی معرفت اٹھائی گئی اور سبب اس تاویل کا یہ ہے کہ اٹھنا اس کا چاہتا ہے اس کو کہ پہلے واقع ہو اور جب واقع ہو تو پھر اس کے اٹھانے کے کوئی معنے نہ ہوں گے اور کہا کہ ممکن ہے یہ کہ کہا جائے کہ مراد ساتھ اٹھنے اس کے کے یہ ہے کہ شروع ہوئی یہ کہ واقع ہو پس جب وہ دونوں جھگڑے تو اٹھائی گئی پس اتارا گیا مشروع

بجائے وقوع کے اور جب یہ بات قرار پا چکی کہ جو چیز کہ اٹھائی گئی ہے وہ علم تعیین اس کی کا ہے پس کیا آپ ﷺ کو اس کے بعد اس کی تعیین معلوم ہوئی تھی یا نہیں اس میں احتمال ہے اور تحقیق گزر چکا ہے قول ابن عیینہ کا اول کلام میں شب قدر پر کہ آپ ﷺ کو شب قدر معلوم ہوئی تھی اور محمد بن نصر نے وہب سے روایت کیا ہے کہ اس نے زینب بنت ام سلمہ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ کو شب قدر معلوم تھی اس نے کہا کہ نہیں اور اگر اس کو جانتے تو لوگوں کو اس کے غیر میں کھڑے نہ کرتے اور یہ بات زینب نے احتمال سے کہی ہے اور یہ بات لازم نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس کے ساتھ بھی بہت تعبد واقع ہوا ہو پس حاصل ہوگی کوشش تمام عشروں میں کما تقدم اور استنباط کیا ہے سبکی کبیر نے اس قصے سے استحباب چھپانا شب قدر کا واسطے اس کے کہ اس کو دیکھے اس واسطے کہ اللہ نے مقدر کیا ہے واسطے نبی ﷺ اپنے کے کہ اس میں اس کی خبر نہیں دی اور بھلائی سب اس چیز میں ہے کہ مقدر کی گئی واسطے اس کے پس مستحب ہے اتباع کرنا اس کا بیچ اس کے اور شرح منہاج میں اس کو حاوی سے ذکر کیا کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ شب قدر کا دیکھنا کرامت ہے اور کرامت کا چھپانا لائق ہے بغیر خلاف کے درمیان اہل طریق کے نفس کے دیکھنے کی جہت سے پس نہ امن میں ہوگا دور ہونے کرامت کے سے اور اس جہت سے کہ ریا سے امن میں نہ ہوگا اور ادب کی جہت سے پس نہ منہ پھیرے گا اللہ کے شکر سے ساتھ نظر کرنے کے طرف اس کرامت کی اور ساتھ ذکر کرنے اس کے کے واسطے لوگوں کے اور اس جہت سے کہ حسد سے امن میں نہ ہوگا سو اپنے غیر کو گناہ میں ڈالے گا اور استنباط کیا جاتا ہے واسطے اس کے ساتھ قول یعقوب علیہ السلام کے کہ اے میرے چھوٹے بیٹے نہ بیان کر خواب اپنی بھائیوں پر اور مراد نویں رات ہے انتیسویں رات سے یا اکیسویں اور پہلی وجہ ارجح ہے۔ (فتح)

بَابُ الْعَمَلِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

رمضان کے آخری عشرے میں عمل کرنے کا بیان یعنی عمل میں خوب کوشش کرے

١٨٨٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي يَعْفُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ وَأَحْيَا لَيْلَهُ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ.

۱۸۸۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رمضان کا پچھلا عشرہ آتا تو نبی ﷺ اپنا تہ بند مضبوط باندھتے تھے اور اپنی رات کو زندہ کرتے تھے اور اپنی بیبیوں کو جگاتے تھے۔

فائدہ: مراد تہ بند مضبوط باندھنے سے یہ ہے کہ عورتوں سے الگ رہتے تھے اور خطابی نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد اس سے یہ ہو کہ عبادت میں کوشش کرتے تھے زیادہ عادت سے اور احتمال ہے کہ دونوں معنے مراد ہوں پس معنے اس

کے یہ ہوں گے کہ حقیقت میں اپنا بند مضبوط باندھتے تھے سو اس کو نہ کھولتے تھے اور عورتوں سے الگ رہتے تھے اور عبادت میں کوشش فرماتے تھے اور مراد رات کے زندہ کرنے سے یہ ہے کہ تمام رات جاگتے تھے اور اس کو عبادت اور بندگی سے زندہ رکھتے تھے اور زندہ رکھتے اپنے نفس کو ساتھ جگانے اس کے کے اس واسطے کہ سونا موت کا بھائی ہے اور اضافت اس کی طرف رات کی واسطے فراخی کے ہے اس واسطے کہ جب کھڑا ہونے والا جاگنے سے زندہ رہا تو اس نے رات کو اپنی زندگی سے زندہ کیا اور وہ مانند اس حدیث کے ہے کہ نہ ٹھہراؤ اپنے گھروں کو قبریں یعنی نہ سوؤ پس ہو جاؤ مانند مردوں کی پس ہو جائیں گھر تمہارے مانند قبروں کی اور یہ جو کہا کہ اپنے اہل کو جگاتے تھے تو مراد اس سے یہ ہے کہ اپنی بیبیوں کو اور بیٹیوں کو اور اپنی لونڈیوں کو اور غلاموں کو اخیر عشرے میں عبادت کے واسطے جگاتے تھے اور ترمذی وغیرہ میں روایت ہے کہ جب رمضان سے دس دن باقی رہتے تھے تو نہ چھوڑتے تھے آپ ﷺ کسی کو کہ قیام کی طاقت رکھتا ہو مگر کہ اس کو کھڑا کرتے تھے اور اگر کوئی کہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے اہل کے ساتھ اپنے گھر میں تھے اس واسطے کہ اگر اعتکاف سے ہوتے تو مسجد میں ہوتے اور آپ ﷺ کے ساتھ کوئی نہ ہوتا سو جواب اس کا یہ ہے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی ایک بی بی نے اعتکاف کیا اور اگر فرضاً کسی نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف نہ کیا ہو تو احتمال ہے کہ ان کو اپنی جگہ سے جا کر جگاتے ہوں اور یہ کہ جگاتے ہوں ان کو اس وقت کہ داخل ہوتے ہوں گھر میں واسطے کسی حاجت کے۔

تنبیہ: بعض نسخوں میں اس باب کے اخیر میں یہ لفظ واقع ہوا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابونعیم نے کہا کہ ہبیرہ مختار کے ساتھ تھا لڑائی کا سامان تیار کرتا تھا اس واسطے میں نے اس کی حدیث علی رضی اللہ عنہ سے روایت نہیں کی اور یہ جو کہا کہ وہ لڑائی کا سامان کرتا تھا تو اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ مدد کرتا تھا مختار کی یعنی ابن ابو عبیدہ ثقفی کی جگہ غالب ہوا وہ کوفہ پر عبداللہ بن زبیر کی خلافت میں اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے خون کا بدلہ لینے کے لیے لوگوں سے مدد چاہی پس اطاعت کی اس کی اہل کوفہ نے جو اہل بیت نبی ﷺ کو دوست رکھتے تھے سو جو لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کے ساتھ متہم تھے ان میں سے بہت سی خلقت کو مختار نے قتل کیا اور اس حدیث میں حرص ہے اوپر ہمیشہ کرنے قیام کے آخری عشرے میں اشارہ ہے طرف رغبت دلانے کی اوپر تجوید خاتمہ کے کہ ختم کرے اللہ تعالیٰ واسطے ہمارے ساتھ بہتری کے۔ آمین۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَبْوَابُ الْاِعْتِكَافِ — اعتکاف کے بابوں کا بیان

فائدہ: اعتکاف کے معنی لغت میں لازم پکڑنا ایک چیز کا ہے اور بند کرنا نفس کو اوپر اس کے اور شرع میں ٹھہرنا ہے بیچ مسجد کے خاص شخص سے خاص طور سے اور اعتکاف بالاجماع واجب نہیں نہ اس شخص پر جو اس کی نظر مانے اور اسی طرح جو اس میں شروع کرے پھر اس کو جان بوجھ کر توڑ ڈالے نزدیک ایک قوم کے اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا اس کے واسطے روزہ شرط ہے یا نہیں کما سیاتی فی باب مفرد اور تنہا ہوا ہے سوید بن غفلہ ساتھ شرط کرنے طہارت کے واسطے اس کے۔ (فتح)

بَابُ الْاِعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْاِعْتِكَافِ فِي الْمَسَاجِدِ كُلِّهَا

باب ہے بیچ بیان اعتکاف کے رمضان کے اخیر عشرے میں اور بیچ بیان اعتکاف کے تمام مسجدوں میں

فائدہ: یعنی اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے بدون مسجد کے اعتکاف درست نہیں اور یہ کہ اعتکاف کرنا سب مسجدوں میں درست ہے کسی معین مسجد کے ساتھ خاص نہیں کہ اس کے سوا اور کسی مسجد میں درست نہ ہو۔ (فتح)

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا﴾.

یعنی واسطے دلیل اس آیت کے کہ نہ مباشرت کرو عورتوں سے جب تم اعتکاف بیٹھے ہو مسجدوں میں یہ حدیں ہیں اللہ کی سو ان کے نزدیک نہ جاؤ۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اعتکاف مسجد کے سوا اور کسی جگہ میں درست نہیں ہے اس واسطے کہ اگر اعتکاف مسجد کے سوا اور کسی جگہ بھی درست ہوتا تو نہ خاص ہوتا حرام ہونا مباشرت کا ساتھ اس کے اس واسطے کہ جماع مخالف ہے واسطے اعتکاف کے بالاجماع پس مساجد کے ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ اعتکاف نہیں ہوتا ہے مگر مسجدوں میں اور نقل کیا ہے ابن منذر نے اجماع اس پر کہ مراد مباشرت سے آیت میں جماع ہے اور طبری وغیرہ نے قتادہ کے طریق سے اس آیت کے نزول کے سبب میں روایت کی ہے کہ دستور تھا کہ جب اعتکاف بیٹھتے تھے اور کوئی مرد اپنی حاجت کے واسطے نکلتا تھا اور اپنی عورت سے ملتا تھا تو اس سے صحبت کرتا تھا اگر چاہتا پس یہ آیت

اتری اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے مگر محمد بن عمر بن لبابہ مالکی کہ وہ ہر جگہ میں اعتکاف کو جائز کہتا ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جائز ہے عورت کو یہ کہ اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے اور وہ مکان ہے کہ تیار کیا گیا ہے واسطے نماز کے بیچ اس کے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قدیم قول بھی یہی ہے اور بیچ ایک وجہ کے واسطے اصحاب اس کے کے اور مالکیہ کے جائز ہے واسطے مردوں اور عورتوں کے اعتکاف کرنا گھر میں اس واسطے کہ نفل عبادت گھر میں افضل ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ اعتکاف خاص ہے ساتھ ان مسجدوں کے کہ ان میں نمازیں قائم کی جائیں اور خاص کیا ہے اس کو ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اعتکاف واجب کے اور جو نفل اعتکاف ہے پس ہر مسجد میں جائز ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ ہر مسجد میں جائز ہے یعنی خواہ اس میں نمازیں قائم کی جاتی ہوں یا نہ مگر جس کو جمعہ لازم ہو اس واسطے کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مستحب رکھا ہے واسطے اس کے یہ کہ وہ جامع مسجد میں اعتکاف بیٹھے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کے واسطے جامع مسجد میں اعتکاف کرنا شرط ہے اس واسطے کہ ان کے نزدیک اعتکاف جمعہ سے ٹوٹ جاتا ہے اور واجب ہوتا ہے ساتھ شروع کرنے کے نزدیک مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اور خاص کیا ہے ایک گروہ نے سلف سے مانند زہری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جامع کے مطلقا اور اشارہ کیا ہے طرف اس کے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے قدیم میں اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تین مسجدوں کے ساتھ خاص ہے اور عطا نے کہا کہ مکہ اور مدینہ کی مسجد کے ساتھ خاص ہے اور ابن مسیب نے کہا کہ مدینہ کی مسجد کے ساتھ خاص ہے اور اتفاق ہے اس پر کہ اس کے اکثر کی کوئی حد نہیں اور اس کے اقل میں اختلاف ہے سو جو اس میں روزے کو شرط کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ اقل اس کا ایک دن ہے اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ صحیح ہے ساتھ شرط روزے کے بیچ کم کے ایک دن سے حکایت کیا ہے ابن قدامہ نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ شرط ہیں واسطے اس کے دس دن اور ایک روایت میں ایک دن اور دو دن بھی آئے ہیں اور جو اس میں روزے کو شرط نہیں کرتا وہ کہتا ہے کہ ادنیٰ درجہ اس کا وہ چیز ہے کہ اطلاق کیا جائے اس پر نام ٹھہرنے کا اور نہیں شرط ہے بیٹھنا اور بعض کہتے ہیں کہ کافی ہے گزرنا ساتھ نیت کے مانند وقوف عرفات کے یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ صحابی سے روایت ہے کہ میں ایک ساعت مسجد میں ٹھہرتا ہوں اور نہیں ٹھہرتا میں مگر واسطے اعتکاف کے اور اتفاق ہے اس پر کہ اعتکاف جماع کرنے سے فاسد ہو جاتا ہے یہاں تک کہ حسن اور زہری نے کہا کہ جو اعتکاف میں جماع کرے لازم آتا ہے اس کو کفارہ اور مجاہد سے روایت ہے کہ دو دینار خیرات کرے اور غیر جماع میں اختلاف ہے پس مباشرت میں یعنی بدن سے بدن لگانے میں تین قول ہیں تیسرا قول یہ ہے کہ اگر اس کی منی نکل آئے تو اعتکاف باطل ہو جاتا ہے نہیں تو نہیں۔ (فتح)

۱۸۸۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ

۱۸۸۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وہ جگہ دکھائی جس جگہ مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کیا کرتے تھے اور ابن ماجہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کا ارادہ کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ستونِ توبہ کے پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا بچھایا جاتا۔

۱۸۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ.

۱۸۸۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ رمضان کی پچھلی دس راتوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں نے اعتکاف کیا۔

فائدہ: پہلی حدیث سے پکڑا جاتا ہے کہ اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے اور دوسری حدیث سے پکڑا جاتا ہے کہ نہ اعتکاف بیٹھنا منسوخ ہے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فکر کیا میں نے اعتکاف میں اور ترک کرنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے میں واسطے اس کے باوجود سخت اتباع کرنے ان کے کے واسطے حدیث کے پس واقع ہوا بیچ جی میرے کے کہ وہ مانند وصال کے ہے اور میں اعتقاد کرتا ہوں کہ چھوڑا انہوں نے اس کو واسطے شدت اس کی کے اور نہیں پہنچی مجھ کو کسی سے سلف میں سے یہ بات کہ اس نے اعتکاف کیا ہو مگر ابو بکر بن عبدالرحمٰن سے لیکن گویا کہ ارادہ کیا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صفت مخصوص کو نہیں تو ہم نے بہت سے اصحاب رضی اللہ عنہم سے حکایت کی ہے کہ انہوں نے اعتکاف کیا اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کی کلام سے ان کے بعض اصحاب نے یہ بات نکالی کہ اعتکاف جائز ہے اور انکار کیا ہے ان پر ابن عربی نے اور کہا کہ اعتکاف سنت موکدہ ہے اور اسی طرح کہا ہے ابن بطال نے بیچ ہمیشگی کرنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ چیز ہے کہ دلالت کرتی ہے اوپر موکد ہونے اس کی کے اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ نہیں جانتا میں کسی کو علماء میں سے اختلاف اس باب میں کہ وہ سنت ہے یعنی اعتکاف بالاتفاق سنت ہے۔ (فتح)

۱۸۸۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ

۱۸۸۷۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ فَاعْتَكَفَ عَامًا حَتّٰى إِذَا كَانَ لَيْلَةَ إِحْدٰى وَّعِشْرِيْنَ وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ يَخْرُجُ مِنْ صَبِيْحَتِهَا مِنِ اعْتِكَافِهٖ قَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِيْ فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ وَقَدْ أُرِيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيْتُهَا وَقَدْ رَأَيْتُنِيْ أَسْجُدُ فِيْ مَآءٍ وَّطِيْنٍ مِّنْ صَبِيْحَتِهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوْهَا فِيْ كُلِّ وِتْرٍ فَمَطَرَتِ السَّمَآءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلٰى عَرِيْشٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرَتْ عَيْنَايَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَبْهَتِهٖ أَثَرُ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ مِنْ صُبْحِ إِحْدٰى وَّعِشْرِيْنَ .

اعتکاف کرتے رمضان کے درمیانے عشرے میں سو آپ ﷺ نے ایک سال اعتکاف کیا یہاں تک کہ جب اکیسویں رات ہوئی اور وہ رات وہ ہے کہ اس کی صبح کو اپنے اعتکاف سے نکلتے تھے تو فرمایا کہ جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہو تو چاہیے کہ وہ آخری عشرے میں اعتکاف کرے اس واسطے کہ مجھ کو شب قدر معلوم ہوئی تھی پھر مجھ کو بھول گئی اور میں نے اپنے تئیں دیکھا یعنی خواب میں کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں اس کی صبح کو سو تلاش کرو اس کو پچھلی دس راتوں میں اور تلاش کرو اس کو ہر طاق رات میں سو اس رات کو بادل برسا اور مسجد نبوی عریش پر تھی یعنی کھجور کی شاخوں سے بنائی گئی تھی سو مسجد کی چھت ٹپکی سو میری دونوں آنکھوں نے آپ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ ﷺ کے چہرے پر پانی اور مٹی کا نشان تھا اکیسویں کی صبح کو۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف معلوم ہوا۔

بَابُ الْحَائِضِ تُرَجِّلُ رَأْسَ الْمُعْتَكِفِ

اگر حیض والی عورت اعتکاف والے مرد کو کنگھی کرے تو اس کا کیا حکم ہے

١٨٨٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْغِيْ إِلَيَّ رَأْسَهٗ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فِيْ

١٨٨٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے آپ ﷺ نزدیک کرتے طرف میری اپنے سر کو اور آپ ﷺ مسجد میں ہوتے سو میں آپ ﷺ کو کنگھی کرتی اس حال میں کہ میں حیض سے ہوتی۔

الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

فائدہ: اور احمد اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ میرے پاس آتے تھے اس حال میں کہ آپ ﷺ مسجد میں ہوتے سو میرے حجرے کے دروازے پر تکیہ کرتے سو میں آپ ﷺ کا سر دھوتی اور حالانکہ آپ ﷺ کا باقی بدن مسجد میں ہوتا تھا اور اس کے فائدے کتاب الحیض میں بھی گزر چکے ہیں اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ مجاورت اور اعتکاف ایک چیز ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے اعتکاف والے کو پاکی اور ستھرائی کرنی اور خوشبو لگانی اور نہانا اور سر منڈانا اور زینت کرنا واسطے لاحق کرنے کے ساتھ کنگھی کے اور جمہور اس پر ہیں کہ نہیں مکروہ ہے اس میں مگر وہ چیز کہ مکروہ ہے مسجد میں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مکروہ ہیں اعتکاف میں کسب اور پیشہ یہاں تک کہ علم کا طلب کرنا بھی اور اس حدیث میں خدمت لینا مرد کا ہے اپنی بی بی سے ساتھ رضامندی اس کی کے اور آپ ﷺ نے جو اپنے سر کو مسجد سے باہر نکالا تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے اور دلالت ہے اس پر کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ میں فلانے مکان سے باہر نہ نکلوں گا پھر اپنا کچھ بدن اس سے باہر نکالے تو حانث نہیں ہوتا یعنی اس کی قسم نہیں ٹوٹتی یہاں تک کہ دونوں پاؤں کو باہر نکالے اور ان پر اعتماد کرے۔ (فتح)

بَابٌ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ

باب ہے اس بیان میں کہ اعتکاف والا نہ داخل ہو گھر میں مگر واسطے حاجت کے

۱۸۸۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا.

۱۸۸۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق تھے آپ ﷺ البتہ داخل کرتے مجھ پر اپنے سر کو اور حالانکہ آپ ﷺ مسجد میں ہوتے سو میں آپ ﷺ کو کنگھی کرتی اور نہ داخل ہوتے تھے گھر میں مگر واسطے حاجت کے جبکہ اعتکاف میں ہوتے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مگر واسطے حاجت انسان کے اور تفسیر کیا ہے اس کو زہری نے ساتھ پیشاب اور پاخانے کے اور تحقیق اتفاق کیا ہے سب علماء نے اوپر مستثنیٰ ہونے ان دونوں کے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے ان کے سوا اور حاجتوں میں مانند کھانے پینے کی اور اگر ان دونوں کے واسطے باہر نکلے اور مسجد سے باہر

وضو کرے تو اعتکاف باطل نہیں ہوتا اور ملحق ہے ساتھ ان دونوں کے قے اور فصد واسطے اس کے کہ محتاج ہو طرف ہو اس کی اور ابو داؤد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سنت ہے اعتکاف والے پر یہ کہ نہ پوچھے بیمار کو اور نہ حاضر ہو جنازے میں اور نہ صحبت کرے عورت سے اور نہ مباشرت کرے اس سے اور نہ نکلے کسی کام کے مگر واسطے اس کام کے جو ضروری ہو اور ابو داؤد نے کہا کہ عبدالرحمٰن راوی کے سوا اور کسی نے یہ بات حدیث میں روایت نہیں کی اور جزم کیا ہے دار قطنی نے ساتھ اس کے کہ جس قدر عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ان کا قول ہے اور وہ یہی ہے کہ وہ نہ نکلے مگر واسطے حاجت کے اور اس کے سوا جو حکم ہیں سو اس کے نیچے کے راوی سے ہیں اور روایت کی ہے ہم نے علی سے اور نخعی سے اور حسن بصری سے کہ اگر اعتکاف والا جنازے میں حاضر ہو یا بیمار کی خبر کو جائے یا نماز جمعہ کے واسطے نکلے تو اس کا اعتکاف باطل ہو جاتا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں کوفہ والے اور ابن منذر جمعہ میں اور ثوری اور شافعی اور اسحاق نے کہا کہ اگر اعتکاف کی ابتدا میں ان میں سے کوئی چیز شرط کر لی ہو تو اس کے کرنے سے اس کا اعتکاف باطل نہیں ہوتا اور یہی ایک روایت ہے احمد سے۔ (فتح)

بَابُ غَسْلِ الْمُعْتَكِفِ

باب ہے بیان میں دھونے معتکف کے سر اپنے کو

١٨٩٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَاشِرُنِيْ وَأَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

١٨٩٠۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بدن سے بدن لگاتے تھے اس حال سے کہ میں حیض سے ہوتی اور اپنا سر مسجد سے نکالتے تھے اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں ہوتے تھے سو میں اس کو دھوتی اور میں حیض سے ہوتی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعتکاف والے کو اپنے سر کو دھونا درست ہے۔

بَابُ الْاِعْتِكَافِ لَيْلًا

رات کو اعتکاف کرنے کا بیان یعنی بغیر دن کے صرف رات ہی کے اعتکاف کا کیا حکم ہے

١٨٩١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ

١٨٩١۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہا کہ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی یہ کہ اعتکاف کروں ایک رات مسجد حرام میں یعنی کعبے کی مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی نظر کو پورا کرو۔

الْحَرَامِ قَالَ فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ.

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ تحقیق تھا یہ جعرانہ میں جبکہ جنگ حنین سے واپس آئے اور مستفاد میں ہوتا ہے اس سے رد اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ تحقیق اعتکاف عمر رضی اللہ عنہ کا تھا پہلے منع کرنے کے روزے سے رات میں اس واسطے کہ جنگ حنین اس سے متاخر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب میں مسلمان ہوا تو میں نے پوچھا اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مراد ساتھ جاہلیت کے وہ زمانہ ہے جو فتح مکہ سے پہلے ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام میں نذر مانی تھی اور زیادہ تر صریح اس سے یہ ہے کہ جو دار قطنی نے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نذر مانی یہ کہ اعتکاف کرے شرک میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے اعتکاف کرنا بغیر روزے کے اس واسطے کہ رات روزے کے واسطے ظرف نہیں یعنی اس کا محل نہیں پس اگر روزہ شرط ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو روزے کا حکم کرتے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ شعبہ کی روایت میں مسلم میں لیلۃ کے بدلے یوما کا لفظ آیا ہے سو ابن حبان وغیرہ نے دونوں روایتوں میں اس طور سے تطبیق دی ہے کہ انہوں نے ایک دن رات میں نذر مانی تھی سو جس نے رات کا لفظ بولا تو مراد اس کی رات ساتھ دن اپنے کے ہے اور جس نے دن بولا تو مراد اس کی ہے دن ساتھ رات اپنی کے اور ایک روایت میں صریح روزے کا حکم آچکا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اعتکاف کر اور روزہ رکھ اور آئندہ ایک روایت میں آئے گا کہ انہوں نے ایک رات اعتکاف کیا پس معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنی نذر پر کوئی چیز زیادہ نہ کی اور یہ کہ اعتکاف میں روزہ نہیں ہے اور نہیں شرط ہے واسطے اس کے کوئی حد معین اور تحقیق باب باندھا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے اس حدیث کے بعد کئی بابوں کے کہ یہ باب ہے اس شخص کا کہ نہیں دیکھتا ہے معتکف پر روزے کو اور نہ باب مستلزم ہے اس باب کو اس واسطے کہ اعتکاف جب جائز ہے رات کو بغیر دن کے تو اس سے لازم آتا ہے کہ اعتکاف بغیر روزے کے درست ہے بغیر عکس کے یعنی وہ باب اس کو مستلزم نہیں اور ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ اعتکاف کے واسطے روزہ شرط ہے روایت کی یہ عبدالرزاق نے ان دونوں سے ساتھ سند صحیح کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مانند اس کی روایت آئی ہے اور یہی قول ہے مالک اور اوزاعی اور حنفیہ کا۔ اور احمد اور اسحاق سے مختلف روایت آئی ہے اور دلیل پکڑی ہے عیاض نے ساتھ اس کے کہ نہیں اعتکاف کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ساتھ روزے کے اور اس میں نظر ہے واسطے اس چیز میں جو پہلے باب میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال میں اعتکاف کیا جیسا کہ ہم اس کو ذکر کریں گے اور حجت پکڑی ہے بعض مالکیہ نے ساتھ اس کے کہ اللہ نے اعتکاف کو روزے کے پیچھے ذکر کیا اور فرمایا کہ پھر تمام کرو روزے کو رات تک اور نہ مباشرت کرو عورتوں سے اور حالانکہ تم اعتکاف میں ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے اس میں وہ چیز کہ دلالت کرے

اس پر کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں اور نہیں تو روزہ درست نہ ہوتا مگر ساتھ اعتکاف کے اور اس کا کوئی قائل نہیں اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے باقی فائدے ہم کتاب النذور میں بیان کریں گے اگر اللہ نے چاہا۔ اور نیز اس حدیث میں رد ہے اس پر کہ ادنیٰ درجہ اعتکاف کا دس دن ہیں یا زیادہ ہے ایک دن سے اور پہلے گزر چکی ہے نقل اس کی اعتکاف کی ابتدا میں اور ظاہر ہوگا فائدہ اختلاف کا اس شخص کے حق میں جو نذر مانے اعتکاف مبہم کی یعنی کہے کہ میں نے اعتکاف کی نذر مانی اور دنوں کا ذکر نہ کرے مثلاً دس دن کا یا کم و بیش کا واللہ اعلم۔

بَابُ اِعْتِكَافِ النِّسَآءِ — عورتوں کے اعتکاف کا بیان

فائدہ: یعنی اس کا کیا حکم ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جس مسجد میں جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو اس میں عورتوں کو اعتکاف کرنا مطلق مکروہ ہے یعنی ہر طرح سے، اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث باب کے کہ وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ عورت کو مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے مگر اپنے گھر کی مسجد میں اس واسطے کہ وہ سامنے ہوتی ہے بہت لوگوں کے کہ اس کو دیکھیں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اگر ابن عیینہ نے باب کی حدیث میں یہ لفظ زیادہ نہ کیا ہوتا کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتکاف کے واسطے اذن لے لیا تھا تو البتہ میں یقین کر لیتا کہ عورت کو جماعت کی مسجد میں اعتکاف کرنا درست نہیں، انتہی۔ اور شرط کی ہے حنفیہ نے واسطے صحت اعتکاف عورت کے یہ کہ ہو اپنے گھر کی مسجد میں اور ایک روایت میں ان کی یہ ہے کہ جائز ہے اس کو اعتکاف کرنا مسجد میں ساتھ خاوند اپنے کے اور یہی قول ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا۔ (فتح)

۱۸۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَكُنْتُ أَضْرِبُ لَهُ خِبَآءً فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهُ فَاسْتَأْذَنَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَضْرِبَ خِبَآءً فَأَذِنَتْ لَهَا فَضَرَبَتْ خِبَآءً فَلَمَّا رَأَتْهُ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ خِبَآءً آخَرَ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْأَخْبِيَةَ فَقَالَ مَا هٰذَا فَأُخْبِرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

۱۸۹۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے سو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خیمہ گاڑتی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے پھر اس میں داخل ہوتے سو اجازت چاہی حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ کہ اپنے واسطے اور خیمہ گاڑے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پر اجازت لے کر ان کو اجازت دی سو حفصہ رضی اللہ عنہا نے خیمہ گاڑا سو جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے خیمہ کو دیکھا سو انہوں نے اور خیمہ گاڑا سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی تو کئی خیمے دیکھے تو فرمایا کہ یہ خیمے کیسے ہیں سو کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ یہ ازواج مطہرات کے خیمے ہیں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَالْبِرَّ تُرَوْنَ بِهِنَّ فَتَرَكَ الْإِعْتِكَافَ ذٰلِكَ الشَّهْرَ ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ.

سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم ان عورتوں کے ساتھ بھلائی کا گمان کرتے ہو سو آپ ﷺ نے اس مہینے میں اس اعتکاف کو ترک کیا پھر شوال کے دس دنوں میں اعتکاف کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں آئندہ آئے گا کہ آپ ﷺ رمضان میں اعتکاف کیا کرتے تھے پس جب صبح کی نماز پڑھتے تو اعتکاف کی جگہ میں داخل ہوتے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ شروع اعتکاف کا ابتدا دن سے ہے وسیاتی نقل الخلاف فیہ اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر جائز ہونے اعتکاف کے بغیر روزے کے اس واسطے کہ پہلا دن شوال کا وہ روزہ کھولنے کا دن ہے اور اس میں روزہ رکھنا حرام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے شوال میں اعتکاف کیا تو اس میں دلیل ہے اس پر کہ اگر نفل معتاد فوت ہو جائے تو مستحب ہے کہ اس کو قضا کیا جائے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے مالکیہ نے اس پر کہ جو کسی عمل کو شروع کرے پھر اس کو توڑ ڈالے تو اس کو قضا کرنا واجب ہے اور اس حدیث میں اس پر دلالت نہیں کما سیاتی اور ابن منذر وغیرہ نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ عورت بدون خاوند اپنے کے اعتکاف نہ بیٹھے اور یہ کہ اگر وہ بدون اذن خاوند کے اعتکاف بیٹھے تو خاوند کو جائز ہے کہ اس کو اعتکاف سے باہر نکال ڈالے اور اگر اس کی اجازت سے ہو تو بھی اس کو جائز ہے کہ رجوع کرے اور اس کو اعتکاف سے منع کرے اور اہل رائے کہتے ہیں کہ اگر خاوند اس کو اجازت دے پھر اس کو منع کرے تو گناہگار ہوگا اور وہ باز رہے۔ اور مالک سے روایت ہے کہ پھر اس کو منع کرنا درست نہیں اور یہ حدیث حجت ہے اوپر ان کے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے گاڑنا خیموں کا مسجد میں اور افضل واسطے عورتوں کے یہ ہے کہ مسجد میں اعتکاف نہ کریں اور یہ کہ نکلنا جائز ہے اعتکاف سے بعد داخل ہونے کے بیچ اس کے کہ وہ نہیں لازم ہوتا ہے ساتھ نیت کے اور نہ ساتھ شروع کے بیچ اس کے اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے حکم نفلوں کا برخلاف اس شخص کے کہ اس کے لازم ہونے کا قائل ہو اور یہ کہ تحقیق اول وقت جس میں کہ آدمی اپنے اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو بعد نماز صبح کے ہے اور یہی قول ہے اوزاعی اور لیث اور ثوری کا اور چاروں امام کا اور ایک گروہ کہتے ہیں کہ سورج کے ڈوبنے سے تھوڑا سا پہلے داخل ہو اور تاویل کیا ہے انہوں نے اس حدیث کو اس پر کہ آپ ﷺ اعتکاف کی نیت سے اول رات سے مسجد میں داخل ہوتے تھے اور رات کو وہاں رہتے تھے پھر جب صبح کی نماز پڑھتے تو نماز کے بعد اس مکان میں کہ آپ ﷺ نے اعتکاف کے واسطے تیار کیا ہوتا تھا داخل ہوتے تھے اور یہ جواب مشکل ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ عبادت میں داخل ہونے کے بعد اس سے نکلنا منع ہے اور جواب دیا ہے اس نے اس حدیث سے ساتھ اس کے کہ نہ تو آپ ﷺ اعتکاف کی جگہ میں داخل ہوئے تھے اور نہ اعتکاف شروع کیا تھا بلکہ آپ ﷺ نے صرف اعتکاف کا قصد کیا تھا پھر آپ ﷺ کو مانع مذکور پیش ہوا سو

آپ ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا بنا بر اس کے پس ایک دو امروں کا ہے یا تو یہ لازم آتا ہے کہ آپ ﷺ نے اعتکاف شروع کیا تھا پس دلالت کرے گا اس پر کہ اعتکاف سے باہر نکلنا جائز ہے اور یا یہ لازم آئے گا کہ آپ ﷺ نے ابھی تک اعتکاف شروع نہ کیا تھا پس دلالت کرے گا اس پر کہ اول وقت اس کا بعد نماز صبح کے ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے یعنی بدون مسجد کے اور جگہ میں اعتکاف کرنا درست نہیں اس واسطے کہ عورتوں کے لیے مشروع ہے واسطے ان کے بیٹھنا گھروں میں پردے سے پس اگر مسجد شرط نہ ہوتی تو نہ واقع ہوتی وہ چیز کہ ذکر کی گئی ہے اذن سے اور منع سے اور البتہ کفایت کی جاتی ہے واسطے ان کے ساتھ اعتکاف کے اپنے گھروں کی مسجدوں میں اور ابراہیم بن علیہ نے کہا کہ یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بھلائی کا ارادہ کرتے ہو تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ ان کو مسجد میں اعتکاف کرنا درست نہیں اس واسطے کہ مفہوم اس کا یہ ہے کہ وہ ان کے واسطے بھلائی نہیں اور یہ قول اس کا ظاہر نہیں اور یہ کہ غیرت کرنی بڑی نحس ہے اس واسطے کہ وہ پیدا ہوتی ہے حسد سے جو مفضی ہے طرف ترک افضل کے واسطے اس کے اور یہ کہ جائز ہے ترک کرنا افضل کا جبکہ اس میں مصلحت ہو اور یہ کہ جو اپنے عمل پر ریا کا خوف کرے اس کو اس کا ترک کرنا درست ہے اور یہ کہ اعتکاف نیت سے واجب نہیں ہوتا اور آپ ﷺ کا اس کو قضا کرنا بطور استحباب کے تھا اس واسطے کہ آپ ﷺ کا دستور تھا کہ جب کسی عمل کو کرتے تھے تو ہمیشہ ثابت رکھتے تھے اور اسی واسطے منقول نہیں ہوا کہ آپ ﷺ کی بیبیوں نے آپ ﷺ کے ساتھ شوال میں اعتکاف کیا ہو یعنی اگر اعتکاف واجب ہوتا تو آپ ﷺ کی بیبیاں بھی اعتکاف کرتیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب عورت مسجد میں اعتکاف کرے تو مستحب ہے اس کو یہ کہ گردانے واسطے اپنے وہ چیز کہ اس کو پردہ کرے اور شرط ہے کہ ہو ایسی جگہ میں کہ نمازیوں پر تنگی نہ ڈالے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے مسجد میں خیمہ گاڑ کر اعتکاف کیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کرنے کے لیے آپ ﷺ سے خیمہ گاڑنے کی اجازت چاہی سو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی سو حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے سے آپ ﷺ سے خیمہ گاڑنے کی اجازت چاہی سو آپ ﷺ نے ان کو بھی اجازت دی پھر زینب رضی اللہ عنہا نے جب ان کو دیکھا تو انہوں نے بھی اپنا خیمہ گاڑا لیکن انہوں نے آپ ﷺ سے اجازت نہ لی تھی سو جب آپ ﷺ نے صبح کو کئی خیمے دیکھے تو اس سال میں اعتکاف چھوڑ دیا اس واسطے کہ آپ ﷺ نے خوف کیا کہ ہو باعث واسطے عورتوں کے اس پر فخر کرنا اور رغبت کرنا جو پیدا کرنے والا ہے غیرت سے واسطے حرص کے اوپر قریب ہونے آپ ﷺ کے سے خاص کر کے پس یہ اعتکاف نہ رہے گا اور یا اس واسطے ترک کیا کہ جب آپ ﷺ نے اول عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دی تو تھا یہ امر خفیف بہ نسبت اس کے کہ نوبت پہنچی طرف اس کی اخیر امر میں پے در پے آنے باقی عورتوں سے اوپر اس کے پس تنگ ہوگئی مسجد نمازیوں پر بہ نسبت اس کی کہ جمع ہونا عورتوں کا

نزدیک آپ ﷺ گردانے گا آپ ﷺ کے مانند بیٹھنے والے کی اپنے گھر میں اور اکثر اوقات مشغول کرے گا آپ ﷺ کو خالی ہونے سے واسطے اس چیز کے کہ قصد کیا ہے اس کو عبادت سے پس فوت ہوگا مقصود اعتکاف کا۔ (فتح)

بَابُ الْأَخْبِيَةِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں خیمہ تنبو گاڑنے کا بیان۔

١٨٩٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَّعْتَكِفَ فَلَمَّا انْصَرَفَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ أَرَادَ أَنْ يَّعْتَكِفَ إِذَا أَخْبِيَةٌ خِبَآءُ عَائِشَةَ وَخِبَآءُ حَفْصَةَ وَخِبَآءُ زَيْنَبَ فَقَالَ أَالْبِرَّ تَقُوْلُوْنَ بِهِنَّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ حَتّٰى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ.

١٨٩٣۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اعتکاف کا ارادہ کیا پس جب پھرے طرف اس مکان کی کہ اس میں اعتکاف بیٹھنے کا ارادہ کیا تھا تو اچانک دیکھا کہ کئی خیمے ہیں ایک عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور ایک حفصہ رضی اللہ عنہا کا اور ایک زینب رضی اللہ عنہا کا سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم ان عورتوں کے ساتھ اس کام میں بھلائی کا گمان کرتے ہو پھر آپ ﷺ اعتکاف سے پھرے اور اعتکاف نہ کیا یہاں تک کہ اس کے بدلے شوال کے دس دنوں میں اعتکاف کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں خیمے لگانے درست ہیں۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابٌ هَلْ يَخْرُجُ الْمُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهٖ إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ.

کیا جائز ہے اعتکاف والے کو یہ کہ نکلے واسطے حاجتوں اپنی کے مسجد کے دروازے تک؟

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب کو بطور استفہام بیان کیا ہے واسطے احتمال قضیہ کے اس چیز کو کہ باب باندھا ہے واسطے اس کے لیکن قید کرنا اس کا اس کو ساتھ دروازے مسجد کے اس قبیل سے ہے کہ اس میں اختلاف نہیں تاکہ توقف کیا جائے یقین کرنے حکم کے سے بیچ اس کے اور خلاف تو اس میں ہے کہ کیا مسجد میں عبادت کے سوا کسی کام میں مشغول ہونا جائز ہے یا نہیں۔ (فتح)

١٨٩٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَآءَتْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

١٨٩٤۔ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ آپ ﷺ کی ملاقات کو آئیں اور آپ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے سو وہ ایک گھڑی آپ ﷺ سے بات چیت کرتی رہیں پھر اٹھ کر اپنے گھر کو چل دیں آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے

وَسَلَّمَ تَزُوْرُهُ فِيْ اِعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا يَقْلِبُهَا حَتّٰى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يَقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا.

ہوئے کہ ان کو گھر تک پہنچا دیں یہاں تک کہ جب مسجد کے دروازے پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا پہنچیں تو انصار کے دو مرد پاس سے نکلے تو ان دونوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور چلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جلدی نہ کرو ٹھہر جاؤ یہ تو صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا ہے یعنی یہ میری بیوی ہے کوئی اجنبی عورت نہیں بد گمان نہ ہونا تو ان دونوں انصاریوں نے کہا کہ اللہ پاک ہے اے اللہ کے رسول آپ کی ذات میں بدگمانی کا کیا دخل ہے اور نہیں گمان کرتے ہم ساتھ آپ کے مگر بہتری کا سو یہ بات ان پر شاق گزری کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وہم کو ہماری طرف منسوب کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو اس واسطے یہ بات نہیں کہتا کہ تم بدگمانی کرو شیطان انسان کے بدن میں وہاں پہنچتا ہے جہاں خون پہنچتا ہے یعنی خون کی طرح انسان کے بدن میں پھرتا ہے اور میں ڈرا کہ تمہارے دل میں بدگمانی نہ ڈالے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئیں پھر اپنے گھروں کو چلی گئیں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ٹھہر و تمہارے گھر تک تمہارے ساتھ چلتا ہوں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ گئے یہاں تک کہ ان کو اپنے گھر تک پہنچایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کے گھروں کے دروازے مسجد کے گرد تھے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف کا ترجمہ باب باندھنا صحیح ہے اور یہ حدیث کئی طور سے آئی ہے اور حاصل سب کا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف بدگمانی کو منسوب نہیں کیا تھا واسطے اس کے کہ تحقیق ہو چکا تھا نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ان کا ایمان سچا ہے لیکن خوف کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اس بات کا کہ شیطان ان کے دل میں بدگمانی کا وسوسہ ڈالے اس واسطے کہ وہ معصوم نہ تھے پس کبھی پہنچائے ان کو یہ طرف ہلاکت کی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی سے ان کو بتلا دیا کہ وسوسہ کا مادہ جڑ سے اکھڑ جائے اور جو ان کے بعد ہیں ان کو تعلیم ہو جب کہ واقع ہو واسطے ان کے مانند اس معاملہ کے جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس واسطے فرمایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کیا تھا ان پر کفر کا اگر گمان کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدی کا اور یہ جو فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح پھرتا ہے تو بعض کہتے ہیں کہ یہ ظاہر پر محمول ہے یعنی

درحقیقت شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح پھرتا ہے اور اللہ نے اس کو اس کی قدرت دی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے وسوسہ اس کا ہے کہ وہ انسان کو بہت بہکاتا ہے اور گویا کہ وہ اس سے خون کی طرح جدا نہیں ہوتا پس مشترک ہوئیں دونوں بیچ شدت اتصال کے اور نہ جدا ہونے کے اس سے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں جائز ہے مشغول ہونا اعتکاف والے کا ساتھ مباح کاموں کے جیسا کہ اپنی ملاقات کرنے والے کے ساتھ جانا اور اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہونا ہے اور بات چیت کرنا ساتھ غیر اپنے کے اور یہ کہ مباح ہے اعتکاف کرنے والے کو خلوت کرنی ساتھ بی بی اپنی کے اور یہ کہ جائز ہے عورت کو زیارت کرنی اعتکاف والے کی اور اس میں بیان ہے شفقت آپ ﷺ کا اپنی امت پر اور راہ دکھلانا ہے ان کا طرف اس چیز کی کہ دور کرے ان سے گناہ کو اور اس میں بچنا ہے بدگمانی کے تعرض سے اور محفوظ رہنا ہے مکر شیطان کے سے اور عذر بیان کرنا اور ابن دقیق العید نے کہا کہ یہ زیادہ موکد ہے بیچ حق علماء کے اور جن کی پیروی کی جائے پس نہیں جائز ہے ان کو یہ کہ کوئی ایسا کام کریں جس سے کہ ان کے حق میں لوگوں کو بدگمانی پیدا ہو اگرچہ ان کو اس سے خلاص ہونے کی جگہ ہو اس واسطے کہ یہ سبب ہے ان کے علم کے ساتھ نفع اٹھانے کے باطل کرنے کا یعنی اس واسطے کہ جب لوگوں کو ان کے حق میں بدگمانی پیدا ہوئی تو پھر کوئی آدمی ان کے پاس نہ آئے گا اور نہ ان کے علم سے فائدہ اٹھائے گا پس ان کے علم کے ساتھ فائدہ اٹھانا باطل ہو جائے گا اسی واسطے بعض علماء نے کہا ہے کہ لائق ہے حاکم کو یہ کہ بیان کرے واسطے محکوم علیہ یعنی مدعا علیہ کے وجہ حکم کی جب کہ خوف کرنے والا ہو واسطے دور کرنے تہمت کے اپنے اوپر سے اور اس میں نسبت کرنا ہے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھروں کو طرف ان کی اور یہ کہ جائز ہے واسطے عورت کے باہر نکلنا رات کو اور یہ کہ جائز ہے سبحان اللہ کہنا وقت تعجب کے اور تحقیق واقع ہوا ہے حدیث میں واسطے تعظیم امر کے اور تحویل اس کی کے اور واسطے حیا کے ذکر اس کے سے جیسا کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے اور استدلال کیا گیا ہے واسطے ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ کے بیچ جائز ہونے تمادی معتکف کے جب کہ اپنے اعتکاف کی جگہ سے کسی کام کے واسطے نکلے اور حاجت سے زیادہ تھوڑا سا زمانہ کھڑا رہے جب تک کہ نہ گھیرے اکثر دن کو اور نہیں دلالت ہے اس میں اوپر اس کے اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوئی یہ بات کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے گھر اور مسجد کے درمیان کوئی فاصل زائد تھا اور تحقیق حد مقرر کی ہے بعضوں نے یسیر کے ساتھ آدھے دن کی اور نہیں ہے حدیث میں وہ چیز کہ اس پر دلالت کرے۔ (فتح)

بَابُ الْاِعْتِكَافِ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ.

باب ہے بیان میں اعتکاف آپ ﷺ کے اور نکلنے آپ ﷺ کے اعتکاف سے بیسویں کی صبح کو۔

فائدہ: وارد کی ہے اس میں امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی اور تحقیق گزر چکی ہے کلام اوپر اس کے

عنقریب اور گویا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے تاویل کرنی ہے اس چیز کی کہ مالک رحمہ اللہ کی حدیث میں واقع ہوئی ہے کہ جب اکیسویں رات ہوئی اور وہ رات وہ ہے جس کی صبح کو اپنے اعتکاف سے نکلتے تھے اور اس کی توجیہ پہلے گزر چکی ہے اور یہ کہ مراد اس کی صبح سے وہ صبح ہے جو اس سے پہلے ہے اور جو چیز کہ متصل ہو ساتھ کسی چیز کے پس وہ نسبت کی جاتی ہے طرف اس کی برابر ہے کہ اس سے پہلے ہو یا پیچھے۔ (فتح)

۱۸۹۵۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ هَارُوْنَ بْنَ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ قَالَ نَعَمِ اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ قَالَ فَخَرَجْنَا صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ قَالَ فَخَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ فَقَالَ إِنِّيْ أُرِيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَإِنِّيْ نُسِّيْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِيْ وِتْرٍ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ أَنِّيْ أَسْجُدُ فِيْ مَآءٍ وَّطِيْنٍ وَّمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ فَرَجَعَ النَّاسُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَآءِ قَزَعَةً قَالَ فَجَآءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ وَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَسَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطِّيْنِ وَالْمَآءِ حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّيْنِ فِيْ أَرْنَبَتِهٖ وَجَبْهَتِهٖ.

۱۸۹۵۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تو نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کا ذکر سنا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے درمیانے عشرے میں اعتکاف کیا سو ہم بیسویں کی صبح کو اعتکاف سے باہر نکلے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر خطبہ پڑھا بیسویں کی صبح کو سو فرمایا کہ میں نے شب قدر کو دیکھا تھا اور میں اس کو بھول گیا سو تلاش کرو اس کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں اس واسطے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں سو جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا ہو تو چاہیے کہ پھرے طرف اعتکاف اپنے کی سو لوگ مسجد کی طرف پھرے یعنی پھر اعتکاف کیا اور ہم اس وقت آسمان پر کہیں بھی بدلی کا ٹکڑا نہیں دیکھتے تھے سو بدلی آئی اور برسی اور نماز کی تکبیر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی اور مٹی میں سجدہ کیا یہاں تک کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک اور ماتھے پر مٹی کا نشان دیکھا۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ میں نے شب قدر کو خواب میں دیکھا تو قفال نے کہا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی آپ ﷺ سے کہتا ہے کہ شب قدر فلانی فلانی رات ہے اور اس کی نشانی فلانی فلانی ہے اور اس کے معنے یہ نہیں کہ آپ ﷺ نے نفس شب قدر کو دیکھا پھر اس کو بھول گئے اس واسطے کہ مثل اس کی بھولتا نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ پہلے گزر چکا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو خبر دی۔ (فتح)

بَابُ اِعْتِکَافِ الْمُسْتَحَاضَةِ

استحاضہ والی عورت کے اعتکاف کا بیان

۱۸۹۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِّنْ أَزْوَاجِهٖ مُسْتَحَاضَةٌ فَكَانَتْ تَرَى الْحُمْرَةَ وَالصُّفْرَةَ فَرُبَّمَا وَضَعْنَا الطَّسْتَ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّيْ.

۱۸۹۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اعتکاف کیا آپ ﷺ کے ساتھ ایک عورت نے آپ ﷺ کی بیبیوں سے جس کو خون استحاضہ آتا تھا پس تھے دیکھتے سرخی اور زردی کو اور اکثر اوقات ہم نے اس کے تلے طشت رکھا اور وہ نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں رد ہے واسطے قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ اس عورت سے مراد وہ عورت ہے جن کو آپ ﷺ کے ساتھ تعلق تھا آپ ﷺ کی بیوی مراد نہیں اس واسطے کہ منقول نہیں واقع آپ ﷺ کی بیبیوں سے کسی کو خون استحاضہ آیا ہو اور تحقیق گزر چکا ہے ذکر استحاضہ والی عورت کا آپ ﷺ کے اہل میں اور خلاف بیچ ان کے اور سعید بن منصور نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اعتکاف بیٹھی تھیں اور ان کو استحاضہ آتا تھا پس اس سے استحاضہ والی عورت کی تعیین معلوم ہوئی۔ (فتح)

بَابُ زِيَارَةِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِيْ اِعْتِكَافِهٖ

باب ہے اس چیز کا کہ جائز ہے عورت کو ملاقات کرنی اپنے خاوند کی بیچ حالت اعتکاف خاوند کے

۱۸۹۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ ح حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ

۱۸۹۷۔ امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے اور آپ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کی بیبیاں تھیں سو وہ چلی گئیں سو آپ ﷺ نے صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ جلدی نہ کر ٹھہر جا یہاں تک کہ میں تیرے ساتھ پھروں اور اس کا گھر اسامہ رضی اللہ عنہ کی حویلی میں تھا یعنی جو کہ اس کے بعد اسامہ رضی اللہ عنہ کے قبضے میں آئی سو آپ ﷺ ساتھ نکلے سو آپ ﷺ سے دو مرد انصاری

بْنِ الْحُسَيْنِ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَعِنْدَهُ أَزْوَاجُهُ فَرُحْنَ فَقَالَ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ لَا تَعْجَلِي حَتَّى أَنْصَرِفَ مَعَكِ وَكَانَ بَيْتُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا فَلَقِيَهُ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَنَظَرَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَجَازَا وَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَالَيَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَإِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يُلْقِيَ فِيْ أَنْفُسِكُمَا شَيْئًا.

ملے تو انہوں نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی پھر چلے تو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ آؤ کہ وہ صفیہ رضی اللہ عنہا حیی کی بیٹی ہے انہوں نے کہا کہ سبحان اللہ یا حضرت آپ کی ذات میں بدگمانی کا کیا دخل ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی جگہ پھرتا ہے اور میں ڈرا کہ تمہارے دل میں بدگمانی نہ ڈالے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مرد اعتکاف نہ بیٹھا ہو تو اس کی بیوی کو اس کی ملاقات کرنا درست ہے وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابٌ هَلْ يَدْرَأُ الْمُعْتَكِفُ عَنْ نَّفْسِهِ

کیا جائز ہے اعتکاف والے کو یہ کہ دور کرے اپنی جان سے تہمت کو

فائدہ: یعنی ساتھ قول کے اور فعل کے اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو قول سے دفع کرنا درست ہے پس فعل بھی اس کے ساتھ ملحق ہوگا یعنی اس کو فعل سے بھی دفع کرنا درست ہوگا اور نہیں ہے اس میں اعتکاف والا زیادہ ترسخت نمازی سے یعنی جب نمازی کو فعل سے دفع کرنا درست ہے تو اعتکاف والے کو بھی درست ہوگا۔ (فتح)

١٨٩٨ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ أَخْبَرَتْهُ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُخْبِرُ

١٨٩٨ـ امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ام المومنین آپ ﷺ کے پاس آئیں اور آپ ﷺ اعتکاف بیٹھے تھے سو جب وہ پھریں یعنی گھر کو تو آپ ﷺ ان کے ساتھ چلے سو ایک مرد انصاری نے آپ ﷺ کو دیکھا سو جب آپ ﷺ نے اس کو دیکھا تو اس کو بلایا اور فرمایا کہ یہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا ہے اس واسطے کہ شیطان انسان کے بدن

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّ صَفِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَلَمَّا رَجَعَتْ مَشٰى مَعَهَا فَأَبْصَرَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا أَبْصَرَهُ دَعَاهُ فَقَالَ تَعَالَ هِيَ صَفِيَّةُ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ هٰذِهٖ صَفِيَّةُ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِىْ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ قُلْتُ لِسُفْيَانَ أَتَتْهُ لَيْلًا قَالَ وَهَلْ هُوَ إِلَّا لَيْلٌ.

میں خون کی طرح پھرتا ہے علی بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان سے کہا کہ کیا صفیہ آپ کے پاس رات کو آئی تھیں اس نے کہا کہ نہ تھی اس وقت مگر رات۔

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو ایک مرد انصاری ملا تھا اور پہلے گزر چکا ہے کہ دو مرد ملے تھے تو یہ محمول ہے اس پر کہ ایک دوسرے کا تابع تھا ایک کو خطاب مشافہ کے ساتھ خاص کیا سوائے دوسرے کے اور یہ بھی احتمال ہے کہ شاید زہری کو اس میں شک تھا کہ شاید دو مرد تھے یا ایک مرد تھا سو اس نے ایک بار کہا کہ دو مرد تھے اور ایک بار کہا کہ ایک مرد تھا اور جو کہا کہ نہیں تھی اس وقت مگر رات تو مراد اس سے یہ ہے کہ نہیں واقع ہوا آنا صفیہ رضی اللہ عنہا کا مگر رات میں اور امکان کی نفی مراد نہیں بلکہ مراد نفی وقوع کی ہے اس واسطے کہ دن کو آنا بھی ممکن ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنْ اِعْتِكَافِهٖ عِنْدَ الصُّبْحِ

صبح کے وقت اعتکاف سے نکلنے والے کا بیان

فائدہ: ذکر کی امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی اور پوری کلام اس پر پہلے گزر چکی ہے اور وہ محمول ہے کہ اس نے فقط راتوں کے اعتکاف کا ارادہ کیا ہے دنوں کے اعتکاف کا ارادہ نہیں کیا اور جو صرف راتوں کے اعتکاف کا ارادہ کرے تو اس کا طریق یہ ہے کہ سورج ڈوبنے سے تھوڑا سا پہلے اعتکاف میں داخل ہو اور طلوع فجر کے بعد اس سے نکلے اور اگر صرف دنوں کے اعتکاف کا ارادہ کرے تو طلوع فجر کے ساتھ داخل ہو اور سورج ڈوبنے کے بعد نکلے اور اگر راتوں اور دنوں کا اکٹھا ارادہ کرے تو سورج ڈوبنے سے پہلے داخل ہو اور سورج ڈوبنے کے بعد نکلے اور باب کی حدیث میں ہے کہ جب بیسویں کی صبح ہوئی تو ہم نے اپنے اسباب کو نقل کیا اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ انہوں نے صرف راتوں کے اعتکاف کا ارادہ کیا تھا سوائے دنوں کے اور مہلب نے کہا کہ یہ محمول ہے اس پر کہ نقل کیا انہوں نے اپنے بوجھوں کو اور اس چیز کو کہ محتاج تھی طرف اس کے کھانے پینے کے اور سونے کے اسباب سے اس واسطے کہ نہ حاجت تھی ان کو ساتھ ان کے اس دن میں سو جب شام ہوئی تو ہلکے ہو کر نکلے اسی واسطے کہا کہ ہم نے اپنے اسباب کو نقل کیا اور یہ نہ کہا کہ ہم نکلے اور باب تحری لیلۃ القدر میں

دوسرے طریق سے گزر چکا ہے کہ جب بیسویں کی شام کرتے اور اکیسویں رات آتی تو پھرتے اور ساتھ اس توجیہ کے تطبیق دی جائے گی درمیان دونوں طریقوں کے اس واسطے کہ قصہ ایک ہے اور حدیث بھی ایک ہے اور وہ حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی ہے۔ (فتح)

۱۸۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ خَالِ ابْنِ أَبِي نَجِيْحٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ ح قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ ح قَالَ وَأَظُنُّ أَنَّ ابْنَ أَبِي لَبِيْدٍ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ فَلَمَّا كَانَ صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ نَقَلْنَا مَتَاعَنَا فَأَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ فَلْيَرْجِعْ إِلٰى مُعْتَكَفِهٖ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ وَرَأَيْتُنِيْ أَسْجُدُ فِيْ مَآءٍ وَّطِيْنٍ فَلَمَّا رَجَعَ إِلٰى مُعْتَكَفِهٖ وَهَاجَتِ السَّمَآءُ فَمُطِرْنَا فَوَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ لَقَدْ هَاجَتِ السَّمَآءُ مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيْشًا فَلَقَدْ رَأَيْتُ عَلٰى أَنْفِهٖ وَأَرْنَبَتِهٖ أَثَرَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ.

۱۸۹۹۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے درمیانے عشرے میں اعتکاف کیا سو جب بیسویں کی صبح ہوئی تو ہم نے اپنے اسباب کو نقل کیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ جس نے اعتکاف کیا تھا تو چاہیے کہ اپنے اعتکاف کی جگہ پھر آئے اس واسطے کہ میں نے خواب میں شب قدر دیکھی تھی اور میں نے اپنے تئیں دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی جگہ میں پھر آئے اور بادل اٹھا تو ہم پر مینہ برسا پس قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا کہ البتہ اس دن کے اخیر میں بادل اٹھا اور مسجد کی چھت کھجور کی چھڑیوں سے تھی یعنی اس کی بنا محکم نہ تھی کہ مینہ کو روکے اور ٹپکے نہیں پس البتہ تحقیق میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک پر پانی اور مٹی کا نشان دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب درمیانے عشرے میں اعتکاف کرے تو بیسویں کی صبح کو باہر آئے اور یہ محمول ہے اس پر کہ اس نے صرف راتوں کے اعتکاف کا ارادہ کیا ہے نہ دنوں کے اعتکاف کا جیسا کہ پہلے گزرا وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ الْاِعْتِكَافِ فِيْ شَوَّالٍ

شوال کے مہینے میں اعتکاف کرنے کا بیان

۱۹۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِيْ كُلِّ رَمَضَانَ وَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ دَخَلَ مَكَانَهُ الَّذِي اعْتَكَفَ فِيْهِ قَالَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ أَنْ تَعْتَكِفَ فَأَذِنَ لَهَا فَضَرَبَتْ فِيْهِ قُبَّةً فَسَمِعَتْ بِهَا حَفْصَةُ فَضَرَبَتْ قُبَّةً وَّسَمِعَتْ زَيْنَبُ بِهَا فَضَرَبَتْ قُبَّةً أُخْرَى فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَدَاةِ أَبْصَرَ أَرْبَعَ قِبَابٍ فَقَالَ مَا هٰذَا فَأُخْبِرَ خَبَرَهُنَّ فَقَالَ مَا حَمَلَهُنَّ عَلَى هٰذَا آلْبِرُّ انْزِعُوْهَا فَلَا أَرَاهَا فَنُزِعَتْ فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِيْ رَمَضَانَ حَتّٰى اعْتَكَفَ فِيْ آخِرِ الْعَشْرِ مِنْ شَوَّالٍ.

۱۹۰۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں اعتکاف کیا کرتے تھے سو جب صبح کی نماز پڑھتے تو اعتکاف کی جگہ میں داخل ہوتے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتکاف کی اجازت چاہی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسجد میں خیمہ گاڑا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ حال سنا تو انہوں نے بھی خیمہ گاڑا پھر زینب رضی اللہ عنہا نے بھی یہ حال سنا تو انہوں نے بھی خیمہ گاڑا سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے پھرے تو چار خیمے دیکھے تو فرمایا کہ یہ خیمے کیسے ہیں سو کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں کے خیمے گاڑنے کی خبر دی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں نے یہ خیمے گاڑے ہیں سو فرمایا کہ کیا چیز باعث ہوئی ہے ان کو اس کام پر کیا اس کا باعث نیکی ہے دور کرو ان خیموں کو کہ میں ان کو اچھا نہیں جانتا سو خیمے دور کیے گئے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں اعتکاف نہ کیا یہاں تک کہ شوال کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا۔

فائدہ: پوری شرح اس حدیث کی باب اعتکاف النساء میں گزر چکی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال کے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا اور تطبیق ان دونوں کے درمیان میں اس طور سے ہے کہ مراد اخیر دہے سے انتہا اعتکاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کی انتہا اخیر عشرے میں تھی۔ (ق)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرَ عَلَيْهِ صَوْمًا إِذَا اعْتَكَفَ

اعتکاف والے پر روزے کے نہ واجب ہونے کا بیان یعنی اس پر روزہ واجب نہیں

فائدہ: ذکر کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں قصہ عمر رضی اللہ عنہ کا کہ انہوں نے ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی تھی اور تحقیق پہلے گزر چکی ہے بحث اس کی بیچ باب الاعتکاف لیلاً کے۔ (فتح)

۱۹۰۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَخِيْهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ

۱۹۰۱۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی یہ کہ ایک رات کعبے کی مسجد میں اعتکاف

بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْفِ نَذْرَكَ فَاعْتَكَفَ لَيْلَةً.

کروں گا سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو سو عمر رضی اللہ عنہ نے ایک رات اعتکاف کیا۔

بَابُ إِذَا نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَّعْتَكِفَ ثُمَّ أَسْلَمَ

اگر کوئی جاہلیت کی حالت میں اعتکاف کی نذر مانے پھر مسلمان ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے

فائدہ: یعنی کیا اس کو پورا کرنا لازم ہے یا نہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں بھی عمر رضی اللہ عنہ کا قصہ بیان کیا ہے اور ترجمہ باندھا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے اس کے کتاب النذور میں کہ جب کوئی نذر مانے یا قسم کھائے یہ کہ نہ کلام کرے کسی آدمی سے جاہلیت میں پھر مسلمان ہو جائے تو گویا کہ اس نے قسم کو نذر کے ساتھ ملحق کیا ہے واسطے شریک ہونے ان دونوں کے بیچ معلق کرنے کے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ نذر اور قسم کفر میں بھی منعقد ہو جاتی ہے یہاں تک کہ واجب ہو جاتا ہے پورا کرنا ان کا اس شخص پر جو مسلمان ہو جائے اور باقی بحث اس کی کتاب النذور میں آئندہ آئے گی اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے۔ (فتح)

۱۹۰۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَّعْتَكِفَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ أُرَاهُ قَالَ لَيْلَةً قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْفِ بِنَذْرِكَ.

۱۹۰۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جاہلیت میں نذر مانی یہ کہ کعبے کی مسجد میں اعتکاف کریں یعنی ایک رات سو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ اپنی نذر کو پورا کرو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی جاہلیت کی حالت میں نذر مانے اور پھر مسلمان ہو جائے تو اس کو پورا کرنا واجب ہے وفيه المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر احکام شرع کے ساتھ مکلف ہے اور اس کی نیت عبادت کی معتبر ہے۔ (تیسیر)

بَابُ الْإِعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْأَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ

رمضان کے درمیانے عشرے میں اعتکاف کرنے کا بیان

فائدہ: گویا کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ اعتکاف آخری عشرے کے ساتھ خاص نہیں اگرچہ اس میں اعتکاف کرنا افضل ہے۔ (فتح)

۱۹۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيْهِ اعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ يَوْمًا.

۱۹۰۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا سال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن اعتکاف کیا۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ ہمیشگی کرنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعتکاف پر دلالت کرتی ہے اس پر کہ اعتکاف سنت موکدہ ہے اور ابن منذر نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ عجب ہے واسطے مسلمانوں کے انہوں نے اعتکاف کو چھوڑ دیا ہے اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کبھی نہیں چھوڑا جب سے کہ مدینہ میں آئے یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح قبض کی اور پہلے گزر چکا ہے قول مالک رحمہ اللہ کا کہ انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کسی کو سلف میں سے کہ اعتکاف کیا مگر ابو بکر بن عبدالرحمن نے اور یہ کہ چھوڑنا ان کا واسطے اس کے اس وجہ سے ہے کہ اس میں شدت ہے اور یہ جو کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کے سال بیس دن اعتکاف کیا تو بعض کہتے ہیں کہ سبب اس میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تھا کہ میری عمر گزر چکی ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ نیکی کے عمل بہت کر لیں تاکہ بیان کریں واسطے امت اپنی کے کوشش کرنی عمل میں جبکہ پہنچیں نہایت عمر کو تاکہ ملاقات کریں اللہ سے اوپر بہتر حالات اپنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہر رمضان میں ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا سال ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوبار دور کیا پس اس واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف بھی دو بار کیا اور ابن عربی نے کہا کہ احتمال ہے کہ سب کا سبب یہ ہو کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری عشرے میں اعتکاف نہ کیا بسبب بہت ہونے خیموں کے اور اس کے بدلے شوال کے دس دنوں میں اعتکاف کیا تو آئندہ سال میں بیس دن اعتکاف کیا تاکہ ثابت ہو قضا عشرے کی رمضان میں اور سب سے قوی تر یہ سبب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال میں بیس دن اعتکاف اس واسطے کیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے سال میں مسافر تھے اور دلالت کرتی ہے واسطے اس کے وہ حدیث جو نسائی اور ابو داؤد اور ابن حبان نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سال رمضان میں سفر کیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف نہ بیٹھے سو جب آئندہ سال ہوا تو

آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا اور احتمال ہے کہ قصہ متعدد ہو ساتھ تعدد سبب کے پس ہو گا ایک بار ساتھ سبب اعتکاف کے واسطے عذر سفر کے اور ایک بار یہ سبب دور کرنے قرآن کے دوبار اور اوپر مطابقت حدیث کی واسطے ترجمہ کے پس تحقیق ظاہر ساتھ اطلاق بیس دن کے یہ ہے کہ پے در پے ہوں پس متعین ہو گا واسطے اس کے بیچ کا عشرہ اور یا یہ کہ حمل کیا اس نے مطلق کو اس روایت میں مقید پر جو دوسری روایتوں میں ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَّعْتَكِفَ ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يَّخْرُجَ

اگر کوئی اعتکاف کا ارادہ کرے پھر اس کو ظاہر ہو کہ اعتکاف سے نکلے تو اس کا کیا حکم ہے

١٩٠٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ أَنْ يَّعْتَكِفَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ فَأَذِنَ لَهَا وَسَأَلَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَسْتَأْذِنَ لَهَا فَفَعَلَتْ فَلَمَّا رَأَتْ ذٰلِكَ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ أَمَرَتْ بِبِنَاءٍ فَبُنِيَ لَهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى انْصَرَفَ إِلٰى بِنَائِهِ فَبَصُرَ بِالْأَبْنِيَةِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا بِنَاءُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَٰلْبِرَّ أَرَدْنَ بِهٰذَا مَا أَنَا بِمُعْتَكِفٍ فَرَجَعَ فَلَمَّا أَفْطَرَ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ.

١٩٠٤ـ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ذکر کیا کہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کریں سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ ﷺ سے اعتکاف کے واسطے اجازت چاہی سو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ وہ اس کے واسطے آپ ﷺ سے اجازت چاہیں سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے واسطے اجازت چاہی یعنی اور آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی سو جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے یہ حال دیکھا تو خیمہ گاڑنے کا حکم کیا سو ان کے واسطے بھی خیمہ گاڑا گیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ﷺ کا دستور تھا کہ جب آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھتے تھے تو اپنے خیمے کی طرف پھرتے تھے سو آپ ﷺ نے کئی خیمے دیکھے تو فرمایا کہ یہ خیمے کیسے ہیں لوگوں نے کہا کہ عائشہ اور حفصہ اور زینب رضی اللہ عنہن کے خیمے ہیں سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا ان عورتوں نے اس اعتکاف سے نیکی چاہی ہے میں اعتکاف نہیں کرتا سو آپ ﷺ اعتکاف سے پھرے اور اعتکاف کو فسخ کیا سو جب آپ ﷺ نے افطار کیا یعنی عید الفطر کی نماز پڑھی تو شوال کے دس دنوں میں اعتکاف کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح پہلے گزر چکی ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف جزم کرنے اس بات کی کہ

آپ ﷺ اعتکاف میں داخل نہیں ہوئے کہ پھر اس سے نکلے ہوں بلکہ چھوڑا اس کو پہلے داخل ہونے کے بیچ اس کے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر سیاق کلام سے برخلاف اس شخص کے جو اس میں مخالف ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُعْتَكِفِ يُدْخِلُ رَأْسَهُ الْبَيْتَ لِلْغُسْلِ

باب ہے بیچ بیان معتکف کے اپنا سر دھونے کے واسطے گھر میں داخل کرے

۱۹۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا يُنَاوِلُهَا رَأْسَهُ.

۱۹۰۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھیں وہ کنگھی کرتیں آپ ﷺ کو حالت حیض میں اور آپ ﷺ مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرے میں ہوتی تھیں آپ ﷺ اپنا سر ان کو دیتے۔

فائدہ: اس حدیث میں سر دھونے کا ذکر نہیں لیکن اس حدیث میں دوسرے طریق میں سر دھونے کا ذکر آ چکا ہے۔ کما مر وفيه مطابقة للترجمة۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْبُيُوْعِ — کتاب ہے بیعوں کے بیان میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾ وَقَوْلُهُ ﴿إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ نے حلال کیا ہے خرید وفروخت اور حرام کیا سود اور فرمایا کہ مگر اس وقت کہ سودا ہو روبرو کا پھر بدلے کرتے ہو آپس میں۔

فائدہ: بیوع جمع ہے بیع کی اور جمع اس کی باعتبار اختلاف انواع اس کی کے ہے اور بیع کے معنی نقل کرنا ملک کا ہے طرف غیر کی ساتھ مول کے اور شراء قبول کرنا اس کا ہے اور کبھی معنے اس کے خریدنے کے بھی آتے ہیں اور برعکس اس کے یعنی شراء کے معنے خریدنے کے آتے ہیں اور اجماع ہے سب مسلمانوں کا بیع کے جائز ہونے پر اور حکمت بھی اس کو چاہتی ہے اس واسطے کہ اکثر اوقات آدمی کو حاجت پڑتی ہے اس چیز کی کہ دوسرے آدمی کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا آدمی اس کو کبھی خرچ نہیں کرتا پس بیع کے مشروع ہونے میں وسیلہ ہے طرف پہنچنے غرض کے بغیر حرج کے اور پہلی آیت اصل ہے بیع کے جائز ہونے میں اور علماء کے اس میں کئی قول ہیں سب سے زیادہ ترجیح یہ قول ہے کہ وہ عام ہے خاص کی گئی ہے اس واسطے بیع کا لفظ عموم کا ہے شامل ہے ہر بیع کو پس تقاضا کرتا ہے اس کو کہ ہر قسم کی بیع جائز ہے لیکن شارع علیہ السلام نے بیع کی اور کئی قسموں کو منع کیا ہے اور ان کو حرام کر دیا ہے پس وہ عام ہے اباحت میں خاص کی گئی ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں دلالت کرتی ہے دلیل اس کی منع پر اور بعض کہتے ہیں کہ عام ہے ارادہ کیا گیا ہے ساتھ اس کے خاص کا اور بعض کہتے ہیں کہ مجمل ہے بیان کیا ہے اس کو سنت نے اور تمام یہ اقوال چاہتے ہیں اس کو کہ جو مفرد کہ الف اور لام کے ساتھ محلی ہو وہ عام ہوتا ہے اور چوتھا قول یہ ہے کہ لام فی البیع میں واسطے عہد کے ہے اور یہ آیت کہ نازل ہوئی تھی بعد اس کے کہ شرع نے کئی بیعوں کو حلال کیا اور کئی بیعوں کو حرام کیا پس مراد ساتھ اس آیت کے کہ حلال کیا ہے اللہ نے بیع کو وہ بیع ہے کہ حلال کیا ہے اس کو شرع نے پہلے سے اور مباحث شافعی وغیرہ کے دلالت کرتے ہیں اس پر کہ فاسد بیعوں کا نام بھی بیع رکھا جاتا ہے اگرچہ آدمی ان

کے ساتھ حانث نہیں ہوتا واسطے مبنی ہونے قسموں کے عرف پر اور دوسری آیت دلالت کرتی ہے اوپر مباح ہونے تجارت کے ان بیعوں میں جو دست بدست ہوں اور نہ جائز ہونے اس کے کے ان بیعوں میں جن میں وعدہ ہو۔(فتح) اور فخر الاسلام نے کہا کہ بیع شرع میں کہتے ہیں ملکیت بدلنے کو ساتھ مال کے آپس کی رضامندی سے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْا إِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿لَا تَأْكُلُوْا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾.

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تمام ہو چکے نماز تو پھیل جاؤ زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ کو بہت سا شاید تمہارا بھلا ہو اور جب دیکھیں سودا بکتا یا کچھ تماشا بھاگ جاتے طرف اس کی اور تجھ کو چھوڑ جائیں کھڑا تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے تماشے اور سودے سے اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق مگر یہ کہ ہو تجارت کہ تمہاری رضامندی سے ہو۔

فائدہ: پکڑی جاتی ہے پہلی آیت سے مشروعیت بیع کی بطریق عموم کے اس واسطے کہ فضل اللہ کا عام ہے شامل ہے تجارت کو اور تمام انواع کسب کو اور امر مذکور میں اختلاف ہے پس اکثر کا یہ مذہب ہے کہ وہ اباحت کے واسطے ہے اور نکتہ اس کا مخالفت کرنی اہل کتاب کی ہے اس واسطے کہ وہ ان کو ہفتہ کے دن منع ہے پس یہ مسلمانوں پر حرام نہیں اور شارح داؤدی نے کہا کہ وہ امر اباحت پر ہے واسطے اس شخص کے کہ بقدر گزارے کے موافق اس کے پاس روزی ہو اور واسطے اس کے کہ اس کو کمانے کی طاقت نہ ہو اور وہ وجوب پر ہے واسطے اس شخص کے کہ کمانے کی طاقت رکھتا ہو اور اس کے پاس کوئی چیز نہ ہو تا کہ نہ محتاج ہو طرف سوال کی اور حالانکہ وہ حرام ہے اوپر اس کے باوجود قدرت کے کمانے پر اور ظاہر یہ بات ہے کہ مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ اس باب کے یہ لفظ ہے کہ ڈھونڈو فضل اللہ کا اور جو ذکر تجارت کا اس میں پس مفرد کیا ہے اس کو ساتھ ترجمہ کے بعد آٹھ بابوں کے اور دوسری آیت میں تقیید ہے مباح تجارت کے ساتھ رضامندی کے اور قول اللہ تعالیٰ کا اموالکم معنے اس کے یہ ہیں کہ مال ہر انسان کا نہ خرچ کرے اس کو بیچ حرام کام کے اور یا اس کے معنے یہ ہیں کہ آپس میں ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ اور قول اللہ کا کہ الا ان تکون استثنٰی منقطع ہے اتفاقا اور اصل کلام یہ ہے کہ نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق لیکن اگر تمہارے درمیان تجارت حاصل ہو اور تم اس کے ساتھ راضی ہو تو یہ ناحق نہیں اور ابو داؤد نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیع تو صرف رضامندی سے ہے اور ایک روایت میں ہے

کہ نہ جدا ہوں بائع اور مشتری مگر رضامندی سے۔(فتح)

۱۹۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُوْنَ مَا بَالُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُوْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَإِنَّ إِخْوَتِيْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمْ صَفْقٌ بِالْأَسْوَاقِ وَكُنْتُ أَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ فَأَشْهَدُ إِذَا غَابُوْا وَأَحْفَظُ إِذَا نَسُوْا وَكَانَ يَشْغَلُ إِخْوَتِيْ مِنَ الْأَنْصَارِ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَأً مِسْكِيْنًا مِنْ مَسَاكِيْنِ الصُّفَّةِ أَعِيْ حِيْنَ يَنْسَوْنَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَدِيْثٍ يُحَدِّثُهُ إِنَّهُ لَنْ يَبْسُطَ أَحَدٌ ثَوْبَهُ حَتّٰى أَقْضِيَ مَقَالَتِيْ هٰذِهِ ثُمَّ يَجْمَعَ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ إِلَّا وَعٰى مَا أَقُوْلُ فَبَسَطْتُ نَمِرَةً عَلَيَّ حَتّٰى إِذَا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ جَمَعْتُهَا إِلٰى صَدْرِيْ فَمَا نَسِيْتُ مِنْ مَقَالَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ مِنْ شَيْءٍ.

۱۹۰۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ البتہ تم کہتے ہو کہ ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت حدیثیں روایت کرتا ہے اور تم کہتے ہو کہ کیا حال ہے مہاجرین اور انصار کا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں بیان نہیں کرتے مانند حدیث بیان کرنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور حال یہ ہے کہ میرے بھائی مہاجرین بازار میں خرید و فروخت میں مصروف رہتے ہیں اور میں ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتا تھا سوائے اپنے پیٹ بھرنے کے مجھ کو اور کچھ فکر نہ تھا سو میں حاضر ہوتا تھا اور لوگ غائب ہوتے تھے اور میں یاد رکھتا تھا اور وہ بھول جاتے تھے اور میرے بھائی انصار اپنے مالوں کے کاموں میں مشغول رہتے تھے یعنی کھیتی وغیرہ میں اور تھا میں مرد مسکین مساکین صفہ میں سے یاد رکھتا تھا میں اور بھول جاتے تھے وہ یعنی بسبب مشغول ہونے کے کاموں میں اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ایک حدیث کے بیان میں فرمایا کہ البتہ جو پھیلائے رکھے گا اپنا کپڑا جب تک کہ میں اپنی بات مکمل کر چکوں پھر اپنے کپڑے کو اپنی طرف سمیٹ لے تو یاد رکھے گا جو میں کہتا ہوں یعنی میری حدیث کو کبھی نہیں بھولے گا تو میں نے اپنی چادر پھیلائی یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کلام تمام کر چکے تو میں نے اپنی اس چادر کو اپنے سینے سے لگا لیا سو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کلام سے کوئی چیز نہیں بھولا۔

فائدہ: صفہ ایک چبوترہ تھا مسجد نبوی کے صحن میں جن صحابہ رضی اللہ عنہم کا گھر بار کوئی نہ تھا وہ وہاں رہتے تھے اس

حدیث سے معلوم ہوا کہ بیع کرنی درست ہے اس واسطے کہ وہ آپ ﷺ کے زمانے میں واقع ہوئی اور آپ ﷺ نے اس پر اطلاع پائی اور اس کو برقرار رکھا وفیہ المطابقة للترجمة اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ بھولنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا صرف اسی حدیث کے ساتھ خاص ہے جس کو آپ ﷺ نے اس وقت فرمایا تھا لیکن باب حفظ العلم میں پہلے واقع ہوا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بعد اس کے کوئی چیز نہیں بھولا اور وہ حدیث عام ہے شامل ہے حدیث نبوی اور غیر اس کے کو لیکن مسلم کی ایک حدیث میں واقع ہوا ہے کہ میں آپ ﷺ کی کوئی حدیث نہیں بھولا۔ (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ نہ بھولنا خاص ہے ساتھ حدیث کے یعنی میں حضرت ﷺ کی کوئی حدیث نہیں بھولا۔

١٩٠٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ آخٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ إِنِّيْ أَكْثَرُ الْأَنْصَارِ مَالًا فَأَقْسِمُ لَكَ نِصْفَ مَالِيْ وَانْظُرْ أَيَّ زَوْجَتَيَّ هَوِيْتَ نَزَلْتُ لَكَ عَنْهَا فَإِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا قَالَ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْ ذٰلِكَ هَلْ مِنْ سُوْقٍ فِيْهِ تِجَارَةٌ قَالَ سُوْقُ قَيْنُقَاعٍ قَالَ فَغَدَا إِلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَتٰى بِأَقِطٍ وَّسَمْنٍ قَالَ ثُمَّ تَابَعَ الْغُدُوَّ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَآءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَلَيْهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ قَالَ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ كَمْ سُقْتَ قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ نَوَاةً مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

١٩٠٧۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم مدینے میں آئے یعنی مکہ سے ہجرت کر کے تو آپ ﷺ نے میری اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور ہم دونوں کو آپس میں بھائی بنایا تو سعد بن ربیع نے کہا کہ میں سب انصار سے زیادہ مالدار ہوں سو میں اپنا آدھا مال تجھ کو بانٹ دیتا ہوں اور نظر کر کہ میری دونوں بیویوں سے جس کو تو پسند کرے میں اس کو تیرے لیے طلاق دوں پس جب حلال ہو یعنی اس کی عدت گزر جائے تو تو اس سے نکاح کر لے سو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو اس کی حاجت نہیں کیا یہاں کوئی بازار ہے کہ اس میں سوداگری ہوتی ہو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں بازار قینقاع ہے راوی نے کہا سو صبح کو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ وہاں گئے اور کچھ گھی اور پنیر لائے یعنی سودے سے کما کر لوٹے پے در پے تجارت کے واسطے بازار میں جاتے رہے سو کچھ دن گزرے کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ آئے اور ان پر زردی کا نشان تھا سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے نکاح کیا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ عورت کون ہے انہوں نے کہا کہ انصاری عورت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اس کو مہر کتنا دیا ہے انہوں نے کہا کہ کھجور کی گٹھلی

أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

کے برابر سونا یا کہا کہ گٹھلی سونے کی سو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری کا سہی۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بیع جائز ہے اس واسطے کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہاں کوئی بازار ہے کہ اس میں سوداگری ہوتی ہو وفیہ المطابقة للترجمة اور پوری شرح اس حدیث کی کتاب النکاح میں آئے گی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو۔ (فتح)

۱۹۰۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الْمَدِينَةَ فَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ سَعْدٌ ذَا غِنًى فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ أُقَاسِمُكَ مَالِيْ نِصْفَيْنِ وَأُزَوِّجُكَ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّوْنِيْ عَلَى السُّوْقِ فَمَا رَجَعَ حَتّٰى اسْتَفْضَلَ أَقِطًا وَّسَمْنًا فَأَتٰى بِهِ أَهْلَ مَنْزِلِهِ فَمَكَثْنَا يَسِيْرًا أَوْ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَجَآءَ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ مَا سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ نَوَاةً مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

۱۹۰۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے سو آپ ﷺ نے ان کے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور سعد رضی اللہ عنہ مالدار تھے سو انہوں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تجھ کو اپنا آدھا مال بانٹ دیتا ہوں اور تجھ کو نکاح کر دیتا ہوں عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تجھ کو تیرے اہل اور مال میں برکت دے تو مجھ کو بازار کی راہ دکھا سو نہ پھرے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بازار سے یہاں تک کہ گھی اور پنیر کو نفع اٹھایا سو اس کو اپنے گھر والوں کے پاس لائے سو ہم کچھ مدت ٹھہرے یا جس قدر اللہ نے چاہا سو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ آئے اور ان پر زردی کا نشان تھا سو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا یا اس زردی کا کیا سبب ہے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے ایک عورت انصاری سے نکاح کیا ہے فرمایا کہ تو نے اس کو مہر کیا دیا ہے انہوں نے کہا کہ سونے کی گٹھلی یا کہا کہ کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا آپ ﷺ نے فرمایا کہ شادی کا کھانا پکا کر کھلا اگرچہ ایک بکری کا سہی۔

فائدہ: اور غرض ان دونوں حدیثوں کے لانے سے یہ ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم تجارت کرتے تھے اور آپ ﷺ نے ان کو اس پر برقرار رکھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تجارت اور مانند اس کی سے کمانا اولیٰ ہے کمانے سے ساتھ ہبہ اور مانند اس کی کے۔

۱۹۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا

۱۹۰۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے عکاظ اور مجنہ

سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ عُكَاظٌ وَّمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ فَكَأَنَّهُمْ تَأَثَّمُوْا فِيْهِ فَنَزَلَتْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ.

اور ذوالمجاز بازار جاہلیت میں سو جب اسلام آیا تو گویا کہ لوگوں نے اس میں گناہ جانا اور حج کے دنوں میں تجارت چھوڑ دی سو یہ آیت گزری کہ نہیں تم پر گناہ یہ کہ ڈھونڈو فضل رب اپنے کا یعنی سوداگری کرو حج کے موسم میں پڑھا ہے لفظ قول اخیر کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک مواسم الحج کا لفظ قرآن میں داخل ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ تجارت درست ہے اس واسطے کہ جاہلیت کے وقت ان بازاروں میں تجارت ہوتی تھی اور پھر اس کے بعد اسلام میں بھی ان کو برقرار رکھا گیا و فیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ الْحَلَالِ بَيِّنٌ وَّالْحَرَامِ بَيِّنٌ وَّبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ

باب ہے اس بیان میں کہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور حلال اور حرام کے درمیان دو طرفہ ملتی ہوئی شبہ کی چیزیں ہیں

۱۹۱۰۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ فَرْوَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِيْ فَرْوَةَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ فَرْوَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ

۱۹۱۰۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان مشابہ چیزیں ہیں کہ نہیں معلوم کہ وہ حلال ہیں یا حرام سو جو چھوڑے اس چیز کو کہ اس میں اس کو گناہ اور حرام کا شبہ ہو تو وہ ظاہر حرام چیز کو زیادہ تر چھوڑنے والا ہو گا اور جو دلیری کرے اس چیز پر کہ اس میں گناہ کا شک ہو تو قریب ہے کہ اپنے تئیں ظاہر حرام میں ڈالے گا اور گناہ اللہ کی چراگاہ ہے جو اس چراگاہ کے قریب چرے گا تو قریب ہے کہ اس میں داخل ہو جائے۔

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَّبَيْنَهُمَا أُمُوْرٌ مُّشْتَبِهَةٌ فَمَنْ تَرَكَ مَا شُبِّهَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ أَتْرَكَ وَمَنِ اجْتَرَأَ عَلٰى مَا يَشُكُّ فِيْهِ مِنَ الْإِثْمِ أَوْشَكَ أَنْ يُّوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ وَالْمَعَاصِيْ حِمَى اللّٰهِ مَنْ يَّرْتَعْ حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ أَنْ يُّوَاقِعَهٗ.

فائدہ: اس حدیث میں بھی تقسیم احکام کی ہے طرف تین چیزوں کی اور یہ تقسیم صحیح ہے اس واسطے یا تو چیز ایسی ہے کہ نص کی گئی ہے اس کی طلب پر ساتھ وعدے عذاب کے اس کی ترک پر یعنی یا تو وہ ایسی چیز ہوتی ہے کہ اس کی طلب پر نص ہوتی ہے اور اس کے ترک کرنے پر عذاب کا وعدہ ہوتا ہے اور یا اس کی ترک پر نص ہوتی ہے اور اس کے کرنے پر عذاب یا دونوں میں سے کسی چیز پر نص نہیں ہوتی سو پہلی چیز حلال ظاہر ہے اور دوسری حرام ظاہر ہے اور حلال ظاہر کے یہ معنی ہیں کہ اس کے بیان کی حاجت نہیں ہوتی یا اس کو ہر کوئی جانتا ہے اور تیسری قسم مشتبہ ہے پس نہیں معلوم ہوتی ہے واسطے مخفی ہونے اس کے کے پس نہیں معلوم ہوتا کہ کیا وہ حلال ہے یا حرام ہے اور جو چیز کہ ایسی ہو اس سے پرہیز کرنا بہتر ہے اس واسطے کہ اگر وہ نفس الامر میں حرام ہے تو اس کے گناہ سے بری ہوا اور اگر وہ حلال ہے تو اس کو اس کے ترک پر اجر ملتا ہے ساتھ اس قصہ کے اس واسطے کہ اصل چیزوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اصل حرمت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اصل چیزوں میں اباحت ہے اور کبھی حرمت اور اباحت دونوں اکٹھے وارد ہوتے ہیں پس اگر ان دونوں میں سے ایک متاخر معلوم ہو تو فبھا نہیں تو تیسری قسم میں داخل ہے اور عنقریب یہ ہے کہ میں شبہ کی تفسیر اس باب کے بعد بیان کروں گا اور مراد یہ ہے کہ وہ بعض لوگوں پر مشتبہ ہیں ساتھ دلیل قول آپ ﷺ کے کہ بہت لوگ اس کو نہیں جانتے اور اکثر محدثین نے اس حدیث کو کتاب البیوع میں بیان کیا ہے اس واسطے کہ معاملات میں شبہ بہت واقع ہوتا ہے اور نیز اس حدیث کو نکاح اور شکار اور ذبائح اور اطعمہ اور اشربہ کے ساتھ بھی تعلق ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے جرح اور تعدیل راویوں کی۔ (فتح)

بَابُ تَفْسِيْرِ الْمُشَبَّهَاتِ — باب ہے شبہ والی چیزوں کے بیان میں

فائدہ: چونکہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پہلے گزر چکا ہے کہ بہت لوگ اس کو نہیں جانتے تو ارادہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کہ اس کی معرفت کے طریق کو معلوم کرادیں تا کہ اس سے پرہیز کیا جائے سو پہلے وہ چیز ذکر کی جو اس کو ضبط کریں پھر وہ حدیثیں وارد کیں جن سے پکڑے جاتے ہیں مرتبے اس چیز کے کہ واجب ہے پرہیز کرنی

ان سے پھر اس کے بعد دوسرا وہ باب بیان کیا جس میں بیان ہے اس چیز کا کہ وہ مستحب ہے پرہیز اس سے پھر تیسرا باب وہ بیان کیا کہ اس میں مکروہ چیزوں کا بیان ہے اور اس کی شرح یہ ہے کہ یا تو چیز کی اصل حرمت ہے اور یا اباحت اور یا اس میں شک ہے پس پہلی چیز مانند شکار کی ہے اس واسطے کہ ذبح سے پہلے اس کا کھانا حرام ہے اور جب اس میں شک کرے تو نہ دور ہوگی اس حرمت سے مگر ساتھ یقین کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ حدیث عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے اور دوسری چیز مانند پاکی کی ہے جبکہ حاصل ہو نہیں دور ہوتی مگر ساتھ یقین حدث کے اور طرف اس کی اشارہ ہے ساتھ حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے تیسرے باب میں اور اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص ہے کہ اس کے واسطے بی بی اور غلام ہے اور شک کرتا ہے کہ کیا اس کو طلاق دی ہے یا نہیں اور آزاد کیا ہے یا نہیں پس اس شک کا کچھ اعتبار نہیں اور وہ دونوں اس کے ملک میں ہیں اور تیسری چیز وہ ہے کہ اس کی اصل متحقق نہیں اور حرمت اور اباحت کے درمیان متردد ہے پس اولیٰ ترک کرنا اس کا ہے اور طرف اس کی اشارہ ہے ساتھ حدیث کھجور گری پڑی کے دوسرے باب میں۔ (فتح)

وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَهْوَنَ مِنَ الْوَرَعِ دَعْ مَا يَرِيْبُكَ إِلٰى مَا لَا يَرِيْبُكَ.

یعنی اور حسان نے کہا کہ میں نے پرہیز گاری سے زیادہ تر آسان کوئی چیز نہیں دیکھی چھوڑ وہ چیز جو شک میں ڈالے تجھ کو یعنی جس چیز کی حلت اور حرمت میں شک ہو اس کو چھوڑ دے اور جس میں شک نہ ہو اس پر عمل کر۔

فائدہ: اور یہ اصل عظیم ہے بیچ پرہیز گاری کے اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں پہنچتا ہے بندہ اس درجے کو کہ ہو پرہیز گاروں سے یہاں تک کہ چھوڑے وہ چیز کہ نہیں ڈر اس کا واسطے خوف سے اس چیز سے کہ اس کا ڈر ہے اور خطابی نے کہا کہ جس چیز میں تجھ کو شک ہو پس پرہیز گاری اس سے بچنا ہے پھر وہ بچنا تین قسم پر ہے واجب اور مستحب اور مکروہ پس واجب بچنا اس چیز سے ہے کہ اس کے کرنے سے حرام چیز کا ارتکاب لازم آئے اور مستحب بچنا اس شخص کے معاملے سے ہے جس کا اکثر مال حرام ہو اور مکروہ بچنا رخصتوں شرعیہ سے ہے بطور حقارت کے۔ (فتح)

١٩١١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَآءَ جَآءَ تْ فَزَعَمَتْ

١٩١١۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کالی عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے تجھ کو اور تیری بی بی کو دودھ پلایا ہے تو عقبہ رضی اللہ عنہ نے یہ حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیرا اور تبسم فرمایا اور فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ وہ کہتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ

أَنَّهَا أَرْضَعَتْهُمَا فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ وَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ وَقَدْ كَانَتْ تَحْتَهُ ابْنَةُ أَبِي إِهَابٍ التَّمِيمِيِّ.

پلایا ہے اور اس کی بی بی ابواہاب کی بیٹی تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شبہے کی چیز سے بچنا چاہیے اس واسطے کہ آپ ﷺ کے قول **کیف و قد قیل** سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے جو عقبہ رضی اللہ عنہ کو اپنی عورت سے جدا ہونے کا حکم کیا تو اس عورت کے اس کہنے کے سبب سے کیا کہ میں نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے پس احتمال تھا کہ یہ بات اس کی صحیح ہو پس حرام کا مرتکب ہوگا پس حکم کیا اس کو ساتھ جدا کرنے عورت کے واسطے احتیاط کے اکثر کے قول پر اور بعض کہتے ہیں کہ بلکہ ایک عورت کی شہادت قبول کی اس وجہ سے کہ آئندہ آئے گا۔ (فتح)

١٩١٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَقَالَ ابْنُ أَخِي قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ أَخِي كَانَ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ

١٩١٢۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا مجھ سے ہے سو اس کو لے لینا سو جب فتح مکہ کا دن ہوا تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس کو لیا اور کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے کہ میرے بھائی نے مجھ کو اس کی وصیت کی تھی سو کھڑا ہوا عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ اور کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اس کے فرش پر پیدا ہوا سو وہ دونوں آپ ﷺ کے پاس جھگڑتے گئے سو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے مجھ کو اس کے حق میں وصیت کی تھی اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اس کے فرش پر پیدا ہوا سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے اے عبد بن زمعہ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ لڑکا بچھونے والے کا ہے یعنی لڑکے کا مالک وہی ہے جس کے نیچے اس کی ماں ہو خواہ نکاح سے ہو یا ملکیت سے اور زنا کرنے والے کو پتھر ہے یا محرومی ہے میراث اور نسب سے یعنی اس لڑکے کی نسب اس

بِنْتِ زَمْعَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبِي مِنْهُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ.

سے ثابت نہیں ہوتی پھر آپ ﷺ نے اپنی بی بی سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ تو اس سے پردہ کر بسبب اس کے کہ دیکھی آپ ﷺ نے مشابہت اس کی ساتھ عتبہ کے سو نہ دیکھا اس لڑکے نے سودہ رضی اللہ عنہا کو یہاں تک کہ مر گیا۔

فائدہ: اور وجہ دلالت کی اس حدیث سے آپ ﷺ کا یہ قول ہے کہ پردہ کر تو اس سے اے سودہ باوجودیکہ آپ ﷺ نے حکم کیا کہ وہ اس کا بھائی ہے اور اس کے باپ کے نطفے سے ہے لیکن چونکہ آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہ لڑکا عتبہ کے ساتھ مشابہ ہے تو سودہ کو حکم کیا کہ اس سے پردہ کرے واسطے احتیاط کے اکثر کے قول پر اور اعتراض کیا ہے داؤدی نے کہ اس حدیث کو اس باب سے کچھ تعلق نہیں اور جواب دیا ہے ابن تین نے ساتھ اس کے کہ مشبہ وہ چیز ہے کہ ایک وجہ سے حلال کے مشابہ ہو اور ایک وجہ سے حرام کے مشابہ ہو اور بیان اس کا اس قصے سے یہ ہے کہ لاحق کرنا اس لڑکے کا ساتھ زمعہ کے تقاضا کرتا ہے اس کو کہ سودہ رضی اللہ عنہا اس سے پردہ نہ کرے اور مشابہ ہونا اس کا ساتھ عتبہ کے چاہتا ہے اس کو کہ اس سے پردہ کرے اور ابن قصار نے کہا کہ آپ ﷺ نے تو سودہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردہ اس واسطے کرایا تھا کہ خاوند کو جائز ہے یہ کہ اپنے بیوی کو اس کے بھائی وغیرہ قرابتوں سے منع کرے اور اس کے غیر نے کہا کہ واجب ہوا یہ واسطے سخت ہونے امر حجاب کے بیچ بیبیوں آپ ﷺ کی کے اور اگر اس کی طرح اور کسی کے حق میں اتفاق پڑے تو پردہ واجب نہیں جیسے کہ واقع ہوا ہے واسطے اعرابی کے کہ کہا واسطے اس کے کہ شاید کہ کسی رگ نے اس کو کھینچا ہوگا۔

١٩١٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُرْسِلُ كَلْبِي وَأُسَمِّي فَأَجِدُ مَعَهُ عَلَى الصَّيْدِ كَلْبًا آخَرَ لَمْ أُسَمِّ عَلَيْهِ وَلَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَ قَالَ لَا تَأْكُلْ إِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ

١٩١٣۔ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے تیر بے پر کا حکم پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب وہ اپنی تیزی سے پہنچے یعنی اپنی تیزی سے شکار کو زخمی کر ڈالے تو اس کو کھا اور اگر اس کو اپنی چوڑان سے پہنچے یعنی شکار کو اس طرح لگے کہ اس کو زخمی نہ کرے تو اس کو نہ کھا اس واسطے کہ وہ وقیذ ہے یعنی مردار ہے اس کا کھانا درست نہیں ہے پھر میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں اور اللہ کا نام لیتا ہوں پھر میں اس کے ساتھ شکار پر ایک اور کتا پاتا ہوں کہ میں نے اس پر بسم اللہ نہیں پڑھی اور میں نہیں جانتا کہ دونوں میں سے کس نے اس کو پکڑا ہے

عَلَى الْآخَرِ.

فرمایا کہ نہ کھا تو نے تو صرف اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے اور تو نے دوسرے کتے پر اللہ کا نام نہیں لیا۔

فائدہ: وجہ دلالت کی اس حدیث سے یہی اخیر قول ہے کہ تو نے تو صرف اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے دوسرے پر نہیں پڑھی پس بیان کی واسطے اس کے وجہ منع ہونے کی اور وہ ترک کرنا بسم اللہ کا ہے اور بعض استدلال کرتے ہیں اس سے اوپر ذریعہ کے اور وہ بہت بعید بات ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُتَنَزَّهُ مِنَ الشُّبُهَاتِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ پرہیز کی جاتی ہے شبہات سے

١٩١٤۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ مَسْقُوطَةٍ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ تَكُوْنَ مِنْ صَدَقَةٍ لَأَكَلْتُهَا وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَجِدُ تَمْرَةً سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي.

١٩١٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گری ہوئی کھجور پر سے گزرے سو فرمایا کہ اگر مجھ کو اس کا خوف نہ ہوتا کہ شاید یہ کھجور زکوۃ کی ہو تو میں اس کو کھا لیتا اور کہا ہمام نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے بچھونے پر گری ہوئی کھجور پاتا ہوں۔

فائدہ: اس دوسری روایت کے بیان کرنے میں یہ نکتہ ہے کہ اس میں تعین ہے اس جگہ کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کھجور پڑی دیکھی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا تھا اور باوجود اس کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہ کھایا اور یہ نہایت تقوی اور پرہیز گاری ہے اور مہلب نے کہا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کی کھجوریں تقسیم کرتے تھے پھر اپنے گھر کی طرف پھرتے تھے سو صدقہ کی کھجوروں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کے ساتھ کوئی کھجور لگی رہتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچھونے پر گر پڑتی تھی نہیں تو کیا فرق ہے درمیان اس کے اور درمیان گوشت کھانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس چیز سے کہ بریرہ پر صدقہ کیا گیا میں کہتا ہوں کہ نہیں منحصر ہے وجود کسی چیز کا صدقہ کی کھجوروں سے بیچ غیر گھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تا کہ اس تاویل کی حاجت ہو بلکہ احتمال ہے کہ ہو یہ کھجور اٹھائی گئی طرف اس شخص کی کہ مستحق ہے صدقہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے اور موخر ہوا سپرد کرنا اس کا واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یا کھجوریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی طرف اٹھائی گئیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تقسیم کیا تو کچھ اس سے باقی رہیں اور امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات نہ سوئے تو کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کس چیز نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کیا تو فرمایا کہ میں نے ایک کھجور پڑی پائی سو میں نے اس کو کھا لیا پھر یاد کیں میں نے کھجوریں کہ ہمارے پاس صدقہ کی کھجوروں میں تھیں سو میں نہیں

جانتا کہ یہ کھجور صدقے کی کھجوروں میں سے تھی یا میرے گھر والی کھجوروں میں سے پس اس فکر نے مجھ کو بیدار کیا اور یہ محمول ہے تعدد واقع پر اور یہ کہ جبکہ آپ ﷺ کو پڑی کھجور کھانے کا اتفاق ہوا جیسے کہ اس حدیث میں ہے اور اس نے آپ ﷺ کو قلق میں ڈالا تو اس کے بعد آپ ﷺ کا یہ حال ہوا کہ جب کوئی ایسی چیز دیکھتے تھے کہ جس میں کہ تردد ہو تو اس کو احتیاط کے واسطے ترک کر دیتے تھے اور احتمال ہے کہ آپ ﷺ کھانے کے وقت تشریع کے مقام میں ہوں اور ترک کی حالت میں اپنے خاص نفس میں ہوں اور مہلب نے کہا کہ آپ ﷺ نے تو اس کو تقویٰ کی وجہ سے چھوڑا تھا اور یہ چھوڑنا واجب نہیں اس واسطے کہ اصل یہ ہے کہ جو چیز کہ آدمی کے گھر میں ہے وہ اس کو مباح ہے یہاں تک کہ قائم ہو کوئی دلیل اوپر اس کے حرام ہونے کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ پر تھوڑا صدقہ بھی حرام ہے پس بہت صدقہ بطریق اولیٰ حرام ہوگا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرَ الْوَسَاوِسَ وَنَحْوَهَا مِنَ الشُّبُهَاتِ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ نہیں دیکھتا ہے وسوسوں اور مانند اس کی کو شبہات سے

فائدہ: یہ باب معقود ہے واسطے بیان اس چیز کے کہ مکروہ ہے تشدد کرنے سے ورع میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ورع کی کئی قسمیں ہیں ایک ورع صدیقوں کی ہے اور وہ ترک کرنا ہے اس چیز کا کہ نہ کھائے بغیر نیت قوت عبادت کے اور ایک ورع متقیوں کی ہے اور وہ چھوڑنا ہے اس چیز کا کہ اس میں شبہ نہیں ہے لیکن خوف کرتا ہے کہ آخر کو حرام تک کھینچے اور ایک ورع صالحین کی ہے اور وہ ترک کرنا اس چیز کا ہے کہ راہ پائے طرف اس کی احتمال تحریم کا بشرطیکہ اس احتمال کا کوئی موقع ہو اور اگر اس کا کوئی موقع نہ ہو تو وہ وسواس والوں کی ورع ہے اور اس کے سوا گواہوں کی ورع ہے اور وہ ترک کرنا اس چیز کا ہے کہ گواہی کو ساقط کرے یعنی عام ہے کہ یہ چیز متروک حرام ہو یا نہیں اور غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس جگہ بیان ورع وسواس والوں کی ہے مانند اس شخص کی کہ شکار کھانے سے باز رہے اس خوف سے کہ یہ شکار کسی آدمی کا ہوگا پھر اس سے چھوٹ گیا اور مانند اس شخص کی کہ چھوڑے خریدنا اس چیز کا کہ محتاج ہے طرف اس کی مجہول آدمی سے کہ نہیں جانتا ہے کہ کیا مال اس کا حلال سے ہے یا حرام سے ہے اور نہیں ہے اس جگہ کوئی نشانی کہ دلالت کرے ثانی پر اور مانند اس شخص کی کہ چھوڑ دے اس چیز کو کہ اس میں حدیث وارد ہوئی ہے لیکن وہ بالاتفاق ضعیف ہے اور واسطے نہ دلیل پکڑنے ساتھ اس کے اور اس کی اباحت کی دلیل قوی ہو اور اس کی تاویل منع یا بعید ہے پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں دو حدیثیں بیان کیں پہلی حدیث یہ ہے۔

۱۹۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ شُكِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۱۹۱۵۔ عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے چچا سے روایت کی کہا انہوں نے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی کی شکایت ہوئی کہ نماز میں کوئی چیز پاتا ہے یعنی اس

وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يَجِدُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئًا أَيَقْطَعُ الصَّلَاةَ قَالَ لَا حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيْحًا وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ لَا وُضُوْءَ إِلَّا فِيْمَا وَجَدْتَ الرِّيْحَ أَوْ سَمِعْتَ الصَّوْتَ.

کو شبہ ہوتا ہے کہ کوئی چیز اس کے پیچھے سے نکلی ہے یا نہیں کہ کیا وہ نماز کو توڑ ڈالے فرمایا نہ توڑے نماز کو یہاں تک کہ آواز سنے یا بدبو پائے یعنی جب پیٹ میں گڑگڑاہٹ پائے اور اس سے وضو ٹوٹنے کا شبہ پڑے تو نماز کو نہ توڑے اور کہا ابن ابوحفص نے زہری سے کہ نہیں ہے وضو مگر اس چیز میں کہ پائے بدبو کو یا سنے آواز کو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محض شبہ کا کچھ اعتبار نہیں اس سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ وہ محض وسوسہ ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور دوسری حدیث عام ہے خواہ نماز کے اندر ہو یا باہر اور پہلی حدیث خاص ہے واسطے اس کے کہ نماز میں ہو اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اکثر اوقات آدمی سے نماز کی حالت میں ہی ہوا نکلتی ہے بخلاف اور توڑنے والی چیزوں کے کہ وہ نہیں ہجوم کرتی ہیں اس پر مگر نادر اور نہیں مراد ہے حصر کرنا نقض وضو کا ساتھ وجود ہوا کے۔ (فتح)

١٩١٦۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ قَوْمًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ قَوْمًا يَأْتُوْنَنَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِيْ أَذَكَرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا اللّٰهَ عَلَيْهِ وَكُلُوْهُ.

١٩١٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک گروہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے اس پر اللہ کا نام لیا ہے کہ نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھاؤ۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ اللہ کا نام لینا ذبح کی صحت کے واسطے شرط نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بسم اللہ کہنا نہیں شرط ہے بیچ جائز ہونے کھانے کے ذبیحہ سے وسیاتی تقریرہ وسائر مباحثه فی کتاب الذبائح مستوفی انشاء الله تعالی اور یہ حدیث اصل ہے بیچ حسن ظن رکھنے کے ساتھ مسلمان کے اور یہ کہ سب کام اس کے محمول ہیں کمال پر خاص کر اس زمانے کے لوگ کہ ان کے کام تو بطریق اولیٰ کمال پر محمول ہیں (فتح) اور اس حدیث سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ سائلوں کو معلوم تھا کہ ذبیحہ کو بدون بسم اللہ کے حلال نہ جانتے تھے نہیں تو وسوسہ کی کوئی جگہ نہ تھی اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے اور امام بخاری رحمہ اللہ کا اس حدیث کو اس باب میں لانا اس پر ناطق ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا﴾

باب ہے اس آیت کی تفسیر کے بیان میں کہ جب دیکھیں سودا یا تماشا تو بھاگ جائیں طرف اس کی

۱۹۱۷۔ حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَتْ مِنَ الشَّامِ عِيْرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا فَالْتَفَتُوْا إِلَيْهَا حَتّٰى مَا بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا﴾.

۱۹۱۷۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے کہ اچانک ایک قافلہ شام سے غلہ لایا تو لوگ اس کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ باقی نہ رہے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مگر بارہ مرد تو اس وقت یہ آیت اتری کہ جب دیکھیں سودا یا تماشا تو بھاگ جائیں طرف اس کی۔

فائدہ: گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کے کہ تجارت اگرچہ ممدوح ہے اس اعتبار سے کہ وہ حلال سبوں سے ہے پس تحقیق مذمت کی جاتی ہے جبکہ مقدم کی جائے اس چیز پر کہ واجب ہے مقدم کرنا اس کا اوپر اس کے اور جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اور اس کی پوری شرح کتاب الجمعہ میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يُبَالِ مِنْ حَيْثُ كَسَبَ الْمَالَ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ نہیں پرواہ کرتا اس کی کہ اس نے مال کو کہاں سے کمایا حلال سے یا حرام سے

فائدہ: یہ باب اشارہ ہے طرف مذمت ترک کرنے کی کوشش کے کسبوں میں۔ (فتح)

۱۹۱۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِّنَ الْحَرَامِ.

۱۹۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وقت لوگوں پر ایسا آئے گا کہ آدمی کچھ پرواہ نہ کرے گا اس چیز کی کہ اس نے لیا اس کو کہ وہ حلال سے ہے یا حرام سے

فائدہ: یعنی بے دینی حاصل ہوگی مال حاصل کرنے میں شدت حرص اور ضعف ایمان کے سبب سے حلال اور حرام میں کچھ تمیز باقی نہ رہے گی خواہ رشوت سے ملے خواہ چوری سے خواہ خرچی خواہ سود خوری خواہ ظلم خواہ دغا بازی سے ملے چنانچہ اس زمانے کا حال ہے کہ مال کو جس طرح سے پاتے ہیں سمیٹ جاتے ہیں موت اور قیامت سے خبر نہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ آدمی کچھ پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے کہاں سے مال کو لیا حلال سے یا حرام

سے اور ابن تین نے کہا کہ خبر دی ساتھ اس کے آپ ﷺ نے واسطے ڈرانے کے مال کے فتنے سے اور یہ حدیث نبوت کے دلائل سے ہے واسطے خبر دینے آپ ﷺ کے کے ساتھ آئندہ حالات کے جو آپ ﷺ کے زمانے میں نہ تھے اور وجہ مذمت کی برابری کرنی ہے درمیان دونوں امروں کے نہیں تو حلال کا لینا برابر نہیں خواہ کسی جگہ سے کمائے واللہ اعلم۔(فتح)

بَابُ التِّجَارَةِ فِي الْبَزِّ

باب ہے بیان میں تجارت کے بیچ کپڑے وغیرہ کے

فائدہ: اور لفظ ''بز'' میں اختلاف ہے اکثر کے نزدیک یہ لفظ زاء کے ساتھ ہے لیکن نہیں ہے حدیث میں وہ چیز کہ خاص کر اس پر دلالت کرے بلکہ بطریق عام ہونے مباح کسبوں کے اور ابن عساکر نے کہا کہ لفظ ''بر'' کو را کے ساتھ پڑھنا زیادہ تر لائق ہے ساتھ مواخاۃ آئندہ باب کے جو کہ بعد ایک باب کے ہے اور وہ دریا میں تجارت کرنی ہے(فتح) اور را کے ساتھ اس کے معنی یہ ہیں کہ جنگل وغیرہ میں تجارت کرنے کا بیان لیکن حدیث میں جنگل کی تجارت کا بھی ذکر نہیں بلکہ مطلق ہے اگرچہ ظاہر بھی ہے اور اس کا مقابلہ بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔(تیسیر)

وَقَوْلِهِ ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾

یعنی اور اس آیت کی تفسیر کا بیان کہ اہل تقویٰ کی تفسیر میں واقع ہوئی ہے کہ مرد ہیں کہ نہیں باز رکھتی ان کو سوداگری اور نہ بیع اللہ کے ذکر سے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں باز رکھتی ہے ان کو فرض نماز سے(فتح)

وَقَالَ قَتَادَةُ كَانَ الْقَوْمُ يَتَبَايَعُوْنَ وَيَتَّجِرُوْنَ وَلٰكِنَّهُمْ إِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِّنْ حُقُوْقِ اللّٰهِ لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ حَتّٰى يُؤَدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ.

اور قتادہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم تجارت کرتے تھے اور خرید و فروخت کرتے تھے لیکن جبکہ پیش آتا تھا ان کو کوئی حق حقوق اللہ سے تو نہ باز رکھتی تھی ان کو تجارت اور نہ بیع اللہ کے ذکر سے یہاں تک کہ اس کو اللہ کی طرف ادا کرتے تھے۔

فائدہ: اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بازار میں تھے پس نماز کی تکبیر ہوئی سو لوگوں نے اپنی دکانیں بند کیں اور مسجد میں داخل ہوئے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت ان میں اتری اور سفیان ثوری سے روایت ہے کہ لوگ بازار میں خرید و فروخت کرتے تھے اور فرض نماز کو جماعت سے نہ چھوڑتے تھے۔(فتح)

۱۹۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ كُنْتُ أَتَّجِرُ فِي الصَّرْفِ

۱۹۱۹۔ ابو منہال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں صرف نقد بیع کیا کرتا تھا یعنی بیع بقد کی ساتھ نقد کے جیسے بیع روپیہ کی ساتھ روپیہ کے یعنی صرافی کی دکانیں کیا کرتا تھا سو میں نے براء

فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَعَامِرُ بْنُ مُصْعَبٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا الْمِنْهَالِ يَقُولُ سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَا كُنَّا تَاجِرَيْنِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ إِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَأْسَ وَإِنْ كَانَ نَسِيئًا فَلَا يَصْلُحُ.

اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بیع صرف کا حکم پوچھا انہوں نے کہا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تجارت کیا کرتے تھے سو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیع صرف کا حکم پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہاتھوں ہاتھ ہو تو کچھ ڈر نہیں یعنی درست ہے اور اگر ادھار ہو تو درست نہیں۔

فائدہ: یہ جو ابوالمنہال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تجارت کیا کرتے تھے تو اس سے بطور عموم کے ثابت ہوا کہ جنگل میں بھی تجارت کرنی درست ہے وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ الْخُرُوجِ فِي التِّجَارَةِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾.

تجارت کے واسطے باہر نکلنے کا بیان اور بیان اس آیت کا کہ جب نماز تمام ہو چکے تو پھیل جاؤ زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ یہ اباحت ہے بعد حرمت کے یعنی اس سے پہلے نماز کے تمام ہونے تک تجارت حرام تھی پھر نماز کے تمام ہونے کے بعد حکم ہوا کہ جائز ہے مانند اس آیت کی کہ جب تم احرام سے نکلو تو شکار کرو اور ابن منیر نے حاشیہ میں کہا کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ سوداگری کے واسطے چلنا پھرنا اور سفر کرنا درست ہے اگرچہ دور دراز ہو برخلاف اس شخص کے جو تکبر سے بازار میں نہیں جاتا کما سیاتی انشاء الله تعالى (فتح) اور آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تجارت کے واسطے باہر نکلنا درست ہے۔ (تیسیر)

۱۹۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ بْنِ

۱۹۲۰۔ عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آنے کی اجازت چاہی سو ان کو اجازت نہ ہوئی اور شاید کہ عمر رضی اللہ عنہ کسی کام میں مشغول تھے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پھر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ

الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ وَكَأَنَّهٗ كَانَ مَشْغُوْلًا فَرَجَعَ أَبُوْ مُوْسٰى فَفَرَغَ عُمَرُ فَقَالَ أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ائْذَنُوْا لَهٗ قِيْلَ قَدْ رَجَعَ فَدَعَاهُ فَقَالَ كُنَّا نُؤْمَرُ بِذٰلِكَ فَقَالَ تَأْتِيْنِيْ عَلٰى ذٰلِكَ بِالْبَيِّنَةِ فَانْطَلَقَ إِلٰى مَجْلِسِ الْأَنْصَارِ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوْا لَا يَشْهَدُ لَكَ عَلٰى هٰذَا إِلَّا أَصْغَرُنَا أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ فَذَهَبَ بِأَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ فَقَالَ عُمَرُ أَخَفِيَ هٰذَا عَلَيَّ مِنْ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ يَعْنِي الْخُرُوْجَ إِلٰى تِجَارَةٍ.

گھبرائے یا اپنے کام سے فارغ ہوئے پھر کہا کہ کیا میں نے عبداللہ بن قیس یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی آواز نہیں سنی یعنی سنی ہے ان کو اجازت دو کہ اندر آئیں کسی نے کہا کہ وہ پھر گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا اور کہا کہ تم کس واسطے پھر گئے اور میرے پاس اندر نہ آئے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو یہی حکم تھا کہ بے اجازت کسی کے گھر میں نہ جائیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اس پر میرے پاس گواہ لاؤ کہ بلا اجازت کسی کے گھر میں جانا درست نہیں سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ انصار کی مجلس کی طرف چلے اور ان سے یہ معنی پوچھا کہ کیا تم کو اس حدیث کی خبر ہے تاکہ تم میری گواہی دو تو انصار نے کہا کہ نہ گواہی دے گا واسطے تیرے اس معنی پر مگر سب سے زیادہ تر چھوٹا ہمارا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہے یعنی یہ حدیث تو ہمارے درمیان ایسی مشہور ہے کہ اس کو ہمارے لڑکے بھی جانتے ہیں اور انہوں نے بھی اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا پوشیدہ رہی مجھ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے کوئی چیز باز رکھا مجھ کو بازار کی خرید و فروخت نے یعنی تجارت کے واسطے نکلنا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تین بار اجازت مانگے اور اس کو اجازت نہ ملے تو چاہیے کہ پھر جائے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جب صحابی رضی اللہ عنہ کہے کہ ہم کو اس طرح کا حکم ہوتا تھا تو یہ قول محمول ہے رفع پر یعنی یہ حدیث مرفوع ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ صحابی بڑے قدر اور بہت ملازمت والے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث پوشیدہ رہتی تھی اور وہ اس کو آپ سے کم درجے والے آدمی سے سنتا تھا اور بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک شخص کی حدیث کو قبول نہ کرتے تھے اور یہ دعویٰ ٹھیک نہیں اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں آچکا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے چاہا تھا کہ اس کو خوب ثابت کروں اور پورے فائدے اس کے کتاب الاستیذان میں آئندہ آئیں گے اور یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے تجارت کے ساتھ مشغول ہونے کو کھیل کہا تو اس واسطے کہا کہ باز رکھا اس نے ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طول

صحبت سے یہاں تک کہ سنی ان کے غیر نے آپ ﷺ سے وہ چیز کہ انہوں نے نہ سنی اور نہیں ارادہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے ترک کرنا اصل ملازمت کا اور وہ ایک نسبتی امر ہے اور تھی حاجت عمر رضی اللہ عنہ کی واسطے نکلنے کے طرف بازار کی واسطے کسب تجارت کے اپنے بال بچوں کے لیے اور واسطے بچنے کے لوگوں کے سوال سے اور جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پس تنہا تھے پس اس واسطے ان کی صحبت آپ ﷺ سے اکثر ہوئی اور ملازمت عمر رضی اللہ عنہ کی پوشیدہ نہیں کما سیاتی فی ترجمة اور لہو مطلق اس چیز کو کہتے ہیں کہ باز رکھے برابر ہے کہ حلال ہو یا حرام اور شرع میں لہو فقط اس چیز کو کہتے ہیں کہ حرام ہو۔ (فتح)

بَابُ التِّجَارَةِ فِي الْبَحْرِ

دریا میں سوداگری کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی سوداگری کے واسطے دریا میں سوار ہونا اور اس کا سفر کرنا درست ہے (فتح)

وَقَالَ مَطَرٌ لَا بَأْسَ بِهِ وَمَا ذَكَرَهُ اللّٰهُ فِي الْقُرْآنِ إِلَّا بِحَقٍّ ثُمَّ تَلَا ﴿وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهِ﴾

یعنی اور مطر نے کہا کہ سوداگری کے واسطے دریا میں سوار ہونے کا کچھ ڈر نہیں اور کہا مطر نے کہ نہیں ذکر کیا اس کو اللہ نے قرآن میں مگر ساتھ حق کے یعنی اللہ نے جو تجارت کے واسطے دریا میں سوار ہونا قرآن میں ذکر کیا ہے تو اس واسطے ذکر کیا ہے کہ یہ حق ہے اور جائز ہے پھر مطر نے یہ آیت پڑھی کہ دیکھے تو دریا میں کشتیاں کہ آواز سے پانی کو پھاڑتی ہیں تا کہ ڈھونڈو تم فضل اللہ کا یعنی اس کا رزق۔

فائدہ: اور مطر نے اس آیت کو اباحت پر اس واسطے محمول کیا ہے کہ وہ چلائی گئی ہے بیچ مقام احسان کے اور اس میں رد ہے واسطے اس شخص کے جو دریا میں سوار ہونے کو منع کرتا ہے (فتح)

وَالْفُلْكُ السُّفُنُ الْوَاحِدُ وَالْجَمْعُ سَوَآءٌ

اور فلک کہ اس آیت میں واقع ہے کشتیوں کو کہتے ہیں اس کا واحد اور جمع برابر ہے یعنی ایک ہی طرح آتا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمْخَرُ السُّفُنُ الرِّيحَ وَلَا تَمْخَرُ الرِّيحَ مِنَ السُّفُنِ إِلَّا الْفُلْكُ الْعِظَامُ.

اور مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ پھاڑتی ہیں کشتیاں پانی کو ساتھ آواز کے ہوا سے ہوا کو اور نہیں پھاڑتی ہیں کشتیوں سے مگر بڑی کشتیاں۔

فائدہ: اور گویا کہ مجاہد کی مراد یہ ہے کہ پھاڑنا کشتی کا پانی ساتھ آواز کے سوائے اس کے نہیں کہ وہ ہوا کے واسطے سے ہے اور اس کے قول ولا تمخر الریح الخ کے یہ معنی ہیں کہ نہیں حاصل ہوتی آواز مگر بڑی کشتیوں سے یا اکثر

اوقات چھوٹی کشتیوں سے حاصل نہیں ہوتی اور ظاہر اور ثواب ہے کہ مجاہد کے قول میں سفن فاعل ہے اور اس کے نون پر پیش پڑھنا چاہیے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر قرآن سے اس واسطے کہ اس میں فعل کو کشتی کی طرف منسوب کیا ہے۔ (فتح)

١٩٢١۔ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ خَرَجَ إِلَى الْبَحْرِ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بِهٰذَا.

١٩٢١۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک مرد کو ذکر کیا جو دریا میں سوار تھا سو اس نے اپنی حاجت پوری کی اور تمام حدیث کو بیان کیا۔

فائدہ: یہ پوری حدیث آئندہ کتاب الکفالہ میں آئے گی اور وہاں اس کی شرح بھی بیان ہوگی اور مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے لیے شرع ہے یعنی ہم کو اس کے ساتھ عمل کرنا درست ہے جبکہ نہ وارد ہوئی ہو ہماری شرح میں وہ چیز کہ اس کو منسوخ کر ڈالے خاص کر جبکہ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھ کر ذکر فرمایا اور بیچ ثنا کے اس کے فاعل پر اور جو اس کی مانند ہو اور احتمال ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی اس حدیث کے لانے سے یہ ہو کہ دریا کا سوار ہونا ہمیشہ متعارف اور مالوف ہے قدیم زمانے سے پس حمل کیا جائے گا اصل اباحت پر یہاں تک کہ وارد ہو کوئی دلیل اس کے منع پر یعنی اس کے مانع ہونے کی کوئی دلیل نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ تجارت کے واسطے دریا میں سوار ہونا درست ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْا إِلَيْهَا﴾ وَقَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ وَقَالَ قَتَادَةُ كَانَ الْقَوْمُ يَتَّجِرُوْنَ وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِّنْ حُقُوْقِ اللّٰهِ لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ حَتّٰى يُؤَدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ جب دیکھیں سودا یا تماشا تو بھاگ جائیں طرف اس کی اور چھوڑ دیں تجھ کو کھڑا اور بیان اس آیت کا کہ مرد ہیں کہ نہیں باز رکھتی ہے ان کو تجارت اور بیع اللہ کے ذکر سے اور قتادہ نے کہا کہ تھے اصحاب تجارت کرتے لیکن جب پیش آتا ان کو کوئی حق اللہ کے حقوق میں سے تو نہ باز رکھتی ان کو تجارت اور نہ خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے یہاں تک کہ ادا کرتے اس کو طرف اللہ کی۔

فائدہ: یہ باب پہلے بھی گزر چکا ہے غلطی کاتب سے پھر یہاں دوبارہ لکھا گیا۔ (فتح)

۱۹۲۲۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِی الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ أَقْبَلَتْ عِیْرٌ وَّنَحْنُ نُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ فَانْفَضَّ النَّاسُ إِلَّا اثْنَیْ عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآیَةُ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْا إِلَیْهَا وَتَرَکُوْكَ قَآئِمًا﴾.

۱۹۲۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شام سے قافلہ آیا اور ہم جمعہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے سو لوگ بھاگ گئے مگر بارہ آدمی پس یہ آیت اتری کہ جب دیکھیں سودا بکتا یا تماشا تو بھاگ جائیں طرف اس کی اور چھوڑ دیں تجھ کو کھڑا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی ﴿أَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا کَسَبْتُمْ﴾

یعنی باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ خرچ کرو ستھری چیزیں اپنی کمائی میں سے

فائدہ: مجاہد سے پہلے گزر چکا ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ مراد کسب سے اس آیت میں تجارت ہے۔ (فتح)

۱۹۲۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَیْتِهَا غَیْرَ مُفْسِدَةٍ کَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا بِمَا کَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا یَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَیْئًا.

۱۹۲۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت اپنے گھر سے کسی کو اللہ کی راہ میں کھانا دے بدون لٹائے تو اس کو ثواب دینے کا ہے اور اس کے خاوند کو کمانے کا اور اناج رکھنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ہے نہ کم کرے گا ایک دوسرے کے ثواب سے کچھ یعنی تینوں کو پورا ثواب ملے گا۔

فائدہ: یہ حدیث اور اس کی پوری شرح کتاب الزکوۃ میں پہلے گزر چکی ہے مراد اس آیت سے کسب خاوند سے تجارت وغیرہ ہے وفیه المطابقة للترجمة۔

۱۹۲۴۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

۱۹۲۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت اپنے خاوند کی کمائی میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے بدون اجازت اس کی کے تو عورت کو خاوند کے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِهِ.

آدھے ثواب کے برابر ثواب ملے گا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ عورت کو خاوند کے مال میں سے اسی وقت خرچ کرنا جائز ہے جبکہ اس نے اس کو اس کی اجازت دی ہو اور اولیٰ یہ ہے کہ حمل کیا جائے اس پر جبکہ خرچ کرے اس چیز سے کہ خاص کیا ہو اس کو خاوند نے ساتھ اس کے جب خرچ کرے اس کو بدون کہے اس کے کے پس تحقیق صادق آتا ہے اس پر ہونا اس کا کمائی خاوند سے پس ثواب دیا جائے گا اوپر اس کے اور ہونا اس کا بغیر اجازت اس کی کے اور احتمال ہے کہ اس کو مجمل طور سے اذن دیا ہو لیکن منفی وہ چیز ہے جو بطور تفصیل کے ہو اور ضروری ہے کہ ان دونوں معنوں سے ایک پر حمل کیا جائے نہیں تو پس جس جگہ اس کی اجازت نہ ہوگی نہ بطور اجمال کے اور نہ بطور تفصیل کے تو اس وقت وہ گنہگار ہوگی ثواب دی گئی اور یہ جو فرمایا کہ اس کو خاوند کے آدھے ثواب کے برابر ثواب ملے گا تو یہ محمول ہے اس پر جبکہ نہ ہو وہاں کوئی کہ اس کو خیرات کے جاری کرنے پر مدد دے برخلاف حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ اس میں خاوند کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نصف کے معنی یہ ہیں کہ مرد اور عورت کا ثواب جبکہ دونوں جمع ہوں تو ہوگا عورت کے واسطے آدھا اس سے پس واسطے ہر ایک کے پورا ثواب تو گویا کہ وہ دو نصف ہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَحَبَّ الْبَسْطَ فِي الرِّزْقِ

جس کو خوش لگے کہ میری روزی کشادہ ہو تو چاہیے کہ اپنے قرابتی لوگوں کی خبر گیری کرے

فائدہ: اور سمجھی جاتی ہے اس سے یہ بات کہ یہ محبت رکھنی جائز ہے کہ میری روزی کشادہ ہو برخلاف اس کے جو اس کو مطلق برا جانتا ہے۔ (فتح)

١٩٢٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ الْكِرْمَانِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ مُحَمَّدٌ هُوَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُّبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.

١٩٢٥۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس کو خوش لگے یہ بات کہ اس کی روزی کشادہ ہو اور اس کی زندگی زیادہ ہو تو چاہیے کہ اپنی برادری سے سلوک کرے یعنی اگر محتاج ہے تو ان کے کھانے کپڑے کی خبر لے اور اگر محتاج نہیں تو اور طرح سے سلوک کرتا رہے تحفے دیا کرے محبت سے ملے۔

فائدہ: علماء نے کہا کہ رزق کشادہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس کی روزی میں برکت ہوتی ہے اور عمر کے زیادہ

ہونے کے یہ معنی ہیں کہ بدن میں قوت حاصل ہوتی ہے اس واسطے کہ برادری سے سلوک کرنا صدقہ ہے اور صدقہ مال کو زیادہ کرتا ہے پس زیادہ ہوتا ہے مال ساتھ اس کے اور پاک ہوتا ہے اس واسطے کہ آدمی کی روزی اپنی ماں کے پیٹ میں لکھی جاتی ہے پس اس واسطے حاجت ہوئی طرف اس تاویل کی اور یا معنی یہ ہیں کہ لکھی جاتی ہے مقید ساتھ شرط کے مانند اس کی کہ کہا جاتا ہے کہ اگر اپنی برادری سے سلوک کرے گا تو اس کو اتنی روزی ملے گی نہیں تو اتنی اور یا اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مرنے کے بعد نیک نام رہتا ہے اور عجب بات کہی حکیم ترمذی نے پس کہا کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ وہ برزخ میں کم رہتا ہے اور ابن قتیبہ نے کہا کہ احتمال ہے کہ لکھی جاتی ہو واسطے آدمی کے عمر ایک سو برس اور تزکیہ بیس برس پس اگر برادری کی خبر گیری کرے تو تزکیہ بڑھ جاتا ہے نہیں تو نہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ جو فرشتہ کہ اس کے ساتھ موکل ہے اس کے پاس جو چیز لکھی ہے وہ غیر اس چیز کے ہو جو اللہ کے نزدیک معلوم ہے سو جو چیز کہ فرشتے کے پاس لکھی ہے اس میں بدلنا راہ پاتا ہے یعنی وہ کم و بیش ہو جاتا ہے اور جو اللہ کے نزدیک معلوم ہے وہ کم و بیش نہیں ہوتا اور توجیہ اس کی یہ ہے کہ معاملات ظاہر پر محمول ہیں اور معلوم باطن پوشیدہ ہے پس یہ ظاہر جس پر کہ فرشتہ واقف ہوا ہے یہی ہے جس میں کہ کمی و بیشی اور محو اور اثبات داخل ہوتی ہے اور حکمت اس میں پہنچانا اس کا ہے طرف مکلف کی تا کہ جانے ثواب جوڑنے کا اور گناہ توڑنے کا اور تفصیل اس مسئلہ کی کتاب القدر میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ شِرَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّسِيْئَةِ

خریدنا نبی ﷺ کا اناج کو ساتھ وعدے کے

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ وعدے سے خریدنا بالاجماع جائز ہے میں کہتا ہوں کہ شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے خیال کیا ہے کہ کوئی خیال کرے کہ آپ ﷺ نے وعدے سے نہیں خریدا اس واسطے کہ وہ قرض ہے سو ارادہ کیا انہوں نے یہ کہ اس خیال کو دفع کرے۔ (فتح)

١٩٢٦۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ ذَكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَمِ فَقَالَ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى طَعَامًا مِّنْ يَّهُوْدِيٍّ إِلٰى أَجَلٍ وَّرَهَنَهُ دِرْعًا مِّنْ حَدِيْدٍ.

١٩٢٦۔ اعمش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا ہم نے نزدیک ابراہیم نخعی کے رہن کو بیع میں تو انہوں نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے اسود نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ بیشک آپ ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ خریدا ساتھ وعدے ایک مدت معلوم کے اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مول لینا کچھ ساتھ وعدے کے۔ (ق)

۱۹۲۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ ح حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ أَبُو الْيَسَعِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَشٰى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَّإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعًا لَّهُ بِالْمَدِيْنَةِ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ وَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيْرًا لِأَهْلِهِ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَا أَمْسٰى عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعُ بُرٍّ وَّلَا صَاعُ حَبٍّ وَّإِنَّ عِنْدَهُ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ.

۱۹۲۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کی روٹی اور چربی بدبودار لائے اور حالانکہ گروی رکھی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ مدینے میں ایک یہودی کے پاس اور اس سے اپنے گھر والوں کے لیے جو لیے تھے اور بیشک میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں شام کی نزدیک اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صاع گیہوں کے نے اور نہ ایک صاع کسی اور اناج کی نے اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو بیویاں تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ وعدے سے خریدنا درست ہے **وفیه المطابقة للترجمة۔**

بَابُ كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهٖ بِيَدِهٖ

کمانا مرد کا اور عمل کرنا اس کا اپنے ہاتھ سے

فائدہ: عطف عمل کسب پر عطف خاص کا ہے عام پر اس واسطے کہ کسب عام ہے اس سے کہ ہاتھ سے ہو یا اس کے غیر سے اور علماء کو اختلاف ہے افضل کمائیوں میں کہ سب کمائیوں میں افضل کمائی کون سی ہے اور ماوردی نے کہا کہ اصول کمائیوں کی کھیتی باڑی اور سوداگری اور صنعت ہے اور اشبہ ساتھ مذہب شافعی کے یہ ہے کہ پاک تر کسبوں کا تجارت ہے اور کہا کہ راجح تر نزدیک میرے یہ ہے کہ پاک تر کسبوں سے کھیتی ہے اس واسطے کہ وہ اقرب ہے طرف توکل کی اور تعاقب کیا ہے اس کا نووی نے ساتھ حدیث مقدام رضی اللہ عنہ کے جو اس باب میں ہے کہ پاکیزہ ترین وہ کسب ہے کہ ہاتھ کے عمل سے ہو پس اگر وہ کھیتی کرنے والا ہو تو سب کسبوں سے زیادہ تر پاکیزہ ہے اس واسطے کہ شامل ہے وہ عمل ہاتھ کو اور اس واسطے کہ اس میں توکل ہے اور اس واسطے کہ اس میں نفع عام ہے واسطے آدمیوں کے اور چارپائیوں کے اور اس واسطے کہ ضروری ہے اس میں عادت میں یہ کہ کھایا جائے اس سے بغیر عوض کے میں کہتا ہوں کہ اس سے زیادہ تر ہاتھ کا عمل وہ ہے کہ کمایا جائے کافروں کے مالوں سے ساتھ جہاد کے اور یہی کسب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا اور وہ سب کسبوں سے افضل ہے اس واسطے کہ اس میں بلند کرنا ہے کلمہ اللہ کا اور اس کے دشمنوں کے کلمہ کو ذلیل کرنا ہے اور اس میں نفع آخرت کا ہے اور جو اپنے ہاتھ سے

کسب کرے تو اس کے حق میں کھیتی کرنی افضل ہے واسطے اس چیز کے کہ ہم نے اس کو ذکر کیا میں کہتا ہوں کہ وہ مبنی ہے اس پر کہ بحث کی ہے اس نے بیچ اس کے کہ اس میں نفع متعدی ہے یعنی اس سے غیر کو بھی نفع پہنچتا ہے اور نفع متعدی صرف کھیتی میں ہی بند نہیں بلکہ جو کوئی ہاتھ کے کسب سے کمائے اس کا نفع متعدی ہے اور اس سے دوسرے کو بھی نفع پہنچتا ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں تیار کرنا ہے اسباب اس چیز کا کہ محتاج ہیں طرف اس کی لوگ اور حق یہ بات ہے کہ اس کے مرتبے مختلف ہیں اور کبھی مختلف ہوتا ہے ساتھ اختلاف احوال اور اشخاص کے یعنی کسی حال میں کوئی کسب افضل ہوتا ہے اور کسی کے حق میں کوئی اور یہ اللہ کو معلوم ہے اور ابن منذر نے کہا کہ ہاتھ کا کسب سب عملوں سے اس وقت افضل ہے جبکہ کسب کرنے والا خیر خواہی کرے جیسے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کی تصریح آچکی ہے میں کہتا ہوں کہ اس کی شرط یہ ہے کہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ روزی کسب کے سبب سے حاصل ہوتی ہے بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ رزق اللہ کی طرف سے ہے ساتھ اس سبب اور وسیلہ کے اور ہاتھ کے کسب کی فضیلت سے ہے مشغول ہونا ساتھ امر مباح کے اور منہ پھیرنا ہے بے فائدہ کاموں اور کھیل سے اور توڑنا نفس کا ہے ساتھ اس کے اور بچنا ہے ذلت سوال سے اور حاجت سے طرف غیر کی پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں حدیثیں بیان کیں ان میں سے پہلے تجارت کے باب میں ہے اور دوسری زراعت کے باب میں ہے اور تیسری جو اس کے مابعد ہے صنعت میں ہے۔ (فتح)

١٩٢٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ قَالَ لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِي أَنَّ حِرْفَتِي لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عَنْ مَئُونَةِ أَهْلِي وَشُغِلْتُ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَسَيَأْكُلُ آلُ أَبِي بَكْرٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَيَحْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ.

١٩٢٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو کہا کہ میری قوم یعنی قریش یا مسلمانوں کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ ایسا نہ تھا کہ میرے عیال کو خرچ سے عاجز کرے اور کفایت نہ کرے یعنی ان کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ میرے عیال کے خرچ کو کفایت کرتا تھا اور میں مسلمانوں کے کام کے ساتھ مشغول ہوا ہوں سو ابو بکر کے گھر والے اس مال یعنی بیت المال سے کھائیں گے اور وہ مسلمانوں کے واسطے اس میں کام کرے گا یعنی میں جس قدر بیت المال سے کھاؤں گا اس قدر بیت المال کے مال کے ساتھ تجارت کرا کے اس کا نفع اس میں داخل کروں گا اور خیر خواہی میں کوشش کروں گا۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ اپنا خرچ اور اپنے عیال کا خرچ اپنے کسب سے کماتے تھے بغیر عاجز ہونے کے یہ تمہید ہے بطور عذر کے اس چیز سے کہ لے اس کو مال مسلمانوں سے جبکہ محتاج ہو طرف اس کی اور ابن

منذر اور ابن سعد نے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مرض الموت سے بیمار ہوئے تو کہا کہ دیکھو کیا زیادہ ہوا ہے میرے مال میں جب سے کہ میں خلیفہ ہوا ہوں سو بھیج دو اس کو طرف خلیفہ کی کہ میرے بعد ہو سو جب ابو بکر رضی اللہ عنہ اللہ کو پیارے ہوئے تو ہم نے نظر کی تو ناگہاں ایک غلام تھا جو ان کے لڑکوں کو اٹھایا کرتا تھا اور ایک اونٹ تھا جو ان کے باغ کو پانی پلاتا تھا تو ہم نے ان دونوں کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی رحمت ہو ابو بکر رضی اللہ عنہ پر کہ البتہ محنت میں پڑا ان کے بعد والا اور ایک روایت میں ہے کہ ایک غلام تھا جو مسلمانوں کے لیے تلواریں بنایا کرتا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کی خدمت کیا کرتا تھا اور جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مسلمانوں کے کام میں مشغول ہوا ہوں تو اس میں اشعار ہے واسطے علت کے اور یہ کہ جو امر مذکور کے ساتھ مشغول ہو وہ لائق ہے ساتھ اس کے کہ وہ اور اس کے گھر والے بیت المال سے کھائیں اور صرف کھانے کو ذکر کیا اور کسی حاجت کو ذکر نہیں کیا تو اس واسطے کہ وہ سب حاجتوں سے اہم اور معظم ہے یعنی اس کی سب حاجتوں سے زیادہ تر حاجت ہے اور ابن تین نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے عامل کو یہ کہ پکڑے عرض کو یعنی چاندی سونے کے سوا اور اسباب کو اس مال کو کہ اس میں کام کرے بقدر حاجت اپنی کے جبکہ اس کے اوپر کوئی امام نہ ہو جو کہ اس کے واسطے اجرت معلوم کو معین کرے میں کہتا ہوں کہ لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قصے میں یہ ہے کہ جس قدر ابو بکر رضی اللہ عنہ بیت المال سے لیتے تھے وہ مقرر کیا گیا تھا واسطے ان کے ساتھ اتفاق اصحاب رضی اللہ عنہم کے جیسے کہ ابن سعد رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اگرچہ بظاہر موقوف ہے لیکن وہ ساتھ اس چیز کے کہ تقاضا کرتی ہے ان کو کہ وہ خلافت سے پہلے اپنے اہل کے واسطے کسب کیا کرتے تھے ہوگی مرفوع اس واسطے کہ پھر ہوگی مانند قول صحابی کے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس طرح کیا کرتے تھے اور ابن ماجہ وغیرہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بصرے کی طرف تجارت کو نکلے اور پہلے گزر چکی ہے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ میرے بھائی مہاجرین بازار میں سوداگری میں مشغول رہتے تھے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی آئندہ آتی ہے کہ اصحاب اپنی جانوں کے واسطے کسب کیا کرتے تھے اور یہی بھید ہے بیچ لانے امام بخاری رحمہ اللہ کے اس حدیث کو پیچھے حدیث اس کی کے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے۔ (فتح)

۱۹۲۹۔ حَدَّثَنِی مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ یَزِیْدَ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ قَالَ حَدَّثَنِی اَبُو الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عُمَّالَ اَنْفُسِهِمْ وَکَانَ یَکُوْنُ

۱۹۲۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم اپنی جانوں کے واسطے کسب کیا کرتے تھے اور اسی حال سے جمعہ کی طرف آتے تھے اور پسینے کے وقت ان کے بدن سے بدبو آتی تھی تو ان کو کہا گیا کہ اگر تم نہاتے تو بہتر ہوتا۔

لَهُمْ أَرْوَاحٌ فَقِيلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ رَوَاهُ هَمَّامٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہاتھ سے کسب کرنا افضل ہے۔

۱۹۳۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ وَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ.

۱۹۳۰۔ مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نے کوئی کھانا کبھی اپنے ہاتھ سے بہتر کسب سے نہیں کھایا اور البتہ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے کسب سے کھایا کرتے تھے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ بہتر ہونے کے وہ چیز ہے کہ لازم پکڑتا ہے اس کو کمانا ہاتھ کا لوگوں سے بے پرواہ ہونے سے یعنی آدمی اس میں لوگوں سے بے پرواہ ہو جاتا ہے سوال کی حاجت نہیں پڑتی اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں کمایا مرد نے کچھ پاکیزہ تر اپنے ہاتھ کے کسب سے اور ابن منذر کی ایک روایت میں ہے کہ کسی مرد نے کوئی کھانا اپنے ہاتھ کے کسب سے حلال تر نہیں کھایا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کمزور سند کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بنایا کرتے تھے اور حضرت آدم علیہ السلام کھیتی کیا کرتے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا کام کیا کرتے تھے اور حضرت ادریس علیہ السلام کپڑے سیتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چراتے تھے اور اس حدیث میں فضیلت ہے ہاتھ سے کسب کرنے کی اور مقدم کرنا اس چیز کا کہ مباشر ہو اس کو آدمی ساتھ نفس اپنے کے اس چیز پر کہ مباشر ہو اس کو ساتھ غیر اپنے کے اور صرف داؤد علیہ السلام کو ذکر کے ساتھ اس واسطے خاص کیا کہ اقتصار کرنا ان کا بیچ کھانے کے اپنے ہاتھ کی کمائی سے حاجت کے سبب سے تھا اس واسطے کہ وہ زمین میں خلیفہ تھے جیسا کہ اللہ نے فرمایا بلکہ انہوں نے تو چاہا تھا کہ افضل طریق سے کما کر کھائیں اس واسطے وارد کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصہ ان کا بیچ مقام احتجاج کے ساتھ اس کے بنا بر اس کے کہ مقدم کیا اس کو کہ بہتر کسب ہاتھ کا کسب ہے اور یہ بعد برقرار رکھنے اس کی بنا پر کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے خاص کر اس وقت جبکہ ہماری شرع میں اس کی مدح وارد ہوئی ہو باوجود عام ہونے اس آیت کے کہ ان کے طریقے کی پیروی کر اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسب کرنا توکل میں قدح نہیں کرتا یعنی توکل کے مخالف نہیں۔ (فتح)

۱۹۳۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ

۱۹۳۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک داؤد علیہ السلام نہ

الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ دَاوُدَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامِ كَانَ لَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ.

کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھ کے کسب سے۔

۱۹۳۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَّحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلَى ظَهْرِهِ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَّسْأَلَ أَحَدًا فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ.

۱۹۳۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لائے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے کسی کے سوال کرنے سے کہ وہ اس کو دے یا نہ دے۔

۱۹۳۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَّأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبُلَهُ.

۱۹۳۳۔ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی رسیاں لے یعنی لکڑیوں کا گٹھا لائے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے لوگوں کے سوال کرنے سے۔

فائدہ: یہ پوری حدیث اپنی شرح کے ساتھ کتاب الزکوۃ میں پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ السُّهُوْلَةِ وَالسَّمَاحَةِ فِي الشِّرَآءِ وَالْبَيْعِ وَمَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِيْ عَفَافٍ.

خرید وفروخت میں نرمی کرنے کا بیان یعنی خرید وفروخت کے واسطے لین دین میں نرمی کرے سختی نہ کرے اور نہ جھگڑے، اور جو کسی سے اپنا حق چاہے تو چاہیے کہ پرہیز گاری سے چاہے یعنی اس کو فحش اور ناجائز بات نہ کہے۔

فائدہ: یہ اشارہ طرف اس چیز کی کہ جو ترمذی نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی سے اپنا حق مانگے تو چاہیے کہ مانگے بیچ پرہیز گاری کے کہ پوری ہو یا نہ پوری ہو۔ (فتح)

۱۹۳۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ

۱۹۳۴۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رحمت کرے اس شخص کو کہ نرمی کرتا ہے جبکہ

مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرٰى وَإِذَا اقْتَضٰى.

بیچتا ہے اور جبکہ خریدتا ہے اور جبکہ تقاضا کرتا ہے یعنی نرمی کے ساتھ اس سے اپنا حق مانگتا ہے اس سے چمٹتا نہیں۔

فائدہ: اور اس حدیث میں ترغیب ہے اوپر نرمی کرنے کے معاملے میں اور استعمال کرنے معانی اخلاق کے اور ترک کرنے جھگڑے کے اور رغبت دلانا ہے اس پر کہ مطالبہ میں لوگوں پر تنگی نہیں کرنی چاہیے۔

بَابُ مَنْ أَنْظَرَ مُوْسِرًا

مالدار کو مہلت دینے والے کا بیان

فائدہ: یعنی اس کی فضیلت کا بیان اور اس کے حکم کا اور علماء کو مالدار کی حدیث میں اختلاف ہے سو بعض تو کہتے ہیں کہ مالدار وہ ہے کہ ہو اس کے پاس خرچ اپنا اور خرچ اس شخص کا کہ لازم ہے اس پر نفقہ اس کا اور ثوری اور ابن مبارک اور احمد اور اسحاق کہتے ہیں کہ مالدار وہ آدمی ہے کہ اس کے پاس پچاس درہم ہوں یا اس کی قیمت کا سونا اور امام شافعی نے کہا کہ کبھی ہوتا ہے آدمی مالدار ساتھ ایک درہم کے باوجود قدرت کسب کے اور کبھی ہوتا ہے ساتھ ہزار درہم کے فقیر بسبب ضعف اپنے کے بیچ جان اپنی کے اور بہت ہونے عیال اس کے کے اور بعض کہتے ہیں کہ مالدار اور تنگدست عرف پر موقوف ہے سو جو اپنے مانند کی نسبت سے مالدار گنا جائے تو وہ مالدار ہے اور برعکس اس کے اور پہلی تعریف واسطے اس آدمی کے ہے جس کو سوال کرنا اور خیرات لینا جائز ہے۔ (فتح)

١٩٣٥۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ أَنَّ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ حَدَّثَهُ أَنَّ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوْحَ رَجُلٍ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالُوْا أَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا قَالَ كُنْتُ آمُرُ فِتْيَانِيْ أَنْ يُّنْظِرُوْا وَيَتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُوْسِرِ قَالَ قَالَ فَتَجَاوَزُوْا عَنْهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ أَبُوْ مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيٍّ كُنْتُ أُيَسِّرُ عَلَى الْمُوْسِرِ وَأُنْظِرُ الْمُعْسِرَ وَتَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ وَقَالَ أَبُوْ

١٩٣٥۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگلی امت کے ایک مرد کی روح کے پاس فرشتے آئے تو انہوں نے کہا کہ کیا تو نے کوئی نیک عمل کیا ہے تو اس نے کہا کہ میں اپنے خادموں کو حکم کرتا تھا یہ کہ مالدار کو مہلت دیں اور اس سے درگزر کریں حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پس فرشتوں نے اس سے درگزر کی اور اللہ نے اس کو بہشت میں داخل کیا اور ایک روایت میں ہے کہ میں مالدار پر آسانی کرتا تھا اور تنگدست کو مہلت دیتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ میں مالدار کو مہلت دیتا تھا اور تنگدست سے درگزر کرتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ میں مالدار سے قبول کرتا تھا اور تنگدست سے درگزر کرتا تھا۔

عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ أَنْظِرُ الْمُوْسِرَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ وَقَالَ نُعَيْمُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ رِبْعِيٍّ فَأَقْبَلُ مِنَ الْمُوْسِرِ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ تم سے اگلی امت میں ایک مرد تھا اس کے پاس فرشتہ آیا کہ اس کی روح کو قبض کرے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ میں نے کوئی نیک عمل کیا ہو سو کہا گیا کہ دیکھ اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ میں نے کوئی نیک عمل کیا ہو سوائے اس کے پھر باقی حدیث بیان کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مالدار کو مہلت دینے کی بڑی فضیلت ہے وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا

تنگدست کو مہلت دینے کا بیان یعنی اس کی فضیلت کا بیان

۱۹۳۶۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَإِذَا رَأَى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهِ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنَّا فَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُ.

۱۹۳۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد تھا کہ لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا سو جب تنگدست کو دیکھتا تھا تو اپنے خادموں سے کہتا تھا کہ اس سے درگزر کرو شاید کہ اللہ ہمارے عذاب سے درگزر کرے سو اللہ نے اس سے درگزر کی۔

فائدہ: اس حدیث سے اور جو اس سے پہلے باب میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ جب نیکی محض اللہ کے واسطے ہو تو بہت گناہوں کو دور کر دیتی ہے اگرچہ وہ نیکی تھوڑی ہو اور یہ کہ جو آدمی کہ اس کے ساتھ حکم کرے اس کو بھی ثواب ہوتا ہے اگرچہ خود اپنے ہاتھ سے نہ دے اور یہ سب بعد مقرر رکھنے اس بات کے ہے کہ پہلے نبیوں کی شرع ہماری شرع میں مدح کے سیاق میں واقع ہو تو وہ حسن ہے نزدیک ہمارے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا بَيَّنَ الْبَيِّعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَنَصَحَا

باب ہے اس بیان میں جبکہ بیان کریں بائع اور مشتری عیب مبیع اور ثمن کو اور نہ چھپائیں اس کو اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں تو ان کے واسطے برکت ہوتی ہے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اصل اس باب کا یہ ہے کہ مسلمان کی خیر خواہی فرض ہے (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنِ الْعَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ كَتَبَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مَا اشْتَرٰى مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَدَّآءِ بْنِ خَالِدٍ بَيْعَ الْمُسْلِمِ مِنَ الْمُسْلِمِ لَا دَآءَ وَلَا خِبْثَةَ وَلَا غَائِلَةَ.

اور ذکر کیا جاتا ہے عذاء بن خالد سے کہ آپ ﷺ نے میرے واسطے لکھایا کہ یہ خط خرید نے آپ ﷺ کا ہے عذاء بن خالد سے یہ بیع مسلمان کی ہے مسلمان سے نہ اس میں بیماری ہے اور نہ پلیدی اور نہ گناہ۔

فائدہ: مراد بیماری سے عیب ہے اور مراد ساتھ اس کے عیب باطن کا ہے برابر ہے کہ اس سے کوئی چیز ظاہر ہو یا نہ مانند درد پیٹ کی اور کھانسی کی اور ابن منیر کی کلام کا حاصل یہ ہے کہ مراد آپ ﷺ کے قول لا داء سے مطلق بیماری کی نفی نہیں بلکہ مراد وہ بیماری ہے کہ بائع خریدار کو اس کی اطلاع نہ دے اور اگر اس کو عیب کی اطلاع دے دے تو پھر گناہ نہیں اور مراد پلیدی سے برے اخلاق ہیں مانند بھاگنے کی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے حرام ہے اور ابن عربی نے کہا کہ داء وہ ہے جو پیدائش میں ہو اور پلیدی وہ جو عادت میں ہو اور غائلہ وہ سکوت کرنا بائع کا ہے اس چیز پر کہ جانتا ہے مکروہ سے بائع میں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد غائلہ سے فسق و فجور ہے۔ (فتح) حاصل یہ ہے کہ یہ غلام اچھا ہے عیب دار نہیں اور اس بیع میں طرفین سے دغا اور فریب نہیں اور یہ اشارہ ہے ساتھ رعایت خیر خواہی اور حقوق اسلام کے اس بیع میں طرفین سے اور اس میں ابتدا کرنا ہے ساتھ اس میں مفعول کے شرطوں میں جبکہ ہو وہ خریدار اور آپ ﷺ نے یہ بات لکھی اور حالانکہ آپ ﷺ پر عہد کا توڑنا جائز نہیں واسطے تعلیم خلق کے پھر یہ عہد لکھنا بطور استحباب کے ہے اس واسطے کہ کبھی اکثر خرید و فروخت بغیر عہد کے ہوتا ہے اور اس میں لکھنا اپنے نام کا ہے اور اپنے باپ کے نام کا جبکہ مشہور ہو ساتھ ایک صفت کے کہ خاص کرے اس کو اور بیع و شراء میں فرق نہیں بلکہ دونوں کا ہی حکم ہے اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ بائع آپ ﷺ تھے اور مشتری عداء تھا اور ترکیب مقلوب ہے۔ (فتح)

وَقَالَ قَتَادَةُ الْغَائِلَةُ الزِّنَا وَالسَّرِقَةُ وَالْإِبَاقُ وَقِيْلَ لِإِبْرَاهِيْمَ إِنَّ بَعْضَ النَّخَّاسِيْنَ يُسَمِّيْ آرِيَّ خُرَاسَانَ وَسِجِسْتَانَ فَيَقُوْلُ جَآءَ أَمْسِ مِنْ خُرَاسَانَ جَآءَ الْيَوْمَ مِنْ سِجِسْتَانَ فَكَرِهَهٗ كَرَاهِيَةً شَدِيْدَةً.

اور قتادہ نے کہا کہ مراد ساتھ غائلہ کے زنا اور چوری اور بھاگنا ہے اور ابراہیم سے کہا گیا کہ بعض بیچنے والے نام رکھتے ہیں طویلہ کا خراسان اور سجستان پس کہتے ہیں کہ یہ جانور خراسان سے کل آیا تھا اور یہ سجستان سے آج آیا ہے تو ابراہیم نے اس کو سخت مکروہ جانا۔

فائدہ: اری کے معنی اصطبل ہیں یعنی طویلہ اور بعض کہتے ہیں کہ چار پایوں کے گھاس کھانے کی جگہ کو کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اری ایک رسی ہے کہ زمین میں دبائی جاتی ہے اور اس کی ایک طرف ننگی رکھی جاتی ہے کہ اس کے ساتھ چوپایہ باندھا جائے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ بیچنے والے اپنے چوپایوں کے طویلوں کا نام شہروں کے نام سے رکھتے تھے یعنی کہتے تھے کہ یہ طویلہ خراسان کے جانوروں کا ہے یعنی یہ جانور خراسان سے لائے گئے ہیں اور یہ طویلہ بجستان کے جانوروں کا ہے یعنی جو جانور کہ اس طویلے میں ہیں وہ بجستان سے لائے گئے ہیں تاکہ فریب اور دھوکہ دیں خریدار کو ساتھ اس کے اور اس کو وہم ڈالیں کہ وہ جانور خراسان اور بجستان سے لایا گیا ہے تو خریدار اس کی حرص کرے اور گمان کرے کہ وہ عنقریب لایا گیا ہے اور ابراہیم نے جو اس کو برا جانا تو اس کا سبب دغا اور فریب اور دھوکہ ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ لَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يَبِيْعُ سِلْعَةً يَعْلَمُ أَنَّ بِهَا دَآءً إِلَّا أَخْبَرَهُ

اور عقبہ نے کہا کہ نہیں حلال ہے واسطے کسی مرد کے یہ کہ بیچے کسی اسباب کو کہ جانتا ہو کہ اس میں عیب ہے مگر یہ کہ اس کو خبردار کر دے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مبیع میں کوئی عیب ہو تو بائع کو اس کا چھپانا درست نہیں۔

۱۹۳۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ رَفَعَهُ إِلٰى حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ قَالَ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا.

۱۹۳۷۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنے والا اور خریدنے والا مختار ہیں جب تک کہ دونوں جدا نہیں ہوئے یا یوں فرمایا کہ ان کو اختیار ہے یہاں تک کہ جدا ہوں پھر اگر ان دونوں نے سچ بولا اور دونوں نے عیب ظاہر کر دیا یعنی بائع نے عیب اپنی چیز کا اور خریدار نے عیب قیمت کا بتلا دیا تو ان کو اس خرید و فروخت میں برکت حاصل ہوتی ہے اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور عیب کو چھپائیں تو ان کی خرید و فروخت کی برکت مٹائی جاتی ہے۔

فائدہ: سچ بولے یعنی بیچنے والے مول کرنے میں اور خریدار نے قیمت کے پورے دینے میں اور اس حدیث میں ہے کہ اگر وہ دونوں سچ بولیں تو ان کو برکت حاصل ہوتی ہے اور اگر جھوٹ بولیں تو ان کی برکت مٹائی جاتی ہے اور اگر ایک سے یہ شرط پائی جائے اور دوسرے سے نہ پائی جائے تو کیا سچ کہنے والے کو برکت حاصل ہوتی ہے یا نہیں ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو برکت حاصل ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ ایک کی نحوست دوسرے پر پڑ جائے بایں طور کہ بیع سے برکت دور کی جائے جبکہ ایک سے کذب اور کتمان پایا جائے اگرچہ سچ بولنے والے کو ثواب ہوگا اور جھوٹے کو گناہ ہوگا اور اس حدیث میں ہے کہ دنیا نہیں تمام ہوتا ہے حاصل ہونا اس کا مگر ساتھ نیک

عمل کے اور یہ کہ گناہ کی نحوست دنیا اور آخرت دونوں کی نیکی کو دور کر دیتی ہے اور غرض یہاں اس حدیث سے یہ لفظ ہے کہ برکت دی جاتی ہے واسطے ان کے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْخِلْطِ مِنَ التَّمْرِ — ناقص اور عمدہ کھجور ملی ہوئی کے بیچنے کا بیان

فائدہ: خلط ان کھجوروں کو کہتے ہیں جن میں کئی قسم کی مختلف کھجوریں ملی ہوں اور اکثر اوقات اس کی مانند میں یہ ہے کہ ناکارہ کھجور اکثر ہو عمدہ سے اور فائدہ اس ترجمہ کا دور کرنا وہم اس شخص کا جو وہم کرتا ہے کہ ایسی کھجور کی بیع جائز نہیں واسطے مخلوط ہونے عمدہ اور ناکارہ کھجور کے اس واسطے کہ یہ ملنا بیع میں قدح نہیں کرتا اس واسطے کہ وہ ظاہر جدا جدا ہے پس یہ عیب نہ گنا جائے گا بخلاف اس کے کہ کھجوروں کو کسی برتن میں ڈال کر رکھے اس طور سے کہ عمدہ کھجور دیکھی جائے اور ناکارہ نظر نہ آئے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھجور کو کھجور کے ساتھ کم و بیش بیچنا جائز نہیں اور اسی طرح درہموں کو بھی بیچنا جائز نہیں اور پوری شرح اس کی آئندہ آئے گی۔ (فتح)

١٩٣٨۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ وَهُوَ الْخِلْطُ مِنَ التَّمْرِ وَكُنَّا نَبِيْعُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَاعَيْنِ بِصَاعٍ وَّلَا دِرْهَمَيْنِ بِدِرْهَمٍ

١٩٣٨۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو کھجور جمع کی ملتی تھی اور وہ مخلوط کھجور ہے اور ہم دو صاع کو ایک صاع کے بدلے بیچتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے دو صاع بدلے ایک صاع کے اور نہ دو درہم بدلے ایک درہم کے۔

فائدہ: اور یہ کھجوریں ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیا کرتے تھے اس چیز سے کہ عطا کیا تھا اللہ نے ان پر کھجوروں خیبری سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ناکارہ کھجور کو عمدہ کے ساتھ برابر بیچنا جائز ہے وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَا قِيْلَ فِي اللَّحَّامِ وَالْجَزَّارِ — گوشت بیچنے والے اور قصاب کا بیان

١٩٣٩۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يُكْنٰى أَبَا شُعَيْبٍ فَقَالَ لِغُلَامٍ لَّهٗ قَصَّابٍ اجْعَلْ لِيْ طَعَامًا يَّكْفِيْ خَمْسَةً فَإِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أَدْعُوَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَإِنِّيْ قَدْ عَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْجُوْعَ فَدَعَاهُمْ

١٩٣٩۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد آیا جس کی کنیت ابو شعیب تھی سو اس نے اپنے غلام قصاب سے کہا کہ میرے واسطے کھانا تیار کر جو پانچ آدمی کو کفایت کرے اس واسطے کہ میں چاہتا ہوں کہ بلاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور چار آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ہوں اس واسطے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک میں بھوک دیکھی ہے یعنی مجھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک

فَجَآءَ مَعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذَا قَدْ تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ فَأْذَنْ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ يَّرْجِعَ رَجَعَ فَقَالَ لَا بَلْ قَدْ أَذِنْتُ لَهُ.

سے ایسا معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ بھوکے ہیں سو اس نے ان کو بلایا تو ایک مرد ان کے ساتھ اور آیا سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ آدمی ہمارے ساتھ اور آیا ہے اگر تو چاہے تو اس کو اجازت دے یعنی کھانا کھانے کی اور اگر تو چاہے تو یہ پلٹ جائے تو اس نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے اس کو اجازت دی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گوشت بیچنا جائز ہے اور یہ کسب کرنا درست ہے وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَا يَمْحَقُ الْكَذِبُ وَالْكِتْمَانُ فِي الْبَيْعِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ دور کرتا ہے جھوٹ بولنا اور عیب چھپانا برکت سے خرید وفروخت میں

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حکیم بن حزام کی حدیث بیان کی ہے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ میں یعنی اس کا ترجمہ باب سے مناسب ہونا ظاہر ہے حاجت بیان کی نہیں۔ (فتح)

١٩٤٠۔ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْخَلِيْلِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ قَالَ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا.

١٩٤٠۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بائع اور خریدار کو اختیار ہے کہ جب تک کہ وہ دونوں جدا نہ ہوں یا یوں فرمایا کہ ان دونوں کہ اختیار ہے یہاں تک کہ جدا ہوں پس اگر وہ دونوں سچ بولیں تو ان کو اس خرید وفروخت میں برکت دی جاتی ہے اور اگر دونوں جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو ان کی برکت مٹائی جاتی ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اے ایمان والو مت کھاؤ سود دوگنا سے دوگنا اور ڈرو اللہ سے شاید تمہارا بھلا ہو۔

فائدہ: شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کے طرف اس چیز کی کہ روایت کی ہے نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ بیاج کھائیں گے اور جو اس کو نہ کھائے گا اس کو اس کا غبار پہنچے گا یعنی اس کا اثر پہنچے گا کہ اس کا وکیل ہوگا یا گواہ تمسک لکھنے والا یا درمیان پڑے گا یا سود خور کے ساتھ معاملہ کرے گا اور ملے گا مال اس کا ساتھ مال اس کے کے اور روایت کی ہے امام مالک رحمہ اللہ نے زید

بن اسلم رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں کہ تھا بیاج جاہلیت میں یہ کہ ہوتا تھا واسطے ایک مرد کے دوسرے پر حق ایک مدت معلوم تک اور جب وعدے کا وقت گزر جاتا تھا تو حق دار قرض دار کو کہتا تھا کہ کیا تو حق ادا کرے گا یا بیاج دے گا پس اگر وہ ادا کرتا تھا تو وہ اس کو لے لیتا تھا نہیں تو وہ بیاج دینا منظور کرتا تھا اور وہ حق دار اس کو مہلت اور زیادہ کر دیتا تھا۔ (فتح)

۱۹۴۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يُبَالِي الْمَرْءُ بِمَا أَخَذَ الْمَالَ أَمِنْ حَلَالٍ أَمْ مِّنْ حَرَامٍ.

۱۹۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی کچھ پرواہ نہ کرے گا کہ اس نے کس وجہ سے مال کو لیا ہے کیا حلال سے یا حرام سے۔

فائدہ: یہ حدیث عام ہے بیاج کو بھی شامل ہے پس معلوم ہوا کہ بیاج کا لینا بھی درست نہیں۔ وفیه المطابقة للترجمة۔ (ت)

بَابُ آكِلِ الرِّبَا وَشَاهِدِهٖ وَكَاتِبِهٖ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿اَلَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ الرِّبَا لَا يَقُوْمُوْنَ إِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوْا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولٰٓئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ﴾.

بیاج کھانے والے اور اس کے گواہ اور لکھنے والے کا بیان یعنی ان کے حکم کا بیان اور اصل کلام اس طرح سے ہے کہ باب ہے بیچ گناہ یا مذمت ان لوگوں کے' اور اس آیت کا بیان کہ جو لوگ بیاج کھاتے ہیں نہ اٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اٹھتا ہے جس کے حواس کھو دیے جن نے لپٹ کر یہ اس واسطے کہ انہوں نے کہا کہ سودا کرنا بھی تو ویسا ہی ہے جیسا سود لینا اور اللہ نے حلال کیا سودا اور حرام کیا سود پھر جس کو پہنچی نصیحت اپنے رب کی طرف سے اور باز آیا تو اس کا ہے جو آگے ہو چکا اور اس کا حکم اللہ کے اختیار میں ہے اور جو کوئی پھر کرے پس وہی ہیں دوزخ والے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

فائدہ: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ اٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اٹھتا ہے جس کے حواس جن نے کھو دیے کہا کہ یہ حال اس کا اس وقت ہو گا جبکہ قبر سے اٹھایا جائے گا اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ یہ بیاج کھانے والوں کی نشانی ہے کہ اٹھائے جائیں گے قیامت کو اس حال میں کہ ان کے

حواس خبط ہوں گے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ لوگ قبروں سے جلدی نکلیں گے لیکن بیاج کھانے والا بیاج کو اپنے پیٹ میں بڑھاتا ہے پس ارادہ کرے گا جلدی کا پس گر پڑے گا پس ہوگا مانند اس شخص کی کہ اس کے حواس شیطان نے کھو دیے اور طبری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ جب ان کو کہا گیا کہ یہ بیاج ہے حلال نہیں تو کہنے لگے کہ نہیں فرق ہے اس میں کہ ہم مول کو بیع کے اول میں زیادہ کریں یا وقت پہنچنے وعدے کے سو اللہ نے ان کو جھٹلایا اور طبری نے کہا کہ اللہ نے صرف بیاج کھانے والے کو ذکر کیا تو یہ اس واسطے کہ جن کے حق میں یہ آیت اتری وہ بیاج کھاتے تھے نہیں تو یہ وعید حاصل ہے واسطے ہر اس شخص کے کہ اس کے ساتھ عمل کرے برابر ہے کہ بیاج کو کھائے یا نہیں۔ (فتح)

١٩٤٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ آخِرُ الْبَقَرَةِ قَرَأَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

۱۹۴۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورہ بقرہ کی اخیر کی آیتیں نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اصحاب پر مسجد میں پڑھا پھر شراب کی تجارت حرام کی یعنی حکم فرمایا کہ شراب کی تجارت حرام ہے۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الصلوۃ میں پہلے گزر چکی ہے اور آئندہ بھی آئے گی۔

١٩٤٣۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ فَأَخْرَجَانِيْ إِلٰى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ مِنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ وَعَلٰى وَسَطِ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ فِي النَّهَرِ فَإِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَّخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيْ فِيْهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَآءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِيْ فِيْهِ

۱۹۴۳۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا دو مردوں کو کہ میرے پاس آئے تو وہ مجھ کو پاک زمین کی طرف لے گئے سو ہم چلے یہاں تک کہ ہم ایک خون کی نہر پر پہنچے اس میں ایک مرد کھڑا تھا اور نہر کے کنارے ایک مرد ہے اس کے دونوں ہاتھ میں پتھر ہیں سو جو مرد کہ نہر میں ہے سامنے آیا سو جب اس نے چاہا کہ نہر سے نکلے تو کنارے والے مرد نے اس کے منہ پر پتھر مارا تو اس کو ہٹا دیا جہاں کہ وہ تھا سو جب وہ نکلنے لگتا تھا تو وہ اس کے منہ پر پتھر مارتا تھا تو وہ پلٹ جاتا تھا اپنے مقام پر تو میں نے کہا کہ یہ کون ہے تو ان دونوں مردوں نے کہا کہ جس کو تم نے نہر میں دیکھا وہ سود خور ہے اور بیاج کھاتا ہے۔

بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقَالَ الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهَرِ آكِلُ الرِّبَا.

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے اور ابن تین نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں میں گواہ اور لکھنے والے کا ذکر نہیں اور جواب اس کا یہ ہے کہ ذکر کرنا ان کا بطور الحاق کے ہے ساتھ کھانے والے کے اس واسطے کہ وہ بیاج کھانے والے کو اس کی مدد کرتے ہیں اور یہ وعید اس پر ہے جو بیاج خور کو اس میں موافق ہو لیکن جو کہ اس کو لکھے اور حاضر ہو اس قصے میں اس غرض سے کہ گواہی دے بنا بر اس کے کہ وہ واقعہ میں ہے تاکہ عمل کیا جائے بیچ اس واقعہ کے ساتھ حق کے تو یہ اچھی نیت ہے اور یہ وعید مذکور میں داخل نہیں۔ اس میں تو صرف وہی داخل ہے جو بیاج والے کی مدد کرے گواہی سے یا لکھنے سے پس یہ بجائے اس شخص کے ہوگا جس نے کہا تھا کہ بیع مانند بیاج کی ہے اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اخیر سورہ بقرہ کے نزول کو متضمن ہے اور منجملہ اس کے سے ایک یہ آیت ہے کہ اللہ نے حلال کیا سودا اور حرام کیا سود اور ایک یہ آیت ہے کہ جب معاملہ کرو تم ساتھ قرض کے ایک مدت مقرر اور معین تک تو اس کو لکھو اور ایک یہ آیت ہے کہ شاہد کر لو جب سودا کرو تو حکم کیا اللہ نے ساتھ کتابت اور گواہی کے بیع میں جس کو حلال کیا پس سمجھا یا نہی کو کتابت اور گواہی سے سود میں جس کو حرام کیا اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو وارد ہوئی ہے بیچ حق کاتب اور شاہد کے صریحاً سو مسلم وغیرہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لعنت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیاج کھانے والے کو اور بیاج دینے والے کو اور اس کے لکھنے والے کو اور اس کے گواہ کو اور فرمایا کہ وہ گناہ میں سب برابر ہیں اور اصحاب سنن نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ لعنت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیاج کھانے والے کو اور بیاج دینے والے کو اور اس کے گواہ کو اور اس کے کاتب کو اور نسائی کی روایت میں ہے کہ بیاج کھانے والا اور بیاج کھلانے والا اور گواہ اور کاتب ملعون ہیں اوپر زبان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ (فتح)

بَابُ مُوْكِلِ الرِّبَا لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ وَإِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلٰى مَيْسَرَةٍ وَّأَنْ تَصَدَّقُوْا

باب ہے بیچ بیان کھلانے والے بیاج کے یعنی بیاج دینے والا بھی بیاج لینے والے کی طرح ہے اور گناہ میں اس کے برابر ہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو رہ گیا سود اگر تم کو یقین ہے پھر اگر تم یہ نہ کرو تو خبردار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اگر تم کرتے ہو تو تم کو پہنچتے ہیں اصل مال تمہارے نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی

خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهٖ آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

تم پر آخر آیت تک اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اخیر آیت ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری۔

فائدہ: لاتظلمون کے یہ معنی ہیں کہ اپنے اصل مال سے زیادہ نہ ہو اور لاتظلمون کے یہ معنی ہیں کہ تم سے اصل مال نہ روکا جائے یعنی قرض دار ایسا نہ کرے کہ اصل مال بھی قرض خواہ کو نہ دے کہ یہ ظلم ہے اور مراد ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ھذہ سے یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ وھم لایظلمون تک ہے اور گویا کہ مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ اس اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تفسیر قول عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے کہ جب سورہ بقرہ کی اخیر کی آیتیں اتریں یعنی مراد ان آیتوں سے یہ آیتیں ہیں جن کی طرف ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اشارہ کیا۔ (فتح)

١٩٤٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبِيْ اشْتَرٰى عَبْدًا حَجَّامًا فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَثَمَنِ الدَّمِ وَنَهٰى عَنِ الْوَاشِمَةِ وَالْمَوْشُوْمَةِ وَآكِلِ الرِّبَا وَمُوْكِلِهٖ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ.

۱۹۴۴۔ عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک غلام سینگی لگانے والا خریدا سو اس کو حکم کیا اس نے ساتھ توڑنے سینگیوں کے سو توڑی گئیں تو میں نے اپنے باپ کو پوچھا کہ آپ نے اس کی سینگیوں کو کیوں توڑا تو انہوں نے کہا کہ منع فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مول کتے کے سے اور مول سینگی لگانے کے سے اور منع کیا دوسری عورت کے بدن گودنے اور اس میں نیل بھرنے سے اور بدن گدانے سے اور بیاج کے کھانے اور کھلانے سے اور لعنت کی تصویر بنانے والے پر۔

فائدہ: ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے جو سینگیوں کو توڑا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سمجھا کہ یہ نہی تحریمی ہے تو ارادہ کیا انہوں نے اکھاڑنے مادہ کا جڑ سے تو گویا کہ انہوں نے سمجھا کہ غلام نہی کی اطاعت نہیں کرتا اور یہ کسب نہیں چھوڑتا اسی واسطے انہوں نے سینگیاں توڑ ڈالیں اور باقی فائدہ اس کے آئندہ آئے گا۔ (فتح)

بَابٌ ﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيْمٍ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ نہیں چاہتا کسی ناشکر گنہگار کو

فائدہ: ابن ابی حاتم نے حسن نے روایت کی ہے کہ یہ قیامت کے دن ہوگا کہ اللہ اس دن بیاج کو اور بیاج

کھانے والے کو مٹا دے گا اور ان کے غیر نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اخیر کو اس کا مال کم ہو جاتا ہے اور احمد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ بیاج اگرچہ بہت ہو اخیر کو کم ہو جاتا ہے اور عبدالرزاق نے معمر سے روایت کی ہے کہ نہیں آتے سودخور پر چالیس برس مگر کہ مٹ جاتا ہے۔(فتح)

١٩٤٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحَلِفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَكَةِ.

۱۹۴۵۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے قسم ہے سبب رواج دینے اسباب کے اور دور کرنے والے ہے واسطے برکت کے یعنی تجارت میں جھوٹی قسم کھانے سے سوداگر کو یہ احتمال ہوتا ہے کہ میری بکری خوب ہوتی ہے حالانکہ جھوٹی قسم سے سوداگری میں گھاٹا پڑتا ہے کہ اللہ اس کی برکت کو دور کرتا ہے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ باب سے یہ ہے کہ وہ مانند تفسیر کی ہے واسطے آیت کے اس واسطے کہ ربوٰ زیادت ہے اور محق نقص ہے پس کہا کہ اس طرح جمع ہوگی زیادت اور نقصان آیت میں سو حدیث نے یہ بات واضح کر دی کہ جھوٹی قسم اگرچہ مال کو زیادہ کرتی ہے لیکن وہ برکت کو دور کر دیتی ہے پس اسی طرح یہ آیت ہے کہ مٹاتا ہے اللہ سود کو یعنی مٹاتا ہے برکت کو بیع سے جس میں کہ بیاج ہو اگرچہ اس کی گنتی زیادہ ہو لیکن برکت کا دور ہونا پہنچاتا ہے طرف مٹنے عدد کی دنیا میں یعنی انجام کار میں اس کا مال کم ہو جاتا ہے اور یا آخرت میں اس کا اجر مٹ جاتا ہے۔(فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ

بیع میں قسم کھانی مکروہ ہے

فائدہ: یعنی مطلق قسم کھانی مکروہ ہے پس اگر قسم جھوٹی ہو تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر قسم سچی ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اور سنن میں قیس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے گروہ سوداگروں کے تحقیق حاضر ہوتا ہے بیع کو بے فائدہ اور قسم یعنی خرید و فروخت میں اکثر بے فائدہ باتیں ہوتی ہیں اور بہت جھوٹی قسمیں پیش آتی ہیں سو ملاؤ بیع کو ساتھ خیرات کے یعنی اس سے کچھ اللہ کو بھی دیا کرو تا کہ کفارہ ہو اس کا۔(فتح)

١٩٤٦۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَقَامَ سِلْعَةً وَهُوَ فِي السُّوقِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ أَعْطَى بِهَا مَا لَمْ

۱۹۴۶۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنا اسباب کھڑا کیا اور حالانکہ وہ بازار میں تھا تو اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ مجھ کو اس کے بدلے یہ چیز ملتی تھی جو اس کو نہ ملتی تھی یعنی اس نے جھوٹ بولا کہ مجھ کو اس کی اتنی قیمت ملتی تھی میں نے نہیں دیا تا کہ اس میں کسی مرد مسلمان کو ڈالے

يُعْطِ لِيُوقِعَ فِيهَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ الْآيَةَ.

اور فریب دے سو یہ آیت اتری کہ جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے قرار پر اور اپنی قسموں پر تھوڑا مول ان کو کچھ حصہ نہیں آخرت میں آخر تک۔

فائدہ: اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جو سبب کہ حدیث میں مذکور ہے وہ خاص ہے اور ترجمہ عام ہے لیکن عموم مستفاد ہے قول اللہ سے آیت میں ساتھ قسموں اپنی کے۔ (فتح)

بَابُ مَا قِيلَ فِي الصَّوَّاغِ

باب ہے بیچ بیان زرگر یعنی سنار کے

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ فائدہ ترجمہ کا واسطے اس زرگری کے اور جو اس کے بعد ہے تنبیہ ہے اس پر کہ یہ کام آپ ﷺ کے زمانے میں تھا اور نبی ﷺ نے اس کو برقرار رکھا باوجودیکہ آپ ﷺ کو معلوم تھا پس ہوگا علم مانند نص کی اوپر جائز ہونے اس کے کے اور جو اس کے سوا ہے وہ قیاس سے پکڑا جائے گا۔ (فتح)

وَقَالَ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا وَقَالَ الْعَبَّاسُ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَبُيُوتِهِمْ فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مکے کی گھاس نہ کاٹی جائے تو نبی ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مگر اذخر کی گھاس کاٹنے کی اجازت دے دیں کہ وہ مکے والوں کے لوہاروں اور سناروں کے کام آتی ہے یعنی لوہا اور سونا گلانے میں اور گھروں کے واسطے ہے یعنی ان کے گھروں کے چھتوں کے کام آتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے۔

۱۹۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِّنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي شَارِفًا مِّنَ الْخُمُسِ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

۱۹۴۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک اونٹ تھا جو مجھ کو مال غنیمت سے حصے میں ملا تھا اور آپ ﷺ نے مجھ کو غنیمت کے پانچویں حصے سے ایک اونٹ دیا تھا سو جب میں نے چاہا کہ فاطمہ بنت محمد ﷺ کے پاس داخل ہوں اور ان کو تصریف میں لاؤں تو میں نے بنی قینقاع کے ایک مرد سنار سے وعدہ کیا یہ کہ میرے ساتھ جائے اور ہم اذخر گھاس لائیں میں نے چاہا کہ اس کو سناروں سے بیچوں اور اس سے اپنی شادی کے ولیمہ میں مدد لوں۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا مِّنْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ أَنْ يَّرْتَحِلَ مَعِيْ فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيْعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِيْنَ وَأَسْتَعِيْنَ بِهِ فِيْ وَلِيْمَةِ عُرُسِيْ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح آئندہ آئے گی اور غرض یہاں اس قول سے یہ ہے کہ میں نے بنی قینقاع کے ایک سنار سے وعدہ کیا اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ ایک یہود کی قوم ہے اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے معاملہ کرنا سنار سے اگرچہ مسلمان نہ ہو وفیہ المطابقة للترجمة۔(فتح الباری)

١٩٤٨۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا لِأَحَدٍ بَعْدِيْ وَإِنَّمَا حَلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ وَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِلَّا الْإِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَلِسُقُفِ بُيُوْتِنَا فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَقَالَ عِكْرِمَةُ هَلْ تَدْرِيْ مَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا هُوَ أَنْ تُنَحِّيَهُ مِنَ الظِّلِّ وَتَنْزِلَ مَكَانَهُ قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ خَالِدٍ لِصَاغَتِنَا وَقُبُوْرِنَا.

١٩٤٨۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے مکہ کو حرام کیا ہے آدمیوں نے اس کو حرام نہیں کیا اور بے شک مجھ سے پہلے کسی کو مکہ میں لڑنا حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد قیامت تک مکہ کسی پر حلال ہو گا صرف میرے واسطے ایک ساعت بھر حلال ہوا سو اس کی گھاس نہ کاٹی جائے اور اس کا درخت نہ توڑا جائے اور اس کا شکار نہ ہانکا جائے اور اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر مشہور کرنے والے کو کہ ڈھونڈ کر مالک کو پھر پہنچائے تو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مگر اذخر کی گھاس کاٹنے کی اجازت دے دیں کہ وہ ہمارے سناروں اور گھروں کے کام آتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مگر اذخر کی گھاس کاٹنی درست ہے سو عکرمہ نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ اس کے شکار کا ہانکنا کیا ہے وہ یہ ہے کہ تو اس کو سائے سے ہٹائے اور خود اس کی جگہ اترے۔

فائدہ: اور غرض ترجمہ کی اس سے ذکر زرگری کا ہے اور آپ ﷺ کا اس کو برقرار رکھنا یعنی چونکہ زرگری کو نبی ﷺ نے برقرار رکھا تو اس سے معلوم ہوا کہ زرگری درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ ذِكْرِ الْقَيْنِ وَالْحَدَّادِ

لوہار کا بیان یعنی لوہار کا کام کرنا درست ہے

فائدہ: ابن درید نے کہا کہ اصل میں قین لوہار کو کہتے ہیں پھر عرب میں ہر گلانے والے کو قین کہتے ہیں اور گویا کہ

امام بخاری رحمہ اللہ نے اعتماد کیا ہے اس پر کہ ان دونوں کے درمیان مغائرت ہے اور اس باب کی حدیث میں صرف قین کا ذکر ہے یعنی زرگر کا اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے لوہار کو بھی اس کے ساتھ لاحق کیا ہے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے حکم میں وسیاتی الکلام علی ھذا الحدیث انشاء اللہ تعالی۔ (فتح)

۱۹٤۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِيْ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ قَالَ لَا أُعْطِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا أَكْفُرُ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ دَعْنِيْ حَتّٰى أَمُوْتَ وَأُبْعَثَ فَسَأُوْتٰى مَالًا وَّوَلَدًا فَأَقْضِيَكَ فَنَزَلَتْ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا﴾.

۱۹۴۹۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جاہلیت میں سنار تھا یعنی سنار کا کام کیا کرتا تھا اور عاصم بن وائل پر میرا قرض تھا تو میں قرض کے تقاضے کو اس کے پاس آیا اس نے کہا کہ میں تجھ کو قرض نہیں دوں گا یہاں تک کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کافر ہو جاؤ یعنی اسلام کا دین چھوڑ کر کافر ہو جاؤ تو میں نے کہا کہ نہیں کافر ہوں گا میں ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ اللہ تجھ کو مارے پھر تو زندہ ہو کر اٹھایا جائے اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ تا کہ میں مر جاؤں پھر جی کر اٹھایا جاؤں پس عنقریب ہے کہ مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد تو میں تیرا قرض ادا کروں گا تو یہ آیت اتری کہ کیا دیکھا تو نے اس کو جو منکر ہوا ہے ہماری آیتوں سے اور کہا کہ البتہ مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد۔

فائدہ: کرمانی نے کہا کہ اگر تو کہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مر کر جی اٹھنے کے بعد کافر ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ مر کر جی اٹھنے کے بعد کافر ہونا ممکن نہیں تو گویا کہ مراد اس کی یہ ہے کہ میں کبھی کافر نہیں ہوں گا۔ انتہی

بَابُ ذِكْرِ الْخَيَّاطِ — باب ہے کپڑا سینے والے کے بیان میں

فائدہ: خطابی نے کہا کہ باب کی حدیثوں میں دلالت ہے اوپر جائز ہونے اجارے کے اور سینے میں ایک معنی زائد ہیں اس واسطے کہ غالب یہ ہے کہ سوئی سینے والے کے پاس ہوتی ہے پس جمع ہوگا بیچ اس کے ساتھ کاریگری کے آلہ یعنی سوئی اور قیاس چاہتا ہے کہ صحیح نہ ہو اس واسطے کہ اکثر اوقات ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا ہے اس واسطے کہ اس میں رفاقت کرنی ہے اور قرار پایا عمل لوگوں کا اوپر اس کے اور اس کی پوری شرح آئندہ آئے گی اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ سینا مروت کے منافی نہیں۔ (فتح)

۱۹۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ

۱۹۵۰۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لیے بلایا جس کو اس نے تیار کیا

أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّآءٌ وَقَدِيدٌ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ مِنْ حَوَالَي الْقَصْعَةِ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّآءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ.

تھا یعنی آپ ﷺ کی دعوت کی انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ اس کھانے کی طرف گیا تو وہ آپ ﷺ کے پاس روٹی اور شوربہ لایا جس میں کہ کدو اور گوشت خشک پکا تھا سو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ پیالوں کے کناروں سے کدو تلاش کرتے تھے تو میں اس دن سے ہمیشہ کدو کو دوست رکھتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ درزی کا کسب کرنا درست ہے۔

بَابُ ذِكْرِ النَّسَّاجِ

کپڑا بننے والے کا بیان

۱۹۵۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ فَقِيلَ لَهُ نَعَمْ هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوجٌ فِي حَاشِيَتِهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي نَسَجْتُ هٰذِهِ بِيَدِي أَكْسُوكَهَا فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزَارُهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اكْسُنِيهَا فَقَالَ نَعَمْ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَا أَحْسَنْتَ سَأَلْتَهَا إِيَّاهُ لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَآئِلًا فَقَالَ الرَّجُلُ

۱۹۵۱۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت ایک چادر لائی سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ بردہ کیا ہے تو کسی نے ان سے کہا کہ ہاں وہ چادر ہے جو بنی ہوئی ہے اپنے دونوں حاشیوں میں یعنی اس کی دونوں طرفین اس میں بنی ہوئی ہیں اس عورت نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ میں نے یہ چادر اپنے ہاتھ سے بنی ہے تاکہ میں وہ آپ کو پہناؤں سو آپ ﷺ نے اس کو لیا اور حالانکہ آپ ﷺ کو اس کی حاجت تھی سو آپ ﷺ ہماری طرف نکلے اور حالانکہ وہ آپ ﷺ کا تہبند تھا یعنی اس کو بجائے تہبند کے کمر میں باندھا ہوا تھا سو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ چادر آپ مجھ کو پہنا دیں یعنی مجھ کو عنایت فرما دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں سو آپ ﷺ مجلس میں بیٹھے پھر پھرے اور چادر کو لپیٹا پھر اس کو اس شخص کے پاس بھیجا تو قوم نے اس کو کہا کہ تو نے اچھا

وَاللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ يَوْمَ أَمُوْتُ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ.

نہیں کیا کہ تو نے وہ چادر آپ ﷺ سے مانگی اور تو پہچانتا ہے کہ آپ ﷺ سائل کو پھیرتے نہیں تو اس مرد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں سوال کیا میں نے آپ ﷺ سے واسطے کسی حاجت کے مگر یہ کہ مرنے کے بعد میرا کفن ہو سہل رضی اللہ عنہ نے کہا سو وہ اس کا کفن ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الجنائز میں پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کپڑا بننا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ النَّجَّارِ

بڑھئی کا بیان

١٩٥٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ أَتَى رِجَالٌ إِلٰى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ يَسْأَلُوْنَهُ عَنِ الْمِنْبَرِ فَقَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى فُلَانَةَ امْرَأَةٍ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ أَنْ مُرِيْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلْ لِيْ أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ فَأَمَرَتْهُ يَعْمَلُهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ ثُمَّ جَآءَ بِهَا فَأَرْسَلَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا فَأَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ فَجَلَسَ عَلَيْهِ.

١٩٥٢۔ ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ سہل رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اس حال میں کہ ان سے نبی ﷺ کے منبر کی حقیقت پوچھتے تھے کہ کس چیز سے ہو سو سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فلانی عورت پیغام بھیجا جس کا سہل رضی اللہ عنہ نے نام لیا تھا یہ کہ اپنے بڑھئی غلام سے کہہ دے کہ میرے واسطے لکڑیوں کا منبر بنا دے کہ میں لوگوں سے کلام کرنے کے وقت اس پر بیٹھا کروں یعنی اس پر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ کیا کروں تو اس عورت نے اس کو حکم کیا یہ کہ بنا دے اس کو جنگل کے جھاؤ کے درخت سے سو وہ اس کو بنا کر لایا تو اس عورت نے اس کو نبی ﷺ کے پاس بھیجا تو آپ ﷺ نے اس کے رکھنے کا حکم فرمایا تو رکھا گیا تو آپ ﷺ اس پر بیٹھے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح بھی کتاب الجمعہ میں پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بڑھئی کا کام کرنا درست ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

١٩٥٣۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

١٩٥٣۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت نے نبی ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ کیا میں آپ کے واسطے کوئی چیز بناؤں جس پر آپ بیٹھا کریں اس واسطے کہ میرا غلام بڑھئی کا کام کرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا

وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا أَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ فَإِنَّ لِيْ غُلَامًا نَجَّارًا قَالَ إِنْ شِئْتِ قَالَ فَعَمِلَتْ لَهُ الْمِنْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ الَّذِيْ صُنِعَ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِيْ كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ تَنْشَقُّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ أَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ.

کہ اگر تو چاہے تو بنا تو اس نے آپ ﷺ کے واسطے منبر بنایا سو جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ ﷺ اس منبر پر بیٹھے جو تیار ہوا تھا سو چیخ ماری کھجور کے ستون نے جس سے ٹیک لگا کر آپ ﷺ خطبہ پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ پھٹنے لگا تو آپ ﷺ منبر سے اترے اور اس کو بدن سے ملایا سو وہ رونے لگا مانند رونے لڑکے کی کہ چپ کرایا جاتا ہے یہاں تک کہ چپ ہوا اور ٹھہرا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ رویا تھا اس پر کہ تھا سنتا ذکر سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح بھی کتاب الجمعہ میں پہلے گزر چکی ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ بڑھئی کا کام کرنا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ شِرَاءِ الْإِمَامِ الْحَوَائِجَ بِنَفْسِهٖ

باب ہے بیان میں خریدنے امام کے اپنی حاجتوں کو اپنی ذات سے

فائدہ: یعنی اگر امام اپنی حاجتوں کو خود اپنی ذات اور اپنے ہاتھ سے خریدے بغیر واسطہ دوسرے آدمی کے تو درست ہے اور فائدہ اس باب کا دور کرنا وہم اس شخص کا ہے جو وہم کرتا ہے کہ امام کو خود اپنے لین دین کرنا مروت میں قدح کرتا ہے۔(فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَلًا مِّنْ عُمَرَ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا

فائدہ: یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کو اپنے آپ خود لین دین کرنا درست ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

وَاشْتَرَى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِنَفْسِهٖ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَآءَ مُشْرِكٌ بِغَنَمٍ

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خود اپنے آپ خریدا' عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک مشرک بکریوں کا گلہ لایا سو نبی ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی اور آپ ﷺ

فَاشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَاةً وَّاشْتَرٰى مِنْ جَابِرٍ بَعِيْرًا.

نے جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اونٹ خریدا

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ امام اور شریف کو خود اپنے آپ اپنی حاجتوں کا خریدنا درست ہے اگرچہ اس کے پاس کوئی خادم وغیرہ ہو جو اس کو کفایت کرے اور اس کو خرید کر دے سکے جبکہ کرے وہ یہ کام بطور تواضع کے اور پیروی کرنے کے ساتھ نبی ﷺ کے پس اس میں کوئی شک نہیں کہ کر سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس خادم وغیرہ تھے جو آپ ﷺ کو کفایت کرتے تھے اس چیز سے کہ جس کا آپ ارادہ کرتے تھے لیکن نبی ﷺ اس کو تعلیم اور تشریع کے واسطے کیا کرتے تھے۔ (فتح)

١٩٥٤۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اشْتَرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَّهُوْدِيٍّ طَعَامًا بِنَسِيْئَةٍ وَّرَهَنَهُ دِرْعَهُ.

۱۹۵۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ خریدا نبی ﷺ نے ایک یہودی سے اناج ساتھ وعدے کے اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح رہن کے شروع میں آئے گی اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے تو، اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ امام کو خود اپنے ہاتھ سے کسی چیز کا خریدنا درست ہے اگرچہ اس کے پاس کوئی دوسرا آدمی خادم وغیرہ ہو جو اس کو خرید کر دے سکے۔

بَابُ شِرَآءِ الدَّوَابِّ وَالْحَمِيْرِ وَإِذَا اشْتَرٰى دَابَّةً أَوْ جَمَلًا وَّهُوَ عَلَيْهِ هَلْ يَكُوْنُ ذٰلِكَ قَبْضًا قَبْلَ أَنْ يَّنْزِلَ.

باب ہے بیان میں خریدنے چار پایوں اور گدھوں کے اور جب کوئی چار پایہ یا اونٹ خریدے اور حالانکہ بیچنے والا اس پر سوار ہو تو کیا ہوگا یہ خریدنا قبض واسطے خریدار کے پہلے اس سے کہ اترے۔

فائدہ: یعنی کیا شرط ہے قبض میں قدر زائد اور پر محض تخلیہ کے اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے و سیاتی شرحہ عنقریب۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِيْهِ يَعْنِيْ جَمَلًا صَعْبًا.

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال یعنی اس اونٹ کو کہ اپنے اوپر مشکل سے سوار ہونے دیتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الشروط میں آئندہ آئے گی۔

١٩٥٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۱۹۵۵۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ

الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَأَبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا فَأَتٰى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا شَأْنُكَ قُلْتُ أَبْطَأَ عَلَيَّ جَمَلِي وَأَعْيَا فَتَخَلَّفْتُ فَنَزَلَ يَحْجُنُهُ بِمِحْجَنِهِ ثُمَّ قَالَ ارْكَبْ فَرَكِبْتُ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَكُفُّهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ أَفَلَا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ إِنَّ لِيْ أَخَوَاتٍ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ امْرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ قَالَ أَمَّا إِنَّكَ قَادِمٌ فَإِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ ثُمَّ قَالَ أَتَبِيْعُ جَمَلَكَ قُلْتُ نَعَمْ فَاشْتَرَاهُ مِنِّي بِأُوْقِيَّةٍ ثُمَّ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلِيْ وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ أَلْآنَ قَدِمْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعْ جَمَلَكَ فَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ فَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَزِنَ لَهُ أُوْقِيَّةً فَوَزَنَ لِيْ بِلَالٌ فَأَرْجَحَ لِيْ فِي الْمِيْزَانِ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى وَلَّيْتُ فَقَالَ ادْعُ لِيْ جَابِرًا قُلْتُ الْآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الْجَمَلَ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ

ایک جنگ میں تھا سو میرے اونٹ نے میرے ساتھ دیر کی اور تھک گیا سو آپ ﷺ میرے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا تو جابر ہے میں نے کہا کہ ہاں فرمایا کیا حال ہے تیرا میں نے کہا کہ میرے اونٹ نے مجھ پر دیر کی اور تھک گیا یعنی چل نہیں سکتا سو میں لوگوں سے پیچھے رہا سو نبی ﷺ سواری سے اترے اور اونٹ کو اپنی لاٹھی ماری اور فرمایا کہ سوار ہو سو میں سوار ہوا تو البتہ میں نے اس کو دیکھا کہ میں اس کو نبی ﷺ سے روکتا ہوں کہ آپ ﷺ سے آگے نہ بڑھ جائے کہ بے ادبی ہوگی پھر فرمایا کہ کیا تو نے نکاح کیا ہے میں نے کہا کہ ہاں پھر فرمایا کہ کیا کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے میں نے کہا کہ بلکہ بیوہ سے فرمایا کہ کیا پس تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی میں نے کہا کہ میری بہنیں ہیں چھوٹی سو میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان کو جمع کر دے اور کنگھی کرے اور ان کی محافظت کرے فرمایا خبردار ہو جا کہ البتہ تو اپنے گھر میں آنے والا ہے سو جب تو اپنے گھر میں آئے تو ہوشیاری کرنا ہوشیاری کرنا یعنی جماع اس غرض سے کرنا تا کہ لڑکے حاصل ہوں فقط شہوت رانی منظور نہ رکھنا پھر نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تو اپنا اونٹ بیچتا ہے میں نے کہا کہ ہاں تو آپ ﷺ نے مجھ سے اس اونٹ کو ایک اوقیہ سے خریدا پھر نبی ﷺ مجھ سے پہلے مدینہ میں آئے اور میں پچھلے دن آیا سو میں مسجد میں آیا تو میں نے آپ ﷺ کو مسجد کے دروازے پر پایا سو فرمایا کہ کیا تو اب آیا میں نے کہا کہ ہاں سو فرمایا کہ اپنا اونٹ چھوڑ اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ سو میں مسجد میں داخل ہوا اور میں نے نماز پڑھی سو آپ ﷺ نے

مِنهُ قَالَ خُذ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ.

بلال رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ میرے واسطے اوقیہ تولے سو انہوں نے تولہ اور ترازو میں میرے پلڑے کو جھکایا یعنی تولنے میں میرے واسطے زیادہ تولہ سو میں چلا یہاں تک کہ میں نے پیٹھ دی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے واسطے جابر کو بلاؤ میں نے کہا یعنی اپنے دل میں کہ شاید نبی صلی اللہ علیہ وسلم اب مجھ کو اونٹ پھیر دیتے ہیں اور میرے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ تر دشمن نہ تھی سو فرمایا کہ اپنا اونٹ لے اور واسطے تیرے ہے مول اس کا۔

فائدہ: باب کی دونوں حدیثوں میں گدھے کا ذکر نہیں اور گویا کہ انہوں نے اشارہ کیا ہے کہ اس کا حکم بھی اونٹ کی طرح ہے اس واسطے کہ باب کی دونوں حدیثوں میں تو صرف اونٹ کا ذکر ہے اور نہیں خصوصیت ہے حکم مذکور میں ساتھ ایک چارپائے کے سوائے دوسرے چارپائے کے یعنی سب چارپائیوں کا یہی حکم ہے یہ حکم کسی چارپائے کے ساتھ خاص نہیں وفیہ المطابقة للترجمة اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

بَابُ الْأَسْوَاقِ الَّتِي كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَبَايَعَ بِهَا النَّاسُ فِي الْإِسْلَامِ

باب ہے بیچ بیان ان بازاروں کے جو اسلام سے پہلے جاہلیت میں تھے اور لوگوں نے اسلام میں ان میں خرید وفروخت کی۔

فائدہ: یعنی جن جگہوں میں کہ گناہ کیا جائے ان میں عبادت کرنے کا کوئی مانع نہیں اور مسلمان کہ ان میں خرید وفروخت کرتے ہیں تو البتہ اس میں خرید وفروخت بھی کریں گے بلکہ یہی خرید وفروخت نیک نیت کے سبب سے عبادت ہوگی جیسا کہ کفار کا وہاں حاضر ہونا بغیر فسق وفجور کے نہ تھا۔ (ت)

١٩٥٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ تَأَثَّمُوا مِنَ التِّجَارَةِ فِيهَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ﴾ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَذَا.

١٩٥٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے عکاظ اور مجنہ اور ذوالمجاز بازار جاہلیت میں سو جب اسلام آیا تو لوگوں نے ان میں تجارت کرنے سے گناہ سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں تم پر گناہ حج کے دنوں میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی طرح پڑھا ہے یعنی مواسم کا لفظ آیت میں داخل سمجھا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحج میں پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ شِرَآءِ الْإِبِلِ الْهِيمِ أَوِ الْأَجْرَبِ الْهَآئِمُ الْمُخَالِفُ لِلْقَصْدِ فِي كُلِّ شَيْءٍ

باب ہے بیان میں خریدنے اونٹ بیمار کے اور خارش والے کے اور ہائم مخالف ہے واسطے وسط ہر چیز کے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ہائم کی تفسیر کی ہے تو گویا کہ اس میں اشارہ ہے کہ ہیم جمع ہائم کی ہے اور ہائم ایک بیماری ہے کہ اونٹ کو ہوتی ہے مانند استسقا کی خواہ جس قدر پانی پیے اس کی پیاس دور نہیں ہوتی یہاں تک کہ پانی پیتے پیتے مر جاتا ہے۔ (فتح)

۱۹۵۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو كَانَ هَا هُنَا رَجُلٌ اسْمُهُ نَوَّاسٌ وَّكَانَتْ عِنْدَهُ إِبِلٌ هِيمٌ فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَاشْتَرٰى تِلْكَ الْإِبِلَ مِنْ شَرِيكٍ لَّهُ فَجَآءَ إِلَيْهِ شَرِيكُهُ فَقَالَ بِعْنَا تِلْكَ الْإِبِلَ فَقَالَ مِمَّنْ بِعْتَهَا قَالَ مِنْ شَيْخٍ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ وَيْحَكَ ذَاكَ وَاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ فَجَآءَهُ فَقَالَ إِنَّ شَرِيكِي بَاعَكَ إِبِلًا هِيمًا وَلَمْ يَعْرِفْكَ قَالَ فَاسْتَقْهَا قَالَ فَلَمَّا ذَهَبَ يَسْتَاقُهَا فَقَالَ دَعْهَا رَضِينَا بِقَضَآءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى سَمِعَ سُفْيَانُ عَمْرًا.

۱۹۵۷۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہاں ایک مرد تھا اس کا نام نواس تھا اور اس کے پاس ایک بیمار اونٹ تھا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما گئے اور اس اونٹ کو اس کے شریک سے خریدا پھر نواس کا شریک آیا تو اس نے نواس سے کہا کہ ہم نے وہ اونٹ بیچ ڈالا نواس نے کہا کہ تو نے اس کو کس کے ہاتھ بیچا سو اس نے کہا کہ ایک بوڑھے کے ہاتھ بیچا جس کا ایسا ایسا حلیہ ہے سو اس نے کہا کہ تجھ کو خرابی ہو قسم ہے اللہ کہ وہ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے تو نواس ان کے پاس آئے اور کہا کہ میرے شریک نے ایک بیمار اونٹ کو تیرے ہاتھ بیچا ہے اور وہ تجھ کو پہچانتا نہ تھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کو ہانک لے جا سو جب اس کو ہانکنے لگا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کو چھوڑ دے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے ساتھ راضی ہوئے وہ حکم یہ ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی تو خطابی نے کہا کہ اس جگہ اس لفظ کے کوئی معنی نہیں مگر یہ کہ ہو ہیام بیماری جس کی شان سے یہ ہے کہ جس کو یہ بیماری ہو جب وہ اونٹوں کے ساتھ چرے تو اونٹوں کو بھی وہ بیماری لگ جائے اور اس کے غیر نے کہا کہ بلکہ اس کے معنی ظاہر ہیں یعنی راضی ہوا میں ساتھ اس بیع کے اس عیب پر کہ اس میں ہے اور نہیں تجاوز کرتا میں بائع سے حاکم کو یا میں حاکم کے پاس بائع کی .... نہیں کرتا اختیار کی ہے یہ تاویل ابن تین نے اور جو اس کے تابع ہے اور داؤدی نے کہا کہ معنی اس کے نہی ہیں اعتداء اور ظلم سے اور ابو علی ہجری نے کہا کہ ہیام ایک بیماری ہے اونٹ کی بیماریوں سے پیدا ہوتی ہے گندے پانی سے جبکہ بہت

خراب ہے پائمالی سے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ متوجہ ہوتا ہے اونٹ طرف سورج کی جس طرف کہ پھرے اور ہر وقت کھاتا پیتا رہتا ہے اور اس کا بدن کم ہوتا جاتا ہے مانند گلنے والے کی سو جب اس کا مالک اس کے امر کا ظاہر ہونا چاہے تو اس کے واسطے ظاہر ہو جاتا ہے پس اگر اس کی بو خمیر کی بو کی طرح پائے تو معلوم کرے کہ اس کو ٹھیک یہی بیماری ہے سو جو اس کا پیشاب سونگھے یا اس کی لید تو اس کو وہ بیماری لگ جاتی ہے اور ساتھ اس توجیہ کے ظاہر ہوں گے وہ معنی جو خطابی پر پوشیدہ رہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گا صحیح ہونا عطف بخاری کا اجرب کو ہیم پر واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے بیچ لگ جانے بیماری کے اور اس کو قوی کرتی ہے یہ بات کہ اس تاویل پر حدیث مرفوع ہو جائے گی۔ (فتح)

بَابُ بَیْعِ السِّلَاحِ فِی الْفِتْنَةِ وَغَیْرِهَا

فتنے فساد وغیرہ کے وقت ہتھیار بیچنے کا بیان

فائدہ: یعنی کیا منع ہے یا نہیں۔ (فتح)

وَکَرِهَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ بَیْعَهُ فِی الْفِتْنَةِ

اور برا جانا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیچنے اس کے کو فتنے فساد میں

فائدہ: اور گویا کہ مراد ساتھ فتنے کے وہ لڑائیاں ہیں کہ مسلمانوں کے درمیان واقع ہوں اس واسطے کہ اس وقت اس کے بیچنے میں اس کے خریدار کے واسطے مدد ہے اور یہ اس وقت ہے کہ حال مشتبہ ہو اور جب ثابت ہو جائے کہ ایک طرف باغی ہے تو حق والے طرف کے گروہ کے ہاتھ ہتھیاروں کا بیچنا جائز ہے اور ابن بطال نے کہا کہ فتنے فساد کے وقت ہتھیار کا بیچنا اس واسطے برا ہے کہ وہ گناہ پر مدد دیتی ہے اور اسی واسطے مکروہ رکھی ہے امام مالک اور شافعی اور احمد اور اسحاق نے بیع انگور کی اس کے ہاتھ میں جو اس کو شراب بنائے اور امام مالک کا یہ مذہب ہے کہ وہ بیع فسخ کی جائے اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف خلاف ثوری کے بیچ اس کے جس جگہ کہا کہ بیچ تو مال حلال اپنا جس سے چاہے۔ (فتح)

۱۹۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ کَثِیْرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِیْ مُحَمَّدٍ مَوْلٰی أَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَیْنٍ فَأَعْطَاهُ یَعْنِیْ دِرْعًا فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ بِهٖ مَخْرَفًا فِیْ بَنِیْ سَلِمَةَ

۱۹۵۸۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ حنین کے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو زرہ دی سو میں نے زرہ بیچی اور اس کے مول سے ایک باغ بنی سلمہ میں خریدا پس تحقیق وہ اول مال ہے جس کو میں نے اسلام میں جمع کیا تھا۔

فَإِنَّهٗ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهٗ فِي الْإِسْلَامِ.

فائدہ: اور استشکال کیا گیا ہے بیچ مطابق ہونے اس حدیث کے ترجمہ کو اسماعیل نے کہا کہ حدیث میں کوئی ایسی چیز نہیں کہ باب کے موافق ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ باب مشتمل ہے اوپر بیچنے ہتھیار کے فتنے وغیرہ میں اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو دوسری حدیث کی دوسری خبر کے مطابق ہے اور وہ بیچنا اس کا ہے غیر فتنے میں اور پڑھا میں نے ساتھ خط قطب کے اس کی شرح میں کہ احتمال ہے کہ ہو سرد جبکہ کہا پس راضی کر اس کو اس سے پس ارادہ کیا مرد نے یہ کہ لے زرہ اور اس کی طرف سے اس کا عوض اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دیں تو یہ بجائے بیع کے ہے اور یہ تھا بیچ غیر زمانے فتنے کے اور نہیں پوشیدہ ہے ضعف اس تاویل کا اور حق یہ بات ہے کہ استدلال ساتھ بیع کے بیچ بیچنے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے ہے زرہ کو بعد اس کے اس واسطے کہ انہوں نے زرہ بیچی اور اس کے مول سے باغ خریدا اور یہ فتنے کے غیر زمانے میں تھا اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے جائز ہونا بیچنا ہتھیاروں کا ہے فتنے میں اس شخص کے ہاتھ میں جس سے ضرر کا خوف نہ ہو اس واسطے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے زرہ اس وقت بیچی تھی جس وقت مسلمانوں اور کافروں کے درمیان لڑائی قائم تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس پر برقرار رکھا اور گمان کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے یہ کہ نہیں بیچا اس نے اس کو اس شخص سے کہ مسلمانوں کی لڑائی پر مدد کرے پس اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا ہتھیاروں کا بیچ وقت لڑائی کے بیچ ہاتھ اس شخص کے کہ نہ خوف کیا جائے اس سے ضرر کا۔ (فتح)

بَابٌ فِي الْعَطَّارِ وَبَيْعِ الْمِسْكِ

یہ باب ہے بیچ عطار کے اور بیچنے مشک کے

فائدہ: باب کی حدیث میں صرف مشک کا ذکر ہے عطار کا ذکر نہیں اور گویا کہ ملحق کیا ہے عطار کو ساتھ مشک کے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے بیچ اچھی خوشبو کے۔ (فتح)

۱۹۵۹۔ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ بْنَ أَبِي مُوسٰى عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِيرِ الْحَدَّادِ لَا يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا تَشْتَرِيهِ أَوْ تَجِدُ رِيحَهٗ وَكِيرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ أَوْ

۱۹۵۹۔ ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک یار کی مثل اور برے یار کی مثل مشک فروش اور لوہار کی بھٹی کی مثل ہے نہ تجاوز کرے گی تجھ سے ایک دو خصلتوں کی مشک والے سے یعنی دو حال سے خالی نہیں یا تو تو اس کو اس سے خریدے گا اور یا اس کی خوشبو پائے گا اور لوہار کی بھٹی دو حال سے خالی نہیں یا تو تیرا گھر یا کپڑا جلا دے گی یا تو اس سے بدبو پائے گا۔

ثَوْبَكَ أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيْحًا خَبِيْثَةً.

فائدہ: اور اس حدیث میں نہی ہے پاس بیٹھنے اس شخص کے سے جس کی صحبت سے دین اور دنیا میں ایذا ہو اور رغبت دلانی ہے بیچ صحبت اس شخص کے جس کے پاس بیٹھنے میں نفع ہو اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا مشک کا اور یہ کہ مشک پاک ہے اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مدح کی اور اس کی ترغیب دی پس اس میں رد ہے واسطے اس شخص کے جو اس کو مکروہ جانتا ہے جیسا کہ منقول ہے حسن بصری اور عطا وغیرہ سے پھر یہ اختلاف گزر گیا اور قرار پایا اجماع اس بات پر کہ مشک پاک ہے اور اس میں بیان کرنا ہے مثل کا اور عمل کرنا ہے حکم میں ساتھ اشباہ اور نظیروں کے۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ الْحَجَّامِ — باب ہے سینگی لگانے والے کے بیان میں

فائدہ: نہیں یہ باب اس بیان میں کہ حجام کا کسب اچھا ہے اس واسطے کہ اس میں ایک حدیث وارد ہو چکی ہے جو اس کو خاص کرتی ہے کہ حجام کا کسب منع ہے اگرچہ حجام کی مزدوری میں ظلم نہیں کیا جاتا یعنی اگرچہ اس کو اس کی مزدوری پوری دینی ضروری ہے پس نہی واسطے سینگی لگانے والے کے ہے نہ واسطے سینگی لگوانے والے کے اور ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ سینگی لگوانے والے کو اس کی حاجت پڑتی ہے اور سینگی لگانے والے کو اس کی ضرورت نہیں اس واسطے کہ اس کے سوا اور بہت کسب ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر مراد تصویب سے اس کی تعریف اور اس کا استحباب ہے تو مانند اس کی ہے جیسا کہ اس نے کہا یعنی وہ مستحب نہیں اور اگر اس کی مراد جائز رکھنا ہے تو یہ قول اس کا ٹھیک نہیں اس واسطے کہ جائز ہے سینگی لگوانے والے کو لگوانا اس کا واسطے ضرورت کے اور جب سینگی کا لگوانا جائز ہوا تو اس کو لازم ہے کہ کوئی بھی لگانے والا ہو پس نہیں فرق ہے مگر ساتھ اس چیز کے کہ اشارہ کیا ہے میں نے طرف اس کی اس واسطے کہ نہیں لازم آتا رذیل کسب ہونے اس کے سے یہ کہ مشروع نہ ہو پس کساح زیادہ تر بد ہے حجام سے اور اگر سب لوگ اس کے ترک پر اتفاق کریں تو ان کو ضرر کرے اور باقی شرح اس کی کتاب الاجارہ میں آئے گی۔ (فتح)

۱۹۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَجَمَ أَبُوْ طَيْبَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ وَّأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُّخَفِّفُوْا مِنْ خَرَاجِهِ.

۱۹۶۰۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طیبہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے ایک صاع کھجوروں کے دینے کا حکم کیا اور اس کے مالکوں کو حکم کیا کہ اس کے خراج سے تخفیف کریں۔

فائدہ: خراج اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو مالک اپنے غلام پر مقرر کر دے کہ مثلاً ہم تین یا چار روپیہ ماہواری تجھ سے

لیا کریں گے خواہ تو اس سے زیادہ کمائے یا کم ہم کو اس سے کچھ غرض نہیں اور اس کا خراج ہر روز تین صاع تھے سو ان میں سے ایک صاع انہوں نے معاف کر دیا۔

١٩٦١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الَّذِيْ حَجَمَهُ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَّمْ يُعْطِهِ.

١٩٦١۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی اور سینگی لگانے والے کو اس کی مزدوری دی اور اگر اس کی مزدوری حرام ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نہ دیتے۔

بَابُ التِّجَارَةِ فِيْمَا يُكْرَهُ لُبْسُهُ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ

جو چیز کہ مردوں اور عورتوں کو پہننی مکروہ ہے اس کی تجارت کا بیان

فائدہ: یعنی اس کی تجارت جائز ہے جبکہ ہو اس قبیلے سے کہ فائدہ اٹھائے ساتھ اس کے غیر اس شخص کا جس کو اس کا پہننا مکروہ ہے یعنی جس کو اس کا پہننا مکروہ ہے اگر اس کے سوا کسی اور آدمی کو اس میں فائدہ ہو تو اس کی تجارت درست ہے اور جس چیز میں شرعا کسی کا نفع نہیں اس کا بیچنا ہرگز درست نہیں اور یہ راجح قول علماء کے۔(فتح)

١٩٦٢۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِحُلَّةِ حَرِيْرٍ أَوْ سِيَرَآءَ فَرَآهَا عَلَيْهِ فَقَالَ إِنِّيْ لَمْ أُرْسِلْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا إِنَّمَا يَلْبَسُهَا مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتَسْتَمْتِعَ بِهَا يَعْنِيْ تَبِيْعَهَا.

١٩٦٢۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی حلہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ حلہ عمر رضی اللہ عنہ پر دیکھا سو فرمایا کہ البتہ میں نے ریشمی حلہ تیرے پاس اس واسطے نہیں بھیجا تھا کہ تو اس کو پہنے ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے میں نے تو اس کو تیرے پاس صرف اس واسطے بھیجا تھا کہ تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے فائدہ پائے۔

فائدہ: حلہ کے معنی ہیں دو کپڑے یعنی حلہ دو کپڑوں کو کہتے ہیں ایک چادر اور ایک تہبند اور وہ دو کپڑے ایک قسم کے ہوتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا اس چیز کا جس کا پہننا مردوں کو مکروہ ہے اور جائز ہے تجارت کرنی اس کی اگرچہ وہ خاص ہے بیع سے لیکن وہ اس کی چیز ہے جو بیع کو مستلزم ہے اور جس چیز کا پہننا عورتوں کو مکروہ ہے اس کا بیچنا بھی جائز ہے ساتھ قیاس کرنے کے اوپر اس کے اور یا مراد ساتھ کراہت کے باب میں عام ہے اس سے کہ تحریم کے واسطے ہو یا تنزیہ کے پس وہ مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہوگی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور

ساتھ اس کے معلوم ہوا جواب اسماعیلی کے اعتراض سے کہ یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی باب کے ترجمہ کے مطابق نہیں اس واسطے کہ ترجمہ میں عورتوں کا ذکر ہے۔ (فتح)

۱۹۶۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْهُ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعَذَّبُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ.

۱۹۶۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصویریں تھیں سو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اندر نہ آئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے معلوم کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی چیز بری معلوم ہوئی تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہے اس تکیے کا میں نے کہا کہ میں نے اس کو اس واسطے مول لیا ہے کہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے ٹیک لگائیں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تصویریں بنانے والوں پر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ان کو حکم ہوگا کہ زندہ کرو جن کو تم نے بنایا اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب اللباس میں آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تکیہ کی بیع کو توڑا نہیں اور اس کے بعض طریقوں میں آئندہ آئے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد اس پر تکیہ لگایا اور جس کپڑے میں تصویر ہو اس کا استعمال کرنا مردوں اور عورتوں سب کو منع ہے لیکن حق یہ بات ہے کہ یہ فقط مردوں کو منع ہے عورتوں کو منع نہیں اور جس چیز کے منع ہونے میں مرد اور عورت شریک ہوں وہ تکیہ ہے اور حاصل یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بعض ترجمہ پر دلالت کرتی ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث تمام ترجمہ پر دلالت کرتی ہے۔ (فتح)

بَابُ صَاحِبُ السِّلْعَةِ أَحَقُّ بِالسَّوْمِ

اسباب کا مالک زیادہ تر حق دار ہے ساتھ مول کرنے کے

فائدہ: یعنی قیمت کو معین اور مقرر کرنا بائع کا حق ہے ابن بطال نے کہا کہ علماء کو اس مسئلہ میں اختلاف نہیں اور یہ کہ متولی اسباب کا مالک ہو یا وکیل زیادہ تر حق دار ہے ساتھ مول کرنے کے اس کی خرید کے طالب سے میں کہتا ہوں کہ یہ واجب نہیں اس واسطے کہ آئندہ آئے گا بیچ قصے اونٹ جابر رضی اللہ عنہ کے ابتداء کیا اس کو نبی ﷺ نے ساتھ قول اپنے کے کہ اس کو ایک اوقیہ سے میرے ہاتھ بیچ ڈال۔ (فتح)

١٩٦٤۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ وَفِيهِ خِرَبٌ وَّنَخْلٌ.

١٩٦٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے نجار کی اولاد احاطے والے باغ کا مجھ سے مول کر قیمت لو اور اس میں خرابہ اور کھجوریں تھیں۔

فائدہ: اس حدیث میں حکم ہے واسطے ان کے ساتھ ذکر کرنے مول کے معین یعنی مول کو معین کریں ساتھ اختیار اپنے کے اوپر طریقے قیمت لگانے کے تا کہ آپ ﷺ بھی ان کے واسطے ایک مول معین کریں جس کو آپ ﷺ نے اختیار کیا ہے پھر اس کے بعد جانبین سے رضامندی واقع ہو اور ساتھ اس کے مطابق ہو گی حدیث ترجمہ کو اور ماوری نے کہا کہ معنی ثامنونی کے یہ ہیں کہ میں اس کو مول لیتا ہوں ہبہ سے نہیں لیتا اور نہیں اس میں مگر یہ کہ خریدار مول پہلے کرے اور تعاقب کیا ہے اس کا عیاض نے تو ترجمہ تو واسطے ذکر مول معین کے ہے یعنی مول کے معین کرنے کا پہلے بائع حق دار ہے اور اوپر مطلق ذکر مول کا پس نہیں فرق ہے اس میں ابتداء کرنے میں درمیان بائع اور خریدار کے۔ (فتح)

بَابُ كَمْ يَجُوزُ الْخِيَارُ

کتنی مدت تک خیار درست ہے

فائدہ: خیار اسم ہے اختیار سے یا تخییر سے اور معنی اس کے دو امروں میں سے اچھا امر طلب کرنا ہے یا جائز رکھنا بیع کا یا فسخ کرنا اس کا اور خیار دو قسم ہے خیار مجلس اور خیار شرط اور بعض نے خیار نقیصہ زیادہ کیا ہے اور وہ شرط میں مندرج ہے اور کلام اس جگہ خیار شرط پر ہے اور یہ بات مقصود ہے واسطے بیان مقدار اس کے کی کہ اس کی مقدار کہاں تک ہے اور باب کی حدیث میں اس کا بیان نہیں ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے شاید اس کو عدم تحدید سے لیا ہے یعنی اس سے کہ حدیث میں کسی حد معین کا ذکر نہیں اور حدیث میں ہے کہ یہ اس کو کسی حد کے ساتھ مقید نہ کیا جائے بلکہ سپرد کیا جائے امر کو بیچ اس کے طرف حاجت کی واسطے متفاوت ہونے اسباب کے بیچ اس کے میں کہتا ہوں کہ بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ خیار تین دن تک ہے اور شاید یہ حدیث مختصر ہے اس حدیث سے کہ جس کو اصحاب سنن نے روایت کیا ہے نافع رضی اللہ عنہ سے جس کو ہم آئندہ ذکر

کریں گے اور ساتھ اس کے دلیل پکڑی گئی ہے واسطے حنفیہ اور شافعیہ کے کہ اختیار تین دن تک ہے اور انکار کیا ہے اس سے مالک نے یعنی خیار شرط میں تین دن کی مدت معین کرنی درست نہیں بغیر زیادت کے اگرچہ غالب میں ممکن ہے اختیار بیع اس کے لیکن ہر چیز کے واسطے علیحدہ مدت ہے موافق اس کے کہ اس میں اس کو اختیار دیا جائے پس واسطے جانور اور کپڑے کے مثلاً ایک دن یا دو دن ہیں اور واسطے لونڈی کے ایک جمعہ ہے اور واسطے گھر کے ایک مہینہ ہے اور اوزاعی نے کہا کہ دراز ہوتا ہے اختیار مہینے تک اور اس سے زیادہ موافق حاجت کی طرف اس کی یعنی جس قدر حاجت ہو اس کے موافق اختیار دراز کیا جائے اور ثوری نے کہا کہ خاص ہے اختیار ساتھ خریدار کے اور دراز کیا جائے واسطے اس کے اختیار دس دن اور زیادہ تک اور کہتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ تنہا ہوا ہے یعنی اس قول میں اس کے موافق کوئی نہیں اور تحقیق صحیح ہو چکا ہے قول ساتھ دراز ہونے خیار کے عمر وغیرہ سے **وسیاتی منه شئ في باب الملازمة** اور احتمال ہے کہ مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہو کہ بائع اور مشتری دونوں ایک دوسرے کو کتنا اختیار دیں ایک بار، اور اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی کہ آئندہ طریق میں تین باب کے بعد زیادتی آئے گی کہ تین بار اختیار کرے لیکن چونکہ یہ زیادت اس کے نزدیک ثابت نہیں اس واسطے باقی رکھنا ترجمہ کو استفہام پر موافق عادت اپنی کے۔(فتح)

۱۹۶۵۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمُتَبَايِعَيْنِ بِالْخِيَارِ فِي بَيْعِهِمَا مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَكُونُ الْبَيْعُ خِيَارًا قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا اشْتَرَى شَيْئًا يُعْجِبُهُ فَارَقَ صَاحِبَهُ.

۱۹۶۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنے والے اور مول لینے والے کو اختیار ہے اپنی بیع میں جب تک کہ دونوں جدا نہ ہوئے ہوں یا ہو بیع ساتھ خیار کے نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جبکہ خریدتے کسی چیز کو جو ان کو خوش لگتی تو اپنے ساتھی یعنی بیچنے والے سے جدا ہو جاتے تا کہ فسق بیع کا اختیار باقی نہ رہے۔

فائدہ: جب تک کہ جدا ہوں یعنی جب تک کہ بائع اور مشتری اس جگہ بیٹھے رہیں جہاں چیز بکی تھی تو دونوں کو اختیار ہے چاہے بائع اپنی چیز کو نہ بیچے اور یا خریدار مول نہ لے خواہ ایک نے دوسرے کی چیز قبض کر لی یا نہ اور جبکہ دونوں میں سے کوئی مجلس سے اٹھا اور مجلس بدلی تو اب کسی کو اختیار نہ رہا بیع پوری اور تمام ہو گئی لیکن جس بیع میں شرط کر لی ہو کہ مجھے اختیار ہے چاہوں گا تو رکھوں گا اس چیز کو اور چاہوں گا تو نہ رکھوں گا تو اس بیع میں باوجود جدا ہونے کے بھی اختیار باقی رہتا ہے جب چاہے بیع کو فسخ کر ڈالے اور یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ تھا کہ حدیث میں جدا ہونے سے مراد جدا ہونا ساتھ بدنوں کے ہے کما سیاتی اور اس حدیث سے ثابت ہوا

کہ بائع اور مشتری دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ جب تک کہ دونوں مجلس میں بیٹھے ہوں۔ (فتح)

١٩٦٦۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا وَزَادَ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ قَالَ هَمَّامٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي التَّيَّاحِ فَقَالَ كُنْتُ مَعَ أَبِي الْخَلِيلِ لَمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

١٩٦٦۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنے والا اور مول لینے والا مختار ہیں جب تک جدا نہ ہوں۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُوَقِّتْ فِي الْخِيَارِ هَلْ يَجُوزُ الْبَيْعُ

اگر اختیار کے وقت کو معین نہ کرے تو کیا بیع جائز ہے؟

فائدہ: یعنی اگر بائع یا مشتری خیار کے واسطے کوئی وقت معین نہ کریں اور اس کو مطلق چھوڑ دیں تو کیا بیع جائز ہے اور گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے طرف خلاف کی جو خیار شرط کی حد میں پہلے گزر چکا ہے اور شافعیہ اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ شرط خیار تین تک ہے اس سے زیادہ نہیں اور ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف اور محمد اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور علماء کا یہ مذہب ہے کہ خیار شرط کی کوئی مدت مقرر نہیں کہ اس سے کم وبیش جائز نہ ہو بلکہ بیع جائز ہے اور شرط لازم ہے اس وقت تک کہ اس کو دونوں شرط کریں اور یہی مختار ہے نزدیک ابن منذر کے پس اگر دونوں یا ایک مطلق خیار شرط کریں یعنی کوئی وقت مقرر نہ کریں تو اوزاعی اور ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ شرط باطل ہے اور بیع جائز ہے اور ثوری اور شافعی اور اہل رائے کہتے ہیں کہ بیع بھی باطل ہو جاتی ہے اور احمد اور اسحاق نے کہا کہ جس نے شرط کی ہو اس کو ہمیشہ اختیار ہے اور یہ جو پہلی حدیث میں ہے کہ یا ہو بیع ساتھ خیار کے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب بائع اور مشتری دونوں میں سے ایک دوسرے سے کہے کہ جائز رکھ بیع کو یا فسخ کر اس کو پس اگر وہ مثلاً بیع کو جائز رکھے تو بیع تمام ہو جاتی ہے اگرچہ وہ دونوں مجلس عقد سے جدا نہ ہوں اور یہی قول ہے ثوری اور اوزاعی اور شافعی اور اسحاق اور اور لوگوں کا اور امام احمد نے کہا کہ نہیں تمام ہوتی ہے بیع یہاں تک کہ دونوں مجلس سے جدا ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ احمد اس قول کے ساتھ تنہا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر شرط خیار کریں مطلق تو جدا ہونے کے بعد بھی اختیار باقی رہتا ہے اور پوری بحث اس کی آئندہ آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

١٩٦٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَقُوْلُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ اخْتَرْ وَرُبَّمَا قَالَ أَوْ يَكُوْنُ بَيْعَ خِيَارٍ.

١٨٦٧۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بائع اور مشتری دونوں خیار کے ساتھ ہیں جب تک کہ جدا نہ ہوں یا دونوں میں سے ایک اپنے ساتھ سے کہے کہ اختیار کر یا ہو بیع خیار کی۔

بَابُ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَشُرَيْحٌ وَّالشَّعْبِيُّ وَطَاوُسٌ وَّعَطَاءٌ وَّابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ بائع اور خریدار مختار ہیں جب تک کہ دونوں جدا نہ ہوں اور یہی قول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور شریح اور شعبی اور طاؤس اور عطا اور ابن ابی ملیکہ کا۔

فائدہ: اور ابن منذر نے کہا کہ یہی قول ہے سعید بن مسیب اور زہری اور ابن ابی ذئب اور حسن بصری اور اوزاعی اور ابن جریج وغیرھم کا اور مبالغہ کیا ہے ابن حزم نے اور کہا کہ میں نہیں جانتا تابعین سے ان کا کوئی مخالف ہو مگر صرف نخعی اور یہ جو کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے تو یہ ظاہر ہے ان کے فعل سے جو باب سے پہلے گزر چکا ہے اور یہ کہ جب وہ کسی چیز کو خریدتے تھے جو ان کو خوش لگتی تھی تو اپنے ساتھ سے جدا ہو جاتے تھے اور ترمذی میں ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کوئی چیز خریدتے اور وہ بیٹھے ہوتے تو کھڑے ہو جاتے تا کہ بیع ان کے واسطے واجب ہو اور مسلم میں ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی سے خرید و فروخت کرتے تھے اور چاہتے تھے یہ کہ نہ توڑیں اس کو تو اٹھ کر کھڑے ہوتے تھے اور تھوڑی دور چلتے تھے اور پھر پھر آتے تھے اور سعید بن منصور نے عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے ایک اونٹ خریدا سو اس کا مول نکال کر اس کے آگے رکھا پھر اختیار دیا اس کو درمیان اونٹ اس کے کے اور درمیان مول کے۔ (فتح)

١٩٦٨۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ قَتَادَةُ أَخْبَرَنِيْ عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا

١٩٦٨۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بائع اور مشتری مختار ہیں جب تک کہ وہ دونوں جدا نہ ہوں پس اگر وہ دونوں سچ بولیں اور عیب بیان کریں تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ہوتی ہے اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو ان کی برکت مٹ جاتی ہے۔

فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا
وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا.

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ جب تک کہ نہ جدا ہوں تو اسی کے موافق ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک کہ اس کا ساتھی اس سے جدا نہ ہو اور اگر اس سے جدا ہو جائے تو اس کو اختیار باقی نہیں رہتا اور جو لوگ کہ قائل ہیں اس کے کہ مراد حدیث میں جدا ہونے سے جدا ہونا ساتھ بدنوں کے ہے تو جدا ہونے مذکور کی کوئی حد ہے کہ اس کی طرف منتہی ہو مشہور راجح مذہب اس میں علماء کا اس میں یہ ہے کہ یہ عرف پر موقوف ہے جس کو رواج میں تفرق کہا جائے وہ تفرق ہے نہیں تو نہیں اور یہ جو فرمایا کہ اگر وہ سچ بولیں یعنی سچ کہے بائع بیچ خبر دینے مشتری کے مثلاً اور عیب کو بیان کرے اگر اسباب میں ہو اور سچ کہے مشتری بیچ قدر مول کے مثلاً اور بیان کرے عیب کو اگر ہو مول میں اور احتمال ہے کہ صدق اور بیان کے ایک معنی ہوں اور یہ جو کہا کہ اس کی برکت مٹ جاتی ہے تو احتمال ہے کہ یہ ظاہر پر محمول ہو اور یہ کہ عیب چھپانے کی نحوست عقد میں واقع ہوتی ہے تو اس کی برکت مٹائی جاتی ہے اگرچہ سچا ماجور ہے اور جھوٹا گنہگار ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ خاص ساتھ اس شخص کے کہ واقع ہوا ہے اس سے عیب چھپانا سوائے دوسرے کے اور ترجیح دی ہے اس کو ابو حمزہ نے اور اس حدیث میں فضیلت صدق کی ہے اور ترغیب دلانا ہے اوپر اس کے اور مذمت ہے جھوٹ کی اور رغبت دلانی ہے اوپر منع ہونے اس کے کے اور یہ کہ وہ سبب ہے واسطے دور ہونے برکت کے اور یہ کہ عمل آخرت کا حاصل کرتا ہے بھلائی دنیا اور آخرت کی کو۔ (فتح)

۱۹۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهٖ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ

۱۹۶۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنے والا اور مول لینے والا ہر ایک دونوں سے مختار ہیں اپنے ساتھی پر جب تک کہ جدا نہ ہوں مگر بیع خیار میں۔

فائدہ: یعنی اس میں مجلس سے جدا ہونے اور اٹھ کھڑے ہونے کی حاجت نہیں بلکہ اس میں جدا ہونے سے پہلے ہی بیع تمام ہو جاتی ہے اور پہلے باب میں نافع رضی اللہ عنہ سے گزر چکا ہے کہ فرمایا کہ جب تک کہ جدا نہ ہوں یا کہے ایک ان کا اپنے ساتھی سے کہ اختیار کر اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ بیع کا لازم ہونا ان دونوں امروں میں بند ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر ثابت ہونے خیار مجلس کے یعنی جب تک بائع اور مشتری مجلس عقد سے جدا نہ ہوں تب تک فسخ بیع کا اختیار باقی رہتا ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو تفرق بالابدان پر محمول کیا ہے اور اسی طرح ابو

برزہ اسلمی نے اور اصحاب میں سے کوئی ان کا مخالف نہیں پہچانا جاتا اور ابراہیم نخعی نے خلاف کیا ہے اور کہا کہ بیع جائز ہے اگرچہ نہ جدا ہوں اور ایک روایت میں اس سے یہ آیا ہے کہ جب ایجاب وقبول ہو جائے تو پھر اختیار باقی نہیں رہتا اور یہی قول ہے مالکیہ اور کل حنفیہ کا مگر ابن حبیب کا ابن حزم نے کہا کہ نہیں جانتا میں واسطے ان کے کوئی پیشوا مگر ابراہیم اکیلا اور وہ باب کی دونوں حدیثوں کے جواب میں کئی فرقے ہوئے ہیں سو ان میں سے بعض تو کہتے ہیں کہ یہ حدیث رد ہے واسطے ہونے اس کے کے معارض واسطے اس چیز کے کہ وہ قوی تر ہے اس سے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ صحیح ہے لیکن وہ ماوّل ہے اپنے غیر ظاہر پر سو بعض تو کہتے ہیں کہ یہ منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں اور خیار بعد لازم ہونے عقد کے شرط کو فاسد کر دیتا ہے اور ساتھ حدیث قسم کھانے کے وقت اختلاف بائع اور مشتری کے اس واسطے کہ اس میں حاجت قسم کی پڑتی ہے اور یہ مستلزم ہے اس کو کہ عقد بیع لازم ہو اور اگر خیار ثابت ہوتا تو البتہ ہوتا کافی بیچ دور کرنے عقد کے یعنی اور اس میں قسم کھانے کی حاجت نہ پڑتی اور ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ جب تم خرید وفروخت کرو تو گواہ کر لو اور گواہ کرنا اگر جدا ہونے کے بعد واقع ہو تو امر کے مطابق نہ ہوگا اور اگر جدا ہونے سے پہلے واقع ہو تو اپنی جگہ میں واقع نہ ہوگا اور جواب ان سب کا یہ ہے کہ ان میں سے کسی چیز میں حجت نہیں اس واسطے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ دونوں دلیلوں میں تطبیق ممکن ہو تب تک ترجیح کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا اور جمع اس جگہ ممکن ہے درمیان ادلہ مذکورہ کے بغیر تکلف کے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث مالک کی روایت سے ہے اور اس نے اس کے برخلاف عمل کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ معارض ہے اس کی وہ چیز جو اس سے قوی تر ہے اور راوی جب اپنے مروی کے برخلاف عمل کرے تو دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ مروی اس کے نزدیک ضعیف ہے اور تعاقب کیا گیا ہے بایں طور کہ مالک اس کے ساتھ تنہا نہیں بلکہ اس کے غیر نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور عمل کیا ہے ساتھ اس کے اور وہ گنتی میں بہت ہیں باعتبار روایت کے اور عمل کے اور تحقیق خاص کیا ہے محققین اہل اصول نے خلاف مشہور کو بیچ اس کے جب کہ عمل کرے راوی برخلاف مروی اپنے کے ساتھ اصحاب کے یعنی یہ قاعدہ اس وقت ہے جبکہ خود صحابی راوی اپنے مروی کے برخلاف عمل کرے سوائے ان کے جو ان کے پیچھے ہیں یعنی اگر صحابی سے نیچے کا کوئی راوی اپنے مروی کے برخلاف عمل کرے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور ان کے قاعدے سے ایک بات یہ ہے کہ راوی اعلم ہے یعنی زیادہ تر جاننے والا ہے ساتھ مراد مروی اپنے کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث کے راوی ہیں اور جب وہ کچھ خرید وفروخت کرتے تھے تو اپنے بدن سے جدا ہوتے تھے سو ان کی پیروی کرنے والے اولیٰ ہیں غیر ان کے سے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ معارض ہے ساتھ عمل اہل مدینہ کے اور ابن تین نے راشب مالکی سے نقل کیا ہے کہ وہ اہل مکہ کے بھی مخالف ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس طور کہ قائل ہے ساتھ اس کے ابن عمر رضی اللہ عنہما پھر سعید بن مسیب پھر زہری پھر ابن ابی ذئب جیسا کہ پہلے گزرا اور یہ لوگ اکابر علمائے اہل مدینہ

میں سے ہیں اپنے زمانوں میں اور نہیں محفوظ ہے کسی عالم مدینہ کے سے قول ساتھ خلاف اس کے کے یعنی مدینہ کے علماء میں سے کوئی ان کا مخالف نہیں سوائے ربیعہ کے اور اہل مکہ پس نہیں معلوم ہے کہ ان میں سے کوئی اس کے مخالف ہو اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے قول ساتھ اس کے عطا اور طاؤس وغیرہ اہل مکہ سے اور تحقیق سخت انکار کیا ہے ابن عبدالبر اور ابن عربی نے اس شخص پر جو مالکیہ پر گمان کرتا ہے کہ بے شک مالک نے ترک کیا ہے عمل کو ساتھ اس کے اس واسطے کہ عمل اہل مدینہ کا اس کے برخلاف ہے اور ابن عربی نے کہا کہ مالک نے تو اس واسطے اس پر عمل نہیں کیا کہ جدا ہونے کا وقت معلوم نہیں پس مشابہ ہوا بیعوں غرر کو مانند بیع ملامست کی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ خیار شرط کے قائل ہیں اور نہیں معین کرتے اس کو ساتھ وقت معین کے اور جو انہوں نے غرر کا دعویٰ کیا ہے اس میں بھی موجود ہے اور ساتھ اس کے کہ غرر خیار مجلس میں معدوم ہے اس واسطے کہ ہر ایک دونوں میں سے قادر ہے اس پر کہ خواہ بیع کو جائز رکھے یا توڑ ڈالے ساتھ قول کے یا فعل کے پس نہیں غرر ہے بیچ اس کے اور ایک گروہ نے کہا کہ خیار مجلس کی حدیث خبر واحد ہے پس نہ عمل کیا جائے گا ساتھ اس کے مگر اس چیز میں کہ اس کے ساتھ بلوی عام ہو اور رد کیا گیا ہے یہ اعتراض ساتھ اس کے کہ یہ خبر مشہور ہے پس عمل کیا جائے گا ساتھ اس کے جیسا کہ دعویٰ کیا ہے انہوں نے اس کے نذیر کو بیچ خبر قہقہہ کرنے کے درمیان نماز کے اور واجب کرنے وتر کے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ وہ مخالف ہے واسطے قیاس جلی کے بیچ لاحق کرنے اس چیز کے کہ تفرق سے پہلے ہے ساتھ مابعد تفرق کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ قیاس باوجود نص کے فاسد الاعتبار ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تفرق بالابدان محمول ہے استحباب پر یعنی یہ مستحب ہے واسطے اچھا کرنے معاملے کے ساتھ مسلمان کے نہ وجوب پر اور بعض کہتے ہیں کہ وہ احتیاط پر محمول ہے واسطے نکلنے کے اختلاف سے اور یہ دونوں تاویلیں ظاہر کے برخلاف ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد حدیث میں جدا ہونے سے جدا ہونا ساتھ کلام کے ہے جیسا کہ عقد نکاح اور اجارہ اور عتق میں ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ قیاس مع الفارق ہے اس واسطے کہ بیع میں نقل کیا جاتا ہے رقبہ مبیع کا اور منافع اس کا بخلاف اس چیز کے کہ مذکور ہوئی اور ابن حزم نے کہا کہ برابر ہے کہ ہم کہیں کہ مراد جدا ہونا ساتھ کلام کے ہے یا ساتھ بدن کے پس تحقیق خیار مجلس کا ساتھ اس حدیث کے ثابت ہے جب ہم کہیں کہ مراد جدا ہونا ساتھ بدنوں کے ہے تو اس وقت تو یہ بات واضح ہے اور اگر ہم کہیں کہ مراد جدا ہونا ساتھ کلام کے ہے تو بھی ظاہر ہے اس واسطے کہ بائع اور مشتری میں سے ایک کا کہنا میں نے اس کو تیرے ہاتھ مثلاً دس درہم سے بیچا اور دوسرے کا کہنا کہ ساتھ بیس درہم کے مثلاً جدا ہونا کلام میں ہے بغیر شک کے بخلاف اس کے کہ اگر کہے کہ خریدا میں نے اس کو ساتھ دس کے پس تحقیق وہ دونوں آپس میں موافق ہیں پس بے شک ہوگا ثابت ہونا خیار کا واسطے ان کے جبکہ متفق ہوں نہ جبکہ جدا ہوں اور یہی مدعیٰ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد متبایعین سے مول ٹھہرانے والے ہیں یعنی جو ابھی

صرف مول ٹھہراتے ہیں یعنی لین دین نہیں کیا نہ حقیقی بائع اور مشتری کہ وہ مبیع اور مول کے لین دین اور قبض کرنے کے بعد متحقق ہوتے ہیں اور رد کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ مجاز ہے اور حمل کرنا اوپر حقیقت کے اور جو اس سے نزدیک ہو اولیٰ ہے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ آیتوں اور حدیثوں میں جن میں مجاز کا استعمال آیا ہے اور کہا کہ جو منکر ہو استعمال کرنے سے لفظ بائع کو مول ٹھہرانے والے ہیں پس تحقیق وہ غافل ہوا فراخ ہونے استعمال لغت کے سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں لازم آتا استعمال مجاز سے بیچ ایک جگہ کے مستعمل ہونا اس کا ہر جگہ میں پس اصل اطلاق سے حقیقت ہے یہاں تک کہ اس کے برخلاف کوئی دلیل قائم ہو اور نیز کہتے ہیں کہ وقت جدا ہونے کا حدیث میں وہ درمیان قول بائع کے ہے کہ بیچا میں نے اس کو تجھ سے ساتھ اتنی قیمت کے اور درمیان قول مشتری کے کہ میں نے اس کو خریدا کہتے ہیں کہ پس مشتری کو اختیار ہے بیچ قول اس کے کہ میں نے خریدا یا ترک اس کی کے اور بائع ساتھ خیار کے ہے یہاں تک کہ واجب کرے مشتری یعنی کہے کہ میں نے خریدا اور اسی طرح حکایت کیا ہے طحاوی نے عیسیٰ بن عبان سے ان میں سے اور حکایت کیا ہے ابن خویز منداد نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور عیسیٰ بن ابان نے کہا کہ فائدہ اس کا ظاہر ہوگا بیچ اس چیز کے کہ جدا ہوں پہلے قبول کے کہا قبول متعذر ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کہ نام رکھنا ان دونوں کا متبایعین پہلے تمام ہونے عقد کے بھی مجاز ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نام رکھنا ان کا متبایعین بعد تمام ہونے عقد کے بھی مجاز ہے اس واسطے کہ اسم فاعل حال میں حقیقت ہے اور اس کے سوا اور معنے میں مجاز ہے پس اگر ہوتا خیار بعد تمام ہونے بیع کے تو البتہ ہوتا واسطے غیر بائع اور مشتری کے اور حدیث اس کو رد کرتی ہے پس متعین ہوگا حمل کرنا تفرق کا کلام پر اور جواب دیا گیا ہے بایں طور کہ جب حقیقت پر حمل کرنا مشکل ہو تو متعین ہوتا ہے مجاز اور جب دو مجاز معارض ہوں تو جو مجاز کہ حقیقت کی طرف قریب تر ہو وہ اولیٰ ہے اور نیز بائع اور مشتری نہیں ہوتے بائع اور مشتری حقیقتاً مگر بیچ وقت تعاقد ان دونوں کے لیکن عقد ان کا تمام نہیں ہوتا مگر ساتھ ایک دو امروں کے یا ساتھ ...... عقد کے یا ساتھ حمل کرنے تفرق کے اوپر ظاہر خبر کے پس صحیح ہوئی یہ بات کہ وہ دونوں عقد کرنے والے ہیں جب تک کہ مجلس عقد میں ہے اس بنا پر کہ نام رکھنا ان دونوں کا بائع اور مشتری حقیقت پر ہے بخلاف حمل متبایعین کے مول ٹھہرانے والوں پر اس واسطے کہ وہ بالاتفاق مجاز ہے اور ایک گروہ کہتے ہیں کہ جدا ہونا واقع ہوتا ہے ساتھ اقوال کی مانند قول اللہ تعالیٰ کی کہ اگر مرد اور عورت دونوں جدا ہوں تو بے پرواہ کرے گا اللہ ہر ایک کو اپنی فراخی سے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ نام اس کا اس واسطے رکھا گیا ہے کہ وہ پہنچاتا ہے طرف تفرق بدنوں کی اور بیضاوی نے کہا کہ جس نے خیار مجلس کی نفی کی ہے وہ دو مجازوں کا مرتکب ہوتا ہے یعنی جدا ہونے کو اقوال پر اور بائع اور مشتری کو مول ٹھہرانے والوں پر اور نیز کلام شارع کی محفوظ رکھی جاتی ہے حمل سے اوپر مجاز کے اس واسطے کہ ہوگی تقدیر کلام کی یہ کہ مول ٹھہرانے والے اگر چاہیں تو بیع کو منعقد کریں

اور اگر چاہیں تو اس کو غیر منعقد کریں اور وہ تحصیل حاصل کی ہے اس واسطے کہ ہر ایک اس کو پہچانتا ہے اور کہا جاتا ہے واسطے اس کے جو جدا ہونے کو کلام پر حمل کرتا ہے کیا وہ کلام جس کے ساتھ تفرق حاصل ہوتا ہے کیا وہ کلام وہی ہے جس کے ساتھ عقد واقع ہوا ہے یا غیر اس کا پس اگر اس کا غیر ہے تو وہ کیا ہے پس نہیں ہے بائع اور مشتری کی کلام سوائے اس کے اگر وہ ہو بہو یہی کلام ہے تو لازم آئے گا یہ کہ ہو کلام جس پر دونوں متفق ہوئے ہیں اور ان کی بیع اس کے ساتھ تمام ہوئی ہے وہ کلام جس کے ساتھ جدا ہوئے ہیں اور فسخ ہوئی ہے بیع ان دونوں کی ساتھ اس کے اور یہ نہایت فساد میں ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ظاہر حدیث کے ساتھ عمل کرنا مشکل ہے پس متعین ہوگی تاویل اس کی اور اس کے تعذر کا بیان یہ ہے کہ اگر بائع اور مشتری متفق ہوں فسخ میں یا بیع کے جائز رکھنے میں تو نہ ثابت ہوگا واسطے ہر ایک کے ان دونوں میں سے خیار اور اگر دونوں مختلف ہوں تو جمع کرنا درمیان فسخ کرنے اور جائز رکھنے کے جمع کرنا ہے درمیان دو نقیضوں کے اور وہ محال ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کی کہ مراد یہ ہے کہ واسطے ہر ایک کے ان دونوں میں سے اختیار ہے بیچ فسخ کرنے بیع کے اور اوپر جائز رکھنا بیع کا پس نہیں حاجت ہے طرف اختیار کرنے اس کے کی اس واسطے کہ وہ مقتضی ہے عقد کا اور حال پہنچاتا ہے طرف اس کی ساتھ سکوت کے بخلاف فسخ کے اور لوگ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی حدیث معارض ہے ساتھ حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی جو ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ بائع اور مشتری ساتھ خیار کے ہیں جبکہ نہ جدا ہوں مگر یہ کہ بیع خیار ہو اور نہیں حلال ہے اس کو یہ کہ جدا ہو اپنے ساتھی سے اس خوف سے کہ طلب کرے اس سے فسخ کرنا بیع کا ابن عربی نے کہا کہ ظاہر اس زیادتی کا مخالف ہے واسطے ابتداء حدیث کے پس اگر تاویل کریں استقالہ (یعنی بیع کو فسخ کرنے کا مطالبہ کرنا) کو بیچ اس کے فسخ پر تو تاویل کریں گے ہم خیار کو بیچ اس کے استقالہ پر اور جب دونوں تاویلیں معارض ہوں تو رجوع کیا جائے گا طرف ترجیح کی اور قیاس ہماری طرف میں ہے پس ترجیح پائے گی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حمل استقالہ کا فسخ پر ظاہر تر ہے حمل کرنے خیار سے اوپر استقالہ کے اس واسطے کہ ہر حقیقت استقالہ کی مراد ہوتی تو نہ منع کرتی اس کے جدا ہونے کو اس واسطے کہ وہ نہیں خاص ہے ساتھ مجلس عقد کے اور تحقیق ثابت کیا ہے اول حدیث میں خیار کو اور دراز کیا اس کو نہایت تفرق پر اور یہ بات معلوم ہے کہ جس کے واسطے خیار ہے وہ استقالہ کا محتاج نہیں پس متعین ہوگا حمل کرنا اس کا فسخ پر اور اس پر حمل کیا ہے اس کو ترمذی وغیرہ علماء نے پس کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں حلال اس کو یہ کہ جدا ہو اس سے بعد بیع کے واسطے اس خوف کے کہ اختیار کرے فسخ بیع کو اس واسطے کہ عرب کہتے ہیں کہ میں نے استقالہ کیا اس چیز کا کہ فوت ہوئی مجھ سے پر مراد ساتھ استقالہ کے فسخ کرنا نادم کا ہے ان دونوں میں سے واسطے بیع کے اور حمل کیا انہوں نے نفی حل کو کراہت پر اس واسطے کہ وہ لائق ہے ساتھ مروت کے اور نیک معاملے مسلم کے مگر یہ کہ اختیار فسخ کا حرام ہے اور ابن حزم نے کہا کہ حجت پکڑی ان کی ساتھ حدیث عمرو بن

شعیب رضی اللہ عنہ اوپر جدا ہونے کے ساتھ کلام کے واسطے قول آپ ﷺ کے کے بیچ اس کے کہ واسطے خوف استقالہ کے واسطے ہونے استقالہ کے کہ نہیں ہوتا مگر بعد تمام ہونے بیع کے اور صحت انتقال ملک کی مستلزم ہے اس کو کہ حدیث مذکور کا کوئی فائدہ نہ ہو اس واسطے کہ لازم آتا ہے حمل کرنے تفرق کے سے اوپر قول کے مباح ہونا مفارقت کا خواہ خوف استقالہ کا ہو یا نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ تفرق بالابدان صرف میں پہلے قبض کے باطل کرتا ہے عقد کو پس کس طرح ثابت کریں گے عقد کو وہ چیز کہ اس کو باطل کرتی ہے اور تعاقب کیا گیا ساتھ اختلاف جہت کے اور ساتھ معارضہ کے اس کی نظیر سے اور یہ اس واسطے ہے کہ نقد اور ترک کرنا مدت معین کا شرط ہے واسطے صحت صرف کے اور وہ فاسد کرتی ہے سلم کو نزدیک ان کے اور حجت پکڑی ہے بعضوں نے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے جو دو بابوں کے بعد آئے گی اور اس کا جواب بھی آئندہ آئے گا اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ قول ابن عمر رضی اللہ عنہ کے جو عقد بیع کے وقت زندہ موجود ہو پس وہ مشتری کا مال ہے یعنی اگر تلف ہو تو مشتری کا مال گیا نہ بائع کا اگرچہ ابھی بائع کے ہاتھ میں ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ اس کے مخالف ہیں لیکن حنفیہ سو وہ تو کہتے ہیں کہ وہ بائع کا مال ہے جب تک کہ نہ دیکھے اس کو خریدار یا نقل کرے اس کو اور مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر بہت دور غائب ہو تو وہ بائع کا مال ہے اور یہ کہ نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ صفقہ اس میں محمول ہے اس بیع پر جو تمام ہو چکی اور نہ اس بیع پر جو نہیں تمام ہوئی واسطے تطبیق کے اس کی دونوں کلاموں میں اور بعض کہتے ہیں کہ معنی قول حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ جدا نہ ہوں یہ ہیں کہ یہاں تک کہ موافق ہوں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوا ہے بیچ باقی حدیث ابن عمر کے اس کے تمام طریقوں میں خاص کر لیث کے طریق میں جو آئندہ باب میں آئے گا اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مختلف لفظوں سے آئی ہے پس وہ مضطرب ہے اس کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جائے گی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس کے مختلف لفظوں میں تطبیق ممکن ہے بغیر تکلیف تعسف پھر نہ ضرر کرے گا اس کو اختلاف اور شرط اضطراب کی ہے کہ اس کے مختلف لفظوں میں تطبیق نہ ہو سکے اور یہ حدیث اس قبیلے سے نہیں یعنی اس کے مختلف لفظوں میں تطبیق ہو سکتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بیشک حمل کرنا خیار کا اس حدیث میں اوپر خیار فسخ کے پس شاید کہ مراد ساتھ اس کے خیار شرط ہو یا خیار زیادت کا مول میں یا بیع میں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ معہود اور معلوم آپ کی کلام میں جس جگہ کہ خیار کا لفظ بولا جائے ارادہ خیار فسخ کا ہے جیسا کہ حدیث مُصرّات میں ہے اور جیسا کہ بیچ حدیث اس شخص کے ہے جس کو بیع میں فریب ہوتا تھا اور نیز جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے کہ مراد ساتھ متبایعین کے بائع اور مشتری ہیں جو بیع کو عقد کرتے ہیں پس صادر ہونے عقد کے بعد نہیں خیار ہے شرا میں اور نہ ثمن میں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ تحقیق اکثار کیا ہے مالکیہ اور حنفیہ نے حجت پکڑنے سے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوتا ہے ذکر اس کا اور اس کے اکثر سے کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی یعنی وہ کلام اکثر تو بے فائدہ ہے اور ابن سمعانی نے

بعض حنفیہ سے حکایت کی ہے کہ بیع عقد میں مشروع ہے ساتھ وصف اور حکم کے پس وصف اس کی لازم ہونا ہے اور حکم اس کا ملک ہے اور تحقیق تمام ہو چکی ہے بیع ساتھ عقد کے پس واجب ہوئی یہ بات کہ تمام ہو ساتھ وصف کے اپنے اور حکم اپنے کے اور لیکن تاخیر کرنا اس کا جدا ہونے تک پس نہیں ہے اس پر کوئی دلیل اس واسطے کہ جب سب تمام ہو جائے تو اپنے حکم کا فائدہ دیتا ہے اور نہیں منفی ہوتا ہے مگر ساتھ عارض کے اور جو اس کا دعویٰ کرے پس اس پر بیان اور جواب دیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ بیع سبب ہے واسطے واقع کرنے کے ندم میں اور ندامت محتاج سے طرف نظر کی پس ثابت کیا شارع نے خیار مجلس کا دونوں عقد کرنے والوں کی نظر سے تا کہ سلامت رہیں ندم سے اور دلیل اس کی خیار رویت کا ہے نزدیک ان کے اور خیار شرط ہے نزدیک ہمارے کہا کہ اگر ملازم ہوتا عقد ساتھ وصف اور حکم اپنے کے تو نہ مشروع ہوتا اقالہ یعنی پھیر دینا بیع کا لیکن وہ مشروع ہوا ہے دونوں عقد کرنے والوں کی نظر سے مگر یہ کہ مشروع ہے واسطے استدراک ندم کے کہ منفرد ہے ساتھ اس کے ایک اُن دونوں کا پس نہ واجب ہوگا اور خیار مجلس کا مشروع ہے واسطے استدراک ندم کے کہ دونوں اس میں شریک ہیں پس واجب ہوگا۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا خَيَّرَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ بَعْدَ الْبَيْعِ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ

جب بائع اور مشتری دونوں سے ایک اپنے ساتھی کو اختیار دے بعد بیع کے یعنی جدا ہونے سے پہلے تو واجب ہو جاتی ہے بیع یعنی اگرچہ نہ جدا ہوں۔

۱۹۷۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَكَانَا جَمِيْعًا أَوْ يُخَيِّرُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَتَبَايَعَا عَلٰى ذٰلِكَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ وَإِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ أَنْ يَّتَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ.

۱۹۷۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب دو مرد سودا کریں تو ہر ایک دونوں میں سے مختار ہے جب تک کہ دونوں جدا نہ ہوں اور اکٹھے ہوں یعنی پس جدا ہونے کے بعد اختیار فسخ کا باقی نہیں رہتا ایک دوسرے کو اختیار دے پس دونوں سودا کریں اوپر اس اقرار کے تو بے شک واجب ہو جاتی ہے بیع یعنی اور اس کے بعد فسخ کا اختیار باطل ہو جاتا ہے اور اگر خرید و فروخت کے بعد دونوں جدا ہوں اور ان میں سے کوئی بیع کو نہ چھوڑے یعنی اس کو فسخ نہ کرے تو بے شک واجب ہو جاتی ہے بیع۔

فائدہ: یعنی بعد جدا ہونے کے اور یہ نہایت ظاہر ہے بیچ ٹوٹ جانے بیع کے ساتھ توڑنے ایک ان دونوں کے اور امام خطابی نے کہا کہ یہ زیادہ تر ظاہر چیز ہے بیچ ثابت ہونے خیار مجلس کے اور وہ باطل کرنے والی ہے واسطے ہر تاویل کے کہ مخالف ہے واسطے ظاہر حدیث کے اور اسی طرح ہے قول حضرت ﷺ کا اس کے اخیر میں کہ اگر

دونوں سودے کے بعد جدا ہوں کہ اس میں بھی بیان ظاہر ہے کہ بدن سے جدا ہونا یہی ہے توڑنے والا خیار کو اور اس کے معنی کلام کے ساتھ جدا ہونا ہوتے تو حدیث بے فائدہ ہو جاتی۔ انتہی اور بے شک اقدام کیا ہے داودی نے اوپر رد کرنے اس حدیث کے جس کی صحت پر اتفاق ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں قبول کی جاتی اس سے پس کہا کہ یہ جو لیث راوی نے اس حدیث میں کہا ہے کہ اور دونوں اکٹھے ہوں تو یہ لفظ صحیح نہیں اس واسطے کہ مرتبہ لیث کا نافع کے حق میں نہیں ہے مانند مرتبے مالک کی اور اس کی نظیروں کی۔ انتہی اور یہ رد کرنا ہے واسطے اس چیز کے کہ اتفاق کیا ہے سب اماموں نے اس کے ثبوت پر بغیر سند کے اور کیا ملامت ہے اس شخص پر جس نے روایت کیا اس حدیث کو مفسر واسطے ایک احتمالوں اس کے کی یعنی اگر کوئی راوی حدیث کے احتمالوں میں سے ایک احتمال کے ساتھ حدیث کی تفسیر کرے تو اس پر کچھ ملامت نہیں اس حال میں کہ یاد رکھنے والا ہو اس سے وہ چیز کہ اس کے غیر کو یاد نہیں باوجود واقع ہونے تعدد مجلس کے پس وہ محمول ہے اس پر کہ ایک بار ان کے استاد نے ان کو یہ حدیث مفسر بیان کی اور ایک بار مختصر اور مالک کی حدیث میں جو اِلَّا بیع الخیار کا لفظ واقع ہوا ہے تو جمہور کہتے ہیں کہ یہ استثناء ہے دراز ہونے خیار سے جدا ہونے تک اور مراد یہ ہے کہ اگر وہ دونوں جدا ہونے سے پہلے بیع کو جائز رکھیں تو اس وقت بیع لازم ہو جاتی ہے اور جدا ہونے کا اعتبار باطل ہو جاتا ہے پس تقدیر کلام یہ ہے کہ مگر وہ بیع جس میں اختیار جاری ہوا ہو اور نووی نے کہا کہ اتفاق کیا ہے ہمارے اصحاب نے اوپر راجح ہونے اس تاویل کے اور باطل کیا ہے بہت نے ان میں سے اس چیز کو جو اس کے سوا ہے اور غلط کیا ہے اس کے قائل کو اور لیث کی روایت نہایت ظاہر ہے اس کی ترجیح میں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ استثناء ہے منقطع ہونے خیار سے ساتھ جدا ہونے کے یعنی جیسا کہ بیان اس کا اوپر گزرا اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ قول اس کی کے کہ یا اختیار دے ایک دوسرے کو یعنی پس شرط کرے خیار کو مدت معین تک پس نہیں گزر گیا اختیار ساتھ جدا ہونے کے بلکہ باقی رہے گا یہاں تک کہ مدت گزری حکایت کیا ہے ابن عبدالبر نے ابو ثور سے اور ترجیح دی گئی ہے پہلے کو ساتھ اس کے کہ اس میں بہت تھوڑی کلام کا مقدر کرنا پڑتا ہے اور معین کرتی ہے اس کو روایت نسائی کی ساتھ اس لفظ کے کہ مگر یہ کہ ہو بیع خیار سے پس اگر بیع خیار سے ہو تو واجب ہو جاتی ہے بیع اور بعض کہتے ہیں کہ وہ استثناء ہے اثبات خیار مجلس سے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ یا اختیار دے ایک دوسرے کو پس اختیار کرے خیار مجلس میں پس خیار باطل ہو جاتا ہے اور یہ احتمال سب احتمالوں سے ضعیف تر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ کے اس قول کے معنی کہ مگر یہ کہ ہو بیع خیار یہ ہیں کہ دونوں کو اختیار ہے جب تک کہ نہ جدا ہوں مگر یہ کہ اختیار کریں اور اگرچہ جدا ہونے سے پہلے ہو اور مگر یہ کہ ہو بیع ساتھ شرط خیار کی اگرچہ بعد تفرق کے ہو اور اس قول سے پہلے دونوں تاویلوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ (فتح الباری)

بَابٌ إِذَا كَانَ الْبَائِعُ بِالْخِيَارِ هَلْ يَجُوزُ الْبَيْعُ

جب بائع یعنی بیچنے والا مختار ہو تو کیا بیع جائز ہے

فائدہ: گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد رد کرنا ہے اس شخص پر جو بند کرتا ہے خیار کو مول لینے والے میں سوائے بائع کے اس واسطے کہ حدیث نے اس میں دونوں کے واسطے برابری کی ہے۔ (فتح)

۱۹۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ بَيِّعَيْنِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ.

۱۹۷۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک بائع اور مشتری سے نہیں لازم ہوتی بیع درمیان ان کے یہاں تک کہ جدا ہوں یعنی پس جدا ہونے سے بیع لازم ہو جاتی ہے مگر بیع خیار کی۔

فائدہ: یعنی پس لازم ہوتی ہے ساتھ شرط اپنی کے جیسے کہ اس کی بحث پہلے گزری اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیع کا لازم ہونا بند ہے بیچ جدا ہونے کے یا بیچ شرط خیار کے اور معنی یہ ہیں کہ عقد بیع جائز ہے پس جب ان دونوں امروں میں سے ایک امر پایا جائے تو بیع لازم ہو جاتی ہے (فتح)

۱۹۷۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا قَالَ هَمَّامٌ وَجَدْتُ فِي كِتَابِي يَخْتَارُ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا فَعَسٰى أَنْ يَرْبَحَا رِبْحًا وَيُمْحَقَا بَرَكَةَ بَيْعِهِمَا قَالَ وَحَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۹۷۲۔ حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بائع اور مشتری مختار ہیں یہاں تک کہ جدا ہوں ہمام راوی نے کہا کہ میں نے اپنی کتاب میں پایا کہ تین بار اختیار کرے پس اگر وہ دونوں سچ بولیں اور عیب بیان کریں تو ان کی خرید و فروخت میں ان کے لیے برکت ہوتی ہے اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو عنقریب ہے کہ دونوں کو فائدہ ہو اور ان کی خرید و فروخت کی برکت مٹائی جائے۔

فائدہ: یہ جو ہمام نے کہا کہ تین بار اختیار کرے تو ایک روایت میں اس کے بدلے آیا ہے کہ خیار تین بار ہے پس

اگر یہ زیادتی ثابت ہو جائے تو یہ بطور اختیار کے ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا اشْتَرٰی شَيْئًا فَوَهَبَ مِنْ سَاعَتِهٖ قَبْلَ أَنْ يَّتَفَرَّقَا وَلَمْ يُنْكِرِ الْبَائِعُ عَلَى الْمُشْتَرِیْ.

اگر کوئی ایک چیز خریدے پھر اسی وقت اس کو ہبہ کر دے پہلے جدا ہونے کے اور نہ انکار کرے بائع خریدار پر۔

فائدہ: یعنی کیا اس کا اختیار اس کے ساتھ ٹوٹ جاتا ہے اور ابن منیر نے کہا کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ثابت کرنا خیار مجلس کا ہے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے جو باب کی دوسری حدیث ہے اور اس میں اس کا قصہ ہے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے اور وہ ظاہر ہے اس میں پھر خوف کیا امام بخاری رضی اللہ عنہ نے یہ کہ اعتراض کیا جائے اس پر ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے اونٹ سخت کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصرف کیا اونٹ میں ساتھ نفس عقد کے پس جواب دیا اس سے ترجمہ میں ساتھ قول اپنے کے کہ نہ انکار کرے بائع یعنی تحقیق ہبہ مذکورہ تو بائع کے جائز رکھنے کے ساتھ تمام ہوا ہے اور وہ چپ رہنا اس کا ہے جو بجائے قول اس کے کی ہے اور ابن تین نے کہا کہ یہ امام بخاری رحمہ اللہ کا تکلف ہے اور نہیں گمان کیا جاتا ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہبہ کیا ہو اس چیز کو کہ اس میں کسی کو اختیار ہو اور نہ انکار اس واسطے کہ وہ بیان کرنے کے واسطے مبعوث ہوئے اور اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک بیان کر دیا ہے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ پہلی حدیثوں کے جو تصریح کرنے والی ہیں ساتھ خیار مجلس کے اور دونوں حدیثوں میں تطبیق ممکن ہے ساتھ اس کے کہ عقد کے بعد عمر سے جدا ہوئے ہوں بایں طور کہ اس سے آگے ہوئے ہیں یا پیچھے مثلاً یعنی پھر ہبہ کیا ہو اور نہیں حدیث میں وہ چیز کہ اس کو ثابت کرے یا اس کی نفی کرے پس نہیں معنی ہیں واسطے حجت پکڑنے کے ساتھ اس واقع معین کے بیچ باطل کرنے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہیں اس پر صریح حدیثیں کہ اختیار مجلس ثابت ہے پس اگر وہ حدیث البیعان بالخیار پر مقدم ہوں تو یہ حدیث قاضی ہے اوپر ان کے اور اگر ان سے متاخر ہوں تو یہ محمول ہوگا اس پر کہ اکتفاء کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ بیان سابق کے اور اس سے معلوم ہوا کہ خریدار جب بیع میں تصرف کرے اور بائع اس پر انکار نہ کرے تو خیار مجلس باقی نہیں رہتا جیسا کہ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے سمجھا اور ابن بطال نے کہا کہ اجماع ہے سب کا اس پر کہ بائع جب مشتری پر انکار نہ کرے اس چیز میں کہ پیدا کیا ہے اس کو ہبہ اور عتق سے تو وہ بیع جائز ہے اور جب بائع انکار کرے تو اس میں اختلاف ہے سو جو لوگ کہتے ہیں کہ صرف کلام کے ساتھ جدا ہونے سے بیع تمام ہو جاتی ہے بدن کے ساتھ جدا ہونا شرط نہیں تو وہ لوگ اس کو جائز رکھتے ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ بدن سے جدا ہونا شرط ہے وہ اس کو جائز نہیں رکھتے اور حدیث حجت ہے اوپر ان کے اور نہیں ہے امر بنا پر اس کو ذکر کیا ہے اس کو ابن بطال نے مطلق ہونے سے بلکہ انہوں نے بیعات میں فرق کیا ہے پس اتفاق ہے اس پر سب کا کہ بیچنا اناج کا قبض کرنے سے پہلے جائز نہیں اور اناج کے سوا

اور چیزوں میں اختلاف ہے ان کو کئی مذہبوں پر ایک قول یہ ہے کہ قبض سے پہلے مطلق کسی چیز کا بیچنا درست نہیں ہے اور یہی ہے قول شافعی اور محمد بن حسن کا دوسرا قول یہ ہے کہ قبض سے پہلے بیچنا مطلق درست ہے یعنی ہر چیز کا مگر گھر اور زمین کہ ان کو قبض سے پہلے بیچنا درست نہیں اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا تیسرا قول یہ ہے کہ قبض سے پہلے ہر چیز کا بیچنا درست ہے مگر وہ چیز کہ ماپی جاتی ہے یا تولی جاتی ہے اور یہی قول ہے اوزاعی اور اسحاق اور احمد کا اور چوتھا قول یہ ہے کہ مطلق جائز ہے مگر وہ چیز کہ کھائی جاتی ہو اور پی جاتی ہو اور یہی قول ہے ابو ثور اور مالک اور اختیار ابن منذر کا اور آزاد کرنے میں اختلاف ہے جمہور کا تو یہ مذہب ہے کہ آزاد کرنا صحیح ہے یعنی پہلے قبض سے اور ہوتا ہے قبض برابر ہے کہ ہو واسطے بائع کے حق جس کا ہو بایں طور کہ مول ادا نہ کیا ہو یا نہ ہو اور وقف میں بھی صحیح تر صحت اس کی ہے یعنی قبض سے پہلے وقف کرنا بھی درست ہے اور ہبہ اور رہن میں اختلاف ہے اور صحیح تر نزدیک شافعیہ کے ان دونوں میں یہ ہے کہ وہ صحیح نہیں ہیں یعنی پہلے قبض کے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بیچ قصے اونٹ سخت کے حجت ہے واسطے مقابل اس کے کی اور ممکن ہے جواب اس سے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ ہو ابن عمر رضی اللہ عنہ وکیل قبض میں پہلے ہبہ کے اور یہی اختیار ہے بغوی کا کہا اس نے کہ جب اجازت دی مشتری نے واسطے موہوب لہ کے بیچ قبض کرنے بیع کے تو کافی ہے اور بیع تمام ہو جاتی ہے اور حاصل ہوتا ہے ہبہ بعد اس کے لیکن نہیں لازم آتا اس سے ایک ہونا قابض اور مقبض کا یعنی قبض کرانے والے کا اس واسطے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اس وقت اونٹ پر سوار تھے اور حجت پکڑی گئی ہے ساتھ اس کے واسطے مالکیہ اور حنفیہ کے بیچ اس بات کے کہ قبض کرنا تمام چیزوں میں ساتھ تخلیہ کے ہے یعنی مشتری اور بائع کے درمیان راہ خالی کر دینے اس طور سے کہ اس کو قبض سے کوئی مانع نہ ہو اور اسی کی طرف ہے مائل ہونا امام بخاری رحمہ اللہ کا جیسا کہ پہلے گزرا ہے واسطے اس کے بیچ باب شراء الدواب والحمر کے کہ جب کوئی چار پائے خریدے اور بائع اس پر سوار ہو تو کیا یہ قبض ہے اور نزدیک شافعیہ اور حنفیہ کے کفایت کرتا ہے محض تخلیہ گھروں میں اور زمینوں میں اور جو چیز ان کی مانند ہے سوائے ان چیزوں کے نقل کی جاتی ہیں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ اٹھائی جاتی ہیں اور اسی واسطے نہیں جزم کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے بلکہ وارد کیا ترجمہ کو بطور استفہام کے اور اس حدیث کی ایک طریق میں بیع کی تصریح آچکی ہے اور محب طبری نے کہا کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عقد کے بعد ہانکا ہو جیسا کہ اس کو عقد سے پہلے ہانکا ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو ہانکنا قبض ہے واسطے اس کے اس واسطے کہ قبض ہر چیز کے موافق اس کی ہے۔ (فتح الباری)

أَوِ اشْتَرٰى عَبْدًا فَأَعْتَقَهُ — یا کوئی غلام خریدے پھر اس کو آزاد کرے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ہبہ کے مسئلے کو اصل گردانا ہے اور عتق کا مسئلہ اس کے ساتھ لاحق کیا ہے واسطے موجود ہونے نص کے ہبہ میں سوائے عتق کے اور شافعیہ نے معنی کی طرف نظر کی ہے اس میں کہ عتق کے واسطے قوت اور

سرایت ہے جو اس کے غیر کے واسطے نہیں اور جس نے کہا کہ ہبہ عتق کے ساتھ لاحق ہے کہا کہ عتق تلف کرنا ہے واسطے مالیت کے اور اتلاف قبض ہے پس اسی طرح ہبہ بھی قبض ہے (فتح)

وَقَالَ طَاوُسٌ فِيمَنْ يَشْتَرِى السِّلْعَةَ عَلَى الرِّضَا ثُمَّ بَاعَهَا وَجَبَتْ لَهُ وَالرِّبْحُ لَهُ.

اور طاؤس نے کہا کہ اگر کوئی اسباب کو خریدے بائع کو رضا مندی سے پھر اس کو بیچ ڈالے تو واجب ہوتا ہے واسطے اس کے اسباب اس کے اور نفع اس کا واسطے خریدار کے ہے۔

فائدہ: یعنی جب مشتری اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے اور بائع اول اس پر انکار نہ کرے تو بیع تمام ہو جاتی ہے اور فسخ کا اختیار باقی نہیں رہتا۔ واللہ اعلم

۱۹۷۳۔ وَقَالَ لَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَكُنْتُ عَلٰى بَكْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ فَكَانَ يَغْلِبُنِي فَيَتَقَدَّمُ أَمَامَ الْقَوْمِ فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ وَيَرُدُّهُ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ وَيَرُدُّهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِيهِ قَالَ هُوَ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِعْنِيهِ فَبَاعَهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ تَصْنَعُ بِهِ مَا شِئْتَ.

۱۹۷۳۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور میں عمر رضی اللہ عنہ کے ایک سرکش اونٹ پر سوار تھا سو وہ مجھ پر غالب آتا تھا اور سب لوگوں سے آگے بڑھ جاتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو جھڑکتے تھے اور پیچھے پھیرتے تھے پھر آگے بڑھ جاتا تھا سو عمر رضی اللہ عنہ اس کو جھڑکتے تھے اور پیچھے ہٹاتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ میں بیچ ڈال سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بیچا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کر تو ساتھ اس کے جو چاہے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں بیان ہے واسطے اس چیز کے کہ تھے اس پر اصحاب تعظیم کرنے ان کے سے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ کہ نہ آگے بڑھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چلنے میں اور یہ کہ جائز ہے جھڑکنا چوپایوں کا اور یہ کہ نہیں شرط ہے بیع میں پیش کرنا مالک اسباب کا اسباب اپنے کو بلکہ جائز ہے یہ کہ سوال کیا جائے اس کی بیع میں اور یہ کہ جائز ہے تصرف کرنا بیع میں پہلے بدل مول کے (فتح) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ عمر رضی اللہ عنہ سے خریدا اور اسی گھڑی اس کو ہبہ کر دیا اور بائع نے انکار نہ کیا اور اس کا خیار باطل ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی چیز خریدے اور اس کو

اسی ساعت ہبہ کر دے اور بائع اس پر انکار نہ کرے تو اس کا خیار باطل ہو جاتا ہے۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِعْتُ مِنْ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَالًا بِالْوَادِيْ بِمَالٍ لَّهُ بِخَيْبَرَ فَلَمَّا تَبَايَعْنَا رَجَعْتُ عَلٰى عَقِبِيْ حَتّٰى خَرَجْتُ مِنْ بَيْتِهٖ خَشْيَةَ أَنْ يُّرَادَّنِي الْبَيْعَ وَكَانَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الْمُتَبَايِعَيْنِ بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَمَّا وَجَبَ بَيْعِيْ وَبَيْعُهٗ رَأَيْتُ أَنِّيْ قَدْ غَبَنْتُهٗ بِأَنِّيْ سُقْتُهٗ إِلٰى أَرْضِ ثَمُوْدَ بِثَلَاثِ لَيَالٍ وَسَاقَنِيْ إِلَى الْمَدِيْنَةِ بِثَلَاثِ لَيَالٍ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی ایک زمین جو وادی (ایک جگہ کا نام ہے) میں تھی امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچی بدلے زمین ان کی کے جو خیبر میں تھی سو جب ہم سودا کر چکے تو میں اپنے پیچھے پلٹا یہاں تک کہ میں اس کے پاس سے نکلا واسطے خوف اس بات کے کہ وہ مجھ سے سودا پھیرنا چاہے اور شرع میں دستور تھا یعنی شرع میں یہ بات مقرر تھی کہ بائع اور مشتری مختار ہیں یہاں تک کہ جدا ہوں عبداللہ نے کہا کہ جب میرا اور ان کا سودا لازم ہوا اور میں نے دیکھا یعنی جانا کہ میں نے ان کا نقصان کیا بایں طور کہ ہانکا میں ان کو طرف زمین ثمود کی ساتھ تین دن رات کے اور ہانکا انہوں نے مجھ کو طرف مدینے کی ساتھ تین دن اور رات کے۔

فائدہ: یعنی جو مسافت کہ ان کے اور ان کی بیچی ہوئی زمین کے درمیان تھی اس پر میں نے ان کو تین دن اور رات کی راہ اور زیادہ کر دی اور جو مسافت کہ میرے اور میری بیچی ہوئی زمین کے درمیان تھی اس سے انہوں نے مجھ کو تین دن رات کی راہ کم کر دی یعنی وہ مدینے سے بہ نسبت پہلے کی تین دن رات کی راہ اور دور جا پڑے اور میں مدینے سے بہ نسبت پہلے کی تین دن رات کی راہ نزدیک ہو گیا۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ شریعت میں دستور تھا تو یہی سبب تھا بیچ نکلنے ان کے عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر سے اور یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کام اس واسطے کیا تھا کہ واجب ہو واسطے ان کی بیع اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو واسطے فسخ بیع کے خیار باقی نہ رہی اور استدلال کیا ہے ابن بطال نے ساتھ اس کے وکانت السنۃ اس پر کہ یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا اور اپر جس زمانے میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا تو اس وقت میں بدن سے جدا ہونا متروک ہو گیا تھا اسی واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کیا اس واسطے کہ وہ سنت کا بہت اتباع کیا کرتے تھے اسی طرح کہا ابن بطال نے اور انہیں اس کے قول میں وکانت السنۃ وہ چیز کہ اس کے استمرار اور ہمیشگی کی نفی کرے اور ایوب بن سوید کی روایت میں وارد ہوا ہے کہ دستور تھا کہ جب ہم سودا کرتے تھے تو ہر ایک بائع اور مشتری سے مختار ہوتا تھا جب تک کہ دونوں نہ جدا ہوں سو میں نے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بیع کی پس ذکر کیا قصے کو ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور اس میں اشعار ہے ساتھ ہمیشگی اس کی کے اور عجب

بات کہی ابن رشید نے مقدمات میں پس گمان کیا اس نے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا بدن سے جدا ہونا سنت نہیں بلکہ یہ منسوخ ہے اور میں اس کی زیادت کی کوئی اسناد نہیں دیکھتا اور اگر صحیح ہو تو نہ نکالے گی مسئلے کو خلاف سے اس واسطے کہ اکثر اصحاب سے منقول ہے کہ بے شک جدا ہونا بدنوں سے ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا غائب چیز کا جو حاضر نہ ہو جب کہ بیان کرے بائع صفت اس کی کو وسیاتی نقل الخلاف فیہا فی باب بیع الملامسۃ اور یہ کہ جائز ہے حیلہ کرنا بیع باطل کرنے خیار کے اور مقدم کرنا مرد کا اپنی جان کی مصلحت کو اپنے غیر کی مصلحت پر اور یہ کہ جائز ہے بیچنا زمین کا ساتھ زمین کے اور یہ کہ غبن سے بیع پھرتی نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبَيْعِ — بیع میں فریب کرنا مکروہ ہے

فائدہ: گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کے کہ بیع میں فریب کرنا مکروہ ہے لیکن بیع کو فسخ نہیں کرتا مگر یہ کہ مشتری خیار کو شرط کرے بنا پر اس کے کہ مشعر ہے ساتھ اس کے قصہ جو مذکور ہے حدیث میں۔ (فتح)

١٩٧٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ.

۱۹۷۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مجھ کو بیع میں فریب ہوتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو سودا کرے تو کہہ کہ نہیں ہے فریب۔

فائدہ: یعنی دین میں اس واسطے کہ دین تو خیر خواہی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تجھ کو اختیار ہے ہر اسباب میں کہ تو اس کو خریدے تین دن تک پس اگر تو راضی ہو تو روک رکھ نہیں تو پھیر دے پس زندہ رہا وہ شخص یہاں تک کہ اس نے عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا اور وہ ایک سو تیس برس کا تھا سو بہت ہوئے لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور اس کا دستور تھا کہ جب کوئی چیز خریدتا تھا اور اس کو کہا جاتا تھا کہ تجھ کو غبن ہوا تو تو اس میں رجوع کرتا تھا پس گواہی دیتا تھا واسطے اس کے کوئی شخص اصحاب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اس کے تین رات تک اختیار ٹھہرایا تھا پس اس کے درہم اس کو پھیر دیئے جاتے تھے اور علماء کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ بات سکھائی تا کہ اس کو بیع کے وقت کہے پس مطلع ہو اس کے ساتھ ساتھی اس کا کہ نہیں ہے وہ ان لوگوں میں سے جن کو بصیرت ہے بیچ معرفت اسباب اور مقدار قیمت کی پس دیکھے گا واسطے اس کے جو دیکھے گا واسطے نفس اپنے کے واسطے اس چیز کے کہ مقرر ہو چکی ہے ترغیب دلانے بائع اور مشتری کے سے اوپر نصیحت کے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اگر وہ سچ بولیں اور عیب بیان کریں تو ان کی بیع میں برکت ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے احمد کے اور ایک قول مالک کے کہ رد کی جاتی

ہے بیع واسطے غبن فاحش کے واسطے اس شخص کے جو نہ پہچانتا ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے اختیار دیا اس کو واسطے ضعیف ہونے عقل اس کی کے اور اگر غبن کے ساتھ فسخ کا اختیار ہوتا تو شرط خیار کی حاجت نہ ہوتی اور ابن عربی نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو فریب بیچ قصے اس مرد کے عیب میں یا جھوٹ میں یا مول میں یا غبن میں پس خاص کر غبن کے مسئلے میں اس حدیث سے حجت پکڑنی درست نہ ہوگی اور یہ قصہ عام نہیں بلکہ وہ خاص ایک واقعہ کا ذکر ہے پس اس حدیث سے خاص اس شخص کو حجت پکڑنی درست ہوگی جو اس مرد کی طرح ہو اور عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے بیع میں کلام کیا تو کہا کہ نہیں پاتا واسطے تمہارے کوئی چیز کہ زیادہ تر فراخ ہو اس چیز سے کہ ٹھہرایا ہے حضرت ﷺ نے واسطے حبان بن منقذ کے تین دن لیکن اس حدیث کی مدار ابن لہیعہ پر ہے اور وہ ضعیف ہے انتہی اور یہ ٹھیک اسی طرح ہے جیسا کہ اس نے کہا لیکن جو احتمال کہ اس نے ذکر کیے ہیں وہ معین ہیں ساتھ اس روایت کے جس نے اس کی تصریح کی ہے کہ اس کو بیع میں فریب ہوتا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ خیار شرط کیے گئے کی مدت تین دن میں ہے بغیر زیادت کے اس واسطے کہ وہ حکم ہے جو خلاف اصل پر وارد ہوا ہے پس بند کیا جائے گا ساتھ اس کے اوپر اس چیز کے جو وارد ہوئی ہے بیچ اس کے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ حضرت ﷺ نے مصرات کے باب میں تین دن مدت ٹھہرائی ہے اور اعتبار کرنا تین دن کا کئی جگہوں میں ہے اور عجب بات کہی بعض مالکیہ نے پس کہا کہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ بند کیا اس کو حضرت ﷺ نے تین دن میں اس واسطے کہ اکثر بیع اس کی غلاموں سے تھی اور یہ دعویٰ محتاج ہے طرف دلیل کی اور محض احتمال اس میں کافی نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو بیع کے وقت کہے کہ فریب نہیں تو اس کو اس بیع میں اختیار ہوتا ہے برابر ہے کہ وہ اس میں کوئی عیب یا غبن پائے یا نہیں اور مبالغہ کیا ہے ابن حزم نے بیچ اپنے جمود کے پس کہا کہ اگر کہے کہ نہیں فریب یا نہیں عیب یا جو اس کی مانند ہو تو نہیں ہوتا واسطے اس کے خیار یہاں تک کہ کہے کہ لا خلابۃ اور آسان تر اس چیز کا کہ رد کیا جائے اس پر وہ چیز ہے جو صحیح مسلم میں ثابت ہے کہ وہ کہتا تھا کہ لا خیابۃ ساتھ یا کہ بدلے لام کے اور ساتھ ذال کے بدلے دال کے اور شاید کہ وہ اچھی طرح بول نہ سکتا تھا اور باوجود اس کے نہ متغیر ہوا حکم بیچ حق اس کے کے نزدیک کسی کے اصحاب میں سے جو اس کے واسطے گواہی دیتے تھے کہ حضرت ﷺ نے اس کے واسطے اختیار ٹھہرایا ہے پس معلوم ہوا کہ انہوں نے اس میں معنی کے ساتھ اکتفاء کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ بڑے آدمی کو تصرف سے نہ روکا جائے اگرچہ اس کی بے عقلی ظاہر ہو واسطے دلیل اس چیز کے کہ جو اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ اس کے گھر والے حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ آپ اس کو مال میں تصرف کرنے سے روک دیں تو حضرت ﷺ نے اس کو بلا کر منع کیا سو اس نے کہا کہ میں صبر نہیں کر سکتا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تو بیع کرے تو کہہ کہ

فریب نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر بڑے آدمی کو روکنا صحیح نہ ہوتا تو البتہ حضرت ﷺ ان پر انکار کرتے کہ اس کو تصرف سے روکنا جائز نہیں اور حضرت ﷺ کا اس کو نہ روکنا پس نہیں دلالت کرتا ہے اس پر کہ بے عقل کو مال میں تصرف سے روکنا منع ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے بیع کے اوپر شرط خیار کے اور اوپر اس کے کہ صرف مشتری کو خیار جائز ہے یعنی بائع کو جائز نہیں اور اس میں بیان ہے اس چیز کا جو تھی اس پر اہل اس زمانے کے رجوع کرنے سے طرف حق کی اور قبول کرنے خبر واحد کے سے بیچ حقوق وغیرہ کے۔ (فتح)

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الْأَسْوَاقِ — باب ہے بیچ بیان بازاروں کے

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ ارادہ کیا بخاری نے ساتھ اس ذکر بازاروں کے اباحت تجارت کے یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد اس باب سے یہ ہے کہ تجارت جائز ہے اور جائز ہے شریفوں اور بزرگوں کو داخل ہونا بازاروں میں اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو اس کی شرط پر ثابت نہیں کہ بازار سب جگہوں سے بدتر ہیں اور یہ حدیث ہے جو احمد نے جبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب جگہوں سے بہت پیاری جگہ اللہ کے نزدیک مسجدیں ہیں اور سب جگہوں سے بدتر اللہ کے نزدیک بازار ہیں اور اس کی اسناد حسن ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے ابن بطال نے کہا کہ یہ باعتبار غالب کے ہے اور نہیں تو بہت بازار جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے بہتر ہیں اکثر مسجدوں سے۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ قُلْتُ هَلْ مِنْ سُوْقٍ فِيْهِ تِجَارَةٌ قَالَ سُوْقُ قَيْنُقَاعَ.

اور عبدالرحمٰن نے کہا کہ جب ہم مدینے میں آئے تو میں نے کہا کہ کیا کوئی بازار ہے کہ اس میں تجارت ہوتی ہو تو اس نے کہا کہ بازار قینقاع ہے۔

فائدہ: یہ حدیث اوائل بیوع میں پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ فقط ذکر بازار کا ہے اور اس کا حضرت ﷺ کے زمانے میں ہونا اور یہ کہ اس میں بڑے بڑے اصحاب رضی اللہ عنہم بزرگ جاتے تھے واسطے حاصل کرنے معاش کے واسطے گزارے کے اور واسطے بچنے لوگوں سے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ دُلُّوْنِيْ عَلَى السُّوْقِ

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبدالرحمٰن نے کہا کہ مجھ کو بازار کی راہ دکھاؤ

فائدہ: یہ حدیث بھی وہی ہے جو پہلے گزری۔

وَقَالَ عُمَرُ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ

اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ باز رکھا مجھ کو بازار کی خرید و فروخت نے

فائدہ: یہ حدیث بھی پہلے گزری ہے اس سے بھی غرض وہی ہے کہ بازار میں جانا درست ہے۔

۱۹۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو جَيْشٌ الْكَعْبَةَ فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَآءَ مِنَ الْأَرْضِ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَفِيهِمْ أَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ قَالَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُونَ عَلَى نِيَّاتِهِمْ.

۱۹۷۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک لشکر کعبے سے لڑنے آئے گا جب کہ زمین کے میدان میں ہوں گے تو اللہ ان کے اگلے پچھلوں کو زمین میں دھنسا دے گا اور قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے اپنی اپنی نیت پر میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ان کے اگلے پچھلوں کو کیسے زمین میں دھنسایا جائے گا اور حالانکہ لشکر میں تو بازاری لوگ بھی ہوں گے جو خرید و فروخت کرتے ہوں گے اور وہ لوگ کہ جو لڑنے والوں میں نہیں ہوں گے یعنی ان کا کیا قصور ہے جو وہ بھی عذاب میں شریک ہوں گے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کے اگلے پچھلوں سب کو دھنسایا جائے گا پھر اپنی اپنی نیت پر اٹھیں گے۔

فائدہ: یعنی بدون کی شامت اعمال سے نیکیوں پر دنیاوی عذاب ہوگا لیکن آخرت میں جیسے نیت ہوگی ویسا بدلہ ملے گا اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو زیادہ کرے گروہ کسی کسی قوم کا گناہ میں اختیار سے تو اس کو بھی ان کے ساتھ عذاب لازم ہوتا ہے اور کہا کہ امام مالک نے استنباط کیا ہے اس سے کہ جو شراب خور کے پاس بیٹھے اس کو بھی اس کے ساتھ تعزیر دی جاتی ہے اگرچہ وہ شراب نہ پیے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ جو عذاب کی حدیث میں مذکور ہے وہ آسمانی عذاب ہے پس نہ قیاس کیا جائے گا عذاب شرعی اوپر اس کے اور تائید کرتا ہے اس کو اخیر حدیث کا کہ پھر اپنی اپنی نیت اٹھائے جائیں گے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عملوں کو اعتبار عامل کی نیت سے ہے اور اس میں ڈراتا ہے اہل ظلم کی صحبت سے اور ان کے پاس بیٹھنے سے اور ان کے گروہ زیادہ کرنے سے مگر جس کو کوئی چارہ نہ ہو اور متردد ہوتی ہے نظر بیچ صحبت تاجر کے واسطے اہل فتنہ کے کہ کیا یہ ان کے لیے اعانت ہے ان کے ظلم پر یا وہ ضرورت بشریہ سے ہے پھر اعتبار کیا جائے عمل پر ایک کا اس کی بیت سے اور دوسرے شق پر ظاہر حدیث کا دلالت کرتا ہے اور ابن تین نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد وہ لشکر ہو جو کعبے کو ڈھا دیں گے پس بدلہ لیا جائے گا ان سے سو ان کو دھنسایا جائے گا اور پوچھا گیا اس کا بایں طور کہ اس کے بعض طریقوں میں یہ ہے کہ کچھ لوگ میری امت سے اور جو لوگ کہ کعبے کو ڈھائیں گے وہ حبشہ کے کافر ہیں اور نیز بس مقتضی کلام آپ کی کا یہ ہے کہ ان کو دھنسایا جائے گا بعد اس کے کہ کعبے کو ڈھا کر پھریں گے اور ظاہر اس

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کعبے میں پہنچنے سے پہلے زمین میں دھنسائے جائیں گے (فتح) یعنی پس ابن تین کا یہ احتمال ٹھیک نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بازار جانا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ (ت)

۱۹۷۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ فِيْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰى صَلَاتِهِ فِيْ سُوْقِهِ وَبَيْتِهِ بِضْعًا وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً وَذٰلِكَ بِأَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ إِلَّا الصَّلَاةَ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَ بِهَا دَرَجَةً أَوْ حُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ وَّالْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلٰى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ وَقَالَ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ.

۱۹۷۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ نماز ایک تمہارے کی جماعت میں اس کے بازار اور گھر کی نماز سے بیس اور چند درجے زیادہ ہے یعنی پچیس یا ستائیس اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب آدمی نے وضو کیا سو اچھی طرح سے وضو کیا پھر مسجد میں آیا اس حالت سے کہ نماز کے سوا اس کی جنبش کا کوئی سبب نہ ہو تو ایسا شخص کوئی قدم نہ چلے گا مگر کہ اللہ اس کے ہر قدم کے سبب سے اس کا ایک درجہ بلند کرے گا اور اس کے سبب سے اس کا گناہ دور کرے گا اور فرشتے اس کو دعا کرتے ہیں جب تک کہ اس مکان میں بیٹھا رہے گا جس میں وہ نماز پڑھتا ہے فرشتے کہتے ہیں کہ الٰہی اس پر رحم کر الٰہی اس پر رحمت کر کہ یہ وعدہ اس شرط پر ہے جب تک کہ مسجد میں دنیا کی بات نہ کہے یا وضو نہ ٹوٹے جب تک اس میں کسی کو تکلیف نہ دے اور فرمایا کہ ہمیشہ آدمی نماز میں ہے جب تک کہ اس کو نماز روکے رہے یعنی جو مدت نماز کے انتظار میں گزرے وہ نماز ہی میں شمار ہوگی۔

فائدہ: یہ حدیث پوری ابواب الجماعۃ میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ ہے کہ بازار میں جانا اور اس میں نماز پڑھنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔ (فتح)

۱۹۷۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوْقِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّمَا دَعَوْتُ هٰذَا فَقَالَ النَّبِيُّ

۱۹۷۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تھے تو ایک مرد نے کہا کہ اے ابو القاسم سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے یعنی گمان کیا کہ شاید اس نے مجھ کو بلایا ہے تو اس مرد نے کہا کہ میں نے اس کو بلایا یعنی کسی اور مرد کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھا کرو میری کنیت کو۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي.

فائدہ: کنیت اس کو کہتے ہیں جس پر اب کی لفظ ہو جیسے ابوالقاسم یا ابوالحسن ابو القاسم حضرت ﷺ کی کنیت تھی سو فرمایا کہ اپنی اولاد کا نام محمد رکھا کرو ان کو ابوالقاسم نہ کہو اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بازار میں جانا جائز ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

١٩٧٨۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَا رَجُلٌ بِالْبَقِيعِ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ أَعْنِكَ قَالَ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي.

١٩٧٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے بقیع میں بلایا اے ابوالقاسم! سو حضرت ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے سو اس نے کہا کہ میں نے آپ کو مراد نہیں رکھا یعنی میں نے آپ کو نہیں پکارا سو حضرت ﷺ نے فرمایا' کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت کو۔

فائدہ: اس حدیث میں اشارہ ہے کہ بازار بقیع میں تھا۔ (فتح)

١٩٧٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيْدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَآئِفَةِ النَّهَارِ لَا يُكَلِّمُنِي وَلَا أُكَلِّمُهُ حَتّٰى أَتٰى سُوْقَ بَنِي قَيْنُقَاعَ فَجَلَسَ بِفِنَآءِ بَيْتِ فَاطِمَةَ فَقَالَ أَثَمَّ لُكَعُ أَثَمَّ لُكَعُ فَحَبَسَتْهُ شَيْئًا فَظَنَنْتُ أَنَّهَا تُلْبِسُهُ سِخَابًا أَوْ تُغَسِّلُهُ فَجَآءَ يَشْتَدُّ حَتّٰى عَانَقَهُ وَقَبَّلَهُ وَقَالَ اللّٰهُمَّ أَحْبِبْهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ رَأٰى نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ.

١٩٧٩۔ ابو ہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ دن کے کچھ ٹکڑے میں یعنی دن کے اخیر میں نکلے اس حال میں کہ نہ تو آپ ﷺ مجھ سے کلام کرتے تھے اور نہ میں آپ ﷺ سے کلام کرتا تھا یعنی چپ تھے یہاں تک کہ بنی قینقاع کے بازار میں آئے یعنی اور بازار سے پھر کر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آ بیٹھے سو فرمایا کہ کیا لڑکا یہاں ہے کیا لڑکا یہاں ہے یعنی حسن رضی اللہ عنہ سو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کچھ دیر ان کو روک رکھا سو گمان کیا میں نے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کو ہار پہناتی ہیں یا نہلاتی ہیں سو حضرت حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے سو حضرت ﷺ نے ان کو گلے لگایا اور چوما اور پھر فرمایا کہ الٰہی دوست رکھ اس کو اور دوست رکھ اس کو جو حسن کو دوست رکھے اور سفیان نے کہا کہ عبیداللہ نے کہا کہ خبر دی مجھ کو کہ تحقیق عبیداللہ نے نافع بن جبیر کو دیکھا اس نے ایک رکعت وتر پڑھے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب رضی اللہ عنہم تعظیم کرنے سے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور چلنے سے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بیان ہے اس چیز کا کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تواضع سے اور داخل ہونے سے بازار میں اور بیٹھنے سے گھر کے صحن میں اور اس میں ہے لڑکے پر رحم کرنا اور اس کے ساتھ خوش طبعی کرنی اور اس کو گلے لگانا اور چومنا اور اس میں بیان ہے واسطے فضیلت حسن کے۔ (فتح)

۱۹۸۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَشْتَرُوْنَ الطَّعَامَ مِنَ الرُّكْبَانِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ عَلَيْهِمْ مَّنْ يَّمْنَعُهُمْ أَنْ يَّبِيْعُوْهُ حَيْثُ اشْتَرَوْهُ حَتّٰى يَنْقُلُوْهُ حَيْثُ يُبَاعُ الطَّعَامُ قَالَ وَحَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّبَاعَ الطَّعَامُ إِذَا اشْتَرَاهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ.

۱۹۸۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قافلہ سے اناج خریدا کرتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پر کسی آدمی کو بھیجتے تھے جو ان کو خرید کی جگہ میں اناج بیچنے سے منع کرے یہاں تک کہ اس کو اناج بیچنے کی جگہ اٹھا لے جائے نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچا جائے اناج جب کہ اس کو کوئی خریدے یہاں تک کہ اس کو پورا لے یعنی قبض کر لے۔

فائدہ: شبہ کیا گیا ہے اس پر کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ سوق اس جگہ کا نام ہے جس میں خرید وفروخت واقع ہو پس نہ خاص ہوگا حکم مذکور ساتھ اس مکان کے جو معروف ہے ساتھ بازار کے بلکہ عام ہوگا ہر مکان کو کہ واقع ہو اس میں خرید وفروخت اس واسطے کہ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جس جگہ اناج بیچا جائے عام ہے۔ (فتح) وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ السَّخَبِ فِي السُّوْقِ

بازار میں شور کرنا مکروہ ہے

۱۹۸۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قُلْتُ أَخْبِرْنِيْ عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ أَجَلْ وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرَاةِ

۱۹۸۱۔ عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ملا میں نے کہا کہ خبر دی مجھ کو ساتھ صفت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تورات میں واقع ہوئی ہے عبداللہ نے کہا کہ ہاں میں خبر دیتا ہوں کہ قسم ہے اللہ کی البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفت کیے گئے ہیں تورات میں ساتھ بعض صفتوں کے کہ قرآن میں ہیں کہ اے نبی ہم نے تم کو بھیجا گواہی کو اور خوش

بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِي الْقُرْآنِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّحِرْزًا لِّلْأُمِّيِّيْنَ أَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَآءَ بِأَنْ يَّقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا وَّآذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا تَابَعَهُ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ هِلَالٍ وَّقَالَ سَعِيْدٌ عَنْ هِلَالٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ غُلْفٌ كُلُّ شَيْءٍ فِيْ غِلَافٍ سَيْفٌ أَغْلَفُ وَقَوْسٌ غَلْفَاءُ وَرَجُلٌ أَغْلَفُ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُوْنًا.

اور ڈر سنانے کو اور پناہ واسطے ان پڑھوں کے تو بندہ میرا ہے اور رسول میرا نام رکھا ہے میں نے تم کو متوکل نہ سخت خو ہے اور نہ سخت دل اور نہ شور کرنے والا بازاروں میں اور نہیں دفع کرتا ساتھ بدی کے بدی کو یعنی بدی کے بدلے بدی نہیں کرتا لیکن معاف کرتا ہے اور گناہ کو بخشتا ہے اور نہ روح قبض کرے گا ان کی اللہ یہاں تک کہ قائم کرے ساتھ ان کے دین ٹیڑھی کو کہ فترت کے زمانے متغیر ہوا تھا ساتھ اس کے کہ کہیں لا الہ الا اللہ یعنی کلمہ توحید کہیں اور کھولے جائیں ساتھ کلمہ توحید کے آنکھیں اندھی اور کان بہرے اور دل غلاف کیے ہوئے غلف ہر وہ چیز ہے کہ غلاف میں ہو کہتے ہیں کہ تلوار غلاف میں ہے اور کمان غلاف میں ہے اور آدمی کو بھی اغلف کہتے ہیں جب کہ اس کو ختنہ نہ کیا ہوا ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے سمجھایا جاتا ہے کہ امام اعظم یعنی امیر المومنین کا بازار میں داخل ہونا اس کو اس کے مرتبے سے تلے نہیں اتارتا اس واسطے کہ نفی تو شور کرنے کی مذمت میں آئی ہے کہ اس میں شور کرنا برا ہے نہ اصل دخول سے یعنی اصل داخل ہونا منع نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بازار میں شور کرنا درست نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْكَيْلِ عَلَى الْبَائِعِ وَالْمُعْطِيْ

باب ہے اس بیان میں کہ مزدوری ماپنے کی اور بیچنے والے اور دینے والے پر ہے

فائدہ: یعنی دینے والے پر ہے خواہ بیچنے والا ہو یا قرض دینے والا یا سوائے اس کے اور ملحق ہے ساتھ اس کے ماپنے کے بیچ تولنا اس اسباب کے کہ تولہ جاتا ہے اور یہی قول ہے تمام فقہاء شہروں کا اور اسی طرح مول کے تولنے کی مزدوری خریدار پر ہے مگر کھرا کرنا مول کا وہ بائع پر ہے اصح قول پر شافعیہ کے نزدیک۔ (فتح)

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِذَا كَالُوْهُمْ أَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ﴾ يَعْنِيْ كَالُوْا لَهُمْ وَوَزَنُوْا لَهُمْ كَقَوْلِهٖ ﴿يَسْمَعُوْنَكُمْ﴾ يَسْمَعُوْنَ لَكُمْ.

اور بیان اس آیت کا کہ جب ماپ دیں ان کو یا تول دیں ان کو تو گھٹا کر دیں یعنی ان کو واسطے ماپیں یا تولیں مانند اس آیت کی کہ سنتے ہیں تم کو یعنی سنتے ہیں واسطے تمہارے۔

فائدہ: اور ترجمہ کے معنی یہ ہیں کہ جب آدمی کچھ خریدے تو کوئی غیر اس کو تول کر دے اور جب کچھ بیچے تو خود تول کر دے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتَالُوْا حَتّٰى تَسْتَوْفُوْا

اور حضرت ﷺ نے فرمایا ماپو یہاں تک کہ پورا حق لو اپنا اور اس کو قبض کرو

فائدہ: یہ حدیث پوری نسائی اور ابن حبان نے روایت کی اور مطابقت اس کی ترجمہ سے یہ ہے کہ ماپنا استعمال کیا جاتا ہے واسطے اس چیز کے کہ لے اس کو آدمی واسطے نفس اپنے کے اور تفسیر کرتی ہے اس کو حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کی جو بعد اس کے ہے (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ إِذَا بِعْتَ فَكِلْ وَإِذَا ابْتَعْتَ فَاكْتَلْ.

اور عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ جب تو بیچے تو خود تول کر دے اور جب تو خریدے تو بائع سے تول کر لے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تولنا اور ماپنا بائع پر ہے۔

۱۹۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ.

۱۹۸۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اناج خریدے تو بیچے اس کو یہاں تک کہ اس کو پورا لے اور قبض کرے۔

۱۹۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاسْتَعَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى غُرَمَائِهِ أَنْ يَّضَعُوْا مِنْ دَيْنِهِ فَطَلَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَفْعَلُوْا فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَصَنِّفْ تَمْرَكَ أَصْنَافًا الْعَجْوَةَ عَلٰى حِدَةٍ وَّعَذْقَ زَيْدٍ عَلٰى حِدَةٍ ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَيَّ فَفَعَلْتُ ثُمَّ أَرْسَلْتُ إِلَى

۱۹۸۳۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ یعنی میرے باپ کا انتقال ہوا اور اس پر قرض تھا یعنی اور میرے پاس مال نہ تھا کہ اس کے ساتھ قرض ادا کروں تو میں نے اس کے قرض خواہوں پر حضرت ﷺ سے مدد چاہی یعنی میں نے حضرت ﷺ سے سفارش کروائی کہ اس کو کچھ قرض چھوڑ دیں تو حضرت ﷺ نے ان سے یہ بات چاہی سو انہوں نے کچھ نہ چھوڑا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو جا اور اپنی ہر قسم کی کھجور کے جدا جدا ڈھیر کر عجوہ کو جدا کر اور عذق زید کو جدا کر پھر کسی کو میرے پاس بھیج تا کہ میں تیرے پاس آؤں سو میں نے تمام کھجوریں جدا جدا کیں پھر میں نے کسی کو

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ فَجَلَسَ عَلٰى أَعْلَاهُ أَوْ فِيْ وَسَطِهٖ ثُمَّ قَالَ كِلْ لِلْقَوْمِ فَكِلْتُهُمْ حَتّٰى أَوْفَيْتُهُمُ الَّذِيْ لَهُمْ وَبَقِيَ تَمْرِيْ كَأَنَّهٗ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ وَقَالَ فِرَاسٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَنِيْ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى أَدَّاهُ وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُذَّ لَهٗ فَأَوْفِ لَهٗ.

حضرت ﷺ کے پاس بھیجا سو حضرت ﷺ تشریف لائے اور ڈھیر کے اوپر یا درمیان بیٹھے پھر فرمایا کہ ماپ واسطے قوم کے یعنی قرض خواہوں کو ماپ ماپ کر دینا شروع کر سو میں نے ماپ ماپ کر دینا شروع کیا یہاں تک کہ میں نے ان کو ان کا حق پورا کر دیا یعنی سب قرض ادا کر دیا اور میری کھجوریں باقی ہیں گویا کہ ان سے کوئی چیز کم نہ ہوئی یعنی وہ سب ڈھیر اسی طرح باقی تھا اس میں کچھ کمی نہ ہوئی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ہمیشہ ماپتا رہا واسطے ان کے یہاں تک کہ ان کا قرض ادا کیا اور ایک روایت میں ہے کہ قرض خواہ کے واسطے کھجوریں کاٹ اور اس کے سب حق ادا کر۔

فائدہ: یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قوم کے واسطے ماپ تو یہ مطابق ہے واسطے ترجمہ کے کہا کہ ماپنا دینے والے پر ہے۔ (فتح) اور عجوہ ایک قسم کی کھجور ہے بہت عمدہ جو مدینے میں ہوتی ہے اور عذق زید بھی ایک قسم کی کھجور ہے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَيْلِ

خرید وفروخت کے وقت ماپنا مستحب ہے

١٩٨٤۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كِيْلُوْا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ.

۱۹۸۴۔ مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تولا کروا اپنے اناج کو کہ تمہارے لیے اس میں برکت ہوگی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ آدمی کو مستحب ہے کہ اپنے عیال کے خرچ کو تولا کرے اور معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نکالو اناج کو ساتھ کیل معلوم کے کہ پہنچائے تم کو ایک مدت تک جس کو تم نے اندازہ کیا ہے باوجود اس کے کہ رکھی ہے برکت اللہ نے بیچ مد اہل مدینہ کے ساتھ دعا حضرت ﷺ کے اور ابن جوزی نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو یہ برکت واسطے بسم اللہ کہنے کے اوپر اس کے وقت ماپنے کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس کچھ جو تھے کہ میں اس سے کچھ کھاتی تھی یہاں تک کہ بہت مدت ہوگئی سو میں نے ان کو ماپا پس تمام ہو گئے مہلب نے کہا کہ اس حدیث اور مقدام کی حدیث کے درمیان معارضہ نہیں اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے معنی یہ ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی قوت کے موافق تھوڑا سا خرچ بے ماپے نکالتی تھیں سو ان کو اس میں برکت ہوتی تھی باوجود برکت

حضرت ﷺ کے سو جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو ماپا تو معلوم کیا اس مدت کو کہ وہاں تک پہنچیں گے اور یہ پھیرنا ہے واسطے اس چیز کے کہ متبادر ہے طرف اس کے ذہن برکت کے معنی سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ابن حبان کے نزدیک اس طور سے واقع ہوئی کہ ہم ہمیشہ اس سے کھاتے رہے یہاں تک کہ اس کو لڑکے نے ماپا پس کچھ دیر نہ ہوئی کہ تمام ہو گئے اور اگر ہم اس کو نہ ماپتے تو ہم کو امید تھی کہ بہت مدت رہتے اور ظاہر یہ ہے مقدام کی حدیث محمول ہے اس اناج پر جس کو خریدے پس حاصل ہوتی ہے اس میں برکت ساتھ ماپنے کے واسطے ماننے حکم شارع علیہ السلام کے اور اگر ماپنے کے حکم کو نہ مانا جائے تو اس سے برکت نکالی جاتی ہے واسطے شامت نافرمانی کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث محمول ہے اس پر کہ انہوں نے اس کو امتحان اور آزمائش کے واسطے ماپا تھا کہ کیا سچ مچ ماپنے سے برکت ہو جاتی ہے اس واسطے داخل ہوا اس میں نقصان اور حاصل یہ ہے کہ محض ماپنے سے برکت نہیں ہوتی جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی اور امر نہ جوڑا جائے اور وہ شارع کے حکم کا ماننا ہے اس چیز میں کہ اس کا ماپنا مشروع ہے اور نہیں کھینچی جاتی برکت ماپی ہوئی چیز سے ساتھ محض ماپنے کے جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی اور امر نہ جوڑا جائے مانند معارضہ اور آزمائش کے اور احتمال ہے معنی کیلوا طعامکم کے یہ ہوں کہ جب تک تم اس کو جمع کر رکھو اس حال میں کہ برکت کے طالب ہو اور اجابت کا یقین رکھتے ہو تو گویا کہ جو اس کے بعد اس کو ماپتا تھا تو اس واسطے ماپتا تھا تا کہ اس کی مقدار پہچانے تو یہ اجابت میں شک ہو گا پس عذاب دیا جائے گا ساتھ جلدی تمام ہونے اناج کے اور محب طبری نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو یہ برکت جو تولنے سے حاصل ہوتی ہے یہ سبب سلامت رہنے کے بدظنی سے ساتھ خادم کے اس واسطے کہ جب خادم بغیر حساب کے نکالے گا تو کبھی اناج جلدی تمام ہو گا اور اس کو معلوم نہ ہو گا پس خادم کو تہمت ہو گی اور کبھی وہ تہمت سے پاک ہوتا ہے اور جب اس کو ماپ لے گا تو تہمت سے امن میں ہو گا واللہ اعلم۔

بَابُ بَرَكَةِ صَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُدِّهِ

حضرت ﷺ کے صاع اور مد کی برکت کا بیان

فائدہ: یعنی حضرت ﷺ کے اہل کے صاع اور مد کا بیان اور عینی نے کہا کہ ترجمہ باب خاص حضرت ﷺ کی صاع کی برکت میں ہے نہ اہل مدینہ کے صاع کے بیان میں اور اہل مدینہ کے واسطے کئی قسم کے صاع ہیں جو مختلف ہیں حاصل یہ کہ یہ باب اہل مدینہ کے صاع کے بیان میں نہیں ہے بلکہ خاص حضرت ﷺ کے صاع کی برکت کا بیان ہے جو خاص حضرت ﷺ کے گھر میں تھا۔

فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے حج کے اخیر میں مذکور ہو چکی ہے کہ کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو تپ ہوئی اور اس میں یہ لفظ ہے کہ کہا الٰہی برکت کر ہمارے لیے ہمارے صاع میں اور ہمارے مد میں۔ (فتح)

۱۹۸۵۔ حَدَّثَنَا مُوسٰی حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ إِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لَهَا وَحَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ وَدَعَوْتُ لَهَا فِيْ مُدِّهَا وَصَاعِهَا مِثْلَ مَا دَعَا إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِمَكَّةَ.

۱۹۸۵۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو برکت دی یعنی لوگوں میں اس کی بزرگی ظاہر کی اور اس کے لیے برکت کی دعا کی اور میں بزرگی دیتا ہوں مدینے کو جیسا کہ بزرگی دی ابراہیم نے مکے کو اور میں نے اہل مدینہ کے واسطے دعا کی ان کے مد میں اور صاع میں مثل اس کی کہ ابراہیم نے اہل مکہ کے واسطے دعا کی۔

فائدہ: یہ حدیث حج کے اخیر میں پہلے بھی گزر چکی ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے جو اس باب کو باب و مایستحب من الکیل کے پیچھے ذکر کیا تو یہ مشعر ہے کہ جو برکت کہ مقدام کی حدیث میں مذکور ہو چکی ہے وہ مقید ہے ساتھ اس کے جب کہ واقع ہو ماپنا ساتھ مد اور صاع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی یہ برکت خاص اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع اور مد ہی سے اناج ماپا جائے اور احتمال ہے یہ حکم متعدی ہو طرف اس چیز کی جو موافق ہو واسطے ان دونوں کے نہ طرف اس چیز کی جو ان کے مخالف ہو یعنی پس جو صاع اور مد کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع اور مد کے مخالف ہو اس میں یہ برکت حاصل نہیں ہوتی اگرچہ وہ مدینہ کا صاع ہو۔ (فتح)

۱۹۸۶۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ يَعْنِيْ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ.

۱۹۸۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی برکت دے ان کو ان کے ماپ میں اور برکت دے ان کو ان کے صاع میں اور مد میں یعنی مدینہ والوں کے صاع اور مد میں۔

فائدہ: صاع اور مد کی برکت سے مراد اناج کی برکت ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکے کے پھلوں کی برکت کی دعا کی تھی اس واسطے کہ وہاں اناج نہیں ہوتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے پھل اور اناج دونوں کے واسطے برکت کی

دعا کی اس واسطے کہ وہاں دونوں چیزیں ہوتیں ہیں۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ وَالْحُكْرَةِ
باب ہے بیچ بیچنے اناج کے پہلے قبض کے اور بیچ بیان احتکار کے

فائدہ: شرع میں احتکار کہتے ہیں بند رکھنے اناج کو بانتظار گرانی کے بایں طریق کہ گرانی کے وقت کہ لوگوں کو اناج کی حاجت ہو مول لے کر بند رکھے اس نیت سے کہ جب بہت مہنگا ہوگا تو بیچوں گا اور لغت میں احتکار کہتے ہیں بند رکھنے اسباب کو بیچنے سے یعنی اسباب کو بیچے نہیں اور باب کی حدیثوں میں احتکار کا ذکر نہیں جیسا کہ اسمعیلی نے کہا اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے استنباط کیا ہے اس کو امر سے ساتھ نقل کرنے اناج کے طرف گھروں کی اور منع کرنے بیع اناج کی سے پہلے پورا لینے اس کے کی پس اگر احتکار حرام ہوتا تو نہ حکم کرتے ساتھ اس چیز کے کہ رجوع کرتی ہے اخیر کو طرف احتکار کی اور شاید کہ نہیں ثابت ہوئی نزدیک اس کے حدیث معمر کی کہ نہیں احتکار کرتا ہے مگر گنہگار روایت کی یہ حدیث مسلم نے لیکن محض اناج کا اپنی جگہوں کی طرف لے جانا نہیں لازم پکڑتا ہے احتکار شرعی کو اس واسطے کہ احتکار شرعی بند رکھنا اناج کا ہے بیچنے سے اور گرانی کی انتظار کرنی باوجود یہ کہ وہ خود اس سے بے پردہ ہو اور لوگوں کو اس کی حاجت ہو اور ساتھ اسی کے تفسیر کیا ہے اس کو ابو زناد نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے اور مالک نے کہا کہ اگر کوئی اپنی زمین سے اناج لا کر اپنے گھر میں بند رکھے تو یہ احتکار نہیں اور امام احمد نے کہا کہ احتکار تو صرف قوتوں میں ہے یعنی جس جس چیز کو آدمی کھا کر جیتے ہیں ان کے سوائے اور چیزوں میں نہیں اور احتمال ہے کہ ہو مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ ترجمہ کے بیان تعریف احتکار کا جو منع ہوا ہے غیر اس حدیث میں اور یہ کہ مراد ساتھ اس سے قدرے زائد ہے اس پر جو تفسیر کی ہے اس کی اہل لغت نے پس بیان کیں اس نے وہ حدیثیں جس میں قدرت دینا لوگوں کا ہے خریدنے اناج کے سے اور نقل کرنے اس کے کے اور اگر احتکار منع ہوتا تو اٹھا لے جانے سے منع کیے جاتے یا بیان کیا جاتا واسطے ان کے وقت نقل کرنے ان کے کے اسمدت کو کہ وہاں تک پہنچیں اور یا روکا جاتا ان کو خریدنے بہت چیز کے سے جو احتکار کے ظن کی جگہ ہے اور یہ سب وجہیں مشعر ہیں ساتھ اس کے کہ سوائے اس کے نہیں کہ احتکار منع ہے بیچ حالت خاص کے ساتھ شرطوں خاص کے اور احتکار کی مذمت میں بہت حدیثیں وارد ہوئیں ہیں ان میں سے ایک تو معمر کی حدیث ہے جو اوپر مذکور ہو چکی ہے اور ایک عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع ہے کہ جو بند رکھے مسلمانوں پر اناج ان کا تو پہنچاتا ہے اس کو اللہ تعالی ساتھ جذام اور افلاس کے یعنی مبتلاء کرتا ہے اس کو بلائے بدنی اور مالی میں روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے اور اس کی اسناد حسن ہیں اور اسی سے مرفوع حدیث ہے کہ سوداگر رزق دیا گیا اور احتکار کرنے والا ملعون ہے روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے اور اس کی اسناد ضعیف ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو چالیس دن اناج بند رکھے تو تحقیق بری ہوا اس سے

اللہ اور بری ہوا وہ اللہ سے روایت کی یہ حدیث احمد اور حاکم نے اور اس کی اسناد میں کلام ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جو احتکار کرے یعنی بند رکھے اناج کو اس ارادے سے کہ اس کے ساتھ مسلمانوں پر گرانی کرے تو وہ گنہگار ہے روایت کی یہ حدیث حاکم نے (فتح)

١٩٨٧ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ الطَّعَامَ مُجَازَفَةً يُضْرَبُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّبِيْعُوْهُ حَتّٰى يُؤْوُوْهُ إِلٰى رِحَالِهِمْ.

١٩٨٧۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے ان لوگوں کو جو اناج اندازے سے خریدتے تھے کہ مارے جاتے تھے یعنی ان کو منع ہوتا تھا کہ بیچیں اناج یہاں تک کہ ٹھکانا دیں ان کو اپنی جگہوں میں۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح آئندہ باب میں آئے گی۔

١٩٨٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يَّبِيْعَ الرَّجُلُ طَعَامًا حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ ذَاكَ قَالَ ذَاكَ دَرَاهِمُ بِدَرَاهِمَ وَالطَّعَامُ مُرْجًا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُرْجَئُوْنَ مُؤَخَّرُوْنَ.

١٩٨٨۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچے مرد اناج کو یہاں تک کہ اس کو پورا لے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ کس طرح ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قبض سے پہلے بیچنا یہ بیچنا درہموں کا ہے ساتھ درہموں کے اور اناج موخر ہے اس میں دخل نہیں۔

فائدہ: اور معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ خریدے ایک مرد دوسرے مرد سے اناج کو ساتھ ایک دینار کے ایک مدت معلوم تک پھر بیچے اس کو اسی سے یا کسی اور آدمی سے پہلے اس سے کہ قبض کرے اناج کو ساتھ دو دیناروں کے مثلا پس یہ جائز نہیں اس واسطے کہ یہ بیع درحقیقت سونے کی ہے بدلے سونے کے اور اناج غائب ہے تو گویا کہ بیچا اس نے اپنے دینار کو جس کے ساتھ اس نے اناج کو خریدا تھا ساتھ دو دیناروں کے پس یہ بیاج ہے۔

١٩٨٩۔ حَدَّثَنِيْ أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ

١٩٨٩۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اناج کو مول لے تو اس کو نہ بیچے یہاں تک کہ اس کو قبضے میں لائے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ.

فائدہ: ان دو حدیثوں کی شرح آئندہ آئے گی۔

۱۹۹۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كَانَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ يُحَدِّثُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّهُ قَالَ مَنْ عِنْدَهُ صَرْفٌ فَقَالَ طَلْحَةُ أَنَا حَتّٰى يَجِيْءَ خَازِنُنَا مِنَ الْغَابَةِ قَالَ سُفْيَانُ هُوَ الَّذِيْ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ لَيْسَ فِيْهِ زِيَادَةٌ فَقَالَ أَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُخْبِرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ.

۱۹۹۰۔ مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ کون ہے کہ اس کے پاس بیع صرف ہو یعنی اس کے پاس درہم ہوں کہ دیناروں سے بدلہ کرے تو طلحہ نے کہا کہ میں ہوں کہ میرے پاس درہم ہیں سو تو صبر کر یہاں تک کہ میرا خزانچی جنگل سے آئے اور اسی اسناد کے ساتھ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونا بدلے چاندی کے بیاج ہے یعنی اگرچہ دونوں برابر ہوں مگر ہاتھوں ہاتھ اور گیہوں بدلے گیہوں کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور کھجور بدلے کھجور کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور جو بدلے جو کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ۔

فائدہ: اور مطابقت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے واسطے اس چیز کے ہے کہ اس میں ہے شرط ہونے قبض جو وغیرہ ربویات کے سے بیچ مجلس کے اس واسطے کہ وہ داخل ہے بیچ قبض کرنے اناج کے بغیر اور شرط کے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُّقْبَضَ وَبَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ

باب ہے بیچ بیان بیچنے اناج کے پہلے قبض کرنے کے اور بیچنے اس چیز کے جو تیرے پاس نہیں

فائدہ: نہیں مذکور ہے باب کی حدیثوں میں بیچنا اس چیز کا کہ تیرے پاس نہیں اور شاید کہ اس کی شرط پر یہ حدیث ثابت نہیں ہوئی پس استنباط کیا ہے اس کو بیع قبل قبض کے منع ہونے سے اور وجہ استدلال کی اس سے بطریق اولی ہے یعنی جب قبض کرنے سے پہلے کسی چیز کا بیچنا درست نہیں تو جو چیز کہ پاس نہ ہو اس کا بیچنا بطریق اولی جائز نہ ہو گا اور حدیث نہی کی بیچنے اس چیز کے سے کہ تیرے پاس نہیں روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے حکیم بن حزام سے ساتھ اس لفظ کے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور ایک چیز مجھ سے خریدنی چاہتا ہے اور وہ چیز میرے پاس موجود نہیں میں اس کو اس کے ہاتھ بیچتا ہوں پھر میں اس کو اس کے واسطے بازار

سے خرید لاتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بیچ جو تیرے پاس نہیں اور ترمذی نے اس کو مختصر روایت کیا ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ منع کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے بیچنے اس چیز کے سے جو تیرے پاس نہیں اور ابن منذر نے کہا کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز پاس نہ ہو اس کو نہ بیچ تو اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ کہے کہ بیچتا ہوں تیرے ہاتھ غلام یا گھر معین اور حالانکہ وہ چیز غائب ہو پس یہ مشابہ ہے دھوکے کی بیع کو اس واسطے کہ احتمال ہے کہ تلف ہو جائے یا وہ اس کے ساتھ راضی نہ ہو دوم یہ کہ کہے کہ یہ گھر ساتھ اپنی قیمت کے ہے اس بنا پر کہ خریدوں میں اس کو واسطے تیرے مالک اس کے سے یا یہ کہ اس کا مالک اس کو تیری طرف سپرد کرے اور قبضہ حکیم کا موافق ہے واسطے احتمال ثانی کے۔ (فتح)

١٩٩١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الَّذِیْ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ سَمِعَ طَاوُسًا یَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَقُوْلُ أَمَّا الَّذِیْ نَهٰی عَنْهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ الطَّعَامُ أَنْ یُّبَاعَ حَتّٰی یُقْبَضَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَا أَحْسِبُ كُلَّ شَیْءٍ إِلَّا مِثْلَهٗ.

١٩٩١۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ چیز جس سے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا پس وہ اناج کا بیچنا ہے پہلے قبض کرنے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں گمان کرتا میں ہر چیز کو مگر مانند اس کی یعنی قبض سے پہلے کسی چیز کا بیچنا درست نہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ گمان کرتا ہوں میں ہر چیز کو بجائے اناج کے اور یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی فقاہت سے ہے اور ابن منذر اس طرف مائل ہوا ہے کہ یہ حکم اناج کے ساتھ خاص ہے کہ قبض سے پہلے اس کا بیچنا درست نہیں اور اس کے سوا اور چیزوں کا بیچنا درست ہے اور حجت پکڑی ہے ابن منذر نے ساتھ اس کے کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ جو کوئی غلام خریدے پھر اس کو قبض سے پہلے آزاد کر دے تو اس کا آزاد کرنا جائز ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ فارق کے اور وہ رغبت شارع کی ہے طرف آزاد کرنے کی اور پہلے گزر چکا ہے قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ یہ بیچنا درہموں کا ہے ساتھ درہموں کے اور اناج مؤخر ہے اور اس کی تفسیر بھی گزر چکی ہے پس اس تفسیر کی بنا پر نہیں خاص ہوتی نہی ساتھ اناج کے اسی واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں گمان کرتا میں ہر چیز کو مگر مثل اس کی اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ بیچا جائے اسباب جس جگہ کہ خریدا جائے یہاں تک کہ اٹھا لے جائے اس کو طرف جگہوں اپنی کے یعنی اس کو اس کی جگہ سے اٹھا کر اپنی جگہ میں لے جائے یا اور جگہ رکھ لے اور قرطبی نے کہا کہ یہ حدیثیں حجت ہیں عثمان لیثی پر اس واسطے کہ جائز رکھا ہے اس نے بیچنا ہر چیز کا پہلے قبض کے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ظاہر پر عمل کیا ہے سو اس نے اناج کو عموم پر

حمل کیا ہے اور لاحق کیا ہے اس نے ساتھ خریدنے کے سب معاوضات کو اور لاحق کیا ہے امام شافعی اور ابن حبیب اور سحنون نے ساتھ اناج کے ہر وہ چیز کہ اس میں حق پورا لینے کا ہے اور زیادہ کیا ہے ابو حنیفہ اور شافعی نے پس متعدی کیا ہے اس کو طرف ہر خریدی ہوئی چیز کے مگر ابو حنیفہ نے مستثنیٰ کیا ہے عقار یعنی زمین اور باغات وغیرہ غیر منقول کو اور امام شافعی نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے نفع اٹھانے اس چیز سے کہ ضمان میں نہیں آئی اور حاصل یہ ہے کہ امام مالک کے نزدیک قبض سے پہلے اناج کو بیچنا درست نہیں اور اس کے سوا اور چیزوں کا بیچنا درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک کسی چیز کا بیچنا درست نہیں خواہ منقول ہو یا غیر منقول مانند زمین وغیرہ کے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک زمین کا بیچنا درست ہے اور منقول کا بیچنا درست نہیں اور منقول وہ چیز ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکے اور غیر منقول وہ ہے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ جا سکے ماسوا زمین وغیرہ کے اور بیچ صفت قبض کے امام شافعی سے تفصیل ہے جو چیز کہ ہاتھ سے اٹھائی جائے مانند درہم اور دینار اور کپڑے کے تو اس کا قبضہ ساتھ اٹھا لینے کے ہے اور جو چیز کہ اٹھائی نہ جا سکے مانند زمین کی اور میوے کے درخت پر تو اس کا قبض کرنا ساتھ تخلیہ کے ہے یعنی اس کو اس میں تصرف کرنے سے کوئی چیز مانع نہ ہو اور جو عادت میں نقل کی جاتی ہے مانند لکڑیوں کی اور اناجوں کی اور جانور کی تو اس کا قبض کرنا ساتھ نقل کے ہے اس مکان سے کہ بائع کو اس کے ساتھ خصوصیت نہیں اور اس میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اس میں تخلیہ کافی ہے اور امام بخاری رضی اللہ عنہ کے نزدیک مختار یہ ہے کہ پورا لینا مبیع منقول کا بائع سے اور باقی رکھنا اس کا بائع کی جگہ میں نہیں ہوتی قبض شرعی یہاں تک کہ نقل کرے اس کو خریدار طرف اس مکان کی کہ نہیں خصوصیت ہے بائع کو ساتھ اس کے کما تقدم۔ (فتح)

١٩٩٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ زَادَ إِسْمَاعِيلُ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ.

١٩٩٢۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اناج مول لے تو اس کو نہ بیچے یہاں تک کہ اس کو تول کر قبضے میں لائے۔

بَابُ مَنْ رَأٰى إِذَا اشْتَرٰى طَعَامًا جِزَافًا أَنْ لَّا يَبِيْعَهُ حَتّٰى يُؤْوِيَهُ إِلٰى رَحْلِهِ وَالْأَدَبِ فِيْ ذٰلِكَ.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو اعتقاد کرتا ہے کہ جب کوئی خریدے اناج کو تخمینے سے بغیر تولنے اور ماپنے کے تو نہ بیچے اس کو یہاں تک کہ ٹھکانہ دے اپنی جگہ میں اور بیان ادب کا بیچ اس کے۔

فائدہ: یعنی بیان ہے تعزیر اس شخص کا جو بیچے اس کو پہلے اس سے کہ ٹھکانہ دے اس کو اپنی جگہ میں ذکر کی امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور اس کی مطابقت ترجمہ باب سے ظاہر ہے اور یہی ہے قول جمہور کا لیکن نہیں خاص کیا انہوں نے اس کو ساتھ اندازے کے اور نہ مقید کیا اس کو ساتھ ٹھکانہ دینے کے اپنی جگہ میں یعنی یہ حکم تخمینے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تولی ہوئی چیز کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کو قبض سے پہلے بیچنا جائز نہیں اور اسی طرح یہ حکم اپنی جگہ میں ٹھکانہ دینے کے ساتھ بھی مقید نہیں بلکہ اگر خریدنے کی جگہ سے اس کو اٹھا کر اور جگہ رکھ لے تو بھی یہی حکم ہے جو پہلی بات یہ کہ حکم تخمینے کے ساتھ خاص نہیں پس واسطے اس چیز کے ہے جو ثابت ہو چکی ہے قبض سے پہلے اناج کا بیچنا منع ہے پس تولی ہوئی چیز بھی اس میں داخل ہوئی اور وارد ہوئی ہے نص اوپر تولی ہوئی چیز کے دوسرے طریق سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بطور رفع کے روایت کیا ہے اس کو ابو داود نے اور لیکن دوسری بات کہ یہ حکم اپنی جگہ میں لے جانے کے ساتھ مقید نہیں پس واسطے اس کے ہے کہ اس کو اپنی جگہ میں ٹھکانہ دینا باعتبار عادت کے صادر ہوا ہے اور مسلم کے بعض طریقوں میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم اناج کو خریدتے تھے سو بھیجتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طرف ہماری اس شخص کو جو حکم کرے ہم کو ساتھ نقل کرنے اس کے کی اس جگہ سے کہ ہم نے اس کو اس میں خریدا طرف اور جگہ کی کہ سوائے اس کے ہے پہلے اس سے کہ ہم بیچیں اس کو اور امام مالک نے مشہور قول میں تخمینے اور تولی ہوئی چیز کے درمیان فرق کیا ہے پس کہا کہ جائز ہے بیچنا تخمینا کی ہوئی چیز کا پہلے قبض کے یعنی اور تولی ہوئی چیز کا قبض سے پہلے بیچنا جائز نہیں اور یہی قول ہے اوزاعی اور اسحاق کا کہ اندازہ کی ہوئی چیز کو قبض سے پہلے بیچنا درست ہے اور پورا لینا تو صرف ماپی ہوئی اور تولی ہوئی چیز میں ہوتا ہے اور امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہے کہ جو خریدے اناج کو ماپ کر یا تول کر تو اس کو نہ بیچے یہاں تک کہ اس کو قبض کرے اور روایت کیا ہے اس کو ابو داود اور نسائی نے اس لفظ سے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے منع کیا یہ کہ بیچے کوئی اناج جس کو ماپ سے خریدا ہو یہاں تک کہ پورا لے اس کو اور دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے اناج کے سے یہاں تک کہ جاری ہوں اس میں دو صاع ایک صاع بائع کا اور ایک صاع خریدار کا اور مانند اس کی ہے واسطے بزار کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ اسناد حسن کے اور اس میں دلالت ہے کہ قبض کرنا شرط ہے ماپنے کی چیز میں تو کیل کے ساتھ قبض کرے اور تولنے کی چیز میں تولنے کے ساتھ قبض کرے سو جو خریدے کسی چیز کو از روئے ماپنے کے یا تولنے کے یعنی اس کے ساتھ مقرر کیا کہ مثلا ماپ کر یا تول کر لوں گا پھر قبض کیا اس کو اندازے سے تو اس کی قبض فاسد ہے اور اگر اس کو خریدے یہ بات مقرر کر کے کہ ماپ کر لوں گا پھر اس کو تول کر قبض کرے اور بالعکس اس کے تو یہ بھی قبض فاسد ہے اور جو ماپ سے خریدے اور اس کو قبض کرے پھر اس کو غیر کے ہاتھ بیچے تو نہیں جائز ہے سپرد کرنا اس کا ساتھ پہلے ماپ کے یہاں تک کہ مشتری کو دوبارہ ماپ کر دے اور یہی سب جمہور کا قول ہے اور

عطاء نے کہا کہ جائز ہے بیچنا اس کا ساتھ پہلے ماپ کے مطلق اور بعض کہتے ہیں کہ اگر اس کو نقد قیمت سے بیچے تو پہلے ماپ سے جائز ہے اور اگر اس کو ادھار بیچے تو پہلے ماپ سے جائز نہیں یعنی بلکہ دوبارہ ماپ کر کے دے اور حدیثیں اس پر رد کرتی ہیں اور اس حدیث میں مشروع ہونا ہے تادیب اس شخص کا جو فاسد معاملہ کرے اور کھڑا کرنا امام کا لوگوں پر اس شخص کو جو ان کے حالات کی نگہبانی کرے۔ (فتح)

۱۹۹۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّاسَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَاعُونَ جِزَافًا يَعْنِي الطَّعَامَ يُضْرَبُونَ أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِمْ حَتَّى يُؤْوُوهُ إِلَى رِحَالِهِمْ.

۱۹۹۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ البتہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کو دیکھا کہ اناج کو تخمینے سے خریدتے تھے مارے جاتے تھے اور منع کیے جاتے تھے اس سے کہ اناج کو اپنی جگہ میں بیچیں یہاں تک کہ اس کو اپنی جگہوں میں ٹھکانہ دیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا ڈھیر کا تخمینے سے برابر ہے کہ بیچنے والوں کو اس کی مقدار معلوم ہو یا نہیں اور امام مالک نے فرق کیا ہے پس اگر جانتا ہو تو صحیح نہیں اور ابن قدامہ نے کہا کہ جائز ہے بیچنا ڈھیر کا تخمینے سے پس میں اس میں اختلاف نہیں جانتا جب کہ بائع اور مشتری کو اس کی مقدار معلوم نہ ہو پس اگر اس کو اندازے سے خریدے تو اس کے بیچنے میں نقل سے پہلے امام احمد سے دو روایتیں ہیں اور نقل کرنا اس کا قبض کرنا ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا اشْتَرَى مَتَاعًا أَوْ دَابَّةً فَوَضَعَهُ عِنْدَ الْبَائِعِ أَوْ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ

باب ہے اس بیان میں کہ جب کوئی کسی اسباب کو یا کسی چار پائے کو خریدے اور اس کو بائع کے نزدیک چھوڑ دے اور بائع اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے یا وہ چار پایا قبض کرنے سے پہلے مر جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔

فائدہ: وارد کی امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس باب میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیچ قصے ہجرت کے اور اس میں ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اونٹنی سے کہ لیا میں نے ان کو ساتھ مول کے مہلب نے کہا کہ وجہ استدلال کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ یہ جواب آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کو لیا تو یہ لینا نہ ہاتھ کے ہاتھ کے ساتھ تھا اور نہ ساتھ گھیرنے وجوہ اس کے اور یہ تو صرف التزام تھا واسطے خرید نے اس کے کے ساتھ مول کے اور نکالنے اس کے ملک ابوبکر سے اور یہ قول مہلب کا واضح نہیں اس واسطے کہ قصہ اس بیان کے واسطے نہیں چلایا گیا اسی واسطے مختصر کیا اس میں قدر مول کو اور صفت عقد کو پس حمل کیا جائے گا یہ کل اس پر کہ راوی نے اس کو اختصار کیا اس واسطے کہ وہ

نہیں اس کی غرض سے اس کے سیاق میں اس طرح اختصار کیا اس میں صفت قبض کو پس نہ ہو گی اس میں حجت بیچ نہ ہونے شرط قبض کے اور ابن منیر نے کہا کہ مناسبت حدیث کی ساتھ باب کے اس طور سے ہے کہ ارادہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کہ ثابت کرے انتقال ضمان کو بیچ چار پائے اور مانند اس کی کے طرف مشتری کے ساتھ نفس عقد کے پس استدلال کیا واسطے اس کے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ میں نے اس کو مول سے لیا اور تحقیق یہ بات معلوم ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو قبض نہیں کیا تھا بلکہ اس کو ابو کر کے پاس چھوڑ دیا تھا اور یہ بات معلوم ہے کہ ایسا نہ تھا کہ حضرت ﷺ اس کو ابوبکر کے ضمان میں چھوڑیں واسطے اس چیز کے کہ اس کو آپ کے نیک اخلاق چاہتے ہیں تا کہ وہ آپ کی ملک ہو اور اس کی ضمانت ابوبکر پر ہو بغیر قبض کرنے کے مول کے یعنی یہ بات آپ کے مکارم اخلاق سے بعید ہے خاص کر کے اس قصے میں وہ چیز ہے کہ دلالت کرتی ہے اوپر اختیار کرنے حضرت ﷺ کے واسطے نفع ابوبکر کے اس واسطے کہ آپ نے انکار کیا لینے اس کے سے مگر ساتھ مول کے میں کہتا ہوں کہ البتہ تعسف کیا اس نے جیسا کہ تعسف کیا اس سے پہلے نے اور نہیں ترجمہ میں وہ چیز کہ لاچار کرے طرف اس کی اس واسطے کہ دلالت حدیث کی اوپر قول بخاری رحمہ اللہ کے کہ پھر رکھے اس کو نزدیک بائع کے نہایت ظاہر ہے اور میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بغیر قبض کے بیع صحیح ہو اور اس پر دلالت حدیث کی اوپر قول بخاری کے کہ یا مر جائے پہلے قبض کرنے کے پس وہ وارد ہے بطور استفہام کے اور نہیں جزم کیا ساتھ حکم کے بیچ اس کے بلکہ وہ احتمال پر ہے پس نہیں حاجت ہے واسطے اٹھوانے اس کے کی اس چیز کو کہ اس نے نہیں اٹھائی ہاں یہ بات ہے کہ ذکر کرنا اس کا واسطے اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بیچ ابتداء باب کے مشعر ہے واسطے اختیار کرنے اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے وہ اوپر اس کے پس اسی واسطے حاجت ہوئی طرف ظاہر کرنے مناسبت کی اور اللہ ہے توفیق دینے والا۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَا أَدْرَكَتِ الصَّفْقَةُ حَيًّا مَجْمُوْعًا فَهُوَ مِنَ الْمُبْتَاعِ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جو چیز کہ پائے اس کو مشتری نزدیک عقد بیع کے زندہ اور مجموع یعنی اپنی حالت سے متغیر نہ ہوئی ہو تو وہ خریدار کے مال سے ہے یعنی وہ مال خریدار کی ملک میں داخل ہے اگر ہلاک ہو جائے تو اس کی ضمانت خریدار پر ہے یعنی وہ خریدار کا مال جو تلف ہو بائع پر اس کا تاوان نہیں آتا۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس اثر کو طحاوی نے اور دار قطنی نے روایت کیا ہے اور اس کی روایت میں ہے کہ وہ خریدار کے مال میں سے ہے اور طحاوی نے بھی اس کو اسی طرح روایت کیا ہے لیکن اس میں مجموعا کا لفظ نہیں اور ادراک کی اسناد عقد کی طرف مجازی ہے یعنی جو چیز کہ عقد کے وقت موجود ہو اور بیع سے جدا نہ ہو تو وہ خریدار کے مال میں سے

ہے یعنی اگر چہ بائع کے پاس تلف ہو اور طحاوی نے کہا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ مذہب ہے کہ جب عقد بیع کے وقت کوئی چیز زندہ ہو پھر وہ اس کے بعد بائع کے پاس ہلاک ہو جائے تو وہ خریدار کے ضمان سے ہے پس معلوم ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ اعتقاد تھا کہ کلام کے ساتھ جدا ہونے سے بیع تمام ہو جاتی ہے پہلے جدا ہونے کے ساتھ بدنوں کے انتہی اور جو طحاوی نے کہا وہ لازم نہیں اور کس طرح حجت پکڑی جائے گی ساتھ امر محتمل کے بیچ معارضہ امر مصرح بہ کے اس واسطے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پہلے تصریح گزر چکی ہے کہ ان کا اعتقاد تفرق بالا بدان پر تھا کہ جب تک بائع اور مشتری مجلس عقد سے بدنوں کے ساتھ جدا نہ ہوں تب تک فسخ کا اختیار باقی رہتا ہے اور جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس جگہ منقول ہے تو وہ احتمال رکھتا ہے کہ بدنوں سے جدا ہونے سے پہلے ہو اور احتمال ہے کہ اس کے بعد ہو پس حمل کرنا اس کا اس کے مابعد پر اولی ہے واسطے تطبیق کے درمیان دونوں حدیثوں اس کی کے اور ابن حبیب نے کہا کہ علماء کو اس میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی غلام بیچے اور اس کو مول کے بدلے روک رکھے یعنی مشتری سے کہے کہ جب تو مول ادا کرے گا تو اس وقت غلام کو تیرے سپرد کروں گا پھر بائع کے کے ہاتھ میں وہ غلام ہلاک ہو جائے پہلے اس کے کہ مشتری مول لائے سو سعید بن مسیب اور ربیعہ نے کہا کہ اس کی ضمان بائع پر ہے یعنی وہ غلام بائع کا ہلاک ہو گا مشتری کا کچھ نہ جائے گا اور سلیمان بن یسار نے کہا کہ اس کی ضمان مشتری پر ہے اور اسی کی طرف رجوع کیا ہے امام مالک نے بعد اس کے کہ پہلے قول کے ساتھ قائل تھا اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور پہلا قول حنفیہ اور شافعیہ کا ہے یعنی اس کی ضمان بائع پر ہے اور اصل اس میں شرط ہونا قبض کا ہے بیچ صحت بیع کے سو جو کہتا ہے کہ بیع کے صحیح ہونے میں قبض کرنا شرط ہے اس کے نزدیک اس کی ضمان بائع پر ہے اور جو اس کو شرط نہیں کرتا وہ کہتا ہے کہ اس کی ضمان مشتری پر ہے واللہ اعلم اور عبدالرزاق نے طاؤس سے اسناد صحیح کے ساتھ اس میں تفصیل روایت کی ہے طاؤس نے کہا کہ اگر بائع مشتری سے کہے کہ میں تجھ کو غلام نہ دوں گا یہاں تک کہ تو مجھ کو اس کا مول نقد دے یعنی دست بدست دے پھر ہلاک ہو جائے بیچ ہاتھ بائع کے تو اس کی ضمان بائع پر ہے نہیں تو اس کی ضمان مشتری پر ہے اور بعض شارحین کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اثر میں لفظ مبتاع سے مراد خریدی ہوئی چیز ہے اور یہ کھری بات ہے اور تحقیق پوچھے گئے امام احمد اس شخص کے حال سے جس نے اناج خریدا پھر اس کے اٹھوانے کے واسطے مزدور کی تلاش کو گیا جب پھر آیا تو دیکھا کہ سب اناج جل گیا ہے سو امام احمد نے کہا کہ اس کی ضمان خریدار پر ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ایک اثر میں یہ لفظ آیا ہے کہ وہ مشتری کے مال میں سے ہے اور بعضوں نے اس پر یہ تصریح کی ہے کہ جب بیع معین ہو تو محض عقد سے مشتری کی ضمان میں داخل ہو جاتی ہے اگر چہ مشتری اس کو قبض نہ کرے بخلاف اس چیز کے کہ ذمہ میں ہو کہ وہ نہیں داخل ہوتی بیچ ضمان مشتری کے مگر بعد قبض کے جیسا کہ ایک قفیز کو ڈھیر سے خریدے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی پوری شرح ہجرت کے باب میں آئے گی۔ (فتح)

١٩٩٤۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِی الْمَغْرَآءِ اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَلَّ یَوْمٌ كَانَ یَاْتِیْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا یَاْتِیْ فِیْهِ بَیْتَ اَبِیْ بَكْرٍ اَحَدَ طَرَفَیِ النَّهَارِ فَلَمَّا اُذِنَ لَهٗ فِی الْخُرُوْجِ اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَمْ یَرُعْنَا اِلَّا وَقَدْ اَتَانَا ظُهْرًا فَخُبِّرَ بِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ مَا جَآءَ نَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذِهِ السَّاعَةِ اِلَّا لِاَمْرٍ حَدَثَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَیْهِ قَالَ لِاَبِیْ بَكْرٍ اَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا هُمَا ابْنَتَایَ یَعْنِیْ عَائِشَةَ وَاَسْمَآءَ قَالَ اَشَعَرْتَ اَنَّهٗ قَدْ اُذِنَ لِیْ فِی الْخُرُوْجِ قَالَ الصُّحْبَةَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الصُّحْبَةَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عِنْدِیْ نَاقَتَیْنِ اَعْدَدْتُهُمَا لِلْخُرُوْجِ فَخُذْ اِحْدَاهُمَا قَالَ قَدْ اَخَذْتُهَا بِالثَّمَنِ.

١٩٩٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ البتہ ایسا کم دن تھا جو حضرت ﷺ پر آتا تھا کہ نہ حضرت ﷺ اس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں آتے تھے ایک دونوں طرفوں دن کے میں یعنی صبح کو یا شام کو سو جب حضرت ﷺ کو مدینے کی طرف نکلنے یعنی ہجرت کی اجازت ہوئی تو نہ خوف میں ڈالا ہم کو کسی چیز نے مگر حضرت ﷺ ظہر کے وقت ہمارے پاس آئے یعنی ہمیشہ دستور یہ تھا کہ صبح یا شام کو آیا کرتے اور چونکہ اس دن حضرت ﷺ اپنی عادت کے برخلاف ظہر کے وقت آئے تو اس سے ہم گھبرائے تو ابوبکر کو آپ ﷺ کے آنے کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا کہ نہیں آئے حضرت ﷺ اس وقت میں مگر کسی حادثے کے سبب کہ آپ ﷺ کو پیش آیا سو جب ابوبکر پر داخل ہوئے تو ابوبکر سے کہا کہ باہر نکال جو کوئی تیرے پاس ہے یعنی تاکہ ہماری بات اور کوئی نہ سنے ابوبکر نے کہا کہ یا حضرت ﷺ وہ تو میری صرف دونوں بیٹیاں ہیں یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسماء حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو جانتا ہے کہ مجھ کو ہجرت کی اجازت ہوئی ابوبکر نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں آپ ﷺ کا ساتھ چاہتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی تیرا ساتھ چاہتا ہوں ابوبکر نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں جن کو نکلنے کے لیے میں نے تیار رکھا ہے سو دونوں میں سے ایک آپ ﷺ لے لیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کو مول لیا۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ابوبکر سے اونٹ کو خریدا پھر اس کو انہیں کے پاس چھوڑ دیا اس سے معلوم ہوا کہ اسباب کو خرید کر بائع کے پاس چھوڑ دینا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ لَا یَبِیْعُ عَلٰی بَیْعِ اَخِیْهِ وَلَا یَسُوْمُ عَلٰی سَوْمِ اَخِیْهِ حَتّٰی یَاْذَنَ لَهٗ اَوْ یَتْرُكَ

نہ بیچے کوئی اپنے بھائی کے بیچنے پر اور نہ مول ٹھہرائے کوئی اپنے بھائی کے مول ٹھہرے پر یہاں تک کہ وہ

اس کو اجازت دے یا چھوڑ دے۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے اور یہ جو عدم جواز کو اذن یا ترک کے ساتھ مقید کیا تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہو چکی ہے اور وہ حدیث وہ ہے جو مسلم نے نافع سے روایت کی ہے اس حدیث میں ساتھ اس لفظ کے کہ نہ بیچے کوئی مرد اپنے بھائی کے بیچنے پر اور نہ منگنی کرے کوئی اپنے بھائی کی منگنی پر مگر یہ کہ وہ اس کو اجازت دے اور یہ جو فرمایا کہ وہ اس کو اجازت دے تو احتمال ہے کہ وہ دونوں حکموں سے مستثنیٰ ہو جیسا کہ شافعی کا قاعدہ ہے اور احتمال ہے کہ یہ صرف اخیر حکم سے مستثنیٰ ہو اور تائید کرتی ہے دوسری کو روایت مصنف کی نکاح میں ساتھ اس لفظ کے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچے کوئی مرد اپنے بھائی کے بیچنے پر اور نہ منگنی کرے اپنے بھائی کی منگنی پر یہاں تک کہ پہلا منگنی والا چھوڑ دے یا دوسرے کو اجازت دے اسی واسطے پیدا ہوا ہے اختلاف بیچ شافعیہ کے کہ یہ استثناء فقط نکاح کے ساتھ خاص ہے یا بیع کا بھی یہی حکم ہے اور صحیح یہ ہے کہ دونوں میں کوئی فرق نہیں اور نسائی نے اس کو اس لفظ سے روایت کیا ہے کہ نہ بیچے مرد اپنے بھائی کی بیع پر یہاں تک کہ خریدے یا چھوڑے اور نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب میں سوم کا ذکر بھی کیا ہے اور اس کا ذکر باب کی حدیثوں میں واقع نہیں ہوا اور گویا کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں سوم کا ذکر بھی آ چکا ہے اور وہ روایت ہے جس کو بخاری نے شروط میں اس لفظ سے نکالا ہے یہ کہ مول ٹھہرائے مرد اپنے بھائی کے مول ٹھہرانے پر اور مسلم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ (فتح)

۱۹۹۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ أَخِيْهِ.

۱۹۹۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیچے بعض تمہارا اپنے بھائی کے بیچنے پر۔

فائدہ: اور ظاہر قید بھائی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم صرف مسلمان کے ساتھ خاص ہے یعنی مسلمان کی بیع پر بیع نہ کرے اور یہی قول ہے اوزاعی کا اور ابو عبید کا شافعیہ میں سے اور اس سے زیادہ تر صریح مسلم کی روایت ہے کہ فرمایا کہ نہ مول ٹھہرائے مسلمان مسلمان کے مول ٹھہرانے پر اور جمہور کہتے ہیں کہ نہیں فرق ہے بیچ اس کے مسلمان اور ذمی کافر کے اور بھائی کا ذکر باعتبار غالب کے ہے پس نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اس کے۔ (فتح)

۱۹۹۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۱۹۹۶۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا

سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِيْعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ أَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ وَلَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْفَأَ مَا فِيْ إِنَآئِهَا.

حضرت ﷺ نے یہ کہ نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اور نہ بخش کرو اور نہ بیچے مرد اپنے بھائی کے بیچنے پر اور نہ منگنی کرے اپنے بھائی کی منگنی پر اور نہ مانگے عورت اپنی مسلمان بہن کی طلاق کو کہ انڈیل لے جو اس کے برتن میں ہے یعنی جو اس کو خاوند سے ملتا ہے وہ بھی آپ لے۔

فائدہ: علماء کہتے ہیں کہ بیچنے پر بیچنا حرام ہے اور اسی طرح خریدنے پر خریدنا بھی حرام ہے اور بیچنے پر بیچنا یہ ہے کہ کہ ایک شخص نے خیار کر کے ایک چیز مول لی اور ایک اور شخص خریدار کو کہے کہ اس بیع کو فسخ کر کہ میں تیرے ہاتھ ایسی ہی چیز اس سے کم مول سے بیچوں گا یعنی سستی بیچوں گا یا بیع کو کہے کہ تو اس بیع کو فسخ کر کہ میں یہ چیز تجھ سے زیادہ مول کو خریدوں گا اور اس پر سب کا اجماع ہے اور اپر سوم پس اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص ایک چیز کو پکڑے تا کہ اس کو خریدے اور دوسرا اس کو کہے کہ اس چیز کو پھیر دے کہ میں تیرے ہاتھ اسی سے بہتر چیز اتنے ہی مول کو بیچوں گا یا اس کی مانند اس سے سستی بیچوں گا یا بائع کو کہے کہ اس چیز کو مشتری سے پھیر لے تا کہ میں اس کو تجھ سے زیادہ مول کو خریدوں اور محل اس کا بعد ٹھہر جانے اور قرار پانے مول کے ہے اور مائل کرنی ایک ان دونوں کی ہے طرف دوسرے کی پس اگر یہ مول صریحا ٹھہر چکا ہے تو اس کے حرام ہونے میں اختلاف نہیں اور اگر ظاہر ہو تو اس میں شافعیہ کے واسطے دو وجہیں ہیں اور نقل کی ہے ابن حزم نے شرط مائل کی مالک سے اور کہا کہ حدیث کا لفظ اس پر دلالت نہیں کرتا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ضرور ہے امر مبین سے واسطے جگہ تحریم کے مول ٹھہرانے میں اس واسطے کہ نیلام میں مول ٹھہرانا بالاتفاق حرام نہیں جیسا کہ نقل کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے پس متعین ہوئی یہ بات کہ حرام مول ٹھہرانا وہ ہے کہ جو واقع ہو اس میں قدرے زائد اوپر اس کی اور تحقیق استثنا کیا ہے بعض شافعیہ نے حرام ہونے بیع اور مول ٹھہرانے سے اوپر دوسرے کے اس وقت جب کہ مشتری کو غبن فاحش نہ ہو اور یہی قول ہے ابن حزم کا اور دلیل پکڑی ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے کہ دین تو خیر خواہی ہے لیکن نہیں منحصر ہے خیر خواہی بیع میں اور مول ٹھہرانے میں پس جائز ہے اس کو یہ کہ معلوم کرائے اس کو اس کی قیمت اتنی ہے اور اگر تو اتنے کو بیچے گا تو غبن کیا جائے گا بغیر اس کے کہ اس میں زیادہ کرے پس جمع کرے گا ساتھ اس کے درمیان دونوں مصلحتوں کے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ بیع صحیح ہے لیکن اس کا فاعل گنہگار ہوتا ہے اور نزدیک مالکیہ اور حنابلیہ کے اس کے فاسد ہونے میں دو روایتیں ہیں اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے اہل ظاہر نے اور بیان

نجش اور بیع حاضر کا واسطے بادی کے اور منگنی کا آئندہ اپنی اپنی جگہ میں آئے گا۔ (فتح الباری)

بَابُ بَيْعِ الْمُزَايَدَةِ

باب ہے نیلامی کے بیان میں

فائدہ: چونکہ پہلے باب میں گزر چکا ہے کہ ایک کے مول پر دوسرے کا مول ٹھہرانا منع ہے تو ارادہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کہ بیان کرے جگہ حرام ہونے کو اس سے کہ کس جگہ مول پر مول ٹھہرانا منع ہے اور شاید کہ امام بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف ضعیف ہونے اس حدیث کی جو بزار نے سفیان بن وہب سے روایت کی کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ منع فرماتے تھے نیلام کرنے سے۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ أَدْرَكْتُ النَّاسَ لَا يَرَوْنَ بَأْسًا بِبَيْعِ الْمَغَانِمِ فِيمَنْ يَزِيدُ

اور عطاء نے کہا کہ پایا میں نے لوگوں کو کہ نہ دیکھتے تھے خوف ساتھ بیچنے مال غنیمتوں کے اس شخص کے حق میں جو مول زیادہ کرے یعنی غنیمت کے مال کو نیلام کرنا جائز ہے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ نہیں خوف ہے ساتھ نیلام کرنے کے اور اسی طرح خمس بھی بیچی جاتی ہے اور ترمذی نے انس کی حدیث مذکور کے پیچھے کہا اور عمل اس پر ہے نزدیک بعض اہل علم کے نہیں دیکھتے ہیں خوف ساتھ نیلام کرنے کے بیچ مال غنیمت اور وراثت کے اور ابن عربی نے کہا کہ نہیں ہیں کوئی معنی خاص ہونے جواز کے ساتھ غنیمت اور وراثت کے مالوں کے اس واسطے کہ باب ایک ہے اور معنی مشترک ہیں اور شائد قید کی ہے امام ترمذی نے ساتھ اس چیز کے جو ابن خزیمہ وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ بیچے ایک تمہارا اپنے بھائی کے بیچنے پر یہاں تک کہ چھوڑ دے مگر غنیمت اور وراثت کا مال اور گویا کہ یہ نکلا باعتبار غالب اوقات کے اس چیز میں کہ اس میں نیلام کرنے کی عادت ہے اور وہ غنیمت اور وراثت کے مال ہیں اور ان کے سوا اور سب مال ان کے ساتھ ملحق ہیں واسطے شریک ہونے کے حکم میں اور تحقیق اخذ کیا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کے اوزاعی اور اسحاق نے سو کہتے ہیں کہ خاص ہے جواز ساتھ مغانم اور وراثت کے اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ نیلام کرنا مکروہ ہے۔ (فتح)

١٩٩٧۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ الْمُكْتِبُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ غُلَامًا لَّهُ عَنْ دُبُرٍ فَاحْتَاجَ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

١٩٩٧۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنا غلام مدبر کیا یعنی کہا کہ میرے مرنے کے بعد آزاد ہے پھر محتاج ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون شخص ہے کہ اس کو مجھ سے خریدے تو نعیم بن عبداللہ نے اس کو اتنی اتنی قیمت سے خرید لیا یعنی بہت قیمت سے خریدا سو حضرت ﷺ نے

وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِيْهِ مِنِّيْ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بِكَذَا وَكَذَا فَدَفَعَهٗ إِلَيْهِ.

فرمایا وہ غلام نعیم کو دیا۔

فائدہ: اور اعتراض کیا ہے اس پر اسمٰعیلی نے سو کہا کہ مدبر کے قصے میں نیلامی کا ذکر نہیں اس واسطے کہ نیلام کرنا یہ ہے کہ پہلے ایک شخص مول دے پھر دوسرا اس سے زیادہ مول دے اور جواب دیا ہے ابن بطال نے کہ حدیث میں باب کے موافق یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ اس کو مجھ سے خریدے پس یہ تعرض ہے واسطے زیادت کے یعنی کون زیادہ مول دیتا ہے تا کہ حکم کریں بیچ اس کے واسطے اس محتاج کے کہ بیچا تھا اس کو اوپر اس کے اور اس کی پوری شرح بیع المدبر میں آئندہ آئے گی اور اس کے محتاج ہونے کا بیان اخیر کتاب استقراض میں آئے گا۔ (فتح)

بَابُ النَّجْشِ

باب ہے نجش کے بیان میں

فائدہ: نجش شرع میں کہتے ہیں اس کو کہ ایک شخص کچھ خریدتا ہے اور ایک شخص اور آیا اور اس نے اس چیز کا زیادہ مول لگایا اور اس کو خریدنا منظور نہیں منظور یہی ہے کہ لینا والا میرے دیکھا دیکھی اس کے لینے میں زیادہ رغبت کرے اور اس کو خرید لے اور یہ بات بائع سے موافقت سے ہوتی ہے پس گناہ میں دونوں شریک ہوتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بائع اس کے موافق نہیں ہوتا اور اس کو اس کا علم نہیں ہوتا پس اندریں صورت یہ گناہ صرف نجش کرنے والے کو ہوگا اور نہ بائع کو اور کبھی خاص ہوتا ہے ساتھ اس کے بائع مانند اس شخص کی کہ خبر دی کہ میں نے خریدا ہے اسباب کو ساتھ زیادہ مول کے اس چیز سے کہ خریدا ہے اس کو ساتھ اس کے یعنی اس نے بیس روپیہ سے ایک چیز خریدی ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اس کو تیس روپیہ سے خریدا ہے ایک چیز خریدی ہے اور کہتا ہے کہ میں نے تیس روپیہ سے خریدی ہے تا کہ دھوکا دے ساتھ اس کے اپنے غیر کو کما سیاتی من کلام الصحابی فی هذا الباب (فتح)۔

وَمَنْ قَالَ لَا يَجُوْزُ ذٰلِكَ الْبَيْعُ

اور بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے کہ یہ بیع جائز نہیں

فائدہ: شاید کہ امام بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو عبدالرزاق نے عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ اس کے ایک عامل نے بندے بیچے تو عمر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اس کو زیادہ مول لگاتا تھا پھر بیچتا تو البتہ نقصان ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ یہ بیع نجش ہے حلال نہیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے ایک پکارنے والے کو بھیجا کہ لوگوں میں پکار دی کہ یہ بیع مردود ہے یہ حلال نہیں ابن بطال نے کہا کہ اجماع ہے سب کا اس پر کہ نجش کرنے والا گنہگار ہے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے بیع میں جب کہ واقع ہو اور نقل کیا ہے ابن منذر نے ایک گروہ اہل حدیث سے کہ یہ بیع فاسد ہے اور یہی قول ہے اہل ظاہر کا اور یہی ایک روایت ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہی

مشہور ہے نزدیک حنبلیہ کے جب کہ یہ بائع کی موافقت سے ہو یا اس کے قول سے اور مشہور نزدیک مالکیہ کے بیچ مثل اس مسئلے کے ثابت ہونا خیار کا ہے اور یہی ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے واسطے قیاس کے مصراۃ پر صحیح تر ان کے نزدیک یہ ہے کہ یہ بیع صحیح ہے ساتھ گناہ کے اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور رافعی نے کہا کہ مطلق چھوڑا ہے امام شافعی رحمہ اللہ نے مختصر میں گنہگار ہونے ناجش کو اور شرط کی ہے بیچ گنہگار ہونے اس شخص کے جو اپنے بھائی کی بیع پر بیچے یہ کہ وہ نہی کو جانتا ہو یعنی نجش تو مطلق گناہ ہے خواہ اس کے منع ہونے کو جانتا ہو اور نہ جانتا ہو اور بیع پر بیع کرنی اس وقت منع ہے جب کہ اس کے منع ہونے کو جانتا ہو اور جواب دیا ہے شارحین نے ساتھ اس کے کہ نجش دھوکا اور دغابازی ہے اور دھوکے کا حرام ہونا ہر ایک پر ظاہر ہے اور اس کو ہر ایک جانتا ہے اگرچہ خاص اس حدیث کو نہ جانے بخلاف بیع پر بیع کرنے کے اس کے جاننے میں ہر ایک شریک نہیں اور رافعی نے اس فرق پر شبہ کیا ہے پس کہا کہ بیع پر بیع کرنی ضرر دیتا ہے اور ضرر کے حرام ہونے کو ہر کوئی جانتا ہے کہا پس وجہ خاص کرنے گناہ کی دونوں جگہوں میں ساتھ اس شخص کے ہے جو اس کو حرام ہونے کو جانتا ہو بیہقی نے معرفہ میں شافعی سے حکایت کی ہے کہ نجش میں بھی نہی صرف اسی کے ساتھ خاص ہے جو نہی کو جانتا ہو پس ظاہر ہوا کہ جو رافع نے بحث سے کہا ہے وہ منصوص ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ نجش کرنے والا گنہگار ہے اگر نہی کو جانتا ہو اور بیع جائز ہے نجش کرنے والے کے گناہ سے فاسد نہیں ہوتی۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى النَّاجِشُ آكِلُ رِبًا خَائِنٌ

اور ابن ابی اوفی نے کہا کہ نجش کرنے والا بیاج کھانے والا خائن ہے

فائدہ: یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الشہادات میں نقل کیا ہے اور اس میں یہ ہے کہ ایک شخص نے اسباب کھڑا کیا سو اس نے اللہ کے ساتھ قسم کھائی کہ اتنی قیمت کو خریدا ہے یا مجھ کو اتنی قیمت ملتی تھی اور میں نے نہیں دیا اور حالانکہ اس کو اتنی قیمت نہ ملتی تھی پس ابن ابی اوفی نے کہا کہ ناجش بیاج کھانے والا ہے اور خائن ہے اور ایک روایت میں خائن کے بدلے ملعون آیا ہے اور مطلق کہا ابن ابی اوفی نے اس شخص کو جس نے خبر دی تھی کہ میں نے اتنے کو خریدا ہے اور حالانکہ اس نے اتنے کو نہیں خریدا تھا بلکہ اس نے اس سے کم قیمت کے ساتھ خریدا تھا کہ وہ ناجش ہے واسطے شریک ہونے اس کے ساتھ اس شخص کے جو جو اسباب کا زیادہ مول لگائے اور اس کا خود خریدنے کا ارادہ نہ ہو بیچ دھوکا دینے غیر کے تو گناہ میں بھی دونوں شریک ہوں گے اور ہونے اس کے کھانے والا بیاج کا اور اسی طرح صحیح ہے پہلی تفسیر پر اگر بائع اس کی موافقت کرے اور اس کے واسطے اس پر کچھ اجرت ٹھہرائے پس دونوں خیانت میں مشترک ہوں گے اور تحقیق اتفاق کیا ہے اکثر علماء نے اوپر تفسیر نجش کے شرح میں ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزری اور ابن عبدالبر اور ابن عربی اور ابن حزم

نے کہا کہ یہ مقید ہے ساتھ اس کے کہ ہو زیادتی مذکورہ مول مثل سے ابن عربی نے کہا کہ اگر کوئی مرد کسی مرد کا اسباب دیکھے کہ بیچا جاتا ہے کم قیمت اس کی سے یعنی معلوم کرے کہ سستا بکتا ہے اور اس پر زیادہ مول لگائے تا کہ وہ اپنی ٹھیک قیمت کو پہنچ جائے تو نہ ہوگا وہ ناجش گنہگار بلکہ اس کو اس کی نیت کا ثواب ملے گا اور تحقیق موافقت کی ہے اس کی اس پر بعض شافعیہ متاثرین نے اور ابن عربی کے قول میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں بند ہے خیر خواہی اس میں کہ وہ وہم پیدا کرا دے کہ اس کا خریدنے کا ارادہ ہے اور اس کی یہ غرض نہیں بلکہ اس کی غرض یہ ہے کہ زیادہ کرے اوپر اس شخص کی جو ارادہ کرتا ہے خریدنے کا اکثر اس چیز سے کہ ارادہ کرتا ہے یہ کہ خریدے ساتھ اس کے پس خیر خواہی چاہنے والے کے واسطے بہتر یہ ہے کہ بائع کو معلوم کرا دے کہ تیرے اسباب کی قیمت اس سے زیادہ ہے پھر اس کو اس کے بعد اختیار ہے اور احتمال ہے کہ وہ اس پر متعین نہ ہو یہاں تک کہ وہ اس سے پوچھے واسطے حدیث آئندہ کے کہ چھوڑ دو لوگوں کو کہ رزق دیتا ہے اللہ بعض کو بعض سے اور جب کوئی اپنے بھائی کی خیر خواہی چاہے تو چاہیے کہ اس کی خیر خواہی کر دے۔ (فتح)

وَهُوَ خِدَاعٌ بَاطِلٌ لَّا يَحِلُّ — اور یہ نجش دھوکا ہے اور باطل اور حرام ہے

فائدہ: یہ کلام امام بخاری کی فقاہت سے ہے ابن ابی اوفی کی کلام سے نہیں۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَدِيْعَةُ فِي النَّارِ وَمَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَّيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.

اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ فریب آگ میں ہے اور جو کوئی وہ کام کرے جس پر کہ ہمارا حکم نہیں تو وہ کام مردود ہے۔

فائدہ: پہلی حدیث ابن عدی نے کامل میں روایت کی ہے اور دوسری حدیث صلح میں آئے گی۔

۱۹۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّجْشِ.

۱۹۹۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے نجش سے۔

بَابُ بَيْعِ الْغَرَرِ وَحَبَلِ الْحَبَلَةِ

باب ہے بیان بیع غرور کے یعنی جس میں مبیع مجہول ہو یا بائع کی قدرت میں نہ ہو جیسے مچھلی دریا میں اور جانور ہوا میں اور بیچنے حمل حمل کے

فائدہ: حبل الحبلہ کا عطف عطف خاص کا ہے عام پر اور باب میں غرر کی بیع صریحاً مذکور نہیں اور شاید کہ یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو احمد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے بیع غرر کے سے اور

روایت کی ہے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ بیع غرر کی منع ہے اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے سہل سے اور احمد کے واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ نہ خرید و مچھلی کو پانی میں اس واسطے کہ وہ غرر ہے اور مچھلی کا پانی میں خریدنا ایک قسم ہے قسموں غرر سے اور ملحق ہے ساتھ اس کے بیچنا جانور کا ہوا میں اور معدوم کا اور مجہول چیز کا اور بھاگے ہوئے غلام کا اور امام نووی نے کہا کہ نہی بیع غرر سے اصل ہے اصول بیع سے سو اس کے تلے بہت سے مسئلے داخل ہوتے ہیں اور بیع غرر سے دو امر مستثنیٰ ہیں ایک وہ جو کہ تبعاً مبیع میں داخل ہو پس اگر اکیلی ہو تو اس کی بیع صحیح نہ ہو دوم وہ جو کہ اعراض کیا جاتا ہے مثل اس کے سے یا تو اس کی حقارت کی وجہ سے یا واسطے مشقت کے اس کی تمیز اور تعیین میں پس پہلی قسم سے ہے بیچنا گھر کی بنیاد کا اور چار پائے کا جس کے تھنوں میں دودھ ہو اور حمل والے کا اور دوسری قسم سے ہے جبہ روئی سے بھرا ہوا ہو اور ایک بار پانی پینا مشک سے، کہا اور جس چیز میں علماء کو اختلاف ہے تو وہ مبنی ہے اوپر اختلاف ان کے کی بیچ ہونے اس کے کے حقیر یا مشکل ہو تمیز اور تعیین اس کی پس ہوگا غرر اس میں مانند معدوم کی پس صحیح ہوگی اور بالعکس کہا اور طبرانی نے اسناد صحیح کے ساتھ ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ بیع غرر کا کچھ ڈر نہیں ابن بطال نے کہا کہ شاید اس کو نہی نہیں پہنچی نہیں تو جو چیز کہ ممکن ہو یا کہ پائی جائے اور یہ کہ نہ پائی جائے نہیں صحیح ہے اور اس طرح کہ نہ صحیح ہو اکثر اوقات پس اگر اکثر اوقات صحیح ہونا مانند میوے کی ابتدا پختگی میں یا ہو چھپا ہوا تابع مانند حمل کی ساتھ حمل والے جانور کے تو جائز ہے واسطے کم ہونے دھوکے کے اور شاید کہ یہی ہے مراد ابن سیرین کی لیکن اس سے منع کرتی ہے وہ چیز جو ابن منذر نے اس سے روایت کی ہے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ بیچنے غلام بھاگے ہوئے کے پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بیع غرر کی جائز تھی جب کہ مآل میں سلامت رہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۱۹۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُوْرَ إِلٰى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِيْ فِيْ بَطْنِهَا.

۱۹۹۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیچنے حمل حمل کے سے اور یہ ایک بیع تھی جس کو اہل جاہلیت کیا کرتے تھے تھا آدمی کہ خریدتا تھا اونٹ کو یہاں تک کہ بچہ جنے اونٹنی پر بچہ جنے وہ اونٹنی کہ اس کے پیٹ میں ہے۔

فائدہ: اور ساتھ ظاہر اس روایت کے کہا ہے سعید بن مسیب نے اس چیز میں کہ روایت کی ہے اس سے مالک نے اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور ایک جماعت کا اور وہ حمل حمل کی بیع یہ ہے کہ بیچے ساتھ مول کے

یہاں تک کہ اونٹنی کا بچہ حاملہ ہو کر بچہ جنے یعنی مشتری اونٹ کو خریدے اس وعدے پر کہ اس کا مول اس وقت دوں گا جب کہ اونٹنی کا بچہ بڑا ہو کر بچہ جنے گا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یہ ہے کہ بیچے ساتھ تاخیر مول کے یہاں تک کہ اونٹنی حاملہ ہو اور جنے پھر اس کا بچہ حاملہ اور اسی کے ساتھ جزم کیا ہے ابواسحاق نے تنبیہ میں پس نہیں شرط کی اس نے وضع حمل بچہ کی مانند روایت مالک کی اور یہ منع اس واسطے ہے کہ مدت میں جہالت ہے اس واسطے کہ اس کی مدت معلوم نہیں کہ کب حاملہ ہوگی اور کب جنے گی اور اس بنا پر تفسیر کے لائق تھا کہ اس کو باب السلم میں ذکر کیا جاتا اور ابوعبیدہ اور ابوعبید اور احمد اور اسحاق اور ابن حبیب مالکی اور اکثر اہل لغت نے کہا کہ وہ اونٹنی کے بچے کے بچے کا بیچنا ہے اور یہ منع اس واسطے ہے کہ وہ بیع معدوم اور مجہول کی ہے یعنی ہنوز پیدا نہیں ہوا اور نہیں قدرت ہے اس کی سپرد کرنے پر پس داخل ہوگی بیع غرر میں اسی واسطے ابتدا کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ذکر غرر کے ترجمہ میں لیکن اس نے اشارہ کیا ہے طرف تفسیر پہلی کے ساتھ اُس کے کہ اس نے اس حدیث کو باب السلم میں بھی بیان کیا ہے اور یہی تفسیر راجح ہے اس واسطے کہ یہ موافق ہے واسطے حدیث کے اگرچہ اہل لغت کی کلام دوسری تفسیر کے موافق ہے لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تفسیر دوسری تفسیر کے موافق ہے جیسا کہ امام احمد نے اس سے روایت کی ہے کہ اہل جاہلیت یہ بیع کیا کرتے تھے خریدتا تھا مرد ساتھ اونٹنی کے حمل حمل کا اور ابن تین نے کہا کہ حاصل اختلاف کا یہ ہے کہ کیا مراد بیع ساتھ وعدے ایک مدت کی ہے یا بیع بچہ کی ہے اور پہلی وجہ کی بنا پر کیا مراد ساتھ مدت کی جننا ماں کا ہے یا اس کے بچے کا اور توجیہ ثانی کی بنا پر کیا مراد بچے کا بیچنا ہے یا بچے کے بچے کا بیچنا پس یہ چار قول ہیں۔ (فتح)

بَابُ بَیْعِ الْمُلَامَسَةِ وَقَالَ أَنَسٌ نَهٰی عَنْهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے بیچ بیان بیع ملامست کے اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے یعنی بیع ملامست سے

۲۰۰۰۔ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ عُفَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنِی اللَّیْثُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُقَیْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَهِیَ طَرْحُ الرَّجُلِ ثَوْبَهٗ بِالْبَیْعِ إِلَی الرَّجُلِ قَبْلَ أَنْ یُّقَلِّبَهٗ أَوْ یَنْظُرَ إِلَیْهِ وَنَهٰی عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الثَّوْبِ لَا یَنْظُرُ إِلَیْهِ.

۲۰۰۰۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا منابذۃ سے اور وہ ڈالنا مرد کا ہے اپنے کپڑے کو ساتھ بیع کے طرف دوسرے مرد کی پہلے اس سے کہ اس کو الٹے یا دیکھے اور منع فرمایا ملامست سے اور ملامست ہاتھ لگانا ہے کپڑے کو اس حال میں کہ اس کو نہ دیکھے۔

فائدہ: اور کتاب اللباس میں یہ حدیث زہری سے اس لفظ کے ساتھ آئے گی اور ملامست یہ ہے کہ چھوئے آدمی کپڑا دوسرے کا اپنے ہاتھ سے دن کو یا رات کو اور نہ الٹے اس کو مگر ساتھ اس کے یعنی بہ سبب بیع کے بغیر اس کے کہ جاری ہو درمیان بائع اور مشتری کے ایجاب اور قبول لفظ میں اور تعاطی فعل میں یعنی نہ تو بائع منہ سے کہے کہ میں نے یہ چیز بیچی اور نہ مشتری کہے کہ میں نے لی اور لین دین واقع ہو کہ بائع خوشی سے مبیع دے اور مشتری مول دے اور منابذہ یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی طرف اپنے کپڑے کو پھینکے اور دوسرا آدمی اپنا کپڑا اس کی طرف پھینکے اور ہو یہ بیع بغیر دیکھنے اور رضامندی کے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ قوم آپس میں ایک اسباب کی خرید وفروخت کرے اس حال میں کہ نہ تو اس کو دیکھیں اور نہ اس سے خبر دیں یا اس طرح قوم اسباب کو پھینکیں پس یہ جوے کی قسموں میں سے ہے اور علماء کو ملامست کی تفسیر میں تین قول پر اختلاف ہے اور یہی تین وجوہ ہیں واسطے شافعیہ کے زیادہ ترجیح ان میں سے یہ ہے کہ لائے آدمی کپڑا لپیٹا ہوا یا اندھیرے میں پس ہاتھ لگائے اس کو چھونے والا تو اس کو کپڑے کا مالک کہے کہ میں نے بیچا تیرے پاس یہ کپڑا اتنے کو اس شرط سے کہ ہو چھونا تیرا جگہ دیکھنے تیرے کی اور نہیں ہے تجھ کو اختیار جب کہ تو اس کو دیکھے اور یہ موافق ہے پہلی دونوں تفسیروں کو جو حدیث میں ہیں اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ ٹھہرائے نفس ہاتھ لگانے کو بیع بغیر کسی صیغہ زائد کے یعنی کہے بائع کہ جب تو میرے کپڑے کو ہاتھ لگائے گا تو بس یہی بیع ہو جائے گی بغیر ایجاب وقبول کے اور تیسری یہ ہے کہ ٹھہرائیں ہاتھ لگانے کو شرط بیچ ٹوٹنے خیار مجلس وغیرہ کے یعنی کہے جب تو اس چیز کو ہاتھ لگا دے گا تو تجھ کو فسخ بیع کا اختیار باقی نہ رہے گا اور یہ بیع سب تاویلوں پر باطل ہے اور ماخذ پہلی قسم کا نہ شرط کرنا دیکھنے مبیع کا ہے اور شرط ہونا نفی خیار کا اور ماخذ دوسرے کا شرط ہونا نفی صیغہ کا ہے بیچ عقد بیع کے پس پکڑا جاتا ہے اس سے باطل ہونا بیع معاطاۃ کا مطلق لیکن جو معاطاۃ کو جائز کہتا ہے وہ مقید رکھتا ہے اس کو ساتھ حقیر چیزوں کے یا ساتھ اس چیز کے کہ جاری ہوئی ہے اس میں عادت ساتھ معاطاۃ کے اور جو ملامست اور منابذۃ نزدیک اس شخص کے جو استعمال کرتا ہے ان دونوں کو پس نہیں خاص کرتا ہے ان کو ساتھ اس کے اس بنا پر پس جمع ہو گی بیع معاطاۃ کے ساتھ ملامسۃ اور منابذۃ کے بیچ بعض صورتوں معاطاۃ کے سو جو بیع معاطاۃ کو جائز رکھتا ہے اس کو جائز ہے یہ کہ خاص کرے نہی کو بیچ بعض صورتوں ملامسۃ اور منابذۃ کے اس قبیل سے جاری ہوئی ہے اس میں عادت ساتھ معاطاۃ کے اور اسی پر محمول ہو گا قول رافعی کا کہ جاری کیا ہے اماموں نے بیع ملامسۃ اور منابذۃ میں اس اختلاف کو جو معاطاۃ میں ہے واللہ اعلم اور ماخذ تیسری قسم کا شرط کرنا نفی خیار کا مجلس کا ہے اور یہی قول ہیں جن پر فقہا نے اقتصاد کیا ہے اور حدیث کے طریقوں سے اور صورتیں بھی نکل سکتی ہیں اور اوپر بیع منابذۃ سو اس میں بھی فقہا کو تین قول پر اختلاف ہے اور یہی تین وجوہ واسطے شافعیہ کے زیادہ ترجیح یہ ہے کہ ٹھہرائیں بائع اور مشتری نفس

پھینکنے کو بیع یعنی کہیں کہ جب ایک دوسرے کے کپڑے کو ہاتھ لگا دے گا تو پس یہی بیع ہو جائے گی بغیر ایجاب وقبول کے زبان سے جیسا کہ ملامسہ میں پہلے گزر چکا ہے اور یہ موافق ہے واسطے تفسیر کے جو حدیث میں مذکور ہے اور دوسری قسم یہ ہے کہ گردانیں پھینکنے کو بیع بغیر صیغہ کے یعنی زبان سے کچھ نہ بولیں اور تیسری قسم یہ ہے کہ گردانیں پھینکنے کو توڑنے والا واسطے خیار کے اور پھینکنے کی تفسیر میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ کپڑے کا پھینکنا ہے جیسا کہ اس کی تفسیر حدیث مذکور میں واقع ہوئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ پتھر کا پھینکنا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ اس کی غیر ہے اور تحقیق روایت کی ہے مسلم نے نہی بیع پتھر کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور پتھر پھینکنے کی تفسیر میں بھی اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ یہ ہے کہ کہے کہ بیچا میں نے تیرے ہاتھ ان کپڑوں میں سے جس پر تیرا پتھر واقع ہو پھر پتھر پھینک دیا اس زمین سے اتنی زمین جہاں تک پتھر پہنچے اور جیسے کہتے ہیں کہ یہ ہے کہ شرط کرے خیار کو یہاں تک کہ پتھر پھینکے یعنی پتھر پھینکنے کے بعد اختیار باقی نہ رہے گا اور تیسری قسم یہ ہے کہ ٹھہرائیں نفس پھینکنے کو بیع اور یہ جو حدیث میں ہے کہ چھونا کپڑے کا ہے اس حال میں ہے کہ نہ دیکھے اس کو تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر باطل ہونے بیع غائب چیز کے اور یہی ہے جدید قول امام شافعی کا اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ مطلق صحیح ہے اور ثابت ہوتا ہے خیار فسخ کا جب کہ دیکھے اس کو اور امام مالک اور شافعی سے بھی یہی محکی ہے اور مالک سے یہی روایت کہ اگر اس کی صفت بیان کرے تو صحیح ہے نہیں تو نہیں اور یہی ہے قول امام احمد اور اسحاق او ابو ثور اور اہل ظاہر کا اور اختیار کیا ہے اس کو بغوی اور رویانی نے شافعیہ سے اور یہی قول قدیم ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اگرچہ اس کی تفصیل میں اختلاف ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ روایت جو پہلے گزر چکی ہے کہ نہ اس کو دیکھیں اور نہ اس سے خبر دیں اور اس استدلال میں ورازی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اندھے کی بیع مطلق باطل ہے اور یہی قول ہے اکثر شافعیہ کا یہاں تک کہ جو ان میں سے غائب کی بیع کو جائز رکھتے ہیں وہ بھی اندھے کی بیع کو جائز نہیں رکھتے اس واسطے کہ اندھا نہیں دیکھتا ہے اس کو بعد اس کے پس ہو گی مانند بیع غائب کی باوجود شرط ہونے نفی خیار کے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر کوئی غیر اس کی صفت کو اس کے لیے بیان کرے تو جائز ہے اور یہی قول ہے امام مالک اور احمد کا اور امام ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ بیع اندھے کی مطلق صحیح ہے بنابر اس تفصیل کے کہ ان کے نزدیک رہے۔ (فتح) حاصل یہ ہے کہ یہ بیع جاہلیت کے زمانے میں تھی کہ جہاں ایک نے دوسرے کے کپڑے کو ہاتھ لگایا پس وہی بیع ہو گی دیکھتے بھالتے کچھ نہ تھے اور نہ شرط خیار کرتے تھے کہ چاہیں گے تو رکھیں گے اور چاہیں گے تو پھیر دیں گے اور حالانکہ حق یہ ہے کہ مبیع کو بیع سے پہلے دیکھ بھال لے یا شرط خیار کر لے اور باقی تفسیروں کا بھی یہی حال ہے۔

۲۰۰۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ

۲۰۰۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نُهِيَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ثُمَّ يَرْفَعَهُ عَلٰى مَنْكِبِهِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ اللِّمَاسِ وَالنِّبَاذِ.

نے دو طرح کے لباس سے ایک یہ کہ زانو اٹھا کر بیٹھے آدمی ایک کپڑے میں پھر اپنے کپڑے کو اپنے مونڈھوں تک پر اٹھائے یعنی گوٹھ مار کر بیٹھے اس حال سے کہ ان کی شرم گاہ کھلی رہے اور منع فرمایا دو طرح کے بیچنے سے ایک چھونے سے دوسرے پتھر پھینکنے سے۔

بَابُ بَيْعِ الْمُنَابَذَةِ وَقَالَ أَنَسٌ نَهٰى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بیع منابذۃ کے بیان میں اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے اس سے

فائدہ: بیان اس کا اوپر ہو چکا ہے۔

۲۰۰۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ وَعَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

۲۰۰۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے ملامسۃ سے اور منابذۃ سے۔

۲۰۰۳۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

۲۰۰۳۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے دو طرح کے لباس اور دو طرح کی بیع سے ایک ملامسۃ اور دوسری منابذۃ سے۔

بَابُ النَّهْيِ لِلْبَائِعِ أَنْ لَّا يُحَفِّلَ الْإِبِلَ وَالْبَقَرَ وَالْغَنَمَ وَكُلَّ مُحَفَّلَةٍ وَالْمُصَرَّاةُ الَّتِي صُرِّيَ لَبَنُهَا وَحُقِنَ فِيهِ وَجُمِعَ فَلَمْ يُحْلَبْ أَيَّامًا وَأَصْلُ التَّصْرِيَةِ حَبْسُ الْمَاءِ يُقَالُ مِنْهُ صَرَّيْتُ الْمَاءَ إِذَا حَبَسْتَهُ.

باب ہے اس بیان کہ منع ہے بائع کو کہ جمع کرے دودھ کو اونٹ اور گائے اور بکری کے تھنوں میں اور ہر اس چیز سے جس کی شان یہ ہے کہ اس کے تھنوں میں دودھ جمع کیا جائے، اور مصراۃ اس جانور کو کہتے ہیں جس کے تھنوں میں دودھ بند کیا گیا ہو اور کئی دن نہ دوہا گیا اور اصل تصریۃ کے معنی پانی بند کرنا ہے کہا جاتا ہے اس

سے صریت الماء اذ حبستہ یعنی بند کیا میں نے پانی کو جب کہ تو اس کو روکے۔

فائدہ: اور قید نہی کی ساتھ بائع کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ اگر مالک اپنی اولاد اور اپنے عیال اور مہمان کے واسطے دودھ کو جمع کرے تو یہ حرام نہیں یعنی بلکہ یہ جائز ہے اور یہی ہے راجح اور ذکر کیا بخاری نے باب میں گائے کو اگرچہ حدیث میں اس کا ذکر نہیں تو یہ اشارہ اس طرف کہ حکم میں وہ بھی اونٹ اور بکری کے معنے میں ہے برخلاف داؤد ظاہری کے تو ان دونوں پر تو اقتصار اس واسطے ہوا ہے کہ وہ ان کے نزدیک غالب ہیں اور یہ جو کہا کہ ہر محفلہ کا یہی حکم ہے تو یہ عطف عام کا ہے خاص پر تو یہ اشارہ ہے طرف لاحق کرنے غیر نعم کی جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ساتھ نعم کے واسطے علت جامعہ کے درمیان ان کے اور وہ تعزیر مشتری کی ہے یعنی اگرچہ حدیثوں میں خاص نعم کا ذکر ہے لیکن ان کے سوا اور جن چیزوں کا گوشت کھایا جاتا ہے وہ بھی نعم کے ساتھ ملحق ہیں اس واسطے میں بھی کہ علت ان میں بھی پائی جاتی ہے اور حنابلہ اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ یہ حکم فقط نعم کے ساتھ خاص ہے اور جن چیزوں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان میں اختلاف ہے مانند گدھوں اور لونڈی کی پس صحیح تر یہ ہے کہ اس کے بدلے کھجور کا صاع نہ دیا جائے اور یہی قول ہے حنابلہ کا گدھوں میں سوائے لونڈی کے۔ (فتح)

۲۰۰۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدُ فَإِنَّهُ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْتَلِبَهَا إِنْ شَآءَ أَمْسَكَ وَإِنْ شَآءَ رَدَّهَا وَصَاعَ تَمْرٍ وَّيُذْكَرُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ وَّمُجَاهِدٍ وَّالْوَلِيْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَمُوسَى بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعَ تَمْرٍ وَّقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ وَّهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثًا وَّقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ ثَلَاثًا وَّالتَّمْرُ أَكْثَرُ.

۲۰۰۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ نہ جمع کرو دودھ کو اونٹ اور بکری کے تھنوں میں یعنی واسطے دھوکا دینے خریدار کے سو جو ان کو مول لے بعد اس کے وہ دوہنے کے بعد دو کام میں مختار ہے خواہ ان کو رکھے خواہ ان کو پھیر دے اور تین سیر کھجوریں دودھ کا بدلہ دے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں بھی کھجور کا ذکر آیا ہے اور بعضوں نے ابن سیرین سے کہا ہے کہ ایک صاع اناج کا دے یعنی اس میں مطلق اناج کا ذکر ہے خواہ کوئی اناج دے کھجور کی کوئی قید نہیں اور خریدار تین دن تک مختار ہے اور بعضوں نے ابن سیرین سے ایک صاع کھجور کی روایت کی ہے اور تین دن کی قید ذکر نہیں کی اور امام بخاری نے کہا کہ اکثر روایتوں میں کھجور ہی کا ذکر آیا ہے یعنی کھجور کی روایتیں اناج کی روایتوں سے بہت ہیں۔

فائدہ: نظر کے معنی رائے اور قیاس کے ہیں یعنی اس کو دونوں راؤں میں اختیار ہے خواہ کسی کو اختیار کرے اور ظاہر نہی سے معلوم ہوتا ہے کہ تصریہ مطلق حرام ہے اور برابر ہے کہ دھوکہ دینے کا قصد ہو یا نہ ہو اور شرط میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آئے گا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریہ سے منع فرمایا اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے بعض شافعیہ نے اور اس کی علت یہ بیان کی کہ اس میں جانور کی ایذا ہے لیکن دوسری روایت میں صریح آچکا ہے کہ نہ جمع کرو دودھ اونٹ اور گائے کے تھنوں میں واسطے بیع کے اور یہی قول راجح ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر علت بیان کرنے اکثر علماء کے ساتھ اس کے کہ اس میں دھوکا ہے اور ایذا کی علت کا یہ جواب ہے کہ وہ تھوڑا ضرر ہے ہمیشہ نہیں رہتا پس معاف کیا جائے گا واسطے تحصیل نفع کے اور یہ جو کہا کہ جو اس کو خرید لے بعد اس کے یعنی جمع کرنے دودھ کے تو ایک روایت میں اس کے بعد یہ لفظ زیادہ ہے کہ پس اس کو تین دن تک اختیار ہے اور ابتداء اس مدت کی تصریہ کے بیان کرنے کے وقت سے ہے اور یہی قول ہے حنبلیوں کا اور شافعیہ کے نزدیک ابتداء اس کی عقد کے وقت سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جدا ہونے کے وقت سے ہے اور لازم آتا ہے اس سے یہ کہ ہو غرر فراخ تر تین دن تک سے بعض صورتوں میں اور وہ اس وقت ہے جب کہ مؤخر ہو ظاہر ہونا تصریہ کا آخر تین دنوں تک اور نیز لازم آتا ہے اس پر یہ کہ حساب کیا جائے مدت پہلی قدرت پانے کی فسخ پر اور یہ فوت کرتا ہے مقصود فراخی مدت کو اور یہ جو کہا کہ اس کو اختیار ہے بعد دوہنے کے تو ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں ثابت ہوتا ہے خیار مگر ساتھ دوہنے کی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ثابت ہے واسطے اس کے خیار جب کہ معلوم کرے تصریہ کو اگرچہ اس کو نہ دوہے لیکن چونکہ اکثر اوقات نہیں معلوم ہوتا ہے مگر بعد دوہنے کے تو ذکر کیا قید کو بیچ ثابت ہونے خیار کے پس اگر بغیر دوہنے کے تصریہ ثابت ہو جائے تو بھی خیار ثابت ہے اور یہ جو فرمایا کہ اگر چاہے تو ان کو رکھے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ اگر چاہے تو ان کو اپنے ملک میں باقی رکھے اور یہ چاہتا ہے اس کو کہ مصراۃ کی بیع صحیح ہے اور مشتری کے واسطے خیار ثابت ہے اور اگر مطلع ہو مشتری اوپر کسی عیب کے بعد راضی ہونے کے ساتھ تصریہ کے پھر پھیر دے ان کو تو کیا صاع لازم آتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور اصح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ صاع کا دینا واجب ہے اور نقل کی ہے انہوں نے نص شافعی کی اس پر کہ نہ پھیرا جائے اور مالکیہ کے نزدیک دو قول ہیں اور یہ جو فرمایا کہ اگر چاہے تو ان کو پھیر دے تو ظاہر اس کا شرط ہونا فور کا ہے یعنی شرط ہے کہ فوراً اسی وقت پھیر دے اور واسطے قیاس کرنے کے باقی عیبوں پر لیکن جس روایت میں ہے کہ اس کو تین دن تک اختیار ہے وہ مقدم ہے اس اطلاق پر اور ابو حامد اور رویانی نے اس میں شافعی رحمہ اللہ کی نص نقل کی ہے کہ اس کو تین دن تک اختیار ہے اور یہی قول ہے اکثر کا اور جو پہلے کو صحیح کہتا ہے وہ جواب دیتا ہے ساتھ اس کی کہ تین دن کی روایت محمول ہے اس پر جب کہ تین دن سے کم میں تصریہ معلوم نہ ہو اس واسطے کہ غالب یہ ہے کہ وہ اس سے کم میں معلوم نہیں ہوتا اور ابن دقیق العید نے کہا کہ تین دن کی روایت زیادہ تر راجح ہے اس واسطے کہ تصریہ کا حکم مخالف

ہے قیاس کو اصل حکم میں واسطے نص کے پس عام ہو گا سب موارد میں یعنی خواہ تصریہ تین دن میں معلوم ہو یا نہ ہو ہر صورت میں اس کو تین دن تک اختیار ہے میں کہتا ہوں اور تائید کرتی ہے اس کو یہ بات کہ اس کے بعض طریقوں میں یہ لفظ آتا ہے کہ اس کو اختیار ہے یہاں تک کہ اس کو رکھے یا پھیر دے روایت کی یہ احمد اور طحاوی نے اور یہ جو فرمایا کہ دودھ کے بدلے ایک صاع کھجور کا دے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر فسخ بیع چاہے تو واجب ہے پھیر دینا ایک صاع کھجور کا ساتھ بکری کے پس اگر دودھ باقی ہو یعنی دوھا ہوا باقی رکھا ہو اور متغیر نہ ہوا ہو اور اس کے پھیرنے کا ارادہ کرے تو کیا بائع کو اس کا قبول کرنا لازم ہے یا نہیں اس میں دو وجہیں ہیں صحیح تر وجہ یہ ہے کہ لازم نہیں واسطے دور ہونے طراوت اس کی کے اور واسطے مختلط ہونے اس کے کے ساتھ اس چیز کے جو نئی پیدا ہوئی ہے نزدیک بائع کے اور تخصیص تمر پر اس کے معین ہونے کو چاہتی ہے اور یہ جو بعض روایتوں میں تین دن کا ذکر آیا ہے اور بعض میں نہیں تو ان دونوں میں تطبیق اس طور سے ہے کہ جس نے تین دن کا لفظ زیادہ کیا ہے اس کے ساتھ زیادتی علم کی ہے اور وہ حافظ ہے اور جس راوی نے اس کو ذکر نہیں کیا تو وہ محمول ہے اس پر کہ وہ اس کو یاد نہیں رہا یا اس نے روایت کو مختصر کیا اور جو بعض روایتوں میں کھجور کا ذکر آیا ہے اور بعض میں اناج تو ان میں تطبیق یوں ہے کہ اناج کی روایت محمول ہے کھجور پر یعنی مراد اناج سے کھجور ہے مطلق اناج نہیں اور کھجور کو اناج سے اس واسطے تعبیر کیا کہ اہل مدینہ کا اکثر قول یہی تھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ یا اناج کا صاع دے اور یا کھجور کا صاع دے روایت کی یہ حدیث امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اناج اور کھجور میں اختیار ہے اور یہ کہ طعام غیر کھجور کے ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ او راوی کا شک ہو اور جب کہ ان روایتوں میں احتمال واقع ہوا ہو تو صحیح ہو گا استدلال ساتھ کسی چیز کے ان سے پس رجوع کیا جائے طرف ان روایتوں کی جن میں اختلاف نہیں اور وہ کھجور ہے کہ اس میں اختلاف نہیں جیسا کہ اشارہ کیا ہے طرف اس کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور یہ جو ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اگر ان کو پھیر دے تو ان کے دودھ کے برابر یا اس کے دوگنا گیہوں دے تو اس کی اسناد میں ضعف ہے اور ابن قدامہ نے کہا کہ وہ بالاتفاق متروک الظاہر ہے اور تحقیق اخذ کیا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کے جمہور اہل علم نے اور فتوی دیا ہے ساتھ اس کے ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور صحابہ میں سے کوئی ان کا مخالف نہیں اور قائل ہیں اس کے ساتھ تابعین سے اور جو ان کے بعد میں اتنے لوگ جو گنے نہیں جا سکتے اور نہیں فرق کیا انہوں نے اس میں کہ ہو دودھ دوھا ہوا تھوڑا یا بہت یعنی خواہ دودھ تھوڑا ہو یا بہت ہر صورت میں کھجور کا صاع دینا آتا ہے اور برابر ہے کہ کھجور شہر کے قوت سے ہو یا نہ ہو اور خلاف کیا ہے اصل مسئلے میں اکثر حنفیہ نے اور اس کے فروع میں اور لوگوں نے حنفیہ سو وہ کہتے ہیں کہ نہ رد کیا جائے کوئی جانور ساتھ عیب تصریہ کے اور نہیں واجب ہے دینا ایک صاع کھجور کا اور مخالفت کی ہے ان کی زفر نے سو قائل ہوا ساتھ قول جمہور کے مگر اس نے کہا کہ اس کو اختیار دیا جائے

درمیان ایک صاع کھجور کے یا آدھے صاع گیہوں کے اور اس طرح کہا ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف نے ایک روایت میں مگر یہ کہ وہ دونوں کہتے ہیں کہ کھجور کا صاع معین نہیں بلکہ اس کی قیمت دینی بھی جائز ہے اور ایک روایت میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور بعض شافعیہ سے بھی اس طرح ہے لیکن ہو کہتے ہیں کہ شہر کے قوت متعین سے ہے واسطے قیاس کے فطر کے صدقہ پر اور حکایت کی ہے بغوی نے یہ کہ نہیں خلاف ہے مذہب میں کہ اگر وہ دونوں راضی ہوں ساتھ غیر کھجور کے قوت سے یا غیر اس کے سے تو کافی ہے اور ثابت کیا ہے ابن کج نے خلاف کو بیچ اس کے اور حکایت کیں ہیں ماوردی نے دو وجہیں جب کہ عاجز ہو کھجور سے کہ کیا لازم ہے اس کو قیمت اس کی شہر میں یا اقرب شہر کے اس میں کھجور ہے اور ساتھ دوسری وجہ کے قائل ہیں حنابلہ اور حنفیہ نے جو اس حدیث مصراۃ پر حمل نہیں کیا تو وہ اس کے کئی عذر بیان کرتے ہیں سو ان میں سے بعضوں نے تو اس حدیث میں طعن کیا ہے اس واسطے کہ وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے اور نہ تھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مانند ابن مسعود وغیرہ کی فقہاء صحابہ سے یعنی وہ فقیہ نہ تھے اور ان کو حدیث کی کچھ سمجھ بوجھ نہ تھی پس اس کی حدیث پر عمل نہ کیا جائے گا اس واسطے کہ وہ قیاس جلی کے مخالف ہے اور یہ کلام ایسی ہے کہ ایذا دی ہے اس کے قائل نے ساتھ اس کے اپنی جان کو اور اس کی حکایت میں بے پرواہی ہے تکلف کی رو سے اوپر اس کے یعنی اس کے رد کے حاجت نہیں اور تحقیق ترک کیا ہے ابوحنیفہ نے قیاس جلی کو واسطے روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور مانند اس کی کے جیسے کہ بیچ وضو کرنے کے ہے ساتھ نچوڑ کھجور کے اور قہقہ کرنے سے نماز میں اور سوائے اس کے اور گمان کرتا ہوں کہ اسی نکتہ کے واسطے وارد کی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ابن مسعود کی پیچھے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس بات سے کہ ابن مسعود نے بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے موافق فتویٰ دیا ہے پس اگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس میں ثابت نہ ہوتی تو ابن مسعود اس میں قیاس جلی کی مخالفت نہ کرتے اور ابن سمعانی نے اصطلام میں کہا کہ اصحاب پر طعن علامت ہے طاعن کے ذلیل ہونے کی بلکہ وہ بدعت اور گمراہی ہے اور تحقیق خاص ہوا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ساتھ زیادتی حفظ کے یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یادداشت اور ضبط سب سے زیادہ تھی جو چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے اس کو کبھی نہ بھولتے تھے اس واسطے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے دعا کی تھی جیسا کہ کتاب العلم اور بیوع کے اول میں گزر چکا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ میرے بھائی مہاجرین بازار میں خرید وفروخت میں مشغول رہتے تھے اور میں ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتا تھا پس حاضر ہوتا تھا میں جب کہ وہ غائب ہوتے تھے اور یاد رکھتا تھا جب کہ بھول جاتے تھے آخر حدیث تک پھر باوجود اس دعا زیادتی حفظ کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کی روایت کے ساتھ اکیلے نہیں ہوئے بلکہ روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور ابو یعلیٰ نے انس رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی نے خلافیات میں عمرو بن عوف سے اور احمد نے ایک صحابی سے جس کا نام نہیں لیا اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اجماع کیا گیا ہے اوپر صحیح ہونے اس حدیث کے اور ثابت ہونے اس

کے کے جہت نقل سے اور جس نے اس پر عمل نہیں کیا اس نے علت بیان کی ہے اس کے ساتھ کئی چیزوں کی جن کی کوئی حقیقت نہیں یعنی محض بے اصل باتیں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث مضطرب ہے، اس واسطے کہ ایک روایت میں تو کھجور کا ذکر آیا ہے اور ایک میں گیہوں کا اور ایک میں دودھ کا اور ایک میں صاع کا اور ایک مثل اور دو مثل کا اور ایک میں برتن کا اور اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے صحیح طریقوں میں کچھ اختلاف نہیں اور جو طریق صحیح ہو وہ ضعیف طریق کے ساتھ معلوم نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ عموم قرآن کے مخالف ہے، یا مانند اس آیت کی کہ اگر تم سزا دینی چاہو تو سزا دو ساتھ مانند اس چیز کے کہ سزا ہوئی تم کو ساتھ اس کے یعنی پس واجب ہے کہ دودھ کا بدل دودھ دیا جائے نہ صاع کھجور کا اور جواب دیا گیا ساتھ اس کے کہ وہ تلف شدہ چیزوں کا بدلہ ہے وہ عقوبات کے قبیلے سے نہیں اور تلف شدہ چیزوں کا بدلہ ان کی مانند کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور غیر مانند کے ساتھ بھی ہوتا ہے یعنی اور جو چیز عقوبات کے قبیلے سے ہے اس کا بدلہ اس کی مانند کے ساتھ ہوتا ہے جیسے کہ مثلاً اگر کوئی کسی کا کان کاٹے تو اس کے بدلے اس کا کان کاٹا جائے وعلی ہذا القیاس ناک کے بدلے ناک اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت اور بعض کہتے ہیں کہ مصراۃ کی حدیث منسوخ ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور نہیں دلالت ہے نسخ پر ساتھ مدعی اس کے اس واسطے کہ ان کو ناسخ میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ اس کی ناسخ حدیث نہی کی ہے بیع دین بالدین سے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ مصراۃ کا دودھ مشتری کے ذمہ میں قرض ہوتا ہے سو جب اس پر کھجور کے ایک صاع کا دینا لازم کیا گیا ساتھ وعدے کے تو ہوئی یہ بیع قرض کے ساتھ قرض کے اور یہ طحاوی کا جواب ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا یعنی جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے ساتھ اتفاق محدثین کے اور برتقدیر تسلیم کہا جائے گا کہ کھجور تو دوہنے کے مقابلے میں مشروع ہوئی ہے برابر ہے کہ دودھ موجود ہو یا نہ ہو پس نہیں مقرر ہے بیچ ہونے اس کے کے قرض سے ساتھ قرض کے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی ناسخ حدیث الخراج بالضمان ہے منفعت بدلے تاوان بھرنے کے ہے جو تاوان بھرے وہی اس کا نفع اٹھائے روایت کی ہے یہ حدیث اصحاب سنن نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ دودھ فضلہ ہے بکری کے فضلوں سے اور اگر بکری ہلاک ہوتی تو اس کا تاوان مشتری پر آتا پس اس طرح اس کے فضلے بھی اس کے ملک ہوں گے پس کس طرح تاوان لگایا جائے گا اس کو بدلے اس کے واسطے بائع کے حکایت کیا ہے اس کو طحاوی نے اور اس کا جواب یہ ہے کہ مصراۃ کی حدیث اس سے زیادہ ترصحیح ہے ساتھ اتفاق کے پس کس طرح مقدم کی جائے گی مرجوح راجح پر اور یہ دعوی کرنا کہ یہ حدیث اس سے متاخر ہے تو اس پر کوئی دلیل نہیں اور برتقدیر تنزل پس مشتری نہیں حکم کیا گیا ساتھ تاوان بھرنے کے بدلے اس چیز کے کہ جو اس کے ملک میں پیدا ہوئی بلکہ ساتھ تاوان اس چیز کے کہ وارد ہوا ہے اس پر عقد بیع اور نہیں داخل ہوئی عقد میں پس بنابر اس کے

دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ناسخ اس کی وہ حدیثیں ہیں جو وارد ہیں بیچ دور کرنے عقوبت بالمال کے اور عقوبت بالمال یعنی مال سے سزا دینی اس سے پہلے جائز تھی جیسا کہ بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں زکوٰۃ نہ دینے والے کے حق میں ہے کہ ہم اس سے زکوۃ بھی لیں گے اور اس کا آدھا مال بھی لیں گے اور اسی حدیث عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کی ہے اور مصراۃ کی حدیث اسی قبیل سے ہے اور یہ سب منسوخ ہیں یہ جواب عیسیٰ بن ابان کا ہے اور پیچھا کیا ہے اس کا طحاوی نے ساتھ اس کے کہ دودھ کا جمع کرنا تو بائع کی طرف سے پایا گیا ہے پس اگر اس باب سے ہوتا تو تاوان اس کا بائع پر ہوتا اور فرض یہ بات ہے کہ حدیث مصراۃ کی چاہتی ہے تاوان مشتری کو پس دونوں جدا ہو گئیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی ناسخ حدیث اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ ہے اور یہ جواب محمد بن شجاع کا ہے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ جدا ہونا خیار کو کاٹ دیتا ہے پس ثابت ہوا کہ اس کے بعد خیار نہیں مگر خیار شرط کرے اور پیچھا کیا ہے اس کا طحاوی نے ساتھ اس کے کہ جو خیار کہ مصراۃ میں ہے وہ خیار رد بالعیب کے قبیل سے ہے اور جو خیار رد کا عیب کے ساتھ اس کے بیچ اس چیز کے کہ وہ اس میں وارد نہیں ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ خبر واحد ہے نہیں فائدہ دیتی ہے مگر ظن کو اور وہ مخالف ہے، واسطے قیاس اصول کے جو یقین کیا گیا ہے ساتھ اس کے پس اس پر عمل کرنا لازم نہیں ہوگا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ توقف خبر واحد میں تو صرف مخالفت اصول میں ہے نہ بیچ مخالفت قیاس اصول کے اور یہ حدیث سوائے اس کے نہیں کہ مخالفت ہے قیاس اصول کو ساتھ دلیل اس بات کے کہ اصول تو کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس ہے اور کتاب اور سنت یعنی قرآن اور حدیث درحقیقت اصل یہی دونوں ہیں اور دوسرے دونوں انہیں کی طرف پھیرے جاتے ہیں پس حدیث اصل ہے یعنی جڑ ہے اور قیاس اس کی ٹہنی ہے پس کس طرح رد کیا جائے اصل ساتھ شاخ کے بلکہ حدیث صحیح بنفسہ اصل ہے پس کس طرح کہا جائے گا کہ اصل اپنے تئیں مخالف ہے اور بر تقدیر تسلیم قیاس اصول کا یقین کا فائدہ دے گا اور خبر واحد نہیں فائدہ دیتی ہے مگر ظن کو پس عموم اصل کا اس خبر واحد ظنی کے مخالف نہ ہوگا اس واسطے کہ جائز ہے کہ اس کا محل اس اصل سے مستثنیٰ ہو اور ابن دقیق العید نے کہا کہ یہ بڑی قوی دلیل ہے واسطے رد کے اس مقام پر اور ابن سمعانی نے کہا کہ جب خبر ثابت ہو جائے تو ہوگا یہ اصل اصول سے اور نہیں ہے کوئی اصل دوسرا کہ اس کو اس پر پیش کرنے کی حاجت ہو اس واسطے کہ اگر وہ اس کے موافق ہوا تو فبہا اور اگر اس کے مخالف ہوا تو نہیں جائز ہے رد کرنا ایک ان دونوں کا اس واسطے کہ وہ رد کرنا حدیث کا ہے ساتھ خبر واحد کے اور وہ بالاتفاق مردود ہے اس واسطے کہ وہ مقدم ہے قیاس پر بغیر خلاف کے یہاں تک کہ کہا کہ اولے نزدیک میرے اس مسئلے میں یہ ہے کہ قیاسوں کو مان لیا جائے لیکن وہ لازم نہیں اس واسطے کہ سنت ثابت مقدم ہے اوپر ان کے واللہ اعلم اور بر تقدیر تنزل پس نہیں مانتے ہم کہ وہ مخالف ہے واسطے قیاس اصول کے اس واسطے کہ جو اس کے مخالف ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اس مخالفت کو کئی وجہ سے بیان کرتے ہیں ایک

یہ کہ اصول میں یہ بات معلوم ہے کہ مثلیات کا بدلہ مثل کے ساتھ ہے اور قیمت والی چیزوں کا بدلہ قیمت کے ساتھ ہے اور اس جگہ اگر دودھ مثل ہو تو اس کا بدلہ دودھ دینا چاہیے اور اگر قیمت والی چیزوں میں سے ہو تو دونوں نقدوں سے ایک کے ساتھ قیمت دینی چاہیے اور اس جگہ اس کے بدلے کھجور کا دینا آیا ہے پس اصل کی مخالفت ہوا اور جواب منع حصر کا ہے اس واسطے کہ آزاد آدمی کی دیت میں اونٹوں کے ساتھ تاوان دیا جاتا ہے حالانکہ وہ اس کی مانند نہیں اور نہ قیمت اور نیز تاوان مثل کا ساتھ مثل کے عام نہیں کہ ہر جگہ یہی قاعدہ جاری ہو اس واسطے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مثل چیز کا بدلہ قیمت کے ساتھ دیا جاتا ہے جب کہ اس کا ہم مثل پیدا نہ ہو سکے مانند اس شخص کی کہ تلف کرے بکری دودھ دینے والی کو کہ اس پر اس کی قیمت واجب ہو گی اور اس کے دودھ کے بدلے اور دودھ نہ دیا جائے اس واسطے مشکل ہونے مماثلت کے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ قاعدے چاہتے ہیں اس کو کہ تاوان بقدر تلف کے ہو اور یہ مختلف ہے اور تحقیق اندازہ کیا گیا ہے اس جگہ ساتھ مقدار واحد کے اور وہ صاع ہے پس خارج ہوا قیاس سے یعنی قیاس کے مخالف ہوا اور جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ سب مضمونات میں عام نہیں کہ ضمان بقدر تلف کی ہو مانند زخم کی کہ اس میں ہڈی کھل گئی ہو پس دیت اس کی مقرر ہے یعنی پانچ اونٹ باوجود یہ کہ وہ مختلف ہوتا ہے کبھی زخم بڑا ہوتا ہے اور کبھی چھوٹا اور غلام مقرر ہے پیٹ کے بچے میں باوجود یہ کہ وہ مختلف ہوتا ہے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ ہر وہ چیز کہ واقع ہو اس میں تنازع پس چاہیے کہ مقدر کی جائے ساتھ چیز معین کے واسطے کاٹنے جھگڑے کے اور مقدم کی جائے گی یہ مصلحت اوپر اس قاعدے کے اس واسطے کہ جو دودھ کہ عقد کے بعد پیدا ہوا ہے وہ مل گیا ہے ساتھ اس دودھ کے جو عقد کے وقت موجود تھا اور اس کا اندازہ معلوم نہیں کہ اس کی مثل مشتری پر واجب ہو اور اگر اس کی مقدار پہنچانی جاتی پس سپرد کی جاتی ساتھ اندازہ کرنے دونوں کے یا ایک کے تو البتہ تنازع تک نوبت نہ پہنچتی سو قطع کیا شارع نے جھگڑے کو اور اس کو ایک اندازے کے ساتھ مقرر کیا کہ وہ دونوں اس کے آگے نہ بڑھیں واسطے قطع کرنے جھگڑے کے اور ہوگا مقرر کرنا اس کا ساتھ کھجور کے قریب تر ساتھ دودھ کے اس واسطے کہ وہ اس وقت ان کا قوت تھا مانند دودھ کی اور وہ پائی جاتی ہے مانند دودھ کی اور قوت کی چیز وہ ہے جس سے زندگی بسر ہو پس دونوں شریک ہوئے اس میں کہ دونوں کھائے جاتے ہیں اور قوت کی چیزیں اور پائی جاتی ہیں اور نیز دونوں مشترک ہیں اس میں کہ قوت کیا جاتا ہے ساتھ ہر ایک کے دونوں میں سے بغیر کارگری اور علاج کے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ تلف شدہ دودھ اگر عقد کے وقت موجود تھا تو تحقیق دور ہوئی ایک جزو معقود علیہ کی اصل خلقت سے اور یہ مانع ہے پھیر دینے کو پس تحقیق پیدا ہوا ہے یہ عیب مشتری کے ملک میں پس بائع اس کا ضامن نہ ہو گا اور اگر ہو وہ مخلط موجود دودھ کہ عقد کے وقت موجود ہوا اور جو حادث ہو اس کی ضمان واجب نہیں اور جواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ نقص کے ساتھ پھیر دینا تو منع اس وقت ہے جب کہ نہ ہو واسطے معلوم کرنے کی اور اگر عیب کے معلوم کرنے کے واسطے تو یہ منع

نہیں اور چوتھی وجہ مخالفت کی یہ ہے کہ وہ اصول کے مخالف ہے اس واسطے کہ اس میں خیار کو تین دن ٹھہرایا ہے باوجود
یہ کہ خیار عیب تین دن کے ساتھ مقدر نہیں کیا جاتا اور اسی طرح خیار مجلس بھی نزدیک اس شخص کے جو اس کا قائل ہے
اور خیار رؤیت نزدیک اس شخص کے جو اس کو ثابت کرتا ہے اور جواب یہ ہے کہ حکم مصراۃ کا منفرد ہوا ہے ساتھ اصل
اپنے کے ہم مثل ہونے سے پس نہیں عیب ہے یہ کہ منفرد ہو ساتھ وصف کے کہ زیادہ ہو اس کے غیر پر اور حکمت اس
میں یہ ہے کہ تحقیق یہ مدت وہی ہے جو ظاہر ہوتا ہے ساتھ اس کے دودھ پیدائشی جمع ہو دودھ سے ساتھ دھوکے کے
اکثر اوقات پس مشروع ہوئی یہ مدت واسطے معلوم کرنے عیب کے بخلاف خیار رؤیت اور عیب کے کہ وہ اس مدت پر
موقوف نہیں اور اوپر خیار مجلس پس نہیں ہے واسطے معلوم کرنے عیب کے پس ظاہر ہوا فرق درمیان خیار مصراۃ کے اور
غیر اس کے کی اور پانچویں وجہ یہ ہے کہ لازم آتا ہے اس کے لینے سے جمع ہونا درمیان عوض اور معوض کے بیچ اس
کے جب کہ ہو قیمت بکری کی ایک صاع کھجور کا پس تحقیق وہ رجوع کرتی ہے طرف اس کی صاع سے کہ وہ مقدار
مول اس کے کی ہے اور جواب یہ ہے کہ کھجور دودھ کا بدلہ ہے نہ بکری کا بدلہ پس نہ لازم آئے گی وہ چیز جو ذکر کی ہے
انہوں نے اور چھٹی وجہ یہ ہے کہ وہ مخالف ہے واسطے قاعدہ بیاج کے بیچ اس چیز کے کہ خریدے بکری کو ساتھ ایک
صاع کے اور جب کہ اسے بکری کے ساتھ ایک صاع پھیرنا چاہا تو تحقیق پھیرنا چاہا اس نے وہ صاع جو اس کا مول
ہے پس ہوگا اس طرح کہ بیچا بکری کو اور صاع کو بدلے ایک صاع کے اور جواب یہ ہے کہ بیاج تو صرف عقدوں
میں اعتبار کیا جاتا ہے فسخوں میں اعتبار نہیں کیا جاتا ساتھ اس دلیل کے کہ اگر وہ دونوں سونے کو چاندی سے بیچیں تو
نہیں جائز ہے یہ کہ پہلے جدا ہوں پہلے قبض کے اور اگر وہ دونوں ہو بہو اسی عقد میں اقالہ کریں تو جائز ہے جدا ہو
پہلے قبض کے اور ساتویں وجہ یہ ہے کہ لازم آتی ہے اس سے ضمان اعیان کی باوجود باقی رہنے ان کے کی بیچ اس چیز
کے جب کہ دودھ موجود ہو اور اعیان کا تاوان بدل کے ساتھ نہیں مگر ساتھ فوت ہونے ان کے کی مانند چھینی گئی چیز کی
اور جواب یہ ہے کہ دودھ اگرچہ موجود تھا لیکن دشوار ہوا پھیرنا اس کا واسطے مختلط ہونے اس کے کی ساتھ دودھ نئے
کے جو عقد کے بعد پیدا ہوا ہے اور دشوار ہے جدا ہونا اس کا پس ہوا یہ مانند اس غلام کی جو غصب کے بعد بھاگ
جائے یعنی کسی نے کسی کا غلام زور سے چھینا تھا پھر وہ چھیننے والے کے ہاتھ سے بھاگ گیا تو وہ اس کی قیمت
کا ضامن ہوگا یعنی اس کو اس کی قیمت دینی آئے گی باوجود باقی ہونے ذات اس کی کے واسطے مشکل ہونے رد کے اور
آٹھویں وجہ یہ ہے کہ لازم آتا ہے اس سے ثابت ہونا رد کا بغیر عیب کے اور نہ شرط کی یعنی شرط خیار کی اوپر شرط پس
نہیں پائی گئی اور اوپر عیب پس نقصان دودھ کا ہے اگر عیب ہوتا تو البتہ ثابت ہوتا ساتھ اس کے رد بغیر تصریہ کے اور
جواب یہ ہے کہ خیار ثابت ہوتا ہے ساتھ دھوکا دینے کے مانند اس شخص کی کہ بیچے چکی پھیرنے والی کو ساتھ اس چیز
کے کہ جمع کیا اس کو واسطے اس کے بغیر علم مشتری کے سو جب مشتری کو اس پر اطلاع ہو تو جائز ہے اس کو پھیر دینا اس

کا اور نیز جب مشتری نے تھنوں کو دودھ سے بھرا ہوا دیکھا تو گمان کیا اس نے کہ یہ اس کی عادت ہے تو گویا کہ بائع نے اس کے واسطے شرط کی کہ اس کی یہ عادت ہے سو پھر امر اس کے برخلاف ظاہر ہوا پس ثابت ہوا واسطے اس کے پھیر دینا واسطے گم ہونے شرط معنوی کے واسطے کہ بائع کبھی تو مبیع کی صفت اپنے قول سے ظاہر کرتا ہے اور کبھی اپنے فعل سے ظاہر کرتا ہے سو جب مشتری نے ایک صفت ظاہر کی پھر امر اس کے برخلاف ظاہر ہوا تو ہوگا ایسا کہ اس نے اس کو دھوکا دیا پس مشروع ہوا واسطے اس کے خیار یہ محض قیاس ہے اور مقتضی عدل کا ہے اس واسطے کہ مشتری نے تو اپنے مال کو بدل کیا ہے بنابر اس صفت کے کہ بائع نے اس کے واسطے ظاہر کی اور تحقیق ثابت کیا ہے شارع نے واسطے سوداگروں کے خیار جب کہ کوئی ان کو آگے سے جا ملے اور ان سے اناج جا خریدے پہلے اس سے کہ بازار میں اتریں اور نرخ معلوم کریں اور نہیں ہے اس جگہ عیب اور نہ خلاف شرط میں لیکن اس واسطے کہ اس میں دھوکا اور فریب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث صحیح ہے نہ اس میں اضطراب ہے نہ علت اور نہ فسخ اور سوائے اس کے نہیں کہ وہ محمول ہے ایک صورت خاص پر اور وہ وہ ہے جب کہ خریدے بکری کو ساتھ اس شرط کے کہ مثلاً کہ وہ پانچ سیر دودھ دیتی ہے اور شرط کیا اس میں خیار کو تو شرط فاسد ہے پس اگر متفق ہوئے دونوں اوپر ساقط کرنے شرط کے بیچ مدت خیار کے تو صحیح ہوگا عقد اور اگر متفق نہ ہوئے تو باطل ہوگا عقد اور واجب ہوگا پھیر دینا صاع کھجوروں کا اس واسطے کہ تھا وہ قیمت دودھ کی اس دن اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حدیث ظاہر ہے بیچ معلق ہونے حکم کے ساتھ تصریہ کے اور جس چیز کو اس قائل نے ذکر کیا ہے وہ چاہتی ہے معلق ہونے اس کے کو ساتھ فساد شرط برابر ہے کہ تصریہ پایہ جائے یا نہیں پس تاویل ٹھیک نہیں اور نیز پس لفظ حدیث کا لفظ عموم کا ہے اور جس چیز کا انہوں نے دعویٰ کیا ہے وہ ایک فرد ہے اس عموم کے افراد سے پس جو دعویٰ کرتا ہے بند ہونے عموم کا اوپر اس کے وہ محتاج ہے طرف دلیل کی اور نہیں وجود واسطے دلیل کے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ منع ہونے کے دھوکے سے اور اصل ہے بیچ ثابت ہونے خیار کے واسطے اس شخص کے جس نے اس کے عیب کے ساتھ دھوکا دیا ہے اور نیز یہ حدیث اصل ہے اس میں کہ اصل بیع کی فاسد نہیں ہوتی اور اصل ہے اس میں کہ مدت خیار کی تین دن ہے اور نیز اصل ہے تصریہ کی حرام ہونے میں اور ثابت ہونے خیار کے ساتھ اس کے اور احمد اور ابن ماجہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جانور کو دودھ بند کر کے بیچنا فریب ہے اور نہیں ہے حلال فریب واسطے مسلمانوں کے اور اس کی سند میں ضعف ہے اور جو لوگ اس حدیث کے ساتھ قائل ہیں ان کو کئی چیزوں میں اختلاف ہے ایک یہ کہ اگر مشتری تصریہ کو جانتا ہو تو کیا اس کے واسطے خیار ثابت ہے اس میں ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور ترجیح دیتی ہے اس کو کہ اس کے واسطے اختیار ثابت نہیں روایت عکرمہ کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث میں نزدیک طحاوی کے پس تحقیق لفظ اس کا یہ ہے کہ جو مصراۃ کو خریدے اور حالانکہ نہ جانتا ہو کہ وہ مصراۃ ہے الحدیث اور اگر مصراۃ کا دودھ عادت ہو جائے اور ہمیشگی

کرے کثرت پر یعنی ہمیشہ ہی بہت ہی دیا کرے تو کیا اس کو پھیر دینا آتا ہے اس میں ان کو ایک وجہ ہے خلاف ہے واسطے حنبلیوں کے دونوں مسئلوں میں اور ایک یہ اگر خود بخود اس کا دودھ جمع ہو جائے یا مالک نے اس کے واسطے اپنے جمع کیا ہو پھر ظاہر ہوا واسطے اس کے سو بیچ ڈالا اس نے اس کو تو کیا اس میں بھی تصریہ کا حکم ثابت ہوتا ہے یا نہیں اس میں خلاف ہے سو جس نے معنے کی طرف نظر کی اس نے اس کو ثابت کیا ہے اس واسطے کہ عیب ثابت کرتا ہے خیار کو اور نہیں شرط ہے اس میں دھوکا بائع کا اور جس نے اس طرف نظر کی کہ تصریہ کا حکم خارج ہے قیاس سے تو خاص کیا ہے اس کو ساتھ مورد اپنے کے اور وہ حالت عمد کی ہے یعنی جان بوجھ کر تصریہ کیا اس واسطے کہ نہیں صرف اسی کو شامل ہے اور ایک یہ کہ تھن گوشت بھرے ہوئے ہوں اور گمان کیا اس کو مشتری نے دودھ سو اس کو خریدا پھر اس کو معلوم ہوا کہ یہ تو گوشت ہے تو کیا اس کو خیار ثابت ہے یا نہیں اس میں دو وجہیں ہیں حکایت کیا ہے ان کو بعض مالکیہ نے اور ایک یہ کہ اگر غیر مصراۃ کو خریدے پھر وہ دوہنے کے بعد اس میں کوئی عیب پائے تو تحقیق نص کی شافعی رحمہ اللہ نے اس پر کہ جائز ہے پھیر دینا اس واسطے کہ وہ تھوڑا ہے نہیں کوشش کی گئی ساتھ جمع ہونے اس کے اور بعض کہتے ہیں کہ دودھ کا بدلہ دے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک صاع کھجوروں کا دے۔ (فتح)

٢٠٠٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَنِ اشْتَرٰى شَاةً مُحَفَّلَةً فَرَدَّهَا فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ وَّنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَلَقَّى الْبُيُوْعَ.

٢٠٠٥۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو خریدے بکری جس کے تھنوں میں دودھ جمع کیا گیا ہو اور اس کو پھیر دے ساتھ اس کے تین سیر کھجوریں اور منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ آگے بڑھ کر خریدیں لوگ قافلے سے جو اناج وغیرہ لایا۔

٢٠٠٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَّلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّلَا تُصَرُّوا الْغَنَمَ وَمَنِ ابْتَاعَهَا فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَّحْتَلِبَهَا إِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا

٢٠٠٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگے بڑھ کر قافلے کو نہ ملا کرو یعنی اگر خبر سنو کہ کوئی قافلہ اناج وغیرہ لایا ہے تو ان کو آگے بڑھ کر نہ ملو سستا خریدنے کو اور نہ بیچے بعض تمہارا بعض کے بیچنے پر اور نہ نجش کرو اور نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اور نہ جمع کیا کرو دودھ کو گائے، بکری کے تھنوں میں اور جو ان کو خریدے تو وہ دوہنے کے بعد دو کاموں میں مختار ہے اگر اس کے ساتھ راضی ہو تو اس کو اپنے پاس رکھے اور اگر ناراض ہو تو ان کو پھیر دے اور پھیر

وَصَاعًا مِّنْ تَمْرٍ. دے ساتھ اس کے تین سیر کھجوریں۔

بَابٌ إِنْ شَآءَ رَدَّ الْمُصَرَّاةَ وَفِي حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ

باب ہے اس بیان میں کہ اگر چاہے تو مصراۃ کو پھیر دے اور اس کو دوہنے کے بدلے ایک صاع کھجوروں کا دے۔

فائدہ: ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجوریں دودھ کے مقابل ہیں اور ابن حزم نے گمان کیا ہے کہ کھجوریں دوہنے کے مقابل میں ہیں دودھ کے مقابلے میں نہیں اس واسطے کہ حلبہ کے حقیقی معنے دوہنے کے ہیں اور مجازی معنے دودھ کے ہیں اور حقیقی معنے پر حمل کرنا اولی ہے اسی واسطے کہا کہ واجب ہے پھیر دینا دودھ اور کھجور دونوں کا اور مخالف ہوا ساتھ اس کے جمہور کے (فتح)

۲۰۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اشْتَرٰى غَنَمًا مُصَرَّاةً فَاحْتَلَبَهَا فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا فَفِي حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ.

۲۰۰۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خریدے بکری جس کے تھنوں میں دودھ جمع کیا گیا ہو اور اس کو دوہے تو اگر اس سے راضی ہو تو اس کو اپنے پاس رکھے اور اگر ناراض ہو تو اس کے دودھ کے بدلے ایک صاع کھجوروں کا دے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجوروں کا ایک صاع مصراۃ کے مقابلے میں ہی برابر ہے کہ ایک ہو یا زیادہ واسطے قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بکری کو خریدے پھر فرمایا کہ اس کے دوہنے میں ایک صاع کھجوروں کا ہے اور نقل کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے اس شخص سے جو حدیث کو استعمال کرتا ہے اور ابن بطال نے اکثر علماء سے اور ابن قدامہ نے شافعیہ اور حنابلہ سے اور اکثر مالکیہ سے یہ روایت ہے کہ ہر ایک کے بدلے ایک صاع کھجور کا دے اور مازری نے کہا کہ یہ بات لائق نہیں کہ تاوان لگایا جائے تلف کرنے والا دودھ ہزار بکری کا جیسا کہ تاوان لگایا جاتا ہے تلف کرنے والا دودھ ایک بکری کا اور جواب یہ ہے کہ وہ معاف ہے بہ نسبت اس کی جو پہلے گزر چکا ہے کہ صاع کے اعتبار کرنے میں حکمت قطع کرنا نزاع کا ہے پس ٹھہرائی گئی ایک حد کہ جھگڑے کے وقت اس کی طرف رجوع کیا جائے پس برابر ہوا تھوڑا اور بہت اور یہ بات معلوم ہے کہ ایک بکری یا ایک اونٹنی کا دودھ نہایت مختلف ہوتا ہے اور باوجود اس کے معتبر ایک ہی صاع ہے برابر ہے کہ دودھ کم ہو یا بہت پس اسی طرح صاع معتبر ہے خواہ مصراۃ تھوڑے ہوں یا بہت۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْعَبْدِ الزَّانِي

زنا کرنے والے غلام کے بیچنے کا بیان

فائدہ: یعنی جائز ہے ساتھ بیان کرنے عیب اس کے کے اور باب کی حدیث میں غلام زانی کا ذکر نہیں لونڈی زانیہ کا ذکر ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے غلام کو لونڈی پر قیاس کیا ہے اور حنفیہ کے نزدیک زنا لونڈی میں عیب ہے پھیری جاتی ہے ساتھ اس عیب کے اور زنا غلام میں عیب نہیں کہ اس کے ساتھ بیع پھیری جائے اس واسطے کہ زنا لونڈی کا افسد ہے اور غلام کا کم ہے۔ (ت وفتح)

وَقَالَ شُرَيْحٌ إِنْ شَآءَ رَدَّ مِنَ الزِّنَا

اور شریح نے کہا کہ اگر کوئی غلام خریدے اور اس کے بعد ظاہر ہو کہ وہ زانی ہے تو اگر چاہے تو عیب زنا کے سبب سے اس کو پھیر دے

فائدہ: سعید بن ابن منصور نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے دوسرے مرد سے لونڈی خریدی جس نے زنا کیا تھا اور خریدار کو اس کا زنا معلوم نہیں ہوا یعنی پھر معلوم ہوا پس جھگڑا کیا انہوں نے ساتھ اس کے طرف شریح کی تو شریح نے کہا کہ اگر چاہے تو زنا کے سبب سے پھیر دے۔

۲۰۰۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعَرٍ.

۲۰۰۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی کی لونڈی حرام کاری کرے پھر اس کی حرام کاری ظاہر ہو جائے یعنی خواہ اس کے اقرار سے یا گواہوں سے تو چاہیے کہ اس کو مالک حد مارے یعنی پچاس کوڑے اور اس کو ملامت نہ کرے اور جھڑک نہ دے پھر اگر دوسری بار زنا کرے تو چاہیے کہ اس کو دوسری بار بھی حد مارے اور نہ ملامت کرے پھر اگر تیسری بار زنا کرے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اگر چہ بال کی رسی اس کی قیمت ملے یعنی پوری قیمت کا خیال نہ کرے جتنے کو بکے بیچ ڈالے۔

۲۰۰۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ

۲۰۰۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد سے روایت ہے کہ تحقیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے حال لونڈی کے سے جب کہ زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر زنا کرے تو اس کو حد مارو پھر اگر دوسری بار زنا کرے تو اس کو دوسری بار بھی حد مارو پھر اگر تیسری بار زنا کرے تو اس کو بیچ ڈالو اگر چہ بالوں

تُحْصِنْ قَالَ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَبِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا أَدْرِىْ بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ.

کی رسی سے سہی ابن شہاب نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا تیسری بار کے بعد بیچنا فرمایا یا چوتھی بار کے بعد فرمایا۔

فائدہ: ترجمہ باب کے موافق اس حدیث میں یہ لفظ ہے کہ پس چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اگرچہ بالوں کی رسی سے سہی اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام حرام کار کا بیچنا درست ہے اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ زنا مبیع میں عیب ہے واسطے فرمانے حضرت مَلَّاتِیْنِم کے اگرچہ بالوں کی رسی سے سہی اور ابن بطال نے کہا کہ یہ جو آپ مَلَّاتِیْنِم نے حکم فرمایا کہ حرام کار لونڈی کو بیچ ڈالے تو یہ مبالغہ ہے بیچ برے ہونے فعل اس کے کے اور خبر دینا ہے کہ حرام کار لونڈی کی کوئی سزا نہیں مگر بیچ ڈالنا ہمیشہ اور یہ کہ وہ اپنے مالک کے پاس نہ رہے واسطے جھڑکی دینے اس کے کہ پھر حرام کاری نہ کرے اور شاید کہ ہو یہ سبب واسطے بچنے اس کے زنا سے یا مشتری کسی سے اس کا نکاح کر دے یا اپنے نفس کے ساتھ اس کو زنا سے بچائے یا اس کو اپنی ہیبت سے بچائے۔ (فتح) اور یہ جو فرمایا کہ اگر شادی شدہ نہ ہو تو ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب شادی شدہ ہو تو واجب ہے اس کو سنگسار کرنا اور حالانکہ اجماع اس کے برخلاف ہے یعنی غلام کو سنگسار کرنا واجب نہیں خواہ شادی شدہ ہو یا نہ ہو اور جواب اس کا یہ ہے کہ اس مفہوم کا اعتبار نہیں اس واسطے کہ قرآن صریح اس کے برخلاف ناطق ہے جیسا کہ فرمایا کہ پھر جب وہ بیاہی جائیں تو ان پر ہے آدھی وہ سزا جو شادی شدہ ہے پس حدیث دلالت کرتی ہے اوپر کوڑے مارنے غیر محصن کے اور آیت دلالت کرتی ہے اوپر جلد محصن کے اور رجم آدھوں آدھ نہیں ہو سکتا ہے پس دونوں کو کوڑے مارے جائے واسطے عمل کرنے کے ساتھ دونوں دلیلوں کے یا احصان سے مراد آزادی ہے۔ (ق)

بَابُ الْبَيْعِ وَالشِّرَآءِ مَعَ النِّسَآءِ

عورتوں کے ساتھ خرید و فروخت کرنے کا بیان یعنی جائز ہے

۲۰۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيْ وَأَعْتِقِيْ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ

۲۰۱۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ مَلَّاتِیْنِم میرے پاس تشریف لائے سو میں نے آپ مَلَّاتِیْنِم سے بریرہ کا قصہ ذکر کیا کہ میں نے اس کو خریدا ہے اور اس کے مالک شرط کرتے ہیں کہ اس کا ولا ہمارے واسطے ہوگا تو آپ مَلَّاتِیْنِم نے اس کو فرمایا کہ قیمت لے اور آزاد کر اس واسطے کہ لونڈی غلام کے مال کا وارث وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے پھر دوپہر کے

ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَشِيِّ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أُنَاسٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ شَرْطُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ.

بعد آپ ﷺ کھڑے ہوئے سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق تھی پھر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ شرطیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں یعنی اللہ کے حکم میں نہیں جو ایسی شرط کرے کہ جو کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ شرط باطل ہے اگرچہ سو شرط کرے اللہ کی شرط ثابت تر اور محکم تر ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے ساتھ خرید و فروخت کرنی جائز ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ لونڈی کو ایک مرد سے خریدا اور آپ ﷺ نے اس کو جائز رکھا چنانچہ فرمایا کہ اس کو خرید لے اور شاہد ہے اس کے واسطے یہ قول آپ ﷺ کا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کہ شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں اس واسطے کہ یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ خرید و فروخت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مردوں کے ساتھ تھی **وفیہ المطابقة للترجمة** اور اگر کوئی کہے کہ بعض شرطیں ایسی ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ جو حدیث میں ہے وہ بھی اللہ ہی کا حکم ہے چنانچہ فرمایا کہ نہیں بولتا پیغمبر اپنی خواہش نفس سے یہ تو حکم ہے جو اس کو پہنچتا ہے اللہ کی طرف سے۔ (فتح وت)

۲۰۱۱۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِي عَبَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَاوَمَتْ بَرِيْرَةَ فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا جَآءَ قَالَتْ إِنَّهُمْ أَبَوْا أَنْ يَّبِيْعُوْهَا إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطُوا الْوَلَآءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قُلْتُ لِنَافِعٍ حُرًّا كَانَ زَوْجُهَا أَوْ عَبْدًا فَقَالَ مَا يُدْرِيْنِيْ.

۲۰۱۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ لونڈی خریدی یعنی اس کے مالکوں سے سو آپ ﷺ نماز کو نکلے سو جب آپ ﷺ تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انہوں نے بیچنے سے انکار کیا ہے مگر یہ کہ ولا کی شرط کریں کہ ولا ان کے لیے ہو سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ غلام کے مال کا وارث تو وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے میں نے نافع سے کہا کہ اس کا خاوند آزاد تھا یا غلام تو اس نے کہا کہ ابن عمر نے مجھ کو نہیں بتلایا۔

فائدہ: اس کا بیان کتاب النکاح میں آئے گا کہ اس کا خاوند آزاد تھا یا غلام۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ بِغَيْرِ أَجْرٍ وَّهَلْ يُعِيْنُهُ أَوْ يَنْصَحُهُ

کیا جائز ہے یہ کہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے بغیر مزدوری کے اور کیا جائز ہے کہ اس کی مدد کرے یا خیر خواہی

فائدہ: ابن منیر وغیرہ نے کہا کہ یہ جو آیا ہے کہ منع ہے شہری کو یہ کہ بیچے واسطے جنگلی کے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حمل کیا ہے اس منع کو اوپر منع خاص کے اور وہ بیچنا ساتھ اجرت کے ہے یعنی منع صرف اس وقت ہے جب کہ اجرت لے کے بیچے اور جب کہ بطور مدد اور خیر خواہی کے بیچے تو یہ منع نہیں بلکہ یہ درست ہے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے لی ہے اور قوت پاتی ہے یہ بات ساتھ عموم حدیثوں کے کہ دین خیر خواہی کا نام ہے اس واسطے کہ جو اجرت سے بیچتا ہے اس کی یہ غرض نہیں ہوتی کہ بائع کی خیر خواہی کرے بلکہ صرف اس کی غرض تو اجرت کا حاصل کرنا ہوتا ہے پس یہ چاہتا ہے کہ جائز ہو بیع حاضر کی واسطے بادی کے بغیر اجرت کے کہ وہ خیر خواہی کی قسم ہے اور میں کہتا ہوں کہ تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو حدیث معلق کے بعض طریقوں میں آئندہ آئے گی اور اس طرح ہو چیز جو ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ ایک جنگلی طلحہ بن عبید پاس اپنا دودھ لایا کہ اس کو بیچ دے تو اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے یہ کہ بیچے حاضر واسطے بادی کے لیکن تو بازار میں جا پس دیکھ کہ تجھ سے کون خرید و فروخت کرتا ہے پھر مجھ سے مشورہ لے یہاں تک کہ میں تجھ کو حکم کروں یا منع کروں۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَنْصَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَنْصَحْ لَهُ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بھائی سے خیر خواہی چاہے تو چاہیے کہ اس کی خیر خواہی کرے

فائدہ: اس حدیث کے اول میں یہ لفظ ہے کہ چھوڑ دو لوگوں کو روزی دے اللہ بعض کو بعض سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بطور خیر خواہی کے جنگلی کی چیز شہری کے ہاتھ بیچے تو یہ درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

وَرَخَّصَ فِيهِ عَطَاءٌ

اور اجازت دی ہے اس معنی میں عطاء نے

فائدہ: یعنی جائز ہے شہری کو یہ کہ بیچے واسطے جنگلی کے اور مجاہد سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو منع فرمایا اس سے تو آپ کی مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان سے سستا اناج ملے اور لیکن آج کے دن پس نہیں کوئی خوف ہے ساتھ اس کے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا کہ جائز ہے شہری کو واسطے بیچنا جنگلی کے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ عموم حدیث الدین النصیحۃ کے اور گمان کرتے ہیں کہ یہ حدیث ناسخ ہے واسطے حدیث نہی کے اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ حدیث الدین النصیحۃ اپنے عموم پر محمول ہے مگر بیچ بیع حاضر کے واسطے بادی کے پس وہ خاص ہے پس حکم کرے گی عام پر اور نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور تطبیق دی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے درمیان دونوں کے ساتھ خاص کرنے نہی کے ساتھ اس کے جو اجرت سے بیچے مانند دلال کی اور اوپر جو اس کی خیر خواہی کرے پس معلوم کرائے کہ اناج کا بھاؤ ایسا ایسا ہے تو یہ اس کے نزدیک نہی میں داخل نہیں۔ (فتح)

۲۰۱۲۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ سَمِعْتُ

۲۰۱۲۔ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیعت کی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپر گواہی دینے اس بات کی کہ نہیں کوئی لائق

جَرِيْرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

بندگی کے سوائے اللہ کے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز کے قائم رکھنے پر اور زکوۃ کے دینے پر اور امیر کے حکم سننے اور کہا ماننے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر۔

فائدہ: اس حدیث کا بیان کتاب الایمان میں گزر چکا ہے اور غرض اس حدیث سے یہاں وہی ہے جو اوپر گزری کہ اگر بطور خیر خواہی کے دلال بنے تو درست ہے۔

۲۰۱۳۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ قَالَ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهُ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ قَالَ لَا يَكُوْنُ لَهُ سِمْسَارًا.

۲۰۱۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ جا ملو آگے بڑھ کر قافلے کو اور نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے طاؤس کہتا ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اس حدیث کے کیا معنی ہیں کہ نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے طاؤس کہتا ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اس حدیث کے کیا معنی ہیں کہ نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اس نے کہا کہ اس کے لیے دلال نہ بنے یعنی واسطے غرض اجرت کے ورنہ مطلق دلال ہونا منع نہیں۔

فائدہ: حنفیہ کہتے ہیں کہ یہ حکم قحط کے دنوں کے ساتھ خاص ہے اور ارزانی کے دنوں میں ایسا کرنا مکروہ نہیں لیکن عموم حدیث کا رد کرتا ہے اوپر ان کے اور اس تفسیر میں تعقب ہے یعنی مدد ہے اوپر اس کے جو تفسیر کرتا ہے حاضر کو ساتھ بادی کے بایں طور کہ مراد منع کرنا شہری کا ہے یہ کہ بیچے واسطے جنگلی کے قحط کے دنوں میں وہ چیز کہ شہر والوں کو اس کی حاجت ہے پس یہ مذکور ہے حنفیہ کی کتابوں میں اور بعض کہتے ہیں کہ صورت اس کی یہ ہے کہ کوئی مسافر شہر میں کوئی اسباب لائے اور اس کو حال کے نرخ سے بیچنا چاہے اور اس کے پاس کوئی شہری آئے اور اس کو کہے کہ تو اس اسباب کو میرے پاس چھوڑ جا کہ میں اس کو آہستگی کے ساتھ مہنگا بیچوں گا پس ٹھہرایا انہوں نے حکم کو معلق ساتھ بادی کے اور جو مشارق ہے اس کو اس کے معنی میں اور بادی کا ذکر تو حدیث میں باعتبار غالب کے واقع ہوا ہے پس لاحق کیا گیا ہے ساتھ اس کے وہ شخص جو شریک ہے اس کے بیچ نہ پہنچانے نرخ حاضر کے اور ضرر دینے اہل شہر کے ساتھ اشارت کے اوپر اس کے بایں طور کہ بیچنے میں جلدی نہ کرے اور یہ تفسیر شافعیہ اور حنابلہ کی ہے اور مالکیہ نے بدوی ہونے کو قید ٹھہرایا ہے یعنی یہ حکم صرف جنگلی کے ساتھ خاص ہے اور مالک سے روایت ہے کہ

نہیں ملحق ہوتا ساتھ بادی کے بیچ اس کے مگر جو اس کی مانند ہو اور اہل گاؤں والے جو کہ اسباب اور بازار کی قیمت پہچانتے ہیں تو یہ اس حکم میں داخل نہیں اور ابن منذر نے کہا کہ علماء کو اس نہی میں اختلاف ہے جمہور کا تو یہ مذہب ہے کہ یہ حرام ہے بشرطیکہ نہی کو جانتا ہو اور جس اسباب کو قافلہ لایا ہے اس کی لوگوں کو حاجت ہے ادر یہ کہ پیش کرے اس کو حضری اوپر بدوی کے یعنی شہری اس کو کہے کہ اس کو میرے پاس چھوڑ جا جب مہنگا ہوگا تو میں تجھ کو بیچ دوں گا اور اگر بدوی اس کو شہری سے درخواست کرے تو یہ منع نہیں اور بعض شافعیہ نے کہا کہ سب لوگوں کو اس کی حاجت ہو اور یہ کہ ظاہر ہو ساتھ بیچنے اس متاع کے فراخی اس شہر میں اور ابن دقیق العید نے کہا کہ اوپر یہ شرط کرنی کہ شہری اس سے خود اس بات کی درخواست کرے کہ لا میں تجھ کو تیرا اسباب اپنی معرفت سے بیچ دیتا ہوں تو یہ شرط قوی نہیں اس واسطے کہ نہ تو اس پر لفظ دلالت کرتا ہے اور نہ اس میں معنی ظاہر ہیں اس واسطے کہ جس ضرر کے ساتھ نہی معلل ہے نہیں جدا ہوتا ہے اس میں حال درمیان درخواست شہری کے اور نہ درخواست کرنے اس کی کے یعنی ہر صورت منع ہے خواہ وہ اس کی درخواست کرے یا نہ کرے اس واسطے کہ نہی تو ضرر کے سبب سے وارد ہوئی ہے اور ضرر دونوں صورتوں میں موجود ہے اور لیکن یہ شرط کرنی کہ لوگوں کو اس کی حاجت ہو تو یہ متوسط ہے درمیان ظہور اور عدم اس کی کے اور ظہور فراخی کا شرط ہونا سو وہ بھی اسی طرح ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ہو مقصود مجرد فوت کرنا نفع کا اور رزق کا شہر والوں پر اور اسی طرح یہ شرط کرنی کہ نہیں کوئی جانتا ہو تو اس میں کوئی شبہ نہیں اور سبکی نے کہا کہ یہ شرط معتبر ہے کہ لوگوں کو اس کی حاجت ہو اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر باوجود ان سب شرطوں کے بیع واقع ہو تو اس کا کیا حکم ہے بعض کہتے ہیں کہ صحیح ہے ساتھ تحریم کے اور بعض کہتے ہیں کہ صحیح نہیں قاعدے مشہور پر۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِأَجْرٍ

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو برا جانتا ہے یہ کہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے ساتھ اجرت کے

فائدہ: اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ تفسیر کیا ہے اس نے اس کو ساتھ دلال کے جیسا کہ پہلی حدیث میں گزرا۔

٢٠١٤ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ.

۲۰۱۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اور ساتھ اسی کے قائل ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

فائدہ: اس حدیث میں اجرت کی قید نہیں جیسا کہ باب میں ہے ابن بطال نے کہا کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ اگر شہری جنگلی کے واسطے اجرت کے ساتھ بیچے تو یہ درست نہیں اور اگر بدون اجرت کے بیچے تو درست ہے اور استدلال کیا ہے اس نے اس پر ساتھ قول ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اور گویا کہ اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو مقید کیا ہے اور تحقیق جائز رکھا ہے اوزاعی نے یہ کہ اشارہ کرے شہری واسطے جنگلی کے اور کہا کہ اشارہ بیع نہیں اور لیث اور ابو حنیفہ سے ہے کہ اس پر اشارہ بھی نہ کرے اس واسطے کہ جب اس پر اشارہ کیا تو اس سے بیچا اور شافعیہ کے نزدیک اس میں دو وجوہ ہیں اور راجح یہ ہے کہ جائز ہے اس واسطے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بیع سے منع فرمایا ہے اور اشارہ بیع نہیں اور تحقیق وارد ہو چکا ہے امر ساتھ خیر خواہی اس کی کے پس معلوم ہوا کہ اشارہ جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَشْتَرِىْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ بِالسَّمْسَرَةِ

نہ خریدے حاضر واسطے بادی کے ساتھ دلالی کے

فائدہ: یعنی واسطے قیاس کرنے کے بیع پر یعنی جب دلالی کے ساتھ بیچنا درست نہیں تو خریدنا بھی درست نہیں اور واسطے استعمال کرنے لفظ بیع کے بیع میں اور شراء میں اور ابن حبیب مالکی نے کہا کہ خریدنا واسطے بادی کے مانند بیع کی ہے اور واسطے دلیل اس حدیث کے کہ نہ بیچے بعض تمہارا بعض پر اس واسطے کہ اس کے معنی خریدنے کے ہیں اور امام مالک سے اس میں دو روایتیں آئی ہیں۔ (فتح)

وَكَرِهَهُ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَإِبْرَاهِيْمُ لِلْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِىْ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ إِنَّ الْعَرَبَ تَقُوْلُ بِعْ لِىْ ثَوْبًا وَهِىَ تَعْنِى الشِّرَآءَ

اور برا جانا ہے اس کو ابن سیرین نے اور ابراہیم نے واسطے بائع اور مشتری کے اور ابراہیم نے کہا کہ عرب کہتے ہیں کہ بِعْ لِیْ ثَوْبًا اور مراد ان کی یہ ہوتی ہے کہ اس کو میرے لیے خریدے۔

فائدہ: استدلال کیا ہے اس سے ابراہیم نے واسطے مذہب اپنے کے کہ بیچنا اور خریدنا کراہت میں دونوں برابر ہیں۔ (فتح)

۲۰۱۵۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّىُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَخْبَرَنِىْ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْتَاعُ الْمَرْءُ عَلٰى بَيْعِ أَخِيْهِ وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ.

۲۰۱۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ خریدے مرد اپنے بھائی کے خریدنے پر اور نہ نجش کرو اور نہ بیچے حاضر واسطے بادی کے۔

۲۰۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا

۲۰۱۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو منع ہوا یہ کہ بیچے

مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نُهِينَا أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ.

حاضر واسطے بادی کے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ شہری کو جنگلی کے واسطے خریدنا بھی درست نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَلَقِّي الرُّكْبَانِ وَأَنَّ بَيْعَهُ مَرْدُودٌ لِأَنَّ صَاحِبَهُ عَاصٍ آثِمٌ إِذَا كَانَ بِهِ عَالِمًا وَهُوَ خِدَاعٌ فِي الْبَيْعِ وَالْخِدَاعُ لَا يَجُوزُ

باب ہے اس بیان میں کہ قافلے کو آگے بڑھ کر جا ملنا منع ہے اور جو قافلے کو آگے بڑھ کر جا ملے اس کی بیع مردود ہے درست نہیں اس واسطے کہ آگے بڑھ کر ملنے والا نافرمان اور گناہ گار ہے جب کہ نہی کو جانتا ہو اور یہ دھوکا ہے بیع میں اور دھوکا درست نہیں

فائدہ: جزم کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ یہ بیع مردو ہے بنابراس کے کہ نہی فساد کو چاہتی ہے لیکن اس کا حل محققین کے نزدیک بیچ اس چیز کے ہے کہ رجوع کرے نہی طرف ذات منہی عنہ کے یعنی اپنی ذات کی وجہ سے منع ہے نہ اس وقت جب کہ رجوع کرنے والی ہو طرف امر کی جو خارج ہو اس سے کہ اس وقت بیع صحیح ہوگی اور ثابت ہوگا خیار ساتھ شرط کے جس کا ذکر آتا ہے اور ہونا اس کا گنہگار اور نافرمان اور استدلال کرنا اس کا اوپر اس کے ساتھ ہونے اس کے خداع میں پس صحیح ہے لیکن نہیں آتا لازم اس سے یہ کہ بیع مردو اس واسطے کہ نہی نفس عقد کی طرف نہیں پھیرتی اور نہیں مخل ہے کسی چیز کو اس کے ارکان اور شرائط سے بلکہ وہ تو صرف سوداگروں کے ضرر دور کرنے کے واسطے ہے اور یہ جو کہا کہ یہ بیع باطل ہے تو یہی قول ہے بعض مالکیہ اور حنابلیہ کا اور ممکن ہے کہ ہو قول بخاری رحمہ اللہ کا کہ بیع مردود ہے محمول اس پر جب کہ بائع اس کا پھیرنا اختیار کرے پس نہ مخالف ہوگا راجح قول کے اور تعاقب کیا ہے اس کا اسماعیلی نے اور لازم کیا ہے اس پر تناقض کو ساتھ بیع مصراۃ کے اس واسطے کہ اس میں دھوکا ہے اور باوجود اس کے بیع باطل نہیں ہوئی اور ساتھ اس کے کہ فصل کیا ہے اس نے درمیان اس کے کہ نہ بیچے حاضر واسطے بادی کے ساتھ اجرت کے اور بغیر اجرت کے اور نیز استدلال کیا ہے اس نے اس پر ساتھ حدیث حکیم کے جو پہلے گزر چکی ہے کہ اگر بائع اور مشتری جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو ان کی بیع کی برکت مٹائی جاتی ہے پس نہ باطل کیا ان کی بیع کو ساتھ جھوٹ اور چھپانے عیب کے اور تحقیق وارد ہو چکا ہے ساتھ سند صحیح کے کہ اگر اسباب کا مالک آگے بڑھ کر ملنے والے کے ہاتھ اپنا اسباب بیچ ڈالے تو اس کو اختیار ہے جب کہ بازار میں داخل ہو ابن منذر نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے آگے بڑھ کر ملنے کو جائز رکھا ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ مکروہ ہے میں کہتا ہوں کہ جو حنفیہ کی کتابوں میں ہے وہ یہ ہے کہ مکروہ ہے آگے بڑھ کر جا ملنا قافلے کو دو حالتوں میں ایک یہ کہ

شہر والوں کو ضرر ہو اور یہ کہ قافلے کو حال کا نرخ خلط ملط ہو جائے پھر اختلاف ہے امام شافعی کہتے ہیں کہ جو آگے بڑھ کر جا ملے تو وہ گنہگار ہوتا ہے اور اسباب والا مختار ہے اور دلیل اس کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ منع فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ آگے بڑھ کر جا ملے کوئی قافلے کو پس اگر اس کو کوئی آگے بڑھ کر جا ملے اور اس کو خرید لے تو اس کا مالک مختار ہے جب کہ آئے بازار میں روایت کی یہ حدیث ترمذی نے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ صحیح ہے اور کیا اس کو مطلق خیار ثابت ہے یا اس شرط سے کہ اس کو غبن ہو اس میں دو وجوہ ہیں اصح یہ ہے کہ اس کو مطلق اختیار ہے اور یہی قول ہے حنابلہ کا اور نیز اس کا ظاہر یہ ہے کہ نہی واسطے نفع بائع کے ہے اور دور کرنے ضرر کے اس سے اور بچانے اس کے فریب سے اور ابن منذر نے کہا کہ حمل کیا ہے اس کو مالک نے اوپر نفع اہل بازار کے نہ اوپر نفع مالک اسباب کے اور طرف اسی کی مائل ہوئے ہیں کوفی اور اوزاعی اور حدیث حجت کی ہے واسطے شافعی رحمہ اللہ کے اس واسطے کہ اس نے ثابت کیا ہے خیار کو واسطے بائع کے نہ واسطے بازار والوں کے اور امام مالک رحمہ اللہ کی دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو باب کے اخیر میں مذکور ہے۔ (فتح)

۲۰۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْعُمَرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّيْ وَأَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ.

۲۰۱۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا آگے بڑھ کر جا ملنے سے قافلے کو اور یہ کہ بیچے حاضر واسطے بادی کے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قافلے اناج وغیرہ لانے والے کو آگے بڑھ کو جا ملنا مطلق منع ہے برابر ہے کہ نزدیک ہو یا دور اور برابر ہے کہ ان سے خریدنے کے واسطے ہو یا نہ ہو' وسیاتی البحث فیه۔

۲۰۱۸۔ حَدَّثَنِيْ عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ لَا يَبِيْعَنَّ حَاضِرٌ لِّبَادٍ فَقَالَ لَا يَكُنْ لَّهٗ سِمْسَارًا.

۲۰۱۸۔ طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے کیا معنی ہیں کہ نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے واسطے دلال نہ ہو۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو پہلے گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ بیع کے واسطے قافلے کو آگے بڑھ کر نہ ملو تو یہ بیع عام ہے برابر ہے کہ ان کے ہاتھ بیچے یا ان سے خریدے اور سمجھا جاتا ہے اس سے شرط ہونا قصد اس کے کا ساتھ ملنے کے یعنی یہ شرط ہے کہ ملنے سے صرف یہی مقصود ہو پس اگر کوئی آگے بڑھ کر ملے قافلے کو واسطے

سلام کے یا خوشی کے یا نکلا واسطے کسی حاجت کے پس پایا ان کو اور ان سے خرید وفروخت کی تو کیا اس کو بھی یہ نہی شامل ہے یا نہیں اس میں احتمال ہے سو جو معنی کی طرف نظر کرتا ہے اس کے نزدیک حکم جدا نہیں ہوتا اور یہی صحیح تر ہے نزدیک شافعیہ کے اور بعض شافعیہ نے نہی میں یہ شرط کی ہے کہ ابتدا کرے ملنے والا پس اناج لانے والے سے بیع چاہیے اور اگر اناج لانے والا پہلے بیع چاہے پس خریدے ان سے آگے بڑھ کر ملنے والا تو نہی میں داخل نہ ہوگا یعنی اگر آگے بڑھ کر ملنے والا قافلے سے پہلے درخواست کرے اور ان کو کہے کہ تم اناج کو میرے ہاتھ بیچ ڈالو تو یہ درست نہیں اور اگر قافلے والے خود بخود پہلی بیع کی درخواست کریں اور اس کو کہیں کہ تو ہم سے خرید لے تو یہ منع نہیں اور امام الحرمین نے حرام تلقی کی یہ صورت بیان کی ہے کہ شہر کے نرخ میں جھوٹ بولے اور شہر کی قیمت سے کم قیمت کے ساتھ خریدے اور متولی نے کہا کہ اس کی صورت یہ ہے کہ ان کو خبر دے کہ اگر تم شہر میں داخل ہو گئے تو تم کو محصول بہت لگے گا اور ابو اسحاق شیرازی نے کہا کہ ان کو خبر دے کہ تمہارا اسباب کھوٹا ہے تا کہ ان کو غبن کرے یعنی تھوڑی قیمت سے ان کا سب مال خرید لے اور کبھی ان قیدوں سے پکڑا جاتا ہے کہ جس کے ساتھ یہ معاملہ ہو ان کو اختیار ہے اگرچہ وہاں تلقی نہ ہو لیکن شافعیہ نے صریح کی ہے کہ اس کی خبر کا جھوٹا ہونا نہیں شرط ہے واسطے ثابت ہونے خیار کے اور خیار تو صرف اس وقت ثابت ہوتا ہے جب کہ غبن ظاہر ہو پس اسی طرح کا اعتبار ہے ہونے اور نہ ہونے میں۔ (فتح)

۲۰۱۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنِي التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَنِ اشْتَرٰى مُحَفَّلَةً فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا قَالَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوْعِ.

۲۰۱۹۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو خریدے بکری کو جس کے تھنوں میں دودھ جمع کیا گیا ہو اور اس کو پھیرنا چاہے تو چاہیے کہ پھیر دے ساتھ اس کے ایک صاع کھجوروں کا اور کہا اس نے منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر ملنے قافلے کے سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہی تلقی کا اطلاق مفید ہے یعنی قافلے کو آگے بڑھ کر ملنا اس وقت منع ہے جب کہ بیع کے واسطے ہو نہیں تو منع نہیں۔ (فتح)

۲۰۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَّلَا تَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتّٰى يُهْبَطَ بِهَا إِلَى السُّوْقِ

۲۰۲۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیچے بعض تمہارا بعض کے بیچنے پر اور نہ آگے بڑھ کر ملو اسباب کو یہاں تک کہ بازار میں اتارا جائے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح آئندہ حدیث میں آئے گی اور دلالت کرتا ہے تیسرا طریق اس حدیث کا جو آئندہ باب میں عبیداللہ کے واسطے سے ہے کہ سوداگر کو بازار کے اول ملاقات نہ کی جائے یہاں تک کہ ٹھیک بازار میں داخل ہو اور یہی مذہب ہے امام احمد اور اسحاق اور ابن منذر وغیرہ کا اور ایک جماعت شافعیہ نے تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ ابتدا نہی تلقی کی شہر سے باہر نکلنا ہے برابر ہے کہ سوداگر بازار میں داخل ہو یا نہ ہو اور مالکیہ کو حد تلقی میں بہت اختلاف ہے پھر مطلق نہی تلقی سے شامل ہے مسافت کے دراز ہونے اور چھوٹے ہونے کو یعنی خواہ ان کو بہت دور جا کر ملے یا نزدیک ملے سب منع ہے اور یہی ہے ظاہر اطلاق شافعیہ کا اور مقید کیا ہے مالکیہ نے محل نہی کو ساتھ حد مخصوص کے پھر ان کو اختلاف ہے پس بعض کہتے ہیں کہ اس کی حد ایک میل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دو فرسخ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دو دن ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مسافت قصر کی ہے اور یہی قول ہے ثوری کا اور لیکن ابتدا اس کے تو اس کی بحث آئندہ باب میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مُنْتَهَى التَّلَقِّيْ قافلے کو آگے بڑھ کر جا ملنا کہاں تک منع ہے دو کوس یا چار کوس یا کم وبیش

فائدہ: یعنی اس کی ابتدا کہاں سے شروع ہوتی ہے اور تحقیق ذکر کیا ہے ہم نے کہ ظاہر یہ ہے کہ نہیں حد ہے واسطے انتہا اس کی کے سوداگر کی طرف سے یعنی خواہ کتنی ہی دور قافلے کو آگے بڑھ کر جا ملے سب منع ہے اور آگے بڑھ کر ملنے والے کی طرف سے یعنی ابتدا اس کی پس تحقیق اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس باب کے کہ ابتدا خروج کی بازار سے ہے یعنی جب بازار سے باہر نکلا تو منع میں داخل ہوا واسطے دلیل قول صحابی کے کہ تحقیق اصحاب تھے خرید وفروخت کرنے بازار کی پہلی طرف میں پھر مبیع کو اسی خریدنے کی جگہ میں ڈالتے تھے سو منع فرمایا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے اس کے سے اپنی جگہ میں یہاں تک کہ نقل کریں اس کو یعنی اٹھا کر دوسری جگہ لے جائیں اور نہ منع فرمایا ان کو بازار کی اول طرف میں خریدنے سے پس معلوم ہوا کہ بازار کی اعلی طرف میں خریدنا درست ہے پس اگر بازار سے نکلے اور شہر سے نہ نکلے تو تحقیق تصریح کی شافعیہ نے کہ یہ نہی میں داخل نہیں ہے یعنی یہ منع نہیں اور حد ابتدا تلقی کی نزدیک ان کے شہر سے باہر نکلنا ہے یعنی خواہ بازار سے باہر نکلے یا نہیں اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جب وہ شہر کے اندر آئیں تو ممکن ہے ان کو پہچاننا اور معلوم کرنا نرخ بازار کا اور اگر وہ معلوم نہ کریں تو یہ خود انہیں کا قصور ہے اور اپر شہر میں داخل ہونے سے پہلے معرفت نرخ کا ممکن ہونا پس یہ نادر اور کامیاب ہے یعنی ایسا موقع نہایت کم ہوتا ہے اور معروف نزدیک مالکیہ کے مطلق بازار کا معتبر ہونا ہے یعنی خواہ شہر سے باہر نکلے یا نہیں جیسا کہ ظاہر حدیث کا ہے اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق کا اور لیث سے روایت ہے کہ قافلے کو آگے بڑھ کر ملنا مکروہ ہے اگرچہ راہ پر ہو اور اگرچہ گھر کے دروازے پر ہو یہاں تک کہ اسباب بازار میں داخل ہو۔ (فتح)

۲۰۲۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَتَلَقَّى الرُّكْبَانَ فَنَشْتَرِىْ مِنْهُمُ الطَّعَامَ فَنَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَّبِيْعَهُ حَتّٰى يُبْلَغَ بِهِ سُوْقُ الطَّعَامِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا فِيْ أَعْلَى السُّوْقِ يُبَيِّنُهُ حَدِيْثُ عُبَيْدِ اللّٰهِ.

۲۰۲۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہ ہم سوداگروں کو آگے بڑھ کر ملا کرتے تھے اور ان سے اناج خریدتے تھے سو منع فرمایا ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچے ہم اس کو یہاں تک کہ اس کو اناج کے بازار میں لے جائیں امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ خریدان بازار کے اوپر کی طرف میں تھا یعنی جس طرف سے سوداگر بازار میں داخل ہوتے ہیں اور بیان کرتے ہیں اس کو حدیث عبیداللہ کی۔

۲۰۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانُوْا يَبْتَاعُوْنَ الطَّعَامَ فِيْ أَعْلَى السُّوْقِ فَيَبِيْعُوْنَهُ فِيْ مَكَانِهِ فَنَهَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّبِيْعُوْهُ فِيْ مَكَانِهِ حَتّٰى يَنْقُلُوْهُ.

۲۰۲۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دستور تھا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم اناج کو بازار کے اوپر کی طرف میں خریدتے تھے پھر اس کو اسی خریدنے کی جگہ میں بیچتے تھے پس منع فرمایا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچیں اس کو خریدنے کی جگہ میں یہاں تک کہ اس کو اپنی جگہ اٹھا لے جائے۔

فائدہ: یہ جو امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلی حدیث کے اخیر میں کہا کہ خریدنا بازار کے اوپر کی طرف میں تھا تو مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس کے رد کرنا ہے اس شخص پر جس نے دلیل پکڑی ہے ساتھ اس کے کہ اناج وغیرہ خریدنے کے واسطے قافلے کو آگے بڑھ کر ملنا درست ہے واسطے مطلق ہونے قول ابن عمر رضی اللہ عنہ کے کہ ہم قافلے کو آگے بڑھ کر ملا کرتے تھے اور اس میں اس پر دلالت نہیں اس واسطے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ ان کو بازار کے اوپر کی طرف میں آگے بڑھ کر ملتے تھے جیسا کہ عبیداللہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اور تحقیق صریح کی مالک نے ایک روایت میں نافع سے کہ نہ آگے بڑھ کر ملو اسباب کو یہاں تک کہ بازار میں اتارا جائے پس معلوم ہوا کہ آگے بڑھ ملنا جائز ہے جو بازار میں پہنچی اور بعض حدیث بعض کی تفسیر کرتی ہے اور طحاوی نے دعوی کیا ہے کہ ان دونوں روایتوں کے درمیان تعارض ہے اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ اگر سوداگروں کو آگے بڑھ کر خریدنے میں ضرر ہو تو تلقی درست نہیں اور اگر ضرر نہ ہو تو درست ہے لیکن بخاری رحمہ اللہ کی تطبیق راجح ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ شُرُوْطًا فِي الْبَيْعِ لَا تَحِلُّ

جب کوئی بیع میں ناجائز شرطیں کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: یعنی کیا بیع فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں دو حدیثیں بیان کی ہیں حدیث

عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بریرہ کے قصے میں اور شاید کہ غرض اس کی یہ ہے کہ نہی فساد کو چاہتی ہے پس صحیح ہوگا مذہب اس کا کہ جو آگے بڑھ کر قافلے سے خریدے تو اس کی بیع مردود ہے صحیح نہیں اور اس کی پوری شرح کتاب الشروط میں آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۰۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَ تْنِيْ بَرِيْرَةُ فَقَالَتْ كَاتَبْتُ أَهْلِيْ عَلٰى تِسْعِ أَوَاقٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ وَّقِيَّةٌ فَأَعِيْنِيْنِيْ فَقُلْتُ إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لِيْ فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِيْرَةُ إِلٰى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ فَأَبَوْا ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَجَآءَ تْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَتْ إِنِّيْ قَدْ عَرَضْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ الْوَلَآءُ لَهُمْ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذِيْهَا وَاشْتَرِطِيْ لَهُمُ الْوَلَآءَ فَإِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ أَعْتَقَ فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ مَا بَالُ رِجَالٍ يَّشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَّيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَّيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَّإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَآءُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

۲۰۲۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا میرے پاس آئے تو اس نے کہا کہ میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ پر مکاتبت کی ہے کہ ہر سال میں ایک اوقیہ دوں گی سو مدد کر میری تو میں نے کہا کہ اگر تیرے مالک چاہیں کہ میں ان کو نو اوقیہ یک مشت دے دوں اور تجھ کو آزاد کر دوں اور تیری وارثت کا حق میرے واسطے ہو تو میں کروں سو بریرہ رضی اللہ عنہا اپنے مالکوں کے پاس گئی اور ان کو یہ بات کہی تو انہوں نے اس پر انکار یعنی نہ مانا سو وہ ان کے پاس سے آئی اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے تو بریرہ نے کہا کہ میں یہ بات ان کے پیش کی تھی تو انہوں نے نہیں مانی مگر یہ کہ حق وارثت کا ان کے لیے ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید لے اور ان کے لیے ولا کی شرط کر یعنی ان سے کہہ دے کہ اس کی وارثت کا حق تم ہی کو ملے گا اس واسطے کہ آزادی کا حق تو اسی کے واسطے ہے جو آزاد کرے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے خرید کر آزاد کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے سو اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں جو شرط کہ ایسی ہو جو کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ باطل ہے اگرچہ سو شرط ہو سو اللہ کا حکم لائق تر ہے کہ عمل کیا جائے اس پر اور اللہ کی شرط مضبوط تر ہے اور حق وارثت کا تو صرف اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے۔

٢٠٢٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ أَهْلُهَا نَبِيْعُكِهَا عَلٰى أَنَّ وَلَاءَ هَا لَنَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

٢٠٢٤۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ ایک لونڈی خرید کر آزاد کرے تو اس کے مالکوں نے کہا کہ ہم اس کو تیرے ہاتھ اس شرط سے بیچتے ہیں کہ اس کی وارثت کا حق میرے واسطے ہو تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شرط تجھ کو منع نہیں کرتی اس واسطے کہ آزادی کا حق تو صرف اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے۔

بَابُ بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ

کھجور کو کھجور کے ساتھ بیچنا

٢٠٢٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ.

٢٠٢٥۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنا گیہوں کا ساتھ گیہوں کے بیاج ہے مگر دست بدست درست ہے اور جو ساتھ جو کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور کھجور ساتھ کھجور کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ بَيْعِ الزَّبِيْبِ بِالزَّبِيْبِ وَالطَّعَامِ بِالطَّعَامِ

بیچنا خشک انگور کا ساتھ خشک انگور کے اور اناج کا بدلے اناج کے

٢٠٢٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الزَّبِيْبِ بِالْكَرْمِ كَيْلًا.

٢٠٢٦۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنت سے اور مزابنت یہ ہے کہ بیچے میوہ تازہ کہ درخت پر ہو بدلے خشک کھجور کے بطور پیمانے کے یعنی مثلاً دس پیمانے کھجوریں تازی درخت پر اندازہ کر کے دس پیمانے بھر خشک کھجوروں کے بدلے کہ خریدنے والے کے پاس ہیں بیچے اور بیچنا خشک انگور کا ہے بدلے انگور تازہ کے کہ درخت پر ہے بطور پیمانے کے۔

٢٠٢٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ

٢٠٢٧۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ قَالَ وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يَّبِيْعَ الثَّمَرَ بِكَيْلٍ إِنْ زَادَ فَلِيْ وَإِنْ نَّقَصَ فَعَلَيَّ قَالَ وَحَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا.

مزابنت سے منع فرمایا اور مزابنت یہ ہے کہ بیچے خشک کھجور کو ساتھ پیمانے کے اس شرط کے کہ اگر زیادہ نکلے تو میرے لیے ہے اور اگر کم نکلے تو مجھ پر ہے یعنی میں تجھ کو پورا کر دوں گا اے مشتری ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی عرایا میں ساتھ اندازہ کرنے اس کے کی۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح آئندہ آئے گی اور حدیث میں اناج کو ساتھ اناج کے بیچنے کا ذکر نہیں اور نیز باب میں خشک کھجور کو ساتھ خشک انگور کے بیچنے کا ذکر ہے اور باب کی حدیث میں یہ ذکر ہے کہ خشک انگور کو تازہ انگور کے ساتھ بیچے اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو معنی کی جہت سے لیا ہے اور یا شاید اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں طعام کا ذکر بھی آ چکا ہے اور وہ لیث کی روایت میں ہے کماسیاتی اور مسلم نے معمر سے روایت کی ہے کہ اناج کے بدلے اناج برابر ساتھ برابر کے (فتح) اور مزابنت مشتق ہے زبن سے اور مزابنت یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس مثلاً دس پیمانے بھر خشک کھجوریں ہیں اور دوسرے شخص پاس دس پیمانے بھر تازہ کھجوریں درخت پر ہوں سو پہلا آدمی اپنی خشک کھجوروں کو دوسرے آدمی کے ہاتھ بیچے بدلے ان کھجوروں تازہ کے کہ درخت پر ہیں حاصل یہ ہے کہ بیچے میوہ تر کہ درخت پر ہے بدلے میوے خشک کے کہ زمین پر ہے اور چونکہ بنا اس بیع کی قیاس اور اندازہ پر ہے اور کمی بیشی کا احتمال رکھتی ہے اس واسطے اس سے منع فرمایا۔

بَابُ بَيْعِ الشَّعِيْرِ بِالشَّعِيْرِ

بیچنا جو کا ساتھ جو کے

فائدہ: یعنی اس کا کیا حکم ہے؟

۲۰۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَّالِكِ بْنِ أَوْسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ الْتَمَسَ صَرْفًا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَدَعَانِيْ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ فَتَرَاوَضْنَا حَتّٰى اصْطَرَفَ مِنِّيْ فَأَخَذَ الذَّهَبَ يُقَلِّبُهَا فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ قَالَ حَتّٰى يَأْتِيَ خَازِنِيْ مِنَ الْغَابَةِ وَعُمَرُ يَسْمَعُ ذٰلِكَ فَقَالَ وَاللهِ لَا

۲۰۲۸۔ مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے زہری کو خبر دی کہ اس نے سو دینار کے بدلے درہم لینے چاہے مالک نے کہا سو مجھ کو طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے بلایا سو ہم نے بیع کی کمی بیشی میں کلام کیا یہاں تک کہ اس نے مجھ سے بیع صرف کی سو طلحہ رضی اللہ عنہ سونے یعنی ان دیناروں کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر پھیرنے لگا پھر اس نے کہا کہ ٹھہر جا یہاں تک کہ میرا خزانچی جنگل سے آئے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ بات سنتے

تُفَارِقُهُ حَتّٰى تَأْخُذَ مِنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ.

تھے تو انہوں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی اس سے جدا نہ ہو یہاں تک کہ تو اس سے درہم لے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سونا بدلے چاندی کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور گیہوں بدلے گیہوں کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور جو بدلے جو کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور کھجور بدلے کھجور کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ یعنی اسی مجلس میں قبض کرے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ بیع صرف میں مبیع اور قیمت کو مجلس عقد میں قبض کرنا شرط ہے اور یہی ہے قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نہیں جائز بیع صرف مگر وقت ایجاب کے ساتھ کلام کے اور اگر اس جگہ سے دوسری جگہ کی طرف انتقال کریں تو ان کا قبض کرنا صحیح نہیں اور مذہب ان کا یہ ہے کہ بیع صرف میں ان کے نزدیک قبض کرنے میں دیر کرنی درست نہیں برابر ہے کہ دونوں اس مجلس میں ہوں یا جدا ہو گئے ہوں اور حمل کیا ہے اس نے قول عمر رضی اللہ عنہ کو فور پر یعنی فوراً اسی وقت قبض کرے یہاں تک کہ اگر صراف قبض میں دیر کرے یہاں تک کہ کھڑا ہو طرف بیٹھنے کی گویا کہ وہ اس جگہ اپنا صندوق کھولتا ہے تو جائز نہیں اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ گیہوں اور جو ایک قسم نہیں بلکہ جدا جدا دو قسم ہیں اور یہی قول ہے جمہور کا اور خلاف کیا ہے اس میں مالک اور لیث اور اوزاعی نے سو کہتے ہیں کہ دونوں ایک قسم ہیں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث میں ہے کہ بڑا آدمی خود اپنے ہاتھ سے بیع شرا کرے اگرچہ اس کے وکیل اور مددگار ہوں جو اس کو کفایت کریں اور اس میں مماکست کرنا ہے بیع میں اور رد بدل کرنا اور اسباب کا الٹانا اور فائدہ اس کا امن ہے غبن سے اور بعض علم ایسا ہے کہ بڑے آدمی پر پوشیدہ رہتا ہے یہاں تک کہ غیر اس کا اس کو یاد دلائے اور یہ کہ امام جب کوئی چیز ناجائز سنے یا دیکھے تو اس سے منع کرے اور حق کی طرف راہ دکھائے اور یہ کہ جو کوئی کسی نیک کا فتوی دے اس کی دلیل بھی بیان کرے اور یہ کہ امام اپنی رعیت کے حالات کو تلاش کرے اور ان کی بھلائیوں میں کوشش کرے اور اس میں قسم کھانا ہے واسطے تاکید خبر کے اور اس میں حجت ہے واسطے خبر واحد کے اور اس میں حجت قائم کرنا ہے اس پر جو قرآن اور حدیث کے حکم کے برخلاف کرے اور یہ کہ کوئی سونے کو چاندی کے ساتھ بیچے تو اس میں ادھار کرنا جائز نہیں اور جب کہ ان میں جائز نہ ہوا باوجود یہ کہ دونوں جنس مختلف ہیں تو سونے کو سونے کے بدلے بیچنے میں ادھار بطریق اولی جائز نہ ہوگا اور حالانکہ وہ جنس ایک ہے اور اسی طرح چاندی کو چاندی کے ساتھ بیچنے میں ادھار جائز نہیں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ سونے کو سونے کے بدلے اور سونے کو چاندی کے بدلے وعدے کے ساتھ بیچنا درست نہیں پس اس میں قیاس کی کوئی حاجت نہیں اور مراد سونے چاندی سے عام ہے خواہ اس پر سکہ

ہو مانند روپے اور اشرفی وغیرہ کی یا نہ ہو مانند ٹکڑے سونے چاندی کی۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ

سونے کو سونے کے بدلے بیچنے کا بیان یعنی اس کا کیا حکم ہے؟

۲۰۲۹۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُوْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَآءً بِسَوَآءٍ وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ إِلَّا سَوَآءً بِسَوَآءٍ وَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْتُمْ.

۲۰۲۹۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیچو سونے کو بدلے سونے کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور نہ چاندی کو بدلے چاندی کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور بیچو سونے کو بدلے چاندی کے اور چاندی کو بدلے سونے کے جس طرح کہ چاہو تم۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے کو سونے کے بدلے بیچنا درست نہیں مگر برابر ساتھ برابر کے اور باقی شرح اس کی آئندہ آئے گی۔

بَابُ بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ

چاندی کو بدلے چاندی کے بیچنے کا بیان

فائدہ: اس کا حکم بھی پہلے گزر چکا ہے۔

۲۰۳۰۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا عَمِّيْ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ حَدِيْثًا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَبَا سَعِيْدٍ مَا هٰذَا الَّذِيْ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ فِي الصَّرْفِ

۲۰۳۰۔ سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی مانند اس حدیث کی جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے باب بیع الشعیر بالشعیر میں گزر چکی ہے کہ واجب ہے کہ بیع دست بدست ہو سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی یعنی حدیث بیان کرنے کے واسطے اور وقت میں سو اس نے کہا کہ اے ابوسعید کیا ہے یہ حدیث جس کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے تو ابوسعید نے کہا بیع صرف میں کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ بیچنا سونے کا بدلے سونے کے برابر برابر ہے

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَالْوَرِقُ بِالْوَرِقِ مِثْلًا بِمِثْلٍ.

اور چاندی بدلے چاندی کے برابر برابر ہے۔

فائدہ: اور سونا عام ہے اپنی سب قسموں کو شامل ہے برابر ہے کہ مضروب ہو یا منقوش اور برابر ہے کہ کھرا ہو یا کھوٹا اور برابر ہے کہ درست ہو یا ٹوٹا ہوا اور برابر ہے کہ زیور ہو یا ٹکڑا اور برابر ہے کہ خالص ہو یا اس میں کھوٹ ہو اور نووی وغیرہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے (فتح)

۲۰۳۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَا تَبِيْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَا تَبِيْعُوْا مِنْهَا غَآئِبًا بِنَاجِزٍ.

۲۰۳۱۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بیچو سونے کو بدلے سونے کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور نہ زیادہ کرو بعض کو بعض پر اور نہ بیچو چاندی کو بدلے چاندی کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور نہ زیادہ کرو بعض کو بعض پر اور نہ بیچو ان میں سے غائب کو بدلے حاضر کے یعنی نہ بیچو نقد کو ساتھ ادھار کے۔

فائدہ: مراد ساتھ غائب کے عام ہے مؤجل سے یعنی مجلس سے غائب ہو برابر ہے کہ وعدے کے ساتھ ہو یا اسی وقت ہو اور اس میں حجت ہے واسطے شافعی کے کہ اگر کسی کے کسی پر درہم آتے ہوں اور دوسرے کو اس پر دینار یں آتی ہوں تو ایک کو دوسرے کے بدلے بیچنا جائز نہیں اس واسطے کہ یہ بیع چاندی کی ہے ساتھ ہونے کے بطور قرض کے یعنی قرض کو قرض کے ساتھ بیچنا ہے اس واسطے کہ جب غائب کو حاضر کے ساتھ بیچنا درست نہیں تو قرض کو قرض کے بدلے بیچنا بطریق اولی درست نہ ہوگا اور اصحاب سنن نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں بقیع میں اونٹوں کو بیچتا تھا سو میں ان کو دیناروں کے ساتھ بیچتا تھا اور ان کے بدلے درہم لیتا تھا اور برعکس اس کے سو میں نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا کوئی ڈر نہیں جب کہ ہو ساتھ نرخ اس دن کے یعنی وقت لینے کے جب تک کہ تم جدا نہ ہو جاؤ اس حال میں کہ تمہارے درمیان کوئی چیز ہو لیکن یہ حدیث قرض کے بیچنے میں نہیں یعنی یہ بدل کرنا درہم اور دیناروں کا آپس میں بایں شرط جائز ہے کہ مجلس کے اندر آپس میں قبض کریں تا بیع نقد کی ساتھ نسیہ یعنی وعدے کی لازم نہ آئے اور بیاج نہ ہو اور استدلال کیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے مثلاً مثل کہ اگر کوئی ایک دینار کو دو دیناروں کے بدلے بیچے تو یہ بیع باطل ہے اور اس سے زیادہ تر وہ حدیث

ہے جو کہ مسلم نے فضالہ بن عبید سے روایت کی ہے بیچ رد کرنے بیع ہار کے جس میں سونا اور نگینے تھے یہاں تک کہ جدا کیے جائے۔ (فتح)

بَابُ بَیْعِ الدِّیْنَارِ بِالدِّیْنَارِ نَسَآءً

دینار کو دینار کے بدلے وعدے کے ساتھ بیچنا

۲۰۳۲۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ أَنَّ أَبَا صَالِحٍ الزَّیَّاتَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِیْدٍ الْخُدْرِیَّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ یَقُوْلُ الدِّیْنَارُ بِالدِّیْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ فَقُلْتُ لَهُ فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا یَقُوْلُهُ فَقَالَ أَبُوْ سَعِیْدٍ سَأَلْتُهُ فَقُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَوْ وَجَدْتَهُ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ قَالَ کُلَّ ذٰلِكَ لَا أَقُوْلُ وَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنِّیْ وَلٰکِنْ أَخْبَرَنِیْ أُسَامَةُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رِبًا إِلَّا فِی النَّسِیْئَةِ.

۲۰۳۲۔ ابو صالح زیات سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ جائز ہے بیچنا ایک دینار کا بدلے ایک دینار کے اور بیچنا ایک درہم کا بدلے ایک درہم کے تو میں نے ان سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے قائل نہیں یعنی بلکہ یہ ان کا مذہب ہے کہ ایک درہم کو دو درہم کے بدلے دست بدست بیچنا درست ہے یعنی اگر دست بدست بیچے تو کمی بیشی درست ہے سو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا سو میں نے کہا کہ کیا تو نے یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے یا اس کو کتاب اللہ میں پایا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں یہ کل نہیں کہتا ہوں یعنی نہ تو میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور نہ اس کو کتاب اللہ میں پایا اور تم مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کے ساتھ عالم ہو یعنی اس واسطے کہ تم عمر میں بڑے ہو اور تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بہت کی ہے اور میں چھوٹا ہوں لیکن خبر دی مجھ کو اسامہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بیاج مگر وعدے میں امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے سلیمان بن حرب سے سنا کہ نہیں بیاج مگر وعدے میں کہا کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک بیچ بیچنے سونے کے ہے ساتھ چاندی کے اور بیچنے گیہوں کے ہے ساتھ جو کے کم و بیش نہیں ڈر ہے ساتھ اس کے ہاتھوں ہاتھ اور نہیں بھلائی وعدے میں۔

فائدہ: اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں بیاج ہے اس چیز میں کہ ہو ہاتھوں ہاتھ اور ایک روایت میں ہے ابونضرہ سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صرف کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ کیا ہاتھوں ہاتھ میں

نے کہا کہ ہاں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں سو میں نے ابوسعید کو خبر دی تو اس نے کہا کہ کیا اس نے یہ بات کہی ہے ہم اس کی طرف لکھیں گے سو وہ تم کو نہ فتوے دے گا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیع صرف کا حکم پوچھا تو انہوں نے اس کا کچھ ڈر نہ دیکھا پھر میں نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو اس نے کہا کہ جو زیادہ ہو پس وہ بیاج ہے اور بیع صرف اس کو کہتے ہیں کہ سونے کو چاندی کے بدلے بیچے اور چاندی کو سونے کے بدلے بیچے اور اس کے واسطے دو شرطیں ہیں منع ہونا ادھار کا یعنی ادھار کے ساتھ بیچنا درست نہیں برابر ہے کہ جنس ایک ہو یا مختلف ہو اور اگر جنس ایک ہو تو کم و بیش لینا درست نہیں اور یہی ہے قول جمہور کا اور مخالفت کی ہے اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پھر رجوع کیا اس نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اس میں مخالفت کی ہے اور اس کے رجوع میں اختلاف ہے اور اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ اسامہ کی حدیث صحیح ہے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے بیچ جمع کے درمیان اس کے اور درمیان حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کے سو بعض تو کہتے ہیں کہ اسامہ کی حدیث منسوخ ہے لیکن نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ معنی لا ربی کے یہ ہیں کہ بیاج زیادہ تر غلیظ اور شدید حرمت والا جس پر سخت عذاب کا وعدہ ہے نہیں ہے مگر وعدے میں تو یہ لا واسطے نفی کمال کے ہے نہ واسطے نفی ذات کے اور نیز نفی حرمت بیاج زیادتی کی اسامہ کی حدیث سے تو صرف بطور مفہوم کے ہے پس مقدم کی جائے اس پر حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی اس واسطے کہ اس کی دلالت اس پر بطریق منطوق کے ہے اور اسامہ کی حدیث بیاج اکبر پر محمول ہے اور طبری نے کہا کہ معنی اسامہ کی حدیث کے یہ ہیں کہ نہیں بیاج مگر وعدے میں جب کہ بیع کی قسمیں مختلف ہوں اور کمی بیشی اس میں ہاتھوں ہاتھ بیاج ہے واسطے تطبیق کے درمیان اس کے اور درمیان حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ نَسِيئَةً — چاندی کو سونے کے ساتھ ادھار بیچنا

فائدہ: بیع یا تو ساتھ نقد کے ہے یا ساتھ عرض کے فی الحال ہے یعنی ہاتھوں ہاتھ یا ساتھ مہلت کے پس وہ چار قسم ہے پس بیع نقد کی یا تو ساتھ مثل اس کی کے ہے اور یہ مراطلہ ہے اور یا ساتھ نقد غیر جنس کے ہے یعنی جیسے چاندی کو ساتھ سونے کے اور یہ صرف ہے اور بیع اقسام اسبابوں کی ساتھ نقد کے نقد کا نام قیمت رکھا جاتا ہے اور عرض کا نام عوض رکھا جاتا ہے اور بیع عرض کی ساتھ عرض کے نام رکھا جاتا ہے اس کا مقائضہ اور حلول یعنی دست بدست بیچنا ان سب قسموں میں جائز ہے اور اپر مہلت ٹھہرانی پس اگر ہو بیع نقد کی ساتھ نقد کے مہلت سے تو جائز ہے اور اگر اسباب مؤخر ہو تو جائز ہے سو اگر عرض مؤخر ہو تو یہ بیع سلم ہے اور اگر دونوں مؤخر ہوں تو وہ بیع قرض کی ہے ساتھ قرض کے اور یہ جائز نہیں مگر حوالہ میں نزدیک اس کے جو اس کو بیع کہتا ہے۔ (فتح)

٢٠٢٣۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ — ٢٠٢٣۔ ابوالمنہال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے براء بن

قَالَ أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْمِنْهَالِ قَالَ سَأَلْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنِ الصَّرْفِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا يَقُولُ هٰذَا خَيْرٌ مِّنِّي فَكِلَاهُمَا يَقُولُ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ دَيْنًا.

عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بیع صرف کا حکم پوچھا تو دونوں میں سے ہر ایک کہتا ہے کہ یہ مجھ سے بہتر ہے سو وہ دونوں کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا بیع سونے کی سے ساتھ چاندی کے از روئے قرض کے یعنی جو ہاتھوں ہاتھ نہ ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے بیچنا چاندی کو بدلے سونے کے ساتھ وعدے کے اور نام رکھا گیا ہے اس کا بیع صرف واسطے پھرنے اس کے مقتضی بیعوں سے جائز ہونے کی بیشی سے بیچ اس کے اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب تواضع سے اور انصاف کرنے بعض کے سے واسطے بعض کے اور پہچاننے حق ایک دوسرے کے سے اور مدد چاہنے عالم کے فتوی میں ساتھ نظیر اپنی کے علم میں وسیاتی الکلام علیہ فی الشرکۃ۔ (فتح الباری)

بَابُ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ يَدًا بِيَدٍ

بیچنا سونے کا ساتھ چاندی کے ہاتھوں ہاتھ

٢٠٣٤۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَآءً بِسَوَآءٍ وَأَمَرَنَا أَنْ نَّبْتَاعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْنَا وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا.

٢٠٣٤۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے چاندی کے سے بدلے چاندی کے اور سونے کے سے ساتھ سونے کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور ہم کو حکم ہوا کہ خریدیں ہم سونے کو بدلے چاندی کے جس طرح کہ چاہیں اور چاندی کو ساتھ سونے کے جس طرح کہ چاہیں۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث میں حلول کی قید نہیں یعنی ہاتھوں ہاتھ بیچنا اور شاید کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس چیز کے جو حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے پس مسلم نے عباد کے طریق سے روایت کی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس کو ایک مرد نے پوچھا تو اس نے کہا کہ ہاتھوں ہاتھ اور ایک طریق میں ہے کہ بیچو چاندی کو ساتھ سونے کے جس طرح کہ تم چاہو اور بیع صرف میں قبض کی شرط ہونا تو متفق علیہ ہے

یعنی سب کا اتفاق ہے اس پر کہ بیع صرف میں قبض کرنا شرط کا ہے اور اختلاف تو صرف اس میں ہے کہ اگر جنس ایک ہو تو کم و بیش لینا درست ہے یا نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے بیچنا بعض ربویات کا ساتھ بعض کے جب کہ ہو ہاتھوں ہاتھ اور زیادہ تر صریح عبادہ کی حدیث ہے کہ جب جنسیں مختلف ہوں تو بیچو جس طرح کہ تم چاہو۔(فتح)

بَابُ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ وَهِيَ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَبَيْعُ الزَّبِيْبِ بِالْكَرْمِ وَبَيْعُ الْعَرَايَا

باب ہے بیان میں بیع مزابنت کے اور وہ بیچنا خشک کھجور کا ہے ساتھ تازہ کھجور کے اور بیچنا خشک انگور کا ہے ساتھ تازہ انگور کے اور بیچنا عرایا کا یعنی اس کے پھلوں کا۔

فائدہ: زبن کے معنی سخت دفع کرنا ہے اور اسی قبیل سے نام رکھی گئی ہے لڑائی زبوں واسطے دفع کرنے کے بیچ اس کے اور بیع مخصوص کا نام مزابنت رکھا گیا اس واسطے کہ ہر ایک بائع اور مشتری سے دفع کرتا ہے ساتھی اپنے کو حق اس کے سے یا اس واسطے کہ جب ایک ان دونوں میں غبن پر واقف ہو تو ارادہ کرتا ہے دفع بیع کا ساتھ فسخ کرنے اس کے اور ارادہ کرتا ہے دوسرا دفع کرنے اس کے کا اس ارادے سے ساتھ جائز رکھنے بیع کے اور اصل مزابنت کے معنی یہ ہیں کہ جو کہ یہاں بیان ہوئی اور الحاق کیا ہے امام شافعی نے ساتھ اس کے ہر بیع مجہول کو ساتھ مجہول کے یا ساتھ معلوم کے ساتھ اس جنس کہ جاری ہو بیاج اس کی نقد میں امام شافعی نے کہا کہ جو کہے کہ میں ضامن ہوں واسطے تیرے اس ڈھیر تیرے کے ساتھ بیس صاع کے مثلاً پس اگر زیادہ نکلے تو واسطے میرے ہے اور اگر کم نکلے تو مجھ پر ہے تو یہ جوا ہے اور یہ مزابنت نہیں میں کہتا ہوں کہ پہلے گزر چکا ہے بیچ باب بَيْعِ الزَّبِيْبِ بِالزَّبِيْبِ کے کہ مزابنت یہ ہے کہ بیچے خشک کھجور کو ساتھ پیمانے کے اس شرط سے کہ اگر زیادہ نکلے تو واسطے میرے ہے اور اگر کم نکلے تو مجھ پر ہے پس ثابت ہوا کہ یہ صورت بھی مزابنت صورتوں سے ہے اور اس کے جوے ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مزابنت نہ ہو اور نیز مزابنت کی صورتوں سے ہے کہ بیچے کھیتی کو ساتھ گیہوں کے بطور پیمانے کے جیسے کہ مسلم کی روایت میں یہ لفظ آ چکا ہے اور یہ زیادتی بخاری میں آئندہ آئے گی اور امام مالک نے کہا کہ مزابنت ہر شے ہے اندازے سے کہ نہ معلوم ہو ماپا اس کا اور وزن اس کا اور نہ عدد اس کا جب کہ بیچی جائے ساتھ چیز معین کے کیل وغیرہ سے برابر ہے کہ اس جنس سے جس میں بیاج جاری ہوتا ہے یا نہ ہو اور سبب نہی کا یہ ہے کہ یہ جوا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مزابنت یہ ہے کہ بیچے میوے کو پہلے ظاہر ہونے پختگی سے اور یہ خطا ہے اور صحیح تفسیر اس کی وہ ہے جس پر حدیثیں دلالت کرتی ہیں اور قمار اور مخاطرۃ بھی اس میں داخل ہے۔(فتح)

قَالَ أَنَسٌ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنت سے اور محاقلت سے

فائدہ: اور یہ تفسیر مزابنت کی مرفوع ہے یعنی حضرت ﷺ کی کلام سے ثابت ہے اور اگر بالفرض تسلیم کیا جائے تو یہ تفسیر ان اصحاب سے ہے اور وہ زیادہ تر پہنچاننے والے ہیں ساتھ تفسیر اس کی کے اپنے غیر سے ابن عبدالبر نے کہا کہ کوئی ان کا مخالف نہیں اس میں کہ مانند اس کی مزابنت ہے اور اختلاف تو اس میں ہے کہ کیا ملحق ہے ساتھ اس کے ہر وہ چیز کہ نہیں جائز ہے مگر برابر ساتھ برابر کے پس نہیں جائز ہے اس میں میانہ ساتھ اندازے کے اور نہ اندازہ ساتھ اندازہ کے پس جمہور کہتے ہیں کہ یہ بھی اس کے ساتھ ملحق ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ کھجور انگور کے ساتھ خاص ہے۔ (فتح)

۲۰۳۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَلَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ قَالَ سَالِمٌ وَأَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِيْ بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِالرُّطَبِ أَوْ بِالتَّمْرِ وَلَمْ يُرَخِّصْ فِيْ غَيْرِهٖ.

۲۰۳۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بیچو میوے کو یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو اور نہ بیچو میوے کو درخت پر ہو ساتھ کھجور خشک کے اور زید بن ثابت سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے رخصت دی بعد اس کے منع کرنے بیع میوے کی سے کہ درخت پر ہو ساتھ خشک کھجور کے عریہ کے بیچنے میں یعنی اس کے پھل کے بیچنے میں ساتھ تازہ کھجور یا خشک کھجور کے اور اس کے غیر میں رخصت نہیں دی۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیثوں باب کے اوپر حرام ہونے بیع تازہ کھجور کے ساتھ خشک کھجور کے اس سے اگرچہ پیمانے اور تول میں برابر ہوں اس واسطے کہ برابر ہونے کا اعتبار تو کمال کی حالت میں صحیح ہوتا ہے اور تازہ کھجور کبھی کم ہو جاتی ہے جب کہ خشک ہو خشک کھجور سے ایسا نقص کہ اندازہ نہیں کیا جاتا اور یہی ہے قول جمہور کا اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کافی ہے برابر ہونا تر ہونے کی حالت میں اور مخالفت کی ہے اس کی بیچ اس کے اس کے دونوں مصاحبوں نے یعنی ابو یوسف اور محمد نے واسطے صحیح ہونے حدیثوں کے جو نہی میں وارد ہیں اور زیادہ تر صریح اس سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ تازہ کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ بیچنا درست ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تر کھجور خشک ہو تو کیا کم ہو جاتی ہے لوگوں نے کہا کہ ہاں فرمایا پس جائز نہیں روایت کی یہ حدیث مالک اور اصحاب سنن نے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اس کے بعد عریہ کے بیچنے کی اجازت دی تو یہ زیادہ تر صریح اس چیز کی ہے جو وارد ہوئی ہے بیچ رد کے اس حنفی پر جو حمل کرتا

ہے نہی کو بیچے تازہ میوے کے ساتھ خشک کھجور کے اوپر عموم اپنے کے یعنی تازہ کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ بیچنا ہر صورت میں منع ہے اور کہا اس نے کہ عرایا یعنی ان کے پھلوں کا بیچنا اس حدیث کے عموم سے مستثنیٰ نہیں اور گمان کیا ہے اس سے کہ یہ دونوں حکم مختلف ہیں یعنی متعارض ہیں وارد ہوئی ہیں ایک سیاق میں اور اسی طرح جو زعم کرتا ہے ان میں سے جیسا کہ حکایت کیا ہے اس کو ابن منذر نے ان سے کہ عرایا کا بیچنا منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے کہ منع ہے بیچنا تازہ کھجور کا ساتھ خشک کھجور کے اس واسطے کہ منسوخ ناسخ کے بعد نہیں ہوتا اور یہ کہا کہ ساتھ تر کھجور کے یا خشک کھجور کے تو اس میں حجت ہے واسطے جائز ہونے بیع تازہ کھجور کے جو درخت پر اندازہ کی گئی ہو بدلے کھجور تر کے کہ اندازہ کی گئی ہے زمین پر اور یہ رائے ابن خیران شافعی کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جائز نہیں اور یہ رائے اصطخری کی ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ایک جماعت نے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر ایک ہو تو جائز نہیں اس واسطے کہ اس کی حاجت نہیں اور اگر دو قسم ہوں تو جائز ہے اور یہ رائے ابی اسحاق کی ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن عفرون نے اور یہ سب صورتیں اس حالت میں ہیں کہ ایک میوہ درخت پر ہو اور دوسرا زمین پر اور بعض کہتے ہیں کہ مثل اس کی ہے جب کہ دونوں درخت پر ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ محل اس کا اس چیز میں ہے جب کہ دو قسم ہوں اور اس میں اور بھی کئی فروع ہیں جس کا ذکر دراز ہے اور تصریح کی ہے ماوردی نے ساتھ اس کے کہ کچی کھجور کا بھی حکم تر کھجور کی مانند ہے۔(فتح)

۲۰۳۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَآءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَّبَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيْبِ كَيْلًا.

۲۰۳۶۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنت اور مزابنت خریدنا میوے کا ہے ساتھ کھجور کے بطور پیمانے کے اور بیچنا انگور تر کا ہے ساتھ خشک انگور کے بطور پیمانے کے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نام رکھنا انگور کا کرم اور اس سے نہی وارد ہو چکی ہے کماسیاتی الکلام علیہ اور تطبیق دونوں کے درمیان اس طور سے ہے کہ نہی تنزیہ پر محمول ہے اور یہ واسطے بیان جواز کے ہے یعنی اس کو کرم کہنا درست ہے لیکن مکروہ تنزیہ ہے اور یہ بنا بر اس کے ہے کہ مزابنت کی تفسیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سے ہے اور اگر اس کا موقوف ہونا تسلیم کیا جائے تو نہیں حجت ہے جواز پر پس نہی اپنے حقیقی معنی پر محمول ہو گی اور سلف کو اس میں اختلاف ہے کہ کیا عرایا میں تر کھجور کے ساتھ انگور وغیرہ بھی ملحق ہے یا نہیں بعض کہتے ہیں کہ نہیں اور یہ قول اہل ظاہر کا ہے اور اختیار کیا ہے اس کو بعض شافعیہ نے ان میں سے ہے محب طبری اور بعض کہتے ہیں کہ صرف انگور

اس کے ساتھ ملحق ہے یعنی اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں اور یہی ہے مشہور مذہب شافعی کا اور بعض کہتے ہیں کہ ملحق ہے ساتھ اس کے ہر وہ چیز کہ ذخیرہ کیا جائے اور یہ قول مالکیہ کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ملحق ہے ساتھ اس کے ہر میوہ اور یہ بھی شافعی سے منقول ہے۔ (فتح)

۲۰۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِيْ أَحْمَدَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَآءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ فِيْ رُؤُوْسِ النَّخْلِ.

۲۰۳۷۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مزابنت سے اور محاقلت سے اور مزابنت خریدنا میوے کا ہے ساتھ خشک کھجور کے کہ درخت پر ہو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں کیل کا لفظ زیادہ ہے اور وہ موافق ہے واسطے ابن عمر جو پہلے گزر چکی ہے اور ذکر کیل کا اس صورت میں قید نہیں بلکہ اس واسطے کہ وہ صورت بیع کی ہے جو اس وقت وہاں واقع ہوئی تھی پس نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اس کے یا اس کے لیے مفہوم ہے لیکن وہ مفہوم موافقت کا ہے اس واسطے کہ مسکوت عنہ اولی ہے ساتھ منع کے منطوق سے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ معیار تمر اور زبیب کا کیل ہے اور مسلم نے ابو سعید کی حدیث میں یہ لفظ زیادہ کیا ہے کہ محاقلت کرایہ دینا زمین کا ہے۔ (فتح)

۲۰۳۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

۲۰۳۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلت سے اور مزابنت سے۔

۲۰۳۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْخَصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ أَنْ يَبِيْعَهَا بِخَرْصِهَا.

۲۰۳۹۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے صاحب عریہ کے یہ کہ بیچے اس کو ساتھ اندازہ کرنے اس کے۔

فائدہ: اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رخصت دی عریہ میں کہ لے اس کو گھر والا ساتھ اندازہ کرنے اس

کے کے حالت خشک ہونے میں یعنی اندازہ کرے کہ خشک ہونے کے بعد کس قدر رہے گا اس قدر خشک کھجوریں دے کر لے کہ کھائیں اس میوے کو اہل اس کے تازہ اور ایک روایت میں ہے کہ رخصت دی حضرت ﷺ نے بیچ بیچنے عریہ کے ساتھ اندازہ کرنے اس کے کی حالت خشک ہونے میں اور یحییٰ راوی نے کہا کہ عریہ یہ ہے کہ خریدے مرد کھجور باغ کے ساتھ طعام اہل اپنے کی حالت تر ہونے میں ساتھ اندازہ کرنے اس کے کی حالت خشک ہونے میں اور ایک روایت میں ہے کہ اجازت دی عرایا میں ایک اور دو درخت کھجور کے کہ بخشے جاتے ہیں واسطے مرد کے پس بیچے ان کو ساتھ اندازہ کرنے اس کے کی حالت خشک ہونے میں اور جمہور کے نزدیک یہ قید نہیں کماسیاتی۔(فتح)

بَابُ بَيْعِ الثَّمَرِ عَلٰى رُؤُوْسِ النَّخلِ بِالذَّهَبِ اَوِ الفِضةِ

سونے اور چاندی سے میوے کو درخت پر بیچنا

فائدہ: بعد اس کے کہ پک جائے یعنی نقد کے ساتھ بیچنا۔

۲۰۴۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَطِيْبَ وَلَا يُبَاعُ شَيْءٌ مِنْهُ إِلَّا بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ إِلَّا الْعَرَايَا.

۲۰۴۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے بیچنے کھجور کے سے یہاں تک کہ خوشرنگ ہو یعنی اس کی پختگی ظاہر ہو اور نہ بیچی جائے اس سے کوئی چیز مگر ساتھ دینار اور درہم کے مگر عرایا۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ چاندی اور سونے پر تو صرف اس واسطے اقتصار کیا ہے کہ لوگوں کا اکثر معاملہ اس کے ساتھ ہوتا ہے ورنہ امت کے درمیان اس میں اختلاف نہیں کہ جائز ہے بیچنا اس کا ساتھ تمام قسموں مال واسباب کے ساتھ شرط اس کی کے اور یہ جو کہا کہ مگر عرایا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جائز ہے بیچنا تر کھجور کا بیچ اس کے بعد اس کے کہ اندازہ کیا جائے اور پہچانی جائے قدر اس کی ساتھ اس قدر کے کھجور سے کماسیاتی البحث فیہ اور ابن منذر نے کہا کہ کوفیوں نے دعویٰ کیا ہے کہ عرایا کی بیع منسوخ ہے ساتھ منع کرنے حضرت ﷺ کے بیع تر میوے سے ساتھ کھجور کے اور یہ دعویٰ ان کا مردود ہے اس واسطے کہ جس نے نہی کی روایت کی ہے اس نے عرایا کی رخصت کی روایت کی ہے پس نہی اور رخصت دونوں کو ثابت کیا ہے میں کہتا ہوں کہ روایت سالم کی جو پہلے گزر چکی ہے وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ بیع عرایا کی رخصت نہی کی بعد واقع ہوئی ہے اور لفظ اس کا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع یہ ہے کہ نہ بیچو میوے کو ساتھ خشک کھجور کے اور ابن عمر نے زید بن ثابت سے روایت کی کہ حضرت ﷺ نے عریہ

کے بیچنے کی رخصت دی اور یہی ہے وہ چیز جس کو لفظ رخصت کا چاہتا ہے اس واسطے کہ رخصت منع کے بعد ہوتی ہے اور اسی طرح باقی حدیثیں جن میں واقع ہوا ہے استثنا بعد عرایا کے نہی بیع ثمر کی ساتھ کھجور خشک کے اور میں نے یہ بات پہلے بھی واضح کر دی ہے۔ (فتح الباری)

۲۰۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا وَّسَأَلَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الرَّبِيْعِ أَحَدَّثَكَ دَاوُدُ عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِيْ بَيْعِ الْعَرَايَا فِيْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ قَالَ نَعَمْ.

۲۰۴۱۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے عبداللہ بن عبدالوھاب نے اس نے کہا کہ میں نے مالک سے سنا اور حالانکہ عبیداللہ نے اس سے پوچھا تھا کہ کیا حدیث بیان کی تجھ کو داؤد نے ابوسفیان سے اس نے روایت کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ بیچنے عرایا کے پانچ وسق میں یا اس سے کم میں تو مالک نے کہا کہ ہاں۔

فائدہ: وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے تو پانچ وسق تخمینا پچیس من پختہ ہوئے اور اس کا بیان کتاب الزکوۃ میں پہلے گزر چکا ہے اور جو کوئی عرایا کی بیع کو جائز رکھتا ہے اس نے اس عدد کے مفہوم کو اعتبار کیا ہے یعنی اگر عرایا پانچ وسق یا اس سے کم ہو تو اس کا بیچنا جائز ہے اور اگر پانچ وسق سے زیادہ ہو تو اس کا بیچنا جائز نہیں اور پانچ وسق کے جائز ہونے میں اختلاف ہے واسطے شک مذکور کے اور خلاف نزدیک مالکیہ اور شافعیہ کے ہے اور راجح نزدیک مالکیہ کے جائز ہونا ہے پانچ وسق کا اور جو اس سے کم ہو اور شافعیہ کے نزدیک اگر پانچ وسق سے کم ہو تو اس کا بیچنا جائز ہے اور اگر پورے پانچ وسق ہوں تو ان کا بیچنا جائز نہیں اور یہی قول ہے حنابلہ اور اہل ظاہر کا اور ماخذ منع کا یہ ہے کہ اصل حرام ہونا ہے اور بیع عرایا کی رخصت ہے پکڑا جائے گا ساتھ اس چیز کے کہ ثابت ہو اس سے جواز یعنی یقین کر لیا جائے گا اور شک لغو گا اور اختلاف کا سبب یہ ہے کہ بیع مزابنت کی نہی پہلے وارد ہوئی ہے پھر عرایا کی رخصت واقع ہوئی اور یا بیع مزابنت کی نہی کے ساتھ واقع ہے سو بنا بر پہلی وجہ کے پانچ وسق کی بیع جائز ہوگی واسطے شک کے بیچ دور ہونے تحریم کے اور بنا بر دوسری وجہ کے جائز ہے واسطے شک کے بیچ مقدار تحریم کے اور ترجیح دیتی ہے پہلی وجہ کو روایت سالم کی جو پہلے باب میں مذکور ہے اور حجت پکڑی ہے بعض مالکیہ نے کہ دون کا لفظ صلاحیت رکھتا ہے واسطے تمام اس چیز کے کہ پانچ سے تلے ہے یعنی چار وسق پر بھی صادق آتی ہے اور تین پر بھی اور دو پر بھی سو اگر ہم اس کے ساتھ عمل کریں تو لازم آئے گا دور ہونا اس رخصت کا اس واسطے کہ جب کوئی حد اس کی معین نہیں تو کسی پر عمل کرنا ممکن نہ ہوگا اور تعاقب کیا گیا ہے بایں طور کہ اس کے ساتھ عمل کرنا ممکن ہے بایں طور کہ حمل کیا جائے اوپر اقل اس چیز کے کہ اس پر صادق آتی ہے اور یہی مفتی ہے شافعی کے مذہب میں اور تحقیق روایت کی ترمذی نے حدیث باب کی مالک

سے ساتھ اس لفظ کے کہ رخصت دی حضرت ﷺ نے بیچ بیچنے عرایا کے اس چیز میں کہ پانچ وسق سے کم ہو اور اس میں شک نہیں کیا اور ماوردی نے گمان کیا ہے کہ ابن منذر کا مذہب یہ ہے کہ اس کی حد چار وسق ہیں اور لازم کیا مزنی نے شافعی کو اس کے ساتھ قائل ہونا اور اس نقل میں نظر ہے اس واسطے کہ جو چیز اس نے ابن منذر سے نقل کی وہ اس کی کتابوں میں نہیں بلکہ اس میں تو صرف اس قول کو ترجیح کہ پانچ وسق کا بیچنا جائز نہیں اور جو اس سے کم ہو وہ جائز ہے اور یہی ہے وہ قول جو مزنی نے شافعی کو لازم کیا تھا اور تحقیق حکایت کیا ہے ابن عبدالبر نے یہ قول ایک قوم سے اور کہا کہ حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے پھر کہا کہ نہیں اختلاف ہے درمیان شافعی اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں کے کہ عرایا میں چار وسق سے زیادہ کو بیچنا جائز ہے جب تک کہ پانچ وسق کو نہ پہنچے اور ان کے نزدیک جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث یہ ہے جو کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے جب کہ آپ ﷺ نے عرایا والوں کو اجازت دی کہ بیچیں اس کو ساتھ اندازہ کرنے اس کی کے کہ ایک وسق اور دو وسق اور تین وسق اور چار وسق اور باب باندھا ہے اس پر ابن حبان نے ساتھ اس کے کہ احتیاط یہ ہے کہ چار وسق سے زیادہ نہ ہو اور یہی قول ہے جس کی طرف پھرنا مقرر ہے اور اپیر ایک حد مقرر کرنی کہ اس سے تجاوز کرنا جائز نہ ہو تو یہ واضح نہیں اور حجت پکڑی ہے بعض نے واسطے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ قول سہل کے کہ عرایہ تین وسق ہوتے ہیں یا چار وسق یا پانچ وسق کماسیاتی فی الباب الزی یلیہ اور اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ وہ موقوف ہے اور اس مسئلے کی فروع سے یہ ہے کہ اگر عقد بیع میں پانچ وسق پر زیادہ ہو تو سب کی بیع باطل ہو جاتی ہے اور اگر کوئی پانچ وسق سے کم ایک عدد میں بیچے پھر دہیں بائع اسی مشتری کے ہاتھ اس کے برابر اور عقد میں بیچی تو جائز ہے نزدیک شافعیہ کے صحیح تر قول میں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اہل ظاہر نے اس کو منع کیا ہے۔ (فتح الباری)

۲۰۴۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ بُشَيْرًا قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ أَبِيْ حَثْمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطَبًا وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً أُخْرٰى إِلَّا أَنَّهُ رَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ يَبِيْعُهَا أَهْلُهَا بِخَرْصِهَا يَأْكُلُوْنَهَا

۲۰۴۲۔ سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خشک کھجور کے بدلے میوے بیچنے سے منع فرمایا اور تخمینے سے عرایا یعنی اس کے پھلوں کے بیچنے کی اجازت دی کہ اس کے اہل اس کو تازہ کھائیں اور سفیان نے دوسری بار کہا کہ آپ ﷺ نے عرایا کی رخصت دی کہ اس کے مالک اس کو اندازے سے بیچیں کہ کھائیں اس کو اس حال میں کہ تازہ ہو سفیان نے کہا کہ کہ قول پہلے قول کے برابر ہے یعنی اس میں کچھ فرق نہیں دونوں کا مطلب ایک ہے سفیان کہتا ہے کہ میں

رُطَبًا قَالَ هُوَ سَوَآءٌ قَالَ سُفْيَانُ فَقُلْتُ لِيَحْيَى وَأَنَا غُلَامٌ إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ يَقُولُونَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فَقَالَ وَمَا يُدْرِي أَهْلَ مَكَّةَ قُلْتُ إِنَّهُمْ يَرْوُونَهُ عَنْ جَابِرٍ فَسَكَتَ قَالَ سُفْيَانُ إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنَّ جَابِرًا مِّنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قِيلَ لِسُفْيَانَ وَلَيْسَ فِيهِ نَهْيٌ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ قَالَ لَا.

نے یحییٰ سے کہا کہ میں لڑکا تھا کہ مکے والے کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے عرایا کے بیچنے کی اجازت دی ہے یعنی اہل مکہ کی روایت میں اندازہ کرنے اور تازہ کھانے کی قید نہیں یحییٰ نے کہا کہ کس چیز نے اہل مکہ کو معلوم کروایا ہے میں نے کہا کہ وہ اس کو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں سو یحییٰ چپ رہا سفیان نے کہا کہ مراد میری اس کلام سے یہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ اہل مدینہ سے ہیں اور سفیان کو کہا گیا کہ نہیں ہیں اس میں نہیں بیچنے میوے کے سے یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔

فائدہ: یعنی پس رجوع کرے گی یہ حدیث طرف اہل مدینے کے اور تھا واسطے یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ یہ کہ اس کو کہتا کہ اہل مدینے نے بھی اس میں تقیید روایت کی پس مطلق مقید پر محمول ہوگا یہاں تک کہ قائم ہو دلیل اوپر عمل کرنے کی ساتھ اطلاق کے اور تخمینے کی قید زیادتی حافظ کی ہے پس متعین ہوگا پھر پھرنا طرف اس کی اور اوپر کھانے کی قید پس ظاہر یہ ہے کہ واسطے بیان واقع کے ہے اس کی قید نہیں اور ابو عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ شرط ہے کما سیاتی۔

بَابُ تَفْسِيرِ الْعَرَايَا — باب ہے بیچ بیان تفسیر عرایا کے

فائدہ: عرایا جمع ہے عریہ کی اور وہ کھجور کے میوے کا عطا کرنا ہے سوائے اصل درخت کے یعنی درخت کا میوہ کسی کو بخش دے اور درخت کو اپنی ملکیت میں رکھے اور عرب کا دستور تھا کہ قحط کے دنوں میں کھجوروں والے مسکینوں کو بطور خیرات کے کچھ درخت میوہ کھانے کے لیے دیتے تھے جن کے پاس میوہ نہ ہوتا تھا اور شرعا اس کے معنی میں اختلاف ہے۔ (فتح)

وَقَالَ مَالِكٌ الْعَرِيَّةُ أَنْ يُعْرِيَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ النَّخْلَةَ ثُمَّ يَتَأَذّٰى بِدُخُولِهِ عَلَيْهِ فَرُخِّصَ لَهُ أَنْ يَّشْتَرِيَهَا مِنْهُ بِتَمْرٍ.

اور مالک نے کہا کہ عریہ یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کو کھجور کا درخت اپنے باغ سے ہبہ کرے یعنی اصل یا میوہ پھر بخشنے والا اس مرد کے آنے سے ایذا پائے تو اس کو اجازت ہوئی کہ اس درخت کو موہوب اسے خشک کھجوروں کے بدلے خرید لے۔

فائدہ: اور طحاوی نے مالک سے روایت کی ہے کہ عریہ ایک مرد کا کھجور کا ایک درخت ہے دوسرے کے باغ میں اور عرب کا دستور تھا کہ میوے کے وقت باغ کے مالک اپنے عیال سمیت باغوں میں آتے تھے سو بہت کھجور کے

درختوں والا دوسرے مرد کے آنے کو برا جانتا تھا پس اس کو کہتا تھا کہ میں تیری کھجوروں کو اندازہ کر کے اس کے بدلے خشک کھجوریں تجھ کو دیتا ہوں سو اس کو اس کی اجازت ہوئی اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک عریہ کی شرط یہ ہے کہ اس کو خاص بخشنے والے کے ہاتھ ہے بیچنا درست ہے اس واسطے کہ باغ میں آنے سے مالک کو ضرر ہوتا ہے تا کہ دفع ہو ضرر دوسرے سے ساتھ قیام صاحب نخل کے ساتھ پانی پلانے وغیرہ کے اور اس کی شرط یہ ہے کہ پختگی کے بعد ہو اور یہ کہ ہو ساتھ میوے مہلت والے کے اور مخالفت کی اس کی شافعی وغیرہ نے اخیر شرط میں سو اس نے کہا کہ قبض شرط ہے۔(فتح)

وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيْسَ الْعَرِيَّةُ لَا تَكُوْنُ إِلَّا بِالْكَيْلِ مِنَ التَّمْرِ يَدًا بِيَدٍ لَا يَكُوْنُ بِالْجِزَافِ.

اور ابن ادریس یعنی امام شافعی نے کہا کہ نہیں جائز ہے بیچنا عریہ کا مگر ساتھ ماپنے خشک کھجور کے یعنی اندازہ کرے کہ خشک ہونے کے بعد اس قدر رہے گا اس قدر خشک کھجوریں دے کر درخت کو خرید لے ہاتھوں ہاتھ یعنی قبض کرے درخت کو ساتھ میوے کے پہلے جدا ہونے سے اور نہیں جائز ہے بیچنا عریہ کا ساتھ تخمینے کے یعنی دو طرف سے صرف اندازہ ہو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اگر قبض سے پہلے جدا ہوں تو بیع فاسد ہو جاتی ہے۔

وَمِمَّا يُقَوِّيْهِ قَوْلُ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ بِالْأَوْسُقِ الْمُوَسَّقَةِ.

اور اس چیز سے کہ شافعی کے قول کو قوی کرتی ہے سہل کا قول کہ اس نے کہا کہ عریہ ساتھ پیمانے کے ہے جو کہ ماپا گیا ہو۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہو کہ عریہ کو تخمینے سے بیچنا درست نہیں اور جو بخاری رحمہ اللہ نے امام شافعی سے نقل کیا ہے وہ شرط ہے نزدیک اصحاب اس کے کے اور عریہ کی تعریف ان کے نزدیک یہ ہے کہ وہ بیچنا تر کھجوروں کا ہے کہ درخت پر ہو کہ ہو اندازہ اس کا جب کہ خشک ہو کمتر پانچ وسق سے بدلے مانند اس کی کے ساتھ ماپنے خشک کھجوروں کے یعنی اس کو اس قدر خشک کھجور ماپ کر دے باوجود قبض کرنے کے مجلس میں پھر عریہ کی صورتیں بہت ہیں ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ ایک مرد باغ والے کو کہے کہ بیچ میرے ہاتھ میوہ کھجوروں کے درختوں معین کا ساتھ اندازہ کرنے اس کے کے کھجوروں خشک سے پس اندازہ کرے اس کو اور بیچ ڈالے اس کو اور قبض کرے اس سے کھجور خشک کو اور سپرد کرے طرف اس کی کھجور کے درختوں کو ساتھ تخلیہ کے پس فائدہ اٹھائے ساتھ کھجور تر کی ان کی کے اور ایک یہ ہے کہ باغ والا کسی مرد کو کھجوروں کے درخت معلوم یا ان کو میوہ بخشے پھر اس کے آنے سے ضرر

پائے سو اس کو اندازہ کرے اور اس سے ان کا تر میوہ خریدے بقدر اندازہ کرنے اس کے کے ساتھ کھجور خشک کے کہ جلدی دے اس کو واسطے اس کے اور ایک صورت یہ ہے کہ مالک کھجوروں کا میوہ ایک مرد کو بخش دے پس ضرر پائے موہوب کو ساتھ انتظار ہونے رطب کے خشک کھجور اور تر میوہ کھانا نہ چاہے واسطے محتاج ہونے اس کے طرف کھجور خشک کی پس بیچے اس میوے تر کو ساتھ اندازہ کے بخشنے والے سے یا اس کے غیر سے بدلے کھجور خشک کے کہ اس کو اسی وقت لے لے اور ایک صورت یہ ہے کہ بیچے مرد میوہ باغ اپنے کا بعد ظاہر ہونے پختگی اس کی کے اور استثنیٰ کرے اس سے کھجور کے چند درخت معلوم کو باقی رکھے ان کو واسطے اپنے یا واسطے عیال اپنے کے اور وہ درخت وہ ہیں کہ معاف کیا گیا ہے واسطے اس کے اندازہ کرنا ان کا زکوۃ میں اور نام رکھا گیا ہے ان کا عرایا واسطے کہ معاف کی گئی ہیں اس سے کہ اندازہ کی جائیں صدقہ میں پس رخصت دی گئی واسطے اہل حاجت کے جن کے نقد قیمت نہیں لیکن ان کے پاس کھجور اپنی قوت سے زیادہ ہے یہ کہ خریدے اس کھجور خشک کے بدلے تر میوہ ان کھجوروں کے درختوں کا ساتھ اندازہ کرنے ان کے کی اور اس چیز سے کہ اطلاق کیا جاتا ہے اس پر نام عرایہ کا یہ کہ بخشے ایک مرد کو میوہ کھجوروں کا کہ مباح کرے واسطے ان کے کھانا ان کا اور تصرف بیع ان کے اور ہبہ مخصوص ہے اور ایک صورت یہ ہے کہ بخشے زکوۃ کا تحصیل کرنے والا واسطے باغ والے کے اس کے باغ سے چند کھجوریں معلوم نہ اندازہ کرے ان کو صدقہ میں اور عرایہ کی ان دونوں صورتوں میں نہ بیچے اور یہ سب صورتیں صحیح ہیں نزدیک شافعی کے اور جمہور کے اور قصر کیا ہے مالک نے عریہ کو بیع میں اوپر دوسری صورت کے یعنی صرف اسی صورت میں میوہ کو بیچنا جائز ہے اور صورت میں جائز نہیں اور قصر کیا ہے ابو عبید نے اوپر صورت اخیر کے بیع کی صورتوں سے اور زیادہ کیا ہے اس نے کہ ان کو رخصت ہے کہ کھائیں میوے تر کو اور نہ خریدیں اس کو واسطے تجارت کے اور نہ واسطے جمع کرنے کے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بیع کی سب صورتیں منع ہیں یعنی ان صورتوں میں سے کسی صورت میں میوے کا بیچنا درست نہیں اور قصر کیا ہے اس نے عریہ کو ہبہ پر اور وہ یہ ہے کہ بخشے مرد میوہ کھجور کا اپنے باغ سے اور اس کو اس کی سپرد نہ کرے پھر اس کو ظاہر ہو کہ رجوع کرے اس ہبہ میں سو اس کو رخصت ہوئی یہ کہ اس کو روک رکھے اور دے اس کو بقدر اس چیز کے کہ اس کو تر میوہ بخشا تھا ساتھ اندازہ کرنے اس کی حالت خشک ہونے میں اور حمل کیا ہے اس نے اس کو اس پر واسطے پکڑنے کے ساتھ عموم نہیں بیع میوہ تازہ کے ساتھ کھجور خشک کے یعنی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنت سے منع فرمایا ہے جیسا کہ اوپر گزرا اور یہ نہی عام ہے ہر صورت میں میوے تر کو کہ درخت پر ہو خشک کھجور کے بدلے بیچنا منع ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ تصریح کے ساتھ مستثنیٰ ہونے عرایا کے بیع حدیث ابن عمر کے کما تقدم اور اس کے غیر کی حدیث میں اور حکایت کی طحاوی نے عیسیٰ بن حبان سے اپنے اصحاب میں سے کہ تحقیق معنی رخصت کے یہ ہیں کہ جس کے واسطے عریہ بخشا گیا ہے وہ اس کا مالک نہیں ہوا اس واسطے کہ یہ

مالک نہیں ہوتا مگر ساتھ قبض کے سو جب اس کو جائز ہوا کہ اس کے بدلے خشک کھجوریں دی جائیں اور حالانکہ وہ مبدل منہ کا مالک نہیں ہوا تا کہ بدل کا مستحق ہو تو یہ مستثنیٰ ہوگا اور رخصت ہوگی اور طحاوی نے کہا کہ بلکہ معنی رخصت کے اس میں یہ ہیں کہ مقرر مرد مامور ہے ساتھ جاری کرنے اس چیز کے کہ اس کا وعدہ کیا اور اس کا بدلہ دے اگرچہ اس پر واجب نہیں پس جب کہ اس کو اذن ہوا یہ کہ روکے وہ چیز کہ اس کا وعدہ کیا ہے اور اس کا بدلہ دے اور نہ ہو اس شخص کے حکم میں جو خلاف وعدہ کرے تو ظاہر ہوئے ساتھ اس کے معنی رخصت کے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے واسطے مذہب اپنے کے ساتھ کئی چیزوں کے جو دلالت کرتی ہیں کہ عریہ عطا ہے یعنی ہبہ اور ان سے کسی چیز میں حجت نہیں اس واسطے کہ اصل عریہ کے عطیہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ شرعاً عریہ اور صورتوں پر نہ بولا جائے اور ابن منذر نے کہا کہ جس نے عریہ کی رخصت دی ہے وہی ہے جس نے منع کیا ہے بیچنے میوے کے سے ساتھ خشک کھجور کے ایک لفظ میں روایت ایک جماعت اصحاب کی سے اور کہا کہ اس کی نظیر بیع سلم میں اجازت دینی ہے باوجود فرمانے حضرت ﷺ کے کہ نہ بیچ جو تیرے پاس نہیں کہا کہ جو بیع سلم کو جائز رکھے باوجود یہ کہ وہ بیع ما لیس عندك سے مستثنیٰ ہے اور عریہ کو منع کرے باوجود اس کے کہ وہ بیع الثمر بالتمر سے مستثنیٰ ہے تو اس نے اپنے کلام میں تناقض کیا اور یہ کہ جو کہتے ہیں کہ عریہ ہبہ پر محمول ہے تو یہ بعید ہے باوجود تصریح کرنے حدیث کی ساتھ بیع کے اور مستثنیٰ ہونے عرایا کے اس سے سو اگر اس سے مراد ہبہ ہوتا تو عریہ بیع سے مستثنیٰ نہ ہوتے اور اس واسطے کہ وہ تعبیر کیا گیا ہے ساتھ رخصت کے اور رخصت نہیں ہوتی ہے مگر بعد منع کے اور منع تو صرف بیع میں تھا نہ ہبہ میں اور اس واسطے کہ رخصت مقید کی گئی ہے ساتھ پانچ وسق کے یا اس سے کم کے اور ہبہ مقید نہیں ہوتا اس واسطے کہ نہیں فرق کیا انہوں نے بیچ رجوع ہبہ میں درمیان ذی رحم وغیرہ کے اور اس واسطے کہ اگر رجوع جائز ہوتا تو نہیں ہے دینا اس کا ساتھ خشک کھجوروں کے بدلے تر کھجوروں کے بلکہ وہ اور ہبہ کی تجدید ہے اس واسطے کہ اور رجوع جائز نہیں پس نہیں صحیح ہے تاویل ان کی۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ فِي حَدِيثِهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَتِ الْعَرَايَا أَنْ يُعْرِيَ الرَّجُلُ فِي مَالِهِ النَّخْلَةَ وَالنَّخْلَتَيْنِ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے عرایا یہ کہ مرد اپنے باغ سے ایک یا دو کھجور کسی کو بخشتا تھا

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پس دشوار ہوتا تھا اوپر اس کے پس بیچتا تھا اس کو ساتھ اندازے اس کے کے اور یہ قریب ہے اس صورت کے جس پر امام مالک نے عریہ کو بند کیا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ يَزِيدُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ الْعَرَايَا نَخْلٌ كَانَتْ تُوهَبُ لِلْمَسَاكِينِ

اور سفیان بن حسین سے روایت ہے کہ تھی عرایا درخت کھجور کی کہ بخشی جاتی تھی واسطے مسکینوں کے سو وہ اس

فَلا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَنْتَظِرُوا بِهَا رُخِّصَ لَهُمْ أَنْ يَبِيعُوهَا بِمَا شَاءُوا مِنَ التَّمْرِ.

کی انتظار نہ کر سکتے تھے تو ان کو رخصت ہوئی کہ ان کو بیچیں بدلے اس چیز کے کہ چاہیں خشک کھجوروں سے۔

فائدہ: اور یہ ایک صورت ہی ان صورتوں میں سے جو پہلے گزر چکی ہیں اور حجت پکڑی گئی ہے امام مالک کے لیے بیع بند کرنے عریہ کے اس چیز پر کہ ذکر کیا اس کو ساتھ حدیث سہل کے جو پہلے باب میں مذکور ہے ساتھ لفظ یا کلھا اھلھا رطبا کے پس تمسک کیا اس نے ساتھ لفظ اھلھا کے اور ظاہر اہل سے وہ شخص ہے جس نے بخشی تھی اور احتمال ہے کہ مراد اہل سے خریدار ہو اور احسن جواب میں یہ ہے کہ کہا جائے کہ سہل کی حدیث عریہ کی صورتوں میں سے ایک صورت پر دلالت کرتی ہے اور اس میں یہ تعرض نہیں کہ اس کے سوا اور کوئی صورت عریہ کی نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ سے محکی ہے کہ عریہ مقید ہے ساتھ محتاجوں کے یعنی عریہ کا خریدنا صرف اسی کو جائز ہے جو مسکین ہو اور کو جائز نہیں اور یہی مختار ہے نزدیک مزنی کے اس بنا پر کہ سفیان بن حسین کی حدیث میں ہے اور دلیل ان کی محمود بن لبید کی حدیث ہے کہ اصحاب نے شکایت کی کہ ہمارے سامنے تازہ چھوہارے آتے ہیں اور ہمارے پاس چاندی سونا کچھ نہیں کہ ان کو خریدیں لیکن ہمارے پاس خشک کھجوریں ہیں سو ان کو رخصت دے کہ ان کو خشک کھجوروں کے بدلے خریدیں اور نیز دلیل ان کی حدیث سفیان کی ہے جس میں یہ ہے کہ اس کے اہل اس کو تازہ کھائیں اس واسطے کہ قول اُس کا کہ یأکلہ اھلہ رطبا مشعر ہے ساتھ اس کے کہ خریدار عریہ کو اس واسطے خریدتا ہے کہ اس کو تازہ کھائے اور یہ کہ نہیں ہے واسطے اس کے تازہ کھجور کہ کھائیں سوائے اس کے اور اگر اس کی اجازت خود باغ کے مالک کو ہوتی تو اس کے واسطے اس کے باغ میں اور تازہ میوہ بھی ہوتا جس کو وہ کھائے اور ابن منذر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ شافعی کے سوا کسی نے یہ بات کہی ہو یعنی مقید کرنا اجازت کا ساتھ محتاجوں کے لیکن جس حدیث کو امام شافعی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اس کی کوئی سند ذکر نہیں کی اور بر تقدیر صحت اس میں فقیر کی قید نہیں اس واسطے کہ وہ شارع کی کلام واقع نہیں بلکہ اس کو تو صرف قصے میں ذکر کیا ہے پس احتمال ہے کہ یہ رخصت حاجت مذکور کی واسطے واقع ہوئی ہو اور احتمال ہے کہ سوال کے واسطے واقع ہوئی ہو پس نہ تمام ہوگا استدلال (فتح) حاصل یہ ہے کہ جمہور کی یہ اجازت عرایا کے خریدنے کے محتاجوں کے ساتھ مقید نہیں بلکہ حاجت کے واسطے ہر شخص کو اس کا خریدنا درست ہے خواہ مالدار ہو یا محتاج۔

۲۰۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۰۴۳۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا میں یہ کہ بیچی جائیں بدلے خشک کھجور کے ساتھ اندازہ کرنے ان کے بطور پیمانے کے اور موسیٰ بن عقبی راوی نے کہا کہ عرایا چند کھجوریں معلوم ہیں کہ تو ان کے

رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا كَيْلًا قَالَ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ وَالْعَرَايَا نَخَلَاتٌ مَعْلُوْمَاتٌ تَأْتِيْهَا فَتَشْتَرِيْهَا.

پاس آئے اور ان کو خشک کھجور کے بدلے خریدے۔

فائدہ: اور شاید کہ مراد اس کی یہ ہے کہ بیان کرے کہ عریہ عروت سے مشتق ہے جب کہ تو اس کی طرف بار بار آئے اور وہ عریہ سے مشتق نہیں جس کے معنی مجرد ہونے کے ہیں قالہ الکرمانی اور پہلے گزر چکا ہے قول یحییٰ بن سعید کا کہ عریہ یہ ہے کہ خریدے میوہ کھجور کے درختوں کا واسطے کھانے اہل اپنے کے تازہ ساتھ اندازہ کرنے اس کے کے اور قرطبی نے کہا کہ شاید امام شافعی نے اعتماد کیا ہے بیچ تفسیر عریہ کے اوپر قول یحییٰ بن سعید کے اور یحییٰ صحابی نہیں کہ اس کے قول پر اعتماد کیا جائے باوجود یہ کہ اس کی رائے غیر کی رائے کے معارض ہے پھر اس نے کہا کہ یحییٰ کی تفسیر مرجوع ہے بایں طور کہ وہ ہو بہو مزابنت ہے جس سے منع کیا گیا ہے بیچ قصے کے کہ نہیں غائب ہوتی طرف اس کی کوئی حاجت موکد اور نہیں دفع ہوتا ساتھ اس کے کوئی مفسدہ اس واسطے کہ خریدنے والا واسطے اس کے بدلے کھجور خشک کے قادر ہے اوپر بیچنے میوے اپنے کے بدلے عین کے وہ چیز کہ ارادہ کرتا ہے تازہ کھجور سے پس اگر کہے کہ یہ مشکل ہے تو کہا جائے گا واسطے اس کے کہ جائز رکھ بیع رطب کی ساتھ تمر کے اگرچہ رطب درخت پر نہ ہو اور وہ اس کا قائل نہیں اور شافعی زیادہ تر قائل ہے ساتھ پیروی کرنے حدیثوں باب کے اپنے غیر سے اس واسطے کہ وہ صریح ہیں بیچ مستثنیٰ ہونے عرایا کے بیع مزابنت سے الزام دینا اس کو ساتھ اخیر کے پس نہیں لازم اس واسطے کہ وہ رخصت ہے واقع ہوئی ہے مقید ساتھ قید کے پس پیروی کی جائے گی قید کی اور وہ ہونا کھجور تر کا ہے درخت پر باوجود یہ کہ بہت شافعیہ کا یہ مذہب ہے کہ جو تر میوہ کاٹا جائے وہ بھی ملحق ہے ساتھ اس میوے کے کہ درخت پر ہو بطور معنی کے کماتقدم (فتح) اور جتنی تفسیریں عرایا کی حدیثوں میں وارد ہوئی ہیں شافعی ان کے مخالف نہیں اور اعتراض تو اس پر وارد ہوتا ہے جو تمسک کرے ساتھ ایک صورت کے ان صورتوں سے جو عریہ کی تفسیر میں وارد ہوئی ہیں اور اس کے سوا اور صورتوں کو منع کرے اور اپر جو شخص کہ سب صورتوں کے ساتھ عمل کرے اور جوڑے ان کو ایک ضابطہ میں جو سب کو جمع کرے تو اس پر کچھ اعتراض نہیں۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَّبْدُوَ صَلَاحُهَا

پختگی ظاہر ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنا درست ہے کہ نہیں

فائدہ: اور وہ عام ہے کہ تازہ ہو یا اس کا غیر اور نہیں جزم کیا بخاری نے ساتھ کسی حکم کے مسئلے میں واسطے قوت خلاف کے بیچ اس کے اور اس میں اختلاف ہے کئی قولوں پر سو بعض کہتے ہیں کہ یہ بیع مطلق باطل ہے اور یہ قول ابن ابی لیلیٰ اور ثوری کا ہے اور جس نے بطلان پر اجماع کو نقل کیا ہے اس نے وہم کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ

مطلق جائز ہے اگرچہ درخت پر باقی رکھنے کی شرط کی ہو اور یہ قول ابن ابی حبیب کا ہے اور جس نے اس میں اجماع کو نقل کیا ہے اس نے وہم کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر کاٹ لینے کی شرط کی ہو تو باطل نہیں ہوتی اور اگر قطع کی شرط نہ کی ہو تو باطل ہو جاتی ہے اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور جمہور کا اور ایک روایت امام مالک رالیٹیہ سے بھی یہی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صحیح ہے اگر باقی رکھنے کی شرط نہ کی ہو اور نہی اس میں محمول ہے اوپر بیچنے میوے کے کہ بالکل پایا نہ جائے یعنی ابھی بالکل پیدا بھی نہ ہو اور یہی قول ہے اکثر حنفیہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ظاہر پر ہے لیکن اس میں نہی واسطے تنزیہ کے ہے اور زید بن ثابت کی حدیث اخیر کے واسطے دلالت کرتی ہے اور کبھی حمل کی جاتی ہے دوسری پر۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ كَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَايَعُونَ الثِّمَارَ فَإِذَا جَدَّ النَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِيهِمْ قَالَ الْمُبْتَاعُ إِنَّهُ أَصَابَ الثَّمَرَ الدُّمَانُ أَصَابَهُ مُرَاضٌ أَصَابَهُ قُشَامٌ عَاهَاتٌ يَحْتَجُّونَ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَثُرَتْ عِنْدَهُ الْخُصُومَةُ فِي ذٰلِكَ فَإِمَّا لَا فَلَا تَتَبَايَعُوا حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُ الثَّمَرِ كَالْمَشُورَةِ يُشِيرُ بِهَا لِكَثْرَةِ خُصُومَتِهِمْ وَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ لَمْ يَكُنْ يَبِيعُ ثِمَارَ أَرْضِهِ حَتَّى تَطْلُعَ الثُّرَيَّا فَيَتَبَيَّنَ الْأَصْفَرُ مِنَ الْأَحْمَرِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ حَدَّثَنَا حَكَّام

اور لیث نے ابو زناد سے روایت کی ہے اس نے عروہ سے اس نے سہل سے اس نے زید بن ثابت سے کہ لوگ حضرت مَلَّاتِيمُ کے زمانے میں میوے خریدتے تھے یعنی پہلے پکنے سے سو جب لوگ میوے کو کاٹتے تھے اور ان کے تقاضا کرنے والے حاضر ہوتے تھے یعنی بائع تو خریدار کہتا تھا کہ میوے کو آفت پہنچی کہ اس کے گابھے کو فاسد اور سیاہ کر دیا اس کو آفت پہنچی کہ اس کو ہلاک کر دیا اس کو آفت پہنچی کہ اس کو کم کر دیا کئی آفتیں ہیں کہ ان کے ساتھ جھگڑتے تھے سو جب حضرت مَلَّاتِيمُ کے پاس اس میں بہت جھگڑے ہوئے تو آپ مَلَّاتِيمُ نے فرمایا کہ اگر تم جھگڑے نہیں چھوڑتے تو خرید و فروخت نہ کرو یہاں تک کہ میوے کی پختگی ظاہر ہو حضرت مَلَّاتِيمُ کا یہ فرمان بطور مشورے کے تھا کہ مشورہ دیتے تھے ساتھ اس کے یعنی بطور حکم الٰہی کے نہ تھا واسطے بہت ہونے جھگڑے ان کے اور ابو زناد نے کہا کہ خبر دی مجھ کو خارجہ بن زید نے کہ بے شک زید بن ثابت اپنی زمین کا میوہ نہ بیچتے تھے یہاں تک کہ ثریا چڑھتا یعنی ساتھ فجر کے اور زرد سرخ سے ظاہر ہوتا اور جدا ہوتا کچا پکے سے۔

حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ سَهْلٍ عَنْ زَيْدٍ.

فائدہ: اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب ستارہ صبح کو چڑھے تو دور ہوتی ہے آفت ہر شہر سے اور ایک روایت میں ہے کہ دور ہوتی ہے آفت میووں سے اور وہ ستارہ ثریا ہے اور اس کا صبح کو چڑھنا فصل ربیع کے ابتداء میں واقع ہوتا ہے اور یہ عرب کے شہروں میں سخت گرمی کے اور ابتداء پکنے میووں کے وقت ہوتی ہے پس درحقیقت معتبر میوے کا پکنا ہے اور ستارے کا چڑھنا اس کی علامت ہے اور تحقیق بیان کیا ہے اس کو حدیث میں ساتھ قول اپنے کے کہ ظاہر ہو میوہ زرد سرخ سے اور امام احمد نے عبداللہ بن سراقہ سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عمر سے میوے کے پکنے کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچے میووں کے سے یہاں تک کہ ان کی آفت دور ہو میں نے کہا کہ ان کی آفت کب دور ہوتی ہے اس نے کہا کہ یہاں تک کہ ستارہ چڑھے اور ایک روایت میں خارجہ سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے اور ہم میووں کی خرید وفروخت کرتے تھے پہلے ظاہر ہونے پختگی ان کی کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھگڑا سنا تو فرمایا کہ یہ کیا ہے پھر ساری حدیث ذکر کی پس افادہ کیا ساتھ ذکر سبب کے وقت صدور نہی مذکور کو۔ (فتح)

۲۰۴۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُبْتَاعَ.

۲۰۴۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میووں کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ ان کو صلاحیت ظاہر ہو بائع اور مشتری دونوں کو منع کیا۔

فائدہ: بائع کو اس واسطے منع کیا تاکہ اپنے بھائی کا مال باطل کے ساتھ نہ کھائے بغیر عوض کے اور مشتری کو اس واسطے منع کیا تاکہ اپنے مال کو ضائع نہ کرے بہ سبب خوف ہلاک ہونے کے اور تا بائع کو باطل پر موافقت نہ کرے اور نیز اس میں کاٹنا نزاع اور جھگڑے کا ہے اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ پختگی ظاہر ہونے کے بعد اس کی بیع مطلق جائز ہے برابر ہے کہ درخت پر باقی رکھنے کی شرط کرے یا نہ کرے اس واسطے کہ غایت کا مابعد اس کے ماقبل کے مخالف ہوتا ہے اور تحقیق گردانا ہے نہی کو دراز پختگی ظاہر ہونے کی غایت تک اور اس کے معنی یہ ہیں کہ آفت سے امن ہوتا ہے اور سلامتی غالب ہوتی ہے اور یقین کرتا ہے مشتری ساتھ حاصل ہونے اس کے کے بخلاف اس چیز کے کہ پختگی ظاہر ہونے سے پہلے ہے کہ وہ دھوکے کے درپے ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آفت سے امن ہو اور ایک روایت میں ہے کہ دور ہو آفت اس کی ساتھ ظاہر ہونے صلاحیت اس کی کے یعنی سرخی اور زردی

اس کی کے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ پختگی ظاہر ہونے سے پہلے اور پیچھے کے درمیان فرق ہے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس حالت میں تو بیع صرف اسی وقت جائز ہوتی ہے جب کہ باقی رکھنے کی شرط نہ کرے اور درخت پر باقی رکھنے کی شرط کرے تو بیع صحیح نہیں ہوتی ہے اور امام نووی نے شرح مسلم میں روایت کی ہے کہ ابو حنیفہ نے اس صورت میں قطع کو شرط کیا ہے اور تعاقب کیا گیا ہے بایں طور کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب نے تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ اگر باقی رکھنے کی شرط نہ کی ہو تو بیع مطلق جائز ہے برابر ہے کہ پختگی ظاہر ہونے سے پہلے ہو یا پیچھے ہو اور اس کے پیرو اور اگر باقی رکھنے کی شرط کی ہو تو مطلق جائز نہیں برابر ہے کہ پختگی ظاہر ہونے سے پہلے ہو یا پیچھے اور اس کے پیرو اس کے مذہب کے زیادہ تر واقف ہیں اپنے غیر سے اور حاصل یہ ہے کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ پختگی ظاہر ہونے کے بعد مطلق جائز ہے برابر ہے کہ باقی رکھنے کی شرط کرے یا نہ کرے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پختگی ظاہر ہونے کے بعد بیع اسی وقت درست ہے کہ درخت پر باقی رکھنے کی شرط نہ کرے اور باقی رکھنے کی شرط کرے تو درست نہیں اور یہی حکم ہے نزدیک ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے ظاہر ہونے پختگی کے سے کما مراور جمہور کہتے ہیں کہ اگر پختگی ظاہر ہونے سے پہلے قطع کی شرط کرے تو درست ہے اور اگر شرط نہ کرے تو درست نہیں اور یہ موافق ہے واسطے قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اختلاف کیا ہے سلف نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یبدو صلاحھا سے کیا مراد ہے کیا جنس میوے کی مراد ہے یہاں تک کہ اگر شہر کے ایک باغ میں مثلاً پختگی ظاہر ہو اور باقی سب باغوں میں پختگی ظاہر نہ ہو تو کیا سب باغوں کا میوہ بیچنا درست ہے اگرچہ باقی باغوں میں پختگی ظاہر نہ ہو یا ضرور ہے کہ جدا جدا ہر باغ میں پختگی ظاہر ہو یا ضرور ہے کہ ہر جنس میں پختگی ظاہر ہو یا ضرور ہے کہ ہر درخت میں پختگی ظاہر ہو پہلا قول لیث کا ہے اور وہ نزدیک مالکیہ کے اس شرط سے ہے کہ پختگی متلاحق ہو یعنی ایک کے بعد لگاتار پختگی ظاہر ہوتی چلی جائے اور دوسرا قول احمد کا ہے اور اس ایک روایت مانند قول چہارم کی ہے اور تیسرا قول شافعیہ کا ہے اور ممکن ہے کہ پکڑا جائے یہ تعبیر کرنے سے ساتھ بدو صلاح کے اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر کافی ہونے کے ساتھ سرخ ہونے کے یعنی جس پر کہ سرخ ہونے کے معنی صادق آئیں بغیر شرط کامل ہونے کے پس پکڑا جاتا ہے اس سے کافی ہونا ساتھ سرخ ہونے بعض میوے کے اور ساتھ سرخ ہونے بعض درخت کے باوجود حاصل ہونے معنی کے اور وہ امن میں ہونا ہے آفت سے اور اگر نہ ہوتا حاصل ہونا معنی کا تو البتہ نام رکھنا اس کا سرخ ساتھ سرخ ہونے بعض کے کفایت نہ کرتا واسطے ہونے اس کے کے برخلاف حقیقت کے اور نیز پس اگر سب کے سرخ ہونے کے ساتھ کہا جائے تو البتہ پہنچائے گا طرف فاسد ہونے باغ کے یا اکثر باغ کے اور تحقیق احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ساتھ اس کے کہ سب میوے یک بارگی نہیں پکتے تا کہ میوہ کھانے کا زمانہ دراز ہو۔ (فتح)

٢٠٤٥۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ تُبَاعَ ثَمَرَةُ النَّخْلِ حَتّٰى تَزْهُوَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِي حَتّٰى تَحْمَرَّ.

۲۰۴۵۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سرخ ہو۔

فائدہ: اس روایت میں کھجور کے درخت کے ساتھ قید کی ہے اور اس کے سوا اور روایتوں میں مطلق درخت کا ذکر ہے اور نہیں فرق ہے حکم میں درمیان درخت کھجور کے اور درمیان غیر اس کے یعنی سب درختوں کے میوے کا یہی حکم ہے اور کھجور کے درخت کو تو صرف اس واسطے ذکر کیا کہ اکثر ان کے میووں کے درخت یہی تھے۔

٢٠٤٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَلِيمِ بْنِ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُبَاعَ الثَّمَرَةُ حَتّٰى تُشَقِّحَ فَقِيلَ وَمَا تُشَقِّحُ قَالَ تَحْمَارُّ وَتَصْفَارُّ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا.

۲۰۴۶۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ پختہ ہو تو کہا گیا کہ پختہ ہونا کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سرخ یا زرد ہو اور اس سے کھایا جائے۔

فائدہ: خطابی نے کہا کہ خالص سرخ اور زرد رنگ ہونا مراد نہیں بلکہ مراد زردی اور سرخی ساتھ سیاہی کے ہے اور اگر خالص سرخ اور زرد ہونا مراد ہوتا تو البتہ فرماتے تَحْمَرُّ وَتَصْفَرُّ اور احتمال ہے کہ مراد مبالغہ ہو یعنی بہت سرخ اور زرد ہو جائے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ النَّخْلِ قَبْلَ أَنْ يَّبْدُوَ صَلَاحُهَا
بیچنا کھجور کے درخت کا پختگی ظاہر ہونے سے پہلے

فائدہ: یہ باب معقود ہے واسطے بیان بیع درختوں کے یعنی اس باب میں درختوں کے بیچنے کا بیان ہے اور پہلے باب میں میووں کے بیچنے کا بیان ہے۔ (فتح)

٢٠٤٧۔ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۰۴۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو اور منع فرمایا بیچنے کھجور کے درخت میوہ دار سے یہاں تک کہ پک جائے کہا گیا کہ کیا ہے پکنا اس کا فرمایا سرخ ہو جائے یا

أَنَّهُ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَعَنِ النَّخْلِ حَتّٰى يَزْهُوَ قِيْلَ وَمَا يَزْهُوْ قَالَ يَحْمَارُّ أَوْ يَصْفَارُّ.

زرد ہو جائے۔

بَابٌ إِذَا بَاعَ الثِّمَارَ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا ثُمَّ أَصَابَتْهُ عَاهَةٌ فَهُوَ مِنَ الْبَائِعِ

اگر کوئی کچے میوے کو بیچے پھر اس کو کوئی آفت پہنچے تو وہ نقصان بائع کی طرف سے ہے یعنی وہ نقصان بائع کا ہوا مشتری کا نہ ہوا۔

فائدہ: مائل ہوئے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ اس ترجمہ میں طرف اس کی کہ اگر کوئی کچے میوے کو بیچے تو یہ بیع درست ہے لیکن اس کی ضمان بائع پر ہے یعنی اگر کچھ نقصان ہو تو اس کا بدلہ بائع پر ہے اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ جب فاسد نہ ہوئی تو بیع صحیح ہے اور امام بخاری رضی اللہ عنہ اس باب میں زہری کے تابع ہیں جیسا کہ اس باب کے اخیر میں ان سے روایت کی ہے۔ (فتح)

٢٠٤٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ فَقِيْلَ لَهُ وَمَا تُزْهِيْ قَالَ حَتّٰى تَحْمَرَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيْهِ قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ ثَمَرًا قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهُ ثُمَّ أَصَابَتْهُ عَاهَةٌ كَانَ مَا أَصَابَهُ عَلٰى رَبِّهِ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَبَايَعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَلَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ.

٢٠٤٨۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ پک جائے سو کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا ہے علامت پک جانے اس کے کی فرمایا یہاں تک کہ سرخ ہو سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلا بتلا تو کہ اگر اللہ پھل کو روک لے تو کس سبب سے ایک تمہارا اپنے بھائی مسلمان کے مال کو لے گا اور لیث نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے یونس نے ابن شہاب سے کہ اگر کوئی مرد میوہ خریدے پختگی ظاہر ہونے سے پہلے پھر اس کو کوئی آفت پہنچے تو اس نقصان کا بدلہ میوہ بیچنے والے پر ہو گا خبر دی مجھے سالم بن عبداللہ نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ خریدو میوے کو یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو اور نہ بیچو میوہ درخت پر بدلے خشک کھجور کے۔

فائدہ: اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو اپنے بھائی کے ہاتھ میوہ بیچے پھر اس کو کوئی آفت پہنچے تو نہیں حلال تجھ کو کہ تو اس سے کوئی چیز لے کس سبب سے تو اپنے بھائی مسلمان کے مال کو ناحق لے گا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر موقوف کرنے آفتوں کے میوے میں کہ پک جانے کے بعد خریدے پھر اس کو کوئی آفت پہنچے سو امام مالک رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ تہائی قیمت کی اس سے موقوف کرے اور احمد اور ابو عبید نے کہا کہ تمام قیمت کو موقوف کرے اور امام شافعی اور لیث اور کوفے والے کہتے ہیں کہ نہ رجوع کرے بائع پر ساتھ کسی چیز کے یعنی جب کہ پک جانے کے بعد میوے کو خریدے اور کہتے ہیں کہ آفت موقوف کرنے کا حکم تو صرف اس وقت ہی جبکہ کچے پھل بیچے بغیر شرط قطع کے پس جابر رضی اللہ عنہ کی مطلق حدیث انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ساتھ مقید ہوگی اور استدلال کیا ہے طحاوی نے ساتھ حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کے کہ ایک مرد نے میوے خریدے سو اس کے میووں کو آفت لگ گئی اور اس کا قرض بہت ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر خیرات کرو سو اس سے اس کا قرض ادا نہ ہو سکا یعنی وہ خیرات اتنی نہ تھی کہ اس سے اس کا تمام قرض ادا ہو سکے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لو جو تم نے پایا اور اس کے سوا تم کو کچھ نہ ملے گا طحاوی نے کہا کہ جب قرض خواہوں کا قرض باطل نہ ہوا ساتھ دور ہونے میووں کے اور ان سے قیمت مول نہ لی گئی تو معلوم ہوا کہ آفت موقوف کرنے کا حکم عام نہیں۔ (فتح)

بَابُ شِرَآءِ الطَّعَامِ إِلٰی أَجَلٍ

ایک مدت معین کے وعدے پر اناج کا خریدنا یعنی ادھار خریدنا درست ہے یا نہیں

۲۰۴۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ ذَكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ فِی السَّلَفِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰی طَعَامًا مِّنْ يَّهُوْدِیٍّ إِلٰی أَجَلٍ فَرَهَنَهٗ دِرْعَهٗ

۲۰۴۹۔ اعمش روایت ہے کہ ہم نے ابراہیم نخعی کے نزدیک ادھار میں گروی رکھنے کا ذکر کیا تو اس نے کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں یعنی جائز ہے پھر حدیث بیان کی ہم کو اسود سے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے ایک مدت معین کے وعدے سے اناج خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الرہن میں آئے گی۔

بَابُ إِذَا أَرَادَ بَيْعَ تَمْرٍ بِتَمْرٍ خَيْرٍ مِّنْهُ

جب کوئی خشک کھجور کو عمدہ کھجور کے ساتھ بیچنا چاہے

فائدہ: تو یعنی کیا کرے تا کہ سود سے سلامت رہے۔

۲۰۵۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ

۲۰۵۰۔ ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

الْمَجِيْدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ فَجَآءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا.

نے ایک مرد کو خیبر پر سردار کیا سو وہ آپ ﷺ کے واسطے عمدہ کھجور لایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی عمدہ ہوتی ہیں اس نے کہا کہ نہیں یا حضرت ہم دو صاع ناقص کھجور کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجور لیتے ہیں اور تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کر بلکہ ملی جلی کھجور کو چاندی کے درہموں کے بدلے بیچ ڈالا کر پھر درہموں سے عمدہ قسم کی کھجور قیمتا لیا کر۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ مِثْلًا بِمِثْلٍ یعنی بیچ برابر کو ساتھ برابر کے اور اسی طرح یعنی یہی حکم ہے بیچ بیچنے وزنی چیزوں کے کہ ان کو بھی برابر کے ساتھ بیچے اور اس امر پر سب کا اجماع ہے اہل علم کے درمیان اس میں کچھ اختلاف نہیں ہر شخص اپنے اصل پر کہتا ہے کہ ہر وہ چیز جس میں کم و بیش ہونے کے سبب سے سود داخل ہو تو اس کا پیمانہ اور تول ایک ہے یعنی اگر کیل ہے تو دونوں کا کیل ایک ہوگا اور اگر وزنی ہے تو دونوں کا وزن ایک ہوگا یعنی جیسے گیہوں بدلے گیہوں کے اور چاندی بدلے چاندی کے لیکن جس کی اصل کیل ہے یعنی شارع نے اس کو ماپ کر بیچنا فرمایا ہے تو نہ بیچی جائے گی وہ مگر پیمانہ سے اور اسی طرح جس کی اصل وزن ہے یعنی تل کر بکتی ہے تو نہ بیچی جائے گی مگر ساتھ ترازو کے پھر جس کی اصل وزن ہے یعنی تل کر بکتی ہے اس کو ماپ کر بیچنا جائز نہیں بخلاف اس چیز کے جو پیمانہ سے بکتی ہو کہ بعضوں نے اس کو تول کر بیچنا جائز رکھا ہے اور کہتا ہے کہ تلنے سے ہر چیز کا برابر ہونا معلوم ہو جاتا ہے اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ خشک کھجور کو ساتھ خشک کھجور کے بیچنا جائز نہیں مگر برابر ساتھ برابر کے اور برابر ہے اس میں عمدہ اور ناقص اور وہ سب قسمیں ایک جنس ہے اور اگر کوئی بیچے تو بیع رد کی جائے جیسا کہ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ یہ سود ہے پس پھیر دو اس کو اور اس حدیث میں قائم ہونا عذر اس شخص کا ہے جو حرمت کو نہ جانے یہاں تک کہ اس کو جانے اور اس میں جائز ہونا نرمی کا ہے ساتھ نفس کے اور ترک کرنا بوجھ کا ہے نفس سے ساتھ اختیار کرنے کھانے عمدہ کھجور کے ردی پر یعنی عمدہ کھجور کا کھانا جائز ہے بخلاف اس کے جو زاہدوں سے کہتا ہے کہ یہ منع ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عینہ کی بیع جائز ہے اور وہ بیع یہ

ہے کہ اپنا مال ایک شخص کے ہاتھ نقد قیمت سے بیچے پھر وہی مال اس سے کم قیمت کے ساتھ خریدے اس واسطے کہ نہیں خاص کیا آپ ﷺ نے ساتھ قول اپنے کے کہ پھر درہموں سے عمدہ کھجور خریدے غیر اس شخص کو جس نے اس کے ہاتھ ملی جلی کھجور بیچے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ مطلق ہے اور مطلق شامل نہیں ہوتا اور لیکن عام ہوتا ہے اور جب اس کے ساتھ ایک صورت میں عمل کیا جائے تو ساقط ہوتی ہے حجت ساتھ اس کے ماسوائے میں اور نہیں صحیح ہے استدلال کرنا ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے خرید کے اس شخص سے کہ اس کے ہاتھ ہو بہو اس اسباب کو بیچا اور بعض کہتے ہیں بلکہ وجہ استدلال کے ساتھ اس کے واسطے اس کے اس جہت سے ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی تفصیل نہ پوچھی اور نہیں پوشیدہ ہے وہ اعتراض جو اس میں ہے اور قرطبی نے کہا کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو سد ذرائع کا قائل نہیں اس واسطے کہ بعض صورتیں اس بیع کی پہنچاتی ہیں طرف بیچنے خشک کھجور کی ساتھ خشک کھجور کے کم وبیش اور ہوگی قیمت لغو اور نہیں حجت ہے واسطے اس کے اس حدیث میں اس واسطے کہ نہیں نص کی اوپر جواز خریدنے دوسری کھجور کے اس شخص سے کہ پہلی کھجور اس کے ہاتھ بیچے یعنی بلکہ جائز ہے کہ اور سے اس کو خریدے اور نہیں شامل ہے اس کو ظاہر سیاق کا ساتھ عموم اپنے کے بلکہ ساتھ اطلاق اپنے کے اور مطلق احتمال رکھتا ہے تقیید کا بطور اجمال کے پس واجب ہوا استفسار اور جبکہ حال اس طرح ہے تو ادنی دلیل سے اس کی تقیید کافی ہے اور تحقیق دلالت کی ہے دلیل نے اوپر سد ذرائع کے یعنی بند کرنے وسیلوں کے جو حرام کی طرف پہنچائیں پس چاہیے کہ یہ صورت بھی منع ہو اور استدلال کیا ہے بعض نے اوپر جواز کے ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جو بیچے اسباب جس کو خریدا تھا اس شخص کے ہاتھ کہ اس کو اس سے خریدا تھا بعد ایک مدت کے تو یہ بیع صحیح ہے پس نہیں فرق ہے اس میں درمیان جلدی کے اور وعدے کے پس معلوم ہوا کہ معتبر اس میں وجود شرط کا ہے اصل عقد میں اور ہونا اس کا پس اگر بائع اور مشتری نفس عقد میں اس کی شرط کریں تو وہ باطل ہے یا بیع سے پہلے شرط کریں پھر اس کے بعد عقد بغیر شرط کے واقع ہو تو یہ صحیح ہے اور نہیں پوشیدہ ہے ورع یعنی اس سے بچنا افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں ضرر کرتا ارادہ خریدنے کا جب کہ بغیر شرط کے ہو اور وہ اس شخص کی طرح ہے جو کسی عورت کے ساتھ زنا کی نیت کرے پھر اس سے پھر جائے اور اس کو نکاح کا پیغام کرے اور اس سے نکاح کرنے اس واسطے کہ وہ حرام سے حلال کی طرف پھرا ساتھ کلمۃ اللہ کے مباح کیا اس کو اور اس طرح بیع بھی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے اختیار کرنا عمدہ کھانے کا اور جائز ہے وکالت بیع وغیرہ میں اور یہ کہ فاسد بیعوں کو پھیرا جائے اور اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو کہتا ہے کہ بیع سود کی جائز ہے ساتھ اصل اپنے کے اس اعتبار سے کہ وہ بیع ہے اور منع ہے باعتبار وصف کے اس حیثیت سے کہ وہ سود ہے پس ساتھ اس کے سود ساقط ہوگا اور بیع صحیح ہوگی اور وجہ رد ہونے کی یہ ہے کہ اگر اسی طرح ہوتی تو البتہ نہ رد کرتے آپ ﷺ اس بیع کو اور البتہ حکم کرتے اس کو ساتھ

رد کرنے زیادتی کے اوپر صاع کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ أَوْ أَرْضًا مَزْرُوعَةً أَوْ بِإِجَارَةٍ

اگر کوئی پیوند کی ہوئی کھجور یا بوئی ہوئی زمین کو بیچے یا کھجور اور زمین کو اجارے سے لے تو ان کا پھل بیچنے والے کے واسطے ہے۔

۲۰۵۱۔ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لِيْ إِبْرَاهِيْمُ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ مُلَيْكَةَ يُخْبِرُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ أَيُّمَا نَخْلٍ بِيْعَتْ قَدْ أُبِّرَتْ لَمْ يُذْكَرِ الثَّمَرُ فَالثَّمَرُ لِلَّذِيْ أَبَّرَهَا وَكَذٰلِكَ الْعَبْدُ وَالْحَرْثُ سَمّٰى لَهُ نَافِعٌ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَ.

۲۰۵۱۔ اور نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جو کھجور کہ پیوند کے بعد بیچی جائے اور میوے کا ذکر ہو کہ بائع لے گا یا مشتری تو اس کے پھل کا مالک وہی ہے جس نے پیوند کیا اور یہی حکم ہے غلام اور کھیتی کا نافع رحمہ اللہ نے ابن ابی ملیکہ کے واسطے ان تین چیزوں کا نام لیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ غلام کا بھی یہی حکم ہے تو یہ اشارہ طرف اس حدیث کی کہ جو غلام کو بیچے اور اس کے واسطے مال ہو تو اس کے مال کا مالک بیچنے والا ہے اور صورت تشبیہ اس کی کی ساتھ کھجور کے واسطے زیادتی کے ہے دونوں میں۔ (فتح)

۲۰۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.

۲۰۵۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بیچے کھجور درخت کی جو پیوند کیا گیا ہو تو اس کا میوہ بائع کے واسطے ہے مگر یہ کہ مول لینے والا پھل کی بھی شرط کر لے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو مرد کھجور کو پیوند کرے اور اس کے اصل کو بیچے...... الخ اور تحقیق استدلال کیا گیا ہے ساتھ منطوق اس حدیث کے اس پر کہ جو کھجور کے درخت کو بیچے اور اس پر پیوند کا پھل ہو تو وہ پھل بیع میں داخل نہیں ہوتا بلکہ بدستور بائع کی ملکیت میں باقی رہتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ مفہوم اس کے کی اس پر کہ جب میوہ پیوند کا نہ ہو تو بیع میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ خریدار کا ہوتا ہے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا اور مخالفت کی ہے ان کی اوزاعی رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے سو ان دونوں نے کہا کہ وہ پھل بائع کا نہیں ہوتا نہ پیوند کرنے سے پہلے اور نہ پیچھے اور ابن ابی لیلیٰ نے اس کا عکس کیا ہے سو انہوں نے کہا کہ وہ پھل مطلق مشتری کا ہے اور یہ سب وقت مطلق بیع ہونے کھجور کی ہے بغیر ذکر میوے کے اور اگر مشتری اس کی شرط کر لے بایں طور کہ کہے خریدا میں نے

کھجور کے درخت کو سمیت میوے کے تو وہ مشتری کا ہوگا اور اگر بائع پیوند سے پہلے اس کو اپنے لیے شرط کر لے تو اس کے واسطے ہوگا اور مخالفت کی ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے پس کہا کہ نہیں جائز ہے شرط کرنا اس کا واسطے بائع کے پس حاصل یہ ہے کہ اس کے منطوق سے دو حکم سمجھے جاتے ہیں اور اس کے مفہوم سے بھی دو حکم سمجھے جاتے ہیں ایک ساتھ مفہوم شرط کے اور ایک ساتھ مفہوم استثنا کے اور قرطبی نے کہا کہ قول ساتھ دلیل خطاب کے یعنی ساتھ مفہوم کے اس میں ظاہر ہے اس واسطے کہ اگر غیر پیوند کا حکم پیوند کا حکم ہوتا تو البتہ اس کی تقیید شرط کے ساتھ لغو ہوتی اس میں کوئی فائدہ نہ ہوتا۔

تنبیہ: نہیں شرط ہے پیوند میں یہ کہ پیوند کرے اس کو کوئی دوسرا بلکہ اگر مالک خود پیوند کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے نزدیک سب قائلین کے ساتھ اس کے اور یہ جو کہا کہ مگر خریدار میوے کی بھی شرط کر لے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس اطلاق کے کہ صحیح ہے شرط ہونا بعض میوے کا جیسا کہ صحیح ہے شرط ہونا تمام میوے کا اور گویا کہ کہا مگر یہ کہ شرط کرے خریدار اس سے کسی چیز کو اور تنہا ہوا ہے ابن قاسم پس کہا کہ نہیں جائز ہے شرط کرنا بعض کا اور استدلال کیا گیا ساتھ اس کے کہ پیوند کیے گئے کے حکم کے مخالف ہے اور شافعیہ نے کہا کہ اگر بیچے کھجور کے ایک درخت کو کہ اس کا بعض پیوند کیا گیا ہو اور بعض نہ کیا گیا ہو تو وہ سب بائع کے واسطے ہے اور اگر کھجور کے دو درخت بیچے پس اسی طرح شرط ہے ایک ہونا بیع کا اور اگر ہر ایک کے واسطے جدا جدا بیع کرے تو ہر ایک کا حکم جدا ہے اور شرط ہے کہ دونوں ایک باغ میں ہوں اور اگر باغ جدا جدا ہوا تو ہر ایک کا حکم جدا ہے اور نص کی ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کہ جو میوہ پیوندی ہو وہ بائع کا ہے اور جو پیوندی نہ ہو وہ مشتری کا ہے اور مالکیہ نے کہا کہ حکم اغلب کے واسطے ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیوند کرنا جائز ہے اور یہ کہ حکم مذکور خاص ہے ساتھ مادہ کھجور کے درختوں کے سوائے نر درختوں کے اور لیکن نر درخت پس وہ بائع کے واسطے ہے واسطے نظر کرنے کے طرف معنی کی اور بعضے شافعیہ نے ظاہر پیوند کو لیا ہے پس نہیں فرق کیا انہوں نے درمیان نر اور مادہ کے اور اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ اگر کوئی کھجور کا ایک درخت بیچے اور اس کا پھل اس کے واسطے باقی رہے پھر اس کھجور سے اور گابھا نکلے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ خریدار کا ہے اس واسطے کہ نہیں ہے واسطے بائع کے مگر جو موجود ہو نہ وہ چیز جو نہ موجود ہو اور جمہور نے کہا کہ وہ بائع کا ہے اس واسطے کہ وہ پیوند شدہ میوے سے ہے سوائے غیر اس کے کی اور حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ جو شرط عقد کی مقتضی کے منافی نہ ہو اس سے بیع فاسد نہیں ہوتی پس نہ داخل ہوگی بیچ نہی کے بیع اور شرط سے اور استدلال کیا ہے طحاوی نے واسطے مذہب اپنے کے ساتھ حدیث باب کے کہ پختگی ظاہر ہونے سے پہلے میوے کا بیچنا جائز ہے اور پیچھا کیا ہے اس کا بیہقی وغیرہ نے ساتھ اس کے کہ استدلال کرتا ہے وہ ساتھ چیز کے بیچ غیر اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے وہ چیز بیچ اس کے یہاں تک کہ جب آئے وہ چیز کہ وارد ہوئی بیچ اس کے تو

استدلال کرتا ہے ساتھ غیر کے اوپر اس کے پس استدلال کرتا ہے واسطے جائز ہونے بیع میوے کے پہلے ظاہر ہونے پختگی اس کے ساتھ حدیث پیوند کے اور نہیں عمل کرتا ساتھ حدیث پیوند کے بلکہ نہیں فرق ہے نزدیک اس کے بیچ بیع کے پہلے پیوند کے اور پیچھے اس کے اس واسطے کہ پھل اس میں واسطے خریدار کے ہی برابر ہے کہ بائع اس کو اپنے واسطے شرط کرے یا نہ کرے اور تطبیق درمیان حدیث تابیر کے اور حدیث نہی کے بیع میوے کی سے پہلے ظاہر ہونے پختگی کے آسان ہے بایں طور کہ میوہ کھجور کی بیع میں درخت کی تابع ہے اور نہی میں مستقل ہے اور یہ بات نہایت ظاہر ہے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الزَّرْعِ بِالطَّعَامِ كَيْلًا — بیچنا کھیتی کا بدلے اناج کے بطور ماپنے کے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی ہے جو مزابنت کے منع ہونے میں ہے اور اس میں یہ لفظ بھی ہے کہ اگر کھیتی ہو تو بیچے اس کو بدلے ماپنے اناج کے یعنی بیچے جو اور گیہوں وغیرہ کو کہ کھیتی میں ہوں بدلے گیہوں وغیرہ کے کہ لینے والے پاس ہوں ابن بطال نے کہا کہ اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ نہیں جائز ہے بیچنا کھیتی کا پہلے اس سے کہ کاٹی جائے بدلے اناج کے اس واسطے کہ وہ بیع مجہول کی ہے ساتھ معلوم کے اور اگر تر اناج کو خشک اناج کے ساتھ بیچے بعد کاٹنے کے اور ممکن ہونے برابری کے تو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہیں جائز بیع کسی چیز کی اس سے ساتھ جنس اس کی کے نہ کم وبیش اور نہ برابر اور استدلال کیا ہے طحاوی نے واسطے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بیچ جائز ہونے بیع کھیتی تر کے بدلے اناج خشک کے بایں طور کہ اجماع ہے اس پر کہ جائز ہے بیع اناج تر کی بدلے تر کے برابر ساتھ برابر کے باوجود کہ ایک کی رطوبت دوسری کی رطوبت کی طرح نہیں بلکہ اس میں بڑا اختلاف ہے اور پیچھا کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ قیاس ہے مقابلے نص کے پس وہ فاسد ہے اور بایں طور کہ بیچنا تر کا بدلے تر کے اگرچہ متفاوت ہے لیکن وہ تھوڑا نقصان ہے پس وہ معاف ہے واسطے کم ہونے اس کے بخلاف بیچنے رطب کے بدلے خشک کھجور کے کہ اس کا بڑا تفاوت ہے۔ واللہ اعلم۔ (فتح)

٢٠٥٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ أَنْ يَّبِيْعَ ثَمَرَ حَائِطِهِ إِنْ كَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا وَّإِنْ كَانَ كَرْمًا أَنْ يَّبِيْعَهُ بِزَبِيْبٍ كَيْلًا وَّإِنْ كَانَ زَرْعًا أَنْ يَّبِيْعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ وَّنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ.

٢٠٥٣۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنت سے یہ کہ بیچے میوہ اپنے باغ کا اگر ہو کھجور بدلے کھجور خشک کے بطور پیمانے کے اور اگر انگور ہو تو بیچے اس کو بدلے خشک انگور کے بطور پیمانے کے اور اگر کھیتی ہو تو بیچے اس کو ساتھ پیمانے اناج کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب بیعوں سے منع فرمایا۔

بَابُ بَيْعِ النَّخْلِ بِأَصْلِهِ

کھجور کا درخت جڑ کے ساتھ بیچنا

فائدہ: یعنی اگر کوئی کھجور کے اصل درخت کو بیچے تو اس کا کیا حکم ہے اور اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے۔

۲۰۵۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا امْرِئٍ أَبَّرَ نَخْلًا ثُمَّ بَاعَ أَصْلَهَا فَلِلَّذِيْ أَبَّرَ ثَمَرُ النَّخْلِ إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطَهُ الْمُبْتَاعُ.

۲۰۵۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی کھجور کے درخت کو پیوند کرے پھر اس درخت کو جڑ سے بیچے تو میوہ کھجور کا پیوند کرنے والے کے واسطے ہے مگر یہ کہ خریدار میوے کی بھی شرط کر لے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ جمہور کا یہ مذہب ہے جو تنہا درخت کو خریدے تو اس کو منع ہے یہ کہ خریدے پھل اس کے کو پہلے ظاہر ہونے پختگی اس کی کے بیچ دوسری بیع کے بخلاف اس کے جب کہ اس کو درخت کے تابع خریدے تو یہ جائز ہے اور ابن قاسم نے مالک رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ مطلق جائز ہے کہا اور پہلی بات اولیٰ ہے واسطے عام ہونے نہی کے اس سے (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْمُخَاضَرَةِ

باب ہے بیچ بیان بیع مخاضرہ کے

فائدہ: اور مراد ساتھ اس کے بیچنا میووں اور دانوں کا ہے پہلے اس سے کہ ان کی پختگی ظاہر ہو۔ (فتح)

۲۰۵۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ أَبِيْ طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُخَاضَرَةِ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

۲۰۵۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلت سے اور مخاضرت سے اور ملامست سے اور منابذت سے اور مزابنت سے۔

فائدہ: ابو عبید نے کہا کہ وہ بیچنا اناج کا ہے بالی میں بدلے گیہوں کے اور بعض کہتے ہیں کہ منع بیع کھیتی کی ہے پہلے پکنے سے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بیچنا میوے کا ہے پہلے ظاہر ہونے پختگی اس کے کے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ کرایہ دینا زمین کا ہے بدلے گیہوں کے یا پیمانے اناج کے اور مشہور یہ ہے کہ محاقلت کرایہ دینا زمین کا ہے ساتھ بعض اس چیز کے کہ وہ اگائے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ بیچنا پھلوں کا ہے پہلے اس کے کہ کھائے جائیں اور بیچنا کھیتی کا ہے پہلے اس سے کہ سخت ہو اور چھیلی جائے اس سے اور طحاوی نے کہا کہ مخاضرہ کھجور کے پھل کا بیچنا ہے پہلے اس سے کہ سرخ ہو یا زرد اور بیچنا کھیتی سبز کا کہ بطن بعد بطن کے بعد کاٹی جاتی ہے

مانند خوید وغیرہ کی وہ اس قبیل سے ہے کہ اہتمام کیا جاتا ہے ساتھ معرفت حکم اس کے کی اور حنفیہ کہتے ہیں کہ بیع سبز کھیتی کی مطلق جائز ہے اور جب اختلاف ہو تو اختیار ثابت ہوتا ہے اور نزدیک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے جائز ہے جب کہ ظاہر ہو صلاحیت اس کی اور واسطے مشتری کے ہے وہ چیز کہ نئی پیدا ہو بعد اس کے یہاں تک کہ منقطع ہو اور غرر اس میں معاف ہے واسطے حاجت کے اور تشبیہ دی ہے اس کو ساتھ جواز کرایہ خدمت غلام کے باوجود اس کے کہ وہ نئی اور مختلف ہوتی ہے اور ساتھ کرایہ لینے دودھ پلانے والے کے باوجود اس کے کہ اس کا دودھ نیا پیدا ہوتا ہے اور نہیں معلوم ہوتا کہ لڑکے نے اس سے کتنا پیا اور شافعیہ کے نزدیک بعد ظاہر ہونے پختگی اس کی کے صحیح ہے مطلق اور پختگی سے پہلے صحیح ہے ساتھ شرط قطع کے اور نہیں جائز ہے بیچنا دانے کا بالی میں مانند اخروٹ اور بادام کی۔ (فتح)

۲۰۵۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ ثَمَرِ التَّمْرِ حَتّٰى يَزْهُوَ فَقُلْنَا لِأَنَسٍ مَا زَهْوُهَا قَالَ تَحْمَرُّ وَتَصْفَرُّ أَرَأَيْتَ إِنْ مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ تَسْتَحِلُّ مَالَ أَخِيكَ.

۲۰۵۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ پک جائے تو ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا ہے پکنا اس کا کہا کہ سرخ ہو جائے یا زرد ہو جائے بھلا بتلا تو کہ اگر اللہ پھل کو روک دے تو کس سبب سے اپنے بھائی مسلمان کا مال حلال کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ بَيْعِ الْجُمَّارِ وَأَكْلِهِ

کھجور کے دل (گابھا) کا بیچنا اور کھانا

فائدہ: جمار ایک چیز ہے سفید اور نازک کہ درخت کھجور کے سر کے اندر سے نکلتی ہے اس کو کھجور کا دل (گابھا) کہتے ہیں اور کھجور کی چربی بھی کہتے ہیں اور وہ مشہور ہے۔

۲۰۵۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَأْكُلُ جُمَّارًا فَقَالَ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةٌ كَالرَّجُلِ الْمُؤْمِنِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ هِيَ النَّخْلَةُ فَإِذَا أَنَا أَحْدَثُهُمْ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ.

۲۰۵۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کا دل (گابھا) کھاتے تھے سو فرمایا کہ درختوں سے ایک درخت ہے مانند مرد مسلمان کی سو میں نے چاہا کہ کہوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے ناگہاں میں نے دیکھا کہ میں سب سے کم عمر تھا یعنی پس شرم سے نہ کہہ سکا جب کسی نے جواب نہ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کتاب العلم میں پہلے گزر چکی ہے اور اس میں ذکر بیع کا نہیں لیکن اس کا کھانا چاہتا

ہے اس کو کہ اس کی بیع درست ہو کہا ہے اس کو ابن منیر نے اور احتمال ہے کہ اشارہ ہو طرف اس کی کہ نہیں پائی انہوں نے کوئی حدیث اپنی شرط پر جو دلالت کرے ساتھ مطابقت کے اوپر بیع جمار (گابھا) کے اور ابن بطال نے کہا کہ جمار کا بیچنا اور کھانا مباح ہے بغیر خلاف کے اور ہر وہ چیز کہ نفع اٹھایا جائے ساتھ اس کے واسطے کھانے کے پس بیع اس کی جائز ہے میں کہتا ہوں کہ فائدہ ترجمہ کا دور کرنا وہم منع کا ہے اس سے اس واسطے کہ کبھی گمان کیا جاتا ہے افساد اور اضاعت کا اور حالانکہ اس طرح نہیں اور اس حدیث میں کھانا آپ ﷺ کا ہے روبرو قوم کے پس رد کیا جائے گا ساتھ اس کے اس پر کہ جو سامنے کھانے کو برا جانتا ہے اور چھپا کر کھانے کو درست رکھتا ہے واسطے قیاس کرنے کے اوپر پوشیدہ کرنے مخرج اس کے کی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَجْرٰى أَمْرَ الْأَمْصَارِ عَلٰى مَا يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ فِي الْبُيُوْعِ وَالْإِجَارَةِ وَالْمِكْيَالِ وَالْوَزْنِ وَسُنَنِهِمْ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ وَمَذَاهِبِهِمِ الْمَشْهُوْرَةِ .

جو جاری کرے اہل شہروں کے کاروبار کو اس چیز پر کہ معروف اور رواج ہے درمیان ان کے خرید وفروخت میں اور اجارے میں اور کیل میں اور تولنے میں اور جاری کرے ان کے طریقوں کو اوپر مقصدوں ان کے کے اور مذاہب مشہور ان کے کی۔

فائدہ: ابن منیر وغیرہ نے کہا کہ مقصود ساتھ اس باب کے ثابت کرنا اعتماد کا ہے عرف اور رواج پر اور یہ کہ قضا کی جائے ساتھ اس کے ظاہر الفاظ پر اور اگر کوئی مرد وکیل کرے کسی مرد کو بیع بیچنے اسباب اپنے کے پس بیچے اس کو ساتھ غیر اس نقد کے جس کو لوگ پہچانتے ہیں یعنی رواج میں تو نہیں جائز اور اسی طرح اگر بیچے کسی وزنی چیز کو یا کیلی کو ساتھ غیر کیل اور وزن کے جو لوگوں میں مروج اور معتاد ہے تو وہ بھی جائز نہیں اور قاضی حسین شافعی نے کہا کہ عرف کی طرف رجوع کرنا ایک قواعد پانچ کا ہے جس پر فقہ کی بنا ہے مانند قریب ہونے جگہ کی اور دور ہونے اس کے کی اور کثرت فعل اور کلام کی اور قلت اس کی نماز میں اور مول مثل کی اور مہر مثل کی اور کفو نکاح کی اور مؤنت کی اور نفقہ کی اور لباس کی اور سکنے کی اور جو چیز کہ لائق ہے ساتھ حال شخص کے مانند حیض کی اور طہر کی اور اکثر مدت حمل کی اور سن یاس وغیرہ کی۔ (فتح)

وَقَالَ شُرَيْحٌ لِلْغَزَّالِيْنَ سُنَّتُكُمْ بَيْنَكُمْ رِبْحًا.

اور شریح قاضی نے سوت بیچنے والوں کو کہا کہ طریقہ تمہارا جائز ہے درمیان تمہارے لازم پکڑو یا لازم پکڑو اپنے طریقے کو۔

فائدہ: سعید بن منصور نے روایت کی ہے کہ کچھ سوت فروش شریح کے پاس جھگڑتے آئے ایک چیز میں کہ تھی درمیان ان کے تو انہوں نے کہا ہمارا رواج اس طرح ہے تب شریح نے یہ بات کہی یعنی اپنے رواج پر چلو اور اس

کے موافق فیصلہ کرو۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ لَّا بَأْسَ الْعَشَرَةُ بِأَحَدَ عَشَرَ وَيَأْخُذُ لِلنَّفَقَةِ رِبْحًا.

اور عبدالوہاب نے ایوب سے روایت کی اس نے محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ نہیں ڈر ہے کہ بیچے دس کو بدلے گیارہ کے اور لے بائع بدلے خرچ کرنے کے بیع پر نفع کو۔

فائدہ: یعنی نہیں ڈر ہے کہ بیچے وہ چیز کہ خریدے اس کو بدلے سو دینار کے مثلا ہر دس کو اسے بدلے گیارہ دینار کے پس دس دیناریں راس المال ہوں گی اور ایک دینار نفع ہوگی ابن بطال نے کہا کہ اصل اس باب کا بیع ڈھیر کی ہے ہر صاع بدلے ایک درہم کے بغیر اس کے کہ ڈھیر کی مقدار معلوم کرے سو ایک گروہ نے اس کو جائز کہا ہے اور ایک گروہ نے منع کیا ہے میں کہتا ہوں کہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے اثر سے یہ مسئلہ نکالنا ٹھیک نہیں اور یہ جو کہا کہ خرچ کے بدلے نفع لے تو اس میں اختلاف ہے سو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہ نفع لے مگر اس چیز میں کہ اس کے لیے اسباب میں تاثیر ہے مانند رنگنے اور سینے کی اور لیکن اجرت دلالی اور لپیٹنے کی اور باندھنے کی پس درست نہیں کہا پس اگر نفع دے اس کو مشتری اس چیز پر کہ نہیں تاثیر واسطے اس کے تو جائز ہے جب کہ اس کے ساتھ راضی ہو اور جمہور نے کہا کہ جائز ہے واسطے بائع کے یہ کہ حساب کرے نفع میں تمام اس چیز کو کہ خرچ کی اور کہے کہ مجھ کو اتنے میں پڑی ہے اور وجہ داخل ہونے اس اثر کے ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جب شہروں کے رواج میں یہ بات مروج نہ ہو کہ جو چیز دس درہم سے خریدی جائے وہ گیارہ کو بیچی جاتی ہے اور مشتری اس رواج پر اس کو بیچے تو اس کا کچھ ڈر نہیں ہوگا۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِنْدٍ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند کو فرمایا کہ لے لیا کر خاوند کے مال سے جتنا تجھ کو اور تیری اولاد کو کفایت کرے موافق دستور کے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری ابھی آتی ہے۔

وَقَالَ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ وَاكْتَرَى الْحَسَنُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مِرْدَاسٍ حِمَارًا فَقَالَ بِكَمْ قَالَ بِدَانَقَيْنِ فَرَكِبَهٗ ثُمَّ جَآءَ مَرَّةً أُخْرٰى فَقَالَ الْحِمَارَ الْحِمَارَ فَرَكِبَهٗ وَلَمْ يُشَارِطْهُ فَبَعَثَ إِلَيْهِ بِنِصْفِ دِرْهَمٍ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعنی واسطے اس کے جو یتیم کے مال کا متولی ہو جو محتاج ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے اور حسن رضی اللہ عنہ بصری نے عبداللہ بن مرداس سے ایک گدھا کرایہ پر لیا یعنی کرایہ پر لینا چاہا سو حسن نے کہا کہ تو کتنے کو کرایہ دیتا ہے سو عبداللہ نے کہا کہ بدلے دو دانگ کے سو حسن اس پر سوار ہوا پھر حسن دوسری بار آیا

اور کہا کہ گدھا لیا گدھا لیا سو وہ اس پر سوار ہوا اور اس کی اجرت مقرر نہ کی سو اس کی طرف آدھا درہم بھیجا۔

فائدہ: دانگ درہم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی ترجمہ میں ظاہر ہے اس جہت سے کہ حسن رضی اللہ عنہ نے دوسری بار اس کی اجرت مقرر نہ کی واسطے اعتماد کرنے کے پہلی اجرت پر اور زیادہ کیا اس کو اجرت مذکور پر بطریق احسان کے۔ (فتح)

۲۰۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَجَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُوْ طَيْبَةَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ وَّأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُّخَفِّفُوْا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ.

۲۰۵۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطیبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک صاع کھجوروں کے دینے کا حکم کیا اور اس کے مالکوں کو حکم کیا کہ اس کے خراج سے کچھ تخفیف کریں۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب البیوع میں پہلے گزر چکی ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی اس باب میں اس جہت سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجرت مقرر نہ کی واسطے اعتبار کرنے کے رواج پر بیچ مثل اس کی کے۔ (فتح)

۲۰۵۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ هِنْدُ أُمُّ مُعَاوِيَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَّالِهِ سِرًّا قَالَ خُذِيْ أَنْتِ وَبَنُوْكِ مَا يَكْفِيْكِ بِالْمَعْرُوْفِ.

۲۰۵۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند معاویہ کی مائی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ابوسفیان مرد بخیل ہے یعنی اتنا خرچ نہیں دیتا جو مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے تو کیا مجھ پر گناہ ہے کہ اس کا مال پوشیدہ لوں یعنی بقدر حاجت کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لیا کر تو اور تیری اولاد جتنا کفایت کرے تجھ کو موافق دستور کے۔

فائدہ: اور غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے یہ ہے کہ لے لیا کر موافق دستور کے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عرف پر حوالہ دیا اس چیز میں کہ شرع نے اس میں کوئی حد مقرر نہیں کی۔ (فتح)

۲۰۶۰۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ ح و حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ فَرْقَدٍ قَالَ

۲۰۶۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آیت کی تفسیر میں جو مالدار ہو تو چاہیے کہ بچے یتیم کے مال سے اور جو محتاج ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ

سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ أُنْزِلَتْ فِيْ وَالِي الْيَتِيْمِ الَّذِيْ يُقِيْمُ عَلَيْهِ وَيُصْلِحُ فِيْ مَالِهِ إِنْ كَانَ فَقِيْرًا أَكَلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوْفِ.

آیت یتیم کے والی کے حق میں اتری جو اس کی تربیت کرتا ہے اور اس کے مال کو سنوارتا ہے کہ اگر محتاج ہو تو اس سے دستور کے موافق کھائے۔

فائدہ: اور مراد اس باب میں حوالہ دینا والی یتیم کو ہے کہ اس کے مال سے دستور کے موافق کھائے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الشَّرِيْكِ مِنْ شَرِيْكِهٖ — باب ہے بیان میں بیچنے شریک کے شریک سے

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ وہ جائز ہے ہر چیز مشترک میں اور وہ مانند بیچنے اس کے کی اجنبی سے ہے اور اگر اس کو اجنبی کے ہاتھ بیچے تو شریک کو حق شفعہ پہنچتا ہے اور اگر اس کو شریک کے ہاتھ بیچے تو حق شفعہ دور ہو جاتا ہے اور ذکر کی اوس نے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی شفعہ کے باب میں وسیاتی الكلام عليه في بابه اور ابن بطال کی کلام کا حاصل مناسب حدیث کی ہے ساتھ ترجمہ کے اور اس کے غیر نے کہا کہ معنی ترجمہ کے حکم بیع شریک کا ہے شریک اپنے سے اور مراد اس سے رغبت دلانا شریک کا ہے یہ کہ نہ بیچے وہ چیز جس میں کہ شفعہ ہے مگر شریک اپنے سے اس واسطے کہ اگر اس کو غیر کے ہاتھ بیچے تو جائز ہوگا شریک کو لینا اس کا ساتھ شفعہ کے زور سے اور بعضے کہتے ہیں کہ وجہ مناسبت کی یہ ہے کہ جب گھر تین آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ان میں ایک دوسرے کے ہاتھ بیچے تو تیسرے کو جائز ہے یہ کہ شفعہ کے ساتھ لے اگرچہ پہلا مشتری بھی شریک ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ مبنی ہے خلاف پر کہ کیا شفعہ کے ساتھ لینا مشتری سے لینا ہے یا بائع سے پس اگر مشتری سے ہو تو وہ شریک ہوگا اور اگر بائع سے ہے تو وہ شریک کے شریک سے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ شفعہ والا اگر ہو واسطے اس کے پکڑنا قہر سے تو واسطے بائع کے ہے جب کہ ہو شریک اس کا یہ کہ بیچے اس کو اس کے ہاتھ میں ساتھ اختیار کے بلکہ یہ اولیٰ ہے۔ (فتح)

۲۰۶۱۔ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِيْ كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

۲۰۶۱۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گردانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کو ہر چیز میں کہ تقسیم نہ ہوئی ہو اور جب حدیں واقع ہوں یعنی مشترک چیز بانٹی جائے اور راہیں پھیریں جائیں یعنی ہر ایک کے حصے کی راہ جدا ہو جائے تو نہیں ہے شفعہ یعنی حق شفعہ باقی نہیں رہتا۔

بَابُ بَيْعِ الْأَرْضِ وَالدُّوْرِ وَالْعُرُوْضِ مُشَاعًا غَيْرَ مَقْسُوْمٍ

بیچنا زمین کا اور گھروں کا اور قسموں اسباب کا اس حال میں کہ مشترک ہوں تقسیم نہ ہوئی ہوں

فائدہ: اس باب میں جابر کی حدیث بیان کی ہے وسياتي في مكانه۔

۲۰۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِيْ كُلِّ مَالٍ لَّمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بِهٰذَا وَقَالَ فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ تَابَعَهُ هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ كُلِّ مَالٍ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۲۰۶۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا آپ ﷺ نے ساتھ ثابت ہونے شفعہ کے ہر چیز میں کہ تقسیم نہ ہوئی ہو اور جب حدیں واقع ہوں اور راہیں پھیری جائیں تو شفعہ نہیں۔ اس میں بیان ہے راویوں کے اختلاف کا سو بعضوں نے تو کل مالم یقسم روایت کی ہے اور بعضوں نے کل مال لم یقسم روایت کی ہے۔

بَابٌ إِذَا اشْتَرٰى شَيْئًا لِّغَيْرِهٖ بِغَيْرِ إِذْنِهٖ فَرَضِيَ

اگر کوئی غیر کے واسطے کوئی چیز خریدے بدون اس کے اذن کے اور وہ اس کے ساتھ راضی ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب فضولی کی بیع کے واسطے باندھا ہے یعنی جو غیر کے واسطے کوئی چیز خریدے بدون اذن اس کے کی اور امام بخاری رحمہ اللہ مائل ہوئے ہیں طرف جواز کی یعنی یہ بیع جائز ہے۔ (فتح)

۲۰۶۳۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَرَجَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَّمْشُوْنَ فَأَصَابَهُمُ الْمَطَرُ فَدَخَلُوْا فِيْ غَارٍ فِيْ جَبَلٍ

۲۰۶۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تین آدمی سفر کو چلے جاتے تھے سو ان کو مینہ پہنچا وہ پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے تو ایک پتھر ان کی غار کے منہ پر ڈھلک پڑا یعنی اور اس نے ان کو بند کر لیا تو بعض نے بعض سے کہا کہ دیکھو اپنے زیادہ تر افضل عملوں کو جو کیے ہوں سو دعاء مانگو اللہ سے ان کے وسیلے سے یعنی تا کہ شاید اللہ اس پتھر کو تمہارے اوپر سے کھول دے

فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِمْ صَخْرَةٌ قَالَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ادْعُوا اللّٰهَ بِأَفْضَلِ عَمَلٍ عَمِلْتُمُوْهُ فَقَالَ أَحَدُهُمُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ كَانَ لِيْ أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَرْعٰى ثُمَّ أَجِيْءُ فَأَحْلُبُ فَأَجِيْءُ بِالْحِلَابِ فَآتِيْ بِهٖ أَبَوَيَّ فَيَشْرَبَانِ ثُمَّ أَسْقِي الصِّبْيَةَ وَأَهْلِيْ وَامْرَأَتِيْ فَاحْتَبَسْتُ لَيْلَةً فَجِئْتُ فَإِذَا هُمَا نَائِمَانِ قَالَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوْقِظَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَأْبِيْ وَدَأْبَهُمَا حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَآءَ قَالَ فَفُرِجَ عَنْهُمْ وَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ كُنْتُ أُحِبُّ امْرَأَةً مِّنْ بَنَاتِ عَمِّيْ كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرَّجُلُ النِّسَآءَ فَقَالَتْ لَا تَنَالُ ذٰلِكَ مِنْهَا حَتّٰى تُعْطِيَهَا مِائَةَ دِيْنَارٍ فَسَعَيْتُ فِيْهَا حَتّٰى جَمَعْتُهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهٖ فَقُمْتُ وَتَرَكْتُهَا فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً قَالَ فَفَرَجَ عَنْهُمُ الثُّلُثَيْنِ وَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيْرًا بِفَرَقٍ مِّنْ ذُرَةٍ فَأَعْطَيْتُهٗ وَأَبٰى ذَاكَ أَنْ يَّأْخُذَ فَعَمَدْتُ إِلٰى ذٰلِكَ

تو ان میں سے ایک نے کہا کہ الٰہی ماجرا تو یہ ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے بڑی عمر والے سو میں باہر جاتا تھا اور بکریاں چراتا تھا پھر میں آتا تھا اور ان کا دودھ دوہتا تھا اور دودھ اپنے ماں باپ کے پاس لاتا تھا سو وہ دودھ کو پیتے تھے پھر میں اپنے چھوٹے لڑکوں کو اور اپنے گھر والوں کو اور اپنی بیوی کو پلاتا تھا سو میں نے ایک رات آنے میں دیر کی یعنی اس واسطے کہ چارا بہت دور ملا سو میں آیا تو ناگہاں دیکھا کہ میرے ماں باپ سوئے ہوئے تھے سو میں نے برا جانا کہ ان کو نیند سے جگاؤں اور لڑکے بھوک کے مارے میرے قدموں میں شور کرتے تھے سو اسی طرح برابر میرا اور ان کا حال رہا صبح تک یعنی میں ان کے انتظار میں دودھ لیے رات بھر کھڑا رہا اور لڑکے روتے چلاتے رہے نہ میں نے پیا نہ لڑکوں کو پلایا سو الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ ایسی محنت اور مشقت میں نے تیری رضا مندی کے لیے کی تھی تو اس پتھر سے ایک روزن کھول دے کہ ہم اس سے آسمان کو دیکھیں سو اللہ نے اس سے ایک روزن کھول دیا اور دوسرے نے کہا کہ الٰہی البتہ ماجرا یہ ہے کہ میرے ایک چچا کی بیٹی تھی کہ میں اس سے محبت رکھتا تھا جیسے نہایت محبت مرد عورتوں سے رکھتے ہیں یعنی میں اس پر کمال عاشق تھا یعنی سو میں نے اس سے حرام کاری چاہی تو اس نے کہا کہ تو مجھ سے یہ مراد نہ پائے گا یعنی تیری یہ مراد حاصل نہ ہو گی یہاں تک کہ تو مجھ کو سو اشرفیاں دے سو میں نے محنت اور کوشش کی یہاں تک کہ میں نے سو اشرفیاں جمع کیں سو جب میں اس کے دونوں پاؤں کے اندر بیٹھا تو اس نے کہا کہ ڈر اللہ سے اور مہر کو نہ توڑ مگر ساتھ حق اس کے کی یعنی بدون نکاح شرعی کے ازالہ بکارت نہ کر سو میں اٹھ کھڑا

الْفَرَقِ فَزَرَعْتُهُ حَتّٰى اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَعْطِنِي حَقِّي فَقُلْتُ انْطَلِقْ إِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيهَا فَإِنَّهَا لَكَ فَقَالَ أَتَسْتَهْزِئُ بِي قَالَ فَقُلْتُ مَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ وَلٰكِنَّهَا لَكَ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فَكُشِفَ عَنْهُمْ.

ہوا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا سو الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ مدت کی دلی آرزو تیری رضا مندی کے لیے ترک کی ہو تو اس پتھر سے ایک روزن کھول دے تو ان سے غار کی دو تہائیاں کھل گئیں تو تیسرے آدمی نے کہا کہ الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور ٹھہرایا تھا بدلے ایک فرق چینا (جوار) کے یعنی اس کی اجرت ایک فرق چینا مقرر (جوار) کی تھی اور فرق ایک برتن کا نام ہے جس میں سولہ رطل اناج سمائے سو جب وہ اپنا کام پورا کر چکا تو میں نے اس کو اس کی مزدوری دی تو اس نے لینے سے انکار کیا سو میں نے اس فرق پر چینے (جوار) کی طرف قصد کیا اور اس کو بویا سو اس میں یہاں تک برکت ہوئی کہ میں نے اس مال سے گائیں، بیل اور غلام ان کے چرانے والے خریدے پھر وہ مزدور مدت کے بعد میرے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے میرا حق مجھے دے تو میں نے کہا کہ جا ان گائیں، بیلوں اور ان کے چرانے والوں کی طرف اور ان کو لے تو اس نے کہا کہ کیا کہ تو مجھ سے مذاق کرتا ہے میں نے کہا کہ میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا لیکن وہ سچ مچ تیرا ہی مال ہے الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ امانتداری تیری رضا کے لیے کی تھی تو اس پتھر کو ہم سے کھول دے سو وہ پتھر ان سے دور ہوا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی غیر کے واسطے کوئی چیز خریدے بغیر اذن اس کے کے اور وہ اس سے راضی ہو جائے تو وہ بیع صحیح ہے اس واسطے کہ تیسرے مرد نے اس کی اجرت سے کھیتی کر کے اس سے گائیں، بیل اور غلام خریدے اس واسطے کہ اس مرد نے مزدور کے مال میں تصرف کیا بدون اذن اس کے کے لیکن جب اس کو بڑھایا اور اس کو دیا سو اس نے اس کو لیا اور اس کے ساتھ راضی ہوا اور طریق استدلال کا ساتھ اس کے بنا بر اس کے ہے کہ پہلوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے اور جمہور اس کے مخالف ہیں اور خلاف اس میں مشہور ہے لیکن برقرار رکھا جاتا ہے بایں طور کہ آپ ﷺ نے اس کو مدح کی جگہ بیان کیا اور اس کے فاعل کی تعریف کی اور اس کو

اس پر برقرار رکھا اور اگر یہ امر جائز نہ ہوتا تو آپ ﷺ اس کو بیان فرماتے پس ساتھ اس طریق کے صحیح ہوگا استدلال نہ ساتھ محض ہونے اس کے شرع پہلوں کے اور بیچ اقتصار کرنے بخاری کے اوپر استنباط کے ساتھ اس طریق کے دلالت ہے اس پر کہ جو چیز کہ روایت کی اس نے بیچ فضل گھوڑوں کے عروہ بارقی کی حدیث سے بیچ قصے بیچنے اس کے بکری کو نہیں قصد کیا اس نے ساتھ اس کے استدلال کا واسطے اس حکم کے اور تحقیق جواب دیا گیا ہے حدیث باب سے بایں طور کہ احتمال ہے کہ اس نے مزدور ٹھہرایا ہو اس کو ساتھ فرق کے کہ اس کے ذمہ میں ہو یا جب اس نے اس فرق کو اس کے پیش کیا اور اس نے اس کو قبض نہ کیا تو وہ مزدور ٹھہرانے والے کے ذمہ میں بدستور باقی رہا اس واسطے کہ جو ذمہ میں ہو وہ نہیں معین ہوتا ہے مگر ساتھ قبض کے سو جب مالک نے اس میں تصرف کیا تو اس کا تصرف صحیح ہوا برابر ہے کہ اس نے اپنے واسطے اعتقاد کیا یا اجیر کے واسطے پھر احسان کیا ساتھ اس چیز کے کہ جمع ہوا تھا اس نے اجیر پر ساتھ رضامندی اس کی کے اور ابن بطال نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اوپر صحت قول ابن قاسم کے کہ جب ایک مرد دوسرے مرد کے پاس اناج امانت رکھے اور وہ دوسرا آدمی اس کو مول سے بیچ ڈالے اور امانت والا اس کے ساتھ راضی ہو جائے تو اس کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو قیمت لے لے جس کے ساتھ اس نے اس کو بیچا ہے اور اگر چاہے تو اس کے برابر اناج لے لے اور اشہب نے اس کو منع کیا ہے اس واسطے کہ وہ اناج بدلے اناج کے ہے جس میں خیار ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے ابوثور کے کہ جو کسی کی گیہوں زور سے چھین لے اور اس کو بو دے تو جو گیہوں کہ زمین سے پیدا ہو وہ گیہوں والے کی ہے یعنی جس سے گیہوں چھینی گئی تھی اور باقی شرح اس کی احادیث الانبیاء میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ الشِّرَآءِ وَالْبَيْعِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَهْلِ الْحَرْبِ

مشرکین اور اہل حرب کے ساتھ خرید و فروخت کرنے کا بیان

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ کفار کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے مگر اس چیز کا بیچنا درست نہیں جس کے ساتھ کافر مسلمانوں پر مدد لیں اور جس کا اکثر مال حرام ہو اس کے ساتھ خرید و فروخت کرنے میں علماء کو اختلاف ہے اور جو اس کو جائز کہتا ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے کافر کو فرمایا کہ یہ بیع ہے یا ہبہ ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کافر کو بیع کرنی اور یہ کہ جو اس کے ہاتھ میں ہے اس کا وہ مالک ہے اور یہ کہ مشرک کے ہدیہ کا قبول کرنا جائز ہے۔ (فتح)

٢٠٦٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ

۲۰۶۴۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے پھر ایک کافر پریشان بال دراز قد بکریاں لایا جن کو ہانکتا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو

عَنهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَآءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌّ طَوِيلٌ بِغَنَمٍ يَسُوقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعًا أَمْ عَطِيَّةً أَوْ قَالَ أَمْ هِبَةً قَالَ لَا بَلْ بَيْعٌ فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً.

بیچنے کا ارادہ کرتا ہے یا اللہ بخشنے (ہدیہ دینے) کا اس نے کہا کہ نہیں بلکہ بیچنے کا ارادہ کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے اس سے بکری خریدی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافروں سے خرید وفروخت کرنا جائز ہے وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ شِرَآءِ الْمَمْلُوكِ مِنَ الْحَرْبِيِّ وَهِبَتِهِ وَعِتْقِهِ

خریدنا غلام کا کافر حربی سے اور اس کا ہبہ کرنا اور آزاد کرنا جائز ہے

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے ثابت کرنا ملک حربی کا ہے اور یہ کہ جائز ہے اس کو تصرف کرنا اپنے ملک میں ساتھ بیع اور ہبہ اور عتق وغیرہ کے جب کہ برقرار رکھا آپ ﷺ نے مسلمان کو نزدیک مالک اپنے کے جو کافر تھا اور حکم کیا اس کو مکاتب کرنے کا اور بعض کہتے ہیں کہ ہبہ کرنا ظالم بادشاہ کا ہے واسطے ابراہیم علیہ السلام کے اور سوائے اس کے جس کو حدیث باب کی متضمن ہے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَلْمَانَ كَاتِبْ وَكَانَ حُرًّا فَظَلَمُوْهُ وَبَاعُوْهُ.

اور آپ ﷺ نے مسلمان سے کہا کہ اپنے مالک سے مکاتبت کرا اور تھا وہ آزاد سو کافروں نے اس پر ظلم کیا اور اس کو بیچ ڈالا۔

فائدہ: اور اس کا قصہ اس طور سے ہے کہ سلمان اصل میں مجوسی تھا سو دین حق کی تلاش کے واسطے اپنے باپ سے بھاگا سو ایک درویش سے جا ملا پھر ایک اور درویش کے پاس جا رہا پھر ایک اور درویش کے پاس جا رہا اور ان کی موت تک ان کے پاس رہتا تھا یہاں تک کہ اخیر درویش نے اس کو عرب کی راہ دکھائی اور اس کو آپ ﷺ کے ظاہر ہونے کی خبر دی سو سلمان رضی اللہ عنہ نے بعض جنگلیوں کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس آنے کا قصد کیا سو انہوں نے اس کے ساتھ فریب کیا اور اس کو وادی القریٰ میں (ایک جگہ کا نام ہے) ایک یہودی کے پاس بیچا پھر اس سے اس کو بنی قریظہ کے ایک اور یہودی نے خریدا اور اس کو مدینہ میں لایا سو جب مدینے میں آیا اور آپ ﷺ کو دیکھا تو مسلمان ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اپنے مالک سے مکاتبت کر یعنی اپنی جان کو اپنے مالک سے خرید ساتھ دو قسطوں کے یا زیادہ کے اور اس سے سمجھا جاتا ہے برقرار رکھنا احکام کافروں کا اوپر اس کے کہ اسلام سے پہلے اس پر تھی اور طبری نے کہا کہ آپ ﷺ نے تو یہودی کو سلمان میں بیع وغیرہ کے ساتھ تصرف کرنے پر اس واسطے برقرار رکھا تھا کہ جب وہ اس کا مالک ہوا تھا تو اس وقت سلمان اس شریعت پر نہ تھا بلکہ اس وقت نصرانی تھا

اور اس شریعت کا حکم یہ ہے کہ جو کافر کسی کے نفس یا مال پر غالب ہو جائے اور مغلوب مسلمان نہ ہوا ہو تو وہ غالب کے مِلک میں داخل ہو جاتا ہے۔ (فتح)

وَسُبِيَ عَمَّارٌ وَصُهَيْبٌ وَبِلَالٌ

اور قید کیے گئے عمار اور صہیب اور بلال یعنی پہلے یہ تینوں صحابی رضی اللہ عنہم کافروں کے غلام تھے اور ان کے ملک میں تھے پھر مسلمانوں نے ان کو ان کے ہاتھ سے خرید کر آزاد کیا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کافر اپنے مال کا مالک ہے اور اس کو اپنے مال میں ہر طرح سے تصرف کرنا درست ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ أَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾.

اور اللہ تعالی نے فرمایا کہ اللہ نے بزرگی دی ہے بعض تمہارے کو بعض پر رزق میں یعنی بعض مالدار ہیں اور بعض محتاج سو جو لوگ فضیلت دیے گئے ہیں نہیں وہ رزق دینے والے اپنے غلاموں کو یعنی بلکہ اللہ ان کو رزق دیتا ہے سو مالک اور غلام رزق میں برابر ہیں کہ سب کو اللہ ہی نے رزق دیا ہے کیا پس اللہ کی نعمت سے انکار کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔

فائدہ: ترجمہ کی جگہ اس سے یہ قول اللہ کا ہے علی ماملکت ایمانھم اس واسطے کہ اللہ نے ثابت کی واسطے ان کے ملک ہاتھ کی باوجود اس کے کہ اکثر ملک ان کے اوضاع شرعیہ کے مخالف تھے اور ابن منیر نے کہا کہ مقصود یہ ہے کہ حربی کا ملک صحیح ہے اور صحیح ہے مالک ہونا مسلمان کا اس سے اور مخاطب اس آیت میں مشرکین ہیں اور جو تو بیخ کہ ان کے واسطے ہوئی ہے تو وہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے بتوں کی تعظیم کی اور اللہ کی تعظیم نہ کی اور یہ اس باب سے غرض نہیں۔ (فتح)

٢٠٦٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسَارَةَ فَدَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيْهَا مَلِكٌ مِّنَ الْمُلُوْكِ أَوْ جَبَّارٌ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيْلَ

٢٠٦٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہجرت کی یعنی اپنا وطن چھوڑا سو اس کے ساتھ ایک گاؤں میں آئے جس میں ایک ظالم بادشاہ تھا سو کسی نے اس سے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام ایک عورت لایا ہے جو نہایت خوبصورت عورتوں سے ہے تو بادشاہ نے کسی کو ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجا اور پوچھا کہ اے ابراہیم علیہ السلام یہ

دَخَلَ إِبْرَاهِيمُ بِامْرَأَةٍ هِيَ مِنْ أَحْسَنِ النِّسَاءِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ مَنْ هٰذِهِ الَّتِي مَعَكَ قَالَ أُخْتِي ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهَا فَقَالَ لَا تُكَذِّبِي حَدِيثِي فَإِنِّي أَخْبَرْتُهُمْ أَنَّكِ أُخْتِي وَاللهِ إِنْ عَلَى الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرُكِ فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي إِلَّا عَلَى زَوْجِي فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ قَالَ الْأَعْرَجُ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ يَمُتْ يُقَالُ هِيَ قَتَلَتْهُ فَأُرْسِلَ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي وَتَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي إِلَّا عَلَى زَوْجِي فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ هٰذَا الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ يَمُتْ فَيُقَالُ هِيَ قَتَلَتْهُ فَأُرْسِلَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ وَاللهِ مَا أَرْسَلْتُمْ إِلَيَّ إِلَّا شَيْطَانًا ارْجِعُوْهَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَأَعْطُوْهَا آجَرَ فَرَجَعَتْ إِلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَتْ أَشَعَرْتَ أَنَّ اللهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَأَخْدَمَ وَلِيدَةً.

عورت کون ہے جو تیرے ساتھ ہے یعنی اس سے تیرا کیا رشتہ ہے ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میری بہن ہے پھر ابراہیم علیہ السلام سارہ کی طرف پلٹ گئے اور کہا کہ میری بات کو مت جھٹلاؤ کہ میں نے ان کو خبر دی ہے کہ تو میری بہن ہے قسم ہے اللہ کی نہیں ہے زمین پر کوئی ایماندار سوائے میرے اور تیرے سو ابراہیم علیہ السلام نے سارہ کو بادشاہ کے پاس بھیجا تو بادشاہ اس کی طرف کھڑا ہوا تو سارہ وضو اور نماز کے لیے کھڑی ہوئیں اور کہتی تھیں کہ الٰہی اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرمگاہ کو نگاہ رکھا ہے مگر اپنے خاوند پر تو کافر کو مجھ پر قادر نہ کر سو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا یہاں تک کہ زمین کو اپنا پاؤں مارتا تھا (حدیث کے راوی اعرج کہتے ہیں ابوسلمہ کہتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ) سارہ نے کہا کہ اے الٰہی کہ اگر یہ کافر مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اس عورت نے اس کو مار ڈالا سو چھوڑا گیا پھر بادشاہ ان کی طرف کھڑا ہوا تو سارہ وضو اور نماز کے لیے کھڑی ہوئیں اور کہتی تھیں کہ الٰہی اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرمگاہ کو نگاہ رکھا ہے مگر اپنے خاوند پر تو کافر کو مجھ پر قادر نہ کر سو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا یہاں تک کہ زمین کو اپنا پاؤں مارتا تھا (حدیث کے راوی عبدالرحمٰن کہتے ہیں ابوسلمہ نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) سارہ نے کہا کہ اے الٰہی کہ اگر یہ کافر مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اس عورت نے اس کو مار ڈالا سو چھوڑا گیا دوسری بار یا تیسری بار یعنی دو یا تین بار اس طرح بیہوش ہو کر گر پڑا اور ہر بار سارہ کی دعا سے ہوش میں آیا تو بادشاہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں بھیجا تم نے پاس میرے مگر شیطان کو اس کو

ابراہیم علیہ السلام کے پاس پھیر لے جاؤ اور اس کو ہاجرہ لونڈی دو سارہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف پلٹ آئیں اور کہا کہ کیا تم نے جانا ہے کہ اللہ نے کافر کو ناامید اور محروم کیا اور خدمت کے واسطے ایک لونڈی دی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر کے ہدیہ اور ہبہ کو قبول کرنا درست ہے اس لیے کہ اس کافر بادشاہ نے کہا کہ اس کو ہاجرہ دو اور سارہ نے اس کو قبول کیا اور ابراہیم علیہ السلام نے اس کو برقرار رکھا۔ (فتح)

٢٠٦٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِيْ غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِيْ عُتْبَةَ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ إِلٰى شَبَهِهٖ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هٰذَا أَخِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ أَبِيْ مِنْ وَلِيْدَتِهٖ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى شَبَهِهٖ فَرَأٰى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ فَلَمْ تَرَهُ سَوْدَةُ قَطُّ.

٢٠٦٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ ایک لڑکے میں جھگڑے سو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ بیٹا میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا ہے کہ اس نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ یہ اس کا بیٹا ہے آپ دیکھیں کہ اس کی صورت عتبہ کے مشابہ ہے اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا بھائی ہے کہ میرے باپ کے بچھونے پر پیدا ہوا اس کی لونڈی سے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مشابہت کو دیکھا سو اس کی مشابہت ظاہر عتبہ کے ساتھ دیکھی سو فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے اے عبد بن زمعہ لڑکا واسطے صاحب بچھونے کے ہے اور زانی کے لیے محرومی ہے اور پردہ کر اس سے اے سودہ بنت زمعہ سو سودہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کبھی نہ دیکھا۔

فائدہ: اور موضع ترجمہ کی اس سے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمعہ کے ملک کو لونڈی کے واسطے برقرار رکھا اور غلامی کے احکام اس پر جاری کیے (فتح)

٢٠٦٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِصُهَيْبٍ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَدَّعِ إِلٰى غَيْرِ أَبِيْكَ

٢٠٦٧۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے صہیب سے کہا کہ ڈر اللہ سے اور نہ دعویٰ کر نسبت کا طرف غیر باپ اپنے کی سو صہیب نے کہا کہ نہیں خوش لگتا مجھ کو یہ کہ میرے واسطے اتنا اتنا مال ہو اور میں یہ دعویٰ کروں

فَقَالَ صُهَيْبٌ مَا يَسُرُّنِيْ أَنَّ لِيْ كَذَا وَكَذَا وَأَنِّيْ قُلْتُ ذٰلِكَ وَلٰكِنِّيْ سُرِقْتُ وَأَنَا صَبِيٌّ.

لیکن میں چرایا گیا تھا اور حالانکہ میں چھوٹا لڑکا تھا۔

فائدہ: صہیبؓ کہا کرتے تھے کہ میں سنان بن مالک کا بیٹا ہوں اور اپنے نسب کو نمر بن قاسط کی طرف لے جاتے تھے اور ماں ان کی بنی تمیم سے تھی اور صہیب عجمی تھے یعنی غیر عربی اس واسطے کہ اس نے رومیوں کے درمیان پرورش پائی سو ان کی زبان ان پر غالب آئی اور کہا کہ عرب کا دستور تھا کہ بعضے بعض کو پکڑ کر غلام بنا لیتے تھے سو قید کیا مجھ کو کچھ لوگوں نے بعد اس کے کہ میں نے اپنے مولد اور اہل کو پہچانا پھر انہوں نے مجھ کو رومیوں کے ہاتھ بیچا حاصل یہ ہے کہ عبدالرحمٰن نے اس کو کہا کہ تو دعوی کرتا ہے کہ میں عرب کی نسل سے ہوں اور حالانکہ تیری زبان رومی ہے تب صہیب نے اس کو یہ جواب دیا کہ لڑکپن میں مجھ کو رومی قید کر کے لے گئے تھے اس واسطے ان کی زبان مجھ پر غالب آئی واللہ! میری نسل رومی نہیں اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کی ملک صحیح ہے کہ عبدالرحمٰن بن جدعان نے اس کو خرید کر آزاد کیا۔ (فتح)

٢٠٦٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَرَأَيْتَ أُمُوْرًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ أَوْ أَتَحَنَّتُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صِلَةٍ وَعَتَاقَةٍ وَصَدَقَةٍ هَلْ لِيْ فِيْهَا أَجْرٌ قَالَ حَكِيْمٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلٰى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ.

٢٠٦٨۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ بھلا بتاؤ کہ جو نیکیاں میں کفر کی حالت میں کیا کرتا تھا جیسے برادر پروری اور غلام آزاد کرنا اور خیرات کرنا کیا ان کا ثواب بھی مجھ کو ملے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو مسلمان ہوا اس نیکی پر جو تجھ سے آگے ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکوۃ میں پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر کی خیرات اور آزادی صحیح ہے اور یہ متضمن ہے اس کو کہ کافر کی ملک صحیح ہے اس واسطے کہ صحیح ہونا آزادی کا موقوف ہے اوپر صحیح ہونے ملک کے۔ (فتح) وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْبَغَ

رنگنے سے پہلے مردار کے چمڑے کا بیان

فائدہ: یعنی کیا اس کی بیع صحیح ہے یا نہیں وارد کی اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی میمونہ کی بکری میں اور شاید کہ انہوں نے لیا ہے جواز بیع کو اس سے کہ اس کے ساتھ فائدہ اٹھانا درست فرمایا اس واسطے کہ جس چیز کے ساتھ فائدہ اٹھانا درست ہے اس کا بیچنا بھی درست ہے اور جس کے ساتھ فائدہ اٹھانا درست نہیں اس کا

بیچنا بھی درست نہیں اور ساتھ اس تقریر کے جواب دیا جاتا ہے اسماعیلی کے اعتراض سے کہ اس نے کہا کہ باب کی حدیث میں بیع کے واسطے تعرض نہیں اور مردار کے چمڑے سے مطلق نفع اٹھانا دباغت سے پہلے اور پیچھے مشہور ہے زہری کے مذہب سے اور شاید کہ یہی مختار ہے نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ کے اور اس کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا مفہوم ہے کہ حرام تو صرف اس کا کھانا ہے اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس کے کھانے کے سوا جو چیز ہے سب مباح ہے پس اس کی بیع بھی درست ہوگی اور پوری اس کی شرح کتاب الذبائح میں آئے گی۔ (فتح)

٢٠٦٩۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ فَقَالَ هَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِإِهَابِهَا قَالُوْا إِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا.

٢٠٦٩۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردہ بکری پر گزرے سو فرمایا کہ تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا تو لوگوں نے کہا کہ یہ مردار ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردار کا تو صرف کھانا حرام ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دباغت سے پہلے مردار کی کھال کا بیچنا درست ہے۔

بَابُ قَتْلِ الْخِنْزِيْرِ

باب ہے بیان میں قتل کرنے خنزیر کے

فائدہ: یعنی کیا اس کا مار ڈالنا مشروع ہے جیسے کہ اس کا حرام ہونا مشروع ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی بیع کے بابوں میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جس چیز کے مار ڈالنے کا حکم ہے اس کا بیچنا جائز نہیں اور ابن تین نے کہا کہ خلاف اجماع کا کیا ہے بعض شافعیہ نے کہا کہ سو نہ قتل کیا جائے خنزیر کو جب کہ اس میں ضرر نہ ہو اور جمہور کہتے ہیں کہ اس کا قتل کرنا مطلق جائز ہے۔ (فتح)

وَقَالَ جَابِرٌ حَرَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَ الْخِنْزِيْرِ

اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خنزیر کا بیچنا حرام کیا

فائدہ: یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی۔

٢٠٧٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ

٢٠٧٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ عنقریب ہے کہ اترے گا تم میں اے مسلمانوں عیسیٰ علیہ السلام مریم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا مُّقْسِطًا فَیَکْسِرَ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلَ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعَ الْجِزْیَةَ وَیَفِیْضَ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَهٗ اَحَدٌ.

کا بیٹا حاکم عادل ہو کر سو چلیپا (صلیب) کو توڑ ڈالے گا اور خوک (خنزیر) کو مار ڈالے گا یعنی واسطے مبالغہ کے اس کی حرمت میں اور جزیہ کو گرا دے گا یعنی جو ایمان نہ لائے گا اس سے جزیہ قبول نہ کرے گا بلکہ اس کو قتل کر ڈالے گا اور کثرت سے پھیل پڑے گا مال یہاں تک کہ اس کو کوئی قبول نہ کرے گا۔

فائدہ: اور موضع ترجمہ کی اس حدیث سے آپ کا یہ قول ہے کہ خنزیر کو قتل کرے گا یعنی اس کو معدوم کرنے کا حکم کرے گا واسطے مبالغہ کرنے کے اس کے کھانے کے حرام ہونے میں اور اس میں بڑی توبیخ ہے واسطے نصاریٰ کے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طریقے پر ہیں پھر خوک کے کھانے کو حلال جانتے ہیں اور اس کی محبت میں مبالغہ کرتے ہیں (فتح)

اور چلیپا کی یہ شکل ہے + نصاریٰ اس شکل کی بڑی تعظیم کرتے ہیں اس واسطے کہ ان کے گمان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر مارے گئے اور ہر چند ابھی نصاریٰ وغیرہ سب کافروں سے جزیہ لینا درست ہے لیکن عیسیٰ علیہ السلام اپنے وقت میں نصاریٰ سے جزیہ قبول نہ کریں گے اگر وہ ایمان نہ لائیں گے تو ان کو قتل کریں گے۔

بَابٌ لَّا یُذَابُ شَحْمُ الْمَیْتَةِ وَلَا یُبَاعُ وَدَکُهٗ رَوَاهُ جَابِرٌ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

مردار کی چربی نہ گالی جائے نہ بیچی جائے روایت کیا اس مضمون کو جابر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے

فائدہ: اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

۲۰۷۱۔ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ طَاؤُسٌ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَقُوْلُ بَلَغَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَنَّ فُلَانًا بَاعَ خَمْرًا فَقَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ فُلَانًا اَلَمْ یَعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَیْهِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَلُوْهَا فَبَاعُوْهَا.

۲۰۷۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ فلاں آدمی نے شراب بیچی ہے تو کہا کہ اللہ لعنت کرے فلانے کو کیا نہیں جانتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ لعنت کرے یہود کو کہ ان پر چربیاں حرام ہوئیں سو انہوں اس کو پگھلایا اور بیچا۔

فائدہ: اور مراد فلاں سے اس حدیث میں سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ انہوں نے شراب کو کس طرح بیچا تھا بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کو یہود سے جزیہ کی قیمت سے لیا تھا پھر اس کو انہیں کے ہاتھ بیچ ڈالا واسطے اعتقاد جواز کے حکایت کی اس کو ابن جوزی نے ابن ناصر سے اور ترجیح دی اس کو اور کہا کہ ان کو لائق تھا کہ اس کی بیع کا ان کو متولی بناتے تا کہ ممنوع کام میں داخل نہ ہوتے اور بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے کہ انہوں نے انگور کا نچوڑ اس شخص کے ہاتھ میں بیچا ہو جو اس کو شراب بنائے اور نچوڑ کو بھی شراب کہتے ہیں جیسا کہ انگور کو شراب کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ آخر کو شراب بن جاتا ہے یہ بات خطابی نے کہی ہے اور یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ سمرہ رضی اللہ عنہ نے ہو بہو شراب کو بیچا ہو بعد اس کے کہ اس کی حرمت شائع ہو گئی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ احتمال ہے کہ شراب کا سرکہ بنا کر بیچا ہو اور عمر رضی اللہ عنہ کا اعتقاد ہو گا کہ شراب کا سرکہ بنانا درست نہیں جیسا کہ اکثر علماء کا قول ہے اور سمرہ رضی اللہ عنہ کا یہ اعتقاد ہو گا کہ جائز ہے جیسا کہ تاویل کیا ہے اس کو غیر اس کے نے کہ حلال ہے سرکہ بنانا شراب کا اور نہیں بند ہے حلال ہونا اس کا خود بخود سرکہ ہو جانے اس کے میں قرطبی وغیرہ نے کہا کہ پہلی وجہ ٹھیک ہے میں کہتا ہوں کہ نہیں معین ہے پہلی وجہ پر کہ انہوں نے اس کو جزیہ کے بدلے لیا ہو بلکہ احتمال ہے کہ ان کو غنیمت وغیرہ سے حاصل ہوا ہو اور اسماعیلی نے کہا کہ احتمال ہے کہ سمرہ کو اس کی تحریم معلوم ہو اور اس کے بیچنے کی تحریم معلوم نہ ہو اسی واسطے عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی مذمت پر اکتفا کیا سوائے عقوبت اس کے کی اور یہی ہے گمان ساتھ اس کے لیکن میں نے کسی حدیث میں نہیں دیکھا کہ سمرہ رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل تھے اور یہ جو کہا کہ چربیاں ان پر حرام کی گئیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ چربی کا کھانا ان پر حرام ہوا، نہیں تو اگر ان کا بیچنا ان پر حرام ہوتا تو پگھلانے کے حیلہ کرنے کچھ حاجت نہ تھی اور وجہ تشبیہ دینے عمر کی مسلمانوں کے شراب بیچنے کو ساتھ بیچنے یہود کے چربی پگھلی ہوئی کو مشترک ہونا ہے نہی میں کہ دونوں کا کھانا درست نہیں لیکن یہ بات نہیں کہ جس کا کھانا حرام ہو اس کی بیع بھی حرام ہو مانند گدھوں گھر کے پالے ہوؤں کی اور درندے جانوروں کی کہ ان کا کھانا حرام ہے اور بیچنا حرام نہیں پس ظاہر یہ ہے کہ مشترک ہونا ان دونوں کا بیچ ہونے ہر ایک کے دونوں میں سے ہو گیا ہے ساتھ نہی کے کھانے اس کے سے ناپاک اسی طرح حکایت کیا ہے ابن بطال نے طبری سے اور برقرار رکھا اس کو اور یہ تقریر واضح نہیں بلکہ جس چیز کا کھانا حرام ہے اس کی بیع بھی حرام ہے اور کھانا گدھوں اور درندے جانوروں وغیرہ کا جن کا کھانا حرام ہے سوائے اس کے نہیں کہ حاصل ہوتا ہے بعد ذبح کے اور وہ ذبح سے مردار ہو جاتا ہے اس واسطے کہ اس کے واسطے ذبح نہیں اور جب مردار ہوا تو ناپاک ہو گیا اور نہیں جائز ہو گی بیع اس کی پس یہ اعتراض اصل میں وارد نہیں اور یہ قول جمہور کا ہے کہ جس کا کھانا حرام ہے اس کا بیچنا بھی حرام ہے اگرچہ اس کے بعض میں بعض نے خلاف کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جب بیٹا اپنے باپ کی لونڈی کا وارث ہو تو اس کو اس سے صحبت کرنی درست نہیں اور اس

کو اس کا بیچنا اور اس کا قیمت کھانا درست ہے پس یہ قاعدہ ٹھیک نہیں تو عیاض نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس کو اس سے نفع اٹھانا مطلق حرام نہیں بلکہ اس کو اس کے ساتھ تو صرف استمتاع منع ہے واسطے امر خارجی کے اور اس کے غیر کو اس کے ساتھ استمتاع وغیرہ اٹھانا درست ہے جب کہ مالک ہو اس کو بخلاف چربی کے اس واسطے کہ مقصود اس سے اور وہ کھانا ہے یہود پر حرام تھا ہر حال میں اور ہر شخص پر پس دونوں جدا ہو گئے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے لعنت گنہگار معین کو لیکن احتمال ہے کہ عمر نے اس کے ظاہر کو مراد نہ رکھا ہو بلکہ یہ اس کو جھڑک کے واسطے کہا ہو اور اس میں درگزر کرنا ہے عزت والوں کے قصوروں سے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے صرف اسی کلمہ پر اکتفا کی اس کو اور زیادہ سزا نہ دی اور یہ کہ جو حیلے اور وسیلے کہ حرام کی طرف پہنچائیں وہ باطل ہیں اور یہ کہ شراب کا بیچنا حرام ہے اور ابن منذر وغیرہ نے اس میں اجماع نقل کیا ہے اور مخالف ہے اجماع کے وہ شخص جو اس کی بیع کو جائز رکھتا ہے اور جائز رکھتا ہے بیع انگور کے گچھے کو جو اندر سے بدل کر شراب ہو گیا ہو اور شراب کی حرمت کی علت میں اختلاف ہے بعض تو کہتے ہیں کہ وہ ناپاک ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے کہ اس سے کوئی فائدہ مباح نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ واسطے مبالغہ کے اس سے نفرت دلانے میں اور یہ کہ جس چیز کی ذات حرام ہو اس کی قیمت بھی حرام ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ اگر مسلمان شراب کو ذمی کافر کے ہاتھ بیچے تو جائز نہیں اور اسی طرح اگر ذمی کو شراب کے بیچنے کے واسطے وکیل کرے تو یہ بھی درست نہیں اور لیکن حرام ہونا بیع اس کی کا اہل ذمہ پر پس یہ مبنی ہے اوپر خلاف کے بیچ خطاب کافر کے ساتھ فروع کے اور یہ کہ جائز ہے قیاس کرنا اشباہ میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ کافر کے بدن کو بیچنا حرام ہے جب کہ ہم اس کو مار ڈالیں اور کافر اس کا خریدنا چاہے اور یہ کہ نہیں جائز ہے بیچنا ہر حرام ناپاک چیز کا اگرچہ اس میں نفع ہو مانند گوبر کی اور کوفیوں نے اس کو جائز رکھا ہے اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ خریدار کو جائز ہے واسطے حاجت مشتری کے سوائے بائع کے اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۰۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ يَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَبَاعُوْهَا وَأَكَلُوْا أَثْمَانَهَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ لَعَنَهُمْ قُتِلَ لُعِنَ

۲۰۷۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے یہود کو کہ ان پر چربیاں حرام ہوئیں یعنی ان کا کھانا تو انہوں نے ان کو بیچا اور ان کی قیمت کھائی امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ قاتل کے معنی لعنت کے ہیں قتل کیے گئے یعنی لعنت کیے گئے خراصون یعنی جھوٹے۔

اَلْخَرَّاصُوْنَ الْكَذَّابُوْنَ.

بَابُ بَيْعِ التَّصَاوِيْرِ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا رُوْحٌ وَّمَا يُكْرَهُ مِنْ ذٰلِكَ

بیچنا ان تصویروں کا جن میں روح نہیں اور وہ چیز کہ اس سے مکروہ ہے

فائدہ: یعنی ان کا بنانا یا بیچنا یا عام ہے اس سے۔(فتح)

۲۰۷۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبَّاسٍ إِنِّيْ إِنْسَانٌ إِنَّمَا مَعِيْشَتِيْ مِنْ صَنْعَةِ يَدِيْ وَإِنِّيْ أَصْنَعُ هٰذِهِ التَّصَاوِيْرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فَإِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهُ حَتّٰى يَنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيْهَا أَبَدًا فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيْدَةً وَّاصْفَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنْ أَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَصْنَعَ فَعَلَيْكَ بِهٰذَا الشَّجَرِ كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيْهِ رُوْحٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ مِنَ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ هٰذَا الْوَاحِدَ.

۲۰۷۳۔ سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ناگہاں ان کے پاس ایک مرد آیا تو اس نے کہا کہ اے ابو عباس (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) میں ایک آدمی ہوں کہ میری معاش اپنی دستکاری سے ہے اور میں تصویریں بناتا ہوں سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں بیان کرتا میں تجھ سے مگر جو چیز کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ جو کسی جانور کی تصویر بنائے تو اللہ اس کو عذاب کرتا رہے گا یہاں تک کہ اس میں جان ڈالے اور وہ اس میں جان کبھی نہ ڈال سکے گا یعنی تو عذاب بھی موقوف نہ ہوگا سو وہ مرد سخت ہانپنے لگا اور اس کا چہرہ زرد ہوگیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تجھ کو خرابی ہے اگر تو نے نہ مانا مگر یہ کہ تو تصویر بنائے پس لازم جان اپنے اوپر تصویر اس درخت کی اور ہر چیز کی کہ اس میں جان نہیں یعنی درخت اور پہاڑ اور بیل بوٹا بنانا درست ہے۔

فائدہ: اور استدلال کرنا ساتھ اس کے اوپر مکروہ ہونے بیع تصویروں کے واضح ہے۔(فتح)

بَابُ تَحْرِيْمِ التِّجَارَةِ فِي الْخَمْرِ

شراب کی خرید و فروخت کے حرام کرنے کا بیان

فائدہ: اس باب کی نظیر ابواب المساجد میں پہلے بھی گزر چکی ہے لیکن اس میں مسجد کی قید ہے اور یہ عام ہے اس سے۔(فتح)

وَقَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَرَّمَ النَّبِيُّ

اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی بیع

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ

حرام کی یعنی اس کا بیچنا اور خریدنا درست نہیں

فائدہ: یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی اور احمد وغیرہ نے تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ شراب کا خریدنا اور بیچنا حرام ہے۔(فتح)

۲۰۷۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَمَّا نَزَلَتْ آيَاتُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ عَنْ آخِرِهَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ حُرِّمَتِ التِّجَارَةُ فِي الْخَمْرِ.

۲۰۷۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورہ بقرہ کی اخیر کی آیتیں اتریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تشریف لائے سو فرمایا کہ شراب کی تجارت حرام ہوگئی۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ بَاعَ حُرًّا

آزاد آدمی کے بیچنے کے گناہ کا بیان

فائدہ: یعنی جو جان بوجھ کر اس کو بیچے۔

۲۰۷۵۔ حَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ مَرْحُوْمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ أَعْطٰى بِيْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ أَجْرَهُ.

۲۰۷۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تین شخص کا مدعی دشمن ہو جاؤں گا قیامت کے دن ایک تو وہ مرد جس نے مجھ کو درمیان دیا پھر دغا کی یعنی اس کو توڑ ڈالا اور دوسرا وہ شخص جس نے آزاد آدمی کو بیچا اور اس کی قیمت کھائی اور تیسرا وہ مرد جس نے کسی مرد کو مزدوری پر لگایا پھر اس سے پورا کام کروا لیا اور اس کی مزدوری نہ دی۔

فائدہ: اللہ کو درمیان دیا یعنی کسی سے قول قرار کیا اور اس پر اللہ کی قسم کھائی پھر اس کو توڑ ڈالا اور خطابی نے کہا کہ آزاد کا غلام بنانا دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ اس کو آزاد کرے پھر اس کو چھپائے یا اس سے انکار کرے اور دوسرا یہ کہ آزاد ہونے کے بعد زور کے ساتھ اس سے خدمت لے اور پہلے میں زیادہ گناہ ہے دوسرے سے میں کہتا ہوں کہ حدیث باب کی اشد ہے اس واسطے کہ اس میں باوجود چھپانے آزادی کے یا انکار کرنے اس کے کی عمل کرنا ہے ساتھ مقتضی کتمہ کے اور وہ اس کا بیچنا ہے اور اس کی قیمت کا کھانا اور مہلب نے کہا کہ اس کا گناہ تو اس واسطے سخت ہے کہ مسلمان کہ ایک دوسرے کے کفو ہیں آزادی میں کہ جس نے آزاد کو بیچا تو اس نے اس کے تصرف

کو منع کیا اس چیز میں کہ مباح کیا تھا اللہ نے واسطے اس کے اور لازم کی اس کو ذلت جس سے اللہ نے اس کو چھوڑا یا تھا اور ابن منذر نے کہا کہ نہیں اختلاف ہے اس میں کہ جو آزاد کو بیچے اس کا ہاتھ کاٹنا لازم نہیں آتا یعنی جب کہ چرائے اس کو حفاظت سے مثل اپنی مگر جو علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو آزاد آدمی کو بیچے اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور آزاد مرد کی بیع کے جائز ہونے میں خلاف قدیم تھا پھر اختلاف موقوف ہوا سو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو اپنی جان پر اقرار کرے کہ وہ غلام ہے تو وہ غلام ہوا اور اب اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ آزاد آدمی کا بیچنا درست نہیں اور مزدور سے کام کروا کر اس کی مزدوری نہ دینی یہ بھی اس کے معنی میں ہے کہ آزاد آدمی کو بیچا اور اس کی قیمت کھائی اس واسطے کہ اس نے پورا فائدہ اٹھایا بغیر عوض کے تو گویا کہ اس نے اس کو کھایا اور اس واسطے کہ اس نے اس سے خدمت لی بغیر اجرت کے تو گویا کہ اس نے اس کو غلام بنایا۔ (فتح)

بَابُ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَهُوْدَ بِبَيْعِ أَرَضِيهِمْ حِيْنَ أَجْلَاهُمْ فِيْهِ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو مدینہ سے نکالا تو حکم کیا ان کو کہ اپنی زمین بیچ ڈالیں اس اسناد میں مقبری ہے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جس کو بخاری نے جہاد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس حالت میں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ناگہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر آ نکلے سو فرمایا کہ یہود کی طرف چلو اور اس میں یہ بھی ہے کہ فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو یہاں سے نکال دوں سو جو اپنے مال سے کچھ پائے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اور شاید کہ امام بخاری نے جواز بیع زمین کو عموم بیع مال سے لیا ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیچ بابوں خیار کے عثمان رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں اطلاق مال کا اوپر زمین کے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْعَبِيْدِ وَالْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيْئَةً

بیچنا غلام کا بدلے غلام کے اور حیوان کا بدلے حیوان کے ساتھ وعدے کے یعنی ادھار

فائدہ: اور مراد جنس غلام کی ہے پس داخل ہے اس میں مرد اور عورت اور اسی واسطے ذکر کیا قصہ صفیہ کا اور اشارہ کیا طرف لاحق کرنے حکم مرد کے ساتھ حکم عورت کے بیچ اس کے واسطے نہ ہونے فرق کے اور ابن بطال نے کہا کہ علماء کو اس میں اختلاف ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جائز ہے لیکن امام مالک نے شرط کی ہے کہ جنس مختلف ہو اور کوفے والوں اور احمد نے کہا کہ مطلق منع ہے واسطے دلیل حدیث سمرہ کے جو سنن میں مروی ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں مگر اختلاف کیا گیا ہے بیچ سماع حسن کے سمرہ سے اور اس باب میں طحاوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے اور اس کے بھی راوی ثقہ ہیں مگر اس کے مرسل اور موصول ہونے میں اختلاف ہے سو بخاری اور بہت لوگوں نے اس کے مرسل ہونے کو ترجیح دی ہے اور جابر رضی اللہ عنہ سے ترمذی وغیرہ میں روایت ہے اور اس کی اسناد

نرم ہیں اور جمہور کی دلیل حدیث عبداللہ بن عمرو کی ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ لشکر کا سامان درست کر یعنی سواری اور ہتھیار وغیرہ اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے آپ ﷺ کے حکم سے ایک اونٹ کو دو اونٹوں کے بدلے خریدا روایت کی یہ حدیث دارقطنی وغیرہ نے اور اس کی اسناد قوی ہے اور دلیل پکڑی ہے بخاری نے اس جگہ ساتھ قصہ صفیہ کے اور گواہی لی ساتھ آثار صحابہ کے۔ (فتح)

وَاشْتَرَى ابْنُ عُمَرَ رَاحِلَةً بِأَرْبَعَةِ أَبْعِرَةٍ مَّضْمُوْنَةٍ عَلَيْهِ يُوْفِيْهَا صَاحِبَهَا بِالرَّبَذَةِ

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خریدی ایک سواری بدلے چار اونٹوں کے کہ ضمانت کی گئی تھی وہ سواری بائع پر کہ ادا کرے اس کو بائع ربذہ (ایک جگہ کا نام ہے پاس مدینہ کے) میں۔

فائدہ: اور مضمونہ صفت راحلہ کی یعنی وہ سواری بائع کے ضمان میں ہے یہاں تک کہ اس کو مشتری کے سپرد کرے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ يَكُوْنُ الْبَعِيْرُ خَيْرًا مِّنَ الْبَعِيْرَيْنِ وَاشْتَرَى رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ بَعِيْرًا بِبَعِيْرَيْنِ فَأَعْطَاهُ أَحَدَهُمَا وَقَالَ آتِيْكَ بِالْآخَرِ غَدًا رَهْوًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ لَا رِبَا فِي الْحَيَوَانِ الْبَعِيْرُ بِالْبَعِيْرَيْنِ وَالشَّاةُ بِالشَّاتَيْنِ إِلَى أَجَلٍ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ لَا بَأْسَ بَعِيْرٌ بِبَعِيْرَيْنِ نَسِيْئَةً

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کبھی ایک اونٹ بہتر ہوتا ہے دو اونٹوں سے اور رافع نے دو اونٹوں کے بدلے ایک اونٹ خریدا سو ایک اس کو دیا اور کہا کہ دوسرا اونٹ کل تیرے پاس آئے گا بغیر دیر کے انشاء اللہ تعالیٰ اور ابن مسیب نے کہا کہ نہیں سود ہے حیوان میں ایک اونٹ کو دو اونٹوں کے بدلے بیچنا درست ہے ایک مدت معین تک اور ابن سیرین نے کہا کہ نہیں ڈر ہے بیچنا ایک اونٹ کا بدلے دو اونٹوں کے اور ایک درہم کا بدلے ایک درہم کے ادھار

۲۰۷۶۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ فِي السَّبْيِ صَفِيَّةُ فَصَارَتْ إِلَى دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ ثُمَّ صَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۰۷۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے بندیوں (غلاموں) میں صفیہ تھی سو وہ دحیہ کلبی کی طرف پھریں یعنی ان کے حصے میں آئیں پھر آپ ﷺ نے ان کو لیا۔

فائدہ: یہ اشارہ طرف اس کی جو اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے دحیہ کو ان کے بدلے سات غلام دیے۔ وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ بَيْعِ الرَّقِيْقِ

غلام کے بیچنے کا بیان

۲۰۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ مُحَيْرِيْزٍ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نُصِيْبُ سَبْيًا فَنُحِبُّ الْأَثْمَانَ فَكَيْفَ تَرٰى فِي الْعَزْلِ فَقَالَ أَوَ إِنَّكُمْ تَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوْا ذٰلِكُمْ فَإِنَّهَا لَيْسَتْ نَسَمَةٌ كَتَبَ اللّٰهُ أَنْ تَخْرُجَ إِلَّا هِيَ خَارِجَةٌ.

۲۰۷۷۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم غنیمت کے مال لونڈی پاتے ہیں اور ہم اس کی قیمت چاہتے ہیں یعنی اس کا بیچنا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عزل کے باب میں کیا فرماتے ہیں سو فرمایا کہ کیا تم یہ کام کرتے ہو اس کا نہ کرنا تم پر واجب نہیں اس واسطے کہ کوئی جان نہیں کہ جس کا پیدا ہونا اللہ نے لکھا نہیں ہے مگر کہ وہ پیدا ہونے والی ہے۔

فائدہ: اور دلالت حدیث کی ترجمہ پر ظاہر ہے (فتح) اور ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل خود ابو سعید رضی اللہ عنہ تھے اور حالانکہ یہ خلاف واقع بلکہ سیاق میں حذف ہے اور تقدیر کلام کی یہ ہے کہ جس حالت میں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا کہ ایک انصاری مرد آیا تو اس نے پوچھا۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ

غلام مدبر کے بیچنے کا بیان

فائدہ: مدبر اس غلام کو کہتے ہیں کہ مالک اس کو کہے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے جس کا آزاد ہونا اپنے مالک کی موت کے ساتھ معلق ہے اور نام رکھا گیا ہے اس کا مدبر اس واسطے کہ موت زندگی کے پیچھے آتی ہے اور یا اس واسطے کہ کہ اس کے مالک نے دنیا اور آخرت کے کام کی تدبیر کی لیکن تدبیر دنیا کی پس ساتھ ہمیشہ رہنے اس کے کی اوپر فائدہ اٹھانے کے ساتھ خدمت غلام اپنے کے اور لیکن تدبیر آخرت اپنی کی پس ساتھ حاصل کرنے ثواب آزادی کے اور وہ راجع ہے طرف پہلے معنی کی اس واسطے کہ تدبیر امر کی ماخوذ ہے نظر کرنے سے عاقبت میں پس رجوع کرے گا طرف دبر امر کی اور وہ اس کا آخر ہے۔ (فتح)

۲۰۷۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُدَبَّرَ.

۲۰۷۸۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر غلام کو بیچا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا اور اس پر قرض تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

کو آٹھ درہم سے بیچا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ محتاج ہوا سو حضرت ﷺ نے اس کو آٹھ درہم سے بیچا اور اس کی قیمت اس کے پاس بھیجی پس اس روایت میں اس کے بیچنے کے سبب کو بیان کیا اور وہ محتاج ہونا اس کا ہے طرف قیمت اس کی کے اور یہ سب روایتیں متفق ہیں اس پر کہ حضرت ﷺ نے اس کو مالک کی زندگی میں بیچا تھا۔ (فتح)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بَاعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ غلام مدبر کو بیچا۔

فائدہ: قرطبی وغیرہ نے کہا کہ اتفاق ہے علماء کا کہ اس پر مدبر کرنا غلام کا درست ہے اور نیز اتفاق ہے کہ وہ تہائی مال سے آزاد ہے سوائے لیث اور زفر کے کہ دونوں کہتے ہیں کہ راس المال سے آزاد ہوتا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ عقد جائز ہے یا لازم سو جو کہتا ہے کہ یہ عقد لازم ہے وہ کہتا ہے کہ اس میں تصرف منع ہے مگر ساتھ آزاد کرنے کے یعنی اس کو آزاد کرنا تو درست ہے اور اس کے سوائے اور کوئی کام کرنا درست نہیں اور جو یہ کہتا ہے کہ یہ تصرف جائز ہے اس میں اس نے تصرف کرنے کو جائز رکھا ہے پہلا قول مالک اور اوزاعی اور کوفیوں کا ہے اور دوسرا قول شافعی اور اہل حدیث کا ہے اور ان کی دلیل باب کی حدیث ہے اور نیز اس واسطے کہ وہ معین کرنا ہے آزادی کو ساتھ ایک صفت کے کہ تنہا ہوا ہے مالک ساتھ اس کے تو اس کی بیع پر قادر ہوگا مانند اس شخص کی کہ معلق کرے آزادی اس کی کو ساتھ داخل ہونے گھر کے مثلا اور نیز اس واسطے کہ یہ مسئلہ ہے کہ جو غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کرے تو اس کا اس کو بیچنا بالاتفاق درست ہے پس ملحق ہوگا ساتھ اس کے جواز بیع مدبر کا یعنی غلام مدبر کی بیع بھی جائز ہوگی اس واسطے کہ وہ بھی وصیت کے معنی میں ہے اور لیث نے جواز کو حاجت کے مقید کیا ہے یعنی اگر حاجت ہو تو جائز ہے اور نہیں تو مکروہ ہے اور پہلوں نے جواب دیا ہے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اس کے واسطے عموم نہیں پس محمول ہوگا بعض صورتوں پر اور وہ خاص ہونا جواز کا ہے ساتھ اس حالت کے کہ اس پر قرض ہو اور یہ مشہور مذہب امام احمد کا ہے اور امام مالک کے مذہب میں بھی خلاف ہے اور بعض مالکیہ نے حدیث سے یہ جواب دیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس مرد کے تصرف کو اس واسطے رد کیا تھا کہ اس کے سوائے اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا پس استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر رد کرنے تصرف اس شخص کے جو اپنے سب مال کو خیرات کرے اور بعضوں نے دعوی کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی خدمت بیچی تھی اس کی گردن نہیں بیچی تھی اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو دار قطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مدبر کی خدمت کو بیچنا جائز ہے لیکن اس کے موصول اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے اور اگر فرضا صحیح بھی ہو تو اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ اس میں اس پر دلیل نہیں کہ جو بیع کہ مدبر کے قصے میں واقع ہوئی تھی جس کو نعیم نے خریدا تھا وہ بیع اس کی منفعت کی تھی نہ اس کی

گردن کی۔ (فتح)

۲۰۷۹۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَ ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ عَنِ الْأَمَةِ تَزْنِي وَلَمْ تُحْصَنْ قَالَ اجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ بِيعُوْهَا بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ.

۲۰۷۹۔ زید بن خالد اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا کہ اگر لونڈی زنا کرے اور اس کا خاوند نہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کوڑے مارو پھر اگر دوسری بار زنا کرے تو دوسری بار بھی اس کو کوڑے مارو پھر تیسری بار یا چوتھی بار کے بعد اس کو بیچ ڈالو۔

فائدہ: یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لونڈی زنا کرے تو یہ حکم عام ہے پس ہر لونڈی کو یہ حکم شامل ہوگا خواہ مدبرہ ہو یا غیر مدبرہ پس پکڑا جائے گا اس سے جائز ہونا بیع مدبر کا فی الجملہ۔ (فتح)

۲۰۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا زَنَتْ أَمَةُ أَحَدِكُمْ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعَرٍ.

۲۰۸۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے کہ جب تم میں سے کسی کی لونڈی حرام کاری کرے پھر اس کی حرام کاری ظاہر ہو جائے تو چاہیے کہ مالک اس کو کوڑے مارے اور اس کو ملامت نہ کرے پھر اگر دوسری بار زنا کرے تو چاہیے کہ دوسری بار بھی اس کو حد مارے اور اس کو ملامت نہ کرے پھر اگر تیسری بار بھی زنا کرے اور اس کا زنا ظاہر ہو جائے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اگرچہ بال کی رسی سے ہو۔

بَابٌ هَلْ يُسَافِرُ بِالْجَارِيَةِ قَبْلَ أَنْ يَّسْتَبْرِئَهَا

کیا جائز ہے سفر کرنا ساتھ لونڈی کے پہلے استبراء کرنے اس کے

فائدہ: استبراء شرح میں کہتے ہیں لونڈی کے رحم کی پاکی طلب کرنے کو یعنی اگر کوئی کسی لونڈی کا مالک ہو بہ سبب خریدنے وغیرہ کے تو اس کو اس سے صحبت کرنی حرام ہے ایک حیض کے آنے تک اور مقید اس کو کیا ساتھ سفر کے اس واسطے کہ اس میں مساس اور مباشرت کا گمان غالب ہے۔ (فتح)

وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بَأْسًا أَنْ يُّقَبِّلَهَا أَوْ

اور حسن بصری اس میں کچھ ڈر نہیں دیکھا یعنی جائز ہے

يُبَاشِرَهَا.

کہ اس کو چومے اور اس کے بدن سے بدن لگائے۔

فائدہ: یہ عام ہے خواہ لونڈی بندی ہو یا کوئی غیر۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا وُهِبَتِ الْوَلِيْدَةُ الَّتِيْ تُوْطَأُ أَوْ بِيْعَتْ أَوْ عَتَقَتْ فَلْيُسْتَبْرَأْ رَحِمُهَا بِحَيْضَةٍ وَّلَا تُسْتَبْرَأُ الْعَذْرَاءُ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب بخشی جائے لونڈی (ہبہ کی جائے) جو صحبت کی جاتی ہے یا بیچی جائے یا آزاد ہو جائے تو چاہیے کہ اس کے رحم کی پاکی طلب کی جائے ساتھ ایک حیض کے یعنی ایک حیض کے آنے تک اس سے صحبت نہ کرے اس کے بعد کرے اور کنواری کے رحم کو پاک نہ کیا جائے یعنی اگر کنواری عورت کا مالک ہو تو اس سے اسی وقت صحبت کرنی درست ہے۔

فائدہ: شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ مذہب تھا کہ بکارت حمل کو منع کرتی ہے یا حمل کے ہونے پر یا صحبت کے نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے اور اس میں نظر ہے اور بر تقدیر تسلیم پس استبراء میں شائبہ تعبد کا ہے پس اس واسطے استبراء کی جاتی ہے وہ عورت جو حیض سے ناامید ہو۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ لَا بَأْسَ أَنْ يُصِيْبَ مِنْ جَارِيَتِهِ الْحَامِلِ مَا دُوْنَ الْفَرْجِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ﴾.

یعنی اور عطاء نے کہا کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ پہنچے اپنی لونڈی حاملہ سے کہ اس کو خریدا ہو اس چیز سے کہ شرمگاہ کے سوائے ہے یعنی صحبت کے سوا اور سب کچھ درست ہے مانند بوسہ اور مباشرت وغیرہ کی اور اللہ نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے فائدہ اٹھانا مگر اپنی بیویوں سے یا لونڈیوں سے پس تحقیق اس صورت میں ان کو ملامت نہیں۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ اگر مراد یہ ہے کہ وہ اپنے مالک سے حاملہ ہو تو یہ فاسد ہے اس واسطے کہ اس کے حلال ہونے میں تو کوئی شک نہیں کرتا اور اگر مراد یہ ہے کہ وہ غیر سے حاملہ ہو تو اس میں اختلاف ہے میں کہتا ہوں کہ احتمال ثانی زیادہ تر مشابہ ہے ساتھ مراد اس کی کے اس واسطے قید کیا ہے اس کو ساتھ مادون فرج کے اور وجہ استدلال کی ساتھ اس آیت کی یہ ہے کہ تمام وجوں سے فائدہ اٹھانا درست ہے سو صحبت اس سے دلیل کے ساتھ نکل گئی تو باقی اپنے اصل باقی رہیں۔ (فتح)

۲۰۸۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ

۲۰۸۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں آئے یعنی جنگ خیبر کے دن سو جب اللہ نے آپ پر خیبر کو فتح کیا تو

عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوْسًا فَاصْطَفَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتّٰى بَلَغْنَا سَدَّ الرَّوْحَآءِ حَلَّتْ فَبَنٰى بِهَا ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِيْ نِطَعٍ صَغِيْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّيْ لَهَا وَرَآءَهُ بِعَبَاءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهٖ فَيَضَعُ رُكْبَتَهٗ فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهٖ حَتّٰى تَرْكَبَ.

کسی نے آپ سے صفیہ کی خوبصورتی ذکر کی اور اس کا خاوند مارا گیا اور تو تھیں صفیہ دلہن یعنی ابھی تھوڑے دنوں سے ان کی شادی ہوئی تھی سو آپ ﷺ نے اس کو اپنے واسطے اختیار کیا سو آپ ﷺ اس کے ساتھ چلے یہاں تک کہ جب ہم سد روحا میں پہنچے (کہ نام ہے ایک جگہ کا نزدیک مدینے کے) تو صفیہ حیض سے پاک ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ دخول کیا پھر ایک چھوٹے دسترخوان پر حیس بنایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو اذن دے پس تھا یہ ولیمہ آپ ﷺ کا صفیہ پر پھر ہم مدینے کی طرف نکلے سو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ صفیہ کے واسطے اپنے پیچھے چادر سے پردہ کرتے تھے پھر اپنے اونٹ کے پاس بیٹھتے اور اپنا گھٹنا نیچے رکھتے تو صفیہ اپنا پاؤں آپ ﷺ کے گھٹنے پر رکھتیں یہاں تک کہ سوار ہوتیں۔

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی باب سے اس قول کے ساتھ ہے کہ وہ اپنے حیض سے پاک ہوئیں پس معلوم ہوا کہ استبراء سے پہلے لونڈی کے ساتھ سفر کرنا درست ہے اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک حیض سے صفیہ کا استبراء کیا اور مسلم میں ہے کہ آپ ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑا یہاں تک کہ اس کی عدت گزری لیکن اس کے راوی نے اس کے مرفوع ہونے میں شک کیا ہے اور نیز اس کے ظاہر میں شبہ ہے اس واسطے کہ دخول کیا آپ ﷺ نے ساتھ اس کے وقت پھرنے آپ ﷺ کے کی خیبر سے بعد قتل ہونے خاوند اس کے کے ساتھ تھوڑے دنوں کے سو اتنا زمانہ بھی نہ گزرا تھا کہ اس میں عدت گزر سکے اور نہ راویوں نے یہ بات نقل کی ہے کہ وہ حاملہ تھیں بس محمول ہوگی عدت اوپر پاک ہونے اس کے کی حیض سے اور یہی مطلوب ہے اور صریح اس باب میں ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے جنگ اوطاس کے قیدیوں کے حق میں فرمایا کہ نہ صحبت کی جائے حامل سے یہاں تک کہ جنے اور نہ حیض والی سے یہاں تک کہ اس کو حیض آئے روایت کی یہ حدیث ابو داؤد نے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْمَيْتَةِ وَالْأَصْنَامِ
مردار اور بتوں کے بیچنے کا بیان

فائدہ: مردار وہ چیز ہے کہ دور ہوا اس سے زندگی نہ ساتھ ذبح شرعی کے اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ مردار کی بیع حرام ہے اور مچھلی اور ٹڈی اس سے مستثنیٰ ہے یعنی مچھلی اور ٹڈی مردہ کی بیع درست ہے اور صنم اس چیز کو کہتے ہیں جس کی تصویر بنائی گئی ہو اور وثن اس کو کہتے ہیں جس کے واسطے جسم ہو۔ (فتح)

۲۰۸۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْأَصْنَامِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهَا يُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَهَا جَمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَأَكَلُوْا ثَمَنَهُ قَالَ أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ كَتَبَ إِلَيَّ عَطَاءٌ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۰۸۲۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے آپ ﷺ سے سنا کہ آپ فتح مکہ کے دن فرماتے تھے اور حالانکہ آپ مکے میں تھے کہ تحقیق اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا مردار اور شراب اور سور اور بتوں کا بیچنا تو کسی نے کہا کہ یا حضرت ﷺ بھلا بتاؤ تو کہ مردار کی چربی کا کیا حال ہے کہ تحقیق ملی جاتی ہیں ساتھ اس کے کشتیاں اور چکنی کی جاتی ہیں ساتھ اس کے کھالیں اور چراغ جلاتے ہیں اس سے لوگ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں حرام ہے پھر حضرت ﷺ نے اس کے نزدیک فرمایا کہ اللہ لعنت کرے یہود کو کہ جب اللہ نے ان پر چربیاں حرام کیں تو انہوں نے اس کو پگھلایا پھر اس کو بیچا اور اس کی قیمت کھایا۔

فائدہ: یہ جو راوی نے کہا کہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے یہ بات فرمائی تو اس میں بیان ہے تاریخ اس کی کا اور یہ واقع رمضان میں تھا آٹھویں سال ہجری میں اور احتمال ہے کہ تحریم اس سے پہلے واقع ہوئی ہو پھر آپ ﷺ اس کو دوبارہ بیان فرمایا ہو تاکہ سنے اس کو جس نے اس کو پہلے نہیں سنا تھا اور یہ جو فرمایا کہ نہیں وہ حرام ہے تو مراد اس سے حرام ہونا بیع اس کی کا ہے اسی کو تفسیر کیا ہے شافعی نے اور جو اس کے تابع ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اس کے ساتھ نفع اٹھانا حرام ہے اور یہی ہے قول اکثر کا سو نہ فائدہ اٹھایا جائے مردار سے نزدیک ان کے ہرگز

مگر جو دلیل سے خاص ہے اور وہ چمڑا رنگا ہوا ہے اور اگر کوئی پاک چیز ناپاک ہو جائے تو جمہور کے نزدیک اس کا بیچنا جائز ہے اور احمد اور ابن ماجشون نے کہا کہ نہ فائدہ اٹھایا جائے ساتھ کسی چیز کے اس سے اور دلیل پکڑی ہے خطابی نے اوپر جائز ہونے انتفاع کے ساتھ اجماع علماء کے کہ جس کا چوپایہ مر جائے اس کو جائز ہے کہ اپنے شکاری کتوں کو کھلا وے پس اسی طرح جائز ہے ملنا کشتی کا ساتھ چربی مردار کے اور نہیں ہے کوئی فرق اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے پوچھا کہ یا حضرت ﷺ چربی کے بیچنے کا کیا حکم ہے پس اس روایت سے معلوم ہوا کہ سوال چربی کے بیچنے سے واقع ہوا تھا نہ مطلق فائدہ اٹھانے سے اور یہ مؤید ہے واسطے قول شافعی وغیرہ کے اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ بیع مردار اور شراب اور سور کے منع کی علت ناپاک ہونا ہے پس یہ علت ہر نجاست کی طرف متعدی ہوگی لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مشہور ہے کہ سور پاک ہے اور بتوں کی بیع کے منع ہونے کی علت یہ ہے کہ اس میں کوئی مباح نفع نہیں اس بنیاد پر اگر اس طور سے ہو کہ اگر اس کو توڑا جائے تو اس کے ٹکڑوں سے فائدہ اٹھایا جائے تو اس کا بیچنا بعض شافعیہ وغیرہ کے نزدیک جائز ہے اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ منع ہے واسطے حمل کرنے کے نہی کو ظاہر پر اور ظاہر یہ ہے کہ نہی بیع اس کی سے واسطے مبالغہ کے ہے بیچ نفرت دلانے کے اس سے اور یہی حکم ہے سولیوں کا جس کی نصاری تعظیم کرتے ہیں اور حرام ہے ان سب کا کریدنا اور بنانا اور اجماع ہے اوپر حرام ہونے بیع مردار اور شراب اور سور کے مگر جس کی طرف پہلے اشارہ گزر چکا ہے بیچ باب تحریم خمر کے اسی واسطے رخصت دی ہے بعض علماء نے بیچ تھوڑے بالوں سور کے واسطے سینے کے حکایت کیا ہے ابن منذر نے اوزاعی اور ابو یوسف اور بعض مالکیہ سے اس بنیاد پر پس اس کی بیع جائز ہے اور بعض علماء کے نزدیک مردار سے وہ چیز مستثنیٰ ہے جس میں زندگی حلول نہیں کرتی مانند بال اور اُون اور ریشم کے پس تحقیق وہ پاک ہے پس اس کی بیع جائز ہے اور یہی قول ہے اکثر مالکیہ اور حنفیہ کا اور زیادہ کیا ہے اس پر بعضوں نے ہڈی اور دانت اور سینگ اور کھر کو اور حسن اور لیث اور اوزاعی نے کہا کہ بال ناپاک ہیں لیکن وہ ان کے نزدیک دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں اور شاید کہ وہ ان کے نزدیک ناپاک ہوئے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ معلق ہوئی ہے ساتھ ان کے مردار کی رطوبتوں سے نجس العین نہیں اور اسی طرح قول ابن قاسم کا ہے ہاتھی کی ہڈیوں میں کہ وہ دھونے سے پاک ہو جاتی ہیں۔ (فتح)

بَابُ ثَمَنِ الْكَلْبِ

کتے کے مول کا بیان

۲۰۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۰۸۳۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے کتے کی قیمت اور حرام کار عورت کی خرچی (کمائی) اور کاہن کی شرینی سے منع فرمایا۔

وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

۲۰۸۴۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَوْنُ بْنُ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبِيْ اشْتَرٰى حَجَّامًا فَأَمَرَ بِمَحَاجِمِهِ فَكُسِرَتْ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْأَمَةِ وَلَعَنَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهُ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ.

۲۰۸۴۔ عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے باپ نے ایک غلام سینگی لگوانے والا خریدا سو اس کی سینگیوں کے توڑنے کا حکم کیا سو توڑی گئیں سو میں نے اس سے اس کا سبب پوچھا اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لہو کی قیمت اور کتے کی قیمت اور لونڈی کی کمائی سے منع فرمایا ہے اور لعنت کی اس عورت کو جو دوسری عورت کا بدن گودے اور اس میں نیل بھرے اور اس عورت کو جو اپنا بدن گدوائے اور لعنت کی بیاج کھانے والے کو اور کھلانے والے کو اور لعنت کی تصویر بنانے والے کو۔

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں شامل ہیں چار حکموں پر یا پانچ پر اگر مغائرت کریں درمیان کسب لونڈی کے اور مہر بغی کے پہلا حکم کتے کی قیمت کا ہے اور ظاہر نہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بیچنا حرام ہے اور وہ عام ہے ہر کتے میں سکھایا ہوا یا غیر اس کا ان کتوں میں سے جن کا پالنا درست ہے یا درست نہیں اور اس کو یہ بات لازم ہے کہ اس کو تلف کرنے والے پر اس کی قیمت نہیں آتی اور یہی قول ہے جمہور کا اور امام مالک کہتے ہیں کہ اس کا بیچنا درست نہیں اور اس کے تلف کرنے والے پر قیمت واجب ہے اور ایک روایت اس سے جمہور کے موافق ہے اور ایک روایت اس کی ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے موافق ہے کہ اس کی بیع جائز ہے اور اس کے تلف کرنے والے پر قیمت آتی ہے اور عطا اور نخعی نے کہا کہ شکاری کتے کی بیع جائز ہے اور کی جائز نہیں اور ابو داؤد میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا اور کہا کہ اگر کوئی کتے کی قیمت مانگنے کو آئے تو اس کے ہاتھ مٹی سے بھر دو اور اس کی سند صحیح ہے اور ایک روایت میں ہے کہ کتے کی قیمت حلال نہیں اور علت اس کے بیع کے حرام ہونے میں شافعیہ کے نزدیک مطلق ناپاکی ہے اور وہ علت جاری ہے سکھائے ہوئے کتے میں اور نہ سکھائے ہوئے کتے میں اور جو اس کے ناپاک ہونے کا قائل نہیں اس کے نزدیک اس کے منع کی علت نہی ہے رکھنے اس کے سے اور حکم کرنا ساتھ مار ڈالنے اس کے کی اس واسطے خاص کیا گیا ہے اسے وہ کتا جس کے رکھنے کی اجازت ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا مگر شکاری کتے سے روایت کی یہ حدیث نسائی نے لیکن اس کی صحت میں طعن کیا ہے اور قرطبی نے کہا کہ مشہور مذہب مالک کا یہ ہے کہ

کتے کا رکھنا جائز ہے اور اس کی بیع مکروہ ہے اور اگر اس کی بیع ہو تو فسخ نہ کی جائے اور گویا کہ جب اس کے نزدیک کتا پاک ہے اور اس کے رکھنے کی اجازت دی واسطے منافع جائزہ کے تو اس کا حکم تمام مبیعوں کا حکم ہوگا لیکن شرع نے اس کی بیع سے نہی تنزیہی کی ہے اس واسطے کہ یہ اچھی عادت نہیں اور یہ جو آپ ﷺ نے کتے کی بیع کو مہر بغی اور حلوان کاہن کے ساتھ منع میں برابر کیا تو یہ محمول ہے اس کتے پر جس کے پالنے کی اجازت نہیں ہوئی اور بر تقدیر عام ہونے اس کے ہر کتے سے پس نہی ان تین چیزوں سے قدر مشترک میں ہے یعنی کراہت میں عام ہے اس سے کہ تنزیہی ہو یا تحریمی اس واسطے کہ ہر ایک دونوں میں منع ہے پھر خصوصیت ہر ایک کی اور دلیل سے لی جاتی ہے پس تحقیق پہنچانا ہم نے حرام ہونا مہر بغی کا اور حلوان کاہن کا اجماع سے نہ مجرد نہی سے اور عطف سے جمیع وجوہ میں مشترک ہونا لازم نہیں آتا اور کبھی امر کا عطف نہی پر آتا ہے اور ایجاب کا نفی پر اور دوسرا حکم مہر بغی کا ہے اور وہ چیز وہ ہے جس کو حرام کاری کے بدلے لیتی ہے اور اس کو مہر کہنا بطور مجاز کے ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر لونڈی زنا پر مجبور کی جائے تو اس کے واسطے مہر نہیں اور شافعیہ کے نزدیک ایک وجہ میں واجب ہے واسطے مالک کے اور تیسرا حکم کسب لونڈی کا ہے اور عنقریب ہے کہ اجارہ میں آئے گا باب کسب البغی والا ماء اور اس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے لونڈی کی کمائی سے منع فرمایا یہاں تک کہ وہ جانے کہ کہاں سے کمایا ہے اس نہی سے معلوم ہوا کہ مراد ساتھ نہی کسب کے حرام کاری کی کمائی ہے نہ کمائی ساتھ مباح کے یعنی بلکہ مباح کام کے ساتھ کمانا درست ہے اور ایک روایت میں ہے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے کسب لونڈی کے سے مگر جو اپنے ہاتھ سے کمائے مانند سوت کاتنے کی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد سب کسب ہیں اور یہ سد باب کے ذرائع سے ہے اس واسطے کہ جب اس پر کام کو لازم کیا جائے تو نہیں امن میں ہے اس سے کہ اپنی شرم گاہ سے کمائے پس معنی یہ ہیں کہ اس پر کوئی خراج معلوم نہ ٹھہرائے کہ وہ اس کو ہر دن ادا کیا کرے اور چوتھا حکم کاہن کی شیرینی کا ہے اور وہ بالاجماع حرام ہے اس واسطے کہ اس میں باطل پر عوض لینا ہے اور کاہن اس کو کہتے ہیں جو آئندہ کی خبر دے اور یہی حکم ہے نجوم اور رمل وغیرہ کا جس کے ساتھ عراف لوگ غیب کی بات کے معلوم کرنے پر مدد لیتے ہیں اور جو کوئی خبر دینے پر مٹھائی یا کپڑا وغیرہ دے اس کو حلوان کہتے ہیں اور حلوان کے معنی شیرینی کے ہیں اور حلوان اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ لینے والے کو بے محنت اور مشقت کے حاصل ہوتے ہیں اور کہانت کا اصل اور حکم آئے گا اور پانچواں حکم لہو کی قیمت کا ہے اور اس میں اختلاف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ سینگی لگوانے کی اجرت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ظاہر پر ہے اور مراد حرام ہونا بیع لہو کا ہے اور لہو کا بیچنا اور اس کی قیمت کھانا بالاجماع حرام ہے اور اجرت حجام کا مسئلہ اجارے میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ السَّلَمِ — کتاب ہے بیع سلم کے بیان میں

فائدہ: سلم نام اس بیع کا ہے کہ بالفعل مول روپیہ یا اشرفی دے اور مبیع یعنی ایک جنس ٹھہرا لے کہ اتنی مدت میں لوں گا ایک مہینے میں یا دو مہینے میں مثلا سو روپیہ ایک شخص کو دے اور اس سے ٹھہرا لے کہ سو من گیہوں اس قسم کی دو مہینے لوں گا اور اتفاق ہے سب علماء کا اس کے مشروع ہونے پر مگر جو ابن مسیب سے بیان کیا گیا ہے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے اس کی بعض شرطوں میں اور اتفاق ہے اس پر کہ جو چیز بیع کے واسطے شرط ہے وہ اس کے واسطے بھی شرط ہے اور اتفاق ہے اوپر سپرد کرنے راس المال کے مجلس میں اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ دھوکے کا عقد ہے جو حاجت کے واسطے جائز رکھا گیا یا نہیں۔ (فتح)

بَابُ السَّلَمِ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ — پیمانے معلوم میں بیع سلم کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی اس چیز میں کہ پائی جاتی ہے اور شرط ہونا تعیین پیمانے کا اس چیز میں کہ بیع سلم کی جاتی ہے بیچ اس کے کیلی چیز سے متفق علیہ ہے یعنی سلم فیہ چیز کیلی ہو تو ضرور ہے کہ اس میں پیمانے کی تعیین کرے کہ فلانے پیمانے سے لوں گا اس واسطے کہ پیمانے مختلف ہیں مگر یہ کہ تمام شہر میں ایک پیمانے کے سوا اور کوئی پیمانہ نہ ہو تو اطلاق کے وقت وہی مراد ہے۔ (فتح)

٢٠٨٥۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَالنَّاسُ يُسْلِفُوْنَ فِي الثَّمَرِ الْعَامَ وَالْعَامَيْنِ أَوْ قَالَ عَامَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً شَكَّ إِسْمَاعِيْلُ

٢٠٨٥۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے یعنی مکہ سے ہجرت کر کے اور لوگ میوے میں بیع سلم کرتے تھے ساتھ وعدے ایک سال کے اور دو سال کے یا راوی نے یوں کہا کہ ساتھ وعدے دو سال کے یا تین سال کے اسمٰعیل راوی نے اس میں شک کیا ہے یعنی بالفعل روپیہ دیتے تھے اور شرط کر لیتے تھے کہ دو یا تین سال تک میوہ دینا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بیع سلم کرے

فَقَالَ مَنْ سَلَّفَ فِيْ تَمْرٍ فَلْيُسْلِفْ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ بِهٰذَا فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ.

تو چاہیے کہ سلم کرے کیل معلوم میں اور وزن معلوم میں یعنی جو ماپ کر بکتی ہے اس میں پیمانے کی شرط کر لے اور جو چیز تل کر بکتی ہو اس میں وزن کی شرط کر لے مثلا چار تولے یا پانچ تولے یا یہ معنے ہیں کہ ترازو اور بٹوں کی تعیین کرے کہ فلاں بٹوں سے تول کر لوں گا۔

بَابُ السَّلَمِ فِيْ وَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ

وزن معلوم بیع سلم کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی کہ اس چیز میں کہ تل کر بکتی ہے اور شاید کہ اس کا مذہب ہے کہ جو چیز تل کر بکتی ہو اس میں ماپ کر لینے کے ساتھ سلم نہ کی جائے اور بالعکس وہ ایک دو وجھوں کا ہے اور اصح شافعیہ کے نزدیک جواز ہے یعنی جائز ہے اور اتفاق ہے اوپر شرط ہونے تعیین پیمانے کے اس چیز میں کہ ماپ کر بیچی جاتی ہے مانند صاع حجاز کی اور قفیر عراق کی۔ (فتح)

۲۰۸۶۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ بِالتَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ مَنْ أَسْلَفَ فِيْ شَيْءٍ فَفِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ.

۲۰۸۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں سے تشریف لائے اور مدینے کے لوگ میوے میں بیع سلم کرتے تھے دو سال تک اور تین سال تک سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی چیز میں بیع سلم کرے تو سلم کرے کیل معلوم میں اور وزن معلوم میں مدت معلوم تک یعنی مثلا ایک مہینے یا ایک سال تک یہ جو کہا کہ چیز میں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوان میں بیع سلم کرنی درست ہے اور حنفیہ اس کے مخالف ہیں اور حسن سے آئے گا کہ وہ اس کی صحت کا قائل ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ نَجِيْحٍ وَقَالَ فَلْيُسْلِفْ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِي كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ.

فائدہ: اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس حدیث میں وزن کا ذکر نہیں اور ترجمہ میں وزن کا ذکر ہے اور پہلے باب میں کیل معلوم کو ذکر کیا ہے تو گویا اشارہ ہے طرف اس کی کہ کیل اور وزن کا حاصل ایک ہے۔ (ت)

۲۰۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ و حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ أَوْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ اخْتَلَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ وَأَبُوْ بُرْدَةَ فِي السَّلَفِ فَبَعَثُوْنِي إِلَى ابْنِ أَبِي أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ إِنَّا كُنَّا نُسْلِفُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ وَسَأَلْتُ ابْنَ أَبْزٰى فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

۲۰۸۷۔ محمد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن شداد اور ابو بردہ بیع سلم میں جھگڑے کہ کیا بیع سلم کرنی جائز ہے یا نہیں تو انہوں نے مجھ کو عبداللہ بن ابی اوفیٰ پاس بھیجا سو میں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ ہم بیع سلم کرتے تھے بیچ زمانے آپ ﷺ کے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے گیہوں میں اور جو میں اور انگور میں اور کھجور میں اور میں نے ابن ابزیٰ سے یہ مسئلہ پوچھا تو اس نے بھی اسی طرح کہا۔

فائدہ: اور وجہ وارد کرنے اس حدیث کی اس باب میں اشارہ ہے طرف اس کی جو اس کے بعض طریقوں میں سے وارد ہوا ہے کہ ہم بیع سلم کرتے تھے روغن زیتون میں اس واسطے کہ زیت تل کر بکتا ہے اور ابن بطال نے کہا کہ اگر بیع سلم کیلی یا وزنی چیز میں ہو تو پیمانے معلوم اور تول معلوم کرنے کا ذکر کرنا ضرور ہے اور اگر کیلی اور وزنی نہ ہو تو ضرور ہے اس میں ذکر کرنا عدد معلوم کا اور اجماع ہے کہ ضروری ہے پہچاننا صفت چیز مسلم فیہ کا ایسی صفت جو اس کو اپنے غیر سے جدا کر دے۔ (فتح)

بَابُ السَّلَمِ إِلٰى مَنْ لَّيْسَ عِنْدَهٗ أَصْلٌ

بیع سلم کرنی ساتھ اس شخص کے کہ اس کے پاس اصل نہیں

فائدہ: یعنی جس چیز میں بیع سلم کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اصل کے اصل چیز مسلم فیہ کا ہے پس اصل دانے کا مثلاً کھیتی ہے اور اصل میوے کا مثلاً درخت ہے اور غرض باب سے یہ ہے کہ یہ شرط نہیں۔ (فتح)

۲۰۸۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ بَعَثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ وَأَبُو بُرْدَةَ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَا سَلْهُ هَلْ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِفُونَ فِي الْحِنْطَةِ قَالَ عَبْدُ اللهِ كُنَّا نُسْلِفُ نَبِيطَ أَهْلِ الشَّامِ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّيْتِ فِي كَيْلٍ مَّعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَّعْلُومٍ قُلْتُ إِلَى مَنْ كَانَ أَصْلُهُ عِنْدَهُ قَالَ مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ بَعَثَانِي إِلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِفُونَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ نَسْأَلْهُمْ أَلَهُمْ حَرْثٌ أَمْ لَا .

۲۰۸۸۔ محمد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن شداد اور ابو بردہ نے مجھ کو عبداللہ بن ابی اوفیٰ کے پاس بھیجا سو ان دونوں نے کہا کہ اس سے پوچھ کہ کیا اصحاب آپ ﷺ کے زمانے میں بیع سلم کرتے تھے سو عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے کہا کہ ہم شام کے کھیتی کرنے والوں سے بیع سلم کرتے تھے گیہوں میں اور جو میں اور انگور میں پیمانے معلوم میں مدت معلوم تک میں نے کہا کہ کیا اس شخص سے سلم کرتے تھے جن کے پاس ان کی اصل ہوتی اس نے کہا کہ ہم ان کو اس سے نہ پوچھتے تھے پھر انہوں نے مجھ کو عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کے پاس بھیجا سو میں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ اصحاب آپ ﷺ کے زمانے میں بیع سلم کیا کرتے تھے اور اس نے نہیں پوچھا کہ ان واسطے کھیتی تھی یا نہیں۔

فائدہ: شاید کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حکم کو عدم استفصال اور آپ ﷺ کے برقرار رکھنے سے نکالا ہے (فتح)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي مُجَالِدٍ بِهٰذَا وَقَالَ فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ.

اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا اور اس میں کہا کہ ہم ان سے گیہوں اور جو میں بیع سلم کیا کرتے تھے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر صحیح ہونے بیع سلم کے جب کہ نہ ذکر کیا جائے مکان قبض کا کہ کہاں لوں گا اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور یہی قول ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اور زیادہ کیا مالک نے کہ قبض کرے مسلم فیہ کو سلم کے مکان میں جہاں بیع سلم واقع ہوئی تھی اور اگر اختلاف کریں تو بائع کا قول معتبر ہے اور ثوری اور ابو حنیفہ اور شافعی نے کہا کہ نہیں جائز ہے بیع سلم اس چیز میں کہ اس میں اٹھانا اور محنت ہو مگر یہ کہ شرط کرے کہ میں اس کو فلانی جگہ پہنچا دوں گا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے بیع سلم کے اس چیز

میں کہ وہ سلم کے وقت موجود نہیں جب کہ ممکن ہو موجود ہونا اس کا بیچ وقت داخل ہونے وعدے سلم کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور نہیں مفر ہے منقطع ہونا اس کا پہلے وقت وعدے کے سے اور پیچھے اس کے نزدیک ان کے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نہیں صحیح ہے اس چیز میں کہ وعدے سے پہلے منقطع ہو جائے اور اگر عام چیز میں بیع سلم کرے اور وعدے کے وقت منقطع ہو تو جمہور کے نزدیک بیع سلم فسخ نہیں ہوتی اور شافعیہ کے نزدیک ایک وجہ میں ٹوٹ جاتی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز تفرق کے بیع سلم میں پہلے قبض کے یعنی قبض کے پہلے جدا ہونا جائز ہے اس واسطے کہ یہ حدیث میں مذکور نہیں اور یہی ہے قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اگر بغیر شرط کے ہو اور شافعی اور کوفے والے کہتے ہیں کہ اگر قبض سے پہلے جدا ہوئے تو بیع فاسد ہو جاتی ہے اس واسطے کہ ہوگی وہ بیع قرض کی ساتھ قرض کے اور ابن ابی اوفی کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خرید وفروخت کرنی اہل ذمہ سے اور بیع سلم کرنی ساتھ ان کے اور یہ کہ اختلاف اور تنازع کے وقت سنت کی طرف رجوع کیا جائے اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سے حجت پکڑنی درست ہے اور یہ کہ جب سنت کسی حکم کے مقرر کرنے کے ساتھ وارد ہو تو وہ خود ہی اصل ہوتی ہے دوسرے اصل کی مخالفت اس کو ضرر نہیں کرتی۔ (فتح)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ وَقَالَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ وَقَالَ وَالزَّيْتِ.

اس روایت میں گیہوں اور جو اور انگور کا ذکر ہے اور ایک راوی نے اس میں زیت کا لفظ زیادہ کیا ہے یعنی زیتون کے تیل میں بھی بیع سالم کرتے تھے۔

۲۰۸۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْبَخْتَرِيِّ الطَّائِيَّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يُؤْكَلَ مِنْهُ وَحَتّٰى يُوْزَنَ فَقَالَ الرَّجُلُ وَأَيُّ شَيْءٍ يُوْزَنُ قَالَ رَجُلٌ إِلٰى جَانِبِهِ حَتّٰى يُحْرَزَ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ أَبُو الْبَخْتَرِيِّ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى

۲۰۸۹۔ ابوالبختری سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ جو میوہ درخت پر ہو اس میں بیع سلم کرنے کا کیا حکم ہے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ کھانے اور تولنے کے لائق ہو تو اس مرد نے کہا کہ کون سی چیز تولی جائے اور حالانکہ میوہ درخت پر ہے اور درختوں پر میوے کی کثرت ہوتی ہے کس کس کو تولا جائے تو ایک مرد نے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے کہا کہ یہاں تک کہ اندازہ کیا جائے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث کو باب کے ساتھ کچھ تعلق نہیں اس واسطے کہ اس میں سلم کا ذکر نہیں اور غفلت کی اس نے اس چیز سے کہ سیاق حدیث میں راوی کا قول واقع ہوا ہے کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے میوے میں بیع سلم کرنے کا حکم پوچھا اور ابن منیر نے جواب دیا ہے کہ حکم بطور مفہوم کے ماخوذ ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ اب ابن عباس رضی اللہ عنہ پوچھے گئے کہ بیع سلم کرنے سے ساتھ اس شخص کے کہ اس کے پاس درخت ہیں ان درختوں میں تو اس نے اعتماد کیا کہ یہ بیچنا میوے کا ہے پہلے ظاہر ہونے پختگی اس کی کے اور جب کھجور کے معین درختوں میں بیع سلم کرنی درست نہ ہوئی تو معلوم ہوا کہ غیر معین درختوں میں بیع سلم کرنی درست ہے اس واسطے کہ اس میں دھوکا اعتماد کا ہے ہو بہو ان درختوں پر تا کہ نہ داخل ہو بیچ باب بیچنے میوے کے پہلے ظاہر ہونے پختگی ان کی کے اور فائدہ اندازہ کرنے کا فقیروں کے حق کے مقدار کا پہچاننا ہے پہلے اس سے کہ اس میں مالک تصرف کرے۔ (فتح)

بَابُ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ

کھجوروں کے میوے میں بیع سلم کرنے کا بیان

۲۰۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نُهِيَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يَصْلُحَ وَعَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ نَسَاءً بِنَاجِزٍ وَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يُؤْكَلَ مِنْهُ أَوْ يَأْكُلَ مِنْهُ وَحَتّٰى يُوْزَنَ.

۲۰۹۰۔ ابو البختری سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کھجور کے میوے میں بیع سلم کرنے کا حکم پوچھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کھجور کے میوے کی بیع سے منع ہوا ہے یہاں تک کہ کھانے کے لائق ہو اور منع ہوا ہے بیچنے چاندی کے سے ادھار بدلے حاضر کے اور میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی کھجور کے میوے میں بیع سلم کرنے کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے میوے کے سے یہاں تک کہ کھایا جائے یا اس کا مالک اس سے کھائے اور یہاں تک کہ تولا جائے۔

فائدہ: اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یعنی جو آئندہ آتی ہے اگر صحیح ہو تو محمول ہے سلم حال پر نزدیک اس کے جو اس کا قائل ہے یا جس کی مدت قریب ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے بیع سلم کرنی کھجور کے درختوں معین میں باغ میں لیکن بعد ظاہر ہونے پختگی میوے کے اور یہی قول ہے مالکیہ کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث یہ ہے کہ نہ بیع سلم کرے کوئی مرد کھجور کے میوے میں یہاں تک کہ پھل نکلے اس واسطے کہ ایک مرد نے بیع سلم کی بیچ باغ ایک مرد کے پہلے اس سے کہ پھل نکلے تو اس سال میں بالکل کچھ میوہ نہ نکلا سو مشتری نے کہا کہ وہ باغ میرا ہے یہاں تک کہ پھل نکلے اور بائع نے کہا کہ میں نے تو صرف یہی سال بیچا تھا سو وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

جھگڑتے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا مول اس کو پھیر دے اور نہ بیع سلم کیا کرو کھجور میں یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو اور اس حدیث میں ضعف ہے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے اتفاق اکثر کا اس پر کہ باغ معین میں سلم کرنی منع ہے اس واسطے کہ وہ دھوکا ہے اور حمل کیا ہے اکثر نے حدیث مذکور کو سلم حال پر اور حاکم نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن سلام نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ کے واسطے ہے کہ آپ ﷺ بیچیں میرے ہاتھ کھجوریں معلوم مدت معلوم تک بنی فلاں کے باغ سے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بیچتا میں تیرے ساتھ کھجوریں باغ معین سے بلکہ بیچتا ہوں میں تجھ سے وسق معلوم مدت معلوم تک یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معین باغ کے میوے میں بیع سلم کرنی درست نہیں اور بیع سلم میں مدت معین کرنے کی بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۰۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَصْلُحَ وَنَهَى عَنِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ نَسَاءً بِنَاجِزٍ وَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يَأْكُلَ أَوْ يُؤْكَلَ وَحَتّٰى يُوْزَنَ قُلْتُ وَمَا يُوْزَنُ قَالَ رَجُلٌ عِنْدَهُ حَتّٰى يُحْرَزَ.

۲۰۹۱۔ اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَابُ الْكَفِيْلِ فِي السَّلَمِ

سلم میں ضامن دینے کا بیان

فائدہ: اس حدیث میں ضامن کا ذکر نہیں اور شاید کہ اس کی مراد یہ ہے کہ کفیل رہن کے ساتھ لاحق کیا گیا ہے اس واسطے کہ وہ حق ہے جس میں رہن رکھنا ثابت ہوا ہے تو اس میں ضامن کا لینا بھی درست ہوگا اور پہلے بعینہ یہ استنباط ابراہیم نخعی نے کیا ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا اور بخاری نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں لفظ آ چکا ہے۔

۲۰۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اشْتَرٰى

۲۰۹۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک یہودی سے اناج ادھار خریدا اور اپنی لوہے کی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا مِّنْ يَهُوْدِيٍّ بِنَسِيْئَةٍ وَّرَهَنَهُ دِرْعًا لَّهُ مِنْ حَدِيْدٍ.

فائدہ: اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر کہ کہتا ہے کہ سلم میں رہن رکھنا جائز نہیں اور اعمش سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ابراہیم نخعی سے کہا کہ سعید بن جبیر کہتا ہے کہ سلم میں رہن رکھنا سود ہے تو ابراہیم نے اس پر اس حدیث کے ساتھ رد کیا اور اس کی باقی کلام کتاب الرہن میں آئے گی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حسن اور اوزاعی سے روایت ہے کہ یہ مکروہ ہے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد سے اور باقی لوگوں نے اس کی اجازت دی ہے اور دلیل اس کی یہ آیت ہے کہ جب معاملہ کرو ادھار کا ایک مدت تک تو اس کو لکھ لو یہاں تک کہ کہا کہ اگر لکھنے والا نہ ملے تو گرو ہاتھ میں رکھیں اور یہ لفظ عام ہے پس سلم بھی اس کے عموم میں داخل ہو گی اس واسطے کہ وہ بھی بیع کی قسموں میں سے ہے (فتح) لیکن یہ تردد باقی ہے کہ جو صورت اس حدیث میں مذکور ہے بیع سلم کی تعریف اس پر صادق نہیں آتی اس واسطے کہ بیع سلم میں مول نقد دیا جاتا ہے اور بیع ایک مدت کے بعد لی جاتی ہے اور حدیث میں یہ صورت نہیں (ت) لیکن ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اس نے سلم کو بیع پر قیاس کیا ہے کہ جب بیع میں رہن رکھنا درست ہے تو سلم میں بھی درست ہو گا اس واسطے کہ سلم بھی ایک قسم کی بیع ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس واسطے احمد کے ساتھ اس حدیث کے کہ ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سلم کرے کسی چیز میں تو نہ پھیرے اس کو طرف غیر اس کے کی اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ وہ امن میں نہیں اس سے کہ مرہون مرتہن کے ہاتھ میں اس کی نقدی سے ہلاک ہو جائے پس ہو گا پورا لینے والا حق اپنے کا غیر اس چیز سے کہ مسلم فیہ ہے۔ (فتح)

بَابُ الرَّهْنِ فِي السَّلَمِ — بیع سلم میں گرو رکھنے کا بیان

فائدہ: اس کی صورت یہ ہے کہ مشتری روپیہ نقد دے اور بائع سے مسلم فیہ کے بدلے کوئی چیز گرو رکھ لے کہ جب وہ مسلم فیہ اس کی طرف ادا کرے تو اپنی چیز جو گرو رکھی ہے مشتری سے واپس لے لے اور یا مشتری نقد مول بائع کو نہ دے بلکہ کوئی چیز اس کے پاس گرو رکھے کہ جب تو مسلم فیہ ادا کرے گا تو اس وقت تجھ کو روپیہ دوں گا لیکن ظاہر کے موافق پہلی صورت ہے۔

۲۰۹۴۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَفِ فَقَالَ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى مِنْ

۲۰۹۴۔ اعمش سے روایت ہے کہ ہم نے آپس میں ابراہیم کے نزدیک سلم میں گرو رکھنے کا ذکر کیا یعنی جس بیع میں کہ قیمت نقد نہ ہو تو ابراہیم نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے اسود نے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اناج خریدا ساتھ وعدے ایک مدت

يَهُوْدِيِّ طَعَامًا إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّارْتَهَنَ مِنْهُ دِرْعًا مِّنْ حَدِيْدٍ.

معلوم کے اور اپنی لوہے کی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

بَابُ السَّلَمِ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ وَالْأَسْوَدُ وَالْحَسَنُ.

ایک مدت معلوم تک بیع سلم کرنے کا بیان یعنی اس میں مدت کا ہونا شرط ہے اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوسعید خدری اور اسود اور حسن بصری کا۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص کے جو سلم حال کو جائز رکھتا ہے اور یہ قول شافعیہ کا ہے اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ یہ منع ہے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ اجل معلوم کو محمول کرتا ہے کہ اس کو مدت کا علم ہو فقط یعنی اس کو جانتا ہو کہ اتنی مدت ہے نہ یہ معنے کہ اس میں مدت کا نہ ہونا شرط ہے پس تقدیر نزدیک ان کے یہ ہے کہ جو سلم کرے تو چاہیے کہ مدت معلوم تک سلم کرے نہ مجہول تک اور لیکن سلم حال کا جائز ہونا پس بطریق اولی ہے اس واسطے کہ جب بیع سلم مدت کے ساتھ جائز ہے تو بغیر مدت کے بطریق اولی جائز ہوگی اس واسطے کہ مدت میں دھوکا ہے اور حال میں دھوکا نہیں بلکہ دھوکے سے بہت دور ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ بیع سلم کرے عطا کے نکلنے تک اور نہ فصل کے کٹنے تک تو اس سے استدلال کیا گیا ہے واسطے شرط ہونے تعیین وقت اجل کے ساتھ ایسی چیز کے کہ مختلف ہو اس واسطے کہ فصل کا کٹنا مختلف ہوتا ہے اگرچہ ایک دن کا فرق ہو اور جائز رکھا ہے اس کو مالک اور ابوثور نے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ جائز ہے وقت مقرر کرنا اس کا میسر ہونے تک۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا بَأْسَ فِي الطَّعَامِ الْمَوْصُوْفِ بِسِعْرٍ مَّعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ مَا لَمْ يَكُ ذٰلِكَ فِيْ زَرْعٍ لَمْ يَبْدُ صَلَاحُهٗ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ڈر ہے ساتھ بیع سلم کرنے کے بیچ اناج معلوم کے ساتھ نرخ معلوم کے جب تک کہ یہ کھیتی میں نہ ہو جس کی پختگی ظاہر نہیں ہوئی اور کام کے لائق نہیں ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سلم میں مدت کا ہونا شرط ہے۔

٢٠٩٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِي الثِّمَارِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ أَسْلِفُوْا فِي الثِّمَارِ فِيْ كَيْلٍ

۲۰۹۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے اور لوگ میووں میں بیع سلم کرتے تھے دو سال تک اور تین سال تک تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیع سلم کرو میووں میں پیمانے معلوم میں مدت معلوم تک اور روایت میں آیا ہے کہ وزن معلوم میں۔

مَّعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ نَجِيْحٍ وَقَالَ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ.

٢٠٩٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ مُجَالِدٍ قَالَ أَرْسَلَنِيْ أَبُوْ بُرْدَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ إِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى فَسَأَلْتُهُمَا عَنِ السَّلَفِ فَقَالَا كُنَّا نُصِيْبُ الْمَغَانِمَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَأْتِيْنَا أَنْبَاطٌ مِّنْ أَنْبَاطِ الشَّامِ فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى قَالَ قُلْتُ أَكَانَ لَهُمْ زَرْعٌ أَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ زَرْعٌ قَالَا مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ.

٢٠٩٥۔ محمد بن ابو مجالد سے روایت ہے کہ ابو بردہ اور عبداللہ بن شداد نے مجھ کو عبدالرحمٰن اور عبداللہ کے پاس بھیجا تو میں نے ان سے بیع سلم کا حکم پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ غنیمتیں پاتے تھے سو شام کی کھیتی کرنے والے ہمارے پاس آتے تھے سو ہم ان سے بیع سلم کرتے تھے گیہوں میں اور جو میں اور زیت میں ایک مدت معلوم تک میں نے کہا کہ کیا ان کے واسطے کھیتی تھی یا نہ تھی انہوں نے کہا کہ ہم ان کو اس سے نہ پوچھتے تھے یعنی پس معلوم ہوا کہ یہ شرط نہیں۔

بَابُ السَّلَمِ إِلٰى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ

اونٹنی کے بچہ جننے تک بیع سلم کرنے کا بیان

٢٠٩٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ أَخْبَرَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانُوْا يَتَبَايَعُوْنَ الْجَزُوْرَ إِلٰى حَبَلِ الْحَبَلَةِ فَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَسَّرَهُ نَافِعٌ أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ مَا فِيْ بَطْنِهَا.

٢٠٩٦۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دستور تھا کہ کفر کی حالت میں اونٹ کو خریدتے تھے بچے کے بچے کے جننے تک سو آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا تفسیر کیا ہے نافع نے حبل حبل کو کہ جنے اونٹنی اس بچے کو کہ اس کے پیٹ میں ہے۔

فائدہ: اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ مجہولی مدت تک بیع سلم کرنی درست نہیں اگرچہ مسند ہو طرف ایک چیز کی جو عادت سے پہچانی جاتی ہے خلاف ہے واسطے مالک کے اور ایک روایت احمد کے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الشُّفْعَةِ

کتاب ہے شفعہ کے بیان میں

بَابُ الشُّفْعَةِ فِيمَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فَلَا شُفْعَةَ

باب ہے شفعہ کا اس چیز میں کہ بانٹی نہیں گئی سو جب حدیں واقع ہوں تو نہیں ہے شفعہ

فائدہ: شفعہ کے معنے لغت میں جوڑے کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ زیادتی ماخوذ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اعانت سے ماخوذ ہے اور شرع میں منتقل ہونا حصے شریک کا ہے طرف شریک کی جو منتقل ہوا تھا طرف اجنبی کی ساتھ مثل عوض معین کے اور نہیں اختلاف کیا علماء نے اس کے مشروع ہونے میں مگر ابی بکر اصم سے اس کا انکار منقول ہے۔ (فتح)

۲۰۹۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

۲۰۹۷۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ شفعہ کے ہر چیز میں کہ تقسیم نہیں ہوئی سو جب حدیں واقع ہوں اور راہیں پھیریں جائیں تو نہیں شفعہ۔

فائدہ: اور یہ حدیث اصل ہے بیچ ثابت ہونے شفعہ کے اور تحقیق روایت کیا ہے اس کو مسلم نے جابر سے ساتھ اس لفظ کے کہ حکم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز مشترک میں گھر ہو یا باغ نہیں جائز ہے شریک کو یہ کہ بیچے یہاں تک کہ اپنے شریک کو خبر دے سو اگر وہ چاہے تو لے لے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے اور اگر اس کو بدون خبر دینے شریک کے بیچ ڈالے تو وہ زیادہ تر حق دار ہے ساتھ اس کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشترک چیز میں شفعہ ثابت ہے ابتدا اس کا بتلاتا ہے ساتھ بڑھنے اس کے منقول چیزوں میں اور اس کا سیاق چاہتا ہے خاص ہونے اس کے کو

ساتھ عقار کے یعنی غیر منقول کے اور ساتھ اس چیز کے کہ اس میں غیر منقول ہے مانند زمین اور باغ کی اور امام مالک کہتے ہیں کہ شفعہ عام ہے ہر چیز میں ثابت ہے یہ ایک روایت امام مالک کی ہے اور یہی ہے قول عطا کا اور احمد سے روایت ہے کہ ثابت ہوتا ہے شفعہ حیوانوں میں اور ان کے سوا اور منقول چیزوں میں نہیں اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ شفعہ ہر چیز میں ثابت ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن وہ معلول ہے ساتھ ارسال کے اور عیاض نے کہا کہ اگر اقتصار کیا جاتا حدیث میں پہلے ٹکڑے پر تو البتہ ہوتی اس میں دلالت اوپر ساقط ہونے شفعہ جوار کے لیکن جوڑا گیا ہے ساتھ اس کے پھیرنا راہوں کا اور جو چیز کہ دو امروں پر مترتب ہو نہیں لازم آتا اس سے مترتب ہونا اس کا اوپر ایک ان دونوں کے یعنی پس صرف حدیں واقع ہونے سے شفعہ جوار باطل نہیں ہوتا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر نہ داخل ہونے شفعہ کے اس چیز میں کہ اس میں تقسیم نہ ہو سکے اور اوپر ثابت ہونے اس کے اس واسطے ہر شریک کے اور احمد سے روایت ہے کہ ذمی کے واسطے شفعہ نہیں اور شعبی سے روایت ہے کہ نہیں شفعہ واسطے اس کے کہ شہر میں نہ رہتا ہو۔ (فتح)

بَابُ عَرْضِ الشُّفْعَةِ عَلٰى صَاحِبِهَا قَبْلَ الْبَيْعِ

بیچنے سے پہلے شفعہ والے پر شفعہ کو پیش کرنا

فائدہ: اگر بیچنے سے پہلے شفعہ والے کو خبر دے تو کیا اس کا شفعہ باطل ہو جاتا ہے یا نہیں اور پورا بیان اس کا کتاب ترک الحیل میں آئے گا۔

وَقَالَ الْحَكَمُ إِذَا أَذِنَ لَهٗ قَبْلَ الْبَيْعِ فَلَا شُفْعَةَ لَهٗ

اور حکم نے کہا کہ اگر بیع سے پہلے اس کو خبر کر دی یعنی اور وہ نہ لے تو نہیں ہے واسطے اس کے شفعہ یعنی اس کا شفعہ باطل ہو جاتا ہے۔

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ مَنْ بِيعَتْ شُفْعَتُهٗ وَهُوَ شَاهِدٌ لَا يُغَيِّرُهَا فَلَا شُفْعَةَ لَهٗ

اور شعبی نے کہا کہ جس کا شفعہ بیچا گیا یعنی وہ چیز کہ اس میں اس کا حق شفعہ تھا اور حالانکہ وہ حاضر تھا اور اس کو تغیر نہ دیا تو اس کے واسطے حق شفعہ نہیں۔

فائدہ: یعنی اس کا حق شفعہ باطل ہو جاتا ہے۔

۲۰۹۸۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ قَالَ وَقَفْتُ عَلٰى سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ فَجَآءَ الْمِسْوَرُ بْنُ

۲۰۹۸۔ عمرو بن شرید سے روایت ہے کہ میں سعد بن ابی وقاص پر کھڑا ہوا پھر مسور آیا اور اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا تو ناگہاں ابو رافع آپ ﷺ کا غلام آزاد کردہ آیا تو اس نے کہا اے سعد خرید لے مجھ سے میرے

مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى إِحْدٰى مَنْكِبَيَّ إِذْ جَآءَ أَبُوْ رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا سَعْدُ ابْتَعْ مِنِّيْ بَيْتَيَّ فِيْ دَارِكَ فَقَالَ سَعْدٌ وَاللّٰهِ مَا أَبْتَاعُهُمَا فَقَالَ الْمِسْوَرُ وَاللّٰهِ لَتَبْتَاعَنَّهُمَا فَقَالَ سَعْدٌ وَاللّٰهِ لَا أَزِيْدُكَ عَلٰى أَرْبَعَةِ آلَافٍ مُنَجَّمَةً أَوْ مُقَطَّعَةً قَالَ أَبُوْ رَافِعٍ لَقَدْ أُعْطِيْتُ بِهَا خَمْسَ مِائَةِ دِيْنَارٍ وَلَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهٖ مَا أَعْطَيْتُكَهَا بِأَرْبَعَةِ آلَافٍ وَأَنَا أُعْطٰى بِهَا خَمْسَ مِائَةِ دِيْنَارٍ فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ.

دونوں گھر کہ تیری حویلی میں ہیں تو سعد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں ان کو نہیں خریدتا تو مسور نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ تو ان کو خرید لے تو سعد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہ زیادہ کروں گا میں تجھ کو اوپر چار ہزار درہم کے جو مہلت دیے گئے ہیں ساتھ قسطوں معلوم کے یعنی چار ہزار قسطوں کے ساتھ دوں گا ہاتھوں ہاتھ میں اور نہیں کر سکتا تو ابو رافع نے کہا کہ البتہ مجھ کو پانچ سو دینار ملتے ہیں اگر میں نے آپ ﷺ سے نہ سنا ہوتا کہ فرماتے تھے کہ ہمسایہ زیادہ ترحقدار ہے بہ سبب نزدیک ہونے اپنے کے تو میں تجھ کو دونوں گھر چار ہزار سے نہ دیتا اور حالانکہ مجھ کو ان کے بدلے پانچ سو دینار ملتے ہیں پھر اس نے وہ گھر سعد کو دیا۔

فائدہ: اور ترمذی میں ہے کہ ہمسایہ زیادہ ترحق دار ہے بہ سبب نزدیک ہونے اس کے کے اگر غائب ہو تو اس کی انتظار کی جائے جب کہ دونوں کی راہ ایک راہ ہو ابن بطال نے کہا کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابو حنیفہ اور اس کے اصحاب نے اوپر ثابت کرنے شفعہ کے واسطے ہمسائے کے اور ان کے سوا اور لوگوں نے اس کی تاویل کی ہے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ اس کے شریک ہیں اس بنیاد پر کہ ابو رافع سعد کا شریک تھا دونوں گھروں میں اس واسطے اس کو کہا کہ تو مجھ سے ان کو خرید لے اور یہ جو بعض کہتے ہیں کہ لغت میں ہمسائے کو شریک کہنا نہیں آیا تو یہ مردود ہے اس واسطے کہ جو چیز کسی چیز کے نزدیک ہو اس کو اس کا ہمسایہ کہا جاتا ہے اور مرد کی عورت کو ہمسایہ کہتے ہیں اس واسطے کہ ان کو آپس میں مخالطت ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے بایں طور کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ ابو رافع سعد کی حویلی سے دونوں گھروں کا مستقل مالک تھا نہ حصے مشترک کا سعد کی منزل سے یعنی وہ دونوں گھر صرف اسی کے ملک تھے اس میں سعد کا کچھ حصہ نہ تھا اور عمر بن ابی شیبہ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ گھر خریدنے سے پہلے سعد ابو رافع کا ہمسایہ تھا نہ شریک اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ لازم آتا ہے شافعیہ کو جو قائل ہیں ساتھ حمل کرنے لفظ کے اوپر حقیقت اور مجاز کے یہ کہ قائل ہوں ساتھ شفعہ ہمسائے کے اس واسطے کہ جار کے حقیقی معنی ہمسائے کے ہیں اور مجازی معنے شریک کے ہیں اور جواب یہ ہے کہ یہ اس وقت ہے جب کہ کوئی قرینہ نہ ہو اور تحقیق قائم ہوا ہے یہاں قرینہ اوپر مجاز کے پس اعتبار کیا گیا واسطے تطبیق کے درمیان حدیث جابر رضی اللہ عنہ اور ابو رافع رضی اللہ عنہ کے پس حدیث جابر کی صریح ہے اس میں کہ شفعہ شریک کے ساتھ خاص ہے اور ابو رافع کی حدیث

بالاتفاق مصروف الظاہر ہے یعنی اس کا ظاہر مراد نہیں اس واسطے کہ وہ چاہتی ہے اس کو کہ ہمسایہ زیادہ تر حقدار ہو ہر ایک سے یہاں تک کہ شریک سے بھی اور جو ہمسائے کے واسطے شفعہ کو ثابت کرتے ہیں وہ شریک کو مطلق مقدم کرتے ہیں پھر اس کو جو راہ میں شریک ہو پھر ہمسائے کو اس پر جو ہمسایہ نہیں پس اس بنیاد پر پس متعین تاویل احق کی ساتھ حمل کرنے کے فضیلت پر یا خبر گیری پر اور مانند اس کی اور نیز دلیل پکڑی ہے اس نے جو ہمسائے کے شفعہ کا قائل نہیں کہ شفعہ ثابت ہوا ہے اوپر خلاف اصل کے واسطے ایک معنے کے کہ ہمسائے میں معدوم ہیں اور وہ یہ ہیں کہ شریک اکثر اوقات اپنے شریک پر داخل ہوتا ہے سو اس سے ایذاء پاتا ہے اس واسطے اس کے تقسیم کرنے کی حاجت ہوئی پس داخل ہو گیا اس پر ضرر ساتھ نقصان قیمت ملک اس کے کی اور یہ معنی بانٹی ہوئی چیز میں نہیں پائی جاتی واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابٌ أَيُّ الْجِوَارِ أَقْرَبُ

کون سا ہمسایہ زیادہ تر نزدیک ہے؟

فائدہ: اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ لفظ جار کا پہلی حدیث میں ایک مرتبے پر نہیں (فتح)

۲۰۹۹۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ لِيْ جَارَيْنِ فَإِلٰى أَيِّهِمَا أُهْدِىْ قَالَ إِلٰى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا.

۲۰۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے دو ہمسائے ہیں سو میں دونوں میں سے کس کو تحفہ دوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں میں سے جس کا دروازہ نزدیک تر ہے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ نہیں حجت ہے اس حدیث میں واسطے اس شخص کے جو ہمسائے کے واسطے شفعہ کو واجب کرتا ہے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تو صرف یہ پوچھا تھا کہ اپنے ہمسایوں میں سے پہلے کس کو ہدیہ دے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خبر دی کہ جو قریب تر ہو وہ اولیٰ ہے اور جواب دیا گیا ہے کہ وہ داخل ہونے اس کے کی شفعہ میں یہ ہے کہ ابو رافع کی حدیث ہمسائے کے شفعہ کو ثابت کرتی ہے پس عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استنباط کیا کہ اقرب کو دور پر مقدم کیا جائے واسطے علت کے بیچ مشروع ہونے شفعہ کے واسطے اس چیز کے کہ حاصل ہوتی ہے ضرر سے ساتھ مشارکت غیر اجنبی کے بخلاف شریک کے بیچ گھر کے اور جو گھر سے لگا ہو۔ (فتح)

الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ ہشتم بخاری کا تمام ہوا اللہ تعالیٰ اس سے سب مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے آمین ثم آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب ہے بیعوں کے بیان میں

کتاب ہے سلم کے بیان میں

کتاب ہے شفعہ کے بیان میں

❀ ...... ❀ ...... ❀

فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۹

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین، اما بعد!
پس یہ شروع ہے بیچ ترجمہ پارے نہم صحیح بخاری کے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔

كِتَابُ الْإِجَارَةِ — کتاب ہے اجارے کے بیان میں

فائدہ: اجارہ کے معنی لغت میں مزدوری دینے کے ہیں اور شرع میں بیچنا اور مالک کرنا منفعت گردن کا ہے بدلے عوض معلوم کے یعنی اس کو کسی کے ہاتھ بیچ ڈالے یا کسی کو اس کا مالک کر دے۔ (فتح) اور اجارے کے معنی ہیں کرائے دینا کسی چیز کو اور شرع میں اجارے کے معنی مالک کرنا منفعت کا ہے اور قیاس چاہتا ہے کہ اجارہ جائز نہ ہو واسطے ہونے منفعت کے معدوم یعنی مزدور نے جس منفعت کو دوسرے کے ملک کیا ہے وہ معدوم ہے ہنوز پیدا نہیں ہوئے بلکہ آئندہ کرے گا جیسے کوئی کسی آدمی سے کہے کہ تو میرا کام کیا کر اور میں تجھ کو مثلا دو آنے روز مزدوری دیا کروں گا تو اب جو کام کہ مزدور کرے گا وہ ہنوز پیدا نہیں ہوا لیکن جائز رکھا اس کو شرع نے لوگوں کی حاجت کے واسطے۔ (ع)

بَابُ اسْتِجَارِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ — نیک بخت مرد کو مزدور ٹھہرانا

فائدہ: اس باب میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نیک بخت مرد کو کاروبار اور خدمت میں مزدور رکھنا لائق نہیں اس واسطے کہ یہ آداب مسلمانی اور مروت کے برخلاف ہے۔ (ت)

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ﴾ وَالْخَازِنُ الْأَمِينُ وَمَنْ لَمْ يَسْتَعْمِلْ مَنْ أَرَادَهُ.

اور اللہ نے فرمایا کہ البتہ بہتر جو تو مزدور رکھنا چاہے وہ جو زور آور ہو اور امانت دار اور جو خزانچی ہے وہ امین ہے اور بیان اس شخص کا جو نہ سردار بنائے اس شخص کو جو سرداری کو چاہے۔

فائدہ: اشارہ کیا ساتھ اس کے قصے موسیٰ علیہ السلام کی ساتھ بیٹی شعیب علیہ السلام کے اور ابن جریر نے روایت کی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جس عورت سے نکاح کیا تھا اس کا نام صفورہ تھا اور اس کی بہن کا نام لیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ نام ان کا صفورہ اور عبرا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ دوسری کا نام شرقا تھا اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا ان کے باپ کا نام

شعیب علیہ السلام تھا جو نبی تھے یا وہ ان کا بھتیجا تھا یا کوئی اور تھا یہ کئی قول ہیں ان میں سے کوئی چیز راجح نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ زور آور ہے اس چیز میں کہ اس کا والی ہو امانت دار اس چیز میں کہ اس کے پاس امانت رکھی جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے اس سے موسیٰ علیہ السلام کی قوت اور امانت پوچھی سو ذکر کی اس نے قوت اس کی پانی پلانے کی حالت میں اور امانت اس کی نیچ نیچے کرنے آنکھ اپنی کے اس سے اور کہنا موسیٰ علیہ السلام کا واسطے اس کے کہ تو میرے پیچھے چل اور مجھ کو راہ بتلا اور روایت کیا اس کو بیہقی نے ساتھ اسناد صحیح کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اور اس میں زیادہ کیا یہ لفظ کہ اس نے اس کا موسیٰ علیہ السلام سے نکاح کر دیا اور ٹھہرے موسیٰ علیہ السلام پاس اس کے کہ اس کو کام سے کفایت کرتے تھے اور ان کے واسطے ان کی بکریوں کے چرانے میں کام کرتے تھے۔ (فتح)

۲۱۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَازِنُ الْأَمِينُ الَّذِي يُؤَدِّي مَا أُمِرَ بِهِ طَيِّبَةً نَفْسُهُ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ.

۲۱۰۰۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانت دار خزانچی جو دے مالک کے حکم کے موافق اپنے دل سے خوش ہو کر خیرات کرنے والوں میں ایک وہ بھی ہے۔

فائدہ: شرح اس حدیث کی کتاب الزکوۃ میں پہلے گزر چکی ہے۔

۲۱۰۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ فَقُلْتُ مَا عَلِمْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ فَقَالَ لَنْ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ.

۲۱۰۱۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حالانکہ کہ میرے ساتھ اشعری دو مرد تھے تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرداری چاہی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ تو ان کو اس واسطے اپنے ساتھ لایا ہے تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نے معلوم نہیں کیا کہ یہ سرداری چاہتے ہیں یعنی مجھ کو انہوں نے نہیں بتلایا کہ ہم اس مطلب کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سرداری چاہے اس کو ہم اپنے کام پر سردار نہیں بناتے۔

فائدہ: اس کی پوری شرح کتاب الاحکام میں آئے گی اور اسماعیلی نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں میں اجارے کے

معنی نہیں اور داؤدی نے کہا کہ پہلی حدیث کو اس باب سے تعلق نہیں اس واسطے کہ اس میں اجارہ کا ذکر نہیں اور ابن تین نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ خزانچی کے واسطے مال میں کچھ حصہ نہیں بلکہ وہ تو صرف مزدور ہے اور ابن بطال نے کہا کہ وجہ داخل ہونے اس کے کی اس باب میں یہ ہے کہ جو کسی چیز پر مزدور رکھا جائے وہ اس میں امانت دار ہے اگر اس سے کوئی چیز تلف کرے تو اس پر ضمان نہیں یعنی اس کا بدلہ اس پر نہیں آتا مگر یہ کہ خود جان بوجھ کر اس کو تلف کرے اور کرمانی نے کہا کہ داخل ہونا اس حدیث کا باب الاجارہ میں واسطے اشارے کے ہے کہ غیر کے مال کا خزانچی مانند اجیر کے ہے واسطے صاحب مال کے اور اوپر داخل ہونا دوسری حدیث کا اجارے میں ظاہر ہے اس جہت سے کہ جو عمل چاہے تو وہ غالبا اس واسطے چاہتا ہے کہ اجرت حاصل کرے جو عامل کے واسطے مشروع ہے اور عمل مطلوب شامل ہے عمل زکوۃ کو اس کے جمع کرنے میں اور اس کے جدا کرنے میں اپنی جگہ میں اور اس کے واسطے اس میں حصہ ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ زکوۃ تحصیل (وصول) کرنے والوں کا بھی اس میں حصہ ہے پس داخل ہونا اس کا باب میں اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے چاہا کہ حضرت ﷺ ان کو زکوۃ تحصیل کرنے وغیرہ پر سردار بنا دیں اور ہو ان کے واسطے اس پر اجرت معلوم اور چونکہ سرداری کا چاہنا حرص پر دلیل ہے تو حریص سے محفوظ رہنا مطلوب ہوا اسی واسطے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو سرداری کو چاہے اس کو ہم سردار نہیں بناتے اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو سرداری کو چاہے اس کو سردار بنانا منع ہے یا تو بطور حرام ہونے کے اور یا بطور کراہت کے اور حرمت کی طرف مائل ہوئے ہیں قرطبی مگر جو عامل کی مدد کرے وہ اس سے مستثنیٰ ہے یعنی سرداری پر مدد کرنی حرام نہیں۔ (فتح)

بَابُ رَعْيِ الْغَنَمِ عَلٰى قَرَارِيْطَ. قیراطوں کی مزدوری پر بکریوں کا چرانا۔

فائدہ: قراریط جمع ہے قیراط کی اور قیراط آدھی دانگ ہے سونے کی ہوتی ہے وزن میں پانچ جو کے برابر اور بعض کہتے ہیں کہ قراریط ایک جگہ کا نام ہے مکے میں لیکن پہلی وجہ کو ترجیح ہے اس واسطے کہ مکے والے اس نام کے ساتھ کوئی مکان نہیں پہچانتے اور نسائی نے نصر بن حزن سے روایت کی ہے کہ فخر کیا اونٹوں والوں اور بکریوں والوں نے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھیجے گئے موسیٰ علیہ السلام اور حالانکہ وہ بکریاں چراتے تھے اور بھیجے گئے داؤد علیہ السلام اور حالانکہ وہ بکریاں چراتے تھے اور بھیجا گیا میں اس حال میں کہ بکریاں چراتا ہوں سو بعض گمان کرتے ہیں کہ اس میں رد ہے واسطے تاویل سوید بن سعید کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ اپنے اہل کی بکریاں اجرت کے ساتھ چراتے تھے پس متعین ہوئی یہ بات کہ مراد قراریط سے مکان ہے اور یہ رد ٹھیک نہیں اس واسطے کہ یہ تطبیق ممکن ہے کہ اپنے اہل کے واسطے بغیر اجرت کے بکریاں چراتے ہوں اور غیر کے واسطے اجرت سے چراتے ہوں اور علماء کہتے ہیں کہ حکمت بیچ الہام نبیوں کے واسطے بکریاں چرانے کے پہلے نبی ہونے سے یہ ہے کہ تا حاصل ہو واسطے ان کے تجربہ اور عادت

ساتھ چرانے ان کے کی اس چیز پر کہ وہ مکلف ہوں گے قیام سے ساتھ امر امتیوں کے اور اس واسطے کہ ان کی مخالفت میں ان کو حلیمی اور مشقت حاصل ہوتی ہے اس واسطے کہ جب وہ صبر کرتے ہیں اوپر چرانے ان کے اور جمع کرنے ان کے کے بعد جدا جدا ہونے ان کے کے چرنے کی جگہ میں اور نقل کرنے ان کے کے ایک جگہ سے طرف دوسری جگہ کی اور دفع کرنے دشمن ان کے کے درندوں وغیرہ سے مانند چور کی اور ان کی طبیعتوں کے خلاف اور شدت تفرق کو جانتے ہیں باوجود ضعف ان کی کے اور محتاج ہونے ان کے کے طرف خبر گیری کے تو الفت حاصل ہوگی ان کو صبر کرنے کے اوپر امت کے اور پہچانے گے اختلاف طبیعتوں ان کی کا اور تفاوت عقلوں ان کے کا تو ان کے ٹوٹے کو جوڑیں گے اور ان کے ضعیف کے ساتھ نرمی کریں گے اور اچھی طرح سے ان کی خبر کریں گے تو ان کو اس مشقت کا اٹھانا آسان ہوگا اس چیز سے کہ اگر پہلے پہل ان کو اس مشقت کے ساتھ تکلیف دی جاتی تو ان کو یہ تدریج اور آہستگی حاصل نہ ہوتی جو بکریوں کے چرانے سے حاصل ہوتی ہے حاصل یہ ہے کہ پیغمبروں کو بکریوں کے چرانے کا اس واسطے الہام ہوتا ہے کہ وہ بکریوں کے چرانے سے اپنی امت کے انتظام سیکھیں اور بکریوں کو اس واسطے خاص کیا گیا کہ وہ اپنے غیر سے ضعیف تر ہیں اور اس واسطے کہ ان کا جدا ہونا اونٹوں سے اور گائے کے جدا ہونے سے اکثر ہے اس واسطے کہ اونٹوں اور گائے کا باندھنے کے ساتھ ضبط کرنا ممکن ہے اور عادت کے باعتبار بکریوں کا باندھنا ممکن نہیں اور باوجود اکثر جدا ہونے ان کی کے پس وہ اسرع ہیں واسطے فرمانبرداری کے اپنے غیر سے اور بیچ ذکر کرنے حضرت ﷺ کے واسطے اس کی تصریح ہے ساتھ احسان رب کے اوپر آپ کے اور آپ کے بھائی پیغمبروں پر۔ (فتح)

۲۱۰۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ فَقَالَ أَصْحَابُهُ وَأَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ

۲۱۰۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا پیغمبر نہیں جس نے بکریاں نہ چرائیں ہوں تو اصحاب نے کہا کہ اور کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں نے بھی مکے والوں کی بکریاں چند قیراط مزدوری پر چرائی ہیں۔

بَابُ اسْتِئْجَارِ الْمُشْرِكِينَ عِنْدَ الضَّرُوْرَةِ أَوْ إِذَا لَمْ يُوْجَدْ أَهْلُ الْإِسْلَامِ وَعَامَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُوْدَ خَيْبَرَ.

اگر مسلمان نہ پایا جائے یا ضرورت ہو تو کافر کو مزدور رکھنا درست ہے مزدور رکھا حضرت ﷺ نے یہود خیبر کو ان کی زمینوں پر۔

فائدہ: یہ باب مشعر ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک کافر کو مزدور رکھنا منع ہے برابر ہے کہ حربی ہو یا ذمی مگر

حاجت ہو تو درست ہے جیسا کہ مسلمان نہ پایا جائے تو کفایت کرتا ہے اور عبدالرزاق نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ نہ تھے واسطے حضرت مَلَّاتِيمٌ کے کام کرنے والے کہ خیبر کی کھجوروں میں کام کریں سو حضرت مَلَّاتِيمٌ نے خیبر کے یہودیوں کو بلایا اور خیبر کی کھجوروں اور کھیتی کو ان کے حوالے کیا اور یہ جو حضرت مَلَّاتِيمٌ نے خیبر کے یہودیوں کو وہاں کی کھیتی کرنے پر مقرر کیا اور ہجرت کے وقت رہبر کافر کو مزدور رکھا تو اس سے استدلال کرنے میں نظر ہے اس واسطے کہ ان میں مقصود کے ساتھ تصریح نہیں کہ ان کو مزدور رکھنا منع ہے اور شاید کہ اسے لیا ہے اس کو ان دونوں حدیثوں سے ساتھ جوڑنے ان کے کے طرف اس حدیث کی کہ ہم کافر کے ساتھ مدد نہیں لیتے روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور ارادہ کیا اس نے تطبیق کا درمیان حدیثوں کے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے ساتھ باب باندھا اور ابن بطال نے کہا کہ عام فقہاء کہتے ہیں کہ ضرورت وغیرہ کے وقت کافر کو مزدور رکھنا جائز ہے اس واسطے کہ اس میں ان کی ذلت ہے اور منع تو صرف یہ ہے کہ مسلمان کافر کے پاس مزدور نہ رہے اس واسطے کہ اس میں مسلمان کی ذلت ہے اور یہ جو باب میں کہا کہ جب مسلمان نہ پایا جائے تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی جو ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضرت مَلَّاتِيمٌ نے خیبر کو فتح کیا تو حضرت مَلَّاتِيمٌ نے چاہا کہ یہود کو خیبر کے ملک سے نکال دیں تو انہوں نے کہا کہ اے محمد مَلَّاتِيمٌ ہم کو چھوڑ دیں کہ ہم اس زمین میں محنت کریں اور جو پیدا ہوگا سو آدھوں آدھ بانٹ لیں گے اور حضرت مَلَّاتِيمٌ نے جو ان کی یہ عرض قبول کی تو اس واسطے کہ وہ پہچانتے تھے اس چیز کو جو ان کی زمین کو درست کرے سوائے غیر ان کے کے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نہ پہچاننے والے کو نہ پائے گئے کی جگہ اتارا اور دلیل کافر کی شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۱۰۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَاسْتَأْجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا مِّنْ بَنِي الدِّيْلِ ثُمَّ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيْتًا الْخِرِّيْتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ قَدْ غَمَسَ يَمِيْنَ حِلْفٍ فِيْ آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ وَهُوَ عَلٰى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ

۲۱۰۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یعنی ہجرت کی حدیث کے بیان میں اور مزدور رکھا حضرت مَلَّاتِيمٌ نے اور ابوبکر نے ایک مرد کو بنی دیل سے پھر بنی عبد بن عدی کے قبیلے سے اس حال میں کہ راہ دکھانے والا ماہر تھا اور خریت اس کو کہتے ہیں کہ جو راہ کی خوب مہارت رکھتا ہو تحقیق دے دیا ہوا تھا اس نے ہاتھ قسم کا آل عاص بن وائل کے خون میں یعنی اس نے ان سے قسم کھائی ہوئی تھی کہ حق نہ حق میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور وہ کفارے قریش کے دین پر تھا تو دونوں نے اس کو امین بنایا اور اپنے دونوں اونٹ اس کے حوالے کیے اور تین راتوں کے بعد غار ثور پر اس کو لانے کا وعدہ دیا سو وہ تیسری

لَيَالٍ فَأَتَاهُمَا بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَةَ لَيَالٍ ثَلَاثٍ فَارْتَحَلَا وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيلُ الدِّيلِيُّ فَأَخَذَ بِهِمْ أَسْفَلَ مَكَّةَ وَهُوَ طَرِيقُ السَّاحِلِ.

رات کی صبح کو دونوں اونٹ ان کے پاس لایا تو دونوں نے کوچ کیا اور عامر بن فہیرہ اور راہ دکھانے والا ان کے ساتھ چلا رہبر نے ان کے ساتھ دریا کے کنارے کی راہ لی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے مسلمان کے مزدور رکھنا کافر کو واسطے راہ دکھانے کے جب کہ اس سے امن ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے دو آدمیوں کے یہ کہ مزدور رکھیں ایک آدمی کو ایک کام پر۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا لِيَعْمَلَ لَهُ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ بَعْدَ شَهْرٍ أَوْ بَعْدَ سَنَةٍ جَازَ وَهُمَا عَلَى شَرْطِهِمَا الَّذِي اشْتَرَطَاهُ إِذَا جَاءَ الْأَجَلُ

جب کوئی کسی کو مزدور ٹھہرائے تا کہ اس کے واسطے تین دن کے بعد یا ایک مہینے کے یا ایک برس کے بعد کام کرے تو یہ جائز ہے اور اجیر اور مستجیر دونوں اپنی شرط پر ہیں جب کہ وہ مدت معلوم کو آئے یعنی اس صورت میں وہ عقد باطل نہیں ہوتا۔

٢١٠٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيلِ هَادِيًا خِرِّيتًا وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ.

٢١٠٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مزدور رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کو بنی دیل سے اس حال میں کہ راہ دکھانے والا ماہر تھا اور وہ کفار قریش کے دین پر تھا سو دونوں نے اپنے دونوں اونٹ اس کے حوالے کیے اور اس کو غار ثور کا وعدہ دیا بعد تین راتوں کے ساتھ سواریوں اپنی کے تیسرے کی صبح کو۔

فائدہ: اسماعیل نے کہا کہ یہ حدیث اس پر دلالت نہیں کرتی کہ انہوں نے اس کو مزدور رکھا تھا اس پر کہ نہ کام کرے وہ مگر بعد تین دن کے بلکہ حدیث میں تو یہ ہے کہ انہوں نے اس کو مزدور رکھا اور شروع ہوا عمل میں اس وقت سے جب کہ انہوں نے اس کو اپنے دونوں اونٹ سپرد کیے کہ وہ ان کو چرائے اور ان کی حفاظت کرے یہاں تک کہ تیار ہو واسطے ان کے نکلنا میں کہتا ہوں کہ نہیں ترجمہ میں وہ چیز کہ الزام دیا ہے اس نے اس کو ساتھ اس کے اس جس کے ساتھ اس نے باب باندھا ہے وہ ظاہر قصے کا ہے اور جو شخص کہے کہ جب اجارے کے وقت عمل میں

شروع نہ کرے تو وہ اجارہ باطل ہے تو وہ دلیل کی طرف محتاج ہے واللہ اعلم اور جو کوئی بخاری رحمہ اللہ پر اس کے ساتھ اعتراض کرتا ہے تو ابن منیر نے اس پر رد کیا کہ خدمت مقصود ساتھ اجارہ مذکورہ کے تھی اوپر راہ دکھانے کی اور سوائے اس کے اور کوئی خدمت نہ تھی اور نہیں شک ہے اس میں کہ وہ موخر تھی اور میں کہتا ہوں کہ تائید کرتی ہے اس کو یہ بات کہ جو ان کے اونٹوں کو چراتا تھا وہ عامر بن فہیرہ تھا نہ راہ دکھانے والا اور ابن منیر نے کہا کہ نہیں ہے حدیث میں تصریح ساتھ اس حکم کے نہ بطور اثبات کے اور نہ نفی کے اور کبھی احتمال ہوتا ہے تھوڑی مدت میں اس چیز کا کہ بڑی میں نہیں ہوتا اس واسطے کہ تھوڑی مدت میں غرر کا خوف کم ہوتا ہے اور یہ مذہب امام مالک کا ہے اس واسطے کہ اس نے معین کیا ہے جواز کو بیع میں ساتھ اس مدت کے کہ ان کی مثل میں اسباب متغیر نہ ہو اور استنباط کیا گیا ہے اس قصے سے جائز ہونا اجارے گھر کا ایک مدت معلوم تک پہلے آنے اول مدت کے اور وہ مبنی ہے اوپر صحت اصل کے یعنی یہ اصل صحیح ہے پس ملحق ہوگی فرع ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ الْأَجِيْرِ فِي الْغَزْوِ — جنگ میں مزدور رکھنے کا بیان

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ ٹھہرانا مزدور کا واسطے خدمت کے اور واسطے کفایت کرنے محنت عمل کے جنگ وغیرہ میں برابر ہے اور احتمال ہے کہ یہ اشارہ ہو طرف اس کی کہ جہاد اگرچہ مقصود اس سے حاصل کرنا اجر کا ہوتا ہے لیکن نہیں مخالف ہے یہ مدد لینے کو ساتھ اس شخص کے جو مجاہد کی خدمت کرے اور کفایت کرے اس کو بہت کاموں سے جو خود ان کو نہیں کر سکتا۔ (فتح)

۲۱۰۵۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَكَانَ مِنْ أَوْثَقِ أَعْمَالِيْ فِيْ نَفْسِيْ فَكَانَ لِيْ أَجِيْرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا إِصْبَعَ صَاحِبِهٖ فَانْتَزَعَ إِصْبَعَهٗ فَأَنْدَرَ ثَنِيَّتَهٗ فَسَقَطَتْ فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهٗ وَقَالَ أَفَيَدَعُ إِصْبَعَهٗ فِيْ فِيْكَ تَقْضَمُهَا قَالَ أَحْسِبُهٗ قَالَ كَمَا يَقْضَمُ

۲۱۰۵۔ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تنگی کا جہاد کیا یعنی جنگ تبوک کہ قحط کے دنوں میں واقع ہوا تھا اور یہ جنگ میرے نزدیک میرے سب عملوں سے مضبوط تر تھا یعنی میں اس کو اپنے سب عملوں سے افضل جانتا ہوں اور میرا ایک نوکر تھا سو وہ ایک آدمی سے لڑا تو ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی کی انگلی کاٹ کھائی تو اس اپنی انگلی اس کے منہ سے کھینچی تو اس کے اگلے دانت گرا دیئے سو وہ گر پڑے سو جس کے اگلے دانت گر پڑے تھے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گیا یعنی تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا انصاف چاہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دانتوں کا بدلہ معاف کیا اور فرمایا کہ کیا وہ اپنی انگلی تیرے منہ میں

الْفَحْلِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ جَدِّهِ بِمِثْلِ هٰذِهِ الصِّفَةِ أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَأَنْدَرَ ثَنِيَّتَهُ فَأَهْدَرَهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

چھوڑ دیتا کہ تو اس کو اونٹ کی طرح چباتا اور ابن جریج نے کہا کہ اور حدیث بیان کی مجھ سے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے اپنے دادا سے ساتھ مثل اس قصے کے کہ ایک مرد نے ایک مرد کا ہاتھ چبایا سو اس کے دانت گرا دیے سو اس کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے معاف کیا یعنی نہ اس کا قصاص لیا نہ دیت۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنگ میں مزدور رکھنا درست ہے۔

بَابُ مَنِ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَبَيَّنَ لَهُ الْأَجَلَ وَلَمْ يُبَيِّنِ الْعَمَلَ لِقَوْلِهِ ﴿إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ﴾.

جو مزدور رکھے اور اس کے واسطے مدت بیان کرے یعنی اتنی مدت تجھ سے کام لوں گا اور اس کے واسطے کام بیان نہ کرے کہ مثلا فلانا کام تجھ سے لوں گا تو کیا جائز ہے یا نہیں واسطے دلیل اس آیت کے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی ایک بیٹی تجھ کو بیاہ دوں تا اس قول تک کہ ہماری بات کا اللہ گواہ ہے۔

فائدہ: اور تحقیق مائل ہوئے امام بخاری رحمہ اللہ طرف جواز کی اس واسطے کہ دو مہینے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی ایک بیٹی تجھ کو نکاح کر دوں اور باوجود اس کے کہ اس نے جواز کی تصریح نہیں کی کہ واسطے ہونے احتمال کے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ قصے مذکورہ کے سیاق میں عمل کا بیان واقع نہیں ہوا کہ یہ کام تجھ سے لوں گا بلکہ اس میں تو صرف یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو عورتوں کے باپ کے پاس مزدور رکھا پھر یہ دلالت تو اس وقت تمام ہوتی ہے کہ جب ہم کہیں کہ پہلے انبیاء کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ وارد ہو ہماری شرع ساتھ برقرار رکھنے اس کے کے اور تحقیق حجت پکڑی ہے شافعی رحمہ اللہ نے ساتھ اس آیت کے اوپر مشروع ہونے اجارے کے سو امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالی نے ذکر کیا ہے کہ پیغمبروں سے ایک پیغمبر نے اپنی جان کو کئی سال معین مزدور رکھا کہ مالک ہو ساتھ اس کے ایک عورت کی شرمگاہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ مزدور ٹھہرایا اس کو اس پر کہ اس کے واسطے بکریاں چرائے اور مہلب نے کہا کہ آیت میں دلیل اوپر مجہول ہونے کام کے اجارے میں اس واسطے کہ یہ ان کے درمیان معلوم تھا اور سوائے اس کے نہیں کہ اس کا ذکر تو اس واسطے محذوف ہوا کہ وہ معلوم تھا اور پیچھا کیا ہے اس کا ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ مراد نہیں کہ عمل مجہول ہو بلکہ اس کی مراد تو یہ ہے کہ عمل پر لفظ کے ساتھ نص کرنی شرط نہیں اور اتباع مقصود کا ہے نہ لفظ کا اور احتمال ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے عتبہ کی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہو کہ اس نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے تو

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی جان کو مزدور رکھا آٹھ سال یا دس سال اوپر بچانے ستر اپنے کے اور کھانے پیٹ اپنے کے روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے اور اس کی اسناد میں ضعف ہے اس واسطے کہ اس میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے عمل کا بیان نہیں اور جو کہتا ہے کہ جائز ہے کہ بکریاں چرانے کے سوائے اور کوئی چیز مہر ہو تو وہ بہت بعید بات کہتا ہے اور حضرت شعیب علیہ السلام کی مراد تو یہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام یہ مدت اس کی بکریاں چرائے اور وہ اپنی بیٹی اس کو نکاح کر دے سو اس کے واسطے دو امر ذکر کیے اور معلق کیا نکاح کر دینے کا اوپر بکریاں چرانے کے بطور معاہدہ کے نہ بطور معاقدے کے پس مزدور رکھا اس کو واسطے چرانے بکریوں اپنی کے ساتھ ایک چیز کے کہ ان کے درمیان معلوم ہے پھر نکاح کر دیا اپنی بیٹی کو ساتھ اس کے ساتھ مہر کے کہ معلوم تھا درمیان ان کے۔ (فتح)

يَأْجُرُ فُلَانًا يُعْطِيهِ أَجْرًا وَمِنْهُ فِي التَّعْزِيَةِ أَجَرَكَ اللّٰهُ.

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ یا فلاں کے یہ معنی ہیں کہ اس کو مزدوری دے اور اس قبیل سے ہے جو ماتم پرسی میں کہتے ہیں کہ اللہ تجھ کو بدلہ دے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ تاجرنی کی تفسیر کی ہے اور اسماعیل نے کہا کہ معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ تو میرے واسطے مزدور ہو پس یہ تفسیر امام بخاری رحمہ اللہ کی ٹھیک نہیں ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا عَلَى أَنْ يُقِيمَ حَائِطًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ جَازَ

اگر کوئی مزدور ٹھہرائے اس پر کہ دیوار کو سیدھا کرے جو گرنا چاہتی ہے تو جائز ہے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ایک ٹکڑا وارد کیا ہے جو حضرت خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ہے اور پوری حدیث کتاب تفسیر میں آئے گی اور سوائے اس کے نہیں کہ پورا ہوتا ہے استدلال ساتھ اس قصے کے جب کہ ہم کہیں کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے واسطے قول موسیٰ علیہ السلام کے کہ اگر تو چاہتا تو اس پر مزدوری لیتا یعنی اگر تو اپنے اس کام پر اجرت معین کی شرط کرتا تو البتہ ہم کو یہ فائدہ دیتی اور ابن منیر نے کہا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ اجارہ مضبوط ہوتا ہے ساتھ متعین ہونے عمل کے جیسا کہ مضبوط ہوتا ہے ساتھ متعین ہونے مدت معین کے۔ (فتح)

۲۱۰۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ وَغَيْرُهُمَا قَالَ قَدْ سَمِعْتُهُ

۲۱۰۶۔ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام دونوں چلے تو انہوں نے ایک گاؤں میں ایک دیوار پائی جو گرا چاہتی تھی سعید راوی نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اس طرح اور اپنے ہاتھ کو اٹھایا پس سیدھے رہے یعلی راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ سعید نے کہا کہ سو خضر علیہ السلام

يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا جِدَارًا يُرِيْدُ أَنْ يَّنْقَضَّ قَالَ سَعِيْدٌ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَعْلٰى حَسِبْتُ أَنَّ سَعِيْدًا قَالَ فَمَسَحَهٗ بِيَدِهٖ فَاسْتَقَامَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ سَعِيْدٌ أَجْرًا نَّأْكُلُهٗ.

نے اپنا ہاتھ اس پر پھیرا پس وہ سیدھی رہی یعنی اس کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر تو چاہتا تو اس پر مزدوری لیتا کہ ہم اس کو کھاتے۔

بَابُ الْإِجَارَةِ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ

آدھے دن تک اجارہ کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی اول دن سے اور اس کے بعد یہ باب باندھا ہے کہ عصر تک اجارہ کرنے کا بیان اور اس میں بھی تقدیر ہے کہ ابتداء اول دن سے ہے پھر اس کے بعد یہ باب باندھا کہ اجارہ کرنا عصر سے رات تک یعنی اول دخول رات تک بعض کہتے ہیں کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ثابت کرنا صحت اجارے کا ہے ساتھ اجر معلوم کے مدت معلوم تک اس جہت سے کہ شارع نے اس کے ساتھ مثال بیان کی اور اگر یہ بات جائز نہ ہوتی تو شارع اس کو جائز نہ رکھتا اور احتمال ہے کہ غرض اس سب سے یہ ہو کہ دن کے کچھ حصے کے واسطے مزدور رکھنا درست ہے جب کہ حصہ معلوم ہو یعنی مثلاً کہ آدھا دن یا کم بیش واسطے دفع کرنے وہم اس شخص کے جو وہم کرتا ہے کہ ادنی درجے مدت معلوم کا یہ ہے کہ پورا ایک دن ہو۔

۲۱۰۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ أُجَرَآءَ فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ غُدْوَةٍ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنَ الْعَصْرِ إِلٰى أَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ عَلٰى

۲۱۰۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مثل تمہاری اے مسلمانو! اور مثل یہود اور نصاریٰ کی مثل اس مرد کے ہے جس نے کئی مزدور رکھے تو اس نے کہا کہ کون ہے جو میرا کام کرے صبح سے دوپہر تک ایک قیراط پر سو یہود نے دوپہر تک کام کیا پھر اس مرد نے کہا کہ کون ہے جو میرا کام کرے دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک قیراط پر سو نصاریٰ نے عصر تک کام کیا پھر اس مرد نے کہا کہ کون ہو جو میرا کام کرے عصر سے سورج ڈوبنے تک دو قیراطوں پر سو تم اے مسلمانو! وہی ہو جنہوں سے عصر سے سورج ڈوبنے تک کام کیا سو غصے ہوں گے یہود اور نصاریٰ یعنی قیامت کے دن

قِيرَاطَيْنِ فَأَنْتُمْ هُمْ فَغَضِبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى فَقَالُوْا مَا لَنَا أَكْثَرَ عَمَلًا وَّأَقَلَّ عَطَاءً قَالَ هَلْ نَقَصْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ قَالُوْا لَا قَالَ فَذٰلِكَ فَضْلِيْ أُوْتِيْهِ مَنْ أَشَاءُ.

پھر کہیں گے کہ کیا حال ہے ہمارا کہ ہم کام میں تو زیادہ ہیں اور مزدوری میں کم یعنی یہ عجب بات ہے کہ کام بہت اور اجرت کم تو اللہ فرمائے گا کہ کیا میں نے تم کو تمہارے حق سے کچھ کم دیا یعنی جو مزدوری ٹھہر گئی تھی اس سے کچھ کم دیا وہ کہیں گے کہ جو ٹھہرایا تھا اس سے کم نہیں ملا اللہ فرمائے گا سو یہ تو یعنی دگنی مزدوری دینی میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مثل تمہاری...... الخ تو یہ اصل کلام اس طرح سے ہے کہ مثل تمہاری ساتھ نبی تمہارے کے اور مثل یہود و نصاریٰ کے ساتھ نبیوں اپنے کے مثل اس مرد کی ہے پس مثل بیان کی گئی ہے واسطے امت کے ساتھ نبی اپنے کے اور مثل یہ مزدور ہیں ساتھ مزدور رکھنے والوں کے اور یہ جو کہا کہ عصر تک تو احتمال ہے کہ مراد عصر کے داخل ہونے کا اول وقت ہو اور احتمال ہے کہ اس میں شروع کرنے کا اول وقت مراد ہو اور دوسرا احتمال اٹھا دیتا ہے اس شبہے کو جو مواقیت میں پہلے گزر چکا ہے برتقدیر تسلیم اس بات کے کہ ظہر اور عصر کے درمیان کا وقت اور عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت دونوں برابر ہیں پس کس طرح صحیح ہوگا قول نصاریٰ کا کہ ان کا کام اس امت سے زیادہ ہے اور میں نے اس کے کئی جواب پہلے بیان کر دیے ہیں پس چاہیے کہ ان کی طرف رجوع کیا جائے اور جو جواب پہلے نہیں گزرے ان میں سے ایک جواب یہ ہے کہ یہ جو کہا کہ کیا حال ہے ہمارا کہ ہمارا کام تو زیادہ ہے تو اس بات کے قائل صرف یہود ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو توحید میں واقع ہوئی ہے کہ تورات والوں نے کہا اور احتمال ہے کہ دونوں فریق سے ہر ایک نے یہ بات کہی ہو یہود تو اس واسطے ان کا زمانہ دراز ہے پس اس سے لازم آتا ہے کہ ان کا عمل بھی بہت ہو اور اپر نصاریٰ تو انہوں نے اپنی تابعداری کی کثرت کو یہود کے زمانے کی کثرت کے ساتھ مقابلہ کیا اس واسطے کہ نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام دونوں کے ساتھ ایمان لائے بخلاف یہود کے کہ وہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے اشارہ کیا طرف اس کی اسماعیلی نے اور احتمال ہے کہ نصاریٰ کا اکثر ہونا اس اعتبار سے ہو کہ انہوں نے آخر نماز عصر تک کام کیا اور یہ بعد داخل ہونے وقت اس کی کے ہے اشارہ کیا طرف اس کی ابن قصار اور ابن عربی نے اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس کی کوئی حاجت نہیں اس واسطے کہ جو مدت کہ ظہر اور عصر کے درمیان ہے وہ زیادہ ہے اس مدت سے جو عصر اور مغرب کے درمیان ہے اور احتمال ہے کہ ہو نسبت اس کی طرف ان کی بطور تقسیم کے پس نحن اکثر عملا کے قائل یہود ہوں اور نحن اقل اجرا کے قائل نصاریٰ ہوں اور اس میں بُعد ہے یعنی یہ جواب ٹھیک نہیں اور ابن تین نے حکایت کی ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ دونوں فریقوں کا کام اکٹھا اکثر ہے اور ان کا زمانہ دراز ہے اور یہ خلاف ہے ظاہر سیاق کا اور یہ جو

فرمایا کہ یہ میرا فضل ہے کہ جس کو چاہوں دوں تو اس میں دلیل ہے واسطے اہلسنت کے کہ ثواب اللہ کی طرف سے ہے بطور احسان کے اس سے عمل کا بدلہ نہیں۔

بَابُ الْإِجَارَةِ إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ

عصر کی نماز تک اجارہ کرنے کا بیان یعنی جائز ہے

٢١٠٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَالْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ عَمِلَتِ النَّصَارٰى عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ أَنْتُمُ الَّذِيْنَ تَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغَارِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى وَقَالُوْا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَّأَقَلُّ عَطَاءً قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوْا لَا فَقَالَ فَذٰلِكَ فَضْلِيْ أُوْتِيْهِ مَنْ أَشَآءُ.

٢١٠٨۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے مثل تمہاری اور مثل یہود اور نصاریٰ کی مگر جیسے مثل اس شخص کی جس نے کام کے واسطے مزدور رکھے تو اس مرد نے کہا کہ کون ہے جو میرا کام کرے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر سو کام کیا یہود نے ایک ایک قیراط پر پھر وہ کام کیا نصاریٰ نے ایک ایک قیراط پر پھر تم اے مسلمانو! وہی ہو جنہوں نے عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک کام کیا دو دو قیراطوں پر سو غصے ہوں گے یہود اور نصاریٰ تو کہیں گے کہ ہم کام میں بہت ہیں اور مزدوری میں کم تو اللہ فرمائے گا کہ کیا میں نے تم کو تمہارے حق سے کچھ کم دیا تو کہیں گے کہ نہیں تو اللہ فرمائے گا کہ یہ میرا فضل ہے جس کو چاہوں دوں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر کی نماز تک اجارہ رکرنا درست ہے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ مَّنَعَ أَجْرَ الْأَجِيْرِ

جو مزدور کو مزدوری نہ دے تو اس کو کیا گناہ ہے؟

٢١٠٩۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى

٢١٠٩۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ تین شخص ہیں کہ میں ان کا مدعی دشمن ہو جاؤں گا قیامت کے دن ایک تو وہ شخص جس نے مجھ کو درمیان دیا یعنی اس کے ساتھ اللہ کی قسم کھائی پھر دغا کیا اور دوسرا وہ مرد جس نے آزاد آدمی کو بیچا سو اس کی قیمت

ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ.

کھائی اور تیسرا وہ مرد جس نے کسی مزدور کو مزدوری لگایا پھر اس سے پورا کام کروایا اور اس کو اس کی مزدوری نہ دی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور مؤخر کیا پچھلے باب کو واسطے مناسبت کے۔

بَابُ الْإِجَارَةِ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ

عصر کی نماز سے رات تک اجارہ کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی اول وقت عصر سے اول دخول رات تک۔ (فتح)

۲۱۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ قَوْمًا يَعْمَلُوْنَ لَهُ عَمَلًا يَوْمًا إِلَى اللَّيْلِ عَلٰى أَجْرٍ مَّعْلُوْمٍ فَعَمِلُوْا لَهُ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالُوْا لَا حَاجَةَ لَنَا إِلٰى أَجْرِكَ الَّذِيْ شَرَطْتَ لَنَا وَمَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ فَقَالَ لَهُمْ لَا تَفْعَلُوْا أَكْمِلُوْا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمْ وَخُذُوْا أَجْرَكُمْ كَامِلًا فَأَبَوْا وَتَرَكُوْا وَاسْتَأْجَرَ أَجِيْرَيْنِ بَعْدَهُمْ فَقَالَ لَهُمَا أَكْمِلَا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمَا هٰذَا وَلَكُمَا الَّذِيْ شَرَطْتُ لَهُمْ مِنَ الْأَجْرِ فَعَمِلُوْا حَتّٰى إِذَا كَانَ حِيْنُ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَالَا لَكَ مَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ وَلَكَ الْأَجْرُ الَّذِيْ جَعَلْتَ لَنَا فِيْهِ فَقَالَ لَهُمَا أَكْمِلَا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمَا مَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ شَيْءٌ يَسِيْرٌ فَأَبَيَا وَاسْتَأْجَرَ قَوْمًا أَنْ يَعْمَلُوْا لَهُ بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ

۲۱۱۰۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مثل مسلمانوں کی اور مثل یہود اور نصاریٰ کی مثل اس شخص کی ہے جس نے ایک گروہ کو مزدور رکھا جو اس کے واسطے صبح سے رات تک کام کریں مزدوری معین پر تو انہوں نے اس کا کام دوپہر تک کیا پھر انہوں نے کہا کہ جو مزدوری تو نے ہمارے واسطے مقرر کی تھی سو اس کی ہم کو کچھ حاجت نہیں اور ہمارا کام باطل ہوا تو اس مرد نے ان کو کہا کہ چھوڑو نہیں اپنا کام باقی پورا کرو اور اپنی پوری مزدوری لو سو انہوں نے نہ مانا اور کام چھوڑ دیا تو اس مرد نے ان کے بعد اور مزدور رکھے اور کہا کہ اپنا باقی دن پورا کرو اور جو مزدوری کہ میں نے پہلوں کے واسطے مقرر کی تھی سو تم کو ملے گی سو انہوں نے کام کیا یہاں تک کہ جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو کہنے لگے کہ جو کام ہم نے کیا سو تیرے واسطے ہے اور وہ باطل ہے اور جو مزدوری تو نے ہمارے واسطے اس میں ٹھہرائی تھی وہ تجھ کو چھوڑی سو اس نے کہا کہ اپنا باقی کام تمام کرو کہ نہیں باقی رہے دن سے مگر تھوڑی چیز یعنی بہت تھوڑا دن باقی ہے تو انہوں نے نہ مانا سو اس مرد نے مزدور رکھا ایک گروہ کو کہ باقی دن اس کا کام کریں سو انہوں نے اپنا باقی دن کام کیا۔

فَعَمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ وَاسْتَكْمَلُوْا أَجْرَ الْفَرِيْقَيْنِ كِلَيْهِمَا فَذٰلِكَ مَثَلُهُمْ وَمَثَلُ مَا قَبِلُوْا مِنْ هٰذَا النُّوْرِ.

یہاں تک کہ سورج غروب ہوا تو انہوں نے دونوں گروہوں کی پوری مزدوری لی پس یہ مثل مسلمانوں کی ہے اور مثل اس چیز کی کہ قبول کیا انہوں نے اس کو اس نور سے یعنی اللہ کی ہدایت سے اور جس کو رسول لایا۔

فائدہ: یہ حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مخالف ہے اس واسطے کہ اس میں یہ ہے کہ اس مرد نے ان کو دوپہر تک کام کرانے کے واسطے مزدور رکھا اور پہلے گزر چکی ہے تطبیق درمیان ان کے مواقیت میں اور یہ کہ وہ جدا جدا دو حدیثیں ہیں دو قصوں میں چلائی گئی ہیں اور ظاہر اس مثل کا جو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے یہ ہے کہ اللہ نے یہود کو کہا کہ ایمان لاؤ ساتھ میرے اور میرے رسولوں کے دن قیامت تک سو وہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے یہاں تک کہ جب عیسیٰ علیہ السلام بھیجے گئے تو وہ انکے ساتھ کافر ہوئے اور ان کو نہ مانا اور یہ بیچ آدھی اس مدت کے ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے رسول ہونے سے قیامت کے قائم ہونے تک ہے پس یہ کہنا ان کا کہ ہم کو تیری مزدوری کی کچھ حاجت نہیں اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ کافر ہوئے اور پھر گئے اور بے پرواہ ہوا اللہ ان سے پس یہاں اطلاق قول کا ہے اور ارادہ اس کے لازم کا ہے اس واسطے کہ لازم اس کا ترک عمل ہے جو تعبیر کی گئی ہے ساتھ اس کے ترک ایمان سے اور یہ جو انہوں نے کہا کہ ہمارا کام باطل ہے تو یہ اشارہ ہے طرف حبط کرنے عملوں ان کے کی بہ سبب کفر کرنے ان کے کی ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے اس واسطے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مبعوث ہونے کے بعد تنہا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لانا ان کو فائدہ نہیں دیتا اور اس طرح قول ہے نصاریٰ کے حق میں مگر اس میں اشارہ ہے کہ ان کی مدت بقدر نصف مدت کے تھی یعنی جس کا ذکر پہلے گزرا تو اقتصار کیا انہوں نے مقدار چوتھائی دن پر اور یہ جو اس نے کہا کہ تم کو ملے گا جو مقرر ہو چکا یعنی جو پہلوں کے واسطے مقرر ہوا تھا اور یہ جو اس نے کہا کہ تھوڑا دن باقی ہے تو مراد اس سے بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ گزر چکی ہے اس سے اور مراد اس سے وہ چیز ہے جو دنیا سے باقی رہی اور یہ جو کہا کہ انہوں نے دونوں گروہوں کی پوری مزدوری لی تو یہ بہ سبب ایمان لانے ان کے کی ہے ساتھ تینوں پیغمبروں کے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس میں اشارہ ہے طرف کم ہونے اس مدت کی جو دنیا سے باقی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ اس امت کی زندگی ہزار برس سے زیادہ ہے اس واسطے کہ وہ چاہتی ہے اس بات کو کہ مدت یہود کی مانند دونوں مدتوں نصاریٰ اور مسلمانوں کے ہے یعنی جس قدر تنہا یہود کی زندگی ہے اس قدر نصاریٰ اور مسلمانوں دونوں کی زندگی ہے اور تحقیق اتفاق کیا ہے اہل نقل نے اس پر کہ تحقیق مدت یہود کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے تک دو ہزار سال سے زیادہ تھی اور نصاریٰ کی مدت اس سے چھ سو برس تھی اور بعض کہتے ہیں کہ کم ہے تو مسلمانوں کی مدت ایک ہزار سال سے قطعا زیادہ ہو گی اور

حدیث متضمن ہے اس بات کو کہ نصاریٰ کا ثواب یہود کے ثواب سے زیادہ ہے اس واسطے کہ کام کیا یہود نے آدھا دن ایک قیراط پر اور نصاریٰ نے بقدر چوتھائی دن کے ایک قیراط پر اور شاید یہ بہ سبب اس چیز کے ہے جو حاصل ہوئی اس کو جو نصاریٰ سے موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں کے ساتھ ایمان لایا تو ان کو دگنا ثواب حاصل ہوا بخلاف یہود کے اس واسطے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہوئے تو انہوں نے ان کو نہ مانا اور اس حدیث میں تفصیل ہے اس امت کی اور زیادہ ہونا اجر اس کے کا باوجود کم ہونے کام ان کے کی اور یہ کہ جائز ہے ہمیشہ رکھنا نماز عصر کا آفتاب غروب ہونے تک اور یہ جو کہا کہ تھوڑا دن باقی ہے تو اس میں اشارہ ہے طرف کم ہونے مدت مسلمانوں کے بہ نسبت غیر ان کے کی اور اس میں اشارت ہے طرف اس کی کہ کام سب گروہوں کا مقدار میں مساوی تھا اور اس کی بحث کتاب المواقیت میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اسْتَأْجَرَ أَجِيْرًا فَتَرَكَ أَجْرَهُ فَعَمِلَ فِيْهِ الْمُسْتَأْجِرُ فَزَادَ أَوْ مَنْ عَمِلَ فِيْ مَالِ غَيْرِهٖ فَاسْتَفْضَلَ.

اگر کوئی شخص کسی کو مزدور رکھے اور مزدور اپنی مزدوری کو چھوڑ جائے اور مزدور رکھنے والا اس میں کام کرے یعنی تجارت وغیرہ اور اس کی مزدوری زیادہ ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے اور جو غیر کے مال میں کام کرے اور اس کو بڑھائے۔

فائدہ: یہ عطف عام کا ہے خاص پر اس واسطے کہ غیر کے مال میں کام کرنے والا عام ہے اس سے کہ مستاجر ہو یا غیر مستاجر اور نہیں ذکر کیا مصنف نے جواب کو واسطے اشارہ کرنے کی طرف احتمال کی مثل عادت اپنی کی اور تحقیق ذکر کی اس نے اس میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور یہ پہلے عنقریب گزر چکی ہے اور تحقیق تعاقب کیا ہے مہلب نے ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کو ساتھ اس کے کہ نہیں ہے قصے میں دلیل واسطے اس چیز کے کہ باب باندھا اس نے اور سوائے اس کے نہیں کہ تجارت کی تھی مرد نے اپنے مزدور کی مزدوری میں پھر دی اس کو بطور احسان کے اور اس کو لازم تو صرف مزدوری کا مقدار تھا اور پوری بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۱۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ انْطَلَقَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتّٰى أَوَوُا الْمَبِيْتَ إِلٰى غَارٍ فَدَخَلُوْهُ فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ

۲۱۱۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ تم سے پہلے امتوں سے تین آدمی سفر کو چلے یہاں تک کہ انہوں نے خواب گاہ کو غار میں ٹھکانا پکڑا تو پہاڑ کا ایک پتھر ان کی غار کے منہ پر ڈھلک پڑا سو اس نے غار کو ان سے بند کر لیا تو انہوں کہا کہ نہ نجات دے گی تم کو اس پتھر سے کوئی چیز مگر یہ کہ تم اپنے نیک عملوں کے وسیلے سے اللہ سے دعا مانگو تو ان میں سے ایک مرد نے کہا کہ الٰہی

عَلَيْهِمُ الْغَارَ فَقَالُوْا إِنَّهُ لَا يُنْجِيْكُمْ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ إِلَّا أَنْ تَدْعُوا اللّٰهَ بِصَالِحِ أَعْمَالِكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْهُمُ اللّٰهُمَّ كَانَ لِيْ أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَكُنْتُ لَا أَغْبِقُ قَبْلَهُمَا أَهْلًا وَّلَا مَالًا فَنَأَى بِيْ فِيْ طَلَبِ شَيْءٍ يَوْمًا فَلَمْ أُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتّٰى نَامَا فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوْقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمَيْنِ وَكَرِهْتُ أَنْ أَغْبِقَ قَبْلَهُمَا أَهْلًا أَوْ مَالًا فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلٰى يَدَيَّ أَنْتَظِرُ اسْتِيْقَاظَهُمَا حَتّٰى بَرَقَ الْفَجْرُ فَاسْتَيْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوْقَهُمَا اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لَّا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ كَانَتْ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ كَانَتْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ فَأَرَدْتُهَا عَنْ نَفْسِهَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّيْ حَتّٰى أَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ مِّنَ السِّنِيْنَ فَجَآءَتْنِيْ فَأَعْطَيْتُهَا عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ دِيْنَارٍ عَلٰى أَنْ تُخَلِّيَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ نَفْسِهَا فَفَعَلَتْ حَتّٰى إِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا قَالَتْ لَا أُحِلُّ لَكَ أَنْ تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَتَحَرَّجْتُ مِنَ الْوُقُوْعِ عَلَيْهَا فَانْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِيَ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ وَتَرَكْتُ الذَّهَبَ الَّذِيْ أَعْطَيْتُهَا اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا

ماجرا تو یہ ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے بڑی عمر والے اور میرا دستور تھا کہ میں رات کے وقت ان سے پہلے اپنے عیال اور غلاموں کو دودھ نہ پلایا کرتا تھا یعنی بلکہ پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا تھا پھر بال بچوں کو اور البتہ ایک دن مجھ کو ایک چیز کی تلاش نے دور ڈالا یعنی مویشی کا چارہ بہت دور ملا سو میں شام کو گھر میں نہ آیا یہاں تک کہ میرے ماں باپ سو گئے تو میں نے ان کے واسطے رات کا دودھ دوہا سو میں نے ان کو سوتا پایا اور مجھ کو برا لگا کہ میں ان سے پہلے اہل اور غلاموں کا پلاؤں سو میں ٹھہرا رہا اور حالانکہ پیالہ میرے ہاتھ پر تھا اور ان کے جاگنے کا منتظر تھا یہاں تک کہ صبح روشن ہوئی پھر انہوں نے جاگ کر دودھ پیا سو الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے ایسی محنت اور مشقت تیری رضا مندی کے واسطے کی تھی تو کھول دے ہم سے وہ چیز کہ ہم اس میں ہیں اس پتھر سے سو وہ پتھر کچھ کھل گیا کہ اس سے باہر نہ نکل سکتے تھے حضرت ﷺ نے فرمایا اور دوسرے نے کہا کہ الٰہی میرے ایک چچا کی بیٹی تھی کہ وہ میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تر پیاری تھی سو میں نے اس کی ذات کو چاہا یعنی حرام کاری کا ارادہ کیا سو وہ مجھ سے باز رہی یہاں تک کہ اس پر سالوں سے ایک سال گزرا یعنی ایک سال بہت قحط پڑا اور وہ محتاج ہوئی سو وہ میرے پاس آئی سو میں نے اس کو ایک سو بیس اشرفیاں دیں اس شرط پر کہ میرے اور اپنی ذات کے درمیان راہ خالی کرے یعنی مجھ کو اپنے ساتھ حرام کاری کرنے سے مانع نہ سو اس نے اجازت دی سو جب میں اس پر قدرت پا چکا تو اس نے کہا کہ میں تجھ کو حلال نہیں کرتی یہ کہ تو مہر کو توڑے مگر اس کے حق سے یعنی۔ بدون نکاح شرعی کے ازالہ

نَحْنُ فِيهِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ الْخُرُوْجَ مِنْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الثَّالِثُ اللَّهُمَّ إِنِّي اسْتَأْجَرْتُ أُجَرَآءَ فَأَعْطَيْتُهُمْ أَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ تَرَكَ الَّذِي لَهُ وَذَهَبَ فَثَمَّرْتُ أَجْرَهُ حَتَّى كَثُرَتْ مِنْهُ الْأَمْوَالُ فَجَآءَ نِيْ بَعْدَ حِيْنٍ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ أَدِّ إِلَيَّ أَجْرِي فَقُلْتُ لَهُ كُلُّ مَا تَرٰى مِنْ أَجْرِكَ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِيْقِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ لَا تَسْتَهْزِئُ بِيْ فَقُلْتُ إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ فَأَخَذَهُ كُلَّهُ فَاسْتَاقَهُ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوْا يَمْشُوْنَ

بکارت کو تو میں نے اس پر واقع ہونے سے گناہ جانا یا کنارے ہوا سو میں اس سے پھرا اور وہ مجھ کو سب لوگوں سے زیادہ تر محبوب تھی اور جو سونا میں نے اس کو دیا تھا اس کو میں نے چھوڑ دیا الٰہی اگر میں نے یہ مدت کی دلی آرزو تیری رضامندی کے واسطے چھوڑی تھی تو کھول دے ہم سے وہ چیز کہ ہم اس میں ہیں سو وہ پتھر ان سے کھل گیا لیکن وہ اس سے باہر نکل نہ سکے حضرت ﷺ نے فرمایا اور تیسرے نے کہا کہ الٰہی میں نے کچھ مزدور رکھے تھے سو میں نے ان کو ان کی مزدوری دی سوائے ایک مرد کے کہ اس نے اپنی مزدوری چھوڑ دی اور چلا گیا سو میں نے اس کی مزدوری کو بڑھایا یعنی تجارت وغیرہ سے یہاں تک کہ اس سے مالوں کی بہت کثرت ہوئی سو وہ ایک مدت کے بعد میرے پاس آیا تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے مجھ کو میری مزدوری دے تو میں نے کہا کہ ہر وہ چیز کہ دیکھتا ہے تو اونٹ اور گائے اور بکری اور غلام سے سو سب تیری مزدوری میں سے ہے تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے مجھ سے مسخرا پن نہ کر تو میں نے کہا کہ میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا سو اس نے سب مال کو لیا اور ہانکا اور اس سے کچھ نہ چھوڑا الٰہی اگر میں نے یہ امانت داری تیری رضامندی کے واسطے کی تھی تو کھول دے ہم سے وہ چیز کہ ہم اس میں ہیں سو وہ پتھر کھل گیا تو وہ نکل کر چل۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی باب سے اس تیسرے مرد کے قول سے ہے کہ اس نے اس مزدور کی مزدوری میں کام کیا اور اس کو بڑھایا اور کتاب البیوع میں گزر چکا ہے کہ اس نے کہا میں نے اس کو سو اشرفیاں دیں اور یہاں ایک سو بیس کا ذکر آیا ہے تو مراد یہ ہے کہ اس نے ایک سو اشرفی تو اس کے کہنے کے موافق دیں اور بیس اشرفیاں اس پر اپنی طرف سے زیادہ کیں اور یا کہتے ہیں کہ ایک عدد کی تخصیص زیادتی کے منافی نہیں جیسے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جماعت کی نماز تنہا کی نماز سے پچیس حصے زیادہ ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ستائیس حصے زیادہ

ہے تو وہاں بھی یہی مراد ہے کہ ایک عدد کی تخصیص زیادتی کے منافی نہیں (ت)

بَابُ مَنْ آجَرَ نَفْسَهُ لِيَحْمِلَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهٖ وَأُجْرَةِ الْحَمَّالِ

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو اپنے لیے مزدور ٹھہرائے تا کہ اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھائے پھر اس سے اللہ کی راہ میں خیرات کرے اور بیان میں مزدوری بوجھ اٹھانے والے کے۔

۲۱۱۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ انْطَلَقَ أَحَدُنَا إِلَى السُّوْقِ فَيُحَامِلُ فَيُصِيْبُ الْمُدَّ وَإِنَّ لِبَعْضِهِمْ لَمِائَةَ أَلْفٍ قَالَ مَا تَرَاهُ إِلَّا نَفْسَهُ.

۲۱۱۲۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو خیرات کا حکم کرتے تھے تو ہم میں سے ایک بازار کی طرف جاتا اور اجرت کے ساتھ بوجھ اٹھاتا تھا سو ایک مد اناج کو پہنچتا تھا یعنی ایک مد اجرت سے اسباب اٹھاتا تھا اور البتہ ان میں سے بعض کے پاس آج کے دن لاکھ درہم ہے یعنی اور اس دن اس کے پاس ایک درہم بھی نہ تھا شقیق نے کہا کہ گمان نہیں کرتا میں مگر کہ ارادہ کیا ہے ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی ذات کو یعنی میں اس دن ایک درہم کے واسطے لوگوں کا بوجھ اٹھاتا تھا اور آج کے دن میرے پاس لاکھ درہم ہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اپنے لیے مزدور ٹھہرانا اور بوجھ اٹھانے کی مزدوری کرنی درست ہے۔

بَابُ أَجْرِ السَّمْسَرَةِ.

دلالی کی مزدوری کا بیان۔

فائدہ: یعنی اس کا کیا حکم ہے؟ (فتح)

وَلَمْ يَرَ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَعَطَاءٌ وَإِبْرَاهِيْمُ وَالْحَسَنُ بِأَجْرِ السِّمْسَارِ بَأْسًا

اور ابن سیرین اور عطاء اور ابراہیم اور حسن نے دلالی کی مزدوری کے ساتھ کچھ ڈر نہیں دیکھا

فائدہ: لیکن قول ابن سیرین اور ابراہیم کا سو وصل کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ اس لفظ کے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ مزدوری دلال کے جب کہ خریدے ہاتھوں ہاتھ اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف رد کی اس شخص پر جو اس کی مزدوری کو مکروہ کہتا ہے اور یہ کوفیوں سے منقول ہے جیسا کہ ابن منذر نے ان سے نقل کیا۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يَّقُوْلَ بِعْ هٰذَا الثَّوْبَ فَمَا زَادَ عَلٰى كَذَا وَكَذَا فَهُوَ لَكَ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ کہے ایک مرد دلال سے کہ بیچ اس کپڑے کو پس جو چیز کہ زیادہ ہو اتنے اتنے مول پر یعنی مول معین پر تو وہ واسطے تیرے ہے۔

فائدہ: روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے عطاء کے طریق سے اور دلال کی مزدوری کو زیادہ کیا لیکن وہ مجہول ہے اس واسطے نہیں جائز رکھا اس کو جمہور نے اور کہتے ہیں کہ اگر اس کے لیے اس پر بیچے تو واسطے اس کے اجرت ہے مثل اس کی یعنی جو دستور ہو اور بعض نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اجازت کو اس پر حمل کیا ہے کہ اس نے اس کو بجائے مضاربت کرنے والے کے سمجھا اور ساتھ اسی کے جواب دیا ہے احمد اور اسحاق نے اور نقل کیا ہے ابن تین نے کہ بعض نے اس کے جواز میں شرط کی ہے یہ کہ جانیں لوگ اس وقت میں کہ مول اسباب کا مساوی ہے اکثر کو اس چیز سے کہ معین کیا ہے اس نے واسطے اس کے اور تعاقب کیا ہے اس نے اس کو ساتھ اس کے کہ اجرت کی مقدار کا مجہول ہونا باقی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ إِذَا قَالَ بِعْهُ بِكَذَا فَمَا كَانَ مِنْ رِبْحٍ فَهُوَ لَكَ أَوْ بَيْنِي وَبَيْنَكَ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

اور ابن سیرین نے کہا کہ جب دلال کو کہے کہ اسباب کو اتنی اتنی قیمت سے بیچ ڈال سو جو نفع ہو گا سو واسطے تیرے ہے یا میرے اور تیرے درمیان مشترک ہے تو اس کا کوئی ڈر نہیں۔

فائدہ: یہ زیادہ تر مانند ہے ساتھ صورت مضاربت کرنے والے کی دلال سے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُوْنَ عِنْدَ شُرُوْطِهِمْ

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں یعنی جو شرطیں کہ صلح اور جنگ میں آپس کی ہیں ان کی رعایت لازم ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر دلال شرط کر لے کہ میں دلالی کی اجرت لے لوں گا تو درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

۲۱۱۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَلَقَّى الرُّكْبَانُ وَلَا يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ قُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهُ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ قَالَ لَا يَكُوْنُ لَهُ سِمْسَارًا.

۲۱۱۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر قافلے کے ملنے سے منع فرمایا اور نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے میں نے کہا کہ اے ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا مطلب کیا ہے کہ نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اس نے کہا کہ نہ ہو واسطے اس کے دلال۔

فائدہ: یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی پہلے گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہاں بھی قول اخیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے کہ

اس کے واسطے دلال نہ ہو اس واسطے کہ اس کا مفہوم ہے کہ اگر بیع حاضر کے واسطے ہو تو دلالی جائز ہے لیکن جمہور نے شرط کی ہے کہ اجرت معلوم ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کوئی کسی کو مول دے یہ کہ خریدے واسطے اس کے کپڑے کو ساتھ اجرت دس درہم کے تو یہ فاسد ہے پس اگر خریدے تو اس کے واسطے اجرت مثل ہے یعنی اس قدر میں جو دستور ہو اور جو اجرت اس کے واسطے مقرر کی تھی وہ جائز نہیں اور ابو ثور سے روایت ہے کہ اگر ٹھہرائے واسطے اس کے ہر ہزار میں کوئی چیز معلوم تو جائز نہیں ہے اس واسطے کہ وہ معلوم نہیں پس اگر کام کرے تو اس کو اجرت مثل ملے گی اور جو اس کو منع کرتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ اجارہ ہے ایک امر میں واسطے مدت غیر معلوم کے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ جب اس کے واسطے اجرت معین کر دے تو کافی ہے اور یہ ہو گا باب جعالہ سے یعنی جو کہ دوسرے باب میں آتا ہے کہ اصحاب نے کچھ بکریاں لینی ٹھہرا لیں۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يُؤَاجِرُ الرَّجُلُ نَفْسَهُ مِنْ مُشْرِكٍ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ

کیا جائز ہے مسلمان کو یہ کہ مزدور رہے پاس کافر کے دارالحرب میں یعنی کیا مسلمان کو کافر کی مزدوری کرنی درست ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں خباب کی حدیث وارد کی ہے اور وہ اس وقت مسلمان تھا بیچ کام کرنے اس کے کے واسطے عاص بن وائل کے اور عاص کافر تھا اور یہ واقعہ مکے میں تھا اور مکہ اس وقت دارالحرب تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع ہوئی اور آپ نے اس کو برقرار رکھا اور نہیں یقین کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ جواز ضرورت کے ساتھ مقید ہو یعنی اگر ضرورت ہو تو جائز ہے نہیں تو نہیں اور یا یہ کہ یہ جواز تھا پہلے اذن کے بیچ لڑائی کافروں کے اور پہلے امر کے ساتھ نہ ذلیل کرنے مسلمان کے جان اپنی کو اور مہلب نے کہا کہ مسلمان کو کافر کی مزدوری کرنی اہل علم کے نزدیک مکروہ ہے مگر واسطے ضرورت کے ساتھ دو شرطوں کے ایک یہ کہ ہو کام اس کا اس چیز میں کہ مسلمان کا اس کا کام کرنا حلال ہے اور دوسرا یہ کہ نہ مدد دے اس کو اس چیز پر کہ اس کا ضرر مسلمانوں پر پلٹ آئے اور ابن منیر نے کہا کہ اہل علم کا مذہب قرار چکا ہے اس پر کہ جائز ہے اہل صناعت کو جیسا کہ صباغ اور خیاط ہے یہ کہ کام کریں واسطے کافروں اہل ذمہ کے اور یہ ذلت نہیں گنی جاتی بخلاف اس کے جو کافر کے گھر میں اس کی خدمت کرے اور ساتھ طریق تابعداری کے واسطے اس کے اور خباب کی حدیث کتاب البیوع میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

٢١١٤۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ حَدَّثَنَا خَبَّابٌ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا

٢١١٤۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مرد لوہار تھا سو میں نے عاص کے واسطے کام کیا یعنی اس کے واسطے تلوار بنائی سو میری مزدوری اس کے پاس جمع ہوئی سو میں اس کے پاس

فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ فَاجْتَمَعَ لِي عِنْدَهُ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا أَقْضِيكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ أَمَا وَاللّٰهِ حَتّٰى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ فَلَا قَالَ وَإِنِّي لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ سَيَكُونُ لِي ثَمَّ مَالٌ وَّوَلَدٌ فَأَقْضِيكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا.

تقاضا کرنے کو آیا تو اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں ادا کروں گا تجھ کو مزدوری تیری یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر ہو تو میں نے کہا کہ خبر دار ہو قسم ہے اللہ کی نہیں کافر ہوں گا میں ساتھ محمد ﷺ یہاں تک کہ تو مرے اور پھر اٹھایا جائے تو عاص نے کہا کہ کیا میں مرنے کے بعد اٹھایا جاؤں گا یعنی کیا قیامت قائم ہوگی میں نے کہا کہ ہاں عاص نے کہا کہ عنقریب ہے کہ مجھ کو وہاں مال اور اولاد ملے گی تو میں تجھ کو تیرا قرض ادا کر دوں گا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ کیا تو نے دیکھا اس کو جو ہماری آیتوں سے منکر ہوا اور کہا کہ مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے۔

بَابُ مَا يُعْطٰى فِي الرُّقْيَةِ عَلٰى أَحْيَاءِ الْعَرَبِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ دی جاتی ہے بیچ جھاڑ پھونک کرنے کے ساتھ سورۃ الحمد کے اوپر گروہوں عرب کے یعنی سورہ الحمد کے ساتھ منتر پڑھنا اور اس کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنا درست ہے۔

فائدہ: اور اعتراض کیا گیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر ساتھ اس کے کہ نہیں مختلف ہوتا حکم ساتھ اختلاف مکانوں کے اور نہ ساتھ اختلاف جنسوں کے یعنی بلکہ الحمد کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنی ہر شخص کو اور ہر جگہ درست ہے تو پھر اس کو عرب کے ساتھ تخصیص کرنے کی کیا وجہ ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ قید اتفاقی ہے یعنی اس قید سے غیر کی نفی لازم نہیں آتی۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جن کاموں پر تم مزدوری لیتے ہو تو قرآن کی مزدوری لینا ان سے زیادہ تر لائق ہے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طب میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے جمہور علماء کے کہ قرآن کی پڑھائی پر مزدوری لینی درست ہے اور حنفیہ نے ان کی مخالفت کی ہے سو کہتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم پر اجرت لینی درست نہیں لیکن اگر بطور دوا کے قرآن سے جھاڑ پھونک کرے تو اس کی اجرت لینی درست ہے حنفیہ کہتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم کی اجرت لینی اس واسطے منع ہے کہ وہ عبادت ہے اور عبادت میں اجر

اللہ پر ہوتا ہے اور قیاس چاہتا ہے کہ اس سے جھاڑ پھونک پر بھی اجرت نہ ہو لیکن جائز رکھا انہوں نے اس کو واسطے دلیل اس حدیث کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اجر سے اس حدیث میں ثواب ہے اور چال قصے کی اس تاویل سے انکار کرتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ ان حدیثوں کے جو وارد ہوئی ہیں اس باب میں کہ تعلیم قرآن کی اجرت لینے پر بڑا عذاب ہے روایت کیا ان کو ابوداؤد وغیرہ نے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ ثابت کرنا نسخ کا ہے ساتھ احتمال کے اور احتمال سے نسخ ثابت کرنا مردود ہے اور ساتھ اس کے کہ حدیثوں میں مطلق منع کی تصریح نہیں بلکہ وہ واقعہ کے وقتوں کی ہیں جو تاویل کا احتمال رکھتے ہیں تا کہ صحیح حدیثوں کے موافق ہو جائیں مانند حدیث باب کی اور نیز اس کا جواب یہ ہے کہ احادیث مذکور میں کوئی ایسی چیز نہیں کہ اس کے ساتھ قائم ہو یعنی ان کی سند قوی نہیں پس نہ معارض ہوں گی احادیث صحیحہ کی اور اس کی بحث ہم کتاب النکاح میں پھر کریں گے۔ (فتح)

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَا يَشْتَرِطُ الْمُعَلِّمُ إِلَّا أَنْ يُّعْطٰى شَيْئًا فَلْيَقْبَلْهُ وَقَالَ الْحَكَمُ لَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا كَرِهَ أَجْرَ الْمُعَلِّمِ وَأَعْطَى الْحَسَنُ دَرَاهِمَ عَشَرَةً

اور شعبی نے کہا کہ معلم قرآن کی پڑھائی پر اجرت کی شرط نہ کرے مگر یہ کہ کوئی چیز دیا جائے تو اس کو قبول کرے یعنی اور چاہیے کہ قبول کرے اور حکم نے کہا کہ میں نے کسی سے نہیں سنا کہ اس نے معلم کی اجرت کو مکروہ جانا ہو اور حسن بصری نے دس درہم قرآن کی اجرت دی۔

فائدہ: یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں دانا ہوا تو میں نے اپنے چچا سے کہا کہ معلم کچھ چاہتا ہے تو اس نے کہا کہ پہلے معلم کچھ نہ لیا کرتے تھے پھر کہا کہ اس کو پانچ درہم دے دے سو میں ہمیشہ کہتا رہا یہاں تک کہ اس نے کہا کہ اس کو دس درہم دے اور ایک روایت میں اس سے آیا ہے کہ کتابت کی اجرت درست ہے اور شرط مکروہ ہے۔ (فتح)

وَلَمْ يَرَ ابْنُ سِيرِيْنَ بِأَجْرِ الْقَسَّامِ بَأْسًا وَقَالَ كَانَ يُقَالُ السُّحْتُ الرِّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ وَكَانُوْا يُعْطَوْنَ عَلَى الْخَرْصِ

اور ابن سیرین نے بانٹنے والے کی مزدوری میں کچھ ڈر نہیں دیکھا یعنی اگر کوئی کسی چیز مشترک کو کوئی آدمیوں کے درمیان بانٹے تو اس کی اجرت لینی درست ہے اور کہا جاتا تھا سحت جس پر حدیث میں وعید واقع ہوئی ہے اس کے معنی رشوت فی الحکم ہے یعنی جو چیز کہ حاکم کسی سے حکم میں لے وہ سحت ہے یعنی حرام ہے اور تھے لوگ کہ

دیے جاتے تھے اجرت تخمینہ اور اندازہ کرنے پر۔

فائدہ: اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ بانٹنے والے کو مزدوری لینی درست ہے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے اس بات میں کہ ہر ایک ان میں سے دو آدمیوں کے جھگڑے کو فیصل کرتا ہے اور اس واسطے کہ اندازہ سے بھی مقصود قسمت ہی ہوتی ہے اور مناسبت ذکر قسام اور خارص کی واسطے باب کے مشترک ہونا ہے اس میں کہ جنس ان دونوں کی اور جنس تعلیم قرآن اور منتر کی ایک ہے اسی واسطے امام مالک نے عقد وثاق پر اجرت کو مکروہ رکھا ہے اس واسطے کہ وہ فرض کفایہ ہیں اور نیز اس نے مکروہ جانا ہے اجرت قسام کو اور بعض کہتے ہیں کہ مالک نے اس کو اس واسطے مکروہ جانا ہے کہ اس کو بیت المال سے روزی ملتی تھی پس مکروہ جانا اس نے یہ کہ اس پر اجرت لے اور سحنون نے اشارہ کیا ہے طرف جواز کی وقت فاسد ہونے امور بیت المال کے اور قتادہ سے روایت ہے کہ تین چیزیں لوگوں نے نئی نکالی ہیں کہ ان پر اجرت نہ لی جاتی تھی نر کی جفتی پر اور مال کے بانٹنے پر اور تعلیم پر اور یہ مرسل ہے اور یہ بتلاتی ہے ساتھ اس کے کہ لوگ اس سے پہلے اس کے ساتھ احسان کیا کرتے تھے سو جب حرص عام ہوئی تو لوگوں نے اجرت چاہی تو یہ نیک عادتوں سے نہ گنی گئی سو جو اس کو مکروہ جانتا ہے تو مراد اس سے مکروہ تنزیہی ہے۔ (فتح)

٢١١٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْطَلَقَ نَفَرٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفْرَةٍ سَافَرُوْهَا حَتّٰى نَزَلُوْا عَلٰى حَيٍّ مِّنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوْهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُّضَيِّفُوْهُمْ فَلُدِغَ سَيِّدُ ذٰلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ لَّا يَنْفَعُهٗ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ أَتَيْتُمْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ نَزَلُوْا لَعَلَّهٗ أَنْ يَّكُوْنَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ فَأَتَوْهُمْ فَقَالُوْا يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ وَسَعَيْنَا لَهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ لَّا يَنْفَعُهٗ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِّنْكُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرْقِيْ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَقَدِ

٢١١٥۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ اصحاب سفر کو چلے یہاں تک کہ عرب کے ایک گروہ پر اترے تو ان سے کھانا مانگا تو انہوں نے ان کی مہمانی نہ کی تو ان کے سردار کو سانپ نے کاٹا تو انہوں نے اس کے واسطے ہر چیز کے ساتھ کوشش کی اس حال میں کہ اس کو کوئی چیز فائدہ نہ دیتی تھی یعنی اس کے واسطے ہر دعا طلب کی اور بہت جھاڑ پھونک کی مگر اس کو آرام نہ ہوا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ اگر تم اس گروہ کے پاس جاؤ جو تمہارے گاؤں کے پاس اترے ہیں تو شاید ان میں سے کسی کے پاس کچھ علاج ہو تو وہ لوگ اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس آئے اور کہا کہ اے گروہ ہمارے سردار کو سانپ نے کاٹا اور ہم نے اس کے واسطے ہر چیز کے ساتھ کوشش کی لیکن اس کو کوئی چیز فائدہ نہیں دیتی تو کیا کسی کے پاس تم میں سے کچھ علاج ہے تو بعض اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہاں قسم ہے اللہ کی میں منتر جانتا ہوں لیکن قسم ہے اللہ کی البتہ ہم نے تم سے کھانا

اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُوْنَا فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتّٰى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا فَصَالَحُوْهُمْ عَلٰى قَطِيْعٍ مِّنَ الْغَنَمِ فَانْطَلَقَ يَتْفِلُ عَلَيْهِ وَيَقْرَأُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَانْطَلَقَ يَمْشِيْ وَمَا بِهٖ قَلَبَةٌ قَالَ فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِيْ صَالَحُوْهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمُ اقْسِمُوْا فَقَالَ الَّذِيْ رَقٰى لَا تَفْعَلُوْا حَتّٰى نَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِيْ كَانَ فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا فَقَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهُ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ ثُمَّ قَالَ قَدْ أَصَبْتُمُ اقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ سَهْمًا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ سَمِعْتُ أَبَا الْمُتَوَكِّلِ بِهٰذَا؛

مانگا تھا سوتم نے ہماری ضیافت نہ کی سو میں تمہارے واسطے منتر نہ پڑھوں گا یہاں تک کہ تم ہمارے واسطے مزدوری ٹھہراؤ تو انہوں نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے کچھ بکریوں پر صلح کی تو ابو سعید رضی اللہ عنہ اس پر لب ڈالنے کو چلے اور سورہ الحمد پڑھتے تھے تو اس کو فورا شفا ہوئی گویا کہ وہ رسے سے کھولا گیا سو وہ چلا اس حال میں کہ اس کو کچھ بیماری نہ تھی سو جس مزدوری پر انہوں نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے صلح کی تھی وہ ان کو پوری دی تو بعضوں نے کہا کہ اس کو بانٹ لو سو جس نے منتر پڑھا تھا اس نے کہا کہ نہ بانٹو یہاں تک کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور یہ معاملہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کریں سو ہم دیکھیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو کیا حکم کرتے ہیں کہ یہ حلال ہے یا نہیں سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے کیوں کر جانا کہ الحمد منتر ہے پھر فرمایا کہ تم نے اچھا کیا اس کو بانٹ لو اور اور اس میں سے میرا حصہ بھی نکالو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ہنسے یعنی ان کے خوش کرنے کے واسطے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس نے تین بار سورہ الحمد پڑھی اور لب ڈالنے کا عمل جھاڑ پھونک میں قرات کے بعد ہوتا ہے واسطے حاصل کرنے برکت قرات کے جوارح میں جن پر لب پڑتی ہے پس حاصل ہوگی برکت اس لب میں کہ اس کو ڈالے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے منتر پڑھنا ساتھ قرآن کے اور ملحق ہوگی ساتھ اس کے وہ چیز کہ ہو ساتھ ذکر اور دعا ماثور کے اور اسی طرح دعا غیر ماثور بھی جو ماثور کے معنی کے مخالف نہ ہو اور اس کے سوائے اور ایپر اور چیز کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنی سو نہیں ہے حدیث میں وہ چیز کہ اس کو ثابت کرے یا اس کی نفی کرے اور مفصل بیان اس کا کتاب الطب میں آئے گا اور یہ کہ مشروع ہے ضیافت جنگلیوں پر اور اترنا عرب کے پانیوں پر اور طلب کرنا اس چیز کا کہ ان کے پاس ہو بطور ضیافت اور خرید کے اور اس میں مقابلہ کرنا اس شخص کا ہے جو تعظیم سے باز رہے ساتھ مانند کام اس کے کے واسطے اس چیز کے کہ کیا اس کو صحابی نے باز رہنے سے منتر سے بیچ مقابلے باز رہنے ان لوگوں کے ضیافت ان کی سے اور یہ طریق موسیٰ علیہ السلام کا ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے کہ اگر تو جانتا تو

اس پر اجرت لیتا اور نہ عذر کیا اس سے خضر علیہ السلام نے مگر ساتھ امر خارجی کے اور اس میں جاری کرنا اس چیز کا ہے کہ لازم کرے اس کو آدمی اپنی جان پر اس واسطے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے التزام کیا اس کا کہ منتر پڑھے اور یہ کہ ہو مزدوری واسطے اس کے اور اس کے یاروں کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا کہ اس کو پورا کرے اور یہ کہ جائز ہے کہ شریک ہو موہوب میں جب کہ اس کی اصل معلوم ہو اور یہ کہ جائز ہے مانگنا ھدیہ کا اس شخص سے کہ جانے کہ اس کو اس کی رغبت ہے اور اس کے سوال کا قبول کرنا اور یہ کہ جائز ہے قبض کرنا اس چیز کا کہ اس کا ظاہر حلت ہو اور ترک کرنا تصرف کا بیچ اس کے جب کہ اس میں کوئی شبہ عارض ہو اور یہ کہ جائز ہے اجتہاد کرنا وقت نہ ہونے نص کے اور بیان ہے عظمت قرآن کا اصحاب رضی اللہ عنہم کے سینے میں خاص کر فاتحہ کا اور یہ کہ رزق مقسوم نہیں طاقت رکھتا وہ شخص کہ اس کے ہاتھ میں ہے منع کرنے اس کے کی اس شخص سے کہ اس کی قسمت میں لکھا ہے اس واسطے کہ انہوں نے ضیافت سے منع کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں میں اصحاب کا حصہ لکھا ہوا تھا اور انہوں نے ان کو نہ دیا سو ان کے سردار کو سانپ نے کاٹا تا کہ ان کا رزق مقسوم ان کو ملے اور اس میں حکمت بالغہ ہے اس واسطے کہ خاص کیا گیا ساتھ عذاب کے جو سردار تھا منع میں اس واسطے کہ عادت ہے کہ لوگ اپنی سردار کی پیروی کرتے ہیں سو جب کہ وہ منع میں ان کو سردار تھا تو خاص کیا گیا ساتھ عذاب کے سوائے اوران کی سزا پوری۔ (فتح)

بَابُ ضَرِيبَةِ الْعَبْدِ وَتَعَاهُدِ ضَرَآئِبِ الْإِمَآءِ

غلام اور لونڈی کے خراج کا بیان

فائدہ: خراج اس کو کہتے ہیں جو مالک اپنے غلام پر مقرر کر دے کہ ہر روز اپنی مزدوری سے اتنا ہم کو دیا کرنا باقی تم لینا۔ (فتح)

٢١١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَجَمَ أَبُو طَيْبَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ أَوْ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ مَوَالِيَهُ فَخَفَّفَ عَنْ غَلَّتِهِ أَوْ ضَرِيبَتِهِ.

٢١١٦۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طیبہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے ایک یا دو صاع اناج کے دینے کا حکم دیا اور اس کے مالکوں سے کلام کیا یعنی اس کی سفارش کی تو انہوں نے اس کے خراج سے تخفیف کی۔

فائدہ: دلالت اس حدیث کی ترجمہ پر ظاہر ہے اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے بیان کرنا اس کے حکم کا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کو برقرار رکھا تو اس میں دلیل ہے واسطے جواز کے اور اپر خراج لونڈیوں کا پس پکڑا جاتا ہے اس سے ساتھ طریق الحاق کے اور ان کو تعاہد کے ساتھ خاص کیا یعنی جو ترجمہ میں کہا کہ باب ہے بیان میں خبر

گیری خراج لونڈیوں کے تو یہ اس واسطے ہے کہ اکثر اوقات اس میں فتنے فساد کا گمان ہے نہیں تو جیسا کہ یہ خوف ہے کہ مبادا وہ اپنی شرمگاہ سے کمائے ویسا ہی یہ خوف ہے کہ مبادا غلام مثلا چوری سے کمائے اور شاید کہ اس نے اشارہ کیا ہے ساتھ ترجمہ کے طرف اس چیز کی کہ اس نے تاریخ میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر گیری کرو اپنی لونڈیوں کے خراج کی اور ایک روایت میں ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے کمائی لونڈی کی سے یہاں تک کہ معلوم ہو اور آخر بیوع میں اس کا ذکر ہو چکا ہے اور ابن منیر نے کہا کہ شاید اس نے ارادہ کیا ہے ساتھ تعاہد کے خبر گیری کرنے واسطے مقدار خراج لونڈی کے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ بہت ہو اور گناہ کے ساتھ کمانے کی طرف محتاج ہو اور دلالت اس کی حدیث سے حکم کرنا حضرت ﷺ کا ہے ساتھ تخفیف کرنے خراج حجام کے پس لازم ہونا اس کا لونڈی کے حق میں اولی ہے واسطے سبب خراج خاص کے ساتھ اس کے ۔ (فتح)

بَابُ خَرَاجِ الْحَجَّامِ

حجام یعنی سینگی لگانے والے کے خراج کا بیان یعنی جائز ہے

۲۱۱۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ.

۲۱۱۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سینگی لگوائی اور سینگی لگانے والے کو اس کی مزدوری دی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اگر جانتے کہ وہ مکروہ ہے تو اس کو نہ دیتے اور یہ ظاہر ہے حد جواز میں اور معلوم ہوا ساتھ اس کے کہ مراد کراہت سے اس جگہ کراہت تحریمی ہے اور شاید کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف رد کی اس شخص پر جو کہتا ہے کہ حجام کا کسب حرام ہے اور اس کے بعد علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ حلال ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس حدیث کے اور کہتے ہیں کہ وہ کسب ہے کہ اس میں ذلت ہے اور حرام نہیں اور کہتے ہیں کہ زجر تنزیہی پر محمول ہے اور بعض نے دعوی کیا ہے کہ وہ منسوخ ہے اور پہلے حرام تھا پھر مباح ہوا اسی کی طرف مائل ہوئے ہیں طحاوی اور نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور امام احمد اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ آزاد اور غلام کے درمیان فرق ہے سو آزاد آدمی کو سینگی کے ساتھ کمانا مکروہ ہے اور اس کو اس سے اپنی جان پر خرچ کرنا حرام ہے اور جائز ہے اس کو خرچ کرنا اپنے غلاموں پر اور چوپاؤں پر اور کہتے ہیں کہ غلام کو سینگی سے کمانا مطلق مباح ہے اور عمدہ دلیل ان کی محیصہ کی ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے حجام کی کمائی کا اذن چاہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اونٹ کو اور غلام کو کھلا روایت کی یہ حدیث اصحاب سنن وغیرہ نے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور ابن جوزی نے ذکر کیا کہ حجام کی اجرت مکروہ تو اس

واسطے ہے کہ وہ ان چیزوں میں ہے جو واجب ہیں مسلمان کے واسطے مسلمان پر واسطے اعانت اس کی کے وقت محتاجی کے پس نہیں لائق ہے یہ کہ اس پر اجرت لے اور تطبیق دی ہے ابن عربی نے درمیان اس حدیث کے کہ کسب حجام کا خبیث ہے اور درمیان اس کے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس کی اجرت دی ساتھ اس کے کہ جائز اس وقت ہے جب کہ ہو اجرت کام معلوم پر اور زجر محمول ہے اس پر جب کہ کام مجہول پر ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سینگی لگانا مباح ہے اور ملحق ہے ساتھ اس کے وہ چیز کہ دوا کی جاتی ہے ساتھ اسکے مانند کھانے خون وغیرہ کی اور یہ کہ جائز ہے اجرت معالجہ پر ساتھ طب اور سفارش کرنے طرف اصحاب حقوق کے یہ کہ تخفیف کریں اس سے اور یہ کہ جائز ہے خراج مالک کا اپنے غلام پر اس طرح کہ اس کو کہے کہ اذن دیا میں نے واسطے تیرے یہ کہ کمائے تو اس شرط پر کہ تو مجھ کو ہر روز اتنا دیا کرے اور جو زیادہ ہو پس وہ واسطے تیرے ہے اور یہ کہ جائز ہے کام لینا غلام سے بغیر اذن مالک خاص اس کے کی جب کہ اس کو اذن عام ہو۔ (فتح)

۲۱۱۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ وَلَوْ عَلِمَ كَرَاهِيَةً لَّمْ يُعْطِهِ.

۲۱۱۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سینگی لگوائی اور حجام کو اس کی اجرت دی اور اگر جانتے کہ یہ مکروہ ہے تو اس کو نہ دیتے۔

۲۱۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَجِمُ وَلَمْ يَكُنْ يَظْلِمُ أَحَدًا أَجْرَهُ.

۲۱۱۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت ﷺ سینگی لگواتے اور نہ کم دیتے تھے کسی کو مزدوری اس کی۔

فائدہ: اس میں ثابت کرنا اجرت حجام کا ہے بطریق استنباط کے بخلاف پہلی روایت کے کہ اس میں جزم ہے ساتھ اس کے بطور تنقیص کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَلَّمَ مَوَالِيَ الْعَبْدِ أَنْ يُّخَفِّفُوْا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو غلام کے مالکوں سے کلام کرے یہ کہ اس کے خراج سے تخفیف کریں

فائدہ: یعنی بطور احسان کے ان سے نہ بطور الزام کے اور احتمال ہے کہ واسطے لازم کرنے کے ہو جب کہ غلام اس کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ (فتح)

۲۱۲۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا حَجَّامًا فَحَجَمَهُ وَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ أَوْ صَاعَيْنِ أَوْ مُدٍّ أَوْ مُدَّيْنِ وَكَلَّمَ فِيْهِ فَخُفِّفَ مِنْ ضَرِيْبَتِهِ.

۲۱۲۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام کو بلایا تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی تو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اس کے ساتھ ایک صاع یا دو صاع یا ایک مد یا دو مد کے اور اس کے مالکوں سے اس کے حق میں سفارش کی تو اس کے خراج سے تخفیف ہوئی۔

بَابُ كَسْبِ الْبَغِيِّ وَالْإِمَاءِ

بیان ہے ان حدیثوں کا جو حرام کار عورت اور لونڈی کے کسب میں وارد ہوئی ہیں

فائدہ: یعنی اور لونڈی کے درمیان عموم خصوص من وجہ ہے اور نہیں تصریح کی امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے شاید کہ اس نے تنبیہ کی ہے اس پر کہ منع کسب لونڈی کا ساتھ گناہ کے ہے نہ ساتھ کسبوں جائزہ کے۔

وَكَرِهَ إِبْرَاهِيْمُ أَجْرَ النَّائِحَةِ وَالْمُغَنِّيَةِ

اور ابراہیم نے کہا کہ نوحہ کرنے والی اور گانے والی عورت کی اجرت مکروہ ہے

فائدہ: اور شاید کہ اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ نہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں محمول ہے کہ جب اس میں کسب منع ہو یا کھینچے طرف ایسے امر کی کہ شرعا ممنوع ہو اور دونوں کے درمیان علت اختیار کرنا گناہ کا ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُّكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَتَيَاتِكُمْ إِمَائُكُمْ.

اور اللہ نے فرمایا کہ نہ زبردستی کرو اپنی لونڈی کو حرام کاری پر یعنی ان سے زبردستی حرام نہ کراؤ حرام کو نہ کرو اور اگر وہ بچنا چاہیں تا غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تک اور مجاہد نے کہا کہ فتیات سے مراد لونڈیاں ہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن ابی نے اپنی لونڈی کو حکم کیا کہ حرام کاری کرے سو اس نے حرام کاری کی اور ایک چادر لائی تو اس نے کہا کہ پھر جا اور دوسرے سے حرام کاری کر تو اس نے کہا کہ میں ہرگز نہیں جاؤں گی تو اس وقت یہ آیت اتری اور ایک روایت میں ہے کہ انصار کی ایک لونڈی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ میرا مالک مجھ سے زبردستی حرام کاری کرواتا ہے تو یہ آیت اتری پس ظاہر یہ ہے کہ یہ آیت دونوں کے حق میں اتری اور یہ جو کہا کہ اگر بچنا چاہیں تو اس کے واسطے مفہوم نہیں بلکہ یہ باعتبار غالب عادت کے خارج ہوا ہے

اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ نہیں متصور ہے اکراہ جب کہ بچنا نہ چاہیں اس واسطے کہ وہ اس وقت اختیار کے مقام میں ہیں۔ (فتح)

۲۱۲۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

۲۱۲۱۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کے مول اور حرام کار عورت کی خرچی اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا۔

۲۱۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْإِمَآءِ.

۲۱۲۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈیوں کے کسب سے منع فرمایا یعنی جو حرام کاری سے کمائے نہ وہ جو کہ جائز کسب سے کمائے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی پوری شرح کتاب البیوع میں پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ عَسْبِ الْفَحْلِ

باب ہے بیان میں جفتی کروانے نر کے مادہ پر

فائدہ: یعنی خواہ اونٹ ہو یا گھوڑا یا مینڈھا وغیرہ اور اس میں اختلاف ہے کہ نر کی جفتی کروانے سے کیا مراد ہے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ نر کی منی کو مول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جماع کی اجرت ہے اور اخیر معنی پر جاری ہوئے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ اور پہلی وجہ کو تائید کرتی ہے حدیث مسلم کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کی جفتی کرنے سے منع فرمایا اور نہیں ہے یہ حدیث صریح بیچ نہ حمل کرنے کے اجارے پر اس واسطے کہ اجارہ بیچنا منفعت کا ہے اور تائید کرتی ہے محمول کرنے کو اجارے پر نہ مول پر وہ حدیث جو قتادہ رضی اللہ عنہ سے پہلے گزر چکی ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم اونٹ کی جفتی کرانے کی اجرت کو مکروہ جانتے تھے اور ہر تقدیر پر پس بیچنا اس کا اور اجارہ کرنا اس کا حرام ہے اس واسطے کہ وہ مال غیر متقوم ہے یعنی شارع کے نزدیک اس کی قیمت نہیں مثلاً شراب کہ شارع کے نزدیک اس کی کچھ قیمت نہیں اگرچہ کفار کے نزدیک اس کی قیمت ہے اور نہ معلوم ہے اور نہ اس کے سپرد کرنے کی طاقت ہے اور ایک وجہ میں واسطے شافعیہ اور حنابلہ کے جائز ہے اور اجارہ مدت معلوم تک اور یہ بھی قول ہے حسن اور ابن سیرین کا اور ایک روایت مالک سے قوی کیا ہے اس کو ابہری وغیرہ نے اور محمول کیا ہے اس نے نہی کو اس وقت پر جب کہ واقع ہو واسطے مدت مجہول کے اور اوپر جب کہ اجارہ لے اس کو ایک مدت معلوم تک تو اس کا کچھ ڈر نہیں جیسا کہ جائز ہے

اجارہ لینا واسطے پیوند کرنے کھجوروں کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ فرق کے اس واسطے کہ مقصود اس جگہ پانی نر کا ہے اور اس کا مالک عاجز ہے اس کے سپرد کرنے سے بخلاف پیوند کرنے کے پھر نہی شراء اور کراء (بیچنا اور کرائے پر دینا) سے تو صرف اس واسطے صادر ہوئی ہے کہ دھوکا اور دغا بازی ہے اور لیکن اس کا مانگنا تو نہیں اختلاف ہے اس کے جواز میں یعنی اس کو عاریۃ لینا بالاتفاق جائز ہے اور اگر مستعیر معیر کو ہدیہ بھیجے بدون شرط کے تو اس کا قبول کرنا جائز ہے اور واسطے ترمذی کے انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے نر کی جفتی کرنے کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے اس کو منع فرمایا یعنی اجرت کے ساتھ نر کا مادہ پر چھوڑ نا منع ہے پھر اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم نر کو عاریۃ دیتے ہیں پھر ہم کو انعام ملتا ہے یعنی ہم اجرت نہیں ٹھہراتے بلکہ یوں ہی بطور انعام کے لوگ ہم کو کچھ دیتے ہیں تو حضرت ﷺ نے اس کو انعام لینے کی اجازت دی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو گھوڑا چھوڑے یعنی گھوڑی پر اور اس کی نسل ہو تو اس کو ستر گھوڑوں کا ثواب ملتا ہے۔ (فتح)

٢١٢٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ.

٢١٢٣۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نر کی جفتی کروانے (کی اجرت) سے منع فرمایا۔

بَابٌ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَرْضًا فَمَاتَ أَحَدُهُمَا

جب کوئی زمین کو اجارے پر لے پھر ایک ان دونوں سے مر جائے یعنی یا اجارہ دینے والا یا لینے والا تو اس کا حکم ہے؟

فائدہ: یعنی کیا اجارہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اجارہ فسخ نہیں ہوتا اور کوفیوں کا یہ مذہب ہے کہ اجارہ ٹوٹ جاتا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ وارث گردن کا مالک ہوا ہے اور منفعت اس کی تابع ہے پس دور ہوا ہاتھ اجارہ لینے والے کا اس چیز سے ساتھ مرنے اس شخص کے جس نے اجارہ دیا تھا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ منفعت کبھی گردن سے جدا ہو جاتی ہے جیسا کہ جائز ہے بیچنا اس چیز کا جس کا نفع مسلوب ہے پس اس وقت ملک منفعت کے واسطے مستاجر کے باقی ہے ساتھ مقتضی عقد کے اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ اجارہ نہیں فسخ ہوتا ہے ساتھ مرنے ناظر وقف کے پس اسی طرح اس جگہ بھی فسخ نہیں ہوگا۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ سِيرِيْنَ لَيْسَ لِأَهْلِهِ أَنْ يُخْرِجُوْهُ إِلَى تَمَامِ الْأَجَلِ وَقَالَ

اور ابن سیرین نے کہا کہ نہیں جائز ہے مردے کے وارثوں کو یہ کہ نکالیں مستاجر کو اس چیز سے کہ اجارہ دیا

الْحَكَمُ وَالْحَسَنُ وَإِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ تُمْضَى الْإِجَارَةُ إِلَى أَجَلِهَا.

ہے اس کو مردے نے تمام ہونے مدت تک یعنی وہ چیز مدت معین تک مستاجر ہی کے قبضے میں رہے گی اور حسن اور حکم اور ایاس نے کہا کہ جاری رکھا جائے اجارہ اپنی مدت تک یعنی جو مدت کہ عقد کے وقت قرار پا چکی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَعْطَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بِالشَّطْرِ فَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَّصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ جَدَّدَا الْإِجَارَةَ بَعْدَمَا قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہود کو نصف حصے پیداوار پر دیا یعنی خیبر کی زمین یہود کو اجارہ دی کہ وہ اس میں محنت کریں اور جو پیدا ہو سو آدھا ہم کو دینا اور آدھا تم لینا اور تھا یہ اجارہ بیچ زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور ابتداء خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے اور نہیں مذکور ہوئی یہ بات کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرنے کے بعد از سر نو اجارہ کیا ہو۔

فائدہ: پس معلوم ہوا کہ ایک کے مرنے کے ساتھ اجارہ نہیں ٹوٹتا۔ (فتح)

٢١٢٤۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَأَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ الْمَزَارِعَ كَانَتْ تُكْرَى عَلَى شَيْءٍ سَمَّاهُ نَافِعٌ لَّا أَحْفَظُهُ وَأَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ حَدَّثَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ حَتّٰى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ.

٢١٢٤۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین یہود کو دی اس شرط پر کہ وہ اس میں محنت کریں اور کھیتی بوئیں اور ان کو آدھی پیداوار ملے گی اور یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نافع کو حدیث بیان کی کہ تحقیق تھی زمین کرایہ پر دی جاتی اوپر ایک چیز کے کہ نام لیا اس کا رافع نے مجھ کو یاد نہیں ہے اور یہ کہ رافع بن خدیج نے حدیث بیان کی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زراعت کی زمین کرائے سے منع فرمایا ہے اور روایت کی عبداللہ نے نافع سے اس نے روایت کی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ یہاں تک کہ نکالا یہود کو عمر رضی اللہ عنہ نے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْحَوَالَاتِ — کتاب ہے حوالے کے بیان میں

بَابُ الْحَوَالَةِ — باب ہے حوالے کے بیان میں

فائدہ: حوالہ کے معنی شرع میں نقل کرنا قرض کا ہے ایک ذمی سے طرف دوسرے ذمی کے جیسے مثلا زید کا عمرو پر قرض آتا ہے اور عمرو بکر کو کہے کہ تو میرا قرض میری طرف سے زید کو ادا کر دے تو عمر کو محیل کہتے ہیں یعنی حوالہ کرنے والا اور زید کو محتال کہتے ہیں یعنی حوالہ قبول کرنے والا اور بکر کو محال علیہ کہتے ہیں یعنی جس پر حوالہ کیا گیا اور اس میں اختلاف ہے کہ وہ بیع قرض کی ہے بدلے قرض کے جس کی اجازت ہوئی ہے پس مستثنٰی ہے اس نہی سے جو بیع دین بالدین سے واقع ہوئی ہے یا وہ پورا لینا حق کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ عقد ارفاق ہے مستقل ہے اور شرط کی جاتی ہے اس کی صحت میں رضا مندی محیل کے بغیر اختلاف کے اور رضا مندی محتال کے نزدیک اکثر کے اور محال علیہ کے نزدیک بعض کے جو شاذ ہیں اور نیز شرط ہے کہ دونوں حق صفتوں میں ہم مثل ہوں اور یہ کہ ہو حوالہ چیز معلوم میں اور بعض کہتے ہیں کہ حوالہ خاص ہے ساتھ نقدین یعنی سونے اور چاندی کے اور منع ہے اناج میں اس واسطے کہ وہ بیچنا اناج کا ہے پہلے قبض کرنے اس کے۔ (فتح)

وَهَلْ يَرْجِعُ فِي الْحَوَالَةِ — اور کیا رجوع کرے محتال محیل پر یا نہیں

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ عقد لازم ہے کہ اس میں رجوع صحیح نہ ہو یا جائز ہے کہ اس میں رجوع صحیح ہو۔

وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ إِذَا كَانَ يَوْمَ أَحَالَ عَلَيْهِ مَلِيًّا جَازَ — اور حسن اور قتادہ نے کہا کہ اگر حوالہ کرنے کے وقت محال علیہ مال دار ہو تو جائز ہے

فائدہ: یعنی محتال کو محیل پر رجوع کرنا نہیں پہنچتا اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر محال علیہ حوالے کے دن تنگ دست ہو تو اس کو رجوع کرنا جائز ہے اور مقید کیا ہے اس کو احمد نے ساتھ اس وقت کے جب کہ نہ جانتا ہو محتال ساتھ

افلاس محال علیہ کے یعنی تو نہ رجوع کرے اور حکم سے روایت ہے کہ محتال محیل پر رجوع نہ کرے مگر جب کہ محال علیہ مر جائے اور ثوری سے روایت ہے کہ اگر مر جائے تو رجوع کرے اور اگر محال علیہ مفلس ہو جائے تو رجوع نہ کرے مگر روبرو محیل اور محال علیہ کے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ رجوع کرے ساتھ تنگدستی کے مطلقا برابر ہے کہ محال علیہ زندہ ہو یا مر گیا ہو اور افلاس کے سوا کسی اور چیز کے ساتھ رجوع نہ کرے اور امام مالک نے کہا کہ نہ رجوع کرے محتال محیل پر مگر یہ کہ اس کو دھوکا دے جیسا کہ محیل جانتا ہو کہ محال علیہ محتاج ہے اور محتال کو یہ حال معلوم نہ کرائے اور حسن اور شریح اور زفر نے کہا کہ حوالہ مانند کفالہ کے ہے پس رجوع کرے دونوں میں سے جس پر چاہے اور ساتھ اسی کے مشعر ہے داخل کرنا امام بخاری رحمہ اللہ کو ابواب کفالہ کو حوالہ کی کتاب میں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مطلق رجوع نہ کرے اور امام شافعی نے کہا کہ معنی اس قول کے احلہ وابراء کے یہ ہیں کہ میں نے اپنے حق کو اپنے ذمے سے پھیر دیا اور اس کو اپنے غیر پر ثابت کیا یعنی پس رجوع جائز نہیں اور ذکر کیا ہے اس نے کہ محمد بن حسن نے حجت پکڑی ہے ساتھ حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کے کہ رجوع کرے حوالی اور کفالی میں صاحب اس کا نہیں ہلاکت مسلمانوں پر امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے محمد بن حسن سے اس کی اسناد کا حال پوچھا تو ذکر کیا اس نے اس کو ایک راوی مجہول سے ایک دوسرے معروف سے لیکن اس کے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے پس باطل ہوئی حجت پکڑنی ساتھ اس کے کئی وجھوں سے اور باوجود اس کے حدیث مرفوع نہیں اور اس کے راوی کو شک ہے کہ کیا وہ حوالی میں ہے یا کفالی میں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَتَخَارَجُ الشَّرِيْكَانِ وَأَهْلُ الْمِيْرَاثِ فَيَأْخُذُ هٰذَا عَيْنًا وَهٰذَا دَيْنًا فَإِنْ تَوِيَ لِأَحَدِهِمَا لَمْ يَرْجِعْ عَلٰى صَاحِبِهِ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بانٹیں دو شریک اور اہل میراث مال مشترکہ کو پس ایک عین کو لے اور دوسرا دین کو لے پس اگر ہلاک ہو واسطے ایک کے ان دونوں میں سے وہ چیز کہ لی تھی تو نہ رجوع کرے اپنے ساتھی پر۔

فائدہ: یعنی دو شریک تھے اور ان دونوں کے درمیان ایک مشترکہ مال تھا اور اس مال میں سے کچھ ان کے پاس موجود تھا اور کچھ پر قرض تھا تو ان دونوں نے اس مال کو آپس میں بانٹ لیا کسی کے حصے میں وہ مال آیا جو موجود تھا اور کسی کے حصے میں وہ مال آیا جو کسی پر قرض تھا تو اب اگر وہ قرض دار مر جائے یا مفلس ہو جائے یا انکار کرے یا قسم کھائے جبکہ گواہ نہ ہو تو اس شریک کو جائز نہیں کہ اپنے دوسرے ساتھی پر رجوع کرے اور اس سے اس قدر مال مجرا لے اس واسطے کہ وہ قرض کے ساتھ راضی ہو گیا تھا (مترجم) اور ابن تین نے کہا کہ محل اس کا وہ ہے جبکہ واقع ہو یہ تقسیم رضا مندی کے باوجود برابر ہونے قرض کے ساتھ عین کے اور ابن منیر نے کہا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ جو قرض کے ساتھ راضی ہو اور پھر وہ ہلاک ہو جائے تو وہ اس کے ضمان میں ہے پس اس کا تاوان اس پر ہو گا جیسا

کہ اگر کوئی عین خریدتا ہے اور اس کے ہاتھ میں تلف ہو جاتی ہے تو اس کی ضمان اس پر تھی اور لاحق کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حوالی کے ساتھ اس کے یعنی حوالی میں بھی رجوع نہیں۔ (فتح)

۲۱۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ فَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ.

۲۱۲۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال دار کا تاخیر کرنا ظلم ہے اور جب قرض دار تمہارے قرض کو کسی مال دار پر حوالہ کرے تو چاہیے کہ قرض خواہ اس کو قبول کرے۔

فائدہ: اور مراد اس جگہ تاخیر کرنا اس چیز کا ہے کہ لازم ہے ادا کرنا اس کا بغیر عذر کے جیسا کہ قرض دار کو قرض ادا کرنے کا مقدور ہے اور وہ تاخیر کرتا ہے تو وہ ظلم ہے اور مال داری مختلف ہے اپنے تفریع میں لیکن مراد اس جگہ وہ شخص ہے جو ادا پر قادر ہو اگرچہ فقیر ہو کما سیاتی البحث فیہ اور کیا متصف ہے ساتھ مطل کے وہ شخص کہ نہیں موجود ہے اس کے پاس مال اس قدر کہ اس کا ادا کرنا واجب ہے لیکن وہ قادر ہے اوپر حاصل کرنے اس کے کے ساتھ کسب کے مثلا اکثر شافعیہ کہتے ہیں کہ مطلق واجب نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مطلق واجب ہے اور اور لوگوں نے تفصیل کی ہے درمیان اس کے کہ اگر اصل قرض ایسے سبب سے واجب ہوا ہو کہ اس کے ساتھ نافرمانی ہوتی ہو تو واجب ہے نہیں تو نہیں اور قول آپ کا مطل الغنی جمہور کے نزدیک یہ اضافت مصدر کی ہے طرف فاعل کی اور معنی اس کے یہ ہیں کہ حرام ہے مال دار قادر پر یہ کہ تاخیر کرے قرض کے ادا کرنے میں بعد مستحق ہونے اس کے کے برخلاف عاجز کے اور یہ جو کہا کہ چاہیے کہ حوالہ قبول کرے تو یہ امر واسطے استحباب کے ہے نزدیک جمہور کے اور جس نے اس میں اجماع کو نقل کیا ہے اس نے وہم کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ امر واسطے اباحت کے ہے اور یہ شاذ ہے اور حمل کیا ہے اس کو اکثر حنابلہ اور ابوثور اور ابن جریر اور اہل ظاہر نے ظاہر پر اور خرقی کی عبارت یہ ہے کہ حوالہ کیا جائے ساتھ حق اپنے کے مال دار پر تو واجب ہے اس پر یہ کہ حوالہ قبول کرے اور اس حدیث میں زجر ہے تاخیر کرنے اور ٹال جانے سے اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر یہ جان بوجھ کر کرے تو کبیرہ گناہ ہے یا نہیں پس جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اس کا فاعل فاسق ہے لیکن کیا ثابت ہوتا ہے فسق اس کا ایک بار تاخیر کرنے کے یا نہیں امام نووی نے کہا کہ مقتضی مذہب ہمارے کا اشتراط تکرار کا ہے اور رد کیا ہے اس کو سبکی نے منہاج میں ساتھ اس کے کہ ہمارے مذہب کا مقتضی یہ ہے کہ تکرار کی شرط نہیں اور استدلال کیا گیا ہے اس طرح کہ منع کرنا حق کا بعد طلب اس کی کے اور ڈھونڈنا عذر کا ادا کرنے اس کے سے مانند غصب کی ہے اور غصب کبیرہ ہے اور اس کو ظلم کہنا مشعر ہے ساتھ ہونے اس کے کے کبیرہ اور کبیرے میں تکرار شرط نہیں ہاں نہیں حکم کیا جاتا اس پر ساتھ

اس کے مگر بعد اس کے کہ ظاہر ہو عدم عذر اس کا اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا فاسق ہوتا ہے ساتھ تاخیر کے ساتھ قدرت کے پہلے طلب کے یا نہیں سو حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فسق طلب پر موقوف ہے اس واسطے کہ مطل مشعر ہے ساتھ اس کے اور داخل ہے مطل میں ہر وہ شخص کہ لازم ہے اس کو حق مانند خاوند کی واسطے بی بی اپنی کے اور مالک کے واسطے غلام اپنے کے اور حاکم کی واسطے رعیت اپنی کے اور بالعکس اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جو ادا سے عاجز ہو وہ ظلم میں داخل نہیں اور یہ استدلال بطریق مفہوم کے ہے اس واسطے کہ معلق کرنا حکم کا ساتھ ایک صفت کے ذات کی صفات سے دلالت کرتا ہے اوپر نفی حکم کے ذات سے نزدیک دور ہونے اس صفت کے اور جو مفہوم کا قائل نہیں وہ جواب دیتا ہے کہ عاجز کا نام باطل نہیں رکھا جاتا اور دلالت کرتا ہے اس پر کہ جس مال دار کا مال غائب ہو وہ ظلم میں داخل نہیں ہوتا اور کیا وہ عموم مال داری سے مخصوص ہے یا وہ حکم میں مال دار نہیں ظاہر تر دوسری بات ہے اس واسطے کہ اس کو اس حالت میں زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے سو اگر حکم میں مال دار ہوتا تو اس کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہ ہوتا اور استنباط کیا گیا ہے اس سے کہ تنگدست کو نہ قید کیا جائے اور نہ اس سے مطالبہ کیا جائے یہاں تک کہ اس کو میسر ہو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر اس کا مواخذہ جائز ہوتا تو البتہ ہوتا ظالم اور فرض کی ہوئی بات یہ ہے کہ وہ ظالم نہیں واسطے عاجز ہونے اس کے اور بعض علماء نے کہا کہ جائز ہے اس کو بند کرنا اس کا اور بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے اس کو یہ کہ ہر وقت اس کے ساتھ لگا رہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جب حوالہ صحیح ہو پھر قبض مشکل ہو ساتھ پیدا ہونے کسی مصیبت کے مانند موت کی یا تنگ دستی کی تو نہیں جائز ہے واسطے محتال کے رجوع کرنا محیل پر اس واسطے کہ اگر اس کو رجوع کرنا جائز ہوتا تو مال داری کی شرط کرنے کا کچھ فائدہ نہ تھا سو جب مال داری شرط کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ ایسا انتقال ہوا ہے کہ اس کے واسطے رجوع نہیں جیسا کہ اگر اپنے قرض کے بدلے اس کو کچھ عوض دیتا پھر وہ عوض قرض خواہ کے ہاتھ میں تلف ہو جاتا تو نہیں ہے واسطے اس کے رجوع اور حنفیہ کہتے ہیں کہ رجوع کرے وقت مشکل ہونے کے اور تشبیہ دی ہے انہوں نے اس کو ساتھ ضمان کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر لازم پکڑنے باطل کے اور الزام دینے اس کے کے ساتھ دفع قرض کے اور پہنچنے کے طرف اس کی ساتھ ہر طریق کے اور لینے قرض کے اس سے ساتھ زور کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر معتبر ہونے رضا مندی محیل اور محتال کے سوائے محال علیہ کے اس واسطے کہ اس کا حدیث میں ذکر نہیں اور یہی قول ہے جمہور کا اور حنفیہ سے روایت ہے کہ محال علیہ کی رضا مندی بھی شرط ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہے اصطخری شافعیہ سے اور اس حدیث میں ارشاد ہے طرف ترک اسباب کی جو قاطع ہیں واسطے جمع ہونے دلوں کے اس واسطے کہ وہ زجر ہے واسطے تاخیر کرنے سے اور وہ پہنچاتی ہے طرف اس کی۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَحَالَ عَلٰى مَلِيٍّ فَلَيْسَ لَهُ رَدٌّ وَّمَنْ اتُّبِعَ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ مَعْنَاهُ إِذَا كَانَ لِأَحَدٍ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَأَحَلْتَهُ عَلٰى رَجُلٍ مَلِيٍّ فَضَمِنَ ذٰلِكَ مِنْكَ فَإِنْ أَفْلَسْتَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ أَنْ يَّتَّبِعَ صَاحِبُ الْحَوَالَةِ فَيَأْخُذُ عَنْهُ.

جب کوئی مال دار پر حوالہ کرے تو نہیں جائز ہے اس کو رد کرنا اور جو مال دار پر حوالہ کیا جائے تو چاہیے کہ حوالی کا قبول کرے معنی اس کے یہ ہیں کہ جب کسی کا تجھ پر حق ہو اور تو اس کو کسی مال دار مرد پر حوالہ کر دے اور وہ تیری طرف سے اس کا ضامن ہو جائے پس اگر تو اس کے بعد مفلس ہو جائے تو جائز واسطے اس کے کہ پیچھے لگے صاحب حوالہ کے اور اس سے اپنا حق لے۔

۲۱۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَّمَنْ أُتْبِعَ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ.

۲۱۲۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال دار کا تاخیر کرنا ظلم ہے اور جب قرض دار تمہارے قرض کو کسی مال دار پر حوالہ کرے تو قرض خواہ کو چاہیے کہ حوالہ قبول کرے۔

فائدہ: اور مناسبت حدیث کی ساتھ باب کے ظاہر ہے اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ وہ اس میں موافق ہے واسطے جمہور کے اوپر عدم رجوع کے (فتح) مترجم کہتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جو اس حدیث کے معنی بیان کیے ہیں وہ بظاہر جمہور کے موافق نہیں۔

بَابٌ إِنْ أَحَالَ دَيْنَ الْمَيِّتِ عَلٰى رَجُلٍ جَازَ

جب مردے کا قرض کسی آدمی پر حوالہ کرے تو جائز ہے

۲۱۲۷۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوْا صَلِّ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا لَا فَصَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرٰى فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلِّ عَلَيْهَا قَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قِيْلَ نَعَمْ

۲۱۲۷۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ناگہاں لوگ ایک جنازہ لائے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کا جنازہ پڑھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے تو لوگوں نے فرمایا کہ نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے کچھ چھوڑا ہے ،صحاب نے کہا کہ نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھا پھر لوگ ایک اور جنازہ لائے تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کا جنازہ پڑھائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

قَالَ فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ أُتِيَ بِالثَّالِثَةِ فَقَالُوْا صَلِّ عَلَيْهَا قَالَ هَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا ثَلَاثَةُ دَنَانِيْرَ قَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ.

فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے تو کسی نے کہا کہ ہاں تو فرمایا کہ اس نے کچھ چھوڑا ہے اصحاب نے کہا کہ تین دینار چھوڑ گیا تو حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ بھی پڑھا پھر لوگ تیسرا جنازہ لائے تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ اس کا جنازہ پڑھیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس نے کچھ چھوڑا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ اس پر کچھ قرض ہے لوگوں نے کہا کہ تین دینار اس پر قرض ہیں فرمایا کہ اپنے ساتھی پر جنازہ پڑھو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ اس کا جنازہ پڑھیں اور اس کا قرض میرے ذمے ہے یعنی میں اس کی طرف سے ادا کروں گا تو حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا۔

فائدہ: یہ جو حضرت ﷺ نے پوچھا کہ کیا اس پر کچھ قرض ہے تو اس سوال کا سبب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئندہ آئے گا کہ حضرت ﷺ کے پاس جنازہ لایا جاتا تھا اور اس پر قرض ہوتا تھا تو حضرت ﷺ پوچھتے تھے کہ کیا اس نے اپنے قرض کے ادا کرنے کے لیے کچھ چھوڑا ہے پس اگر آپ ﷺ سے بیان کیا جاتا کہ وہ اس قدر مال چھوڑ گیا ہے کہ اس سے قرض ادا ہو جائے گا تو حضرت ﷺ اس پر نماز پڑھتے نہیں تو مسلمانوں کو کہتے کہ اپنے ساتھی پر نماز پڑھو پھر جب اللہ نے آپ ﷺ پر فتوحات کھولیں یعنی غنیمتیں ہاتھ لگیں تو حضرت ﷺ نے یہ پوچھنا چھوڑ دیا اور اس حدیث میں تین آدمی کے حال کا ذکر ہے چوتھے کا ذکر نہیں پہلا وہ شخص ہے جس پر نہ کچھ قرض تھا اور نہ اس نے کچھ چھوڑا تھا اور دوسرا وہ ہے کہ اس پر کچھ قرض تھا اور اس نے قرض ادا کرنے کے موافق مال چھوڑا ہے اور تیسرا وہ ہے کہ اس پر کچھ قرض ہے اور اس نے ادا کرنے کے موافق کچھ نہ چھوڑا تھا اور چوتھا وہ ہے کہ اس پر قرض نہ تھا اور اس نے مال چھوڑا تھا اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا جنازہ بھی پڑھا جائے اور اس کو اس واسطے ذکر نہیں کیا کہ وہ بہت تھا یعنی ایسے جنازے بہت تھے اور ابن بطال نے کہا کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ کفالہ یعنی مردے کے قرض کا ضامن ہونا صحیح ہے اور اس کو مردے کے مال میں رجوع کرنا درست نہیں اور مالک سے روایت ہے کہ اگر یہ کہے کہ میں تو اس واسطے ضامن ہوا ہوں کہ رجوع کروں تو اس کو رجوع جائز ہے اور اگر مردے کے واسطے مال نہ ہو اور ضامن نے یہ حال معلوم کر لیا ہو تو اس کو رجوع کرنا جائز نہیں اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ اگر مردہ ادا قرض کے موافق مال چھوڑ جائے تو جائز ہے ضمان بقدر اس چیز کے کہ چھوڑ گیا اور اگر مردے نے ادا قرض کے موافق مال نہ چھوڑا ہو تو یہ ضمان صحیح نہیں اور یہ حدیث دلیل ہے واسطے جمہور کے اور اس حدیث میں اشعار ہے

ساتھ دشوار ہونے امر دین کے یعنی قرض کے اور یہ کہ نہیں لائق ہے اٹھانا اس کا مگر ضرورت سے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے باب حوالہ کا باندھا ہے اور حدیث میں ضمان کا ذکر ہے تو یہ اس واسطے ہے کہ حوالہ اور ضمان دونوں بعض کے نزدیک متقارب ہیں یعنی ان کے معنی آپس میں قریب قریب ہیں اور یہی مذہب ہے ابوثور کا اس واسطے کہ معنی حوالہ کے نقل کرنا ذمے ایک مرد کا ہے طرف ذمے دوسرے مرد کی اور ضمان اس حدیث میں نقل کرنا اس چیز کا ہے کہ مردے کے ذمے ہو طرف ذمے ضامن کی پس ہو گیا مانند حوالہ کے برابر۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْكَفَالَةِ

کتاب ہے ضامن ہونے کے بیان میں

بَابُ الْكَفَالَةِ فِي الْقَرْضِ وَالدُّيُوْنِ بِالْأَبْدَانِ وَغَيْرِهَا

باب ہے بیچ بیان ضامن ہونے کے قرض اور دیون کے ساتھ حاضر کرنے بدنوں کے اور غیر بدنوں کے یعنی حاضر ضامن ہونا ہے یا مال ضامن ہونا ہے اور عطف دیون کا قرض میں عطف عام کا ہے خاص پر اور مراد ساتھ غیر ابدان کے مال ہے۔

فائدہ: قرض کے معنی مشہور ہیں اور دین اس سے عام ہے یعنی جو چیز کہ کسی سبب سے کسی کے ذمہ لازم ہو مانند مہر وغیرہ کے (ت)

وَقَالَ أَبُو الزِّنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَهُ مُصَدِّقًا فَوَقَعَ رَجُلٌ عَلٰى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ فَأَخَذَ حَمْزَةُ مِنَ الرَّجُلِ كَفِيْلًا حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ وَكَانَ عُمَرُ قَدْ جَلَدَهُ مِائَةَ جَلْدَةٍ فَصَدَّقَهُمْ وَعَذَرَهُ بِالْجَهَالَةِ.

حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو زکوۃ تحصیل کرنے کو بھیجا سو ایک مرد نے اپنی عورت کی لونڈی سے زنا کیا تو حمزہ نے کہا کہ البتہ میں تجھ کو سنگسار کروں گا تو وہاں کے لوگوں نے کہا کہ اس کا مقدمہ اس سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اٹھایا گیا تھا سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو سو کوڑا مارا تھا اور اس کو سنگسار نہ کیا تھا تو حمزہ نے اس مرد سے ضامن لیا کہ مبادا کہیں بھاگ نہ جائے اور کسی کے ہاتھ عمر رضی اللہ عنہ سے پچھوا بھیجا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق کی یعنی جو وہاں کے لوگ کہتے ہیں وہ سچ ہے اور عذر کیا اس نے اس کو ساتھ

جہالت کے یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو اس کو سنگسار نہ کیا تو اس واسطے نہ کیا تھا کہ اس نے عذر کیا تھا کہ مجھ کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ میری عورت کی لونڈی مجھ پر حرام ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ضامن ہونا ساتھ حاضر کرنے بدنوں کے اس واسطے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ صحابی ہے اور اس نے یہ کام کیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار نہ کیا باوجود اس کے کہ اس وقت بہت اصحاب موجود تھے اور یہ جو کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کوڑے مارے تو ظاہر یہ ہے کہ یہ بطور تعزیر کے تھا اور اس میں شاہد ہے واسطے مذہب مالک کے بیچ تجاوز کرنے امام کے تعزیر میں بقدر حد کے اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح کہ وہ فعل صحابی کا ہے اور مرفوع حدیث اس کے معارض ہے پس اس میں حجت نہیں اور نیز اس میں یہ بھی صریح نہیں کہ یہ بطور تعزیر کے تھا پس شاید کے عمر رضی اللہ عنہ کا مذہب ہو گا کہ زانی محصن اگر حرمت کو جانتا ہو تو سنگسار کیا جائے اور اگر نہ جانتا ہو تو اس کو کوڑے مارے جائیں۔ (فتح)

وَقَالَ جَرِيْرٌ وَالْأَشْعَثُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فِي الْمُرْتَدِّيْنَ اسْتَتِبْهُمْ وَكَفِّلْهُمْ فَتَابُوْا وَكَفَلَهُمْ عَشَائِرُهُمْ.

اور جریر اور اشعث نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرتدوں کے حق میں کہا کہ ان سے توبہ کراؤ اور ضامن لو قوم ان کی سے تو توبہ کی انہوں نے اور ضمانت دی ان کی قبیلے ان کے نے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ پکڑا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے کفالہ بالابدان کو قرضوں میں کفالہ بالابدان سے حدوں میں ساتھ طریق اولیٰ کے اور ساتھ حاضر ضامن ہونے کے ہیں جمہور اور جو لوگ اس کے قائل ہیں ان کو اس میں اختلاف نہیں کہ اگر مکفول ساتھ حد قصاص کے غائب ہو جائے یا مر جائے تو ضامن پر حد نہیں بخلاف دین کے اور ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ضامن جب مال ادا کرے گا تو واجب ہو گا واسطے اس کے صاحب مال پر مثل اس کی۔

وَقَالَ حَمَّادٌ إِذَا تَكَفَّلَ بِنَفْسٍ فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَالَ الْحَكَمُ يَضْمَنُ

اور حماد نے کہا کہ اگر نفس کا ضامن ہو یعنی میں اس کو حاضر کروں گا اور مکفول مر جائے تو ضامن پر کچھ نہیں اور حکم نے کہا کہ وہ ضامن ہوتا ہے یعنی اس مال کا کہ مکفول کے ذمے تھا۔

فائدہ: اور یہی قول ہے جمہور کا کہ وہ مال کا ضامن ہوتا ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيْلَ أَنْ يُّسْلِفَهُ أَلْفَ دِيْنَارٍ فَقَالَ ائْتِنِي بِالشُّهَدَآءِ أُشْهِدُهُمْ فَقَالَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا قَالَ فَأْتِنِي بِالْكَفِيْلِ قَالَ كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَقَضٰى حَاجَتَهُ ثُمَّ الْتَمَسَ مَرْكَبًا يَّرْكَبُهَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ لِلْأَجَلِ الَّذِي أَجَّلَهُ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا فَأَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيْهَا أَلْفَ دِيْنَارٍ وَّصَحِيْفَةً مِّنْهُ إِلٰى صَاحِبِهِ ثُمَّ زَجَّجَ مَوْضِعَهَا ثُمَّ أَتٰى بِهَا إِلَى الْبَحْرِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّي كُنْتُ تَسَلَّفْتُ فُلَانًا أَلْفَ دِيْنَارٍ فَسَأَلَنِي كَفِيْلًا فَقُلْتُ كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا فَرَضِيَ بِكَ وَسَأَلَنِي شَهِيْدًا فَقُلْتُ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا فَرَضِيَ بِكَ وَأَنِّي جَهَدْتُ أَنْ أَجِدَ مَرْكَبًا أَبْعَثُ إِلَيْهِ الَّذِي لَهُ فَلَمْ أَقْدِرْ وَإِنِّي أَسْتَوْدِعُكَهَا فَرَمٰى بِهَا فِي الْبَحْرِ حَتّٰى وَلَجَتْ فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ وَهُوَ فِي ذٰلِكَ يَلْتَمِسُ مَرْكَبًا يَّخْرُجُ إِلٰى بَلَدِهِ فَخَرَجَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کی قوم میں سے ایک مرد نے دوسرے بنی اسرائیل سے ہزار اشرفیاں قرض مانگیں تو اس نے کہا کہ میرے پاس گواہوں کو لا کہ ان کو قرض کا گواہ کروں تو اس نے کہا کہ اللہ کا گواہ ہونا کفایت کرتا ہے سو قرض دینے والے نے کہا کہ تو کوئی ضامن ہی کو تو لا اس نے کہا کہ اللہ کا ضامن ہونا کفایت کرتا ہے اس نے کہا کہ تو سچ کہتا ہے سو اس کو ایک ہزار اشرفیاں ایک مدت معلوم کے وعدے پر دیں سو وہ سوداگری کے واسطے سمندر کے سفر میں گیا سو اپنے کام سے فراغت پا چکا پھر اس نے جہاز کی تلاش کی تا کہ اس پر سوار ہو کر مدت مقرر کے اندر قرض خواہ کے پاس آئے تو اس نے کوئی جہاز نہ پایا تو ایک لکڑی کو لے کر کریدا پھر اس میں ہزار اشرفیوں کو بھرا اور اپنا ایک خط قرض خواہ کے نام کا اس میں ڈالا پھر کریدنے کے جگہ کو خوب بند کیا اور اس کو سمندر پر لے آیا پھر کہا کہ الٰہی تو جانتا ہے کہ میں نے فلانے سے ہزار اشرفیاں قرض لیں تھیں تو اس نے مجھ سے ضامن مانگا تھا تو میں نے کہا تھا کہ اللہ کا ضامن ہونا کفایت کرتا ہے سو وہ تیری ضامنی سے راضی ہو گیا تھا پھر اس نے مجھ سے گواہ مانگا تھا تو میں نے کہا کہ اللہ کا گواہ ہونا کفایت کرتا ہے سو وہ تیری گواہی سے راضی ہو گیا تھا اور میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی جہاز پاؤں یعنی تا کہ اس کا قرض ادا کروں سو میں نے نہ پایا اب میں تجھ کو یہ لکڑی امانت سپرد کرتا ہوں پھر اس کو سمندر میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ ڈوب گئی پھر وہاں سے

الرَّجُلُ الَّذِیْ كَانَ أَسْلَفَهٗ يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا قَدْ جَآءَ بِمَالِهٖ فَإِذَا بِالْخَشَبَةِ الَّتِیْ فِيْهَا الْمَالُ فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهٖ حَطَبًا فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيْفَةَ ثُمَّ قَدِمَ الَّذِیْ كَانَ أَسْلَفَهٗ فَأَتٰى بِالْأَلْفِ دِيْنَارٍ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا زِلْتُ جَاهِدًا فِیْ طَلَبِ مَرْكَبٍ لِآتِيَكَ بِمَالِكَ فَمَا وَجَدْتُ مَرْكَبًا قَبْلَ الَّذِیْ أَتَيْتُ فِيْهِ قَالَ هَلْ كُنْتَ بَعَثْتَ إِلَیَّ بِشَیْءٍ قَالَ أُخْبِرُكَ أَنِّیْ لَمْ أَجِدْ مَرْكَبًا قَبْلَ الَّذِیْ جِئْتُ فِيْهِ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَدّٰى عَنْكَ الَّذِیْ بَعَثْتَ فِی الْخَشَبَةِ فَانْصَرِفْ بِالْأَلْفِ الدِّيْنَارِ رَاشِدًا.

پلٹ آیا اور وہ لوٹنے کے وقت بھی جہاز کی تلاش میں تھا تا اس کے شہر کو جائے سو جس مرد نے قرض دیا تھا وہ دیکھنے کا نکلا کہ شاید کوئی جہاز اس کا مال لایا ہو سو اس نے اچانک اس لکڑی کا دیکھا جس میں اس کا مال تھا سو اس کو اپنے گھر والوں کے جلانے کے واسطے لیا تو جب اس کو چیرا تو مال اور خط کو پایا پھر کچھ مدت کے بعد وہ قرض لینے والا آیا اور ہزار اشرفیاں لایا اور کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں ہمیشہ جہاز کی تلاش میں کوشش کرتا رہا کہ میں تیرے پاس تیرا مال لاؤں سو اس وقت کے آنے سے پہلے میں نے کوئی جہاز نہ پایا تو قرض دینے والے نے کہا کیا تو نے کچھ میرے پاس بھیجا تھا اس نے کہا کہ میں تجھ کو خبر دیتا ہوں کہ میں نے اپنے آنے سے پہلے کوئی جہاز نہ پایا قرض دینے والے نے کہا سو البتہ اللہ نے تیری طرف سے جو مال کہ تو نے لکڑی میں بھیجا تھا سو پہنچا دیا سو اب تو اپنی ہزار اشرفیاں لے کر خیریت سے پھر جا۔

فائدہ: کہتے ہیں کہ جس نے قرض دیا تھا وہ نجاشی حبشہ کا بادشاہ تھا اور نسبت اس کی طرف بنی اسرائیل کی اس سبب سے ہے کہ وہ ان کے تابع تھا نہ یہ کہ وہ ان کی نسل سے تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مقرر کرنا مدت کا قرض میں اور واجب ہے پورا کرنا اس کا اور بعض کہتے ہیں کہ واجب نہیں بلکہ وہ معروف کے باب سے ہے اور یہ کہ جائز ہے حدیث بیان کرنی اس چیز سے کہ واقع ہوئی بنی اسرائیل میں عجائب سے واسطے نصیحت لینے اور پیروی کرنے کے اور یہ کہ جائز ہے سوار ہونا دریا میں اور تجارت کرنی بیچ اس کے اور یہ کہ کاتب پہلے اپنا نام لکھے اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا گواہ کا قرض میں اور ضامن طلب کرنا ساتھ اس کے اور یہ کہ اللہ پر توکل کرنے کی بڑی فضیلت ہے اور یہ کہ جس کا توکل صحیح ہو اس کی مدد کا اللہ ضامن ہوتا ہے اور وجہ دلالت کرنے اس کے کی کفالہ پر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس واقع کو ذکر کیا اور اس کو برقرار رکھا اور سوائے اس کے نہیں کہ ذکر کیا اس کو اس واسطے کہ اس کی پیروی کی جائے نہیں تو اس کے ذکر کرنے کا کچھ فائدہ نہ تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ﴾

باب ہے بیچ بیان حکم مضمون اس آیت کے کہ جن سے قرار باندھا تم نے ان کو دو حصہ ان کا

فائدہ: جب مہاجرین مدینے میں آئے تو حضرت ﷺ نے ان کے اور انصار کے درمیان برادری کر دی اور ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا تو مہاجرین اور انصار نے ایک دوسرے سے عہد کیا کہ خون میرا خون تیرا ہے اور تو میرا وارث ہوگا اور میں تیرا وارث ہوں گا سو مرنے کے بعد وہ ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے اور ناطے دار محروم رہتے تھے پھر یہ حکم منسوخ ہوا اور ناطے دار وارث قرار پائے۔

۲۱۲۸۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِدْرِيسَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ قَالَ وَرَثَةً وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ قَالَ كَانَ الْمُهَاجِرُونَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرُ الْأَنْصَارِيَّ دُونَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ نَسَخَتْ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ إِلَّا النَّصْرَ وَالرِّفَادَةَ وَالنَّصِيحَةَ وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيرَاثُ وَيُوصِي لَهُ.

۲۱۲۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ واسطے ہر کسی کے ٹھہرا دیئے ہم نے وارث ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ موالی کے معنی وارث کے ہیں اور آیت والذین عقدت ایمانکم کی تفسیر میں کہا کہ جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینے میں حضرت ﷺ کے پاس آئے تو مہاجر انصاری کا وارث ہوتا تھا سوائے اپنے قرابتی کے واسطے اس برادری کے کہ حضرت ﷺ نے ان کے درمیان کرا دی تھی سو جب یہ آیت اتری کہ ہم نے سب کے وارث ٹھہرا دیے ہیں تو پہلی آیت منسوخ ہوگئی یعنی والذین عقدت ایمانکم پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مستثنیٰ ہے اس حکم منسوخ سے مدد کرنی اور سلوک کرنا اور خیر خواہی کرنی اور دور ہوا حکم میراث کا اور وصیت کی جائے واسطے اس کے یعنی جو حضرت ﷺ کے برادری کرانے کے سبب سے وارث ہوتا تھا۔

فائدہ: اور مقصود اس جگہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ کفالہ لازم کرنا مال کا ہے اوپر اپنے بغیر عوض کے بطور استحباب کے پس لازم ہوگا جیسا کہ لازم ہوتا ہے استحقاق میراث کا ساتھ قسم کے جو منعقد کی ہے اوپر وجہ استحباب کے اور ابو داود نے عکرمہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ دستور تھا کہ ایک مرد دوسرے مرد سے قسم کھاتا تھا جن کے درمیان نسبت نہ ہوتی تھی سو وہ ایک دوسرے کا وارث ہوتا تھا سو منسوخ کیا اس حکم کو اس آیت نے وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ۔ (فتح)

۲۱۲۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ

۲۱۲۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبدالرحمن ہمارے

جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَآخٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ.

پاس آئے تو حضرت مَلَّاتِیْمِ نے اس کے اور سعید بن ربیع رٹائٹنہ کے درمیان برادری کرائی۔

فائدہ: اور غرض اس سے ثابت کرنا قسم کا ہے اسلام میں اور یہ پوری حدیث بیوع میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۲۱۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَبَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ قَدْ حَالَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِيْ دَارِيْ.

۲۱۳۰۔ عاصم رٹائٹنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رٹائٹنہ سے کہا کہ کیا تجھ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ نے فرمایا کہ زمانہ کفر کی قسم اور عہد پیاں کا اسلام میں کچھ اعتبار نہیں تو اس نے کہا کہ حلف دی حضرت مَلَّاتِیْمِ نے درمیان قریش کے اور انصار کے بیچ گھر میرے کے (یعنی ان کے درمیان برادری کرائی)۔

فائدہ: حلف کے معنی عہد کے ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ عہد کریں آپس میں لوگ اسلام میں ان چیزوں پر جن پر جاہلیت سے پہلے عہد کیا کرتے تھے اور گویا کہ عاصم رٹائٹنہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس حدیث کی جو مسلم میں جبیر بن مطعم رٹائٹنہ سے روایت ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ نے فرمایا کہ نہیں ہے حلف اسلام میں اور جس نے جاہلیت کے وقت عہد و پیاں کیا ہو تو نہیں زیادہ کرتا ہے اس کو اسلام مگر مضبوطی اور طبری نے کہا کہ وہ چیز کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے انس رٹائٹنہ نے اوپر ثابت کرنے حلف کے نہیں مخالف ہے نفی کو جو جبیر بن مطعم رٹائٹنہ کی حدیث میں ہے اس واسطے کہ برادری مذکور اول ہجرت میں تھی اور اس کے سبب ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے پھر اس سے میراث منسوخ ہوئی اور باقی رہی وہ چیز جس کو قرآن نے باطل نہ کیا اور وہ حق پر مدد کرنی ہے اور ظالم کا ظلم سے روکنا میں کہتا ہوں کہ معلوم ہوئی ساتھ اس کے وجہ وارد کرنے دونوں حدیثوں انس رٹائٹنہ کی ساتھ حدیث ابن عباس رٹائٹنہ کے اور خطابی نے کہا کہ ابن عیینہ رٹائٹنہ نے کہا حالف بینھم یعنی برادری کرائی درمیان ان کے اس کی مراد یہ ہے کہ کفر کی حالت میں حلف کرنے کے معنی اور اسلام میں برادری کرنے کے معنی ایک ہیں لیکن وہ اسلام میں جاری ہے احکام دین پر اور اس کی حدوں پر اور جاہلیت کے حلف جاری تھے اس چیز پر کہ تھے تواضع کرتے اس کو آپس کے ساتھ فکروں اپنی کے سو جو چیز اس سے اسلام کے حکم کے مخالف تھی وہ باطل ہوئی اور جو باقی تھا اپنے حال پر رہا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ تَكَفَّلَ عَنْ مَيِّتٍ دَيْنًا فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَرْجِعَ وَبِهِ قَالَ الْحَسَنُ

جو مردے کی طرف سے قرض کا ضامن ہو تو اس کو ضمانت سے پھرنا جائز نہیں اور ساتھ اسی کے قائل ہے حسن بصری۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کو پھرنا جائز نہیں تو احتمال ہے کہ یہ مراد ہو کہ ضمانت سے پھرنا جائز نہیں بلکہ وہ لازم ہے واسطے اس کے اور قرار پا چکا ہے حق اس کے ذمہ میں اور احتمال ہے کہ یہ مراد ہو کہ نہیں جائز ہے اس کو یہ کہ رجوع کرے ترکہ میں بقدر اس چیز کے کہ ضامن ہوا تھا ساتھ اس کے اور پہلا احتمال لائق تر ہے ساتھ مقصود اس کے کے۔ (فتح)

۲۱۳۱۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ قَالُوْا لَا فَصَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرٰى فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ عَلَيَّ دَيْنُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ.

۲۱۳۱۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جنازہ لائے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز پڑھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے لوگوں نے کہا کہ نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھا پھر لوگ ایک اور جنازہ لائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے لوگوں نے کہا کہ ہاں فرمایا پس نماز پڑھو اپنے ساتھی پر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا قرض میرے ذمہ ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بھی نماز پڑھی۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور وجہ استدلال کی یہ ہے کہ اگر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو ضمانت سے پھرنا جائز ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرض دار پر نماز نہ پڑھتے یہاں تک کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اس کا قرض ادا کر دیتے واسطے اس احتمال کے کہ شاید پھر جائے تو اس کی یہ صورت ہوتی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض دار پر نماز پڑھی ہے جس کا قرض باقی تھا تو معلوم ہوا کہ اس کو پھرنا جائز نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے ضمانت اس چیز کے کہ میت پر ہے قرض سے اور نہیں چھوڑا اس نے اس قدر مال کہ اس سے قرض ادا ہو سکے اور یہی قول ہے جمہور کا برخلاف ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اور مبالغہ کیا ہے طحاوی نے جمہور کے قول کی مدد کرنے میں۔ (فتح)

۲۱۳۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا

۲۱۳۲۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح اور اس طرح یعنی لپیں بھر بھر دوں گا سو بحرین سے مال نہ آیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا پھر جب بحرین کا مال آیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو پکارا کہ جس سے

وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَلَمْ يَجِیْءُ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُوْ بَكْرٍ فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَأَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ كَذَا وَكَذَا فَحَثٰى لِيْ حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا فَإِذَا هِيَ خَمْسُ مِائَةٍ وَقَالَ خُذْ مِثْلَيْهَا.

حضرت ﷺ نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو یا جس کا حضرت ﷺ پر قرض ہو تو چاہیے کہ وہ ہمارے پاس آئے کہ ہم اس کا حق ادا کریں سو میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو میں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اس طرح اس طرح فرمایا تھا سو انہوں نے مجھ کو دو لپیں بھر کر دیں سو میں نے ان درہموں کو گنا تو ناگہاں وہ پانچ سو درہم تھے پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہزار درہم اور گن لے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں تین بار کا ذکر آیا ہے اور جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ تین بار کھولے اور ساتھ اسی کے ظاہر ہوگی مناسبت قول اس کے کی آخر حدیث میں کہ میں نے ان کو گنا تو اچانک وہ پانچ سو درہم تھے پھر کہا کہ ہزار درہم اور گن لے اور پوری شرح اس کی آئندہ آئے گی اور وجہ داخل ہونے اس کے کی ترجمہ میں یہ ہے کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے قائم مقام ہوئے تو ضامن ہوئے ساتھ اس چیز کے کہ جو حضرت ﷺ پر تھا حق واجب یا مستحب سے سو جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے اوپر لازم کر لیا تو ان کو لازم ہوا یہ کہ ادا کریں تمام وہ چیزیں جو حضرت ﷺ پر تھی قرض سے یا وعدے سے اور تھے حضرت ﷺ دوست رکھتے پورا کرنے وعدے کو سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو جاری کیا اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے یعنی وعدے کا پورا کرنا حضرت ﷺ پر واجب تھا واسطے دلیل اس حدیث کے اور نہیں دلالت ہے بیچ سیاق اس کے کے اوپر خصوصیت کے اور نہ اوپر وجوب کے اور یہ کہ جائز ہے قبول کرنا خبر واحد عدل کا اصحاب میں سے اگرچہ اس میں راوی کا اپنا فائدہ ہو اس واسطے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے اس کے دعوی کی صحت پر گواہ طلب نہ کیا اور احتمال ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہو اور اپنے علم سے اس کے واسطے حکم کیا ہو پس استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز مثل اس کی کے واسطے حاکم کے۔ (فتح)

بَابُ جِوَارِ أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقْدِهٖ

باب ہے بیان میں امان دینے کافر کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بیچ زمانے حضرت ﷺ کے اور عہد کرنے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: جوار سے مراد ذمہ اور امان ہے۔

۲۱۳۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا

۲۱۳۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ماں

اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَقَالَ أَبُوْ صَالِحٍ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَّعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُوْنَ خَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ مُهَاجِرًا قِبَلَ الْحَبَشَةِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ يَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَخْرَجَنِيْ قَوْمِيْ فَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَسِيْحَ فِي الْأَرْضِ فَأَعْبُدَ رَبِّيْ قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ إِنَّ مِثْلَكَ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ فَإِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ وَأَنَا لَكَ جَارٌ فَارْجِعْ فَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبِلَادِكَ فَارْتَحَلَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَرَجَعَ مَعَ أَبِيْ بَكْرٍ فَطَافَ فِيْ أَشْرَافِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ أَتُخْرِجُوْنَ رَجُلًا يُكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَقْرِي الضَّيْفَ

باپ کو ہرگز نہ پہچانا مگر کہ وہ دین اسلام کی پیروی کرتے تھے یعنی میری ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے اور کوئی دن ہم پر نہ گزرتا تھا مگر کہ اس میں حضرت ﷺ ہمارے پاس آتے تھے یعنی حضرت ﷺ ہر روز ہمارے گھر میں آیا کرتے تھے صبح کو اور شام کو سو جب مسلمان مصیبت میں مبتلا ہوئے یعنی کافروں نے ان کو ایذا دی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے ارادے پر حبشہ کی طرف نکلے یہاں تک کہ جب برق الغماد (نام ہے ایک جگہ کا یمن میں) میں پہنچے تو ان کو ابن دغنہ ملا اور وہ قبیلے قاہرہ کا سردار تھا تو اس نے کہا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تو کہاں کا ارادہ کرتا ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری قوم نے مجھ کو نکال دیا اور میں چاہتا ہوں کہ زمین میں سیر کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں اور ابن دغنہ نے کہا کہ بے شک تیرے جیسا آدمی لائق نہیں کہ نکلے یا نکالا جائے اس واسطے کہ بے شک کہ تو فقیر کی مدد کرتا ہے اور برادر پروری کرتا ہے اور عیال کو اٹھاتا ہے اور مہمان کی ضیافت کرتا ہے اور حق کے حادثوں پر یعنی مصیبتوں میں لوگوں کی مدد کرتا ہے اور میں تجھ کو امان دیتا ہوں سو تو پلٹ چل اور عبادت کر اپنے رب کی اپنے شہر میں سو ابن دغنہ نے کوچ کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پھرا اور کفار قریش کے رئیسوں میں گھوما تو اس نے ان کو کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا آدمی نہ نکلتا ہے اور نہ نکالا جاتا ہے کیا تم ایسے مرد کو نکالتے ہو کہ فقیر کی مدد کرتا ہے اور برادر پروری کرتا ہے اور عیال کو اٹھاتا ہے اور مہمان کی ضیافت کرتا ہے اور حق کے حادثوں میں یعنی مصیبتوں میں لوگوں پر مدد کرتا ہے تو قریش نے ابن دغنہ کی امان جائز رکھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امان دی اور ابن دغنہ سے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ

وَيُعِيْنُ عَلٰى نَوَآئِبِ الْحَقِّ فَأَنْفَذَتْ قُرَيْشٌ جِوَارَ ابْنِ الدَّغِنَةِ وَآمَنُوْا أَبَا بَكْرٍ وَقَالُوْا لِابْنِ الدَّغِنَةِ مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَلْيُصَلِّ وَلْيَقْرَأْ مَا شَآءَ وَلَا يُؤْذِيْنَا بِذٰلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهٖ فَإِنَّا قَدْ خَشِيْنَا أَنْ يَّفْتِنَ أَبْنَآءَ نَا وَنِسَآءَ نَا قَالَ ذٰلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لِأَبِيْ بَكْرٍ فَطَفِقَ أَبُوْ بَكْرٍ يَعْبُدُ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِالصَّلَاةِ وَلَا الْقِرَآءَ ةِ فِيْ غَيْرِ دَارِهٖ ثُمَّ بَدَا لِأَبِيْ بَكْرٍ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَآءِ دَارِهٖ وَبَرَزَ فَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَآءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَبْنَآؤُهُمْ يَعْجَبُوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّآءً لَا يَمْلِكُ دَمْعَهٗ حِيْنَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَأَفْزَعَ ذٰلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَأَرْسَلُوْا إِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا لَهٗ إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ عَلٰى أَنْ يَّعْبُدَ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ وَإِنَّهٗ جَاوَزَ ذٰلِكَ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَآءِ دَارِهٖ وَأَعْلَنَ الصَّلَاةَ وَالْقِرَآءَ ةَ وَقَدْ خَشِيْنَا أَنْ يَّفْتِنَ أَبْنَآءَ نَا وَنِسَآءَ نَا فَأْتِهٖ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَّقْتَصِرَ عَلٰى أَنْ يَّعْبُدَ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَعَلَ وَإِنْ أَبٰى إِلَّا أَنْ يُّعْلِنَ ذٰلِكَ فَسَلْهُ أَنْ يَّرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا كَرِهْنَا أَنْ نُّخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّيْنَ لِأَبِيْ بَكْرٍ الْاِسْتِعْلَانَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ

سے حکم کر کہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے اور نماز پڑھے اور جو چاہے پڑھے اور نہ ایذا دے ہم کو ساتھ نماز اور قرات کے اور نہ اس کو بلند آواز سے پڑھے اس واسطے کہ ہم ڈرتے ہیں کہ ہمارے لڑکوں اور ہماری عورتوں کو فتنے میں ڈالے تو ابن دغنہ نے یہ بات ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہی سو ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرنے لگے اور اپنے گھر کے سوا اور جگہ میں اپنی نماز اور قرات کو پکار کر نہ پڑھتے تھے پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مسجد بنانے کا خیال آیا تو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی سو وہ اس میں نماز اور قرآن پڑھا کرتے تھے اور مشرکوں کے لڑکے اور عورتیں ان کے اوپر ہجوم کرتے تھے اور ان سے خوش ہوتے تھے اور ان کو دیکھتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت رونے والے مرد تھے قرآن پڑھنے کے وقت اپنے آنسو روک نہ سکتے تھے تو کفار قریش کے رئیس اس سے گھبرائے کہ مبادا بال بچے مسلمان نہ ہو جائیں تو انہوں نے کسی کو ابن دغنہ کے پاس بھیجا وہ ان پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امان دی تھی اس شرط پر کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے اور وہ اس عہد سے بڑھ گیا سو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی ہے اور نماز اور قرات پکار کر پڑھتے ہیں اور ہم نے خوف کیا کہ ہماری عورتوں اور بچوں کا فتنے میں نہ ڈالے سو تو اس پاس جا سو اگر وہ چاہیں کہ صرف اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں تو کریں سو اگر وہ نہ مانیں یہ کہ اس کو پکار کر پڑھیں تو اس کو سوال کر کہ تیرا ذمہ تجھ کو پھیر دے اس واسطے کہ ہم برا جانتے ہیں اس کو کہ تیرا عہد توڑیں اور نہیں ہم قرار کرنے والے واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پکار کر پڑھنے کو

أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ الَّذِيْ عَقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلٰى ذٰلِكَ وَإِمَّا أَنْ تَرُدَّ إِلَيَّ ذِمَّتِيْ فَإِنِّيْ لَا أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّيْ أُخْفِرْتُ فِيْ رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهٗ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنِّيْ أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ وَأَرْضٰى بِجِوَارِ اللّٰهِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُرِيْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ رَأَيْتُ سَبْخَةً ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ حِيْنَ ذَكَرَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ بَعْضُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ إِلٰى أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَتَجَهَّزَ أَبُوْ بَكْرٍ مُهَاجِرًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكَ فَإِنِّيْ أَرْجُوْ أَنْ يُؤْذَنَ لِيْ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ هَلْ تَرْجُوْ ذٰلِكَ بِأَبِيْ أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُوْ بَكْرٍ نَفْسَهٗ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصْحَبَهٗ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهٗ وَرَقَ السَّمُرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ.

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو ابن دغنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ تم جانتے ہو وہ چیز کہ جس پر میں نے تمہارے واسطے عہد کیا تھا پس یا تو اس پر اقتصار کرو اور یا میرا ذمہ مجھ کو پھیر دو اس واسطے کہ میں نہیں چاہتا یہ کہ عرب کے لوگ سنیں کہ عہد توڑا گیا میں ایک مرد کے حق میں جس کے واسطے میں نے ذمہ کیا تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تیری امان تجھ کو پھیر دیتا ہوں اور اللہ کی امان کے ساتھ راضی ہوتا ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دن مکے میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری ہجرت کا گھر مجھ کو خواب میں دکھایا گیا دیکھی میں نے زمین شور کھجوروں والی درمیان دو پتھریلی زمینوں کے سو ہجرت کی جس نے ہجرت کی طرف مدینے کی جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ذکر کیا اور رجوع کیا طرف طرف مدینے کی بعض اس شخص نے جس نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کے ارادے پر سامان تیار کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہر جا جلدی نہ کر اس واسطے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ مجھ کو بھی ہجرت کی اجازت ہوا چاہتی ہے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ بھی اس کی امید رکھتے ہیں میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر روکا تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں اونٹوں کو جوان کے پاس تھے چار مہینے ببول کے پتے کھلائے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے اس جگہ راضی ہونا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے ساتھ امان ابن دغنہ کے اور برقرار رکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ان کو اوپر اس کے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی کفالہ میں یہ ہے کہ وہ لائق ہے ساتھ کفالہ بدنوں کے اس واسطے کہ جس نے اس کو امان دی تھی گویا کہ وہ ضامن ہوا تھا ساتھ جان مجار کے۔ (فتح)

۲۱۳۴۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِی سَلَمَةَ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُؤْتٰی بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰی عَلَیْهِ الدَّیْنُ فَیَسْأَلُ هَلْ تَرَکَ لِدَیْنِهٖ فَضْلًا فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهٗ تَرَکَ لِدَیْنِهٖ وَفَاءً صَلّٰی وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِیْنَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِکُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْفُتُوْحَ قَالَ أَنَا أَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَتَرَکَ دَیْنًا فَعَلَیَّ قَضَاؤُهٗ وَمَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ.

۲۱۳۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مردہ آدمی لایا جاتا تھا جس پر قرض ہوتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے تھے کہ کیا اس نے ادا قرض کے واسطے تجہیز و تکفین سے زیادہ کچھ چھوڑا ہے سو اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا کہ اس نے اس قدر مال چھوڑا ہے کہ اس سے قرض ادا ہو جائے گا تو اس کا جنازہ پڑھتے نہیں تو مسلمانوں کو کہتے کہ اپنے ساتھی پر نماز پڑھو سو جب اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فتوحات کھولیں تو فرمایا کہ میں لائق تر ہوں ساتھ مسلمانوں کے ان کی جانوں سے یعنی ہر چیز میں امور دین اور دنیا سے شفقت میری ان پر زیادہ ہے شفقت کرنے ان کے سے اپنی جانوں پر سو جو کوئی مسلمانوں سے مرے اور قرض چھوڑ جائے تو اس کے قرض کا ادا کرنا میرے ذمے ہے اور جو مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کے واسطے ہے۔

فائدہ: بعض نسخوں میں اس حدیث کے پہلے باب ہے بغیر ترجمہ کے اور ساتھ اسی کے یقین کیا ہے اسماعیلی نے اور ابن بطال نے اس حدیث کو باب من تکفل الخ کے اخیر میں بیان کیا ہے اور یہی بات لائق تر ہے اس واسطے کہ اس حدیث کو جوار ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ تعلق نہیں اور جس نے باب الدین کے ساتھ باب باندھا ہے تو یہ بعید ہے اس واسطے کہ لائق اس کے ساتھ یہ تھا کہ کتاب القرض میں ہوتا اور ایک روایت میں ضیاع کا لفظ زیادہ ہے خطابی نے کہا کہ وہ وصف ہے واسطے اس شخص کے کہ پیچھے چھوڑے اس کو مردہ یعنی چھوڑے ذوضیاع کو یعنی جن کے پاس کچھ نہ ہو اور یہ جو فرمایا کہ جو مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کے واسطے ہے تو اس کی بحث کتاب الفرائض میں آئے گی اور علماء کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرض دار مردے کا جنازہ نہ پڑھا تو یہ اس واسطے تھا کہ لوگوں کو اپنی زندگی میں قرض ادا کرنے کی رغبت پیدا ہو تا کہ وہ اس سے براءۃ حاصل کریں تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ان سے فوت نہ ہو اور کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرض دار مردے پر نماز پڑھنی حرام تھی یا جائز اس میں دو قول ہیں نووی نے کہا کہ ٹھیک بات یہ ہے کہ جائز تھی باوجود ضامن کے جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے اور قرطبی نے حکایت کی ہے کہ جو قرض لے کر ناجائز کام میں خرچ کرتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے اور جو قرض لے کر جائز کام میں خرچ کرتا تھا اس کا جنازہ پڑھتے تھے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ باب کی حدیث تعمیم پر دلالت کرتی ہے

چنانچہ فرمایا کہ جو مر جائے اور اس پر قرض ہو یعنی خواہ قرض لے کر جائز کام میں خرچ کیا ہو یا ناجائز میں اور اگر حال مختلف ہوتا تو حضرت ﷺ اس کو بیان کرتے ہاں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت ﷺ اس پر نماز پڑھنے سے باز رہے تو آپ ﷺ کے پاس جبرئیل آئے تو کہا کہ ظالم تو قرضوں میں وہ ہے کہ جو زنا اور اسراف میں قرض اٹھائے اور لیکن حرام سے بچنے والا عیال دار سو میں اس کا ضامن ہوں اس کی طرف سے ادا کر دوں گا تو حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور یہ حدیث ضعیف ہے اور حازمی نے کہا متابعات میں اس کا کچھ ڈر نہیں اور اس میں یہ بات نہیں کہ تفصیل مذکور ہمیشہ تھی بلکہ اس میں تو صرف یہ ہے کہ وہ اس کے بعد عارض ہوئے اور یہ کہ یہی سبب ہے حضرت ﷺ کے اس قول کا کہ جو قرض چھوڑے تو میرے ذمے ہے ادا کرنا اس کا اور یہ قرض کا ادا کرنا حضرت ﷺ پر واجب تھا یا نہیں اس میں دو قول ہیں اور ابن بطال نے کہا کہ حضرت ﷺ کا یہ قول کہ اس کا ادا کرنا میرے ذمے ہے تو یہ ناسخ ہے واسطے ترک کرنے نماز کے قرض دار مردے پر اور یہ جو فرمایا کہ اس کا ادا کرنا میرے ذمے ہے تو مراد ادا کرنا اس مال سے ہے جو آپ ﷺ کو اللہ غنیمتوں اور صدقات سے دے گا اور اسی طرح لازم ہے ہر حاکم مسلمان کو یہ کہ کرے یہ کام ساتھ مردے قرض دار کے اور نہیں تو اس پر گناہ ہے اگر مردے کا بیت المال میں حق ہو تو اس سے سب قرض ادا کرے نہیں تو بقدر حصے اس کے کے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْوَكَالَةِ

کتاب ہے وکالت کے بیان میں

بَابُ وَكَالَةِ الشَّرِيْكِ الشَّرِيْكَ فِي الْقِسْمَةِ وَغَيْرِهَا

بیان ہے وکالت کرنے شریک کے شریک کی بانٹنے میں اور اس کے سوا میں

فائدہ: وکالت کے معنی سپرد کرنا کام کا ہے دوسرے کو اور اس کو اس کا محافظ کرنا اور شرح میں اس کے معنی قائم کرنا ایک مرد کا ہے دوسرے کو اپنی جگہ میں یعنی اپنا نائب کرنا مطلق ہو یا مقید خواہ سب کاموں میں ہو یا خاص ایک کام میں۔(فتح)

وَقَدْ أَشْرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فِيْ هَدْيِهٖ ثُمَّ أَمَرَهٗ بِقِسْمَتِهَا

اور تحقیق شریک کیا حضرت ﷺ نے علی کو اپنی قربانی میں پھر حکم کیا ان کو ساتھ بانٹنے ان کے کی فقیروں پر

فائدہ: یہ دو ٹکڑے ہیں دو حدیثوں کے کہ ایک حج میں گزر چکی ہے اور ایک آئندہ آئے گی اور مقصود اس سے اس جگہ ظاہر ہے بیچ اس چیز کے کہ باب باندھا ہے واسطے اس کے بیچ بانٹنے گوشت کے اور یہ جو کہا کہ غیر بانٹنے میں تو پکڑا جاتا ہے اس سے بطور الحاق کے یعنی اس کا بھی یہی حکم ہے۔(فتح)

۲۱۳۵۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِجِلَالِ الْبُدْنِ الَّتِيْ نُحِرَتْ وَبِجُلُوْدِهَا.

۲۱۳۵۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم دیا کہا کہ ذبح کیے ہوئے اونٹوں کی جھولوں اور کھالوں کو خیرات کروں یعنی فقیروں پر تقسیم کروں۔

فائدہ: یہ حدیث پوری اور اس کی شرح کتاب الحج میں پہلے گزر چکی ہے اور مقصود اس سے اس جگہ ظاہر ہے بیچ

اس چیز کے کہ باب باندھا ہے واسطے اس کے قسمت میں۔(فتح)

٢١٣٦۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهِ فَبَقِيَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِهٖ أَنْتَ.

٢١٣٦۔ عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بکریاں دیں کہ ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں پر تقسیم کرے سو بکری کا ایک بچہ باقی رہا تو اس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ اس کو تو قربانی کر لے۔

فائدہ: اور موافق ترجمہ کے اس حدیث سے یہ لفظ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ اس کو تو قربانی کر لے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جانتے تھے کہ اس کے واسطے بھی اس قسمت میں حصہ ہے تو گویا کہ وہ ان کا شریک تھا اور اسی نے بکریوں کو ان کے درمیان تقسیم کیا تھا اور ابن منیر نے ایک اور احتمال نکالا ہے اور وہ یہ ہے کہ احتمال ہے کہ ہبہ کیا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ہر ایک کے مقسوم فیہم سے وہ چیز کہ پھرے طرف ہر ایک کی پس نہ ثابت ہوگی شرکت اور جواب دیا کہ بیان کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث کو قربانیوں میں دوسرے طریق سے ساتھ اس لفظ کے کہ اس نے ان کے درمیان قربانیاں تقسیم کیں تو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بکریوں کو قربانی کے واسطے معین کیا تھا پھر وہ سب کی سب اکٹھی ان کو بخش دیں پھر عقبہ کو ان کے تقسیم کرنے کا حکم کیا پس صحیح ہوگا استدلال ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ باب باندھا واسطے اس کے اور ابن بطال نے کہا کہ شریک کی وکالت جائز ہے جیسا کہ جائز ہے شرکت وکیل کی میں اس میں اختلاف نہیں جانتا اور استدلال کیا ہے داؤدی نے ساتھ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے اوپر جواز سپرد کرنے امر کے طرف رائے شریک کے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ معین کیا ہو واسطے اس کے وہ شخص کہ دی اس کو جیسا کہ معین کیا واسطے اس کے وہ چیز کہ دی اس کو پس نہ ہوگی اس میں تفویض۔(فتح)

بَابٌ إِذَا وَكَّلَ الْمُسْلِمُ حَرْبِيًّا فِيْ دَارِ الْحَرْبِ أَوْ فِيْ دَارِ الْإِسْلَامِ جَازَ

اگر مسلمان کافر حربی کو دار الحرب میں یا دار الاسلام میں وکیل بنائے تو جائز ہے

فائدہ: یعنی جب کافر حربی دار الاسلام میں امان کے ساتھ ہو۔(فتح)

٢١٣٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ

٢١٣٧۔ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے امیہ بن خلف کو خط لکھا کہ میرے اہل اور مال کو کہ مکے میں ہے نگاہ رکھے اور نگاہ رکھوں میں اس کے اہل اور مال کو کہ

أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَاتَبْتُ أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كِتَابًا بِأَنْ يَحْفَظَنِي فِي صَاغِيَتِي بِمَكَّةَ وَأَحْفَظَهُ فِي صَاغِيَتِهِ بِالْمَدِينَةِ فَلَمَّا ذَكَرْتُ الرَّحْمٰنَ قَالَ لَا أَعْرِفُ الرَّحْمٰنَ كَاتِبْنِي بِاسْمِكَ الَّذِي كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَاتَبْتُهُ عَبْدَ عَمْرٍو فَلَمَّا كَانَ فِي يَوْمِ بَدْرٍ خَرَجْتُ إِلٰى جَبَلٍ لِأُحْرِزَهُ حِينَ نَامَ النَّاسُ فَأَبْصَرَهُ بِلَالٌ فَخَرَجَ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مَجْلِسٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ لَا نَجَوْتُ إِنْ نَّجَا أُمَيَّةُ فَخَرَجَ مَعَهُ فَرِيقٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فِي آثَارِنَا فَلَمَّا خَشِيتُ أَنْ يَّلْحَقُونَا خَلَّفْتُ لَهُمُ ابْنَهُ لِأَشْغَلَهُمْ فَقَتَلُوهُ ثُمَّ أَبَوْا حَتّٰى يَتْبَعُونَا وَكَانَ رَجُلًا ثَقِيلًا فَلَمَّا أَدْرَكُونَا قُلْتُ لَهُ ابْرُكْ فَبَرَكَ فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ نَفْسِي لِأَمْنَعَهُ فَتَخَلَّلُوهُ بِالسُّيُوفِ مِنْ تَحْتِي حَتّٰى قَتَلُوهُ وَأَصَابَ أَحَدُهُمْ رِجْلِي بِسَيْفِهِ وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يُرِينَا ذٰلِكَ الْأَثَرَ فِي ظَهْرِ قَدَمِهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ يُوسُفُ صَالِحًا وَّإِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ.

مدینے میں ہے سو جب میں نے رحمٰن کا نام لیا یعنی اپنا نام عبدالرحمٰن لکھا تو اس نے کہا کہ میں رحمٰن کو نہیں پہچانتا بلکہ مجھے اپنے اس نام کے ساتھ خط لکھ کہ جاہلیت میں تھا سو میں نے اس کو اپنے قدیمی نام عبدعمرو سے خط لکھا سو جب جنگ بدر کا دن ہوا تو میں پہاڑ کی طرف نکلا کہ اس کو نگاہ رکھوں یعنی اس کے خون کو بچاؤں جب کہ لوگ سو گئے سو بلال رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا سو وہ نکلا یہاں تک کہ انصار کی ایک مجلس سے گزرا پس کہا کہ یہ امیہ بن خلف ہے اگر یہ بچ گیا تو میں اللہ کے عذاب سے نجات نہ پاؤں گا تو انصار کا ایک گروہ اس کے ساتھ ہمارے پیچھے نکلا سو جب میں ڈرا کہ انصار ہم کو آملیں تو میں نے ان کو واسطے ان کے بیٹے کو پیچھے ڈالا تا کہ وہ ان کو باز رکھے سو انہوں نے اس کو مار ڈالا پھر انہوں نے نہ مانا یہاں تک کہ ہمارے پیچھے پڑے اور امیہ بھاری بدن والا تھا سو جب وہ ہمارے پاس پہنچے تو میں نے امیہ کو کہا کہ بیٹھ جا سو وہ بیٹھ گیا تو میں نے اپنے آپ کو اس پر ڈالا تا کہ اس کو ان سے بچاؤں تو انہوں نے میرے نیچے سے اس کی طرف تلواریں داخل کیں یہاں تک کہ اس کو مار ڈالا اور ان میں سے ایک تلوار میرے پاؤں کو لگی اور عبدالرحمٰن ہم کو پاؤں کی پیٹھ پر اس کا نشان دکھاتے تھے۔

فائدہ: اور پورا قصہ اس کا غزوہ بدر میں آئے گا اور وجہ داخل ہونے اس کے کی ترجمہ میں یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہ حالانکہ وہ مسلم تھے دارالاسلام میں سپرد کی طرف امیہ بن خلف کی اور وہ دارالحرب میں تھا وہ چیز کہ متعلق تھی ساتھ کاموں اس کے کی اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہ کیا ابن منذر نے کہا کہ اگر مسلمان کافر مستامن کو وکیل کرے یا حربی مستامن مسلمان کو وکیل کرے تو یہ بالاتفاق جائز ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الصَّرْفِ وَالْمِيْزَانِ بیع صرف اور موزون میں وکیل کرنے کا بیان

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ بیع صرف میں وکیل کرنا جائز ہے یہاں تک کہ اگر ایک مرد کو درہموں میں صرف کرنے کے واسطے وکیل کرے اور دوسرے کو دینار صرف کرنے کے لیے وکیل کرے اور وہ دونوں آپس میں ملیں اور بیع صرف کریں معتبر ساتھ شرط اپنی کے تو یہ جائز ہے۔ (فتح)

وَقَدْ وَكَّلَ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ فِي الصَّرْفِ اور وکیل کیا عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے صرف میں یعنی بیع صرف میں

فائدہ: سعید بن منصور رضی اللہ عنہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک برتن سونے سے ملمع کیا ہوا دیا اور کہا کہ اس کو لے جا اور بیچ ڈال تو اس نے اس کو اس کے دو گنے وزن سے ایک یہودی کے ہاتھ بیچا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو پھیر دے تو یہودی نے کہا کہ میں تجھ کو زیادہ مول دیتا ہوں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں جائز ہے مگر ساتھ برابر وزن کے۔ (فتح)

۲۱۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ فَجَآءَ هُمْ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا فَقَالَ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا وَقَالَ فِي الْمِيْزَانِ مِثْلَ ذٰلِكَ.

۲۱۳۸۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر کا عامل کر کے بھیجا تو وہ وہاں سے عمدہ کھجور جس کو جنیب کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی عمدہ ہوتی ہیں تو اس نے کہا کہ ہم دو صاع ناقص کھجور کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجور لیتے ہیں اور تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کر بلکہ تو پہلیملی جلی ناقص کھجور کو چاندی کے درہموں سے بیچ ڈالا کر پھر درہموں سے عمدہ کھجوریں مول لیا کر اور تلنے کے چیزوں میں بھی اسی طرح فرمایا۔

فائدہ: یعنی ہر تلنے والی چیز کا یہی حکم ہے کہ ایک صاع کے بدلے دو صاع نہ بیچی جائے بلکہ برابر بیچی جائے اور مناسبت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے ظاہر ہے واسطے سپرد کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام اس چیز کا کہ ماپی جائے اور تولی جائے طرف غیر اپنے کی پس وہ بیچ معنی وکیل کے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طرف سے اور ملحق ہوگی ساتھ اس کے صرف اور ابن بطال نے کہا کہ بیچنا اناج کا ہاتھوں ہاتھ مثل بیع صرف کی ہے برابر یعنی بیچ شرط ہونے اس کے کے اور اس

سے وکالت کے اخذ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے عامل خیبر کو فرمایا کہ تو ملی جلی کھجور کو درہموں سے بیچ ڈالا کر بعد اس کے کہ اس نے سنت کے مخالف بیچا تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو بیع سود سے منع فرمایا اور اذن دیا اس کو بیع میں بطور سنت کے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَبْصَرَ الرَّاعِيُ أَوِ الْوَكِيلُ شَاةً تَمُوتُ أَوْ شَيْئًا يَفْسُدُ ذَبَحَ وَأَصْلَحَ مَا يَخَافُ عَلَيْهِ الْفَسَادَ.

جب دیکھے چرواہا یا وکیل بکری کو کہ مرتی ہے یا کسی چیز کو کہ فاسد ہوتی ہے تو ذبح کرے اور درست کرے اس چیز کو کہ اس پر فساد کا خوف ہو۔

فائدہ: تو جائز ہے ابن منیر نے کہا کہ نہیں غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ حدیث باب کے کلام کرنا بیچ حلال ہونے ذبیحہ کے یا حرام ہونے اس کے کے بلکہ اس کی غرض تو صرف یہ ہے کہ چرواہے اور وکیل سے ضمان ساقط ہو جاتی ہے اور ابن تین نے اعتراض کیا ہے اس پر ساتھ اس کے کہ جس لونڈی نے بکری کو ذبح کیا تھا وہ بکری والی کے ملک میں تھی اور یہ مراد نہیں کہ اس کی ضمان اس پر نہیں آتی اور ظاہر یہ بات ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ جو یہ کام کرے اس پر کچھ حرج نہیں اور یہ عام تر ہے تضمین وغیرہ سے۔ (فتح)

۲۱۳۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ الْمُعْتَمِرَ أَنْبَأَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُمْ غَنَمٌ تَرْعٰى بِسَلْعٍ فَأَبْصَرَتْ جَارِيَةٌ لَّنَا بِشَاةٍ مِّنْ غَنَمِنَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا بِهِ فَقَالَ لَهُمْ لَا تَأْكُلُوا حَتّٰى أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أُرْسِلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّسْأَلُهُ وَأَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَاكَ أَوْ أَرْسَلَ فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَيُعْجِبُنِي أَنَّهَا أَمَةٌ وَأَنَّهَا ذَبَحَتْ تَابَعَهُ عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ.

۲۱۳۹۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کے پاس بکریاں تھیں جو سلع (نام ہے ایک پہاڑ کا مدینے میں) میں چرتی تھیں سو ہماری لونڈی نے بکریوں میں سے ایک بکری کو قریب مرگ کے دیکھا سو اس نے پتھر کو توڑا اور اس کو اس سے حلال کیا تو کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ اس کو نہ کھاؤ یہاں تک کہ میں حضرت ﷺ سے پوچھوں یا کسی کو پوچھنے کے لیے حضرت ﷺ کے پاس بھیجوں یہ (شک راوی کا ہے) اور یہ کہ کعب رضی اللہ عنہ نے اس کو حکم حضرت ﷺ سے پوچھا یا کسی کو حضرت ﷺ کے پاس بھیجا تو حضرت ﷺ نے اس کو اس کے کھانے کا حکم فرمایا عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عجب میں ڈالا مجھ کو اس بات نے کہ وہ لونڈی تھی اور اس نے بکری ذبح کی۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر تصدیق کرنے اس شخص کے جس کے پس امانت رکھی گئی ہو اس چیز پر کہ امین رکھا گیا ہے اوپر اس کے جب تک کہ کوئی دلیل خیانت کی ظاہر نہ ہو اور اس پر کہ اگر وکیل

مویشی میں سے نر کو مادہ پر جفتی کرائے بغیر اذن مالک کے جس جگہ اس کی حاجت ہو اور مادہ ہلاک ہو جائے تو اس پر اس کی ضمان نہیں یعنی بدلہ نہیں (فتح) اور چونکہ چرواہا وکیل کا حکم رکھتا ہے تو اصلاح وکیل کو چرواہے کی اصلاح پر قیاس کیا۔(ت)

بَابُ وَكَالَةِ الشَّاهِدِ وَالْغَائِبِ جَائِزَةٌ — حاضر اور غائب کو وکیل کرنا جائز ہے

فائدہ: جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جو کوئی شہر میں حاضر ہو وہ اگر کسی کو اپنی طرف سے بغیر عذر کے وکیل کر دے تو درست ہے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وکیل کرنا منع ہے مگر ساتھ عذر مرض کے یا سفر میں ہو یا ساتھ راضی ہونے خصم کے یعنی جس کے ساتھ وکیل کے واسطہ سے معاملہ کرتا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جس کے اور خصم کے درمیان عداوت ہو اس کو وکیل کرنا درست نہیں اور طحاوی نے جمہور کے قول کی مدد میں بہت مبالغہ کیا ہے اور اعتماد کیا جواز میں باب کی حدیث پر اور اتفاق کیا ہے اصحاب نے اوپر جائز ہونے توکیل حاضر کے بغیر شرط کے اور وکالت غائب کی محتاج ہے طرف قبول کرنے وکیل کی وکالت کو ساتھ اتفاق کے اور جب کہ وہ قبول کرنے کے محتاج ہوئے تو حکم غائب اور حاضر کا برابر ہے۔(فتح)

وَكَتَبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو إِلٰى قَهْرَمَانِهِ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهُ أَنْ يُّزَكِّيَ عَنْ أَهْلِهِ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ.

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے وکیل کو لکھا اور حالانکہ وہ اس سے غائب تھا یہ کہ صدقہ فطر دے اس کے گھر والوں کی طرف سے چھوٹوں اور بڑوں کی طرف سے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ غائب کو وکیل کرنا درست ہے۔

۲۱۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنٌّ مِّنَ الْإِبِلِ فَجَآءَهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ أَعْطُوْهُ فَطَلَبُوْا سِنَّهُ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُ إِلَّا سِنًّا فَوْقَهَا فَقَالَ أَعْطُوْهُ فَقَالَ أَوْفَيْتَنِيْ أَوْفَى اللّٰهُ بِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَآءً.

۲۱۴۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کا جوان اونٹ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض تھا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تقاضا کرتا آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے اونٹ کے برابر عمر کا اس کو اونٹ دو تو انہوں نے اس کے اونٹ کے برابر عمر کا اونٹ تلاش کیا تو نہ پایا انہوں نے اونٹ مگر زیادہ عمر اس کی سے یعنی اس کے اونٹ سے زیادہ عمر کا اونٹ پایا تو فرمایا کہ یہی اس کو دو تو اس مرد نے کہا کہ تو نے مجھ کو میرا حق پورا دیا اللہ تجھ کو پورا بدلہ دے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

فائدہ: پوری شرح اس حدیث کی کتاب القرض میں آئے گی اور ترجمہ کی جگہ اس سے واسطے وکالت حاضر کے

ظاہر ہے اور لیکن حکم غائب کا پس اس سے بطریق اولیٰ سمجھا جاتا ہے اس واسطے کہ جب حاضر کو وکیل کرنا جائز ہے باوجود قادر ہونے اس کے کی اوپر کرنے کام کے ساتھ ذات اپنی کے تو جائز ہونا اس کا واسطے غائب کے اس سے اولیٰ ہے واسطے محتاج ہونے اس کے کے طرف اس کی اور کرمانی نے کہا کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو دو تو یہ شامل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وکیلوں کو جو حاضر ہوں یا غائب ہوں۔ (فتح)

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي قَضَاءِ الدُّيُوْنِ

قرضوں کے ادا کرنے میں وکیل کرنے کا بیان

٢١٤١۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ فَأَغْلَظَ فَهَمَّ بِهٖ أَصْحَابُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَالَ أَعْطُوْهُ سِنًّا مِّثْلَ سِنِّهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا نَجِدُ إِلَّا أَمْثَلَ مِنْ سِنِّهٖ فَقَالَ أَعْطُوْهُ فَإِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ قَضَآءً.

٢١٤١۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تقاضا کرتا آیا یعنی اونٹ کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے قرض لیا تھا تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت کہا تو اصحاب نے اس کے ایذا دینے کا قصد کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس واسطے کہ حق دار کو سخت کلام کرنی جائز ہے پھر فرمایا کہ اس کے اونٹ کی برابر عمر کا اونٹ اس کو دو تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پاتے ہم اونٹ مگر زیادہ تر عمر اس کی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہی اس کو دو اس واسطے کہ تم لوگوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور ابن منیر نے کہا کہ فقہ اس باب کی یہ ہے کہ بعضوں کو اکثر اوقات وہم ہوتا ہے کہ قرض کا ادا کرنا جب کہ فوراً واجب تھا تو اس میں وکالت منع ہے اس واسطے کہ یہ تاخیر ہے موکل سے طرف وکیل کی تو امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کر دیا کہ یہ جائز ہے اور یہ مطل نہیں گنا جاتا جو منع ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا وَهَبَ شَيْئًا لِّوَكِيْلٍ أَوْ شَفِيْعِ قَوْمٍ جَازَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَفْدِ هَوَازِنَ حِيْنَ سَأَلُوْهُ الْمَغَانِمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيْبِيْ لَكُمْ.

جب بخشے کوئی چیز واسطے وکیل یا شفیع کسی قوم کے تو جائز ہے واسطے دلیل فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوازن کے ایلچیوں کو جب کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غنیمت کا مال مانگا یعنی جو کہ ان کو جورو لڑکے مسلمانوں کے قابو میں آئے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غنیمت کے مال میں سے جو میرا حصہ ہے وہ تمہارے واسطے ہے یعنی میں نے اپنا حصہ تم کو دیا۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور پوری حدیث کتاب الخمس میں آئے گی۔

٢١٤٢۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَزَعَمَ عُرْوَةُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِيْنَ جَآءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يَّرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْحَدِيْثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوْا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِهِمْ وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّآئِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ قَالُوْا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هٰؤُلَآءِ قَدْ جَآءُوْنَا تَآئِبِيْنَ وَإِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُّطَيِّبَ بِذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى حَظِّهِ حَتّٰى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٢١٤٢۔ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ جب ہوازن کے ایلچی مسلمان ہو کر حضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے سوال کیا کہ ہمارا مال اور قیدی ہم کو پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور ان کو فرمایا کہ سب باتوں میں بہت پیاری میرے نزدیک وہ بات ہے جو نہایت سچی ہو سو دونوں چیزوں سے ایک چیز اختیار کرو خواہ قیدی خواہ مال اور تحقیق میں نے تمہاری انتظار کی تھی اور حضرت ﷺ نے کچھ اوپر دس دن ان کی انتظار کی تھی جب کہ طائف سے پھرے سو جب ہوازن کے ایلچیوں کو ظاہر ہوا کہ نہیں پھیر دینے والے ہیں ان کو حضرت ﷺ مگر ایک چیز دونوں چیزوں سے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے قیدیوں کو اختیار کیا یعنی ہمارے جورو لڑکے ہم کو مل جائیں تو حضرت ﷺ مسلمانوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ تمہارے بھائی آئے توبہ کر کے یعنی مسلمان ہوئے ہیں اور میں نے مناسب جانا کہ ان کے قیدی یعنی جورو لڑکے ان کو پھیر دوں سو جس شخص کو تم میں یہ بات اچھی لگے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی اپنے حصے کے قیدی بغیر عوض پھیر دے اور جو شخص تم میں چاہے کہ اپنے حصے پر قائم رہے یہاں تک کہ ہم اس کو بدلہ دیں اس مال سے جو ہم کو اول اللہ عنایت کرے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی بطور قرض کے بلا عوض دے دے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم ان کے واسطے اس کے ساتھ راضی ہوئے یعنی ہم اپنے اپنے حصے کے قیدی بلا عوض دے دیں گے تو حضرت ﷺ نے

وَسَلَّمَ لَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نَدْرِىْ مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِىْ ذٰلِكَ مِمَّنْ لَّمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعُوْا إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوْا وَأَذِنُوْا.

فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم میں سے کوئی راضی ہوا اور کون نہیں ہوا سو تم پھر جاؤ یہاں تک کہ تمہارے سردار اور چوہدری تمہارے امر کو ہماری طرف لائیں یعنی تمہارا حال ہم سے ظاہر کریں سو لوگ پھر گئے اور ان کے سرداروں نے ان سے کلام کیا پھر ان کے سردار حضرت ﷺ کی طرف پھرے تو انہوں نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ وہ راضی ہوئے اور قیدیوں کو پھیر دینے کی اجازت دی۔

فائدہ: فتح مکہ کے بعد جنگ حنین میں قوم ہوازن کے جورو لڑکے پکڑے آئے اور ان کا مال مسلمانوں کے قابو میں آیا حضرت ﷺ نے ان کا مال اور قیدی اصحاب رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دیے بعد اس کے کہ اس قوم نے اسلام قبول کر لیا اور حضرت ﷺ سے کہا کہ ہمارا مال اور قیدی ہم کو پھیر دیجیے تب حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور موافق ترجمہ کے اس میں یہ لفظ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے مناسب جانا کہ ان کے بندے ان کو پھیر دوں اور ابن بطال نے کہا کہ وہ لوگ قوم ہوازن کی طرف سے ایلچی تھے اور تھے وکیل اور سفارش کرنے والے بیچ پھیر دینے قیدیوں ان کے کے تو حضرت ﷺ نے ان کی سفارش ان کے حق میں قبول کی سو جب طلب کرے وکیل یا شفیع واسطے ذات اپنی کے اور واسطے غیر اپنے کے اور وہ چیز اس کو مل جائے تو اس کا حکم ان کا حکم ہے اور خطابی نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اقرار وکیل کا اپنے موکل پر مقبول ہے اس واسطے کہ سردار بجائے وکیلوں کے ہیں اس چیز میں کہ قائم کیے گئے ہیں واسطے اس کے امر ان کے سے اور یہی قول ہے ابو یوسف رحمہ اللہ کا اور مقید کیا ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ نے ساتھ حاکم رحمہ اللہ کے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ نے کہا کہ نہیں صحیح ہے اقرار وکیل کا اپنے موکل پر اور حدیث میں جواز پر حجت نہیں اس واسطے کہ سردار وکیل نہیں بلکہ وہ تو مانند امیروں کی اوپر ان کے ہے پس قبول کرنا قول ان کے کا بیچ حق ان کے کے بجائے قبول کرنے قول حاکم کے ہے بیچ حق اس شخص کے کہ وہ اس پر حاکم ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے قرض لینا مدت مجہول تک واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ دیں گے ہم اول اس چیز سے کہ اللہ ہم کو عنایت کرے وسیاتی البحث فیہ اور ابن منیر نے کہا کہ یہ جو حضرت ﷺ نے ہوازن کے ایلچیوں کو فرمایا کہ میرا حصہ تمہارے واسطے ہے تو کبھی اس سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ ہبہ صرف واسطے شفیعوں کے واقع ہوا تھا اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ مقصود وہ اور تمام وہ لوگ ہیں جن کے سبب سے انہوں نے کلام کیا یعنی ہوازن نے تمام پس اس سے سمجھا تھا کہ امور مقصدوں پر نازل ہوتے ہیں نہ صورتوں پر اور یہ کہ جو غیر کے واسطے

ہبہ میں سفارش کرے اور جس کے واسطے سفارش کی ہے وہ اس کو کہے کہ میں نے تجھ کو یہ چیز بخشی تو نہیں جائز ہے واسطے سفارشی کے کہ ظاہر لفظ کا پکڑے اور خاص کرے ساتھ اس کے نفس اپنے کو بلکہ وہ ہبہ واسطے اس شخص کے ہے جس کے واسطے اس نے سفارش کی اور ملحق ہوگا ساتھ اس کے وہ شخص جو کسی کو کسی چیز معین کے خریدنے پر وکیل کرے اور وکیل اس کو خریدے پھر وکیل دعوی کرے میں نے تو یہ چیز صرف اپنے واسطے خریدی ہے تو یہ دعوی اس کا قبول نہ ہوگا اور مبیع موکل کے واسطے ہوگی اور یہ قول اس کا بنا بر مقتضی مذہب اس کے کے ہے اور اس مسئلہ میں اختلاف مشہور ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا وَكَّلَ رَجُلٌ رَجُلًا أَنْ يُّعْطِيَ شَيْئًا وَّلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ يُعْطِي فَأَعْطٰى عَلٰى مَا يَتَعَارَفُهُ النَّاسُ.

جب وکیل کرے کسی مرد کو یہ کہ کوئی چیز دی اور نہ بیان کرے کہ گنتی دی پس دے وکیل موافق لوگوں کے

فائدہ: یعنی پس یہ جائز ہے۔ (فتح)

٢١٤٣۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ وَغَيْرِهٖ يَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّلَمْ يُبَلِّغْهُ كُلُّهُمْ رَجُلٌ وَّاحِدٌ مِّنْهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَكُنْتُ عَلٰى جَمَلٍ ثَفَالٍ إِنَّمَا هُوَ فِيْ آخِرِ الْقَوْمِ فَمَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَا لَكَ قُلْتُ إِنِّيْ عَلٰى جَمَلٍ ثَفَالٍ قَالَ أَمَعَكَ قَضِيْبٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَعْطِنِيْهِ فَأَعْطَيْتُهٗ فَضَرَبَهٗ فَزَجَرَهٗ فَكَانَ مِنْ ذٰلِكَ الْمَكَانِ مِنْ أَوَّلِ الْقَوْمِ قَالَ بِعْنِيْهِ فَقُلْتُ بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَلْ بِعْنِيْهِ قَدْ أَخَذْتُهٗ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِيْرَ وَلَكَ ظَهْرُهٗ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا دَنَوْنَا

٢١٤٣۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں ایک اونٹ پر تھا سست قدم تھا اور سب لوگوں کے پیچھے تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر گزرے تو فرمایا کہ یہ کون ہے تو میں نے کہا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما تو فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا کہ سب سے پیچھے ہے میں نے کہا کہ میں سست قدم اونٹ پر سوار ہوں فرمایا کہ تیرے پاس چھڑی ہے میں نے کہا کہ ہاں فرمایا مجھ کو دے سو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مارا اور جھڑکا تو وہ اس جگہ سے ایسے تیز چال ہوگیا کہ سب لوگوں کے آگے چلتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال میں نے کہا کہ بلکہ یہ اونٹ آپ کے ملک ہے یعنی یوں ہی میں نے آپ کو دیا میں مول نہیں لیتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلکہ اس کو میرے ہاتھ میں بیچ ڈال فرمایا کہ بلکہ میں نے اس کو چار اشرفیوں سے لیا اور تجھ کو مدینے تک اس کی سواری کی اجازت ہے سو جب ہم مدینے کے قریب ہوئے تو میں کوچ

مِنَ الْمَدِيْنَةِ أَخَذْتُ أَرْتَحِلُ قَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً قَدْ خَلَا مِنْهَا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ إِنَّ أَبِيْ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْكِحَ امْرَأَةً قَدْ جَرَّبَتْ خَلَا مِنْهَا قَالَ فَذٰلِكَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ يَا بِلَالُ اقْضِهِ وَزِدْهُ فَأَعْطَاهُ أَرْبَعَةَ دَنَانِيْرَ وَزَادَهُ قِيْرَاطًا قَالَ جَابِرٌ لَا تُفَارِقُنِيْ زِيَادَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُنِ الْقِيْرَاطُ يُفَارِقُ جِرَابَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ.

کرنے لگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کہاں کا ارادہ رکھتا ہے میں نے کہا کہ میں نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا ہے فرمایا کہ تو نے کنواری سے کیوں نہ کیا کہ تو اس کے ساتھ کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی میں نے کہا کہ میرا باپ مر گیا اور لڑکیاں چھوڑ گیا سو میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو تجربہ کار ہو اور بیوہ فرمایا پس یہ خوب ہے سو جب ہم مدینے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلال رضی اللہ عنہ جابر رضی اللہ عنہ کو اونٹ کا مول ادا کر دے اور کچھ اس کو قیمت سے زیادہ دے سو بلال نے اس کو چار دینار دیے اور ایک قیراط سونا قیمت سے زیادہ دیا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادتی مجھ سے جدا نہیں ہوتی تو وہ قیراط جابر رضی اللہ عنہ کے میان تلوار سے جدا نہ ہوتی تھی یعنی جابر رضی اللہ عنہ اس قراط کو تبرک کے واسطے ہمیشہ اپنے پاس نگاہ رکھتے تھے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشروط میں آئے گی اور موافق باب سے اس میں یہ لفظ ہے کہ اے بلال اس کو اونٹ کی قیمت ادا کر دے اور کچھ زیادہ دے سو اس نے اس کو چار دینا دیے اور ایک قیراط قیمت سے زیادہ دیا اس واسطے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو زیادہ دینے کا حکم فرمایا تو اس کا اندازہ نہ فرمایا کہ کس قدر زیادہ دے تو بلال نے لوگوں کے رواج پر اعتماد کیا اور اس کو ایک قیراط زیادہ دیا اور ابن بطال نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے اعتماد کرنا لوگوں کی عرف پر اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادتی کے اندازے کو معین نہیں کیا اپنے قول میں کہ اس کو زیادہ دے سو بلال نے عرف پر اعتماد کیا اور ایک قیراط پر اقتصار کیا تو اگر بلال مثلا اس کو ایک دینار زیادہ دیتے تو البتہ شامل ہوتی اس کو مطلق زیادتی لیکن عرف اس سے انکار کرتی ہے کذا قال اور کبھی تنازع کیا جاتا ہے بیچ اس کے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر پر اس قدر زیادہ دینے کی اجازت دی ہو یعنی حکم کیا ہو کہ جو ایک دینار دے وہ اس پر چوتھائی دینار کی زیادہ دیا کرے تو اس پر عمل کرنا نص کے ساتھ عمل ہو گا نہ ساتھ عرف کے۔ (فتح)

بَابُ وَكَالَةِ الْمَرْأَةِ الْإِمَامَ فِي النِّكَاحِ

اگر عورت امام کو اپنی طرف سے نکاح میں وکیل کرے تو اس کا کیا حکم ہے یعنی جائز ہے

٢١٤٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَآءَ تِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّيْ قَدْ وَهَبْتُ لَكَ مِنْ نَّفْسِيْ فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيْهَا قَالَ قَدْ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

۲۱۴۴۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشی تو ایک شخص نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نکاح مجھ سے کر دیجیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس کو تجھ سے نکاح کر دیا ساتھ اس چیز کے کہ ساتھ تیرے ہے قرآن سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب النکاح میں آئے گی اور پیچھا کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ کا داؤدی نے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے حدیث میں یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے نکاح کی اجازت چاہی اور نہ یہ کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وکیل کیا اور سوائے اس کے کہ نہیں نکاح کر دیا اس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد سے ساتھ قول اللہ تعالی کے کہ نبی لائق تر ہیں ساتھ مومنوں کے جانوں ان کی سے اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے لیا ہے اس کو اس قول سے کہ میں نے اپنی جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشی سو اس نے اپنا کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا اور خاطب کو فرمایا کہ میں نے اس کو تجھ سے نکاح کر دیا اور عورت نے اس پر انکار نہ کیا بلکہ وہ بدستور راضی رہی تو گویا کہ اس نے اپنے نکاح کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دے دیا کہ جس سے مناسب جانیں اس کا نکاح کر دیں۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا وَكَّلَ رَجُلًا فَتَرَكَ الْوَكِيْلُ شَيْئًا فَأَجَازَهُ الْمُوَكِّلُ فَهُوَ جَائِزٌ وَّإِنْ أَقْرَضَهُ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى جَازَ.

جب کوئی کسی مرد کو وکیل کرے اور وکیل کوئی چیز چھوڑ دے یعنی اس چیز سے کہ وہ اس میں وکیل ہے اور موکل اس کو جائز رکھے تو جائز ہے اور اگر وکیل وہ چیز کسی کو قرض دے ایک مدت معین تک یعنی اور موکل جائز رکھے تو جائز ہے۔

فائدہ: وارد کی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حدیث ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی بیچ نگاہ رکھنے اس کے کہ زکوۃ رمضان کو مہلب نے کہا کہ مفہوم ترجمہ کا یہ ہے کہ اگر وکیل کوئی ایسا کام کرے جس کی اجازت اس کو موکل نے نہ دی ہو اور موکل اس کو ناجائز تر رکھے تو وہ جائز نہیں ہو گا اور اگر اسے امانت کا مال کسی کو قرض دے تو یہ بالاتفاق جائز نہیں اور مال کے مالک کو اختیار ہو گا کہا اس نے کہ پکڑا گیا ہے یہ باب کی حدیث سے اس طریق سے کہ اناج خیرات کے واسطے جمع تھا اور تھے جمع کرتے اس کو پہلے نکالنے اس کے کی اور نکالنا اس کا عید فطر کی رات کو ہوتا تھا سو جب چور نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت کی کہ مجھ کو سخت حاجت ہے تو اس نے اس کو چھوڑ دیا تو گویا کہ اس نے اس کو قرض دیا ایک وقت تک اور وہ نکالنے کا وقت ہے اور کرمانی نے کہا کہ مناسبت حدیث کی باب کے ساتھ

اس وجہ سے ہے کہ اس نے اس کو مہلت دی یہاں تک کہ اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا۔ (فتح)

وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَبُوْ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِيْ آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ وَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِيْ إِنِّيْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَيَّ عِيَالٌ وَّلِيْ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ قَالَ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيْدَةً وَّعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ سَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُهُ فَجَآءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِيْ فَإِنِّيْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَيَّ عِيَالٌ لَّا أَعُوْدُ فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيْدَةً

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو صدقہ رمضان کی نگہبانی پر وکیل کیا میں اس کی چوکی دیتا تھا سو ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھ بھر بھر کر اناج لینے لگا تو میں نے اس کو پکڑا اور کہا کہ البتہ میں تجھ کو حضرت ﷺ کے پاس پکڑ کر لے چلتا ہوں تو اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دے کہ میں محتاج ہوں لڑکے بالے رکھتا ہوں اور مجھ کو سخت حاجت ہے سو میں نے اس کو چھوڑ دیا (اور شیطان نے اناج کو فقیر جنوں کے واسطے لیا تھا) سو میں نے صبح کو حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے قیدی نے کل کی رات کیا کیا میں نے کہا یا حضرت ﷺ اس نے اپنی عیال داری اور سخت محتاجی کی شکایت کی تھی سو میں نے اس پر رحم کیا اور اس کو چھوڑ دیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبردار ہو بے شک وہ جھوٹا ہے اور عنقریب پھر آئے گا سو میں نے معلوم کیا کہ وہ پھر آئے گا واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ وہ پھر آئے گا سو وہ یعنی دوسری رات کو پھر آیا اور اپنے دونوں ہاتھ سے اناج اٹھانے لگا سو میں نے اس کو پکڑا تو میں نے کہا کہ میں تجھ کو حضرت ﷺ کے پاس پکڑے لیے چلتا ہوں تو اس نے کہا مجھ کو چھوڑ دے کہ میں محتاج اور عیال دار ہوں کہ میں پھر نہ آؤں گا سو میں نے اس پر رحم کیا اور اس کو چھوڑ دیا اور صبح کو میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تیرے قیدی نے کل کی رات کو کیا کیا میں نے کہا کہ

وَّعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ فَجَآءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهٰذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ أَنَّكَ تَزْعُمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ قَالَ دَعْنِيْ أُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَّنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا قُلْتُ مَا هُوَ قَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ حَتّٰى تَخْتِمَ الْآيَةَ فَإِنَّكَ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبَنَّكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِيْ كَلِمَاتٍ يَّنْفَعُنِيَ اللّٰهُ بِهَا فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ قَالَ مَا هِيَ قُلْتُ قَالَ لِيْ إِذَا أَوَيْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتّٰى تَخْتِمَ الْآيَةَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَقَالَ لِيْ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ وَكَانُوْا أَحْرَصَ شَيْءٍ عَلَى الْخَيْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ

اس نے اپنی محتاجی اور عیال داری بیان کی تھی سو میں نے اس پر رحم کیا اور اس کو چھوڑ دیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر دار ہو کہ بے شک وہ جھوٹا ہے عنقریب پھر آئے گا سو میں اس کو تیسری بار بھی تاکتا رہا سو وہ پھر آیا اور اناج اٹھانے لگا سو میں نے اس کو پکڑا تو میں نے کہا کہ میں تجھ کو حضرت ﷺ کے پاس پکڑے لیے چلتا ہوں اور یہ تین بار کی اخیر بار ہے کہ تو کہتا ہے کہ میں پھر نہ آؤں گا اور پھر آتا ہے تو اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دے میں تجھ کو وہ کلمے سکھلاتا ہوں کہ اللہ تجھ کو اس سے فائدہ دے میں نے کہا وہ کیا ہے اس نے کہا جب تو سونے کے واسطے اپنے بچھونے پر ٹھکانہ پکڑے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر کہ اللہ کی طرف سے ہمیشہ تجھ پر ایک نگہبان مقرر رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے پاس نہ آئے گا سو میں نے اس کو چھوڑ دیا اور میں صبح کو حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے قیدی نے کل کی رات کیا کیا ہے سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس نے کہا تھا کہ میں تجھ کو کچھ کلمے سکھلاتا ہوں کہ اللہ تجھ کو اس سے فائدہ دے گا سو میں نے اس کو چھوڑ دیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کلمے کیا ہیں میں نے کہا کہ اس نے مجھ کو کہا تھا کہ جب تو سونے کے واسطے اپنے بستر پر ٹھکانہ پکڑے تو آیت الکرسی اول سے آخر تک پڑھ لیا کر اور اس نے مجھ کو کہا تھا کہ اللہ کی طرف سے ہمیشہ تجھ پر ایک نگہبان رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے پاس نہ آئے گا یعنی جن اور جنی اور نہ بڑا اور نہ چھوٹا اور اصحاب نیکی کی

قَالَ لَا قَالَ ذَاكَ شَيْطَانٌ.

بہت حرص کرتے تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر دار ہو کہ بیشک اس نے تجھ سے سچ کہا اور حالانکہ وہ بڑا جھوٹا ہے یعنی ہر چند وہ بڑا جھوٹا ہے لیکن وہ اس بات میں تجھ سے سچ بولا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تجھ کو معلوم ہے کہ تو نے تین رات کس کے ساتھ بات چیت کی اس نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خاتمہ سورت بقرہ کا آمن الرسول سے آخر تک بھی آیت الکرسی کے ساتھ پڑھا کر اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ شیطان کبھی جانتا ہے وہ چیز کہ فائدہ اٹھائے ساتھ اس کے مسلمان اور یہ کہ حکمت کو کبھی گنہگار بھی سیکھ لیتا ہے پس نہیں فائدہ اٹھاتا ساتھ اس کے اور یہ کہ آدمی کبھی ایک چیز جانتا ہے اور اس کے ساتھ عمل نہیں کرتا اور یہ کہ شیطان کبھی تصدیق کرتا ہے ساتھ بعض اس چیز کے کہ تصدیق کرتا ہے اس کو مومن اور نہیں ہوتا وہ ساتھ اس کے مومن اور یہ کہ کبھی جھوٹا سچ بھی کہتا ہے اور یہ کہ شیطان کی شان جھوٹ بولنا ہے اور یہ کہ وہ شکل بدلتا ہے ساتھ بعض صورتوں کے پس ممکن ہوتا ہے دیکھنا اس کا اور یہ کہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ شیطان اور اس کی فوج تم کو دیکھتے ہیں اور تم ان کو نہیں دیکھتے مخصوص ہے ساتھ اس حالت کے جب کہ اپنی اصل صورت پر ہو جس پر اس کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور یہ کہ جو کسی چیز کی محافظت کے واسطے قائم کیا جائے اس کا نام وکیل رکھا جاتا ہے اور یہ کہ جن آدمیوں کا کھانا کھاتے ہیں اور یہ کہ وہ آدمیوں کے واسطے ظاہر ہوتے ہیں لیکن ساتھ شرط مذکور کے اور یہ کہ وہ کلام کرتے ہیں ساتھ کلام آدمیوں کے اور یہ کہ وہ چوری کرتے ہیں اور فریب دیتے ہیں اور یہ کہ آیت الکرسی کی بڑی فضیلت ہے اور یہ کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس سے جن کھاتے ہیں اور یہ کہ بھوک میں چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے اور احتمال ہے کہ قدر مسروق حد نصاب کو نہ پہنچا ہوگا اور اسی واسطے جائز ہوا واسطے صحابی کے معاف کرنا اس سے پہلے پہنچانے اس کے کے طرف شارع کی اور یہ کہ جائز ہے قبول کرنا عذر کا اور عیب چھپانا اس کا جس پر سچ کا گمان ہو اور یہ کہ حضرت ﷺ غیب کو جانتے تھے اور معاذ کی حدیث میں واقع ہوا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آئے اور حضرت ﷺ کو یہ حال معلوم کروایا اور یہ کہ جائز ہے جمع کرنا صدقہ فطر کا پہلے رات فطر کے اور وکیل کرنا بعض کا واسطے نگہبانی اس کی کے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا بَاعَ الْوَكِيلُ شَيْئًا فَاسِدًا فَبَيْعُهُ مَرْدُودٌ

جب وکیل کوئی چیز بیچے اس حال میں کہ بیع فاسد ہو تو اس کی بیع مردود ہے اس کا اعتبار نہیں

۲۱۴۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

۲۱۴۵۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ

صَالِح حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ هُوَ ابْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْغَافِرِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ بِلَالٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَيْنَ هٰذَا قَالَ بِلَالٌ كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَدِيٌّ فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ لِنُطْعِمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ أَوَّهْ أَوَّهْ عَيْنُ الرِّبَا عَيْنُ الرِّبَا لَا تَفْعَلْ وَلٰكِنْ إِذَا أَرَدْتَّ أَنْ تَشْتَرِيَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ آخَرَ ثُمَّ اشْتَرِهٖ.

حضرت ﷺ کے پاس عمدہ کھجور لائے تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ یہ کھجوریں کہاں سے ہیں بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے پاس ناقص کھجوریں تھیں سو ہم نے اس سے دو صاع کو ایک صاع کے بدلے بیچا ہے تا کہ ہم حضرت ﷺ کو کھلائیں حضرت ﷺ نے فرمایا ہائے ہائے یہ خاص سود خاص سود ہے ایسا نہ کیا کرو لیکن جب تم خریدنا چاہو تو بیچ کھجوروں کو ساتھ بیع دوسری کے پھر اس کے ساتھ عمدہ کھجوریں خرید۔

فائدہ: اس حدیث میں بیع کے پھیرنے کے ساتھ تصریح نہیں بلکہ اس میں اشعار ہے اور شاید کہ اس نے اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں یہ لفظ آ چکا ہے چنانچہ مسلم میں اس قصے میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ یہ سود ہے اس کو پھیر دے اور کتاب البیوع میں اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے اور اس میں قول ابن عبدالبر کا ہے کہ یہ قصہ دوبار واقع ہوا ہے ایک بار سود کی حرمت کے جاننے سے پہلے تھا اس میں بیع کے پھیرنے کا حکم واقع نہیں ہوا اور ایک بار بیاج کے حرام ہونے اور اس کے جاننے کے بعد تھا اور اس میں بیع کے پھیرنے کا حکم واقع ہوا ہے اور اس حدیث میں بحث کرنی ہے اس چیز سے کہ اس میں آدمی کو شک ہو یہاں تک کہ اس کا حال کھلے اور اس میں نص ہے اوپر حرام ہونے بیاج زیادتی کے اور اہتمام کرنے امام کے ساتھ کام دین کے اور تعلیم کرنا اس کا واسطے اس کے کہ نہ جانے اس کو اور ارشاد کرنا اس کا طرف پہنچنے کی طرف مباحات کی اور یہ کہ سود کی بیع صحیح نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْوَقْفِ وَنَفَقَتِهٖ وَأَنْ يُّطْعِمَ صَدِيْقًا لَّهٗ وَيَأْكُلَ بِالْمَعْرُوْفِ

باب ہے بیچ بیان وکیل کرنے کے وقف مال میں اور خرچ وکیل کے اور یہ کہ وکیل اپنے دوست کو کھلائے اور کھائے موافق دستور کے۔

٢١٤٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ فِيْ صَدَقَةِ عُمَرَ

٢١٤٦۔ عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وقف کے باب میں فرمایا کہ نہیں متولی وقف پر گناہ یہ کہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَيْسَ عَلَى الْوَلِيِّ جُنَاحٌ أَنْ يَّأْكُلَ وَيُؤْكِلَ صَدِيْقًا لَّهُ غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ هُوَ يَلِيْ صَدَقَةَ عُمَرَ يُهْدِيْ لِنَاسٍ مِّنْ أَهْلِ مَكَّةَ كَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ.

کھائے اور اپنے یار کو کھلائے اس حال میں کہ نہ جمع کرنے والا ہو مال کو اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما متولی ہوتے صدقہ عمر کے تحفہ بھیجتے تھے واسطے اہل مکہ کے جوان پر اترتے تھے۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما جو اس سے تحفہ بھیجتے تھے تو شرط مذکور کے ساتھ پکڑتے تھے اور وہ یہ ہے کہ اپنے یار کو کھلائے اور احتمال ہے کہ وہ اپنے حصے سے کھلاتے ہوں اور مہلب نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ شرط وقف کی قرآن سے پکڑی ہو جس جگہ کہ اللہ نے ولی یتیم کے حق میں فرمایا کہ جو فقیر ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے (فتح) اور متولی وقف اس کو کہتے ہیں کہ اس کی تدبیر کرے اور اس کے خاص مصارف میں پہنچائے۔

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْحُدُوْدِ

حدوں کے قائم کرنے میں وکیل کرنے کے بیان میں

٢١٤٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا.

۲۱۴۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انیس اس کی عورت کے پاس جا سو اگر وہ زنا کر قرار کرے تو اس کو سنگسار کر۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحدود میں آئے گی انشاء اللہ تعالی۔ (فتح)

٢١٤٨۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَّامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ جِيْءَ بِالنُّعَيْمَانِ أَوِ ابْنِ النُّعَيْمَانِ شَارِبًا فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَّضْرِبُوْا قَالَ فَكُنْتُ أَنَا فِيْمَنْ ضَرَبَهُ فَضَرَبْنَاهُ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيْدِ

۲۱۴۸۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نعیمان کا لایا گیا اس حال میں کہ اس نے شراب پی تھی سو جو لوگ گھر میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم فرمایا کہ اس کو حد ماریں سو میں بھی اس کو مارنے والوں میں سے تھا ہم نے اس کو جوتیوں اور چھڑیوں سے مارا۔

فائدہ: اور شاھد ترجمہ کا یہ قول ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جو گھر میں تھا یہ کہ اس کو ماریں اس واسطے کہ

جب امام خود متولی حد کا نہ ہو اور اپنے غیر کو متولی کرے تو ہوتا ہے یہ بجائے وکیل کرنے اس کے کے اس کو بیچ قائم کرنے حد کے اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ شراب کی حد میں اس کے افاقہ کی انتظار نہ کی جائے جیسا کہ حامل کی حد میں جننے تک انتظار کی جاتی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْبُدْنِ وَتَعَاهُدِهَا

قربانی کے اونٹوں کی وکالت اور ان کی خبر گیری کرنے کا بیان

۲۱۴۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهُ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ.

۲۱۴۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے اونٹوں کے ہار اپنے ہاتھ سے بٹے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ان کے گلے میں ہار ڈالے پھر ان کو ھدی کر کے صدیق اکبر کے ساتھ خانے کعبے میں بھیجا سو نہ حرام ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز جو اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے حلال کی تھی یہاں تک کہ قربانی ذبح ہوئی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر احکام احرام کے جاری نہ ہوئے یعنی جب نویں سال حج فرض ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حاجیوں کا بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ اونٹ ھدی کے بھیجے۔

فائدہ: مناسبت حدیث کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ھدی کے اونٹوں میں وکیل کرنا درست ہے اور اوپر ان کی خبر گیری کرنی سو شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جس کو باب کی حدیث شامل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے ان کے گلے میں ہار ڈالے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے شان سے یہ بات ہے کہ جس بات کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوشش کی اس کی وہ بھی کوشش کریں اور اس پر کلام حج میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِوَكِيلِهِ ضَعْهُ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ وَقَالَ الْوَكِيلُ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ

جب کوئی مرد اپنے وکیل سے کہے کہ رکھ مال کو جس جگہ تجھ کو اللہ بہتر معلوم ہو اور وکیل کہے کہ میں نے تیری بات سنی۔

فائدہ: یعنی اور کہے اس کو وکیل جس جگہ مناسب جانے تو جائز ہے۔

۲۱۵۰۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ

۲۱۵۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مدینے میں سب سے زیادہ تر مال دار تھے اور سب قسم مال سے اس کو باغ

سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا وَّكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَآءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهِ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَآءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ شِئْتَ فَقَالَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَائِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَائِحٌ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيْهَا وَأَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ قَالَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهِ وَبَنِيْ عَمِّهِ تَابَعَهُ إِسْمَاعِيْلُ عَنْ مَّالِكٍ وَقَالَ رَوْحٌ عَنْ مَالِكٍ رَابِحٌ.

بیرحا بہت پیارا تھا اور وہ مسجد نبوی کے سامنے تھا اور حضرت ﷺ اس میں داخل ہوتے تھے اور اس کا عمدہ پانی پیتے تھے تو جب آیت نازل ہوئی کہ ہرگز نہ پہنچو گے نیکی کی حد کو جب تک کہ نہ خرچ کرو اس چیز سے جس سے محبت رکھتے ہو تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ یا حضرت ﷺ اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ نیکی نہ حاصل کرسکو گے جب تک اپنے محبوب مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے اور میرے سب مال سے مجھ کو سب سے زیادہ پیارا باغ بیرحا ہے اور بے شک میں نے اس کو اللہ کی راہ میں دیا اور میں امید رکھتا ہوں کہ مجھ کو اللہ کے نزدیک اس کا ثواب ملے اور آخرت میں ذخیرہ ہو سو یا حضرت ﷺ جس جگہ چاہیں وہاں اس کو رکھیں یعنی جس کو مناسب دیکھیں اس کو دیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شاباش یہ مال فائدہ دینے والا ہے یہ مال فائدہ دینے والا ہے میں نے تیری بات سنی اور مجھ کو یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ تو اس کو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کر دے تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں اسی طرح کروں گا سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابت داروں اور چچا کی اولاد میں تقسیم کیا۔

فائدہ: اور مناسب باب کی اس حدیث میں یہ لفظ ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس کو اللہ کی راہ میں دیا سو یا حضرت ﷺ جس کو مناسب دیکھیں اس کو دیجیے تو حضرت ﷺ نے اس پر اس بات کا انکار نہ کیا اگرچہ خود اپنے ہاتھ سے وہ کسی کو نہ دیا بلکہ اس کو حکم فرمایا کہ اس کو قرابت داروں میں تقسیم کر دے لیکن حجت اس میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ وکالت تمام نہیں ہوتی مگر ساتھ قبول کے یعنی جب تک وکیل اس کو قبول نہ کرے تب تک وہ تمام نہیں ہوتی اس واسطے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ جس کو مناسب دیکھیں اس کو دیجیے تو حضرت ﷺ نے اس بات کو اس پر رد کیا یعنی میں یہ وکالت قبول نہیں کرتا

ہوں لیکن میں مناسب جانتا ہوں کہ تو اس کو اپنے قرابت داروں میں تقسیم کر دے۔(فتح)

بَابُ وَكَالَةِ الْأَمِيْنِ فِي الْخِزَانَةِ وَنَحْوِهَا

خزانہ وغیرہ میں امین کا وکیل ہونا یعنی خزانچی خزانہ وغیرہ میں وکیل ہے

۲۱۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَازِنُ الْأَمِيْنُ الَّذِيْ يُنْفِقُ وَرُبَّمَا قَالَ الَّذِيْ يُعْطِيْ مَا أُمِرَ بِهٖ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبًا نَفْسُهٗ إِلَى الَّذِيْ أُمِرَ بِهٖ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ.

۲۱۵۱۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانت دار خزانچی جو خرچ کرے مالک کے حکم کے موافق پورا اپنا دل کھول کر خیرات کرنے والوں میں سے ایک وہ بھی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خزانچی وکیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْمُزَارَعَةِ

کتاب ہے زراعت اور کھیتی کے بیان میں

بَابُ فَضْلِ الزَّرْعِ وَالْغَرْسِ إِذَا أُكِلَ مِنْهُ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَفَرَأَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ءَأَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُوْنَ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا﴾

باب ہے بیان میں فضیلت کھیتی کرنے اور درخت لگانے کے جب کہ اس سے کھایا جائے' اور اللہ نے فرمایا کہ بھلا دیکھو تو جو بوتے ہو کیا تم اس کو کھیتی کرتے ہو یا ہم کھیتی کرنے والے ہیں اگر ہم چاہیں تو کر ڈالیں اس کو ریزہ ریزہ۔

فائدہ: اور نہیں شک ہے اس میں کہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر مباح ہونے کھیتی کے اس جہت سے کہ اللہ نے اس کے ساتھ احسان کیا اور حدیث دلالت کرتی ہے اس کی فضیلت پر ساتھ اس قید کے کہ ذکر کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اور ابن منیر نے کہا ہے کہ اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف مباح ہونے کھیتی کے اور جو اس سے ممنوع ہے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے تو اس کا محل وہ ہے جب کہ کھیتی جہاد وغیرہ امور مطلوبہ سے باز رکھے اور اسی پر محمول ہوگی حدیث ابوامامہ کی جو اس کے بعد باب میں مذکور ہے۔ (فتح)

٢١٥٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيْمَةٌ إِلَّا

٢١٥٢۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں جو درخت بوئے یا کھیتی کرے اور اس سے کوئی جانور یا آدمی یا چوپایہ کھائے مگر کہ وہ اس کے لیے خیرات ہو گی۔

كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ وَّقَالَ لَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا أَبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فائدہ: کافر اس حدیث سے خارج ہے اس واسطے کہ اس پر یہ مرتب ہے کہ جو اس سے کھایا جائے وہ اس سے خیرات ہوتی ہے اور مراد خیرات سے یہ ہے کہ آخرت میں اس کو ثواب ملے اور یہ خاص ہے ساتھ مسلمان کے ہاں جو کافر کی کھیتی سے کھایا جائے اس کا بدلہ اس کو دنیا میں ملتا ہے جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ثابت ہو چکا ہے اور اپر جو یہ کہتا ہے کہ اس کے بدلے کافر کو آخرت میں عذاب سے تخفیف ہوتی ہے تو وہ محتاج ہے طرف دلیل کی اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ درخت لگانے اور کھیتی لگانے کی بڑی فضیلت ہے اور اس میں رغبت دلانے ہے او پر آباد کرنے زمین کے اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے پکڑنا پانی اور زمین کا اور قیام کرنا اس پر او پر اس کے اور اس سے معلوم ہوا کہ جو بعض بناوٹی زاہد کہتے ہیں کہ یہ درست نہیں تو ان کا قول فاسد ہے اور جو چیز اس سے نفرت کرانے کے باب میں آئی ہے وہ محمول ہے اس پر جبکہ دین کے کام سے باز رکھے اس میں سے ایک تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نہ پکڑو زمین کو پس رغبت کرو گے تم دنیا میں قرطبی نے کہا کہ یہ محمول ہے اس پر جب کہ دین کے کام سے باز رکھے اور حدیث باب کی محمول ہے اس پر جبکہ پکڑے اس واسطے گزارے کے بقدر ضرورت کے یا واسطے نفع مسلمانوں کے ساتھ اس کے اور حاصل کرنے ثواب اس کے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مگر کہ وہ اس کے واسطے قیامت تک خیرات ہوگی اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ثواب ہمیشہ ملتا ہے جب تک کہ اس کی کھیتی یا درخت سے کھایا جائے اگرچہ اس کے لگانے والا یا بونے والا مر جائے اور اگرچہ اس کی ملک دوسرے کی طرف منتقل ہو جائے اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ثواب صرف اس کو ہوتا ہے جو کھیتی یا درخت کو ہاتھ سے لگائے اگرچہ وہ غیر کی ملک ہو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ام مبشر کی طرف نسبت کیا پھر اس سے لگانے والے کا پتہ پوچھا یعنی اس حدیث میں جو مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام مبشر کا کھجور کا درخت دیکھا اور وہ ایک انصاری عورت ہے سو فرمایا کہ اس درخت کو کس نے لگایا ہے مسلمان نے یا کافر نے لوگوں نے کہا کہ مسلمان نے اور طیبی نے کہا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو مسلمان خواہ آزاد ہو یا غلام تابعدار ہو یا گنہگار کوئی مباح عمل کرے کہ اس سے کوئی جانور فائدہ اٹھائے تو اس کو اس کا ثواب ہوگا اور یہ کہ جائز ہے نسبت کھیتی کرنے کی طرف آدمی کی اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ یہ نسبت منع ہے لیکن وہ حدیث ضعیف ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُحَذَّرُ مِنْ عَوَاقِبِ الْاِشْتِغَالِ بِآلَةِ الزَّرْعِ أَوْ مُجَاوَزَةِ الْحَدِّ الَّذِي أُمِرَ بِهِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ڈرایا جاتا ہے عاقبت مشغول ہونے کے سے ساتھ ہتھیاروں کھیتی کے یا آگے

بڑھے اس حد سے کہ اس کو اس کا حکم ہوا ہے۔

فائدہ: اور حد سے مراد وہ چیز ہے جو مشروع ہو عام ہے اس سے کہ واجب ہو یا مستحب۔ (فتح)

۲۱۵۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ الْأَلْهَانِيُّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ وَرَأَى سِكَّةً وَشَيْئًا مِنْ آلَةِ الْحَرْثِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ هٰذَا بَيْتَ قَوْمٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الذُّلَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَاسْمُ أَبِي أُمَامَةَ صُدَيُّ بْنُ عَجْلَانَ.

۲۱۵۳۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور حالانکہ اس نے ہل اور کچھ ہتھیار کھیتی کا دیکھا تو کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں داخل ہوتا یہ اسباب کھیتی کا کسی قوم کے گھر میں مگر کہ اس قوم میں ذلت اور خواری پیدا کرتا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ ذلت ان سے قیامت تک نہ نکلے گی اور مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ لازم آتی ہے ان کو حقوق زمین سے جو ان سے حاکم طلب کرتے ہیں اور زمین میں محنت کرنی اول اہل ذمہ میں شروع ہوئی اور اصحاب رضی اللہ عنہم اس کے کرنے کو مکروہ جانتے تھے اور ابن تین نے کہا ہے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبر دی اس واسطے میں کہ اکثر مشاہدے میں یہی ہے کہ اکثر ظلم کھیتی والوں پر ہے اور اشارہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے ساتھ ترجمہ کے طرف تطبیق کی درمیان حدیث ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے اور درمیان اس حدیث کے جو درخت بونے کی فضیلت میں گزر چکی ہے اور یہ تطبیق دو طرح سے ہے ایک یہ کہ مذمت کی حدیث اس کی عاقبت پر محمول ہے اور محل اس کا وہ ہے جو جب کہ مشغول ہو ساتھ اس کے پس ضائع کرے اس کے سبب سے وہ چیز جس کے نگاہ رکھنے کا حکم ہے اور یا محمول ہے اس پر جبکہ ضائع نہ کرے مگر حد سے بڑھ جائے اور ظاہر یہ بات ہے کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث محمول ہے اس پر جو اس کو اپنے ہاتھ سے کرے اور لیکن جس کے پاس نوکر ہوں جو اس کے واسطے کھیتی کرتے ہوں اور کھیتی کا اسباب اس کے گھر میں داخل کریں تاکہ وہ محفوظ رہیں تو وہ مراد نہیں اور ممکن ہے کہ اس کو عموم پر حمل کیا جائے اس واسطے کہ ذلت شامل ہے ہر شخص کو جو داخل کرے اپنی جان پر اس چیز کو جو مستلزم ہو مطالبہ دوسرے کے کو واسطے اس کے خاص کر اس وقت جب کہ مطالبہ کرنے والا حاکم ہو اور داؤدی نے کہا کہ یہ اس شخص کے واسطے ہے جو دشمن کے قریب رہتا ہے اس واسطے کہ جب وہ کھیتی کے ساتھ مشغول ہوگا تو گھوڑے کی سواری کرنے سے باز رہے گا پس غالب ہوگا اس پر دشمن پس حق ان کا یہ ہے کہ گھوڑے کی سواری کے ساتھ مشغول ہوں اور لازم ہے ان کے غیر پر مدد کرنی ان کی ساتھ اس چیز کے جس کی ان کو حاجت ہو۔ (فتح)

بَابُ اقْتِنَاءِ الْكَلْبِ لِلْحَرْثِ

کھیتی کے واسطے کتا رکھنے کا بیان

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کھیتی کرنی درست ہے ساتھ اس دلیل کے کہ کھیتی کے واسطے کتے کا رکھنا درست ہے حالانکہ اس کا رکھنا درست نہیں اور جب کہ کھیتی کے واسطے ممنوع چیز کی اجازت ہوئی تو اس کا اقل درجہ یہ ہوگا کہ مباح ہو۔

۲۱۵۴۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِّنْ عَمَلِهِ قِيْرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَأَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا كَلْبَ غَنَمٍ أَوْ حَرْثٍ أَوْ صَيْدٍ وَقَالَ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ.

۲۱۵۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کتا رکھے تو اس کے نیک عمل ہر روز پانچ جو کے برابر گھٹتے جائیں گے لیکن کھیتی اور گائے اور بکری کی نگہبانی کے واسطے کتا رکھنا درست ہے اور ایک روایت میں ہے کہ شکار کے واسطے بھی کتا رکھنا درست ہے۔

۲۱۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ أَبِيْ زُهَيْرٍ رَجُلًا مِّنْ أَزْدِ شَنُوْئَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَا يُغْنِيْ عَنْهُ زَرْعًا وَّلَا ضَرْعًا نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيْرَاطٌ قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيْ وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ.

۲۱۵۵۔ سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو کتا رکھے کہ نہ دفع کرے اس سے کھیتی کو اور نہ گائے بکری کو تو اس کے نیک عمل پانچ جو کے برابر گھٹتے جائیں گے میں نے سفیان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے تو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں قسم ہے رب اس مسجد کی۔

فائدہ: ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ اس کے نیک عمل دو قیراط کے برابر گھٹائے جاتے ہیں ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے رکھنا کتے کا واسطے کھیتی کے اور شکار کے اور گائے بکری کے اور یہ کہ ان کے سوا اور کسی چیز کے واسطے کتا رکھنا مکروہ ہے مگر یہ کہ داخل ہوتا ہے شکار وغیرہ کے معنی میں رکھنا اس کا واسطے کھینچنے منافع کے اور دور کرنے ضرر کے بطور قیاس کے پس معلوم ہوا کہ کتے کا رکھنا مکروہ تو صرف اس وقت ہے جب کہ کوئی حاجت نہ ہو اس واسطے کہ اس میں لوگوں کا ڈرانا ہے اور منع ہونا دخول فرشتوں کا ہے اس گھر میں جس میں کتا ہو اور یہ جو فرمایا کہ اس کا عمل ہر روز گھٹتا جاتا ہے تو اس میں اشارہ ہے کہ کتے کا رکھنا حرام نہیں اس واسطے کہ جس کا رکھنا حرام ہو اس کا رکھنا ہر حالت میں منع ہوتا ہے برابر ہے کہ اس کا عمل کم ہو یا نہ ہو پس معلوم ہوا کہ کتے کا رکھنا مکروہ ہے حرام نہیں اور کہا کہ اس حدیث کی توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ جو معنی کتوں میں مستعبد بھا یعنی جن پر عمل کرنے کا حکم مانند دھونے جوٹھے اس کے کی سات بار تو کتے والا اس کے ساتھ قائم نہیں ہوتا یعنی اس پر عمل نہیں کرتا اور ان سے بچتا نہیں تو اکثر اوقات اس کے رکھنے میں داخل ہوتی ہے اس پر وہ چیز جو اس کے عمل کو گھٹائے اور روایت ہے کہ منصور نے عمرو بن عبید سے اس حدیث کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں تو منصور نے کہا کہ اس واسطے کہ وہ مہمان کو بھونکتا ہے اور سائل کو ڈراتا ہے اور یہ جو دعویٰ کیا ابن عبدالبر نے کہ کتے کا رکھنا حرام نہیں اور دلیل پکڑی اس نے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی تو یہ لازم نہیں بلکہ احتمال ہے کہ واقع ہوئی ہو عقوبت ساتھ نہ توفیق کے واسطے عمل کے ساتھ مقدار قیراط کے اس چیز سے کہ نیک عمل کیا کرتا تھا پہلے رکھنے کتے کے سے اور احتمال ہے کہ اس کا رکھنا حرام ہو اور مراد ساتھ کم ہونے عمل کے یہ ہے کہ جو گناہ اس کے رکھنے سے حاصل ہوتا ہے وہ قیراط یا دو قیراط ثواب کے برابر ہے سو جس قدر کتا رکھنے والے پر گناہ ہوتا ہے اس قدر اس کا نیک عمل گھٹایا جاتا ہے اور وہ قیراط ہے یا دو قیراط اور بعض کہتے ہیں کہ سبب نقصان کا یہ ہے کہ فرشتے اس کے گھر میں داخل نہیں ہوتے یا اس واسطے کہ راہ چلنے والوں کو اس سے ایذا ہوتی ہے یا اس واسطے کہ بعض کتے شیطان ہوتے ہیں اور عقوبت ہے واسطے نہی کے یا واسطے منہ ڈالنے اس کے برتنوں میں وقت غفلت مالک کے تو اکثر اوقات بعض برتن ان میں سے پاک ہو جاتے ہیں اور جب ان کو عبادت میں استعمال کرتا ہے تو نہیں واقع ہوتی عبادت جگہ پاک کی اور ابن تین نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اگر کتا نہ رکھتا تو اس کا عمل کامل ہوتا سو جب اس نے اس کو رکھا تو اس کا عمل کم ہوتا جائے گا اور نہیں جائز ہے کہ گزرے ہوئے عمل کم ہوں بلکہ مراد یہ ہے کہ کتے نہ رکھنے والے کے موافق اس کا عمل کامل نہیں ہوتا اور یہ جو اس نے دعویٰ کیا ہے کہ پہلے عمل کم نہیں ہوتے تو اس میں تنازع کیا گیا ہے اس واسطے کہ رویانی نے بحر میں اختلاف حکایت کیا ہے اس میں کہ کیا اس کے پہلے عمل کم ہوتے ہیں یا پچھلے اور یہ کہ قیراطوں کے کم ہونے کا محل کون دن ہے یا رات سو بعض کہتے ہیں کہ ایک قیراط دن کے عمل سے کم

ہوتی ہے اور ایک قیراط رات کے عمل سے کم ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک قیراط فرض سے اور ایک نفل سے اور نقصان کے سبب میں جیسا کہ گزرا ہے اور ایک روایت میں ایک قیراط کا ذکر ہے اور ایک میں دو کا اور بعض کہتے ہیں کہ حکم جائز کے واسطے ہے یعنی دو قیراط کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دو حالتوں پر محمول ہیں یعنی اگر کتا رکھنے میں ضرر کم ہو تو ایک قیراط کے برابر عمل کم ہوتا ہے اور اگر ضرر بہت ہو تو دو قیراط کے برابر گھٹتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر مدینہ منورہ میں کتا رکھے تو اس کا عمل دو قیراط کے برابر گھٹتا ہے اور جو اس کے سوائے کسی اور جگہ میں رکھے اور کا عمل ایک قیراط کے برابر کم ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لاحق ہیں ساتھ مدینے کے تمام شہر اور گاؤں اور خاص ہے قیراط ساتھ جنگلوں کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دو قسم کے کتوں میں ہے اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ قیراطوں مذکور کے کہ کیا وہ ان قیراطوں کی طرح ہے جو جنازہ پڑھنے اور اس کے ساتھ جانے سے حاصل ہوتے ہیں یا نہیں سو بعض تو کہتے ہیں کہ برابر ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جو جنازے کے باب میں مذکور ہیں وہ اللہ کے احسان کے باب سے ہیں اور جو یہاں مذکور ہیں وہ سزا کے باب سے ہیں اور اللہ کے فضل کا دروازہ فراخ ہے اور صحیح تر شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ دروازہ کی نگہبانی کے واسطے کتا رکھنا جائز ہے کہ وہ بھی منصوص کے معنی میں ہے اور اتفاق ہے اس پر کہ اس کتے کا پالنا جائز ہے جس کے قتل پر اتفاق نہیں اور وہ کتا کاٹنے والا ہے اور جو کتا کاٹنے والا نہیں اس کے مار ڈالنے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اس کا مار ڈالنا جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جائز نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے پالنا کتے کے چھوٹے بچے کا اس غرض سے کہ جب بڑا ہو گا تو اس سے فائدہ حاصل ہو گا اور اس کا قصد منفعت موجودہ کے قائم مقام ہو گا جیسا کہ جائز ہے بیچنا اس چیز کا جس کے ساتھ فی الحال نفع حاصل نہیں ہوتا اس واسطے اس سے فائدہ ہو گا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جس کتے کے رکھنے کی اجازت ہے وہ کتا پاک ہے اس واسطے کہ اس کے مخالطت میں ساتھ پرہیز کرنے کے اس سے بہت مشقت ہے پس اس کے رکھنے کی اجازت دینی اور اجازت ہے بیچ کامل کرنے مقصود کے اس کے جیسا کہ منع لوازم اس کے سے مناسب ہے واسطے منع کے اس سے اور یہ استدلال قوی ہے نہیں معارض ہے اس کو مگر عموم حدیث کا جس میں حکم ہے کہ کتے کے جوٹھے کو سات بار دھویا جائے بغیر تفصیل کے یعنی خواہ اس کتے کا رکھنا درست ہو یا نہ ہو اور عموم کی تخصیص کرنی منکر نہیں یعنی جائز ہے جبکہ جائز رکھے اس کو دلیل اور اس حدیث میں رغبت دلانی ہے اوپر بہت کرنے نیک عملوں کے اور ڈرانا اس چیز سے جو عملوں کو گھٹائے اور تنبیہ اوپر اسباب زیادتی کے بیچ اس کے اور کمی کے اس سے تاکہ پرہیز کرے یا اختیار کرے اور بیان ہے اللہ کی مہربانی کا ساتھ خلقت اپنی کے بیچ مباح کرنے اس چیز کے کہ ان کو اس میں فائدہ ہے اور پہنچانا ان کے پیغمبر کا ان کو امور معاش ان کے کے اور معاد ان کے کے اور یہ کہ جو مصلحت راجح ہو اس کو مفسدی پر ترجیح ہے واسطے مخصوص ہونے نفع والی چیز کے اس چیز سے کہ

اس کا رکھنا حرام ہے۔(فتح)

بَابُ اسْتِعْمَالِ الْبَقَرِ لِلْحِرَاثَةِ

کھیتی کے واسطے گائے بیل سے کام لینا یعنی اس پر سوار ہونا لائق نہیں بلکہ لائق یہ ہے کہ اس سے کھیتی کرے

٢١٥٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ رَاكِبٌ عَلٰى بَقَرَةٍ الْتَفَتَتْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ لَمْ أُخْلَقْ لِهٰذَا خُلِقْتُ لِلْحِرَاثَةِ قَالَ آمَنْتُ بِهٖ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَأَخَذَ الذِّئْبُ شَاةً فَتَبِعَهَا الرَّاعِيْ فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ مَنْ لَّهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِيْ قَالَ آمَنْتُ بِهٖ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ وَمَا هُمَا يَوْمَئِذٍ فِي الْقَوْمِ.

٢١٥٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ایک مرد بیل پر سوار تھا بیل نے اس کی طرف دیکھا تو کہا کہ میں اس سوار ہونے کے واسطے پیدا نہیں ہوا میں تو کھیتی کے واسطے پیدا ہوا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میں اس بات کو سچ جانتا ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کو سچ جانتے ہیں اور جس حالت میں کہ ایک چرانے والا بکریاں چراتا تھا کہ بھیڑیا ان میں سے ایک بکری کو لے بھاگا اور چرانے والا اس کے پیچھے لگا تو بھیڑیے نے اس سے کہا کہ قیامت کے دن کون بھیڑ بکریوں کو بچائے گا جس دن اس کا کوئی چرانے والا میرے سوا نہیں ہوگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شبہ میں اس بات کو سچ جانتا ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی سچ جانتے ہیں، تو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دونوں اس دن مجلس میں موجود نہ تھے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب المناقب میں آئے گی اور اس کی شرح بھی وہاں بیان ہوگی ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث میں حجت ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ گھوڑے کا کھانا منع ہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ تا کہ تم ان پر سوار ہو اس واسطے کہ اگر سوار ہونا اس پر دلالت کرتا کہ ان کا کھانا درست نہیں تو یہ حدیث دلالت کرتی کہ گائے بیل کا کھانا بھی درست نہیں واسطے دلیل قول اس کے کہ میں تو کھیتی کے واسطے پیدا ہوا ہوں حالانکہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ گائے بیل کا کھانا حلال ہے پس معلوم ہوا کہ مراد ساتھ عموم کے جو لفظ لتر کبوا اور انما سے سمجھا جاتا ہے عموم مخصوص ہے۔(فتح)

بَابٌ إِذَا قَالَ اكْفِنِيْ مَئُوْنَةَ النَّخْلِ وَغَيْرِهٖ وَتُشْرِكُنِيْ فِي الثَّمَرِ

جب کہ کھجوروں والا کہے یعنی دوسرے کو کہ کفایت کر مجھ کو محنت سے کھجوروں وغیرہ میں یعنی انگور میں یعنی فقط تو ہی محنت کر میں نہیں کرتا اور شریک ہو مجھ کو میوے میں تو

اس کا کیا حکم ہے؟

۲۱۵۷۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيلَ قَالَ لَا فَقَالُوْا تَكْفُوْنَا الْمَئُوْنَةَ وَنُشْرِكْكُمْ فِي الثَّمَرَةِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.

۲۱۵۷۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے حضرت ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ ہمارے اور ہمارے بھائی مہاجریں میں کھجور کے درخت تقسیم کر دیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تقسیم نہیں کرتا سو تم ہم سے یعنی مہاجرین سے محنت کو کفایت کرو یعنی فقط تم ہی محنت کرو ہم نہیں کرتے اور ہم تم کو میوے میں شریک کریں گے انصار نے کہا کہ ہم نے سنا اور مانا۔

فائدہ: جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینے میں آئے اور اپنا مال مکہ وغیرہ میں چھوڑ آئے تو اس وقت انصار نے یہ بات عرض کی کہ یا حضرت ﷺ کھجور کے درخت ہمارے اور ہمارے بھائی مہاجرین میں تقسیم کر دیجیے تو حضرت ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ میں درخت تقسیم نہیں کرتا تم ہی ان کی محافظت کرو اور پانی وغیرہ دینے کی محنت اپنے ذمے رکھو اور مہلب نے کہا کہ حضرت ﷺ نے یہ بات ان سے اس واسطے کہی کہ جب آپ ﷺ نے معلوم کیا کہ ان پر شہر فتح ہوں گے تو مکروہ جانا کہ انصار کی زمین ان کے نیچے سے نکل جائے سو جب انصار نے یہ بات سمجھی تو دونوں مصلحتوں کو جمع کیا یعنی حکم کا ماننا اور مہاجرین کے ساتھ سلوک کرنا پس سوال کیا کہ وہ ان کے ساتھ عمل میں شامل ہوں اور میوے میں شریک ہوں کہ یہ مساقات ہے یعنی ایک کے درخت ہوں اور ایک کی محنت اور ابن تین نے کہا کہ مہاجرین انصار کی زمین اور مال کے کچھ حصے کے مالک ہو گئے تھے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے عقبہ کی رات انصار سے شرط کی تھی کہ مہاجرین کے ساتھ سلوک کریں پس اس سے کسی چیز میں مساقات نہیں اور جو اس نے دعویٰ کیا ہے وہ مردود ہے اس نے اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی اور یہ جو حضرت ﷺ نے ان سے مہاجرین کے سلوک کے واسطے شرط کر لی تھی تو اس سے زمین میں شریک ہونا لازم نہیں آتا اور اگر صرف اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی تو ان کے سوال اور حضرت ﷺ کے جواب کے کوئی معنی نہ ہوتے اور یہ بات واضح ہے ساتھ حمد اللہ کے۔ (فتح)

بَابُ قَطْعِ الشَّجَرِ وَالنَّخْلِ

درخت اور کھجور کے درخت کاٹنے کا بیان

فائدہ: یعنی جائز ہے حاجت اور مصلحت کے جبکہ معین کرے راہ کو بیچ چور کرنے دشمن کے زخموں سے اور مانند اس کے کی اور بعض اہل علم کہتے ہیں کہ پھل دار درخت کا کاٹنا ہرگز درست نہیں اور کہتے ہیں کہ جو حدیثیں کاٹنے کے باب میں آئی ہیں یا تو وہ محمول ہیں یعنی یا تو مراد ان سے وہ درخت ہیں جو پھل دار نہ ہوں یا محمول ہیں اس پر کہ جو

درخت بنی نضیر کے قصبے میں کاٹے گئے تھے اور وہ اس جگہ میں تھے جہاں لڑائی واقع ہوئی تھی اور یہی قول ہے اوزاعی اور لیث اور ابوثور کا۔ (فتح)

وَقَالَ اَنَسٌ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّخْلِ فَقُطِعَ

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے کھجور کے درخت کاٹنے کا حکم فرمایا تو کاٹے گئے

فائدہ: یہ حدیث ابواب المساجد میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی اور یہ شاہد ہے کہ اگر حاجت ہو تو درخت کا کاٹنا درست ہے۔ (فتح)

۲۱۵۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ وَلَهَا يَقُوْلُ حَسَّانُ وَهَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِيْ لُؤَيٍّ حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرُ.

۲۱۵۸۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بنی نضیر کی کھجور کے درخت جلائے اور کاٹے اور وہ جگہ بویرہ ہے اور اس کے حق میں احسان نے شعر کہا ہے کہ آسان ہوا بنی لوی کے سرداروں پر جلانا بویرہ کا جو چوڑا تھا۔

فائدہ: بنی نضیر نام ہے ایک قبیلے کا یہود کے قبیلوں سے جب انہوں نے حضرت ﷺ سے عہد توڑا اور حضرت ﷺ کے قتل کا قصد کیا تو آپ ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا سو آپ ﷺ نے ان کو خیبر کی طرف نکال دیا اور ان کی کھجوریں جلائی گئیں اور ان کے گھر خراب کیے گئے پس معلوم ہوا کہ کفار کے درخت کاٹنا اور جلانا درست ہے۔ (ع)

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: اس باب میں ترجمہ نہیں بلکہ یہ باب بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے۔ (فتح)

۲۱۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيِّ سَمِعَ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا أَكْثَرَ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مُزْدَرَعًا كُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ بِالنَّاحِيَةِ مِنْهَا مُسَمًّى لِّسَيِّدِ الْأَرْضِ قَالَ فَمِمَّا يُصَابُ ذٰلِكَ وَتَسْلَمُ الْأَرْضُ وَمِمَّا يُصَابُ الْأَرْضُ وَيَسْلَمُ ذٰلِكَ فَنُهِيْنَا وَأَمَّا الذَّهَبُ وَالْوَرِقُ

۲۱۵۹۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کھیتی میں سب اہل مدینہ سے زیادہ تھے اور ہم زمین کو کرایہ پر دیتے تھے اس شرط پر کہ زمین کی ایک طرف معین زمین کے مالک کے واسطے ہے یعنی جو مثلا نالی پر پیدا ہو وہ مالک کا ہوگا پس اکثر اوقات اس قطعہ معین کو آفت پہنچتی تھی اور باقی زمین سلامت رہتی تھی اور کبھی زمین کو آفت پہنچتی تھی اور یہ قطعہ سلامت رہتا تھا سو ہم کو اس سے منع ہوا اور اوپر چاندی سونا پس اس وقت نہ تھا یعنی چاندی سونے پر کرایہ دینے کا رواج

فَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ.

نہ تھا نہ یہ کہ موجود نہ تھا۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اشارہ کرنا ساتھ اس کے طرف اس کی ہے کہ درختوں کا کاٹنا اس وقت ہے جب کہ کوئی مصلحت ہو مانند چور کرنے دشمن کی زخموں سے یا لکڑی وغیرہ کے ساتھ نفع اٹھانا مقصود ہو اور منع وہ ہے جو بے فائدہ اور فساد کے واسطے ہو اور وجہ اخذ کرنے اس کے کی رافع کی حدیث سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منفعت زمین کے ضائع کرنے سے منع فرمایا اور جبکہ اس کی منفعت کا ضائع کرنا منع ہے اور حالانکہ وہ نہ محقق ہے اور نہ معین تو ضائع کرنا ذات اس کی کا ساتھ کاٹنے درختوں اس کے کے بطریق اولی عبث ہوگا۔ (فتح)

بَابُ الْمُزَارَعَةِ بِالشَّطْرِ وَنَحْوِهِ

آدھے حصے وغیرہ پر کھیتی کرنے کا بیان

فائدہ: مزارعت یہ ہے کہ کسی کو زمین دے کہ وہ اس زمین میں کھیتی کرے جو اس میں پیدا ہو آپس میں بانٹ لیں آدھوں آدھ۔

وَقَالَ قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ مَا بِالْمَدِينَةِ أَهْلُ بَيْتِ هِجْرَةٍ إِلَّا يَزْرَعُونَ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَزَارَعَ عَلِيٌّ وَّسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَالْقَاسِمُ وَعُرْوَةُ وَآلُ أَبِي بَكْرٍ وَّآلُ عُمَرَ وَآلُ عَلِيٍّ وَابْنُ سِيرِينَ.

اور ابو جعفر نے کہا کہ مدینے میں کوئی اہل بیت ہجرت کی نہیں یعنی مہاجر مگر یہ کہ تہائی اور چوتھائی پر کھیتی کرتے تھے، اور زراعت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سعد بن مالک رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور قاسم رضی اللہ عنہ اور عروہ رضی اللہ عنہ اور اولاد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اولاد عمر رضی اللہ عنہ اور اولاد علی رضی اللہ عنہ اور ابن سیرین نے۔

فائدہ: اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی ان اثروں سے اشارہ کرنا ہے طرف اس کی کہ اصحاب رضی اللہ عنہم سے اس کے جواز میں خلاف منقول نہیں خاص کر اہل مدینہ سے سو جو اس کا قائل ہے کہ اہل مدینہ کا عمل مرفوع حدیثوں پر مقدم ہے تو اس کو لازم ہے کہ اپنے قاعدے کے موافق اس کے جواز کا قائل ہو یعنی مزارعت کو جائز رکھے۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ كُنْتُ أُشَارِكُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ فِي الزَّرْعِ وَعَامَلَ عُمَرُ النَّاسَ عَلَى إِنْ جَآءَ عُمَرُ بِالْبَذْرِ مِنْ عِنْدِهِ فَلَهُ الشَّطْرُ وَإِنْ جَآءُوْا بِالْبَذْرِ فَلَهُمْ كَذَا.

اور عبدالرحمٰن بن اسود تابعی نے کہا کہ تھا میں شراکت کرتا عبدالرحمٰن بن یزید سے مزارعت میں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے معاملہ کیا یعنی ساتھ مزارعت کے اس شرط پر کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ اپنے پاس سے بیج لائے تو اس کے واسطے آدھا حصہ ہے اور اگر لوگ بیج لیں تو ان

کے واسطے اتنا ہے یعنی آدھا یا مانند اس کی۔

فائدہ: بیہقی نے روایت کی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اہل نجران اور اہل فدک اور تیمار اور اہل خیبر کو وطن سے نکال دیا اور ان کی زمینیں اور ان کے مال خرید لیے اور یعلی کو وہاں کا عامل کیا تو سفید زمین لوگوں کو کھیتی کرنے کے واسطے دی اس شرط پر کہ اگر بیج اور بیل اور لوہا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہو تو ان کو ایک تہائی ملے گی اور عمر رضی اللہ عنہ کو دو تہائیاں ملیں گی اور اگر یہ سب چیزیں لوگوں کی طرف سے ہوں گی تو آدھا ان کو ملے گا اور آدھا عمر رضی اللہ عنہ کو اور عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل میں یہ شبہ آتا ہے کہ اس میں ایک عقد میں دو بیعوں کا ہونا لازم آتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے تنویع اور تخییر ہو پہلے عقد کی پھر واقع ہو عقد ایک دو امروں پر یا عمر رضی اللہ عنہ اس کو حوالہ اعتقاد کرتے تھے پس نہ ضرر کرے گا اس کو ہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے جو اس اثر کو یہاں وارد کیا ہے تو یہ چاہتے ہیں کہ اس کو اس کے نزدیک مزارعت اور مخابرت کے ایک معنی ہیں اور یہی ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ان دونوں کے معنی جدا جدا ہیں پس مزارعت یہ ہے کہ محنت کرے زمین میں ساتھ بعض اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو اور بیج مالک زمین کی طرف سے ہو اور مخابرت کے معنی بھی یہی ہیں لیکن اس میں بیج محنت کرنے والے کی طرف سے ہوتا ہے اور تحقیق جائز رکھا ہے ان کو احمد نے ایک روایت میں اور شافعیہ سے ابن خزیمہ اور ابن منذر اور خطابی نے اور ابن شریح نے کہا ہے کہ جائز ہے مزارعت اور سکوت کیا اس نے مخابرت سے اور عکس کیا ہے اس کو جوزی نے شافعیہ سے اور یہی مشہور ہے احمد سے اور باقی کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے ایک ان دونوں میں سے وہ کہتے ہیں کہ مراد ان اثروں سے مساقات ہے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ أَنْ تَكُوْنَ الْأَرْضُ لِأَحَدِهِمَا فَيُنْفِقَانِ جَمِيْعًا فَمَا خَرَجَ فَهُوَ بَيْنَهُمَا وَرَأَى ذٰلِكَ الزُّهْرِيُّ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ أَنْ يُجْتَنَى الْقُطْنُ عَلَى النِّصْفِ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ وَابْنُ سِيْرِيْنَ وَعَطَاءٌ وَّالْحَكَمُ وَالزُّهْرِيُّ وَقَتَادَةُ لَا بَأْسَ أَنْ يُّعْطَى الثَّوْبُ بِالثُّلُثِ أَوِ الرُّبُعِ وَنَحْوِهِ وَقَالَ مَعْمَرٌ لَا بَأْسَ أَنْ تُكْرَى الْمَاشِيَةُ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى.

اور حسن بصری نے کہا کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ زمین ایک کی ہو اور دونوں اس پر خرچ کریں اور جو پیدا ہو سو دونوں کے درمیان آدھوں آدھ ہے اور جائز رکھا اس کو زہری نے اور حسن نے کہا کہ نہیں ڈر ہے کہ چنی جائے کپاس آدھے حصے پر' اور ابراہیم اور ابن سیرین اور عطاء اور حکم اور زہری اور قتادہ نے کہا کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ دیا جائے کپڑا ساتھ تہائی یا چوتھائی یا مانند اس کی کے یعنی جولاہے کو کپڑا بننے کے واسطے سوت دیا جائے اس شرط پر کہ محنت کے بدلے تہائی، چوتھائی کپڑا اس کو ملے گا اور باقی سوت والے کو یہ جائز ہے اور معمر نے کہا کہ

نہیں ڈر یہ کہ کرائے دیا جائے چوپایہ تہائی یا چوتھائی پر ایک مدت معین تک یعنی اپنا بیل یا گھوڑا وغیرہ کسی کو کرائے پر دے اس قرار پر کہ جو اس کے ساتھ کمائے گا اس سے تہائی یا چوتھائی جانور کی مالک کی ہو گی اور باقی کمانے والے کا۔

٢١٦٠۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ فَكَانَ يُعْطِي أَزْوَاجَهُ مِائَةَ وَسْقٍ ثَمَانُوْنَ وَسْقَ تَمْرٍ وَّعِشْرُوْنَ وَسْقَ شَعِيْرٍ فَقَسَمَ عُمَرُ خَيْبَرَ فَخَيَّرَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْطِعَ لَهُنَّ مِنَ الْمَآءِ وَالْأَرْضِ أَوْ يُمْضِيَ لَهُنَّ فَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْأَرْضَ وَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْوَسْقَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ اخْتَارَتِ الْأَرْضَ.

٢١٦٠۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معاملہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر سے ساتھ نصف اس چیز کے کہ پیدا ہو اس کھیتی سے یا میوے سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو سو وسق دیتے تھے اسی وسق کھجوریں دیتے تھے اور بیس وسق جو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں خیبر کو تقسیم کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو اختیار دیا یہ کہ جاگیر دے ان کو پانی اور زمین خیبر سے اور وہ خود کھیتی کروائیں یا جاری رکھے ان کے واسطے اور ان کی وہ چیز جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے مقرر کی تھی یعنی سو وسق سو ان میں سے بعض بیویوں نے زمین اختیار کی اور بعض نے وسق اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زمین اختیار کی تھی۔

فائدہ: یہ حدیث عمدہ دلیل ہے واسطے اس شخص کے جو مزارعت اور مخابرت کو جائز رکھتا ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بدستور جاری رہی یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا وطن کیا کما سیاتی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے مساقات کھجور اور انگور کی درختوں میں اور اسی طرح جائز ہے تمام درختوں میں جن کی شان سے پھل لانا ہے ساتھ حصے معلوم کے کہ مقرر کیا جائے واسطے محنت کرنے والے کے اور یہی قول ہے جمہور کا کہ مزارعت جائز ہے اور خاص کیا ہے اس کو شافعی نے جدید قول میں ساتھ کھجور اور انگور کے اور خاص کیا ہے اس کو داؤد نے ساتھ درخت کھجور کے اور ابوحنیفہ اور زفر نے کہا کہ مزارعت اور کسی حال میں جائز نہیں اس واسطے کہ وہ اجارہ ہے ساتھ میوے معدوم کے یا مجہول کے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ اس کا جواب یہ دیتا ہے کہ وہ ایک عقد ہے مال میں عمل کرنے پر ساتھ بعض منافع

اس کے کے پس وہ مانند مضاربت کے ہے اس واسطے کہ مضارب محنت کرتا ہے مال میں ساتھ ایک حصے کے منافع اس کے سے اور حالانکہ وہ معدوم اور مجہول ہے اور تحقیق صحیح ہے عقد اجارے کا اس کے باوجود کہ منافع معدوم ہے پس اسی طرح اس جگہ بھی درست ہے اور نص اور اجماع کے باطل کرنے میں قیاس کرنا مردود ہے اور بعض نے خیبر کے قصے سے یہ جواب دیا ہے کہ وہ صلح سے فتح ہوا تھا اور وہ برقرار رکھے گئے اس پر کہ زمین ان کی ملک ہے اس شرط پر کہ آدھا میوہ دیا کریں پس یہ بطور جزیہ کے لیا جاتا تھا پس یہ مساقات کے جواز پر دلالت نہیں کرتی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اکثر خیبر لڑائی سے فتح ہوا تھا جیسا کہ مغازی میں آئے گا اور ساتھ اس کے کہ اکثر اس کا مجاہدین کے درمیان تقسیم ہوا کما سیاتی یعنی پس اگر صلح سے فتح ہوتا تو مجاہدین میں تقسیم نہ کیا جاتا اور ساتھ اس کے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا وطن کیا سو اگر زمین ان کے ملک ہوتی تو ان کو جلا وطن نہ کرتے اور جو تمام درختوں کے پھلوں میں اس کو جائز رکھتا ہے اس کی دلیل یہ لفظ ہے جو حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ معاملہ کیا ان سے ساتھ نصف اس چیز کے جو پیدا ہو کھجور سے اور درخت سے یعنی اس میں مطلق شجر کا لفظ آیا ہے یعنی ہر درخت میں اور یہ جو کہا کہ ساتھ نصف اس چیز کے کہ پیدا ہو تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہے مساقات ساتھ حصے معلوم کے نہ مجہول کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے نکالنا بیج کا محنت کرنے والے سے یا مالک سے اس واسطے کہ حدیث مطلق ہے اس میں کسی چیز کی قید نہیں جو اس کو منع کرتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ محنت کرنے والا اس وقت گویا کہ اپنا بیج مالک زمین کے ہاتھ بیچتا ہے ساتھ اناج مجہول کے ساتھ وعدے کے اور یہ جائز نہیں اور جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ وہ مستثنٰی ہے نہی بیع اناج کی سے ساتھ اناج کے واسطے تطبیق کے درمیان دونوں حدیثوں کے اور تطبیق اولیٰ ہے ایک کے باطل کرنے سے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا لَمْ يَشْتَرِطِ السِّنِينَ فِي الْمُزَارَعَةِ

جب مزارعت میں زمین کا مالک عامل کے واسطے برسوں کی شرط نہ کرے یعنی اس میں سالوں کو معین نہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

٢١٦١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ عَامَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ.

٢١٦١۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاملہ کیا اہل خیبر کے ساتھ نصف اس چیز سے کہ پیدا ہو اس سے میوے سے یا کھیتی سے۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں اور وجہ اس چیز کی کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس

کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس حدیث کے کسی طریق میں معین سالوں کی قید واقع نہیں ہوئی اور تحقیق باب باندھا ہے ساتھ اس کے بعد چار بابوں کے کہ جب مالک زمین کا کہے کہ برقرار رکھوں گا میں تجھ کو جب تک کہ اللہ تجھ کو برقرار رکھے اور مدت معلوم کو ذکر نہ کرے تو وہ دونوں اپنی رضامندی پر ہیں اور بیان کیا حدیث کو اور اس میں حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ برقرار رکھیں گے ہم تم کو جب تک کہ چاہیں گے اور موافقت اس کی باب سے ظاہر ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے دینا کھجوروں کا بطور مساقات کے اور دینا زمین کا بطور مزارعت کے بغیر ذکر کرنے سالوں معلوم کے پس جائز ہوگا مالک کو یہ کہ نکالے عامل کو جب چاہے اور اتفاق ہے سب کا کہ نہیں جائز کرایہ دینا مگر ساتھ مدت معلوم کے اور وہ عقود لازمہ سے ہے۔ (فتح)

بَابٌ یہ باب ہے

فائدہ: یہ باب بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے بخاری نے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث وارد کی ہے جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ زمین کی اجرت لینی درست ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی پہلے باب میں یہ ہے کہ جب مزارعت جائز ہے اس پر کہ عامل کے لیے پیداوار کا حصہ معلوم ہو تو مزارعت پر اجرت معین لینی بطریق اولیٰ جائز ہوگی۔ (فتح)

٢١٦٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو قُلْتُ لِطَاوُسٍ لَوْ تَرَكْتَ الْمُخَابَرَةَ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُ قَالَ أَيْ عَمْرُو إِنِّيْ أُعْطِيْهِمْ وَأُغْنِيْهِمْ وَإِنَّ أَعْلَمَهُمْ أَخْبَرَنِيْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَلٰكِنْ قَالَ أَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهِ خَرْجًا مَّعْلُوْمًا.

٢١٦٢۔ عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے طاؤس سے کہا کہ اگر تو مزارعت کو چھوڑ دیتا تو بہتر ہوتا اس واسطے کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے طاؤس نے کہا کہ اے عمرو رضی اللہ عنہ میں لوگوں کو دیتا ہوں یعنی زمین کھیتی کرنے کے لیے اور ان کی مدد کرتا ہوں اور ان کے بڑے عالم نے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ کو خبر دی کہ حضرت ﷺ نے اس سے نہیں منع فرمایا یعنی دینے زمین کے سے ساتھ حصے اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو لیکن فرمایا کہ مفت دینا مرد کا اپنی زمین اپنے بھائی مسلمان کو بہتر ہے اس کے حق میں اس پر معین اجرت لینے سے یعنی اگر احسان کرے اور بغیر کچھ لینے کے زمین بطریق عاریت کے کسی کو دے کہ لینے والا اس سے فائدہ اٹھائے تو یہ بہتر ہے۔

فائدہ: اور داخل کرنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس حدیث کو اس باب میں مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اس کے نزدیک

مزارعت اور مخابرت کے ایک معنی ہیں یعنی دینا زمین کا ساتھ حصے اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو اور ترمذی کی روایت میں مزارعت کا ذکر صریح آ چکا ہے اور یہ جو عمرو نے طاؤس سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں تو گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف حدیث رافع بن خدیج کی جو اس باب میں وارد ہو چکی ہے اور مسلم اور نسائی نے عمرو بن دینار سے روایت کی ہے کہ تھا طاؤس برا جانتا یہ کہ کرائے دے زمین اپنی کو ساتھ سونے اور چاندی کے اور کہتا تھا کہ تہائی اور چوتھائی پیداوار پر دینی درست ہے تو اس کو مجاہد نے کہا کہ تو رافع بن خدیج کے پاس جا اور اس کی حدیث کو سن تو طاؤس نے کہا کہ اگر میں جانتا کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے تو میں اس کو نہ کرتا لیکن خبر دی مجھ کو اس نے جو اس سے زیادہ تر عالم ہے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد نہی کی حدیث سے مطلق نفی کرنی نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ نہی اپنے حقیقی معنی پر نہیں بلکہ مراد اس سے اولویت ہے یعنی مراد اس سے نہی تنزیہی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے عقد صحیح سے منع نہیں فرمایا بلکہ شرط فاسد سے منع فرمایا ہے لیکن ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے مزارعت کو حرام نہیں کیا اور یہ روایت میری تاویل کو قوی کرتی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُزَارَعَةِ مَعَ الْيَهُوْدِ

یہود کے ساتھ مزارعت کرنے کا بیان

۲۱۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطٰى خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ عَلٰى أَنْ يَّعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا خَرَجَ مِنْهَا.

۲۱۶۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خیبر کی زمین یہود کو دی اس شرط پر کہ اس میں محنت کریں اور کھیتی بوئیں اور ان کو اس کی پیداوار کا نصف حصہ ملے گا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اور مراد ساتھ اس کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ مسلمانوں اور اہل ذمہ دونوں کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے اس میں کوئی فرق نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الشُّرُوْطِ فِي الْمُزَارَعَةِ

ان شرطوں کا بیان جو مزارعت میں مکروہ ہیں

۲۱۶۴۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيٰى سَمِعَ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيَّ عَنْ رَافِعٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا أَكْثَرَ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ حَقْلًا وَّكَانَ أَحَدُنَا يُكْرِي أَرْضَهُ

۲۱۶۴۔ رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کھیتی کرنے میں سب اہل مدینہ سے زیادہ تھے اور ہم میں سے کوئی اپنی زمین کو کرائے دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ ٹکڑا معین میرے واسطے ہے یعنی جو کچھ اس میں پیدا ہوگا وہ میرے واسطے ہے سو اکثر

فَيَقُولُ هٰذِهِ الْقِطْعَةُ لِيْ وَهٰذِهِ لَكَ فَرُبَّمَا أَخْرَجَتْ ذِهِ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِهِ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اوقات یہ قطعہ کھیتی کو نکالتا اور یہ نہ نکالتا یعنی دونوں میں سے ایک قطعہ میں کھیتی ہوتی اور ایک میں نہ ہوتی تو حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح پانچ بابوں کے بعد آئے گی اور اشارہ کیا ساتھ اس کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس باب کے کہ رافع کی حدیث اس وقت پر محمول ہے جب کہ شامل ہو عقد شرط فاسد کو یا پہنچائے طرف دھوکے اور فریب کی۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا زَرَعَ بِمَالِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ وَكَانَ فِيْ ذٰلِكَ صَلَاحٌ لَهُمْ

جب کہ کسی قوم کے مال سے ان کے اذن کے بغیر کھیتی کرے اور ان کے واسطے اس میں بہتری ہو یعنی نفع تو یہ درست ہے

۲۱۶۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَمْشُوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَأَوَوْا إِلٰى غَارٍ فِيْ جَبَلٍ فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَانْطَبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ انْظُرُوْا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا صَالِحَةً لِلّٰهِ فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا عَنْكُمْ قَالَ أَحَدُهُمُ اللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِيْ وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِيْ صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ أَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ حَلَبْتُ فَبَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيْهِمَا قَبْلَ بَنِيَّ وَإِنِّيْ اسْتَأْخَرْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ آتِ حَتّٰى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوْسِهِمَا

۲۱۶۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ تین آدمی چلے جاتے تھے تو ان کو مینہ نے لیا یعنی گھیرا تو وہ پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے تو اس پہاڑ کا ایک پتھر ان کی غار کے منہ پر ڈھلک پڑا سو ان کو اس نے بند کر لیا تو بعض نے بعض سے کہا کہ دیکھو اپنے نیک کاموں کو جو اللہ کے واسطے کیے ہوں سو دعا مانگو ان کے وسیلے سے شاید کہ اللہ اس پتھر کو تمہارے اوپر سے کھول دے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ الٰہی معاملہ تو یہ ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے بڑی عمر والے اور میرے چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے کہ میں ان کے لیے بکریاں چرایا کرتا تھا پھر جب میں شام کے قریب چرا لاتا تو ان کے واسطے ان کا دودھ دوہتا تھا سو اول میں اپنے ماں باپ سے شروع کرتا تھا سو ان کو اپنے لڑکوں سے پہلے پلاتا تھا اور ایک دن میں نے دیر کی یعنی چارہ بہت دور ملا سو میں گھر میں نہ آیا یہاں تک کہ مجھ کو شام ہوئی کہ میں نے ماں باپ کو سوتا پایا پھر میں نے دودھ دوہا جس طرح دوہا کرتا تھا تو میں دودھ لا کر ماں باپ کے سر پر کھڑا ہوا مجھ کو برا لگا کہ

أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْقِيَ الصِّبْيَةَ وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُهُ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَآءَ فَفَرَجَ اللّٰهُ فَرَأَوُا السَّمَآءَ وَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ إِنَّهَا كَانَتْ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ أَحْبَبْتُهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَآءَ فَطَلَبْتُ مِنْهَا فَأَبَتْ عَلَيَّ حَتّٰى أَتَيْتُهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَبَغَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُهَا فَلَمَّا وَقَعْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهٖ فَقُمْتُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُهُ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً فَفَرَجَ وَقَالَ الثَّالِثُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيْرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهٗ قَالَ أَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهٗ حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَآءَنِيْ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ فَقُلْتُ اذْهَبْ إِلٰى ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرُعَاتِهَا فَخُذْ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَسْتَهْزِئْ بِيْ فَقُلْتُ إِنِّيْ لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ فَخُذْ فَأَخَذَهٗ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللّٰهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ فَسَعَيْتُ.

میں ان کو نیند سے جگاؤں اور برا لگا کہ ان سے پہلے لڑکوں کو پلاؤں اور لڑکے بھوک کے مارے میرے دونوں قدموں کے پاس شور کرتے تھے یہاں تک کہ صبح ہوئی سو الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے ایسی محنت تیری رضامندی کے واسطے کی تھی تو اس پتھر سے ایک روزن کو کھول دے کہ ہم اس سے آسمان کو دیکھیں سو اللہ نے اس سے ایک روزن (شگاف/سوراخ) کھول دی تو انہوں نے آسمان کو دیکھا اور دوسرے نے کہا کہ البتہ الٰہی ماجرہ تو یہ ہے کہ میرے ایک چچا کی بیٹی تھی میں اس سے محبت رکھتا تھا جیسا کہ مرد عورتوں سے بہت محبت رکھتے ہیں یعنی میں اس پر کمال عاشق تھا سو میں نے اس سے حرام کاری چاہی تو اس نے نہ مانا یہاں تک کہ میں اس کو سو اشرفیاں دوں یعنی سو اشرفیوں پر راضی ہوئی سو میں نے محنت کی یہاں تک کہ سو اشرفیاں جمع کیں سو جب میں اس کے پاؤں کے اندر واقع ہوا تو اس نے کہا کہ اے بندے اللہ کے اللہ سے ڈر اور مہر کو نہ توڑ مگر کہ جس طرح اس کا حق ہے سو میں اٹھ کھڑا ہوا سو اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے واسطے کیا تھا تو کھول دے ہمارے واسطے اس پتھر سے ایک روزن (شگاف/سوراخ) تو اللہ نے ان سے ایک روزن (شگاف/سوراخ) کھول دی اور تیسرے نے کہا کہ الٰہی میں نے ایک مزدور رکھا تھا بدلے مزدوری سولہ رطل چاول کے سو جب وہ اپنا کام تمام کر چکا تو اس نے کہا کہ میرا حق مجھ کو دے سو میں نے اس کا حق اس کے آگے کیا تو اس نے اس کی طرف سے منہ موڑا تو میں ہمیشہ اس کو بوتا رہا سو یہاں تک برکت ہوئی کہ میں نے اس مال سے گائے بیل اور غلام ان کو چرانے والوں کو جمع کیا پھر وہ مزدور میرے پاس آیا

تو کہنے لگا اللہ سے ڈر تو میں نے کہا کہ ان گائے بیل اور ان کے چرانے والوں کی طرف جا سو ان کو لے تو اس نے کہا کہ اللہ سے ڈر اور مجھ سے مسخرا پن نہ کر میں نے کہا کہ میں تجھ سے ٹھٹھا نہیں کرتا ان کو لے لے یعنی یہ سچ مچ تیرا ہی مال ہے سو اس نے اس کو لیا سو الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے واسطے کیا تھا تو کھول دے ہم سے جس قدر پتھر باقی ہے سو اللہ نے باقی پتھر کھول دیا۔

فائدہ: اس حدیث کو پوری شرح احادیث الانبیاء میں آئے گی اور مقصود اس سے تیسرے آدمی کا قول ہے کہ میں نے اس کا حق اس کو پیش کیا یعنی مزدور کے آگے رکھا تو اس نے اس کی طرف سے منہ موڑا سو میں ہمیشہ اس کو بوتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس مال سے گائے بیل اور ان کے چرانے والے جمع کیے اس واسطے کہ یہ ظاہر ہے کہ اس نے اس کے واسطے اجرت معین کی تھی سو جب اس نے اس کو چھوڑا بعد اس کے کہ اس کے واسطے معین ہوئی پھر مزدور رکھنے والے نے اس میں دست اندازی کی تو وہ اس کی ضمانت میں آ گئی یعنی اگر تلف ہو تو لازم آئے گا اس پر بدلہ اس کا اور ابن منیر نے کہا کہ اس نے اس کے واسطے اجرت معین کی اور اس کو اس پر قدرت دی اور اپنا ذمہ اس سے پاک کیا سو جب اس نے اپنی مزدوری چھوڑ دی تو مستاجر نے از سر نو اپنا ہاتھ اس پر رکھا پھر اس میں بطور اصلاح اور بھلائی کے دست اندازی کی نہ بطور ضائع کرنے کے پس یہ اس کو معاف ہوا اور تعدی نہ گنی گئی اسی واسطے اس نے اس کے ساتھ اللہ کی طرف وسیلہ پکڑا اور اس کو اپنے سب عملوں سے افضل ٹھہرایا اور اس پر برقرار رکھا گیا اور اس کے سبب سے اس کی دعا قبول ہوئی اور باوجود اس کے کہ اگر اس کی اجرت برباد ہو جاتی تو وہ اس کا ضامن ہوتا اس واسطے کہ اس نے اس کے اس میں تصرف کرنے کی اجازت نہ دی تھی پس مقصود باب کا یہ ہے کہ کھیتی کرنے والا اس نیت کے ساتھ گناہ سے خلاص ہے اور اس سے ضمانت کا دور ہونا لازم نہیں آتا اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ وسیلہ پکڑنا اس کا ساتھ اس کے تو صرف اس وجہ سے تھا کہ جو اس پر حق لازم تھا اس کو اس نے دگنا دیا تھا نہ ساتھ تصرف اس کے کے جیسا کہ عورت کے پاؤں میں بیٹھنا گناہ تھا لیکن وسیلہ پکڑنا نہ تھا مگر ساتھ ترک کرنے حرام کاری کے اور مسامحت کے ساتھ مال وغیرہ کے۔(فتح)

بَابُ أَوْقَافِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَرْضِ الْخَرَاجِ وَمُزَارَعَتِهِمْ وَمُعَامَلَتِهِمْ وَقَالَ النَّبِيُّ

باب ہے بیچ بیان وقفوں اصحاب حضرت ﷺ کے اور بیان زمین خراجی کے اور مزارعت اصحاب کے اور معاملے ان کے کی اور حضرت ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ تَصَدَّقْ بِأَصْلِهٖ لَا يُبَاعُ وَلٰكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرُهٗ فَتَصَدَّقَ بِهٖ.

فرمایا کہ اس زمین کے اصل کو صدقہ کر کہ نہ بیچی جائے لیکن اس کا میوہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو صدقہ کیا۔

٢١٦٦۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِيْنَ مَا فُتِحَتْ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ أَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ.

٢١٦٦۔ اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر پچھلے مسلمانوں کا خیال ہوتا تو کوئی گاؤں فتح نہ ہوتا مگر کہ میں اس کو مسلمانوں میں بانٹ دیتا جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو بانٹ دیا تھا۔

فائدہ: بیہقی نے اس قصے میں عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ جب شام کا ملک فتح ہوا تو بلال رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کھڑے ہوئے سو کہا کہ یا تو اس کو تقسیم کر دے نہیں تو ہم آپس میں اس پر تلواریں ماریں گے تو اس وقت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی اور ابن تین نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو تاویل کیا کہ جو ان کے بعد آئیں گے تو عمر رضی اللہ عنہ نے اعتقاد کیا کہ پچھلے پہلوں کے برابر ہیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے خوف کیا کہ اگر ہر ملک فتح ہوئے کی زمین بانٹی جائے تو پچھلوں کے واسطے خراج میں کچھ حصہ باقی نہ رہے گا اس واسطے کہ تقسیم کے بعد زمین مجاہدین کی ملک ہو جائے گی پس پچھلوں کا اس میں کچھ حصہ نہ رہے گا تو اس نے مناسب جانا کہ جو زمین لڑائی سے فتح ہو اس کو وقف کر دے اور اس پر محصول کو مقرر کر دے کہ اس سے ہمیشہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا رہے اور جو زمین لڑائی سے فتح کی جائے تو اس کی تقسیم کرنے میں کئی قول ہیں اور مشہور ان میں سے تین قول ہیں امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ زمین محض فتح سے وقف ہو جاتی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ امام کو اختیار ہے کہ خواہ اس کو تقسیم کر دے یا وقت کر دے اور امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ امام کو لازم ہے کہ اس کو مجاہدین میں تقسیم کر دے لیکن اگر مجاہدین وقف کے ساتھ راضی ہوں تو درست ہے اور باقی کلام جہاد میں آئے گی اور امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلے مسئلے کو پہلی حدیث سے لیا ہے اور دوسری حدیث سے بھی لیا جاتا ہے اس واسطے کہ باقی کلام محذوف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ لیکن پچھلے مسلمانوں کا لحاظ چاہتا ہے اس کو کہ میں اس کو تقسیم نہ کروں بلکہ اس کو مسلمانوں پر وقف کر ڈالوں اور سواد کی زمین میں عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا تھا اور خراجی زمین کا حکم دوسری حدیث سے پکڑا جاتا ہے اس واسطے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سواد کو وقف کیا تو جو وہاں اہل ذمہ رہتے تھے ان پر محصول کو مقرر کیا تو ان کے ساتھ مزارعت مقرر کی اور معاملہ کیا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوتی ہے مناسبت ساتھ اس ترجمہ کے

اور داخل ہونے اس کے کی مزارعت کے بابوں میں اور ابن بطال نے کہا کہ معنی باب کے یہ ہیں کہ اصحاب رضی اللہ عنہم تھے مزارعت کرتے حضرت ﷺ کے وقفوں کو بعد وفات حضرت ﷺ کے اس بنا پر کہ اس کے ساتھ یہود خیبر سے معاملہ کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَوَاتًا — مردہ یعنی خراب زمین کو زندہ یعنی آباد کرنے کا بیان

فائدہ: مراد مردہ زمین سے وہ زمین ہے جو آباد نہ ہو اور آباد کرنا اس کا یہ ہے کہ قصد کرے ایک شخص طرف ایک زمین کی کہ اس کو معلوم ہو کہ یہ کسی کی ملک نہیں پس آباد کرے اس کو ساتھ پانی پلانے کے یا کھیتی کرنے کے یا درخت لگانے کے یا ساتھ مکان بنانے کے سو وہ زمین آباد کرنے سے اس کے ملک ہو جاتی ہے سو برابر ہے کہ آبادی سے دور ہو یا نزدیک ہو اور برابر ہے کہ اس کو امام اس کی اجازت دے یا نہ دے اور یہی ہے قول جمہور کا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ضرور ہے اجازت لینی امام سے مطلق یعنی زمین آبادی سے نزدیک ہو یا دور اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر قریب ہو تو درست ہے نہیں تو نہیں اور ضابطہ نزدیکی کا وہ ہے کہ آبادی والوں کو اس کی حاجت ہو مانند چرانے مویشی کی اور مانند اس کی اور حجت پکڑی ہے طحاوی رحمہ اللہ نے واسطے جمہور کے باوجود حدیث باب کے ساتھ قیاس کے اوپر پانی دریا اور نہر کے اور اس چیز کے کہ شکار کی جاتی ہے پرندوں اور حیوانوں میں اس واسطے کہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ جو اس کو پکڑے یا شکار کرے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے برابر ہے کہ قریب ہو یا بعید اور برابر ہے کہ امام اذن دے یا نہ دے۔ (فتح)

وَرَأَى ذٰلِكَ عَلِيٌّ فِي أَرْضِ الْخَرَابِ بِالْكُوفَةِ مَوَاتٌ وَقَالَ عُمَرُ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهُ.

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفے کی خراب زمین میں یہ حکم کیا ہے؟ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو خراب زمین کو آباد کرے تو وہ اسی کی ملک ہو جاتی ہے۔

فائدہ: روایت ہے کہ لوگ زمین کو گھیرتے تھے تب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ کہا یعنی محض گھیرنے سے زمین ملک نہیں ہوتی یہاں تک کہ اس کو آباد کرے۔

وَيُرْوٰى عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِي غَيْرِ حَقِّ مُسْلِمٍ وَّلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ فِيهِ حَقٌّ وَيُرْوٰى فِيهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عمرو بن عوف سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی یہ حدیث حضرت ﷺ سے یعنی یہ کہ جو آباد کرے مردہ زمین کو پس وہ اسی کے ملک ہو جاتی ہے اور فرمایا بیچ غیر حق مسلمان کے یعنی اس میں اتنی قید زیادہ ہے کہ وہ زمین کسی مسلمان کے ملک نہ ہو اور ظالم کی رگ کے واسطے حق نہیں یعنی جو کوئی کھیتی کرے یا درخت لگائے

کسی کی آباد کی ہوئی زمین میں تو وہ اس کے سبب سے
اس زمین کا مالک نہیں ہوتا اور اس باب میں جابر رضی اللہ عنہ
نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

فائدہ: اصل یہ حدیث اس طرح ہے کہ جو مردہ زمین کو آباد کرے جس میں کسی مسلمان کا حق نہ ہو تو وہ اس کے ملک ہو جاتی ہے آخر تک اور ایک حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ دو آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے کہ ایک نے دوسرے کی زمین میں درخت لگایا تھا سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ زمین کے واسطے مالک اس کے کے اور درخت والے کو حکم کیا کہ وہ اپنے درخت کو اس سے اکھاڑ لے اور ربیعہ نے کہا کہ ظالم کی رگ یا تو ظاہر ہوتی ہے اور یا باطن پس باطن یہ ہے کہ آدمی اس میں کنواں کھودے اور اس کی کانیں نکالے اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں درخت لگائے یا مکان بنائے اور بعض کہتے ہیں کہ ظالم وہ ہے جو درخت لگائے یا کھیتی کرے یا مکان بنائے یا کنواں کھودے غیر کی زمین میں ناحق اور بغیر شبہ کے اور جو یہ کہا کہ اس باب میں جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے تو موصول کیا اس کو احمد نے اور اس کے لفظ یہ ہیں کہ جو آباد کرے زمین مردہ کو پس واسطے اس کے اس میں ثواب ہے اور جو اس سے جانور کھائیں وہ اس کے واسطے صدقہ ہے اور ابن حبان نے اس زیادت سے یہ بات نکالی ہے کہ ذمی کافر مردہ زمین کے آباد کرنے سے مالک نہیں ہوتا اس دلیل سے کہ کافر کے واسطے اجر نہیں اور محب طبری نے اس کا تعاقب کیا ہے کہ کافر اگر خیرات کرے تو اس کا بدلہ اس کو دنیا میں ملتا ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے پس حمل کیا جائے گا اجر بیچ حق کافر کے اوپر ثواب دنیا کے اور مسلمان کے حق میں عام اس سے کہ دنیا کا ثواب ہو یا آخرت کا اور جو اس نے کہا حدیث اس کا احتمال رکھتی ہے لیکن جو ابن حبان نے کہا وہ ظاہر حدیث کے زیادہ تر موافق ہے اور نہیں متبادر ہے طرف فہم کی اطلاق اجر سے مگر اجر اخروی۔ (فتح)

۲۱۶۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْمَرَ أَرْضًا لَّيْسَتْ لِأَحَدٍ فَهُوَ أَحَقُّ قَالَ عُرْوَةُ قَضٰى بِهٖ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ خِلَافَتِهٖ.

۲۱۶۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آباد کرے زمین کو جس کا کوئی مالک نہیں ہے تو وہی مالکی کے لائق ہے یعنی پھر اس زمین کا کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم کیا ساتھ اس کے عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں۔

فائدہ: عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو بے کار رکھے زمین کو تین برس اور اس

کو آباد نہ کرے اور غیر اس کو آباد کرے تو وہ اس کی ملک ہو جاتی ہے اور شاید کے مراد ساتھ تعطیل کے یہ ہے کہ اس کو گھیر رکھے اور اس کو مکان وغیرہ کے ساتھ آباد نہ کرے۔ (فتح)

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: یہ باب بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے۔

٢١٦٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسِهِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ فِي بَطْنِ الْوَادِي فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ فَقَالَ مُوسَى وَقَدْ أَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ بِالْمُنَاخِ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُنِيخُ بِهِ يَتَحَرَّى مُعَرَّسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِبَطْنِ الْوَادِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطَّرِيقِ وَسَطٌ مِنْ ذٰلِكَ.

٢١٦٨۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو خواب میں دکھایا گیا اور حالانکہ آپ ﷺ اپنے معرس میں تھے یعنی جس جگہ پچھلی رات کو آرام کے لیے اترے تھے ذوالحلیفہ میں نالے کے درمیان سو آپ ﷺ سے کہا گیا کہ بے شک آپ ﷺ میدان مبارک میں ہیں سو موسیٰ راوی نے کہا کہ اونٹ بٹھایا ساتھ ہمارے سالم نے اس جگہ جہاں عبداللہ اونٹ کو بٹھایا کرتے تھے اور قصد کرتے تھے حضرت ﷺ کے اترنے کی جگہ کو اور وہ جگہ نیچے ہے اس مسجد سے جو نالے کے درمیان ہے جو نالے اور راہ کے درمیان میں ہے۔

٢١٦٩۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّيْلَةَ أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي وَهُوَ بِالْعَقِيقِ أَنْ صَلِّ فِي هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ.

٢١٦٩۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آیا میرے پاس ایک آنے والا میرے رب کی طرف سے اور حالانکہ آپ ﷺ عقیق نالے میں تھے تو اس نے کہا کہ نماز پڑھ اس مبارک نالے میں اور کہہ عمرہ حج میں داخل ہوا یعنی حج اور عمرہ ساتھ ہیں ایک احرام سے ادا کو۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی تنبیہ کرنی ہے اس پر کہ تحقیق بطحا جس میں حضرت ﷺ پچھلی رات کو اترے تھے اور اس میں نماز پڑھنے کا حکم ہوا تھا نہیں داخل ہوتی وہ زمین مردہ میں جو آباد کی جاتی ہے اور ملک ہو جاتی ہے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا اس میں مکان بنانا وغیرہ آباد کرنے کی وجہ سے یا مراد یہ ہے کہ وہ

لاحق ہوتی ہے ساتھ حکم آباد کرنے کے واسطے اس چیز کے کہ ثابت ہوئی اس میں خصوصیت تصرف کی بیچ اس کے ساتھ اس کے پس ہوگئی گویا کہ چھوڑی گئی ہے واسطے مسلمانوں کے مانند منیٰ کی تو نہیں جائز ہے کسی کو یہ کہ اس میں مکان بنائے اور اس کو گھیرے اس واسطے کہ عام مسلمانوں کا حق اس کے متعلق ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ نالہ مذکور اگرچہ مردہ زمین کی جنس ہے لیکن تعریس کی جگہ اس سے مستثنیٰ ہے واسطے ہونے اس کے حقوق عامہ سے پس نہیں ہے جائز گھیرنا اس کا کسی کو اگرچہ عمل کرے اس میں ساتھ شرط آباد کے اور یہ حکم اس جگہ کے ساتھ خاص نہیں جس میں حضرت ﷺ اترے تھے بلکہ ہر وہ چیز جو پائی جائے اس سے پس وہ اس کے معنی میں ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا قَالَ رَبُّ الْأَرْضِ أُقِرُّكَ مَا أَقَرَّكَ اللّٰهُ وَلَمْ يَذْكُرْ أَجَلًا مَّعْلُوْمًا فَهُمَا عَلٰى تَرَاضِيْهِمَا.

جب زمین کا ملک عامل کو رکھے کہ برقرار رکھوں گا میں تجھ کو جب تک کہ اللہ تجھ کو برقرار رکھے اور مدت معلوم کو ذکر نہ کرے تو دونوں اپنی رضا مندی پر ہیں یعنی دونوں میں سے ہر ایک مختار ہے جب چاہے چھوڑ دے یا چھوڑا لے۔

۲۱۷۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰى خَيْبَرَ أَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا وَكَانَتِ الْأَرْضُ حِيْنَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ وَأَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا فَسَأَلَتِ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُقِرَّهُمْ بِهَا أَنْ يَّكْفُوْا عَمَلَهَا وَلَهُمْ

۲۱۷۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہود ونصاریٰ کو حجاز کی زمین سے نکال دیا اور جب حضرت ﷺ خیبر پر غالب ہوئے تھے تو ارادہ کیا تھا کہ یہود کو اس سے نکال دیں اور جب حضرت ﷺ اس پر غالب ہوئے تو ہوگئی وہ زمین ملک واسطے اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول کے اور واسطے مسلمانوں کے سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ یہود کو اس سے نکال دیں تو یہود نے حضرت ﷺ سے سوال کیا کہ ان کو اس سے زمین دیں ٹھہرائیں اس شرط پر کہ اس کی محنت پر کفایت کریں یعنی محنت سے کفایت کریں یعنی محنت صرف وہی کریں اور ان کو آدھا میوہ ملے گا اور حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ٹھہرائیں گے ہم تم کو اس میں جب تک کہ ہم چاہیں پس ٹھہرائی گئی یہاں تک کہ جلاوطن کیا ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے طرف تیما اور اریحا کی۔

نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلٰى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا فَقَرُّوْا بِهَا حَتّٰى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ إِلٰى تَيْمَآءَ وَأَرِيْحَآءَ.

فائدہ: یہ دونوں جگہیں مشہور ہیں نزدیک شہروں طے کے دریا پر بیچ اول راہ شام کے مدینے سے اور زمین حجاز کی وہ ہے جو تہامہ اور نجد کے درمیان ہے اور ایک روایت میں ہے کہ تھی زمین جب کہ غالب ہوئے اوپر اس کے واسطے یہود کے اور واسطے رسول ﷺ کے اور مسلمانوں کے اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ پہلی روایت اس حال پر محمول ہے جس پر امر نے صلح کے بعد قرار پایا اور دوسری روایت اس حال پر محمول ہے جو صلح سے پہلے تھا اور یہ اس واسطے ہے کہ بعض خیبر کا صلح سے فتح ہوا تھا اور بعض غلبے سے سو جو غلبے سے فتح ہوا تھا وہ تمام اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے واسطے تھا اور جو صلح سے فتح ہوا وہ یہود کے واسطے تھا پھر صلح کے ساتھ مسلمانوں کے واسطے ہوا (فتح) اور مطابقت حدیث کی ساتھ باب کے ظاہر ہے۔

بَابُ مَا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَاسِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الزِّرَاعَةِ وَالثَّمَرَةِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ تھے اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت ﷺ کے سلوک اور رفاقت کرتے بعض بعض سے کھیتی اور میوے میں۔

فائدہ: مواساۃ کے معنی شریک کرنا ہے مال میں بغیر عوض کے۔ (فتح)

٢١٧١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي النَّجَاشِيِّ مَوْلٰى رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَمِّهِ ظُهَيْرِ بْنِ رَافِعٍ قَالَ ظُهَيْرٌ لَقَدْ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَمْرٍ كَانَ بِنَا رَافِقًا قُلْتُ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ حَقٌّ قَالَ دَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ بِمَحَاقِلِكُمْ قُلْتُ نُؤَاجِرُهَا عَلَى الرُّبُعِ

٢١٧١۔ ظہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ منع کیا ہم کو رسول اللہ ﷺ نے ایک امر سے کہ تھا ساتھ ہمارے صاحب رفاقت کا میں نے کہا کہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا سو حق ہے اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو بلایا اور فرمایا کہ تم اپنی کھیتیوں کے ساتھ کیا کرتے ہو میں نے کہا کہ کرائے دیتے ہیں ہم زمین کو نالے پر یعنی شرط کر لیتے ہیں کہ جو نالے پر پیدا ہوگا سو ہم لیں گے اور کرائے دیتے ہیں اس کو کھجور اور جو کے چند وسقوں پر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو خود کھیتی کرو یا کسی سے کراؤ یا اس کو روک رکھو کہ خالی پڑی رہے رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ہم نے سنا اور مانا (اور

وَعَلَى الْأَوْسُقِ مِنَ التَّمْرِ وَالشَّعِيْرِ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا إِزْرَعُوْهَا أَوْ أَزْرِعُوْهَا أَوْ أَمْسِكُوْهَا قَالَ رَافِعٌ قُلْتُ سَمْعًا وَّطَاعَةً.

محاقلت مزارعت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بیچنا کھیتی کا ہے ساتھ گیہوں کے۔)

۲۱۷۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانُوْا يَزْرَعُوْنَهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهٗ.

۲۱۷۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اصحاب رضی اللہ عنہم تہائی اور چوتھائی اور نصف پر کھیتی کیا کرتے تھے یعنی زمین بٹائی پر دیتے تھے تہائی یا چوتھائی وغیرہ ٹھہرا لیتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس زمین ہو تو چاہیے کہ اس میں کھیتی کرے یا اپنے بھائی مسلمان کو عاریتا دے کہ وہ کھیتی کرے اور اگر ایسا نہ کرے تو چاہیے کہ اپنی زمین کو روک رکھے۔

فائدہ: اعتراض کیا گیا ہے اوپر اس حدیث کے اس طرح کہ زمین کے بے کار روک رکھنے میں بغیر کھیتی کرنے کے اس کی منفعت کا باطل کرنا ہے پس یہ مال ضائع کرنے کے قبیل سے ہوگا اور تحقیق ثابت ہو چکی ہے نہی ضائع کرنے مال کے سے اور جواب یہ ہے کہ مراد نہی سے ضائع کرنا ذات مال کا ہے یا ایسے منفعت کا کہ پیچھے نہ رہے اس واسطے کہ اگر زمین خالی بغیر کھیتی کے چھوڑی جائے تو اس کی منفعت ضائع نہیں ہوتی اس واسطے کہ تحقیق وہ گھاس اور لکڑی وغیرہ کو اگاتی ہے جو چرانے وغیرہ میں فائدہ دے اور اگر بالفرض کچھ بھی نہ اگائے تو کبھی اس میں کھیتی نہ کرنے سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے یعنی اگر اس میں ایک یا دو سال کھیتی نہ کی جائے تو زمین کی قوت بہت بڑھ جاتی ہے اور آئندہ سال میں اس میں اناج بہت پیدا ہوتا ہے اور یہ سب توجیہ اس وقت ہے جب کہ نہی کو عموم پر حمل کیا جائے کہ زمین کو کسی طرح کرائے دینا درست نہیں نہ قطعہ معین پر اور نہ ساتھ جز اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو اور اپر اگر حمل کیا جائے کرائے کو اس چیز پر کہ ان میں مروج تھا کرائے دینا زمین کے سے ساتھ جز اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو خاص کر اس وقت جبکہ وہ خبر معلوم نہ ہو تو یہ اس کو مستلزم نہیں کہ اس سے کھیتی میں کسی طرح نفع نہ ہو بلکہ کرائے دے اس کو ساتھ چاندی یا سونے کے جیسا کہ مقرر ہو چکا ہے واللہ اعلم یا مراد نہی سے نہی تنزیہی ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اوپر گزرا ہے لیکن جمہور کے نزدیک مزارعت یعنی زمین تہائی یا چوتھائی پیداوار پر کرائے دینی درست ہے کما مر بیانہ سابقا (مترجم)

وَقَالَ الرَّبِيْعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُوْ تَوْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس زمین ہو تو چاہیے کہ اس میں خود کھیتی کرے یا

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبٰى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ.

اپنے بھائی مسلمان کو عاریتًا دے اور اگر یہ بات نہ کرے تو چاہیے کہ اپنی زمین کو روک رکھے۔

٢١٧٣۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ ذَكَرْتُهُ لِطَاوُسٍ فَقَالَ يُزْرِعُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَلٰكِنْ قَالَ أَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ شَيْئًا مَعْلُوْمًا.

۲۱۷۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع نہیں فرمایا یعنی اس کو حرام نہیں کیا لیکن فرمایا کہ منفعت دینا مرد کا اپنی زمین اپنے بھائی مسلمان کو بہتر ہے اس کے حق میں اس پر معین محصول لینے سے۔

٢١٧٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُكْرِيْ مَزَارِعَهُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَصَدْرًا مِّنْ إِمَارَةِ مُعَاوِيَةَ ثُمَّ حُدِّثَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَآءِ الْمَزَارِعِ فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ إِلٰى رَافِعٍ فَذَهَبْتُ مَعَهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَآءِ الْمَزَارِعِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّا كُنَّا نُكْرِيْ مَزَارِعَنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا عَلَى الْأَرْبِعَاءِ وَبِشَيْءٍ مِّنَ التِّبْنِ

۲۱۷۴۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما کرایہ دیتے اپنی زمین کو بیچ زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے اور ابتداء خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پھر کسی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کے کرائے دینے سے منع فرمایا ہے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور میں بھی ان کے ساتھ گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے پوچھا تو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرائے دینے سے منع فرمایا ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ ہم اپنی زمین کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نالوں پر کی پیداوار اور کچھ گھاس پر کرائے دیا کرتے تھے یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم کا فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہی تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص اس صورت سے منع فرمایا مطلق کرائے دینے سے منع نہیں فرمایا۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے مدد لی ہے واسطے حدیث رافع رضی اللہ عنہ کے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے

واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث مضطرب ہے اور اشارہ کیا کہ اس کی حدیث کے دونوں طریق صحیح ہیں جو اس نے خود بلا واسطہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے وہ بھی صحیح ہے اور جو اس نے اپنے چچا کے واسطے سے روایت کی وہ بھی صحیح ہے اور اشارہ کیا جو روایت اس کی بے واسطہ ہے اس میں مطلق کرائے زمین کے منع ہونے کا ذکر ہے اور جو اس نے اپنے چچا کے واسطہ سے روایت کی ہے وہ مفسر ہے واسطے مراد اس کی کے اور وہ مراد وہ ہے جس کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ مراد اس سے اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ رفاقت کرے اور یہ کہ نہی اس سے واسطے حرمت کے نہیں۔ (فتح)

۲۱۷۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أَعْلَمُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَرْضَ تُكْرٰى ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُ اللهِ أَنْ يَكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَحْدَثَ فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُهُ فَتَرَكَ كِرَآءَ الْأَرْضِ.

۲۱۷۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں جانتا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زمین کرائے دی جاتی ہے پھر عبداللہ نے خوف کیا کہ ممکن ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب میں کوئی نیا حکم جاری کیا ہو سو اس نے زمین کو کرائے دینا چھوڑ دیا۔

فائدہ: اس حدیث میں مطلق کرائے دینے کا ذکر ہے لیکن مراد وہ ہے جو نالیوں کے کنارے پر ہو جیسا کہ پہلی روایت میں ہے۔ (ت)

بَابُ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ — سونے اور چاندی سے زمین کو کرائے دینا

فائدہ: شاید مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے اشارہ کرنا ہے طرف اس کی کہ زمین کے کرائے دینے سے جو نہی وارد ہوئی تو وہ محمول ہے اس حالت پر جب کہ مجہول چیز پر کرائے دی جائے یعنی معلوم نہ ہو اور یہ مراد نہیں کہ زمین کو سونے چاندی کے ساتھ کرائے دینا منع ہے اور مبالغہ کیا ہے ربیعہ نے سو کہا اس نے کہ نہیں جائز ہے کرائے دینا زمین کا مگر ساتھ سونے اور چاندی کے اور مخالفت کی ہے اس میں طاؤس اور ایک تھوڑی جماعت نے سو انہوں نے کہا کہ زمین کو کرائے دینا مطلق درست نہیں اور یہی مذہب ہے ابن حزم کا اور قوی کیا اس کو اور دلیل پکڑی گئی ہے واسطے اس کے ساتھ حدیثوں مطلقہ کے جو اس باب میں وارد ہوئی ہے اور باب کی حدیث دلالت کرتی ہے جمہور کے مذہب پر اور تحقیق مطلق ذکر کیا ابن منذر نے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اس پر کہ جائز ہے کرائے دینا زمین کا ساتھ چاندی اور سونے کے اور نقل کیا ابن بطال نے اتفاق فقہاء شہروں کا اوپر اس کے اور ابو داؤد نے سعد بن ابی

وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تھے زمینوں والے کرائے دیتے زمینوں کو ساتھ اس چیز کے کہ ہو نالیوں پر کھیتی سے سو لوگ اس میں جھگڑے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کے ساتھ کرائے دینے سے منع کیا اور فرمایا کہ سونے اور چاندی دے کرائے دو اور اس کے راوی معتبر ہیں اور ترمذی میں روایت ہے کہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زمین کو درہموں سے کرائے دینا منع ہے لیکن یہ حدیث معلول ہے یعنی ضعیف ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ أَمْثَلَ مَا أَنْتُمْ صَانِعُوْنَ أَنْ تَسْتَأْجِرُوا الْأَرْضَ الْبَيْضَآءَ مِنَ السَّنَةِ إِلَى السَّنَةِ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سب چیزوں میں جو تم کرتے ہو بہتر یہ ہے کہ کرائے لو تم زمین سفید کو یعنی جس میں کوئی درخت نہ ہو سال سے سال تک۔

۲۱۷۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمَّايَ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُكْرُوْنَ الْأَرْضَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْأَرْبِعَاءِ أَوْ شَيْءٍ يَسْتَثْنِيْهِ صَاحِبُ الْأَرْضِ فَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِرَافِعٍ فَكَيْفَ هِيَ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ فَقَالَ رَافِعٌ لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَقَالَ اللَّيْثُ وَكَانَ الَّذِيْ نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ مَا لَوْ نَظَرَ فِيْهِ ذَوُو الْفَهْمِ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ لَمْ يُجِيْزُوْهُ لِمَا فِيْهِ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ.
قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مِنْ هٰهُنَا قَوْلُ اللَّيْثِ وَكَانَ الَّذِيْ نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ.

۲۱۷۶۔ رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے دو چچوں نے مجھ کو حدیث بیان کی کہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زمین کو کرائے دیا کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ نالیوں کے کناروں پر پیدا ہو یا ساتھ اس چیز کے کہ مستثنیٰ کرے اس کو مالک زمین کا واسطے اپنی کھیتی سے یعنی کرائے دیتے تھے اس شرط پر کہ زراعت کرے عامل اور جو کچھ کہ نالیوں کے کناروں پر اگے گا وہ مالک کے لیے ہوگا اجرت اس کی زمین کی یا اس شرط پر کہ جو کچھ قطعہ معین میں پیدا ہوگا وہ مالک کے واسطے ہوگا اور باقی عامل کے لیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے منع فرمایا سو میں نے رافع رضی اللہ عنہ سے کہا کہ زمین کو درہم اور دینا پر کرائے دینے کا کیا حکم ہے تو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو درہم اور دینار کے ساتھ کرایہ دینے کا کچھ ڈر نہیں اور گویا کہ جو چیز کہ منع کیا گیا ہے اس سے وہ چیز ہے کہ اگر حلال اور حرام کو سمجھنے والے اس میں نظر کریں تو اس کو جائز نہ رکھیں اس واسطے کہ اس میں خطرہ ہے ہلاکت کا کہ ہو یا نہ ہو اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ کان الذین سے آخر تک لیث کا قول ہے یعنی یہ حدیث کا لفظ نہیں۔

فائدہ: یہ کلام لیث کے موافق ہے واسطے مذہب جمہور کے کہ زمین کو کرائے دینے کی نہی محمول ہے اس وجہ پر کہ

دھوکے اور جہالت کی طرف پہنچائے مطلق کرائے دینے سے نہی واقع نہیں ہوئی یہاں تک کہ سونے اور چاندی کے ساتھ بھی منع ہو پھر جمہور کو اختلاف ہے اس میں کہ جائز ہے کرایہ دینا زمین کا ساتھ جز اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو یا نہیں سو جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ نہی کی حدیثیں نہی تنزیہی پر محمول ہیں اور اس پر دلالت کرتا ہے قول ابن عباس رضی اللہ عنہ کا جو پہلے باب میں گزر چکا ہے کہ لیکن ارادہ کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بعض بعض کے ساتھ سلوک کریں اور جو کہتا ہے کہ جز پیداوار کے ساتھ زمین کو کرایہ دینا درست نہیں تو وہ کہتا ہے کہ نہی کرائے اس کے سے محمول ہے اس پر جب کہ شرط کرے مالک زمین کا ایک طرف کو زمین سے یا یہ شرط کرے کہ جو نہر کے کنارے پر پیدا ہوگی وہ مالک کے لیے ہوگا اس واسطے کہ سبب میں دھوکا اور جہالت ہے اور امام مالک نے کہا کہ نہی محمول ہے اس پر جب کہ واقع ہو کرایہ اس کا ساتھ اناج اور کھجور کے تا کہ نہ ہو بیع اناج کی ساتھ اناج کے ابن منذر نے کہا کہ لائق ہے یہ کہ حمل کیا جائے قول مالک کا جب کہ اناج کرلے یہ اس زمین کی پیداوار کی جو ہو لیکن جب کہ کرائے دے اس کو ساتھ اناج معلوم کے کہ کرایہ لینے والے کے ذمہ ہو یا ساتھ اناج حاضر کے کہ قبض کرے اس کو مالک تو نہیں ہے کوئی مانع جواز سے اور یہ جو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ درہم اور دینار سے زمین کو کرائے دینا درست ہے تو احتمال ہے کہ رافع رضی اللہ عنہ نے یہ بات اپنے اجتہاد سے کہی ہو اور احتمال ہے کہ معلوم کیا ہو اس کو بطور تنصیص کے اس کے جواز پر یا معلوم کیا ہو کہ زمین کے کرائے دینے کی نہی مطلق نہیں بلکہ مقید ہے ساتھ اس کے جب کہ ہو ساتھ کسی چیز مجہول کے اور مانند اس کی پس استنباط کیا اس سے کہ چاندی سونے کے ساتھ زمین کو کرائے دینا جائز ہے۔ (فتح)

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: اس باب میں ترجمہ نہیں اور یہ بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے۔

۲۱۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ فَقَالَ لَهُ أَلَسْتَ فِيمَا

۲۱۷۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حدیث بیان کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گنوار تھا کہ ایک بہشتی مرد نے اپنے رب سے کھیتی کرنے کی اجازت مانگی تو اللہ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو حاصل نہیں جو تیرا جی چاہتا ہے، اس نے کہا کہ کیوں نہیں سب کچھ ہے لیکن کھیتی ہی کرنا بہت بھاتا ہے، سو اس نے بیج بویا سو اس کے اگنے اور زور پکڑنے اور کٹنے نے پلک جھپکنے سے بھی جلدی کی یعنی ہنوز پلک نہ جھپکی تھی کہ یہ سب کام ہو گئے اور اس کا ہر دانہ

شِئْتَ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنِّیْ أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ قَالَ فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهٗ وَاسْتِوَاؤُهٗ وَاسْتِحْصَادُهٗ فَكَانَ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ دُوْنَكَ يَا ابْنَ آدَمَ فَإِنَّهٗ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْأَعْرَابِیُّ وَاللّٰهِ لَا تَجِدُهٗ إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ وَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پہاڑ کی مانند تھا سو اللہ فرمائے گا اس کو کہ لے اے آدم کے بیٹے تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہ بھر سکے گی تو گنوار نے کہا کہ نہیں پائے گا تو اس کو مگر قریشی یا انصاری اس واسطے کہ وہ اصحاب کھیتی کے ہیں سو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا۔

فائدہ: اور مناسبت حدیث کی ساتھ باب کے اس گنوار کے اس قول میں ہے کہ وہ اصحاب کھیتی کے ہیں، اور ابن منیر نے کہا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ اس نے تنبیہ کی ہے اس پر کہ کرائے زمین کے نہی کی حدیثیں نہی تنزیہی پر محمول ہیں نہ ایجاب پر یعنی نہ حرمت پر اس واسطے کہ عادت اس چیز میں کہ حرص کرتا ہے اس پر آدمی یہ کہ دوست رکھتا ہے اس کو کہ اس کے ساتھ ہمیشہ فائدہ اٹھاتا رہے اور باقی رہنا حرص اس مرد کا کھیتی پر یہاں تک کہ بہشت میں بھی دلیل ہے اس کی کہ وہ اس پر مرا تھا اور اس کو اس کے حرام ہونے کا اعتقاد ہوتا تو اس کی حرص نہ کرتا تا کہ اس کے ذہن میں اس قدر ثبوت نہ ہوتا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ بہشتیوں کو بہشت میں جس کام کی خواہش ہوگی اس کا ہونا اس میں ممکن ہے اور اس میں وصف ہے لوگوں کی ساتھ غالب عادتوں اپنی کے اور یہ کہ نفس دنیا کی بہت جمع کرنے پر پیدا ہوئے ہیں اور اس میں اشارہ ہے طرف فضیلت قناعت کی اور مذمت حرص کی اور یہ کہ اللہ نے بہشتیوں کو دنیا کی محنت سے بے پرواہ کیا ہے۔(فتح،ق)

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْغَرْسِ

چیز کے بونے کا بیان

۲۱۷۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ قَالَ إِنَّا كُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ كَانَتْ لَنَا عَجُوْزٌ تَأْخُذُ مِنْ أُصُوْلِ سِلْقٍ لَنَا كُنَّا نَغْرِسُهٗ فِیْ أَرْبِعَائِنَا فَتَجْعَلُهٗ فِیْ قِدْرٍ لَهَا فَتَجْعَلُ فِيْهِ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيْرٍ لَا أَعْلَمُ إِلَّا

۲۱۷۸۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک ہم جمعہ کے دن کے ساتھ خوش ہوا کرتے تھے کہ ہماری ایک بوڑھی عورت تھی وہ چقندر کی جڑیں لیتی تھی جس کو ہم اپنی نالیوں پر بوتے تھے پھر ان کو اور کچھ جو کے دانے اپنی ہانڈی میں ڈالتی تھی نہیں جانتا میں مگر کہ سعد نے کہا کہ اس میں چربی اور چکنائی نہ تھی سو جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو اس کی ملاقات کو جاتے تھے سو وہ چقندر کو ہمارے پاس

أَنَّهُ قَالَ لَيْسَ فِيهِ شَحْمٌ وَلَا وَدَكٌ فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ إِلَيْنَا فَكُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَمَا كُنَّا نَتَغَدّٰى وَلَا نَقِيْلُ إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

لاتی تھی سو ہم اس سبب سے جمعہ کے دن کے ساتھ خوش ہوتے تھے اور نہ ہم کھانا کھاتے تھے اور نہ ہم قیلولہ کرتے تھے مگر بعد جمعہ کے۔

فائدہ: مراد اس جگہ اس حدیث سے یہ ہے کہ ہم اس کو اپنی نالیوں میں بوتے تھے۔

۲۱۷۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يَقُوْلُوْنَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ وَيَقُوْلُوْنَ مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُوْنَ مِثْلَ أَحَادِيْثِهِ وَإِنَّ إِخْوَتِيْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَإِنَّ إِخْوَتِيْ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَأً مِسْكِيْنًا أَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ فَأَحْضُرُ حِيْنَ يَغِيْبُوْنَ وَأَعِيْ حِيْنَ يَنْسَوْنَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا لَنْ يَّبْسُطَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ ثَوْبَهُ حَتّٰى أَقْضِيَ مَقَالَتِيْ هٰذِهِ ثُمَّ يَجْمَعَهُ إِلٰى صَدْرِهِ فَيَنْسٰى مِنْ مَّقَالَتِيْ شَيْئًا أَبَدًا فَبَسَطْتُ نَمِرَةً لَيْسَ عَلَيَّ ثَوْبٌ غَيْرُهَا حَتّٰى قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ ثُمَّ جَمَعْتُهَا إِلٰى صَدْرِيْ فَوَالَّذِيْ بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا نَسِيْتُ مِنْ مَّقَالَتِهِ تِلْكَ إِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا وَاللّٰهِ لَوْلَا آيَتَانِ فِيْ

۲۱۷۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں یعنی بدگمانی کرتے ہیں کہ شاید جھوٹی حدیثیں بیان کرتے ہیں اور اللہ کے نزدیک ہے جگہ وعدے کی یعنی اللہ قیامت کے دن خود حساب کرے گا اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو مجھ کو سزا دے گا اور نہیں تو جو میرے حق میں بدگمانی کرتے ہیں ان کو سزا دے گا اور کہتے ہیں کہ کیا حال ہے مہاجرین اور انصار کا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح حدیثیں بیان نہیں کرتے؟ اور حال یہ ہے کہ میرے بھائی مہاجرین تو بازار میں خرید و فروخت میں مصروف رہتے تھے اور میرے بھائی انصاری وہ اپنے مالوں کے کام میں مصروف رہتے تھے اور میں محتاج آدمی تھا ہر وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود رہتا تھا اپنے پیٹ کے سوا مجھ کو اور کچھ فکر نہ تھی سو میں حاضر ہوتا تھا جب کہ وہ غائب ہوتے تھے اور میں یاد رکھتا تھا جب کہ وہ بھول جاتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ نہیں پھیلائے رہے گا کوئی اپنا کپڑا جب تک کہ میں اپنی یہ بات تمام کر چکوں پھر اپنے کپڑے کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لے تو میری بات سے کبھی کوئی چیز نہ بھولے گا سو میں نے اپنی چادر پھیلائی کہ اس کے سوا مجھ پر کوئی کپڑا نہ تھا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بات کو تمام کر چکے پھر میں نے اس کو اپنے سینے کی طرف سمیٹ لیا سو قسم ہے اس

كِتَابَ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا أَبَدًا ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿الرَّحِيْمُ﴾.

ذات کی جس نے حضرت ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میں اس روز سے آج کے دن تک آپ ﷺ کی اس کلام سے کوئی چیز نہیں بھولا قسم ہے اللہ کی اگر قرآن میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں تم کو کبھی کوئی حدیث نہ بتلاتا کہ جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے اتاری صاف حکم اور راہ کے نشان بعد اس کے کہ ہم ان کو کھول چکے واسطے لوگوں کے کتاب میں تو ان کو لعنت دیتا ہے اللہ اور لعنت دیتے ہیں سب لعنت دینے والے...... الرحیم تک۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے اس جگہ یہ قول ہے کہ میرے بھائی انصاری مالوں کے عمل میں مصروف رہتے تھے اس واسطے کہ مراد ساتھ عمل کے زمینوں میں مشغول ہونا ساتھ کھیتی کرنے اور درخت بونے کے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْمُسَاقَاتِ

کتاب ہے پانی دینے کے بیان میں

بَابٌ فِي الشُّرْبِ

باب ہے پانی پلانے کے بیان میں

فائدہ: عیاض نے کہا کہ مراد ساتھ پانی کے تقسیم کرنے کا حکم ہے اور اصل میں مراد شرب سے پانی کا حصہ ہے۔ (فتح) اور شریعت میں عبارت ہے اس سے کہ باری کے ساتھ پانی سے فائدہ اٹھائے یعنی باری کے ساتھ اپنی کھیتی کو دے اور اپنے جانوروں کو پلائے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ﴾

اور اس آیت کا بیان کہ کی ہم نے پانی سے ہر چیز جو زندہ ہے کیا پس کیوں نہیں ایمان لاتے؟

فائدہ: مراد وہ حیوان ہے جو پانی کے ساتھ جیتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے پانی نطفے کا ہے یعنی ہم نے ہر چیز منی سے پیدا کی اور بعض کل شیء حیا پڑھتے ہیں اس صورت میں اس میں جمادات یعنی بے جان چیزیں بھی داخل ہو جاتی ہیں مانند درخت اور پتھر وغیرہ کے اس واسطے کہ اس کی زندگی یعنی سبز ہونا نہیں ہوتا مگر ساتھ پانی کے (فتح)

وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿أَفَرَأَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ أَأَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ﴾ ثَجَّاجًا مُنْصَبًّا اَلْمُزْنُ اَلسَّحَابُ وَالْأُجَاجُ اَلْمُرُّ فُرَاتًا عَذْبًا.

اور اس آیت کا بیان کہ بھلا دیکھو تو پانی جو تم پیتے ہو کیا تم نے اس کو بادل سے اتارا ہے یا ہم اتارنے والے؟ اگر ہم چاہیں تو اس کو کھارا کر دیں پھر تم کیوں نہیں شکر کرتے اور ثجاجا (جو سورۂ عم میں ہے) کے معنی پانی گرایا گیا اور مزن کے معنی سحاب ہیں یعنی بادل اور اجاج کے معنی مر ہیں یعنی کڑوہ پانی اور فرات کے معنی جو سورہ مرسلات میں عذبا ہیں یعنی میٹھا پانی۔

بَابٌ فِي الشُّرْبِ وَمَنْ رَأٰى صَدَقَةَ

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو اعتقاد کرتا ہے کہ

الْمَآءِ وَهِبَتَهُ وَوَصِيَّتَهُ جَائِزَةٌ مَّقْسُوْمًا كَانَ أَوْ غَيْرَ مَقْسُوْمٍ.

پانی کا صدقہ کرنا اور ہبہ کرنا اور اس کے ساتھ وصیت کرنی جائز ہے۔

فائدہ: اور مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے پانی ملک نہیں ہوتا۔ (فتح)

وَقَالَ عُثْمَانُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّشْتَرِىْ بِئْرَ رُوْمَةَ فَيَكُوْنُ دَلْوُهُ فِيْهَا كَدِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاشْتَرَاهَا عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

اور عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے کہ رومہ کے کنویں کو مول لے پھر اس کا ڈول اس کنویں میں ایسا ہو جیسے اور مسلمانوں کے ڈول یعنی اس کو مول لے کر اللہ کی راہ میں وقف کردے اپنی ملکیت میں نہ رکھے سو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو خرید کر وقف کر دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پانی کو صدقہ کرنا درست ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو خرید کر اللہ کی راہ میں وقف کیا اور معلوم ہوا کہ پانی ملک ہو جاتا ہے وفيه المطابقة للترجمة اور ابن بطال نے کہا کہ وقف کرنے والے کو اپنے وقف سے نفع اٹھانا درست ہے جبکہ اس کی شرط کر لے اور اگر کنویں کو لوگوں کے واسطے وقف کرے تو اس کو خود بھی اس سے پانی پینا جائز ہے۔ (فتح)

٢١٨٠۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَّمِيْنِهِ غُلَامٌ أَصْغَرُ الْقَوْمِ وَالْأَشْيَاخُ عَنْ يَّسَارِهِ فَقَالَ يَا غُلَامُ أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ أُعْطِيَهُ الْأَشْيَاخَ قَالَ مَا كُنْتُ لِأُوْثِرَ بِفَضْلِيْ مِنْكَ أَحَدًا يَا رَسُوْلَ اللهِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

٢١٨٠۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں ایک لڑکا تھا جو سب سے چھوٹا تھا اور بوڑھے مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لڑکے کیا تو مجھ کو اجازت دیتا ہے کہ میں پیالہ بوڑھوں کو دوں تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جوٹھے کے ساتھ کسی کو اپنے اوپر مقدم نہ کروں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ اس لڑکے کو دیا۔

٢١٨١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهَا حُلِبَتْ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ دَاجِنٌ وَّهِيَ فِيْ

٢١٨١۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک بکری گھر میں رہنے والی دوہی گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے اور ملایا گیا دودھ اس کا ساتھ پانی اس کنویں کے جو انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

دَارِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّشِيْبَ لَبَنُهَا بِمَآءٍ مِنَ الْبِئْرِ الَّتِيْ فِيْ دَارِ أَنَسٍ فَأَعْطَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ مِنْهُ حَتّٰى إِذَا نَزَعَ الْقَدَحَ مِنْ فِيْهِ وَعَلٰى يَسَارِهٖ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعَنْ يَّمِيْنِهٖ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ عُمَرُ وَخَافَ أَنْ يُّعْطِيَهُ الْأَعْرَابِيَّ أَعْطِ أَبَا بَكْرٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدَكَ فَأَعْطَاهُ الْأَعْرَابِيَّ الَّذِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ.

پیالہ دیا گیا سو حضرت ﷺ نے اس سے پیا یہاں تک کہ جب پیالے کو اپنے منہ سے ہٹایا اور آپ ﷺ کے بائیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے اور دائیں ایک گنوار تھا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اور حالانکہ اس نے خوف کیا تھا اس سے کہ حضرت ﷺ وہ پیالہ گنوار کو دیں کہ یا حضرت ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیجیے کہ آپ ﷺ کے نزدیک ہے تو حضرت ﷺ نے وہ پیالہ گنوار کو دیا جو آپ ﷺ کی داہنی طرف تھا پھر فرمایا کہ داہنی طرف کا آدمی مقدم ہے پس داہنی طرف کا آدمی مقدم ہے یعنی بائیں والے پر اگرچہ بائیں والا دائیں والے سے افضل ہو۔

فائدہ: اور مناسبت دونوں حدیثوں کی ساتھ باب کے قسمت پانی کے مشروع ہونے کی جہت سے ہے اس واسطے کہ پہلے داہنی طرف والے کو دینا اس پر دلالت کرتا ہے اور ابن منیر نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پانی ملک ہو جاتا ہے اسی واسطے حضرت ﷺ نے بعض سے اذن چاہا جو اس میں شریک تھے اور مرتب کیا قسمت کو دائیں اور بائیں اور اگر اپنے اباحت پر باقی ہوتا تو اس میں کسی کی ملک داخل نہ ہوتی لیکن سہل کی حدیث میں یہ بیان نہیں کہ اس پیالے میں پانی تھا بلکہ کتاب الاشربہ میں مفسر آ چکا ہے کہ اس میں دودھ تھا اور اس کو جواب یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے وارد کیا ہے اس کو تا کہ بیان کرے کہ تحقیق امر جاری ہوا ہے بیچ بانٹنے پانی کے جس کے ساتھ دودھ ملایا گیا تھا جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ بیچ جگہ جاری ہونے خالص دودھ کے جس کا بیان سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے پس معلوم ہوا کہ نہیں فرق ہے بیچ اس کے درمیان دودھ کے اور پانی کے پس حاصل ہوگا ساتھ اس کے رد اس شخص پر جو کہتا ہے کہ پانی کسی کا ملک نہیں ہوتا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَالَ إِنَّ صَاحِبَ الْمَآءِ أَحَقُّ بِالْمَآءِ حَتّٰى يَرْوٰى لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَآءِ.

جو کہتا ہے کہ پانی والا لائق تر ہے ساتھ پانی کے یہاں تک کہ سیراب ہو جائے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ نہ روکا جائے زیادہ پانی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ نہیں اختلاف ہے درمیان علماء کے کہ پانی والا زیادہ تر حق دار ہے ساتھ پانی کے یہاں تک کہ سیراب ہو میں کہتا ہوں کہ اتفاق تو اس پر ہے کہ پانی ملک ہو جاتا ہے اور شاید کہ جن لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ پانی ملک ہوتا ہے وہی ہیں جن کو اس میں اختلاف نہیں اور وہ جمہور ہیں۔ (فتح)

۲۱۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَآءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ.

۲۱۸۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ روکا جائے زیادہ پانی تا کہ اس کے حیلے سے زیادہ چارہ روکا جائے۔

۲۱۸۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنَعُوْا فَضْلَ الْمَآءِ لِتَمْنَعُوْا بِهِ فَضْلَ الْكَلَإِ.

۲۱۸۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ روکو زیادہ پانی کو تا کہ اس کے حیلے سے زیادہ چارہ روکو۔

فائدہ: یعنی اگر تمہارا کنواں یا تالاب یا حوض ہو اور تم اس سے اپنا کام کر چکے ہو تو لوگوں کو اس کے باقی پانی سے نہ روکو اور مراد زیادہ پانی سے وہ پانی ہے جو حاجت سے زیادہ ہو اور جمہور کے نزدیک محمول ہے اس کنویں کے پانی پر جو مالکی کی زمین میں کھودا گیا ہو اور یہی حکم ہے اس کنویں کا کہ ویران زمین میں ہو جب کہ نہ ہو ساتھ قصد مالک ہونے کے اور صحیح نزدیک شافعیہ کے اور نص کی اس پر شافعی نے قدیم میں اور حرملہ نے یہ ہے کہ کنواں کھودنے والا اس کے پانی کا مالک ہو جاتا ہے اور اپر کہ جو کنواں کہ کھودا گیا ہو زمین ویران میں واسطے قصد سلوک اور رفاقت کے ساتھ لوگوں کے نہ واسطے مالک ہونے کے تو کھودنے والا اس کے پانی کا مالک نہیں ہوتا بلکہ ہوتا ہے وہ زیادہ حق دار ساتھ اس کے یہاں تک کہ اس جگہ سے کوچ کرے اور دونوں صورتوں میں واجب ہے اس پر خرچ کرنا پانی کا جو حاجت سے زیادہ ہو اور مراد حاجت سے حاجت نفس اپنے کی اور عیال اپنے کی اور کھیتی اپنی کی اور مویشی اپنے کی سے یہی ہے صحیح نزدیک شافعیہ کے اور خاص کیا ہے مالکیہ نے اس حکم کو ساتھ مردہ زمین کے یعنی واجب ہے خرچ کرنا زیادہ پانی کا اور کھیتی میں کہ جو کنواں اپنی مالکی کی زمین میں ہو اس کے زیادہ پانی کا خرچ کرنا واجب نہیں اور جو پانی کہ برتن میں محفوظ ہو اس کے زیادہ کا خرچ کرنے کا غیر مضطر کے واسطے صحیح قول پر واجب نہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا پانی کا اس واسطے کہ زیادہ پانی کا روکنا منع ہے نہ اصل کا اور اس سے معلوم ہوا کہ محل نہی کا وہ ہے جب کہ نہ پائے مامور ساتھ خرچ کرنے کے واسطے اس کے سوا اس پانی کے اور مراد یہ ہے کہ مویشی والوں کو پانی پر قدرت دی کہ وہ اس سے مویشی کو پانی پلائیں اور نہیں قائل ہے کوئی کہ واجب ہے پانی

والے پر پانی پلانا غیر کے مویشی کو اپنے ہاتھ سے باوجود قدرت مالک کے اور یہ جو فرمایا کہ تا کہ رو کے ساتھ اس کے گھاس کو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کنویں کے گرد گھاس ہو اور اس کے سوائے اس کے نزدیک اور پانی نہ ہو اور مویشی والے لوگ اس کو چرا نہ سکیں مگر جب کہ مویشی کو اس کنویں سے پانی پلا سکیں تا کہ چرنے کے بعد پیاس کے ساتھ ضرر نہ پائیں پس پانی سے منع کرنے چارے سے منع کرنا لازم آئے گا اور یہی تفسیر ہے نزدیک جمہور کے اور اس بنا پر خاص ہو گا خرچ کرنا پانی کا ساتھ اس شخص کے جس کے پاس مویشی ہوں اور ملحق ہے ساتھ اس کے چرواہے جب کہ پانی پلانے کی طرف محتاج ہوں اس واسطے کہ جب پانی پلانے سے منع کیے جائیں تو اس جگہ چرانے سے باز رہیں گے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ ممکن ہے ان کو اٹھانا پانی کا واسطے جانوروں اپنے کے واسطے قلیل ہونے اس چیز کے کہ محتاج ہیں طرف اس کے اس سے بخلاف چارپایوں کے تو ان کے واسطے پانی کا خرچ کرنا لازم ہو گا اور صحیح پہلا قول ہے اور ملحق ہے ساتھ اس کے کھیتی نزدیک مالک کے اور صحیح نزدیک شافعیہ کے اور یہی قول ہے حنفیہ کا کہ حکم خاص ہے ساتھ مویشی کے اور شافعیہ نے مویشی اور کھیتی کے درمیان فرق کیا ہے اس طرح کہ مویشی جاندار ہیں پیاس سے ان کے مر جانے کا خوف ہے بخلاف کھیتی کے اور ساتھ اسی کے جواب دیا ہے نووی وغیرہ نے اور استدلال کیا گیا ہے واسطے مالک کے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے جو مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ پانی کے بیچنے سے منع فرمایا لیکن وہ مطلق ہے پس محمول ہو گا مقید پر جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور اس بنا پر اگر وہاں چرانے کی گھاس نہ ہو تو منع کرنا منع نہیں یعنی منع کرنا درست ہے واسطے دور ہونے علت کے خطابی نے کہا کہ نہی جمہور کے نزدیک واسطے تنزیہ کے ہے پس حاجت کی جاتی ہے طرف دلیل کی کہ واجب کرے پھیرنے اس کے کو ظاہر سے اور نیز ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ واجب ہے خرچ کرنا اس کا مفت بغیر قیمت کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے مالک کو طلب کرنا قیمت کا محتاج الیہ کے جیسا کہ کھانے مضطر کے ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح کہ لازم آتا ہے اس سے جواز منع کا وقت باز رہنے محتاج کے خرچ کرنے قیمت کے سے اور رد کیا گیا ہے ساتھ منع کرنے ملازمہ کے یعنی یہ ایک دوسرے کو لازم نہیں پس جائز ہے یہ کہ کہا جائے کہ واجب ہے اس پر خرچ کرنا اور مرتب ہوتی ہے واسطے اس کے قیمت بیچ ذمہ مبذول لہ کے تا کہ جائز ہو اس کو قیمت لینی اس سے جیسا ممکن ہو ہاں مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ زیادہ پانی نہ بیچا جائے پس اگر واجب ہوتا واسطے اس کے عوض تو البتہ جائز ہوتی واسطے اس کے بیع اور استدلال کیا ہے ابن حبیب مالکی نے اس پر کہ کنواں جیسا دو مالکوں کے درمیان مشترک ہو اور اس میں پانی ہو اور ان میں سے ایک اپنی باری میں بے پرواہ ہو جائے تو جائز ہے اس سے دوسرے کو کہ اس سے پانی پلائے اس واسطے کہ وہ پانی ہے جو اس کے ساتھی کی حاجت سے زیادہ ہے اور عموم حدیث کا اس کے واسطے گواہی دیتا ہے اگرچہ جمہور اس کے مخالف ہیں اور استدلال

کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے واسطے سد ذرائع کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے پانی کے روکنے سے منع فرمایا ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے گھاس نہ روکی جائے لیکن باب کی حدیثوں میں بعض طریقوں میں صریح آ چکا ہے کہ گھاس کا روکنا منع ہے صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نہ روکو زیادہ پانی کو نہ گھاس کو پس دبلا ہو گا مال اور بھوکا رہے گا عیال اور مراد ساتھ گھاس کے وہ ہے جو ویران زمین میں اگے اس واسطے کہ سب لوگ اس میں برابر ہیں اور ابن ماجہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین چیزیں نہ منع کی جائیں پانی اور گھاس اور آگ اور اس کی اسناد صحیح ہے خطابی نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ گھاس ویران زمین میں اگتا ہے اور جو پانی ان جگہوں میں بہتا ہے جو کسی کے ساتھ خاص نہیں اور مراد ساتھ آگ کے وہ پتھر ہے جس کے ساتھ آگ جلائی جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ آگ کے حقیقی آگ ہے اور مراد یہ ہے کہ نہ منع کیا جائے جو اس سے آگ جلائے یا چراغ جلائے اور بعض کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ جب جنگل کی مباح لکڑیوں میں آگ جلائے تو نہیں جائز اس کو روکنا اس شخص کا کہ اس سے فائدہ اٹھائے بخلاف اس کے جب کہ اپنی ملکیت کی لکڑیوں میں آگ جلائے تو اس وقت اس کو اس سے روکنا درست ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ حَفَرَ بِئْرًا فِيْ مِلْكِهٖ لَمْ يَضْمَنْ

اگر کوئی زمین میں کنواں کھودے اور کوئی اس میں گر کر مر جائے تو وہ اس کے خون کا ضامن نہیں ہوتا

٢١٨٤۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَّالْبِئْرُ جُبَارٌ وَّالْعَجْمَاءُ جُبَارٌ وَّفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.

٢١٨٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی کان میں گر کر مر جائے تو معاف ہے یعنی کان والے پر اس کا بدلہ نہیں اور اگر کوئی کنویں میں گر کر مر جائے تو کنویں والے پر اس کو بدلہ نہیں اور جانور کے مارنے کا بدلہ نہیں یعنی اگر کسی کو جانور بلا تعدی مالک کے کسی کو مار ڈالے یا زخمی کر ڈالے تو اسکے مالک پر اس کی ڈانٹ نہیں اور دفن شدہ خزانے میں پانچواں حصہ بیت المال کا ہے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ حدیث مطلق ہے اور ترجمہ باب کا مقید ہے ساتھ ملک کے اور وہ مطلق کی صورتوں میں سے ایک ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ضمان ساقط ہے اس واسطے کہ جب غیر ملک میں کنواں کھودنے میں بدلہ نہیں تو جو اپنے ملک میں کھودے اس میں بطریق اولی بدلہ نہیں آئے گا اور جمہور کہتے ہیں کہ اپنے ملک اور غیر ملک میں کنواں کھودنے میں فرق ہے اور کوفیوں نے اس میں اختلاف کیا ہے اور اس کی تفصیل کتاب الدیات میں آئے گی انشاء اللہ تعالی۔ (فتح)

بَابُ الْخُصُوْمَةِ فِي الْبِئْرِ وَالْقَضَآءِ فِيْهَا

کنویں میں جھگڑنا اور اس میں حکم کرنا

۲۱۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ عَلَيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ الْآيَةَ فَجَآءَ الْأَشْعَثُ فَقَالَ مَا حَدَّثَكُمْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيَّ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ كَانَتْ لِيْ بِئْرٌ فِيْ أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِيْ فَقَالَ لِيْ شُهُوْدَكَ قُلْتُ مَا لِيْ شُهُوْدٌ قَالَ فَيَمِيْنُهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذًا يَحْلِفَ فَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ تَصْدِيْقًا لَهُ.

۲۱۸۵۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی بات پر قسم کھائے کہ اس کے ساتھ کسی مسلمان کا مال چھین لے اور وہ اس قسم میں جھوٹا ہو تو وہ اللہ سے ملے گا اس حالت میں کہ اللہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا سو اللہ نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتاری یعنی جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں ان لوگوں کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور اللہ ان سے بات نہ کرے گا اخیر آیت تک سو اشعث آیا تو کہا کہ جو حدیث کہ ابوعبدالرحمٰن یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تم سے بیان کرتے ہیں یہ آیت میرے حق میں اتری ہے اور اس کا بیان یہ ہے کہ میرا ایک کنواں میرے چچیرے بھائی کی زمین میں تھا یعنی اور وہ مجھ کو نہ دیتا تھا تو ہم حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے تو حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ اپنے گواہ لا میں نے کہا کہ میرے پاس گواہ نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی قسم لے میں نے کہا کہ وہ اس وقت قسم کھا جائے گا تب حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی پھر اس کی تصدیق کے واسطے اللہ نے یہ آیت اتاری۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کنویں میں جھگڑا پڑے تو اس طور سے فیصلہ کرنا چاہیے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ مَنَعَ ابْنَ السَّبِيْلِ مِنَ الْمَآءِ

جو مسافر کو پانی سے منع کرے اس کو کیا گناہ ہے

فائدہ: یعنی جو پانی کہ حاجت سے زیادہ ہو اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا باب کی حدیث میں کہ ایک تو وہ مرد ہے جس کے پاس راہ میں حاجت سے زیادہ پانی ہو اور مسافر کو اس پانی سے روکے ابن بطال نے کہا کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ حاجت کے وقت کنویں کا مالک مسافر سے اولیٰ ہے اور جب وہ اپنی حاجت کے موافق اس سے پانی لے لے تو نہیں جائز اس کو منع کرنا مسافر کا باقی پانی سے۔ (فتح)

۲۱۸۶۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا

۲۱۸۶۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَّا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ رَجُلٌ كَانَ لَهُ فَضْلُ مَآءٍ بِالطَّرِيْقِ فَمَنَعَهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا رَضِيَ وَإِنْ لَّمْ يُعْطِهِ مِنْهَا سَخِطَ وَرَجُلٌ أَقَامَ سِلْعَتَهُ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ لَقَدْ أَعْطَيْتُ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ رَجُلٌ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾.

فرمایا کہ تین شخص ہیں کہ جن کی طرف اللہ قیامت میں نہ دیکھے گا اور نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا اور ان کے لیے عذاب درد ناک ہے ایک تو وہ مرد جس کے پاس راہ میں حاجت سے زیادہ پانی ہو اور وہ اس کو مسافر سے روکے اور دوسرا وہ مرد ہے جس نے ایک امام سے بیعت کی اور اس نے بیعت نہیں کی مگر دنیا ہی کے واسطے سو اگر امام نے دنیا سے اس کو کچھ دیا تو اس نے عہد پورا کیا اور اگر اس نے اس کو دنیا سے کچھ نہ دیا تو اس نے عہد پورا نہ کیا اور تیسرا وہ مرد ہے کہ اس نے عصر کے بعد اپنے اسباب کو بازار میں کھڑا کیا پھر کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں کہ میں نے اس کو اتنے اتنے سے لیا یا مجھ کو اس کی اتنی اتنی قیمت ملتی تھی میں نے نہیں دیا پس سچا جانا اس کو کسی مرد نے پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت میں بیچ ڈالتے ہیں آخر تک یعنی ابھی اوپر گزری۔

بَابُ سَكْرِ الْأَنْهَارِ

نہروں کے بند کرنے کا حکم

۲۱۸۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِيْ يَسْقُوْنَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ سَرِّحِ الْمَآءَ يَمُرُّ فَأَبٰى عَلَيْهِ فَاخْتَصَمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۱۸۷۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے حضرت ﷺ کے پاس پتھریلی زمین کی ایک نالی میں زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا جس سے لوگ کھجوروں کے درختوں کو پانی پلاتے تھے سو انصاری نے کہا کہ پانی کو چھوڑ دے کہ گزرے یعنی تاکہ پہلے میں اپنے درختوں کو پانی دوں سو زبیر نے اس کا کہا نہ مانا وہ دونوں حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے زبیر! تو اپنے درختوں کو پانی دے لے پھر پانی کو اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے سو انصاری غصے ہوا اور کہنے لگا کہ تم زبیر کو اس

وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ أَسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَآءَ إِلَى جَارِكَ فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَآءَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللهِ إِنِّي لَأَحْسِبُ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾.
قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ لَيْسَ أَحَدٌ يَذْكُرُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ إِلَّا اللَّيْثُ فَقَطْ.

واسطے مجھ پر مقدم کرنے کا حکم کرتے ہو کہ وہ تمہاری پھوپھی کے بیٹے ہیں تو حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا یعنی نہایت غصے ہوئے پھر فرمایا کہ اے زبیر! اپنے درختوں کو پانی سینچ لے پھر اس کو روک یعنی اس کی طرف پانی نہ چھوڑ یہاں تک کہ پہنچے منڈیر تک یعنی جو مینڈے کے پانی روکنے کے واسطے کھجور کے درختوں کے درمیان بنائی جاتی ہے سو زبیر نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں گمان کرتا ہوں کہ یہ آیت اس قصے پر اتری سو قسم ہے تیرے رب کی ان کو ایمان نہ ہوگا جب تک تجھی کو منصف نہ جانیں اس جھگڑے میں جو ان کے درمیان واقع ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہر کو بند کرنا درست نہیں بلکہ جیسے اپنے کھیت یا درخت کو پانی دے لے تو باقی پانی کو نیچے کے کھیتوں کی طرف چھوڑ دے۔

بَابُ شُرْبِ الْأَعْلٰى قَبْلَ الْأَسْفَلِ

پانی پلانا اوپر والے کا پہلے نیچے والے کے یعنی جس کا کھیت یا درخت پانی کے قریب ہو وہ پہلے پانی دے پھر جو اس کے پاس ہو وہ پانی دے۔

فائدہ: علماء کہتے ہیں کہ پانی دینا نہر یا نالے سے جو کسی کے ملک نہ ہو مقدم کیا جائے اوپر والا پھر اوپر والا اور نہیں حق ہے واسطے نیچے والے کے یہاں تک کہ اوپر والے کو حاجت نہ رہے اور اس کی حد یہ ہے کہ پانی زمین کو ڈھانک لے یہاں تک کہ نہ پیے اس کو اور منڈیر کی طرف پھرے پھر اس کو چھوڑ دے۔ (فتح)

۲۱۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا زُبَيْرُ اسْقِ ثُمَّ أَرْسِلْ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ إِنَّهُ ابْنُ عَمَّتِكَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اسْقِ يَا زُبَيْرُ حَتّٰى يَبْلُغَ الْمَآءُ الْجَدْرَ ثُمَّ أَمْسِكْ فَقَالَ الزُّبَيْرُ فَأَحْسِبُ هٰذِهِ الْآيَةَ

۲۱۸۸۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد انصاری نے زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے زبیر! اپنے درختوں کو پانی دے پھر اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے تو انصاری نے کہا کہ یہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے زبیر رضی اللہ عنہ پانی پلا اپنے درختوں کو یہاں تک کہ منڈیر کو پہنچے پھر اس کو روک رکھ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ آیت اس قصے میں اتری

نَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾.

ہے فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك آخر تک۔

فائدہ: خطابی نے کہا کہ حضرت ﷺ نے حالت غصب میں حکم کیا اس کے باوجود حاکم کو غصب کی صورت میں حکم کرنا منع ہے اس واسطے کہ نہی کی علت یہ ہے کہ مبادا حاکم سے حکم خطاء اور غلطی نہ ہو جائے اور حضرت ﷺ خطاء سے معصوم ہیں حالت غصب میں ان سے خطاء نہیں ہوسکتی۔ (فتح الباری)

بَابُ شِرْبِ الْأَعْلٰى إِلَى الْكَعْبَيْنِ

اوپر والا ٹخنوں تک پانی دے

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اندازہ کیا ہے اس کو زہری نے كما سياتى فى آخر الباب۔ (فتح)

٢١٨٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ الْحَرَّانِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِي شِرَاجٍ مِنَ الْحَرَّةِ يَسْقِيْ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ فَأَمَرَهُ بِالْمَعْرُوْفِ ثُمَّ أَرْسِلْ إِلٰى جَارِكَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ يَرْجِعَ الْمَاءُ إِلَى الْجَدْرِ وَاسْتَوْعٰى لَهُ حَقَّهُ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللّٰهِ إِنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ أُنْزِلَتْ فِيْ ذٰلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ قَالَ لِي ابْنُ شِهَابٍ فَقَدَّرَتِ الْأَنْصَارُ وَالنَّاسُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ وَكَانَ ذٰلِكَ إِلَى الْكَعْبَيْنِ.

٢١٨٩ـ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا بیچ نالی پتھریلی زمین کے جس سے کھجور کے درختوں کو پانی پلایا جاتا تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے زبیر رضی اللہ عنہ اپنے درختوں کو پانی پلا سو حکم کیا اس کو موافق دستور کے یعنی جس قدر پانی دینے کا رواج ہے پھر اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے تو انصاری نے کہا کہ وہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں سو حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا فرمایا کہ پانی دے پھر روک رکھ یہاں تک کہ پانی منڈیر تک پہنچے تو حضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنا حق پورا دلوایا سو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ یہ آیت اس قصے میں اتری فلا وربک الخ تو ابن شہاب نے کہا کہ انصار اور سب لوگوں نے حضرت ﷺ کے اس قول کا اندازہ کیا کہ پانی دے پھر اس کو روک رکھ یہاں تک کہ منڈیر کو پہنچے تو اس پانی کا اندازہ ٹخنوں تک تھا۔

فائدہ: یعنی جب کہ انہوں نے دیکھا کہ منڈیریں مختلف ہوتی ہیں ساتھ دراز اور کمی کے یعنی کوئی اونچی ہوتی ہے اور کوئی نیچی تو قیاس کیا انہوں نے اس زمین کو جس میں یہ قصہ واقع ہوا تھا تو اس کو ٹخنوں تک پایا تو ٹھہرایا انہوں نے اس کو کسوٹی واسطے استحقاق کے پس مقدم ہوگا اول پھر اول اور مراد ساتھ اول کے یہاں وہ ہے جس کی طرف سے پانی بہنا شروع ہوتا ہو اور بعض شافعیہ متاخرین کہتے ہیں کہ مراد اول سے وہ ہے جس نے پہلے زمین آباد کی ہو پھر وہ جس نے اس کے بعد آباد کی ہو اور اسی طرح لگا تار اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اول وہ ہے کہ پانی کے نالے سے قریب ہو اور یہ مراد نہیں اور ابن تین نے کہا کہ جمہور اس پر ہیں کہ حکم یہ ہے کہ پانی کو ٹخنوں تک روکے اور خاص کیا ہے اس کو ابن کنانہ نے ساتھ کھجوروں اور دوسرے درختوں کے اور لیکن کھیتیاں پس اس میں سب لوگ شریک ہیں اور طبری نے کہا کہ زمینیں مختلف ہیں پس روکے واسطے ہر ایک کے جو کفایت کرے اس کو اس واسطے کے جو زبیر کے قصے میں واقع ہوا ہے وہ خاص ایک واقعہ کا ذکر ہے اور مالک کے اصحاب کو اختلاف ہے کہ کیا چھوڑ دے پہلا بعد پورا لینے تمام پانی کے یا چھوڑے اس سے وہ چیز کہ زیادہ ہو ٹخنوں پر اور اول قول زیادہ تر ظاہر ہے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ اس کے واسطے حاجت نہ رہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ جو پہلے پہنچے طرف کسی چیز کی پانی جنگلوں اور سیل کے سے جو کسی کے ملک نہیں پس وہ زیادہ تر حقدار ہے ساتھ اس کے لیکن جب اس کو حاجت نہ ہو تو اس کو جائز نہیں کہ پانی کو اپنے پاس والے سے روکے اور یہ کہ جائز ہے واسطے حاکم کے یہ کہ اشارہ کرے ساتھ صلح کے درمیان دو جھگڑنے والوں کے اور حکم کرے ساتھ اس کے اور راہ دکھائے طرف اس کی اور نہ لازم کرے ان کو ساتھ اس کے مگر جب کہ راضی ہوں اور یہ کہ حاکم پورا لے واسطے صاحب حق کے حق اس کا جب کہ دونوں آپس میں راضی نہ ہوں اور یہ کہ حاکم کرے ساتھ حق کے واسطے اس شخص کے جو متوجہ ہو واسطے اس کے اگرچہ نہ سوال کرے اس سے صاحب حق کا اور اس میں اکتفا ہے مخاصم سے ساتھ اس چیز کے جو سمجھا جائے اس سے مقصود اس کا بغیر مبالغہ کے بیچ تنصیص کے دعوی پر اور نہ معین کرنے مدعی کے اور نہ حصر کرنے اس کے ساتھ تمام صفتوں اس کی کے اور یہ کہ جائز ہے جھڑکنا اس شخص کو جو ظلم کرے حاکم پر اور سزا دینے اس کو اور ممکن ہے یہ کہ استدلال کیا جائے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے امام کو یہ کہ معاف کرے تعزیر سے جو متعلق ہو ساتھ اس کے لیکن محل اس کا یہ ہے کہ جب حرمت شرع کی ہتک لازم نہ آئے اور حضرت ﷺ نے جو اس کو سزا نہ دی تو اس واسطے نہ دی کہ آپ ﷺ کو تالیف قلوب بہت منظور تھی جیسا کہ بہت منافقوں کے حق میں فرمایا کہ لوگ چرچا نہ کریں کہ محمد ﷺ اپنے یاروں کو قتل کرتے ہیں سو کسی سے ایسی بات حضرت ﷺ کے حق میں صادر ہو یا بیچ شریعت آپ کی کے تو اس کو زندیق کی طرح قتل کیا جائے اور نقل کیا ہے نووی نے مانند اس کی علماء سے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ سَقْيِ الْمَآءِ

پانی پلانے کی فضیلت کا بیان یعنی اس کے واسطے جس کو حاجت ہو

۲۱۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ يَمْشِيْ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَنَزَلَ بِئْرًا فَشَرِبَ مِنْهَا ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا هُوَ بِكَلْبٍ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا مِثْلُ الَّذِيْ بَلَغَ بِيْ فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيْهِ ثُمَّ رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا قَالَ فِيْ كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ تَابَعَهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَالرَّبِيْعُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ.

۲۱۹۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس حالت میں کہ ایک مرد چلا جاتا تھا تو اس کو سخت پیاس لگی تو وہ ایک کنویں میں اترا سو اس نے پانی پیا پھر نکلا تو ناگہاں اس نے دیکھا کہ ایک کتے نے زبان باہر نکالی ہے کہ پیاس کے مارے کیچڑ کھاتا ہے تو اس نے کہا کہ مجھ کو پیاس پہنچی تھی اسی طرح اس کو پہنچی ہے سو وہ کنویں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا پھر اس کو اپنے منہ سے پکڑ رکھا پھر اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا سو اللہ نے اس کی محنت ٹھکانے لگائی پھر اس کو بخش دیا تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! کیا ہمارے واسطے چوپایوں کے احسان میں ثواب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر جگر تر کے پانی پلانے میں ثواب ہے۔

فائدہ: یعنی ہر جاندار کے احسان میں ثواب ہے اور وہ عام ہے سب جانوروں میں اور عبدالملک نے کہا کہ یہ حدیث بنی اسرائیل میں تھی اور اوپر اسلام سو اس میں یہ حکم نہیں اس واسطے کہ اس میں کتوں کے مار ڈالنے کا حکم ہوا ہے اور یہ جو فرمایا کہ ہر جگر میں تو یہ مخصوص ہے ساتھ بعض چوپایوں کے جن میں ضرر نہیں اس واسطے کہ جس چیز کے مار ڈالنے کا حکم ہے مانند سور کی اس کو قوت دینی جائز نہیں تا کہ اس کا ضرر زیادہ نہ ہو اور اسی طرح نووی نے کہا کہ عموم اس کا مخصوص ہے ساتھ جانور تعظیم والے کے اور وہ جانور وہ ہے جس کے مارنے کا حکم نہیں سو اس کے پانی پلانے سے ثواب حاصل ہوگا اور ملحق ہے ساتھ اس کے کھلانا اس کا اور سوائے اس کے اور وجہوں سے احسان سے اور ابن تین نے کہا کہ نہیں منع ہے جاری کرنا اس کا اپنے عموم پر یعنی پس پہلے اس کو پانی پلایا جائے پھر اس کو مار ڈالا جائے اس واسطے کہ ہم کو حکم ہوا کہ ہم اچھی طرح سے قتل کریں اور ہم کو مثلہ سے منع ہوا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ کتے کا جوٹھا پاک ہے اور اس کی بحث کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور اس چیز سے کہ کہا گیا بیچ رد کے اس شخص پر جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے یہ ہے کہ وہ فعل بعض لوگوں کا ہے اور نہیں معلوم

ہے یہ کہ اس کی پیروی کی جاتی ہے یا نہیں اور جواب یہ ہے کہ ہم محض فعل مذکور سے حجت نہیں پکڑتے بلکہ جب ہم کہیں کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے پس تحقیق ہم نہیں پکڑتے ساتھ ہر چیز کے کہ وارد ہو ان سے بلکہ جب بیان کریں اس کو امام شرع ہماری کے مدح کی جگہ میں جب کہ معلوم ہو اور نہ مقید کریں اس کو ساتھ کسی قید کے تو صحیح ہوتا ہے استدلال ساتھ اس کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سفر کرنا تنہا اور بغیر خرچ کے اور محل اس کا ہماری شرع میں اس وقت ہے جب کہ اپنی جان کے ہلاک ہونے کا خوف نہ کرے اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر احسان کرنے کی ساتھ لوگوں کے اس واسطے کہ جب کتے کے پانی پلانے سے مغفرت حاصل ہوئی تو مسلمان کے پانی پلانے میں زیادہ تر ثواب ہوگا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہے دینا صدقہ نفلی کا واسطے مشرکین کے اور لائق ہے کہ ہو محل اس کا جب کہ وہاں مسلمان نہ پایا جائے اور اسی طرح جب کہ دائر ہو امر درمیان چوپائے اور آدمی حرمت والے کے اور دونوں کی حاجت برابر ہو تو آدمی زیادہ تر حق دار ہے۔ (فتح)

٢١٩١۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةَ الْكُسُوْفِ فَقَالَ دَنَتْ مِنِّيَ النَّارُ حَتّٰى قُلْتُ أَيْ رَبِّ وَأَنَا مَعَهُمْ فَإِذَا امْرَأَةٌ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ قَالَ مَا شَأْنُ هٰذِهٖ قَالُوْا حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا.

٢١٩١۔ اسماء ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سورج گرہن کی نماز پڑھی سو فرمایا کہ مجھ سے دوزخ کی آگ قریب ہوئی یہاں تک کہ میں نے کہا کہ اے میرے رب کیا میں بھی دوزخیوں کے ساتھ ہوں تو ناگہاں میں نے ایک عورت دیکھی کہ بلی اس کی کھال کو نوچ رہی تھی فرمایا کیا حال ہے اس عورت کا؟ تو فرشتوں نے کہا کہ اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مرگئی۔

٢١٩٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِيْ هِرَّةٍ حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ قَالَ فَقَالَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ لَا أَنْتِ أَطْعَمْتِيْهَا وَلَا سَقَيْتِيْهَا حِيْنَ حَبَسْتِيْهَا وَلَا أَنْتِ أَرْسَلْتِيْهَا فَأَكَلَتْ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ.

٢١٩٢۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عذاب ہوا ایک عورت کو بلی کے مقدمے میں اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ بھوک سے مرگئی تو وہ عورت اس کے سبب سے دوزخ میں داخل ہوئی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ نہ تو نے اس کو کھلایا نہ پلایا جب کہ تو نے اس کو باندھ رکھا تھا اور نہ تو نے اس کو چھوڑا کہ زمین کے کیڑے کھاتی۔

فائدہ: اور مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ باب سے یہ ہے کہ عورت کو عذاب ہوا اس پر کہ اس نے بلی کو پانی نہ پلایا تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ اس کو پانی پلاتی تو اس کو عذاب نہ ہوتا ابن منیر نے کہا کہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جس چیز کو پیاس سے مارنا درست نہیں اس کا قتل کرنا حرام ہے اگرچہ بلی ہو اور باقی شرح اس کے بدء الخلق میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَّاٰی أَنَّ صَاحِبَ الْحَوْضِ وَالْقِرْبَةِ أَحَقُّ بِمَآءِهٖ

جو کہتا ہے کہ حوض والا اور مشک والا زیادہ تر حق دار ہے ساتھ پانی اپنے کے اور مقدم ہے ساتھ خرچ کرنے اس کے کے اپنی حاجتوں میں۔

۲۱۹۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ غُلَامٌ هُوَ أَحْدَثُ الْقَوْمِ وَالْاَشْيَاخُ عَنْ يَّسَارِهٖ قَالَ يَا غُلَامُ أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ أُعْطِيَ الْاَشْيَاخَ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِاُوْثِرَ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ أَحَدًا يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

۲۱۹۳۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ لایا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف ایک لڑکا تھا جو سب حاضرین سے چھوٹا تھا اور بوڑھے لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لڑکے کیا تو اجازت دیتا ہے کہ میں بوڑھوں کو دوں؟ تو لڑکے نے کہا کہ نہیں ہوں میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوٹھے پر کسی کو اپنے اوپر مقدم کروں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ اس کو دیا۔

فائدہ: اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے ظاہر ہے واسطے لاحق کرنے حوض اور مشک کے ساتھ پیالے کے تو پیالے والا زیادہ تر حق دار ہے ساتھ تصرف کے بیچ اس کے از روئے پینے کے اور پلانے کے اور تحقیق پوشیدہ رہی یہ وجہ اوپر مہلب کے پس کہا کہ نہیں ہے حدیث میں مگر یہ کہ داہنی طرف والا زیادہ تر حق دار ہے ساتھ پیالے کے اپنے غیر سے اور ابن منیر نے جواب دیا اس طرح کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ جب داہنی طرف والا محض بیٹھنے کی وجہ سے پیالے کا حق دار ہوا تو کس طرح نہ خاص ہوگا ساتھ اس کے صاحب ہاتھ کا اور سبب بنانے والا بیچ تحصیل کرنے اس کے کی۔ (فتح)

۲۱۹۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ

۲۱۹۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں ہانکوں گا کچھ مردوں کو اپنے حوض کوثر سے جیسے کہ حوض سے غیر کے اونٹ ہانکے جاتے ہیں۔

لَأَذُوْدَنَّ رِجَالًا عَنْ حَوْضِي كَمَا تُذَادُ الْغَرِيْبَةُ مِنَ الْإِبِلِ عَنِ الْحَوْضِ.

فائدہ: اور مناسبت اس کی باب کے ساتھ اس طور سے ہے کہ حضرت ﷺ نے ذکر کیا کہ حوض والا غیر کے اونٹ اپنے حوض سے ہانکتا ہے تو آپ ﷺ نے اس سے انکار نہ کیا تو معلوم ہوا کہ جائز ہے اور اس کی مناسبت کی وجہ بھی مہلب پر پوشیدہ رہی سو کہا اس نے کہ مناسبت کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے حوض کوثر کو اپنی طرف نسبت کیا اور آپ ﷺ زیادہ تر حق دار تھے ساتھ اس کے اور تعاقب کیا اس کا ابن منیر نے پس کہا کہ احکام تکالیفیہ آخرت کے وقائع پر نہیں اتارے جاتے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے تو اس لفظ سے استدلال کیا ہے کہ جیسے غیر کے اونٹ ہانکے جاتے ہیں پس حوض والے کو غیر کے اونٹ ہانکنا جائز نہیں مگر اس کی وجہ سے کہ وہ زیادہ تر حق دار ہے ساتھ حوض اپنے کے۔ (فتح)

۲۱۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ وَكَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرٍ يَزِيْدُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ أُمَّ إِسْمَاعِيْلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ أَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَآءِ لَكَانَتْ عَيْنًا مَعِيْنًا وَأَقْبَلَ جُرْهُمُ فَقَالُوْا أَتَأْذَنِيْنَ أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ قَالَتْ نَعَمْ وَلَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَآءِ قَالُوْا نَعَمْ.

۲۱۹۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے اسمعیل کی ماں پر یعنی ہاجرہ پر اگر زمزم کو چھوڑتی یا یوں فرمایا چلو نہ بھرتی زمزم سے تو زمزم ایک چشمہ جاری ہو جاتا اور جرہم کا قبیلہ آیا اور انہوں نے کہا کہ کیا تو اجازت دیتی ہے کہ ہم تیرے پاس اتریں اور گھر بنا کر گاؤں آباد کریں؟ تو اس نے کہا کہ ہاں اجازت ہے لیکن تم کو پانی میں حق نہیں انہوں نے کہا ہاں پانی میں ہمارا کچھ حق نہیں ہوگا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الانبیاء میں آئے گی اور مناسبت اس کی ساتھ باب کے اس وجہ سے ہے کہ ہاجرہ نے ان لوگوں کو کہا جو اس کے پاس اترے تھے کہ پانی میں تمہارا کچھ حق نہ ہوگا تو انہوں نے کہا کہ ہاں تو حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور خطابی نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جنگل میں پانی نکالے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اور کوئی غیر اس کو اس میں شریک نہیں ہوتا مگر اس کی رضامندی سے مگر جب اس کو حاجت نہ ہو تو زیادہ پانی سے نہ روکے اور ہاجرہ نے تو یہ شرط ان پر اس واسطے کی تھی تا کہ اس کے مالک نہ ہو جائیں۔

۲۱۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا

۲۱۹۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَةٍ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا أَكْثَرَ مِمَّا أُعْطِيَ وَهُوَ كَاذِبٌ وَّرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ وَّرَجُلٌ مَّنَعَ فَضْلَ مَآءٍ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ الْيَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِيْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ قَالَ عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ أَبَا صَالِحٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فرمایا کہ تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن نہ بولے گا اور نہ ان کو دیکھے گا اور ایک وہ مرد جس نے اپنے اسباب پر قسم کھائی کہ البتہ دیا ہے میں نے اکثر اس چیز سے کہ دیا تھا یعنی کم قیمت کو لیا تھا اور کہا کہ میں نے زیادہ قیمت سے لیا ہے اور حالانکہ وہ قسم میں جھوٹا ہے اور دوسرا وہ شخص جس نے جھوٹی بات پر قسم کھائی عصر کے بعد تا کہ چھین لے ساتھ اس کے مال مرد مسلمان کا اور تیسرا وہ مرد ہے جس نے زیادہ پانی سے مسافر کو روکا تو اللہ فرمائے گا کہ میں آج کے دن تجھ کو اپنے زیادہ پانی سے روکوں گا جیسا کہ تو نے زیادہ پانی کو روکا جس کے واسطے تیرے دونوں ہاتھوں نے محنت نہ کی تھی یعنی اگرچہ آدمی محنت سے کنواں کھودتا ہے لیکن پانی محض اللہ ہی کی قدرت سے نکلتا ہے اس واسطے کہ بعض وقت محنت سے بھی نہیں نکلتا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ سزا زیادہ پانی کے منع کرنے پر واقع ہوئی ہے پس معلوم ہوا کہ وہ زیادہ ترحق دار ہے ساتھ اصل کے اور نیز آپ کے قول مالم تعمل یداک سے بھی پکڑی جاتی ہے اس واسطے کہ مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر اس کو اپنی محنت سے نکالتا تو ہوتا زیادہ ترحق دار ساتھ اس کے غیر اپنے کے۔ (فتح)

بَابُ لَا حِمٰى إِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نہیں ہے روند یعنی راکھ مگر واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے

۲۱۹۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِمٰى إِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ.

۲۱۹۷۔ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے راکھ مگر واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے۔

فائدہ: یعنی واسطے ان گھوڑوں کے جن سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا جاتا ہے اور واسطے ان اونٹوں کے جن پر اللہ کی راہ میں بوجھ اٹھایا جاتا ہے امام شافعی نے کہا کہ اس حدیث کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ نہیں جائز ہے کسی کو یہ کہ راکھ رکھے واسطے مسلمانوں کے مگر جو حضرت ﷺ نے رکھی اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ مگر اس طرح پر جس طرح پر کہ حضرت ﷺ نے راکھ رکھی پس پہلے معنی کی بنا پر نہیں جائز ہے واسطے کسی کے حاکموں سے بعد آپ کے یہ کہ راکھ رکھے اور دوسرے معنی کی بنا پر خاص ہے راکھ رکھنی ساتھ اس شخص کے جو حضرت ﷺ کے قائم مقام ہو اور وہ خاص خلیفہ ہے اور حمی منع کرنا ہے مویشی چرانے سے بیچ زمین خاص کے مباحات کے پس ٹھہرائے اس کو امام خاص واسطے چرانے جانوروں صدقہ کے مثلا اور اصل حمی کی عرب کے نزدیک یہ ہے کہ ان میں سے کوئی رئیس جب کسی جگہ گھاس کے اترتا تھا تو ایک بلند مقام پر اپنا کتا بھونکاتا تھا تو اس کی ہر طرف سے جس جگہ اس کے آواز پہنچتی تھی وہاں تک راکھ رکھتا تھا پس اس میں کسی غیر کا جانور نہ چراتا تھا اور وہ اپنے غیروں کے ساتھ راکھ کے سوائے اور جگہوں میں چراتا تھا اور وہ مکان حمی ہے اور وہ خلاف مباح کے ہے اور راجح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ راکھ خاص ہے ساتھ خلیفہ کے یعنی صرف اسی کو راکھ رکھنی جائز ہے اور کو نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ملکوں کے حاکم بھی اس کے ساتھ ملحق ہیں اور محل جواز مطلق کا یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کو اس سے ضرر نہ پہنچے اور استدلال کیا ہے طحاوی نے ساتھ اس کے واسطے مذہب اپنے کے بیچ شرط ہونے اجازت امام کے ویران زمین کے زندہ کرنے میں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ فرق کے درمیان ان دونوں کے اس واسطے کہ راکھ رکھنی خاص ہے آباد کرنے سے اور جوزی نے شافعیہ سے کہا کہ نہیں دونوں حدیثوں میں تعارض پس راکھ رکھنی منع ہے کہ روکے مردہ زمین سے وہ چیز جس میں بہت گھاس ہو خاص واسطے نفس اپنے کے اور آباد کرنا جائز وہ ہے جس میں مسلمانوں کا فائدہ شامل نہ ہو (فتح)

وَقَالَ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَى النَّقِيعَ وَأَنَّ عُمَرَ حَمَى السَّرَفَ وَالرَّبَذَةَ.

اور زہری نے کہا کہ پہنچی ہم کو یہ خبر کہ حضرت ﷺ نے نقیع کو راکھ رکھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے شرف اور ربذہ کو راکھ رکھا۔

فائدہ: نقیع ایک جگہ کا نام ہے بیس میل مدینے سے اور شرف بھی ایک جگہ ہے پاس مکے کے اور ربذہ ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے

بَابُ شُرْبِ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ مِنَ الْأَنْهَارِ

پانی پینا آدمیوں کا اور چوپایوں کا نہروں سے

فائدہ: مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس ترجمہ کے یہ ہے کہ جو نہریں کہ راہوں میں ہیں ان میں سے پانی پینا کسی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ سب لوگ اس میں شریک ہیں۔ (فتح)

۲۱۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِيْ لَهٗ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ بِهَا فِيْ مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهُ انْقَطَعَ طِيَلُهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهٗ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَّسْقِيَ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهٗ فَهِيَ لِذٰلِكَ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهِيَ لِذٰلِكَ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ عَلٰى ذٰلِكَ وِزْرٌ وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهَا شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ.

۲۱۹۸۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑا ایک مرد کے واسطے تو ثواب ہے اور ایک مرد کے واسطے پردہ ہے یعنی باعزت رہا ذلت سے بچا اور ایک مرد پر وبال ہے سو لیکن جس کو ثواب ہے تو وہ مرد ہے جس نے گھوڑے کو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے واسطے باندھ رکھا پھر اس کو لمبی رسی میں باندھا کسی چراگاہ یا باغ میں سو وہ اپنی اس رسی کے اندر چراگاہ یا باغ میں جہاں تک کہ پہنچے اور جتنی گھاس کہ چرے تو اس مرد کے واسطے اتنی نیکیاں ہوں گی اور اگر گھوڑے کی رسی ٹوٹ گئی پھر اس نے ایک بار یا دو بار چھلانگ ماری تو اس مرد کے واسطے اس کی ٹاپوں کی مٹی اور اس کی لید نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی دریا پر گزرے اور اس سے پانی پیے اگرچہ مالک نے اس کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو یہ بھی اس کے واسطے نیکیاں ہوں گی تو ایسا گھوڑا اس مرد کے واسطے ثواب کا سبب ہے اور جس مرد نے کہ گھوڑے کو باندھا اس نیت سے کہ اس کی سوداگری سے فائدہ اٹھائے اور بیگانی سواری مانگنے سے بچے پھر اللہ کے حق کو جو گھوڑے کی گردن اور پیٹھ میں سے نہ بھولے یعنی اس کی زکوۃ ادا کیا کرے اور ضعیفوں کو اس کی سواری سے نہ روکے تو ایسا گھوڑا اس مرد کے واسطے پردہ ہے اور جو مرد کہ گھوڑے کو باندھے اترانے اور نام ونمود کے لیے اور اہل اسلام کی بدخواہی اور عداوت کے واسطے یعنی کفر کی مدد کو تو ایسا گھوڑا اس مرد پر وبال ہے اور کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کا حکم پوچھا کہ ان میں بھی زکوۃ ہے یا نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اتاری گئی مجھ پر ان کے حق میں کوئی چیز خاص کر مگر یہ آیت جو جامع ہے یعنی شامل ہے تمام چیزوں کو اور کمیاب ہے یعنی

قلت الفاظ میں اور کثرت معانی میں اور وہ آیت یہ ہے کہ جس نے ذرہ بھر بھلائی کی وہ دیکھ لے گا اس کو اور جس نے ذرہ بھر برائی کی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

فائدہ: اور مقصود یہاں اس حدیث سے یہ قول ہے کہ اگر وہ کسی نہر پر گزرے اور اس سے پانی پیے اگرچہ مالک نے اس کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو پس تحقیق یہ مشعر ہے ساتھ اس بات کے کہ چوپایوں کی شان سے پانی کا طلب کرنا ہے اور اس کے مالک نے اس کا ارادہ نہیں کیا پس جب بغیر قصد کے اس پر ثواب دیا جاتا ہے تو قصد کے ساتھ بطریق اولیٰ ثواب دیا جائے گا پس ثابت ہوا ثبوت اباحت مطلق سے۔ (فتح)

۲۱۹۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَآءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَآءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَأْنَكَ بِهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.

۲۱۹۹۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گری پڑی چیز کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی تھیلی اور سر بند کو پہچان رکھ پھر اس کو ایک سال لوگوں میں مشہور کر سو اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے نہیں تو اس کو اپنے خرچ میں لا تو اس نے کہا کہ بکری گم ہوئی کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے یا واسطے بھائی تیرے کے یا واسطے بھیڑیے کے پھر اس نے کہا کہ پس گم ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو اس سے کیا کام ہے یعنی اس کو چھوڑ دے اور نہ لے کہ اس کے لینے کی حاجت نہیں اور وہ ضائع نہیں ہوتا اور اس کے ساتھ مشک اس کی ہے اور موزے اس کے وارد ہوتا ہے پانی پر اور کھاتا ہے درخت کو یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو ملے۔

فائدہ: اور مقصود اس سے یہ قول ہے اس کے ساتھ مشک اس کی ہے اور موزے اس کے پانی پر آتا ہے اور درخت کو کھاتا ہے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْحَطَبِ وَالْكَلَإِ

لکڑی اور گھاس کا بیچنا

فائدہ: اور موقع اس ترجمہ کا کتاب الشرب سے مشترک ہونا پانی اور لکڑی اور چراگاہ کا ہے بیچ جائز ہونے انتفاع لوگوں کے ساتھ مباحات کے اس سے ابن بطال نے کہا کہ اباحت لکڑی کے کاٹنے کی مباحات میں اور زمین کے

سبزوں کے کاٹنے کی متفق علیہ ہے یہاں تک کہ یہ مملوکہ زمین واقع ہو پس اباحت دور ہوگی اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جب وہ لکڑی اور گھاس کاٹنے سے اس کا مالک ہو جاتا ہے تو آباد کرنے سے بطریق اولیٰ مالک ہوگا۔ (فتح)

۲۲۰۰۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ يَّأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبُلًا فَيَأْخُذَ حُزْمَةً مِّنْ حَطَبٍ فَيَبِيْعَ فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهٖ وَجْهَهٗ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ يَّسْأَلَ النَّاسَ أُعْطِيَ أَمْ مُنِعَ.

۲۲۰۰۔ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی رسیاں لے سو اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھ لائے پھر اس کو بیچے سو اللہ اس کے سبب سے اس کی آبرو رکھے تو یہ اس کے حق میں کسی سے سوال کرنے سے بہتر ہے کہ اس کو دے یا نہ دے۔

۲۲۰۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَّحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّسْأَلَ أَحَدًا فَيُعْطِيَهٗ أَوْ يَمْنَعَهٗ.

۲۲۰۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھ لائے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے کسی سے سوال کرنے سے کہ اس کو دے یا نہ دے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں میں ترغیب ہے بیچ کسب کرنے کے ساتھ لکڑیاں لانے کے۔ (فتح)

۲۲۰۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيْهِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهٗ قَالَ أَصَبْتُ شَارِفًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَغْنَمٍ يَّوْمَ بَدْرٍ قَالَ وَأَعْطَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَارِفًا أُخْرٰى فَأَنَخْتُهُمَا يَوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِّنَ

۲۲۰۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر کے دن غنیمت میں ایک جوان اونٹنی کو پہنچا یعنی غنیمت میں سے مجھ کو ہاتھ آئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک اور اونٹنی بھی دی تو میں نے ان دونوں کو ایک دن ایک انصاری مرد کے دروازے پر بٹھایا اور میں ارادہ کرتا تھا کہ ان پر اذخر کی گھاس لادوں تا کہ اس کو بیچوں اور میرے ساتھ بنی قینقاع قبیلے کا ایک سنار تھا سو میں اس کے ساتھ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ولیمہ پر مدد لوں اور حمزہ بن عبدالمطلب اس کے گھر میں شراب پیتا تھا اور اس کے ساتھ ایک لونڈی گانے

الْأَنْصَارِ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَحْمِلَ عَلَيْهِمَا إِذْخِرًا لِأَبِيْعَهُ وَمَعِيَ صَائِغٌ مِّنْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ فَأَسْتَعِيْنَ بِهٖ عَلٰى وَلِيْمَةِ فَاطِمَةَ وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَشْرَبُ فِيْ ذٰلِكَ الْبَيْتِ مَعَهُ قَيْنَةٌ فَقَالَتْ أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَآءِ فَثَارَ إِلَيْهِمَا حَمْزَةُ بِالسَّيْفِ فَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا قُلْتُ لِابْنِ شِهَابٍ وَّمِنَ السَّنَامِ قَالَ قَدْ جَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا فَذَهَبَ بِهَا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَنَظَرْتُ إِلٰى مَنْظَرٍ أَفْظَعَنِيْ فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ فَخَرَجَ وَمَعَهُ زَيْدٌ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَدَخَلَ عَلٰى حَمْزَةَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ حَمْزَةُ بَصَرَهُ وَقَالَ هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيْدٌ لِّآبَائِيْ فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَهْقِرُ حَتّٰى خَرَجَ عَنْهُمْ وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيْمِ الْخَمْرِ.

والی تھی سو اس نے لونڈی سے کہا کہ خبر دار ہوا ے حمزہ واسطے موٹی اونٹنیوں کے یعنی اس لونڈی نے اشعار پڑھے اور حمزہ کو اس کے ذبح کرنے کی ترغیب دلائی سو حمزہ ان کی طرف کھڑا ہوا اور ان کی کوہانوں کو کاٹا اور ان کی کوہانوں کو پھاڑ ڈالا پھر ان کے جگر لیے میں نے ابن شہاب سے کہا کہ کیا اس نے کوہان کاٹ ڈالی تھی اس نے کہا کہ وہ ان کی کوہان کاٹ کر لے گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک چیز کی طرف دیکھا جس نے مجھ کو ڈرایا یعنی واسطے ضرر پانے اس کے کے ساتھ تاخیر واخل ہونے کے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر بہ سبب فوت ہونے اس چیز کے کہ مدد لی ساتھ اس کے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیٹھا تھا سو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر بتلائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زید رضی اللہ عنہ تھے سو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حمزہ کے پاس گئے اور اس پر غصے ہوئے تو حمزہ نے اپنی آنکھ اٹھائی اور کہا کہ نہیں تم مگر غلام میرے باپوں کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے پاؤں پیچھے ہٹے یعنی بغیر اس کے کہ پیٹھ پھیریں یہاں تک کہ ان کے پاس سے نکلے اور یہ واقعہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الجہاد میں آئے گی اور شاھد اس سے یہ قول ہے کہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ ان پر اذخر کی گھاس لاد کر لاؤں تا کہ اس کو بیچوں اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے ترجمہ باب پر کہ جائز ہے کاٹنا لکڑی کا اور گھاس کا۔ (فتح)

بَابُ الْقَطَائِعِ — جاگیر دینے کا بیان

فائدہ: مراد قطائع سے وہ چیز ہے کہ خاص کرے ساتھ اس کے امام بعض رعیت اپنی کو زمین ویران سے یعنی ویران زمین سے کچھ زمین کسی کو جاگیر دے پس خاص ہو جاتا وہ ساتھ اس کے اور ہوتا زیادہ ترحق دار ساتھ آباد کرنے اس کے کے اس شخص سے کہ نہیں سبقت کی اس نے طرف آباد کرنے اس کے کی اور خاص ہونا جاگیر کا

ساتھ ویران زمین کے متفق علیہ ہے بیچ کلام شافعیہ کے یعنی جاگیر آباد زمین سے نہ دی جائے اور عیاض نے کہا کہ قطائع یہ ہے کہ امام اللہ کے مال میں سے کوئی چیز کسی کو دے جس کو اس کے لائق دیکھے اور اس کے اکثر استعمال زمین میں آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ نکالے زمین میں سے واسطے اس شخص کے کہ دیکھے اس کو لائق وہ چیز کہ گھیرے اس کو یا تو اس طرح کہ اس کو اس کا مالک کر دے اور یا اس کو ایک مدت تک اس کی پیداوار دے دے اور سبکی نے کہا کہ دوسری وجہ یہی ہے جس کو ہمارے زمانے میں جاگیر کہا جاتا ہے اور ہمارے اصحاب میں سے کسی نے اس کو ذکر نہیں کیا اور ظاہر یہ ہے کہ جاگیر جاگیر دار کے ساتھ خاص ہو جاتی ہے لیکن وہ جاگیر دینے سے زمین کے اصل رقبے کا مالک نہیں ہوتا اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے محب طبری نے اور دعوی کیا ہے اوزاعی نے نفی خلاف کا بیچ جواز تخصیص امام کے بعض لشکر کو ساتھ اناج زمین کے جب کہ اس کا مستحق ہو۔ (فتح)

۲۲۰۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْطِعَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ حَتّٰى تُقْطِعَ لِإِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِثْلَ الَّذِيْ تُقْطِعُ لَنَا قَالَ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ.

۲۲۰۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارادہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ انصار کو ملک بحرین سے جاگیر دیں تو انصار نے کہا کہ ہم جاگیر نہیں لیتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی ہمارے برابر جاگیر دیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ہے کہ تم میرے بعد اپنے اوپر اوروں کو مقدم دیکھو گے یعنی تمہارے سوائے اور لوگوں کو حکومت ملے گی سو تم صبر کرتے رہو اس وقت تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو یعنی قیامت تک۔

فائدہ: یعنی اگر تم نہیں لیتے تو میرے بعد بھی حکومت کا حوصلہ نہ کرنا اور اس کی مراد میں اختلاف ہے خطابی نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد ویران زمین ہو تا کہ آباد کرنے سے وہ اس کے مالک ہو جائیں اور احتمال ہے کہ مراد آباد زمین ہو لیکن اپنے حق میں پانچویں حصے سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی زمین کھلی چھوڑی ہوئی تھی اس کو تقسیم نہیں کیا تھا اور تعاقب کیا ہے اس طرح کہ وہ صلح سے فتح ہوا تھا کما سیاتی پس احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا ہو کہ ان کو خاص کریں ساتھ لینے جزیہ اس کے کے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے اسمٰعیل قاضی نے اور ابن بطال نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ صلح کی زمین تقسیم نہیں ہوتی پس نہ ملک ہوگی اور ابن تین نے کہا کہ جاگیر اس کو کہتے ہیں کہ جو زمین یا باغ سے دی جائے اور سوائے اس کے نہیں کہ مالِ فے سے جاگیر دی جاتی ہے یعنی جو ملک کی صلح سے فتح ہوا ہو اور نہیں جاگیر دی جاتی حق مسلمان کے سے اور نہ عہد والے کافر سے اور جاگیر کبھی ملک ہو جاتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی اور ثانی وجہ پر محمول ہوگا جاگیر دینا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گھروں کو مدینے

میں اور ظاہر یہ بات ہے کہ ارادہ کیا تھا حضرت ﷺ نے یہ کہ خاص کریں انصار کو ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہو بحرین سے اور جو حاضر تھا اس دن سو جزیہ تھا اس واسطے کہ بحرین کے لوگوں نے جزیہ پر صلح کی ہوئی تھی اور لیکن اس کے بعد جب ملک فتح ہوئے اور زمین کا خراج بھی اور تحقیق واقع ہوا یہ معاملہ کئی زمینوں میں بعد فتح ہونے ان کے کے اور پہلے فتح ہونے ان کے کے ان میں سے ایک تو جاگیر دینا حضرت ﷺ کا تمیم داری کو گھر ابراہیم کا پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ملک فتح ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو تمیم کے واسطے جاری رکھا اور وہ اس کی اولاد کے ہاتھ میں ہمیشہ ہے اور ان کے پاس حضرت ﷺ کا خط تھا اور اس کا قصہ مشہور ہے اور اس حدیث میں نشانی ہے نبوت کی یہ کہ جیسا حضرت ﷺ نے فرمایا اسی کے مطابق واقع ہوا کہ قریش میں سے حاکم ہوئے کہ اپنے واسطے انہوں نے انصار سے زیادہ مال جمع کیا اور عطا میں اوروں پر انصار کو فضیلت دی۔ (فتح)

بَابُ كِتَابَةِ الْقَطَائِعِ — جاگیروں کے لکھنے کا بیان

فائدہ: یعنی تا کہ جاگیر دار کے واسطے وثیقہ اور سند ہو واسطے دور کرنے جھگڑے کے۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ لِيُقْطِعَ لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ فَعَلْتَ فَاكْتُبْ لِإِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ.

اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کو بلایا تا کہ ان کو ملک بحرین سے جاگیر دیں تو انصار نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اگر آپ لکھتے ہیں تو مہاجرین کو بھی اتنی زمین لکھ دیجیے تو یہ بات حضرت ﷺ کو پسند نہ آئی یعنی اس واسطے کی حضرت ﷺ نے مہاجرین کو بنی نضیر کی زمین جاگیر دی تھی یا یہ معنی کہ بحرین میں اور زمین نہ تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ تم میرے بعد اپنے سوائے اوروں کو مقدم دیکھو گے تو صبر کرتے رہنا یہاں تک کہ تم مجھ سے ملو۔

فائدہ: اور اعتراض کیا گیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ پر ساتھ اس کے کہ نیت کی روایت میں جاگیر لکھنے کا ذکر نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ شق ثانی میں مذکور ہے یعنی مہاجرین کے واسطے اس طرح کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں لکھنے کا ذکر آچکا ہے اور اس حدیث میں فضیلت ظاہر ہے واسطے انصار کے واسطے توقف کرنے ان کے کے مقدم ہونے سے ساتھ کسی چیز کے دنیا سے سوائے مہاجرین کے اور تحقیق صفت کی ہے ان کی اللہ نے اس طرح کہ مقدم کرتے ہیں اپنی جانوں پر اوروں کو اگرچہ حاجت ہو تو ان کو فضیلت کے تین درجے حاصل ہیں ایک غیروں کو اپنے اوپر مقدم کرنا اور دوسروں سے سلوک کرنا اور طلب

کرنے تقدیم کی اوپر اپنے اور باقی کلام کتاب الجزیہ میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ حَلَبِ الْإِبِلِ عَلَى الْمَآءِ

پانی پر اونٹوں کا دوہنا

۲۲۰٤۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ حَقِّ الْإِبِلِ أَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَآءِ.

۲۲۰٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹوں کے حق سے ہے یہ کہ پانی پر دوہے جائیں۔

فائدہ: یعنی واسطے نفع محتاجوں کے کہ وہاں حاضر ہوں اور نیز اس واسطے کہ اس میں اونٹوں کا بھی فائدہ ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَكُوْنُ لَهٗ مَمَرٌّ أَوْ شِرْبٌ فِيْ حَائِطٍ أَوْ فِيْ نَخْلٍ

باب ہے اس شخص کا کہ اس کو باغ میں گزرنے کا حق ہو یا کھجوروں میں حصہ ہو

فائدہ: اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو آنے سے منع نہیں کرنا چاہیے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ فَلِلْبَائِعِ الْمَمَرُّ وَالسَّقْيُ حَتّٰى يَرْفَعَ وَكَذٰلِكَ رَبُّ الْعَرِيَّةِ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بیچے درخت کھجور کا بعد پیوند ہونے کے تو اس کا پھل بائع کے واسطے ہے اور بائع کو جائز ہے کہ وہاں آئے اور اس کو پانی پلائے یہاں تک کہ میوہ موقوف ہو اور اسی طرح عریہ والے کو بھی وہاں آنا اور پانی پلانا جائز ہے۔

فائدہ: یہ سب امام بخاری رحمہ اللہ کا کلام ہے جس کو اس نے باب کی حدیثوں سے نکالا ہے اور ابن منیر نے کہا ہے کہ وجہ داخل ہونے اس ترجمہ کی فقہ میں تنبیہ ہے اوپر ممکن ہونے اجتماع حقوق کے ایک چیز میں کہ ایک کی ملک ہو اور دوسرے کو اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہو اور وہ ماخوذ ہے استحقاق بائع کے سے واسطے پہلے کے سوائے اصل کے پس ہوگا واسطے حق راہ لینے کا واسطے کاٹنے پھل کے بیچ زمین کے جو غیر کے ہے اور اسی طرح صاحب عریہ کا حکم ہے اور ہمارے نزدیک خلاف ہے اس کے حق میں جو عریہ کو پانی دے کہ کیا پانی دینا بخشنے والے پر ہے یا اس کو جس کو عریہ بخشی گئی اور اسی طرح پانی پلانا اس میوے کا جو بیع میں مستثنیٰ ہو بعض کہتے ہیں کہ بائع پر ہے کہ خریدار پر پس نہ مغرور ہو نقل ابن بطال کی اجماع کو اوپر اس کے۔ (فتح)

۲۲۰۵۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا

۲۲۰۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے

اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا وَّلَهٗ مَالٌ فَمَالُهٗ لِلَّذِيْ بَاعَهٗ إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَعَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ فِي الْعَبْدِ.

حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جو خریدے درخت کھجور کا بعد پیوند ہونے کے تو اس کا پھل بائع کے واسطے ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کر لے اور جو غلام خریدے اور اس کے پاس مال ہو تو اس کے مال کا مالک بائع ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کر لے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور ابن دقیق نے کہا کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے امام مالک کے اس پر کہ غلام اپنے مال کا مالک ہوتا ہے واسطے منسوب ہونے ملک کے طرف اس کی ساتھ لام (الف، لام) کے اور وہ ظاہر ہے ملک میں اور اس کے غیر نے کہا کہ اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جب مالک اپنے غلام کو کچھ مال ملک کر دے تو غلام اس کا مالک ہو جاتا ہے اور یہی قول ہے مالک کا اور یہی قدیم قول ہے شافعی کا لیکن اگر اس کے بعد وہ اس کو بیچ ڈالے تو اس کا مال مالک کی طرف پھر آتا ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کر لے اور امام ابو حنیفہ نے کہا کہ غلام بالکل کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا اور یہی ہے جدید قول شافعی کا اور اضافت واسطے اختصاص کے ہے اور اس کے مفہوم سے پکڑا جاتا ہے کہ جو غلام کو بیچے اور اس کے پاس مال ہو اور خریدار اس کی شرط کر لے تو بیع صحیح ہے لیکن یہ شرط ہے کہ سودی مال نہ ہو پس نہیں جائز ہے بیع غلام کی اور ساتھ اس کے درہم ہوں بدلے درہموں کے یہ قول شافعی کا ہے اور مالک سے روایت ہے کہ یہ منع نہیں یعنی اس کی بیع ہر طرح سے جائز ہے اگرچہ اس کے ساتھ سودی مال ہو واسطے مطلق ہونے حدیث کے اور عقد تو صرف غلام پر واقع ہوتا ہے اور جو مال کے اس کے ساتھ ہے اس کو عقد میں کچھ دخل نہیں اور جب مال کپڑے ہوں تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح تر یہ ہے کہ اس کا حکم بھی مال کا حکم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کپڑے اس میں داخل ہوتے ہیں واسطے عمل کرنے کے رواج پر اور بعض کہتے ہیں کہ جو ستر کو ڈھانکے صرف وہی اس میں داخل ہوتا ہے اور باجی نے کہا کہ اگر اس کو مشتری غلام کے واسطے شرط کرے تو مطلق صحیح ہے اور اگر بعض کو شرط کرے یا اپنے واسطے شرط کرے تو اس میں دو روایتیں ہیں اور مازری نے کہا کہ اگر دور ہو ملک مالک کی غلام اپنے سے ساتھ بیع کے یا معاوضہ کے تو مال مالک کا بھی ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کر لے اور بعض تابعین سے مانند حسن کی روایت ہے کہ وہ مال غلام کے تابع ہے اور حدیث حجت ہے اوپر اس کے اور دور ہو ملک اس کی ساتھ آزاد کرنے کے اور مانند اس کی کے تو مال غلام کا ہے مگر یہ کہ مالک شرط کر

لے اور اگر ہبہ وغیرہ سے اس کی ملک دور ہو تو اس میں دو قول ہیں زیادہ تر راجح یہ ہے کہ ہبہ بیع کے ساتھ ملحق ہے اور اسی طرح اگر سپرد کرے اس کو کسی قصور میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کرنا شرط کا جو عقد کے منافی نہ ہو اور یہی حال ہے کھیتی کا یعنی زمین بوئی ہوئی کا سو جو بوئی ہوئی زمین کو بیچے اور اس میں کھیتی ہو تو کھیتی واسطے بائع کے ہے اور اختلاف اس میں مانند اختلاف کی ہے کھجور کے درخت میں اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جو زمین کو اجارے دے اور اس میں اس کی کھیتی ہو تو وہ کھیتی اجارہ دینے والے کے واسطے ہے نہ واسطے اجارہ لینے والے کے اگر فرض کی جائے صورت اجارے کی۔ (فتح)

٢٢٠٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُبَاعَ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا تَمْرًا.

٢٠٠٦۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچی جائیں عرایا یعنی پھل عرایا کے ساتھ اندازہ کرنے ان کے کے حالت خشک ہونے میں۔

٢٢٠٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَعَنِ الْمُزَابَنَةِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَأَنْ لَّا تُبَاعَ إِلَّا بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ إِلَّا الْعَرَايَا.

٢٠٠٧۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرت سے اور محاقلت سے اور مزابنت سے اور کچے پھل کے بیچنے سے اور یہ کہ نہ بیچا جائے میوہ مگر ساتھ دینار اور درہم کے مگر عرایا کا میوہ خشک کھجور کے بدلے بیچنا جائز ہے۔

فائدہ: مخابرت اور محاقلت اور مزابنت کے معنی پہلے گزر چکے ہیں۔

٢٢٠٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ فِي خَمْسَةِ

٢٢٠٨۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کے پھلوں کے بیچنے کی اجازت دی ساتھ اندازہ کرنے اس کے کے خشک کھجوروں سے اس چیز میں کہ پانچ وسق سے کم ہو یا پانچ وسق میں داؤد راوی کو اس میں شک ہے۔

أَوْسُقٍ شَكَّ دَاوُدُ فِيْ ذٰلِكَ.

فائدہ: یہ حدیث بھی اپنے باب میں گزر چکی ہے۔

۲۲۰۹۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ مَوْلٰى بَنِيْ حَارِثَةَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ وَسَهْلَ بْنَ أَبِيْ حَثْمَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ إِلَّا أَصْحَابَ الْعَرَايَا فَإِنَّهُ أَذِنَ لَهُمْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِيْ بُشَيْرٌ مِثْلَهُ

۲۲۰۹۔ رافع رضی اللہ عنہ اور سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنت یعنی خشک کھجور کے بدلے درخت پر کے میوے بیچنے سے منع فرمایا مگر عرایا والوں کو کہ ان کو اجازت دی۔

فائدہ: ان تمام حدیثوں کی شرح کتب البیوع میں پہلے گزر چکی ہے، رجوع کیا جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابٌ فِي الْإِسْتِقْرَاضِ وَأَدَاءِ الدُّيُوْنِ وَالْحَجْرِ وَالتفلِيْسِ

کتاب ہے بیچ بیان قرض لینے کے او رادا کرنے دینوں کے یعنی اس چیز کے کہ ذمہ میں ہے برابر ہے کہ قرض کے سبب سے ہو یا کسی اور سبب سے ذمہ میں واجب ہو مانند مہر وغیرہ کے اور تصرف سے روکنے کے اور مفلس کرنے حاکم کی کسی کو کہ اس کے ذمہ میں مطالبہ ہے۔

فائدہ: اور جمع کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ان تین امروں کو واسطے کم ہونے حدیثوں کے جو اس باب میں وارد ہیں اور واسطے متعلق ہونے بعض کے ساتھ بعض کے۔(فتح)

بَابُ مَنِ اشْتَرٰى بِالدَّيْنِ وَلَيْسَ عِنْدَهٗ ثَمَنُهٗ أَوْ لَيْسَ بِحَضْرَتِهٖ

اگر کوئی کسی چیز کو ادھار خریدے اور اس کا مول اس کے پاس نہ ہو یا اس کے پاس اس وقت موجود نہ ہو

فائدہ: تو یہ جائز ہے اور شاید کہ یہ اشارہ ہے طرف ضعیف ہونے اس حدیث کی جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں خریدتا میں وہ چیز جس کا مول میرے پاس نہ ہو اور اس کے موصول ہونے اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے۔(فتح)

۲۲۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ تَرٰى بَعِيْرَكَ أَتَبِيْعُنِيْهِ قُلْتُ نَعَمْ فَبِعْتُهٗ إِيَّاهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ غَدَوْتُ إِلَيْهِ بِالْبَعِيْرِ

۲۲۱۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا یعنی پلٹتے وقت کہ کیا حال ہے تیرے اونٹ کا کیا تو اس کو میرے ہاتھ بیچتا ہے؟ میں نے کہا ہاں سو میں نے اس کو آپ ﷺ کے ہاتھ بیچ ڈالا سو جب حضرت ﷺ مدینے میں آئے تو میں اگلے دن حضرت ﷺ کے پاس اونٹ لے گیا تو

فَأَعْطَانِي ثَمَنَهُ. حضرت ﷺ نے مجھ کو اس کی قیمت دی۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ کے دوسرے رکن کے مطابق ہے کہ اس وقت مول وہاں حاضر نہ تھا۔

۲۲۱۱۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَمِ فَقَالَ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى طَعَامًا مِّنْ يَّهُودِيٍّ إِلَى أَجَلٍ وَّرَهَنَهُ دِرْعًا مِّنْ حَدِيْدٍ.

۲۲۱۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک یہودی سے ایک مدت معلوم کے وعدے سے اناج خریدا اور اپنی لوہے کی زرہ اس کے پاس رہن رکھی۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ کے پہلے رکن کے مطابق ہے یعنی مول آپ ﷺ کے پاس بالکل نہ تھا نہ حاضر نہ غائب اور ابن منیر نے کہا کہ وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ اگر حضرت ﷺ کے پاس مول حاضر ہوتا تو اس کو موخر نہ کرتے اور اسی طرح مول اناج کا اگر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتا تو آپ ﷺ کے ذمہ میں قرض مرتب نہ ہوتا واسطے اس کے کہ آپ ﷺ کی عادت شریف سے معلوم ہے کہ جو چیز آپ ﷺ کے ذمہ لازم ہوتی تھی اس کے ادا کرنے میں نہایت جلدی کرتے تھے اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث شروط میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ أَدَاءَهَا أَوْ إِتْلَافَهَا

جو لوگوں کے مال لے ادا کرنے کے ارادے پر یا برباد کرنے کے ارادے پر

فائدہ: حذف کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے جواب کو اس بے پرواہ ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ حدیث میں واقع ہوئی ہے ابن منیر نے کہا کہ یہ ترجمہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ جو باب اس سے پہلا ہے وہ مقید ہے ساتھ اس کے کہ ادا کرنے کی قدرت کا علم ہو اس واسطے کہ جس کو معلوم ہو کہ میں ادا کرنے سے عاجز ہوں تو اس نے لیا نہ ادا کرنے کے ارادے پر مگر بہ طور تمنا اور آرزو کے اور تمنا خلاف ارادے کے ہے میں کہتا ہوں کہ اس میں نظر ہے اس واسطے کہ جب اس نے ادا کی نیت کی اس چیز سے کہ اللہ اس پر کشادگی کرے گا تو تحقیق حدیث کلام کرنے والی ہے ساتھ اس کے کہ اللہ اس کا قرض ادا کر دے گا یا تو دنیا میں اس پر کشادگی کر دے گا اور یا آخرت میں اس کی طرف سے ضامن ہو گا پس نہیں متعین ہے تقیید ساتھ قدرت کے حدیث میں اور اگر اس کا قول مانا جائے تو اس جگہ ایک تیسرا درجہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کو نہ معلوم ہو کہ ادا کر سکے گا یا کہ نہیں۔ (فتح)

۲۲۱۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ

۲۲۱۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگوں کے مال لے یعنی بطور قرض کے ادا کرنے

بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ أَدَاءَهَا أَدَّى اللَّهُ عَنْهُ وَمَنْ أَخَذَ يُرِيْدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللَّهُ.

کے ارادے پر تو اللہ اس سے ادا کر دے گا یعنی ادا کرنے کا سامان کر دے گا اور جو ان کے مال برباد کرنے کے ارادے پر لے تو اللہ اس کو برباد کر ڈالے گا۔

فائدہ: اور ابن ماجہ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ کوئی مسلمان نہیں کہ قرض لے اس حال میں کہ اللہ جانتا ہو کہ وہ ادا کا ارادہ رکھتا ہے مگر کہ اللہ اس سے دنیا میں ادا کر دیتا ہے اور ظاہر اس حدیث کا محال ٹھہراتا ہے مسئلے مشہور کو اس شخص کے جو ادا کرنے سے پہلے مر جائے بغیر اس کے کہ اس کی طرف سے کچھ قصور ہو جیسا کہ مثلاً تنگ دست ہو جائے یا اچانک مر جائے اور اس کے پاس مال ہو پوشیدہ اور اس کی نیت ادا کرنے کی ہو اور اس کی طرف سے دنیا میں قرض ادا نہ ہو یعنی ابن ماجہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ممکن نہیں اور ممکن ہے محمول کرنا حدیث میمونہ رضی اللہ عنہا کا غالب پر یعنی اکثر اوقات تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ اس کا قرض دنیا میں ادا ہو جاتا ہے اور کبھی نہیں بھی ہوتا اور ظاہر یہ ہے کہ جو شخص ایسا ہو اس پر آخرت میں عذاب نہیں اور حالانکہ حالت یہ ہو اس طرح کہ قرض خواہ کے واسطے اس کی نیکیاں لی جائیں بلکہ اللہ تعالیٰ قرض خواہ کے واسطے قرض دار کی طرف سے ضامن ہو جائے گا جیسا کہ باب کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے اگرچہ مخالفت کی اس میں ابن عبدالسلام نے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ اس کو برباد کر ڈالے گا تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ بربادی اس کے واسطے دنیا میں واقع ہوگی اور یا اس کی روزی میں واقع ہوگی یا اس کی جان میں اور یہ ایک نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے واسطے اس چیز کے کہ دیکھتے ہیں اس کو ساتھ مشاہدے کے اس شخص سے جو دونوں امروں میں سے کسی چیز کے ساتھ لین دین کرتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد بربادی سے عذاب آخرت کا ہے اور ابن بطال نے کہا کہ اس میں رغبت دلانی ہے بیچ ترک کھانے مال لوگوں کے اور ترغیب ہے اس میں کہ اچھی طرح ان کی طرف ادا کرے اور یہ کہ جزا کبھی جنس عمل سے ہوتی ہے اور اس میں ترغیب ہے بیچ اچھی کرنے نیت کے اور ڈرانا ہے ضد اس کی سے اور یہ کہ مدار اعمال کی نیت پر ہے اور اس میں رغبت دلانی ہے قرض لینے میں اس شخص کو جس کی نیت ادا کرنے کی ہو اور تحقیق اخذ کیا ہے ساتھ اس کے عبداللہ بن جعفر نے بیچ اس چیز کے کہ روایت کی اس سے ابن ماجہ اور حاکم نے عبداللہ بن جعفر سے کہ وہ قرض لیتے تھے یعنی بلا حاجت تو کسی نے کہا کہ تم بلا حاجت قرض کیوں لیتے ہو تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ قرض دار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ قرض ادا کرے اور اس کی اسناد حسن ہے یعنی میں بھی چاہتا ہوں کہ اللہ میرے ساتھ ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی چیز کو ادھار خریدے اور اس میں تصرف

کرے اور اس نے ظاہر کیا کہ اس کے ادا کرنے پر قادر ہے پھر امر اس کے برخلاف ظاہر ہو تو وہ بیع رد نہیں ہوتی یعنی پھر نہیں سکتی بلکہ انتظار کی جائے ساتھ اس کے وعدے کے آنے تک واسطے اقتصار کرنے حضرت ﷺ کے اوپر بد دعا کرنے کے اوپر اس کے اور نہ لازم کیا اس کو ساتھ پھیرنے بیع کے۔ (فتح)

بَابُ أَدَآءِ الدُّيُوْنِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلٰى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾.

باب ہے ادا کرنے قرضوں کے بیان میں اور اللہ نے فرمایا کہ اللہ تم کو حکم فرماتا ہے کہ پہنچاؤ امانتیں امانت والوں کو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو فیصلہ کرو انصاف سے اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے تم کو اللہ ہے سنتا دیکھتا۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ داخل کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے دین کو امانت میں واسطے ثابت ہونے حکم کے ساتھ ادا کرنے اس کے کے اس واسطے کہ آیت میں امانت سے مراد وہ چیز ہے جو آیت انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض میں اس سے مراد ہے اور تفسیر کی گئی ہے اس جگہ امانت ساتھ رد امر اور نواہی کے پس داخل ہوں گی اس میں وہ تمام چیزیں جو ذمہ میں متعلق ہیں اور جو متعلق نہیں انتہی اور احتمال ہے کہ امانت سے مراد ظاہر معنی ہوں یعنی جو چیز کسی کے پاس امانت رکھی جائے اور جب کہ اللہ نے اس کے ادا کرنے کا حکم کیا اور اس کے فاعل کی مدح کی اور حالانکہ وہ ذمہ میں متعلق نہیں تو جو چیز کہ ذمہ میں ہو اس کا حال اولیٰ ہے اور اکثر مفسرین اس پر ہیں کہ یہ آیت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ دربان کعبے کے حق میں اتری اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حاکموں کے حق میں اتری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ سب امانتوں میں عام ہے۔ (فتح)

٢٢١٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَبْصَرَ يَعْنِيْ أُحُدًا قَالَ مَا أُحِبُّ أَنَّهٗ يُحَوَّلُ لِيْ ذَهَبًا يَمْكُثُ عِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا دِيْنَارًا أُرْصِدُهٗ لِدَيْنٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الْأَكْثَرِيْنَ هُمُ الْأَقَلُّوْنَ إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَأَشَارَ أَبُوْ شِهَابٍ بَيْنَ يَدَيْهِ

٢٢١٣۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا سو جب حضرت ﷺ نے احد پہاڑ کو دیکھا سو فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ پہاڑ احد میرے واسطے بدل کر سونا ہو جائے اور اس میں سے کوئی دینار میرے پاس تین دن سے زیادہ رہے مگر ایک دینار کہ میں اس کو ادائے قرض کے واسطے مہیا رکھوں پھر فرمایا کہ جو بہت مال دار ہیں وہی قیامت میں ثواب سے مفلس ہیں پر جس نے مال کو خرچ کیا اس طرح اور اس طرح اور اشارہ کیا ابو شہاب نے اپنے آگے اور اپنے داہنے اور بائیں یعنی اپنے آگے اور دائیں اور بائیں سب

وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ وَقَالَ مَكَانَكَ وَتَقَدَّمَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَسَمِعْتُ صَوْتًا فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَهُ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَهُ مَكَانَكَ حَتّٰى آتِيَكَ فَلَمَّا جَآءَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الَّذِیْ سَمِعْتُ أَوْ قَالَ الصَّوْتُ الَّذِیْ سَمِعْتُ قَالَ وَهَلْ سَمِعْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَتَانِیْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَالَ مَنْ مَّاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا قَالَ نَعَمْ.

طرف خوب یا اور تھوڑے ہیں ایسے لوگ اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی جگہ میں ٹھہرا رہ اور تھوڑا سا آگے بڑھے اور میں نے ایک آواز سنی سو میں نے چاہا کہ آپ ﷺ کے پاس جاؤں پھر میں نے آپ ﷺ کا قول یاد کیا کہ اپنی جگہ میں ٹھہرا رہ یہاں تک کہ میں تیرے پاس آؤں سو جب حضرت ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا کہ کیا آواز تھی جو میں نے سنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے کوئی آواز سنی ہے میں نے کہا کہ ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے تو اس نے کہا کہ جو تیری امت سے مرے گا اس طرح پر کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانتا ہو تو وہ بہشت میں داخل ہوگا میں نے کہا کہ جو ایسا ایسا کرے یعنی حرام کاری کرے فرمایا ہاں اگرچہ ایسا ایسا کرے۔

فائدہ: اور غرض اس جگہ آپ ﷺ کے اس قول سے یہ ہے کہ مگر ایک دینار جس کو میں ادائے قرض کے واسطے رکھوں اس حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ بہت قرض نہ اٹھائے بلکہ تھوڑے پر اقتصار کرے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے صرف ایک ہی دینار کو ذکر کیا زیادہ کا نام نہ لیا اور اگر حضرت ﷺ پر مثلا سو دینار قرض ہوتے تو نہ مہیا رکھتے واسطے ادا کرنے اس کے کی ایک دینار اور نہیں پوشیدہ ہے جو اس استدلال میں ہے شبہ سے اور اس سے معلوم ہوا کہ ادا قرض میں بہت کوشش کرے اور یہی معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ نہایت تارک الدنیا تھے۔ (فتح)

٢٢١٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِیْ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا مَّا يَسُرُّنِیْ أَنْ لَّا يَمُرَّ عَلَیَّ ثَلَاثٌ وَعِنْدِیْ مِنْهُ شَیْءٌ إِلَّا شَیْءٌ أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ رَوَاهُ صَالِحٌ وَعُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ.

٢٢١٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو مجھ کو نہ خوش لگتا یہ کہ تین دن مجھ پر گزریں اور اس میں سے کچھ میرے باقی ہوتا مگر وہ چیز جو قرض ادا کرنے کے واسطے رکھوں۔

بَابُ اِسْتِقْرَاضِ الْاِبِلِ

یعنی اونٹ کے قرض لینے کے بیان میں

فائدہ: یعنی جائز ہونا اس کا تا کہ پھیر دے قرض لینے والا قرض خواہ کو مانند اس کی یا بہتر اس سے۔ (فتح)

۲۲۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بِمِنًى يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا تَقَاضَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَاشْتَرُوا لَهُ بَعِيرًا فَأَعْطُوهُ إِيَّاهُ وَقَالُوا لَا نَجِدُ إِلَّا أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ قَالَ اشْتَرُوهُ فَأَعْطُوهُ إِيَّاهُ فَإِنَّ خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً.

۲۲۱۵۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے تقاضا کیا یعنی اونٹ کا کہ حضرت ﷺ نے اس سے لیا تھا تو اس نے حضرت ﷺ کو سخت کہا یعنی تقاضا میں بہت مبالغہ کیا یا آپ ﷺ کے حق میں بے جا کلام کیا تو اصحاب نے اس کو ایذا پہنچانے کا قصد کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس واسطے کہ حق دار کو مطالبہ میں نہایت مبالغہ کرنا اور سختی کرنا جائز ہے اور اس کو اونٹ خرید دو تو اصحاب نے کہا ہم اونٹ نہیں پاتے مگر زیادہ تر اس کی عمر سے یعنی وہ اونٹ چھوٹا تھا اور یہ بڑا ہے فرمایا اس کو خرید دو اس واسطے کہ تم لوگوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ اغلاظ سے مراد مطالبہ میں سختی کرنی ہو اور احتمال ہے کہ بے جا کلام مراد ہو اور حق دار کافر ہو اس واسطے کہ کہتے ہیں کہ وہ یہودی تھا اور پہلی وجہ اظہر ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قرض خواہ کو طلب کرنا قرض کا جب کہ پہنچے وقت وعدے کا اور اس میں بیان ہے حضرت ﷺ کے حسن خلق کا اور بڑا ہونا آپ کے حلم اور تواضع کا اور انصاف کا اور یہ کہ جس پر قرض ہو اس کو قرض خواہ کی برابری کرنی لائق نہیں اور یہ کہ جو حاکم کی بے ادبی کرنی واجب ہے اس پر تعزیر مناسب حال کے مگر یہ کہ صاحب حق کا معاف کر دے اور یہ کہ جائز ہے قرض لینا اونٹ کا، وفیہ المطابقة للترجمة اور ملحق ہیں ساتھ اونٹ کے تمام حیوانات یعنی سب جانوروں کا یہی حکم ہے کہ ان کا قرض لینا درست ہے اور یہی قول ہے اکثر اہل علم کا اور ثوری اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جانور کا قرض لینا جائز نہیں اور ان کی دلیل یہ روایت ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچنا منع ہے روایت کی یہ حدیث ابن حبان اور دارقطنی وغیرہ نے اور اس کے راوی معتبر ہیں لیکن حفاظ نے کہا راجح اس کا مرسل ہونا ہے اور روایت کیا اس کو ترمذی نے حسن کی حدیث سے اس نے روایت کی سمرہ رضی اللہ عنہ سے اور بیچ سماع حسن کے سمرہ سے اختلاف ہے اور فی الجملہ یہ حدیث حجت کی صلاحیت رکھتی ہے اور طحاوی نے دعویٰ کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث باب کی حدیث کی ناسخ ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کا اس کے کہ نسخ احتمال سے

ثابت نہیں ہوتا اور تطبیق دونوں حدیثوں میں ممکن ہے پس تطبیق دی ہے درمیان ان دونوں کے امام شافعی اور ایک جماعت نے ساتھ حمل کرنے نہی کے اس پر جب کہ دونوں طرف سے ادھار ہو اور بے شک ہے پھرنا طرف اس کی اس واسطے کہ تطبیق دونوں حدیثوں میں اولیٰ ہے ایک کے باطل کرنے سے ساتھ اتفاق کے اور جب حدیث سے یہ مراد ہوئی تو باقی رہی دلالت اس کی اس پر کہ جائز ہے قرض لینا جانور کا اور بیع سلم کرنی بیچ اس کے اور دلیل پکڑی ہے بائع نے اس طرح کہ جانوروں میں بہت اختلاف ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے ہم مثل ہونے کی حقیقت پر واقفی نہیں ہوتی اور جواب دیا گیا ہے اس طرح کہ نہیں ہے کوئی مانع احاطہ کرنے سے ساتھ اس کے ساتھ وصف کے ساتھ اس چیز کے کہ دفع کرے تغائر کو اور تحقیق جائز رکھا ہے حنفیہ نے نکاح کرنے کو اور کتابت کو اوپر غلام کے جو موصوف ہو ذمہ میں اور یہ کہ جائز ہے ادا کرنا اس چیز کا کہ وہ افضل ہے مثل اس چیز سے کہ قرض کی گئی ہو جب کہ عقد بیع میں اس کی شرط واقع ہوئی ہو اس واسطے کہ اس وقت وہ بالاتفاق حرام ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور مالکیہ کے نزدیک زیادتی میں تفصیل ہے اگر وہ گنتی زیادتی کے ساتھ ہو تو یہ منع ہے اور اگر وصف کے ساتھ ہو تو یہ جائز ہے اور یہ کہ نیکی اور بندگی کے کام میں قرض لینا جائز ہے اور اسی طرح سب مباح کاموں میں اور یہ کہ جائز ہے امام کو یہ کہ قرض لے بیت المال پر واسطے حاجت بعض محتاجوں کے تا کہ ادا کرے اس کو مال صدقے سے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے شافعی نے اس پر کہ جائز ہے جلدی کرنی ساتھ زکوۃ کے اسی طرح حکایت کیا ہے ابن عبدالبر نے اور نہیں ظاہر ہوئی واسطے میرے توجیہ اس کی مگر یہ کہ ہو مراد وہ چیز کہ کہی گئی ہے بیچ سبب قرض لینے حضرت ﷺ کے اور یہ کہ اس کو حضرت ﷺ نے بعض محتاجوں کے واسطے قرض لیا تھا جو صدقہ کے مستحق تھے سو جب صدقہ آیا تو حضرت ﷺ نے صدقہ سے وہ قرض ادا کر دیا اور نہیں اعتراض کیا جاتا اس پر یہ کہ حضرت ﷺ نے اس کو صدقے کے مال سے اپنے حق سے زیادہ دیا واسطے اس احتمال کے کہ شاید قرض دینے والا بھی صدقہ کا مستحق ہو یا تو محتاجی کی وجہ سے اور یا الفت کی وجہ سے یا سوائے اس کے دونوں جہتوں سے اصل میں ادا کرنے کی جہت سے اور استحقاق کی وجہ سے زائد میں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا قرض آپ ﷺ کے ذمہ تھا سو جب وعدے کا وقت پہنچا اور ادا کرنے کے لیے آپ ﷺ نے کچھ نہ پایا تو ہو گئے آپ ﷺ ضامن پس جائز ہوا آپ کو ادا کرنا صدقہ سے اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنے نفس کے واسطے قرض لیا ہو سو جب وعدے کا وقت داخل ہوا تو صدقے کے اونٹوں سے ایک اونٹ خریدا اس شخص سے جو اس کا مستحق تھا یا کسی اور سے اس کو قرض لیا تھا یا صدقے کے مال سے لیا تھا تا کہ ادا کر دیں اس کو بعد اس کے اور اول احتمال قوی تر ہے۔ (فتح)

بَابُ حُسْنِ التَّقَاضِيْ

یعنی مستحب ہے تقاضا کرنا ساتھ اچھی طرح کے یعنی مستحب ہے کہ نرمی کے ساتھ تقاضا کرے سختی نہ کرے

۲۲۱٦۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَاتَ رَجُلٌ فَقِيلَ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ قَالَ كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فَأَتَجَوَّزُ عَنِ الْمُوسِرِ وَأُخَفِّفُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَغُفِرَ لَهُ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۲۱٦۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ ایک شخص مر گیا تو اس کو کہا گیا کہ کیا تو کہا کرتا تھا یعنی کیا عمل کرتا تھا تو اس نے کہا کہ میں لوگوں سے خرید وفروخت کرتا تھا سو میں مال دار سے درگزر کرتا تھا یعنی اس کو مہلت دیتا تھا اور تنگدست سے تخفیف کرتا تھا یعنی اپنا کچھ مال چھوڑ دیتا تھا تو اللہ نے اس کو بخش دیا ابو مسعود نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے اس کو سنا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ تقاضا اچھی طرح سے کرے یعنی نرمی کرے یعنی سختی نہ کرے۔

بَابٌ هَلْ يُعْطِي أَكْبَرَ مِنْ سِنِّهِ

کیا قرض خواہ کو اپنے اونٹ سے بڑی عمر کا اونٹ دیا جائے یا نہیں

۲۲۱۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ بَعِيرًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوهُ فَقَالُوا مَا نَجِدُ إِلَّا سِنًّا أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَوْفَيْتَنِي أَوْفَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوهُ فَإِنَّ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ أَحْسَنَهُمْ قَضَاءً.

۲۲۱۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس اونٹ کا تقاضا کرتا آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اونٹ خرید دو تو انہوں نے کہا ہم اونٹ نہیں پاتے مگر زیادہ عمر اس کی سے یعنی اس کے اونٹ کے برابر عمر کا اونٹ نہیں ملتا بلکہ اس سے زیادہ عمر کا ملتا ہے تو اس مرد نے کہا کہ تو نے میرا حق پورا ادا کیا ہے اللہ تجھ کو تیرا حق پورا دے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو وہی اونٹ خرید دو اس واسطے کہ تم لوگوں میں بہتر وہی آدمی ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے باب میں گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کم عمر کا اونٹ کسی سے قرض لے تو اس کے بدلے اس سے بڑی عمر کا اونٹ قرض خواہ کو دینا درست ہے۔

بَابُ حُسْنِ الْقَضَاءِ

اچھی طرح سے قرض ادا کرنے کا بیان یعنی مستحب ہے کہ قرض اچھی طرح سے ادا کرے

۲۲۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ

۲۲۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد کا ایک اونٹ معین عمر کا حضرت ﷺ پر قرض تھا سو وہ حضرت ﷺ

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنٌّ مِّنَ الْإِبِلِ فَجَآءَهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوْهُ فَطَلَبُوْا سِنَّهُ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُ إِلَّا سِنًّا فَوْقَهَا فَقَالَ أَعْطُوْهُ فَقَالَ أَوْفَيْتَنِيْ أَوْفَى اللّٰهُ بِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَآءً.

پر تقاضا کرتا آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اونٹ دو تو اصحاب نے اس کے اونٹ کے برابر عمر کا اونٹ تلاش کیا تو انہوں نے اونٹ نہ پایا مگر زیادہ عمر اس کی سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو وہی دے دو تو اس مرد نے کہا کہ تو نے میرا قرض پورا ادا کیا اللہ تجھ کو تیرا حق پورا دے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر وہی ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے۔

۲۲۱۹۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ مِسْعَرٌ أُرَاهُ قَالَ ضُحًى فَقَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِيْ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَانِيْ وَزَادَنِيْ.

۲۲۱۹۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ مسجد میں تھے چاشت کے وقت تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو رکعتیں پڑھ لے اور میرا آپ ﷺ پر قرض تھا یعنی مول اس اونٹ کا جو جہاد سے پلٹتے وقت راہ میں حضرت ﷺ نے مجھ سے خریدا تھا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو قرض ادا کر دیا اور کچھ زیادہ دیا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی کئی جگہ پر گزر چکی ہے اور بعض طریقوں میں زیادتی کے مقدار کا بیان آ چکا ہے کہ وہ ایک قیراط تھی اور پوری شرح اس کی کتاب الشروط میں آئے گی۔

بَابٌ إِذَا قَضٰى دُوْنَ حَقِّهِ أَوْ حَلَّلَهُ فَهُوَ جَائِزٌ

جب قرض دار قرض خواہ کے حق سے کم ادا کرے یعنی پورا قرض ادا نہ کرے بلکہ کچھ ادا کرے اور کچھ باقی رہے اور قرض خواہ اس کو معاف کر دے تو یہ جائز ہے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ نہیں جائز ہے قرض دار کو رکھنا قرض میں سے کچھ بغیر معاف کرانے کے اور اگر قرض خواہ اپنا سب قرض معاف کر دے تو سب علماء کے نزدیک جائز ہے اور اسی طرح اگر قرض میں سے کچھ معاف کر دے تو بھی جائز ہے اور ابن منیر نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ مراد یہ ہے کہ جب قرض خواہ کی رضامندی سے کچھ قرض ادا کرے اور کچھ ادا نہ کرے اور یا قرض خواہ اپنا سب حق معاف کر دے تو یہ جائز ہے پھر وارد کی امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی بیچ بیان قرض باپ اس کے کی اور اس میں یہ ہے کہ میں نے ان سے سوال کیا کہ میرے باغ کی کھجوریں قبول کریں اور باقی میرے باپ کو معاف کر دیں اور یہی قدر مراد ہے حدیث

سے اس ترجمہ میں پس آئندہ آئے گا کہ حضرت ﷺ نے اس کے قرض خواہوں سے یہ بات چاہی اور پوری یہ حدیث کتاب الھبہ میں آئے گی۔ (فتح)

۲۲۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيْدًا وَّعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاشْتَدَّ الْغُرَمَآءُ فِيْ حُقُوْقِهِمْ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يَّقْبَلُوْا تَمْرَ حَائِطِيْ وَيُحَلِّلُوْا أَبِيْ فَأَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَائِطِيْ وَقَالَ سَنَغْدُوْ عَلَيْكَ فَغَدَا عَلَيْنَا حِيْنَ أَصْبَحَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ وَدَعَا فِيْ ثَمَرِهَا بِالْبَرَكَةِ فَجَدَدْتُهَا فَقَضَيْتُهُمْ وَبَقِيَ لَنَا مِنْ ثَمَرِهَا.

۲۲۲۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرا باپ جنگ اُحد کے دن شہید ہوا اور اس پر قرض تھا تو قرض خواہوں نے اپنے قرض کے واسطے سختی کی سو میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو حضرت ﷺ نے ان سے سوال کیا کہ اس کے باغ کا میوہ قبول کریں یعنی جو کہ موجود ہے اور باقی قرض میرے باپ کو معاف کریں تو انہوں نے نہ مانا تو حضرت ﷺ نے ان کو میرا باغ نہ دیا اور فرمایا کہ میں کل صبح کو تیرے پاس آؤں گا سو صبح کو حضرت ﷺ ہمارے پاس آئے تو حضرت ﷺ کھجوروں میں گھومے اور ان کے میوے میں برکت کی دعا کی پھر میں نے میوے کو کاٹا اور ان کو سب قرض ادا کر دیا اور ان کا کچھ میوہ ہمارے واسطے باقی رہا۔

بَابٌ إِذَا قَاصَّ أَوْ جَازَفَهٗ فِي الدَّيْنِ فَهُوَ جَآئِزٌ تَمْرًا بِتَمْرٍ أَوْ غَيْرِهٖ

اگر بدل کرے یا قرض خواہ کو قرض میں اندازے سے دے تو یہ جائز ہے کھجوروں کے بدلے کھجور ہو یا کچھ اور

فائدہ: مہلب نے کہا کہ نہیں جائز ہے نزدیک کسی کے علماء سے یہ کہ لے وہ شخص کہ اس کے واسطے کھجوریں قرض ہوں قرض دار اپنے سے کھجوریں بطور اندازے کے بدلے قرض اپنے کے اس واسطے کہ اس میں جہالت اور دھوکہ ہے بلکہ اس کو تو صرف یہ جائز ہے کہ لے اندازے سے اپنے حق میں کمتر قرض اپنے سے جب کہ لینے والا اس کو جانے اور اس کے ساتھ راضی ہو اور گویا کہ مراد اس کی امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ پر اعتراض کرنا ہے اور مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی وہ ہے جس کو معترض نے ثابت کیا ہے نہ وہ چیز جس کی نفی کی ہے اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی بیان کرنا ہے اس کا کہ معاف کی جاتی ہے ادا کرنے میں وہ چیز جو نہیں معاف ہوتی ابتداء میں اس واسطے کہ بیع تر کھجور کے ساتھ خشک کھجور کی عرایا کے سوا اور جگہ میں جائز نہیں اور ادا کرنے کے وقت معاوضہ میں اس کا دینا جائز ہے اور یہ بات باب کی حدیث سے ظاہر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کے قرض خواہ سے سوال کیا کہ باغ کا میوہ لے اور اس کی مقدار معلوم نہ تھی بدلے ان دستوں کے جو اس کے واسطے تھے اور ان کی مقدار معلوم تھی اور باغ

کا میوہ قرض سے کم تھا جیسا کہ ذافع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے بیچ کتاب الصلح کے اور طریق سے اور اس میں یہ ہے کہ انہوں نے نہ مانا اور دیکھا کہ اس سے تمام قرض ادا نہ ہو سکے گا۔ (فتح)

۲۲۲۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِيْنَ وَسْقًا لِّرَجُلٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَاسْتَنْظَرَهُ جَابِرٌ فَأَبٰى أَنْ يُّنْظِرَهُ فَكَلَّمَ جَابِرٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَهُ إِلَيْهِ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمَ الْيَهُوْدِيَّ لِيَأْخُذَ ثَمَرَ نَخْلِهِ بِالَّذِيْ لَهُ فَأَبٰى فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخْلَ فَمَشٰى فِيْهَا ثُمَّ قَالَ لِجَابِرٍ جُدَّ لَهُ فَأَوْفِ لَهُ الَّذِيْ لَهُ فَجَدَّهُ بَعْدَمَا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَوْفَاهُ ثَلَاثِيْنَ وَسْقًا وَفَضَلَتْ لَهُ سَبْعَةَ عَشَرَ وَسْقًا فَجَآءَ جَابِرٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَهُ بِالَّذِيْ كَانَ فَوَجَدَهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخْبَرَهُ بِالْفَضْلِ فَقَالَ أَخْبِرْ ذٰلِكَ ابْنَ الْخَطَّابِ فَذَهَبَ جَابِرٌ إِلٰى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ عَلِمْتُ حِيْنَ مَشٰى فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُبَارَكَنَّ فِيْهَا.

۲۲۲۱۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرا باپ مر گیا اور ایک یہودی کی تیس وسق کھجوریں اپنے اوپر قرض چھوڑ گیا تا کہ آپ اس کے واسطے یہودی سے سفارش کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کے پاس گئے اور اس سے کلام کیا کہ اپنے قرض کے بدلے اس کے باغ کا میوہ لے یہودی نہ مانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں میں داخل ہوئے اور اس میں چلے پھر جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میوے کو کاٹ کر اس کا سب قرض ادا کر دے تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر آنے کے بعد میوہ کاٹا اور اس کو تیس وسق کھجوریں ادا کیں اور اس کے واسطے سترہ وسق کھجوریں باقی بچیں سو جابر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملے سے خبر دے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کی نماز پڑھتے پایا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پھرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برکت اور زیادتی کی خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دے سو جابر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کو اس حال سے خبر دی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں میں چلے تو میں نے جان لیا تھا کہ البتہ ان میں برکت ہو گی۔

بَابُ مَنِ اسْتَعَاذَ مِنَ الدَّيْنِ

قرض سے پناہ مانگنے کا بیان

۲۲۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ

۲۲۲۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ فِي الصَّلَاةِ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنَ الْمَغْرَمِ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ.

معمول تھا کہ نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں گناہ اور قرض سے تو کسی کہنے والے نے آپ ﷺ سے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ اکثر قرض سے پناہ مانگتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی قرض دار ہوتا ہے تو بات کہتا ہے سو جھوٹ بولتا ہے اور قول اقرار کرتا ہے پھر اس کے خلاف کرتا ہے۔

فائدہ: مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے وسیلوں کا بند کرنا سمجھا جاتا ہے یعنی جو وسیلہ ناجائز امر کی طرف پہنچائے وہ جائز نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے قرض سے پناہ مانگی اس واسطے کہ وہ اکثر اوقات جھوٹ بولنے اور خلاف وعدہ کرنے کا ذریعہ ہے باوجود اس چیز کے کہ واسطے قرض خواہ کے ہے اوپر اس کے کلام سے اور احتمال ہے کہ قرض سے پناہ مانگنے سے اس کی طرف محتاج ہونے سے پناہ مانگنی مراد ہوتا کہ ان ہلاکتوں میں نہ پڑے یا اس کے ادا کرنے پر قادر نہ ہونے سے پناہ مانگنی مراد ہوتا کہ اس کا تقاضا باقی نہ ہے اور شاید کہ یہی بھید ہے ترجمہ کے مطلق چھوڑنے میں پھر میں نے ابن منیر کے حاشیہ میں دیکھا کہ نہیں تناقض ہے درمیان پناہ مانگنے کے قرض سے اور جواز قرض لینے کے اس واسطے کہ پناہ تو اس کی زیادتیوں سے مانگی گئی ہے اور جو قرض لے اور اس سے سلامت رہے تو اللہ نے اس کو پناہ دی اور فعل جائز کو کیا۔ (فتح)

بَابُ الصَّلَاةِ عَلٰى مَنْ تَرَكَ دَيْنًا

قرض دار کے جنازہ پڑھنے کا بیان یعنی قرض دار کا جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مراد اس ترجمہ سے یہ ہے کہ قرض دین میں خلل نہیں ڈالتا اور یہ کہ اس سے پناہ مانگی اس کی ذات کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی زیادتیوں کے خوف سے ہے اور وارد کی اس میں یہ حدیث کہ جو قرض چھوڑ جائے تو چاہیے کہ میرے پاس آئے اور اشارہ کیا طرف باقی حدیث کی اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ قرض دار کا جنازہ نہ پڑھا کرتے تھے سو جب ملک فتح ہوئے اور غنیمتیں ہاتھ لگیں تو پھر قرض دار کا جنازہ پڑھنے لگے یعنی اس کا قرض اپنے ذمے کر لیتے اور اس کا جنازہ پڑھتے اور یہ حدیث پوری کتاب الکفالہ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۲۲۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

۲۲۲۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

عَدِيّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإِلَيْنَا.

فرمایا کہ جو مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے اور جو عیال چھوڑ جائے تو وہ ہماری طرف ہے یعنی اس کی پرورش ہمارے ذمے ہے۔

٢٢٢٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلٰى بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اِقْرَءُ وْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ مَّاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهٗ مَنْ كَانُوْا وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَلْيَأْتِنِيْ فَأَنَا مَوْلَاهُ.

٢٢٢٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مسلمان نہیں مگر کہ میں اس سے قریب تر ہوں دنیا میں اور آخرت میں اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو کہ پیغمبر قریب تر ہے ساتھ مسلمانوں کے ان کی جانوں سے یعنی ہر چیز میں امور دین اور دنیا سے شفقت اس کی ان پر بہت ہے شفقت ان کی سے اپنی جانوں پر یعنی دستور ہے کہ آدمی کو اپنی جان سب چیز سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اس کو اس پر سب سے زیادہ شفقت ہے سو پیغمبر کی شفقت ان پر اس سے بھی زیادہ ہے سو جو مسلمان مرے اور مال چھوڑ جائے تو چاہیے کہ اس کے عصبے اس کے وارث ہوں جو ہوں اور جو قرض یا عیال چھوڑ جائے تو چاہیے کہ میرے پاس آئے کہ میں اس کا کارساز ہوں یعنی اس کا قرض ادا کروں گا اور اس کے عیال کی پرورش کروں گا۔

بَابُ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ

مالدار کا تاخیر کرنا ظلم ہے

٢٢٢٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَخِيْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ

٢٢٢٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال دار کا تاخیر کرنا ظلم ہے یعنی اگر مال دار ہو کر بھی قرض ادا نہ کرے تو بڑا ستم ہے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الحوالہ میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالٌ وَّيُذْكَرُ عَنِ

حق دار کو سخت کلامی کرنی جائز ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عُقُوبَتَهُ وَعِرْضَهُ قَالَ سُفْيَانُ عِرْضُهُ يَقُوْلُ مَطَلْتَنِي وَعُقُوبَتُهُ الْحَبْسُ.

مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تاخیر کرنا مال دار کا حلال کرتا ہے اس کے بے آبروئی کو اور سزا کو سفیان نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس کی آبروریزی یہ ہے کہ کہے کہ تو نے مجھ سے میرے حق میں بہت دیر کی اور اس کی سزا قید کرنا ہے۔

٢٢٢٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يَتَقَاضَاهُ فَأَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ دَعُوْهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا.

٢٢٢٦۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس تقاضا کرتا آیا اور آپ ﷺ کو سخت کہا تو اصحاب نے اس کے ایذا دینے کا قصد کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس واسطے کہ حق دار کو سخت کلام کرنی جائز ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی عنقریب گزر چکی ہے اور وہ نص ہے ترجمہ باب میں اور معلق حدیث کو اس واسطے ذکر کیا کہ اس میں مقال کی تفسیر ہے اور اسحاق نے کہا کہ سفیان نے عرض کی یہ تفسیر کی ہے کہ اس کو زبان سے ایذا دے اور وکیع نے کہا کہ عرض اس کی شکایت اس کی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے قید کرنا قرض دار کا جب کہ ادا کرنے پر قادر ہو واسطے ادب دینے اس کے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا وَجَدَ مَالَهُ عِنْدَ مُفْلِسٍ فِي الْبَيْعِ وَالْقَرْضِ وَالْوَدِيْعَةِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ.

جب پائے کوئی مال اپنا نزدیک مفلس کے بیع میں یا قرض میں یا امانت میں تو اس مال کا وہی زیادہ تر لائق ہے اپنے غیر سے۔

فائدہ: یعنی ایک شخص نے اپنا مال کسی کے ہاتھ بیچا اور مول اس کا ابھی دیا نہ تھا کہ مول لینے والا مفلس اور قرض دار ہوگیا قیمت نہیں دے سکتا یا کسی کو قرض دیا تھا اور قرض دار مفلس ہوگیا قرض ادا نہیں کر سکتا یا کسی کے پاس امانت رکھی تھی اور وہ مفلس ہوگیا اور اس کا مال ہو بہو اس کے پاس ہے تو اس مال کا وہی زیادہ تر لائق ہے اور قرض داروں کا اس میں حق نہیں اور مفلس شرع میں اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس مال موجود تو ہو مگر اس کا قرض زیادہ ہو اس کا نام مفلس اس واسطے رکھا گیا کہ وہ پہلے درہم اور دینار کا مالک تھا پھر فلوس کا مالک ہوا یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ نہیں مالک ہے مگر ادنی اور حقیر مال کا اور وہ فلوس ہیں یا اس واسطے اس کا نام مفلس رکھا گیا کہ وہ نہیں مالک ہے تصرف کا مگر حقیر چیز میں مانند فلوس کی اس واسطے کہ نہیں معاملہ کرتے تھے وہ ساتھ ان کے مگر

حقیر چیزوں میں یا اس واسطے کہ وہ ایسی حالت کی طرف پھرا کہ اس میں ایک فلس کا مالک نہیں اس بنا پر کہ ہمزہ واسطے سلب کے ہے اس واسطے کہ باب افعال کا ہمزہ کبھی سلب کے واسطے ہوتا ہے اور یہ کہ کہا کہ بیع میں تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے اور یہ جو کہا کہ قرض تو وہ ساتھ قیاس کے ہے اوپر بیع کے یعنی قرض کو بیع پر قیاس کیا ہے اور یا اس واسطے کہ وہ حدیث کے عموم میں داخل ہے اور یہی قول ہے امام شافعی اور اور لوگوں کا اور مشہور مالکیہ سے یہ ہے کہ بیع اور قرض میں فرق ہے اور یہ جو کہا کہ امانت تو یہ بالاجماع ہے یعنی بالاجماع اس کا بھی یہی حکم ہے اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان تین حکموں کو اس باب میں داخل کیا ہے اس واسطے کہ حدیث مطلق ہے اور یا اس واسطے کہ حدیث بیع میں وارد ہے اور دونوں حکم بطریق اولیٰ اس میں داخل ہیں اس واسطے کہ ملک امانت کی منتقل نہیں ہوتی اور جو قرض دینے کے ساتھ بھلا کرے اس کے وفا پر محافظت کرنی مطلوب ہے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا أَفْلَسَ وَتَبَيَّنَ لَمْ يَجُزْ عِتْقُهُ وَلَا بَيْعُهُ وَلَا شِرَاؤُهُ.

اور حسن بصری نے کہا کہ کوئی مفلس ہو اور اس کا مفلس ہونا ظاہر ہو جائے تو نہیں جائز ہے آزاد کرنا اس کا غلام کو اور نہ بیچنا اس کا اور نہ خریدنا اس کا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا افلاس ظاہر ہو جائے تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ حاکم کے حکم سے پہلے تصرف سے منع نہیں ہوتا اور جب اس کو حاکم تصرف سے منع کر دے تو پھر اس کو مال میں تصرف کرنا جائز نہیں اور حاکم کے حکم کرنے سے پہلے وہ تصرف سے منع نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ مفلس ہو جائے اور اوپر آزاد کرنا اس کا پس محل اس کا وہ ہے جب کہ قرض اس کے مال کو احاطہ کر لے پس نہیں جائز ہے آزاد کرنا اس کا اور نہ ہبہ کرنا اس کا اور نہ تمام احسانات اس کے اور اوپر بیع اور شراء پس صحیح قول علماء سے یہ ہے کہ اس کی بیع اور شراء بھی جاری نہیں ہوتی مگر جب کہ واقع ہو اس سے بیع واسطے پورا کرنے بیع کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ موقوف رہے گی اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور اس کے اقرار میں اختلاف ہے یعنی کسی کے حق کو اپنے اوپر ثابت کرے سو جمہور علماء کہتے ہیں کہ اس کا اقرار قول ہے اور شاید کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اثر حسن کے طرف معارضہ کرنے قول ابراہیم نخعی کی کہ مجور کی بیع اور شراء جائز نہیں۔ (فتح)

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَضَى عُثْمَانُ مَنِ اقْتَضَى مِنْ حَقِّهِ قَبْلَ أَنْ يُفْلِسَ فَهُوَ لَهُ وَمَنْ عَرَفَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ.

اور سعید بن مسیب نے کہا کہ حکم کیا عثمان نے ساتھ اس کے کہ جو مفلس ہونے سے پہلے اپنا کچھ حق قرض دار یا خریدار وغیرہ سے لے لے تو وہ چیز اسی کے واسطے ہے یعنی کسی کا اس میں حق نہیں اور جو اپنا مال ہو بہو پہچانے

تو اس کا وہی زیادہ تر لائق ہے یعنی اس میں بھی کسی کا حق نہیں۔

۲۲۲۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَدْرَكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ أَوْ إِنْسَانٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ۔

۲۲۲۷۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو پائے اپنا مال ہو بہو کسی مرد مفلس کے پاس تو اس مال کا وہی زیادہ تر لائق ہے اپنے غیر سے یعنی اس میں اور کسی کا حق نہیں۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ شرط استحقاق صاحب مال کے سوائے غیر اس کے کے یہ ہے کہ پائے اپنا مال ہو بہو نہ متغیر ہوا ہو نہ بدل ہوا ہو اور نہیں تو اگر متغیر ہوئی ہو چیز اپنی ذات میں ساتھ نقص کے مثلا یعنی اس کی ذات میں کچھ نقصان ہوگیا ہو یا اس کی صفت کم ہوگئی ہو تو وہ اور قرض داروں کے برابر ہے اور زیادہ ترصریح اس سے وہ حدیث ہے جو مسلم نے روایت کی ہے کہ جب پائے اپنا مال پاس اس کے اور حالانکہ اس نے اس کو جدا جدا نہ کیا ہو یعنی اس کو متغیر نہ کیا ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جو مرد مال بیچے پھر خریدار مفلس ہو جائے اور بائع نے قیمت سے کچھ نہ لیا ہو تو اس مال کا وہی زیادہ تر حق دار ہے پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر بائع نے کچھ مول لے لیا ہو تو وہ اور حق داروں کے برابر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ زیادہ تر لائق ہے بہ نسبت اور حق داروں کی مگر جب اپنا کچھ مال لے لیا ہو تو وہ اور حق داروں کے برابر ہے اور طرف اسی کی اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے شہادت لینے اس کی کے ساتھ اثر عثمان رضی اللہ عنہ کے جو مذکور ہوا ہے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے طاؤس اور عطاء سے اور یہی قول ہے جمہور اہل علم کا جو باب کی حدیث کے عموم کو لیتے ہیں مگر امام شافعی کا ایک قول جو اس کے مذہب میں راجح ہے یہ ہے کہ نہیں فرق ہے درمیان متغیر ہونے مال کے یا باقی رہنے اس کے کے اور نہ درمیان قبض کرنے بعض مول اس کے کے اور نہ قبض کرنے کسی چیز کے اس سے اور یہ جو کہا ہے کہ اس مال کا وہی زیادہ تر حق دار ہے تو یہی قول ہے جمہور اہل علم کا برابر ہے کہ وہ حق

دار وارث ہو یا قرض خواہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ بائع کو بیع کا فسخ کرنا اور اپنی چیز کا پھر لینا درست نہیں اور وہ اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ خبر واحد اصول کے مخالف ہے اس واسطے کہ بیچنے سے خریدار کے ملک ہو گیا ہے اور اس کی ضمانت میں آ گیا ہے یعنی اگر وہ مال تلف ہو جائے تو خریدار کا تلف ہو گا نہ بائع کا اور مستحق ہونا بائع کا اور لینا اس کا اس کے ملک کا توڑنا ہوتا ہے اور حمل کیا ہے اس کو حنفیہ نے ایک صورت پر اور وہ صورت وہ ہے جب کہ مال امانت ہو یا عاریتا ہو یا گرا پڑا اٹھایا ہو اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح کہ اگر گرا ہوا ہوتا تو وہ مفلس کے ساتھ قید نہ کیا جاتا اور نہ ٹھہرایا جاتا زیادہ تر حق دار ساتھ اس کے اس واسطے کہ اسم تفضیل اشتراک کو چاہتا ہے یعنی اصل مستحق ہونے کے دونوں شریک ہیں اور نیز یہ قول ان کا توڑا گیا ہے ساتھ شفعہ کے یعنی اس میں بھی مشتری کے ملک کا توڑنا لازم آتا ہے پھر وہاں اس کو کیوں جائز رکھتے ہیں اور نیز وارد ہو چکی ہے تنصیص بیع حدیث باب کے اس پر کہ یہ حکم بیع کے صورت میں ہے اور یہ تنصیص اس حدیث میں ہے جس کو سفیان ثوری نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے اور روایت کیا ہے ابن خزیمہ اور ابن حبان وغیرہ نے طریق اس کے سے یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس اسناد کے اور اس کے لفظ یہ ہیں کہ جب کوئی مرد اسباب مول لے پھر مفلس ہو جائے اور وہ اسباب اس کے پاس ہو بہو موجود ہوں تو وہ زیادہ تر حق دار ہے ساتھ اس کے اور حق داروں سے اور ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اس لفظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ مرد مفلس ہو جائے اور بائع اپنا مال پائے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب اس کے پاس اسباب پائے تو وہ واسطے بیچنے والے کے ہے اور عبدالرزاق کی ایک روایت میں ہے کہ جو اسباب کہ مرد کے ہاتھ بیچے اور اس کا مول نہ لیا ہو پھر وہ مرد مفلس ہو جائے اور پائے اس کو بائع ہو بہو تو چاہیے کہ لے اس کو اور حق داروں کے درمیان سے اور مالک کی روایت مرسل میں ہے کہ جو اسباب بیچے تو اس سے ظاہر ہوا کہ یہ حدیث بیع کی صورت میں وارد ہوئی ہے اور قرض وغیرہ مذکور چیزیں اس کے ساتھ بطریق اولیٰ ملحق ہیں اور نیز بعض حنفی کہتے ہیں کہ یہ حدیث محمول ہے اس حالت پر کہ جب ہو مفلس خریدار پہلے اس سے کہ قبض کرے اسباب کو بائع سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے جو باب کی حدیث میں مذکور ہے عند رجل یعنی پاس مرد کے اور ابن حبان کی روایت میں یہ لفظ آیا ہے ثم افلس وھی عندہ یعنی پھر وہ مفلس ہو جائے اور اسباب اس کے پاس ہو اور بیہقی کی روایت میں یہ لفظ ہے اذا افلس الرجل وعندہ متاع سو اگر خریدار نے اس کو قبض نہ کیا ہوتا تو حدیث میں اس پر نص نہ ہوتی کہ وہ اس کے پاس ہو اور یہ جو انہوں نے کہا کہ یہ خبر واحد ہے تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ مشہور ہے سوائے اس طریق کے روایت کیا ہے اس کو ابن حبان نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور اس کی اسناد صحیح ہے اور اس کو روایت کیا ہے احمد رحمہ اللہ اور ابو داؤد رحمہ اللہ نے سمرہ کی حدیث سے اور اس کی اسناد حسن ہے اور حکم کیا ساتھ اس کے عثمان رضی اللہ عنہ نے اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے

اور بدون اس کے نکلتی ہے حدیث ہونے اس کے سے فرد غریب ابن منذر نے کہا کہ نہیں جانتا میں واسطے عثمان رضی اللہ عنہ کے اس مسئلے میں کوئی مخالف اصحاب سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے جو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ اور حق داروں کے برابر ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ علی رضی اللہ عنہ سے اس باب میں اختلاف منقول ہے اور قرطبی نے کہا کہ تعسف کیا ہے بعض حنفیہ نے اس حدیث کی تاویل میں ساتھ تاویلوں بے بنیاد کے اور نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ تاویل کیا ہے اس کو حنفیہ نے ساتھ تاویلوں ضعیف اور مردود کے اور جو لوگ اس حدیث کے قائل ہیں ان کو ایک صورت میں اختلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ جب خریدار مر جائے اور مال موجود ہو تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ زیادہ تر حق دار ہے اس کے غیر اپنے سے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ اور حقداروں کے برابر ہے اور ان کی دلیل مالک کی یہ حدیث مرسل ہے کہ اگر خریدار مر جائے تو بائع اور قرض خواہ کے برابر ہے اور فرق کیا انہوں نے درمیان افلاس اور موت کے اس طرح کہ مردے کا ذمہ خراب ہو گیا پس نہیں ہے واسطے قرض خواہوں کے کوئی جگہ کہ اس کی طرف رجوع کریں تو سب اس میں برابر ہوں گے بخلاف مفلس ہو جانے کے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ حدیث ہے جو اس نے ابن خلدہ کے طریق سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کے جو مرد مر جائے یا مفلس ہو جائے تو اسباب کا مالک زیادہ تر حق دار ہے ساتھ اس کے جب کہ اس کو ہو بہو پائے اور یہ حدیث حسن ہے ایسی حدیث کے ساتھ حجت پکڑی جاتی ہے اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا کہ صحیح ہے اور بعض نے اس کے اخیر میں یہ لفظ زیادہ کیا ہے کہ مگر یہ کہ اس کا صاحب قرض ادا کرنے کے موافق مال چھوڑ جائے اور ترجیح دی ہے اس کو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مرسل پر یعنی اس مرسل پر جس سے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل پکڑی ہے اور کہا کہ احتمال ہے کہ اس کا اخیر کا لفظ ابی بکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے ہو اس واسطے کہ جن لوگوں نے اس کو موصول کیا ہے انہوں نے موت کا قصہ ذکر نہیں کیا یعنی یہ قصہ جو اوپر گزر چکا ہے اگر خریدار مر جائے تو قرض خواہوں اور بائع کے برابر ہوتا ہے اور اسی طرح اس کے سوائے جن لوگوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے بھی اس کو ذکر نہیں کیا بلکہ تصریح کی ہے ابن خلدہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ برابری کرنے کے درمیان افلاس اور موت کے یعنی دونوں کا ایک حکم ہے پس متعین ہو گا پھرنا طرف اس کی اس واسطے کہ وہ ثقہ کی زیادتی ہے اور جزم کیا ابن عربی مالکی نے ساتھ اس کے کہ جو مالک کے مرسل میں زیادتی کرے وہ راوی کے قول سے ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق دی ہے ساتھ اس طور کے کہ ابن خلدہ کی حدیث اس حالت پر محمول ہے جب کہ افلاس سے مرے اور ابی بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس حالت پر محمول ہے جب کہ مال داری کی حالت میں مرے اور اللہ خوب جانتا ہے اور اس مسئلے کے فروع سے یہ بات ہے کہ اگر قرض خواہ یا

وارث بائع کو اسباب کا مول دینا چاہیں تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ لازم ہے اس کو قبول کرنا مول کا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کو قبول کرنا لازم نہیں اس واسطے کہ اس میں منت ہے اور اس واسطے کہ اکثر اوقات اور قرض خواہ ظاہر ہوگا پس اس کا مزاحم ہوگا اس چیز میں جو اس نے لی اور عجب بات کہی ابن تین نے پس حکایت کی اس نے شافعی سے یہ کہ اس نے کہا کہ جائز نہیں یہ واسطے اس کے اور نہیں ہے واسطے اس کے مگر اسباب اور ملحق ہے ساتھ بیع کے وہ چیز جو اجارہ لی جائے پس رجوع کرے کرائے دینے والا چوپائے یا گھر کو طرف ہو بہو چوپائے اپنے اور گھر اپنے کی مانند اس کی یہی ہے صحیح نزدیک شافعیہ اور مالکیہ کے اور درج کرنا اجارے کا اس حکم میں موقوف ہے اس پر کہ منافع کو متاع یا مال کہا جاتا ہے یا کہا جائے کہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ وہ ذات کا زیادہ ترحق دار ہے اور منافع میں رجوع کرنا اس کو لازم ہے پس ثابت ہوا بطور لزوم کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر موجود ہونے قرض کے جو ایک مدت کے وعدے سے لیا ہو ساتھ مفلس ہونے کے یعنی ایک شخص نے ایک مدت معین کے وعدے سے قرض لیا تھا پھر وہ وعدے کے آنے سے مفلس ہو جائے اور قرض خواہ اپنی چیز ہو بہو پائے تو جائز ہے اس کو مطالبہ کرنا قرض دار سے بالفعل اگرچہ وعدے کا وقت نہ پہنچا ہو اس اعتبار سے کہ قرض خواہ نے اپنے مال ہو بہو پایا ہے پس وہ اس کو زیادہ ترحق دار ہوگا اور اس کو یہ بات لازم ہے کہ جائز ہے اس کو مطالبہ ساتھ قرض مؤجل کے یعنی جو ایک مدت معین کے وعدے سے لیا گیا ہو اور یہی ہے قول جمہور کا لیکن راجح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ مفلس ہونے سے مہلت والے قرض کا تقاضا کرنا نہیں پہنچتا اس واسطے کہ مہلت حق مقصود ہے واسطے اس کے پس نہ فوت ہوگی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مال کے مالک کو اپنے مال کا لینا جائز ہے اور یہی صحیح ہے علماء کے دونوں قولوں سے یعنی خود بخود لے لے دوسرا قول یہ ہے کہ وہ حاکم کے حکم پر موقوف ہے جیسا کہ افلاس کا ثبوت حاکم کے حکم پر موقوف ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر فسخ کرنے بیع کے جب کہ باز رہے خریدار ادا کرنے مول کے سے باوجود قادر ہونے کے ساتھ تاخیر کرنے کے یا بھاگ جانے کے واسطے قیاس کرنے کے مفلس ہونے پر ساتھ علت جامع دشوار ہونے وصول کی طرف مول کی بالفعل اور صحیح علماء کا قول یہ ہے کہ اس سے بیع فسخ نہیں ہوتی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ رجوع تو صرف عین مال میں واقع ہوتا ہے سوا زوائد اس کے کے جو اس سے جدا ہیں اس واسطے کہ وہ مشتری کے ملک میں پیدا ہوئی ہیں اور وہ بائع کا اسباب نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَخَّرَ الْغَرِيْمَ إِلَى الْغَدِ أَوْ نَحْوِهِ وَلَمْ يَرَ ذٰلِكَ مَطْلًا .

جو تاخیر کرے قرض خواہ کو کل تک یا مانند اس کی یعنی کہے قرض خواہ کو کہ میں تجھ کو تیرا قرض کل تک یا دو روز یا تین روز تک ادا کروں گا اور نہیں دیکھتا اس کا مطل یعنی

باوجود قدرت کے ادا میں تاخیر کرنی نہیں۔

فائدہ: حاصل یہ ہے کہ اگر قرض خواہ سے ایک یا دو روز کا وعدہ کرے تو یہ مطل نہیں گنا جاتا جو حدیث مطل الغنی ظلم میں منع ہے۔

وَقَالَ جَابِرٌ اشْتَدَّ الْغُرَمَآءُ فِیْ حُقُوْقِهِمْ فِیْ دَیْنِ أَبِیْ فَسَأَلَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنْ یَّقْبَلُوْا ثَمَرَ حَآئِطِیْ فَأَبَوْا فَلَمْ یُعْطِهِمُ الْحَآئِطَ وَلَمْ یَكْسِرْهُ لَهُمْ وَقَالَ سَأَغْدُوْ عَلَیْكَ غَدًا فَغَدَا عَلَیْنَا حِیْنَ أَصْبَحَ فَدَعَا فِیْ ثَمَرِهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَضَیْتُهُمْ.

اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے باپ کے قرض خواہوں نے اپنے حق کے واسطے سختی کی یعنی سخت تقاضا کیا تو حضرت ﷺ نے ان سے سوال کیا کہ میرے باغ کا میوہ قبول کریں سو انہوں نے نہ مانا تو حضرت ﷺ نے ان کو باغ کا میوہ نہ دیا اور نہ اس کو ان کے واسطے توڑا یعنی ان میں تقسیم نہ کیا اور فرمایا کہ میں کل صبح کو تمہارے پاس آؤں گا تو حضرت ﷺ ہمارے پاس آئے اور اس کے میوے میں برکت کی دعا کی سو میں نے ان سب کو قرض ادا کر دیا۔

فائدہ: یہ حدیث عنقریب گزر چکی ہے اور استنباط کیا گیا ہے حضرت ﷺ کے اس قول سے کہ میں کل تمہارے پاس آؤں گا یہ کہ جائز ہے تاخیر کرنا قسمت کو واسطے انتظار اس چیز کے کہ اس میں ہے مصلحت سے واسطے قرض دار کے اور یہ مطل نہیں گنا جاتا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ بَاعَ مَالَ الْمُفْلِسِ أَوِ الْمُعْدِمِ فَقَسَمَهُ بَیْنَ الْغُرَمَآءِ أَوْ أَعْطَاهُ حَتّٰی یُنْفِقَ عَلٰی نَفْسِهِ.

جو بیچے مال مفلس کا یا فقیر کا پس تقسیم کرے اس کو درمیان قرض خواہوں کے یا دے اس کو تا کہ خرچ کرے اس کو اپنی جان پر۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ یہ جو امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں کہا کہ پس تقسیم کرے اس کو درمیان قرض خواہوں کے تو یہ معنی حدیث کے باب سے ثابت نہیں ہوتے اس واسطے کہ جس نے غلام کو مدبر کیا تھا اس کے پاس اس کے سوا اور کچھ مال نہ تھا اور نیز حدیث میں یہ بھی نہیں کہ اس پر قرض تھا اور حضرت ﷺ نے تو صرف اس واسطے اس کو بیچا تھا کہ آپ ﷺ کی سنت ہے کہ آدمی اپنا سب مال خرچ کر کے فقیر نہ ہو جائے اسی واسطے فرمایا کہ بہتر وہ صدقہ ہے جو مالداری کے بعد ہو اور ابن منیر نے جواب دیا اس طرح کہ جب کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس غلام کو خود اس کے واسطے بیچا ہو جیسا کہ شارع نے ذکر کیا اور احتمال ہے کہ اس کو اس واسطے بیچا ہو کہ اس پر قرض تھا اور قرض دار کے مال کو یا تو امام خود تقسیم کرتا ہے اور یا اس کو قرض دار کے سپرد کرتا ہے تا کہ وہ اس کو تقسیم کرے تو

اسی واسطے دونوں تقدیروں پر باب باندھا اس کے باوجود کہ ایک امر دوسرے سے نکلتا ہے اس واسطے کہ جب اس کو خود اس کی جان کے واسطے بیچنا جائز ہے تو قرض خواہوں کے حق کے واسطے اس کو بیچنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور مجھ کو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ترجمہ میں لف اور نشر (یعنی جس ترتیب سے کسی چیز کو ذکر کیا ہے ان کی شرح اور وضاحت بھی اسی ترتیب کے ساتھ کی جائے) ہے اور تقدیر ترجمہ کی یہ ہے کہ جو بیچے مال مفلس کا پس تقسیم کرے اس کو درمیان قرض خواہوں کے اور جو بیچے مال فقیر کا اور دے اس کو تا کہ خرچ کرے اس کو اپنی جان پر اور حرف اَوْ کا واسطے تنویع کے ہے دونوں جگہوں میں اور ایک دوسرے سے نکلتا ہے جیسا کہ ابن منیر نے کہا اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے بیچ بعض طریق حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے مدبر کے قصے میں کہ اس پر قرض تھا روایت کی یہ حدیث نسائی وغیرہ نے اور اس باب میں ابوسعید کی حدیث بھی آ چکی ہے جو مسلم نے روایت کی ہے اور اس میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض خواہوں کو فرمایا کہ لے لو جو تم نے پایا اور تم کو اس کے سوا اور کچھ نہ ملے گا اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جس کا مفلس ہونا ظاہر ہو جائے تو واجب ہے حاکم پر یہ کہ روکے اس کو تصرف کرنے سے اپنے مال میں تا کہ اس کو بیچ کر اس کے قرض خواہوں کے درمیان تقسیم کرے موافق قرض ان کے کے اور خلاف کیا ہے اس میں حنفیہ نے اور ان کی دلیل جابر رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے کہ اس نے اپنے باپ کی قرض میں کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کے باغ کا میوہ نہ دیا اور نہ اس کو ان کے واسطے توڑا اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسمت کو تاخیر کیا تھا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود وہاں حاضر ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے میوے میں برکت حاصل ہو پس حاصل ہو بھلائی واسطے فریقین کے اور اسی طرح ہوا۔ (فتح)

۲۲۲۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنَّا غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فَأَخَذَ ثَمَنَهُ فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ.

۲۲۲۸۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون شخص ہے جو اس کو مجھ سے خریدے تو نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو خریدا اور اس کا مول لے کر اس کو دیا۔

بَابٌ إِذَا أَقْرَضَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى أَوْ أَجَّلَهُ فِي الْبَيْعِ

جب کوئی کسی کو ایک مدت معلوم کے وعدے سے قرض دے اور یا بیع میں مشتری مول دینے میں تاخیر کرے تو اس کا کیا حکم ہے۔

فائدہ: لیکن قرض دینا ایک مدت معین تک پس اس میں اختلاف ہے اور سب علماء کہتے ہیں کہ جائز ہے ہر چیز میں اور منع کیا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ نے اور لیکن بیع کرنا ایک مدت معلوم تک پس یہ بالاتفاق جائز ہے اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حجت پکڑی ہے اس سے کہ جب بیع ایک مدت معلوم تک جائز ہے تو قرض بھی ایک مدت معین تک جائز ہوگا باوجود اس کے کہ مدد لی ہے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے (فتح) اور اگر قرض میں وعدہ نہ ہو تو یہ بالاتفاق درست ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي الْقَرْضِ إِلٰى أَجَلٍ لَا بَأْسَ بِهِ وَإِنْ أُعْطِيَ أَفْضَلَ مِنْ دَرَاهِمِهِ مَا لَمْ يَشْتَرِطْ وَقَالَ عَطَاءٌ وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ هُوَ إِلٰى أَجَلِهِ فِي الْقَرْضِ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک مدت معین تک قرض لینے کا کچھ ڈر نہیں اگرچہ اس کو اپنے درہموں سے افضل ملیں جب تک کہ عقد میں شرط نہ کی ہو اور عطاء اور عمرو نے کہا کہ قرض دینے والا قرض میں اس کی مدت تک (یعنی جو دونوں نے آپس میں مقرر کی ہے) دیر کرے یعنی اگر وہ وعدے کے وقت سے پہلے اپنا قرض مانگے تو اس کو نہیں پہنچتا۔

فائدہ: یہ مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا ہے اور باقی تینوں اماموں کا یہ مذہب ہے کہ اس کو تقاضا کرنا پہنچتا ہے۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَنْ يُّسْلِفَهُ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک مرد کو ذکر کیا جس نے بعض بنی اسرائیل سے قرض مانگا تھا تو اس نے اس کو ایک مدت معین کے وعدے سے قرض دیا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الکفالہ میں گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مدت معین کے وعدے سے قرض لینا درست ہے۔

بَابُ الشَّفَاعَةِ فِيْ وَضْعِ الدَّيْنِ

قرض کے تخفیف کرنے میں سفارش کرنے کا بیان

۲۲۲۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۲۲۲۹۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ یعنی میرا باپ شہید ہوا اور عیال اور قرض چھوڑ گیا سو میں نے قرض خواہوں

قَالَ أُصِيبَ عَبْدُ اللّٰهِ وَتَرَكَ عِيَالًا وَدَيْنًا فَطَلَبْتُ إِلَى أَصْحَابِ الدَّيْنِ أَنْ يَضَعُوْا بَعْضًا مِنْ دَيْنِهِ فَأَبَوْا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَشْفَعْتُ بِهِ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا فَقَالَ صَنِّفْ تَمْرَكَ كُلَّ شَيْءٍ مِّنْهُ عَلٰى حِدَتِهِ عِذْقَ ابْنِ زَيْدٍ عَلٰى حِدَةٍ وَّاللِّيْنَ عَلٰى حِدَةٍ وَّالْعَجْوَةَ عَلٰى حِدَةٍ ثُمَّ أَحْضِرْهُمْ حَتّٰى آتِيَكَ فَفَعَلْتُ ثُمَّ جَآءَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ عَلَيْهِ وَكَالَ لِكُلِّ رَجُلٍ حَتَّى اسْتَوْفٰى وَبَقِيَ التَّمْرُ كَمَا هُوَ كَأَنَّهُ لَمْ يُمَسَّ وَغَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَاضِحٍ لَّنَا فَأَزْحَفَ الْجَمَلُ فَتَخَلَّفَ عَلَيَّ فَوَكَزَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَلْفِهِ قَالَ بِعْنِيْهِ وَلَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا دَنَوْنَا اسْتَأْذَنْتُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ ثَيِّبًا أُصِيبَ عَبْدُ اللّٰهِ وَتَرَكَ جَوَارِيَ صِغَارًا فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا تُعَلِّمُهُنَّ وَتُؤَدِّبُهُنَّ ثُمَّ قَالَ ائْتِ أَهْلَكَ فَقَدِمْتُ فَأَخْبَرْتُ خَالِيْ بِبَيْعِ الْجَمَلِ فَلَامَنِيْ فَأَخْبَرْتُهُ بِإِعْيَاءِ الْجَمَلِ وَبِالَّذِيْ كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَكْزِهِ إِيَّاهُ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَوْتُ إِلَيْهِ بِالْجَمَلِ فَأَعْطَانِيْ ثَمَنَ

سے درخواست کی کہ کچھ قرض معاف کر دیں تو انہوں نے نہ مانا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے ان پر سفارش کروائی سو انہوں نے پھر بھی نہ مانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنی ہر قسم کی کھجوروں کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر کر عذق زید بن علی کو علیحدہ اور لین کو علیحدہ اور عجوہ کو علیحدہ (یہ سب کھجوروں کی قسمیں ہیں) پھر قرض خواہوں کو حاضر کر یہاں تک کہ میں تیرے پاس آؤں سو میں نے ہر قسم کی کھجوروں کی جدا جدا ڈھیر لگائے پھر حضرت ﷺ تشریف لائے اور اس پر بیٹھے اور ہر مرد کو بانٹ بانٹ کر دینا شروع کیا یہاں تک کہ ہر ایک کو پورا دیا یعنی سب قرض ادا ہو گیا اور باقی رہیں کھجوریں جیسا کہ تھیں یعنی وہ سب ڈھیر اسی طرح تھا اس میں کچھ کمی نہ ہوئی جیسے کسی نے اس کو ہاتھ نہیں لگایا اور میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ اپنے ایک اونٹ پر جنگ کیا سو اونٹ تھک گیا اور مجھ کو لوگوں سے پیچھے ڈالا سو حضرت ﷺ نے اس کے پیچھے سے لکڑی ماری اور فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال اور تجھ کو مدینے تک اس کی سواری کی اجازت ہے سو جب ہم مدینے کے قریب پہنچے تو میں نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے نئی شادی کی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے کس سے نکاح کیا کنواری سے یا بیوہ سے میں نے کہا کہ بیوہ سے کہ عبداللہ شہید ہوا اور چھوٹی لڑکیاں چھوڑ گیا سو میں نے بیوہ عورت سے نکاح کیا جو ان کو پڑھائے اور ادب سکھائے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اہل کے پاس جا سو میں گھر میں آیا اور اپنے ماموں کو اونٹ کے بیچنے کی خبر دی تو اس نے مجھ کو ملامت کی یعنی تو نے اس

الْجَمَلِ وَالْجَمَلَ وَسَهْمِي مَعَ الْقَوْمِ.

کو کیوں بیچا اپنا کام کیوں کر چلے گا سو خبر دی میں اس کو ساتھ تھک جانے اونٹ کے اور لکڑی مارنے حضرت ﷺ کے اس کو سو جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو اگلے دن میں آپ ﷺ کے پاس اونٹ لایا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو اونٹ کا مول دیا اور اونٹ بھی پھیر دیا اور مجھ کو لوگوں کے ساتھ غنیمت سے بھی اپنا حصہ دیا۔

فائدہ: مقصود اس سے یہ ہے کہ میں نے قرض خواہوں سے درخواست کی کہ کچھ قرض معاف کر دیں تو انہوں نے نہ مانا پھر میں نے حضرت ﷺ سے سفارش کروائی تو بھی انہوں نے نہ مانا اس سے معلوم ہوا کہ قرض کے معاف کرانے کے واسطے سفارش کرانی جائز ہے۔

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ وَلَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ وَقَالَ ﴿أَصَلٰوتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِيْ أَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا﴾.

مال کا ضائع کرنا منع ہے یعنی بیجا خرچ کرنا اور اللہ نے فرمایا کہ اللہ نہیں دوست رکھتا فساد کو اور اللہ نہیں سنوارتا مفسدوں کے کام کو اور اللہ نے فرمایا کہ کیا تیری نماز تجھ کو حکم کرتی ہے یہ کہ چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادا یا چھوڑ دیں کرنا اپنے مالوں میں جو چاہیں۔

فائدہ: مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام کافروں کو مال کے ضائع کرنے سے منع کرتے تھے تب کافروں نے یہ بات کہی یعنی اگر ہم چاہیں تو اپنے مال کو رکھیں اور اگر چاہیں تو پھینک دیں تم کو اس سے کیا مطلب ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ أَمْوَالَكُمُ﴾

اور اللہ نے فرمایا کہ مت پکڑاؤ اے بےعقلوں کو ان کے مال

فائدہ: کہا طبری نے بعد اس کے کہ مفسرین کا اقوال ذکر کیا ہے کہ سفہاء سے کیا مراد ہے کہ ٹھیک بات ہمارے نزدیک یہ ہے کہ آیت عام ہے بیچ حق ہر بےعقل کے یعنی ہر بےعقل کو شامل ہے بڑا ہو یا چھوٹا مرد ہو یا عورت اور سفیہہ اس کو کہتے ہیں کہ جو مال کو ضائع کرے اور اس کو اپنی بد تدبیر سے فاسد کرے۔ (فتح)

وَالْحَجْرِ فِيْ ذٰلِكَ

اور بیان ہے روکنے بیچ اس کے

فائدہ: یعنی بےعقلی میں اور حجر کے معنی لغت میں منع کرنے کے ہیں اور شرع میں منع کرنا ہے تصرف کرنے سے مال میں سو کبھی تو روکنا مجور علیہ کی بھلائی کے واسطے ہوتا ہے اور کبھی مجور علیہ کے غیر کے حق کے واسطے ہوتا ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ بڑے آدمی کو بھی اپنے مال کے تصرف سے روکنا درست ہے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور بعض اہل ظاہر یہ نے خلاف کیا ہے یعنی بڑے کو تصرف کرنے سے منع کرنا درست نہیں اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ

موافقت کی ہے اور طحاوی نے کہا کہ نہیں دیکھا میں کسی سے اصحاب میں سے منع کرنا بڑے کا تصرف سے اور نہ تابعین سے مگر ابراہیم نخعی اور ابن سیرین سے اور جمہور کے دلائل سے ایک دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ اس نے نجدہ کی طرف لکھا اور نجدہ نے میری طرف لکھا اس حال میں کہ مجھ سے پوچھتے تھے کہ یتیم کی یتیمی کب ختم ہوتی ہے پس البتہ قسم ہے مجھ کو اپنی عمر کی کہ البتہ مرد کو داڑھی اگتی ہے اور حالانکہ وہ لین دین میں کمزور ہوتا ہے سو جب لوگوں کی طرح صلاحیت کے طور اپنے واسطے لے تو اس سے یتیمی دور ہوئی اور خود مختار ہوا اور یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے لیکن تحقیق وارد ہوئی ہے وہ چیز جو اس کی تائید کرتی ہے جیسا کہ دو بابوں کے بعد آئے گا۔ (فتح)

وَمَا يُنْهٰى عَنِ الْخِدَاعِ — یعنی اور منع ہے دھوکا دینا

فائدہ: یعنی اس شخص کو جو اپنے مال میں برے طور سے تصرف کرے اگرچہ اس کو تصرف سے روکا نہ گیا ہو۔ (فتح)

٢٢٣٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ أُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَقُوْلُهُ.

٢٢٣٠۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھ کو خرید و فروخت میں دھوکا ہوتا ہے یعنی میں بھولا آدمی ہوں بیع میں اکثر دھوکا کھاتا ہوں نقصان ہوتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو کچھ مول لیا کرے تو کہہ دیا کر کہ مجھ کو دھوکا نہ دینا اور دغابازی نہ کرنا یعنی اگر دھوکا دے گا تو چیز پھر جائے گی گویا مول لینا بشرط پسند ہوا سو وہ مرد اس کو کہہ لیا کرتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب البیوع میں گزر چکی ہے اور اس میں حجت ہے واسطے روکنے کے بڑے آدمی کو اور اس میں رد ہے اس پر جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اوپر منع حجر کے۔ (فتح)

٢٢٣١۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ.

٢٢٣١۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے حرام کیا ہے تم پر ماؤں کی نافرمانی کرنا اور زندہ بیٹیوں کا قبر میں گاڑنا اور حق واجب کا منع کرنا یعنی زکوۃ وغیرہ کا نہ دینا اور حرام مال کا لینا اور مکروہ رکھا ہے واسطے تمہارے قیل قال کو یعنی بے فائدہ باتیں کرنا اور بے حاجت بہت سوال کرنا اور بے موقع مال کا ضائع کرنا جیسے ناچ رنگ آتشبازی میں مال کا برباد کرنا۔

فائدہ: اور مقصود اس حدیث سے یہاں یہ قول ہے کہ مال کا ضائع کرنا اور جمہور کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے

زیادہ خرچ کرنا ہے یعنی اگرچہ مباح کام میں ہو اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ وہ مال کا حرام میں خرچ کرنا ہے اور باقی شرح اس کی کتاب الادب میں آئے گی اور ماں کو اس واسطے خاص کیا کہ اس کو باپ سے بہت جلدی رنج ہوتا ہے اور تاکہ تنبیہ ہو اس پر کہ ماں کے ساتھ بھلائی کرنی مقدم ہے باپ مہربانی اور شفقت میں۔ (فتح)

بَابُ الْعَبْدُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ وَلَا يَعْمَلُ إِلَّا بِإِذْنِهٖ

غلام اپنے مالک کے مال میں حاکم ہے اور نہ کام کرے مگر مالک کی اجازت سے

۲۲۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ فِيْ أَهْلِهٖ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْمَرْأَةُ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَّهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَّعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ قَالَ فَسَمِعْتُ هٰؤُلَاءِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحْسِبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالرَّجُلُ فِيْ مَالِ أَبِيْهِ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ.

۲۲۳۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت اور زیر دست سے پوچھا جائے گا سو بادشاہ سب پر حاکم ہے اور وہ اپنی رعیت کے حال سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم اور مرد اپنے جورو لڑکوں پر حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ اس نے نیک کام سکھایا یا برے کام سے روکا یا نہیں اور عورت اپنے خاوند کے مال اور گھر کی حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھی جائے گی کہ اس کی اس نے خیر خواہی اور مال کی حفاظت کی یا نہیں اور غلام اور نوکر اپنے مالک کے مال میں حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ اس نے میاں کی خیر خواہی کی یا نہیں اور حکم کے موافق خرچ کیا یا زیادہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے ان سب احکام کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد اپنے باپ کے مال میں حاکم ہے اور وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا سو تم میں سے ہر ایک آدمی حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

فائدہ: اور ترجمہ کا لفظ نکاح میں آئے گا اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے استنباط کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے (کہ غلام اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا) یہ کہ نہ کام کرے مگر اس کی اجازت سے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا اس نے حکم کے موافق خرچ کیا یا اس سے زیادہ خرچ کیا۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْخُصُوْمَاتِ

کتاب ہے جھگڑوں کے بیان میں

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْإِشْخَاصِ وَالْخُصُوْمَةِ بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْيَهُوْدِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے بیچ حاضر کرنے قرض دار کے ایک جگہ سے دوسری جگہ میں اور بیان جھگڑے کا درمیان مسلمان اور یہودی کے۔

فائدہ: مراد یہودی سے کافر ہے اور ایک روایت میں اس باب کے یہ لفظ زیادہ ہے والملازمۃ اور یہ مشتق ہے لزوم سے اور مراد یہ ہے کہ منع کرے قرض خواہ قرض دار کو تصرف سے اپنے مال میں یہاں تک کہ اس کا حق اس کو دے۔(فتح)

۲۲۳۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ أَخْبَرَنِيْ قَالَ سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ آيَةً سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَأَتَيْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ قَالَ شُعْبَةُ أَظُنُّهُ قَالَ لَا تَخْتَلِفُوْا فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا.

۲۲۳۳۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرد سے ایک آیت سنی کہ وہ آیت میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طرح پر سنی تھی سو میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں خوب پڑھتے ہو اور فرمایا کہ اختلاف نہ کیا کرو اس واسطے کہ جو لوگ تم سے آگے تھے انہوں نے اختلاف کیا تو برباد اور ہلاک ہو گئے یعنی قرآن کی قراءت جس طرح ثابت ہے اس کا انکار نہ کیا کرو۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح فضائل قرآن میں آئے گی اور مقصود اس سے اس جگہ یہ قول عبداللہ کا ہے کہ میں اس کو پکڑ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اس واسطے کہ مناسب باب کے یہی قول ہے۔(فتح)

۲۲۳۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ قَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوسٰى عَلَى الْعَالَمِينَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُونِي عَلٰى مُوسٰى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَصْعَقُ مَعَهُمْ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مُوسٰى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ مِمَّنْ اسْتَثْنَى اللّٰهُ.

۲۲۳۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی آپس میں جھگڑے ایک مسلمان اور ایک یہودی سو مسلمان نے کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے محمد ﷺ کو تمام جہان سے برگزیدہ کیا اور یہودی نے کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہان سے برگزیدہ کیا یعنی مسلمان محمد ﷺ کو سب پیغمبروں سے افضل کہتا تھا اور یہودی موسیٰ علیہ السلام کو سب سے افضل کہتا تھا تو مسلمان نے اس کے اس قول کے وقت اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہودی کے منہ پر طمانچہ مارا سو یہودی حضرت ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کو اس حال سے خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو موسیٰ علیہ السلام سے بہتر نہ کہو اس واسطے کہ البتہ قیامت کے دن سب لوگ صور کی آواز سے بیہوش ہو جائیں گے اور میں بھی ان کے ساتھ بیہوش ہو جاؤں گا تو میں اول ہوش میں آؤں گا تو ناگہاں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایا پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام بھی سب لوگوں کے ساتھ بیہوش ہو گئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا ان لوگوں میں تھے جن کو اللہ نے مستثنیٰ کیا یعنی اس آیت میں ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾.

۲۲۳۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ جَآءَ يَهُودِيٌّ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ضَرَبَ وَجْهِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِكَ فَقَالَ مَنْ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ ادْعُوهُ

۲۲۳۵۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ بیٹھے تھے ایک یہودی آیا تو اس نے کہا کہا اے ابوالقاسم (یہ حضرت ﷺ کی کنیت ہے) تمہارے یاروں سے ایک مرد نے مجھ کو طمانچہ مارا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کس نے اس نے کہا کہ ایک انصاری مرد نے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو بلاؤ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے اس کو مارا ہے اس نے کہا کہ میں نے اس سے

فَقَالَ أَضَرَبْتَهُ قَالَ سَمِعْتُهُ بِالسُّوْقِ يَحْلِفُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ قُلْتُ أَيْ خَبِيْثُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَتْنِي غَضْبَةٌ ضَرَبْتُ وَجْهَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِيْ أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ أَمْ حُوْسِبَ بِصَعْقَةِ الْأُوْلٰى.

سنا کہ بازار میں اس طرح قسم کھاتا تھا کہ قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ کو سب آدمیوں سے برگزیدہ کیا میں نے کہا کہ اے خبیث محمد ﷺ سے بھی افضل کیا ہے سو مجھ کو غصہ آیا سو میں نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیغمبروں میں سے ایک دوسرے کو بہتر نہ کہو اس واسطے کہ قیامت میں لوگ بیہوش ہو جائیں گے سو میری قبر سب سے پہلے پھٹے گی تو ناگہاں میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایا پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ اور لوگوں کے ساتھ وہ بھی بیہوش ہو گئے تھے یا کوہ طور کی بیہوشی ان کی محسوب اور مجرا ہوگی۔

فائدہ: ان دونوں کی شرح احادیث الانبیاء میں آئے گی اور مطابقت ان کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

۲۲۳۶۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ قِيْلَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِكِ أَفُلَانٌ أَفُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا فَأُخِذَ الْيَهُوْدِيُّ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

۲۲۳۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچلا یعنی ایک پتھر سر کے نیچے رکھا اور ایک اوپر سو اس کو کہا گیا کہ تیرا سر کس نے کچلا فلاں نے یا فلاں نے یعنی جس جس پر گمان تھا اس کا نام لیا یہاں تک کہ اس یہودی کا نام لیا گیا سو لڑکی نے اپنے سر سے اشارہ کیا ہاں اسی نے کچلا ہے سو یہودی پکڑا گیا اور اس نے اقرار کیا کہ میں نے کچلا ہے سو حضرت ﷺ نے اس کا سر کچلنے کا حکم دیا سو اس کا سر دو پتھروں کے درمیان کچلا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الدیات میں آئے گی۔

بَابُ مَنْ رَدَّ أَمْرَ السَّفِيْهِ وَالضَّعِيْفِ الْعَقْلِ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ حَجَرَ عَلَيْهِ الْإِمَامُ

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو بے وقوف اور سست عقل کے کام کو پھیرتا ہے اور منظور نہیں رکھتا اگرچہ امام نے اس کو تصرف سے نہ روکا ہو۔

فائدہ: یعنی واسطے موافقت ابن قاسم کے اور بند کیا ہے اس کو رضیع نے اس شخص پر جس کی بے عقلی ظاہر ہو اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ اس کا کام مطلق نہ پھیرا جائے مگر وہ چیز جس میں حجر کے بعد تصرف کرے اور یہی ہے قول

شافعیہ وغیرہ کا اور ابن قاسم کی دلیل مدبر کا قصہ ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے حجر سے پہلے اس کی بیع کو رد کیا اور اس کے غیر نے اس شخص کے قصے سے دلیل پکڑی ہے جس کو بیع میں دھوکا ہوتا تھا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو تصرف کرنے سے نہ روکا اور نہ اس کی پہلی بیعوں کو فسخ کیا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کی حدیثوں کے ساتھ اشارہ کیا ہے طرف تفصیل کی کہ جس سے مال کا ضائع کرنا ظاہر ہو اس کا تصرف رد کیا جائے جب کہ ہو بہت چیز میں یا مستغرق میں یعنی سب مال کو برباد کردے اور اس پر محمول ہے قصہ مدبر کا یعنی اس نے بہت چیز کو ضائع کیا تھا اس واسطے کہ اس کے تصرف کو پھیر دیا اور جو تصرف اس کا تھوڑی چیز میں ہو یا اس کے واسطے شرط کی جائے کہ مال کے برباد کرنے سے امن ہو تو اس کا تصرف نہ پھیرا جائے اور اسی پر محمول ہے قصہ اس شخص کا جس کو بیع میں دھوکا ہوتا تھا یعنی وہ تھوڑی چیز کو برباد کرتا تھا اس واسطے اس کو رد کا گیا۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ عَلَى الْمُتَصَدِّقِ قَبْلَ النَّهْيِ ثُمَّ نَهَاهُ.

یعنی اور جابر رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ حضرت ﷺ نے روکنے سے پہلے صدقہ کرنے والے پر صدقہ کو پھیر دیا پھر اس کو تصرف سے روکا۔

فائدہ: مراد ساتھ اس کے امام بخاری رحمہ اللہ کے قصہ مدبر کا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے ساتھ یقین نہیں کیا اس واسطے کہ جس قدر حدیث کے ترجمہ میں حاجت تھی وہ اس کی شرط پر نہیں اور وہ حدیث اس طور سے ہے کہ ایک مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا سو یہ بات حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس اس کے سوا کچھ اور مال بھی ہے اس نے کہا کہ نہیں آخر حدیث تک اور اس میں یہ بھی ہے کہ پہلے اپنی جان پر خرچ کر پھر اگر کچھ باقی رہے تو اپنے گھر والوں پر خرچ کر۔ (فتح)

وَقَالَ مَالِكٌ إِذَا كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى رَجُلٍ مَالٌ وَلَهُ عَبْدٌ لَا شَيْءَ لَهُ غَيْرُهُ فَأَعْتَقَهُ لَمْ يَجُزْ عِتْقُهُ.

امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ جب کسی مرد کا کسی پر مال ہو یعنی دین اور اس کے پاس غلام ہو کہ اس کے سوا اس کے پاس کچھ نہ ہو پھر وہ اس کو آزاد کردے تو اس کو آزاد کرنا درست نہیں ہوتا۔

فائدہ: یہ قول مالک رحمہ اللہ کا ان کے موطا میں ہے اور ان کی دلیل مدبر کا قصہ ہے۔

وَمَنْ بَاعَ عَلَى الضَّعِيفِ وَنَحْوِهٖ فَدَفَعَ ثَمَنَهُ إِلَيْهِ وَأَمَرَهُ بِالْإِصْلَاحِ وَالْقِيَامِ بِشَأْنِهٖ فَإِنْ أَفْسَدَ بَعْدُ مَنَعَهُ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ إِضَاعَةِ

اور بیان ہے اس کا جو ضعیف عقل وغیرہ پر مال کو بیچے یعنی اس کے واسطے اور اس کی قیمت اس کو دے اور اس کی اصلاح اور خبر گیری کا اس کو حکم کرے پھر اس کے بعد اگر مال کو برباد کرے تو اس کو منع کرے اس واسطے

الْمَالِ وَقَالَ لِلَّذِيْ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ وَلَمْ يَأْخُذِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَهُ.

کہ حضرت ﷺ نے مال کو ضائع کرنے سے منع کیا ہے اور جس کو بیع میں دھوکا ہوتا تھا اس کو فرمایا کہ جب تو کچھ خریدا کرے تو کہا کر کہ مجھ کو دھوکا نہ دینا اور حضرت ﷺ نے اس کے مال کو نہ لیا۔

فائدہ: اس کی توجیہ پہلے گزر چکی ہے اور یہ کہ اس کو تصرف سے منع نہ کیا جائے مگر بعد ظاہر ہونے فساد کے اور مدبر کی حدیث کتاب العتق میں آئے گی۔ (فتح)

۲۲۳۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ يَقُوْلُهُ.

۲۲۳۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد بھولا تھا اس کو بیع میں دھوکا ہوتا تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ جب تو کچھ مول لیا کرے تو کہہ دیا کر کہ مجھ کو دھوکا نہ دینا سو وہ مرد اس کو کہہ دیا کرتا تھا۔

۲۲۳۸۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ عَبْدًا لَّهُ لَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَرَدَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَابْتَاعَهُ مِنْهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ.

۲۲۳۸۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنا غلام آزاد کیا کہ اس کے سوا اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو پھیر دیا اور نعیم نے وہ غلام آپ ﷺ سے خریدا۔

بَابُ كَلَامِ الْخُصُوْمِ بَعْضِهِمْ فِيْ بَعْضٍ

کلام کرنا بعض جھگڑنے والوں کا بعض کے حق میں

فائدہ: یعنی وہ کلام جو نہ واجب کرے حد کو اور نہ تعزیر کو پس یہ غیبت حرام سے نہ ہوگی۔ (فتح)

۲۲۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ

۲۲۳۹۔ شقیق بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی بات پر قسم کھائے اور وہ اس میں جھوٹا ہو تاکہ چھین لے ساتھ اس کے مال کسی مرد مسلمان کا تو وہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ وہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا عبداللہ کہتا ہے کہ اشعث نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ حدیث میرے حق میں صادر ہوئی کہ میرے اور ایک یہودی مرد کے

فَقَالَ الْأَشْعَثُ فِيَّ وَاللّٰهِ كَانَ ذٰلِكَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِيْ فَقَدَّمْتُهٗ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَكَ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَا قَالَ فَقَالَ لِلْيَهُوْدِيِّ احْلِفْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذًا يَّحْلِفَ وَيَذْهَبَ بِمَالِيْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ.

درمیان ایک زمین مشترک تھی سو اس نے مجھ سے انکار کیا تو میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس گواہ ہیں میں نے کہا کہ نہیں تو حضرت ﷺ نے یہودی سے کہا کہ قسم کھا میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ وہ اس وقت قسم کھا کر میرا مال لے جائے گا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا مال دنیا کا لیتے ہیں ان لوگوں کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں آخر تک۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ میں نے کہا کہ وہ اس وقت قسم کھا کر میرا مال لے جائے گا اس واسطے کہ اس نے اس کو جھوٹی قسم کی طرف منسوب کیا اور اس کا اس پر مواخذہ نہ ہوا اس واسطے کہ اس نے خبر دی ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس کو اس سے جانتا تھا بیچ ظلم کرنے کے اس سے (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ مدعی اور مدعا علیہ کو ایک دوسرے کے حق میں کلام کرنا جائز ہے اور یہ غیبت نہیں۔

٢٢٤٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ تَقَاضَى ابْنَ أَبِيْ حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ فَنَادٰى يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَيِ الشَّطْرَ قَالَ لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُمْ فَاقْضِهٖ.

٢٢٤٠۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے اپنے قرض کا کہ اس پر تھا تقاضا کیا مسجد میں سو ان کی آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ ان کو حضرت ﷺ نے سنا اور حضرت ﷺ اپنے گھر میں تھے سو حضرت ﷺ نے ان کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا یہاں تک کہ اپنے حجرے کا پردہ کھولا تو پکارا کہ اے کعب رضی اللہ عنہ تو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں حاضر ہوں فرمایا کہ اپنے قرض سے یہ چھوڑ دے اور اس کی طرف اشارہ کیا یعنی آدھا اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے چھوڑ دیا حضرت ﷺ نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اٹھ کھڑا ہو اور باقی اس کو ادا کر دے۔

فائدہ: اس حدیث کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ وہ دونوں آپس میں جھگڑے اور پہلے گزر چکا ہے کہ یہی سبب

تھا واسطے اٹھ جانے معرفت شب قدر کے پس معلوم ہوا کہ ان کے درمیان جھگڑا ہوا تھا جو اس کو چاہتا ہے اور اسی کے ساتھ ترجمہ ثابت ہوتا ہے۔(فتح)

۲۲۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا أَقْرَؤُهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِيْهَا وَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتّٰى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَآئِهِ فَجِئْتُ بِهِ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ عَلٰى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيْهَا فَقَالَ لِيْ أَرْسِلْهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ اقْرَأْ فَقَرَأَ قَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ لِي اقْرَأْ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مِنْهُ مَا تَيَسَّرَ.

۲۲۴۱۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سنا کہ سورہ فرقان کو پڑھتے تھے غیر اس وجہ پر کہ میں اس کو پڑھتا تھا یعنی وہ اس کو اور طرح سے پڑھتے تھے اور مجھ کو اور طرح سے معلوم تھی اور وہ سورت مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی تھی اور میں قریب تھا کہ اس پر جلدی کروں ساتھ جھڑک کے پھر میں نے اس کو مہلت دی یہاں تک کہ پھرا پھر میں اس کے گلے میں چادر ڈال کر اس کو کھینچا سو میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا سو میں نے کہا کہ میں نے اس کو سنا ہے کہ قرآن پڑھتا تھا مخالف اس قراءت کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پڑھائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے پھر اس کو فرمایا کہ قرآن پڑھ سو اس نے پڑھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح اتری ہے پھر مجھ کر فرمایا کہ تو پڑھ تو میں نے پڑھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح اتری ہے اس واسطے کہ قرآن سات حرفوں پر اتارا گیا ہے یعنی عرب کی سات بولیوں میں یا سات قراٰتوں میں سو پڑھو جو آسان ہو اس سے۔

فائدہ: یعنی قرآن کو سات قراٰتوں سے پڑھنا درست ہے اور اس میں انکار اس کا ہے اور پر اس کے ساتھ فعل کے باوجود انکار کرنے اس کے کے اوپر اس کے ساتھ قول کے اور یہ بطور اجتہاد کے ہے اس سے اسی واسطے اس پر اس کا مواخذہ نہ ہوا۔(فتح)

بَابُ إِخْرَاجِ أَهْلِ الْمَعَاصِيْ وَالْخُصُوْمِ مِنَ الْبُيُوْتِ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ وَقَدْ أَخْرَجَ عُمَرُ أُخْتَ أَبِيْ بَكْرٍ حِيْنَ نَاحَتْ.

نکالنا گناہگاروں اور جھگڑنے والوں کا گھروں سے بعد پہچاننے کے یعنی بعد معلوم کرنے کے اور ہو گا یہ بطور ادب دینے کے واسطے ان کے اور تحقیق نکالا عمر رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بہن کو جب کہ اس نے نوحہ کیا۔

فائدہ: روایت ہے کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے نوحہ کرنے والی عورتوں کو کھڑا کیا اور

یہ خبر عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو منع کیا انہوں نے نہ مانا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ہشام رضی اللہ عنہ کو کہا کہ ام فروہ کو درے مار سو اس نے اس کو درے مارے سو جب نوحہ کرنے والیوں نے یہ بات سنی تو سب بھاگ گئیں۔ (فتح)

۲۲۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامَ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلٰى مَنَازِلِ قَوْمٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلَاةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ.

۲۲۴۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں نے ارادہ کیا کہ حکم کروں ساتھ قائم کرنے نماز کے سو قائم کی جائے پھر میں ان لوگوں کے گھروں میں جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے سو میں ان کے گھروں کو جلا دوں۔

فائدہ: یہ حدیث نماز کے بیان میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ جب ان کے گھر جلائے جائیں تو وہ گھروں سے جلدی سے نکل جائیں گے تو معلوم ہوا کہ گنہگاروں کا نکالنا بطریق اولیٰ جائز ہے اور محل نکالنے جھگڑنے والوں کا یہ ہے کہ جب کہ ان سے ایسا جھگڑا واقع ہو جو اس کو چاہے۔ (فتح)

بَابُ دَعْوَى الْوَصِيِّ لِلْمَيِّتِ — دعویٰ وصی کا میت کی طرف سے

فائدہ: یعنی بچ لاحق کرنے وغیرہ حقوق کے یعنی اگر مردہ کسی کو استلحاق وغیرہ حقوق کے وصیت کر جائے تو وصی کو اس کے بعد اس کی طرف سے اس کا دعویٰ کرنا جائز ہے ابن منیر نے کہا کہ دعویٰ وصی کا موصیٰ علیہ سے بالا جماع جائز ہے اس میں کسی کو نزاع نہیں اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد بیان کرنا سند اجماع کا ہے یعنی اس اجماع کی سند یہ حدیث ہے جو اس باب میں مذکور ہے۔ (فتح)

۲۲۴۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ابْنِ أَمَةِ زَمْعَةَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْصَانِيْ أَخِيْ إِذَا قَدِمْتُ أَنْ أَنْظُرَ ابْنَ أَمَةِ زَمْعَةَ فَأَقْبِضَهُ فَإِنَّهُ ابْنِيْ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِيْ وَابْنُ أَمَةِ

۲۲۴۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبد بن زمعہ اور سعد بن ابی وقاص دونوں جھگڑتے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے زمعہ کی لونڈی کے بیٹے میں سو سعد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے بھائی نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ جب تو مکے میں جائے تو زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کو دیکھ اور اس کو لے لے کہ وہ میرا بیٹا ہے اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ وہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے میرے باپ کے بچھونے پر پیدا ہوا سو دیکھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشابہت ظاہر

أَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ أَبِيْ فَرَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ.

ساتھ عتبہ کے یعنی دیکھا کہ اس کی مشابہت عتبہ سے ملتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لڑکا تیرے واسطے ہے اے عبدزمعہ کہ لڑکا واسطے صاحب بچھونا کے ہے اور پردہ کر اس سے اے سودہ!۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب البیوع کے شروع میں گزر چکی ہے۔

بَابُ التَّوَثُّقِ مِمَّنْ تُخْشٰى مَعَرَّتُهُ وَقَيَّدَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِكْرِمَةَ عَلٰى تَعْلِيْمِ الْقُرْآنِ وَالسُّنَنِ وَالْفَرَائِضِ.

باندھنا اس کا جس کے فساد کا خوف ہو' اور قید کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عکرمہ رحمہ اللہ کو اوپر تعلیم قرآن کے اور سنن اور فرائض کے یعنی تا کہ اس کو سیکھے۔

٢٢٤٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَآءَ تْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ سَيِّدُ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ قَالَ عِنْدِيْ يَا مُحَمَّدُ خَيْرٌ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ أَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ.

٢٢٤٤۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک بار کچھ سوار نجد کی طرف بھیجے سو وہ قبیلہ بنی حنیفہ کے ایک مرد کو پکڑ لائے اس کا نام ثمامہ تھا اور وہ اہل یمامہ کا سردار تھا تو انہوں نے اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا سو حضرت ﷺ اس کے پاس تشریف لائے تو فرمایا کہ اے ثمامہ تیرے پاس کیا ہے یعنی کس فکر اور کس خیال میں ہے ثمامہ نے کہا کہ اے محمد ﷺ خیریت ہے پھر ساری حدیث بیان کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور موافق ترجمہ کے یہ قول ہے کہ اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا۔

بَابُ الرَّبْطِ وَالْحَبْسِ فِي الْحَرَمِ

حرم مکہ میں کسی کو باندھنا اور قید کرنا جائز ہے

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے اس چیز کے کہ طاؤس سے مذکور ہے کہ وہ مکے میں قید خانے کو برا جانتا تھا اور کہتا تھا کہ رحمت کے گھر میں عذاب کا گھر ہونا لائق نہیں پس ارادہ کیا امام بخاری رضی اللہ عنہ نے معارضہ قول طاؤس کا ساتھ اثر عمر رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور صفوان رضی اللہ عنہ اور نافع رحمہ اللہ کے اور یہ لوگ اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ہیں اور قوت دی اس کو ساتھ قصے ثمامہ کے اور وہ مدینے کی مسجد میں باندھا گیا تھا اور وہ بھی حرم ہے تو اس کے حرم ہونے

نے اس میں باندھنے کو منع نہ کیا پس اسی طرح مکے میں بھی باندھنا درست ہے۔ (فتح)

وَاشْتَرٰی نَافِعُ بْنُ عَبْدِ الْحَارِثِ دَارًا لِّلسِّجْنِ بِمَكَّةَ مِنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ عَلٰی أَنَّ عُمَرَ إِنْ رَضِيَ فَالْبَيْعُ بَيْعُهُ وَإِنْ لَّمْ يَرْضَ عُمَرُ فَلِصَفْوَانَ أَرْبَعُ مِائَةِ دِينَارٍ.

اور نافع رحمہ اللہ نے صفوان سے ایک گھر قید خانے کے واسطے مکے میں خریدا اس شرط پر کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ اس کی بیع کے ساتھ راضی ہو تو یہ بیع جائز ہے اور اگر عمر رضی اللہ عنہ راضی نہ ہوئے تو صفوان کے واسطے چار سو دینار ہیں۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ راضی ہوں تو بیع درست ہوگی نہیں تو صفوان کے واسطے چار سو دینار ہیں تو اس تردید پر شبہ کیا گیا ہے کہ یہ بیع درست نہیں اور ابن منیر نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ مبیع کے مول میں ذمہ خریدار کا ہوتا ہے اگرچہ وہ کہے کہ میں کسی غیر کے واسطے خریدتا ہوں یعنی مول وہی ادا کرے گا اس واسطے کہ عقد کا مباشر خود وہی ہے۔ انتہی اور گویا کہ ابن منیر کھڑا ہوا ہے ساتھ ظاہر لفظ معلق کے اور ساری حدیث نہیں دیکھی پس گمان کیا اس نے کہ چار سو دینار یہی کل مول تھا جس کے بدلے میں نافع رضی اللہ عنہ نے گھر خریدا تھا اور حالانکہ یہ بات نہیں بلکہ اس کا مول تو چار ہزار دینار تھا اور نافع رضی اللہ عنہ مکہ پر عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل تھے یعنی نائب اسی واسطے اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے خیار کی شرط کی بعد اس کے کہ واقع کیا عقد کو واسطے اس کے جیسا کہ موصول روایت میں اس کی تصریح آچکی ہے اور یہ جو نافع رضی اللہ عنہ نے شرط کی کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ راضی نہ ہوئے تو صفوان کو چار سو دینار دوں گا تو احتمال ہے کہ ہو یہ مقابلہ نفع اٹھانے کے ساتھ اس گھر کے یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے جواب پھر آئے۔ (فتح)

وَسَجَنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ

اور ابن زبیر نے گنہگاروں کو مکے میں قید کیا

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مکے میں قید کرنا جائز ہے۔

٢٢٤٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَآءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ.

٢٢٤٥ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سوار ایک بار ملک نجد کی طرف بھیجے سو وہ بنی حنیفہ کے ایک مرد کو پکڑ لائے جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا تو انہوں نے اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا۔

بَابٌ فِي الْمُلَازَمَةِ

باب ہے بیچ بیان چمٹنے دو جھگڑنے والوں کے آپس میں

٢٢٤٦ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ وَقَالَ غَيْرُهُ حَدَّثَنِي

٢٢٤٦ـ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ پر اس کا قرض تھا سو وہ اس کو ملا اور اس کو لپٹ

اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ دَيْنٌ فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ فَتَكَلَّمَا حَتّٰى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَمَرَّ بِهِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا كَعْبُ وَأَشَارَ بِيَدِهٖ كَأَنَّهُ يَقُوْلُ النِّصْفَ فَأَخَذَ نِصْفَ مَا عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا.

گیا سو دونوں بولنے لگے یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوئیں تو حضرت ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور فرمایا کہ اے کعب رضی اللہ عنہ اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا گویا کہ آدھا قرض چھوڑ دے سو اس نے آدھا قرض لیا اور آدھا چھوڑ دیا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ لپٹنا درست ہے۔

بَابُ التَّقَاضِيْ

باب ہے تقاضا کرنے کے بیان میں یعنی اپنے حق کا مطالبہ کرنا

۲۲۴۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِيْ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَرَاهِمُ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا أَقْضِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثَكَ قَالَ فَدَعْنِيْ حَتّٰى أَمُوْتَ ثُمَّ أُبْعَثَ فَأُوْتٰى مَالًا وَّوَلَدًا ثُمَّ أَقْضِيْكَ فَنَزَلَتْ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا﴾ الْآيَةَ.

۲۲۴۷۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جاہلیت کے زمانے میں لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرے کچھ درہم قرض تھے سو میں اس کے پاس تقاضا کرتا آیا تو اس نے کہا کہ میں تیرا قرض ادا نہ کروں گا یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر ہو تو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں محمد ﷺ کے ساتھ کافر نہ ہوں گا یہاں تک کہ اللہ تجھ کو مارے پھر تجھ کو اٹھائے تو اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ یہاں تک کہ میں مروں پھر اٹھایا جاؤں اور دیا جاؤں مال اور اولاد پھر میں تیرا قرض تجھ کو ادا کروں گا پس یہ آیت اتری بھلا تو نے دیکھا وہ جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ قرض کا مطالبہ کرنا درست ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ اللُّقَطَةِ

کتاب ہے گری پڑی چیز کے اٹھانے کے بیان میں

فائدہ: لقطہ اس چیز کو کہتے ہیں کہ اٹھائی جائے۔

بَابُ إِذَا أَخْبَرَهُ رَبُّ اللُّقَطَةِ بِالْعَلَامَةِ دَفَعَ إِلَيْهِ

جب گری ہوئی چیز کا مالک اس کو نشانی بتلا دے تو اس کو دے دے

٢٢٤٨۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قَالَ لَقِيتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ أَخَذْتُ صُرَّةً مِائَةَ دِينَارٍ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ ثُمَّ أَتَيْتُهُ ثَلَاثًا فَقَالَ احْفَظْ وِعَاءَهَا وَعَدَدَهَا وَوِكَاءَهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا فَاسْتَمْتَعْتُ فَلَقِيتُهُ بَعْدُ بِمَكَّةَ فَقَالَ لَا أَدْرِي ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ أَوْ حَوْلًا وَاحِدًا.

٢٢٤٨۔ سوید بن غفلہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ملا تو اس نے کہا کہ میں نے ایک ہمیانی (پیسہ رکھنے کی تھیلی) لی جس میں سو اشرفیاں تھیں سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایک برس شہرت دے سو میں نے اس کو ایک برس مشہور کیا سو میں نے اس کا پہچاننے والا کوئی نہ پایا پھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایک برس اور مشہور کر سو میں نے پھر بھی اس کا مالک نہ پایا پھر میں تیسری بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی تھیلی اور گنتی اور دھاگے کو یاد رکھ اور اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے نہیں تو اس سے فائدہ اٹھا یعنی اور اس کو اپنے خرچ میں لا سو میں نے اس کو اپنے خرچ میں لایا شعبہ کہتا ہے کہ میں سلمہ سے اس حدیث کے بعد مکے میں ملا تو اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین

سال فرمائے یا ایک سال فرمایا۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں اور شاید کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں یہ لفظ آچکا ہے کما سیاتی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر کوئی تجھ کو اس کی گنتی اور تھیلی اور دھاگے کی خبر دے تو اس کو یہ چیز دے دے روایت کی یہ زیادتی مسلم نے اور یہ زیادتی صحیح ہے اور جو اس کو ضعیف کہتا ہے اس کا قول ٹھیک نہیں اور یہی قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا کہ اگر کوئی یہ سب نشانیاں ٹھیک ٹھیک بتلا دے تو اس کو وہ چیز دے دے یعنی اس کو وہ چیز دینا واجب ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر اس کے دل میں یہ بات واقع ہو کہ یہ سچ کہتا ہے تو جائز ہے کہ اس کو دے دے اور نہ جبر کیا جائے اس پر مگر ساتھ گواہ کے اس واسطے کہ تحقیق وہ صفت ٹھیک بیان کرتا ہے اور خطابی نے کہا کہ اگر یہ لفظ صحیح ہو تو اس کی مخالفت جائز نہیں اور یہی ہے فائدہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا کہ مشہور کر اس تھیلی کو آخر تک نہیں تو احتیاط ساتھ اس شخص کے ہے جو نہیں دیکھتا پھیر دینے کو مگر ساتھ گواہ کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اعرف عفاصها کی تاویل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس واسطے حکم کیا تا کہ اس میں دعویٰ معلوم ہو اور نیز اس کا یہ فائدہ ہے کہ تا کہ معلوم ہو کہ مدعی سچا ہے یا جھوٹا اور یہ کہ اس میں تنبیہ ہے اس کی تھیلی وغیرہ کی نگاہ رکھنے پر اور اس واسطے کہ عادت جاری ہے کہ جب لوگ تھیلی میں سے چیز لے لیتے ہیں تو تھیلی کو پھینک دیتے ہیں اور جب تھیلی کے نگاہ رکھنے پر تنبیہ ہوئی تو مال کے نگاہ رکھنے پر تنبیہ بطریق اولیٰ ہو گی میں کہتا ہوں کہ یہ زیادتی صحیح ہو چکی ہے پس متعین ہے پھرنا طرف اس کی اور بعض نے اس کی یہ علت بیان کی ہے کہ جب کوئی اس کی صفت ٹھیک بیان کرے اور اٹھانے والا اس کو وہ چیز دے دے پھر دوسرا شخص آئے اور اس کی صفت ٹھیک بیان کرے تو یہ اس زیادتی میں طعن کو نہیں چاہتا اس واسطے کہ ہو گا حکم اس وقت جیسا کہ وہ چیز اس کو گواہ کے ساتھ دے پھر دوسرا شخص آئے اور گواہ قائم کرے کہ وہ چیز میری ہے اور اس میں تفصیل ہے واسطے مالکیہ وغیرہ کے اور بعض متاخرین شافعیہ کہتے ہیں کہ ممکن ہے یہ کہ حمل کیا جائے وجوب دفع کو واسطے اس شخص کے کہ ٹھیک صفت بیان کرے اس پر جب کہ ہو یہ پہلے مالک ہونے کے اس واسطے کہ وہ اس وقت مال ضائع ہے دوسرا حق اس کے ساتھ متعلق نہیں ہوا بخلاف بعد مالک ہونے کے اس واسطے کہ اس وقت مدعی گواہ کا محتاج ہو گا واسطے عام ہونے اس حدیث کے کہ گواہ مدعی پر ہے پھر کہا کہ اگر یہ زیادتی صحیح ہو تو بڑی چیز اٹھانے والے کی صورت خاص ہو گی عموم اس حدیث سے کہ گواہ مدعی پر ہے اور اس حدیث میں تشہیر کے برسوں میں اختلاف ہے اور آئندہ حدیث میں صرف ایک ہی برس کا ذکر ہے اس میں کچھ اختلاف نہیں تو بعض کہتے ہیں کہ ابی کی حدیث محمول ہے اوپر زیادتی ورع کے تصرف کرنے سے لفظ میں اور حدیث زید کی محمول ہے ضرورت پر یا اس واسطے کہ ابی کو اس کی حاجت نہ تھی اور اعرابی کو اس کی حاجت تھی اور منذری نے کہا کہ فتویٰ کے اماموں سے کسی

نے یہ بات نہیں کہی کہ لقط کو تین برس تک مشہور کیا جائے مگر ایک چیز کہ عمر رضی اللہ عنہ سے آئی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ایک سال کی روایت ٹھیک ہے اس واسطے کہ اس میں شک نہیں اور صاحب ہدایہ نے حنفیہ سے ایک روایت حکایت کی ہے کہ مشہور کرنے کا امر چیز اٹھانے والے کے اختیار میں ہے پس واجب ہے اس پر یہ کہ شہرت دے اس کو یہاں تک کہ اس کو گمان غالب ہو کہ اس کا مالک اس کے بعد نہیں ڈھونڈے گا۔ (فتح)

بَابُ ضَالَّةِ الْإِبِلِ

اونٹ گم ہوئے کا بیان

فائدہ: یعنی کیا اس کو اٹھایا جائے یا نہیں۔ (فتح)

۲۲۴۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ رَبِيْعَةَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَمَّا يَلْتَقِطُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ احْفَظْ عِفَاصَهَا وَوِكَائَهَا فَإِنْ جَآءَ أَحَدٌ يُخْبِرُكَ بِهَا وَإِلَّا فَاسْتَنْفِقْهَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ ضَالَّةُ الْإِبِلِ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ.

۲۲۴۹۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑی ہوئی چیز کے اٹھانے کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایک برس مشہور کر پھر پہچان رکھ اس کی تھیلی اور دھاگے کو اور اگر کوئی تجھ کو اس کی خبر دے تو اس کو دے نہیں تو اس کو اپنے خرچ میں لا پھر اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گم ہوئی بکری کا کیا حکم ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے یا واسطے تیرے بھائی کے یا واسطے بھیڑیے کے یعنی اگر تو نے لی اور اس کا مالک آئے گا تو وہ لے لے گا نہیں تو بھیڑیا کھا جائے گا یعنی گم ہوئی بکری کا اٹھانا جائز ہے پھر اس نے کہا کہ گم ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا اور فرمایا کہ کیا ہے تیرے واسطے یعنی بیگانے اونٹ گم ہوئے بھٹکے سے تجھ کو کیا کام ہے اس واسطے کہ اونٹ کے ساتھ اس کا جوتا اور مشک موجود ہے کہ اپنے پاؤں سے چل کر پانی پیئے گا اور درخت کھائے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گم ہوئے اونٹ کو نہ پکڑا جائے اور یہی ہے مذہب جمہور کا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اولیٰ یہ ہے کہ اٹھایا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ اٹھانے کی نہی اس شخص پر محمول ہے جو اس کو مالک ہونے کے واسطے اٹھائے نہ اس واسطے کہ اس کو نگاہ رکھے پس اس کو یہ جائز ہے اور یہی ہے قول شافعیہ کا اور اسی طرح اگر گاؤں میں پایا جائے تو جائز ہے مالک ہونا نزدیک ان کے اصح قول پر اور مالکیہ کے نزدیک بھی اختلاف ہے اور

علماء کہتے ہیں کہ اونٹ کے معنی میں ہر وہ چیز ہے کہ بچے ساتھ اپنی قوت کے چھوٹے درندوں سے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معرفت یعنی پہچاننا اس کی نشانیوں کا تشہیر کرنے کے بعد ہے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تشہیر معرفت کے پیچھے ہے اور نووی نے کہا کہ دونوں حالتوں میں پہچانے جب اس کو اٹھائے تو اس وقت بھی پہچانے تا کہ جب کوئی اس کی صفت بیان کرے تو اس کا جھوٹ سچ اس کو معلوم ہو پھر جب ایک برس کے بعد اس کا مالک ہونا چاہے تو پھر دوسری بار بھی اس کو اچھی طرح سے پہچان رکھے میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ لفظ ثم کا دونوں روایتوں میں ساتھ معنی واؤ کے ہو پس نہ تقاضا کرے گا ترتیب کو اور نہ مخالفت کو تا کہ تطبیق کی حاجت ہو اور نہیں غرض ہے اس سے مگر یہ کہ واقع ہو تشہیر اور معرفت ساتھ قطع نظر کے اس سے کہ کون پہلے ہے اور علماء کو اس معرفت میں دو قول ہیں ظاہر تو وجوب ہے واسطے ظاہر امر کے اور بعض کہتے ہیں کہ مستحب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اٹھانے کے وقت واجب ہے اور اس کے بعد مستحب ہے اور یہ فرمایا کہ پہچان رکھ تھیلی اس کی تو غرض اس سے پہچاننا ان ہتھیاروں کا ہے جو چیز کو نگاہ رکھتے ہیں اور ملحق ہے ساتھ اس کے نگاہ رکھنا جنس کا اور صفت کا اور قدر کا اور کیل کا کیلی چیز میں اور وزن کا وزنی چیز میں مپان کا ماپنے کی چیز میں اور ایک جماعت شافعیہ کی کہتے ہیں کہ مستحب ہے مقید کرنا اس کا ساتھ لکھنے کے واسطے خوف بھول جانے کے اور اگر کوئی بعض صفتیں پہچانے اور بعض نہ پہچانے تو اس میں اختلاف ہے بنابر اس قول کے کہ واجب ہے دینا اس شخص کو جو اس کی صفت کو پہچانے ابن قاسم نے کہا کہ ضرور ہے کہ تمام صفتیں بیان کرے اور اسی طرح کہا ہے اصبغ نے لیکن اس نے کہا کہ معرفت عدد کی شرط نہیں اور ابن قاسم کا قول قوی تر ہے واسطے ثابت ہونے عدد کے دوسری روایت میں اور زیادتی حافظ کی حجت ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس کی تشہیر کر تو علماء کہتے ہیں کہ محل اس کا وہ جگہیں ہیں جہاں لوگ جمع ہوتے ہیں مانند دروازے مسجدوں کی اور بازاروں اور مانند اس کی اور تشہیر کا یہ طریقہ ہے کہ کہتے ہیں کہ کون ہے جس کی کوئی چیز گم ہوئی ہو اور مانند اس کی عبارتوں سے اور اس کی کوئی صفت بیان نہ کرے تو یہ کہا کہ ایک برس تو مراد برس پے در پے ہے پس اگر متفرق طور سے ایک برس تشہیر کرے تو یہ کافی نہیں جیسا کہ ہر سال ایک مہینہ تشہیر کرے پس صادق آئے گا اس پر کہ اس نے ایک سال تشہیر کی بارہ برس میں اور علماء کہتے ہیں کہ ہر دن میں دو بار شہرت دے پھر ایک بار پھر ہر ہفتے پھر ہر مہینے میں اور یہ شرط نہیں کہ خود تشہیر کرے بلکہ اپنے وکیل کے واسطہ سے بھی جائز ہے اور تعریف کرے اس کے گرنے کی جگہ میں اور اس کے غیر میں اور یہ جو کہا کہ اس کو اپنے خرچ میں لا تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بڑی چیز اٹھانے والا اس میں تصرف کرے برابر ہے کہ مال دار ہو یا فقیر اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر مال دار ہو تو اس کو خیرات کر دے پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو اختیار ہے خواہ خیرات کو جائز رکھے یا اس کو ڈانڈ لگائے یعنی اس کا بدلہ اس سے بھر لے اور یہ جو کہا کہ واسطے بھائی تیرے کے ہے یا واسطے بھیڑیے کے تو اس

میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس کا اٹھانا جائز ہے گویا کہ فرمایا کہ وہ ضعیف ہے واسطے عدم استقلال کے اس کے ہلاک ہونے کا خوف ہے متردد ہے درمیان اس کے کہ اس کو تو لے یا تیرا بھائی اور مراد ساتھ اس کے عام ہے مالک اس کے سے یا کسی اور اٹھانے والے سے ہو اور مراد ساتھ بھیڑیے سے جنس اس چیز کی ہے جو کھائے بکری کو درندے چوپایوں سے اور اس میں ترغیب ہے اوپر پکڑنے اس کے کے اس واسطے کہ جب وہ جانے گا کہ اگر میں نے اس کو نہ لیا تو اس کو بھیڑیا کھا جائے گا تو یہ بہت بلانے والا ہو گا اس کو طرف لینے کی اور ایک روایت میں ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا کہ وہ تو صرف تیرے ہی واسطے ہے اور وہ صریح ہے بیچ حکم کے ساتھ لینے اس کے کے پس اس میں دلیل ہے اوپر رد کرنے ایک قول احمد کے کہ بکری کو نہ اٹھائے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کہ وہ لینے سے اس کا مالک ہو جاتا ہے اور نہیں لازم آتا اس کو ڈانڈ اگرچہ اس کا مالک آ جائے اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اس کے ساتھ برابری کرنے کے درمیان بھیڑیے اور اٹھانے والے کے یعنی حدیث میں دونوں کو برابر کیا ہے اور بھیڑیے پر ڈانڈ نہیں پس اسی طرح اٹھانے والے پر ڈانڈ نہ ہو گی اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے لام تملیک کے واسطے نہیں اس واسطے کہ بھیڑیا مالک نہیں ہوتا اور سوائے اس کے نہیں کہ مالک ہوتا ہے اس کا اٹھانے والا اوپر شرط ضمان اس کی کے اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ اگر اس کا ملک اس کے کھانے سے پہلے آتا تو اس کو لے لیتا پس معلوم ہوا کہ وہ اپنے ملک کی ملک میں باقی ہے اور نہیں فرق ہے درمیان قول آپ کے کہ بکری کے حق میں کہ وہ تیرے واسطے ہے یا تیرے بھائی کے واسطے یا بھیڑیے کے واسطے اور درمیان قول آپ کے کے لقطہ میں کہ شان تیرا ہے ساتھ اس کے یا لے اس کو بلکہ وہ زیادہ تر مشابہ ہے ساتھ مالک ہونے کے اس واسطے کہ نہیں شریک کیا ساتھ اس کے بھیڑیے کو اور نہ کسی اور کو باوجود اس کے پس کہتے ہیں کہ اگر خرچ کرے تو اس کا ڈانڈ دے جب کہ اس میں تصرف کرے پھر اس کا مالک آئے اور جمہور کہتے ہیں کہ اس کا مشہور کرنا واجب ہے پھر جب مشہور کرنے کی مدت گزر جائے تو اس کو کھائے اگر چاہے اور اس کے مالک کو اس کا بدلہ دے مگر شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب لقطہ جنگل میں پایا جائے تو اس کا مشہور کرنا لازم نہیں اور اگر گاؤں میں پایا جائے تو لازم ہے تشہیر کرے اس کی اصح قول پر اور نووی نے کہا کہ حجت پکڑی ہے تمہارے اصحاب نے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری روایت میں کہ اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے دے اور مالک کی روایت سے انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ اس نے ڈانڈ کو نہ ذکر کیا ہے اور نہ اس کی نفی کی پس ثابت ہوا حکم اس کا ساتھ اور دلیل کے اور یہ جو کہا کہ اس کے ساتھ مشک اس کی ہے تو مراد اس سے پیٹ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ گردن اس کی ہے اور یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس کے اٹھانے اور نگاہ رکھنے کی کوئی حاجت نہیں ہے اس واسطے کہ وہ کئی روز کی پیاس کا متحمل ہو سکتا ہے اور بے تکلف چارہ کھا سکتا ہے واسطے دراز ہونے گردن اس کی کے پس اس کے اٹھانے کی کچھ

حاجت نہیں۔(فتح)

بَابُ ضَالَّةِ الْغَنَمِ — گم ہوئی بکری کا بیان

فائدہ: شاید بکری کے واسطے علیحدہ باب اس واسطے باندھا ہے تا کہ اشارہ کرے کہ اونٹ کا حکم اس سے جدا ہے اور تحقیق اکیلا ہوا ہے مالک ساتھ اس کے کہ جائز ہے پکڑنا بکری کا اور نہیں واجب ہے مشہور کرنا اس کا واسطے دلیل اس قول حضرت ﷺ کے کہ وہ واسطے تیرے ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ لام تملیک کے واسطے نہیں جیسا کہ فرمایا کہ وہ واسطے بھیڑیے کے ہے اور بھیڑیا بالاتفاق مالک نہیں ہوتا اور اجماع ہے اس پر کہ اگر اس کا مالک آئے پہلے اس سے کہ کھائے اس کو پانے والا تو اس کو اس سے لے لے۔(فتح)

۲۲۵۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَزَعَمَ أَنَّهُ قَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَآئَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً يَقُوْلُ يَزِيْدُ إِنْ لَّمْ تُعْرَفِ اسْتَنْفَقَ بِهَا صَاحِبُهَا وَكَانَتْ وَدِيْعَةً عِنْدَهُ قَالَ يَحْيٰى فَهٰذَا الَّذِیْ لَا أَدْرِیْ أَفِیْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ أَمْ شَیْءٌ مِّنْ عِنْدِهِ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تَرٰى فِیْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ يَزِيْدُ وَهِيَ تُعَرَّفُ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تَرٰى فِیْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ قَالَ فَقَالَ دَعْهَا فَإِنَّ مَعَهَا حِذَآئَهَا وَسِقَآئَهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَجِدَهَا رَبُّهَا.

۲۲۵۰۔ زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے لقطہ کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہ پہچان رکھ اس کی تھیلی اور سر بند کو پھر مشہور کر اس کو ایک برس یزید کہتا ہے کہ اگر اس کو شہرت نہ دے تو اٹھانے والا اس کے اپنے خرچ میں لائے اور وہ اس کے نزدیک امانت ہوگی یحییٰ راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ شرط اور جزا حضرت ﷺ کی حدیث میں ہے یا وہ چیز اس کی اپنی رائے سے ہے پھر سائل نے کہا کہ آپ ﷺ گم ہوئی بکری کے بارے میں کیا فرماتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پکڑ لے پس وہ تو تیرے واسطے ہے یا تیرے بھائی کے واسطے یا بھیڑیے کے واسطے یزید نے کہا کہ بکری بھی مشہور کی جائے پھر سائل نے کہا کہ آپ ﷺ گم ہوئے اونٹ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے کہ اس کا موزہ اور مشک اس کے ساتھ موجود ہے پانی پر وارد ہوتا ہے اور درخت کھاتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پائے۔

فائدہ: یہ جو یحییٰ نے کہا کہ مجھ کو شک ہے کہ یہ لفظ حضرت ﷺ کی حدیث میں ہے یا نہیں تو امام بخاری رحمہ اللہ نے

نزدیک راجح یہ بات ہے کہ وہ مرفوع ہے یعنی وہ بھی حضرت ﷺ کی کلام ہے راوی کا قول نہیں جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے آئندہ ترجمہ باندھا ہے کہ وہ اس کے پاس امانت ہوگی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا لَمْ يُوجَدْ صَاحِبُ اللُّقَطَةِ بَعْدَ سَنَةٍ فَهِيَ لِمَنْ وَّجَدَهَا

جب ایک برس تشہیر کرنے کے بعد لقطہ کا مالک نہ پایا جائے تو وہ واسطے اٹھانے والے کے ہے۔

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ مال دار ہو یا فقیر کما تقدم۔ (فتح)

۲۲۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَآءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَأْنَكَ بِهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.

۲۲۵۱۔ زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے لقطہ کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہچان رکھ اس کی تھیلی اور دھاگے کو پس اس کو ایک برس مشہور کر پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے دے نہیں تو لازم پکڑ حال اپنے کو ساتھ اس کے یعنی تصرف کر اس میں پھر اس نے کہا کہ گم ہوئی بکری کا کیا حکم ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے یا واسطے تیرے بھائی کے یا بھیڑیے کے واسطے پھر اس نے کہا کہ گم ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے واسطے کیا ہے اور اس کے واسطے کیا ہے یعنی تجھ کو اس کے ساتھ کیا کام ہے اس کی مشک اور اس کا جوتا اس کے ساتھ موجود ہے پانی پر آتا ہے اور درخت کھاتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس سے ملے۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ شہرت کی مدت کے گزرنے پر اٹھانے والا اس کا مالک ہو جاتا ہے اور یہی ہے ظاہر نص شافعی کی اس واسطے کہ قول حضرت ﷺ کا کہ شان تیرا ہے ساتھ اس کے سپرد کرنا طرف اختیار اس کے کی اور یہ جو کہا کہ اس کو اپنے خرچ میں لا تو یہ امر اباحت کے واسطے ہے یعنی اس کو خرچ میں لانا جائز ہے اور مشہور شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ مالک ہونے کے واسطے زبان سے بولنا شرط ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نیت کافی ہے اور یہی راجح ہے دلیل کے اس سے اور بعض کہتے ہیں کہ محض اٹھانے سے ملک میں آ جاتی ہے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک برس تشہیر کرنے کے بعد اس میں تصرف کرے پھر اس کا مالک آئے تو کیا اس کا بدلہ اس پر آتا ہے یا نہیں پس جمہور کہتے ہیں کہ واجب ہے پھیر دینا اس کا اگر وہ چیز ہو بہو موجود ہو یا

اس کا بدلہ اگر ہلاک ہوگئی ہو اور کرابیس نے اس میں مخالفت کی ہے اور موافقت کی ہے اس کی اس کے دونوں یاروں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور داوٗد ظاہری رحمۃ اللہ علیہ نے لیکن داوٗد اس میں جمہور کے موافق ہے جب کہ وہ چیز ہو بہو موجود ہو اور جمہور کی حجت سے حضرت ﷺ کا یہ قول ہے جو پہلے گزر چکا ہے کہ وہ اس کے نزدیک امانت ہوگی اور نیز دلیل ان کی یہ قول آپ ﷺ کا ہے جو مسلم کی روایت میں ہے کہ پہچان رکھ تھیلی اس کی اور سر بند اس کا پھر کہا اس کو پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو اس کی طرف ادا کردے اس واسطے کہ تحقیق ظاہر قول آپ ﷺ کا پس اگر آئے مالک اس کا آخر تک بعد قول حضرت ﷺ کے کہ کہا اس کو کہ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ کھانے کے بعد اس کا پھیر دینا واجب ہے پس محمول ہوگا اس پر کہ اس کا بدلہ ادا کرے اور احتمال ہے کہ کلام میں حذف ہو دلالت کرتی ہیں اس پر باقی روایتیں اور تقدیر یہ ہے کہ پس پہچان رکھ اس کی تھیلی اور دھاگہ اس کا پھر کہا اس کو اگر نہ آئے مالک اس کا پس اگر مالک اس کا آئے تو اس کو ادا کردے اور اس سے زیادہ تر ابوداوٗد کی روایت ہے کہ اگر اس کا مالک آئے تو اس کو ادا کردے نہیں تو پہچان رکھ اس کی تھیلی اور دھاگے کو پھر کہا اس کو پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو اس کی طرف ادا کردے سو حکم کیا ساتھ ادا کرنے اس کے کے طرف اس کی پہلے اذن کے کھانے میں اور بعد اس کے اور یہ اقویٰ حجت ہے واسطے جمہور کے اور جب یہ بات مقرر ہو چکی تو ممکن ہے حمل کرنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا جو اس نے ترجمہ میں کہا کہ وہ اس کے واسطے ہے اس پر کہ اس کو اس وقت اس میں تصرف کرنا درست ہے اور اپر حکم ضمانت اس کی کا بعد اس کے پس وہ ساکت ہے اس سے اور امام نووی نے کہا کہ اگر اس کا مالک آئے پہلے اس سے کہ اٹھانے والا اس کا مالک ہو تو لے اس کو ساتھ زوائد متصلہ کے اور منفصلہ کے اور لیکن بعد مالک ہونے کے پس اگر اس کا مالک نہ آئے تو وہ واسطے پانے والے کے ہے اور نہیں مطالبہ ہے اوپر اس کے آخرت میں اور اگر اس کا مالک آئے اور وہ چیز ہو بہو موجود ہو تو مستحق ہوگا اس کا ساتھ زوائد متصلہ کے اور اگر کوئی چیز اس سے تلف ہو تو لازم آتا ہے اٹھانے والے کو ڈانڈ واسطے مالک کے اور یہی ہے قول جمہور کا اور بعض سلف کہتے ہیں کہ اس کا ڈانڈ اس پر لازم نہیں آتا اور یہی ہے مختار نزدیک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَجَدَ خَشَبَةً فِي الْبَحْرِ أَوْ سَوْطًا أَوْ نَحْوَهُ

جب پائے لکڑی دریا میں یا کوڑا یا مانند اس کی

فائدہ: یعنی اس کے ساتھ کیا کرے اس کو لے لے یا اس کو چھوڑ دے اور جب اس کو لے تو کیا اس کا مالک ہو جاتا ہے یا اس کا حکم لقطہ کی طرح ہے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِيْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بنی اسرائیل سے ایک مرد کا ذکر کیا پھر تمام حدیث بیان کی

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ فَخَرَجَ يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا قَدْ جَآءَ بِمَالِهِ فَإِذَا هُوَ بِالْخَشَبَةِ فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهِ حَطَبًا فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيْفَةَ.

سو وہ مرد دیکھتا ہوا نکلا کہ کیا کوئی جہاز اس کا مال لایا ہے یا نہیں تو ناگہاں اس نے ایک لکڑی دیکھی تو اس کو اپنے گھر والوں کے جلانے کے واسطے اٹھا لیا سو جب اس کو چیرا تو اس میں اپنا مال اور خط پایا۔

فائدہ: پوری شرح اس حدیث کی کتاب الکفالہ میں گزر چکی ہے توجیہ استنباط ترجمہ کی اس سے اور یہ کہ وہ اس جہت سے ثابت ہے کہ پہلوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ ہماری شرع میں اس کی مخالفت کا حکم نہ آیا ہو خاص کر اس وقت جب کہ بیان کرے شارع جگہ ثنا کی اس کے فاعل پر اور ساتھ اس تقدیر کے تمام ہوگی مراد جواز اخذ لکڑی کی دریا سے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے اور کوڑے وغیرہ کا ذکر اس حدیث میں نہیں آیا لیکن استنباط کیا ہے اس کو بطور الحاق کے اور شاید کہ اشارہ کیا ہے ساتھ کوڑے کے طرف اس اثر کی جو آئندہ آئے گا أبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یا اشارہ کیا طرف اس حدیث کی جو ابوداؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رخصت دی ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لاٹھی اور کوڑے کی اور مانند ان کی میں اس کو اٹھا کر اس سے فائدہ پائے اور اس کی سند ضعیف ہے اور اصح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ نہیں فرق ہے لقطہ میں درمیان قلیل اور کثیر کے تشہیر وغیرہ میں اور ایک قول یہ ہے کہ تشہیر مطلق واجب نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ایک بار تشہیر کی جائے اور بعض کہتے ہیں کہ تین دن تعریف کی جائے اور بعض کہتے ہیں کہ اتنا زمانہ تشہیر کرے کہ گمان کرے کہ مالک نے اس سے منہ پھیرا اور یہ سب قلیل چیز میں ہے جس کے واسطے قیمت ہو اور اپر جس کی قیمت نہ ہو مانند ایک دانہ کی تو جائز ہے نفع اٹھانا اس سے اصح قول پر اور کھجور کی حدیث جو آئندہ باب میں آتی ہے حجت ہے واسطے اس کے اور حنفیہ کے نزدیک یہ بات ہے کہ اگر ایسی چیز ہو کہ معلوم ہو کہ اس کو مالک اس کو نہیں ڈھونڈے گا مانند گٹھلی کے تو جائز ہے اس کا لینا اور فائدہ اٹھانا ساتھ اس کے بغیر تشہیر کے لیکن وہ اپنے مالک کے ملک میں رہتی ہے اور مالکیہ کے نزدیک بھی یہی حکم ہے لیکن اس کے مالک کی ملک اس سے دور ہو جاتی ہے پس اگر اس کے واسطے قدر اور منفعت ہو تو اس کی تشہیر واجب ہے اور تشہیر کی مدت میں اختلاف ہے اور اگر اس قسم سے ہو کہ جلدی بگڑ جاتی ہے ذخیرہ نہیں ہوتی تو اس کا کھانا جائز ہے اصح مذہب پر اور اس کا بدلہ نہیں آتا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَجَدَ تَمْرَةً فِي الطَّرِيْقِ

اگر راہ میں کھجور پڑی پائے؟

فائدہ: یعنی جائز ہے اٹھانا اس کا اور کھانا اس کا اور اسی طرح جو حقیر چیز ہو اس کا بھی یہی حکم ہے اور یہی مشہور

ہے نزدیک شافعیہ کے اور ابن ابی شیبہ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ اس نے ایک کھجور پڑی پائی تو اس کو کھا لیا تو پھر کہا کہ اللہ فساد کو دوست نہیں رکھتا یعنی اگر اٹھا کر نہ کھائی جاتی تو بگڑ جاتی۔ (فتح)

۲۲۵۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ فِي الطَّرِيْقِ قَالَ لَوْلَا أَنِّيْ أَخَافُ أَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَأَكَلْتُهَا وَقَالَ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ وَقَالَ زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ طَلْحَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ.

۲۲۵۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم راہ میں ایک کھجور سے گزرے تو فرمایا کہ اگر مجھ کو اس کو خوف نہ ہوتا کہ شاید یہ کھجور زکوۃ کی ہو تو میں اس کو کھا لیتا۔

فائدہ: زکوۃ کا مال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ سب بنی ہاشم پر حرام تھا۔

۲۲۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّيْ لَأَنْقَلِبُ إِلٰى أَهْلِيْ فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰى فِرَاشِيْ فَأَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا ثُمَّ أَخْشٰى أَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً فَأُلْقِيْهَا.

۲۲۵۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں اپنے گھر والوں کے پاس پلٹ جاتا ہوں تو کھجور کو اپنے بچھونے پر گری پڑی پاتا ہوں تو اس کو اٹھا لیتا ہوں کہ کھاؤں پھر ڈرتا ہوں کہ کہیں زکوۃ کی نہ ہو تو اس کو پھینک دیتا ہوں۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے کہ اس میں کہ جائز ہے کھانا ہر چیز کا کہ پائی جائے حقیر چیزوں سے راہ میں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے کھانے سے باز نہیں رہے مگر واسطے پرہیز گاری کے واسطے اس خوف کے کہ زکوۃ سے ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام ہے نہ اس واسطے کہ وہ راہ میں پھینکی گئی ہے فقط اور یہ واضح ہوتا ہے حدیث باب سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بچھونے پر اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے اس میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پرہیز گاری کی وجہ سے چھوڑا واسطے اس خوف کے کہ صدقہ سے ہو پس اگر اس کا خوف نہ ہوتا تو اس کو کھا لیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہیر ذکر نہیں کی پس معلوم ہوا کہ ایسی چیز حقیر کے لینے سے آدمی مالک ہو جاتا ہے اس کی تشہیر کی حاجت نہیں ہوتی لیکن کیا جائز ہے یہ کہ کہا جائے کہ وہ لقطہ ہے اس کی تشہیر کے ترک کرنے کی اجازت ہے یا وہ لقطہ نہیں اس واسطے کہ لقطہ کی شان یہ ہے کہ وہ ملک ہو جاتا ہے سوائے اس چیز کے کہ اس کی قیمت نہیں۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ تُعَرَّفُ لُقَطَةُ أَهْلِ مَكَّةَ

مکے والوں کے لقطہ کو کس طرح تشہیر کیا جائے؟

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ حرم کی گری پڑی چیز اٹھانی جائز ہے اسی واسطے اس نے صرف اس کی کیفیت کا باب باندھا ہے اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو حدیث آئی ہے کہ حاجیوں کی گری پڑی چیز اٹھانی منع ہے سو ضعیف ہے یا وہ مؤول ہے ساتھ اس کے کہ منع اٹھانا اس کا تو صرف مالک ہونے کے واسطے ہے نہ واسطے نگاہ رکھنے کے اور اوپر یہ حدیث پس صحیح کہا ہے اس کو مسلم نے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تشہیر کی کیفیت کا ذکر نہیں اور شاید کہ اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس کی کہ یہ تشہیر مختلف نہیں۔ (فتح)

وَقَالَ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهَا إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَقَالَ خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُعْضَدُ عِضَاهُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ وَّلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ اٹھائے مکے کی گری پڑی چیز مگر جو اس کو مشہور کرے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ اٹھائے مکے کی پڑی چیز کو مگر جو اس کو مشہور کرے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مکے کا درخت نہ کاٹا جائے اور اس کا شکار نہ ہانکا جائے اور نہیں حلال اٹھانا پڑی ہوئی چیز اس کی کا مگر واسطے تشہیر کرنے والے کے اور نہ کاٹی جائے گھاس اس کی تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اذخر کی گھاس کے کاٹنے کی اجازت دیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے۔

٢٢٥٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٢٢٥٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مکے کو فتح کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے تو اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ بیشک اللہ نے مکے کو قتل سے روکا تھا اور اپنے رسول اور مسلمانوں کا اس پر غالب کیا اور بے شک مجھ سے پہلے کسی کو مکے میں لڑنا حلال نہیں ہوا صرف میرے واسطے دن کی ایک گھڑی حلال

مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللهَ حَبَسَ عَنْ مَّكَّةَ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِيْ وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَّإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِيْ فَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ وَّمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُّفْدٰى وَإِمَّا أَنْ يُّقِيْدَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ لِقُبُوْرِنَا وَبُيُوْتِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَقَامَ أَبُوْ شَاهٍ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبُوْا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوْا لِأَبِيْ شَاهٍ قُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ مَا قَوْلُهُ اكْتُبُوْا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ هٰذِهِ الْخُطْبَةَ الَّتِيْ سَمِعَهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہوا اور بے شک میرے بعد قیامت تک کسی پر مکہ حلال نہ ہوگا سو اس کا شکاری جانور نہ ہانکا جائے اور اس کا درخت خار دار نہ کاٹا جائے اور اس کی گری پڑی چیز کو اٹھانا درست نہیں مگر اس کو جو مشہور کرے اور جس کا کوئی آدمی مارا جائے وہ جو باتوں سے ایک بات جو بہتر جانے سو اختیار کر لے یا قاتل سے خون بہا لے یا خون کا بدلہ خون لے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مگر اذخر کے کاٹنے کی اجازت دیجیے اس واسطے کہ ہم اس کو اپنی قبروں میں اور اپنی چھتوں پر ڈالتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے تو ایک مرد ابو شاہ نامی یمن کا رہنے والا کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو یہ سب حکم لکھوا دیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو شاہ کو لکھ دو میں نے اوزاعی سے کہا کہ اس نے کس چیز کا لکھوانا چاہا تھا اس نے کہا کہ یہ خطبہ جس کو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو باب میں مذکور ہیں اس پر کہ مکے کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے واسطے مالک ہونے کے بلکہ خاص تشہیر اور اعلان کے واسطے اٹھائی جائے گی اور یہی قول ہے جمہور کا اور سوائے اس کے نہیں کہ وہ خاص ہو ساتھ اس کے نزدیک ان کے اس واسطے کہ اس کا مالک کو پہنچنا ممکن ہے اس واسطے کہ اگر وہ مالک مکے میں ہوگا تو پہنچنا اس کا ظاہر ہے اور اگر آفاقی ہوگا تو اکثر اوقات ہر طرف سے مکے میں لوگ آتے ہیں سو جب اس کو اٹھانے والا ہر سال میں تشہیر کرے گا تو آسان ہوگا پہنچنا طرف معرفت مالک اس کے کی یہ ابن بطال نے کہا ہے اور اکثر مالکیہ اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ اس حکم میں مکہ اور شہروں کے برابر ہے مکہ تو صرف اس بات کے لیے خاص ہے کہ وہاں تشہیر میں مبالغہ کیا جائے یعنی خوب تشہیر کرے تا کہ سب لوگوں کو معلوم ہو جائے اس واسطے کہ حاجی اپنے شہر کی طرف پلٹ جاتا ہے اور کبھی پھر نہیں آتا پس محتاج ہوا اٹھانے

والا طرف مبالغہ کی تشہیر میں اور حجت پکڑی ہے ابن منیر نے واسطے مذہب اپنے کے ساتھ ظاہر استثناء کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے حلت کی نفی کی اور تشہیر کرنے والے کو مستثنیٰ کیا پس معلوم ہوا کہ تشہیر کرنے والے کے واسطے حلت ثابت ہے اس واسطے کہ استثناء نفی سے اثبات ہوتا ہے اور لازم آتا ہے اس پر کہ مکہ اور اس کے سوا اور جگہیں برابر ہوں اور قیاس اس کی تخصیص کو چاہتا ہے اور جواب یہ ہے کہ تخصیص جب غالب کے موافق ہو تو اس کا کوئی مفہوم نہیں ہوتا اور غالب یہ ہے کہ مکے میں گری پڑی چیز کا اٹھانے والا اس کے مالک سے ناامید ہوتا ہے اور اس کا مالک اس کے پانے سے ناامید ہوتا ہے واسطے جدا جدا ہونے خلقت کے دور دور کناروں میں سو اکثر اوقات اٹھانے والے کے دل میں اس کے مالک ہونے کی حرص داخل ہوتی ہے ابتداء سے پس نہیں تعریف کرتا اس کو تو شارع علیہ السلام نے اس کو اس سے منع کیا اور حکم کیا کہ نہ اٹھائے اس کو کوئی مگر کہ جو اس کو مشہور کرے اور جدا ہے اس میں لقطہ لشکر کا بیچ شہروں دار الحرب کے بعد جدا جدا ہونے ان کے اس واسطے کہ وہ نہیں مشہور کیا جاتا ان کے غیر میں بالاتفاق برخلاف لقطہ مکے کے کہ مشروع ہے مشہور کرنا اس کا اس واسطے کہ لقطہ کے مالک کے کنارے کے لوگوں کا مکہ میں آنا ممکن ہے پس حاصل ہوگا پہنچنا طرف معرفت مالک اس کے کی اور اسحاق بن راہویہ نے کہا الا المنشد کے معنی یہ ہیں کہ جو سنے کسی تلاش کرنے والے سے کہ کہتا ہو کہ کسی نے میری ایسی چیز دیکھی ہے پس اس وقت جائز ہے واسطے پانے والے لقطہ کے کہ اس کو مشہور کرے تاکہ اس کو اس کے مالک کی طرف پھیر دے اور یہ قول جمہور کے قول سے بہت تنگ ہے اس واسطے کہ مقید کیا ہے اس نے مشہور کرنے والے کو ساتھ ایک حالت کے سوائے دوسری حالت سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ لقطہ عرفات کا اور مدینہ منورہ کا تمام شہروں کی طرح ہے واسطے خاص ہونے مکے کے ساتھ اس کے اور ماوردی نے حاوی میں ایک وجہ بیان کی ہے کہ عرفہ کا حکم بھی مکہ کی طرح ہے اس واسطے کہ مکہ کی طرح اس میں بھی حاجی جمع ہوتے ہیں اور نہیں ترجیح دی اس نے کسی چیز کو اور نہیں ہے یہ وجہ مذکور روضہ میں اور نہ اس کے اصل میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے تعریف کرنی گم ہوئی چیز کی مسجد حرام میں بخلاف اور مسجدوں کے اور یہ اصح تر وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے۔ (فتح)

بَابٌ لَّا تُحْتَلَبُ مَاشِيَةُ أَحَدٍ بِغَيْرِ إِذْنِهٖ — نہ دوہا جائے جانور کسی کا بغیر اس کی اجازت کے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ظاہر حدیث کے موافق ترجمہ کو مطلق چھوڑا ہے تو اس میں اشارہ ہے طرف رد کرنے قول اس شخص کے جو اس کو خاص کرتا ہے رد کرتا ہے یا مقید کرتا ہے۔ (فتح)

٢٢٥٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٢٢٥٥۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ دوہے کوئی کسی کے جانور کو بغیر اس کی اجازت کے بھلا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کی کوٹھری میں آ کے

وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ امْرِءٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتَى مَشْرُبَتُهُ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهُ فَإِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ أَطْعِمَاتِهِمْ فَلَا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ.

اس کا خزانہ توڑ کے اس کے کھانے کے اناج نکال لے جائے سو ان کے جانوروں کے تھن تو ان کے کھانے کے دودھ کو حفاظت میں رکھتے ہیں یعنی تھن کوٹھری کی طرح ہیں حفاظت کے واسطے سو ہرگز نہ دوہے کوئی کسی کے جانور کو بغیر اس کی اجازت کے۔

فائدہ: ایک روایت میں رجل کا لفظ آیا ہے تو مانند مثال کی ہے نہیں تو یہ حکم مردوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عورتوں کا بھی یہی حکم ہے اور ذکر کیا ہے اس کو بعض شارحین موطا نے ساتھ لفظ ماشیۃ اخیہ کے یعنی اپنے بھائی کے جانور کو اور کہا کہ یہ واسطے غالب کے ہے اس واسطے کہ نہیں فرق ہے اس حکم میں درمیان مسلمان اور کافر کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں وجود ہے واسطے اس کے مؤطا میں اور ساتھ ثابت کرنے فرق کے نزدیک بہت اہل علم کے اور لفظ ماشیہ کا واقع ہوتا ہے اونٹ پر اور گائے پر اور بکری پر لیکن اس کا استعمال بکری میں اکثر ہے اور مراد طعام سے اس جگہ دودھ ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث میں نہی ہے اس سے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی چیز لے مگر اس کی اجازت سے اور دودھ کو صرف اس واسطے ذکر کیا ہے کہ لوگ اس میں سستی کرتے ہیں پس تنبیہ کے ساتھ اس کی اس چیز پر جو اول ہے اس سے اور یہی قول ہے جمہور کا لیکن برابر ہے کہ اذن خاص کے ساتھ ہو یا اذن عام کے اور استثناء کیا ہے بہت سلف نے اس کو جب کہ اس کے مالک کی خوشی معلوم ہو اگرچہ نہ واقع ہوا ہو اس سے اذن خاص اور نہ عام اور بہت علماء کا یہ مذہب ہے کہ دودھ دوہنا مطلق جائز ہے کھانے میں اور پینے میں برابر ہے کہ اس کی خوشی معلوم ہو یا نہ ہو اور دلیل ان کی وہ حدیث ہے جو ابو داؤد نے سمرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی کسی کے مویشی پر آئے تو پاس اگر ان میں ان کا مالک نہ ہو تو چاہیے کہ تین بار آواز کرے پس اگر جواب دے تو چاہیے کہ اس سے اجازت مانگے پس وہ اگر اس کو اجازت دے تو فبہا نہیں تو چاہیے کہ دودھ دوہ کر پی لے اور اپنے ساتھ نہ اٹھائے اور اس کا جواب یہ ہے کہ نہی کی حدیث اس سے زیادہ ترصحیح ہے پس اولیٰ ہے ساتھ عمل کرنے کے اور نیز یہ حدیث معارض ہے ساتھ قواعد قطعیہ کے بیچ حرام ہونے مال مسلمان کے بغیر اس کی اجازت سے پس نہ التفات کیا جائے گا طرف اس کی اور بعض نے دونوں حدیثوں میں کئی طرح سے تطبیق دی ہے ایک وجہ یہ ہے کہ اذن اس وقت ہے جب کہ اس کے مالک کی خوشی معلوم ہو اور منع اس وقت ہے جب اس کی خوشی معلوم نہ ہو اور یا یہ کہ مسافر کو اجازت ہے اور دوسرے کو نہیں یا مضطر کو اجازت ہے اور دوسرے کو نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث نہی کی اس وقت پر محمول ہے جب کہ مالک مسافر سے زیادہ تر محتاج ہو اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث اجازت کی اس وقت پر محمول ہے جب کہ مویشی اہل ذمہ

کے ہوں اور منع اس وقت ہے جب مسلمانوں کے واسطے ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ اجازت منسوخ ہے کہ یہ حکم زکوۃ کے واجب ہونے سے پہلے تھا اور کہتے ہیں کہ اس وقت ضیافت واجب تھی پھر زکوۃ کے فرض ہونے سے منسوخ ہوئی یہ قول طحاوی کا ہے اور امام نووی نے کہا کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس کے حق میں جو کسی باغ یا کھیتی میں یا جانوروں میں گزرے جمہور کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے اس کو یہ کہ لے اس سے کوئی چیز مگر حالت ضرورت میں پس لے اور اس کا بدلہ دے نزدیک شافعی رحمہ اللہ کے اور جمہور کے اور بعض سلف کہتے ہیں کہ اس کو کوئی چیز لازم نہیں اور امام احمد نے کہا کہ اگر باغ کی دیوار نہ ہو تو جائز ہے اس کو کھانا تر میووں سے صحیح روایت ہے اگر اس کے واسطے محتاج نہ ہو اور ایک روایت یہ ہے کہ اگر محتاج نہ ہو تو جائز ہے اور نہیں ہے ضمانت اوپر اس کے دونوں حالتوں میں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر حدیث صحت کو پہنچے تو میں اس کا قائل ہوں اور بیہقی نے کہا کہ مراد یہ حدیث ہے کہ جب کوئی کسی کے باغ میں گزرے تو چاہیے کہ اس سے کھائے یعنی اس کو کھانا جائز ہے اور نہ لے جھولی میں روایت کی یہ حدیث ترمذی نے اور کہا کہ غریب ہے اور بیہقی نے کہا کہ صحیح نہیں اور اس کے کئی طرق ہیں جو قوی نہیں میں کہتا ہوں کہ اس کا مجموعہ صحیح کے درجے سے کم نہیں اور تحقیق حجت پکڑی ہے انہوں نے بہت احکام میں ساتھ اس چیز کے کہ اس سے کم ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیان کرنا مثال کا واسطے قریب کرنے کے طرف فہموں کی اور مثال دینی اس چیز کی جو کبھی پوشیدہ رہتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ وہ واضح تر ہے اس سے اور استعمال کرنا قیاس کا نظیروں میں اور یہ کہ جائز ہے حکم کا ساتھ علت اس کی کے اور اعادہ کرنا اس کا بعد ذکر علت کے واسطے تاکید کے اور یہ کہ نہیں شرط قیاس کا صحیح ہونے میں مساوی ہونا فرع کا واسطے اصل کے ساتھ ہر اعتبار کے بلکہ اکثر اوقات ہوتی ہے واسطے اصل کے مزیت کہ نہیں ضرر کرتا ساقط ہونا اس کا فرع میں جب کہ مشارک ہوں دونوں اصل صفت میں اس واسطے کہ تھن نہیں مساوی ہے خزانے کو حفاظت میں جیسا کہ تھنوں کو تھیلی چڑھانی نہیں مساوی ہے قفل کے اور باوجود اس کے پس لاحق کیا ہے شارع نے تھن غلاف چڑھے ہوئے کو حکم میں ساتھ خزانے قفل والے کے اس میں کہ بغیر اذن مالک دونوں کا کھانا درست نہیں اور یہ کہ جائز ہے جمع رکھنا اناج کا اور بند رکھنا اس کا حاجت کے وقت تک بخلاف غالی زاہدوں کے جو اناج کے ذخیرہ رکھنے کو منع کرتے ہیں اور یہ کہ دودھ کو بھی اناج کہا جاتا ہے پس گنہگار ہوگا ساتھ اس کے کہ جو قسم کھائے کہ میں کھانا نہ کھاؤں گا مگر یہ کہ اس کی نیت دودھ کے علاوہ ہو اور یہ کہ بیچنا دودھ بکری کا بدلے بکری کے کہ اس کے تھنوں میں دودھ ہو تو باطل ہے اور یہی قول ہے شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کا اور یہ کہ جب بکری کے واسطے دودھ ہو اور اس کے دوہنے کے قدرت ہو تو مقابل ہوتا ہے اس کو ایک حصہ قیمت سے اور یہ تائید کرتا ہے مصرات کی حدیث کو اور ثابت کرتا ہے حکم کو بیچ قیمت ڈالنے دودھ کے اور یہ کہ جو دودھ دوہے تھن اونٹنی کے یا غیر اس کے سے تھیلی چڑھائے ہوئے محفوظ سے بغیر

ضرورت کے اور بغیر تاویل کے وہ چیز کہ پہنچے قیمت اس کی اس مقدار کو کہ واجب ہوتا ہے اس میں ہاتھ کاٹنا تو واجب ہے کاٹنا ہاتھ اس کے کا اگر نہ اجازت دے اس کو مالک اس کا بطور تعیین کے یا اجمال کے اس واسطے کہ حدیث ظاہر ہے اس میں جانوروں کے تھن طعام کے خزانے ہیں اور حکایت کی قرطبی نے بعض سے واجب ہونا قطع کا اگرچہ بکریاں حفاظت میں نہ ہوں واسطے کفایت کرنے حفاظت تھنوں کے دودھ کو اور یہی ہے جس کو ظاہر حدیث کا چاہتا ہے۔(فتح)

بَابٌ إِذَا جَآءَ صَاحِبُ اللُّقَطَةِ بَعْدَ سَنَةٍ رَدَّهَا عَلَيْهِ لِأَنَّهَا وَدِيعَةٌ عِنْدَهُ

جب لقطہ کا مالک ایک برس کے بعد آئے تو اٹھانے والا اس کو پھیر دے اس واسطے کہ وہ اس کے پاس امانت ہے۔

٢٢٥٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ قَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَائَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَآءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوْ احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.

٢٢٥٦۔ زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ کا حکم پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہرت دے اس کو ایک سال پھر پہچان رکھ اس کی تھیلی اور دھاگے کو پھر اس کو اپنے خرچ میں لا پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو اس کی طرف ادا کر دے پھر اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گم ہوئی بکری کا کیا حکم ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو پکڑ لے کہ وہ واسطے تیرے ہے یا واسطے تیرے بھائی کے یا بھیڑیے کے واسطے پھر اس نے کہا کہ گم ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہوا پھر فرمایا کہ تیرے واسطے کیا ہے اور اس کے واسطے کیا ہے جوتا اور اس کی مشک اس کے ساتھ موجود ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس سے ملے۔

فائدہ: اس حدیث میں ودیعت یعنی امانت کا ذکر نہیں تو گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ سلیمان بن ہلال کی روایت کہ جو پہلے مذکور ہو چکی ہے مرفوع ہونا راجح ہے اور ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو شک مذکور میں شبہ ہوا پس ترجمہ باندھا اس کو ساتھ معنی کے اور ابن منیر نے کہا کہ لفظ ہے اس کو ساقط کیا ہے اور معنی سے اس کو ثابت کیا ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے دے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ

مالک کی ملک باقی ہے برخلاف اس کے جو مباح کرتا ہے اس کے بعد برس کے بغیر ضمانت کے اور یہ جو کہا کہ وہ تیرے پاس امانت ہوگی تو احتمال ہے کہ نہ ہو مراد بعد لانے کے خرچ میں اور یہی ہے ظاہر سیاق حدیث کا پس مجاز کیا ساتھ ذکر ودیعت کے وجوب ردو بدل اس کے سے یعنی اس صورت میں واجب تو اس کے بدل کا دینا ہے پس ودیعت کو جو ذکر کیا تو بطور مجاز کے ہے اس واسطے کہ حقیقت ودیعت کی یہ ہے کہ اس کی ذات باقی رہے اور جامع واجب ہونا رد اس چیز کا ہے جو پائے آدمی واسطے غیر اپنے کے نہیں تو جس کے خرچ کرنے کے اجازت ہو اس کی ذات باقی نہیں رہتی اور احتمال ہے کہ ہو واو بیچ ولتکن کے ساتھ معنی اَوْ کے یعنی یا تو اس کو خرچ کرے اور اس کا بدلہ دے اور یا اس کو اپنے پاس بطور امانت کے رکھے یہاں تک کہ اس کا مالک آئے تو اس کو دے یہ جو اس کا نام امانت رکھا تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر وہ ضائع ہو جائے تو اس کا بدلہ اس پر لازم نہیں آتا اور یہی ہے مختار نزدیک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے تابعداری ایک جماعت سلف کے اور ابن منیر نے کہا کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے واسطے ایک قول علماء کے کہ جب تلف کرے اس کو اٹھانے والا بعد تشہیر کے اور گزرنے مدت اس کی کے پھر اس کا بدلہ نکالے پھر وہ ہلاک ہو تو دوسری بار اس پر ضمانت نہیں اور جب دعویٰ کرے کہ اس نے اس کو کھا لیا تھا پس اس کا بدلہ نکالا تھا پھر وہ ضائع ہو تو بھی اس کا قول قبول کیا جائے اور یہی راجح ہے سب اقوال سے۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يَأْخُذُ اللُّقَطَةَ وَلَا يَدَعُهَا تَضِيعُ حَتّٰى لَا يَأْخُذَهَا مَنْ لَّا يَسْتَحِقُّ

کیا لے لقطہ کو اور نہ چھوڑے اس کو اس حال میں کہ ضائع ہو اور نہ چھوڑے اس کو تا کہ لے اس کو وہ شخص کہ اس کا مستحق نہیں۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ساتھ اس باب کے طرف رد کرنے اس پر جو گری پڑی چیز کے اٹھانے کو برا جانتا ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث جارود کی ہے کہ گم ہوئی چیز مسلمان کے سبب ہے آگ کا روایت کہ یہ حدیث نسائی نے ساتھ سند صحیح کے اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ حدیث محمول ہے اس کے حق میں جو اس کو شہرت نہ دے اور جمہور کی دلیل یہ حدیث مسلم کی ہے کہ جو گم ہوئی چیز کو لے وہ گمراہ ہے جب تک کہ اس کو شہرت نہ دے۔ (فتح)

۲۲۵۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ سَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ وَزَيْدِ بْنِ صُوحَانَ فِي غَزَاةٍ فَوَجَدْتُ سَوْطًا فَقَالَا لِيْ أَلْقِهِ قُلْتُ لَا وَلٰكِنْ إِنْ وَّجَدْتُ صَاحِبَهُ وَإِلَّا اسْتَمْتَعْتُ

۲۲۵۷۔ سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک جہاد میں سلیمان رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سو میں نے ایک کوڑا گرا ہوا پایا تو ان دونوں نے کہا کہ اس کو پھینک دے میں نے کہا کہ میں نہیں پھینکتا مگر یہ کہ میں اس کے مالک کو پاؤں گا تو اس کو دے دوں گا نہیں تو اس سے فائدہ اٹھاؤں گا سو جب ہم جہاد سے پھرے تو ہم نے حج کیا سو میں مدینے

بِهٖ فَلَمَّا رَجَعْنَا حَجَجْنَا فَمَرَرْتُ بِالْمَدِيْنَةِ فَسَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ وَجَدْتُ صُرَّةً عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا مِائَةُ دِيْنَارٍ فَأَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُهٗ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اعْرِفْ عِدَّتَهَا وَوِكَائَهَا وَوِعَائَهَا فَإِنْ جَآءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا اسْتَمْتِعْ بِهَا.

میں گزرا سو میں نے ابی بن کعب سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کے زمانے میں ایک ہمیانی (تھیلی) پائی تھی جس میں سو اشرفی تھی سو میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک سال شہرت دے سو میں نے اس کو ایک سال مشہور کیا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک برس اور شہرت دے میں نے اس کو ایک برس اور شہرت دی پھر میں تیسری بار حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک برس اور شہرت دے پھر میں چوتھی بار آپ ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہچان رکھ اس کی گنتی کو اور اس کی تھیلی کو اور اس کے سر بند کو پس اگر اس کا مالک آئے تو اس کے دے نہیں تو اپنے کام میں لا۔

فائدہ: اور مناسبت حدیث کی ساتھ باب کے اس جہت سے ہے کہ حضرت ﷺ نے ابی پر ہمیانی کے لینے سے انکار نہ کیا پس معلوم ہوا کہ یہ بات شرع میں جائز ہے اور مستلزم ہے شامل ہونے اس کے کو مصلحت پر نہیں تو ہوگا تصرف بیچ ملک غیر کے اور یہ مصلحت ہوتی ہے ساتھ نگاہ رکھنے اس کے کے اور بچانے اس کی خیانت سے اور تشہیر کرنے اس کے کے تا کہ پہنچے طرف اصل مالک اپنے کے اور اسی واسطے ارجح مذہب علماء کا یہ ہے کہ گری پڑی چیز کا اٹھانا مختلف ہوتا ہے ساتھ اختلاف اشخاص اور احوال کے سو جب اس کا اٹھانا راجح ہو تو واجب ہوتا ہے یا مستحب اور جب اس کا چھوڑ دینا راجح ہو تو حرام ہوتا ہے یا مکروہ نہیں تو وہ جائز ہے اور یہ جو کہا کہ اس میں سو اشرفی تھی تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیچ فرق کرنے اس کے کے درمیان قلیل لقطہ کے اور بہت کے کہ بہت کو ایک سال تشہیر کرے اور تھوڑے کو چند روز اور حد قلیل کے نزدیک اس کے وہ چیز ہے کہ ہاتھ کاٹنے کا واجب نہ کرے اور وہ دس سے کم ہے اور تحقیق ذکر کیا ہم نے اختلاف کو بیچ مدت تشہیر کے پہلے باب میں یعنی جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ایک برس تشہیر کرے اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ تشہیر کرے اس کو اس مدت تک کہ گمان غالب ہو کہ اس کا مالک اس کے بعد نہیں آئے گا۔ (فتح)

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ

اور سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پھر میں ان سے مکے میں ملا

عَنْ سَلَمَةَ بِهٰذَا قَالَ فَلَقِيْتُهُ بَعْدُ بِمَكَّةَ فَقَالَ لَا أَدْرِیْ أَثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ أَوْ حَوْلًا وَّاحِدًا.

اس کے بعد تو کہا میں نہیں جانتا کہ تین سال کہا یا ایک سال۔

بَابُ مَنْ عَرَّفَ اللُّقَطَةَ وَلَمْ يَدْفَعْهَا إِلَى السُّلْطَانِ

جو لقطہ کو شہرت دے اور اس کو بادشاہ کے سپرد نہ کرے

فائدہ: شاید یہ اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمہ کے طرف رد کرنے قول اوزاعی کی بیچ فرق کرنے کے درمیان قلیل اور کثیر کے سو اس نے کہا کہ اگر تھوڑا ہو تو اس کو شہرت دے اور اگر بہت مال ہو تو اس کو بیت المال میں پہنچائے اور جمہور اس کے برخلاف ہیں ہاں بعض نے لقطہ اور گم ہوئی چیز کے درمیان فرق کیا ہے اور بعض مالکیہ اور شافعیہ نے درمیان موتمن اور غیر اس کے کے پس کہا کہ جو موتمن ہو سو اس کی تشہیر کرے اور جو غیر موتمن ہو سو بادشاہ کو دے تا کہ وہ کسی امانتدار کو دے جو اس کو شہرت دے اور بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ اگر لقطہ امن والے لوگوں کے درمیان ہو اور بادشاہ ظالم ہو تو افضل یہ ہے کہ اس کو نہ اٹھائے اور اگر اس کو اٹھائے تو بادشاہ کو نہ دے اور اگر بادشاہ عادل ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اٹھانے والے کو اختیار ہے کہ خواہ بادشاہ کو دے یا نہ دے اور اگر ایسے لوگوں کے درمیان ہو جو مامون نہیں اور بادشاہ ظالم ہو تو اٹھانے والے کو اختیار ہے اور عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے نزدیک راجح ہے اور اگر عادل ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ (فتح)

۲۲۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ رَبِيْعَةَ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ قَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَآءَ أَحَدٌ يُّخْبِرُكَ بِعِفَاصِهَا وَوِكَائِهَا وَإِلَّا فَاسْتَنْفِقْ بِهَا وَسَأَلَهُ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَتَمَعَّرَ وَجْهُهُ وَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ دَعْهَا حَتّٰى يَجِدَهَا رَبُّهَا وَسَأَلَهُ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ

۲۲۵۸۔ زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گری پڑی چیز کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایک سال شہرت دے پس اگر کوئی آ کر تجھ کو خبر دے ساتھ تھیلی اس کی کے اور سر بند اس کے کے تو اس کو دے نہیں تو اس کو اپنے خرچ میں لا پھر اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گم ہوئے اونٹ کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا اور فرمایا کہ کیا ہے تیرے واسطے اور اس کے واسطے کہ اس کے ساتھ اس کا جوتا ہے اور اس کی مشک ہے پاؤں سے چل کر پانی پر جاتا ہے اور درخت کھاتا ہے چھوڑ دے اس کو یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پائے پھر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گم ہوئی بکری کا حکم پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تیرے واسطے ہے یا واسطے تیرے بھائی کے یا واسطے بھیڑیے کے۔

بَابٌ

۲۲۵۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ أَخْبَرَنِي الْبَرَاءُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ انْطَلَقْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَاعِي غَنَمٍ يَسُوْقُ غَنَمَهُ فَقُلْتُ لِمَنْ أَنْتَ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَسَمَّاهُ فَعَرَفْتُهُ فَقُلْتُ هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَّبَنٍ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لِّي قَالَ نَعَمْ فَأَمَرْتُهُ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِّنْ غَنَمِهِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَّنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَّنْفُضَ كَفَّيْهِ فَقَالَ هٰكَذَا ضَرَبَ إِحْدٰى كَفَّيْهِ بِالْأُخْرٰى فَحَلَبَ كُثْبَةً مِّنْ لَّبَنٍ وَّقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِدَاوَةً عَلٰى فَمِهَا خِرْقَةٌ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ أَسْفَلُهُ فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ.

یہ باب ہے

۲۲۵۹۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں چلا تو ناگہاں میں نے ایک چرواہا دیکھا جو اپنی بکریاں ہانکتا تھا تو میں نے کہا کہ تو کن لوگوں میں سے ہے یعنی تو کس کا نوکر ہے اس نے کہا کہ ایک قریشی مرد کا سو اس نے اس کا نام لیا تو میں نے اس کو پہچانا سو میں نے کہا کہ کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے اس نے کہا کہ ہاں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو میرے واسطے دودھ دوہتا ہے یعنی کیا تجھ کو اپنے مالک کی طرف مسافر کے واسطے سے دودھ دوہنے کی اجازت ہے اس نے کہا کہ ہاں سو میں نے اس کو حکم کیا سو وہ ایک بکری کے پیچھے بیٹھا پھر میں نے اس کو حکم کیا کہ اس کے تھن گرد سے جھاڑے پھر میں نے اس کو حکم کیا کہ اپنے دونوں ہاتھ جھاڑے پس کیا اس طرح کہ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا پھر اس نے بقدر ایک پیالے کے یا تھوڑا سا دودھ دوہا اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پانی کا ایک برتن ساتھ لیا ہوا جس کے منہ پر کپڑے کا ایک ٹکڑا تھا سو میں نے پانی کو دودھ پر ڈالا یہاں تک کہ اس کا برتن ٹھنڈا ہوا پھر میں اس کو لے کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پی لیجیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا یہاں تک کہ میں راضی ہوا۔

فائدہ: یہ باب پہلے باب سے بجائے فصل کے ہے اور غرض اس حدیث سے اس جگہ پینا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہے دودھ کو جو چرواہے کے ساتھ تھے اور نہیں اس میں مناسبت ظاہر واسطے حدیث لقطہ کے لیکن ابن منیر نے کہا کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے بابوں لقطہ کے یہ ہے کہ یہ دودھ اس جگہ بیچ حکم ضائع کے ہے اس واسطے کہ بکریوں کے ساتھ جنگل میں سوائے ایک چرواہے کے اور کوئی نہیں پس جو پینے سے زیادہ ہو وہ ہلاک ہونے والا ہے پس وہ مانند کوڑے کی ہے جس کا اٹھانا درست ہے اور اس کا تکلف پوشیدہ نہیں (فتح) یعنی وجہ مناسبت کی ٹھیک نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْمَظَالِمِ وَالْقِصَاصِ

کتاب ہے ظلموں اور قصاص کے بیان میں

فائدہ: ظلم رکھنا چیز کا ہے بیچ غیر جگہ شرعی کے اور غصب چھینا مال کا غیر کا ہے ناحق۔

بَابٌ فِي الْمَظَالِمِ وَالْغَصْبِ

باب ہے بیچ بیان ظلموں اور غصب کے

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُوْنَ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْأَبْصَارُ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُؤُوْسِهِمْ﴾ رَافِعِيْ رُؤُوْسِهِمُ الْمُقْنِعُ وَالْمُقْمِحُ وَاحِدٌ وَّقَالَ مُجَاهِدٌ مُهْطِعِيْنَ مُدِيْمِي النَّظَرِ وَيُقَالُ مُسْرِعِيْنَ ﴿لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ﴾ يَعْنِيْ جُوْفًا لَّا عُقُوْلَ لَهُمْ ﴿وَأَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلٰى أَجَلٍ قَرِيْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ أَوَلَمْ تَكُوْنُوْا أَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسَاكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ وَقَدْ مَكَرُوْا

اور بیان اس آیت کا مت کر اللہ کو بے خبر ان کاموں میں جو کرتے ہیں بے انصاف ان کو تو چھوڑ رکھتا ہے اس دن پر جس دن میں اوپر لگ جائیں گی آنکھیں یعنی جس دن دہشت سے کوئی آنکھ نہ مار سکے گا دوڑتے ہوں گے اوپر اٹھائے اپنے سر اور مقنع اور مقمح کے ایک معنی ہیں اور مجاہد نے کہا کہ مھطعین کے معنی یہ ہیں کہ ہمیشہ دیکھتے ہوں گے اور اس کے غیر نے کہا کہ جلدی کرتے ہوں گے، ان کی آنکھ ان کی طرف نہیں پھرے گی یعنی نیچے دیکھنے کی فرصت نہیں ہوگی اور ان کے دل خالی ہوں گے یعنی خالی ہوں گے ان کے واسطے عقل نہیں ہوگی یعنی نہایت دہشت کے سبب ان کے عقل دور ہو جائیں گے اور ڈرا لوگوں کو اس دن سے کہ آئے گا ان کو عذاب بہت کہیں گے بے انصاف اے رب ہمارے ہم کو فرصت دے تھوڑی مدت کہ ہم مانیں تیرا بلانا اور ساتھ ہوں رسولوں کے کیا نہیں تھے تم قسمیں کھاتے اس سے پہلے کہ نہیں ہے تمہارے واسطے زوال اور تم رہے

مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ﴾.

گھروں میں ان لوگوں کے جنہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر اور واضح ہو گیا واسطے تمہارے کہ کیسا کیا ہم نے ساتھ ان کے اور ہم نے بیان کیں تمہارے لیے مثالیں یقینا انہوں نے چلیں اپنی چالیں اور اللہ کے پاس علم ہے ان کی چالوں کا اور نہیں تھیں ان کی چالیں ایسی کہ ٹل جائیں ان سے پہاڑ پس ہرگز نہ خیال کر اللہ کو وعدہ خلافی کرنے والا اپنے رسولوں سے بے شک اللہ غالب اور بدلہ لینے والا ہے۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ظلم کرنے سے بہت بڑا عذاب ہے اور غصب بھی ایک قسم ہے ظلم سے۔

بَابُ قِصَاصِ الْمَظَالِمِ

ظلموں کے بدلے کا بیان یعنی قیامت کے دن ان کی کیا سزا ہے؟

۲۲۶۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ حُبِسُوْا بِقَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيَتَقَاصُّوْنَ مَظَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى إِذَا نُقُّوْا وَهُذِّبُوْا أُذِنَ لَهُمْ بِدُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَأَحَدُهُمْ بِمَسْكَنِهٖ فِي الْجَنَّةِ أَدَلُّ بِمَنْزِلِهٖ كَانَ فِي الدُّنْيَا وَقَالَ يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ.

۲۲۶۰۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان یعنی بعض آگ سے خلاص ہوں گے تو روکے جائیں گے پل پر کہ بہشت اور دوزخ کے درمیان ہے پس بدلہ لیا جائے گا ان سے ظلموں کا کہ تھے درمیان ان کے دنیا میں یعنی ان کے ظلموں کو تلاش کر کے بعض کو بعض کے ساتھ ساقط کیا جائے گا یا تو ظالم سے بقدر ظلم کے مظلوم کا نیکیاں دلائی جائیں گی یا مظلوم کے گناہ اس پر ڈالے جائیں گے یہاں تک کہ جب گناہ سے صاف ہو جائیں گے تو ان کو بہشت میں آنے کی اجازت دی جائے گی، پس قسم ہے اس کی جس کے قابو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ البتہ کوئی ان میں سے ساتھ گھر اپنے کے بہشت میں البتہ زیادہ تر راہ پانے والا ہو گا ساتھ جگہ اپنی کے کہ دنیا میں تھی یعنی جیسا کہ دنیا میں ہر کوئی اپنے گھر کو پہچانتا ہے بہشتی لوگ بہشت میں اپنے گھر کو اس سے زیادہ پہچانیں گے اور

جب پہلے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے تو خود بخود اپنے اپنے گھر میں چلے جائیں گے کسی کے بتلانے کی حاجت نہ ہوگی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن ظلموں کا بدلہ لیا جائے گا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ﴾

یعنی بیان ہے اس آیت کا کہ خبردار ہو لعنت ہے اللہ کی ظالموں پر

۲۲۶۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ قَتَادَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيِّ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِيْ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا آخِذٌ بِيَدِهِ إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّجْوٰى فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتُرُهُ فَيَقُوْلُ أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ أَيْ رَبِّ حَتّٰى إِذَا قَرَّرَهُ بِذُنُوْبِهِ وَرَاٰى فِيْ نَفْسِهِ أَنَّهُ هَلَكَ قَالَ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطٰى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ وَأَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَيَقُوْلُ الْأَشْهَادُ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ.

۲۲۶۱۔ صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑے اس کے ساتھ چلتا تھا کہ ناگہاں ایک مرد سامنے آیا تو اس نے کہا کہ تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کے باب میں کس طرح سنا ہے یعنی جو سرگوشی کہ قیامت کے دن بندے اور اللہ کے درمیان ہوگی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ ایمان دار کو نزدیک کرے گا یعنی قیامت میں پھر اس کو اپنی رحمت کے سائے سے چھپا لے گا اور فرمائے گا کیا تو اپنا فلانا گناہ پہچانتا ہے اپنا فلانا گناہ پہچانتا ہے سو مسلمان کہے گا کہ ہاں میرے رب یاد ہے یہاں تک کہ اس کے گناہ اس سے قبول کرا دے گا اور وہ اپنے جی میں جانے گا کہ اب میں ہلاک ہوا اللہ فرمائے گا کہ تیرے گناہ ہم نے دنیا میں چھپائے ہم آج بھی ان کو بخشتے ہیں پھر نیکیوں کا اعمال نامہ اس کو دیا جائے گا اور کافر اور منافق جو فقط زبانی مسلمان ہے سو ان کے گواہ یعنی پیغمبر اور فرشتے ان کو کہیں گے کہ یہ لوگ ہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھتے تھے جان لو کہ اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے کی اس حدیث کی ابواب الغصب میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ عموم قول اللہ کا اس جگہ کہ ہم آج بھی ان کو بخشتے ہیں مخصوص ہے ساتھ حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کے جو پہلے باب میں گزر چکی ہے یعنی ظلم نہیں بخشا جائے گا۔ (فتح)

بَابٌ لَا يَظْلِمُ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ وَلَا

نہ ظلم کرے ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر اور نہ ڈالے

يُسْلِمُهُ

اس کو ہلاکی میں

٢٢٦٢۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٢٢٦٢۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو ہلاکی میں ڈالے اور جو اپنے بھائی مسلمان کی حاجت روائی میں ہو اللہ اس کی مدد میں ہوتا ہے اور جو کسی مسلمان کی مشکل آسان کر دے تو اللہ اس کی مشکل آسان کرے گا قیامت کی مشکلوں سے اور جو مسلمان کے عیب چھپائے اللہ اس کے عیب قیامت میں چھپائے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مسلمان بھائی ہے مسلمان کا تو یہ برادری اسلام کی ہے اور مشترک ہے اس میں غلام اور آزاد اور بالغ اور ممیز اور یہ جو کہا کہ اس کو ہلاکت میں نہ ڈالے تو یہ خبر ساتھ معنی امر کے ہے اس واسطے کہ مسلمان کو مسلمان پر ظلم کرنا حرام ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو ہلاکی میں نہ ڈالے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ چھوڑے اس کو ساتھ اس کے کہ اس کو ایذا دے یا اس چیز میں کہ اس کو ایذا دے بلکہ اس کی مدد کرے اور اس کی ایذا دور کرے اور یہ خاص تر ترک ظلم سے ہے اور کبھی یہ واجب ہوتا ہے اور کبھی مستحب باعتبار اختلاف احوال کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ چھوڑے اس کو مصیبت میں کہ اس پر اترے اور نہ حقیر جانے اس کو اور یہ جو کہا کہ جو کسی مسلمان کے عیب چھپائے الخ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر اس کو کسی برے کام پر دیکھے تو اس کو لوگوں میں ظاہر نہ کرے اور نہیں ہے اس میں وہ چیز کہ تقاضا کرے ترک انکار کو اوپر اس کے بیچ اس چیز کے کہ دونوں کے درمیان ہے اور حمل کیا جائے گا امر بیچ جائز ہونے شہادت کے اوپر اس کے ساتھ اس حالت کے جب کہ اس پر انکار کرے اور اس کو نصیحت کرے اور وہ اپنے برے کام سے باز نہ آئے پھر اس کو لوگوں میں ظاہر کرے جیسا کہ وہ مأمور ہے ساتھ ستر کرنے کے جب کہ واقع ہو اس سے کوئی چیز اور اگر متوجہ وہ طرف حاکم کی اور اقرار کرے تو یہ منع نہیں اور مجھ کو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ عیب چھپانے کی جگہ اس گناہ میں ہے جو گزر چکا ہو اور انکار کی جگہ اس گناہ میں ہے کہ جس میں بالفعل مبتلا ہو پس واجب ہے انکار اوپر اس کے اور نہیں تو لے جائیں اس کو طرف حاکم کی اور یہ غیبت حرام میں سے نہیں بلکہ خیر خواہی واجب سے ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف ترک غیبت کی اس واسطے کہ جو اپنے بھائی کے

گناہ ظاہر کرے اس نے اس کا عیب نہ چھپایا اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اوپر مدد کرنے کے آپس میں اور اچھا کرنے معاشرت اور الفت کے اور یہ کہ سزا واقع ہوتی ہے جنس طاعات سے اور یہ کہ جو قسم کھائے کہ فلانا اس کا بھائی ہے اور مراد اسلام کی برادری ہو تو حانث نہیں ہوتا۔ (فتح)

بَابُ أَعِنْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا — مدد کر اپنے بھائی مسلمان کی ظالم ہو یا مظلوم

فائدہ: ترجمہ میں اعانت کا لفظ ہے اور حدیث میں نصرت کا تو اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں انصر کی جگہ اعن کا لفظ آ چکا ہے جیسا کہ ابن عدی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ (فتح)

٢٢٦٣ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ وَحُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا.

۲۲۶۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدد کر اپنے بھائی مسلمان کی ظالم ہو یا مظلوم۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مدد کروں گا جب کہ مظلوم ہوگا بھلا یہ تو بتلایئے اگر وہ ظالم ہو تو اس کی مدد کیونکر کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ظلم سے روک یہی اس کی مددگاری ہے۔ (فتح)

٢٢٦٤ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ هٰذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا قَالَ تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ.

۲۲۶۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدد کر اپنے بھائی کی ظالم ہو یا مظلوم تو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مدد کروں گا اس کی حالت مظلوم ہونے میں پس کیوں کر مدد کروں اس کی اس حال میں کہ ظالم ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس کے ہاتھ کو پکڑے یعنی اس کو فعل کے ساتھ ظلم سے اول اگر نہ باز رہے قول سے۔

بَابُ نَصْرِ الْمَظْلُوْمِ — مظلوم کی مدد کرنے کا بیان

فائدہ: یہ فرض کفایہ ہے اور وہ عام ہے سب مظلوموں میں اور اسی طرح مدد کرنے والوں میں اس بنا پر کہ فرض کفایہ کے ساتھ سب مخاطب ہیں اور یہی راجح ہے اور معین ہوتی ہے کبھی مدد کرنی اس شخص پر جس کو اس پر قدرت ہو تنہا جب کہ نہ مرتب ہو اس کے انکار پر مفسدہ زیادہ تر مفسدی منکر کے سے اور اگر جانے یا اس کو غالب گمان ہو کہ انکار کچھ فائدہ نہ دے گا تو وجوب ساقط ہو جاتا ہے اور باقی رہتا ہے اصل استحباب ساتھ شرط مذکور کے اور اگر

دونوں مفسدی برابر ہوں تو مختار ہے اور شرط ناصر کی یہ ہے کہ وہ عالم ساتھ ہونے فعل کے ظلم اور واقع ہو مدد ساتھ واقع ہونے ظلم کے اور وہ اس وقت حقیقت ہے اور کبھی واقع ہوتی ہے مدد پہلے واقع ہونے ظلم کے مانند اس شخص کی جو چھوڑا دے ایک آدمی کو دوسرے آدمی کے ہاتھ سے مطالبہ کرے اس سے مال کا ساتھ ظلم کے اور جھڑکے اس کو اگر نہ خرچ کرے مال کو اور کبھی اس کے بعد واقع ہوتی ہے اور یہ بہت ہے۔(فتح)

٢٢٦٥۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدٍ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَّنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ فَذَكَرَ عِيَادَةَ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعَ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيْتَ الْعَاطِسِ وَرَدَّ السَّلَامِ وَنَصْرَ الْمَظْلُوْمِ وَإِجَابَةَ الدَّاعِيْ وَإِبْرَارَ الْمُقْسِمِ.

٢٢٦٥۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات چیزوں کا حکم کیا اور سات چیزوں سے منع کیا پس ذکر کیا بیمار پرسی کو اور جنازے کے ساتھ جانے کو اور چھینکنے والے کے جواب دینے کو اور سلام کے جواب کو اور مظلوم کی مدد کرنے کو اور دعوت کو قبول کرنے کو اور قسم دینے والے کو قسم پورا کرنے کو یعنی اگر وہ کسی کو کسی مباح کام کے کرنے کی قسم دے تو چاہیے کہ اس کو پورا کرے۔

فائدہ: اور مقصود اس حدیث سے اس جگہ یہ لفظ ہے کہ مظلوم کی مدد کرے۔(فتح)

٢٢٦٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا وَّشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ

٢٢٦٦۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے حق میں ایسا ہے جیسے عمارت کی بنیاد کہ اس کا ایک دوسرے کو مضبوط کیے رکھتا ہے اور اپنی انگلیوں کا قینچی کیا۔

بَابُ الْاِنْتِصَارِ مِنَ الظَّالِمِ

ظالم سے بدلہ لینے کا بیان

لِقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا وَالَّذِيْنَ إِذَآ أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ﴾.

یعنی واسطے اس آیت کے کہ اللہ کو خوش نہیں آتا بری بات کا پکارنا مگر جس پر ظلم ہوا ہو اور اللہ ہے سنتا جانتا یعنی اور وہ لوگ جب پہنچتی ہے ان کو سرکشی یعنی ان پر ظلم ہوتا ہے تو بدلہ لیتے ہیں۔

فائدہ: لیکن پہلی آیت پس روایت کی طبری نے سدی کے طریق سے الا من ظلم کی تفسیر میں یعنی مگر بدلہ لے ساتھ مثل اس چیز کے کہ اس پر ظلم ہوا تو اس پر ملامت نہیں اور مجاہد سے روایت ہے الا من ظلم کی تفسیر میں کہ پس

بدلہ لے کہ تحقیق جائز ہے اس کو یہ کہ بری بات کو پکار کر کہے اور نیز اس سے روایت ہے کہ یہ آیت ایک مرد کے حق میں اتری جو ایک قوم میں اترا سو انہوں نے اس کی ضیافت نہ کی تو اس کو اجازت ہوئی کہ ان کی شکایت کرے میں کہتا ہوں کہ نازل ہونا اس کا ایک خاص معین واقع میں نہیں منع کرتا حمل کرنے اس کے کو اس کے عموم پر اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ساتھ جہر من القول کے دعا ہے پس مظلوم کو اجازت ہے کہ ظالم پر بد دعا کرے اور اوپر دوسری آیت سو وہ بھی طبری نے سدی کے طریق سے روایت کی ہے هم ینتصرون کی تفسیر میں یعنی وہ بدلہ لیتے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے ان پر ظلم کیا بغیر اس کے کہ زیادتی کریں۔ (فتح)

قَالَ إِبْرَاهِيمُ كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ أَنْ يُّسْتَذَلُّوْا فَإِذَا قَدَرُوْا عَفَوْا.

اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ تھے مکروہ رکھتے اصحاب اس بات کو کہ ذلیل ہوں یعنی کوئی ان کو ذلیل کرے پس پھر جب بدلے لینے پر قادر ہوتے تھے تو معاف کر دیتے تھے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ معاف کرنا بہتر ہے۔

بَابُ عَفْوِ الْمَظْلُوْمِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿إِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا أَوْ تُخْفُوْهُ أَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا﴾ ﴿وَجَزَآءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِيْنَ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَأُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ إِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ وَّلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ وَتَرَى الظَّالِمِيْنَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ إِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ﴾.

باب ہے بیچ بیان معاف کرنے مظلوم کے ظالم کو یعنی واسطے دلیل اس آیت کے کہ اگر تم ظاہر کرو کچھ بھلائی یا اس کو چھپاؤ یا معاف کرو برائی کو تو اللہ بھی معاف کرنے والا ہے مقدور رکھتا ہے' اور بدلہ برائی کا برائی ہے مانند اس کی اور جو معاف کرے اور سنوارے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا ظالموں کو اور البتہ جو بدلہ لے مظلوم ہونے کے بعد تو ایسے لوگ نہیں ہے ان پر کوئی راستہ یعنی الزام، یہ راستہ تو اوپر ان لوگوں کے ہے جو ظلم کرتے ہیں لوگوں پر اور بغاوت کرتے ہیں زمین میں ناحق یہی لوگ کہ ہے ان کے لیے دردناک عذاب اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کیا بے شک یہ یقیناً بری ہمت کے کاموں میں سے ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو نہیں ہے اس کے لیے کوئی چارہ ساز اس کے بعد اور تو دیکھے گا ظالموں کو جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو کہیں گے کیا واپس

لوٹنے کی کوئی راہ ہے یعنی اب دوبارہ دنیا میں بھیجا جا سکتا ہے۔

فائدہ: گویا یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ روایت کی ہے طبری نے سدی سے بیچ تفسیر آیت او تعفوا عن سوء کے کہ مراد سوء سے ظلم ہے اور روایت کی ابن ابی حاتم نے سدی سے بیچ تفسیر آیت جزاء سیئة سیئة کے کہ اگر کوئی تجھ کو گالی دے سو گالی دے تو اس کو مانند اس کے بغیر اس کے کہ تجاوز کرے تو اور جو معاف کرے تو اس کو بدلہ اللہ پر ہے اور حسن سے روایت ہے کہ اگر کوئی کسی کو گالی دے تو اس کو اجازت ہے کہ اس کو گالی دے۔ (فتح)

بَابُ الظُّلْمِ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ظلم سیاہیاں ہوں گی قیامت کے دن

۲۲۶۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ الْمَاجِشُوْنُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ

۲۲۶۷۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم اور ستم سیاہیاں ہوں گی قیامت کے دن یعنی ظلم کے سبب سے ظالم کے آگے اندھیرے پر اندھیرا ہوگا۔

بَابُ الْاِتِّقَآءِ وَالْحَذَرِ مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ

مظلوم کی بددعا سے بچنا اور ڈرنا

۲۲۶۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمَكِّيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِيْ مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ.

۲۲۶۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا سو فرمایا کہ ڈرا کرو مظلوم کی بددعا سے سو بات یوں ہے کہ مظلوم کی دعا میں اور اللہ میں کچھ آڑ نہیں یعنی مظلوم کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے کسی پر ظلم نہ کرنا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلِمَةٌ عِنْدَ الرَّجُلِ فَحَلَّلَهَا لَهُ هَلْ يُبَيِّنُ مَظْلِمَتَهُ

اگر کسی کے واسطے کسی کے پاس کچھ مظلمہ ہو اور وہ اس کو معاف کر دے تو کیا وہ اپنے ظلم کو بیان کرے یا نہیں

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف اختلاف کی بیچ صحت معاف کرنے ظلم مجہول کے اور اطلاق حدیث کا قوی کرتا ہے

اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مجہول چیز کا معاف کرنا درست ہے اور اس کے بعد باب باندھا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ جب معاف کرے اس کو اور نہ بیان کرے کہ وہ کہتا ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ مجمل کا معاف کرنا بھی درست ہے اور گمان کیا ابن بطال نے کہ باب کی حدیث میں حجت ہے واسطے شرط ہونے تعیین کے یعنی معاف کرنے کے وقت شرط ہے معین کرنا اس چیز کا کہ جس کو معاف کرتا ہے یعنی کہے کہ فلان قصور یا اتنا قصور معاف کرتا ہوں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مظلمۃ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ اس کی مقدار معلوم ہو جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور نہیں پوشیدہ ہے وہ چیز کہ اس میں ہے شبہ سے اور ابن منیر نے کہا کہ حدیث میں جو تقدیر واقع ہوئی ہے کہ بدلہ لیا جائے گا ظالم سے واسطے مظلوم کے یہاں تک کہ لے گا اس سے بقدر حق اپنے کے اور اس پر سب کا اتفاق ہے اور اختلاف تو اس میں ہے جب کہ ساقط کرے مظلوم حق اپنا دنیا میں کہ کیا شرط ہے یہ کہ پہچانے مقدار اس کے یا نہیں اور حدیث مطلق ہے اس میں کسی بات کی قید نہیں ہاں قائم ہوا ہے اجماع اوپر صحت معاف کرنے کے چیز معین اور معلوم سے پس اگر چیز معلوم ہو تو صحیح ہے ہبہ اس کا سوائے ابراء کے اس سے۔ (فتح)

۲۲۶۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلِمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ إِنَّمَا سُمِّيَ الْمَقْبُرِيَّ لِأَنَّهُ كَانَ نَزَلَ نَاحِيَةَ الْمَقَابِرِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَسَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ هُوَ مَوْلَى بَنِي لَيْثٍ وَهُوَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ وَاسْمُ أَبِي سَعِيدٍ كَيْسَانُ.

۲۲۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس پر کوئی مظلمہ ہو اپنے بھائی مسلمان کا خواہ اس کی آبرو کا ہو یا کسی اور چیز کا یعنی جان و مال کا تو چاہیے کہ آج اس سے بخشا لے اس دن سے پہلے کہ جس دن نہ اشرفی پاس ہو گی اور نہ روپیہ یعنی دن قیامت کے اگر ظالم کے کچھ نیک کام ہوں گے تو بقدر ظلم کے اس سے لے کر مظلوم کو دلائے جائیں گے اور اگر ظالم کے نیک عمل کچھ بھی نہ ہوں گے تو مظلوم کے گناہ لے کر ظالم پر لادے جائیں گے امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ اسمعیل کا نام مقبری اس واسطے رکھا گیا کہ وہ قبروں کے کونے میں اترا کرتا تھا۔

فائدہ: اور مسلم کی اس حدیث کے معنی کو روایت کیا ہے اور اس کی چال اس سے زیادہ تر واضح ہے اور اس کے

لفظ یہ ہیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے فرمایا البتہ میری امت میں حقیقت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن آئے نماز اور روزہ اور زکوۃ لے کر اور حالانکہ اس کو گالی دی اور اس کو حرام کاری کا عیب لگایا اور اس کا مال کھایا اور اس کی خون ریزی کی سو اس کی نیکیوں سے اس مظلوم کو دلایا جائے گا سو اگر قصور ادا ہونے کے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو چکیں گی تو ان مظلوموں کے گناہ لے کر اس ظالم پر ڈالے جائیں گے پھر وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا اور نہیں تعارض درمیان اس کے اور درمیان اس آیت کے کہ نہ اٹھائے گا کوئی جی بوجھ دوسرے کا اس واسطے کہ وہ تو صرف اپنے ہی فعل اور ظلم کے سبب سے عذاب کیا جائے گا اور بغیر اپنے گناہ کے عذاب نہ کیا جائے گا بلکہ اپنے قصور سے پس مقابلہ کی گئیں نیکیاں ساتھ بدیوں کے اس بنا پر کہ اللہ کا عدل اس کو چاہتا ہے۔(فتح)

بَابُ، إِذَا حَلَّلَهُ مِنْ ظُلْمِهِ فَلَا رُجُوعَ فِيْهِ

جب مظلوم ظالم کو اپنے ظلم سے معاف کر دے تو پھر اس میں رجوع نہیں

فائدہ: یعنی وہ ظلم کہ معلوم ہو نزدیک اس کے جو اس کو شرط کرتا ہے یا مجہول ہو نزدیک اس کے جو اس کو جائز رکھتا ہے اور وہ گزرے ہوئے گناہوں میں بالاتفاق جائز ہے اور آئندہ گناہوں میں اختلاف ہے۔(فتح)

۲۲۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ قَالَتِ الرَّجُلُ تَكُوْنُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْثِرٍ مِنْهَا يُرِيْدُ أَنْ يُّفَارِقَهَا فَتَقُوْلُ أَجْعَلُكَ مِنْ شَأْنِيْ فِيْ حِلٍّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِيْ ذٰلِكَ.

۲۲۷۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر ایک عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے اور منہ پھیرنے سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک مرد کے پاس عورت ہوتی ہے کہ اس سے زیادہ صحبت نہیں رکھتا یعنی واسطے بوڑھی ہونے عورت کے یا بدخلقی وغیرہ کے ارادہ کرتا ہے یہ کہ اس سے جدا ہو تو عورت کہتی ہے کہ میں تجھ کو اپنے حال سے حل میں کرتی ہوں یعنی میں زوجیت کے سب حق تجھ کو معاف کرتی ہوں یا اپنی باری معاف کرتی ہوں اور مجھ کو طلاق نہ دے سو یہ آیت اس باب میں اتری۔

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی واسطے ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ خلع عقد لازم ہے پس نہیں صحیح ہے رجوع کرنا بیچ اس کے اور ملحق ہوگا ساتھ اس کے ہر عقد لازم اس طرح کہا ہے کرمانی نے اور وہم کیا اس نے اور مورد آیت اور حدیث کا تو اس کے حق میں ہے جو اپنا قسمت یعنی باری سے ساقط کرے یعنی خاوند کو کہے کہ میں نے اپنی باری تجھ کو چھوڑی اور نہیں ہے خلع سے کسی چیز میں یعنی اس آیت کو خلع سے کچھ تعلق نہیں پس اسی واسطے واقع ہوا شبہ پس

کہا داؤدی نے کہ حدیث باب کے مطابق نہیں اور ابن منیر نے اس کی یہ توجیہ بیان کی ہے کہ ترجمہ شامل ہے اسقاط حق کو قصور گذشتہ سے اور آیت کا مضمون آئندہ حق کا معاف کرنا ہے تا کہ نہ ہو عدم وفا ساتھ اس کے ظلم واسطے ساقط ہونے اس کے کے ابن منیر نے کہا کہ لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے باریک بینی کی ہے استدلال میں پس گویا کہ وہ کہتا ہے کہ جب جاری ہوتا ہے ساقط کرنا حق متوقع میں یعنی آئندہ میں تو حق محقق یعنی ماضی میں بطریق اولیٰ جاری ہوگا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَذِنَ لَهُ أَوْ أَحَلَّهُ وَلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ هُوَ.

جب اس کو اجازت دے یا معاف کرے اور نہ بیان کرے کہ کتنا ہے یعنی معاف کی ہوئی چیز کا اندازہ بیان نہ کرے کہ کس قدر معاف کی۔

٢٢٧١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِيْنِهِ غُلَامٌ وَّعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ أُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا أُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ أَحَدًا قَالَ فَتَلَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِهِ.

٢٢٧١- سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شربت لایا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف ایک لڑکا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف بوڑھے لوگ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو اجازت دیتا ہے کہ میں یہ پیالہ بوڑھوں کو دوں لڑکے نے کہا کہ نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے جوٹھے کے ساتھ اپنے اوپر کسی کو مقدم نہیں کروں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ اس کے ہاتھ میں دیا۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الشرب میں پہلے گزر چکی ہے اور اس کی شرح اور مطابقت کتاب الاشربہ میں آئے گی اور ابن تین پر اس کی مطابقت کی وجہ پوشیدہ رہی پس وہ اس سے منکر ہوا۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ ظَلَمَ شَيْئًا مِّنَ الْأَرْضِ

جو ظلم سے کسی کی زمین کو چھین لے اس کے گناہ کا بیان

فائدہ: گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف توجیہ تصویر غصب زمین برخلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ یہ ممکن نہیں یعنی زمین کا چھین لینا ممکن ہے۔

٢٢٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ طَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَمْرِو بْنِ سَهْلٍ

٢٢٧٢- سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ظلم سے کچھ زمین چھین لے گا تو اس کے گلے میں سات طبق زمین کا طوق ڈالا جائے گا۔

أَخْبَرَهُ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِيْنَ.

٢٢٧٣۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أُنَاسٍ خُصُوْمَةٌ فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ يَا أَبَا سَلَمَةَ اجْتَنِبِ الْأَرْضَ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِّنَ الْأَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِيْنَ.

۲۲۷۳۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کے اور کچھ لوگوں کے درمیان جھگڑا تھا تو یہ جھگڑا عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا گیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بچ زمین سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ظلم سے بالشت بھر زمین کسی کی چھین لے گا تو اس کے گلے میں سات طبق زمین کا طوق ڈالا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث میں بالشت بھر زمین کو ذکر کیا تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ وعید میں تھوڑی اور بہت زمین سب برابر ہے خطابی نے کہا کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے گلے میں سات طبق زمین کا طوق ڈالا جائے گا تو اس کے معنی دو طور سے ہیں ایک یہ کہ جس قدر زمین ظلم سے چھین لے گا قیامت کے دن اس کے اٹھانے کی اس کو تکلیف دی جائے گی کہ اس کو اٹھا کر میدان محشر میں لے جائے اور ہو گی وہ زمین مانند طوق کی اس کے گلے میں نہ یہ کہ وہ حقیقتاً طوق ہو گا اور دوسرے یہ معنی ہیں کہ وہ ظالم زمین میں سات طبق دھنسایا جائے گا تو اس حالت میں ہر زمین اس کے گلے میں مثل طوق کے ہو جائے گی اور تیسری حدیث باب کی اس کی تائید کرتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے مانند پہلی وجہ کے ہیں لیکن بعد اس کے کہ سب کو اٹھائے گا وہ سب اس کے گلے میں طوق گردانی جائے گی اور اس کی گردن کی مقدار بڑی ہو جائے گی یہاں تک کہ اس کو سمائے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ کافر کا بدن بہت موٹا ہو جائے گا اور ابن حبان وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بالشت بھر زمین کسی کی ظلم سے چھین لے گا تو اللہ اس کو بزور حکم کرے گا کہ اس زمین کو سات طبق تک کھودے پھر قیامت کے دن اس کے گلے میں اس کا طوق ڈالا جائے گا یہاں تک کہ حساب سے فراغت ہو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس کو تکلیف دی جائے گی کہ اس کو طوق بنائے اور وہ اس کو بنا نہ سکے گا پس عذاب کیا جائے گا ساتھ اس کے جیسا

کہ آیا ہے کہ جو اپنی خواب میں جھوٹ بولے تو اس کو تکلیف دی جائے گی کہ دو جو کے درمیان گرہ دے اور یہ چوتھی وجہ ہے اور پانچویں وجہ یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد طوق سے گناہ کا طوق ہو اور مراد یہ ہے کہ ظلم مذکور اس کے گلے میں لازم ہے یعنی اس کا گناہ لازم ہے اور ساتھ پہلی وجہ کے جزم کیا ہے ابو الفتح قشیری نے اور بغوی نے کہا کہ صحیح ہے اور احتمال ہے کہ منقسم ہوں یہ صفتیں واسطے صاحب اس قصور کے یعنی ان سب قسموں کے ساتھ اس کو عذاب کیا جائے گا یا منقسم ہوں اصحاب اس قصور کے پس بعض کو کسی طرح سے عذاب کیا جائے گا اور بعض کو کسی طرح سے باعتبار قوت ظلم اور ضعف اس کے کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظلم اور غصب حرام ہے اور اس کا بڑا عذاب ہے اور یہ کہ ممکن ہے چھیننا زمین کا اور یہ کہ وہ کبیرہ ہے یہ بات قرطبی نے کہی اور گویا کہ اس نے تفریع کیا اس کو اس پر کہ کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر وعید وارد ہوا اور یہ کہ جو زمین کا مالک ہو وہ مالک ہوتا ہے نیچے اس کے کا انتہائے زمین تک اور اس کو جائز ہے کہ منع کرے اس کو جو اس میں گڑھا یا کنواں کھودے بغیر رضا مندی اس کی کے اور یہ کہ جو زمین کے ظاہر کا مالک ہو وہ اس کے اندر کا بھی مالک ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے پتھروں ثابتہ اور مکانوں اور کھانوں وغیرہ سے اور یہ کہ اس کو جائز ہے کہ کھودے اس کو یہاں تک چاہے جب تک کہ اس کے ہمسائے کو ضرر نہ ہو اور یہ کہ ساتوں زمین آپس میں جڑی ہوئی ہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں اس واسطے کہ اگر جدا جدا ہوتیں تو البتہ کافی ہوتا چھیننے والے کے حق میں طوق ڈالنا اس زمین کا کہ اس نے چھینی واسطے جدا ہونے اس کے کے نیچے کی زمین سے اور یہ کہ ساتوں زمینیں طبق ہیں مانند آسمانوں کے یعنی ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں اور یہی ہے ظاہر اس آیت سے ومن الارض مثلھن یعنی پیدا کیا زمین سے مثل ان کی برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ مراد سات زمینوں سے ہفت اقلیم ہے اس واسطے کہ اگر اسی طرح ہوتا تو نہ طوق ڈالا جاتا غاصب کے گلے میں بالشت بھر اور اقلیم سے یعنی حالانکہ حدیث میں ہے کہ ہر زمین سے بالشت بھر اس کے گلے میں ڈالی جائے گی۔ (فتح)

٢٢٧٤۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلٰى سَبْعِ أَرَضِيْنَ.
قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا الْحَدِيْثُ لَيْسَ بِخُرَاسَانَ فِيْ كُتُبِ ابْنِ الْمُبَارَكِ إِنَّمَا

٢٢٧٤۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی کی کچھ زمین ناحق چھین لے گا تو قیامت کے دن ساتوں زمین تک دھنسایا جائے گا ابو عبداللہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث ابن المبارک کی کتابوں میں خراسان میں نہیں ہے سوائے اس کے نہیں کہ وہ بصرہ میں ان پر لکھی گئی ہے۔

أُمْلِيَ عَلَيْهِمْ بِالْبَصْرَةِ.

بَابٌ إِذَا أَذِنَ إِنْسَانٌ لِآخَرَ شَيْئًا جَازَ

جب کوئی آدمی دوسرے کے واسطے کسی چیز کے اجازت دے تو جائز ہے

۲۲۷۵۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فِي بَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَمُرُّ بِنَا فَيَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْإِقْرَانِ إِلَّا أَنْ يَّسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ أَخَاهُ.

۲۲۷۵۔ جبلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم مدینے میں بیچ ایک گروہ اہل عراق کے سو ہم کو قحط پہنچا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہم کو کھانے کے لیے کھجوریں دیتے تھے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرتے تھے پس کہتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دو دو کھجوریں جوڑ کر کھانے سے منع فرمایا مگر یہ کہ اجازت چاہے مرد تم میں سے اپنے بھائی سے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ اگر کئی آدمی اکٹھے کھاتے ہوں تو دو دو کھجوروں کو جوڑ کر نہ کھائے اور اگر ساتھی اس کو اجازت دیں تو جائز ہے اس واسطے کہ وہ ان کا حق ہے پس جائز ہے واسطے ان کے یہ کہ ساقط کریں حق اپنا اور یہ قوی کرتا ہے اس شخص کے مذہب کو جو مجہول چیز کے ہبہ کو جائز رکھتا ہے۔ (فتح)

۲۲۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُوْ شُعَيْبٍ كَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ شُعَيْبٍ اصْنَعْ لِيْ طَعَامَ خَمْسَةٍ لَّعَلِّيْ أَدْعُو النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ وَّأَبْصَرَ فِيْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوْعَ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ لَّمْ يُدْعَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذَا قَدِ اتَّبَعَنَا أَتَأْذَنُ لَهُ قَالَ نَعَمْ.

۲۲۷۶۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد کو ابو شعیب کہا جاتا تھا اس کا ایک غلام قصاب تھا تو ابو شعیب نے اس کو کہا کہ میرے واسطے پانچ آدمی کا کھانا تیار کر شاید کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں اس حال میں کہ پانچویں پانچ کے ہوں یعنی چار آدمی ہوں اور پانچویں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حالانکہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں بھوک دیکھی تھی سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی تو ان کے ساتھ ایک آدمی اور ہو لیا جس کی دعوت نہیں ہوئی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص ہمارے ساتھ چلا آیا ہے کیا تو اس کو اجازت دیتا ہے اس نے کہا کہ ہاں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی دوسرے کسی کو اجازت دے تو جائز ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالٰى ﴿وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ﴾

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ وہ سخت تر جھگڑالو ہے

فائدہ: الالد شدیدلہ کو کہتے ہیں اورلد کے معنی لڑائی کے ہیں یعنی سخت لڑاکا مشتق ہے لدیدین سے اور وہ گردن کی دونوں طرفیں ہیں اور معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ جس طرح سے پکڑا جاتا ہے جھگڑے میں قوی ہوتا ہے اور بعض اس کے کچھ اور معنی کرتے ہیں۔ (فتح)

۲۲۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ.

۲۲۷۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب لوگوں میں زیادہ تر دشمن (ناپسندیدہ) لڑاکا جھگڑالو ہے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَّهُوَ يَعْلَمُهُ

گناہ اس شخص کا جو جھوٹ اور ناحق میں جھگڑے اور حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ میں ناحق پر ہوں۔

۲۲۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّهَا أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَمِعَ خُصُوْمَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَّإِنَّهُ يَأْتِيْنِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُوْنَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَدَقَ فَأَقْضِيَ لَهُ بِذٰلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ فَلْيَتْرُكْهَا.

۲۲۷۸۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑا سنا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف نکلے سو فرمایا کہ میں تو بندہ ہوں اور بے شک میرے پاس جھگڑنے والا آتا ہے اور شاید کہ تم میں بعض آدمی سے بعض خوب تقریر کرتا ہے سو میں گمان کرتا ہوں کہ وہ سچا ہے سو میں اس کے حق میں مقدمہ کو فیصل کرتا ہوں سو جس کے واسطے میں کسی مسلمان کے حق کا حکم کروں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ دوزخ کا ایک ٹکڑا ہے سو خواہ اس کو لے یا چھوڑ دے۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اور اس کی پوری شرح کتاب الاحکام میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا خَاصَمَ فَجَرَ

جب جھگڑا کرے تو برا کہے

فائدہ: یعنی باب ہے بیان میں مذمت اور گناہ اس شخص کے جو جھگڑنے کے وقت برا کہے اور گالی دے۔ (فتح)

۲۲۷۹۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا أَوْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْ أَرْبَعَةٍ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ.

۲۲۷۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چار چیزیں ہیں کہ جس میں وہ چاروں ہوں گی وہ نرا (پکا) منافق ہوگا اور جس میں ایک خصلت ان چاروں سے ہوگی تو اس میں ایک ہی نفاق کی خو (صفت) ہے یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے ایک تو یہ کہ جب بات کہے جھوٹ بولے اور دوسری یہ کہ جب وعدہ کرے تو خلاف کرے تیسری یہ کہ جب قول قرار کرے تو دغا بازی کرے اور جب جھگڑا کرے تو برا کہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قِصَاصِ الْمَظْلُوْمِ إِذَا وَجَدَ مَالَ ظَالِمِهِ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ يُقَاصُّهُ. وَقَرَأَ ﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهِ﴾.

بدلہ لینا مظلوم کا جس کا مال چھینا گیا ہے جب کہ پائے مال ظالم اپنے کا یعنی کیا مظلوم کو بقدر حق اپنے کے ظالم کا مال لینا درست ہے اگرچہ حاکم کا حکم نہ ہو اور یہ مسئلہ مشہور ہے ساتھ مسئلے ظفر کے اور امام بخاری رحمہ اللہ اس کے اختیار کی طرف مائل ہوئے ہیں اس واسطے کہ وارد کیا اثر ابن سیرین کا موافق عادت اپنی کے بیچ ترجیح دینے کے ساتھ آثار کے اور ابن سیرین نے کہا کہ بدلہ لے اس سے اور اس نے یہ آیت پڑھی کہ اگر تم بدلہ لو تو بدلہ لو اس قدر جتنی تم کو تکلیف پہنچی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اگر کوئی تجھ سے کچھ چھین لے تو اس کی مثل لے لے (فتح)

۲۲۸۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآئَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا

۲۲۸۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند عتبہ کی بیٹی حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ بے شک ابوسفیان یعنی اس کا خاوند بخیل مرد ہے یعنی اس قدر خرچ نہیں دیتا کہ مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے تو کیا

سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا فَقَالَ لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُطْعِمِيهِمْ بِالْمَعْرُوفِ

مجھ پر گناہ ہے کہ اس کے مال سے اپنی اولاد کو کھلاؤں یعنی بغیر اس کے کہ اس کو معلوم ہو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ پر گناہ نہیں یہ کہ کھلائے تو ان کو موافق دستور کے یعنی اوسط درجے کا۔

فائدہ: اس حدیث میں اجازت ہے واسطے اس کے ساتھ لینے کے اپنے خاوند کے مال سے بقدر حاجت اپنی کے اور اس کی پوری شرح کتاب النفقات میں آئے گی ابن بطال نے کہا کہ ہند کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جائز ہے حق دار کو یہ کہ لے بقدر حق اپنے کے اس شخص کے مال سے جو نہ پورا دے اس کو حق اس کا یا انکار کرے اس سے۔(فتح)

۲۲۸۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ لَا يَقْرُوْنَنَا فَمَا تَرٰى فِيهِ فَقَالَ لَنَا إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأُمِرَ لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوْا فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلُوْا فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ.

۲۲۸۱۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ ہم کو بھیجتے ہیں سو ہم ایک قوم کے پاس اترتے ہیں جو ہماری مہمانی نہیں کرتے تو آپ ﷺ اس میں کیا فرماتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی قوم کے پاس اترا کرو اور حکم ہو واسطے تمہارے کہ مہمان کو لائق ہے یعنی دستور کے موافق تمہاری مہمانی کریں تو قبول کیا کرو اور اگر ایسا نہ کریں تو لے لیا کرو ان سے حق مہمان کا۔

فائدہ: یعنی بقدر مہمانی کے ان کے مال سے لے لو بغیر ان کی اجازت کے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمان کی ضیافت واجب ہے اور منزل علیہ اگر ضیافت نہ کرے تو اس سے زور اور قہر کے ساتھ لی جائے اور یہی قول ہے لیث کا مطلق اور خاص کیا ہے اس کو احمد نے ساتھ جنگلیوں کے سوائے گاؤں کے اور جمہور کہتے ہیں کہ ضیافت سنت مؤکدہ ہے اور اس باب کی حدیث کے انہوں نے کئی جواب دیے ہیں ایک یہ کہ وہ مضطر پر محمول ہے پھر ان کو اختلاف ہے کہ کیا مضطر کو عوض لازم آتا ہے یا نہیں اور تحقیق گزر چکا ہے بیان اس کا آخر بیان لقطہ میں اور ترمذی رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے کہ یہ محمول ہے اس پر جو حاجت کے وقت کھانا خریدنا چاہے اور کھانے والا نہ دے تو جائز ہے اس کو یہ کہ لے اس سے ساتھ زور کے اور اس کی مانند بعض حدیثوں میں مفسر آ چکا ہے دوسرا یہ کہ اول اسلام میں یہ حکم تھا اس وقت سلوک واجب تھا پھر جب ملک فتح ہوئے تو یہ حکم منسوخ ہوا اور دلالت کرتی ہے اس کے منسوخ ہونے پر یہ حدیث مسلم کی بیچ حق مہمان کے کہ اس کی تکلیف کی ضیافت ایک دن رات ہے اور تکلیف

کی ضیافت بطور احسان کے ہے واجب نہیں اور یہ جواب ضعیف ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد احسان سے پورا کرنا دن رات کا ہو نہ اصل ضیافت اور ایک حدیث میں ہے کہ جو مرد کسی قوم کا مہمان ہو اور وہ صبح تک بھوکا رہے تو واجب ہے مدد اس کی ہر مسلمان پر یہاں تک کہ لے ضیافت اپنی رات کی اس کی کھیتی اور اس کے مال سے روایت کی یہ حدیث ابو داؤد نے اور یہ محمول ہے اس پر کہ جب کوئی چیز نہ پائے تیسرا یہ کہ یہ حکم ان لوگوں کے واسطے خاص ہے جو زکوۃ تحصیل کرنے کے واسطے امام کی طرف سے عامل بھیجے جاتے تھے سو جن کی طرف بھیجے جاتے تھے لازم تھا او پر ان کے اتارنا اس کا بیچ مقابلے عمل ان کے کے جس کے وہ متولی تھے اس واسطے کہ نہیں تھا قیام واسطے ان کے مگر ساتھ اس کے حکایت کیا اس کو خطابی نے کہا اور یہ اس زمانے میں تھا جب کہ مسلمانوں کے واسطے بیت المال نہ تھا اور اپیر آج کے دن پس روزی عاملوں کی بیت المال سے ہے چوتھا یہ کہ وہ خاص ہے ساتھ اہل ذمہ کے اور تحقیق شرط کی عمر رضی اللہ عنہ نے جب کہ مقرر کیا جزیہ شام کے نصاریٰ پر کہ جو مسلمان تمہارے پاس آئے اس کی ضیافت کرنا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ تخصیص محتاج ہے طرف خاص دلیل کی اور عمر رضی اللہ عنہ کے فعل میں حجت نہیں اس واسطے کہ وہ متاخر ہے زمانے سوال عقبہ کے سے اشارہ کیا ہے طرف اس کی نووی نے پانچواں یہ کہ مراد ان تاخذوا سے یہ کہ زبانوں سے ان کی عزت اتارو اور لوگوں میں ان کا عیب بیان کرو اور تعاقب کیا ہے اس کا مازری نے ساتھ اس کے کہ عزت اتارنی اور عیب ذکر کرنا مستحب شرع میں ترک کرنا اس کا ہے نہ کرنا اس کا اور سب جوابوں سے قوی تر پہلا جواب ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مسئلے ظفر کے اور یہی قول ہے امام شافعی کا پس جزم کیا ہے اس نے ساتھ جواز لینے کے اس چیز میں کہ ناممکن ہو حاصل کرنا حق کا ساتھ حاکم کے جیسا کہ اس کا حق دار منکر ہو یا نہ ہو گواہ واسطے اس کے وقت موجود ہونے جنس کے پس جائز ہے نزدیک اس کے لینا اس کا اگر ظفر یاب ہو ساتھ اس کے اور لینا غیر اس کے کا بقدر اس کی اگر نہ پائے اس کو اور کوشش کرے قیمت ڈالنے میں اور نہ ظلم کرے اور اگر ممکن ہو حاصل کرنا حق کا ساتھ ذریعہ حاکم کے تو اصح تر نزدیک شافعیہ کے یہ ہے تو بھی لینا جائز ہے اور مالکیہ کے نزدیک خلاف ہے اور جائز رکھا ہے ان کو حنفیہ نے مثلی چیزوں میں سوائے قیمت والی چیزوں کے اس واسطے کہ اس میں ظلم کا خوف ہے اور اتفاق ہے اس پر کہ محل جواز کا اموال میں ہے نہ عقوبات بدنیہ میں واسطے بہت ہونے زیادتیوں کے بیچ اس کے اور مالوں میں بھی محل جواز کا اس وقت ہے جب کہ مامون ہو زیادتی سے مانند نسبت اس کی طرف چوری کی اور مانند اس کی۔ (فتح)

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّقَائِفِ — سقیفوں کے بیان میں

فائدہ: سقیفہ سائے دار مکان کو کہتے ہیں مانند مسافر خانے اور بیٹھک کی پاس گھر کے اور گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ عام آمد و رفت کی جگہ میں بیٹھنا جائز ہے اور یہ کہ جائز ہے گھر والے کو کہ بنائے مسافر خانہ یا سائے

دار مکان جب کہ راہ چلنے والوں کو ضرر نہ کرے۔ (فتح)

وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ

اور حضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب بنی ساعدہ کی بیٹھک میں بیٹھے

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیٹھک یعنی عام لوگوں کی آمد ورفت کی جگہ میں بیٹھنا درست ہے

۲۲۸۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ ح وَأَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ حِينَ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَنْصَارَ اجْتَمَعُوا فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا فَجِئْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ.

۲۲۸۲۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کی روح قبض کی تو انصار بنی ساعدہ کی بیٹھک میں جمع ہوئے سو میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چل سو ہم ان کے پاس بنی ساعدہ کی بیٹھک میں آئے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ اصحاب بدستور اس بیٹھک میں بیٹھے رہے اور کرمانی نے کہا کہ مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے یہ ہے کہ عام جگہوں میں بیٹھنا ظلم نہیں۔ (فتح)

بَابُ لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِي جِدَارِهِ

نہ روکے ہمسایہ اپنے ہمسائے کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے یعنی اگر ہمسایہ اس کے دیوار میں کڑیاں رکھنا چاہے یا لکڑی کی میخ گاڑنی چاہے تو اس کو نہ روکے

۲۲۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِي جِدَارِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا لِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ وَاللّٰهِ لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ.

۲۲۸۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ روکے ہمسایہ اپنے ہمسائے کہ اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے تو لوگوں نے سر نیچے ڈالے پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کیا ہے مجھ کو کہ میں تم کو اس سنت یا اس بات سے منہ پھیرنے والے دیکھتا ہوں قسم ہے اللہ کہ میں البتہ اس حدیث کو تمہارے مونڈھوں کے درمیان پھینکوں گا یعنی اس کو تم میں پھیلاؤں گا تا کہ تم غفلت سے جاگو اور اگر تم اس حکم کو

قبول نہ کرو گے تو لکڑی کو تمہارے مونڈھوں کے درمیان پھینکوں گا۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر ایک کی دیوار ہو اور اس کا کوئی ہمسایہ ہو اور وہ اپنا شہتیر اس پر رکھے تو جائز ہے برابر ہے کہ مالک اجازت دے یا نہ دے اور اگر باز رہے تو جبرا کیا جائے اور یہی قول ہے امام احمد اور اسحاق وغیرہ اہل حدیث کا اور ابن حبیب مالکی کا اور شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے اور اس کے جدید دو قول ہیں مشہور یہ ہے کہ مالک سے اجازت لینی شرط ہے اور اگر نہ مانے تو اس پر جبر نہ کیا جائے اور یہی قول حنفیہ کا ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے امر کو استحباب پر اور نہی کو تنزیہ پر واسطے تطبیق دینے کے درمیان اس کے اور درمیان ان حدیثوں کے جو دلالت کرتی ہیں اس پر کہ مسلمان کا مال حرام ہے مگر اس کی رضا مندی سے وفیہ نظر کما سیاتی اور جزم کیا ہے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ قدیم قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور یہی اس کی نص ہے بویطی میں اور بیہقی نے کہا کہ نہیں پاتا میں سنن صحیحہ میں جو اس حکم کے معارض ہو مگر عمومات کہ نہیں مستنکر کہ اس کو خاص کرے اور تحقیق حمل کیا ہے اس کو راوی نے اس پر اور وہ زیادہ تر جاننے والا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ روایت کی یہ اشارہ ہے طرف قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ کیا ہے مجھ کو کہ میں تم کو اس سے منہ پھیرنے والے دیکھتا ہوں اور استدلال کیا ہے مہلب نے ساتھ اس قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عمل برخلاف مذہب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے تھا اس واسطے کہ اگر واجب ہوتا تو اصحاب رضی اللہ عنہم اس کی تاویل سے ناواقف نہ ہوتے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منہ نہ پھیرتے پس اگر نہ ہوتی یہ بات کہ حکم اس کے برخلاف قرار پا چکا تھا تو البتہ نہ جائز ہوتا ان پر ناواقف ہونا اس حکم سے پس معلوم ہوا کہ انہوں نے امر کو اس باب میں استحباب پر حمل کیا اور میں نہیں جانتا کہ اس کو کہاں سے معلوم ہوا کہ منہ پھیرنے والے اصحاب رضی اللہ عنہم تھے اور یہ کہ وہ اتنے تھے کہ ان کی مثل حکم سے جاہل نہیں ہو سکتے اور کیوں جائز نہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مخاطب غیر فقہاء ہوں بلکہ یہی بات مقرر ہے نہیں تو اگر اصحاب رضی اللہ عنہم یا فقہاء ہوتے تو ان کو ایسا خطاب نہ کرتے اور تحقیق قوی کیا ہے شافعی نے قدیم قول میں وجوب کے ساتھ اس کے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ حکم کیا یعنی اس شخص پر جبر کیا کہ ہمسائے کو اپنے گھر سے فائدہ اٹھانے سے منع نہ کرے اور نہ مخالفت کی اس کی کسی نے اس کے ہم زمانوں سے پس ہوگا یہ اتفاق ان سے اور پر اس کے اور دعویٰ اتفاق کا اوپر اس جگہ اس سے مہلب کے دعویٰ سے اس واسطے کہ اکثر ہم عصر اس کے اصحاب رضی اللہ عنہم تھے اور اکثر احکام اس کے پھیل گئے تھے واسطے دراز ہونے خلافت ان کی کے اور یہ جو مہلب نے دعویٰ کیا کہ عمل اس کے برخلاف ہے تو اس دعویٰ میں شبہ ہے اس واسطے کہ بیہقی نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ بنی مغیرہ کے دو بھائیوں میں اس بات کا جھگڑا ہوا کہ انصار کے بہت لوگوں نے کہا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہ حدیث فرمائی ہے تو اس حدیث کے موافق ان میں فیصلہ ہوا اور اسی طرح بیہقی نے یحییٰ بن جعدہ تابعی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص کہ اس پر جبر کیا گیا اور بعض نے قید کیا وجوب کو اس چیز کے ساتھ جب کہ پہلے ہمسائے سے اذن لے لیا ہو جیسا کہ بعض طریقوں میں اس کا ذکر آ چکا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جدارہ کی ضمیر صاحب شہتیر پر محمول ہے یعنی نہ روکے اس کو یہ کہ رکھے شہتیر اپنا خود اپنی دیوار پر اگرچہ اس کو اس سے ضرر ہو واسطے منع ہونے روشنی کے مثلا اور نہیں پوشیدہ بعد اس کا اور محل وجوب کا نزدیک قائل اس کے کے یہ ہے کہ ہمسائے کو اس کی حاجت ہو اور نہ رکھے اس پر وہ چیز کہ ضرر پائے ساتھ اس کے مالک اور نہ مقدم کیا جائے مالک کی حاجت پر اور نہیں فرق ہے درمیان اس کے کہ محتاج ہو شہتیر کے رکھنے میں طرف سوراخ کرنے کی دیوار میں یا نہ ہو اس واسطے کہ شہتیر کا سر بند کرتا ہے سوراخ کو اور قوی کرتا ہے دیوار کو۔ (فتح)

بَابُ صَبِّ الْخَمْرِ فِي الطَّرِيْقِ — راہ میں شراب گرانے کا بیان

فائدہ: یعنی راہ مشترکہ میں جب کہ یہ معین کرے راہ کو طرف دور کرنے مفسدی کے کہ قوی تر ہو اس مفسدی سے جو حاصل ہے اس کے گرانے سے۔ (فتح)

۲۲۸٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ أَبُوْ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِيْ مَنْزِلِ أَبِيْ طَلْحَةَ وَكَانَ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيْخَ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا يُّنَادِيْ أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ قَالَ فَقَالَ لِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ اخْرُجْ فَأَهْرِقْهَا فَخَرَجْتُ فَهَرَقْتُهَا فَجَرَتْ فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ قَدْ قُتِلَ قَوْمٌ وَّهِيَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا﴾ الْآيَةَ.

۲۲۸٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی جگہ میں ایک گروہ کا شراب پلاتا تھا اور تھا شراب ان کا اس دن فضیخ یعنی جو کچی کھجوروں سے بناتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پکارنے والے کو حکم کیا کہ پکار دے کہ خبر دار ہو کہ تحقیق شراب حرام ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کہا کہ نکل اور اس کو پھینک دے سو میں نے نکل کر اس کو پھینک دیا سو وہ مدینے کے کوچوں میں جاری ہوئی تو بعض لوگوں نے کہا کہ ایک گروہ مقتول ہوا اور حالانکہ شراب ان کے پیٹوں میں تھی تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں ہے ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور کام نیک کیے گناہ اس چیز میں کہ پہلے کھا چکے یعنی جو حرام ہونے سے پہلے کھا چکے وہ معاف ہے جب کہ اس کے بعد تقویٰ اختیار کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح تفسیر سورہ مائدہ میں آئے گی اور مہلب نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ ڈالی گئی شراب راہ میں واسطے ظاہر کرنے کے ساتھ چھوڑنے اس کے کے اور تا کہ مشہور ہو چھوڑنا اس کا اور یہ راجح تر ہے

مصلحت میں ایذا پانے سے ساتھ گرانے اس کے کے راہ میں۔ (فتح)

بَابُ أَفْنِيَةِ الدُّوْرِ وَالْجُلُوْسِ فِيْهَا وَالْجُلُوْسِ عَلَى الصُّعُدَاتِ

گھروں کے صحن اور ان میں بیٹھنا اور راہوں پر بیٹھنا

فائدہ: یہ ترجمہ عقد کیا گیا ہے واسطے جواز گھیرنے اس کے ساتھ بنا کے اور اس پر جاری ہوا ہے عمل بیچ بنانے ڈیوڑی کے گھروں کے دروازوں پر۔ (فتح)

وَقَالَتْ عَائِشَةُ فَابْتَنٰى أَبُوْ بَكْرٍ مَسْجِدًا بِفِنَآءِ دَارِهٖ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَآءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَبْنَآؤُهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ.

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی اس میں نماز ادا کرتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے سو مشرکین کی عورتیں اور لڑکے ان پر ازدحام کرتے اس حال میں کہ اس سے خوش ہوتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں مکہ میں تھے۔

فائدہ: یہ حدیث ابواب المساجد میں گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھر کے صحن رکھنے درست ہیں۔

۲۲۸۵۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُمَرَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا مَا لَنَا بُدٌّ إِنَّمَا هِيَ مَجَالِسُنَا نَتَحَدَّثُ فِيْهَا قَالَ فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجَالِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهَا قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ.

۲۲۸۵۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو راہوں کے بیٹھنے سے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو راہوں کے بیٹھنے سے کچھ چارہ نہیں سوائے اس کے کوئی بات نہیں کہ وہی ہمارے بیٹھنے کی جگہیں ہیں کہ ہم وہاں آپس میں بات چیت کرتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم وہاں کی نشست کے بغیر نہیں مانتے تو راہ کا حق ادا کیا کرو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ راہ کا حق کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اجنبی عورتوں اور لوگوں کے عیبوں سے آنکھ نیچے جھکانا اور لوگوں کی تکلیف دینے والی چیز کا راہ سے دور کرنا یعنی اینٹ پتھر اور کانٹا دور کرنا اور سلام کا جواب دینا اور نیک بات سکھلانا اور بد کام سے روکنا۔

فائدہ: اور تحقیق ظاہر ہوا سیاق حدیث سے کہ نہی اس سے واسطے تنزیہ کے ہے تاکہ نہ ضعیف ہو بیٹھنے والا ادا حق سے کہ اوپر اس کے ہے اور اشارہ کیا ساتھ آنکھ جھکانے کے سامنے ہونے سے واسطے فتنے کے ساتھ اس شخص کے کہ گزرے ساتھ اس کے عورتوں وغیرہ سے اور اشارہ کیا ساتھ دور کرنے والی چیز کے طرف سلامت رہنے کی

طرف حقیر جاننے اور غیبت وغیرہ کی اور ساتھ جواب سلام کے طرف تعظیم طرف گزرنے والے کے اور ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے استعمال کرنا تمام ان چیزوں کا کہ مشروع ہیں اور ترک کرنا ان تمام چیزوں کا کہ مشروع نہیں اور اس میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ بند کرنا وسیلوں کا بطریق اولیٰ ہے واجب نہیں اس واسطے کہ منع کیا حضرت ﷺ نے بیٹھنے سے واسطے اکھاڑنے مادی کے سو جب اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم کو اس سے کچھ چارہ نہیں تو ذکر کیا واسطے ان کے مقاصد اصلیہ کو واسطے منع کے پس معلوم ہوا کہ پہلی نہی واسطے ارشاد کے ہے طرف اصلح کی اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ دور کرنا مفسدہ کا اولیٰ ہے کھینچنے مصلحت کے سے واسطے ندب کرنے حضرت ﷺ کے اول طرف ترک جلوس کی باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہے اجر سے واسطے اس کے جو عمل کرے ساتھ حق راہ کے اور یہ اس واسطے ہے کہ احتیاط واسطے طلب کرنے سلامتی کے زیادہ تر مؤکد ہے طمع سے زیادتی میں اور باقی شرح اس کی کتاب الاستیذان میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ الْآبَارِ عَلَى الطُّرُقِ إِذَا لَمْ يُتَأَذَّ بِهَا
راہ میں کنواں کھودنا جب کہ اس سے کسی کو ایذا نہ ہو

فائدہ: یعنی جائز ہے کھودنا کنویں کا مسلمانوں کے راہ میں واسطے عام ہونے نفع کے ساتھ اس کے جب کہ نہ حاصل ہو ساتھ اس کے ایذا واسطے کسی کے ان میں سے۔ (فتح)

٢٢٨٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ بِطَرِيْقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَّلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ بَلَغَ مِنِّيْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهٗ مَآءً فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا فَقَالَ فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ.

٢٢٨٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد راہ میں چلا جاتا تھا تو اس کو سخت پیاس لگی تو اس نے ایک کنواں پایا وہ اس میں اترا پھر نکلا تو ناگہاں دیکھا کہ ایک کتا زبان باہر نکالے ہوئے پیاس سے کیچڑ کھاتا ہے سو اس مرد نے کہا کہ البتہ پہنچا ہے یہ کتا پیاس سے مثل اس چیز کو کہ میں پہنچا تھا سو وہ کنویں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا اور کتے کو پلایا سو اللہ نے اس کی محنت ٹھکانے لگائی سو اس کو بخش دیا تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا ہمارے واسطے چوپاؤں کے احسان میں ثواب ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر جگر تر کے پانی پلانے میں ثواب ہے یعنی ہر جاندار کے احسان میں ثواب ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الشرب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ اس مرد نے راہ میں

کنواں پایا پس معلوم ہوا کہ راہ میں کنواں کھودنا جائز ہے تا کہ عام لوگوں کو اس سے فائدہ ہو۔

بَابُ إِمَاطَةِ الْأَذٰى
تکلیف دینے والی چیز کو راہ سے دور کرنا

وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمِيطُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تکلیف دینے والی چیز کا راہ سے دور کرنا صدقہ ہے یعنی اس میں صدقہ کا ثواب ملتا ہے

فائدہ: اور اماطت کے صدقہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ سبب ہے طرف سلامت رہنے اس شخص کی جو گزرے ساتھ اس کے ایذا سے تو گویا کہ صدقہ کیا اس نے اوپر اس کے ساتھ اس کے پس حاصل ہوا واسطے اس کے ثواب صدقہ کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدی سے باز رہنا اپنی جان پر صدقہ ہے۔(فتح)

بَابُ الْغُرْفَةِ وَالْعُلِّيَّةِ الْمُشْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمُشْرِفَةِ فِي السُّطُوْحِ وَغَيْرِهَا
بالا خانہ بنانا بلند اور غیر بلند چھتوں میں

فائدہ: یہ جمع کرنے سے چار قسم ہوتا ہے بہ نسبت بلند اور نہ بلند ہونے اس کے کی اور بہ نسبت ہونے ان کے کی چھتوں میں اور غیر ان کے میں اور حکم بالا خانے بلند کا جواز ہے جب کہ امن ہو جھانکنے سے اوپر ستروں گھروں لوگوں کے اور اگر امن نہ ہو تو نہ جبر کیا جائے اوپر بند کرنے اس کے کے بلکہ حکم کیا جائے ساتھ نہ جھانکنے کے اور جو اس سے نیچے ہو اس کو حکم کیا جائے کہ اس سے حفاظت اور پردہ کرے۔(فتح)

۲۲۸۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أُطُمٍ مِّنْ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرٰى إِنِّيْ أَرٰى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ.

۲۲۸۷۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی بلندیوں سے ایک بلندی سے جھانکا پھر فرمایا کہ کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں تمہارے گھروں کے درمیان فتنے فساد کے مقامات کو جیسے مینہ گرنے کے مقامات معلوم ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بالا خانہ بلند بنانا درست ہے۔(فتح)

۲۲۸۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ ثَوْرٍ

۲۲۸۸۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ کو اس کی ہمیشہ حرص تھی کہ میں عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دو بیویوں کا حال پوچھوں جن کے حق میں اللہ نے فرمایا کہ اگر تم

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا
قَالَ لَمْ أَزَلْ حَرِيْصًا عَلٰى أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ
اللّٰهُ لَهُمَا إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ
قُلُوْبُكُمَا فَحَجَجْتُ مَعَهٗ فَعَدَلَ وَعَدَلْتُ
مَعَهٗ بِالْإِدَاوَةِ فَتَبَرَّزَ حَتّٰى جَآءَ فَسَكَبْتُ
عَلٰى يَدَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ
الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ
وَجَلَّ لَهُمَا إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ
قُلُوْبُكُمَا فَقَالَ وَا عَجَبِيْ لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ
عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيْثَ
يَسُوْقُهٗ فَقَالَ إِنِّيْ كُنْتُ وَجَارٌ لِّيْ مِنَ
الْأَنْصَارِ فِيْ بَنِيْ أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهِيَ مِنْ
عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْزِلُ يَوْمًا
وَأَنْزِلُ يَوْمًا فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهٗ مِنْ خَبَرِ ذٰلِكَ
الْيَوْمِ مِنَ الْأَمْرِ وَغَيْرِهٖ وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَهٗ
وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَآءَ فَلَمَّا
قَدِمْنَا عَلَى الْأَنْصَارِ إِذَا هُمْ قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ
نِسَآؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَآؤُنَا يَأْخُذْنَ مِنْ أَدَبِ
نِسَآءِ الْأَنْصَارِ فَصِحْتُ عَلَى امْرَأَتِيْ
فَرَاجَعَتْنِيْ فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِيْ فَقَالَتْ
وَلِمَ تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللّٰهِ إِنَّ أَزْوَاجَ

دونوں توبہ کرتیں تو اللہ خوش ہوتا البتہ ٹیڑھے ہوئے ہیں دل تمہارے سو میں نے ان کے ساتھ حج کیا سو وہ راہ سے پھرے تو میں بھی پانی کا برتن لے کر ان سے پھرا سو وہ پاخانے بیٹھے پھر وہ آئے تو میں نے ان کے ہاتھوں پر برتن سے پانی ڈالا سوانہوں نے وضو کیا تو میں نے کہا کہ اے امیر المومنین حضرت ﷺ کی بیویوں سے وہ دونوں عورتیں کون ہیں جن کے حق میں اللہ نے فرمایا کہ اگر تم دونوں توبہ کرو تو اللہ راضی ہوگا پس تحقیق ٹیڑھے ہوئے ہیں دل تمہارے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عجب ہے تجھ کو اے ابن عباس رضی اللہ عنہما وہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں (بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما پر تعجب اس سے کیا کہ یہ حال اس پر کس طرح پوشیدہ رہا باوجود مشہور ہونے اس کے کے نزدیک ان کے ساتھ تفسیر کے اور یا تعجب کیا حرص اس کی سے اوپر حاصل کرنے تفسیر کے ساتھ تمام طریقوں کے یہاں تک کہ بیچ نام رکھنے اس شخص کے جو مبہم کیا گیا ہے بیچ اس کے) پھر عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث کی پیشوائی کی کہ اس حال میں کہ اس کو بیان کرتے تھے یعنی پھر حدیث کو بیان کرنا شروع کیا تو کہا کہ میں اور میرا ایک ہمسایہ انصاری دونوں بنی امیہ کے قبیلے میں رہتے تھے اور ان کے گھر ان کے گاؤں میں تھے جو مدینے کی اونچی طرف واقع ہیں سو ہم حضرت ﷺ کے پاس باری باری جایا کرتے تھے سو ایک دن وہ جاتا تھا اور ایک دن میں سو جب میں جاتا تھا تو اس دن کی خبر امر وغیرہ سے اس کے پاس لاتا تھا یعنی جو حکم شرع کا نیا جاری ہوتا یا کوئی اور واقعہ ہوتا تو اس کے لا سناتا تھا اور جب وہ جاتا تھا تو وہ بھی اسی طرح کرتا تھا اور ہم قریشی گروہ تھے ہمارا

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهُ وَإِنَّ إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَأَفْزَعَنِي فَقُلْتُ خَابَتْ مَنْ فَعَلَ مِنْهُنَّ بِعَظِيْمٍ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ أَيْ حَفْصَةُ أَتُغَاضِبُ إِحْدَاكُنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَقَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ خَابَتْ وَخَسِرَتْ أَفَتَأْمَنُ أَنْ يَّغْضَبَ اللّٰهُ لِغَضَبِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَهْلِكِيْنَ لَا تَسْتَكْثِرِىْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُرَاجِعِيْهِ فِيْ شَيْءٍ وَّلَا تَهْجُرِيْهِ وَاسْأَلِيْنِيْ مَا بَدَا لَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ وَكُنَّا تَحَدَّثْنَا أَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ النِّعَالَ لِغَزْوِنَا فَنَزَلَ صَاحِبِيْ يَوْمَ نَوْبَتِهٖ فَرَجَعَ عِشَآءً فَضَرَبَ بَابِيْ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَقَالَ أَنَائِمٌ هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ وَقَالَ حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيْمٌ قُلْتُ مَا هُوَ أَجَآءَ تْ غَسَّانُ قَالَ لَا بَلْ أَعْظَمُ مِنْهُ وَأَطْوَلُ طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءَ هٗ قَالَ قَدْ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ هٰذَا يُوْشِكُ أَنْ يَّكُوْنَ فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ فَصَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دستور تھا کہ ہم عورتوں پر غالب ہوتے تھے سو جب ہم مدینے میں انصار کے پاس آئے تو اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ ایک گروہ ہے کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہوتی ہیں تو ہماری عورتیں بھی انصار کی عورتوں کا طریقہ سیکھنے لگیں سو میں نے ایک دن اپنی عورت پر آواز بلند کی یعنی میں نے اس کو گھورا تو اس نے مجھ سے پھر کر کلام کیا تو مجھ کو برا معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پھر کر جواب کرے تو اس نے کہا کہ تو کیوں برا مانتا ہے کہ میں تجھ سے پھر کر جواب کروں پس قسم ہے اللہ کی کہ حضرت ﷺ کی بیویاں تو البتہ آپ ﷺ سے پھر کر جواب کرتی ہیں اور البتہ کوئی ان میں سے تمام دن حضرت ﷺ سے جدا رہتی ہے سو میں اس کی کلام سے غمناک ہوا سو میں نے کہا کہ ناامید ہوئی جس نے یہ کام کیا ساتھ گناہ بڑے کے پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور حفصہ رضی اللہ عنہا یعنی اپنی بیٹی کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ اے حفصہ رضی اللہ عنہا کیا تم میں سے کوئی حضرت ﷺ کو ناراض کرتی ہے تمام دن رات تک اس نے کہا کہ ہاں میں نے کہا کہ وہ ناامید ہوئی اور ٹوٹے میں پڑی کیا وہ بے وقوف ہے اس سے کہ غضبناک ہو اللہ واسطے غضبناک ہونے رسول ﷺ اپنے کے پس ہلاک ہوئے تو نہ تو تو حضرت ﷺ سے بہت خرچ مانگا کر اور نہ آپ ﷺ سے کسی بات میں پھر کر جواب کیا کر اور نہ آپ ﷺ سے جدا ہوا کر اور جس چیز کی تجھ کو حاجت ہو مجھ سے مانگ لیا کر اور نہ مغرور کرے تجھ کو یہ کہ تیری سوکن تجھ سے بہت خوبصورت ہے اور حضرت ﷺ کے نزدیک پیاری ہے مراد ان کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں یعنی تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے حال سے مغرور نہ ہو کہ اگر وہ ناز کی راہ سے کوئی بات کریں اور حضرت ﷺ

فَدَخَلَ مَشْرُبَةً لَّهُ فَاعْتَزَلَ فِيْهَا فَدَخَلْتُ
عَلٰى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِيْ قُلْتُ مَا
يُبْكِيْكِ أَوَلَمْ أَكُنْ حَذَّرْتُكِ أَطَلَّقَكُنَّ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا
أَدْرِيْ هُوَ ذَا فِي الْمَشْرُبَةِ فَخَرَجْتُ
فَجِئْتُ الْمِنْبَرَ فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَّبْكِيْ
بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا
أَجِدُ فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِيْ هُوَ فِيْهَا فَقُلْتُ
لِغُلَامٍ لَّهُ أَسْوَدَ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ فَكَلَّمَ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ خَرَجَ
فَقَالَ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى
جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ
غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَجَلَسْتُ
مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا
أَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ
فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا فَإِذَا الْغُلَامُ
يَدْعُوْنِيْ قَالَ أَذِنَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ
مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَّيْسَ لَهُ بَيْنَهُ
وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِئٌ
عَلٰى وِسَادَةٍ مِّنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ طَلَّقْتَ
نِسَآءَكَ فَرَفَعَ بَصَرَهُ إِلَيَّ فَقَالَ لَا ثُمَّ قُلْتُ
وَأَنَا قَائِمٌ أَسْتَأْنِسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَأَيْتَنِيْ
وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَآءَ فَلَمَّا

اس کو اٹھا لیں تو تو بھی ایسا کرے شاید کہ تیری بات سے
ناراض ہوں اور ہم آپس میں چرچا کرتے تھے کہ قبیلہ غسان
ہماری لڑائی کے واسطے اپنے چوپاؤں کو نعلیں چڑھاتا ہے سو
میرا ساتھی اپنی باری کو حضرت ﷺ کے پاس گیا اور عشاء کو
پھرا اس نے میرے دروازے کو سخت چوٹ ماری اور کہا کہ کیا
وہ سوتا ہے سو میں گھبرایا کہ کیا معاملہ ہے سو میں اس کی طرف
نکلا تو اس نے کہا کہ ایک بڑا معاملہ پیدا ہوا میں نے کہا کہ وہ
کیا ہے غسان آیا ہے اس نے کہا کہ نہیں بلکہ اس سے بھی بڑا
اور دراز تر ہے حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی
عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محروم ہوئی حفصہ رضی اللہ عنہا اور ٹوٹے میں پڑی
مجھ کو گمان تھا کہ عنقریب یہ معاملہ واقع ہوگا سو میں نے اپنے
کپڑے پہنے اور فجر کی نماز حضرت ﷺ کے ساتھ پڑھی تو
حضرت ﷺ اپنے بالا خانے میں داخل ہوئے اور اس میں
گوشہ پکڑا سو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو ناگہاں کیا دیکھتا
ہوں کہ وہ روتی ہیں تو میں نے کہا کہ کس چیز نے تجھ کو رولایا
ہے کیا میں نے تجھ کو ڈرایا نہیں تھا کیا حضرت ﷺ نے تم
کو طلاق دی ہے حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں
حضرت ﷺ یہ بالا خانے میں ہیں سو میں وہاں سے نکل کر
منبر کے پاس آیا تو ناگہاں میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ اس
کے گرد بیٹھے ہیں کہ بعض ان میں سے روتے ہیں سو میں ان
کے پاس تھوڑا سا بیٹھا پھر رنج اور قلق مجھ پر غالب ہوا تو میں
نے آپ ﷺ کے غلام سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے اجازت
مانگ سو وہ اندر گیا اور حضرت ﷺ سے کلام کیا پھر باہر آیا تو
کہا کہ میں نے تجھ کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا تھا تو
آپ ﷺ چپ رہے یعنی آپ ﷺ نے کچھ جواب نہیں دیا

قَدِمْنَا عَلٰى قَوْمٍ تَغْلِبُهُمْ نِسَآؤُهُمْ فَذَكَرَهُ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُلْتُ لَوْ رَأَيْتَنِي وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ أُخْرٰى فَجَلَسْتُ حِيْنَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ ثُمَّ رَفَعْتُ بَصَرِيْ فِيْ بَيْتِهٖ فَوَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ فِيْهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلَاثَةٍ فَقُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَأُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَوَفِيْ شَكٍّ أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أُولٰٓئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِيْ فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ حِيْنَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلٰى عَائِشَةَ وَكَانَ قَدْ قَالَ مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهٖ عَلَيْهِنَّ حِيْنَ عَاتَبَهُ اللّٰهُ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّا أَصْبَحْنَا لِتِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً أَعُدُّهَا عَدًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ وَكَانَ ذٰلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا

سو میں وہاں سے پھرا یہاں تک کہ میں منبر کے پاس والے لوگوں کے ساتھ بیٹھا پھر مجھ پر غم اور قلق غالب ہوا سو میں آیا اور غلام سے اجازت مانگنے کے واسطے کہا تو ذکر کیا اس نے مثل پہلی بار کی پھر میں منبر کے پاس والوں کے ساتھ آ بیٹھا پھر غم مجھ پر غالب ہوا تو میں نے آ کر غلام سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے اجازت مانگ تو اس نے پہلی بار کی طرح ذکر کیا یعنی کہا کہ حضرت ﷺ نے کچھ جواب نہیں دیا سو جب میں پیٹھ دے کر چلا تو ناگہاں دیکھا کہ غلام مجھ کو بلاتا ہے اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو اجزت دی سو میں حضرت ﷺ کے پاس داخل ہوا تو ناگہاں میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ چٹائی پر لیٹے ہیں اور چٹائی پر کوئی بچھونا نہ تھا تحقیق اثر کیا تھا چٹائی نے آپ ﷺ کے پہلو میں تکیہ کرنے والے تھے اوپر تکیہ چمڑے کے کہ بھراؤ اس کا پتے کھجور کا تھا یعنی بجائے روئی کے اس میں کھجور کا پوست بھرا ہوا تھا سو میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا پھر میں نے آپ ﷺ کو کہا اور حالانکہ میں کھڑا تھا کہ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی تو حضرت ﷺ نے اپنی آنکھ میری طرف اٹھائی اور فرمایا کہ میں نے طلاق نہیں دی پھر میں نے کہا اور حالانکہ میں کھڑا اُنس چاہتا تھا یعنی میں دیکھتا تھا کہ کیا حضرت ﷺ کا غصہ دور ہوا ہے یا میں سوچتا تھا کہ ایسی بات کہوں جس سے معلوم ہو کہ آپ ﷺ مجھ سے خوش ہیں یا نہیں یا ایسی بات کہوں کہ آپ ﷺ کا غصہ دور ہو جائے اور دل خوش ہو جائے یا حضرت ﷺ اگر آپ ﷺ توجہ فرمائیں تو میں ایک بات کہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہم قریشی گروہ تھے ہمارا دستور تھا کہ ہم عورتوں پر غالب ہوتے تھے پھر جب ہم انصار کی قوم کے

وَعِشْرِيْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأُنْزِلَتْ آيَةُ التَّخْيِيْرِ فَبَدَأَ بِيْ أَوَّلَ امْرَأَةٍ فَقَالَ إِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ أَمْرًا وَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَّا تَعْجَلِيْ حَتّٰى تَسْتَأْمِرِيْ أَبَوَيْكِ قَالَتْ قَدْ أَعْلَمُ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِيْ بِفِرَاقِكَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿عَظِيْمًا﴾ قُلْتُ أَفِيْ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّيْ أُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ ثُمَّ خَيَّرَ نِسَآءَهٗ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ.

پاس آئے جن کی عورتیں مردوں پر غالب ہوتیں تھیں پھر باقی قول کو ذکر کیا یعنی جیسا کہ اوپر گزرا تو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا پھر میں نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں بات کہوں اور میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ نہ دھوکے میں ڈالے تجھے یہ کہ تیری ہمسائی یعنی سوکن بہت خوبصورت ہے تجھ سے اور بہت پیاری ہے نزدیک حضرت ﷺ کے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا تو حضرت ﷺ نے دوسری بار پھر تبسم فرمایا سو جب میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ ہنس پڑے تو میں بیٹھ گیا پھر میں نے آپ ﷺ کے گھر میں نظر کی سو قسم ہے اللہ کی کہ نہیں دیکھی میں نے آپ ﷺ کے گھر میں کوئی چیز کہ رد کرے نظر کو یعنی نظر میں آئے سوائے تین کچی کھالوں کے سو میں نے کہا کہ آپ ﷺ دعا کیجیے کہ اللہ آپ ﷺ کی امت پر رزق کی فراخی کرے پس تحقیق روم اور فارس پر رزق کی بہت فراخی ہوئی ہے اور ان کو دنیا کا بہت مال ملا ہے اور وہ اللہ کو نہیں پوجتے اور حضرت ﷺ تکیہ لگائے بیٹھے تھے تو فرمایا کہ کیا تجھ کو شک ہے اے بیٹے خطاب کے! یہ لوگ ہیں کہ جلدی دی گئیں ان کو ستھری چیزیں ان کی دنیا کی زندگی میں تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ میرے واسطے مغفرت کی دعا کیجیے پس گوشہ پکڑا حضرت ﷺ نے واسطے اس حدیث کے جب کہ ظاہر کیا اس کو حفصہ رضی اللہ عنہا نے طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کی یعنی اور وہ حدیث یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک دن اپنی لونڈی ماریہ سے حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں صحبت کی اور وہ دن عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا تھا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو صحبت کرتے دیکھ لیا تو حضرت ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ اس بات کو چھپانا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے

نہ کہنا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے ظاہر کیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس سے بہت رنج ہوا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ بات عائشہ رضی اللہ عنہا سے ظاہر کر دی تو آپ بہت غضبناک ہوئے اور قسم کھائی کہ ایک مہینہ اپنی بیویوں کے پاس نہ جائیں گے نہایت غضبناک ہونے سے اوپر ان کے جب کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عتاب کیا سو جب انتیس دن گزرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور پہلے اس سے باری شروع کی تو عائشہ رضی اللہ عنہا آپ سے نے کہا کہ یا حضرت! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ ہمارے پاس نہ آئیں گے اور ہم نے صبح کی ہے ساتھ انتیس راتوں کے کہ گنتے ہیں ہم ان کو گننا یعنی ابھی انتیس دن ہوئے ہیں مہینہ پورا نہیں ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور وہ مہینہ اتفاقا انتیس دن کا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو اختیار کی آیت نازل ہوئی یعنی جو سورہ احزاب کے چوتھے رکوع میں ہے کہ اے نبی کہہ دو اپنی عورتوں سے کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اور یہاں کی زینت تو آؤ کچھ فائدہ دوں تم کو اور رخصت کروں تم کو اچھی طرح سے اور اگر تم اللہ اور رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ نے تیار کر رکھا ہے واسطے نیک عورتوں کے ثواب بڑا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب عورتوں سے پہلے مجھ سے اختیار کی بات شروع کی سو فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سو تجھ کو اس کے جواب میں جلدی مناسب نہیں یہاں تک کہ تو اپنے ماں باپ سے صلاح لے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہونے کا حکم نہ کریں گے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی

یایھا النبی قل لازواجك...... عظیما تک یعنی جس کے معنی ابھی گزر چکے ہیں میں نے کہا کہ کیا میں اس کام میں ماں باپ سے صلاح لوں یعنی اس میں ماں باپ کی صلاح میں کچھ حاجت نہیں میں اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہوں پھر حضرت ﷺ نے تمام بیویوں کو اختیار دیا تو انہوں نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح کہا یعنی سب بیویوں نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ مشربہ کے اس حدیث میں غرفہ عالیہ ہے یعنی بالا خانہ بلند پس مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ لانے حدیث انس رضی اللہ عنہ کے یہ ہے کہ وہ بالا خانہ بلند تھا اور جب بلند بالا خانہ کا بنانا درست ہے تو پست بالا خانے کا بنانا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور اس حدیث کی پوری شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

۲۲۸۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ آلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَآءِهٖ شَهْرًا وَّكَانَتِ انْفَكَّتْ قَدَمُهٗ فَجَلَسَ فِيْ عُلِيَّةٍ لَّهٗ فَجَآءَ عُمَرُ فَقَالَ أَطَلَّقْتَ نِسَآءَكَ قَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ آلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا فَمَكَثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ نَزَلَ فَدَخَلَ عَلٰى نِسَآءِهٖ.

۲۲۸۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک مہینہ ایلاء کیا اور آپ ﷺ کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا تو حضرت ﷺ اپنے بالا خانے میں جا بیٹھے سو عمر رضی اللہ عنہ آئے تو ان سے کہا کہ کیا آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن میں نے ان سے ایک مہینہ ایلاء کیا ہے تو حضرت ﷺ وہاں انتیس دن ٹھہرے پھر اترے اور اپنی بیویوں کے پاس گئے۔

بَابُ مَنْ عَقَلَ بَعِيْرَهٗ عَلَى الْبَلَاطِ أَوْ بَابِ الْمَسْجِدِ

جو اپنے اونٹ کو بلاط یا مسجد کے دروازے پر باندھے

فائدہ: بلاط وہ پتھر ہیں جو مسجد کے دروازے کے پاس بچھائے ہوئے ہوتے ہیں اور یہ جو کہا کہ او باب المسجد تو یہ اس سے استنباط کیا ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں آ چکی ہے۔ (فتح)

۲۲۹۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَقِيْلٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ قَالَ أَتَيْتُ جَابِرَ

۲۲۹۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور میں بھی آپ ﷺ کے پاس داخل

بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِيْ نَاحِيَةِ الْبَلَاطِ فَقُلْتُ هٰذَا جَمَلُكَ فَخَرَجَ فَجَعَلَ يُطِيْفُ بِالْجَمَلِ قَالَ الثَّمَنُ وَالْجَمَلُ لَكَ.

ہوا اور میں نے اونٹ کو بلاط کے ایک کنارے میں باندھا تو میں نے کہا کہ یہ ہے اونٹ آپ ﷺ کا تو حضرت ﷺ اونٹ کے گرد گھومنے لگے اور فرمایا کہ قیمت اور اونٹ تیرے واسطے ہے۔

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے یہ قول ہے کہ میں نے اونٹ کو بلاط کے کنارے میں باندھا اس واسطے کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ جائز ہے جب کہ اس سے ضرر حاصل نہ ہو اور پوری شرح اس کی کتاب الشروط میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ الْوُقُوْفِ وَالْبَوْلِ عِنْدَ سُبَاطَةِ قَوْمٍ

کسی قوم کی روڑی (کوڑا خانہ) پر کھڑا ہونا اور پیشاب کرنا

۲۲۹۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ لَقَدْ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا.

۲۲۹۱۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک قوم کی روڑی پر آئے سو کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے اور جائز ہے پیشاب کرنا روڑی پر اگرچہ کسی خاص قوم کی ہو اس واسطے کہ وہ تیار کی گئی ہے واسطے ڈالنے نجاستوں اور گندگیوں کے۔

بَابُ مَنْ أَخَذَ الْغُصْنَ وَمَا يُؤْذِي النَّاسَ فِي الطَّرِيْقِ فَرَمٰى بِهِ

جو کوئی اٹھائے کانٹے کی شاخ اور وہ چیز کہ جو ایذا دے لوگوں کو راہ میں اور اس کو راہ سے پھینک دے

۲۲۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّمْشِيْ بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَأَخَذَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ.

۲۲۹۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد راہ میں چلا جاتا تھا تو اس نے کانٹے کی شاخ راہ میں پائی سو اس نے اس کو راہ سے علیحدہ کر دیا تو اللہ نے اس کی قدر دانی کی سو اس کو بخش دیا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ بندگان خدا کو رحمت رسانی اللہ کو نہایت پسند ہے اور ثابت ہوا کہ ادنیٰ نیک کام بھی خالص نیت سے ہوگا تو ہوگا مغفرت کا سبب اور نظر کی جائے اس ترجمہ میں اور جو پہلے تین باب سے گزر چکا ہے اور وہ اماطۃ الاذی ہے اور وہ عام تر ہے اس باب سے واسطے نہ مقید ہونے اس کے کے ساتھ راہ کے اگرچہ مساوی ہیں بیچ فضیلت عموم دور کی گئی چیز کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تھوڑی نیکی سے بہت ثواب حاصل ہوتا ہے اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب اس واسطے باندھا ہے تا کہ خیال نہ کیا جائے کہ پھینکنا کانٹے کا شاخ وغیرہ موذی چیزوں کا غیر کے ملک میں دست اندازی ہے بدون اس کی اجازت کے پس منع ہوگا پس مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ یہ منع نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا اخْتَلَفُوْا فِي الطَّرِيْقِ الْمِيْتَاءِ وَهِيَ الرَّحْبَةُ تَكُوْنُ بَيْنَ الطَّرِيْقِ ثُمَّ يُرِيْدُ أَهْلُهَا الْبُنْيَانَ فَتُرِكَ مِنْهَا الطَّرِيْقُ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ.

جب اختلاف کریں راہ میتا میں اور وہ فراخی ہے جو راہ کے درمیان ہو پھر راہ کے مالک اس میں عمارت بنانی چاہیں تو اس سے راہ کے واسطے سات ہاتھ چوڑی زمین چھوڑی جائے۔

فائدہ: میتا بہت بڑے چوڑے راہ کو کہتے ہیں جس میں لوگوں کی آمد ورفت بہت ہو اور بعض کہتے ہیں کہ وہ فراخ راہ ہے اور یہ پھرنا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے طرف خاص ہونے اس حکم کے ساتھ اس صورت کے کہ اس کو ذکر کیا اور تحقیق موافقت کی ہے اس کی طحاوی نے اوپر اس کے پس کہا کہ نہیں پانے ہم واسطے اس حدیث کے کوئی معنی اول حمل کرنے اس کے سے اوپر اس راہ کے کہ ارادہ کیا جائے ابتداء اس کی یعنی پہلے وہاں راہ نہ ہو بلکہ از سر نو وہاں راہ بنانے کا ارادہ ہو جب کہ اس کی ابتداء کرنے والے اس کی مقدار میں مختلف ہوں مانند اس شہر کی کہ اس کو مسلمان فتح کریں اور اس میں عام آمد ورفت کی راہ نہ ہو اور مثل زمین ویران کی کہ امام وہ زمین کسی کو آباد کرنے کے واسطے دے جب کہ ارادہ کرے وہ کہ اس میں آمد ورفت کے واسطے راہ ٹھہرائے اور مانند اس کی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد حدیث سے یہ ہے کہ راہ کے مالک آپس میں کسی چیز پر راضی ہوں تو جائز ہے واسطے ان کے یہ اور اگر جھگڑیں تو سات ہاتھ چوڑا ٹھہرایا جائے اور اسی طرح وہ زمین جو کھیتی کی جاتی ہو کہ جب اس کے مالک اس میں راہ بنانی چاہیں تو ان کو اس کی مقدار میں اختیار ہے اور اسی طرح راہیں جن میں آمد ورفت بہت کم ہو رجوع کیا بیچ اندازے اس کے کے طرف اس چیز کی کہ راضی ہوں اس پر ہمسائے۔ (فتح)

۲۲۹۳۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ خِرِّيْتٍ عَنْ عِكْرِمَةَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۲۲۹۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ جھگڑا کریں راہ میں ساتھ چوڑائی سات ہاتھ کے۔

قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَشَاجَرُوْا فِي الطَّرِيْقِ بِسَبْعَةِ أَذْرُعٍ.

فائدہ: اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ ہاتھ کے آدمی کا ہاتھ ہے پس اعتبار کیا جائے گا یہ ساتھ معتدل کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ ہاتھ کے عمارت کا ہاتھ ہے جو معروف ہے اور طبری نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ راہ مشترک کی مقدار سات ہاتھ ٹھہرائی جائے پھر اس کے بعد باقی رکھی جائے زمین واسطے ہر ایک کے شریکوں سے بقدر اس کے کہ فائدہ اٹھائے ساتھ اس کے اور نہ ضرر کرے غیر کو اور حکمت ساتھ سات ہاتھ راہ رکھنے میں یہ ہے کہ اس میں سواریاں اور بوجھ یعنی اونٹ گاڑی وغیرہ بخوبی آ جاسکیں اور سما لے اس چیز کو کہ نہ چارہ ہو ان کو ڈالنے اس کے سے نزدیک دروازوں کے اور ملحق ہے ساتھ عمارت والوں کے وہ شخص کہ خرید وفروخت کے واسطے راہ کے کنارے بیٹھے کہ اگر راہ سات ہاتھ سے زیادہ ہو تو نہ منع کیا جائے اس کو بیٹھنے سے زیادہ راہ میں اور اگر کم ہو تو منع کیا جائے تا کہ راہ آنے جانے والوں پر تنگ نہ ہو۔ (فتح)

بَابُ النُّهْبَى بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهٖ وَقَالَ عُبَادَةُ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا نَنْتَهِبَ.

لوٹنا بغیر اجازت مالک کے اور عبادہ نے کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اس پر کہ نہ لوٹیں مال کسی کا یعنی جیسا کہ جاہلیت میں رسم تھی کہ ایک دوسرے کا مال لوٹ لیتے تھے۔

فائدہ: نہبی یہ ہے کہ غیر کا مال ظاہرا لے بغیر چوری کے اور غیر کا مال لوٹنا جائز نہیں اور مفہوم ترجمہ کا یہ ہے کہ اگر مالک کی اجازت ہو تو جائز ہے اور محل اس کا مشترک چیز میں ہے مانند کھانے کی کہ کسی قوم کے آگے رکھا جائے تو ان میں سے ہر ایک کو جائز ہے کہ اپنے آگے سے لے اور غیر کے آگے سے نہ کھینچے مگر اس کی رضا مندی سے اور ساتھ اسی طرح کے تفسیر کیا ہے اس کو نخعی وغیرہ نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت نے کہا کہ جو چیز کہ دلہن دلہا پر نثار کرتے ہیں اس کا لوٹنا مکروہ ہے اس واسطے کہ وہ یا تو اس پر محمول ہے کہ اس کے مالک نے حاضرین کو اس کے لینے کی اجازت دی ہے پس ظاہر اس کا چاہتا ہے کہ اس میں سب کا حصہ برابر ہے اور لوٹ چاہتی ہے برابری کے خلاف کو اور یا اس پر محمول ہے کہ اس نے معلق کیا ہے تملیک کو اوپر اس چیز کے کہ حاصل ہو واسطے ہر ایک کے اور اس کے صحیح ہونے میں اختلاف ہے اور اس کا زیادہ بیان کتاب الشرکۃ میں آئے گا۔ (فتح)

۲۲۹۴۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ جَدُّهٗ أَبُوْ أُمِّهٖ

۲۲۹۴۔ عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا حضرت ﷺ نے لوٹنے سے اور مثلہ کرنے سے۔

قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّهْبٰى وَالْمُثْلَةِ.

فائدہ: مثلہ کہتے ہیں کسی کا ناک کان وغیرہ کاٹنا یہ دونوں امر حرام ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو کسی کا مال لوٹے وہ ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقے پر نہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ لوٹنا حلال نہیں۔ (فتح)

۲۲۹۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيْهَا أَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّعَنْ سَعِيْدٍ وَّأَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ إِلَّا النُّهْبَةَ. قَالَ الْفِرَبْرِيُّ وَجَدْتُ بِخَطِّ أَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَفْسِيْرُهُ أَنْ يُّنْزَعَ مِنْهُ نُوْرُ الْإِيْمَانِ.

۲۲۹۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا کوئی جب کہ زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہو اور نہیں پیتا شراب کو جب کہ پیتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہو اور نہیں چوری کرتا ہے جب کہ وہ چوری کرتا ہے حالانکہ وہ ایماندار ہو اور نہیں لوٹتا کوئی چیز کہ اس میں لوگ اس کی طرف آنکھیں اُٹھائیں جب کہ وہ اس کو لوٹتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہو یعنی اس میں زنا اور شراب خوری اور چوری اور لوٹنے کی حالت میں ایمان نہیں ہوتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہا کہ کھینچا جاتا ہے اس سے نور ایمان کا۔

فائدہ: اور سمجھی جاتی ہے اس حدیث سے تقیید اس کی ساتھ اجازت کے جیسا کہ اس کو ترجمہ میں مقید کیا ہے اس واسطے کہ اٹھانا آنکھ کا طرف لوٹنے والے کی عادت میں نہیں ہوتا مگر وقت نہ ہونے اجازت کے اور پوری شرح اس کی کتاب الحدود میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ كَسْرِ الصَّلِيْبِ وَقَتْلِ الْخِنْزِيْرِ.

توڑنا صلیب کا اور قتل کرنا خنزیر کا۔

۲۲۹۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

۲۲۹۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ اترے تم میں عیسیٰ علیہ السلام مریم علیہا السلام کے بیٹے حکم عادل ہو کر سو توڑیں گے

عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ.

صلیب اور قتل کریں گے سور کو اور موقوف کریں گے جزیہ کو اور کثرت سے پھیل پڑے گا مال یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الانبیاء میں آئے گی اور کتاب البیوع میں گزر چکی ہے اور اس کے یہاں لانے میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو سور کو مار ڈالے یا صلیب کو توڑ ڈالے تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوتا یعنی اس کا بدلہ اس پر نہیں آتا اس واسطے کہ اس نے مامور بہ کام کیا ہے اور حضرت ﷺ نے خبر دی کہ عنقریب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس کو کریں گے اور جب اتریں گے تو ہمارے حضرت ﷺ کی شرع کا برقرار رکھیں گے جیسا کہ اس کی تقریر آئندہ آئے گی اگر چاہا اللہ نے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ صلیب کا توڑنا اس وقت جائز ہے جب کہ ہو ساتھ لڑنے والے کافروں کے یا ذمی کافر کے (یعنی جو کافر مطیع اسلام ہو کر جزیہ دینا قبول کرے اور امام اس کو پناہ دے) جب کہ تجاوز کرے اس حد سے جس پر عہد واقع ہو اور جب نہ تجاوز کرے اور مسلمان اس کو توڑ ڈالے تو ہوگا تعدی کرنے والا اس واسطے کہ وہ اسی واسطے جزیہ ادا کرتے ہیں کہ ان کو اس پر برقرار رکھا جائے اور یہی بھید ہے اس میں بیچ توڑنے عیسیٰ علیہ السلام کے جب صلیب کو اس واسطے کہ وہ جزیہ کو قبول نہ کریں گے اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ہماری شرع کے واسطے نسخ نہیں بلکہ ناسخ ہماری ہی شرع ہے اوپر زبان نبی ہمارے کے واسطے خبر دینے حضرت ﷺ کے ساتھ اس کے اور برقرار رکھنے اس کے کے۔ (فتح) اور صلیب سولی کی صورت کو کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ نصاریٰ اس شکل کی بڑی تعظیم کرتے ہیں اس واسطے کہ ان کے گمان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر مارے گئے ہر چند ابھی نصاریٰ سے جزیہ لینا درست ہے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے وقت میں نصاریٰ سے جزیہ قبول نہ کریں گے اگر وہ ایمان نہ لائیں گے تو ان کو قتل کریں گے۔

بَابُ هَلْ تُكْسَرُ الدِّنَانُ الَّتِيْ فِيْهَا الْخَمْرُ أَوْ تُخَرَّقُ الزِّقَاقُ

کیا توڑے جائیں برتن شراب کے اور پھاڑی جائیں مشکیں

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا کچھ حکم بیان نہیں کیا اس واسطے کہ معتبر اس میں تفصیل ہے پس اگر برتن اس قسم کے ہوں کہ ان میں سے شراب کو پھینکا جا سکتا ہو اور دھونے سے پاک ہو سکتے ہوں اور کام میں آ سکتے ہوں تو ان کا تلف کرنا درست نہیں اور گویا کہ اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف توڑنے برتنوں کے طرف اس حدیث کی جو ترمذی نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یا حضرت ﷺ خریدی تھی میں نے شراب واسطے یتیموں کے جو

میری پرورش میں ہیں فرمایا پھینک دے شراب کو اور توڑ دے شراب کے برتن کو اور اشارہ کیا ساتھ پھاڑنے مشکوں کے طرف اس حدیث کی جو احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری لے اور اس کے ساتھ بازار کی طرف نکلے اور اس میں شراب کی مشکیں تھیں جو شام سے لائیں گئی تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چھری سے سب مشکیں پھاڑ ڈالیں پس اشارہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس کی کہ اگر یہ دونوں حدیثیں ثابت ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو شراب کے برتن توڑنے اور مشکیں پھاڑنے کا اس واسطے حکم کیا تھا کہ ان کے مالکوں کو سزا ہو نہیں تو پاک کرنے کے بعد ان کو کام میں لانا ممکن ہے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث سلمہ رضی اللہ عنہا کی جو پہلی حدیث کے باب میں ہے۔ (فتح)

فَإِنْ كَسَرَ صَنَمًا أَوْ صَلِيبًا أَوْ طُنْبُورًا أَوْ مَا لَا يُنْتَفَعُ بِخَشَبِهِ وَأُتِيَ شُرَيْحٌ فِي طُنْبُورٍ كُسِرَ فَلَمْ يَقْضِ فِيهِ بِشَيْءٍ.

پس اگر توڑے بت کو یا صلیب کو یا طنبور کو یا اس چیز کو کہ اس کی لکڑی میں کام نہیں آتی ایک مرد نے دوسرے کا طنبور توڑ ڈالا تو وہ اس کو شریح قاضی کے پاس پکڑ لایا تو نہ حکم کیا اس نے بیچ اس کے ساتھ کسی چیز کے یعنی اس کو اس کا بدلہ کچھ نہ دلایا۔

فائدہ: یعنی تو کیا توڑنے اس کے سے ضامن ہوتا ہے یا نہیں یعنی اس کا بدلہ اس پر آتا ہے یا نہیں اور طنبور ایک آلہ معروف ہے ناچ رنگ کے آلات سے۔ (فتح)

۲۲۹۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مُخَلَّدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى نِيرَانًا تُوقَدُ يَوْمَ خَيْبَرَ قَالَ عَلٰى مَا تُوقَدُ هٰذِهِ النِّيرَانُ قَالُوْا عَلَى الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ قَالَ اكْسِرُوْهَا وَأَهْرِقُوْهَا قَالُوْا أَلَا نُهَرِيْقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ اغْسِلُوْا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ يَقُوْلُ الْحُمُرِ الْأَنْسِيَّةِ بِنَصْبِ الْأَلِفِ وَالنُّوْنِ.

۲۲۹۷۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن آگ جلتی دیکھی فرمایا کہ یہ آگ کس چیز پر جلتی ہے یعنی اس سے کیا پکاتے ہیں لوگوں نے کہا کہ گدھوں گھر کے پلے ہوؤں پر یعنی گدھوں کا گوشت پکاتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیگوں کو توڑ ڈالو اور گوشت کو پھینک دو لوگوں نے کہا کہ کیا ہم گوشت کو پھینک کر ان کو دھو نہ لیں فرمایا ان کو دھو ڈالو۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الذبائح میں آئے گی اگر چاہا اللہ نے اور وہ موافق ہے اس چیز کو جس کی طرف میں نے ترجمہ میں اشارہ کیا تفصیل سے ابن جوزی نے کہا کہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جھڑکنا ہے ان کو بیچ پکانے

ان کے کے اس چیز کو جس کا کھانا منع ہے پھر جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ ان کا اعتقاد مضبوط ہے تو صرف دھونے پر کفایت کیا اور اس میں رد ہے اس پر جو گمان کرتا ہے کہ گدھوں کے برتن پاک نہیں ہو سکتے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ان کے دھو ڈالنے کی اجازت دی تو معلوم ہوا کہ ان کو پاک کرنا ممکن ہے۔ (فتح)

۲۲۹۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّسِتُّوْنَ نُصُبًا فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهٖ وَجَعَلَ يَقُوْلُ ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾ الْآيَةَ.

۲۲۹۸۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مکے میں داخل ہوئے یعنی فتح کے دن اور نہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے سو ان کو اپنے ہاتھ کی لکڑی سے ٹھوکر مارنے لگے اور فرمانے لگے کہ آیا حق اور نکل بھاگا جھوٹ آخر آیت تک۔

فائدہ: طبری نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے توڑنا آلات اور سازوں باطل کا اور اس چیز کا کہ نہیں صلاحیت رکھتی مگر باطل میں یہاں تک کہ اس کی مشکل دور ہو جائے اور اس کے اصل سے فائدہ اٹھایا جائے۔ (فتح)

۲۲۹۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتِ اتَّخَذَتْ عَلٰى سَهْوَةٍ لَّهَا سِتْرًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ فَهَتَكَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّخَذَتْ مِنْهُ نُمْرُقَتَيْنِ فَكَانَتَا فِي الْبَيْتِ يَجْلِسُ عَلَيْهِمَا.

۲۲۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے طاقچہ / روشن دان پر پردہ ڈالا کہ اس میں تصویریں تھیں سو حضرت ﷺ نے اس کو پھاڑ ڈالا یعنی آپ ﷺ نے اس کو کھینچا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو پھاڑ ڈالا پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے دو تکیے بنائے سو وہ دونوں گھر میں تھے حضرت ﷺ ان پر تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی اور اس حدیث میں اور اس حدیث میں کہ جس گھر میں تصویریں ہوں وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے تطبیق آگے آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو اپنے مال کو بچانے کے سبب سے مارا جائے

فائدہ: یعنی اس کا کیا حکم ہے؟ دون اصل میں ظرف مکان ہے ساتھ معنی تحت کے اور مجازاً سببیت کے معنی میں مستعمل ہوتی ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جو اپنے مال کے سبب سے اکثر اوقات لڑتا ہے تو سوائے اس کے نہیں کہ اپنے مال کو اپنے پیچھے یا نیچے کر لیتا ہے پھر لڑتا ہے۔(فتح)

۲۳۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ.

۲۳۰۰۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو اپنے مال کے آگے یعنی اپنے مال کو بچانے کے سبب سے مارا جائے تو وہ شہید ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ جو اپنے مال کے آگے مظلوم مارا جائے تو اس کے واسطے بہشت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جس کا مال ظلم سے چھینا جائے اور وہ اس کے بچانے کے سبب سے مارا جائے تو وہ شہید ہے اور ایک روایت میں اہل اور خون اور دین کا ذکر آیا ہے امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قتل کرنا اس شخص کا جو ناحق مال چھیننے کا قصد کرے برابر ہے کہ مال تھوڑا ہو یا بہت اور یہی ہے قول جمہور کا اور اختلاف کیا ہے اس نے جس نے کہا کہ اس کو مار ڈالنا واجب ہے اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ جب کوئی خفیف چیز طلب کرے تو جائز نہیں قرطبی نے کہا کہ سبب خلاف کا نزدیک ہمارے یہ ہے کہ کیا اذن بیچ اس کے یعنی اس کے مار ڈالنے کی اجازت دینی تغییر منکر کے باب سے ہے نہیں جدا ہو گا حال درمیان قلیل اور کثیر کے یا دفع ضرر کے باب سے ہے پس مختلف ہو گا حال اور ابن منذر نے شافعی رحمہ اللہ سے حکایت کی ہے کہ اگر کسی کے پاس مال یا جان یا اہل کا ارادہ کیا جائے تو اس کو اختیار ہے کہ اس سے کلام کرے یا استغاثہ کرے پس اگر منع کیا جائے یا خود باز رہے تو اس کو اس سے لڑنا جائز نہیں نہیں تو اس کو جائز ہے کہ اس کو دفع کرے اگرچہ اس کے مار ڈالنے تک نوبت پہنچے اور نہیں ہے اس پر دیت اور نہ قصاص اور نہ کفارہ لیکن اس کو جان بوجھ کر اس کا مار ڈالنا جائز نہیں ہے اور ابن منذر نے کہا کہ جس پر اہل علم ہیں وہ یہ ہے کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ دفع کرے اس چیز سے کہ مذکور ہوئی جب کہ بطور ظلم کے اس سے ارادہ کی جائے بغیر تفصیل کے مگر سب علماء حدیث کا یہ مذہب ہے کہ بادشاہ اس سے مستثنیٰ ہے یعنی اگر وہ کسی کا مال ناحق چھیننے کا ارادہ کرے تو اس سے لڑنا درست نہیں واسطے حدیثوں کے کہ وارد ہیں ساتھ امر صبر کرنے کے اوپر ظلم اس کے کے اور چھوڑنے قیام کے اوپر اس کے اور فرق کیا ہے اوزاعی رحمہ اللہ نے درمیان اس حال کے کہ لوگوں کے واسطے اس میں جماعت اور امام ہے پس حمل کیا حدیث کو اوپر اس کے یعنی یہ حدیث اس

حالت پر محمول ہے اور لیکن اختلاف اور جدائی کی حالت میں پس اس میں کسی سے نہ لڑے اور رد کرتی ہے اوپر اس کے جو مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہے اس لفظ سے کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر کوئی مرد آکر میرے مال کے چھیننے کا ارادہ کرے تو میں کیا کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو نہ دے اس نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر وہ مجھ سے لڑے تو پھر کیا کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو مار ڈال اس نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر وہ مجھ کو مار ڈالے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو شہید ہوگا اور اگر تو اس کو مار ڈالے تو وہ دوزخ میں جائے گا ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے تو اس ترجمہ کو ان بابوں میں اس واسطے داخل کیا تا کہ بیان کرے کہ جائز ہے واسطے انسان کے یہ کہ دفع کرے اپنی جان سے اور مال سے اور نہیں ہے کوئی چیز اوپر اس کے اس واسطے کہ جب وہ اس میں مارا جائے تو شہید ہوگا اور جب کہ اس کو مار ڈالے تو نہ تو اس پر قصاص ہے اور نہ دیت۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا كَسَرَ قَصْعَةً أَوْ شَيْئًا لِغَيْرِهِ — جب کسی کی رکابی (پیالہ) یا کوئی چیز توڑے

فائدہ: یعنی تو اس کی مثل کا ضامن ہوتا ہے یا قیمت کا یعنی رکابی (پیالہ) کی مانند رکابی دینی آتی ہے یا اس کی قیمت۔ (فتح)

۲۳۰۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَآءِهِ فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ مَعَ خَادِمٍ بِقَصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتْ بِيَدِهَا فَكَسَرَتِ الْقَصْعَةَ فَضَمَّهَا وَجَعَلَ فِيهَا الطَّعَامَ وَقَالَ كُلُوا وَحَبَسَ الرَّسُولَ وَالْقَصْعَةَ حَتَّى فَرَغُوا فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيحَةَ وَحَبَسَ الْمَكْسُورَةَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۳۰۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیویوں کے پاس تھے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تو بیویوں میں سے ایک یعنی زینب رضی اللہ عنہا نے خادم کے ہاتھ کھانے کی ایک رکابی (پیالہ) بھیجی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے خادم کے ہاتھ کو ہاتھ مارا اور رکابی (پیالہ) کو توڑ ڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جوڑا اور اس میں کھانے کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ کھاؤ تمہاری ماں کو غیرت آئی اور روک رکھا خادم کو اور رکابی کو یہاں تک کہ کھانے سے فارغ ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت رکابی (پیالہ) اس کو دی اور ٹوٹی ہوئی رکھ لی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ آیا ہے کہ برتن مانند برتن کے اور کھانا مانند کھانے کی ابن بطال نے کہا کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ نے اور کوفیوں نے اس شخص کے حق میں جو کسی کا اسباب یا حیوان ہلاک کر

ڈالے پس واجب ہے اوپر اس کے مثل اس چیز کی کہ اس نے ہلاک کی کہتے ہیں کہ نہ حکم کیا جائے ساتھ قیمت کے مگر وقت نہ مثل ہونے کے اور یہی ہے مشہور نزدیک ان کے اور امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہے اس پر قیمت مطلق یعنی خواہ اس کی مثل موجود ہو یا نہ ہو اور ایک روایت میں اس سے مثل اول کی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جس کو آدمی بنائے پس مثل ہے اور لیکن حیوان پس قیمت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اگر ماپنے یا تولنے کی چیز ہو تو واجب ہے قیمت نہیں تو واجب ہے مثل اور یہی ہے نزدیک ان کے اور ابن بطال نے جو شافعی رحمہ اللہ کے قول کو مطلق بیان کیا ہے تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ تو صرف مثل کا اس وقت حکم کرتا ہے جب کہ چیز کہ سب اجزاء مشابہ ہوں اور رکابی (پیالہ) پس وہ قیمت والی چیزوں سے ہے واسطے مختلف ہونے جزوں اس کی کے اور جواب اس استدلال کا یہ ہے کہ جو حکایت کی ہے بیہقی رحمہ اللہ نے کہ وہ دونو رکا بیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھیں دونوں بیویوں کے گھر میں پس سزا دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توڑنے والی کو ساتھ اس طور کے کہ ٹوٹی ہوئی رکابی کو اس کے گھر میں رکھا اور ثابت رکابی (پیالہ) اس کی مصاحبہ کو دی اور نہ تھی یہ تضمین یعنی یہ بدلہ نہیں تھا اور برتقدیر اس کے کہ وہ دونو رکا بیان دونوں بیویوں کی تھیں تو احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دونوں کے درمیان اصلاح اور درستی کو دیکھا ہو پس وہ دونوں اس کے ساتھ راضی ہوئیں اور احتمال ہے کہ یہ حکم اس وقت تھا جب کہ مال کے ساتھ بدلہ لیا جاتا تھا جیسا کہ پہلے گزرا پس توڑنے والی کو سزا دی ساتھ اس کے کہ اس کی رکابی دوسری کو دی میں کہتا ہوں کہ بعید کرتی ہے اس توجیہ کو تصریح ساتھ اس قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ برتن مانند برتن کے اور پہلی توجیہ پس رد کرتا ہے اس کو یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن ابی حاتم کی روایت میں کہ جو کوئی چیز توڑے تو وہ واسطے اس کے ہے اور اوپر اس کے ہے مانند اس کی اور دارقطنی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے پس یہ فیصلہ ہوا اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہو یہ حکم عام واسطے ہر شخص کے کہ اس کو ایسا معاملہ واقع ہو اور باقی رہے گا دعویٰ اس کا جو اس کے قائل ہونے کا یہ عذر بیان کرتا ہے کہ وہ ایک معین واقعہ ہے اس کے واسطے عموم نہیں لیکن محل اس کو وہ ہے جب کہ ٹوٹے ہوئے کو فاسد کر ڈالے اور اوپر جب کہ ٹوٹنا خفیف ہو کہ اس کو درست کرنا ممکن ہو تو قصور کرنے والے پر دیت اس کی ہے اور اوپر مسئلہ کھانے کا پس وہ محتمل ہے کہ ہو باب معونت اور اصلاح سے سوائے پکا کرنے حکم کے ساتھ وجوب مثل کے بیچ اس کے یعنی کھانے کے اس واسطے کہ اس کی کوئی مثل معلوم نہیں اور حدیث کے طریقوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کھانے مختلف تھے واللہ اعلم اور حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے واسطے قول اپنے کے کہ جب چیز منصوبہ کی ذات متغیر ہو جائے ساتھ فعل غاصب کے یہاں تک کہ اس کا نام دور ہو جائے اور اس کو نفع بڑا ہو تو اصلی مالک کی ملک اس سے دور ہو جاتی ہے اور غاصب اس کا مالک ہو جاتا ہے اور واجب آتا ہے اس پر بدلہ اس کا اور اس استدلال میں شبہ ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا هَدَمَ حَآئِطًا فَلْيَبْنِ مِثْلَهُ

جب کسی کی دیوار گرائے تو چاہیے کہ اسی کی مانند بنائے

فائدہ: یعنی برخلاف اس کے جو مالکیہ وغیرہ نے کہا ہے کہ اس کو اس کی قیمت لازم ہے۔(فتح)

۲۳۰۲۔حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ رَجُلٌ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ يُقَالُ لَهُ جُرَيْجٌ يُصَلِّيْ فَجَآئَتْهُ أُمُّهُ فَدَعَتْهُ فَأَبٰى أَنْ يُّجِيْبَهَا فَقَالَ أُجِيْبُهَا أَوْ أُصَلِّيْ ثُمَّ أَتَتْهُ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهُ وُجُوْهَ الْمُوْمِسَاتِ وَكَانَ جُرَيْجٌ فِيْ صَوْمَعَتِهِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ لَّأَفْتِنَنَّ جُرَيْجًا فَتَعَرَّضَتْ لَهُ فَكَلَّمَتْهُ فَأَبٰى فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَّفْسِهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ فَأَتَوْهُ وَكَسَرُوْا صَوْمَعَتَهُ فَأَنْزَلُوْهُ وَسَبُّوْهُ فَتَوَضَّأَ وَصَلّٰى ثُمَّ أَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ مَنْ أَبُوْكَ يَا غُلَامُ قَالَ الرَّاعِيْ قَالُوْا نَبْنِيْ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ طِيْنٍ.

۲۳۰۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا کہ اس کا نام جریج تھا وہ نماز پڑھتا تھا سو اس کی ماں اس کے پاس آئی اور اس کو بلایا تو اس نے جواب دینے سے انکار کیا پس کہا کہ کیا میں ماں کو جواب دوں یا نماز پڑھوں اور وہ دوسرے اور تیسرے دن پھر آئی تو بھی اس نے جواب نہ دیا تو اس کی ماں نے یوں کہا یعنی دعا کی کہ الٰہی اس کو مت مارنا یہاں تک کہ تو اس کو حرام کار عورتوں کا منہ دکھائے اور جریج اپنے عبادت خانے میں تھا تو ایک عورت نے کہا کہ میں البتہ جریج کو مصیبت میں گرفتار کروں گی سو وہ عورت اس کے سامنے آئی اور اس نے کلام کیا تو جریج نے اس کا کہنا نہ مانا تو پھر وہ ایک چرواہے کے پاس آئی اور اس کو اپنی جان پر قادر کیا پھر اس نے ایک لڑکا جنا تو اس نے کہا کہ یہ جریج کے نطفے سے ہے تو لوگ جریج کے پاس آئے اور اس کا عبادت خانہ توڑ ڈالا اور اس کو وہاں سے اتارا اور اس کو برا کہا تو جریج نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور پھر لڑکے کے پاس آیا اور کہا کہ اے لڑکے تیرا باپ کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ چرواہا پھر لوگوں نے جریج کو کہا کہ کیا ہم تیرا عبادت خانہ سونے سے بنا دیں تو اس نے کہا نہیں مگر مٹی سے بنا دو۔

فائدہ: اور جگہ ترجمہ کی اس حدیث سے یہی قول ہے کہ انہوں نے کہا کہ کیا ہم تجھ کو سونے کا عبادت خانہ نہ بنا دیں؟ تو اس نے کہا کہ نہیں مگر مٹی کا بنا دو اور اس سے پہلے کہا کہ اس نے عبادت خانے کو توڑ ڈالا تھا اور وجہ حجت کی ساتھ اس کے اس وجہ سے ہے کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ نہ آئے ہماری شرع میں

وہ چیز کہ اس کے مخالف ہو جیسا کہ کئی بار گزرا لیکن جریج کے قصے سے ترجمہ کے واسطے استدلال کرنے میں شبہ ہے اس واسطے کہ انہوں نے وہ چیز اس کے پیش کی جو بالاتفاق ان کو لازم نہیں یعنی سونے کا عبادت خانہ اور نہ جواب دیا جریج نے ان کو مگر اس قول کے ساتھ کہ نہیں مگر مٹی سے سو اشارہ کیا جیسا کہ آگے تھا اسی طرح بنا دو ابن منیر نے کہا کہ نہیں خلاف ہے اس میں کہ اگر ڈھانے والا اس کے بنانے کا التزام کرے اور اس کا مالک اس کے ساتھ راضی ہو تو جائز ہے اور پھر کہا کہ احتمال ہے کہ یہ جائز نہ ہو مالک کے قاعدے پر اس واسطے کہ فسخ کیا اس نے اس چیز کو کہ واجب تھی بالفعل اور وہ قیمت ہے طرف اس چیز کی کہ وہ متاخر ہے اور وہ اس کی عمارت ہے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الشِّرْكَةِ

کتاب ہے شرکت کے بیان میں

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ وَالنَّهْدِ وَالْعُرُوْضِ وَكَيْفَ قِسْمَةُ مَا يُكَالُ وَيُوْزَنُ مُجَازَفَةً أَوْ قَبْضَةً قَبْضَةً لِمَا لَمْ يَرَ الْمُسْلِمُوْنَ فِي النَّهْدِ بَأْسًا أَنْ يَأْكُلَ هٰذَا بَعْضًا وَهٰذَا بَعْضًا وَكَذٰلِكَ مُجَازَفَةُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْقِرَانُ فِي التَّمْرِ.

باب ہے شرکت کا کھانے میں اور خرچ سفر میں اور اسبابوں میں اور کس طرح بانٹنا اس چیز کا کہ ماپی جاتی ہے اور تولی جاتی ہے اندازے سے یا مٹھی مٹھی واسطے دلیل اس چیز کے کہ نہیں دیکھا مسلمانوں نے خرچ سفر کے ملانے میں ڈر کہ کچھ یہ کھائے اور کچھ وہ کھائے اور اسی طرح تقسیم کرنا سونے اور چاندی کا اور جوڑنے کھجور کا

فائدہ: شرکت کے معنی شرع میں یہ ہیں کہ دو یا زیادہ آدمی اختیار سے اپنے مال کو ملا دیں واسطے حاصل کرنے نفع کے اور کبھی حاصل ہوتی ہے شرکت بغیر قصد کے مانند مال وراثت کے (اور نہد کہتے ہیں کہ اس کو کہ چند آدمی سفر میں اپنے خرچ کو آپس میں ملا لیں اور یہ کہ جو کہا کہ کس طرح ہے قسمت...... الخ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کیا جائز ہے بانٹنا اس کھانے اور خرچ کا یعنی بعد ملانے کے) اندازے سے یا ماپنے کی چیز کو ماپا جائے اور تولنے کی چیز کو تولا جائے اور اشارہ کیا طرف اس کی ساتھ قول اپنے کے مجازفۃ او قبضۃ قبضۃ یعنی برابر اور یہ جو کہا کہ واسطے اس چیز کے کہ نہیں دیکھا اس میں مسلمانوں نے کچھ ڈر تو یہ اشارہ ہے طرف حدیثوں باب کی اور وارد ہوئی اس میں ترغیب چنانچہ فرمایا کہ اپنے سفر کا خرچ نکالو کہ اس میں بہت برکت ہوتی ہے اور وہ بہت اچھی عادت ہے اور یہ جو کہا کہ اسی طرح ہے اندازہ سونے کا ساتھ چاندی کے تو گویا کہ اس نے لاحق کیا ہے نقد کو ساتھ اسباب کے واسطے علت جامع کے کہ ان کے درمیان ہے اور وہ مالیت ہے لیکن یہ تو صرف تمام ہوگا بیچ قسمت سونے کے ساتھ چاندی کے اپر بانٹنا صرف سونے کا یا چاندی کا اندازے سے جس جگہ کہ واقع ہو اشتراک استحقاق میں تو یہ بالاجماع جائز نہیں یہ بات ابن بطال نے کہی ہے اور ابن منیر نے کہا کہ شرط کی مالک نے اس کے منع ہونے میں یہ کہ ہو

سونا چاندی سکے والا اور ہو معاملہ بیع اس کے ساتھ گنتی کے اس بنا پر پس جائز ہے بیچنا اس چیز کا جو سوائے اس کے ہے اندازے سے اور اصول چاہتا ہے کہ منع ہو اور ظاہر کلام امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ وہ جائز ہے اور ممکن ہے یہ کہ دلیل پکڑی جائے واسطے اس کے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے بیچ مال بحرین کے اور جواب اس دلیل کا یہ ہے کہ بانٹنا عطاء اور بخشش کا حقیقت میں قسمت نہیں اس واسطے کہ وہ جدا کرنے سے پہلے لینے والوں کے ملک نہیں اور جو کہا کہ قران تمر میں تو یہ اشارہ ہے طرف حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی جو مظالم میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۲۳۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّأَنَا فِيْهِمْ فَخَرَجْنَا حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ فَنِيَ الزَّادُ فَأَمَرَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ ذٰلِكَ الْجَيْشِ فَجُمِعَ ذٰلِكَ كُلُّهُ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ فَكَانَ يُقَوِّتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيْلًا قَلِيْلًا حَتّٰى فَنِيَ فَلَمْ يَكُنْ يُصِيْبُنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ وَمَا تُغْنِيْ تَمْرَةٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِيْنَ فَنِيَتْ قَالَ ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ فَإِذَا حُوْتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَأَكَلَ مِنْهُ ذٰلِكَ الْجَيْشُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَمَرَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنُصِبَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا.

۲۳۰۳۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے کنارے کی طرف ایک لشکر بھیجا اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار کیا اور وہ تین سو آدمی تھے اور میں بھی ان میں تھا سو ہم نکلے یہاں تک کہ ہم کچھ راہ میں پہنچے تو خرچ سفر کم ہوا تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے لشکر کے خرچ جمع کرنے کا حکم کیا تو سب خرچ جمع کیا گیا پس تھا مزود (توشہ دان) کھجور کا اور تھے قوت دیتے ہم کو ہر دن تھوڑا تھوڑا یہاں تک کہ خرچ تمام ہوا سو نہ پہنچتی ہم کو مگر ایک ایک کھجور میں نے کہا کہ ایک کھجور تم کو کیا کام آتی ہوگی اس نے کہا کہ جب خرچ تمام ہوا تو ہم نے اس کو بھی نہ پایا پھر ہم سمندر کے پاس پہنچے تو ناگہاں ہم نے دیکھی کہ ایک مچھلی ہے مثل ظرب کے سو اس لشکر نے اس سے اٹھارہ دن کھایا پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کے دو پسلیوں کے کھڑا کرنے کا حکم کیا سو وہ کھڑی کی گئیں پھر ایک سواری کے تیار کرنے کا حکم کیا سو تیار کی گئی پھر وہ ان کے تلے سے گزر گئے اور ان کو نہ پہنچے۔

فائدہ: اور موافق باب کے یہ قول اس کا ہے کہ حکم کیا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ جمع کرنے خرچ لشکر کے پس جمع کیا گیا اور داؤدی نے کہا کہ نہ تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اندازہ کرنے کا ذکر ہے اور نہ اس سے پچھلے میں اس واسطے کہ نہیں ارادہ کیا تھا انہوں نے آپس میں بیع کرنے کا اور نہ بدل کرنے کا اور سوائے اس کے نہیں کہ فاضل

ہوتا ہے بعض ان کا بعض سے اگر لے امام ایک سے واسطے دوسرے کے اور جواب دیا ہے ابن تین نے اس طرح کہ مراد یہ ہے کہ خرچ جمع کرنے کے بعد سب کے حق اس میں مساوی ہو گئے تھے لیکن لیا انہوں نے اس کو بطور اندازے کے جیسا کہ عادت جاری ہے۔ (فتح)

۲۳۰۴۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُوْمٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَفَّتْ أَزْوَادُ الْقَوْمِ وَأَمْلَقُوْا فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَحْرِ إِبِلِهِمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَأَخْبَرُوْهُ فَقَالَ مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ إِبِلِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادِ فِي النَّاسِ فَيَأْتُوْنَ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ فَبُسِطَ لِذٰلِكَ نِطَعٌ وَجَعَلُوْهُ عَلَى النِّطَعِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَتِهِمْ فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتّٰى فَرَغُوْا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

۲۳۰۴۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں لوگوں کے خرچ تمام ہوئے تو انہوں نے آکر اپنے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی تو ان کو عمر رضی اللہ عنہ ملے سو انہوں نے اس کو خبر دی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں ہے زندگی تمہاری بعد اپنے اونٹوں کے یعنی اگر اونٹ کھائے گئے تو ان کے بعد تم نہ بچو گے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا کہ یا حضرت! نہیں ہے زندگی بعد اونٹوں ان کے کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو پکارو کہ اپنے باقی خرچ لائیں تو اس کے واسطے چمڑے کا ایک دستر خوان بچھایا گیا اور اس کو دستر خوان پر ڈالا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اس پر برکت کی دعا کی پھر ان کو فرمایا کہ اپنے برتن لے آؤ تو لوگوں نے دونوں ہاتھ سے لینا شروع کیا یہاں تک کہ فارغ ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔

فائدہ: اور مطابقت اس باب کی اس حدیث میں یہ لفظ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کا خرچ جمع کیا اور اس میں برکت کی دعا کی اور مطابقت اس کی باب سے ظاہر ہے اس واسطے کہ لوگوں کا اس خرچ سے لینا بغیر قیمت مساوی کے تھا اور پوری شرح اس کی کتاب الجہاد میں آئے گی۔

۲۳۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو النَّجَاشِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۲۳۰۵۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتے تھے پھر ہم اونٹ ذبح کرتے تھے پھر دس حصوں میں بانٹا جاتا تھا پھر کھاتے

قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ. فَنَنْحَرُ جَزُوْرًا فَتُقْسَمُ عَشْرَ قِسَمٍ فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيْجًا قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

تھے ہم گوشت بھنا ہوا پہلے غروب ہونے سورج کے۔

فائدہ: اورغرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ ہم اونٹ ذبح کرتے تھے اور اس کو دس حصوں پر باٹنا جاتا تھا ابن تین نے کہا کہ رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے شرکت اصل میں اور جمع ہونا حصوں کا قسمت میں اور ذبح کرنا اونٹ کا غنیمت سے اور حجت ہے اس پر کہ جو گمان کرتا ہے کہ اول وقت عصر کا وہ ہے جب کہ سایہ ہر چیز کا دوگنا ہو۔ (فتح)

۲۳۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَشْعَرِيِّيْنَ إِذَا أَرْمَلُوْا فِي الْغَزْوِ أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ جَمَعُوْا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوْهُ بَيْنَهُمْ فِيْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُمْ.

۲۳۰۶۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اشعری لوگ جب لڑائی میں محتاج ہوتے ہیں یا مدینے میں ان کے جورولڑکے کا کھانا کم ہو جاتا ہے تو جو ان کے پاس ہوتا ہے اس کو ایک کپڑے میں جمع کرتے ہیں پھر ایک برتن سے آپس میں برابر بانٹتے ہیں سو وہ میرے طریقے پر ہیں میں ان سے راضی ہوں۔

فائدہ: یعنی اختیار کیا انہوں نے میرے فعل کو اس مواساۃ اور سلوک میں نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ معنی اس کے مبالغہ کرنا ہے بیچ متحد ہونے طریقے دونوں کے اور خرچ کرنے ان دونوں کے بیچ بندگی اللہ کے اور اس حدیث میں بڑی فضیلت ہے واسطے اشعری لوگوں کے جو ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی قوم ہے اور حدیث بیان کرنا مرد کا ہے ساتھ مناقب اپنے کے اور جائز ہونا ہبہ مجہول چیز کا اور فضیلت مقدم کرنے کی غیر کو اوپر اپنے اور سلوک کرنا اور استحباب ملانا خرچ کا سفر میں اور وطن میں۔ (فتح)

بَابُ مَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ فِي الصَّدَقَةِ

جو چیز کہ دو شریکوں میں ہو تو وہ آپس میں رجوع کریں ساتھ برابری کے صدقہ کرنے میں

۲۳۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ

۲۳۰۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے زکوۃ کا حکم نامہ لکھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں

بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ فَرِيْضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ.

پر فرض کیا تھا اور جو نصاب کہ دو شریکوں کے درمیان ہو تو وہ رجوع کریں آپس میں برابری کے ساتھ یعنی کمی وبیشی کا آپس میں حساب کر لیں۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے اور مقید کیا ہے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں ساتھ صدقہ کے واسطے وارد ہونے اس کے بیچ اس کے اس واسطے کہ رجوع کرنا نہیں صحیح ہے درمیان دو شریکوں کے گردنوں میں ابن بطال نے کہا کہ فقہ اس باب کی یہ ہے کہ دو شریک جب کہ اپنا راس المال آپس میں ملا لیں تو مشترک ہوگا نفع درمیان ان دونوں کے پس جو خرچ کرے شرکت کے مال سے زیادہ تر اس چیز سے کہ خرچ کیا ہے اس کے ساتھی نے تو آپس میں رجوع کریں وقت بانٹنے کے بقدر اس کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا ہے کہ بکریوں میں دو شریکوں کو ساتھ رجوع کرنے میں آپس میں اور حالانکہ وہ دونوں شریک ہیں پس معلوم ہوا کہ جس قسم کے دو شریک ہوں سب کا یہی حکم ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے اس طرح کہ جو رجوع کرنا کہ بکریوں کے دو شریکوں کے درمیان واقع ہوا ہے وہ تقسیم نفع کے قبیل سے نہیں بلکہ وہ ہلاک کی ہوئی چیز کا ڈانڈ (جرمانہ) ہے اس واسطے کہ ہم فرض کرتے ہیں کہ جس نے نہیں دیا اس نے ہلاک کیا مالِ اس شخص کا جس نے دیا جب کہ دیا اس نے حق کے بدلے جو اس کے غیر پر واجب تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو تلف کرنے والا فرض کیا جائے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو غیر کی طرف سے حق واجب کرے تو جائز ہے اس کو رجوع کرنا غیر پر اگرچہ اس غیر نے اس کو ادا کرنے کی اجازت نہ دی ہو یہ بات بھی ابن منیر نے کہی ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ صحت اس کی موقوف ہے اوپر نہ ہونے اجازت کے اور یہ اس جگہ محتمل ہے پس نہ تمام ہوگا استدلال ساتھ قائم ہونے احتمال کے۔ (فتح)

بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَمِ

باب ہے بیان میں بانٹنے بکریوں کے یعنی ساتھ گنتی کے

۲۳۰۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوْعٌ

۲۳۰۸۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تھے تو لوگوں کو بھوک پہنچی یعنی بھوک لگی سو وہ اونٹوں اور بکریوں کو پہنچے اور حضرت ﷺ پچھلے لوگوں میں تھے سو انہوں نے جلدی کی اور ان کو ذبح کیا اور دیگیں چڑھائیں تو حضرت ﷺ نے دیگوں

فَأَصَابُوْا إِبِلًا وَّغَنَمًا قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أُخْرَيَاتِ الْقَوْمِ فَعَجِلُوْا وَذَبَحُوْا وَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقُدُوْرِ فَأُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ فَطَلَبُوْهُ فَأَعْيَاهُمْ وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَّسِيْرَةٌ فَأَهْوٰى رَجُلٌ مِّنْهُمْ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَآئِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِّنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰكَذَا فَقَالَ جَدِّيْ إِنَّا نَرْجُوْ أَوْ نَخَافُ الْعَدُوَّ غَدًا وَّلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلُوْهُ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ.

کے الٹانے کا حکم کیا سو الٹائی گئیں پھر حضرت ﷺ نے غنیمت بانٹی سو دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر کیں تو ان میں سے ایک اونٹ بھاگا سو لوگ اس کے پکڑنے کے واسطے پیچھے دوڑے سو اس نے ان کو تھکایا لوگوں میں گھوڑے کم تھے تو ایک مرد نے اس کو تیر مارا سو اس کو اللہ نے روکا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ واسطے ان چوپاؤں کے تقرب رکھنے والے ہیں آدمیوں سے مانند قوت رکھنے والے جنگلی جانوروں کی سو جب کوئی اونٹ ان میں سے ان پر غالب ہو تو اس کے ساتھ اسی طرح کرو تو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم امید رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں دشمن سے کل کو یعنی شاید کل کفار سے مقابلہ ہوگا اور نہیں ہیں ہمارے ساتھ چھریاں کیا ہم کھپانچ (چیرے ہوئے بانس کی تیز چھیل) سے ذبح کر لیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز کہ خون کو بہائے یعنی خواہ لوہا ہو یا کچھ اور اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو اس کو کھاؤ سوائے دانت اور ناخن کے اور بیان کروں میں تم سے حال ہر ایک کا لیکن دانت پس ہڈی ہے اور اپر ناخن پس چھریاں ہیں حبشیوں کی۔

فائدہ: اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے کہ بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کیا اور اس کی پوری شرح کتاب الذبائح میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ الْقِرَانِ فِي التَّمْرِ بَيْنَ الشُّرَكَآءِ حَتّٰى يَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَهٗ

جوڑنا کھجوروں کو درمیان دو شریکوں کے یہاں تک کہ اپنے ساتھی سے اجازت لے

۲۳۰۹۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

۲۳۰۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ جوڑے آدمی دو کھجوروں کو یعنی دو دو کھجوریں اکٹھی کھائے یہاں تک کہ اپنے ساتھی سے اجازت لے۔

يَقْرُنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ جَمِيعًا حَتّٰى يَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَهُ.

۲۳۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَأَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا فَيَقُوْلُ لَا تَقْرُنُوْا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْإِقْرَانِ إِلَّا أَنْ يَّسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ أَخَاهُ.

۲۳۱۰۔ جبلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مدینے میں تھے سو ہم کو قحط پہنچا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہم کو کھانے کے واسطے کھجوریں دیتے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے گزرتے تھے پس کہتے تھے کہ دو دو کھجوریں جوڑ کر نہ کھاؤ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو کھجوریں جوڑ کر کھانے سے منع فرمایا مگر کہ اجازت لے تم میں سے کوئی مرد اپنے بھائی سے یعنی اجازت لے کر کھا سکتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح اطعمہ میں آئے گی ابن بطال نے کہا کہ نہیں قران سے حسن ادب سے ہے کھانے میں نزدیک جمہور کے یعنی اچھا طریقہ ہے حرام نہیں جیسا کہ اہل ظاہر کہتے ہیں اس واسطے کہ جو کھانے کے واسطے رکھا جاتا ہے طریقہ اس کا طریقہ تعظیم کا ہے نہ جھگڑا واسطے مختلف ہونے کے کھانے میں لیکن اگر بعض بعض سے زیادہ اختیار کریں تو یہ جائز نہیں۔ (فتح الباری)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہ ترجمہ پارہ نہم صحیح بخاری کا ختم ہوا اللہ تعالیٰ اس سے عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

كتاب الكفالة

أبواب الحرث

کتاب المساقات

کتاب ہے جھگڑوں کے بیان میں

کتاب ہے گری پڑی چیز کے اٹھانے کے بیان میں

ابواب المظالم والقصاص

فیض الباری

علامہ محقق ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

۱۰ ، ۱۱ ، ۱۲

مکتبہ اصحاب الحدیث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.........

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

شرح صحیح بخاری

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۰

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد چہارم

مصنف .... علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ
دوسرا ایڈیشن .... اگست 2009ء
ناشر .... مکتبہ اصحاب الحدیث
www.KitaboSunnat.com
قیمت کامل سیٹ 10000
کمپوزنگ و ڈیزائننگ .... حافظ عبدالوھاب
0321-416-42-60

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔
042-7321823, 0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

اما بعد! عرض کرتا ہے خادم اہل اللہ فقیر اللہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ کہ عنایت الٰہی سے پارہ دہم اس کتاب کا شروع ہوا اہل حدیث کہ اہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کی خدمت میں التماس ہے کہ دعاء کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کار خیر کو جلد باتمام پہنچادے اور اس عاجز مہتمم اور مترجم کا اللہ جل جلالہ خاتمہ بخیر کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

یہ شروع ہے بیچ ترجمہ پارہ دہم صحیح بخاری کے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔

بَابُ تَقْوِیْمِ الْاَشْیَآءِ بَیْنَ الشُّرَکَآءِ بِقِیْمَةِ عَدْلٍ.

یہ باب ہے بیچ قیمت کرنے چیزوں کے درمیان شریکوں کے ساتھ قیمت انصاف کے یعنی برابر بغیر کمی زیادتی کے

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ نہیں خلاف ہے درمیان علماء کے اس میں کہ بانٹنا عروض اور تمام اسبابوں کا قیمت کرنے کے بعد جائز ہے یعنی اگر کچھ اسباب کئی شریکوں کے درمیان مشترک ہو اور وہ اس کو آپس میں بانٹنا چاہیں تو اس کو قیمت کر کے بانٹیں اور اگر بغیر قیمت کرنے کے اس کو بانٹیں تو اس میں اختلاف ہے سو اکثر علماء تو اس کو جائز رکھتے ہیں جبکہ آپس کی رضامندی سے ہو اور امام شافعی کہتے ہیں کہ منع ہے اور دلیل ان کی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ہے کہ اُس شخص کے حق میں جو مشترک غلام سے اپنا حصہ آزاد کرے پس وہ حدیث نص ہے غلام میں اور اس نے باقی کو اس کے ساتھ لاحق کیا ہے (فتح)۔

۲۳۱۱ ۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَیْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ شِقْصًا لَّهٗ مِنْ عَبْدٍ اَوْ شِرْكًا اَوْ قَالَ ۔ نَصِیْبًا وَّكَانَ لَهٗ مَا یَبْلُغُ ثَمَنَهٗ بِقِیْمَةِ الْعَدْلِ ۔ هُوَ عَتِیْقٌ وَّاِلَّا فَقَدْ عُتِقَ مِنْهُ مَا عُتِقَ. قَالَ لَا اَدْرِیْ قَوْلُهٗ عُتِقَ مِنْهُ مَا عُتِقَ قَوْلٌ مِّنْ نَّافِعٍ اَوْ فِی الْحَدِیْثِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

۲۳۱۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور آزاد کرنے والے کے لیے مال ہو کہ غلام کی قیمت کو پہنچتا ہو یعنی اس کی باقی قیمت کو ساتھ قیمت انصاف کے یعنی برابر بغیر کمی اور زیادتی کے تو وہ غلام آزاد ہے یعنی اور شریکوں کے حصے اپنے مال سے آزاد کر دے یعنی سارا غلام اسی کے مال سے آزاد ہو اور شریک کا کچھ نہ جائے گا اور اگر اس کے پاس اس قدر مال نہ ہو تو تحقیق آزاد ہوا اس سے جو کہ آزاد ہوا یعنی اور شریکوں کے حصے آزاد نہ ہوں گے وہ بدستور غلام رہیں گے۔

۲۳۱۲۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شَقِيْصًا مِّنْ مَّمْلُوْكِهِ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ فِي مَالِهِ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ قُوِّمَ الْمَمْلُوْكُ قِيْمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ اسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ.

۲۳۱۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے تو اس پر واجب ہے اپنے مال سے اس کو بالکل آزاد کر دینا یعنی جبکہ ہو اس کے پاس مال بقدر قیمت اس کی کے اور اگر آزاد کرنے والوں کے پاس مال نہ ہو تو اس غلام کے انصاف کی قیمت ٹھہرائی جائے پھر بقدر حصے اور شریکوں کے غلام سے محنت مزدوری کروائی جائے لیکن اس پر مشقت نہ ڈالی جائے یعنی نہ تکلیف دی جائے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ دشوار ہو اس پر۔

فائدہ: ان حدیثوں کی پوری شرح کتاب العتق میں آئے گی ان شاء اللہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ساجھی کے غلام کو بانٹا جائے تو اس کو قیمت کر کے بانٹا جاوے اور یہ حدیث حجت ہے واسطے امام شافعی کے کہ مشترک چیز کو بدون قیمت کرنے کے بانٹنا درست نہیں لیکن ممکن ہے کہ کہا جائے کہ غلام کا بانٹنا بدون قیمت کے ممکن نہیں بخلاف اور اسبابوں کے کہ ان کا بانٹنا بدون قیمت کے ممکن ہے پس اور سب قسم کے اسباب اس کے ساتھ ملحق ہوں گے۔

بَابُ هَلْ يُقْرَعُ فِي الْقِسْمَةِ وَالْإِسْتِهَامِ فِيْهِ — قسمت میں قرعہ ڈالنے کا بیان

فائدہ: اور بیان اس جگہ حصوں کا بیچ قسمت کے اور ضمیر قسم کی طرف پھرتا ہے ساتھ دلالت قسمت کے پس ذکر کیا قسمت کو اس لیے کہ دونوں کے معنی ایک ہیں۔ (فتح)

۲۳۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْقَآئِمِ عَلٰى حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا عَلٰى سَفِيْنَةٍ فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا فَكَانَ الَّذِيْنَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَآءِ مَرُّوْا عَلٰى مَنْ فَوْقَهُمْ فَقَالُوْا لَوْ أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيْبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا فَإِنْ يَتْرُكُوْهُمْ وَمَا

۲۳۱۳۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی مثل جو اللہ کی حدوں پر کھڑا ہے یعنی گناہ نہیں کرتا اور جو ان میں گرا یعنی گناہوں میں ڈوبا اس قوم کی مثل ہے جنہوں نے قرعہ ڈال کے جہاز میں اپنا مکان ٹھہرایا سو بعضوں نے اُس کے اوپر کا مکان پایا اور بعضوں نے نیچے کا مکان پایا سو جو لوگ اس کے نیچے رہے جب انہوں نے پانی چاہا تو اپنے اوپر والوں پر گزرے تو نیچے والوں نے کہا کہ اگر ہم اپنے حصے کے مکان کو پانی کے لیے پھاڑ لیں اور اپنے اوپر والوں کو آمد و رفت کی تکلیف سے بچائیں تو اچھی بات ہے سو اگر اوپر والوں نے نیچے والوں کو ان کی خواہش پر چھوڑا یعنی

أَرَادُوْا هَلَكُوْا جَمِيْعًا وَّ إِنْ أَخَذُوْا عَلٰى أَيْدِيْهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِيْعًا.

جہاز توڑنے سے منع نہ کیا تو اوپر اور نیچے کے سب ہلاک ہوئے یعنی ڈوبے اور اگر ان کے ہاتھ پکڑ لئے تو اوپر والے خود بھی بچے اور نیچے والے بھی سب بچے۔

فائدہ: یعنی جو لوگ کہ ایک شہر یا ایک گھر میں رہتے ہوں اور بعض ان میں سے گناہوں اور خلاف شرع کاموں سے بچتے ہوں اور بعض گناہوں میں مشغول ہوں اور متقی لوگ باوجود قدرت کے گناہگاروں کو بدکاموں سے نہ روکیں تو آخرت کے عذاب میں دونوں شریک ہیں اگر دنیا میں عذاب آئے گا تو سب برباد ہوں گے خواہ متقی لوگ بدکاموں سے راضی ہوں یا ناراض جیسے کہ کشتی اگرچہ مضبوط ہو لیکن ایک سوراخ سے ڈوبتی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بانٹنے کے وقت حصوں میں قرعہ ڈالنا درست ہے وفيه المطابقة للترجمة اور اس حدیث کی پوری شرح کتاب الشہادات میں آئے گی۔

بَابُ شَرِكَةِ الْيَتِيْمِ وَأَهْلِ الْمِيْرَاثِ.

باب ہے بیان میں شرکت یتیم کے ساتھ اہل میراث کے

فائدہ: واو معنی مع کے ہے ابن بطال نے کہا کہ اتفاق ہے اس پر نہیں جائز ہے شریک ہونا یتیم کے مال میں مگر یہ کہ واسطے یتیم کے اس میں مصلحت راجح ہو۔ (فتح)

٢٣١٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعَامِرِيُّ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا إِلٰى وَ رُبَاعَ﴾ فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِيْ هِيَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا تُشَارِكُهُ فِيْ مَالِهِ فَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَ جَمَالُهَا فَيُرِيْدُ وَلِيُّهَا أَنْ يَّتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ أَنْ يُّقْسِطَ فِيْ صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيْهَا غَيْرُهُ فَنُهُوْا

٢٣١٤۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتوں سے دو دو تین تین چار چار عائشہ نے کہا کہ اے میرے بھتیجے! مراد اس سے یتیم لڑکی ہے جو اپنے والی کی پرورش میں ہوتی ہے یعنی جیسے کہ چچیرا بھائی ہو شریک ہے وہ ولی کو اس کے مال میں کہ دونوں کو ایک مورث سے مشترک پہنچا ہے سو خوش آتا ہے ولی کو مال اس کا اور خوبصورتی اس کی سو اس کا ولی چاہتا ہے کہ اس سے نکاح کرے بغیر اس کے کہ اس کے مہر میں انصاف کرے پس دے اس کو مہر میں مثل اس چیز کے کہ دے اس کو غیر اس کا سو ان کو ان سے نکاح کرنا منع ہوا مگر یہ کہ ان کے لیے انصاف کریں اور پہنچائیں ان کو اپنے طریقے پر مہر سے یعنی ان کو پورا مہر دیں اور ان کو حکم ہوا کہ یہ

أَنْ يُنْكِحُوْهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوْا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوْا بِهِنَّ أَعْلٰى سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ وَ أُمِرُوْا أَنْ يَنْكِحُوْا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَآءِ سِوَاهُنَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هٰذِهِ الْآيَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ وَالَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ أَنَّهُ يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ الْآيَةُ الْأُوْلٰى الَّتِيْ قَالَ فِيْهَا ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ وَقَوْلُ اللّٰهِ فِي الْآيَةِ الْأُخْرٰى ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ يَعْنِيْ هِيَ رَغْبَةُ أَحَدِكُمْ لِيَتِيْمَتِهِ الَّتِيْ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِهٖ حِيْنَ تَكُوْنُ قَلِيْلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ فَنُهُوْا أَنْ يَنْكِحُوْا مَا رَغِبُوْا فِيْ مَالِهَا وَجَمَالِهَا مِنْ يَتَامَى النِّسَآءِ إِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ.

کہ نکاح کریں اس سے جو خوش لگے ان کو عورتوں سے سوائے ان کے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر لوگوں نے اس آیت کے اترنے کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت مانگی یعنی دیکھا کہ بعض جگہ لڑکی کے حق میں بہتر ہے کہ اس کا والی اس کو نکاح میں لائے جو وہ اس کی خاطر کرے گا غیر نہ کرے گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت مانگی اس کے نکاح کی تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ تجھ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کی تو کہہ اللہ تم کو رخصت دیتا ہے ان کی یعنی ان سے نکاح کرنا درست ہے اور جو پڑھا جاتا ہے تم پر کتاب میں سو یتیم عورتوں کو حکم ہے جن کو تم نہیں دیتے جو اس کے لیے مقرر ہے اور چاہتے ہو کہ ان سے نکاح کرو اور جو چیز کہ اللہ نے ذکر کی کہ تم پر پڑھی جاتی ہے کتاب میں وہ پہلی آیت ہے یعنی اور وہ یہ ہے کہ اگر تم ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو خوش لگیں تم کو عورتوں سے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور یہ جو اللہ نے دوسری آیت میں فرمایا ﴿وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ تو وہ منہ پھیرنا ایک تمہارے کا ہے یتیم لڑکی سے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو جبکہ مال اور خوبصورتی میں کم ہوتی ہے تو ان کو منع ہوا کہ یہ کہ نکاح کریں اس عورت سے جس کے مال اور جمال میں رغبت کریں یتیم عورتوں سے مگر ساتھ انصاف کے لیے منہ پھیرنے ان کے کے اس نے یعنی وقت کم ہونے مال اور جمال کے یعنی جب تم مال اور جمال کم ہونے کے وقت یتیم لڑکیوں سے نکاح نہیں کرتے تو پھر ان کے مال اور جمال بہت ہونے کے وقت بھی ان سے نکاح نہ کرو نہیں تو مناسب ہے کہ دونوں کا نکاح عدل میں برابر ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح تفسیر سورۂ نساء میں آئے گی ان شاء اللہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے شریک

ہونا یتیم کے مالِ میراث میں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر یتیم عورتیں خوبصورت ہوتی تھیں تو ان کے نکاح میں رغبت کرتے تھے اور ان کے مال کھا جاتے تھے نہیں تو ان کے مال کے طمع سے ان کو روک رکھتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے ولی کو یہ کہ نکاح کرے اس عورت سے جو اس کی پرورش میں ہو لیکن نکاح پڑھنے والا کوئی غیر ہو۔ (فتح)

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الْأَرَضِيْنَ وَغَيْرِهَا.

زمینوں وغیرہ میں شریک ہونے کا بیان۔

۲۳۱۵ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

۲۳۱۵۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کو ہر چیز میں کہ نہ بانٹی گئی ہو یعنی غیر منقول میں کہ شراکت میں ہو پھر جبکہ حدیں واقع ہوں یعنی ملک مشترک تقسیم کی جائے اور راہیں پھیریں جائیں یعنی ہر ایک کے حصے کی راہ جدا ہو جائے تو شفعہ نہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشفعہ میں گذر چکی ہے اور مراد اس جگہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جائز ہے بانٹنا زمین اور گھر کا اور یہی ہے مذہب جمہور کا برابر ہے کہ گھر بڑا ہو یا چھوٹا اور مستثنیٰ کیا ہے بعضوں نے اس گھر کو جو نہ فائدہ اٹھایا جائے ساتھ اس کے اگر تقسیم کیا جائے تو اس کا بانٹنا منع ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا اقْتَسَمَ الشُّرَكَاءُ الدُّوْرَ وَغَيْرَهَا فَلَيْسَ لَهُمْ رُجُوْعٌ وَّلَا شُفْعَةَ.

جب تقسیم کر لیں آپس میں شریک گھروں وغیرہ کو تو نہیں ہے ان کے لیے رجوع اور نہ شفعہ۔

۲۳۱۶ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

۲۳۱۶ ۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ شفعہ کے ہر چیز میں کہ نہ بانٹی گئی ہو پھر جب حدیں واقع ہوں اور راہیں پھیریں جائیں تو شفعہ نہیں ہے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ ترجمہ باندھا ہے بخاری نے ساتھ لازم ہونے قسمت کے اور نہیں ہے حدیث میں مگر نفی شفعہ کی لیکن یہ اس لیے ہے کہ شفعہ کی نفی سے رجوع کی نفی لازم آتی ہے اس لیے کہ اگر شریک کو رجوع کرنا جائز ہوتا تو البتہ پھر آتی شرکت پس پھر آتا شفعہ۔ (فتح)

بَابُ الْاِشْتِرَاكِ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

جائز ہے شریک ہونا سونے اور چاندی میں اور اس چیز

وَمَا يَكُوْنُ فِيْهِ الصَّرْفُ.

میں کہ اس میں بیع صرف ہوتی ہے اور وہ درہم اور اشرفیاں ہیں۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ شرکت صحیحہ یہ ہے کہ نکال ہر ایک مثل اس چیز کی کہ نکالے ساتھ اس کا پھر دونوں چیزوں کو آپس میں ملائیں یہاں تک کہ ان کی تمیز نہ ہو سکے پھر دونوں اکٹھے اس میں تصرف کریں مگر یہ کہ ہر ایک ان دونوں میں سے دوسرے کو اپنے قائم مقام کردے اور نیز اجماع ہے اس پر کہ شرکت ساتھ درہموں اور اشرفیوں کے جائز ہے لیکن اگر ایک کی طرف اشرفیاں ہوں اور ایک کی طرف سے درہم یا پیسے ہوں تو اس میں اختلاف ہے پس منع کیا ہے اس کو شافعی اور مالک نے مشہور قول میں اور کوفیوں نے مگر ثوری نے کہا کہ جائز ہے اور زیادہ کی ہے شافعی رحمہ اللہ نے یہ شرط کہ دونوں صفت میں بھی مختلف نہ ہوں مانند درست اور ٹوٹے ہوئے درہموں کے اور مطلق چھوڑنا بخاری کا ترجمہ مشعر ہے ساتھ مائل ہونے اس کے کی طرف قول ثوری کے اور یہ کہا کہ ما یکون فیہ الصرف تو مراد اس سے مانند درہموں مغشوشہ اور ڈلی سونے چاندی وغیرہ کی ہے اور اس میں علماء کو اختلاف ہے اکثر کہتے ہیں کہ صحیح ہے ہر مثل چیز میں اور یہی صحیح تر ہے نزدیک شافعی رحمہ اللہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خاص ہے ساتھ نقد سکے والے کے یعنی مانند روپیوں اور اشرفیوں وغیرہ کے۔ (فتح)

۲۳۱۷ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عُثْمَانَ يَعْنِيْ ابْنَ الْأَسْوَدِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِيْ مُسْلِمٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْمِنْهَالِ عَنِ الصَّرْفِ يَدًا بِيَدٍ فَقَالَ اشْتَرَيْتُ أَنَا وَشَرِيْكٌ لِّيْ شَيْئًا يَدًا بِيَدٍ وَّنَسِيْئَةً فَجَآءَنَا الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ فَعَلْتُ أَنَا وَشَرِيْكِيْ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَسَأَلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَخُذُوْهُ وَمَا كَانَ نَسِيْئَةً فَذَرُوْهُ.

۲۳۱۷۔ سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو منہال سے پوچھا کہ چاند سونے کو آپس میں ہاتھوں ہاتھ بیچنے کا کیا حکم ہے تو اس نے کہا کہ میں نے اور میرے ایک شریک نے ہاتھوں ہاتھ اور ادھار ایک چیز خریدی یعنی نقود سے پھر ہمارے پاس براء بن عازب رضی اللہ عنہ آئے تو ہم نے ان سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے اور میرے شریک زید بن ارقم نے کہا اسی طرح کیا تھا اور ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہاتھوں ہاتھ ہو اس کو لے لو اور جو وعدے کے ساتھ ہو اس کو چھوڑ دو۔

فائدہ: بیع صرف یہ ہے کہ سونے کو سونے سے بیچے اور چاندی کو چاندی سے بیچے یا ایک کو دوسری کے ساتھ بیچے اور تحقیق گذر چکی ہے بیچ باب بیع الورق بالذہب نسیئۃ کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے تفریق صفقہ کی یعنی جمع کرنا دو بیعوں کا ایک عقد میں پس جو بیع صحیح ہوگی وہ صحیح ہو جائے گی اور جو صحیح نہ ہوگی وہ باطل

ہو جائے اور اس استدلال میں نظر ہے اس لیے کہ احتمال ہے اس نے دو مختلف عقدوں کی طرف اشارہ کیا ہو اور تائید کرتی ہے اس احتمال کی وہ چیز جو ہجرت کے باب میں آئے گی کہ میرے ایک شریک نے موسم کے دعوی پر کچھ درہم ادھار بیچے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے اور ہم یہ بیع کرتے تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ہاتھوں ہاتھ ہوں اس کا کچھ ڈر نہیں اور جو ادھار ہو تو وہ صحیح نہیں بنا بر اس کے پس معنی مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَخُذُوْهُ کے یہ ہیں کہ جس بیع میں تعارض واقع ہو وہ صحیح ہے اور اس کو جائز رکھو اور جس میں تقابض فی المجلس واقع نہ ہو وہ صحیح نہیں پس اس کو چھوڑ دو اور نہیں لازم آتا اس سے یہ کہ دونوں ایک عقد میں ہوں۔ (فتح)

بَابُ مُشَارَكَةِ الذِّمِّيِّ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِي الْمُزَارَعَةِ.

جائز ہے مسلمانوں کو شریک ہونا ساتھ ذمی اور مشرکین کے زراعت میں۔

٢٢١٨ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ أَنْ يَّعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا.

۲۳۱۸۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دی حضرت ﷺ نے زمین خیبر کے یہودیوں کو اس شرط پر کہ وہ اس میں محنت کریں اور کھیتی بوئیں اور ہو یہودیوں کے لیے آدھا اس چیز کا جو اس سے پیدا ہو۔

فائدہ: یہ حدیث مزارعت میں پہلے گزر چکی ہے اور وہ ظاہر ہے ذمی میں یعنی جائز ہے مسلمان کو شریک ہونا ساتھ ذمی کے اور مشرک اس کے ساتھ ملحق کیا گیا ہے اس لیے کہ جب عشر دینا کر کے امام سے امان لے تو وہ بھی ذمی کے معنی میں ہوتا ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف مخالفت اس شخص کی جو اس کو جائز نہیں رکھتا مانند ثوری اور لیث اور احمد اور اسحاق کے اور یہی قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا لیکن جائز رکھا ہے اس نے اس کو جبکہ ہو تصرف کرنا سامنے مسلمان کے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ خوف ہے کہ داخل ہو مسلمان کے مال میں وہ چیز کہ نہیں حلال مانند ہے بیاج کی اور مول شراب اور سور کی اور جمہور کی دلیل ہے کہ حضرت ﷺ نے یہود خیبر سے معاملہ کیا اور جب کہ مزارعت میں معاملہ کرنا جائز ہے تو اس کے غیر میں بھی جائز ہوگا اور اس کے جائز ہونے کے سبب سے حضرت ﷺ نے ان سے جزیہ لیا باوجودیکہ ان کے مال میں ہے جو کچھ کہ ہے یعنی حرام مال سے مانند سود اور مول شراب اور سور کے۔ (فتح)

بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَمِ وَالْعَدْلِ فِيْهَا.

بکریوں کا بانٹنا اور ان میں انصاف کرنا یعنی برابری کرنا بغیر کمی زیادتی کے۔

٢٢١٩ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي

۲۳۱۹۔ عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بکریاں دیں کہ وہ ان کو قربانی کے لیے آپ کے اصحاب پر

الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهٖ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهٗ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِهٖ أَنْتَ.

تقسیم کرے تو بکری کا ایک بچہ یعنی سال سے کم کا باقی رہا تو حضرت مَلَّاتِیْمِ نے فرمایا کہ تو اس کو قربانی کر لے۔

فائدہ: شرکت میں ابتدا وکالت میں اس حدیث کو وارد کرنے کی توجیہ گزر چکی ہے اور اس کی باقی شرح قربانی کے باب میں آئے گی۔

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ وَغَيْرِهٖ

اناج وغیرہ میں شریک ہونے کا بیان۔

فائدہ: یعنی ہم مثل چیزوں میں سے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ صحیح ہے شرکت ہر چیز میں کہ ملک ہو اور صحیح تر نزدیک شافعیہ کے خاص ہونا شرکت کا ہے ساتھ ہم مثل چیزوں کے اور سبیل اس شخص کی جو ارادہ کرے شرکت کا ساتھ عروض یعنی ساتھ اور اسباب کے سوائے سونے اور چاندی کے نزدیک ان کے یہ ہے کہ جو بیچے بعض اسباب اپنا جو معلوم ہے ساتھ بعض اسباب دوسرے مرد کے جو معلوم ہے اور اجازت دی اس کو تصرف میں اور ایک وجہ میں نہیں صحیح ہے مگر نقد مضروب میں کما تقدم اور مالکیہ سے ہے کہ مکروہ ہے شریک ہونا کھانے میں اور راجح ان کے نزدیک جواز ہے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ أَنَّ رَجُلًا سَاوَمَ شَيْئًا فَغَمَزَهٗ آخَرُ فَرَاٰى عُمَرُ أَنَّ لَهٗ شِرْكَةً.

یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک مرد نے ایک چیز کی قیمت چکائی اور دوسرے نے اس کو آنکھ یا ہاتھ سے اشارہ کیا یعنی اور اس نے اس کو خریدا تو عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس دوسرے کو بیع میں شرکت ہے یعنی وہ بھی اس چیز میں شریک ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شرکت کے لیے کوئی صیغہ شرط نہ کرتے تھے اور کنایات کرتے تھے اس میں ساتھ اشارہ کے جبکہ ظاہر قرینہ ہو اور یہی ہے قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اور نیز امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر کوئی اسباب بیع کے واسطے پیش کیا جاتا ہو اور کھڑے ہوں وہ شخص جو خریدتے ہیں اس کو تجارت کے لیے سو جب ان میں سے ایک خریدے اور دوسرا اس میں شریک ہونا چاہے تو لازم ہے اس کو یہ کہ اُس کو اس میں شریک کر لیں اس لیے کہ اس نے فائدہ اٹھایا ہے ساتھ ترک کرنے زیادتی کے اوپر اس کے اور ایک روایت میں یہاں اتنا زیادہ ہے کہ امام بخاری نے کہا کہ جب ایک مرد دوسرے مرد سے کہے کہ مجھے اپنے ساتھ شریک کر پس جب چپ رہے تو ہوگا شریک اس کا نصف میں۔ (فتح)

۲۳۲۰۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيْدٌ عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ وَ كَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْهُ فَقَالَ هُوَ صَغِيْرٌ فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ وَعَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ إِلَى السُّوْقِ فَيَشْتَرِيْ الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَيَقُوْلَانِ لَهُ أَشْرِكْنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ فَيَشْرَكُهُمْ فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ.

۲۳۲۰۔ حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کی ماں زینب اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت اس سے اسلام کی بیعت کیجئے تو حضرت نے فرمایا کہ یہ چھوٹا ہے بیعت کے لائق نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لیے برکت کی دعا کی اور اور زہرہ بن معبد سے روایت ہے کہ اس کا دادا عبدالبر بن ہشام اس کو بازار کی طرف لے جاتا تھا اور اناج خریدتا تھا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ اس سے ملتے تھے تو اس سے کہتے تھے کہ ہم کو اس میں شریک کر لے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے لیے برکت کی دعا کی ہے تو وہ ان کو شریک کر لیتا تھا اور اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا کہ پوری سواری کو پہنچتا تھا یعنی اس کو بقدر بوجھ اونٹ کی فائدہ ہوتا تھا پھر اس کو ہی گھر کی طرف بھیجتا تھا۔

فائدہ: اور موافق ترجمہ کے اس حدیث سے یہ لفظ ہے کہ وہ دونوں کہتے تھے کہ ہم کو اپنے ساتھ شریک کر لے اور وہ ان کو شریک کر لیتا تھا اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے تھے اور نہیں منقول ہے ان کے غیر سے وہ چیز جو اس کے مخالف ہو پس یہ حجت ہوگی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھوٹے لڑکے کے سر پر ہاتھ پھیرنا جائز ہے اور اس شخص سے مبایعت کو ترک کرنا جو کہ بالغ نہ ہو اور طلب معاش کے لیے بازار میں داخل ہونا اور برکت کو طلب کرنا جب کہ وہ اس میں موجود ہو۔ اور اس میں رد ہے اس پر جو یہ گمان کرتا ہے کہ فراخی حلال مال سے مذموم ہے اور نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی بھی ہے کہ آپ کی دعا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول ہوئی۔ (فتح)

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الرَّقِيْقِ.

غلام میں شریک ہونے کا بیان۔

۲۳۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۳۲۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو اپنا حصہ غلام مشترک سے آزاد کر دے تو واجب ہے اس پر آزاد کر دینا تمام غلام کا اگر اس کی قیمت کے برابر اس کے پاس مال ہو قیمت کیا

قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ وَجَبَ عَلَيْهِ أَنْ يُعْتِقَ كُلَّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ قَدْرَ ثَمَنِهِ يُقَامُ قِيمَةَ عَدْلٍ وَّ يُعْطَى شُرَكَآؤُهُ حِصَّتَهُمْ وَ يُخَلَّى سَبِيلُ الْمُعْتَقِ.

جائے قیمت انصاف کی اور شریکوں کو ان کے حصے کی قیمت دی جائے اور غلام کی راہ چھوڑ دی جائے یعنی وہ آزاد ہو گیا اس کے ساتھ کسی کا تعلق نہیں۔

۲۳۲۲ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ فِي عَبْدٍ أُعْتِقَ كُلُّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَإِلَّا يُسْتَسْعَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ.

۲۳۲۲۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کر دے تو تمام غلام آزاد ہوا اگر اس کے پاس مال ہو نہیں تو غلام سے مزدوری کروائی جائے مگر اس پر مشقت حد نہ ڈالی جائے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی باب سے مطابقت ترجمہ حدیث سے ظاہر ہے اس لیے کہ صحت عتق کی فرع ہے صحت ملک کی۔(فتح)

بَابُ الْإِشْتِرَاكِ فِي الْهَدْيِ وَالْبُدْنِ وَإِذَا أَشْرَكَ الرَّجُلَ الرَّجُلُ فِي هَدْيِهِ بَعْدَ مَا أَهْدٰى.

شریک ہونا ہدی اور قربانی کے اونٹوں میں، اور جیسے شریک کرے ایک مرد دوسرے کو قربانی میں بعد اس کے بعد اس کے کہ مکے کی طرف بھیجے۔

فائدہ: یعنی کیا جائز ہے؟

۲۳۲۳ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ وَعَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ صُبْحَ رَابِعَةٍ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ لَا يَخْلِطُهُمْ شَيْءٌ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا فَجَعَلْنَاهَا عُمْرَةً وَأَنْ نَحِلَّ إِلٰى نِسَآئِنَا فَفَشَتْ فِي ذٰلِكَ الْقَالَةُ قَالَ عَطَاءٌ فَقَالَ

۲۳۲۳۔جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ذوالحجہ کی چوتھی صبح کو مکہ میں آئے اس حال میں کہ حج کے احرام باندھے ہوئے تھے نہیں مخلوط ہوتی تھی ان سے کوئی چیز صرف حج کا احرام باندھے ہوئے تھے سو جب ہم مکے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم کیا یعنی ساتھ فسخ کرنے حج کے ساتھ عمرہ کے سو ہم نے اس کو عمرہ گردانا یعنی عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالا اور حکم کیا ہم کو کہ احرام اتار کر اپنی بیویوں سے صحبت کریں تو اس میں گفتگو پھیلی یعنی لوگوں میں اس کا بہت چرچا ہوا گویا ان کو احرام اتارنا

جَابِرٌ فَيُرَوِّحُ أَحَدُنَا إِلَى مِنًى وَذَكَرُهُ يَقْطُرُ مَنِيًّا فَقَالَ جَابِرٌ بِكَفِّهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ خَطِيبًا فَقَالَ بَلَغَنِي أَنَّ أَقْوَامًا يَقُولُونَ كَذَا وَكَذَا وَاللّٰهِ لَأَنَا أَبَرُّ وَأَتْقَى لِلّٰهِ مِنْهُمْ وَلَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هِيَ لَنَا أَوْ لِلْأَبَدِ فَقَالَ لَا بَلْ لِلْأَبَدِ قَالَ وَجَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ أَحَدُهُمَا يَقُولُ لَبَّيْكَ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْآخَرُ لَبَّيْكَ بِحَجَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقِيمَ عَلَى إِحْرَامِهِ وَأَشْرَكَهُ فِي الْهَدْيِ.

ناگوار معلوم ہوا یعنی اور پس کہنے لگے کہ ہم میں سے کوئی منیٰ کی طرف جائے گا حالانکہ اس کی آلت سے منی ٹپکتی ہوگی اور جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا سو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کو کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ بعضے لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں قسم ہے اللہ کی البتہ میں زیادہ تر نیک اور زیادہ تر ڈرنے والا ہوں اللہ سے اگر میں اپنا حال پہلے سے جانتا جو مجھ کو پیچھے معلوم ہوا تو میں قربانی تو میں قربانی کو اپنے ساتھ لاتا اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ میں عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالتا تو سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ حکم فسخ کرنے حج کا ساتھ عمرہ کے صرف ہمارے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تو ان دونوں سے یعنی جابر اور عباس رضی اللہ عنہما سے ایک یعنی جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت علی اس طرح لبیک کہتے تھے کہ احرام باندھا میں نے ساتھ اس چیز کے کہ احرام باندھا ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دوسرے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس طرح کہتے تھے کہ احرام باندھا یعنی ساتھ احرام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا کہ اپنے احرام پر قائم رہے اور اس کو قربانی میں شریک کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحج میں گذر چکی ہے اور اس میں بیان ہے کہ واقع ہوئی تھی شرکت بعد اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی کے اونٹوں کو مدینے سے ہانکا تھا اور وہ تریسٹھ اونٹ تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے اور ان کے ساتھ سینتیس اونٹ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدی کے کل اونٹ سو ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو ان میں اپنے ساتھ شریک کر لیا اور یہ اشتراک محمول ہے اس پر کہ آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو قربانی کے ثواب میں شریک کیا نہ یہ کہ آپ نے اس کو ہدی گردانے کے بعد مالک کیا اور احتمال ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھ

والے اونٹ حضرت ﷺ کے آگے حاضر کئے اور حضرت ﷺ نے ان کو دیکھا تو علی رضی اللہ عنہ کو آدھے کا مالک کیا تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ اس میں شریک ہو گئے اور سب کو ہدی گردانا تو اس میں دونوں شریک ہوئے نہ ان میں جن کو حضرت ﷺ نے پہلے ہانکا تھا۔(فتح)

بَابُ مَنْ عَدَلَ عَشْرًا مِّنَ الْغَنَمِ بِجَزُوْرٍ فِي الْقَسْمِ.

جو قسمت میں دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کرتا ہے۔

٢٣٢٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مِنْ تِهَامَةَ فَأَصَبْنَا غَنَمًا وَّإِبِلًا فَعَجِلَ الْقَوْمُ فَأَغْلَوْا بِهَا الْقُدُوْرَ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ ثُمَّ عَدَلَ عَشْرًا مِّنَ الْغَنَمِ بِجَزُوْرٍ ثُمَّ إِنَّ بَعِيْرًا نَدَّ وَلَيْسَ فِي الْقَوْمِ إِلَّا خَيْلٌ يَسِيْرَةٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ فَحَبَسَهُ بِسَهْمٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰكَذَا قَالَ قَالَ جَدِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَرْجُوْ أَوْ نَخَافُ أَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَّلَيْسَ مَعَنَا مُدًى فَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ فَقَالَ اعْجَلْ أَوْ أَرْنِيْ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلُوْا لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَّ أَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ.

۲۳۲۴۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ذوالحلیفہ میں تھے جو تہامہ سے ہے سو ہم نے غنیمت میں سے بکریاں یا اونٹ پائے سو لوگوں نے جلدی کی سو ان سے ہانڈیاں پکائیں سو حضرت ﷺ آئے اور حکم کیا ساتھ اٹھانے ان کے کے سو اٹھائی گئیں پھر قیمت میں دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کیا پھر ان میں سے ایک اونٹ بھاگا اور نہ تھے لوگوں میں مگر گھوڑے تھوڑے سو ایک مرد نے اس کے تیر مارا سو اس کو بند کیا یعنی اس کو تیر سے مار ڈالا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ان چار پایوں کے لیے یعنی درمیان ان کے نفرت رکھنے والے مانند نفرت رکھنے والے جنگلی چار پایوں کے اور جب کوئی ان میں سے تم پر غالب ہو تو اس کے ساتھ اسی طرح کیا کرو تو میرے دادا نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم امید رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں یہ کہ کل ہم دشمنوں سے ملیں یعنی کفار سے اور نہیں ساتھ ہمارے چھریاں پس ہم دھاری دار لکڑی سے ذبح کر لیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جلدی کر جو چیز کہ خون بہائے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو کھاؤ یعنی اس کا کھانا جائز ہے سوائے دانت اور ناخن کے اور میں تم سے ہر ایک کا حال بیان کرتا ہوں بہر حال دانت پس ہڈی ہے اور لیکن ناخن پس حبشیوں کی چھریاں ہیں۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گذر چکی ہے اور اس کی شرح کتاب الذبائح میں آئے گی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

كِتَابُ الرَّهْنِ

گروی کی کتاب

بَابُ الرَّهْنِ فِي الْحَضَرِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوْضَةٌ﴾.

باب ہے بیچ بیان گروی کرنے کے وطن میں اور بیان اس آیت کا کہ اگر تم سفر میں ہو اور نہ پاؤ لکھنے والا تو گروی ہاتھ میں رکھنی ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا حضر میں تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ آیت میں سفر کی قید باعتبار غالب کے ہے یعنی اکثر اوقات کے اور اس کا کوئی مفہوم نہیں حدیث کی دلالت کے لیے اوپر مشروع ہونے کے اس کے کہ حضر میں جیسا کہ ہم اس کو ذکر کریں گے اور یہی جمہور کا قول ہے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے اس کے لیے باعتبار معنی کے بایں طور کہ رہن مشروع ہوا ہے وثیقہ بنانے کے لیے قرض پر اس آیت کے دلیل کے لیے کہ پس اگر اعتبار کرے ایک دوسرے کا اس لیے کہ اشارہ کرتی ہے طرف اس کی کہ مراد ساتھ رہن کے وثیقہ طلب کرنا ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ مقید کیا اس کو ساتھ سفر کے اس واسطے کہ اس میں لکھنے والے کے نہ ہونے کا گمان ہے پس نکالا اس کو باعتبار غالب کے اور مخالفت کی ہے اس میں مجاہد اور ضحاک نے پس انہوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے گروی رکھنا سفر میں جس جگہ کہ کاتب نہ پایا جائے اور یہی قول ہے داود اور اہل ظاہر کا اور ابن حزم نے کہا کہ اگر مرتہن حضر میں رہن رکھنے کی شرط کرے تو یہ اس کو جائز نہیں اور اگر احسان کرے ساتھ اس کے رہن تو جائز ہے اور حمل کیا حدیث باب کو اوپر اس کے اور تحقیق اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے مانند عادت اپنی کی اور یہ حدیث ابتدا بیوع میں پہلے گزر چکی ہے اس طریق سے کہ حضرت ﷺ نے مدینے میں اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی رکھی اور معلوم ہوا ساتھ اس کے اور اس پر جو اعتراض کرتا ہے کہ آیت اور حدیث میں رہن فی الحضر کا ذکر نہیں۔ (فتح)

۲۳۲۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعَهٗ بِشَعِيْرٍ وَّمَشَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ

۲۳۲۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی زرہ جو کے بدلے گروی رکھی اور میں جو کی روٹی اور چربی بودار حضرت ﷺ کے پاس لے گیا اور میں نے آپ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ محمد ﷺ کے گھر والوں کے پاس صبح اور شام ایک صاع اناج کے سوا اور کچھ نہیں رہا حالانکہ نو گھر ہیں۔

وَّإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَّلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَا أَصْبَحَ لِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا صَاعٌ وَّلَا أَمْسٰى وَإِنَّهُمْ لَتِسْعَةُ أَبْيَاتٍ.

فائدہ: اور مناسبت ذکر انس رضی اللہ عنہ واسطے اس قدر کے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے اس سے ہی اشارت ہے طرف سبب فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بطور فریاد اور شکایت کے نہیں کہی پناہ ہے اللہ کی اس سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واسطے عذر بیان کرنے کے کہا قبول کرنے دعوت یہودی کی سے اور اپنی زرہ رہن رکھنے کے لیے اس کے پاس۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کافروں کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے اس چیز میں کہ جس میں حرمت نہیں ثابت ہوئی ذات متعامل فیہ کی یعنی جس چیز میں کہ معاملہ ہوا۔ اور ان کے فاسد عقیدے کا اس میں اعتبار نہ کرنا اپنے اور ان کے درمیان معاملے میں اور استنباط کیا گیا ہے اس سے جائز ہونا معاملے کا اس شخص کے ساتھ کہ جس کا اکثر مال حرام پر مشتمل ہو اور یہ کہ ہتھیاروں کا بیچنا اور ان کا رہن رکھنا بھی جائز ہے اور ان کا اجارے دینا کافر سے جب تک کہ وہ حربی نہ ہو اور یہ کہ اہل ذمہ اپنے مال کے مالک ہیں اور یہ کہ موجل مول کے بدلے خریدنا جائز ہے یعنی وعدے کے ساتھ اور یہ کہ لڑائی کے لیے زرہوں اور ہتھیاروں کا بنانا جائز ہے اور یہ کہ وہ توکل میں قادح نہیں ہیں اور یہ کہ اکثر قوت اس زمانے کے لوگوں کی جو تھی اور یہ کہ معتبر قول مرتہن کا ہے اس کی قسم کے ساتھ اور اس حدیث میں بیان ہے اس تواضع کا کہ جس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپ کی ترک دنیا کا اور باوجود قدرت کے اس دنیا کو کم لینے کا اور بخشش کہ جو پہنچایا اس نے ذخیرہ نہ کرنے کی طرف یہاں تک کہ محتاج ہو گئے زرہ کے گروی رکھنے کے اور تنگی گذران میں آپ کے صبر کا بیان ہے اور اور آپ کا تھوڑی چیز پر قناعت کرنے کا بیان ہے۔ اور اس میں فضیلت ہے آپ کی بیویوں کی آپ کے ساتھ ان چیزوں میں صبر کرنے کی وجہ سے۔ اور اس میں اور بھی فائدے ہیں جو اوپر بیان ہو چکے ہیں اور علماء نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے معاملہ کیا اور مال دار حضرات سے نہ کیا تو اس میں حکمت یا تو جواز کے بیان کی ہے یعنی ایسے کرنا جائز ہے یا اس لیے کہ اس وقت ان کے پاس اپنی حاجت سے زیادہ اناج نہ تھا یا آپ اس چیز سے ڈر گئے کہ اصحاب آپ سے مول نہ لیں گے پس آپ نے ان پر تنگی کرنے کا ارادہ نہ کیا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَّهَنَ دِرْعَهٗ.

زرہ کے گروی رکھنے کا بیان۔

٢٣٢٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ وَالْقَبِيْلَ فِي السَّلَفِ فَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ

٢٣٢٦۔ اعمش سے روایت ہے کہ ہم نے آپس میں ابراہیم کے پاس بیع میں گروی رکھنے اور ضامن لینے کا ذکر کیا تو ابراہیم نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے اسود نے اس نے

حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى مِنْ يَهُوْدِيٍّ طَعَامًا إِلٰى أَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ.

روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت ﷺ نے ایک یہودی سے اناج ادھار خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

فائدہ: اس کے ساتھ اس چیز پر استدلال کیا گیا ہے کہ کافر کے ہاتھ ہتھیاروں کا بیچنا جائز ہے اور اس میں اس چیز کی بھی دلیل ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حضرت ﷺ کا یہ فرمان کہ ایماندار کی روح اس کے قرض کے بدلے لٹکائی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کا قرض ادا کر دیا جائے، بعض کہتے ہیں کہ اس کا محل غیر نفس پیغمبروں میں سے ہے اس لیے کہ پیغمبروں کی روحیں قرض کے بدلے نہیں لٹکائی جاتیں ہیں پس یہ خصوصیت ہے اور جو کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی زندگی میں زرہ چھڑالی تھی تو اس کا قول معارض ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے (فتح الباری)

بَابُ رَهْنِ السِّلَاحِ.

ہتھیاروں کے گروی رکھنے کا بیان۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری نے زرہ کے گروی رکھنے کے بعد ہتھیاروں کے گروی رکھنے کا باب اس لیے باندھا کہ زرہ درحقیقت ہتھیار نہیں بلکہ وہ تو صرف ایک آلہ ہے جس کے ساتھ ہتھیاروں سے بچاؤ کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے بعض کہتے ہیں کہ اس کو سونے چاندی کے ساتھ مزین کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ وہ ہتھیاروں کو تلوار کی مانند مزین کرنے کے قائل ہیں (فتح)

۲۳۲۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَا فَأَتَاهُ فَقَالَ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ ارْهَنُوْنِيْ نِسَآئَكُمْ قَالُوْا كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَآئَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ فَارْهَنُوْنِيْ أَبْنَآئَكُمْ قَالُوْا كَيْفَ نَرْهَنُ أَبْنَآئَنَا فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ فَيُقَالُ رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ هٰذَا عَارٌ عَلَيْنَا وَلٰكِنَّا نَرْهَنُكَ

۲۳۲۷۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو کعب بن اشرف کے مار ڈالے؟ بے شک اس نے بہت رنج دیا ہے اللہ کو اور اس کے رسول ﷺ کو تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کو ماروں گا، سو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گیا اور کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ تو ایک یا دو وسق اناج ہمارے ہاتھ بیچے تو کعب نے کہا کہ تم اپنی عورتیں ہمارے پاس گروی رکھو تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم تیرے پاس اپنی عورتیں کس طرح گروی رکھیں اور حالانکہ تو سب عرب میں زیادہ تر خوبصورت ہے یعنی ہم ڈرتے ہیں کہ ہماری عورتیں تجھ پر عاشق ہو جائیں تو پھر اس نے کہا کہ تم اپنے لڑکے بالے میرے پس گروی رکھو تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے لڑکے تیرے پاس کس طرح گروی

اللَّامَةَ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي السِّلَاحَ فَوَعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ فَقَتَلُوهُ ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ.

رکھیں پس گالی دیا جائے گا ایک ان کا پس کہا جائے گا کہ یہ ایک یا دو وسق سے گروی ہوا تھا یہ ہم پر عار ہے ولیکن ہم تیرے پاس ہتھیار گروی رکھتے ہیں سو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے وعدہ کیا کہ اس کے پاس آئے پھر انہوں نے اس کو مار ڈالا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔ ابن بطال نے کہا کہ یہ جو اس نے کہا کہ ہم تیرے پاس ہتھیار گروی رکھتے ہیں تو اس میں ہتھیاروں کے گروی رکھنے کے جواز کی دلالت تو نہیں ہے بلکہ یہ کلام تو معاریض مباح سے ہے عرب وغیرہ میں۔ اور ابن متین نے کہا کہ یہ حدیث باب کے مطابق نہیں ہے کیونکہ انہوں نے تو اس کو دھوکہ دینے کا قصد کیا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پکڑا جاتا ہتھیاروں کے رہن رکھنے کا جواز پہلی حدیث سے اور سوائے اس کے نہیں کہ بالاتفاق جائز ہے بیچنا اور گروی رکھنا اس کا اس شخص کے پاس کہ جس کے لیے ذمہ یا عہد ہو۔ اور کعب کے ساتھ عہد تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی کی مدد نہ کرے گا لیکن اس نے اپنا عہد توڑ ڈالا تھا، اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر نہ ہوتا متعاد ان کے نزدیک گروی رکھنا ہتھیاروں کا اہل عہد کے پاس تو ان کو اس کے آگے پیش نہ کرتے اس لیے کہ اگر وہ اس کے سامنے وہ چیز پیش کرتے کہ جس کی عادت جاری نہ تھی تو البتہ اس کو ان پر شک پیدا ہو جاتا اور ان سے وہ چیز رہ جاتی جس کا انہوں نے ارادہ کیا تھا اس کے ساتھ دغابازی کرنے کا اور جب کہ وہ اس کے فریب دینے کے درپے تھے تو انہوں نے اس کے اس چیز کے ساتھ وہم دلایا کہ وہ ایسا کام کریں گے کہ جس کو کرنا ان کے نزدیک جائز تھا اور اس نے بھی اس چیز پر ان کی موافقت کی اس لیے کہ اس کو معلوم تھا کہ یہ لوگ سچے ہیں تو اس کے ساتھ ان کی دغابازی کامیاب ہوگئی، اور رہی یہ بات کہ اس نے عہد توڑ ڈالا تھا تو یہ درحقیقت ایسا ہی ہے مگر نہ انہوں نے اس کو معلوم کروایا اور نہ اس نے ان کو معلوم کروایا اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوا ہے محاورہ ان کے درمیان اس چیز کی بنا پر کہ اس کو ظاہری حال چاہتا ہے تو مطابقت کے لئے بس یہی کافی ہے، اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس شخص کو مار ڈالنا ٹھیک ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے اگرچہ وہ معاہد ہی کیوں نہ ہو برخلاف ابوحنیفہ کے۔ (فتح)

بَابُ الرَّهْنُ مَرْكُوبٌ وَّمَحْلُوبٌ وَّقَالَ مُغِيرَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ تُرْكَبُ الضَّالَّةُ بِقَدْرِ عَلَفِهَا وَتُحْلَبُ بِقَدْرِ عَلَفِهَا وَالرَّهْنُ مِثْلُهُ.

جو چیز کہ گروی ہو جائز ہے سواری کرنی اس کی اور دودھ دوہنا اس کا۔ یعنی اور مغیرہ نے ابراہیم سے روایت کی ہے کہ سواری کی جائے گی گروی چیز کی بقدر (قیمت) گھاس اس کی کے اور دودھ دوہا جائے اس کا بقدر قیمت

گھاس اس کی کے اور گروی کی چیز بھی اس کی مانند ہے یعنی اس کا بھی یہی حکم ہے۔

۲۳۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ الرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهٖ وَيُشْرَبُ لَبَنُ الدَّرِّ إِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا.

۲۳۲۸۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گروی جانور کی سواری کی جائے اس کے دانے گھاس کے بدلے اور دودھ والے جانور کا دودھ پیا جائے جب کہ ہو گروی۔

۲۳۲۹۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهٖ إِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَّلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهٖ إِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَّعَلَى الَّذِيْ يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ النَّفَقَةُ.

۲۳۲۹۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سواری کے جانور کی سواری کی جائے بدلے خرچ کرنے اس کے کے جب کہ ہو گروی اور جو سواری کرے اور دودھ پیے اس پر ہے خرچ۔

فائدہ: یعنی خواہ راہن اور مرتہن میں سے کوئی بھی ہو حدیث کا ظاہر یہی ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس شخص کی جو کہتا ہے کہ کہ مرتہن کا رہن سے فائدہ اٹھانا جائز ہے جب کہ اس کے ساتھ مصلحت قائم ہو اگر چہ مالک نے اس کو اجازت نہ بھی دی ہو اور یہی قول ہے امام احمد، اسحاق اور ایک جماعت کا کہتے ہیں کہ فائدہ اٹھائے مرتہن رہن سے یعنی گروی رکھی ہوئی چیز سے اس پر سواری کرنے اور اس کا دودھ دہونے کے ساتھ اس پر خرچ کے اندازے کے ساتھ اور ان دونوں کے سوا کوئی فائدہ نہ اٹھائے مفہوم حدیث کی وجہ سے یعنی مفہوم حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کی سواری اور کسی چیز سے فائدہ اٹھانا درست نہیں اور رہا اس میں اجمال کا دعویٰ تو پس دلالت کرتی ہے حدیث اپنے منطوق ہونے کی وجہ سے خرچ کرنے کے عوض فائدے کو مباح ہونے پر، اور یہ مرتھن کے ساتھ خاص ہے اس لیے کہ حدیث اگر چہ مجمل ہے مگر وہ مرتہن کے ساتھ خاص ہے اس لیے کہ مرہون کے ساتھ رہن کا فائدہ اٹھانا اس لیے ہے کہ وہ اس کی گردن کا مالک ہے نہ اس لیے کہ وہ اس پر خرچ کرتا ہے بخلاف مرتہن کے۔اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مرتہن گروی چیز سے کسی طرح کا بھی فائدہ نہ اٹھائے اور انہوں نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ حدیث قیاس کے برخلاف وارد ہوئی ہے دو وجہ سے ایک تو یہ کہ جائز رکھنا سواری کا اور دودھ پینے کا غیر مالک کے لیے مالک

کی اجازت کے بغیر اور دوسرا یہ کہ ضامن ٹھہرانا اس کا بدلے اس کے ساتھ خرچ کرنے کے نہ کہ قیمت کے ساتھ یعنی سوار کرنے اور دودھ پینے کا بدلہ خرچ کو ٹھہرایا ہے اور قیمت کو اس کا بدلہ نہیں ٹھہرایا، ابن عبد البر نے کہا کہ یہ حدیث جمہور علماء کے نزدیک رد کرتی ہیں اس کو اصول مجمع علیھا اور آثار ثابتہ جن کی صحت میں اختلاف نہیں اور دلالت کرتی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے منسوخ ہونے پر جو ابواب مظالم میں گذر چکی ہے کہ نہ دوہا جائے جانور کسی مرد کا اس کی اجازت کے بغیر۔ اور امام شافعی نے کہا کہ اس حدیث میں مراد راہن ہے اور طحاوی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ جب کوئی جانور گروی ہو تو مرتہن پر اس کی گھاس تو یہ بات ثابت ہوئی کہ مرتہن مراد ہے راہن نہیں، پھر طحاوی نے اس طرح جواب دیا کہ یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ یہ حکم بیاج کے ہونے سے پہلے تھا پھر جب بیاج حرام ہوا تو جو اس کی مانند تھا وہ بھی حرام ہو گیا دودھ کے تھنوں میں بیچنے کی طرح اور ہر قرض کہ کھینچے منفعت کو وہ بیاج ہے پس دور ہوا ساتھ حرام کرنے بیاج کے جو کچھ کہ اس مرتہن کو مباح تھا اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح کی نہیں ثابت ہوتا ہے نسخ احتمال کے ساتھ اور اس میں تاریخ کا معلوم ہونا مشکل ہے اور حدیثوں میں تطبیق ممکن ہے اور اوزاعی اور لیث اور ابو ثور کا یہ مذہب ہے کہ جب راہن گروی چیز پر خرچ کرنے سے باز رہے تو اس وقت مرتہن کو خرچ کرنا جائز ہے جانور پر اس کی دیکھ بھال اور اور اس کو زندہ رکھنے کے لیے اور اس کی مالیت کو باقی رکھنے کے لیے۔ اور مرفق نے معنی میں دلیل پکڑی ہے یعنی امام احمد کے قول کی وجہ سے وہ اس طرح کہ جانور کا خرچ واجب ہے اور مرتہن کے لیے اس میں حق ہے اور ممکن ہے اپنے حق کو پورا لینا گروی چیز کی منفعت سے اور مالک کی طرف سے نائب ہونا اس چیز میں کہ جو اس پر واجب ہے اور پورا لینا اس کا اس کی منفعت سے پس جائز ہوگا یہ اس کے لیے جیسا کہ جائز ہے عورت کے لیے اپنا خرچ لینا خاوند کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر جب کہ وہ یہ خرچ دینے سے باز رہے اور بیوی کا اس کی طرف سے خود پر خرچ کرنے کے لیے نائب کی حیثیت رکھنا۔ (فتح)

مترجم کہتا ہے کہ امام ترمذی نے اپنی جامع میں نقل کیا ہے کہ کہ امام احمد اور اسحاق وغیرہ بعض اہل علم کے نزدیک مرتہن کو گروی چیز سے فائدہ اٹھانا جائز ہے اور امام ترمذی متقدم ناقل ہے سو اس نے مطلق فائدہ اٹھانے کا جواز ان سے نقل کیا ہے کوئی قید ذکر نہیں کی کہ فائدہ بقدر خرچ کے ہو یا کم و بیش اور اطلاق حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ یہ بات معلوم ہے کہ فائدہ اور خرچ دونوں مساوی نہیں ہوتے کہیں خرچ زیادہ ہوتا ہے اور فائدہ کم ہوتا ہے اس لیے کہ یہ بات معلوم ہے کہ کبھی گائے بھینس وغیرہ چار یا آنہ آنہ کا مثلا ہر دن چارہ کھاتی ہے اور دودھ دو آنے کا بھی نہیں دیتی اور نیز پھر جب دودھ دینے کی مدت ختم ہو جاتی ہے اور گائے بھینس دودھ سے سوکھ جاتی ہے تو پھر ایک مدت دراز تک مفت چارہ کھلانا پڑتا ہے دو یا چار آنے کا مثلا ہر دن چارہ کھا جاتی ہے اور منفعت بالکل ندارد پس یہ نقصان کہاں سے پورا ہوگا؟ اور اس طرح سواری کے جانور کو خیال کرنا چاہئے کہ چارہ تو ہر دن کھلانا پڑتا

ہے اور سواری کی کبھی کبھی ضرورت ہوتی ہے اور اسی طرح کبھی خرچ کم ہوتا ہے اور فائدہ زیادہ کہ کبھی مثلا دو آنے کا ہر دن چارہ کھلانا پڑتا ہے اور چار یا آٹھ آنے کا ہر روز دودھ دیتی ہے۔ پس امام احمد کی طرف اس بات کو منسوب کرنا کہ وہ بقدر خرچ کے فائدہ اٹھانے کو جائز کہتے ہیں ٹھیک نہیں اور یہ جو ابن عبد البر نے کہا کہ یہ حدیث اصول کے مخالف ہے الخ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فتح الباری صفحہ تین سو بہتر میں مذکور ہے کہ حدیث صحیح بسر خود اصل ہے پس کس طرح جائز ہے یہ کہ کہا جائے کہ اصل خود اپنے تئیں مخالف ہے اور نیز صفحہ چار سو چار میں ہے کہ جب سنت ایک حکم کے برقرار رکھنے کے ساتھ وارد ہو تو وہ حدیث بسر خود اصل ہوتی ہے اس کو دوسرے اصل کی مخالفت ضرر نہیں کرتی اور چونکہ یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے تو اصول کی مخالفت اس کو نقصان نہ دے گی اور نیز احتمال ہے کہ اس کا محل اصول سے مخصوص اور مختص اور مستثنی ہو اور نواب صدیق حسن مرحوم نے بدور الاہلہ میں لکھا ہے کہ گروی چیز کے سب منافع مرتہن کے واسطے ہیں اور یہ کہا کہ دو چیزیں تو حدیث میں منصوص ہیں اور باقی سب چیزیں قیاس سے ان کے ساتھ ملحق ہیں اور مولانا خرم علی مرحوم نے در مختار کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ مرتہن کو فائدہ اٹھانا جائز ہے اور ترک اولیٰ ہے اور مولوی عبد الحی لکھنوی نے اپنے رسالہ الفلک المشحون میں لکھا ہے کہ جمہور سلف اور خلف کا یہ مذہب ہے کہ اگر مالک اجازت دے تو مرتہن کو گروی چیز سے فائدہ اٹھانا درست ہے اور امام احمد کے نزدیک مطلق درست ہے خواہ مالک اجازت دے یا نہ دے پس اگر مذہب جمہور کے مطابق کوئی مالک کی اجازت سے گروی چیز سے فائدہ اٹھائے تو ملام اور مطعون نہ ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ الرَّهْنِ عِنْدَ الْيَهُوْدِ وَغَيْرِهِمْ.

یہود وغیرہ کے نزدیک گروی رکھنے کا بیان۔

۲۳۳۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اشْتَرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَهُوْدِيٍّ طَعَامًا وَّرَهَنَهُ دِرْعَهُ.

۲۳۳۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اناج خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ کافروں کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے۔ اور اس کی بحث پہلے بھی گزر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا اخْتَلَفَ الرَّاهِنُ وَالْمُرْتَهِنُ وَنَحْوُهُ فَالْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ

جب مختلف ہوں راہن اور مرتہن اور مانند اس کی یعنی مانند اختلاف بائع اور مشتری کے تو گواہ مدعی پہ ہے اور قسم مدعا علیہ پر۔

فائدہ: اختلاف یا تو اصل گروی چیز میں ہو جیسا کہ کہے کہ تو نے فلاں چیز میرے پاس گروی رکھی تھی اور وہ انکار

کرے اور یا اس کی مقدار میں ہو جیسا کہ کہے کہ تو نے میرے پاس زمین گروی رکھی تھی اس کے درختوں کے ساتھ اور راہن کہے کہ میں نے تو صرف زمین ہی گروی رکھی ہے یا اس کی تعیین میں جیسا کہ کہے کہ تو نے میرے پاس غلام گروی رکھا تھا اور راہن کہے کہ نہیں بلکہ کپڑا رکھا تھا اور یا اس کی قیمت میں اختلاف ہو جیسا کہ کہے کہ تو نے بیس روپے گروی رکھے تھے اور وہ کہے کہ نہیں بلکہ دس روپے گروی رکھے تھے (ق) مدعی اور مدعی علیہ کی تعریف کتاب الشہادات میں آئے گی اور ملخص یہ ہے کہ مدعی اس کے کہتے ہیں کہ اگر دعویٰ چھوڑ دے تو دعویٰ چھوڑ دیا جائے گا اور مدعا علیہ اس کے خلاف ہے۔ (فتح)

٢٣٣١۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبْتُ إِلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى أَنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ.

٢٣٣١۔ ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف لکھا اور اس نے دو عورتوں کے مقدمہ میں لکھا جو آپس میں جھگڑتی تھیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے میری طرف لکھا کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ قسم مدعا علیہ پر ہے۔

فائدہ: اس سے امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ یہ حدیث اپنے عموم پر محمول ہے یعنی یہ حدیث عام ہے اور اس کا حکم سب کو شامل ہے خواہ راہن ہو یا مرتہن یا اور کوئی برخلاف اس شخص کے کہ کہتا ہے کہ رہن میں معتبر قول مرتہن کا ہے جب کہ وہ رہن کی مقدار میں تجاوز نہ کرے اس لیے کہ گروی چیز مرتہن کے لیے گواہ کی طرح ہے۔ ابن متین نے کہا کہ امام بخاری کا میلان اس طرف ہے کہ گروی چیز شاہد نہیں ہوتی۔ (فتح)

٢٣٣٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَقَرَأَ إِلٰى عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ ثُمَّ إِنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَحَدَّثْنَاهُ قَالَ فَقَالَ صَدَقَ لَفِيَّ وَاللّٰهِ

٢٣٣٢۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو قسم کھائے کسی چیز کی کہ اس کے سبب کسی مال کا مستحق ہو اور وہ اس قسم کھانے میں جھوٹا ہو تو ملے گا اللہ سے اس حال میں کہ وہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا پھر اللہ نے اس حکم کے سچ کرنے کے بیچ یہ آیت اتاری کہ جو لوگ کہ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں سو اس نے عذابٌ الیمٌ تک یہ آیت پڑھی، پھر اشعث بن قیس ہماری طرف نکلا اور کہا کہ حدیث بیان کرتا ہے تم سے ابو عبدالرحمن یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہم نے اس کو حدیث بتلائی تو اس نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سچا ہے البتہ یہ آیت میرے حق میں اتری کہ

أُنْزِلَتْ كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُوْمَةٌ فِي بِئْرٍ فَاخْتَصَمْنَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِيْنُهُ قُلْتُ إِنَّهُ إِذًا يَّحْلِفُ وَلَا يُبَالِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ يَّسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا وَّهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ ثُمَّ اقْتَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ. ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا إِلَى وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾.

میرے اور ایک مرد کے درمیان ایک کنویں کے بارے میں جھگڑا تھا تو ہم دونوں حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ضرور ہے کہ تیرے دو گواہ ہوں یا اس کی قسم ہو یعنی کہا کہ اب یہ قسم کھائے گا اور پرواہ نہ کرے گا یعنی یہ سچ جھوٹ سے کبھی پرواہ نہیں کرتا تو اللہ نے اس کی تصدیق کے لیے یہ آیت اتاری: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا إِلَى وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾.

فائدہ: یہ حدیث کتاب الشرب میں گذر چکی ہے اور یہاں مراد حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ تیرے دو گواہ ہوں یا اس کی قسم ہو اس لیے کہ اس میں دلیل ہے ترجمہ باب کے لئے کہ گواہ مدعی پر ہے اور شاید کی بخاری نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں باب کا لفظ آچکا ہے اور وہ بیہقی وغیرہ میں ہے جیسا کہ کہ آئندہ آئے گا اور شاید کی جب کہ وہ اس کی شرط پر نہ تھا تو اس کے ساتھ باب باندھا اور وارد کی وہ حدیث جو کہ اس چیز پر ان کی شرط کے مطابق دلالت کرتی تھی۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْعِتْقِ

کتاب ہے بیچ بیان آزاد کرنے غلام کے

فائدہ: عتق کا معنی ہے ملک کو دور کرنا۔

بَابٌ فِي الْعِتْقِ وَفَضْلِهِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَكُّ رَقَبَةٍ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ﴾.

باب ہے بیچ بیان آزاد کرنے کے اور ثواب اس کے کے اور بیان اس آیت کا کہ چھڑانا گردن کا یا کھلانا بھوک کے دن میں بن باپ کے لڑکی کو جو ناتے دار ہو۔

فائدہ: گردن آزاد کرنے سے مراد غلام چیز کا چھڑانا ہے یہ نام رکھنا اس چیز کا ہے ساتھ نام بعض اس کے اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کی گئی ہے ساتھ ذکر کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ حکم سید کا اس پر پھانسی کی طرح ہے اس کے گلے میں۔ پس جب آزاد ہو تو پھانسی اس کی گردن سے ٹوٹ جائے گی اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ گردن کا چھوڑانا خاص ہے اس شخص کے ساتھ جو کہ اس کی گردن کو آزاد کرنے میں مدد کرے یہاں تک کہ وہ آزاد ہو جائے ،روایت کہ یہ حدیث احمد اور ابن حبان وغیرہ نے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا آزاد کر جان کو اور چھوڑ گردن کو کسی نے کہا یا حضرت ﷺ کیا یہ دونوں ایک ہی چیز نہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں جان کا آزاد کرنا یہ ہے کہ تو اس کو آزاد کرنے میں اکیلا ہو اور گردن کا چھڑانا یہ ہے کہ تو اس کے آزاد کرنے میں مدد کرے یعنی اس کی قیمت میں ،اور جب کہ ثابت ہوئی فضیلت آزادی پر مدد کرنے کے بارے میں تو بطریق اولیٰ اکیلے آزاد کرنے کی فضیلت بھی ثابت ہوئی۔ (فتح)

۲۳۳۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مَرْجَانَةَ صَاحِبُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ قَالَ لِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا اسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ مَرْجَانَةَ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ

۲۳۳۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مرد کہ آزاد کرے مسلمان مرد کو تو چھوڑ دے گا اللہ اس کے ہر ایک جوڑ کے بدلے اس کا ہر ایک جوڑ دوزخ سے تو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس حدیث کو علی بن حسین رضی اللہ عنہ یعنی امام زین العابدین کے پاس لے گیا سو امام زین العابدین نے اپنے ایک غلام کی طرف قصد کیا کہ اس کو اس کے بدلے عبد اللہ بن جعفر دس ہزار درہم یا ایک ہزار دینار دیتا تھا سو اس کو آزاد کیا۔

فَعَمَدَ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِلٰى عَبْدٍ لَّهٗ قَدْ أَعْطَاهُ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَشَرَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ أَوْ أَلْفَ دِيْنَارٍ فَأَعْتَقَهٗ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام آزاد کرنے کا بڑا ثواب ہے اور یہ کہ مرد کا آزاد کرنا عورت کے آزاد کرنے سے اولیٰ ہے بخلاف اس شخص کے کہ جو کہتا ہے کہ عورت کا آزاد کرنا افضل ہے اس دلیل کی وجہ سے کہ وہ کہتا ہے کہ اس کی اولاد بھی آزاد ہو جائے گی اور یہ بھی برابر ہے کہ اس سے غلام نکاح کرے یا آزاد بخلاف مرد کے کہ یہ بات اس میں نہیں پائی جاتی ہے۔اور اس کے مقابلے میں یہ دلیل ہے کہ عورت کا آزاد کرنا اکثر اوقات لازم پکڑتا ہے اس کے ضائع ہونے کو اور نیز اس لیے بھی کہ مرد کے آزاد کرنے میں عام معنی پائے جاتے ہیں جو کہ عورت کے آزاد کرنے میں نہیں پائے جاتے جیسا کہ مرد حکومت و قضا کے لائق ہے نہ کہ عورت ۔اور یہ جو فرمایا کہ اللہ غلام کے ایک ایک جوڑ کے بدلے آزاد کرنے والے کے ایک ایک جوڑ کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دیتے ہیں تو یہ اس طرف اشارہ ہے کہ گردن پوری آزاد کرنی چاہیے اس میں کمی نہ ہو تا کہ ثواب مکمل حاصل ہو جائے ۔اور خطابی نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ معاف کیا جاتا ہے نقص جو منفعت سے جبر پورا کیا گیا ہے خصی کی مانند مثلا جب کہ اس کے ساتھ فائدہ اٹھایا جاتا ہو اس چیز میں کہ نر کے ساتھ فائدہ نہیں ہوتا اور یہ قول اس کا مقام منع میں ہے اور اس کو امام نووی وغیرہ نے منکر خیال کیا ہے اور کہا ہے کہ خصی اور ہر ناقص کے آزاد کرنے میں بھی فضیلت ہے لیکن کامل اولیٰ ہے۔اور ابن منیر نے کہا ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ جو گردن کفارے میں آزاد کی جائے وہ ایماندار ہو اس لیے کہ کفارہ آگ سے چھڑانے والا ہے پس لائق ہے کہ نہ واقع ہو کفارہ مگر چھڑائے گئے کی آگ سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ شرمگاہ کے بدلے شرمگاہ کو آزاد کیا جاتا ہے تو ابن عربی نے کہا کہ یہ بات مشکل ہے اس اعتبار سے کہ نہیں متعلق ہوتا شرمگاہ کے ساتھ کوئی گناہ جو واجب کرے اس کے لئے جہنم کی آگ کو سوائے زنا کے، پس اگر اس کو صغیرہ گناہوں پر محمول کیا جائے جیسے آپس میں زانو کا لگانا تو نہیں مشکل ہے آزاد ہونا اس کا آگ سے نہیں تو زنا کبیرہ گناہ ہے نہیں اترتا ہے مگر توبہ کے ساتھ ۔پھر کہا کہ یہ احتمال بھی ہے کہ آزاد کرنا راجح اور بھاری ہوتا ہے تولنے کے اعتبار سے اس طرح کہ ہو ترجیح دینے والا نیکیوں کے لیے آزاد کرنے والے کے ایسی ترجیح کے زنا کے گناہ کے برابر ہو اور اس میں شرمگاہ کی کوئی خصوصیت نہیں ہے بلکہ آتا ہے اس کے غیر میں بھی اعضاء سے اس چیز سے کہ اختیار کیا ہے اس نے اس کو بیچ اس کے مانند ہاتھ کی غصب میں مثلا۔(فتح)

بَابُ أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟

آزاد کرنے کے واسطے کون غلام بہتر ہے؟

٢٣٣٤۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ

۲۳۳۴۔ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيْلِهِ قُلْتُ فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ قَالَ أَغْلَاهَا ثَمَنًا وَّأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا قُلْتُ فَإِنْ لَّمْ أَفْعَلْ قَالَ تُعِيْنُ صَانِعًا أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ قَالَ فَإِنْ لَّمْ أَفْعَلْ قَالَ تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلٰى نَفْسِكَ.

سے پوچھا کون سا عمل افضل ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا میں نے کہا کون سا غلام بہتر ہے یعنی آزاد کرنے کے اعتبار سے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا جو مول میں بہت مہنگا ہو اور اپنے مالکوں کے نزدیک بہت نفیس اور عمدہ ۔میں نے کہا کہ اگر میں نہ کر سکوں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدد کر کاریگر کی یا کام کر عاجز کے لیے۔ میں نے کہا اگر میں یہ بھی نہ کر سکوں؟ فرمایا کہ چھوڑ لوگوں کو بدی سے یعنی ان کے ساتھ بدی نہ کر کہ تحقیق یہ صدقہ ہے کہ تو اس کو اپنی جان پر صدقہ کرتا ہے۔

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ محل اس کا اس شخص کے حق میں ہے جو ایک غلام آزاد کرنا چاہے۔ہاں اگر کسی شخص کے پاس مثلا ہزار درہم ہوں اور ان کے ساتھ غلام خرید کر آزاد کرنا چاہے تو وہ ایک یا دو عمدہ ترین غلام پائے تو دو غلام بنسبت ایک کے افضل ہیں اور یہ حکم قربانی کے برخلاف ہے اس لیے کہ اس میں ایک بہترین اور فربہ قربانی افضل ہے اس لیے کہ اس جگہ گردن کا چھوڑانا مطلوب ہے اور وہاں گوشت کا عمدہ ہونا مطلوب ہے۔اور ظاہر کہ یہ حکم اشخاص کے مختلف ہونے کے اعتبار سے مختلف ہے ۔مگر کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک غلام آزاد کرنا بہت سے غلام آزاد کرنے سے زیادہ اجر ثواب کا باعث ہوتا ہے اسی طرح اکثر گوشت کے زیادہ ہونے کی حاجت ہوتی ہے حاجت مندوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے اس پر جو اس کے ساتھ فائدہ اٹھاتے ہیں اکثر اس چیز سے کہ فائدہ اٹھایا جاتا ہے گوشت کے عمدہ ہونے کے ساتھ، پس ضابطہ یہ ہے کہ جس میں زیادہ فائدہ ہو وہی بہتر ہے اس سے صرف نظر کہ تھوڑا ہے یا زیادہ۔اور اس کے ساتھ دلیل پکڑی ہے امام مالک نے کہ کافر غلام کا آزاد کرنا جب کہ وہ قیمت میں بہت مہنگا ہو بہتر ہے مسلمان غلام سے اور اصبغ وغیرہ نے اس کی مخالفت کی ہے کہتے ہیں کہ اس سے مراد مسلمان غلام ہے۔اور پہلی حدیث میں اس کی تقیید گذر چکی ہے اور اس حدیث میں اس کی بھی دلیل ہے کہ برائی سے رکے رہنا آدمی کے فعل اور کسب میں داخل ہے یہاں تک کہ اس میں ثواب وعذاب بھی دیا جاتا ہے لیکن اتنا فرق ہے کہ نیت اور قصد کے بغیر باز رہنے سے ثواب حاصل نہیں ہوتا۔اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاد ایمان کے بعد تمام اعمال میں سے افضل ہے اور پہلے گذر چکی ہے تطبیق مختلف احادیث میں اعمال کے افضل ہونے کے اختلاف کے بارے میں ،اور بعض کہتے ہیں کہ اس جگہ ایمان کے ساتھ جہاد کو اس لیے جوڑا گیا ہے کہ وہ اس وقت تمام اعمال سے بہتر تھا اور قرطبی نے کہا کہ جہاد کا افضل ہونا اس وقت ہے کہ جب وہ معین ہو اور والدین سے نیکی کی

فضیلت اس شخص کے لیے ہے جس کے ماں باپ موجود ہوں تو وہ ان کی اجازت کے بغیر جہاد نہ کرے، حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ کے جوابات کا مختلف ہونا سائلوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور اس حدیث میں سوال کرنے میں حسن مراجعت ہے اور مفتی اور معلم کا اپنے شاگرد پر صبر کرنا اور اس کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ ابن حبان وغیرہ نے یہ حدیث بہت لمبی نقل کی ہے اور اس میں بہت سوال جواب شامل ہیں جن میں بہت سے فوائد ہیں ان میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس نے سوال کیا کہ مسلمانوں میں کون بہت کامل ہے اور کون بہت اسلم ہے، اور کون سی ہجرت اور جہاد اور صدقہ اور نماز افضل ہے اور نیز اس میں پیغمبروں کا ذکر ہے اور ان کی گنتی اور ان کی کتابوں کا بھی ذکر ہے۔ اور بہت سے آداب ہیں۔ اور امر و نہی سے ابن منیر نے کہا کہ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ ایک غیر کاریگر سے ایک کاریگر کی اعانت افضل ہے اس لیے کہ جو غیر کاریگر ہو وہ جگہ گمان اعانت کی ہے پس ہر ایک اس کی مدد کرتا ہے بخلاف کاریگر کے کہ اس کے کاریگری میں مشہور ہونے کی وجہ سے وہ نظر انداز کر دیا جاتا ہے تو یہ مستور پر صدقہ کرنے کی جنس میں سے ہے۔ انتھی (فتح)

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعَتَاقَةِ فِي الْكُسُوْفِ أَوِ الْاٰيَاتِ.

مستحب ہے آزاد کرنا غلام کا بیچ وقت سورج گہن کے اور دوسری نشانیوں کے۔

۲۳۳٤۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَاقَةِ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ. تَابَعَهُ عَلِيٌّ عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ عَنْ هِشَامٍ.

۲۳۳۴۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ آزاد کرنے کے بیچ وقت سورج گہن کے۔

۲۳۳٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا عَثَّامٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ كُنَّا نُؤْمَرُ عِنْدَ الْخُسُوْفِ بِالْعَتَاقَةِ.

۲۳۳۶۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سورج گہن کے وقت ہم کو غلام آزاد کرنے کا حکم ہوتا تھا۔

فائدہ: حدیث باب میں گہن کے علاوہ اور کسی نشانی کا ذکر نہیں ہے اور شاید یہ اس طرف اشارہ ہے جو اس کے بعض طرق میں وارد ہوا ہے کہ سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں اللہ ان کے ساتھ اپنے بندوں کو [illegible] ہے اور اکثر ڈرانا آگ کے ساتھ ہوتا ہے تو مناسب ہوا واقع ہونا آزادی کا جو آگ سے آزاد کر دیتی ہے اور

گہن نماز مشروعہ کے ساتھ خاص ہوتا ہے برخلاف دوسری نشانیوں کے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَ اثْنَيْنِ أَوْ أَمَةً بَيْنَ الشُّرَكَآءِ.

جب کہ آزاد کرے غلام کو جو مشترک ہو دو آدمیوں کے درمیان یا لونڈی کہ جو کئی شریکوں کے درمیان مشترک ہو۔

فائدہ: ابن تین نے کہا مراد یہ ہے کہ غلام لونڈی کی مانند ہی ہے غلامی میں دونوں کے مشترک ہونے کی وجہ سے۔ اور تحقیق بیان کیا گیا ہے ابن عمر کی حدیث کے آخر باب میں کہ وہ فتوے دیتے تھے ان دونوں میں ساتھ اس کے اور گویا کہ یہ اشارہ ہے اسحق بن راھویہ کے قول کے رد کی طرف کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مردوں کے اور عورتوں کو یہ حکم شامل نہیں ہے اور جمہور اس کی مخالفت میں کہتے ہیں کہ حکم میں مرد وعورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ یا تو اس وجہ سے کہ لفظ عبد سے مراد جنس ہے مانند اللہ تعالیٰ کے قول کے الا اتی الرحمن عبدا اس لیے کہ یہ مرد وعورت دونوں کو شامل ہے یا تو قطعی طور پر یا بطور الحاق کے نہ کہ فارق ہونے کے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فتوے دیا کرتے تھے غلام اور لونڈی کے بارے میں جب کہ وہ کئی شریکوں کے درمیان ہو۔ اور حدیث کے آخر میں ہے کہ وہ اس بات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا کرتے تھے، تو ظاہر ہے کہ یہ حدیث ساری مرفوع ہے۔ اور دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا غلام یا لونڈی میں حصہ ہو اور یہ حدیث اس باب میں نہایت صریح ہے اور امام الحرمین نے کہا کہ ادراک ہونا لونڈی کا اس حکم میں مانند غلام کی حاصل ہے واسطے سامع کے پہلے سمجھنے سے واسطے وجہ جمع اور فرق کے۔ میں کہتا ہوں کہ تحقیق فرق کیا ہے ان دونوں کے درمیان عثمان لیثی نے اس چیز کے ساتھ کی دوسروں نے لیا سو اس نے کہا کہ جاری ہوتا ہے آزاد کرنا شریک کا اس کے تمام میں اور اس کے لیے شریک میں کچھ نہیں ہے مگر یہ کہ لونڈی خوبصورت ہو کہ ارادہ کیا جائے صحبت کا پس ضامن ہوگا اس چیز کا کہ داخل کیا اس نے اپنے شریک پر ضرر سے۔ اور نووی نے کہا کہ اسحاق کا قول مخالف ہے اور عثمان لیثی کا قول فاسد ہے۔ (فتح)

۲۳۳۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَ اثْنَيْنِ فَإِنْ كَانَ مُوْسِرًا قُوِّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ يُعْتَقُ.

۲۳۳۷۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آزاد کرے غلام کو جو دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو پس اگر آزاد کرنے والا مال دار ہو تو اس پر غلام کی قیمت کی جائے یعنی قیمت انصاف پھر آزاد ہو جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا ظاہر عموم ہے یعنی یہ حدیث عام ہے خواہ کوئی آزاد کرے لیکن وہ بالاتفاق مخصوص ہے پس صحیح نہیں ہے آزاد کرنا دیوانے سے اور نہ اس سے جس کو تصرف سے باز رکھا گیا ہو بے عقل ہونے کی وجہ سے اور اسی

طرح جو مفلس ہونے کی وجہ سے تصرف سے روکا گیا ہو اور غلام اور مرض الموت کا بیمار اور کافر ہو تو ان کے آزاد کرنے میں اختلاف ہے اور شافعیہ کے نزدیک مرض الموت میں آزاد کرنا جاری نہیں ہوتا مگر جب تہائی اس کی گنجائش رکھے اور بیماری میں مطلق جاری نہیں ہوتا اور کافر کے آزاد کرنے کی بحث عنقریب آئے گی اور یہ جو کہا کہ جو آزاد کرے تو اس سے نکل جاتا ہے جو آزاد ہوا وپر اس کے ساتھ اس طرح کہ وارث ہو بعض اس شخص کا جو آزاد ہوتا ہے اوپر اس کے ساتھ قرابت کے پس نہیں سرایت کرتا یہ آزاد کرنا جمہور کے نزدیک یعنی اس عتق کے سبب تمام غلام اس پر آزاد ہوگا اور نہ اس پر باقی شریکوں کے حصے کی قیمت ادا کرنا ہوگی۔اور ایک روایت امام احمد سے یہ بھی ہے اور اسی طرح اگر عاجز ہو مکاتب اس کے بعد کہ خریدے ایک حصہ کہ جو اس کے مالک پر آزاد ہوتا ہے پس تحقیق مالک اور عتق حاصل ہوتے ہیں مالک کے فعل کے بغیر پس وہ مانند وارث ہونے کے ہے۔اور اختیار میں داخل ہے جب کہ مجبور کیا جائے حق کے ساتھ اور اگر اپنے حصے کو آزاد کرنے کی وصیت کرے جس میں وہ کسی کا شریک ہے یا وہ اپنے غلام کا ایک حصہ آزاد کرنا چاہے تو یہ بھی جمہور کے نزدیک سرایت نہیں کرتا اس لیے کہ مال وارث کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور مردہ تنگدست ہو جاتا ہے اور مالکیہ سے ایک روایت ہے۔اور مفہوم حدیث کے باوجود جمہور کی دلیل یہ ہے کہ سرایت خلاف قیاس ہے پس خاص ہو مورد نص کے ساتھ اور نیز اس لیے بھی کہ تلف شدہ چیزوں کی قیمت ٹھہرانے کی راہ ڈانڈ کی راہ ہے پس تقاضہ کرتی ہے تخصیص کا ساتھ صادر ہونے امر کے کہ ٹھہرایا جائے تلف۔اور اس حدیث کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عتق اسی وقت واقع ہو جاتا ہے یعنی غلام فی الحال اسی وقت آزاد ہو جاتا ہے۔اور جمہور کہتے ہیں کہ جو عتق کسی صفت کے ساتھ معلق ہو جب وہ صفت پائی جائے تو وہ بھی اسی وقت آزاد ہو جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ دو کے درمیان ہو تو یہ بطور مثال کے نہیں ہے۔تو دو یا زیادہ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر غلام کا یہی حکم ہے لیکن اس سے جنایت کرنے والا اور مرہون مستثنیٰ ہے پس اس کے بارے میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ جنایت اور رہن میں آزادی سرایت نہیں کرتی اس لیے کہ اس میں باطل کرنا مرتہن اور مجنیٰ علیہ کا حق ہے۔پس اگر اپنے شریک کے غلام کو آزاد کرے اس کے بعد کہ دونوں نے اس کو مکاتب کر دیا پس اگر عبد کا لفظ مکاتب کو شامل ہوگا تو آزادی سرایت کرے گی ورنہ نہیں اور اس پر احکام غلامی کا ثبوت ناکافی ہوگا، پس تحقیق ثابت ہوتے ہیں احکام اور نہیں لازم پکڑتے ہیں لفظ عبد کا استعمال اس پر۔اور مانند اس کے ہے وہ جب کہ دونوں اس کو مدبر کریں لیکن شامل ہونا لفظ عبد کا مدبر کو مکاتب سے قوی تر ہے پس اس جگہ اصح قول کے مطابق آزادی سرایت کرے گی۔پس اگر لونڈی سے اپنا حصہ آزاد کرے کہ ثابت ہونا اس کے اس کے شریک کے لئے ام ولد تو نہیں سرایت کرے گی اس لیے کہ وہ لازم پکڑتی ہے نقل ہونے کو ایک مالک سے دوسرے مالک کی طرف اور ام ولد اس بات کو قبول نہیں کرتی اس کے نزدیک جو اس کے بیچنے کو جائز قرار نہیں دیتا اور

علماء کے دواقوال میں سے یہی صحیح تر ہے۔اور یہ جو کہا کہ مالدار ہو تو ظاہر اس کا معتبر ہونا اس کا ہے آزاد کرنے کے وقت یہاں تک کہ اگر اس وقت تنگدست ہو پھر اس کے بعد مالدار ہو جائے تو حکم معتبر نہ ہوگا یعنی اس کی قیمت نہیں مقرر کی جائے گی اور باقی شریکوں کے حصے دیئے جائیں گے۔اور مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر تنگدست ہو تو اس کی قیمت نہ لگائی جائے اور اتفاق ہے اس شخص کا کہ جو کہتا ہے اس پر علماء سے کہ بیچا جائے اس پر شریک کے حصے کے اندر کہ تمام وہ چیز کہ بیچی جاتی ہے اس پر قرض میں اختلاف کے باوجود کہ جو وہ اس میں رکھتے ہیں۔اور اگر ہو اس پر قرض بقدر اس چیز کے کہ وہ اس کا مالک ہے تو وہ مالدار کے حکم کے بیچ ہوگا علماء کے دواقوال میں سے اصح قول کے مطابق اور مانند اختلاف کے ہے اس میں کہ کیا دین زکوٰۃ کو منع کرتا ہے یا نہیں۔(فتح)

۲۳۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَّهُ فِيْ عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَّبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ الْعَبْدُ عَلَيْهِ قِيْمَةَ عَدْلٍ فَأَعْطٰى شُرَكَآئَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ.

۲۳۳۸۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کر دے اور اس پر مال ہو جو غلام کی قیمت کو پہنچتا ہو یعنی اس کی باقی قیمت کو تو قیمت کیا جائے غلام او پر اس کے قیمت انصاف کی یعنی برابر بغیر کمی اور زیادتی کے پھر اس کے شریکوں کو ان کے حصے دیئے جائیں اور غلام اس پر آزاد ہوا اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو تحقیق آزاد ہوا اس سے جو کہ آزاد ہوا یعنی اور شریکوں کے حصے غلام رہیں گے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ اس کے پاس مال ہو جو اس کی قیمت کو پہنچے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس کے پاس اتنا مال نہ ہو بلکہ اس سے کم ہو تو اس کا یہ حکم نہیں ہے۔اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس صورت میں مطلق اس کی قیمت نہ لگائی جائے لیکن اصح شافعیہ کے نزدیک اور یہی مذہب ہے امام مالک کا کہ آزادی سرایت کرتی ہے اس مقدار کی طرف کہ وہ مالدار ہے اس کے ساتھ جاری کرنے کے لیے عتق کے باعتبار امکان کے اور یہ جو کہا کہ پھر ان کے شریکوں کو ان کے حصے دیئے جائیں تو مراد یہ ہے کہ ان کے حصے کی قیمت ان کو دی جائے یعنی اگر اس میں کئی شریک ہوں تو۔اور اگر اس میں ایک ہی شریک ہو تو باقی سب حصوں کی قیمت اس کو دی جائے گی اور اس میں کوئی خلاف نہیں۔اور اگر غلام تین آدمیوں کے درمیان مشترک ہے اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دے اور وہ تہائی ہو اور دوسرا بھی اپنا حصہ آزاد کر دے اور وہ چھٹا حصہ ہو تو کیا قیمت کی جائے ان دونوں پر حصہ صاحب نصف کا برابری کے ساتھ یا بقدر حصوں کے؟ جمہور علماء کا تو یہ مذہب ہے کہ بقدر حصوں کے قیمت کی جائے یعنی تہائی قیمت تہائی حصے والا دے اور چھٹا حصہ چھٹے حصے والا دے۔اور مالکیہ کے نزدیک اور حنابلہ کے خلاف ہے مانند خلاف کی شفعہ میں جب

کہ وہ دو کے لیے ہو کیا وہ دونوں برابر لیں یا بقدر ملکیت کے۔ (فتح)

۲۳۳۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَّهُ فِي مَمْلُوكٍ فَعَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلُّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَهُ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ مَالٌ يُقَوَّمُ عَلَيْهِ قِيمَةَ عَدْلٍ فَأُعْتِقَ مِنْهُ مَا أَعْتَقَ. حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اخْتَصَرَهُ.

۲۳۳۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے تو ضرور ہے اس پر تمام غلام کا آزاد کرنا اگر اس کے پاس مال ہو جو اس کی باقی قیمت کو پہنچتا ہو اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو قیمت کیا جائے غلام اس پر قیمت انصاف کی پس آزاد ہوا اس سے جو کہ آزاد ہوا۔

فائدہ: اس روایت کے ظاہر سے یہ معلوم ہوا کہ قیمت ٹھہرانی اس کے حق میں مشروع ہے جس کے پاس مال نہ ہو حالانکہ اس طرح نہیں ہے بلکہ اس کا تقوم شرط کا جواب نہیں ہے بلکہ وہ اس کی صفت ہے جس کے پاس مال ہو اور معنی یہ ہے کہ جس کے پاس مال نہ ہو بایں طور کہ اس پر قیمت ٹھہرانے کا اسم واقع ہو تو پس آزادی خاص اس کے حصے میں واقع ہوئی ہے اور شرط کا جواب یہ ہے کہ پس آزاد ہوا اس سے جو کہ آزاد ہوا اور تقدیر یہ ہے کہ فقد عتق منه ما عتق اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ اگر اس کے پاس مال نہ ہو کہ قیمت ٹھہرائی جائے اس پر قیمت عدل تو آزاد ہوا اس سے جو کہ آزاد ہوا۔ (فتح)

۲۳۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَّهُ فِي مَمْلُوكٍ أَوْ شِرْكًا لَّهُ فِي عَبْدٍ وَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ قِيمَتَهُ بِقِيمَةِ الْعَدْلِ فَهُوَ عَتِيقٌ قَالَ نَافِعٌ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ قَالَ أَيُّوبُ لَا أَدْرِي أَشَيْءٌ قَالَهُ نَافِعٌ أَوْ شَيْءٌ فِي الْحَدِيثِ.

۲۳۴۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور ہو اس کے لئے مال سے وہ چیز کہ پہنچے قیمت اس کی کو ساتھ قیمت انصاف کے تو وہ آزاد ہے نہیں تو آزاد ہوا اس سے جو آزاد ہوا۔

۲۳۴۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مِقْدَامٍ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ

۲۳۴۱۔ نافع بن سعید سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما فتوے دیتے بیچ حق غلام یا لونڈی کے جو کئی شریکوں کے درمیان

أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُفْتِي فِي الْعَبْدِ أَوِ الْأَمَةِ يَكُونُ بَيْنَ شُرَكَاءَ فَيُعْتِقُ أَحَدُهُمْ نَصِيبَهُ مِنْهُ يَقُولُ قَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلُّهُ إِذَا كَانَ لِلَّذِي أَعْتَقَ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ يُقَوَّمُ مِنْ مَالِهِ قِيمَةَ الْعَدْلِ وَيُدْفَعُ إِلَى الشُّرَكَاءِ أَنْصِبَاؤُهُمْ وَيُخَلَّى سَبِيلُ الْمُعْتَقِ يُخْبِرُ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ اللَّيْثُ وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ وَابْنُ إِسْحَاقَ وَجُوَيْرِيَةُ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَصَرًا.

ساجھی ہو اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کردے، ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ واجب ہے اس پر آزاد کرنا تمام غلام کا جب کہ آزاد کرنے والے کے پاس مال ہو جو اس کی قیمت کو پہنچے قیمت کیا جائے غلام اس کے مال سے قیمت انصاف کے اور شریکوں کو ان کے حصے دیئے جائیں اور غلام کی راہ خالی کی جائے کہ جہاں اس کا جی چاہے چلا جائے یعنی وہ آزاد ہو جاتا ہے اس کے ساتھ کسی کا دعوٰے دخل باقی نہیں رہتا خبر دیتے تھے اس کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی کہتے تھے کہ یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے میں نے اپنی رائے سے نہیں کہی اور روایت کی ہے یہ حدیث لیث اور ابن ابی ذئب اور ابن اسحٰق اور جویریہ اور یحیٰی بن سعید اور اسمعیل بن امیہ نے نافع سے اور اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور اختصار کے یعنی نہیں ذکر کیا انہوں نے جملے اخیر کو بیچ حق معسر کے اور وہ یہ ہے فَقَدْ عُتِقَ مِنْهُ مَا عُتِقَ۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کے ساتھ فتوی دیتے تھے الخ تو اس سے مراد امام بخاری کا اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی حدیث نے حدیث کے ظاہر کے موافق فتوی دیا معسر کے حق کے بارے میں تا کہ اس کے ساتھ اس پر رد کرے جو اس کا قائل نہیں اور اس سند کے ساتھ موسیٰ بن عقبہ نافع سے اکیلا نہیں ہوا بلکہ صخر بن جویریہ نے نافع سے اس کی موافقت کی ہے اور اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ اگر مالدار اپنا حصہ شریک کے غلام سے آزاد کردے تو تمام غلام آزاد ہو جاتا ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ نہیں اس میں اختلاف ہے کہ قیمت صرف مالدار پر ہی کی جاتی ہے۔ پھر علماء کو آزاد ہونے کے وقت پر بھی اختلاف ہے جمہور اور شافعی نے اصح قول میں اور بعض مالکیہ نے کہ وہ فی الحال یعنی اسی وقت آزاد ہو جاتا ہے جب کہ آزاد کرے۔ اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر اپنا حصہ آزاد کرے شریک قیمت کرنے کے ساتھ تو یہ لغو ہوگا اور ڈانڈ دے گا آزاد کرنے والا حصہ اس کا ساتھ قیمت کرنے کے یعنی وہ تو سب سے پہلے ہی آزاد ہو چکا ہے پس اب دوسرے شریک کا اپنے حصہ کو آزاد کرنا لغو ہوگا اور ان کی دلیل ایوب کی حدیث ہے جو کہ باب میں ہے کہ جو آزاد کرے اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے اور اس کے پاس مال بھی ہو

جو اس کی قیمت کو پہنچتا ہو تو وہ آزاد ہے۔اور زیادہ تر واضح اس سے نسائی وغیرہ کی روایت ہے کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور اس کے پاس اتنا مال ہو کہ اس سے باقی شریکوں کے حصے ادا ہو سکیں تو وہ آزاد اور وہ دوسروں شریکوں کے حصے کا ضامن ہوگا اور طحاوی کی روایت میں ہے کہ وہ سارا غلام آزاد ہے یہاں تک کہ اگر آزاد کرنے والا مالدار اس کے بعد تنگدست بھی ہو جائے تو عتق بدستور قائم رہے گا اور یہ اس کے ذمہ دین باقی رہے گا اور اگر وہ مر جائے تو اس کے ترکہ سے لیا جائے گا اور اگر اس کے پیچھے کوئی چیز نہ رہے تو شریک کے لیے کوئی چیز نہیں ہوگی اور عتق بھی بدستور قائم رہے گا۔اور مشہور مالکیہ کے نزدیک یہ ہے کہ وہ آزاد نہیں ہوتا مگر باقی شریکوں کو قیمت ادا کرنے کے ساتھ اور اگر شریک قیمت لینے سے پہلے آزاد کر دے تو اس کا عتق جاری ہو جائے گا اور یہ ایک قول شافعی کا ہے اور ان کی دلیل سالم کی روایت ہے جو کہ اول باب میں ہے جس جگہ یہ کہا کہ جب مالدار ہو تو اس کی قیمت کی جائے گی پھر آزاد ہوتا ہے اور جواب یہ ہے کہ نہیں لازم آتا ترتیب عتق سے قیمت کرنے پر مرتب ہونا اس کا اور قیمت پر ہو اس لیے کہ اس کی قیمت کرنے سے قیمت کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔اور رہا قیمت کا ادا کرنا پس بقدر زائد ہے اوپر اس کے۔ اور اس حدیث میں ابن سیرین کے خلاف حجت ہے جس جگہ اس نے کہا کہ غلام پورا آزاد ہو جاتا ہے اور باقی شریکوں کے حصے بیت المال سے ادا کیے جائیں اس لیے کہ حدیث میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ آزاد کرنے والے سے باقی شریکوں کے حصے کی قیمت لی جائے اور نیز یہ حدیث حجت ہے ربیعہ پر کہ جس جگہ اس نے کہا کہ نہیں جاری ہوتی آزادی ایک خبر کی مالدار سے اور نہ ہی مفلس سے اور شاید یہ حدیث اس کے نزدیک ثابت نہیں ہے۔اور نیز یہ حدیث حجت ہے بکیر بن اشج پر جس جگہ کہ اس نے کہا کہ آزادی عتق کے وقت ہوتی ہے نہ کہ عتق کے صادر ہونے کے بعد اور نیز یہ حدیث ابوحنیفہ پر بھی حجت ہے جس جگہ کہ اس نے کہا کہ شریک کو اختیار ہے یا تو اپنے حصے کی قیمت آزاد کرنے والے سے بھرا لے یا اپنا حصہ آزاد کر دے یا غلام سے اپنے حصے کے موافق محنت کروائے اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے پہلے یہ بات کسی نے نہ کہی اور نہ ہی کسی نے اس پر اس کی متابعت کی ہے بلکہ اس کے دونوں مصاحبوں نے بھی اس کی متابعت نہیں کی اور اس کا قول موافق ہے اس کے بارے میں کہ اگر کوئی اپنے غلام کا کچھ حصہ آزاد کر دے تو جمہور کہتے ہیں کہ تمام غلام آزاد ہو جائے گا اور ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ غلام سے محنت کروائی جائے گی بیچ باقی قیمت جان اپنی کے لیے مالک اپنے کے یعنی محنت کر کے باقی حصے کی قیمت اپنے مالک کو ادا کرے اور ابوحنیفہ نے مستثنیٰ کیا ہے جب کہ اجازت دے شریک پس کہے اپنے شریک کو کہ تو اپنا حصہ آزاد کر دے کہتے ہیں کہ اس پر ضمان نہیں یعنی آزاد کرنے والے پر اس کا بدلہ نہیں آتا۔اور اس کے ساتھ استدلال کیا گیا ہے کہ جو جاندار سے کوئی چیز تلف کرے تو اس پر اس کی قیمت آتی ہے مثل نہیں آتی اور اس کے ساتھ وہ چیز بھی ملحق ہے کہ جو ماپی نہ جاتی ہو اور نہ ہی تولی جاتی ہو جمہور کے نزدیک۔اور تقویم کی معسر پر حکمت یہ ہے کہ کامل ہو جائے

معتق کا چھوڑانا آگ سے۔(فتح)

بَابُ إِذَا أَعْتَقَ نَصِيبًا فِي عَبْدٍ وَلَيْسَ لَهُ مَالٌ اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ عَلٰى نَحْوِ الْكِتَابَةِ.

جب کوئی اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور اس کے پاس مال نہ ہو یعنی جو غلام کی باقی قیمت کو پہنچے تو غلام سے محنت کروائی جائے گی یعنی بقدر حصے اور شریکوں کے لیکن اس پر مشقت نہ ڈالی جائے مانند کتابت کی یعنی جیسا کہ مکاتب کو چھوڑ دیتے ہیں اور تکلیف خدمت کی نہیں دیتے ویسا ہی اس غلام کو بھی تکلیف خدمت کی نہ دی جائے۔

فائدہ: امام بخاری نے اس ترجمہ باب سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے مراد وَإِلَّا فَقَدْ عُتِقَ مِنْهُ مَا عُتِقَ یہ ہے کہ یعنی اگر آزاد کرنے والے کے پاس اس قدر مال نہ ہو کہ غلام کی باقی قیمت کو پہنچے تو بالفعل وہ جزء آزاد ہو جاتا ہے جس کا وہ مالک تھا اور اس کے شریک کا حصہ بدستور قائم رہتا ہے جیسا کہ پہلے تھا یہاں تک کہ اس سے اس وقت تک محنت کروائی جائے گی کہ اس کا باقی حصہ بھی غلامی سے آزاد ہو جائے اگر وہ محنت کی قوت رکھتا ہو تب۔ اگر وہ محنت کرنے سے عاجز ہو تو شریک کا حصہ بدستور موقوف رہتا ہے اور یہ بخاری سے اس کی طرف پھرنا ہے کہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور دونوں زیادتیاں مرفوع ہیں اور وہ دونوں زیادتیاں یہ ہیں۔ ایک یہ کہ وَإِلَّا فَقَدْ عُتِقَ مِنْهُ مَا عُتِقَ اور دوسری یہ ہے کہ اِسْتِعْمَالُ الْعَبْدِ غَيْرُ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ اور اسماعیلی نے کہا کہ ان دونوں میں تطبیق ممکن نہیں اور دونوں صحیح نہیں اور اس کے غیر نے ان دونوں میں کئی وجہ سے تطبیق دی ہے جس کا بیان آئندہ آئے گا۔(فتح)

۲۳۴۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ سَمِعْتُ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي النَّضْرُ بْنُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا مِنْ عَبْدٍ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ

۲۳۴۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے تو ضرور ہے اس پر اپنے مال سے اس کو بالکل خلاص کروا دینا یعنی اور شریکوں کے حصے اپنے مال سے ادا کرے اگر آزاد کرنے والا مالدار ہو اور اگر وہ مالدار نہ ہو تو قیمت کیا جائے غلام اوپر اس کے پس محنت کروائی جائے ساتھ اس کے غلام سے اس حال میں کہ نہ مشقت ڈالی جائے۔

بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا أَوْ شَقِيصًا فِي مَمْلُوكٍ فَخَلَاصُهُ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَإِلَّا قُوِّمَ عَلَيْهِ فَاسْتُسْعِيَ بِهِ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ تَابَعَهُ حَجَّاجُ بْنُ حَجَّاجٍ وَأَبَانُ وَمُوسَى بْنُ خَلَفٍ عَنْ قَتَادَةَ اخْتَصَرَهُ شُعْبَةُ.

فائدہ: یعنی اس کی قیمت زیادہ نہ کی جائے بعض کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ مکاتب نہ ہو اور یہ محض بعید ہے اور بیچ ثابت ہونے استسعا کے حجت ہے ابن سیرین پر اس لیے کہ اس نے کہا ہے کہ شریک کا حصہ جو آزاد نہیں ہوا بیت المال سے آزاد کیا جائے گا۔ اور یہ جو کہا کہ متابعت کی اس کی حجاج نے الخ تو اس سے بخاری کی مراد اس شخص پر رد کرنا ہے جو گمان کرتا ہے کہ آزاد کرنے والے کے پاس نہ ہونے کے وقت غلام سے محنت کروانے کا ذکر اس حدیث میں نہیں ہے اور سعید بن عروبہ اس کے ساتھ اکیلا ہوا ہے، سو بخاری نے جریر بن حازم کی موافقت والی روایت کے ساتھ مدد لی پھر تین راویوں کو ذکر کیا جنہوں نے اس کی متابعت کی محنت کے ذکر کرنے پر اور ابن عربی نے مبالغہ کیا ہے اور کہا کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ محنت کروانے کا ذکر حضرت ﷺ کا قول نہیں بلکہ وہ تو قتادہ کا قول ہے۔ اور خلال نے احمد سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے علل میں سعید کی روایت کو ضعیف کہا ہے کہ جس میں محنت کروانے کا ذکر ہے اور نیز اس کو اثرم نے سلیمان بن حرب سے بھی ضعیف کہا ہے۔ اور ان سے اس طرح سند پکڑی ہے کہ محنت کروانے کا فائدہ یہ ہے کہ شریک پر کوئی تکلیف نہ ہو۔ پس کہا کہ اگر غلام سے محنت کروانا مشروع ہوتا تو لازم آتی یہ بات کہ اگر وہ اس کو ہر مہینے دو درہم دیتا تو یہ جائز ہوتا اور ہمیں نہایت ضرر ہے شریک پر الخ اور ایسی حدیث کے ساتھ احادیث صحیحہ رد نہیں کی جاسکتیں۔ اور نسائی نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اس کو ہمام نے روایت کیا ہے پس استسعاء کو قتادہ کے قول سے شمار کیا ہے۔ اور اسماعیلی نے کہا کہ محنت کروانے کا ذکر حدیث میں سندا نہیں بلکہ وہ تو صرف قتادہ کا قول ہے اور حدیث میں مدرج ہے۔ اور ابن منذر اور خطابی نے کہا کہ محنت کروانے کا ذکر قتادہ کا فتوے ہے یہ لفظ متن حدیث میں نہیں ہے۔ اور اسی طرح بیہقی اور دارقطنی اور حاکم نے بھی کہا ہے اور ان سب نے یقین کیا ہے کہ یہ لفظ حدیث میں مدرج ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ لفظ مرفوع ہے۔ اور انہی میں سے امام بخاری اور مسلم ہیں اور اسی کو ابن دقیق العید اور ایک دوسری جماعت نے ترجیح دی ہے اس لیے کہ سعید بن عروبہ اعرف ہے حدیث قتادہ کے لیے ہمام کی نسبت قتادہ سے کثرت ملازمت اور کثرت تعلیم حدیث کے سبب۔ اور ہشام

اور شعبہ اگرچہ ہمام سے زیادہ حافظ ہیں لیکن ان کی روایت اس کی روایت کے منافی نہیں ہے بلکہ اس نے بعض حدیث پر اختصار کیا ہے اور مجلس ایک نہیں ہے تاکہ زیادتی میں توقف کیا جائے اس لیے کہ سعید کی ملازمت قتادہ کے ساتھ اکثر تھی ان دونوں کی نسبت پس اس نے اس سے وہ چیز سنی جو اس کے غیر نے نہیں سنی اور یہ سب اس وقت ہے جب تسلیم کیا جائے کہ وہ منفرد ہے اور حالانکہ وہ منفرد نہیں ہے اور تعجب ہے اس شخص پر جو استسعاء کے مرفوع ہونے پر طعن کرتا ہے اس وجہ سے کہ ہمام نے اس کو قتادہ کا قول ٹھہرایا ہے اور اس چیز پر طعن نہیں کرتا جو ترک استسعاء پر دلالت کرتی ہے اور وہ حضرت ﷺ کا قول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو پہلے گزر چکی ہے وَاِلَّا فَقَدْ عُتِقَ مِنْهُ مَا عُتِقَ اس وجہ سے کہ اسی طرح ایوب نے بھی اس کو نافع کا قول قرار دیا ہے **کما تقدم شرحه** ۔اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ دونوں حدیثیں امام بخاری اور مسلم کی موافقت کی وجہ سے صحیح ہیں۔اور ابن دقیق العید نے کہا کہ تجھے وہ چیز کافی ہے کہ جس پر اتفاق کیا شیخان یعنی بخاری اور مسلم نے اس لیے کہ یہ صحیح کا اعلیٰ درجہ ہے۔اور جو محنت کروانے کے قائل نہیں وہ اس کے ضعف میں وہ علتیں بیان کرتے ہیں کہ جن کو پورا کرنا مثل ان علتوں کے ساتھ ان جگہوں میں کہ جن میں وہ محتاج ہیں استدلال کے ساتھ حدیثوں کا رد کیا جانا ہے ان پر ساتھ مثل ان علتوں کے۔اور شاید بخاری نے روایت میں سعید بن عروبہ کے طعن کا خوف کیا ہے اسی لیے اپنی عادت کے مطابق اس کے ثابت ہونے کی طرف پوشیدہ اشارہ کیا ہے پس تحقیق نکالا ہے اس نے اس کو یزید بن رابع کی روایت سے اس سے اور سب لوگوں سے زیادہ تر ثابت ہے اس کے بارے میں۔اور اس نے اختلاط سے پہلے سنا ہے پھر اس نے اس کے لیے مدد چاہی جریر بن حازم کی روایت سے اس کی متابعت کے ساتھ تاکہ اس کا منفرد ہونا دور ہو جائے پھر اشارہ کیا کہ ان دونوں کے غیر نے اس کی متابعت کی ہے پھر کہا کہ اختصار کیا ہے اس کا شعبہ نے۔اور شاید یہ اس مقدر سوال کا جواب کہ شعبہ سب لوگوں سے زیادہ حافظ ہے قتادہ کی حدیث کا۔پس اس نے محنت کروانے کو کس طرح ذکر کیا؟ پس بخاری نے جواب دیا کہ یہ چیز اس میں ضعف کو پیدا نہیں کرتی اس لیے کہ اس نے محنت کروانے کو مختصر ذکر کیا ہے اور اس کے غیر نے اس کو مکمل ذکر کیا ہے اور عدد کا زیادہ ہونا اولیٰ ہے ایک فرد کے یاد رکھنے سے ،واللہ اعلم۔اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور حدیث میں بھی محنت کروانے کا ذکر آچکا ہے اس کو طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت لیا ہے اور بیہقی نے بنی عذرہ کے ایک آدمی کی روایت سے۔اور جو محنت کروانے کی حدیث کو ضعیف کہتا ہے تو اس کی عمدہ دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے وَاِلَّا فَقَدْ عُتِقَ مِنْهُ مَا عُتِقَ اور پہلے گزر چکا ہے کہ وہ مفلس کے حق میں ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ شریک کا حصہ پہلے حکم پر باقی ہے یعنی آزاد نہیں ہوا اور اس میں تصریح نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ غلام رہے گا اور نہ اس میں یہ تصریح ہے کہ وہ سارا آزاد ہو جاتا ہے۔اور بعض نے اس شخص سے حجت پکڑی ہے جو استسعاء کے مرفوع ہونے کو ضعیف کہتا ہے اس زیادتی کی وجہ سے جو دارقطنی وغیرہ میں واقع ہوئی ہے کہ باقی غلام

رہتا ہے اور اس کی سند میں اسماعیل ہے اور وہ یحییٰ سے مشہور نہیں اور اس کے حفظ میں ان سے کوئی چیز ہے اور اگر اس کو صحیح مان بھی لیا جائے تو تب بھی اس میں یہ نہیں کہ وہ ہمیشہ غلام رہتا ہے بلکہ وہ مفہوم کا مقتضی ہے اس کے غیر کی روایت سے اور استسعاء کی حدیث میں بیان حکم کا ہے بعد اس کے۔ پس جو اس کے مرفوع ہونے کو صحیح کہتا ہے اس کو جائز ہے کہ وہ یہ کہے کہ معنی دونوں حدیثوں کے یہ ہیں کہ جب تنگدست اپنا حصہ آزاد کرے تو وہ آزادی اس کے شریک کے حصے میں سرایت نہیں کرتی بلکہ وہ بحالہ خود باقی رہتا ہے اور وہ غلامی ہے۔ پھر محنت کروائی جائے باقی حصے کی آزاد کرنے میں اور حاصل کر کے شریک کا حصہ ادا کرے اور آزاد ہو جائے۔ اور علماء نے اس کو مکاتب کی طرح قرار دیا ہے اور اسی بات پر امام بخاری نے بھی یقین کیا ہے اور ظاہری بات ہی ہے کہ وہ اس میں مختار ہے اس دلیل کی وجہ سے کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ اس پر مشقت نہ ڈالی جائے پس اگر یہ بطور لازم ہونے کے ہے اس طرح سے کہ غلام کو کمانے کی اور ڈھونڈنے کی تکلیف دی جائے یہاں تک کہ یہ حاصل کرے تو البتہ اس کے ساتھ حاصل ہوتی ہے نہایت مشقت اور وہ لازم نہیں کیا جاتا مکاتبت میں جمہور کے نزدیک، اس لیے کہ وہ واجب نہیں پس یہ اس کی مثل ہے۔ اور امام بیہقی نے بھی اس تطبیق کی طرف میلان کیا ہے اور کہا کہ حدیثوں میں بالکل معارضہ نہیں رہتا اور وہ اسی طرح ہے جیسا کہ اس نے کہا۔ لیکن اس سے لازم آتا ہے کہ شریک کا حصہ غلام رہے جب کہ نہ اختیار کرے غلام محنت کرنے کو پس معارض ہوگی اس کے ابی ملیح کی حدیث جو اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کیا تو کسی نے یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا آزاد ہونا جائز قرار دیا، یہ حدیث ابوداود اور نسائی نے قوی سند کے ساتھ ذکر کی ہے اور اس امام احمد نے اس کو سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حسن روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے اپنا حصہ غلام سے آزاد کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کل آزاد ہے پس اللہ کا کوئی شریک نہیں اور ممکن ہے حمل کرنا اس کا اس صورت پر جب کہ آزاد کرنے والا مالدار ہو یا اس صورت پر جب کہ کل غلام اسی کی ملکیت ہو، اس میں اور کسی کا حصہ نہ ہو پھر اس میں سے کچھ آزاد کرے پس تحقیق روایت کی ہے ابو داود نے کہ ایک مرد نے اپنا حصہ غلام مشترک سے آزاد کیا پس نہ ضامن ٹھہرایا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی اس کے شریک کے حصے کا اور اس کی سند حسن ہے۔ اور وہ محمول ہے تنگدست پر نہیں تو دونوں حدیثیں معارض ہوں گی۔ اور بعض نے اور طرح سے تطبیق دی ہے پس ابو عبد الملک نے کہا کہ استسعاء سے مراد یہ ہے کہ غلام حصے میں آزاد نہیں ہوا اس میں بدستور غلام رہتا ہے پس وہ اس کی خدمت کے بارے میں کوشش کرے جتنی وہ طاقت رکھتا ہو اس چیز کی۔ کہتے ہیں کہ معنی غیر مشقوق علیہ کے یہ ہیں کہ اس کا مذکورہ مالک اس کو غلامی کے حصے سے زیادہ تکلیف نہ دے لیکن اس تطبیق کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول رد کرتا ہے کہ پہلی روایت میں محنت کروائی جائے غلام سے اس کی قیمت کے اندر اس کے مالک

کے لیے اور جو استسعاء کو باطل کرتا ہے یعنی غلام سے محنت کروانے کو جائز نہیں کہتا اس کی دلیل یہ حدیث ہے جو مسلم میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنے چھ غلام اپنے مرنے کے وقت آزاد کیے اور حالانکہ اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی مال نہ تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا پھر ان کو تین حصے کیا پھر ان کے درمیان قرعہ ڈالا اور دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام رکھا اور اس سے استدلال ایسے ہے کہ اگر محنت کروانا جائز ہوتا تو ان میں سے ہر ایک کا تیسرا حصہ بالفعل آزاد ہو جاتا اور اس کو محنت کروانے کا حکم دیا جاتا کہ وہ اپنی باقی قیمت پوری کر کے میت کے وارثوں کو دے دے۔ اور جو محنت کروانے کو جائز کہتا ہے اس نے اس کا جواب دیا کہ وہ ایک خاص واقعے کا ذکر ہے پس احتمال ہے کہ وہ استسعاء شروع ہونے سے پہلے ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ محنت کروانا اس صورت میں مشروع ہو کہ جب آزاد کرے تمام وہ چیز کہ جس کا آزاد کرنا جائز نہیں ہے۔ اور تحقیق روایت کیا ہے عبدالرزاق نے ایک سند کے ساتھ کہ جس کے راوی ثقہ ہیں ابی قلابہ سے اس نے روایت کیا ہے بنی عذرہ کے ایک آدمی سے کہ ان کے ایک آدمی نے مرنے کے وقت اپنا غلام آزاد کیا حالانکہ اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی مال نہ تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ایک تہائی آزاد کیا اور اسے حکم دیا کہ باقی دو تہائیوں کی ادائیگی کے لیے محنت کرے اور یہ حدیث عمران رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معارض ہے اور ان دونوں میں تطبیق ممکن ہے۔ نیز انہوں نے حجت پکڑی ہے اس حدیث کے ساتھ کہ جس کو نسائی نے روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ کے ساتھ کہ جو غلام آزاد کرے اور اس کے لیے اس میں شریک بھی ہوں اور اس کے پاس اس قدر مال ہو کہ باقی شریکوں کے حصے ادا ہو سکیں تو وہ غلام آزاد ہے اور ضامن ہوگا شریکوں کے حصے کا ساتھ قیمت اس کی کے واسطے اس چیز کے برا کیا اس نے مشارکت ان کی سے اور نہیں ہے غلام پر کچھ اور جواب مع تسلیم صحت اس کی کے یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ مالدار ہونے کی صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ اس کے پاس وفا ہو اور محنت کروانی تو صرف تنگدستی کی حالت میں ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے پس اس میں اس کی دلیل نہیں ہے۔ اور ابو حنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر آزاد کرنے والا مفلس ہو تو غلام سے محنت کروائی جائے گی اور یہی مذہب ہے ابو یوسف، محمد، اوزاعی، ثوری اور اسحق اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا بھی۔ اور لوگوں نے بھی اس میں اختلاف کیا ہے اکثر علماء کہتے ہیں کہ فی الحال سارا غلام آزاد ہو جاتا ہے اور غلام سے شریک کے حصے کی ادائیگی کے لیے محنت کروائی جائے گی۔ اور ابن ابی لیلیٰ نے زیادہ کیا ہے کہ پھر پہلے آزاد کرنے والے کی طرف رجوع کرے اس چیز کے واسطے کہ اس نے جو اپنے شریک کے لیے آزاد کیا ہو۔ اور ابو حنیفہ نے تنہا کہا ہے کہ شریک کو اختیار ہے کہ وہ اپنے حصے کی محنت کروائے یا ویسے ہی آزاد کر دے اور یہ بات اس پر دلالت کرتی ہے کہ اس کے نزدیک صرف ایک حصہ ہی آزاد ہوتا ہے اور یہ امام بخاری کے قول کے موافق ہے کہ وہ مکاتب غلام کی طرح ہے اور اس کی توجیہ پہلے گذر چکی ہے۔ اور عطاء سے روایت ہے کہ شریک کو اختیار ہے کہ وہ اس

کو آزاد کردے یا اپنے حصے کی غلامی باقی رکھے۔اور زفر نے سب کی مخالفت کی ہے پس اس نے کہا کہ وہ سارا ہی آزاد ہو جاتا ہے اور شریک کے حصے کی قیمت لگائی جائے گی پس اگر آزاد کرنے والا مالدار ہو تو اس سے لے جائے اور اگر وہ مفلس ہو تو اس کے ذمے میں رہتی ہے۔(فتح)

بَابُ الْخَطَإِ وَالنِّسْيَانِ فِي الْعَتَاقَةِ وَالطَّلَاقِ وَنَحْوِهِ وَلَا عَتَاقَةَ إِلَّا لِوَجْهِ اللّٰهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوٰى وَلَا نِيَّةَ لِلنَّاسِي وَالْمُخْطِئِ.

بھول چوک آزاد کرنے میں اور طلاق دینے میں اور مانند ہر ایک کے میں، یعنی آزاد کرنا صرف اللہ کی رضا مندی کے لیے ہے یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر مرد کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی اور نہیں ہے نیت بھولنے اور چوکنے والے کے لیے۔

فائدہ: یعنی تعلیقات میں سے جو بلا قصد زبان سے نکلے نہیں واقع ہوتی ان سے کوئی چیز مگر ساتھ قصد کے۔اور شاید امام بخاری نے اس چیز پر رد کی طرف اشارہ کیا ہے جو امام مالک سے مروی ہے کہ تحقیق واقع ہوتی ہے طلاق اور آزادی جان بوجھ کر ہو یا چوک سے یاد کرنے والا ہو یا بھول سے ہو۔اور اس کے مذہب کے بہت سے لوگوں نے اس سے انکار بھی کیا ہے۔اور داؤدی نے کہا کہ طلاق اور عتاق میں جو کنایہ ہے کہ ان دونوں کے علاوہ کسی اور لفظ کے بولنے کا ارادہ کرے پس زبان ان دونوں کی طرف سبقت کرے یعنی جیسا کہ اپنے غلام کو کہے کہ تو آزاد ہے اور اپنی عورت کو کہے کہ تجھے طلاق ہے اور رہی بھولنے کی بات تو یہ اس چیز میں ہے کہ وہ قسم کھائے اور بھول جائے۔(فتح)

فائدہ: اس کے معنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں کماسیاتی فی الطلاق اور امام بخاری کی اس سے مراد نیت کو ثابت کرنا ہے اس لیے کہ نہیں ظاہر ہوتا اس کا ہونا اللہ کے لیے مگر نیت کے ساتھ اور اس شخص پر رد کی طرف بھی اشارہ ہے جو حنفیہ کی طرح کہتا ہے کہ جو اپنا غلام اللہ کے لیے، شیطان اور بت کے لئے بھی آزاد کرے تو غلام آزاد ہو جاتا ہے رکن آزادی کے پائے جانے کی وجہ سے اور زیادتی اوپر اس کے نہیں مخل ہے ساتھ آزادی کے۔(فتح)

فائدہ: یہ حدیث ابتدا کتاب میں گزر چکی ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس استنباط کے طرف بیان لینے ترجمہ کے حدیث اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ سے اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو ساتھ ترجمہ باب کے طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہے اپنی عادت کے موافق اور وہ حدیث وہ ہے جس کو اہل فقہ اور اصول بہت ذکر کرتے ہیں کہ دور کیا ہے اللہ نے میری امت سے خطا اور نسیان کو اور وہ چیز جس پر مجبور کیے جائیں، روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے، اور بعض علماء نے کہا کہ لائق ہے کہ یہ حدیث آدھا اسلام شمار کی جائے اس لیے کہ فعل یا تو قصد یا اختیار سے ہوتا ہے یا نہیں، دوسرا وہ ہے جو واقع ہو بھول چوک اور اکراہ سے پس یہ قسم بالاتفاق معاف ہے۔اور اختلاف تو علماء کو صرف اس میں ہے کہ کیا معاف گناہ ہے یا حکم یا

دونوں اکھٹے؟ اور ظاہر حدیث کا اخیر ہے یعنی دونوں اکھٹے اور جو چیز کہ اس سے نکلی ہے مانند قتل کی اس کے لیے دلیل جدا ہے وسیاتی بسط القول فی ذالك فی كتاب الایمان والنذور انشاء الله تعالٰی۔ (فتح)

۲۳۴۳۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِيْ عَنْ أُمَّتِيْ مَا وَسْوَسَتْ بِهٖ صُدُوْرُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمْ.

۲۳۴۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ بیشک اللہ نے معاف کیا میری امت کے لیے جو خیال کہ ان کے دلوں میں گذرے جب تک اس پر عمل نہ کرے یا نہ بولے۔

فائدہ: اور مراد نفی حرج کی ہے یعنی گناہ نہیں اس خطرے سے جو دل میں واقع ہو یہاں تک کہ واقع ہو عمل ساتھ ہاتھ پاؤں کے یا بولنے کے ساتھ زبان کے موافق اس کے اور وسوسہ سے مراد متردد ہونا ایک چیز کا ہے دل میں بغیر اس کے کہ اس کے ساتھ اطمینان پکڑے اور اس کی طرف قرار پکڑے اسی لیے فرق کیا ہے علماء نے درمیان ھم اور عزم کے اور اسی جگہ سے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کی ترجمہ باب کے ساتھ اس لیے کہ نہیں اعتبار ہے ان کے لیے اور احتمال ہے کہ کہا جائے دل کے ساتھ مشغول ہونا نفس کی بات کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اس سے خطا اور نسیان اسی لیے مرتب کیا اس پر جو نماز میں اپنے نفس سے بات نہ کرے مغفرت کو۔ (فتح)

۲۳۴۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِامْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

۲۳۴۴۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے اور ہر مرد کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی یعنی کوئی عمل نیت کے بغیر ٹھیک نہیں اور ثواب کے لائق نہیں، سو جس کی ہجرت اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہوئی تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہو چکی یعنی وہ اس کا ثواب پائے گا۔ اور جس کی ہجرت دنیا کے لیے ہوئی کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے لیے ہوئی کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کے لیے ہوئی جس کے لیے اس نے ہجرت کی یعنی دنیا اور عورت کے لیے۔

فائدہ: حدیث کی موافقت ترجمہ باب کے ساتھ اس طرح ہے کہ سب عملوں کا مدار نیت پر ہے۔

بَابُ إِذَا قَالَ رَجُلٌ لِعَبْدِهٖ هُوَ لِلّٰهِ وَنَوَى الْعِتْقَ وَالْإِشْهَادِ فِي الْعِتْقِ.

جب کوئی مرد اپنے غلام کو کہے کہ وہ اللہ کے لیے ہے اور آزاد کرنے کی نیت کرے تو صحیح ہے یعنی اور باب ہے گواہ کرنے کا آزاد کرنے میں۔

فائدہ: مہلب نے کہا کہ علماء کے درمیان اس چیز میں اختلاف نہیں ہے کہ جب کوئی اپنے غلام کو کہے کہ وہ اللہ کے لیے ہے اور نیت اس کی آزاد کرنے کی ہو تو وہ آزاد ہو جاتا ہے۔ اور رہی آزاد کرنے میں گواہ بنانے والی بات تو یہ آزاد کرنے کے حقوق سے نہیں ہے تو پس تمام ہو جاتا ہے آزاد کرنا اگرچہ گواہ نہ بھی ہو۔ میں کہتا ہوں کہ شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی قید کی طرف جو ہشیم نے مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اپنے غلام کو کہا تو اللہ کے لیے ہے سو شعبی اور ابراہیم وغیرہ سے اس مسئلے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ آزاد ہے، اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے۔ پس گویا کہ امام بخاری نے کہا اس کا محل وہ ہے کہ آزاد کرنے کی نیت ہو نہیں تو اگر قصد کرے کہ وہ اللہ کے لیے ہے غیر عتق کے معنی کے ساتھ یعنی آزاد کرنے کی نیت کے بغیر اس سے کچھ اور مراد ہو تو پھر نہیں آزاد ہوتا۔ (فتح)

٢٣٤٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ لَمَّا أَقْبَلَ يُرِيْدُ الْإِسْلَامَ وَمَعَهُ غُلَامُهُ ضَلَّ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِنْ صَاحِبِهٖ فَأَقْبَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ جَالِسٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هٰذَا غُلَامُكَ قَدْ أَتَاكَ فَقَالَ أَمَا إِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّهُ حُرٌّ قَالَ فَهُوَ حِيْنَ يَقُوْلُ يَا لَيْلَةً مِنْ طُوْلِهَا وَعَنَائِهَا عَلٰى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ.

٢٣٤٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ اسلام کی نیت سے مدینے کو چلے اور ان کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا تو ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی سے گم ہو گیا پھر اس کے بعد وہ غلام سامنے آیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ یہ تیرا غلام تیرے پاس آیا ہے، تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا خبردار رہو کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ بے شک وہ آزاد ہے پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینے میں پہنچنے کے وقت یا غلام کے پہنچنے کے وقت کہتے تھے اے رات کہ تکلیف پائی میں نے اس کی درازی اور رنج سے میں اس کو چاہتا ہوں یا میں اس سے خوش ہوں اس پر کہ اس نے مجھے کفر کے گھر سے نجات دی۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ یہ شعر مرثد غنوی کا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تکلیف کے ظاہر کرنے اور مشقت کے کہ سفر میں کھینچی تھی اور شکر پہنچنے کے دارالاسلام میں پڑھا تھا۔

فائدہ: اس حدیث میں عتق میں گواہ کرنا معلوم ہوا۔

۲۳۴۶۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فِي الطَّرِيْقِ يَا لَيْلَةً مِّنْ طُوْلِهَا وَعَنَائِهَا عَلٰى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ قَالَ وَأَبَقَ مِنِّيْ غُلَامٌ لِّيْ فِي الطَّرِيْقِ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعْتُهُ فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ الْغُلَامُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هٰذَا غُلَامُكَ فَقُلْتُ هُوَ حُرٌّ لِّوَجْهِ اللّٰهِ فَأَعْتَقْتُهُ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يَقُلْ أَبُوْ كُرَيْبٍ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ حُرٌّ.

۲۳۴۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں (اپنے ملک) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا یعنی مدینے میں مسلمان ہونے کے لیے تو میں نے راستے میں یہ شعر کہا اے رات کہ ایذا پائی میں نے اس کی درازی اور تکلیف سے خوش ہوں میں اس پر اس سے اس پر کہ اس نے مجھے کفر کے گھر سے نجات دی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ راستے میں مجھ سے غلام بھاگا سو جب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو میں نے آپ سے سلام پر بیعت کی پس جس حالت میں کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا تو اچانک غلام ہم پر ظاہر ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ ہے تیرا غلام تو میں نے کہا کہ وہ اللہ کی ذات کے لیے ہے۔ سو میں نے اس کو آزاد کر دیا۔

۲۳۴۷۔ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ لَمَّا أَقْبَلَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَعَهُ غُلَامُهُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْإِسْلَامَ فَضَلَّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ بِهٰذَا وَقَالَ أَمَا إِنِّيْ أُشْهِدُكَ أَنَّهُ لِلّٰهِ.

۲۳۴۷۔ قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینے کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا غلام بھی ان کے ساتھ تھا اور وہ مسلمان ہونے کا ارادہ رکھتا تھا تو دونوں میں سے ایک اپنے ساتھی سے گم ہوا اس لفظ کے ساتھ حدیث بیان کی ہے شہاب بن عباد نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا خبردار ہو کہ بے شک میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ اللہ کے لیے ہے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں عتق کا مستحب ہونا ہے غرض اور مطلب کے حاصل ہونے کے وقت اور خوف کی جگہ سے نجات پانے کے وقت اور یہ بھی کہ شعر کہنا جائز ہے اور اس کا پیدا کرنا اور ایذا پانا دکھ مشقت اور بیداری وغیرہ سے۔ (فتح)

بَابُ أُمِّ الْوَلَدِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّهَا.

باب ہے ام الولد کا یعنی جو لونڈی کہ اپنے مالک کے نطفے سے بچہ جنے، یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی نشانی ایک یہ ہے کہ

لونڈی اپنے مالک کو جنے یعنی لونڈیاں مالک کے نطفے سے جنیں گی تو ان کی اولاد بھی اپنے باپ کی طرح ان پر حکم کرے گی۔

فائدہ: یعنی کیا حکم لگایا جائے اس کے آزاد ہونے کا یا نہیں؟ وارد کی بخاری نے اس میں دو حدیثیں اور نہیں ہے دونوں میں وہ چیز کہ جو ظاہر کرے حکم کو اس کے نزدیک یعنی معلوم نہیں ہوتا کہ بخاری کی اس مسئلے میں کیا رائے ہے؟ اور میں کہتا ہوں کہ یہ ظاہر نہ کرنا حکم کا سلف کے درمیان اس مسئلے میں اختلاف کے قوی ہونے کی وجہ سے ہے اگرچہ یہ خلف کے نزدیک قرار پاچکا ہے منع کے اوپر یہاں تک کہ اس میں ابن حزم موافق ہوا ہے اور تابعدار اس کے اہل ظاہر سے اوپر نہ جائز ہونے بیع ان کی کے اور نہیں باقی رہا مگر شاذ اور کم۔ (فتح)

فائدہ: یہ پوری حدیث پوری شرح کے ساتھ کتاب الایمان میں گذر چکی ہے اور یہ کہ رب سے مراد سردار ہے یا مالک ہے۔ اور پہلے گذر چکا ہے کہ اس میں دلیل نہیں ہے ام ولد کی بیع کے جائز ہونے پر اور نہ اس کے ناجائز ہونے پر نووی نے کہا کہ استدلال کیا ہے اس کے ساتھ دو بڑے اماموں نے ایک نے ام ولد کی بیع کے جائز ہونے پر اور ایک نے اس کے ناجائز ہونے پر جس نے اس کے جواز پر دلیل پکڑی ہے پس اس نے کہا کہ ظاہر قول اس کے رَبَّتَهَا کا یہ ہے کہ مراد اس سے اس کا سردار ہے اس لیے اس کا بچہ اس کے سردار سے بجائے سردار اس کے لیے پھرنے مال آدمی کے طرف اس کی اولاد کے اکثر اوقات اور رہا وہ کہ جس نے منع پر دلیل پکڑی ہے اس نے کہا کہ نہیں شک ہے اس میں کہ لونڈیوں کی اولاد حضرت ﷺ کے زمانے میں اور اصحاب کے زمانے میں بہت موجود تھی اور یہ حدیث مانگی گئی ہے نشانیوں کے بیان کرنے کے لیے جو قیامت کے قریب ہوں گی پس دلالت کی اس نے اوپر پیدا ہونے قدر زائد کے مجرد لونڈی پکڑنے پر۔ کہا کہ مراد یہ ہے کہ اخیر زمانے میں جہل غالب ہوگا یہاں تک کہ اولاد کی مائیں بیچی جائیں گی پس بہت ہوگا پھرنا لونڈیوں کا ہاتھوں میں یہاں تک کہ اس کا بچہ اس کو خریدے گا اور اس کو معلوم نہ ہوگا کہ یہ میری ماں ہے، پس اس میں اس طرف اشارہ ہوگا کہ ام ولد کا بیچنا حرام ہے اور نہیں ہے پوشیدہ تکلف طرفین کے استدلال کرنے میں۔ (فتح)

۲۳۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ إِنَّ عُتْبَةَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلٰى أَخِيْهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنْ يَّقْبِضَ إِلَيْهِ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ قَالَ

۲۳۴۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ لے لے طرف اپنی بیٹا زمعہ کی لونڈی کا عتبہ نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے سو جب فتح مکہ کے سال حضرت ﷺ تشریف لائے تو سعد زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کو لے کر حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا

عُتْبَةُ إِنَّهُ ابْنِي فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْفَتْحِ أَخَذَ سَعْدٌ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ فَأَقْبَلَ بِهِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقْبَلَ مَعَهُ بِعَبْدِ بْنِ زَمْعَةَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا ابْنُ أَخِي عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا أَخِي ابْنُ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ابْنِ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ فَإِذَا هُوَ أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ أَبِيْهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ مِمَّا رَأٰى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ وَكَانَتْ سَوْدَةُ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور اس کے ساتھ عبد بن زمعہ پاس آیا تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت یہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ وہ میرا بیٹا ہے اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ یا حضرت میرا بھائی ہے، زمعہ کا بیٹا ہے اس کے بچھونے پر پیدا ہوا ہے۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کی طرف نظر کی پس ناگہاں وہ زیادہ تر مشابہ تھا ساتھ عتبہ کے سب لوگوں سے۔ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہارے لیے ہے اے عبد بن زمعہ اس سبب سے کہ وہ اس کے بچھونے پر پیدا ہوا ہے۔ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پردہ کر تو اس سے اے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا بہ سبب اس چیز کے کہ دیکھی مشابہت اس کی ساتھ عتبہ کے اور سودہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفرائض میں آئے گی اور باب کے موافق قول عبد بن زمعہ کا ہے کہ میرا بھائی ہے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور حکم کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن زمعہ کے لیے کہ وہ اس کا بھائی ہے پس اس میں ثبوت ہے ام ولد کے لونڈی ہونے کا اور اس میں تعرض نہیں ہے اس کے آزاد ہونے کے اعتبار سے اور نہ اس کے غلام ہونے کے اعتبار سے لیکن ابن منیر نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ اس میں اشارہ ہے طرف آزاد ہونے کے ام ولد کے اس لیے کہ ٹھہرایا اس کو فراش پس برابری کی اس کے اور بیوی کے درمیان۔ اور افادہ کیا ہے کرمانی نے یہ کہ اس نے دیکھا ہے بعض نسخوں میں اس باب کے آخر میں وہ چیز کہ نص اس کی یہ ہے کہ پس نام رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ولد زمعہ کا لونڈی پس معلوم ہوا کہ وہ آزاد نہ تھی انتہی۔ پس بنابر اس کے پس یہ دلیل ہے بخاری سے طرف اس کی کہ ام ولد مالک کی موت سے آزاد نہیں ہوتی اور شاید کہ اس نے اختیار کیا ہے ایک دو تاویلوں کو جو پہلی حدیث میں ہیں اور تحقیق گذر چکا ہے جو اس میں ہے اور کرمانی نے کہا کہ باقی کلام اس کی یہ ہے کہ نہ تھی وہ آزاد اس حدیث کی دلیل سے ہے۔ لیکن جو آزاد ہونے کی حجت اس دلیل سے پکڑتا ہے کہ الا ماملکت ایمانکم

سے تو یہ اس کے لیے حجت ہوگی، کرمانی نے کہا کہ شاید اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف اس کی برقرار رکھنا حضرت ﷺ کا عبد بن زمعہ کو اس کے اس قول پر کہ میرے باپ کی لونڈی ہے یہ بجائے قول کے ہے حضرت ﷺ سے اور دلالت کہ وجہ اس چیز سے ہے کہ کہا یہ ہے کہ خطاب آیت میں مومنون کے لیے ہے اور زمعہ مسلمان نہ تھا پس نہ ہوگی اس کے لیے ہاتھ کی ملک پس ہوگی وہ چیز کہ اس کے ہاتھ میں ہے آزاد کے حکم میں، اور شاید بخاری کی غرض یہ ہے کہ بعض حنفیہ نہیں کہتے کہ ولد لونڈی میں صاحب فراش کے لیے ہے پس نہیں لاحق کرنی اس کو مالک کے ساتھ مگر یہ کہ وہ اس کا اقرار کرے اور خاص کرتی ہے فراش کو آزاد کے ساتھ پس جب حجت پکڑی جائے ان پر اس چیز کے ساتھ کہ اس حدیث میں ہے کہ بچہ صاحب فراش کے لیے ہے تو کہتے ہیں کہ وہ لونڈی نہ تھی بلکہ آزاد تھی پس اشارہ کیا بخاری نے رد کرنے کی طرف ان کی حجت پر اس چیز کے ساتھ کہ ذکر کی اور اور اماموں نے دلیل پکڑی ہے کئی حدیثوں کے ساتھ ان میں سے زیادہ صحیح دو حدیثیں ہیں ایک ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث صحابہ کے عزل کے متعلق سوال کرنے کے بارے میں جیسا کا اس کا بیان کتاب النکاح میں آئے گا اور جنہوں نے اس کے ساتھ دلیل پکڑی ہے ان میں سے ایک نسائی ہے اپنی سنن میں پس کہا اس نے یہ کہ یہ باب ہے اس چیز کا کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے ام ولد کی بیع کے منع ہونے پر پس بیان کی حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی عزل کے بارے میں پھر عمر بن حارث کی حدیث بیان کی کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے اپنے پیچھے کوئی غلام اور نہ لونڈی اور وجہ ولالت کی ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ ہے کہ اصحاب نے کہا کہ ہم قیدیوں کو پہنچتے ہیں پس دوست رکھتے ہیں ہم مول کو یعنی بیچنے کو سو آپ عزل کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ یہ لفظ بخاری کا ہے بیہقی نے کہا کہ اگر نہ ہوتی یہ بات کہ بچہ طلب کرنا نقل ملک کو منع کرتا ہے نہیں تو نہ ہوتا ان کے عزل کے لیے حجت مول کے فائدہ، اور ایک روایت میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے ہے ہم میں سے بعض چاہتے تھے کہ اہل ٹھہرائیں اور بعض چاہتے تھے کہ بیع کریں پس رجوع کیا ہم نے عزل میں۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ہم پر مجرد رہنا دراز ہوا سو ہم نے ارادہ کیا کہ فائدہ اٹھائیں اور عزل کریں اور اس حدیث کے ساتھ استدلال کرنے میں نظر ہے اس لئے کہ نہیں لزوم ہے درمیان ان کے حمل کے اور درمیان استمرار منع ہونے بیع کے پس شاید کہ انہوں نے دوست رکھا ہو تعجیل فدا کو اور مول لینے کو پس اگر بندے کی عورت حاملہ ہو تو البتہ متاخر ہوگی بیع اس کی وضع حمل تک اور وجہ دلالت کی عمرو کی حدیث سے یہ ہے کہ بے شک ماریہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے بیٹے ابراہیم کی ماں حضرت ﷺ کے بعد زندہ رہی تھیں پس اگر نہ ہوتی یہ بات کہ وہ غلامی کے وصف سے نکالی گئی تھیں تو نہ صحیح ہوتا قول اس کا کہ آپ نے اپنے پیچھے کوئی لونڈی نہیں چھوڑی اور استدلال کے صحیح ہونے کے ساتھ اس کے توقف ہے اس لیے کہ احتمال ہے کہ انجاز کیا ہو اس کی آزادی کو۔ اور رہیں اس باب کی باقی حدیثیں تو وہ ضعیف ہیں اور معارض ہے ان کو حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ ہم ام ولد لونڈیوں کو بیچا کرتے تھے

اور حضرت ﷺ زندہ تھے اس کے ساتھ کچھ ڈر نہ دیکھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ تھے ہم بیچتے ام ولد لونڈیوں کو حضرت ﷺ کے زمانے میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پھر جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ہم کو منع کیا تو ہم بیچنے سے باز آ گئے۔اور قول صحابی کا کہ تھے ہم کرتے محمول ہے رفع پر یعنی یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے صحیح قول پر اور اس پر شیخین کا عمل جاری ہوا ہے اپنی دونوں کی صحیح میں اور نہیں سند بیان کی امام شافعی نے اس قول کی کہ منع ہے بیع ام ولد کی مگر عمر رضی اللہ عنہ کی طرف پس کہا کہ میں نے یہ قول عمر رضی اللہ عنہ کی تقلید میں کہا ہے اور اس کے بعض اصحاب نے کہا کہ اس لیے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا اور لوگ اس سے باز رہے تو یہ اجماع ہوا یعنی نہیں اعتبار ہے مخالف کے کم ہونے کے ساتھ اس کے بعد اور نہیں متعین ہے پہچاننا اجماع کی سند کا۔(فتح)

بَابُ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ. باب ہے غلام مدبر کے بیچنے کے بیان میں۔

فائدہ: یعنی اس کا جواز یا اس کا حکم اور یہ ترجمہ ہو بہو کتاب البیوع میں پہلے بھی گذر چکا ہے اور مدبر وہ غلام ہے کہ مالک اس کو کہے کہ یہ میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔(فتح)

۲۳۴۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنَّا عَبْدًا لَّهُ عَنْ دُبُرٍ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ فَبَاعَهُ قَالَ جَابِرٌ مَاتَ الْغُلَامُ عَامَ أَوَّلَ.

۲۳۴۹۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ہم میں سے اپنا غلام اپنے مرنے سے پیچھے آزاد کیا سو حضرت ﷺ نے اس کو بلایا پھر اس کو بیچا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب البیوع میں گذر چکی ہے اور گذر چکا ہے نقل کرنا مذاہب فقہاء کا مدبر غلام بیچنے کے بارے میں اور یہ کہ امام شافعی اور اہلحدیث کے نزدیک اس کا بیچنا مطلق جائز ہے اور تحقیق نقل کیا ہے اس کو بیہقی نے معرفہ میں اکثر فقہاء سے اور حکایت کیا ہے نووی نے جمہور سے مقابل اس کے اور حنفیہ اور مالکیہ سے بھی تخصیص منع کی ساتھ اس شخص کے جو مدبر مطلق کرے۔اور رہی یہ بات کہ اگر اس کو مقید کرے اس طرح کہ وہ اس کو کہے کہ اگر میں اس بیماری میں مر گیا تو فلاں غلام آزاد ہے تو تحقیق اس کا بیچنا جائز ہے کیونکہ وہ وصیت کی مانند ہے پس جائز ہے رجوع کرنا اس کے بارے میں۔اور امام احمد سے روایت ہے کہ منع ہے مدبر عورت کا بیچنا سوائے مدبر مرد کے۔اور لیث سے روایت ہے جائز ہے بیچنا اس کا اگر شرط کرے خریدار پر اس کو آزاد کرنے کی اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ نہیں ہے جائز اس کا بیچنا مگر اس کی جان سے اور میلان کیا ہے ابن دقیق العید نے قید کرنے کی طرف جواز کے حاجت کے ساتھ یعنی حاجت ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں پس کہا کہ جو مدبر کا بیچنا مطلق منع کرتا ہے اس پر یہ

حدیث حجت ہوگی اس لیے کہ منع کلی مناقض ہے اس کو جواز خبری اور جو اس کو بعض صورتوں میں جائز کہتا ہے پس جائز ہے اس کے لیے یہ کہ کہے کہ میں قائل ہوں اس صورت کے ساتھ ہی کہ جس میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے پس نہیں لازم ہے اس کو قائل ہونا اس کے ساتھ اس صورت کے علاوہ میں اور جو اس کو مطلق جائز کہتا ہے اور جواب دیتا ہے کہ قول اس کا کہ وہ محتاج تھا نہیں داخل ہے اس کے لیے حکم میں اور سوائے اس کے نہیں کہ ذکر کیا سبب کے بیان کرنے کے لیے بیچنے میں جلدی کرنے کے بارے میں تا کہ ظاہر ہو مالک کے لیے جائز ہونا بیع کا اور اگر حاجت نہ ہوتی تو بیچنا اولی تھا۔ اور رہا وہ جو دعوی کرتا ہے کی حضرت ﷺ نے تو صرف اس کی خدمت کو بیچا تھا تو اس کا جواب پہلے گذر چکا ہے اور وہ یہ کہ دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں اور بایں طور کہ مخالفیں نہیں قائل ہیں مدبر کی خدمت کی بیع کے جائز ہونے کے ساتھ۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهِ — باب ہے بیچ بیان بیچنے ولا کے اور ہبہ کرنے اس کے کے

فائدہ: یعنی اس کے حکم کے بارے میں اور ولا حق میراث آزاد کرنے والے کا ہے آزاد کئے گئے سے یعنی اگر آزاد شدہ مر جائے تو جو مال اس کا بیچتا ہے اس کا مالک اس کا آزاد کرنے والا ہے۔ (فتح)

۲۳۵۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

۲۳۵۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے بیچنے ولاء کے سے اور ہبہ کرنے اس کے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفرائض میں آئے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا ساتھ توجیہ نہ صحیح ہونے اس کی بیع کے دلالت نہی مذکور سے۔ (فتح)

۲۳۵۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْتِقِيْهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ فَأَعْتَقْتُهَا فَدَعَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا

۲۳۵۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے بریرہ لونڈی خریدی تو اس کے مالکوں نے ولا کی شرط کی کہ اس کا ولا ہمارے لیے ہوگا تو میں نے یہ بات حضرت ﷺ سے ذکر کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دے اس لیے کہ ولا اس کے لیے ہے جو چاندی دے یعنی خرید کر آزاد کرے سو میں نے اس کو آزاد کر دیا پھر حضرت ﷺ نے اس کو بلایا اور اس کو اس کے خاوند سے اختیار دیا کہ خواہ اس کے پاس رہے یا کسی اور سے نکاح کر لے تو اس نے کہا کہ اگر مجھ کو ایسا ایسا

فَقَالَتْ لَوْ أَعْطَانِيْ كَذَا وَكَذَا مَا ثَبَتُّ عِنْدَهٗ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا.

مال دے تو میں اس کے پاس نہ ٹھہروں گی سو اس نے اپنی جان کو اختیار کیا۔

فائدہ: یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی آئندہ آئے گی اور اس کی ترجمہ میں داخل ہونے کی وجہ حضرت ﷺ کے اس قول سے ہے اصل حدیث میں کہ ولا تو صرف آزاد کرنے والے کے لیے ہے اور یہ لفظ اگرچہ اس جگہ میں مذکور نہیں پس گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف اپنی عادت کے مطابق۔ اور وجہ دلالت کی اس سے بند کرنا ہے اس کا آزاد کرنے والے میں پس نہ ہوگی اس کے غیر کے لیے اس کے ساتھ کوئی چیز بھی۔ خطابی نے کہا چونکہ ولا نسب کی مانند ہے تو جو اس کو آزاد کرے گا ولا بھی اسی کے لیے ہوگا جیسا کہ جب کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اس کے لیے ہی نسب ثابت ہوتا ہے پس اگر نسب کو غیر کی طرف منتقل کیا جائے تو وہ نہیں ہوگا اور اسی طرح اگر وہ ارادہ کرے ولا کے منتقل ہونے کا اپنے محل سے تو یہ بھی منتقل نہیں ہوگا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أُسِرَ أَخُو الرَّجُلِ أَوْ عَمُّهٗ هَلْ يُفَادٰى إِذَا كَانَ مُشْرِكًا.

جب قید کیا جائے مرد کا بھائی یا چچا اس کا یعنی بھائی اپنے بھائی کو قید کر لے یا اپنے چچا کو قید کر لے تو کیا قیدی اپنی جان کے بدلے مال دے کر اپنا آپ کو چھوڑا لے جب کہ وہ بھائی یا چچا مشرک ہو یعنی یا آزاد ہو جاتا ہے مالک ہونے کی وجہ سے بھائی کے بھائی کو اور چچا کو۔

وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادَيْتُ نَفْسِيْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا وَكَانَ عَلِيٌّ لَهٗ نَصِيْبٌ فِيْ تِلْكَ الْغَنِيْمَةِ الَّتِيْ أَصَابَ مِنْ أَخِيْهِ عَقِيْلٍ وَعَمِّهٖ عَبَّاسٍ.

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ بدلہ دیا میں نے اپنی جان کا اور بدلہ دیا عقیل کا یعنی مال دے کر اپنے تئیں اور عقیل کو چھوڑایا، یعنی اور تھا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے حصہ اس غنیمت میں کہ پہنچی اس کو اپنے بھائی عقیل اور اپنے چچا عباس سے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے اس ترجمہ کے ساتھ اس حدیث کے ضعیف ہونے کی طرف جو وارد ہوئی ہے کہ جو اپنے رشتہ دار کا مالک ہو تو پس وہ آزاد ہے، روایت کی ہے یہ حدیث اصحاب سنن نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن مدینی نے کہا کہ یہ منکر ہے اور ترجیح دی ہے ترمذی نے اس کے مرسل ہونے کو اور بخاری نے کہا کہ صحیح نہیں اور ابوداود نے کہا کہ تنہا ہوا ہے ساتھ اس کے حماد اور حاکم اور ابن حزم اور ابن قطان نے کہا کہ صحیح ہے اور اس کے عموم کو حنفیہ اور ثوری اور لیث نے لیا ہے اور داود نے کہا کہ نہیں آزاد ہوتا کوئی کسی پر اور امام شافعی کا یہ مذہب ہے کہ نہیں آزاد ہوتا مرد پر مگر اصول و فروع اس کے نہ اس دلیل کے لیے بلکہ دوسری دلیلوں کی وجہ سے اور

یہی ہے مذہب مالک اور زیادہ کیا برادری کو یہاں تک کہ ماں سے اور گمان کیا ابن بطان نے کہ باب کی حدیث میں اس پر حجت ہے اور اس میں نظر ہے جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔ (فتح)

فائدہ: یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے اور اس کا شروع یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس بحرین سے مال آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مسجد میں ڈھیر کر دو اور کتاب الصلاۃ میں پہلے گزر چکی ہے۔

فائدہ: یہ کلام بخاری کا ہے اس کو اس چیز پر استدلال کرنے کے لیے بیان کیا ہے کہ وہ اس کے ساتھ آزاد نہیں ہوتا یعنی پس اگر بھائی یا اس کی مانند صرف مالک ہونے کی وجہ سے آزاد ہو جاتا تو البتہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور عقیل رضی اللہ عنہ آزاد ہو جاتے علی رضی اللہ عنہ کے غنیمت میں حصے کی وجہ سے اور ابن منیر نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ کافر نہیں ملک ہوتا غنیمت کے ساتھ ابتداء میں بلکہ امام مختار قتل اور غلام بنانے کے درمیان یا بدلہ لینے یا احسان کرنے کے درمیان پس غنیمت سبب ہے طرف ملک کی ساتھ شرط اختیار کرنے غلام بنانے کے پس نہ لازم آئے گا آزاد کرنا صرف غنیمت کے ساتھ اور شاید یہی نکتہ ہے بخاری کے ترجمہ کو مطلق چھوڑنے میں۔ اور شاید اس کا مذہب یہ ہے اگر قیدی مسلمان ہو تو آزاد ہو جاتا ہے اور اگر مشرک ہو تو آزاد نہیں ہوتا ٹھہرانے کی وجہ سے اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے خبر۔ (فتح)

۲۳۵۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا ائْذَنْ لَّنَا فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَآئَهُ فَقَالَ لَا تَدَعُوْنَ مِنْهُ دِرْهَمًا.

۲۳۵۲۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کہ کچھ انصاری مردوں نے حضرت ﷺ سے پروانگی چاہی سو انہوں نے کہا کہ آپ اجازت دیجیے پس چھوڑیں ہم عباس کے بھانجے کے لیے بدلہ اس کا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس سے ایک درہم نہ چھوڑو۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ عباس کے باپ عبدالمطلب کی ماں ان میں سے تھی پس عبد المطلب کے ماموں تھے اور سوائے اس کے نہیں کہ باز رہے حضرت ﷺ ان کی اجابت سے تا کہ دین میں کسی قسم کا لحاظ باقی نہ رہے اور اس کو اس جگہ وارد کرنے سے امام بخاری کی مراد اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ حکم قرابت کا ذوی الارحام کے بیچ اس کے نہیں مختلف ہے حکم قرابت عصبات سے۔ (فتح)

بَابُ عِتْقِ الْمُشْرِكِ.

باب ہے بیچ بیان آزاد کرنے کافر کے غلام کو۔

فائدہ: احتمال یہ ہے کہ عتق مضاف ہو فاعل یا مفعول کی طرف اور دوسرے احتمال پر جاری ہوا ہے ابن بطال پس کہا کہ نہیں ہے اختلاف جائز ہونے کے بارے میں آزاد کرنے غلام مشرک کے بطور نفل کے اور اختلاف تو صرف اس

میں ہے کہ کفارے سے اس کا آزاد کرنا درست ہے یا نہیں اور حدیث باب کی بیچ قصے حکیم بن حزام کے حجت ہے اول احتمال میں اس لیے جب حکیم نے آزاد کیا اور حالانکہ کہ وہ کافر تھا تو نہ حاصل ہوا اس کو ثواب مگر اس کے مسلمان ہونے کی وجہ سے سو جو اسلام کی حالت میں آزاد کرے تو وہ اس سے کم نہ ہوگا بلکہ اس سے اولیٰ ہوگا انتھی۔اور ابن منیر نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ بخاری کی مراد یہ ہے کہ اگر کافر مسلمان کو آزاد کرے تو اس کا آزاد کرنا جاری ہوگا اور اسی طرح ہے جب کہ آزاد کرے کافر کو پھر اسلام لائے غلام۔اور یہ جو فرمایا کہ اَسْلَمْتَ عَلٰی سَلَفٍ لَكَ مِنْ خَیْرٍ تو اس سے یہ مراد نہیں کہ کفر کی حالت میں اس سے تقرب صحیح ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ اس کی تاویل یہ ہے کہ جب کافر یہ کام کرے اور پھر مسلمان ہو جائے تو اسلام کی حالت میں اس کے ساتھ فائدہ پاتا ہے اس چیز کے لیے کہ حاصل ہوئی ہے اس کو تجربے سے نیکی کے کام پر پس وہ جدید کوشش کی طرف محتاج نہیں ہوا پس ثواب پاتا ہے فضل اللہ کے ساتھ اس چیز سے کہ پہلے گذری ساتھ واسطے فائدہ مند ہونے اس کے ساتھ اس کے اپنے اسلام کے بعد اور تحقیق گذر چکے ہیں جواب کتاب الزکوۃ میں۔(فتح)

۲۳۵۳۔حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ أَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلٰى مِائَةِ بَعِيْرٍ فَلَمَّا أَسْلَمَ حَمَلَ عَلٰى مِائَةِ بَعِيْرٍ وَأَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ قَالَ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ أَشْيَآءَ كُنْتُ أَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا يَعْنِي أَتَبَرَّرُ بِهَا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلٰى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ.

۲۳۵۳۔عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کفر کی حالت میں سو غلام آزاد کیا اور سو اونٹ پر سوار کیا یعنی سواری کے لیے لوگوں کو دیا پھر جب مسلمان ہوا تو سو اونٹ پر اور سوار کیا اور سو غلام آزاد کیا حکیم نے کہا پھر میں نے یہ حضرت ﷺ سے پوچھا سو میں نے کہا یا حضرت ﷺ خبر دو مجھ کو ان چیزوں سے جن کو میں کفر کی حالت میں کیا کرتا تھا میں ان کے ساتھ عبادت کیا کرتا تھا یعنی ان کے ساتھ اللہ سے تقرب ڈھونڈتا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا تو مسلمان ہوا اس نیکی پر جو تجھ سے پہلے ہوئی۔

بَابُ مَنْ مَلَكَ مِنَ الْعَرَبِ رَقِيْقًا فَوَهَبَ وَبَاعَ وَجَامَعَ وَفَدٰى وَسَبَى الذُّرِّيَّةَ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنَاهُ

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو مالک ہو عرب سے غلام کو پس ہبہ کرے اور بیچے اور جماع کرے ساتھ اس کے اور بدلہ لے اور قید کرے بال بچوں کو یعنی یہ سب تصرفات جائز ہیں اس میں کچھ ڈر نہیں۔

مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ يَسْتَوُوْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾.

یعنی اور باب ہے بیچ بیان اس آیت کے کہ اللہ نے بیان کی ایک مثال ایک بندے پرآیا مال نہیں مقدور رکھتا کسی چیز پر اور ایک اور جس کو ہم نے روزی دی اپنی طرف سے خاص سو وہ خرچ کرتا ہے اس میں سے چھپے اور کھلے کہیں برابر ہوتے ہیں سب تعریف اللہ کو ہے پر وہ بہت لوگ نہیں جانتے۔

فائدہ: یہ بات معقود ہے بیان کرنے کے لیے عربی لوگوں کے غلام بنانے کے اختلاف کے بارے میں یعنی عربی لوگوں کو غلام بنانا جائز ہے اور یہ مسئلہ مشہور ہے اور جمہور اس پر ہیں کہ جب عربی قید ہو جائے تو اس کو غلام بنانا جائز ہے اور جب نکاح کرے عربی کسی لونڈی سے اس کی شرط کے ساتھ تو اس کی اولاد غلام ہوگی اور اوزاعی اور ثوری اور ابو ثور کا یہ مذہب ہے کہ لازم ہے لونڈی کے مالک پر قیمت کرنا اولاد کی اور لازم ہے اس کے باپ پر ادا کرنا اس کی قیمت کا اور اولاد ہرگز غلام نہیں ہوگی۔ اور تحقیق میلان کیا ہے بخاری نے جواز کی طرف اور وارد کیا حدیثوں کو جو اس پر دلالت کرتی ہیں۔ (فتح)

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ آیت کی مناسبت باب کے ساتھ اس طرح ہے کہ اللہ نے عبد مملوک مطلق بیان فرمایا ہے اور اس کو عربی یا عجمی ہونے کی قید نہیں لگائی پس اس نے اس پر دلالت کی کہ نہیں ہے فرق عربی اور عجمی کے درمیان۔ اور ابن بطال نے کہا کہ استدلال کیا ہے بعض لوگوں نے اس آیت سے کہ غلام مالک نہیں ہوتا اور اس استدلال میں شبہ ہے اس لیے کہ وہ مکروہ ہے اثبات کے سیاق میں واقع ہوا ہے پس اس کے لیے عموم نہیں ہے۔ اور قتادہ نے ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد خاص کافر ہے۔ ہاں جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے ساتھ جس کا ذکر شرب وغیرہ میں گذر چکا ہے اور ایک جماعت نے کہا کہ وہ مالک ہوتا ہے یہ قول عمر وغیرہ سے مروی ہے اور مالک کا قول مختلف ہے پس اس نے کہا کہ جو غلام بیچے اور اس کا مال ہو تو اس کا مال بائع کے لیے ہے مگر شرط طے کرنے کے ساتھ اور کہا اس نے اس کے حق میں جو آزاد کرے غلام کو اور اس کے لیے مال ہو تو پس تحقیق مال غلام کے لیے ہے مگر شرط کے ساتھ اور دلیل اس کی بیع کی حدیث ہے جو نافع سے مذکور ہے اور وہ اس میں نص ہے اور اس کی عتق میں دلیل وہ حدیث ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو غلام آزاد کرے تو غلام کا مال اس کے لیے ہے مگر یہ کہ اس کا مالک اس کو خاص کرے میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اصحاب سنن نے روایت کی ہے صحیح سند کے ساتھ اور فرق کیا ہے بعض اصحاب مالک نے اس کے ساتھ کہ اصل یہ ہے کہ وہ مالک نہیں ہوتا لیکن آزاد کرنا احسان کی صورت میں تھا تو مناسب ہوا کہ اس سے وہ چیز نہ لی

جائے جو اس کے ہاتھ میں ہے احسان کو کامل کرنے کے لیے اور اسی لیے مشروع ہوئی مکاتبت اور جائز ہوا اس کے لیے کہ وہ کمائے اور اپنے مالک کو دے اور اگر نہ ہوتی یہ بات کہ وہ عتق کی صورت میں اپنے مال کا مالک ہے تو نہ بے پرواہ کرتا یہ اس سے کسی بھی چیز کو۔ واللہ اعلم (فتح)

۲۳۵۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ذَكَرَ عُرْوَةُ أَنَّ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِيْنَ جَآءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يَّرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ إِنَّ مَعِيَ مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيْثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوْا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ إِمَّا الْمَالَ وَإِمَّا السَّبْيَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِهِمْ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّآئِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ قَالُوْا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ جَآءُوْنَا تَآئِبِيْنَ وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُّطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّكُوْنَ عَلَى حَظِّهِ حَتّٰى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ طَيَّبْنَا لَكَ ذٰلِكَ قَالَ إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ

۲۳۵۴۔ مروان اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قوم ہوازن کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر آئے اور حضرت ﷺ سے سوال کیا کہ ہمارا مال اور قیدی ہم کو پھیر دیجئے تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے یعنی خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ میرے ساتھ وہ شخص ہیں جو تم دیکھتے ہو یعنی اصحاب کا حق ان کے ساتھ متعلق ہوا ہے اور بہت پیاری میرے نزدیک وہ بات ہے جو بہت سچی ہو سو ایک چیز اختیار کرو خواہ قیدی خواہ مال یعنی دونوں چیزیں تم کو نہیں ملیں گی اور میں نے تمہارا انتظار کیا تھا اور حضرت ﷺ نے کچھ اوپر دس راتیں ان کا انتظار کیا تھا جب کے طائف سے پلٹے سو ان کو ظاہر ہوا کہ تحقیق حضرت ﷺ نہیں پھیرنے والے ہیں طرف ان کی مگر ایک دو چیزوں کے تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہیں سو حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے پس تعریف کی اللہ کی ساتھ اس چیز کے کہ اس کو لائق ہے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد بات یہ ہے کہ تمہارے بھائی آئے توبہ کر کے یعنی مسلمان ہوئے ہیں اور البتہ میں نے مناسب جانا ہے کہ ان کے جورو لڑکے جو قیدی ہیں ان کو پھیر دوں سو جو شخص تم سے چاہے کہ خوشی سے پھیر دے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی اپنے حصے کے قیدی بے عوض پھیر دے اور جو شخص تم میں سے چاہے کہ اپنے حصے پر بنا رہے یہاں تک کہ ہم اس کو بدلہ دیں اس مال سے جو اول اللہ ہم کو عنایت کرے تو چاہیے کہ کرے یعنی اپنا حصہ خوشی سے دے تو بہتر

مِمَّنْ لَّمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّهُمْ طَيَّبُوْا وَأَذِنُوْا فَهٰذَا الَّذِيْ بَلَغَنَا عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ عَبَّاسٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادَيْتُ نَفْسِيْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا.

ہے اور اگر دینا منظور نہ ہو تو ہم کو بطور قرض کے دے ہم اس کو اور جگہ سے بدلہ دیں گے سو لوگوں نے کہا کہ ہم خوش ہوئے ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم لوگوں میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی سو تم پلٹ جاؤ تا کہ تمہارے چوہدری تمہارا حال ہم سے ظاہر کریں سو لوگ پلٹ گئے سو ان کے چوہدریوں نے ان سے کلام کیا پھر حضرت ﷺ کے پاس پھر کر آئے اور آپ کو خبر دی کہ تحقیق وہ راضی ہوئے ہیں ساتھ اس کے اور اجازت دی قیدیوں کے پھیر دینے کی پس یہ ہے جو کہ پہنچا ہم کو ہوازن کے قیدیوں کے حال سے اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میں نے اپنی جان کا بدلہ دیا اور عقیل کا بدلہ دیا۔

فائدہ: قصہ ہوازن کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب کے قیدیوں کا غلام بنانا اور ان کا ہبہ کرنا درست ہے۔ **وفیہ المطابقة للترجمة۔**

۲۳۵۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيْقٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ كَتَبْتُ إِلٰى نَافِعٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغَارَ عَلٰى بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّوْنَ وَأَنْعَامُهُمْ تُسْقٰى عَلَى الْمَآءِ فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ وَسَبٰى ذَرَارِيَّهُمْ وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَنِيْ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَكَانَ فِيْ ذٰلِكَ الْجَيْشِ.

۲۳۵۵۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لوٹ کی حضرت ﷺ نے قبیلہ بنی مصطلق پر اور حالانکہ وہ غافل تھے اور ان کے چارپائے جو کہ پانی پلائے جاتے تھے پانی پر حضرت ﷺ نے ان کے لڑنے والوں کو قتل کیا یعنی بالغ مردوں کو اور ان کے جورو لڑکوں کو قید کیا اور پہنچے اس دن جویریہ رضی اللہ عنہا کو حدیث بیان کی مجھ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے اور وہ اس لشکر میں تھے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عربی لوگوں کی اولاد کو قید کرنا درست ہے۔ **وفیہ المطابقة للترجمة**

۲۳۵۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ رَّبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ

۲۳۵۶۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ بنی مصطلق کی جنگ میں نکلے پس پائے ہم نے قیدی

مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِّنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَآءَ فَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَسَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَفْعَلُوْا مَا مِنْ نَّسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ.

عرب کے قیدیوں سے یعنی لونڈی غلام پکڑ لائے پس خواہش کی ہم نے عورتوں کی اور دشوار ہوا ہم پر مجرد رہنا اور چاہا ہم نے عزل کے لینے کو لونڈیوں سے بخوف حمل رہنے کے تو ہم نے حضرت ﷺ سے پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں نقصان تم کو یہ کہ نہ کرو عزل کو کوئی جان پیدا ہونے والی قیامت تک نہیں مگر کہ وہ اس جہان میں پیدا ہونے والی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب کی قیدی لونڈیوں سے صحبت کرنا جائز ہے اور فدیہ بھی ثابت ہوا۔

۲۳۵۷۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِيْ تَمِيْمٍ وَحَدَّثَنِي ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ حَارِثٍ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا زِلْتُ أُحِبُّ بَنِيْ تَمِيْمٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْهِمْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِيْ عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَآءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ أَعْتِقِيْهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَّلَدِ إِسْمَاعِيْلَ.

۲۳۵۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ تھا میں دوست رکھتا بنی تمیم کو جب سے کہ میں نے تین چیزیں حضرت ﷺ سے سنیں کہ ان کے حق میں فرماتے تھے میں نے آپ سے سنا فرماتے تھے میری امت میں وہ نہایت سخت ہیں دجال پر یعنی جب دجال نکلے گا تو بنی تمیم کی قوم پر اس کا قابو نہ چلے گا اور ان کے صدقے آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا یہ صدقے ہماری قوم کے ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان میں سے ایک قیدی تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دے کہ وہ اسماعیل کی اولاد میں سے ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب کے قیدیوں کو بیچنا جائز ہے اس لئے کہ اس کے بعض طرق میں آچکا ہے کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے اور حضرت ﷺ نے بنی تمیم کو اپنی قوم اس لیے فرمایا کہ وہ مضر کی اولاد ہیں اور مضر حضرت ﷺ کے اجداد ہیں اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے تو اس میں جمہور کے لیے دلیل ہے عربی کے ملک کے صحیح ہونے پر یعنی عربی پر مالک ہونا صحیح ہے اگرچہ افضل ہے آزاد کرنا اس کا جو غلام بنایا جائے ان میں سے۔ اسی لئے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عار کی بات ہے یہ کہ مالک ہو مرد اپنی پھوپھی کی بیٹی اور بیٹے کا۔ اور ابن منیر نے کہا ضرور ہے اس مسئلے میں تحصیل کرنی پس اگر ہو عربی مثلاً حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے اور نکاح کرے لونڈی سے اس کی شرط کے ساتھ تو البتہ بعید جانتے ہیں ہم غلام بنانا اس کی اولاد کا اور اس حدیث میں فضیلت ظاہر ہے بنی تمیم کی اور کفر کی حالت میں ان میں ایک جماعت سرداروں اور رئیسوں کی تھی۔ اور نیز اس میں خبر دینا ہے اس چیز کی کہ آئندہ آئے گی ان حالات سے جو اخیر زمانے میں ہونے والے ہیں۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ أَدَّبَ جَارِيَتَهُ وَعَلَّمَهَا

باب ہے بیان میں فضیلت اس شخص کے جو اپنی لونڈی کو سبق سکھائے اور علم پڑھائے۔

۲۲۵۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَيْلٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَعَالَهَا فَأَحْسَنَ إِلَيْهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهُ أَجْرَانِ.

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس لونڈی ہو پس خرچ کرے اس پر اور نیکی کرے ساتھ اس کے پھر آزاد کرے اس کو اور نکاح کرے تو اس کو دہرا ثواب ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَبِيْدُ إِخْوَانُكُمْ فَأَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ

باب ہے بیان میں قول حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ غلام تمہارے بھائی ہیں سو کھلاؤ ان کو اس چیز سے کہ تم کھاتے ہو یعنی اور بیان اس آیت کا کہ بندگی کرو اللہ کی اور مت ملاؤ اس کے ساتھ کسی کو اور ماں باپ سے نیکی کرو اور قرابت والے سے اور یتیموں سے اور فقیروں سے اور ہمسائے قریب سے اور ہمسائے اجنبی سے اور برابر کے رفیق سے اور راہ کے مسافر سے اور اپنی لونڈی

وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ ﴿ذِي الْقُرْبٰى﴾ الْقَرِيبُ وَالْجُنُبُ الْغَرِيبُ الْجَارُ الْجُنُبُ يَعْنِي الصَّاحِبَ فِي السَّفَرِ.

غلاموں سے اللہ کو خوش نہیں آتا جو کوئی ہو اتراتا بڑائی کرتا امام بخاری نے کہا کہ ذی القربیٰ کا معنی قرابت والا ہے یعنی قرابت کا ناتے دار اور جنب کے معنی غریب ہیں اور جار الجنب کا معنی سفر کا ساتھی ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پہناؤان کو اس چیز سے کہ تم پہنتے ہو۔

فائدہ: اس جگہ اس آیت کے ذکر کرنے سے مراد یہ قول ہے اور احسان کرنا اپنی لونڈی غلاموں سے پس داخل ہوئے ان لوگوں میں جن کے ساتھ احسان کا حکم ہوا۔ (فتح)

٢٣٥٩ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ الْأَحْدَبُ قَالَ سَمِعْتُ الْمَعْرُورَ بْنَ سُوَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَّعَلٰى غُلَامِهِ حُلَّةٌ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنِّي سَابَبْتُ رَجُلًا فَشَكَانِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَّا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَّا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِينُوهُمْ.

٢٣٥٩ـ معرور بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور ان پر حلہ تھا یعنی چادر اور تہ بند اور اس کے غلام پر بھی حلہ تھا سو ہم نے اس سے اس کا سبب پوچھا تو ابو ذر نے کہا میں نے ایک مرد کو گالی دی تھی اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میری شکایت کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ کیا تو نے اس کو ماں کی گالی دی پھر فرمایا کہ بے شک تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں یعنی آدم کی اولاد ہیں اللہ نے ان کو تمہارے ہاتھ کے نیچے ڈالا ہے یعنی ان کا مالک کیا ہے سو جس کا بھائی جس کا غلام ہو تو چاہیے کہ کھلائے اس کو جو آپ کھاتا ہو اور پہنائے اس کو جو آپ پہنتا ہو اور نہ تکلیف دے ان کو اس چیز کی کہ ان پر غالب آئے پس اگر تکلیف دو ان کو اس چیز کی کہ ان پر غالب آئے یعنی بھارے کام بتلاؤ تو خود ہی ان کی مدد کرو۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ کھلائے اس کو اس چیز سے جو آپ کھاتا ہو تو مراد اس چیز کی جنس ہے جو کھاتا ہو تبعیض کے لیے جس پر من دلالت کرتا ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے جو دو بابوں کے بعد آئے گی اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو چاہیے کہ اس کو ایک لقمہ دے دے پس مراد سلوک کرنا ہے نہ کہ برابری کرنا ہر طرح سے لیکن جو ابو ذر کی طرح اس کام کو لے اور برابری کرے تو یہ افضل ہے پس وہ اس کو اپنے عیال پر مقدم نہ کرے

اگر چہ یہ جائز ہے ۔اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ غلام کے لیے کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق ہے اور اس بھارے کام کی اس کو تکلیف نہ دی جائے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو اور یہ حدیث تقاضہ کرتی ہے اس کے رد میں رواج کی طرف اور جو اس پر زیادہ کرے تو یہ مستحب ہے ۔اور یہ جو فرمایا کہ نہ تکلیف دے ان کو اس کام کی جو ان پر غالب ہو یعنی وہ کام کہ وہ اس کے کرنے سے عاجز ہوں اس کام کے بڑے ہونے کی وجہ سے یا اس کے دشوار ہونے کی وجہ سے اور تکلیف اٹھانا نفس کا ہے ایک چیز کو کہ اس کے ساتھ مشقت ہو اور بعض کہتے ہیں کہ وہ حکم کرنا اس چیز کا ہے جو مشکل ہو پس اگر تکلیف دوان کو تو مراد یہ ہے کہ تکلیف دیا جائے غلام اس چیز کی جنس کے ساتھ کہ اس پر قدرت پائی جاتی ہے ۔پس اگر وہ تنہا اس کی طاقت نہیں رکھتا تو کسی اور سے مدد لے لے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام کو گالی دینا اور ماں باپ کے ساتھ ان کو عیب لگانا منع ہے اور اس میں ان کے ساتھ احسان کرنے پر رغبت دلانا ہے اور غلام کے ساتھ وہ بھی ملحق ہے جو اس کے معنی میں ہے مانند مزدور وغیرہ کی ۔اور اس میں عدم ترفع ہے مسلمان پر اور نہ اس کی حقارت کرنی ۔اور اس میں نیک بات بتلانے اور بری بات سے روکنے پر محافظت ہے اور غلام پر بھائی کا لفظ بولنا پس اگر مراد قرابت ہو تو یہ بطور مجاز کے ہے اس کے کل کے منسوب ہونے کی وجہ سے آدم کی طرف یا پھر اسلام کی اخوت مراد ہے اور ہوگا غلام کافر بطریق تبع کے یا حکم مسلمان کے ساتھ خاص ہے ۔(فتح)

بَابُ الْعَبْدِ إِذَا أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَنَصَحَ سَيِّدَهٗ.

غلام جب اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کرے اور اپنے مالک کی خیر خواہی کرے ۔

فائدہ: یعنی اس کی فضیلت یا اس کے ثواب کا بیان ۔

۲۳۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَبْدُ إِذَا نَصَحَ سَيِّدَهٗ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ كَانَ لَهٗ أَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ.

۲۳۶۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام جب اپنے مالک کی خیر خواہی کرے اور اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرے تو اس کو دوہرا ثواب ہے ۔

فائدہ: یہ حدیث اس میں صریح ہے کہ جو یہ کام کرے گا اس کے لیے دوہرا ثواب ہے ۔

۲۳۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحٍ عَنْ شَعْبِيٍّ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ

۲۳۶۱۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مرد کے پاس لونڈی ہو کہ اس کو ادب سکھائے پس اچھی طرح اس کو ادب سکھائے اور اس کو آزاد کردے اور پھر اس کے بعد اس سے نکاح کرے تو اس کو دوہرا ثواب ہے

كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا وَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا عَبْدٍ أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ فَلَهُ أَجْرَانِ.

اور جو غلام کہ اللہ کا حق اور اپنے مالکوں کا حق ادا کرے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الایمان میں اس لفظ کے ساتھ گزر چکی ہے کہ تین آدمیوں کو دوہرا ثواب ملے گا سو اس میں ایماندار اہل کتاب کو بھی ذکر کیا ہے۔

٢٣٦٢۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الصَّالِحِ أَجْرَانِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْحَجُّ وَبِرُّ أُمِّي لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوتَ وَأَنَا مَمْلُوكٌ.

٢٣٦٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام مملوک نیک بخت کے لیے دوہرا ثواب ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور حج کرنا اور ماں کے ساتھ بھلائی کرنا نہ ہوتا تو میں دوست رکھتا اس بات کو کہ مروں میں اس حال میں کہ غلام ہوں۔

فائدہ: اسم صلاح کا شامل ہے پہلے دو شرطوں کو اور وہ اچھی طرح عبادت کرنا ہے اور مالک کی خیرخواہی کرنا اور مالک کی خیرخواہی اس کی خدمت وغیرہ کا حق ادا کرنے میں شامل ہے۔ اور ظاہر اس سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جملے آخر تک مرفوع ہیں اور اسی پر خطابی جاری ہوا ہے یعنی یہ سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ پس کہا اس نے کہ جائز ہے اللہ کے لیے کہ وہ امتحان کرے پیغمبروں اور برگزیدہ بندوں کا غلامی کے ساتھ جیسا کہ یوسف کا امتحان لیا۔ اور جزم کیا ہے داودی نے اور ابن بطال نے کہ یہ کلام حدیث میں مدرج ہے یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور من حیث المعنی دلالت کرتا ہے اس کا قول وبر امی اس لیے کہ اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں نہ تھی کہ اس کے ساتھ بھلائی کرتے۔ اور کرمانی نے اس کی توجیہ اس طرح کی ہے کہ اس سے مراد امت کی تعلیم ہے اور وارد کیا ہے اس کو اس کی حیاتی کے فرض کرنے کے ساتھ یا مراد وہ ماں ہے جس نے آپ کو دودھ پلایا تھا اور فوت ہوئی۔ کرمانی سے تصیص یعنی تمصیص اس کو نہ ملی اور تحقیق سے تفصیل کی ہے اس کی اسماعیلی نے اس لفظ کے ساتھ کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں ابو ہریرہ کی جان ہے، اور اسی طرح اس کو بخاری اور مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پہنچی ہم کہ یہ بات کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حج نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ ان کی ماں مر گئی اس کی صحبت کی خاطر۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے اگر دو امر نہ ہوتے تو میں پسند کرتا کہ مروں غلام ہو کر

پس معلوم ہوا کہ یہ کلام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد سے ہے۔ پھر اس نے استدلال کیا اس کے لیے مرفوع حدیث کے ساتھ اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان چیزوں کو اس لیے کہ جہاد اور حج میں مالک کی اجازت شرط ہے اور اسی طرح نیکی کرے ماں کے ساتھ پس کبھی حاجت پڑتی ہے اس میں سردار کی اجازت کی بعض وجوہ میں بخلاف باقی بدنی عبادتوں کے۔ اور نہیں تعرض کیا مالی عبادتوں کے ساتھ یا تو اس لیے کہ اس وقت اس کے پاس مال نہ تھا یا اس لیے کہ وہ دیکھتے تھے کہ جائز ہے غلام کے لیے یہ کہ وہ تصرف کرے اپنے مال میں اپنے مالک کی اجازت کے بغیر۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث کا معنی میرے نزدیک یہ ہے کہ جب غلام پر دو امر واجب جمع ہوئے اپنے رب کی اطاعت عبادت میں اور اپنے مالک کی اطاعت معروف میں پس وہ دونوں کے ساتھ قائم ہوا تو اس کو دوگنا ثواب ہے اپنی اطاعت کی وجہ سے مطیع کا ثواب اس لیے کہ تحقیق برابری کی اس کو اللہ کی عبادت میں اور فضیلت دیا گیا ہے اس پر اطاعت کے ساتھ اس شخص کے کہ حکم کیا اس کو اللہ نے اس کے ساتھ۔ اور میں اس جگہ سے کہتا ہوں کہ جس پر دو فرض ہوں پس ادا کرے ان کو تو وہ افضل ہے اس شخص سے جس پر صرف ایک فرض ہے پس اس کو اس شخص کی طرح ادا کیا کہ جس پر نماز اور زکوۃ واجب ہو پس وہ قائم ہو دونوں کے ساتھ تو وہ افضل ہے اس شخص سے جس پر صرف نماز فرض ہے۔ اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ جس پر بہت سے فرض جمع ہوں اور ان میں کسی فرض کو ادا نہ کرے تو اس کا گناہ اس شخص سے زیادہ ہے کہ جس پر صرف بعض فرض واجب ہیں (انتھی ملخصا) اور ظاہر یہ ہے کہ زیادہ فضیلت غلام کے لیے موصوف بالصفہ کے لیے اس چیز کے ہے کہ داخل ہوتی ہے اس پر مشقت غلامی سے نہیں تو پس اگر دوگنا ثواب بہ سبب اختلاف عمل کے ہوتا تو غلام اس کے ساتھ خاص نہ ہوتا۔ اور ابن متین نے کہا کہ ہر عمل کہ وہ کرتا ہے اس کو اس کے لیے دوگنا کیا جاتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ثواب کے دوگنا ہونے کا سبب یہ ہے کہ اس نے اپنے مالک کے لیے زیادہ خیر خواہی کی اور اپنے رب کی عبادت میں احسان پس اس کے لیے دو واجبوں کا ثواب ہوگا اور ان دونوں پر زیادتی کا ثواب، اور ظاہر اس کے خلاف ہے اور اس نے اس کو بیان کیا تاکہ گمان کرنے والا گمان نہ کرے کہ اس کو عبادت پر ثواب نہیں۔ اور جو دعوی کیا اس نے کہ یہ ظاہر ہے نہیں منافی ہے اس کے جس کو نقل کیا ہے اس سے پہلے پس اگر کہا جائے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ غلاموں کا ثواب سرداروں سے زیادہ ہے تو اس کا کرمانی نے اس طرح جواب دیا ہے کہ اس میں کوئی ڈر نہیں یا ہوگا اس کا دوگنا ثواب اس جہت سے اور کبھی سردار کے لیے اور جہتیں ہوتی ہیں کہ مستحق ہوتا ہے ان کے ساتھ کئی گنا زیادہ ثواب کا غلام کی نسبت۔ یا مراد یہ ہے کہ جو غلام دونوں حق ادا کرے اس کو ترجیح ہے اس پر جو فقط ایک حق ادا کرے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ثواب کا دوگنا ہونا اس عمل کے ساتھ خاص ہے کہ اس میں اللہ کی اور مالک کی اطاعت متحد ہے پس ایک عمل کرتا ہے اور دو اعتبار سے اس پر دوہرا ثواب دیا جاتا ہے اور رہا وہ عمل کہ اس کی جہت مختلف ہو پس نہیں اختصاص ہے اس کے لیے اس کے

ثواب کے دوگنا ہونے کے ساتھ اس کے غیر پر آزاد لوگوں میں سے واللہ اعلم یعنی اس میں سب لوگوں کو دوگنا ثواب ملتا ہے۔اور اس کے ساتھ اس چیز پر بھی استدلال کیا گیا ہے کہ غلامی کی حالت میں غلام پر نہ جہاد ہے اور نہ ہی حج اگرچہ یہ اس سے صحیح ہے۔(فتح)

۲۳۶۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعِمَّ مَا لِأَحَدِهِمْ يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ.

۲۳۶۳۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر چیز ہے ایک کے لیے غلاموں میں سے کہ اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرے اور اپنے مالک کی خیر خواہی کرے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ غلام کے لیے بہتر ہے کہ وہ اس حال میں مرے کہ اللہ کی عبادت اچھی طرح کرتا ہو اور اس میں اشارہ ہے کہ عمل خاتموں کے ساتھ ہیں۔(فتح)

بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيْقِ وَقَوْلِهٖ عَبْدِيْ أَوْ أَمَتِيْ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ﴾ وَقَالَ ﴿عَبْدًا مَّمْلُوْكًا﴾ ﴿وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ﴾ وَقَالَ ﴿مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ وَ ﴿اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ﴾ عِنْدَ سَيِّدِكَ وَمَنْ سَيِّدُكُمْ.

اپنے آپ کو غلام پر بہت بڑا جاننا مکروہ ہے، اور یعنی مکروہ ہونا اس قول کا کہ مالک کہے غلام میرا اور لونڈی میری یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اور بیاہ دو رانڈوں کو اپنے اندر اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیوں سے اور یعنی سورۂ نحل میں فرمایا کہ غلام پرایا یعنی اور سورۂ یوسف میں فرمایا کہ دونوں نے عورت کے خاوند کو دروازے کے پاس پایا یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی لونڈیوں مسلمانوں سے یعنی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھ کھڑے ہو اپنے سردار کی طرف یعنی اور یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یاد کر مجھ کو اپنے رب کے پاس یعنی اپنے سردار کے پاس۔

فائدہ: اور اس سے مراد حد سے بڑھ جانا ہے اور کراہت سے مراد کراہت تنزیہی ہے(فتح) اور احتمال ہے کہ تطاول سے مراد دراز دستی ہو خدمات شاقہ پر یہاں تک کہ اس سے اللہ کا حق بھی آسانی سے ادا نہ ہو سکے۔(ت)

فائدہ: یعنی بغیر تحریم کے یعنی مالک کو یہ کہنا مکروہ ہے حرام نہیں اسی لیے شہادت کی اس نے جواز کے لیے اس آیت کے ساتھ اور نیکو کاروں کو اپنے غلاموں اور لونڈیوں سے اور اس کے غیر کے ساتھ آیتوں اور حدیثوں سے جو دلالت کرتی ہیں جائز ہونے پر۔پھر ان کے بعد وہ حدیث لایا جو نہی پر دلالت کرتی ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ

جو نہی اس باب میں وارد ہوئی ہے وہ نہی تنزیہی ہے یہاں تک کہ اہل ظاہر بھی اس کے قائل ہیں مگر جو ذکر کریں گے اس کو ہم ابن بطال سے رب کے لفظ میں ۔(فتح)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جب آزاد کے لیے اپنے آقا کو سید کہنا درست ہے تو غلام کے لیے اپنے مالک کو آقا کہنا تو بطریق اولیٰ درست ہوگا۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ مخلوق کو سید کہنا منع ہے اور بعض اکابر علماء اس تطبیق کو لیتے تھے اور برا جانتے تھے کہ خطاب کیا جائے کسی کو ساتھ لفظ اپنے کے یا لکھنے اپنے کے ساتھ سید کے اور جب مخاطب متقی نے ہو تو یہ زیادہ تاکید والا ہے۔(فتح)

٢٣٦٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ نَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَصَحَ الْعَبْدُ سَيِّدَهٗ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ كَانَ لَهٗ أَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ.

۲۳۶۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب غلام اپنے مالک کی خیر خواہی کرے اور اپنے رب کی اچھی عبادت کرے تو اس کو دوہرا ثواب ہے۔

٢٣٦٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَمْلُوْكُ الَّذِيْ يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَيُؤَدِّيْ إِلٰى سَيِّدِهِ الَّذِيْ لَهٗ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ وَالنَّصِيْحَةِ وَالطَّاعَةِ لَهٗ أَجْرَانِ.

۲۳۶۵۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو غلام کہ اپنے رب کی اچھی عبادت کرے اور ادا کرے طرف سردار اپنے کی جو اس پر ہے حق سے اور خیر خواہی سے اور کہا ماننے سے تو اس کو دوہرا ثواب ہے۔

فائدہ: اور ان دونوں حدیثوں سے غرض یہ لفظ ہے کہ جب اپنے سید کی خیر خواہی کرے اور اپنے سید کی طرف اس کا حق ادا کرے یعنی اس سے معلوم ہوا کہ اپنے مالک کو سید کہنا درست ہے۔(فتح)

٢٣٦٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ أَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّئْ رَبَّكَ اسْقِ رَبَّكَ وَلْيَقُلْ سَيِّدِيْ مَوْلَايَ وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ

۲۳۶۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کہے کوئی کہ اپنے رب کو کھانا کھلا اپنے رب کو وضو کرا اپنے رب کو پانی پلا اور چاہیے کہ کہے سیدی و مولای یعنی میرا سردار اور میرا آقا اور نہ کہے کوئی عبدی و امتی یعنی بندہ میرا اور لونڈی میری اور چاہیے کہ کہے کہ جوان مرد میرا اور جوان عورت میری اور غلام میرا۔

عَبْدِیْ اَمَتِیْ وَلْیَقُلْ فَتَایَ وَفَتَاتِیْ وَغُلَامِیْ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ منع ہے غلام کے لئے کہ وہ اپنے مالک کو کہے میرا رب اور اس طرح اس کے غیر کو یہ منع ہے پس نہ کہے کوئی کہ رب تیرا اور اسی طرح اس میں داخل ہے یہ کہ کہے اس کو سردار نفس اپنے سے پس تحقیق وہ کبھی کہتا ہے کہ اپنے رب کو پانی پلا پس ظاہر کو ضمیر کی جگہ رکھتا ہے بطور تعظیم کے اپنے نفس کے لیے اور سبب اس کا یہ ہے کہ حقیقت ربوبیت اللہ کے لئے ہے اس لیے کہ رب وہی مالک ہے اور شے کے ساتھ قائم ہے پس نہ پائی جائے گی اس کی حقیقت مگر اللہ کے لیے ہی۔ اور خطابی نے کہا کہ منع کا سبب یہ ہے کہ انسان پالا گیا ہے اور متعبد ہے اللہ کا توحید کے اخلاص کے لیے اور اس کے ساتھ شرک کو ترک کرنے کے ساتھ۔ پس مکروہ ہے اس کی مشابہت کرنی اسم میں تا کہ شرک کے معنی میں داخل نہ ہو جائے اور اس میں غلام اور آزاد کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ اور رہی وہ چیز جس پر عبادت کرنا لازم نہیں باقی حیوانوں اور بے جان چیزوں کی طرح تو مکروہ نہیں ہے اس کا بولنا اس پر نسبت کرنے کے وقت جیسا کہ اللہ کا قول ہے کہ رب ہے گھر کا اور رب ہے کپڑے کا یعنی اس طرح کہنا درست ہے۔ اور ابن بطال نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو رب کہنا درست نہیں انتھی۔ اور جو چیز کہ اللہ کے ساتھ خاص ہے رب کا بولنا بغیر نسبت کرنے کے پس جائز ہے اس کا بولنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول میں ہے یوسف علیہ السلام کی حکایت کے طور پر اذکرنی عند ربك اور قول اس کا ارجعی الی ربك اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت کی نشانیوں کے بارے میں قول کہ ان تلد الامة ربتها پس دلالت اس نے کہ نہیں محمول اس میں اطلاق پر اور احتمال ہے کہ نہی تنزیہ کے لیے ہو اور جو اس سے وارد ہوا ہے وہ جواز کے بیان کے لیے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مخصوص ہے غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کہنا منع ہے۔ اور نہیں وارد ہوتا جو کچھ قرآن میں ہے یا مراد یہ ہے کہ اس کی کثرت نہ کرے اور اس لفظ کی عادت نہ بنا لے اور یہ مراد نہیں ہے کہ کبھی کبھی ذکر کرنا بھی منع ہے اور یہ جو کہا کہ کہے سیدی ومولای اس سے معلوم ہوا کہ غلام کے لیے جائز ہے کہ اپنے مالک کو سیدی کہے۔ قرطبی نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ فرق کیا گیا ہے رب اور سید کے درمیان اس لیے کہ رب کا لفظ بالاتفاق اللہ کے ناموں میں سے ہے اور سید میں اختلاف ہے اور قرآن میں وارد نہیں ہوا کہ وہ اللہ کے ناموں میں سے ہے پس اگر ہم کہیں کہ وہ اللہ کے ناموں میں سے نہیں تو فرق ظاہر ہے کوئی التباس نہیں اور اگر ہم کہیں کہ وہ اللہ کے ناموں میں سے ہے تو شہرت اور استعمال میں لفظ رب کی طرح نہیں ہے پس اس کے ساتھ ہی فرق حاصل ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سید اللہ ہے اور خطابی نے کہا کہ اس کو مطلق تو اس لیے چھوڑا کہ مرجع سیادت کا زیارت کے معنی کی طرف ہے اس شخص پر جو اس کے ہاتھ کے نیچے ہے اور اس کی سیاست کی وجہ سے اور اس کی نیک تدبیر کی وجہ سے خاوند کا نام سید رکھا گیا ہے۔ اور رہا مولا کا لفظ تو یہ کثیر التصرف ہے مختلف وجہوں میں ولی اور ناصر وغیرہ سے

لیکن نہیں کہا جاتا سید اور مولا مطلق بغیر نسبت کرنے کے اللہ تعالیٰ کی صفت میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مولا کا بولنا بھی بندے کے لیے جائز ہے۔اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نہ کہے کوئی میرا مولا اس لیے کہ تمہارا مولا اللہ ہے لیکن چاہیے کہ کہے سیدی سو مسلم نے کہا کہ اس میں اعمش راوی میں اختلاف ہے ان میں سے بعض نے اس زیادتی کو ذکر کیا ہے اور بعض نے ذکر نہیں کیا۔عیاض نے کہا کہ اس کا حذف اصح ہے اور قرطبی نے کہا کہ مشہور حذف ہونا اس کا ہے کہ ہم نے ترجیح کی طرف اس لیے رجوع کیا ہے کہ دونوں میں تعارض ہے اور تطبیق ممکن نہیں ہے اور تاریخ معلوم نہیں اور اس زیادتی کا مقتضی یہ ہے کہ سید کا بولنا اسہل ہے اطلاق مولا سے اور وہ خلاف ہے مشہور بات کا اس لیے کہ مولا کئی وجہوں پر بولا جاتا ہے بعض ان میں سے اسفل ہیں اور بعض اعلیٰ اور سید نہیں بولا جاتا مگر اعلیٰ پر پس ہوگا اطلاق مولا کا اسہل اور اقرب عدم کراہت کی طرف۔اور احتمال یہ ہے کہ مراد نہی اطلاق سے ہو یعنی یہ لفظ مطلق بغیر اضافت کے بولنا منع ہے **کما تقدم من کلام الخطابی** اور تائید کرتی ہے اس کی کلام کی حدیث ابن شخیر کی جو مذکور ہوئی اور مالک سے روایت ہے کہ کراہت خاص ہے ندا اور پکارنے کے ساتھ پس مکروہ ہے یہ کہ کہے یاسیدی اور غیر ندا میں مکروہ نہیں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری سب عورتیں اللہ کی لونڈیاں ہیں پس ارشاد کیا حضرت ﷺ نے اس میں موجود علت کی طرف اس لیے کہ حقیقی عبودیت کا تو صرف اللہ ہی حقدار ہے نیز اس لیے کہ اس میں تعظیم ہے کہ نہیں ہے لائق مخلوق کے اس کا استعمال کرنا اپنی جان کے لیے ،خطابی نے کہا کہ ان تمام میں معنی اس بات کی طرف راجع ہیں کہ تکبر سے براءت اور اللہ کے لیے عاجزی کو لازم پکڑے اور یہی ہے جو پرورش پائے ہوئے کے لائق ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ کہے میری جاریہ پس ارشاد کیا حضرت ﷺ نے اس چیز کی طرف جو بڑائی کے معنی کو سلامتی کے ساتھ ادا کرے اس لیے کہ لفظ فتی اور غلام کا نہیں دلالت کرتا ہے محض ملک پر عبد کی دلالت کی مانند پس تحقیق بہت ہے لفظ فتی کا استعمال آزاد میں اور اسی طرح غلام اور جاریہ بھی نووی نے کہا کہ نہی سے مراد وہ شخص ہے جو استعمال کرے اس کو بطور بڑائی کے نہ کہ وہ جو کہ تعریف کا ارادہ رکھتا ہو انتھی۔اور اس کا محل وہ ہے جب کہ نہ حاصل ہو تعریف بدون اس کے بطور استعمال کے ادب کے لیے لفظ میں جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث۔(فتح)

۲۳۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ نَصِيْبًا لَهُ مِنَ الْعَبْدِ فَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ قِيْمَتَهُ يُقَوَّمُ عَلَيْهِ قِيْمَةَ

۲۳۶۷۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور آزاد کرنے والے کے پاس اس قدر مال ہو کہ اس کی باقی قیمت کو پہنچے تو قیمت کیا جائے غلام اس پر قیمت انصاف کی اور آزاد کیا جائے تمام غلام اس کے مال سے اگر اس کے پاس مال نہ ہو

عَدْلٍ وَأُعْتِقَ مِنْ مَّالِهِ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ.

تو پس تحقیق آزاد ہوا اس سے جو کہ آزاد ہوا یعنی اور شریکوں کے حصے غلام رہیں گے۔

فائدہ: اور یہاں لفظ عبد کا اطلاق ہے اور مناسبت اس کی ترجمہ کے ساتھ اس جہت سے ہے کہ اگر معتق کی مالدار ہونے کی حالت میں تمام غلام کے آزاد ہونے کے ساتھ حکم نہ کیا جاتا تو البتہ وہ ہوتا اس کے ساتھ اپنے آپ کو اس پر بڑا جاننے والا۔ (فتح)

۲۳۶۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّكُمْ رَاعٍ فَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهِ فَالْأَمِيْرُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهِ.

۲۳۶۸۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت اور زیردست سے پوچھا جائے گا پس بادشاہ حاکم ہے سب لوگوں پر تو ان سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم تو مرد اپنے گھر اور جورو پر حاکم ہے تو ان سے بھی پوچھا جائے گا کہ اس نے ان کو نیک کام سکھایا اور برے کام سے روکا یا نہیں اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد کی حاکم ہے تو وہ بھی پوچھی جائے گی اس نے ان کی خیر خواہی اور اس کے مال کی حفاظت کی یا نہیں، اسی طرح غلام بھی اپنے آقا کے مال میں حاکم ہے اور وہ بھی پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنے آقا کے مال کی حفاظت کی یا نہیں خبردار رہو پس ہر ایک شخص تم میں حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے غرض یہاں اس کا یہ قول ہے کہ غلام اپنے آقا کے مال میں حاکم ہے پس اگر وہ اس کی خیر خواہی کرنے والا ہوگا اس کی خدمت میں ادا کرنے والا اس کے لیے امانت کو تو مناسب ہے یہ کہ مدد کرے اس کی اور نہ بڑا جانے اپنے آپ کو اس پر۔ (فتح)

۲۳۶۹۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِذَا زَنَتْ

۲۳۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لونڈی حرام کاری کرے تو اس کو کوڑے مارو پھر اگر دوسری بار حرام کرے تو پھر بھی اس کو کوڑے مارو پھر اگر تیسری بار بھی حرام کرے تو تیسری بار یا چوتھی بار بھی اس کو کوڑے مارے پھر بیچ ڈالے اس کو اگرچہ

فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِذَا زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ بِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ.

بال کی رسی اس کی قیمت ملے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحدود میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور اس سے غرض اس جگہ امۃ کا ذکر ہے یعنی لونڈی کا اور یہ کہ اگر وہ نافرمانی کرے تو اس کو ادب سکھایا جائے اگر باز آئے تو فبہا ورنہ بیچی جائے اور یہ سب مباین ہے اس کے اس پر بڑے ہونے کے لیے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَتَاهُ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ.

جب اس کے پاس اس کا خدمت گار کھانا لائے۔

فائدہ: یعنی تو چاہیے کہ اس کو بھی اپنے ساتھ کھانے کے لیے بٹھالے۔ (فتح)

۲۳۷۰۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَإِنْ لَّمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ أَوْ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ فَإِنَّهُ وَلِيَ عِلَاجَهُ.

۲۳۷۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کا خدمت گار اس کے پاس اس کا کھانا لائے یعنی تو چاہیے کہ اس کو کھانے کے لیے اپنے ساتھ بٹھائے اور اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو چاہیے کہ اس کو ایک یا دو لقمے دے دے اس لیے کہ خدمت گار کھانے سے ملا رہا ہے یعنی محنت سے اس کو پکایا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھانا مباح ہے اور اس پر اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ابوذر کی حدیث میں جو پہلے گذر چکی ہے کہ کھلاؤ ان کو اس چیز سے کہ تم کھاتے ہو وجوب پر نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْعَبْدُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهِ وَنَسَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَالَ إِلَى السَّيِّدِ.

غلام حاکم ہے اپنے آقا کے مال میں یعنی لازم ہے اس کو حفاظت اس کی اور نہ عمل کرے مگر اس کی اجازت سے اور نسبت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک کی طرف آقا کی۔

فائدہ: شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ جو غلام بیچے اور اس کے پاس مال ہو تو اس کا مال مالک کے لیے ہے اور اس کی طرف اشارہ کتاب البیوع میں گذر چکا ہے۔ اور ابن بطال کی کلام اشارہ کرتی ہے اس طرف کہ یہ مستفاد ہے آپ کے اس قول سے اَلْعَبْدُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهِ اس لیے کہ اس نے حدیث باب کی شرح میں کہا کہ اس حدیث میں اس شخص کی دلیل ہے جو کہتا ہے کہ بندہ مالک نہیں ہوتا اور ابن منیر نے اس کا اس طرح تعاقب کیا ہے کہ اسے کیا اپنے آقا کے مال میں حاکم ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا مال نہ ہو پس اگر کہا جائے کہ اس کا اپنے آقا کے مال کی حفاظت کے ساتھ مشغول ہونا اس سے کے سب احوال کو تمام پکڑتا ہے یعنی پس اس کی کبھی

فرصت نہیں ہوگی کہ اپنے لیے مال کمائے تو اس کا جواب یہ کہ مطلق عموم کا فائدہ نہیں دیتا خاص کر اس وقت کہ جب لایا جائے غیر قصد عموم کے لیے اور باب کی حدیث تو صرف لائی گئی ہے خیانت سے ڈرانے کے لیے اس کے معمول اور محاسب ہونے کی وجہ سے پس نہیں ہے اس کے لیے تعلق اس کے ساتھ ہونے کے کہ مالک ہوتا ہے یا مالک نہیں ہوتا۔ (فتح)

۲۳۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ فِيْ أَهْلِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ فِيْ مَالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ فَسَمِعْتُ هٰؤُلَاءِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحْسِبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالرَّجُلُ فِيْ مَالِ أَبِيْهِ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.

۲۳۷۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک شخص اپنی رعیت اور زیر دست سے پوچھا جائے گا پس بادشاہ سب ملک کا حاکم ہے تو وہ اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا اور مرد اپنی جورو بال بچوں میں حاکم ہے تو بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر میں حاکم ہے اور وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھی جائے گی اور خادم اپنے آقا کے مال میں حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے ان لوگوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد اپنے باپ کے مال میں حاکم ہے اور وہ بھی اپنی رعیت میں پوچھا جائے گا پس ہر ایک شخص تم میں حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

فائدہ: اور سوائے اس کے نہیں کہ قید لگائی عورت کی حکومت کی گھر کے ساتھ اس لیے کہ وہ نہیں پہنچتی ہے ماسوائے اس کے مگر خاص اجازت کے ساتھ اور اس کا پورا بیان کتاب الاحکام میں آئے گا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا ضَرَبَ الْعَبْدَ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ. جب غلام کو مارے تو چاہیے کہ منہ کو بچائے۔

فائدہ: غلام کا ذکر قید نہیں بلکہ وہ جملہ افراد میں سے ہے جو داخل ہونے والے ہیں اس میں۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کیا گیا ہے غلام کے ذکر کے ساتھ کیونکہ اس جگہ بیان کا مقصد غلام کا حکم ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی ہے ادب المفرد میں اس لفظ کے ساتھ کہ جب کوئی اپنے خادم

کو مارے۔(فتح)

۲۳۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ فُلَانٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ.

۲۳۷۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی لڑے تو چاہیے کہ منہ کو بچائے۔

فائدہ: قاتل مفاعلہ سے ہے مگر اس کے معنی قتل کے ہیں اور مفاعلہ اس جگہ اپنے معنی میں نہیں اور احتمال ہے کہ اپنے معنی میں ہو تا کہ شامل ہو اس چیز کو جو واقع ہوتی ہے نزدیک دفع کرنے حملہ کرنے والے کے مثلا پس دفع کرنے والے کو بھی منع ہے کہ اس کے منہ کو مارے اور نہی میں ہر وہ شخص داخل ہوگا کہ مارے حد میں یا تعزیر میں یا تادیب میں اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں واقع ہوا ہے اس عورت کے قصے میں جس نے زنا کیا تھا پس حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنگسار کرنے کا اور فرمایا کہ اس کے منہ کو بچاؤ اور جب کہ ہوا یہ حال اس شخص کے حق میں جس کا ہلاک کرنا متعین ہے تو جو اس سے کم ہو وہ بطریق اولیٰ ہے۔نووی نے کہا کہ علماء نے کہا کہ منہ پر مارنے سے اس لیے منع ہے کہ وہ جامع ہے سب خوبیوں کو اور اکثر ادراک ہوتا ہے اس کے اعضاء کے ساتھ پس خوف ہے کہ مارنے سے اس کے اعضاء باطل ہو جائیں گے یا عیب دار ہو جائیں کل یا بعض اور عیب ان میں فاحش ہے ان کے ظاہر ہونے کی وجہ سے بلکہ نہیں سلامت رہتا جب کہ مارے اس کو اکثر اوقات عیب سے اور تعلیل مذکور خوب ہے لیکن مسلم میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر اور اس میں اختلاف ہے کہ اِنَّ اللهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ میں صُوْرَتِهٖ کی ضمیر کس طرف لوٹتی ہے۔پس اکثر کہتے ہیں کہ جس کو مار پڑے اس کی طرف لوٹتی ہے اس لیے کہ گذر چکا ہے امر سے تعظیم کرنے منہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف لوٹتی ہے اس لیے کہ بعض طریقوں میں آچکا ہے کہ فَاِنَّ صُوْرَةَ الْاِنْسَانِ عَلٰى صُوْرَةِ وَجْهِ الرَّحْمٰنِ. پس متعلق ہوا جاری کرنا اس کا بیچ اس کے اس چیز پر جو اہل سنت کے درمیان مقرر ہو چکا ہے اس کے گذارنے سے جس طرح کہ وارد ہوا یعنی اس کے ظاہر معنی پر ایمان لا کر بغیر اعتقاد تشبیہ کے یا تاویل کرنے کے اس پر کہ لائق ہے ساتھ رحمٰن جل جلالہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ

اس کی ضمیر آدم علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے یعنی اس کی صفت پر یعنی پیدا کیا اس کو اس حال میں کہ موصوف تھا ساتھ علم کے کہ فضیلت دیا گیا ہے اس کے ساتھ حیوانوں میں سے۔ اور یہ بھی متحمل ہے اور ابن قتیبہ نے غلطی کی پس جاری کیا حدیث کو اپنے ظاہر پر کہ صورت نہ مانند صورتوں کی اور عبداللہ بن احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے میرے باپ کو کہا کہ اللہ نے آدم کو اس کی صورت پر پیدا کیا یعنی آدمی کی صورت پر تو امام احمد نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے یہ جہمیہ کا قول ہے۔ اور یہ نہی تحریم کے لیے ہے یعنی منہ پر مارنا حرام ہے اور تائید کرتی ہے اس کی سوید رضی اللہ عنہ صحابی کی حدیث کہ اس نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے اپنے غلام کو طمانچہ مارا تو سوید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو نہیں جانتا کہ صورت تعظیم کے لائق ہے؟۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْمُكَاتَبَةِ — کتاب ہے مکاتب کے بیان میں

فائدہ: مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں کہ جس کو مالک کہے کہ تو جب اس قدر روپیہ ادا کرے گا تو تو آزاد ہے اور مکاتب وہ شخص ہے کہ واقع ہو اس کے لیے کتابت۔ اور رویانی نے کہا کہ کتابت اسلام میں جاری ہوئی جاہلیت میں کوئی اسے نہ جانتا تھا اور اس کے غیر کی کلام اس سے انکار کرتی ہے اور اس کے قبیل سے ابن متین کا قول کہ کتابت اسلام سے پہلے معروف تھی پس برقرار رکھا اس کو حضرت ﷺ نے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ کہتے ہیں کہ بریرہ اول مکاتبہ ہے اسلام میں اور کفر کی حالت میں مدینے میں مکاتبت کرتے تھے۔ اور کتابت کی تعریف میں اختلاف ہے اور بہت عمدہ تعریف یہ ہے کہ وہ معلق کرنا آزادی کا ہے صفت کے ساتھ مخصوص معاوضہ پر اور کتابت خارج ہے قیاس سے اس شخص کے نزدیک جو کہتا ہے کہ غلام مالک نہیں ہوتا اور وہ لازم ہے مالک کی طرف سے یعنی مالک اس میں رجوع نہیں کرسکتا مگر یہ کہ غلام بدلہ کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو اور جائز ہے بنا بر راجح قول کے علماء کے اقوال سے اس کے بارے میں۔ (فتح)

بَابُ الْمُكَاتَبِ وَنُجُوْمِهٖ فِي كُلِّ سَنَةٍ نَجْمٌ وَّقَوْلِهٖ ﴿وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا وَّآتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْ آتَاكُمْ﴾. وَقَالَ رَوْحٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَآءٍ أَوَاجِبٌ عَلَيَّ إِذَا عَلِمْتُ لَهٗ مَالًا أَنْ أُكَاتِبَهٗ قَالَ مَا أُرَاهُ إِلَّا وَاجِبًا وَّقَالَهٗ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قُلْتُ لِعَطَآءٍ تَأْثُرُهٗ عَنْ أَحَدٍ قَالَ لَا ثُمَّ أَخْبَرَنِيْ أَنَّ مُوْسَى بْنَ أَنَسٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ سِيْرِيْنَ سَأَلَ أَنَسًا الْمُكَاتَبَةَ وَكَانَ كَثِيْرَ الْمَالِ فَأَبٰى فَانْطَلَقَ إِلٰى عُمَرَ

باب ہے بیان میں مکاتب کے اور اس کی قسطوں کے اور ہر سال میں ایک قسط ہو۔ یعنی اور بیان ہے اس آیت کا کہ جو لوگ کہ چاہتے ہیں کتابت کو تمہارے لونڈی غلاموں میں سے پس مکاتبت کرو ان سے اگر جانو تم ان میں بہتری اور دو ان کو اس مال سے جو تم کو اللہ نے دیا۔ یعنی روح نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ میں نے عطا سے کہا کہ جب میں غلام کے پاس مال جانوں تو کیا میں اس سے مکاتبت کروں تو اس نے کہا کہ میں اس کو نہیں دیکھتا مگر واجب۔ یعنی عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے عطا سے کہا کہ کیا تو اس وجوب کو کسی سے روایت کرتا ہے اس نے کہا نہیں پھر اس نے مجھ کو خبر دی کہ بے شک موسیٰ بن انس نے خبر دی اس کو کہ سیرین

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ كَاتِبْهُ فَأَبٰى فَضَرَبَهُ بِالدِّرَّةِ وَيَتْلُوْ عُمَرُ ﴿فَكَاتِبُوْهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا﴾ فَكَاتَبَهُ.

نے انس سے مکاتبت طلب کی یعنی چاہا کہ اس کو مکاتب کردے اور سیرین بہت مالدار تھا تو انس نے نہ مانا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا یعنی اس کی شکایت کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو مکاتب کر تو بھی اس نے نہ مانا تو عمر رضی اللہ عنہ نے انس کو درے سے مارا اس حال میں کہ یہ آیت پڑھتے تھے پس مکاتب کرو ان کو اگر جانو تم ان میں بہتری۔

فائدہ: اور قسط کتابت وہ ایک قدر معین ہے جس کو مکاتب معین وقت میں ادا کرے اور اس کی اصل یہ ہے کہ عرب لوگ اپنے معاملات کی بناء کرتے تھے ستاروں کے چڑھنے پر اس لیے کہ وہ حساب نہ جانتے تھے پس ان میں سے ایک کہتا تھا کہ جب فلانا ستارہ چڑھے گا تو میں تیرا حق ادا کردوں گا پھر وقتوں کا نام نجوم رکھا گیا پھر جو اپنے وقت پر ادا کیا جائے اس کا نام نجوم رکھا گیا یعنی قسط۔ اور پہچانا گیا ترجمہ سے کتابت میں مہلت کا شرط ہونا اور یہ قول شافعی کا ہے وقوف کی وجہ سے نام رکھنے کے ساتھ اس کے بنا بر اس کے کہ کتابت متفق ہے ضم سے اور وہ جوڑنا ہے بعض قسطوں کا بعض کی طرف اور ادنیٰ درجہ اس چیز کا کہ حاصل ہو اس کے ساتھ ضم دو قسطیں ہیں اور بایں طور کہ ممکن تر ہے ادا پر قدرت کی تحصیل کے لیے۔ اور مالکیہ اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ کتابت عالی یعنی بدل کتابت بالفعل لے لینا بھی جائز ہے اور اس کو بعض شافعیہ نے اختیار کیا ہے رویانی کی طرح۔ اور ابن متین نے کہا کہ مالک کی اس میں کوئی نص نہیں لیکن اس کے محقق اصحاب نے تشبیہ دی اس کو اس کی جان سے غلام بیچنے کے ساتھ اور مالک کے بعض اصحاب نے اختیار کیا ہے دو قسطوں سے کم نہ ہونا شافعی کے قول کی مانند۔ اور طحاوی وغیرہ نے حجت پکڑی ہے اس کے ساتھ مہلت تو ٹھہرائی گئی ہے نرمی کرنے کے لیے مکاتبت کے ساتھ نہ کہ مالک کے ساتھ پس جب غلام اس پر قادر ہو یعنی کل بدل کتابت بالفعل ادا کر سکے تو منع کیا جائے اس سے اور یہ قول لیث کا ہے بایں طور کہ سلمان نے مکاتبت کی حضرت ﷺ کے امر کے ساتھ اور مہلت کو ذکر نہیں کیا اور اس کی حدیث پہلے گذر چکی ہے۔ اور بایں طور کہ عاجز ہونا غلام کا قدر حال سے نہیں منع کرتا کتابت کی صحت کو مجلس میں بیع کرنے کی طرح مانند اس کے جو خریدے وہ چیز کہ ایک درہم کے مساوی ہو ساتھ اس درہم کے بالفعل اور وہ نہیں قادر ہے اس وقت مگر ایک درہم کا تو جاری ہوگی بیع باوجود عاجز ہونے اس کے سے اکثر مول سے اور بایں طور کہ جائز رکھا ہے شافعیہ نے سلم حال کو اور نہیں کھڑے ہوئے نام رکھنے کے ساتھ اس کے باوجود کہ وہ مشعر ہے مہلت کے ساتھ۔ اور رہا مصنف کا قول کہ ہر سال میں ایک قسط ہے تو اس کو خبر کی صورت سے لیا ہے جو اس میں وارد ہے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں جیسا کہ اس کی تصریح آئے گی

اور مصنف یعنی بخاری کی یہ مراد نہیں کہ یہ اس میں شرط ہے اس لیے کہ علما کا اتفاق ہے اس پر کہ اگر مہینوں کے ساتھ قسطیں واقع ہوں تو یہ بھی جائز ہے۔(فتح)

فائدہ: حاصل یہ ہے کہ ابن جریج نے عطاء سے نقل کیا ہے تردد کے وجوب میں اور عمرو بن دینار سے ساتھ اسی کے جزم اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابن سیرین نے کہا کہ انس نے میرے باپ سے کتابت کی چالیس ہزار درہم پر اور ایک روایت میں ہے کہ عبیداللہ بن ابی بکر بن انس نے کہا کہ یہ مکاتبت انس کی ہے نزدیک ہمارے لہٰذا کاتب انس علامہ سیرین الخ۔ یعنی یہ وہ چیز ہے کہ کتابت کی انس نے اپنے غلام سیرین سے اتنے اتنے ہزار پر اور دو غلاموں پر کہ اس کے برابر کام کریں اور عمر کے فعل کے ساتھ استدلال کیا گیا ہے کہ وہ کتابت کو واجب جانتے تھے جب کہ سوال کرے اس سے اس لیے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے انس کو اس کے باز رہنے پر مارا تو اس نے اس پر دلالت کی اور یہ اس سے لازم نہیں آتا اس لیے کہ احتمال ہے کہ ادب دیا ہو اس کو اس نے مستحب موکد ترک کرنے پر اور اسی طرح وہ چیز جو روایت کی ہے عبدالرزاق نے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر قرآن کی آیت نہ ہوتی تو میں کتابت نہ کرتا پھر بھی دلالت نہیں کرتا کہ وجوب دیکھتے تھے اور ابن حزم نے اس کے وجوب کو مسروق سے اور ضحاک سے اور قرطبی نے کہا کہ عکرمہ سے بھی یہی روایت آئی ہے۔اور اسحاق بن راہویہ سے روایت ہے کہ جب غلام طلب کرے تو اس کی مکاتبت واجب ہے لیکن حاکم مالک کو اس پر جبر نہ کرے۔اور شافعی کا ایک قول وجوب ہے اور یہی قول ہے ظاہریہ کا اور اختیار کیا ہے اس کو ابن جریر نے۔ابن قصار نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تو انس کو درے بطور خیر خواہی کے مارے تھے اور کتابت لازم ہوتی تو انس انکار نہ کرتے اور سوائے اس کے نہیں کہ اس کی افضل کی طرف ہدایت کی۔اور قرطبی نے کہا کہ جب ثابت ہوا کہ غلام کی گردن اور اس کی کمائی مالک کی ملک ہے تو معلوم ہوا کہ کتابت واجب نہیں اس لیے کہ اس کا قول کہ میری کمائی لے اور مجھ کو آزاد کر دے بجائے اس قول کے ہے کہ مجھ کو مفت آزاد کر دے اور یہ بالاتفاق واجب نہیں اور محل وجوب کا اس کے نزدیک جو اس کا قائل ہے یہ ہے کہ غلام اس پر قادر ہو اور مالک اس قدر کے ساتھ راضی ہو کہ اس کے ساتھ کتابت واقع ہوئی ہے۔اور ابوسعید اصطخری نے کہا اس جگہ امر سے وجوب کو پھیرنے والا قرینہ شرط ہے اس آیت میں کہ اگر تم جانو ان میں بہتری اس لیے کہ سپرد کیا اجتہاد کو اس میں مالک کی طرف۔اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ جب اس کو آزاد کرنا مناسب معلوم نہ ہو تو اس پر جبر نہ کیا جائے پس دلالت کی اس نے کہ یہ واجب نہیں ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ کتابت دھوکے اور فریب کی گرہ ہے اور اصل یہ تھا کہ جائز نہ ہوتی تو جب اس کی اجازت ہوئی تو ہوگا امر منع کے بعد اور امر منع کے بعد اباحت کے لیے ہے اور نہیں وارد ہوتا اس پر اس کا مستحب ہونا اس لیے کہ اس کا استحباب دوسری دلیلوں سے ثابت ہوا ہے۔(فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ آئی اس حال میں کہ

شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِنَّ بَرِيْرَةَ دَخَلَتْ عَلَيْهَا تَسْتَعِيْنُهَا فِيْ كِتَابَتِهَا وَعَلَيْهَا خَمْسَةُ أَوَاقٍ نُجِّمَتْ عَلَيْهَا فِيْ خَمْسِ سِنِيْنَ فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَنَفِسَتْ فِيْهَا أَرَأَيْتِ إِنْ عَدَدْتُ لَهُمْ عَدَّةً وَّاحِدَةً أَيَبِيْعُكِ أَهْلُكِ فَأُعْتِقَكِ فَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لِيْ فَذَهَبَتْ بَرِيْرَةُ إِلٰى أَهْلِهَا فَعَرَضَتْ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا لَا إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ لَنَا الْوَلَاءُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيْهَا فَأَعْتِقِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَّشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَّيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَّيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ شَرْطُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ.

وہ مدد چاہتی تھی اس سے اپنی کتابت میں اور اس پر پانچ اوقیہ تھے جو بانٹی گئی تھی پانچ سالوں پر یعنی ہر سال میں ایک اوقیہ ادا کیا جائے گا سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا اور حالانکہ اس نے اس کو آزاد کرنے میں رغبت کی تھی پہلے بتلا تو کہ اگر میں تیرے مالکوں کو سب اوقیہ ایک بار گن دوں یعنی کل کتابت یک مشت دے دوں تو کیا تیرے مالک تجھ کو بیچیں گے؟ پس میں تجھ کو آزاد کروں اور تیری آزادی کا حق میرے لیے ہو بریرہ اپنے مالکوں کی طرف گئی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا کلام ان کے پیش کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نہیں بیچتے مگر یہ کہ ہو حق آزادی کا ہمارے لیے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور میں نے یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آزادی کا حق تو صرف اسی کا ہے جس نے آزاد کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے یعنی خطبہ فرمایا پس کہا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ ایسی شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں یعنی نامشروع ہیں جو ایسی شرط کرے جو کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ باطل ہے شرط اللہ کی لائق تر ہے ساتھ عمل کے اور مضبوط تر ہے اس میں کوئی خلل نہیں۔

فائدہ: اور وہ شرط یہ ہے کہ آزادی کا حق اسی کا ہے جس نے آزاد کیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام کو مکاتب کرنا درست ہے اور اس کا بیچنا بھی جائز ہے اور یہ کہ کتابت میں دوسرے سے مدد لینی بھی ٹھیک ہے اور یہ کہ بدل کتابت کے قسطیں کرنی درست ہیں۔ (ق ت)

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنْ شُرُوْطِ الْمُكَاتَبِ وَمَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَّيْسَ فِيْ كِتَابِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ظاہر ہے مکاتب کی شرطوں سے اور جو شرط کرے کتاب اللہ میں نہ ہو یعنی

فِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں دو حکم بیان کیے ہیں اور گویا کہ پہلے کی دوسرے کے ساتھ تفسیر کی اور یہ کہ ضابطہ جواز کا یہ ہے کہ جو کتاب اللہ میں ہو اور شرط میں آئے گا مراد ساتھ اس چیز کے کہ نہیں کتاب اللہ میں وہ چیز کہ کتاب اللہ کی مخالف ہو۔ ابن بطال نے کہا کہ کتاب اللہ سے یہاں مراد اس کا حکم ہے اس کی کتاب سے یا اس کے رسول کی سنت سے یا اجماع امت سے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ لیس فی کتاب اللّٰہ یعنی نہیں اللہ کے حکم میں اس کا جواز یا اس کا وجوب یہ معنی کہ ہر وہ شخص کہ شرط کرے کہ کتاب اللہ اس کے ساتھ ناطق نہ ہو تو وہ باطل ہے اس لیے کہ کبھی شرط کیا جاتا ہے بیع میں کفیل پس نہیں باطل ہوتی شرط اور بے شک قیمت میں کئی شرطیں کی جاتی ہیں اس کے اوصاف سے یا قسطوں سے اور مانند اس کی پس نہیں شرط باطل ہے اور نووی نے کہا کہ علما نے کہا کہ بیع میں شرط کئی قسم کی ہوتی ہے ایک وہ ہے کہ تقاضہ کرے اس کا اطلاق عقد کا مانند شرط سپرد کرنے اس کے کی دوسری یہ شرط ہے کہ اس میں مصلحت ہو مانند رہن کی اور یہ دونوں شرطیں بالاتفاق جائز ہیں تیسری شرط آزاد کرنے کی شرط ہے غلام میں یعنی شرط کرنی کہ میں اس شرط سے غلام بیچتا ہوں کہ تو اس کو آزاد کر دے تو یہ جائز ہے جمہور کے نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اور بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے کی وجہ سے۔ اور چوتھی وہ شرط کہ مقتضی عقد پر زیادہ ہو اور اس میں مشتری کے لیے مصلحت نہ ہو مانند منفعت کے استثنا کرنے کے پس وہ باطل ہے۔ اور قرطبی نے کہا کہ لیس فی کتاب اللّٰہ کے معنی ہیں کہ نہیں ہے مشروع کتاب اللہ میں نہ بطور اصل کے نہ بطور تفصیل کے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ بعض احکام ایسے ہیں کہ اس کی تفصیل کتاب اللہ سے لی جاتی ہے وضو کی مانند اور بعض ایسے ہیں کہ ان کی اصل کتاب اللہ سے لی جاتی ہے بغیر تفصیل کے نماز کی طرح اور بعض ایسے ہیں کہ ان کا اصل ٹھہرایا گیا ہے مانند دلالت کتاب کی سنت اور اجماع کے اصل ہونے پر اور اسی طرح قیاس صحیح پس ہر وہ چیز کہ قیاس کیا جائے ان اصلوں سے بطور تفصیل کے تو وہ ماخوذ ہے کتاب اللہ سے بطور اصل کے۔ (فتح)

فائدہ: گویا کہ یہ اشارہ ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرف جو آئندہ باب میں آئے گی اور تحقیق گذر چکی ہے پہلے لفظ اشتراط کے ساتھ بیچ باب بیع وشرا کے عورتوں کے ساتھ۔ (فتح)

۲۳۷۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا

۲۳۷۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا آئی اس حال میں کہ مدد چاہتی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنی کتابت میں اور اس نے اپنی کتابت میں سے کوئی چیز ادا نہ کی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کہا کہ اپنے مالکوں کی طرف پلٹ جا پس اگر وہ

شَيْئًا قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِيْ إِلٰى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوْا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لِيْ فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيْرَةُ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوْا إِنْ شَآءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لَنَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعِيْ فَأَعْتِقِيْ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قَالَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ أُنَاسٍ يَّشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَّيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَّيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهٗ وَإِنْ شَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ شَرْطُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ.

چاہیں کہ میں تیری طرف سے بدل کتابت ادا کردوں اور تیری آزادی کا حق میرے واسطے ہو تو میں اس کو کروں سو بریرہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات اپنے مالکوں سے ذکر کی تو انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا چاہے کہ تجھ پر احسان کرے یعنی ثواب کی نیت خرید کر آزاد کرے تو چاہیے کہ کرے اور حق آزادی تیری کا ہمارے لیے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ قصہ حضرت ﷺ سے کہا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آزادی کا حق تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا پھر حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا ایسی شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں جو ایسی شرط کرے کہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ شرط اس کے لیے نہیں اگرچہ سو شرط کرے اللہ کی شرط لائق تر اور مضبوط تر ہے۔

فائدہ: اور سو شرط کا کہنا تقیید کے لیے نہیں بلکہ مراد اس سے تعدد ہے یعنی شرطیں غیر مشروطہ باطل ہیں اگرچہ بہت ہوں اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ شرط مشروطہ صحیح ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مشتری کو مکاتب کے حق میں ولا کی شرط کرنی درست ہے۔ (فتح)

۲۳۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَرَادَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً لِتُعْتِقَهَا فَقَالَ أَهْلُهَا عَلٰى أَنَّ وَلَآءَهَا لَنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكِ فَإِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

۲۳۷۴۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ارادہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہ خریدے ایک لونڈی کو تا کہ آزاد کرے اس کو تو اس کے مالکوں نے کہا ہم اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اس کی آزادی کا حق ہمارے لیے ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں روکتا تجھ کو یہ شرط کرنا ان کا پس ولا تو اسی کا ہے جس سے آزاد کیا۔

بَابُ اسْتِعَانَةِ الْمُكَاتَبِ وَسُؤَالِهِ النَّاسَ.

مدد لینی مکاتب کی اور مدد لینا اس کا لوگوں سے۔

فائدہ: یہ عام کا خاص پر عطف ہے اس لیے کہ استعانت واقع ہوتی ہے سوال کے ساتھ اور بغیر اس کے۔ اور شاید کہ یہ جائز ہونے کی طرف اشارہ ہے اس کے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے برقرار رکھا بریرہ رضی اللہ عنہا کو اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کرنے پر اپنی کتابت میں اعانت کرنے کے لیے۔ اور ایک روایت میں آیت ﴿اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا﴾ کی تفسیر میں آیا ہے یعنی کسب اور پیشہ کو نہ چھوڑو ان کو بوجہ لوگوں پر پس یہ حدیث مرسل ہے اور معضل ہے پس نہیں حجت اس میں اس کے منع ہونے پر۔ (فتح)

۲۳۷۵۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَتْ بَرِيْرَةُ فَقَالَتْ إِنِّيْ كَاتَبْتُ أَهْلِيْ عَلٰى تِسْعِ أَوَاقٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ أَوْقِيَّةٌ فَأَعِيْنِيْنِيْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَّاحِدَةً وَّأُعْتِقَكِ فَعَلْتُ وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لِيْ فَذَهَبَتْ إِلٰى أَهْلِهَا فَأَبَوْا ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ إِنِّيْ قَدْ عَرَضْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَنِيْ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ خُذِيْهَا فَأَعْتِقِيْهَا وَاشْتَرِطِيْ لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ رِجَالٍ مِنْكُمْ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَّيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَأَيُّمَا شَرْطٍ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَّإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ فَقَضَآءُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ مَا بَالُ رِجَالٍ

۲۳۷۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی آئی تو اس نے کہا میں نو اوقیوں پر کتابت کی ہے ہر سال میں ایک اوقیہ دوں گی سو تو میری مدد کر تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر تیرے مالک چاہیں کہ میں ان کو ایک بار سب اوقیہ گن دوں اور تجھ کو آزاد کر دوں تو میں یہ کام کروں اور تیرا ولا میرے لیے ہوگا سو بریرہ رضی اللہ عنہا اپنے مالکوں کے پاس گئی تو انہوں نے اس کا اس پر انکار کیا یعنی نہ مانا تو بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے یہ بات ان کے پیش کی تھی تو انہوں نے نہ مانا مگر یہ کہ ولا ان کے لیے ہو سو یہ بات حضرت ﷺ نے سنی اور مجھ سے پوچھا سو میں نے آپ کو خبر دی یعنی اس گفتگو سے تو فرمایا کہ اس کو لے کر آزاد کر دے اور ان کے لیے ولا کی شرط کر پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا پھر حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد کی اور تعریف کی پھر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد پس کیا حال ہے ان لوگوں کا تم میں سے کہ ایک ان کا کہتا ہے کہ آزاد کر دے اے فلاں اور حق آزادی کا میرے لیے ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آزادی کا حق تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا۔

مِنكُمْ يَقُوْلُ أَحَدُهُمْ أَعْتِقْ يَا فُلَانُ وَلِيَ
الْوَلَاءُ إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

فائدہ: اور یہاں ایک اشکال اور شبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ حضرت ﷺ نے باطل شرط کا کیوں اذن کیا؟ سو علما نے اس میں اختلاف کیا ہے سوان میں سے بعض نے تو انکار کیا ہے اس سے کہ حدیث کا لفظ صحیح نہیں پس روایت کی خطابی نے معالم میں یحییٰ بن اکثم سے کہ اس نے اس سے انکار کیا ہے اور شافعی سے ام میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ہشام کی روایت جس میں شرط کا ذکر ہے ضعیف ہے اس لیے کہ وہ منفرد ہوا ہے اس کے ساتھ اور مصاحبوں باپ اپنے کے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ہشام ثقہ ہے اور حافظ ہے اور حدیث کے صحیح ہونے پر اتفاق کیا گیا ہے پس نہیں ہے کوئی وجہ اس کے رد کرنے کی۔ پھر اختلاف کیا ہے انہوں نے اس کی توجیہ میں پس گمان کیا طحاوی نے کہ تحقیق مزنی نے حدیث بیان کی ہے اس کی شافعی سے ساتھ لفظ اشرطی کے بغیر ت کے پھر اس کی یہ توجیہ کی کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ظاہر کر ان کے لیے حکم ولا کا اور اشراط کا معنی ظاہر کرنے کے ہیں اور اس کے غیر نے اس روایت سے انکار کیا ہے اور جو چیز کہ مختصر مزنی اور ام وغیرہ میں شافعی وغیرہ سے جمہور کی روایت کی مانند ہے یعنی واشترطی ت کے ساتھ اور نیز طحاوی نے حکایت کی ہے تاویل اس روایت کی جوت کے ساتھ ہے کہ لام بیچ قول حضرت ﷺ کے واشترطی لہم ساتھ معنی علی کے ہے۔ نووی نے کہا تاویل لام کی ساتھ معنی علی کے ضعیف ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے انکار کیا۔ اور لام اگر علی کے معنی میں ہوتا تو انکار نہ کرتے اور لوگ کہتے ہیں کہ امر بیچ قول حضرت ﷺ کے واشترطی اباحت کے لیے ہے اور وہ بطور تنبیہ کے ہے اس بات پر کہ یہ ان کو فائدہ نہیں دیتا پس اس کا وجود اور عدم برابر ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شرط کر یا نہ کر پس یہ ان کو فائدہ نہیں دیتا اور ایمن کی روایت اس کی تائید کرتی ہے کہ خرید اس کو اور چھوڑ ان کو کہ جو شرط چاہیں لگائیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے لوگوں کو بتا دیا تھا کہ بائع کا ولا کی شرط کرنا باطل ہے اور یہ بات مشہور تھی یہاں تک کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے مالک بھی اس کو جانتے تھے سو جب انہوں نے شرط کرنے کا ارادہ کیا باوجود کہ ان کو پہلے سے معلوم تھا کہ یہ شرط باطل ہے تو مطلق چھوڑا امر کو اس حال میں کہ مراد آپ کی تہدید تھی حال کی عاقبت پر مانند اس آیت کی ﴿وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم﴾ اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں امر وعید کے معنی میں ہے کہ ظاہر اس کا امر ہے اور باطن اس کا نہی ہے مانند اس آیت کی اعملوا ما شئتم اور بعض لوگوں نے کچھ اور تاویلیں کیں ہیں لیکن کوئی تاویل ان میں سے ٹھیک نہیں۔ اور نووی نے کہا کہ یہ حکم عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص ہے اور یہ بھی تاویل ٹھیک نہیں اس لیے کہ تخصیص دلیل کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔ اور خطابی نے کہا کہ جب کہ تھا ولا مانند لحمہ نسب کی اور جب انسان کے لیے لڑکا پیدا ہو تو اس کا نسب اس سے ثابت ہوتا ہے اور اس کا نسب اس سے ثابت منتقل نہیں ہوتا اگرچہ اس کے غیر کی طرف منسوب ہو پس اسی طرح جب کوئی غلام

آزاد کرے تو اس کا ولا اس کے لیے ثابت ہوتا ہے اور اگر وہ اس سے ولا نقل کرنا چاہے یا ولا نقل کرنے کی اجازت دے تو آزادی کا حق منتقل نہیں ہوتا پس ان کی ولا کی شرط کرنے کا اعتبار نہ کیا جائے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ شرط کر او اور چھوڑ دے ان کو کہ شرط کریں جو چاہیں مانند اس کی اس لیے کہ یہ نہیں قادح ہے عقد میں بلکہ جگہ لغو کلام کے ہے اور تاخیر کیا خبر دینے ان کے کو ساتھ اس کے تا کہ رد اور ابطال ہو اس کا قول مشہور کہ خطبہ کیا جائے ساتھ اس کے منبر پر ظاہر اس لیے کہ وہ بلیغ تر ہے انکار میں اور موکد تر ہے تعبیر سے اور پھرتا ہے اس کی طرف کہ امر اس میں اباحت کا ہے کما تقدم۔ اور یہ جو کہا کہ اللہ کا حکم لائق تر ہے یعنی ساتھ اتباع کے شرطوں مخالفہ کے اس کے لیے اور اللہ کی شرط مضبوط تر ہے یعنی اس کی حدود کی اتباع کے ساتھ کہ جن کو معین کیا۔ اور نہیں ہے مفاعلہ اپنی حقیقت پر اس لیے کہ نہیں ہے مشارکت حق اور باطل کے درمیان۔ اور یہ جو کہا کہ انما الولاء لمن اعتق تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ انما کا کلمہ حصر کے لیے ہے اور وہ مذکور کے لیے حکم کا ثابت کرنا ہے اور اس کی نفی کرنا ہے اور اگر یہ حصر نہ ہوتا تو لازم آتا اثبات ولا سے آزاد کرنے والے کے لیے نفی اس کی غیر اس کے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے مفہوم کے ساتھ اس پر کہ نہیں ولا اس کے لیے جس کے ہاتھ پر کوئی شخص اسلام لائے یا اس کے اور اس کے درمیان قسم واقع ہو برخلاف حنفیہ کے اور نہ کہ اٹھانے والے کے لیے برخلاف اسحق کے اور اس کا مفصل بیان کتاب الفرائض میں آئے گا انشاء اللہ۔ اور اس کے منطوق سے ولا کا اثبات سمجھا جاتا ہے اس کے لیے جو آزاد کرے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ اس کا ولا مسلمانوں کے لیے ہوتا ہے اور داخل ہوتا ہے آزاد کرنے والے میں آزاد کرنا مسلمان کا مسلمان کو اور کافر کو اور بالعکس ثابت ہوتا ہے ولا کا معتق کے لیے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو گزر چکے ہیں اور سوائے اس کے جو نکاح میں آئیں گے جائز ہونا لونڈی کی کتابت کا غلام کی طرح اور جواز کتابت لونڈی منکوحہ کا اگرچہ خاوند اس کو اجازت نہ دے اور یہ کہ نہیں ہے خاوند کے لیے منع کرنا اس کا کتابت سے اگرچہ پہنچا دے وہ کتابت اس کو جدائی کی طرف جیسا کہ نہیں ہے نکاح کرنے والے غلام کے لیے منع کرنا مالک کا آزاد کرنے لونڈی کے سے جو اس کے نیچے ہے اگرچہ یہ اس کے نکاح کے باطل ہونے کی طرف پہنچا دے۔ اور لونڈی کے قدرت دینے سے استنباط کیا جاتا ہے مال کتابت میں سعی سے یہ کہ نہیں واجب ہے لونڈی پر اس کی خدمت اور یہ کہ جائز ہے سعی مکاتبہ کی اور اس کا سوال کرنا اور اس کا کمانا اور قدرت دینا مالک کا اس کے لیے اس سے۔ اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل جواز کا اس وقت ہے جب کہ پہچانی جائے اس کے کسب کے حلال ہونے کی جہت۔ اور اس حدیث میں بیان ہے ساتھ اس کے جو نہی وارد ہوئی ہے کسب لونڈی سے وہ محمول ہے اس پر جو نہ پہچانے وجہ اس کے کسب کی یا محمول ہے غیر مکاتبہ پر۔ اور اس میں یہ ہے کہ جائز ہے مکاتب کے لیے کہ وہ سوال کرے کتابت کے وقت سے اور نہیں ہے شرط اس میں اس کا عاجز ہونا برخلاف اس کے جو اس کو شرط کہتا ہے اور اس میں محتاج کے لیے سوال کا جائز ہونا

ہے اس کے دین یا ڈانٹ کی طرف یا اس کی مانند سے ۔اور اس میں یہ ہے کہ نہیں ہے ساتھ تعجیل مال کتابت کی ۔اور اس میں جواز ہے نرخ کرنے کا بیع میں اور تشدید صاحب اسباب کی بیچ اس کے اور یہ کہ عورت ہوشیار تصرف کرے بیع وغیرہ میں اپنے نفس کے لیے اگرچہ وہ منکوحہ ہو برخلاف اس کے جو اس سے انکار کرتا ہے اور یہ کہ جو اپنے نفس سے تصرف کرے پس جائز ہے اس کو یہ کہ کھڑا کرے اپنے غیر کو اپنی جگہ میں اور یہ جب غلام کو اجازت دے مالک تجارت میں تو اس کا تصرف جائز ہے ۔اور اس حدیث میں جواز ہے آواز کے بلند کرنے کا منکر چیز کو دیکھ کر اور یہ کہ نہیں ڈر ہے اس شخص کے لیے جو ارادہ کرے یہ کہ خریدے آزاد کرنے کے لیے یہ کہ ظاہر کرے اس کو گردن کے مالکوں کے لیے تاکہ اس کے لیے قیمت میں نرمی کریں اور یہ ریا میں شمار نہیں ہوتا ۔اور اس میں انکار کرنا ہے قول کا جو شرع کے موافق نہ ہو اور رسول کا اس میں ڈانٹنا اور اس میں یہ ہے کہ جب کوئی چیز نقد سے ادھار بیچی جائے اور جائز ہے مرد کے لیے یہ کہ ادا کیا جائے اس سے قرض اس کا رضا کے ساتھ اور اس میں ادھار کے ساتھ کاروبار جائز ہونا ہے اور یہ کہ جب مکاتب اپنی بعض کتابت جلدی کرے اور اس کا مالک باقی کے معاف کرنے سے باز رہے تو مالک کو اس پر مجبور نہ کیا جائے اور جواز کتابت کا بقدر قیمت غلام کے اور کم کے اس سے اور زیادہ کے اس لیے کہ نقد اور ادھار مول کے درمیان فرق ہے اور باوجود اس کے پس بذل کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے موجل کو تاخیر یعنی جس مول کے ادا کرنے میں مہلت مقرر تھی اس کو بالفعل ادا کیا پس دلالت کی اس نے کہ تحقیق قیمت اس کی تھی مہلت کی اکثر اس چیز سے کہ کتابت کی گئی اس کے ساتھ اور اس کے مالکوں نے اس کو اس کے ساتھ بیچا تھا ۔اور اس میں یہ ہے کہ آیت میں خیر سے مراد اِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا قوت ہے کمانے پر اور وفا کرنا اس چیز کے ساتھ کہ جس پر کتابت واقع ہوئی ہے اور اس کے ساتھ مال مراد نہیں اور تائید کرتی ہے اس کی کہ تحقیق جو مال کہ مکاتب کے ہاتھ میں ہے وہ اس کے مالک کے لیے ہے پس کس طرح کتابت کرے گا اس کو اپنے مال کے ہی ساتھ لیکن جو کہتا ہے کہ غلام مالک ہوتا ہے اس پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا ۔اور تحقیق نقل کیا گیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ خیر سے مراد مال ہے باوجود اس کے کہ وہ کہتا ہے کہ غلام مالک نہیں ہوتا پس نسبت کیا گیا تناقض کی طرف اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے کوئی دونوں امروں کا صحیح نہیں ۔اور اس کے غیر نے حجت پکڑی ہے اس کے ساتھ کہ غلام اپنے مالک کا مال ہے اور جو مال کہ اس کے ساتھ ہے وہ بھی اس کے مالک کا ہے پس کس طرح مکاتب کرے گا اس کو اپنے مال سے ۔اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ آیت میں خیر کی تفسیر مال کے ساتھ صحیح نہیں ہے اس لیے کہ یہ نہیں کہا جاتا کہ فلاں نہیں مال ہے بیچ اس کے اور سوائے اس کے نہیں کہ کہا جاتا ہے کہ نہیں ہے مال اس کے لیے یا نہیں ہے مال اس کے پاس پس اسی طرح کہا جاتا ہے کہ اس میں وفا ہے اور اس میں امانت ہے اور اس میں حسن معاملہ ہے اور اس کی مانند ۔نیز حدیث میں اس کی کتابت کا بھی جواز ہے جس کا کوئی کسب نہیں جمہور کی موافقت کی وجہ سے ۔اور امام احمد اور مالک سے اختلاف

ہے اور یہ اس لیے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا اس حال میں کہ مدد چاہتی تھی اپنی کتابت پر اور اس نے اس سے کوئی چیز ادا نہ کی تھی پس اگر اس کے لیے کچھ مال یا کسب ہوتا تو مدد لینے کی محتاج نہ ہوتی اس لیے کہ اس کی کتابت حالہ نہ تھی یعنی اس میں بالفعل مول ادا کرنا شرط نہ تھا اور اس میں جواز ہے لینا کتابت کا لوگوں کے سوال سے اور اس پر رد ہے جو اس کو براجانتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ لوگوں کا میل ہے۔اور اس میں مکاتبہ کی مدد کا مشروع ہونا ہے صدقہ کے ساتھ اور مالکیہ کے نزدیک روایت ہے کہ وہ نہیں کافی ہے فرض سے۔اور اس میں جائز ہونا کتابت کا ہے تھوڑے مال سے اور بہت سے اور جائز ہے وقت معین کرنا قرضوں میں ہر مہینے مثلا بغیر بیان اس کے اول کے یا اس کے وسط کے اور یہ مجہول نہیں ہوتا اس لیے کہ ظاہر ہوتا ہے مہینے کے گذرنے کے ساتھ حلول یعنی پہنچنا وعدے کے وقت کا اسی طرح کہا ہے اس احتمال کی وجہ سے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہو ہر سال میں ایک اوقیہ یعنی اس کے غرہ کے بیچ مثلا بر تقدیر تسلیم کے پس ہوگا تفرقہ کتابت دیون کے درمیان۔پس تحقیق غلام اگر عاجز ہو تو حلال ہوتا ہے اس کے مالک کے لیے جو لیا اس سے بخلاف اجنبی کے۔اور ابن بطال نے کہا کہ دیون اور اس کے غیر کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور بریرہ رضی اللہ عنہا کا قصہ محمول ہے اس پر کہ راوی نے قصر کیا ہے بیچ بیان تعیین وقت کے نہیں تو مدت مجہول ہوگی اور منع کیا ہے حضرت نے مگر مدت معلوم تک اور اس میں یہ ہے کہ گننا دراہم صحاح میں جن کو وزن معلوم ہو کتابت کرتا ہے وزن سے اور یہ کہ اس وقت میں اوقیوں کے ساتھ تھا اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے **کما تقدم فی الزکوۃ** اور گمان کیا محب طبری نے کہ اہل مدینہ معاملہ کرتے تھے گننے کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے تک پھر وہ تولنے کا حکم کیے گئے۔اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ بریرہ کا قصہ متاخر ہے اس کے مقدمہ سے بقدر آٹھ برس کے لیکن احتمال رکھتا ہے عائشہ کا قول **اعدلها عدة واحدة** یعنی دوں میں ان کو ان کے لیے یعنی ان کو دینا مراد ہے اور حقیقت میں گننا مراد نہیں اور اس کی تائید کرتا ہے اس کا قول کہ ڈالوں میں ان کے لیے تیرا مول ایک بار۔اور اس حدیث میں عتق کی شرط پر بیع کا جواز ہے بخلاف بیع کے اس شرط سے کہ نہ بیچے اس کو اس کے غیر کے لیے اور نہ ہی ہبہ کرے اس کو مثلا اور یہ کہ بعض شرطیں بیع میں ایسی ہیں کہ باطل نہیں اور نہیں ضرر کرتی ہیں بیع کو اور اس میں بیع مکاتب کا جائز ہونا ہے جب کہ راضی ہو اگرچہ قسط کے ادا کرنے سے عاجز ہو اور اس سے حضرت نے تفصیل نہ پوچھی۔اور اس کا مفصل بیان آئندہ باب میں آئے گا۔اور اس میں عورت کی سرگوشی کا جواز ہے اپنے خاوند کے سوا پوشیدہ جب کہ سرگوشی کرنے والی سے امن ہو اور یہ کہ جب دیکھے مرد شاہد حال کو کہ تقاضا کرتا ہو سوال کو اس سے تو سوال کرے اور مدد دے اور یہ کہ نہیں ڈر ہے حاکم کے لیے یہ کہ حکم کرے اپنی بیوی کو اور شاہد ہو۔اور اس میں عورت کی خبر کا قبول کرنا ہے اگرچہ وہ لونڈی ہو اور اس سے غلام کا حکم پکڑا جاتا ہے بطریق اولی اور اس میں یہ ہے کہ عقد کتابت کا پہلے اد اکے نہیں لازم پکڑتا آزاد کرنے کو اور یہ کہ خاوند والی لونڈی کا بیچنا طلاق نہیں۔اور اس میں ابتدا کرنا ہے خطبہ کی حمد وثنا

کے ساتھ اور اس میں اما بعد کا کہنا اور اس میں کھڑا ہونا۔اور جواز تعدد شرط کا ہے حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے جو شرط ہے اور یہ کہ دینا حکم کیا گیا ہے اس کے ساتھ مالک ساقط ہے اس سے جب کہ بیچے مکاتبہ کو آزاد کرنے کے لیے اور یہ کہ کلام میں سجع کی کراہت نہیں ہے جب کہ اس سے تکلف مقصود نہ ہو۔اور اس میں یہ ہے کہ مکاتب کے لیے ایک حالت ہے کہ جدا ہوا ہے اس کے ساتھ آزادوں اور غلاموں سے۔اور اس حدیث میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ ظاہر کرتے تھے امور مہمہ کو دین کے امروں سے اور اس کے ساتھ منبر پر خطبہ پڑھتے تھے اس کو پھیلانے کے لیے اور باوجود اس کے اصحاب کے دلوں کی رعایت کرتے تھے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے مالکوں کو معین نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ کیا حال ہے لوگوں کا اور اس لیے کہ پکڑا جاتا ہے برقرار رکھنا شرع عام کا مذکورین وغیرہم کے لیے صورت مذکورہ وغیرہ میں اور یہ علی کے قصے کے برخلاف ہے ان کے پیغام بھیجنے کے بارے میں ابوجہل کے بیٹے کو پس تحقیق وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حاصل تھا پس اسی لیے معین کیا اس کو اور اس میں حکایت وقائع کی ہے احکام کی تعریف کے لیے اور یہ کہ مکاتب کا کمانا اپنے لیے ہے نہ کہ اپنے مالک کے لیے اور جائز ہے ہوشیار عورت کے تصرف کا جائز ہونا اپنے مال میں اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اور بیگانوں کو اس کی مراسلت کرنے کا بیع امر بیع اور شرا کے اسی طرح اور جواز شرا اسباب کا رغبت کرنے والے کے لیے اس کے خریدنے میں اکثر مول کے ساتھ مثل اس کے اس لیے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خرچ کیا جو ادھار مقرر ہوا تھا اوپر جہت نقد کے باوجود قیمت کے اختلاف کے نقد اور ادھار کے درمیان اور اس میں قرض لینے کا جواز ہے اس کو جس کے پاس مال نہ ہو حاجت کے وقت۔ابن بطال نے کہا کہ لوگوں نے اس حدیث سے بہت سے فائدے نکالے ہیں یہاں تک کہ پہنچے ہیں ساتھ اس کے سو وجہ کو اور بہت سے مسائل کتاب النکاح میں آئیں گے اور نووی نے کہا کہ تصنیف کی اس میں ابن خزیمہ اور ابن جریر نے بڑی دو کتابیں اس میں انہوں نے اس حدیث سے بہت سے فائدے نکالے ہیں۔(فتح)

بَابُ بَيْعِ الْمُكَاتَبِ إِذَا رَضِيَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ هُوَ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَّقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ دِرْهَمٌ وَّقَالَ ابْنُ عُمَرَ هُوَ عَبْدٌ إِنْ عَاشَ وَإِنْ مَّاتَ وَإِنْ جَنٰى مَا بَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ.

بیچنا مکاتب کا جب کہ راضی ہو یعنی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مکاتب غلام ہے جب تک کہ باقی رہے بدل کتابت اس کی سے ایک درہم۔اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ غلام ہے جب تک کہ باقی رہے اس پر ایک درہم۔یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مکاتب غلام ہے اگر زندہ رہے اور اگر مر جائے اور اگر قصور کرے جب تک کہ باقی رہے اس پر کوئی چیز بدل کتابت سے۔

فائدہ: اور یہ بیع مکاتب کے مسائل سے ایک قول کے لئے اختیار کرنا ہے جب کہ اس کے ساتھ راضی ہو اگرچہ

اپنے نفس سے عاجز نہ ہو اور یہ قول احمد اور ربیعہ اور اوزاعی اور لیث اور ابی ثور کا ہے اور ایک قول شافعی اور مالک کا ہے اور اختیار کیا ہے اس کو ابن منذر اور ابن جریر وغیرہ نے بنابر تفصیل کے کہ ان کو اس مسئلے میں ہے اور منع کیا ہے اس کے ابوحنیفہ اور شافعی نے ایک اصح قول پر۔ اور بعض مالکیہ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے کا اس طرح جواب دیا ہے کہ اس نے اپنی جان کو عاجز پایا تھا اور استدلال کیا ہے انہوں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے مدد لینے سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور نہیں اس کی استعانت میں وہ چیز کہ لازم پکڑے اس کے عاجز ہونے کو اور خاص کر جواز کتابت کے قول کے ساتھ اس شخص کے جس کے پاس مال نہ ہو اور نہ ہی اس کے لیے کسب ہو۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے کسی طریق میں وارد نہیں ہوا کہ وہ قسط کے ادا کرنے سے عاجز ہو گئے تھے اور نہ اس نے ایسے خبر دی کہ حلول کیا ہے اس پر کسی چیز نے اور نہیں وارد ہوا بیچ کسی چیز کے اس کے طریقوں سے تفصیل پوچھنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے لیے کسی چیز سے اور ان میں سے بعض نے تاویل کی ہے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قول انی کاتبت اھلی سے پس کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں نے ان سے خواہش کی اور میں نے ان کے ساتھ اتفاق کیا اس قدر پر اور ابھی عقد واقع نہیں ہوا تھا اور اسی لیے بیچی گئی۔ پس نہیں حجت ہے اس میں مکاتب کے بیچنے پر مطلقا اور یہ تاویل ظاہر سیاق حدیث کے مخالف ہے یہ بات قرطبی نے کہی ہے اور نیز جواز کو قوی کرتا ہے یہ کہ کتابت عتق ہے ساتھ صفت کے پس واجب ہے یہ کہ نہ آزاد ہو مگر تمام قسطوں کے بعد جیسا کہ اگر کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگا تو آزاد ہے پس نہیں آزاد ہوتا مگر اس کے تمام کے داخل ہونے کے بعد۔ اور اس کے مالک کے لیے اس کا بیچنا جائز ہے اس کے داخل ہونے سے پہلے۔ اور مالکیہ سے بعضوں نے گمان کیا ہے کہ جس کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے خریدا تھا وہ بریرہ رضی اللہ عنہا کی کتابت تھی نہ کہ اس کی گردن کی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرنے کی شرط سے بیچا تھا جب بیع آزاد کرنے کی شرط کے ساتھ واقع ہو تو صحیح ہے اصح قولین پر شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک اور حنفیہ سے ہے کہ بیع باطل ہو جاتی ہے۔

فائدہ: یہ پوری روایت اس طرح ہے کہ سلیمان بن یسار نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کی اجازت چاہی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سلیمان ہے میں نے کہا ہاں تو اس نے کہا کہ کیا تو ادا کر چکا ہے وہ چیز کہ باقی تھی تجھ پر تیری کتابت سے؟ میں نے کہا کہ ہاں مگر تھوڑا سا باقی ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ داخل ہو کہ بے شک تو غلام ہے جب تک باقی رہے بدل کتابت تیری سے ایک درہم یعنی مثلا۔

فائدہ: اور جمہور کا قول یہی ہے اور تائید کرتا ہے اس کی بریرہ رضی اللہ عنہا کا قصہ لیکن سوائے اس کے نہیں کہ تمام ہوتی ہے اس سے دلالت جب کہ بریرہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بدل کتابت سے کچھ ادا کیا ہو پس تحقیق تصریح کی ہے ہم نے کہ اس نے کچھ بھی ادا نہ کیا تھا اور اس میں سلف کا خلاف ہے۔ پس علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آدھا ادا کرے تو وہ قرضدار ہے اور نیز اس سے روایت ہے کہ وہ آزاد ہوتا ہے اس سے بقدر اس چیز کے کہ ادا کرے۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ اگر کتابت کرے اس سے دوسو پر اور اس کی قیمت ایک سو ہو پس ادا کر دے سو کو تو آزاد ہو جاتا ہے۔ اور عطا سے روایت ہے کہ جب اپنی کتابت کا تین چوتھائی ادا کر دے تو آزاد ہو جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آزاد ہوتا ہے بقدر اس چیز کے کہ ادا کرے اور اس کے راوی معتبر ہیں لیکن اس کے موصول اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے۔ اور جمہور کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے اور وہ قوی تر ہے اور اس میں وجہ دلالت یہ ہے کہ بے شک بریرہ رضی اللہ عنہا بیچی گئی تھی اس کے بعد کہ اس نے کتابت کی اور اگر مکاتب محض کتابت سے آزاد ہو جاتا تو البتہ اس کی بیع منع ہوتی۔ (فتح)

۲۳۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ بَرِيْرَةَ جَآئَتْ تَسْتَعِيْنُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ لَهَا إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَصُبَّ لَهُمْ ثَمَنَكِ صَبَّةً وَّاحِدَةً فَأُعْتِقَكِ فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ بَرِيْرَةُ ذٰلِكَ لِأَهْلِهَا فَقَالُوْا لَا إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ وَلَاؤُكِ لَنَا قَالَ مَالِكٌ قَالَ يَحْيٰى فَزَعَمَتْ عَمْرَةُ أَنَّ عَائِشَةَ ذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيْهَا وَأَعْتِقِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

۲۳۷۶۔ عمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا آئی اس حال میں کہ مدد چاہتی تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کہا کہ اگر تیرے مالک چاہیں یہ کہ بہاؤں میں ان کے لیے تیری قیمت بہانا ایک بار پس آزاد کر دوں میں تجھ کو تو کروں میں تو بریرہ رضی اللہ عنہا نے یہ کلام اپنے مالکوں سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نہیں بیچتے مگر یہ کہ ہو ولا تیرا ہمارے لیے پس گمان کیا عمرہ رضی اللہ عنہا نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا۔

بَابُ إِذَا قَالَ الْمُكَاتَبُ اشْتَرِنِيْ وَأَعْتِقْنِيْ فَاشْتَرَاهُ لِذٰلِكَ.

جب مکاتب کہے کہ مجھ کو خرید کر آزاد کر دے پس خریدے اس کو اس کے لیے یعنی آزاد کرنے کے لیے۔

فائدہ: یعنی یہ جائز ہے۔

۲۳۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ أَيْمَنُ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْتُ كُنْتُ غُلَامًا لِعُتْبَةَ بْنِ أَبِيْ لَهَبٍ وَمَاتَ وَوَرِثَنِيْ بَنُوْهُ وَإِنَّهُمْ بَاعُوْنِيْ مِنْ

۲۳۷۷۔ ابو ایمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا پاس داخل ہوا سو میں نے کہا میں عقبہ بن ابی لہب کا غلام تھا اور وہ مر گیا اور اس کی بیٹی میری وارث ہوئی اور یہ کہ انہوں نے مجھے ابن ابی عمرو مخزومی کے ہاتھ بیچا تو ابن ابی عمرو نے مجھ کو آزاد کیا اور عقبہ کے بیٹوں نے ولا کی شرط کی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي عَمْرِو بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَخْزُوْمِيِّ فَأَعْتَقَنِي ابْنُ أَبِي عَمْرٍو وَاشْتَرَطَ بَنُوْ عُتْبَةَ الْوَلَاءَ فَقَالَتْ دَخَلَتْ بَرِيْرَةُ وَهِيَ مُكَاتَبَةٌ فَقَالَتِ اشْتَرِيْنِيْ وَأَعْتِقِيْنِيْ قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ لَا يَبِيْعُوْنِيْ حَتّٰى يَشْتَرِطُوْا وَلَائِيْ فَقَالَتْ لَا حَاجَةَ لِيْ بِذٰلِكَ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَلَغَهُ فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ مَا قَالَتْ لَهَا فَقَالَ اشْتَرِيْهَا وَأَعْتِقِيْهَا وَدَعِيْهِمْ يَشْتَرِطُوْنَ مَا شَآءُوْا فَاشْتَرَتْهَا عَائِشَةُ فَأَعْتَقَتْهَا وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا الْوَلَآءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَآءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَإِنِ اشْتَرَطُوْا مِائَةَ شَرْطٍ.

کہ بریرہ رضی اللہ عنہا آئی اس حال میں کہ وہ مکاتبہ تھی تو اس نے کہا کہ مجھ کو خرید کر آزاد کر دے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہاں تو بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ مجھ کو نہیں بیچتے یہاں تک کہ شرط کریں میرے ولا کی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں سو یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی یا آپ کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا یہ بات واقع ہے؟ سو جو بریرہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا سو عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے اور چھوڑ ان کو کہ شرط کریں جو چاہیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو خرید کر آزاد کیا اور اس کے مالکوں نے ولا کی شرط کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا اگرچہ سو شرط کریں۔

فائدہ: اور اس میں دلالت ہے اس چیز پر کہ جو اس کے مالکوں نے کتابت کا عقد کیا تھا وہ فسخ ہو گیا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس کو خریدنے کی وجہ سے۔ اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے ولا کو خریدا تھا اور استدلال کیا ہے اوزاعی نے اس کے ساتھ اس چیز پر کہ مکاتب نہ بیچا جائے مگر آزاد کرنے کے لیے اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق کا اور علماء کا اختلاف اس میں پہلے گذر چکا ہے۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْهِبَةِ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِيضِ عَلَيْهَا

کتاب ہے ہبہ کے بیان میں اور اس کی فضیلت کے اور اس پر رغبت دلانے کے

فائدہ: ہبہ ساتھ زیرہ کے اطلاق کیا جاتا ہے معنی عام کے ساتھ ایک ابرار ہے اور وہ ہبہ قرض کا ہے اس شخص سے کہ وہ اس پر ہے اور ایک صدقہ ہے اور وہ ہبہ کرنا اس چیز کا ہے کہ اس کے ساتھ محض آخرت کا ثواب طلب کیا جاتا ہو اور ایک ہدیہ ہے اور وہ ہے کہ تعظیم کیا جاتا ہے اس کے ساتھ موہوب لہ اور جس نے خاص کیا ہے ہبہ کو زندگی کے ساتھ نکالا ہے اس سے وصیت کو اور وہ بھی تین قسم کی ہوتی ہے اور بولا جاتا ہے ساتھ معنی اخص کے اس چیز پر کہ نہیں قصد کیا جاتا اس کے لیے بدلہ اور اس پر منطبق ہوتا ہے اس شخص کا قول کہ جو ہبہ کی اس طرح تعریف کرتا ہے کہ وہ مالک کرنا ہے بغیر عوض کے اور فعل بخاری کا محمول ہے عام معنی پر اس لیے کہ داخل کیا اس نے اس میں ہدایا کو۔ (فتح)

۲۳۷۸۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا نِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ.

۲۳۷۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمان عورتوں نہ ناچیز جانے ہمسائی اپنی ہمسائی کے تحفے کو اگرچہ تحفہ بکری کا کھر یا کھر کے درمیان کا گوشت ہو۔

فائدہ: فرسن کم گوشت والی ہڈی کو کہتے ہیں اور اس کے ساتھ تحفہ بھیجنے کے مبالغہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے قلیل چیز کے اور اس کے قبول کرنے کی طرف۔ اور کھر سے مراد حقیقت نہیں کیونکہ اس کو تحفے میں دینا عادت نہیں ہے یعنی اس کا رواج نہیں ہے بلکہ مراد اس سے رغبت دلانا ہے تحفہ دینے میں اگرچہ نہایت قلیل چیز ہو یعنی نہ روکے کوئی ہمسائی اپنی ہمسائی کا ہدیہ اس چیز کو کہ موجود ہو اس کے نزدیک اس کے مستقل ہونے کے لیے۔ بلکہ لائق ہے کہ بخشش کرے اس کے لیے جو میسر ہو اگرچہ تھوڑا ہو پس وہ بہتر ہے نہ ہونے سے اور ذکر کیا کھر کا بطور مبالغہ کے اور احتمال ہے کہ نہی صرف مہدی الیہ کے لیے ہو یعنی جس کی طرف تحفہ بھیجا جائے اور یہ کہ وہ نہ حقیر جانے اس چیز کو جو اس کی طرف ہدیہ بھیجا جائے اگرچہ تھوڑا ہو اور حمل کرنا اس کا عام پر اس سے اولیٰ ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مذکور میں ہے کہ اے مسلمان عورتوں آپس میں ہدیہ دیا کرو اگرچہ بکری کا کھر ہو اس لیے کہ وہ دوستی کو پیدا کرتا ہے اور کینہ کو دور

کرتا ہے اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے آپس میں تحفہ دینے پر اگر چہ تھوڑی چیز کے ساتھ ہو اس لیے کہ زیادہ چیز ہر وقت میسر نہیں ہوتی تو جب تھوڑا آپس میں ملے گا تو بہت ہو جائے گا اور اس میں دوستی کا استحباب ہے اور ساقط کرنا ہے تکلف کا۔ (فتح)

۲۳۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ ابْنَ أُخْتِي إِنْ كُنَّا لَنَنظُرُ إِلَى الْهِلَالِ ثُمَّ الْهِلَالِ ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ وَمَا أُوْقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ فَقُلْتُ يَا خَالَةُ مَا كَانَ يُعِيْشُكُمْ قَالَتِ الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيْرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ وَكَانُوْا يَمْنَحُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَلْبَانِهِمْ فَيَسْقِيْنَا.

۲۳۷۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے عروہ کو کہا کہ اے میری بہن کے بیٹے کہ تحقیق ہم ایک چاند کو دیکھتے تھے پھر دوسرے چاند کو اسی طرح دو مہینوں میں تین چاند کو دیکھتے تھے یعنی دو مہینے کامل گذر جاتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہ جلائی جاتی تھی یعنی بہ سبب تنگی رزق کے تو میں نے کہا اے خالہ تم کس چیز سے جیتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا دو سیاہ چیزوں سے کھجور اور پانی سے گذارہ کرتے تھے مگر یہ کہ کچھ انصار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسائے تھے ان کے پاس دودھ والی بکریاں تھیں اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا دودھ عطا کیا کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ دودھ ہم کو پلاتے تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ دو سیاہ چیزیں تو یہ باعتبار تغلیب کے ہے اور نہیں تو پانی کا کوئی رنگ نہیں اسی لئے کہتے ہیں کہ دو سفید چیزیں دودھ اور پانی اور سوائے اس کے نہیں کہ کھجور کو سیاہ کہا اس لیے کہ مدینے کی کھجوریں اکثر سیاہ ہوتی ہیں اور استدلال کیا گیا ہے اس طرح کہ پانی اور کھجور کا ہونا تقاضہ کرتا ہے ان کے ہونے کے وصف فراخی کے ساتھ۔ اور حدیث کی چال چاہتی ہے اس کے کہ وہ تنگدست تھے اور گویا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مبالغہ کیا بیچ وصف کرنے ان کے حال کو شدت تنگی کے ساتھ اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس میں اصحاب دنیا کے قلیل ہونے میں اول امر میں اور اس میں ترک دنیا کی فضیلت ہے اور مقدم کرنا واحد کا فقیر کے لیے اور شریک ہونا اس چیز میں کہ ہاتھوں میں ہے اور اس میں جواز ذکر مرد کا ہے اس چیز کو کہ تھا اس میں تنگی سے بعد اس کے کہ فراخی کی اللہ نے اس پر اس کی نعمت کو یاد کرنے کے لیے تاکہ اس کا غیر بھی اس کی پیروی کرے۔ (فتح)

بَابُ الْقَلِيْلِ مِنَ الْهِبَةِ.

تھوڑے ہبہ کا بیان۔

۲۳۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ دُعِيْتُ إِلٰى ذِرَاعٍ أَوْ كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ ذِرَاعٌ أَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ.

۲۳۸۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں دعوت میں بکری کے ہاتھ پاؤں کی طرف بلایا جاؤں تو البتہ دعوت قبول کروں اور اگر بکری کا ہاتھ پاؤں مجھے تحفہ دیا جائے تو قبول کروں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی اور اس کی مناسبت ترجمہ کے لیے بطریق اولیٰ ہے اس لیے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنی تھوڑی چیز پر دعوت کو قبول کرتے تھے تو قبول کرنا آپ کا اس شخص سے کہ حاضر کرے آپ کے پاس یہ اولیٰ ہے۔

فائدہ: اور ہاتھ اور پاؤں کا ذکر خاص کیا گیا ہے تا کہ جمع کیا جائے حقیر اور خطیر کے درمیان اس لیے کہ ہاتھ آپ کو بہت پیارا تھا اور پھر کھر کی کچھ قیمت نہیں۔ اور ابن بطال نے کہا کہ اشارہ کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرسن اور کراع کے ساتھ ہدیہ قبول کرنے کی ترغیب دینے کی طرف اگر چہ کم ہوتا کہ نہ باز رہے باعث ہدیہ سے حقیر کے لیے ہونے چیز کے پس اس کی ترغیب دی کہ اس میں الفت ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اسْتَوْهَبَ مِنْ أَصْحَابِهِ شَيْئًا وَّقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ سَهْمًا.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو اپنے یاروں سے کوئی چیز ہبہ چاہے یعنی اور ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ساتھ میرا حصہ ٹھہراؤ۔

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ کوئی چیز ہو یا منفعت ہو جائز ہے بغیر کراہت کے بیچ اس کے جب کہ جانے کہ وہ اپنے دلوں سے راضی ہیں۔ (فتح)

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث کتاب الاجارئ میں گذر چکی ہے۔

۲۳۸۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ إِلَى امْرَأَةٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَكَانَ لَهَا غُلَامٌ نَجَّارٌ قَالَ لَهَا مُرِيْ عَبْدَكِ فَلْيَعْمَلْ لَنَا أَعْوَادَ الْمِنْبَرِ فَأَمَرَتْ عَبْدَهَا

۲۳۸۱۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو ایک مہاجر عورت کے پاس بھیجا اور اس کا ایک غلام تھا جو بڑھئی کا کام کرتا تھا اس کو فرمایا کہ اپنے غلام سے کہہ دے کہ ہمارے لیے لکڑیوں کا منبر بنا دے تو اس نے اپنے غلام کو حکم دیا سو وہ گیا اور گز کے درخت سے لکڑی کاٹ لایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منبر بنایا سو جب اس نے اس کو تمام کیا

فَذَهَبَ فَقَطَعَ مِنَ الطَّرْفَآءِ فَصَنَعَ لَهُ مِنْبَرًا فَلَمَّا قَضَاهُ أَرْسَلَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ قَضَاهُ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلِي بِهِ إِلَيَّ فَجَآءُوْا بِهِ فَاحْتَمَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ حَيْثُ تَرَوْنَ.

تو اس عورت نے کسی کو حضرت ﷺ کے پاس بھیجا کہ وہ اس کو تمام کر چکا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس بھیج دے تو لوگ اس کو لائے تو حضرت ﷺ نے اس کو اٹھا کر رکھا جس جگہ کہ تم دیکھتے ہو۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الجمعہ میں گذر چکی ہے اور اس میں ہبہ طلب کرنا حضرت ﷺ کا ہے عورت سے اس کے غلام کے منفعت کا۔ (فتح)

۲۳۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَّعَ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَنْزِلٍ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَازِلٌ أَمَامَنَا وَالْقَوْمُ مُحْرِمُوْنَ وَأَنَا غَيْرُ مُحْرِمٍ فَأَبْصَرُوْا حِمَارًا وَّحْشِيًّا وَّأَنَا مَشْغُوْلٌ أَخْصِفُ نَعْلِيْ فَلَمْ يُؤْذِنُوْنِيْ بِهٖ وَأَحَبُّوْا لَوْ أَنِّيْ أَبْصَرْتُهُ وَالْتَفَتُّ فَأَبْصَرْتُهُ فَقُمْتُ إِلَى الْفَرَسِ فَأَسْرَجْتُهُ ثُمَّ رَكِبْتُ وَنَسِيْتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقُلْتُ لَهُمْ نَاوِلُوْنِي السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَغَضِبْتُ فَنَزَلْتُ فَأَخَذْتُهُمَا ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَى

۲۳۸۲۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکہ کی راہ میں ایک دن منزل میں حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھا تھا اور حضرت ﷺ ہمارے آگے اترے تھے اور لوگ احرام باندھے تھے اور میں غیر محرم تھا یعنی سال حدیبیہ کے تو لوگوں نے جنگلی گدھا دیکھا اور میں مشغول تھا اپنا جوتا سیتا تھا سو انہوں نے مجھ کو خبر نہ کی اور انہوں نے چاہا کہ کاش کہ میں نے اس کو دیکھا ہوتا سو میں نے پھر کر نظر کی تو میں نے اس کو دیکھا سو میں نے گھوڑے کی طرف اٹھ کر کھڑا ہوا سو میں نے اس پر زین باندھی پھر میں سوار ہوا اور کوڑا اور نیزہ بھول گیا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھ کو کوڑا اور نیزہ دو تو انہوں نے کہا کہ قسم اللہ کی ہم تجھ کو اس پر کسی چیز سے مدد نہ کریں گے سو میں نے ان پر غصہ ہوا سو میں نے اتر کر ان کو لیا پھر میں سوار ہوا پھر میں نے جنگلی گدھا کو ڈانٹا یعنی ان پر حملہ کیا سو میں نے اس کو قتل کیا پھر میں اس کو لایا حالانکہ وہ مر گیا تھا پڑے اس حال میں کہ اس کو کھاتے تھے پھر انہوں نے شکایت کی اپنے کھانے میں اس کو اور حالانکہ وہ احرام باندھے تھے یعنی ان کو اس سے تردد ہوا سو ہم چلے اور میں نے اس کا ایک بازو اپنے

الْحِمَارِ فَعَقَرْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ بِهِ وَقَدْ مَاتَ فَوَقَعُوْا فِيْهِ يَأْكُلُوْنَهُ ثُمَّ إِنَّهُمْ شَكُّوْا فِيْ أَكْلِهِمْ إِيَّاهُ وَهُمْ حُرُمٌ فَرُحْنَا وَخَبَأْتُ الْعَضُدَ مَعِيَ فَأَدْرَكْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَعَكُمْ مِّنْهُ شَيْءٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ فَأَكَلَهَا حَتّٰى نَفِدَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَحَدَّثَنِيْ بِهِ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ساتھ چھپا رکھا سو ہم نے حضرت ﷺ کو پایا اور آپ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس سے کچھ ہے سو میں نے کہا کہ ہاں سو میں نے آپ کو بازو دیا تو حضرت ﷺ نے اس کو کھایا یہاں تک کہ اس کو تمام کیا اور حالانکہ حضرت ﷺ احرام میں تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحج میں گذر چکی ہے اور اس میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس سے کچھ ہے اور تحقیق میں نے اس کو اس جگہ ذکر کیا ہے کہ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کھاؤ اور مجھ کو کھلاؤ اور شاید کہ بخاری نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ ابن بطال نے کہا دوست سے ہبہ مانگنا بہتر ہے جب کہ معلوم ہو کہ اس کا دل اس سے خوش ہوگا سوائے اس کے نہیں کہ طلب کیا حضرت ﷺ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور اسی طرح قتادہ وغیرہ سے تاکہ انس دیں ان کو ساتھ اس کے اور دور کریں ان سے شبہ کو بیچ توقف ان کے کرنے کے اس کے جواز میں۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اسْتَسْقٰى وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِنِيْ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو پینے کی چیز مانگے۔ یعنی اور سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو پانی پلا۔

فائدہ: یعنی پانی یا دودھ وغیرہ مانگے اس چیز سے کہ خوش ہو ساتھ اس کے نفس اس کا جس سے پانی وغیرہ مانگا۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔

۲۳۸۳۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ طُوَالَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ أَتَانَا

۲۳۸۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہمارے پاس اس گھر میں آئے سو آپ نے دودھ مانگا سو ہم نے اپنی ایک بکری دھوئی پھر میں نے اس میں اپنے اس کنویں کا پانی ملایا پھر میں نے آپ کو دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی دائیں طرف تھے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَارِنَا هٰذِهٖ فَاسْتَسْقٰى فَحَلَبْنَا لَهٗ شَاةً لَّنَا ثُمَّ شُبْتُهٗ مِنْ مَّآءِ بِئْرِنَا هٰذِهٖ فَأَعْطَيْتُهٗ وَأَبُوْ بَكْرٍ عَنْ يَّسَارِهٖ وَعُمَرُ تُجَاهَهٗ وَأَعْرَابِيٌّ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ عُمَرُ هٰذَا أَبُوْ بَكْرٍ فَأَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ فَضْلَهٗ ثُمَّ قَالَ الْأَيْمَنُوْنَ الْأَيْمَنُوْنَ أَلَا فَيَمِّنُوْا قَالَ أَنَسٌ فَهِيَ سُنَّةٌ فَهِيَ سُنَّةٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے تھے اور ایک دیہاتی آپ کی بائیں طرف تھا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پینے سے فارغ ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جوٹھا دیہاتی کو دیا پھر فرمایا کہ دائیں طرف کے لوگ مقدم ہیں خبردار ہو پس دائیں طرف سے شروع کیا کرو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پس یہ سنت ہے پس یہ سنت ہے پس یہ سنت ہے۔

فائدہ: یہ حدیث شرب میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ مانگا اور مفعول کے حذف کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب چیزوں کا یہی حکم ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی وجہ سے کہ تھا اچھا لگتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دائیں طرف سے شروع کرنا ہر کام میں۔ اور اس میں جواز طلب کرنا اعلیٰ کا ہے ادنیٰ سے وہ چیز کہ ارادہ کرے اس کا کھانے کی چیز اور پینے کی چیز سے جب کہ مطلوب منہ کا جی اس سے خوش ہو اور نہیں شمار کیا جاتا یہ سوال مذموم سے یعنی اس کی شرع میں مذمت آ چکی ہے۔

بَابُ قَبُوْلِ هَدِيَّةِ الصَّيْدِ وَقَبِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَبِيْ قَتَادَةَ عَضُدَ الصَّيْدِ.

باب ہے بیان میں قبول کرنے ہدیہ شکار کے۔ یعنی قبول کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو قتادہ سے بازو شکار کا۔

فائدہ: اس کی حدیث پہلے گذر چکی ہے۔

۲۳۸۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغِبُوْا فَأَدْرَكْتُهَا فَأَخَذْتُهَا فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا وَبَعَثَ بِهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَرِكِهَا أَوْ فَخِذَيْهَا قَالَ فَخِذَيْهَا لَا شَكَّ فِيْهِ فَقَبِلَهٗ قُلْتُ وَأَكَلَ مِنْهُ

۲۳۸۴۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے مر الظہران میں ایک خرگوش بھگایا اور لوگ اس کے پیچھے دوڑے پس تھک گئے سو میں نے اس کو پایا تو میں اس کو پکڑ کر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو ذبح کیا اور اس کا ایک کولہا یا دونوں رانیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول کیا۔ میں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا تھا اس نے کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا تھا پھر اس کے بعد انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

قَالَ وَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ قَبِلَهُ.

اس کو قبول کیا تھا یعنی پہلے کہا کہ کھایا تھا پھر کہا کہ اس کو قبول کیا تھا پس کھانے میں شک کیا اور قبول کرنے میں جزم کیا۔

فائدہ: مرالظہران نام ہے ایک نالے معروف کا جو مکہ سے مدینہ کی طرف ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شکار کا ہدیہ قبول کرنا درست ہے۔

۲۳۸۵۔حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ صَعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهُ أَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَّحْشِيًّا وَّهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰى مَا فِيْ وَجْهِهٖ قَالَ أَمَا إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ.

۲۳۸۵۔صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک جنگلی گدھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تحفہ بھیجا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوا یا ودان میں تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر پھیر دیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرے میں ملال دیکھا تو فرمایا کہ خبردار ہو ہم نے نہیں پھیرا اس کو تجھ پر مگر اس لیے کہ ہم احرام باندھے ہیں۔

فائدہ: اور شاید ترجمہ کا اس سے مفہوم قول اس کے کا ہے کہ نہیں پھیرا ہم نے اس کو تجھ پر مگر اس لیے کہ ہم احرام باندھے ہیں پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محرم نہ ہوتے تو اس کو قبول کرتے اور تحقیق گذر چکی ہے شرح اس کی حج میں اور اس میں یہ ہے کہ نہیں جائز ہے قبول کرنا اس چیز کا کہ نہیں حلال ہے ہدیہ سے۔(فتح)

بَابُ قَبُوْلِ الْهَدِيَّةِ.

باب ہے قبول کرنے ہدیہ کے۔

فائدہ: اور یہ ترجمہ بہ نسبت ترجمہ قبول ہدیہ شکار کے عام ہے بعد خاص کے۔

۲۳۸۶۔حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُوْنَ بِهَا أَوْ يَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۳۸۶۔عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق لوگ قصد کرتے ساتھ ہدیوں اپنے کے دن باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا چاہتے تھے ساتھ اس کے رضامندی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یعنی اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح آئندہ باب میں آئے گی۔

۲۳۸۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا

۲۳۸۷۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام حفیدہ ابن

جَعْفَرُ بْنُ إِيَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَهْدَتْ أُمُّ حُفَيْدٍ خَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقِطًا وَّسَمْنًا وَّأَضُبًّا فَأَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَقِطِ وَالسَّمْنِ وَتَرَكَ الضَّبَّ تَقَذُّرًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأُكِلَ عَلٰى مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَّا أُكِلَ عَلٰى مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ نے پنیر اور روغن زیتون کا اور کئی گوہیں بھنی ہوئیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفہ بھیجی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر اور روغن سے کھایا اور گوہ کو نہ کھایا کراہت کی وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان پر گو کھائی گئی اور اگر حرام ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان پر نہ کھائی جاتی۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ استدلال صحیح ہے تقریری جہت سے یعنی اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا۔

٢٣٨٨۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ فَإِنْ قِيْلَ صَدَقَةٌ قَالَ لِأَصْحَابِهِ كُلُوْا وَلَمْ يَأْكُلْ وَإِنْ قِيْلَ هَدِيَّةٌ ضَرَبَ بِيَدِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ مَعَهُمْ.

٢٣٨٨۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کوئی کھانا آتا تھا تو اس سے پوچھتے تھے کہ کیا ہدیہ ہے یا صدقہ ہے؟ پس اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہتے کہ کھاؤ اور آپ نہ کھاتے اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو کھانے میں جلدی شروع کرتے اور ان کے ساتھ کھاتے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ہدیہ کا قبول کرنا درست ہے۔

٢٣٨٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقِيْلَ تُصُدِّقَ عَلٰى بَرِيْرَةَ قَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ.

٢٣٨٩۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا اور کہا گیا کہ یہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ ہوا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گوشت اس کے حق میں صدقہ ہے اور ہمارے لیے تحفہ ہے۔

فائدہ: اور شاید ترجمہ کا اس سے یہ قول ہے هُوَلَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ پس پکڑا جاتا ہے اس سے کہ حرمت تو فقط صفت پر ہے نہ ذات پر اور باقی شرح اس کی کتاب النکاح میں آئے گی۔ (فتح)

۲۳۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ وَأَنَّهُمُ اشْتَرَطُوْا وَلَائَهَا فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيْهَا فَأَعْتِقِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَأُهْدِيَ لَهَا لَحْمٌ فَقِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا تُصُدِّقَ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ وَّخُيِّرَتْ. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ زَوْجُهَا حُرٌّ أَوْ عَبْدٌ قَالَ شُعْبَةُ سَأَلْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ عَنْ زَوْجِهَا قَالَ لَا أَدْرِيْ أَحُرٌّ أَمْ عَبْدٌ.

۲۳۹۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے خریدنے کا ارادہ کیا اور یہ کہ انہوں نے اس کے ولا کی شرط کی تو کسی نے یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا۔ اور بریرہ رضی اللہ عنہا کو گوشت تحفہ بھیجا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ ملا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اس کے حق میں صدقہ ہے اور ہمارے لیے تحفہ ہے۔ اور اختیار دیا گیا اس کو سابق نکاح میں خواہ رکھے خواہ فسخ کر دے۔

۲۳۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ قَالَتْ لَا إِلَّا شَيْءٌ بَعَثَتْ بِهٖ أُمُّ عَطِيَّةَ مِنَ الشَّاةِ الَّتِيْ بَعَثْتَ إِلَيْهَا مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا.

۲۳۹۱۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے تو فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کچھ نہیں مگر کچھ کھانا جس کو ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بھیجا اس بکری سے جو آپ نے اس کو صدقہ سے بھیجی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک وہ بکری اپنے مقام کو پہنچ چکی یعنی دور ہوا اس سے حکم صدقہ حرام کا مجھ پر اور میرے لیے حلال ہوئی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ حضرت ﷺ صدقہ کا مال اس لیے نہ کھاتے تھے کہ وہ لوگوں کا میل ہے اور یہ برخلاف ہدیہ کے ہے اس لیے کہ عادت جاری ہے ساتھ بدلہ دینے کی اس پر اور اسی طرح تھا شان اس کا اور یہ جو فرمایا کہ اپنے مقام کو پہنچ چکی تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ میں جائز ہے تصرف فقیر کا جس کو ملا بیع اور ہدیہ وغیرہ کے ساتھ۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ حضرت ﷺ کی بیویوں پر صدقہ حرام نہیں جیسا کہ حضرت ﷺ پر حرام ہے اس لیے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ رضی اللہ عنہا اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا ہدیہ قبول کیا باوجود اس کے علم کے کہ وہ تھا صدقہ ان دونوں پر اور گمان کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیشہ رہنا حکم کا ساتھ اس کے اس پر۔ اسی لیے اس کو حضرت ﷺ کے آگے نہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا کے جاننے کی وجہ سے کہ صدقہ حضرت ﷺ پر حلال نہیں اور برقرار رکھا اس کو حضرت ﷺ نے اس فہم پر لیکن بیان کیا حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے کہ حکم صدقہ کا اس سے پھر گیا ہے پس حضرت ﷺ کے لیے یہی حلال ہوا۔ اور استنباط کیا جاتا ہے کہ اس قصے سے جواز رجوع کرنا صاحب دین کا فقیر سے اس چیز میں کہ دی ہے اس کو زکوۃ سے ہو بہو اور یہ کہ جائز ہے عورت کو کہ اپنے خاوند کو زکوۃ دے۔ اگرچہ اس پر خرچ کرتا ہو اس سے اس پر۔ اور یہ سب اس میں ہے جس میں کوئی شرط نہ ہو۔

تنبیہ: یہاں شبہ وارد ہوتا ہے اور وہ جمع کرنا عائشہ رضی اللہ عنہا کے قصے کا ہے بیچ حدیث میں عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں اس لیے کہ دونوں کا شان ایک ہے اور تحقیق حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم کروایا ہر ایک میں دونوں سے ساتھ اس چیز کے کہ حاصل اس کا یہ ہے کہ تحقیق صدقہ جب قبض کرے اس کو وہ شخص جس کو اس کا لینا حلال ہے پھر اس میں تصرف کرے تو اس سے حکم صدقہ کا دور ہو جاتا ہے اور جائز ہوتی ہے اس پر وہ چیز جو حرام یہ کہ لے اس سے جب کہ ہدیہ دیا جائے اس کو یا بیچا جائے پس اگر ایک دوسرے سے مقدم ہوتا تو البتہ بے پرواہ کرتا یہ حکم کے اعادہ ذکر سے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَهْدٰى إِلٰى صَاحِبِهٖ وَتَحَرّٰى بَعْضَ نِسَآئِهٖ دُوْنَ بَعْضٍ.

باب ہے بیان میں جائز ہونے فعل اس شخص کے جو اپنے یار کی طرف تحفہ بھیجے اور قصد کرے باری بعض بیویوں اس کی کے سوائے بعض کے۔ یعنی بعض کو معین کر رکھے بایں طور کہ جس دن وہ یار ان کے پاس ہو اس دن اپنے یار کے پاس تحفہ بھیجے اور جس دن وہ یار ان کے سوائے کسی اپنی اور بیوی کے پاس ہو تو اس دن اس کے پاس تحفہ نہ بھیجے۔

۲۳۹۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

۲۳۹۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے لوگ قصد کرتے

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمِيْ وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ إِنَّ صَوَاحِبِيْ اجْتَمَعْنَ فَذَكَرَتْ لَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهَا.

ساتھ ہدیوں اپنے کے میری باری کے دن کو یعنی جس دن حضرت ﷺ میرے پاس ہوتے تھے اس دن لوگ آپ کے پاس تحفہ بھیجا کرتے تھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میری سہیلیاں جمع ہوئیں سو میں نے حضرت ﷺ سے ذکر کیا یعنی قول ان کا تو حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا ان کے قول کی طرف التفات نہ کیا۔

فائدہ: یہ روایت پوری اس طرح ہے کہ لوگ قصد کرتے تھے اپنے ہدیوں کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن یعنی ان کی باری کے دن حضرت ﷺ کے پاس تحفہ بھیجا کرتے تھے سو میری سہیلیاں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جمع ہوئیں اور اس کو کہا کہ تو حضرت ﷺ سے کہہ دے کہ لوگوں کو فرمائیں کہ تحفے بھیجا کریں آپ کے لیے جس جگہ کہ آپ ہوں سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت ﷺ سے کہہ دی سو منہ پھیرا مجھ سے حضرت ﷺ نے جب حضرت ﷺ میرے پاس سے پھرے تو میں نے پھر آپ سے کہا تو پھر بھی حضرت ﷺ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ (فتح)

۲۳۹۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ نِسَآءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيْهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْآخَرُ أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ قَدْ عَلِمُوْا حُبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ فَإِذَا كَانَتْ عِنْدَ أَحَدِهِمْ هَدِيَّةٌ يُرِيْدُ أَنْ يُهْدِيَهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَّرَهَا حَتّٰى إِذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ بَعَثَ صَاحِبُ الْهَدِيَّةِ بِهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

۲۳۹۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی بیبیاں دو گروہ تھیں سو ایک گروہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا اور صفیہ رضی اللہ عنہا اور سودہ رضی اللہ عنہا تھی اور دوسرے گروہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور باقی بیویاں تھیں اور لوگ جانتے تھے کہ حضرت ﷺ کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت ہے سو جب کسی کے پاس کوئی چیز ہوتی تھی کہ اس کو حضرت ﷺ کی طرف تحفہ بھیجنا چاہتا تھا تو اس میں تاخیر کرتا تھا یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہوتے تھے تو ہدیہ والا اس کو حضرت ﷺ کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجتا تھا سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گروہ نے کلام کیا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ تو حضرت ﷺ سے کلام کر کہ لوگوں سے کہہ دیں کہ جو حضرت ﷺ کی طرف تحفہ بھیجنا چاہے تو چاہیے کہ آپ کی طرف تحفہ بھیجا کریں جس جگہ کہ آپ ہوں اپنی عورتوں سے یعنی جس بیوی کے پاس حضرت ﷺ ہوں لوگ وہیں تحفہ بھیجا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ فَكَلَّمَ حِزْبُ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُّهْدِيَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً فَلْيُهْدِهِ إِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ مِنْ بُيُوْتِ نِسَآئِهِ فَكَلَّمَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ بِمَا قُلْنَ فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئًا فَسَأَلْنَهَا فَقَالَتْ مَا قَالَ لِيْ شَيْئًا فَقُلْنَ لَهَا فَكَلِّمِيْهِ قَالَتْ فَكَلَّمَتْهُ حِيْنَ دَارَ إِلَيْهَا أَيْضًا فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئًا فَسَأَلْنَهَا فَقَالَتْ مَا قَالَ لِيْ شَيْئًا فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِيْهِ حَتّٰى يُكَلِّمَكِ فَدَارَ إِلَيْهَا فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَإِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِيْ وَأَنَا فِيْ ثَوْبِ امْرَأَةٍ إِلَّا عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَالَتْ أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ مِنْ أَذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ إِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ إِنَّ نِسَآئَكَ يَنْشُدْنَكَ اللّٰهَ الْعَدْلَ فِيْ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ أَلَا تُحِبِّيْنَ مَا أُحِبُّ قَالَتْ بَلٰى فَرَجَعَتْ إِلَيْهِنَّ فَأَخْبَرَتْهُنَّ فَقُلْنَ ارْجِعِيْ إِلَيْهِ فَأَبَتْ أَنْ تَرْجِعَ فَأَرْسَلْنَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ فَأَتَتْهُ فَأَغْلَظَتْ وَقَالَتْ إِنَّ نِسَآئَكَ يَنْشُدْنَكَ اللّٰهَ الْعَدْلَ فِيْ بِنْتِ ابْنِ أَبِيْ قُحَافَةَ فَرَفَعَتْ صَوْتَهَا حَتّٰى

کریں عائشہ رضی اللہ عنہا کی تخصیص نہ کریں سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا جو کچھ کہ انہوں نے کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ جواب نہ دیا تو بیویوں نے اس سے پوچھا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تمہاری بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ تو بیویوں نے کہا کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو اس کے پاس پھر آئے تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی اس کو کچھ جواب نہ دیا بیویوں نے اس سے پوچھا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کچھ جواب نہیں دیا انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ یہاں تک کہ تجھ سے کلام کریں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر اس کے پاس آئے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ مجھ کو ایذا نہ دے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں اس لیے کہ تحقیق کبھی وحی نہیں آئی اور حالانکہ میں کسی عورت کے کپڑے میں ہوں مگر عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی بیوی کے پاس ہوتے ہوئے میرے پاس وحی نہیں آئی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی ایذا سے اللہ کی طرف توبہ کرتی ہوں پھر بیویوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اس حال میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بیویاں آپ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں عدل چاہتی ہیں سو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بیٹی کیا تو نہیں چاہتی جو میں چاہتا ہوں؟ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیوں نہیں سو فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کی طرف پھر آئی اور ان کو خبر دی تو بیویوں نے کہا کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر جا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پھر جانے سے انکار کیا پھر بیویوں

تَنَاوَلَتْ عَائِشَةَ وَهِيَ قَاعِدَةٌ فَسَبَّتْهَا حَتّٰى إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَنْظُرُ إِلٰى عَائِشَةَ هَلْ تَكَلَّمُ قَالَ فَتَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ تَرُدُّ عَلٰى زَيْنَبَ حَتّٰى أَسْكَتَتْهَا قَالَتْ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عَائِشَةَ وَقَالَ إِنَّهَا بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ الْبُخَارِيُّ الْكَلَامُ الْآخِيْرُ قِصَّةُ فَاطِمَةَ يُذْكَرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ رَّجُلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَقَالَ أَبُوْ مَرْوَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ وَرَجُلٍ مِّنَ الْمَوَالِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَتْ فَاطِمَةُ.

نے زینب رضی اللہ عنہا کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بہت سخت باتیں کیں اور کہا کہ آپ کی بیبیاں عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقدمے میں آپ سے عدل اور انصاف چاہتی ہیں تو زینب رضی اللہ عنہا نے اپنی آواز بلند کی یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو چھیڑا اور عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں سوان کو برا کہا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھتے تھے کہ کیا کلام کرتی ہے یا نہیں پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کلام کیا یعنی زینب رضی اللہ عنہا کو جواب دینا شروع کیا اس حال میں کہ زینب رضی اللہ عنہا پر رد کرتی تھیں یہاں تک کہ زینب رضی اللہ عنہا کو چپ کروایا یعنی جواب میں بند کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف نظر کی اور فرمایا کہ بے شک عائشہ رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے یعنی ایسی ویسی نہیں جو ایک کی جواب وہی نہ کر سکے یعنی جیسے اس کا باپ دانا اور خوش تقریر ہے ویسے ہی وہ بھی دانا اور خوش تقریر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اندر آنے کے لیے پروانگی چاہی۔

فائدہ: اس حدیث میں فضیلت ظاہر ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے۔ اور یہ کہ نہیں حرج ہے مرد پر بعض بیویوں کے مقدم کرنے میں تحفے کے اور صرف لازم تو عدل رات رہنے اور نفقہ میں اور ان کی طرح کی لازم چیزوں میں ہے۔ امور لازم میں اسی طرح تقریر کی ہے اس کی ابن بطال نے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے اس کے ساتھ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ کام نہیں کیا بلکہ یہ کام تو ان لوگوں نے کیا تھا جو ان کے پاس تحفے بھیجا کرتے تھے اور وہ اس میں مختار تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان کو اس لیے منع نہ کیا کہ نہیں ہے کمال اخلاق سے یہ کہ تعرض کرے کوئی آدمی لوگوں کی طرف اس کی مثل کے ساتھ اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے تعرض کرنے سے ہدیے کے لیے اور نیز جو شخص کہ تحفہ بھیجتا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے تو گویا کہ مالک کیا اس شخص نے ہدیہ کو شرط کے ساتھ اور مالک کرنا پیروی کی جاتی ہے اس میں تحجیر مالک کی باوجود کہ جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تحفہ میں سب بیویوں کو شریک کرتے

تھے اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوئی تھی۔ رغبت کرنی تحفہ ہونے کی وجہ سے کہ پہنچا تا تھا ان کی طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے اور اس حدیث میں قصد کرنا لوگوں کا ہے تحفوں کے ساتھ خوشی کے مواقع پر اور اس کی جگہوں کو تا کہ اس سے مہدی الیہ کی خوشی زیادہ ہو اور اس میں جواز شکایت اور توسل کا ہے بیچ اس کے اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھی اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں خوف کرنے سے اور حیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہاں تک کہ پیغام بھیجا انہوں نے آپ کو لوگوں میں زیادہ تر عزت والی کے ذریعے آپ کے پاس یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے۔ اور اس میں ان کے فہم کی تیزی ہے اور ان کا پھرنا ہے حق کی طرف اور کھڑا ہونا ان کا نزدیک اس کے اور اس میں جرات کرنی زینب کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لیے کہ وہ آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھی۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کیا گیا زینب کو ذکر کے ساتھ اس لیے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیغام لانے والی تھی بخلاف زینب کے کہ وہ ان کی شریک تھی اس میں بلکہ ان کی سردار تھی اس لیے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پہلی مرتبہ اس نے ہی بھیجا تھا پھر خود آئیں اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قسم یعنی باری مقرر کرنا واجب تھا اور یہ بحث کتاب النکاح میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَا لَا يُرَدُّ مِنَ الْهَدِيَّةِ. بیان ہے اس چیز کا کہ نہیں روکی جاتی ہدیہ سے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ ان کو نہ واپس کیا جائے تکیہ اور تیل اور دودھ اور ترمذی نے کہا کہ تیل سے مراد خوشبو ہے۔ ابن بطال نے کہا کہ خوشبو اس وجہ سے نہیں پھیری جاتی کہ وہ لازم ہے فرشتوں کی مناجات کے لیے۔ اسی لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لہسن وغیرہ نہ کھاتے تھے میں کہتا ہوں اگر اس میں یہی سبب ہوتا تو یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہوتا اور حالانکہ اس طرح نہیں۔ پس تحقیق انس رضی اللہ عنہ نے پیروی کی اس کے ساتھ اس میں اور تحقیق وارد ہوئی ہے اس کے پھیرنے کی نہی مقرون بیان حکمت کے اس میں چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس کے سامنے خوشبو کی جائے وہ اس کو نہ واپس کرے اس لیے کہ اس کا بوجھ ہلکا ہے اور اس کی خوشبو عمدہ ہے۔ (فتح)

۲۳۹۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَنَاوَلَنِي طِيبًا قَالَ كَانَ أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ قَالَ وَزَعَمَ أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ.

۲۳۹۴۔ عزرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ثمامہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اس نے مجھ کو خوشبو دی کہا اس نے کہ تھے انس رضی اللہ عنہ نہ پھیرتے خوشبو کو اور انس رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ پھیرتے خوشبو کو۔

بَابُ مَنْ رَّأَى الْهِبَةَ الْغَآئِبَةَ جَائِزَةً

جو ہبہ غائب کو جائز رکھتا ہے

۲۳۹۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ذَكَرَ عُرْوَةُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَمَرْوَانَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ جَآئَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ قَامَ فِي النَّاسِ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ جَآئُوْنَا تَآئِبِيْنَ وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُّطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى حَظِّهٖ حَتّٰى نُعْطِيَهٗ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَقَالَ النَّاسُ طَيَّبْنَا لَكَ.

۲۳۹۵۔ مروان اور مسور رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قوم ہوازن کے ایلچی آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور تعریف کی اللہ کہ جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا اے پر حمد اور صلوۃ کے بعد پس تحقیق تمہارے بھائی آئے مسلمان ہو کر اور میں نے مناسب جانا کہ ان کے قیدی ان کو پھیر دوں پس جو تم میں سے چاہے کہ خوشی سے قیدی پھیر دے تو چاہیے کہ کرے اور جو چاہے کہ اپنے حصے پر بنا رہے یہاں تک کہ دیں ہم اس کو عوض اس کا اول اس چیز سے کہ انعام کرے اللہ اوپر ہمارے غنیمت سے تو چاہیے کہ کرے تو لوگوں نے کہا تحقیق خوش ہوئے ہم ساتھ اس کے یعنی پھیر دیئے قیدیوں کو۔

فائدہ: اور مراد یہاں آپ کا یہ کلام ہے کہ میں نے مناسب جانا کہ ان کے قیدی ان کو لوٹا دوں سو جو تم میں سے خوشی سے قیدی لوٹانا چاہے تو وہ لوٹا دے۔ پس تحقیق حدیث کے آخر میں ہے کہ لوگوں نے کہا کہ ہم اس کے ساتھ راضی ہوئے پس اس میں ہے کہ انہوں نے ہبہ کیا اس چیز کو کہ غنیمت لائے تھے قیدیوں سے تقسیم کرنے سے پہلے۔ اور یہ غائب کے معنی میں ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُكَافَأَةِ فِي الْهِبَةِ.

ہبہ کا بدلہ دینا۔

فائدہ: اور ہبہ سے مراد عام معنی ہیں جیسا کہ میں نے پہلے اس کی وضاحت کی ہے۔

۲۳۹۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا. لَمْ يَذْكُرْ وَكِيْعٌ وَّمُحَاضِرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ.

۲۳۹۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبول کرتے تھے اور اس کا بدلہ دیتے تھے۔

فائدہ: اور استدلال کیا ہے کہ بعض مالکیہ نے اس حدیث کے ساتھ اس پر کہ ہدیہ کا بدلہ دینا واجب ہے جب کہ مطلق چھوڑے دینے والا اور ہو اس شخص سے کہ طلب کرتا ہے اس کی مانند ثواب کو فقیر کی مانند مال دار کے لیے بخلاف اس چیز کے کہ بخشے اس کو اعلیٰ ادنیٰ کے لیے۔ اور وجہ دلالت کی اس سے حضرت ﷺ کی مواظبت ہے۔ اور معنی کے اعتبار سے جو ہدیہ دیتا ہے وہ قصد کرتا ہے کہ اس کو اس سے زیادہ ہدیہ ملے پس نہیں اقل ہے اس سے کہ اپنے ہدیہ کی مانند دیا جائے اور یہی قدیم قول ہے شافعی کا اور جدید قول اس کا مانند حنفیہ کے ہے کہ ثواب کے لیے باطل ہے منعقد نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ بیع ہے مجہول قیمت کے ساتھ اور نیز اس لیے کہ موضوع ہبہ کا احسان ہے پس اگر ہم اس کو باطل کریں تو ہوگا معاوضہ کے معنی میں۔ اور تحقیق فرق کیا ہے شارع اور عرف نے بیع اور ہبہ کے درمیان پس جو عوض کے مستحق ہے وہ بیع ہے بخلاف ہبہ کے۔ اور بعض مالکیہ نے جواب دیا ہے اس کے ساتھ کہ ہبہ نہ تقاضا کرتا ہو ثواب کا ہرگز تو البتہ صدقہ کے معنی میں اور حالانکہ اس طرح نہیں۔ پس اکثر حال اس شخص کے سے جو ہدیہ دیتا ہے یہ ہے کہ وہ بدلہ چاہتا ہے خاص کر جب کہ وہ فقیر ہو، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْهِبَةِ لِلْوَلَدِ وَإِذَا أَعْطٰى بَعْضَ وَلَدِهِ شَيْئًا لَّمْ يَجُزْ حَتّٰى يَعْدِلَ بَيْنَهُمْ وَيُعْطِيَ الْآخَرِيْنَ مِثْلَهُ وَلَا يُشْهَدُ عَلَيْهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ وَهَلْ لِلْوَالِدِ أَنْ يَّرْجِعَ فِيْ عَطِيَّتِهِ وَمَا يَأْكُلُ مِنْ مَّالِ وَلَدِهِ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا يَتَعَدّٰى وَاشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عُمَرَ بَعِيْرًا ثُمَّ أَعْطَاهُ ابْنَ عُمَرَ وَقَالَ اصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ.

باب ہے بیان میں ہبہ کرنے کے لیے اپنی اولاد کے اور جب اپنی بعض اولاد کو کچھ چیز بطور ہبہ کے دے تو نہیں جائز ہے یہاں تک کہ ان کے درمیان برابری کرے اور دوسرے کو اس کے برابر دے اور نہ کوئی اس پر گواہ ہو اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری کرو۔ اور کیا باپ کو جائز ہے کہ اپنے ہبہ میں رجوع کرے۔ یعنی اور باب بیان میں اس چیز سے کہ کھائے اپنی اولاد کے مال سے موافق دستور کے اور نہ حد سے بڑھے۔ یعنی اور خریدا حضرت ﷺ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پھر وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیا اور فرمایا کہ کر ساتھ اس کے جو چاہے۔

فائدہ: یہ باب چار حکموں پر شامل ہے اور ہبہ ہے اولاد کے لیے اور سوائے اس کے نہیں کہ باب باندھا ہے اس کے ساتھ تا کہ دور ہو اشکال اس شخص کا جو حدیث مشہور کے ظاہر کو لیتا ہے کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے اس لیے کہ جب اولاد کا مال اپنے باپ کا ہو تو پس اگر باپ اپنی اولاد کے لیے کوئی چیز ہبہ کرے تو ہوگا گویا کہ اس نے اپنی جان کو ہبہ کیا۔ پس ترجمہ باب میں اشارہ ہے ضعیف ہونے کی طرف حدیث مذکور کے یا تاویل کی طرف اور یہ حدیث

بوجہ کثرت طرق کے قوت پاتی ہے اور جائز ہے استدلال کرنا اس کے ساتھ پس متعین ہے اس کی تاویل اور دوسرا حکم یہ ہے کہ اپنی اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری کرو اور یہ مسئلہ مختلف فیہ مسئلوں سے ہے کما سیاتی۔ اور باب کی حدیث نعمان حجت ہے اس کے لیے کہ جو برابری کرنے کو واجب کہتا ہے۔ اور تیسرا حکم رجوع کرنا والد کا ہے اس چیز میں کہ ہبہ کرے اپنی اولاد کو اور یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے بعضوں نے صدقہ اور ہبہ میں فرق کیا ہے پس نہ رجوع کرے صدقہ میں اس لیے کہ مقصود اس سے آخرت کا ثواب ہے اور باب کی حدیث ظاہر ہے جواز میں کماسیاتی ایضا اور گویا کہ یہی اشارہ ہے حدیث کی طرف کہ نہیں حلال کسی مرد کے لیے کہ کوئی چیز دے یا کچھ ہبہ کرے پھر اس میں رجوع کرے مگر باپ اس چیز میں کہ اپنی اولاد کو دے روایت کی یہ حدیث ابوداود وغیرہ نے اور اس کے راوی معتبر ہیں چوتھا کھانا باپ کا ہے اپنی اولاد کے مال سے دستور کے موافق ابن منیر نے کہا کہ اس مسئلے کو نکالنا باب کی حدیث سے خفا ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جب باپ کو بالاتفاق جائز ہے یہ کہ اپنی اولاد کے مال سے کھائے جب کہ محتاج ہو اس کی طرف تو رجوع کرنا اسکا اس چیز میں کہ اپنی اولاد کو ہبہ کرے بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ (فتح)

فائدہ: یہ پوری حدیث کتاب البیوع میں گزر چکی ہے۔ اور ابن بطال نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرماتے کہ اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لیے اونٹ کو ہبہ کرے تو البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کی طرف جلدی کرتے لیکن اگر وہ کرتے تو نہ ہوتا عدل عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد کے درمیان پس اسی لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عمر رضی اللہ عنہ سے خریدا پھر وہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ہبہ کیا اور مہلب نے کہا کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ نہیں لازم ہے اس چیز میں برابری کرنی کہ ہبہ کرے اس کو باپ کے علاوہ کسی اور کی اولاد کو۔ (فتح)

۲۳۹۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ أَنَّ أَبَاهُ أَتٰى بِهٖ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ نَحَلْتُ ابْنِيْ هٰذَا غُلَامًا فَقَالَ أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهٗ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْهُ.

۲۳۹۷۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کا باپ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور کہا کہ تحقیق میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام بخشا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنی سب اولاد کو اس کے برابر دیا ہے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ پس اس کو پھیر دے۔

فائدہ: اس روایت میں ہے کہ نعمان کو اس کے باپ نے غلام بخشا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ باغ بخشا تھا تو ابن حبان نے اس میں تطبیق دی ہے کہ یہ دو واقعات ہیں ایک تو نعمان کے پیدا ہونے کے وقت تھا اور اس وقت ہبہ

باغ تھا اور دوسرا نعمان کے بڑے ہونے کے بعد تھا اور اس وقت ہبہ غلام تھا اور اس تطبیق میں کچھ ڈر نہیں لیکن اس پر یہ شبہ آتا ہے کہ بعید ہے کہ بشیر اپنی جلالت کے باوجود بھول جائے حکم کو اس مسئلہ میں تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھر آئے اور آپ کو دوسرے ہبہ پر گواہ کرے بعد اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار فرمایا کہ میں ناحق پر گواہ نہیں ہوتا اور جائز رکھا ہے ابن حبان نے کہ بشیر نے پہلے حکم کے منسوخ ہونے کا گمان کیا ہوگا۔ اور احتمال ہے کہ پہلے حکم کو کراہت تنزیہی پر محمول کیا ہو یا گمان کیا ہو کہ نہیں لازم آتا باغ میں منع ہونے غلام میں اس لیے کہ باغ کی قیمت اکثر اوقات زیادہ ہوتی ہے غلام کی قیمت سے۔ پھر ظاہر ہوئی میرے لیے تطبیق جو کہ اس خوشی سے سلامت رہتی ہے اور نہیں محتاج ہوتی جواب کی اور وہ یہ ہے کہ عمرہ نعمان کی ماں جب باز رہی اس کی پرورش سے مگر یہ کہ اس کو خاص کوئی چیز ہبہ کرے تو بشیر نے اس کو باغ ہبہ کیا اس کے دل کو خوش کرنے کے لیے پھر اس کو پتہ چلا تو اس نے اس میں رجوع کیا کیونکہ نہیں قبض کیا تھا اس کو اس سے کسی غیر نے تو عمرہ نے پھر ہبہ چاہا تو بشیر نے اس کو ایک دو سال تک تاخیر دی پھر اس کا دل خوش ہوا کہ باغ کے بدلے اس کو غلام بخشے اور عمرہ اس کے ساتھ راضی ہوگئی مگر اس نے خوف کیا کہ پہلے کی طرح اس کو بھی نہ پھیر لے تو پھر عمرہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر گواہ کر ارادہ کرتے اس کے ساتھ ہبہ کو ثابت کرنے کا اور یہ کہ امن میں ہو اس میں رجوع کرنے سے اور ہوگا آنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنا ایک بار اور وہ دوسری بار ہے۔ اور غایت یہ ہے کہ بعض راویوں نے اس کو یاد رکھا اور بعض کو یاد نہ رہا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں ناحق پر گواہ نہیں ہوتا اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تجھ کو اچھا لگتا ہے کہ سب فرزند تجھ سے سلوک کریں اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی اولاد کے درمیان دینے میں برابری کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ اچھے سلوک میں برابری کریں اور ایک روایت میں ہے کہ میرے غیر کو اس پر گواہ کر اور ایک روایت میں ہے کہ مگر یہ کہ تو ان میں برابری کرے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں گواہ ہوتا میں ناحق پر۔ اور ان تمام مختلف الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ تمسک کیا ہے اس کے ساتھ اس شخص نے کہ واجب کرتا ہے اولاد میں برابری کو اور اس کے ساتھ تصریح کی ہے بخاری نے اور یہی ہے قول طاؤس اور ثوری اور احمد اور اسحٰق کا اور وہ قائل ہیں اس کے بعض مالکیہ پھر مشہور ان لوگوں سے یہ ہے کہ یہ ہبہ باطل ہے اور احمد سے روایت ہے کہ صحیح ہے اور واجب ہے کہ اس سے پھر جائے۔ اور اس سے ہے کہ جائز ہے کم وبیش دینا اگر ہو اس کے لیے کوئی سبب مانند اس کی کہ محتاج ہو بیٹا اپنی ضمانت کے لیے اور قرض دینے کے یا مانند اس کی سوائے باقی اولاد کے۔ اور ابو یوسف نے کہا کہ واجب ہے برابری کرنی اگر قصد کرے ساتھ تفضیل کے ضرر دینے کا۔ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری کرنی مستحب ہے اور اگر بعض کو زیادہ دے تو صحیح مگر مکروہ ہے۔ اور مستحب ہے جلدی کرنی برابری کی طرف یا رجوع کی طرف سو جمہور نے امر کو استحباب پر محمول کیا ہے اور نہی کو تنزیہی پر محمول کیا ہے۔ اور جو اس کو واجب کہتا ہے اس کی

دلیل یہ ہے کہ وہ مقدمہ واجب کا ہے اس لیے کہ رحم کا کرنا اور نافرمانی کرنا دونوں حرام ہیں۔ پس جو ان کی طرف پہنچائے وہ بھی حرام ہوگا اور بعضوں کا زیادہ دینا ان کی طرف پہنچاتا ہے۔ پھر برابری کی صفت میں اختلاف ہے پس کہا محمد بن حسن اور احمد اور اسحق اور بعض شافعیہ اور مالکیہ نے کہ برابری یہ ہے کہ مرد کو دو اور عورت کو ایک حصہ دے وراثت کی طرح۔ اور حجت پکڑی ہے انہوں نے اس کے ساتھ کہ یہی حصہ اس کا ہے اس مال سے اگر باقی چھوڑتا اس کو ہبہ کرنے والا اپنے ہاتھ میں یہاں تک کہ مرجاتا اور ان کے سوا اور لوگ کہتے ہیں کہ نہیں ہے مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق۔ اور ظاہر امر برابری کرنے کا شاہد ہے ان کے لیے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ اپنی اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری کرو پس اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو البتہ عورتوں کو فضیلت دیتا اور روایت کی یہ حدیث بیہقی وغیرہ نے اور اس کی سند حسن ہے۔ اور جو برابری کے امر کو استحباب پر محمول کرتا ہے اس نے نعمان کی حدیث کے کئی جواب دیئے ہیں ایک یہ کہ بشیر نے اپنے بیٹے نعمان کو اپنا سب مال دے دیا تھا اس لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع کیا تھا پس نہیں ہے اس میں حجت زیادہ دینے کی ممانعت پر۔ حکایت کیا ہے ابن عبد العزیز نے مالک سے اور تعاقب کیا ہے اس کا ساتھ اس کے نعمان کی حدیث کی بہت طریقے تصریح کرتے ہیں اس کے ساتھ کہ کچھ مال بخشا تھا۔ اور قرطبی نے کہا کہ سب تاویلوں سے بعید تر یہ تاویل ہے کہ نہی تو صرف اس شخص کو شامل ہے جو اپنا سارا مال اپنی بعض اولاد کو ہبہ کر دے جیسا کہ سحنون کا مذہب ہے۔ اور شاید کہ اس نے نہیں سنا لفظ حدیث میں کہ موہوب غلام تھا اور یہ کہ اس نے اس کو ہبہ کیا تھا جب کہ اس کی ماں نے اس کے مال کے بعض سے ہبہ چاہا اور یہ یقیناً معلوم ہے کہ اس کے پاس اس کے علاوہ اور مال تھا، دوم یہ کہ ہبہ مذکورہ بھی جاری نہیں ہوا اور سوائے اس کے نہیں بلکہ بشیر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشورہ کرنے کے لیے آیا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ ایسا نہ کر۔ حکایت کیا ہے اس کو طحاوی نے اور باب کی حدیث کے اکثر طرق میں وہ چیز ہے کہ اس کو رد کرتی ہے، سوم یہ کہ نعمان بڑا تھا اور اس نے موہوب کو قبض نہ کیا تھا پس جائز ہوا باپ کے لیے اس سے رجوع کرنا ذکر کیا اس کو طحاوی نے اور یہ بھی خلاف ہے چیز کا کہ حدیث باب کے اکثر طرق میں ہے خاص کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اس کو پھیر لے اس لیے کہ وہ دلالت کرتا ہے مقدم ہونے پر وقوع قبض کے اور جس کے ساتھ روایات غالب ہیں کہ نعمان چھوٹا تھا اور اس کا باپ قابض تھا اس کے لیے اس کے کمسن ہونے کی وجہ سے پس حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھیر لینے کے ساتھ ہبہ مذکور کے بعد اس کے کہ تھا حکم مقبوض میں، چہارم یہ کہ حضرت کا قول کہ اس کو پھیر لے دلیل ہے صحت پر اور اگر ہبہ صحیح نہ ہوتا تو رجوع بھی صحیح نہ ہوتا اور سوائے اس کے نہیں اس کو رجوع کرنے کے لیے حکم اس کے ساتھ کہ باپ کو جائز ہے کہ یہ کہ رجوع کرے اس چیز میں کہ ہبہ کرے اس کو اپنی اولاد کے لیے اگرچہ افضل خلاف اس کا ہے لیکن استحباب برابری کرنے کا راجح ہے اس پر۔ پس اسی لیے اس کو اس کا حکم کیا اور اس استدلال میں نظر ہے اور

ظاہر یہ بات ہے کہ اِرْجِعُ کے معنی یہ ہیں کہ نہ جاری کر ہبہ مذکورہ کو اور نہیں لازم آتا اس سے مقدم ہونا صحت ہبہ کا پنجم یہ کہ حضرت ﷺ کا قول کہ وَاَشْهِدُ عَلٰی هٰذَا غَیْرِیْ یعنی گواہ کر اس پر میرے علاوہ کسی کو اجازت ہے شاہد بنانے کے لیے اس پر اور حضرت ﷺ اس سے اس لیے باز رہے کہ آپ امام تھے اور گویا کہ آپ نے کہا کہ میں گواہ نہیں ہوتا اور اس لیے کہ امام کی یہ شان نہیں کہ گواہ ہو اس کی شان تو یہ ہے کہ حکم کرے اس کو طحاوی نے حکایت کیا ہے اور راضی ہوا اس کے ساتھ ابن قصار اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ نہیں لازم آتا امام کے ہونے سے کہ نہیں اس کی شان سے گواہ ہونا یہ کہ باز رہے شہادت کے اٹھانے سے اور نہ اس کے ادا کرنے سے جب کہ اس پر متعین ہو اور تحقیق تصریح کی ہے محبت پکڑنے والے نے اس کے ساتھ کہ امام جب شہادت دے بعض نوابوں کے نزدیک تو جائز ہے۔اور رہا یہ قول اس کا کہ قول حضرت ﷺ کا گذارہ کر صیغہ اجازت کا ہے تو اس طرح نہیں بلکہ وہ ڈانٹ کے لیے ہے اس چیز کے لیے کہ دلالت کرتے ہیں اس پر باقی لفظ حدیث کے۔اور اس کے ساتھ تصریح کی ہے جمہور نے اس کی جگہ میں اور ابن حبان نے کہا کہ اشھد امر کا صیغہ ہے اور اس سے مراد جواز کی نفی کرنی۔ششم تمسک ہے حضرت ﷺ کے قول کے ساتھ کہ اِلَّا سَوَّیْتَ بَیْنَهُمْ یعنی میں گواہ نہیں ہوتا مگر یہ کہ تو ان کے درمیان برابری کرے اس پر کہ مراد امر کے استحباب ہے اور نہی کے ساتھ تنزیہ اور یہ جواب خوب ہے اگر نہ ہوتا وارد ہونا ان زیادہ لفظوں کا اس لفظ پر خاص کر کہ یہ روایت بعینہ امر کے صیغہ کے آچکی یعنی ایک روایت میں امر کا صیغہ آچکا ہے چنانچہ فرمایا کہ ان کے درمیان برابری کر۔ہفتم یہ کہ مسلم میں ابن سیرین سے وہ چیز وارد ہوئی ہے جو دلالت کرتی ہے کہ محفوظ نعمان کی حدیث میں قَارِبُوْا بَیْنَ اَوْلَادِکُمْ ہے نہ سَوُّوْا یعنی اپنی اولاد کے درمیان نزدیکی کرو اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ مخالفین مقاربت کو واجب نہیں کہتے جب کہ برابری کرنے کو واجب نہیں کہتے۔ہشتم تشبیہ ہے جو واقع ہے بیچ تسویہ کے درمیان ان کے ساتھ تسویہ کے درمیان ان کے بیچ نیکی کرنے ماں باپ کے قرینہ ہے جو دلالت کرتا ہے اس پر کہ امر ندب اور استحباب کے لیے ہے۔لیکن عدم تسویہ کو ظلم کہنا اور مفہوم آپ کے قول سے کہ میں نہیں گواہ ہوتا مگر حق پر دلالت کرتا ہے اس پر کہ امر وجوب کے لیے ہے یا اس کے برخلاف پر دلالت کرتا ہے اور تشبیہ دینے کی روایت کے آخر میں کہا کہ نہیں ہے درست اس وقت۔نہم عمل دونوں خلیفوں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا حضرت ﷺ کے بعد قرینہ ظاہر ہے اس میں کہ امر ندب کے لیے ہے ان کا یہ عمل مالک اور طحاوی نے اور جواب دیا ہے اس سے عروہ نے اس کے ساتھ کہ اس کے بھائی اس کے ساتھ راضی تھے۔دہم یہ کہ تحقیق اجماع منعقد ہوا ہے اوپر جواز دینے مرد کے مال اپنے کو اپنی اولاد کے غیر کے لیے پس جب اس کو جائز ہے کہ اپنے تمام اولاد کو اپنے مال سے نکالے تو جائز ہے اس کو یہ کہ بعض اولاد کو اس سے نکالے ذکر کیا ہے اس کو ابن عبد البر نے۔اور نہیں پوشیدہ ضعف اس کا ساتھ موجود ہونے نفس کے۔اور بعضوں نے گمان کیا ہے کہ حضرت ﷺ کے قول کا معنی ہے کہ میں

نہیں گواہ ہوتا ظلم پر اور یہ ہے کہ میں نہیں گواہ ہوتا اوپر میلان کرنے باپ کے بعض اولاد کے لیے بعض کو چھوڑ کر۔ اور اس میں نظر ہے کہ پوشیدہ نہیں اور رد کرتا ہے اس کو روایت میں کہ میں ناحق پر گواہ نہیں ہوتا اور حکایت کی ابن تین نے واودی سے کہ بعض مالکیہ نے حجت پکڑی ہے اجماع کے ساتھ اوپر خلاف ظاہر حدیث نعمان کے پھر اس کو اس پر رد کیا اور نیز استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ باپ کا اپنے بیٹے کے ہبہ میں رجوع کرنا صحیح ہے اور اسی طرح ماں کو۔ اور یہی ہے اکثر فقہا کا قول مگر مالکیہ نے ماں اور باپ کے درمیان فرق کیا ہے پس کہتے ہیں کہ جائز ہے ماں کے لیے یہ کہ رجوع کرے اگرچہ باپ زندہ ہو سوائے اس کے جب کہ مر جائے اور مقید کیا ہے انہوں نے باپ کو رجوع کو اس چیز کے ساتھ جب کہ بیٹے موہوب لہ نے نیا دین اختیا نہ کیا ہو یا نکاح نہ کیا ہو اور یہی قول ہے اسحٰق کا اور امام شافعی نے کہا ہے کہ باپ کو مطلق رجوع کرنا درست ہے اور احمد نے کہا کہ نہیں حلال ہے ہبہ کرنے والے کے لیے یہ کہ رجوع کرے اپنے ہبہ میں مطلقا۔ اور کوفہ والے کہتے ہیں کہ اگر موہوب لہ یعنی جس کو ہبہ کیا گیا چھوٹا ہو تو باپ کو رجوع کرنا درست نہیں اور اسی طرح اگر بڑا ہو اور ہبہ کو قبض کر لیا ہو تو بھی درست نہیں کہتے ہیں کہ اگر خاوند نے اپنی بیوی کو ہبہ کیا ہو یا بالعکس یا ذی رحم کے لیے ہبہ کیا ہو تو نہیں جائز ہے رجوع کرنا بیچ کسی چیز کے ان میں سے اور موافق ہوا ہے ان کو اسحٰق ذی رحم میں اور کہتا ہے کہ عورت کو رجوع کرنا جائز ہے بخلاف خاوند کے اور حجت ہر ایک کی اس سے دراز ہوتی ہے اور جمہور کی حجت باپ کے مستثنیٰ ہونے میں کہ اولاد اور اس کا مال اپنے باپ کا ہے پس یہ درحقیقت رجوع نہیں اور بر تقدیر ہونے اس کے رجوع کے پس اکثر اوقات تقاضہ کرتی ہے مصلحت ادب دینے کی اور مانند اس کی۔ اور نیز اس حدیث میں استحباب ہے الفت کی طرف بھائیوں کے درمیان اور ترک کرنا اس چیز کا کہ ان کے درمیان دشمنی ڈالے یا ماں باپ کی نافرمانی کو پیدا کرے اور یہ کہ ہبہ باپ کا اپنے چھوٹے بیٹے کے لیے جو اس کی پرورش میں ہو نہیں محتاج ہے قبض کی طرف اور یہ کہ اس میں گواہ کرنا بے پرواہ کرتا ہے قبض سے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اگر ہبہ سونا چاندی ہو تو ضرور ہے جدا کرنا اس کا اور ظاہر کرنا اس کا اور اس میں کراہت ہے شہادت کے اٹھانے سے اس چیز میں کہ مباح نہیں اور یہ کہ ہبہ میں گواہ کرنا درست ہے واجب نہیں۔ اور اس میں جواز میلان کرنے کا ہے بعض اولاد اور بیویوں کی طرف بعض کو چھوڑ کر اگرچہ واجب ہے برابری کرنی ان کے درمیان اس کے غیر میں۔ اور اس میں یہی ہے کہ جائز ہے امام اعظم کے لیے یعنی بڑے بادشاہ کے یہ کہ اٹھا دے گواہی کو اور اس کے فائدے کو ظاہر کرے یا تو اس لیے کہ حکم کرے بیچ اس کے ساتھ علم اپنے کے نزدیک اس کے جو اس کو جائز کہتا ہے یا ادا کرے اس کو نزدیک بعض نوابوں اپنے کے اور اس میں مشروعیت تحصیل کرنے حاکم اور مفتی کی اس چیز میں کہ احتمال استفصال کا رکھتی ہو پوچھنے کی وجہ سے حضرت ﷺ سے کہ کیا اس کے سوا تیری اولاد بھی ہے پس جب اس نے کہا کہ ہاں تو فرمایا کہ کیا تو نے سب کو اس کے برابر دیا ہے سو جب اس نے کہا نہیں تو فرمایا کہ میں گواہ نہیں ہوتا پس

اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر کہتے کہ ہاں تو البتہ گواہ ہوتے اور اس میں یہ بھی ہے کہ ہبہ کہ صدقہ کہنا جائز ہے اور یہ کہ جائز ہے امام کو کلام کرنا اولاد کی مصلحت میں اور جلدی کرنی طرف قبول کرنے حق کی اور حکم کرنا حاکم اور مفتی کا تقوی اللہ کے ہر حال میں۔ اور اس میں اشارہ ہے عاقبت کے برا ہونے کی طرف حرص کی اس لیے کہ اگر عمرہ راضی ہوتی اس چیز کے ساتھ کہ ہبہ کیا تھا اس کے خاوند نے اپنی اولاد کے لیے البتہ نہ رجوع کرتا اس کے بیچ پس جب سخت ہوئی اس کی بیچ اس کے ثابت کرنے کے تو اس کے باطل ہونے تک نوبت پہنچتی۔ اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے امام اعظم کے لیے یہ کہ رد کرے ہبہ اور وصیت کو اس سے کہ پہچانے اس سے بھاگنا بعض وارثوں سے۔ واللہ اعلم (فتح)

بَابُ الْإِشْهَادِ فِي الْهِبَةِ.

ہبہ میں گواہ کرنے کا بیان۔

۲۳۹۸۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ أَعْطَانِيْ أَبِيْ عَطِيَّةً فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا أَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ أَعْطَيْتُ ابْنِيْ مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً فَأَمَرَتْنِيْ أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهٗ.

۲۳۹۸۔ عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ منبر پر کہتا تھا کہ میرے باپ نے مجھ کو ایک چیز عطا کی تو عمرہ رواحہ کی بیٹی یعنی میری ماں نے کہا کہ میں راضی نہیں ہوتی یہاں تک کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرے یعنی اس ہبہ پر سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے اپنے بیٹے کو جو رواحہ کے پیٹ سے ہے ایک چیز ہبہ کی ہے اور اس نے مجھ کو کہا کہ میں آپ کو گواہ کروں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے باقی فرزندوں کو بھی اس کے برابر دیا ہے تو اس نے کہا کہ نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو سو بشیر پھر آیا اور اپنی بخشش کو پھیر لیا۔

بَابُ هِبَةِ الرَّجُلِ لِامْرَأَتِهٖ وَالْمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا قَالَ إِبْرَاهِيْمُ جَائِزَةٌ وَّقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لَا يَرْجِعَانِ وَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآئَهٗ فِيْ أَنْ يُّمَرَّضَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ وَقَالَ النَّبِيُّ

ہبہ کرنا مرد کا اپنی بیوی کا اور ہبہ کرنا بیوی کا اپنے خاوند کو۔ اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ جائز ہے یعنی پس نہیں رجوع ہے بیچ اس کے۔ یعنی عمرو بن عبد العزیز نے کہا کہ مرد اور عورت اپنے ہبہ میں رجوع نہیں کرتے۔ یعنی اور پروانگی چاہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے یہ کہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيْمَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهٖ هَبِيْ لِيْ بَعْضَ صَدَاقِكِ أَوْ كُلَّهٗ ثُمَّ لَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى طَلَّقَهَا فَرَجَعَتْ فِيْهِ قَالَ يَرُدُّ إِلَيْهَا إِنْ كَانَ خَلَبَهَا وَإِنْ كَانَتْ أَعْطَتْهُ عَنْ طِيْبِ نَفْسٍ لَيْسَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِهٖ خَدِيْعَةٌ جَازَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ﴾.

بیمار چھوڑے جائیں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں یعنی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ہبہ کی چیز کو پھیر لینے والا مانند کتے کی ہے کہ اپنی قے کو چاٹتا ہے۔ یعنی اور زہری نے اس شخص کے حق میں کہا جو اپنی عورت سے کہے کہ مجھ کو اپنا کچھ مہر یا کل مہر بخش دے یعنی سو اس نے اس کو بخش دیا پھر کچھ دن نہ گذرے کہ اس نے اس کو طلاق دے دی زہری نے کہا کہ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے اس کے ساتھ دغا بازی کی ہے تو اس کا مہر اس کو پھیر دے اگر عورت نے اس کو اپنی خوشی سے بخشا ہو اس میں کوئی دھوکہ نہ ہو تو جائز ہے وہ ہبہ اور نہیں واجب ہے پھیر دینا اس کا یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ پھر اگر عورتیں تم کو مہر میں سے کچھ چھوڑ دیں دل کی خوشی سے تو کھاؤ وہ رچتا پچتا۔

فائدہ: یعنی کیا جائز ہے کسی کے لیے ان دونوں میں سے رجوع کرنا اس میں۔ (فتح)

فائدہ: طحاوی نے روایت کی ہے کہ ابراہیم نے کہا کہ جب ہبہ کرے بیوی اپنے خاوند کے لیے یعنی کوئی چیز یا ہبہ کرے خاوند اپنی بیوی کے لیے تو ہبہ جائز ہے۔ اور نہیں جائز ہے کسی کے لیے دونوں میں سے یہ کہ رجوع کرے اپنے ہبہ میں۔

فائدہ: اور اس کے داخل ہونے کی وجہ اس ترجمہ میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے ہبہ کی وہ چیز کہ جس کے وہ مستحق تھی دونوں سے اور نہیں تھا ان کے لیے رجوع مستقبل میں۔ (فتح)

فائدہ: اور وجہ اس کے داخل ہونے کی ترجمہ میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہبہ پھیر لینے والے کی مطلق مذمت کی یعنی کسی کو خاص نہیں کیا پس خاوند اور بیوی اس کے عموم میں داخل ہیں۔ (فتح)

فائدہ: اور یہی ہے قول مالکیہ کا اگر قائم کرے عورت اس پر گواہ کو اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا قول اس میں مطلق قبول کیا جائے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جانبین سے رجوع کرنا درست نہیں اور شریح کا قول بھی زہری کے موافق ہے اور شافعی نے کہا کہ نہ پھیر دے اس کو کوئی چیز جب کہ دغا بازی کرے اس سے اگرچہ اس کو ضرر ہو اس آیت کی دلیل کی وجہ سے کہ نہیں گناہ ہے ان دونوں پر اس چیز میں کہ بدلہ دے اس کے ساتھ عورت۔ (فتح)

۲۳۹۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ الْأَرْضَ وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ. فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَذَكَرْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِيْ وَهَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ.

۲۳۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کو بیماری کی شدت ہوئی تو اپنی بیویوں سے اجازت چاہی کہ میرے گھر میں بیمار چھوڑے جائیں یعنی میرے گھر میں بیماری کاٹیں تو بیویوں نے آپ کو اجازت دی پس مردوں کے درمیان نکلے اس حال میں کہ آپ کے دونوں پاؤں زمین پر لکیر کھینچتے تھے یعنی زمین پر گھسٹتے جاتے تھے اور تھے درمیان عباس رضی اللہ عنہ کے اور درمیان ایک مرد کے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے۔

۲۴۰۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَقِيْءُ ثُمَّ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ.

۲۴۰۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی دی چیز کا پھیر لینے والا کتے کی مانند ہے جو اپنی قے کو پھر نگل جاتا ہے۔

بَابُ هِبَةِ الْمَرْأَةِ لِغَيْرِ زَوْجِهَا وَعِتْقِهَا إِذَا كَانَ لَهَا زَوْجٌ فَهُوَ جَائِزٌ إِذَا لَمْ تَكُنْ سَفِيْهَةً فَإِذَا كَانَتْ سَفِيْهَةً لَمْ يَجُزْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ أَمْوَالَكُمْ﴾.

ہبہ کرنا عورت کا اپنے خاوند کے غیر کے لیے۔ اور آزاد کرنا اس کا جب کہ ہو اس کے لیے خاوند پس وہ جائز ہے جب کہ نہ ہو بیوقوف اور بے عقل ہو تو جائز نہیں اللہ نے فرمایا اور مت پکڑا دو بے عقلوں کو اپنے مال۔

فائدہ: اور اس حکم کے ساتھ جمہور نے کہا ہے اور مخالفت کی ہے طاؤس نے اور کہا کہ مطلق منع ہے۔ اور مالک سے روایت ہے کہ نہیں جائز ہے اس کے لیے کہ دے بغیر اپنے خاوند کی اجازت کے اگرچہ ہوشیار ہو مگر تہائی سے۔ اور لیث سے روایت ہے کہ مطلق جائز نہیں مگر حقیر چیز میں اور جمہور کی دلیلیں کتاب اور سنت سے بہت ہیں اور حجت پکڑی گئی ہے طاؤس کے لیے عمرو بن شعیب کی حدیث سے کہ نہیں جائز ہے بخشنا عورت کا اپنے مال سے مگر اپنے

خاوند کی اجازت سے روایت کی یہ حدیث ابو داود اور نسائی نے اور ابن بطال نے کہا کہ باب کی حدیثیں صحیح تر ہیں او رمحمول کیا ہے مالک نے ان کو تھوڑی چیز پر اور ٹھہرائی اس کی حد تہائی اور جو اس سے کم ہو۔ (فتح)

۲۴۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَسْمَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لِيَ مَالٌ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ فَأَتَصَدَّقُ قَالَ تَصَدَّقِيْ وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعٰى عَلَيْكِ.

۲۴۰۱۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! نہیں میرے لیے مال مگر جو داخل کیا مجھ پر زبیر نے کہ پس میں خیرات کروں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خیرات کر اور نہ بند کر رکھ تو اللہ بھی تجھ پر بند کرے گا۔

فائدہ: یعنی بخیل مت بن اور مال کو جمع نہ کر اللہ کے راستے میں دیا کر اللہ بھی تجھ کو دے گا۔

۲۴۰۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنْفِقِيْ وَلَا تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ.

۲۴۰۲۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے راہ میں خرچ کیا کر اور گن گن کر مال کو نہ رکھ تو اللہ بھی تجھ کو گن کر دے گا اور مال کو بند نہ کر رکھ اللہ بھی تجھ سے بند کرے گا۔

۲۴۰۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ لَّيْثٍ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مَيْمُوْنَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً وَّلَمْ تَسْتَأْذِنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُهَا الَّذِيْ يَدُوْرُ عَلَيْهَا فِيْهِ قَالَتْ أَشَعَرْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنِّيْ أَعْتَقْتُ وَلِيْدَتِيْ قَالَ أَوَفَعَلْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ أَمَا إِنَّكِ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ. وَقَالَ بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ إِنَّ مَيْمُوْنَةَ أَعْتَقَتْ.

۲۴۰۳۔ کریب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی آزاد کی اور حضرت ﷺ سے اجازت لی سو جب اس کی باری کا دن ہوا جس میں کہ حضرت ﷺ اس کے پاس آتے تھے تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی آزاد کر دی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے آزاد کر دی اس نے کہا کہ ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبردار ہو اگر تو وہ لونڈی اپنے ماموں کو دیتی تو تیرا ثواب اس میں بہت بڑا ہوتا۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے رشتہ دار کو ہبہ کرنا افضل ہے آزاد کرنے سے اور تائید کرتی ہے اس کو سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ مسکین کو صدقہ دینا ایک صدقہ ہے اور رشتہ دار کو صدقہ دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی ہے یعنی اس میں دوہرا ثواب ہے لیکن اس سے لازم نہیں آتا کہ رشتہ دار کا ہبہ مطلق افضل ہے اس لیے کہ احتمال ہے کہ مسکین محتاج ہو اور نفع اس کا اس کے ساتھ متعدی ہو اور دوسرا بالعکس۔ اور نسائی کی روایت میں واقع ہوا ہے کہ پس کیوں نہیں دیا تو نے اس کو اپنے بھائی کی بیٹی کو کہ وہ اس کی بکریاں چراتی پس بیان کی وجہ روایت مذکورہ میں اور محتاج ہونا اس کے قرابتوں کا ہے طرف خادم کی اور نیز حدیث میں نہیں ہے حجت اس پر کہ برادری سے اچھا سلوک کرنا آزاد کرنے سے افضل ہے اس لیے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اور حق یہ ہے کہ یہ مختلف ہے حالات کے مختلف ہونے کے ساتھ جیسا کہ میں نے اس کی تقریر کی اور وجہ داخل ہونے میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ترجمہ میں یہ ہے کہ وہ ہوشیار تھی اور یہ کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے پہلے آزاد کی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عیب نہ پکڑا بلکہ اشارہ کیا اس کو طرف اس چیز کی کہ وہ افضل ہے پس اگر اس کا تصرف اپنے مال میں جائز نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے عتق کو باطل کرتے۔ (فتح)

۲۴۰۳۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰی أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَآئِهٖ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهٗ وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ رِضَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۴۰۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تھے اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے سو جس کے نام پر قرعہ نکلتا تھا اس کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور تھے تقسیم کرتے ہر عورت کے لیے ان میں سے دن اس کا اور رات اس کی یعنی ہر ایک کے گھر میں ایک ایک دن رات رہتے تھے سوائے سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ کے کہ اس نے اپنی باری کا دن رات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی چاہتی تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی ابتدا میں افک کا قصہ ہے اور اس کی پوری شرح سورہ نور کی تفسیر میں آئے گی۔ اور یہ جو فرمایا کہ ہر عورت کے لیے تقسیم کیا کرتے تھے تو اس کی پوری شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔ ابن بطال نے کہا کہ نہیں باب کی حدیثوں میں جو رد کرے امام مالک پر اس لیے کہ وہ حمل کرتا ہے اس کو اس چیز پر جو تہائی سے زیادہ ہو اور وہ

حمل جائز ہے اگر ثابت ہو مدعی پر اور وہ یہ ہے کہ نہیں جائز ہے اس کو تصرف اس چیز میں کہ تہائی سے زیادہ ہو مگر اپنے خاوند کی اجازت سے اس چیز کے لیے کہ اس میں تطبیق ہے درمیان دلیلوں کے۔(فتح)

بَابُ بِمَنْ يُبْدَأُ بِالْهَدِيَّةِ وَقَالَ بَكْرٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً لَهَا فَقَالَ لَهَا وَلَوْ وَصَلْتِ بَعْضَ أَخْوَالِكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ.

ہدیہ کے ساتھ کس سے شروع کیا جائے یعنی جب کئی مستحق ہوں تو کس کو مقدم کیا جائے۔ یعنی کریب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی آزاد کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اگر تو اس کے ساتھ اپنے ماموں سے سلوک کرتی تو تیرا ثواب اس میں بہت بڑا ہوتا۔

فائدہ: اس حدیث میں برابر ہونا ہے بیچ صفت کے استحقاق سے یعنی صدقہ کے مستحق ہونے میں دونوں برابر ہیں پس مقدم کیا جائے گا قریب اجنبی پر۔(فتح)

۲۴۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٍ مِنْ بَنِي تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي قَالَ إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا.

۲۴۰۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے دو ہمسائے ہیں تو میں دونوں سے کس کی طرف تحفہ بھیجوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا دروازہ تجھ سے بہت قریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں برابر ہونا ہے صفتوں میں پس مقدم کیا جائے گا جو قریب تر ہے ذات میں۔(فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَقْبَلِ الْهَدِيَّةَ لِعِلَّةٍ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَانَتِ الْهَدِيَّةُ فِي زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً وَّالْيَوْمَ رِشْوَةً.

باب جو نہیں قبول کرتا صدقے کو علت کی وجہ سے۔ یعنی اور عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ ہدیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہدیہ تھا اور آج کے دن رشوت ہے۔

فائدہ: یعنی ساتھ کسی سبب کہ کہ فائدے ہو اس سے شک مانند قرض کی اور مانند اس کی یعنی جیسے قرض دار اپنے قرض خواہ کو ہدیہ بھیجے۔(فتح)

فائدہ: پوری روایت اس طرح ہے کہ عمر بن عبد العزیز کو سیب کی خواہش ہوئی پس نہ پائی اس نے اپنے گھر میں کوئی

چیز کہ اس سے سیب خریدے پس ہم اس کے ساتھ سوار ہوئے پس اس کو کچھ لڑکے سیبوں کے طشتوں سے ملے اور اس نے اس میں سے ایک سیب لیا اور اس کو سونگھا اور پھر طشتوں میں پھیر دیا تو میں نے اس کو اس باب میں کہا اس نے کہا کہ مجھ کو ان کی حاجت نہیں میں نے کہا کہ کیا نہ تھے حضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ قبول کرتے ہدیہ کو تو اس نے کہا کہ وہ ان کے لیے ہدیہ تھا اور عاملوں کے لیے ان کے بعد رشوت ہے۔ اور رشوت وہ ہے کہ لے جائے بغیر عوض کے اور اس کے لینے والے پر عیب کیا جائے۔ اور ابن عربی نے کہا کہ رشوت ہر وہ مال ہے کہ دیا جائے تا کہ طلب کی جائے اس کے ساتھ ذی جاہ سے مدد اس چیز پر کہ نہیں حلال ہے اور مرتشی لینے والا اس کا ہے اور راشی دینے والا اس کا ہے اور رائش وسط ہے اور تحقیق ثابت ہو چکی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث لعنت کرنے میں راشی اور مرتشی میں اور ایک روایت میں رائش اور راشی کا ذکر ہے۔ پھر ابن عربی نے کہا کہ جو تحفہ بھیجتا ہو نہیں خالی ہے اس سے کہ یا تو اس کو مہدی الیہ کی دوستی مقصود ہوتی ہے یا اس کی مدد یا اس کا مال اور سب سے افضل پہلا ہدیہ ہے یعنی جس میں صرف دوستی مقصود ہوتی ہے اور تیسرا جائز ہے اس لیے کہ وہ امید کرتا ہے اس کے ساتھ زیادتی کی نیک وجہ پر اور کبھی مستحق ہوتا اگر ہو محتاج اور ہدیہ بھیجنے والا نہ تکلف کرے نہیں تو مکروہ ہوتا ہے اور کبھی ہوتا ہے سبب دوستی کے لیے اور اس کے عکس کی۔ رہی دوسری قسم پس اگر ہو گناہ کے لیے تو نہیں حلال ہے اور وہ رشوت ہے اور اگر اطاعت اور بندگی کے لیے ہو تو مستحب ہے اور اگر کسی جائز کام کے لیے ہو تو جائز ہے۔ لیکن اگر مہدی لہ حاکم نہ ہو اور اعانت ظلم کو روکنے کے لیے یا حق کے پہنچانے کے لیے ہو تو جائز ہے مگر مستحب ہے اس کو ترک کرنا۔ اور اگر حاکم ہو تو حرام ہے اور بیچ معنی اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو عمر بن عبدالعزیز نے حدیث مرفوع ہے کہ عاملوں کے ہدیے غلول ہیں یعنی مال غنیمت میں خیانت کرنا۔ (فتح)

۲۴۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ أَنَّهُ أَهْدٰى لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارَ وَحْشٍ وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهُ قَالَ صَعْبٌ فَلَمَّا عَرَفَ فِيْ وَجْهِيْ رَدَّهُ هَدِيَّتِيْ

۲۴۰۶۔ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے تھا کہ اس نے ایک جنگلی گدھا حضرت ﷺ کے پاس تحفہ بھیجا اور حضرت ﷺ ابواء یا ودان میں تھے یہ نام ہیں دو جگہوں کے پاس جحفہ کے اور حضرت ﷺ احرام باندھے تھے سو حضرت ﷺ نے اس کو پھیر دیا۔ صعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب حضرت ﷺ نے میرے ہدیے کے پھیر دینے سے میرے چہرے میں ملال دیکھا تو فرمایا کہ ہماری طرف سے آج تجھ کو پھیر دینا نہیں لیکن ہم تو احرام باندھے ہیں۔

قَالَ لَيْسَ بِنَا رَدٌّ عَلَيْكَ وَلٰكِنَّا حُرُمٌ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحج میں گذر چکی ہے۔

۲۴۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْأُتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِيْ قَالَ فَهَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْهِ أَوْ بَيْتِ أُمِّهٖ فَيَنْظُرَ يُهْدٰى لَهٗ أَمْ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِّنْهُ شَيْئًا إِلَّا جَآءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهٗ عَلٰى رَقَبَتِهٖ إِنْ كَانَ بَعِيْرًا لَهٗ رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ بِيَدِهٖ حَتّٰى رَأَيْنَا عُفْرَةَ إِبْطَيْهِ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا.

۲۴۰۷۔ ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ازدی مرد کو زکوۃ کے تحصیل کرنے پر عامل کیا اس کو ابن اتبیہ کہتے تھے سو جب آیا تو کہنے لگا کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ مجھ کو ہدیہ ملا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہ بیٹھا اپنے باپ یا ماں کے گھر میں پس دیکھتا کہ اس کو ہدیہ بھیجا جاتا ہے یہ ملتا ہے یا نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ نہ لے گا اس سے کوئی آدمی کچھ مگر کہ اس کو قیامت کے دن آئے گا اس کے ساتھ اس حال میں کہ اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوگا اگر اونٹ ہوگا تو اس کے لیے آواز ہوگی اور اگر گائے ہوگی تو اس کے لیے بھی آواز ہوگی یا بکری آواز کرتی ہوگی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھایا یہاں تک کہ ہم نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

فائدہ: مطابقت ان دونوں حدیثوں کی باب ظاہر ہے۔ اور رہی حدیث صعب کی پس تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا علت کو بیچ نہ قبول کرنے ہدیے کے۔ اس لیے کہ آپ احرام باندھے تھے اور محرم نہیں کھاتا جو کہ اس کے لیے شکار کیا جائے اور استنباط کیا ہے اس سے مہلب نے پھیر دینا ہدیہ اس شخص کا جس کا مال حرام ہو یا ظلم کے ساتھ معروف ہو۔ اور رہی حدیث ابو حمید کی پس اس لیے کہ عیب لگایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن اتبیہ پر اس کے ہدیے کو قبول کرنے پر جو بھیجا گیا اس کی طرف اس لیے کہ وہ عامل تھا۔ اور یہ جو فرمایا کہ کیوں نہ بیٹھا اپنی ماں کے گھر میں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس حالت میں اس کو تحفہ دیا جائے تو مکروہ نہیں اس لیے کہ وہ بغیر شک کے ہوگا ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عاملوں کے ہدیوں کو بیت المال میں رکھا جائے اور یہ کہ عامل اس کا مالک نہیں ہوتا مگر یہ کہ طلب کرے اس کو اس کے لیے امام۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَهَبَ هِبَةً أَوْ وَعَدَ عِدَةً ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ أَنْ تَصِلَ إِلَيْهِ وَقَالَ عَبِيْدَةُ إِنْ

جب کوئی چیز بخشے یا وعدہ کرے ہبہ کا پھر مر جائے پہلے اس کے کہ پہنچے وہ چیز طرف موہوب لہ کی۔ یعنی عبیدہ

مَّاتَ وَكَانَتْ فُصِلَتِ الْهَدِيَّةُ وَالْمُهْدٰى لَهٗ حَیٌّ فَهِیَ لِوَرَثَتِهٖ وَإِنْ لَّمْ تَكُنْ فُصِلَتْ فَهِیَ لِوَرَثَةِ الَّذِیْ اَهْدٰى وَقَالَ الْحَسَنُ اَیُّهُمَا مَاتَ قَبْلُ فَهِیَ لِوَرَثَةِ الْمُهْدٰى لَهٗ إِذَا قَبَضَهَا الرَّسُوْلُ.

نے کہا کہ اگر ہدیہ دینے والا مر جائے اور ہدیہ کو اپنے مال سے جدا کر دیا ہو یعنی مہدی لہ نے اس کو قبض کر لیا ہو اور حالانکہ مہدی لہ زندہ ہو یعنی وقت قبض کی تو وہ ہدیہ مہدی لہ کے وارثوں کے لیے ہے اور اگر اس کو اپنے مال سے جدا نہ کیا تھا تو وہ دینے والے کے وارثوں کے لیے ہے یعنی اور حسن نے کہا کہ جو ان دونوں میں سے پہلے مر جائے پس وہ ہدیہ مہدی لہ کے وارثوں کے لیے ہے جب کہ قبض کرے اس کو ایلچی اس کا۔

فائدہ: اسماعیلی نے کہا کہ یہ ترجمہ کسی حال سے ہبہ میں داخل نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ یہ قول اس کا بنابر اس کے ہے کہ نہیں صحیح ہے ہبہ مگر قبض کے ساتھ نہیں تو ہبہ نہیں اور یہ اس کے مذہب کا مقتضی ہے۔ لیکن جو کہتا ہے کہ وہ بدون قبض کے ہے صحیح ہے نام رکھتا ہے اس کا ہبہ۔ اور شاید کہ بخاری نے اس طرف میلان کیا ہے اور اختلاف کا بیان آئندہ باب میں آئے گا۔ ابن بطال نے کہا کہ نہیں مروی ہے کسی سے سلف میں سے واجب ہونا قضا کا ساتھ وعدے کے یعنی مطلقا اور سوائے اس کے نہیں کہ نقل کیا گیا ہے مالک سے کہ واجب ہوتا ہے اس سے جو کہ ہو سبب سے۔ (فتح)

فائدہ: یہ پھرنا ہے اس سے طرف اس کی کہ قبض کرنا ایلچی کا مہدی الیہ کے قائم مقام ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ہدیہ نہیں منتقل ہوتا مہدی الیہ کی طرف مگر یہ کہ وہ خود اس کو قبض کرے یا وکیل اس کا۔ (فتح)

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ کہا مالک نے مانند قول حسن کی اور احمد اور اسحٰق نے کہا کہ اگر ہدیہ دینے والے کے ایلچی نے اس کو اٹھایا ہو اور اگر اس کو مہدی الیہ کے ایلچی نے اٹھایا تو وہ اس کے وارثوں کا ہے تو عبیدہ کے قول کے معنی میں ایک حدیث بھی آ چکی ہے روایت کیا ہے اس کو احمد اور طبرانی نے ام کلثوم بنت ام سلمہ سے کہ جب حضرت ﷺ نے ام سلمہ سے نکاح کیا تو اس کو فرمایا کہ میں نے نجاشی بادشاہ حبشہ کی طرف ایک حلہ اور مشک کے اوقیے ہدیہ بھیجے تھے اور میں نہیں دیکھتا نجاشی کو مگر کہ مر گیا اور میں نہیں دیکھتا اپنے ہدیہ کو مگر کہ پھیرا گیا میری طرف پس اگر مجھ پر پھیرا گیا تو وہ تیرے لیے ہے۔ (فتح)

۲۴۰۸۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَیْنِ

۲۴۰۸۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح یعنی انگلی بھر بھر کر تین بار دوں گا سو بحرین سے مال نہ آیا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا یعنی پھر جب صدیق

أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا ثَلَاثًا فَلَمْ يَقْدَمْ حَتّٰى تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ أَبُوْ بَكْرٍ مُنَادِيًا فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَدَنِيْ فَحَثٰى لِيْ ثَلَاثًا.

اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے پکارنے والے کو حکم کیا سو اس نے لوگوں میں پکارا کہ جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو یا جس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض ہو تو ہمارے پاس آ کر ظاہر کرے سو میں ان کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مال دینے کا وعدہ کیا تھا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو تین لپیں بھر کر دیں۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب فرض الخمس میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسماعیلی نے کہا کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا وہ ہبہ نہیں تھا بلکہ وہ وعدہ تھا وصف پر یعنی دونوں ہاتھ بھر بھر کر لیکن جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کا خلاف ہونا جائز نہیں تو اتارا انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کو بجائے ضمان کے صحت میں فرق کرنے کے لیے درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے اس شخص سے کہ جائز ہے کہ وفا کرے یا نہ کرے۔ میں کہتا ہوں کہ وجہ وارد کرنے اس کے کی یہ ہے کہ اس نے اتارا ہے ہدیہ کو جب کہ نا قبض کیا جائے بجائے وعدے کے۔ اور تحقیق حکم کیا ہے اللہ نے وعدے کو پورا کرنے کا لیکن جمہور کہتے ہیں کہ وہ ندب پر محمول ہے۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ يُقْبَضُ الْعَبْدُ وَالْمَتَاعُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كُنْتُ عَلٰى بَكْرٍ صَعْبٍ فَاشْتَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ.

کس طرح قبض کیا جائے غلام اور متاع کو۔ یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تھا میں سوار ایک اونٹ بہت بھڑکنے والے پر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خریدا اور فرمایا کہ وہ تیرے لیے ہے اے عبداللہ۔

فائدہ: یعنی جو کہ بخشا گیا ہے ابن بطال نے کہا کہ کیفیت قبض کی علماء کے نزدیک ساتھ سپرد کرنے وہب کے ہے اس چیز کی موہوب لہ کی طرف اور گھیرنا موہوب لہ کا اس کے لیے کہا اس نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ شرط صحت ہبہ کی سے گھیرنا ہے یا نہیں۔ پس حکایت کی اس نے خلاف کے اور تحریر اس کی یہ ہے کہ جمہور کا قول یہ ہے کہ وہ تمام نہیں ہوتا مگر ساتھ قبض کے۔ اور قدیم سے ہے کہ محض عقد سے صحیح ہو جاتا ہے اگرچہ نہ قبض کیا جائے اور یہی قول ہے ابو ثور اور داود کا اور احمد سے روایت ہے کہ صحیح ہوتا ہے بغیر قبض کے معین چیز میں نہ کہ عام چیز میں اور مالک سے بھی قدیم کی طرح روایت ہے اس نے کہا کہ قبض سے پہلے مر جائے اور تہائی سے زیادہ ہو تو وہ وارث کی اجازت کا محتاج ہے پھر ترجمہ کیفیت میں ہے نہ اصل عقد میں گویا کہ اس نے اشارہ کیا اس شخص کے قول کی طرف جو کہتا ہے کہ ہبہ میں شرط ہے حقیقت قبض کی نہ تخلیہ ہے۔ (فتح)

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب البیوع میں گذر چکی ہے۔

۲۴۰۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ مِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةً وَّلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَقَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِيْ قَالَ فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَآءٌ مِنْهَا فَقَالَ خَبَأْنَا هٰذَا لَكَ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ.

۲۴۰۹۔مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے قبا تقسیم کیے اور ان میں سے مخرمہ کو کچھ نہ دیا تو مخرمہ نے کہا کہ اے میرے چھوٹے بیٹے مجھے حضرت ﷺ کے پاس لے چل تو میں اس کے ساتھ چلا تو مخرمہ نے کہا کہ اندر جا اور حضرت ﷺ کو میرے لیے بلا تو میں نے حضرت ﷺ کو ان کے لیے بلایا تو حضرت ﷺ اس کی طرف نکلے اور حضرت ﷺ پر ان میں سے ایک قبا تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ قبا ہم نے تیرے لیے چھپا رکھی ہے تو مخرمہ نے اس کو دیکھا اور اس کو لیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا مخرمہ راضی ہوا؟ یعنی کیا تو مخرمہ راضی ہوگیا یا مخرمہ راضی ہوا؟

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔

بَابُ إِذَا وَهَبَ هِبَةً فَقَبَضَهَا الْاٰخَرُ وَلَمْ يَقُلْ قَبِلْتُ.

یعنی اگر کوئی کسی کو کچھ بخشے اور دوسرا یعنی جس کو وہ چیز بخشی گئی اس کو قبض کرے اور نہ کہے کہ میں نے قبول کی۔

فائدہ: یعنی تو یہ جائز ہے۔اور نقل کیا ہے ابن بطال نے اس میں علماء کا اتفاق۔اور یہ کہ قبض کرنا ہبہ میں وہ نہایت قبول کرنا ہے اور غافل ہوا ہے ابن بطال شافعی کے مذہب سے کیونکہ شافعیہ ہبہ میں قبول کی شرط لگاتے ہیں یعنی اس میں یہ کہنا شرط ہے کہ میں نے قبول کیا سوائے ہدیہ کے مگر یہ کہ ہبہ ضمنیہ جیسا کہ کہے کہ اپنا غلام میری طرف سے آزاد کردے پس وہ اس کی طرف سے آزاد کردے پس تحقیق ہوتا ہے اس کے ملک میں بطور ہبہ کے اور اس کی طرف سے آزاد ہو جاتا ہے اور نہیں شرط ہے قبول کرنا اور مقابل اطلاق ابن بطال کے قول ماوردی کا ہے کہ کہا کہ حسن نے کہا کہ نہیں معتبر ہے قبول کرنا ہبہ میں مانند عتق کی اور کہا کہ یہ قول ہے کہ اس میں وہ تمام علماء کے مخالف ہوا ہے مگر یہ کہ مراد ہدیہ ہو علاوہ ازیں بیچ شرط ہونے قبول کے ہدیہ میں ایک وجہ ہے شافعیہ کے نزدیک۔(فتح)

۲۴۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ

۲۴۱۰۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں ہلاک ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہلاک ہونے کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا کہ میں رمضان میں اپنی بیوی پر گرا یعنی اس سے صحبت کی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو گردن پاتا ہے کہ اس کو

فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ وَقَعْتُ بِأَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيْعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ بِعَرَقٍ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فِيْهِ تَمْرٌ فَقَالَ اذْهَبْ بِهٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ عَلٰى أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا قَالَ اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ.

آزاد کرے؟ اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ پس تو طاقت رکھتا ہے کہ روزے رکھے دو مہینے کے پے درپے اس نے کہا کہ نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اس نے کہا کہ میں طاقت نہیں رکھتا ایک انصاری مرد ایک عرق (ایک ٹوکرا ہوتا ہے کھجوروں کے پتوں کا اس میں پندرہ چوسیری کھجوریں سماتی ہیں) لایا جس میں کھجوریں تھیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لے اور صدقہ کر یعنی محتاجوں کو دے تو اس نے کہا کہ کیا میں اس پر صدقہ کروں جو ہم سے زیادہ محتاج ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا مدینے کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان ہم میں سے زیادہ کوئی محتاج نہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا اور وہ ٹوکرا اپنے گھر والوں کو کھلا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الصیام میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے کھجوریں اس مرد کو دیں اور اس نے اس کو قبض کیا اور یہ نہ کہا کہ میں نے اس کو قبول کیا پھر فرمایا کہ جا اور اپنے گھر والوں کو کھلا۔ اور جو قبول کی شرط لگاتا ہے اس کے لیے جائز ہے کہ کہے کہ یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے پس نہیں حجت ہے اس میں اور نہیں تصریح کی اس میں قبول اور نہ اس کی نفی کے ساتھ۔ اور اعتراض کیا ہے اسماعیل نے اس کے ساتھ کہ حدیث میں یہ بات نہیں کہ وہ ہبہ تھا بلکہ شاید وہ صدقہ تھا تو حضرت ﷺ تقسیم کرنے والے ہوں گے نہ دینے والے اور پہلے گذر چکا ہے کہ یہ صدقہ کا مال تھا۔ اور شاید بخاری نے میلان کیا ہے اس طرف کہ اس میں کچھ فرق نہیں۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَهَبَ دَيْنًا عَلٰى رَجُلٍ قَالَ شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ هُوَ جَائِزٌ وَّوَهَبَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لِرَجُلٍ دَيْنَهٗ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ عَلَيْهِ حَقٌّ فَلْيُعْطِهٖ أَوْ لِيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ فَقَالَ جَابِرٌ قُتِلَ أَبِيْ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ

جب کوئی مرد اپنا قرض بخش دے اس کو جس پر اس کا قرض ہو۔ یعنی اور شیبہ نے حکم سے کہا کہ وہ جائز ہے یعنی بخشنا قرض کا قرض دار کو۔ یعنی اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے ایک قرض دار کو قرض بخش دیا یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس پر کسی مسلمان کا حق ہو تو چاہیے کہ اس کو دے دے یا اس کو بخشوا لے اور یعنی

فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُرَمَآئَهُ أَنْ يَّقْبَلُوْا ثَمَرَ حَآئِطِيْ وَ يُحَلِّلُوْا أَبِيْ

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا باپ شہید ہوا اور اس پر قرض تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قرض خواہوں سے کہا کہ میرے باپ کی کھجوریں قبول کریں اور باقی قرض میرے باپ کو بخش دیں۔

فائدہ: یعنی تو صحیح ہے اور اگرچہ نہ قبض کیا ہو اس نے اس کو اس سے۔ ابن بطال نے کہا کہ نہیں ہے اختلاف علماء کے درمیان بیچ صحت بری کرنے کے قرض سے جب کہ وہ بری ہونے کو قبول کرے اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر اس کا ایک مرد پر قرض ہو اور وہ اپنا وہ قرض دوسرے کسی کو بخش دے تو یہ صحیح ہے یا نہیں۔ سو جو ہبہ کے صحیح ہونے میں قبض کو شرط کہتا ہے اس کو صحیح نہیں کہتا اور جو شرط نہیں کرتا وہ اس کو صحیح کہتا ہے لیکن شرط کی ہے مالک نے یہ کہ سپرد کرے اس کی طرف قرض کے وثیقہ کو اور گواہ کرے اس کے لیے ساتھ اس کے اپنی جان پر یا گواہی دے اس کے ساتھ اور اطلاع دے اس کو اگر نہ ہو اس کے ساتھ وثیقہ۔ اور شافعیہ کے نزدیک اس میں ایک وجہ ہے اور جزم کیا ہے ماوردی نے باطل ہونے کے ساتھ اور صحیح کہا ہے اس کو غزالی نے اور جو اس کے تابع ہے اور عمران وغیرہ نے اس کو صحیح کہا ہے کہتے ہیں کہ خلاف مرتب ہے بیع پر پس اگر ہم کہیں کہ قرض کا بیچنا غیر قرض دار کے ہاتھ میں صحیح ہے تو ہبہ بطرق اولی جائز ہوگا اور اگر ہم اس کو منع کریں تو ہبہ میں دو وجہیں ہیں۔ (فتح)

فائدہ: وجہ دلالت کی اس حدیث سے ہبہ کے قرض کے جواز کے لیے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برابری کی درمیان اس کے کہ دے اس کو یا اس سے بخشا لے اور نہ شرط لگائی بخشا لینے میں قبض کو۔ (فتح)

٢٤١١۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيَ ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيْدًا فَاشْتَدَّ الْغُرَمَآءُ فِيْ حُقُوْقِهِمْ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمْتُهُ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يَّقْبَلُوْا ثَمَرَ حَآئِطِيْ وَيُحَلِّلُوْا أَبِيْ فَأَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَآئِطِيْ وَلَمْ يَكْسِرْهُ لَهُمْ

٢٤١١۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ جنگ احد کے دن شہید ہوئے تو قرض خواہوں نے اپنے حق کا سخت تقاضہ کیا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو میں نے آپ سے کلام کیا کہ قرض خواہوں نے سخت تقاضا کیا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ میرے باغ کا سب میوہ قبول کریں اور باقی قرض میرے باپ کو بخش دیں تو انہوں نے نہ مانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو میرا باغ نہ دیا یعنی اس کا میوہ اور نہ اس کو ان کے لیے درختوں سے توڑا یعنی اس کو ان پر تقسیم نہ کیا لیکن فرمایا کہ میں کل صبح کو تیرے پاس آؤں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو ہمارے پاس تشریف لائے اور کھجوروں

وَلٰكِنْ قَالَ سَأَغْدُوْ عَلَيْكَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَغَدَا عَلَيْنَا حِيْنَ أَصْبَحَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ وَدَعَا فِيْ ثَمَرِهٖ بِالْبَرَكَةِ فَجَدَدْتُهَا فَقَضَيْتُهُمْ حُقُوْقَهُمْ وَبَقِيَ لَنَا مِنْ ثَمَرِهَا بَقِيَّةٌ ثُمَّ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فَأَخْبَرْتُهٗ بِذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ اسْمَعْ وَهُوَ جَالِسٌ يَّا عُمَرُ فَقَالَ أَلَّا يَكُوْنُ قَدْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهِ إِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ.

کے درختوں میں گھومے اور ان کے میوے میں برکت کی دعا کی پھر میں نے ان کو کاٹا سو میں نے ان کا سب حق ان کو ادا کردیا اور ان کا کچھ میوہ ہمارے لیے باقی رہا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ کو اس کی خبر دی تو حضرت ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا اور حالانکہ وہ بیٹھے تھے کہ اے عمر سن تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ برکت کیوں نہ ہو تحقیق ہم نے جانا ہے کہ آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں قسم ہے اللہ کی آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں۔

فائدہ: پکڑا جاتا ہے ترجمہ اس قول سے کہ حضرت ﷺ نے ان کے قرض خواہوں سے کہا کہ اس کے باغ کا میوہ قبول کریں اور باقی قرض معاف کردیں پس اگر وہ قبول کرتے تو باقی قرض سے اس کا ذمہ پاک ہو جاتا اور ہوتا ترجمہ کے معنی میں۔ اور قرض کا ہبہ کرنا ہے اور اگر یہ جائز نہ ہوتا تو حضرت ﷺ اس کو طلب نہ کرتے۔ (فتح)

بَابُ هِبَةِ الْوَاحِدِ لِلْجَمَاعَةِ وَقَالَتْ أَسْمَآءُ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَابْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ وَرِثْتُ عَنْ أُخْتِيْ عَائِشَةَ مَالًا بِالْغَابَةِ وَقَدْ أَعْطَانِيْ بِهٖ مُعَاوِيَةُ مِائَةَ أَلْفٍ فَهُوَ لَكُمَا.

باب ہے بیان میں ہبہ کرنے ایک شخص کے جماعت کے لیے یعنی اور اسماء نے قاسم بن محمد اور ابن ابی عتیق کو کہا کہ میں وارث ہوئی ہوں اپنی بہن عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک مال کی غابہ میں کہ نام ہے ایک جگہ کا پاس مدینے کے اور معاویہ نے مجھ کو اس کے بدلے ایک لاکھ درہم یا دینار دیا ہے پس وہ سب تمہارے لیے ہے۔

فائدہ: یعنی جائز ہے اگرچہ مشترک چیز ہو۔ ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری کی غرض یہ ثابت کرنا ہے کہ مشترک چیز کا ہبہ کرنا درست ہے اور یہی قول جمہور کا ہے برخلاف ابو حنیفہ کے اسی طرح مطلق چھوڑا ہے اس نے اس کو اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ وہ اپنے اطلاق پر نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ فرق کیا جاتا ہے مشترک چیز کے ہبہ میں اس چیز کے کہ تقسیم ہو سکے اور درمیان اس کے جو تقسیم نہ ہو سکے اور اعتبار ساتھ اس کے وقت قبض کے ہے نہ کہ وقت عقد کے۔ (فتح)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مشترک چیز کا ہبہ کرنا درست ہے۔

۲۴۱۲۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ إِنْ أَذِنْتَ لِي أَعْطَيْتُ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِأُوثِرَ بِنَصِيبِي مِنْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَدًا فَتَلَّهُ فِي يَدِهِ.

۲۴۱۲۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور آپ کی دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور آپ کی بائیں طرف بوڑھے لوگ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے کہا کہ اگر تو مجھے اجازت دے تو میں ان کو دوں تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوں میں کہ مقدم کروں کسی کو اپنے حصے پر کہ میں نے آپ سے پایا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ اس کے ہاتھ میں دیا۔

فائدہ: یہ حدیث شرب میں گزر چکی ہے اور اس کی پوری شرح اشربہ میں آئے گی۔ اور اسماعیلی نے کہا کہ حدیث ترجمہ کے موافق نہیں اور یہ بطور افاقت کے ہے اور حق جیسا کہ ابن بطال نے کہا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے سوال کیا یہ کہ اپنا حصہ بوڑھوں کو بخشے اور اس کا حصہ اس سے مشترک تھا جدا نہ ہوا تھا پس معلوم ہوا کہ مشترک چیز کا ہبہ کرنا درست ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ الْهِبَةِ الْمَقْبُوضَةِ وَغَيْرِ الْمَقْبُوضَةِ وَالْمَقْسُومَةِ وَغَيْرِ الْمَقْسُومَةِ وَقَدْ وَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ لِهَوَازِنَ مَا غَنِمُوا مِنْهُمْ وَهُوَ غَيْرُ مَقْسُومٍ.

باب ہے بیان میں ہبہ مقبوضہ اور غیر مقبوضہ کے اور مقسومہ اور غیر مقسومہ کے۔ یعنی تحقیق ہبہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے اصحاب نے ہوازن کے لیے وہ چیز کہ غنیمت لائی تھی ان سے اور وہ تقسیم نہ ہوئی تھی۔

فائدہ: جہاں تک ہبہ مقبوضہ کی بات ہے یعنی اس چیز کا ہبہ کرنا جو کہ ہبہ کرنے والے کے قبضے میں ہو پس گزر چکا ہے اس کا حکم یعنی پہلے بابوں میں۔ اور رہی غیر مقبوضہ کی بات پس قبض سے مراد قبض حقیقی ہے اور رہا قبض تقدیری پس نہیں ہے کوئی چارہ اس سے اس لیے کہ جس چیز کو ذکر کیا ہے اس نے ہبہ غنیمت کرنے والوں میں سے ہوازن کے ایلچیوں کے لیے وہ چیز کہ غنیمت لائے تھے اس کو پہلے اس سے کہ تقسیم کریں ان کے درمیان اور قبض کریں اس کو پس اس میں نہیں ہے حجت ہبہ کے صحیح ہونے پر بغیر قبض کے اس لیے کہ قبض کرنا ان کا ان کو باعتبار تقدیر کے واقع ہوا تھا یا باعتبار گھیرنے ان کے ان کے لیے مشترک پر۔ ہاں بعض علماء کہتے ہیں کہ شرط ہے ہبہ میں واقع ہونا قبض حقیقی کا اور نہیں کفایت کرتا قبض تقدیری بخلاف بیع کے اور وہ ایک وجہ ہے شافعیہ کے لیے۔ اور رہا ہبہ کرنا مقسوم چیز کا پس اس کا حکم واضح ہے۔ اور رہا ہبہ کرنا اس چیز کا کہ تقسیم نہیں ہوئی پس یہ مقصود ہے اس جگہ ساتھ اس ترجمہ کے اور یہ مسئلہ

ہبہ مشاع کا ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ہبہ مشترک چیز کا درست ہے خواہ شریک کے لیے ہو یا اس کے غیر کے لیے، برابر ہے تقسیم ہو یا تقسیم نہ ہو اور ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ نہیں صحیح ہے چیز کا اس چیز سے کہ تقسیم کی جائے مشترک ہونے کی حالت میں نہ شریک سے نہ اس کے غیر سے۔ (فتح)

فائدہ: یہ قول بخاری کے اجتہاد سے ہے۔

٢٤١٣۔ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَضَانِيْ وَزَادَنِيْ.

۲۴۱۳۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں آیا تو آپ نے میرا حق مجھ کو ادا کیا اور کچھ مجھ کو اس پر زیادہ دیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشروط میں آئے گی۔

٢٤١٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيْرًا فِيْ سَفَرٍ فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَوَزَنَ قَالَ شُعْبَةُ أُرَاهُ فَوَزَنَ لِيْ فَأَرْجَحَ فَمَا زَالَ مَعِيْ مِنْهَا شَيْءٌ حَتّٰى أَصَابَهَا أَهْلُ الشَّأْمِ يَوْمَ الْحَرَّةِ.

۲۴۱۴۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک سفر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اونٹ بیچا سو جب ہم مدینے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں آ اور دو رکعت نماز پڑھ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے مول تولا اور زیادہ تولا پس ہمیشہ رہی اس سے ساتھ میرے کوئی چیز یہاں تک کہ پہنچے اس کو اہل شام دن حرہ کے یعنی جس دن کہ یزید نے اہل مدینہ سے لڑائی کی تھی۔

٢٤١٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ غُلَامٌ وَّعَنْ يَّسَارِهٖ أَشْيَاخٌ فَقَالَ لِلْغُلَامِ أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ أُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ لَا وَاللّٰهِ لَا أُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ أَحَدًا فَتَلَّهٗ فِيْ يَدِهٖ.

۲۴۱۵۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور آپ کی داہنی طرف ایک لڑکا تھا اور آپ کی بائیں طرف بوڑھے لوگ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے کہا کہ کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں دودھ ان کو دوں تو لڑکے نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں مقدم کروں گا میں کسی کو اپنے حصے پر جو میں نے آپ سے پایا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ اس کو دیا۔

فائدہ: اس حدیث کی توجیہ پہلے گذر چکی ہے۔

٢٤١٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ دَعُوْهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَقَالَ اشْتَرُوْا لَهُ سِنًّا فَأَعْطُوْهَا إِيَّاهُ فَقَالُوْا إِنَّا لَا نَجِدُ سِنًّا إِلَّا سِنًّا هِيَ أَفْضَلُ مِنْ سِنِّهِ قَالَ فَاشْتَرُوْهَا فَأَعْطُوْهَا إِيَّاهُ فَإِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ قَضَآءً.

۲۴۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اس کے ایذا دینے کا ارادہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس لیے کہ حق دار کو کلام کرنے کی جگہ ہے اور فرمایا کہ اس کو اس کے برابر کے اونٹ کا اونٹ خرید دو تو اصحاب نے کہا کہ ہم اونٹ نہیں پاتے مگر زیادہ تر اس کی عمر سے یعنی اس کا اونٹ چھوٹا تھا اور یہ بڑی عمر کا اونٹ ہے پس فرمایا کہ اس کو خریدو اور اس کو دو پس تم لوگوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

فائدہ: یہ حدیث قرض کے باب میں گذر چکی ہے اور اس کی یہی توجیہ ظاہر ہے۔

بَابُ إِذَا وَهَبَ جَمَاعَةٌ لِقَوْمٍ.

جب جماعت کسی قوم کے لیے ہبہ کرے یا ایک مرد جماعت کے لیے ہبہ کرے تو جائز ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک مرد جماعت کے لیے ہبہ کرے تو اس زیادتی کی حاجت نہیں اس لیے کہ اس کا باب علیحدہ پہلے گذر چکا ہے۔ (فتح)

٢٤١٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِيْنَ جَآئَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ مَعِيَ مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيْثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوْا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۴۱۷۔ مروان اور مسور رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قوم ہوازن کے ایلچی مسلمان ہو کر آئے اور آپ سے سوال کیا کہ ہمارے مال اور ہمارے قیدی ہم کو پھیر دیجیے تو اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میرے ساتھ وہ شخص ہیں جن کو تم دیکھتے ہو اور بہت پیاری میرے نزدیک وہ بات ہے جو بہت سچی ہو سو ایک چیز اختیار کرو خواہ قیدی خواہ مال یعنی دونوں چیزیں تم کو نہیں ملیں گی اور بے شک میں نے تمہاری انتظار کی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اوپر دس راتیں ان کی انتظار کی تھی جب کہ طائف سے پھرے سو جب ان کو ظاہر ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں

انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّآئِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَآدٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ قَالُوْا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هٰؤُلَآءِ جَآئُوْنَا تَآئِبِيْنَ وَإِنِّيْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُّطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى حَظِّهٖ حَتّٰى نُعْطِيَهٗ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ طَيَّبْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِيْهِ مِمَّنْ لَّمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَآؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَآؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّهُمْ طَيَّبُوْا وَأَذِنُوْا. وَهٰذَا الَّذِيْ بَلَغَنَا مِنْ سَبْيِ هَوَازِنَ هٰذَا آخِرُ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ يَعْنِيْ فَهٰذَا الَّذِيْ بَلَغَنَا.

پھیرنے والے کے ان کو مگر ایک چیز تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہیں یعنی ہم کو ہمارے قیدی پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے یعنی خطبہ کے لیے اور تعریف کی اللہ کہ ساتھ اس چیز کے کہ اس کو لائق ہے پھر فرمایا حمد اور صلوۃ کے بعد پس تحقیق تمہارے یہ بھائی آئے ہمارے پاس پس توبہ کر کے مسلمان اور میں نے مناسب جانا کہ ان کے قیدی یعنی بیوی لڑکے ان کو پھیر دوں سو جو شخص تم میں سے چاہے کہ خوشی سے پھیر دے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے اور جو شخص تم میں سے چاہے کہ اپنے حصے پر بنا رہے یہاں تک کہ بدلہ دیں ہم اس کو اس مال سے جو اول اللہ ہم کو عنایت کرے تو چاہیے کہ کرے تو لوگوں نے کہا ہم خوش ہوئے ساتھ اس کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم لوگوں میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی سو تم پھر جاؤ تا کہ تمہارے چوہدری تمہارا حال ہم سے ظاہر کریں سو لوگ پھر گئے تو ان کے چوہدریوں نے ان سے کلام کیا پھر حضرت ﷺ کے پاس پھر کر آئے اور آپ کو خبر دی کہ وہ راضی ہوئے ہیں ساتھ اس کے اور اجازت دی ہے قیدیوں کے پھیر دینے کی پس یہ ہے جو کہ ہم کو ہوازن کے قیدیوں کے حال سے پہنچا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور وجہ دلالت کی اس سے اصل ترجمہ کے لیے ظاہر ہے اور اس لیے کہ غنیمت لانے والوں نے اور حالانکہ وہ جماعت تھی ہبہ کیا بعض غنیمت کو قوم ہوازن کے لیے۔ اور رہی دلالت دوسری زیادتی کے لیے کہ حضرت ﷺ کے لیے ایک حصہ معین تھا تو وہ حضرت ﷺ نے ان کو بخش دیا۔

بَابُ مَنْ أُهْدِيَ لَهٗ هَدِيَّةٌ وَّعِنْدَهٗ جُلَسَآؤُهٗ فَهُوَ أَحَقُّ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جُلَسَآئَهٗ شُرَكَآءُ وَلَمْ يَصِحَّ.

جب کسی کو ہدیہ بھیجا جائے اور اس کے پاس اس کے ہم نشین ہوں تو زیادہ حقدار ہے ساتھ اس کے ان سے یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اس کے ہم نشین

اس کے شریک ہیں اور یہ روایت صحیح نہیں ہوئی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث صحیح ہو تو وہ محمول ہے مذہب پر قلیل اور تھوڑے ہدیوں میں اور وہ چیز کہ جاری ہوئی ہے اس میں عادت ساتھ ترک کرنے جھگڑے کے اور اس کے اس قول میں شبہ ہے اس لیے کہ اگر صحیح ہو تو اعتبار عام لفظ کا ہوگا پس نہ خاص کیا جائے گا تھوڑا بہت سے مگر ساتھ دلیل کے اور لیکن حمل کرنا اس کا مذہب پر پس واضح ہے۔ (فتح)

۲۴۱۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَخَذَ سِنًّا فَجَآءَ صَاحِبُهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالُوْا لَهُ فَقَالَ إِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَضَاهُ أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ وَقَالَ أَفْضَلُكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَآءً.

۲۴۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک معین عمر کا اونٹ لیا یعنی قرض تو قرض خواہ تقاضا کرتا آیا تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس کو کہا کہ تقاضا میں شدت نہ کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقدار کے لیے جگہ ہے کہنے کی پھر ادا کیا اس کو اونٹ بہتر اس کے اونٹ سے اور فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح قرض لینے میں گذر چکی ہے اور وجہ دلالت کی اس سے ترجمہ پر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ والے کو اس کے حق سے کچھ زیادہ ہبہ کیا اور نہ شریک ہوا اس کو اس میں غیر اس کا اور یہ پھرنا ہے بخاری سے طرف اس کی کہ حکم ہدیہ اور ہبہ کا ایک ہے۔ وقد تقدم مافیه (فتح)

۲۴۱۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَكَانَ عَلٰى بَكْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ فَكَانَ يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ أَبُوْهُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعْنِيْهِ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ لَكَ فَاشْتَرَاهُ ثُمَّ قَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ فَاصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ.

۲۴۱۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور وہ عمر رضی اللہ عنہ کے ایک اونٹ بہت بھڑکنے والے پر سوار تھا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھ جاتا تھا تو ان کے باپ یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اے عبداللہ! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے کوئی نہیں بڑھتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ تو اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ آپ کے لیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خریدا پھر فرمایا کہ وہ تیرے لیے ہے اے عبداللہ سو کر ساتھ اس کے جو کچھ کہ چاہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بیوع میں گذر چکی ہے اور وہ وجہ دلالت کی اس سے ظاہر ہے جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ظاہر ہوا۔ اور اسماعیلی نے اس میں نزاع کی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ امام بخاری نے ارادہ کیا ہے الحاق مشاع کا اس میں ساتھ غیر مشاع کے اور الحاق قلیل کا ساتھ کثیر کے فارق کے نہ ہونے کی وجہ سے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَهَبَ بَعِيْرًا لِّرَجُلٍ وَّهُوَ رَاكِبُهُ فَهُوَ جَائِزٌ وَّقَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ وَّكُنْتُ عَلٰى بَكْرٍ صَعْبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِيْهِ فَابْتَاعَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ.

جب کوئی کسی مرد کو اونٹ بخشے اور حالانکہ وہ اس پر سوار ہو تو وہ جائز ہے یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور میں ایک اونٹ بہت بھڑکنے والے پر سوار تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بیچا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تیرے لیے ہے اے عبداللہ۔

فائدہ: یعنی تخلیہ بجائے نقل کے ہے پس ہوگی یہ قبض پس صحیح ہوگا ہبہ اور اس کی توجیہ پہلے گذر چکی ہے۔ (فتح)

فائدہ: یہ حدیث کتاب البیوع میں گذر چکی ہے۔

بَابُ هَدِيَّةِ مَا يُكْرَهُ لُبْسُهَا.

باب ہے بیان میں ہدیہ دینے اس چیز کے کہ مکروہ ہے پہننا اس کا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ کراہت کے عام ہے اس سے کہ تحریم کے لیے ہو یا تنزیہ کے لیے اور ہدیہ دینا اس چیز کا کہ اس کا پہننا جائز نہیں جائز ہے پس تحقیق اس کے مالک کے لیے جائز ہے تصرف کرنا اس میں ساتھ بیع اور ہبہ کے اس کے لیے جس کو اس کا پہننا جائز ہے مانند عورتوں کی اور سمجھا جاتی ہے ترجمہ سے اشارہ منع ہونے کی طرف اس چیز کے کہ نہیں استعمال کی جاتی ہرگز مردوں اور عورتوں کے لیے مانند برتنوں کھانے پینے کے چاندی سونے سے۔ (فتح)

۲۴۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَاٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حُلَّةً سِيَرَآءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اشْتَرَيْتَهَا فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ

۲۴۲۰۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد کے دروازے کے پاس ایک جوڑا ریشمی خط دار یعنی چادر اور تہبند دیکھا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! اگر آپ اس کو خریدیں اور اس کو جمعہ کے دن اور ایلچیوں کے لیے پہنا کریں یعنی جب کہیں سے ایلچی آئے تو بہتر ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ قَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُهَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ جَآءَتْ حُلَلٌ فَأَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ مِنْهَا حُلَّةً وَّقَالَ أَكَسَوْتَنِيْهَا وَقُلْتَ فِيْ حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ فَقَالَ إِنِّيْ لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَّهُ بِمَكَّةَ مُشْرِكًا.

فرمایا کہ ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہو پھر ریشمی جوڑے آئے تو حضرت ﷺ نے ان سے ایک جوڑا عمر رضی اللہ عنہ کو دیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت کیا آپ نے مجھ کو حلہ پہنایا ہے اور آپ نے عطارد کے حلے کے حق میں کہا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو ریشمی حلہ اس لیے نہیں دیا کہ تو اس کو پہنے تو پہنایا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو کہ مکہ میں تھا اور مشرک تھا۔

فائدہ: مناسبت اس کی باب کے ساتھ ظاہر ہے۔(فتح)

۲۴۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَبُوْ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا وَجَآءَ عَلِيٌّ فَذَكَرَتْ لَهُ ذٰلِكَ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُ عَلٰى بَابِهَا سِتْرًا مَّوْشِيًّا فَقَالَ مَا لِيْ وَلِلدُّنْيَا فَأَتَاهَا عَلِيٌّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهَا فَقَالَتْ لِيَأْمُرْنِيْ فِيْهِ بِمَا شَآءَ قَالَ تُرْسِلُ بِهٖ إِلٰى فُلَانٍ أَهْلِ بَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ.

۲۴۲۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آئے اور ان کے پاس اندر نہ گئے اور علی رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے علی رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ حضرت ﷺ آئے تھے اور بغیر میرے دیکھنے کے پلٹ گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضرت ﷺ ذکر کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کے دروازے پر ایک پردہ خط دار دیکھا اور فرمایا کہ مجھ کو دنیا سے کیا غرض ہے پھر علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور حضرت ﷺ کا یہ قول ان سے ذکر کیا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ چاہیے کہ حکم کریں مجھ کو اس میں جو کچھ کہ چاہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھیجے اس کو طرف اہل بیت فلاں کی کہ ان کو اس کی حاجت ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکروہ ہے داخل ہونا اس گھر میں جس میں مکروہ چیز ہو اور مہلب وغیرہ نے کہا کہ مکروہ رکھا حضرت ﷺ نے اپنی بیٹی کے لیے جو کہ مکروہ رکھا اپنے نفس کے لیے جلدی دی جانے ستھری چیزوں کے سے دنیا میں نہ یہ کہ دروازے کا پردہ حرام ہے۔(فتح)

۲۴۲۲۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ

۲۴۲۲۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو ایک جوڑا ریشمی ہدیہ بھیجا تو میں نے حضرت ﷺ کے چہرے میں غصہ دیکھا سو میں نے اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم

عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَهْدٰى إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةَ سِيَرَآءَ فَلَبِسْتُهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ فَشَقَّقْتُهَا بَيْنَ نِسَآئِيْ.

کیا یعنی ان کو اوڑھنیاں بنا دیں۔

فائدہ: اور مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے کہ میں نے آپ کے چہرے میں غصہ دیکھا پس تحقیق دلالت کرتا ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا پہننا اس کے لیے مکروہ جانا باوجود کہ آپ نے اس کو ان کی طرف ہدیہ بھیجا۔ (فتح)

بَابُ قَبُوْلِ الْهَدِيَّةِ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَام بِسَارَةَ فَدَخَلَ قَرْيَةً فِيْهَا مَلِكٌ أَوْ جَبَّارٌ فَقَالَ أَعْطُوْهَا آجَرَ وَأُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سُمٌّ وَّقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ أَهْدٰى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَآءَ وَكَسَاهُ بُرْدًا وَّكَتَبَ لَهٗ بِبَحْرِهِمْ.

مشرکین سے ہدیہ کا قبول کرنا یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ابرہیم علیہ السلام نے سارہ یعنی اپنی بیوی کے ساتھ ہجرت کی سو ایک گاؤں میں داخل ہوئے جس میں ایک بادشاہ ظالم تھا تو اس نے کہا کہ اس کو خدمت کے لیے آجر دو یعنی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک بکری ہدیہ بھیجی گئی جس میں زہر ملا تھا یعنی اور ابوحمید نے کہا کہ ایلہ کے بادشاہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خچر سفید ہدیہ بھیجی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چادر پہنائی یعنی بطور انعام کے اور اس کے شہر کی حکومت اس کو لکھ دی۔

فائدہ: یعنی جائز ہے اور شاید کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے کہ جو حدیث مشرک کے ہدیہ کے پھیر دینے میں آئی ہے وہ ضعیف ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مشرک نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدیہ بھیجا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹنی ہدیہ بھیجی گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مشرکین کی جھاگ سے منع ہوا ہوں ترمذی اور ابن خزیمہ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور وارد کی بخاری نے کئی حدیثیں جو جواز پر دلالت کرتی ہیں۔ سو طبری نے تطبیق دی ہے ان کے درمیان بایں طور کہ منع وہ ہے جو خاص آپ کو ہدیہ بھیجا گیا اور جائز وہ ہے جو مسلمانوں کے لیے ہدیہ بھیجا گیا اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ جواز کی دلیلوں کے جملہ سے وہ چیز ہے کہ اس میں خاص آپ کے لیے ہدیہ واقع ہوا ہے۔ اور اس کے غیر نے یہ تطبیق دی ہے کہ منع اس کے حق میں ہے کہ امید کی جائے اس کے ساتھ الفت دینے اس کے کی اسلام پر اور یہ تطبیق قوی تر ہے پہلی تطبیق سے۔ اور بعض

کہتے ہیں کہ قبول کرنا اس کے حق میں محمول ہے جو اہل کتاب سے ہو اور پھیر دینا اس شخص پر ہے جو بت پرست ہو اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے آپ کے سوا کسی حاکم کو اس کا قبول کرنا درست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ منع کی حدیثیں منسوخ ہیں ساتھ قبول کی حدیثوں سے اور بالعکس دعوی کرتے ہیں اور یہ تینوں جواب ضعیف ہیں پس نسخ نہیں ثابت ہوتا احتمال کے ساتھ اور نہ تحقیق۔

فائدہ: یہ حدیث پوری احادیث الانبیاء میں آئے گی۔ اور وجہ دلالت کی اس سے ظاہر ہے اور وہ مبنی ہے اس پر کہ پہلے لوگوں کی شریعت ہمارے لیے شریعت ہے جب کہ نہ وارد ہوئی ہو ہماری شریعت میں وہ چیز کہ جو اس کے مخالف ہو خاص کر جب کہ ہماری شریعت سے اس کا انکار وارد نہ ہوا ہو۔

فائدہ: یہ حدیث آئندہ آئے گی۔

فائدہ: ایلہ ایک شہر معروف کا نام ہے یعنی سمندر کے کنارے پر اس راہ میں جس سے مصر کے لوگ مکے کو آتے ہیں اور اب وہ خراب اور ویران ہے وہاں کوئی آدمی نہیں بستا۔

۲۴۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةُ سُنْدُسٍ وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا. وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ إِنَّ أُكَيْدِرَ دُوْمَةَ أَهْدٰى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۴۲۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو ایک جبہ سندس کا ہدیہ بھیجا گیا اور حضرت ﷺ ریشم کے استعمال کرنے سے منع فرماتے تھے تو لوگوں نے اس سے تعجب کیا تو فرمایا کہ قسم اس کی جس کے بازو میں میری جان ہے کہ البتہ بہشت میں سعد بن معاذ کا رومال اس سے عمدہ اور نرم تر ہے اور سعید نے قتادہ سے روایت کی کہ انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ اکیدر دومہ نے حضرت ﷺ کو ہدیہ بھیجا۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔ اور مراد بخاری کی بیان کرنا اس شخص کا ہے جس نے ہدیہ بھیجا حضرت ﷺ کو تا کہ ظاہر ہو مطابقت اس کی ترجمہ کے ساتھ۔

فائدہ: دومہ ایک شہر کا نام حجاز اور شام کے درمیان قریب تبوک کے اس میں کھجوریں ہیں اور کھیتی ہے اور قلعہ دس منزل ہے مدینے سے اور اکیدر اس کا بادشاہ تھا نصرانی مذہب رکھتا تھا حضرت ﷺ نے خالد کو کچھ لشکر دے کر بھیجا وہ اس کو قید کر کے لے آئے اس نے جزیہ دینا قبول کیا تو حضرت ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا۔ (فتح)

٢٤٢٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُوْدِيَّةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُوْمَةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَجِيْءَ بِهَا فَقِيْلَ أَلَا نَقْتُلُهَا قَالَ لَا فَمَا زِلْتُ أَعْرِفُهَا فِيْ لَهَوَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۴۲۴۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بکری بھنی ہوئی لائی جس میں زہر ملا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا پھر لوگ اس کو پکڑ لائے تو انہوں نے کہا کہ کیا ہم اس کو مار نہ ڈالیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تالو میں اس کا اثر پاتا تھا یعنی کبھی کبھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تاثیر سے بیمار ہو جاتے تھے یا آپ کے چہرے میں اس کی تاثیر پاتا تھا باسبب متغیر ہونے رنگ اس کے کے زہر کی تاثیر سے۔

٢٤٢٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِيْنَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوُهُ فَعُجِنَ ثُمَّ جَآءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌّ طَوِيْلٌ بِغَنَمٍ يَسُوْقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعًا أَمْ عَطِيَّةً أَوْ قَالَ أَمْ هِبَةً قَالَ لَا بَلْ بَيْعٌ فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً فَصُنِعَتْ وَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ أَنْ يُشْوٰى وَ ايْمُ اللّٰهِ مَا فِي الثَّلَاثِيْنَ وَالْمِائَةِ إِلَّا قَدْ حَزَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ حُزَّةً مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهَا إِيَّاهُ وَ إِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَأَ لَهُ فَجَعَلَ

۲۴۲۵۔عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سوتیس آدمی تھے یعنی سفر میں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کے پاس کچھ اناج ہے پس ناگہاں ایک مرد کے پاس ایک صاع یا مانند اس کی اناج تھا یعنی آٹا پس گوندھا گیا پھر ایک مشرک مرد پراگندہ بال دراز قد بکریاں ہانکتا لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو بیچتا ہے یا ہبہ کرتا ہے اس نے کہا نہیں بلکہ بیچتا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بکری خریدی پھر وہ ذبح کی گئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلیجے کے بھوننے کا حکم دیا اور قسم ہے اللہ کی کہ ایک سوتیس آدمی میں کوئی نہ تھا مگر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کے کلیجے سے ایک ٹکڑا کاٹ کر دیا اگر حاضر تھا تو خود اس کو دیا اور اگر غائب تھا تو اس کے لیے رکھ چھوڑا۔ پھر اس کے گوشت سے دو کاسے بھرے تو سب نے کھایا اور ہم آسودہ ہوئے اور دونوں کاسوں میں کچھ گوشت باقی رہا سو ہم نے اس کو اونٹ پر اٹھایا۔

مِنْهَا قَصْعَتَيْنِ فَأَكَلُوْا أَجْمَعُوْنَ وَشَبِعْنَا فَفَضَلَتِ الْقَصْعَتَانِ فَحَمَلْنَاهُ عَلَى الْبَعِيْرِ أَوْ كَمَا قَالَ.

فائدہ: احتمال ہے کہ سب نے اکٹھے ہو کر دونوں پیالوں پر کھایا ہو پس اس میں دوسرا معجزہ ہو گا کہ ان میں سب لوگوں کے ہاتھ یکبارگی سما گئے اور احتمال ہے کہ انہوں نے اس سے فی الجملہ کھایا عام تر اجتماع اور افتراق سے۔اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرک کے ہدیے کا قبول کرنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو بیچتا ہے یا ہدیہ دیتا ہے۔اور اس سے معلوم ہوا کہ جو کہتا ہے کہ بت پرست کے ہدیے کو نہ قبول کیا جائے اور کتابی کے ہدیے کو قبول کیا جائے تو اس کا قول فاسد ہے اس لیے کہ یہ گنوار بت پرست تھا۔اور اس میں اچھا سلوک کرنا ہے ضرورت کے وقت اور ظاہر ہونے برکت کے وقت جمع ہونے کھانے پر اور قسم کھانی ہے تاکید خبر کے لیے اگرچہ مخبر صادق ہو۔اور اس میں معجزہ ظاہر اور نشانی باہرہ کہ جو اناج صاع کی مقدار سے کم تھا وہ بہت ہو گیا اور اسی طرح گوشت بھی بہت ہو گیا یہاں تک کہ اتنے آدمیوں نے کھایا اور پھر بچ بھی گیا۔(فتح)

بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْمُشْرِكِيْنَ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾.

مشرکین کو ہدیہ بھیجنے کا بیان یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں منع کرتا تم کو اللہ ان لوگوں سے کہ نہیں لڑتے تم سے امر دین میں اور نہیں نکالتے تم کو اپنے گھروں سے یہ کہ نیکی کرو ان کے ساتھ اور عدل کرو طرف ان کی ساتھ پورا کرنے وعدے کے تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو۔

فائدہ: اور مراد اس سے بیان اس شخص کا ہے جس کے ساتھ ان میں سے نیکی کرنی جائز ہے اور یہ کہ ہدیہ دینا مشرک نہ مطلق منع ہے اور نہ مطلق ثابت ہے پھرنے کی اور صلہ رحمی اور احسان کرنا محبت اور دوستی کو مستلزم نہیں جس کی ممانعت آ چکی ہے اس آیت میں کہ نہ پائے تو ان لوگوں کو جو اللہ اور آخرت کے دن کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں کہ دوست رکھیں اس شخص کو جو اللہ اور رسول کو دشمن رکھے اس لیے کہ وہ عام ہے اس کے حق میں جو لڑے اور جو نہ لڑے۔(فتح)

۲۴۲۶۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأٰى عُمَرُ حُلَّةً عَلٰى رَجُلٍ تُبَاعُ فَقَالَ

لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَعْ هٰذِهِ الْحُلَّةَ تَلْبَسُهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَآئَكَ الْوَفْدُ فَقَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذَا مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا بِحُلَلٍ فَأَرْسَلَ إِلٰى عُمَرَ مِنْهَا بِحُلَّةٍ فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ أَلْبَسُهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيْهَا مَا قُلْتَ قَالَ إِنِّيْ لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا تَبِيْعُهَا أَوْ تَكْسُوْهَا فَأَرْسَلَ بِهَا عُمَرُ إِلٰى أَخٍ لَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُّسْلِمَ.

۲۴۲۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کے پاس ایک جوڑا ریشمی بکتا دیکھا تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اس جوڑے کو خرید لیں کہ اس کو جمعہ کے دن پہنا کریں اور جب کہ آپ کے پاس ایلچی آئیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس قسم کے جوڑے لائے گئے تو آپ نے ان میں سے ایک جوڑا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کو کس طرح پہنوں اور حالانکہ آپ نے اس سے منع کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر میں نے اس کو تیرے پاس اس لیے نہیں بھیجا کہ تو اس کے پہنے بلکہ بیچ تو اس کو یا پہنائے کسی کو۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے بھائی کی طرف مکہ میں بھیجا پہلے اس سے کہ مسلمان ہو۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہاں اس قول سے یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے بھائی کی طرف مکے میں بھیجا اس سے کہ مسلمان ہوا اور یہ بھائی ان کا ماں کی طرف سے تھا یا رضاعی بھائی تھا۔ (فتح)

۲۴۲۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّيْ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُ أُمِّيْ قَالَ نَعَمْ صِلِيْ أُمَّكِ.

۲۴۲۷۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری ماں میرے پاس آئی اور وہ مشرک تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم پوچھا اور حالانکہ وہ اسلام سے منہ پھیرنے والی ہے کہ کیا پس میں اس سے سلوک کروں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اپنی ماں سے سلوک کر۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر رشتہ دار کے ساتھ مال وغیرہ سے اچھا سلوک کیا جائے جیسا کہ مسلمان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہے اور اس سے استنباط کیا جاتا ہے کہ واجب ہے نفقہ ماں یا کافر کا اگرچہ اولاد مسلمان ہو اور

یہ کہ جائز ہے معاملہ کرنا اہل حرب سے بیچ وقت امن کے اور سفر کرنا قربت والے کی زیارت کے لیے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم قتل کی آیت سے منسوخ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آیت ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾ الایة اس کے حق میں اتری اور بعض کہتے ہیں کہ مشرکین کے حق میں اتری جو مسلمانوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے تھے اور ان دونوں میں منافات نہیں اس لیے کہ سبب خاص ہے اور لفظ عام ہے پس شامل ہوگا ہر اس شخص کو کہ اسماء کی ماں کے معنی میں ہو۔ (فتح)

بَابُ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَّرْجِعَ فِيْ هِبَتِهٖ وَصَدَقَتِهٖ. | نہیں حلال ہے کسی کو کہ اپنے ہبہ اور صدقہ میں رجوع کرے۔

فائدہ: اسی طرح یقین کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے اس مسئلہ میں دلیل کے قوی ہونے کی وجہ سے اس کے نزدیک اس میں اور باب الهبة للوالدین پہلے گذر چکا ہے کہ اس نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں کہ باپ کو اپنی اولاد کے ہبہ میں رجوع کرنا درست ہے پس ممکن ہے کہ اس کے نزدیک باپ کو رجوع کرنا صحیح ہے ہو اگرچہ بغیر عذر کے حرام ہے۔ اور اختلاف کیا ہے خلف نے اصل مسئلہ میں اور ہم نے ان کے مذاہب کی تفصیل کی طرف اشارہ کیا ہے اور نہیں فرق ہے حکم میں ہدیہ اور ہبہ کے درمیان مگر صدقہ میں اتفاق کیا ہے انہوں نے اس پر کہ نہیں جائز ہے رجوع کرنا بیچ اس کے بعد قبض کے۔ (فتح)

۲۴۲۸۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَّشُعْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ.

۲۴۲۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی دی چیز کا پھیر لینے والا کتے کی مثل ہے کہ اپنی قے کو پھر نگل جاتا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نہیں جانتا قے کو مگر حرام۔

۲۴۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ الَّذِيْ يَعُوْدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ فِيْ قَيْئِهٖ.

۲۴۲۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں لائق ہے ہم کو مثل بری اپنی بخشی چیز کا پھیر لینے والا کتے کی مثل ہے کہ اپنی قے کو پھر نگل جاتا ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ نہیں لائق ہم کو مثل بری تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم مسلمانوں کے گروہ کو لائق نہیں کہ متصف ہوں ساتھ بری صفتوں کے کہ مشابہ ہوں ہم کو اس میں خسیس تر حیوانوں کا اخس حالات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ آخرت کے ساتھ ایمان نہیں لاتے ان کے لیے بری مثل ہے اور اللہ کے لیے بلند مثل ہے اور شاید یہ بلیغ تر ہے جھڑک میں اس سے اور زیادہ تر دلالت کرنے والا ہے تحریم پر اس سے کہ اگر کہتے مثلا کہ ہبہ کو پھیر نہ لو جمہور علماء کا مذہب ہے کہ ہبہ میں قبض کے بعد رجوع کرنا حرام ہے مگر باپ کو اپنے بیٹے کہ ہبہ میں جائز ہے تطبیق دینے کے لیے اس حدیث میں اور نعمان کی حدیث میں جو پہلے گذر چکی ہے اور طحاوی نے کہا کہ آپ کا قول لا یحل تحریم کو لازم نہیں پکڑتا اور وہ اس حدیث کی طرح ہے کہ نہیں حلال ہے صدقہ مال دار کے لیے بلکہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں حلال ہے اس کے لیے اس لیے کہ وہ حلال ہے اس کے غیر کے لیے صاحب حاجت سے اور مراد مبالغہ کرنا کراہت میں ہے۔ اور قول آپ کا كَالْعَآئِدِ فِیْ قَیْئِهٖ اگرچہ تحریم کا تقاضہ کرتا ہے قے کے حرام ہونے کی وجہ سے لیکن كَالْكَلْبِ کا لفظ جو دوسری روایت میں آچکا ہے دلالت کرتا ہے اس کے نا حرام ہونے اس لیے کہ کتا مکلف نہیں پس نہیں ہے قے ان پر حرام اور مراد بچنا ہے فعل سے کہ کتے کے مشابہ ہو اور تعاقب کیا گیا اس کے ساتھ کہ یہ تاویل بعید ہے اور حدیثوں کا سیاق اس کے مخالف ہے اس طرح کہ شرع کی عرف میں ایسی چیزوں سے مراد مبالغہ ہوتا ہے جھڑک نہیں۔ (فتح)

۲۴۳۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَضَاعَهُ الَّذِيْ كَانَ عِنْدَهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ مِنْهُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَآئِعُهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهٖ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ وَاحِدٍ فَإِنَّ الْعَآئِدَ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ.

۲۴۳۰۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنا گھوڑا اللہ کی راہ میں کسی کو چڑھنے کے لیے دیا تو اس نے اس کو ضائع کیا یعنی چارہ نہ دیا دبلا کر ڈالا سو میں نے چاہا کہ وہ مول لے اس کا اور میں نے گمان کیا کہ وہ اس کو سستا بیچتا ہے تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت مول لے اگرچہ وہ تجھ کو ایک درہم سے دے۔ سو بے شک اپنے صدقے کا پھیر لینے والا کتے کی مثل ہے کہ اپنی قے کو پھر نگل جاتا ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ میں نے اپنا گھوڑا اس کو چڑھنے کے لیے دیا ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ملک کر دیا تھا تا کہ اس کے ساتھ جہاد کرے اس لیے کہ اگر چڑھانا بند کرنے کا ہوتا تو اس کا بیچنا اس کو جائز نہ ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اس حالت کو پہنچا تھا کہ نہیں ممکن تھا فائدہ اٹھانا اس کے ساتھ اس چیز میں کہ حبس کیا تھا اس کے بیچ اس کے اور وہ محتاج ہے اس کے ثابت ہونے کی طرف اور دلالت کرتا ہے اس کے مالک کرنے پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول

اَلْعَائِدُ فِی هِبَتِهٖ اور اگر حبس یہ کہ صرف اس سے فائدہ اٹھائیں اور بیع وغیرہ کے ساتھ اس میں تصرف نہ کرے یا وقف ہوتا تو یوں فرماتے اپنے حبس میں یا وقف میں بنا بر اس کے پس سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے۔ وقف پس نہیں حجت ہے اس میں اس کے لیے جو وقف کی بیع کو جائز رکھتا ہے جب اس نہایت کو پہنچے کہ ناممکن ہو فائدہ اٹھانا اس سے اس چیز میں کہ اس کو اس میں وقف کیا اور خرید نے کو رجوع نام رکھا تو اس لیے کہ عادت جاری ہے کہ ایسے وقت میں خریدار کو سستی چیز ملتی ہے پس جتنی مقدار میں اس کو سستی چیز ملتی ہے اتنی مقدار میں رجوع بولا گیا اور اشارہ کیا سستی ہونے کی طرف ساتھ اپنے قول کے کہ اگرچہ وہ تجھ کو ایک درہم سے دے اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ بائع اس کا مالک ہوگیا تھا۔ اور اگر حبس کرنے والا ہوتا تو نہ ہوتا اس کے لیے یہ کہ بیچے اس کو مگر زیادہ قیمت کے ساتھ اور نہ آسان جانتا چھوڑنا کسی چیز کا اس سے اگرچہ مشتری وہی حبس کرنے والا ہوتا۔ اور اسماعیلی نے اس پر شبہ کیا ہے اور کہا کہ جب شرط واقف کرنے والے کی یہ ہے کہ نہ بیچا جائے اصل اس کا اور نہ ہبہ کیا جائے تو کس طرح جائز ہو بیچنا گھوڑے موہوب کا اور کس طرح نہ منع کیا گیا بائع اس کا پس شاید معنی اس کے یہ ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو صدقہ ٹھہرایا تھا کہ جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مناسب جانیں اس کو دیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد کو دیا پس جاری ہوا اس سے جو مذکور ہوا۔ اور تعلیل مذکور سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر اپنے مول سے زیادہ مول کے ساتھ بیچا جائے تو اس کو نہی مذکور شامل نہ ہوگی۔ اور حمل کیا ہے جمہور نے اس نہی کو خریدنے کی صورت میں نہی تنزیہی پر۔ اور ایک قوم نے اس کو تحریم پر حمل کیا ہے۔ پھر قرطبی وغیرہ نے کہا کہ یہی ظاہر ہے پھر زجر مذکور مخصوص ہے ساتھ مذکورہ صورت کے اور جو اس کے مشابہ ہے نہ جب کہ رد کرے اس کو اس کی طرف میراث مثلاً یعنی میراث کی وجہ سے اس کو ہاتھ آئے اور طبری نے کہا کہ خاص کیا جاتا ہے عموم اس حدیث میں وہ شخص کہ ہبہ کرے ساتھ شرط ثواب کے اور جو باپ ہو اور اس کی اولاد موہوب ہو اور ہبہ کہ نہیں قبض کیا گیا اور جس کو میراث ہبہ کرنے والے کی طرف رد کرے حدیثوں کے ثابت ہونے کی وجہ سے ساتھ مخصوص ہونے ان تمام صورتوں کے لیکن جو اس کے سوا ہے مانند مال دار کی کہ بدلہ دے فقیر کو اور مانند اس شخص کی کہ صلہ رحمی کرے تو نہیں رجوع ان کے لیے۔ اور جس میں مطلق رجوع نہیں وہ صدقہ ہے کہ ارادہ کیا جائے اس کے ساتھ آخرت کے ثواب کا۔ اور اگر کوئی کہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی نیکی کو ظاہر کیوں کیا اور حالانکہ چھپانا اس کا ارجح تھا تو جواب اس کا یہ ہے کہ شاید جس شخص کو انہوں نے اونٹ دیا تھا اس نے اس کو مشہور کر دیا تھا پس دور ہوا چھپانا اور ظاہر ہے محل کتمان کا تو صرف فعل کے وقت یا اس سے پہلے ہے۔ اور احتمال ہے کہ محل ترجیح کتمان کا اس وقت ہو جب کہ اپنے نفس پر ریا اور خود پسندی کا خوف کرے اور جب اس سے امن ہو مانند امر کی تو نہیں۔ (فتح)

۲۴۳۱۔ بَابٌ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ

۲۴۳۱۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صہیب کے بیٹوں نے جو بنی جدعان کا آزاد کیا ہوا غلام تھا دعویٰ کیا

أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ بَنِيْ صُهَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ جُدْعَانَ ادَّعَوْا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطٰى ذٰلِكَ صُهَيْبًا فَقَالَ مَرْوَانُ مَنْ يَّشْهَدُ لَكُمَا عَلٰى ذٰلِكَ قَالُوا ابْنُ عُمَرَ فَدَعَاهُ فَشَهِدَ لَأَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُهَيْبًا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً فَقَضٰى مَرْوَانُ بِشَهَادَتِهِ لَهُمْ.

دو گھر کا اور ایک حجرہ کا کہ حضرت ﷺ نے یہ صہیب یعنی ہمارے باپ کو دیا تھا تو مروان نے کہا کہ کون ہے کہ گواہی دے تمہارے لیے اس پر انہوں نے کہا کہ ابن عمر۔تو مروان نے اس کو بلایا تو اس نے گواہی دی بے شک حضرت ﷺ نے دو گھر اور ایک حجرہ دیا تو مروان نے ان کی گواہی سے حکم کیا۔

فائدہ: یہ باب بجائے فصل کے پہلے باب سے اور مناسبت اس کی پہلے باب کے ساتھ یہ ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے بعد ثبوت ہونے عطا حضرت ﷺ کے لیے صہیب کے نہ تفصیل پوچھی کہ کیا رجوع کیا تھا یا نہیں پس معلوم ہوا کہ ہبہ میں رجوع نہیں۔(فتح)

بَابُ مَا قِيْلَ فِي الْعُمْرٰى وَالرُّقْبٰى أَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمْرٰى جَعَلْتُهَا لَهُ. ﴿اسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا﴾ جَعَلَكُمْ عُمَّارًا.

باب بیان ہے اس چیز کا کہ وارد ہوئی ہے بیچ عمرے اور رقبے کے۔یعنی میں نے اس کو عمر بھر کو گھر دیا پس یہ ہے معنی عمری کا یعنی میں نے اس کو اس کی ملک کر دیا۔یعنی اِسْتَعْمَرَکُمْ کے معنی جو قرآن میں واقع ہیں یہ ہیں کہ تم کو عمارت کرنے والے ٹھہرایا یعنی آباد کرنے والے زمین کو۔

فائدہ: عمریٰ اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنا مکان کسی کو دے اس طرح کہ یہ مکان میں نے تجھ کو تیری عمر تک دیا اور رقبیٰ یہ ہے کہ کہے کہ میں یہ مکان تجھ کو دیتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ اگر میں تجھ سے پہلے مروں تو یہ مکان تیرے ہی پاس رہے اور اگر تو مجھ سے پہلے مرے تو پھر آئے میری طرف۔اور یہ لوگ جاہلیت کے وقت کیا کرتے تھے۔اور جمہور اس پر ہیں کہ عمری جب واقع ہو تو لینے والے کی ملک ہو جاتا ہے اور پہلے کی طرف نہیں پھرتا مگر یہ کہ صریحا اس کی شرط لگائے اور نیز جمہور کا یہ مذہب ہے کہ عمریٰ صحیح ہے مگر جو بعض لوگوں سے اور داود اور ایک گروہ سے محکی ہے لیکن ابن حزم اس کی صحت کا قائل ہے اور وہ شیخ ہے۔ظاہر یہ کہ پھر اختلاف کیا ہے انہوں نے کہ کس طرف متوجہ ہوتی ہے جمہور کہتے ہیں کہ گردن کی طرف متوجہ ہوتی ہے یعنی لینے والا اس کی گردن کا مالک ہو جاتا ہے مانند تمام ہبوں کی یہاں تک کہ اگر عمریٰ دیا گیا غلام ہو اور موہوب لہ اس کو آزاد کر دے تو جاری ہوتی ہے آزادی بخلاف

واہب کے کہ اس کے آزاد کرنے سے آزاد نہیں ہوتا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ لینے والا منفعت کا مالک ہوتا ہے گردن کا نہیں ہوتا اور یہی قول مالک رحمہ اللہ کا ہے اور شافعی رحمہ اللہ کا ہے کہ قدیم میں اور اس کے ساتھ عاریت یا وقف کا معاملہ کیا جاتا اس میں مالکیہ کے نزدیک دو روایتیں ہیں اور حنفیہ سے روایت ہے کہ تملیک عمریٰ میں متوجہ ہوتی ہے گردن کی طرف اور رقبی میں منفعت کی طرف اور ان سے یہ روایت بھی ہے کہ رقبیٰ باطل ہے۔ اور قول بخاری رحمہ اللہ کا اَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمْرٰى جَعَلْتُهَا لَهُ اشارہ کیا ہے اس کے ساتھ اس کے اصل کی طرف اور جعل کا لفظ بولا اس لیے کہ وہ دیکھتا ہے کہ وہ موہوب لہ کے ملک ہو جاتا ہے مانند جمہور کے قول کے۔ اور نہیں دیکھتا کہ وہ عاریت ہے کماسیاتی تصریحه بذالك۔ (فتح)

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ تمہاری عمر دراز کی اور بعض کہتے ہیں کہ تم کو اس کی امارت میں اجازت دی۔ (فتح)

۲۴۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرٰى أَنَّهَا لِمَنْ وُّهِبَتْ لَهُ.

۲۴۳۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ عمریٰ کے کہ وہ اس کے لیے ہے کہ جس کو بخشا گیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں زہری سے ہے کہ جو شخص کے اس کے لیے عمریٰ کیا گیا اور اس کے وارثوں کے اور تحقیق وہ شخص اس کے لیے جس کو عمریٰ دیا گیا یعنی اس کے ملک ہو جاتا ہے دینے والے یعنی مالک کی طرف نہیں پھرتا اس لیے کہ دینے والے نے دیا کہ واقع ہوئی اس میں میراث یعنی لینے والا اس کا مالک ہو جاتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں کو پہنچے گا دینے والے کی طرف رجوع نہیں کرے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے قول نے اس کا حق کاٹ دیا اور وہ اس کے لیے کہ عمریٰ دیا گیا اس کے وارثوں کے لیے کہ اس میں علت کا ذکر نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جس عمریٰ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھا ہے یہ ہے کہ کہے مالک کہ یہ عمریٰ تیرے لیے ہے اور تیرے وارثوں کے لیے ہے اور جب مطلق کہے کہ یہ عمریٰ تیرے لیے ہے جب تک جو زندہ رہے تو پس وہ عمریٰ پھر آتا ہے لینے والے کی طرف۔ اور ایک روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا کہ اپنے مالوں کو اپنے پاس روک رکھو اور ان کو فاسد نہ کرو پس تحقیق شان یہ ہے کہ جو شخص کہ دیتا ہے کسی کو بطور عمریٰ کے پس وہ عمریٰ اس شخص کے لیے کہ عمریٰ کیا گیا حالت زندگی میں اور حالت موت میں اور اس کی اولاد کے لیے پس ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عمریٰ تین قسم کا ہے ایک یہ کہ کہے کہ وہ تیرے لیے ہے اور تیری اولاد کے لیے ہے اور یہ اس میں صریح ہے کہ یہ موہوب لہ کے لیے ہے اور اس کی اولاد کے لیے ہے۔ اور دوسری قسم یہ ہے کہ تیرے لیے ہے جب تک کہ تو زندہ رہے اور جب تو مر جائے تو میری طرف لوٹ آئے گا پس عاریت موقتہ ہے یعنی ایک وقت معین تک اور صحیح ہے۔ پس

جب مر جائے تو لوٹ آتا ہے دینے والے کی طرف اور یہ دونوں قسم زہری کی روایت سے معلوم ہوتی ہیں اور یہی اکثر علماء کا قول ہے۔اور اس کو ترجیح دی ہے اس کو شافعیوں کی ایک جماعت نے اور ان کے اکثر کے نزدیک اصح یہ ہے کہ وہ دینے والے کی طرف نہیں لوٹتا اور ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ شرط فاسد ہے پس لغو ہوگی اور اس کی حجت ہم باب کے آخر میں ذکر کریں گے۔تیسری قسم یہ کہ مطلق کہے کہ میں نے یہ مکان تجھ کو عمر بھر کے لیے دیا اور ابوزبیر کی روایت دلالت کرتی ہے کہ اس کا حکم پہلی قسم کی طرح ہے اور یہ کہ وہ دینے والے کی طرف نہیں پھرتا اور یہی قول جمہور کا ہے اور یہی جدید قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور قدیم میں کہا کہ یہ عقد اصل سے باطل ہے اور ایک روایت اس سے امام مالک کے قول کی مانند ہے اور نسائی نے روایت کی ہے کہ قتادہ نے حکایت کی کہ سلیمان بن ہشام نے فقہاء سے یہ مسئلہ پوچھا یعنی مطلق ہونے کی صورت میں تو ذکر کیا اس کے لیے قتادہ نے حسن وغیرہ سے اور ذکر کی اس کے لیے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ وہ جائز ہے۔

تنبیہ: باب باندھا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے رقبیٰ کے ساتھ اور نہیں ذکر کیا مگر دو حدیثوں کو جو عمریٰ میں وارد ہیں اور شاید کہ اس کے نزدیک دونوں کا ایک ہی معنی ہیں۔اور یہ قول جمہور کا ہے اور امام ابوحنیفہ اور مالک اور محمد کا یہ مذہب ہے کہ رقبیٰ منع ہے اور ابو یوسف جمہور کے موافق ہے اور ایک روایت میں ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رقبیٰ اور عمریٰ سے اور رقبیٰ یہ ہے کہ کہے آدمی آدمی کے لیے کہ وہ تیرے لیے ہے عمر تیری اور اس میں اختلاف ہے کہ نہی کس چیز کی طرف متوجہ ہوتی ہے اظہر یہ ہے کہ وہ حکم کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ متوجہ ہے صرف جاہلی لفظ کی طرف اور حکم منسوخ کی۔اور بعض کہتے ہیں کہ نہی سوائے اس کے نہیں کہ منع کرتی ہے صحت اس چیز کو کہ فائدہ دے منہی عنہ کو پورا فائدہ۔رہی یہ بات کہ جب کہ ہو صحت منہی عنہ کو ضرر اور اس کے مرتکب پر تو نہیں منع کرتا ہے صحت اس کی کو مانند طلاق کی حالت حیض میں۔اور صحت عمریٰ ضرر ہے معمر پر اس لیے کہ اس کی ملک دور ہوتی ہے اس سے بغیر عوض کے اور یہ سب اس وقت ہے جب کہ نہی کو تحریم پر محمول کیا جائے اور کراہت پر محمول کیا جائے تو اس کی حاجت نہیں اور قرینہ پھیرنے والا وہ ہے جو حدیث کے آخر میں مذکور ہے اس کے حکم کے بیان کرنے سے اور تصریح کرنا ہے اس کے ساتھ اس کا قول کہ عمریٰ جائز ہے اور بعض حذاق نے کہا کہ اجازت عمریٰ اور رقبیٰ کی بعید ہے قیاس اصول سے لیکن حدیث مقدم ہے۔اور اگر مراد منفعت ہوتی جیسا کہ مالک کہتے ہیں تو اس سے منع نہ ہوتا اور ظاہر یہ ہے کہ ساتھ اس کے مقصود عرب کا مگر مالک کرنا گردن کا شرط مذکورہ کے ساتھ۔(فتح) پس آئی شرح ان کے ناک کے خاک آلودہ کرنے کی پس صحیح کیا عقد کو اوپر لغت ہبہ محمودہ کے اور باطل کیا شرط کو جو مخالف تھی اس کے لیے پس وہ مشابہ ہے رجوع کو ہبہ میں اور تحقیق صحیح ہو چکی ہے نہی اس سے۔اور تشبیہ دیا گیا کتے کے ساتھ کہ اپنی قے کو پھر نگل جائے اور ایک روایت ہے کہ عمریٰ اس کے لیے ہے جس کو عمریٰ دیا گیا اور رقبیٰ اس کے لیے کہ جس کو رقبیٰ دیا گیا اور اپنی دی چیز کو لینے

والا اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قے کو چاٹے۔ پس شرط رجوع کی جو مقارن ہو عقد کے لیے رجوع کی طرح ہے جو بعد عقد کے ہو پس منع ہوا اس سے اور حکم ہوا کہ یا تو اس کو مطلق باقی رکھے یا اس کو مطلق نکال دے۔ اور اگر اس کو اس برخلاف نکالے تو شرط باطل ہوگی اور عقد صحیح ہوگا اس کی ناک کے خاک آلودہ کرنے کے لیے۔ اور وہ مانند باطل کرنے شرط ولا کی ہے اس کے لیے جو غلام بیچے۔ کماتقدم فی قصة بریرة (فتح)

۲۴۳۳۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنِي النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرٰى جَآئِزَةٌ. وَقَالَ عَطَاءٌ حَدَّثَنِي جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

۲۴۳۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمریٰ جائز ہے۔

فائدہ: سمجھا ہے قتادہ نے اور حالانکہ وہ حدیث کا راوی ہے اس اطلاق سے وہ چیز کہ میں نے اس سے حکایت کی یعنی اطلاق کی صورت میں عمریٰ دینے والے کے ملک سے نکل جاتا ہے اس کے مرنے کے بعد دینے والے کی طرف پھر نہیں آتا اور حمل کیا ہے اس کو زہری نے تفصیل مذکورہ پر۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اسْتَعَارَ مِنَ النَّاسِ الْفَرَسَ وَالدَّابَّةَ وَغَيْرَهَا.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو لوگوں سے گھوڑا اور چوپایہ وغیرہ مانگے۔

فائدہ: عاریت کے معنی شرع میں ہے منافع کا بخشنا ہے سوائے گردن کے۔ اور جائز ہے وقت معین کرنا اس کے لیے اور عاریت کا حکم یہ ہے کہ اگر عاریت لینے والے کے ہاتھ میں تلف ہو جائے تو اس کا ضامن ہوتا ہے مگر اس چیز میں جب کہ ہو یہ وجہ سے کہ اجازت دی گئی ہو اس میں، یہ قول جمہور کا ہے اور مالکیہ اور حنفیہ سے یہ ہے کہ اگر تعدی نہ کرے تو ضامن نہیں ہوتا اور اس باب میں بہت حدیثیں آچکی ہیں ان میں سب سے مشہور یہ حدیث ہے کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاریت کی جائے یعنی اس کا مالک پہنچانا واجب ہے اور ضامن ضمان پھیرنے والا ہے یعنی جو کوئی کسی کے قرض وغیرہ کا ضامن لازم ہے اس کو اس کا ادا کرنا۔ روایت کی یہ حدیث ابو داود وغیرہ نے اور اس کے ساتھ استدلال کرنے میں نظر ہے اور اس میں دلالت نہیں ضمانت پھیرنے پر اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ حکم کرتے ہیں تم کو یہ کہ ادا کرو امانتوں کو ان کے مالکوں کی طرف۔ اور جب تلف ہو جائے تو نہیں لازم ہے پھیر دینا اس کا۔ ہاں ثمرہ سے روایت ہے کہ ہاتھ پر ہے وہ چیز کہ لی یہاں تک کہ اس کو ادا کرے پس یہ حدیث ثابت ہو تو اس میں حجت ہے جمہور کے لیے۔ (فتح)

۲٤۳٤۔ حَدَّثَنَا آدَم حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا مِّنْ اَبِیْ طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ الْمَنْدُوْبُ فَرَكِبَ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَاِنْ وَّجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

۲۴۳۴۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار مدینہ میں دشمن کا ڈر ہوا تو حضرت ﷺ سے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے عاریت گھوڑا لیا اس کو مندوب کہا جاتا تھا۔سو اس پر سوار ہو کر گئے یعنی جس طرف سے دشمن کا خوف معلوم ہوا تھا سو جب پھرے تو فرمایا کہ ہم نے تو کچھ نہیں دیکھا اور اس گھوڑے کا قدم توڑ دریا پایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی سے گھوڑا وغیرہ عاریتا لینا درست ہے۔

بَابُ الْاِسْتِعَارَةِ لِلْعَرُوْسِ عِنْدَ الْبِنَآءِ.

شادی نکاح کے وقت دلہن کے لیے کپڑا مانگنا یعنی نکاح کرنے کے وقت۔

۲٤۳٥۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ اَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَعَلَيْهَا دِرْعُ قِطْرٍ ثَمَنُ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ فَقَالَتْ: اِرْفَعْ بَصَرَكَ اِلٰی جَارِيَتِیْ اُنْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّهَا تُزْهٰی اَنْ تَلْبَسَهُ فِی الْبَيْتِ وَقَدْ كَانَ لِیْ مِنْهُنَّ دِرْعٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا كَانَتْ امْرَاَةٌ تُقَيَّنُ بِالْمَدِيْنَةِ اِلَّا اَرْسَلَتْ اِلَیَّ تَسْتَعِيْرُهُ.

۲۴۳۵۔ایمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور اس پر ایک کرتا موٹے کپڑے کا تھا کہ اس کا مول پانچ درہم تھا تو اس نے کہا کہ اپنی آنکھ اٹھا کر میری لونڈی کو دیکھ کہ وہ تکبر کرتی ہے کہ اس کو گھر میں پہنے اور حضرت ﷺ کے وقت ان میں سے میرے پاس ایک کرتا تھا سو مدینہ میں کوئی عورت زینت نہ کی جاتی تھی مگر کہ وہ کسی کو میرے پاس بھیجتی تھی کہ اس کو عاریت لے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دولہن کے لیے کپڑا عاریتا لینا معمول کا عمل ہے اور مرغوب فیہ ہے اور وہ معیوب نہیں سمجھا جاتا اور اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی تواضع اور ان کا حلم اور ان کا نرمی کرنا اس کی عتاب میں اور اس کا ایثار اس چیز کے ساتھ کہ اس کی طرف ہے حاجت ہے اس کے نزدیک۔(فتح)

بَابُ فَضْلِ الْمَنِيْحَةِ.

باب ہے بیان میں فضیلت دینے دودھ والے جانور کے دودھ پینے کے لیے۔

فائدہ: منیحہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک یہ کہ آدمی اپنے ساتھی کو صلہ دے یعنی بطور حسن سلوک کے کچھ دے۔اور دوسرا یہ کہ دے کسی کو بکری یا اونٹنی کہ اس کے دودھ کے ساتھ فائدہ اٹھائے اور اس کی اون کے ساتھ کچھ مدت تک پھر وہ

مالک کولوٹا دے اور باب کی پہلی حدیثوں سے مراد عاریت دودھ والے جانور کی ہے تا کہ اس کا دودھ لیا جائے پھر مالک کو دیا جائے۔(فتح)

۲۴۳۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الْمَنِيحَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً وَّالشَّاةُ الصَّفِيُّ تَغْدُوْ بِإِنَاءٍ وَتَرُوْحُ بِإِنَاءٍ. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ وَإِسْمَاعِيْلُ عَنْ مَّالِكٍ قَالَ نِعْمَ الصَّدَقَةُ.

۲۴۳۶۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنی خوب دودھ والی کیا اچھا صدقہ ہے اور بکری خوب دودھار کیا اچھا صدقہ ہے خیرات کو کہ صبح کو ایک برتن بھر دودھ دے اور شام کو دوسرا برتن بھر دودھ دے۔

۲۴۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ مَّكَّةَ وَلَيْسَ بِأَيْدِيْهِمْ يَعْنِيْ شَيْئًا وَّكَانَتِ الْأَنْصَارُ أَهْلَ الْأَرْضِ وَالْعَقَارِ فَقَاسَمَهُمُ الْأَنْصَارُ عَلٰى أَنْ يُّعْطُوْهُمْ ثِمَارَ أَمْوَالِهِمْ كُلَّ عَامٍ وَيَكْفُوْهُمُ الْعَمَلَ وَالْمَئُوْنَةَ وَكَانَتْ أُمُّهُ أُمُّ أَنَسٍ أُمُّ سُلَيْمٍ كَانَتْ أُمَّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ فَكَانَتْ أَعْطَتْ أُمُّ أَنَسٍ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِذَاقًا فَأَعْطَاهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّ أَيْمَنَ مَوْلَاتَهُ أُمَّ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِ أَهْلِ خَيْبَرَ فَانْصَرَفَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ رَدَّ

۲۴۳۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مہاجرین مکہ سے مدینہ میں آئے اور ان کے ہاتھ میں کچھ نہ تھا یعنی ان کا مال اسباب سب مکے میں رہ گیا تھا اور انصار زمین اور املاک والے تھے پس تقسیم کیا ان سے انصار نے اس چیز پر کہ ہر سال ان کو اپنے باغوں کا میوہ دیں اور کفایت کریں ان سے عمل اور محنت کو یعنی محنت فقط انصار ہی کریں مہاجرین نہ کریں اور اس کی ماں یعنی انس رضی اللہ عنہ کی ماں ام سلیم رضی اللہ عنہا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی ماں تھی اور انس رضی اللہ عنہ کی ماں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کھجوروں کے درخت دیے ہوئے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجوریں اپنی لونڈی ام ایمن رضی اللہ عنہا اسامہ کی ماں کو دیں ابن شہاب نے کہا کہ خبر دی مجھ کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل خیبر کی لڑائی سے فارغ ہوئے اور مدینے کی طرف پھرے تو پھیر دیں مہاجرین نے انصار کو ان کی عطا کی چیزیں جو انہوں نے ان کو اپنے میوں سے عطا کیں تھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انس رضی اللہ عنہ کی ماں کو اس کے کھجوروں کے درخت پھیر دیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن رضی اللہ عنہا کو اس کے بدلے اپنے باغ

الْمُهَاجِرُوْنَ إِلَى الْأَنْصَارِ مَنَائِحَهُمُ الَّتِيْ كَانُوْا مَنَحُوْهُمْ مِّنْ ثِمَارِهِمْ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أُمِّهٖ عِذَاقَهَا وَأَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّ أَيْمَنَ مَكَانَهُنَّ مِنْ حَائِطِهٖ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ أَخْبَرَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ بِهٰذَا وَقَالَ مَكَانَهُنَّ مِنْ خَالِصِهٖ.

میں سے کھجوریں دیں۔

٢٤٣٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِيْ كَبْشَةَ السَّلُوْلِيِّ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُوْنَ خَصْلَةً أَعْلَاهُنَّ مَنِيْحَةُ الْعَنْزِ مَا مِنْ عَامِلٍ يَّعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِّنْهَا رَجَآءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيْقَ مَوْعُوْدِهَا إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهَا الْجَنَّةَ. قَالَ حَسَّانُ فَعَدَدْنَا مَا دُوْنَ مَنِيْحَةِ الْعَنْزِ مِنْ رَّدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَإِمَاطَةِ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَنَحْوِهٖ فَمَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نَّبْلُغَ خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً.

۲۴۳۸۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چالیس خصلتیں ہیں ان میں سے سب سے اعلیٰ اور عمدہ غیر کو بکری عاریت دینی ہے کہ اس کا دودھ پیئے نہیں کوئی ایسا عامل جو عمل کرے ایک خصلت پر ان چالیس خصلتوں سے ثواب کی امید پر اور اس کے دعویٰ کو سچا جان کر مگر کہ اللہ اس کو بہشت میں داخل کرے گا تو حسان نے اس کے راوی نے کہا کہ جو خصلتیں کہ بکری کے عطا کرنے سے کم ہیں مانند سلام اور چھینکنے والے کے جواب کی اور دور کرنے تکلیف دینے والی چیز کے راہ سے اور مانند اس کی ان کو ہم نے گنا تو ہم پندرہ خصلتوں تک بھی نہ پہنچ سکے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ وہ چالیس خصلتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھیں لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس لیے ذکر نہیں کیا کہ اس میں ایک معنی ہے کہ وہ ہمارے لیے زیادہ نفع والی نہ تھیں اور وہ خوف ہے یہ کہ وہ ہو تعیین ان کے ترک کرنے والے کے لیے ان کے غیر میں نیکیوں کی قسموں میں سے۔ (فتح)

٢٤٣٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ لِرِجَالٍ مِّنَّا

۲۴۳۹۔جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے کچھ لوگوں کے پاس زیادہ زمینیں تھیں تو ہم ان کو چوتھائی اور نصف پر کرایہ دیتے تھے یعنی جو پیدا ہو وہ آپس میں بانٹ لیں گے تو

فُضُوْلُ أَرَضِيْنَ فَقَالُوْا نُؤَاجِرُهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبٰى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهٗ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کی زمین ہو چاہیے کہ اس میں کھیتی کرے یا اپنے بھائی مسلمان کو عاریت دے کہ وہ کھیتی کرے اور اگر عاریت سے انکار کرے تو اپنی زمین رہنے دے۔

فائدہ: یہ حدیث مزارعت میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ لفظ ہے کہ چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائی کو عاریت دے۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ جَآءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهٗ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ الْهِجْرَةَ شَأْنُهَا شَدِيْدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتُعْطِيْ صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تَمْنَحُ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَحْلُبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَّرَآءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَّتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا.

ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی حضرت ﷺ کے پاس آیا تو آپ سے ہجرت کا حال پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وائے مجال تو البتہ ہجرت کا امر تو نہایت سخت ہے سو کیا تیرے پاس اونٹ ہیں اس نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان کی زکوۃ دیا کرتا ہے اس نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا تو ان کو دودھ پینے کے لیے عاریت بھی دیتا ہے اس نے کہا ہاں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانی پلانے کے دن ان کا دودھ دوہتا ہے یعنی محتاجوں کو دیتا ہے اس نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح کیا کر اپنے گاؤں میں جو شہری سے پڑے ہیں سو بے شک اللہ تیرے عمل سے کچھ نہ گھٹائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ہجرت میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ بھلا تو ان کو دودھ پینے کے لیے عاریت بھی دیتا ہے اس نے کہا ہاں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ دودھ والا جانور کو دودھ پینے کے لیے عاریت دینے کی بڑی فضیلت ہے۔ (فتح)

٢٤٤٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَعْلَمُهُمْ بِذَاكَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلٰى أَرْضٍ تَهْتَزُّ زَرْعًا فَقَالَ لِمَنْ هٰذِهٖ فَقَالُوا اكْتَرَاهَا

۲۴۴۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک زمین کی طرف نکلی جو کھیتی کے سبب سے جنبش کرتی تھی یعنی بڑے زور میں تھی تو فرمایا کہ یہ زمین کس کی ہے لوگوں نے کہا کہ فلاں نے اس کو کرائے لیا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ اگر وہ کھیتی کرنے کے لیے کسی کو عاریت دیتا تو بہتر ہوتا اس کے لیے اس سے کہ لے اس پر اجرت معلوم یعنی

فُلَانٌ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ لَوْ مَنَحَهَا إِيَّاهُ كَانَ خَيْرًا لَّهُ مِنْ أَنْ يَّأْخُذَ عَلَيْهَا أَجْرًا مَّعْلُومًا.

کرایہ معین۔

فائدہ: یہ حدیث بھی مزارعت میں گذر چکی ہے اور اس سے مراد اس جگہ وہ چیز ہے کہ جو حضرت ﷺ کے قول سے دلالت کرتی ہے کہ اگر وہ اس کو عاریت دیتا تو وہ اس کے لیے بہتر ہوتا عاریت دینے چیز کی فضیلت پر۔(فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ أَخْدَمْتُكَ هٰذِهِ الْجَارِيَةَ عَلٰى مَا يَتَعَارَفُ النَّاسُ فَهُوَ جَائِزٌ وَّقَالَ بَعْضُ النَّاسِ هٰذِهِ عَارِيَةٌ وَّإِنْ قَالَ كَسَوْتُكَ هٰذَا الثَّوْبَ فَهُوَ هِبَةٌ.

جب کوئی کہے کہ میں نے یہ لونڈی تیری خادم ٹھہرائی بنا بر عرف اور رواج لوگوں کے تو یہ جائز ہے یعنی اس کے حکم کا حوالہ عرف پر کرنا۔ یعنی اور بعض لوگوں نے کہا کہ یہ عاریت ہے یعنی ہبہ نہیں اور اگر کہے کہ میں نے تجھ کو یہ کپڑا پہنایا تو یہ ہبہ ہے۔

٢٤٤١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيْمُ بِسَارَةَ فَأَعْطَوْهَا آجَرَ فَرَجَعَتْ فَقَالَتْ أَشَعَرْتَ أَنَّ اللّٰهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَأَخْدَمَ وَلِيْدَةً. وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْدَمَهَا هَاجَرَ.

٢٤٤١۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سارہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہجرت کی تو انہوں نے اس کو خدمت کے لیے آجر دی وہ پھر آئی اور کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ اللہ نے کافر کو نا امید پھیرا اور خدمت کے لیے لونڈی دی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں آئے گی۔ ابن بطال نے کہا کہ نہیں میں جانتا اختلاف کہ جو شخص کہ کہے کہ میں نے یہ لونڈی تیری خادم بنائی اور اس نے خاص اس کی خدمت ہبہ کی اس لیے کہ خادم ٹھہرانا نہیں لازم پکڑتا گردن کے مالک کرنے کو جیسا کہ گھر میں بسانا نہیں چاہتا گھر کے مالک کرنے کو۔ اور استدلال کرنا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ قول حضرت ﷺ کے اس نے سارہ رضی اللہ عنہا کو خدمت کے لیے آجر دی ہبہ پر صحیح نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ صحیح ہوتا ہبہ اس قصے میں اس قول سے کہ اس کو آجر دو۔ اور نہیں اختلاف ہے علماء کا اس میں کہ اگر کہے کہ میں نے تجھ کو یہ کپڑا پہنایا یا ایک مدت معین تک تو اس کے لیے شرط اس کی ہے اور اگر مدت ذکر نہ کرے تو ہبہ ہے اور اللہ نے فرمایا کہ پس کفارہ اس کا کھانا دس مسکینوں کا ہے یا لباس ان کا اور نہیں مختلف ہے است کہ یہ طعام کا ملک کرنا ہے اور لباس کا اور ظاہر یہ ہے کہ نہیں مخالف ہے بخاری اس چیز کو کہ ذکر کیا ہے اس نے اس کو وقت مطلق کہنے کے اور سوائے

اس کے نہیں کے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ کوئی قرینہ پایا جائے کہ عرف پر دلالت کرے تو اس پر حمل کیا جائے گا اور نہیں تو وضع پر ہے دونوں جگہوں میں پس اگر جاری ہوئی درمیان کسی قوم کے عرف بیچ اتارنے اخدام کے بجائے ہبہ کے اور مطلق چھوڑے اس کو شخص اور اس کا مقصود مالک کرنے کا ہو تو جاری ہوتی ہے تملیک اور جو کہے کہ وہ ہر حال میں عاریت ہے تو وہ اس کے مخالف ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا حَمَلَ رَجُلًا عَلٰى فَرَسٍ فَهُوَ كَالْعُمْرٰى وَالصَّدَقَةِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَهُ أَنْ يَّرْجِعَ فِيْهَا.

جب کسی کو اللہ کے راہ میں چڑھنے کے لیے گھوڑا دے تو وہ مانند عمریٰ اور صدقہ کی ہے یعنی اس میں رجوع کرنا درست نہیں۔ یعنی اور بعض لوگوں نے کہا کہ اس کو اس میں رجوع کرنا جائز ہے۔

٢٤٤٢ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يَسْأَلُ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَرَأَيْتُهُ يُبَاعُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهٖ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ.

۲۴۴۲۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو اللہ کے راہ میں ایک گھوڑا چڑھنے کو دیا سو میں نے اس کو دیکھا کہ بیچا جاتا ہے سو میں نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ میں اس کو خرید لوں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مت مول لے اس کو اپنے صدقے کو پھیر نہ لے۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے۔ اور ابن بطال نے کہا جو چیز کہ ہو گھوڑے پر چڑھانے سے تملیک محمول علیہ کے ساتھ قول اس کے کہ وہ تیرے لیے ہے تو یہ مانند صدقہ کی ہے پس جب اس کو قبض کر لے تو اس میں رجوع کرنا جائز نہیں اور جو چیز کہ ہو اس سے بند کرنا اللہ کی راہ میں تو مانند وقف کی ہے نہیں جائز ہے اس میں رجوع کرنا جمہور کے نزدیک۔ اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ بندہ کہنا باطل ہے ہر چیز میں اور ظاہر یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ کی مراد اشارہ کرنا ہے اس شخص پر رد کرنے کی طرف جو کہتا ہے کہ ہبہ میں رجوع کرنا جائز ہے اگرچہ بیگانے آدمی کے لیے ہو نہیں تو ہم پہلے تقریر کر چکے ہیں کہ گھوڑا سواری کے لیے دینا عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں تملیک تھی، اور جو کہتا ہے کہ وہ بندہ کہتا تھا اس کا قول بعید ہے اور اس کا بیان بسط کے ساتھ کتاب الوقف میں آئے گا۔ (فتح)

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الشَّهَادَاتِ
کتاب ہے شہادتوں کے بیان میں

فائدہ: شہادت خبر دینی ہے یقین سے ماخوذ ہے شہود سے یعنی حضور سے اس لیے کہ شاہد مشاہد ہے یعنی دیکھنے والا ہے اس چیز کے لیے کہ غائب ہے اس کے غیر سے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْبَيِّنَةِ عَلَى الْمُدَّعِيْ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى وَ لَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا

باب ہے اس بیان میں کہ گواہی مدعی پر ہے۔ اس آیت کی وجہ سے کہ اے ایمان والو جس وقت معاملہ کرو تم ادھار کا کسی وعدے مقرر تک تو اس کو لکھو آخر آیت تک یعنی واللہ بکل شئی علیم تک یعنی اللہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو قائم رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کے لیے اگرچہ نقصان ہو اپنا یا ماں باپ کا یا قرابت والوں کا بماتعملون خبیر تک۔

بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا وَاَشْهِدُوْا اِذَا تَبَايَعْتُمْ وَ لَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ وَّاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌ بِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾.

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا﴾.

فائدہ: امام بخاری نے اس باب میں کوئی حدیث بیان نہیں کی یا تو اس لیے کہ آیات کے ساتھ کفایت کی یا اس لیے کہ اشارہ کیا اس حدیث کی طرف جو رہن میں گزر چکی ہے اور شک آخر کا باب اور وہ قسم ہے مدعی علیہ پر آئندہ آئے گا۔ اور ابن منیر نے کہا کہ وجہ استدلال کی آیت کے ساتھ ترجمہ کے لیے یہ ہے کہ اگر مدعی کا قول قبول ہوتا تو نہ حاجت ہوتی گواہ کرنے اور نہ لکھنے حقوق کے پس اس کا امر دلالت کرتا ہے کہ اس کی حاجت ہے اور یہ شامل ہے اس کو کہ گواہ مدعی پر ہیں اور اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حکم کیا اس کو جس پر حق ہے لکھنے کا تو یہ تقاضہ کرے گی تصدیق اس کی اس چیز میں کہ اقرار کرے اس کے ساتھ اور جب مصدق ہوا تو گواہ اس پر ہے جو اس کے جھٹلانے کا دعویٰ کرے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا عَدَّلَ رَجُلٌ أَحَدًا فَقَالَ لَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا أَوْ قَالَ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا.

جب ایک مرد دوسرے مرد کو تعدیل کرے پس کہے کہ میں نہیں جانتا مگر بھلائی یا بجائے اس کے ماضی کا صیغہ بولے تو تعدیل ہوتی ہے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ حکایت کی ہے طحاوی نے ابو یوسف سے کہ جب یہ کہے تو اس کی شہادت قبول کی جاتی ہے اور نہیں ذکر کیا خلاف کوفیوں سے بیچ اس کے اور ان کی دلیل افک کی حدیث ہے اور مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ تزکیہ نہیں ہوتا یہاں تک کہ کہے رضا ساتھ قصر کے اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہاں تک کہ کہے عدل اور ضرور ہے کہ تزکیہ کرنے والا اس کے حال باطن کو پہچانتا ہو اور حجت اس میں یہ ہے کہ نہیں لازم آتا اس کہنے سے کہ نہیں جانتے

ہم مگر بھلائی یہ کہ نہ ہو اس میں شر۔ اور رہا حجت پکڑنا ان کا اسامہ کے قصے سے پس جواب دیا ہے مہلب نے اس کا اس طرح کہ یہ واقعہ ہوا تھا اس زمانے میں کہ اس کے لوگوں کا اللہ تعالیٰ نے تزکیہ کر دیا تھا اور ان میں حرج نہایت کم تھی پس کافی تھا ان کی تعدیل میں کہ کہا جاتا کہ نہیں جانتے ہم مگر بھلائی ہی۔ اور رہا آج کا دن پس حرج لوگوں میں اکثر ہے پس ضرور ہے نص کرنی عدالت پر۔ میں کہتا ہوں کہ بخاری نے حکم کے ساتھ تعیین نہیں کی قوی ہونے اختلاف کی وجہ سے۔ (فتح)

۲۴۴۳۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَبَعْضُ حَدِيْثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَّأُسَامَةَ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَأْمِرُهُمَا فِيْ فِرَاقِ أَهْلِهِ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَقَالَ أَهْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَّقَالَتْ بَرِيْرَةُ إِنْ رَّأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّعْذِرُنَا فِيْ رَجُلٍ بَلَغَنِيْ أَذَاهُ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ مِنْ أَهْلِيْ إِلَّا خَيْرًا وَّلَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَّا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا.

۲۴۴۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب اہل افک نے ان کے حق میں کہا جو کچھ کہ کہا اور اتنے دن وحی نہ آئی تو حضرت ﷺ نے علی اور اسامہ رضی اللہ عنہما کو بلایا اس حال میں کہ مشورہ پوچھتے تھے ان سے اپنی بیوی کی جدائی میں سو اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کی بیوی ہے یعنی جو آپ کی بیوی ہو اس سے ایسے خفا ہونے کی گنجائش نہیں پس نہیں جانتے ہم اس سے مگر بہتر یا اور بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں جانتی میں اس پر کسی امر کو کہ عیب کروں میں اس کو مگر زیادہ تر اس سے کہ وہ لڑکی کم عمر ہے اپنے گھر والوں کے آٹے سے سو جاتی ہے یعنی آٹے سے غافل ہو جاتی ہے اس کو ڈھانکتی نہیں پس بکری آ کر اس کو کھا جاتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا مرد ہے کہ میرا عذر دریافت کر کے بدلہ لے اس مرد سے جس کی ایذا مجھ کو میری بیوی کے حق میں پہنچی سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ نہیں جانا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے اس مرد کو جس کو نہیں جانا میں نے مگر نیک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر سورۂ نور میں آئے گی ابن منیر نے کہا کہ تعدیل تو جاری کرنا ہے شہادت کے لیے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے گواہی نہیں دی تھی اور نہ اس کو تعدیل کی حاجت تھی۔ اس لیے کہ اس برات ہے اور وہ صرف اس کی

محتاج تھی کہ تہمت اس سے دور ہو یہاں تک کہ ہو دعویٰ اس پر ساتھ اس کے غیر مقبول اور نہ شبہ اس کا پس کافی ہے اس قدر میں یہ لفظ پس نہ ہوگی اس شخص کے لیے جو کفایت کرتا ہے تعدیل میں قول کے ساتھ کہ لَا اَعْلَمُ اِلَّا خَیْرًا اجمت۔(فتح)

بَابُ شَهَادَةِ الْمُخْتَبِیْ وَأَجَازَهُ عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ وَكَذٰلِكَ يُفْعَلُ بِالْكَاذِبِ الْفَاجِرِ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَابْنُ سِيْرِيْنَ وَعَطَاءٌ وَقَتَادَةُ السَّمْعُ شَهَادَةٌ وَكَانَ الْحَسَنُ يَقُوْلُ لَمْ يُشْهِدُوْنِیْ عَلٰى شَیْءٍ وَإِنِّیْ سَمِعْتُ كَذَا وَكَذَا.

باب ہے شہادت چھپنے والے کی کا یعنی جو گواہی اٹھانے کے وقت حاضر نہ ہو بلکہ پوشیدہ ہو کہ گواہی اٹھائے۔یعنی اور جائز رکھا ہے اس کو عمرو بن حریث نے یعنی گواہی اٹھانے کے وقت چھپنے کو اور کہا اس نے اسی طرح کیا جاتا ہے ساتھ جھوٹے گناہگار کے۔یعنی اور شعبی اور ابن سیرین اور عطا اور قتادہ نے کہا کہ سننا گواہی ہے۔یعنی اور حسن بصری کہتے تھے کہ اگر کوئی مرد کسی مرد سے کچھ سنے تو وہ قاضی کے پاس آئے اور کہے کہ انہوں نے مجھ کو گواہ نہیں کیا لیکن میں نے ایسا ایسا سنا۔

فائدہ: یہ اشارہ سبب کی طرف اس کے قبول کرنے میں یعنی جو قرض دار کہ خلوت میں قرض خواہ کو کہے کہ میں تہائی میں تیرے قرض کا اقرار کرتا ہوں اور گواہوں کے روبرو نہیں کرتا تو جائز ہے کہ اس کی شہادت کو چھپ کر اٹھایا جائے پھر گواہی دے کر اس کا حق ثابت کیا جائے اور شریح سے روایت ہے کہ وہ چھپنے والے کی شہادت کو جائز نہیں کہتے تھے اور اسی طرح شعبی بھی اور یہی ہے ابو حنیفہ اور شافعی کا قول ہے قدیم میں اور جائز رکھا ہے اس کو جدید قول میں۔ جب کہ دیکھے مشہود علیہ کو۔(فتح)

فائدہ: یعنی اگر کسی نے کسی کا اقرار سنا ہو تو اس کو جائز ہے کہ گواہی دے۔

فائدہ: یہ قول شعبی کا معارض ہے چھپنے والے کو اس کی شہادت کے ادا کرنے کی وجہ سے۔اور احتمال ہے کہ فرق کیا جائے ساتھ اس کے کہ چھپنے والے کی گواہی کو تو اس نے اس لیے رد کیا کہ اس میں دھوکا ہے۔اور نہیں لازم آتا اس سے رد کرنا اس کا شہادت سننے کے لیے بغیر قصد کے اور یہ قول مالک اور احمد اور اسحق کا ہے۔اور نیز مالک سے ہے کہ حرص گواہی کے اٹھانے پر قادح ہے اور جب پوشیدہ ہوتا کہ گواہی دے تو یہ حرص ہے۔(فتح)

فائدہ: اور یہ تفصیل حسن ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نہ چھپاؤ گواہی کو اور نہیں فرمایا شاہد بنانے کو۔پس جدا ہوگا حال نزدیک ادا کے۔پس اگر سنا ہو اس کو اور اس نے اس کو گواہ کیا ہو اور ادا کے وقت کہے کہ گواہ کیا اس نے مجھ کو تو اس کی شہادت قبول نہ ہوگی اور اگر کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے کہا ہے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔(فتح)

٢٤٤٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَالِمٌ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ انْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ يَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ حَتَّى إِذَا دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنَ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْرَمَةٌ أَوْ زَمْزَمَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ أَيْ صَافِ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاهَى ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ.

۲۴۴۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اور ابی بن کعب چلے اس حال میں کہ قصد کرتے تھے اس باغ کا جس میں ابن صیاد تھا یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ اس باغ میں آئے اور کھجور کی شاخوں سے پناہ ڈھونڈنے لگے یعنی ان کی آڑ میں ہوئے اس حال میں کہ چاہتے تھے کہ ابن صیاد سے کچھ سنیں پہلے اس سے کہ ابن صیاد آپ کو دیکھے اور ابن صیاد اپنے بچھونے پر اپنے کپڑے میں لپٹا ہوا تھا کہ اس میں کچھ غن غن کرتا تھا اور اس کی ماں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اس حال میں کہ آپ کھجوروں کی شاخوں سے پردہ کرتے تھے تو اس نے ابن صیاد سے کہا کہ اے صاف یہ محمد ہیں یعنی دیکھ محمد ﷺ آئے تو ابن صیاد غن غن سے باز رہا یعنی چپ رہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کی ماں اس کو چھوڑتی تو اپنا حال ظاہر کرتا یعنی اس کا حال کچھ معلوم ہوتا کہ کیا کہتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الفتن میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ چاہتے تھے کہ اس کا کلام سنیں اس سے پہلے کہ ابن صیاد آپ کو دیکھے اور پھر فرمایا کہ اگر اس کی ماں اس کو چھوڑتی تو اپنا حال ظاہر کرتا پس یہ چاہتا ہے اعتماد کرنے کو کلام کے سننے پر اگرچہ سامع کلام کرنے والے سے چھپا ہوا ہو جب کہ آواز پہچانے۔ (فتح)

٢٤٤٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَأَبَتَّ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيرِ

۲۴۴۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ کی عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ میں رفاعہ کے نکاح میں تھی تو اس نے مجھ کو طلاق دی سو میری طلاق کو بتہ کیا یعنی تین طلاقیں دیں پھر میں نے عبدالرحمن بن زبیر سے نکاح کیا پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ساتھ اس کے مانند جھبل کپڑے کی ہے یعنی نامرد ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو چاہتی ہے

إِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَقَالَ أَتُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَأَبُوْ بَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَهُ وَخَالِدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ بِالْبَابِ يَنْتَظِرُ أَنْ يُّؤْذَنَ لَهُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَسْمَعُ إِلٰى هٰذِهِ مَا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ رفاعہ کے نکاح میں پھر پلٹ جائے یہ درست نہیں جب تک کہ تو اس دوسرے خاوند کا شہد نہ چکھے اور وہ تیرا شہد نہ چکھے یعنی بدون صحبت کے اول خاوند سے نکاح درست نہیں۔اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دروازے پر انتظار کرتے تھے کہ ان کو اجازت ہو تو خالد نے کہا کہ اے ابوبکر کیا تو نہیں سنتا کہ کیا یہ عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلند آواز سے کیا کہتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں آئے گی اور غرض اس سے انکار کرنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ہے رفاعہ کی عورت پر اس چیز کو کہ اس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کلام کرتی تھی باوجود اس کے کہ وہ اس سے پردے میں تھا باہر دروازے سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہ کیا پس اعتماد کرنا خالد رضی اللہ عنہ کا اس کی آواز پر یہاں تک کہ اس پر انکار کیا وہ حاصل ہے اس چیز کا کہ واقع ہوتی ہے شہادت سننے سے۔(فتح)

بَابُ إِذَا شَهِدَ شَاهِدٌ أَوْ شُهُوْدٌ بِشَيْءٍ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ مَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ يُحْكَمُ بِقَوْلِ مَنْ شَهِدَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ هٰذَا كَمَا أَخْبَرَ بِلَالٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِي الْكَعْبَةِ وَقَالَ الْفَضْلُ لَمْ يُصَلِّ فَأَخَذَ النَّاسُ بِشَهَادَةِ بِلَالٍ كَذٰلِكَ إِنْ شَهِدَ شَاهِدَانِ أَنَّ لِفُلَانٍ عَلٰى فُلَانٍ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَشَهِدَ اٰخَرَانِ بِأَلْفٍ وَخَمْسِ مِائَةٍ يُقْضٰى بِالزِّيَادَةِ.

جب گواہی دے ایک گواہ یا کئی گواہ اور لوگ کہیں کہ اس کو ہم نہیں جانتے تو حکم کیا جائے ساتھ قول اس شخص کے کہ اس نے گواہی دی۔یعنی اور حمیدی نے کہا کہ یہ حکم مثل اس چیز کی ہے کہ خبر دی بلال نے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر نماز پڑھی اور فضل نے کہا کہ نہیں پڑھی تو لوگوں نے بلال رضی اللہ عنہ کی شہادت کو لیا۔یعنی اسی طرح اگر دو گواہ گواہی دیں کہ مقرر فلاں کے لیے فلاں پر ہزار درہم ہیں اور دوسرے دو گواہ گواہی دیں کہ پندرہ سو تو حکم کیا جائے گا ساتھ زیادتی کے یعنی پندرہ سو کے ساتھ حکم کیا جائے گا۔

فائدہ: یعنی مثبت مقدم ہے نافی پر یعنی جس نے گواہی دی اس کے ساتھ حکم کیا جائے گا اور جس نے کہا کہ میں نہیں اس کے قول کا اعتبار نہ کیا جائے گا اور اس پر سب اہل علم کا اتفاق ہے مگر نہایت کم لوگوں کا خاص کر جب کہ نہ تعرض کرے مگر اپنے علم کی نفی کی وجہ سے یعنی کہے کہ مجھ کو معلوم نہیں اور اشارہ کیا اس کی طرف ساتھ اپنے قول کے کہ اسی طرح ہے جب کہ دو آدمی گواہی دیں اور اعتراض کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ دونوں شہادتیں ہزار پر متفق ہیں اور تنہا

ہوئی ہے ان میں سے ایک سے ایک ساتھ پانچوں کے اور جواب یہ ہے کہ سکوت دوسرے کا پانچ سو سے اس کی نفی کے حکم میں ہے۔ (فتح)

۲۴۴۶۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِأَبِيْ إِهَابِ بْنِ عَزِيْزٍ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ قَدْ أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِيْ تَزَوَّجَ فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا أَعْلَمُ أَنَّكِ أَرْضَعْتِنِيْ وَلَا أَخْبَرْتِنِيْ فَأَرْسَلَ إِلٰى آلِ أَبِيْ إِهَابٍ يَسْأَلُهُمْ فَقَالُوْا مَا عَلِمْنَا أَرْضَعَتْ صَاحِبَتَنَا فَرَكِبَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ فَفَارَقَهَا وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ.

۲۴۴۶۔ عقبہ سے روایت ہے اس نے ابی اہاب کے بیٹے سے نکاح کیا پھر اس پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے تم دونوں خاوند و بیوی کو دودھ پلایا ہے۔ تو عقبہ نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ تو نے مجھ کو دودھ پلایا ہے اور نہ تو نے مجھ کو پہلے خبر دی تو عقبہ نے کسی کو ابی اہاب کے لوگوں کے پاس بھیجا اور ان سے پوچھا کہ اس عورت نے اس لڑکے کو دودھ پلایا ہے تو لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ اس نے ہمارے لڑکے کو دودھ پلایا ہو تو عقبہ سوار ہو کے مدینے میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس مسئلے کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ یہ کہا گیا ہے کہ وہ تیری رضاعی بہن ہے سو عقبہ نے اس کو چھوڑ دیا اور اس عورت نے نکاح کیا۔

فائدہ: یہ حدیث آئندہ آئے گی اور غرض اس سے یہ ہے کہ اس نے رضاعت ثابت کی اور عقبہ نے اس کی نفی کی تو حضرت ﷺ نے عورت کے قول کا اعتبار کیا پس حکم کیا ساتھ اپنی عورت کے جدا کرنے کا یا بطور وجوب کے اس کے نزدیک جو اس کا قائل ہے یا بطور استحباب کے ورع کے سبب سے۔ (فتح)

بَابُ الشُّهَدَآءِ الْعُدُوْلِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَأَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾ وَ ﴿مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ﴾.

باب ہے بیان میں گواہی عادل کے اور اس آیت کے بیان میں کہ گواہ کرو دو صاحب عدالت کہ اپنے سے اور فرمایا کہ ان لوگوں میں سے جن کو تم پسند رکھتے ہو گواہوں سے۔

فائدہ: اور عادل پسند نزدیک جمہور کے یہ کہ مسلمان ہو مکلف ہو آزاد ہو، کبیرہ کا مرتکب نہ ہو اور صغیرہ پر اصرار کرنے والا نہ ہو۔ زیادہ کیا ہے امام شافعی نے کہ صاحب مروت ہو اور اس کی گواہی کے قبول ہونے میں یہ شرط ہے کہ مشہود علیہ کا دشمن نہ ہو اور نہ اس میں متہم ہو نفع کھینچنے کے ساتھ اور نہ دفع کرنے ضرر کے اور نہ مشہود لہ کی اصل ہو اور نہ فرع اس کی یعنی مثل دادے اور پوتے کی اور اس کی تفصیل میں اختلاف ہے۔ (فتح)

٢٤٤٧۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُتْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ إِنَّ أُنَاسًا كَانُوْا يُؤْخَذُوْنَ بِالْوَحْيِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ وَإِنَّمَا نَأْخُذُكُمُ الْآنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا أَمِنَّاهُ وَقَرَّبْنَاهُ وَلَيْسَ إِلَيْنَا مِنْ سَرِيْرَتِهِ شَيْءٌ، اللّٰهُ يُحَاسِبُهُ فِيْ سَرِيْرَتِهِ وَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا سُوْءًا لَمْ نَأْمَنْهُ وَلَمْ نُصَدِّقْهُ وَإِنْ قَالَ إِنَّ سَرِيْرَتَهُ حَسَنَةٌ.

٢٤٤٧۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ وحی سے پکڑے جاتے تھے یعنی ان کے پوشیدہ کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے معلوم ہو جاتے تھے اور بے شک وحی بند ہوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اب تو ہم تم کو اس چیز سے پکڑتے ہیں جو ہم کو تمہارے عملوں سے ظاہر ہو سو جو ہمارے لیے نیکی ظاہر کرے اس کو ہم امین ٹھہرائیں گے اور اس کو ہم مقرب کریں گے یعنی اس کی تعظیم کریں گے اور ہم کو اس کے پوشیدہ حال سے کچھ غرض نہیں اللہ اس کے باطن کا خود حساب کرے گا اور جو ہمارے لیے بدی ظاہر کرے اس کو ہم امین نہیں ٹھہرائیں گے اور نہ اس کو سچا جانیں گے اگرچہ کہے کہ اس کا باطن نیک ہے۔

فائدہ: یہ خبر دینا عمر رضی اللہ عنہ کا ہے اس چیز سے کہ لوگ تھے اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور اس سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد واقع ہوا اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ عادل وہ ہے کہ اس سے کچھ شک نہ پایا جائے یہ قول احمد اور اسحق کا ہے لیکن یہ معروف لوگوں کے حق میں ہے اس کے حق میں جس کا حال بالکل معلوم نہیں۔ (فتح)

بَابُ تَعْدِيْلِ كَمْ يَجُوْزُ.

کتنے آدمیوں کی تعدیل جائز ہے؟۔

فائدہ: یعنی کیا شرط ہے تعدیل کے قبول ہونے میں عدد معین۔ (فتح)

٢٤٤٨۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرٰى فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا أَوْ قَالَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَقَالَ وَجَبَتْ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ لِهٰذَا وَجَبَتْ وَلِهٰذَا وَجَبَتْ قَالَ شَهَادَةُ الْقَوْمِ الْمُؤْمِنُوْنَ

٢٤٤٨۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ ایک جنازہ لے کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے تو لوگوں نے اس کے لیے نیک تعریف کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واجب ہوئی یعنی بہشت۔ پھر اور جنازہ لے کر نکلے تو لوگوں نے اس کو بددعا سے یاد کیا یا اس کے سوائے کچھ اور کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واجب ہوئی یعنی دوزخ۔ تو کسی نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا ہے کہ اس کے لیے بہشت واجب ہوئی اور اس کے لیے دوزخ واجب ہوئی یعنی کیا آپ

شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ.

نے وحی سے معلوم کیا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گواہی لوگوں کی مقبول ہے مسلمان گواہ ہیں اللہ کی زمین میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گذر چکی ہے۔

٢٤٤٩۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرَضٌ وَهُمْ يَمُوْتُوْنَ مَوْتًا ذَرِيْعًا فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ فَأُثْنِيَ خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرَى فَأُثْنِيَ خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَةِ فَأُثْنِيَ شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قُلْنَا وَثَلَاثَةٌ قَالَ وَثَلَاثَةٌ قُلْتُ وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ.

٢٤٤٩۔ ابو اسود سے روایت ہے کہ میں مدینے میں آیا اور حالانکہ اس میں بیماری پڑی تھی اور لوگ بہت جلدی مرتے تھے سو میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا اور ایک جنازہ گذرا تو اس کو نیکی سے یاد کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واجب ہوئی پھر دوسرا جنازہ گذرا تو لوگوں نے اس کو بھی نیکی سے یاد کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واجب ہوئی پھر تیسرا جنازہ گذرا تو اس کو بدی سے یاد کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واجب ہوئی۔ میں نے کہا کہ کیا واجب ہوئی اے امیر المومنین؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کہا جیسا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان کی چار مسلمان نیکی کی گواہی دیں تو اللہ اس کو بہشت میں داخل کرے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر ہم نے کہا کہ اور تین آدمی کی گواہی بھی بہشت میں لے جاتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی کی گواہی بھی بہشت میں لے جاتی ہے پھر ہم نے کہا کہ دو کی گواہی بھی بہشت میں لے جاتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو کی گواہی بھی بہشت میں لے جاتی ہے۔ پھر ہم نے آپ سے ایک کی گواہی کا حال نہیں پوچھا۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے کہ ایک کی تعدیل کافی ہے۔ اور اس میں غموض ہے اور شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کے اس قول میں کہ پھر ہم نے آپ سے ایک کا حکم نہیں پوچھا۔ اشارہ بعید ہے اس طرح کہ وہ اس میں ایک کے قول پر بھی اعتماد کرتے تھے لیکن انہوں نے اس کا حکم اس مقام میں نہیں پوچھا۔ اور آئندہ بخاری نے تصریح کی ہے اس کے ساتھ کہ ایک کا تزکیہ بھی کافی ہے اور شاید تصریح کی اس نے اس جگہ اس لیے کہ اس میں احتمال ہے۔ (فتح)

بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الْأَنْسَابِ وَالرَّضَاعِ الْمُسْتَفِيْضِ وَالْمَوْتِ الْقَدِيْمِ وَقَالَ

باب ہے بیان میں گواہی کے نسبوں پر اور رضاع یعنی دودھ پینے مشہور پر اور موت پرانی پر یعنی جس کو بہت

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ وَالتَّثَبُّتِ فِيْهِ.

مدت گذر چکی ہو یعنی فلاں شخص کب مرا تھا فلانے سے پہلے یا پیچھے ۔اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دودھ پلایا مجھ کو اور ابوسلمہ کو ثو یبہ ابولہب کی لونڈی نے ۔اور بیان میں ثابت ہونے کے رضاع کے باب میں ۔

فائدہ: یہ باب معقود ہے شہادت کے بیان کے استفاضہ کے لیے ۔اور ذکر کیا اس سے نسب کو اور قدیم موت کو ۔رہا نسب پس سمجھی جاتی ہے رضاعت کی حدیثوں سے کہ وہ اس کو لازم ہے اور اس میں اجماع نقل کیا گیا۔لیکن رہی رضاعت پس سمجھا جاتا ہے اس کا ثبوت استفاضہ کے ساتھ باب کی حدیثوں سے اس لیے کہ وہ جاہلیت میں تھے اور تھا مستفیض اس شخص کے نزدیک کہ واقع ہوا اس کے لیے ۔اور لیکن موت قدیم پس سمجھا جاتا ہے اس کا حکم الحاق کے ساتھ یہ بات ابن منیر نے کہی ہے ۔اور احتراز کیا قدیم کے ساتھ حادث سے اور مراد قدیم کے ساتھ وہ ہے کہ اس پر دراز زمانہ گذرے اور حد مقرر کی ہے اس کی بعض مالکیہ نے پچاس برس کے ساتھ ۔اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس برس ہے ۔اور اختلاف ہے ضابطہ میں اس چیز کے کہ قبول کی جاتی اس میں شہادت استفاضہ کے ساتھ یعنی شہرت کے ساتھ پس ٹھیک ہے شافعیہ کے نزدیک نسب میں قطعاً اور ولادت میں اور موت میں اور عتق میں اور ولا میں اور وقف میں اور ولایت میں اور نکاح میں اور اس کے توابع میں اور تعدیل کے اور جرح کے اور وصیت کے اور اشر اور سفیہ کے اور ملک کے راجح قول پر ان تمام میں یعنی ان امور کا لوگوں میں مشہور ہونا یہی ہے شہادت ان کے ثبوت پر اور لوگوں میں مشہور ہونے سے یہ امور ثابت ہو جاتے ہیں اور بعض متاخرین شافعی کے اوپر بیس جگہ کو پہنچے ہیں ۔اور ابو حنیفہ کی روایت ہے کہ جائز ہے نسب میں اور موت میں اور نکاح میں اور دخول میں اور اس کے قاضی ہونے میں اور زیادہ کیا ابو یوسف نے ولا کو اور زیادہ کیا ہے محمد نے وقف کو اور صاحب ہدایہ نے کہا کہ ہم بطور استحسان کے اس کو جائز رکھتے ہیں نہیں تو اصل یہ ہے کہ شہادت میں دیکھنا ضروری ہے ۔اور اس کے قبول ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس نے اس کو ایک جماعت سے کہ امن ہو اتفاق کرنے ان کے سے جھوٹ پر ۔اور بعض کہتے ہیں اقل درجہ چار آدمی ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کافی ہے دو عادلوں سے اور بعض کہتے ہیں کہ کافی ہے ایک عادل دے جب کہ دل کو اس کی طرف صحیح اطمینان ہو۔(فتح)

فائدہ: یہ قول بقیہ ترجمہ کا ہے اور شاید یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ دیکھو یعنی سوچو کہ کون ہے بھائی تمہارا رضاعت سے ۔(فتح)

٢٤٥٠۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ

۲۴۵۰۔عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ افلح نے میرے پاس آنے کی اجازت چاہی تو میں نے اس کو اجازت نہ دی تو اس

الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ فَلَمْ آذَنْ لَهُ فَقَالَ أَتَحْتَجِبِيْنَ مِنِّيْ وَأَنَا عَمُّكِ فَقُلْتُ وَكَيْفَ ذٰلِكَ قَالَ أَرْضَعَتْكِ امْرَأَةُ أَخِيْ بِلَبَنِ أَخِيْ فَقَالَتْ سَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقَ أَفْلَحُ ائْذَنِيْ لَهُ.

نے کہا کہ کیا تو مجھ سے پردہ کرتی ہے؟ اور حالانکہ میں تیرا چچا ہوں سو میں نے کہا کہ تو میرا چچا کس طرح ہے؟ تو اس نے کہا کہ دودھ پلایا تجھ کو میرے بھائی کی بی بی نے میرے بھائی کے دودھ سے یعنی جو اس کو اس کی صحبت کرنے کے سبب سے پیدا ہوا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افلح سچا ہے اس کو اپنے پاس آنے کی اجازت دے۔

٢٤٥١ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بِنْتِ حَمْزَةَ لَا تَحِلُّ لِيْ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ هِيَ بِنْتُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ.

۲۴۵۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے حق میں فرمایا کہ وہ مجھ کو حلال نہیں حرام ہوتی ہے بہ نسبت دودھ پینے کے وہ چیز کہ حرام ہوتی ہے جننے سے۔ وہ بیٹی بھائی میرے کی ہے رضاعت سے۔

٢٤٥٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَّسْتَأْذِنُ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَّسْتَأْذِنُ فِيْ بَيْتِكَ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ

۲۴۵۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے اور یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرد کی آواز سنی جو حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا تھا سو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ مرد آپ کے گھر آنے کی اجازت چاہتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس کو فلان گمان کرتا ہوں اشارہ کیا طرف چچا حفصہ رضی اللہ عنہا کی رضاعت سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر فلانا زندہ ہوتا اشارہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے طرف اپنے چچا کی رضاعت سے تو میرے پاس آتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک دودھ پینا حرام کرتا ہے اس چیز کو کہ حرام ہوتی ہے ولادت کے سبب سے۔

عَلَيَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.

۲۴۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مَّسْرُوْقٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِيْ رَجُلٌ قَالَ يَا عَائِشَةُ مَنْ هٰذَا قُلْتُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَ يَا عَائِشَةُ انْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ. تَابَعَهُ ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ.

۲۴۵۳۔عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میرے نزدیک ایک مرد تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کون ہے میں نے کہا کہ میرا رضاعی بھائی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھو کہ کون ہے بھائی تمہارا رضاعت سے ۔پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رضاعت تو صرف بھوک سے ہے یعنی دودھ پینا شرع میں وہ معتبر ہے کہ قائم مقام طعام کے ہو اور بھوک دور کرے۔

بَابُ شَهَادَةِ الْقَاذِفِ وَالسَّارِقِ وَالزَّانِيْ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَّأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا﴾ وَجَلَدَ عُمَرُ أَبَا بَكْرَةَ وَشِبْلَ بْنَ مَعْبَدٍ وَنَافِعًا بِقَذْفِ الْمُغِيْرَةِ ثُمَّ اسْتَتَابَهُمْ وَقَالَ مَنْ تَابَ قَبِلْتُ شَهَادَتَهُ وَأَجَازَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُتْبَةَ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَسَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَطَاوُسٌ وَّمُجَاهِدٌ وَّالشَّعْبِيُّ وَعِكْرِمَةُ وَالزُّهْرِيُّ وَمُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ وَشُرَيْحٌ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ وَقَالَ أَبُو الزِّنَادِ الْأَمْرُ عِنْدَنَا بِالْمَدِيْنَةِ إِذَا رَجَعَ الْقَاذِفُ عَنْ قَوْلِهٖ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَقَتَادَةُ إِذَا أَكْذَبَ نَفْسَهُ جُلِدَ

باب ہے بیان میں گواہی اس شخص کے جو کسی کو زنا کی تہمت دے اور گواہی چور اور زانی کی یعنی کیا توبہ کے بعد ان کی گواہی قبول ہے یا نہیں۔اور بیان میں اس آیت کے کہ نہ قبول کرو گواہی ان کی کبھی اور وہی لوگ ہیں فاسق مگر جنہوں نے توبہ کی ۔یعنی اور کوڑے مارے عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابا بکرہ کو اور شبل کو اور نافع کو ساتھ قذف مغیرہ کے یعنی انہوں نے اس کو زنا کی تہمت دی تھی پھر ان سے توبہ چاہی اور کہا کہ جو توبہ کرے اس کی گواہی قبول ہوگی۔یعنی جائز رکھا ہے قاذف کی گواہی کو بعد توبہ کے ان دس اماموں نے یعنی اور ابو الزناد نے کہا کہ مدینے میں ہمارے نزدیک حکم یہ تھا کہ جب حرام کاری کی تہمت دینے والا اپنے قول سے پھرے اور اپنے رب سے مغفرت مانگے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی یعنی اور شعبی اور قتادہ نے کہا کہ جب قاذف اپنے آپ کو

وَقُبِلَتْ شَهَادَتُهُ وَقَالَ الثَّوْرِيُّ إِذَا جُلِدَ الْعَبْدُ ثُمَّ أُعْتِقَ جَازَتْ شَهَادَتُهُ وَإِنِ اسْتُقْضِيَ الْمَحْدُوْدُ فَقَضَايَاهُ جَائِزَةٌ وَّقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا تَجُوْزُ شَهَادَةُ الْقَاذِفِ وَإِنْ تَابَ ثُمَّ قَالَ لَا يَجُوْزُ نِكَاحٌ بِغَيْرِ شَاهِدَيْنِ فَإِنْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ مَحْدُوْدَيْنِ جَازَ وَإِنْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ عَبْدَيْنِ لَمْ يَجُزْ وَأَجَازَ شَهَادَةَ الْمَحْدُوْدِ وَالْعَبْدِ وَالْأَمَةِ لِرُؤْيَةِ هِلَالِ رَمَضَانَ وَكَيْفَ تُعْرَفُ تَوْبَتُهُ وَقَدْ نَفَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّانِيَ سَنَةً وَّ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ وَصَاحِبَيْهِ حَتّٰى مَضٰى خَمْسُوْنَ لَيْلَةً.

جھٹلائے تو مارا جائے اور اس کی گواہی قبول کی جائے یعنی ثوری نے کہا کہ جب غلام کو حد ماری جائے پھر آزاد کیا جائے تو اس کی گواہی جائز ہے۔یعنی اور مگر محدود فی القذف قاضی بنایا جائے تو اس کے حکم جائز ہیں یعنی جاری ہوتے ہیں۔ یعنی اور بعض لوگوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے گواہی قاذف کی اگرچہ توبہ کرے پھر کہا کہ نہیں جائز ہے نکاح بغیر گواہوں کے پس اگر نکاح کرے ساتھ گواہی دو حد مارے ہوؤں کے تو جائز ہے اور اگر دو غلاموں کی گواہی سے نکاح کرے تو جائز نہیں اور اس نے جائز رکھی ہے گواہی غلام کی اور حد مارے گئے کی اور لونڈی کی رمضان کے چاند کے دیکھنے کی وجہ سے۔یعنی اور کس طرح پہچانی جائے توبہ قاذف کی۔یعنی اور تحقیق نفی کی ہے حضرت ﷺ نے حرام کار کو ایک سال۔یعنی منع فرمایا حضرت ﷺ نے کلام کرنے سے ساتھ کعب بن مالک کے اور اس کے دونوں ساتھیوں سے یہاں تک کہ پچاس دن گذر گئے۔

فائدہ: یہ استثناء عمدہ دلیل ہے اس کی جو اس کی شہادت کو جائز کہتا ہے جب کہ توبہ کرے۔اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ جو توبہ کرے اس کی گواہی اللہ کی کتاب میں قبول کی جاتی ہے اور یہی قول ہے جمہور کا کہ قاذف کی گواہی توبہ کے بعد مقبول ہے اور دور ہوتا ہے ان سے فسق کا نام برابر ہے کہ حد قائم کرنے کے بعد ہو یا پہلے۔اور تاویل کی انہوں نے ابدا کی مراد یہ ہے کہ جب تک کہ اپنے قذف پر اصرار کرنے والا ہو اس لیے کہ ابد ہر چیز کا اس پر ہے کہ لائق ہے اس کے ساتھ جیسے کہ اگر کہا جائے کہ کافر کی گواہی کبھی قبول نہیں تو مراد یہ ہے کہ جب تک وہ کافر رہے اور مبالغہ کیا ہے شعبی نے پس کہا کہ قاذف حد کے قائم کرنے سے پہلے توبہ کرے تو حد اس سے ساقط ہو جاتی ہے۔اور حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ استثناء متعلق ہے خاص فسق کے ساتھ پس جب توبہ کرے تو ساقط ہو جاتا ہے اس سے فسق کا نام اور لیکن شہادت اس کی کبھی مقبول نہیں اور یہی قول ہے بعض تابعین کا۔اور اس میں ایک مذہب اور ہے کہ حد کے بعد قبول کی جائے اور نہ پہلے۔اور حنفیہ سے روایت ہے کہ نہ رد کی جائے شہادت

اس کی یہاں تک کہ حد مارا جائے یعنی پھر حد مارنے کے بعد اس کی گواہی قبول نہ کی جائے اور تعاقب کیا ہے اس کا امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کے ساتھ کہ حد کفارہ ہے اپنے اہل کے لیے سو حد کے بعد بہتر ہے پہلے سے پس کس طرح رد کی جائے گی گواہی اس کی حالت خیریت میں اور قبول کی جائے بد حالت میں ۔ (فتح)

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں یعنی اعتراض کرتے ہیں کہ بخاری رحمہ اللہ نے ابو بکرہ کے اس قصہ کو کس طرح مثل کیا اور اس کے ساتھ کس طرح حجت پکڑی ہے باوجود اس کے کہ حجت پکڑی ہے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کئی مقامات پر۔ تو اسماعیلی نے جواب دیا ہے اس طرح کہ گواہی اور روایت میں فرق ہے اور یہ کہ گواہی میں زیادہ ثبوت مطلوب ہے کہ روایت میں مطلوب نہیں حریت اور عدد وغیرہ کی طرح۔ اور استنباط کیا ہے اس سے مہلب نے کہ قاذف کا اپنے نفس کو جھٹلانا نہیں شرط ہے اس کی توبہ کے قبول ہونے میں اس لیے کہ ابو بکرہ نے اپنے نفس کو نہ جھٹلایا تھا اس کے باوجود مسلمانوں نے اس کی روایت قبول کی ہے اور اس پر عمل کیا ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں فرمایا کہ آخری تین اماموں سے قبول کی تصریح نہیں آئی ۔ اور شریح سے روایت ہے کہ وہ قاذف کی گواہی کو قبول نہیں کرتے تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ بعض لوگوں نے کہا الخ تو یہ منقول ہے حنفیہ سے اور انہوں نے حجت پکڑی ہے محدود کی گواہی کے رد کرنے میں کئی حدیثوں کے ساتھ ۔ حفاظ نے کہا کہ ان میں سے کوئی چیز صحیح نہیں اور ان میں سے مشہور ترین یہ حدیث ہے کہ نہیں ہے جائز گواہی خائن کی اور نہ ہی حد لگائے گئے کی اسلام میں ۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ۔ ابو زرعہ نے کہا کہ منکر ہے ۔ اور ابراہیم سے روایت کہ قاذف کی گواہی قبول نہ کی جائے ۔ اور ثوری نے کہا کہ ہم بھی اسی پر ہیں ۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے مگر وہ منقطع ہے ۔ اور یہ جو کہا کہ پھر انہوں نے کہا الخ تو یہ بھی حنفیہ سے منقول ہے اور ان کا عذر یہ ہے کہ غرض نکاح کا مشہور ہونا ہے اور یہ عدل وغیرہ کا حاصل ہے گواہی کے اٹھانے کے نزدیک ۔ اور رہا نزدیک ادا کرنے کے پس نہ قبول کی جائے مگر عدل کی ۔ اور یہ جو کہا کہ اس نے جائز رکھی ہے گواہی غلام کی الخ تو یہ بھی حنفیہ سے منقول ہے اور ان کا عذر یہ ہے کہ وہ جاری ہے مجری خبر کے نہ کہ گواہی کے ۔

فائدہ: یہ بخاری کا کلام ہے اور تتمہ ہے ترجمے کا اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے کہ اس میں اختلاف ہے اور اکثر سلف سے یہ ہے کہ اپنے نفس سے جھٹلائے اور یہی شافعی کا قول ہے اور اس کی تصریح پہلے گذر چکی ہے شافعی وغیرہ سے ۔ اور مالک سے روایت ہے کہ جب نیکی زیادہ کرے تو اس کو کافی اور نہیں موقوف ہے یہ اپنے نفس کی تکذیب پر اس لیے کہ جائز ہے کہ نفس الامر میں سچا ہو اور اس کی طرف میلان کیا ہے بخاری نے ۔

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں آئندہ آئیں گی اور وجہ دلالت یہ ہے کہ نہیں ہے منقول کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو توبہ کے

بعد تکلیف دی ہو قدر زائد کے ساتھ نفی اور ہجران پر۔ (فتح)

۲٤٥٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ فَأُتِيَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَقُطِعَتْ يَدُهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا وَتَزَوَّجَتْ وَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۴۵۴۔عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے جنگ میں ایک عورت نے چوری کی تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو اس کی توبہ اچھی ہوئی پھر اس نے نکاح کیا اور اس کے بعد میرے پاس آیا کرتی تھی تو میں اس کی حاجت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچاتی تھی۔

فائدہ: اور مراد اس سے عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہے کہ اس کی توبہ اچھی ہوئی۔ اور شاید اس نے ارادہ کیا ہے قاذف کے الحاق کا چور کے ساتھ اس کے نزدیک فارق نہ ہونے کی وجہ سے۔ اور بخاری نے اشارہ کیا ہے کہ یہ اشخاص اور احوال کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہے۔ پس شرط کیا جاتا ہے کہ گذرنا مدت کا کہ اس میں توبہ کے صحیح ہونے کا گمان کیا جائے اس میں۔ اور اندازہ کیا ہے اس کا علی رضی اللہ عنہ نے ایک سال کے ساتھ اور اس کی توجیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ چار فصلوں کو نفس میں تاثیر ہے پس جب گذر جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا باطن اچھا ہو گیا ہے۔ اور اسی لیے اعتبار کیا گیا ہے حرام کار کے نکالنے کی مدت میں اور مختار یہ ہے کہ یہ اکثر اوقات میں ہے اور نہیں تو عمر رضی اللہ عنہ کے قول میں کہ توبہ کرے تو تیری شہادت کو قبول کروں گا اس میں جمہور کے لیے دلالت ہے۔ ابن منیر نے کہا کہ شرط ہونا توبہ قاذف کا جب کہ اپنے نزدیک حق پر ہو نہایت اشکال میں ہے بخلاف اس کے جب کہ ہو جھوٹا اپنے نفس میں شرط ہونا اس کا ظاہر ہے اور ممکن ہے یہ کہ کہا جائے کہ حرام کاری کو دیکھنے والے کو حکم کیا گیا ہے کہ وہ اس کے حال کو ظاہر نہ کرے مگر جب کہ کمال نصاب کا اس کے ساتھ متحقق ہو یعنی چار گواہ۔ اور جب اس کو اس سے پہلے کھولے تو گناہگار ہو گا پس توبہ کرے گناہ کے ظاہر کرنے نہ سچ سے اپنے علم میں۔ اور شاید عمر رضی اللہ عنہ کو اس پر اطلاع نہیں ہوئی پس حکم کیا اس کو توبہ کرنے کا۔ (فتح)

۲٤٥٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ

۲۴۵۵۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں کہ جو زنا کرے اور بیاہا ہوا ہو ساتھ مارنے سو کوڑے کے اور ایک سال تک نکال دینے کے۔

اللّٰہُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ فِيْمَنْ زَنٰى وَلَمْ يُحْصَنْ بِجَلْدِ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبِ عَامٍ.

فائدہ::اور مراد اس حدیث سے اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ یہ مدت اقصی اس چیز کی ہے کہ وارد ہوئی ہے گناہگار کی پاکی طلب کرنے میں ۔

تنبیہ: جمع کیا ہے بخاری نے ترجمہ میں چور اور قاذف کو اشارہ کرنے کے لیے کہ نہیں ہے فرق توبہ کے قبول کرنے میں ان دونوں سے ۔نہیں تو پس نقل کیا ہے طحاوی نے اجماع کو چور کی گواہی کے قبول کرنے میں جب کہ توبہ کرلے ۔ہاں اوزاعی کا مذہب یہ ہے کہ محدود فی الخمر کی گواہی قبول نہیں اگرچہ توبہ کرے اور اس نے تمام شہروں کے فقہاء کی مخالفت کی ہے ۔(فتح)

بَابُ لَا يَشْهَدُ عَلٰى شَهَادَةِ جَوْرٍ إِذَا أُشْهِدَ — نہ گواہ ہو ظلم کی شہادت پر جب کہ گواہ پکڑا جائے ۔

فائدہ: بخاری نے اس باب میں نعمان کی حدیث ذکر کی ہے کہ اس کے باپ نے اس کو غلام ہبہ کیا اور اس کی شرح ہبہ میں گذر چکی ہے ۔اور یہ جو بخاری نے ترجمہ میں کہا کہ جب کہ گواہ پکڑا جائے تو اس سے پکڑا جاتا ہے کہ وہ ظلم پر گواہ نہ ہو جب کہ نہ گواہ پکڑا جائے بطریق اولیٰ ۔(فتح)

٢٤٥٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَأَلَتْ أُمِّيْ أَبِيْ بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ لِيْ مِنْ مَّالِهٖ ثُمَّ بَدَا لَهٗ فَوَهَبَهَا لِيْ فَقَالَتْ لَا أَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِيَدِيْ وَأَنَا غُلَامٌ فَأَتٰى بِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُمَّهٗ بِنْتَ رَوَاحَةَ سَأَلَتْنِيْ بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ لِهٰذَا قَالَ أَلَكَ وَلَدٌ سِوَاهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأُرَاهُ قَالَ لَا تُشْهِدْنِيْ عَلٰى جَوْرٍ. وَقَالَ أَبُوْ حَرِيْزٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ لَا أَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ.

۲۴۵۶۔نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری ماں نے میرے باپ سے میرے لیے اس کے مال سے بخشش چاہی یعنی اور کچھ مدت اس نے اس میں تاخیر کی پھر اس کو مناسب معلوم ہوا تو اس نے وہ چیز مجھ کو بخشی تو میری ماں نے کہا کہ میں راضی نہیں ہوتی یہاں تک کہ تو حضرت ﷺ کو گواہ کرے تو میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں لڑکا تھا اور مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس لایا تو کہا کہ اس کی ماں رواحہ کی بیٹی نے مجھ سے اس کے لیے کچھ بخشش چاہی تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس کے سوائے تیری اور اولاد بھی ہے ۔اس نے کہا ہاں ۔راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو ناحق پر گواہ نہ کر اور ایک روایت میں ہے کہ میں ناحق پر گواہ نہیں ہوتا ۔

۲۴۵۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ زَهْدَمَ بْنَ مُضَرِّبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ لَا أَدْرِيْ أَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَّخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَ يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَ يَنْذِرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ.

۲۴۵۷۔ابن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں اوران کے شاگرد اور صحبت یافتہ ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو تابعین سے ملے ہوئے ہیں عمران نے کہا میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ نے اپنے زمانے کے بعد دو زمانے ذکر کیے یا تین ۔حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے بعد وہ لوگ آئیں گے کہ خیانت کریں گے کوئی ان کے پاس امانت نہ رکھے گا اور گواہی دیں گے اور گواہ نہ پکڑے جائیں گے اورنذر مانیں گے اور پوری نہ کریں گے اور ظاہر ہوگا ان میں موٹاپہ یعنی بندہ شکم ہو جائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب فضائل الصحابہ میں آئے گی اوراس کی غرض یہاں وہ چیز ہے کہ گواہوں کے ساتھ متعلق ہے۔اور یہ جو کہا کہ ان کو کوئی امانت سپرد نہ کرے گا تو اس کا معنی یہ ہے کہ لوگ ان کا اعتبار نہ کریں گے اور ان کو امین نہ جانیں گے اس لیے کہ ان کی خیانت ظاہر ہوگی لوگوں کو ان پر کچھ اعتبار نہیں رہے گا اور یہ جو کہا کہ گواہی دیں گے بدون گواہی مانگے احتمال ہے کہ مراد گواہی کا اٹھانا بغیر اٹھوانے کے یا گواہی دینی ہے بغیر مانگے اور دوسرا احتمال اقرب ہے اور تعارض ہے اس کے ساتھ جو مسلم نے زیاد بن خالد سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں بہتر گواہ کی خبر نہ دوں؟ وہ ہے کہ بغیر مانگے گواہی دے اور اختلاف کیا ہے علماء نے ان دونوں کی ترجیح میں ابن عبد البر نے کہا کہ زید بن خالد کی حدیث کو ترجیح ہے کہ کیونکہ وہ اہل مدینہ کی روایت سے ہے اور اس کے غیر نے عمران کی حدیث کو ترجیح دی ہے اس لیے کہ بخاری اور مسلم نے اس پر اتفاق کیا ہے اور زید کی حدیث صرف مسلم نے روایت کی ہے اوراس کے علاوہ اور لوگوں نے ان میں کئی طرح سے تطبیق دی اور کئی جواب دیئے ہیں ایک یہ کہ زید کی حدیث سے مراد وہ شخص ہے کہ ہو اس کے نزدیک گواہی ایک آدمی کی حق کے ساتھ اور گواہی والا یہ نہیں جانتا کہ یہ میرا گواہ ہے تو وہ گواہ اس کے پاس آئے اوراس کو خبر دے کہ میں تیرا گواہ ہوں یا مالک کو معلوم تھا کہ یہ میرا گواہ ہے لیکن وہ مرگیا اور وارث چھوڑے تو وہ گواہ ان کو آ کر خبر دے کہ میں تمہارا گواہ ہوں اور یہ بہت عمدہ جواب ہے اور یہی جواب دیا ہے یحییٰ بن سعید امام مالک کے استاد اور مالک وغیرہ نے اور دوسرا یہ کہ مراد اس سے گواہی حسبہ ہے اور حسبہ وہ گواہی ہے کہ نہ متعلق ہو آدمیوں کے حقوق کے ساتھ جو محض ان کے ساتھ خاص ہیں

اور داخل ہوتا ہے حسبہ میں اس چیز سے کہ متعلق ہے اللہ کے حق کے ساتھ یا اس میں اس سے کوئی شبہ ہو عتاق ہے اور وقف اور وصیت عامہ اور عدت اور طلاق اور حدود اور اسی کی مانند۔ اور اس کا حاصل یہ ہے کہ ابن مسعود کی حدیث سے مراد آدمیوں کے حقوق کی گواہی ہے۔ تیسرا یہ کہ وہ محمول ہے مبالغہ پر ادا کے قبول کرنے کے بارے میں یعنی اس کے لیے نہایت مستعد ہونا۔ پس اس کی استعداد کی شدت کے لیے ہوگا اور اس کے لیے مانند اس شخص کی کہ بغیر مانگے گواہی دے یعنی گواہی ادا کرنے میں نہایت جلدی کرے بغیر توقف کے اور یہ جواب اس پر مبنی ہے کہ اصل گواہی کے ادا کرنے میں حاکم کے نزدیک یہ ہے کہ نہ ہو مگر طلب کے بعد صاحب حق سے پس خاص ہوگی اس کی مذمت اس کی جو بن مانگے گواہی دے اس کے ساتھ جو مذکور ہوا اس شخص سے کہ خبر گواہی کے ساتھ اپنے نزدیک جس کو اس کا مالک نہ جانتا ہو گواہی حسبہ مراد ہے۔ اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ بغیر مانگے گواہی دینی درست ہے بنا بر ظاہری عموم زید کی حدیث کے اور انہوں نے عمران رضی اللہ عنہ کی حدیث کی کئی تاویلیں کیں ہیں ایک یہ کہ وہ محمول ہے جھوٹی گواہی پر یعنی اس کے اٹھانے کے وقت وہاں موجود تھا۔ حکایت کی ہے ترمذی نے یہ تاویل بعض اہل علم سے۔ اور دوم یہ کہ مراد اس سے قسم میں گواہی ہے یعنی کہنا کہ میں اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں یعنی قسم کھاتا ہوں کہ نہیں تھا مگر اس طرح یعنی گواہی سے مراد قسم ہے۔ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برا جانا یہ جواب طحاوی کا ہے۔ سوم مراد اس سے لوگوں کے غیبی کاموں پر گواہی دینا ہے جیسے ایک قوم کے لیے گواہی دے کہ وہ جنت میں ہیں اور ایک قوم کے لیے گواہی دے کہ وہ دوزخ میں ہیں بغیر دلیل کے جیسا کہ اہل اہواء کرتے ہیں حکایت کی ہے یہ خطابی نے۔ چہارم یہ کہ اس سے مراد وہ ہے کہ گواہی کے لیے کھڑا ہو اور وہ اہل گواہی سے نہ ہو۔ پنجم یہ کہ اس سے مراد گواہی میں جلدی کرنا ہے بغیر مانگے اور اس کا مالک اس کو جانتا ہو۔ اور یہ جو کہا کہ بغیر مانگے گواہی دیتے ہیں تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ جو سنے کسی مرد سے کہ کہتا ہو کہ فلاں کے لیے مجھ پر اتنا قرض ہے تو نہیں جائز ہے اس کو کہ گواہی دے اس پر اس کے ساتھ اور پر برخلاف اس شخص کے جو کسی مرد کو دیکھے کہ وہ اس کو قتل کرتا یا اس کا مال چھینتا ہے پس تحقیق اس کو جائز ہے کہ اس کی گواہی دے اگرچہ نہ گواہ پکڑے اس کو قصور کرنے والا۔ اور موٹاپے سے مراد یہ ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں فراخی کو محبوب رکھیں گے اور وہ موٹا ہونے کا سبب ہے۔ اور ابن تین نے کہا کہ موٹاپے کو پسند کریں گے کہ اس کا بدن خوب موٹا ہو نہ کہ جو پیدائشی موٹا ہو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ان میں مال کی کثرت ظاہر ہوگی۔ (فتح)

۲۴۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ

۲۴۵۸۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگوں سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں

قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ. قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَكَانُوا يَضْرِبُونَنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ.

پھر ان تینوں زمانوں کے بعد وہ لوگ آئیں گے جنکی گواہی قسم سے سبقت کرے گی اور قسم گواہی پر سبقت کرے گی یعنی لوگ بے دیانتی کے سبب سے ناحق بے فائدہ قسمیں کھائیں گے اور بے حاجت گواہی دیں گے اور ابراھیم نے کہا کہ تھے سلف مارتے ہم کو گواہی پر اور عہد پر۔

فائدہ: یعنی یہ کہنے پر کہ میں اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں اور مجھ پر اللہ کا عہد ہے کہ البتہ اس طرح تھا اور مارتے اس لیے تھے کہ کہیں اس کی عادت نہ بن جائے۔ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہم چھوٹے تھے۔ اور احتمال یہ ہے کہ نہی مراد ہو گواہی کے لین دین سے اس لیے کہ اس میں حرج ہے خاص کر اس کے ادا کرنے کے وقت اس لیے کہ آدمی سے بھول چوک ہو جاتی ہے۔ خاص طور پر اس لیے کہ اس وقت لکھتے نہ تھے۔ اور احتمال ہے کہ نہی سے مراد عہد سے وصیت میں داخل ہونا ہو اس لیے کہ اس میں بڑے فساد ہیں۔ (فتح)

بَابُ مَا قِيلَ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ لِقَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ﴾ وَكِتْمَانِ الشَّهَادَةِ لِقَوْلِهِ ﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾. ﴿تَلْوُوا﴾ أَلْسِنَتَكُمْ بِالشَّهَادَةِ.

بیان ہے اس چیز کا کہ کہی گئی ہے جھوٹی گواہی میں۔ اس آیت کی وجہ سے یعنی جو لوگ کہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ نہ چھپاؤ گواہی کو اور جو اس کو چھپائے تو اس کا دل گناہ گار ہے اور اللہ ساتھ اس چیز کے تم کرتے ہو جاننے والا ہے۔ یعنی اور مراد ساتھ تلووا کے کہ قرآن میں واقع ہوا یہ ہے کہ پھیرو تم اپنی زبانوں کو گواہی کے ساتھ۔

فائدہ: یعنی اس کی تغلیظ اور عذاب کا بیان۔

فائدہ: بخاری نے اشارہ کیا ہے کہ آیت کا سیاق جھوٹی گواہی کے لین دین میں ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس جگہ زور سے مراد شرک ہے۔ اور سب قولوں میں سے ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ اس سے مراد اس کی مدح ہے جو نہ حاضر ہو کسی چیز کو جھوٹ سے۔ (فتح)

فائدہ: اور اس سے مراد یہ قول ہے کہ اس کا دل گناہگار ہے۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس سے مراد تحریف کرنا ہے۔ اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے کتمان شہادت کے خلاف جھوٹی شہادت کو جوڑنے سے کہ جھوٹی گواہی اس لیے حرام ہے کہ وہ سبب ہے حق کے باطل کرنے کے لیے۔ پس چھپانا شہادت کا بھی سبب ہے حق کے باطل کرنے کا۔ اور اشارہ کیا ہے اس حدیث کی طرف کہ

قیامت کی نشانیوں میں سے جھوٹی گواہی کا ظاہر ہونا اور سچی گواہی کو چھپانا ہے اور روایت کی ہے یہ حدیث احمد نے۔ (فتح)

٢٤٥٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ وَهْبَ بْنَ جَرِيْرٍ وَعَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ إِبْرَاهِيْمَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَبَائِرِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ. تَابَعَهُ غُنْدَرٌ وَّأَبُوْ عَامِرٍ وَبَهْزٌ وَّعَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ شُعْبَةَ.

۲۴۵۹۔ انس رٹائٹو سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ کبیرہ گناہ کون سا ہے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا یعنی کسی کو اس کا ساجھی ٹھہرانا اور ماں باپ کو رنج دینا اور ناحق خون کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔

٢٤٦٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلَاثًا قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ. وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ.

۲۴۶۰۔ ابوبکرہ رٹائٹو سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا نہ خبردوں میں تم کو ساتھ ان گناہوں کے جو کبیرہ گناہوں میں بہت بڑے ہیں یہ آپ نے تین بار فرمایا اصحاب نے فرمایا کہ کیوں نہیں یا حضرت بتلایئے؟ فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا ماں باپ کو رنج دینا اور نافرمانی کرنا حضرت ﷺ تکیہ لیے بیٹھے تھے پھر اٹھ بیٹھے سو فرمایا کہ خبردار رہو اور جھوٹی بات پھر حضرت ﷺ ہمیشہ اس کو مکرر کہتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ کاش کہ حضرت ﷺ چپ ہوتے۔

فائدہ: شرک سے مراد مطلق کفر ہے۔ اور تحقیق اس کے ساتھ ذکر کی اس کے غلبے کے لیے ہے وجود میں خاص کر عرب کے ملک میں پس ذکر کیا اس کو تنبیہ کے لیے اس کے غیر پر۔ اور جو کہا کہ تکیہ لیے ہوئے تھے پھر اٹھ بیٹھے تو یہ مشعر ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کا بہت اہتمام کیا اور فائدہ دیتی ہے یہ تاکید اس کی تحریم کو اور بڑے ہونے اس کے قبح کو۔ اور اہتمام کا سبب یہ ہے کہ لوگ اس کو آسان جانتے ہیں اور اس میں اکثر سستی کرتے ہیں اور نیز اس کے باعث بہت ہیں پس اس لیے کہ اس کے اہتمام کی زیادہ ضرورت ہوئی۔ اور اس حدیث میں تقسیم گناہوں کی کبیرہ اور اکبر کی طرف

ہے اور اس سے صغیرہ گناہوں کا ثبوت پکڑا جاتا ہے۔اس لیے کہ بہ نسبت اس کے کبیرہ اس سے اکبر ہے اور صغیروں کے ثبوت میں اختلاف مشہور ہے اور جو کہتا ہے کہ گناہوں میں صغیرہ کوئی نہیں تو اس کا تمسک یہ ہے کہ اللہ کے حکم اور نہی کی مخالفت بڑی ہے۔پس مخالفت بہ نسبت اللہ کے جلال کے کبیرہ ہے لیکن جو صغیرہ ثابت کرتا ہے اس کے لیے جائز ہے کہ وہ کہے کہ وہ صغیرہ ہے بہ نسبت اس کی جو اس سے بڑا ہے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر باب کی حدیث۔اور تحقیق سمجھا گیا ہے فرق صغیرہ اور کبیرہ کے درمیان مدارک شرع سے۔اور نماز کے ابتداء میں گذر چکی ہے وہ چیز کہ دور کرتی ہے گناہوں کو جب تک کہ کبیرہ نہ ہوں، پس ثابت ہوا کہ بعض گناہ عبادتوں سے دور ہو جاتے ہیں اور بعض دور نہیں ہوتے اور یہ عین مدعی ہے۔پھر صغائر اور کبائر کے مراتب مختلف ہیں باعتبار ان کے معنی میں تفاوت کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹی گواہی دینا حرام ہے اور اس کے معنی میں ہے جو چیز کہ جھوٹی ہو۔(فتح)

بَابُ شَهَادَةِ الْأَعْمٰى وَأَمْرِهٖ وَنِكَاحِهٖ وَإِنْكَاحِهٖ وَمُبَايَعَتِهٖ وَقَبُوْلِهٖ فِي التَّأْذِيْنِ وَغَيْرِهٖ وَمَا يُعْرَفُ بِالْأَصْوَاتِ وَأَجَازَ شَهَادَتَهٗ قَاسِمٌ وَّالْحَسَنُ وَابْنُ سِيْرِيْنَ وَالزُّهْرِيُّ وَعَطَاءٌ وَّقَالَ الشَّعْبِيُّ تَجُوْزُ شَهَادَتُهٗ إِذَا كَانَ عَاقِلًا وَّقَالَ الْحَكَمُ رُبَّ شَيْءٍ تَجُوْزُ فِيْهِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ أَرَأَيْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ لَوْ شَهِدَ عَلٰى شَهَادَةٍ أَكُنْتَ تَرُدُّهٗ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَبْعَثُ رَجُلًا إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ أَفْطَرَ وَيَسْأَلُ عَنِ الْفَجْرِ فَإِذَا قِيْلَ لَهٗ طَلَعَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ اسْتَأْذَنْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَعَرَفَتْ صَوْتِيْ قَالَتْ سُلَيْمَانُ ادْخُلْ فَإِنَّكَ مَمْلُوْكٌ مَا بَقِيَ عَلَيْكَ شَيْءٌ وَّأَجَازَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ شَهَادَةَ امْرَأَةٍ مُنْتَقِبَةٍ.

باب ہے بیان میں گواہی اندھے کی اور اس کے کاروبار کے اور نکاح کر دینے کے اور بیع شرا اور قبول کرنے قول اس کے کو اذان وغیرہ میں مانند امامت وغیرہ کی اور وہ چیز کہ پہچانی جاتی ہے ساتھ آواز کے۔یعنی اور جائز رکھا ہے اندھے کی گواہی کو ان چاروں اماموں نے۔یعنی اور شعبی نے کہا کہ جائز ہے گواہی اندھے کی جب کہ ہو عاقل یعنی سمجھدار ہو باریک باتوں کو سمجھ سکتا ہو۔یعنی اور حکم نے کہا کہ بہت چیزیں ہیں کہ ان میں اندھے کی گواہی درست ہے یعنی اور زہری نے کہا کہ کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھتا ہے کہ اگر کسی چیز پر گواہی دے تو کیا تو اس کی گواہی کو رد کرے گا؟ یعنی اور تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما بھیجتے کسی شخص کو جب غائب ہوتا سورج خبر دیتا ان کو تو افطار کرتے روزے کو اور پوچھتے فجر کے وقت سے سو جب کہا جاتا کہ صبح صادق نے طلوع ہوئی ہے تو دو رکعتیں پڑھتے۔یعنی اور سلیمان بن یسار نے کہا کہ میں نے اندر آنے کے لیے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت چاہی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے میری آواز پہچانی تو فرمایا کہ اے سلیمان اندر آ پس

تحقیق تو غلام ہے جب تک کہ باقی ہے تجھ پر کچھ بدل
کتاب سے ۔یعنی اور جائز رکھی ہے سمرہ رضی اللہ عنہ نے گواہی
نقاب والی عورت کی ۔

فائدہ: بخاری نے اندھے کی گواہی کے جائز رکھنے کی طرف میلان کیا ہے پس اشارہ کیا ہے استدلال کی طرف اس کے لیے اس چیز کے ساتھ کہ جو اس کے نکاح سے جواز ذکر کیا۔اور بیع شرا اس کی سے اور قبول کرنے اس کے قول کے اذان وغیرہ میں اور یہ قول مالک اور لیث کا ہے برابر ہے کہ جانے اس کو پہلے اندھے ہونے کے یا اس کے بعد۔اور جمہور نے تفصیل کی پس جائز رکھا ہے انہوں نے اس چیز کو کہ اٹھایا ہوا ہو اس کو پہلے اندھا ہونے سے نہ کہ اس کے بعد اور اسی طرح وہ چیز کہ اس میں بجائے دیکھنے والے کے ہو مانند اس کی کہ گواہی دے اس کو کوئی شخص کسی چیز کے ساتھ اور متعلق ہو وہ اس کے ساتھ یہاں تک کہ اس کے ساتھ گواہی دے اس پر۔اور حکم سے روایت ہے کہ تھوڑی چیز میں جائز ہے اور بہت میں جائز نہیں ۔اور ابو حنیفہ اور محمد نے کہا کہ اس کی کسی وقت بھی درست نہیں مگر اس چیز میں کہ اس کا طریق استفاضہ ہو یعنی شہرت کی وجہ سے معلوم ہوا اور نہیں تمام اس چیز میں کہ استدلال کیا ہے اس کے ساتھ بخاری نے مفصل مذہب کے دفع کے لیے۔اس لیے کہ نہیں ہے کوئی مانع حمل کرنے مطلق کے سے مقید پر۔(فتح)

فائدہ: عاقل کے ساتھ مراد جنون سے احتراز نہیں اس لیے کہ اس سے احتراز ضرور ہے برابر ہے کہ اندھا ہو یا بینا۔(فتح)

فائدہ: شاید اس نے توسط کیا ہے دونوں مذہبوں جواز اور منع کے درمیان ۔(فتح)

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما آخر عمر میں اندھے ہو گئے تھے۔

فائدہ: اور اس کے تعلق کی وجہ اس کے ساتھ یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خبر پر اعتماد کرتے باوجود اس کے کہ اس کا بدن نہ دیکھتے تھے فقط اس کی آواز سنتے تھے۔ابن منیر نے کہا کہ شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے ساتھ کہ اندھے کی گواہی جائز ہے تعریف پر جب پہچانے کہ یہ فلاں ہے ۔پس جب پہچانے تو گواہی دے کہا اور گواہی تعریف کی مختلف فیہ ہے مالک وغیرہ کے نزدیک ۔اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نہ کفایت کرتے تھے سورج کے دیکھنے کے ساتھ اس لیے کہ اس کو پہاڑ اور بادل چھپاتے ہیں اور کفایت کرتے ہیں غالب ہونے کے ساتھ اندھیرے میں اس کنارے میں کہ مشرق کی طرف سے ہے۔(فتح)

فائدہ: اس کی شرح کتاب العتق میں گذر چکی ہے اور اس میں دلیل ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھتی تھیں کہ غلام سے پردہ واجب نہیں ۔برابر ہے کہ اپنی ملک میں ہو یا غیر کی ملک میں ۔اس لیے کہ سلیمان میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کا مکاتب تھا۔اور جو کہتا ہے کہ احتمال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مکاتب ہو تو وہ صحیح احادیث کے معارض ہے ۔محض احتمال کے اور وہ مردود ہے ۔اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کے لیے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت چاہی اور یہ احتمال نہایت بعید ہے۔ (فتح)

فائدہ: اس اثر کے وارد کرنے سے اس بات کی تائید مقصود ہے کہ آواز پر اعتماد کرنا شرع میں آیا ہے پس اندھے کی گواہی بھی جائز ہوگی کہ وہ بھی آواز سے پہچان سکتا ہے۔ (ت)

٢٤٦١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَّقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا آيَةً أَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا. وَزَادَ عَبَّادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ تَهَجَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ فَسَمِعَ صَوْتَ عَبَّادٍ يُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَصَوْتُ عَبَّادٍ هٰذَا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْ عَبَّادًا.

۲۴۶۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو سنا کہ مسجد میں قرآن پڑھتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس کو رحمت کرے کہ البتہ تحقیق یاد دلائی اس نے مجھ کو فلانی فلانی آیت کہ میں نے ان کو فلانی فلانی سورت سے گرایا تھا یعنی میں ان کو بھول گیا تھا اور زیادہ کیا ہے عبادہ بن عبداللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں تہجد کی نماز پڑھی تو آپ نے عباد کی آواز سنی کہ مسجد میں نماز پڑھتا تھا تو فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا یہ عباد کی آواز ہے میں نے کہا ہاں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی رحم کر عباد پر۔

فائدہ: اور اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز پر اعتماد کیا اس کے بدن کے دیکھنے کے بغیر۔ (فتح)

٢٤٦٢۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بِلَالًا يُّؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ أَوْ قَالَ حَتّٰى تَسْمَعُوْا أَذَانَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ وَكَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ رَجُلًا أَعْمٰى لَا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يَقُوْلَ لَهُ النَّاسُ أَصْبَحْتَ.

۲۴۶۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ بلال رات کو اذان دیتا ہے سو تم کھایا پیا کرو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے یا یوں فرمایا کہ یہاں تک کہ تم ابن ام مکتوم کی اذان سنو۔ اور ابن ام مکتوم اندھا مرد تھا نہ اذان دیتا تھا یہاں تک کہ لوگ اس کو کہتے کہ تو نے صبح کی۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الاذان میں گذر چکی ہے اور اس سے غرض اندھے کی آواز پر اعتماد کرنا ہے۔

۲۴۶۳۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ مِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةٌ فَقَالَ لِيْ أَبِيْ مَخْرَمَةُ انْطَلِقْ بِنَا إِلَيْهِ عَسٰى أَنْ يُّعْطِيَنَا مِنْهَا شَيْئًا فَقَامَ أَبِيْ عَلَى الْبَابِ فَتَكَلَّمَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ قَبَآءٌ وَهُوَ يُرِيْهِ مَحَاسِنَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ.

۲۴۶۳۔مسور بن مخرمہ رٹائٹنڈ سے روایت ہے کہ حضرت مُلاثیم کے پاس قبائیں آئیں تو میرے پاس مخرمہ نے کہا کہ مجھ کو حضرت مُلاثیم کے پاس لے چل نزدیک ہے کہ ہم کو ان سے کچھ دیں ۔سو میرا باپ دروازے پر کھڑا ہوا اور کلام کیا تو حضرت مُلاثیم نے اس کی آواز پہچانی تو حضرت مُلاثیم باہر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ایک قبا تھی اور آپ اس کی خوبیاں اس کو دکھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے یہ قبا تیرے لیے چھپا رکھی تھی۔

فائدہ: اور اس سے غرض یہ قول ہے کہ حضرت مُلاثیم نے اس کی آواز پہچانی اس لیے کہ اس میں ہے کہ حضرت مُلاثیم نے اس کی آواز پر اعتماد کیا اس سے پہلے کہ اس کا بدن دیکھیں اور اس کی شرح لباس میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور جو اندھے کی گواہی کو جائز نہیں رکھتا اس نے حجت پکڑی ہے کہ نہیں جائز ہے گواہی یہ مگر یقین کے ساتھ اور اندھا نہیں یقین کرتا آواز پر اس لیے کہ جائز ہے کہ اس کی آواز غیر کی آواز کے مشابہ ہو۔اور جائز رکھنے والوں نے جواب دیا ہے کہ محل قبول کا ان کے نزدیک اس وقت ہے جب کہ ثابت ہو آواز اور قرینہ پایا جائے جو دلالت کرنے والا ہے اس کے لیے۔اور لیکن جب شبہ ہو تو اس وقت کوئی قائل نہیں۔اور اس قبیل سے اندھے کے نکاح کا جواز ہے اپنی بیوی سے اور حالانکہ وہ اس کو نہیں پہچانتا مگر اس کی آواز سے۔لیکن اس کی آواز کا سننا اس پر مقرر ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے لیے علم واقع ہوتا ہے کہ یہ وہی ہے نہیں تو جب اس کے نزدیک قوی احتمال ہو کہ وہ اس کا غیر ہے تو نہیں جائز ہے اس کو اقدام کرنا اس پر۔اور اسماعیلی نے کہا کہ نہیں باب کی حدیثوں میں دلالت جواز مطلق پر اس لیے کہ اندھے کا نکاح اپنے نفس سے متعلق ہے اس لیے کہ وہ اس کی بیوی اور لونڈی میں ہے اور غیر اس کو اس میں داخل نہیں اور لیکن قصہ عباد اور مخرمہ کا پس ایک چیز میں ہے کہ ان کے ساتھ متعلق ہے ان کے غیر کے کیونکہ غیر کے متعلق نہیں ۔اور لیکن اذان دینی پس حدیث کے آخر میں کہا ہے کہ وہ نہ اذان دیتا تھا یہاں تک کہ اس کو کہا جاتا کہ تو نے صبح کی پس اعتماد جماعت مذکورہ پر ہے جو اس وقت کہ خبر دیتی تھی اور جو زہری نے ابن عباس رٹائٹنڈ سے ذکر کیا پس وہ قبول ہے اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی اس لیے کہ ابن عباس رٹائٹنڈ تھے فقیہ تر اس سے کہ گواہی دیں اس چیز میں

کہ نہیں ہے جائز اس میں گواہی۔ اس لیے کہ اگر وہ اپنے باپ یا بیٹے یا غلام کے لیے گواہی دے تو اس کی گواہی قبول نہ ہوگی اور اللہ اس کو اس سے پناہ دے۔ (فتح)

بَابُ شَهَادَةِ النِّسَآءِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ﴾.

باب ہے بیان میں گواہی عورتوں کے اور بیان اس آیت کا کہ پس اگر دو مرد ہوں تو گواہی کے لیے ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے علماء کا اس آیت کے ظاہر پر قائل ہونے کے پس کہتے ہیں کہ جائز ہے عورتوں کی گواہی مردوں کے ساتھ، اور خاص کیا ہے اس کو جمہور نے قرض اور اموال کے ساتھ یعنی قرضوں اور مالوں میں عورتوں کی گواہی مردوں کے ساتھ جائز ہے۔ اور کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے ان کی گواہی حدود اور قصاص میں اور ان کا اختلاف ہے ان کا نکاح اور طلاق میں اور نسب اور اولاد میں اور جمہور کہتے ہیں کہ جائز نہیں اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ جائز ہے اور ان کی گواہی کے قبول ہونے پر سب کا اتفاق ہے اس چیز میں کہ جس پر مرد خبر نہیں رکھتے حیض اور جنابت آواز کرنے بچے کے اور عورتوں کے عیوب میں اور رضاع میں اختلاف ہے کما سیاتی۔ لیکن رہا اتفاق ان کا ان کے گواہی کے جائز ہونے میں اموال میں آیت مذکورہ کی وجہ سے ہے اور ان کا اتفاق ان کے منع ہونے پر حدود اور قصاص میں اس آیت کی وجہ سے کہ فَاِنْ لَّمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءِ۔ اور رہا ان کا اتفاق نکاح میں سو جس نے اس کو اموال کے ساتھ ملایا ہے اس نے جائز رکھی ہے اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے حق مہروں اور نفقات سے اور مانند اس کی اور جس نے اس کو حدود کے ساتھ ملایا ہے تو اس کے لیے ہے کہ وہ حلال جانتا ہے شرمگاہوں کے لیے اور ان کے حرام ہونے کے لیے اس کے ساتھ اور یہی مختار ہے اور اس کی تائید کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ گواہ کرو صاحب عادل کو اپنے سے۔ پھر ان کا نام حدیں رکھا اور فرمایا تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ۔ اور عورتیں حدود میں نہ قبول کی جائیں اور کس طرح گواہ بنیں اور عورتیں اس چیز میں جس میں ان کو تصرف نہیں ہے گرہ دینے سے اور کھولنے۔ اور یہ تفصیل باب کے منافی نہیں اس لیے کہ وہ معقود ان کی گواہی کے لیے فی الجملہ یعنی کسی وقت میں۔ اور اختلاف کیا ہے انہوں نے اس چیز میں کہ نہیں خبر ہوتی اس میں مردوں کو کہ کیا اس میں ایک عورت کی گواہی بھی کافی ہے یا نہیں تو جمہور کے نزدیک تو ضروری ہے کہ چار عورتیں ہوں اور مالک اور ابن لیلیٰ سے روایت ہے کہ دو عورتوں کی گواہی بھی کافی ہے اور شعبی سے ہے کہ اس میں ایک عورت کی گواہی بھی جائز ہے اور یہی قول حنفیہ کا ہے۔ پھر بخاری نے ذکر کی ابو سعید رضی اللہ عنہ کی اور وہ پوری حیض میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ عورت کی گواہی مرد کی گواہی سے آدھی ہے یا نہیں۔ مہلب نے کہا کہ اس سے استنباط کیا جاتا ہے کہ گواہوں میں کمی بیشی کرنا ان کی عقل اور ضبط کے اعتبار سے۔ دانا کی گواہی مقدم کی جائے سادھا آدمی کی گواہی پر۔ اور آیت میں ہے کہ جب گواہ گواہی

بھول جائے اور اس کا رفیق اس کو یاد دلائے تا کہ وہ اس کو یاد کرے تو جائز ہے اس کے لیے کہ گواہی دے۔ (فتح)

٢٤٦٤۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدٌ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلَى قَالَ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا.

۲۴۶۴۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کی گواہی مرد کے آدھ ہے نہیں تو عورتوں نے کہا کیوں نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس ان کی کم عقل کے سبب سے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ عورت کی گواہی جائز ہے۔

بَابُ شَهَادَةِ الْإِمَاءِ وَالْعَبِيدِ وَقَالَ أَنَسٌ شَهَادَةُ الْعَبْدِ جَائِزَةٌ إِذَا كَانَ عَدْلًا وَأَجَازَهُ شُرَيْحٌ وَزُرَارَةُ بْنُ أَوْفٰى وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ شَهَادَتُهُ جَائِزَةٌ إِلَّا الْعَبْدَ لِسَيِّدِهِ وَأَجَازَهُ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ فِي الشَّيْءِ التَّافِهِ وَقَالَ شُرَيْحٌ كُلُّكُمْ بَنُو عَبِيدٍ وَإِمَاءٍ.

باب ہے بیان میں گواہی لونڈیوں اور غلاموں کے یعنی اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غلام کی جائز ہے جب عادل ہو یعنی اور جائز رکھا ہے اس کو شریح اور زرارہ نے یعنی اور ابن سیرین نے کہا کہ غلام کی گواہی قبول ہے مگر غلام کی گواہی اپنے مالک کے لیے جائز نہیں یعنی اور جائز رکھا ہے اس کو حسن اور ابراہیم نے تھوڑی چیز میں۔ یعنی اور شریح نے کہا کہ تم سب غلاموں اور لونڈیوں کے بیٹے ہو یعنی سب اللہ کے بندے ہو تمہارے درمیان فرق نہیں۔

فائدہ: یہ غلامی کی حالت میں ہے۔ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ان کی گواہی مطلق قبول نہیں اور ایک جماعت نے کہا کہ مطلق قبول ہے اور تحقیق نقل کیا بخاری نے بعض اس کو۔ اور یہ قول احمد اور اسحق اور ابو ثور کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تھوڑی چیز میں قبول کی جائے یہ قول شعبی اور شریح اور نخعی اور حسن کا ہے۔ (فتح)

فائدہ: شریح کے پاس ایک غلام نے گواہی دی تو کسی نے کہا کہ یہ غلام ہے تو اس نے جواب دیا کہ ہم سب غلام ہیں۔ (فتح)

٢٤٦٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ

۲۴۶۵۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ اس نے ام یحییٰ اہاب کی بیٹی سے نکاح کیا پھر ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں تو تم دونوں خاوند و بیوی کو دودھ پلایا ہے۔ میں نے اس کی یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ أَوْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ أُمَّ يَحْيَى بِنْتَ أَبِيْ إِهَابٍ قَالَ فَجَآئَتْ أَمَةٌ سَوْدَآءُ فَقَالَتْ قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْرَضَ عَنِّيْ قَالَ فَتَنَحَّيْتُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ قَالَ وَكَيْفَ وَقَدْ زَعَمَتْ أَنْ قَدْ أَرْضَعَتْكُمَا فَنَهَاهُ عَنْهَا.

مجھ سے منہ پھیرا سو میں ایک طرف ہوا یعنی منہ کی طرف سے آیا اور میں نے آپ سے کہا کہ وہ جھوٹی ہے،تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ وہ کہتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔حضرت ﷺ نے عقبہ کو اس عورت سے منع فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آئے گی اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے عقبہ کو اس عورت سے جدا ہونے کے ساتھ حکم کیا ساتھ قول لونڈی مذکورہ کے۔سو اگر اس کی گواہی مقبول نہ ہوتی تو اسکے ساتھ عمل نہ کرتے اور نیز حجت پکڑی ہے علماء نے ساتھ اس آیت کے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ جن کو تم پسند رکھتے ہو گواہوں سے۔کہتے ہیں کہ پس اگر غلام پسند ہو تو وہ بھی اس میں داخل ہے اور جواب دیا گیا ہے آیت سے اس کے ساتھ کہ اللہ نے اس کے آخر میں فرمایا ہے نہ انکار کریں گواہ جب کہ بلائے جائیں اور انکار تو صرف آزادوں سے حاصل ہوتا ہے غلام کے مشغول ہونے کے لیے مالک کے حق کے ساتھ اور اس استدلال میں نظر ہے اور اسماعیل نے باب کی حدیث سے جواب دیا ہے کہ اس کے ایک طریق میں آیا ہے مولاۃ کا لفظ اس آزاد پر بولا جاتا ہے جس پر ولا ہو۔پس اس میں اس پر دلالت نہیں کہ وہ غلام تھے اور تعاقب کیا گیا ہے کہ ساتھ اسکے کہ باب کی حدیث میں صریح آچکا ہے کہ وہ لونڈی تھی متعین ہوا کہ وہ آزاد نہ تھی اور ابن دقیق نے کہا کہ ہم نے باب کی حدیث کو ظاہر کر لیا ہے پس ضروری ہے قائل ہونا لونڈی کی گواہی کے ساتھ اور امام احمد نے بھی اسی کے ساتھ جزم کیا ہے کہ وہ لونڈی تھی۔(فتح)

بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ.

دودھ پلانے والی عورت کی گواہی کا بیان۔

٢٤٦٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَآئَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنِّيْ قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَكَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ دَعْهَا عَنْكَ أَوْ نَحْوَهُ.

۲۴۶۶۔عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تو ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے تم دونوں خاوند وبیوی کو دودھ پلایا ہے۔سو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ کہا گیا ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے اس کو اپنے پاس سے چھوڑ دے یا مانند اس کی فرمایا۔

فائدہ: اور حجت پکڑی ہے اس حدیث کے ساتھ اس شخص نے جو تنہا دودھ پلانے والی عورت کی گواہی کو قبول

کرتا ہے علی بن سعد نے کہا کہ میں نے احمد سے سنا کہ وہ ایک عورت کی گواہی کے بارے میں سوال کیے گئے رضاعت سے۔ امام احمد نے کہا کہ جائز ہے عقبہ کی حدیث کی وجہ سے اور یہی ہے قول اوزاعی کا اور نقل کیا گیا عثمان اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور زہری اور حسن اور اسحق سے۔ اور ابن شہاب سے روایت ہے کہ تفریق کی عثمان رضی اللہ عنہ نے کئی لوگوں کے درمیان کہ انہوں نے آپس میں نکاح کیا کالی عورت کے قول کے ساتھ کہ اس نے ان کو دودھ پلایا ہے ابن شہاب نے کہا کہ لوگ آج کے دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قول کو لیتے ہیں۔ اور اختیار کیا ہے اس کو ابوعبیدہ نے مگر اس نے کہا اگر گواہی دے دودھ پلانے والی تنہا تو واجب ہے خاوند پر عورت سے جدا ہونا اور نہیں واجب ہوتا اس پر حکم اس کے ساتھ اور اگر اس کے ساتھ کوئی اور عورت گواہی دے تو واجب ہوتا اس کے ساتھ حکم۔ اور نیز حجت پکڑی گئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کو اپنی بیوی سے جدا ہونا لازم نہیں کیا بلکہ اس کو فرمایا کہ اپنے پاس سے چھوڑ دے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ وہ کہتی ہے اور اشارہ کیا کہ یہ نہی تنزیہی ہے۔ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہیں کافی ہے اس میں گواہی دودھ پلانے والی کی اس لیے کہ گواہی ہے خود اپنے ہی فعل پر۔ اور ابوعبیدہ نے عمر اور مغیرہ بن شعبہ اور علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ وہ باز رہی جدائی کرنے سے خاوند بیوی کے درمیان۔ اس کے ساتھ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جدائی کی جائے ان کے درمیان اگر لائے گواہ نہیں تو مرد اور عورت کا راستہ چھوڑ دیا جائے گا مگر یہ کہ وہ مرد عورت سے بچے۔ اور اگر یہ دروازہ کھولا جائے تو نہ چاہے گی کوئی عورت کہ خاوند بیوی کے درمیان جدائی کرے مگر کرے گی۔ اور شعبی نے کہا کہ قبول کی جائے گی اس کی گواہی تین عورتوں کے ساتھ بشرطیکہ نہ تعرض کرے عورت اجرت طلب کرنے کے ساتھ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مطلق قبول نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ قبول کی جائے محرم ہونے کے ثبوت میں سوائے ثبوت اجرت کے اس کے دودھ پلانے کی وجہ سے۔ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ قبول کی جائے دوسری عورت کے ساتھ اور ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ دودھ پلانے کے باب میں عورتوں کی گواہی قبول نہ کی جائے جب کہ ان کے ساتھ کوئی مرد نہ ہو۔ اور اصطخری شافعی نے اس کا عکس کیا ہے اور جو صرف دودھ پلانے والی عورت کی گواہی قبول نہیں کرتا وہ جواب دیتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فنهاه سے مراد نہی تنزیہی ہے۔ اور امر دعها میں اشارہ اس کے لیے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے منہ پھیرنا مفتی کا تا کہ خبردار ہو مسئلہ پوچھنے والا اس پر کہ حکم مسئلہ مسؤل عنہا میں باز رہنا ہے اس سے اور یہ کہ جائز ہے مکرر سوال کرنا اس کے لیے جو مراد کو نہ سمجھے اور سوال کرنا سبب سے کہ چاہتا ہے نکاح کے دور ہونے کو۔ (فتح)

بَابُ تَعْدِيلِ النِّسَآءِ بَعْضِهِنَّ بَعْضًا.

بعض عورتوں کا بعض کو تعدیل کرنا۔

۲۴٦۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَأَفْهَمَنِي بَعْضَهُ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ

۲۴٦۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب اہل افک نے اپنے ان پر طوفان باندھا اور اللہ نے ان کی پاکی بیان کی کہ

بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ مِنْهُ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِيْ طَآئِفَةً مِنْ حَدِيْثِهَا وَبَعْضُهُمْ أَوْعٰي مِنْ بَعْضٍ وَّأَثْبَتُ لَهُ اقْتِصَاصًا وَّقَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمُ الْحَدِيْثَ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عَنْ عَائِشَةَ وَبَعْضُ حَدِيْثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا زَعَمُوْا أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهٖ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهٗ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِيْ غَزَاةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِيْ فَخَرَجْتُ مَعَهٗ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَأَنَا أُحْمَلُ فِيْ هَوْدَجٍ وَّأُنْزَلُ فِيْهِ فَسِرْنَا حَتّٰى إِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهٖ تِلْكَ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيْلِ فَقُمْتُ حِيْنَ آذَنُوْا بِالرَّحِيْلِ فَمَشَيْتُ حَتّٰى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِيْ أَقْبَلْتُ إِلَى الرَّحْلِ فَلَمَسْتُ صَدْرِيْ فَإِذَا عِقْدٌ لِّيْ مِنْ جَزْعِ أَظْفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِيْ

حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب سفر کو نکلنے کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے اور جس کے نام پر قرعہ نکلتا اس کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے سو حضرت ﷺ نے ایک جہاد کا ارادہ کیا اور ہمارے درمیان قرعہ ڈالا اور قرعہ میں میرا نام نکلا تو میں حضرت ﷺ کے ساتھ نکلی اس کے بعد کہ ہم کو پردے کا حکم ہوا تھا سو میں ایک کجاوے میں اٹھائی جاتی تھی اور اتاری جاتی تھی سو ہم چلے یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ اپنے اس جنگ سے فارغ ہو کر پھرے اور ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو حضرت ﷺ نے رات کو کوچ کا حکم دیا سو جب انہوں نے کوچ کی خبر دی تو میں اٹھ کر جائے ضرورت کے لیے لشکر سے باہر گئی اور جب میں جائے ضرورت سے فراغت کر کے اپنے کجاوے کے پاس آئی اور اپنے سینے کو ہاتھ لگایا تو میں نے اچانک دیکھا کہ میرا گلے کا ہار جو جزع ظفار (ایک قسم کا مہرہ ہوتا ہے سفید اور سیاہ) سے تھا ٹوٹ پڑا تو میں اپنا ہار تلاش کرنے کو پلٹ گئی اور مجھ کو وہاں تلاش کرنے میں دیر لگ گئی سو جو لوگ کجاوہ کسنے پر مقرر تھے وہ آئے اور میرے کجاوے کو اٹھا کر میرے اونٹ پر کسا جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی اور وہ گمان کرتے تھے کہ میں کجاوے میں ہوں اور عورتیں اس وقت دبلی ہلکی تھیں بھاری نہ تھیں ان کے بدن پر گوشت نہ تھا فقط تھوڑا سا کھانا کھاتی تھیں تو انہوں نے اٹھایا اٹھانے کے وقت کجاوے کے بوجھ سے انکار نہ کیا یعنی ان کو میرا ہونا یا نہ ہونا معلوم نہ ہوا سو اس کو کس کر اونٹ کو اٹھایا اور روانہ ہوئے اور میں لڑکی کم عمر تھی سو میں نے ہار پایا بعد اس کے کہ لشکر کوچ کر گیا سو میں لشکر کی جگہ میں آئی اور وہاں کوئی نہ تھا سو میں اپنے اترنے کی جگہ میں آئی اور میں نے گمان کیا

فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ فَأَقْبَلَ الَّذِيْنَ يَرْحَلُوْنَ لِيْ فَاحْتَمَلُوْا هَوْدَجِيْ فَرَحَلُوْهُ عَلٰى بَعِيْرِي الَّذِيْ كُنْتُ أَرْكَبُ وَهُمْ يَحْسِبُوْنَ أَنِّيْ فِيْهِ وَكَانَ النِّسَآءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يَثْقُلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ وَإِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ حِيْنَ رَفَعُوْهُ ثِقَلَ الْهَوْدَجِ فَاحْتَمَلُوْهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيْثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوْا فَوَجَدْتُّ عِقْدِيْ بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنْزِلَهُمْ وَلَيْسَ فِيْهِ أَحَدٌ فَأَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّذِيْ كُنْتُ بِهٖ فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُوْنَنِيْ فَيَرْجِعُوْنَ إِلَيَّ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ غَلَبَتْنِيْ عَيْنَايَ فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَّرَآءِ الْجَيْشِ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِيْ فَرَأٰى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَآئِمٍ فَأَتَانِيْ وَكَانَ يَرَانِيْ قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهٖ حِيْنَ أَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ فَوَطِئَ يَدَهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُوْدُ بِيَ الرَّاحِلَةَ حَتّٰى أَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوْا مُعَرِّسِيْنَ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِيْ تَوَلَّى الْإِفْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاشْتَكَيْتُ بِهَا شَهْرًا وَّالنَّاسُ يُفِيْضُوْنَ مِنْ قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكِ وَيَرِيْبُنِيْ فِيْ وَجَعِيْ أَنِّيْ لَا أَرٰى مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

کہ عنقریب ہے کہ البتہ وہ مجھ کو نہ پائیں گے تو پھیر لینے کو پلٹ آئیں گے سو جس حالت میں کہ میں بیٹھی تھی کہ مجھ کو نیند غالب آئی تو میں سو گئی اور صفوان بن معطل حضرت ﷺ کے حکم سے لشکر سے پیچھے رہا کرتے تھے یعنی تا کہ تھکے ماندے کو ساتھ لائے تو اس نے میری جگہ کے پاس صبح کی تو اس نے ایک سوتے آدمی کا بدن دیکھا تو وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھ کو پردہ سے پہلے دیکھا تھا اس نے تعجب سے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو میں جاگ پڑی اس نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اس کے دونوں ہاتھ پر پاؤں رکھا یعنی تا کہ میں آسانی سے سوار ہو جاؤں سو وہ سواری کو کھینچتا ہوا چلا تھا سو ہم لشکر میں پہنچے بعد اس کے کہ وہ سخت گرمی میں اترے تھے یعنی دوپہر کو ہلاک ہوا جو ہلاک ہوا یعنی تہمت کرنے والوں نے مجھ پر تہمت باندھی اور متولی یعنی بانی مبانی اس تہمت وطوفان کا عبداللہ بن ابی تھا کہ منافقوں کا سردار تھا اور میں مدینے میں آ کر ایک مہینہ بیمار رہی اور لوگ تہمت کرنے والوں کی بات کا چرچا کرتے رہے اور مجھ کو اس طوفان کی کچھ بھی خبر نہ تھی اور مجھ کو اپنی بیماری میں یہ بات شک میں ڈالتی تھی کہ جیسے میں آگے اپنی بیماری میں حضرت ﷺ سے مہربانی دیکھتی تھی اس بار ایسی مہربانی نہیں دیکھتی صرف اتنا تھا کہ حضرت ﷺ گھر میں آ کر سلام کرتے تھے پھر کہتے تھے کہ اس عورت کا کیا حال ہے مجھ کو اس طوفان سے کچھ معلوم نہ تھا یہاں تک کہ مجھ کو بیماری سے کچھ افاقہ ہوا سو میں ام مسطح کے ساتھ مناصع کو نکلی جو ہمارے پاخانے کی جگہ تھی نہ نکلتی تھی ہم مگر رات کو پہلے اس سے کہ گھروں میں پاخانے بنائے جائیں اس وقت گھروں میں پاخانے نہ تھے اور ہمارا دستور پہلے عرب کا دستور تھا میدان میں

وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِیْ کُنْتُ أَرٰی مِنْهُ حِیْنَ أَمْرَضُ إِنَّمَا یَدْخُلُ فَیُسَلِّمُ ثُمَّ یَقُوْلُ کَیْفَ تِیْکُمْ لَا أَشْعُرُ بِشَیْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ حَتّٰی نَقَهْتُ فَخَرَجْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ مُتَبَرَّزُنَا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَیْلًا إِلٰی لَیْلٍ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ نَّتَّخِذَ الْکُنُفَ قَرِیْبًا مِّنْ بُیُوْتِنَا وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ فِی الْبَرِّیَّةِ أَوْ فِی التَّنَزُّهِ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ بِنْتُ أَبِیْ رُهْمٍ نَمْشِیْ فَعَثَرَتْ فِیْ مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ أَتَسُبِّیْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَتْ یَا هَنْتَاهُ أَلَمْ تَسْمَعِیْ مَا قَالُوْا فَأَخْبَرَتْنِیْ بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلٰی مَرَضِیْ فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلٰی بَیْتِیْ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ فَقَالَ کَیْفَ تِیْکُمْ فَقُلْتُ آئْذَنْ لِیْ إِلٰی أَبَوَیَّ قَالَتْ وَأَنَا حِیْنَئِذٍ أُرِیْدُ أَنْ أَسْتَیْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا فَأَذِنَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَیْتُ أَبَوَیَّ فَقُلْتُ لِأُمِّیْ مَا یَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ فَقَالَتْ یَا بُنَیَّةُ هَوِّنِیْ عَلٰی نَفْسِكِ الشَّأْنَ فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا کَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِیْئَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ یُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا أَکْثَرْنَ عَلَیْهَا فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَقَدْ یَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِهٰذَا قَالَتْ فَبِتُّ تِلْكَ اللَّیْلَةَ حَتّٰی أَصْبَحْتُ لَا یَرْقَأُ لِیْ دَمْعٌ

سو میں اور ام مسطح چلتی ہوئی آگے بڑھی تو ام مسطح اپنی چادر میں گر پڑی اور کہا کہ ہلاک ہوا مسطح یعنی اس نے اپنے بیٹے مسطح کو بددعا دی۔ شاید گرنا اس کا غصہ سے تھا جو اس کو مسطح کی طرف سے حاصل ہوا تھا تو میں نے کہا کہ کیا تو ایسے مرد کو برا کہتی ہے کہ وہ بدری ہے یعنی اور اللہ نے بدریوں کے گناہ معاف کر دیئے ہیں تو ام مسطح نے کہا کہ اے بھولی کیا تو نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا۔ تو اس نے مجھ کو طوفان باندھنے والوں کے قول سے خبر دی تو مجھ کو بیماری پر بیماری زیادہ ہوئی سو جب میں اپنے گھر کی طرف پھری تو حضرت ﷺ میرے پاس آئے اور سلام کر کے کہا کہ اس عورت کا کیا حال ہے؟ تو میں نے کہا کہ مجھ کو اجازت ہو کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر جاؤں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ ان کے پاس سے اس خبر کو تحقیق کروں تو حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی تو میں اپنے ماں باپ کے پاس آئی اور میں نے اپنی ماں سے کہا کہ یہ کیا بات ہے جس کا لوگ چرچا کرتے ہیں تو اس نے کہا کہ اے بیٹی اپنی جان پر اس غم کو آسان جان یعنی مت گھبرا پس قسم ہے اللہ کی البتہ کم ہے ہونا عورت خوبصورت کا کبھی نزدیک کسی مرد کے کہ اس کو دوست رکھتا ہو اس کے لیے سوکنیں ہوں مگر کہ اس کو بہت عیب لگاتی ہیں۔ تو میں نے کہا کہ سبحان اللہ لوگ یہ گفتگو کرتے ہیں سو میں نے وہ تمام رات صبح تک کاٹی اس حال میں کہ نہ مجھ کو تمام رات نیند آئی نہ میرے آنسو بند ہوئے پھر میں نے صبح کی تو حضرت ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلایا جب کہ وحی نے دیر کی اور میرے چھوڑنے میں ان سے مشورہ پوچھا سو اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو اشارہ کیا ساتھ

وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ أَصْبَحْتُ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَشِيْرُهُمَا فِيْ فِرَاقِ أَهْلِهٖ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَيْهِ بِالَّذِيْ يَعْلَمُ فِيْ نَفْسِهٖ مِنَ الْوُدِّ لَهُمْ فَقَالَ أُسَامَةُ أَهْلُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا نَعْلَمُ وَاللّٰهِ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَآءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيْرَةَ فَقَالَ يَا بَرِيْرَةُ هَلْ رَأَيْتِ فِيْهَا شَيْئًا يَرِيْبُكِ فَقَالَتْ بَرِيْرَةُ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَأَيْتُ مِنْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهٗ عَلَيْهَا قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنِ الْعَجِيْنِ فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهٗ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَوْمِهٖ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُوْلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَعْذُرُنِيْ مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِيْ أَذَاهُ فِيْ أَهْلِيْ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِيْ إِلَّا خَيْرًا وَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلٰى أَهْلِيْ إِلَّا مَعِيْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا وَاللّٰهِ أَعْذُرُكَ مِنْهُ إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْنَا عُنُقَهٗ وَإِنْ كَانَ مِنْ

اس چیز کے جواپنے جی میں تھا کہ حضرت ﷺ کو اپنی بیویوں سے محبت ہے سو اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کی بیوی ہے اور قسم ہے اللہ کی مجھ کو تو سوائے پاکی اور بہتری کے کچھ معلوم نہیں اور اے پر علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب انہوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اللہ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں کی ان کے سوا اور بہت عورتیں موجود ہیں لیکن بریرہ رضی اللہ عنہا سے پوچھیے وہ آپ کو سچ سچ بتلائے گی ۔ حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا کہ اے بریرہ کیا تو نے عائشہ میں ایسی بات دیکھی ہے جس سے تجھ کو اس کی پاک دامنی میں شک پڑے تو بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت ﷺ قسم ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا ہے میں نے کبھی اس میں کوئی بات عیب دار نہیں پائی زیادہ اس سے کہ وہ کم عمر لڑکی ہے آٹے سے سو جاتی ہے اور بکری آ کر اس کو کھا جاتی ہے تو حضرت ﷺ اس دن کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی سے عذر طلب کر کے بدلہ لینا چاہا سو فرمایا کہ کون ایسا مرد ہے جو میرا عذر دریافت کر کے بدلہ لے اس مرد سے جس کی ایذا مجھ کو میری گھر والی بی بی کے حق میں پہنچی ہے سو قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اپنی بی بی کو مگر نیک اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے اس مرد کو جس کو نہیں جانا میں نے مگر نیک تو وہ میری بیوی کے پاس کبھی نہ جاتا تھا بغیر میرے ساتھ کے تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو اس نے کہا یا حضرت ﷺ قسم ہے اللہ کی میں اس سے آپ کا بدلہ لوں گا اگر اوس کے قبیلے سے ہوگا تو ہم اس کی گردن ماریں گے اور اگر ہمارے بھائی خزرجیوں سے ہوگا تو آپ ہم کو حکم کریں ہم اس میں آپ کا حکم بجالائیں گے سو کھڑا ہوا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور وہ خزرج کا سردار تھا اور اس سے پہلے نیک مرد

إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا فِيهِ أَمْرَكَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَّلٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ فَقَالَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِيْنَ فَثَارَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتّٰى هَمُّوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَلَ فَخَفَّضَهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا وَسَكَتَ وَبَكَيْتُ يَوْمِيْ لَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ وَّلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ فَأَصْبَحَ عِنْدِيْ أَبَوَايَ وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا حَتّٰى أَظُنُّ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِيْ قَالَتْ فَبَيْنَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِيْ وَأَنَا أَبْكِيْ إِذِ اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِيْ مَعِيْ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِيْ مِنْ يَوْمِ قِيْلَ فِيَّ مَا قِيْلَ قَبْلَهَا وَقَدْ مَكَثَ شَهْرًا لَّا يُوْحٰى إِلَيْهِ فِيْ شَأْنِيْ شَيْءٌ قَالَتْ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِيْ عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِيْ إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهٖ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ

تھا لیکن قوم کی حمیت اور پچ اس کو باعث ہوئی تو اس نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تو جھوٹا ہے البتہ قسم ہے اللہ کی تو اس کو نہ مارے گا اور نہ اس پر قادر ہوگا تو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑا ہوا تو اس نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تو جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی البتہ ہم اس کو قتل کریں گے بے شک تو منافق ہے منافقوں کی طرف سے جھگڑتا ہے اور ان کی حمایت کرتا ہے یہاں تک کہ دونوں قبیلے اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک دوسرے کا قصد کیا عنقریب تھا کہ کشت وخون ہو جائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے سو منبر سے اترے اور ان کو چپ کرایا یہاں تک کہ چپ ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی چپ ہوئے اور میں تمام دن روتی رہی نہ میرے آنسو بند ہوئے اور نہ مجھ کو نیند آئی اور میرے ماں باپ نے میرے پاس صبح کی اور حالانکہ میں رات دن روتی رہی یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ رونا میرے جگر کو پھاڑ ڈالے گا سو جس حالت میں کہ وہ دونوں میرے پاس بیٹھے اور میں روتی تھی کہ ناگہاں ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو میں نے اس کو اجازت دی تو وہ بھی بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگی سو جس حالت میں کہ ہم اسی طرح تھے کہ ناگہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر آئے اور بیٹھے اور جب سے مجھ کو تہمت لگی اس دن سے پہلے میرے پاس نہ بیٹھے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مہینہ میرے حق میں کچھ وحی نہ ہوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد پڑھا یعنی اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ عائشہ مجھ کو تیری ایسی ایسی بات پہنچی ہے سو اگر تو گناہ سے پاک ہے تو عنقریب اللہ تیری پاکی بیان کرے گا اور اگر تو گناہ سے آلودہ ہوئی ہو تو اللہ سو مغفرت مانگ اور اس کی طرف توبہ کر اس لیے کہ بندہ جب

عَلَيْهِ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ قَلَصَ دَمْعِيْ حَتّٰى مَا اُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً وَّقُلْتُ لِاَبِيْ اَجِبْ عَنِّيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِاُمِّيْ اَجِيْبِيْ عَنِّيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا قَالَ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَاَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لَا اَقْرَاُ كَثِيْرًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ فَقُلْتُ اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّكُمْ سَمِعْتُمْ مَّا يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ وَوَقَرَ فِيْ اَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ اِنِّيْ بَرِيْئَةٌ وَّاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنِّيْ لَبَرِيْئَةٌ لَا تُصَدِّقُوْنِيْ بِذٰلِكَ وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِاَمْرٍ وَّاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّيْ بَرِيْئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّيْ وَاللّٰهِ مَا اَجِدُ لِيْ وَلَكُمْ مَثَلًا اِلَّا اَبَا يُوْسُفَ اِذْ قَالَ ﴿ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَّاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴾ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ عَلٰى فِرَاشِيْ وَاَنَا اَرْجُوْ اَنْ يُّبَرِّئَنِيَ اللّٰهُ وَلٰكِنْ وَّاللّٰهِ مَا ظَنَنْتُ اَنْ يُّنْزِلَ فِيْ شَاْنِيْ وَحْيًا وَّلَاَنَا اَحْقَرُ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ اَنْ يُّتَكَلَّمَ بِالْقُرْاٰنِ فِيْ اَمْرِيْ وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ يَّرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِيَ اللّٰهُ فَوَاللّٰهِ مَا رَامَ مَجْلِسَهٗ وَلَا خَرَجَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَيْتِ

اپنے گناہ کا اقرار پھر توبہ کرے تو اللہ اس کا گناہ معاف کرتا ہے اور اس کی توبہ قبول کرتا ہے تو پھر جب حضرت ﷺ اپنی بات تمام کر چکے تو میرے آنسو بالکل بند ہو گئے یہاں تک کہ میں نے ایک قطرہ نہ پایا تو میں نے اپنے باپ سے کہا کہ تو میری طرف سے حضرت ﷺ کو جواب دے تو اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ سے کیا کہوں۔ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ تو حضرت ﷺ کو میری طرف سے جواب دے تو اس نے بھی یہی کہا کہ میں نہیں جانتی کہ حضرت ﷺ کو کیا کہوں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں کم عمر لڑکی تھی بہت قرآن نہیں پڑھا تھا سو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ مجھ کو معلوم ہے کہ آپ نے سنی ہے وہ بات جس کا یہ لوگ چرچا کرتے ہیں اور آپ کے دل میں جم گئی اور آپ نے اس کو سچ جانا ہے سو اگر میں یوں کہوں کہ میں اس عیب سے پاک ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں بے شک پاک ہوں تو آپ مجھ کو سچا نہ جانیں گے اور اگر میں ناکردہ گناہ کا اقرار کروں اور اللہ جانتا ہے کہ میں پاک ہوں تو آپ مجھ کو سچا جانیں گے قسم ہے اللہ کی میں اپنے اور تمہارے درمیان یوسف علیہ السلام کے باپ کے سوا کوئی مثل نہیں پاتی جب کہ اس نے کہا کہ اب صبر ہی بن آئے اور اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو بتلاتے ہو پھر میں بچھونے پر پڑی یعنی میں نے آدمیوں کی طرف سے منہ پھیر لیا اور مجھ کو امید تھی کہ اللہ میری پاکی بیان کرے گا لیکن مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ میرے حق میں وحی اترے گی اور میں اپنے آپ کو حقیر گمان کرتی تھی اس میں کہ میرے حق میں قرآن سے کلام کی جائے یعنی قرآن میرے حق میں اترے لیکن مجھ کو یہ امید تھی کہ حضرت ﷺ کو میری

حَتّٰى أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَآءِ حَتّٰى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ فِيْ يَوْمٍ شَاةٍ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ لِيْ يَا عَائِشَةُ احْمَدِي اللّٰهَ فَقَدْ بَرَّأَكِ اللّٰهُ فَقَالَتْ لِيْ أُمِّيْ قُوْمِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا أَقُوْمُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللّٰهَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَاؤُوْا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ﴾ الْأَيَاتِ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِيْ بَرَآئَتِيْ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهٖ مِنْهُ وَاللّٰهِ لَا أُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ مَا قَالَ لِعَائِشَةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْا إِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ بَلٰى وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأُحِبُّ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِيْ فَرَجَعَ إِلٰى مِسْطَحٍ الَّذِيْ كَانَ يُجْرِيْ عَلَيْهِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِيْ فَقَالَ يَا زَيْنَبُ مَا عَلِمْتِ مَا رَأَيْتِ فَقَالَتْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَحْمِيْ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ وَهِيَ الَّتِيْ كَانَتْ تُسَامِيْنِيْ فَعَصَمَهَا

برات خواب میں دکھلا دے گا سو قسم ہے اللہ کی کہ حضرت ﷺ اپنی مجلس سے نہ اٹھے تھے اور نہ کوئی گھر والوں سے باہر نکلا تھا یہاں تک کہ اللہ نے حضرت ﷺ پر وحی اتاری جیسے معمول تھا یہاں تک کہ آپ کے چہرے سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپکتا تھا جھاڑے کے دن میں پھر جب حضرت ﷺ سے وحی موقوف ہوئی اور حالانکہ آپ ہنستے تھے سو پہلے پہل جو آپ نے بات کہی وہ یہ تھی کہ مجھ سے کہا کہ اے عائشہ اللہ کی حمد اور شکر کر پس تحقیق اللہ نے تیری پاکی بیان کی تو میری ماں نے مجھ کو کہا کہ اے عائشہ اٹھ کر حضرت ﷺ کی تعظیم کر تو میں نے کہا کہ قسم ہے کہ میں نہ اٹھوں گی اور نہ آپ کی تعریف کروں گی اور اللہ کے سوا کسی کی تعریف نہ کروں گی جس نے میری پاکی بیان کی پھر اللہ نے یہ آیتیں سورۂ نور میں اتاریں کہ جو لوگ لائے ہیں طوفان تم میں سے ایک جماعت ہے آخر تک میں یہ آیتیں اتاریں تو ابوبکر صدیق ؓ نے کہا اور تھا خرچ کرتا مسطح پر قرابت کی وجہ سے اس سے قسم ہے اللہ کی میں مسطح پر کبھی خرچ نہ کروں گا بعد اس کے کہ اس نے عائشہ ؓ کو تہمت لگائی تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ قسم کھائیں بڑائی والے تم میں سے اور کشائش والے یہ کہ دیں ناطے والوں کو غفور الرحیم تک ۔تو صدیق اکبر ؓ نے کہا کہ کیوں نہیں میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ کو بخشے ۔ابوبکر ؓ نے پھر جاری کیا جو پہلے اس پر جاری کرتا تھا اور حضرت ﷺ نے زینب بنت جحش ؓ سے میرا حال پوچھا تھا کہ اے زینب تجھ کو کیا معلوم ہے اور تو نے کیا دیکھا ہے تو زینب ؓ نے کہا کہ یا حضرت! پھر جب اللہ نے میری پاکی میں نے نہ اپنے کان سے کچھ سنا ہے اور نہ آنکھ سے دیکھا ہے۔ عائشہ ؓ نے کہا کہ وہی تھی جو

اللّٰهُ بِالْوَرَعِ قَالَ وَحَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ مِثْلَهُ قَالَ وَحَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ قَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ مِثْلَهُ.

حسن اور جمال وغیرہ میں مجھ سے برابری کرتی تھی سو اللہ نے اس کو پرہیزگاری سے نگاہ رکھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ نور میں آئے گی اور غرض اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا سے عائشہ رضی اللہ عنہا کا حال پوچھا اور اس نے آپ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاک دامن ہونے کا جواب دیا اور حضرت ﷺ نے اس کے قول پر اعتماد کیا یہاں تک کہ خطبہ فرمایا اور عبداللہ بن ابی سے بدلہ چاہا اور اسی طرح حضرت ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے عائشہ رضی اللہ عنہا کا حال پوچھا اور اس نے بھی ان کے پاک دامن ہونے کے ساتھ جواب دیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے زینب رضی اللہ عنہا کے حق میں کہا کہ وہی تھی جو حسن و جمال میں میری برابری کرتی تھی تو اللہ نے اس کو بچایا۔ پس ان سب کے مجموع میں مراد ترجمہ کی ہے۔ ابن بطال نے کہا کہ اس میں حجت ہے ابو حنیفہ کے لیے کہ عورتوں کی تعدیل جائز ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف کا۔ اور محمد جمہور کے موافق ہے اور طحاوی نے کہا کہ تزکیہ خبر ہے اور گواہی نہیں۔ پس قبول کرنے سے کوئی مانع نہیں۔ اور ترجمہ میں اشارہ ہے ثالث کے قول کی طرف اور وہ یہ ہے کہ قبول کیا جائے ان کا تزکیہ بعض کے لیے اور نہ مردوں کے لیے اس لیے جو منع کرتا ہے وہ اس کا سبب یہ بیان کرتا ہے کہ عورت ناقص ہے معرفت وجوہ تزکیہ سے خاص کر مردوں کے حق میں۔ اور ابن بطال نے کہا کہ اگر کہا جائے کہ قبول کیا جاتا ہے تزکیہ ان کا نیک بات کے ساتھ اور نہیں لازم آتا اس سے قبول کرنا تزکیہ ان کا گواہی میں کہ مال کو لینے کو واجب کرے۔ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے ان کا قبول کرنا مردوں کے ساتھ اس چیز میں کہ ان کی شہادت اس میں جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا زَكّٰى رَجُلٌ رَجُلًا كَفَاهُ وَقَالَ أَبُوْ جَمِيْلَةَ وَجَدْتُ مَنْبُوْذًا فَلَمَّا رَآنِيْ عُمَرُ قَالَ عَسَى الْغُوَيْرُ أَبْؤُسًا كَأَنَّهُ يَتَّهِمُنِيْ قَالَ عَرِيْفِيْ إِنَّهُ رَجُلٌ صَالِحٌ قَالَ كَذَاكَ اذْهَبْ وَعَلَيْنَا نَفَقَتُهُ.

جب ایک مرد دوسرے مرد کا تزکیہ کرے تو اس کو کفایت کرتا ہے۔ یعنی اور ابو جمیلہ نے کہا کہ میں نے ایک پڑا لڑکا پایا تو جب مجھ کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو کہا کہ عنقریب ہے کہ غار سبب بدی کا ہو گویا کہ مجھ کو تہمت دیتا تھا میرے چوہدری نے کہا کہ یہ نیک مرد ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جا اور اس کا خرچ ہم پر ہے۔

فائدہ: شہادت کے شروع میں یہ باب باندھا ہے تَعْدِيْلُ كَمْ يَجُوْزُ پس توقف کیا اس جگہ اور یقین کیا اس جگہ

کافی ہونے کے ساتھ ایک گواہ کے اور میں نے اس کی ترجیح پہلے بیان کر دی ہے اور سلف نے اختلاف کیا ہے تزکیہ کے عدد کے شرط ہونے میں۔پس مرجح شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک شرط ہونا دو مرد کا ہے یعنی تزکیہ کے لیے دو کا ہونا شرط ہے جیسے کہ گواہی میں ہے۔اور یہی قول ہے محمد بن حسن کا اور اختیار کیا ہے اس کو طحاوی نے اور استثنیٰ کیا ہے چھپا رفیق حاکم کا اس لیے کہ وہ اس کا نائب ہے تو اس کا قول بجائے حکم کے اور جائز کہا ہے اکثر نے قبول جرح اور تعدیل کو ایک سے اس لیے کہ وہ بجائے حکم کے ہے اور حکم میں عدد کا ہونا شرط نہیں اور ابو عبیدہ نے کہا کہ تین مردوں سے کم کا تزکیہ قبول نہیں اور اس کی حجت یہ حدیث ہے کہ نہیں ہے حلال سوال کرنا یہاں تک کہ تین آدمی عقلمند اس کی گواہی دیں اور جب یہ حاجت کے حق میں ہے تو اس کا غیر بطریق اولیٰ ہے۔اور یہ سب اختلاف شہادت میں ہے اور رہی روایت کرنی پس قبول کیا جاتا ہے اس میں قول ایک آدمی کا بھی صحیح قول پر اس لیے کہ اگر وہ غیر سے ناقل ہے تو وہ جملہ اختیار سے ہے اور اس میں عدد شرط نہیں اور اپنے نفس کی طرف سے ہے تو بجائے حاکم کے ہے اور حاکم بھی متعدد نہیں ہوتا۔(فتح)

فائدہ: غویر تصغیر ہے غار کی اور ابوس کے معنی شر کے ہیں۔اور اصمعی نے کہا کہ اصل اس کی یہ ہے کہ کچھ لوگ غار میں داخل ہوئے کہ اس میں رات کاٹیں تو وہ غار ان پر گر پڑی اور وہ سب اس میں دب کر مر گئے اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں دشمن بیٹھا تھا اس نے ان کو مار ڈالا۔اور کلبی نے کہا کہ غویر ایک مشہور جگہ ہے اس میں پانی ہے وہاں ڈاکو رہتے تھے اور راہزنی کرتے تھے اور جو وہاں گذرتے وہ آپس میں حفاظت کی وصیت کرتے تھے اور ابن عربی نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ مثال اس مرد کے لیے اس لیے بیان کی کہ تعریض کرتے تھے شاید دراصل یہ اس کا اپنا بیٹا ہے اور ارادہ کرتا ہے کہ آپ سے اس کی نسبت کی نفی کرے سبب کے لیے اسباب سے اور باوجود اس کے اس کی مراد یہ تھی کہ وہ اس کی پرورش کرے اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جاوہ آزاد ہے اس کا ولا تیرے لیے اور اس کا خرچ ہم پر ہے ابن بطال نے کہا کہ اس قصے میں ہے کہ اگر قاضی اپنے وزیروں کی مجلس میں کسی کا حال پوچھے تو وہ ایک کے قول سے کفایت کرے جیسا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن جب مشہود لہ کو تکلیف دی جائے کہ اپنے گواہوں کی تعدیل کرے تو دو سے کم کی تعدیل قبول نہ کی جائے۔میں کہتا ہوں کہ غایت یہ ہے کہ اس نے قصے کو اپنے بعض محتملات پر محمول کیا ہے اور تکلیف کا قصہ دلیل خارجی کا محتاج ہے یعنی یہ مطلق درست ہے مشہود لہ کو تعدیل کی تکلیف دینے کی کوئی دلیل نہیں۔اور یہ کہ جائز ہے اٹھانا گرے لڑکے کا اگرچہ گواہ نہ کرے اور یہ کہ نفقہ اس کا جب نہ پہچانا جائے بیت المال پر ہے یہ کہ اس کا ولا اس کے اٹھانے والے کے لیے اور اس میں اختلاف ہے اور بعض نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ ولك ولاءہ کے معنی یہ ہیں کہ اس سبب سے کہ اس نے اٹھایا ضائع نہ ہونے دیا گویا کہ اس نے اس کو موت سے آزاد کیا ان سے کہ اس کا غیر اس کو اٹھا کر اس کا مالک ہو جائے۔اور اس حدیث میں ثابت ہونا عمر

فاروق رضی اللہ عنہ کے احکام میں اور یہ کہ جب حاکم کسی کے امر میں توقف کرے تو یہ اس کے حق میں قادح نہیں۔اور رجوع کرنا حاکم کا اپنے امینوں کے قول کی طرف اور یہ حاجت کے وقت مرد کے سامنے اس کی تعریف کرنی مکروہ نہیں بلکہ مکروہ تو صرف مبالغہ کرنا ہے تعریف میں اور اسی نکتہ کے لیے یہ باب باندھا ہے بخاری نے پیچھے اس کے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معنی میں ہے پس کہا مَا يُكْرَهُ مِنَ الْإِطْنَابِ فِي اللَّوْحِ یعنی تعریف میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے اور اس کے دلیل پکڑنے کی وجہ حدیث ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کے تزکیہ کا اعتبار کیا جب کہ قصد کرے اس کو اس لیے کہ نہ عیب لگایا اس پر مگر اسراف اور غلو کو تعریف میں۔ اور ابن منیر نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ یہ قدر تزکیہ کے قبول کرنے میں کافی ہے۔اور رہا اعتبار نصاب کا پس اس سے حدیث ساکت ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ بخاری اپنے قاعدے پر جاری ہوا کہ اگر نصاب شرط ہوتی تو ذکر کی جاتی اس لیے کہ بیان وقت حاجت سے موخر نہیں ہوتا۔(فتح)

٢٤٦٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَثْنٰى رَجُلٌ عَلٰى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ مِرَارًا ثُمَّ قَالَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا أَخَاهُ لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فُلَانًا وَّاللّٰهُ حَسِيبُهُ وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا أَحْسِبُهُ كَذَا وَكَذَا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْهُ.

۲۴۶۸۔ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد نے دوسرے مرد کے سامنے تعریف کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہائے تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹی یہ آپ نے کئی بار فرمایا۔پھر فرمایا کہ جو کوئی اپنے بھائی مسلمان کی ضرور تعریف کرنا چاہے تو یوں کہے کہ میں فلانے کو گمان کرتا ہوں اور اللہ ہی اس کو خوب جانتا ہے میں اللہ کے سامنے کسی کو بے عیب نہیں کہہ سکتا مجھ کو یہ گمان ہے کہ فلاں شخص ایسا ہے اور ایسا اگر اس بات کو سچ مچ جانتا ہو تو کہے۔

فائدہ: اس حدیث کی مناسبت باب سے ابھی گذر چکی ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْإِطْنَابِ فِي الْمَدْحِ وَلْيَقُلْ مَا يَعْلَمُ.

تعریف میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے اور جو سچ مچ جانتا ہو سو کہے۔

٢٤٦٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ

۲۴۶۹۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو کہ سنا کہ دوسرے مرد کی تعریف کرتا تھا اور تعریف میں مبالغہ کرتا تھا یعنی بے حد تعریف کرتا تھا تو فرمایا کہ تو نے

عَنْهُ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُثْنِيْ عَلٰى رَجُلٍ وَيُطْرِيْهِ فِيْ مَدْحِهٖ فَقَالَ اَهْلَكْتُمْ أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ.

مرد کی پیٹھ کاٹی۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے لیکن آخری خبر ترجمہ کی اس حدیث میں نہیں یعنی جو سچ سچ جانتا ہو سو کہے۔ اور شاید اس کا مذہب یہ ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث ایک ہے اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ مضمون موجود ہے جیسا کہ ابھی گذرا۔ (فتح)

بَابُ بُلُوْغِ الصِّبْيَانِ وَشَهَادَتِهِمْ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوْا﴾ وَقَالَ مُغِيْرَةُ احْتَلَمْتُ وَأَنَا ابْنُ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَبُلُوْغِ النِّسَآءِ فِي الْحَيْضِ لِقَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَاللَّائِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ إِلٰى قَوْلِهٖ أَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾. وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ أَدْرَكْتُ جَارَةً لَّنَا جَدَّةً بِنْتَ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ سَنَةً.

لڑکوں کے بالغ ہونے اور ان کی گواہی کا بیان۔ اور اس آیت کا بیان کہ جب تم میں سے بلوغت کو پہنچیں تو چاہیے کہ اجازت مانگیں آخر آیت تک۔ یعنی اور بیان ہے پہنچنے عورتوں کا حیض میں کہ ان کی بلوغت کی حد ہے اس آیت کی دلیل کی وجہ سے کہ جو عورتیں ناامید ہوئیں ہیں حیض سے تمہاری عورتوں میں سے اور اگر تم کو شبہ رہ گیا تو ان کی عدت ہے تین مہینے اور ایسے ہی جن کو حیض نہیں آیا اور جن کے پیٹ میں بچہ ہے ان کی عدت یہ کہ جن لیں پیٹ کا بچہ۔ یعنی اور حسن بن صالح نے کہا کہ میں نے اپنی ایک ہمسائی کو پایا کہ وہ دادی تھی اور اس کی عمر اکیس برس کی تھی۔

فائدہ: یعنی ان کے بالغ ہونے کی کیا حد ہے اور بالغ ہونے سے پہلے ان کی گواہی کا کیا حکم ہے۔ پس رہی ان کے بالغ ہونے کی حد پس اس کو ہم آئندہ بیان کریں گے۔ اور رہی گواہی لڑکوں کی پس رد کیا ہے اس کو جمہور نے اور اعتبار کیا ہے اس کو مالک نے ان کے زخموں کے بیچ بشرطیکہ ضبط کیا جائے ان کے اول قول کو اس سے پہلے کہ جدا جدا ہوں اور قبول کیا ہے جمہور نے ان کی خبروں کو جب کہ جوڑا جائے اس کی طرف قرینہ۔ اور اعتراض کیا گیا ہے اس طرح سے کہ ترجمہ میں گواہی کا ذکر ہے اور باب کی حدیثوں میں اس کی تصریح نہیں اور اس کا جواب یہ کہ وہ ماخوذ ہے اتفاق سے اس پر کہ جس کے بالغ ہونے کا حکم کیا جائے اس کی گواہی قبول کی جائے جب کہ موصوف ہو قبول کی شرط کے ساتھ اور راہ دکھاتی ہے اس کی طرف قول عمر بن عبدالعزیز کہ وہ حد ہے چھوٹے اور بڑے کے درمیان۔ (فتح)

فائدہ: اس آیت میں حکم کا معلق کرنا ہے بلوغت کو پہنچنے کو اور تحقیق اجماع کیا ہے علماء احتلام مردوں اور عورتوں میں

لازم ہوتے ہیں اس کے ساتھ عبادتیں اور حدود اور تمام احکام اور وہ انزال منی کرنے والے کا ہے یعنی منی کود کر نکلے برابر ہے جماع سے ہو یا کسی اور چیز سے اور برابر ہے کہ بیداری میں ہو یا خواب میں ۔اور اجماع ہے اس پر کہ نہیں اثر ہے جماع کا خواب میں مگر منی کے نکلنے کے ساتھ ۔(فتح)

فائدہ: یہ بقیہ ترجمہ کا ہے اور وجہ نکالنے کی آیت سے ترجمہ کے لیے معلق کرنا حکم کا ہے عدت میں اقرار کے ساتھ حیض کے حاصل ہونے پر اور رہا اس سے آگے پیچھے سات مہینوں کے ہے پس معلوم ہوا کہ حیض کا وجود نقل کرتا ہے حکم کو اور اجماع ہے سب علماء کا اس پر کہ حیض بلوغت ہے عورتوں کے حق میں ۔(فتح)

فائدہ: یعنی نو برس کی عمر میں اس کو حیض ہوا اور دس برس کی عمر میں اس نے لڑکی جنی اور اسی طرح اس کی لڑکی کو بھی نو برس کی عمر میں حیض ہوا اور دس برس کی عمر میں اس نے بچہ جنا ۔امام شافعی نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے کہ اس نے ایک عورت دیکھی کہ دادی تھی اور اس کی عمر اکیس سال کی تھی ۔اور اختلاف کیا ہے علماء نے ادنیٰ اور عقلمند کے میں کہ اس میں عورت کو حیض آتا ہے اور مرد کو احتلام ہوتا ہے ۔کیا اس کی نشانیاں منحصر ہیں یا نہیں اور اس عمر میں جب تجاوز کرے اس کو لڑکا اور اس کو احتلام نہ ہو اور عورت اور اس کو حیض ہو تو حکم کیا جائے اس وقت بالغ ہونے کا ۔پس اعتبار کیا ہے مالک اور لیث اور احمد اور اسحق نے نکلنا بالوں کا لیکن نہیں قائم کرتے اس کے ساتھ حد کو شبہ کی وجہ سے ۔اور اعتبار کیا ہے اس کو شافعی نے کافر میں اور مختلف ہے قول اس کا مسلمان میں اور ابوحنیفہ نے کہا کہ بالغ ہونے کی عمر اٹھارہ یا انیس سال ہے لڑکے کے لیے اور سترہ سال ہے لڑکی کے لیے ۔اور شافعی اور احمد اور ابن وہب اور جمہور نے کہا کہ اس کی حد دونوں میں پورے پندرہ برس ہیں جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے ۔(فتح)

۲۴۷۰۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْنِيْ ثُمَّ عَرَضَنِيْ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَنِيْ قَالَ نَافِعٌ فَقَدِمْتُ عَلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَهُوَ خَلِيْفَةٌ فَحَدَّثْتُهُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا لَحَدٌّ بَيْنَ الصَّغِيْرِ

۲۴۷۰۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں جنگ احد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوا اور میں چودہ برس کا لڑکا تھا تو مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی یعنی جنگ میں جانے کی پھر میں جنگ خندق کے دن آپ کے روبرو ہوا اور میں پندرہ سال کا لڑکا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اجازت دی یعنی جہاد میں جانے کی نافع نے کہا سو میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا اور وہ خلیفہ تھا تو میں نے اس سے یہ حدیث بیان کی اس نے کہا کہ البتہ یہ پندرہ برس حد ہے درمیان چھوٹے اور بڑے کے اور اپنے عاملوں کی طرف لکھا کہ مقرر کریں حصہ اس شخص کے لیے جو پندرہ برس کو پہنچے یعنی ان کے لیے لشکر کے دفتر میں

وَالْكَبِيرِ وَكَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ أَنْ يَفْرِضُوا لِمَنْ بَلَغَ خَمْسَ عَشْرَةَ.

رزق مقرر کیا جائے ۔اورتھی تفریق کی جاتے درمیان لڑنے والوں کے اوران کے غیروں کے عطا میں ۔اور وہ رزق ہے جو بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے اور اس کے مستحقوں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

فائدہ::اور استدلال کیا گیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قصے سے کہ جو پندرہ برس مکمل کر لے اس پر بالغوں کے تمام احکام جاری کیے جائیں اگر چہ اس کو احتلام نہ ہو پس کس طرح ہے عبادات کے ساتھ اور قائم کرتے حدوں کے اور مستحق ہوتا ہے حصے کا غنیمت سے اور قتل کیا جائے اگر حربی ہو اور اس سے قید توڑی جائے اگر اس کی ہوشیاری کی امید ہو اور سوائے اس کے احکام سے اور تحقیق عمل کیا ہے اس کے ساتھ عمر بن عبدالعزیز نے اور اس کو برقرار رکھا اس پر اس کے راوی نافع نے اور جواب دیا ہے طحاوی اور ابن قصار وغیرہ نے جو اس حدیث پر عمل نہیں کرتے تصریح آ چکی ہے کہ اجازت مذکورہ جہاد میں تھی اور یہ متعلق قوت اور طاقت کے ساتھ ۔اور بعض مالکیہ یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اور اس کے لیے عموم نہیں اور احتمال ہے کہ وہ اس عمر کے نزدیک محتلم ہوا تھا پس اس لیے کہ اس کو اجازت دی اور بعض نے کہا کہ اس کو ضعیف ہونے کی وجہ سے پھیرا تھا نہ کہ کم عمر ہونے کی وجہ سے ۔اور اجازت قوت کی وجہ سے دی تھی نہ کہ بالغ ہونے کی وجہ سے ۔اور اس کو وہ چیز رد کرتی ہے جو ابن حبان اور ابو عوانہ وغیرہ نے اس حدیث میں روایت کی اس لفظ کے ساتھ کہ میں جنگ خندق کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اجازت نہ دی اور نہ مجھ کو دیکھا کہ میں بالغ ہوں ۔اور اس حدیث میں ہے کہ جو لوگ جنگ کے لیے امام کے ساتھ نکلنا چاہتے ہوں امام ان کو لڑائی واقع ہونے سے پہلے اپنے سامنے بلا کر دیکھ لے سو جس کو لڑائی کے قابل پائے اس کو ساتھ لے اور جو قابل نہ ہو اس کو پھیر دے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر وغیرہ میں اسی طرح کیا تھا۔اور مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک نہیں موقوف ہے اجازت لڑکی کے بالغ ہونے پر بلکہ امام کو جائز ہے کہ اجازت دے لڑکوں سے جس میں قوت اور جوانمردی ہو۔پس بہت سے لڑکے بلوغت کے قریب قوی تر ہوتے ہیں بالغ کی نسبت ۔اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ان پر حجت ہے۔

٢٤٧١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى

۲۴۷۱۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن نہانا واجب ہے ہر احتلام کرنے والے پر۔

كُلِّ مُحْتَلِمٍ.

فائدہ: اور اس میں اشارہ ہے کہ بلوغت حاصل ہوتی ہے منی نکلنے کے ساتھ اسی لیے کہ وہی احتلام سے مراد ہے۔اور سمجھا جاتا ہے مقصود ترجمہ کا قیاس کرنے کے ساتھ باقی احکام پر باعتبار متعلق ہونے وجوب کے احتلام کے ساتھ۔(فتح)

بَابُ سُؤَالِ الْحَاكِمِ الْمُدَّعِيَ هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ قَبْلَ الْيَمِيْنِ.

سوال کرنا حاکم کا مدعی کے لیے کہ کیا تیرے گواہ ہیں پہلے قسم دینے کے مدعی علیہ کے۔

٢٤٧٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَعْمَشٍ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ. قَالَ فَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فِيَّ وَاللّٰهِ كَانَ ذٰلِكَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِيْ فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَكَ بَيِّنَةٌ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَقَالَ لِلْيَهُوْدِيِّ احْلِفْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذًا يَحْلِفَ وَيَذْهَبَ بِمَالِيْ قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ إِلٰى آخِرِ الْأٰيَةِ.

٢٤٧٢۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو قسم کھائے کسی بات پر اور وہ اس میں جھوٹا ہوتا کہ چھین لے ساتھ اس کے مال کسی مسلمان کا تو وہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا اور اشعث بن قیس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ حضرت ﷺ نے یہ میرے حق میں فرمایا کہ میرے اور ایک مرد کے درمیان زمین مشترک تھی تو اس نے مجھ سے انکار کیا تو میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے لیے گواہ ہے میں نے کہا نہیں حضرت ﷺ نے اس مرد کو کہا کہ قسم کھا میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اب وہ قسم کھائے گا اور میرا مال لے جائے گا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں ان لوگوں کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں آخر آیت تک۔

فائدہ: اور ترجمہ میں قبل الیمین سے مراد مدعی علیہ کی قسم ہے اور یہی مطابق ہے ترجمہ کے لیے۔اور اس کا مدعی پر حمل کرنا صحیح نہیں ہے اس طرح سے کہ طلب کرے اس سے حاکم قسم استظہار کی اس طرح سے کہ گواہی دی ہے گواہ نے اس کے لیے حق کے ساتھ یعنی جو میرے گواہ نے میرے لیے گواہی دی وہ حق ہے جھوٹ نہیں۔اس لیے کہ اشعث کی حدیث میں اس کا تعرض نہیں بلکہ اس میں وہ چیز ہے کہ تمسک کیا جاتا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ استظہار کی قسم واجب

نہیں ۔اور اس حدیث کی شرح ایمان اور نذور میں آئے گی ۔اور اس حدیث میں اس شخص کے لیے حجت ہے جو کہتا ہے کہ مدعا علیہ پر قسم نہ پیش کی جائے جب کہ مدعی اقرار کرے کہ میرا گواہ ہے۔(فتح)

بَابُ الْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ فِي الْأَمْوَالِ وَالْحُدُوْدِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِيْنُهُ وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ كَلَّمَنِيْ أَبُو الزِّنَادِ فِيْ شَهَادَةِ الشَّاهِدِ وَيَمِيْنِ الْمُدَّعِيْ فَقُلْتُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَإِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى﴾ قُلْتُ إِذَا كَانَ يُكْتَفٰى بِشَهَادَةِ شَاهِدٍ وَيَمِيْنِ الْمُدَّعِيْ فَمَا تَحْتَاجُ أَنْ تُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى مَا كَانَ يَصْنَعُ بِذِكْرِ هٰذِهِ الْأُخْرٰى.

قسم مدعا علیہ پر ہے اموال میں اور حدود میں ۔یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا یعنی مدعی کو تیرے دو گواہ چاہیے یا اس کی قسم چاہیے ۔یعنی ابن شبرمہ سے روایت ہے کہ ابو زناد نے مجھ سے ایک گواہ اور قسم مدعی کے بارے میں کلام کیا تو میں نے کہا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ شاہد کرو دو شاہد اپنے مردوں سے پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد دو عورتیں جن کو پسند رکھتے ہیں شاہدوں سے کہ بھول جائے ایک عورت تا یاد دلائے اس کو دوسری ابن شبرمہ کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ جب ایک گواہ کی گواہی اور مدعی کی قسم کافی ہے تو کیا حاجت ہے یہ کہ یاد دلائے ایک دوسرے کو تو کیا کیا جاتا تھا ساتھ ذکر اس دوسرے کے یعنی اس کا کیا فائدہ تھا۔

فائدہ: یعنی مدعی پر قسم نہیں اور یہ دو چیزوں کو مستلزم ہے ایک یہ کہ قسم استظہار کی واجب نہیں ۔دوم یہ کہ حکم کرنا صحیح نہیں ہے ایک گواہ کے ساتھ اور قسم مدعی کی اور شہادت لینی بخاری کی ابن شبرمہ کے قصے کی طرف اشارہ کرتی ہے اس چیز کی طرف کہ اس کی مراد دوسری چیز ہے یعنی ایک گواہ اور قسم مدعی کے ساتھ حکم کرنا صحیح ہے ۔اور یہ کہا کہ اموال میں اور حدود میں تو اس میں کوفیوں کے رد کی طرف اشارہ ہے اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ مدعا علیہ قسم صرف اموال میں ہے حدود میں نہیں ۔اور شافعی اور جمہور کا مذہب ہے کہ قسم عام ہے یعنی اموال میں بھی مدعا علیہ قسم کھائے اور حدود میں بھی کھائے اور نکاح میں بھی اور جو ان کی مانند ہے ۔اور مستثنیٰ کیا ہے مالک نے نکاح کو طلاق اور عتاق کو اور فدیہ کو تو اس نے کہا کہ ان میں سے کسی چیز میں قسم نہیں یہاں تک کہ مدعی گواہ کو قائم کرے اگرچہ ایک گواہ ہی کیوں نہ ہو۔(فتح)

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے مطلق چھوڑا قسم کو مدعا علیہ کی جانب میں ،اور اس کو کسی چیز کے ساتھ مقید نہیں کیا ہے دوسرے کے سوا۔

فائدہ: ابو زناد کا یہ مذہب تھا کہ ایک گواہ اور مدعی کی قسم سے حکم کرنا جائز ہے اور ابن شبرمہ کا مذہب اس کے خلاف تھا۔ سو اس پر حجت پکڑی ابو زناد نے اس حدیث کے ساتھ جو اس میں وارد ہوئی ہے اور ابن شبرمہ نے اس پر حجت پکڑی آیت کریمہ کے ساتھ، اور سوائے اس کے نہیں کہ تمام ہوتی ہے اس کی اس کے ساتھ حجت پکڑنی اصل مختلف فیہ پر دونوں فریقوں کے درمیان۔ اور وہ اصل یہ ہے اگر حدیث میں ایسا حکم وارد ہو جو قرآن میں نہ ہو تو کیا وہ نسخ ہے؟ اور سنت قرآن کو منسوخ نہیں کرتی یا کہ وہ نسخ نہیں بلکہ مستقل زیادتی ہے ایک مستقل حکم کے ساتھ جب کہ اس کی سند ثابت ہو تو اس کا قبول کرنا واجب ہے۔ پہلا مذہب کوفیوں کا ہے یعنی وہ قرآن کے لیے نسخ ہے، اور دوسرا مذہب حجاز والوں کا اس سے قطع نظر کہ اس سے ابن شبرمہ کی حجت قائم نہیں ہوتی اس لیے کہ وہ نفس کا معارضہ ہے رائے کے ساتھ اور اس کا اعتبار نہیں۔ اور تحقیق جواب دیا ہے اس سے اسماعیل نے یعنی ابن شبرمہ کی حجت دے پس کہا کہ ایک دوسرے کو یاد دلانے کی حاجت تو صرف اس وقت ہے جب کہ دونوں عورتیں گواہی دیں اور اگر دونوں گواہی نہ دیں تو مدعی کی قسم ان کے قائم مقام ہوگی سنت کے بیان کرنے کے ساتھ اور قسم اس شخص کی کہ وہ اس پر واجب ہے یعنی مدعا علیہ سے جب تنہا ہو تو البتہ گواہ کے قائم مقام ہوتی ہے اور ادا میں پس اسی طرح قائم ہوئی ہے اس جگہ قسم دو عورتوں کی جگہ اس کے ساتھ استحقاق میں اس حال میں کہ جوڑنے والی ہے ایک گواہ کو اور اگر لازم آئے قول کا ساقط کرنا ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے یعنی اس کو نہ مانا جائے اس لیے کہ اس لیے کہ قرآن میں نہیں تو لازم آئے گا ساقط کرنا قول کا ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ یعنی اس کو نہ مانا جائے اس لیے کہ قرآن میں نہیں تو لازم آئے گا ساقط کرنا ایک گواہ کا اور دو عورتوں کا اس لیے کہ دونوں عورتیں سنت میں نہیں اس لیے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تیرے دو گواہ چاہییں یا اس کی قسم چاہیے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ نہیں ہے لازم ایک شے پر اس کی نفی کی تخصیص کرنے سے اس کے ماسوا سے اور لیکن مقتضی اس چیز کا کہ بحث کی ہے اس نے یہ ہے کہ نہ حکم کیا جائے قسم اور ایک گواہ کے ساتھ مگر دو گواہوں کے نہ ہونے کے وقت یا جو ان کے قائم مقام ہوں ایک مرد اور دو عورتوں سے۔ اور وہ ایک وجہ ہے شافعیہ کے لیے اور اس کو صحیح کہا ہے حنابلہ نے اور تائید کرتی ہے وہ چیز جو دارقطنی نے روایت کی ہے کہ حکم کیا ہے اللہ اور رسول نے حق میں دو گواہوں کے ساتھ پس اگر وہ گواہ لائے تو اپنا حق لے اور اگر ایک گواہ لائے تو اپنے گواہ کے ساتھ قسم کھائے۔ اور بعض حنفیوں نے جواب دیا ہے کہ قرآن پر زیادتی نسخ ہے اور خبر واحد متواتر کو منسوخ نہیں کرتی اور خبر واحد کی زیادتی قبول نہیں کی جاتی مگر جب کہ اس کی حدیث مشہور ہو۔ اور جواب دیا گیا ہے کہ نسخ اٹھانا حکم کا ہے اور اس جگہ کسی حکم کا اٹھانا نہیں اور نیز ضرور ہے کہ ناسخ اور منسوخ دونوں ایک محل میں پے در پے واقع ہوں اور یہ زیادۃ علی النص میں موجود نہیں اور غایت یہ ہے کہ نام رکھنا زیادۃ کا مانند تخصیص کی نسخ اصطلاح ہے پس نہیں لازم آتا اس سے نسخ کرنا قرآن کا سنت کے ساتھ لیکن قرآن کی سنت کے ساتھ تخصیص جائز

ہے اور اسی طرح اس پر زیادتی بھی جائز ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے واحل لکم ماوراء ذلکم اور حرام ہونے پر اجماع ہے پھوپھی کے نکاح کے حرام ہونے کے ساتھ اس کے بھائی کے بیٹے کے اور سند اجماع کی اس میں سنت ثابت ہے اور اسی طرح چور کا دوسری چوری میں پاؤں کاٹنا اور بھی اس کی مثالیں بہت ہیں۔ اور تحقیق پکڑی گئی ہیں وہ بعض حنفی رد کرنے حکم سے ایک گواہ اور قسم کے ساتھ اس کے ہونے کی وجہ سے قرآن پر زیادتی بہت حدیثوں کے ساتھ بہت احکام میں کہ وہ سب قرآن پر زیادتی ہیں جیسے کھجور کے نچوڑ سے وضو کرنا اور قہقہہ سے وضو کرنا اور قے سے اور مضمضہ اور ناک کے پانی ڈالنے میں غسل میں سوائے وضو کے اور قیدی عورت کے رحم کی پاکی چاہنی اور اس شخص کے قطع کے ترک کرنے جو چرائے وہ چیز کہ جلدی بگڑ جاتی ہے اور ایک عورت کی گواہی جننے میں اور نہیں قصاص مگر تلوار کے ساتھ اور نہیں ہے جمعہ مگر مصر جامع میں اور جنگ میں ہاتھ نہ کاٹیں جائیں اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا اور مچھلی طافی نہ کھائی جائے یعنی جو خود بخود پانی میں مرجائے اور حرام ہے چوپائیوں میں سے ہر کچلی والا درندہ اور یہ کہ قتل کیا جائے باپ کو اولاد کے بدلے اور قاتل قتیل کا وارث نہیں ہوتا اور اس کے علاوہ اور بھی مثالیں ہیں جو متضمن ہیں قرآن پر زیادتی کو۔ اور انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ حدیثیں مشہور ہیں پس واجب ہے ان پر عمل کرنا ان کے مشہور ہونے کی وجہ سے تو ان کو کہا جاتا ہے کہ حدیث حکم کرنے کے ایک گواہ کے ساتھ اور مدعی کی قسم کے ساتھ کئی مشہورہ طرق سے آئی ہے بلکہ بہت صحیح طرق سے ثابت ہو چکی ہے۔ چنانچہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور اصحاب سنن نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ترمذی وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور اس باب میں بیس صحابہ سے زیادہ روایت آچکی ہے اور اس کے علاوہ شہرت کے ثابت ہونے کی وجہ سے اور نسخ کا دعوی منسوخ ہے اس لیے کہ نسخ احتمال کے ساتھ ثابت نہیں ہوتا۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حکم کرنا ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ ظاہر قرآن کے مخالف نہیں اس لیے کہ قرآن نہیں منع کرتا یہ کہ جائز ہو اول اس چیز سے کہ نص کی ہو اس پر قرآن نے یعنی اور مخالف اس کے لیے مفہوم کا قائل نہیں چہ جائیکہ عدد کا مفہوم ہو۔ اور ابن عربی نے کہا کہ ظریف تر اس چیز کا پایا میں نے ان کے رد کے لیے حکم کے ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ دو امر ہیں ایک یہ کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ ایک گواہ ثبوت حق کے لیے کافی نہیں پس مدعا علیہ پر قسم واجب ہے پس یہ مراد ہے ساتھ حدیث کے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ اور قسم کے ساتھ۔ اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن عربی نے اس کے ساتھ کہ یہ نادانی لغت سے اس لیے کہ معیت چاہتی ہے کہ ہو دو چیزوں سے ایک جہت میں نہ کہ دو مخالف چیزوں میں اور دوسرا یہ کہ وہ ایک خاص صورت پر محمول ہے اور وہ یہ کہ مثلا ایک مرد نے دوسرے سے ایک غلام خریدا پھر مشتری نے دعوی کیا کہ اس کے ساتھ عیب ہے اور ایک گواہ قائم کیا اور بائع نے کہا کہ میں نے صحیح سالم بیچا تھا پس قسم کھائے مشتری کہ میں نے اس کو صحیح سالم نہیں خریدا اور غلام کو لوٹا دے۔ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ مانند اس چیز کے کہ گذر گئی اور اس لیے

کہ یہ صورت نہایت کم یاب ہے اور اس پر حدیث محمول نہیں ہوگی میں کہتا ہوں کہ بہت حدیثیں اس تاویل کو باطل کرتی ہیں۔(فتح)

۲۴۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْيَمِيْنِ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ يَّسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا لَّقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ إِلٰى عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾.

۲۴۷۳۔ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے میری طرف لکھا کہ حکم کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قسم کے مدعا علیہ پر۔

فائدہ:اور طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ گواہ مدعی پر ہیں اور قسم مدعا علیہ پر۔اور بخاری مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اگر بغیر گواہ کے صرف دعوی پر لوگوں کو دلایا جائے تو بے شک بعض لوگ لوگوں کے اموال اور خونوں کا ناحق دعوی کریں گے لیکن مدعا علیہ پر تو قسم ہے تو بیان کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت اس چیز میں کہ گواہ مدعی پر اور قسم مدعا علیہ پر اور علماء کہتے ہیں کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ مدعی کی جانب ضعیف ہے اس لیے کہ وہ ظاہر کے برخلاف کہتا ہے پس تکلیف دی گئی اس کو قوی حجت کے لانے کے ساتھ اور وہ گواہ ہے اس لیے کہ گواہ نہیں کھینچتا نفع کو اپنے نفس کے لیے اور نہ ہی ضرر کو دفع کرتا ہے پس قوی ہوگا اس کے ساتھ مدعی کا ضعف اور مدعا علیہ کی جانب قوی ہے اس لیے کہ اصل ذمہ کا فارغ ہونا ہے پس اس سے کفایت کی گئی قسم کے ساتھ اور وہ حجت ضعیف ہے اس لیے کہ قسم کھانے والا کھینچتا ہے اپنے نفس کے لیے نفع کو اور دفع کرتا ہے ضرر کو پس یہ نہایت حکمت ہے۔اور مدعی اور مدعا علیہ کی تعریف میں اختلاف ہے اور مشہور دو تعریفیں ہیں ایک یہ کہ مدعی وہ ہے کہ اس کا قول ظاہر کے مخالف ہو اور مدعا علیہ اس کے برخلاف ہو۔اور دوسری یہ کہ مدعی وہ کہ چپ رہے تو چھوڑا جائے اپنے سکوت کے ساتھ اور مدعا علیہ وہ ہے کہ چپ رہنے کی وجہ سے نہ چھوڑا جائے اور پہلی تعریف مشہور تر ہے اور ثانی اسلم ہے۔اور بعض کچھ اور تعریف کرتے ہیں۔اور اس قول سے استدلال کیا گیا ہے کہ قسم مدعا علیہ پر ہے جمہور کے لیے اس کے عموم پر محمول کرنے کی وجہ سے ہر ایک کے حق میں برابر ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ کے درمیان اختلاط ہو یا نہ ہو۔اور مالک سے روایت ہے کہ نہیں متوجہ ہوتی مگر اس شخص پر کے اس کے اور مدعی کے درمیان اختلاط ہوتا کہ نہ خراب کریں بے وقوف لوگ پہلے لوگوں

کو قسم کے ساتھ ان کے کئی بار کھانے سے ۔اور اصطخری کا یہ مذہب ہے کہ اگر حال کے قرینوں سے معلوم ہو کہ مدعی کا دعوی جھوٹ ہے تو اس کے دعوی کی طرف التفات نہ کیا جائے ۔(فتح)

٢٤٧٤۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ ثُمَّ إِنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَحَدَّثْنَاهُ بِمَا قَالَ فَقَالَ صَدَقَ لَفِيَّ أُنْزِلَتْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُوْمَةٌ فِي شَيْءٍ فَاخْتَصَمْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِيْنُهُ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُ إِذًا يَحْلِفُ وَلَا يُبَالِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ ثُمَّ اقْتَرَأَ هٰذِهِ الْأٰيَةَ.

۲۴۷۴۔عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو قسم کھائے کسی چیز پر کہ مستحق ہو ساتھ اس کے مال کا تو وہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔پھر اللہ نے اس کی تصدیق کے لیے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا مال دنیا لیتے ہیں تو ان کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں عَذَابٌ اَلِيْمٌ تک ۔پھر اشعث بن قیس ہماری طرف نکلے اور کہا کہ ابو عبد الرحمٰن یعنی عبد اللہ بن مسعود تم سے کیا حدیث بیان کرتا ہے تو جو اس نے کہا تھا سو ہم نے اس سے بیان کیا تو اس نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود سچا ہے البتہ یہ آیت میرے حق میں اتری ہے کہ میرے اور ایک مرد کے درمیان ایک چیز میں جھگڑا تھا تو ہم حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے دو گواہ چاہیے یا اس کی قسم چاہیے تو میں نے آپ سے کہا کہ اب وہ قسم کھائے گا اور پرواہ نہیں کرے گا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو قسم کھائے کسی چیز پر کہ مستحق ہو ساتھ اس کے مال کو تو وہ اس میں جھوٹا ہو تو ملے گا اللہ سے اس حال میں کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا تو اللہ نے اس کی تصدیق اتاری پھر یہ آیت پڑھی ۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے ۔اور یہاں مراد یہ قول ہے کہ تیرے دو گواہ چاہیے یا اس کی قسم ۔اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں تیرے لیے مگر یہ ۔اور استدلال کیا گیا ہے اس حصر کے ساتھ حکم کے رد کرنے پر ایک گواہ اور قسم کے ۔اور جواب دیا گیا ہے کہ حضرت ﷺ کی اپنے قول شاہداک سے مراد گواہ ہے ۔برابر ہے کہ دو مرد ہوں یا ایک مرد یا دو عورتیں ہوں یا ایک مرد اور قسم ۔عی کی اور دو گواہوں کی صرف اس لیے ذکر کیا کہ وہ اکثر اور اغلب ہیں پس معنی یہ ہیں کہ تیرے دو گواہ چاہیے یا جو ان کے قائم مقام ہوں ۔اور اگر لازم آئے اس سے ایک گواہ کا رد کرنا قسم کے ساتھ تو البتہ لازم آتا رد ایک گواہ اور دو عورتوں کا اس لیے کہ یہ بھی مذکور نہیں ۔پس ظاہر ہوئی تاویل مذکور اور جگہ

پناہ کی طرف اس کی ثابت ہونا حدیث کا شاہد کے اعتبار کرنے کے ساتھ قسم کے ساتھ۔ پس معلوم ہوا کہ ظاہر لفظ شاہدین کا مراد نہیں بلکہ مراد وہ ہے یا جو اس کے قائم مقام ہو۔ (فتح)

بَابُ إِذَا ادَّعٰى أَوْ قَذَفَ فَلَهٗ أَنْ يَّلْتَمِسَ الْبَيِّنَةَ وَيَنْطَلِقَ لِطَلَبِ الْبَيِّنَةِ.

جب کوئی دعوی کرے یا کسی کو تہمت دے تو اس کو جائز ہے کہ گواہ تلاش کرے اور گواہ طلب کرنے کے لیے چلے

۲۴۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهٗ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيْكِ ابْنِ سَحْمَآءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّنَةَ أَوْ حَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذَا رَأٰى أَحَدُنَا عَلَى امْرَأَتِهٖ رَجُلًا يَّنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ فَذَكَرَ حَدِيْثَ اللِّعَانِ.

۲۴۷۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی عورت کو شریک سے زنا کی تہمت دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہ بلانا چاہیے یا کہ حد ماری جائے تیری پیٹھ میں تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی کسی کو زنا کرتے دیکھے تو بھلا اس وقت گواہ ڈھونڈتا پھرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ اس بات کو گواہوں سے ثابت کرو ورنہ تجھے حد ماری جائے گی پھر لعان کی حدیث ذکر کی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح اپنی جگہ میں آئے گی اور اس سے غرض قدرت دینی ہے تہمت دینے والے کو گواہوں کے قائم کرنے پر زنا مقذوف پر اپنی جان سے حد کو دور کرنے کے لیے اور اس پر یہ بات وارد نہیں ہوگی کہ حدیث زوجین میں یعنی خاوند اور بیوی کے حق میں وارد ہوئی ہے۔ اور خاوند کو حد سے نکلنے کا راستہ لعان ہے جب کہ عاجز ہو گواہوں سے بخلاف اجنبی کے کہ اس کا یہ حال نہیں ہے اس لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ حکم آیت لعان نازل ہونے سے پہلے تھا جب کہ خاوند اور اجنبی برابر تھے اور جب تہمت لگانے والے کے لیے یہ بات ثابت ہوئی تو ہر مدعی کے لیے باولی ثابت ہوگی۔ (فتح)

بَابُ الْيَمِيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

عصر کی نماز کے بعد قسم کھانے کا بیان۔

۲۴۷۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۴۷۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے اللہ قیامت کے دن نہ بولے گا اور نہ ان کو دیکھے گا اور نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا اور ان کے لیے عذاب دردناک ہے۔ ایک تو وہ شخص کہ بیابان میں

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِطَرِيقٍ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيْدُ وَفٰى لَهُ وَإِلَّا لَمْ يَفِ لَهُ وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَأَخَذَهَا.

حاجت سے زیادہ پانی پر ہواور مسافر کو اس پانی سے روکے اور دوسرا مرد وہ ہے جس نے ایک امام سے بیعت کی اور اس نے بیعت نہیں کی مگر دنیا ہی کے لیے سو اگر امام نے اس کو دنیا سے کچھ دیا تو اس نے عہد پورا کیا اور اگر اس نے دنیا سے کچھ نہ دیا تو اس نے عہد پورا نہ کیا۔ اور تیسرا وہ مرد ہے جس نے کسی مرد کے ہاتھ ایک جنس بیچی عصر کے بعد تو اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ میں نے اس جنس کو اتنی اور اتنی قیمت سے لیا ہے تو اس نے اس کی قسم کا اعتبار کر کے اس کو اتنی قیمت سے لے لیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر کے بعد قسم کھانے کا گناہ بہت بڑا ہے۔ اور مہلب نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ خاص کیا ہے حضرت ﷺ نے اس وقت میں گناہ کے بڑے ہونے کو اس شخص کے لیے کہ جو اس میں جھوٹی قسم اٹھائے تو یہ اس لیے ہے کہ رات دن کے فرشتے اس وقت میں حاضر ہوتے ہیں اور حالانکہ اس کے حق میں یہ بات وارد نہیں جو عصر کے وقت میں وارد ہے اور ممکن ہے کہ ہوئے خاص اس کے ساتھ اس لیے کہ اس وقت عمل اٹھائے جاتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ يَحْلِفُ الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ حَيْثُمَا وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْيَمِيْنُ وَلَا يُصْرَفُ مِنْ مَّوْضِعٍ إِلٰى غَيْرِهٖ قَضٰى مَرْوَانُ بِالْيَمِيْنِ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ أَحْلِفُ لَهُ مَكَانِيْ فَجَعَلَ زَيْدٌ يَّحْلِفُ وَأَبٰى أَنْ يَّحْلِفَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَجَعَلَ مَرْوَانُ يَعْجَبُ مِنْهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِيْنُهُ فَلَمْ يَخُصَّ مَكَانًا دُوْنَ مَكَانٍ.

قسم کھائے مدعا علیہ جس جگہ کہ اس پر قسم واجب ہو اور نہ پھیرا جائے ایک جگہ سے طرف دوسری جگہ کی یعنی حکم کیا مروان نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو منبر پر تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنی اس جگہ میں قسم کھاؤں گا سو زید رضی اللہ عنہ قسم کھانے لگا اور منبر پر قسم کھانے سے انکار کیا تو مروان اس سے تعجب کرنے لگا اور یعنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے دو گواہ چاہیے یا اس کی قسم چاہیے اور نہیں خاص کیا ایک مکان کو دوسرے مکان سے۔

فائدہ: یعنی واجب ہے کہ اس جگہ قسم کھائے اور یہی قول حنفیہ اور حنابلہ کا ہے۔ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہے تغلیظ یعنی ایسی جگہ قسم کھائے کہ جس جگہ گناہ بڑا ہو پس اگر مدینے میں ہو تو منبر کے نزدیک قسم کھائے اور مکے میں ہو تو رکن اور مقام کے درمیان اور ان کے علاوہ اور جگہوں میں جامع مسجد میں کھائے۔ اور سب کا اس پر اتفاق ہے

کہ یہ خونوں اور بہت مالوں میں ہے تھوڑی چیز میں نہیں اور تھوڑی اور بہت کی حد میں اختلاف ہے۔(فتح)

فائدہ: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ابن مطیع کے درمیان ایک گھر میں جھگڑا تھا تو وہ دونوں مروان کے پس جھگڑتے ہوئے آئے تب مروان نے یہ بات کہی۔ اور بخاری نے شاید حجت پکڑی ہے کہ زید رضی اللہ عنہ کا منبر کے پاس قسم نہ کھانا اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اس کو واجب نہیں سمجھتے تھے۔ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قول سے حجت پکڑنا اولیٰ ہے مروان کے قول سے حجت پکڑنے سے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت ہے کہ اس نے ایک شخص سے اپنی جگہ میں قسم لی تھی اور منبر کے پاس قسم کھانے کی اس کو تکلیف نہیں دی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی مروان کی طرح مروی ہے کہ منبر کے پاس قسم کھائی جائے۔(فتح)

فائدہ: یہ بخاری کی فقاہت میں سے ہے۔ اور اعتراض کیا گیا ہے بخاری پر کہ اس نے عصر کے بعد قسم اٹھانے کا باب باندھا ہے پس زیادتی کے ساتھ گناہ کا بڑا ہونا ثابت کیا اور اس جگہ مکان کے ساتھ تغلیظ کی نفی کی یعنی یہ نہیں کہ فلانی جگہ میں قسم کھانے کا بڑا گناہ ہے اور فلانی جگہ میں کم اور اگر صحیح ہے اس کا حجت پکڑنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول شَاهِدَاكَ اَوْيَمِيْنُهُ نے کسی مکان کو خاص نہیں کیا تو چاہیے کہ اس پر اس طرح حجت پکڑی جائے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کسی زمانے کو بھی خاص نہیں کیا پس اگر کہا جائے کہ عصر کے بعد جھوٹی قسم کھانے کا گناہ بڑا ہونا حدیث میں آچکا ہے تو کہا جائے گا کہ اسی طرح منبر کے پاس قسم کھانے کے گناہ کا بڑا ہونا بھی حدیث میں آچکا ہے چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ قسم کھائے گا کوئی میرے اس منبر کے نزدیک جھوٹی بات پر اگرچہ سبز مسواک ہو مگر وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے گا۔ یہ حدیث ابو داود اور نسائی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ اور اسی طرح نسائی نے ابو امامہ سے روایت کی ہے اور اس کے ساتھ جواب دیا جاتا ہے کہ نہیں لازم آتا ہے عصر کے بعد قسم کھانے کا باب باندھنے سے یہ کہ وہ قسم کے بڑے ہونے کو واجب کرے مکان کے ساتھ بلکہ اس کو جائز ہے کہ مسئلے کو الٹا کرے پس کہے کہ اگر کہ لازم آتا ہے تغلیظ کے ذکر کرنے کے ساتھ قسم کے مکان کے ساتھ یہ کہ وہ ہر قسم کھانے والے کے حق میں بڑی ہے تو واجب ہے اس پر کہ زمانے کے ساتھ بھی بڑی ہو اس کے بارے میں حدیث کے ثابت ہونے کی وجہ سے۔(فتح)

۲۴۷۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ أَعْمَشٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالًا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ.

۲۴۷۷۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قسم کھائے کسی بات پر تاکہ چھین لے ساتھ اس کے مال کسی مسلمان کا تو وہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ قسم کے لیے کوئی خاص مکان نہیں۔

بَابُ إِذَا تَسَارَعَ قَوْمٌ فِي الْيَمِينِ.

جب ایک قوم قسم میں جلدی کرے۔

فائدہ: یعنی جس جگہ سب پر واجب ہو تو پہلے کس سے قسم لی جائے۔(فتح)

۲۴۷۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلَى قَوْمٍ الْيَمِينَ فَأَسْرَعُوا فَأَمَرَ أَنْ يُسْهَمَ بَيْنَهُمْ فِي الْيَمِينِ أَيُّهُمْ يَحْلِفُ.

۲۴۷۸۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پر قسم پیش کی تو سب نے قسم کھانے میں جلدی کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ قرعہ ڈالا جائے درمیان ان کے قسم میں کہ اس میں سے کون قسم کھائے گا یعنی پہلے۔

فائدہ: اس کی صورت یہ ہے کہ دو آدمی ایک چیز میں جھگڑتے ہیں اور وہ چیز ان میں سے کسی کے ہاتھ میں نہیں بلکہ وہ کسی تیسرے کے ہاتھ میں ہے اور نہ دونوں میں سے کسی کے پاس گواہ ہے تو ان کے درمیان قرعہ ڈالا جائے سو جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ قسم کھائے اور اس کا مستحق ہو اور یہ صورت ایک حدیث میں آچکی ہے چنانچہ ابو داود وغیرہ نے روایت کی ہے۔اور احتمال ہے کہ قوم مذکور سب مدعی علیہم ہوں اور مدعی نے ان پر ایک چیز کا دعوی کیا ہو جو ان کے پاس ہے اور وہ منکر ہو گئے ہوں اور مدعی کے پاس گواہ نہ ہو پس متوجہ ہوئی ہو ان پر قسم پس جلدی کی ہو انہوں نے قسم کھانے کے ساتھ۔اور قسم نہیں معتبر ہے مگر قسم اٹھوانے والے کے ساتھ۔پس قطع کیا ان کے درمیان نزاع کو قرعہ ڈالنے کے ساتھ سو جس کے نام کا قرعہ نکلے اس سے قسم اٹھوائی جائے۔(فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر جھوٹی قسم کھا کے تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں۔

فائدہ: یعنی اس کے شان نزول کا بیان۔

۲۴۷۹۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ أَبُو إِسْمَاعِيلَ السَّكْسَكِيُّ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَقَامَ رَجُلٌ سِلْعَتَهُ فَحَلَفَ بِاللَّهِ لَقَدْ أُعْطَى بِهَا مَا لَمْ يُعْطِهَا فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الَّذِينَ

۲۴۷۹۔عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک اسباب کو کھڑا کیا یعنی بیچنے کے لیے تو اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ اس نے اس اسباب کے اتنے اور اتنے قیمت سے خریدا ہے اور حالانکہ اس نے اتنی قیمت سے نہ لیا تھا یا کہا تھا کہ مجھ کو اتنی اتنی قیمت ملتی تھی اور حالانکہ اتنی قیمت اس کو نہ ملتی تھی تو اس وقت یہ آیت اتری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے

يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾. وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ أَوْفَى النَّاجِشُ آكِلُ رِبًا خَائِنٌ.

کر آخر تک اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ناجش بیاج کھانے والا خیانت کرنے والا ہے یعنی جو جنس کا زیادہ مول لگائے اور اس کو لینا مقصود نہ ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ اس کو دیکھ کر اجنبی پھنس جائے۔

٢٤٨٠۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبًا لِيَقْتَطِعَ مَالَ رَجُلٍ أَوْ قَالَ أَخِيْهِ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ فِي الْقُرْآنِ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا الْآيَةَ إِلٰى قَوْلِهِ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ فَلَقِيَنِي الْأَشْعَثُ فَقَالَ مَا حَدَّثَكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ الْيَوْمَ قُلْتُ كَذَا وَكَذَا قَالَ فِيَّ أُنْزِلَتْ.

۲۴۸۰۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قسم کھائے کسی چیز پر تاکہ چھین لے ساتھ اس کے مال کسی مسلمان کا یا یوں کہا کہ بھائی مسلمان کا تو وہ اللہ سے ملے گا اور وہ اس پر غضبناک ہوگا تو اللہ نے اس کی تصدیق قرآن میں اتاری ان الذین یشترون آخر تک تو اشعث مجھ کو ملا اور کہا کہ عبداللہ نے آج کے دن تجھ کو کیا حدیث بتلائی تھی تو میں نے کہا کہ ایسی ایسی تو اس نے کہا کہ یہ میرے حق میں اتری۔

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں اس کے شان نزول میں ہیں اور ان دونوں میں تعارض نہیں اس لیے کہ احتمال ہے کہ دونوں قصوں میں اتری ہو۔

بَابُ كَيْفَ يُسْتَحْلَفُ قَالَ تَعَالٰى ﴿يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ﴾ وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا﴾. ﴿وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ إِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ﴾ وَ﴿يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ﴾. ﴿فَيُقْسِمَانِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا﴾ يُقَالُ بِاللّٰهِ وَتَاللّٰهِ وَ وَاللّٰهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

کس طرح قسم لی جائے یعنی جب کسی پر قسم لازم ہو تو حاکم اس کو کس طرح قسم دے۔ یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ پھر آئیں تیرے پاس قسمیں کھاتے اللہ کی کہ ہم کو غرض نہ تھی مگر بھلائی اور ملاپ اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ البتہ وہ تم میں سے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں ساتھ اللہ کے تاکہ راضی کریں تم کو پس قسم کھائیں اللہ کی کہ البتہ ہماری گواہی ان کی گواہی سے پختہ ہے یعنی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد ہے کہ عصر کے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلٌ حَلَفَ بِاللّٰهِ كَاذِبًا بَعْدَ الْعَصْرِ وَلَا يُحْلَفُ بِغَيْرِ اللّٰهِ.

بعد اللہ کی جھوٹی قسم کھائے۔یعنی اور اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائی جائے۔

فائدہ: اورغرض اس کی ان تین آیتوں سے یہ ہے کہ نہیں واجب ہے تغلیظ قسم کی قول کے ساتھ یعنی صرف اتنا کہنا کافی ہے واللہ تاللہ باللہ۔ابن منذر نے کہا کہ علماء کو اس میں اختلاف ہے ایک جماعت کہتی ہے کہ قسم کھائے اللہ کے ساتھ یعنی کہے واللہ اوراس پر کچھ زیادہ نہ کرے اور مالک نے کہا کہ اس طرح قسم کھائے کہ وَاللّٰهِ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یعنی قسم ہے اللہ کی کہ اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔اور اسی طرح کوفیوں اور شافعیوں نے کہا ہے اگر اس کو قاضی تہمت کرے تو قسم میں تشدید کرے پس اس میں یہ لفظ زیادہ کرے عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ الَّذِي يَعْلَمُ مِنَ السِّرِّ مَا يَعْلَمُ مِنَ الْعَلَانِيَةِ اور مانند اس کی۔ابن منذر نے کہا کہ اس میں ہے کہ جس کی قسم کھائے درست ہے اور اصل یہ ہے کہ جب وہ اللہ کی قسم کھائے تو اس پر صادق آتا ہے کہ اس نے قسم کھائی۔(فتح)

فائدہ: یہ بخاری کا کلام ہے بطور تکمیل ترجمہ کے اور یہ مستفادہ ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ جو قسم کھانا چاہے تو چاہیے کہ اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔

٢٤٨١۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُهُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا أَزِيْدُ عَلَى هٰذَا

٢٤٨١۔طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اچانک وہ اسلام کے متعلق پوچھتا تھا کہ اسلام کیا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ نمازیں ہیں دن رات میں تو اس نے کہا کہ ان کے سوا کچھ اور بھی مجھ پر لازم ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور رمضان کے روزے تو اس نے کہا کہ اس کے سوا کیا اور بھی مجھ پر فرض ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ تو نفل روزے رکھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے زکوۃ ذکر کی تو اس نے کہا کہ اس کے سوا کچھ اور بھی مجھ پر فرض ہے۔حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ صدقہ نفل دے تو وہ مرد پیٹھ دے کر چلا اور کہتا تھا کہ قسم ہے اللہ کی نہ اس سے کچھ بڑھاؤں گا اور نہ گھٹاؤں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مراد کو پہنچا اگر سچا ہے۔

وَلَا أَنْقُصُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گذر چکی ہے۔ اور غرض اس سے یہ قول ہے اس مرد کا کہ قسم ہے اللہ کی نہ اس سے کچھ گھٹاؤں گا نہ بڑھاؤں گا۔ پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اس طرح سے قسم کھائے کہ قسم ہے اللہ کی اور اس پر کچھ زیادہ نہ کرے۔ (فتح)

۲۴۸۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ قَالَ ذَكَرَ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ.

۲۴۸۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو قسم کھائے تو چاہیے کہ اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں آئے گی۔

بَابُ مَنْ أَقَامَ الْبَيِّنَةَ بَعْدَ الْيَمِيْنِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَلْحَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ وَقَالَ طَاوُسٌ وَّإِبْرَاهِيْمُ وَشُرَيْحٌ الْبَيِّنَةُ الْعَادِلَةُ أَحَقُّ مِنَ الْيَمِيْنِ الْفَاجِرَةِ.

جو قائم کرے گواہ کو بعد قسم کے۔ یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شاید تم میں بعض آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے۔ یعنی اور طاؤس اور ابراہیم اور شریح نے کہا کہ گواہ عادل لائق تر ہیں ساتھ قبول کے قسم جھوٹی سے۔

فائدہ: یعنی قسم مدعا علیہ کی برابر ہے کہ مدعی مدعا علیہ کی قسم کے ساتھ راضی ہو یا نہ ہو۔ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ گواہ کی گواہی قبول کی جائے۔ اور مالک نے مدونہ میں کہا ہے کہ اگر اس سے قسم لے اور اس کو گواہ معلوم نہ ہو پھر گواہ کو جانے تو گواہ قبول کیا جائے اور اس کے لیے حکم کیا جائے اس کے ساتھ اور اگر اس کو گواہ معلوم ہو اور جان بوجھ کر چھوڑ دے تو پھر اس کا حق باقی نہیں رہتا۔ اور ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ اگر مدعی مدعا علیہ کی قسم کے ساتھ راضی ہوا ہو تو اس کے بعد گواہ نہ قبول کیا جائے اور اس نے اس کے ساتھ حجت پکڑی ہے کہ جب مدعا علیہ نے قسم کھائی تو وہ بری ہوا تو جب بری ہوا تو اس پر کوئی راہ نہیں۔ اور تعاقب کیا گیا ہے کہ وہ صورت ظاہرہ میں بری ہوتا ہے نفس الامر میں بری نہیں ہوتا۔ (فتح)

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے بڑی حدیث کا اور اس کی پوری شرح کتاب الاحکام میں آئے گی اور اس میں ابن ابی لیلیٰ کے رد کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ ظاہر کا حکم حق کو باطل نہیں کرتا اور نہ باطل کو حق نفس الامر میں۔ (فتح)

٢٤٨٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَلْحَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا بِقَوْلِهِ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ فَلَا يَأْخُذْهَا.

۲۴۸۳۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جھگڑے کا فیصلہ کروانے کے لیے میرے پاس آتے ہو اور شاید کہ تم میں بعض آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے سو جس شخص کو میں اس کے بھائی کے حق میں کوئی حکم کروں اس کے قول سے تو میں تو اس کو دوزخ کا ایک ٹکڑا دیتا ہوں تو نہ لے اس کو۔

فائدہ: اسماعیلی نے کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں مدعا علیہ کی قسم کے بعد گواہ کے قبول کرنے پر دلالت نہیں ہے۔ اور ابن منیر نے جواب دیا ہے کہ شہادت لینے کی جگہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یہ ہے کہ نہیں ٹھہرایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی قسم کو مفید حلت کے اور نہ قطع کرنے حقدار کے حق کے یعنی وہ حقدار کے حق کو کاٹ نہیں سکتی بلکہ قسم کے بعد اس کو قبض کرنے سے منع کیا۔ اور اس کی دونوں حالتوں میں برابری کے حرام ہونے میں قسم کے بعد اور اس سے پہلے پس اس سے معلوم ہوا کہ حقدار کا حق بدستور باقی ہے جیسا کہ پہلے تھا سو جب اپنے حق میں گواہوں کے ساتھ کامیاب ہوا تو وہ قیام پر باقی ہے اس کے ساتھ ساقط نہیں ہوا جیسا کہ اس کا اصل حق ساقط نہیں ہوا ذمہ چھینے والے سے قسم کے ساتھ۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَمَرَ بِإِنْجَازِ الْوَعْدِ وَفَعَلَهُ الْحَسَنُ وَذَكَرَ إِسْمَاعِيلَ ﴿إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ﴾ وَقَضَى ابْنُ الْأَشْوَعِ بِالْوَعْدِ وَذَكَرَ ذٰلِكَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ وَقَالَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ صِهْرًا لَّهُ قَالَ وَعَدَنِي فَوَفَى لِي قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَأَيْتُ إِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يَحْتَجُّ بِحَدِيثِ ابْنِ أَشْوَعَ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو وعدے کے پورا کرنے کا حکم کرتا ہے۔ یعنی حکم کیا حسن نے ساتھ پورا کرنے وعدے کے۔ یعنی اور اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اسماعیل پیغمبر وعدے کا سچا تھا۔ یعنی اور حکم کیا ابن اشوع (قاضی کوفہ) نے ساتھ ایفائے عہد کے اور ذکر کیا اس کو سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے یعنی اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داماد یعنی ابوالعاص کو ذکر کیا جو آپ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کا خاوند تھا سو فرمایا کہ اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا سو اس کو پورا کیا۔ یعنی بخاری نے کہا میں نے اسحٰق کو دیکھا کہ ابن اشوع کی حدیث کے ساتھ حجت

پکڑتا ہے یعنی وعدے کا پورا کرنا واجب ہے۔

فائدہ: گواہی کے بابوں کے ساتھ اس باب کی وجہ تعلق یہ ہے کہ آدمی کا وعدہ اس کی شہادت کی طرح ہے اس کی جان پر۔ اور مہلب نے کہا کہ وعدے کا وفا کرنا مامور بہ ہے اور مستحب ہے تمام کے نزدیک اور فرض نہیں۔ اور اس میں اجماع کا نقل کرنا مردود ہے پس تحقیق خلاف مشہور کے ہے لیکن قائل بہت تھوڑے ہیں۔ اور ابن عبد البر نے کہا کہ اجل اس کا جو اس کے قائل ہیں عمر بن عبدالعزیز ہے۔ اور بعض مالکیہ سے ہے کہ اگر وعدہ کے سبب کے ساتھ معلق ہو تو اس کا پورا کرنا واجب ہے اور اگر نہیں تو نہیں۔ پس جو دوسرے کو کہے کہ نکاح کر اور تیرے لیے اتنا مال ہے پھر اس نے نکاح کیا تو اس کا پورا کرنا واجب ہے۔ لیکن آیت کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ اور اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وجوب پر دلالت کرتی ہے۔ پس اس شدید وعید کے باوجود کس طرح محمول کیا ہے انہوں نے کراہت تنزیہی پر۔ (فتح)

فائدہ: روایت ہے کہ اسماعیل علیہ السلام اور ایک آدمی دونوں ایک گاؤں میں داخل ہوئے تو حضرت علیہ السلام نے اس کو ایک کام کے لیے بھیجا اور کہا کہ میں تیرا انتظار کروں گا تو انہوں نے ایک برس اس کا انتظار کیا۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے وہاں ایک مکان بنا لیا تھا تو اس دن سے اس کا نام صادق الوعد ہوا۔ (فتح)

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا ابو العاص کے نکاح میں تھیں اور وہ کافر تھا اور جنگ بدر میں کافروں کی طرف سے جنگ میں شریک تھا سو وہ قیدیوں میں پکڑا گیا تو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑا تو اس پر شرط لگائی کہ زینب کو مدینے بھیج دے گا تو اس نے مکے میں جا کر زینب رضی اللہ عنہا کو مدینے میں بھیج دیا اسی لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اور اس کو پورا کیا۔ (ق)

٢٤٨٤۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهٗ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سُفْيَانَ أَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لَهٗ سَأَلْتُكَ مَاذَا يَأْمُرُكُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّهٗ أَمَرَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ قَالَ وَهٰذِهٖ صِفَةُ نَبِيٍّ.

۲۴۸۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوسفیان نے مجھ کو خبر دی کہ ہرقل نے اس کو کہا کہ میں نے تجھ سے پوچھا کہ وہ پیغمبر تم کو کیا حکم کرتا ہے تو تو نے کہا کہ وہ حکم کرتا ہے ہم کو نماز کا اور سچ بولنے کا اور حرام سے بچنے کا اور عہد پورا کرنے کا اور امانت ادا کرنے کا۔ ہرقل نے کہا کہ یہ صفت پیغمبر کی ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ابتدا کتاب میں گذر چکی ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ وہ ہمیں وعدہ پورا کرنے کا حکم کرتا ہے۔

٢٤٨٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ سُهَيْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِيْ عَامِرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ.

۲۴۸۵۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو چرائے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے یعنی اس کو پورا نہ کرے۔

٢٤٨٦۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ لَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ أَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ كَانَتْ لَهُ قِبَلَهُ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ وَعَدَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْطِيَنِيْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَبَسَطَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ جَابِرٌ فَعَدَّ فِيْ يَدِيْ خَمْسَ مِائَةٍ ثُمَّ خَمْسَ مِائَةٍ ثُمَّ خَمْسَ مِائَةٍ.

۲۴۸۶۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس علا حضرمی کی طرف سے (کہ بحرین پر عامل تھا) مال آیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا جس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض ہو یا جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو تو ہمارے پاس آکر ظاہر کرے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ دیں مجھ کو مال اس طرح اور اس طرح یعنی دونوں ہاتھ بھر بھر کر اور جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ تین بار کھولے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ میں پانچ سو گنے پھر پانچ سو پھر پانچ سو۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے بہتر تھے عمدہ اخلاق کے ساتھ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کے کیے ہوئے وعدے آپ کی طرف سے ادا کیے۔ اور جابر رضی اللہ عنہ سے اس وعدے پر گواہ طلب نہ کیا اس لیے کہ اس نے ایسی چیز کا دعویٰ نہ کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ہو بلکہ اس نے ایک چیز کا بیت المال سے دعویٰ کیا تھا اور یہ امام کی رائے کی طرف سپرد ہے۔ (فتح)

٢٤٨٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ

۲۴۸۷۔سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حیرہ (ایک شہر

أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ عَنْ سَالِمِ الْأَفْطَسِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلَنِيْ يَهُوْدِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْحِيْرَةِ أَيَّ الْأَجَلَيْنِ قَضٰى مُوْسٰى قُلْتُ لَا أَدْرِيْ حَتّٰى أَقْدَمَ عَلٰى حَبْرِ الْعَرَبِ فَأَسْأَلَهُ فَقَدِمْتُ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ قَضٰى أَكْثَرَهُمَا وَأَطْيَبَهُمَا إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ فَعَلَ.

ہے نزدیک کوفہ کے) کے ایک یہود نے مجھ سے پوچھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے دونوں میں سے کون سی مدت پوری کی تھی۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا یہاں تک کہ میں عرب کے عالم کے پاس جاؤں اور اس سے پوچھوں یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تو میں نے آ کر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو اس نے کہا کہ جوان دونوں میں بہت تھی اور خوش تھی نزدیک شعیب علیہ السلام کے یعنی دس برس اس لیے کہ پیغمبر اللہ کا یعنی جو ہو جب کوئی بات کہتا ہے تو اس کو کرتا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر وہ یہودی مجھ کو ملا تو میں نے اس کو یہ بات بتلائی تو اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ تیرا ساتھی عالم ہے۔اور اس باب میں حدیث کو ذکر کرنے کی غرض تاکید کا بیان ہے وعدے کو پورا کرنے کے ساتھ اس لیے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دس برس کے وعدے کے پورا کرنے کے ساتھ یقین نہیں کیا تھا اور اس کے باوجود بھی اس کو پورا کیا پس کس طرح ہوتا اگر یقین کرتے۔(فتح)

بَابُ لَا يُسْأَلُ أَهْلُ الشِّرْكِ عَنِ الشَّهَادَةِ وَغَيْرِهَا وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَا تَجُوْزُ شَهَادَةُ أَهْلِ الْمِلَلِ بَعْضِهِمْ عَلٰى بَعْضٍ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ﴾ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَ﴿قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ أُنْزِلَ﴾ الْاٰيَةَ.

بیان ہے کہ نہیں سوال کیے جائیں مشرکین گواہی وغیرہ سے یعنی اور شعبی نے کہا کہ نہیں جائز ہے گواہی اہل کفر کی بعض کی بعض پر یعنی اس دلیل کے لیے اس آیت کی کہ ڈالی ہم نے درمیان ان کے عداوت اور بغض قیامت تک یعنی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ نہ سچا جانو اہل کتاب کو اور نہ ان کو جھٹلاؤ اور کہو کہ ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور جو کچھ ہماری طرف اتارا گیا ہے آخر آیت تک۔

فائدہ: یہ باب باندھا گیا ہے گواہی کے لیے کافروں کے اور سلف کو اس میں اختلاف ہے۔اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ان کی گواہی مطلق قبول نہیں۔اور بعض تابعین کہتے ہیں کہ مطلق قبول ہے مگر مسلمانوں پر یہ مذہب کوفیوں کا ہے کہتے ہیں کہ آپس میں ان کی گواہی قبول ہے اور یہ ایک روایت امام احمد کی ہے اور مستثنیٰ کیا ہے احمد نے حالت سفر کو پس جائز رکھی ہے اس میں گواہی اہل کتاب کی اور حسن اور ابن لیلیٰ اور لیث اور اسحق نے کہا کہ ایک دین والے کی گواہی دوسرے دین والے کے حق میں قبول نہیں اور ایک دین والوں کی آپس میں قبول ہے اور یہ سب اقوال سے

اعدل ہے اس کے دور ہونے کی وجہ سے تہمت سے ۔اور حجت پکڑی ہے جمہور نے اس آیت کے ساتھ ممن ترضون من الشهداء یعنی جن کو تم پسند رکھتے ہو اور اس کے غیر سے آیتوں اور حدیثوں سے ۔(فتح)

فائدہ: شعبی سے روایت ہے کہ ایک دین والے کی گواہی دوسرے پر درست نہیں مگر مسلمانوں کی گواہی سب پر درست ہے اور ایک روایت میں شعبی سے ہے کہ وہ یہودی کی نصرانی پر گواہی کو جائز کہتا تھا اور نصرانی کی یہودی پر پس شعبی سے اس باب میں مختلف روایات ہیں۔اور ابن ابی شیبہ نے نافع اور ایک گروہ سے مطلق جواز روایت کیا ہے۔(فتح)

فائدہ: اس کی شرح انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آئے گی ۔اور غرض یہ ہے کہ نہ سچا جانو اہل کتاب کو اس چیز میں کہ نہیں پہچانا جاتا اس کا سچ ان کے غیر کی طرف سے پس معلوم ہوا کہ ان کی گواہی قبول نہیں جیسا کہ جمہور کا قول ہے ۔(فتح)

۲٤٨٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ أَهْلَ الْكِتَابِ وَكِتَابُكُمُ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْدَثُ الْأَخْبَارِ بِاللّٰهِ تَقْرَئُوْنَهٗ لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللّٰهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ وَ غَيَّرُوْا بِأَيْدِيْهِمُ الْكِتَابَ فَقَالُوْا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ﴿لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ أَفَلَا يَنْهَاكُمْ مَّا جَآئَكُمْ مِّنَ الْعِلْمِ عَنْ مُسَائَلَتِهِمْ وَلَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا قَطُّ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ.

۲۴۸۸۔عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اے گروہ مسلمانوں کے تم اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سے کس طرح پوچھتے ہو اور تمہاری کتاب وہ ہے کہ تمہارے نبی پر اتاری گئی بنسبت اور کتابوں کی اور اللہ کی طرف سے عنقریب اتری ہے اس میں تغیر تبدل نہیں ہوا اور اللہ نے تم کو بتلا دیا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا ہے اور اپنے ہاتھ سے کتاب کو بگاڑ دیا ہے ۔پھر انہوں نے کہا کہ وہ اللہ کے نزدیک سے ہے تاکہ خریدے بدلے اس کے مول تھوڑا دنیا کا تو کیا نہیں باز رکھتی تم کو وہ چیز کہ آئی ہے تم کو علم سے ان کے پوچھنے سے اور قسم ہے اللہ کی ہم نے ان میں سے کوئی مرد نہیں دیکھا کہ تم کو تمہاری کتاب سے پوچھا ہو۔

فائدہ: اللہ کی کتاب بنسبت منزول الیہم یعنی آدمیوں کے نئی ہے اور فی نفسہ قدیم ہے اس کی زیادہ تفصیل کتاب التوحید میں آئے گی اور غرض اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو اہل کتاب کی گواہی قبول کرتا ہے اور جب ان کی خبر دینی قبول نہیں تو ان کی گواہی بطریق اولیٰ مردود ہے اس لیے کہ گواہی کا دروازہ روایت سے تنگ ہے ۔

بَابُ الْقُرْعَةِ فِي الْمُشْكِلَاتِ وَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اقْتَرَعُوْا فَجَرَتِ الْأَقْلَامُ مَعَ الْجِرْيَةِ وَعَالَ قَلَمُ زَكَرِيَّاءَ الْجِرْيَةَ فَكَفَلَهَا زَكَرِيَّاءُ وَقَوْلِهِ ﴿فَسَاهَمَ﴾ أَقْرَعَ ﴿فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ﴾ مِنَ الْمَسْهُوْمِيْنَ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَوْمٍ الْيَمِيْنَ فَأَسْرَعُوْا فَأَمَرَ أَنْ يُسْهِمَ بَيْنَهُمْ أَيُّهُمْ يَحْلِفُ.

مشکل کاموں میں قرعہ ڈالنے کا بیان ۔یعنی جب کہ اپنی قلمیں ڈالتے تھے کہ کون ان میں سے مریم کو پالے یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ انہوں نے قرعہ ڈالا پس جاری ہوئی قلمیں ان کی ساتھ بہنے پانی کے یعنی سب کی قلمیں نیچے کو چلیں اور زکریا کا قلم اوپر کو چلا یعنی جس طرف سے پانی آتا تھا اس طرف کو بہہ چلا تو پرورش کی مریم کی زکریا علیہ السلام نے ۔یعنی فساہم کے معنی اقرع ہیں یعنی قرعہ ڈالا انہوں نے اور مدحضین کے معنی مسہومین ہیں یعنی تھے یونس علیہ السلام قرعہ ڈالے گئے سے ۔یعنی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پر قسم پیش کی تو انہوں نے قسم کھانے میں جلدی کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان قرعہ ڈالنے کا حکم کیا کہ ان میں سے پہلے کون قسم کھائے ۔

فائدہ: یعنی مشروعیت اس کی اور اس کے داخل کرنے کی وجہ کتاب الشہادات میں یہ ہے کہ وہ جملہ گواہوں سے ہے جن کے ساتھ حقوق ثابت ہوتے ہیں پس جیسے کہ کاٹی جاتی ہے خصومت یعنی جھگڑا گواہوں کے ساتھ اسی طرح کاٹا جاتا ہے قرعہ کے ساتھ ۔اور قرعہ کے جائز ہونے میں اختلاف ہے ۔جمہور تو کہتے ہیں کہ فی الجملہ جائز ہے اور بعض حنفیوں نے اس سے انکار کیا ہے اور ابن منذر نے ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ وہ بھی اس کا قائل ہے اور بخاری نے اس کا ضابطہ امر مشکل کو ٹھہرایا ہے ۔اور تغیر کیا ہے اس کو اس کے غیر نے اس چیز کے ساتھ کہ ثابت ہوا اس میں حق دو آدمیوں کا یا زیادہ کا اور جھگڑا واقع ہو تو پس قرعہ ڈالا جائے جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لیے اور اس میں قاضی نے کہا کہ نہیں قرعہ میں باطل کرنا کسی چیز کا حق سے جیسا کہ بعض کوفیوں نے گمان کیا ہے بلکہ جب واجب ہو قسمت درمیان شریکوں کے تو لازم ہے ان پر یہ کہ برابر کرے اس کو قیمت کے ساتھ پھر قرعہ ڈالیں پس ہو ہر ایک کے لیے ان میں سے جو کچھ کی واقع ہو اس کے لیے قرعہ کے ساتھ ۔اور قرعہ کا فائدہ یہ ہے کہ نہ اختیار کرے کوئی ان میں سے کوئی کسی معین چیز کو پس اختیار کرے اس کو دوسرا پس قطع کرے جھگڑے کو اور وہ یا تو حقوق میں برابر ہے یا تعیین ملک میں ۔پہلی قسم سے عقد خلافت کے ہے جب کہ برابر ہوں سب صفت امامت میں اور اسی طرح اماموں کے درمیان نمازوں میں اور مؤذنوں کے درمیان اور قرابت والوں کے اور مردوں کے نہلانے میں اور جنازہ پڑھنے میں اور

ولیوں کے نکاح کر دینے میں اور پہلی صف کی طرف جلدی کرنے میں اور ویران زمین کے آباد کرنے میں اور نقل معدن میں اور تقدیم میں ساتھ دعوی کے حاکم کے نزدیک اور ہجوم کرنے کے بڑے لڑکے کے اٹھانے میں اور سفر میں اور بعض بیویوں کے ساتھ اور ابتداء کرنے باری کے اور دخول کے ابتداء نکاح میں اور قرعہ ڈالنے کے غلاموں کے درمیان جب کہ وصیت کرے ان کے آزاد کرنے کے ساتھ اور نہ سمائے ان کو تہائی اور یہ اخیر دوسری قسم کے بھی داخل ہے اور تعیین ملک کی صورت میں قرعہ ڈالنا شریکوں کے درمیان حصوں کے برابر کرتے وقت تقسیم میں۔(فتح)

فائدہ: اشارہ کیا بخاری نے اس کے ساتھ حجت پکڑنے کی طرف اس قصے کے بیچ صحیح ہونے حکم کے قرعہ کے ساتھ۔ پہلوں کی شرع ہمارے لیے شرع ہو جب کہ نہ وارد ہوئی ہو ہماری شرع میں وہ چیز کہ اس کے مخالف ہو خاص کر جب کہ وارد ہو ہماری شرع میں اس کا برقرار رکھنا اور اس کا بیان کرنا جگہ استحسان کی۔ اور تعریف کی اس کے فاعل پر اور یہ اسی قبیلے سے ہے۔(فتح)

فائدہ: یہ تعبیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس آیت میں۔ اور حجت پکڑنا اس آیت کے ساتھ قرعہ کو ثابت کرنے کے لیے موقوف ہے اس بات پر کہ پہلوں کہ شرع ہمارے لیے شرع ہے اور یہ اسی طرح ہے جب کہ نہ وارد ہو ہماری شرع میں جو کہ اس کے مخالف ہو یہ مسئلہ اسی قبیل سے ہے اس لیے کہ ان کی شرع میں جائز تھا ڈالنا بعض کا بعض کی سلامتی کے لیے۔ اور یہ ہماری شرع میں نہیں اس لیے کہ عصمت نفس میں سب برابر ہے پس نہیں جائز ہے ان کا ڈالنا قرعہ کے ساتھ اور نہ اس کے غیر کے ساتھ۔(فتح)

فائدہ: یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے اور یہ حجت ہے عمل کرنے میں قرعہ کے ساتھ۔(فتح)

۲۴۸۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي الشَّعْبِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِيْ حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا مَثَلُ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا سَفِيْنَةً فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِيْ أَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِيْ أَعْلَاهَا فَكَانَ الَّذِيْ فِيْ أَسْفَلِهَا يَمُرُّوْنَ بِالْمَاءِ عَلَى الَّذِيْنَ فِيْ أَعْلَاهَا فَتَأَذَّوْا بِهٖ فَأَخَذَ فَأْسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ أَسْفَلَ السَّفِيْنَةِ

۲۴۸۹۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی مثل جو برے کام سے نہیں رکتا (اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس کی مثل جو اللہ کی حدود پر کھڑا ہے یعنی گناہ نہیں کرتا اور یہی روایت ٹھیک ہے اس لیے کہ مدہن اور ان میں واقع ہونے والا ایک ہے) اور جو اللہ کی حدود میں گرا یعنی گناہوں میں ڈوبا اس قوم کی مثل ہے جنہوں نے قرعہ ڈال کے جہاز میں اپنا اپنا مکان ٹھہرایا تو بعضوں نے اس کا اوپر کا مکان پایا اور بعضوں نے نیچے کا مکان پایا سو جو لوگ نیچے رہے وہ پانی کے لیے اپنے اوپر والوں پر گذرتے تھے تو اوپر والوں نے ان کے ساتھ ایذا پائی تو نیچے والوں میں سے

فَأَتَوْهُ فَقَالُوْا مَا لَكَ قَالَ تَأَذَّيْتُمْ بِيْ وَلَا بُدَّ لِيْ مِنَ الْمَآءِ فَإِنْ أَخَذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا أَنْفُسَهُمْ وَإِنْ تَرَكُوْهُ أَهْلَكُوْهُ وَأَهْلَكُوْا أَنْفُسَهُمْ.

ایک نے کلہاڑی پکڑی اور کشتی کو نیچے سے پھاڑنے لگا تو اوپر والے آئے انہوں نے کہا کہ تجھ کو کیا ہے تو اس نے کہا کہ تم نے مجھ سے ایذا پائی اور مجھ کو پانی لینا ضروری ہے پس اگر اوپر والوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ خود بھی بچے اور نیچے والے بھی سب بچے اور اگر ان کو چھوڑ دیا تو ان کو بھی ہلاک کیا اور خود بھی ہلاک ہوئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اِسْتَهَمُوْا سَفِيْنَةً تو اس کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے قرعہ ڈالا اور ہر ایک نے اپنا حصہ لیا یعنی کشتی سے قرعہ کے ساتھ اس طرح کہ وہ کشتی ان کے درمیان مشترک تھی یا تو ساتھ کرائے لینے کے یا ملک کے ساتھ اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوتا ہے قرعہ برابری کرنے کے بعد پھر واقع ہو جاتا ہے جھگڑا حصوں کی تعیین میں پس واقع ہوتا ہے قرعہ جھگڑے کے فیصلے کے لیے۔ اور ابن تین نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوتا ہے کشتی وغیرہ میں جب کہ اس پر اکٹھے چڑھیں اور اگر آگے پیچھے چڑھیں تو پہلے چڑھنے والا لائق تر اپنی جگہ کے ساتھ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اس وقت ہے جب کہ کشتی کسی کے ملک میں نہ ہو اور اگر ملک میں ہو تو قرعہ مشروع ہے جب کہ آپس میں جھگڑیں۔ اور یہ جو کہا کہ سب بچے تو اسی طرح ہے قائم کرنا حدود کا قائم کرنے والے کو اس کے ساتھ نجات حاصل ہوتی ہے نہیں تو ہلاک ہوگا گناہگار گناہ کے ساتھ اور چپ رہنے والا رضا کے ساتھ اور مہلب وغیرہ نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خاص لوگوں کے گناہ سے عام لوگوں کو عذاب ہوتا ہے اس لیے کہ تعذیب مذکور جب دنیا میں واقع ہو اس شخص پر جو اس کا مستحق نہیں تو اس کے گناہ دور ہوتے ہیں یا اس کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ اور اس حدیث میں مستحق ہونا عذاب کا امر بالمعروف کے ساتھ اور عالم کا حکم کو بیان کرنا مثال کے بیان کرنے کے ساتھ اور وجوب صبر کا ہمسائے کی تکلیف پر جب کہ زیادہ تر ضرر کا خوف ہو اور یہ کہ نیچے والے کو جائز نہیں کہ پیدا کرے اوپر والے پر اس چیز کو کہ ضرر دے اس کو اور یہ کہ اگر وہ کوئی ضرر کی چیز پیدا کرے تو لازم ہے اس کو درست کرنا اس کا اور یہ کہ جائز ہے اوپر والے کو منع کرنا اس کو ضرر سے اور اس میں قسمت غیر منقول متفاوت کا جواز ہے قرعہ کے ساتھ اگرچہ اس میں نیچا اور اونچا ہو۔ (فتح)

٢٤٩٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِّنْ نِّسَآئِهِمْ قَدْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۴۹۰۔ ام علاء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سکونت کرنے میں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا نام ہمارے لیے اوڑا یعنی ہمارے حصے میں آئے جب کہ قرعہ ڈالا انصار نے ٹھہرنے کے لیے جگہ مہاجرین کے ام علاء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پس عثمان بن

أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ طَارَ لَهُ سَهْمُهُ فِي السُّكْنٰى حِيْنَ أَقْرَعَتِ الْأَنْصَارُ سُكْنٰى الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ فَسَكَنَ عِنْدَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ فَاشْتَكٰى فَمَرَّضْنَاهُ حَتّٰى إِذَا تُوُفِّيَ وَجَعَلْنَاهُ فِيْ ثِيَابِهٖ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّآئِبِ فَشَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْكِ أَنَّ اللّٰهَ أَكْرَمَهُ فَقُلْتُ لَا أَدْرِيْ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا عُثْمَانُ فَقَدْ جَآءَهُ وَاللّٰهِ الْيَقِيْنُ وَإِنِّيْ لَأَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ وَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِهٖ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ لَا أُزَكِّيْ أَحَدًا بَعْدَهُ أَبَدًا وَّأَحْزَنَنِيْ ذٰلِكَ قَالَتْ فَنِمْتُ فَأُرِيْتُ لِعُثْمَانَ عَيْنًا تَجْرِيْ فَجِئْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ذَاكِ عَمَلُهُ.

مظعون رضی اللہ عنہ ہمارے پاس رہے پھر بیمار ہوئے اور ہم نے ان کی غم خواری کی یعنی معالجہ کیا یہاں تک کہ جب مر گئے اور ہم نے ان کو ان کے کپڑے میں کفنایا تو ہمارے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو میں نے کہا اللہ کی رحمت ہو تجھ پر اے ابو سائب پس میری گواہی تجھ پر یہ ہے کہ اللہ نے تیری تعظیم کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے کہ اللہ نے اس کی تعظیم کی تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نہیں جانتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے پر عثمان پس آئی اس کو موت اور میں البتہ اس کے لیے بہتری کی امید رکھتا ہوں قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا اور حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرا کیا حال ہوگا تو ام علاء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں آپ کے بعد کسی کو بے عیب نہ جانوں گی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانے نے مجھ کو غمناک کیا تو میں سو گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کی عثمان کے لیے ایک نہر جاری ہے تو میں نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اس کا عمل ہے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا نام ہمارے لیے نکلا۔ اور اس کا معنی یہ ہیں کہ جب مہاجرین مدینے میں آئے تو ان کے لیے رہنے کی کوئی جگہ نہ تھی تو قرعہ ڈالا انصار نے ان کو اپنے گھروں میں اتارنے کے لیے یعنی جو جس کے حصے میں آئے اس کو اپنے گھر میں رہنے کے لیے جگہ دے تو عثمان رضی اللہ عنہ ام علاء رضی اللہ عنہا کے حصے میں آیا سو ان میں اترا۔ (فتح)

٢٤٩١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ

۲۴۹۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی بیویوں کے درمیان

عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَآئِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِّنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ رِضَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قرعہ ڈالتے تھے سو جس کا نام قرعہ میں نکلتا تھا اس کو ساتھ لے جاتے تھے اور ان میں سے ہر ایک عورت کے لیے ایک ایک دن رات تقسیم کرتے تھے سوائے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے کہ اس نے اپنا دن رات عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی چاہنے کو۔

فائدہ: اس کی ترجمہ سے مطابقت ظاہر ہے۔ (فتح)

۲۴۹۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا إِلَّا أَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا.

۲۴۹۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ جانیں جتنا ثواب اذان دینے اور جماعت کی اول صف میں ہے پھر جھگڑا فیصل ہونے کا کوئی طریق نہ پائیں سوائے قرعہ ڈالنے کے تو البتہ قرعہ ہی ڈالیں اور اگر جانیں کہ کیا ثواب ہے ظہر کے وقت نماز پڑھنے میں تو جماعت کے لیے مسجد میں حاضر ہونے کی نہایت جلدی کریں اور اگر جانیں کہ کتنا ثواب ہے عشاء اور فجر کی جماعت کا تو البتہ ان میں آئیں اگرچہ گھسیٹتے ہی سہی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الاذان میں گذر چکی ہے۔ اور غرض اس سے مشروع ہونا قرعہ کا ہے اس لیے کہ استہام سے مراد قرعہ ڈالنا ہے۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الصُّلْحِ

کتاب الصلح

فائدہ: صلح کئی قسم کی ہے ایک صلح مسلمان کی کافر کے ساتھ ہے اور ایک صلح خاوند اور بیوی کے درمیان ہے اور ایک صلح باغی گروہ اور عادل گروہ کے درمیان ہے اور ایک صلح دو غصے والوں میں ہے مانند زوجین کی اور ایک صلح زخموں پر ہے مانند عفو کی مال پر اور ایک صلح جھگڑے کے قطع کرنے کے لیے ہے جب کہ واقع ہو مزاحمت یا املاک میں یا مشترکات میں مانند عام راہوں کی۔ اور اصحاب فروع اس میں کلام کرتے ہیں۔ رہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تو انہوں نے پس باب باندھا ہے ان کے اکثر کے لیے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ إِذَا تَفَاسَدُوْا وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوْفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا﴾. وَخُرُوْجِ الْإِمَامِ إِلَى الْمَوَاضِعِ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ بِأَصْحَابِهٖ.

بیان ہے بیچ صلح کرنے کے درمیان لوگوں کے۔ اور اللہ نے فرمایا کہ نہیں بھلائی ان کی اکثر سرگوشیوں میں مگر جو حکم کرے ساتھ صدقہ کے یا نیک کام کے صلح کرانے کے درمیان لوگوں کے۔ یعنی اور بیان ہے امام کے نکلنے کا تا کہ اپنے یاروں میں صلح کرائے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ان کی بعض سرگوشیوں میں بہتری ہے اور یہ ظاہر ہے اصلاح کے فضل کے بیچ۔ (فتح)

فائدہ: یہ بقیہ باب کا ہے۔

٢٤٩٣۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أُنَاسًا مِّنْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أُنَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهٖ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَحَضَرَتِ

٢٤٩٣۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی عمر بن عوف لے لوگوں میں کچھ جھگڑا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اصحاب کو ساتھ لے کر ان میں صلح کرانے کو گئے تو نماز کا وقت آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے سو بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی اذان دی تو بلال رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پاس آئے اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے ہیں اور نماز کا وقت ہوا تو کیا تو لوگوں کا امام بنے گا

الصَّلَاةُ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبِسَ وَقَدْ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَهَلْ لَّكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ فَقَالَ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَتَقَدَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ فِي الصُّفُوْفِ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَأَخَذَ النَّاسُ بِالتَّصْفِيْحِ حَتّٰى أَكْثَرُوْا وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ لَا يَكَادُ يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ فَالْتَفَتَ فَإِذَا هُوَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَآئَهٗ فَأَشَارَ إِلَيْهِ بِيَدِهٖ فَأَمَرَهٗ أَنْ يُّصَلِّيَ كَمَا هُوَ فَرَفَعَ أَبُوْ بَكْرٍ يَدَهٗ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَآئَهٗ حَتّٰى دَخَلَ فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يٰأَيُّهَا النَّاسُ إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِكُمْ أَخَذْتُمْ بِالتَّصْفِيْحِ إِنَّمَا التَّصْفِيْحُ لِلنِّسَآءِ مَنْ نَّابَهٗ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَإِنَّهٗ لَا يَسْمَعُهٗ أَحَدٌ إِلَّا الْتَفَتَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ حِيْنَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ لَمْ تُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لِابْنِ أَبِيْ قُحَافَةَ أَنْ يُّصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں اگر تو چاہے تو بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس حال میں کہ صفوں میں تھے یہاں تک کہ پہلی صف میں کھڑے ہوئے تو لوگ تالی مارنے لگے یعنی تا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے خبردار ہو جائیں یہاں تک کہ انہوں نے بہت تالیاں ماریں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف نہ دیکھتے تھے۔تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نظر کی تو ناگہاں دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے صف میں کھڑے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ بدستور نماز پڑھے جاؤ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور اللہ کا شکر کیا پھر اپنے پاؤں پر پیچھے ہٹے یعنی تا کہ قبلے سے منہ نہ پھرے یہاں تک کہ صف میں داخل ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اے لوگوں تم کو کیا ہے کہ جب تم کو نماز میں کوئی چیز پہنچی تو تم نے تالیاں بجانی شروع کیں تالی مارنی تو عورتوں کو چاہیے ۔جس کو نماز میں کوئی ضرورت ظاہر ہو یعنی ایسی ضرورت جس میں امام کو خبردار کرنا پڑے تو چاہیے کہ کہے کہ سبحان اللہ سبحان اللہ ۔اس لیے کہ اس کو کوئی نہ سنے گا مگر کہ اس کی طرف دیکھے گا۔اے ابو بکر کس چیز نے تم کو منع کیا تھا لوگوں کی امامت کرانے سے جب کہ میں نے تجھ کو اشارہ کیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابی قحافہ کے بیٹے کو لائق نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے امام بنیں ۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الامامۃ میں گذر چکی ہے۔اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔

۲٤٩٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِیْ أَنَّ أَنَسًا رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قِیْلَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَتَیْتَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَیٍّ فَانْطَلَقَ إِلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَکِبَ حِمَارًا فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُوْنَ یَمْشُوْنَ مَعَهٗ وَهِیَ أَرْضٌ سَبِخَةٌ فَلَمَّا أَتَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِلَیْكَ عَنِّیْ وَاللّٰهِ لَقَدْ اٰذَانِیْ نَتْنُ حِمَارِكَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ مِنْهُمْ وَاللّٰهِ لَحِمَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَطْیَبُ رِیْحًا مِّنْكَ فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَشَتَمَهٗ فَغَضِبَ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا أَصْحَابُهٗ فَکَانَ بَیْنَهُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِیْدِ وَالْأَیْدِیْ وَالنِّعَالِ فَبَلَغَنَا أَنَّهَا أُنْزِلَتْ ﴿وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَأَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا﴾.

۲۴۹۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ عبد اللہ بن ابی پاس آئیں کہ منافقوں کا سردار ہے تو بہتر ہو یعنی امید ہے کہ ہدایت پائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف چلے اور آپ گدھے پر سوار تھے مسلمان بھی آپ کے ساتھ چلے اور وہ زمین شور تھی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے تو اس نے کہا کہ مجھ سے دور ہو قسم ہے اللہ کی البتہ تیرے گدھے کی بدبو نے مجھ کو ایذا دی تو ایک انصاری مرد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گدھا تجھ سے زیادہ تر خوشبو دار ہے۔تو عبداللہ کے لیے ایک مرد اس کی قوم سے غضبناک ہوا اور دونوں نے آپس میں برا کہا تو ہر ایک کے یار اس کے لیے غضبناک ہوئے تو دونوں گروہ کے درمیان چھڑیوں اور ہاتھوں اور جوتوں سے مار پیٹ ہوئی تو ہم کو یہ خبر پہنچی کہ یہ آیت ان کے حق میں اتری کہ اگر دو گروہ مسلمانوں سے آپس میں لڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔

فائدہ: اس حدیث کی مناسبت بھی ظاہر ہے اور اس میں شبہ آتا ہے کہ عبد اللہ بن ابی کے اصحاب اس وقت کافر تھے پس کس طرح صحیح ہوگا یہ کہ اگر دو گروہ مسلمانوں سے۔الخ تو جواب اس کا یہ ہے کہ ممکن ہے کہ باعتبار تغلیب کے ہو اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعراض کرنے سے اور حلم سے اور صبر کرنے سے ایذا پر جو اللہ کی راہ میں پہنچتی تھی اور تالیف قلوب کے اس پر اور نیز اس میں کہ گدھے کے سوار ہونے میں بڑوں پر نقص نہیں اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور ادب اور شدت محبت سے اور یہ کہ جو بڑے پر کسی چیز کو پیش کرے تو اس کو عرض کے طور سے وارد کرے نہ کہ بطور جزم کے اور اس میں مبالغہ کرنا ہے مدح میں اس لیے صحابی نے کہا کہ گدھے کی خوشبو عبداللہ کی خوشبو سے اچھی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر برقرار رکھا۔(فتح)

بَابُ لَیْسَ الْکَاذِبُ الَّذِیْ یُصْلِحُ بَیْنَ النَّاسِ

وہ شخص جھوٹا نہیں جو دو میں صلح کروائے

۲۴۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّهُ أُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عُقْبَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِيْ خَيْرًا أَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا.

۲۴۹۵۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں جھوٹا وہ شخص جو دو میں صلح کروائے تو اپنی طرف سے نیک بات چھوڑے یا نیک بات کہے۔

فائدہ: کہتے ہیں کہ جو اس کو نیک بات معلوم ہو سو کہے اور جو بری بات معلوم ہو سو نہ کہے۔ اور یہ جھوٹ نہیں اس لیے کہ جھوٹ اس چیز کے ساتھ خبر دینا ہے برخلاف اس کے کہ وہ اس کے ساتھ ہو اور یہ ساکت ہے یعنی چپ ہے اور ساکت کی طرف قول نسبت نہیں کیا جاتا۔ اور نہیں حجت ہے اس میں اس شخص کے لیے جو کہتا ہے کہ شرط ہے جھوٹ میں قصد کرنا اس کی طرف۔ اور طبری نے کہا کہ ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے جھوٹ بولنا اصلاح کے ارادے کے لیے۔ تو کہتے ہیں کہ تینوں چیزیں مذکور مانند مثال کی ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جھوٹ بولنا برا یہ ہے کہ اس میں ضرر ہو یا اس میں کوئی مصلحت نہ ہو۔ اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ جھوٹ مطلق جائز نہیں کہتے ہیں کہ اس سے مراد توریہ اور تعریض ہے مانند اس کی جو ظالم کو کہے کہ میں نے کل تیرے لیے دعا مانگی تھی اور مراد یہ ہو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِیْنَ یعنی الٰہی مسلمانوں کو بخش دے اور اپنی بیوی سے کسی چیز کے دینے کا وعدہ کرے اور مراد یہ ہو کہ اگر اللہ نے اس کو قدرت دی۔ اور اتفاق ہے اس پر کہ مراد جھوٹ بولنے کی مرد اور عورت کے حق میں تو صرف اس چیز میں ہے کہ نہ ساقط کرے حق کو کہ مرد پر ہو یا عورت پر لینا اس چیز کا کہ نہیں ہے مرد کے لیے یا عورت کے لیے۔ اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ اضطرار کے وقت جھوٹ بولنا جائز ہے جیسا کہ کوئی ظالم ایک مرد کو مارنے کا قصد کرے اور وہ مرد اس کے پاس چھپا ہو تو اس کو جائز ہے کہ کہے کہ میرے پاس نہیں اور اس پر قسم کھائے تو گناہ نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ لِأَصْحَابِهِ اذْهَبُوْا بِنَا نُصْلِحُ

کہنا امام کا اپنے یاروں سے کہ ہم کو لے چلو ہم صلح کرائیں

۲۴۹۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ وَإِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ

۲۴۹۶۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل قبا یعنی وہاں کے رہنے والے آپس میں لڑے تو کسی نے اس کی خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کو لے چلو کہ ہم ان کے درمیان صلح کروائیں۔

بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ قُبَاءٍ اقْتَتَلُوْا حَتّٰى تَرَامَوْا بِالْحِجَارَةِ فَأُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فَقَالَ اذْهَبُوْا بِنَا نُصْلِحُ بَيْنَهُمْ.

فائدہ: یہ حدیث کتاب کے اول میں گزر چکی ہے۔ اور یہ ترجمہ باب میں ظاہر ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَّالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر ایک عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا جی پھر جانے سے تو گناہ نہیں دونوں پر کہ کرلیں آپس میں صلح اور صلح خوب اچھی چیز ہے۔

فائدہ: یعنی اگر مرد کا دل پھرا دیکھے اور عورت اس کا دل خوش کرنے کو اپنا کچھ حق چھوڑ دے مہر سے یا نفقہ سے اور آپس میں اس بات پر صلح کرلیں تو درست ہے۔

٢٤٩٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ قَالَتْ هُوَ الرَّجُلُ يَرٰى مِنِ امْرَأَتِهِ مَا لَا يُعْجِبُهُ كِبَرًا أَوْ غَيْرَهُ فَيُرِيْدُ فِرَاقَهَا فَتَقُوْلُ أَمْسِكْنِيْ وَاقْسِمْ لِيْ مَا شِئْتَ قَالَتْ فَلَا بَأْسَ إِذَا تَرَاضَيَا.

٢٤٩٧۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا جی پھر جانے سے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ مرد ہے کہ دیکھتا ہے اپنی عورت سے وہ چیز کہ اس کو نہیں بھاتی یعنی کبر وغیرہ سے تو ارادہ کرتا ہے اس سے جدائی کا یعنی چاہتا ہے کہ اس کو چھوڑ دے تو وہ کہتی ہے کہ مجھ کو اپنے پاس رہنے دے اور بانٹ میرے لیے جو کچھ کہ تو چاہے نفقہ وغیرہ سے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پس نہیں ڈر ہے کہ جب کہ دونوں آپس میں راضی ہوں۔

فائدہ: اس کی تفسیر سورہ نساء میں آئے گی۔

بَابُ إِذَا اصْطَلَحُوْا عَلٰى صُلْحِ جَوْرٍ فَالصُّلْحُ مَرْدُوْدٌ.

جب ناحق پر صلح کریں تو وہ مردود ہے یعنی لازم نہیں ہوتی۔

٢٤٩٨۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

٢٤٩٨۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کرو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَا جَآءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَقَالُوْا لِيْ عَلٰى ابْنِكَ الرَّجْمُ فَفَدَيْتُ ابْنِيْ مِنْهُ بِمِائَةٍ مِّنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوْا إِنَّمَا عَلٰى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ أَمَّا الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلٰى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ لِرَجُلٍ فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا.

درمیان ہمارے ساتھ کتاب اللہ کے یعنی موافق حکم اللہ کے تو اس کا خصم کھڑا ہوا یعنی جس کے ساتھ اس کا جھگڑا تھا اور کہا کہ اس نے سچ کہا پس فیصلہ کرو درمیان ہمارے ساتھ کتاب اللہ کے پھر دیہاتی نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے پاس مزدور تھا تو اس نے اس کی عورت سے حرام کاری کی تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تیرے بیٹے پر سنگسار کرنا لازم ہے یعنی اس کو پتھروں سے مار ڈالنا چاہیے تو بدلہ دیا میں نے اس کی طرف سے سو بکریاں اور ایک لونڈی یعنی اس کے سنگسار ہونے کے بدلے پھر میں نے عالموں سے پوچھا یعنی آپ کے اصحاب سے جو حضرت ﷺ کے وقت آپ کے حکم سے فتوے دیا کرتے تھے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ تھے تو انہوں نے کہا کہ تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور ایک برس کا نکال دینا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں فیصلہ کروں گا درمیان تمہارے ساتھ کتاب اللہ کے۔ اے پر لونڈی اور بکریاں پس پھر آئیں گی طرف تیری اور تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور ایک سال کا نکال دینا ہے اور اے پر تو اے انیس ایک مرد سے کہا یعنی حضرت ﷺ نے مرد سے کہا جس کا نام انیس تھا کہ صبح کو اس کی عورت پاس جا اور اس کو سنگسار کر یعنی اگر زنا کا اقرار کرے تو۔ انیس صبح کو اس کے پاس گیا اور اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحدود میں آئے گی اور غرض اس سے یہاں حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ بکریاں اور لونڈی تیری طرف لوٹائی جائیں گی اس لیے کہ وہ صلح کے مسئلے میں ہیں اس چیز کے بدلے جو مزدور پر واجب ہوئی تھی حد سے۔ اور چونکہ یہ صلح شرع میں جائز نہ تھی تو ناحق ہوئی۔ (فتح)

۲۴۹۹۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ

۲۴۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نئی بات نکالے ہمارے اس کام میں یعنی ہمارے

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيْهِ فَهُوَ رَدٌّ. رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَبِيْ عَوْنٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ.

دین میں جو اس میں نہیں تو نئی بات مردود ہے۔

فائدہ: طرقی نے کہا کہ لائق ہے کہ اس حدیث کو شرع کا نصف کہا جائے اس لیے کہ شرع کی دلیل دو مقدموں سے مرکب ہوتی ہے اور دلیل کے ساتھ مطلوب یا تو حکم کا ثابت کرنا ہے یا اس کی نفی کرنا ہے اور یہ حدیث مقدمہ کبریٰ ہے بیچ ثابت کرنے حکم شرعی کے اور نفی اس کی سے۔ اس لیے اس کا منطوق مقدمہ کلیہ ہے ہر دلیل میں کہ حکم نافی ہے مثلاً یہ کہا جائے وضو میں ناپاک پانی کے ساتھ کہ یہ امر شرع سے نہیں اور جو اس طرح ہو وہ مردود ہے پس یہ عمل مردود ہے۔ پس مقدمہ ثانی ثابت ہے اس حدیث کے ساتھ۔ اور نزاع تو پہلے مقدمہ میں ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو ایسا کام کرے جس پر شرع کا حکم ہو تو وہ صحیح ہے۔ مثل اس کی کہ کہا جائے نیت کے ساتھ وضو میں کہ اس پر شرع کا حکم ہے اور ہر وہ چیز کہ اس پر شرع کا حکم ہو تو وہ صحیح ہے۔ پس مقدمہ دوسرا ثابت ہے اس حدیث کے ساتھ اور پہلی میں نزاع ہے۔ پس اگر اتفاق پڑے کہ پائی جائے ایک حدیث کہ ہو پہلا مقدمہ ہر حکم شرعی کے ثابت کرنے میں اور اس کی نفی کے تو مستقل ہوگی دونوں حدیثیں تمام شرعی دلیلوں کے لیکن یہ دوسری حدیث پائی نہیں گئی۔ اور یہ جو کہا کہ وہ رد ہے تو مراد یہ ہے کہ وہ باطل ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں اور دوسرا لفظ حدیث کا یعنی من عمل عام ہے پہلے لفظ سے اور وہ قول آپ کا من احدث ہے پس حجت پکڑی جاتی ہے اس کے ساتھ تمام عقود ممنوعہ کے باطل کرنے میں اور نہ موجود ہونے ان کے ثمرات کے جو اس پر مرتب ہوتے ہیں۔ اور اس میں رد کرنا نئی باتوں کا ہے اور یہ کہ نہی فساد کو چاہتی ہے اس لیے کہ منہیات سب دین کے امر سے نہیں پس واجب ہے ان کا رد کرنا۔ اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ حکم حاکم کا نہیں بدلتا اس چیز کو کہ امر کے باطن میں ہے اس لیے کہ وہ لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا میں داخل ہے۔ اور یہ کہ صلح فاسد توڑی گئی ہے اور جو چیز اس پر لے جائے وہ پھرنے کے مستحق ہے۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ يُكْتَبُ هٰذَا مَا صَالَحَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَفُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَإِنْ لَّمْ يَنْسِبْهُ إِلٰى قَبِيْلَتِهٖ أَوْ نَسَبِهٖ.

کس طرح لکھا جائے یعنی صلح نامہ کہ یہ امر ہے کہ صلح کی فلاں فلاں کے بیٹے نے اور فلاں فلاں کے بیٹے نے یعنی صلح نامہ میں صرف اس قدر کافی ہے اگرچہ نامنسوب کرے اس کو طرف قبیلے اس کے کی یا نسبت اس کی کے۔

فائدہ: یعنی جب کہ ہو مشہور بغیر اس کے ساتھ اس طور کے کہ لبس اور شبہ سے امن ہو پس کفایت کی جائے وثیقہ میں

ساتھ نام مشہور کے اور نہیں لازم آتا ذکر کرنا جد اور نسب اور شہر کا اور مانند اس کے۔ اور رہا قول فقہاء کا کہ وثیقوں میں اس کا نام اور اس کے باپ کا نام لکھا جائے اور اس کا نسب بھی لکھا جائے پس یہ اس جگہ ہے جہاں دوسرے کے نام سے مل جانے کا خوف ہو۔ اور نہیں تو خوف نہ ہو تو وہ مستحب ہے۔ (فتح)

۲۵۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا صَالَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الْحُدَيْبِيَةِ كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بَيْنَهُمْ كِتَابًا فَكَتَبَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لَا تَكْتُبْ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوْ كُنْتَ رَسُوْلًا لَمْ نُقَاتِلْكَ فَقَالَ لِعَلِيٍّ امْحُهُ فَقَالَ عَلِيٌّ مَا أَنَا بِالَّذِي أَمْحَاهُ فَمَحَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ وَصَالَحَهُمْ عَلٰى أَنْ يَدْخُلَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَا يَدْخُلُوْهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ فَسَأَلُوْهُ مَا جُلُبَّانُ السِّلَاحِ فَقَالَ الْقِرَابُ بِمَا فِيْهِ.

۲۵۰۰۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ والوں یعنی مکہ والوں سے صلح کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان صلح نامہ لکھا تو صلح نامہ میں محمد رسول اللہ لکھا تو کافروں نے کہا کہ محمد رسول اللہ نہ لکھ اگر تو رسول ہوتا تو ہم تجھ سے نہ لڑتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کو مٹا دے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں وہ نہیں کہ اس کو مٹاؤں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹایا اور صلح کی ان سے اس اقرار پر کہ وہ اور اس کے یار تین دن مکے میں رہیں اور نہ داخل ہوں اس میں مگر ساتھ میان ہتھیاروں کے۔ تو لوگوں نے پوچھا کہ ہتھیاروں کے جلبان کیا ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تھیلا ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے یعنی ہتھیار میانوں وغیرہ میں ہوں گے کھلے نہ ہوں بصورت قہر اور غلبہ کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ اور غرض اس سے اس جگہ اقتصار کرنا کاتب کا ہے محمد رسول اللہ پر اور نہ منسوب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باپ کی طرف اور نہ دادا کی طرف اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر برقرار رکھا اور اقتصار کیا محمد بن عبداللہ پر بغیر زیادتی کے۔ اور یہ سب شبہ سے امن کے لیے ہے۔ (فتح)

۲۵۰۱۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبٰى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى

۲۵۰۱۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قعد میں عمرے کا احرام باندھا تو نہ مانا اہل مکہ نے یہ کہ چھوڑیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مکے میں داخل ہوں یہاں تک کہ پکا کیا ان سے اقرار کو کہ آپ مکے میں تین دن رہیں اس سے زیادہ نہ رہیں سو جب انہوں نے صلح نامہ لکھا تو اس طور سے لکھا کہ یہ

قَاضَاهُمْ عَلٰى أَنْ يُقِيمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوْا الْكِتَابَ كَتَبُوْا هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا لَا نُقِرُّ بِهَا فَلَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا مَنَعْنَاكَ لٰكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ امْحُ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا أَمْحُوْكَ أَبَدًا فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ سِلَاحٌ إِلَّا فِي الْقِرَابِ وَأَنْ لَّا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَّتْبَعَهُ وَأَنْ لَّا يَمْنَعَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِهِ أَرَادَ أَنْ يُّقِيمَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا قُلْ لِصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْأَجَلُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبِعَتْهُمُ ابْنَةُ حَمْزَةَ يَا عَمِّ يَا عَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام دُوْنَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ حَمَلَتْهَا فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ

وہ چیز ہے کہ صلح کی محمد رسول اللہ نے تو کافروں نے کہا کہ ہم رسول ہونے کا اقرار نہیں کرتے اور اگر ہم جانتے کہ تو اللہ کا رسول ہے تو تجھ کو نہ روکتے لیکن تو محمد بن عبداللہ ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد بن عبداللہ ہوں پھر حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دے۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں اس کو کبھی نہیں مٹاؤں گا تو حضرت ﷺ نے صلح نامہ لیا پس لکھا یہ چیز وہ ہے کہ جس پر صلح کی محمد بن عبداللہ نے یہ کہ نہ داخل کرے مکے میں ہتھیار کو مگر میان میں اور یہ کہ اگر مکے والوں سے کوئی اس کے ساتھ جانا چاہے تو اس کو اپنے ساتھ نہ لے جائے یعنی بلکہ اس کو ہمارے حوالے کرے اور یہ کہ اگر اس کے اصحاب سے کوئی مکے میں جانا چاہے تو اس کو منع نہ کرے سو جب حضرت ﷺ مکے میں داخل ہوئے اور مدت گزر چکی یعنی تین دن جن کا اقرار ہوا تھا کافر علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اپنے ساتھی سے کہہ کہ ہم سے نکلے کہ مدت گزر چکی ہے تو حضرت ﷺ مکے سے نکلے تو حمزہ کے بیٹے ان کے ساتھ ہوئے حضرت ﷺ کو کہتے تھے اے چچا اے چچا تو علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اپنے چچا کے بیٹے کو پکڑ کر کجاوے میں اٹھا لے تو اس کے بارے میں علی رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ جھگڑے یعنی اس کی پرورش میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لائق تر ہوں ساتھ اس کے کہ وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے اور زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری بھتیجی ہے حضرت ﷺ نے حکم کیا کہ وہ اپنی خالہ کو ملے گی اور فرمایا کہ خالہ بجائے ماں کے ہے اور

وَّزَيْدٌ وَّجَعْفَرٌ فَقَالَ عَلِيٌّ أَنَا أَحَقُّ بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي وَقَالَ جَعْفَرٌ ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي وَقَالَ زَيْدٌ ابْنَةُ أَخِي فَقَضَى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ وَقَالَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي وَقَالَ لِزَيْدٍ أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا.

حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں یعنی مجھ میں اور تجھ میں کمال اخلاص ہے اور جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو مانند میری ہے میری پیدائش میں اور خلق میں اور زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو ہمارا بھائی اور محبّ ہے۔

بَابُ الصُّلْحِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ فِيْهِ عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ وَقَالَ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَكُوْنُ هُدْنَةٌ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ وَفِيْهِ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَأَسْمَآءُ وَالْمِسْوَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کافروں کے ساتھ صلح کرنے کا بیان۔ یعنی اس میں ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ یعنی عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پھر تمہارے اور آدمیوں کے درمیان صلح ہوگی یعنی اور کافروں کے ساتھ صلح کرنے کے باب میں سہل رضی اللہ عنہ اور اسماء رضی اللہ عنہا اور مسور رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یعنی حکم اس کا یا کیفیت اس کی یا جواز اس کا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے ہرقل کے قصے کی طرف اور اس کا پورا قصہ کتاب کے شروع میں گزر چکا ہے۔ اور غرض اس سے اس کا یہ قول ہے کہ ہرقل نے کسی کو اس کے پاس بھیجا قریش کے چند سواروں میں اس مدت میں کہ حضرت ﷺ نے کفار قریش سے مقرر کی تھی یعنی صلح کی تھی کہ اتنی مدت آپس میں نہ لڑیں گے۔ (فتح)

فائدہ: یہ حدیث پوری جزیہ میں گزر آئے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کے ساتھ صلح کرنی درست ہے۔

وَقَالَ مُوْسَى بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ صَالَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَشْيَآءَ عَلٰى أَنَّ مَنْ أَتَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَدَّهُ إِلَيْهِمْ وَمَنْ أَتَاهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَرُدُّوْهُ وَعَلٰى أَنْ يَّدْخُلَهَا

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حدیبیہ کے دن کافروں سے تین چیز پر صلح کی ایک اس پر کہ جو کافروں سے مسلمان ہو کر حضرت ﷺ کے پاس آئے آپ اس کو کافروں کی طرف پھیر دیں اور دوم اس پر کہ جو مسلمانوں سے کافروں کے پاس آئے وہ اس کو نہ پھیر دیں۔ اور سوم اس پر کہ آئندہ سال مکے میں داخل ہوں اور اس میں تین دن ٹھہریں یعنی اس سال میں نہ آئیں اور نہ داخل ہوں مکے میں مگر اس حال میں

مِنْ قَابِلٍ وَيُقِيْمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ السَّيْفِ وَالْقَوْسِ وَنَحْوِهٖ فَجَآءَ أَبُوْ جَنْدَلٍ يَحْجُلُ فِيْ قُيُوْدِهٖ فَرَدَّهٗ إِلَيْهِمْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يَذْكُرْ مُؤَمَّلٌ عَنْ سُفْيَانَ أَبَا جَنْدَلٍ وَقَالَ إِلَّا بِجُلُبِ السِّلَاحِ.

کہ ہتھیار تھیلے میں ڈالے ہوں تلوار اور تیر اور مانند اس کی سو ابو جندل رضی اللہ عنہ اپنی بیڑیوں میں چلتا ہوا آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کافروں کی طرف پھیر دیا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کافروں سے صلح کرنی جائز ہے۔

۲۵۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ هَدْيَهٗ وَحَلَقَ رَأْسَهٗ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَقَاضَاهُمْ عَلٰى أَنْ يَّعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ وَلَا يَحْمِلَ سِلَاحًا عَلَيْهِمْ إِلَّا سُيُوْفًا وَّلَا يُقِيْمَ بِهَا إِلَّا مَا أَحَبُّوْا فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ فَلَمَّا أَقَامَ بِهَا ثَلَاثًا أَمَرُوْهُ أَنْ يَّخْرُجَ فَخَرَجَ.

۲۵۰۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کی نیت سے نکلے تو کافر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خانے کعبے کے درمیان حائل ہوئے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کے میں آنے سے مانع ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی ذبح کی اور اپنا سر منڈوایا حدیبیہ میں اور صلح کی کافروں سے اس بات پر کہ آئندہ سال کو عمرہ کریں اور تلواروں کے سوا کوئی ہتھیار ان پر نہ اٹھائیں یعنی اپنے ساتھ لائیں اور کے میں نہ ٹھہریں مگر جتنے دن کہ کافر چاہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ سال کو عمرہ کیا اور جس طرح پر کافروں سے صلح کی تھی اسی طرح سے کے میں داخل ہوئے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین دن کے میں ٹھہرے تو کافروں نے آپ سے نکلنے کو کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے نکلے۔

۲۵۰۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ قَالَ انْطَلَقَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدِ بْنِ زَيْدٍ إِلٰى خَيْبَرَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ.

۲۵۰۳۔ سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ اور محیصہ رضی اللہ عنہ خیبر کی طرف چلے اور اس وقت خیبر والوں نے کہ یہود تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی ہوئی تھی۔

فائدہ: اس کی شرح حدود میں آئے گی۔ اور اس سے غرض یہ ہے کہ اس وقت خیبر والوں نے مسلمانوں سے صلح کی ہوئی تھی۔ (فتح)

بَابُ الصُّلْحِ فِي الدِّيَةِ.

دیت میں صلح کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی اس طرح کہ واجب ہو قصاص یعنی خون کے بدلے خون پس واقع ہو صلح معین پر یعنی دیت لے کر مقتول کے وارث راضی ہو جائیں۔ (فتح)

٢٥٠٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ الرُّبَيِّعَ وَهِيَ ابْنَةُ النَّضْرِ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ فَطَلَبُوا الْأَرْشَ وَطَلَبُوا الْعَفْوَ فَأَبَوْا فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمْ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا فَقَالَ يَا أَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَوْا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ. زَادَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْأَرْشَ.

٢٥٠٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ربیع نضر کی بیٹی نے ایک لڑکی کا دانت توڑا اور لڑکی کے وارثوں نے دیت طلب کی اور ربیع کے وارثوں نے معافی چاہی تو لڑکی کے وارثوں نے نہ مانا تو دونوں گروہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص یعنی دانت توڑنے کا حکم دیا تو انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا ربیع کا دانت توڑا جائے گا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میری بہن کا دانت نہ توڑا جائے گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انس اللہ کا حکم قصاص ہے سو لڑکی کی قوم راضی ہوئی اور قصاص معاف کیا یعنی اور دیت قبول کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بعض اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ اگر قسم کھا بیٹھیں اللہ کے بھروسے پر تو اللہ ان کی قسم کو سچا کر دے یعنی جس پر قسم کھائیں کہ فلانی بات ایسی ہوگی تو اللہ ویسی ہی کر دیتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ قوم راضی ہوئی یعنی بدلہ معاف کیا اور دیت قبول کی۔

فائدہ: پہلی روایت سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے قصاص اور دیت مطلق چھوڑ دیا تھا اس لیے امام بخاری نے اس زیادتی کو ذکر کیا تو اس میں اشارہ ہے تطبیق کی طرف ان دونوں کے درمیان اس طرح کہ قول راوی کا عفوا اس پر محمول ہے کہ معاف کیا انہوں نے قصاص سے دیت کے قبول پر۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا﴾.

باب ہے بیان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کہ آپ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے حق میں فرمایا یہ میرا بیٹا سردار ہے اور شاید کہ اللہ صلح کرے ساتھ اس کے درمیان دو لشکروں کے اور بیان میں اس آیت کہ صلح کرواؤ درمیان دونوں جھگڑنے والوں کے۔

فائدہ: یہ آیت ترجمہ کے ساتھ مطابق نہیں لیکن اگر یہ مراد ہو کہ حضرت ﷺ حرص کرنے والے تھے اللہ کے حکم بجا لانے پر اور اللہ نے صلح کرانے کا حکم دیا ہے اور خبر دی حضرت ﷺ نے کہ عنقریب دو گروہوں کے درمیان حسن کے سبب سے صلح ہوگی تو ممکن ہے۔ (فتح)

۲۵۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ اسْتَقْبَلَ وَاللّٰهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ بِكَتَائِبَ أَمْثَالِ الْجِبَالِ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ إِنِّيْ لَأَرٰى كَتَائِبَ لَا تُوَلِّيْ حَتّٰى تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ وَكَانَ وَاللّٰهِ خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ أَيْ عَمْرُو إِنْ قَتَلَ هٰؤُلَاءِ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ هٰؤُلَاءِ مَنْ لِيْ بِأُمُوْرِ النَّاسِ مَنْ لِيْ بِنِسَائِهِمْ مَنْ لِيْ بِضَيْعَتِهِمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ فَقَالَ اذْهَبَا إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فَاعْرِضَا عَلَيْهِ وَقُوْلَا لَهُ وَاطْلُبَا إِلَيْهِ فَأَتَيَاهُ فَدَخَلَا عَلَيْهِ فَتَكَلَّمَا وَقَالَا لَهُ فَطَلَبَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِنَّا بَنُوْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَإِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِيْ دِمَائِهَا قَالَا فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ قَالَ فَمَنْ لِيْ بِهٰذَا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهِ فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلَّا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهِ فَصَالَحَهُ فَقَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ

۲۵۰۵۔ حسن بصری سے روایت ہے کہ قسم ہے اللہ کی حسن بن علی رضی اللہ عنہما پہاڑوں کی طرح لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے سامنے آیا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے (جو معاویہ رضی اللہ عنہ کا صلاح کار تھا) کہا کہ البتہ میں دیکھتا ہوں لشکروں کو پیٹھ نہ پھیرے جائیں گے یہاں تک کہ اپنے اقران اور برادروں کو مار ڈالیں تو معاویہ نے اس سے کہا اور قسم ہے اللہ کی کہ وہ دونوں میں بہتر تھا اور یعنی معاویہ اور عمرو رضی اللہ عنہما دونوں میں سے معاویہ بہتر تھا کہ اے عمرو اگر انہوں نے ان کو مار ڈالا اور انہوں نے ان کو مار ڈالا تو کون ضامن ہوگا میرا ساتھ کام لوگوں کے یعنی جو ماریں جائیں گے کون ضامن ہوگا میرے لیے ان کی عورتوں کا کون ضامن ہوگا میرے لیے ان کے بال بچوں کا۔ تو معاویہ نے دو قریشی مرد عبدالرحمن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر حسن رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجے اور کہا اس مرد کے پاس جاؤ یعنی حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ اور صلح اس کے پیش کرو اور اس سے کہو اور طلب کرو طرف اس کی یعنی اس سے صلح کی درخواست کرو یا کام کو اس کے سپرد کرو جو کہے سو قبول کرو تو دونوں حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور اس کے پاس داخل ہوئے اور اس سے کلام کیا اور اس کو کہا اور اس سے صلح طلب کی تو حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے دونوں کو کہا کہ میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں اور تحقیق ہم نے اس مال سے کچھ پایا ہے یعنی بسبب خلافت کے کہ ہم کو سخاوت اور بخشش کرنی عادت ہوگئی ہے اگر ہم خلافت کو چھوڑیں تو ہماری عادت چھوٹتی ہے اور تحقیق یہ امت

بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّعَلَيْهِ أُخْرَى وَيَقُوْلُ إِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لِيْ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ إِنَّمَا ثَبَتَ لَنَا سَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ أَبِيْ بَكْرَةَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ.

کہ ہمارے ساتھ ہیں فراخ دست ہیں خون ریزی اور فساد کرنے میں یہ رکتے نہیں مگر مال سے تو دونوں نے کہا کہ معاویہ اتنا اتنا مال تجھ پر پیش کرتا ہے اور اپنی مراد کو تیری طرف سپرد کرتا ہے اور تجھ سے صلح چاہتا ہے تو حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے لیے اس کا کون ضامن ہوتا ہے تو دونوں نے کہا کہ تیرے لیے ہم ضامن ہوتے ہیں تو حسن رضی اللہ عنہ نے اس سے کوئی چیز طلب نہ کی مگر کہ انہوں نے کہا اس کے ہم ضامن ہوتے ہیں تو حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی اور خلافت اس کے سپرد کی حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتا تھا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور دوسری بار حسن رضی اللہ عنہ پر متوجہ ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ بیٹا میرا سردار ہے اور شاید کہ اللہ تعالیٰ صلح کرائے ساتھ اس کے درمیان دو گروہ کے مسلمانوں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی۔

بَابُ هَلْ يُشِيْرُ الْإِمَامُ بِالصُّلْحِ. کیا امام صلح کا اشارہ کرے؟۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمہ کے ساتھ اختلاف کی طرف پس تحقیق جمہور کہتے ہیں کہ مستحب ہے حاکم کو صلح کے ساتھ اشارہ کرنا اگرچہ ظاہر ہو حق ایک دو جھگڑنے والے کے لیے۔ اور بعض نے اس سے منع کیا ہے اور یہ روایت مالکیہ سے ہے۔

۲۵۰۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أُمَّهُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۵۰۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر دو جھگڑنے والوں کی آواز سنی اس حال میں کہ دونوں اپنی آواز بلند کرتے تھے اور ناگہاں ایک ان کا دوسرے سے کچھ قرض چھڑانا چاہتا تھا اور نرمی طلب کرتا تھا تو دوسرا کہتا تھا کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہ میں کچھ قرض چھوڑوں گا نہ میں نرمی کروں گا۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف نکلے سو فرمایا اللہ پر قسم

وَسَلَّمَ صَوْتَ خُصُوْمٍ بِالْبَابِ عَالِيَةٍ أَصْوَاتُهُمَا وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِيْ شَيْءٍ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا أَفْعَلُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ الْمُتَأَلِّيْ عَلَى اللّٰهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَهُ أَيُّ ذٰلِكَ أَحَبَّ.

کھانے والا کہ نیک کام نہ کرے تو اس نے کہا کہ یا حضرت! میں ہوں تو اس کے لیے ہے جس کو وہ اس سے چاہے یعنی خواہ کچھ قرض معاف کرالے یا نرمی کرالے۔

فائدہ: اس حدیث میں رغبت دلانی ہے نرمی پر قرض دار کے ساتھ اور اس کے ساتھ احسان کرنے کی کچھ قرض کو چھوڑنے کے ساتھ۔ اور جھڑکنا قسم کھانے سے نیکی کے ترک کی۔ اور داودی نے کہا کہ مکروہ رکھا حضرت ﷺ نے اس کو اس لیے کہ اس نے قسم کھائی ترک کرنے پر امر کے قریب ہے کہ اللہ نے اس کے وقوع کو مقدر کیا ہو اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے اس کے ساتھ کہ اگر اسی طرح ہوتا تو البتہ مکروہ رکھتے قسم کھانے اس شخص کے لیے کہ قسم کھائی البتہ نیکی کرے اور ایسا نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ مکروہ رکھا اس کے لیے اپنے نفس کے قطع کرنے کو نیک کام سے اور اس پر اس دیہاتی کا قصہ وارد نہیں ہوگا جس نے کہا کہ نہ بڑھاؤں گا اس لیے کہ وہ اسلام کی طرف بلانے کے مقام میں تھا پس اس کو ترک زیادتی کی قسم کھانے کو مکروہ نہ رکھا بخلاف اس کے جو اسلام میں مضبوط ہو کر اس کو زیادتی پر قسم کھانی منع ہے اور اس حدیث میں اصحاب رضی اللہ عنہم کے فہم کی تیزی ہے شارع کی مراد کے لیے اور ان کی حرص خیر پر۔ اور اس میں درگذر کرنا ہے اس چیز سے کہ جاری ہو درمیان دو جھگڑنے والوں کے بلند ہونے آواز سے نزدیک حاکم کے اور یہ کہ جائز ہے قرض دار کو سوال کرنا قرض خواہ سے کچھ قرض کے چھڑانے کے لیے بخلاف مالکیہ کے کہ اس کو مکروہ جانتے ہیں کہ اس میں منت ہے۔ اور ابن بطال نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے لوگوں کے قول کے لیے کہ بہتر صلح نصف پر ہے۔ اور ابن تین نے کہا کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں اس میں تو رغبت دلانا ہے بعض حق کے ترک کرنے پر۔ اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اشارہ اس کے ساتھ صلح کے معنی کے ساتھ ہے علاوہ ازیں بخاری نے اس کا یقین نہیں کیا پس کس طرح اعتراض کیا جائے گا اس پر۔ (فتح)

۲۵۰۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلٰى عَبْدِ

۲۵۰۷۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی حدرد پر اس کا کچھ مال تھا سو وہ اس سے ملا تو اس کو لپٹ گیا یعنی اس سے سخت تقاضہ کیا تو حضرت ﷺ دونوں کے پاس سے گذرے۔ پس فرمایا اے کعب پس اشارہ کیا اپنے ہاتھ

اللّٰهِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ مَالٌ فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ حَتّٰى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَمَرَّ بِهِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا كَعْبُ فَأَشَارَ بِيَدِهٖ كَأَنَّهُ يَقُوْلُ النِّصْفَ فَأَخَذَ نِصْفَ مَالَهٗ عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا.

سے گویا کہ فرماتے تھے کہ آدھا چھوڑ دے تو اس نے آدھا مال لیا اور آدھا چھوڑ دیا۔

بَابُ فَضْلِ الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ وَالْعَدْلِ بَيْنَهُمْ.

لوگوں کے درمیان صلح اور انصاف کرنے کی فضیلت کا بیان۔

۲۵۰۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ النَّاسِ صَدَقَةٌ.

۲۵۰۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر روز جس میں آفتاب نکلے آدمیوں کی ہر ایک ہڈی اور ہر ایک جوڑ جوڑ پر صدقہ ہے۔انصاف کرنا دو شخص میں خیرات ہے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ باب میں اصلاح اور عدل کا ذکر ہے اور نہیں وارد کیا حدیث میں مگر عدل کو۔لیکن جب سب لوگوں کو انصاف کے ساتھ خطاب کیا اور تحقیق معلوم ہوا کہ ان میں حاکم وغیرہ ہیں تو ہوگا عدل حاکم کا جب کہ حکم کرے اور انصاف اس کے غیر کا جب کہ صلح کرے اور اس کے غیر نے کہا کہ اصلاح عدل کی ایک قسم ہے۔(فتح)

بَابُ إِذَا أَشَارَ الْإِمَامُ بِالصُّلْحِ فَأَبٰى حَكَمَ عَلَيْهِ بِالْحُكْمِ الْبَيِّنِ.

جب اشارہ کرے امام ساتھ صلح کے درمیان دو جھگڑنے والوں کے اور جس پر حق ہو وہ نہ مانے تو حکم کرے اس پر امام ساتھ حکم ظاہر کے کہ گفتگو کی مجال باقی نہ رہے۔

۲۵۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الزُّبَيْرَ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّهُ خَاصَمَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شِرَاجٍ مِنَ الْحَرَّةِ كَانَا يَسْقِيَانِ بِهٖ كِلَاهُمَا فَقَالَ

۲۵۰۹۔عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتا تھا کہ اس نے ایک انصاری مرد سے جو بدر میں حاضر ہوا تھا پانی کے نالے میں سنگستانی زمین سے جھگڑا کیا جس میں وہ دونوں پانی پلایا کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی دے اے زبیر یعنی اپنی زراعت کو پھر اپنی ہمسائے کی کھیتی کی طرف پانی چھوڑ دے تو انصاری غصہ ہوا اور کہا کہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلْ إِلٰى جَارِكَ فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْجَدْرَ فَاسْتَوْعٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَئِذٍ حَقَّهُ لِلزُّبَيْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ذٰلِكَ أَشَارَ عَلَى الزُّبَيْرِ بِرَأْيٍ سَعَةٍ لَهُ وَلِلْأَنْصَارِيِّ فَلَمَّا أَحْفَظَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْعٰى لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِيْ صَرِيْحِ الْحُكْمِ قَالَ عُرْوَةُ قَالَ الزُّبَيْرُ وَاللّٰهِ مَا أَحْسِبُ هٰذِهِ الْأٰيَةَ نَزَلَتْ إِلَّا فِيْ ذٰلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾. الْأٰيَةَ.

یا حضرت ﷺ یہ حکم اس لیے کرتے ہو کہ زبیر آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں تو حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا تو فرمایا کہ اے زبیر تو اپنے کھیت کو بھر لے پھر پانی کو روک رکھ یعنی اس کے کھیت کی طرف پانی مت چھوڑ یہاں تک کہ منڈیر تک پہنچے یعنی تمام زمین میں پانی پہنچے تو حضرت ﷺ نے زبیر کو اس وقت اس کا حق پورا دلوایا اور اس سے پہلے حضرت ﷺ نے اپنی رائے سے زبیر کو اشارہ کیا تھا اس کے لیے فراخی کے لیے اور انصاری کے لیے اور جب انصاری نے حضرت ﷺ کو غصہ دلایا تو پورا دلوایا حضرت ﷺ نے زبیر کو حق اس کا بیچ صریح حکم کے یعنی صریح حکم کیا کہ زبیر اپنا تمام حق لے لے زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نہیں گمان کرتا اس آیت کو کہ اتری ہو مگر اس بارے میں سو قسم ہے رب تیرے کی ان کو ایمان نہ ہوگا جب تک کہ تجھی کو منصف نہ جانیں جو جھگڑا اٹھے درمیان ان کے پھر اپنے جی میں تیرے حکم سے خفگی نہ پائیں۔

بَابُ الصُّلْحِ بَيْنَ الْغُرَمَآءِ وَأَصْحَابِ الْمِيْرَاثِ وَالْمُجَازَفَةِ فِيْ ذٰلِكَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يَّتَخَارَجَ الشَّرِيْكَانِ فَيَأْخُذَ هٰذَا دَيْنًا وَّهٰذَا عَيْنًا فَإِنْ تَوِيَ لِأَحَدِهِمَا لَمْ يَرْجِعْ عَلٰى صَاحِبِهِ.

باب ہے بیان میں صلح کرنے کے درمیان قرض خواہوں کے اور اصحاب میراث کے اور اندازہ کرنے کے بیچ اس کے یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ڈر ہے کہ نکلیں دو شریک اپنے ملک سے پس یہ ایک قرض لے اور دوسرا موجود چیز لے پس اگر ہلاک ہو جائے وہ چیز ان دونوں میں سے ایک کے لیے تو اپنے ساتھی پر رجوع نہ کرے۔

فائدہ: یعنی معاوضہ کے نزدیک اور اس کی توجیہ کتاب الاستقراض میں گذر چکی ہے۔ اور مراد بخاری کی یہ ہے کہ قرض کے معاوضہ میں اندازے سے دینا جائز ہے اگرچہ وہ معاوضہ اس کے حق کی جنس ہو اور کم یعنی مثلا کھجور بدلے کھجور کے یہ کہ اس کو نہی شامل نہیں اس لیے کہ طرفین سے مقابلہ نہیں بلکہ ایک طرف سے ہے۔

فائدہ: اس کا معنی یہ ہیں کہ اگر کئی وارثوں اور کئی شریکوں کے درمیان ایک مال مشترک ہو۔

فائدہ: اس کی شرح باب الحوالہ میں گذر چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ قرض خواہوں اور شریکوں کے درمیان صلح کرانی جائز ہے۔

۲۵۱۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تُوُفِّيَ أَبِي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَرَضْتُ عَلٰى غُرَمَآئِهِ أَنْ يَّأْخُذُوا التَّمْرَ بِمَا عَلَيْهِ فَأَبَوْا وَلَمْ يَرَوْا أَنَّ فِيهِ وَفَآءً فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ إِذَا جَدَدْتَّهُ فَوَضَعْتَهُ فِي الْمِرْبَدِ آذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ وَمَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَدَعَا بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ غُرَمَآئَكَ فَأَوْفِهِمْ فَمَا تَرَكْتُ أَحَدًا لَّهُ عَلٰى أَبِي دَيْنٌ إِلَّا قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَسْقًا سَبْعَةٌ عَجْوَةٌ وَّسِتَّةٌ لَوْنٌ أَوْ سِتَّةٌ عَجْوَةٌ وَّسَبْعَةٌ لَوْنٌ فَوَافَيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَضَحِكَ فَقَالَ ائْتِ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَأَخْبِرْهُمَا فَقَالَا لَقَدْ عَلِمْنَا إِذْ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعَ أَنْ سَيَكُوْنُ ذٰلِكَ. وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ صَلَاةَ الْعَصْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبَا بَكْرٍ وَلَا ضَحِكَ وَقَالَ وَتَرَكَ أَبِي عَلَيْهِ ثَلَاثِيْنَ وَسْقًا دَيْنًا وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ صَلَاةَ الظُّهْرِ.

۲۵۱۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا باپ مرگیا اور اس پر قرض تھا تو میں نے اس کے قرض خواہوں پر یہ بات پیش کی کہ اس کے قرض کے بدلے کھجوریں لیں سوانہوں نے نہ مانا اور دیکھا کہ اس سے قرض ادا نہ ہو سکے گا تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے یہ قصہ ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اس کو کاٹ کر کھلیان میں رکھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کرے یعنی تو میں نے آپ کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈھیر پر بیٹھے اور اس میں برکت کی دعا کی پھر فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلا کر ان کا قرض ادا کر دے تو میں نے کسی کو نہ چھوڑا جس کا کہ میرے باپ پر قرض تھا مگر کہ میں نے اس کو ادا کر دیا اور تیرہ وسق کھجوریں زیادہ رہیں اور سات وسق عجوہ اور چھ لون (یہ دونوں قسم کھجوروں کی ہیں) یا چھ عجوہ یا سات لون تو میں نے مغرب کی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی اور آپ کو اس حال سے خبر دی کہ سب قرض ادا ہو گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو بھی جا کر خبر دے تو دونوں نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا کی تو ہم نے البتہ معلوم کیا تھا کہ اس میں برکت ہوگی۔ اور ایک روایت میں عصر کی نماز کا ذکر ہے اور ایک میں ظہر کا۔

فائدہ: لیکن اس قدر کا اختلاف اصل حدیث کی صحت میں قادح نہیں اس لیے کہ مقصود یہ ہے کہ حضرت ﷺ کی دعا سے کھجوروں میں برکت ہوئی اور اس قدر پر سب کا اتفاق ہے۔ (فتح)

بَابُ الصُّلْحِ بِالدَّيْنِ وَالْعَيْنِ.

باب ہے بیان میں صلح کرنے کے ساتھ قرض اور موجودہ چیز کے۔

۲۵۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتٍ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمَا حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ فَنَادٰى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ يَا كَعْبُ فَقَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَشَارَ بِيَدِهٖ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ فَقَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْ فَاقْضِهٖ.

۲۵۱۱۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کا جو اس پر تھا تقاضہ کیا بیچ زمانے حضرت ﷺ کے تو ان کی آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ ان کو حضرت ﷺ نے سنا اور حضرت ﷺ اپنے گھر میں تھے تو حضرت ﷺ ان کی طرف نکلے یہاں تک کہ اپنے حجرہ کا پردہ کھولا اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو پکارا کہ اے کعب اس نے کہا یا حضرت ﷺ میں حاضر ہوں تو حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنا آدھا قرض چھوڑ دے تو کعب نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے آدھا قرض چھوڑ دیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اٹھ کر باقی ادا کر دے۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں اور اس کا جواب اس طرح دیا گیا ہے کہ اس میں صلح کرنا اس چیز میں کہ قرض کے ساتھ متعلق ہے۔ اور گویا کہ اس نے ملحق کیا ہے اس کے ساتھ صلح کو اس چیز میں کہ متعلق ہو موجود چیز کے ساتھ بطریق اولیٰ۔ ابن بطال نے کہا کہ اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ اگر صلح کرے قرض خواہ اپنے کے درہموں سے بدلے درہموں کم اس سے تو جائز ہے جب کہ وعدے کا وقت پہنچے اور اگر وعدے کا وقت نہ پہنچا ہو تو نہیں جائز ہے اس کو یہ کہ اس سے کوئی چیز چھوڑے پہلے اس سے کہ قبض کرے بدلے اس کے اور اگر بعد وعدے کے اس سے صلح کرے درہموں سے اشرفیوں کے بدلے یا بالعکس اور قبض شرط ہے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الشُّرُوْطِ

کتاب ہے شرطوں کے بیان میں

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الشُّرُوْطِ فِي الْإِسْلَامِ وَالْأَحْكَامِ وَالْمُبَايَعَةِ.

بیان ہے اس چیز کا کہ جائز ہے شرطوں سے اسلام میں اور احکام اور بیع شرا میں۔

فائدہ: شروط شرط کی جمع ہے اور شرط یہ ہے کہ لازم پکڑے نفی اس کی دوسرے امر کی نفی کو سوائے سبب کے اور اس سے مراد اس جگہ بیان کرنا اس شرط کا ہے کہ جو اس سے صحیح ہے اور جو صحیح نہیں ہے۔ اور اسلام میں یہ شرط ہے کہ اسلام میں داخل ہونے کے وقت کافر مثلا یہ شرط کرے کہ جب وہ مسلمان ہو تو نہ تکلیف دی جائے اس کو سفر کی ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف مثلا۔ اور یہ شرط جائز نہیں کہ مثلا میں نماز نہیں پڑھوں گا اور احکام سے مراد عقود اور معاملات مانند بیع شرا وغیرہ کی اور مبایعت عطف خاص کا ہے عام پر۔ (فتح)

٢٥١٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُخْبِرَانِ عَنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا كَاتَبَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو يَوْمَئِذٍ كَانَ فِيمَا اشْتَرَطَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا أَحَدٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا وَخَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ فَكَرِهَ الْمُؤْمِنُوْنَ ذٰلِكَ وَامْتَعَضُوْا مِنْهُ وَأَبَى سُهَيْلٌ إِلَّا ذٰلِكَ فَكَاتَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ذٰلِكَ فَرَدَّ يَوْمَئِذٍ أَبَا

٢٥١٢۔ مروان اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے خبر دیتے تھے کہ جب حدیبیہ کے دن سہیل بن عمرو نے (کہ کفار قریش کی طرف سے وکیل تھا) صلح لکھی تو اس دن سہیل نے جو شرطیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیں ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ ہم میں سے کوئی تیرے پاس نہ آئے گا اگرچہ تیرے دین پر ہو مگر کہ تو اس کو ہماری طرف پھیر دے گا اور ہمارے اور اس کے درمیان راہ خالی کر دے گا یعنی جو ہم چاہیں گے اس کے ساتھ کریں گے آپ اس سے کچھ تعرض نہ کریں تو مسلمانوں کی یہ شرط بری معلوم ہوئی اور ان پر دشوار گذری تو سہیل نے کہا کہ میں یہ شرط ضرور لکھواؤں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرط لکھ دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن ابو جندل رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ سہیل کی طرف پھیر دیا یعنی موافق اس شرط کے اور اس مدت میں مردوں میں سے

جَنْدَلٍ إِلٰى أَبِيهِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَلَمْ يَأْتِهِ أَحَدٌ مِّنَ الرِّجَالِ إِلَّا رَدَّهُ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ وَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا وَّجَآءَتِ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ وَّكَانَتْ أُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ عُقْبَةَ بْنِ أَبِيْ مُعَيْطٍ مِّمَّنْ خَرَجَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ وَّهِيَ عَاتِقٌ فَجَآءَ أَهْلُهَا يَسْأَلُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّرْجِعَهَا إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَرْجِعْهَا إِلَيْهِمْ لِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِنَّ ﴿إِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِإِيْمَانِهِنَّ إِلٰى قَوْلِهِ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ﴾ قَالَ عُرْوَةُ فَأَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِهٰذِهِ الْأٰيَةِ ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ إِلٰى غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ أَقَرَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنْهُنَّ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا يُكَلِّمُهَا بِهٖ وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُهٗ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ وَمَا بَايَعَهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهٖ.

آپ کے پاس کوئی نہ آیا مگر کہ حضرت ﷺ نے اس کو پھیر دیا اگرچہ مسلمان تھا اور مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں ایک ان میں سے ام کلثوم عقبہ کی بیٹی تھی اور وہ اس دن بالغ تھی تو اس کے گھر والوں نے آ کر حضرت ﷺ سے کہا کہ ہماری بیٹی ہم کو پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ نے ان کو ان کی طرف نہ پھیرا اس لیے کہ اللہ نے مہاجر عورتوں کے حق میں آیت اتاری کہ جب مسلمان عورتیں تمہارے پاس ہجرت کر کے آئیں تو ان کو آزماؤ تو اللہ نے ان کے ایمان کو خوب جانا پس اگر تم ان کو مسلمان جانو تو ان کو کافروں کی طرف نہ پھیرو آخر آیت تک۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ ان کو اس آیت سے آزماتے تھے یعنی ان شرطوں سے کہ اس آیت میں مذکور ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو جو ان میں سے ایک شرط کا اقرار کرتی تو حضرت ﷺ اس سے فرماتے تھے کہ میں نے تجھ سے بیعت کی تو یہ بیعت کلام کے ساتھ تھی کہ حضرت ﷺ اس عورت سے اس کے ساتھ کلام کرتے تھے قسم ہے اللہ کی کہ بیعت میں حضرت ﷺ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا حضرت ﷺ نے عورتوں سے بیعت نہیں کی مگر اپنی کلام سے۔

۲۵۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيْرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَرَطَ عَلَيَّ

۲۵۱۳۔ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اور شرط کی حضرت ﷺ نے مجھ سے ساتھ خیر خواہی کرنے کے ہر مسلمان کے لیے۔

وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

٢٥١٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۲۵۱۴۔جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی نماز کے قائم کرنے پر اور زکوۃ کے دینے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ اس قسم کی شرطیں کرنی جائز ہیں۔

بَابُ إِذَا بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ وَلَمْ يَشْتَرِطِ الثَّمَرَةَ.

جب پیوند کی ہوئی کھجور کے درخت بیچے اور خریدار سے میوے کی شرط نہ کرے تو اس کا میوہ بیچنے والا ہے۔

٢٥١٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.

۲۵۱۵۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کھجور کے درخت پیوند کیے ہوئے بیچے تو اس کے پھل کا وہی مالک ہے جس نے بیچا مگر یہ کہ خریدار پھل کی بھی شرط کر لے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ یہ شرط جائز ہے۔

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْبُيُوْعِ.

بیع میں شرط کرنے کا بیان۔

٢٥١٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيْرَةَ جَاءَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِيْنُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِي إِلٰى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوْا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيْرَةُ إِلٰى أَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوْا

۲۵۱۶۔عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اس حال میں کہ اپنی کتابت میں اس سے مدد چاہتی تھی اور اس نے اپنے بدل کتابت کچھ ادا نہ کیا ہوا تھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کہا کہ تو اپنے مالکوں کے پاس پھر جا اگر وہ چاہیں کہ میں تیری طرف سے تیرا بدل کتابت ادا کر دوں اور تیرا ولا میرے لیے ہو تو کروں تو بریرہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات اپنے مالکوں سے ذکر کی تو انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ اگر وہ ثواب کے لیے تیرا بدل کتابت ادا کرے تو چاہے کہ کرے اور تیری

إِنْ شَائَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُوْنَ لَنَا وَلَاؤُكِ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا ابْتَاعِيْ فَأَعْتِقِيْ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

آزادی کا حق ہمارا ہوگا عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت ﷺ سے ذکر کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العتق میں گذر چکی ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ مطلق چھوڑا بخاری نے ترجمہ کو تفصیل کے لیے اس کے اعتبار میں فقہاء کے درمیان۔ (فتح)

بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ الْبَائِعُ ظَهْرَ الدَّابَّةِ إِلٰى مَكَانٍ مُسَمًّى جَازَ.

جب بیچنے والا ایک مکان معین تک چوپائے کی سواری کی شرط کرے تو جائز ہے۔

فائدہ: اسی طرح جزم کیا ہے اس نے اس حکم کے ساتھ میل کی صحت کے لیے اس کے نزدیک۔ اور اس میں اختلاف ہے اور اسی طرح جو چیز کہ اس کی مانند ہو اس میں بھی اختلاف ہے جیسے کہ شرط کرے کہ میں گھر میں رہوں گا غلام سے خدمت لوں گا۔ پس جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ بیع باطل ہے اس لیے کہ شرط مذکور عقد کے منافی ہے اور اوزاعی اور ابن شبرمہ اور احمد اور اسحق اور ابوثور اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ یہ بیع صحیح ہے اور یہ شرط بجائے استثناء کے ہے اس لیے کہ جب مشروط کی قدر معلوم ہو تو ہو جاتا ہے جیسا کہ بیچے اس کو ہزار کے ساتھ مگر پچاس درہم کے مثلا اور موافقت کی ہے ان کی مالک نے تھوڑے زمانے میں سوائے بہت کے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی حد اس کے نزدیک تین دن ہیں اور ان کی حجت باب کی حدیث ہے اور بخاری نے اس میں شرط ہونے کو ترجیح دی کما سیاتی۔ اور جمہور یہ جواب دیتے ہیں کہ اس حدیث کے الفاظ مختلف ہیں۔ بعض نے ذکر کیا ہے کہ بطور ہبہ کے تھا اور وہ ایک خاص واقعے کا ذکر ہے اس میں احتمال جاری ہے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جو بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں ہے وہ اس کے معارض ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شرط عقد کے مخالف ہو وہ باطل ہے کما تقدم فی العتق۔ اور نیز جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استثناء کی نفی ثابت ہو چکی ہے اخرجہ اصحاب السنن۔ اور نیز وارد ہو چکی ہے نہی بیع اور شرط سے اور جواب دیا گیا ہے کہ جو مقصود بیع کے منافی ہے وہ ہے جب کہ شرط کرے مثلا لونڈی کی بیع میں یہ کہ نہ صحبت کرے اس سے اور گھر میں یہ کہ نہ رہے اس میں اور غلام میں یہ کہ نہ خدمت لے اس سے اور چارپائے میں یہ کہ نہ سوار ہو اس پر لیکن جب شرط کرے کوئی چیز معلوم وقت معلوم کے ساتھ تو اس کا کوئی ڈر نہیں۔ اور رہی حدیث نہی کی استثناء سے پس نفس حدیث میں ہے کہ مگر یہ کہ معلوم ہو پس معلوم ہوا کہ مراد یہ ہے کہ نہی اس چیز سے ہے کہ مجہول ہو اس کی مقدار معلوم نہ ہو۔ اور رہی حدیث نہی کی بیع اور شرط سے تو اس کی سند میں کلام ہے اور تاویل کے لائق ہے اور اس کی مزید شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

٢٥١٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُولُ حَدَّثَنِي جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَسِيرُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ قَدْ أَعْيَا فَمَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَهُ فَدَعَا لَهُ فَسَارَ بِسَيْرٍ لَيْسَ يَسِيرُ مِثْلَهُ ثُمَّ قَالَ بِعْنِيهِ بِوَقِيَّةٍ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ بِعْنِيهِ بِوَقِيَّةٍ فَبِعْتُهُ فَاسْتَثْنَيْتُ حُمْلَانَهُ إِلَى أَهْلِي فَلَمَّا قَدِمْنَا أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ وَنَقَدَنِي ثَمَنَهُ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَأَرْسَلَ عَلَى إِثْرِي قَالَ مَا كُنْتُ لِآخُذَ جَمَلَكَ فَخُذْ جَمَلَكَ ذٰلِكَ فَهُوَ مَالُكَ. قَالَ شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرٍ أَفْقَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ إِسْحَاقُ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مُغِيرَةَ فَبِعْتُهُ عَلَى أَنَّ لِي فَقَارَ ظَهْرِهِ حَتَّى أَبْلُغَ الْمَدِينَةَ وَقَالَ عَطَاءٌ وَغَيْرُهُ لَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ شَرَطَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ جَابِرٍ وَلَكَ ظَهْرُهُ حَتَّى تَرْجِعَ وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَفْقَرْنَاكَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ تَبَلَّغْ عَلَيْهِ إِلَى أَهْلِكَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ وَابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَقِيَّةٍ وَتَابَعَهُ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ

٢٥١٧۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے اونٹ پر سوار تھا جو تھک گیا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گذرے اور اس کو لکڑی سے مارا اور اس کے لیے دعا کی تو وہ ایسا تیز چلا کہ اس کی مانند نہ چلتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایک اوقیہ سے میرے ہاتھ بیچ ڈال میں نے کہا کہ میں نہیں بیچتا پھر فرمایا کہ اس کو ایک اوقیہ سے میرے ہاتھ بیچ ڈال تو میں نے اس کو آپ کے ہاتھ بیچ ڈالا اور مستثنیٰ کیا میں نے اس کی سواری کو اپنے گھر تک سو جب ہم مدینہ میں آئے تو میں آپ کے پاس اونٹ لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مول مجھ کو دیا پھر میں پھرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو میرے پیچھے بھیجا اور فرمایا کہ میں تیرا اونٹ نہیں لیتا سو تو اپنا یہ اونٹ لے لے کہ وہ تیرا مال ہے۔اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس کی سواری مدینہ تک دی اور ایک روایت ہے کہ میں نے اس کو آپ کے ہاتھ بیچا اس شرط سے کہ مدینے تک مجھ کو اس کی سواری کی اجازت ہو۔اور ایک روایت ہے کہ تجھ کو مدینے تک اس کی سواری کی اجازت ہے۔اور ایک روایت میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے مدینے تک اس کی سواری کی شرط کر لی اور ایک روایت میں ہے کہ تجھ کو اس کی سواری کی اجازت ہے یہاں تک کہ تو پھر لے طرف مدینے کی اور ایک روایت میں ہے ہم نے تجھ کو مدینے تک اس کی سواری دی۔اور ایک روایت میں ہے کہ تو اپنے تئیں اس پر اپنے گھر والوں تک پہنچا۔اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک اوقیہ سے خریدا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کو چار دینار سے لیا اور یہ چار دینار میں ایک اوقیہ ہوتا ہے اس حساب سے کہ دینار دس درہم کا ہوتا ہے اور نہیں بیان کیا مغیرہ نے

عَطَاءٍ وَّغَيْرِهِ عَنْ جَابِرٍ أَخَذْتُهُ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِيرَ وَهٰذَا يَكُوْنُ وَقِيَّةً عَلٰى حِسَابِ الدِّيْنَارِ بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَلَمْ يُبَيِّنِ الثَّمَنَ مُغِيْرَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ وَّابْنُ الْمُنْكَدِرِ وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ وَّقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ وَّقِيَّةُ ذَهَبٍ وَّقَالَ أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ بِمِائَتَيْ دِرْهَمٍ وَّقَالَ دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ بِطَرِيْقِ تَبُوْكَ أَحْسِبُهُ قَالَ بِأَرْبَعِ أَوَاقٍ وَّقَالَ أَبُوْ نَضْرَةَ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ بِعِشْرِيْنَ دِيْنَارًا وَّ قَوْلُ الشَّعْبِيِّ بِوَقِيَّةٍ أَكْثَرُ الْاِشْتِرَاطُ أَكْثَرُ وَأَصَحُّ عِنْدِيْ قَالَهُ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ.

قیمت کوشعبی سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور ابن منکدر اور ابو زبیر نے جابر سے اور ایک روایت میں ہے ایک اوقیہ سونے کا اور ایک روایت میں ہے کہ چار اوقیہ سے خریدا اور ایک روایت میں ہے کہ بیس دینار سے خریدا اور اکثر روایتوں میں صرف ایک اوقیہ کا ذکر آیا ہے۔امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ اکثر روایتوں میں یہی ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے بیع کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینے تک سوار ہونے کی شرط کر لی تھی اور یہی ہے زیادہ ترصحیح روایت نزدیک میرے۔

فائدہ: یعنی اس کے طرق بہت زیادہ ہیں اور اس کا مخرج اصح ہے۔اور یہ جو بخاری نے شرط کی روایت کو ترجیح دی ہے تو یہی ہے طریقہ محققین اہل حدیث کا۔اس لیے کہ وہ نہیں توقف کرتے تصحیح متن سے جب کہ واقع ہوا اختلاف مگر جب کہ روایات مختلف ہوں کہ وہ شرط اضطراب کی ہے جس کے ساتھ حدیث رد کی جاتی ہے اور وہ اس جگہ پائی نہیں جاتی باوجود ممکن ہونے ترجیح کے۔ابن دقیق العید نے کہا کہ جب روایات مختلف ہوں اور ہو حجت بعض کے ساتھ بعض کے علاوہ تو موقوف ہے حجت پکڑنی ساتھ شرط برابر ہونے روایات کے لیکن جب بعض کے لیے ترجیح واقع ہو اس طرح سے کہ اس کے راوی شمار میں اکثر ہوں اور حفظ میں مضبوط ہوں تو متعین ہے عمل راجح کے ساتھ اس لیے کہ اضعف نہیں ہوتی مانع عمل سے اقوی کے ساتھ اور مرجوح نہیں منع کرتی تمسک کو ساتھ راجح کے اور طحاوی نے کہا کہ شرط کی روایت صحیح ہے لیکن بیع سے مراد حقیقی بیع نہیں اور اس کو قرطبی نے اس طرح سے رد کیا ہے کہ یہ محض دعوی ہے اور تغییر اور تحریف ہے تاویل نہیں اور اس کا قائل بعتہ وغیرہ کے الفاظ میں کیا کرے گا جو بیع میں نص ہیں اور بعض نے اس طرح سے حجت پکڑی ہے کہ اگر سوار ہونا خریدار کے مال سے ہے تو یہ بیع فاسد ہے اس لیے کہ اس نے اپنے نفس کے لیے شرط کی اور وہ چیز کہ خریدار اس کا مالک ہو چکا ہے اور اگر اس کے اپنے مال سے ہے تو بھی فاسد ہے

اس لیے کہ خریدار نہیں مالک ہوا منافع کا بیع کے بعد جہت بائع کی سے اور وہ ان کا مالک اس لیے ہے کہ وہ اس کے ملک میں پیدا ہوئی اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ منفعت مذکور اندازہ کی گئی ہے ساتھ قدر کے بیع کی قیمت سے اور واقع ہوئی ہے بیع ساتھ اس کے جو ان کے علاوہ ہے اور نظیر اس کی یہ کہ جو کھجور کا درخت پیوند کیا ہوا بیچے اور ان کا پھل مستثنٰی کرے اور منع تو صرف ایک مجہول چیز کا استثناء کرنا ہے بائع کے لیے اور مشتری کے لیے لیکن اگر دونوں اس کو جانتے ہوں تو کوئی مانع نہیں پس یہ قصہ بھی اس پر محمول ہے۔اور اسماعیلی نے کہا کہ شرط نفس عقد میں واقع نہیں ہوئی بلکہ سابق یا لاحق میں واقع ہوئی پس احسان کیا اس کی منفعت کے ساتھ اول جیسا کہ احسان کیا تھا اس کی گردن کے ساتھ۔آخر میں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کے غیر کے حق میں جائز ہو اور یہی وجہ قوی تر ہے میرے نزدیک اور نیز اسماعیلی نے کہا کہ اختلاف ان کا مول کے مقدار میں ضرر نہیں کرتا اس لیے کہ جس غرض کے لیے حدیث بیان کی گئی ہے وہ بیان کرنا حضرت ﷺ کی بخشش کا اور تواضع اور اپنے اصحاب پر مہربانی کا اور آپ کی دعا کی برکت کا۔اور سوائے اس کے اور نہیں لازم آتا بعض روایات کے وہم کرنے سے مول کی مقدار میں توہین کرنی اس کی اصل حدیث کی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ جس چیز کو بخاری نے ترجیح دی ہے وہ زیادہ تر لائق ہے اور موافق ہے پس چاہیے کہ اس پر اعتماد کیا جائے اور اللہ کے ساتھ ہی ہے توفیق اور اس حدیث میں جواز ہے قیمت کے ادا کرنے کا اس شخص کے لیے کہ جو پیش کرے اپنے اسباب کو بیع کے لیے اور قیمت کم کرنا مبیع میں قبل استقرار عقد کے اور ابتداء کرنا مشتری کا قیمت کے ذکر کے ساتھ اور یہ کہ قبض نہیں ہے شرط بیع کی صحت میں اور یہ کہ اجابت بڑے کی لا کے قول کے ساتھ جائز ہے امر جائز میں اور حدیث بیان کرنا ساتھ عمل نیک کے قصے کو پورے طور پر لانے کے لیے تزکیہ نفس کے لیے اور ارادے فخر کے اور اس میں تلاش کرنا امام کبیر کا ہے اپنے اصحاب کے لیے اور سوال کرنا اس کا اس چیز سے کہ اترے ساتھ ان کے اور مدد کرنی ان کے ساتھ اس چیز کی کہ آسان ہو حال سے یا مال سے یا دعا سے اور حضرت ﷺ کی تواضع سے اور یہ کہ جائز ہے مارنا جانور کو اس کو چلانے کے لیے اگرچہ غیر مکلّف ہو اور محل اس کا وہ ہے جب کہ نہ محقق ہو یہ بات کہ یہ اس سے باسبب زیادہ مشقت اور تھک جانے کے ہے۔اور اس میں توقیر کرنا تابع کا ہے اپنے رئیس کی اور اس میں وکیل کرنا ہے قرض کو ادا کرنے کے لیے اور تول دینے کو مشتری کو اور خریدنا ادھار اور اس میں پھیر دینا بخشش کا ہے پہلے قبض کے لیے قول جابر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ آپ کے لیے ہے حضرت ﷺ نے فرمایا نہ بلکہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال اور اس میں جواز داخل کرنا جانوروں اور اسباب کا ہے مسجد کے صحن کی طرف اور اس کے گردی اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ اونٹوں کا پیشاب پاک ہے اور اس میں اس پر حجت نہیں اور اس میں محافظت کرنی ہے اس چیز پر کہ اس کو تبرک ملے جابر رضی اللہ عنہ کے قول کے لیے ایک روایت میں کہ جو حضرت ﷺ نے مجھ کو قیمت سے زیادہ تھا وہ مجھ سے جدا نہیں ہوتا اور یہ کہ جائز ہے زیادہ دینا قیمت کا ادا کے وقت

اور تولنے کے وقت زیادہ تولنا لیکن مالک کی رضامندی سے اور یہ از سر نو ہبہ ہے یہاں تک کہ اگر رد کیا جائے اسباب ساتھ عیب کے مثلا تو نہیں واجب ہے اس کا پھیر دینا۔ یا وہ تابع ہے مول کے لیے یہاں تک کہ رد کیا جائے۔ اور اس میں فضیلت ہے جابر رضی اللہ عنہ کے لیے اس لیے کہ اس نے اپنے نفس کی حظ ترک کی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بجالیا اپنے اونٹ کے بیچنے کے ساتھ باوجود حاجت کے اس کی طرف اور اس میں معجزہ ظاہر ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جو نسبت کرنا چیز کا پہلے مالک کی طرف باعتبار ما کان کے۔ اور اس کے ساتھ استدلال کیا گیا ہے بیع کے صحیح ہونے پر بغیر ایجاب وقبول کی تصریح کے آپ کے قول کی وجہ سے بعنیه باوقية فبعته یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال اور کوئی صیغہ ذکر نہیں کیا اور اس میں حجت نہیں اس لیے کہ نہ ذکر کرنا عدم وقوع کو مستلزم نہیں اور ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ میں نے اس کو چار دینار میں لیا پس یہ ایجاب قبول ہے پس استدلال کیا جاتا ہے اس کے ساتھ کنایت کرنے پر عقود میں کنایت کے صیغوں سے۔ (فتح) اور یہ سب مسئلے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے طرق میں موجود ہیں جیسا کی ان کی تفصیل فتح الباری میں موجود ہے۔

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْمُعَامَلَةِ. تمام معاملوں میں شرط کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی مزارعت وغیرہ میں۔

۲۵۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيلَ قَالَ لَا فَقَالَ تَكْفُونَا الْمَئُونَةَ وَنُشْرِكُكُمْ فِي الثَّمَرَةِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.

۲۵۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان کھجور کے درخت بانٹ دیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تقسیم نہیں کرتا تو مہاجرین نے کہا کہ کفایت کرو تم ہم سے محنت کو یعنی محنت فقط تم ہی کرو ہم نہیں کرتے اور ہم تمہارے میووں میں شریک ہوں گے تو انصار نے کہا کہ ہم نے سنا اور مانا۔

فائدہ: اور یہ شرط لغوی ہے اور اعتبار کیا ہے اس کو شارع نے پس شرعی ہوئی اس لیے کہ اصل اس کی یہ ہے کہ اگر تم ہم سے کفایت کرو گے تو ہم تمہارے درمیان تقسیم کریں گے۔ (فتح)

۲۵۱۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ

۲۵۱۹۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین اور باغ یہود خیبر کو دیئے اس شرط پر کہ وہ اس میں کام کریں اور کھیتی بوئیں اور ان کے لیے آدھا اس چیز کا ہے کہ اس سے پیدا ہو۔

أَنْ يَّعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مزارعت میں گذر چکی ہے۔(فتح)

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْمَهْرِ عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ وَقَالَ عُمَرُ إِنَّ مَقَاطِعَ الْحُقُوْقِ عِنْدَ الشُّرُوْطِ وَلَكَ مَا شَرَطْتَ وَقَالَ الْمِسْوَرُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صِهْرًا لَّهُ فَأَثْنٰى عَلَيْهِ فِيْ مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ وَصَدَقَنِيْ وَوَعَدَنِيْ فَوَفٰى لِيْ.

بیان ہے شرطوں کا مہر میں وقت باندھنے نکاح کے۔یعنی اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یعنی قطع کرنا حقوق کا نزدیک وفا کرنے شرطوں کے ہے اور تیرے لیے وہ چیز ہے کہ تو نے شرط کی یعنی جو آپس میں شرط ٹھہر چکی ہو اس کے موافق مطالبہ کرنا حق کا لازم ہوتا ہے یعنی اور مسور نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اپنے داماد کو ذکر کیا اور داماد دامادی کے معاملے میں اس کی تعریف کی پس اچھی طرح سے تعریف کی فرمایا کہ اس نے مجھ سے بات کہی تو سچ کہا اور مجھ سے وعدہ کیا سو اس کو پورا کیا۔

٢٥٢٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ الشُّرُوْطِ أَنْ تُوْفُوْا بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ.

٢٥٢٠۔عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب شرطوں میں سے جن کا تم کو پورا کرنا چاہیے اس شرط کا زیادہ تر پورا کرنا لازم ہے جس کے سبب سے تم نے عورتوں کی شرم گاہیں حلال کر لیں۔

فائدہ: مراد وہ شرطیں ہیں کہ نکاح کے منافی نہ ہوں اور جو شرطیں کہ نکاح میں واجب الادا ہیں سو ان میں سے اول تو مہر ہے اور دوسری نان نفقہ تیسری حسن سلوک ۔دستور کے موافق عورت کا مہر فرض ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہر کا ادا کرنا سب پر مقدم ہے۔اور بعض شرطیں نکاح میں واجب الادا نہیں جیسے خاوند کا بیوی کے گھر میں رہنا اور بیوی کو اپنے گھر میں پلانا بیوی کی زندگی میں دوسرا نکاح نہ کرنا پہلی بیوی کو طلاق دینا۔اور ان سب حدیثوں کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْمُزَارَعَةِ.

مزارعت میں شرطوں کا بیان۔

فائدہ: یہ باب خاص ہے اس باب سے جو ایک باب پہلے گذر چکا ہے۔

۲۵۲۱۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيَّ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كُنَّا أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ حَقْلًا فَكُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ فَرُبَّمَا أَخْرَجَتْ هٰذِهِ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِهِ فَنُهِينَا عَنْ ذٰلِكَ وَلَمْ نُنْهَ عَنِ الْوَرِقِ.

۲۵۲۱۔رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کھیتی کرنے میں سب انصار سے زیادہ تھے سو ہم زمین کو کرائے پر دیتے تھے تو اکثر اوقات زمین کے اس قطعے میں کھیتی نکلتی اور اس میں نہ نکلتی یعنی دونوں میں سے ایک قطعے میں کھیتی ہوتی اور ایک میں نہ ہوتی تو ہم کو اس سے منع کیا گیا اور نہ منع کیا گیا ہم کو چاندی کے ساتھ کرائے دینے سے یعنی دینار اور درہم سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المزارعۃ میں گذر چکی ہے۔

بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ.

ان شرطوں کا بیان جو نکاح میں جائز نہیں۔

۲۵۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَزِيدَنَّ عَلٰى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبَنَّ عَلٰى خِطْبَتِهِ وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَكْفِئَ إِنَائَهَا.

۲۵۲۲۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیچے شہر والا باہر والے کے مال کو اور نہ بخشش کرو یعنی اگر لینے کی غرض نہ ہو تو زیادہ مول نہ لگاؤ اور نہ زیادہ مول لگائے کوئی اپنے بھائی کی بیع پر یعنی بائع اور مشتری دونوں ایک قیمت پر راضی ہو گئے ہوں تو اس پر زیادہ مول لگا کر آپ نہ خریدیں اور نہ منگنی کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی پر اور نہ مانگے عورت اپنی مسلمان بہن کی طلاق کو کہ تاکہ انڈیل لے جو اس کے برتن میں ہے یعنی جو اس کو خاوند سے ملتا ہے سو آپ لے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر نکاح میں پہلی عورت کی طلاق کی شرط ہو تو یہ شرط درست نہیں۔

بَابُ الشُّرُوطِ الَّتِي لَا تَحِلُّ فِي الْحُدُوْدِ.

شرطوں کا بیان جو حدود میں جائز نہیں۔

۲۵۲۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا

۲۵۲۳۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں مگر یہ کہ حکم کریں آپ میرے لیے ساتھ کتاب اللہ کے تو دوسرے جھگڑنے

قَالَا إِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَعْرَابِ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلَّا قَضَيْتَ لِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ الْخَصْمُ الْاٰخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ نَعَمْ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِّيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ قَالَ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ وَإِنِّيْ أُخْبِرْتُ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَّوَلِيْدَةٍ فَسَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّمَا عَلَى ابْنِيْ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَّأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا الرَّجْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ اغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا قَالَ فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَأَمَرَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَتْ.

والے نے کہااور وہ پہلے سے زیادہ سمجھدار تھا ہاں حکم کرو درمیان ہمارے ساتھ کتاب اللہ کے اور مجھ کواجازت ہوتو یہ قصہ بیان کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہہ اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا تو اس نے اس کی عورت سے حرام کاری کی اور مجھ کو خبر ہوئی کہ میرے بیٹے پر لازم ہے سنگسار کرنا تو بدلہ دیا میں نے اس سے ساتھ سو بکری اور ایک لونڈی کے پھر میں نے عالموں سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ میرے بیٹے پر سو کوڑا اور ایک سال کا نکال دینا ہے اور یہ کہ اس کی عورت پر سنگسار کرنا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں دونوں کے درمیان کتاب اللہ کے ساتھ حکم کروں گا کہ لونڈی اور بکریاں تجھ پر پھر آئیں گی اور تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور ایک سال کا نکال دینا ہے اے انیس صبح کو اس کی عورت کے پاس جا پس اگر زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر تو وہ صبح کو اس عورت کے پاس گیا تو عورت نے زنا کا اقرار کیا تو حضرت ﷺ نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحدود میں آئے گی اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ جو شرط کہ واقع ہو حد کے دور کرنے میں اللہ کی حدوں میں سے تو وہ باطل ہے۔ اور جو صلح کہ اس میں واقع ہو وہ مردود ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنْ شُرُوْطِ الْمُكَاتَبِ إِذَا رَضِيَ بِالْبَيْعِ عَلٰى أَنْ يُّعْتَقَ.

مکاتب کی شرطوں سے کیا شرط جائز ہے جب کہ راضی ہو ساتھ بیع کے اس شرط پر کہ آزاد کیا جائے۔

٢٥٢٤۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ الْمَكِّيُّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ

۲۵۲۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس بریرہ رضی اللہ عنہا آئی اور حالانکہ وہ مکاتب تھی تو اس نے کہا کہ اے ام المومنین

دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَیَّ بَرِیْرَةُ وَهِیَ مُكَاتَبَةٌ فَقَالَتْ یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اشْتَرِیْنِیْ فَإِنَّ اَهْلِیْ یَبِیْعُوْنِیْ فَأَعْتِقِیْنِیْ قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ إِنَّ اَهْلِیْ لَا یَبِیْعُوْنِیْ حَتّٰی یَشْتَرِطُوْا وَلَائِیْ قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِیْ فِیْكِ فَسَمِعَ ذٰلِكَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَلَغَهُ فَقَالَ مَا شَأْنُ بَرِیْرَةَ فَقَالَ اشْتَرِیْهَا فَأَعْتِقِیْهَا وَلْیَشْتَرِطُوْا مَا شَاؤُوْا قَالَتْ فَاشْتَرَیْتُهَا فَأَعْتَقْتُهَا وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَائَهَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَإِنِ اشْتَرَطُوْا مِائَةَ شَرْطٍ.

مجھ کو خرید لے کہ میرے مالک مجھ کو بیچتے ہیں اور مجھ کو آزاد کر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے مالک مجھ کو نہیں بیچتے یہاں تک کہ میرے ولا کی شرط کریں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو تیری کچھ حاجت نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی یا آپ کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہے بریرہ کا اس کو خرید کر آزاد کردے اور چاہیے کہ شرط کرے جو چاہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اس کو خرید کر آزاد کیا اور اس کے مالکوں نے اس کی آزادی کے حق کی شرط کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آزادی کا حق اسی کا ہے جو آزاد کرے اگرچہ سو شرط کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عتق میں گذر چکی ہے۔

بَابُ الشُّرُوْطِ فِی الطَّلَاقِ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَیَّبِ وَالْحَسَنُ وَ عَطَاءٌ إِنْ بَدَا بِالطَّلَاقِ أَوْ أَخَّرَ فَهُوَ أَحَقُّ بِشَرْطِهِ.

طلاق میں شرط کرنے کا بیان یعنی طلاق کے معلق کرنے میں۔ یعنی اور ابن مسیب اور حسن اور عطا نے کہا کہ اگر طلاق کو شرط سے مقدم کرے یا موخر کرے یعنی کہے اَنْتِ طَالِقٌ اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ یا کہے کہ اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ فَاَنْتِ طَالِقٌ تو وہ لائق تر ہے ساتھ رعایت شرط اپنی کے۔

فائدہ: یعنی بولنے میں طلاق کو خواہ شرط سے مقدم کرے یا موخر کرے ہر صورت میں طلاق ہو جاتی ہے شرط کے پائے جانے کے بعد۔

۲۵۲۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِیْ حَازِمٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّیْ وَأَنْ یَّبْتَاعَ الْمُهَاجِرُ لِلْأَعْرَابِیِّ وَأَنْ

۲۵۲۵۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوداگروں کو آگے بڑھ کر ملنے سے اور یہ کہ خریدے مقیم جنگلی کے لیے اور یہ کہ شرط کرے عورت طلاق کی اپنی بہن کی اور یہ کہ بیع کرے مرد اپنے بھائی کی بیع پر اور منع فرمایا نجش سے اور جانوروں کے تھنوں میں دودھ بند کرنے سے۔

تَشْتَرِطَ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا وَأَنْ يَّسْتَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ أَخِيْهِ وَنَهٰى عَنِ النَّجْشِ وَعَنِ التَّصْرِيَةِ. تَابَعَهُ مُعَاذٌ وَّعَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ غُنْدَرٌ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ نُهِيَ وَقَالَ آدَمُ نُهِيْنَا وَقَالَ النَّضْرُ وَحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ نَهٰى.

فائدہ: ان سب احکام کی شرح اپنی اپنی جگہ میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ نہ شرط کرے عورت اپنی بہن کی طلاق کی اس لیے کہ مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر یہ شرط کرے اور وہ طلاق دے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے اس لیے کہ اگر واقع نہ ہوتی تو نہی کے کوئی معنی نہ تھے۔ اور اس کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔ اور یہ جو کہا کہ نہ خریدے مقیم اعرابی کے لیے اس کے معنی یہ ہیں کہ جب کوئی دیہاتی چیز خریدنے کے لیے بازار میں آئے تو مقیم اس کے لیے وکیل نہ بنے تا کہ بازار والے نفع سے محروم نہ رہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ جائز ہے اس کے لیے یہ کہ اس کی خیر خواہی اور اس کو مشورہ دے۔ (فتح)

الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ دہم صحیح بخاری کا تمام ہوا اور اللہ تعالیٰ اس سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے آمین۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب ہے بیچ بیان آزاد کرنے غلام کے

کتاب ہے مکاتب کے بیان میں

کتاب ھبہ کے بیان میں

کتاب ہے شہادتوں کے بیان میں

کتاب ہے صلح کے بیان میں

کتاب ہے شرطوں کے بیان میں

❀ ..... ❀ ..... ❀

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۱

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ الشُّرُوْطِ مَعَ النَّاسِ بِالْقَوْلِ

قول کے ساتھ لوگوں سے شرط کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی فقط زبان سے شرط کرنا بغیر گواہ کرنے اور لکھنے کے۔

٢٥٢٦۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيْدُ أَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حَدَّثَنِيْ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوْسٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ. ﴿قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ كَانَتِ الْأُوْلٰى نِسْيَانًا وَالْوُسْطٰى شَرْطًا وَالثَّالِثَةُ عَمْدًا ﴿قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ أَمْرِيْ عُسْرًا﴾ ﴿لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهٗ﴾. ﴿فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُرِيْدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهٗ﴾ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ.

٢٥٢٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابی بن کعب نے اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہا موسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول نے پس ذکر کی تمام حدیث۔ اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ کیا نہ میں نے کہا تھا کہ تو میرے ساتھ ٹھہر نہ سکے گا پس پہلا اعتراض بھول سے تھا اور دوسرا بطور شرط کے اور تیسرا جان بوجھ کر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو نہ پکڑ میری بھول پر اور نہ ڈال مجھ پر میرا کام مشکل۔ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ دونوں ایک لڑکے سے ملے تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس کو مار ڈالا پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں میں پہنچے اور پائی اس میں ایک دیوار کہ گرنا چاہتی تھی تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس کو سیدھا کیا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَرَآئَهُمْ مَلَكٌ کی جگہ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ پڑھا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث خضر علیہ السلام کی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور اس سے مراد یہ قول ہے کہ پہلا اعتراض بھول سے تھا اور دوسرا بطور شرط کے اور تیسرا جان بوجھ کر اور اشارہ کیا ساتھ شرط کے طرف قول موسیٰ رحمہ اللہ کی اگر تجھ سے کوئی چیز پوچھوں اس کے بعد تو مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھنا اور موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اپنے اوپر لازم کر لیا اور نہ دونوں نے اس کو لکھا اور نہ کسی کو گواہ بنایا اور اس میں عمل کرنے پر دلالت ہے مقتضی اس چیز کے کہ اس پر شرط دلالت کرتی ہے پس تحقیق

خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا جب کہ اس نے خلاف شرط کیا کہ یہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے اس پر انکار نہ کیا۔

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْوَلَاءِ.

ولا میں شرط کرنے کا بیان یعنی اس کا کیا حکم ہے۔

۲۵۲۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْنِي بَرِيرَةُ فَقَالَتْ كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي فَقَالَتْ إِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ فَأَبَوْا عَلَيْهَا فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

۲۵۲۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا میرے پاس آئی اور اس نے کہا کہ میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیوں پر مکاتبت کی کہ ہر سال میں ایک اوقیہ دوں گی سو مدد کر میری تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر وہ چاہیں کہ میں ان کو سب اوقیے ایک بار گن دوں اور تیری آزادی کا حق میرے لیے ہو تو کروں۔ تو بریرہ رضی اللہ عنہا اپنے مالکوں کے پاس گئی اور ان سے کہا جو کچھ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا تو انہوں نے اس پر انکار کیا تو وہ ان کے پاس سے آئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اس نے کہا کہ میں نے یہ بات ان سے پیش کی تھی پھر انہوں نے نہیں مانی مگر یہ کہ حق آزادی کا ان کے لیے ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو لے اور ان کے لیے ولا کی شرط کر لیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آزادی کا حق تو اسی کا ہے جو آزاد کرے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو خرید کر آزاد کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ شرطیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں جو ایسی شرطیں کریں کہ جو اللہ کی کتاب میں نہیں تو وہ باطل ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں اگرچہ سو شرط ہو اللہ کا حکم لائق تر ہے ساتھ عمل کے اور شرط اللہ کی مضبوط تر ہے اور وہ حکم اللہ کا یہ ہے کہ آزادی کا حق اسی کا ہے جو آزاد کرے۔

فائدہ: یہ حدیث عتق کے آخر میں گذر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ فِي الْمُزَارَعَةِ إِذَا شِئْتُ أَخْرَجْتُكَ.

جب مزارعت میں مالک یہ شرط کرے کہ جب میں چاہوں گا تجھ کو زمین سے نکال دوں گا۔

فائدہ: یعنی کوئی مدت معین نہ کرے تو جائز ہے۔

۲۵۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى أَبُوْ غَسَّانَ الْكِنَانِيُّ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا فَدَعَ أَهْلُ خَيْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَامَ عُمَرُ خَطِيْبًا فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَامَلَ يَهُوْدَ خَيْبَرَ عَلٰى أَمْوَالِهِمْ وَقَالَ نُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللّٰهُ وَإِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ خَرَجَ إِلٰى مَالِهِ هُنَاكَ فَعُدِيَ عَلَيْهِ مِنَ اللَّيْلِ فَفُدِعَتْ يَدَاهُ وَرِجْلَاهُ وَلَيْسَ لَنَا هُنَاكَ عَدُوٌّ غَيْرَهُمْ هُمْ عَدُوُّنَا وَتُهْمَتُنَا وَقَدْ رَأَيْتُ إِجْلَاءَهُمْ فَلَمَّا أَجْمَعَ عُمَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَتَاهُ أَحَدُ بَنِيْ أَبِي الْحُقَيْقِ فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَتُخْرِجُنَا وَقَدْ أَقَرَّنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَامَلَنَا عَلَى الْأَمْوَالِ وَشَرَطَ ذٰلِكَ لَنَا فَقَالَ عُمَرُ أَظَنَنْتَ أَنِّيْ نَسِيْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ بِكَ إِذَا أُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُوْ بِكَ قَلُوْصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ فَقَالَ كَانَتْ هٰذِهٖ هُزَيْلَةً مِّنْ أَبِي الْقَاسِمِ قَالَ كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ فَأَجْلَاهُمْ عُمَرُ وَأَعْطَاهُمْ قِيْمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ مَالًا وَّإِبِلًا وَّعُرُوْضًا مِّنْ أَقْتَابٍ وَّحِبَالٍ

۲۵۲۸۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر والوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پاؤں توڑ ڈالے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ خطبے کو کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود خیبر سے ان کے مالوں پر معاملہ کیا تھا یعنی ان کی زمینیں اور باغات انہی کو دے دیئے تھے کہ وہ ان میں محنت کریں اور جو پیدا ہو سو آدھا آدھا بانٹ لیں گے اور فرمایا تھا کہ ٹھہرائیں گے ہم تم کو جب تک کہ اللہ تم کو ٹھہرائے گا اور تحقیق عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے مال کی طرف وہاں نکلا تو رات کو اس پر ظلم ہوا یعنی یہود نے اس کو مارا گھر کے اوپر سے گرایا سو ان کے ہاتھ پاؤں پہنچوں سے ٹوٹ گئے اور ان کے سوائے ہمارا کوئی دشمن نہیں وہ ہمارے دشمن ہیں اور انہیں کو ہم تہمت کرتے ہیں اور میں نے مناسب جانا کہ ان کو اپنے وطن سے نکال دوں۔ تو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے جلاوطن کرنے کا قصد کیا تو ابن ابی حقیق (یہود کے ایک قبیلے کا نام ہے) کا ایک مردان کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ اے امیر المومنین کیا تو ہم کو وطن سے نکالتا ہے اور حالانکہ ہم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرایا ہے اور ہم سے اپنے مالوں پر معاملہ کیا اور ہمارے لیے یہ شرط کی ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو نے گمان کیا ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بھول گیا ہوں کہ آپ نے تجھ سے فرمایا کہ کیا حال ہوگا تیرا جس وقت تو خیبر سے نکالا جائے گا تیری اونٹنی تجھ کو لے دوڑے گی رات کو بعد رات کے یعنی ایک وقت تجھ پر ایسا آئے گا کہ راتوں رات یہاں سے نکل جائے گا یعنی

وَغَيْرِ ذٰلِكَ. رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَحْسِبُهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَصَرَهُ.

حضرت ﷺ نے اس حدیث میں تمہارے نکالنے کا اشارہ کیا ہے تو یہودی نے کہا کہ ابو القاسم یعنی حضرت ﷺ نے یہ کلام ٹھٹھے کے راہ سے کہا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو جھوٹا ہے۔تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو نکال دیا اور ان کے حصے کے میوے کی ان کو قیمت دی نقد سے اور اونٹوں سے اور اسباب سے یعنی پالان اور رسیوں وغیرہ سے یعنی ان کو میووں کی قیمت کچھ نقد مال سے دی اور کچھ اونٹ وغیرہ اسباب دیا۔

فائدہ: اسی طرح بخاری نے ذکر کیا ہے اس ترجمہ کو مختصر اور باب باندھا ہے حدیث باب کے لیے ۔مزارعت میں زیادہ تر واضح اس سے پس کہا کہ جب زمین کا مالک کہے کہ میں قائم رکھوں گا تجھ کو جب تک کہ اللہ تجھ کو برقرار رکھے اور کسی مدت معین کو ذکر نہ کرے تو وہ دونوں اپنی رضامندی پر ہیں اور روایت کی اس جگہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث یہود خیبر کے قصے کے بارے میں اس لفظ کے ساتھ کہ برقرار رکھیں گے ہم تم کو جب تک کہ چاہیں ۔اور اس جگہ میں اس حدیث کو اس لفظ سے وارد کیا کہ برقرار رکھیں گے ہم تم کو جب تک کہ تم کو اللہ برقرار رکھے گا پس لایا گیا ہر ترجمہ میں لفظ متن کو جو دوسری روایت میں ہے اور ایک روایت نے دوسری کی مراد بیان کی اور یہ کہ حضرت ﷺ کے قول مَا اَقَرَّكُمُ اللّٰهُ سے مراد یہ کہ جب تک کہ مقدر کیا ہے اللہ نے یہ کہ چھوڑ دیں ہم تم کو اس میں پس جب چاہیں ہم پس نکالیں ہم تم کو۔تو معلوم ہوا کہ مقدر کیا ہے اللہ نے نکالنا تمہارا اور تحقیق پہلے گذر چکی ہے استدلال کی توجیہ اس کے ساتھ جواز مخابرۃ پر۔اور اس حدیث میں ہے جائز ہونا مساقات کا مالک کے لیے بغیر مدت معین کے اور جو اس کو جائز نہیں رکھتا وہ جواب دیتا ہے کہ مدت اس میں مذکور تھی لیکن منقول نہیں ہوئی یا مذکور نہیں ہوئی لیکن معین کی گئی ہر سال ساتھ اتنے کے یا خیبر والے مسلمانوں کے غلام ہو گئے تھے اور سردار کا معاملہ اپنے غلام کے ساتھ اس میں نہیں شرط لگائی جاتی وہ کہ جو اجنبی میں لگائی جاتی ہے اور اس حدیث میں نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے مہلب نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ عداوت ظاہر کرتی ہے مطالبہ قصور کے ساتھ جیسا کہ مطالبہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہود سے اپنے بیٹے کے ہاتھ پاؤں توڑنے کی وجہ سے اور اس کو ترجیح دی اس طرح سے کہ کہا کہ ان کے سوائے ہمارا کوئی دشمن نہیں پس معلوم کیا مطالبہ کو ساتھ شاہد عداوت کے اور قصاص ان سے اس لیے طلب نہ کیا کہ جس حال میں اس کے ہاتھ پاؤں توڑے گئے اس وقت وہ سویا ہوا تھا سو اس نے مارنے والوں کو نہ پہچانا کہ وہ کون کون تھا۔اھ یہ کہ حضرت ﷺ کے اقوال اور افعال حقیقت پر محمول ہیں یعنی ان کے حقیقی معنی مراد ہیں یہاں تک کہ مجاز کی دلیل قائم ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو یہود کو خیبر سے نکالا تو اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پاؤں توڑ ڈالے تھے لیکن یہ نہیں تقاضہ کرتا سبب کے حصر ہونے کو عمر رضی اللہ عنہ کے ان کے نکالنے میں اور تحقیق واقع ہوئی ہیں میرے لیے اس کے بارے میں دو علتیں اور ایک یہ ہے جس کو روایت کیا زہری نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے کہ ہمیشہ رہا عمر رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت پایا یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ جمع ہوں گے عرب کے جزیرے میں دو دین اور فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ سے جس کے پاس عہد ہے تو چاہیے کہ اس کو لائے کہ میں اس کو اس کے لیے جاری کروں نہیں تو میں جلاوطن کرنے والا ہوں پس جلاوطن کیا ان کو۔ روایت کی یہ حدیث ابن ابی شیبہ وغیرہ نے۔ اور دوسری عمر بن شبہ نے مدینے کی اخبار میں روایت کیا عثمان بن محمد کے طریق سے کہ جب مسلمانوں کے ہاتھ میں خادم بہت ہوئے اور انہوں نے زمین میں محنت کرنے پر قوت پائی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو وطن سے نکال دیا۔ اور احتمال ہے کہ ہو ہر ایک ان چیزوں میں سے جز وعلت بیچ ان کے نکال دینے کے۔ (فتح)

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْجِهَادِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوْطِ.

باب ہے بیچ بیان شرطوں کے جہاد میں اور صلح کرنے میں ساتھ کافروں لڑنے والوں میں اور لکھنا شرطوں کا ساتھ لوگوں کے قول سے۔

فائدہ: ترجمہ میں اس آخری زیادتی کی کوئی ضرورت نہیں اس لیے کہ وہ مستقل ترجمہ میں پہلے گذر چکی ہے مگر یہ کہ حمل کیا جائے پہلا ترجمہ صرف اشتراط بالقول پر اور یہ اوپر اشتراط کے قول اور فعل دونوں کے ساتھ۔ (فتح)

۲۵۲۹۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ يُصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا حَدِيْثَ صَاحِبِهٖ قَالَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ بِالْغَمِيْمِ فِيْ خَيْلٍ لِّقُرَيْشٍ طَلِيْعَةً فَخُذُوْا ذَاتَ الْيَمِيْنِ فَوَاللهِ مَا شَعَرَ بِهِمْ خَالِدٌ حَتّٰى إِذَا هُمْ بِقَتَرَةِ الْجَيْشِ فَانْطَلَقَ

۲۵۲۹۔ مسور بن مخرمہ اور مروان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ (ایک گاؤں کا نام ہے قریب مکہ کے اور اکثر اس کا حرم میں ہے یا کنویں کا نام ہے پھر وہ مکان اس کے نام سے مشہور ہوا) کے سال نکلے (یعنی عمرے کی نیت سے آپ کی لڑائی کی نیت نہ تھی) یہاں تک کہ بعض راہ میں تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خالد بن ولید قریش کے دو سو سواروں کو لے کر غمیم (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے) میں آ کر روکے کھڑا ہے سو تم دائیں طرف کی راہ لو یعنی جس راہ میں خالد اور اس کے ساتھی ہیں پس قسم ہے اللہ کی نہ معلوم کیا ان کو خالد نے یہاں تک کہ جب لشکر کے غبار ان کو پہنچے تو چلا خالد دوڑتا ہوا اس حال میں کہ قریش کو ڈرانے

يَرْكُضُ نَذِيْرًا لِقُرَيْشٍ وَّسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِيْ يُهْبَطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ فَقَالَ النَّاسُ حَلْ حَلْ فَأَلَحَّتْ فَقَالُوْا خَلَأَتِ الْقَصْوَآءُ خَلَأَتِ الْقَصْوَآءُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَأَتِ الْقَصْوَآءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَّلٰكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيْلِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَسْأَلُوْنِيْ خُطَّةً يُّعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ قَالَ فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتّٰى نَزَلَ بِأَقْصَى الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَمَدٍ قَلِيْلِ الْمَآءِ يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا فَلَمْ يُلَبِّثْهُ النَّاسُ حَتّٰى نَزَحُوْهُ وَشُكِيَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَطَشُ فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِّنْ كِنَانَتِهٖ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَ يَجِيْشُ لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتّٰى صَدَرُوْا عَنْهُ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ جَآءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَآءَ الْخُزَاعِيُّ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ قَوْمِهٖ مِنْ خُزَاعَةَ وَكَانُوْا عَيْبَةَ نُصْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ تِهَامَةَ فَقَالَ إِنِّيْ تَرَكْتُ كَعْبَ بْنَ لُؤَيٍّ وَعَامِرَ بْنَ لُؤَيٍّ نَزَلُوْا أَعْدَادَ مِيَاهِ الْحُدَيْبِيَةِ وَمَعَهُمُ الْعُوْذُ الْمَطَافِيْلُ وَهُمْ مُقَاتِلُوْكَ وَصَادُّوْكَ عَنِ الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

والا تھا ساتھ آمد حضرت ﷺ کے اور حضرت ﷺ چلے (اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ لے نکلے ہم کو ایک راہ سے سوائے اس راہ کے کہ وہ اس میں ہیں تو اسلم کا ایک مردان کو ایک راہ مشکل سے لے کر چلا تو وہ اس سے نکلے بعد اس کے کہ دشوار ہوا اور ایک نرم زمین میں پہنچے) یہاں تک کہ جب اس پہاڑی پر پہنچے جس طرف سے کہ لوگ مکے والوں پر اترتے ہیں تو آپ کی اونٹنی آپ کے ساتھ بیٹھ گئی تو لوگوں نے کہا کہ حل حل (اونٹ کے اٹھانے کے لیے یہ کلمہ بولتے ہیں) سو اس نے اس جگہ کو لازم پکڑا اور نہ اٹھی تو لوگوں نے کہا کہ اڑ کی قصوانی (نام حضرت ﷺ کی اونٹنی کا تھا) تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اڑ کی قصوانی اور یہ اس کی عادت نہیں لیکن اس کو روکا ہے ہاتھی کے بند کرنے والے نے یعنی اللہ نے کہ اس نے اصحاب فیل کو مکے سے روکا تھا پھر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ مکے والے نہ مانگیں گے مجھ سے کوئی کام جس میں اللہ کے حرم کی تعظیم کریں یعنی حرم مکہ میں لڑائی ترک کرنے سے مگر کہ میں ان کو دوں گا یعنی اس صلح میں جو کچھ قریش مجھ سے حرم کی تعظیم کی بابت طلب کریں گے میں اس کو قبول کروں گا پھر حضرت ﷺ نے اونٹنی کو جھڑکا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی پھر اہل مکہ سے ایک طرف ہوئے یعنی ان کی راہ سے اور متوجہ ہوئے اور طرف یہاں تک کہ حدیبیہ کی پرلی طرف میں اترے ایک جگہ پر کہ اس میں تھوڑا سا پانی تھا تو لوگ اس سے تھوڑا تھوڑا پانی لیتے تھے سو نہ ٹھہرنے دیا لوگوں نے پانی کو یہاں تک کہ اس کو کھینچ ڈالا یعنی اس میں کچھ پانی باقی نہ رہا اور حضرت ﷺ کے پاس پیاس کی شکایت ہوئی تو حضرت ﷺ

وَسَلَّمَ إِنَّا لَمْ نَجِئْ لِقِتَالِ أَحَدٍ وَّلٰكِنَّا جِئْنَا مُعْتَمِرِيْنَ وَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ نَهِكَتْهُمُ الْحَرْبُ وَأَضَرَّتْ بِهِمْ فَإِنْ شَآئُوْا مَادَدْتُهُمْ مُدَّةً وَّيُخَلُّوْا بَيْنِيْ وَبَيْنَ النَّاسِ فَإِنْ أَظْهَرْ فَإِنْ شَآئُوْا أَنْ يَّدْخُلُوْا فِيْمَا دَخَلَ فِيْهِ النَّاسُ فَعَلُوْا وَإِلَّا فَقَدْ جَمُّوْا وَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأُقَاتِلَنَّهُمْ عَلٰى أَمْرِيْ هٰذَا حَتّٰى تَنْفَرِدَ سَالِفَتِيْ وَلَيُنْفِذَنَّ اللّٰهُ أَمْرَهٗ فَقَالَ بُدَيْلٌ سَأُبَلِّغُهُمْ مَا تَقُوْلُ قَالَ فَانْطَلَقَ حَتّٰى أَتٰى قُرَيْشًا قَالَ إِنَّا قَدْ جِئْنَاكُمْ مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ وَسَمِعْنَاهُ يَقُوْلُ قَوْلًا فَإِنْ شِئْتُمْ أَنْ نَّعْرِضَهٗ عَلَيْكُمْ فَعَلْنَا فَقَالَ سُفَهَاؤُهُمْ لَا حَاجَةَ لَنَا أَنْ تُخْبِرَنَا عَنْهُ بِشَيْءٍ وَّقَالَ ذَوُو الرَّأْيِ مِنْهُمْ هَاتِ مَا سَمِعْتَهٗ يَقُوْلُ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا فَحَدَّثَهُمْ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ أَيْ قَوْمِ أَلَسْتُمْ بِالْوَالِدِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ أَوَلَسْتُ بِالْوَلَدِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَهَلْ تَتَّهِمُوْنِيْ قَالُوْا لَا قَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ اسْتَنْفَرْتُ أَهْلَ عُكَاظَ فَلَمَّا بَلَّحُوْا عَلَيَّ جِئْتُكُمْ بِأَهْلِيْ وَوَلَدِيْ وَمَنْ أَطَاعَنِيْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ هٰذَا قَدْ عَرَضَ لَكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ اقْبَلُوْهَا وَدَعُوْنِيْ اٰتِيْهِ قَالُوا ائْتِهٖ فَأَتَاهُ فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور اصحاب کو حکم کیا کہ تیر کو پانی میں رکھ دیں سو قسم ہے اللہ کی کہ ہمیشہ رہا جوش مارتا ان کے لیے پانی ساتھ سیرابی کے یعنی ساتھ پانی کے کہ سیراب کرے ان کو یہاں تک کہ لوگ پانی سے پھرے یعنی اور وہاں پانی باقی تھا پس وہ اس طرح تھے کہ اچانک بدیل بن ورقہ اپنی قوم خزاعہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ آیا اور وہ اہل تہامہ سے تھا(یعنی مکہ اور اس کے گرد کے لوگوں سے تھا) حضرت ﷺ کے خیر خواہ اور بھید چھپانے کی جگہ تھی تو اس نے کہا کہ چھوڑا میں نے کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو کہ حدیبیہ کے جاری پانیوں پر اترے ہیں اور ان کے ساتھ دودھ والی اونٹنیاں ہیں یعنی وہ اپنے ساتھ دودھ والی اونٹنیاں لے آئیں ہیں تا کہ ان کے دودھ سے توشہ پکڑیں تو نہ پھریں یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو روکیں یا مراد ساتھ ان کے جورو اور بچے ہیں (یعنی وہ اپنے بیوی اور بچوں کو ساتھ اپنے لے آئے ہیں طول قیام کے ارادے کی وجہ سے)اور وہ آپ سے لڑنے والے ہیں اور آپ کو خانے کعبے سے روکنے والے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ ہم کسی سے لڑنے کو نہیں آئے لیکن ہم تو عمرہ کرنے کو آئے اور بے شک قریش کو لڑائی نے سست کر ڈالا اور ان کو ضرر پہنچایا سو اگر وہ صلح چاہیں تو میں ان کے لیے کچھ مدت مقرر کروں کہ اس مدت میں نہ ہم ان سے لڑیں اور نہ وہ ہم سے لڑیں اور وہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان راہ چھوڑ دیں یعنی جو لوگ کہ ان کے سوائے ہیں کفار عرب وغیرہ سے پھر اگر صلح کی مدت میں کافر مجھ پر غالب ہوئے تو ان کی مراد حاصل ہوئی اور اگر میں کافروں پر غالب ہوا تو اگر قریش داخل ہونا چاہیں جس میں لوگ داخل ہوئے

وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِّنْ قَوْلِهِ لِبُدَيْلٍ فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ ذٰلِكَ أَيْ مُحَمَّدُ أَرَأَيْتَ إِنِ اسْتَأْصَلْتَ أَمْرَ قَوْمِكَ هَلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِّنَ الْعَرَبِ اجْتَاحَ أَهْلَهُ قَبْلَكَ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرٰى فَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَأَرٰى وُجُوْهًا وَّإِنِّيْ لَأَرٰى أَوْشَابًا مِّنَ النَّاسِ خَلِيْقًا أَنْ يَّفِرُّوْا وَيَدَعُوْكَ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ امْصُصْ بِبَظْرِ اللَّاتِ أَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهُ فَقَالَ مَنْ ذَا قَالُوْا أَبُوْ بَكْرٍ قَالَ أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْلَا يَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِيْ لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لَأَجَبْتُكَ قَالَ وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُلَّمَا تَكَلَّمَ أَخَذَ بِلِحْيَتِهٖ وَالْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ فَكُلَّمَا أَهْوٰى عُرْوَةُ بِيَدِهٖ إِلٰى لِحْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ وَقَالَ لَهُ أَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالُوا الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَقَالَ أَيْ غُدَرُ أَلَسْتُ أَسْعٰى فِيْ غَدْرَتِكَ وَكَانَ الْمُغِيْرَةُ صَحِبَ قَوْمًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَتَلَهُمْ وَأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ ثُمَّ جَآءَ فَأَسْلَمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا الْإِسْلَامَ فَأَقْبَلُ وَأَمَّا الْمَالَ فَلَسْتُ مِنْهُ

یعنی مسلمان ہونا چاہیں تو مسلمان ہوں اور اگر مسلمان ہونے کا ارادہ نہ ہو تو صلح کی مدت میں انہوں نے آرام ہی پایا یعنی لڑائی سے اور اگر قریش یہ بھی نہ مانیں گے تو قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں لڑا کروں گا ان سے اپنے کام پر یعنی دین پر یہاں تک کہ میری گردن جدا ہو اور البتہ اللہ اپنے دین کو غالب کرے گا تو بدیل نے کہا کہ میں تیری بات قریش کو پہنچاؤ گا سو وہ چلا یہاں تک کہ قریش کے پاس آیا تو ان کو کہا کہ ہم تمہارے پاس اس مرد کے نزدیک سے آئے ہیں اور ہم نے اس سے سنا کہ ایک بات کہتا ہے پس اگر تم چاہو کہ ہم اس کو تمہارے آگے ظاہر کریں تو کہیں تو قریش کے بیوقوفوں نے کہا کہ ہم کو حاجت نہیں کہ تو ہم کو اس سے کسی چیز کی خبر دے اور ان کے عقلمندوں نے کہا کہ لا جو کچھ تو نے اس کو کہتے سنا ہے بدیل نے کہا کہ میں نے اس سے سنا ہے کہ ایسا ایسا کہتا تھا پس بیان کیا اس نے جو کچھ کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا تو عروہ بن مسعود کھڑا ہوا اور کہا کہ اے قوم کیا میں تمہارا باپ نہیں انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں پھر اس نے کہا کہ کیا تم میرے بیٹے نہیں تو انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں اس نے کہا کہ کیا تم مجھ کو تہمت کرتے ہو انہوں نے کہا کہ نہیں پھر اس نے کہا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے اہل عکاظ کو تمہاری مدد کے لیے بلایا تھا سو جب وہ باز رہے تو میں اہل اور اولاد اور تابعداروں کے ساتھ تمہارے پاس آیا انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں پس اس نے کہا کہ اس مرد یعنی پیغمبر ﷺ نے پہلی بات تمہارے پیش کی سو اس کو قبول کرو اور مجھ کو چھوڑو کہ میں اس کے پاس آؤں تو وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے کلام کرنے لگا تو

فِيْ شَيْءٍ ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوْا أَمْرَهٗ وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَمَا يُحِدُّوْنَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَّهٗ فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلٰى أَصْحَابِهٖ فَقَالَ أَيْ قَوْمِ وَاللّٰهِ لَقَدْ وَفَدْتُّ عَلَى الْمُلُوْكِ وَوَفَدْتُّ عَلٰى قَيْصَرَ وَكِسْرٰى وَالنَّجَاشِيِّ وَاللّٰهِ إِنْ رَّأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهٗ أَصْحَابُهٗ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا وَّاللّٰهِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوْا أَمْرَهٗ وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَمَا يُحِدُّوْنَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَّهٗ وَإِنَّهٗ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوْهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ كِنَانَةَ دَعُوْنِيْ آتِيْهِ فَقَالُوْا ائْتِهٖ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهٖ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا فُلَانٌ وَّهُوَ مِنْ قَوْمٍ يُّعَظِّمُوْنَ الْبُدْنَ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جیسا کہ بدیل کو فرمایا تھا تو عروہ نے اس وقت کہا کہ اے محمد ﷺ بھلا بتلا تو کہ اگر تو اپنی قوم کے کام کو جڑ سے اکھاڑ ڈالے گا تو کیا تو نے عرب سے کسی کو سنا ہے کہ تجھ سے پہلے اپنی قوم کی جڑ اکھاڑی ہو اور اگر دوسری شق ہو یعنی قریش کو غلبہ ہو تو قسم ہے اللہ کی البتہ میں نہیں دیکھتا کئی منہ اور البتہ دیکھتا ہوں کہ آدمی مختلف قوموں کے لائق نہیں کہ بھاگ جائیں اور تجھ کو اکیلا چھوڑ دیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ لات کی شرمگاہ چاٹ کیا ہم حضرت ﷺ سے بھاگ جائیں گے اور اس کو چھوڑ دیں گے تو عروہ نے کہا کہ یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اس نے کہا خبردار ہو قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر دغابازی کے مٹانے اور اس کی بدی کے دور کرنے میں کوشش نہیں کی اور مغیرہ کفر کی حالت میں ایک قوم کے ساتھ رہا تھا پھر دھوکا دے کر ان کو قتل کیا اور ان کا مال لیا پھر آ کر مسلمان ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہا اسلام کو تو میں قبول کرتا ہوں اور مال کا حال یہ ہے کہ مجھ کو اس سے کچھ طلب نہیں یعنی میں اس سے تعرض نہیں کرتا اس لیے کہ اس کو دھوکے سے لیا تھا پھر عروہ اپنی دونوں آنکھوں سے حضرت ﷺ کے اصحاب کو دیکھنے لگا راوی نے کہا کہ قسم ہے اللہ کہ حضرت ﷺ نے کوئی کھنگار منہ سے نہ ڈالا مگر کہ ان میں سے کسی مرد کے ہاتھ میں پڑا تو اس نے اس کو اپنے منہ اور بدن پر ملا اور آپ کا کوئی بال نہ گرتا تھا مگر اس کو لے لیتے تھے اور جب ان کو کوئی کام فرماتے تھے تو آپ کے کام میں جلدی کرتے تھے اور جب حضرت ﷺ وضو کرتے تھے تو قریب تھے کہ آپ کے وضو پر آپس میں لڑ مریں اور جب آپ کلام کرتے ہیں تو اپنی

فَابْعَثُوْهَا لَهٗ فَبُعِثَتْ لَهٗ وَاسْتَقْبَلَهُ النَّاسُ يُلَبُّوْنَ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا يَنْبَغِيْ لِهٰٓؤُلَآءِ اَنْ يُّصَدُّوْا عَنِ الْبَيْتِ فَلَمَّا رَجَعَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ قَالَ رَاَيْتُ الْبُدْنَ قَدْ قُلِّدَتْ وَاُشْعِرَتْ فَمَا اَرٰى اَنْ يُّصَدُّوْا عَنِ الْبَيْتِ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ يُقَالُ لَهٗ مِكْرَزُ بْنُ حَفْصٍ فَقَالَ دَعُوْنِيْ اٰتِيْهِ فَقَالُوا ائْتِهٖ فَلَمَّا اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مِكْرَزٌ وَّهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَمَا هُوَ يُكَلِّمُهٗ اِذْ جَآءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ مَعْمَرٌ فَاَخْبَرَنِيْ اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّهٗ لَمَّا جَآءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ سَهُلَ لَكُمْ مِنْ اَمْرِكُمْ قَالَ مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَجَآءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ هَاتِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَاتِبَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ سُهَيْلٌ اَمَّا الرَّحْمٰنُ فَوَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا هُوَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ كَمَا كُنْتَ تَكْتُبُ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ وَاللّٰهِ لَا نَكْتُبُهَا اِلَّا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ ثُمَّ قَالَ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ

آوازیں پست کرتے ہیں اور تعظیم کے لیے آپ کی طرف تیز نظر سے نہ دیکھتے تھے تو عروہ نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہیں تو عروہ نے کہا کہ اے دغاباز مجھ پر تیرا احسان نہ ہوتا جس کا میں نے تجھ کو بدلہ نہیں دیا تو البتہ میں تجھ کو اس گالی کا جواب دیتا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنے لگا سو جب آپ سے بات کرتا تھا تو آپ کی داڑھی کو پکڑ لیتا تھا اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر کھڑا تھا اور اس کے ساتھ تلوار تھی اور اس کے سر پر خود تھی سو جب عروہ اپنا ہاتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کی طرف جھکاتا تھا تو مغیرہ رضی اللہ عنہ تلوار کی نعل اس کے ہاتھ کو مارتا تھا اور اس کو کہتا تھا کہ اپنا ہاتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی سے پیچھے ہٹا پس تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں لائق ہے مشرک کو یہ کہ ہاتھ لگائے اس کو اور تحقیق اس نے پہلی بات تمہارے پیش کی ہے پس قبول کرو اس کو تو بنی کنانہ کے ایک مرد نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو کہ میں اس کے پاس جاؤں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو انہوں نے کہا کہ جا سو جب وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب پر نمودار ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فلاں شخص ہے اور وہ اس قوم سے ہے جو قربانی کے اونٹوں کی تعظیم اور عزت کرتے ہیں تو قربانی کے اونٹوں کو اس کے سامنے کرو تو وہ اس کے سامنے بھیجے گئے اور آگے ہوئے اس کے لوگ تلبیہ کہتے تھے پس جب اس نے یہ حال دیکھا تو کہا کہ نہیں لائق ان لوگوں کے لیے کہ خانے کعبے سے روکے جائیں سو جب وہ اپنے یاروں کی طرف پھر آیا تو کہا کہ میں نے اونٹوں کو دیکھا کہ گلے میں ہار ڈالے گئے اور اشعار کیے گئے سو میں مناسب نہیں جانتا کہ خانے کعبے سے روکے

رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَّاللّٰهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَإِنْ كَذَّبْتُمُوْنِيْ اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَذٰلِكَ لِقَوْلِهٖ لَا يَسْأَلُوْنِيْ خُطَّةً يُعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَنْ تُخَلُّوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَطُوْفَ بِهٖ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَّاللّٰهِ لَا تَتَحَدَّثُ الْعَرَبُ أَنَّا أُخِذْنَا ضُغْطَةً وَّلٰكِنْ ذٰلِكَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَكَتَبَ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَّعَلٰى أَنَّهٗ لَا يَأْتِيْكَ مِنَّا رَجُلٌ وَّإِنْ كَانَ عَلٰى دِيْنِكَ إِلَّا رَدَدْتَّهٗ إِلَيْنَا قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ كَيْفَ يُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَقَدْ جَآءَ مُسْلِمًا فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ دَخَلَ أَبُوْ جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو يَرْسُفُ فِيْ قُيُوْدِهٖ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ أَسْفَلِ مَكَّةَ حَتّٰى رَمٰى بِنَفْسِهٖ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ سُهَيْلٌ هٰذَا يَا مُحَمَّدُ أَوَّلُ مَا أُقَاضِيْكَ عَلَيْهِ أَنْ تَرُدَّهٗ إِلَيَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَمْ نَقْضِ الْكِتَابَ بَعْدُ قَالَ فَوَاللّٰهِ إِذًا لَمْ أُصَالِحْكَ عَلٰى شَيْءٍ أَبَدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجِزْهُ لِيْ قَالَ مَا أَنَا بِمُجِيْزِهٖ لَكَ

جائیں تو ایک مرد ان میں سے اٹھ کھڑا ہوا کہ اس کو مکرز کہا جاتا تھا سو اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو کہ میں اس کے پاس جاؤں تو انہوں نے کہا کہ جا۔ سو جب وہ اصحاب کو نظر آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ مکرز ہے اور وہ مرد گناہگار ہے یعنی شریر ہے سو وہ حضرت ﷺ سے کلام کرنے لگا سو اس حالت میں کہ وہ حضرت ﷺ سے کلام کرتا تھا کہ ناگہاں سہیل بن عمرو آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا کام آسان ہوا یعنی صلح کو آیا ہے تو سہیل نے کہا کہ لا اپنے اور ہمارے درمیان ایک صلح نامہ لکھ تو حضرت ﷺ نے کاتب کو بلایا تو حضرت ﷺ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا تو سہیل نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم نہیں جانتے کہ رحمٰن کیا ہے لیکن لکھ ساتھ نام تیرے کی اے اللہ جیسا کہ تو پہلے لکھا کرتا تھا تو مسلمانوں نے کہا کہ نہیں لکھیں گے ہم مگر بسم اللہ الرحمن الرحیم تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لکھ ساتھ نام تیرے کے اے اللہ پھر فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے کہ صلح کی اس پر محمد ﷺ اللہ کے رسول نے۔ تو سہیل نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ اگر ہم جانتے ہوتے کہ تو رسول ہے تو تجھ کو خانے کعبے سے نہ روکتے اور نہ تجھ سے لڑتے لیکن لکھ محمد بن عبداللہ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں البتہ اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم نے مجھ کو جھٹلایا لکھ محمد بن عبداللہ۔ زہری نے کہا کہ یہ قبول کرنا حضرت ﷺ کا سہیل کے قول کو آپ کے فرمانے کی وجہ سے تھا کہ قریش مجھ سے کوئی بات نہ طلب کریں گے جس میں کہ اللہ کے حرم کی تعظیم کریں مگر کہ میں اس کو قبول کروں گا تو حضرت ﷺ نے اپنے اس قول کے سبب سے اس کی بات کو قبول کیا پھر حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ میں اس بات پر

قَالَ بَلٰى فَافْعَلْ قَالَ مَا أَنَا بِفَاعِلٍ قَالَ
مِكْرَزٌ بَلْ قَدْ أَجَزْنَاهُ لَكَ قَالَ أَبُوْ جَنْدَلٍ
أَيْ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ أُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ
وَقَدْ جِئْتُ مُسْلِمًا أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ لَقِيْتُ
وَكَانَ قَدْ عُذِّبَ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي اللّٰهِ قَالَ
فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَلَسْتَ نَبِيَّ
اللّٰهِ حَقًّا قَالَ بَلٰى قُلْتُ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ
وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ بَلٰى قُلْتُ فَلِمَ
نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِيْ دِيْنِنَا إِذًا قَالَ إِنِّيْ رَسُوْلُ
اللّٰهِ وَلَسْتُ أَعْصِيْهِ وَهُوَ نَاصِرِيْ قُلْتُ
أَوَلَيْسَ كُنْتَ تُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ
فَنَطُوْفُ بِهٖ قَالَ بَلٰى فَأَخْبَرْتُكَ أَنَّا نَأْتِيْهِ
الْعَامَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّكَ آتِيْهِ وَمُطَّوِّفٌ
بِهٖ قَالَ فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ يَا أَبَا بَكْرٍ
أَلَيْسَ هٰذَا نَبِيَّ اللّٰهِ حَقًّا قَالَ بَلٰى قُلْتُ
أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ
بَلٰى قُلْتُ فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِيْ دِيْنِنَا إِذًا
قَالَ أَيُّهَا الرَّجُلُ إِنَّهُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ يَعْصِيْ رَبَّهُ وَهُوَ نَاصِرُهُ
فَاسْتَمْسِكْ بِغَرْزِهٖ فَوَاللّٰهِ إِنَّهُ عَلَى الْحَقِّ
قُلْتُ أَلَيْسَ كَانَ يُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ
وَنَطُوْفُ بِهٖ قَالَ بَلٰى أَفَأَخْبَرَكَ أَنَّكَ تَأْتِيْهِ
الْعَامَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّكَ آتِيْهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهٖ
قَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عُمَرُ فَعَمِلْتُ لِذٰلِكَ

صلح کرتا ہوں کہ تم ہم کو کعبے کے جانے سے نہ روکو پس ہم اس
کا طواف کریں تو سہیل نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہ چرچا کریں
عرب کہ ہم پکڑے گئے قہر اور غلبے سے لیکن یہ آئندہ سال کو ہو
گا پس سہیل نے کہا اور اس شرط پر کہ نہ آئے ہم میں سے
تمہارے پاس کوئی اور اگرچہ تمہارے دین پر ہو مگر کہ اس کو
ہماری طرف پھیر دو تو مسلمانوں نے کہا کہ اللہ پاک ہے کس
طرح پھیرا جائے گا طرف مشرکین کی اور حالانکہ مسلمان
ہو کر آیا ہے سو جس حالت میں کہ وہ اسی طرح تھے کہ ناگہاں ابو
جندل ؓ آیا اس حال میں کہ اپنی بیڑیوں میں چلتا تھا اور
مکے کی نیچے کی طرف نکلا تھا یہاں تک کہ اس نے اپنے آپ کو
مسلمانوں کے درمیان ڈالا تو سہیل نے کہا کہ اے محمد ﷺ یہ
اول اس چیز کا ہے کہ صلح کرتا ہوں تجھ سے یہ کہ پھیر دے تو اس
کو طرف میری تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ ہم صلح نامہ
لکھنے سے ابھی فارغ نہیں ہوئے یہ شرط ابھی قرار نہیں پائی
تو سہیل نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں اس وقت تجھ سے کبھی کسی
چیز پر صلح نہ کروں گا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو اس کی
اجازت دے کہ میں اس کو تمہاری طرف نہ پھیروں تو سہیل
نے کہا کہ میں اس کی اجازت نہ دوں گا حضرت ﷺ نے
فرمایا کیوں نہیں پس کر۔ سہیل نے کہا کہ میں نہیں کروں
گا تو مکرز نے کہا کیوں نہیں ہم نے تجھ کو اس کی اجازت دی
(لیکن اس کے قول کا اعتبار نہ ہوا) تو ابو جندل نے کہا کہ اے
گروہ مسلمانوں کے کیا میں مشرکوں کی طرف پھیرا جاؤں گا اور
حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں کیا تم نہیں دیکھتے جو کچھ کہ میں
نے پایا اور اس کو اللہ کی راہ میں سخت مار ہوئی تھی عمر فاروق ؓ
نے کہا کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ

أَعْمَالًا قَالَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ قُوْمُوْا فَانْحَرُوْا ثُمَّ احْلِقُوْا قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ حَتّٰى قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ دَخَلَ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَتُحِبُّ ذٰلِكَ اخْرُجْ ثُمَّ لَا تُكَلِّمْ أَحَدًا مِّنْهُمْ كَلِمَةً حَتّٰى تَنْحَرَ بُدْنَكَ وَتَدْعُوَ حَالِقَكَ فَيَحْلِقَكَ فَخَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ أَحَدًا مِّنْهُمْ حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ نَحَرَ بُدْنَهُ وَدَعَا حَالِقَهُ فَحَلَقَهُ فَلَمَّا رَأَوْا ذٰلِكَ قَامُوْا فَنَحَرُوْا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا حَتّٰى كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا غَمًّا ثُمَّ جَآءَهُ نِسْوَةٌ مُّؤْمِنَاتٌ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ۔ حَتّٰى بَلَغَ ۔ بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾ فَطَلَّقَ عُمَرُ يَوْمَئِذٍ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا لَهُ فِي الشِّرْكِ فَتَزَوَّجَ إِحْدَاهُمَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَالْأُخْرٰى صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَجَآءَهُ أَبُوْ بَصِيْرٍ رَّجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ وَّهُوَ مُسْلِمٌ فَأَرْسَلُوْا فِيْ طَلَبِهِ رَجُلَيْنِ فَقَالُوا الْعَهْدَ الَّذِيْ جَعَلْتَ لَنَا فَدَفَعَهُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ فَخَرَجَا بِهِ حَتّٰى بَلَغَا ذَا الْحُلَيْفَةِ

کیا آپ سچے نبی نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں میں نے کہا کہ کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارے دشمن باطل پر حضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں میں نے کہا پس اس وقت ہم اپنے دین میں خسیس حالت نہ دیں گے یعنی ہم مسلمانوں کو کافروں کے حوالے نہ کریں گے کہ اس میں ہمارے دین کا نقصان ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میرا مددگار ہے میں نے کہا کہ کیا آپ ہم کو نہ کہا کرتے تھے کہ ہم خانے کعبے میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے حضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں کیا میں نے تجھ کو خبر دی تھی کہ ہم اس سال خانے کعبے میں آئیں گے میں نے کہا نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تو خانے کعبے میں آئے گا اور اس کا طواف کرے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں ابوبکر کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ اے ابوبکر کیا یہ سچا نبی ﷺ نہیں اس نے کہا کہ کیوں نہیں میں نے کہا کہ کیا نہیں ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیوں نہیں تو میں نے کہا کہ ہم اس وقت بری خصلت دین میں نہ دیں گے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مرد وہ اللہ کا رسول ہے وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ اس کا مددگار ہے سو اس کے حکم کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ یعنی اس کی مخالفت نہ کر پس قسم ہے اللہ کی بے شک وہ حق پر ہے میں نے کہا کہ وہ ہم کو نہ کہا کرتا تھا کہ ہم خانے کعبے میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے اس نے کہا کیوں نہیں پس اس نے تجھ کو خبر دی تھی کہ تو اس سال خانے کعبے میں آئے گا میں نے کہا کہ نہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک تو خانے کعبے میں آئے گا اور اس کا طواف کرے گا

فَنَزَلُوْا يَاْكُلُوْنَ مِنْ تَمْرٍ لَّهُمْ فَقَالَ اَبُوْ
بَصِيْرٍ لِّاَحَدِ الرَّجُلَيْنِ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرٰى
سَيْفَكَ هٰذَا يَا فُلَانُ جَيِّدًا فَاسْتَلَّهُ الْآخَرُ
فَقَالَ اَجَلْ وَاللّٰهِ اِنَّهُ لَجَيِّدٌ لَّقَدْ جَرَّبْتُ بِهٖ
ثُمَّ جَرَّبْتُ فَقَالَ اَبُوْ بَصِيْرٍ اَرِنِيْ اَنْظُرْ اِلَيْهِ
فَاَمْكَنَهُ مِنْهُ فَضَرَبَهُ حَتّٰى بَرَدَ وَفَرَّ الْاٰخَرُ
حَتّٰى اَتَى الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُوْ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حِيْنَ رَاٰهُ لَقَدْ رَاٰى هٰذَا ذُعْرًا فَلَمَّا انْتَهٰى
اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُتِلَ
وَاللّٰهِ صَاحِبِيْ وَاِنِّيْ لَمَقْتُوْلٌ فَجَآءَ اَبُوْ
بَصِيْرٍ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ وَاللّٰهِ اَوْفَى اللّٰهُ
ذِمَّتَكَ قَدْ رَدَدْتَّنِيْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ اَنْجَانِي اللّٰهُ
مِنْهُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَيْلُ اُمِّهٖ مِسْعَرَ حَرْبٍ لَّوْ كَانَ لَهٗ اَحَدٌ فَلَمَّا
سَمِعَ ذٰلِكَ عَرَفَ اَنَّهٗ سَيَرُدُّهٗ اِلَيْهِمْ فَخَرَجَ
حَتّٰى اَتٰى سِيْفَ الْبَحْرِ قَالَ وَيَنْفَلِتُ مِنْهُمْ
اَبُوْ جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلٍ فَلَحِقَ بِاَبِيْ بَصِيْرٍ
فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَّجُلٌ قَدْ اَسْلَمَ
اِلَّا لَحِقَ بِاَبِيْ بَصِيْرٍ حَتّٰى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ
عِصَابَةٌ فَوَاللّٰهِ مَا يَسْمَعُوْنَ بِعِيْرٍ خَرَجَتْ
لِقُرَيْشٍ اِلَى الشَّامِ اِلَّا اعْتَرَضُوْا لَهَا
فَقَتَلُوْهُمْ وَاَخَذُوْا اَمْوَالَهُمْ فَاَرْسَلَتْ
قُرَيْشٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تُنَاشِدُهٗ بِاللّٰهِ وَالرَّحِمِ لَمَّا اَرْسَلَ فَمَنْ اَتَاهُ

زہری نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس گفتگو کے لیے
یعنی توقف کے تدارک کے لیے کہ ابتداء میں مجھ سے حکم کے
بجالانے میں واقع ہوئی کئی نیک عمل کیے کہ وہ میرا قصور پورا ہو
راوی نے کہا کہ جب صلح نامہ کے لکھنے سے فراغت ہوئی تو
حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ اور
اپنی قربانی کے جانور ذبح کرو پھر اپنے سر منڈواؤ۔ راوی نے
کہا پس قسم ہے اللہ کی کہ ان میں سے کوئی کھڑا نہ ہوا یہاں تک
کہ حضرت ﷺ نے یہ بات تین بار فرمائی سو جب ان میں
کوئی سے کھڑا نہ ہوا تو حضرت ﷺ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے
پس ذکر کی اس کے لیے وہ چیز کہ لوگوں سے پائی یعنی نہ
بجالانے حکم کے سے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے نبی اللہ کے
کیا آپ چاہتے ہو کہ سب لوگ احرام اتار ڈالیں آپ نکلیں
اور ان میں سے کسی کے ساتھ کلام نہ کریں یہاں تک کہ اپنی
ھدی ذبح کریں اور اپنے نائی کو بلائیں کہ وہ آپ کا سر
مونڈے سو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور کسی سے کلام نہ
کیا یہاں تک یہ کام کیا اپنی قربانی ذبح کی اپنا نائی بلایا اس نے
آپ کا سر مونڈا سو جب اصحاب رضی اللہ عنہم نے یہ حال دیکھا تو اٹھ
کھڑے ہوئے اور قربانی ذبح کی اور بعض بعض کا سر مونڈنے
لگا یہاں تک کہ قریب تھا کہ بعض بعض کو مار ڈالے یعنی ہجوم
سے اور جلدی سے پھر حضرت ﷺ کے پاس کئی عورتیں
مسلمان ہو کر آئیں تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ اے ایمان
والو جب آئیں تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے
یہاں تک کہ پہنچے بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ یعنی اور نہ رکھو قبضہ میں
ناموس کافر عورتوں کے یعنی کافر عورتوں کو نکاح میں نہ رکھو اور
طلاق دی عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت اپنی دونوں عورتوں کو کہ

فَهُوَ آمِنٌ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ۔ حَتّٰى بَلَغَ ۔الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ﴾ وَكَانَتْ حَمِيَّتُهُمْ أَنَّهُمْ لَمْ يُقِرُّوْا أَنَّهُ نَبِيُّ اللّٰهِ وَلَمْ يُقِرُّوْا بِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَحَالُوْا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ﴿مَعَرَّةٌ ﴾ الْعُرُّ الْجَرَبُ﴿تَزَيَّلُوْا﴾ تَمَيَّزُوْا وَحَمَيْتُ الْقَوْمَ مَنَعْتُهُمْ حِمَايَةً وَأَحْمَيْتُ الْحِمٰى جَعَلْتُهُ حِمًى لَا يُدْخَلُ وَأَحْمَيْتُ الْحَدِيْدَ وَأَحْمَيْتُ الرَّجُلَ إِذَا أَغْضَبْتَهُ إِحْمَآءً وَقَالَ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ فَأَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ وَبَلَغَنَا أَنَّهُ لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنْ يَرُدُّوْا إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا أَنْفَقُوْا عَلٰى مَنْ هَاجَرَ مِنْ أَزْوَاجِهِمْ وَحَكَمَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ أَنْ لَا يُمَسِّكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ أَنَّ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَيْنِ قُرَيْبَةَ بِنْتَ أَبِيْ أُمَيَّةَ وَابْنَةَ جَرْوَلٍ الْخُزَاعِيِّ فَتَزَوَّجَ قُرَيْبَةَ مُعَاوِيَةُ۔ وَتَزَوَّجَ الْأُخْرٰى أَبُوْ جَهْمٍ فَلَمَّا أَبَى الْكُفَّارُ أَنْ يُقِرُّوْا بِأَدَآءِ مَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَإِنْ فَاتَكُمْ

شرک میں تھیں یعنی کافر تھیں سو ایک سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اور دوسری سے صفوان نے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کی طرف پھرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قریشی مرد ابو بصیر رضی اللہ عنہ آیا اور حالانکہ وہ مسلمان تھا تو مکے والے کافروں نے ان کی تلاش کو دو مرد بھیجے تو دونوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جو تم نے ہم سے کیا ہے اس کو پورا کرو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دونوں کے حوالے کیا تو وہ اس کو لے نکلے یہاں تک کہ جب وہ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو اتر کر اپنی کھجوریں کھانے لگے تو ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے دونوں میں سے ایک مرد کو کہا کہ قسم ہے اللہ کی اے فلانے البتہ میں گمان کرتا ہوں کہ تیری یہ تلوار بہت عمدہ ہے تو دوسرے نے اس کو میان سے کھینچا اور کہا کہ ہاں بہت عمدہ ہے میں نے اس سے بارہا تجربہ کیا ہے تو ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو دکھا تو اس نے اس کو اس تلوار پر قدرت دی تو اس نے اس کو تلوار ماری یہاں تک کہ وہ مر گیا اور دوسرا بھاگ گیا یہاں تک کہ مدینے میں آیا اور دوڑتا ہوا مسجد میں داخل ہوا تو جب اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ بے شک اس شخص نے ڈر دیکھا سو جب وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو کہا کہ قسم ہے اللہ کی میرا ساتھی مارا گیا اور میں بھی مارا جاتا ہوں ابو بصیر رضی اللہ عنہ آیا اور کہا کہ اے نبی اللہ کے قسم ہے اللہ کی اللہ نے آپ کا ذمہ پورا کیا یعنی آپ پر ان کی طرف سے کچھ عقاب نہیں اس چیز میں کہ میں نے کیا آپ نے مجھ کو ان کی طرف پھیر دیا پھر اللہ نے مجھ کو ان سے نجات دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی ماں کی کم بختی وہ تو لڑائی کی آگ بھڑکانے والا ہے کاش اس کا کوئی مددگار ہوتا سو جب اس نے یہ بات سنی تو معلوم کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کافروں

شَیْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِکُمْ إِلَی الْکُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ﴾ وَالْعَقْبُ مَا یُؤَدِّی الْمُسْلِمُوْنَ إِلٰی مَنْ هَاجَرَتِ امْرَأَتُهٗ مِنَ الْکُفَّارِ فَأَمَرَ أَنْ یُّعْطٰی مَنْ ذَهَبَ لَهٗ زَوْجٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ مَا أَنْفَقَ مِنْ صَدَاقِ نِسَآءِ الْکُفَّارِ اللَّائِیْ هَاجَرْنَ وَمَا نَعْلَمُ أَنَّ أَحَدًا مِّنَ الْمُهَاجِرَاتِ ارْتَدَّتْ بَعْدَ إِیْمَانِهَا وَبَلَغَنَا أَنَّ أَبَا بَصِیْرِ بْنَ أُسَیْدِ الثَّقَفِیَّ قَدِمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا مُّهَاجِرًا فِی الْمُدَّةِ فَکَتَبَ الْأَخْنَسُ بْنُ شَرِیْقٍ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْأَلُهٗ أَبَا بَصِیْرٍ فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ.

کی طرف پھیر دیں گے تو وہ وہاں سے نکلا یہاں تک کہ دریا کے کنارے آیا اور ابو جندل رضی اللہ عنہ بھی مکے سے بھاگا اور ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جاملا پھر یہ حال ہوا کہ قریش سے کوئی آدمی مسلمان ہوکر نہ نکلتا مگر کہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جاملتا تھا یہاں تک کہ ان میں سے ایک گروہ جمع ہوا یعنی ستر آدمی یا کم وبیش ۔سو قسم ہے اللہ کی کہ وہ قریش کے کسی قافلے کو نہ سنتے تھے کہ شام کی طرف نکلا ہو مگر اس کو راہ میں روکتے تھے سو ان کو مار ڈالتے تھے اور ان کا مال لے لیتے تھے تو قریش نے کسی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اس حال میں کہ قسم دیتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی اور حق قرابت کی کہ ان کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھی کہ وہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ اور ان کے یاروں کو مدینے میں بلائیں اور جب بلا بھیجیں ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ چلے آئیں پاس آپ کے تو جو کوئی ہم میں سے مسلمان ہوکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے وہ امن میں ہے یعنی اس کو ہماری طرف نہ پھیر دے یعنی قریش اپنی شرط سے پشیمان ہوئے اور کہا کہ آپ ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو منع کریں ہم اس شرط سے باز آئے ۔تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے پاس بلا بھیجا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ اللہ وہ ہے جس نے روک رکھے ہاتھ تمہارے کو ان سے اور ان کے ہاتھ تم سے بیچ شہر مکے کے بعد اس کے کہ فتح دی اللہ نے ان کو ان پر یہاں تک کہ پہنچے اس قول تک حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ یعنی جب رکھی کافروں نے اپنے دل میں پچ نادانی کی ضد اور ان کی پچ اور ضد یہ تھی کہ انہوں نے اقرار نہ کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں اور نہ ہی اقرار کیا بسم اللہ کا اور ان کو کعبے کے جانے سے روکا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو عورتیں مکے سے مسلمان

ہو کر آتیں تھیں حضرت ﷺ ان کا امتحان کرتے تھے۔اور پہنچی ہم کو یہ خبر کہ جب اللہ نے یہ حکم اتارا کہ پھیر دیں کافروں کو جو خرچ کیا انہوں نے ان پر جنہوں نے ہجرت کی ان کی بیویوں سے تو مسلمانوں کو حکم کیا کہ نہ رکھیں قبضے میں ناموس کافر عورتوں کی یعنی کافر عورتوں کو نکاح میں نہ رکھیں عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی دو عورتوں کو طلاق دی ایک قریبہ ابی امیہ کی بیٹی کو اور دوسری جردل خزاعی کی بیٹی کو سو قریبہ سے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے نکاح کیا اور دوسری سے ابوجہم نے نکاح کیا سو جب کافروں نے انکار کیا اس سے کہ اقرار کریں ساتھ ادا کرنے اس چیز کے کہ مسلمانوں نے اپنی بیویوں پر خرچ کیا تھا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ اگر جاتی رہے تمہارے ہاتھ سے کوئی چیز تمہاری عورتیں کافروں کی طرف پھر تم عقوبت کرو اور عقوبت وہ ہے کہ ادا کرے مسلمان طرف اس شخص کی کہ جس کی عورت کافروں سے مسلمان ہو کر ہجرت کرے پس حکم کیا اللہ نے یہ کہ دیا جائے وہ شخص جس کی بیوی مسلمانوں سے مرتد ہو گئی جو کچھ کی اس نے خرچ کیا کافروں کی عورتوں کے مہر سے جنہوں نے ہجرت کی یعنی جس مسلمان کی عورت مرتد ہو کے گئی اور کافر اس کا خرچ کیا یعنی مہر نہیں پھیر دیتے تو جس کافر کی عورت مسلمان ہو کر آئی اس کا مہر تھا اس کے خاوند کو سو اس کو نہ دیں اس مسلمان کی دیں جس کی عورت چلی گئی یہ مال گروی میں رکھا اس مال کے اور ہم نہیں جانتے کہ ہجرت کرنے والی عورتوں سے کوئی ایمان لانے کے بعد مرتد ہوئی ہو اور ہم کو خبر پہنچی کہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا مسلمان ہو کے ہجرت کر کے صلح کی مدت میں تو اخنس نے حضرت ﷺ کو لکھا کہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ ان کو پھیر دیں پھر ساری حدیث بیان کی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اس فصل میں چھپنے کا جواز ہے کافروں کی گذرگاہ کو روکنے کے لیے اور ان کی بے خبری میں اچانک ان پر حملہ کر دینے کا۔ اور یہ کہ حاجت کی وجہ سے تنہا سفر کرنا جائز ہے اور آسان راہ کو چھوڑ کر مشکل راہ پر چلنا بھی جائز ہے کسی مصلحت کے پیش نظر اور یہ کہ جائز ہے حکم کرنا ایک چیز پر اس چیز کے ساتھ کہ اس کی عادت سے معلوم ہوا گرچہ جائز ہے کہ اس کا غیر اس پر عارض ہو پس جب کسی شخص سے ہفوہ واقع ہو کہ اس کی مانند اس سے آگے معلوم نہ ہو تو نہیں نسبت کیا جاتا اس کی طرف اور رد کیا جائے اس پر جو اس سے ہو اس کی طرف اور یہ کہ جائز ہے دست اندازی کرنی غیر کے ملک میں مصلحت کے پیش نظر اس کی صریح اجازت کے بغیر جب کہ سبقت کی ہو اس سے اس چیز نے کہ اس کی رضامندی پر دلالت کرے اس لیے کہ اصحاب نے کہا حل حل تو انہوں نے اس کو بغیر اجازت کے جھڑکا اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ہاتھی کے روکنے والے نے روکا ہے تو اس کا قصہ مشہور ہے اور اپنی جگہ میں اس کی طرف اشارہ آئے گا۔ اور اس جگہ اس کے ذکر کرنے کی مناسبت یہ ہے کہ اگر اصحاب اس صورت میں مکے میں داخل ہوتے اور قریش ان کو اس سے روکتے تو البتہ ان کے درمیان لڑائی واقع ہوتی جو کبھی خون ریزی اور مال لوٹنے کی طرف پہنچاتی ہے جیسا کہ اگر فرض کیا جاتا داخل ہونا ہاتھی کا اور اس کے اصحاب کا مکے میں لیکن دونوں جگہوں میں اللہ کے علم میں گذر چکا تھا کہ ان میں سے بہت خلقت اسلام میں داخل ہوگی اور ان کی پشتوں سے لوگ پیدا ہوں گے جو مسلمان ہوں گے اور جہاد کریں گے اور صلح حدیبیہ کے وقت مکے میں بہت سے لوگ مسلمان ہوئے تھے جو بے چارہ اور بے بس تھے مرد اور عورتوں اور لڑکوں سے سو اگر اصحاب مکے میں داخل ہوتے تو نہیں امن تھا اس سے کہ ان میں سے کئی آدمی بے قصد مارے جائیں جیسا کہ اشارہ کیا اس کی طرف اللہ نے **ولولا رجال مومنون۔۔ الایۃ** اور مہلب نے کہا اللہ کو حابس الفیل کہنا جائز نہیں پس کہا مراد یہ ہے کہ اس کو اللہ کے حکم نے روکا۔ اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اللہ کے حق میں اس کا بولنا جائز ہے پس کہا جاتا ہے **حبسها الله حابس الفيل** یعنی روکا اس کو اللہ ہاتھی کے روکنے والے نے اور سوائے اس کے نہیں جو چیز کہ ممکن ہے کہ منع کیا جائے اس سے نام رکھنا اس کا ساتھ حابس الفیل کے اور مانند اس کی اسی طرح جواب دیا ہے ابن منیر نے اور یہ مبنی ہے اس پر کہ اللہ کے نام توقیفی ہیں اور غزالی اور ایک گروہ بیچ کی راہ چلے ہیں پس انہوں نے کہا کہ منع کی جگہ وہ ہے کہ اس کے بارے میں نص وارد نہ ہوئی ہو کہ اس سے مشتق ہوتی ہے اس شرط سے کہ نہ ہو یہ نام مشتق مشعر نقص کے ساتھ۔ پس جائز ہے اللہ کا نام رکھنا ساتھ واقی کے یعنی نگاہ رکھنے والا اللہ تعالیٰ کے قول کی وجہ سے کہ جس کو تو آج کے دن گناہ سے نگاہ رکھے سو تو نے اس پر رحمت کی۔ اور نہیں جائز ہے نام رکھنا اللہ تعالیٰ کا بنا کے ساتھ یعنی بنا کرنے والا اگرچہ وارد ہوا اللہ تعالیٰ کا قول **وَالسَّمَآءَ بَنَيْنَاهَا بِاَيْدٍ** ۔ اور اس قصے میں تشبیہ کا جائز ہونا ہے عام جہت سے اگرچہ مختلف ہو خاص جہت سے اس لیے کہ اصحاب الفیل محض باطل پر تھے اور اس اونٹنی والے محض حق پر تھے لیکن آئی تشبیہ اللہ کے ارادے کی جہت سے حرام سے مطلق منع کرنے میں۔ اے پر اہل باطل کی طرف سے پس واضح ہے اور پس اہل

حق کی طرف سے پس ان معنی کی وجہ سے جن کا ذکر پہلے گذر چکا ہے یعنی مکے میں ضعیف مسلمانوں کا ہونا۔اور یہ کہ جائز ہے مثال کا بیان کرنا اور عبرت پکڑنا اس شخص کا جو باقی ہے اس کے ساتھ جو گذر چکا ہو تابعی نے کہا اس قصہ میں حرمات اللہ کی تعظیم کے یہ معنی ہیں کہ حرم میں لڑائی نہ کی جائے اور صلح کی طرف رخ کیا جائے اور خون ریزی سے پرہیز کیا جائے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بات مجھ سے طلب نہ کریں گے کہ جس میں اللہ کے حرم کی تعظیم ہو مگر کہ میں ان کو دوں گا تو سہیلی نے کہا کہ اس حدیث کے کسی طریق میں واقع نہیں ہوا کہ حضرت ﷺ نے انشاء اللہ کہا ہو اس کے باوجود کہ آپ کو ہر حال میں انشاء اللہ کہنے کا حکم تھا اور اس کا جواب یہ ہے کہ وہ امر واجب تھا پس اس میں انشاء اللہ کہنے کی حاجت نہ تھی ۔اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اللہ نے اس قصے میں فرمایا: لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ تو اللہ نے اس جگہ انشاء اللہ کہا اس کے وقوع کے متحقق ہونے کے باوجود تعلم اور ارشاد کے لیے پس اولیٰ یہ ہے کہ حمل کیا جائے اس پر کہ انشاء اللہ راوی سے ساقط ہوا یا یہ قصہ اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے تھا اور نہیں معارض ہے اس کا سورہ کہف کا مکی ہونا۔اس لیے کہ نہیں کوئی مانع یہ کہ بعض سورت کا نزول متاخر ہوا ہو اور یہ جو راوی نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر پانی میں ڈالا اور پانی جوش مارنے لگا تو یہ قصہ اس قصے کے علاوہ ہے جو مغازی میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے آئے گا کہ لوگوں کو حدیبیہ میں پیاس لگی اور حضرت ﷺ کے آگے ایک لوٹا تھا تو حضرت ﷺ نے اس سے وضو کیا پھر اپنا ہاتھ اس میں رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی جوش مارنے لگا آخر حدیث تک اور یہ قصہ کنویں کے قصے سے پہلے تھا اور اس فصل میں کئی معجزے ظاہر ہیں اور اس میں بیان ہے حضرت ﷺ کے ہتھیاروں کی برکت کا اور جو آپ کی طرف نسبت کیا گیا ہے اور اس جگہ کے علاوہ اور کئی جگہوں میں ہے کہ حضرت ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا نکلنا واقع ہوا اور یہ جو کہا کہ خزاعہ حضرت ﷺ کے خیر خواہ تھے تو اس کی اصل یہ ہے کہ کفر کی حالت میں بنی ہاشم نے خزاعہ کے ساتھ قسم کھائی تھی کہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے پھر اسلام میں بدستور اس پر قائم رہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خیر خواہی چاہنی بعض معاہدین اور اہل ذمہ سے جب کہ دلالت کرے ان کی خیر خواہی پر اور گواہی دے تجربہ ان کے مقدم کرنے کے ساتھ اہل اسلام کو ان کے غیر پر اگرچہ وہ ان کے ہم دین ہوں۔اور سمجھا جاتا ہے اس سے کہ جائز ہے خیر خواہی چاہنی بعض بادشاہوں کے دشمن سے مدد لینے کے لیے غیروں کے خلاف اور یہ کافروں کی دوستی نہیں گنی جاتی بلکہ یہ ان سے خدمت لینے کے قبیل سے ہے اور کم کرنے سے ہے شرکت ان کی جماعت کی اور بعض کا بعض کو زخمی کرنا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کافروں سے مدد لینی مطلق جائز ہو۔اور یہ جو فرمایا کہ اگر کافر مجھ پر غالب ہوئے تو ان کی مراد حاصل ہوئی اگر میں ان پر غالب ہوا الخ تو حضرت ﷺ نے اس میں شک کیا باوجود اس کے کہ آپ کو یقین تھا کہ اللہ آپ کی مدد کرے گا اور آپ کو غالب کرے گا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے اس کا وعدہ کیا ہے تو یہ شک بطور تنزل کے ہے خصم کے ساتھ اور امر کے فرض کے ساتھ خصم کے گمان پر اسی نکتہ کے لیے پہلی قسم

کو حذف کیا اور آئندہ یقین کیا اور یہ جو فرمایا کہ یہاں تک کہ میری گردن جدا ہو تو مراد یہ ہے کہ میں مر جاؤں اور اپنی قبر میں تنہا باقی رہوں اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ حضرت ﷺ کافروں سے لڑیں یہاں تک کہ ان کی لڑائی میں تنہا رہیں۔ اور ابن منیر نے کہا کہ شاید حضرت ﷺ نے تنبیہ کی ہے ساتھ ادنیٰ کے اعلیٰ پر یعنی میرے لیے قوت سے ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ چیز کہ تقاضا کرتی ہے کہ میں اس کے دین کے لیے لڑوں اگر تنہا ہوں پس کس طرح نہ لڑوں میں اس کے دین کے لیے ساتھ موجود ہونے مسلمانوں اور ان کی کثرت کے۔ اور اس فصل میں رغبت دلانی ہے برادر پروری پر اور باقی رکھنا اس شخص پر کہ ہو اس کے اہل سے اور خرچ کرنا خیر خواہی کا قرابتوں کی وجہ سے۔ اور اس میں اس چیز کا بیان ہے کہ تھے جس پر حضرت ﷺ قوت سے اور ثابت رکھنے سے اللہ کے حکم کے جاری رکھنے میں اور اس کے امر کے پہنچانے میں اور اس حدیث میں ہے کہ عادت جاری ہے جمع ہوئے لشکروں پر بھاگنے کا امن نہیں بخلاف اس کے کہ ایک قبیلے سے ہو کہ وہ عادت میں بھاگنے کو عار سمجھتے ہیں اور کس چیز نے معلوم کروایا عروہ کو کہ اسلام کی دوستی قرابت کی دوستی سے اعظم ہے اور یہ بات اس کو اس سے ظاہر ہوئی کہ مسلمانوں نے حضرت ﷺ کی تعظیم میں نہایت مبالغہ کیا اور یہ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لات کی شرمگاہ چاٹ۔ تو لات ایک بت کا نام ہے ان بتوں میں سے جن کو قریش اور ثقیف پوجتے ہیں اور عرب کی عادت تھی کہ اس کے ساتھ گالی دیتے تھے لیکن ام کے لفظ سے یعنی لات کی جگہ ماں کا لفظ بولتے تھے تو صدیق رضی اللہ عنہ نے مبالغہ کا ارادہ کیا عروہ کو گالی دینے میں ساتھ قائم کرنے اس کے معبود کو اس کی ماں کی جگہ میں اور ان کے اس غصے کا سبب یہ تھا کہ اس نے مسلمانوں کی طرف بھاگنے کی نسبت کی اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خراب لفظ کا بولنا اس شخص کو جھڑکنے کے ارادے سے کہ ظاہر ہوئی اس شخص سے وہ چیز کہ وہ اس کے سبب سے اس کا مستحق ہو۔ اور ابن منیر نے کہا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قول میں خسیس کام کرنا ہے دشمن کے لیے اور ان کا جھٹلانا اور تعریض ہے یعنی اشارہ ہے ان کے الزام دینے کے ساتھ ان کے قول پر کہ لات اللہ کی بیٹی ہے بلند ہے اور اللہ اس سے بہت بلند ہے یعنی شرمگاہ اور یہ جو عروہ نے کہا کہ اے دغا باز کیا میں نے تیری دغا بازی مٹانے میں کوشش نہیں کی تو اشارہ ہے اس چیز کی طرف ہے کہ جو اسلام سے پہلے مغیرہ رضی اللہ عنہ کے لیے واقع ہوا تھا اور وہ قصہ یوں ہے کہ مغیرہ ثقیف کے تیرہ آدمیوں کے ساتھ نکلا تو اس نے ان کو دھوکا دے کر مار ڈالا اور ان کا مال لے لیا تو دونوں فریق جوش میں آئے یعنی قاتل اور مقتول کے وارث تو عروہ نے کوشش کر کے ان کے درمیان صلح کروائی اور تیرہ آدمیوں کی دیت مقتولوں کے وارثوں کو دلائی اور یہ قصہ دراز ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ رہا مال پس مجھ کو اس سے کچھ طلب نہیں یعنی میں اس سے تعرض نہیں کرتا اس لیے کہ اس نے اس کو دھوکے سے لیا اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ نہیں ہے حلال مال کافروں کا امن کی حالت میں دھوکے سے اس لیے کہ رفیق صحبت کرتے ہیں امانت پر اور امانت اپنے مالکوں کی طرف ادا کی جاتی ہے مسلمان ہو یا کافر۔ اور یہ کہ کافروں کے مال تو صرف لڑائی اور غلبہ سے حاصل ہوتے ہیں اور شاید حضرت ﷺ نے مال کو اس کے ہاتھ میں

چھوڑا اس بات کے ممکن ہونے کی وجہ سے کہ اس کی قوم مسلمان ہو اور اس کا مال ان کو پھیر دے۔اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ حربی کافر جب حربی کا مال طلب کرے تو اس پر ضمان نہیں یعنی اس کا بدلہ نہیں اور یہ ایک وجہ ہے شافعیہ کے لیے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کا کھنگار اپنے منہ اور بدن کو مل لیتے تھے تو اس سے معلوم ہوا کہ کھنگار پاک ہے اور اسی طرح کہ جو بال جدا ہو اور یہ کہ جائز ہے برکت حاصل کرنی نیک لوگوں کے فضل سے جو کہ پاک ہوں۔اور شاید اصحاب نے اس کو عروہ کے سامنے کیا اور اس میں مبالغہ کیا اشارہ کرنے کے لیے ان سے رد کی طرف اس پر جو اس نے خوف کیا تھا ان کے بھاگنے کا اور گویا کہ انہوں نے زبان حال سے کہا کہ جو اپنے امام سے ایسی محبت رکھتا ہو اور جو اس کی ایسی تعظیم کرتا ہو کس طرح گمان کیا جاتا ہے اس کے ساتھ کہ وہ اس کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور اس کو دشمن کے سپرد کر دے گا بلکہ وہ سخت غیرت کرنے والے ہیں اس کے ساتھ اور اس کے دین کے ساتھ اور اس کی مدد کے ان قبیلوں سے کہ برادری کے سبب سے ایک دوسرے کی رعایت کرتے ہیں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز پہنچنے کا مقصود کی طرف ہر جائز طریقے سے عروہ کے قصے میں فوائد سے ہے وہ چیز کہ دلالت کرتی ہے اس کو جودت اور بیدار ہونے پر اور بیان ہے اس کا کہ تھے اس پر اصحاب مبالغہ کرنے سے حضرت ﷺ کی تعظیم میں اور توقیر میں اور آپ کے حکموں کی رعایت کرنے میں اور دور کرنے اس شخص کے جو حضرت ﷺ پر ظلم کرے ساتھ فعل کے یا قول کے اور برکت حاصل کرنے کے آپ کے آثار کے ساتھ۔اور یہ جو بنی کنانہ کے ایک مرد نے کہا کہ میں مناسب نہیں جانتا کہ یہ لوگ خانہ کعبہ سے روکے جائیں تو قریش نے اس سے کہا کہ ہم سے دور ہو جاؤ یہاں تک کہ لیں ہم اپنی جانوں کے لیے جس کے ساتھ ہم راضی ہوں۔اور اس قصے میں معلوم ہوا کہ لڑائی میں دغا کرنا درست ہے اور جائز ہے ظاہر ارادہ ایک چیز کا اور حالانکہ اس کا مقصود غیر ہو اور یہ کہ بہت مشرک احرام کا ادب اور حرم کی تعظیم کرتے تھے اور جو اس سے روکے اس پر انکار کرتے تھے دلیل پکڑنے کے لیے دین ابراہیمی کی باقیات سے۔اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہے کہ مکرز گناہگار مرد ہے تو یہ اس لیے ہے کہ پچاس آدمی لے کر رات کو حدیبیہ میں آیا تھا کہ اصحاب پر شب خون مارے تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ان کو پکڑ لا اور مکرز بھاگ گیا اور شاید حضرت ﷺ نے اس طرف اشارہ کیا ہوگا۔اور یہ جو راوی نے کہا کہ اچانک سہیل آیا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قریش نے سہیل بن عمرو کو بلایا اور اس کو کہا کہ اس مرد یعنی پیغمبر ﷺ کے پاس جا اور اس سے صلح کر تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قریش کا ارادہ صلح کا ہے جب کہ انہوں نے اس کو بھیجا اور یہ جو اس نے کہا کہ ہمارے اور اپنے درمیان صلح نامہ لکھو تو ایک روایت میں ہے کہ جب وہ حضرت ﷺ کے پاس پہنچا تو ان کے درمیان بات چیت ہوئی یہاں تک کہ واقع ہوئی ان کے درمیان صلح اس پر کہ دس برس لڑائی موقوف رہے یہ کہ امن میں رہیں لوگ ایک دوسرے سے اور یہ کہ پیغمبر ﷺ اس سال پھر جائیں۔اور یہ جو ابو بصیر نے کہا کہ اللہ نے آپ کا ذمہ پورا کیا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کو معلوم ہے کہ اگر میں ان کے پاس جاؤں تو مجھ

کو اپنے دین سے فتنے میں ڈالیں گے سو کیا میں نے جو کچھ کیا اور نہیں میرے اور ان کے درمیان کوئی عہد یا عقد۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان صلح کے زمانے میں دار الحرب میں آئے تو جو اس کی تلاش میں آئے اس کو قتل کیا جائے جب کہ ان کی طرف پھیر دینے کی شرط ہو اس لیے کہ جب ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے اس کو مار ڈالا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہ کیا اور نہ اس میں قصاص کا حکم کیا اور نہ دیت کا۔ اور یہ جو کہا کہ کاش اس کا کوئی مددگار ہوتا تو اس میں اس کی طرف اشارہ ہے بھاگ جانے کے ساتھ تا کہ نہ پھیر دیں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کی طرف۔ اور رمز ہے اس کی طرف کہ پہنچے اس کی یہ بات مسلمانوں سے یہ کہ اس کو جا ملیں اور جمہور علماء شافعیہ وغیرہ سے کہتے ہیں کہ جائز ہے تعریض اس کے ساتھ نہ تصریح جیسا کہ اس قصے میں ہے۔ اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو ابو بصیر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے بلانے کو بھیجا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پہنچا اور وہ مرض الموت میں تھا سو وہ مر گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط اس کے ہاتھ میں تھا اور ابو جندل رضی اللہ عنہ نے اس کو اس جگہ دفنایا اور اس کی قبر کے پاس مسجد بنائی اور ابو جندل رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی مدینے میں آئے سو ابو جندل رضی اللہ عنہ ہمیشہ مدینے میں رہا یہاں تک کہ جہاد کے لیے شام کو نکلا اور شہید ہوا اور ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے قصے میں کئی فائدے ہیں جائز ہے قتل کرنا ظلم کرنے والے کافر کو دھوکے سے اور یہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ سے دغا نہیں گنا جاتا اس لیے کہ وہ صلح میں داخل نہ ہوا تھا کہ وہ اس وقت مکے میں قید تھا لیکن جب اس نے خوف کیا کہ وہ مشرک اس کو مشرکوں کی طرف پھیر لے جائے تو اس کو اپنی جان سے دفع کیا اس کو قتل کرنے کے ساتھ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہ کیا اور اس سے معلوم ہوا کہ جو ابو بصیر رضی اللہ عنہ کی طرح کرے تو اس پر نہ قصاص ہے اور نہ دیت اور ایک روایت میں ہے کہ جب مقتول کے وارثوں کو خبر پہنچی تو انہوں نے قاتل کی قوم سے دیت کا مطالبہ کیا تو ابو سفیان نے اس کو کہا کہ نہ اس کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مطالبہ ہے اس لیے کہ اس نے اپنا عہد پورا کیا اور اس کو تمہارے ایلچی کے حوالے کیا اور اس نے اس کو اس کے حکم سے قتل نہیں کیا اور نہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ کی قوم پر مطالبہ ہے اس لیے کہ وہ ان کے دین پر نہیں اور یہ کہ جو کافروں سے مسلمان ہو کر آتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کافروں کی طرف نہ پھیرتے تھے مگر ان کے طلب کرنے سے یعنی خود بخود نہ پھیرتے تھے اس لیے کہ جب انہوں نے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو پہلی بار طلب کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ان کے حوالے کیا اور جب دوسری بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو اس کو ان کی طرف نہ بھیجا یعنی خود بخود بلکہ اگر وہ کسی کو اس کے لینے کے لیے بھیجتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ان کے حوالے کر دیتے سو جب ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے اس کا خوف کیا تو وہاں سے بھاگ گئے۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ شرط پھیر دینے کی یہ ہے کہ جو مسلمان ہو کر بھاگ آیا ہو اور وہ امام کے شہر میں ٹھہرا ہو اور اس کے قبضے میں ہو اور جو اس کے ہاتھ کے تلے نہ ہوں اس کو پھیر دینا لازم نہیں اور استنباط کیا ہے اس سے بعض متاخرین نے کہ اگر بعض بادشاہ مسلمان مثلاً بعض کافر بادشاہوں سے صلح کریں اور کوئی اور بادشاہ مسلمان ان سے جہاد کرے اور ان کو مار ڈالے اور ان کے مال لوٹ لے تو یہ اس کے لیے جائز ہے جس نے اس سے صلح

کی ہے اس کی صلح اس شخص کو شامل نہیں جس نے اس سے صلح نہیں کی اور نہیں پوشیدہ ہے یہ کہ محل اس کا وہ ہے کہ اس جگہ تعمیم کا کوئی قرینہ نہ ہو۔اور یہ جو کہا کہ اللہ نے یہ آیت اتاری ھُوَالَّذِیْ کَفَّ اَیْدِیَکُمْ الایۃ تو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت ابوبصیر کے حق میں اتری اور اس کے شان نزول میں مشہور یہ ہے کہ جس کو مسلم نے روایت کیا ہے کہ قریش کی ایک جماعت نے چاہا کہ مسلمانوں کو غافل پا کر مار ڈالیں تو مسلمانوں نے ان کو پکڑ لیا سو حضرت ﷺ نے ان کو چھوڑ دیا۔اور یہ جو زہری نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ مہاجر عورتوں سے ایمان لانے کے بعد کوئی مرتد ہوئی ہو تو مراد اس سے اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ معاقبہ جو بنسبت دونوں طرفوں کے مذکور ہے سوائے اس کے نہیں کہ وہ صرف ایک ہی طرف میں واقع ہوا ہے اس لیے کہ نہیں معلوم ہے کہ مہاجر عورتوں میں سے کوئی مرتد ہو کر کافروں کی طرف بھاگ گئی ہو بخلاف اس کے عکس۔اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ ام الحکم ابوسفیان کی بیٹی مرتد ہوئی اور اپنے خاوند عیاض سے بھاگ گئی پس نکاح کیا اس سے ایک مرد نے ثقیف سے اور قریش میں سے اس کے سوائے کوئی عورت مرتد نہیں ہوئی لیکن وہ اس کے بعد پھر مسلمان ہوگئی تھی جب کہ ثقیف مسلمان ہوئے۔پس اگر یہ بات ثابت ہو تو تطبیق دی جائے گی ان دونوں کے درمیان اس طرح سے کہ اس نے اس سے پہلے ہجرت نہیں کی تھی پس وہ مہاجرات میں معدود نہ تھی اور اس حدیث میں کئی فوائد ہیں ان کے علاوہ جو پہلے گذر چکے۔ایک یہ کہ ذوالحلیفہ اہل مدینہ کا میقات ہے حاجی کے لیے اور عمرہ کرنے والے کے لیے اور یہ کہ قربانی کے گلے میں ہار ڈالنا اور اس کا اپنے ساتھ ہانکنا سنت ہے حاجی اور معتمر کے لیے کہ حج اور عمرہ فرض ہو یا نفل اور یہ کہ اشعار سنت ہے مثلہ نہیں اور یہ کہ سر منڈوانا بال کترانے سے افضل ہے اور یہ کہ وہ عمرہ کرنے والے کے حق میں عبادت ہے بند کیا گیا ہو یا بند نہ کیا گیا ہو اور یہ کہ بند کیا ہوا جس جگہ بند ہوا اسی جگہ اپنی قربانی ذبح کرے اگرچہ حرم میں نہ پہنچے اور جو اس کو کعبے جانے سے روکے اس سے لڑے اور اولیٰ اس کے حق میں یہ ہے کہ نہ لڑے جب کہ صلح کا راستہ پائے۔اور یہ کہ مستحب ہے پہنچانا اطلاع اور جاسوسوں کا لشکر کے آگے اور یقینی بات کو لینا دشمن کے کام میں تاکہ مسلمانوں کو غافل نہ پائیں۔اور جائز ہونا دھوکے کا لڑائی میں اور اس کے ساتھ تعریض حضرت ﷺ سے اگرچہ آپ کا خاصہ ہے کہ آپ خیانت سے ممنوع ہیں۔اور نیز اس حدیث میں مشورہ کرنے کی فضیلت ہے اور وجہ رائے کے نکالنے کے لیے اور خوش کرنے دلوں اتباع کے اور یہ کہ جائز ہے بعض مسامحت کرنے دین کے امر میں اور یہ کہ نہیں لائق ہے تابع کو اعتراض کرنا اپنے متبوع پر محض اس چیز کے ساتھ کہ ظاہر ہو حال میں بلکہ اس پر ماننا لازم ہے اس لیے کہ متبوع بہت پہچاننے والا ہے کاموں کے انجام کو اکثر اوقات زیادہ تجربہ رکھنے کی وجہ سے خاص کر وہ شخص کہ وحی سے مدد کیا گیا ہو۔اور یہ کہ جائز ہے اعتماد کرنا کافر کی خبر پر جب کہ قائم ہو کوئی قرینہ اس کے صدق پر یہ بات خطابی نے کہی استدلال کرنے کے لیے اس طرح سے کہ جس خزاعی مرد کو حضرت ﷺ نے قریش کی خبر لانے کو بھیجا تھا وہ کافر تھا میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے خزاعی اس وقت مسلمان ہو لیکن اس کا اسلام مشہور نہ ہوا ہے پس یہ دلیل اس کے دعوے پر

قائم نہیں ۔(فتح)

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْقَرْضِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَآئِيْلَ أَنْ يُّسْلِفَهُ أَلْفَ دِيْنَارٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعَطَاءٌ إِذَا أَجَّلَهُ فِي الْقَرْضِ جَازَ.

قرض میں شرط کرنے کا بیان ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو ذکر کیا کہ اس نے بعض بنی اسرائیل سے ہزار اشرفیاں مانگی تو اس نے اس کو ہزار اشرفیاں کچھ مدت ٹھہرا کر دیں ۔یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عطا نے کہا کہ جب قرض میں اس سے مدت معین کرے تو جائز ہے۔

فائدہ: ان سب کی شرح قرض میں گذر چکی ہے ۔معلوم ہوا کہ قرض میں مدت معین کی شرط کرنی جائز ہے۔

بَابُ الْمُكَاتَبِ وَمَا لَا يَحِلُّ مِنَ الشُّرُوْطِ الَّتِي تُخَالِفُ كِتَابَ اللّٰهِ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي الْمُكَاتَبِ شُرُوْطُهُمْ بَيْنَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَوْ عُمَرُ كُلُّ شَرْطٍ خَالَفَ كِتَابَ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَّإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَيُقَالُ عَنْ كِلَيْهِمَا عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ.

باب ہے بیان میں مکاتب کے اور اس چیز کے کہ نہیں حلال ہے شرطوں سے جو کتاب اللہ کے مخالف ہیں ۔یعنی اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے مکاتب کے حق میں کہا کہ مکاتبوں اور ان کے مالکوں کے درمیان جو شرطیں قرار پا چکی ہوں وہ معتبر ہیں یعنی جب کہ کتاب اللہ کے مخالف نہ ہوں ۔یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما یا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شرط کہ کتاب اللہ کے مخالف ہو پس وہ باطل ہے اگر چہ سو شرط کرے۔

فائدہ: پہلے یہ باب گذر چکا ہے بَابُ مَايَجُوْزُ مِنْ شُرُوْطِ الْمُكَاتَبِ اور یہ باب پہلے سے عام ہے اگر چہ دونوں کی حدیث ایک ہے۔اور نیز کتاب العتق میں پہلے گذر چکا ہے مَايَجُوْزُ مِنْ شُرُوْطِ الْمُكَاتَبِ وَمَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ اور پہلے گذر چکا ہے کہ مراد اس کی پہلی کی تفسیر کرنا ہے دوسرے کے ساتھ ۔اور اس جگہ مراد تفسیر کرنی ہے آپ کے قول لیس فی کتاب اللہ کی اور یہ کہ اس سے مراد وہ چیز ہے جو کتاب اللہ کے مخالف ہو پھر تقویت کی اس کی بخاری نے اس چیز کے ساتھ کہ نقل کیا ہے اس کو عمر رضی اللہ عنہ یا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور اس کی توجیہ یہ ہے کہ کہا جائے کہ مراد کتاب اللہ سے حدیث میں اس کا حکم ہے اور وہ عام ہے اس سے کہ نص ہو یا نکالا گیا اور جو اس

کے سوائے ہو پس وہ مخالف ہے اس چیز کے ساتھ کہ کتاب اللہ میں ہے۔(فتح)

۲۵۳۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَتَتْهَا بَرِيْرَةُ تَسْأَلُهَا فِيْ كِتَابَتِهَا فَقَالَتْ إِنْ شِئْتِ أَعْطَيْتُ أَهْلَكِ وَيَكُوْنُ الْوَلَاءُ لِيْ فَلَمَّا جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَّرْتُهُ ذٰلِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعِيْهَا فَأَعْتِقِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَّشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَّيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَّيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهٗ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ.

۲۵۳۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا اس کے پاس آئی اس حال میں کہ اس سے بدل کتابت کا ادا کرنا چاہتی تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تیرے مالکوں کو بدل کتابت ادا کردوں اور تیری آزادی کا حق میرے لیے ہوگا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے یہ حال بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید کے آزاد کر پس تحقیق آزادی کا حق اسی کا ہے جو آزاد کرے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں اور جو ایسی شرط کرے کہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ اس کو فائدہ نہیں دیتی اگرچہ سو شرط کرے۔

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْاِشْتِرَاطِ وَالثُّنْيَا فِي الْإِقْرَارِ وَالشُّرُوْطِ الَّتِيْ يَتَعَارَفُهَا النَّاسُ بَيْنَهُمْ وَإِذَا قَالَ مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدَةً أَوْ ثِنْتَيْنِ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ رَجُلٌ لِّكَرِيِّهٖ أَرْحِلْ رِكَابَكَ فَإِنْ لَّمْ أَرْحَلْ مَعَكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَلَكَ مِائَةُ دِرْهَمٍ فَلَمْ يَخْرُجْ فَقَالَ شُرَيْحٌ مَّنْ شَرَطَ عَلٰى نَفْسِهٖ طَآئِعًا غَيْرَ مُكْرَهٍ فَهُوَ عَلَيْهِ وَقَالَ أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ إِنَّ رَجُلًا بَاعَ طَعَامًا وَّقَالَ إِنْ لَّمْ آتِكَ الْأَرْبِعَاءَ فَلَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بَيْعٌ فَلَمْ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ جائز ہے شرط کرنی اور استثناء کرنے سے اقرار میں اور بیان ہے ان شرطوں کا کہ لوگوں میں مروج ہیں یعنی بیع شرا وغیرہ معاملات میں اور جب کوئی کہے کہ مجھ پر سو ہے مگر ایک یا دو تو یہ اقرار صحیح ہے اور لازم اس پر ننانوے یا اٹھانوے۔ یعنی اور ابن عون نے ابن سیرین سے روایت کی کہ ایک مرد نے اپنے کرایے دار سے کہا کہ اپنے اونٹ کو لے جا پس اگر میں فلاں فلاں دن میں تیرے ساتھ نہ جاؤں گا تو تیرے لیے سو درہم ہے سو وہ نہ نکلا یعنی پس یہ شرط صحیح ہے۔ یعنی شریح نے کہا کہ جو شرط کرے اپنی جان پر اپنی رغبت سے بغیر زبردستی کے تو وہ شرط اس پر لازم ہوتی ہے

يَجِيْ فَقَالَ شُرَيْحٌ لِلْمُشْتَرِيْ أَنْتَ أَخْلَفْتَ فَقَضٰى عَلَيْهِ.

یعنی اور ایوب نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اناج بیچا اور کہا کہ اگر میں تیرے پاس بدھ کے دن نہ آؤں تو نہیں بیع درمیان میرے اور تیرے سو وہ نہ آیا تو شریح نے خریدار سے کہا کہ تو نے خلاف وعدہ کیا ہے تو حکم کیا اس پر ساتھ فسخ کرنے بیع کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ استثناء اقرار میں تو یہ عام ہے خواہ استثناء تھوڑی چیز کا ہو بہت سے یا بہت کا تھوڑی سے اور نہیں اختلاف ہے استثناء کرنے تھوڑی چیز کے بہت چیز سے اور اس کے عکس میں اختلاف ہے پس جمہور کا مذہب یہ ہے کہ وہ بھی جائز ہے اور قوی تر ان کی حجت یہ آیت ہے اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِيْنَ ساتھ اس آیت کے اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ اس لیے کہ دونوں میں ایک تو ضرور دوسرے سے زیادہ ہے اور ہر ایک کو دوسرے سے مستثنٰی کیا ہے۔ اور بعض مالکیہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ فاسد ہے اور یہ قول ابن ماجشون وغیرہ کا ہے اور ابن قتیبہ کا بھی یہی مذہب ہے اور اس نے گمان کیا ہے کہ یہی مذہب ہے بصریوں کا اہل لغت سے۔ اور یہ کہ جواز کوفیوں کا مذہب ہے اور اس کی مفصل شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

فائدہ: اور حاصل اس کا یہ ہے کہ شریح نے دونوں مسئلوں میں شرط کرنے والے پر حکم کیا ساتھ اس چیز کے کہ شرط کی اس نے اپنی جان پر بغیر زبردستی کے اور موافقت کی ہے اس کی دوسرے مسئلے میں ابو حنیفہ احمد اور اسحٰق نے اور مالک اور اکثر علماء بیع کو صحیح کہتے ہیں اور شرط کو باطل کہتے ہیں اور پہلے مسئلے میں سب لوگ اس کے مخالف ہیں۔ اور بعض نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ عادت یہ ہے کہ اونٹوں والا ان کو چراگاہ کی طرف بھیجتا ہے پس جب اتفاق کرے سوداگر کے ساتھ ایک معین دن میں اور اس کے لیے اونٹ حاضر کرے اور سوداگر کے لیے سفر کی تیاری نہ ہو تو یہ اونٹوں کو ضرور پہنچائے گا اس چیز کے لیے کہ محتاج ہے اس کی طرف چارے سے پس واقع ہوا ان کے درمیان تعارف ایک مال معین پر کہ شرط کرے اس کو تاجر اپنی جان پر جب کہ خلاف وعدہ کرے تا کہ مدد لے اس کے اونٹوں کے ساتھ چارے پر۔ اور جمہور نے کہا کہ وہ وعدہ ہے پس نہیں لازم ہے پورا کرنا اس کا۔ واللہ اعلم (فتح)

۲۵۳۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَّنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

۲۵۳۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ننانوے نام ہیں ایک کم سو جو ان کو یاد کرلے یا اعتقاد سے یاد کر رکھے یا ان کے معنی پوچھے اور ان پر عمل کرے وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زیادہ چیز سے تھوڑی چیز کا استثناء درست ہے۔

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْوَقْفِ

وقف میں شرط کرنے کا بیان

۲۵۳۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ أَنْبَأَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَصَابَ أَرْضًا بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَأْمِرُهُ فِيْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِيْ مِنْهُ فَمَا تَأْمُرُ بِهِ قَالَ إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا قَالَ فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ أَنَّهُ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ وَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَآءِ وَفِي الْقُرْبٰى وَفِي الرِّقَابِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَيُطْعِمَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ. قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ سِيْرِيْنَ فَقَالَ غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا.

۲۵۳۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خیبر میں ایک زمین پائی یعنی وہاں کی غنیمت میں سے ان کے حصے آئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشورے کو آئے کہ اس زمین کو کیا کریں پس کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نے خیبر میں ایک زمین پائی ہے کہ میں نے کبھی کوئی مال نہیں پایا کہ میرے نزدیک اس زمین سے زیادہ نفیس ہو تو آپ مجھ کو اس میں کیا حکم کرتے ہیں یعنی میں چاہتا ہوں کہ اس کو اللہ کی راہ میں مقرر کروں پھر میں نہیں جانتا کہ کس طرح مقرر کروں آپ اس کا طریقہ فرمائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو اس زمین کی اصل کو وقف کر اور اس کے حاصل کو خیرات کر تو صدقہ کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے اس شرط پر کہ نہ بیچی جائے وہ زمین اور نہ ہبہ کی جائے اور نہ میراث کی جائے اور صدقہ کیا حاصل اس کے کو فقیروں میں اور قرابتیوں میں اور غلاموں کے آزاد کرنے میں یعنی جیسے کہ زکوۃ مکاتبوں کو دیتے ہیں تا کہ بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہوں اور اللہ کے راہ میں یعنی غازیوں اور حاجیوں کے لیے اور بیچ مسافروں کے یعنی اگرچہ گھروں میں مال رکھتے ہوں اور مہمانوں میں نہیں گناہ اس شخص پر کہ متولی اس زمین کا یعنی اس کی تدبیر کرے اور اس کا حاصل مصارف مذکورہ میں خرچ کرے یہ کہ کھائے اس میں سے موافق دستور کے یعنی بقدر قوت کے لے اور کھلائے یعنی اہل اپنے کو جو کہ مال دار ہو اس حالت میں کہ نہ جمع کرنے والا ہو مال کو اس کے حاصل میں سے۔ ابن سیرین نے کہا کہ غیر متمول کے معنی یہ ہیں کہ نہ جمع کرنے والا ہو مال کو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْوَصَايَا — کتاب ہے بیچ بیان میں وصیتوں کے

فائدہ: وصایا وصیت کی جمع ہے ۔اور کبھی وصیت کرنے والے کے فعل پر بولی جاتی ہے اور کبھی بولی جاتی ہے اس چیز پر کہ وصیت کی جاتی ہے اس کے ساتھ مال او رعہد وغیرہ سے اور شرع میں وصیت ایک خاص عہد کا نام ہے جو منسوب ہے مابعد موت کی طرف یعنی زندگی میں کہہ جائے کہ میرے مرنے کے بعد یوں کرنا اور کبھی اس کے ساتھ احسان ہوتا ہے اور نیز شرع میں وصیت اس چیز پر بھی بولی جاتی ہے جس کے ساتھ ممنوع چیز سے زجر واقع ہو اور ماموارت پر رغبت واقع ہو۔

بَابُ الْوَصَايَا وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَّةُ الرَّجُلِ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ.

وصیتوں کا بیان اور بیان اس حدیث کا کہ مرد کی وصیت اس کے نزدیک لکھی ہوئی ہے۔

فائدہ: نہیں واقف ہوا میں اس حدیث پر لفظ مذکورہ کے ساتھ اور شاید یہ حدیث بالمعنی مروی ہے پس تحقیق مراد مردہ مرد ہے لیکن تقیید اس کی ساتھ مرد کے باعتبار غالب کے ہے نہیں تو نہیں ہے فرق وصیت صحیحہ میں مرد اور عورت کے درمیان اور نہیں شرط ہے اس میں اسلام اور نہ ہوشیاری اور نہ خاوند کی اجازت کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شرط کی جاتی ہے اس کے صحیح ہونے میں عقل اور آزادی کی اور لیکن وصیت لڑکے ہوشیار کی پس اس میں اختلاف ہے۔ابو حنیفہ اور شافعی نے اس کو منع رکھا ہے اظہر قول میں اور صحیح کہا ہے اس کو مالک اور احمد اور شافعی نے ایک قول میں ترجیح دی ہے اس کو ابن ابی عصرون وغیرہ نے اور میل کی اس کی طرف سبکی نے اور تائید کی ہے اس کی اس طرح سے کہ تہائی مال میں وارث کا حق نہیں پس نہیں کوئی وجہ منع کرنے کی وصیت کو ہوشیار لڑکے کے لیے ۔معتبر اس میں یہ ہے کہ سمجھے وہ چیز کہ وصیت کرتا ہے اس کے ساتھ ۔اور موطا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نابالغ لڑکے کی وصیت جائز رکھی ۔بیہقی نے ذکر کیا کہ شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو میں اس کا قائل ہوں اور وہ حدیث قوی ہے پس تحقیق اس کے راوی ثقہ ہیں اور اس کے لیے شاہد ہے اور قید کیا ہے امام مالک نے اس کے صحیح ہونے ساتھ اس کے جب کہ سمجھے اور نہ خلط کرے اور احمد نے اس کو سات سال کے ساتھ قید کیا ہے اور ایک روایت اس سے دس سال کی ہے۔(فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا نِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَإِنَّمَا إِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾. ﴿جَنَفًا﴾ مَيْلًا مُتَجَانِفٌ مَّائِلٌ.

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ لازم ہوا تم پر جب حاضر ہو کسی کو تم میں سے موت اگر کچھ مال چھوڑے کہ وصیت کرے ماں باپ کے لیے اور ناطے والوں کے موافق دستور کے ضروری ہے پرہیزگاروں پر پھر جو کوئی اس کو بدلے بعد اس کے کہ سن چکا تو اس کا گناہ انہی پر ہے جنہوں نے بدلا بے شک اللہ تعالیٰ ہے سنتا جانتا پھر جو کوئی ڈرا وصیت کرنے والے کی طرف داری سے امام بخاری نے کہا کہ جَنَفًا معنی ایک طرف جھکنا اور میل کرنا ہے اور مُتَجَانِفٌ کے معنی کہ قرآن میں واقع ہوا ہے میل کرنے والے کے ہیں۔

فائدہ: یہ جو فرمایا اِنْ تَرَكَ خَيْرًا تو یہ قول دلالت کرتا ہے اتفاق کے بعد اس پر کہ مراد خیر سے مال ہے اس پر کہ جو مال نہ چھوڑے اس لیے کہ مال کے ساتھ وصیت کرنی مشروع نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد خیر سے بہت مال ہے کہ جس کے پاس تھوڑا مال ہو اس کے لیے وصیت مستحب نہیں اور اجماع کی نقل میں نظر ہے پس ثابت زہری سے یہ ہے کہ اللہ نے وصیت کو لازم ٹھہرایا ہے خواہ مال تھوڑا ہو یا بہت ۔ اور شافعیہ کے نزدیک تصریح یہ ہے کہ وصیت مستحب ہے بغیر فرق کرنے کے تھوڑے اور زیادہ مال کے درمیان ۔ اور ابو الفرج سرخسی نے ان میں سے کہا ہے کہ اگر مال تھوڑا ہو اور عیال بہت ہوں تو مستحب ہے اس کو باقی رکھنا ان کے اوپر اور کبھی وصیت بغیر مال کے ہوتی ہے جیسا کہ معین کرے جو اس کے اولاد کی بھلائیوں میں دیکھے یا وصیت کرے ان کی طرف اس چیز کے ساتھ کہ وہ اس کے بعد کرے اپنے دین اور دنیا کی بھلائیوں میں اور اس کے مستحب ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں اور اختلاف ہے کہ وصیت میں مال کثیر کی حد کیا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سات سو قلیل مال ہے اور ایک روایت ان سے یہ ہے کہ آٹھ سو قلیل مال ہے ۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے ۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس شخص کے حق میں جس نے بہت عیال چھوڑا اور تین ہزار چھوڑے کہ یہ مال کثیر نہیں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ امر نسبتی ہے مختلف ہوتا ہے اشخاص اور احوال کے مختلف ہونے کے ساتھ ۔ (فتح)

۲۵۳۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۵۳۳ ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں لائق ہے مرد مسلمان کو کہ اس کے پاس ایک چیز ہو کہ وصیت کی صلاحیت رکھتی ہو قلیل مال سے اور معاملہ

وَسَلَّمَ قَالَ مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوْصِيْ فِيْهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهُ. تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سے ساتھ لوگوں کے کہ دو راتیں گذارے مگر کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہو۔

فائدہ: مسلمان کی قید باعتبار غالب کے ہے پس نہیں ہے کوئی مفہوم اس کے لیے یا اس کو رغبت دلانے کے لیے ذکر کیا تا کہ اس کے بجالانے میں جلدی ہو اس لیے کہ مشعر ہے اس کے ساتھ اسلام کی نفی کرنے سے اس کے تارک سے اور کافر کی وصیت بھی جائز ہے فی الجملہ اور ابن منذر نے اس میں اجماع حکایت کیا ہے۔اور سبکی نے اس میں اس جہت سے بحث کی کہ وصیت مشروع ہے زیادتی کے لیے نیک عمل میں اور کافر کے لیے مرنے کے بعد کوئی عمل نہیں اور جواب دیا ہے اس نے اس کے ساتھ کہ نظر کی ہے انہوں نے کہ وصیت آزاد کرنے کی مانند ہے اور وہ صحیح ہے ذمی اور حربی سے اور یہ جو کہا کہ یبیت یعنی رات گذاری تو اس کا مفعول محذوف ہے یعنی آمنا یا ذاکرا اور ابن تین نے کہا کہ تقدیر اس کی معوکا ہے یعنی بیمار ہوا اور پہلی تقدیر اولیٰ ہے اس لیے کہ وصیت کا استحباب بیمار کے ساتھ خاص نہیں ہاں علماء نے کہا ہے کہ نہیں ہے مستحب یہ کہ لکھے تمام چیزیں حقیر اور نہ وہ چیز کہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ نکلنے کے اس سے اور وفا سے اس کے لیے قریب سے۔اور ایک روایت میں تین رات کا ذکر ہے پس ذکر دو اور تین رات کا حرج دور کرنے کے لیے ہے بہجوم شغلوں آدمی کے کہ ان کے ذکر کی طرف محتاج ہے پس فراخی کی اس کی اللہ نے یہ قدر تا کہ یاد کرے وہ چیز کہ محتاج ہے اس کی طرف اور مختلف ہونا روایتوں کا اس میں دلالت کرتا ہے کہ وہ تقریب کے لیے ہے نہ کہ حد مقرر کرنے کے لیے اور معنی یہ ہے کہ نہ گذرے اس پر زمانہ اگرچہ تھوڑا ہو مگر کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہو اور اس میں تھوڑے زمانے کے معاف ہونے کی طرف اشارہ ہے اور شاید کی تاخیر کی تین راتیں نہایت ہیں اسی لیے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے تب سے میں نے ایک رات نہیں کاٹی مگر کہ میری وصیت میرے پاس لکھی ہوئی ہے اور دارقطنی میں یہ حدیث اس لفظ سے آئی ہے کہ نہیں حلال ہے کسی مسلمان کو یہ کہ دو راتیں کاٹے مگر کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہو اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے آیت کے ظاہر سے اوپر واجب ہونے وصیت کے اور یہی قول ہے زہری اور عطا اور ابو مجلز کا اور طلحہ بن مصرف کا اور لوگوں میں اور حکایت کیا ہے اس کو بیہقی نے شافعی سے قدیم قول میں اور یہی قول ہے اسحٰق کا اور داود کا اور اختیار کیا ہے اس کو ابو عوانہ اور ابن جریر نے اور اور لوگوں نے اور ابن عبدالبر اور اور لوگوں نے۔اور ابن عبدالبر نے کہا کہ وصیت کے نہ واجب ہونے پر اجماع ہو چکا ہے سوائے اس شخص کے جس نے خلاف کیا اسی

طرح کہا ہے اس نے اور استدلال کیا گیا ہے نہ واجب ہونے کے معنی کے اعتبار سے اس لیے کہ اگر وصیت نہ کرتا تو اس کا تمام مال اس کے وارثوں میں تقسیم کیا جاتا یعنی اس کا تقسیم کرنا بالا جماع جائز ہے پس اگر وصیت واجب ہوتی تو البتہ نکالا جاتا اس کے مال سے ایک حصہ جو وصیت کے قائم مقام ہوتا اور آیت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ منسوخ ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مال اولاد کا تھا اور وصیت ماں باپ کے لیے تھی تو منسوخ کیا اللہ نے اس سے جو چاہا اور ہر ایک کے لیے ماں باپ سے چھٹا حصہ ٹھہرایا۔ اور جو وصیت کو واجب کہتا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ جو چیز منسوخ ہوئی ہے وہ وصیت والدین اور قرابت والوں کے لیے ہے جو وارث ہوتے ہیں اور باقی رہا وہ جو وارث نہیں ہوتا پس نہیں آیت میں اور نہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر میں وہ چیز کہ تقاضہ کرے اس کے منسوخ ہونے کا اس کے حق میں اور جو واجب ہونے کا قائل نہیں وہ حدیث کا یہ جواب دیتا ہے کہ مراد ما حق امرء سے احتیاط ہے اس لیے کہ کبھی اچانک موت آجاتی ہے اور وہ بغیر وصیت کے ہوتا ہے اور نہیں لائق ہے مسلمان کو کہ غافل ہو جائے موت کی یاد سے اور تیاری سے اس کے لیے اور یہ شافعی سے مروی ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ حق کے معنی لغت میں شئی ثابت ہے اور بولا جاتا ہے شرعا اس چیز پر کہ ثابت ہو اس کے ساتھ حکم اور حکم ثابت عام ہے اس سے کہ واجب ہو یا مستحب اور حق کا لفظ مباح پر بھی بولا جاتا لیکن بہت کم یہ بات قرطبی نے کہی ہے پس اگر مقترن ہو اس کے ساتھ علی یا مانند اس کی تو ہو گا ظاہر وجوب میں نہیں تو احتمال پر ہے اور بنا بر اس تقدیر کے پس نہیں حجت ہے اس حدیث میں اس شخص کے لیے جو واجب ہونے کا قائل ہے بلکہ مقترن ہوا ہے یہ حق ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے مستحب ہونے پر اور وہ تفویض کرنا وصیت کا ہے وصیت کرنے والے کے ارادے کی طرف جس جگہ کہ کہا کہ اس کے لیے کوئی چیز ہو کہ اس میں وصیت کرنے کا ارادہ کرے پس اگر وصیت واجب ہوتی تو اس کو اس کے ارادے کے ساتھ معلق نہ کرتے اور جس روایت میں لا یحل کا لفظ آیا ہے تو احتمال ہے کہ اس کے راوی نے اس کو بالمعنی ذکر کیا ہو اور ارادہ کیا ہو ساتھ حلت کے ثبوت جواز کا ساتھ معنی اعم کے کہ داخل ہوتا ہے نیچے اس کے واجب اور مستحب اور مباح اور جو وصیت کے واجب ہونے کے قائل ہیں وہ آپس میں بھی مختلف ہیں پس اکثر کا تو یہ مذہب ہے کہ وہ فی الجملہ واجب ہے۔ اور طاؤس اور قتادہ اور حسن اور جابر بن زید سے اور اور لوگوں سے روایت ہے کہ خاصہ اور نہیں واجب ہے قرابتیوں کے لیے جو وارث نہیں ہوتے روایت کی یہ حدیث ابن جریر وغیرہ نے ان سے کہتے ہیں پس اگر غیر قرابتیوں کے لیے وصیت کرے تو وہ جاری نہیں ہوتی اور روکی جائے گی کل تہائی طرف قرابتیوں کے اور یہ قول طاؤس کا ہے اور حسن اور جابر بن زید نے کہا کہ تہائی کی دو تہائی اور قتادہ نے کہا کہ تہائی کی تہائی اور قوی تر اس چیز کا کہ رد کیا جاتا ہے اوپر ان کے وہ چیز کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے شافعی نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بیچ قصے اس شخص کے جس نے اپنے مرنے کے وقت اپنے چھ غلام آزاد کیے تھے اور ان کے سوائے اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا تو

حضرت ﷺ نے ان کو بلایا اور ان کے تین حصے کیے سو دو کو آزاد کیا اور چار کو غلام رکھا پس ٹھہرایا اس کے آزاد کرنے کو بیماری میں وصیت۔ اور اگر کوئی کہے کہ شاید وہ معتق کے قرابتی تھے تو جواب اس کا یہ ہے کہ وہ قرابتی نہ تھے اس لیے کہ عرب کی عادت نہ تھی کہ مالک ہوں اس شخص کے کہ اس کے اور اس کے درمیان قرابت ہو اور سوائے اس کے نہیں کہ مالک ہوتے تھے اس شخص کے کہ اس کے لیے قرابت نہ ہو یا عجم میں سے ہو پس اگر قرابت کے لیے وصیت باطل ہوتی تو البتہ باطل ہوتی ان کے حق میں اور یہ استدلال قوی ہے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے ابو ثور سے کہ وجوب وصیت سے مراد آیت اور حدیث میں خاص ہے اس شخص کے ساتھ جس پر حق شرعی ہو خوف کرے یہ کہ مالک کو نہ پہنچے اگر نہ وصیت کرے اس کے ساتھ مانند امانت کی اور قرض اللہ کا اور آدمی کی اور دلالت کرتا ہے قید کرنا آپ کا ساتھ قول اپنے کے کہ اس کے لیے کوئی چیز ہو کہ اس میں وصیت کا ارادہ کرتا ہو اس لیے کہ اس میں اشارہ ہے اس کے قادر ہونے کی طرف اس کے دینے پر فی الحال اگرچہ مہلت کے ساتھ ہو پس جب ارادہ کرے گا پھر اس کو جائز ہو گا اور حاصل اس کا جمہور کے قول کی طرف پھرتا ہے کہ وصیت فرض عین نہیں اور فرض عین تو نکلنا ہے حقوق سے کہ واجب ہیں غیر کے لیے برابر ہے کہ تنجیز کے ساتھ ہو یا وصیت کے ساتھ اور محل واجب ہونے وصیت کا تو صرف اس صورت میں ہے کہ جب کہ عاجز ہو تنجیز اس چیز کے سے کہ اس پر ہے یعنی اس کو سر دست نہ دے سکتا ہو اور نہ جانتا ہو اس کو غیر اس کا ان لوگوں میں سے کہ ثابت ہوتا ہے حق اس کی گواہی سے پس لیکن اگر قادر ہو یا اس کا غیر اس کو جانتا ہو تو واجب نہیں اور معلوم ہوا مجموع اس چیز کے سے کہ جو ذکر کیا ہم نے کہ وصیت کبھی واجب ہوتی اور کبھی مستحب اس شخص کے حق میں جو کثرت ثواب کی امید رکھے اور مکروہ ہے اس کے عکس میں اور مباح ہے اس کے حق میں کہ اس میں دونوں امر برابر ہوں اور حرام ہے اس صورت میں جب کہ اس میں ضرر ہو جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہو چکا ہے کہ وصیت میں ضرر پہنچانا کبیرہ گناہوں سے ہے روایت کی یہ حدیث نسائی وغیرہ نے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور حجت پکڑی ہے ابن بطال نے تابع ہونے کی وجہ سے غیر کے اس کے ساتھ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وصیت نہیں کی پس اگر وصیت واجب ہوتی تو اس کو ترک نہ کرتے اور حالانکہ وہ حدیث کے راوی ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا اس طرح سے کہ اگر یہ بات ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہو تو اعتبار اس چیز کا ہے کہ اس نے روایت کی نہ اس کی رائے کا علاوہ ازیں اس سے صحیح مسلم میں جیسا کہ گذر چکا یہ ہے کہ میں نے کوئی رات نہیں کاٹی مگر کہ میری وصیت میرے پاس لکھی ہے۔ اور جس نے حجت پکڑی ہے کہ اس نے وصیت نہیں کی تو اس نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے جو ایوب نے نافع سے روایت کی ہے کہ مرض الموت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کیا تو وصیت نہیں کرتا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رہا میرا مال پس اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ میں اس میں کیا کرتا تھا اور رہا میرا گھر پس میں نہیں چاہتا کہ میری اولاد کو کوئی اس میں شریک ہو اور اس کی سند صحیح ہے اور دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ یہ اس پر محمول ہے کہ وہ وصیت لکھ کر اپنے پاس رکھتے

تھے اور اس کی خبر گیری کرتے تھے پھر ان کا یہ حال ہوا کہ جس چیز کے متعلق وصیت کرتے تھے اس کو فی الحال جاری کرنا شروع کیا اور اسی طرح اشارہ ہے اس کے قول کے ساتھ کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ میں اس میں کرتا تھا اور شاید اس کا باعث یہ حدیث ہوئی جو ان سے رقاق میں آئے گی کہ جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر پس جب جس چیز کے صدقہ کا ارادہ کرتے تھے اس کو فی الحال جاری کرنے لگے اور اسی وقت صدقہ کر دیا اور نہ محتاج ہوا طرف تعلیق کی اور وصایا میں آئے گا کہ اس نے اپنے بعض گھر وقف کر دیئے تھے اور ساتھ اس کے حاصل ہوگی توفیق، واللہ اعلم۔ اور استدلال کیا گیا حضرت ﷺ کے قول سے مکتوبۃ عندہ اوپر جائز ہونے اعتماد کے کتابت اور خط پر اگرچہ نہ مقترن ہوں ساتھ گواہی کے۔ اور خاص کیا ہے احمد اور محمد بن نصر نے شافعیہ سے اس کو ساتھ وصیت کے حدیث کے ثابت ہونے کی وجہ اس کے بارے میں سوائے اور احکام کے۔ اور جمہور نے جواب دیا ہے کہ ذکر کی گئی کتابت اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے ضبط مشہود بہ ہے کہتے ہیں معنی اپنے پاس وصیت لکھ رکھنے کا یہ ہے کہ اس کی شرط سے یعنی گواہی کے ساتھ اور محب طبری نے کہا کہ اس میں شرط کا مقدر کرنا بعید ہے اور جواب دیا گیا اس کے ساتھ کہ استدلال کیا ہے انہوں نے گواہ بنانے کی شرط پر خارجی امر کے ساتھ اللہ کے قول کی مانند شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ پس اللہ تعالیٰ کا قول دلالت کرتا ہے اوپر اعتبار گواہ کرنے کے وصیت میں اور قرطبی نے کہا کہ ذکر کتابت کا مبالغہ ہے بیچ زیادہ کرنے مضبوطی کے نہیں تو جس وصیت میں گواہی ہو اس پر سب کا اتفاق ہے اگرچہ لکھی نہ ہو اور استدلال کیا گیا ہے حضرت ﷺ کے قول کے ساتھ کہ وَصِيَّتُهٗ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهٗ اس پر کہ وصیت جاری ہوتی ہے اگرچہ اس کے صاحب کے پاس ہو اور اس کو اپنے غیر کے حوالے نہ کیا ہو اور اسی طرح اگر اس کو اپنے غیر کے نزدیک رکھا ہو اور اس کو پھیر لیا ہو اور اس حدیث میں منقبت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے اس کے جلدی کرنے کی وجہ سے شارع کا قول بجالانے میں اور اس کے ہمیشگی کرنے پر اس کے اوپر اور اس میں رغبت دلانی ہے موت کی تیاری کے لیے اور احتراز کیا پہلے موت کے اس لیے کہ آدمی نہیں جانتا کہ کب اچانک اس کو موت پکڑ لے اس لیے کہ کوئی وقت نہیں جو فرض کیا جائے مگر کہ اس میں ایک بڑی جماعت مرگئی اور ہر ایک بعینہ جائز ہے کہ فی الحال مر جائے۔ پس لائق ہے یہ کہ ہو تیاری کرنے والا اس کے لیے پس لکھے اپنی وصیت کو اور اس میں وہ چیز جمع کرے کہ اس کے لیے حاصل ہو ساتھ اس کے ثواب اور دور ہو اس سے گناہ اللہ کے حقوق سے اور بندوں کے حقوق سے۔ اور استدلال کیا گیا ہے حضرت ﷺ کے قول کے ساتھ کہ اس کے لیے کوئی چیز ہو اوپر صحیح ہونے وصیت کے ساتھ منافع کے یعنی مثلا اس چیز کے منافع اللہ کی راہ میں دئے جائیں اور یہی قول ہے جمہور کا اور منع کیا ہے اس کو ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ اور داود اور اس کے تابعداروں نے اور اختیار کیا ہے اس کو ابن عبد البر نے۔ اور اس حدیث میں وصیت پر رغبت دلانی ہے اور اس کا اطلاق تندرست آدمی کو بھی شامل ہے لیکن سلف نے خاص کیا ہے اس کو بیمار کے ساتھ

اور حدیث میں تو اس کو مقید نہیں کیا عادت کے موافق ہونے کی وجہ اس کے ساتھ۔ اور حضرت ﷺ کا قول مکتوبۃ عام ہے اس سے کہ اپنے خط سے ہو یا غیر کے خط سے اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ ضروری کاموں کو لکھنے سے ضبط کیا جائے اس لیے کہ وہ یادداشت سے زیادہ تر ثابت ہے۔ (فتح)

٢٥٣٤۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ خَتَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخِيْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهِ دِرْهَمًا وَّلَا دِيْنَارًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا أَمَةً وَّلَا شَيْئًا إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَآءَ وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً.

۲۵۳۴۔ عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے ختن (عورت کی طرف سے رشتہ دار) جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث (حضرت ﷺ کی بیوی) کے بھائی سے روایت ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے اپنے مرنے کے وقت کوئی درہم اور نہ دینار اور نہ غلام اور نہ لونڈی اور نہ کوئی اور چیز مگر خچر سفید اور اپنے ہتھیار اور زمین کہ اس کو صدقہ کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ غلام نہ لونڈی تو مراد اس سے یہ ہے کہ غلامی کی حالت میں نہ چھوڑے۔ پس اس میں دلالت ہے اس پر کہ جو تمام حدیثوں میں حضرت ﷺ کے غلاموں کا ذکر آیا ہے تو وہ یا تو مر گئے تھے اور یا آپ نے ان کو آزاد کر دیا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر آزاد ام ولد کے بنابر اس کے کہ ماریہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ماں حضرت ﷺ کے بعد زندہ رہی اور جو کہتا ہے کہ وہ حضرت ﷺ کی زندگی میں مر گئی تھی تو اس میں حجت نہیں اور ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے کوئی درہم اور نہ دینار اور نہ بکری اور نہ اونٹ اور نہ وصیت کی کسی چیز کے ساتھ۔ اور ابن منیر نے کہا کہ باب کی کل حدیثیں ترجمہ کے مطابق ہیں مگر عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کے مطابق نہیں پس اس میں وصیت کا ذکر نہیں لیکن صدقہ مذکورہ احتمال ہے کہ ہو اس سے پہلے اور احتمال ہے کہ اس کے ساتھ وصیت کی ہو پس مطابق ہوگی حدیث ترجمے کے اس حیثیت سے اور ظاہر ہوتی ہے یہ بات کہ مطابقت دونوں احتمالات پر حاصل ہوتی ہے اس لیے کہ آپ نے زمین کی منفعت کو صدقہ کیا پس ہوا حکم اس کا حکم وقف کا اور وہ اس صورت میں وصیت کے معنی میں ہے اس کے باقی رکھنے کے لیے موت کے بعد۔ اور شاید بخاری نے قصد کیا ہے اس چیز کا کہ واقع ہوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کی حدیث کی مانند ہے اور وہ اس کی نفی کرتی ہے کہ حضرت ﷺ نے وصیت نہیں کی۔

٢٥٣٥۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا

۲۵۳۵۔ طلحہ بن مصرف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبد

مَالِكٌ هُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا هَلْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصٰى فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أَوْ أُمِرُوْا بِالْوَصِيَّةِ قَالَ أَوْصٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ.

اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی تو اس نے کہا کہ نہیں ۔ میں نے کہا کہ لوگوں پر کس طرح وصیت لازم ہوئی یا ان کو وصیت کا کس طرح حکم ہوا اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ کی وصیت کی کہ اس کے ساتھ عمل کیا جائے اور اس کے ساتھ تمسک کیا جائے۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ وصیت نہیں کی تو اسی طرح جواب دیا اور شاید اس نے سمجھا کہ سوال ایک خاص وصیت کے متعلق ہے پس اسی لیے جائز ہوئی اس کی نفی یہ مراد نہیں کہ اس نے مطلق وصیت کی نفی کی ہے اس لیے کہ اس نے اس کے بعد ثابت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ کی وصیت کی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت نہیں کی اور اس کے ساتھ تمام ہو گیا اعتراض یعنی کس طرح حکم ہوا مسلمانوں کو وصیت کا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہیں کیا۔ امام نووی نے کہا کہ شاید ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تہائی مال کے ساتھ وصیت نہیں کی اس لیے کہ آپ نے اپنے بعد مال نہیں چھوڑا۔ اور رہی زمین پس اس کو اپنی زندگی میں وقف کر دیا تھا اور رہے ہتھیار اور خچر اور اس کی مانند پس تحقیق خبر دی آپ نے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوگا یعنی تمام آپ کا مال جو آپ کے پیچھے رہے گا وہ صدقہ ہے پس نہ باقی رہی اس کے بعد وہ چیز کہ وصیت کریں اس کے ساتھ مالیت کی جہت سے اور رہی وصیتیں بغیر اس کے تو ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے ان کی نفی کا ارادہ نہیں کیا اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آپ نے علی رضی اللہ عنہ کی طرف وصیت نہیں کی جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث آئندہ میں اس کی تصریح واقع ہوئی ہے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں قرینہ تھا جو مشعر تھا سوال خاص کرنے کو ساتھ بالخلافۃ وصیت کے بارے میں۔ میں کہتا ہوں کہ ابن حبان نے روایت کی ہے یہ حدیث ایسے الفاظ کے ساتھ کہ دور کرتا ہے اشکال کو پس کہا کہ کسی نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ہے تو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز نہیں چھوڑی جس میں وصیت کرتے اس نے کہا کہ لوگوں کو وصیت کا حکم کیوں کیا اور خود وصیت نہیں کی اس نے کہا کتاب اللہ کی وصیت کی اور قرطبی نے کہا کہ طلحہ کا استبعاد ظاہر ہے اس لیے کہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کلام کو مطلق چھوڑا پس اگر کوئی چیز معین مراد ہوتی تو اس کو خاص کرتے پس اعتراض کیا اس نے اس پر اس طرح سے کہ اللہ نے مسلمانوں پر وصیت لازم کی اور ان کو اس کا حکم ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیوں نہیں کیا پس جواب دیا اس نے ساتھ اس چیز کے جو دلالت کرتی ہے کہ اس نے تقیید کی جگہ اطلاق کیا اور یہ مشعر ہے کہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ دونوں اعتقاد رکھتے تھے کہ وصیت واجب ہے اور یہ جو ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اَوْصٰی بِکِتَابِ اللّٰهِ تو شاید یہ

اشارہ ہے اس حدیث کی طرف کہ میں نے تم میں وہ چیز چھوڑ دی ہے کہ اگر تم اس کو پکڑو گے تو گمراہ نہ ہو گے اور مگر جو صحیح ہو چکا ہے مسلم وغیرہ میں کہ حضرت ﷺ نے اپنے مرنے کے وقت تین چیزوں کی وصیت کی ایک یہ کہ عرب کے جزیرے میں دو دین باقی نہ رہیں اور ایک روایت میں ہے کہ نکالو یہود کو عرب کے جزیرے سے دوسری یہ کہ فرمایا کہ سلوک کیا کرنا ایلچیوں سے جیسا کہ میں ان سے سلوک کیا کرتا تھا اور تیسری چیز کو ذکر نہیں کیا اور اسی طرح ثابت ہوا ہے نسائی میں کہ آخر اس چیز کا کہ کلام کی اس کے ساتھ حضرت ﷺ نے یعنی بوقت موت وہ نماز تھی اور لونڈیاں اور سوائے ان کے اور حدیثوں سے کہ ممکن ہے حصر کرنا ان کا ساتھ تتبع کے پس ظاہر یہ ہے کہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی مراد ان کی نفی کرنی نہیں اور شاید کہ اقتصار کیا حضرت ﷺ نے وصیت پر کتاب اللہ کے ساتھ اس لیے کہ وہ اعظم اور اہم ہے اور اس لیے کہ اس میں بیان ہے ہر چیز کا یا تو بطور نص کے یا بطور استنباط کے پس جب تابع ہوں گے لوگ اس چیز کے کہ قرآن میں ہے تو عمل کریں گے ہر اس چیز پر کہ جس کا حکم کیا ان کو حضرت ﷺ نے اس آیت کی وجہ سے کہ جو تم کو رسول دے سو لے لو یا اس وقت وصیتوں مذکورہ سے اس کو کوئی چیز یاد نہ ہوگی یا یہ بات کہنے کے وقت اس کو یاد نہ ہوگی اور اولیٰ یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ نفی کے نفی خلافت کی وصیت کی ہے یا مال کی وصیت ہو اور جائز ہے مطلق نفی کرنا۔ رہی پہلی صورت میں پس ساتھ قرینہ حال کے اور رہی دوسری صورت پس اس لیے کہ وہ عرف میں متبادر ہے۔ (فتح)

۲۵۳۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ ذَكَرُوْا عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ وَصِيًّا فَقَالَتْ مَتٰى أَوْصٰى إِلَيْهِ وَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهٗ إِلٰى صَدْرِيْ أَوْ قَالَتْ حَجْرِيْ فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَلَقَدِ انْخَنَثَ فِيْ حَجْرِيْ فَمَا شَعَرْتُ أَنَّهٗ قَدْ مَاتَ فَمَتٰى أَوْصٰى إِلَيْهِ.

۲۵۳۶۔ اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر کیا کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے وصی تھے یعنی حضرت ﷺ نے ان کو خلافت کی وصیت کی تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے کب اس کو وصیت کی اور حالانکہ میں نے حضرت ﷺ کو تکیہ دیا ہوا تھا اپنے سینے سے یا کہا اپنی گود سے تو حضرت ﷺ نے ایک طشت منگوایا اور حالانکہ جھک گئے تھے میری گود میں یعنی بسبب بے جان ہونے کے تو میں نے معلوم نہ کیا کہ حضرت ﷺ فوت ہو گئے یعنی اس وقت تک تو میری گود میں تھے کہ آپ نے جان دی پس نہیں میں جانتی کہ آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو کب وصیت کی۔

فائدہ: قرطبی نے کہا کہ شیعہ نے حدیثیں وضع کیں تھیں کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت کی وصیت کی ہے سو رد کیا ان پر اصحاب کی ایک جماعت نے اس بات پر اور اسی طرح جو ان کے پیچھے ہیں۔ پس بعض اس میں وہ

چیز ہے کہ استدلال کیا اس کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور بعض اس سے یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ مرتضی نے اس چیز کا اپنی جان کے لیے دعوی نے کیا اور نہ پیچھے اس کے کہ خلیفہ ہوئے اور نہ ذکر کیا اس کو کسی نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے وثیقہ کے دن اور ان لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کو عیب لگایا اور ان کی شان گھٹائی اس لیے کہ قصد کیا انہوں نے اس کی تعظیم کو اس لیے کہ منسوب کیا انہوں نے اس کو باوجود بڑی شجاعت اور بڑی بہادری کے طرف مداہنت .اور تقیہ کی یعنی کہا کہ علی رضی اللہ عنہ مرتضی نے تقیہ کی وجہ سے یہ بات کہی تھی اور منسوب کیا ان کو منہ پھیرنے کی طرف طلب حق سے باوجود ان کے قادر ہونے کے اس پر۔اور اس کے غیر نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ لوگوں نے ذکر کیا نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض الموت میں علی رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت کی وصیت کی ہے پس اس لیے جائز ہوا اس کو انکار کرنا اس سے اور سند پکڑی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ملازمت کی وجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی مرض الموت میں یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں آپ کا انتقال ہوا اور نہ واقع ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز اس قسم کی یعنی خلافت کی وصیت سے علی رضی اللہ عنہ کے لیے پس جائز ہوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی نفی کرنی اس کے ہونے کی وجہ سے منحصر مجلسوں معین میں کہ نہ غائب ہوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کسی چیز میں ان سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور آپ نے کوئی وصیت نہ کی۔اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہ کیا۔اور روایت کی امام احمد اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں کہ جب جنگ جمل کے دن علی رضی اللہ عنہ غالب ہوئے تو کہا کہ اے لوگو نہیں وصیت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت میں کچھ بھی آخر حدیث تک اور لیکن خلافت کے سوائے اور وصیتیں پس وارد ہوئیں ہیں کئی حدیثوں میں کہ جمع ہوئی ہیں اس سے کئی چیزیں ان میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ جو احمد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جس بیماری میں آپ کا انتقال ہوا اس میں آپ نے فرمایا کہ سونے کے ٹکڑے کو کیا ہوا میں نے کہا کہ میرے پاس ہے فرمایا کہ اس کو اللہ کے راستے میں خرچ کر ڈال۔اور ایک روایت میں عبداللہ بن عقبہ سے روایت ہے کہ نہیں وصیت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرنے کے وقت مگر تین چیزوں کی ہر ایک کے لیے داریین اور دھاویین اور اشعریین سے سو وسق اناج خیبر سے اور یہ کہ نہ چھوڑے جائیں عرب کے جزیرے میں دو دین اور یہ کہ جاری کی جائے جماعت اسامہ رضی اللہ عنہ کی اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں تین چیزوں کی وصیت کرتا ہوں یہ کہ سلوک کرو ایلچیوں سے جیسے کہ میں ان سے سلوک کیا کرتا تھا اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں کتاب اللہ کی وصیت کرتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ مرنے کے وقت اکثر وصیت آپ کی نماز کی تھی اور لونڈیوں کی یعنی ان سے سلوک کرنا اور نسائی میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنے فسادوں سے ڈرایا اپنی مرض الموت میں اور لازم پکڑنے جماعت کے اور کہا ماننے کے اور واقدی نے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کرتا ہوں کہ جب میں مر جاؤں تو کہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔اور طبرانی نے اوسط میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

سے روایت کی ہے کہ مرض الموت میں لوگوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم کو وصیت کیجیے فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں ساتھ پہلے مہاجرین کے اوران کی اولاد کے بارے میں اور جو ان کے بعد ہیں یعنی ان کے ساتھ نیکی کرنے کی اوراس حدیث کی سند میں وہ شخص ہے کہ اس کا حال معلوم نہیں اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ فرمایا کہ جب میں مرجاؤں تو نہلاؤ مجھے سات مشکوں کے ساتھ غرس کے کنویں سے اور وہ کنواں قبا میں تھا اوراس سے پانی پیا کرتے تھے اور بزار کی سند میں ہے کہ میں وصیت کرتا ہوں کہ نماز پڑھیں مجھ پر ہاتھ کھلے چھوڑ کر بغیر امام کے یہ حدیث ضعیف ہے اور رافضیوں کی جھوٹی بناوٹی حدیثوں سے ہے جو کہ روایت کی کثیر بن یحییٰ نے ابوعوانہ سے اس نے اجلح سے اوراس نے زید بن علی بن حسین سے کہ جب وہ دن ہوا جس میں آپ نے انتقال فرمایا پس ذکر کیا دراز قصہ اس کے بارے میں پس علی رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھ کھڑی ہوئی پس جھکے حضرت ﷺ پر پس خبر دی اس کو ساتھ ہزار باب کے یعنی دروازے کے جو قیامت سے پہلے ہوگا کھولا جائے گا ہر دروازے سے ہزار دروازہ اور یہ حدیث مرسل ہے یا معضل ہے۔ (فتح)

بَابُ أَنْ يَتْرُكَ وَرَثَتَهُ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ يَتَكَفَّفُوا النَّاسَ .

باب ہے اس بیان میں کہ اگر اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے تو بہتر ہے اس سے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر۔

فائدہ: اسی طرح اختصار کیا لفظ حدیث پر پس باب باندھا اس کے ساتھ۔ اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے کہ جس شخص کے پاس مال تھوڑا ہو تو نہیں ہے مستحب اس کے لیے وصیت جیسا کہ پہلے گذر چکا۔ (فتح)

۲۵۳۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَ أَنَا بِمَكَّةَ وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَّمُوْتَ بِالْأَرْضِ الَّتِيْ هَاجَرَ مِنْهَا قَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ ابْنَ عَفْرَآءَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُوْصِيْ بِمَالِيْ كُلِّهِ قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ الثُّلُثُ قَالَ فَالثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَّتَكَفَّفُوْنَ

۲۵۳۷۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار ہوا اور حضرت ﷺ میری خبر پوچھنے کو آئے اور حالانکہ میں مکے میں تھا یعنی حجۃ الوداع میں اور حضرت ﷺ برا جانتے تھے یہ کہ مرے اس زمین میں جس سے ہجرت کی ہو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے عفراء کے بیٹے پر میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں اپنے کل مال کی وصیت کرتا ہوں یعنی اپنا کل مال خیرات کرتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا کہ دو تہائی مال کی وصیت کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں پھر میں نے کہا کہ آدھے مال کی وصیت کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا کہ تہائی مال کی

النَّاسَ فِيْ أَيْدِيْهِمْ وَإِنَّكَ مَهْمَا أَنْفَقْتَ مِنْ نَّفَقَةٍ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ حَتَّى اللُّقْمَةَ الَّتِيْ تَرْفَعُهَا إِلٰى فِيْ امْرَأَتِكَ وَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّرْفَعَكَ فَيَنْتَفِعَ بِكَ نَاسٌ وَّيُضَرَّ بِكَ اٰخَرُوْنَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ يَوْمَئِذٍ إِلَّا ابْنَةٌ.

وصیت کروں فرمایا ہاں تہائی کی وصیت کر اور تہائی بھی بہت ہے اگر تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے تو بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہاتھ پھیلا کر اور تحقیق جب تو کچھ خرچ کرے گا تو وہ صدقہ ہے یہاں تک کہ وہ لقمہ جس کو اپنی بی بی کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا بھی تجھ کو ثواب ملے گا اور عنقریب ہے کہ اللہ تجھ کو اس بیماری سے اٹھائے یعنی تیری زندگی دراز ہوگی (اور اسی طرح اتفاق ہوا کہ سعد رضی اللہ عنہ اس کے بعد پچاس برس تک جیتے رہے) یہاں تک کہ نفع پائیں گے تجھ سے بہت لوگ اور ضرر پائیں گے تجھ سے اور لوگ اور اس دن اس کی ایک بیٹی کے سوا اور کچھ اولاد نہ تھی۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ تعبیر کی حضرت ﷺ نے وارثوں کے ساتھ اور نہ فرمایا کہ اگر تو اپنی بیٹی کو چھوڑے باوجود اس کے کہ نہ تھی اس کے لیے اس دن مگر ایک بیٹی۔ اس لیے کہ وارث اس وقت متحقق نہ ہوئے تھے اس لیے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تھی بنا بر اپنے مرنے اس بیماری میں اور باقی رہنے بیٹی کے اس کے بعد تاکہ وہ اس کی وارث ہو اور یہ بھی جائز تھا کہ وہ اس سے پہلے مر جائے سو جواب دیا حضرت ﷺ نے کلی کلام کے ساتھ ہر حالت کے لیے اور وہ وَرَثَتَكَ ہے اور نہ خاص کیا بیٹی کو اس کے غیر سے اور یہ جو فرمایا کہ جب تو کچھ خرچ کرے الخ تو ایک روایت میں اس کے بدلے یہ ہے کہ جو کچھ تو خرچ کرے گا اللہ کی رضامندی کے لیے اس کا ضرور ثواب پائے گا یہ روایت مقید ہے اللہ کی رضامندی کے ساتھ۔ اور متعلق کیا ثواب کے حاصل ہونے کو اس کے ساتھ اور یہ معتبر ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ واجب کا ثواب نیت سے زیادہ ہوتا ہے اس لیے کہ بیوی پر خرچ کرنا واجب ہے اور اس کے فعل میں ثواب ہے سو جب اس کے ساتھ اللہ کی رضامندی کی نیت کرے تو اس کا ثواب اس کے ساتھ زیادہ ہوگا یہ بات ابن ابی حمزہ نے کہی اور نفقہ کے ساتھ تنبیہ کی اس کے غیر پر وجوہ احسان اور نیکی سے اور یہ جو کہا کہ جو کچھ تو خرچ کرے گا الخ تو وہ وجہ تعلق اس قول کی ساتھ قصے وصیت کے یہ ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ کا سوال مشعر ہے اس کے ساتھ کہ اس نے بہت ثواب لینے کی رغبت کی سو جب حضرت ﷺ نے اس کو تہائی پر زیادہ کرنے سے منع کیا تو اس کو بطور تسلی کے فرمایا کہ جو کچھ کہ تو اپنے مال میں کرے صدقہ حاضر سے اور نفقہ سے اگرچہ واجب ہو تو اس کا ثواب پائے گا جب کہ تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہے گا۔ اور شاید خاص کیا ہے عورت کو ذکر کے ساتھ اس لیے کہ اس کا نفقہ ہمیشہ جاری رہتا ہے بخلاف اس کے غیر کے۔ ابن دقیق العید نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ خرچ کرنے

میں ثواب مشروط ہے نیت کے صحیح ہونے کے ساتھ اور اللہ کی رضامندی چاہنے کے ساتھ۔اور یہ مشکل ہے جب کہ عارض ہو اس کو مقتضی شہوت کا پس تحقیق نہیں حاصل ہوتی غرض ثواب سے یہاں تک کہ اس کے ساتھ اللہ کی رضامندی چاہے اور پہلے گذر چکی ہے تخلیص اس مقصود کی اس چیز سے کہ ملے اس کو اور کبھی اس میں اس پر دلیل ہوتی ہے کہ واجب جب ادا کیا جائے اور بقصد ادا واجب کے اللہ کی رضامندی چاہنے کے لیے تو اس پر اس کو ثواب ملتا ہے پس تحقیق قول آپ کا حَتّٰی مَا تَجْعَلَ فِیْ فِی امْرَاَتِكَ نہیں تخصیص ہے اس کے لیے غیر واجب کے ساتھ اور اس جگہ لفظ حتی کا تقاضہ کرتا ہے مبالغہ کا ثواب حاصل کرنے میں بہ نسبت معنی کے۔اور یہ جو کہا کہ نفع پائیں گے تجھ سے بہت لوگ الخ تو مراد اس سے یہ ہے کہ فائدہ پائیں گے تجھ سے مسلمان غنیموں کے ساتھ اس چیز پر کہ جو فتح کرے گا اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ پر کافروں کے شہروں کو اور تیرے ہاتھ سے ضرر پائیں گے وہ کافر جو تیرے ہاتھ سے ہلاک ہوں گے۔اور یہ جو کہا کہ اس دن اس کی صرف ایک بیٹی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں وارث بنتی میری مگر ایک بیٹی اور نووی وغیرہ نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہیں کہ نہیں وارث ہوتی مجھ کو اولاد سے یا خاص وارثوں سے یا عورتوں سے نہیں تو سعد رضی اللہ عنہ کے لیے عصبے تھے اور وہ بہت تھے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں وارث ہے مجھ کا کوئی اصحاب فروض اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے ہیں بیمار کی زیارت کا مشروع ہونا امام کے لیے اور جو اس سے کم ہو اور موکد ہوتی ہے ساتھ سخت ہونے بیماری کے اور یہ کہ مستحب ہے رکھنا ہاتھ کا بیمار کے ماتھے اور اس کے منہ پر اور بیمار عضو پر ہاتھ پھیرنا اور کشادگی کرنی اس کے لیے اس کی زندگی کے دراز ہونے میں اس لیے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے ماتھے پر رکھا پھر میرے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ الٰہی شفا بخش سعد کو اور اس کی ہجرت پوری کر پس ہمیشہ میں آپ کے ہاتھ کی سردی پاتا رہا اور یہ کہ جائز ہے خبر دینی بیمار کی اپنی بیماری کی شدت کے ساتھ اور قوت دکھ اپنے کے جب کہ نہ مقترن ہو اس کے ساتھ کوئی چیز کہ منع ہے یا مکروہ ہے نہ راضی ہونے سے ساتھ اللہ کی قضا کے بلکہ جس جگہ یہ ہو دعا کے چاہنے کے لیے یا دوا کے اور بہت وقت مستحب ہوتا ہے۔اور یہ کہ یہ نہیں منافی ہے متصف ہونے صبر محمود کے ساتھ اور جب کہ یہ بیماری کے درمیان جائز ہے تو تندرستی کے بعد خبر دینی بطریق اولیٰ جائز ہوگی اور یہ کہ اعمال نیکی اور بندگی کے جب کہ ہو اس سے وہ چیز کہ نہیں ممکن ہے تدارک اس کا تو قائم ہوتا ہے اس کا غیر ثواب میں اس کی جگہ اور بہت وقت اس پر زیادہ ہوتا ہے اور یہ اس لیے ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے خوف کیا یہ کہ مرے اس گھر میں جس سے اس نے ہجرت کی پس فوت ہو اس سے بعض ثواب اس کی ہجرت کا پر خبر دی اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ کہ اگر اپنی ہجرت کی جگہ سے متخلف رہا اور پس عمل کیا کوئی نیک عمل حج یا جہاد وغیرہ تو ہوگا اس کے لیے ثواب بدلے اس چیز کے کہ فوت ہوا ہے اس سے اور جہت سے اور یہ کہ جائز ہے جمع کرنا مال کا اس لیے کہ تنوین اس کے قول میں و انا ذو مال کثرت کے

لیے ہے اور اس کے بعض طرق میں صریح واقع ہوا ہے کہ میں بہت مال دار ہوں ۔ اور اس حدیث میں رغبت دلانی ہے صلہ رحمی اور احسان کرنے پر قرابت داروں کی طرف اور یہ کہ قریب ناتے دار کے ساتھ سلوک کرنا افضل ہے بعید کے ساتھ سلوک کرنے سے اور خرچ کرنے سے نیکی کی راہوں میں اس لیے کہ مباح امر میں جب اللہ کی رضامندی کا قصد کرے تو وہ بندگی ہو جاتی ہے اور تحقیق تنبیہ کی اس پر ساتھ اقل حظوظ دنیاوی عادی کے اور وہ رکھنا لقمہ کا ہے اپنی بی بی کے منہ میں اس لیے کہ نہیں ہوتا ہے یہ اکثر اوقات مگر وقت ملاعبت اور کھیل کے اور باوجود اس کے پس اس کے فاعل کو ثواب ملتا ہے جب کہ اس کے ساتھ قصد صحیح ہو پس کس طرح ہے اس چیز کے ساتھ کہ وہ اس سے اوپر ہے اور اس میں یہ ہے کہ منع ہے نقل کرنا مردے کا ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف اس لیے کہ اگر یہ امر جائز ہوتا تو البتہ حکم کرتے حضرت ﷺ نقل کرنے کا سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے ۔ خطابی نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا کوئی وارث نہ ہو تو جائز ہے اس کو وصیت کرنی تہائی سے زیادہ کی حضرت ﷺ کے قول کے وجہ سے اگر تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ جس کا کوئی وارث نہ ہو نہ پرواہ کرے گا وہ وصیت کے ساتھ اس چیز سے کہ زیادہ ہو اس لیے کہ وہ اپنے پیچھے کوئی وارث نہیں چھوڑتا کہ اس پر محتاجی کا خوف ہو اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا بایں طور کہ یہ محض تعلیل نہیں ۔ اور سوائے اس کے نہیں کہا اس میں تنبیہ ہے زیادہ تر نفع دینے والی چیز پر اور اگر محض تعلیل ہوتی تو البتہ تقاضہ کرتی کہ تہائی سے زیادہ کے ساتھ وصیت جائز ہو جس کے وارث مال دار ہوں اور البتہ ہوتی ان پر وصیت بغیر ان کی اجازت کے اور اس کا کوئی قائل نہیں اور تقدیر اس بات کی کہ تعلیل محض ہو پس وہ کم کرنے کے لیے ہے تہائی سے نہ کہ زیادہ کرنے کے لیے اس پر اس لیے کہ جب حضرت ﷺ نے تہائی کی وصیت جائز رکھی اور یہ کہ نہ اعتراض کیا جائے اس کے ساتھ وصیت کرنے والے پر مگر یہ کہ اس سے کم کرنا اولیٰ ہے خاص کر اس کو جس کے وارث مال دار نہ ہوں پس تنبیہ کی سعد رضی اللہ عنہ کو اس پر اور اس میں بند کرنے ذریعے کا ہے حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے کہ نہ پھیر ان کو ان کی ایڑیوں پر تا کہ نہ ذریعہ پکڑے کوئی ساتھ بیماری کے حب وطن کے سبب کے لیے ۔ یہ بات ابن عبدالبر نے کہی ہے اور اس میں مقید کرنا ہے مطلق قرآن کے کو سنت کے ساتھ اس لیے کہ اللہ نے فرمایا کہ وصیت کے بعد کہ وصیت کی جائے ساتھ اس کے یا قرض کے پس اس میں مطلق وصیت کا ذکر ہے اور قید کیا ہے اس کو سنت نے تہائی کے ساتھ اور یہ کہ جو اللہ کے لیے کوئی چیز چھوڑے اس کو اس میں رجوع کرنا لائق نہیں اور نہ وہ اس میں سے کسی چیز مختار ہے اور اس میں افسوس ہے اس چیز کے فوت ہونے پر کہ حاصلھو اس کے ساتھ ثواب اور یہ کہ جس سے یہ فوت ہو وہ جلدی کرے اس کے پورا کرنے کی طرف اس کے غیر کے ساتھ اور اس میں تسلی ہے اس شخص کے لیے کہ فوت ہو اس سے کوئی کام کاموں سے اس چیز کے حاصل کرنے کے ساتھ کہ وہ اس سے اعلیٰ ہے اس لیے کہ اشارہ کیا حضرت ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کے لیے اس کے نیک عمل سے اس کے بعد ۔ اور یہ کہ جائز ہے صدقہ کرنا سارے مال

کا اس شخص کے لیے کہ صبر کے ساتھ مشہور ہو اور نہ ہو اس کے لیے وہ شخص کہ اس کا خرچ اس پر لازم ہو اور یہ مسئلہ کتاب الزکاۃ میں پہلے گذر چکا ہے اور یہ کہ جائز ہے استفسار کرنا تحمل سے جب کہ کئی وجہوں کا احتمال رکھے اس لیے کہ جب سعد رضی اللہ عنہ کو سارے مال کی وصیت کرنے سے منع کیا تو اس کے نزدیک احتمال ہوا کہ اس سے کم میں شاید منع ہو اور شاید جائز ہے پس استفسار کیا اس چیز سے کہ اس سے کم ہے۔ اور اس میں نظر کرنی ہے وارثوں کی بھلائیوں میں اور یہ خطاب شارع کا واحد کے لیے عام ہوتا ہے اس شخص کو کہ اس کی صفت پر ہو مکلفین سے علماء کے اتفاق کرنے کی وجہ سے اوپر حجت پکڑنے کے ساتھ اس حدیث کے اگرچہ واقع ہوا خطاب ساتھ مفرد کے صیغے کے ساتھ اور البتہ بعید بات کہی اس شخص نے جس نے کہا کہ یہ حکم سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے جو اس کی طرح ہو اس شخص سے کہ اپنے پیچھے ضعیف وارث چھوڑے یا جو پیچھے چھوڑے وہ قلیل ہو اس لیے کہ بیٹی کی شان سے ہے یہ بات کہ اس میں طمع کی جائے اور اگر ہو بغیر مال کے تو نہ رغبت کی جائے اس کے بارے میں اور یہ کہ جو تھوڑا مال چھوڑے پس اس کے لیے اختیار ہے وصیت کو ترک کرنے کا اور باقی رکھنا مال کو وارثوں کے لیے اور یہ کہ اس میں رعایت ہے عدل کی وارثوں کے درمیان اور رعایت ہے عدل کی وصیت میں۔ اور یہ کہ تہائی کثرت کی حد میں ہے اور تحقیق اعتبار کیا ہے بعض فقہاء نے غیر وصیت میں اور حاجت ہوئی احتجاج کی اس کے ساتھ طرف ثبوت طلب کثرت کے بیچ حکم معین کے۔ اور یہ جو کہا کہ تہائی بہت ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ تجھ کو تہائی کافی ہے اور احتمال ہے کہ یہ جواز کے بیان کے لیے ہو یعنی تہائی مال کی وصیت کرنی جائز ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ اس سے کم کی وصیت کی جائے اور اس پر زیادہ نہ کیا جائے اور یہی ہے وہ چیز کہ جس کی طرف فہم دوڑتا ہے اور احتمال ہے کہ یہ معنی ہوں کہ تہائی کی وصیت کرنا اکمل ہے یعنی اس کا ثواب بہت ہے اور احتمال ہے کہ اس کا معنی یہ ہوں کہ بہت ہے تھوڑا نہیں اور یہ سب معنوں سے اولیٰ ہے یعنی کثرت نسبتی امر ہے اور یہ جو کہا کہ نہیں وارث ہوتی میری مگر بیٹی تو استدلال کیا ہے اس کے ساتھ اس شخص نے جو قائل ہے رد کرنے کا باقی کے ذوی الارحام پر قول میں حصر کی وجہ سے کہ نہیں وارث ہے میری مگر میری بیٹی اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ مراد ذوی الفروض ہیں جیسا کہ پہلے گذرا اور جو رد کرنے کا قائل ہے وہ اس کے ظاہر کا قائل نہیں اس لیے کہ وہ دیتے ہیں اس کو اس کا فرض پھر رد کرتے ہیں پر باقی کو اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابتداء میں سب کی مالک ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ. تہائی مال کی وصیت کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی جواز اس کا یا مشروعیت اس کی اور اس کی تقریر پہلے باب میں گذر چکی ہے اور اجماع قرار پا چکا ہے اس پر کہ تہائی سے زیادہ مال کے ساتھ وصیت کرنا منع ہے لیکن اختلاف کیا گیا ہے اس شخص کے حق میں جس کا وارث ہو اور اس کی شرح آئے گی باب الاوصیۃ لوارث میں۔ اور اس شخص کے حق میں کہ اس کا کوئی وارث نہ ہو پس جمہور

اس کو منع کرتے ہیں اور جائز کہا ہے اس کو حنفیہ اور اسحق اور شریک اور احمد نے ایک روایت میں اور یہی ہے قول علی اور ابن مسعود کا اور ان کی حجت یہ ہے کہ وصیت آیت مطلق ہے اور اس کو سنت نے مقید کیا ہے اس شخص کے ساتھ کہ جس کا کوئی وارث ہو اور جس کا کوئی وارث نہیں وہ اپنے اطلاق پر باقی رہے گا۔اور پہلے باب میں ان کی ایک توجیہ گزر چکی ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیا اعتبار کیا جائے تہائی مال کا وصیت کے وقت یا موت کے وقت اور یہ اختلاف دو قولوں پر ہے اور یہ دو وجہیں ہیں شافعیہ کے لیے اور زیادہ ترجیح دوسری وجہ ہے پس قائل ہے پہلی وجہ کے ساتھ مالک اور اکثر عراقی اور یہی قول ہے نخعی اور عمر بن عبد العزیز کا اور وجہ ثانی کا قائل ہے ابو حنیفہ اور احمد اور باقی اور یہی قول ہے علی بن ابی طالب کا اور تابعین کی ایک جماعت کا اور پہلوں نے تمسک کیا ہے اس کے ساتھ وصیت عقد میں اور عقود اعتبار کیے جاتے ہیں ساتھ اول اپنے کے اور اس طرح کہ اگر نذر مانی یہ کہ صدقہ کرے اپنے تہائی مال کے ساتھ تو اعتبار کیا جاتا ہے یہ نذر کے وقت ۔اور جواب دیا گیا ہے اس طرح سے کہ نہیں وصیت عقد ہر جہت سے اس لیے نہیں اعتبار کی جاتی اس میں فوریت اور نہ قبول اور جواب دیا گیا ہے ساتھ فرق کے درمیان نذر اور وصیت کے اس طرح سے کہ وصیت سے رجوع جائز ہے اور نذر لازم ہوتی ہے اور نتیجہ اس اختلاف کا ظاہر ہوتا ہے اس چیز میں کہ جب حادث ہو اس کے لیے مال وصیت کے بعد اور نیز اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیا حساب کیا جائے تہائی حصے کا تمام مال سے یا نافذ ہوگی اس چیز کے ساتھ کہ جانتا ہے اس کو موصی یعنی وصیت کرنے والا سوائے اس کے جو اس پر پوشیدہ ہے یا نیا حاصل ہوا اس کے لیے اور نہیں معلوم کیا اس نے اس کو اور پہلے قول کے قائل ہیں جمہور اور دوسرے کے قائل ہین مالک اور جمہور کی حجت یہ ہے کہ نہیں شرط ہے کہ یاد کرے تعداد مال کی مقدار کی وصیت کے وقت اتفاقاً اگرچہ اس کی جنس اس کو معلوم ہو پس اگر اس کا معلوم کرنا شرط ہوتا تو البتہ پھر جائز نہ ہوتا۔(فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ لَا يَجُوزُ لِلذِّمِّيِّ وَصِيَّةٌ إِلَّا الثُّلُثَ.

یعنی اور حسن بصری نے کہا کہ نہیں جائز ہے ذمی کے لیے وصیت مگر ساتھ تہائی مال کے اگر ذمی کافر وصیت کرے تو نہیں نافذ ہوگی مگر تہائی میں ۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ مراد بخاری کی ساتھ اس کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو حنفیہ کی طرح کہتا ہے کہ جو وارث نہ ہو اس کے لیے تہائی مال سے زیادہ کے ساتھ وصیت کرنا درست ہے اور اسی لیے حجت پکڑی ہے اس نے اللہ کے قول کے ساتھ کہ حکم کر وان کے درمیان اس چیز کے ساتھ کہ اللہ نے اتاری ہے اور وہ چیز کہ حکم کیا ہے اس کے ساتھ حضرت ﷺ نے تہائی مال کی وصیت کرنے کا وہی حکم ہے اس چیز کے ساتھ کہ اللہ نے اتاری سو جس نے اس حد سے تجاوز کیا تو اس نے ممنوع کام کیا اور ابن منیر نے کہا کہ بخاری کی یہ مراد نہیں بلکہ اس کی مراد آیت سے شہادت لینی ہے اس پر کہ جب ذمی کے وارث ہمارے پاس مقدمہ لائیں تو نہیں جاری ہوگی اس کی وصیت مگر تہائی مال سے

اس لیے کہ ہم نہیں حکم کرتے ان کے درمیان مگر اسلام کے حکم کے ساتھ اللہ کے قول کی دلیل کی وجہ سے کہ حکم کر وان کے درمیان اس چیز کے ساتھ کہ اللہ نے اتاری ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّحْکُمَ بَیْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿وَاَنِ احْکُمْ بَیْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾.

یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حکم ہوا حضرت ﷺ کو یہ کہ حکم کریں درمیان ان کے ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری اللہ نے فرمایا کہ حکم کر ان کے درمیان ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری۔

۲۵۳۸۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَوْ غَضَّ النَّاسُ اِلَی الرُّبْعِ لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ کَثِیْرٌ اَوْ کَبِیْرٌ.

۲۵۳۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر کم کریں لوگ وصیت کو تہائی سے چوتھائی تک تو بہتر ہو اس لیے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تہائی مال کے ساتھ وصیت کرو اور تہائی بھی بڑی ہے یا فرمایا بہت ہے۔

فائدہ: یہ مانند تعلیل کے اس چیز کے لیے کہ اختیار کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کم کرنے سے تہائی سے اور شاید ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لیا ہے اس کو حضرت ﷺ کے بیان کرنے سے تہائی کو کثرت کے ساتھ اور اس کی توجیہ پہلے باب میں گذر چکی ہے اور جس نے لیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو مانند اسحق بن راہویہ کی اور مشہور شافعی کے مذہب سے یہ ہے کہ مستحب ہے کہ تہائی مال سے کم کی جائے اور نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں لکھا ہے کہ اگر وارث محتاج ہو تو مستحب ہے کہ تہائی سے کم کی جائے اور اگر مال دار ہو تو نہ کم کی جائے۔ (فتح)

۲۵۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ حَدَّثَنَا زَکَرِیَّاءُ بْنُ عَدِیٍّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرِضْتُ فَعَادَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ لَّا یَرُدَّنِیْ عَلٰی عَقِبِیْ قَالَ لَعَلَّ اللّٰهَ یَرْفَعُكَ وَیَنْفَعُ بِكَ نَاسًا قُلْتُ اُرِیْدُ اَنْ اُوْصِیَ وَاِنَّمَا لِیْ ابْنَةٌ

۲۵۳۹۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار ہوا تو حضرت ﷺ نے میری بیمار پرسی کی تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو اپنی ایڑیوں پر نہ پھیرے یعنی جس جگہ سے میں نے ہجرت کی یعنی مکے سے وہاں مجھ کو نہ مارے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ امید ہے کہ اللہ تجھ کو بیماری سے اٹھائے اور نفع پائیں ساتھ تیرے کئی لوگ میں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ وصیت کروں یعنی اپنا مال خیرات کروں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میری صرف ایک بیٹی

قُلْتُ أُوْصِيْ بِالنِّصْفِ قَالَ النِّصْفُ كَثِيْرٌ قُلْتُ فَالثُّلُثِ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ أَوْ كَبِيْرٌ قَالَ فَأَوْصَى النَّاسُ بِالثُّلُثِ وَجَازَ ذٰلِكَ لَهُمْ.

ہے تو میں نے کہا کہ میں آدھے مال کی وصیت کرتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آدھا مال بہت ہے میں نے کہا کہ تہائی مال کی وصیت کرتا ہوں فرمایا کہ تہائی کی وصیت کر اور تہائی بھی بہت ہے راوی نے کہا کہ لوگوں نے تہائی کے ساتھ وصیت کی اور جائز ہوئی وصیت ان کے لیے تہائی کی۔

فائدہ: میں نے اس حدیث کے کسی طریق میں نہیں دیکھا کہ نصف کو کثرت کے ساتھ موصوف کیا ہو اور سوائے اس کے نہیں کہ اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں کل میں اور نہ دو تہائیوں میں اور نہیں ہے اس روایت میں اشکال مگر اس جہت سے کہ اس میں نصف کو کثرت کے ساتھ موصوف کیا ہے اور تہائی کو بھی کثرت کے ساتھ موصوف کیا ہے پس کس طرح منع ہوئی وصیت ساتھ آدھے مال کے اور جائز ہوئی ساتھ تہائی کے اور اس کا جواب یہ کہ دوسری روایت جس میں نصف کا جواب ہے دلالت کرتی ہے آدھے مال کے منع ہونے پر اور اس کی تہائی میں منع نہیں آئی بلکہ اقتصار کیا اوپر اس کے وصف کرنے کے کثرت کے ساتھ اور اس کی علت بیان کی کہ وارثوں کو مال دار باقی چھوڑنا اولیٰ ہے بنا بر اس کے پس قول اس کا الثلث خبر مبتدا محذوف کی ہے تقدیر اس کی مباح ہے اور آپ کا قول الثلث کثیر دلالت کرتا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ اس سے کم کیا جائے اور یہ جو راوی نے کہا کہ لوگوں نے تہائی کی وصیت کی تو شاید مراد امام بخاری کی اس کے ساتھ اشارہ کرنا ہے کہ تہائی سے کم کرنا جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آیا ہے وہ استحباب کے لیے ہے نہ کہ منع کے لیے تطبیق کی وجہ سے دونوں حدیثوں کے درمیان۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الْمُوْصِيْ لِوَصِيِّهٖ تَعَاهَدْ وَلَدِيْ وَمَا يَجُوْزُ لِلْوَصِيِّ مِنَ الدَّعْوٰى.

باب ہے بیان میں قول وصیت کرنے والے کے لیے اپنے وصی کے یعنی جس کو وصیت کی کہ میری اولاد کی خبر گیری کر اور بیان ہے اس چیز کا کہ جائز ہے وصی کے لیے دعوی سے۔

فائدہ: وارد کی بخاری نے اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جھگڑے کے قصے کے بارے میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبد بن زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کے درمیان۔ اور تحقیق باب باندھا ہے اس کے لیے کتاب الاشخاص میں دَعْوَى الْمُوْصِيْ لِلْمَيِّتِ اَیْ عَنِ الْمَيِّتِ یعنی مردے کی طرف سے اور نکالنا دونوں امروں مذکورہ کا ترجمہ میں حدیث سے ظاہر ہے اور اس کی شرح کتاب الفرائض میں آئے گی۔ (فتح)

۲۵۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

۲۵۴۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلٰى أَخِيْهِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّيْ فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ ابْنُ أَخِيْ قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِيْ وَابْنُ أَمَةِ أَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِيْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِيْ مِنْهُ لِمَا رَأٰى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ.

لونڈی کا بیٹا مجھ سے ہے یعنی میرے نطفے سے ہے سو لے لینا اس کو طرف اپنی سو جب فتح مکہ کا سال ہوا تو اس کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے لیا اور کہا کہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے مجھ کو اس کے حق میں وصیت کی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے پس سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول! میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے مجھ کو اس کے متعلق وصیت کی تھی تو عبد بن زمعہ نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تیرے لیے ہے اے عبد بن زمعہ کہ لڑکا صاحب بچھونا کے لیے اور زانی کے لیے محرومی ہے یعنی میراث اور نسب سے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ رضی اللہ عنہا زمعہ کی بیٹی کو فرمایا کہ تو پردہ کر اس سے اے سودہ بسبب اس چیز کے کہ دیکھی مشابہت اس کی ساتھ عتبہ کے تو اس لڑکے نے اس سودہ رضی اللہ عنہا کو نہ دیکھا یہاں تک کہ مر گیا۔

بَابُ إِذَا أَوْمَأَ الْمَرِيْضُ بِرَأْسِهِ إِشَارَةً بَيِّنَةً جَازَتْ.

جب اشارہ کرے بیمار اپنے سر سے اشارہ ظاہر جس میں کچھ خفا نہ ہو۔

فائدہ: یعنی (شرح فتح الباری میں ترجمۃ الباب میں اجازت کے عوض تعرف ہے یعنی جب مریض اپنے سر کے ساتھ ایسا اشارہ ظاہر کرے جس سے اس کا مطلب سمجھا جائے پس اس نسخہ کے مطابق جواب شرط محذوف ہے جس کی تقریر شارح نے یوں نکالی ہے ای هَلْ يُحْكَمُ بِهَا یعنی کیا اس اشارہ کے بموجب حکم کیا جاسکتا ہے پس مترجم صاحب نے اختلاف نسختین کو نظر انداز کر کے گڈ مڈ کر دیا حالانکہ نسخہ متن میں جواب شرط اجازت مذکور پر بولا ہے جس کے ہوتے ہوئے یہ استفہام بالکل غیر موزون ہے۔ ابو محمد غفر عنہ) کیا حکم کیا جائے اس کے ساتھ۔ (فتح)

۲۵۴۱۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِيْ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۲۵۴۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکے کا سر دو پتھروں کے درمیان کچلا یعنی ایک پتھر اس کے سر

أَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ أَفُلَانٌ أَوْ فُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا فَجِيْءَ بِهٖ فَلَمْ يَزَلْ حَتّٰى اعْتَرَفَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَأْسُهٗ بِالْحِجَارَةِ.

کے نیچے رکھا اور ایک اوپر سے مارا تو اس کو کہا گیا کہ کس نے تیرے ساتھ یہ کام کیا ہے کیا فلاں نے کیا یا فلاں نے کیا یعنی جن جن پر گمان تھا ان کا نام لیا یہاں تک کہ یہودی کا نام لیا گیا تو لڑکی نے اپنے سر سے اشارہ کیا یعنی ہاں پھر اس کو لایا گیا تو ہمیشہ رکھا اس کو یہاں تک کہ اس نے اقرار کیا کہ میں نے ہی یہ کام کیا ہے تو حضرت ﷺ نے حکم دیا تو اس کا سر پتھروں سے کچلا گیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بیمار اپنے سر سے اشارہ کرے تو اشارہ معتبر ہے۔

بَابُ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ. نہیں جائز ہے وصیت وارث کے لیے۔

فائدہ: یہ ترجمہ حدیث مرفوع کا لفظ ہے۔ گویا کہ نہیں ثابت ہوئی ہے وہ بخاری کی شرط پر پس باب باندھا اس کے ساتھ اپنی عادت کے موافق اور بے پرواہ ہوا اس چیز کے ساتھ کہ دے اس کو حکم تحقیق روایت کیا اس کو ابو داود اور ترمذی وغیرہ نے ابی امامہ کی حدیث سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ حجۃ الوداع کے دن اپنے خطبے میں فرماتے تھے کہ اللہ نے ہر حقدار کو اپنا حق دیا پس نہیں جائز وصیت وارث کے لیے اور اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش ہے اور تحقیق اس کی حدیث کو قوی کیا ہے شامیوں سے ایک جماعت نے اماموں سے ان میں سے احمد اور بخاری ہیں اور یہ حدیث اس نے شرجیل بن مسلم سے روایت کی ہے اور وہ شامی سے ثقہ ہیں اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اس باب میں عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے ہے ترمذی اور نسائی کے نزدیک اور انس رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ کے نزدیک اور عمرو بن شعیب اور جابر رضی اللہ عنہ سے دارقطنی کے نزدیک اور علی رضی اللہ عنہ سے ابن ابی شیبہ کے نزدیک اور ان میں سے کسی کی سند کلام سے خالی نہیں لیکن ان کا مجموع تقاقضہ کرتا ہے کہ حدیث کی اصل موجود ہے۔ بلکہ شافعی نے ام میں کہا کہ یہ تین متواتر ہیں پس کہا امام شافعی نے کہ پایا ہم نے اہل فتوی کو اور اس شخص کو کہ یاد رکھا ہم نے ان سے اہل علم بالمغازی سے قریش وغیرہ سے کہ نہیں مختلف ہیں اس میں کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ نہیں وصیت وارث کے لیے اور روایت کرتے ہیں اس کو ان لوگوں سے کہ یاد رکھا ہے انہوں نے اس کو آپ سے ان سے کہ ملاقات کی ہے انہوں نے آپ سے پس ہوگی یہ نقل کل کی کل سے پس یہ قوی تر ہے واحد کی نقل سے اور تنازع کیا فخر رازی نے اس حدیث کے متواتر ہونے میں اور اگر اس بات کو تسلیم کر بھی لیں تو مشہور شافعی کے مذہب سے یہ ہے کہ قرآن سنت کے ساتھ منسوخ نہیں ہوتا لیکن اس میں حجت اجماع ہے بنا بر اپنے مقتضی کے جیسا کہ شافعی وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ اور مراد وصیت کے نہ صحیح ہونے سے وارث کے لیے عدم لزوم ہے یعنی نہیں لازم ہوتی اس

لیے کہ اکثر اس پر ہیں کہ وہ موقوف ہے وارثوں کی اجازت پر۔اور دار قطنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نہیں ہے جائز وصیت وارث کے لیے مگر یہ کہ وارث چاہیں کما سیاتی بیانہ ۔اور اس کے راوی معتبر ہیں اور شاید بخاری نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے پس باب باندھا حدیث کے ساتھ ۔اور یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی موقوفا بھی روایت آئی ہے لیکن اس کی تفسیر میں اخبار ہے اس چیز کے ساتھ کہ تھی حکم سے پہلے قرآن کے اترنے سے۔پس ہوگئی مرفوع کے حکم میں اس تقریر کی وجہ سے اور اس کی دلالت کی وجہ ترجمہ کے ساتھ اس جہت سے ہے کہ منسوخ ہونا وصیت کا والدین کے لیے اور ثابت کرنے کے لیے میراث کو ان کے لیے مشعر ہے اس کے ساتھ کہ نہ جمع کیا جائے ماں باپ کے لیے میراث اور وصیت کو اور جب اس طرح ہوا تو جو ان دونوں سے کم ہے اولیٰ ہے اس کے ساتھ کہ نہ جمع کیا جائے اس کے لیے یہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وصیت ماں باپ اور قرابت والوں کے لیے تھی الخ پس ظاہر ہوئی وجہ مناسبت کی اس زیادتی کے ساتھ ۔(فتح الباری)

۲۵۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا أَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسَ وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ.

۲۵۴۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابتدائے اسلام میں مال سب اولاد کا تھا اور وصیت ماں باپ کے لیے تھی یعنی ماں باپ وارثوں میں داخل نہ تھے تو منسوخ کیا اللہ تے اس حکم سے جو کچھ چاہا پس ٹھہرایا مرد کے لیے مانند حصوں دو عورتوں کی یعنی دو عورتوں کے برابر اور ٹھہرایا ماں باپ کے لیے ہر ایک کو دونوں میں سے چھٹا حصہ اور ٹھہرایا عورت کے لیے آٹھواں حصہ یعنی جب کہ خاوند کی اولاد ہو اور چوتھائی جب کہ اولاد نہ ہو اور ٹھہرایا خاوند کے لیے آدھا مال اور چوتھائی یعنی دو حالوں میں ۔

فائدہ: جمہور علماء نے کہا کہ یہ وصیت اول اسلام میں واجب تھی میت کے ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے بنا بر اس کے کہ مناسب جانے اس کو میت برابری کرنی اور تفضیل سے پھر یہ حکم فرائض کی آیت سے منسوخ ہوا۔اور بعض کہتے ہیں کہ وصیت ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے تھی سوائے اولاد کے پس وہ وارث ہوتی تھی اس چیز کی جو وصیت کے بعد باقی رہتی ۔اور ابن شریح نے عجیب بات کہی پس کہا کہ مکلّف تھے وصیت کے والدین اور قرابت داروں کے لیے بقدر حصہ کے کہ اللہ کے علم میں مقدر تھا پہلے اس کے اتارنے کے ۔اور امام الحرمین نے اس پر سخت انکار کیا۔اور بعض کہتے ہیں کہ آیت مخصوص ہے اس لیے کہ اقربین عام ہے اس سے کہ وارث ہوں اور ان سب کے لیے وصیت واجب تھی پس خاص کیا گیا وصیت کی آیت سے وہ شخص کہ وارث نہیں فرائض کی آیت کی رو سے اور

حضرت ﷺ کے قول کے ساتھ کہ وارث کے لیے وصیت جائز نہیں ہے اور باقی رہا حق اس شخص کہ نہیں وارث اقربین سے وصیت میں اپنے حال پر یہ قول طاؤس وغیرہ کا ہے اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ مقرر کرنے ناسخ آیت وصیت کے ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے ۔سو بعض کہتے ہیں کہ فرائض کی آیت سے اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث مذکور سے اور بعض کہتے ہیں کہ اس پر اجماع نے دلالت کی ہے اگر چہ اس کی دلیل متعین نہیں ہوئی اور استدلال کیا گیا ہے حدیث لَا وَصِیَّةَ لِوَارِثٍ کے ساتھ اس طرح سے کہ وارث کے لیے ہرگز وصیت صحیح نہیں کما تقدم ۔اور برتقدیر اس کے تہائی سے نافذ ہونے کے نہیں صحیح ہے وصیت کے اس کے لیے اور اس کے غیر کے لیے ساتھ اس چیز کے کہ تہائی سے زیادہ ہو اگر چہ وارث جائز رکھے اور ساتھ اس کے قائل ہوا مزنی اور داود اور قوی کیا ہے اس کو سبکی نے اور حجت پکڑی ہے اس نے اس کے لیے عمران بن حصین ﷺ کی حدیث کے ساتھ اس شخص کی کہ جس نے چھے غلام آزاد کیے تھے پس تحقیق اس میں مسلم کے نزدیک یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سخت بات کہی یعنی کہا کہ اگر میں جانتا تو اس کا جنازہ نہ پڑھتا اور نہیں منقول ہے یہ بات کہ حضرت ﷺ نے وارثوں سے مراجعت کی ہے پس دلالت کی اس نے یہ کہ مطلق منع ہے اور نیز دلیل پکڑی ہے اس نے ساتھ راوی کے قول کے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ اس کے بعد تہائی سے وصیت کرنی جائز تھی پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ تہائی سے زیادہ کے ساتھ وصیت کرنا جائز نہیں اور اس کے ساتھ کہ منع کیا حضرت ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کو وصیت کرنے سے آدھے مال کی اور اجازت کی صورت مستثنیٰ نہیں کی اور جو چوتھائی سے زیادہ وصیت کو جائز کہتا ہے اس نے اس زیادتی کے ساتھ دلیل پکڑی ہے جو پہلے گذر چکی ہے اور وہ حضرت ﷺ کا قول ہے مگر یہ کہ وارث چاہیں پس اگر یہ زیادتی صحیح ہو تو وہ دلیل ظاہر ہے اور دلیل پکڑی ہے جائز رکھنے والوں نے معنی کے اعتبار سے اس طرح سے کہ منع تو اصل میں حق وارثوں کے لیے تھا پس جب جائز رکھیں تو منع نہیں ہوگا اور اختلاف کیا ہے اس کی اجازت کے وقت میں پس جمہور اس پر ہیں کہ اگر موصی کی زندگی میں جائز رکھیں تو جائز ہے ان کو رجوع کرنا پس جب چاہیں اور اگر اس کے بعد جائز رکھیں تو نافذ ہو جاتی ہے یعنی لازم ہو جاتی ہے اس میں رجوع کرنا صحیح نہیں ہوتا اور مالکیہ نے تفصیل کی ہے زندگی میں مرض الموت اور اس کے غیر کے درمیان پس لاحق کیا ہے انہوں نے مرض الموت کو مابعد موت کے ساتھ اور مستثنیٰ کیا ہے بعض نے اس کو جب کہ ہو اجازت دینے والا وصیت کرنے والے کے عیال میں اور خوف کرے اس کے باز رہنے سے منقطع ہونا اس کے معروف کو اس سے اگر زندہ رہے پس تحقیق اس کی مثل کے لیے جائز ہے رجوع کرنا۔اور زہری اور ربیعہ نے کہا کہ ان کو رجوع کرنا مطلق درست نہیں اور انہوں نے اتفاق کیا ہے اوپر اعتبار ہونے موصی لہ کے وارث بیچ مرنے کے دن یہاں تک کہ اگر وصیت کرے اپنے بھائی کے لیے جو وارث ہے جب کہ اس کے لیے بیٹا نہ ہو جو بھائی مذکور کو محروم کرے پس پیدا ہوا اس کے لیے بیٹا اس کے مرنے سے پہلے جو محروم کرے بھائی

کوتو بھائی مذکور کے لیے وصیت جائز ہے اور اگر اپنے بھائی کے لیے وصیت کرے اور اس کے لیے بیٹا ہو تو بیٹا وصیت کرنے والے کے مرنے سے پہلے مر جائے تو وہ وصیت وارث کے لیے ہے یعنی پس جائز نہ ہوگی اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس شخص کے وصیت کے منع کرنے پر کہ بیت المال کے سوا اس کا کوئی وارث نہ ہو اس لیے کہ وہ منتقل ہوتا ہے وراثتا مسلمانوں کے لیے اور وارث کے لیے وصیت باطل ہے اور یہ وجہ محض ضعیف ہے حکایت کیا ہے اس کو قاضی حسین نے اور اس کے قائل کو لازم آتا ہے کہ ذمی کی وصیت کو جائز نہ رکھے یا مقید کرے اس چیز کو کہ مطلق چھوڑی اس نے ۔ (فتح)

بَابُ الصَّدَقَةِ عِنْدَ الْمَوْتِ. مرنے کا وقت صدقہ کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی جائز ہوگا اس کا یعنی جائز ہے اگرچہ صحت کی حالت میں افضل ہے۔

٢٥٤٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ حَرِيصٌ تَأْمُلُ الْغِنٰى وَتَخْشَى الْفَقْرَ وَلَا تُمْهِلْ حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ.

٢٥٤٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یعنی پوچھا کہ یا حضرت! کون سی خیرات افضل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر صدقہ یہ ہے کہ تو خیرات کرے جس حالت میں کہ تو تندرست اور بخیل ہو محتاجی سے ڈرتا ہو اور مالداری کی امید رکھتا ہو (اور تجھ کو زندگی کی امید ہو) اور خیرات کرنے میں دیر مت کر یہاں تک کہ جب تو مرنے لگے اور روح حلق میں پہنچے تو اس وقت تو یوں کہے کہ فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا اور فلاں اس کا وارث ہو چکا یعنی اس لیے کہ اگر اس وقت کسی کو نہ دے گا تو بھی مال اس کے ہاتھ سے گیا اور وارثوں کو ملا۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ یہ مذکور بطور مثال کے ہے ۔ خطابی نے کہا کہ پہلا اور دوسرا فلانا موصی لہ میں اور آخر فلاں وارث اس لیے کہ اگر وہ چاہے تو اس کو جائز رکھے اور اگر چاہے تو اس کو باطل کرے اور اس کے غیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد ساتھ سب کے وہ شخص ہو کہ اس کے لیے وصیت کی جائے اور سوائے اس کے نہیں کہ تیسرے فلاں میں کان کے لفظ کو داخل کیا اشارہ کرنے کے لیے تقدیر کو مقید کرنے کی طرف اس کے لیے ساتھ اس کے ۔ اور کرمانی نے کہا کہ احتمال ہے کہ پہلا فلاں وارث ہو اور دوسرا موروث اور تیسرا موصی لہ ۔ میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ اس کا بعض وصیت ہو اور بعض اقرار اور ایک روایت میں واقع ہوا ہے کہ کر وفلانے کے لیے اتنا اور صدقہ کرو اتنے کے ساتھ اور ابن ماجہ وغیرہ کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں تھوکا پھر اپنی انگلی سبابہ رکھی پھر فرمایا کہ کہاں سے عاجز جانتا ہے مجھ کو ابن آدم اور تحقیق میں نے پیدا کیا ہے تجھ کو مثل اس چیز سے سو تو نے مال جمع کیا اور اللہ

کی راہ میں نہ دیا یہاں تک کہ جب روح حلق میں پہنچی تو تو نے کہا کہ فلانے کو اتنا دینا اور اتنا صدقہ کرنا۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندگی اور صحت کی حالت میں خیرات کرنی اور قرض کا ادا کرنا افضل ہے مرنے کے اور بیماری میں دینے سے اور اشارہ کیا اس کی طرف حضرت ﷺ نے اپنے اس قول کے ساتھ (وَاَنْتَ صَحِیْحٌ الخ) اس لیے کہ صحت کی حالت میں مال کا نکالنا اس پر دشوار ہوتا ہے اکثر اوقات اس چیز کی وجہ سے کہ اس کو شیطان ڈراتا ہے اس کے ساتھ اور زینت دیتا ہے اس کے لیے زندگی کے لمبا ہونے کے ساتھ اور محتاج ہونے سے مال کی طرف جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ شیطان تم کو محتاجی کا وعدہ دیتا ہے اور نیز پس شیطان اکثر اوقات زینت دیتا ہے ظلم کے لیے وصیت میں رجوع کرنے کی وصیت سے پس خاص ہوگی تفصیل صدقہ حاضر کے بعد۔ سلف نے کہا کہ دنیادار لوگ اپنے مالوں میں دوبار اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ایک بار تو اس کے ساتھ بخل کرتے ہیں اور حالانکہ وہ ان کے ہاتھ میں ہے یعنی زندگی میں اور ایک بار اس میں زیادتی کرتے ہیں جب کہ ان کے ہاتھ سے نکل جائے یعنی مرنے کے بعد۔ اور ترمذی وغیرہ نے ابو داود سے روایت کی ہے کہ مثل اس کی جو مرنے کے وقت آزاد کرے اور صدقہ دے مثل اس شخص ہے کہ ہدیہ بھیجے جب کہ سیر ہو اور یہ راجع ہے حدیث باب کے معنی کی طرف۔ اور ابن حبان وغیرہ نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ البتہ خیرات کرنا مرد کا اپنی زندگی اور تندرستی میں ساتھ ایک درہم کے بہتر ہے اس کے لیے اس سے کہ خیرات کرے اپنے مرنے کے وقت سو درہم کے ساتھ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰی ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُّوْصِیْ بِهَاۤ اَوْ دَیْنٍ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ وارث ہونا بعد وصیت کے ہے جو کی گئی یا قرض کے۔

فائدہ: مراد بخاری کی اس ترجمہ کے ساتھ اور اللہ خوب جانتا ہے دلیل پکڑنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اختیار کیا ہے اس کو بیمار کے اقرار سے ساتھ قرض کے مطلق یعنی بیمار اقرار کرے کہ فلاں کا مجھ پر اتنا قرض ہے برابر ہے کہ مقرلہ وارث ہو یا اجنبی۔ اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ برابری کی اللہ نے درمیان وصیت اور قرض کے بیچ ان کے مقدم کرنے میں میراث پر اور تفصیل نہیں کی پس خارج ہوئی وصیت وارث کے لیے ساتھ اس دلیل کے کہ پہلے گزری اور اقرار بالدین اپنے حال پر باقی رہا اور قول اللہ تعالیٰ کا مِنْ بَعْدِ وَصِیَّةٍ متعلق ہے اس چیز کے ساتھ جو پہلے گزری ہے کل وراثتوں سے نہ ساتھ اس چیز کے کہ متصل ہے ساتھ اس کے تنہا اور گویا کہ اس نے کہا کہ قسمت ان چیزوں میں واقع ہوتی ہے بعد وصیت کے اور وصیت اس جگہ مال موصی بہ ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا یوصی بہا صفت ہے مقید کرتی ہے موصوف کو اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ معلوم کیا جائے کہ میت کو وصیت کرنی جائز ہے یہ بات سہیلی نے کہی ہے اور وصیت کی تنکیر فائدہ دیتی ہے کہ وصیت مستحب ہے اگر واجب ہوتی تو کہا جاتا مِنْ بَعْدِ الْوَصِیَّةِ (فتح)

وَیُذْکَرُ اَنَّ شُرَیْحًا وَّعُمَرَ بْنَ عَبْدِ

یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے کہ قاضی شریح اور عمر بن عبد العزیز

الْعَزِيْزِ وَطَاوُسًا وَّعَطَآءً وَّابْنَ أُذَيْنَةَ أَجَازُوْا إِقْرَارَ الْمَرِيْضِ بِدَيْنٍ وَّقَالَ الْحَسَنُ أَحَقُّ مَا تَصَدَّقَ بِهِ الرَّجُلُ اٰخِرَ يَوْمٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَأَوَّلَ يَوْمٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ وَالْحَكَمُ إِذَا أَبْرَأَ الْوَارِثَ مِنَ الدَّيْنِ بَرِئَ وَأَوْصٰى رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ أَنْ لَّا تُكْشَفَ امْرَأَتُهُ الْفَزَارِيَّةُ عَمَّا أُغْلِقَ عَلَيْهِ بَابُهَا.

اور طاؤس اور عطا اور ابن اذینہ نے جائز رکھا ہے اقرار بیمار کا ساتھ قرض کے یعنی اگر بیمار کہے کہ فلاں کا مجھ پر اتنا قرض ہے تو یہ جائز ہے اور وہ اقرار اس کا صحیح ہے۔ یعنی اور حسن بصری نے کہا کہ لائق تر اس چیز کا کہ تصدیق کیا جائے ساتھ اس کے مرد آخر دن دنیا کا ہے اور پہلا دن آخرت کا ہے یعنی مرنے کے دن اگر اقرار کرے قرض کا تو اس کی تصدیق کی جائے۔ یعنی اور ابراہیم اور حکم نے کہا اگر بیمار وارث کو قرض سے بری کرے تو بری ہو جاتا ہے یعنی اگر بیمار اپنے وارث کو کہے کہ میرا اس پر کچھ قرض نہیں تو وہ وارث قرض سے بری ہو جاتا ہے اور دوسروں وارثوں کو نہیں پہنچتا کہ موروث کے قرض کی بابت اس پر دعوی کریں یعنی اس کا قول معتبر ہے اور وارثوں پر حجت ہے۔ یعنی اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے وصیت کی اور اقرار کیا کہ نہ کھولے جائے اس کی عورت فزاریہ اس مال سے کہ بند کیا گیا ہے اس مال پر دروازہ اس کا یعنی میرے مرنے کے بعد کوئی میری بیوی فزاریہ سے تعرض نہ کرے اور اس کو کچھ نہ کہے کہ وہ مال اس کی ملک ہے۔

فائدہ: اور اس کا یہ قول کافی ہے اس کے لیے حاجت گواہ کی نہیں۔

وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا قَالَ لِمَمْلُوْكِهِ عِنْدَ الْمَوْتِ كُنْتُ أَعْتَقْتُكَ جَازَ.

یعنی اور حسن بصری نے کہا کہ اگر مرنے کے وقت اپنے غلام سے کہے کہ میں نے تجھ کو آزاد کر دیا تھا تو جائز ہے یعنی اور وہ غلام آزاد ہو جاتا ہے۔

فائدہ: اور یہ حسن کے طریق پر ہے کہ بیمار کا اقرار مطلق جائز ہے۔

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ إِذَا قَالَتِ الْمَرْأَةُ عِنْدَ مَوْتِهَا إِنَّ زَوْجِيْ قَضَانِيْ وَقَبَضْتُ مِنْهُ

یعنی اور شعبی نے کہا کہ اگر عورت اپنے مرنے کے وقت کہے کہ میرے خاوند نے میرا حق مہر ادا کر دیا ہے اور میں

جَازَ.

نے اس سے لے لیا ہے تو یہ اقرار معتبر ہے یعنی وارثوں کو نہیں پہنچتا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے خاوند سے مہر کا تقاضہ کریں۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ نہیں تہمت لگائی جاتی عورت ساتھ میل ہونے کے اپنے خاوند کی طرف اس حال میں خاص کر جب کہ ہو عورت کے لیے اولاد اس کے غیر سے یعنی دوسرے خاوند سے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا يَجُوْزُ إِقْرَارُهُ لِسُوْءِ الظَّنِّ بِهِ لِلْوَرَثَةِ ثُمَّ اسْتَحْسَنَ فَقَالَ يَجُوْزُ إِقْرَارُهُ بِالْوَدِيْعَةِ وَالْبِضَاعَةِ وَالْمُضَارَبَةِ.

یعنی اور بعض لوگوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے اقرار بیمار کا بدگمانی کی وجہ سے ساتھ اس کے وارثوں کے لیے یعنی اس لیے کہ وارث گمان کریں گے کہ اس نے ہمارے محروم کرنے کے لیے اقرار کیا ہے پھر اسے بعض نے استحسان کیا پس کہا کہ جائز ہے اس کا اقرار کسی کی امانت کے ساتھ اور پونجی اور مضاربت کے یعنی کہے کہ یہ سب مال فلاں کا ہے کہ اس کا مضارب ہے۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ اگر مراد اس قائل کی یہ کہ جب اقرار کرے ساتھ مضاربت کے مثلا وارث کے لیے تو لازم آئے گا اس کو تناقض اور نہیں تو نہیں اور فرق کیا ہے بعض حنفیہ نے اس کے ساتھ کہ نفع کا مال مضاربت میں مشترک ہے درمیان محنت کرنے والے کے اور مالک کے پس نہ ہوگا مانند قرض محض کی اور ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ اقرار بیمار کا غیر وارث کے لیے جائز ہے لیکن اگر ہو اس پر قرض تندرستی میں تو ایک گروہ نے کہا کہ ابتدا کیا جائے ساتھ تندرستی کے اور جن کے لیے بیماری میں اقرار کیا ہے ان کا قرض پیچھے ادا کیا جائے یہ قول نخعی اور اہل کوفہ کا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ وارث کے لیے بیمار کا اقرار جائز ہے یا نہیں پس جائز رکھا ہے اس کو مطلق اوزاعی اور اسحق اور ابو ثور نے اور یہی راجح ہے شافعیہ کے نزدیک اور یہی قول ہے امام مالک کا مگر اس نے استثنٰی کیا ہے جب کہ اپنے بیٹے کے لیے اقرار کرے اور ہو ساتھ اس کے وہ شخص کہ شریک ہے اس کا غیر بیٹے سے مانند چچا کے بیٹے کی مثلا اس لیے کہ وہ تہمت کیا جاتا ہے اس میں کہ اپنے بیٹے کو زیادہ دے اور چچا کے بیٹے کو کم دے بغیر عکس کے اور نیز استثناء کیا ہے اس چیز کو جب کہ اقرار کرے اپنی بیوی کے لیے کہ پہچانا جائے محبت اس کی کے ساتھ اور میل کی طرف اس کی اور گویا کہ درمیان اس کے اور درمیان اس کی اولاد کے غیر اس عورت سے دوری ہے خاص کر جب کہ ہو اس کے لیے اس عورت سے اس حالت میں اولاد اور حاصل منقول کا مالکیہ سے مدار امر کی تہمت ہے اور اس کے نہ ہونے پر پس اگر تہمت نہ ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں اور یہی اختیار رویانی کا ہے شافعیہ سے اور شریح اور حسن بن صالح سے ہے کہ

نہیں جائز ہے اقرار اس کا وارث کے لیے مگر اپنی بیوی کے لیے اس کے مہر کے ساتھ اور قاسم اور سالم اور ثوری اور شافعی سے ایک قول میں کہ گمان کیا ہے ابن منذر نے کہ شافعی نے رجوع کیا ہے پہلے سے طرف اس کی اور ساتھ اس کے قائل ہے احمد کہ نہیں جائز ہے اقرار بیمار کا اپنے وارثوں کے لیے مطلق اس لیے کہ ان کے لیے کہ وصیت منع ہے پس نہیں امن ہے اس سے کہ زیادہ کرے وصیت کو اس کے لیے پس گردانے اس کو اقرار اور جو اس کو مطلق جائز رکھتا ہے اس نے حجت پکڑی ہے اس چیز کے ساتھ کہ حسن سے پہلے گذر چکی ہے کہ قریب المرگ کے حق میں تہمت بعید ہے اور ساتھ فرق کے درمیان وصیت اور قرض کے اس لیے کہ اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ اگر تندرستی کی حالت میں اپنے وارث کے لیے وصیت کرے اور اقرار کرے اس کے لیے قرض کے ساتھ پھر اس سے رجوع کرے تو اقرار سے رجوع کرنا اس کا صحیح نہیں برخلاف وصیت کے پس صحیح ہے رجوع کرنا اس سے اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ بیمار جب اقرار کرے ساتھ وارث کے تو اس کا اقرار صحیح ہے باوجود اس کے کہ متضمن ہے اقرار کو اس کے لیے مال کے ساتھ اور اس طرح سے کہ مدار احکام کے ظاہر پر ہے پس نہ چھوڑا جائے گا اس کا اقرار گمان محتمل کی وجہ سے پس تحقیق امر اس کا اس کے بارے میں اللہ کی طرف ہے۔ (فتح)

وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ.

اور حالانکہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو بدگمانی سے اس لیے کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے یعنی اپنے گمان سے کسی مسلمان پر بدظن ہونا نہایت بے اصل بات ہے۔

فائدہ: اور مقصود اس کے ذکر کرنے کے ساتھ رد کرنا ہے اس شخص پر جو بیمار پر بدگمانی کرے پس منع کرے اس کے تصرف کو۔

وَلَا يَحِلُّ مَالُ الْمُسْلِمِيْنَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةُ الْمُنَافِقِ إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.

اور نہیں حلال ہے مال مسلمانوں کا حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے کہ منافق کی نشانی یہ ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث کتاب الایمان میں گذر چکی ہے اور وجہ تعلق اس کے ساتھ رد کرنا ہے اس شخص پر جو بیمار کے اقرار کو منع کرتا ہے اور جو جائز نہیں رکھتا اس جہت سے ہے کہ وہ دلالت کرتی ہے خیانت کی مذمت پر پس اگر ترک کرے اس چیز کے ذکر کو کہ جو اس پر حق سے ہے اور چھپائے اس کو تو ہوگا خیانت کرنا والا مستحق کی پس لازم آیا وجوب ترک خیانت سے واجب ہونا اقرار کا اس لیے کہ اگر وہ چھپائے تو ہوگا خائن اور جو اس کے اقرار کو معتبر نہ جانے تو اس کو کتمان پر حمل کرے گا۔ (فتح)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ حکم کرتا ہے تم کو یہ کہ

تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلٰى أَهْلِهَا﴾ فَلَمْ يَخُصَّ وَارِثًا وَّلَا غَيْرَهُ فِيهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ادا کرو امانتوں کو طرف مالکوں ان کے کی پس نہیں خاص کیا اللہ نے وارث کو اور نہ اس کے غیر کو اس باب میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یعنی نہیں فرق کیا اللہ نے وارث اور اس کے غیر کے درمیان امانت کے ادا کے حکم میں پس صحیح ہوگا اقرار برابر ہے کہ وارث کے لیے ہو یا اس کے غیر کے لیے۔(فتح)

٢٥٤٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ أَبُو سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ.

۲۵۴۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے۔

بَابُ تَأْوِيلِ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ﴾.

یعنی باب ہے بیچ بیان مراد اس آیت کے کہ قسمت بعد وصیت کے ہے کہ وصیت کی جائے ساتھ اس کے یا قرض کے۔

فائدہ: یعنی بیان مراد کا ساتھ مقدم کرنے وصیت کے ذکر میں قرض پر یعنی اللہ نے جو وصیت کو قرض پر مقدم کیا تو اس کی کیا وجہ ہے باوجود اس کے کہ دین مقدم ہے ادا میں اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگا بھید بیچ تکرار کرنے اس ترجمہ کے۔(فتح)

وَيُذْكَرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ.

یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ادا کرنے قرض کے پہلے وصیت کے یعنی وصیت کے جاری کرنے سے پہلے قرض ادا کیا جائے۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے روایت کیا ہے اس کو احمد اور ترمذی وغیرہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ دین وصیت کے پہلے ہے اور تم پڑھتے ہو وصیت کو پہلے قرض کے اور اس کی سند ضعیف ہے لیکن ترمذی نے کہا کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے اور شاید بخاری نے اعتماد کیا ہے اس پر اس کے قوت پانے کی وجہ سے ساتھ اتفاق کے اوپر اس کے مقتضی پر نہیں تو بخاری کی عادت جاری نہیں ہوئی کہ وارد کرے ضعیف کو دلیل پکڑنے کے مقام پر اور جو چیز بخاری نے باب میں وارد کی ہے وہ بھی اس کو قوت دیتی ہے اس میں کہ قرض مقدم

کیا جائے وصیت پر مگر ایک صورت میں اور وہ یہ ہے کہ اگر وصیت کرے کسی شخص کے لیے ہزار کی مثلا اور وارث اس کی تصدیق کرے اور حکم کرے ساتھ اس کے پھر ایک دوسرا دعوی کرے کہ اس کا مردے کے ذمہ قرض ہے جو گھیرتا ہے اس کے موجود تمام مال کو اور وارث اس کی تصدیق کرے پس ایک وجہ میں شافعیہ کے لیے مقدم کی جائے وصیت قرض پر اس صورت خاص میں پھر تحقیق نزاع کیا ہے بعض نے وصیت کے مطلق ہونے میں مقدم قرض پر آیت میں اس لیے کہ آیت میں کوئی صیغہ ترتیب کا نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حصے وراثت کے قرض ادا کرنے اور جاری کرنے وصیت کے بعد واقع ہوتے ہیں اور آیت میں حرف أو اباحت کے لیے لایا گیا ہے مانند تیرے قول کی کہ بیٹھ زید کے پاس یا عمرو کے پاس یعنی جائز ہے تیرے لیے بیٹھنا ہر ایک کے پاس دونوں میں سے خواہ اکٹھا ہو یا جدا جدا اس کے سوا کچھ نہیں کہ مقدم کی گی وصیت معنی کے کہ تقاضہ کرتا ہے اہتمام کو اس کی تقدیم کی وجہ سے ۔اور اختلاف کیا گیا ہے تعیین کرنے میں اس کے معنی میں اور حاصل اس چیز کا کہ ذکر کیا ہے اس کو اہل علم نے تقدیم کے تقاضہ کرنے والی چیزوں سے چھ امر ہیں ایک ان میں سے خفت اور ثقل ہے مانند ربیعہ اور مضر کی پس مضر اشرف ہے ربیعہ سے لیکن چونکہ ربیعہ کے لفظ ہلکے تھے تو مقدم کیا گیا ذکر میں اور یہ راجع ہے لفظ کی طرف ۔دوسرا امر باعتبار زمانے کے مانند عاد اور ثمود کی ۔تیسرا امر باعتبار صیغہ کے ہے ثلث اور رباع کی طرح ۔چوتھا امر باعتبار رتبہ کے ہے نماز اور زکوۃ کی طرح ۔اس لیے کہ نماز بدن کا حق ہے اور زکوۃ مال کا حق ہے اور بدن مقدم ہے مال پر ۔پانچواں امر مقدم کرنا سبب کا ہے مسبب پر اللہ کے قول کی طرح عزیز حکیم بعض سلف نے کہا کہ غالب ہوا پس جب غالب ہوا تو حکم کیا ۔چھٹا امر ساتھ شرف اور فضیلت کے مانند قول اللہ تعالیٰ کی من النبیین و الصدیقین اور جب یہ بات قرار پا چکی ہے تو سہیلی نے ذکر کیا ہے کہ مقدم کرنا وصیت کا ذکر میں دین پر اس لیے ہے کہ وصیت تو صرف واقع ہوتی ہے بطور نیکی اور سلوک کرنے کے برخلاف قرض کے پس تحقیق سوائے اس کے نہیں کہ وہ واقع ہوتا ہے اکثر اوقات بعد میت کے ساتھ ایک قسم تفریط کے پس واقع ہوا ابتدا کرنا ساتھ وصیت کے اس کے ہونے کی وجہ سے افضل ۔اور اس کے غیر نے کہا کہ مقدم کی گئی وصیت قرض پر یعنی ذکر میں اس لیے کہ وہ ایسی چیز ہے کہ لی جاتی ہے بغیر عوض کے اور دین لیا جاتا ہے ساتھ عوض کے کہ پس ہوگا نکالنا وصیت کا زیادہ تر دشوار وارث پر قرض کے نکالنے سے اور ہوگا ادا کرنا اس کا جگہ گمان کرنے قصور کے برخلاف قرض کے پس تحقیق وارث اطمینان رکھتا ہے ساتھ اس کے نکالنے کے پس مقدم کی گئی اس سبب کے لیے اور نیز وہ پس حصہ فقیر اور مسکین کا ہے اکثر اوقات اور قرض حصہ قرض خواہ کا ہے جو طلب کرتا ہے اس کو ساتھ قوت کے اور اس کے لیے جائز ہے کلام کرنا جیسا کہ صحیح ہو چکا ہے کہ حقدار کو کلام کرنے کی جگہ ہے اور نیز پس وصیت پیدا کرتا ہے اس کو موصی اپنے نفس کی طرف سے پس مقدم کی گئی رغبت دلانے کے لیے عمل کرنے کے ساتھ برخلاف قرض کے وہ بنفسہ ثابت ہے اس کا ادا کرنا مطلوب ہے برابر ہے کہ یاد کرے یا نہ یاد کرے

اور نیز وصیت ممکن ہے ہر ایک سے خاص کر نزدیک ایک شخص کے جو اس کے وجوب کا قائل ہے پس وہ کہتا ہے کہ وصیت ہر ایک کے لیے لازم ہے پس مشترک ہیں اس میں تمام مخاطبین اس لیے کہ وہ واقع ہوئی ہے ساتھ مال اور عہد کے کما تقدم۔ اور کم ہے وہ شخص کہ خالی ہو کسی چیز سے اس میں بخلاف دین کے پس تحقیق وہ ممکن ہے کہ پایا جائے اور نہ پایا جائے اور جس کا وقوع اکثر ہو وہ مقدم ہو اس چیز پر جس کا کم ہو۔ اور ابن منیر نے کہا کہ مقدم کرنا وصیت کا قرض پر لفظ میں نہیں تقاضہ کرتا مقدم کرنے اس کے کو معنی میں اس لیے وہ دونوں اکٹھے ذکر کیے گئے ہیں بیچ سیاق بعدیت کے لیکن میراث متصل ہے وصیت کے بعدیت میں اور نہیں متصل ہے دین کے بلکہ وہ اس کے بعد کے بعد ہے پس لازم ہے کہ دین مقدم کیا جائے ادا میں باعتبار قبلیت کے پس تقدیم دین کی وصیت ہو لفظ میں اور باعتبار بعدیت کے پس مقدم کی جائے وصیت قرض پر معنی میں۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلٰى أَهْلِهَا﴾ فَأَدَآءُ الْأَمَانَةِ أَحَقُّ مِنْ تَطَوُّعِ الْوَصِيَّةِ.

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ حکم کرتا ہے تم کو ادا کرو امانتوں کو طرف اہل ان کے کی پس ادا کرنا امانت کا لائق تر نفل وصیت سے۔

فائدہ: یعنی پس دین کہ امانت کے قبیل سے ہے اس کا مقدم کرنا وصیت پر بہتر ہے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَدَقَةَ إِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يُوصِي الْعَبْدُ إِلَّا بِإِذْنِ أَهْلِهٖ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَبْدُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ.

یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ثواب ہے صدقہ کا مگر پیچھے مالداری کے یعنی اور قرضدار مالدار نہیں مگر یہ کہ ادائے قرض کے بعد مال باقی رہے پس اس وقت جائز ہے کہ خیرات کرے ساتھ وصیت کے اور اس سے معلوم ہوا کہ قرض مقدم ہے وصیت پر اور محتاج کو خیرات کرنی ضرور نہیں۔ یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہ وصیت کرے غلام مگر اپنے مالکوں کی اجازت سے یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غلام حاکم ہے اپنے سردار کے مال میں۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب العتق میں گذر چکی ہے اور اس سے بخاری کی مراد توجیہ کرنا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام کی جو مذکور ہوئی۔ ابن منیر نے کہا کہ جب معارض ہوا غلام کے مال میں اس کا حق اور اس کے سردار کا حق تو مقدم کیا گیا قوی تر اور وہ سردار کا حق ہے اور کیا گیا غلام مسئول عنہ اور وہ ایک نگہبانوں کا ہے بیچ اس کے پس اسی طرح حق دین کا جب معارض ہوا اس کو حق وصیت کا اور دین واجب ہے اور وصیت مستحب ہے واجب ہوا مقدم کرنا قرض کا۔ پس

یہ ہے وجہ مناسبت اس اثر اور حدیث کی ترجمہ کے ساتھ۔ (فتح)

٢٥٤٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ لِي يَا حَكِيمُ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلَى قَالَ حَكِيمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى أُفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَدْعُو حَكِيمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَاءَ فَيَأْبٰى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَيَأْبٰى أَنْ يَقْبَلَهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِي قَسَمَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَأْبٰى أَنْ يَأْخُذَهُ فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِّنَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تُوُفِّيَ رَحِمَهُ اللّٰهُ.

۲۵۴۵۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مال مانگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیا پھر میں نے آپ سے مانگا تو پھر آپ نے دیا پھر مجھ کو فرمایا کہ اے حکیم! البتہ یہ مال سبز اور شیریں ہے یعنی بہت پیارا معلوم ہوتا ہے سو جس نے اس کو لیا جان کی سخاوت سے یعنی بے حرصی سے لیا تو اس کے لیے اس مال میں برکت دی جائے گی اور جس نے اس کو جان کی حرص سے لیا تو اس کو اس میں ہرگز برکت نہ ہوگی اور اس کا حال اس شخص کا سا ہوگا کہ کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اونچا ہاتھ بہتر ہے نیچے ہاتھ سے یعنی دینے والا جو ہاتھ اٹھا کر دیتا ہے افضل ہے مانگنے والے سے جو ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے اور لیتا ہے تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا کہ میں آپ کے بعد زندگی بھر کسی سے نہ مانگوں گا (اصل میں رزء کے معنی کم کرنا ہے صراح میں ہے یقال ما رزئته ای ما نقصته۔ چونکہ مانگنا کمی کا سبب ہے اس لیے مانگنے کو اس لفظ کے ساتھ تعبیر کر دیا (ابو محمد)۔ پس تھے ابو بکر رضی اللہ عنہ بلاتے حکیم کو یعنی اپنی خلافت میں تا کہ ان کو بیت المال سے ان کا حصہ دیں تو حکیم انکار کرتے تھے کہ قبول کریں اس سے کچھ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت میں ان کو بلایا تھا تا کہ ان کو ان کا حصہ بخشش (یہ زائد ہے متن حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کا معنی ہو، واللہ اعلم۔ ابو محمد عفی عنہ) سے دیں تو حکیم نے قبول کرنے سے انکار کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے گروہ مسلمانوں کے میں پیش کرتا ہوں آگے اس کے حق اس کا جو تقسیم کیا ہے اس کے لیے

اللہ نے اس فے سے یعنی مال غنیمت سے تو وہ لینے سے انکار کرتا ہے تو حکیم نے حضرت ﷺ کے بعد زندگی بھر سے کچھ نہ مانگا یہاں تک کہ مر گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکاۃ میں گذر چکی ہے۔ ابن منیر نے کہا کہ اس کے داخل ہونے کی وجہ اس باب میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بخشش کے قبول کرنے میں زاہد بنایا یعنی بخشش کو بے حرص سے اور حرص سے نہ لے اور لینے والے ہاتھ کو نیچا ٹھہرایا نفرت دلانے کے لیے اس کو اس کے قبول کرنے سے اور نہیں واقع ہوا مثل اس کے قرض کی تقاضہ کرنے میں پس حاصل یہ ہے کہ جو وصیت کا لینے والا ہے اس کا ہاتھ نیچا ہے اور قرض کا لینا والا اپنے حق کا پورا لینے والا ہے یا تو ہوگا اس کا ہاتھ اونچا ساتھ اس چیز کے کہ فضیلت دیا گیا ہے قرض دینے سے یا یہ کہ نہ ہوگا اس کا ہاتھ نیچا پس ثابت ہوگئی تقدیم قرض کی یعنی ادا کرنے میں وصیت پر۔ (فتح)

٢٥٤٦۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّخْتِيَانِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْإِمَامُ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ أَهْلِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْمَرْأَةُ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَّمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَّعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ قَالَ وَحَسِبْتُ أَنْ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ مَالِ أَبِيْهِ.

٢٥٤٦۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ تم میں ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا پس بادشاہ سب ملک پر حاکم ہے تو وہ اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم کیا اور مرد اپنی بیوی اور بال بچوں پر حاکم ہے اور وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ ان کو نیک کام سکھایا اور گناہ سے روکا یا نہیں اور عورت اپنے خاوند کے مال اور گھر کی حاکم ہے اور وہ بھی پوچھی جائے گی کہ اس نے اس کی خیر خواہی اور مال کی حفاظت کی یا نہیں اور غلام اور نوکر بھی اپنے آقا کے مال میں حاکم ہے اور وہ بھی پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنے آقا کی خیر خواہی کی یا نہیں راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے کہا کہ مرد اپنے باپ کے مال میں حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاحکام میں آئے گی۔ اور تحقیق مخالفت کی طحاوی نے اس مسئلے میں اپنے اصحاب کی پس ذکر کیا اختلاف علماء کا مانند اس کی ہے کہ پہلے گذرا پھر ذکر کیا اس نے کہ صحیح وہ ہے جو جماعت کا مذہب ہے اور تصریح کی ساتھ ضعیف کرنے اس چیز کے کہ پہلے گذری ہے ابو حنیفہ اور زفر اور ابو یوسف اور محمد سے اس مسئلے میں۔

بَابُ إِذَا وَقَفَ أَوْ أَوْصٰى لِأَقَارِبِهٖ وَمَنِ الْأَقَارِبُ.

باب ہے اس بیان میں کہ جب کوئی اپنے قرابتوں کے لیے کچھ وقف کرے یا وصیت کرے تو اس کا کیا حکم ہے اور بیان اس کا کہ قرابت والے کون ہیں۔

فائدہ: حذف کیا ہے بخاری نے جواب اذا کا اشارہ کرنے کے لیے اس طرف کہ اس میں اختلاف ہے یعنی کیا یہ صحیح ہے یا نہیں اور بخاری نے دوسرے مسئلے کو بھی استفہام کی جگہ وارد کیا کہ اس میں بھی اختلاف ہے اور ترجمہ شامل کرنے کو وقف اور وصیت کے درمیان اس چیز میں کہ متعلق ہے قرابتوں کے ساتھ اور بخاری اس جگہ سے مسائل وقف کی طرف شروع ہوا ہے پس باب باندھا اس چیز کے لیے کہ ظاہر ہوئی اس کے لیے اور پھر رجوع کیا آخر میں کتاب الوصایا کے کامل کرنے کی طرف۔ ماوردی نے کہا کہ جائز ہے وصیت اس شخص کے لیے کہ جائز ہے اس پر وقف کرنا چھوٹے اور بڑے سے اور عاقل سے اور دیوانے سے اور موجود سے اور معدوم سے یعنی جو ابھی پیدا نہیں ہوا جب کہ نہ ہو وارث اور قاتل۔اور وقف کا معنی ہے منع کرنا بیع رقبہ کا یعنی چیز کی اصل نہ بیچی جائے اور اس کی منفعت کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے اوپر وجہ مخصوص کے اور اختلاف کیا ہے علماء نے اقارب میں کہ کون کون ہیں سو ابو حنیفہ نے کہا کہ قرابت ہر ذی رحم محرم ہے یعنی وہ ناتے دار ہے جس کے ساتھ عورت کا نکاح کبھی درست نہ ہو برابر ہے کہ باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے لیکن ابتداء کی جائے باپ کی قرابتوں کے ساتھ ماں سے پہلے اور ابو یوسف اور ابو محمد نے کہا کہ قرابتی وہ ہیں جن کو جمع کرے باپ ابتدائے ہجرت سے برابر ہے کہ باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف بغیر تفصیل کے۔زیادہ کیا زفر نے کہ جو ان میں سے قریب ہو وہ مقدم کیا جائے اور یہ ایک روایت امام ابو حنیفہ سے بھی آئی ہے اور اقل درجہ ان کا جن کو مال وقف اور وصیت کا دیا جائے تین آدمی ہیں یعنی اس سے کم نہ کرے۔اور محمد کے نزدیک دو آدمی ہیں اور ابو یوسف کے نزدیک ایک ہے۔اور نہ خرچ کیا جائے مالداروں پر ان کے نزدیک مگر یہ کہ اس کی شرط کی جائے۔اور شافعیہ نے کہا کہ قریب وہ ہے جو نسب میں جمع ہو برابر ہے کہ قریب ہے یا بعید مسلمان ہو یا کافر مالدار ہو یا فقیر مرد ہو یا عورت وارث ہو یا غیر وارث محرم ہو یا غیر محرم اور اختلاف کیا ہے انہوں نے فروع اور اصول میں۔دو وجہوں پر کہتے ہیں کہ اگر پائی جائے جمع محصور زیادہ تین سے تو سب کو دیا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ بند کیا جائے تین پر اور اگر غیر محذور ہو تو نقل کیا ہے طحاوی نے (یعنی طحاوی نے نقل کیا ہے کہ اس وقف کے باطل ہونے پر سب علماء کا اتفاق ہے ابو محمد عفی عنہ) اتفاق کو باطل ہونے پر اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ شافعیہ کے نزدیک ایک وجہ جواز کی ہے اور خرچ کیا جائے ان سے تین کے لیے اور نہیں ہے واجب برابری۔اور کہا احمد نے قرابت شافعی کی طرح مگر اس نے کافر کو خارج کیا ہے اور مالک نے کہا کہ خاص ہے قرابت ساتھ عصبہ کے برابر ہے کہ وارث ہو یا نہ وارث ہو اور پہلے ان کے فقیروں کو دیا جائے یہاں تک کہ بے پرواہ

ہو جائیں پھر مالداروں کو دیا جائے۔ اور حدیث باب کی دلالت کرتی ہے اس چیز کے لیے کہ شافعی نے کہا کہ بغیر شرط ہونے تین آدمیوں کے پس ظاہر اس کا اکتفا کرنا ہے دو کے ساتھ اور انشاء اللہ اس کا بیان ہم آئندہ کریں گے۔ (فتح)

وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ اجْعَلْهَا لِفُقَرَآءِ أَقَارِبِكَ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ.

اور ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اس کو یعنی باغ کو اپنے قرابت والوں کے محتاجوں کو تقسیم کر دے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو حسان رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ میں تقسیم کر دیا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی۔

وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ مِثْلَ حَدِيثِ ثَابِتٍ قَالَ اجْعَلْهَا لِفُقَرَآءِ قَرَابَتِكَ قَالَ أَنَسٌ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَكَانَا أَقْرَبَ إِلَيْهِ مِنِّي وَكَانَ قَرَابَةُ حَسَّانٍ وَأُبَيٍّ مِنْ أَبِي طَلْحَةَ وَاسْمُهُ زَيْدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ حَرَامِ بْنِ عَمْرِو بْنِ زَيْدِ مَنَاةَ بْنِ عَدِيِّ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ حَرَامٍ فَيَجْتَمِعَانِ إِلٰى حَرَامٍ وَهُوَ الْأَبُ الثَّالِثُ وَحَرَامُ بْنُ عَمْرِو بْنِ زَيْدِ مَنَاةَ بْنِ عَدِيِّ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ فَهُوَ يُجَامِعُ حَسَّانَ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأُبَيًّا إِلٰى سِتَّةِ آبَآءٍ إِلٰى عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ وَهُوَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ فَعَمْرُو بْنُ مَالِكٍ يَجْمَعُ حَسَّانَ وَأَبَا

یعنی اور حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ نے ثمامہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے ساتھ مثل حدیث ثابت رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اپنے قرابتوں کے محتاجوں میں گردان انس رضی اللہ عنہ نے کہا پس ٹھہرایا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حسان رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے لیے اور وہ دونوں اس کی طرف مجھ سے زیادہ تر قریب تھے اور حسان رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ناتے دار تھے بایں طور کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا نام زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار ہے اور حسان بن ثابت بن منذر بن حرام پس ابو طلحہ اور حسان حرام میں جمع ہوتے ہیں اور وہ تیسرا باپ ہے اور حرام بن عمرو بن زین مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار پس یہ نسب جمع کرتا ہے حسان رضی اللہ عنہ کو اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو اور ابی رضی اللہ عنہ کو چھٹے باپ میں طرف عمرو بن مالک کی اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا نسب اس طور سے ہے کہ ابی بن کعب بن

طَلْحَةَ وَأُبَيًّا وَّقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا أَوْصٰى لِقَرَابَتِهٖ فَهُوَ إِلٰى اٰبَآئِهٖ فِي الْإِسْلَامِ.

قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار پس عمرو بن مالک جمع کرتا ہے حسان رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو یعنی اور بعضوں یعنی ابو یوسف وغیرہ نے کہا کہ جب اپنے قرابتوں کے لیے وصیت کرے تو جاری ہوگی وصیت طرف باپوں اس کے کی اسلام میں۔

فائدہ: اور ملخص اس کا یہ ہے کہ ایک دو مردوں کا جن کو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے خاص کیا قریب تر ہے اس کی طرف دوسرے کی نسبت پس حسان رضی اللہ عنہ جمع ہوتا ہے اس کے ساتھ تیسرے باپ میں اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ چھٹے باپ میں پس اگر قریب تر ہونا معتبر ہوتا ہے تو البتہ خاص کیا جاتا ہے اس کے ساتھ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سوائے اپنے غیر کے۔پس معلوم ہوا کہ قریب تر ہونا معتبر نہیں۔اور سوائے اس کے نہیں کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ وہ دونوں مجھ سے قریب تر تھے اس لیے کہ جو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ کو جمع کرتا ہے وہ نجار ہے اس لیے کہ انس رضی اللہ عنہ بنی عدی بن نجار ہے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور ابن ابی کعب مالک بن نجار کی اولاد سے ہے اسی لیے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف انس رضی اللہ عنہ سے قریب تر ہیں۔اور احتمال ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے رعایت کی ہو بیچ حق اس شخص کے کہ دیا اس کو اپنے قرابتوں سے فقیر کو لیکن استثناء کیا ہو اس شخص کو کہ کفایت کیا گیا ہو ان دونوں لوگوں میں سے جن کا خرچ ان پر لازم ہے۔پس اس لیے نہ داخل کیا انس رضی اللہ عنہ کو پس گمان کیا انس رضی اللہ عنہ نے کہ اس کے نسب کے دور ہونے کی وجہ سے ہے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے اور استدلال کیا گیا ہے احمد کے لیے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ ذوی القربٰی کے اس آیت میں وللرسول ولذی القربٰی ہاشم اور مطلب کی اولاد ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص کرنے کی وجہ سے ان کو ذوی القربٰی کے حصے کے ساتھ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جمع ہوتے ہیں مطلب کی اولاد کے ساتھ چوتھے باپ میں۔اور اس کا طحاوی نے اس طرح پیچھا کیا ہے کہ اگر یہ بات ہوتی تو البتہ شریک ہوتے ساتھ ان کے بنی نوفل اور بنی عبد شمس اس لیے کہ وہ دونوں عبد مناف کی اولاد ہیں مانند مطلب اور ہاشم کی پس جب خاص کیے گئے بنی ہاشم اور بنی مطلب سوائے بنی نوفل اور بن عبد شمس کے تو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ساتھ حصے ذوی القربٰی کے دینا اس کا ہے مخصوص لوگوں کے لیے کہ بیان کیا ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ خاص کرنے آپ کے کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کو پس نہ قیاس کیا جائے گا جو کوئی وقف کرے یا وصیت کرے اپنے قرابت والوں کے لیے بلکہ لفظ اپنے اطلاق اور عموم پر محمول ہوگا یہاں تک کہ ثابت ہو جو مقید کرے اس کو یا خاص کرے اس کو، واللہ اعلم۔

۲۵۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا

۲۵۴۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو

مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ.

طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں مناسب دیکھتا ہوں کہ تو اس کو قرابت والوں میں تقسیم کر دے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ کام کرتا ہوں تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابت والوں میں اور چچا کی اولاد میں تقسیم کیا یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب یہ آیت اتری کہ اے محمد! عذاب الٰہی سے ڈرا اپنی قریب برادری والوں کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پکارنے لگے کہ اے فہر کی اولاد اے عدی کی اولاد قریش کی قوم کے لیے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت اتری کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب الٰہی سے ڈرا دے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے گروہ قریش کے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث آئندہ باب میں۔ اور مراد یہاں جدی برادری ہے باپ کی طرف سے۔

بَابُ هَلْ يَدْخُلُ النِّسَاءُ وَالْوَلَدُ فِي الْأَقَارِبِ.

کیا عورتیں اور اولاد بھی قرابت والوں میں داخل ہوتی ہیں یعنی جب کہ قرابتوں کے لیے وصیت یا وقف کرے

فائدہ: اس طرح وارد کیا ہے ترجمہ کو استفہام کے ساتھ اس لیے کہ اس مسئلے میں اختلاف ہے جیسا کہ پہلے گزرا۔ (فتح)

۲۵۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا

۲۵۴۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قریب ناتے داروں کو ڈرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے گروہ قریش کے یا مانند اس کی اور کلمہ فرمایا کہ خرید و اپنی جانوں کو دوزخ سے کہ میں تم سے اللہ کا عذاب کچھ دفع نہیں کر سکتا۔ اے عبد مناف کی اولاد میں تم سے اللہ کا عذاب کچھ دفع نہیں کر سکتا۔ اے عباس بن عبدالمطلب میں تم کو اللہ کے عذاب سے کچھ کام نہیں

اشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَّا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِيْ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا. تَابَعَهٗ أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ.

آؤں گا اے صفیہ پھوپھی رسول اللہ ﷺ کی میں تم کو اللہ کے عذاب سے کچھ کام نہیں آؤں گا اے فاطمہ بیٹی محمد کی مانگ مجھ سے جو چاہے میرے مال سے کہ میں تجھ سے اللہ کا عذاب کچھ دفع نہیں کروں گا۔

فائدہ: اور جگہ شاہد کی اس سے آپ کا یہ قول ہے اے صفیہ اے فاطمہ اس لیے کہ برابری کی حضرت ﷺ نے اس کے بیچ اپنی قوم کے درمیان پس پہلے سب کو عام کیا پھر بعض بطنوں کو خاص کیا پھر ذکر کیا اپنے چچا کو اور اپنی پھوپھی کو اور بیٹی کو پس دلالت کی اس نے کہ عورتیں بھی قرابتوں میں داخل ہیں اور فروع بھی ان میں داخل ہیں دلالت کی اس نے اوپر تخصیص کرنے اس شخص سے جو وارث ہوا اور نہ ساتھ اس شخص کے کہ مسلمان ہو۔ اور احتمال ہے کہ ہو لفظ اقربین کی صفت لازمہ عشیرہ کے لیے اور عشیرہ سے مراد آپ کی قوم ہے اور وہ قریش ہے۔ اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ذکر کیا ہے قریش کو پس کہا **وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ** یعنی اپنی قوم کو اور بنا بر اس کے پس آپ کو اپنی قوم کے ڈرانے کا حکم ہوا پس نہ خاص ہو گا یہ ساتھ اقرب کے ان میں سے سوائے ابعد کے۔ پس نہیں حجت ہے اس میں وقف کے مسئلہ میں اس لیے کہ اس کی صورت وہ ہے جب کہ وقف کرے قرابتوں پر یا اس پر جو سب لوگوں میں اس کے نزدیک زیادہ قریب ہو مثلا اور آیت متعلق ہے ساتھ ڈرانے قوم کے پس دونوں جدا ہوئے اور ابن منیر نے کہا کہ شاید وہاں کوئی قرینہ تھا حضرت ﷺ نے اس سے ڈرانے کی تعمیم سمجھی پس اسی لیے عام لوگوں کو ڈرایا اور احتمال ہے کہ پہلے خاص کیا ہے ساتھ ظاہر قرابت کے پھر عام کیا ہے اس چیز کے لیے کہ آپ کے نزدیک ہے دلیل سے تعمیم پر اس لیے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يَنْتَفِعُ الْوَاقِفُ بِوَقْفِهٖ. کیا وقف کرنے والا اپنے وقف کی چیز سے فائدہ اٹھائے؟

فائدہ: یعنی بایں طور کہ وقف کرے اپنی جان پر پھر اپنے غیر پر یا اس طرح سے کہ شرط کرے اپنی جان کے لیے منفعت سے ایک جزو معین یا ٹھہرائے نظر وقف کے لیے کوئی چیز اور وہی خود اس کا محافظ ہو اور ان کل مسئلوں میں خلاف ہے پس رہا وقف کرنا اپنے نفس پر پس اس کی بحث آئندہ آئے باب الوقف کیف یکتب میں اور رہا شرط کرنا کسی چیز کا منفعت سے پس اس کا بیان آئے گا اس آیت میں وابتلوا الیتمٰی اور لیکن جو نظر کے متعلق ہے پس

ذکر کرتا ہوں اس کو اس جگہ۔(فتح)

بَابُ هَلْ يَنْتَفِعُ الْوَاقِفُ بِوَقْفِهِ وَقَدِ اشْتَرَطَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا وَقَدْ يَلِي الْوَاقِفُ وَغَيْرُهُ وَكَذٰلِكَ كُلُّ مَنْ جَعَلَ بَدَنَةً أَوْ شَيْئًا لِلّٰهِ فَلَهُ أَنْ يَنْتَفِعَ بِهَا كَمَا يَنْتَفِعُ غَيْرُهُ وَإِنْ لَمْ يَشْتَرِطْ.

تحقیق شرط کی عمر رضی اللہ عنہ نے وقف میں کہ نہیں گناہ اس شخص پر کہ اس کا متولی ہو یعنی تدبیر کرے اس کی اور اس کا حاصل اس کے مصارف میں پہنچائے یہ کہ کھائے اس سے اور تحقیق متولی ہوتا ہے وقف کرنے والا اور غیر اس کا یعنی کبھی وہ اور کبھی وہ اور اسی طرح ہر وہ شخص کہ ٹھہرائے اونٹ قربانی کا یا کوئی چیز اللہ کے لیے تو جائز ہے اس کو نفع اٹھانا ساتھ اس کے جیسے کہ نفع اٹھاتا ہے ساتھ اس کے غیر اس کا اگرچہ صریح شرط نہ کرے کہ میں بھی اس سے فائدہ اٹھاؤں گا۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے قصے وقف عمر رضی اللہ عنہ کے سے اور تحقیق پہلے گذر چکا ہے موصول شروط کے آخر میں اور اس کا قول قد یلی الواقف وغیرہ الخ۔ بخاری کی فقاہت سے ہے اور وہ تقاضہ کرتا ہے کہ ولایت نظر کی وقف کرنے والے کے لیے نہیں نزاع اس میں اور حالانکہ اس طرح نہیں اور گویا کہ تفریع کی ہے اس نے اوپر مختار بات کے نزدیک اپنے نہیں تو مالکیہ کے نزدیک یہ ہے کہ جائز نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اگر دفع کرے اس کو وقف کرنے والا اپنے غیر کے لے تا کہ اس کا اناج جمع رکھے اور نہ متولی ہو جدا کرنے اس کے کا مگر وقف کرنے والا تو جائز ہے۔ ابن بطال نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ منع کیا ہے اس سے مالک نے ذریعہ کے بند کرنے کے لیے تا کہ نہ ہو جیسا کہ اس نے اپنی جان پر وقف کیا یا زمانہ دراز ہو اور وقف بھول جائے یا وقف کرنے والا مفلس ہو جائے پس دست اندازی کرے اس میں اپنی جان کے لیے یا مر جائے اور اس کے وارث اس میں تصرف کریں اور یہ جواز کو منع نہیں کرتا جب کہ حاصل ہو اس سے امن لیکن نہیں لازم آتا اس سے کہ جائز ہے وقف کرنے والے کے لیے نظر کرنی یہ کہ وہ اس کے ساتھ نفع اٹھائے۔ ہاں اگر اس کی شرط کرے تو جائز ہے راجح قول پر اور جو چیز کہ دلیل پکڑی ہے ساتھ اس کے بخاری نے عمر رضی اللہ عنہ کے قصے سے ظاہر ہے جو جواز میں پھر قوی کیا اس کو اپنے قول کے ساتھ جو ٹھہرائے اونٹ قربانی الخ پھر وارد کی بخاری نے دونوں حدیثیں انس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس شخص کے قصے میں جس نے قربانی کا اونٹ ہانکا تھا اور حکم کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سوار ہونے کا اور اس کی پوری شرح کتاب الحج میں گذر چکی ہے اور بیان کیا میں نے وہاں جس نے اس کو جائز رکھا ہے مطلق اور جس نے اس کو منع کیا اور جس نے ضرورت اور حاجت کے ساتھ قید کیا ہے۔ اور تحقیق استدلال کیا ہے اس کے ساتھ اس شخص نے جو جائز رکھتا ہے وقف کو اپنی جان پر اس

جہت سے کہ جب جائز ہے اس کو نفع اٹھانا اس چیز کے ساتھ کہ ہدیہ بھیجے اس کے بعد خارج ہونے اس کے کے ملک اس کے سے بغیر شرط کے تو جائز ہونا اس کا ساتھ شرط کے اولیٰ ہے اور ابن منیر نے اس پر اعتراض کیا ہے اس طرح سے کہ حدیث ترجمہ کے مطابق نہیں مگر جو کہتا ہے کہ کلام کرنے والا داخل ہے اپنے خطاب کے عموم میں اور یہ مسائل خلاف کے ہیں اصول میں کہا اور راجح مالکیہ کے نزدیک عرف کا حکم کرنا ہے تاکہ نکلے غیر مخاطب عموم سے ساتھ قرینہ کے۔ ابن بطال نے کہا کہ نہیں جائز ہے وقف کرنے والے لیے یہ کہ نفع اٹھائے اپنے وقف کی چیز سے اس لیے کہ اس نے اس کو اللہ کے لیے نکالا ہے اور اپنی ملک سے کاٹ دیا ہے پس نفع اٹھانا ساتھ کسی چیز کے اس سے رجوع کرنا ہے اپنے صدقے میں۔ پھر کہا اس نے کہ سوائے اس کے نہیں کہ جائز ہے اس کے لیے نفع اٹھانا اگر اس کی شرط کرے وقف میں یا محتاج ہو وہ یا اس کے وارث، انتھے۔ اور جو چیز کہ جمہور کے نزدیک ہے یہ ہے کہ جائز ہے اس کو نفع اٹھانا جب کہ وقف کرے اس کو اوپر جہت عامہ کے سوائے خاصہ کے جیسا کہ وصایا کے آخر میں آئے گا۔ اور مسئلے کے فروع سے یہ بات ہے کہ اگر وقف کرے محتاجوں پر مثلاً پھر وہ خود محتاج ہو جائے یا اس کی اولاد سے کوئی محتاج ہو جائے تو کیا وہ اس کو بھی شامل ہے یا نہیں اور مختار یہ ہے کہ جائز ہے اس شرط کے ساتھ کہ نہ خاص ہو ساتھ اس کے تاکہ نہ بلایا جائے کہ مالک ہوا ہے وہ اس کا اس کے بعد۔ (فتح)

۲۵۴۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَجُلًا يَّسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهُ ارْكَبْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ أَوْ وَيْحَكَ.

۲۵۴۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا تھا کہ قربانی کا اونٹ ہانکتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ پر سوار ہو لے تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کا اونٹ ہے خانے کعبے لے جاتا ہوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری یا چوتھی بار میں فرمایا کہ سوار ہو لے تجھ کو خرابی ہو۔

۲۵۵۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَجُلًا يَّسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ.

۲۵۵۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا کہ اونٹ ہانکتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو لے اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کا اونٹ ہے تو فرمایا کہ اس پر سوار ہو لے تجھ کو خرابی ہو یہ کلمہ دوسری یا تیسری بار فرمایا۔

بَابُ إِذَا وَقَفَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَّدْفَعَهُ إِلَى

جب وقف کرے کسی چیز کو پہلے اس سے کہ اس کو اپنے

غَیْرِہٖ فَھُوَ جَآئِزٌ.

غیر کی طرف دفع کرے یعنی اس کو اپنے پاس رکھے تو وہ جائز ہے۔

فائدہ: یعنی صحیح ہے اور یہی قول ہے جمہور کا۔ اور مالک سے روایت ہے کہ نہیں تمام ہوتا وقف مگر قبض کے ساتھ یعنی جب تک اس کو کوئی دوسرا قبض نہ کرے تب تک وقف پورا نہیں ہوتا، اور یہی قول ہے محمد بن حسن اور شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ اور دلیل پکڑی ہے طحاوی نے کہ وقف آزاد کرنے کی مانند ہے مشترک ہونے کی وجہ سے ان دونوں کے اس میں کہ اللہ کی تملیک میں ہیں۔ پس جاری ہوگا ساتھ قول مجرد کے قبض سے اور جدا ہوتا ہے وہ ہبہ سے اس بات میں کہ ہبہ تملیک آدمی کی ہے پس ناتمام ہوگا مگر اس کے قبض کرنے کے ساتھ اور استدلال کیا ہے بخاری نے اس میں عمر رضی اللہ عنہ کے قصے کے ساتھ پس کہا اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وقف کیا اور فرمایا کہ نہیں گناہ اس پر کہ متولی ہو اس کا یہ کہ کھائے اس سے اور نہیں خاص کیا ہے کہ اس کا متولی عمر ہے یا کوئی اس کے علاوہ۔ پس بیچ وجہ دلالت کے اس سے خفا ہے اور تحقیق تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ غایت اس چیز کی کہ عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جو وقف کا متولی ہو مباح ہے اس کو کھانا اس سے اور یہ پہلے باب میں بھی گذر چکا ہے اور نہیں لازم آتا اس سے یہ کہ ہر شخص کو جائز ہے یہ کہ متولی ہو وقف مذکور کا بلکہ وقف کے لیے متولی کا ہونا ضروری ہے پس احتمال ہے کہ ہو مالک اس کا اور احتمال ہے کہ اس کا غیر ہو پس نہیں ہے عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں جو ایک احتمال کو متعین کرے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب وقف کیا پھر شرط کی تو نہ حکم کیا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نکالنے کے ساتھ اپنے ہاتھ سے پس ہوگئی آپ کی تقریر یعنی برقرار رکھنا آپ کا دال ہے وقف کے صحیح ہونے پر اگرچہ نہ قبض کرے اس کو موقوف علیہ۔ (فتح)

لِأَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَوْقَفَ وَقَالَ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَّلِيَهٗ أَنْ يَّأْكُلَ وَلَمْ يَخُصَّ إِنْ وَّلِيَهٗ عُمَرُ أَوْ غَيْرُهٗ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ طَلْحَةَ أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ فَقَالَ أَفْعَلُ فَقَسَمَهَا فِيْ أَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ.

یعنی اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وقف کیا اور کہا کہ نہیں گناہ اس شخص پر کہ متولی ہوا اس کا یہ کہ کھائے اور نہیں خاص کیا کہ اس کا متولی عمر رضی اللہ عنہ ہے یا غیر اس کا یعنی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ میں مناسب جانتا ہوں کہ تو اس کو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کر دے تو اس نے کہا کہ میں کرتا ہوں تو پس تقسیم کیا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قرابتیوں میں اور چچا کی اولاد میں۔

فائدہ: یہ حدیث موصول پہلے گذر چکی ہے۔ اور داودی نے کہا کہ جو چیز کہ استدلال کیا ہے اس کے ساتھ بخاری نے وقف کے صحیح ہونے پر پہلے قبضے کے عمر اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہما کے قصے سے وہ حمل کرنا ہے چیز کا اپنی ضد پر اور تمثیل اس کی اس کی

غیر جنس کے ساتھ اور دفع کرنا ظاہر کا ہے اپنی وجہ سے اس لیے کہ اس نے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وقف اپنے بیٹے کو دیا اور یہ کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے دفع کیا اپنا صدقہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حسان رضی اللہ عنہ کی طرف۔ اور ابن تین نے جواب دیا ہے کہ بخاری کی مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے اس کی ملک نکال دی ساتھ اس کے مجرد قول کے ھی للہ صدقہ اور اسی طرح مالک کہتے ہیں کہ صدقہ لازم ہوتا ہے قول کے ساتھ اگرچہ کہتے ہیں کہ نہیں تمام ہوتا مگر ساتھ قبض کرنے کے ہاں استدلال کرنا اس کا ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کے قصے کے۔ اعتراض کیا گیا ہے اس پر اور شبہ داودی کا صحیح ہے اور پہلے ذکر کی ہے میں نے توجیہ اس کی اور لیکن ابن بطال اس نے نزاع کیا ہے استدلال کرنے میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے کے ساتھ اس طرح سے کہ احتمال ہے کہ اس کا ہاتھ اس سے نکلا ہو اور احتمال ہے کہ بدستور رہا ہو پس نہیں دلالت ہے اس میں اور ابن منیر نے جواب دیا ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زمین کے صدقے کو مطلق چھوڑا اور سپرد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کا مصرف کہ آپ جس کو چاہیں دیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم اس کو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کر دو تو سپرد کیا اس کے لیے اس کی قسمت کو ان کے درمیان گویا کہ اس کو اس کے ہاتھ میں برقرار رکھا اس کے بعد کے صدقہ جاری ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی تصریح آئندہ آئے گی کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس کی قسمت کے متولی ہوئے تھے اور اس کے ساتھ پورا ہو گیا جواب اور تحقیق مباشر ہوا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس کے مصرف کو بطور تفصیل کے۔ پس تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ معین کی اس کے لیے جہت مصرف کی مگر اجمال کیا تھا پس اختصار کیا اقربین پر پس جب نہ تھا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ یہ کہ تمام قرابت والوں کو اس میں شامل کرے ان کے منتشر ہونے کی وجہ سے تو اقتصار کیا بعض پر اور خاص کیا اس کے ساتھ اس شخص کو کہ اختیار کیا اس کو ان میں سے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ دَارِیْ صَدَقَةٌ لِلّٰهِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لِلْفُقَرَاءِ أَوْ غَيْرِهِمْ فَهُوَ جَائِزٌ وَيَضَعُهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ أَوْ حَيْثُ أَرَادَ.

جب کوئی کہے کہ میرا گھر اللہ کے لیے صدقہ ہے اور نہ بیان کرے کہ محتاجوں کے لیے ہے یا ان کے غیر کے لیے تو یہ جائز ہے

فائدہ: یعنی تمام ہوتا ہے صدقہ پہلے معین کرنے جہت اس کے مصرف کی پھر معین کرے اس کے بعد اس شخص میں کہ چاہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ حِيْنَ قَالَ أَحَبُّ أَمْوَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ فَأَجَازَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَجُوْزُ حَتّٰى يُبَيِّنَ لِمَنْ

یعنی صحیح ہے اور رکھے اس کو اپنے قرابت والوں میں یا جس جگہ چاہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا جب کہ اس نے کہا کہ میرے سب قسم کے مال سے مجھ کو باغ بہت پیارا ہے جس کا نام بیرحا ہے اور وہ اللہ کے لیے صدقہ ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جائز رکھا یعنی

وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ.

اور بعضوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے یہاں تک کہ بیان کرے کہ کس کے لیے ہے یعنی معین کرے اس کے مصرف کو۔

فائدہ: یہ بخاری کی فقاہت سے ہے۔

بَابُ إِذَا قَالَ أَرْضِي أَوْ بُسْتَانِي صَدَقَةٌ لِّلَّهِ عَنْ أُمِّي فَهُوَ جَائِزٌ وَّإِنْ لَّمْ يُبَيِّنْ لِمَنْ ذٰلِكَ.

جب کہے کہ میری زمین یا میرا باغ صدقہ ہے اللہ کے لیے میری ماں کی طرف سے تو وہ جائز ہے اگرچہ نہ بیان کرے کہ وہ کس کے لیے ہے۔

فائدہ: پس یہ باب خاص ہے پہلے باب سے اس لیے کہ پہلا باب اس چیز کے بیان میں ہے جب کہ نہ معین ہو وہ شخص کہ صدقہ کیا گیا ہے اس کی طرف سے اور نہ وہ شخص کہ جس پر کیا گیا اور یہ باب اس چیز کے حق میں ہے جب کہ معین ہو وہ شخص کہ جس کی طرف سے صدقہ ہوا فقط۔ ابن بطال نے کہا کہ امام مالک کا یہ مذہب ہے کہ وقف صحیح ہے اگرچہ نہ معین کرے اس کا مصرف اور اس کے موافق ہے ابو یوسف اور محمد اور شافعی ایک قول میں۔ ابن قصار نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کہے کہ وقف ہے یا صدقہ ہے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس سے نیکی اور قربت ہے اور سب لوگوں میں اولیٰ اس کی نیکی کے اس کے قرابت والے ہیں خاص کر جب کہ محتاج ہوں اور اس شخص کی مانند ہے جو اپنے تہائی مال کے ساتھ وصیت کرے اور اس کا مصرف متعین نہ کرے کہ وہ صحیح ہے اور اس کو محتاجوں میں خرچ کیا جائے اور دوسرا قول شافعی کا یہ ہے کہ وقف صحیح نہیں یہاں تک کہ اس کے مصرف کی جہت کو متعین کرے نہیں تو وہ چیز اس کی ملک میں باقی ہے اور بعض شافعیہ نے کہا کہ اگر کہے کہ میں نے اس کو وقف کیا اور مطلق چھوڑے تو اس میں اختلاف ہے اور اگر کہے کہ میں نے اس کو اللہ کے لیے وقف کیا تو یقیناً اس کے ملک سے نکل جاتا ہے۔ اور اس کی دلیل ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے۔ (فتح)

٢٥٥١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يَعْلٰى أَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ يَقُوْلُ أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَآئِبٌ عَنْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَآئِبٌ عَنْهَا أَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ

٢٥٥١۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی ماں مر گئی اور وہ اس سے غائب تھا یعنی کہیں گیا ہوا تھا تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں مر گئی اور میں اس سے غائب تھا تو کیا اس کو کوئی چیز فائدہ دیتی ہے اگر میں اس کی طرف سے خیرات کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں تو اس نے کہا کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا باغ مخراف اس پر صدقہ ہے۔

إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِي الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کی قبر پر نماز پڑھی یعنی اس کا جنازہ پڑھا۔ اور مخراف میوہ دار مکان کو کہتے ہیں اور چونکہ باغ سے میوہ چنا جاتا تھا اس لیے اس کا نام مخراف رکھا۔

بَابُ إِذَا تَصَدَّقَ أَوْ أَوْقَفَ بَعْضَ مَالِهِ أَوْ بَعْضَ رَقِيقِهِ أَوْ دَوَآبِّهِ فَهُوَ جَآئِزٌ.

جب کوئی اپنا کچھ مال یا اپنے کچھ غلام یا چوپائے صدقہ کرے یا وقف کرے تو وہ جائز ہے۔

فائدہ: یہ ترجمہ معقود (باندھا گیا) ہے وقف کرنے کے جواز کے لیے منقول چیز کے۔ اور ابو حنیفہ اس میں مخالف ہیں اور پکڑا جاتا ہے اس سے جواز وقف کرنا مشترک چیز کا اور مخالف اس میں محمد بن حسن ہیں لیکن خاص کیا ہے منع کو اس چیز کے ساتھ کہ ممکن ہو اس کی قسمت اور دلیل پکڑی ہے اس کے لیے جوری نے اور وہ شافعیہ سے ہے اس طرح سے کہ قسمت بیع ہے اور وقف کی بیع جائز نہیں اور اس کا اس طرح سے تعاقب کیا گیا ہے کہ قسمت افراض (شرکت کو فسخ کرنا) ہے پس نہیں ہے کوئی ڈر اس کے ہونے کی وجہ کہ پکڑا جاتا ہے اس سے جواز وقف کرنا مشترک چیز کا اور وقف منقول چیز کا وہ اس کے قول سے ہے کہ (وقف کرے یا صدقہ کرے اپنے بعض غلام یا چوپائے) پس تحقیق اس میں داخل ہے وہ چیز جب کہ وقف کرے ایک جزء کو غلام سے یا چوپائے سے یا وقف کرے ایک کو اپنے دو غلاموں سے یا گھوڑوں سے مثلا پس یہ سب صحیح ہے اس شخص کے نزدیک جو منقول چیز کے وقف کو جائز رکھتا ہے اور رجوع کرتا اس کی طرف تعیین میں۔ (فتح)

۲۵۵۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَإِنِّيْ أُمْسِكُ

۲۵۵۲۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میری توبہ کا شکر یہ ہے کہ میں اپنے مال سے جدا ہوں اس حال میں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے خیرات ہے یعنی میں چاہتا ہوں کہ اپنا تمام مال خیرات کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے کچھ مال کو اپنے پاس رکھ لے سو وہ تیرے حق میں بہتر ہے کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو حصہ میرا خیبر میں ہے اس کو رکھ لیتا ہوں۔

سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ.

فائدہ: یہ حدیث پوری اپنی پوری شرح کے ساتھ کتاب المغازی میں آئے گی۔اور شاہد ترجمہ کا اس سے آپ کا یہ قول ہے کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لے پس تحقیق وہ ظاہر ہے آپ کے حکم کرنے میں بعض مال نکالنے اپنے اور بعض مال کے رکھ لینے کے بغیر تفصیل کے درمیان اس کے کہ مقسوم اور مشترک ہو سو جو مشترک چیز کے وقف کرنے کو منع کرتا ہے وہ دلیل کا محتاج ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اوپر مکروہ ہونے صدقہ کے اپنے سارے مال کے ساتھ اور کتاب الزکاۃ میں اس کی بحث گذر چکی ہے اور کچھ کتاب الایمان میں آئے گی۔(فتح)

بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ إِلٰى وَكِيلِهٖ ثُمَّ رَدَّ الْوَكِيلُ إِلَيْهِ.

جو اپنے وکیل کی طرف خیرات کرے پھر وکیل اس کو اپنے موکل کی طرف رد کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: یہ باب اکثر نسخوں میں نہیں اور بعض میں ہے۔

وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ جَآءَ أَبُوْ طَلْحَةَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَآءَ قَالَ وَكَانَتْ حَدِيْقَةً كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَسْتَظِلُّ بِهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآئِهَا فَهِيَ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْجُوْ بِرَّهٗ وَذُخْرَهٗ فَضَعْهَا أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نیکوکاری نہ حاصل کرسکو گے جب تک اپنے محبوب مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ نیکوکاری ہرگز حاصل نہ کرسکو گے جب تک اپنے پسندیدہ مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے اور میرے سب مال سے مجھ کو باغ بیرحا بہت پیارا ہے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ ایک باغ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل ہوا کرتے تھے اور اس کے سائے میں بیٹھتے تھے اور اس کا پانی پیتے تھے۔ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا پس وہ باغ اللہ اور رسول کا ہے یعنی میں نے اس کو اللہ کی راہ میں دیا کہ میں امید رکھتا ہوں اس کی نیکی کی اور ذخیرہ ہونے کے لیے قیامت کے لیے سو یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ اللہ آپ کو دکھائے وہاں رکھیے یعنی جس کو مناسب دیکھیں اس کو دیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاباش اے ابوطلحہ یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے ہم نے اس کو تجھ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخْ يَا أَبَا طَلْحَةَ ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ قَبِلْنَاهُ مِنْكَ وَرَدَدْنَاهُ عَلَيْكَ فَاجْعَلْهُ فِي الْأَقْرَبِيْنَ فَتَصَدَّقَ بِهٖ أَبُوْ طَلْحَةَ عَلٰى ذَوِیْ رَحِمِهٖ قَالَ وَكَانَ مِنْهُمْ أُبَیٌّ وَّحَسَّانُ قَالَ وَبَاعَ حَسَّانُ حِصَّتَهٗ مِنْهُ مِنْ مُّعَاوِيَةَ فَقِيْلَ لَهٗ تَبِيْعُ صَدَقَةَ أَبِیْ طَلْحَةَ فَقَالَ أَلَا أَبِيْعُ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ بِصَاعٍ مِّنْ دَرَاهِمَ قَالَ وَكَانَتْ تِلْكَ الْحَدِيْقَةُ فِیْ مَوْضِعِ قَصْرِ بَنِیْ حُدَيْلَةَ الَّذِیْ بَنَاهُ مُعَاوِيَةُ.

سے قبول کیا پھر ہم نے اس کو تجھ پر پھیر دیا پس تقسیم کر اس کو اپنے قرابت والوں پر تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابتیوں میں تقسیم کیا اور ان میں سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حسان رضی اللہ عنہما تھے تو حسان رضی اللہ عنہ نے اس میں سے اپنا حصہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچ ڈالا یعنی لاکھ درہم سے تو کسی نے اس کو کہا کہ کیا تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے صدقے کو بیچتا ہے تو حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا نہ بیچوں میں ایک صاع کھجور کو بدلے ایک صاع درہموں کے یعنی میں بہت مہنگا بیچتا ہوں انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھا یہ باغ بیچ محل بنی حدیلہ کے جس کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے بنایا تھا۔

فائدہ: اور نزاع کیا گیا ہے بخاری پر بیچ نکالنے اس باب کے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے سے یعنی نزاع کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے سے مسئلہ باب کا ثابت نہیں ہوتا اور جواب دیا گیا ہے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے جب مطلق صدقہ کیا اور مصرف کی تعیین کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ چھوڑ اس کو اپنے قرابت والوں میں تو ہوگا یہ اس چیز کے مشابہ کہ باب باندھا اس کے ساتھ اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ یہ صحیح ہے۔ اور یہ جو کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ نے اپنے حصے کو اس سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچا تو یہ دلالت کرتا ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو باغ کا مالک کر دیا تھا اور ان پر وقف نہیں کیا تھا اس لیے کہ اگر اس کو وقف کرتا تو حسان رضی اللہ عنہ کے لیے اس کا بیچنا جائز نہ ہوتا۔ پس اعتراض کیا جاتا ہے اس شخص پر جو استدلال کرتا ہے کسی چیز کے ساتھ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے سے وقف کے مسائل میں مگر اس چیز میں کہ اس میں صدقہ وقف کے مخالف نہیں اور احتمال ہے کہ جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو ان پر وقف کیا تو ان پر شرط کی ہو کہ جو ان میں سے اپنے حصے کو بیچنے کا محتاج ہو اس کے لیے اس کا بیچنا جائز ہے۔ اور تحقیق جائز کہا ہے اس شرط کے ساتھ بعض علماء نے مانند علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب حاضر ہوں تقسیم کے وقت ناتے والے اور یتیم اور محتاج تو ان کو کھلاؤ اور کہو ان کو بات اچھی۔

۲۵۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِیْ بِشْرٍ عَنْ

۲۵۵۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی ہے اور قسم ہے اللہ کی

سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ نَاسًا يَّزْعُمُوْنَ اَنْ هٰذِهِ الْآيَةَ نُسِخَتْ وَلَا وَاللّٰهِ مَا نُسِخَتْ وَلٰكِنَّهَا مِمَّا تَهَاوَنَ النَّاسُ هُمَا وَالِيَانِ وَالٍ يَّرِثُ وَذَاكَ الَّذِيْ يَرْزُقُ وَوَالٍ لَّا يَرِثُ فَذَاكَ الَّذِيْ يَقُوْلُ بِالْمَعْرُوْفِ يَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ اَنْ اُعْطِيَكَ.

منسوخ نہیں ہوئی لیکن لوگوں نے سستی کی ہے اور وہ دو قسم کے لوگ ہیں کہ ترکے کی قسمت کے متولی ہوتے ہیں ایک والی وہ ہے کہ خود وارث ہوتا ہے اور یہ وہ ہے جو حاضروں کو رزق دیتا ہے اور دوسرا والی وہ ہے کہ وارث نہیں ہوتا کہا پس یہ وہ ہے جو اچھی بات کہتا ہے کہ میں تیرے لیے مالک نہیں کہ تجھ کو دوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔ اور یہ کہ اَنَّ نَاسًا يَزْعُمُوْنَ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کیا مراد ہے اور یہ کہ ان میں سے عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اور سوائے اس کے اقوال سے بیچ دعوی ہونے اس کے کے محکم یا منسوخ۔ (فتح)

فائدہ: حاصل مطلب یہ ہے کہ ترکہ کی تقسیم کرنے والے اور اس میں تصرف کرنے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک قسم وہ ہے کہ وہ خود وارث ہوتے ہیں ان کو یہ حکم ہے کہ حاضروں کو کچھ دو اور ایک قسم وہ ہے کہ وہ خود وارث نہیں ہوتے مانند ولی یتیم کی کہ وہ خود اس کے مال کا وارث نہیں ہوتا کہ دوسروں کو دے تو ان کو حکم ہے کہ حاضروں کی اچھی بات کہو اور نرمی سے ٹالو۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوُفِّيَ فُجَاءَةً اَنْ يَّتَصَدَّقُوْا عَنْهُ وَقَضَاءِ النُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ مستحب ہے اس شخص کے لیے کہ مر گیا ناگہانی موت سے یہ کہ خیرات کریں وارث اس کے اس کی طرف سے اور ادا کرنا نذروں کا مردے کی طرف سے۔

٢٥٥٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاُرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَاَتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقْ عَنْهَا.

۲۵۵۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میری ماں اچانک مر گئی اور میں گمان کرتا ہوں کہ اگر وہ کلام کرتی تو خیرات کرتی کیا پس میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ کیا اس کو اس کا ثواب پہنچے گا؟ (یہ فقرہ ہی زائد ہے اس متن حدیث میں اس نام و نشان بھی نہیں، واللہ اعلم ابو محمد عفی عنہ) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اس کی طرف سے خیرات کرو۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث ہے کہ سعد بن عبادہ نے کہا کہ میری ماں مر گئی اور اس پر نذر ہے اور گویا کہ

اس میں رمز ہے کہ عائشہ کی حدیث میں رجلا سے مراد سعد بن عبادہ ہیں اور سعد بن عبادہ کے قصے کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث گذر چکی ہے دوسرے الفاظ سے۔اور اس کے قول میں مخالفت نہیں ہے کہ میری ماں مرگئی اور اس پر نذر ہے اور اس قول میں کہ میری ماں مرگئی اور میں اس سے غائب تھا کیا پس اس کو کوئی چیز نفع دیتی ہے کہ میں اس کی طرف سے صدقہ کروں۔اس لیے کہ احتمال ہے کہ اس نے نذر اور صدقہ دونوں کا حکم پوچھا ہو۔اور نسائی کی روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت میری ماں مرگئی کیا پس میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے کہا کون سا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی کا پلانا۔

٢۵۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ فَقَالَ اقْضِهٖ عَنْهَا.

٢۵۵۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتوی چاہا پس کہا میری ماں مرگئی اور اس پر نذر ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی طرف سے ادا کر۔

فائدہ::اور ایک روایت میں ہے کہ کیا کفایت کرتا ہے کہ میں اس کی طرف سے غلام آزاد کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی طرف سے آزاد کر پس فائدہ دیا اس روایت نے اس چیز کے بیان کا کہ وہ مذکورہ نذر تھی اور وہ یہ کہ اس نے نذر مانی تھی کہ غلام آزاد کرے گی پس آزاد کرنے سے پہلے مرگئی اور احتمال ہے کہ مطلق نذر مانی ہو بغیر معین کرنے کے یعنی کہا ہو کہ مجھ پر نذر ہے۔پس اس میں اس شخص کے لیے دلیل ہے جو فتوی دیتا ہے مطلق نذر میں قسم کے کفارے کا اور آزاد کرنا قسموں کے کفاروں میں سے سب سے اعلیٰ ہے پس اس لیے حکم کیا اس کو یہ کہ اس کی طرف سے غلام آزاد کرے اور ابن عبدالبر نے بعض سے حکایت کی ہے کہ سعد کی ماں پر روزے کی نذر تھی اور حق یہ ہے کہ یہ اس شخص کا قصہ ہے کہ اس کا بیان کتاب الصیام میں گذر چکا ہے۔اور باب کی حدیث میں کئی فوائد ہیں ایک یہ کہ مردے کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے اور یہ کہ اس کو فائدہ دیتا ہے صدقہ کا ثواب اس کی طرف پہنچنے سے خاص کر جب کہ صدقہ کرنے والی اس کی اولاد ہو۔اور یہ مخصص ہے آیت ﴿وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾ کے عموم کا اور صدقہ کے ساتھ ملحق ہے غلام آزاد کرنا اس کی طرف سے نزدیک جمہور کے خلاف ہے مشہور کے مالکیہ کے نزدیک اور اختلاف کیا گیا ہے غیر صدقہ میں یعنی صدقہ کے سوا اور نیکی کے کاموں میں اختلاف ہے کہ کیا ان کا ثواب بھی مردوں کو پہنچتا ہے یا نہیں مانند حج اور روزے کی اور کچھ اس کا بیان روزے کے بیان میں ہو چکا ہے اور یہ کہ وصیت کا ترک کرنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت نے سعد کی ماں کی وصیت کے ترک کرنے پر مذمت نہیں کی یہ بات ابن

منذر نے کہی ہے اور اس کے ساتھ تعاقب کیا ہے کہ انکار کرنا اس پر دشوار ہوا اس کے مرجانے کی وجہ سے اچانک اور ساقط ہوئی اس سے تکلیف اور جواب دیا گیا ہے کہ انکار کا فائدہ یہ ہے کہ اگر انکار کرتی تو اس کا غیر اس کے ساتھ نصیحت پکڑتا اس شخص سے کہ اس کو سنے پس جب حضرت نے اس کو برقرار رکھا تو دلالت کی اس نے جواز پر اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب حضرت کے ساتھ مشورہ کرنے کے دین کے کاموں میں اور اس میں عمل کرنا ہے ساتھ گمان غالب کے اور اس میں جہاد کرنا ہے ماں کی زندگی میں اس لیے کہ ایک روایت میں ہے کہ اس کی ماں مرگئی اور وہ جہاد میں تھا اور یہ محمول ہے اس پر کہ اس نے ماں سے اجازت لے لی تھی اور اس میں سوال کرنا ہے تحمل سے اور جلدی کرنے سے نیکی کے عمل کی طرف اور جلدی کرنی ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے میں اور یہ کہ صدقہ کا ظاہر کرنا کبھی بہتر ہوتا ہے اس کے چھپانے سے اور وہ وقت صدق نیت کے ہے بیچ اس کے اور جائز ہے حاکم کے لیے اٹھانا گواہی کا بیچ غیر مجلس حکم کے۔ (فتح)

بَابُ الْإِشْهَادِ فِي الْوَقْفِ وَالصَّدَقَةِ.

وقف اور صدقے اور وصیت میں گواہ کرنا۔

٢٥٥٦۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يَعْلٰى أَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَخَا بَنِيْ سَاعِدَةَ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّيْ تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا فَهَلْ يَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنِّيْ أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا.

٢٥٥٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی ماں مرگئی اور وہ اس سے غائب تھا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں مرگئی اور میں اس سے غائب تھا تو کیا اس کو کوئی چیز نفع دیتی ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو اس نے کہا کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا باغ مخراف اس پر صدقہ ہے۔

فائدہ: اور لاحق کیا ہے بخاری نے وقف کو صدقے کے ساتھ لیکن بیچ استدلال کے اس کے لیے سعد رضی اللہ عنہ کے قصے کے ساتھ نظر ہے اس لیے کہ اس کا قول کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں احتمال ہے کہ اس سے مراد شہادت معتبر ہو اور احتمال ہے کہ اس سے مراد صرف اطلاع دینی ہو۔ اور استدلال کیا ہے مہلب نے گواہ کرنے کے لیے وقف میں اللہ کے قول کے ساتھ کہ گواہ کرو جب آپس میں سودا کرو پس جب بیع میں گواہ کرنے کا حکم ہے اور حالانکہ اس کے لیے

بدلہ ہے تو مشروع ہونا اس کا وقف میں باوجود اس کے کہ اس میں عوض نہیں بطریق اولیٰ ہے۔ اور ابن منیر نے کہا کہ شاید بخاری کی مراد توہم کا دفع کرنا ہے اس شخص سے کہ گمان کرتا ہے کہ وقف نیکی کے کاموں میں ہے پس مستحب ہے چھپانا اس کا پس بیان کیا بخاری نے کہ مشروع ہے ظاہر کرنا اس کا اس لیے کہ وہ پیچھے اس بات کے ہے کہ نزاع کی جائے بیچ اس کے خاص کر وارثوں سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَاٰتُوا الْيَتَامٰى أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوْا أَمْوَالَهُمْ إِلٰى أَمْوَالِكُمْ إِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا وَّإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ دے دو یتیموں کو ان کے مال اور نہ بدلو گندے کو ستھرے سے اور نہ کھاؤ ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ یہ ہے بڑا وبال اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش آئیں عورتوں سے۔

۲۵۵۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ أَنَّهٗ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾. قَالَتْ هِيَ الْيَتِيْمَةُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيْدُ أَنْ يَّتَزَوَّجَهَا بِأَدْنٰى مِنْ سُنَّةِ نِسَآئِهَا فَنُهُوْا عَنْ نِّكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ فِيْ إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَآءِ قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ﴾ قَالَتْ فَبَيَّنَ اللّٰهُ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ أَنَّ الْيَتِيْمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ

۲۵۵۷۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ نہ اگر ڈرو تم کہ انصاف کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش آئیں عورتوں سے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ یتیم لڑکی ہے اپنے ولی کی پرورش میں پس رغبت کرتا ہے ولی اس کے جمال میں اور مال میں اور چاہتا ہے کہ نکاح کرے اس سے ساتھ کم مہر کے اس کی عورتوں کے دستور سے یعنی مثل سے تو ان کو ان کے نکاح سے منع ہوا مگر یہ کہ انصاف کریں ان کے لیے بیچ کامل کرنے مہر کے اور حکم ہوا کہ ان کے سوا اور عورتوں سے نکاح کریں یعنی اور لوگوں نے اس سے مطلق منع سمجھا کہ یتیم لڑکی سے ولی کا مطلق نکاح کرنا درست نہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر اجازت مانگی لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد اترنے اس آیت کے وان خفتم ان لا تقسطوا۔۔الایۃ تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ رخصت مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے حق میں تو کہہ اللہ رخصت دیتا ہے تم کو ان میں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پس بیان

جَمَالٍ وَّمَالٍ رَّغِبُوْا فِیْ نِكَاحِهَا وَلَمْ يُلْحِقُوْهَا بِسُنَّتِهَا بِإِكْمَالِ الصَّدَاقِ فَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوْبَةً عَنْهَا فِیْ قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوْهَا وَالْتَمَسُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَآءِ قَالَ فَكَمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَّنْكِحُوْهَا إِذَا رَغِبُوْا فِيْهَا إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهَا الْأَوْفٰى مِنَ الصَّدَاقِ وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا.

کیا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کہ یتیم لڑکی جب خوبصورت اور مال دار ہوتی تھی تو اس کے نکاح میں رغبت کرتے تھے اور نہ ملاتے تھے ان کو ساتھ دستور اس کے کے ساتھ کامل کرنے مہر کے اور جب نہ مرغوب ہوتی تھی بیچ کم ہونے مال کے اور جمال کے تو اس سے نکاح نہیں کرتے تھے اور اس کے سوا اور عورت تلاش کرتے تھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پس جیسا کہ رغبت نہ ہونے کے وقت اس کو چھوڑتے ہیں پس ویسا ہی نہیں ہے ان کے لیے کہ ان سے نکاح کریں جب کہ اس میں رغبت کریں مگر یہ کہ اس کے لیے انصاف کریں ساتھ مہر پورے کے اور اس کا حق اس کو دیں۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب التفسیر میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَابْتَلُوا الْيَتَامٰى حَتّٰى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوْهَا إِسْرَافًا وَّبِدَارًا أَنْ يَّكْبَرُوْا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا﴾. ﴿حَسِيْبًا﴾ يَعْنِیْ كَافِيًا وَّمَا لِلْوَصِيِّ أَنْ يَّعْمَلَ فِیْ مَالِ الْيَتِيْمِ وَمَا يَأْكُلُ مِنْهُ بِقَدْرِ عُمَالَتِهِ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ آزماتے رہو یتیموں کو یہاں تک کہ پہنچیں نکاح کی عمر کو پھر اگر دیکھو ان میں ہوشیاری تو حوالے کرو ان کے مال اور کھا نہ جاؤ ان کو اڑا کر اور گھبرا کر یہ کہ بڑے نہ ہو جائیں اور جو کوئی مال دار ہو تو چاہیے کہ بچتا رہے اور جو کوئی محتاج ہو تو کھائے موافق دستور کے آخر آیت تک حَسِيْبًا کافیا یعنی حسیبا (کہ اس آیت میں واقع ہوا ہے) کے معنی ہیں کفایت کرنے والا وَمَا لِلْوَصِيِّ أَنْ يَّعْمَلَ فِیْ مَالِ الْيَتِيْمِ وَمَا يَأْكُلُ مِنْهُ بِقَدْرِ عَمَالَتِهِ۔ اور جائز ہے وصی کے لیے یہ کہ یتیم کے مال میں محنت کرے اور بقدر اپنی محنت کے اس سے کھائے۔

فائدہ:اور یہ اختلافی مسائل میں سے ہے پس بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے وصی کے لیے (یعنی جس کو مرد وصیت کر جائے) یہ کہ لے یتیم کے مال سے بقدر اپنی محنت کے یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے اور عکرمہ اور حسن وغیرہ کا ہے۔اور بعض کہتے ہیں کہ نہ کھائے اس سے مگر حاجت کے وقت پھر اختلاف کیا ہے انہوں نے پس کہا عبیدہ اور سعد بن جبیر نے اور مجاہد نے کہ جب کھائے پھر مال دار ہو جائے تو ادا کرے۔اور بعض کہتے ہیں کہ ادا کرنا واجب نہیں اور بعض کہتے ہیں اگر چاندی سونا ہو تو نہیں جائز ہے یہ کہ لے اس سے کچھ مگر بطور قرض کے اور اگر ان کے سوائے اور کچھ ہو تو جائز ہے ضرورت کے مطابق اور یہ صحیح تر قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اور یہی قول ہے شعبی اور ابوالعالیہ وغیرہ کا روایت کیا ہے ان سب کو ابن جریر نے اپنی تفسیر میں اور کہا ہے اس نے ساتھ واجب ہونے قضا کے مطلق اور مدد کی ہے اس کی ہے اور مذہب شافعی کا یہ ہے کہ لے اقل دو امروں کا اپنی اجرت سے اور نفقہ سے اور نہیں واجب ہے پھیرنا صحیح قول پر۔اور حکایت کی ابن تین نے ربیعہ سے کہ مال دار اور محتاج سے مراد اس آیت میں یتیم ہے یعنی اگر یتیم مال دار ہو تو نہ زیادتی کرے بیچ خرچ کرنے کے اس کے اوپر اور اگر محتاج ہو تو چاہیے کہ اپنے مال سے دستور کے موافق کھلائے اور اس میں اس پر ہرگز دلالت نہیں کہ یتیم کے مال سے کھانا درست ہے۔(فتح)

۲۵۵۸۔ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ الْأَشْعَثِ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَعِيْدٍ مَّوْلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ تَصَدَّقَ بِمَالٍ لَّهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ ثَمْغٌ وَّكَانَ نَخْلًا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي اسْتَفَدْتُ مَالًا وَّهُوَ عِنْدِيْ نَفِيْسٌ فَأَرَدْتُّ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْ بِأَصْلِهٖ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ وَلٰكِنْ يُّنْفَقُ ثَمَرُهٗ فَتَصَدَّقَ بِهٖ عُمَرُ فَصَدَقَتُهٗ تِلْكَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَفِي الرِّقَابِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَلَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَّلِيَهٗ أَنْ يَّأْكُلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوْفِ أَوْ يُوْكِلَ صَدِيْقَهٗ غَيْرَ

۲۵۵۸۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنا ایک مال یعنی زمین خیرات کی اور اس مال کو ثمغ کہا جاتا تھا یعنی اور وہ زمین تھی مقابل مدینہ کے اور وہ کھجوروں کے درخت تھے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نے مال حاصل کیا ہے اور وہ میرے نزدیک بہت نفیس ہے سو میں چاہتا ہوں کہ اس کو خیرات کروں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ کر ساتھ اصل اس کی کے اس حال میں کہ نہ بیچی جائے اور نہ ہبہ کی جائے اور نہ میراث کی جائے اور لیکن اس کا میوہ خرچ کیا جائے سو صدقہ کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے پس یہ صدقہ اس کا ہے اللہ کی راہ میں اور آزاد کرنے غلاموں کے اور محتاجوں میں اور مہمانوں میں اور مسافروں میں اور قرابتیوں میں نہیں گناہ اس پر کہ متولی ہو اس کا یعنی اس کی تدبیر کرے یہ کہ کھائے اس سے موافق دستور کے یا کھلائے اپنے یار کو اس حال میں کہ نہ جمع کرنے والا ہو

مُتَمَوِّلٍ بِهٖ. مال کو اس کے حاصل سے۔

فائدہ: مہلب نے کہا کہ تشبیہ دی ہے بخاری نے وصی کو ساتھ ناظر وقف کے یعنی جو وقف کا متولی اور مدبر ہو اور وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ نظر ان لوگوں کے لیے جن پر وقف کیا گیا ہے محتاجوں وغیرہ سے مانند نظر کی ہے یتیموں کے لیے اور اس کا تعاقب کیا ہے ابن منیر نے اس طرح سے کہ وقف کرنے والا وہ مالک ہے اس کے منافع کا کہ جس کو وقف کیا پس اگر شرط کرے اس شخص کے لیے کہ متولی ہو اس کی نظر کا کچھ تو یہ اس کو جائز ہے اور وصیت کرنے والا اس طرح نہیں اس لیے کہ اس کی اولاد اس کے بعد اس کے مال کی وارث ہوتی ہے ساتھ قسمت کرنے اللہ کے ان کے لیے پس نہ ہوگا وہ اس میں وقف کرنے والے کی طرح آہ۔ اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ وصیت کرنے والا جب ٹھہرائے وصی کے لیے یہ کہ کھائے مال موصی علیہم کے سے تو یہ صحیح نہیں اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ وہ جائز ہے جب کہ معین کرے اس کو اور سوائے اس کے نہیں کہ اختلاف کیا ہے سلف نے اس چیز میں جب وصیت کرے اور نہ معین کرے وصی کے لیے کچھ کیا اس کو جائز ہے یہ کہ لے بقدر اپنی محنت کے یا نہیں۔ اور کرمانی نے کہا کہ وجہ مطابقت کی اس وجہ سے ہے کہ قصد یہ ہے کہ وصی لے یتیم کے مال سے اپنی اجرت ساتھ دلیل قول عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں گناہ اس پر کہ متولی ہو اس کا یہ کہ کھائے دستور کے مطابق۔ (فتح)

۲۵۵۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ قَالَتْ أُنْزِلَتْ فِيْ وَالِي الْيَتِيْمِ أَنْ يُصِيْبَ مِنْ مَّالِهٖ إِذَا كَانَ مُحْتَاجًا بِقَدْرِ مَالِهٖ بِالْمَعْرُوْفِ.

۲۵۵۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ جو مالدار ہو تو چاہیے کہ بچتا رہے اور جو فقیر ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آیت والی کے حق میں اتری یہ کہ پہنچے اس کے مال سے جب کہ ہو محتاج بقدر اس کے مال کے موافق دستور کے یعنی اگر بہت ہو تو بہت لے اور اگر تھوڑا ہو تھوڑا لے یا لے بقدر اپنی محنت کے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ أَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَّسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ کھاتے ہیں مال یتیموں کے ناحق وہی کھاتے ہیں اپنے پیٹ میں آگ اب بیٹھیں گے آگ میں۔

۲۵۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ

۲۵۶۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو سات کبیرہ گناہوں سے۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ

زَيْدِ الْمَدَنِيِّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ.

یا حضرت ﷺ وہ کون سے گناہ ہیں فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا اور اس جان کا مارنا جس کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست ہے اور بیاج کھانا اور یتیم یعنی بے باپ لڑکے کا مال کھانا اور لڑائی کے دن کافروں کے سامنے سے بھاگنا اور خاوند والی ایمان دار عورتوں کو جو بدکاری سے واقف نہیں عیب لگانا۔

فائدہ: اور غرض یہاں اس قول سے یہ ہے کہ کھانا یتیم کے مال کا اور اس کی پوری شرح کتاب الحدود میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتَامٰى قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَّإِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَأَعْنَتَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾. ﴿لَأَعْنَتَكُمْ﴾ لَأَحْرَجَكُمْ وَضَيَّقَ ﴿وَعَنَتْ﴾ خَضَعَتْ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پوچھتے ہیں تجھ سے یتیموں کا حکم تو کہہ سنوارنا ان کا بہتر ہے اور اگر ان کا خرچ ملا رکھو تو تمہارے بھائی ہیں اور اللہ کو معلوم ہے خرابی کرنے والا اور سنوارنے والا اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو تم پر مشکل ڈالتا اللہ زبردست تدبیر والا۔ لاعنتکم لاحرجکم وضیق یعنی لاعنتکم کا لفظ کہ اس آیت میں واقع ہے اس کا معنی لاحرجکم وضیق ہیں یعنی تم پر مشکل ڈالتا اور تم کو تنگ کرتا۔ وعنت خضعت یعنی وعنت کا لفظ کہ آیت وعنت الوجوہ میں واقع ہوا ہے اس کے معنی خضعت ہیں یعنی جھکے اور ذلیل ہوئے۔

فائدہ: یہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم پر فراخی کی اور آسانی کی پس کہا کہ جو مال دار ہو تو چاہیے کہ بچتا رہے اور جو محتاج ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے۔ کہتے ہیں کہ جب کوئی محتاج یتیم کے مال کا والی ہو تو کھائے بقدر اپنی محنت کے اس کے مال پر اور اس کے منفعت کی جب تک کہ نہ زیادتی کرے۔ (فتح)

﴿لَأَعْنَتَكُمْ﴾ لَأَحْرَجَكُمْ وَضَيَّقَ ﴿وَعَنَتْ﴾ خَضَعَتْ. وَقَالَ لَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ مَا

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی کی وصیت کو رد نہیں کیا یعنی اگر کوئی یتیموں کو ان کی سپرد کرتا تو اس کی وصیت کو قبول کرتے اور یتیموں کے متولی ہوتے۔

رَدَّ ابْنُ عُمَرَ عَلٰى أَحَدٍ وَّصِيَّةً.

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کے ساتھ ثواب چاہتے تھے اس حدیث کی وجہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا بہشت میں ایسے ہیں جیسے یہ دونوں انگلیاں یعنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی اور اس کی شرح کتاب الادب میں آئے گی۔ اور محل کراہت دخول کا وصیت میں یہ ہے کہ خوف کیا جائے تہمت کا یا ضعیف ہونے کا قیام سے ساتھ اس کے حق کے۔ (فتح)

وَكَانَ ابْنُ سِيرِينَ أَحَبَّ الْأَشْيَآءِ إِلَيْهِ فِيْ مَالِ الْيَتِيمِ أَنْ يَّجْتَمِعَ إِلَيْهِ نُصَحَاؤُهُ وَأَوْلِيَاؤُهُ فَيَنظُرُوا الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَكَانَ طَاوُسٌ إِذَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ مِّنْ أَمْرِ الْيَتَامٰى قَرَأَ ﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾ وَقَالَ عَطَآءٌ فِيْ يَتَامَى الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ يُنفِقُ الْوَلِيُّ عَلٰى كُلِّ إِنْسَانٍ بِقَدْرِهِ مِنْ حِصَّتِهِ.

اور تھے ابن سیرین سب چیزوں سے محبوب تر طرف اس کی بیچ مال یتیم کے یہ کہ جمع ہوں طرف اس کی خیر خواہ اس کے اور ولی اس کے پس نظر کریں اور فکر کریں اس چیز میں کہ جو اس کے لیے بہتر ہے یعنی اور طاؤس جب پوچھے جاتے یتیموں کی کسی چیز سے تو یہ آیت پڑھتے کہ اللہ کو معلوم ہے خرابی کرنے والا اور سنوارنے والا یعنی اور عطا نے کہا بیچ حق یتیموں چھوٹوں اور بڑوں کے خرچ کرے ولی ہر آدمی پر بقدر حال اس کے کے اس کے حصے سے۔

فائدہ: روایت ہے کہ پوچھے گئے عطا ایک مرد کے متعلق کہ متولی ہو یتیموں کے مال کا کہ ان میں چھوٹے اور بڑے ہوں اور ان کا مال اکٹھا ہو تقسیم نہ ہوا ہو تو عطاء نے کہا کہ خرچ کرے ہر آدمی پر ان میں سے اس کے مال سے اس کے قدر پر اور قتادہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہ پاس جاؤ مال یتیم کے مگر اس طریقے کے ساتھ کہ بہتر ہے تو لوگ نہ ملاتے تھے ان کو کھانے وغیرہ میں تو مشکل ہوئی ان پر یہ بات تو اللہ نے رخصت اتاری کہا اگر اس کا خرچ ملا رکھو تو تمہارے بھائی ہیں اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ سبب نازل ہونے اس آیت کا یہ ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ کھاتے ہیں یتیموں کا مال ظلم سے تو لوگوں نے ان کے مال اپنے مال سے جدا کر دیے تو یہ آیت اتری کہ کہہ سنوارنا ان کا بہتر ہے اور اگر ان کا خرچ ملا رکھو تو تمہارے بھائی ہیں تو لوگوں نے ان کے مال اپنے مال کے ساتھ ملائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ کھاتے ہیں یتیموں کے مال ظلم سے تو لوگوں نے یتیموں کے مال اور کھانے سے کنارہ کیا پس یہ ان پر دشوار ہوا تو حضرت ﷺ کے پاس اس کی شکایت ہوئی تو یہ آیت اتری اور تجھ سے پوچھتے ہیں یتیموں کا حکم اور ان کا خرچ ملانا جائز ہوا اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ملانا یہ ہے کہ وہ تیرا دودھ پیئے اور تو اس کا دودھ پیئے اور وہ تیرے پیالے سے کھائے اور تو اس کے پیالے

سے کھائے اور اللہ جانتا ہے خرابی کرنے والے کو سنوارنے والے سے یعنی جس کی نیت یتیم کے مال کھانے کی ہو اور جو اس سے پرہیز کرے۔ ابو عبید نے کہا کہ مخالطت یہ ہے کہ ہو یتیم درمیان عیال والے کے پس دشوار اس پر جدا کرنا اس کے کھانے کا پس لے یتیم کے مال سے بقدر اس کے کہ دیکھتا ہے کہ یہ کفایت کرتا ہے اس کو ساتھ کوشش کے پس ملاتا ہے اس کو ساتھ خرچ اپنے عیال کے اور چونکہ اس میں زیادتی اور کمی واقع ہوتی ہے تو اس سے لوگوں نے خوف کیا تو اللہ نے ان پر فراخی کی یعنی ان کے ملانے کی اجازت دی۔ (فتح)

بَابُ اسْتِخْدَامِ الْيَتِيمِ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ إِذَا كَانَ صَلَاحًا لَّهُ وَنَظَرِ الْأُمِّ وَزَوْجِهَا لِلْيَتِيمِ.

خدمت لینی یتیموں سے سفر میں اور وطن میں جب کہ یہ اس کے لیے اصلاح ہو یعنی اس کے سنوارنے اور تربیت میں دخل رکھے اور نظر کرنی اور توجہ کرنی ماں کی اور اس کے خاوند کی یتیم کے لیے اس کے حال کے سنوارنے میں۔

۲۵۶۱۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَأَخَذَ أَبُو طَلْحَةَ بِيَدِي فَانْطَلَقَ بِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ قَالَ فَخَدَمْتُهُ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ مَا قَالَ لِي لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا هٰكَذَا وَلَا لِشَيْءٍ لَّمْ أَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذَا هٰكَذَا.

۲۵۶۱۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے یعنی ہجرت کر کے اس حال میں کہ آپ کا کوئی خادم نہ تھا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! انس لڑکا عقل مند ہے پس چاہیے کہ آپ کی خدمت کرے تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی سفر میں اور حضر میں تو نہ فرمایا مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کے لیے کہ میں نے اس کو کیا کہ تو نے یہ اس طرح کیوں کیا اور نہ کسی چیز کے لیے کہ میں نے اس کو نہ کیا کہ تو نے اس طرح کیوں نہیں کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ انس رضی اللہ عنہ کی ماں ام سلیم رضی اللہ عنہا کا خاوند ہے۔ پس حدیث مطابق ہے ترجمہ کے ایک دو رکنوں کے اور لیکن جو رکن کہ اس سے پہلے ہے وہ توجہ کرنی ہے ماں کی اپنے بیٹے یتیم کے حال میں تو گویا کہ سمجھا جاتا ہے اس سے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ کام نہ کیا مگر ام سلیم رضی اللہ عنہا کی رضامندی کے بعد۔ یا اشارہ کیا بخاری نے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے پہل

مدینے میں آئے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انس رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا پس لیکن ابو طلحہ رضی اللہ عنہ پس حاضر کیا اس نے انس رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کہ آپ نے جنگ خیبر کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا جیسا کہ جہاد میں صریح آئے گا۔ اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ حکم مسئلے اس باب کے پس مالکیہ سے ہے کہ مال وغیرہ کو جائز ہے تصرف کرنا بیچ بھلائیوں اس شخص کے کہ ان کی پرورش میں ہیں یتیم لڑکے لڑکیوں سے اگرچہ وصیت نہ ہوں اور اشکال کیا ہے بعض نے اس کے جواز پر پس تحقیق وہ چاہتا ہے اس کو کہ مشغول ہوں یتیم ساتھ خدمت کے ادب سکھانے سے اور یہ مطلوب کی ضد ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ نکلنا حکم مذکور کا اس حدیث سے تقاضہ کرتا ہے قید کرنے کو ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بیچ خبر مستدل بہ کے اور وہ یہ ہے کہ ہو نزدیک اس شخص کے کہ ادب دے اس کو اور نفع اٹھائے اس کے ادب سکھانے کے ساتھ جیسا کہ واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ سے خدمت نبوی میں پس تحقیق فائدہ اٹھایا اس نے ساتھ مواظبت کے اوپر اس کے آداب کے ساتھ اس چیز کے کہ فوقیت حاصل کی اس نے اپنے غیر سے جس کو اپنے باپ نے ادب سکھایا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَقَفَ أَرْضًا وَّلَمْ يُبَيِّنِ الْحُدُوْدَ فَهُوَ جَآئِزٌ وَّكَذٰلِكَ الصَّدَقَةُ.

جب کوئی زمین وقف کرے اور اس کی حدیں بیان نہ کرے تو وہ جائز ہے یعنی وقف کرنا اور اسی طرح صدقہ یعنی وقف کرنا ساتھ لفظ صدقہ کے۔

فائدہ: اسی طرح مطلق چھوڑا ہے اس نے جواز کو اور وہ محمول ہے اس پر جب کہ موقوف اور صدقہ کی گئی چیز مشہور ہو جدا ہو ساتھ اس حیثیت کے کہ امن ہو اس سے کہ اپنے غیر کے ساتھ ملے نہیں تو حد کا بیان کرنا بلا اتفاق ضروری ہے لیکن غزالی نے اپنے فتوی میں ذکر کیا ہے کہ جو کہے کہ گواہ رکھو کہ میرا تمام ملک وقف ہے اس پر اور اس کے مصرف کا ذکر کرے اور اس سے کسی چیز کی حد معین نہ کرے تو اس کی جائیداد کل وقف ہو جاتی ہے اور نہیں ضرر کرتا نہ جاننا گواہوں کا حدوں کو اور احتمال ہے کہ بخاری کی مراد یہ ہو کہ وقف صحیح ہے ساتھ صیغے کے کہ نہیں ہے تحدید بیچ اس کے بنسبت اعتقاد وقف کرنے والے کے اور اس کے ارادے کے کسی چیز معین کے اپنے جی میں اور سوائے اس کے نہیں کہ معتبر ہے تحدید گواہ کرنے کے لیے اوپر اس کے تا کہ بیان ہو حق غیر کا۔ واللہ اعلم (فتح)

٢٥٦٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ أَحَبُّ مَالِهِ إِلَيْهِ

٢٥٦٢۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مدینے میں مال میں یعنی کھجوروں کے درختوں میں سب انصاریوں سے زیادہ تھے اور اس کے سب مال میں سے اس کو بہت پیارا باغ بیرحا تھا کہ مسجد کے سامنے تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل ہوا کرتے تھے اور اس کا میٹھا پانی پیا کرتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے

بَیْرُحَآءَ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِیْ إِلَیَّ بَيْرُحَآءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِّلّٰهِ أَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ أَوْ رَايِحٌ شَكَّ ابْنُ مَسْلَمَةَ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّیْ أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِی الْأَقْرَبِيْنَ قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَفْعَلُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِیْ أَقَارِبِهٖ وَفِیْ بَنِیْ عَمِّهٖ وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ وَيَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى عَنْ مَّالِكٍ رَّايِحٌ.

کہا کہ جب یہ آیت اتری کہ نیکو کاری ہرگز نہ حاصل کرسکو گے جب تک اپنے پیارے مال کو اللہ کے راہ میں خرچ نہ کرو گے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ فرماتا ہے کہ ہرگز نیکوکاری حاصل نہ کرسکو گے جب تک اپنے پیارے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے اور میرے سب مال میں مجھے میرا باغ بہت پیارا ہے جس کا نام بیرحاء ہے اور وہ اللہ کے لیے صدقہ ہے میں امید رکھتا ہوں اس کی نیکی کی اور اس کے ذخیرہ ہونے کی نزدیک اللہ کے سو یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکھیں اس کو جس جگہ اللہ آپ کو دکھائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاباش یہ مال فائدہ دینے والا ہے اور میں نے سنا جو تو نے کہا اور مجھ کو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تو اس کو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کردے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کرتا ہوں تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابتیوں اور چچا کی اولاد میں تقسیم کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ باغ حسان رضی اللہ عنہ اور ابی رضی اللہ عنہ کو دیا اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ اس شخص نے جو کہتا ہے کہ اقل ان کا کہ دی جائے قرابت والوں سے جب کہ منحصر نہ ہوں دو آدمی ہیں اور اس استدلال میں نظر ہے اس لیے کہ واقع ہوا ہے ماجشون کی روایت میں اسحق سے جو پہلے گذر چکی ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے ناتے واروں میں تقسیم کیا اور ان میں سے حسان رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں یعنی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے دو سے زیادہ کو دیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور اس کے بھائی شداد بن اوس رضی اللہ عنہ اور نبیط بن جابر میں تقسیم کیا۔ اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں اس کے سوا اور بھی کئی فوائد ہیں کہ پہلے گذرے یہ کہ وقف نہیں محتاج ہے اپنے منعقد ہونے میں طرف قبول کرنے اس شخص کے جس پر وقف کیا گیا اور اس کے ساتھ استدلال کیا ہے بعض مالکیہ نے اوپر صحیح ہونے صدقہ مطلق کے پھر اس کو معین کرے صدقہ کرنے والا اس شخص کے لیے کہ جس کو چاہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ جمہور کے لیے اس میں کہ جو وصیت کرے کہ تفریق کی جائے اس کے مال کی تہائی جس جگہ وصی کو اللہ دکھائے تو اس کی وصیت صحیح

ہو جاتی ہے اور تفریق کرے اس کو وصی نیک راہوں میں اور نہ کھائے اس سے کچھ اور نہ دے اس سے کچھ میت کے کسی وارث کو اور اس میں مخالفت کی ہے ابو ثور نے موافقت کرنے کی وجہ سے حنفیہ کے اول میں سوائے دوسرے کے اور ایک حدیث میں جواز صدقہ کرنے کا ہے زندہ آدمی کی طرف بیچ غیر مرض الموت کے ساتھ زیادہ کے تہائی مال سے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے صدقے کی مقدار کی تفصیل نہ پوچھی اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تہائی بھی بہت ہے۔ اور یہ کہ جو قرابتیوں میں زیادہ قریب ہو اس کو غیروں پر مقدم کیا جائے اور یہ کہ جائز ہے نسبت کرنی حسب مال کی طرف مرد فاضل عالم کی اور اس میں اس پر کچھ نقص نہیں اور تحقیق خبر دی ہے اللہ نے انسان کی کہ اس کو خیر کی بہت محبت ہے اور خیر سے مراد اس جگہ بالاتفاق مال ہے اور یہ کہ جائز ہے پکڑنا باغوں اور بستانوں کا اور داخل ہونا اہل فضل اور علم کا اس میں اور آرام کرنا ان کے سایے میں اور یہ کہ کھائے اس کو میوں سے اور آرام کرنا بیچ ان کے اور کبھی ہوتا ہے یہ مستحب کہ مترتب ہوتا ہے اس پر ثواب جب کہ قصد کرے ساتھ اس کے تفریح جان کے عبادت کی مشقت سے اور خوش کرنا اس کا عبادت کے لیے اور یہ کہ جائز ہے قصد کرنا زمین اور غیر منقول چیز کا اور مباح ہونا پانی پینے کا یار کے گھر سے اگرچہ وہ حاضر نہ ہو جب کہ اس کے نفس کی خوشی معلوم ہو اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا میٹھے پانی کا اور تفضیل بعض پانی کی بعض پر اور یہ کہ جائز ہے استدلال کرنا ساتھ عموم کے اس لیے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا سے یہ سمجھا کہ اپنے کل افراد کو شامل ہے پس نہ کھڑا ہوا یہاں تک کہ وارد ہو اس پر بیان معین چیز سے بلکہ جلدی کی محبوب چیز کے خرچ کرنے میں اور برقرار رکھا اس کو حضرت ﷺ نے اس کے اوپر۔ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس چیز کے لیے کہ امام مالک اس کی طرف گئے ہیں کہ صدقہ صحیح ہوتا ہے قول کے ساتھ پہلے قبض کے پس اگر وہ معین کے لیے ہو تو وہ مستحق ہے اس کے مطالبہ کا ساتھ قبض کرنے اس کے کے اور اگر ہو جہت عام کے لیے تو قائل کے ملک سے نکل جاتا ہے اور جائز ہے امام کے لیے خرچ کرنا اس کا صدقہ کے راہ میں اور یہ کل حکم اس وقت ہے جب کہ صدقہ کرنے والے کی مراد ظاہر نہ ہو اور جب ظاہر ہو تو اس کی تابعداری کی جائے اور یہ کہ جائز ہے متولی ہونا صدقہ کرنے والے کا اپنے صدقہ کی تقسیم کو اور یہ کہ جائز ہے مال دار کو لینا صدقہ نفل سے جب کہ اس کو بغیر سوال کے حاصل ہو اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اوپر جائز ہونے حبس اور وقف کے برخلاف اس شخص کے جو اس کو منع کرتا ہے اور باطل کرتا ہے اس میں حجت نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا صدقہ تملیک ہو اور یہی معلوم ہوتا ہے ابن ماجشون کے سیاق سے اور یہ کہ جائز ہے زیادتی کرنی صدقہ نفل میں اوپر قدر نصاب زکوۃ کے۔ اور اس میں فضیلت ہے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے لیے اس لیے کہ آیت شامل ہے اوپر رغبت دلانے کے پیارے مال کے خرچ کرنے پر پس جلدی کی اس نے خرچ کرنے پر احب المحبوب کو تو حضرت ﷺ نے اس کی رائے کو ٹھیک کہا اور شکر کیا اپنے رب سے فعل اس کے کا پھر حکم کیا اس کو یہ کہ خاص کرے اس

کے ساتھ اپنے اہل کو اور مراد رکھی اپنے راضی ہونے کی اس کے ساتھ ساتھ فرمانے اپنے کے شاباش اور یہ کہ تمام ہوتا ہے وقف ساتھ قول واقف کے کہ میں نے یہ وقف کیا ہے اور یہ کہ صدقہ اوپر جہت عام کے نہیں محتاج ہے طرف قبول معین کے بلکہ جائز ہے امام کے لیے قبول کرنا اس کا اس سے اور دینا اس کا جس کو مناسب دیکھے جیسا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ نہیں اعتبار کیا جاتا ہے قرابت میں وہ شخص کہ جمع کرے اس کو اور وقف کرنے والے کو باپ معین نہ چوتھا اور نہ غیر اس کا اس لیے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سوائے اس کے نہیں کہ جمع ہوتا ہے ساتھ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے چھٹے باپ میں ۔اور یہ کہ نہیں واجب ہے مقدم کرنا قریب کا قریب مابعد پر اس لیے کہ حسان رضی اللہ عنہ اور اس کا بھائی قریب تر ہے طرف ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور باوجود اس کے پس شریک کیا اس نے اُبی رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ اور یہ کہ نہیں واجب ہے تمام پکڑنا قرابت والوں کا اس لیے کہ بنی حرام کی اولاد جس میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور حسان رضی اللہ عنہ جمع ہوتے ہیں مدینے میں بہت تھے چہ جائیکہ عمرو بن مالک جس کے ساتھ جمع ہوتے ہیں ۔(فتح)

٢٥٦٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمَّهُ تُوُفِّيَتْ أَيَنْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ لِيْ مِخْرَافًا وَّأُشْهِدُكَ أَنِّيْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا.

۲۵۶۳۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میری ماں مرگئی تو کیا اس کو فائدہ دیتا ہے اگر میں اس کی طرف سے خیرات کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اس نے کہا کہ میرا ایک باغ ہے سو میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کو اس کی طرف سے صدقہ کیا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گذر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا أَوْقَفَ جَمَاعَةٌ أَرْضًا مُشَاعًا فَهُوَ جَائِزٌ.

ایک جماعت ایک مشترک زمین کو صدقہ کرے تو جائز ہے۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ بخاری کی مراد رد کرنا ہے اس شخص پر جو انکار کرتا ہے وقف کرنے مشترک چیز کے سے مطلق ۔(فتح)

٢٥٦٤ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ

۲۵۶۴۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے بنا کرنے کا حکم کیا سو فرمایا کہ اے نجار کی اولاد اس احاطے والے باغ کا مجھ سے مول کرو قیمت لو بنی نجار نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم اس کی قیمت نہیں چاہتے مگر اللہ سے یعنی ہم نے

بِحَائِطِكُمْ هٰذَا قَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ.

آپ کو بدون قیمت کے دیا اور اللہ سے ثواب کی امید رکھیں۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الصلوٰۃ میں گذر چکی ہے۔اور غرض اس سے ان کا یہ قول ہے کہ ہم اس کی قیمت نہیں چاہتے مگر اللہ سے پس ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے زمین کو اللہ کے لیے صدقہ کیا تو حضرت ﷺ نے اس کو قبول کیا پس اس میں دلیل ہے باب کے مسئلے کے لیے اور واقدی نے ذکر کیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کا مول اس کے مالکوں کو دیا پس اگر یہ ثابت ہو تو ہوگی حجت ترجمہ کے لیے اس جہت سے کہ حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور ان کے قول پر انکار نہ کیا پس اگر مشترک چیز کا وقف کرنا جائز نہ ہوتا تو البتہ ان پر انکار کرتے اور ان کے لیے حکم بیان کرتے اور استدلال کیا گیا ہے اس قصے کے ساتھ کہ حکم مسجد کا ثابت ہوتا ہے بنا کی وجہ سے جب کہ واقع ہو ساتھ صورت مسجد کے اگرچہ نہ تصریح کرے بنا کرنے والا ساتھ اس کے۔اور بعض مالکیہ سے ہے کہ اگر اذن اس کے بارے میں تو اس کے لیے مسجد کا حکم ثابت ہوتا ہے اور حنفیہ سے ہے کہ اگر اس میں جماعت کی نماز کی اجازت دے تو ثابت ہوتا ہے اور مسئلہ مشہور ہے اور نہیں ثابت ہوتا جمہور کے نزدیک مگر یہ کہ تصریح کرے بنا کرنے والا ساتھ وقف کے یا ذکر کے صیغہ محتمل اور نیت کرے ساتھ اس کے اور جزم کیا ہے بعض شافعیہ نے ساتھ مثل اس چیز کے کہ منقول ہے حنفیہ سے لیکن خاص ویران زمین میں جس کا کوئی مالک نہ ہو اور حق یہ ہے کہ نہیں باب کی حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے اثبات کے لیے اور نہ اس کی نفی کے لیے۔(فتح)

بَابُ الْوَقْفِ كَيْفَ يُكْتَبُ.

باب ہے وقف کے بیان میں اور کس طرح لکھا جائے؟

٢٥٦٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَصَابَ عُمَرُ بِخَيْبَرَ أَرْضًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ مِنْهُ فَكَيْفَ تَأْمُرُنِيْ بِهٖ قَالَ إِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا فَتَصَدَّقَ عُمَرُ أَنَّهُ لَا يُبَاعُ أَصْلُهَا وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ فِي الْفُقَرَآءِ وَالْقُرْبٰى وَالرِّقَابِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ

٢٥٦٥۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خیبر میں ایک زمین پائی جس کا نام ثمغ تھا یعنی وہاں سے خریدی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ثمغ کو صدقہ کر تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے خیبر میں ایک زمین پائی کہ میں نے اس سے زیادہ ترنفیس کبھی کوئی مال نہیں پایا تو آپ مجھ کو اس میں کیا حکم کرتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر چاہے تو زمین کے اصل کو وقف کر اور اس کے حاصل کو صدقہ کر تو صدقہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس شرط پر کہ نہ بیچی جائے اصل اس کی اور نہ ہبہ کی جائے اور نہ میراث کی جائے اور نہ خرید کی جائے جب تک کہ آسمان قائم رہے پس صدقہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے

السَّبِيْلِ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَّلِيَهَا أَنْ يَّأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوْفِ أَوْ يُطْعِمَ صَدِيْقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيْهِ.

محتاجوں میں اور قرابتیوں میں اور گردنوں کے آزاد کرنے میں اور اللہ کی راہ میں اور مہمان میں اور مسافروں میں نہیں گناہ اس شخص پر کہ متولی ہو اس کا یہ کہ کھائے اس سے موافق دستور کے یا کھلائے یار کو اس حال میں کہ نہ جمع کرنے والا ہو مال کو یعنی مالک نہ ہو کسی چیز کا اس کے رقبے سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اصل زمین کو وقف کر اس شرط پر کہ نہ بیچی جائے نہ ہبہ کی جائے نہ میراث کی جائے تو یہ شرط حضرت ﷺ کے کلام سے ثابت ہے جیسا کہ پانچ بابوں سے پہلے نافع کی روایت میں گذر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ کر اس کی اصل کو کہ نہ بیچی جائے نہ ہبہ کی جائے اور نہ میراث میں دی جائے مگر اس کا پھل خرچ کیا جائے اور عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے یہ شرط کی تھی کی عمر رضی اللہ عنہ کی آل کے اہل رائے اس کے متولی ہوں پھر اپنی وصیت کے وقت اپنی بیٹی حفصہ کو متعین کیا۔ اور بیان کیا ہے اس کو عمر بن شبیہ نے ابی غسان سے کہ یہ نسخہ عمر رضی اللہ عنہ کے صدقے کا ہے لیا میں نے اس کو اس کی کتاب سے جو عمر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کے پاس تھی پس میں نے اس کو حرف بحرف نقل کیا اس کی صورت یہ ہے کہ یہ وہ چیز ہے جس کو لکھا عبداللہ یعنی اللہ کے بندے عمر رضی اللہ عنہ نے جو امیر المومنین ہے بیچ حق زمین ثمغ کے کہ اس کی متولی حفصہ رضی اللہ عنہا ہے کہ جب تک وہ زندہ رہے جس کو مناسب جانے اس کو اس کا پھل دے پس جب مر جائے تو اس کے متولی اہل رائے ہیں حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر والوں سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے وقف کرنے کو موخر کیا تھا اور نہیں واقع ہوا اس سے پہلے اس کے مگر مشورہ لینا اس کی کیفیت سے۔ اور طحاوی نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں نے اپنا صدقہ رسول اللہ ﷺ سے ذکر نہ کیا ہوتا تو میں اس کو پھیر لیتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں جاری کیا عمر رضی اللہ عنہ نے وقف کو مگر اپنی وصیت کے وقت اور استدلال کیا ہے طحاوی نے عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ابو حنیفہ اور زفر کے لیے اس باب میں کہ زمین کا وقف کرنا نہیں منع کرتا اس میں رجوع کرنے کو اور جس چیز نے عمر رضی اللہ عنہ کو رجوع کرنے سے منع کیا تھا وہ یہ ہے کہ اس نے اس کو حضرت ﷺ کے سامنے ذکر کیا تھا پس مکروہ جانا انہوں نے یہ کہ جدا ہوں آپ سے ایک امر پر پھر مخالفت کریں اس کی آپ کے بعد اور اس میں دو وجہ سے حجت نہیں ایک یہ کہ حدیث منقطع ہے اس لیے کہ ابن شہاب نے عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا دوم یہ کہ احتمال ہے کہ ہو جو کچھ کہ میں نے پہلے کہا اور احتمال یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ تھے دیکھتے ساتھ صحیح ہونے وقف کے مگر یہ کہ وقف کرنے والا رجوع کی شرط کرے تو اس کو رجوع کرنا جائز ہے اور تحقیق روایت کی طحاوی نے مانند اس کی علی رضی اللہ عنہ سے پس نہیں ہے حجت اس میں اس شخص کے لیے جو کہتا ہے کہ وقف ممکن نہیں باوجود ممکن ہونے اس احتمال کے کہ اگر یہ احتمال ثابت ہو تو ہوگا حجت اس شخص کے لیے جو کہتا ہے ساتھ صحیح ہونے تعلیق وقف کے اور وہ مالکیہ کے نزدیک ہے اور اسی کا قائل ہے ابن جریج اور

کہا اس نے کہ پھر آتے ہیں منافع اس کے بعد مدت معین کے طرف اس کی پھر اس کے وارثوں کی طرف پس اگر ہو تعلیق کے لیے مدت تو صحیح ہے اتفاق جیسا کہ کہے میں نے اس کو ایک سال زید پر وقف کیا پھر محتاجوں پر۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اصل ہے وقف کے جائز ہونے میں۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اسلام میں پہلے پہل عمر رضی اللہ عنہ نے وقف کیا۔ اور یہ واقدی نے کہا کہ پہلے جو چیز اسلام میں وقف ہوئی مخیریق کی زمین تھی جس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی پس وقف کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ترمذی نے کہا کہ ہم نہیں جانتے اختلاف اصحاب اور متقدمین کے درمیان زمینوں کے وقف کے جائز ہونے میں۔ اور شریح سے روایت ہے کہ اس نے حبس سے انکار کیا اور بعض نے ان میں سے اس کی تاویل کی ہے۔ اور ابو حنیفہ نے کہا کہ لازم نہیں اور اس کے یاروں نے اس کی مخالفت کی ہے سوائے زفر کے۔ پس حکایت کی طحاوی نے عیسیٰ بن ابان سے کہا کہ ابو یوسف وقف کے بیچنے کو جائز رکھتا تھا پھر اس کو عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث پہنچی تو اس نے کہا کہ کسی کو اس کی مخالفت کی گنجائش نہیں اور اگر یہ حدیث ابو حنیفہ کو پہنچتی تو وہ بھی اس کے قائل ہوتے لیکن یہ حدیث اس کو نہیں پہنچی پس رجوع کیا ابو یوسف نے وقف کی بیع سے اور ہو گیا یہ حال کہ گویا کہ نہیں ہے خلاف اس میں کسی کے درمیان۔ اور طحاوی کے حکایت کرنے کے باوجود پس مدد کی ہے اس نے مانند اپنی عادت کے پس کہا کہ قول آپ کا عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ اصل کو روک رکھ اور اس کے میوے کو خرچ کر نہیں لازم پکڑتا ہمیشگی کو بلکہ احتمال ہے کہ ہو مراد مدت اس کے اختیار کی اس کے لیے اور اس تاویل کا ضعف پوشیدہ نہیں ہے اور اس کے قول سے نہیں سمجھا جاتا کہ میں نے وقف کیا اور حبس کیا مگر ہمیشگی یہاں تک کہ تصریح کرے شرط کے ساتھ اس کے نزدیک جس کا یہ مذہب ہے اور شاید طحاوی اس روایت پر واقف نہیں ہوا جس میں یہ ہے کہ یہ وقف ہے جب تک کہ آسمان اور زمین قائم رہیں۔ اور قرطبی نے کہا کہ وقف کا رد کرنا اجماع کے مخالف ہے پس نہ التفات کیا جائے گا اس کی طرف اور جو اس کو رد کرتا ہے اس کا احسن عذر یہ ہے جو ابو یوسف نے کہا پس تحقیق وہ ابو حنیفہ کے ساتھ اعلم ہے اس کے غیر سے۔ اور شافعی نے اشارہ کیا کہ وقف کرنا اہل اسلام کا خاصہ ہے یعنی وقف کرنا اراضی اور غیر منقول چیز کا اور ہم نہیں جانتے کہ جاہلیت میں یہ واقع ہوا ہو اور حقیقت وقف کی شرع میں وارد ہونا ایسے صیغے کا ہے کہ قطع کرے واقف کے تصرف کو بیچ رقبہ موقوف چیز کے کہ اس سے ہمیشہ نفع اٹھایا جاتا ہے اور اس کی منفعت کے خرچ کرنے کو ثابت کرتا ہے نیکی کی جہت میں۔ اور باب کی حدیث میں اور بھی کئی فوائد ہیں جائز ہے ذکر کرنا اولاد کا اپنے باپ کو ساتھ اس کے مجرد نام کے اس کی کنیت کے بغیر اور لقب کے بغیر۔ اور یہ کہ جائز ہے نسبت کرنا وصیت کا اور نظر کا وقف پر عورت کے لیے اور مقدم کرنا اس کا اس شخص پر کہ اس کے اقران سے ہو مردوں میں سے اور یہ کہ جائز ہے نسبت کرنا نظر کی اس کی طرف کہ نام نہ رکھا گیا ہو جب کہ موصوف ہو ساتھ صفت معین کے کہ اس کو جدا کرے اور یہ کہ وقف کرنے والا متولی ہوتا ہے نظر کا اپنے وقف پر جب کہ نہ نسبت کرے اس کو اپنے غیر کی طرف۔ شافعی نے کہا کہ ہمیشہ رہی ایک جماعت

کثیر اصحاب سے اور جو ان کے بعد ہیں کہ اپنے وقفوں کے متولی ہوتے تھے نقل کیا ہے اس کو ہزاروں نے ہزاروں سے اور نہیں اختلاف ہے ان کو اس میں ۔ اور یہ کہ جائز ہے مشورہ کرنا اہل علم اور دین اور فضل سے نیکی کے کاموں میں برابر ہے کہ دینی کام ہوں یا دنیاوی اور یہ کہ مشورہ دینے والا مشورہ دے ساتھ بہتر اس چیز کے کہ ظاہر ہو اس کے لیے تمام امور میں اور اس حدیث میں ظاہر فضیلت ہے عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اس کے رغبت کرنے کی وجہ سے اللہ کے قول کے بجالانے میں کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ ۔الخ اور اس میں فضیلت ہے اس صدقے کی جو ہمیشہ جاری رہے اور صحیح ہونا وقف کی شرطوں کا اور تابعداری کرنی اس کی بیچ اس کے اور یہ کہ نہیں شرط ہے معین کرنا مصرف کا لفظ میں اور یہ کہ وقف نہیں ہوتا مگر اس چیز میں کہ اس کی اصل ہو کہ اس کا فائدہ ہمیشہ جاری ہو معین میں پس نہیں صحیح ہے وقف کرنا اس چیز کا کہ اس کا فائدہ ہمیشہ جاری نہ رہے مانند کھانے کی اور یہ کہ نہیں کافی ہے وقف میں لفظ صدقے کا برابر ہے کہ کہے میں نے صدقہ کیا ساتھ اس طرح کے یا میں نے اس کو صدقہ گروانا یہاں تک کہ اس کے ساتھ کوئی اور چیز جوڑے صدقے کے متردد ہونے کی وجہ سے اس کے درمیان کہ ہو تملیک رقبہ کی یا وقف کرنا منفعت کا پس جب نسبت کرے طرف اس کی جو جدا کرے ایک احتمال کو تو صحیح ہوتا ہے بخلاف اس کے جب کہے کہ میں نے وقف کیا یا حبس کیا پس وہ صریح ہے بیچ اس کے راجح مذہب کے مطابق ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ صریح خاص وقف کے لفظ ہیں اور اس میں نظر ہے تحبیس کے ثابت ہونے کی وجہ سے عمر رضی اللہ عنہ کے اس قصے میں ہاں اگر کہے کہ میں نے صدقہ کیا ساتھ اس طرح کے کہ اس طرح پر یا ذکر کرے عام جہت کو تو صحیح ہے ۔ اور تمسک کیا ہے جس نے جائز رکھا ہے اکتفا کرنے کو اس کے قول کے ساتھ کہ میں نے صدقہ کیا ہے ساتھ اس طرح کے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے باب کی حدیث میں کہ پس صدقہ کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے اور میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ اس میں حجت نہیں اس لیے کہ اس نے جوڑا اس کے ساتھ اس شرط کو کہ نہ بیچا جائے اور نہ ہبہ کیا جائے اور احتمال ہے کہ ہو قول اس کا فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ راجع طرف پھل کی اوپر حذف کرنے مضاف کے یعنی پس صدقہ کیا اس کے پھل کو پس نہیں متعلق اس شخص کے لیے کہ ثابت کرتا ہے وقف کو ساتھ لفظ صدقے کے تنہا اور ساتھ اس دوسرے احتمال کے جزم کیا ہے قرطبی نے اور یہ کہ جائز ہے وقف کرنا مال داروں پر اس لیے کہ قرابت والے اور مہمان نہیں قید کیے گئے ساتھ حاجت کے اور یہی صحیح تر ہے شافعیہ کے نزدیک اور یہ کہ جائز ہے وقف کرنے والے کے لیے یہ کہ شرط کرے اپنے نفس کے لیے ایک جز کو موقوف کی چیز کے نفع سے اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے شرط کی اس شخص کے لیے کہ وقف کا متولی ہو یہ کہ کھائے اس سے دستور کے مطابق اور نہ مستثنیٰ کیا یہ کہ وہ خود اس کا متولی ہو یا غیر اس کا پس دلالت کی اس نے اوپر صحیح ہونے شرط کے اور جب جائز ہے بیچ چیز مبہم کے جس کو عادت معین کرے تو جس کو وہ خود معین کرے وہ بطریق اولیٰ جائز ہوگی اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے صحیح ہونا وقف کا اپنے نفس پر اور یہی ہے قول ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف اور احمد کا ارجح روایت میں اس سے اور ساتھ اسی کے قائل ہوا ابن شعبان مالکیہ سے اور ان

کے جمہور منع پر ہیں مگر جب کہ مستثنیٰ کو لے اپنے نفس کے لیے تھوڑی چیز اس حیثیت کے ساتھ کہ نہ اتھام کیا جائے یہ کہ قصد کیا ہے اس نے اپنے وارثوں کے محروم کرنے کا۔اور شافعیہ سے ابن شریح اور ایک جماعت اور محمد بن عبداللہ انصاری شیخ بخاری نے اس میں ایک ضخیم جزء تصنیف کیا ہے۔اور استدلال کیا گیا ہے اس کے لیے عمر رضی اللہ عنہ کے اس قصے سے اور ساتھ قصے راکب بدنہ کے اور ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا اور وجہ استدلال کرنے کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرنے کے ساتھ اپنے مالک سے نکالا پھر اس کو شرط کے ساتھ اپنی طرف پھیرا اور ساتھ قصہ عثمان رضی اللہ عنہ کے جو آئندہ آئے گا۔اور استدلال کیا ہے مانعین نے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سبل الثمرۃ اور تسبیل الثمرۃ مالک کرنا ہے اس کا غیر کے لیے اور آدمی نہیں قادر ہے اس پر کہ خود اپنے آپ کو اس کا مالک کرے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اس کا منع نہ ہونا محال نہیں اور اس کا منع ہونا مالک کرنا اس کا ہے اپنے نفس کے لیے سوائے اس کے نہیں کہ وہ واسطے نہ ہونے فائدے کے ہے اور فائدہ وقف میں حاصل ہے اس لیے کہ مستحق ہونا اس کو بطور ملک کے غیر مستحق ہونے اس کے کا ہے بطور وقف کے خاص کر جب کہ ذکر کرے اس کے لیے اور مال کو پس بے شک وہ اور حکم ہے کہ سمجھا جاتا ہے اس وقف سے اور نیز انہوں نے استدلال کیا ہے اس کے ساتھ کہ جس پر عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے شرط کیا اپنے متولی کے لیے وقف کے یہ کہ کھائے اس سے بقدر اپنی محنت کے اور اسی لیے منع کیا اس کو یہ کہ پکڑے اپنے نفس کے لیے اس سے مال کو پس اگر نفس پر وقف کا صحیح ہونا اس سے پکڑا جاتا تو نہ منع کرتے اس کو مال پکڑنے سے اپنے نفس کے لیے اور گویا کہ اس نے شرط کیا ایک امر کو اپنے نفس کے لیے کہ اگر اس سے چپ رہتے تو البتہ مستحق ہوتا اس کا اس کے قیام کے لیے اور یہ کہ ارجح قول پر ہے علماء کے دو قولوں سے کہ وقف کرنے والا جب نہ شرط کرے متولی کے لیے بقدر اس کے کام کے تو جائز ہے اس کے لیے یہ کہ لے بقدر اپنے کام کے اور اگر وقف کرنے والا اپنے نفس کے لیے قبول ہونے کی شرط کرے اور شرط کرے اجرت کی تو اس شرط کی صحت میں شافعیہ کے نزدیک اختلاف ہے مانند ہاشمی کی جب کہ کام کرے زکوۃ میں کیا لے حصہ عاملین کا اور راجح جواز ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی آئندہ حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ وقف کے جائز ہونے پر وارث پر مرض الموت میں پس اگر زیادہ کرے تہائی پر تو رد کیا جائے اور اگر اس سے خارج ہو تو لازم ہوتا ہے اور یہ ایک روایت ہے امام احمد کی اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد اپنے وقف کا متولی اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کو ٹھہرایا اور وہ اس کے وارثوں میں سے ہے اور ٹھہرایا اس شخص کے لیے کہ والی ہو اس کے وقف کا یہ کہ کھائے اس سے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ عمر رضی اللہ عنہ کا وقف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس سے صادر ہوا تھا اور جس کے ساتھ وصیت کی تھی وہ تو صرف شرط نظر کی ہے۔اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اگر وقف کرنے والا وقف کے متولی کے لیے کچھ مقرر کرے تو اس کو لے اور اگر اس

کے لیے شرط نہ کرے تو نہیں جائز ہے مگر یہ کہ اہل وقف کی صفت میں داخل ہونا مانند محتاجوں اور مسکینوں کی اور اگر دونوں معنی پر ہوں اور اس کے ساتھ راضی ہوں تو جائز ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ تعلیق وقف کی صحیح نہیں اس لیے کہ قول اس کا حبس الاصل مخالف ہے اس کے مدت معین کرنے کو اور مالک اور ابن جریج سے یہ ہے کہ صحیح ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے قول لَا تُبَاعُ کے ساتھ اس پر کہ وقف نقل نہ کیا جائے ساتھ اس کے اور ابو یوسف سے ہے کہ اگر وقف کرنے والا شرط کرے کہ اگر اس کے منافع بیکار ہو جائیں تو بیچا جائے اور اس کی قیمت غیر میں خرچ کیا جائے اور وقف کیا جائے اس چیز میں کہ نام رکھی گئی ہے پہلے میں اور اس طرح اگر شرط کرے بیع کی جب کہ دیکھے نفع کو بیچ نقل کرنے اس کے کی دوسری جگہ کی طرف اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ وقف کرنے پر مشترک چیز کے اس لیے کہ سو حصے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے لیے چیز میں تھے وہ تقسیم نہ ہوئے تھے اور یہ کہ نہیں سرایت زمین وقف شدہ میں بخلاف آزاد کرنے کے اور نہیں منقول ہوا کہ وقف نے سرایت کی ہو عمر رضی اللہ عنہ کے حصے سے اس کے غیر کی طرف باقی زمین سے یعنی اور شریکوں کے حصے وقف نہیں ہوتے اور بعض متاخرین سے محکی ہے کہ اس نے حکم کیا اس میں ساتھ سرایت کرنے کے اور وہ شاذ اور منکر ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ خیبر قہر اور غلبے سے فتح ہوا اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

بَابُ الْوَقْفِ لِلْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ وَالضَّيْفِ

باب ہے بیان میں وقف کرنے محتاج اور مال دار اور مہمان کے لیے۔

۲۵۶۶۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَجَدَ مَالًا بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ قَالَ إِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْتَ بِهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَذِي الْقُرْبٰى وَالضَّيْفِ.

۲۵۶۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر میں زمین پائی تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اگر تو چاہے تو اس کو صدقہ کر تو صدقہ کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے محتاجوں میں اور مسکینوں میں اور قرابت والوں میں اور مہمانوں میں۔

بَابُ وَقْفِ الْأَرْضِ لِلْمَسْجِدِ

وقف کرنا زمین کا مسجد کے لیے

فائدہ: نہیں اختلاف ہے علماء کا اس کے مشروع ہونے میں نہ اس کو جو وقف کا منکر ہے اور نہ جو اس کی نفی کرتا ہے مگر مشترک چیز میں احتمال کی وجہ سے بعض شافعیہ کے ابن رفعہ نے کہا کہ ظاہر ہوتا ہے کہ وقف کرنا مشترک چیز کا اس چیز کے بیچ کے نہیں ممکن ہے فائدہ اٹھانا ساتھ اس کے نہیں صحیح۔ اور یقین کیا ابن صلاح نے ساتھ صحیح ہونے اس کے کے یہاں تک کہ حرام ہے جنبی پر ٹھہرنا بیچ اس کے۔ اور نزاع کیا گیا ہے بیچ اس کے ابن منیر نے کہا کہ شاید مراد بخاری کی

رد کرنا ہے اس شخص پر جو خاص کرتا ہے جواز وقف کو ساتھ مسجد کے اور گویا کہ اس نے کہا کہ جاری ہوا ہے وقف کرنا زمین مذکورہ کا پہلے اس سے کہ ہو مسجد پس دلالت کی اس نے اس پر کہ صحیح ہونا وقف کا نہیں خاص ہے مسجد کے ساتھ اور وجہ اس کے لینے کی باب کی حدیث کو یہ ہے کہ جنہوں نے کہا کہ ہم اس کا مول نہیں چاہتے مگر اللہ سے تو گویا کہ انہوں نے صدقہ کیا ساتھ زمین مذکور کے پس تمام ہوا منعقد ہونا وقف کا پہلے بنا کرنے کے پس پکڑا جاتا ہے اس سے کہ جو وقف کرے زمین کو اس شرط پر کہ اس میں مسجد بنائے تو منعقد ہوتا ہے وقف پہلے بنا کے اور نہیں پوشیدہ ہے تکلف اس کا۔ (فتح)

۲۵۶۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ بِحَائِطِكُمْ هٰذَا قَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ.

۲۵۶۷۔ انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو حکم کیا ساتھ بنانے مسجد کے پس فرمایا کہ اے نجار کی اولاد اس احاطے والے باغ کی مجھ سے قیمت کر (قیمت لو) تو انہوں نے کہا قسم ہے اللہ کی ہم اس کا مول نہیں چاہتے مگر اللہ سے۔

فائدہ: اس حدیث کی باقی بحث ہجرت میں آئے گی۔

بَابُ وَقْفِ الدَّوَابِّ وَالْكُرَاعِ وَالْعُرُوْضِ وَالصَّامِتِ.

باب ہے بیان میں وقف کرنے چوپایوں کے اور گھوڑوں کے اور اسبابوں کے اور چاندی سونے کے۔

فائدہ: کراع عطف خاص کا ہے عام پر اور چاندی سونے کے سوا سب مال اور اسباب کو عروض کہتے ہیں اور ضامت ناطق کی ضد ہے یعنی چپ رہنے والا اور مراد ساتھ اس کے چاندی سونا ہے اور وجہ لینے اس کے کی باب کی حدیث سے جو مشتمل ہے عمر رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے قصے پر یہ ہے کہ وہ دلالت کرتی ہے منقول چیزوں کے وقف کے صحیح ہونے پر پس ملحق ہوگی اس کے ساتھ وہ چیز کہ اس کے معنی میں ہے منقولات سے جب کہ پائی جائے شرط اور وہ بند رکھنا چیز ہے کا ہے پس نہ بیچی جائے اور نہ ہبہ کی جائے بلکہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے اور نفع اٹھانا ہر چیز میں اس کے موافق ہے۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيْمَنْ جَعَلَ أَلْفَ دِيْنَارٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدَفَعَهَا إِلٰى غُلَامٍ لَّهُ تَاجِرٍ يَّتْجِرُ بِهَا وَجَعَلَ رِبْحَهٗ صَدَقَةً لِّلْمَسَاكِيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ هَلْ لِلرَّجُلِ أَنْ

یعنی اور کہا زہری نے اس شخص کے حق میں کہ اس نے ہزار اشرفیاں اللہ کے راہ میں وقف کیں اور اپنے غلام سوداگر کو دیں کہ ان کے ساتھ سوداگری کرے اور گردانا ان کے نفع کو صدقہ محتاجوں اور قرابتیوں کے لیے اور کیا

يَأْكُلَ مِنْ رِبْحِ ذٰلِكَ الْأَلْفِ شَيْئًا وَّإِنْ لَّمْ يَكُنْ جَعَلَ رِبْحَهَا صَدَقَةً فِي الْمَسَاكِيْنِ قَالَ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَّأْكُلَ مِنْهَا.

اس مرد کو جائز ہے کہ اس ہزار اشرفی کے نفع سے کچھ کھائے زہری نے کہا کہ اس کو ان کے نفع سے کھانا جائز نہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ زہری کے نزدیک اس قسم کا وقف کرنا جائز ہے۔

٢٥٦٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ لَّهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَعْطَاهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَحْمِلَ عَلَيْهَا رَجُلًا فَأُخْبِرَ عُمَرُ أَنَّهُ قَدْ وَقَفَهَا يَبِيْعُهَا فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّبْتَاعَهَا فَقَالَ لَا تَبْتَعْهَا وَلَا تَرْجِعَنَّ فِيْ صَدَقَتِكَ.

٢٥٦٨۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا گھوڑا کسی کو اللہ کی راہ میں چڑھنے کے لیے دیا اور وہ گھوڑا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا کہ کسی کو چڑھنے کے لیے دیں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ گھوڑا ایک مرد کو چڑھنے کے لیے دیا تو کسی نے عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ اس نے اس کو بازار میں کھڑا کیا ہے کہ اس کو بیچے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یہ کہ اس کو خریدے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو نہ خرید اور اپنے صدقے کو پھیر نہ لے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الہبہ میں گذر چکی ہے۔ اور اعتراض کیا ہے اس پر اسماعیلی نے پس کہا اس نے کہ نہیں ذکر کیا بخاری نے باب میں مگر زہری کے اثر کو اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو۔ اور اثر زہری کا مخالف ہے اس کے جو پہلے گذر چکا ہے اس وقف سے جس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت دی اس طرح سے کہ اس کی اصل رد کی جائے اور اس کے پھل سے فائدہ اٹھایا جائے اور چاندی سونا سوائے اس کے نہیں کہ فائدہ اٹھایا جاتا ہے ساتھ ان کے اس طرح سے کہ نکلے ان کے عین کے ساتھ ایک چیز کی طرف سوائے ان کے اور نہیں یہ بند کرنا اصل کا اور فائدہ اٹھانا اس کے پھل سے بلکہ اس کی اجازت ہے کہ پھیرے اس سے نفع زیادتی کے ساتھ مانند پھل کی اور غلبہ کی اور سلوک کرنے کی اور حالانکہ چیز کی اصل ذات قائم ہو پس لیکن وہ چیز کہ نہیں فائدہ اٹھایا جاتا اس کے ساتھ مگر ساتھ فوت کرنے اس کی اصل ذات کے تو یہ وقف نہیں اور جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ تحقیق جو چیز کہ حصر کیا ہے اس نے اس کو بیچ نفع اٹھانے کے ساتھ صامت کے مسلم نہیں یعنی اس کو ہم نہیں مانتے بلکہ ممکن ہے انتفاع ساتھ صامت کے بطور سلوک کے اس طرح سے کہ بند کی جائے مثلاً اس سے وہ چیز کہ جائز ہے پہننا اس کا عورت کے لیے پس صحیح ہوگا وقف اس طرح سے کہ اس کی اصل بند کی جائے اور فائدہ اٹھائیں اس کے ساتھ عورتیں پہننے کے ساتھ حاجت کے وقت جیسا کہ میں نے اس کی توجیہ پہلے بیان کی ہے۔ (فتح)

بَابُ نَفَقَةِ الْقَيِّمِ لِلْوَقْفِ.

باب ہے بیان میں خرچ عامل وقف کے۔

۲۵۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا مَّا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَآئِي وَمَئُوْنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ.

۲۵۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بانٹیں گے میرے وارث دینار اور درہم کے برابر بھی جو چھوڑ جاؤں میں بعد میری بیویوں کے خرچ اور کارندے کی محنت کے سو صدقہ ہے اللہ کی راہ میں۔

فائدہ: حضرت ﷺ کے پاس کچھ زمین مدینے میں تھی اور کچھ فدک اور خیبر میں سو حضرت ﷺ کا معمول تھا کہ اس کے حاصلات سے اپنی بیویوں کو سال بھر کا خرچ دیتے جو باقی رہتا تو اس کو محتاج مسلمانوں میں خرچ کرتے تھے سو فرمایا کہ میرے وارث تو ایک درہم کے برابر بھی نہ بانٹیں گے باقی رہی یہ زمین سو بعد میری بیویوں اور کارندوں کے خرچ کے یہ بھی اللہ کے راہ میں صدقہ ہے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ وقف کی کارندے کو اجرت لینی درست ہے اور مراد ساتھ عامل کے اس حدیث میں کارندہ ہے زمین پر اور اجیر اور مانندان کی یا مراد خلیفہ تھا اور یہ جو کہا کہ نہ بانٹیں گے تو یہ صیغہ نہی کا بھی ہوسکتا ہے اور نفی کا بھی۔ اور مشہور تر یہ ہے کہ نفی کا ہے اور ساتھ اس کے قائم ہوتے ہیں معنی تاکہ معارض نہ ہو اس چیز کو کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے گزر چکی ہے کہ نہیں چھوڑی حضرت ﷺ نے کوئی چیز کہ میراث کی جائے آپ کی طرف سے اور نہی کی روایت کی توجیہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو اس کا یقین نہ تھا کہ آپ اپنے پیچھے کچھ نہ چھوڑیں گے بلکہ اس کا احتمال تھا پس منع کیا اس کو بانٹنے اس چیز کے سے کہ پیچھے چھوڑے اگر ایسا اتفاق ہو اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے وارث تو نام رکھا ان کا وارث اس اعتبار سے کہ وہ بالقوۃ آپ کے وارث ہیں لیکن منع کیا ان کو میراث سے دلیل شرعی نے اور وہ آپ کا قول ہے کہ ہمارے یعنی پیغمبروں کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کے راہ میں صدقہ ہے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۵۷۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ اشْتَرَطَ فِيْ وَقْفِهِ أَنْ يَّأْكُلَ مَنْ وَّلِيَهُ وَيُوْكِلَ صَدِيْقَهُ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ مَّالًا.

۲۵۷۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وقف میں شرط کی کہ جو اس کا متولی ہو وہ خود کھائے اور اپنے دوست غیر متمول کو کھلائے۔

بَابُ إِذَا وَقَفَ أَرْضًا أَوْ بِئْرًا وَّاشْتَرَطَ لِنَفْسِهِ مِثْلَ دِلَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ

جب کوئی زمین یا کنویں کو وقف کرے یا اپنے لیے اور مسلمانوں کے ڈول کی طرح شرط کرے یعنی عام مسلمانوں کی طرح وہ بھی اس سے فائدہ اٹھائے گا تو اس

کا کیا حکم ہے۔

فائدہ: یہ باب باندھا گیا ہے اس شخص کے لیے کہ شرط کرے اپنے نفس کے لیے اپنے وقف سے کچھ منفعت کی اور مقید کیا ہے بعض علماء نے جواز کو جب کہ ہو منفعت عام یعنی اس کو عام مسلمانوں کے لیے وقف کرے تو اس وقت خود اس کو بھی اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ (فتح)

وَأَوْقَفَ أَنَسٌ دَارًا فَكَانَ إِذَا قَدِمَهَا نَزَلَهَا.

یعنی انس رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر مدینے میں وقف کر دیا تھا سو جب مدینے میں آتے تھے تو اس میں اترتے تھے۔

فائدہ: اور یہ موافق ہے اس چیز کے لیے کہ گذر چکی ہے مالکیہ سے کہ جائز ہے یہ کہ وقف کرے گھر کو اور اس سے ایک گھر اپنے لیے مستثنیٰ کرے۔ (فتح)

وَتَصَدَّقَ الزُّبَيْرُ بِدُورِهِ وَقَالَ لِلْمَرْدُودَةِ مِنْ بَنَاتِهِ أَنْ تَسْكُنَ غَيْرَ مُضِرَّةٍ وَّلَا مُضَرٍّ بِهَا فَإِنِ اسْتَغْنَتْ بِزَوْجٍ فَلَيْسَ لَهَا حَقٌّ؛

یعنی اور صدقہ کیا یعنی وقف کیا زبیر نے اپنے گھروں کو اور کہا مردودہ کے لیے اپنی بیٹیوں میں سے یعنی جس کو خاوند نے طلاق دے کر گھر سے نکال دیا تھا یہ کہ ان گھروں میں رہے اس حال میں کہ نہ ضرر کرنے والی ہو گھروں کو اور نہ کوئی اس کو ضرر پہنچائے پھر اگر خاوند کرنے سے بے پرواہ ہو جائے تو اس کے لیے کوئی حق نہیں۔

فائدہ: احتمال ہے کہ وہ لڑکی کنواری ہو اور خاوند نے اس کو دخول سے پہلے طلاق دی ہو پس اس وقت اس کا خرچ باپ پر ہے کہ اس کو اپنے گھر میں جگہ دے اور زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کو وقف کے گھر میں جگہ دی۔ معلوم ہوا کہ اس نے وقف کا فائدہ اٹھانے کی شرط کر لی تھی۔ وفیه المطابقة للترجمة

وَجَعَلَ ابْنُ عُمَرَ نَصِيبَهُ مِنْ دَارِ عُمَرَ سُكْنَى لِذَوِي الْحَاجَةِ مِنْ آلِ عَبْدِ اللّٰهِ

یعنی اور وقف کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا حصہ عمر رضی اللہ عنہ کے گھر سے یعنی جو ان کو عمر رضی اللہ عنہ سے بطور میراث کے پہنچا تھا محتاجوں کے رہنے کے لیے اپنی اولاد سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کو صدقہ کیا بند کر کے کہ نہ بیچا جائے اور نہ ہبہ کیا جائے۔

وَقَالَ عَبْدَانُ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِينَ حُوصِرَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَلَا

ابو عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ جب مصر والوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ان کے گھر میں محاصرہ کیا اور گھیرا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے گھر کے اوپر سے ان پر جھانکا اور کہا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اور نہیں قسم دیتا میں مگر

أَنْشُدُ إِلَّا أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَفَرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَحَفَرْتُهَا أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَجَهَّزْتُهُمْ قَالَ فَصَدَّقُوْهُ بِمَا قَالَ.

حضرت ﷺ کے اصحاب کو کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو رومہ کے کنویں کو کھودے گا تو اس کے لیے بہشت ہے تو میں نے اس کو کھدوایا کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو تنگی کے لشکر کا سامان درست کر دے گا تو اس کے لیے بہشت ہے تو میں نے لشکر کا سامان درست کر دیا راوی نے کہا پس لوگوں نے اس کی تصدیق کی ساتھ اس چیز کے کہ اس نے کہی۔

فائدہ: جب مہاجرین مکے سے مدینے آئے تو انہوں نے میٹھا پانی نہ پایا اور غفاری ایک مرد کی ایک نہر تھی اس نہر کا نام رومہ تھا اور وہ اس کا پانی ایک مشک ایک مد سے بیچا کرتا تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ کیا تو اس کو میرے ہاتھ بیچتا ہے بدلے ایک نہر بہشت کے اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں عیال دار ہوں اور میرے عیال کے لیے اس کے سوا کوئی سبب معاش کا نہیں اور یہ خبر عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو اس نے اس کو ایک ہزار درہم سے خرید لیا پھر حضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اس کو اللہ کے راہ میں وقف کیا اور اگر وہ پہلے نہر تھی تو نہیں مانع کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں کنواں کھودا ہو اور شاید کہ نہر کنویں کے طرف جاری تھی پس عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو فراخ کیا اور اس کو گول کیا پس اس کا کھودنا اس کی طرف منسوب ہوا اور یہ جو کہا کہ انہوں نے اس کی تصدیق کی تو ایک روایت میں ہے کہ جنہوں نے اس کی تصدیق کی وہ علی رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تم نہیں جانتے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہر اے حراء پس نہیں اوپر تیرے مگر نبی اور صدیق اور شہید تو انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ مسجد تنگ تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے کہ فلاں کی اولاد کی جگہ خرید کر مسجد میں زیادہ کرے بدلے بھلائی کے بہشت میں تو میں نے اس کو اپنے ذاتی مال میں سے خرید کر مسجد میں ملایا اور آج کے دن تم مجھ کو اس میں نماز پڑھنے سے منع کرتے ہو اور ان کے سوائے اور کئی چیزیں خرچ ذکر کیں اور اس حدیث میں مناقب ظاہر ہیں عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے اور یہ کہ جائز ہے مرد کو بیان کرنا اپنے مناقب کا ضرورت کے وقت ضرر کے دفع کرنے لیے اور منفعت کے حاصل کرنے کے لیے اور مکروہ تو اس وقت ہے جب کہ فخر اور خود پسندی کے لیے ہو۔ (فتح) معلوم ہوا کہ اگر وقف کرنے والا وقف سے اپنے لیے کچھ منفعت کی شرط کرے تو جائز ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة

وَقَالَ عُمَرُ فِيْ وَقْفِهِ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهُ أَنْ يَأْكُلَ وَقَدْ يَلِيْهِ الْوَاقِفُ وَغَيْرُهُ

یعنی اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وقف میں کہ نہیں گناہ اس پر جو متولی ہو اس کا یہ کہ کھائے اور کبھی متولی ہوتا ہے وقف

فَهُوَ وَاسِعٌ لِكُلٍّ. کرنے والا اور غیر اس کا پس وہ عام ہے ہر ایک لیے۔

فائدہ: اس کی شرح پورے طور سے پہلے گذر چکی ہے اور اسماعیلی نے دعویٰ کیا ہے کہ نہیں باب کی حدیثوں میں کوئی چیز کہ ترجمہ کے موافق ہو مگر اثر انس کا اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ یہ سب اثر اس کے مطابق ہیں پس لیکن قصہ انس کا پس ظاہر ہے ترجمہ میں اور لیکن قصہ زبیر کا پس اس جہت سے ہے کہ لڑکی اکثر اوقات کنواری ہوتی ہے اور دخول سے پہلے طلاق دی جاتی ہے تو اس کا خرچ اس کے باپ پر ہوتا ہے پس لازم ہوتا ہے اس پر گھر دینا اس کو رہنے کے لیے اور جب اس کو اپنے وقف کے گھر میں ٹھہرائے تو گویا کہ اس نے شرط کی اپنے نفس پر رفع تکلیف کی لیکن قصہ ابن عمر کا تو وہ بھی اسی طور سے ہے اس لیے کہ آل میں اولاد بھی داخل ہے چھوٹی ہو یا بڑی اور لیکن قصہ عثمان کا پس اشارہ کیا اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی ہے کہ عثمان نے گھر میں بند ہونے کے دن گھر کے اوپر سے جھانک کر کہا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں اللہ کی اور اسلام کی کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت مدینے میں آئے اور اس میں میٹھا پانی نہ تھا سوائے کنویں رومہ کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ رومہ کے کنویں کی قیمت لے اور پھر اپنا ڈول اس کنویں میں ایسا ٹھہرائے جیسا دوسرے مسلمانوں کا ڈول ہے بدلے بھلائی کے بہشت میں یعنی اس کی قیمت لے کر اللہ کے راہ میں وقف کر دے اپنی ملکیت میں نہ رکھے اور کچھ بیان اس کا کتاب الشرب میں گذر چکا ہے اور رہا قصہ عمر رضی اللہ عنہ کا پس باب باندھا ہے اس نے اس کے لیے خاص پہلے کئی ابواب کے اور اس کی توجیہ پہلے گذر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ الْوَاقِفُ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ فَهُوَ جَائِزٌ

جب وقف کرنے والا کہے کہ نہیں چاہتے ہم قیمت مگر اللہ سے تو یہ جائز ہے۔

٢٥٧١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ قَالُوا لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ.

٢٥٧١۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے نجار کی اولاد اس احاطے والے باغ کی مجھ سے قیمت کرو (قیمت لو) تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کا مول نہیں چاہتے مگر اللہ سے۔

فائدہ: اسماعیلی نے کہا کہ معنی یہ ہے کہ انہوں نے اس کو نہ بیچا پھر اس کو مسجد شمار کیا مگر قول مالک کا کہ میں اس کی قیمت نہیں چاہتا مگر اللہ سے اس کو وقف نہیں کرتا۔ اور کبھی آدمی اپنے غلام کو یہ بات کہتا ہے تو پس نہیں کرتا اس کو وقف اور کہتا ہے اس کو مدبر کے لیے پس اس کی بیع جائز ہوتی ہے۔ اور ابن منیر نے کہا کہ بخاری کی مراد یہ ہے کہ وقف ہر اس لفظ کے ساتھ درست ہے جو اس پر دلالت کرے یا اس کے تنہا ہونے کے ساتھ یا قرینے کے ساتھ اور اللہ بہتر جانتا ہے اسی طرح کہا ہے اور جزم کے ساتھ کہ کہنا کہ یہ اس کی مراد ہے اس میں نظر ہے بلکہ ممکن ہے کہ اس نے

ارادہ کیا ہو تو مجرد اس چیز کی وجہ سے وہ وقف نہیں ہو گا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمَانِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّا اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا اِثْمًا فَاٰخَرَانِ يَقُوْمَانِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمَانِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَا اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَا اِنَّا اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَا اَوْ يَخَافُوْا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ﴾. ﴿الْاَوْلَيٰنِ﴾ وَاحِدُهُمَا اَوْلٰى وَمِنْهُ اَوْلٰى بِهٖ ﴿عُثِرَ﴾ اُظْهِرَ ﴿اَعْثَرْنَا﴾ اَظْهَرْنَا.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب پہنچے کسی کو تم میں سے موت جب لگے وصیت کرنے دو شخص معتبر چاہیے تم میں سے ہو یا دو اور ہوں تمہارے سوائے اخیر آیت تک۔

فائدہ: زجاج نے معانی میں کہا کہ یہ تینوں آیات قرآن کی سب سے مشکل آیات ہیں اعراب اور حکم اور معنی میں اور اولیان جو اس آیت میں واقع ہوا ہے واحد اس کا اولیٰ ہے اور اسی قبیل سے اولیٰ بہ یعنی احق بہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ دو گواہ اور پہلے دو گواہوں کی جگہ کھڑے ہوں ان لوگوں سے کہ مال کو اپنا حق بنایا ہے ہر ایک نے دونوں جھوٹے گواہوں سے زبردستی کے ساتھ ان پر اور وہ مردے کے قرابت والے ہیں اور اولیان یعنی لائق تر ہیں گواہی

کے ساتھ ان کی قرابت کی وجہ سے اور ان کی معرفت کی وجہ سے۔ اور عثر کے معنی ظہر ہیں یعنی ظاہر ہوا اور اعثر نا کے معنی اظہرنا ہے یعنی ہم نے ظاہر کیا۔ (فتح) اور مقصود بخاری کا اس کا شان نزول بیان کرنا ہے۔

۲۵۷۲۔ وَقَالَ لِيْ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ زَآئِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ سَهْمٍ مَّعَ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ وَعَدِيِّ بْنِ بَدَّآءٍ فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضٍ لَّيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهِ فَقَدُوْا جَامًا مِّنْ فِضَّةٍ مُّخَوَّصًا مِّنْ ذَهَبٍ فَأَحْلَفَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وُجِدَ الْجَامُ بِمَكَّةَ فَقَالُوْا ابْتَعْنَاهُ مِنْ تَمِيْمٍ وَّعَدِيٍّ فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ أَوْلِيَآئِهِ فَحَلَفَا ﴿لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا﴾ وَإِنَّ الْجَامَ لِصَاحِبِهِمْ قَالَ وَفِيْهِمْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾.

۲۵۷۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنی سہم کا ایک مرد تمیم داری (ایک صحابی کا نام ہے لیکن اس وقت نصرانی تھا ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا) اور عدی بن بداء (یہ بھی نصرانی تھا اس کا اسلام ثابت نہیں) کے ساتھ سفر کو نکلا یعنی تجارت کے لیے مدینے سے شام کو پس سہمی بیمار ہوا اور اپنے ہاتھ سے اپنی وصیت لکھی پھر اس کو اپنے اسباب میں چھپایا پھر تمیم اور عدی دونوں کو وصیت کی اور ان کو حکم کیا کہ میرا ترکہ میرے وارثوں کو پہنچا دینا پھر وہ سہمی مر گیا ایسی زمین میں جس میں کوئی مسلمان نہ تھا تمیم نے کہا کہ جب وہ مر گیا تو ہم نے اس کے ترکے سے ایک پیالہ لیا اور وہ اس کے کل تجارتی اسباب سے زیادہ قیمتی دار تھا تو ہم نے اس کو ہزار درہم سے بیچا تو میں نے اور عدی نے اس کو آپس میں بانٹ لیا اور ایک روایت میں ہے کہ جب وہ مر گیا تو دونوں نے اس کا اسباب کھولا پھر اس کا ترکہ لے اس کے وارثوں کے پاس آئے اور دونوں نے جو کہ چاہا سو ان کو دیا تو اس کے وارثوں نے اس کا اسباب کھولا اور اس میں وصیت لکھی پائی یعنی اور اس کو پڑھا تو نہ پایا انہوں نے اس میں ایک پیالہ چاندی کا جس پر سونے کے نقش تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو قسم دی یعنی اور انہوں نے قسم کھائی پھر اس کے وارثوں نے کے میں پیالہ پایا یعنی ایک جماعت کے پاس تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کو تمیم اور عدی سے خریدا ہے تو سہمی کے وارثوں سے دو مرد کھڑے ہوئے سو دونوں نے قسم کھائی کہ البتہ ہماری گواہی تحقیق ہے ان کی گواہی سے اور یہ کہ یہ پیالہ ہمارے ساتھی کا ہے راوی نے کہا تو ان

کے حق میں یہ آیت اتری یا ایھا الذین آمنوا۔ الخ

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث کے ساتھ قسم کے جواز کے رد کرنے کے لیے اوپر مدعی کے پس قسم کھائے اور مستحق ہو اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ ابن جریج شافعی نے حکم کرنے کے لیے ساتھ ایک گواہ قسم مدعی کے اور تکلف کیا اس نے اس کے نکالنے میں پس کہا اس نے کہ قول اللہ تعالیٰ کا پس اگر خبر ہو جائے کہ دونوں نے گناہ حاصل کیا نہیں خالی اس سے کہ دونوں اقرار کریں یا ان پر گواہی دیں دونوں گواہ یا ایک گواہ اور دو عورتیں یا ایک گواہ اور اجماع ہے اس پر کہ اقرار بعد انکار کے نہیں واجب کرتا قسم کو اوپر طالب کے اور اسی طرح ساتھ دو گواہوں کے اور ساتھ ایک گواہ اور دو عورتوں کے پس نہ باقی رہا مگر ایک گواہ پس اسی لیے مستحق ہوئے طالب دونوں کی قسم کو ساتھ ایک گواہ کے۔ اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ وارد ہوا ہے قصہ کئی طرق سے بیچ سبب شان نزول کے ان میں سے کسی طریق میں یہ نہیں کہ اس جگہ گواہ موجود تھا بلکہ کلبی کی روایت میں ہے کہ انہوں نے گواہ طلب کیا پس نہ پایا انہوں نے گواہ کو پس حکم کیا ان کو یہ کہ اس سے قسم لیں اس چیز کے ساتھ کہ اس کے اہل دین پر بڑی ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث کے ساتھ کفار کی گواہی کے جائز ہونے پر بنا بر اس کے کہ مراد غیر کے ساتھ کافر ہیں اور معنی یہ ہیں کہ تم سے یعنی تمہارے اہل دین سے یا دو اور تمہارے غیر سے یعنی غیر اہل دین تمہارے سے اور ساتھ اس کے قائل ہیں ابوحنیفہ اور جو اس کے تابع ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ وہ ظاہر آیت کے ساتھ قائل نہیں پس تحقیق وہ نہیں جائز رکھتا ہے کافر کی گواہی مسلمان پر سوائے اس کے نہیں کہ جائز رکھتا ہے وہ گواہی بعض کافروں کی بعض پر اور جواب دیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ آیت دلالت کرتی ہے اپنے منطوق کے ساتھ اس پر کہ کافر کی گواہی مسلمان پر جائز ہے اور ساتھ ایماء اپنے کے اس پر کہ کافر کی گواہی کافر پر بطریق اولیٰ جائز ہے پھر دلیل نے دلالت کی اس پر کہ کافر کی گواہی مسلمان پر جائز نہیں پس باقی رہی گواہی کافر کی کافر پر اپنے حال پر اور خاص کیا ہے ایک جماعت نے قبول کو ساتھ اہل کتاب کے اور ساتھ اہل وصیت کے اور ساتھ نہ موجود ہونے مسلمان کے اس وقت ان میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور سعید بن مسیب اور شریح اور ابن سیرین اور اوزاعی اور ثوری اور ابوعبیدہ اور احمد اور ان لوگوں نے ظاہر آیت کو لیا ہے یعنی آیت میں اہل کتاب کی گواہی ہے اور وہ وصیت میں تھی اور اس وقت مسلمان بھی موجود نہ تھا اور قوی کیا ہے اس کو ان کے نزدیک باب کی حدیث نے پس تحقیق سیاق اس کا مطابق ہے ظاہر آیت کے لیے اور بعض کہتے ہیں کہ غیر سے مراد قوم ہے اور معنی یہ ہیں کہ تم میں سے یا تمہاری قوم میں سے یا دو اور تمہارے غیر سے یا تمہاری قوم کے غیر سے اور یہ قول حسن کا ہے اور دلیل پکڑی ہے اس کے لیے نحاس نے اس طرح سے کہ لفظ آخر کے لیے ضروری ہے یہ کہ مشارک ہو اس کو جو اس سے پہلے ہے صفت میں تاکہ نہ جائز ہو یہ کہ کہے تو مررت برجل کریم ولئیم آخر بنا بر اس کے پس صفت کئے گئے ہیں دونوں ساتھ عدالت کے پس متعین ہوا کہ

دوسرے دو بھی اسی طرح ہوں اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ اگرچہ جائز ہے اس آیت کریمہ میں لیکن حدیث اس کے خلاف پر دلالت کرتی ہے اور صحابی جب سبب نزول کو حکایت کرے تو ہوتا ہے بیچ حکم حدیث مرفوع کے اتفاقا اور نیز پس بیچ اس چیز کے کہ اس نے کہا ہے رد کرنا مختلف فیہ کا ساتھ مختلف فیہ کے اس لیے متصف ہونا کافر کا ساتھ عدالت کے مختلف فیہ ہے اور وہ فروع ہے اس کے گواہی کے قبول کرنے کے سو جو اس کی گواہی کو قبول کرتا ہے اس کو عدالت کے ساتھ موصوف کرتا ہے اور جو نہیں کرتا تو سو نہیں اور اعتراض کیا ہے ابوحیان نے اوپر مثال کے جس کو نحاس نے ذکر کیا ہے ساتھ اس طور کے کہ وہ مطابق نہیں پس اگر تو کہے جَاءَ نِیْ رَجُلٌ مُسْلِمٌ وآخر کافر یعنی آیا میرے پاس ایک مرد مسلمان اور دوسرا کافر تو صحیح ہے بخلاف اس کے کہ کہے تو آیا میرے پاس مرد مسلمان اور کافر اور آیت پہلے قبیل سے ہے نہ کہ دوسرے سے اس لیے کہ قول اللہ کا او اخران اس کے قول اثنان کی جنس سے ہے اس لیے کہ ہر ایک ان دونوں میں صفت رجلان کی ہے پس گویا کہ کہا فَرَجُلَانِ اثْنَانِ وَرَجُلَانِ اٰخَرَانِ اور اماموں کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور تحقیق ناسخ اس کا اللہ کا یہ قول ہے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ یعنی جن کو تم پسند کرتے ہو گواہوں میں سے۔ اور حجت پکڑی ہے انہوں نے اجماع کے ساتھ فاسق کی گواہی کے رد کرنے پر اور کافر فاسق سے بد ہے اور پہلوں نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور دونوں دلیلوں میں تطبیق دینی اولیٰ ہے ایک کے لغو کرنے سے اور ساتھ اس کے کہ سورہ مائدہ سب سورتوں سے پیچھے اتری ہے یہاں تک کہ صحیح ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے اور ایک جماعت سلف سے کہ سورہ مائدہ محکم ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت اس شخص کے حق میں اتری ہے جو مسافر مرے اور اس کے پاس کوئی مسلمان نہ ہوں پس اگر تہمت کی جائے تو دونوں سے قسم لی جائے اور انکار کیا ہے احمد نے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور صحیح ہو چکا ہے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے اس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عمل کیا۔ پس روایت کی ہے ابوداود نے سند کے ساتھ کہ اس کے تمام راوی معتبر ہیں شعبی سے کہ ایک مسلمان کی موت حاضر ہوئی اور اس نے کسی مسلمان کو نہ پایا پس گواہ کیا اس نے دو مردوں کو اہل کتاب سے پس آئے کوفہ میں اس کے ترکے کے ساتھ اور اس کی وصیت کے ساتھ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی پس کہا اس نے کہ یہ نہیں ہوا بعد اس کے کہ تھا بیچ زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس قسم دی ان کو عصر کے بعد نہ دونوں نے خیانت کی اور نہ جھوٹ بولا اور نہ حق چھپایا اور ان کی گواہی جائز رکھی اور ترجیح دی ہے فخر رازی نے اور سبقت کی ہے اس سے طبری نے اس وجہ سے کہ قول اللہ تعالیٰ کا یاایھاالذین امنوا خطاب ہے مسلمانوں کے لیے اور جب کہا او اخران تو ظاہر ہوا کہ مراد غیر مخاطبین ہیں۔ پس متعین ہوا کہ وہ مسلمانوں کے سوا ہیں اور نیز پس جواز گواہ کرنے مسلمان کا نہیں مشروط ہے ساتھ سفر کے اور یہ کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حکم کیا اس کے ساتھ پس نہ انکار کیا کسی نے اصحاب سے پس ہوگئی حجت اور

مذہب کرابیسی اور طبری اور دوسرے لوگوں کا یہ ہے کہ مراد شہادت سے آیت میں قسم ہے اور تحقیق نام رکھا ہے اللہ نے قسم کا شہادت لعان کی آیت میں اور تائید کی انہوں نے اس کی اجماع کے ساتھ اس پر کہ نہیں لازم ہے گواہ کو یہ کہ کہے کہ میں اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں یہ کہ گواہ پر قسم نہیں کہ اس نے حق کی گواہی دی ہے کہتے ہیں پس مراد شہادت سے قسم ہے اللہ کے قول کی دلیل کی وجہ سے فَيُقْسِمَانِ بِاللّٰهِ یعنی قسم کھائے ساتھ اللہ کے پس اگر معلوم ہو جائے کہ انہوں نے جھوٹی قسم کھائی ہے تو پھر آتی ہے قسم وارثوں پر یعنی وارث قسم کھائیں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ قسم میں عدد معین کی شرط نہیں اور نہ عدالت بخلاف شہادت کے اور تحقیق دونوں شرط کی گئی ہیں اس قصے میں پس قوی ہوا حمل کرنا اس پر کہ وہ گواہی ہے اور بعض آیت کے رد کرنے کی یہ علت بیان کرتے ہیں کہ وہ مخالف ہے قیاس کے اور اصول کے اس چیز کی وجہ سے کہ اس میں ہے قبول کرنی گواہی کافروں کی اور بند کرنا گواہ کو اور قسم دینا اس کا اور شہادت مدعی کی اپنے لیے اور اس کا مستحق ہونا ساتھ مجرد قسم کے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بنفسہ مستقل حکم ہے اپنے نظیر سے بے پرواہ ہے اور تحقیق قبول کی جاتی ہے گواہی کافر کی بعض جگہوں میں جیسا کہ طب میں ہے اور نہیں مراد ہے ساتھ حبس کے قید خانہ بلکہ مراد روک رکھنا ہے قسم کے لیے تاکہ قسم اٹھائے بعد نماز کے اور لیکن قسم دینی گواہ کی پس وہ مخصوص ہے اس صورت کے ساتھ وقت قائم ہونے شک کے اور لیکن گواہی دینی مدعی کی اپنے نفس کے لیے اور مستحق ہونا اس کا ساتھ محض قسم کے پس تحقیق شامل ہے آیت قسموں کو منتقل کرنے کے لیے ان کی طرف وقت ظاہر ہونے خیانت وصیوں کے یعنی جن کو مردے نے وصیت کی پس مشروع ہے ان کے لیے یہ کہ قسم کھائیں اور مستحق ہوں جیسے کہ مشروع ہے قسم مدعی خون کے لیے قسامت میں یہ کہ قسم کھائے اور مستحق ہو پس نہیں وہ گواہی مدعی کی اپنے نفس کے لیے بلکہ باب حکم سے ہے اس کے لیے ساتھ اس کی قسم کے کہ گواہی کے قائم مقام ہے اس کی جانب کے قوی ہونے کی وجہ سے اور کیا فرق ہے درمیان ظاہر ہونے موت کے بیچ صحیح ہونے دعوی کے ساتھ خون کے اور اس کے ظاہر ہونے کے بیچ صحیح ہونے دعوی کے ساتھ مال کے۔ (فتح)

بَابُ قَضَاءِ الْوَصِيِّ دُيُوْنَ الْمَيِّتِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِّنَ الْوَرَثَةِ

باب ہے بیچ بیان ادا کرنے وصی کے مردے کے قرضوں کو بغیر حاضر ہونے وارثوں کے

فائدہ: داودی نے کہا کہ یہ حکم بلا اتفاق جائز ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں۔ (فتح)

۲۵۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ أَوِ الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ عَنْهُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ فِرَاسٍ قَالَ قَالَ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

۲۵۷۳۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کا باپ جنگ احد کے دن شہید ہوا اور اس نے چھ بیٹیاں چھوڑیں اور اپنے اوپر قرض چھوڑا سو جب کھجوروں کے میوے کاٹنے کا وقت حاضر ہوا تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو میں نے کہا

أَنَّ أَبَاهُ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَّتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ وَّتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا فَلَمَّا حَضَرَ جِدَادُ النَّخْلِ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ وَالِدِي اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَّتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا كَثِيْرًا وَّإِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ يَّرَاكَ الْغُرَمَآءُ قَالَ اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَتِهٖ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهٗ فَلَمَّا نَظَرُوْا إِلَيْهِ أُغْرُوْا بِيْ تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَاٰى مَا يَصْنَعُوْنَ أَطَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ أَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى أَدَّى اللّٰهُ أَمَانَةَ وَالِدِيْ وَأَنَا وَاللّٰهِ رَاضٍ أَنْ يُّؤَدِّيَ اللّٰهُ أَمَانَةَ وَالِدِيْ وَلَا أَرْجِعَ إِلٰى أَخَوَاتِيْ بِتَمْرَةٍ فَسَلِمَ وَاللّٰهِ الْبَيَادِرُ كُلُّهَا حَتّٰى أَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِيْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهٗ لَمْ يَنْقُصْ تَمْرَةً وَّاحِدَةً. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ أُغْرُوْا بِيْ يَعْنِيْ هِيْجُوْا بِيْ ﴿فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ﴾.

کہ یا حضرت ﷺ آپ کو معلوم ہے کہ میرا باپ جنگ احد کے دن شہید ہوا اور اس پر بہت قرض ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرض خواہ دیکھیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پس جا اور ہر قسم کی کھجوروں کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر کر میں نے ہر قسم کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر لگائے پھر میں نے حضرت ﷺ کو بلایا سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو مجھ سے برانگیختہ ہوئے یعنی اڑ اور ضد کی سو جب حضرت ﷺ نے دیکھا جو کرتے تھے تو ان میں سے بڑے ڈھیر کے گرد تین بار گھومے پھر اس پر بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلا سو ہمیشہ ان کو ماپ ماپ کر دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرے باپ کی امانت ادا کی اور قسم ہے اللہ کی میں راضی تھا کہ اللہ میرے باپ کی امانت ادا کرے اور میں اپنی بہنوں کی طرف ایک کھجور نہ لاؤں پس قسم ہے اللہ کی سب ڈھیر ثابت رہے یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں طرف اس ڈھیر کی جس پر حضرت ﷺ بیٹھے تھے گویا کہ اس میں سے ایک کھجور کم نہیں ہوئی امام بخاری نے کہا کہ اغروابی کے معنی ہیں یعنی انہوں نے مجھ کو برانگیختہ کیا اور آیت فاغرینا بینهم الخ کے یہی معنی ہیں۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ — کتاب ہے جہاد اور سیر کے بیان میں

فائدہ: جہاد کے معنی لغت میں مشقت کے ہیں اور شرع میں خرچ کرنا کوشش کا کافروں کی لڑائی میں اور نفس اور شیطان اور فاسقوں سے مجاہدے کو بھی جہاد کہا جاتا ہے پس لیکن مجاہدہ نفس کا پس اوپر سیکھنے امور دینیہ کے ہے پھر ان پر عمل کرنا پھر ان کا سکھانا اور لیکن مجاہدہ شیطان کا پس اوپر دفع کرنے اس چیز کے ہے کہ لاتا ہے اس کو شہاوت سے اور زینت دیتا ہے اس کو شہادت سے لیکن مجاہدہ کافروں کا پس واقع ہوتا ہے ساتھ ہاتھ کے اور مال کے اور زبان کے اور قلب کے اور لیکن مجاہدہ فاسقوں کا پس ہاتھ کے ساتھ ہے پھر زبان اور پھر دل کے اور اس میں اختلاف ہے کہ کافروں سے لڑنا پہلے فرض عین تھا یا فرض کفایہ۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ إِلٰى قَوْلِهٖ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحُدُوْدُ الطَّاعَةُ.

باب ہے بیان میں فضیلت جہاد کے اور سیر کے یعنی اور بیان میں اس آیت کے کہ اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور مال اس قیمت پر کہ ان کے لیے بہشت ہے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں وعدہ ہو چکا ہے اس کے ذمے پر سچا توراۃ اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے سو خوشیاں کرو اس بیع پر جو تم نے کی ہے اور یہی ہے مراد ملنی آخر آیت تک۔

فائدہ: اور مراد ساتھ بیع کے اس آیت میں وہ بیع ہے جو انصار سے عقبہ کی رات میں واقع ہوئی یا عام مراد ہے اور تحقیق وارد ہوئی ہے وہ چیز کہ پہلے احتمال پر دلالت کرتی ہے نزدیک احمد کے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرط کریں اپنے رب کے لیے اور اپنے نفس کے لیے جو چاہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے رب کے لیے یہ شرط کرتا ہوں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور میں اپنے لیے یہ شرط کرتا ہوں کہ روکو مجھ سے وہ چیز کہ روکتے ہو اس سے اپنی جان کو تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم یہ کام کریں تو ہم کو کیا ثواب ہے فرمایا کہ بہشت تو انہوں نے کہا کہ نفع دیا ہے اس تجارت نے نہ ہم بیع کو پھیرتے ہیں اور نہ ٹھہراتے ہیں پس یہ آیت اتری۔ (فتح)

٢٥٧٤۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ الْوَلِيْدَ بْنَ الْعَيْزَارِ ذَكَرَ عَنْ أَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ عَلٰى مِيْقَاتِهَا قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَسَكَتُّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِيْ.

۲۵۷۴۔ عبداللہ بن مسعود رٹائٹنڈ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت مُلَاثِیْمِ سے پوچھا یا حضرت مُلَاثِیْمِ کون سا عمل افضل ہے حضرت مُلَاثِیْمِ نے فرمایا اپنے وقت پر نماز پڑھنی میں نے کہا پھر کون سا افضل ہے؟ فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنی میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا اللہ کے راہ میں جہاد کرنا پھر میں چپ ہوا حضرت مُلَاثِیْمِ سے کچھ نہ پوچھا اور اگر میں آپ سے زیادہ چاہتا تو حضرت مُلَاثِیْمِ مجھ کو زیادہ کرتے یعنی اگر اس سے زیادہ پوچھتا تو زیادہ فرماتے۔

فائدہ: عجب بات کہی ہے داودی نے بیچ شرح اس حدیث کی پس کہا کہ اگر نماز کو اپنے وقت میں پڑھے تو ہوگا جہاد مقدم اوپر نیکی ماں باپ کے اور اگر اس کو موخر کرے تو ہوگی نیکی مقدم اوپر جہاد کے اور میں اس کی اس باب میں کوئی سند نہیں پہچانتا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مقدم کرنا نماز کا جہاد اور نیکی پر اس کے ہونے کی وجہ سے کہ لازم ہے مکلّف کے لیے ہر حال میں اور مقدم کرنا نیکی کا جہاد پر اس کے موقوف ہونے کی وجہ سے ماں باپ کی اجازت پر اور طبری نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا حضرت مُلَاثِیْمِ نے ان تین چیزوں کو اس لیے کہ وہ عنوان ہیں اس چیز پر کہ ان کے سوا ہیں بندگیوں سے پس تحقیق جو ضائع کرے فرض نماز کو یہاں تک کہ نکالے اس کو اپنے وقت سے بغیر عذر کے باوجود کم ہونے اس کی محنت کے اوپر اس کے اور بڑے ہونے اس کی فضیلت کے پس وہ اس کے ماسوا کے لیے زیادہ تر ضائع کرنے والا ہے اور جو اپنے ماں باپ سے نیکی نہ کرے باوجود ان کے حق کے بہت ہونے کے اس کے اوپر تو وہ ان کے غیر کے ساتھ اور بھی بہت کم نیکی کرے گا اور جو چھوڑے لڑائی کافروں کی باوجود ان کی سخت دشمنی کے دین کے خلاف تو ان کے سوائے فاسقوں کے جہاد کو زیادہ تر چھوڑنے والا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ یہ تینوں چیزیں جمع ہوتی ہیں اس بات میں کہ جو ان کی محافظت کرے وہ ان کے سوا اور چیزوں کی زیادہ تر حفاظت کرے گا اور جو ان کو ضائع کرے وہ ان کے سوا اور چیزوں کو زیادہ تر ضائع کرے گا۔ (فتح)

٢٥٧٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ

۲۵۷۵۔ ابن عباس رٹائٹنا سے روایت ہے کہ حضرت مُلَاثِیْمِ نے فرمایا کہ وطن چھوڑنے کا ثواب بعد فتح ہونے مکے کے نہ رہا

مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَّإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا.

لیکن جہاد اور اس کی نیت کا ثواب باقی ہے اور جب تم جہاد کے لیے بلائے جاؤ تو نکلو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۵۷۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ أَفَلَا نُجَاهِدُ قَالَ لٰكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ.

۲۵۷۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم جہاد کو سب عملوں سے افضل جانتے ہیں کیا پس ہم جہاد نہ کریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیکن افضل جہاد حج مقبول ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔ اور اس کے داخل ہونے کی وجہ اس باب میں اس جہت سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کو برقرار رکھا کہ ہم جہاد کو سب عملوں سے افضل دیکھتے ہیں۔ (فتح الباری)

۲۵۷۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ حَصِيْنٍ أَنَّ ذَكْوَانَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ يَّعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ لَا أَجِدُهُ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيْعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُوْمَ وَلَا تَفْتُرَ وَتَصُوْمَ وَلَا تُفْطِرَ قَالَ وَمَنْ يَّسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ إِنَّ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ لَيَسْتَنُّ فِيْ طِوَلِهٖ فَيُكْتَبُ لَهٗ حَسَنَاتٍ.

۲۵۷۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو وہ عمل بتایئے جو جہاد کے برابر ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا کہ جہاد کے برابر ہو فرمایا کہ کیا تجھ سے ہو سکتا ہے کہ جب غازی جہاد کو نکلے تو تو اپنی مسجد میں داخل ہو سو نماز میں کھڑا رہے اور کسی دم نماز نہ چھوڑے اور روزہ رکھے اور کبھی نہ کھولے تو اس نے کہا کہ یہ کس سے ہو سکتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غازی کا گھوڑا چھلانگ مارتا ہے اپنے رسے میں تو اس کا کودنا غازی کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

فائدہ: اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ کسی نے کہا کہ کیا چیز جہاد کے برابر ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے دو یا تین بار آپ سے یہی پوچھا حضرت ﷺ ہر بار یہی فرماتے تھے کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے اور تیسری بار فرمایا کہ مثل جہاد کی اللہ کے راہ میں آخر حدیث تک ۔ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کوئی اس کے عمل کے دسویں حصے کو نہیں پہنچتا اور یہ جو اس نے کہا کہ یہ کسی سے ہوسکتا ہے تو اس میں فضیلت ظاہر ہوئی مجاہد فی سبیل اللہ کے لیے یعنی غازی اللہ کے راہ میں تقاضہ کرتا ہے کہ جہاد کے برابر کوئی عمل نہیں اور عیدین کے باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت گذر چکی ہے کہ ایام العشر یعنی ذی الحجہ کے پہلے دس دن کے عمل سے کوئی عمل افضل نہیں لوگوں نے کہا کہ اللہ کے راہ میں جہاد کرنا بھی اس کے برابر نہیں تو احتمال ہے کہ باب کی حدیث کا عموم ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مخصوص ہوا اور احتمال ہے کہ وہ حدیث باب کہ خاص ہے اس شخص کے ساتھ جو نکلے اس حال میں کہ اپنی جان اور مال نثار کرتا تھا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی باقی حدیث میں ہے کہ نکلا اس حال میں کہ اپنی جان اور مال اللہ کے راہ میں نثار کرنے کا قصد کرتا تھا پس نہ پھرا ساتھ کسی چیز کے پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ پھر آئے وہ اس فضیلت کو نہیں پاتا لیکن مشکل ہے جو حدیث باب کے آخر میں واقع ہوا ہے کہ غازی کے لیے اللہ ضامن ہوا ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ فضیلت مذکور اس شخص کے ساتھ خاص ہے جو کسی چیز کے ساتھ نہ پھرے بلو انہیں لازم آتا اس سے کہ یہ کہ نہ ہو اس شخص کے لیے کہ پھر آئے ثواب فی الجملہ اور سب سے زیادہ تر شبہ میں وہ چیز ہے جو ترمذی وغیرہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ بہتر عملوں تمہارے کے نزدیک تمہارے رب کے اور بلند کرنے والا ہے تمہارے درجوں کو اور بہتر تمہارے لیے سونے چاندی کے خرچ کرنے سے اور بہتر تمہارے لیے جہاد کرنے سے لوگوں نے کہا کہ کیوں نہیں فرمایا اللہ کا ذکر کرنا پس یہ ظاہر ہے اس میں کہ اللہ کا ذکر کرنا سب عملوں سے افضل ہے اور خرچ جہاد سے بھی اور چاندی سونے کے خرچ کرنے سے بھی باوجود جہاد میں نفع متعدی ہے اور عیاض نے کہا کہ حدیث باب کی شامل ہے اوپر بڑے ہونے امر جہاد کے اس لیے کہ روزہ وغیرہ جو افضل اعمال سے مذکور ہوا ہے جہاد ان سب کے برابر ہے یہاں تک کہ ہو گئے تمام حالات غازی کے اور تصرفات اس کے جو مباح ہیں برابر اجر مواظب کے لیے نماز وغیرہ پر اس لیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کی طاقت نہیں رکھتا اور اس حدیث میں ہے کہ فضائل قیاس سے نہیں پائے جاتے وہ تو صرف اللہ کے احسان سے ہے ۔ اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ جہاد سب عملوں سے افضل ہے مطلق جیسے کہ اس کی تقریر پہلے گذر چکی ہے اور ابن دقیق العید نے کہا کہ قیاس چاہتا ہے کہ جہاد افضل ہو سب عملوں سے کہ وہ وسیلے ہیں اس لیے کہ جہاد وسیلہ ہے طرف اعلان کرنے دین کے اور اس کے پھیلانے کا اور کفر بجھانے کے پس فضیلت اس کی اس اعتبار سے ہے ۔ (فتح)

بَابُ أَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ مُجَاهِدٌ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾.

سب لوگوں میں افضل وہ مومن ہے جو اپنی جان اور مال سے اللہ کے راہ میں جہاد کرے یعنی اور بیان میں تفسیر ان آیتوں کے کہ اے ایمان والو کیا میں بتاؤں تم کو ایک سوداگری کہ بچائے تم کو ایک دکھ کی مار سے ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور لڑو اللہ کے راہ میں اپنے مال سے اور جان سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو آخر تک۔

فائدہ: روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر الخ (فتح)

۲۵۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ قَالُوا ثُمَّ مَنْ قَالَ مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللَّهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ.

۲۵۷۸۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں میں افضل کون ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مسلمان جو اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ پھر کون افضل ہے فرمایا کہ وہ مسلمان کہ پہاڑ کے کسی راہ میں ہو اللہ سے ڈرے اور لوگوں کو اپنی بدی سے چھوڑے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ لوگوں میں کامل ایمان دار کون ہے اور گویا کہ مراد ساتھ مومن کے وہ شخص ہے کہ قائم ہو ساتھ اس چیز کے کہ معین ہے اس پر قیام اس کے ساتھ پھر یہ فضیلت حاصل کرے اور نہیں ہے مراد جو فقط جہاد کرے اور فرض عین کو چھوڑے پس اس وقت ظاہر ہوگی بزرگی غازی کی اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے خرچ کرنا مال اور جان اپنی کے سے اللہ کے لیے۔ اور اس لیے کہ اس میں نفع متعدی ہے سوائے اس کے نہیں کہ مسلمان گوشہ گیر جو اس کے بعد افضل ہے اس لیے کہ جو لوگوں میں ملا جلا رہتا وہ نہیں سلامت رہتا گناہ کے ارتکاب سے اور مقید ہے فتنوں

کے وقوف کے ساتھ اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ وہ مراد ہے کہ پہاڑ کے درے میں لوگوں سے گوشہ گیر ہے نماز پڑھتا ہے اور زکوۃ دیتا ہے اور لوگوں کو اپنی بدی سے بچاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد پہاڑ کے راہ میں گذرا اور اس میں میٹھے پانی کی نہر تھی تو اس کو خوش لگی تو اس نے کہا کہ اگر میں لوگوں سے کنارہ کروں تو خوب ہو پھر اس نے حضرت ﷺ سے اجازت مانگی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کر پس تحقیق جگہ کھڑے ہونے تمہارے کی اللہ کی راہ میں افضل ہے اس کے نماز پڑھنے سے اپنے گھر میں ستر سال اور اس حدیث میں فضیلت تنہا ہونے کی اس لیے کہ اس میں سلامتی ہے لغو اور غیبت سے اور مانند اس کی سے اور لیکن لوگوں سے بالکل علیحدہ ہونا جمہور کہتے ہیں کہ محل اس کا نزدیک واقع ہونے فتنوں کے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سب لوگوں میں بہتر وہ شخص ہوگا کہ اپنے گھوڑے کی باگ اللہ کی راہ میں پکڑے ہوگا موت کو تلاش کرتا ہوگا اور ایک وہ مرد کہ پہاڑوں کی راہ سے ایک راہ میں ہو نماز کو قائم کرے اور زکوۃ دے اور لوگوں کو اپنی بدی سے بچائے پس یہ حدیث تائید کرتی ہے کہ گوشہ گیری فتنے فساد کے وقت کے ساتھ خاص ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ ان حدیثوں میں پہاڑ کے راہوں کا ذکر ہے تو یہ اس لیے ہے کہ وہ اکثر اوقات خالی ہوتے ہیں جو جگہ کہ لوگوں سے دور ہو وہ اس میں داخل ہیں۔ (فتح)

۲۵۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِهٖ كَمَثَلِ الصَّآئِمِ الْقَآئِمِ وَتَوَكَّلَ اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِهٖ بِأَنْ يَّتَوَفَّاهُ أَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهٗ سَالِمًا مَّعَ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ.

۲۵۷۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ راہ اللہ کے غازی کی مثل اور اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے مثل روزے دار شب بیدار کی ہے اور اللہ ضامن ہوا ہے اس شخص کے لیے کہ اس کی راہ میں جہاد کرے ساتھ اس کے کہ اگر اس کو مارے گا تو بہشت میں داخل کرے گا یا پھیر لائے گا اس کو سلامت ساتھ ثواب یا مال غنیمت کے۔

فائدہ: یہ کہا کہ اس کو بہشت میں داخل کرے گا تو مراد یہ ہے کہ بغیر حساب اور عذاب کے اور یا مراد یہ ہے کہ موت کی گھڑی اس کو بہشت میں داخل کرے گا جیسے کہ وارد ہوا ہے کہ شہیدوں کی روحیں بہشت میں چرتی ہیں اور ساتھ اس تقریر کے دفع ہوگا اس شخص کا اعتراض جو کہتا ہے کہ ظاہر حدیث کا برابری کرنی ہے درمیان شہید کے اور سلامت بچ کر آنے والے کے اس لیے کہ ثواب کا حاصل ہونا لازم پکڑتا ہے بہشت کے داخل ہونے کو اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ

مراد ساتھ داخل ہونے بہشت کے دخول خاص ہے اور یہ جو کہا کہ پھیر لائے گا اس کو ساتھ اجر یا غنیمت کے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ساتھ اجر خالص کے اگر کوئی چیز غنیمت نہ لائے یا ساتھ غنیمت خالص کے اس کے ساتھ اجر ہے اور گویا کہ سکوت کیا حضرت ﷺ نے اجر ثانی سے جو غنیمت کے ساتھ اس کے ناقص ہونے کی وجہ سے ہے بنسبت پہلے اجر کی جو بغیر غنیمت کے ہے اور اس تاویل کا باعث یہ ہے کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ جب وہ غنیمت لائے تو اس کو ثواب حاصل نہیں ہوتا اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ یا غنیمت کے اس کے ساتھ اجر ہے جو ناقص ہے اس شخص کے اجر سے جو غنیمت نہ لائے اس لیے کہ قواعد چاہتے ہیں کہ وہ غنیمت نہ لانے کے وقت افضل ہے ثواب میں اس سے جب کہ غنیمت پائے پس حدیث صریح ہے نفی حرمان میں اور نہیں صریح جمع کی نفی میں اور تحقیق روایت کی ہے مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو جماعت غازیوں کے لشکر کی کافروں سے لڑے پھر کافروں کا مال لوٹے تو انہوں نے دو تہائیاں اپنی آخرت کی مزدوری سے دنیا میں پائیں اور ایک تہائی ان کے لیے باقی رہی اور جنہوں نے غنیمت نہ پائی تو ان کی مزدوری پوری ہوگی پس یہ حدیث تائید کرتی ہے تاویل مذکور کی اور یہ کہ جو غنیمت پائے وہ بھی ثواب کے ساتھ پھرتا ہے لیکن اس کا ثواب کم ہے اس شخص کے ثواب سے کہ غنیمت نہ پائے پس ہوگی غنیمت بیچ مقابلے جزا کے اجر غزا سے پس جب مقابلہ کیا جائے اجر غانم کا ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہوا ہے اس کو دنیا سے ساتھ اجر اس شخص کے کہ نہیں غنیمت پائی اس نے باوجود ان کے مشترک ہونے کے محنت اور مشقت میں تو ہوگا اجر غنیمت پانے والوں کا کم اجر غنیمت نہ پانے والے سے اور یہ موافق ہے جناب کے قول کے حدیث صحیح میں جو آئندہ آتی ہے کہ بعض ہم میں سے مر گئے اور انہوں نے اپنی مزدوری سے کچھ نہ کھایا اور یہ جو کہا کہ غازی کو غنیمت پانے کے سبب سے ثواب کم ملتا ہے تو بعض نے اس پر یہ شبہ وارد کیا ہے کہ یہ مخالف ہے اس چیز کے کہ اس پر اکثر حدیثیں دلالت کرتی ہیں اور تحقیق مشہور ہوئی ہے مدح حضرت ﷺ کی ساتھ حلال کرنے غنیمت کے اور ٹھہرانے آپ کے اس کو اپنی امت کے فضائل سے پس اگر اس کے پانے سے ثواب کم ہوتا تو اس کے ساتھ مدح واقع نہ ہوتی اور نیز پس یہ چاہتا ہے کہ جنگ بدر والے اصحاب کا ثواب جنگ احد والے اصحاب سے کم ہو مثلاً اس لیے کہ بدر والوں نے غنیمت پائی اور احد والوں نے نہ پائی باوجود اس کے کہ بدر والے افضل ہیں اور یہ اعتراض ابن عبدالبر وغیرہ نے کیا ہے اور ذکر کیا اس نے کہ بعض نے اس کا جواب دیا ہے اس طرح سے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ضعیف ہے اس لیے کہ وہ حمید بن ہانی کی روایت سے ہے اور وہ مشہور نہیں اور یہ قول ان بعض کا مردود ہے اس لیے کہ وہ ثقہ ہے حجت پکڑی گئی ہے اس کے ساتھ مسلم کے نزدیک اور نسائی وغیرہ نے اس کی توثیق کی اور نہیں معلوم ہے کہ کسی نے اس کی جرح کی ہو اور بعض کہتے ہیں کہ ثواب کا کم ہونا اس غنیمت پر محمول ہے جو اپنی غیر وجہ سے لے جائے یعنی بے وجہ لے جائے اور ظاہر ہونا فساد اس وجہ کا بے پرواہ کرتا ہے اس کے رد کرنے سے اس لیے کہ اگر امر اس طرح ہوتا تو ان کے لیے تہائی

ثواب باقی نہ رہتا اور نہ اس سے کم اور بعض نے کہا کہ ثواب کا کم ہونا اس شخص پر محمول ہے جو قصد کرے غنیمت کا اپنے جہاد کی ابتدا میں اور پورا ثواب اس کے لیے جو محض جہاد کا قصد کرے اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ ابتدا حدیث کی تصریح کرتی ہے اس کے ساتھ کہ مقسم راجع ہے اس شخص کی طرف جس کی نیت خالص ہو حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے اس کے اول میں کہ نہ نکالے اس کو مگر میرا ایمان اور میرے رسول کی تصدیق اور ابن دقیق العید نے کہا کہ دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں بلکہ دونوں میں حکم قیاس پر جاری ہے اس لیے کہ مزدوریاں مختلف ہوتی ہیں باعتبار زیادتی مشقت کے اس چیز میں کہ ہو مزدوری اس کی باعتبار مشقت کے اس لیے کہ مشقت کے لیے دخول ہے مزدوری میں اور سوائے اس کے نہیں کہ مشکل وہ عمل ہے جو متصل ہے ساتھ لینے غنیمتوں کے یعنی پس اگر ثواب کم ہوتا تو البتہ سلف صالحین غنیمتوں کو نہ لیتے پس ممکن ہے یہ کہ جواب دیا جائے ساتھ اس کے کہ لینا اس کا جہت تقدیم بعض مصالح جزئیہ کے سے ہے بعض پر اس لیے کہ لینا غنیمتوں کا ابتدائے اسلام میں مدد تھا دین پر اور قوت ضعیف مسلمانوں کے لیے اور یہ مصلحت عظیم ہے معاف کیا جاتا ہے اس کے لیے بعض نقص کا اجر میں اس اعتبار سے کہ ہے اور لیکن جواب اس شخص کا کہ شبہ کرتا ہے اس پر اہل بدر کے حال سے پس جو چیز کہ لائق ہے یہ کہ ہو مقابلہ درمیان کمال مزدوری اور اس کے کم ہونے میں اس شخص کے لیے کہ جہاد کرے اپنی جان سے جب کہ نہ غنیمت پائے یا جہاد کرے پس غنیمت پائے پس غایت اس کی یہ ہے کہ حال اہل بدر کا مثلا نزدیک نہ پانے غنیمت کے افضل ہے اس سے وقت اس کے پانے کے اور نہیں نفی کرتا یہ کہ ہو حال ان کا افضل ان کے غیر کے حال سے اور جہت سے اور نہیں وارد ہوتی اس میں نفی کہ اگر وہ غنیمت نہ پاتے تو ہوتا اجر ان کا اپنے حال پر بغیر زیادتی کے اور لازم نہیں آتا اس سے کہ وہ بخشے گئے ہیں اور وہ افضل مجاہدین ہیں یہ کہ ان کے سوا کوئی اور مرتبہ نہ ہو اور لیکن اعترض ساتھ حلال ہونے غنیمتوں کے پس وارد نہیں اس لیے کہ نہیں لازم آتا حلال ہونے سے غنیمتوں کے ثبوت وفا اجر کا ہر غازی کے لیے اور مباح فی الاصل نہیں مستلزم ہے ثواب کو بنفسہ لیکن ثابت ہو چکا ہے کہ لینا غنیمت کا اور غالب ہونا اس پر کافروں سے حاصل کرتا ہے ثواب کو اور باوجود اس کے پس باوجود صحت ثبوت فضل کے غنیمت کے لینے میں اور صحت مدح کرنے کے ساتھ لینے اس کے نہیں لازم آتا اس سے کہ ہر غازی کو حاصل ہو اس کے لیے اجر اس کے جہاد سے نظیر اس شخص کی ہے جو غنیمت نہ لائے میں کہتا ہوں کہ جس نے اہل بدر کی مثال دی ہے اس کی مراد تہویل ہی نہیں تو امر بنا بر اس کے کہ آخر قرار پا چکا ہے اس طرح سے کہ نہیں لازم آتا ہونے ان کے سے باوجود لینے غنیمت کے کم تر ثواب میں اس چیز سے کہ اگر نہ ہوتا ان کے لیے اجر غنیمت کا یہ کہ ہوں نیچ حال لینے ان کے کے غنیمت کو مفضول یعنی فضیلت دیے گئے بنسبت ان کی کہ ان کے بعد ہیں مانند اس شخص کی کہ جنگ احد میں حاضر ہوا ان کے ہونے کی وجہ سے کہ انہوں نے کوئی چیز غنیمت سے نہ پائی بلکہ اجر بدری کا کئی گنا زیادہ ہے اجر اس شخص کے سے کہ اس کے بعد ہے مثال اس کی یہ ہے کہ کہے کہ اگر فرض کیا جائے اجر بدری کا بغیر

غنیمت کے چھ سو حصہ اور اجر احدی کا مثلا بغیر غنیمت کے سو حصہ پس جب ہم اس کی نسبت کریں باعتبار حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے ہوگا بدری کے لیے اس کے لینے کی وجہ سے غنیمت کو دو سو حصہ اور وہ چھ سو کی تہائی ہے تو ہوگا بدری زیادہ اجر میں احدی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ممتاز ہوئے اہل بدر ساتھ اس کے اس کے ہونے کی وجہ سے پہلی جنگ کہ حاضر ہوئے تھے اس میں حضرت ﷺ بیچ لڑائی کافروں کے اور تھا مبدا مشہور ہونے اسلام کا اور قوت اس کے اہل کا پس ہوگا اجر اس شخص کا کہ اس میں حاضر ہوا مثل اس شخص کی کہ سب جنگوں میں حاضر ہوا فضیلت میں کوئی چیز اس کے برابر نہ ہوگی اور ذکر کیا ہے بعض متاخرین نے تعبیر کرنے کے لیے ساتھ دو تہائیوں اجر کے بیچ حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے لطیفہ بالغہ اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے غازی کے لیے تین کرامتیں تیار کیں ہیں دو دنیاوی اور ایک اخروی پس دنیاوی سلامت آنا اور غنیمت لانا اور اخروی بہشت میں داخل ہونا پس جب سالم اور غانم پھر آئے تو تحقیق حاصل ہو گئیں اس کے لیے دو تہائیاں اس چیز سے کہ اللہ نے اس کے لیے تیار کیں ہیں اور اللہ کے پاس اس کے لیے ایک تہائی باقی رہی اور اگر بدون غنیمت کے پھر آئے تو اس کے بدلے اس کو ثواب دیتا ہے بیچ مقابلے اس چیز کے کہ اس سے فوت ہوئی اور گویا کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ غازی کو کہا جاتا ہے کہ جب فوت ہو تجھ سے کوئی چیز دنیا کے امر سے تو میں اس کے عوض تجھ کو ثواب دوں گا مگر ثواب مختص ہے جہاد کے ساتھ پس وہ حاصل ہے دونوں فریقوں کے لیے اور اس حدیث میں ہے کہ فضائل نہیں پائے جاتے ہمیشہ ساتھ قیاس کے بلکہ وہ اللہ کے فضل سے ہیں اور یہ کہ اعمال صالح نہیں مستلزم ہیں ثواب کو اپنی ذاتوں کے لیے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتے ہیں ساتھ نیت خالص کے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ بِالْجِهَادِ وَالشَّهَادَةِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَقَالَ عُمَرُ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ.

باب ہے بیان میں دعا کرنے کے ساتھ جہاد اور شہید ہونے کے مردوں اور عورتوں کے لیے یعنی جائز ہے مرد اور عورت کو یہ کہ دعا کرے کہ الٰہی مجھ کو جہاد کرنے والوں میں کر یا مجھ کو شہیدوں سے کر۔ یعنی اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الٰہی روزی دے مجھ کو شہادت کی اپنے رسول کے شہر میں یعنی مدینہ منورہ میں۔

۲۵۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ

۲۵۸۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت کا دستور تھا کہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے پاس جایا کرتے تھے سو وہ آپ کو کھانا کھلاتی تھی اور ام حرام رضی اللہ عنہا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں تو حضرت ﷺ اس کے پاس گئے تو اس نے کھانا کھلایا اور وہ آپ کے سر کے بال دیکھنے لگی یعنی تا کہ آپ کے سر سے

مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِيْ رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ شَكَّ إِسْحَاقُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللهِ كَمَا قَالَ فِي الْأَوَّلِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِيْ زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَآبَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

جوئیں نکالے یعنی اس لیے کہ وہ حضرت ﷺ کی رضاعی خالہ تھیں تو حضرت ﷺ سو گئے پھر ہنستے ہوئے جاگے ام حرام کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کیوں ہنستے ہیں فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کئے گئے لڑتے ہوئے اللہ کی راہ میں اس سمندر کے اندر سوار بادشاہ ہیں تختوں پر یا فرمایا جیسے بادشاہ تختوں پر تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے لیے دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے تو حضرت ﷺ نے اس کے لیے دعا کی پھر حضرت ﷺ اپنا سر رکھ کر سو گئے پھر ہنستے ہوئے جاگے تو میں نے کہا کہ یا حضرت آپ کیوں ہنستے ہیں فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کئے گئے لڑتے ہوئے اللہ کی راہ میں جیسے کہ پہلی بار فرمایا تھا میں نے کہا یا حضرت ﷺ دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے فرمایا کہ تو پہلے لوگوں میں سے ہے جو سمندر میں سوار ہوں گے تو ام حرام رضی اللہ عنہا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دریا میں جہاز پر سوار ہوئیں سو جب دریا سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر پڑیں اور مر گئیں۔

فائدہ: ابن منیر وغیرہ نے کہا کہ وجہ دخول کی اس ترجمہ کی فقہ میں یہ ہے کہ ظاہر شہادت کی دعا سے لازم پکڑتا ہے طلب نصرت کافر کے کو مسلمان پر اور اللہ کے نافرمان کی مدد کرنے کو اس کے فرمانبردار پر یعنی اس لیے کہ مسلمان تو اسی وقت ہی شہید ہوتا ہے جب کہ کافر غالب ہوں لیکن مقصود اصلی اس کے سوائے کچھ نہیں کہ حاصل ہونا بلند درجے کا جو مترتب ہے شہادت کے حاصل ہونے پر اور جو چیز اس نے ذکر کی ہے وہ مقصود لذاتہ نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوتی ہے ضرورت وجود سے پس مغتفر ہوا بڑی مصلحت کا حاصل ہونا کافروں کے دفع کرنے سے اور ان کے

ذلیل کرنے سے اوران کے قہر سے ان کے قتل کے قصد کی وجہ سے اس چیز کے حاصل ہونے کے ساتھ کہ واقع ہوتی ہے اس کے ضمن میں بعض مسلمانوں کے قتل کرنے سے ۔ اور جائز ہوئی تمنا کرنی شہادت کی اس چیز کے لیے کہ دلالت کرتی ہے اس پر صدق اس شخص کے سے کہ واقع ہوتی ہے اس کے لیے اللہ کے بول بالا کرنے سے یہاں تک کہ خرچ کیا اس نے اپنی جان کو اس کے حاصل کرنے میں ۔ پھر وارد کی بخاری نے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ام حرام رضی اللہ عنہا کے قصے میں اور مراد اس سے ام حرام رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہے کہ آپ دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا کی اور اس کی پوری شرح کتاب الاستیذان میں آئے گی اور یہ ظاہر ہے بیچ مطابق ہونے کے ترجمہ کے ساتھ عورتوں کے حق میں اور پکڑا جاتا ہے اس سے حکم عورتوں کا بطریق اولیٰ اور عجیب بات کہی ابن تین نے پس کہا کہ نہیں حدیث میں تمنا شہادت کی بلکہ اس میں تو صرف جہاد کی تمنا ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ شہادت بھی ہے ثمرہ عظمیٰ مطلوبہ جہاد میں ۔ (فتح) اور عمر رضی اللہ عنہ کے اثر کی شرح حج کے آخر میں گذر چکی ہے ۔

بَابُ دَرَجَاتِ الْمُجَاهِدِيْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ يُقَالُ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ وَهٰذَا سَبِيْلِيْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ ﴿غُزًّا﴾ وَاحِدُهَا غَازٍ ﴿هُمْ دَرَجَاتٌ﴾ لَهُمْ دَرَجَاتٌ.

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے درجوں کا بیان یعنی کہا جاتا ہے کہ یہ ہے راہ میری یعنی سبیل کا لفظ مذکر اور مونث دونوں طرح سے آتا ہے یعنی بخاری نے کہا کہ غزی جو قرآن میں واقع ہوا ہے اس کا واحد غازی ہے یعنی هم درجات (کہ قرآن میں واقع ہوا ہے) کے معنی لهم درجات ہیں یعنی ان کے لیے درجے ہیں۔

۲۵۸۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ جَلَسَ فِيْ أَرْضِهِ الَّتِيْ وُلِدَ فِيْهَا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا نُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ

۲۵۸۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سچے دل سے اللہ اور اس کے پیغمبر کو مانا اور نماز کو ٹھیک ادا کیا اور رمضان کا روزہ رکھا تو کرم اور فضل کے راہ سے ضرور ہوگا اللہ پر اس کا بہشت میں لے جانا خواہ اس نے اپنا وطن اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے چھوڑا ہو یا اس کی زمین یعنی اس شہر میں ٹھہرا رہا جس میں پیدا ہوا تو لوگوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم لوگوں کو خوشخبری نہ سنائیں یعنی اگر حکم ہو تو ہم لوگوں کو خوشخبری سنائیں کہ بہشت جہاد پر موقوف نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو چھوڑو کہ عمل کریں بے شک بہشت میں سو بلند درجے ہیں کہ اللہ نے غازیوں کے

اللهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ فَاسْأَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ أُرَاهُ قَالَ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ أَبِيْهِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ.

ہیں تیار کر رکھے ہیں دو درجوں میں اتنا فرق ہے جتنا آسمان اور زمین میں سو جب تم اللہ سے مانگو تو فردوس مانگا کرو کہ فردوس سب بہشتوں کے درمیان ہے اور سب سے اونچی اور اس کے اوپر اللہ کا عرش ہے اور اسی سے بہشت کی سب نہریں پھوٹتی ہیں۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ زکوۃ اور حج کو اس لیے ذکر نہیں کیا کہ وہ فرض نہ تھا میں کہتا ہوں کہ بلکہ وہ حدیث میں مذکور تھا بعض راویوں سے رہ گیا پس تحقیق ثابت ہو چکا ہے حج ترمذی میں معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ آپ نے زکوۃ کو بھی ذکر کیا ہے یا نہیں اور نیز پس نہیں ذکر کی گئی یہ حدیث بیان ارکان کے لیے پس اقتصار کرنا ہے اس چیز پر کہ مذکور ہے اس لیے ہے کہ وہ اکثر اوقات بار بار آتی مگر زکوۃ نہیں واجب ہے مگر اس پر کہ جس کے لیے مال ہے ساتھ اس کی شرط کے اور لیکن حج پس نہیں واجب ہے مگر ایک بار ساتھ دیر کے اور یہ جو کہا کہ خواہ اپنے گھر میں بیٹھے تو اس میں تانیس ہے اس شخص کے لیے کہ محروم رہے جہاد سے اور یہ کہ وہ اجر سے محروم نہیں بلکہ اس کے لیے ایمان سے اور التزام فرائض سے وہ چیز ہے کہ اس کو بہشت میں پہنچاتی ہے اگرچہ غازیوں سے درجہ میں کم ہو اور یہ جو کہا کہ جتنا زمین اور آسمان کے درمیان فرق ہے تو ایک روایت میں ہے کہ دو درجوں کے درمیان سو برس کا فاصلہ ہے اور ایک میں پانچ سو برس کا ذکر ہے سو اگر یہ دنوں روایتیں ٹھیک ہوں تو ہوگا اختلاف عدد کا بنسبت اختلاف سیر کے اور ترمذی کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر تمام مخلوقات ان کے ایک درجے میں جمع ہوں تو اس میں سما جائیں اور نہیں اس سیاق میں وہ چیز کہ نفی کرے اس کی کہ بہشت میں اور درجے ہوں کہ تیار کیے گئے ہوں غیر مجاہدین کے لیے کم درجے مجاہدین کے سے اور مراد وسط سے اعدل اور افضل ہے جیسے کہ اس آیت میں ہے کہ **وكذلك جعلناكم امة وسطا** اور طیبی نے کہا کہ مراد ساتھ ایک کے علو حسی ہے اور ساتھ دوسرے کے علو معنوی ہے اور ابن حبان نے کہا کہ مراد اوسط کے فراخی ہے اور ساتھ اعلیٰ کے فوقیت اور فردوس اس باغ کو کہتے ہیں جس میں ہر چیز ہو اور بعض کہتے ہیں کہ وہ وہ ہے جس میں انگور ہو اور بعض کہتے ہیں کہ یہ رومی زبان ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سریانی ہے اور اس حدیث میں فضیلت ظاہر ہے مجاہدین کے لیے اور اس میں عظمت بہشت کی ہے اور عظمت فردوس کی اور اس میں اشارہ ہے کہ غازی کے درجے کو کبھی غیر غازی بھی پا لیتا ہے یا تو ساتھ نیت خالص کے یا اس چیز کے ساتھ کہ برابر ہے اس کو نیک عملوں سے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو حکم کیا ہے کہ فردوس کی دعا مانگیں بعد اس کے کہ ان کو بتا دیا کہ اللہ نے اس کو غازیوں کے لیے تیار کیا ہے اور اس میں جواز دعا کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہ

حاصل ہو دائی کے لیے اس چیز کے لیے کہ اس کو میں نے ذکر کیا ہے اور اول اولیٰ ہے۔ (فتح) اور یہ بھی معلوم ہوا فقط دعا کو بھی بہشت کے حاصل کرنے میں تاثیر ہے اور نری دعا سے بھی بہشت حاصل ہو سکتی ہے ورنہ دعا مانگنے کے کوئی معنی نہ تھے۔

٢٥٨٢۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ حَدَّثَنَا

٢٥٨٢۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ حَدَّثَنَا

أَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ فَصَعِدَا بِيَ الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَانِيْ دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا قَالَا أَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَآءِ.

٢٥٨٢۔ سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آج کی رات دو مردوں کو دیکھا کہ میرے پاس آئے اور مجھ کو ایک درخت پر لے چڑھے سو مجھ کو ایک گھر میں داخل کیا کہ نہایت بہتر اور افضل تھا میں نے کبھی اس سے بہتر اور افضل نہیں دیکھا تو دونوں نے کہا کہ یہ گھر تو شہیدوں کا گھر ہے۔

فائدہ: یہ ٹکڑا حدیث کا شاہد ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے لیے جو اس سے پہلے مذکور ہے اور اس کے لیے مفسر ہے کہ مراد اوسط سے افضل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعریف کرنے کی وجہ سے شہیدوں کے گھر کی ساتھ اس کے کہ وہ نہایت بہتر اور افضل ہے۔ (فتح)

بَابُ الْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَابِ قَوْسِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ.

صبح یا شام کو اللہ کے راہ یعنی جہاد میں کوشش کرنی یعنی اس کی فضیلت کا بیان اور مقدار تمہاری کمان کی جگہ بہشت سے یعنی بہشت کی اتنی جگہ بھی نہایت بہتر ہے۔

فائدہ: غدوہ مشتق ہے غدا سے اور وہ نکلنا ہے اول دن میں جس وقت میں ہو دو پہر تک اور رواحہ رواح سے مشتق ہے اور رواح کا معنی نکلنا ہے جس وقت میں ہو ڈھلنے سورج کے سے اس کے ڈوبنے تک۔

٢٥٨٣۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا.

٢٥٨٣۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ صبح یا شام کو اللہ کے راہ میں یعنی جہاد میں کوشش کرنی بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے۔

فائدہ: ابن دقیق العید نے کہا کہ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ احتمال ہے کہ ہو یہ باب چھپی چیز کے اتارنے سے بیچ جگہ دیکھی گئی چیز کے اس کے ثابت کرنے کے لیے نفس میں اس لیے کہ دنیا نفس میں محسوس ہے یعنی نظر آتی

ہے عظیم ہے طبیعتوں میں اس لیے واقع ہوئی ہے فضیلت دینی ساتھ اس کے وگرنہ تو یہ بات معلوم ہے کہ تمام دنیا بہشت کے ایک ذرے کے برابر بھی نہیں دوسرا یہ کہ احتمال ہے کہ ہو مراد اس کے ساتھ یہ کہ یہ قدر ثواب بہتر ہے اس ثواب سے کہ حاصل ہو اس شخص کے لیے کہ اگر اس کو ساری دنیا ملے تو اس کو اللہ کی بندگی میں خرچ کرے۔ میں کہتا ہوں کہ اس دوسرے معنی کی تائید کرتی ہے وہ حدیث جو ابن مبارک نے کتاب الجہاد میں حسن کے مرسل سے روایت کی ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمُ نے ایک لشکر بھیجا جس میں عبداللہ بن رواحہ رٹائٹیز تھے پس پیچھے رہا کہ حضرت مَلَّاتِیْمُ کے ساتھ نماز میں حاضر ہوئے تو حضرت مَلَّاتِیْمُ نے اس کو فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر تو تمام دنیا کو خرچ کرے تو نہ پائے ان کے صبح کو جہاد کے لیے نکلنے کی فضیلت کو اور حاصل یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ دنیا کچھ چیز نہیں اور جہاد نہایت ہی بہت بڑا کام ہے اور یہ کہ جس کو کوڑے کے برابر بہشت میں جگہ ملے تو گویا کہ حاصل ہوا اس کے لیے امر عظیم بہتر تمام دنیا سے پس کیا حال ہے اس شخص کا کہ جس کو بہشت کے اعلیٰ درجے ملیں اور نکتہ اس میں یہ ہے کہ سبب تاخیر کا جہاد میں میل کرنا تھا طرف کسی سبب کی دنیا کے اسباب سے پس تنبیہ کی گئی اس پیچھے رہنے والے کو کہ اس قدر کم جگہ بہشت میں بہتر ہے تمام دنیا سے۔

٢٥٨٤۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ وَقَالَ لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ.

۲۵۸۴۔ ابو ہریرہ رٹائٹیز سے روایت ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمُ نے فرمایا کہ مقدار کمان ایک تمہارے کی بہشت میں بہتر ہے اس چیز سے کہ جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہو یعنی تمام دنیا سے اور فرمایا کہ صبح یا شام کو جہاد میں جانا بہتر ہے اس چیز سے کہ اس پر آفتاب چڑھے اور ڈوبے۔

فائدہ: آئندہ باب میں انس رٹائٹیز کی حدیث میں یہ لفظ ہے لقاب قوس احدکم اور یہی مطابق ہے ترجمہ باب کے لیے۔

٢٥٨٥۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّوْحَةُ وَالْغَدْوَةُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنَ

۲۵۸۵۔ سہل بن سعد رٹائٹیز سے روایت ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمُ نے فرمایا کہ شام یا صبح کو جہاد میں کوشش کرنی بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے۔

الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا.

بَابُ الْحُورِ الْعِينِ وَصِفَتِهِنَّ يُحَارُ فِيهَا الطَّرْفُ شَدِيدَةٌ سَوَادِ الْعَيْنِ شَدِيدَةٌ بَيَاضِ الْعَيْنِ ﴿وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ﴾ أَنْكَحْنَاهُمْ.

باب ہے بیان میں حورعین اوران کی صفت کے حیران ہوتی ہے اس میں آنکھ یعنی باسبب اس کے حسن کی چمک کے نہایت سیاہی آنکھ والی اور نہایت سفیدی آنکھ والی یعنی اس کی آنکھ کی سیاہی نہایت تک ہے اوراس کی سفیدی بھی نہایت تک ہے۔یعنی آیت زوجناهم کے معنی کہ اس آیت میں واقع ہوا ہے انکحناهم ہیں یعنی نکاح کر دیا ہم نے ان کا ساتھ حورعین کے۔

فائدہ: یہ تفسیر ہے حورعین کی۔

۲۵۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَّمُوْتُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ يَّسُرُّهُ أَنْ يَّرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَأَنَّ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا إِلَّا الشَّهِيْدَ لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فَإِنَّهُ يَسُرُّهُ أَنْ يَّرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرٰى.

۲۵۸۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بندہ نہیں مرتا جس کے لیے اللہ کے نزدیک کوئی بھی بہتری ہو کہ اس کو خوش معلوم ہو یہ بات کہ پلٹ آئے دنیا کی طرف اس حالت پر کہ اس کو تمام دنیا ملے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے یعنی جس کی مغفرت ہوئی ہو اس کی یہ آرزو نہیں کہ پھر دنیا میں آئے اگرچہ ساری دنیا کی اس کو بادشاہی ملے مگر شہید اس چیز کے لیے کہ دیکھا ہے شہید ہونے کی فضیلت سے کہ تحقیق اس کو خوش لگتا ہے کہ دنیا کی طرف پھر آئے اور دوبارہ اللہ کے راہ میں مارا جائے۔

۲۵۸۷۔ قَالَ وَسَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَوْحَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ غَدْوَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ أَوْ مَوْضِعُ قِيْدٍ يَّعْنِيْ سَوْطَهُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا

۲۵۸۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں صبح یا شام کی کوشش کرنی بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو کچھ کہ دنیا میں ہے اور البتہ بقدر کمان ایک تمہاری کے بہشت سے یا اس کے کوڑے کی جگہ بہشت سے بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اور اگر کوئی عورت بہشت کے رہنے والوں میں سے زمین کی طرف جھانکے تو البتہ روشن کرے اس چیز کو کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے یعنی

وَلَمَلَأَتْهُ رِيحًا وَّلَنَصِيفُهَا عَلٰى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا.

ساری دنیا کو روشن کر دے اور اس کو خوشبو سے بھر دے اور البتہ اس کے سر کی اوڑھنی بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے۔

فائدہ: یہ چار حدیثیں ہیں اول حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور دوسری کی شرح پہلے گذر چکی ہے اور تیسری کی شرح بہشت کی صفت میں آئے گی اور اسی طرح چوتھی کی بھی۔ اور مہلب نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ بخاری نے انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث وارد کی ہے تا کہ بیان کرے اس معنی کو جس کی وجہ سے شہید دنیا میں پھر آنے کی تمنا اور آرزو کرتا ہے تا کہ اللہ کے راہ میں پھر مارا جائے اس وجہ سے کہ وہ شہادت کی فضیلت اپنے گمان سے زیادہ دیکھتا ہے اس لیے کہ ہر ایک کو حور عین سے وہ عورت ملے گی کہ اگر دنیا کی طرف جھانکے تو ساری دنیا کو روشن کر دے۔ اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں خشک ہوتی زمین شہید کے خون سے مگر حور عین سے اس کی بیویاں اس کے پاس جلد آتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لباس ہوتا ہے جو بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو بہتر حوریں ملتی ہیں روایت کی یہ حدیث ترمذی نے۔ (فتح)

بَابُ تَمَنِّي الشَّهَادَةِ. باب ہے بیان میں آرزو کرنے شہادت کی۔

فائدہ: اس کی توجیہ کتاب الجہاد کے اول میں گذر چکی ہے۔ اور یہ کہ اس کی آرزو اس کا قصد کرنا مرغب فیہ ہے یعنی اس میں رغبت دی گئی ہے۔ اور اس باب میں کئی حدیثیں صریح ہیں ان میں ایک انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو سچے دل سے شہادت کو طلب کرے وہ اس کو دی جائے گی اگرچہ اس کو نہ پائے یعنی اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس سے زیادہ تصریح مراد میں وہ حدیث ہے جو حاکم نے روایت کی ہے کہ جو اللہ کے راہ میں شہید ہونا طلب کرے سچے دل سے پھر مر جائے یعنی اپنے گھر میں تو اللہ اس کو شہید کا ثواب دیتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو سچے دل سے شہادت مانگے تو اللہ اس کو شہادت کے مرتبے میں پہنچا دے گا اگرچہ اپنے بچھونے پر مرے۔ (فتح)

۲۵۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّي وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ

۲۵۸۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ کئی مسلمانوں کے جی خوش نہ ہوں گے کہ مجھ سے پیچھے رہیں یعنی فقراء اور میں سواری نہیں پاتا جس پر سب اصحاب کو سوار کروں تو میں کسی لشکر سے پیچھے نہ رہتا جو اللہ کے راہ میں جہاد کرتا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں

عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُّ أَنِّيْ أُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ.

مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں آرزو کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو بعض شارحین نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس آرزو کا صادر ہونا مشکل ہے اس کے باوجود کہ آپ کو معلوم تھا کہ آپ شہید نہ ہوں گے۔ اور ابن تین نے جواب دیا ہے کہ شاید اس آرزو کا صادر ہونا اس آیت کے اترنے سے پہلے تھا کہ اللہ تجھ کو لوگوں سے بچائے گا اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اس آیت کا نزول اوائل ہجرت میں تھا اور اس حدیث میں تصریح ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہجرت کے ساتویں سال آئے اور جو چیز کہ ظاہر نظر آتی ہے جواب میں یہ ہے کہ کہ نیکی اور بہتری کی آرزو اس کے وقوع کو نہیں چاہتی۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تو خوب ہوتا کما سیاتی فی مکانہ۔ اور کتاب التمنی میں اس کی نظیریں بہت آئیں گی اور گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد مبالغہ کرنا ہے جہاد کی فضیلت بیان کرنے میں اور رغبت دلانے میں مسلمانوں کو اس کے اوپر ابن تین نے کہا کہ یہ زیادہ تر مشابہ ہے اور نووی نے کہا کہ اس حدیث میں رغبت دلانی ہے حسن نیت پر اور بیان ہے پیانے شدت شفقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کا اپنی امت پر اور آپ کی مہربانی کا ان کے ساتھ اور مستحب ہونا طلب قتل کا اللہ کی راہ میں اور جواز اس قول کا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ ایسی ایسی نیکی حاصل کروں اگرچہ اس کو معلوم ہو کہ وہ حاصل نہیں ہوگی اور اس میں ترک کرنا مصلحتوں کا راجح یا ارجح مصلحت کی وجہ سے یا دور کرنے کی وجہ سے مفسدہ کے اور اس میں جواز آرزو کرنے اس چیز کا ہے جو عادت میں محال ہو اور کوشش کرنی بیچ دور کرنے مکروہ چیز کے مسلمانوں سے اور اسی میں یہ ہے کہ جہاد فرض کفایہ ہے فرض عین نہیں اس لیے کہ اگر فرض عین ہوتا تو اس سے کوئی پیچھے نہ رہتا، میں کہتا ہوں کہ اس میں نظر ہے اس لیے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خطاب تو اس شخص کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو قادر ہو اور جو عاجز ہو پس وہ معذور ہے یعنی وہ خطاب میں داخل نہیں اور اللہ نے فرمایا ہے غیر اولی الضرر اور جہاد کے فرض کفایہ ہونے کی دلیلیں اس کے سوائے اور ہیں اور اس کی بحث وجوب النفیر میں آئے گی۔ (فتح)

۲۵۸۹۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۵۸۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا تو فرمایا کہ لیا علم کو زید رضی اللہ عنہ نے سو وہ شہید ہوا پھر علم کو جعفر رضی اللہ عنہ نے لیا تو وہ بھی شہید ہوا پھر اس کو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لیا اور وہ بھی شہید ہوا پھر علم لیا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهُ وَقَالَ مَا يَسُرُّنَا أَنَّهُمْ عِنْدَنَا قَالَ أَيُّوْبُ أَوْ قَالَ مَا يَسُرُّهُمْ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

نے بغیر سرداری کے تو اس کو اللہ نے فتح دی اور فرمایا کہ ہم کو خوش نہیں لگتا کہ وہ ہمارے پاس ہوتے، ایوب کہتے ہیں کہ یا فرمایا کہ ان کو یعنی شہیدوں کو خوش نہیں لگتا کہ وہ ہمارے پاس ہوتے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور اس باب میں اس کے داخل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا قول کہ ان کو خوش معلوم نہیں ہوتا کہ وہ ہمارے پاس ہوتے یعنی بہ سبب اس چیز کے کہ جو شہادت کی فضیلت سے انہوں نے دیکھا پس نہیں خوش آتا ان کو کہ دنیا کی طرف پلٹ آئیں بغیر اس کے کہ دوبارہ شہید ہوں اور ساتھ اس تقریر کے حاصل ہوگئی تطبیق دونوں حدیثوں کے درمیان باب کی۔ اور دلیل اس چیز کی کہ ذکر کیا میں نے استثناء سے وہ حدیث ہے جو انس رضی اللہ عنہ سے آئندہ آئے گی کہ نہیں کوئی جو بہشت میں داخل ہو جو پسند کرے اس بات کو کہ دنیا میں پھر آئے مگر شہید۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ يُّصْرَعُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمَاتَ فَهُوَ مِنْهُمْ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾ وَقَعَ وَجَبَ.

باب بیان میں فضیلت اس شخص کے کہ اللہ کے راہ میں سواری سے گر کر مر جائے تو وہ غازیوں سے ہے۔ یعنی اور بیان اس آیت کا کہ جو نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے طرف اللہ اور اس کے رسول کی پھر اس کو موت پائے تو اس کی مزدوری اللہ پر واجب ہوئی واقع کے معنی واجب کے ہیں یعنی واجب ہوئی۔

فائدہ: یعنی حاصل ہوتا ہے ثواب ساتھ قصد جہاد کے جب کہ نیت خالص ہو پس جب واقع ہو درمیان قاصد کے اور فعل کے کوئی مانع پس تحقیق قول اللہ کا کہ پھر اس کو موت پائے عام ہے اس سے کہ قتل سے ہو یا ساتھ گرنے کے چارپائے سے اور سوائے اس پس مناسب ہوئی آیت ترجمہ باب کے ساتھ۔ اور طبری نے روایت کی ہے کہ یہ آیت اتری ایک مرد کے حق میں کہ مسلمان تھا اور مکے میں مقیم تھا یعنی فتح مکہ سے پہلے پس جب اس نے یہ آیت سنی کہ کیا نہ تھی اللہ کی زمین فراخ پس ہجرت کرتے تم اس میں تو اس نے اپنے گھر والوں کو کہا اور حالانکہ وہ بیمار تھا کہ مجھ کو مدینے کی طرف نکالو تو انہوں نے اس کو نکالا پھر وہ راہ میں مر گیا تو اس وقت یہ آیت اتری۔ (فتح)

۲۵۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ

۲۵۹۰۔ ام حرام رضی اللہ عنہا ملحان کی بیٹی سے روایت ہے کہ ایک

حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ خَالَتِهِ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ فَقُلْتُ مَا أَضْحَكَكَ قَالَ أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُوْنَ هٰذَا الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ قَالَتْ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ فَفَعَلَ مِثْلَهَا فَقَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا فَأَجَابَهَا مِثْلَهَا فَقَالَتِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ غَازِيًا أَوَّلَ مَا رَكِبَ الْمُسْلِمُوْنَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِيَةَ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا مِنْ غَزْوِهِمْ قَافِلِيْنَ فَنَزَلُوا الشَّامَ فَقُرِّبَتْ إِلَيْهَا دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا فَصَرَعَتْهَا فَمَاتَتْ.

دن حضرت ﷺ میرے قریب سوئے پھر ہنستے ہوئے جاگے تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کیوں ہنستے ہیں فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کیے گئے اس دریا سبز میں سوار جیسے بادشاہ تختوں پر تو ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے تو حضرت ﷺ نے اس کے لیے دعا کی پھر دوسری بار سوئے پھر کیا مانند پہلی بار کے یعنی ہنستے ہوئے جاگے تو ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا جیسے پہلے کہا تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو جواب دیا جیسے پہلے دیا تھا۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو پہلی جماعت سے ہے کہ سبز دریا میں سوار ہوں گے تو ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے خاوند عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلی اس حال میں کہ وہ جہاد کا ارادہ رکھتا تھا پہلے پہل کہ مسلمان معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دریا میں سوار ہوئے جب وہ جہاد سے پھرے اس حال میں کہ پلٹ آنے والے تھے تو شام میں اترے تو چوپایہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے نزدیک کیا گیا تا کہ اس پر سوار ہو یعنی وہ سوار ہوئی تو چوپائے نے اس کو گرادیا اور وہ مرگئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان میں آئے گی اور ترجمہ کا شاہد اس سے یہ قول ہے کہ چوپایہ اس کے نزدیک کیا گیا تا کہ اس پر سوار ہو تو چوپائے نے اس کو گرایا تو وہ مرگئی بسبب دعا کرنے حضرت ﷺ کے اس کے لیے کہ تو پہلی جماعت سے ہے اور وہ بادشاہوں کی طرح ہیں تختوں پر بہشت میں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ يُّنْكَبُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ.

باب ہے بیان میں اس شخص کی کہ اس کو اللہ کے راہ میں مصیبت یا زخم پہنچے۔

فائدہ: مراد اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے کہ واقع ہو اس کے لیے یہ یعنی مصیبت یا زخم اللہ کی راہ میں۔

۲۵۹۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ

۲۵۹۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ستر مرد قاری قوم (یہاں مترجم نے ترجمہ متن حدیث کے مطابق نہیں

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْوَامًا مِّنْ بَنِي سُلَيْمٍ إِلَى بَنِي عَامِرٍ فِي سَبْعِينَ فَلَمَّا قَدِمُوا قَالَ لَهُمْ خَالِي أَتَقَدَّمُكُمْ فَإِنْ أَمَّنُونِي حَتّٰى أُبَلِّغَهُمْ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَّا كُنْتُمْ مِّنِّي قَرِيبًا فَتَقَدَّمَ فَأَمَّنُوهُ فَبَيْنَمَا يُحَدِّثُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَوْمَئُوا إِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَطَعَنَهُ فَأَنْفَذَهُ فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ثُمَّ مَالُوا عَلٰى بَقِيَّةِ أَصْحَابِهِ فَقَتَلُوهُمْ إِلَّا رَجُلًا أَعْرَجَ صَعِدَ الْجَبَلَ قَالَ هَمَّامٌ فَأُرَاهُ اٰخَرَ مَعَهُ فَأَخْبَرَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدْ لَقُوا رَبَّهُمْ فَرَضِيَ عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ فَكُنَّا نَقْرَأُ أَنْ بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ فَدَعَا عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَبَنِي لَحْيَانَ وَبَنِي عُصَيَّةَ الَّذِينَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کیا بلکہ فتح الباری نے اس سیاق میں حفص بن عمر نجدی کے استاد کا وہم ثابت کر کے جو تحقیق معتبر ہے اس کے مطابق ترجمہ کیا متن کا ترجمہ یہ ہونا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی سلیم کے چند لوگوں کو ستر مردوں کی جماعت میں قبیلہ بنی عامر کی طرف بھیجا (انس رضی اللہ عنہ کہتا ہے) جب یہ خبر پہنچی میرے ماموں نے کہا الخ ابو محمد) بنی عامر (عرب کی ایک قوم کا نام ہے) کی طرف بھیجے یعنی دعوت اسلام کے لیے اور ان کے ساتھ ام سلیم کا بھائی تھا یعنی انس رضی اللہ عنہ کا ماموں سو جب وہ ان کے نزدیک آئے تو میرے ماموں نے ان کو کہا کہ میں تم سے آگے بڑھ جاتا ہوں سو اگر انہوں نے مجھے امان دی یہاں تک کہ میں ان کو حضرت ﷺ کا حکم پہنچاؤں تو ٹھیک ورنہ تم میرے نزدیک رہو اگر مجھ پر کوئی مصیبت آئے تو میری مدد کرنا تو وہ آگے بڑھ گیا سو کافروں نے اس کو امان دی پس اس حالت میں کہ وہ حضرت کا حکم بیان کرتا تھا تو ناگہاں انہوں نے اپنے ایک مرد کی طرف اشارہ کیا تو اس نے اس کو نیزہ مارا اور اس کو گذارا یعنی ایسا نیزہ مارا کہ اس کی دوسری طرف سے نکل گیا تو اس نے کہا اللہ بڑا ہے قسم ہے کعبے کے رب کی میں نے اپنا مطلب پایا پھر کافر لوگ اس کے باقی ساتھیوں کی طرف جھک پڑے تو ان کو بھی مار ڈالا مگر ایک لنگڑا مرد کہ پہاڑ پر چڑھ گیا ہمام نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس کے ساتھ ایک اور مرد بھی تھا تو جبریل نے حضرت ﷺ کو خبر دی کہ وہ لوگ اپنے رب سے ملے تو اللہ ان سے راضی ہوا اور ان کو راضی کیا تو ہم قرآن میں پڑھتے تھے کہ ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو یہ کہ ہم اپنے رب سے ملے تو وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم کو راضی کیا پھر اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہوئی تو چالیس صبحیں یعنی چالیس دن

حضرت ﷺ نے ان پر بددعا کی یعنی ان کافروں کے چار قبیلوں پر رعل پراور ذکوان پراور بنی لحیان اور بنی عصیہ پر جنہوں نے اللہ اوراس کے رسول کی نافرمانی کی۔

فائدہ: اور جہاد کے آخر میں آئے گا کہ حضرت ﷺ نے بنی سلیم کے کئی قبیلوں پر بددعا کی اس لیے کہ انہوں نے قاریوں کو مار ڈالا اور یہ صریح تر ہے مقصود میں (فتح الباری) یہ ستر صحابی تھی اور سب قرآن کے قاری تھے اور کافروں نے سب کو مار ڈالا مگر ایک آدمی بچ نکلا۔

۲۵۹۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَعْضِ الْمَشَاهِدِ وَقَدْ دَمِيَتْ إِصْبَعُهُ فَقَالَ هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللَّهِ مَا لَقِيْتِ.

۲۵۹۲۔ جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بعض جنگوں میں تھے کہ آپ کی انگلی زخمی ہوئی پس نکلا اس سے خون حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں تو کچھ مگر انگلی کہ تو نے خون بہایا اور اللہ کے راہ میں ہے جس کو تو ملی یعنی درد اور تکلیف ہے۔

فائدہ: یہ حدیث آئندہ آئے گی اور اس میں ہے کہ آپ کی انگلی زخمی ہوئی اور وہ موافق ہے ترجمہ کے لیے اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف اور اسی باب میں ہے جو ابوداود اور حاکم نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کو روند ڈالے گھوڑا اس کا یا اونٹ اس کا اللہ کی راہ میں یا اس کو کوئی جانور کاٹے تو وہ شہید ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ يُجْرَحُ فِي سَبِيْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

باب ہے بیان میں ثواب اس شخص کی کہ اللہ کے راہ میں زخمی ہوا۔

۲۵۹۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُكْلَمُ أَحَدٌ فِيْ سَبِيْلِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِهٖ إِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّيْحُ رِيْحُ الْمِسْكِ.

۲۵۹۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ نہیں زخمی ہوتا کوئی اللہ کی راہ میں اور اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے مگر کہ آئے گا قیامت کے دن اور حالانکہ اس کا رنگ خون کا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی خوشبو ہوگی۔

فائدہ: کتاب الطہارۃ میں پہلے گذر چکا ہے کہ ہوگا زخم قیامت کے دن اپنی شکل پر جب کہ زخم کیا گیا خون سے جوش مارتا ہوگا اور اصحاب سنن نے روایت کی ہے کہ جو اللہ کے راہ میں زخمی ہو یا کسی چیز کے لگنے سے اس کے عضو سے خون جاری ہو تو آئے گا قیامت کے دن اس حال میں کہ خون جوش مارتا ہوگا اس کا رنگ زعفران کا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی ہوگی اور اس زیادتی سے معلوم ہوا کہ صفت مذکورہ شہید کے ساتھ خاص نہیں بلکہ وہ ہر شخص کے لیے ہے کہ زخمی ہوا۔ اور احتمال ہے کہ اس سے مراد وہ زخم ہو کہ اس کے سبب سے آدمی مر جائے اس کے درست ہونے سے پہلے نہ وہ کہ جو دنیا میں تندرست ہو جائے۔ پس تحقیق اثر زخم کا اور خون بہنے کا دور ہو جاتا ہے اور نہیں نفی کرتا یہ کہ ہو اس کے لیے فضیلت فی الجملہ لیکن ظاہر یہ ہے کہ جو قیامت کے دن آئے گا اور اس کا زخم خون سے جوش مارتا ہوگا وہ وہ شخص ہے جو دنیا سے جدا ہوا اور اس کا زخم بدستور جاری تھا۔ اور علماء نے کہا کہ حکمت بیچ اٹھانے اس کے کی اس حال میں یہ ہے کہ ہو اس کے ساتھ گواہ اس کی فضیلت کے اس کے خرچ کرنے کے اپنی جان کو اللہ کی بندگی میں۔ اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث سے اس پر کہ شہید اپنے خون اور کپڑوں میں دفن کیا جائے اور نہ دور کیا جائے اس سے خون ساتھ غسل وغیرہ کے تاکہ آئے قیامت کے دن جیسا کہ حضرت ﷺ نے بیان کیا ہے اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ نہیں لازم آتا دنیا میں خون کے دھونے سے یہ کہ اس حال سے نہ اٹھایا جائے اور بے پرواہ کرتا ہے استدلال سے شہید کے غسل کو ترک کرنا اس حدیث میں قول حضرت ﷺ کا احد کے شہداء میں کہ کپڑے اوڑھاؤ ان کو ساتھ خونوں ان کے کے جیسے کہ اس کا بیان بسط کے ساتھ آئندہ آئے گا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَا إِلَّآ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ﴾ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں انتظار کرتے تم ہمارے حق میں مگر دونوں نیکیوں میں سے ایک یعنی فتح یا شہادت اور لڑائی ڈول ہے کبھی کوئی غالب اور کبھی کوئی غالب۔

فائدہ: سورۃ برات کی تفسیر میں آئے گا کہ مراد ساتھ حسنیین کے فتح ہے یا شہادت اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت قول بخاری کی بعد اس کے کہ لڑائی باری باری سے ہے اگر مسلمان غالب ہوں گے تو ان کی فتح ہوگی اور اگر کافر غالب ہوں گے تو مسلمان کے لیے شہادت ہوگی۔ (فتح)

۲۵۹۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ

۲۵۹۴۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہرقل نے اس کو کہا کہ میں نے تجھ سے پوچھا کہ تمہاری لڑائی کا اس کے ساتھ کیا حال ہے تو تو نے کہا کہ لڑائی ڈول ہے یعنی کبھی وہ غالب ہوتا ہے اور کبھی یہ غالب ہوتے ہیں سو یہی حال ہے پیغمبروں

أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لَهُ سَأَلْتُكَ كَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ فَزَعَمْتَ أَنَّ الْحَرْبَ سِجَالٌ وَدُوَلٌ فَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ.

کا کہ پہلے ان کی آزمائش ہوتی ہے پھر انجام کو ان کے لیے آرام ہوتا ہے یعنی فتح نصیب ہوتی ہے۔

فائدہ: یہ ہرقل کی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری کتاب کے ابتدا میں گذر چکی ہے۔ اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ لڑائی ڈول ہے۔ اور ابن منیر نے کہا کہ تحقیق یہ ہے کہ نہیں بیان کی اس نے حدیث ہرقل کی مگر اس کے قول کے لیے کہ یہی حال ہے پیغمبروں کا کہ اول ان کی آزمائش ہوتی ہے پھر انجام کو ان کو فتح نصیب ہوتی ہے اور ساتھ اس کے ثابت ہوگی یہ بات کہ ان کے لیے دونیکیوں سے ایک ہے اگر وہ غالب ہوں تو ان کے لیے دنیا بھی ہے اور عاقبت بھی اور اگر ان کا دشمن غالب ہوا تو رسولوں کے لیے انجام بہتر ہے یعنی عاقبت میں اور یہ قول پہلی تفسیر کی نفی کو مستلزم نہیں اور اس کے معارض نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ پہلی تقریر اولیٰ ہے اس لیے کہ وہ ابو سفیان سے نقل ہے جو اس نے حضرت ﷺ کے حال سے روایت کی ہے اور لیکن دوسری پس وہ ہرقل کے قول سے ہے جو اس نے اپنی کتابوں سے سیکھی تھی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ مسلمانوں میں بعض وہ مرد ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا جس پر اللہ سے عہد کیا تھا تو ان میں سے بعض وہ ہیں جو اپنا ذمہ پورا کر چکے اور بعض وہ ہیں جو اس کا انتظار کرتے ہیں اور نہیں بدلا انہوں نے کچھ یعنی اپنے عہد کو نہ بدلا۔

فائدہ: مراد ساتھ معاہدہ مذکور کے وہ ہے جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے اس آیت میں وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ اور تھا یہ جب پہلے پہل احد کی طرف نکلے تھے اور یہ قول ابن اسحٰق کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد وہ عہد ہے جو عقبہ کی رات انصار سے واقع ہوا تھا جب کہ انہوں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اس پر کہ آپ کو جگہ دیں اور آپ کی مدد کریں اور پہلی تقریر اولیٰ ہے اور یہ جو فرمایا کہ بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنی نحب پوری کی تو مراد یہ ہے کہ بعض ان میں سے مر گئے اور اصل نحب کے معنی نذر کے ہیں اور جب کہ ہر جاندار چیز کے لیے موت ضرور ہے تو گویا کہ وہ نذر لازم ہے اس کے لیے پس جب مر گیا تو اس نے اپنی نذر پوری کی اور مراد اس جگہ وہ شخص ہے جو اپنے عہد پر مر گیا اس کے مقابل ہونے کی وجہ سے اس شخص کے ساتھ جو اس کی انتظار کرتا ہے۔ (فتح)

۲۵۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَاَلْتُ

۲۵۹۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں حاضر نہ ہوا تو یہ بات اس پر گراں گذری تو اس

أَنَسًا قَالَ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا زِيَادٌ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ الطَّوِيْلُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ غَابَ عَمِّي أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِيْنَ لَئِنِ اللَّهُ أَشْهَدَنِي. قِتَالَ الْمُشْرِكِيْنَ لَيَرَيَنَّ اللَّهُ مَا أَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَّانْكَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّيْ أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ يَعْنِي أَصْحَابَهُ وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا سَعْدُ بْنَ مُعَاذٍ الْجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ إِنِّيْ أَجِدُ رِيْحَهَا مِنْ دُوْنِ أُحُدٍ قَالَ سَعْدٌ فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ مَا صَنَعَ قَالَ أَنَسٌ فَوَجَدْنَا بِهِ بِضْعًا وَّثَمَانِيْنَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ أَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ أَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ وَّوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَقَدْ مَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أُخْتُهُ بِبَنَانِهِ قَالَ أَنَسٌ كُنَّا نُرٰى أَوْ نَظُنُّ أَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِ وَفِيْ أَشْبَاهِهِ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَقَالَ إِنَّ أُخْتَهُ وَهِيَ تُسَمَّى الرُّبَيِّعَ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ امْرَأَةٍ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسٌ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ

نے کہا کہ یا حضرت ﷺ غائب ہوا میں پہلی لڑائی سے جو آپ نے کافروں سے کی یعنی میں افسوس کرتا ہوں کہ میں پہلی لڑائی میں آپ کے ساتھ حاضر نہیں ہوا قسم ہے اللہ کی کہ اگر اللہ نے مجھ کو کافروں کی لڑائی میں حاضر کیا تو البتہ اللہ دیکھے گا جو میں کروں گا یعنی لڑائی میں نہایت مبالغہ کروں گا اور بھاگوں گا نہیں تو مسلمان ننگے ہوئے یعنی شکست کھائی انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یاالٰہی میں عذر کرتا ہوں طرف اس چیز کی کہ انہوں نے کی اپنے ساتھیوں کو مراد رکھتا تھا یعنی مسلمانوں کے بھاگنے سے اور بری ہوتا ہوں طرف تیری اس چیز سے کہ انہوں نے کی یعنی میں کافروں کے کام سے بیزار ہوں پھر میرا چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور سامنے آیا اس کو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تو میرے چچا نے کہا کہ اے سعد میں بہشت چاہتا ہوں قسم ہے رب نضر کی (اپنے باپ) کی بے شک میں بہشت کی بو پاتا ہوں نزدیک احد کے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ جو انس رضی اللہ عنہ نے کیا وہ مجھ سے نہیں ہو سکتا یعنی لشکر سے آگے بڑھ کر کافروں سے لڑنا اور ان کے مقابلے میں صبر کرنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم نے اس کے بدن میں کچھ زائد اسی زخم کے پائے تلوار کا زخم یا نیزے کا زخم یا تیر کا زخم اور ہم نے اس کو پایا اور حالانکہ وہ قتل کیا گیا تھا اور کافروں نے اس کے کان ناک وغیرہ کاٹ ڈالے تھے اور اس کو مقتولوں میں کسی نے نہ پہچانا مگر اس کی بہن نے اس کے پوروں سے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم گمان کرتے تھے کہ یہ آیت اتری اس کے حق میں اور اس کے مانندین کے حق میں مسلمانوں میں سے کئی مرد ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا جس پر اللہ سے عہد کیا تھا آخر آیت تک اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی بہن نے اور اس کا نام ربیع

ثَنِيَّتَهَا فَرَضُوْا بِالْأَرْشِ وَتَرَكُوا الْقِصَاصَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ.

تھا ایک عورت کا دانت توڑ ڈالا تو حضرت ﷺ نے قصاص کا حکم فرمایا تو انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ قسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ اس کا دانت نہ توڑا جائے گا تو اس عورت کے وارث دیت کے ساتھ راضی ہوئے اور قصاص کو چھوڑ دیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر قسم کھا بیٹھیں اللہ کے بھروسے پر تو اللہ ان کی قسم کو سچا کر دے۔

فائدہ: بدر کو پہلی جنگ اس لیے کہا وہ پہلی جنگ ہے جس میں حضرت ﷺ خود نکلے تھے اور اس سے پہلے اور بھی جنگیں ہوئیں تھیں لیکن خود حضرت ﷺ ان میں نہ نکلے تھے اور یہ جو اس نے کہا کہ میں بہشت کی خوشبو پاتا ہوں تو احتمال ہے کہ حقیقی خوشبو ہو اور اس نے سچ مچ بہشت کی خوشبو پائی ہو یا اس نے کوئی پاک خوشبو پائی ہو کہ اس کی خوشبو نے اس کو بہشت کی خوشبو یاد دلائی ہو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس شخص نے اپنے ذہن میں بہشت کو حاضر کیا ہو جو شہید کے لیے تیار کی گئی تو اس نے تصور کیا کہ وہ اسی جگہ میں ہے جہاں وہ لڑتا ہے تو معنی یہ ہوں گے کہ بہشت اس جگہ میں حاصل ہوگی تو وہ اس کے لیے مشتاق ہوا اور انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے قصے میں کئی فائدے ہیں جواز بذل نفس کا جہاد میں اور فضل وفائے عہد کا اگرچہ نفس پر دشوار ہو یہاں تک کہ وہ اس کے ہلاکت تک پہنچے اور یہ کہ طلب کرنا شہادت کا جہاد میں نہیں شامل ہے اس کو نہی ڈالنے نفس کو طرف ہلاکت کی اور اس میں فضیلت ظاہر ہے انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے لیے اور بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب صحت ایمان سے اور کثرت تقوی اور تورع سے اور قوت یقین سے۔ (فتح)

٢٥٩٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ أُرَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَسَخْتُ الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ فَفَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُوْرَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٢٥٩٦۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ورقوں کو قرآنوں میں نقل کیا تو میں نے سورۃ احزاب کی ایک آیت گم کی کہ میں حضرت ﷺ سے سنا کرتا تھا کہ اس کو پڑھتے تھے تو میں نے اس کو نہ پایا مگر پاس خزیمہ انصاری کے جس کی گواہی حضرت ﷺ نے دو مردوں کی گواہی کے برابر ٹھہرائی تھی اور وہ آیت یہ ہے من المومنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه کہ مسلمانوں میں کئی مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں نے جس پر عہد تھا اللہ سے۔

يَقْرَأُ بِهَا فَلَمْ أَجِدْهَا إِلَّا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ وَهُوَ قَوْلُهُ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ﴾.

بَابُ عَمَلٌ صَالِحٌ قَبْلَ الْقِتَالِ وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ إِنَّمَا تُقَاتِلُونَ بِأَعْمَالِكُمْ وَقَوْلُهُ ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ﴾.

جہاد سے پہلے نیک عمل کرنے کا بیان ۔یعنی ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تم اپنے عملوں سے لڑتے ہو یعنی نیک عمل کو کافروں کی لڑائی میں دخل ہے اور تم کو اس سے تقویت ہوتی ہے اور لڑائی میں مدد پہنچتی ہے ۔یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے بڑی بیزاری ہے اللہ کی یہ کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو اللہ چاہتا ہے ان کو جو لڑتے ہیں اس کی راہ میں قطار باندھ کر جیسے وہ دیوار ہے سیسہ پلائی ۔

۲۵۹۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أُقَاتِلُ أَوْ أُسْلِمُ قَالَ أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا.

۲۵۹۷۔اور براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جس نے لوہے سے اپنا منہ ڈھانکا ہوا تھا یعنی خود لوہے کی پہن کر لڑنے کے لیے تیار ہو کر آیا تو اس نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کافروں سے لڑوں یا مسلمان ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے مسلمان ہو پھر کافروں سے لڑ تو وہ مسلمان ہوا پھر کافروں سے لڑا پس شہید ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے عمل تھوڑا کیا اور ثواب بہت لیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خبر دو مجھ کو اس مرد کی کہ بہشت میں داخل ہوا اور اس نے نماز نہ پڑھی پھر کہا کہ وہ عمرو بن ثابت رضی اللہ عنہ ہے ۔اور ابن اسحق نے اس کا قصہ مغازی میں اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ اسلام سے انکار کیا کرتا تھا پھر جب جنگ احد کا دن ہوا تو اس کو ظاہر ہوا تو اس نے تلوار لی یہاں تک کہ قوم میں

آیا اور ان میں داخل ہوا اور لڑنے لگا یہاں تک کہ زخمی ہو کر گرا تو اس کی قوم نے اس کو معرکے میں پایا تو انہوں نے کہا کہ تو یہاں کیوں آیا ہے کیا اپنی قوم کی حمایت کے لیے یا اسلام کی رغبت سے تو اس نے کہا کہ میں اسلام کی رغبت سے آیا ہوں میں حضرت ﷺ کے ہمراہ لڑا یہاں تک کہ پہنچی مجھ کو وہ چیز کہ پہنچی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بہشتی ہے اور باب کی حدیث کی اس کے ساتھ تطبیق اس طرح ہے کہ اس نے پہلے حضرت ﷺ سے آ کر مشورہ لیا پھر مسلمان ہو کر لڑا اور ابن منیر نے کہا کہ مناسبت ترجمہ کی اور آیت کی حدیث کے ساتھ ظاہر ہے اور بیچ مناسبت آیت کے ترجمہ کے لیے خفا ہے اور گویا کہ وہ اس جہت سے ہے کہ اللہ نے عتاب کیا ہے اس پر جو کہے کہ میں نیک کام کروں گا اور نہ کرے اور تعریف کی اس پر جو قول کو پورا کرے اور لڑنے کے وقت ثابت رہے بھاگے نہیں۔ یا اس جہت سے ہے کہ اللہ نے انکار کیا اس شخص پر جو لڑائی سے پہلے ناپسند بات کرے پس کھولا گیا غیب کہ اس نے خلاف کیا پس مفہوم اس کا ثابت ہونا فضل کا بیچ مقدم کرنے صدق کے اور قصد صحیح کے اوپر وفا کے اور یہ اصل اعمال سے ہے اور میری رائے میں یہ دوسری توجیہ اظہر ہے اور کرمانی نے کہا کہ مقصود آیت سے اس ترجمہ میں قول اس کا بیچ آیت کے ہے کہ جیسے دیوار میں سیسہ پلائی اس لیے کہ لڑائی میں صف باندھنی عمل صالح ہے لڑائی سے پہلے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کبھی تھوڑے عمل سے بھی بہت اجر حاصل ہوتا ہے اللہ کے فضل اور احسان سے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَهُ.

اگر کسی کو تیر غرب لگے یعنی اس کا پھینکنے والا معلوم نہ ہو اور اس کو مار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے؟

٢٥٩٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُوْ أَحْمَدَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أُمَّ الرُّبَيِّعِ بِنْتَ الْبَرَآءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَلَا تُحَدِّثُنِيْ عَنْ حَارِثَةَ وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَآءِ قَالَ يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلٰى.

٢٥٩٨۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام ربیع براء کی بیٹی اور وہ ماں ہے حارثہ بن سراقہ کی حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا یا حضرت ﷺ کیا آپ مجھ سے حارثہ کا حال بیان نہیں فرماتے اور حارثہ رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے دن شہید ہوا تھا اور اس کو تیر غرب لگا تھا یعنی ناگہاں پس اگر وہ بہشت میں ہے تو میں اس کے غم میں صبر کروں اور اگر بہشت کے سوا کہیں اور ہو تو محنت کر کے اس کو رولوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے حارثہ کی ماں! حال تو یوں ہے کہ بہشت میں کئی بہشتیں ہیں اور بے شک تیرا بیٹا پہنچا بہت اونچے بہشت میں یعنی یہ نہ سمجھنا کہ وہ بہشت فقط ایک ہی ہے بلکہ بہشت میں کئی بہشتیں ہیں ایک سے ایک اعلیٰ اور تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے جو سب سے

اونچا ہے۔

فائدہ: غرب اس تیر کو کہتے ہیں جس کا مارنے والا معلوم نہ ہو یا نہ معلوم ہو کہ کدھر سے آیا یا مارنے والے سے بے قصد آیا ہو اس سے معلوم ہوا کہ جس کو تیر غرب لگے اس کو بہت ہی بڑا ثواب ہے۔

بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا.

جو اس لیے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو تو اس کے لیے کیا ثواب ہے یا اس کا جواب محذوف ہے یعنی پس وہی معتبر ہے۔

٢٥٩٩۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهُ فَمَنْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

٢٥٩٩۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد غنیمت کے لیے لڑتا ہے کہ لوٹ کا مال پائے اور ایک مرد ذکر کے لیے لڑتا ہے کہ لوگوں میں مذکور ہو اور شجاعت کے ساتھ مشہور ہو اور ایک مرد لڑتا ہے کہ اس کا مرتبہ دیکھا جائے یعنی لوگوں کو دکھانے کے لیے لڑتا ہے تا کہ لوگ اس کی بہادری دیکھیں (اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک مرد اپنی قوم کی حمایت کے لیے لڑتا ہے اور ایک مرد غصے کے لیے لڑتا ہے اور حاصل ان روایتوں سے یہ ہے کہ لڑنا پانچ چیزوں کے سبب سے واقع ہوتا ہے طلب غنیمت کے لیے اور اظہار شجاعت اور ریا کے لیے اور حمیت کے لیے اور غصے کے لیے اور ہر ایک کو ان میں سے شامل ہے مدح اور ذم پس اسی لیے نہ حاصل ہوا جواب ساتھ اثبات کے اور نہ ساتھ نفی کے) تو کون ہے اللہ کی راہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس لیے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو تو وہ اللہ کی راہ کا غازی ہے یعنی جس کی یہ نیت ہو کہ اللہ کا دین غالب ہو وہ اللہ کے راہ میں ہے۔

فائدہ: مراد ساتھ کلمۃ اللہ کے اللہ کی دعوت ہے اسلام کی طرف اور احتمال ہے کہ ہو مراد کہ تحقیق نہیں ہوتا اللہ کی راہ میں مگر وہ شخص کہ ہو سبب لڑنے اس کے کا طلب کرنا اس بات کا کہ اللہ کا بول بالا ہو فقط اس معنی سے کہ اگر کوئی سبب اسباب مذکورہ سے اس کے ساتھ ملائے تو اس کے لیے مخل ہو اور احتمال ہے کہ نہ مخل ہو جب کہ حاصل ہو ضمن میں نہ

بطور اصل اور مقصود کے اور اس کے ساتھ تصریح کی طبری نے پس کہا اس نے کہ جب ہو اصل باعث وہی اول ہے یعنی اللہ کا بول بالا ہونا تو نہیں ضرر کرتا اس کو جو کچھ کہ عارض ہو اس کے لیے بعد اس کے اور یہی قول ہے جمہور کا۔ لیکن ابوداود نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھلا مجھے بتاؤ تو اگر کوئی آدمی جہاد کرے تلاش کرتا ہوا اجر اور ذکر کو یعنی تا کہ لوگوں میں اس کا نام پیدا ہو تو کیا اس کے لیے کچھ ثواب ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں تو اس نے یہ بات تین بار دہرائی آپ ہر بار یہی فرماتے تھے کہ اس کے لیے کچھ نہیں پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ نہیں قبول کرتا عمل مگر وہ کہ جو اس کے لیے خالص ہو اور اس کے ساتھ اللہ کی رضامندی چاہے اور ممکن ہے کہ حمل کیا جائے اس کو اس آدمی کے حق میں جو دونوں کے لیے اکٹھا قصد کرے ایک حد پر پس نہ مخالف ہوگا مرجح کو اولا یعنی ابتدا میں جس کی نیت اللہ کا بول بالا کرنے کے لیے خالص ہو اور اس کے سوائے مغلوب ہو تو اس کا کچھ ڈر نہیں پس ہوں گے مرتبے پانچ یہ کہ دونوں چیزوں کے لیے اکٹھا قصد کرے یا صرف ایک ہی کا قصد کرے اور دوسرا اس کے ضمن میں حاصل ہو پس گناہ یہ ہے کہ اللہ کے دین کے بلند کرنے کے سوا کوئی اور چیز قصد کرے پس کبھی حاصل ہوتا ہے اعلاء اس کی ضمن میں اور کبھی نہیں ہوتا اور اس کے تلے دو مرتبے داخل ہوتے ہیں اور یہ وہ چیز ہے جس پر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے اور اگر دونوں چیزوں کا قصد کرے تو وہ بھی منع ہے لیکن پہلے سے کم اور اس پر ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے اور مطلوب یہ ہے کہ صرف اعلاء کا قصد کرے اور کبھی حاصل ہوتا ہے غیر اعلاء کا اور کبھی نہیں ہوتا تو اس میں بھی دو مرتبے ہیں ابوجمزہ نے کہا کہ محققوں کا یہ مذہب ہے کہ جب اول قصد اللہ کے دین بلند کرنے کا ہو تو نہیں ضرر کرتا اس کو جو اس کے بعد اس کے ساتھ ملے اور ابوداود کی ایک حدیث میں ہے جو دلالت کرتی ہے کہ اگر باعث اصلی اعلاء ہو تو دخول غیر اعلاء کا ضمناً نہیں قدح کرتا ہے اعلاء میں اور بیچ جواب دینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی نہایت بلاغت اور اعجاز ہے اور جوامع الکلم میں سے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لیے کہ اگر اس کو جواب دیتے کہ جو چیز مذکور ہوئی ہے وہ اللہ کے راہ میں نہیں تو احتمال تھا کہ اس کے سوائے ہر چیز اللہ کی راہ میں ہوتی اور حالانکہ اس طرح نہیں پس پھرے جامع لفظ کی طرف کہ پھرے اس کے ساتھ ماہیت قتال کے جواب سے طرف حال مقاتل کے پس یہ لفظ شامل ہیں جواب کو اور زیادتی کو اور احتمال ہے کہ ضمیر آپ کے قول فھو میں راجع ہو طرف قتال کی جو قاتل کے ضمن میں ہے یعنی پس لڑنا اس کا لڑنا اللہ کی راہ میں ہے اور شامل ہے طلب اعلاء کلمۃ اللہ کی اس کی رضامندی کی طلب پر اور ثواب کی طلب پر اور طلب پھیلانے دشمنوں اس کے کی اور یہ کل امر آپس میں لازم ہیں اور حاصل اس چیز سے کہ مذکور ہوئی یہ ہے کہ لڑنا منشاء اس کا قوت عقلی ہے اور قوت غضبی اور قوت شہوانی اور نہیں ہوتی اللہ کی راہ میں مگر پہلی اور اس حدیث میں بیان ہے اس بات کا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عملوں کا ثواب نیت صالحہ پر ہے۔ اور یہ کہ جو فضیلت غازی کے حق

میں وارد ہوئی ہے وہ خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ مذکور ہوا اور اس میں جواز ہے سوال کا علت سے اور مقدم ہونا علم کا عمل پر اور اس میں مذمت ہے حرص کرنے کی دنیا پر اور پر لڑنے کے نفس کے حصے کے لیے غیر طاعت میں ۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ إِلٰى قَوْلِهٖ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾.

جس کے دونوں قدم اللہ کی راہ میں گرد آلود ہوں یعنی اس کے لیے کیا ثواب ہے یعنی نہ چاہیے مدینے والوں کو اور جو ان کے گرد دیہاتی مجاہدین رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں یہ کہ وہ پیچھے رہیں رسول اللہ ﷺ سے اور نہ یہ کہ اپنی جان کو چاہیں زیادہ اس کی جان سے یہ اس لیے کہ نہ کہیں پیاس کھینچتے ہیں اور نہ تھکن اور نہ بھوک اللہ کی راہ میں اور نہ پاؤں پھیرتے کہیں جس سے خفا ہوں کافر نہ چھینتے ہیں دشمن سے کچھ چیز مگر کہ لکھا جاتا ہے ان کے لیے ساتھ اس کے نیک عمل تحقیق اللہ نہیں کھوتا حق نیکو کاروں کا۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ مناسبت آیت کی ترجمہ کے لیے یہ ہے کہ اللہ نے اس آیت میں فرمایا کہ نہیں پھرتے پاؤں کہیں جس سے کافر خفا ہوں اور نیز آیت میں ہے کہ مگر ان کے لیے نیک عمل لکھا جاتا ہے تو حضرت ﷺ نے نیک عمل کی تفسیر کہ جو اس کے ساتھ عمل کرے اس کو آگ نہ پہنچے گی اور فی سبیل اللہ سے مراد تمام بندگیاں ہیں انتہی ۔ اور یہ اس طرح ہے جس طرح کہ اس نے کہا لیکن متبادر اطلاق کے وقت فی سبیل اللہ کے لفظ سے جہاد ہے اور تحقیق وارد کیا ہے اس کو بخاری نے بیچ فضیلت چلنے کی جمعہ کے لیے لفظ کے استعمال کرنے کی وجہ سے اپنے عموم پر اور لفظ اس کے اس جگہ یہ ہیں کہ حرام کرے گا اس کو اللہ آگ پر اور ابن منیر نے کہا مطابقت آیت کی اس جہت سے ہے کہ اللہ نے ان کو ان کے قوموں پر ثواب دیا اگرچہ وہ لڑائی کے ساتھ مباشر نہ ہوئے اور اسی طرح دلالت کرتی ہے حدیث کہ جس کے پاؤں اللہ کی راہ میں گرد آلود ہوں اللہ اس کو آگ پر حرام کر ڈالے گا برابر ہے کہ لڑائی کے ساتھ مباشر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور تمام مناسبت سے ہے یہ بات کہ پاؤں کا پھیرنا متضمن ہے مشی کو جو موثر ہے بیچ غبار آلودہ کرنے پاؤں کے خاص کر اس وقت میں ۔ (فتح)

٢٦٠٠ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا عَبَايَةُ بْنُ

٢٦٠٠ـ عبدالرحمٰن بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں گرد آلودہ ہوتے دونوں پاؤں کسی بندے کے اللہ کی راہ میں پھر پہنچے اس کو آگ۔

رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْسٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَبْرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ.

فائدہ: اور معنی یہ ہیں کہ آگ کا پہنچنا دور ہوتا ہے ساتھ موجود ہونے گرد مذکور کے اور اس میں اشارہ ہے عظیم ہونے تصرف کی قدر کے اللہ کی راہ میں اور جب کہ محض غبار کے پہنچنے پر آگ حرام ہو جاتی ہے تو کیا حال ہے اس شخص کا جو کوشش کرے اور اپنی قوت خرچ کرے اور اس حدیث کے لیے کئی شواہد ہیں بعض ان میں سے وہ چیز ہے جو طبرانی نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس کے پاؤں اللہ کے راہ میں گرد آلودہ ہوں دور کرتا ہے اس کو اللہ آگ سے ہزار برس کی راہ جلد باز سوار کے لیے۔

بَابُ مَسْحِ الْغُبَارِ عَنِ الرَّأْسِ فِي سَبِيْلِ اللهِ.

اللہ کے راہ میں سر سے گرد کا پونچھنا۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ بخاری نے یہ باب اور اس سے پچھلا باب اس لیے باندھا ہے کہ دفع کرے وہم کراہت غسل غبار کے کو اور پونچھنے اس کے کو اس کے ہونے کی وجہ سے جہاد کی نشانیوں سے جیسا کہ مکروہ جانا ہے بعض سلف نے پونچھنے کو بعد وضو کے میں کہتا ہوں کہ فرق دونوں کے درمیان اس جہت سے ہے کہ ستھرائی شرع میں مطلوب ہے اور گرد جہاد کا اثر ہے اور جب جہاد گذر جائے تو نہیں ہے کوئی معنی اس کے اثر کے باقی رکھنے میں اور لیکن وضو پس مقصود اس کے ساتھ نماز ہے پس مستحب ہے باقی رکھنا اثر اس کے کا یہاں تک کہ مقصود حاصل ہو تو دونوں مسحوں میں فرق ظاہر ہے۔ (فتح)

۲۶۰۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَهُ وَلِعَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ ائْتِيَا أَبَا سَعِيْدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيْثِهِ فَأَتَيْنَاهُ وَهُوَ وَأَخُوْهُ فِي حَائِطٍ لَهُمَا يَسْقِيَانِهِ فَلَمَّا رَآنَا جَاءَ فَاحْتَبٰى وَجَلَسَ فَقَالَ كُنَّا نَنْقُلُ لَبِنَ الْمَسْجِدِ لَبِنَةً لَبِنَةً وَكَانَ عَمَّارٌ يَنْقُلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۶۰۱۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو اور علی بن عبداللہ کو کہا کہ تم دونوں ابو سعید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اس کی حدیث سنو تو ہم اس کے پاس آئے اور حالانکہ ابو سعید رضی اللہ عنہ اور اس کا بھائی اپنے احاطے والے باغ میں تھے باغ کو پانی سینچتے تھے سو جب ابو سعید رضی اللہ عنہ نے ہم کو دیکھا تو آئے اور گوٹ مار کر بیٹھ گئے پس کہا اس نے کہ ہم مسجد کی اینٹیں لے جاتے تھے ایک ایک اینٹ اور عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں لے جاتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گذرے اور اس

وَمَسَحَ عَنْ رَأْسِهِ الْغُبَارَ وَقَالَ وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ عَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ.

کے سر سے گرد پونچھی اور فرمایا کہ عمار کے لیے خرابی ہونا ہے کہ اس کو باغی گروہ قتل کرے گا عمار رضی اللہ عنہ ان کو اللہ کی طرف بلائے گا اور وہ اس کو آگ کی طرف بلائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح نماز کے ابتدا میں گذر چکی ہے اور مراد اس جگہ اس کا یہ قول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور اس کے سر سے گرد پونچھی ۔(فتح) یعنی پس معلوم ہوا کہ جہاد کی غبار سر سے صاف کرنا درست ہے۔

بَابُ الْغَسْلِ بَعْدَ الْحَرْبِ وَالْغُبَارِ.

باب ہے لڑائی اور غبار کے بعد نہانے کے بیان میں۔

فائدہ: اس کی توجیہ پہلے باب میں گذر چکی ہے۔

۲۶۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ وَقَدْ عَصَبَ رَأْسَهُ الْغُبَارُ فَقَالَ وَضَعْتَ السِّلَاحَ فَوَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَيْنَ قَالَ هَا هُنَا وَأَوْمَأَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ قَالَتْ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۶۰۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ خندق کے دن پھرے اور ہتھیار رکھے اور غسل کیا تو آپ کے پاس جبرئیل آئے اور حالانکہ ان کے سر کو گرد نے احاطہ کیا تھا یعنی ان کے سر میں گرد بیٹھی تھی تو اس نے کہا کہ آپ نے ہتھیار اتار ڈالے اور قسم ہے اللہ کی میں نے تو ہتھیار نہیں اتارے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کس طرف یعنی کس طرف جاتے ہو جبرئیل نے کہا کہ اس جگہ اور بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا یعنی اس طرف چلو کہ وہ یہودی تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف نکلے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ لڑائی کے بعد نہانا درست ہے۔

بَابُ فَضْلِ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

باب ہے بیان میں فضیلت اس شخص کے جس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی کہ تو نہ گمان کر کہ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی دیئے جاتے ہیں خوشی کرتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ جو دی ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اور خوش ہوتے ہیں ان کی طرف سے جو ابھی نہیں پہنچے

يَحْزَنُوْنَ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّأَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾.

ان میں اس قول تک کہ اللہ نہیں ضائع کرتا اجر نیکو کاروں کا۔

۲۶۰۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الَّذِيْنَ قَتَلُوْا أَصْحَابَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ ثَلَاثِيْنَ غَدَاةً عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ أَنَسٌ أُنْزِلَ فِي الَّذِيْنَ قُتِلُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ قُرْآنٌ قَرَأْنَاهُ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِيْنَا عَنْهُ.

۲۶۰۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی ان لوگوں پر جن نے اصحاب بئر معونہ کو مار ڈالا تھا چالیس صبحیں رعل پر اور ذکوان پر اور عصیہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو لوگ بئر معونہ میں مارے گئے تھے ان کے حق میں قرآن اترا جو ہم پڑھا کرتے تھے پھر اس کے بعد منسوخ ہوا اور وہ قرآن یہ ہے کہ ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے سو وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم اس سے راضی ہوئے۔

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور پوری حدیث کتاب المغازی میں آئے گی۔ اور اشارہ کیا ہے آیت کے وارد کرنے کے ساتھ اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں واقع ہوئی جیسا کہ ہم اس کو ذکر کریں گے نزدیک قول اس کے کے کہ ان کے حق میں یہ آیت اتری کہ ہماری قوم کو پہنچا دو الخ۔ پھر یہ آیت منسوخ ہوئی اور یہ آیت اتری کہ نہ گمان کر ان کو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے مردے الخ۔ (فتح)

فائدہ: اور معونہ ایک جگہ کا نام ہے وہاں ایک کنواں ہے اس جگہ ستر قاری صحابی مارے گئے تھے جن کا ذکر گذر چکا ہے۔

۲۶۰۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ اصْطَبَحَ نَاسٌ الْخَمْرَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ قُتِلُوْا شُهَدَآءَ فَقِيْلَ لِسُفْيَانَ مِنْ اٰخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ قَالَ لَيْسَ هٰذَا فِيْهِ.

۲۶۰۴۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن صبح کو کچھ لوگوں نے شراب پی پھر شہید ہوئے۔ (مترجم صاحب نے پوری حدیث کا ترجمہ نہیں کیا باقی کا ترجمہ اس طرح چاہیے تو سفیان سے کہا گیا کہ اسی دن کے آخر میں سفیان نے جواب دیا کہ لفظ اس حدیث میں نہیں۔ ابو محمد)

فائدہ: مغازی میں آئے گا کہ جابر رضی اللہ عنہ کا باپ بھی انہی میں سے تھا۔ ابن منیر نے کہا کہ مطابقت اس کی ترجمہ کے ساتھ مشکل ہے مگر یہ کہ ہو مراد اس کی جو شراب انہوں نے اس دن پی تھی اس نے ان کو ضرر نہ کیا اس لیے کہ اللہ نے

ان کے مرنے کے بعد ان کی تعریف کی اور ان سے غم اور خوف دور کیا اور یہ اس لیے ہوا کہ شراب اس دن مباح تھی۔ میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے کہ وارد کیا ہو اس کو اشارہ کرنے کے لیے طرف ایک قول کی اقوال سے جو آیت مترجم بھا کے نزول میں وارد ہے اس لیے کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ نے جب جابر رضی اللہ عنہ کے والد سے کلام کیا اور اس نے دنیا کی طرف پلٹ آنے کی آرزو کی پھر اس نے کہا کہ اے میرے رب میرے پچھلوں کو پیغام پہنچا دے تو اللہ نے یہ آیت اتاری وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا۔

بَابُ ظِلِّ الْمَلَائِكَةِ عَلَى الشَّهِيْدِ.

باب ہے بیان میں سایہ کرنے فرشتوں کے شہید پر۔

٢٦٠٥۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ جِيْءَ بِأَبِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ وَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ فَنَهَانِي قَوْمِي فَسَمِعَ صَوْتَ صَائِحَةٍ فَقِيْلَ ابْنَةُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو فَقَالَ لِمَ تَبْكِي أَوْ لَا تَبْكِي مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا قُلْتُ لِصَدَقَةَ أَفِيْهِ حَتّٰى رُفِعَ قَالَ رُبَّمَا قَالَهُ.

٢٦٠٥۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرا باپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا یعنی جنگ احد کے دن اور حالانکہ وہ مثلہ کیا گیا تھا یعنی کافروں نے اس کی ناک و کان وغیرہ کاٹ ڈالے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا گیا تو میں اس کا منہ کھولنے لگا تو میری قوم نے مجھ کو منع کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چلانے والی عورت کی آواز سنی تو کہا گیا کہ وہ عمرو کی بیٹی یا اس کی بہن ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں روتی ہے یا فرمایا رو نہیں کہ ہمیشہ فرشتے اس کو اپنے پروں سے سایہ کیے رہے یعنی شہید پر بظاہر جتنی ذلت گذری اللہ کے نزدیک اتنی ہی اس کی عزت ہوتی ہے امام بخاری نے کہا کہ میں نے صدقہ اپنے استاد سے کہا کہ کیا اس حدیث میں رفع کا لفظ بھی ہے یعنی یہاں تک کہ اس کی لاش اٹھائی گئی تو اس نے کہا کہ اکثر اوقات اس کو ابن عیینہ نے کہا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ میں ظاہر ہے اس کی شرح کتاب الجنائز میں گذر چکی ہے۔

بَابُ تَمَنِّي الْمُجَاهِدِ أَنْ يَّرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا.

باب ہے بیان میں آرزو کرنے غازی کے یہ کہ پلٹ آئے دنیا کی طرف۔

٢٦٠٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ

٢٦٠٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نہیں کہ بہشت میں داخل ہو پسند کرے اس بات کو کہ دنیا کی طرف پلٹ آئے اور حالانکہ اس کو تمام دنیا ملے علاوہ شہید

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيْدُ يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِّمَا يَرٰى مِنَ الْكَرَامَةِ.

کے وہ آرزو کرے گا کہ دنیا میں پھر پلٹ آئے اور اللہ کی راہ میں مارا جائے دس بار بسبب اس چیز کے کہ دیکھتا ہے عمدہ درجہ شہادت کا۔

فائدہ: اور یہ حدیث آرزو کے ساتھ بھی وارد ہو چکی جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشتی آدمی کو لایا جائے گا تو اللہ کہے گا کہ اے آدم کے بیٹے تو نے اپنا گھر کیسا پایا تو وہ کہے گا اے میرے رب بہت عمدہ جگہ تو اللہ فرمائے گا کہ مانگ جو چاہے اور آرزو کر تو وہ کہے گا میں کچھ نہیں مانگتا اور کچھ تمنا نہیں کرتا میں تجھ سے یہی مانگتا ہوں کہ تو مجھ کو دنیا میں پھر بھیجے اور میں دس بار تیری راہ میں مارا جاؤں شہادت کا عمدہ درجہ دیکھ کر۔ روایت کی یہ حدیث نسائی وغیرہ نے اور مسلم میں ہے کہ اللہ شہیدوں پر مطلع ہوگا تو فرمائے گا کہ کیا تم کو کسی چیز کی خواہش ہے تو وہ کہیں گے کہ ہم یہی چاہتے ہیں کہ تو ہم کو زندہ کرے یہاں تک کہ ہم تیری راہ میں دوبارہ مارے جائیں اور ترمذی میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ کیا میں تجھ کو خبر نہ دوں کہ اللہ نے تیرے باپ کو کیا کہا اللہ نے فرمایا کہ اے بندے مجھ سے مانگ جو چاہے اور آرزو کر تو اس نے کہا کہ اے رب مجھ کو زندہ کر کہ میں تیری راہ میں دوبارہ مارا جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بات مجھ سے پہلے گذر چکی ہے کہ وہ پھریں گے نہیں۔

بَابُ الْجَنَّةِ تَحْتَ بَارِقَةِ السُّيُوْفِ وَقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ أَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِّسَالَةِ رَبِّنَا مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ وَقَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلٰى.

بہشت تلواروں کی چمک کے تلے ہے۔ یعنی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی کہ جو ہم سے مارا گیا وہ بہشت کی طرف پھرا یعنی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا نہیں مقتول ہمارے بہشت میں اور مقتول کافروں کے دوزخ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں۔

فائدہ: یہ اضافت صفت کی موصوف کی طرف ہے اور کبھی بارقہ کہا جاتا ہے اور مراد اس سے نفس تلوار ہوتی ہے پس ہو گی اضافت بیانی اور تحقیق وارد کیا ہے ساتھ لفظ تحت ظلال السیوف کے اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے ترجمہ کے ساتھ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرف کہ بہشت تلواروں کی چمک کے تلے ہے اور ابن منیر نے کہا کہ شاید بخاری کی مراد یہ ہے کہ جب تلواریں چمکنے والی ہیں تو ان کا سایہ بھی ہوگا قرطبی نے کہا کہ یہ کلام جامع ہے نفیس ہے مخبر ہے شامل ہے کئی قسم کی بلاغت کے ساتھ اختصار اور شیرینی لفظ کے پس تحقیق اس نے فائدہ دیا ہے جہاد کی رغبت کا اور خبر

دینے کا ثواب کے ساتھ اوپر اس کے اور رغبت دلانے کے اوپر نزدیک ہونے دشمن کے۔ (فتح)

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گذر چکی ہے اور مغازی میں آئے گی۔

۲۶۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَكَانَ كَاتِبَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاعْلَمُوْا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ. تَابَعَهُ الْأُوَيْسِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ.

۲۶۰۷۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جان لو بہشت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

فائدہ: مہلب نے کہا کہ ان احادیث میں ہے کہ جائز ہے یہ بات کہنی مسلمانوں کے مقتول بہشت میں ہیں لیکن بطور اجمال کے نہ بطور تعیین کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ طَلَبَ الْوَلَدَ لِلْجِهَادِ.

جو جہاد کے لیے اولاد چاہے۔

فائدہ: یعنی نیت کرے وقت صحبت کے حاصل ہونے اولاد کی تا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے پس حاصل ہوگا اس کے لیے اس کی وجہ سے اجر اگرچہ یہ بات واقع نہ ہو۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى مِائَةِ امْرَأَةٍ أَوْ تِسْعٍ وَّتِسْعِيْنَ كُلُّهُنَّ يَأْتِيْ بِفَارِسٍ يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلیمان بن داود علیہ السلام نے کہا البتہ میں آج کی رات سو عورتوں پر گھوموں گا یعنی ان سے صحبت کروں گا یا کہا ننانوے عورت پر ہر ایک ان میں سے ایک بچہ جنے گی جو سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا تو اس کے ساتھی نے اس کو کہا کہ انشاء اللہ کہو تو سلیمان علیہ السلام نے انشاء اللہ نہ کہا تو نہ حاملہ ہوئی ان میں سے مگر ایک عورت کہ آدھا بچہ لائی قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں

فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَّاحِدَةٌ جَآئَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَّالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ قَالَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُوْنَ.

میری جان ہے اگر سلیمان انشاء اللہ کہتے تو البتہ وہ کل اللہ کی راہ میں سوار ہو کر جہاد کرتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں آئے گی۔

بَابُ الشَّجَاعَةِ فِي الْحَرْبِ وَالْجُبْنِ.

لڑائی میں بہادری اور بزدلی کرنی یعنی مدح دلیری کی اور مذمت بزدلی کی۔

۲۶۰۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَهُمْ عَلٰى فَرَسٍ وَّقَالَ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا.

۲۶۰۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں میں زیادہ تر بہتر تھے اور سب لوگوں میں زیادہ تر دلاور تھے اور سب لوگوں سے زیادہ تر بخشش کرنے والے تھے اور البتہ ایک بار مدینے والے دشمن سے ڈرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہو کر لوگوں سے آگے نکل گئے اور فرمایا کہ ہم نے اس گھوڑے کا قدم دریا پایا یعنی نہایت تیز قدم۔

فائدہ: اس حدیث سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال شجاعت معلوم ہوئی کہ خوف کی حالت میں رات کو تنہا رآگے بڑھ جانا کمال شجاعت کی دلیل ہے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

۲۶۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ النَّاسُ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَهُ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَهُ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ إِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَآئَهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۶۰۹۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا تھا اور آپ کے ساتھ لوگ تھے وقت پلٹنے آپ کے حنین سے تو راہ میں دیہاتی لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لپٹے اور آپ سے مانگنے لگے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک درخت کی طرف دبایا تو آپ کی چادر اتاری گئی یعنی آپ کی چادر دیہاتیوں نے اتار لی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ مجھ کو میری چادر دو سو اگر میرے پاس اس جنگل کے درختوں کے شمار کے برابر اونٹ

وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْطُوْنِيْ رِدَآئِيْ لَوْ كَانَ لِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَّقَسَمْتُهٗ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذُوْبًا وَّلَا جَبَانًا.

ہوتے تو میں سب تم کو بانٹ دیتا پھر تم مجھ کو بخیل اور جھوٹا اور نامرادنہ پاتے۔

فائدہ: اورغرض اس حدیث سے یہاں یہ قول ہے کہ پھر تم مجھ کو بخیل اور نامرادنہ پاتے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُتَعَوَّذُ مِنَ الْجُبْنِ.

نامردی سے پناہ مانگنے کا بیان۔

۲۶۱۰۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ الْأَوْدِيَّ قَالَ كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيْهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْغِلْمَانَ الْكِتَابَةَ وَيَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُنَّ دُبُرَ الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. فَحَدَّثْتُ بِهٖ مُصْعَبًا فَصَدَّقَهٗ.

۲۶۱۰۔ عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد اپنے بیٹوں کو یہ کلمے سکھایا کرتے تھے جیسا کہ معلم لڑکوں کو لکھانا سکھاتا ہے اور کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کلموں سے پناہ مانگا کرتے تھے پیچھے نماز کے وہ کلمے یہ ہیں الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور نامردی سے اور پناہ مانگتا ہوں بری اور نکمی عمر سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے فساد اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے تو میں نے یہ حدیث مصعب رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو اس نے اس کی تصدیق کی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جن کو سعد رضی اللہ عنہ اپنی اولاد سے یہ دعا سکھاتے تھے وہ چودہ مرد تھے اور ستر عورتیں تھیں۔

۲۶۱۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

۲۶۱۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے کہ الٰہی میں پناہ مانگتا ہوں جان کی ماندگی سے اور بدن کی کاہلی سے اور نامردی اور بڑھاپے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

فائدہ: اس کی شرح بھی دعوات میں آئے گی اور فرق عجز اور کسل میں یہ ہے کہ کسل ترک کرنا چیز کا ہے ساتھ قدرت

کے اس کے شروع کرنے میں اور عجز نہ قادر ہوتا ہے۔

بَابُ مَنْ حَدَّثَ بِمَشَاهِدِهِ فِي الْحَرْبِ قَالَهُ أَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ سَعْدٍ.

جو بیان کرے اپنا حاضر ہونا لڑائی میں یعنی یہ جائز ہے ریا نہیں اور روایت کیا ہے اس کو ابوعثمان نے سعد رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو مغازی میں سعد رضی اللہ عنہ سے آئے گی کہ اس نے کہا کہ پہلے پہل اللہ کی راہ میں مجھ کو تیر لگا اور طرف اس کی جو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں آئندہ آئے گی ابوعثمان سے کہ نہ باقی رہا ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جن دنوں میں آپ نے لڑائی کی تھی سوائے طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ کے دونوں نے یہ حدیث ابوعثمان سے بیان کی۔ (فتح)

۲۶۱۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ صَحِبْتُ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَسَعْدًا وَّالْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا مِّنْهُمْ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنِّيْ سَمِعْتُ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَوْمِ أُحُدٍ.

۲۶۱۲۔ سائب بن یزید سے روایت ہے کہ میں طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا تو میں نے ان میں سے کسی کو نہ سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہو مگر بے شک میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حدیث بیان کرتا تھا جنگ احد کے دن سے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اکثر اصحاب کبار نہیں حدیث بیان کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادتی اور نقصان کے خوف سے اور لیکن حدیث بیان کرنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا پس وہ جائز ہے جب کہ ریاء اور خود پسندی سے امن ہو اور استحباب کی طرف ترقی کرتا ہے جب کہ ہو اس جگہ جو پیروی کرے ساتھ اس کے فعل کی۔

بَابُ وُجُوْبِ النَّفِيْرِ.

باب ہے بیان میں واجب ہونے نفیر کے۔

فائدہ: یعنی کافروں کی لڑائی کی طرف نکلنا۔ (فتح)

وَمَا يَجِبُ مِنَ الْجِهَادِ وَالنِّيَّةِ.

اور بیان ہے اس چیز کا کہ واجب ہے جہاد اور نیت سے۔

فائدہ: یعنی اور بیان قدر واجب کا جہاد سے اور مشروع ہونا نیت کا اس میں اور لوگوں کے لیے جہاد میں دو حال ہیں ایک حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ایک آپ کے بعد۔ پس لیکن پہلا حال پس پہلے پہل جو جہاد شروع ہوا ہے تو بعد ہجرت نبوی کے ہوا ہے اتفاقاً یعنی جہاد بعد ہجرت کے مشروع ہوا پھر بعد اس کے کہ مشروع ہوا تو کیا فرض عین تھا یا فرض کفایہ یہ دو قول مشہور ہیں علماء کے۔ اور یہ دونوں شافعی کے مذہب میں ہیں ماوردی نے کہا کہ مہاجرین پر

فرض عین تھا اور ان کے سوائے اور لوگوں پر فرض نہیں تھا اور تائید کرتا ہے اس کی واجب ہونا ہجرت کا پہلے فتح کے بیچ حق ہر مسلمان کے مدینے کی طرف اسلام کی مدد کے لیے۔ اور سہیلی نے کہا کہ صرف انصار پر فرض عین تھا اور وں پر نہ تھا اور تائید کرتا ہے اس کی بیعت کرنا ان کا حضرت ﷺ سے عقبہ کی رات کو اس پر کہ حضرت ﷺ کو جگہ دیں اور آپ کی مدد کریں تو دونوں کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاد مہاجرین اور انصار پر فرض عین تھا اور ان کے غیر کے حق میں فرض کفایہ تھا اور باوجود اس کے پس نہیں بیچ حق دونوں گروہوں کے عموم پر بلکہ انصار کے حق میں تو اس وقت فرض تھا جب کہ کوئی رات کو مدینے پر آپڑے اور مہاجرین کے حق میں جب کہ کسی کافر کی لڑائی کا ابتداءً ارادہ ہو اور تائید کرتی ہے اس کی جو واقع ہوا ہے بدر کے قصے میں پس وہ مانند صریح کی ہے اس میں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ فرض عین تھا اس جنگ میں جس میں حضرت ﷺ خود نکلتے تھے سوائے اس کے جس میں نہ نکلتے تھے اور تحقیق یہ ہے کہ جہاد فرض اس شخص کے حق میں تھا جس کے حق میں حضرت ﷺ نے معین کر دیا تھا اگرچہ نہ نکلے اور دوسرا حال بعد حضرت ﷺ کے پس وہ فرض کفایہ ہے مشہور قول پر مگر یہ کہ اس کی طرف حاجت بلائے مانند اس کی کہ پڑے ان پر دشمن اور متعین ہوتا ہے اس پر جس پر امام معین کرے اور ادا ہوتا ہے فرض کفایہ ساتھ اس کے فعل کے سال میں ایک بار نزدیک جمہور کے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ جزیہ اس کے بدلے میں واجب ہوتا ہے اور نہیں واجب ہوتا جزیہ ایک سال میں ایک بار سے زیادہ اتفاقاً تو چاہیے کہ اس کا بدل بھی اس طرح ہو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ واجب ہے جب ممکن ہو اور قدرت ہو اور یہ قوی ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بدستور رہا جیسا کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں تھا یہاں تک کہ بڑے بڑے شہر فتح ہوئے اور زمین کے کناروں میں اسلام پھیلا پھر اس چیز کی طرف کہ اس کا ذکر پہلے ہو چکا اور نیز تحقیق یہ ہے کہ جنس جہاد کفار کی متعین ہے ہر مسلمان پر یا تو اپنے ہاتھ سے اور اپنی زبان سے اور یا اپنے مال سے یا اپنے دل سے۔ (فتح)

بَابُ وُجُوْبِ النَّفِيْرِ وَمَا يَجِبُ مِنَ الْجِهَادِ وَالنِّيَّةِ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿انْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ الْأٰيَةَ.

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ نکلو ہلکے اور بوجھل اور لڑو اپنے مال اور جان سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے اگر کچھ مال ہوتا نزدیک اور سفر ہلکا تو تیرے ساتھ چلتے اس قول تک کہ اللہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

فائدہ: یہ آیت پیچھے ہے ترتیب قرآنی میں اس آیت سے جو اس کے بعد ہے اور امر اس میں مقید ہے ساتھ اپنے ماقبل کے اس لیے کہ اللہ نے عتاب کیا ان مسلمانوں پر جو پیچھے رہتے ہیں حکم نفیر کے پھر اس کے پیچھے یہ فرمایا کہ نکلو ہلکے اور بوجھل اور گویا کہ بخاری نے مقدم کیا ہے امر کی آیت کو عتاب کی آیت پر اس کے عام ہونے کی وجہ سے اور طبری نے ابو ضحیٰ سے روایت کی ہے کہ سورۂ براۃ میں پہلے یہ آیت اتری کہ نکلو ہلکے اور بوجھل اور بعض اصحاب نے اس امر سے عموم سمجھا اور نہ پیچھے رہتے تھے کسی جہاد سے یہاں تک کے مر گئے اور ان میں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ وغیرہ ہیں اور معنی خِفَافًا وَّثِقَالًا کے یہ ہیں کہ خواہ تیار ہو یا نہ تیار ہو خوش ہو یا نہ خوش ہو اور بعض کہتے ہیں کہ سوار ہوں یا پیادے۔ (فتح)

وَقَوْلِهِ ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ إِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ أَرَضِيْتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْأٰخِرَةِ إِلٰى قَوْلِهِ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾.

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو کیا ہوا ہے تم کو جب تم کو کہا جائے کہ نکلو اللہ کی راہ میں تو بیٹھ جاتے ہو زمین پر کیا راضی ہو دنیا کی زندگی پر آخرت چھوڑ کر سو کچھ نہیں دنیا کا برتنا آخرت کے حساب میں مگر تھوڑا۔

فائدہ: طبری نے کہا کہ جائز ہے ہو آیت اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا یعنی اگر نہ نکلو گے تو تم کو دے گا دکھ کی مار خاص ساتھ اس شخص کے جس کا نکلنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو وہ باز رہے اور حسن بصری اور عکرمہ سے روایت ہے کہ وہ منسوخ ہے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ مخصوص ہے منسوخ نہیں۔ (فتح)

يُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿انْفِرُوْا ثُبَاتٍ﴾ سَرَايَا مُتَفَرِّقِيْنَ يُقَالُ أَحَدُ الثُّبَاتِ ثُبَةٌ.

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آیت فانفروا ثباتا کے معنی یہ ہیں کہ نکلو اور کوچ کرو جدا جدا لشکر ہو کر یعنی اور کہا جاتا ہے کہ اثبات کا واحد ثبۃ ہے یعنی ثبات جمع کا صیغہ ہے۔

فائدہ: یعنی نکلو لشکر بعد لشکر کے یا نکلو سب اکٹھے اور بعض گمان کرتے ہیں کہ وہ ناسخ ہے اس آیت سے کہ نکلو ہلکے یا بوجھل اور تحقیق یہ ہے کہ یہ منسوخ نہیں بلکہ دونوں آیتوں میں رجوع امام کی طرف ہے اور حاجت اس کی۔ (فتح)

۲۶۱۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

۲۶۱۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ نہیں ہجرت بعد فتح کے لیکن جہاد اور نیت ہے اور جب تم بلائے جاؤ یعنی جہاد کے لیے تو نکلو۔

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا.

فائدہ: خطابی نے کہا کہ اول اسلام میں ہجرت فرض تھی اس شخص پر جو مسلمان ہو مدینے میں مسلمانوں کے کم ہونے کی وجہ سے اور ان کے محتاج ہونے کی وجہ سے اجماع کی طرف سو جب اللہ نے مکہ فتح کیا تو داخل ہوئے لوگ اللہ کے دین میں فوج درفوج تو مدینے کی طرف ہجرت کرنے کی فرضیت موقوف ہوئی اور باقی رہا فرض ہونا جہاد کا اور نیت کا اس شخص پر جو قائم ہو ساتھ اس کے اس پر دشمن اترے انتہی ۔اور نیز تھی حکمت ہجرت کے واجب ہونے میں اس شخص پر کہ مسلمان ہوتا کہ سلامت رہے کافروں کی ایذا سے اس لیے کہ تحقیق وہ عذاب کرتے تھے اس شخص کو کہ جوان میں مسلمان ہوتا یہاں تک کہ اپنے دین سے پلٹ جائے اور ان کے حق میں یہ آیت اتری اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ الخ یعنی جن لوگوں کی جان کھینچتے ہیں فرشتے اس حال میں کہ وہ برا کر رہے ہیں اپنا کہتے ہیں تم کس بات میں تھے وہ کہتے ہیں ہم مغلوب تھے اس ملک میں کہتے ہیں کہ کیا نہ تھی زمین اللہ کی کشادہ کہ وطن چھوڑ جاؤ وہاں الآیۃ اور اس ہجرت کا حکم باقی ہے اس شخص کے لیے جو دارالکفر میں مسلمان ہوا اور اس سے نکلنے پر قادر ہو اور نسائی نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں قبول کرتا اللہ مشرک سے کوئی عمل بعد اس کے کہ مسلمان ہویا (فتح الباری میں لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْ مُّشْرِكٍ عَمَلًا بَعْدَ مَا اَسْلَمَ اَوْ يُفَارِقَ الْمُشْرِكِيْنَ یہ اَوْ بمعنی اِلٰی ان کے ہے چنانچہ نحو کی کتابوں میں مشرح ہے پس ترجمہ یوں چاہیے یہاں تک کہ کافروں سے جدا ہوا۔ اور ابوداود میں ہے فرمایا کہ میں بیزار ہوں ہر مسلمان سے کہ کافروں کے درمیان ٹھہرے ۔اور یہ اس کے حق میں محمول ہے جس کو اپنے دین پر امن نہ ہو اور یہ جو کہا کہ لیکن جہاد اور نیت ہے تو طیبی وغیرہ نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تحقیق ہجرت یعنی وطن چھوڑ کر مدینے میں جانا فرض عین تھا وہ موقوف ہوا لیکن وطن چھوڑنا بسبب جہاد کے باقی ہے اور اسی طرح وطن چھوڑنا بسبب نیت صالح کے مانند بھاگنے کی دارالکفر سے یا نکلنے کی طلب علم کے لیے اور بھاگنے کی ساتھ دین کے فتنے سے اور نیت کے ان تمام چیزوں میں ۔اور نووی نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ تحقیق جو نیکی کہ ہجرت موقوف ہونے کے ساتھ موقوف ہوئی ہے ممکن ہے اس کا حاصل کرنا جہاد کے ساتھ اور نیت صالحہ کے اور جب تم کو حکم کرے امام نکلنے کا جہاد کی طرف اور اس کی مانند نیک عملوں کی تو اس کی طرف نکلو۔ اور ابن العربی نے کہا کہ ہجرت وہ نکلنا ہے دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف اور حضرت ﷺ کے زمانے میں فرض تھی اور آپ کے بعد بھی بدستور رہی جو اپنی جان پر خوف کرے اور جو بالکل موقوف ہوگئی ہے وہ قصد کرنا حضرت ﷺ کی طرف ہے جس جگہ کہ ہوں اور اس حدیث میں بشارت ہے کہ مکہ ہمیشہ دارالسلام رہے گا اور یہ کہ واجب ہے نکلنا جہاد کی طرف اس شخص پر جس کو امام معین کرے

اور یہ کہ عملوں کے اعتبار نیتوں سے ہے۔ اور ابن ابی جمرہ نے کہا جس کا حاصل یہ ہے کہ ممکن ہے اتارنا اس حدیث کا سالک کے احوال پر اس لیے کہ اول اس کو حکم کیا جائے کہ اپنی مرغوب چیزوں سے ہجرت کرے یہاں تک کہ اس کے لیے فتح حاصل ہو پس جب نہ حاصل ہو اس کے لیے فتح تو حکم کیا جائے جہاد کا اور وہ جہاد نفس اور شیطان کا ہے ساتھ نیت صالحہ کے۔ (فتح)

بَابُ الْكَافِرِ يَقْتُلُ الْمُسْلِمَ ثُمَّ يُسْلِمُ فَيَسَدِّدُ بَعْدُ وَيُقْتَلُ.

باب ہے بیان میں کافر کہ مسلمان کو مار ڈالے پھر اس کے بعد وہ مسلمان ہو جائے پس درست کرے اسلام کو (یہاں مترجم صاحب کو دھوکا لگا ترجمۃ الباب کی عبارت جو انہوں نے اپنے قلم سے لکھی ہے اس سے دیکھ کر ترجمہ لکھا اور ان کے لکھے ہوئے سے فیسدد بعد ویقتل واقع طور پر نہیں پڑھا جاتا بلکہ ظاہراً فیسدد بعد القتل پڑھا جاتا ہے پس انہوں نے ترجمہ بھی اسی طرح کر دیا اور صحیح ترجمہ اس طرح ہے پس بعد اس کے اسلام کو درست کرے اور مارا جائے یعنی راہ اللہ میں، واللہ اعلم، ابومحمد) بعد قتل کے یعنی دین میں استقامت حاصل کرے اور استقامت پر زندہ رہے اللہ کی راہ میں مارا جائے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ ترجمہ میں فیسدد ہے یعنی استقامت حاصل کرے اور حدیث میں ہے کہ پس شہید ہو جائے تو گویا کہ اس نے تنبیہ کی اس کے ساتھ اس پر کہ شہادت تو صرف اس لیے ذکر کی گئی ہے کہ تنبیہ کرے اوپر وجوں تسدید کے اور یہ کہ ہر تسدید اسی طرح ہے اگرچہ شہادت افضل ہے لیکن بہشت میں داخل ہونا شہید کے ساتھ خاص نہیں پس ٹھہرایا بخاری نے ترجمہ کو مانند شرح کی معنی حدیث کے لیے۔ (فتح)

٢٦١٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَضْحَكُ اللهُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُ هٰذَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَيُقْتَلُ ثُمَّ

٢٦١٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ہنستا ہے یعنی راضی ہوتا ہے دو شخصوں سے کہ ایک دوسرے کو قتل کرے اور دونوں بہشت میں داخل ہوں اور یہ ایک اللہ کی راہ میں مرتا ہے پس مارا جاتا ہے اور بہشت میں داخل ہوتا ہے پھر اللہ قاتل کی توبہ قبول کرتا ہے پھر شہید ہوتا ہے پس داخل ہوتا ہے بہشت میں۔

يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْتَشْهَدُ.

فائدہ: خطابی نے کہا کہ جو ہنسی بندوں کو خوشی کے وقت عارض ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ پر جائز نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ یہ مثال بیان کی گئی ہے اس فعل کے لیے جو اترتا ہے بیچ جگہ اعجاب کے نزدیک بشر کے پس اس کو دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور معنی اس کے خبر دینا ہے اللہ کی رضامندی کا ساتھ فعل ان کے ایک کے اور قبول کرنے اس کے کے دوسرے کے لیے اور بدلہ دینا ان دونوں کو ان کے فعل پر ساتھ بہشت کے باوجود مختلف ہونے ان دونوں کے حال کے۔اور تحقیق تاویل کی ہے بخاری نے ہنسی کی دوسری جگہ میں اوپر معنی رحمت کے اور وہ قریب ہے اور تاویل کرنی اس کی ساتھ معنی رضا کے قریب تر ہے پس تحقیق ضحک دلالت کرتا ہے رضا اور قبول پر اور ابن جوزی نے کہا کہ اکثر سلف ایسی صفات کی تاویل سے باز رہتے ہیں دیکھتے ہیں اس کو جیسا کہ وارد ہوا اور لائق یہ ہے کہ ایسی صفتوں میں امرار کی رعایت رکھی جائے اور یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ کی صفتیں مخلوق کی صفات کی مانند نہیں اور معنی امرار کے یہ ہیں کہ اس کی مراد کو نہ جانے باوجود اعتقاد پاک کرنے کے ۔ میں کہتا ہوں کہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ساتھ ضحک کے متوجہ ہونا ساتھ رضامندی کے ہے متعدی کرنا اس کا ساتھ الی کے مراد اس سے توجہ اور رضا ہے اور یہ جو کہا کہ وہ دونوں بہشت میں داخل ہوتے ہیں تو ابن عبد البر نے کہا کہ معنی اس حدیث کے اہل علم کے نزدیک یہ ہیں کہ پہلا قاتل کافر تھا میں کہتا ہوں کہ یہی ہے جس کو بخاری نے ترجمہ میں استنباط کیا ہے لیکن نہیں ہے کوئی مانع یہ کہ ہو پہلا قاتل مسلمان آپ کے قول کے عموم کی وجہ سے کہ پھر توبہ کرتا ہے اللہ قاتل پر جیسے کہ قتل کرے مسلمان مسلمان کو جان بوجھ کر بغیر شبہ کے پھر قاتل توبہ کرے اور اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے ۔اور سوائے اس کے نہیں کہ ایسے شخص کے دخول کو وہ شخص منع کرتا ہے جس کا مذہب یہ ہے کہ جو مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے اس کی توبہ قبول نہیں اور اس کی بحث تفسیر سورۂ نساء میں آئے گی اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے اور پہلی وجہ کی تائید کرتی ہے یہ حدیث کہ جو ہمام سے روایت ہے کہ پھر اللہ دوسرے کی توبہ قبول کرتا ہے اور اس کو اسلام کی طرف راہ دکھاتا ہے اور زیادہ ترصحیح یہ روایت ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا گیا کس طرح ہے یہ بات یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ دونوں میں ایک کافر تھا پس مار ڈالا دوسرے کو پھر مسلمان ہو جائے پھر جہاد کرے اور قتل کیا جائے اور ہمام کی روایت میں اتنا زیادہ ہے پھر ہدایت دے اس کو اسلام کی طرف پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرتا شہید ہو جائے ۔ابن عبد البر نے کہا کہ اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جائے پس وہ بہشت میں ہے ۔(فتح)

۲۶۱۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

۲۶۱۵۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے بعد اس کے کہ مسلمانوں نے اس کو فتح کیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِخَيْبَرَ بَعْدَ مَا افْتَتَحُوْهَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَسْهِمْ لِيْ فَقَالَ بَعْضُ بَنِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ لَا تُسْهِمْ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ هٰذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ فَقَالَ ابْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ وَاعَجَبًا لِّوَبْرٍ تَدَلّٰى عَلَيْنَا مِنْ قَدُوْمِ ضَأْنٍ يَّنْعٰى عَلَيَّ قَتْلَ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ أَكْرَمَهُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيَّ وَلَمْ يُهِنِّيْ عَلٰى يَدَيْهِ قَالَ فَلَا أَدْرِيْ أَسْهَمَ لَهُ أَمْ لَمْ يُسْهِمْ لَهُ. قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنِيْهِ السَّعِيْدِيُّ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ السَّعِيْدِيُّ هُوَ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ.

مال غنیمت سے مجھ کو بھی حصہ دیجیے۔ تو سعید بن عاص کے بعض بیٹوں نے یعنی ابان بن سعید نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس کو حصہ نہ دیجیے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ابن قوقل کا قاتل ہے یعنی جنگ بدر کے دن یہ کافروں کے ساتھ تھا اور اس نے ابن قوقل صحابی کو قتل کیا تھا تو ابان بن سعید نے کہا کہ عجب ہے اس حیوان کے لیے یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے کہ اترا ہم پر قدوم ضان پہاڑ کے راہ سے عیب کرتا ہے مجھ پر ایک مرد مسلمان کے قتل کرنے کا اللہ نے اس کو میرے ہاتھ سے بزرگی دی یعنی میرے سبب سے شہادت کے درجے کو پہنچا اور مجھ کو اس کے ہاتھ میں ذلیل نہ کیا راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حصہ دیا یا نہ دیا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ نعمان بن قوقل رضی اللہ عنہ نے جنگ احد کے دن کہا کہ الٰہی میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ نہ غروب ہو آفتاب یہاں تک کہ میں بہشت میں پہنچ جاؤں تو وہ اسی دن شہید ہو گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کو بہشت میں دیکھا اور باقی اس کی شرح آئندہ آئے گی۔ اور مراد اس حدیث سے یہ قول ہے کہ اللہ نے اس کو میرے ہاتھ سے بزرگی دی شہادت کے ساتھ اور نہ قتل ہوا ابان رضی اللہ عنہ اپنے کفر پر کہ آگ میں داخل ہوتا اور اہانت سے یہی مراد ہے۔ بلکہ ابان اس کے بعد زندہ رہا یہاں تک کہ اس نے توبہ کی اور مسلمان ہو گیا اور اس کا اسلام صلح حدیبیہ کے بعد اور خیبر سے پہلے تھا اور یہ بات اس نے حضرت ﷺ کے سامنے کہی اور حضرت ﷺ نے اس کو اس پر برقرار رکھا اور یہ بھی اس چیز کے موافق ہے کہ شامل ہے اس کو ترجمہ۔ اور جو راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ نے اس کو حصہ دیا یا نہیں تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اے ابان بیٹھ جا اور حضرت ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حصہ نہ دیا اور اس کے ساتھ اس شخص نے دلیل پکڑی ہے جو کہتا ہے کہ جو لڑائی کے ختم ہونے کے بعد حاضر ہو وہ اس شخص کے ساتھ شریک نہیں ہوتا جو اس میں حاضر ہوا اگرچہ ان کی مدد کو نکلا ہو۔ اور یہ قول جمہور کا ہے اور کوفیوں کا یہ مذہب ہے کہ وہ بھی ان کے ساتھ شریک ہوتا ہے اور ان کی طرف سے طحاوی نے جواب دیا ہے اس طرح کہ حضرت ﷺ نے کچھ آدمی نجد کی طرف بھیجے تھے پہلے اس سے کہ شروع ہوں بیچ سامان

جنگ خیبر کے پس اسی لیے ان کو حصہ نہ دیا۔ اور لیکن جو لشکر کے ساتھ نکلنے کا ارادہ کرے اور اس کو کوئی مانع روک لے تو اس کو حصہ دیا جائے گا جیسا کہ حضرت ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ کو حصہ دیا جو جنگ میں حاضر نہ ہوئے تھے لیکن انہوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ نکلنے کا ارادہ کیا تھا تو ایک شرعی مانع نے اس کو اس سے روکا۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اخْتَارَ الْغَزْوَ عَلَى الصَّوْمِ. جو جہاد کو روزے پر اختیار کرے۔

فائدہ: یعنی تا کہ نہ ضعیف کر دے اس کو روزہ لڑنے سے اور یہ اس شخص کے لیے منع نہیں ہے کہ جس کو معلوم ہو کہ یہ اس کو نقصان نہیں کرتا۔ (فتح)

۲۶۱۶۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ لَا يَصُوْمُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ الْغَزْوِ فَلَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ أَرَهُ مُفْطِرًا إِلَّا يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحٰى.

۲۶۱۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے زمانے میں روزہ نفل نہ رکھا کرتے تھے جہاد کی وجہ سے یعنی قوت پر نگاہ رکھنے کی وجہ سے جہاد کے لیے سو جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو میں نے اس کو نہیں دیکھا کہ روزہ کھولتا ہو مگر دن عید فطر اور قربانی کے۔

فائدہ: یعنی ان دنوں میں روزہ نہ رکھتا تھا اور عید الاضحیٰ سے مراد وہ دن ہے جس میں قربانی کرنی جائز ہے پس اس میں تشریق کے دن بھی شامل ہوں گے۔ اور اس چیز میں اشعار ہے اس چیز پر کہ حضرت ﷺ کے بعد ابو طلحہ رضی اللہ عنہ جہاد کے ملازم نہ تھے یعنی حضرت ﷺ کے بعد اس نے جنگ نہ کی اور سوائے اس کے نہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نفلی روزہ جہاد کی وجہ سے چھوڑا تھا تو اس خوف سے کہ اس کو لڑنے سے ضعیف نہ کر ڈالے اس کے باوجود کہ اس نے اپنی اخیر عمر میں پھر جہاد کی طرف رجوع کیا۔ اور روایت کیا حاکم نے کہ وہ جہاد کے لیے جہاز میں سوار ہوا سو مر گیا تو لوگوں نے اس کو ساتھ دن کے بعد دفنایا اور اس کی لاش بگڑی نہیں تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ صیام الدھر یعنی ہمیشہ کے روزے کو جائز سمجھتے تھے۔ (فتح)

بَابُ الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ. شہادت سات قسم کی ہے سوائے مقتول ہونے کے۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ شہید کو شہید کیوں کہتے ہیں نضر بن شمیل نے کہا اس لیے کہ وہ زندہ ہے پس گویا کہ ان کی روح شاہد ہے یعنی حاضر ہے۔ اور ابن باری نے کہا کہ اس لیے کہ اللہ اور اس کے فرشتے گواہی دیتے ہیں اس کے لیے ساتھ بہشت کے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس لیے کہ حاضر کی جاتی ہے نکلنے روح اس کی کے وہ چیز کہ تیار کی گئی ہے کرامت اور بزرگی سے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس لیے کہ اس کے لیے گواہی دی جاتی امان کی آگ سے اور بعض

کہتے ہیں اس لیے کہ اس پر گواہ ہے ساتھ ہونے اس کے شہید۔اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں حاضر ہوتے اس کے پاس اس کے مرنے کے وقت مگر رحمت کے فرشتے۔اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ وہ گواہی دے گا قیامت کے دن رسولوں کے پہچانے کی اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ اس کے لیے فرشتے گواہی دیتے ہیں اس کے نیک خاتمہ کی اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ پیغمبر گواہی دیں گے اس کے لیے حسن اتباع کی۔اور بعض کہتے ہیں کہ اس لیے کہ اللہ گواہی دیتا ہے اس کے لیے ساتھ نیک نیت اور اس کے اخلاص کے۔اور بعض کہتے ہیں کہ اس لیے کہ فرشتے جان نکلنے کے وقت اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔اور بعض کہتے ہیں کہ مشاہدہ کرتا ہے ملکوت کا دنیا کے گھر سے اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ گواہی دی گئی ہے اس کے لیے آگ سے امان کی۔اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ علامت شاہد ہے اس کے ساتھ کہ اس نے نجات پائی۔اور ان میں سے بعض چیزیں خاص ہیں اس شخص کے لیے جو اللہ کی راہ میں مارا جائے اور بعض ان میں سے عام ہیں ان کے غیر کو اور بعض میں نزاع ہے اور یہ ترجمہ حدیث کا لفظ ہے روایت کیا ہے اس کو مالک نے جابر بن عتیک کی روایت سے کہ حضرت ﷺ عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو آئے پس ذکر کی تمام حدیث اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم شہید اپنے درمیان کس کو گنتے ہو اصحاب نے کہا کہ جو اللہ کی راہ میں مارا جائے اس میں یہ بھی ہے کہ شہید سات قسم کے ہیں سوائے قتل کے جو اللہ کی راہ میں ہو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر اتنا زیادہ ذکر کیا کہ جو آگ میں جل کر مر جائے اور جو ذات الجنب کے درد سے مر جائے اور عورت کہ نفاس کی حالت میں مرے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو اللہ کے راہ میں مرے وہ بھی شہید ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو اپنے مال کے بچانے کے لیے مارا جائے وہ شہید ہے اور دین اور خون اور اہل میں بھی اسی طرح فرمایا۔اور ایک روایت میں سل کا لفظ آیا ہے اور اسماعیلی نے کہا کہ حدیث اس باب کی ترجمہ کے مخالف ہے۔اور ابن بطال نے کہا کہ ترجمہ حدیث سے بالکل نہیں نکلتا اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ کتاب کے صاف کرنے سے پہلے مر گیا اور احتمال ہے کہ مراد اس کی تنبیہ ہو اس پر کہ شہادت قتل میں بند نہیں بلکہ اس کے لیے اور کئی اسباب ہیں اور ان اسباب کے عدد میں مختلف حدیثیں آئی ہیں۔پس بعض میں پانچ اور بعض میں سات کا ذکر ہے اور جو بخاری کی شرط کے موافق ہے وہ پانچ کی روایت ہے پس تنبیہ کی ترجمہ کے ساتھ اس پر کہ عدد وارد میں تحدید مراد نہیں یعنی حد بیان نہیں اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے لیے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اول اقل معلوم کروایا پھر اس پر زیادتی معلوم کروائی پس ذکر کیا اس کو اور وقت میں اور نہیں قصد کیا بند کرنے کا بیچ کسی چیز کے اس سے اور تحقیق جمع ہوئی ہیں ہمارے لیے کھرے طریقوں سے زیادہ بیس خصلتوں سے پس اس کا مجموع کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے چودہ خصلتیں ہیں اور باب مَنْ يَنْكِبُ فِي سَبِيْلِ اللهِ میں ابو مالک کی حدیث گذر چکی ہے کہ جس کو اس کے گھوڑے یا اونٹ نے گرایا یا کاٹا اس کو زہریلے جانور نے یعنی سانپ وغیرہ نے یا مر گیا اپنے بچھونے پر کسی موت کے ساتھ کہ اللہ نے چاہا تو تحقیق وہ شہید

ہے اور ایک روایت میں ہے کہ مسافر کی موت شہادت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے مراوہ شہید ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو اللہ کی راہ میں اپنے بچھونے پر مرے وہ بھی شہید ہے اور نیز یہ کہا مبطون کے حق میں اور لدیغ اور غریق اور شریق کے حق میں اور جس کو درندہ کھالے اور جو اپنی سواری سے گر کر مر جائے اور صاحب ہدم اور ذات الجنب اور ایک روایت میں ہے کہ سر پھرنے والا دریا میں کہ پہنچے اس کو قے اس کے لیے شہید کا اجر ہے ۔اور پہلے گذر چکا ہے کہ جو خالص نیت سے شہادت طلب کرے وہ شہید لکھا جاتا ہے اور آئندہ آئے گا کہ جو طاعون میں مرے وہ بھی شہید ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جس کو اس کی سواری گرادے اور ایک روایت میں ہے کہ جو پہاڑ کے سر سے گرایا جائے جس کو درندہ کھالے اور دریا میں ڈوب جائے وہ اللہ کے نزدیک شہید ہے اور ان کے سوا اور چیزیں بھی احادیث میں وارد ہوئی ہیں مگر ان کے ضعف کی وجہ سے میں نے ان کو بیان نہیں کیا۔ابن تین نے کہا کہ یہ سب موتیں ہیں جن میں سختی ہے کہ اللہ نے امت محمدی پر احسان کیا ساتھ اس طور کے کہ گردانا اس کو مٹانا ان کے گناہوں کے لیے اور ان کے اجر میں زیادتی کے لیے کہ پہنچائے ان کو ساتھ اس کے شہیدوں کے مرتبے میں ۔میں کہتا ہوں جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ سب لوگ جو مذکور ہوئے ہیں درجے میں برابر نہیں اور دلالت کرتی ہے اس پر وہ حدیث جو احمد وغیرہ نے روایت کی کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ کون سا جہاد افضل ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹی جائیں اور جس کا خون گرایا جائے یعنی آپ بھی مارا جائے اور گھوڑا بھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر موت کہ اس کے ساتھ مسلمان مرے پس وہ شہید ہے لیکن شہادت کم وبیش ہے اور ان بیماریوں کی شرح کتاب الطب میں آئے گی اور ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ شہید دو قسم ہے ایک شہید دنیا کا اور ایک آخرت کا۔اور شہید آخرت کا وہ ہے کہ کافروں کی لڑائی میں مارا جائے آگے بڑھنے والا نہ پیٹھ پھیرنے والا اور خالص نیت والا اور دوسری قسم آخرت کا شہید ہے وہ لوگ وہ ہیں جو اوپر مذکور ہوئے اس معنی کے ساتھ کہ ان کو بھی شہیدوں کی اجر کی جنس سے دیا جائے گا اور دنیا میں شہیدوں کے احکام ان پر جاری نہیں ہوتے اور جب یہ بات مقرر ہوئی تو ہوگا اطلاق شہید کا غیر مقتول فی سبیل اللہ پر بطور مجاز کے ۔(فتح)

۲۶۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّهَدَآءُ خَمْسَةٌ الْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

۲۶۱۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شہید پانچ قسم کے ہیں ایک تو جو وبا میں مر جائے اور دوسرا وہ جو پیٹ کی بیماری سے مرے یعنی دستوں سے اور اسہال سے اور تیسرا وہ جو ڈوب جائے اور چوتھا وہ جس پر دیوار گر پڑے اور پانچواں وہ جو اللہ کی راہ میں شہید ہو یعنی جہاد میں مارا جائے ۔

٢٦١٨۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِّكُلِّ مُسْلِمٍ.

۲۶۱۸۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وبا یعنی عام بیماری شہادت ہے ہر مسلمان کے لیے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً وَّكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ إِلٰى قَوْلِهِ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ برابر نہیں بیٹھنے والے مسلمان جن کو بدن کا نقصان نہیں اور لڑنے والے اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے اس قول تک کہ ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔

فائدہ: ذکر کی اس میں بخاری نے حدیث براء رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی اس کے سبب نزول میں اور اس کی پوری تفسیر سورۂ نساء میں آئے گی۔

٢٦١٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا فَجَآءَ بِكَتِفٍ فَكَتَبَهَا وَشَكَا ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ ضَرَارَتَهُ فَنَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾.

۲۶۱۹۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمان جن کو بدن کا ضرر نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو بلایا تو وہ مونڈھے کی ہڈی لے کر آیا یعنی اس لیے کہ اس وقت کاغذ کم ملتا تھا تو اس نے اس کو اس پر لکھا اور ابن ام مکتوم نے اپنے ضرر یعنی اندھے ہونے کی شکایت کی تو یہ آیت اتری کہ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمان جن کو ضرر نہیں۔

٢٦٢٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ

۲۶۲۰۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مروان بن حکم کو مسجد میں بیٹھے دیکھا تو میں اس کی طرف متوجہ ہوا یہاں

حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْلَى عَلَيْهِ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾. ﴿وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللهِ﴾ قَالَ فَجَآءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَوْ أَسْتَطِيْعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ رَجُلًا أَعْمٰى فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهُ عَلٰى فَخِذِيْ فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتّٰى خِفْتُ أَنْ تَرُضَّ فَخِذِيْ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿غَيْرُ أُوْلِي الضَّرَرِ﴾.

تک کہ میں اس کے پہلو میں بیٹھا تو اس نے ہم کو خبر دی کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کو خبر دی کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے یہ آیت لکھوائی کہ برابر نہیں بیٹھنے والے مسلمانوں سے اور لڑنے والے اللہ کی راہ میں تو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حالانکہ حضرت ﷺ اس آیت کو مجھ سے لکھوا رہے تھے تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اگر میں جہاد کی طاقت رکھتا تو البتہ جہاد کرتا اور وہ اندھا مرد تھا تو اللہ نے اپنے رسول پر وحی اتاری اور حالانکہ حضرت ﷺ کی ران میری ران پر تھی تو آپ کی ران مجھ پر بھاری ہوئی یہاں تک کہ میں ڈرا کہ میری ران ٹوٹ نہ جائے پھر وہ حالت حضرت ﷺ سے دور ہوئی تو اللہ نے یہ آیت اتاری غیر اولی الضرر یعنی جن کو دکھ نہیں۔

بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ الْقِتَالِ.

لڑنے کے وقت صبر کرنا۔

۲۶۲۱۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى كَتَبَ فَقَرَأْتُهُ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا.

۲۶۲۱۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم کافروں سے ملو یعنی جنگ میں تو صبر کرو اور قائم رہو یعنی صف جنگ میں نہ پھرو اور پیٹھ نہ دو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مسلمانوں کا کافروں سے مقابلہ ہو تو مسلمانوں کو چاہیے کہ کافروں کے مقابلہ میں پیٹھ نہ پھیریں۔

بَابُ التَّحْرِيْضِ عَلَى الْقِتَالِ وَقَوْلِهِ

لڑائی کی رغبت دلانے کا بیان۔ یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ

تَعَالٰی ﴿حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ﴾.

رغبت دلا مسلمانوں کو لڑائی پر۔

۲۶۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَإِذَا الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ فِيْ غَدَاةٍ بَارِدَةٍ فَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ عَبِيْدٌ يَعْمَلُوْنَ ذٰلِكَ لَهُمْ فَلَمَّا رَأٰى مَا بِهِمْ مِّنَ النَّصَبِ وَالْجُوْعِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْأٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ فَقَالُوْا مُجِيْبِيْنَ لَهُ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا.

۲۶۲۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی طرف نکلے تو ناگہاں مہاجرین اور انصار مدینے کے گرد کھائی کھودتے تھے سردی کے دن میں یعنی تاکہ کافر مدینے کے اندر نہ آسکیں اور اصحاب کے پاس غلام نہ تھے جو ان کے لیے یہ کام کریں تو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھی جو چیز کہ ان کے ساتھ ہے تکلیف اور بھوک سے تو کہا کہ الٰہی سچی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی سو بخش دے انصار اور مہاجرین کو تو انصار اور مہاجرین نے آپ کے جواب میں کہا ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی جہاد پر ہمیشہ جب تک ہم زندہ رہیں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور ترجمے کا نکالنا اس حدیث سے اس جہت سے ہے کہ تحقیق مباشر ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھودنے کو ساتھ اپنے نفس کے حرص دلانی ہے مسلمانوں کے لیے عمل پر تاکہ لوگ اس میں آپ کی پیروی کریں۔ (فتح)

بَابُ حَفْرِ الْخَنْدَقِ.

مدینے کے گرد کھائی کھودنے کا بیان۔

۲۶۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَعَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ وَيَنْقُلُوْنَ التُّرَابَ عَلٰى مُتُوْنِهِمْ وَيَقُوْلُوْنَ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجِيْبُهُمْ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَا

۲۶۲۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجرین اور انصار مدینے کے گرد کھائی کھودنے لگے اور اپنی پیٹھوں پر مٹی اٹھا اٹھا کر اور جگہ پھینکتے تھے اور کہتے تھے ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اسلام پر جب تک ہم زندہ رہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جواب دیتے تھے کہ الٰہی سچی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی سو برکت کر انصار اور مہاجرین میں۔

خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَهْ فَبَارِكْ فِي الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ.

٢٦٢٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنقُلُ وَيَقُوْلُ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا.

۲۶۲۴۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مٹی نقل کرتے تھے کہ اگر تو ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔

٢٦٢٥۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ يَنْقُلُ التُّرَابَ وَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا إِنَّ الْأُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا.

۲۶۲۵۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ احزاب کے دن دیکھا کہ مٹی نقل کرتے تھے یعنی مٹی اٹھا اٹھا کر پھینکتے تھے اور حالانکہ مٹی نے آپ کے پیٹ کی سفیدی کو ڈھانکا ہوا تھا یعنی آپ کا پیٹ گرد آلود تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر تیری ہدایت نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے سو اتار ہم پر چین کو اور ثابت رکھ ہمارے قدموں کو اگر ہم کافروں کا مقابلہ کریں تحقیق اس گروہ نے ہم پر سرکشی کی ہے جب وہ ہمارے فتنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔

بَابُ مَنْ حَبَسَهُ الْعُذْرُ عَنِ الْغَزْوِ.

اگر کسی کو عذر جہاد سے روک رکھے تو اس کے لیے غازی کا ثواب ہے جب کہ اس کی نیت سچی ہو۔

فائدہ: عذر ایک وصف ہے جو طاری ہوتا ہے مکلّف پر کہ مناسب ہے سہولت کے لیے اس پر۔ (فتح)

٢٦٢٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۶۲۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک سے واپس لوٹے۔

٢٦٢٧۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ

۲۶۲۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک میں تھے سو فرمایا کہ بے شک کچھ لوگ ہم سے چھوٹ کر مدینے

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِیْ غَزَاةٍ فَقَالَ إِنَّ أَقْوَامًا بِالْمَدِیْنَةِ خَلْفَنَا مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَّلَا وَادِیًا إِلَّا وَهُمْ مَعَنَا فِیْهِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ. وَقَالَ مُوْسٰی حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ مُوْسَی بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَوَّلُ أَصَحُّ.

میں رہ گئے ہیں نہیں چلے ہم پہاڑوں کے کسی اونچے نیچے راہ مگر کہ وہ ہمارے ساتھ تھے یعنی ثواب میں وہ بھی ہمارے شریک ہوئے ناچاری نے ان کو روک رکھا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ عذر کے عام ہے بیماری اور عدم قدرت سے سفر پر اور ایک روایت میں ہے کہ ان کو بیماری نے روکا اور گویا کہ وہ محمول ہے اکثر اوقات پر۔ اور مہلب نے کہا کہ گواہی دیتی ہے اس حدیث کے لیے یہ آیت کہ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمانوں سے جن کو کوئی دکھ نہیں الایۃ ۔ پس تحقیق وہ فاصل ہے درمیان قاعدین اور مجاہدین کے پھر مستثنیٰ کیا ضرر والوں کو قاعدین سے تو گویا کہ ان کو فاضلوں کے ساتھ ملایا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی پہنچتا ہے اپنی نیت سے عامل کے اجر کو جب کہ روکے اس کو عذر عمل کرنے سے ۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ.

باب ہے بیان میں فضیلت روزے رکھنے کی اللہ کے راہ میں ۔

فائدہ: ابن جوزی نے کہا کہ جب سبیل اللہ کا لفظ مطلق ہو تو اس سے مراد جہاد ہوتا ہے اور قرطبی نے کہا کہ سبیل اللہ سے مراد اطاعت اللہ ہے پس مراد یہ ہے کہ جو اللہ کی رضامندی کے لیے روزہ رکھے میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ اس سے عام مراد ہو پھر میں نے فوائد ابو طاہر میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث پائی اس کے لفظ یہ ہیں کہ کوئی نہیں جو اللہ کی راہ میں چوکیداری کرتا ہو تو روزہ رکھے اللہ کی راہ میں آخر حدیث تک ۔ اور ابن دقیق العید نے کہا کہ اکثر استعمال اس کا عرف میں جہاد پر ہے پس اگر جہاد پر محمول ہو تو ہوگی فضیلت جمع ہونے کے لیے دو عبادتوں میں ۔ اور احتمال ہے کہ اللہ کی اطاعت مراد ہو جس طرح کہ ہوا اور اول توجیہ قریب تر ہے اور نہیں معارض ہوگا یہ اس کو کہ جہاد میں روزہ کھولنا افضل ہے اس لیے کہ روزہ دار ضعیف ہوتا ہے دشمن کے مقابلے میں جیسا کہ اس کی تقریر پہلے گذر چکی ہے اس لیے کہ فضیلت مذکورہ اس شخص کے حق میں محمول ہے جو ضعف کا خوف نہ کرے خاص کر جس کو اس کی عادت ہو پس یہ امور نسبیہ سے ہے پس جس کو روزہ جہاد سے ضعیف نہ کرے تو روزہ اس کے حق میں افضل ہے تا کہ دونوں فضیلتوں کو جمع کرے ۔ (فتح)

۲۶۲۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا

۲۶۲۸۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَّسُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَعَّدَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا.

نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد میں ایک روزہ رکھے گا اللہ اس کو دوزخ سے ستر برس کی راہ دور ڈالے گا۔

فائدہ: اور ستر برس سے مراد کثرت ہے اور اس کی تائید کرتی ہے یہ بات کہ نسائی کی روایت میں سو برس کا ذکر آیا ہے۔(فتح)

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا بیان۔

۲۶۲۹۔ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ أَيْ فُلُ هَلُمَّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَاكَ الَّذِي لَا تَوٰى عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ.

۲۶۲۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جوڑا دے گا اللہ کی راہ میں بلائیں گے اس کو بہشت کے چوکیدار سب چوکیدار بہشت کے دروازں کے کہیں گے او میاں فلاں ادھر آ ؤ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق نے عرض کیا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو تو کچھ ڈر نہیں کہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو اور دوسرے کو چھوڑ دے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ مجھ کو امید ہے کہ تو انہی لوگوں میں ہے جن کو سب بہشت کے فرشتے بلائیں گے۔

فائدہ: جوڑا خرچ کرے یعنی دو اشرفی دے یا دو روپے یا دو پیسے یا دو گھوڑے یا دو کپڑے یا دو اونٹنیاں اسی طرح ہر چیز کا جوڑا اور یہ جو فرمایا کل خزنة باب تو یہ ترکیب مقلوب ہے اس لیے کہ مراد چوکیدار ہر دروازے کا ہے اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد سب عملوں سے افضل ہے اس لیے کہ غازی دیا جاتا ہے ثواب نمازی اور روزے دار کا اور صدقہ دینے والے کا اگر چہ یہ کام نہ کرے اس لیے کہ باب الریان روزے داروں کے لیے اور تحقیق ذکر کیا ہے اس حدیث میں کہ غازی ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا قلیل چیز خرچ کرنے کی وجہ سے مال میں اللہ کی راہ میں انتہٰی۔ وہ چیز کہ جاری ہوا ہے اس پر ظاہر حدیث سے رد کرتا ہے اس کو جو میں نے روزے کے باب

میں پہلے بیان کیا ہے زیادتی سے احمد کی حدیث میں اس لیے کہ اس میں ہے کہ ہر عمل والے کے لیے ایک دروازہ ہے کہ وہ اس سے بلایا جائے اس کے ساتھ اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد اللہ کی راہ کے وہ چیز ہے کہ وہ عام ہے جہاد سے اور جو اس کے سوائے اور عمل ہیں۔(فتح)

٢٦٣٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنَّمَا أَخْشٰى عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِيْ مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ ثُمَّ ذَكَرَ زَهْرَةَ الدُّنْيَا فَبَدَأَ بِإِحْدَاهُمَا وَثَنّٰى بِالْأُخْرٰى فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا يُوْحٰى إِلَيْهِ وَسَكَتَ النَّاسُ كَأَنَّ عَلٰى رُؤُوْسِهِمُ الطَّيْرَ ثُمَّ إِنَّهُ مَسَحَ عَنْ وَّجْهِهِ الرُّحَضَآءَ فَقَالَ أَيْنَ السَّآئِلُ انِفًا أَوَ خَيْرٌ هُوَ ثَلَاثًا إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِيْ إِلَّا بِالْخَيْرِ وَإِنَّهُ كُلَّمَا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ مَا يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا اٰكِلَةَ الْخَضِرِ كُلَّمَا أَكَلَتْ حَتّٰى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَّنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ لِمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ فَجَعَلَهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَنْ لَّمْ يَأْخُذْهُ بِحَقِّهِ فَهُوَ كَالْاٰكِلِ الَّذِيْ لَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ عَلَيْهِ شَهِيْدًا يَّوْمَ

٢٦٣٠۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مجھ کو اپنے پیچھے تم پر اس چیز کا ڈر ہے جو کھولی جائے گی تم پر زمین کی برکات سے یعنی اناج اور لباس اور چاندی سونے کی کان وغیرہ سے پھر حضرت ﷺ نے دنیا کی زینت اور آرائش ذکر کی سو ایک کو پہلے بیان کیا اور دوسری بار دوسری کو تو ایک مرد کھڑا ہوا تو اس نے کہا یا حضرت ﷺ کیا نیک چیز ہی بدی لائے گی یعنی جب زمین کی پیدا ہوئی چیز کو برکت فرمایا تو پھر بدی کیوں کر ہو گی تو حضرت ﷺ اس کے جواب سے چپ رہے ہم نے کہا کہ آپ کو وحی ہوتی ہے اور لوگ چپ رہے جیسے کہ ان کے سروں پر جانور ہیں اور وہ ان کو شکار کرنا چاہتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ مبادا حرکت کرنے سے سر سے اڑ نہ جائیں پھر حضرت ﷺ نے اپنے چہرے مبارک سے پسینہ پونچھا تو فرمایا کہ کہاں ہے اب پوچھنے والا کیا وہ خیر ہے یہ آپ نے تین بار فرمایا یعنی وہ مال خیر نہیں بے شک خیر سے خیر ہی آتی ہے البتہ ہر ایک گھاس جس کو ربیع کی فصل اگاتی ہے جانور کو ہلاک کر ڈالتی ہے یا ہلاک کے قریب کر دیتی ہے یعنی جب کہ حد سے زیادہ چرے مگر اسی جانور سبزہ کھانے والے کو ہلاک نہیں کرتی کہ وہ کھایا گیا یہاں تک کہ جب اس کے دنوں کوہیں تن گئیں یعنی سیر ہوا تو آفتاب کے سامنے جا پڑا پھر اس نے جگالی کی اور لید کی اور پیشاب کیا پھر چرنے لگا اور کہنا شروع کیا بے شک یہ مال دنیا کہ ہرا بھرا اور میٹھا ہے اور خوب مصاحب ہے مال

الْقِيَامَةِ.

مسلمان کا جس نے اس کو بچالیا یعنی حلال وجہ سے کمایا اور خرچ کیا اس کو اللہ کی راہ میں اور یتیموں میں اور مسکینوں میں اور مسافروں میں اور جس نے اس مال کو ناحق لیا یعنی حرام وجہ سے جمع کیا تو اس مال دار کا حال اس بیمار کا حال جو جوع قلبی کی بیماری سے کھاتا جاتا ہے اور کبھی سیر نہیں ہوتا اور وہ مال قیامت کے دن اس پر گواہ ہوگا یعنی اس پر کہ اس نے ناحق طور سے کمایا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح رقاق میں آئے گی اور غرض اس حدیث سے راوی کا یہ قول ہے کہ فَجَعَلَهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ یعنی اس کو اللہ کے راہ میں خرچ کیا پس یہ قول اس کا موافق ہے ترجمہ کے لیے اور نسائی میں خریم سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کرے تو اس کے لیے سات سو گنا ثواب لکھا جاتا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ موافق ہے اس آیت کے مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ الاية یعنی مثال ان لوگوں کی جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں آخر آیت تک۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا اَوْ خَلَفَهٗ بِخَيْرٍ.

جو غازی کا سامان درست کر دے یا اس کے پیچھے اس کے گھر کی اچھی طرح خبر لیا کرے۔

فائدہ: غازی کا سامان درست کر دے یعنی اس کے سفر کا سامان تیار کر دے اور اس کے پیچھے اس کے گھر والوں کی خبر لیا کرے۔

۲٦۳۱۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ بُسْرُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا.

۲٦۳۱۔ زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ میں لڑنے والے کا سامان درست کر دے بے شک وہ بھی غازی ہوا اور جو غازی کے پیچھے اس کے گھر کی اچھی طرح خبر لیا کرے تو بے شک وہ بھی غازی ہوا یعنی اس کو بھی غازی کے برابر ثواب ملے گا۔

فائدہ: ابن حبان نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ بھی ثواب میں غازی کے برابر ہے اگرچہ حقیقۃً جہاد نہ کرے

اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے لیے بھی غازی کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے اس کے ثواب سے کچھ چیز بھی کم نہیں کی جاتی روایت کی یہ حدیث ابن حبان نے ۔اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ جو غازی کا سامان درست کر دے یہاں تک کہ پورا ہو تو اس کے لیے بھی اس کے برابر ثواب ہوتا ہے یہاں تک کہ غازی مر جائے یا لوٹ آئے اور اس حدیث سے دو فائدے معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ وعدہ مذکور مرتب ہے سامان غازی کے تمام کرنے پر کہ کسی چیز کی اس کو حاجت نہ رہے ۔دوم یہ کہ وہ برابر ہے اس کے ساتھ اجر میں یہاں تک کہ جہاد گذر ے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لشکر بھیجا تو فرمایا کہ چاہیے کہ ہر دو مردوں سے ایک مرد نکلے اور ثواب دونوں کے درمیان ہے یعنی آدھا آدھا۔اور ایک روایت میں ہے کہ پھر بیٹھنے والوں کو فرمایا کہ جو غازی کے پیچھے اس کے گھر کی خبر گیری کرے اچھی طرح سے تو اس کے لیے ثواب ہے مثل نصف ثواب غازی کے پس اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ غازی جب اپنا سامان خود درست کر لے یا قائم ہو ساتھ کفایت اس شخص کے کہ اس کے پیچھے اس کے گھر کی خبرداری کرے تو ہوگا اس کے لیے ثواب دوبار۔اور تحقیق حجت پکڑی ہے اس کے ساتھ اس شخص نے جس کا مذہب یہ ہے کہ مراد احادیث سے جو وارد ہوئیں ہیں ساتھ مثل ثواب فعل کا حاصل ہونا اصل ثواب ہے اس کے لیے بغیر دوگنا ہونے کے اور یہ دوگنا ہونا خاص ہے اس شخص کے حق میں جو مباشر عمل کا ہو یعنی جو اپنے ہاتھ سے عمل کرے قرطبی نے کہا کہ نہیں حجت ہے اس کے لیے اس حدیث میں دو وجہوں سے ایک یہ کہ وہ محل نزاع کو شامل نہیں اس لیے کہ مطلوب تو صرف یہ ہے کہ تحقیق دلالت کرنے والا نیکی پر مثلاً کیا اس کے لیے مثل اجر فاعل اس کے کی ہے ساتھ دوگنا ہونے کے یا اس کے بغیر اور حدیث باب کی سوائے اس کے نہیں کہ چاہتی ہے مشارکت کو اور مشاطرۃ کو یعنی نصف نصف ہونے کو اور دونوں میں فرق ظاہر ہے دوم یہ احتمال ہے کہ نصف کا لفظ زیادہ ہو۔میں کہتا ہوں کہ اس کی حاجت نہیں کہ اس کے زیادہ ہونے کا دعوی کیا جائے اس کے صحیح میں ثابت ہونے کے بعد جو چیز کہ اس کی توجیہ میں ظاہر ہوتی ہے یہ ہے کہ وہ لفظ بولا گیا ہے بنسبت مجموع ثواب کے جو حاصل ہوتا ہے غازی کے لیے اور پیچھے رہنے والے کے لیے اس کے گھر میں ساتھ اچھی طرح کے پس تحقیق کل ثواب جب تقسیم کیا جائے دونوں کے درمیان نصف نصف تو ہوگا ہر ایک کے لیے دونوں میں سے مثل اس چیز کے کہ وہ دوسرے کے لیے ہے پس نہیں تعارض ہے دونوں حدیثوں میں ۔پس لیکن جو وعدہ دیا گیا ساتھ مثل ثواب عمل کے اگرچہ اس کو نہ کرے جب کہ ہو اس کے لیے اس میں دلالت یا مشارکت یا نیت صالح تو نہیں اپنے اطلاق پر دوگنا ہونے میں ہر ایک کے لیے اور پھرنا خیر کا اپنے ظاہر سے محتاج ہے طرف سند کی اور شاید اس کی سند جو کہتا ہے کہ عامل خود اپنی جان سے مشقت کا مباشر ہوتا ہے برخلاف دلالت کرنے والے کے اور مانند اس کی لیکن جو غازی کو اپنے مال سے مثلاً سامان بہت کر دے اور اسی طرح وہ شخص کہ اس کے پیچھے والوں کی خبر گیری کرے وہ بھی کچھ مشقت کا مباشر ہوتا ہے پس تحقیق نہیں حاصل ہوتا اس سے جہاد

مگر جب کہ اس عمل سے کفایت کیا جائے۔ پس ہو گیا گویا کہ وہ بھی اس کے ساتھ جہاد کا مباشر ہے برخلاف اس شخص کے جو مثلاً صرف نیت پر اختصار کرے اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲٦٣٢۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ بَيْتًا بِالْمَدِينَةِ غَيْرَ بَيْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ إِنِّي أَرْحَمُهَا قُتِلَ أَخُوهَا مَعِي.

۲٦٣٢۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ مدینے میں ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر کے سوائے کسی کے گھر میں نہ جایا کرتے تھے مگر اپنی بیویوں پر تو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہ عنایت کس سبب سے ہے فرمایا کہ اس بھائی میرے لشکر میں مارا گیا۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس اکثر جایا کرتے تھے یعنی مراد کثرت سے جانا ہے ورنہ کبھی اس کی بہن ام حرام رضی اللہ عنہا کے پاس بھی جایا کرتے تھے۔ اور شاید ام سلیم رضی اللہ عنہا مقتول کی بہن تھی یا اس کا غم ام سلیم رضی اللہ عنہا کو ام حرام رضی اللہ عنہا سے زیادہ ہوا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اس تاویل کی کچھ حاجت نہیں اس لیے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ام حرام رضی اللہ عنہا کا ایک گھر تھا اور نہیں مانع ہے کہ یہ کہ دونوں بہنیں ایک بڑے گھر میں ہوں کہ ہر ایک کے لیے اس میں علیحدہ جگہ ہو پس ایک بار اس کی طرف منسوب کیا گیا اور ایک بار اس کی طرف۔ اور ابن منیر نے کہا کہ مطابقت حدیث کی ترجمہ کے ساتھ آپ کے اس قول سے ہے کہ اس کے پیچھے اس کے گھر کی اچھی طرح خبر گیر کرے اس لیے کہ یہ عام ہے اس سے کہ اس کی زندگی میں ہو یا اس کے مرنے کے بعد ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم رضی اللہ عنہا کے دل کو جبر کرتے تھے اس طرح سے کہ اس کی ملاقات کو جاتے تھے اور اس کی علت یہ بیان کرتے تھے کہ اس کا بھائی میرے لشکر میں یا میری اطاعت میں مارا گیا۔ پس اس میں ہے کہ اس کے پیچھے اس کے گھر کی خبر گیری اچھی طرح کرتے تھے اس کے مرنے کے بعد اور یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اچھے اخلاق سے ہے۔ (فتح)

بَابُ التَّحَنُّطِ عِنْدَ الْقِتَالِ.

کافروں کے ساتھ لڑنے کے وقت خوشبو لگانا۔

فائدہ: اور حنوط وہ چیز ہے کہ جو مردے کو لگائی جاتی ہے۔

۲٦٣٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَنَسٍ قَالَ وَذَكَرَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ قَالَ أَتَى أَنَسٌ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ وَقَدْ حَسَرَ عَنْ فَخِذَيْهِ وَهُوَ يَتَحَنَّطُ فَقَالَ يَا عَمِّ

۲٦٣٣۔ موسیٰ سے روایت ہے کہ اور حالانکہ ذکر کیا اس نے دن یمامہ (ایک شہر کا نام ہے یمن میں) یعنی جب کہ مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب اور اس کے یاروں کا محاصرہ کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں۔ موسیٰ نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور حالانکہ اس نے اپنی دونوں رانیں

مَا يَحْبِسُكَ أَنْ لَا تَجِيْءَ قَالَ الْآنَ يَا ابْنَ أَخِيْ وَجَعَلَ يَتَحَنَّطُ يَعْنِيْ مِنَ الْحَنُوْطِ ثُمَّ جَآءَ فَجَلَسَ فَذَكَرَ فِي الْحَدِيْثِ انْكِشَافًا مِّنَ النَّاسِ فَقَالَ هٰكَذَا عَنْ وُجُوْهِنَا حَتّٰى نُضَارِبَ الْقَوْمَ مَا هٰكَذَا كُنَّا نَفْعَلُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا عَوَّدْتُّمْ أَقْرَانَكُمْ. رَوَاهُ حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ.

ننگی کی تھیں اور وہ خوشبو لگاتا تھا تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے چچا تجھ کو کس چیز نے روکا ہے کہ تو جنگ میں نہیں آتا تو اس نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میں ابھی آتا ہوں اور خوشبو ملنے لگا پس ثابت رضی اللہ عنہ صف میں آ کر بیٹھ گئے اور ذکر کی راوی نے حدیث میں ہزیمت لوگوں کی یعنی جو مسلمانوں کی شکست ہوئی تو ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے آگے سے ہٹ جاؤ یعنی میرے لیے جگہ کشادہ کرو تا کہ ہم کافروں سے لڑیں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح نہ کیا کرتے تھے بلکہ صف اپنی جگہ سے نہ پھرتی تھی بری ہے وہ چیز کہ عادت ڈالی ہے تم نے اپنے جیسوں کو یعنی لڑائی سے بھاگنے والوں کو توبیخ کی کہ تم نے عادت ڈالی اپنے دشمنوں کو جو قوت میں تمہارے برابر ہیں اور یہ کہ تم ان سے بھاگ جاتے ہو یہاں تک کہ انہوں نے تم میں طمع کی اور تم نے لڑائی کی خواہش کی ۔

فائدہ: اور طبرانی اور حاکم وغیرہ نے یہ حدیث اس طرح نقل کی ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ کے دن آیا اور حالانکہ خوشبو لگائی تھی اور دو کپڑے سفید پہنے تھے جن میں کفنائے جائیں اور حالانکہ مسلمانوں نے شکست کھائی تو اس نے کہا کہ الٰہی میں بیزار ہوں اس چیز سے کہ یہ کافر لائے اور عذر کرتا ہوں تیری طرف اس چیز سے کہ مسلمانوں نے کی یعنی بھاگنا پھر فرمایا کہ بری ہے وہ چیز جو تم نے اپنے جیسوں کو عادت ڈالی آج کے دن ایک گھڑی مجھے ان سے نہ روکو تو اس نے حملہ کیا اور لڑا یہاں تک کہ شہید ہوا اور اس کی زرہ چرائی گئی تھی ۔ تو ایک مرد نے یعنی بلال نے اس کو شہید ہونے کے بعد خواب میں دیکھا تو اس نے کہا کہ میری زرہ فلانی جگہ پالان کے نیچے ہانڈی میں رکھی تھی اور اس کے علاوہ اور بھی کئی چیزوں کی وصیت کی تو جس طرح اس نے کہا تھا لوگوں نے اسی طرح زرہ کو پایا اور اس کی وصیتوں کو جاری کیا ۔ مہلب نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ہلاکت چاہنی اپنی جان کی جہاد میں اور ترک کرنا اخذ رخصت کا اور تیاری کرنی مرنے کے لیے خوشبو اور کفن پہننے کے ساتھ اور اس میں بیان ہے قوت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا اور صحت یقین اس کی اور نیت اس کی ۔ اور یہ کہ جائز ہے بلانا ایک دوسرے کو لڑائی کی طرف اور اس پر رغبت دلانی اور جھڑکنا اس کا جو اس سے بھاگے اور اس میں اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ تھے اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اصحاب شجاعت اور ثابت رہنے سے لڑائی میں ۔ اور اس کے ساتھ اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ ران عورت نہیں یعنی

اس کا چھپانا فرض نہیں اور اس کی بحث نماز کے بیان میں گذر چکی ہے۔(فتح الباری)

بَابُ فَضْلِ الطَّلِيعَةِ.

باب ہے بیان فضیلت مقدمہ لشکر کے یعنی جو لوگ کہ دشمن کی طرف بھیجے جاتے ہیں تا کہ دشمن کی خبر لائیں اور اس کا حال معلوم کر کے امام کو آ کر بتائیں۔

٢٦٢٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّأْتِيْنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْأَحْزَابِ قَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّأْتِيْنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ قَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَّحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ.

۲۶۲۴۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن فرمایا کہ کون ہے کہ کافروں کی خبر لائے تو زبیر نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں لاتا ہوں پھر فرمایا کہ کون ہے کہ کافروں کی خبر لائے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں لاتا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ہر پیغمبر کا کوئی خالص مددگار ہوتا ہے اور میرا خالص مددگار اور جانثار زبیر ہے۔

فائدہ: اور نسائی کی روایت میں ہے کہ بنی قریظہ کی جنگ کے دن جب امر سخت ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے کہ ان کی خبر لائے آخر حدیث تک اور اس میں ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ تین بار ان کی طرف گئے اس سے معلوم ہوا کہ قوم سے مراد پہلی روایت میں بنو قریظہ ہے اور اس کا بیان مغازی میں آئے گا اور یہ کہ جب قریش وغیرہ عرب کے سب کافر مدینے پر چڑھ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے گرد خندق کھودی تو مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ یہود بنی قریظہ نے جو مسلمانوں سے عہد کیا ہوا تھا سو انہوں نے توڑ ڈالا اور مسلمانوں کی لڑائی پر کفار قریش پر شریک ہوئے اور حواری کی شرح آئے گی۔(فتح)

بَابُ هَلْ يُبْعَثُ الطَّلِيعَةُ وَحْدَهُ.

کیا امام صرف ایک آدمی کو تنہا دشمن کی خبر لانے کے لیے بھیجے؟

٢٦٢٥۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ قَالَ صَدَقَةُ أَظُنُّهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ

۲۶۲۵۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا یعنی فرمایا کون ہے کہ دشمن کی خبر لائے تو زبیر رضی اللہ عنہ آپ کا حکم بجا لایا پھر دوسری بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا تو زبیر رضی اللہ عنہ آپ کا حکم بجا لایا پھر تیسری بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا پھر بھی زبیر رضی اللہ عنہ ہی

نَدَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًا وَّإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ.

آپ کا حکم بجالایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ہر پیغمبر کا ایک خالص مددگار ہوتا ہے اور میرا خالص مددگار زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے استعمال کرنا تجسس کا جہاد میں اور اس میں تعریف ہے زبیر رضی اللہ عنہ کی اور اس کے قوت دل کی اور اس کی صحت یقین کی اور یہ کہ جائز ہے مرد کو تنہا سفر کرنا اور یہ کہ تنہا سفر کرنے کی ممانعت تو اس وقت ہے جب اس کو کوئی حاجت نہ ہو اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔

بَابُ سَفَرِ الْاِثْنَيْنِ. باب ہے بیان میں سفر کرنے دو شخصوں کے۔

فائدہ: یعنی جواز اس کا اور مراد دو شخصوں کا سفر ہے نہ سفر کرنا سوموار کے دن برخلاف اس کے جس کو داودی نے سمجھا پھر بخاری پر اعتراض کیا اور رد کیا ہے ابن تین نے اس طرح سے کہ وارد کی بخاری نے اس میں مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ تم دونوں اذان دیا کرو اور تکبیر کہا کرو اور اشارہ کیا اس کے ساتھ اس چیز کی طرف جو اس کے بعض طرق میں واقع ہوئی ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو یہ بات اس وقت کہی جب کہ انہوں نے اپنی قوم کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کیا پس لیا جاتا ہے جواز حضرت ﷺ کے اجازت دینے سے ان کے لیے۔ میں کہتا ہوں کہ شاید اس نے حدیث کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے جو وارد ہوئی جھڑک میں ایک اور دو آدمیوں کے سفر کرنے سے منع میں اور وہ حدیث یہ ہے جو اصحاب سنن نے عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار سوار ہیں یعنی تین کو سفر کرنا درست ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث حسن الاسناد ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور اس کے لیے باب باندھا ابن خزیمہ نے اَلنَّهْيُ عَنْ سَفَرِ الْاِثْنَيْنِ وَاَنَّ مَا دُوْنَ الثَّلَاثَةِ عُصَاةٌ یعنی دو کو سفر کرنا منع ہے اور یہ کہ تین سے کم گناہگار ہیں اس لیے کہ معنی شیطان کے اس جگہ گناہگار ہیں اور طبری نے کہا کہ یہ جھڑک ادب اور ارشاد کی ہے اس چیز کے لیے کہ خوف کیا جاتا ہے تنہا پر وحشت اور وحدت سے اور یہ حرام نہیں پس تنہا جنگل میں چلنے والا اور گھر میں تنہا رات کاٹنے والا نہیں امن میں ہے وحشت سے خاص کر جب کہ اس کا فکر ردی اور دل ضعیف ہو اور حق یہ ہے کہ لوگ اس میں مختلف ہیں پس احتمال ہے یہ کہ یہ نہی واقع ہوئی ہوا کھاڑنے کے لیے مادے کے پس نہ شامل ہوگی اس کو جب اس کی حاجت ہو اور بعض کہتے ہیں کہ معنی الرکب شیطان کے یہ ہیں کہ تنہا سفر کرنے پر اس کو شیطان باعث ہوتا ہے یا وہ اپنے فعل میں شیطان کے مشابہ ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اس لیے مکروہ ہے کہ اگر اکیلا آدمی سفر کرے اور سفر میں مرجائے تو نہ پائے گا کسی کو کہ اس کا خبر گیر ہو اور اس کو کفنائے دفنائے اور اسی طرح اگر دو میں سے ایک مرجائے تو نہ پائے گا کسی کو

کہ اس کا مددگار ہو بخلاف تین آدمیوں کے کہ وہ اکثر اوقات اس خوف سے امن میں ہوتے ہیں۔ (فتح)

٢٦٣٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ انْصَرَفْتُ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا أَنَا وَصَاحِبٍ لِّيْ أَذِّنَا وَأَقِيْمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا.

۲۶۳۶۔ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے پھرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مجھ کو اور میرے ساتھی کو فرمایا کہ جب نماز کا وقت آئے تو اذان دیا کرو اور اقامت کہو اور چاہیے کہ تم دونوں میں بڑا امام بنے۔

بَابُ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

گھوڑوں کی چوٹیوں میں خیر وابستہ ہے قیامت کے دن تک۔

فائدہ: اسی طرح بخاری نے باب باندھا حدیث کے الفاظ کے ساتھ بغیر زیادتی کے اور تحقیق استنباط کی ہے اس نے اس سے وہ چیز کہ آئندہ باب میں آئے گی۔ (فتح)

٢٦٣٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَيْلُ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

۲۶۳۷۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر گھوڑوں کی چوٹیوں میں وابستہ ہے دن قیامت تک۔

٢٦٣٨۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ وَّابْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْجَعْدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. قَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ تَابَعَهُ مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ.

۲۶۳۸۔ عروہ بن جعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑوں کی چوٹیوں میں نیکی وابستہ ہے قیامت کے دن تک۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ راوی نے کہا کہ عروہ رضی اللہ عنہ بہت گھوڑے رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ میں نے ان

کے گھر میں ستر گھوڑے دیکھے ۔اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اونٹ عزت ہیں اپنے مالکوں کے لیے اور بکریوں میں برکت ہے۔(فتح)

۲۶۳۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَرَكَةُ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ.

۲۶۳۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برکت گھوڑوں کی چوٹیوں میں ہے۔

فائدہ: یعنی برکت ان کی چوٹیوں میں اترتی ہے ۔عیاض نے کہا کہ جب گھوڑوں کی چوٹیوں میں برکت ہے تو بعید ہے کہ ان میں نحوست ہو۔پس احتمال ہے یہ کہ ہو نحوست جس کا ذکر آئندہ آتا ہے بیچ غیر ان گھوڑوں کے جو جہاد کے لیے باندھے جاتے ہیں اور یہ کہ جو گھوڑے جہاد کے لیے تیار کیے گئے ہیں وہی برکت اور خیر کے ساتھ خاص کیے گئے ہیں یا کہا جائے گا کہ بھلائی اور برائی کا ایک ذات میں جمع ہونا ناممکن ہے پس تحقیق تفسیر کی گئی ہے خیر کی اجر و غنیمت کے ساتھ اور نہیں منع ہے یہ کہ ہو یہ گھوڑا اس قبیل سے کہ بدشگونی لی جاتی ہے اس کے ساتھ ۔میں کہتا ہوں کہ اس کی بحث آئندہ آئے گی۔اور یہ جو کہا کہ گھوڑا تو مراد اس سے وہ گھوڑا ہے جو جہاد کے لیے ہو اس طرح کہ اس پر سوار ہو کر لڑائی کی جائے یا جہاد کے لیے باندھا جائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی وجہ سے کہ آئندہ حدیث میں ہے کہ گھوڑے تین قسم کے ہیں پس تحقیق روایت کی ہے احمد نے اسماء بنت یزید سے بطور رفع کے کہ گھوڑوں کی چوٹیوں میں خیر وابستہ ہے قیامت کے دن تک سو جو اس کو اللہ کی راہ میں تیاری کے لیے باندھے اور ثواب کی نیت سے اس پر خرچ کرے تو ہو گا سیر ہونا اس کا اور بھوک اس کی اور سیراب ہونا اس کا اور پیاس اس کی اور لید اس کی اور پیشاب اس کا نجات اس کے ترازو میں قیامت کے دن اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی وجہ سے آئندہ باب کی حدیث میں کہ اجر اور غنیمت یعنی وہ اجر اور غنیمت میں ہے اور مراد ماتھے سے اس جگہ بال ہیں جو ماتھے پر لٹکے ہوئے ہوتے ہیں خطابی وغیرہ نے کہا کہ احتمال ہے کہ ماتھے سے مراد گھوڑے کی تمام ذات ہو اور یہ بعید ہے باب کی تیسری حدیث سے۔اور مسلم میں جریر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنی انگلی سے اپنے گھوڑے کا ماتھا پھیرتے تھے اور کہتے تھے آخر حدیث تک ۔پس احتمال ہے کہ ماتھا اس لیے خاص کیا گیا ہو کہ وہ گھوڑے کی اگلی طرف میں ہے اشارہ کرنے کے لیے اس بات کی طرف کہ فضیلت آگے بڑھنے میں ہے اس کے ساتھ دشمن کی طرف سوائے پیچھے رہنے کے اس لیے کہ اس میں پیٹھ پھیرنے کی طرف اشارہ ہے اور اس کے ساتھ اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ جو چیز اس کے بارے میں وارد ہوئی ہے کہ اس میں نحوست ہے تو وہ اپنے ظاہر پر نہیں یعنی اس کے ظاہری معنی مراد نہیں ۔لیکن احتمال ہے کہ ہو مراد

اس جگہ گھوڑے کی جنس یعنی تحقیق وہ درپے اس بات کے ہے کہ اس میں خیر ہو پس لیکن اس کو غیر صالح عمل کے لیے پس حاصل ہونا گناہ کا اس امر خارجی کے عارض ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے گھوڑے کی فضیلت پر اس کے سوا دوسرے چوپایوں سے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے ایسی بات اور جانوروں کے حق میں نہیں کہی۔ اور نسائی میں ہے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک گھوڑوں سے زیادہ تر کوئی چیز محبوب نہ تھی۔ اور خطابی نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے کہ جو مال گھوڑے کے رکھنے سے کمایا جائے وہ سب مالوں سے بہتر اور پاکیزہ تر ہے اور عرب مال کو خیر کہتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْجِهَادِ مَاضٍ مَّعَ الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

جہاد جاری اور لازم ہے ساتھ امام عادل اور گناہگار کے۔ یعنی دلیل کی وجہ سے قول حضرت ﷺ کے کہ گھوڑوں کی چوٹیوں میں بھلائی وابستہ ہے قیامت کے دن تک۔

فائدہ: یہ استدلال پہلے امام احمد نے کیا ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے ذکر کیا ہے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر قیامت تک باقی رہے گی اور تفسیر کی خیر کی ساتھ ثواب اور غنیمت کے اور غنیمت ساتھ اجر کے سوائے اس کے نہیں کہ حاصل ہوتی ہے گھوڑوں سے جہاد کے ساتھ اور نہیں قید کیا اس کو اس وقت کے ساتھ جب کہ ہو عادل یعنی امام کے عادل ہونے کی اس میں قید نہیں پس دلالت کی اس نے اس پر کہ نہیں فرق ہے بیچ حاصل ہونے اس فضیلت کے اس کے درمیان کہ ہو جہاد امام عادل کے ساتھ یا ظالم کے ساتھ۔ اور حدیث میں ترغیب ہے جہاد کرنے میں گھوڑوں پر اور نیز اس میں خوشخبری ہے ساتھ باقی رہنے اسلام اور مسلمانوں کے قیامت کے دن تک اس لیے کہ جہاد کے باقی رہنے کو مجاہدین اور غازیوں کا باقی رہنا لازم ہے اور غازی مسلمان ہیں اور وہ مانند دوسری حدیث کی ہے کہ ہمیشہ میری امت میں سے ایک گروہ دین حق پر لڑتا رہے گا کہ اس میں بھی بشارت ہے دین اسلام کے باقی رہنے پر قیامت تک اور استنباط کیا ہے اس سے خطابی نے ثابت کرنا حصے کا گھوڑے کے لیے کہ مستحق ہوتا ہے اس کو سوار اس کے سبب سے پس اگر مراد اس کی زیادہ حصہ ہے سوار کے لیے پیادے کی نسبت تو ان میں کچھ نزاع نہیں اور اگر اس کی یہ مراد ہے کہ گھوڑے کے لیے دو حصے ہیں اس کے سوار کے حصے کے علاوہ تو یہ محل نزاع ہے اور اس پر حدیث دلالت نہیں کرتی۔ (فتح)

۲۶۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ الْبَارِقِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْأَجْرُ

۲۶۴۰۔ عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خیر گھوڑوں کی چوٹیوں میں وابستہ ہے قیامت کے دن تک اجر یعنی ثواب اخروی اور غنیمت۔

وَالْمَغْنَمُ.

بَابُ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ﴾.

جواللہ کی راہ میں یعنی جہاد کی نیت سے گھوڑا روک رکھے یعنی اس کی فضیلت کا بیان اس آیت کی دلیل کی وجہ سے کہ تیاری کرنے گھوڑوں کے سے جہاد کے لیے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ گھوڑے کی چوٹی پر شیطان کا قابو نہیں۔

۲۶۴۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا طَلْحَةُ بْنُ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدًا الْمَقْبُرِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ إِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِيْقًا بِوَعْدِهٖ فَإِنَّ شِبَعَهٗ وَرِيَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِي مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۲۶۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کی نیت سے گھوڑا رکھے اللہ کو مان کر اور اس کا وعدہ سچا جان کر تو البتہ اس کے چارے اور پانی پینے کی اور اس کی لید اور پیشاب کے برابر ثواب اس کے ترازو میں ہوگا قیامت کے دن یعنی جب اللہ کے لیے خالص جہاد کی نیت سے گھوڑا پالے نام منظور نہ ہو تو یہ ثواب پائے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا وعدہ سچا جان کر تو وعدہ سے مراد وہ چیز ہے کہ وعدہ دیا ہے اس کے ساتھ اللہ نے ثواب کا اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے وقف کرنا گھوڑے کا دفع کرنے کے لیے مسلمانوں سے اور استنباط کیا جاتا ہے جواز وقف کرنا غیر گھوڑے کا یعنی جب گھوڑے کا وقف کرنا جائز ہو تو اس کو سوائے اور چیزوں منقولہ اور غیر منقولہ کا وقف کرنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور یہ جو کہا کہ لید اس کی تو مراد اس کا ثواب ہے نہ یہ کہ بعینہ اس کی لید ترازو میں تولی جائے گی اور اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو نیت سے ثواب ملتا ہے جیسا کہ عمل کرنے والا ثواب پاتا ہے اور یہ کہ حاجت کے لیے مکروہ چیز کا نام لینا درست ہے اور ابن ابی حمزہ نے کہا کہ اس حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ نیکیاں قبول کی جاتی ہیں اس کے صاحب سے شارع کی نص کی وجہ سے کہ وہ اس کے ترازو میں تولی جائیں گی بخلاف دوسری نیکیوں کے کہ وہ کبھی مقبول نہیں ہوتی پس نہیں داخل ہوتی ترازو میں اور ابن ماجہ میں روایت ہے کہ جو اللہ کی راہ میں گھوڑا باندھے پھر اس کو اپنے ہاتھ سے گھاس کاٹ کر کھلائے تو اس کے لیے ہر ایک دانے کے بدلے نیکی لکھی جاتی ہے۔ (فتح)

بَابُ اسْمِ الْفَرَسِ وَالْحِمَارِ.

باب ہے بیان میں ذکر کرنے نام گھوڑے اور گدھے کے اور جائز ہونے اس کے کے امتیاز کے لیے غیر جنس اس کی سے۔

فائدہ: یعنی جائز ہے گھوڑے اور گدھے کا نام رکھنا اور اسی طرح جائز ہے نام رکھنا ان کے سوائے دوسرے جانوروں کا ساتھ ناموں کے کہ خاص کرے ان کو سوائے ناموں جنسوں ان کی کے اور تحقیق کوشش کی ہے اس نے جس نے سیرت نبوی میں تالیف کی ساتھ بیان کرنے ناموں اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے حدیثوں میں حضرت ﷺ کے گھوڑوں سے اور ان کے سوائے آپ کے اور چوپایوں سے اور اس باب کی حدیثوں میں وہ چیز ہے جو قوی کرتی ہے اس شخص کے قول کو جس نے ذکر کی ہے نسب بعض عربی گھوڑوں اصیلوں کی اس لیے کہ نام وضع کیے گئے ہیں جدائی کرنے کے لیے درمیان افراد جنس کے۔ (فتح)

٢٦٤٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَخَلَّفَ أَبُو قَتَادَةَ مَعَ بَعْضِ أَصْحَابِهِ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَوْا حِمَارًا وَّحْشِيًّا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ فَلَمَّا رَأَوْهُ تَرَكُوهُ حَتّٰى رَاٰهُ أَبُو قَتَادَةَ فَرَكِبَ فَرَسًا لَّهُ يُقَالُ لَهُ الْجَرَادَةُ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يُّنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا فَتَنَاوَلَهُ فَحَمَلَ فَعَقَرَهُ ثُمَّ أَكَلَ فَأَكَلُوا فَنَدِمُوا فَلَمَّا أَدْرَكُوهُ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ قَالَ مَعَنَا رِجْلُهُ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَهَا.

٢٦٤٢۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ نکلا یعنی سال حدیبیہ کے تو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اپنے بعض یاروں کے ساتھ جدا ہوا اور اس کے یار احرام باندھے ہوئے تھے اور وہ احرام سے نہ تھا تو انہوں نے جنگلی گدھا دیکھا پہلے اس سے کہ اس کو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ دیکھے سو جب انہوں نے اس کو دیکھا تو اس کو چھوڑ دیا یعنی ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو نہ بتلایا یہاں تک کہ اس کو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہوا جس کو جرادہ کہا جاتا تھا اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال کیا کہ اس کو اس کا کوڑا پکڑا دیں تو انہوں نے نہ مانا تو اس نے اتر کر کوڑا لیا اور جنگلی گدھے پر حملہ کیا اور اس کو زخمی کیا اور پکڑ لیا پھر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس کا گوشت کھایا اور اس کے یاروں نے بھی کھایا پھر اس کے کھانے سے پشیمان ہوئے پھر جب انہوں نے حضرت ﷺ کو پایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس کا کچھ گوشت ہے ہم نے کہا کہ اس کی ایک ران ہمارے ساتھ ہے تو حضرت ﷺ نے اس کو لے کر کھایا۔

فائدہ: اس حدیث کی بحث کتاب الحج میں گذر چکی ہے اور اس سے غرض وہ قول ہے کہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا جس کو جرادہ کہا جاتا ہے یعنی پس معلوم ہوا کہ گھوڑے کا نام رکھنا جائز ہے۔ (فتح)

٢٦٤٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ عَبَّاسِ

٢٦٤٣۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے باغ میں حضرت ﷺ کا ایک گھوڑا تھا جس کا نام لحیف تھا اور بعض کہتے

بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ.قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَآئِطِنَا فَرَسٌ يُقَالُ لَهُ اللُّحَيْفُ.قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ بَعْضُهُمُ اللُّخَيْفُ.

ہیں کہ اس کا نام لخیف تھا۔

٢٦٤٤۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ آدَمَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ فَقَالَ يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِي حَقَّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوا.

۲۶۴۴۔ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک گدھے پر سوار تھا جس کو عفیر کہا جاتا تھا یعنی خاکی رنگ کا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ بھلا تو جانتا ہے کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے فرمایا کہ بے شک اللہ کا حق تو بندوں پر یہ ہے کہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ عذاب نہ کرے اس شخص کو جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے تو میں نے کہا کہ اگر حکم ہو تو لوگوں کو خوشخبری سنا دوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ خوشخبری سنا ان کو پس اعتماد کر بیٹھیں گے اور عمل کے ساتھ کوشش نہ کریں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور اس کی باقی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی۔

٢٦٤٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لَّنَا يُقَالُ لَهُ مَنْدُوبٌ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

۲۶۴۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے میں ایک بار ہول پڑی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا گھوڑا عاریتاً لیا جس کو مندوب کہا جاتا تھا تو فرمایا کہ ہم نے تو کچھ ہول نہیں دیکھی اور البتہ ہم نے تو اس کا قدم دریا پایا یعنی نہایت تیز قدم پایا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی اور اس کی موافقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔(فتح)

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ شُؤْمِ الْفَرَسِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے

گھوڑے کی نحوست سے۔

فائدہ: یعنی کیا وہ اپنے عموم پر ہے یا بعض گھوڑوں کے ساتھ خاص ہے اور کیا وہ اپنے ظاہر پر ہے یا مؤول ہے اور اس کی تفصیل آئندہ آئے گی اور تحقیق اشارہ کیا ہے بخاری نے حدیث سہل رضی اللہ عنہ کے وارد کرنے کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بعد اس کی طرف کہ جو حصر کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے وہ اپنے ظاہر پر نہیں اور ترجمہ باب کے ساتھ اشارہ کیا ہے جو اس کے بعد ہے اور وہ یہ کہ گھوڑے تین آدمیوں کے لیے طرف اس کی کہ نحوست مخصوص ہے ساتھ گھوڑوں کے سوائے بعض کے اور یہ سب اشارات اس کی تیز نظر اور باریک بینی کا نتیجہ ہے۔ (فتح)

٢٦٤٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِيْ ثَلَاثَةٍ فِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ.

٢٦٤٦۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نحوست اور نامبارکی تو تین چیزوں میں ہے گھوڑے میں اور عورت میں اور گھر میں۔

فائدہ: ابن العربی نے کہا کہ حصر ان تین چیزوں میں بنسبت عادت کے ہے نہ کہ پیدائش کے اور اس کے غیر نے کہا کہ ان تین چیزوں کو اس لیے خاص کیا گیا ہے کیونکہ کہ یہ ایک مدت تک ساتھ لازم رہتی ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہے نحوست اور بدشگونی لینا مگر تین چیزوں میں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر بدشگونی لینا کسی چیز میں ہوتا تو ان تین میں ہوتا۔ اور طیرہ اور شوم کے معنی ایک ہیں۔ اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نامبارکی ان تین چیزوں میں ہے۔ ابن قتیبہ نے کہا کہ اہل جاہلیت شگون بد لیا کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کیا اور ان کو بتلا دیا کہ شگون بد نہیں سو جب انہوں نے نہ مانا تو باقی رہی نحوست ان تین چیزوں میں۔ میں کہتا ہوں کہ ابن قتیبہ نے اس کے ظاہر کو لیا ہے اور لازم آتا ہے اس کے قول سے کہ جو ان چیزوں میں سے کسی کے ساتھ بدشگونی لے تو وہ اس پر اترتی ہے وہ چیز جس کو وہ برا جانے۔ اور قرطبی نے کہا کہ نہیں گمان کیا جاتا ابن قتیبہ کے ساتھ کہ وہ حمل کرتا ہے اس کو اس پر جس کا اہل جاہلیت اعتقاد رکھتے تھے بنا بر اس کے کہ وہ فی ذاتہ نفع ونقصان پہنچاتا ہے پس یہ خطا ہے سوائے اس کے نہیں کہ مراد اس کی یہ ہے کہ یہی تین چیزیں ہیں جن کے ساتھ لوگ اکثر اوقات شگون بد لیتے ہیں سو جب کسی کے جی میں کوئی چیز واقع ہو تو اس کو جائز ہے کہ اس کو اس کے غیر کے ساتھ بدل ڈالے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر نحوست کسی چیز میں ہے تو ان تین چیزوں میں ہے اور یہ حدیث سہل رضی اللہ عنہ کے موافق ہے جو باب کی دوسری حدیث ہے اور وہ تقاضہ کرتی ہے نہ جزم کرنے کا اس کے ساتھ بخلاف روایت زہری کے۔ ابن العربی نے کہا کہ معنی اس

کے یہ ہیں کہ اگر فرضا اللہ نے کسی چیز میں نامبارکی پیدا کی ہے اس قبیل سے کہ جاری ہوئی بعض عادت سے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ پیدا کرتا یعنی اللہ ان چیزوں میں ۔اور مازری نے کہا کہ محمل اس روایت کا یہ ہے کہ اگر نحوست حق ہے تو یہ تین چیزیں زیادہ لائق ہیں اس کے اس معنی سے کہ واقع ہوتا ہے دلوں میں بدشگونی لینا ساتھ ان چیزوں سے اکثر اس چیز سے کہ واقع ہوتا ہے ان کے غیر کے ساتھ ۔اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اس حدیث سے انکار کیا ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھول گیا اور ان کے انکار کا کوئی معنی نہیں اس کے باوجود کے اور اصحاب نے بھی اس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی موافقت کی ہے ۔اور بعض نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ حدیث بیان کی گئی ہے لوگوں کے اعتقاد کے بیان کے لیے اس کے بارے میں نہ یہ کہ وہ اخبار ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے ثابت ہونے کے ساتھ اور سیاق حدیثوں کا جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس تاویل کو بعید ٹھہراتا ہے ابن العربی نے کہا کہ یہ جواب ساقط ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے نہیں بھیجے گئے تا کہ خبر دیں لوگوں کو ان کے اعتقاد گذشتہ کی اور حال کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بھیجے گئے ہیں تعلیم دینے کے لیے اس چیز کی جس کا اعتقاد رکھنا لوگون کے لیے لازم ہے ۔اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہے نحوست اور تحقیق ہوتی ہے نحوست عورت میں اور گھر میں اور گھوڑے میں اور اس کی سند میں ضعف ہے ۔اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں معمر سے روایت کی ہے کہ میں نے سنا جو اس حدیث کی تفسیر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ عورت کی نحوست یہ ہے کہ اولاد نہ جنے اور گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ اس پر جہاد نہ کیا جائے اور گھر کی نحوست یہ ہے کہ اس کا ہمسایہ بد ہو ۔اور ابو داود سے روایت ہے کہ کسی نے مالک سے اس کا معنی پوچھا تو مالک نے کہا کہ بہت ایسے گھر ہیں کہ لوگ ان میں بسے پس ہلاک ہوئے ۔مازری نے کہا کہ مالک اس کو اپنے ظاہر پر حمل کرتے ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کی تقدیر سے اکثر اوقات ایسی چیز کا اتفاق ہو جاتا ہے کہ گھر میں بسنے میں مکروہ ہوتی ہے پس یہ سبب کے مانند ہوتا ہے ۔ابن العربی نے کہا نہیں ارادہ کیا مالک نے اضافت شوم کا گھر کی طرف سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مراد ہے عادت کے جاری ہونے سے اس میں پس اشارہ کیا اس کی طرف کہ لائق ہے مرد کے لیے نکلنا گھر سے نگاہ رکھنے کے لیے اپنے اعتقاد کے تعلق سے باطل کے ساتھ ۔اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ دراز ہوتا ہے عذاب دل کا ان کے ساتھ ان کے مکروہ ہونے کے باوجود بسنے میں ان کی ملازمت کی وجہ سے اور صحبت کی وجہ سے اگر چہ نہ اعتقاد کرے آدمی نحوست کا اس کے بارے میں ۔پس حدیث نے اشارہ کیا حکم کرنے کی طرف ان کے جدا کرنے میں تا کہ دور ہو عذاب کرنا ۔میں کہتا ہوں کہ وہ چیز کہ جس کی طرف ابن العربی نے اشارہ کیا ہے مالک کی کلام کی تاویل میں اولیٰ ہے اور وہ نظیر ہے حکم کرنے کے ساتھ بھاگنے کو کوڑھی سے باوجود صحیح ہونے نفی عدویٰ کے اور اس سے مراد مادے کا اکھاڑنا ہے اور ذریعہ کا بند کرنا ہے تا کہ نہ موافق ہو اس سے کوئی چیز تقدیر کو پس اعتقاد کرے جس کے لیے یہ واقع ہو کہ یہ عدویٰ ہے یا یہ طیرہ ہے پس واقع ہو اس چیز میں اعتقاد کہ جس کا اعتقاد رکھنے سے

منع کیا گیا ہے۔پس ایسی چیز سے پرہیز کرنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور طریق اس شخص کے حق میں کہ جس کے لیے واقع ہو مثلا یہ گھر میں یہ کہ جلدی کرے پھرنے میں اس سے اس لیے کہ اگر وہ اس میں بدستور رہے گا تو اکثر اوقات باعث ہوگا اس کو یہ اوپر اعتقاد صحت طیرہ اور تشاؤم کے۔اور ابوداود میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا کہ ہم ایک گھر میں تھے کہ اس میں ہماری تعداد اور ہمارا مال بہت تھا تو ہم دوسرے گھر کی طرف پھرتے ہیں تو اس میں یہ سب کچھ کم ہو جاتا ہے تو آپ اس میں کیا فرماتے ہیں تو فرمایا اس کو چھوڑ دو کہ وہ برا ہے۔ابن العربی نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلنے کا اس سے ان کے اعتقاد کی وجہ سے کہ یہ اس گھر کی وجہ سے ہے اور نہیں جیسا کہ گمان کیا انہوں نے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو موافق کیا اپنی قضاء کے ظاہر ہونے کے لیے اور ان کو اس سے نکلنے کا حکم کیا تا کہ نہ واقع ہو ان کے لیے اس کے بعد کوئی چیز کہ ان کا اعتقاد بدستور رہے ابن العربی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کو برا فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے اور یہ کہ ذکر کرنا اس چیز کا ساتھ بری اس چیز کے کہ اس میں واقع ہو جائز ہے بغیر اس کے کہ اعتقاد کرے کہ یہ اس میں سے ہے اور نہیں منع ہے مذمت کرنا بری چیز کی جگہ کا اگرچہ شرع میں وہ چیز اس سے نہ ہو جیسا کہ مذمت کیا جاتا ہے گنہگار اور پر گناہ کے اگرچہ گناہ اللہ کی تقدیر سے ہوتا ہے۔اور خطابی نے کہا کہ وہ استثنا غیر جنس سے ہے اور اس کا معنی جاہلیت کے مذہب کے ابطال کے ہیں بدشگونی لینے میں۔گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی کے لیے گھر ہو اور وہ اس میں رہنے کو برا جانے تو چاہیے کہ اس سے جدا ہو یا عورت ہو کہ اس کی صحبت کو برا جانے یا گھوڑا ہو کہ اس کی عادت کو برا جانے تو چاہیے کہ اس سے جدا ہو۔اور بعض کہتے ہیں کہ گھر کی نحوست یہ ہے کہ تنگ ہو اور اس کا ہمسایہ بد ہو اور عورت کی نحوست یہ ہے کہ اولاد نہ جنے اور گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ اس پر جہاد نہ کیا جائے۔اور بعض کہتے ہیں کہ گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ مارنے والا ہو اور عورت کی نحوست یہ ہے کہ پہلے خاوند کی طرف جھکے اور گھر کی نحوست یہ ہے کہ مسجد سے دور ہو اور اذان کی آواز سنائی نہ دے۔اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم پہلے تھا پھر منسوخ ہوا اس آیت کے ساتھ کہ کوئی مصیبت نہیں کہ پہنچے تم کو زمین میں مگر کہ کتاب میں ہے اور نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا خاص کر جب تطبیق ممکن ہو۔اور خاص کر تحقیق وارد ہوئی بدشگونی کی نفی کی نفس حدیث میں پھر ان کا مذکورہ چیزوں میں ثابت کرنا اور بعض کہتے ہیں کہ حمل کیا جاتا ہے شوم اوپر کم ہونے موافقت کے اور بری طبیعت کے اور وہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث کی مانند ہے کہ آدمی کی نیک بختی یہ ہے کہ اس کی بیوی نیک ہو اور گھر اور گھوڑا نیک ہو اور اس کی بدبختی یہ ہے کہ اس کی عورت بری ہو اور گھر برا ہو اور گھوڑا برا ہو اور یہ خاص ہوتا ہے بعض قسموں مذکورہ کے سوائے بعض کے اور اس کی تصریح کی ابن عبدالبر نے پس کہا کہ ہوتی ہے نحوست ایک قوم کے لیے سوائے دوسری قوم کے۔(فتح)

٢٦٤٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ

۲۶۴۷۔سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

مَّالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ فَفِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالْمَسْكَنِ.

فرمایا کہ اگر نحوست اور نا مبارکی کسی چیز میں ہو تو عورت میں اور گھوڑے میں اور گھر میں۔

بَابُ الْخَيْلِ لِثَلَاثَةٍ.

باب ہے اس بیان میں کہ گھوڑے تین آدمیوں کے لیے ہیں۔

فائدہ: اسی طرح اقتصار کیا بخاری نے ابتداء حدیث پر اور اس کی تفسیر کو حوالے کیا اوپر اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بیچ اس کے بعض شارحین نے اس سے حصر سمجھا ہے پس کہا کہ گھوڑا رکھنا نہیں خارج ہوتا اس سے کہ ہو مطلوب یا مباح یا منع پس داخل ہوگا مطلوب میں واجب اور مندوب اور داخل ہوگا مکروہ میں ممنوع اور حرام باعتبار اختلاف مقاصد کے اور بعض نے اس طرح اعتراض کیا ہے کہ مباح حدیث میں مذکور نہیں اس لیے کہ دوسری قسم جس میں کہ یہ خیال کیا جاتا ہے وارد ہوئی مقید ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ نہ بھلایا حق اللہ کا بیچ اس کے پس ملحق ہوگا ساتھ مندوب کے اور اس میں بھید یہ ہے کہ حضرت ﷺ اکثر اوقات سوائے اس کے نہیں کہ کوشش کرتے تھے ساتھ ذکر کرنے اس چیز کے کہ اس میں رغبت دلانا ہے یا منع کرنا ہے اور لیکن محض مباح پس اس سے چپ رہتے تھے اس چیز کی وجہ سے کہ آپ کی عادت ہے کہ آپ کا چپ رہنا معافی ہے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ قسم دوسری دراصل مباح ہے مگر یہ کہ اکثر اوقات چڑھتی ہے ندب کی طرف قصد کے ساتھ برخلاف پہلی قسم کے پس تحقیق وہ ابتداء ہی سے مطلوب ہے۔(فتح)

بَابُ الْخَيْلِ لِثَلَاثَةٍ وَّقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً وَّيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾.

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ اللہ نے گھوڑے بنائے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو جاؤ اور رونق کا باعث بنایا اور وہ پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے۔

فائدہ: یعنی تحقیق ان کو پیدا کیا ہے اللہ نے سوار ہونے کے لیے اور رونق کے لیے سو جس نے اس کو ان میں استعمال کیا پس اگر فعل کے ساتھ بندگی کا قصد ہو وہ ندب کی طرف ہے اور اگر گناہ کا قصد کرے تو گناہ حاصل ہوگا اور باب کی حدیث اس تقسیم پر دلالت کرتی ہے۔(فتح)

٢٦٤٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

۲۶۴۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے تین آدمیوں کے لیے ہیں ایک مرد کے لیے تو ثواب ہیں اور دوسرے مرد کے لیے پردہ ہیں اور تیسرے مرد پر وبال ہیں تو جس کو ثواب ہے سو وہ مراد ہے جس نے

الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ أَرْوَاثُهَا وَآثَارُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَهَا كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِئَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ وِزْرٌ عَلَى ذٰلِكَ وَسُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾.

گھوڑوں کو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے لیے باندھ رکھا پھر ان کو لمبی رسی میں باندھا کسی چراگاہ یا باغ کے چمن میں سو وہ اپنی رسی کے اندر چراگاہ یا چمن میں جہاں تک پہنچے اور جتنے گھاس کو چرے تو اس مرد کے لیے اتنی نیکیاں ہوں گی اور اگر گھوڑے کی رسی ٹوٹ گئی پھر وہ ایک بار یا دو بار زقند مارے (ایک یا دو ٹیلوں پر چڑھے) تو اس مرد کے لیے ان کے ٹاپوں کی مٹی اور ان کی لید نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی دریا پر گذرے اور اس میں سے پانی پیئے اگرچہ مالک نے اس کے پلانے کا قصد نہ کیا تو بھی اس کے لیے نیکیاں ہوں گی تو ایسے گھوڑے اس مرد کے ثواب کا سبب ہیں۔ اور جس مرد نے گھوڑے کو باندھا اترانے اور نمود کے لیے اور اہل اسلام کی بدخواہی اور عداوت کے لیے یعنی کفر کی کمک (مدد) کو تو ایسے گھوڑے اس مرد پر وبال ہیں اور پوچھے گئے حضرت ﷺ گدھوں کے حال سے تو فرمایا کہ نہیں اتاری گئی مجھ پر ان کے حق میں کوئی چیز مگر یہ آیت جامعہ اور نادر کہ شامل ہے ان کے احکام کو کہ جس نے ذرہ بھر بھلائی کی وہ دیکھ لے گا اسے اور جس نے ذرہ بھر برائی کی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ گھوڑے تین آدمیوں کے لیے ہیں تو تین میں حصر کی وجہ یہ ہے کہ جو گھوڑے رکھتا ہے تو یا تو ان کو سواری کے لیے پالتا ہے یا تجارت کے لیے اور ہر ایک دونوں میں سے یا تو اس کے ساتھ اللہ کی بندگی کا فعل متصل ہوتا ہے اور وہ پہلی قسم ہے یا گناہ کا فعل ہوتا ہے اور وہ اخیر ہے اور یا اس سے خالی ہوتا ہے اور وہ دوسری ہے اور یہ جو کہا کہ اس نے پانی پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ آدمی اجر دیا جاتا ہے اوپر تفصیلوں کے جو واقع ہوتی ہیں فعل طاعت میں جب کے ان کے اصل کا قصد کیا ہو اگرچہ ان تفصیلوں کا قصد نہ کیا ہو اور تحقیق تاویل کی ہے اس کی بعض شارحین نے پس کہا ابن منیر نے کہ سوائے اس کے نہیں کہ اجر دیا گیا ساتھ اس کے اس وجہ سے کہ یہ وقت ہے کہ نہیں نفع اٹھایا جاتا اس کے پینے کے ساتھ بیچ اس کے پس غمناک ہوتا ہے اس کا مالک اس کے ساتھ پس وہ ثواب دیا جاتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جب پیئے غیر کے پانی سے اس کی اجازت کے بغیر پس

غمناک ہوتا ہے اس کا مالک اس کے لیے پس ثواب دیا جاتا ہے اور یہ سب پھرنا ہے قصد سے ۔اور تیسرے شخص کو بیان نہیں کیا اور وہ وہ ہے کہ گھوڑے کو باندے تجارت کی نیت سے یعنی اس کی نسل کے ساتھ فائدہ اٹھائے یا اس چیز کے ساتھ کہ جو اس کی اجرت سے حاصل ہوتی ہے اس شخص سے کہ اس پر سوار ہو یا مانند اس کے اور لوگوں سے بے پرواہ ہو اور بیگانی سواری مانگنے سے بچے پھر وہ اللہ کا حق جو گھوڑوں کی گردنوں میں ہے نہ بھولا اور پوری حدیث علامات النبوۃ میں آئے گی ۔اور یہ جو کہا کہ اس کی گردنوں میں اللہ کا حق نہ بھولا تو بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اچھی طرح اس کا مالک بنے اور اس کا پیٹ بھرنے اور سیراب کرنے کی خبر گیری کرے اور سواری میں اس پر مشقت نہ کرے اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کی گئی ہے گردن ذکر کے ساتھ اس لیے کہ وہ استعارہ کی جاتی ہے بہت وقت حقوق لازمہ میں اور اسی قبیل سے ہے یہ آیت فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ اور یہ اس شخص کا جواب ہے جو گھوڑوں میں زکوۃ کو واجب نہیں کہتا اور یہ قول جمہور کا ہے ۔اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ حق کے چھوڑنا ان کے نر کا ہے اور سوار کرنا اس پر اللہ کی راہ میں اور یہ قول حسن اور شعبی اور مجاہد کا ہے ۔اور بعض کہتے ہیں کہ حق سے مراد زکوۃ ہے اور یہ قول حماد اور ابوحنیفہ کا ہے اور مخالفت کی ہے اس کی اس کے دونوں یاروں نے اور تمام فقہاء امصار نے ۔ابوعمر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اس سے پہلے کسی نے یہ بات کہی ہو اور ریا کے معنی یہ ہیں کہ ظاہر میں بندگی ہو اور باطن میں اس کے برخلاف ہو اور ظاہر یہ ہے کہ وَرِيَآءً وَّنَوَآءً میں واو معنی اُو کے ہے اس لیے کہ یہ چیزیں کبھی جدا جدا ہوتی ہیں اشخاص میں اور ہر ایک ان میں سے جدا جدا مذموم ہے اور اس حدیث میں بیان ہے کہ سوائے اس کے نہیں کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر اس وقت ہوتی ہے جب کہ ہو ان کا پالنا اطاعت میں یا مباح کاموں میں نہیں تو ان کا پالنا مذموم ہے اور یہ جو فرمایا کہ یہ آیت جامعہ ہے تو یہ اس کے شامل ہونے کی وجہ سے ہے سب قسموں کو بندگی اور گناہ سے اور اس کا نام فاذہ رکھا اس کے منفرد ہونے کی وجہ سے اپنے معنی میں ۔ابن تین نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو گدھوں کے پالنے میں نیک عمل کرے گا وہ اس کا ثواب دیکھے گا اور جو گناہ کرے گا وہ اس کا عذاب دیکھے گا ابن بطال نے کہا کہ اس میں تعلیم ہے استنباط اور قیاس کرنے کی اس لیے کہ تشبیہ دی گئی ہے وہ چیز کہ نہیں ذکر کیا اللہ نے اس کا حکم اپنی کتاب میں اس چیز کے ساتھ کہ ذکر کیا اس کو ذرا بھر سے بھلائی سے ہو یا برائی سے جب کہ دونوں کے معنی ایک ہوں اور یہ عمدہ قیاس ہے نہیں منکر ہوتا اس کا مگر جس کو سمجھ نہیں اور اس کا تعاقب کیا ہے ابن منیر نے کہ یہ قیاس سے کسی چیز میں نہیں وہ صرف استدلال عموم کے ساتھ ہے اور اس میں تحقیق ہے عمل کے ثابت کرنے کے لیے ساتھ ظواہر عموم کے اور یہ کہ وہ لازم کیا گیا ہے یہاں تک کہ دلالت کرے دلیل تخصیص پر اور اس میں اشارہ ہے طرف فرق کے درمیان حکم خاص منصوص کے اور عام ظاہر کے اور یہ کہ ظاہر منصوص سے دلالت کم ہے دلالت میں ۔(فتح)

بَابُ مَنْ ضَرَبَ دَآبَّةَ غَيْرِهٖ فِي الْغَزْوِ. بیان ہے اس شخص کا جو غیر کے چوپائے کو کوڑا مارے

یعنی اس کی مدد اور رفاقت کے لیے۔

۲٦٤٩۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَقِيْلٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ قَالَ أَتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ فَقُلْتُ لَهُ حَدِّثْنِيْ بِمَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَافَرْتُ مَعَهُ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ أَبُوْ عَقِيْلٍ لَّا أَدْرِيْ غَزْوَةً أَوْ عُمْرَةً فَلَمَّا أَنْ أَقْبَلْنَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّتَعَجَّلَ إِلٰى أَهْلِهِ فَلْيُعَجِّلْ قَالَ جَابِرٌ فَأَقْبَلْنَا وَأَنَا عَلٰى جَمَلٍ لِّيْ أَرْمَكَ لَيْسَ فِيْهِ شِيَةٌ وَّالنَّاسُ خَلْفِيْ فَبَيْنَا أَنَا كَذٰلِكَ إِذْ قَامَ عَلَيَّ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَابِرُ اسْتَمْسِكْ فَضَرَبَهُ بِسَوْطِهِ ضَرْبَةً فَوَثَبَ الْبَعِيْرُ مَكَانَهُ فَقَالَ أَتَبِيْعُ الْجَمَلَ قُلْتُ نَعَمْ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فِيْ طَوَائِفِ أَصْحَابِهِ فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِيْ نَاحِيَةِ الْبَلَاطِ فَقُلْتُ لَهُ هٰذَا جَمَلُكَ فَخَرَجَ فَجَعَلَ يُطِيْفُ بِالْجَمَلِ وَيَقُوْلُ الْجَمَلُ جَمَلُنَا فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَاقٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَعْطُوْهَا جَابِرًا ثُمَّ قَالَ اسْتَوْفَيْتَ الثَّمَنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ الثَّمَنُ وَالْجَمَلُ لَكَ.

۲٦٤٩۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا۔ ابوعقیل راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ جہاد کا سفر تھا یا عمرے کا سو جب ہم مدینے کی طرف پلٹے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے گھر والوں کی طرف جلدی جانا چاہے تو چاہیے کہ جلدی جائے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم متوجہ ہوئے اور حالانکہ میں اپنے اونٹ پر سوار تھا جو خالص سیاہ تھا اس میں کوئی داغ نہ تھا اور لوگ میرے پیچھے تھے سو جس حالت میں کہ میں اسی طرح تو اونٹ مجھ پر کھڑا ہو یعنی تھک گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ عنہ تو اس کو روک رکھ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے کوڑے سے ایک چوٹ ماری تو اونٹ اپنی جگہ سے کودا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو اونٹ کو بیچتا ہے میں نے کہا ہاں سو جب ہم مدینے میں آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے تو میں آپ کے پاس گیا اور اونٹ کو بلاط (ایک جگہ کا نام ہے کہ مسجد کے آگے پتھروں سے فرش کی گئی تھی) کے کنارے میں باندھا تو میں نے آپ سے کہا یہ آپ کا اونٹ ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے اور اونٹ کے گرد گھومتے لگے اور کہتے تھے کہ اونٹ ہمارا اونٹ ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے کئی اوقیہ بھیجے اور فرمایا کہ یہ جابر رضی اللہ عنہ کو دے دو پھر فرمایا کہ تو نے پوری قیمت لے لی میں نے کہا ہاں فرمایا کہ قیمت اور اونٹ دونوں تیرے ہیں۔

فائدہ: یعنی قیمت بھی دی اور اونٹ بھی تجھ کو عطا کیا۔

بَابُ الرُّكُوبِ عَلَى الدَّابَّةِ الصَّعْبَةِ وَالْفُحُوْلَةِ مِنَ الْخَيْلِ.

سخت چوپائے پر سوار ہونا اور نر گھوڑے پر سوار ہونا۔

فائدہ: اور اخذ کیا ہے مصنف نے سخت چوپائے پر سوار ہونے کو نر پر سوار ہونے سے اس لیے کہ وہ اکثر اوقات میں سخت ہوتا ہے مادہ سے اور اخذ کیا ہے اس نے اس کے نر ہونے کو اس سے کہ ذکر کیا اس کو ساتھ ضمیر مذکر کے اور ابن منیر نے کہا کہ یہ استدلال صحیح نہیں اس لیے کہ عود صحیح ہے لفظ پر اور فرس کا لفظ مذکر ہے اگرچہ مونث پر بھی واقع ہوتا ہے اور عکس کیا ہے اس کو ایک جماعت نے پس کہا کہ صحیح ہے پھرنا ضمیر کا لفظ پر اور معنی پر ابن منیر نے کہا کہ اور نہیں باب کی حدیثوں میں وہ چیز کہ دلالت کرے اوپر فضیلت دینے نر کے مگر یہ کہ ہم کہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کی تعریف کی ہے اور مادہ سے سکوت فرمایا پس ثابت ہوئی فضیلت اس کے ساتھ ابن بطال نے کہا کہ معلوم ہے کہ مدینہ گھوڑیوں سے خالی نہ تھا اور نہیں منقول ہوا حضرت ﷺ سے اور نہ آپ کے اصحاب سے کہ وہ نروں کے سوا گھوڑیوں پر سوار ہوئے ہوں مگر وہ چیز کہ ذکر کی گئی ہے سعد بن عاص سے اور اس کے اس کے قول میں توقف ہے۔ (فتح)

وَقَالَ رَاشِدُ بْنُ سَعْدٍ كَانَ السَّلَفُ يَسْتَحِبُّوْنَ الْفُحُوْلَةَ لِأَنَّهَا أَجْرٰى وَأَجْسَرُ.

یعنی اور راشد بن سعد نے کہا کہ تھے سلف یعنی اصحاب اور جوان کے بعد ہیں پسند کرتے نر گھوڑوں کو اس لیے کہ وہ دلاور تر اور بہادر تر ہیں گھوڑیوں سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ تھے پسند کرتے گھوڑیوں کو لوٹوں اور شب خونوں میں اور اس چیز کے لیے کہ پوشیدہ ہیں لڑائی کے کاموں سے اور تھے پسند کرتے گھوڑوں کو لڑائی میں اور قلعوں میں اور اس چیز میں کہ ظاہر ہے لڑائی کے کاموں سے اور روایت ہے کہ تھے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نہ لڑتے مگر گھوڑیوں پر اس لیے کہ وہ پیشاب کو دور کرتی ہیں اور گھوڑا پیشاب کو روک رکھتا ہے۔ (فتح)

۲۶۵۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ فَزَعٌ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ مَنْدُوْبٌ فَرَكِبَهُ وَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ وَّإِنْ وَّجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

۲۶۵۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے میں گھبراہٹ پڑی یعنی اس لیے کہ دشمن آ گیا تھا تو حضرت ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا عاریتاً لیا کہ کہا جاتا تھا اس کو مندوب یعنی میٹھا تو حضرت ﷺ اس پر سوار ہوئے اور جب پھرے تو فرمایا کہ ہم نے خوف کی کوئی چیز نہیں دیکھی اور البتہ ہم نے اس گھوڑے کا قدم تو دریا پایا۔

بَابُ سِهَامِ الْفَرَسِ. وَقَالَ مَالِكٌ يُسْهِمُ

باب ہے بیان میں حصے گھوڑے کے یعنی وہ چیز کہ مستحق

لِلْخَيْلِ وَالْبَرَاذِيْنِ مِنْهَا لِقَوْلِهِ ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا﴾.

ہوتا ہے اس کو سوار مال غنیمت سے بسبب اپنے گھوڑے کے اور امام مالک نے کہا کہ حصہ دیا جائے گھوڑے کے لیے اور ترکی گھوڑوں کے لیے ۔اس آیت کی وجہ سے کہ بنائے ہم نے گھوڑے اور خچریں اور گدھے کہ تم ان پر سوار ہو۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ وجہ استدلال کی آیت کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ نے احسان جتلایا ساتھ سوار ہونے کے گھوڑوں پر اور تحقیق حصہ ٹھہرایا ہے ان کے لیے حضرت ﷺ نے اور نام خیل کا واقع ہوتا ہے برذون اور ہجین پر بخلاف بغال اور حمیر کے اور گویا کہ آیت نے تمام پکڑا ہے اس چیز کو کہ سواری کی جاتی ہے اس جنس سے اس چیز کے لیے کہ اس کو چاہتا احسان جتانا پس جب کہ نہ نص بیان کی برذون اور ہجین کے بیچ اس کے تو دلالت کی اس نے اوپر ان کے داخل ہونے کے گھوڑوں میں۔اور مراد ہجین سے وہ گھوڑا ہے جس کا ایک ماں باپ عربی ہو اور دوسرا غیر عربی اور بعض کہتے ہیں کہ جس کا صرف باپ عربی ہو۔(فتح)

وَلَا يُسْهَمُ لِأَكْثَرَ مِنْ فَرَسٍ.

یعنی اور نہ حصہ نکالا جائے ایک سے زیادہ گھوڑوں کے لیے یعنی اگر غازی کے پاس ایک سے زیادہ گھوڑے ہوں تو صرف ایک ہی گھوڑے کا حصہ نکالا جائے اور گھوڑوں کا حصہ نہ نکالا جائے

فائدہ: یہ بقیہ ہے امام مالک کی کلام کا اور یہی ہے قول جمہور کا اور لیث اور ابو یوسف اور احمد اور اسحق نے کہا کہ دو گھوڑوں کا حصہ نکالا جائے اس سے زیادہ کا نہ نکالا جائے اور اس باب میں ایک حدیث بھی آئی ہے جس کو دارقطنی نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے ابو عمرہ سے کہ حضرت ﷺ نے ایک حصہ میرے لیے نکالا اور چار حصے میرے گھوڑے کے لیے نکالے سو میں نے پانچ حصے لیے اور قرطبی نے کہا کہ کسی نے نہیں کہا کہ دو گھوڑوں سے زیادہ کے لیے حصہ نکالا جائے مگر جو سلیمان بن موسیٰ سے روایت ہے کہ ہر گھوڑے کے لیے دو حصے ٹھہرائے جائیں خواہ کتنے ہی ہوں اور اس کے مالک کے لیے ایک حصہ ہے یعنی گھوڑے کے دو حصوں کے سوا۔(فتح)

۲۶۵۱۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ

۲۶۵۱۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے گھوڑے کے لیے دو حصے ٹھہرائے ہیں اور اس کے مالک کے لیے ایک حصہ ٹھہرایا۔

وَلِصَاحِبِهِ سَهْمًا.

فائدہ: یعنی سوائے دوحصوں گھوڑے کے تو سوار کے لیے تین حصے ہوں گے اور خیبر کی جنگ میں آئے گا کہ نافع نے اس کو اس طرح تفسیر کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ اگر مرد کے ساتھ گھوڑا ہو تو اس کے لیے تین حصے ہیں اور اگر اس کے ساتھ گھوڑا نہ ہو تو اس کے لیے صرف ایک حصہ ہے اور ابو داود وغیرہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث اس لفظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد اور اس کے گھوڑے کے لیے تین حصے ٹھہرائے ایک حصہ اس کا اور دو حصے اس کے گھوڑے کے اور دارقطنی نے رمای کے طریق سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار کے لیے دو حصے ٹھہرائے۔ دارقطنی نے کہا کہ اس میں راوی سے وہم ہو گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ وہم نہیں اس لیے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ٹھہرائے سوار کے لیے بسبب اس کے گھوڑے کے دو حصے اس کے حصے کے سوا جو اس کے ساتھ خاص ہے اور تحقیق روایت کا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ اسی سند کے تو کہا اَسْهَمَ لِلْفَرَسِ اس میں یعنی گھوڑے کے لیے دو حصے ٹھہرائے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو ابن ابی عاصم نے ابن ابی شیبہ سے اور شاید کے رمادی نے اس کو معنی کے ساتھ روایت کیا ہے اور تحقیق روایت کیا ہے احمد نے ابو اسامہ اور ابن نمیر دونوں سے ساتھ اس لفظ کے اسہم للفرس یعنی گھوڑے کے لیے دو حصے مقرر کیے اور نیز اسی تاویل پر محمول ہو گی وہ حدیث جو عبداللہ سے رمادی کی روایت کی طرح مروی ہے اور اس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور تحقیق روایت کیا ہے اس کو علی بن حسین نے اور وہ ثابت تر ہے نعیم سے عبداللہ بن مبارک سے ساتھ لفظ اسهم للفرس کے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس روایت کے ظاہر کے بعض اس شخص نے جس نے دلیل پکڑی ہے ابو حنیفہ کے لیے بیچ قول اس کے کے کہ گھوڑے کے لیے ایک حصہ ہے اور اس کے سوار کے لیے دوسرا حصہ تو سوار کے لیے دو حصے ہوں گے اور نہیں حجت اس کے لیے بیچ اس کے اس چیز کے لیے کہ ہم نے ذکر کی کہ مراد دو حصے گھوڑے کے ہیں سوائے حصے سوار کے جو اس کے ساتھ خاص ہے اور نیز حجت پکڑی گئی ہے اس کے لیے اس چیز کے ساتھ کہ ابو داود نے روایت کی ہے مجمع بن جاریہ کی حدیث سے خیبر کے قصے میں کہا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار کو دو حصے اور پیادے کو ایک حصہ اور اس کی سند ضعیف ہے اور اگر ثابت ہو تو حمل کیا جائے گا اس چیز پر کہ پہلے گذری کہ مراد دو حصے گھوڑے کے ہیں سوائے اس کے حصے کے اس لیے کہ وہ دونوں امروں کی محتمل ہے اور تطبیق دینی دونوں روایات میں اولیٰ ہے خاص کر پہلی سندیں زیادہ تر ثابت ہیں اور ان کے راوی کے ساتھ زیادتی علم کی ہے اور صریح تر اس سے وہ چیز ہے جو ابو داود نے ابو عمرہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کے دو حصے دیئے اور ہر انسان کے لیے ایک حصہ تو سوار کے لیے تین حصے ہوں گے اور نسائی کے لیے زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چار حصے دیئے دو اس کے گھوڑے کے اور ایک حصہ اس کا اور ایک حصہ اس کی قرابت کے لیے اور کہا محمد بن سحنون نے کہ

اکیلا ہوا ہے ابوحنیفہ اس کے ساتھ سوائے اور فقہاء امصار کے اور ابوحنیفہ سے منقول ہے کہ میں براجانتا ہوں کہ چوپائے کو مسلمان پر فضیلت دوں اور ضعیف شبہ ہے اس لیے کہ درحقیقت کل حصے مرد کے لیے ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر حدیث ثابت نہ ہوتی تو البتہ شبہ قوی ہوتا اس لیے کہ مراد کمی بیشی ہے درمیان پیادے اور سوار کے پس اگر گھوڑا نہ ہوتا تو سوار کو پیادے سے ایک حصہ زیادہ نہ دیا جاتا سو جس نے سوار کے لیے دو حصے ٹھہرائے تو اس نے گھوڑے اور مرد کے درمیان برابری کی اور تحقیق یہ بھی تعاقب کیا گیا ہے اس لیے کہ اصل عدم مساوات ہے درمیان انسان اور چوپائے کے سو جب نکلا یہ اصل سے ساتھ مساوات کے تو چاہیے کہ کمی بیشی بھی اسی طرح ہو اور تحقیق فضیلت دی ہے حنفیہ نے چوپائے کو آمی پر بعض احکام میں پس کہتے ہیں کہ اگر مار ڈالے کوئی شکاری کتا کہ اس کی قیمت دس ہزار سے زیادہ تو اس کو ادا کرے اور غلام مسلمان کو مار ڈالے تو نہ ادا کرے اس میں مگر کم دس ہزار درہم سے اور حق یہ ہے کہ اعتماد اس میں خبر پر ہے یعنی حدیث پر اور نہیں اکیلا ہوا ابوحنیفہ اس چیز کے ساتھ کہ اس نے کہی پس یہی قول مروی ہے عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابو موسی رضی اللہ عنہ سے لیکن ثابت عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے مانند قول جمہور کے ہے۔ اور جمہور کے لیے استدلال کیا گیا ہے باعتبار معنی کے اس طرح سے کہ گھوڑ احتاج ہے محنت کی طرف اپنی خدمت کی وجہ سے اور گھاس اپنے اور ساتھ اس کے کہ خاص ہوتی ہے ساتھ اس کے لڑائی میں بے پرواہی سے وہ چیز کہ نہیں پوشیدہ ہے پس استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ مشرک جب لڑائی میں حاضر ہو اور مسلمان کے ساتھ لڑے تو اس کے لیے حصہ ٹھہرایا جائے اور یہی قول ہے بعض تابعین کا شعبی کی طرح۔ اور نہیں حجت ہے اس میں اس لیے کہ اس جگہ کوئی عموم کا صیغہ وارد نہیں ہوا اور استدلال کیا گیا ہے جمہور کے لیے اس حدیث کے ساتھ کہ نہیں حلال ہوئیں غنیمتیں کسی کے لیے ہم سے پہلے اور اس کا بیان اپنی جگہ میں آئے گا۔ اور اس حدیث میں ترغیب ہے گھوڑوں کے حاصل کرنے پر اور ان کے رکھنے پر جہاد کے لیے اس چیز کی وجہ سے کہ جو اس میں برکت ہے اور اعلائے کلمۃ اللہ ہے اور اعظام شوکت ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهِ عَدُوَّ اللهِ وَعَدُوَّكُمْ یعنی اور گھوڑوں کے باندھنے سے کہ ڈراؤ تم اس کے ساتھ اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اور اختلاف کیا گیا ہے اس شخص کے حق میں جو جہاد کی طرف نکلے اور اس کے ساتھ گھوڑا ہو پس مر جائے لڑائی کے حاضر ہونے سے پہلے تو مالک نے کہا کہ مستحق ہے گھوڑے کے حصے کا اور امام شافعی اور باقی امام کہتے ہیں کہ نہ حصہ نکالا جائے اس کے لیے مگر جب کہ حاضر ہو لڑائی میں اور اگر گھوڑا لڑائی میں مر جائے تو مستحق ہوتا ہے اس کا مالک اور اگر اس کا مالک مر جائے تو بدستور رہتا ہے استحقاق اس کا اور وہ وارثوں کے لیے ہے۔ اور اوزاعی سے روایت ہے کہ جو لڑائی کی جگہ میں پہنچے اور اپنا گھوڑا بیچ ڈالے تو اس کے لیے حصہ نکالا جائے لیکن مستحق ہے بائع اس چیز سے کہ غنیمت لائے پہلے عقد کے اور خریدار اس چیز سے کہ غنیمت لائے بعد اس کے اور جو مشتبہ ہو وہ بانٹا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ ٹھہرایا جائے یہاں تک کہ دونوں صلح کریں

اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ جو داخل ہو دشمن کی زمین میں پیادہ تو نہ ٹھہرایا جائے اس کے لیے مگر حصہ پیادے کا اور اگرچہ گھوڑا خرید لے اور اس پر لڑے اور اختلاف کیا گیا ہے دریا کے غازیوں میں جب کہ ان کے ساتھ گھوڑے ہوں تو شافعی اور اوزاعی نے کہا کہ اس کا حصہ نکالا جائے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَادَ دَآبَّةَ غَيْرِهٖ فِي الْحَرْبِ

اگر کوئی لڑائی میں کسی کے چوپائے کی مہار کھینچے تو اس کا کیا حکم ہے؟

٢٦٥٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِرَّ إِنَّ هَوَازِنَ كَانُوْا قَوْمًا رُمَاةً وَإِنَّا لَمَّا لَقِيْنَاهُمْ حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ فَانْهَزَمُوْا فَأَقْبَلَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى الْغَنَآئِمِ وَاسْتَقْبَلُوْنَا بِالسِّهَامِ فَأَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَفِرَّ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَإِنَّهُ لَعَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَآءِ وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ اٰخِذٌ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ.

٢٦٥٢۔ ابو اسحاق سے روایت ہے کہ ایک مرد نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تم جنگ حنین کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سے بھاگ گئے تھے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ہرگز نہیں بھاگے اس کا قصہ یوں ہے کہ تحقیق ہوازن تیر انداز لوگ تھے اور بے شک جب ہم ان سے ملے تو ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ شکست کھا کر بھاگے اور مسلمان غنیمتوں پے متوجہ ہوئے اور سامنے ہوئی ہم کو قوم ہوازن ساتھ تیروں کے یعنی ہم کو سامنے سے تیر مارنے لگے اور مسلمانوں نے شکست کھائی اور بھاگے اور لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس نہیں بھاگے پس البتہ تحقیق میں نے آپ کو دیکھا اور حالانکہ آپ اپنے سفید خچر پر سوار تھے ابوسفیان اس کی لگام پکڑے تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

فائدہ: اس کی پوری شرح جنگ حنین میں آئے گی اور اس کی غرض یہ قول تھا کہ ابوسفیان اس کی لگام پکڑے تھا۔ (فتح)

بَابُ الرِّكَابِ وَالْغَرْزِ لِلدَّآبَّةِ.

باب ہے بیان میں رکاب چوپائے کے لیے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ رکاب لوہے کی ہوتی ہے اور لکڑی کی اور غرز نہیں ہوتی مگر چمڑے سے اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں ہم معنی ہیں یا غرز اونٹ کے لیے ہوتی ہے اور رکاب گھوڑے کے لیے۔ (فتح)

٢٦٥٣۔ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ

٢٦٥٣۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھتے تھے اور آپ کی اونٹنی آپ کے ساتھ

عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ وَاسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ قَائِمَةً أَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

سیدھی کھڑی ہوتی ہے تو ذوالحلیفہ کی مسجد کے نزدیک سے احرام باندھتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے اس چیز میں کہ باب باندھا اس کے لیے غرز سے اور لیکن رکاب پس لاحق کیا اس کو اس کے ساتھ اس لیے کہ وہ اس کے معنی میں ہے۔ ابن بطال نے کہا کہ گویا کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ جو عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رکابوں کو کاٹ ڈالو اور گھوڑوں پر چڑھو تو یہ مطلق رکابوں کے منع کرنے پر دلیل نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد عادت ڈالنی ان کی ہے اوپر سوار ہونے گھوڑوں کے۔ (فتح)

بَابُ رُكُوْبِ الْفَرَسِ الْعُرْيِ.

ننگے گھوڑے پر سوار ہونے کا بیان۔

فائدہ: یعنی جس پر نہ زین ہو اور نہ پالان۔

٢٦٥٤۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَرَسٍ عُرْيٍ مَّا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِيْ عُنُقِهِ سَيْفٌ.

۲۶۵۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آگے آئے ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں کہ ننگے گھوڑے پر سوار تھے اس پر زین نہ تھی اور اس کی گردن پر تلوار لٹکی ہوئی تھی۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جو پہلے گذر چکی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا عاریتاً لیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک رات مدینے میں ہول پڑا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو آگے سے آملے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آواز کی طرف ان سے آگے بڑھ گئے تھے اور وہ ننگے گھوڑے پر بغیر زین کے سوار تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار تھے اور شجاعت میں پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے دلاور تر تھے اور اس کی شرح ہبہ میں گذر چکی ہے اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تواضع سے یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوڑے کی سواری کا نہایت تجربہ تھا اس لیے کہ ننگے پر سوار ہونا نہیں حاصل ہوتا مگر اس شخص سے جو سواری کرنی خوب جانتا ہو اور یہ کہ گردن میں تلوار کا لٹکانا جائز ہے حاجت کے وقت جب کہ اس کو اس سے مدد ہو۔ اور اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ جو اس کی طرف اشارہ کرتی ہے جو لائق ہے سوار کے لیے یہ کہ سواری کی حفاظت رکھے اور اس کی خبرگیری کرے اور طبع کو اس کے ساتھ ریاضت کروائے تا کہ اچانک اس کو کوئی سختی پیش نہ آئے تو اس کے لیے تیاری کی ہوگی۔ (فتح)

بَابُ الْفَرَسِ الْقَطُوْفِ.

سست قدم گھوڑے کا بیان۔

٢٦٥٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَزِعُوا مَرَّةً فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ كَانَ يَقْطِفُ أَوْ كَانَ فِيهِ قِطَافٌ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هٰذَا بَحْرًا فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يُجَارٰى.

٢٦٥٥۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار مدینے والے گھبرائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے جو سست قدم تھا یا اس میں کچھ سستی تھی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے تو فرمایا کہ ہم نے تمہارے اس گھوڑے کا قدم دریا پایا تو اس کے بعد کوئی گھوڑا اس کے ساتھ نہ چل سکتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گذر چکی ہے اور اس حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کا بیان ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سست گھوڑے پر سوار ہوئے تو وہ تیز قدم ہو گیا۔ (فتح)

بَابُ السَّبْقِ بَيْنَ الْخَيْلِ

باب ہے بیان میں گھڑ دوڑ کے

فائدہ: یعنی اس کے مشروع ہونے کے اور مراد سبق سے اس جگہ رہن ہے جو اس کے لیے رکھا جاتا ہے پھر کہا کہ باب ہے بیان میں اضمار کرنے گھوڑوں کے گھڑ دوڑ کے لیے اشارہ کرنے کے لیے اس بات کی طرف کہ سنت گھڑ دوڑ میں یہ ہے کہ پہلے گھوڑوں کو اضمار کریں اور اگر نہ اضمار کیے ہوں تو نہیں منع ہے گھڑ دوڑ ان کے اوپر پھر کہا بَابُ غَايَةِ السِّبَاقِ فِي الْخَيْلِ الْمُضَمَّرَةِ یعنی بیان اس کا اور بیان غایت ان گھوڑوں کا کہ نہیں اضمار کیے گئے۔ (فتح)

٢٦٥٦۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَجْرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ضُمِّرَ مِنَ الْخَيْلِ مِنَ الْحَفْيَاءِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَأَجْرٰى مَا لَمْ يُضَمَّرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلٰى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَكُنْتُ فِيمَنْ أَجْرٰى. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ سُفْيَانُ بَيْنَ الْحَفْيَاءِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ خَمْسَةُ أَمْيَالٍ أَوْ سِتَّةٌ وَبَيْنَ ثَنِيَّةَ إِلٰى مَسْجِدِ بَنِي

٢٦٥٦۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دوڑایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑا اضمار کیا ہوا حفیا سے ثنیۃ الوداع تک اور دوڑایا اس گھوڑے کو کہ نہ اضمار کیا گیا تھا ثنیۃ سے مسجد بنی زریق تک ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں گھوڑے کے دوڑانے والوں میں تھا سفیان نے کہا کہ حفیاء سے ثنیۃ تک پانچ یا چھ میل کا فاصلہ ہے اور ثنیۃ سے مسجد بنی زریق تک ایک میل کا فاصل ہے۔

زُرَيْقٍ مِيلٌ.

فائدہ: حفیا نام ہے ایک جگہ کا چند قوس پر مدینہ سے اور ثنیۃ الوداع ایک پہاڑ کا نام ہے کہ اہل مدینہ مسافروں کو وہاں تک پہنچانے کو جاتے ہیں۔

بَابُ إِضْمَارِ الْخَيْلِ لِلسَّبْقِ. اضمار کرنا گھوڑے کا گھڑ دوڑ کے لیے۔

فائدہ: گھڑ دوڑ یہ ہے کہ دو گھوڑے دوڑاتے ہیں کہ دیکھیں کہ کون آگے نکلتا ہے۔ اور اضمار اس کو کہتے ہیں کہ گھوڑے کو خوب چارہ کھلاتے ہیں تا کہ قوی اور فربہ ہو بعد ازاں کم کرتے جاتے ہیں چارے کو اور اس کی خوراک پر لا ٹھہراتے ہیں اور ایک مکان میں بند کر کے اس پر جھول ڈالتے ہیں کہ وہ گرم ہوتا ہے اور عرق لاتا ہے اور جب اس کا عرق خشک ہوتا ہے تو اس کا گوشت ہلکا ہو جاتا ہے اور قوی ہو جاتا ہے دوڑنے میں۔ (فتح)

۲۶۵۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ لَمْ تُضَمَّرْ وَكَانَ أَمَدُهَا مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ سَابَقَ بِهَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ أَمَدًا غَايَةً ﴿فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ﴾.

۲۶۵۷۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ گھڑ دوڑ کی حضرت ﷺ نے درمیان ان گھوڑوں کے کہ نہیں اضمار کئے گئے تھے اور اس کی انتہاء ثنیہ سے مسجد بنی زریق تھی اور بے شک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی گھڑ دوڑ کرنے والوں میں تھے اور ابو عبداللہ یعنی بخاری نے کہا امد کے معنی غایت ہے یعنی نہایت فطال علیهم الامد یعنی دراز ہوئی ان پر غایت یعنی امد کے معنی کہ اس آیت میں واقع ہوا ہے غایت ہے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ باب باندھا ہے بخاری نے لیث کے طریق کے ساتھ اضمار کا اور وارد کیا ہے ساتھ لفظ سابق بین الخیل التی لم تضمر تا کہ اشارہ کرے اس کے ساتھ طرف تمام حدیث کے اور ابن منیر نے کہا کہ نہیں الزام کیا بخاری نے اس کو اپنے تراجم میں بلکہ اکثر اوقات باب باندھا ہے مطلق اس چیز کے لیے کہ کبھی ثابت ہوتی ہے اور کبھی منفی ہوتی ہے پس معنی اس کے قول کا اضمار الخیل للسبق یعنی کیا اضمار شرط ہے یا نہیں پس بیان کیا اس روایت کے ساتھ جس کو وارد کیا کہ شرط نہیں اور ہوتی غرض اس کی اقتصار محض تو البتہ ہوتا اختصار کرنا اوپر اس طرف کہ جو مطابق ہے ترجمہ کے لیے اولیٰ لیکن عدول کیا اس نے اس سے اس نکتہ کے لیے اور نیز پس زائل کرنے کے لیے اعتقاد اس بات کے کہ اضمار جائز نہیں اس لیے کہ اس میں مشقت ہانکنے اس کے سے اور خطر سے بیچ اس کے پس بیان کیا ہے کہ یہ منع نہیں بلکہ جائز ہے میں کہتا ہوں کہ ابن بطال اور ابن منیر کی کلام میں منافات نہیں۔ (فتح)

بَابُ غَايَةِ السَّبْقِ لِلْخَيْلِ الْمُضَمَّرَةِ. نہایت گھڑ دوڑ کی ان گھوڑوں کے لیے کہ اضمار کیے گئے ہوں۔

۲۶۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ مُّوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَابَقَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ قَدْ أُضْمِرَتْ فَأَرْسَلَهَا مِنَ الْحَفْيَاءِ وَكَانَ أَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ لِمُوْسَى فَكَمْ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَالَ سِتَّةُ أَمْيَالٍ أَوْ سَبْعَةٌ وَّسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ لَمْ تُضَمَّرْ فَأَرْسَلَهَا مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَكَانَ أَمَدُهَا مَسْجِدَ بَنِيْ زُرَيْقٍ قُلْتُ فَكَمْ بَيْنَ ذٰلِكَ قَالَ مِيْلٌ أَوْ نَحْوُهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ مِمَّنْ سَابَقَ فِيْهَا.

۲۶۵۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت یہ ہے کہ گھڑ دوڑ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ان گھوڑوں کے اضمار کیے گئے تھے سو ان کو حفیا سے چھوڑا اور گھڑ دوڑ کی انتہاء ثنیۃ الوداع تھی اور ابواسحق کہتا ہے کہ میں نے موسیٰ سے کہا کہ ان دونوں جگہوں کے درمیان کتنا فاصلہ ہے اس نے کہا کہ چھ یا سات میل ہے اور گھڑ دوڑ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ان گھوڑوں کے کہ نہیں اضمار کئے گئے تھے سو چھوڑا ان کو ثنیۃ الوداع سے اور اس کی انتہاء مسجد بنی زریق تھی میں نے کہا کہ اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے اس نے کہا کہ میل یا مانند اس کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی گھڑ دوڑ لوگوں میں تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے گھڑ دوڑ کرنی اور یہ عبث میں داخل نہیں بلکہ یہ ریاضت محمودہ ہے جو پہنچانے والی ہے مقاصد کے حاصل کرنے کی طرف جہاد میں اور نفع اٹھانے کے ساتھ اس کی حاجت کے وقت اور وہ دائرہ ہے درمیان استحباب اور اباحت کے باعتبار باعث کے اس کے اوپر قرطبی نے کہا کہ نہیں خلاف ہے بیچ جائز ہونے گھڑ دوڑ کے اوپر گھوڑوں کے اور ان کے سوا اور چوپایوں سے اور اوپر قدموں کے اور اس طرح آپس میں تیر اندازی کرنے اور استعمال کرنا ہتھیاروں کا اس لیے کہ اس میں تجربہ کرنا ہے لڑائی پر اور یہ کہ جائز ہے اضمار کرنا گھوڑوں کا اور نہیں پوشیدہ ہے اختصار استحباب اس کے کا ساتھ گھوڑوں کے تیار کیے گئے ہیں کہ جہاد کے لیے اور یہ کہ جائز ہے نشان کرنا ساتھ ابتدا کے اور انتہا کے گھڑ دوڑ کے لیے اور یہ کہ جائز ہے نسبت کرنا فعل کی حکم کرنے والے کی طرف اس لیے کہ مراد اس کی قول سابق سے یہ ہے کہ آپ نے حکم کیا یا مباح کیا۔

تنبیہ: نہیں تعرض کیا اس حدیث میں گرو رکھنے کے لیے اس پر لیکن باب باندھا ہے اس کے لیے ترمذی نے بَابُ الْمُرَاهَنَةِ عَلَى الْخَيْلِ اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑ دوڑ کی اور رہن رکھا اور تحقیق اجماع کیا ہے گھڑ دوڑ کے جواز پر بغیر عوض کے لیکن بند کیا ہے اس کو شافعی اور مالک نے اونٹ اور گھوڑے دوڑانے میں اور تیر اندازی میں اور خاص کیا اس کو بعض علماء نے ساتھ گھوڑوں کے اور عطا نے اس کو ہر چیز میں جائز رکھا ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے گھڑ دوڑ کے جائز ہونے پر عوض کے ساتھ

بشرطیکہ وہ دونوں گھڑ دوڑ والوں کے غیر کی طرف سے ہو مانند امام کے جس جگہ کہ ان کے ساتھ کوئی اس کا گھوڑا نہ ہو اور جائز رکھا ہے جمہور نے یہ کہ دونوں میں سے ایک کی طرف سے ہو اور اس طرح جب کہ ہو ساتھ ان کے تیسرا حلال کرنے والا بشرطیکہ اپنے پاس سے کچھ نہ نکالے تا کہ نکلے عقد قمار کی صورت سے اور وہ یہ ہے کہ جانبین سے شرط ہو اور دونوں مال مشروط نکالیں جو آگے بڑھ جائے سو دونوں کا مال لے پس اتفاق ہے علما کا اس کے منع ہونے پر اور ان میں سے بعض نے شرط کی ہے محلل میں کہ نہ محقق ہو سبق مجلس سبق میں اور یہ کہ مراد ساتھ مسابقت بالخیل کے ان پر سوار ہونا ہے نہ محض دو گھوڑوں کا چھوڑنا بغیر سوار کے اس کے قول کی وجہ سے حدیث میں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گھڑ دوڑ کرنے والوں میں تھے اور اس طرح استدلال کیا ہے اس کے ساتھ بعض نے اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ جو سوار ہونے کی شرط نہیں کرتا نہیں منع کرتا صورت سواری کو اور سوائے اس کے نہیں کہ حجت پکڑی ہے جمہور نے اس طرح سے کہ گھوڑے خود بخود راہ نہیں پاتے ساتھ قصد غایت کے بغیر سوار کے اور اکثر اوقات نفرت کرتے ہیں اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ راہ پانا نہیں خاص ہے سوار ہونے کے ساتھ اور یہ کہ جائز ہے نسبت کرنا مسجد کا طرف قوم خاص کی اور اس کے لیے باب باندھا ہے بخاری نے کتاب الصلوۃ میں اور یہ کہ جائز ہے معاملہ کرنا چوپایوں کا حاجت کے لیے ساتھ اس چیز کے کہ ہو تعذیب اس کے لیے بیچ غیر حاجت کے مانند بھوکا رکھنے کے اور دوڑانے کے اور یہ کہ خلقت کو اپنی اپنی جگہوں میں اتارا جائے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اضمار کیے گئے اور نہ اضمار کیے گئے میں فرق کیا اور اگر ان کو باہم ملاتے تو غیر مضمر تھک جاتا۔ (فتح) گھڑ دوڑ میں اگر ایک طرف سے شرط ہو تو درست اور اگر دونوں طرف سے ہو تو درست نہیں کہ یہ قمار ہے لیکن اگر کوئی تیسرا آدمی ان کے درمیان گھوڑا ڈالے اس شرط پر کہ اگر تیسرا گھوڑا بڑھ گیا تو دونوں سے لے گا اور اگر پیچھے رہے گا تو کچھ نہیں دے گا تو یہ اس صورت میں درست ہے کہ اگر دونوں میں سے ایک بڑھ جائے تو اس کو بھی دوسرے سے لینا درست ہوگا اور تیسرے آدمی کو محلل کہتے ہیں کہ اس کے سبب سے یہ صورت شرط جانبین کی حلال ہوگی۔

بَابُ نَاقَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. باب ہے بیان میں حضرت ﷺ کی اونٹنی کے۔

فائدہ: اس طرح جدا کیا ہے بخاری نے اس باب کو اشارہ کرنے کے لیے اس کی طرف کہ قصواء اور عضباء ایک ہی اونٹنی کا نام ہے۔

قَالَ ابْنُ عُمَرَ أَرْدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَآءِ. یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے قصواء اونٹنی پر سوار کیا۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا اور پوری حدیث کتاب الحج میں گذر چکی ہے۔

وَقَالَ الْمِسْوَرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ یعنی اور مسور نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں

وَسَلَّمَ مَا خَلَأَتِ الْقَصْوَآءُ.

اڑی قصوا۔

فائدہ: یہ ایک حدیث دراز کا ٹکڑا ہے جو کتاب الشروط میں گذر چکی ہے۔

۲۶۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَتْ نَاقَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا الْعَضْبَآءُ.

۲۶۵۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کو عضباء کہا جاتا تھا۔

۲۶۶۰۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةٌ تُسَمَّى الْعَضْبَآءَ لَا تُسْبَقُ قَالَ حُمَيْدٌ أَوْ لَا تَكَادُ تُسْبَقُ فَجَآءَ أَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ فَسَبَقَهَا فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى عَرَفَهُ فَقَالَ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَّا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِّنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ. طَوَّلَهُ مُوْسٰى عَنْ حَمَّادٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۶۶۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی اس کا نام عضباء تھا کوئی اس سے آگے نہ بڑھتا تھا یا نہ قریب تھا کہ اس سے آگے بڑھے یعنی جب اونٹ سے مقابلہ کرتی تھی آگے بڑھ جاتی تھی تو ایک دیہاتی اپنے اونٹ پر آیا تو وہ عضباء سے آگے بڑھ گیا تو یہ اس کا آگے بڑھنا مسلمانوں پر ناگوار گذرا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہچانا یعنی اثر اس کے پیچھے رہنے کا تو فرمایا کہ حق ہے یعنی امر ثابت ہے اللہ پر یہ کہ نہیں اونچی ہوتی کوئی چیز دنیا سے مگر کہ اس کو پست کر دیتا ہے۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ عضباء وہی قصواء تھی یا کوئی اور تھی پس جزم کیا ہے حربی نے ساتھ اول کے اور کہا کہ اس کے تین نام تھے عضباء اور قصواء اور جدعاء اور یہی روایت ہے واقدی سے اور اس کے غیر نے کہا کہ عضباء اور تھی اور کہا کہ جدعاء شہباء تھی اور وحی کے اترنے کے وقت آپ کو اس کے سوا اور کوئی اونٹنی نہ اٹھاتی تھی اور اس کے سوا اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی اونٹنیاں تھی تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سواری کے لیے اونٹوں کا رکھنا جائز ہے اور ان پر گھڑ دوڑ کے لیے۔ اور اس حدیث میں زاہد بنانا ہے دنیا میں اشارہ کرنے کے لیے اس کی طرف کہ کوئی چیز اس سے اونچی نہیں ہوتی مگر کہ پست ہوتی ہے اور اس میں رغبت دلانا ہے تواضع پر اور اس میں حسن خلق ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تواضع اور عظمت آپ کی اصحاب کے سینوں میں۔

بَابُ بَغْلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے بیان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر کے یہ بات

الْبَيْضَآءِ قَالَهُ أَنَسٌ.

انس رضی اللہ عنہ نے کہی ہے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے حدیث اس کی طرف کہ جو قصہ حنین میں ہے اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر سوار تھے۔(فتح)

وَقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ أَهْدٰى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَآءَ.

یعنی اور ابو حمید نے کہا کہ ایلاء (ایک شہر کا نام ہے بحرین میں) کے بادشاہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خچر سفید بھیجی۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی حدیث کی طرف جو دراز ہے اور غزوہ تبوک میں آئے گی اور جاننا چاہیے کہ جس خچر پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حنین کے دن سوار تھے وہ غیر اس خچر کے ہے جو ایلاء کے بادشاہ نے تحفہ بھیجا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جس خچر پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حنین کے دن سوار تھے اس کا نام دلدل تھا۔(فتح)

٢٦٦١۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَآءَ وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً.

۲۶۶۱۔ عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے اپنے کچھ نہیں چھوڑا مگر سفید خچر اور اپنے ہتھیا اور زرہ کہ چھوڑا اس کو بطور صدقہ کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔

٢٦٦٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا عُمَارَةَ وَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ وَلّٰى سَرَعَانُ النَّاسِ فَلَقِيَهُمْ هَوَازِنُ بِالنَّبْلِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَآءِ وَأَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ آخِذٌ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا

۲۶۶۲۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اس کو کہا کہ اے ابو عمارہ کیا تم نے جنگ حنین کے دن پیٹھ پھیری تھی اس نے کہا کہ قسم ہو اللہ کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں پھیری لیکن جلد باز لوگوں نے پیٹھ پھیری تو ہوازن ان کو تیروں کے ساتھ ملے یعنی سامنے سے ان کو تیر اندازی کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر سوار تھے اور ابو سفیان رضی اللہ عنہ اس کی لگام پکڑے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ.

فائدہ: اورغرض اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ سفید خچر پرسوار تھے اوراس کی شرح مغازی میں آئے گی اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ اس چیز پر کہ جائز ہے رکھنا خچروں اور چڑھانا گدھوں کا گھوڑوں پر اور لیکن حدیث علی رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کام وہ لوگ کرتے ہیں جو نہیں جانتے روایت کی یہ حدیث ابوداود نے اور صحیح کہا اس کو ابن حبان نے پس کہا طحاوی نے کہ اس کو ایک قوم نے لیا ہے تو کہا کہ یہ کام کرنا حرام ہے اور نہیں ہے حجت اس میں اس لیے کہ اس کا معنی رغبت دلاتا ہے اوپر زیادہ کرنے گھوڑوں کے کیونکہ اس میں ثواب ہے اور گویا کہ مراد وہ لوگ ہیں کہ نہیں جانتے ثواب کو جو اس پر مرتب ہوتا ہے۔ (فتح)

بَابُ جِهَادِ النِّسَآءِ.

عورتوں کے جہاد کا بیان۔

٢٦٦٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُّعَاوِيَةَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ. وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُّعَاوِيَةَ بِهٰذَا.

٢٦٦٣۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے جہاد کی اجازت چاہی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گذر چکی ہے اور اس کے لیے شاہد ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جہاد کبیر کا یعنی عاجز ضعیف کا اور عورت کا حج عمرہ ہے۔

٢٦٦٤۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُّعَاوِيَةَ بِهٰذَا وَعَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ نِسَآؤُهُ عَنِ الْجِهَادِ فَقَالَ نِعْمَ الْجِهَادُ الْحَجُّ.

٢٦٦٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی بیویوں نے آپ سے جہاد کا حکم پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کا جہاد حج ہے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ جہاد عورتوں پر واجب نہیں لیکن حضرت ﷺ نے یہ جو فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے تو اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کو نفل کرنا بھی جائز نہیں اور جہاد ان پر واجب نہیں تو یہ اس چیز کی وجہ سے ہے کہ مغایرت ہے اس چیز سے کہ ان سے مطلوب ہے مردوں سے پردہ کرنے میں اور ان

سے دور رہنے میں پس اس لیے حج افضل ہے ان کے لیے جہاد سے۔ میں کہتا ہوں کہ تحقیق اشارہ کیا ہے بخاری نے اس کے ساتھ اس کے وارد کرنے میں ساتھ ترجمہ کو مجمل اور پیچھا کرنا اس کے ساتھ ان بابوں کے جو تصریح کرتے ہیں عورتوں کے جہاد پر نکلنے کی۔ (فتح)

بَابُ غَزْوِ الْمَرْأَةِ فِي الْبَحْرِ.

دریا میں سوار ہو کر عورت کا جہاد کرنا۔

٢٦٦٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ هُوَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَةِ مِلْحَانَ فَاتَّكَأَ عِنْدَهَا ثُمَّ ضَحِكَ فَقَالَتْ لِمَ تَضْحَكُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ يَرْكَبُوْنَ الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ مَثَلُهُمْ مَثَلُ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ فَضَحِكَ فَقَالَتْ لَهٗ مِثْلَ أَوْ مِمَّ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهَا مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَتِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ وَلَسْتِ مِنَ الْاٰخِرِيْنَ قَالَ قَالَ أَنَسٌ فَتَزَوَّجَتْ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ مَعَ بِنْتِ قَرَظَةَ فَلَمَّا قَفَلَتْ رَكِبَتْ دَآبَّتَهَا فَوَقَصَتْ بِهَا فَسَقَطَتْ عَنْهَا فَمَاتَتْ.

٢٦٦٥۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ام حرام رضی اللہ عنہا) ملحان کی بیٹی کے پاس گئے تو اس کے پاس تکیہ کر کے سو گئے پھر ہنستے ہوئے جاگے تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوں ہنستے ہیں فرمایا کہ کچھ لوگ میری امت کے اس دریا سبز میں سوار ہوں گے اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے لیے مثل ان کی جیسے بادشاہ تختوں پر تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی اس کو بھی ان میں شریک کر پھر دوسری بار سو کر ہنستے ہوئے جاگے تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی مثل کہا یعنی جیسا پہلے کہا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو اسی طرح کہا تو اس نے کہا کہ آپ دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پہلے غازیوں میں شریک ہے پچھلوں میں نہیں انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو ام حرام رضی اللہ عنہا نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تو قرظہ کی بیٹی کے ساتھ دریا میں سوار ہوئی سو جب جہاد سے پھری تو اپنے چوپائے پر سوار ہوئی تو اس نے اس کی گردن توڑ ڈالی تو سواری سے گر پڑی اور مر گئی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ پھر اس نے عبادہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تو اس سے ظاہری طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے بعد نکاح کیا اور اول جہاد میں گذر چکا ہے کہ ام حرام رضی اللہ عنہا عبادہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس داخل ہوئے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ وہ اس وقت اس کے نکاح میں تھیں پس یا تو یہ

روایت اس پر محمول ہوگی کہ وہ اس کی بیوی تھی پھر اس نے اس کو طلاق دی پھر اس کے بعد اس سے رجوع کیا یہ جواب ابن تین کا ہے۔ یا قول راوی کا کَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ جملہ معترضہ ہے مراد راوی کی وصف کرنا ہے ام حرام رضی اللہ عنہا کا ساتھ اس کے بغیر مقید کرنے کے ساتھ کسی حال کے حالات میں اور دوسری روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اس سے اس کے بعد نکاح کیا اور یہی اولیٰ ہے کہ دوسری روایت کے موافق ہے۔ (فتح)

بَابُ حَمْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ فِي الْغَزْوِ دُوْنَ بَعْضِ نِسَآئِهِ.

اٹھانا مرد کا اپنی بی بی کو جہاد میں سوائے اپنی بعض بیبیوں کے یعنی یہ جائز ہے۔

٢٦٦٦۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ كُلٌّ حَدَّثَنِي طَآئِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَآئِهِ فَأَيَّتُهُنَّ يَخْرُجُ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيْهَا سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ.

٢٦٦٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر کو نکلنے کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی بیویوں میں قرعہ ڈالتے تھے سو جس کا نام قرعہ میں نکلتا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ لے جاتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا ایک جہاد میں جس میں جنگ کی تھی تو اس میں میرا نام نکلا تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلی بعد نازل ہونے حجاب کے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح تفسیر میں آئے گی اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ جس کے لیے باب باندھا گیا ہے اور اس میں تصریح ہے کہ اٹھانا عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ اپنے تھا قرعہ ڈالنے کے بعد اپنی بیویوں میں۔ (فتح)

بَابُ غَزْوِ النِّسَآءِ وَقِتَالِهِنَّ مَعَ الرِّجَالِ.

عورتوں کا جہاد کرنا اور لڑنا ساتھ مردوں کے۔

٢٦٦٧۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

٢٦٦٧۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کا دن ہوا تو لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیٹھ پھیری اور بے شک میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم کو دیکھا کہ پنڈلیوں سے کپڑا اوپر کھینچے ہوئے تھیں میں ان کی پنڈلیوں کی پازیبیں دیکھتا ہوں اپنی

وَسَلَّمَ قَالَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ أَرَى خَدَمَ سُوْقِهِمَا تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ وَقَالَ غَيْرُهُ تَنْقُلَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُوْنِهِمَا ثُمَّ تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا ثُمَّ تَجِيْئَانِ فَتُفْرِغَانِهَا فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ.

پیٹھوں پر مشکیں بھر بھر کر لاتی تھیں اور لوگوں کو پانی پلاتی تھیں پھر پھر جاتی تھیں اور ان کو بھر لاتی تھیں اور ان کو لوگوں کے منہ میں گراتی تھیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ ان کو جہاد میں ساتھ لے جاتے تھے تو وہ زخمیوں کی دوا کرتی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ عورتیں حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ میں حاضر ہوا کرتی تھیں لڑنے والوں کو پانی پلاتی تھیں اور دوا کرتی تھیں زخمیوں کی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جنگ حنین میں عورتیں حضرت ﷺ کے ساتھ نکلیں تو حضرت ﷺ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہم نکلیں ہیں کہ بال بٹیں اور اللہ کی راہ میں مدد کریں اور زخمیوں کی دوا کریں اور تیر دیں اور ستو پلائیں۔ اور میں نے کسی حدیث میں یہ تصریح نہیں دیکھی کہ وہ لڑیں اور اس لیے کہا ابن منیر نے کہ باب میں عورتوں کے لڑنے کا ذکر ہے اور حدیث میں نہیں ہے پس یا تو اس سے مراد غازیوں کی مدد کرنی غزوہ کرنا ہی ہے یا مراد یہ ہے کہ وہ نہ کھڑیں ہوئیں کہ پانی پلائیں زخمیوں کو اور مانند ان کے مگر کہ وہ درپے اس بات کے تھیں کہ اپنی جانوں سے دفع کریں اور یہی غالب ہے۔ اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حنین کے دن خنجر لیا تھا تو کہا کہ اگر کوئی کافر میرے نزدیک آیا تو میں اس کا پیٹ پھاڑ ڈالوں گی۔ اور احتمال ہے کہ بخاری کی غرض ترجمہ سے یہ ہو کہ بیان کریں کہ عورتیں نہ لڑیں اگرچہ جہاد کے لیے نکلیں پس اصل اس طور سے ہے کہ لڑنا ان کا مردوں کے ساتھ یعنی کیا وہ جائز ہے یا جب مردوں کے ساتھ جہاد میں نکلیں تو اس چیز پر اقتصار کریں جو کہ ذکر کی گئی ہے زخمیوں کی دوا کرنے سے اور مانند اس کے پھر بخاری نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی اور غرض اس سے اس کا یہ قول ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ پنڈلیوں سے کپڑا اٹھائے ہوئے تھیں اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ حَمْلِ النِّسَاءِ الْقِرَبَ إِلَى النَّاسِ فِي الْغَزْوِ.

اٹھانا عورتوں کا مشکوں کو طرف لوگوں کے جہاد میں یعنی جائز ہے۔

٢٦٦٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ

٢٦٦٨۔ ثعلبہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینے کی کچھ عورتوں کے درمیان چادریں تقسیم کیں سو ایک عمدہ چادر باقی رہی تو اس کی بعض پاس والوں نے کہا کہ اے امیر

عَنْهُ قَسَمَ مُرُوْطًا بَيْنَ نِسَآءٍ مِّنْ نِسَآءِ الْمَدِيْنَةِ فَبَقِيَ مِرْطٌ جَيِّدٌ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَعْطِ هٰذَا ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ عِنْدَكَ يُرِيْدُوْنَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ أُمُّ سَلِيْطٍ أَحَقُّ وَأُمُّ سَلِيْطٍ مِّنْ نِسَآءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ تَزْفِرُ تَخِيْطُ.

المومنین یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کو دیجیے جو آپ کے نکاح میں ہے مراد ان کی ام کلثوم علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تھیں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ام سلیط لائق تر ہے اس سے اور ام سلیط ایک انصاری عورت تھی ان لوگوں میں سے جنہوں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ جنگ احد کے دن ہمارے لیے مشکیں اٹھا اٹھا کر لاتی تھیں۔ امام بخاری نے کہا کہ تزفر کے معنی تخیط ہیں یعنی سیتی تھیں۔

فائدہ: عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے علی کی بیٹی ام کلثوم سے نکاح کیا ہوا تھا اور اس کی ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں پس اس لیے اس کو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کہا کہ وہ حضرت ﷺ کی نواسی تھیں اور آپ کی زندگی میں پیدا ہوئی تھیں اور وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سب بیٹیوں سے چھوٹی تھیں اور اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مُدَاوَاةِ النِّسَآءِ الْجَرْحٰى فِي الْغَزْوِ

دوا کرنا عورتوں کا زخمیوں کو جہاد میں۔

فائدہ: یعنی خواہ مرد زخمی ہو یا کوئی غیر۔ (فتح)

٢٦٦٩ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِيْ وَنُدَاوِي الْجَرْحٰى وَنَرُدُّ الْقَتْلٰى إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

٢٦٦٩۔ ربیع بنت معوذ سے روایت ہے کہ ہم جہاد میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھیں غازیوں کو پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کو دوا دیتی تھیں اور مقتولوں کو اٹھاتی تھیں مدینہ کی طرف۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کا اجنبی مرد کا معالجہ کرنا درست ہے حاجت کے وقت۔ اور ابن بطال نے کہا کہ یہ محرموں کے ساتھ خاص ہے پھر ساتھ متجالات کے ان میں سے اس لیے کہ جگہ زخم کی نہیں لذت اٹھائی جاتی اس کے چھونے کے ساتھ بلکہ اس سے بدن کے بال کھڑے ہوتے ہیں پس اگر غیر متجالات کے ساتھ ضرورت پڑی تو چاہیے کہ ہو بغیر مباشرت اور چھونے کے اس پر ان کا اتفاق دلالت کرتا ہے کہ جب عورت مر جائے اور کوئی عورت اس کے غسل دینے کو نہ پائی جائے تو تو نہ مباشر ہو اس کو غسل دینے والا ساتھ چھونے کے اس کے بلکہ پردے کے اوپر سے اس کو نہلائے اور اس کے بدن کو ہاتھ نہ لگائے بیچ قول بعض ان کے مانند زہری کے اور اکثر کے قول میں تیمم

کروائے۔اور اوزاعی نے کہا کہ بدستور دفنائی جائے۔اور ابن منیر نے کہا کہ فرق درمیان حال مداواۃ کے اور نہلانے مرد کے یہ ہے غسل عبادت اور مداواۃ ضرورت ہے اور ضرورت حرام کو مباح کر دیتی ہے۔(فتح)

بَابُ رَدِّ النِّسَآءِ الْجَرْحٰى وَالْقَتْلٰى إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

پھر لانا عورتوں زخمیوں اور مقتولوں کو۔

٢٦٧٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْجَرْحٰى وَالْقَتْلٰى إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

۲۶۷۰۔ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم (عورتیں) حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کرتی تھیں تو لوگوں کو پانی پلاتی تھیں اور ان کی خدمت کرتی تھیں اور پھر لاتی تھیں زخمیوں کو اور شہیدوں کو طرف مدینے کی۔

بَابُ نَزْعِ السَّهْمِ مِنَ الْبَدَنِ.

کھینچنا تیر کا بدن سے۔

٢٦٧١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رُمِيَ أَبُوْ عَامِرٍ فِيْ رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ قَالَ انْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ الْمَآءُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِيْ عَامِرٍ.

۲۶۷۱۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں تیر لگا تو میں اس کے پاس پہنچا اس نے کہا کہ اس تیر کو کھینچ لے تو میں نے اس کو کھینچا تو اس کے زخم سے پانی جاری ہوا تو میں حضرت ﷺ کے پاس گیا اور آپ کو خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی بخش دے عبید ابو عامر رضی اللہ عنہ کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ مہلب نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھینچنا تیر کا بدن سے اگرچہ اس کے پیچھے موت ہو اور یہ ہلاکت میں ڈالنے کے قبیل سے نہیں جب کہ اس کے ساتھ نفع اٹھانے کی امید رکھتا ہو اور مثل اس کے ہے داغنا وغیرہ اور جن کے ساتھ دوا کی جاتی ہے۔اور ابن منیر نے کہا کہ شاید باب باندھا بخاری نے اس کے ساتھ تاکہ نہ خیال کیا جائے کہ شہید سے تیر نہ کھینچا جائے جیسا کہ حکم ہوا ہے اس کو اس کے خون کے ساتھ دفنانے کا تاکہ اسی کے ساتھ اٹھایا جائے۔پس بیان کیا اس ترجمہ کے ساتھ یہ کہ جائز ہے اور جو بات مہلب نے کہی وہ اولیٰ ہے اس لیے کہ حدیث باب کی متعلق ہے اس شخص کے ساتھ جس کو تیر لگے اور ابھی وہ زندہ ہے اور جو بات ابن منیر نے کہی ہے وہ مطلق ہے اس کے کھینچنے کے ساتھ موت کے بعد۔(فتح)

بَابُ الْحِرَاسَةِ فِي الْغَزْوِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

جہاد میں اللہ کی راہ میں چوکیداری کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی بیان اس چیز کا کہ اس میں ہے جو فضیلت ۔

۲٦٧٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهِرَ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ لَيْتَ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِيْ صَالِحًا يَّحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقَالَ أَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ جِئْتُ لِأَحْرُسَكَ وَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲٦٧٢۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات حضرت ﷺ جاگتے رہے پھر جب مدینے میں آئے تو فرمایا کاش کوئی نیک آدمی میرے اصحاب سے آج کی رات میری نگرانی کرے تو اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی تو فرمایا کہ یہ کون ہے اس نے کہا میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہوں میں آیا ہوں کہ آپ کی نگہبانی کروں اور حضرت ﷺ سوئے ۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خوف کو لینا اور دشمن سے نگہبانی کرنی اور یہ کہ لوگوں پر لازم ہے کہ اپنے بادشاہ کی نگہبانی کریں قتل کے خوف سے اور یہ کہ اس شخص کی تعریف جائز ہے جو بھلائی کے ساتھ احسان کرے اور نام رکھنا اس کا نیکوکار اور سوائے اس کے نہیں کہ حضرت ﷺ نے یہ کام کیا باوجود قوی ہونے آپ کے توکل کے پیروی کرنے کے لیے ساتھ آپ کے بیچ اس کے اور حالانکہ آپ نے دو زرہیں پہنی تھی باوجود اس کے کہ جب لڑائی سخت ہوتی تھی تو حضرت ﷺ سب کے آگے ہوتے تھے اور نیز توکل اسباب کے منافی نہیں اس لیے کہ توکل دل کا عمل ہے اور اسباب بدن کا عمل ہے اور تحقیق ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تاکہ میرا دل قرار پکڑے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اونٹ کو رسی سے باندھ پھر توکل کر۔ ابن بطال نے کہا کہ یہ منسوخ ہے جیسا کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر دلالت کرتی ہے ۔قرطبی نے کہا کہ نہیں آیت میں وہ چیز کہ منافی ہو چوکیداری کے جیسا کہ خبر دینا اللہ کا اپنے دین کی مدد کی اور اس کے غالب ہونے کی تو یہ نہیں منع کرتا لڑنے اور دشمنوں کے لیے تیاری کرنے کے حکم کو تو بنا بر اس کے پس مراد آیت میں عصمت فتنے اور ضلال سے یا روح قبض کرنے سے ۔(فتح)

۲٦٧٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَكْرٍ يَّعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

۲٦٧٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ منہ کے بل گر پڑا یعنی ہلاک ہوا اشرفی کا بندہ اور روپے کا بندہ اور سیاہ کمبل دھاری دار کا بندہ اگر اس کو دیا جائے تو راضی ہے اور اگر نہ دیا جائے تو خوش ہو اور ایک روایت

تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيْفَةِ وَالْخَمِيْصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ. لَمْ يَرْفَعْهُ إِسْرَآئِيْلُ وَمُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ وَّزَادَنَا عَمْرٌو قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِيْصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَّمْ يُعْطَ سَخِطَ تَعِسَ وَانْتَكَسَ وَإِذَا شِيْكَ فَلَا انْتَقَشَ طُوْبٰى لِعَبْدٍ اٰخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَشْعَثَ رَأْسُهٗ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ وَقَالَ ﴿فَتَعْسًا﴾ كَأَنَّهٗ يَقُوْلُ فَأَتْعَسَهُمُ اللّٰهُ ﴿طُوْبٰى﴾ فُعْلٰى مِنْ كُلِّ شَيْءٍ طَيِّبٍ وَّهِيَ يَآءٌ حُوِّلَتْ إِلَى الْوَاوِ وَهِيَ مِنْ يَطِيْبُ.

میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہلاک ہوا اشرفی کا بندہ اور روپے کا بندہ اور سیاہ کمبل کا بندہ اگر دیا جائے تو راضی رہے اور اگر نہ دیا جائے تو غضبناک ہو ہلاک ہوا اور گھاٹا پانے والا ہوا اور جب اس کو کانٹا لگے تو نہ نکال سکے (صحیح ترجمہ یوں ہے کہ تو کوئی نہ نکالے) خوشی ہو اس بندے کو جو اپنے گھوڑے کی بھاگ اللہ کی راہ میں تھامے رہے اس کے سر کے بال بکھرے اور اس کے دونوں قدم گرد میں بھرے اگر اس کو چوکیداری میں رکھے تو چوکیداری میں رہے اور اگر اس کو لشکر کے پیچھے حفاظت کے لیے مقرر کیا جائے تو وہی رہے اور اگر وہ سردار کے پاس آنے کی اجازت مانگے تو اس کو اجازت نہ ملے اور کسی کی سفارش کرے تو قبول نہ ہو اور فتعسا کے معنی جو آیت ﴿والذين كافرون فتعسالهم﴾ میں واقع ہے یہ ہیں کہ گویا اللہ کہتا ہے کہ اللہ نے ان کو ہلاک کر ڈالا اور نا امید کیا اور طوبیٰ فعلیٰ کا وزن ہے جو ہر چیز ستھری ہے مشتق ہے طیب سے اور وہ یا واو سے بدل گئی ہے اور یطیب سے ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی اور اس سے غرض یہ قول ہے کہ خوشی ہو اس بندے کو جو اپنے گھوڑے کی باگ اللہ کی راہ میں تھامے رہے آپ کے قول کی وجہ سے کہ اگر چوکیداری میں رکھا جائے تو چوکیداری میں رہے۔ اور تعس سعد کی ضد ہے یعنی بد بخت اور یہ جو کہا کہ جب اس کو کانٹا چبھے تو نہ نکال سکے تو بیچ دعا کرنے کے ساتھ اس کے اشارہ ہے طرف عکس مقصود اس کے کے اس لیے کہ جو گر پڑے پس اس کے پاؤں میں کانٹا چبھے اور کوئی نکالنے والا نہ پائے تو ہوتا ہے عاجز حرکت سے اور کوشش کرنے سے دنیا کے حاصل کرنے میں اور یہ جو کہا کہ خوشی ہو اس بندے کو الخ تو یہ اشارہ ہے رغبت دلانے کی طرف عمل کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے خیر دنیا اور آخرت کی۔ اور یہ جو کہا کہ چوکیداری ہو تو چوکیداری میں ہوتا ہے تو معنی اس کے یہ ہیں کہ اگر مہم چوکیداری

ہوتو چوکیداری میں ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ چوکیداری کے ثواب میں ہے۔اور ابن جوزی نے کہا کہ وہ غیر مشہور ہے نہیں قصد کرتا بلندی کا۔اور یہ جو کہا کہ اگر سفارش کرے تو اس کی قبول نہ ہو تو اس میں ترک کرنا حسب ریاست کا ہے اور شہرت کا اور فضیلت خمول اور تواضع کی۔اور بعض کہتے ہیں کہ طوبیٰ سے مراد دعا کرنا ہے اس کے لیے بہشت کی اس لیے کہ طوبیٰ بہشت کے سب درختوں سے مشہور ہے اور جس کو طوبی ملا وہ بہشت میں داخل ہوا۔

تکمیل: اور وارد ہوئی ہیں چند حدیثیں حراست کی فضیلت کے متعلق جو بخاری کی شرط پر نہیں اور ان میں ایک حدیث عثمان کی ہے جو ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ اللہ کی راہ میں ایک رات چوکیداری کرنی بہتر ہے ہزار رات سے کہ رات کو جاگے اور دن کو روزہ رکھے اور حدیث سہل بن معاذ کی جو مسلمانوں کے گرد چوکیداری کرے تو دوزخ کو اپنی اور نہ دیکھے گا مگر قسم کو حلال کرنے کے لیے روایت کی یہ حدیث احمد نے۔اور حدیث ابو ریحانہ کی کہ جو آنکھ اللہ کی راہ میں جاگے اس پر آگ حرام ہے روایت کی یہ حدیث نسائی وغیرہ نے۔(فتح)

بَابُ فَضْلِ الْخِدْمَةِ فِي الْغَزْوِ. باب ہے بیان میں فضیلت خدمت کی جہاد میں۔

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ ہو چھوٹے سے بڑے کے لیے یا اس کے عکس یا برابری کے ساتھ۔(فتح)

٢٦٧٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَحِبْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَكَانَ يَخْدُمُنِيْ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ جَرِيْرٌ إِنِّيْ رَأَيْتُ الْأَنْصَارَ يَصْنَعُوْنَ شَيْئًا لَا أَجِدُ أَحَدًا مِّنْهُمْ إِلَّا أَكْرَمْتُهُ.

٢٦٧٤۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا یعنی سفر میں تو وہ میری خدمت کرتا تھا اور انس رضی اللہ عنہ سے بڑا تھا جریر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے انصار کو دیکھا کہ ایک چیز کرتے تھے (یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت تعظیم) نہیں پاتا میں کسی کو ان میں سے یعنی جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی مگر کہ میں اس کی تعظیم کرتا ہوں۔

فائدہ: ایک راویت میں ہے کہ میں نے قسم کھائی کہ میں ان میں سے کسی کے ساتھ صحبت نہ کروں گا مگر اس کی خدمت کروں گا اور ایک روایت میں ہے کہ میں ہمیشہ انصار کو دوست رکھتا ہوں اور اس حدیث میں فضیلت انصار اور جریر کی ہے اور اس کی تواضع اور اس کی محبت کی دلیل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔(فتح)

٢٦٧٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ

٢٦٧٥۔انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلا اس حال میں کہ میں آپ کی خدمت کرتا تھا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر کر مدینے کی طرف تشریف لائے اور آپ کے لیے احد پہاڑ ظاہر ہوا تو

خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَيْبَرَ أَخْدُمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا وَّبَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ثُمَّ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا كَتَحْرِيْمِ إِبْرَاهِيْمَ مَكَّةَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا.

فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو دوست رکھتے ہیں پھر اپنے ہاتھ مبارک سے مدینہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ الٰہی میں حرام کرتا ہوں جو کچھ کہ مدینے کی دونوں طرف پتھریلی زمین کے اندر ہے یعنی اس کے درخت اور شکاری جانوروں سے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرام کیا الٰہی برکت دے ہم کو ہمارے صاع اور مد میں۔

٢٦٧٦۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيْعِ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ مُّوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُنَا ظِلًّا الَّذِيْ يَسْتَظِلُّ بِكِسَائِهِ وَأَمَّا الَّذِيْنَ صَامُوْا فَلَمْ يَعْمَلُوْا شَيْئًا وَّأَمَّا الَّذِيْنَ أَفْطَرُوْا فَبَعَثُوا الرِّكَابَ وَامْتَهَنُوْا وَعَالَجُوْا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ.

٢٦٧٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے (متن صحیح بخاری میں نہیں کہ ہم میں سے بعض روزہ سے تھے اور بعض بے روزہ تھے بلکہ یہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے پس صحیح بخاری کی حدیث کے ترجمہ میں یہ داخلکر دینا کمال جرات ہے) ہم میں سے زیادہ تر سائے میں وہ شخص تھا جو اپنی چادر کے ساتھ سایہ کرتا تھا اور بعض ہم میں سے ساتھ اپنے ہاتھ کے سورج سے سایہ کرتے تھے یعنی سایہ مطلق نہ تھا (یہ بھی صحیح بخاری کی حدیث میں نہیں مسلم کی زیادات ہے افسوس ہے کہ مترجم حدیث کے ترجمہ میں بلا تفریق دوسری سندوں کے زیادات کو داخل کرتا ہے اور اہلحدیث کے نزدیک یہ فعل جائز نہیں) ہم میں سے اپنے ہاتھ سو جو روزے دار تھے انہوں نے کچھ کام نہ کیا یعنی روزے کے سبب سے کام سے عاجز ہوئے اور لیکن جن لوگوں نے روزہ کھول ڈالا تھا انہوں نے اونٹوں کو اٹھایا یعنی ان کی خدمت کے لیے اور پانی پلانے اور گھاس ان کی کے اور روزے داروں کی خدمت یعنی اور خیمے قائم کیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج روزہ کھولنے والے ثواب کو لے گئے۔

فائدہ: یعنی زیادہ ثواب کو اور یہ مراد نہیں کہ روزے داروں کا ثواب کم ہوا بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کے لیے اجر حاصل

ہوا ان کے عمل کا اور مانند ثواب روزے داروں کے کہ انہوں نے اپنا کام بھی کیا اور روزے داروں کا کام بھی یہ پس اس لیے کہا کہ ساتھ کل ثواب کے صفات کے وجود کے لیے جو تقاضا کرتی ہیں اجر کے حاصل کرنے کا ان میں سے ابن ابی سفرہ نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ اجر خدمت جہاد کا اعظم ہے روزے دار کے اجر سے میں کہتا ہوں کہ یہ عام نہیں اور اس میں رغبت دلاتا ہے جہاد میں مدد کرنے پر اور اس پر کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا رکھنے سے افضل ہے اور یہ کہ سفر میں روزہ رکھنا جائز ہے بخلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ منعقد نہیں ہوتا اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ یہ روزہ فرض تھا یا نفل اور لائق تھا کہ یہ حدیث کتاب الصیام میں بیان کی جائے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ حَمَلَ مَتَاعَ صَاحِبِهِ فِي السَّفَرِ.

باب بیان میں اس شخص کے جو سفر میں اپنے ساتھی کا اسباب اٹھائے۔

٢٦٧٧۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ سُلَامٰى عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ يُعِيْنُ الرَّجُلَ فِي دَآبَّتِهِ يُحَامِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ وَّالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ وَكُلُّ خَطْوَةٍ يَمْشِيْهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَّدَلُّ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ.

٢٦٧٧۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی ہر ہڈی اور ہر جوڑ پر صدقہ ہے مدد کرنا مرد کا اس کی سواری میں اس حال میں کہ اس کو سواری پر چڑھائے یا اس کا اسباب اس کی سواری پر لدائے صدقہ ہے اور نیک بات سے ہے کسی کا دل خوش کر دینا اور ہر قدم جو نماز کے لیے چلے صدقہ ہے اور راہ بتلانا صدقہ ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اس لیے کہ وہ شامل ہے حالت سفر کو اس اطلاق سے بطریق اولیٰ اور اس کی شرح کچھ گذر چکی ہے اور کچھ آگے آئے گی۔ ابن بطال نے کہا کہ جب غیر کی سواری کے ساتھ کام کرنے میں آدمی کو ثواب ہوتا ہے تو جو غیر کو اپنی سواری پر چڑھادے ثواب کی نیت سے تو اس کو زیادہ ثواب ہوگا۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ رِبَاطِ يَوْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿ يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾.

اللہ کی راہ میں ایک دن دار اسلام کی سرحد پر چوکیداری کرنے کی فضیلت یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! صبر کرو یعنی ثابت قدم رہو دین پر اور محنت کرو یا مقابلے میں مضبوطی کرو اور چوکیداری کرو دار اسلام کی سرحد پر یعنی مسلمانوں کی حفاظت کے لیے کافروں سے۔

فائدہ: اوراستدلال کرنا بخاری کا ساتھ آیت کے اختیار کرنا ہے اس کی مشہور تفسیر کے پس حسن بصری اورقتادہ سے روایت ہے کہ اصبروا سے مراد ثابت رہنا بندگی پر ہے اور صابروا سے مراد مضبوطی کرنا دشمن کے مقابلے میں ہے جہاد میں اور رابطوا سے مراد اللہ کی راہ میں چوکیداری کرنی ہے اور محمد بن کعب سے روایت ہے کہ صبر کرو اطاعت پر اور صبر کرو وعدے کے انتظار کے لیے اور دشمن کے جہاد کے لیے تیار رہو اور ڈرو درمیان اپنے ۔زید بن اسلم سے روایت ہے کہ صبر کرو جہاد پر اور صبر کرو دشمن کے مقابلے میں اور تیار کرو گھوڑے اور لیکن قید کرنی ایک دن کی ترجمہ میں اوراطلاق اس کا آیت میں پس گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے کہ مطلق اس کا مقید ہے ساتھ حدیث کے پس تحقیق وہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اقل درجہ چوکیداری کا ایک دن ہے اس کے سیاق کی وجہ سے مبالغہ میں ۔اور ذکر کرنا ساتھ جگہ کوڑے کے نیز اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے ۔(فتح)

۲۶۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَمَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا.

۲۶۷۸۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں دار اسلام کی سرحد پر ایک دن چوکیداری کرنی بہتر ہے تمام دنیا سے اور دنیا کی آرائش سے اور بہشت میں تمہارے کوڑے رکھنے کا مکان بہتر ہے تمام دنیا سے اور دنیا کی آرائش سے اور جہاد میں پہلے روز یا آخر روز بندے کا کوشش کرنا بہتر ہے دنیا سے اور دنیا کی آرائش سے ۔

فائدہ: نسائی اوراحمد کی روایت میں ہے کہ ایک دن یا ایک رات دار اسلام کی سرحد پر چوکیداری کرنی بہتر ہے ایک ماہ کے روزے سے اور اس کی شب بیداری سے اور احمد اور ترمذی میں روایت ہے کہ اللہ کی راہ میں ایک دن چوکیداری کرنی بہتر ہے ہزاروں سے اس چیز میں کہ اس کے سوا ہے منزلوں میں ۔ابن بریرہ نے کہا کہ نہیں تعارض ہے دونوں کے درمیان اس لیے کہ وہ حمل کی جائے گی اعلام کرنے پر زیادہ کرنے کے ساتھ ثواب میں پہلے سے یا ساتھ اختلاف عمل کرنے والوں کے ۔ میں کہتا ہوں کہ یا باعتبار عمل کے بنسبت کثرت اور قلت کے اور یہ دونوں باب کی حدیث کو بھی معارض نہیں اس لیے کہ روزہ ایک مہینے کا اور قیام اس کا بہتر ہے تمام دنیا سے اور دنیا کی آرائش سے ۔(فتح)

بَابُ مَنْ غَزَا بِصَبِيٍّ لِلْخِدْمَةِ.

جو کوئی جہاد کرے ساتھ لڑکے کے کہ خدمت کے لیے ہو نہ کہ جہاد کے لیے ہو۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ لڑکا جہاد کے ساتھ مخاطب نہیں لیکن اس کو ساتھ لے جانا جائز ہے بطور تابعداری کے۔ (فتح)

۲۶۷۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِيْ طَلْحَةَ الْتَمِسْ غُلَامًا مِّنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِيْ حَتّٰى أَخْرُجَ إِلٰى خَيْبَرَ فَخَرَجَ بِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ مُرْدِفِيْ وَأَنَا غُلَامٌ رَّاهَقْتُ الْحُلُمَ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهٗ كَثِيْرًا يَّقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ ثُمَّ قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهٗ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوْسًا فَاصْطَفَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فَخَرَجَ بِهَا حَتّٰى بَلَغْنَا سَدَّ الصَّهْبَآءِ حَلَّتْ فَبَنٰى بِهَا ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِيْ نِطَعٍ صَغِيْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ

۲۶۷۹۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنے لڑکوں میں سے کوئی لڑکا تلاش کر جو میری خدمت کرے یہاں تک کہ میں خیبر کی طرف نکلوں تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مجھ کو لے کر نکلا اس حال میں کہ مجھ کو اپنے پیچھے سوار کیا ہوا تھا اور میں لڑکا تھا بلوغت کے قریب پہنچا ہوا سو حضرت ﷺ اترتے تھے تو میں آپ کی خدمت کیا کرتا تھا اور میں حضرت ﷺ سے سنتا تھا کہ بہت وقت کہتے تھے کہ الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں تشویش وغم سے اور جان کی ماندگی سے اور بدن کی کاہلی سے اور بخیلی اور نامردی سے اور قرض کے بوجھ سے اور مردوں کے غلبے سے یعنی یا بادشاہ ظالم ہو یا جاہلوں سے سابقہ پڑے تو شہوت پرستی مردوں پر غالب ہو پھر ہم خیبر میں آئے سو جب اللہ تعالیٰ نے قلعہ فتح کیا تو ذکر کی گئی حضرت ﷺ کے لیے خوبی صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی بن اخطب کی اور اس کا خاوند لڑائی میں مارا گیا تھا اور تھی دلہن یعنی اس کی شادی تازہ ہوئی تھی تو حضرت ﷺ نے اس کو اپنی ذات کے لیے چن لیا پس حضرت ﷺ اس کو لے کر چلے یہاں تک کہ جب سد الصہباء (ایک جگہ کا نام ہے خیبر کی راہ میں) پہنچے تو صفیہ رضی اللہ عنہا حیض سے پاک ہوئی تو حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ بنا کی یعنی اس کے ساتھ خلوت کی پھر چمڑے کے ایک دسترخوان میں حیس تیار کیا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو اجازت دے پس تھا یہ ولیمہ حضرت ﷺ کا

قَالَ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّيْ لَهَا وَرَآئَهُ بِعَبَآئَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهٖ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهٖ حَتّٰى تَرْكَبَ فَسِرْنَا حَتّٰى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ نَظَرَ إِلٰى أُحُدٍ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا بِمِثْلِ مَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ.

صفیہ رضی اللہ عنہا پر پھر ہم مدینے کی طرف نکلے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہا آپ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کے لیے اپنے پیچھے چادر سے اونٹ کی کہان کا گرد گھیرا یعنی پردے کے لیے پھر اپنے اونٹ کے پاس بیٹھتے تھے اور اپنا زانو پست کیا تو صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے پاؤں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زانو پر رکھ کر سوار ہوئی پھر ہم چلے یہاں تک کہ جب ہم مدینے کے قریب پہنچے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کی طرف نظر کی تو فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو دوست رکھتے ہیں پھر مدینے کی طرف نظر کی تو فرمایا کہ الٰہی میں حرام کرتا ہوں جو کچھ کہ اس کے دونوں طرف پتھریلی زمین کے اندر ہے جیسا کے ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرام کیا الٰہی برکت کران کے صاع میں اور مد میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الدعوات میں آئے گی اور صفیہ رضی اللہ عنہا کے قصے کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی اور مکے کے حرام ہونے کی بحث حج میں گذر چکی ہے۔ اور غرض اس حدیث سے یہاں اس کا ابتدائی حصہ ہے۔ (فتح)

بَابُ رُكُوْبِ الْبَحْرِ. دریا میں سوار ہونے کا بیان۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمہ کو مطلق چھوڑا ہے اس کا کچھ حکم بیان نہیں کیا اور خاص کر وارد کرنا اس کا جہاد کے ابواب میں اشارہ کرتا ہے اس کے جہاد کے ساتھ خاص ہونے کی وجہ سے یعنی جہاد کے سوا اور کسی کام لیے دریا میں سوار ہونا جائز نہیں۔ اور تحقیق سلف نے اختلاف کیا ہے اس کی سواری کے جائز ہونے میں اور بیوع کی ابتدا میں قول مطر الورق کا گذر چکا ہے کہ نہیں ذکر کیا اللہ نے دریا میں سوار ہونے کو قرآن میں مگر حق کے ساتھ اور اس نے اس آیت کے ساتھ حجت پکڑی ہے کہ هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یعنی اللہ وہ ہے جو سیر کرواتا ہے تم کو جنگل اور دریا میں اور زہیر بن عبداللہ کی حدیث مرفوع میں ہے کہ جو موج مارنے کے وقت دریا میں سوار ہو تو اس سے اللہ کا ذمہ بری ہوا یعنی اللہ تعالیٰ کی امان سے بری ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ پس چاہیے کہ نہ ملامت کرے مگر اپنی جان کو۔ روایت کیا ابو عبید نے غریب حدیث میں۔ اور زہیر کی صحبت میں اختلاف ہے اور تحقیق روایت کیا ہے بخاری نے اس حدیث کی شرح کو اپنی تاریخ میں پس کہا کہ اپنی روایت میں عن زہیر عن رجل من الصحابۃ اور اس کی اسناد حسن ہے اور اس میں تقیید ہے منع کی ساتھ ارتجاج کے اور مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر ارتجاج نہ ہو تو جائز ہے اور یہی مشہور ہے

علما کے اقوال سے پس جب سلامتی غالب ہو تو جنگل دریا برابر ہے اور بعض نے مرد اور عورت میں فرق کیا اور یہ مالک سے روایت ہے پس منع کیا ہے اس نے عورت کے لیے مطلق اور یہ حدیث حجت ہے جمہور کے لیے اور عنقریب گزر چکا ہے کہ پہلے پہل دریا میں معاویہ رضی اللہ عنہ سوار ہوا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور مالک نے ذکر کیا ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ منع کرتے تھے لوگوں کو دریا میں سوار ہونے سے یہاں تک کہ عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے معاویہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس سے اجازت چاہتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اس کو اجازت دے دی۔(فتح)

٢٦٨٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ حَرَامٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا فِي بَيْتِهَا فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ مِّنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ الْبَحْرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتِ مِنْهُمْ ثُمَّ نَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَيَقُولُ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَتَزَوَّجَ بِهَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَخَرَجَ بِهَا إِلَى الْغَزْوِ فَلَمَّا رَجَعَتْ قُرِّبَتْ دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا فَوَقَعَتْ فَانْدَقَّتْ عُنُقُهَا.

٢٦٨٠۔ام حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوپہر کو اس کے گھر میں سوئے پھر ہنستے ہوئے جاگے تو میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوں ہنسے ہیں فرمایا کہ تعجب کیا میں نے اپنی امت کے کچھ لوگوں سے کہ دریا میں سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تختوں پر تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ان میں سے ہے پھر سوئے اور ہنستے ہوئے جاگے تو فرمایا اس کے لیے مثل اس کی دوبار یا تین بار میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے تو فرمایا کہ تو پہلے لوگوں سے ہے تو نکاح کیا اس سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اور اس کو لے کر جہاد کی طرف نکلا سو جب ام حرام رضی اللہ عنہا جہاد سے پھر تو ان کی سواری ان کے نزدیک کی گئی تا کہ اس پر سوار ہوں پھر سوار ہوئی اور سواری سے گر پڑی اور ان کی گردن ٹوٹی گئی پس مر گئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان میں آئے گی۔(فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دریا میں سوار ہونا درست ہے۔

بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَاءِ وَالصَّالِحِينَ فِي الْحَرْبِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو مدد چاہے ساتھ ضعیفوں اور نیکوں کے لڑائی میں۔ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا

أَبُوْ سُفْيَانَ قَالَ لِيْ قَيْصَرُ سَأَلْتُكَ أَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوْهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ فَزَعَمْتَ ضُعَفَآئَهُمْ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ.

کہ خبر دی مجھ کو ابوسفیان نے کہ مجھے قیصر روم کے بادشاہ ہرقل نے کہا کہ میں نے تجھ سے پوچھا کہ سردار لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں یا غریب تو نے کہا کہ غریب تو یہی حال ہے پیغمبروں کا کہ اول غریب لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں۔

فائدہ: یعنی ساتھ برکت ان کیلئے اور دعا ان کی کے۔ (فتح)

فائدہ: یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے اور پوری حدیث بدء الوحی میں گذر چکی ہے اور اس سے غرض اس کا قول ضعیفوں کے حق میں ہے کہ پہلے پہلے پیغمبروں کی وہی لوگ اطاعت کرتے ہیں اور طریق حجت پکڑنے کا اس کے ساتھ حکایت کرنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اس کو اور برقرار رکھنا اس کا اس کے لیے۔ (فتح)

۲۶۸۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَأٰى سَعْدٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ لَهُ فَضْلًا عَلٰى مَنْ دُوْنَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ إِلَّا بِضُعَفَآئِكُمْ.

۲۶۸۱۔ مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ اس کے لیے سوائے اور اصحاب پر زیادتی ہے یعنی بسبب شجاعت اپنی کے اور مانند اس کے کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو فتح اور روزی نہیں ملتی مگر اپنے ناچار اور غریبوں کے سبب سے۔

فائدہ: اور نسائی کی روایت میں ہے کہ سوائے اس کے نہیں کہ مدد کرتا ہے اللہ اس امت کی ان کے غریبوں سے اور ان کی دعا سے اور نماز سے اور اخلاق سے اور اس کے لیے شاہد ہے احمد اور نسائی میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فتح دیئے جاتے ہو تم اور روزی دیئے جاتے ہو اپنے ناچار اور غریبوں کے سبب سے ابن بطال نے کہا کہ حدیث کی تاویل یہ ہے کہ ناچار لوگ سخت تر ہیں از روئے اخلاص کے دعا میں اور اکثر ہیں از روئے خشوع کے عبادت میں خالی ہونے کی وجہ سے ان کے دل دنیا کی آرائش کے تعلق سے اور مہلب نے کہا کہ ارادہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے رغبت دلانا سعد رضی اللہ عنہ کو تواضع پر اور نفی کرنا فخر کی غیر پر اور ترک کرنا احتقار مسلم کا ہر حالت میں۔ اور عبدالرزاق نے روایت کی ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھلا بتلایئے تو اگر کوئی اپنی قوم کا حامی ہو اور اپنے اصحاب سے دشمن کو دفع کرے تو کیا اس کا حصہ غیر کے حصے کے برابر ہوگا پس ذکر کی ساری حدیث بنا بر اس کے پس مراد زیادتی کے ساتھ زیادہ حصہ لینا مال غنیمت سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ لڑنے والوں کے حصے برابر ہیں پس اگر کوئی ترجیح دیا جاتا ہے اپنی شجاعت کے زیادہ ہونے کی وجہ تو غریب ترجیح پاتا ہے اپنی دعا کی

زیادتی کے ساتھ اور اپنے اخلاص کے ساتھ اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگا راز اس بات کا کہ بخاری نے اس کے پیچھے ابو سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ۔(فتح)

٢٦٨٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِي زَمَانٌ يَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ فِيْكُمْ مَّنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ فِيْكُمْ مَّنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ فِيْكُمْ مَّنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ.

٢٦٨٢۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ جہاد کریں گے اس میں آدمیوں کے جھنڈ تو پوچھیں گے کہ کیا تم میں وہ شخص ہے کہ جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت کی ہو یعنی تم میں کوئی صحابی ہے تو لوگ کہیں گے ہاں تو ان کی فتح ہو جائے گی پھر ایک وقت آئے گا پھر پوچھیں گے کہ کیا تم میں کوئی ہے جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے صحبت کی ہو یعنی تابعین تو کہا جائے گا کہ ہاں تو ان کی فتح ہو جائے گی پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کہا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے اصحاب کے یاروں سے صحبت کی ہو یعنی تبع تابعین تو کہا جائے گا ہاں تو ان کی فتح ہو جائے گی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح علامات النبوۃ اور فضائل صحابہ میں آئے گی ۔ ابن بطال نے کہا کہ یہ حدیث دوسری حدیث کی طرح ہے کہ سب لوگوں میں بہتر میرا زمانہ ہے یعنی میرے زمانے کے لوگ یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں اور ان کے شاگرد اور صحبت یافتہ ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو تابعین سے ملے ہوئے ہیں اور ان کے ہم صحبت ہیں یعنی تبع تابعین اس لیے کہ فتح ہوگی اصحاب کے لیے ان کی فضیلت کی وجہ سے پھر تابعین کی وجہ سے ان کی فضیلت کی وجہ سے پھر تبع تابعین کی وجہ سے ان کی فضیلت کی وجہ سے اور اسی لیے ہوگی بھلائی اور فضیلت اور فتح چوتھے طبقے کے لیے کم تر پس کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ان کے بعد ہوں گے ۔(فتح)

بَابٌ لَا يَقُوْلُ فُلَانٌ شَهِيْدٌ . باب ہے اس بیان میں کہ نہ کہے کوئی کہ فلاں شہید ہے۔

فائدہ: یعنی بطور قطع اور یقین کے ساتھ اس کے مگر یہ کہ وحی سے ہو اور شاید یہ اشارہ ہے حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کہ تم اپنی جنگوں میں کہتے ہو کہ فلاں شہید ہے اور فلاں شہادت سے مرا خبردار رہو یہ نہ کہو لیکن کہو جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں مرے وہ شہید ہے ۔ روایت کی یہ حدیث احمد نے اور یہ حسن ہے ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے درمیان شہید کس کو گنتے ہو لوگوں نے کہا جس کو ہتھیار لگے فرمایا بہت لوگ ایسے ہیں کہ

ان کو ہتھیار لگتا ہے اور حالانکہ وہ شہید نہیں بنا بر اس کے پس نہیں معین کرنا وصف ایک مرد بعینہ کے ساتھ اس کے کہ وہ شہید ہے بلکہ جائز ہے کہ کہا جائے بطور اجمال کے۔ (فتح)

قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَلّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِهٖ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُّكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِهٖ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث جہاد کی ابتدا میں گذر چکی اور وجہ نکالنے مسئلہ باب کے اس سے ظاہر ہوتا ہے ابو موسی رضی اللہ عنہ کی حدیث ماضی سے کہ جو لڑے اس لیے کہ اللہ کا بول بالا ہو تو وہ اللہ کی راہ میں ہے اور نہیں اطلاع ہوتی اس پر مگر وحی کے ساتھ پس جو ثابت ہو کہ وہ اللہ کی راہ میں ہے تو اس کو شہادت کا حکم دیا جائے پس قول اس کا کہ اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی ہو پس نہیں جانتا اس کو کوئی مگر جس کو اللہ معلوم کروائے پس نہیں ہے لائق کہنا ہر شخص کے لیے کہ جہاد میں مارا جائے کہ وہ اللہ کی راہ میں ہے۔ (فتح)

٢٦٨٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقٰى هُوَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فَاقْتَتَلُوْا فَلَمَّا مَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عَسْكَرِهٖ وَمَالَ الْآخَرُوْنَ إِلٰى عَسْكَرِهِمْ وَفِيْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَّا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَّلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهٖ فَقَالَ مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهٗ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهٗ قَالَ فَخَرَجَ مَعَهٗ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهٗ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهٗ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ

٢٦٨٣۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کافر آپس میں لڑے پس جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کی طرف پھرے اور دوسرے اپنے لشکر کی طرف پھرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں ایک مرد تھا کہ نہ چھوڑتا تھا کافروں کے کسی اکیلے دوکیلے کو مگر کہ اس کا پیچھا کرتا تھا اور اس کو اپنی تلوار سے مار ڈالتا تھا تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ثواب پایا آج کے دن کسی نے ہم میں سے جیسا کہ ثواب پایا فلاں نے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار رہو بے شک وہ دوزخیوں میں سے ہے تو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ میں اس کے ساتھ رہتا ہوں تا کہ اس کے حال پر واقف ہوں تو وہ مرد اس کے ساتھ نکلا جب وہ کھڑا ہوتا تھا تو اس کے ساتھ وہ بھی کھڑا ہو جاتا تھا اور جب وہ دوڑتا تھا تو اس کے ساتھ وہ بھی دوڑتا تھا وہ شخص سخت زخمی ہوا اس نے مرنے کو جلدی کی اور اپنی تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور اس کی نوک اپنے سینے میں رکھی پھر اپنی تلوار پر بوجھ ڈالا اور اپنے آپ کو مار ڈالا

جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلٰى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِيْ ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ فَخَرَجْتُ فِيْ طَلَبِهِ ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

اور جو مرد اس کے ساتھ تھا وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے اس کہنے کا کیا سبب ہے اس نے کہا کہ جس مرد کے حق میں آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے یعنی بے شک وہ دوزخیوں میں سے ہے تو لوگوں نے اس بات کو یعنی آپ کے اس قول کو کہ وہ دوزخی ہے بعید جانا کہ ایسا بہادر مجاہد کس طرح دوزخی ہوگا تو میں نے کہا کہ میں تمہارے لیے اس کے ساتھ رہتا ہوں سو میں اس کا حال دریافت کرنے کو نکلا پھر اس کو بہت شدید زخم لگے تو پس اس نے مرنے کے لیے جلدی کی سو اس نے اپنی تلوار کا قبضہ زمین میں رکھا اور اس کی نوک اپنے سینے میں رکھی پھر اس پر بوجھ ڈالا اور اپنے آپ کو قتل کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک آدمی البتہ بہشتیوں کے کام کیا کرتا ہے ظاہر لوگوں کی نظروں میں اور حالانکہ دوزخیوں سے ہے اور بے شک آدمی البتہ دوزخیوں کے کام کیا کرتا ہے بظاہر لوگوں کی نظروں میں اور حالانکہ وہ بہشتیوں سے ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔ اور وجہ لینے ترجمہ کی اس سے یہ ہے کہ انہوں نے شہادت دی اس کے لیے ساتھ مقدم ہونے میں جہاد کے امر میں پس اگر قتل کیا جاتا تو نہ منع تھا یہ کہ گواہی دیں اس کے لیے شہادت کی اور تحقیق ظاہر ہوا اس سے کہ اس نے اللہ کے لیے جہاد نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اپنی قوم کے لیے لڑا تھا پس نہیں بولا جاتا ہر مقتول فی الجہاد کے لیے کہ وہ شہید ہے اس لیے کہ احتمال ہے کہ اس کی مثل ہو اگرچہ باوجود اس کے کہ ظاہر میں اس کو شہیدوں کا حکم دیا جاتا ہے اس لیے اتفاق کیا ہے سلف نے اوپر نام رکھنے مقتولوں بدر اور احد کے شہداء یعنی شہید اور مراد اس کے ساتھ حکم ظاہر ہے جو مبنی ہے گمان غالب پر۔ اور مجاہد سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ جنگ تبوک کی طرف نکلے تو فرمایا کہ نہ نکلے ساتھ ہمارے مگر قوی پس نکلا ایک مرد ضعیف اونٹ پر پس اونٹ نے اس کو کچلا تو وہ مر گیا تو لوگوں نے کہا کہ شہید ہے شہید ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے بلال لوگوں میں پکارو کہ نہیں داخل ہوگا بہشت میں گناہگار۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ شہید دوزخ میں داخل نہیں

ہو گا اس لیے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ دوزخیوں سے ہے اور نہیں ظاہر ہوا اس سے مگر اپنے آپ کو مارنا اور وہ اس کے ساتھ گنا ہگار ہوا نہ کہ کافر لیکن احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو اس کے باطنی کفر پر اطلاع ہوئی کہ وہ باطن میں کافر تھا یا اس نے خود کو مارنے کو حلال جانا۔ اور تعجب ہے مہلب سے کہ اس نے کہا کہ حدیث باب کی ترجمہ کے مطابق نہیں اور شاید اس نے بخاری کی مراد میں غور نہ کیا اور وہ ظاہر ہے جیسے کہ میں نے اس کی تقریر کی۔ (فتح)

بَابُ التَّحْرِيْضِ عَلَى الرَّمْيِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿وَأَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾.

تیر اندازی پر رغبت دلانے کا بیان یعنی اور بیان ہے اس آیت کا کہ تیار کرو ان کی لڑائی کو جو پیدا کر سکو زور اور گھوڑے پالنے سے کہ ڈراؤ ساتھ اس کے اپنے دشمنوں کو اور اللہ کے دشمنوں کو۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری نے اس چیز کے ساتھ کہ آیا ہے قوت کی تفسیر کے بارے میں اس آیت میں کہ قوت سے مراد تیر اندازی ہے اور وہ مسلم میں عقبہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے اور حالانکہ آپ منبر پر تھے کہ کافروں کے لیے تیار کرو قوت سے جتنا تم سے ہو سکے اور خبردار رہو کہ البتہ قوت سے مراد تیر اندازی ہے یہ حضرت ﷺ نے تین بار فرمایا۔ اور ابوداود وغیرہ میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرتا ہے اس کے بنانے والے کو جو ثواب کی نیت سے بناتا ہے اس کے پھینکنے والے کو اور اس کے دینے والے کو یعنی جو تیر انداز کے ہاتھ میں دے پس تیر اندازی کرو اور سواری کرو گھوڑوں پر اور تمہاری تیر اندازی کرنی بہت محبوب ہے میری طرف سواری کرنے سے اور اس میں ہے کہ جو چھوڑ دے تیر اندازی بعد اس کے سیکھنے کے بسبب بیزار ہونے کے اس سے تو تیر اندازی ایک نعمت ہے کہ اس نے اس نعمت کا کفران کیا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جو تیر اندازی سیکھ کر چھوڑ دے ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقے پر نہیں یا فرمایا کہ اس نے نافرمانی کی اور قرطبی نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ تفسیر کی قوت کی تیر اندازی کے ساتھ اگرچہ قوت ظاہر ہوتی ہے تیار کرنے کے ساتھ اس کے غیر کے لڑائی کے ہتھیاروں سے اس لیے کہ تیر اندازی سخت تر ہے دشمن کے زخمی کرنے میں اور آسان تر ہے محنت میں۔

٢٦٨٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَفَرٍ مِّنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ

۲۶۸۴۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ قبیلہ اسلم کے کچھ لوگوں پر گزرے کہ آپس میں تیر اندازی کرتے تھے یعنی تا کہ دیکھیں کون آگے بڑھ جاتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیر اندازی کروائے اولاد اسماعیل کی یعنی عرب پس تحقیق تمہارا باپ یعنی اسماعیل علیہ السلام تیر انداز تھے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمُوْا بَنِيْ إِسْمَاعِيْلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا ارْمُوْا وَأَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ قَالَ فَأَمْسَكَ أَحَدُ الْفَرِيْقَيْنِ بِأَيْدِيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكُمْ لَا تَرْمُوْنَ قَالُوْا كَيْفَ نَرْمِيْ وَأَنْتَ مَعَهُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمُوْا فَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ.

اور میں فلاں کی اولاد کے ساتھ تیراندازی کرتا ہوں تو دوسرے فریق نے یعنی جن کے ساتھ حضرت ﷺ تھے جوان کے مقابل میں تھے انہوں نے اپنے ہاتھ تیراندازی سے روکے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا ہوا تم کو کہ تیر اندازی نہیں کرتے انہوں نے کہا کہ ہم کس طرح تیراندازی کریں در حالانکہ آپ ان کے ساتھ ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا تیر اندازی کرو اور میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

فائدہ: اور مراد معیت سے معیت قصد کرنے کی ہے خیر کی طرف اور احتمال ہے کہ ہوں قائم مقام محلل کے۔ اور مہلب نے کہا کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جس پر بادشاہ چڑھے بیچ جماعت تیراندازوں کے تو لائق ہے اس کو یہ کہ نہ تعرض کرے اس کے لیے جیسا کہ ان لوگوں نے کیا حضرت ﷺ کے ہونے کی وجہ سے دوسرے کے فریق میں اس خوف سے کہ ان پر غالب نہ ہوں تو حضرت ﷺ مغلوبوں کے ساتھ ہوں گے پس بند رہے اس سے ادب کی وجہ سے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ جس معنی کے لیے وہ بند رہے تھے وہ اس میں بند نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ بند ہوئے تھے اس چیز کی وجہ سے کہ معلوم کی انہوں نے اپنے ساتھیوں کی قوت قلوب سے جب کہ حضرت ﷺ ان کے ساتھ ہوئے اور یہ اعظم وجھوں سے ہے جو خبر دیتے ہیں فتح کے ساتھ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ جس کے ساتھ آپ ہوں گے وہ غالب ہوگا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جد اعلیٰ کا نام باپ رکھا جاتا ہے۔ اور اس میں حضرت ﷺ کے خلق کا بیان ہے اور آپ کی معرفت کا لڑائی کے امر میں اور اس میں بلانا ہے آباء اجداد کا جو نیک ہیں ان کی خصلتوں کی طرف اور عمل کرنا ساتھ مانند ان کے کے۔ اور اس میں حسن ادب ہے اصحاب کا حضرت ﷺ کے ساتھ۔ (فتح)

٢٦٨٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْغَسِيْلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِيْ أُسَيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ حِيْنَ صَفَفْنَا لِقُرَيْشٍ وَصَفُّوْا لَنَا إِذَا أَكْثَبُوْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالنَّبْلِ.

۲۶۸۵۔ ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن حضرت ﷺ نے ہم کو فرمایا جب کہ ہم نے قریش کے لڑنے کے لیے صف باندھی اور قریش نے ہمارے لڑنے کے لیے صف باندھی کہ جب وہ تمہارے نزدیک پہنچیں تو لازم پکڑو اپنے اوپر تیر مارنے کو یعنی ان کو تیر مارو۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اپنے تیروں کو باقی رکھو اور نہ کھینچو تلواروں کو یہاں تک کہ تمہارے سر پر پہنچ جائیں۔ پس ظاہر ہوا کہ حدیث کا معنی امر کرنا ساتھ ترک کرنے تیراندازی کے اور لڑائی کے یہاں تک کہ ہوں اس لیے کہ اگر ان کو دور سے تیر ماریں گے تو کبھی ان کے پاس نہ پہنچے گا اور اس کی طرف اشارہ کیا ساتھ قول حضرت ﷺ

کے کہ باقی رکھواپنے تیروں کواور یہ جوفرمایا کہ نہ کھینچوتلواروں کو یہاں تک کہ تم کوڈھانکیں تو اس سے معلوم ہوا کہ قرب سے مراد جو تیراندازی میں مطلوب ہے قرب نسبی ہے اس طرح سے کہ ان تک تیر پہنچ سکے نہ قرب قریب کہ آپس میں مل جائیں۔(فتح)

بَابُ اللَّهْوِ بِالْحِرَابِ وَنَحْوِهَا. کھیلنا ساتھ برچھیوں اور مانندان کی کے۔

فائدہ: یعنی اس کی طرح کے لڑائی کے ہتھیاروں سے۔اور شاید اس نے اپنے قول نحوھا کے ساتھ اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ جو ابوداود وغیرہ نے روایت کی ہے کہ نہیں کھیل سے مشروع یا مطلوب مگر ادب سکھانا مرد کا اپنے گھوڑے کواور کھیلنا اپنی بیوی سے اور تیراندازی کرنی اپنے کمان سے۔(فتح)

٢٦٨٦۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا الْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِرَابِهِمْ دَخَلَ عُمَرُ فَأَهْوٰى إِلَى الْحَصٰى فَحَصَبَهُمْ بِهَا فَقَالَ دَعْهُمْ يَا عُمَرُ. وَزَادَ عَلِيٌّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ فِي الْمَسْجِدِ.

٢٦٨٦۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حبشی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی برچھیوں سے کھیلتے تھے تو عمر رضی اللہ عنہ آئے تو کنکری کی طرف جھکے اور کنکر اٹھا کران کو مارے اس گمان سے کہ یہ کھیل باطل ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمران کو چھوڑ دے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مسجد میں کھیلتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث میں برچھیوں کا ذکر نہیں اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں واقع ہوا ہے برچھیوں کا ذکر جیسا کہ نماز کے بیان میں گذر چکا ہے۔ابن تین نے کہا کہ احتمال ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہو اور نہ معلوم کیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے ہیں یا گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے ہیں اور حیا کیا کہ ان کو منع کریں اور یہ اولی ہے اس کے قول کی وجہ سے حدیث میں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھیلتے تھے۔میں کہتا ہوں کہ یہ پہلے احتمال کو منع نہیں کرتا اور احتمال ہے کہ ہوا نکار اس کا اس کے انکار کے مشابہ اور بزرگانے عورتوں کے اور ان کی دین کے کام میں بہت شدت تھی خلاف اولی پر بھی انکار کرتے تھے اور جد فی الجملہ اولی ہے کھیل مباح سے اور لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس تھے در پے بیان جواز کے یعنی جائز ہے۔(فتح)

بَابُ الْمِجَنِّ وَمَنْ يَّتَرِّسُ بِتُرْسِ صَاحِبِهِ. باب ہے بیان میں ڈھال کے۔اور بیان ہے اس شخص کا جو اپنے ساتھی کی ڈھال سے پردہ کرے یعنی پس نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ وجہ ان ترجموں کی اس شخص کا رد ہے کہ جو خیال کرتا ہے کہ ان آلات کا پکڑنا توکل کے منافی ہے اور حق یہ ہے کہ حذر تقدیر کو دور نہیں کرتا لیکن تنگ کرتا ہے وسوسے کی راہوں کو اس چیز کی وجہ سے کہ انسان اس پر پیدا ہوا ہے۔ (فتح)

۲۶۸۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ يَتَتَرَّسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتُرْسٍ وَّاحِدٍ وَّكَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمْيِ فَكَانَ إِذَا رَمٰى تَشَرَّفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْظُرُ إِلٰى مَوْضِعِ نَبْلِهِ.

۲۶۸۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ پردہ کرتے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ڈھال سے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ خوب تیرانداز تھے سو جب وہ تیر پھینکتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر اونچا کر کے اس کے تیر گرنے کی جگہ کی طرف دیکھتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری مناقب میں آئے گی کہتے ہیں کہ تیرانداز محتاج ہوتا ہے کہ اس کو کوئی پردہ کرے اس کے مشغول ہونے کے وجہ سے دونوں ہاتھوں کے ساتھ تیراندازی کرنے کی وجہ سے اس لیے کہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ڈھال سے پردہ کرتے تھے۔

۲۶۸۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ لَمَّا كُسِرَتْ بَيْضَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَأْسِهِ وَأُدْمِيَ وَجْهُهُ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ وَكَانَ عَلِيٌّ يَخْتَلِفُ بِالْمَآءِ فِي الْمِجَنِّ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُهُ فَلَمَّا رَأَتِ الدَّمَ يَزِيْدُ عَلَى الْمَآءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ إِلٰى حَصِيْرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا عَلٰى جُرْحِهِ فَرَقَأَ الدَّمُ.

۲۶۸۸۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خود آپ کے سر پر توڑی گئی اور آپ کا چہرہ مبارک خون آلودہ ہوا اور آپ کے اگلے دانت ٹوٹ گئے اور علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں بار بار پانی لاتے تھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کا چہرہ مبارک دھوتی تھیں تو جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خون کو دیکھا کہ کثرت سے پانی پر زیادہ ہوتا ہے تو قصد کیا طرف چٹائی کے سو اس کو جلایا اور اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم پر لگایا تو خون بند ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح غزوہ احد میں آئے گی اور اس سے غرض یہ قول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں پانی لاتے تھے۔ (فتح)

٢٦٨٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَّالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَمْ يُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً وَّكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهٖ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ.

٢٦٨٩۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی نضیر کے مال اس قسم سے تھے کہ عطا کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر کہ نہیں دوڑائے تھے مسلمانوں نے اس پر گھوڑے اور نہ اونٹ تو وہ مال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہوئے خرچ کرتے تھے اپنے اہل پر خرچ سال بھر کا پھر باقی کو ہتھیاروں اور چوپایوں پر خرچ کرتے تھے سامان کرنے کے لیے راہ اللہ میں یعنی جہاد میں۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب فرض خمس میں آئے گی۔ اور اس سے غرض یہ قول ہے کہ پھر باقی کو چوپایوں اور ہتھیاروں میں خرچ کرتے تھے سامان جہاد کے لیے اس لیے کہ ڈھال بھی جملہ آلات ہتھیاروں سے ہے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک ڈھال تھی تو کہا اس نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو یہ وصیت نہ کی ہوتی کہ اپنے ہتھیاروں کو روک رکھ تو البتہ یہ ڈھال میں اپنی بعض اولاد کو دے دیتا۔ (فتح)

٢٦٩٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ. ح حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفَدِّيْ رَجُلًا بَعْدَ سَعْدٍ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ ارْمِ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ.

٢٦٩٠۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ کسی شخص کے حق میں کہتے ہوں کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں بعد سعد رضی اللہ عنہ کے میں نے آپ سے سنا کہ فرماتے کہ تیر مار میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

فائدہ: اور دخول اس حدیث کا اس جگہ غیر ظاہر ہے اس لیے کہ یہ ترجمہ کے کسی رکن کے موافق نہیں اور ایک روایت میں باب کا لفظ بغیر ترجمہ کے ہے اور اس کے لیے مناسبت ہے پہلے باب سے اس لیے کہ تیرانداز نہیں بے پرواہ ہے کسی چیز سے کہ بچائے ساتھ اس کے اپنی جان کو غیر کے تیر سے اور علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جواز تفدیہ کا ہے اور اس

کی پوری شرح کتاب الادب میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ الدَّرَقِ.

باب ہے بیان میں ڈھال کے۔

فائدہ: یعنی جواز پکڑنے اس کے کا یا اس کی مشروعیت۔ (فتح)

٢٦٩١۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِيْ جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَآءِ بُعَاثَ فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ فَدَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ فَانْتَهَرَنِيْ وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعْهُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا قَالَتْ وَكَانَ يَوْمُ عِيْدٍ يَلْعَبُ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَإِمَّا سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِمَّا قَالَ تَشْتَهِيْنَ تَنْظُرِيْنَ فَقَالَتْ نَعَمْ فَأَقَامَنِيْ وَرَآئَهُ خَدِّيْ عَلٰى خَدِّهٖ وَيَقُوْلُ دُوْنَكُمْ بَنِيْ أَرْفِدَةَ حَتّٰى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْهَبِيْ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَحْمَدُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ فَلَمَّا غَفَلَ.

٢٦٩١۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میرے پاس چھوٹی چھوٹی دو لڑکیاں تھیں جو لڑائی بعاث کی بہادری کے گیت گاتی تھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچھونے پر لیٹ گئے اور اپنا منہ پھیرا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے اور مجھ کو جھڑکا اور کہا کہ پیغمبر کے نزدیک شیطانی باجے کا کیا کام تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ان کو چھوڑ دے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ غافل ہوئے میں نے ان کو اشارہ کیا تو وہ نکل گئیں عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ وہ عید کا دن تھا حبشی ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیلتے تھے سو یا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کی یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ کیا تو دیکھنا چاہتی ہے میں نے کہا ہاں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنے پیچھے کھڑا کیا میرا رخسار آپ کے رخسار مبارک پر تھا اور فرماتی تھی کہ لو اے ارفدہ (حبش کے جد کا نام) کی اولاد اپنی ڈھال اور برچھیوں کو یہاں تک کہ جب میں اداس ہوئی تو فرمایا کہ کیا بس میں نے کہا ہاں فرمایا پس جا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ڈھال کر رکھنا جائز ہے۔

بَابُ الْحَمَآئِلِ وَتَعْلِيْقِ السَّيْفِ بِالْعُنُقِ.

باب ہے بیان میں حمائل کے یعنی وہ چیز کہ ہار ڈالی جاتی ہے ساتھ اس کے تلوار اور لٹکانا تلوار کا گردن میں۔

٢٦٩٢۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ

٢٦٩٢۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہتر سب لوگوں میں اور دلاور تر سب لوگوں میں اور ایک رات

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَيْلَةً فَخَرَجُوْا نَحْوَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ اسْتَبْرَأَ الْخَبَرَ وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِأَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ وَّفِيْ عُنُقِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا ثُمَّ قَالَ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا أَوْ قَالَ إِنَّهُ لَبَحْرٌ.

مدینے والے گھبرائے یعنی ایک آواز ہولناک آئی تو لوگ آواز کی طرف نکلے تو ان کو حضرت ﷺ آگے سے آملے اور خبر کی تحقیق کی کہ کچھ نہ تھا اور آپ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ننگے گھوڑے پر سوار تھے اور آپ کی گردن میں تلوار تھی اور فرماتے تھے کہ مت گھبراؤ پھر فرمایا کہ ہم نے اس گھوڑے کا قدم دریا پایا یا یوں فرمایا کہ البتہ وہ دریا ہے یعنی نہایت تیز قدم ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ہبہ میں گذر چکی ہے۔ اور اس سے غرض اس کا یہ قول ہے کہ آپ کی گردن میں تلوار تھی پس دلالت کی اس کے جواز پر۔ اور ابن منیر نے کہا کہ بخاری کا مقصد ان ترجموں سے یہ ہے کہ بیان کرے حل سلف کا بیچ ہتھیاروں لڑائی کے اور وہ چیز کہ گذر چکی ہے استعمال اس کے سے حضرت ﷺ کے زمانے میں تا کہ ہو خوش تر نفس کے لیے اور نفی کرنے والی بدعت کے لیے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ حِلْيَةِ السُّيُوْفِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ آئی ہے بیچ زیور تلواروں کے۔

فائدہ: یعنی اس کے جواز اور عدم جواز کی۔ (فتح)

۲۶۹۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ حَبِيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُوْلُ لَقَدْ فَتَحَ الْفُتُوْحَ قَوْمٌ مَّا كَانَتْ حِلْيَةُ سُيُوْفِهِمُ الذَّهَبَ وَلَا الْفِضَّةَ إِنَّمَا كَانَتْ حِلْيَتُهُمُ الْعَلَابِيَّ وَالْآنُكَ وَالْحَدِيْدَ.

۲۶۹۳۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ ایک قوم نے کافروں کے شہر فتح کیے نہ تھا زیور ان کی تلواروں کا سونا اور نہ چاندی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کا زیور کچا چمڑا اور قلعی اور لوہا تھا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہم ابوامامہ کے پاس گئے اس نے ہماری تلواروں میں چاندی کا کچھ زیور دیکھا پس غضبناک ہوئے پھر یہ حدیث فرمائی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زیور کرنا تلواروں وغیرہ آلات حرب کا ساتھ غیر چاندی اور سونے کے اولیٰ ہے اور جو اس کو مباح رکھتا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ زیور کرنا تلواروں کا ساتھ چاندی سونے کے سوائے اس کے نہیں کہ مشروع ہوا ہے دشمن کو ڈرانے کی وجہ سے اور حضرت ﷺ کے اصحاب اس

سے بے پرواہ تھے ان کی شدت کی وجہ سے اپنے نفسوں میں اوران کی قوت کی وجہ سے اپنے ایمانوں میں ۔(فتح)

بَابُ مَنْ عَلَّقَ سَيْفَهُ بِالشَّجَرِ فِي السَّفَرِ عِنْدَ الْقَائِلَةِ.

سفر میں دوپہر کو سونے کے وقت تلوار کو درخت سے لٹکانا۔

٢٦٩٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانِ الدُّؤَلِيُّ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَةٍ وَّعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْنَا وَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّي فَقُلْتُ اللّٰهُ ثَلَاثًا وَّلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ.

۲۶۹۴۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد (ایک ملک کا نام ہے یمن اور عراق کے درمیان) کی طرف جہاد کیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے پلٹے تو جابر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ پلٹے تو ان کو ایک بہت خاردار درختوں والے نالے میں دوپہر آئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور لوگ سایہ پکڑنے کے لیے درختوں میں جدا جدا ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کیکر کے درخت کے تلے اترے اور اپنی تلوار اس کے ساتھ لٹکائی اور ہم تھوڑا سا سوئے تو اچانک ہم نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو بلاتے ہیں اور اچانک آپ کے پاس ایک دیہاتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آدمی نے میری تلوار مجھ پر کھینچی اور میں سویا تھا تو میں جاگ اٹھا اور اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی تو اس نے کہا کہ اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا میں نے تین بار کہا اللہ بچائے گا خوف کے مارے تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بدلہ نہ لیا اور وہ آپ کے پاس بیٹھا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پس تلوار کو میان میں ڈالا پس وہ یہ بیٹھا ہے پس اس کو عقاب نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور اس سے غرض یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے تلے اترے اور اپنی تلوار اس کے ساتھ لٹکائی ۔(فتح)

بَابُ لُبْسِ الْبَيْضَةِ.

باب ہے خود کے پہننے کے بیان میں۔

فائدہ: اور خود وہ ہے جو پہنی جاتی ہے سر پر آلات ہتھیاروں سے ۔(فتح)

٢٦٩٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ جُرْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ جُرِحَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهٗ وَهُشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلٰى رَأْسِهٖ فَكَانَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَغْسِلُ الدَّمَ وَعَلِيٌّ يُمْسِكُ فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّ الدَّمَ لَا يَزِيْدُ إِلَّا كَثْرَةً أَخَذَتْ حَصِيْرًا فَأَحْرَقَتْهُ حَتّٰى صَارَ رَمَادًا ثُمَّ أَلْزَقَتْهُ فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ.

٢٦٩٥۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم سے جو احد کے دن آپ کو لگا تھا تو سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہوا اور آپ کا دانت شہید کیا گیا اور آپ کے سر پر خود توڑی گئی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا خون دھوتی تھیں اور علی رضی اللہ عنہ اس کو بند کرتے تھے سو جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ خون زیادہ ہوتا جاتا ہے تو چٹائی لی تو اس کو جلا دیا یہاں تک کہ راکھ ہوگئی پھر اس کو چمٹایا تو خون بند ہوا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خود کا سر پر پہننا جائز ہے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرَ كَسْرَ السِّلَاحِ عِنْدَ الْمَوْتِ.

جو نہیں دیکھتا یعنی اعتقاد نہیں کرتا توڑنا ہتھیاروں کا وقت مرنے کے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ جاہلیت کے وقت دستور تھا کہ جب ان میں کوئی رئیس مر جاتا تو ہتھیار توڑ ڈالتے تھے اور چوپایوں کی کونچیں کاٹ ڈالتے تھے اور اکثر اوقات وصیت کر جاتا تھا اس کے لیے اور ابن منیر نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے عمل جاہلیت کے بند ہونے کی طرف کہ اس کو غیر اللہ کے لیے کرتے تھے اور باطل ہونے اس کے اثر کے اور چھپانے اس کے ذکر کے برخلاف سنت مسلمانوں کے بیچ تمام ان کاموں کے اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس شخص کی کہ جس سے منقول ہے کہ اس نے اپنا نیزہ توڑا اصطدام یعنی جنگ کے وقت تا کہ غنیمت نہ کرے اس کو دشمن اگر وہ مارا جائے اور اپنی تلوار کا میان توڑ ڈالا اور اپنی تلوار سے لڑا جہاں تک کہ مارا گیا جیسا کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے جنگ موتہ میں اسی طرح کیا۔ پس اشارہ کیا بخاری نے اس کی طرف کہ یہ فعل جعفر رضی اللہ عنہ وغیرہ کا اپنے اجتہاد سے ہے اور اصل یہ ہے کہ مال کا تلف کرنا جائز نہیں اس لیے کہ وہ ایک چیز محقق کرتا ہے امر غیر محقق میں۔ (فتح)

٢٦٨٦۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ

٢٦٨٦۔ عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے کچھ نہیں چھوڑا مگر ہتھیار اور سفید خچر اور زمین کہ

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا سِلَاحَهُ وَبَغْلَةً بَيْضَاءَ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً.

اس کو اللہ کی راہ میں وقف کیا۔

فائدہ: اور کرمانی نے گمان کیا ہے کہ مناسبت اس کی ترجمہ کے ساتھ یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور آپ پر قرض تھا اور نہ بیچی اس نے کوئی چیز اپنے ہتھیاروں سے اگرچہ آپ کی زرہ گروی تھی بنا بر اس کے پس مراد ساتھ توڑنے ہتھیاروں کے بیچنا ان کا ہے اور نہیں پوشیدہ ہے دور ہونا اس توجیہ کا۔ (فتح)

بَابُ تَفَرُّقِ النَّاسِ عَنِ الْإِمَامِ عِنْدَ الْقَائِلَةِ وَالْإِسْتِظْلَالِ بِالشَّجَرِ.

باب ہے بیان میں جدا جدا ہونا لوگوں کا امام سے وقت دوپہر کے اور سایہ پکڑنا ساتھ درختوں کے۔

٢٦٩٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَهُ. ح وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ ثُمَّ نَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي فَقَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ قُلْتُ اللّٰهُ فَشَامَ السَّيْفَ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ.

٢٦٩٧۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے ساتھ حضرت ﷺ کے جنگ کیا تو ان کو ایک نالی بہت خار دار درختوں والی میں دوپہر آئی تو لوگ درختوں میں جدا جدا ہوئے اس حال میں کہ درختوں سے سایہ پکڑتے ہیں اور حضرت ﷺ ایک درخت کے تلے اترے اور اس سے اپنی تلوار لٹکائی پھر سو گئے پھر جاگے اور حالانکہ ایک بندہ آپ کے پاس تھا اور آپ اس سے بے خبر تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس آدمی نے مجھ پر میری تلوار کھینچی تو اس نے کہا کہ تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا میں نے کہا اللہ پھر تلوار کو میان میں کیا پس ہاں یہ وہ شخص بیٹھا ہوا ہے پھر آپ نے اس سے بدلہ نہیں لیا۔

فائدہ: اور یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔ قرطبی نے کہا کہ یہ دلالت کرتی ہے

اس پر کہ اس وقت میں کوئی آدمی حضرت ﷺ کی نگہبانی نہ کرتا تھا بخلاف اس کے کہ اول امر میں تھے کہ اس وقت آپ کی نگہبانی کی جاتی تھی پھر آیت اتری کہ اللہ تجھ کو لوگوں سے بچائے گا لیکن ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت ایک قصے میں اتری اور اس کے نازل ہونے کا سبب یہی قصہ ہے پس اگر یہ صحیح ہو تو کہا جائے گا کہ حضرت ﷺ چوکیداری کروانے میں مختار تھے پس کبھی اس کو چھوڑتے تھے اپنے یقین کے قوی ہونے کی وجہ سے۔ پس جب یہ قصہ واقع ہوا اور یہ آیت اتری تو آپ نے چوکیداری موقوف کروائی۔ (فتح)

بَابُ مَا قِيلَ فِي الرِّمَاحِ. باب ہے بیان میں اس چیز کے جو نیزوں میں کہی گئی ہے۔

فائدہ: یعنی بیچ رکھنے ان کے کے اور ان کے استعمال کرنے کے یعنی اس کی فضیلت سے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي وَجُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي.

یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ میرا رزق میرے نیزے کے سائے کے نیچے ٹھہرایا گیا یعنی مال غنیمت کا اور میرا مخالف ذلیل اور خوار کیا گیا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں اشارہ ہے نیزے کی فضیلت کی طرف اور اس امت کے لیے غنیمتوں کے حلال ہونے کی طرف اور اس چیز کی طرف کہ حضرت ﷺ کا رزق اس میں ٹھہرایا گیا ہے نہ اس کے سوا اور کسبوں میں۔ اس لیے بعض علما نے کہا کہ یہ سب کسبوں سے افضل ہے اور خواری سے مراد جزیہ لینا ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ میرے تیر کے سائے کے تلے تو اس میں اشارہ ہے کہ اس کا سایہ دراز کیا گیا ہے ابد الآباد تک یعنی ہمیشہ رہے گا اور نیزوں کے ذکر پر اقتصار کرنے کی وجہ دوسرے ہتھیاروں سے مانند تلوار کی یہ ہے کہ ان کی عادت جاری تھی ساتھ گردانے جھنڈوں کے نیزوں کی طرف پس جب کہ نیزے کا سایہ اسبغ ہے تو ہو گی نسبت روزی کی طرف اس کے لائق تر ہے اور تحقیق تعرض کیا ہے دوسری حدیث میں تلوار کے سائے سے جیسا کہ آگے آئے گا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا بہشت تلواروں کے سایے کے تلے ہے۔ پس منسوب کیا گیا رزق نیزے کے سائے کے تلے کی طرف اس وجہ سے کہ میں نے ذکر کی ہے کہ مقصود نیزے سے جھنڈا ہے اور نسبت کی گئی ہے بہشت کی تلواروں کے سایے کی طرف اس لیے کہ شہادت واقع ہوتی ہے اس کے ساتھ اکثر اوقات۔ اور نیز اس لیے کہ تلوار کا سایہ اکثر ظاہر ہوتا ہے ساتھ کثرت حرکت تلوار کے لڑنے والے کے ہاتھ میں اور نیز اس لیے کہ سایہ تلوار کا نہیں ظاہر ہوتا مگر اس کے مارنے کے بعد اس لیے کہ اس سے پہلے مغمود اور معلق ہوتی ہے۔ (فتح)

٢٦٩٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا

٢٦٩٨۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے

مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ مَّوْلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَّهُ مُحْرِمِيْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَاٰى حِمَارًا وَّحْشِيًّا فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهِ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُّنَاوِلُوْهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبٰى بَعْضٌ فَلَمَّا أَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ.وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ فِي الْحِمَارِ الْوَحْشِيِّ مِثْلَ حَدِيْثِ أَبِي النَّضْرِ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِّنْ لَّحْمِهِ شَيْءٌ.

ساتھ تھا یہاں تک کہ جب وہ مکے کی بعض راہ میں تھے تو اپنے یاروں کے ساتھ جدا ہوا کہ احرام باندھے تھے اور وہ احرام سے نہ تھا تو اس نے ایک جنگلی گدھا دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہوا تو اس نے اپنے یاروں سے اپنا کوڑا مانگا تو انہوں نے نہ دیا پھر اس نے ان سے اپنا نیزہ مانگا تو بھی انہوں نے نہ مانا تو اس نے اس کو خود اتر کر لیا پھر جنگلی گدھے کو ڈانٹا اور مار ڈالا تو اس کے بعض ساتھیوں نے اس کا گوشت کھایا اور بعض نے نہ کھایا پھر جب انہوں نے حضرت مَلَّاتِیْم کو پایا تو آپ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت مَلَّاتِیْم نے فرمایا کہ وہ تو ایک کھانا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو کھلایا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ فرمایا کیا تمہارے ساتھ اس کا گوشت ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گذر چکی ہے اور اس سے غرض اس کا یہ قول ہے کہ اس نے ان سے اپنا نیزہ مانگا تو انہوں نے نہ دیا۔ (فتح)

بَابُ مَا قِيْلَ فِيْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمِيْصِ فِي الْحَرْبِ.

بیان اس چیز کا کہ کہی گئی ہے بیچ زرہ حضرت مَلَّاتِیْم کی کے اور حکم پوشاک کا لڑائی میں۔

فائدہ: یعنی آپ کی زرہ کس چیز سے تھی اور پوشاک کے پہننے کا کیا حکم ہے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا خَالِدٌ فَقَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

یعنی اور حضرت مَلَّاتِیْم نے فرمایا کہ لیکن خالد پس اس کا تو یوں حال ہے کہ اس نے اپنی زرہوں کو اللہ کی راہ میں بند کر رکھا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری مع شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری نے اس حدیث کے ذکر کرنے کے ساتھ اس طرف کہ بے شک جیسے کہ حضرت ﷺ نے زرہ پہنی ہے اس چیز میں کہ ذکر کیا ہے اس کو باب میں ویسے ہی ذکر کیا زرہ کو اور منسوب کیا اس کو بعض بہادر اصحاب کی طرف پس دلالت کی اس نے اس کے مشروع ہونے پر اور یہ کہ اس کا پہننا توکل کے منافی نہیں۔ (فتح)

٢٦٩٩۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَخَذَ أَبُوْ بَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ وَهُوَ فِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ﴾. وَقَالَ وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَوْمَ بَدْرٍ.

٢٦٩٩۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے دن فرمایا اور حالانکہ آپ ایک قبے میں یعنی خیمے میں تھے کہ الٰہی میں تجھ سے تیرا قول قرار چاہتا ہوں یعنی تیرے عہد اور پیمان کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جو تو نے اسلام کی مدد کرنے میں کیا ہے الٰہی اگر تو مسلمانوں کی ہلاکت چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری بندگی نہ ہوگی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کو اتنی دعا کافی ہے کہ آپ نے پرلے سرے کی اپنے رب سے التجا کی اور حالانکہ حضرت ﷺ زرہ میں تھے تو حضرت ﷺ قبے سے باہر آئے اور آپ کہتے تھے کہ شکست کھائے گی جماعت کافروں کی اور بھاگیں گے پیٹھ دے کر بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کا وقت اور قیامت بڑی اور بڑی کڑوی ہے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ اپنی زرہ میں تھے۔ (فتح)

٢٧٠٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِثَلَاثِيْنَ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ وَقَالَ يَعْلٰى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ دِرْعٌ مِّنْ حَدِيْدٍ وَقَالَ مُعَلًّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ وَقَالَ رَهَنَهٗ دِرْعًا

٢٧٠٠۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی تھی بدلے تیس صاع جو کے۔

مِّنْ حَدِيْدٍ.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ آپ کی زرہ گروی تھی اور اس کی شرح کتاب الرھن میں گذر چکی ہے۔

٢٧٠١۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدِ اضْطَرَّتْ أَيْدِيَهُمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا فَكُلَّمَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَتِهِ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تُعَفِّيَ أَثَرَهُ وَكُلَّمَا هَمَّ الْبَخِيلُ بِالصَّدَقَةِ انْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلَى صَاحِبَتِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ إِلَى تَرَاقِيهِ فَسَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَيَجْتَهِدُ أَنْ يُوَسِّعَهَا فَلَا تَتَّسِعُ.

٢٧٠١۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل اور خیرات کرنے والے کی کہاوت ایسے ہے جیسے دو مردوں کی کہاوت ہے جن پر دو کرتے یا دو زرہیں ہوں لوہے کی باندھے ہوئے ہیں ہاتھ ان کے گردن تک جب کہ ارادہ کرتا ہے خیرات کرنے والا خیرات کا تو اس پر زرہ کشادہ ہو کر لمبی چوڑی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی نقش قدم پر گھسٹتی جاتی ہے اور جب بخیل خیرات کا ارادہ کرتا ہے تو ہر ایک حلقہ زرہ کا دوسرے حلقے سے مل جاتا ہے اور زرہ اس پر سمٹ جاتی ہے اور اس کے دونوں ہاتھ گردن تک کھینچ جاتے ہیں اور وہ کوشش کرتا ہے کہ زرہ کشادہ سو وہ کشادہ نہیں ہوتی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکوۃ میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے ذکر دو کرتوں کا ہے پس تحقیق وہ مروی ہے باء کے ساتھ اور یہ مناسب ہے قمیص کے ذکر کے لیے ترجمہ میں اور نون کے ساتھ مروی ہے اور وہ مناسب ہے زرہ کے لیے اور محل استشہاد ترجمہ کا یہ ہے اگرچہ ممثل بہ مثل ہیں نہیں شرط کیا جاتا وجود اس کا چہ جائیکہ مشروع ہوا اس جہت سے ہے کہ اس نے تمثیل بیان کی ہے ساتھ زرہ سخی کی کے پس تشبیہ سخی محمود کی ساتھ زرہ کے مشعر ہے اس کے ساتھ کہ زرہ محمود ہے اور موضوع شاہد کی اس سے زرہ سخی کی ہے نہ زرہ بخیل کی۔ اور گویا کہ اس نے قائم کیا سخی کو مقام شجاع کے دونوں کے لازم ہونے کی وجہ سے آپس میں اکثر اوقات اور اس طرح ان کی ضد۔ (فتح) اور خلاصہ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ سخی کمال خوشی سے خیرات کرتا ہے ہاتھ دل کے ارادے کی اطاعت کرے ہیں اور بخیل کی خیرات کرتے ہوئے جان نکلتی ہے اور روح قبض ہوتی ہے اس کا دل تنگی کرتا ہے اور دینے کو ہاتھ باہر نہیں نکلتے گویا کہ اس نے اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔

بَابُ الْجُبَّةِ فِي السَّفَرِ وَالْحَرْبِ.

باب ہے بیان میں کرتے پہننے کے سفر میں اور لڑائی میں۔

٢٧٠٢۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا

٢٧٠٢۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحٰى مُسْلِمٍ هُوَ ابْنُ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ فَلَقِيْتُهُ بِمَآءٍ فَتَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتُ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَعَلٰى خُفَّيْهِ.

قضائے حاجت کو گئے پھر آئے اور میں آپ کو آگے سے پانی لے کر ملا آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنا منہ دھویا پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنی آستینوں سے نکالنے لگے سو دونوں آستینیں تنگ تھیں تو دونوں ہاتھ اس کے نیچے سے نکالے پھر ان کو دھویا اور مسح کیا اپنے سر پر اور دونوں موزوں پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گذر چکی ہے مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔ (فتح)

بَابُ الْحَرِيْرِ فِي الْحَرْبِ.

لڑائی میں ریشمی کپڑا پہننا۔

۲۷۰۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو ریشمی کرتا پہننے کی اجازت دی کھجلی کی وجہ سے کہ دونوں کو تھی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے جوؤں کی شکایت کی اور ممکن ہے تطبیق اس طرح سے کہ کھجلی حاصل ہوئی تھی بسبب جوؤں کے پس نسبت کی گئی علت ایک بار طرف سبب کے اور ایک بار طرف سبب کے سبب کے اور لیکن قید کرنا اس کا لڑائی کے ساتھ پس شاید کہ لیا ہے بخاری نے اس کو اس کے قول سے ہمام کی روایت میں کہ میں نے جہاد میں ان پر ریشمی کپڑا دیکھا اور ابو داود کی روایت میں واقع ہوا ہے کہ اس کو سفر میں کھجلی تھی اور تحقیق اس نے اس کے لیے باب باندھا۔ یہ لباس میں۔ باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ رخصت دی جاتی ہے مردوں کے لیے ریشم کے لیے کھجلی کی وجہ سے اور نہیں قید کیا اس کو ساتھ لڑائی کے۔ سو بعض نے گمان کیا ہے کہ جرب ترجمہ میں جیم اور راء کے فتح کے ساتھ ہے اور نہیں ہے جیسا کہ اس نے گمان کیا اس لیے کہ نہ باقی رہے گی اس کے لیے باب الجہاد میں کوئی مناسبت اور لازم آئے گا اس سے دوبارہ لانا باب کا لباس میں اس لیے کہ حکہ اور جرب ہم معنی ہیں اور کیا ہے طبری نے اس کے جواز کو جہاد کے لیے استنباط کرتے ہوئے اس کے جائز ہونے کے کھجلی کے لیے پس کہا اس نے کہ دلالت کی کھجلی کی وجہ سے پہننے کی رخصت نے اس پر کہ بے شک جو قصد کرے اس کے پہننے کا اس چیز میں وہ اعظم ہے کھجلی کے دکھ سے مانند دفع کرنے ہتھیاروں دشمن کے اور مانند اس کے کے وہ جائز ہے پس پیروی کی ہے ترمذی

نے بخاری کی اور ترجمہ باندھا ہے اس کے لیے بَابُ مَاجَاءَ فِيْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ فِي الْحَرْبِ پھر مشہور قائلین جواز سے ہے کہ یہ سفر کے ساتھ خاص نہیں اور بعض شافعیہ سے روایت ہے کہ وہ سفر کے ساتھ خاص ہے اور قرطبی نے کہا کہ حدیث حجت ہے منع کرنے والے پر مگر یہ کہ دعوی کرے کہ یہ جواز زبیر اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما کے ساتھ خاص ہے اور یہ دعوی صحیح نہیں میں کہتا ہوں کہ میل کی ہے اس کی طرف عمر رضی اللہ عنہ نے پس ابن عساکر نے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ پر ریشمی کرتا دیکھا تو کہا یہ کیا ہے تو ذکر کیا اس کے لیے خالد رضی اللہ عنہ نے زبیر اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما کا قصہ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو بھی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طرح ہے پھر حاضرین کو فرمایا تو انہوں نے اس کو پھاڑ ڈالا اور تحقیق اختلاف کیا ہے سلف نے اس کے پہننے میں پس منع کیا ہے مالک اور ابوحنیفہ نے مطلقا اور شافعی اور ابو یوسف نے کہا کہ ضرورت کے لیے جائز ہے اور ابن ماجشون سے روایت ہے کہ مستحب ہے پہننا اس کا لڑائی میں اور مہلب نے کہا کہ پہننا اس کا لڑائی میں دشمن کو ڈرانے کے لیے اور یہ اسی طرح ہے جیسے کہ رخصت ہے اکڑ کر چلنے کی لڑائی میں اور نووی نے کہا کہ حکمت ریشم کے پہننے میں کھجلی کے لیے یہ ہے کہ اس میں سردی ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا اس کے ساتھ کہ ریشم تو گرم ہے اور ٹھیک بات تو یہ ہے کہ حکمت تو اس میں واسطے خاص کے لیے ہے جو اس میں ہے دفع کرنے لیے اس چیز کے کہ پیدا ہوتی ہے اس سے کھجلی مانند جوؤں کے۔ (فتح)

۲۷۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ. ح حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَّالزُّبَيْرَ شَكَوَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي الْقَمْلَ فَأَرْخَصَ لَهُمَا فِي الْحَرِيْرِ فَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِمَا فِيْ غَزَاةٍ.

۲۷۰۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن اور زبیر رضی اللہ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف شکایت کی یعنی جوؤں کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ریشم پہننے کی اجازت دی تو میں نے جہاد میں ان پر ریشمی کپڑا دیکھا۔

۲۷۰۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ أَخْبَرَنِيْ قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِيْ حَرِيْرٍ.

۲۷۰۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر رضی اللہ عنہما کو ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دی۔

حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو رخصت دی یعنی ریشم پہننے کی کھجلی کی وجہ سے کہ ان دونوں

رَخَّصَ أَوْ رُخِّصَ لَهُمَا لِحِكَّةٍ بِهِمَا.

کو تھی۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي السِّكِّيْنِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے چھری میں۔

٢٧٠٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْ كَتِفٍ يَحْتَزُّ مِنْهَا ثُمَّ دُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَزَادَ فَأَلْقَى السِّكِّيْنَ.

۲۷۰۶۔عمرو بن امیہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بکری کے مونڈھے سے گوشت کھاتے تھے یعنی اس سے کاٹتے تھے پھر نماز کی طرف بلائے گئے تو آپ نے نماز پڑھی اور نیا وضو نہ کیا بلکہ پہلے وضو پر کفایت کی اور دوسری روایت میں ہے کہ چھری کو ڈال دیا۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الطہارۃ میں گذر چکی ہے۔ (وہاں شرح مفصل کی گئی ہے)۔

بَابُ مَا قِيْلَ فِي قِتَالِ الرُّوْمِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے بیچ لڑائی روم کی۔

فائدہ: یعنی فضیلت سے اور اختلاف کیا گیا ہے روم میں اکثر اس پر ہیں کہ وہ عیص بن اسحق بن ابراہیم کی اولاد سے ہیں اور نام جدان کے کا بعض کہتے ہیں کہ رومانی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ابن لیطا بن یونان بن یافث بن نوح ہے۔ (فتح)

٢٧٠٧ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الْأَسْوَدِ الْعَنْسِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ أَتَى عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِي سَاحَةِ حِمْصَ وَهُوَ فِي بِنَاءٍ لَهُ وَمَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ قَالَ عُمَيْرٌ فَحَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ أُمَّتِي يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ

۲۷۰۷۔ام حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے ہیں کہ اول لشکر میری امت سے جو سمندر میں جہاز پر چڑھ کر کافروں سے جہاد کرے گا ان کے لیے بہشت واجب ہوئی ہے ام حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! دعا کیجئے اللہ مجھ کو ان میں شریک کرے فرمایا تو بھی ان میں ہوگی پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہلا لشکر میری امت کا جو روم والے بادشاہ قسطنطنیہ سے لڑے گا بخش دیے گئے ہیں میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں بھی ان میں ہوں فرمایا نہیں یعنی تو ان میں داخل نہیں۔

أَوْجَبُوْا قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَنَا فِيْهِمْ قَالَ أَنْتِ فِيْهِمْ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ أُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ فَقُلْتُ أَنَا فِيْهِمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ لَا.

فائدہ: مہلب نے کہا کہ اس حدیث میں فضیلت ہے معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے اس لیے کہ پہلے پہل اس نے دریا میں سوار ہو کر جہاد کیا اور فضیلت ہے اس کے بیٹے یزید کے لیے (قول مہلب کا یزید کے حق میں مردود ہے ساتھ دلائل قطعیہ کے مختار ثقفی نے اس سے بڑھ کر کام کیے تھے آخر مردود ہو کر مر گیا) اس سے کہ پہلے پہل اس نے قسطنطنیہ پر جہاد کیا تھا اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے اور ابن منیر نے جس کا حاصل یہ ہے کہ نہیں لازم آتا اس کے داخل ہونے سے اس عموم میں یہ کہ نہ نکالا جائے ساتھ دلیل خاص کے اس لیے کہ نہیں اختلاف ہے اہل علم کو کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مغفور لہم مشروط ہے ساتھ اس کے کہ ہوں اہل مغفرت سے یعنی مغفرت کے لائق ہوں یہاں تک کہ اگر ان غازیوں میں سے اس کے بعد کوئی مرتد ہو جائے تو اس عموم میں بالاتفاق داخل نہ ہو گا پس دلالت کی اس نے کہ مراد مغفور لہم کے وہ شخص ہے جس میں مغفرت کی شرط پائی جائے اور لیکن قول ابن تین کا کہ احتمال ہے کہ یزید اس لشکر کے ساتھ حاضر نہ ہوا ہو تو یہ مردود ہے مگر یہ کہ ارادہ کیا جائے کہ وہ لڑنے کے ساتھ مباشر نہ ہو گا تو ممکن ہے پس تھا وہ سردار اس لشکر کا بالاتفاق اور جائز رکھا ہے بعض نے کہ مراد ساتھ شہر قیصر کے وہ شہر ہے جس میں وہ تھا جس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی اور وہ حمص ہے اس وقت اس کی دار السلطنت وہی شہر تھا اور یہ دفع ہوتا ہے اس کے ساتھ کہ حدیث میں ہے کہ جو سمندر میں جہاد کریں گے وہ اس سے پہلے ہے اور یہ کہ ام حرام رضی اللہ عنہا ان میں تھی اور حمص فتح کیا تھا اس جہاد سے پہلے جس میں ام حرام رضی اللہ عنہا تھیں۔ میں کہتا ہوں کہ جنگ یزید کی ہجرت کے باون سال میں تھی اور اس حدیث میں ترغیب ہے شام میں بسنے کی۔ (فتح)

بَابُ قِتَالِ الْيَهُوْدِ.

باب ہے بیان میں پیشین گوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ لڑنے کے یہود سے۔

۲۷۰۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقَاتِلُوْنَ الْيَهُوْدَ

۲۷۰۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑو گے تم اے مسلمانوں یہود سے یہاں تک کہ پتھر کے پیچھے یہودی چھپے گا تو پتھر کہے گا اے مسلمان یہ یہودی میری آڑ میں ہے تو اس کو مار ڈال۔

حَتّٰى يَخْتَبِيَ أَحَدُهُمْ وَرَآءَ الْحَجَرِ فَيَقُوْلُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَّرَآئِيْ فَاقْتُلْهُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مخاطب کرنا ایک شخص کو اور مراد اس کا غیر ہو جو اس کے قول کے ساتھ قائل ہو اور اس کے اعتقاد کا معتقد ہو اس لیے کہ یہ بات معلوم ہے کہ جس وقت کی طرف حضرت ﷺ نے اشارہ کیا تھا وہ ابھی نہیں آیا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ تم لڑو گے مسلمانوں کو خطاب کرنا ہے اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ خطاب شفاہی عام ہوتا ہے مخاطبین کو اور جو ان کے بعد ہیں اور لیکن اتفاق ہے حکم کی جہت سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے اس میں اختلاف بیچ غائب لوگوں کے کہ کیا غائبوں کو بھی نفس خطاب سے حکم واقع ہوا ہے یا بطریق الحاق کے اور حدیث تائید کرتی ہے اس شخص کی جس کا پہلا مذہب ہے اور اس میں اشارہ ہے دین اسلام کے باقی رہنے کی طرف یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں پس عیسیٰ علیہ السلام ہی دجال سے لڑیں گے اور جڑ اکھاڑ ڈالیں گے یہودی جو دجال کے تابع دار ہیں اور اس کا پورا بیان علامات النبوۃ میں آئے گا۔ (فتح)

۲۷۰۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا الْيَهُوْدَ حَتّٰى يَقُوْلَ الْحَجَرُ وَرَآئَهُ الْيَهُوْدِيُّ يَا مُسْلِمُ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَّرَآئِيْ فَاقْتُلْهُ.

۲۷۰۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ ہوگی قائم قیامت یہاں تک کہ اے مسلمانوں تم یہودیوں کو قتل کرو گے یہاں تک کہ پتھر کہے گا جس کے پیچھے یہودی چھپا ہوگا اے مسلمانوں یہ یہودی میری آڑ میں ہے تو اس کو مار ڈال۔

بَابُ قِتَالِ التُّرْكِ.

باب ہے بیان میں لڑائی ترک کے کہ آخر زمانہ میں واقع ہوگی۔

فائدہ: اور ترک کی اصل میں اختلاف ہے پس خطابی نے کہا کہ وہ قنطور کی اولاد ہیں جو ابرہیم علیہ السلام کی لونڈی تھیں اور ابو عمر نے کہا کہ یافث کی اولاد سے ہیں اور وہ کئی قسم ہیں اور وہب بن منبہ نے کہا کہ وہ یاجوج ماجوج کے چچیرے بھائی ہیں کہ جب ذوالقرنین نے دیوار بنائی تو اس وقت بعض لوگ یاجوج ماجوج سے غائب تھے تو وہ دیوار سے باہر اپنی قوم کے ساتھ داخل نہ ہوئے پس نام رکھا گیا ان کا ترک اور بعض کہتے ہیں کہ وہ تبع کی اولاد ہیں۔ (فتح)

۲۷۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوا قَوْمًا يَنْتَعِلُونَ نِعَالَ الشَّعَرِ وَإِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوا قَوْمًا عِرَاضَ الْوُجُوهِ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ.

۲۷۱۰۔عمرو بن ثعلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ تم لڑو گے اس قوم سے جو بال کی جوتیاں پہنتے ہیں اور قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ تم لڑو گے اس قوم سے جن کے منہ چوڑے ہیں گویا کہ منہ ان کے جیسے ڈھالیں ہیں تہہ بہ تہہ جمی ہوئی یعنی ان پر چمڑا جما ہوا یعنی ان کے منہ گول اور موٹے موٹے ہیں۔

فائدہ: یہ حدیث اور جو اس کے بعد ہے ظاہر ہے اس میں کہ جو لوگ بالوں کی جوتیاں پہنتی ہیں وہ ترک کے غیر ہیں۔(فتح)

۲۷۱۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ صِغَارَ الْأَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوهِ ذُلْفَ الْأُنُوفِ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ.

۲۷۱۱۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ لڑو تم ترک سے چھوٹی آنکھوں والے سرخ منہ والے چپٹے ناکوں والے ان کے منہ جیسے ڈھالیں ہیں تہ بہ تہ جمی ہوئی اور نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ لڑو گے تم اس قوم سے جن کی جوتیاں بال کی ہیں۔

بَابُ قِتَالِ الَّذِينَ يَنْتَعِلُونَ الشَّعَرَ.

باب ہے بیان میں ان لوگوں کی لڑائی ہے جو بال کی جوتیاں پہنتے ہیں۔

۲۷۱۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ

۲۷۱۲۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ لڑو گے تم اس قوم سے جن کی جوتیاں بال کی ہیں اور نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ تم اس قوم سے لڑو گے کہ ان کے منہ جیسے ڈھالیں ہیں تہ بہ تہ جمی ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ چھوٹی آنکھوں

الشَّعَرُ وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ. قَالَ سُفْيَانُ وَزَادَ فِيْهِ أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رِوَايَةً صِغَارَ الْأَعْيُنِ ذُلْفَ الْأُنُوْفِ كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ.

والے چپٹے ناکوں والے۔

بَابُ مَنْ صَفَّ أَصْحَابَهٗ عِنْدَ الْهَزِيْمَةِ وَنَزَلَ عَنْ دَآبَّتِهٖ وَاسْتَنْصَرَ.

جو صف باندھے اپنے یاروں کی وقت شکست کے۔یعنی صف باندھے ان کی جو اس کے ساتھ ثابت رہے بعد بھاگنے اس شخص کے کہ بھاگا اور اپنے چوپائے سے اترے اور فتح چاہے اللہ سے۔

٢٧١٣۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ وَسَأَلَهٗ رَجُلٌ أَكُنْتُمْ فَرَرْتُمْ يَا أَبَا عُمَارَةَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنَّهٗ خَرَجَ شُبَّانُ أَصْحَابِهٖ وَأَخِفَّآؤُهُمْ حُسَّرًا لَيْسَ بِسِلَاحٍ فَأَتَوْا قَوْمًا رُمَاةً جَمْعَ هَوَازِنَ وَبَنِيْ نَصْرٍ مَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ فَرَشَقُوْهُمْ رَشْقًا مَا يَكَادُوْنَ يُخْطِئُوْنَ فَأَقْبَلُوْا هُنَالِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَآءِ وَابْنُ عَمِّهٖ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَقُوْدُ بِهٖ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ ثُمَّ قَالَ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ثُمَّ صَفَّ أَصْحَابَهٗ.

٢٧١٣۔ ابو اسحٰق سے روایت ہے کہ میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا اور حالانکہ ایک مرد نے اس سے پوچھا کہ اے ابوعمارہ کیا تم جنگ حنین کے دن بھاگے تھے اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پیٹھ نہیں پھیر لیکن آپ کے اصحاب سے نوجوان اور ہلکے لوگ نکلے اس حال میں کہ ننگے تھے ان کے پاس ہتھیار نہ تھے سو تیرانداز قوم کے سامنے آئے جو ہوازن اور بنی نصر کی جماعت تھے نہ قریب تھا کہ ان کا تیر زمین پر گرے یعنی خالی جائے تو ہوازن نے ان کو تیر مارے نہ قریب تھا کہ چوکے یعنی ان کا تیر نشانے سے چوکتا نہ تھا تو وہ اصحاب پھرے اس جگہ سے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر سفید پر سوار تھے اور آپ کے چچا کا بیٹا ابو سفیان رضی اللہ عنہ خچر کی باگ کھینچتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور اللہ سے مدد چاہی پھر فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں پھر اپنے اصحاب کی صف باندھی۔

فائدہ: اور یہ بعد اس کے تھے کہ آپ اترے اور مدد چاہی یعنی اللہ سے بعد اس کے کہ کافروں کو مٹی کی مٹھی ماری

اوراس کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی ۔(فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ بِالْهَزِيْمَةِ وَالزَّلْزَلَةِ.

دعا کرنی مشرکوں پر ساتھ شکست اور زلزلے کی۔

٢٧١٤۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عِيْسٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْأَحْزَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ.

٢٧١٤۔علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خندق کا دن ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھرے انہوں نے ہم کو نماز وسطی یعنی بیچ کی نماز سے باز رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہوا۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اوراس کے آخر میں ہے کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کی صف باندھی ۔اس حدیث میں بد دعا ہے اوپر ان کے ساتھ اس کے کہ اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھرے اوراس میں ان پر شکست کی دعا نہیں لیکن یہ ہزیمت پکڑی جاتی ہے زلزلے کے لفظ سے اس لیے کہ ان کے گھروں کے جلانے میں نہایت تزلزل ہے ان کی جانوں کے لیے ۔(فتح)

٢٧١٥۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ فِي الْقُنُوْتِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اللّٰهُمَّ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ.

٢٧١٥۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قنوت میں دعا کیا کرتے تھے کہ الٰہی نجات دے سلمہ بن ہشام کو الٰہی نجات دے ولید بن ولید کو الٰہی نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو الٰہی نجات دے مکے کے دبے ہوئے مسلمانوں کو الٰہی اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر اوران پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور داخل ہونا اس کا ترجمہ میں بطور عموم کے ہے اس لیے کہ سخت عذاب میں ترجمہ باب بھی داخل ہے پس مراد یہ ہے کہ سخت ڈال ان پر سختی اور عقوبت اور پکڑ سخت اوراس کی شرح تفسیر میں آئے گی ۔(فتح)

٢٧١٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ.

٢٧١٦۔عبداللہ بن ابی اوفی رٹائٹؤ سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے دن حضرت مَلَّاتِیْمِ نے کافروں پر بددعا کی سوفرمایا کہ اے الٰہی! اتارنے والے قرآن کے جلد حساب لینے والے الٰہی شکست دے کفار کے گروہوں کوالٰہی شکست دے ان کو اوران کوڈگمگادے۔

فائدہ: جنگ احزاب کے دن کفار نے مدینے کو گھیر لیا تھا حضرت مَلَّاتِیْمِ کی دعا سے نہایت سرد ہوا چلی کفار گھبرا کر بھاگ گئے اور یہ حدیث ترجمہ میں ظاہر ہے اور مراد دعا ہے ان پر جب کہ بھاگیں یہ کہ ان کوقرار نہ دے اور داود نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ان کی عقل ماری جائے اوران کے پاؤں کانپنے لگیں لڑائی کے وقت پس نہ ثابت رہیں۔(فتح)

٢٧١٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ وَّنَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ وَّنُحِرَتْ جَزُوْرٌ بِنَاحِيَةِ مَكَّةَ فَأَرْسَلُوْا فَجَآءُوْا مِنْ سَلَاهَا وَطَرَحُوْهُ عَلَيْهِ فَجَآءَتْ فَاطِمَةُ فَأَلْقَتْهُ عَنْهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ لِأَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَّعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ وَّعُقْبَةَ بْنِ أَبِيْ مُعَيْطٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ فِيْ قَلِيْبِ بَدْرٍ قَتْلٰى قَالَ أَبُوْ

٢٧١٧۔عبداللہ بن مسعود رٹائٹؤ سے روایت ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ خانے کعبے کے سایے میں نماز پڑھتے تھے سو ابو جاہل اور قریشیوں نے کہااور حالانکہ مکے کے ایک کنارے میں اونٹ ذبح ہوا تھا توانہوں نے کچھ آدمی بھیجے وہ ان کی اوجھری لائے اوررسول اللہ مَلَّاتِیْمِ کی پیٹھ پر رکھ دی تو فاطمہ رٹائٹہا آئیں اوراس کوحضرت مَلَّاتِیْمِ کی پیٹھ سے اُتارا اورحضرت مَلَّاتِیْمِ نے ان کو بددعا کی کہ الٰہی پکڑلے قریش کو یہ حضرت مَلَّاتِیْمِ نے تین بار فرمایا(یعنی اولاً مجمل قریش کوذکرکیا پھر بڑے بڑے موذیوں کامفصل نام لیا)فرمایا کہ الٰہی پکڑلے ابو جاہل بن ہشام کو اورعتبہ بن ربیعہ کواورشیبہ بن ربیعہ کواورولید بن عتبہ اورابی بن خلف کواورعقبہ بن ابی معیط کوعبداللہ رٹائٹؤ نے کہا کہ میں نے ان کوجنگ بدر میں دیکھا کہ مارے گئے اوروہ بدر کے کنویں میں ڈالے گئے ابواسحٰق سے روایت کی ہے کہ ساتواں امیہ بن خلف ہےاورشیبہ نے کہا کہ امیہ یاابی ہے۔اورصحیح امیہ ہے۔

إِسْحَاقَ وَنَسِيتُ السَّابِعَ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَقَالَ يُوسُفُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ وَقَالَ شُعْبَةُ أُمَيَّةُ أَوْ أُبَيٌّ وَالصَّحِيحُ أُمَيَّةُ.

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ میں نے تقریر کی باب کی دوسری حدیث میں۔ (فتح)

۲۷۱۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ الْيَهُودَ دَخَلُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَلَعَنْتُهُمْ فَقَالَ مَا لَكِ قُلْتُ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ فَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

۲۷۱۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودی حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ السام علیکم تم کو موت ہو تو میں نے ان کو لعنت کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا کہ تو نے ان کو لعنت کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو نے نہیں سنا جو کچھ میں نے کہا اور تم پر۔

فائدہ: اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی ہے اس کے آخر میں کہ ہماری دعا ان کے حق میں قبول کی جاتی ہے اور ان کی دعا ہمارے حق میں قبول نہیں ہوتی پس اس میں جائز ہونا دعا کا ہے مشرکین کے خلاف اگرچہ دعا کرنے والا خوف کرے کہ وہ اس پر بددعا کریں گے اور اس کی پوری شرح کتاب الاستیذان میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يُرْشِدُ الْمُسْلِمُ أَهْلَ الْكِتَابِ أَوْ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ.

کیا جائز ہے مسلمان کو کہ اہل کتاب کو ہدایت کرے یا ان کو کتاب سکھائے؟

فائدہ: مراد کتاب اول سے توراۃ اور انجیل ہے اور کتاب ثانی سے مراد وہ چیز ہے کہ عام تر ہے اس سے اور قرآن سے اور غیر اس کے سے۔ (فتح)

۲۷۱۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

۲۷۱۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے روم کے بادشاہ کی طرف لکھا کہ اگر تو نے اسلام قبول نہ کیا تو تیرے اوپر رعیت کا گناہ پڑے گا یعنی جب تو مسلمان نہ ہوا تو رعیت بھی مسلمان نہ ہوگی اور ان کی گمراہی کا عذاب تجھ پر ہو گا۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى قَيْصَرَ وَقَالَ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيْسِيِّيْنَ.

فائدہ: اور ہدایت کرنا اہل کتاب کا اس سے ظاہر ہے اور لیکن ان کو کتاب سکھانی شاید استنباط کیا ہے اس نے اس کو اس سے کہ حضرت ﷺ نے بعض قرآن ان کی طرف لکھا تھا ساتھ عربیت کے گویا کہ مسلط کیا ان کو اس کی تعلیم پر اس لیے کہ نہ پڑھیں گے وہ اس کو مگر ترجمہ کروانے کے بعد اور نہ ترجمہ کیا جائے گا ان کے لیے یہاں تک کہ پہچانے مترجم کیفیت اس کے استخراج کی۔ اور اس مسئلے میں سلف کو اختلاف ہے پس امام مالک کہتے ہیں کہ کافر کو قرآنی تعلیم کرنا منع ہے۔ اور ابو حنیفہ نے اس کی اجازت دی ہے اور شافعی کا قول اس میں مختلف ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ راجح تفصیل ہے اس شخص کے درمیان کہ اس میں دین کی رغبت کی امید کی جائے اور اس کے مسلمان ہونے کی امید ہو ساتھ امن کے اس سے یہ کہ غالب ہو اس کے ساتھ طرف طعن کے بیچ اس کے اور درمیان اس شخص کے کہ ثابت ہو جائے کہ وہ اس میں رغبت نہیں کرتا یا گمان ہو کہ وہ پہنچے گا اس کے ساتھ دین میں طعن کی طرف۔ اور نیز فرق کیا جاتا درمیان قلیل کے اس سے اور کثیر کے کما تقدم فی اوائل کتاب الحیض۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِيْنَ بِالْهُدٰى لِيَتَأَلَّفَهُمْ.

دعا کرنی مشرکین کے لیے ساتھ ہدایت اسلام کے تاکہ ان کے دلوں کو الفت دے۔

۲۷۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَدِمَ طُفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ وَأَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللَّهِ إِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللَّهَ عَلَيْهَا فَقِيْلَ هَلَكَتْ دَوْسٌ قَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ.

۲۷۲۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمر رضی اللہ عنہ دوسی اور اس کے یار حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! بے شک دوس نے نافرمانی کی اور دین اسلام نہیں مانا تو آپ ان پر بددعا کیجیے تو کسی نے کہا کہ ہلاک ہوئی قوم دوس کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی ہدایت کر دوس کو اور ان کو مسلمان کر کے لا۔

فائدہ: اور یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اور یہ جو کہا کہ تاکہ الفت دے ان کو تو یہ مصنف کی فقاہت سے ہے اور یہ اس کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں مقاموں میں فرق ہے اور یہ کہ حضرت ﷺ ایک بار ان پر بددعا کرتے تھے اور ایک بار ان کے لیے دعا کرتے تھے پس پہلی حالت یعنی ان پر بددعا کرنی اس جگہ ہے جس جگہ ان کی شوکت سخت

ہواوران کی ایذا بہت ہو جیسے کہ پہلے باب کی حدیثوں میں گذر چکا ہے اور دوسری حالت یعنی ان کی ہدایت کے لیے دعا اس جگہ ہے کہ ان کے دکھ سے امن ہو اوران کی الفت کی امید ہو اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ دَعْوَةِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَعَلٰى مَا يُقَاتَلُوْنَ عَلَيْهِ وَمَا كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى كِسْرٰى وَقَيْصَرَ وَالدَّعْوَةِ قَبْلَ الْقِتَالِ.

باب ہے بیان میں بلانے یہود اور نصاریٰ کے طرف اسلام کی قبل اس کے کہ لڑائی کی جائے ان سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ پچھلے باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ لڑو ان سے یہاں تک کہ ہماری طرح ہوں اور اس میں حکم ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے لیے ساتھ اترنے کے ان کے میدان میں پھر بلانا ان کو طرف اسلام کی پھر لڑنا اور وجہ لینے اس کے کی باب کی حدیث سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روم کی طرف لکھا اس حال میں کہ ان کو اسلام کی طرف بلاتے تھے اس سے پہلے کہ ان کی لڑائی کی طرف متوجہ ہوں۔ (فتح)

فائدہ: اور بیان ہے اس چیز کا کہ لکھی فارس کے بادشاہ کی طرف اور روم کے بادشاہ کی طرف۔

فائدہ: یہ بات باب میں مسند مذکور ہے۔

فائدہ: اور لڑنے سے پہلے اسلام کی دعوت کرنی۔

فائدہ: شاید یہ ابن عون کی حدیث کی طرف اشارہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی مصطلق کے لوٹنے کے بارے میں غفلت کی حالت میں۔ اور وہ حدیث مروی ہے اس کے نزدیک کتاب الفتن میں اور وہ اس شخص کے نزدیک محمول ہے جو کہتا ہے ساتھ اشتراط کے دعوت اسلام کی لڑائی سے پہلے اس پر کہ ان کو اسلام کی دعوت پہنچ گئی تھی اور یہ مسئلہ اختلافی ہے سو ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ لڑنے سے پہلے اسلام کی طرف بلانا شرط ہے اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا پہلے پھیلنے دعوت اسلام کے پس اگر کوئی ایسا آدمی پایا جائے جس کو اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو تو اس کے ساتھ دعوت دینے سے پہلے لڑائی نہ کی جائے۔ شافعی نے اور مالک نے کہا ہے کہ جس کا گھر دارالسلام سے قریب ہو لڑائی کی جائے اس سے بغیر دعوت کے اسلام کے مشہور ہونے کی وجہ سے اور جس کا گھر دور ہو اس کو دعوت ضروری ہے شک کی وجہ سے۔ اور ابو عثمان مندی سے روایت ہے کہ ہم کبھی دعوت کرتے تھے اور کبھی نہیں کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ محمول ہے پہلے دونوں حالوں پر۔ (فتح)

٢٧٢١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

٢٧٢١۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روم کے بادشاہ کی طرف خط لکھنے کا ارادہ کیا اس کو بلانے کے لیے طرف اسلام کی تو کسی نے عرض کیا کہ وہ بغیر مہر کے خط نہیں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّوْمِ قِيْلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُوْنَ كِتَابًا إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى بَيَاضِهِ فِيْ يَدِهِ وَنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

پڑھتے تو حضرت ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جیسے کہ میں اس کی سفیدی حضرت ﷺ کے ہاتھ میں دیکھتا ہوں اور اس میں محمد رسول اللہ ﷺ کھودا گیا۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔

۲۷۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلٰى كِسْرٰى فَأَمَرَهُ أَنْ يَّدْفَعَهُ إِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ يَدْفَعُهُ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ إِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرٰى حَرَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ.

۲۷۲۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنا خط کسریٰ بادشاہ فارس کی طرف بھیجا یعنی طرف بیٹے نوشیروان کے جس کا نام خسرو تھا پس حکم کیا ایلچی کو کہ اس کو بحرین کے سردار کے پاس پہنچا دے (یعنی اس نے اس کے پاس پہنچایا) اور بحرین کے سردار نے اس کو کسریٰ کے پاس پہنچایا سو جب کسریٰ نے اس کو پڑھا تو اس کو پھاڑ ڈالا پس میں گمان کرتا ہوں کہ سعید بن مسیب نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ان پر بددعا کی یہ کہ پارہ کئے جائیں وہ تمام پارہ پارہ ہونا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور اس میں ہے کہ خط لے جانے والا عبداللہ بن حذافہ تھا اور ذکر کریں گے ہم اس جگہ جو کسریٰ سے متعلق ہے اور یہ کہ عظیم البحرین سے کیا مراد ہے۔ اور اس حدیث میں بلانا ہے اسلام کی طرف کلام کے ساتھ اور لکھنے کے ساتھ اور یہ کہ لکھنا قائم مقام ہوتا ہے نطق کے۔ اور اس میں بھیجنا مسلم کا ہے کافر کی طرف اور یہ کہ بادشاہوں کے درمیان عادت جاری ہے ساتھ اس کے کہ ایلچی کو قتل نہ کیا جائے اس لیے کسریٰ نے خط پھاڑ ڈالا اور ایلچی کو کچھ نہ کہا۔ (فتح)

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَالنُّبُوَّةِ وَأَنْ لَّا يَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

باب ہے بیان میں بلانے حضرت ﷺ کے لوگوں کو طرف اسلام اور نبوت کی اور یہ کہ نہ پکڑے بعض ہمارا بعض کو رب سوائے اللہ کے یعنی کسی کو اللہ کا شریک نہ

وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ.

ٹھہرائے۔یعنی اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی بندے کا کام نہیں کہ اللہ اس کو دے کتاب اور حکم اور پیغمبری پھر کہے لوگوں کو کہ تم میرے بندے ہو جاؤ اللہ کو چھوڑ کر آخر تک۔

فائدہ: اس آیت سے مراد انکار کرنا ہے اس شخص پر جو لوگوں کو کہے کہ میرے بندے ہو جاؤ اور مثل اس کی یہ آیت ہے کہ اے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں کو کہا ہے آخر آیت تک۔(فتح)

۲۷۲۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلٰى قَيْصَرَ يَدْعُوْهُ إِلَى الْإِسْلَامِ وَبَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَيْهِ مَعَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ وَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّدْفَعَهُ إِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى لِيَدْفَعَهُ إِلٰى قَيْصَرَ وَكَانَ قَيْصَرُ لَمَّا كَشَفَ اللّٰهُ عَنْهُ جُنُوْدَ فَارِسَ مَشٰى مِنْ حِمْصَ إِلٰى إِيْلِيَآءَ شُكْرًا لِمَا أَبْلَاهُ اللّٰهُ فَلَمَّا جَآءَ قَيْصَرَ كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِيْنَ قَرَأَهُ الْتَمِسُوْا لِيْ هَاهُنَا أَحَدًا مِّنْ قَوْمِهِ لِأَسْأَلَهُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ أَنَّهُ كَانَ بِالشَّامِ فِيْ رِجَالٍ مِّنْ قُرَيْشٍ قَدِمُوْا تِجَارًا فِي الْمُدَّةِ الَّتِيْ كَانَتْ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۷۲۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے روم کے بادشاہ کو خط لکھا اس حال میں کہ اس کو اسلام کی طرف بلاتے تھے اور اپنا خط دحیہ کلبی کے ہاتھ بھیجا اور حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ خط کو بصری کے سردار کے پاس پہنچا دے تا کہ بصری کا سردار اس کو روم کے بادشاہ کے پاس پہنچا دے اور جب اللہ تعالیٰ نے روم کے بادشاہ سے فارس کی فوجیں دور کیں اور وہ ان پر غالب ہوا تو بیت المقدس کی طرف چلا شکر ادا کرنے کے لیے اس چیز کا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو انعام کی سو جب حضرت ﷺ کا خط روم کے بادشاہ کے پاس پہنچا تو کہا اس نے جب کہ اس کو پڑھا کہ کسی کو اس کی قوم سے اس جگہ تلاش کر کے میرے پاس لے آؤ کہ میں ان سے آپ کا حال پوچھوں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ابو سفیان نے مجھ کو خبر دی کہ وہ شام میں تھا مع چند مردوں قریش کے کہ تجارت کے لیے آئے تھے اور اس مدت میں جو حضرت ﷺ اور کفار قریش کے درمیان قرار پائی تھی یعنی دن صلح حدیبیہ کے۔ابو سفیان نے کہا کہ قیصر کے ایلچی نے ہم کو شام کی بعض جگہ میں پایا تو وہ مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو لے چلا یہاں تک کہ ہم بیت المقدس میں آئے اور روم کے بادشاہ پر داخل کیے گئے تو اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ اپنے ملک کی مجلس میں بیٹھا ہے اور

وَسَلَّمَ وَبَيْنَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ فَوَجَدَنَا رَسُوْلُ قَيْصَرَ بِبَعْضِ الشَّامِ فَانْطَلِقَ بِيْ وَبِأَصْحَابِيْ حَتّٰى قَدِمْنَا إِيْلِيَآءَ فَأُدْخِلْنَا عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ فِيْ مَجْلِسِ مُلْكِهٖ وَعَلَيْهِ التَّاجُ وَإِذَا حَوْلَهٗ عُظَمَآءُ الرُّوْمِ فَقَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ سَلْهُمْ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ أَنَّهٗ نَبِيٌّ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ فَقُلْتُ أَنَا أَقْرَبُهُمْ إِلَيْهِ نَسَبًا قَالَ مَا قَرَابَةُ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ فَقُلْتُ هُوَ ابْنُ عَمِّيْ وَلَيْسَ فِي الرَّكْبِ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ مِّنْ بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ غَيْرِيْ فَقَالَ قَيْصَرُ أَدْنُوْهُ وَأَمَرَ بِأَصْحَابِيْ فَجُعِلُوْا خَلْفَ ظَهْرِيْ عِنْدَ كَتِفِيْ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لِأَصْحَابِهٖ إِنِّيْ سَآئِلٌ هٰذَا الرَّجُلَ عَنِ الَّذِيْ يَزْعُمُ أَنَّهٗ نَبِيٌّ فَإِنْ كَذَبَ فَكَذِّبُوْهُ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ وَاللّٰهِ لَوْلَا الْحَيَآءُ يَوْمَئِذٍ مِّنْ أَنْ يَّأْثُرَ أَصْحَابِيْ عَنِّي الْكَذِبَ لَكَذَبْتُهٗ حِيْنَ سَأَلَنِيْ عَنْهُ وَلٰكِنِّي اسْتَحْيَيْتُ أَنْ يَّأْثُرُوا الْكَذِبَ عَنِّيْ فَصَدَقْتُهٗ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَهٗ كَيْفَ نَسَبُ هٰذَا الرَّجُلِ فِيْكُمْ قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْ نَسَبٍ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ قَبْلَهٗ قُلْتُ لَا فَقَالَ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ عَلَى الْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَآئِهٖ مِنْ مَّلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُوْنَهٗ أَمْ ضُعَفَآؤُهُمْ

اس کے سر پر تاج ہے اور اس کے گروہ روم کے سردار ہیں اس نے اپنے مترجم دو بیان سے کہا کہ ان سے پوچھ کہ ان لوگوں میں اس مرد کا رشتے میں کون شخص زیادہ تر قریب ہے جو گمان کرتا ہے کہ وہ پیغمبر ہے تو ابو سفیان کہتا ہے کہ میں نے کہا میں اس کو رشتے میں سب سے زیادہ تر قریب ہوں تو بادشاہ نے کہا کہ تیرے اور اس کے درمیان کیا قرابت ہے میں نے کہا کہ وہ میرا چچیرا بھائی ہے اور اس دن قافلے میں عبد مناف کی اولاد سے میرے سوا کوئی نہ تھا تو بادشاہ نے کہا کہ میرے نزدیک لاؤ اور میرے ساتھیوں کو حکم ہوا تو وہ میرے پیچھے بٹھائے گئے میرے دونوں مونڈھوں کے پاس پھر بادشاہ نے ترجمان سے کہا کہ میں اس مرد سے اس شخص کا حال پوچھتا ہوں جو اپنے آپ کو پیغمبر گمان کرتا ہے سو اگر یہ جھوٹ بولے تو تم اس کو جھٹلاؤ۔ ابو سفیان نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی اگر اس دن شرم نہ ہوتی یعنی اس کا ڈر نہ ہوتا ہے میرے یار میری دروغ گوئی مشہور کریں گے تو البتہ میں اپنی طرف سے جھوٹ بولتا جب کہ اس نے مجھ سے حضرت ﷺ کا حال پوچھا لیکن میں نے حیا کیا اس سے کہ میری دروغ گوئی مشہور ہو سو میں نے سچ کہا پھر بادشاہ نے ترجمان سے کہا کہ اس سے کہہ کہ تم میں اس پیغمبر کا نسب کیسا ہے میں نے کہا وہ ہم لوگوں میں نہایت شریف اور عمدہ خاندان ہے پھر بادشاہ نے کہا کہ تم لوگوں میں سے اس طرح نبوت کا دعویٰ کسی نے اس سے پہلے بھی کیا ہے میں نے کہا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ نبوت کے دعویٰ سے پہلے کبھی تم اس کو جھوٹ کی تہمت بھی کرتے تھے میں نے کہا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ کیا اس کے باپ دادے میں کوئی بادشاہ بھی تھا میں نے کہا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ سردار لوگ اس کے

قُلْتُ بَلْ ضُعَفَآؤُهُمْ قَالَ فَيَزِيْدُوْنَ أَوْ
يَنقُصُوْنَ قُلْتُ بَلْ يَزِيْدُوْنَ قَالَ فَهَلْ يَرْتَدُّ
أَحَدٌ سَخْطَةً لِّدِيْنِهِ بَعْدَ أَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ قُلْتُ
لَا قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ الْآنَ مِنْهُ
فِيْ مُدَّةٍ نَحْنُ نَخَافُ أَنْ يَّغْدِرَ قَالَ أَبُوْ
سُفْيَانَ وَلَمْ يُمْكِنِّيْ كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا
أَنْتَقِصُهُ بِهِ لَا أَخَافُ أَنْ تُؤْثَرَ عَنِّيْ غَيْرُهَا
قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ أَوْ قَاتَلَكُمْ قُلْتُ نَعَمْ
قَالَ فَكَيْفَ كَانَتْ حَرْبُهُ وَحَرْبُكُمْ قُلْتُ
كَانَتْ دُوَلًا وَّسِجَالًا يُدَالُ عَلَيْنَا الْمَرَّةَ
وَنُدَالُ عَلَيْهِ الْأُخْرٰى قَالَ فَمَاذَا يَأْمُرُكُمْ
بِهِ قَالَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَّعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا نُشْرِكُ
بِهِ شَيْئًا وَّيَنْهَانَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا
وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفَافِ
وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَآءِ الْأَمَانَةِ فَقَالَ
لِتَرْجُمَانِهِ حِيْنَ قُلْتُ ذٰلِكَ لَهُ قُلْ لَهُ إِنِّيْ
سَأَلْتُكَ عَنْ نَّسَبِهِ فِيْكُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ ذُوْ
نَسَبٍ وَّكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِيْ نَسَبِ
قَوْمِهَا وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ هٰذَا
الْقَوْلَ قَبْلَهُ فَزَعَمْتَ أَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ
أَحَدٌ مِّنْكُمْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ قُلْتُ
رَجُلٌ يَّأْتَمُّ بِقَوْلٍ قَدْ قِيْلَ قَبْلَهُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ
كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْلَ مَا
قَالَ فَزَعَمْتَ أَنْ لَّا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ
لِّيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى

تابع ہوئے ہیں یا غریب لوگ میں نے کہا کہ بلکہ غریب لوگ
اس کے تابع ہوئے ہیں بادشاہ نے کہا کہ اس کے ساتھی بڑھتے
جاتے ہیں یا گھٹتے ہیں میں نے کہا کہ بلکہ بڑھتے جاتے
ہیں، بادشاہ نے کہا کہ کوئی اس کے دین سے پھر بھی جاتا ہے
ناخوش ہو کر بعد داخل ہونے کے بیچ اس کے میں نے کہا کہ
نہیں بادشاہ نے کہا کہ کیا کبھی قول اقرار کر کے دغا بھی کرتا ہے
میں نے کہا کہ نہیں لیکن اب ہم سے اور اس سے ایک مدت
تک صلح ہوئی ہم ڈرتے ہیں کہ دغا کرے۔ابو سفیان نے
کہا کہ میں اتنی بات کے سوا اس میں اور کوئی بات نہ ملا سکا کہ
اس کے ساتھ حضرت ﷺ کی تنقیض کروں جس کے مشہور
ہونے کا مجھ کو خوف نہ ہو سوائے اس بات کے بادشاہ نے
کہا کہ کیا تم سے اور اس سے لڑائی بھی ہے میں نے کہا کہ ہاں
بادشاہ نے کہا کہ تمہاری اور اس کی لڑائی کا کیا حال ہے یعنی
کون غالب ہوتے ہیں میں نے کہا کہ لڑائی ڈول ہے کبھی وہ
ہم پر غالب ہوتا ہے اور کبھی ہم اس پر غالب ہوتے ہیں بادشاہ
نے کہا کہ تم کو کس بات کا حکم کرتا ہے میں نے کہا کہ ہم کو حکم
کرتا ہے کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی
کو شریک نہ ٹھہرائیں اور منع کرتا ہے ہم کو اس چیز سے کہ
ہمارے باپ دادا نے عبادت کی یعنی بت پرستی وغیرہ اور حکم
کرتا ہے ہم کو نماز پڑھنے کا اور خیرات کرنے کا اور حرام سے
بچنے کا اور عہد کے پورا کرنے کا اور امانت کے ادا کرنے کا تو
بادشاہ نے اپنے ترجمان سے کہا (جب کہ میں نے یہ اس سے
کہا) کہ اس کو کہہ کہ میں نے تجھ سے پوچھا کہ اس کا نسب تم
میں کیسا ہے تو تم نے کہا کہ وہ شریف خاندان ہے اور اسی طرح
پیغمبر لوگ اپنی قوم میں شریف اور عالی خاندان ہوتے آئے

اللّٰهِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ مِنْ مَّلِكٍ فَزَعَمْتَ أَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ مَلِكٌ قُلْتُ يَطْلُبُ مُلْكَ اٰبَآئِهٖ وَسَأَلْتُكَ أَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُوْنَهٗ أَمْ ضُعَفَآؤُهُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّ ضُعَفَآئَهُمْ اتَّبَعُوْهُ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ أَوْ يَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ الْإِيْمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِّدِيْنِهٖ بَعْدَ أَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ فَزَعَمْتَ أَنْ لَّا فَكَذٰلِكَ الْإِيْمَانُ حِيْنَ تَخْلِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ لَا يَسْخَطُهٗ أَحَدٌ وَّسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ أَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا يَغْدِرُوْنَ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ وَقَاتَلَكُمْ فَزَعَمْتَ أَنْ قَدْ فَعَلَ وَأَنَّ حَرْبَكُمْ وَحَرْبَهٗ تَكُوْنُ دُوَلًا وَّيُدَالُ عَلَيْكُمُ الْمَرَّةَ وَتُدَالُوْنَ عَلَيْهِ الْأُخْرٰى وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى وَتَكُوْنُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَأَلْتُكَ بِمَاذَا يَأْمُرُكُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّهٗ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّيَنْهَاكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَآءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَآءِ الْأَمَانَةِ قَالَ وَهٰذِهٖ صِفَةُ النَّبِيِّ قَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهٗ خَارِجٌ وَّلٰكِنْ لَّمْ أَظُنَّ أَنَّهٗ مِنْكُمْ وَإِنْ يَّكُ مَا قُلْتَ حَقًّا فَيُوْشِكُ أَنْ يَّمْلِكَ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَلَوْ أَرْجُوْ أَنْ أَخْلُصَ

ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم میں کسی نے اس سے پہلے نبوت کا دعوی کیا ہے سو تم نے کہا کہ نہیں سو میں کہتا ہوں کہ اگر تم میں کسی نے اس سے پہلے بھی دعوی کیا ہوتا تو میں جانتا کہ اس شخص نے بھی پہلی بات کی پیروی کی اور اگلوں کی طرح اس کو بھی ہوس نے لیا اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا نبوت کے دعوی سے پہلے بھی کبھی تم اس کو جھوٹ کی تہمت کرتے تھے سو تو نے کہا کہ نہیں سو میں نے جانا کہ جو کبھی آدمیوں پر جھوٹ نہ باندھے گا بھلا وہ اللہ پر کیوں کر جھوٹ باندھے گا اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا اس کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے تو نے کہا کہ نہیں سو میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص نبوت کے پردے میں اپنے باپ دادے کی بادشاہی چاہتا ہے میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا سردار لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں یا غریب لوگ تو تو نے کہا کہ غریب لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں تو یہی حال ہے پیغمبروں کا کہ اول غریب انکی اطاعت کرتے ہیں یعنی رئیس لوگ غرور سے بے نصیب رہتے ہیں اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ اس کے تابع دار بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں سو تو نے کہا کہ بڑھتے جاتے ہیں سو یہی حال ہے ایمان کا یہاں تک کہ پورا ہو یعنی ایمان کی بھی خاصیت ہے کہ بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ پورا ہو اور کمال کو پہنچے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا اس کے دین سے کوئی ناخوش ہو کر پھر بھی جاتا ہے تو تو نے کہا کہ نہیں اور یہی حال ہے ایمان کے نور کا جب دل میں رچ جائے کہ کوئی اس سے ناخوش نہیں ہوتا اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا دغا بھی کرتا ہے تو تو نے کہا کہ نہیں سو یہی حال پیغمبروں کا کہ وہ دغا نہیں کرتے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ تم

إِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لُقِيَّهُ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ
لَغَسَلْتُ قَدَمَيْهِ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ ثُمَّ دَعَا
بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُرِءَ فَإِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
مِنْ مُّحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ إِلٰى هِرَقْلَ
عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى
أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ أَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ
أَسْلِمْ تَسْلَمْ وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ
مَرَّتَيْنِ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِثْمُ الْأَرِيْسِيِّيْنَ
وَ ﴿يَآأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ
بِهِ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِأَنَّا
مُسْلِمُوْنَ﴾ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ فَلَمَّا أَنْ قَضٰى
مَقَالَتَهُ عَلَتْ أَصْوَاتُ الَّذِيْنَ حَوْلَهُ مِنْ
عُظَمَآءِ الرُّوْمِ وَكَثُرَ لَغَطُهُمْ فَلَا أَدْرِيْ
مَاذَا قَالُوْا وَأُمِرَ بِنَا فَأُخْرِجْنَا فَلَمَّا أَنْ
خَرَجْتُ مَعَ أَصْحَابِيْ وَخَلَوْتُ بِهِمْ قُلْتُ
لَهُمْ لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِيْ كَبْشَةَ هٰذَا مَلِكُ
بَنِي الْأَصْفَرِ يَخَافُهُ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ وَاللّٰهِ مَا
زِلْتُ ذَلِيْلًا مُّسْتَيْقِنًا بِأَنَّ أَمْرَهُ سَيَظْهَرُ حَتّٰى
أَدْخَلَ اللّٰهُ قَلْبِي الْإِسْلَامَ وَأَنَا كَارِهٌ.

سے اور اس سے لڑائی بھی ہوئی ہے سو تو نے کہا کہ اس نے
لڑائی کی ہے اور تمہاری اور اس کی لڑائی ڈھول ہے کبھی وہ تم
پر غالب ہوتا ہے اور کبھی تم اس پر غالب ہوتے ہو تو یہی حال
ہے پیغمبروں کا کہ اول ان کی آزمائش ہوتی ہے پھر انجام کو فتح
نصیب ہوتی ہے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا چیز تم کو بتلاتا
ہے تو نے کہا کہ ہم کو بتلاتا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے
ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور منع کرتا ہے تم کو اس چیز سے کہ
تمہارے باپ دادے عبادت کرتے تھے اور حکم کرتا ہے تم کو
نماز کا اور صدقے کا اور حرام سے بچنے کا اور عہد پورا کرنے کا
اور امانت ادا کرنے کا اور یہی صفت ہے پیغمبر کی میں آگے سے
جانتا تھا کہ پیغمبر ظاہر ہونے والا ہے لیکن مجھ کو گمان نہ تھا کہ تم
عرب لوگوں میں پیدا ہوگا اور اگر تیری یہ سب باتیں سچی ہیں تو
عنقریب ہے کہ وہ میرے دونوں قدموں کی جگہ کا مالک ہوگا
یعنی اس کی سلطنت اور حکومت یہاں تک پہنچے گی اور اگر میں
جانتا کہ میں اس تک پہنچ سکوں گا تو میں اس کے دیدار کے لیے
تکلیف کرتا یعنی بہر کیف اس کی ملاقات حاصل کرتا اگر میں
اس کے پاس ہوتا تو میں اس کے قدم دھوتا پھر بادشاہ نے
حضرت ﷺ کا خط منگوایا اور پڑھا تو ناگہاں اس میں یہ مضمون
تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت
مہربان ہے نہایت رحم والا یہ خط ہے محمد ﷺ اللہ کے بندے
اور اس کے رسول کی طرف سے ہرقل کی طرف جو روم کا
سردار ہے سلام ہے اس پر جو راہ راست پر چلا بعد اس کے میں
تجھ کو بلاتا ہوں اسلام کی دعوت سے اسلام قبول کرتا کہ تو دین
و دنیا میں سلامت رہے اور تو مسلمان ہو جا اللہ تعالیٰ تجھ کو دوہرا
ثواب دے گا (یعنی ایک ثواب دین عیسوی کے قبول کرنے

کا اور دوسرا ثواب محمدی ہونے کا) اور اگر تو نے اسلام قبول نہ کیا تو تیرے اوپر رعیت کا گناہ پڑے گا اور اے کتاب والو! آجاؤ اس بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے وہ بات یہ ہے کہ ہم اور تم اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے بعض آدمی بعضوں کو اللہ تعالیٰ کے سوائے اپنا رب اور مالک نہ بنائیں سو اگر اہل کتاب توحید سے منہ موڑیں تو ان سے کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان ہیں حکم الٰہی کے مطیع ہیں ابوسفیان نے کہا کہ جب وہ اپنی بات پوری کر چکا یعنی خط پڑھ چکا تو روم کے سردار اس کے گرد تھے یعنی اہل درباران کی آوازیں بلند ہوئیں اور نہایت شور اور غل ہوا سو میں نہیں جانتا کہ انہوں نے کیا کہا اور ہمارے نکالنے کا حکم ہوا سو ہم دربار سے نکالے گئے ابوسفیان نے کہا کہ جب میں اپنے ساتھیوں سمیت باہر نکلا اور ان کے ساتھ خالی ہوا تو میں نے کہا کہ ابی کبشہ کے بیٹے یعنی محمد ﷺ کا رتبہ بلند ہوا کہ یہ روم کا بادشاہ اس سے ڈرتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ میں جب سے ہمیشہ خوار اور یقین کرنے والا تھا کہ حضرت ﷺ سب پر غالب ہوں گے یہاں تک کہ اللہ نے مجھ کو اسلام میں داخل کیا اور حالانکہ میں اسلام سے ناخوش تھا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب بدء الوحی میں گزر چکی ہے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور کچھ شرح اس کی آئندہ آئے گی۔ (فتح)

٢٧٢٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ

٢٧٢٤۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ جنگ خیبر کے دن فرماتے تھے کہ البتہ میں علم دوں گا اس کو جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح کرے گا تو اصحاب اس کی امید کو کھڑے ہوئے کہ کس کو ملے (یعنی اس

لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ فَقَامُوْا يَرْجُوْنَ لِذٰلِكَ أَيُّهُمْ يُعْطٰى فَغَدَوْا وَكُلُّهُمْ يَرْجُوْ أَنْ يُعْطٰى فَقَالَ أَيْنَ عَلِيٌّ فَقِيْلَ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ فَأَمَرَ فَدُعِيَ لَهٗ فَبَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ مَكَانَهٗ حَتّٰى كَأَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ بِهٖ شَيْءٌ فَقَالَ نُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يُهْدٰى بِكَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ.

کے لیے مستعد ہوئے) تو صبح کو کل اصحاب حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حالانکہ ہر ایک شخص ان میں سے امید وار تھا کہ علم اس کو ملے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ (مرتضیٰ) کہاں ہیں تو لوگوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں تو فرمایا کہ ان کو بلاؤ تو وہ بلائے گئے حضرت ﷺ نے لب مبارک ان کی آنکھ پر لگایا تو اسی وقت صحت ہوگئی جیسے کہ ان کو کچھ درد نہ تھا تو علی رضی اللہ عنہ (مرتضیٰ) نے کہا کہ ہم ان سے لڑتے ہیں یہاں تک کہ ہماری مثل ہوں یعنی مسلمان ہو جائیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہر جا یہاں تک کہ تو ان کے میدان میں اترے پھر ان کو اسلام کی طرف بلا اور خبر دے ان کو ساتھ اس چیز کے کہ اوپر ان پر واجب ہے پس قسم ہے اللہ کی کہ ہدایت پانا ایک مرد کا تیرے سبب سے تیرے لیے بہتر ہے سرخ اونٹ سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ پھر ان کو اسلام کی طرف بلا۔ (فتح)

۲۷۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا قَوْمًا لَّمْ يُغِرْ حَتّٰى يُصْبِحَ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِنْ لَّمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ بَعْدَ مَا يُصْبِحُ فَنَزَلْنَا خَيْبَرَ لَيْلًا.

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا غَزَا بِنَا.

۲۷۲۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب کسی قوم سے جہاد کرتے تھے تو نہ لوٹ کرتے تھے یہاں تک کہ فجر کرتے پس اگر اذان سنتے تو لوٹ سے باز رہتے اور اگر اذان نہ سنتے تو صبح کے بعد لوٹ کرتے سو ہم رات کو خیبر میں اترے۔

۲۷۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ

۲۷۲۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ خیبر کی

مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلٰى خَيْبَرَ فَجَآئَهَا لَيْلًا وَّكَانَ إِذَا جَآءَ قَوْمًا بِلَيْلٍ لَّا يُغِيْرُ عَلَيْهِمْ حَتّٰى يُصْبِحَ فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتْ يَهُوْدُ بِمَسَاحِيْهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَّاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ ﴿فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾.

طرف نکلے اور رات کو اس کی طرف پہنچے اور آپ کا معمول تھا کہ جب جہاد کے لیے کسی قوم کے پاس جاتے تھے تو ان پر لوٹ نہ کرتے تھے یہاں تک کہ صبح کرتے سو جب حضرت ﷺ نے صبح کی تو یہود اپنے بیلچوں اور تھیلوں کے ساتھ نکلے یعنی ساتھ اسباب زراعت کے سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو کہا اے محمد! قسم ہے اللہ کی آئے محمد ﷺ ساتھ لشکر کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا بطور تفاول کے کہ اللہ بڑا ہے خراب ہوا خیبر (یہ خبر ہے یا دعا ہے) تحقیق ہم مسلمان یا جماعت پیغمبروں کی جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح اس قوم کی ڈرائے گئے ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح غزوہ خیبر میں آئے گی اور یہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ جائز ہے لڑنا اس شخص سے جس کو اسلام کی دعوت پہنچ چکی ہو بغیر دعوت کے۔ پس تطبیق دی جائے گی اس کے اور سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے درمیان کہ دعوت مستحب ہے شرط نہیں اور اس میں دلالت ہے اوپر حکم کے ساتھ دلیل کے حضرت ﷺ کے ہونے کی وجہ سے کہ باز رہتے تھے لڑنے سے ساتھ مجرد سننے اذان کے اور اس میں اخذ ہے ساتھ زیادہ احتیاط کے خونوں کے امروں میں اس لیے کہ باز رہے ان سے بیچ اس حالت کے باوجود اس احتمال کے کہ نہ ہو یہ حقیقت پر اور اس روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ خیبر میں صبح کے وقت میں پہنچے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ دن چڑھے پہنچے تھے تو ان دونوں کے درمیان تطبیق اس طرح ہے کہ شہر کے پاس اول ابتدا میں صبح کے وقت پہنچے پھر اترے اور نماز پڑھی پھر سوار ہوئے۔ (فتح)

۲۷۲۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّيْ نَفْسَهُ وَمَالَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ. رَوَاهُ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۷۲۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھ کو لڑنے کا حکم ہوا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں سو جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے اپنا مال اور جان بچایا مگر دین کا حق تلفی کا بدلہ ہے اور اس کا حساب اللہ کے حوالے ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں یعنی موافق ہے اس چیز کے ساتھ کہ کہا اس چیز پر ان سے لڑائی کی جائے اور اس کی شرح کتاب الایمان میں گذر چکی ہے لیکن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ نماز کا قائم کرنا اور زکوۃ کا دینا تحقیق وارد ہوئی ہیں کئی حدیثیں ساتھ اس کے کہ ایک دوسری سے زیادہ ہیں پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تو صرف لا اله الا الله کا ذکر ہے اور مسلم کے نزدیک اس کی حدیث میں حتی یشهدوا ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو ذکر کی جا چکی ہے اور حدیث انس میں جو ابواب القبلہ میں گذر چکی ہے یہ ہے کہ جب نماز پڑھیں اور قبلے کی طرف منہ کریں اور ہمارا ذبح کیا ہوا جانور کھائیں۔ طبری وغیرہ نے کہا کہ لیکن پہلا کلمہ پس کہا ہے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ حالت لڑنے آپ کے کی ساتھ بت پرستوں کے جو اللہ کو واحد نہیں جانتے اور لیکن دوسرا کلمہ پس کہا اس کو بیچ حالت لڑائی اہل کتاب کے جو توحید کا اقرار کرتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کریں بطور عموم یا خصوص کے اور لیکن تیسرا کلمہ پس اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو اسلام میں داخل ہوں اور گواہی دیں ساتھ توحید اور نبوت کے اور نہ عمل کریں ساتھ بندگیوں کے تو ان کا حکم یہ ہے کہ لڑائی کی جائے ان سے یہاں تک کہ عمل کریں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَرَادَ غَزْوَةً فَوَرَّى بِغَيْرِهَا وَمَنْ أَحَبَّ الْخُرُوجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ ارادہ کرے جہاد کا اور توریہ کرے ساتھ غیر اس کے کے اور جو پسند کرے سفر کو جمعرات کے دن۔

فائدہ: توریہ کے معنی ہیں چھپانا ایک چیز کا اور ظاہر کرنا دوسری چیز کا یعنی اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے کہ ایک جگہ جہاد کو جائیں گے تو لوگوں میں ایسا مشہور کر دیتے کہ اور جگہ جائیں گے اور یہ اس لیے تھا کہ دشمن غافل رہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ لڑائی میں پکڑنا دشمن کا ہے غفلت پر اور لیکن سفر کرنا دن جمعرات کے پس شاید سبب اس کا وہ چیز ہے جو روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برکت کی گئی ہے میری امت کے لیے جمعرات کے دن میں اور یہ حدیث ضعیف ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعرات کے دن نکلنے کو پسند کرنا نہیں مستلزم ہے ہیشگی کرنے کو اس کے لیے مانع کے پائے جانے کی وجہ سے اس سے اور ایک باب کے بعد آئے گا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض سفروں میں ہفتے کے دن نکلتے تھے۔ (فتح)

۲۷۲۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ

۲۷۲۸۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں جنگ تبوک میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ کسی جہاد کا ارادہ نہ کرتے تھے مگر کہ اس کو اس کے غیر سے توریہ کرتے تھے۔

قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا.

٢٧٢٩۔ وَحَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَّمَا يُرِيْدُ غَزْوَةً يَّغْزُوْهَا إِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوْكَ فَغَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ وَّاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَّمَفَازًا وَّاسْتَقْبَلَ غَزْوَ عَدُوٍّ كَثِيْرٍ فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوْا أُهْبَةَ عَدُوِّهِمْ وَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يُرِيْدُ.

۲۷۲۹۔ کعب بن مالک رٹائٹن سے روایت ہے کہ حضرت مُلاَیْزُم کا دستور تھا کہ کسی جہاد کا ارادہ نہ کرتے تھے مگر کہ اس کو اس کے غیر سے توریہ کرتے تھے یہاں تک کہ جنگ تبوک کا ہوا تو حضرت مُلاَیْزُم نے اس کا جہاد سخت گرمی میں کیا اور متوجہ ہوئے سفر دور دراز کو اور جنگلوں بے آب وگھاس کو اور بہت دشمنوں کو سو حضرت مُلاَیْزُم نے مسلمانوں کو اس کا حال کھول کر کہہ دیا تا کہ اپنے دشمن کے جہاد کا سامان درست کرلیں اور خبر دی ان کو اپنے ارادہ کی جس کا آپ ارادہ رکھتے تھے۔

٢٧٣٠۔ وَعَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ لَقَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ إِذَا خَرَجَ فِيْ سَفَرٍ إِلَّا يَوْمَ الْخَمِيْسِ.

۲۷۳۰۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کم تھے حضرت مُلاَیْزُم جب کہ نکلتے کسی سفر میں مگر کہ دن جمعرات کے۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت مُلاَیْزُم سفر کا ارادہ کرتے تھے تو پسند کرتے تھے کہ جمعرات کے دن نکلیں۔ (فتح)

۲۷۳۱۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ.

۲۷۳۰۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک میں جمعرات کے دن نکلے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن سفر کرنے کو پسند کرتے تھے۔

بَابُ الْخُرُوجِ بَعْدَ الظُّهْرِ.

ظہر کی نماز کے بعد سفر کو نکلنا۔

۲۷۳۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَّالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَسَمِعْتُهُمْ يَصْرُخُونَ بِهِمَا جَمِيعًا.

۲۷۳۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھی اور میں نے اصحاب کو سنا کہ حج اور عمرے دونوں کے ساتھ لبیک کہتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث حج میں گذر چکی ہے اور شاید بخاری نے اس کو اشارہ کرنے کے لیے وارد کیا ہے اس بات کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ میری امت کے صبحوں میں برکت کی گئی ہے نہیں منع کرتا جواز تصرف کو بیچ غیر وقت صبح کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی صبح ساتھ برکت کے اس کے ہونے کی وجہ وقت نشاط کا اور یہ حدیث صبح کے وقت میں برکت ہونے کی بیس اصحاب سے مروی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْخُرُوجِ اٰخِرَ الشَّهْرِ.

مہینے کے آخر میں سفر کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی رد کرنے کے لیے اس شخص پر جو اس کو برا جانتا ہے شگون بد لینے کے طریقے سے۔

وَقَالَ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَقَدِمَ مَكَّةَ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچیسویں ذی قعدہ کو مدینے سے چلے اور چوتھی ذی الحجہ کو مکے میں آئے۔

فائدہ: اور ابن بطال نے نقل کیا ہے کہ تھے اہل جاہلیت قصد کرتے مہینوں کے اول کو عمل کے لیے اور یہ برا جانتے

تھے تصرف کو چاند کی کمی میں۔ (فتح)

٢٧٣٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ لَيَالٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نُرٰى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَّكَّةَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَّحِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقَالَ نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهٖ. قَالَ يَحْيٰى فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَتَتْكَ وَاللّٰهِ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهٖ.

٢٧٣٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پچیسویں ذی القعدہ کو نکلے اور نہ دیکھتے تھے ہم مگر حج کو یعنی اس لیے کہ جاہلیت میں حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو برا جانتے تھے سو جب ہم مکے کے نزدیک ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی ہو جب خانے کعبے کا طواف کرے اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے تو احرام اتار ڈالے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قربانی کے دن گائے کا گوشت ہمارے پاس لایا گیا تو میں نے کہا کہ یہ کیسا گوشت ہے تو گوشت لانے والے نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مہینے کے آخر میں سفر کرنا درست ہے۔

الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ یازدہم صحیح بخاری تمام ہوا اللہ تعالیٰ اس سے سب مسلمانوں کو فائدہ دے، آمین ثم آمین۔

وصلى الله عليه تعالى على خير محمد وآله واصحابه أجمعين.

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب الوصایا

كتاب الجهاد

❀......❀......❀

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۲

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ الْخُرُوْجِ فِيْ رَمَضَانَ.

رمضان کے مہینے میں سفر کرنے کا بیان۔

۲۷۳۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ أَفْطَرَ. قَالَ سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّسَاقَ الْحَدِيْثَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا قَوْلُ الزُّهْرِيِّ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْأٰخِرِ مِنْ فِعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۷۳۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں سفر کو نکلے تو آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ جب کدید (ایک جگہ کا نام ہے دو منزل مکے سے) پہنچے تو روزہ کھول ڈالا۔ ابو عبداللہ یعنی بخاری نے کہا کہ یہ زہری کا قول ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیر فعل کو لیا جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصیام میں گذر چکی ہے اور مراد بخاری کی اس کے ساتھ دور کرنا وہم اس شخص کا ہے جو اس کے مکروہ ہونے کا وہم کرتا ہے یعنی گمان کرتا ہے کہ رمضان کے مہینے میں سفر کرنا درست نہیں۔ (فتح)

بَابُ التَّوْدِيْعِ عِنْدَ السَّفَرِ

سفر کرنے کے وقت وداع کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی جائز ہے یعنی عام تر ہے اس سے کہ مسافر مقیم کو وداع کرے یا مقیم مسافر کو اور حدیث باب کی ظاہر ہے پہلے معنی کے لیے یعنی مسافر مقیم کو وداع کرے۔ اور پکڑے جاتے ہیں اس سے دوسرے معنی بطریق اولیٰ اور وہ اکثر ہیں وقوع میں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْثٍ وَّقَالَ لَنَا إِنْ لَّقِيْتُمْ فُلَانًا وَّفُلَانًا لِّرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُمَا فَحَرِّقُوْهُمَا بِالنَّارِ قَالَ ثُمَّ أَتَيْنَاهُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک لشکر میں بھیجا اور ہم کو فرمایا کہ اگر تم فلاں فلاں آدمی کو ملو دو مردوں کے لیے قریش سے جن کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیا تو ان کو آگ سے جلا دینا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا پھر جب نکلنے کا ارادہ کیا تو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ کے وداع کرنے کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

نُوَدِّعُهُ حِيْنَ أَرَدْنَا الْخُرُوْجَ فَقَالَ إِنِّيْ كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحَرِّقُوْا فُلَانًا وَّفُلَانًا بِالنَّارِ وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ فَإِنْ أَخَذْتُمُوْهُمَا فَاقْتُلُوْهُمَا.

البتہ میں نے تم کو حکم کیا تھا کہ فلاں فلاں آدمی کو جلا دیجیے اور بے شک آگ سے جلانا اور عذاب کرنا سوائے اللہ کے کسی کو جائز نہیں سو اگر تم ان دونوں کو پکڑو تو قتل کر ڈالنا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ يَأْمُرْ بِالْمَعْصِيَةِ.

امام کا کہا ماننا اور فرمانبرداری کرنا جب تک کہ نہ حکم کرے ساتھ گناہ کے۔

فائدہ: ایک روایت میں مالم یامر بمعصیۃ کی قید نہیں لیکن وہ بھی اس پر محمول ہے۔

٢٧٣٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ مَّا لَمْ يُؤْمَرْ بِالْمَعْصِيَةِ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ.

٢٧٣٥۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بادشاہ کا حکم ماننا اور فرمانبرداری کرنا واجب ہے جب تک کہ نہ حکم کرے ساتھ گناہ کے اور جب حکم کرے ساتھ گناہ کے تو نہیں ہے اس کا حکم ماننا اور فرمانبرداری کرنا۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الاحکام میں آئے گی۔ اور یہ جو کہا کہ نہیں ہے اس کا حکم ماننا اور فرمانبرداری کرنا تو مراد نفی حقیقت شرعی کی ہے نہ وجودی کی یعنی جائز نہیں نہ یہ کہ اس کا وجود ممکن نہیں۔ (فتح)

بَابٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَآءِ الْإِمَامِ وَيُتَّقٰى بِهِ.

امام کے پیچھے لڑائی کی جاتی ہے اور اس کے سبب سے بچاؤ کیا جاتا ہے۔

فائدہ: نہیں زیادہ کیا بخاری نے اوپر لفظ حدیث کے اور مراد ساتھ یقاتل کے لڑنا ہے امام سے دفع کرنے کے لیے برابر ہے کہ ہو یہ اس کے پیچھے سے حقیقتاً یا اس کے آگے سے۔

٢٧٣٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ

٢٧٣٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں پیچھے ہیں اور آخرت میں آگے ہیں۔

سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ.

۲۷۳۷۔ وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ يُّطِعِ الْأَمِيْرَ فَقَدْ أَطَاعَنِيْ وَمَنْ يَّعْصِ الْأَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِيْ وَإِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَآئِهٖ وَيُتَّقٰى بِهٖ فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَعَدَلَ فَإِنَّ لَهٗ بِذٰلِكَ أَجْرًا وَّإِنْ قَالَ بِغَيْرِهٖ فَإِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ.

۲۷۳۷۔ اور اسی مذکورہ سند کے ساتھ ہی ہے کہ اور جس نے میری فرمانبرداری کی تو بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جس نے میری نافرمانی کی یعنی میرے خلاف کیا اور کہا نہ مانا تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے حاکم کی اطاعت کی تو اس نے میری اطاعت کی اور جس نے حاکم کی نافرمانی کی تو اس نے میری نافرمانی کی اور نہیں سردار مگر جیسے ڈھال کہ اس کی آڑ میں لڑائی کی جاتی ہے اور اس کے سبب سے بچاؤ کیا جاتا ہے یعنی لڑائی سردار کی ہمت اور تدبیر سے بنتی ہے اس کی محافظت اور اطاعت لشکر کو ضروری ہے سو اگر سردار اللہ کی پرہیز گاری کا حکم کرے اور انصاف کرے تو اس کے سبب سے اس کو ثواب ملے گا اور اگر اس کے سوائے حکم کرے یعنی خلاف شرع تو اس کے سبب سے اس پر عذاب ہوگا۔

فائدہ: اور تکلف کیا ہے ابن منیر نے پس کہا کہ وجہ مطابقت ترجمہ کے ساتھ قول حضرت ﷺ کے نحن الاخرون السابقون اشارہ ہے طرف اس کی کہ حضرت ﷺ ہی امام ہیں اور یہ کہ واجب ہے ہر شخص پر یہ کہ اس کی طرف سے لڑے اور اس کی مدد کرے اس لیے کہ اگرچہ آپ زمانے میں متاخر ہیں لیکن متقدم ہیں بیچ لینے عہد کے ہر شخص پر جو آپ سے پہلے ہے یہ کہ اگر وہ آپ کا زمانہ پائے گا تو آپ کے ساتھ ایمان لائے گا اور آپ کی مدد کرے گا پس وہ ظاہر میں آگے ہیں اور حقیقت میں پیچھے پس مناسب ہوا یہ آپ کے قول کو کہ امام کے پیچھے لڑائی کی جائے اس لیے کہ وہ عام تر ہے اس سے کہ ارادہ کیا جائے اس کے ساتھ آگے کا یا پیچھے کا اور یہ جو کہا کہ امام ڈھال ہے تو معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ سترہ اور آڑ ہے اس لیے کہ وہ دشمن کو مسلمانوں کی ایذاء سے منع کرتا ہے اور بعض کو بعض کی ایذاء سے روکتا ہے اور مراد ساتھ امام کے ہر وہ شخص ہے کہ قائم ہو ساتھ امور لوگوں کے اور انتظام ان کے کے۔ (فتح)

بَابُ الْبَيْعَةِ فِي الْحَرْبِ أَنْ لَّا يَفِرُّوْا وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَلَى الْمَوْتِ.

اس پر بیعت کرنی کہ لڑائی سے نہ بھاگیں اور بعض نے کہا کہ موت پر بیعت کی یعنی لڑائی سے نہ بھاگیں اگرچہ

مارے جائیں۔

فائدہ: گویا کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے اس کی طرف کہ دونوں روایتوں میں منافات نہیں اس لیے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ دو جگہوں میں یا ایک دوسری کو مستلزم ہو۔ (فتح)

لِقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾. اس آیت کی وجہ سے کہ بے شک اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب ہاتھ ملانے لگے تجھ سے اس درخت کے نیچے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے استدلال کرنے کے ساتھ اس آیت سے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے صبر پر بیعت کی اور وجہ نکالنے اس کے کی اس آیت سے یہ آیت ہے کہ پھر جانا اللہ نے جو ان کے جی میں تھا پھر اتارا ان پر چین اور سکینت کو مراد چین ہے بیچ لڑائی کے پس دلالت کی اس نے کہ ان کے دلوں میں یہ تھا کہ وہ نہ بھاگیں گے تو اللہ نے ان کی اس پر مدد کی اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ بخاری نے سوائے اس کے نہیں کہ ذکر کیا ہے آیت کو پیچھے قول کے کہ پھرنا والا ہے اس کی طرف کہ بیعت موت پر واقع ہوئی تھی اور اس کے نکالنے کی وجہ آیت سے یہ ہے کہ اس میں مطلق بیع ہے یعنی اس میں یہ ذکر کچھ نہیں کہ کس بات پر بیعت واقع ہوئی تھی اور تحقیق خبر دی سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرنے پر بیعت کی اور حالانکہ وہ ان لوگوں سے ہے جنہوں نے درخت کے تلے بیعت کی تھی پس دلالت کی اس نے کہ نہیں منافات ہے درمیان ان کے قول کے کہ انہوں نے آپ سے مرنے پر اور نہ بھاگنے پر بیعت کی اس لیے کہ مراد ساتھ بیعت کرنے کے موت پر یہ ہے کہ نہ بھاگیں اگرچہ مر جائیں اور یہ مراد نہیں کہ واقع ہو موت اور حالانکہ کہ کوئی چارہ نہیں یعنی یہ جو بعض احادیث میں آیا ہے کہ انہوں نے موت پر بیعت کی تو اس سے مراد یہ نہیں کہ موت کے واقع ہونے پر بیعت کی تھی اس لیے کہ اس سے تو کچھ چارہ نہیں اور یہی معنی ہیں جن سے نافع نے انکار کیا اور عدول کیا طرف اپنے قول کی کہ بلکہ بیعت کی انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صبر یعنی صابر رہنے پر اور نہ بھاگنے پر برابر ہے کہ یہ ان کو موت کی طرف پہنچائے یا نہ۔ اور عنقریب مغازی میں آئے گی موافقت مسیب بن حزن کے لیے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اس درخت کے پوشیدہ ہونے پر اور بیان حکمت کا اس میں اور وہ یہ ہے کہ نہ حاصل ہو اس کے ساتھ فتنہ اس چیز کی وجہ سے کہ واقع ہوئی اس کے نیچے خیر سے پس اگر وہ درخت باقی رہتا تو اس سے امن نہ تھا کہ بعض جاہل اس کی تعظیم کریں یہاں تک کہ بہت وقت ان کو اس اعتقاد کی طرف پہنچا تا کہ اس کو نفع اور ضرر پہنچانے کی قوت ہے جیسا کہ اب ہم اس کا مشاہدہ کرتے ہیں اس چیز میں کہ اس سے کم ہے اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے قول کے ساتھ کہ یہ اللہ کی رحمت تھی یعنی اس کے بعد اس درخت کا لوگوں سے پوشیدہ ہو جانا اللہ کی رحمت تھی اور احتمال ہے کہ اس کے قول کانت رحمۃ من اللہ کے یہ معنی ہوں کہ وہ

درخت اللہ کی رحمت کی جگہ تھی اور اس کی رضامندی کا محل تھا نازل ہونے کی وجہ سے رضامندی کے مسلمانوں سے اس کے نزدیک۔ (فتح)

۲۷۳۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رَجَعْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَمَا اجْتَمَعَ مِنَّا اثْنَانِ عَلَى الشَّجَرَةِ الَّتِي بَايَعْنَا تَحْتَهَا كَانَتْ رَحْمَةً مِّنَ اللَّهِ فَسَأَلْتُ نَافِعًا عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعَهُمْ عَلَى الْمَوْتِ قَالَ لَا بَلْ بَايَعَهُمْ عَلَى الصَّبْرِ.

۲۷۳۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم آئندہ سال کو حدیبیہ میں پلٹ کر آئے یعنی عمرہ قضا میں تو ہم میں سے دو آدمیوں نے بھی اس درخت کے تعیین پر اتفاق نہ کیا جس کے نیچے ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی یعنی ہر چند لوگوں نے اس کو تلاش کیا مگر کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وہ درخت کون سا درخت تھا اور کہاں تھا یہ اللہ کی رحمت تھی سو میں نے نافع سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کس چیز پر بیعت کی تھی کیا مرنے پر اس نے کہا کہ نہیں بلکہ بیعت کی اس نے صبر پر۔

۲۷۳۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ زَمَنُ الْحَرَّةِ أَتَاهُ آتٍ فَقَالَ لَهُ إِنَّ ابْنَ حَنْظَلَةَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الْمَوْتِ فَقَالَ لَا أُبَايِعُ عَلَى هٰذَا أَحَدًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۷۳۹۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب واقع حرہ کا دن ہوا تو کوئی آنے والا اس کے پاس آیا تو اس نے کہا ابن حنظلہ لوگوں سے بیعت لیتا ہے مرنے پر تو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے بیعت نہ کروں گا۔

فائدہ: مراد حرہ سے وہ جنگ ہے جو سن تریسٹھ ہجری میں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت مدینے میں واقع ہوئی اس لڑائی میں یزید کی طرف سے مسلم بن عقبہ سردار تھا اور ابن حنظلہ انصار کا سردار تھا جو مسلم کے مقابل میں تھا اور عبداللہ بن مطیع ان کے سوائے اور لوگوں پر سردار تھا وہ بھی مسلم کے مقابلے میں تھا وہ دونوں اس لڑائی میں مارے گئے اور اس لڑائی کا بیان آئندہ آئے گا انشاء اللہ یہ جو کہا کہ میں اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے بیعت نہ کروں گا تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی اور یہ صریح نہیں اس لیے کہ اس کے پیچھے سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث لایا اس کی تصریح کرنے کی وجہ سے اس میں اس کے ساتھ۔ اور ابن منیر نے کہا کہ حکمت بیچ قول صحابی کے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ کام نہ کرے گا یہ ہے کہ ہر مسلمان پر حق تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان کے ساتھ بچائے اور تھا فرض ان کے اوپر یہ کہ نہ بھاگیں آپ سے یہاں تک کہ مر جائیں آگے آپ کے اور یہ برخلاف

اس کے غیر کے ہے۔(فتح)

۲۷۴۰۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى ظِلِّ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا خَفَّ النَّاسُ قَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ أَلَا تُبَايِعُ قَالَ قُلْتُ قَدْ بَايَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ قَالَ وَأَيْضًا فَبَايَعْتُهُ الثَّانِيَةَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُبَايِعُوْنَ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ.

۲۷۴۰۔سلمہ رٹائٹۂ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت مُلَاثِیْمِ سے بیعت کی پھر میں درخت کے سایے کی طرف پھرا سو جب حضرت مُلَاثِیْمِ کے گرد لوگ کم ہوئے تو فرمایا اے اکوع کے بیٹے کیا تو بیعت نہیں کرتا میں نے کہا یا حضرت مُلَاثِیْمِ میں تو بیعت کر چکا ہوں فرمایا پھر بیعت کر تو میں نے دوسری بار پھر بیعت کی میں نے اس سے کہا کہ اے ابو مسلم (یہ سلمہ رٹائٹۂ کی کنیت ہے) تم اس دن کس چیز پر بیعت کرتے تھے اس نے کہا کہ مرنے پر۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الاحکام میں آئے گی۔انشاء اللہ تعالیٰ۔ابن منیر نے کہا کہ حکمت دوبار بیعت میں حضرت مُلَاثِیْمِ کی یہ ہے کہ وہ لڑائی میں پیشوا تھا پس زیادہ احتیاط کی وجہ سے اس نے مکرر بیعت کی۔میں کہتا ہوں کہ یا اس لیے کہ وہ سوار اور پیادے دونوں کی لڑائی لڑا تھا پس مکرر ہوئی صفت کے متعدد ہونے کی وجہ سے۔(فتح)

۲۷۴۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُوْلُ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا حَيِيْنَا أَبَدًا فَأَجَابَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ.

۲۷۴۱۔انس بن مالک رٹائٹۂ سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے دن انصار کہتے تھے کہ ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد مُلَاثِیْمِ سے بیعت کی جہاد پر ہمیشہ جب تک ہم زندہ رہیں گے تو حضرت مُلَاثِیْمِ نے ان کو جواب میں یہ دعا فرمائی کہ الٰہی سچی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی سو اکرام کر یعنی بخش دے انصار اور مہاجرین کو۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔

۲۷۴۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَيْلٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا

۲۷۴۲۔مجاشع رٹائٹۂ سے روایت ہے کہ میں اور میرا بھائی حضرت مُلَاثِیْمِ کے پاس آئے تو میں نے کہا کہ یا حضرت! ہم سے ہجرت پر بیعت کیجیے تو حضرت مُلَاثِیْمِ نے فرمایا کہ گذر چکی ہجرت اپنے اہل کے لیے یعنی ہجرت کا ثواب ہو چکا اب اس

وَأَخِي فَقُلْتُ بَايِعْنَا عَلَى الْهِجْرَةِ فَقَالَ مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا فَقُلْتُ عَلَامَ تُبَايِعُنَا قَالَ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ.

کا ثواب نہیں میں نے کہا آپ ہم سے کس چیز پر بیعت کرتے ہیں فرمایا کہ اسلام اور جہاد پر۔

فائدہ: اس کی شرح بھی مغازی میں آئے گی۔

بَابُ عَزْمِ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ فِيمَا يُطِيقُونَ.

بادشاہ کی فرمانبرداری اس چیز میں واجب ہے جس کی لوگوں کو طاقت ہو اور ان سے ہو سکے۔

٢٧٤٣۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَقَدْ أَتَانِي الْيَوْمَ رَجُلٌ فَسَأَلَنِي عَنْ أَمْرٍ مَّا دَرَيْتُ مَا أَرُدُّ عَلَيْهِ فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا مُّؤْدِيًا نَشِيْطًا يَخْرُجُ مَعَ أُمَرَآئِنَا فِي الْمَغَازِي فَيَعْزِمُ عَلَيْنَا فِي أَشْيَآءَ لَا نُحْصِيهَا فَقُلْتُ لَهُ وَاللهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُوْلُ لَكَ إِلَّا أَنَّا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَسٰى أَنْ لَّا يَعْزِمَ عَلَيْنَا فِي أَمْرٍ إِلَّا مَرَّةً حَتّٰى نَفْعَلَهُ وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَنْ يَّزَالَ بِخَيْرٍ مَّا اتَّقَى اللهَ وَإِذَا شَكَّ فِي نَفْسِهِ شَيْءٌ سَأَلَ رَجُلًا فَشَفَاهُ مِنْهُ وَأَوْشَكَ أَنْ لَّا تَجِدُوْهُ وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ مَا أَذْكُرُ مَا غَبَرَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا كَالثَّغْبِ شُرِبَ صَفْوُهُ وَبَقِيَ كَدَرُهُ.

٢٧٤٣۔ ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آج ایک مرد میرے پاس آیا تو اس نے مجھ سے ایک بات پوچھی کہ میں نہیں جانتا کہ اس کو کیا جواب دوں یعنی مجھ کو اس کا جواب نہ آیا تو اس نے کہا کہ بھلا تم بتاؤ تو اس مرد کے حال کو جو لڑائی کے پورے ہتھیار رکھتا ہے اور ہمارے سرداروں کے ساتھ خوشی سے جنگوں میں نکلتا ہے تو سردار ہم پر کئی کام لازم کرتا ہے جن کی ہم طاقت نہیں رکھتے تو میں نے اس سے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا کہ میں تجھ کو کیا جواب دوں مگر یہ کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے پس قریب تھا کہ کوئی کام ہم پر لازم نہ کریں امارت کے باب میں یہاں تک کہ ہم اس کو کرتے اور تحقیق ایک تمہارا ہمیشہ خیر سے رہے گا جب تک کہ اللہ سے ڈرتا رہے گا اور جب کوئی اپنے جی میں کسی چیز میں شک کرے کہ جائز ہے یا ناجائز تو کسی مرد سے پوچھے پس شفا دے اس کو وہ مرد اس سے یعنی اللہ کی پرہیزگاری سے یہ ہے کہ نہ اقدام کرے مرد اس چیز پر جس میں شک کرتا ہے یہاں تک کہ کسی عالم سے پوچھے پس راہ دکھائے وہ اس کو طرف اس چیز کی جس میں اس کی شفا ہے اور قریب ہے کہ نہ پاؤ گے تم اس مرد کو یعنی بعد گذرنے اصحاب کے کہ دلوں کو شک سے شفا دے اور قسم ہے اس کی جس کے سوا کوئی لائق

عبادت کے نہیں ذکر کرتا ہوں میں جو کچھ باقی ہے دنیا سے مگر مانند گڑھے پانی کی کہ سائے میں ہو جس کا صاف پانی پیا گیا اور میل باقی رہا یعنی جو دنیا گذر چکی ہے اس کی مثل گڑھے کے صاف پانی کی مثل ہے جو پیا گیا اور جو دنیا باقی ہے اس کی مثل اس کی میل کی مثل ہے جو باقی رہا۔

فائدہ: حاصل حدیث کا یہ ہے کہ اس مرد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سردار کی فرمانبرداری کا حکم پوچھا کہ واجب ہے یا نہیں تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب دیا کہ سردار کی فرمانبرداری واجب ہے بشرطیکہ مامور بہ اللہ کی پرہیز گاری کے موافق ہو اور جب کہ یہ حال تھا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور حالانکہ مر گئے تھے وہ پہلے بلوی عثمان رضی اللہ عنہ کے اور پیدا ہونے ان وقتوں عظیمہ کے تو کیا ہوگا اعتقاد اس کا اس چیز میں کہ اس کے بعد پیدا ہوئی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تھے اعتقاد رکھتے اس کا کہ امام کی فرمانبرداری واجب ہے۔ اور لیکن وقف کرنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا خصوصی جواب اس کے سے اور اس کا پھرنا عام جواب کی طرف پس اس اشکال کی وجہ سے ہے کہ ان کے لیے واقع ہوا اور تحقیق اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس کی اپنی باقی حدیث میں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے توقف کرنا فتوی دینا اس چیز میں کہ مشکل ہو امر سے اس چیز کے لیے کہ واقع ہوئی ہے فساد سے اور اگر جواب دیتے اس کو ساتھ جواز باز رہنے کے تو مشکل ہوتا امر اس لیے کہ وہ فتنے کی طرف پہنچتا ہے پس صواب توقف کرنا ہے اس کے جواب سے اور جو اس کی مانند ہے۔ (فتح)

بَابُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ أَخَّرَ الْقِتَالَ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ.

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اول دن میں نہ لڑتے تھے تو لڑنے میں تاخیر کرتے تھے یہاں تک کہ آفتاب ڈھلتا۔

فائدہ: یعنی اس لیے کہ اکثر اوقات ہوا زوال کے بعد چلتی ہے پس حاصل ہوتی ہے اس کے ساتھ تبرید تیزی ہتھیاروں کے اور لڑائی کی اور زیادتی نشاط میں۔ (فتح)

٢٧٤٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَّهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِيْ أَوْفٰى

٢٧٤٤۔ عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض دنوں میں جن میں دشمن سے ملے یعنی جہاد میں انتظار کی یہاں تک کہ آفتاب ڈھلا پھر لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو جنگ میں دشمن سے ملنے کی آرزو نہ کیا کرو یعنی یہ نہ چاہو کہ کافروں سے لڑائی واقع

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَرَأْتُهُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِيْ لَقِيَ فِيْهَا انْتَظَرَ حَتّٰى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ خَطِيْبًا قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ.

ہو کہ اس میں طلب کرنا بلا کا ہے اور یہ منع ہے اور اللہ سے عافیت مانگو اور جب تم دشمنوں سے ملو تو صبر کرو اور جانو کہ بہشت تلواروں کے سایے کے تلے ہے پھر فرمایا یعنی دعا کی کہ الٰہی اے اتارنے والے کتاب کے اور جلد لینے والے حساب کے اور بھگانے والے گروہوں کفار کے شکست دے ان کو اور مدد دے ہم کو کافروں پر۔

فائدہ: اس حدیث میں ترجمہ باب کے معنی پائے جاتے ہیں لیکن اس میں یہ نہیں کہ اذا لم یقاتل اول النہار اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف جو اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی ہے پس احمد کی ایک روایت میں ہے کہ پسند کرتے تھے یہ کہ کھڑے ہوں دشمن کی طرف آفتاب کے ڈھلنے کے وقت۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مہلت دیتے تھے جب آفتاب ڈھلتا پھر دشمن کی طرف کھڑے ہوتے۔ اور بخاری نے جزیہ میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ اول دن میں نہ لڑتے تھے تو انتظار کرتے تھے یہاں تک کہ ہوائیں چلتیں اور نماز حاضر ہوتی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مدد اترتی پس ظاہر ہوا کہ فائدہ تاخیر کا یہ ہے کہ نماز کے اوقات جگہ ظن قبول ہونے دعا کے ہیں۔ اور جنگ احزاب میں ہوا کے چلنے کے ساتھ فتح نصیب ہوئی تھی۔ پس اس کے ظن کی جگہ ہوئی اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے نعمان رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کیا سو حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب فجر چڑھتی تھی تو جہاد کے شروع کرنے سے باز رہتے تھے یہاں تک کہ آفتاب نکلتا سو جب آفتاب نکلتا تو لڑتے پھر جب دو پہر ہوتی تو باز رہتے پھر جب آفتاب ڈھلتا تو لڑتے پھر جب عصر کا وقت آتا تو باز رہتے یہاں تک کہ اس کو پڑھتے پھر لڑتے اور فرماتے تھے کہ اس وقت فتح کی ہوائیں چلتی ہیں اور مسلمان اپنی نماز میں اپنے لشکر کے لیے دعا کرتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ اسْتِئْذَانِ الرَّجُلِ الْإِمَامَ لِقَوْلِهِ ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَإِذَا كَانُوْا مَعَهُ عَلٰى أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَأْذِنُوْهُ إِنَّ الَّذِيْنَ

باب ہے رعیت میں سے کوئی امام سے اجازت چاہے یعنی پھرنے کی یا نکلنے سے پیچھے رہنے کی یا مانند اس کی تو اس کا کیا حکم ہے یعنی اللہ نے فرمایا کہ ایمان والے وہ ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر اور جب

يَسْتَأْذِنُوْنَكَ ﴾ إِلَى اٰخِرِ الْاٰيَةِ.

ہوتے ہیں ساتھ اس کے کسی امر جامع پر یعنی جیسے کہ تدبیر جہاد کی ہے تو نہیں جاتے یہاں تک کہ اس سے اجازت لیں۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ حجت پکڑی ہے اس آیت کے ساتھ حسن نے اس پر کہ نہیں جائز ہے کسی کو یہ کہ جائے لشکر سے یہاں تک کہ سردار سے اجازت لے اور یہ نزدیک سب فقہاء کے حضرت ﷺ کے ساتھ خاص تھا اسی طرح کہا ہے اس نے اور ظاہر یہ بات ہے کہ خصوصیت بیچ عموم وجوب اجازت لینے کے ہے نہیں تو اگر ہوگا ان لوگوں میں سے کہ معین کیا ہے ان کو امام نے پس عارض ہو اس کے لیے وہ چیز کہ تقاضہ کرے پیچھے رہنے کا یا پھر آنے کا تو تحقیق وہ محتاج ہے اجازت کی طرف۔ (فتح)

٢٧٤٥۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَلَاحَقَ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عَلٰى نَاضِحٍ لَّنَا قَدْ أَعْيَا فَلَا يَكَادُ يَسِيْرُ فَقَالَ لِيْ مَا لِبَعِيْرِكَ قَالَ قُلْتُ عَيِيَ قَالَ فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَجَرَهٗ وَدَعَا لَهٗ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْإِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيْرُ فَقَالَ لِيْ كَيْفَ تَرٰى بَعِيْرَكَ قَالَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ أَفَتَبِيْعُنِيْهِ قَالَ فَاسْتَحْيَيْتُ وَلَمْ يَكُنْ لَّنَا نَاضِحٌ غَيْرُهٗ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَبِعْنِيْهِ فَبِعْتُهٗ إِيَّاهُ عَلٰى أَنَّ لِيْ فَقَارَ ظَهْرِهٖ حَتّٰى أَبْلُغَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ عَرُوْسٌ فَاسْتَأْذَنْتُهٗ فَأَذِنَ لِيْ فَتَقَدَّمْتُ النَّاسَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ

٢٧٤٥۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کیا تو حضرت ﷺ مجھ کو پیچھے سے آ ملے اور میں اپنے اونٹ پر سوار تھا جو تھک گیا تھا نہ قریب تھا کہ چلے تو حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ تیرے اونٹ کو کیا ہوا میں نے کہا کہ یہ تھک گیا ہے تو حضرت ﷺ پیچھے ہوئے اور اس کو ڈانٹا اور اس کے لیے دعا کی (تو وہ ایسا تیز قدم ہو گیا) کہ ہمیشہ سب اونٹوں کے آگے چلتا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنا اونٹ کس طرح دیکھتا ہے میں نے کہا کہ خیر کے ساتھ دیکھتا ہوں بے شک آپ کی برکت اس کو پہنچی یعنی آپ کی برکت سے تیز قدم ہو گیا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو اس کو میرے ہاتھ بیچتا ہے تو میں شرمندہ ہوا اور حالانکہ اس کے سوائے ہمارے پاس کوئی اونٹ پانی کھینچنے والا نہ تھا میں نے کہا کہ ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا پس اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال تو میں نے اس کو آپ کے ہاتھ بیچ ڈالا اس شرط پر کہ اس کی سواری میرے لیے ہوگی یہاں تک کہ میں مدینے میں پہنچوں جابر رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ میں نے کہا یا حضرت ﷺ میں نے تازہ شادی کی ہے سو میں نے آپ سے اجازت چاہی تو

فَلَقِيَنِي خَالِي فَسَأَلَنِي عَنِ الْبَعِيرِ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا صَنَعْتُ فِيهِ فَلَامَنِي قَالَ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي حِيْنَ اسْتَأْذَنْتُهُ هَلْ تَزَوَّجْتَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا فَقَالَ هَلَّا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ تُوُفِّيَ وَالِدِيْ أَوِ اسْتُشْهِدَ وَلِيَ أَخَوَاتٌ صِغَارٌ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ مِثْلَهُنَّ فَلَا تُؤَدِّبُهُنَّ وَلَا تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا لِتَقُوْمَ عَلَيْهِنَّ وَتُؤَدِّبَهُنَّ قَالَ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيْرِ فَأَعْطَانِي ثَمَنَهُ وَرَدَّهُ عَلَيَّ قَالَ الْمُغِيْرَةُ هٰذَا فِي قَضَائِنَا حَسَنٌ لَا نَرٰى بِهِ بَأْسًا.

حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی تو میں مدینے کی طرف لوگوں سے آگے بڑھا یہاں تک کہ میں مدینے میں آیا تو میرا ماموں مجھ کو ملا اور مجھ سے اونٹ کا حال پوچھا تو خبر دی میں نے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ میں نے اس میں کی تو اس نے مجھ کو ملامت کی اور جب میں نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی تھی تو اس وقت آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ کیا تو نے کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے میں نے کہا کہ بیوہ سے نکاح کیا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی میں نے کہا یا حضرت ﷺ میرا باپ مر گیا یا یوں کہا شہید ہوا اور میری بہنیں چھوٹی چھوٹی ہیں اور میں نے برا جانا کہ ان کی مانند سے نکاح کروں پس نہ ان کو ادب سکھائے اور نہ ان کی خبر گیری کرے تو نکاح کیا میں نے بیوہ سے تا کہ ان کے حال کی خبر گیری کرے اور ان کو ادب سکھائے سو جب حضرت ﷺ مدینے میں آئے تو میں صبح کو آپ کے پاس اونٹ لایا تو حضرت ﷺ نے مجھ کو اس کی قیمت دی اور اونٹ بھی پھیر دیا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ بیع اس شرط پر ہمارے فتویٰ میں درست ہے ہم اس کے ساتھ کچھ ڈر نہیں دیکھتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشروط میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ جابر رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ میں نے تازہ شادی کی ہے سو میں نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دی اور باقی شرح اس کی نکاح میں آئے گی۔ اور مغیرہ نے جو کہا کہ یہ ہمارے فتویٰ میں جائز ہے تو مراد اس کی اس کے ساتھ وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے جابر رضی اللہ عنہ سے شرط کرنے سواری اونٹ کی سے مدینے تک۔ (فتح)

بَابُ مَنْ غَزَا وَهُوَ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرُسِهِ فِيْهِ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جو جہاد کرے اور حالانکہ اس نے تازہ شادی کی ہو۔ یعنی اس باب میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔ یعنی جو کہ پہلے باب

میں گذر چکی ہے اور یہ جو اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کیوں جلدی کرتا ہے میں نے کہا کہ میں نے تازہ شادی کی ہے۔

بَابُ مَنِ اخْتَارَ الْغَزْوَ بَعْدَ الْبِنَاءِ فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جو اختیار کرتا ہے جہاد کو بعد بنا کے یعنی بعد خلوت کرنے کے ساتھ بیوی اپنی کے۔ یعنی اس باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو اس نے حضرت ﷺ سے روایت کہ ہے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی حدیث کی طرف جو خمس میں آئے گی کہ پیغمبروں سے ایک پیغمبر نے جہاد کیا تو فرمایا کہ جو کسی عورت کی شرمگاہ کا مالک ہوا ہو اور اس کے ساتھ صحبت نہ کی ہو وہ میرے ساتھ نہ جائے اور اس کی شرح اس جگہ آئے گی اور باب باندھا ہے اس کے ساتھ بخاری نے نکاح میں من احب البناء بعد الغزو اور غرض اس جگہ یہ ہے کہ خالی ہو دل اس کا جہاد کے لیے اور متوجہ ہو اس پر ساتھ خوشی کے اس لیے کہ جو کسی عورت سے نکاح کرتا ہے اس کا دل اس کے ساتھ متعلق رہتا ہے بخلاف اس شخص کے جو اس کے ساتھ صحبت کرے کہ پس تحقیق اس کے حق میں امر اکثر اوقات ہلکا ہوتا ہے اور اس کی نظیر مشغول ہونا ہے ساتھ کھانے کے پہلے نماز کے۔ (فتح)

بَابُ مُبَادَرَةِ الْإِمَامِ عِنْدَ الْفَزَعِ.

خوف اور گھبراہٹ کے وقت امام کی جلدی کرنی۔

۲۷۴۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ فَزَعٌ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِيْ طَلْحَةَ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَّإِنْ وَّجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

۲۷۴۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار مدینے میں ہول پڑی تو حضرت ﷺ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر آگے نکل گئے سو فرمایا کہ ہم نے تو کچھ چیز نہیں دیکھی البتہ ہم نے تو اس گھوڑے کا قدم دریا پایا۔

فائدہ: یہ حدیث کئی بار پہلے گذر چکی ہے اور موافقت اس کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ السُّرْعَةِ وَالرَّكْضِ فِي الْفَزَعِ.

گھبراہٹ کے وقت جلدی کرنا اور گھوڑا دوڑانا۔

۲۷۴۷۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ

۲۷۴۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ گھبرائے اور دوڑے تو حضرت ﷺ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے جو سست قدم تھا پھر تنہا دوڑتے نکلے تو لوگ آپ کے پیچھے سوار ہوئے

عَنْهُ قَالَ فَزِعَ النَّاسُ فَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ بَطِيئًا ثُمَّ خَرَجَ يَرْكُضُ وَحْدَهُ فَرَكِبَ النَّاسُ يَرْكُضُونَ خَلْفَهُ فَقَالَ لَمْ تُرَاعُوا إِنَّهُ لَبَحْرٌ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ.

اس حال میں کہ اپنے چوپائے دوڑاتے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مت ڈرو بے شک وہ دریا ہے تو اس دن کے بعد کوئی گھوڑا اس کے آگے نہ بڑھا۔

بَابُ الْخُرُوجِ فِي الْفَزَعِ وَحْدَهُ.

خوف کے وقت تنہا نکلنا۔

فائدہ: اس باب میں کوئی حدیث نہیں اور شاید بخاری نے ارادہ کیا ہو یہ کہ اس میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث لکھے جو مذکور ہے اور طریق سے پھر اس سے پہلے مر گئے۔ ابن بطال نے کہا کہ خلاصہ ان ابواب کا یہ ہے کہ امام کو لائق ہے کہ اپنی جان کو بچائے اس لیے کہ اس میں نظر کرنی ہے مسلمانوں کے لیے مگر یہ کہ ہو اہل غنا شدید سے اور ثبات بالغ سے پس احتمال ہے کہ ہو یہ جائز اس کے لیے۔ اور جو شجاعت حضرت ﷺ میں تھی وہ آپ کے سوا کسی میں نہ تھی خاص کر حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ اللہ آپ کو بچائے گا اور آپ کی مدد کرے گا۔ (فتح)

بَابُ الْجَعَائِلِ وَالْحُمْلَانِ فِي السَّبِيلِ.

اگر کوئی کسی مرد کو مزدوری دے کر اپنی طرف سے جہاد کروائے اور اللہ کی راہ میں کسی کو سواری چڑھنے کو دے تو اس کا کیا حکم ہے۔

فائدہ: جعالہ اس کو کہتے ہیں کہ جس کو مقرر کرے بیٹھنے والا اجرت سے اس شخص کے لیے جو اس کی طرف سے جہاد کرے۔ ابن بطال نے کہا کہ اگر کوئی مرد اپنے مال سے کچھ نکالے اور اس کے ساتھ مستحب کام کرے یا مدد کرے غازی کی جہاد میں گھوڑے وغیرہ سے تو اس میں کچھ نزاع نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس چیز میں جب کہ اجارہ دے اپنی جان کو یا اپنے گھوڑے کو جہاد میں یعنی کسی کی طرف سے مزدوری پر جہاد کرے سو مکروہ جانا ہے اس کو مالک نے اور مکروہ جانا ہے اس نے یہ کہ لے مزدوری اس پر کہ آگے بڑھے قلعے کی طرف۔ اور ابوحنیفہ کے یاروں نے جعالہ کو برا جانا ہے مگر یہ کہ مسلمانوں کے ساتھ ضعف ہو اور بیت المال میں کچھ چیز نہ ہو اور کہتے ہیں کہ اگر بعض بعض کی مدد کرے تو جائز ہے نہ بطور بدل کے اور امام شافعی نے کہا کہ نہیں جائز یہ کہ جہاد کرے مزدوری پر کہ لے اس کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ بادشاہ سے جائز ہے اور کسی سے جائز نہیں اس لیے کہ جہاد فرض کفایہ ہے پس جو اس کو کرے واقع ہو گا فرض سے اور نہیں جائز ہے کہ مستحق ہو اپنے غیر سے عوض کو انتہی۔ اور اس کی تائید کرتی ہے جو عبدالرزاق نے روایت کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ فائدے پہنچائے بیٹھنے والا غازی کو اس چیز کے ساتھ کہ چاہے لیکن غازی اپنا جہاد بیچے تو یہ جائز نہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے اس سے پوچھا کہ جعال کا

کیا حکم ہے تو اس نے اس کو مکروہ جانا اور کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ غازی اپنا جہاد بیچتا ہے اور مزدوری دینے والا اپنے جہاد سے بھاگتا ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے خلاف کی طرف اس چیز میں کہ لے اس کو غازی کہ کیا مستحق ہوتا ہے اس کا جہاد کے سبب سے پس نہ تجاوز کرے جہاد سے اس کے غیر کی طرف یعنی جہاد کرنے کے سوا اس میں کچھ تصرف نہ کرے یا مالک ہوتا ہے اس کا پس تصرف کرے اس میں جو چاہے۔ کما سیاتی بیانہ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ الْغَزْوَ قَالَ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أُعِيْنَكَ بِطَآئِفَةٍ مِّنْ مَّالِيْ قُلْتُ أَوْسَعَ اللّٰهُ عَلَيَّ قَالَ إِنَّ غِنَاكَ لَكَ وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَّكُوْنَ مِنْ مَّالِيْ فِيْ هٰذَا الْوَجْهِ.

یعنی اور مجاہد نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے کچھ مال سے تیری مدد کروں میں نے کہا کہ اللہ نے میری روزی مجھ پر فراخ کی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تیری مال داری تجھ کو مبارک ہو میں چاہتا ہوں کہ میرا کچھ مال اس وجہ میں یعنی اللہ کی راہ میں خرچ ہو۔

فائدہ: اس اثر کا بیان مغازی میں آئے گا۔ اور تنبیہ کی ہے بخاری نے اس کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد پر اس اثر کے ساتھ جو اس سے ابن سیرین نے روایت کیا ہے کہ نہیں مکروہ ہے مدد کرنی غازی کی۔ (فتح)

وَقَالَ عُمَرُ إِنَّ نَاسًا يَّأْخُذُوْنَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ لِيُجَاهِدُوْا ثُمَّ لَا يُجَاهِدُوْنَ فَمَنْ فَعَلَهٗ فَنَحْنُ أَحَقُّ بِمَالِهٖ حَتّٰى نَأْخُذَ مِنْهُ مَا أَخَذَ وَقَالَ طَاوٗسٌ وَّمُجَاهِدٌ إِذَا دُفِعَ إِلَيْكَ شَيْءٌ تَخْرُجُ بِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاصْنَعْ بِهٖ مَا شِئْتَ وَضَعْهُ عِنْدَ أَهْلِكَ.

یعنی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کچھ لوگ بیت المال سے مال لیتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں پھر جہاد نہیں کرتے سو جو ایسا کرے یعنی بیت المال سے مال لے اور جہاد نہ کرے تو ہم اس کے مال کے ساتھ لائق تر ہیں یہاں تک کہ ہم اس سے لیں جو اس نے لیا یعنی اگر وہ جہاد نہ کرے تو وہ مال اس سے واپس لیا جائے یعنی اور طاؤس اور مجاہد نے کہا کہ جب تجھ کو کوئی چیز دی جائے کہ تو اس کے ساتھ اللہ کی راہ میں نکلے یعنی جہاد کے لیے تو کر ساتھ اس کے جو کچھ چاہے اور رکھ اس کو نزدیک اپنے اہل و عیال کے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی چیز جہاد کے لیے لے تو لینے والا اس کا مالک ہو جاتا ہے جس جگہ چاہے اس کو خرچ کرے یہ ضروری نہیں کہ جہاد کے سوا اس کو اور کسی جگہ خرچ نہ کرے۔

٢٧٤٨۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ فَقَالَ زَيْدٌ سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَرَأَيْتُهُ يُبَاعُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آشْتَرِيْهِ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهٖ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ.

۲۷۴۸۔عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں کسی کو چڑھنے کے لیے دیا میں نے اس کو دیکھا کہ بکتا ہے تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا میں اس کو خرید لوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت مول لے اس کو اور نہ پھیر لے اپنے صدقے کو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو چیز اللہ کی راہ میں دے اس کو پھر خرید کر بھی نہ لے۔

٢٧٤٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَوَجَدَهٗ يُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَّبْتَاعَهٗ فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ.

۲۷۴۹۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں کسی کو چڑھنے کے لیے دیا پھر اس کو بکتا ہوا پایا تو اس کو خریدنا چاہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت مول لے اس کو اور نہ پھیر لے اپنے صدقے کو۔

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے قصے گھوڑے عمر رضی اللہ عنہ کے کی اس باب میں اس جہت سے ہے کہ برقرار رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محمول علیہ کو اوپر تصرف کرنے کے اس میں بیع وغیرہ کے ساتھ پس دلالت کی اس نے اوپر قوی کرنے اس چیز کے جو طاؤس کا مذہب ہے کہ جو جہاد کے لیے کوئی چیز لے اس کو اس چیز میں جہاد کے سوا اور طرح سے تصرف کرنا جائز ہے یعنی جیسا کہ اس کے اثر میں ابھی گذر چکا ہے اور ابن منیر نے کہا کہ جو لے مال کو بیت المال سے کسی عمل پر اور پھر وہ نہ کام کرے تو جو چیز اس نے لی ہے سو پھیر وے اور اس طرح لینا ہے اس عمل پر جس کے وہ لائق نہ ہوا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مذہب امر مذکور میں تاویل کا محتاج ہے اس طرح کہ حمل کیا جائے کراہت پر۔ ابن مسیب نے کہا کہ جو جہاد میں کسی چیز کے ساتھ مدد کرے وہ چیز اس کی ملک ہوئی جو دیا گیا جب کہ پہنچے راس مغزی کو روایت کیا ہے اس اثر کو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے۔ اور موطا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تو وادی القریٰ میں پہنچے تو نشان تیرا ہے ساتھ اس کے یعنی تصرف کر بیچ اس کے اور یہی قول ہے ثوری اور لیث کا۔ (فتح)

٢٧٥٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي

۲۷۵۰۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو کسی لشکر سے پیچھے نہ

أَبُوْ صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ وَّلٰكِنْ لَا أَجِدُ حَمُوْلَةً وَّلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَيُشَقُّ عَلَيَّ أَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ وَلَوَدِدْتُّ أَنِّيْ قَاتَلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقُتِلْتُ ثُمَّ أُحْيِيْتُ ثُمَّ قُتِلْتُ ثُمَّ أُحْيِيْتُ.

رہتا یعنی ہر لشکر کے ساتھ جاتا لیکن میں بار برداری اور سواری نہیں پاتا نہ میرے پاس وہ چیز ہے جس پر سب اصحاب کو سوار کروں اور مجھ کو رنج ہوتا ہے کہ مسلمان مجھ سے چھوٹ رہیں اور البتہ میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں پس مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے اس حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی باب میں یہ ہے کہ وہ متعلق ہے رکن ثانی سے ترجمہ باب سے اور وہ اللہ کی راہ میں سوار کرنا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی وجہ سے کہ نہ میرے پاس وہ چیز ہے کہ جس پر سب اصحاب کو سوار کروں۔ (فتح)

بَابُ الْأَجِيْرِ.

باب ہے بیان میں مزدور پکڑنے کے جہاد میں۔

فائدہ: جو مزدور کہ جہاد میں رکھا جائے اس کے لیے حال ہیں یا یہ کہ خدمت کے لیے رکھا جاتا ہے کہ اس سے خدمت لی جائے یا اس لیے کہ لڑے لیکن پہلا پس کہا ہے اوزاعی اور احمد اور اسحٰق نے کہ مال غنیمت سے اس کو حصہ نہ دیا جائے اور اکثر علما کہتے ہیں کہ اس کو حصہ دیا جائے سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے کہ میں طلحہ رضی اللہ عنہ کا نوکر تھا اس کے گھوڑے کی خدمت کیا کرتا تھا یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حصہ نکالا اور ثوری نے کہا کہ نوکر کے لیے حصہ نہ نکالا جائے مگر یہ کہ لڑے اور لیکن جب کوئی لڑنے کے لیے مزدور رکھا جائے تو مالکیہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اس کے لیے مال غنیمت سے حصہ نہ نکالا جائے اور اکثر علما کہتے ہیں کہ اس کے لیے حصہ نکالا جائے اور امام احمد نے کہا اگر امام کسی قوم کو لڑنے کے لیے نوکر رکھے تو اجرت کے سوائے اور حصہ ان کو نہ دے اور شافعی نے کہا کہ اس کے حق میں ہے جس پر جہاد واجب نہ ہو۔ اور لیکن آزاد بالغ مسلمان جب صف کفار میں حاضر ہو تو اس پر جہاد متعین ہوتا ہے پس اس کو غنیمت سے حصہ دیا جائے اور وہ اجرت کا مستحق نہیں ہوتا۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ وَابْنُ سِيْرِيْنَ يُقْسَمُ لِلْأَجِيْرِ مِنَ الْمَغْنَمِ.

یعنی حسن اور ابن سیرین نے کہا کہ نوکر اور مزدور کو غنیمت سے حصہ دیا جائے یعنی اور وہ اجرت کا مستحق نہیں۔

فائدہ: ابن ابی شیبہ نے ان سے روایت کی ہے کہ جب غلام اور نوکر لڑائی میں حاضر ہوں تو ان کو غنیمت سے حصہ دیا جائے۔

وَأَخَذَ عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ فَرَسًا عَلٰى

یعنی اور لیا عطیہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا نصف پر یعنی

النِّصْفِ فَبَلَغَ سَهْمُ الْفَرَسِ أَرْبَعَ مِائَةِ دِينَارٍ فَأَخَذَ مِائَتَيْنِ وَأَعْطَى صَاحِبَهُ مِائَتَيْنِ.

جو حصہ گھوڑے کے مال غنیمت سے ملے اس کو آدھم آدھ بانٹ لیں گے تو گھوڑے کا حصہ چار سو اشرفی کو پہنچا یعنی گھوڑے کے حصے میں چار سو اشرفی آئی تو اس نے دو سو اشرفی آپ لی اور دو سو اشرفی گھوڑے کے مالک کو دی۔

فائدہ: یہ فعل جائز ہے اس شخص کے نزدیک جو مخابرت کو جائز رکھتا ہے اور کہا ہے ساتھ صحیح ہونے اس کے کے اس جگہ اوزاعی اور احمد نے برخلاف باقی تین اماموں کے اور مخابرت کی بحث مزارعت میں گذر چکی ہے۔ (فتح)

۲۷۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوْكَ فَحَمَلْتُ عَلٰى بَكْرٍ فَهُوَ أَوْثَقُ أَعْمَالِيْ فِيْ نَفْسِيْ فَاسْتَأْجَرْتُ أَجِيْرًا فَقَاتَلَ رَجُلًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيْهِ وَنَزَعَ ثَنِيَّتَهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَهَا فَقَالَ أَيَدْفَعُ يَدَهُ إِلَيْكَ فَتَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ.

۲۷۵۱۔ یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک کیا اور میں نے ایک اونٹ اللہ کی راہ میں کسی کو چڑھنے کے لیے دیا اور وہ میرے نزدیک میرے سب عملوں سے مضبوط تر ہے تو میں نے ایک مزدور ٹھہرایا سو وہ ایک مرد سے لڑا تو ایک نے دوسرے کو کاٹ کھایا یعنی اس کا ہاتھ اپنے منہ میں چبایا تو اس نے اپنا ہاتھ کاٹنے والے کے منہ سے کھینچا تو اس کا سامنے کا دانت اکھاڑ ڈالا تو کاٹنے والا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بدلہ معاف کیا اور فرمایا کہ کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں چھوڑ دیتا پس چباتا تو اس کو جیسے کہ اونٹ چباتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القصاص میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ میں نے ایک مزدور ٹھہرایا۔ اور مہلب نے کہا کہ استنباط کیا ہے بخاری نے اس سے کہ جہاد میں آزاد مرد کو نوکر رکھنا جائز ہے اور تحقیق خطاب کیا ہے اللہ نے مسلمانوں کو اپنے قول کے ساتھ کہ جان رکھو کہ جو غنیمت لاؤ کچھ چیز سو اللہ کے لیے اس میں سے پانچواں حصہ ہے آخر تک پس داخل ہوا مزدور اس خطاب میں۔ میں کہتا ہوں کہ تحقیق روایت کی ابو داود نے یہ حدیث اور طریق سے جو اس سے زیادہ تر واضح ہے اور اس کے لفظ یہ ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی اجازت دی اور میں بوڑھا تھا میرا کوئی خادم نہ تھا سو میں نے مزدور تلاش کیا جو مجھ کو کفایت کرے اور میں اپنا حصہ اس کو دوں سو میں نے ایک مرد پایا سو جب کوچ کا وقت قریب ہوا تو میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نہیں جانتا تیرا حصہ کیا ہے پس میرے لیے کچھ چیز مقرر کر خواہ تجھ کو حصہ ملے یا نہ ملے تو میں نے اس کے لیے تین اشرفیاں مقرر کیں۔ (فتح)

بَابُ مَا قِيْلَ فِيْ لِوَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ — بیان ہے اس چیز کا کہ کہی گئی ہے بیچ جھنڈے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. کے۔

فائدہ: جھنڈے کو رایۃ اور علم بھی کہتے ہیں اور اصل یہ ہے کہ لشکر کا سردار اس کو تھامے رکھے پھر اس کا یہ حال ہو گیا کہ سردار کے سر پر ہو گیا اور ابن العربی نے کہا کہ لواء اور رایۃ میں فرق ہے پس لواء وہ ہے جو نیزے کی ایک طرف میں گرہ دیا جاتا ہے پھر اس پر لپیٹا جاتا ہے اور رایۃ وہ ہے جو اس میں گرہ دی جاتی پھر چھوڑ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو ہوائیں ادھر ادھر پلٹا دیں اور بعض کہتے ہیں کہ لواء رایۃ سے کم ہوتا ہے۔ اور میلان کیا ہے ترمذی نے فرق کی طرف پس باب باندھا ساتھ لواء کے اور وارد کی جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہوئے اور آپ کا لواء سفید تھا پھر باب باندھا رایۃ کے لیے اور وارد کی براء رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لواء کالا تھا چوکھنٹا نمرہ سے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رایۃ کالا تھا اور لواء سفید تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا زرد تھا اور تطبیق دی جاتی ہے ان کے درمیان اختلاف اوقات کے ساتھ یعنی کبھی سفید تھا اور کبھی زرد اور ایک روایت میں ہے کہ اکرام دیا ہے اللہ نے میری امت کو ساتھ جھنڈوں کے اور اس کی سند ضعیف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے پر لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ لکھا ہوا تھا اور اس کی سند واہی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کے جھنڈے کا نام عقاب تھا چوکھنٹا تھا اور آپ کے ایک جھنڈے کا نام سفید جھنڈا تھا اور اکثر اوقات اس میں کوئی چیز سیاہ لگاتے تھے۔ (فتح)

۲۷۵۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ الْقُرَظِيُّ أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ صَاحِبَ لِوَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ الْحَجَّ فَرَجَّلَ.

۲۷۵۲۔ ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق سعد بن انصاری رضی اللہ عنہ نے اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اٹھانے والا تھا حج کا ارادہ کیا اور کنگھی کی۔

فائدہ: اور مراد وہ جھنڈا ہے جو خزرج کے ساتھ خاص تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ اپنے جہاد میں ہر قبیلے کے سردار کو جھنڈا دیتے تھے کہ وہ اس کے تلے لڑیں اور غرض بخاری کی اس سے یہ ہے کہ قیس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اٹھانے والے تھے اور نہ مقرر تھے اس میں مگر ساتھ اجازت کے پس یہی قدر ہے مرفوع حدیث سے اور اس کی یہاں حاجت ہے اور اسماعیلی نے یہ حدیث پوری روایت کی ہے پس کہا کہ اس نے آدھے سر میں کنگھی کی تو اس کا غلام کھڑا ہوا اور ہدی کے گلے میں ہار ڈالا سو جب قیس رضی اللہ عنہ نے اپنی ہدی کو دیکھا کہ ہار ڈالی گئی ہے تو حج کا احرام

باندھا اور آدھے سر میں کنگھی نہ اور یہ پھرتا ہے قیس رضی اللہ عنہ سے اس بات کی طرف کہ جو احرام کا ارادہ رکھتا ہو اور جب اپنی ہدی کے گلے میں ہار ڈالے تو محرم کے حکم میں داخل ہوتا ہے۔ (فتح)

٢٧٥٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَيْبَرَ وَكَانَ بِهٖ رَمَدٌ فَقَالَ أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِيْ فَتَحَهَا فِيْ صَبَاحِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ أَوْ قَالَ لَيَأْخُذَنَّ غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوْهُ فَقَالُوْا هٰذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

٢٧٥٣۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خیبر میں علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہے تھے اور ان کی آنکھیں دکھتی تھیں تو علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے کہا یعنی بطور حسرت کے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہتا ہوں پھر علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نکلے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے پس جب اس رات کی شام ہوئی جس کی صبح کو خیبر فتح ہوا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں علم دوں گا اس مرد کو یا فرمایا کہ البتہ پکڑے گا علم کو کل وہ شخص جس کو اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں یا فرمایا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اللہ اس کے ہاتھ پر فتح کرے گا پس اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ ہیں اور ہم ان کی امید نہ رکھتے تھے تو لوگوں نے کہا یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو علم دیا تو اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔ اور اس میں غرض یہ قول ہے کہ کل میں اس شخص کو علم دوں گا جس کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتے ہیں پس تحقیق وہ مشعر ہے اس کے ساتھ کہ جھنڈا کسی معین شخص کے ساتھ خاص نہ تھا بلکہ ہر جہاد میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس کو چاہتے تھے دیتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دینے والا ہوں لواء اس مرد کو جس کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہے۔ یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ رایۃ اور لواء برابر ہے۔ (فتح)

٢٧٥٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُوْلُ

٢٧٥٤۔ نافع بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ زبیر رضی اللہ عنہ کو کہتے تھے کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو اس جگہ جھنڈا گاڑنے کا حکم دیا تھا۔

لِلزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا هَا هُنَا أَمَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَرْكُزَ الرَّايَةَ.

فائدہ: اس کی شرح مغازی میں آئے گی اور بیان کروں گا میں تعیین مکان کی کہ جس کی طرف اشارہ کیا گیا اور یہ کہ وہ حجون ہے اور طبری نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ امام سردار کرے لشکر پر اس شخص کو جس کی قوت اور بصیرت اور معرفت کا اعتبار ہو اور اس کی باقی شرح مغازی میں آئے گی انشاء اللہ۔ اور مہلب نے کہا کہ زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جھنڈا ر نہ گاڑا جائے مگر امام کی اجازت کے ساتھ اس لیے کہ وہ علامت ہے اس کے مکان (مرتبے) پر پس نہ تصرف کیا جائے اس میں مگر ساتھ اس کے حکم کے اور ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے پکڑنا جھنڈوں کا لڑائی میں اور یہ جھنڈا ہوتا ہے امیر کے ساتھ یا جس کو وہ قائم کرے اس کے لیے لڑائی کے وقت اور تحقیق پہلے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے کہ لیا علم کو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے پس وہ شہید ہوا پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے لیا اور وہ بھی شہید ہوا اور اس کی پوری شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَّقَوْلِهٖ جَلَّ وَعَزَّ ﴿سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ﴾ قَالَهٗ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ مجھ کو فتح نصیب ہوئی رعب سے مہینے بھر کی راہ تک۔ یعنی اللہ نے فرمایا کہ اب ڈالیں گے ہم کافروں کے دلوں میں ہیبت اس لیے کہ انہوں نے شریک ٹھہرایا اللہ کا جس کی اس نے سند نہیں اتاری یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ہے۔

فائدہ: یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس کا اول یہ ہے کہ مجھ کو پانچ نعمتیں ملی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملیں پس تحقیق اس میں ہے کہ مجھ کو فتح نصیب ہوئی ہیبت سے مہینے بھر کی مسافت سے اور جس کی شرح تیمم میں گذر چکی ہے اور مجھ کو ظاہر ہوا ہے کہ حکمت ایک مہینا کے اقتصار کرنے میں یہ ہے کہ آپ کے درمیان اور بڑے ملکوں کے درمیان جو آپ کے گرد تھے ایک مہینے کی مسافت سے زیادہ فاصلہ نہ تھا جیسے شام عراق یمن اور مصر کہ ان میں اور مدینے کے درمیان مگر ایک ماہ کی مسافت یا اس سے کم۔ اور طبرانی میں سائب بن یزید سے روایت ہے کہ ایک مہینہ میرے آگے اور ایک پیچھے اور یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے منافی نہیں اور نہیں مراد خصوصیت سے محض حاصل ہونا ہیبت کا بلکہ وہ اور جو کہ اس سے پیدا ہوتا ہے دشمن پر فتح پانے سے۔ (فتح)

۲۷۵۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ

۲۷۵۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھیجا گیا ہوں ساتھ جوامع الکلم کے اور مجھ کو فتح

بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَآئِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَقَدْ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُوْنَهَا.

نصیب ہوئی رعب سے پس جس حالت میں کہ میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے سامنے ہوئیں سو میرے آگے رکھی گئیں۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے گئے اور تم وہ خزانے نکالتے ہو۔

فائدہ: جوامع الکلم اس کو کہتے ہیں جس میں لفظ کم اور معانی زیادہ ہوں۔اور جوامع الکلم سے مراد قرآن اور حدیث ہے جن کے معانی اور مطالب کی کچھ حد نہیں۔اور زمین کے خزانوں کی کنجیوں سے مراد وہ چیز ہے جو کھولی جائے گی آپ کی امت پر آپ کے بعد فتوحات سے۔اور بعض کہتے ہیں کہ کانیں مراد ہیں۔(فتح)

۲۷۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ وَهُمْ بِإِيْلِيَآءَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَآءَةِ الْكِتَابِ كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ فَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ وَأُخْرِجْنَا فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي حِيْنَ أُخْرِجْنَا لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ.

۲۷۵۶۔ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہرقل نے کسی کو اس کے پاس بھیجا اور حالانکہ ہرقل بیت المقدس میں تھا پھر اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا اور پڑھوایا پھر جب خط کے پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس کے نزدیک بہت شور وغل ہوا اور آوازیں بلند ہوئیں اور ہم نکالے گئے تو میں نے اپنے یاروں سے کہا کہ البتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ یہاں تک بلند ہوا کہ روم کا بادشاہ اس سے ڈرتا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث بدء الوحی میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے اس کا یہ قول ہے کہ روم کا بادشاہ اس سے ڈرتا ہے اس لیے کہ ہرقل کی جگہ اور مدینے کے درمیان ایک ماہ کی مدت تھی یا اس کی مانند۔(فتح)

بَابُ حَمْلِ الزَّادِ فِي الْغَزْوِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَتَزَوَّدُوْا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى﴾.

جہاد میں سفر کا خرچ اٹھانا۔یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ خرچ راہ ساتھ لیا کرو کہ خرچ راہ بہتر ہے گناہ سے بچنا یعنی سوال سے۔

فائدہ: اس ترجمہ کے ساتھ اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ سفر میں خرچ کا اٹھانا توکل کے منافی نہیں اور تحقیق گذر چکی ہے حج میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں جو اس کی تائید کرتی ہے۔ (فتح)

۲۷۵۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي وَحَدَّثَتْنِي أَيْضًا فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ صَنَعْتُ سُفْرَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ حِينَ أَرَادَ أَنْ يُهَاجِرَ إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَتْ فَلَمْ نَجِدْ لِسُفْرَتِهِ وَلَا لِسِقَائِهِ مَا نَرْبِطُهُمَا بِهِ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ وَاللهِ مَا أَجِدُ شَيْئًا أَرْبِطُ بِهِ إِلَّا نِطَاقِي قَالَ فَشُقِّيهِ بِاثْنَيْنِ فَارْبِطِيهِ بِوَاحِدٍ السِّقَاءَ وَبِالْآخَرِ السُّفْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ.

۲۷۵۷۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا تیار کیا جب کہ آپ نے مدینے کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا سو نہ پائے ہم نے آپ کے لیے دسترخوان اور نہ آپ کی مشک کے لیے وہ چیز کہ باندھیں ہم ان کو ساتھ اس کے تو میں نے اپنے باپ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں کوئی چیز نہیں پاتی جس کے ساتھ باندھوں مگر اپنا کمر بند ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کر پس ایک سے مشک باندھ اور دوسرے سے دسترخوان تو میں نے اسی طرح کیا پس اس لیے اسماء رضی اللہ عنہا کا نام ذات النطاقین رکھا گیا یعنی صاحب دو کمر بند کی۔

فائدہ: اور اس سے غرض یہ قول ہے کہ ہم نے آپ کی مشک اور دسترخوان باندھنے کے لیے کوئی چیز نہ پائی۔ پس تحقیق وہ ظاہر ہوتا ہے بیچ اٹھانے آلہ خرچ کے سفر میں اور اس کی شرح ہجرت میں آئے گی۔ (فتح)

۲۷۵۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُومَ الْأَضَاحِيِّ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ.

۲۷۵۸۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قربانیوں کا گوشت خرچ راہ ساتھ لیا کرتے تھے مدینے تک۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الاضاحی میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۲۷۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى قَالَ أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ

۲۷۵۹۔ سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جنگ خیبر کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ جب صہباء میں پہنچے اور وہ جگہ خیبر کے علاقہ سے ہے اور وہ خیبر کے تلے ہے تو انہوں نے عصر کی نماز پڑھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ وَهِيَ أَدْنَى خَيْبَرَ فَصَلَّوا الْعَصْرَ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَطْعِمَةِ فَلَمْ يُؤْتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِسَوِيقٍ فَلُكْنَا فَأَكَلْنَا وَشَرِبْنَا ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا وَصَلَّيْنَا.

منگائے پس نہ لایا گیا پاس حضرت ﷺ کے کچھ مگر ستو تو ہم نے لقمہ منہ میں پھیرا سو ہم نے کھایا اور پیا یعنی بعضوں نے خشک ستو کھایا اور بعضوں نے پانی میں بھگو کر پیا پھر حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی اور نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گذر چکی ہے۔

۲۷۶۰۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُومٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَفَّتْ أَزْوَادُ النَّاسِ وَأَمْلَقُوا فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَحْرِ إِبِلِهِمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ إِبِلِهِمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادِ فِي النَّاسِ يَأْتُونَ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَتِهِمْ فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتَّى فَرَغُوا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ.

۲۷۶۰۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کے خرچ راہ کم ہوئے اور محتاج ہوئے تو حضرت ﷺ کے پاس اونٹوں کے ذبح کرنے کے ارادے سے آئے یعنی پس آپ سے اپنے اونٹوں کے ذبح کرنے کی اجازت چاہی تو حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو ملے تو لوگوں نے ان کو اس واقعہ سے خبر دی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں زندگی تمہاری بعد تمہارے اونٹوں کے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا ہے یا حضرت ﷺ نہیں زندگی ان کی بعد ان کے اونٹوں کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں پکار دے کہ اپنے باقی خرچ راہ لائیں یعنی جتنا کسی کے پاس خرچ راہ باقی ہو تو حضرت ﷺ کے پاس لے آئے سو اس کے لیے دستر خوان بچھایا گیا اور باقی خرچ راہ لائے تو حضرت ﷺ نے ان پر برکت کی دعا کی پھر ان کے برتن منگوائے تو لوگوں نے لپوں سے لینا شروع کیا یہاں تک کہ اپنی حاجتوں سے فارغ ہوئے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔

فائدہ: یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ظاہر ہونا معجزے کا اس قبیل سے ہے کہ رسالت کی تائید کرتا ہے اور اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا حسن خلق ہے اور اجابت آپ کی طرف اس چیز کی کہ التماس کریں آپ سے اصحاب آپ کے اور ان کا جاری ہونا اوپر عادت بشری کے بیچ محتاج ہونے طرف سفر خرچ کی اور اس میں فضیلت ظاہرہ ہے عمر رضی اللہ عنہ کے لیے جو دلالت کرتی ہے اوپر قوی ہونے اس کے یقین کے ساتھ قبول ہونے دعا حضرت ﷺ کی اور ان کی نیک نظری پر مسلمانوں کے لیے علاوہ ازیں نہیں بیچ اجابت کرنے حضرت ﷺ کے ان کے لیے اوپر ان کے اونٹوں کے ذبح کرنے کے جو اس بات کو واجب کرے کہ وہ بغیر سواری کے باقی رہیں گے اس احتمال کی وجہ سے کہ بھیجے اللہ ان کے لیے وہ چیز جو ان کو اٹھائے غنیمت سے اور مانند اس کی سے لیکن قبول کیا حضرت ﷺ نے کہنا عمر رضی اللہ عنہ کا اس چیز کی طرف کی اشارہ کیا اس کے ساتھ معجزے میں جلدی کرنے کے لیے ساتھ برکت کہ حاصل ہوئی کھانے میں اور تحقیق واقع ہوا ہے عمر رضی اللہ عنہ کے لیے مشابہ ساتھ اس قصے کے پانی میں جیسا کہ علامات النبوۃ میں اس کی طرف اشارہ آئے گا۔ اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں تمہاری زندگی تمہارے اونٹوں کے بعد تو یہ اس لیے کہ پے درپے پیادہ چلنا اکثر اوقات پہنچاتا ہے ہلاکت کی طرف۔ ابن بطال نے کہا کہ استنباط کیا ہے اس سے بعض فقہا نے یہ کہ جائز ہے حاکم اور بادشاہ کے لیے قحط میں کہ جس کے پاس اپنی قوت اور حاجت سے زیادہ غلہ ہو وہ اس کے بیچنے کے لیے واجب کر کے حکم کرے اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے لوگوں کی خیر خواہی سے اور سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جائز ہونا مشورے کا ہے امام پر ساتھ مصلحت کے اگرچہ اس سے پہلے مشورہ نہ لیا ہو۔ (فتح)

بَابُ حَمْلِ الزَّادِ عَلَى الرِّقَابِ.

خرچ راہ کا گردنوں پر اٹھانا یعنی جب کہ اس کا چوپایوں پر اٹھانا مشکل ہو۔

۲۷۶۱۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجْنَا وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ نَحْمِلُ زَادَنَا عَلٰى رِقَابِنَا فَفَنِيَ زَادُنَا حَتّٰى كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا يَأْكُلُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ تَمْرَةً قَالَ رَجُلٌ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ وَأَيْنَ كَانَتِ التَّمْرَةُ تَقَعُ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِيْنَ فَقَدْنَاهَا حَتّٰى أَتَيْنَا الْبَحْرَ فَإِذَا حُوْتٌ قَدْ قَذَفَهُ الْبَحْرُ

۲۷۶۱۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم جہاد کو نکلے اور ہم تین سے آدمی تھے ہم اپنا خرچ راہ اپنی گردنوں پر اٹھاتے تھے تو ہمارا خرچ راہ کم ہوا یہاں تک کہ آدمی ہر دن ایک کھجور کھاتا تھا ایک مرد نے کہا کہ اے ابو عبداللہ (یہ جابر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) ایک کھجور سے آدمی کو کیا ہوتا ہوگا یعنی ایک کھجور سے آدمی کا کس طرح گذارا ہوگا تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب کھجوریں تمام ہوئیں تو ایک کو بھی ہم نے گم پایا یعنی پھر ایک بھی ہاتھ نہ آتی تھی یہاں تک کہ ہم دریا پر آئے تو ناگہاں ہم نے دیکھا کہ ایک مچھلی ہے یعنی مری ہوئی جس کو دریا نے باہر پھینک

فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا مَّا أَحْبَبْنَا.

دیا ہے سو ہم نے اس میں سے اٹھارہ دن تک کھایا جو کچھ ہم نے چاہا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور غرض اس سے اس کا یہ قول ہے کہ ہم اپنے خرچ راہ اپنی گردنوں پر اٹھاتے تھے۔

بَابُ إِرْدَافِ الْمَرْأَةِ خَلْفَ أَخِيهَا.

عورت کو اس کے بھائی کے پیچھے سوار کرنا۔

٢٧٦٢۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَرْجِعُ أَصْحَابُكَ بِأَجْرِ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَلَمْ أَزِدْ عَلَى الْحَجِّ فَقَالَ لَهَا اذْهَبِي وَلْيُرْدِفْكِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ أَنْ يُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ فَانْتَظَرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَعْلَى مَكَّةَ حَتّٰى جَآءَتْ.

٢٧٦٢۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کے اصحاب تو حج اور عمرہ دونوں کے ثواب کے ساتھ پھرتے ہیں اور میں نے صرف حج کیا ہے عمرہ نہیں کیا یعنی چاہتی ہوں کہ میں بھی عمرہ کروں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا اور چاہیے کہ عبد الرحمٰن تجھ کو اپنے پیچھے سوار کرے تو حضرت ﷺ نے عبد الرحمٰن کو حکم دیا کہ اس کو تنعیم سے عمرہ کروائے تو حضرت ﷺ نے مکے کی اونچی طرف میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی انتظاری کی یہاں تک کہ عمرہ کر کے آئیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گذر چکی ہے اور مشابہ ہے یہ کہ ہو وجہ داخل ہونے اس کے کے اس جگہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو پہلے گذری ہے کہ تمہارا جہاد حج ہے۔ (فتح)

٢٧٦٣۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُرْدِفَ عَائِشَةَ وَأُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ.

٢٧٦٣۔ عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم دیا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے چڑھاؤں اور اس کو تنعیم سے عمرہ کراؤں۔

بَابُ الْاِرْتِدَافِ فِي الْغَزْوِ وَالْحَجِّ.

جہاد اور حج میں ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہونا۔

٢٧٦٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ

٢٧٦٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا اور البتہ لوگ آواز بلند کرتے تھے ساتھ حج اور عمرہ

أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَدِيْفَ أَبِيْ طَلْحَةَ وَإِنَّهُمْ لَيَصْرُخُوْنَ بِهِمَا جَمِيْعًا الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ.

دونوں کے۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ حج میں ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہونا درست ہے اور علی ھذا القیاس جہاد کا بھی یہی حکم ہے۔

بَابُ الرِّدْفِ عَلَى الْحِمَارِ.

گدھے پر ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہونا۔

۲۷۶۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى إِكَافٍ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ وَّأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَآئَهُ.

۲۷۶۵۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوئے پالان پر جس پر کپڑ ڈالا ہوا تھا اور اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے چڑھایا۔

۲۷۶۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ يُوْنُسُ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ مُرْدِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَّمَعَهٗ بِلَالٌ وَّمَعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ حَتّٰى أَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَمَرَهٗ أَنْ يَّأْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ فَفَتَحَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ أُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَّعُثْمَانُ فَمَكَثَ فِيْهَا نَهَارًا طَوِيْلًا ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَوَجَدَ بِلَالًا وَّرَآءَ الْبَابِ قَائِمًا فَسَأَلَهٗ أَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ

۲۷۶۶۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر مکے کی اونچی طرف سے آئے اس حال میں کہ اسامہ کو اپنے پیچھے چڑھائے تھے اور آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ تھے جو کعبے کے دربانوں سے تھے یہاں تک کہ سواری کو مسجد حرام میں بٹھایا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ خانے کعبے کی کنجی لائے تو خانہ کعبہ کھولا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اندر داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ اسامہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اندر دیر تک رہے تو لوگوں نے کعبے کے اندر میں ایک دوسرے سے جلدی کی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سب سے پہلے داخل ہوئے انہوں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے کے پاس کھڑے پایا اور اس سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کہاں پڑھی ہے تو اشارہ کیا اس نے اس کے لیے طرف اس

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى مِنْ سَجْدَةٍ.

جگہ کی جس میں حضرت ﷺ نے نماز پڑھی تھی عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس سے پوچھنا بھول گیا کہ حضرت ﷺ نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔

فائدہ: اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور ظاہر ہوگی وجہ اس کے داخل ہونے کی جہاد کے ابواب میں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نماز اور حج میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے اول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ فتح کے دن آئے اس حال میں کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے چڑھائے ہوئے تھے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَخَذَ بِالرِّكَابِ وَنَحْوِهِ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو پکڑے رکاب کو اور مانند اس کے کو یعنی مدد کرنے سے سواری وغیرہ پر۔

۲۷۶۷۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَّيُعِينُ الرَّجُلَ عَلٰى دَآبَّتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ وَّالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَّكُلُّ خُطْوَةٍ يَّخْطُوهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَّيُمِيطُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ.

۲۷۶۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر روز جس میں آفتاب نکلے آدمیوں کی ہر ایک ہڈی اور ہر جوڑ پر صدقہ ہے انصاف کرنا دو شخصوں میں صدقہ ہے مدد کرنی مرد کی اس کی سواری پر اس کو سواری پر چڑھا دینا یا اس کا اسباب اس کی سواری پر لاد دینا صدقہ ہے اور نیک بات سے کسی کا دل خوش کرنا صدقہ ہے یعنی خیرات ہے اور ہر ایک قدم جو نماز کے لیے چلے خیرات ہے اور تکلیف دینے والی چیز جیسا کہ کانٹا اور ہڈی اور پتھر کو راہ سے دور کرنا خیرات ہے۔

فائدہ: یعنی ہر مسلمان مکلّف پر ساتھ گنتی ہر جوڑ کے اس کی ہڈیوں سے صدقہ ہے اللہ کے لیے بطور شکر کے اس کے لیے۔ اس لیے کہ اللہ نے اس کی ہڈیوں میں جوڑ بنائے کہ ان کے سبب سے قبض اور بسط یعنی بند کرنے اور کھولنے پر قادر ہوتا ہے اور خاص کی گئیں ہڈیاں ذکر کے ساتھ اس چیز کی وجہ سے کہ بیچ تصرف کے ہے ساتھ ان کے دقائق کاری گریوں سے جن کے ساتھ آدمی خاص ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو اس کی سواری پر چڑھانا تو یہ جگہ ترجمہ کی ہے پس تحقیق قول اس کا فیحمل علیہا عام تر ہے اس سے کہ اس کا اسباب اس کی سواری پر لاد دے یا اس کو اس پر چڑھا دے اور یہ جو کہا او یرفع علیہا متاعہ تو یا یہ راوی کا شک ہے یا تنویع ہے اور سوار کا چڑھانا عام تر ہے اس سے کہ اس کو بدستور اٹھا کر سواری پر سوار کرے یا سوار ہونے میں اس کی مدد کرے پس صحیح ہوگا ترجمہ۔ ابن منیر نے کہا کہ نہیں لیا جاتا

ترجمہ مجرد صیغہ فعل سے پس تحقیق وہ مطلق ہے بلکہ عموم کی جہت سے اور تحقیق روایت کی ہے مسلم نے عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جنگ حنین میں کہ میں حضرت ﷺ کی رکاب کو پکڑنے والا تھا۔ اور یہ جو کہا کہ تکلیف دینے والی چیز کا راہ سے دور کرنا خیرات ہے تو ابن بطال نے بعض سے حکایت کی ہے کہ یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس طور کے کہ فضائل قیاس کے ساتھ مدرک نہیں ہوتے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پکڑے جاتے ہیں بطور توقیف کے حضرت ﷺ سے۔ (فتح)

بَابُ السَّفَرِ بِالْمَصَاحِفِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ وَكَذٰلِكَ يُرْوٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کافروں کی زمین کی طرف قرآن کے ساتھ سفر کرنا مکروہ ہے یعنی اور اس طرح روایت ہے محمد بن بشر سے اس نے روایت کی ہے نافع سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: لیکن روایت محمد بن بشر کی پس موصول کیا ہے اس کو اسحق بن راہویہ نے اپنی مسند سے اس لفظ سے کہ مکروہ رکھا ہے حضرت ﷺ نے یہ کہ سفر کیا جائے ساتھ قرآن کے طرف زمین دشمن یعنی کافر کی اس خوف کی وجہ سے کہ پہنچے اس کو دشمن اور لیکن متابعت ابن اسحق کی پس وہ معنی کے ساتھ اس لیے کہ احمد نے اس کو روایت کیا ہے اس لفظ کے ساتھ کہ نہیں کی حضرت ﷺ نے یہ کہ سفر کیا جائے قرآن کے ساتھ دشمن کی زمین کی طرف اور نہیں تقاضہ کرتی ہے کراہت کو اس لیے کہ وہ نہیں جدا ہوتی ہے کراہت تنزیہ یا تحریم سے۔ (فتح)

وَتَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سَافَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ الْقُرْاٰنَ.

اور متابعت کی ہے عبید اللہ کی ابن اسحق نے نافع سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت ﷺ سے یعنی اور سفر کیا حضرت ﷺ نے اور آپ کے اصحاب نے بیچ زمین کافر کے اور حالانکہ وہ قرآن جانتے تھے۔

فائدہ: اس کے ساتھ بخاری نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ قرآن کے ساتھ سفر کرنے کی نہی سے مراد لکھے ہوئے قرآن کی نفی ہے یعنی جو کاغذ وغیرہ پر لکھا ہوا اس خوف سے کہ پہنچے اس کو دشمن۔ یہ مراد نہیں کہ نفس قرآن کے ساتھ سفر کرنا منع ہے یعنی عامل قرآن مراد نہیں۔ اور اسماعیلی نے اس کے ساتھ تعاقب کیا ہے کہ یہ کسی نے نہیں کہا کہ جو قرآن اچھا جانتا ہو وہ دشمن کے گھر میں اس کے ساتھ جہاد نہ کرے اور یہ اس شخص کا اعتراض ہے جو بخاری کی مراد نہیں سمجھا اور دعوی کیا ہے مہلب نے کہ مراد بخاری کی اس کے ساتھ قوی کرنا ہے اس شخص کے قول کا جو بڑے اور چھوٹے لشکر میں فرق کرتا ہے پس بڑے میں جائز اور چھوٹے میں ناجائز رکھتا ہے۔ (فتح)

۲۷۶۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يُّسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ إِلٰى أَرْضِ الْعَدُوِّ.

۲۷۶۸۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ سفر کیا جائے ساتھ قرآن کے طرف زمین دشمن کی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس خوف کی وجہ سے کہ اس کو دشمن پہنچے۔اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اجماع کیا ہے فقہاء نے اس پر کہ نا سفر کیا جائے ساتھ قرآن کے چھوٹے لشکروں میں جن کے مغلوب ہونے کا خوف ہو اور انہوں نے اختلاف کیا ہے بڑے لشکر کے بارے میں جس کے مغلوب ہونے سے امن ہو سو امام مالک نے تو اس میں بھی مطلق منع کیا ہے اور ابو حنیفہ نے تفصیل کی ہے اور دائر کیا ہے شافعیہ نے کراہت کو خوف کے ساتھ وجودا اور عدما اور ان میں سے بعض نے مالکیہ کی طرح کہا ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ کافر کے ہاتھ قرآن کا بیچنا منع ہے معنی مذکور کے موجود ہونے کی وجہ سے اس میں اور وہ اس کی اہانت پر قدرت پانی ہے اور نہیں اختلاف ہے اس کے حرام ہونے میں سوائے اس کے نہیں کہ اختلاف تو صرف اس میں ہے کہ کیا صحیح ہے اگر واقع ہو اور حکم کیا جائے ساتھ دور کرنے اس کی ملک کے اس سے یا نہیں اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ کافر کو قرآن سکھانا منع ہے پس مالک تو مطلق منع کرتے ہیں اور حنفیہ تو مطلق جائز رکھتے ہیں اور شافعی سے دو قول ہیں اور تفصیل کی ہے بعض مالکیہ نے درمیان قلیل کے سبب کے لیے مصلحت قائم ہونے حجت کے اوپر ان کے پس جائز رکھا ہے انہوں نے اس کو اور درمیان کثیر کے پس منع کیا ہے اس کو اور تائید کرتا ہے اس کی قصہ ہرقل کا اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اس کی طرف بعض آیات لکھی اور نووی نے اتفاق نقل کیا ہے اوپر جائز ہونے کتاب کے طرف ان کی ساتھ مثل ان کے۔(فتح)

بَابُ التَّكْبِيْرِ عِنْدَ الْحَرْبِ.

لڑائی کے وقت تکبیر کہنے کا بیان یعنی اللہ اکبر کہنا یعنی جواز اس کا یا مشروعیت اس کی۔

۲۷۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُّحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَبَّحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَقَدْ خَرَجُوْا بِالْمَسَاحِيْ عَلٰى أَعْنَاقِهِمْ فَلَمَّا رَاَوْهُ قَالُوْا هٰذَا مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ فَلَجَئُوْا إِلَى الْحِصْنِ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۷۶۹۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خیبر میں صبح کی اور حالانکہ خیبر والے بیلچوں کو اپنی گردنوں پر رکھ کر نکلے تھے یعنی کھیتی ہتھیار لے کر نکلے بے خبر حضرت ﷺ کے آنے سے سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ آئے محمد ﷺ اور ان کا لشکر آئے محمد ﷺ اور ان کا لشکر تو انہوں نے قلع کی طرف پناہ لی تو حضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا کہ اللہ اکبر یعنی اللہ سب سے

يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ ﴿فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾ وَأَصَبْنَا حُمُرًا فَطَبَخْنَاهَا فَنَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَأُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ بِمَا فِيْهَا. تَابَعَهُ عَلِيٌّ عَنْ سُفْيَانَ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ.

بڑا ہے خراب ہوا خیبر تحقیق ہم مسلمان جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح اس قوم کی جو ڈرائے گئے اور ہم نے گھر کے پلے ہوئے گدھے پائے سو ہم نے ان کو پکایا سو حضرت ﷺ کے منادی نے پکارا کہ بے شک اللہ اور اس کا رسول منع کرتے ہیں تم کو گدھوں کے گوشت کھانے سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑائی کے وقت تکبیر کہنی درست ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيْرِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ مکروہ ہے بلند کرنے آواز کے سے تکبیر میں۔

۲۷۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلٰى وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاۤأَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّهُ مَعَكُمْ إِنَّهُ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالٰى جَدُّهُ.

۲۷۷۰۔ ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھے سو جب ہم کسی نالے کی بلندی پر پہنچتے تھے لا الہ الا اللہ کہتے تھے اور اللہ اکبر کہتے تھے اور ہماری آوازیں بلند ہوتیں تھیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگوں نرمی کرو اپنی جانوں پر یعنی شور نہ کرو البتہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو یعنی بلکہ تم تو سننے والے نزدیک کو پکارتے ہو تحقیق وہ تمہارے ساتھ موجود ہے سنتا ہے قریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ اور طبری نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا اور ذکر کے ساتھ آواز بلند کرنی مکروہ ہے اور یہی قول ہے عام سلف کا اصحاب اور تابعین سے اور تصرف بخاری کا چاہتا ہے اس بات کو کہ یہ خاص ہے ساتھ تکبیر کے لڑائی کے وقت اور لیکن بلند کرنا آواز کا کہ اس کے غیر میں پس تحقیق گذر چکا ہے کتاب الصلوۃ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں دستور تھا کہ جب فرض نماز سے پھرتے تھے تو پکار پکار کے ذکر کرتے تھے اور اس کی بحث اس جگہ گذر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ التَّسْبِيحِ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا.

جب کسی پست زمین میں اترے تو سبحان اللہ کہے۔

٢٧٧١ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا.

۲۷۷۱۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ہم کسی اونچی جگہ پر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب کسی پست جگہ میں اترتے تھے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا عَلَا شَرَفًا.

جب کسی بلند جگہ پر پہنچے اللہ اکبر کہے۔

٢٧٧٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا تَصَوَّبْنَا سَبَّحْنَا.

۲۷۷۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کسی بلند جگہ پر چڑھتے تھے یعنی مانند پہاڑ کی اور ٹیلے کی تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب کسی پست جگہ میں اترتے تھے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

فائدہ: یہ وہی جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو ابھی مذکور ہو چکی ہے۔

٢٧٧٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ الْغَزْوِ يَقُولُ كُلَّمَا أَوْفٰى عَلٰى ثَنِيَّةٍ أَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ قَالَ صَالِحٌ فَقُلْتُ لَهُ أَلَمْ يَقُلْ عَبْدُ اللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ لَا.

۲۷۷۳۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب حج یا عمرے سے پلٹتے تھے اور نہیں جانتا میں اس کو مگر ذکر کیا جہاد کو کسی پہاڑی کی گھاٹی یا سنگستانی زمین پر پہنچتے تھے تو تین بار اللہ اکبر کہتے تھے پھر فرماتے تھے کہ نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کا ملک ہے اور اسی کو تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم سفر سے پھرے توبہ بندگی سجدہ کرنے والے ہم اپنے رب کے شکر گذار ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور کفار کے گروہوں کو شکست دی یعنی بھگا دیا تنہا اسی نے۔ صالح کہتا ہے کہ میں نے سالم سے کہا عبداللہ نے انشاء اللہ نہیں کہا یعنی بعد آئبون کے تو اس نے کہا کہ نہیں۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہ قول ہے کہ جب پہاڑ کی کسی گھاٹی یا بلند جگہ پر اترتے تھے تو تین بار اللہ اکبر کہتے تھے اور مہلب نے کہا کہ اللہ اکبر کہنا حضرت مَثَلِّیْظُم کا بلندی کے وقت خبر دیتی ہے اللہ کی بڑائی کی جو بلند اور بزرگ ہے اور وقت واقع ہونے اوپر بڑی چیز کے اس کی مخلوق سے کہ وہ ہر چیز سے بڑا ہے۔ اور سبحان اللہ کہنا حضرت مَثَلِّیْظُم کی میدانوں کے اندر مستنبط ہے یونس عَلَیْلًا کے قصے سے اس لیے کہ باسبب سبحان اللہ کہنے ان کے کے مچھلی کے پیٹ میں نجات دی ان کو اللہ نے اندھیروں سے تو حضرت مَثَلِّیْظُم نے بھی میدانوں میں سبحان اللہ کہا تا کہ اللہ آپ کو بھی نجات دے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت مَثَلِّیْظُم پست جگہوں میں سبحان اللہ اس وجہ سے کہتے تھے کہ تسبیح کے معنی پاکی بیان کرنے کے ہیں پس مناسب ہوئی پاکی بیان کرنی اللہ کی پست ہونے کے صفتوں سے جیسا کہ مناسب ہے بڑائی بیان کرنی اس کی بلندی کے وقت اور نہیں لازم آتا ہونے جہت بلند اور پستی سے محال اللہ تعالیٰ پر یہ کہ نہ صفت کیا جائے ساتھ بلندی کے اس لیے کہ وصف کرنا اس کا ساتھ علو کے معنی کے جہت سے ہے اور محال ہونا اس کا حس کی جہت سے ہے اس لیے کہ وارد ہوا ہے اس کی صفت میں عالی اور علی اور متعالی اور نہیں وارد ہوئی اس کی ضد اگرچہ اللہ کے علم نے اس کو احاطہ کیا ہے۔ (فتح)

بَابُ يُكْتَبُ لِلْمُسَافِرِ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ فِي الْإِقَامَةِ.

لکھا جاتا ہے مسافر کے لیے ثواب مثل اس کی کہ تھا عمل کرتا بیچ حالت اقامت کے۔

فائدہ: یعنی جب کہ اس کا سفر گناہ میں نہ ہو۔ (فتح)

٢٧٧٤۔ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ أَبُوْ إِسْمَاعِيْلَ السَّكْسَكِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ وَاصْطَحَبَ هُوَ وَيَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ كَبْشَةَ فِيْ سَفَرٍ فَكَانَ يَزِيْدُ يَصُوْمُ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ بُرْدَةَ سَمِعْتُ أَبَا مُوْسٰى مِرَارًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيْمًا صَحِيْحًا.

٢٧٧٤۔ ابراہیم سے روایت ہے کہ میں نے ابو بردہ رٹائٹنڈ سے سنا اور وہ اور یزید بن ابی کبشہ دونوں ایک سفر میں ساتھی تھے یزید رٹائٹنڈ روزہ رکھتے سفر میں تو ابو بردہ رٹائٹنڈ نے کہا کہ میں نے ابو موسیٰ رٹائٹنڈ سے کئی بار سنا کہتے تھے کہ حضرت مَثَلِّیْظُم نے فرمایا کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کا ثواب ویسا ہی لکھا جاتا ہے جیسا وہ اپنے وطن میں اور صحت کی حالت میں کرتا تھا۔

فائدہ: یہ اس شخص کے حق میں ہے جو بندگی کرتا ہو پس روکا جائے اس سے اور اس کی نیت یہ ہو کہ اگر مانع نہ ہوتا تو اس کو ہمیشہ کرتا اور ابو داود میں صریح آچکا ہے اور نیز ایک روایت میں آیا ہے کہ بندہ جب کسی نیکی پر ہو پھر بیمار

ہو جائے تو جو فرشتہ اس کے ساتھ موکل ہے اس کو کہا جاتا ہے کہ لکھ اس کے لیے مثل اس کی جو یہ عمل کرتا تھا حالت صحت میں یہاں تک کہ میں اس کو صحت دوں یا اپنی طرف لاؤں روایت کی یہ حدیث عبد الرزاق اور احمد نے ۔اور ایک روایت میں ہے کہ جب مبتلا کرتا ہے اللہ مسلمان کو کسی بلا کے ساتھ اس کے بدن میں تو اللہ فرشتے کو کہتا ہے کہ لکھ اس کے نیک عمل اس کے لیے جو کیا کرتا تھا پھر اگر اس کو اللہ شفا دے تو اس کو گناہ سے پاک کر ڈالتا ہے اور اگر اس کی روح قبض کرلے تو اس کو بخش دیتا ہے اور رحم کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ لکھتا ہے بیمار کے لیے وہ اجر کہ عمل کرتا تھا حالت صحت میں جب تک کہ بیمار رہے اور ایک روایت میں ہے کہ رات کو نماز پڑھا کرتا ہو یعنی اس کی عادت ہو پھر غالب آئے اس پر نیند یا بیماری تو لکھا جاتا ہے اس کے لیے اجر نماز اس کی کا اور وہ سونا اس پر صدقہ ہوتا ہے ابن بطال نے کہا کہ یہ سب بحث نوافل کے حق میں ہے اور لیکن نماز فرائض کے تو نہیں ساقط ہوتی سفر اور بیماری میں اور اس کے ساتھ استدلال کیا گیا ہے کہ بیمار اور مسافر جب تکلیف اٹھا کر عمل کرے تو افضل ہوگا اس سے جو صحت اور اقامت کی حالت میں کرے ان احادیث میں تعاقب ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ عذر رخصت دینے والے جماعت کے ترک پر ساقط کرتے ہیں کراہت اور گناہ کو خاص کے اس کے بغیر کے ہوں حاصل کرنے والے فضیلت کو اور اس کے ساتھ جزم کیا ہے نووی نے شرح مذہب میں اور اس کی پہلی وجہ کو جزم کیا ہے رویانی نے تلخیص میں اور شہادت دیتی ہے اس کے لیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع کہ جو وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد کی طرف جائے اور پائے لوگوں کو کہ نماز پڑھ چکے ہوں تو اللہ اس کو نماز پڑھنے والے اور اس پر حاضر ہونے والے کے برابر ثواب دیتا ہے اس کا کچھ ثواب کم نہیں ہوتا یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے اور اس کی سند قوی ہے اور سبکی کبیر نے کہا کہ جس کی عادت جماعت سے نماز پڑھنے کی ہو اور اس پر جماعت سے نماز پڑھنی مشکل ہو تو تنہا نماز پڑھے تو اس کے لیے جماعت کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جس کی عادت نہ اور جماعت کا ارادہ کرے پس دشوار ہو اس پر پس تنہا نماز پڑھے تو لکھا جاتا ہے اس کے لیے ثواب قصد اس کے کا نہ کہ جماعت کے ثواب کا اس لیے کہ اگرچہ اس کا قصد جماعت کا تھا مگر قصد مجرد ہے اور پہلے کے لیے دلالت کرتی ہے حدیث باب کی اور ثانی کے لیے یہ کہ ثواب فعل کا دوگنا ہوتا ہے اور اجر قصد کا دوگنا نہیں ہوتا اس دلیل کے ساتھ کہ جو نیکی کا قصد کرے اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ممکن ہے کہ اگر کہا جائے کہ جو تنہا نماز پڑھتا ہے اگرچہ اس کے لیے جماعت کا ثواب ہوتا ہے اس وجہ سے کہ اس کی عادت تھی پس لکھا جاتا ہے اس کے لیے ثواب اکیلے کی نماز کا ساتھ اصالت کے اور ثواب جماعت سے پڑھنے والے کا ساتھ فضل کے۔(فتح)

بَابُ السَّيْرِ وَحْدَهُ. تنہا چلنے کا بیان۔

۲۷۷۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - ۲۷۷۵۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنگ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَّحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ. قَالَ سُفْيَانُ الْحَوَارِيُّ النَّاصِرُ.

خندق کے دن حضرت ﷺ نے لوگوں کو بلایا یعنی فرمایا کہ کون ہے کہ کفار کے لشکر کی خبر لائے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لاتا ہوں پھر حضرت ﷺ نے ان کو بلایا یعنی کون ہے کہ کفار کے لشکر کی خبر لائے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں جاتا ہوں پھر حضرت ﷺ نے لوگوں کو بلایا یعنی تین بار بلایا اور زبیر رضی اللہ عنہ نے تینوں بار آپ کا حکم قبول کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کا کوئی خالص مدد گار ہوتا رہا ہے اور میرا خالص مددگار زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔

فائدہ: یہ حدیث باب الطلیعہ میں پہلے گذر چکی ہے اور اسماعیلی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ حدیث اس باب میں کس طرح داخل ہوتی ہے اور ابن منیر نے اس کی تقریر یوں کی کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے جو حضرت ﷺ کا حکم قبول کیا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے ساتھ کوئی اور نہ گیا ہو میں کہتا ہوں کہ اور طریق میں وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ تنہا گئے تھے اور مناقب میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے آئے گی وہ چیز کہ جو اس پر دلالت کرتی ہے اور اس میں ہے کہ میں نے کہا کہ اے باپ میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو جدا ہوتا ہے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ کفار کے لشکر کی خبر لائے سو میں چلا ہوں پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ تنہا گئے اور ان کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ (فتح)

۲۷۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ح حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَّحْدَهُ.

۲۷۷۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگ جانیں کہ جو کچھ تنہائی میں آفتیں ہیں جو میں جانتا ہوں تو رات کو کوئی سوار تنہا نہ چلے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ لڑائی کی مصلحت کے لیے چلنا خاص تر ہے سفر کرنے سے اور حدیث منع کی سفر کے حق میں وارد ہوئی ہے پس جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پکڑا جاتا ہے کہ جائز ہے سفر کرنا تنہا ضرورت کے لیے اور مصلحت کے جو

نہیں منتظم ہوتی مگر ساتھ تنہا ہونے کے مانند بھیجنے جاسوس کے اور طلیعہ کے اور جو اس کے علاوہ ہے اور سو مکروہ ہے اور احتمال ہے کہ ہو حالت جواز کی مقید حاجت کے ساتھ امن کے وقت اور حالت منع کی مقید ساتھ خوف کے جس جگہ ضرورت نہ ہو اور تحقیق واقع ہوا ہے کتب مغازی میں بھیجنا ہر ایک کا حذیفہ اور نعیم بن مسعود اور عبداللہ بن انیس اور خوات بن جبیر اور عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہم سے بھی کئی جگہوں کے بیچ ان میں سے بعض صحیح میں ہیں۔ (فتح)

بَابُ السُّرْعَةِ فِي السَّيْرِ قَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَّتَعَجَّلَ مَعِيْ فَلْيُعَجِّلْ.

چلنے میں جلدی کرنی یعنی بیچ رجوع کرنے کے طرف وطن کی۔ یعنی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میں جلد جانے والا ہوں مدینے کو سو جو تم لوگوں میں سے میرے ساتھ جلد جانا چاہے تو چاہیے کہ جلد جائے پھر جب مدینے کے قریب پہنچے۔ آخر حدیث تک

۲۷۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَحْيٰى يَقُوْلُ وَأَنَا أَسْمَعُ فَسَقَطَ عَنِّيْ عَنْ مَّسِيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ فَكَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَّصَّ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ.

۲۷۷۷۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں کس طرح چلتے تھے تو اس نے کہا کہ تیز چلتے تھے پھر جب فراخ جگہ پاتے تھے تو اور زیادہ تیز چلتے تھے اور نص عنق سے تیز چلنا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گذر چکی ہے۔

۲۷۷۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زَيْدٌ هُوَ ابْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَبَلَغَهُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِيْ عُبَيْدٍ شِدَّةُ وَجَعٍ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّفَقِ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

۲۷۷۸۔ اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکے کے راہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا تو اس کو صفیہ رضی اللہ عنہا (اپنی بی بی) کی سخت بیماری کی خبر پہنچی سو وہ جلدی چلے یہاں تک کہ جب سرخی غروب ہوئی تو پھر اترے اور مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھی یعنی دونوں کو عشاء کے وقت میں پڑھا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو چلنا کوشش میں لاتا تھا یعنی جلد چلنے کی ضرورت ہوتی تھی تو مغرب کی نماز کو تاخیر کرتے تھے اور دونوں کو جمع کرتے تھے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا.

۲۷۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ فَإِذَا قَضٰى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ فَلْيُعَجِّلْ إِلٰى أَهْلِهِ.

۲۷۷۹۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے باز رکھتا ہے تمہارے ایک کو سونے اس کے سے اور کھانے سے اور پینے سے پھر جب کوئی اپنے کام سے فراغت پائے تو چاہیے کہ جلدی اپنے گھر والوں کے پاس آئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عمرے کے بیان میں گذر چکی ہے۔اور مہلب نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے کی طرف جلد چلنا اس لیے تھا کہ اپنی جان کو آرام دیں اور اپنے گھر والوں کو خوش کریں۔اور جلد چلنا آپ کا مزدلفہ کی طرف اس لیے تھا کہ مشعر حرام میں جلد وقوف کریں۔اور جلد چلنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنی بیوی کی طرف اس لیے تھا کہ اس کی زندگی سے کچھ پائیں کہ ممکن ہو اس کو کہ وصیت کریں اس کی طرف ساتھ اس چیز کے کہ وصیت کرتے تھے اس کے غیر کی طرف۔(فتح)

بَابُ إِذَا حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ فَرَاٰهَا تُبَاعُ.

جب کسی کو اللہ کی راہ میں گھوڑا چرنے کو دے پھر اس کو بکتا دیکھے تو اس کو نہ خریدے۔

۲۷۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَوَجَدَهُ يُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَّبْتَاعَهُ فَسَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ.

۲۷۸۰۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا کسی کو اللہ کی راہ میں چرنے کو دیا پھر اس کو بکتا ہوا پایا تو اس کو خریدنا چاہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت خریدو اس کو اور نہ پھیر لے اپنے صدقے کو۔

۲۷۸۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ

۲۷۸۱۔عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں کسی کو چرنے کے لیے دیا تو جس کے پاس وہ گھوڑا تھا اس نے اس کو بیچنا چاہا یا ضائع کیا سو میں نے اس

حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَابْتَاعَهُ أَوْ فَأَضَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَإِنْ بِدِرْهَمٍ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِي قَيْئِهِ.

کوخریدنا چاہا اور میں نے گمان کیا ہے وہ اس کو ستا بیچتا ہے تو میں نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مت خریدو اگر چہ وہ تجھ کو ایک درہم سے دے پس (صحیح ترجمہ اس طرح ہے کہ اپنی خیرات کو واپس لینے والے کی مثال کتے کی سی ہے جو اپنی قے کو پھر کھا جاتا ہے) تحقیق اپنی خیرات کی چیز کو پھیر لینے والا ویسا ہے جیسا کوئی اپنی قے کو اپنے پیٹ میں پھر ڈال لے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح پہلے گذر چکی ہے۔

بَابُ الْجِهَادِ بِإِذْنِ الْأَبَوَيْنِ.

ماں باپ کی اجازت کے ساتھ جہاد کرنا۔

فائدہ: اسی طرح مطلق چھوڑا ہے اس نے اس کو اور یہی قول ہے ثوری کا اور مقید کیا ہے اس کو جمہور نے اسلام کے ساتھ اور نہیں واقع ہوا باب کی حدیث میں کہ ماں باپ نے اس کو منع کیا تھا لیکن شاید اس نے اشارہ کیا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف جو آئندہ آئے گی۔ (فتح)

٢٧٨٢۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ وَكَانَ لَا يُتَّهَمُ فِي حَدِيْثِهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ أَحَيٌّ وَّالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ.

٢٧٨٢۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے جہاد کی پروانگی چاہی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں اس نے کہا کہ ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پس انہی دونوں میں جہاد کر۔

فائدہ: یعنی خاص کر ان کو ساتھ جہاد نفس کے بیچ رضامندی ان کی کے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز تعبیر کرنا چیز کو ساتھ ضد اس کی کے جب کہ اس کے معنی سمجھے جائیں اس لیے کہ صیغہ امر کا بیچ قول حضرت ﷺ کے فجاہد ظاہر ہے اس کا پہنچنا ضرر کا ہے جو دونوں کے غیر کے لیے حاصل ہونا تھا ان کے لیے اور حالانکہ یہ قطعا مراد نہیں بلکہ مراد تو پہنچانا قدر مشترک ہے جہاد کی تکلیف سے اور وہ مشقت بدن کی ہے اور مال کی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو چیز جان مشقت میں ڈالے اس کا نام جہاد رکھا جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ماں باپ سے نیکی کرنا کبھی جہاد سے افضل ہوتا ہے اور جس سے مشورہ لیا جائے وہ محض خیر خواہی کے ساتھ مشورہ دے اور یہ مکلف بندگی کے عملوں سے افضل عمل

پوچھے تا کہ اس کے ساتھ عمل کرے اس لیے کہ اس نے جہاد کی فضیلت سنی پس جلدی کی طرف اس کی پھر نہ قناعت کی اس نے یہاں تک کہ اس کی اجازت چاہی پس دلالت کی اس نے اس چیز پر کہ وہ افضل ہے اس کے حق میں اور اگر سوال نہ ہوتا تو اس کو اس کا علم حاصل نہ ہوتا اور مسلم وغیرہ کی روایت میں یہ ہے کہ پھر جا اپنے ماں باپ کی طرف اور اچھی طرح ان کے ساتھ رہ اور ابو داود وغیرہ کی روایت میں ہے کہ پھر جا پس ہنسا اس کو جیسا کہ تو نے ان کو رلایا اور اس سے زیادہ تر صریح یہ حدیث ہے کہ پھر جا اور اپنے ماں باپ سے اجازت مانگ پس اگر وہ تجھ کو اجازت دیں تو جہاد کر نہیں تو ان کے ساتھ نیکی کر اور صحیح کہا ہے ان کو ابن حبان نے اور جمہور علما نے کہا کہ حرام ہے جہاد کرنا جب کہ ماں باپ دونوں منع کریں یا ایک منع کرے بشرطیکہ دونوں مسلمان ہوں اس لیے کہ ان کی خدمت فرض عین اور جہاد فرض کفایہ۔ پس جب متعین ہو جہاد تو اس وقت اجازت نہیں اور شہادت دیتی ہے اس کے لیے وہ حدیث جو ابن حبان نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا کہ سب سے افضل کون سا عمل ہے آپ نے فرمایا کہ نماز اس نے کہا کہ پھر کون سا عمل ہے آپ نے فرمایا جہاد اس نے کہا کہ میرے ماں باپ زندہ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تجھ کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم کرتا ہوں اس مرد نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا البتہ میں جہاد کروں گا اور ماں باپ کو چھوڑ دوں گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو خوب جانتا ہے پس یہ حدیث محمول ہے فرض عین پر دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق کے لیے اور کیا دادا اور دادی بھی ماں باپ کے ساتھ ملحق ہیں یا نہیں اس میں اصح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ وہ بھی ان کے ساتھ ملحق ہیں اور نیز صحیح یہ ہے کہ اس میں آزاد اور غلام کے درمیان فرق نہیں شامل ہونے کی وجہ سے طلب بر کے پس اگر اولاد غلام ہو اور اس کا سردار اس کو اجازت دے تو ماں باپ کا اذن معتبر نہیں اور ماں باپ کے لیے رجوع کرنا ہے بیچ اذن کے مگر یہ کہ صف میں حاضر ہو اور اسی طرح اگر ماں باپ شرط کریں یہ کہ جہاد نہ کرے پس حاضر ہو صف میں تو نہیں اثر ہے شرط کے لیے یعنی شرط باطل ہو جاتی ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ سفر کے حرام ہونے پر بغیر اذن کے اس لیے کہ جب جہاد منع ہے اس کی فضیلت کے باوجود تو مباح سفر بطریق اولیٰ منع ہو گا ہاں اگر ہو سفر اس کا فرض عین کے سیکھنے کے لیے جس جگہ کہ متعین ہو سفر طریقہ طرف اس کی تو نہیں ہے منع اور اگر فرض کفایہ ہو تو اس میں اختلاف ہے اور اس حدیث میں فضیلت بر والدین کی ہے اور تعظیم ان کے حق کی اور بہت ہونا ثواب کا ان کے بر میں اور اس کی بحث کتاب الادب میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا قِيْلَ فِي الْجَرَسِ وَنَحْوِهٖ فِيْ أَعْنَاقِ الْإِبِلِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ کہی گئی ہے بیچ گھنٹی کے اور مانند اس کی کے اونٹ کی گردن میں۔

فائدہ: یعنی جیسا کہ گھنگرو اور پازیب وغیرہ بیچ گردنوں اونٹوں کے یعنی کراہت سے اور قید کیا ہے بخاری نے اس

کو ساتھ اونٹ کے وارد ہونے کی وجہ سے خبر کے بیچ اس میں خاص کر۔ (فتح)

۲۷۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيْرٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ وَالنَّاسُ فِيْ مَبِيْتِهِمْ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا أَنْ لَّا يَبْقَيَنَّ فِيْ رَقَبَةِ بَعِيْرٍ قِلَادَةٌ مِّنْ وَّتَرٍ أَوْ قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ.

۲۷۸۳۔ ابو بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے کہا اور حالانکہ لوگ اپنے سونے کی جگہ میں تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھیجا یہ کہ نہ باقی رہے اونٹ کی گردن میں تانت کا گنڈا یا کوئی گنڈا مگر کہ کاٹ ڈالا جائے۔

فائدہ: ابن جوزی نے کہا کہ اوتار کی مراد میں تین قول ہیں ایک یہ کہ وہ تانت کا گنڈا اونٹوں کی گردن میں اس لیے ڈالتے تھے تاکہ نظر نہ لگے ان کے گمان میں تو ان کو حکم ہوا کہ اس کو کاٹ ڈالیں خبر دینے لیے کہ تانت اللہ کے حکم کو پھیر نہیں سکتی اور یہ قول مالک کا ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ جب اونٹ کی گردن میں تانت ڈالنے والا یہ اعتقاد کرے کہ وہ نظر کو پھیر دیتی ہے تو بے شک اس نے گمان کیا کہ وہ تقدیر کو پھیر دیتی ہے اور یہ جائز نہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ اس لیے منع ہے کہ دوڑانے کے وقت جانور کا گلا نہ گھونٹا جائے اور یہ محکی ہے محمد بن حسن ابو حنیفہ کے شاگرد سے اور ترجیح دیتی ہے اس کو ابو عبیدہ کی کلام پس اس نے کہا کہ یہ اس لیے منع ہے کہ چوپائے اس کے ساتھ ایذاء پاتے ہیں اور ان کے ساتھ ان کی جان تنگ ہوتی ہے اور چرنے سے رک جاتا ہے اور اکثر اوقات درخت کے ساتھ اٹک جاتا ہے پس اس کا گلا گھٹتا ہے یا چلنے سے باز رہتا ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ لوگ اس میں گھنٹا باندھتے تھے حکایت کیا ہے اس کو خطابی نے اور اس پر دلالت کرتا ہے بخاری کا باب باندھنا اور ابو داود نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ساتھ ہوتے فرشتے ان رفیقوں کے جن میں گھنٹا ہو اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ کہ اشارہ کیا بخاری نے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی کہ نہ باقی رہے کوئی گنڈا تانت کا اور نہ گھنٹا کسی اونٹ کی گردن میں مگر کہ کاٹا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں فرق ہے اس میں اونٹ اور اس کے غیر کے درمیان مگر تیسرے قول پر کہ نہیں جاری ہوئی عادت لٹکانے کی گھنٹوں کے گھوڑوں کی گردن میں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اونٹوں کی گردن میں تانت نہ ڈالے پس اس سے (یہ دعوی دلیل مذکور سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کی نقیض ثابت ہوتی ہے فتح الباری میں تو اس طرح نہیں اس میں تو ابو داود اور نسائی کی حدیث اس طرح نقل کی ہے اربطوا الخیل وقلدوھا ولا تقلدوھا الاوتار یعنی گھوڑوں کو باندھ رکھو

اوران کے گلوں میں ہار ڈالولیکن تانت ان کے گلوں میں نہ ڈالو۔واللہ اعلم) معلوم ہوا کہ حکم اونٹوں کے ساتھ خاص نہیں اورشاید اس کی قید ترجمہ میں غالب کی وجہ سے ہے اورایک روایت میں ہے کہ جواپنی داڑھی کوگرہ دے یا تانت کو گلے مین ڈالے تو تحقیق محمد ﷺ اس سے بیزار ہیں اورایک روایت میں ہے کہ گھنٹا شیطان کا باجا ہے اور یہ روایت دلالت کرتی ہے اس پر کہ اس میں کراہت اس کی آواز کی وجہ سے ہے اس لیے کہ اس میں مشابہت ہے ناقوس کی اوراس کی مثل کی آواز کے ساتھ۔اورنووی وغیرہ نے کہا کہ یہ نہی کراہت کے لیے ہے اور یہ کہ یہ کراہت تنزیہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ کراہت تحریم کے لیے ہے بعض کہتے ہیں کہ اگر حاجت نہ ہوتو منع کیا جائے اور جب حاجت ہو تو جائز ہے اور مالک سے روایت ہے کہ کراہت ساتھ تانت کے گنڈے کے اوراس کے غیر کے ساتھ جائز ہے جب کہ قصد دفع کرنا نظر کا ہواور یہ سب بحث بیچ لٹکانے تعویذوں وغیرہ کے ہے جن میں قرآن اوراس کی مانند نہ ہواورلیکن جس چیز میں اللہ کا ذکر ہوتو وہ منع نہیں پس تحقیق سوائے اس کے کچھ نہیں وہ ڈالا جاتا ہے تبرک کے لیے اور تعویذ کے اللہ کے ناموں کے ساتھ اوراس کے ذکر کے ساتھ۔اوراسی طرح نہیں منع جوڈالا جاتا ہے زینت کے لیے جب تک کہ نہ پہنچے تکبراوراسراف کواور گھنٹے کے باندھنے میں بھی اختلاف ہے تیسرا قول یہ ہے کہ جائز ہے بقدر حاجت کے اوربعض کہتے ہیں کہ چھوٹا جائز ہے بڑا جائز نہیں۔

بَابُ مَنِ اكْتُتِبَ فِي جَيْشٍ فَخَرَجَتِ امْرَأَتُهُ حَاجَّةً أَوْ كَانَ لَهُ عُذْرٌ هَلْ يُؤْذَنُ لَهُ.

جو جہاد میں لکھا جائے اوراس کی بیوی حج کے لیے نکلے یااس کوکوئی عذر ہوتو کیااس کواجازت دی جائے کہ جہاد میں نہ جائے۔

٢٧٨٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَّلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجَتِ امْرَأَتِيْ حَاجَّةً قَالَ اذْهَبْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ.

۲۷۸۴۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ خلوت کرے کوئی مرد ساتھ عورت کے یعنی مرد اور عورت اجنبی ایک مکان میں تنہا جمع نہ ہوں اور نہ سفر کرے کوئی عورت مگر کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہوتو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرا نام فلاں فلاں جہاد میں لکھا گیا ہے یعنی جو لشکر فلاں جہاد میں جانا ہے اس میں میرا نام بھی لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج کو نکلی ہے یعنی تو میں کیا کروں آیا جہاد کو جاؤں اوراپنی بیوی کو اکیلے حج کو جانے دوں یا بیوی کے ساتھ جاؤں اور جہاد کو نہ جاؤں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا اوراپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

فائدہ: یہ حدیث مع شرح کے حج میں گزر چکی ہے۔ اور اس سے غرض یہ اخیر قول ہے کہ جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ایسے شخص کے حق میں حج جہاد سے افضل ہے اس لیے کہ جمع ہوا اس کے لیے حج نفل کے بیچ اس کے کہ حاصل کرنا حج فرض کا اپنی بیوی کے لیے تو ہوگا یہ جمع ہونا اس کے لیے افضل مجرد جہاد سے جو کہ حاصل ہوتا ہے مقصود اس سے ساتھ غیر اس کے اور اس میں مشروعیت ہے لکھنے کی لشکر کے اور نظر کرنی امام کی اپنی رعیت کی مصلحت کے لیے۔ (فتح)

بَابُ الْجَاسُوْسِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّىْ وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ﴾ التَّجَسُّسُ التَّبَحُّثُ.

باب ہے جاسوس کے بیان میں یعنی تجسس کے معنی جستجو کے ہیں باطن امور سے اور اللہ نے فرمایا کہ نہ پکڑو میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست۔

فائدہ: مناسبت آیت کی یا اس چیز کی وجہ سے کہ تفسیر میں آئے گی کہ جو قصہ کہ باب کی حدیث میں مذکور ہے وہ اس کا سبب نزول تھا اور یا اس لیے کہ اس سے نکالا جائے حکم جاسوس کفار کا پس جب بعض مسلمانوں کو اس پر اطلاع ہو اس کے امر کو چھپائے نہیں بلکہ اس کو امام کے پاس لے جائے تا کہ وہ اس میں اپنی رائے کے موافق کام کرے اور اختلاف کیا ہے علماء نے کفار کے جاسوس کے قتل کے جواز میں اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۷۸۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ قَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَأْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً وَّمَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا تَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى انْتَهَيْنَا إِلَى الرَّوْضَةِ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِيْ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ

۲۷۸۵۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور فرمایا کہ چلو یہاں تک کہ روضہ خاخ (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے بارہ میل مدینے سے) میں پہنچو سو البتہ وہاں ایک عورت شتر سوار ہے اور اس کے پاس ایک خط ہے سو وہ خط اس سے چھین لو تو ہم اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے یہاں تک کہ روضہ خاخ میں پہنچے تو ناگہاں ہم نے ایک شتر سوار عورت دیکھی تو ہم نے کہا کہ خط نکال اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہم نے کہا کہ یا تو خط نکال یا بدن سے کپڑے اتار تو اس نے اپنے بالوں کی جوڑی سے خط نکالا تو ہم اس خط کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے پس ناگہاں اس میں لکھا تھا کہ یہ خط حاطب کی طرف سے ہے طرف بعض مشرکین کے اہل مکہ سے اس حال میں کہ خبر دیتا تھا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض امروں سے

عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِيْ بَلْتَعَةَ إِلٰى أُنَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّيْ كُنْتُ امْرَأً مُّلْصَقًا فِيْ قُرَيْشٍ وَّلَمْ أَكُنْ مِّنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكَّةَ يَحْمُوْنَ بِهَا أَهْلِيْهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِيْ ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَّحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِيْ وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَّلَا ارْتِدَادًا وَّلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ صَدَقَكُمْ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِيْ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ قَالَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَّمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ سُفْيَانُ وَأَيُّ إِسْنَادٍ هٰذَا.

تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے حاطب یہ کیا ہے یعنی اس خط کے لکھنے کا کیا سبب ہے حاطب نے کہا یا حضرت مجھ پر شتابی نہ کیجیے بے شک میں مرد قریش میں ملا ہوا تھا ان کی برادری میں سے نہ تھا یعنی مکے میں میرا کوئی بھائی بند نہیں اور جو آپ کے ساتھ مہاجرین ہیں ان کے لیے مکے میں قرابتی ہیں کہ وہ قرابت کے سبب سے ان کے لڑکے بالوں اور مالوں کی نگاہ رکھتے ہیں اور جب ان میں میرا کوئی قرابتی نہیں تو میں نے چاہا کہ ان پر کوئی احسان رکھوں جس کے سبب سے وہ میرے لڑکے بالوں کی نگاہ رکھیں اور نہیں کیا میں نے یہ کفر کے سبب سے اور نہ مرتد ہونے کے سبب سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس نے تم کو سچ کہا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا حضرت ﷺ مجھ کو حکم ہو تو اس کو مار ڈالوں کہ یہ منافق ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ بدر کی لڑائی میں موجود تھا اور تجھ کو کیا معلوم کہ شاید اللہ تعالیٰ بدر والوں کے ایمان کو خوب جان چکا ہے سو اللہ نے ان سے کہا کہ جو تمہارا جی چاہے کرو میں تم کو بخش چکا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

بَابُ الْكِسْوَةِ لِلْأَسَارٰى.

قیدیوں کو کپڑا پہنانا یعنی جوان کے ستروں کو ڈھانکے اس لیے کہ ان کی طرف نظر کرنی جائز نہیں ہے۔

۲۷۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا

۲۷۸۶۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب جنگ

ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ أُتِيَ بِأَسَارٰى وَأُتِيَ بِالْعَبَّاسِ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ ثَوْبٌ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ قَمِيصًا فَوَجَدُوْا قَمِيصَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ يَقْدُرُ عَلَيْهِ فَكَسَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ فَلِذٰلِكَ نَزَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيْصَهُ الَّذِيْ أَلْبَسَهُ. قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يُكَافِئَهُ.

بدر کا دن ہوا تو قیدی لائے گئے اور عباس رضی اللہ عنہ بھی قیدیوں میں لائے گئے اور ان پر کوئی کپڑا نہ تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے حاضرین میں پوشاک دیکھا تو لوگوں نے عبداللہ بن ابی کا پوشاک اس کے اندازے کے مطابق پایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پوشاک اس کو پہنائی پس اسی لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوشاک عبداللہ کو مرنے کے وقت پہنائی ابن عیینہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک احسان تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اس کو اس کا بدلہ دیں۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ عَلٰى يَدَيْهِ رَجُلٌ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جس کے ہاتھ پر کوئی مرد مسلمان ہو۔

۲۷۸۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيُّ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَهْلٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُفْتَحُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَبَاتَ النَّاسُ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطٰى فَغَدَوْا كُلُّهُمْ يَرْجُوْهُ فَقَالَ أَيْنَ عَلِيٌّ فَقِيْلَ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ فَبَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ فَقَالَ أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ

۲۷۸۷۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن فرمایا کہ البتہ میں علم دوں گا کل اس مرد کو جس کے ہاتھوں پر پس فتح کرے گا وہ اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں تو لوگوں نے وہ رات اس فکر میں کاٹی کہ دیکھیں علم کس کو ملے تو صبح کو سب اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک شخص اس کا امیدوار تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کہاں ہے لوگوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آنکھیں آئی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لب مبارک ان کی آنکھ پر لگائی اور ان کے لیے دعا کی تو اسی وقت ان کو صحت ہوگئی جیسے کی ان کو کچھ درد نہ تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو علم دیا تو حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان سے لڑوں گا یہاں تک کہ وہ ہماری مثل ہوں یعنی مسلمان ہو جائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چلا جا اپنے طور

إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ فَوَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ.

پر یہاں تک کہ تو اپنے میدان میں اترے پھر ان سے اسلام کی درخواست کر اور خبر دے ان کو جوان پر اللہ کا حق واجب ہے پس قسم ہے اللہ کی کہ اللہ کا ہدایت کرنا ایک مرد کو تیرے سبب سے تیرے لیے بہتری ہے تجھ کو سرخ اونٹ ملنے سے۔

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے یہاں بھی آخر قول ہے کہ اللہ کی تیری وجہ سے ایک مرد کو ہدایت دینا تیرے لیے بہتر ہے تجھ کو سرخ اونٹ ملنے سے اور یہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔(فتح)

بَابُ الْأُسَارٰى فِي السَّلَاسِلِ.

قیدیوں کو زنجیروں میں باندھنے کا بیان۔

۲۷۸۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَجِبَ اللَّهُ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ.

۲۷۸۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تعجب کیا اللہ نے یعنی راضی ہوا ان لوگوں کے حال سے جو بہشت میں داخل ہوں گے زنجیروں میں۔

فائدہ: اور ابو داود میں ہے کہ کھینچے جاتے ہیں بہشت کی طرف زنجیروں میں اور تحقیق گذر چکی ہے توجیہ عجب ہونے کی اللہ کے حق میں بیچ ابتدائے جہاد کے اور یہ کہ اس کے معنی اللہ کی رضامندی ہے اور مانند اس کی ابن منیر نے کہا کہ اگر مراد حقیقۃ رکھنا زنجیروں کا ہے گردنوں میں تو ترجمہ مطابق ہے اگر مراد مجاز ہے اکراہ سے نہیں ہے مطابق۔ میں کہتا ہوں کہ زنجیروں کا گردنوں میں ہونا مقید ہے ساتھ حالت دنیا کے پس نہیں ہے کوئی مانع اس کے حمل کرنے سے حقیقت پر اور معنی یہ ہیں کہ بہشت میں جائیں گے اور مسلمان ہونے سے پہلے زنجیروں میں تھے یعنی ان میں بندھے ہوئے آئے تھے اور آل عمران کی تفسیر میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آئے گا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کی تفسیر میں کہ لوگوں میں بہتر وہ لوگ جولائے جائیں گے اس حالت میں کہ ان کی گردنوں میں زنجیر ہوں گے یہاں تک کہ اسلام میں داخل ہوں گے ابن جوزی نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ قید کئے گئے پھر جب انہوں نے اسلام کی صحت معلوم کی تو خوشی سے اسلام میں داخل ہوئے پھر بہشت میں داخل ہوئے پس ہوگا اکراہ قید کرنے پر وہ سبب پہلا اور گویا کہ اس نے اطلاق کیا ہے اکراہ پر تسلسل کو اور جب کہ بہشت میں داخلہ کا وہی سبب تھا تو قائم کیا سبب کو جگہ سبب کی اور طیبی نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ زنجیر کے کھینچنا جس کو اللہ کھینچتا ہے اپنے خاص بندوں سے گمراہی سے ہدایت کی طرف لیکن آل عمران کی تفسیر دلالت کرتی ہے کہ مراد اس سے حقیقی قید ہے اور مانند اس کی ہے جو ابوطفیل کے طریق سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کچھ لوگ اپنی امت سے دیکھے کہ بہشت کی طرف ہانکے جاتے

ہیں زنجیروں میں ناخوشی سے میں نے کہا یا حضرت ﷺ وہ کون ہیں فرمایا کہ ایک قوم عجم کی ہے کہ مہاجرین ان کو قید کریں گے اور ان کو جبراً اسلام میں داخل کریں گے اور لیکن ابراہیم حربی تو منع کیا ہے اس نے حمل کرنے اس کے کو حقیقت قید پر اور کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ اسلام کی طرف کھینچے جائیں گے اس حال میں کہ ناخوش ہوں گے پس ہو گا یہ سبب داخل ہونے ان کے کا بہشت میں اور یہ مراد نہیں کہ وہاں زنجیر ہوں گے اور بعض نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد مسلمان ہوں جو کافروں کے پاس قید ہوں اور اسی حالت میں مر جائیں یا مارے جائیں پس قیامت کے دن اسی طرح (ان کا حشر ہوگا) جمع کیے جائیں گے اور تعبیر کیا حشر کو ساتھ داخل ہونے بہشت کے ان کے دخول کے ثابت ہونے کی وجہ سے اس کے پیچھے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ.

باب ہے بیان میں فضیلت اس شخص کی جو یہود اور نصاری سے مسلمان ہو۔

۲۷۸۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَيٍّ أَبُو حَسَنٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ أَبُو بُرْدَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ الرَّجُلُ تَكُوْنُ لَهُ الْأَمَةُ فَيُعَلِّمُهَا فَيُحْسِنُ تَعْلِيْمَهَا وَيُؤَدِّبُهَا فَيُحْسِنُ أَدَبَهَا ثُمَّ يُعْتِقُهَا فَيَتَزَوَّجُهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَمُؤْمِنُ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِيْ كَانَ مُؤْمِنًا ثُمَّ آمَنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَالْعَبْدُ الَّذِيْ يُؤَدِّيْ حَقَّ اللّٰهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ. ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ وَأَعْطَيْتُكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ وَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيْ أَهْوَنَ مِنْهَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

۲۷۸۹۔ ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن کو دوہرا ثواب ملے گا ایک مرد وہ ہے جس کے پاس ایک لونڈی ہو تو اس کو شرع کے احکام سکھائے سو اس کو اچھی طرح تعلیم کرے پھر اس کو ادب سکھائے پس اچھی طرح ادب سکھائے پھر اس کو آزاد کرے بعد اس کے اس سے نکاح کر لے تو اس کے لیے دوہرا ثواب ہے یعنی ایک ثواب اس کی تعلیم اور آزادی کا اور دوسرا نکاح کر لینے کا اور دوسرا مرد اہل کتاب سے ہے یعنی یہود و نصاریٰ سے جو اپنے پیغمبر پر ایمان لایا تھا پھر حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ایمان لایا تو اس کے لیے بھی دوہرا ثواب ہے۔ اور تیسرا وہ مملوک غلام ہے جس نے اللہ کا حق ادا کیا اور اپنے مالک کی خیر خواہی کی۔ شعبی نے کہا کہ میں نے تجھ کو یہ حدیث مفت دے دی اور حالانکہ تھا مرد کوچ کرتا بیچ حاصل کرنے ادنیٰ چیز کے اس سے طرف مدینے کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عتق میں گذر چکی ہے۔ اور مہلب نے کہا کہ نص ان تین شخصوں کے حق میں آئی ہے تا کہ تنبیہ کرے اس کے ساتھ اوپر تمام ان شخصوں کے جو احسان کرے دونوں معنی میں جس فعل میں کہ ہو افعال بر سے اور

لونڈی سے نکاح کرنے کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی انشاء اللہ تعالی ۔اور ابن منیر نے کہا کہ مومن اہل کتاب سے ضرور ہے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ کے ساتھ ایمان لایا ہواس چیز کی وجہ سے کہ لیا ہے اللہ نے ان سے عہد اور میثاق پس جب حضرت ﷺ مبعوث ہوئے تو ہوگا ایمان اس کا مستمر پس کس طرح متعدد ہوگا اس کا ایمان تا کہ دوہرا ہواس کا ثواب پھر جواب دیا ہے اس نے اس طرح کہ ایمان اس کا پہلا اس طرح سے ہے کہ موصوف ساتھ اس طرح کے رسول ہیں اور دوسرا اس طور سے کہ تحقیق محمد ﷺ وہی موصوف ہیں پس ظاہر ہوا تغایر پس ثابت ہوا تعدد انتہی اور احتمال ہے کہ اس کا اجر دوہرا اس لیے ہو کہ اس نے عناد نہیں کیا جیسا کہ اس کے غیر نے کیا ان لوگوں سے جن کو اللہ نے علم پر گمراہ کیا پس حاصل ہوا اس کے لیے ثواب ثانی ساتھ مجاہدہ نفس اس کے کے اوپر مخالفت ہم مثلوں اپنی کے۔(فتح)

بَابُ أَهْلِ الدَّارِ يُبَيَّتُوْنَ فَيُصَابُ الْوِلْدَانُ وَالذَّرَارِيُّ ﴿بَيَاتًا﴾ لَيْلًا.

باب ہے بیان میں اہل دار کے یعنی کافروں کے کہ شہروں میں رہتے ہیں شبخون کیے جاتے ہیں پس ان کی اولاد اور لڑکے مارے جائیں یعنی کیا یہ جائز ہے یا نہیں۔ یعنی بیاتا کے معنی لیلا ہیں یعنی رات کو۔

فائدہ: اور سمجھا جاتا ہے قید کرنے اس کے سے ساتھ مارے جانے سے ان کی اولاد کے بند کرنا خلاف کا اوپر اس کے یعنی اختلاف صرف اسی میں ہے اور جواز شب خون کرنے کا جب کہ اس سے خالی ہو۔امام احمد نے کہا کہ شبخون کرنے کا کوئی ڈر نہیں اور میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کو مکروہ جانا ہو۔(فتح)

فائدہ: بیاتا قرآن کا لفظ ہے جو آیت وجاء ھابأسنا بیاتا میں واقع ہے اور بخاری کی عادت ہے کہ جب حدیث میں کوئی ایسا لفظ واقع ہو جو قرآن کے لفظ کے موافق ہو تو اس کی تفسیر کر دیتے ہیں دونوں مصلحتوں کے جمع کرنے کے اور تبرک حاصل کرنے کے لیے دونوں امروں کے ۔(فتح)

﴿لَنُبَيِّتَنَّهُ﴾ لَيْلًا يُبَيِّتُ لَيْلًا.

یہ سب قرآن کے الفاظ ہیں جو اس مادے سے ہیں۔

فائدہ: اور مراد یبیت سے یہ آیت ہے ﴿بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِىْ تَقُوْلُ﴾ یعنی سب لفظوں کے معنی شبخون کے ہوں اور معنی بیات کے جو مراد ہیں حدیث میں یہ ہیں کہ لوٹ کرے کافروں پر رات میں ساتھ اس طور کہ ان کے فردوں میں تمیز اور فرق نہ ہو سکے۔(فتح)

۲۷۹۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۷۹۰۔صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گذرے ساتھ میرے حضرت ﷺ ابواء میں یا ودان میں کہ وہ دونوں نام ہیں دو جگہوں کے پس پوچھے گئے حال اہل دار حرب کے سے کہ شبخون کیے جائیں مشرکوں سے پس ماری جائیں ان کی

وَسَلَّمَ بِالْأَبْوَآءِ أَوْ بِوَدَّانَ وَسُئِلَ عَنْ أَهْلِ الدَّارِ يُبَيَّتُوْنَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَيُصَابُ مِنْ نِّسَائِهِمْ وَذَرَارِيْهِمْ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ لَا حِمَى إِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَعَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا الصَّعْبُ فِي الذَّرَارِيِّ كَانَ عَمْرٌو يُحَدِّثُنَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَلَمْ يَقُلْ كَمَا قَالَ عَمْرٌو هُمْ مِنْ اٰبَآئِهِمْ.

عورتیں اوران کے لڑکے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی انہی میں سے ہیں اور میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں ہے راکھ مگر اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ وہ بھی انہی میں سے ہیں تو مراد یہ ہے کہ اس حالت میں وہ حکم میں برابر ہیں اور یہ مراد نہیں کہ جائز ہے مار ڈالنا ان کا قصداً ان کی طرف بلکہ مراد یہ ہے کہ جب ناممکن ہو پہنچنا طرف باپوں کی مگر اولاد کے قتل کے ساتھ پس اگر مارے جائیں مختلط ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ تو جائز ہے قتل ان کا اور ایک روایت میں ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے روایت کی یہ حدیث ابو داود نے اور اس کے معنی کے ساتھ زہری سے ساتھ دوسرے طریق کے شاید کہ زہری نے اشارہ کیا ہے اس کے ساتھ حدیث صعب کے نسخ کی طرف۔ اور مالک اور اوزاعی نے کہا کہ نہیں جائز ہے قتل کرنا عورتوں اور بچوں کا کسی حال میں یہاں تک کہ اگر اہل حرب اپنی عورتوں او بچوں کو بجائے ڈھال کے اپنے آگے کریں یا پناہ لیں ساتھ قلعے یا کشتی کے اور اپنی عورتوں اور لڑکوں کو اپنے ساتھ گردانیں تو نہیں جائز ہے تیر اندازی کرنی ان کی طرف اور نہ ان کا جلانا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آپ نے جنگ حنین کے دن فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ نہ قتل کرو مزدور کو اور نہ بچوں کو اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ مکے میں داخل ہوئے تو ایک عورت قتل کی گئی اور حضرت ﷺ کے پاس لائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ نہ لڑتی تھی اور اس کے قتل سے منع فرمایا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے طائف میں ایک عورت قتل کی ہوئی دیکھی تو فرمایا کہ کیا میں نے عورتوں کے مارنے سے منع نہیں کیا کس نے اس کو قتل کیا تو ایک مرد نے کہا کہ میں نے اس کو مارا میں نے اس کو اپنے پیچھے سوار کیا تھا تو اس نے چاہا کہ مجھ کو گرا کر مار ڈالے تو میں نے اس کو

مار ڈالا تو حکم کیا حضرت ﷺ نے پس مٹی میں دبائی گئی اور احتمال ہے کہ متعدد واقعات ہوں اور جس کی طرف اس کے غیروں نے میل کی ہے وہ تطبیق دیتے ہیں دونوں حدیثوں کے درمیان جیسا کہ میں نے پہلے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہی قول ہے شافعی اور کوفیوں کا اور کہتے ہیں کہ اگر عورت لڑے تو اس کا قتل جائز ہے حبیب اور ابن حبیب مالکی نے کہا کہ نہیں جائز قصد کرنا اس کے قتل کی طرف جب کہ لڑی مگر یہ کہ لڑائی کی مباشر ہوا اور اس کی طرف قصد کرے اور اس طرح لڑکا جو بلوغت کے قریب پہنچا ہوا ور تائید کرتی ہے جمہور کے قول کی جس کو ابوداود وغیرہ نے ریاح سے روایت کی ہے کہ میں ایک جہاد میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا تو آپ نے لوگ جمع ہوئے دیکھے تو ایک عورت قتل کی ہوئی دیکھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ یہ عورت تو نہیں لڑتی تھی پس اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر لڑے تو قتل کی جائے ۔اور اتفاق کیا ہے تمام نے جیسا کہ نقل کیا ہے ابن بطال وغیرہ نے قصداً عورتوں اور بچوں کے قتل کے لیکن عورتیں پس ان کے ضعیف ہونے کی وجہ سے اور لیکن بچے پس واسطے قصور ان کے کے فعل کفر اور اس لیے کہ ان سب کے باقی رہنے میں نفع اٹھانا ہے ان کے ساتھ یا تو غلامی کے ساتھ یا بدلے لینے کے لیے جس کا بدلہ لینا جائز ہے اور حکایت کیا ہے حازمی نے ایک قول ساتھ جواز قتل کے عورتوں اور بچوں کے بنا بر ظاہر حدیث صعب کی اور گمان کیا اس نے کہ وہ منسوخ ہے نہی کی حدیث سے اور یہ قول غریب ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے جواز عمل کی عام پر یہاں تک کہ وارد ہو خاص اس لیے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا عمومات کے ساتھ جو دلالت کرتے ہیں اہل شرک کے قتل پر پھر منع کیا حضرت ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے پس خاص کیا گیا یہ عموم پس احتمال ہے کہ استدلال کیا جائے اس کے ساتھ اوپر جواز تاخیر بیان کے خطاب کے وقت وقت حاجت تک اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے رد کرنا اس شخص پر جو جدا ہوتا ہے عورتوں سے اور ان کے سوائے اور مال کی اقسام سے زہد کی وجہ سے اس لیے کہ اگرچہ حاصل ہوتا ہے ان سے ضرر دین میں لیکن موقوف ہے جدا ہونا ان سے اوپر حاصل ہونے اس ضرر کے پس جب ضرر حاصل ہو تو بچے نہیں تو بقدر حاجت کے اس سے لے۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ الصِّبْيَانِ فِي الْحَرْبِ.

لڑائی میں لڑکوں کے مارنے کا بیان۔

۲۷۹۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْتُولَةً فَأَنْكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلَ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ.

۲۷۹۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے کسی جنگ میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو انکار کیا حضرت ﷺ نے قتل کرنے لڑکوں کے سے اور عورتوں کے سے۔

بَابُ قَتْلِ النِّسَآءِ فِي الْحَرْبِ.

لڑائی میں عورتوں کا مارنا یعنی جائز ہے یا نہیں۔

۲۷۹۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وُجِدَتِ امْرَأَةٌ مَّقْتُولَةً فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ.

۲۷۹۲۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض جنگوں میں ایک عورت مقتول پائی گئی پس منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرنے عورتوں کے سے اور لڑکوں کے سے۔

فائدہ: اور طبرانی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرنے سے عورتوں اور بچوں کے اور فرمایا کہ وہ اس شخص کے لیے ہے جو غالب ہو۔(فتح)

بَابُ لَا يُعَذَّبُ بِعَذَابِ اللّٰهِ.

نہ عذاب کیا جائے ساتھ عذاب اللہ کے۔

فائدہ: اسی طرح قطع کیا ہے اس نے حکم کو اس مسئلے میں دلیل کے واضح ہونے کی وجہ سے اس میں اس کے نزدیک اور محل اس کا وہ ہے جب نہ متعین ہو چلانا طریق طرف غلبے کی کفار پر لڑائی کی حالت میں۔(فتح)

۲۷۹۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ فَقَالَ إِنْ وَّجَدْتُمْ فُلَانًا وَّفُلَانًا فَأَحْرِقُوْهُمَا بِالنَّارِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَرَدْنَا الْخُرُوْجَ إِنِّي أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحْرِقُوْا فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ فَإِنْ وَّجَدْتُمُوْهُمَا فَاقْتُلُوْهُمَا.

۲۷۹۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک لشکر میں بھیجا سو فرمایا کہ اگر تم فلاں فلاں آدمی کو پاؤ تو ان کو آگ سے جلا دینا پھر جب ہم نے نکلنے کا ارادہ کیا تو ہم آپ کو وداع کرنے کے لیے آئے تو فرمایا کہ میں نے تم کو حکم کیا تھا کہ فلاں فلاں آدمی کو جلا دینا اور بے شک آگ سے جلانا اور عذاب کرنا سوائے اللہ کے کسی کو نہ چاہیے سو اگر تم ان دونوں کو پاؤ تو قتل کر ڈالو۔

فائدہ: ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ ان دونوں میں سے ایک ہبار بن اسود ہے اور دوسرا نافع بن قیس۔ ہے اور ان کا قصہ یوں ہے کہ جب ابو العاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد یعنی زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خاوند قید ہو کر آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس کو مدینے سے چھوڑ دیا اور اس پر شرط کی کہ زینب کو یہاں پہنچائے تو اس نے زینب کا سامان تیار کر کے ایک اونٹ پر سوار کر کے مدینے کی طرف روانہ کیا اور ہبار بن اسود اور نافع بن قیس دونوں اس کے ساتھ ہو لیے تو دونوں نے زینب کے اونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالیں سو وہ گر پڑی اور اس سے بیمار ہوئی تو حضرت ﷺ نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا اور فرمایا کہ اگر تم اب دونوں کو پاؤ تو ان کو لکڑیوں کے گٹھوں میں ڈالو پھر ان کو آگ لگاؤ اور یہ جو فرمایا کہ نہیں عذاب کرتا آگ کے ساتھ کوئی مگر اللہ تو یہ خبر ہے ساتھ منع نہی کے اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ جلانے کے سو عمر رضی اللہ عنہ نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تو اس کو مطلق مکروہ جانا ہے برابر ہے کہ ہو یہ باسبب کفر کے یا بیچ حالت لڑائی یا بطور قصاص کے اور علی مرتضیٰ اور خالد رضی اللہ عنہما وغیرہ نے اس کو جائز رکھا ہے۔ اور قصاص کا بیان عنقریب آئے گا اور مہلب نے کہا کہ یہ نہی تحریمی نہیں بلکہ بطور تواضع کی ہے اور دلالت کرتا ہے جلانے کے جواز پر فعل اصحاب کا اور حضرت ﷺ نے عرینیوں کی آنکھوں میں لوہے کی سیخیں گرم کر کے پھیریں اور تحقیق جلایا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے باغیوں کو آگ کے ساتھ اصحاب کے سامنے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مرتدوں کو جلایا۔ اور مدینے کے اکثر علما جائز رکھتے ہیں جلانا قلعوں کا اور سواریوں کا ان کے اہل پر یہ ثوری اور اوزاعی نے کہا۔ اور ابن منیر نے کہا کہ نہیں حجت ہے اس چیز میں کہ جواز کے لیے ذکر کی اس لیے کہ عرینیوں کا قصہ بطور قصاص کے تھا یا منسوخ ہے جیسا کہ پہلے گذرا اور جائز رکھنا ایک صحابی کا معارض ہے ساتھ منع دوسرے صحابی کے اور قصہ قلعوں اور سواریوں کا مقید ہے ساتھ ضرورت کے اس کی طرف جب کہ متعین ہو راہ فتح پانے کے لیے دشمن پر۔ اور بعض نے ان میں سے قید کیا ہے اس کے ساتھ کہ ان کے ساتھ عورتیں نہ ہوں اور لڑکے کما تقدم اور لیکن باب کی حدیثیں پس ظاہر نہی اس میں حرمت کے لیے ہے اور وہ نسخ ہے پہلے حکم کے لیے برابر ہے کہ وحی سے ہو یا اجتہاد سے اور وہ محمول ہے اس شخص پر جو اس کی طرف قصد کرے معین شخص میں اور تحقیق اختلاف کیا گیا ہے مالک کے مذہب میں اصل مسئلے میں اور بیچ تدخین کے اور قصاص کے بیچ آگ کے ساتھ اور حدیث میں جواز ہے حکم لگانے کا ساتھ چیز کے از روئے اجتہاد کے پھر رجوع کرنا اس سے اور استحباب ذکر کرنے کا کرنا دلیل کو نزدیک حکم کے دور کرنے کے لیے التباس کے اور نائب کرنا حدود وغیرہ میں اور یہ کہ زمانے کا لمبا ہونا نہیں اٹھاتا عقوبت کو اس شخص سے کہ اس کا مستحق ہے اور اس میں کراہت مارنا جوں وغیرہ کا ہے آگ کے ساتھ اور اس میں سنت کا منسوخ کرنا ہے سنت کے ساتھ اور اس پر اتفاق ہے اور اس میں مشروعیت ہے مسافر کے وداع کرنے کی اکابر اہل بلد اپنے کے اور وداع کرنا اس کے اصحاب کا اس کے لیے بھی اور اس میں جواز نسخ حکم کا ہے پہلے عمل کرنے کے ساتھ اس کے یا پہلے قادر ہونے سے اس کے عمل پر اور اس پر اتفاق ہے مگر بعض معتزلوں سے اور یہ مسئلہ غیر اس مسئلے کے ہے جو مشہور ہے اصول میں بیچ واجب ہونے عمل کے ساتھ ناسخ کے پہلے جاننے اس کے کے اور اس کا کچھ ذکر نماز کی ابتدا میں گذر چکا ہے اور تحقیق اتفاق کیا ہے انہوں نے اس پر کہ اگر اس کے معلوم کرنے پر قادر

ہوں تو ثابت ہوتا ہے حکم ان کا بیچ حق ان کے کے اتفاقا پس اگر نہ قادر ہوں تو جمہور اس پر ہیں کہ ان کے حق میں ان کا حکم ثابت نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ ذمہ میں ثابت ہوتا ہے جیسا کہ سوتا ہو لیکن وہ معذور ہے۔ (فتح)

٢٧٩٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَرَّقَ قَوْمًا فَبَلَغَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحَرِّقْهُمْ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ.

۲۷۹۴۔ عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو آگ سے جلایا سو یہ خبر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر میں ہوتا تو ان کو نہ جلاتا اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ عذاب کرو ساتھ عذاب اللہ کے اور البتہ میں ان کو قتل کرتا جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان اپنا دین بدل ڈالے یعنی مرتد ہو جائے تو اس کو مار ڈالو یعنی تو یہ خبر علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو فرمایا کہ خرابی ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما کو۔

فائدہ: جن کو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا وہی مرتد لوگ تھے۔ (یعنی آگ سے جلا کر۔ ابو محمد)

بَابُ ﴿فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَآءً﴾ فِيْهِ حَدِيْثُ ثُمَامَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب تم لڑائی کرو منکروں سے تو گردنیں مارو یہاں تک کہ جب بہت کرو خون ریزی بیچ ان کے تو مضبوط باندھو قیدی کو پھر یا احسان کرو پیچھے یا فدیہ لیجیے یہاں تک کہ رکھ دے لڑائی اپنے ہتھیار یعنی بالکل موقوف ہو جائے اس باب میں ثمامہ کی حدیث وارد ہوئی ہے۔

فائدہ: گویا یہ اشارہ ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف ثمامہ کے اسلام لانے کے بارے میں اور یہ حدیث پوری مغازی میں آئے گی اور مقصود اس سے اس جگہ یہ قول ثمامہ کا ہے کہ اگر تم قتل کرو گے یعنی مجھ کو تو قتل کرو گے خون والے کو یعنی میرا خون ساقط نہیں ہوگا بلکہ میری قوم اس کا بدلہ لے گی اور اگر انعام کرو گے تو انعام کرو گے قدر دان پر یعنی میری طرف سے اس کے بدلے اچھا سلوک ہوگا اور اگر تم مال چاہتے ہو تو مانگو جس قدر چاہو یعنی دیئے جاؤ گے پس تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر برقرار رکھا اور نہ انکار کیا اس پر تقسیم کا پھر اس کے بعد اس پر احسان کیا پس ہوگی اس میں تقویت قول کے جمہور کے لیے کہ امر بیچ قیدیوں کافروں کے مردوں سے طرف امام کے اختیار میں ہے کہ کرے ان میں جو زیادہ فائدہ دینے والا ہو مسلمانوں کو اور اسلام کو اور کہا زہری نے اور مجاہد اور ایک جماعت نے کہ کافروں کے قیدیوں کو مال لے کر چھوڑ دینا ہرگز جائز نہیں۔ اور حسن اور عطا سے روایت ہے کہ قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے بلکہ امام کو اختیار ہے

احسان کرنے کے درمیان اور فدیہ لے کر چھوڑ دینے کے۔ امام مالک سے روایت ہے کہ نہیں جائز ہے احسان کرنا بغیر فدیہ لینے کے اور حنفیہ سے روایت ہے یہ احسان کرنا ہرگز جائز نہیں نہ ساتھ فدیہ لینے کے اور نہ ساتھ اس کے غیر کے اور طحاوی نے کہا کہ ظاہر آیت کا حجت ہے جمہور کے لیے اور اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ثمامہ کے قصے میں لیکن ثمامہ کے قصے میں قتل کا ذکر ہے اور ابوبکر رازی نے کہا کہ حجت پکڑی ہے ہمارے اصحاب نے مکروہ ہونے پر فدیہ مشرکین کے ساتھ مال کے اس آیت کی وجہ سے کہ لولا کتاب من اللہ سبق الایۃ یعنی اگر نہ ہوتی ایک بات کہ لکھ چکا اللہ پہلے تو تم کو آپڑتا اس کے لینے میں بڑا عذاب اور نہیں حجت ہے ان کے لیے اس میں اس لیے کہ یہ غنیمت کے حلال ہونے سے پہلے تھا پس اگر غنیمت کے حلال ہونے کے بعد یہ کرے تو یہ مکروہ نہیں اور یہی ٹھیک بات ہے اور تحقیق حکایت کہا ہے ابن قیم نے ہدی میں اختلاف کو بیچ اس کے دونوں امروں سے کون راجح ہے یعنی وہ چیز کہ مشورہ دیا گیا ساتھ اس کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے سے یا وہ چیز کہ مشورہ دیا جس کا عمر رضی اللہ عنہ نے قتل کا سو ایک گروہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح دی ہے ظاہر آیت کی وجہ سے اور اس چیز کی وجہ سے کہ بیچ قصے حدیث عمر رضی اللہ عنہ کے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ میں روتا ہوں اس چیز کے لیے کہ سامنے کی گئی تیرے ساتھیوں پر عذاب سے ان کے لینے کی وجہ سے فدیہ کو اور ایک گروہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح دی ہے اس لیے کہ وہ وہ چیز ہے اس وقت اسی پر حال قرار پایا ہے اور موافق ہونے کی وجہ سے ان کی رائے کے اس کتاب کو کہ آگے گذر چکی اور اس کے موافق ہونے کی وجہ سے اس حدیث سے کہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھ گئی ہے اور حاصل ہونے سے خیر عظیم کے بعد اس میں داخل ہونے بہت لوگوں کے ان میں سے اسلام میں اور صحبت میں اور جو ان سے پیدا ہو جو تھا اور جو نیا اسلام لایا اور سوائے اس کے جو تامل سے معلوم ہوتا ہے اور حمل کی گئی تحدید ساتھ عذاب کے اس شخص کے حق میں جس نے اختیار کیا فدیہ کو پس حاصل ہوگا دنیا کا مال مجرد اور اللہ نے ان سے یہ بات معاف کی۔ (فتح)

وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُوْنَ لَهُ أَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ﴾ يَعْنِيْ يَغْلِبَ فِي الْأَرْضِ ﴿تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا﴾ الْأٰيَةَ.

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ نہیں چاہیے نبی کو کہ اس کے ہاتھ میں قیدی ہوں جب تک کہ نہ خون کرے زمین میں یعنی غالب ہو جائے زمین میں تم چاہتے ہو مال دنیا کا آخر آیت تک۔

فائدہ: ابوعبید نے کہا کہ اثخان کے معنی غالب ہونے کے ہیں اور مجاہد سے روایت ہے کہ اس کے معنی قتل کرنے کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں مبالغہ کرنا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ یہاں تک کہ قادر ہوں زمین میں۔ اور لغت میں اثخان کا اصل قوت اور شدت ہے۔ اور بخاری نے اس آیت سے اشارہ کیا ہے مجاہد وغیرہ کے قول کی طرف جو کفار کے قیدیوں سے فدیہ لینے کو منع کرتے ہیں اور ان کی حجت اس آیت سے یہ ہے کہ اللہ نے

انکار کیا ہے بدر کے قیدیوں کے چھوڑنے پر اوپر مال کے پس دلالت کی اس نے اس کے ناجائز ہونے پر اور انہوں نے اس آیت کے ساتھ حجت پکڑی ہے کہ مشرکین کو جہاں کہیں بھی پاؤ قتل کرو۔اس نے کہا کہ پس نہیں استثناء کیا جاتا اس سے کوئی شخص مگر جس سے جزیہ لینا جائز ہے۔اور ضحاک نے کہا کہ بلکہ قول اللہ تعالیٰ کا: ﴿فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَآءً﴾ ناسخ ہے اس آیت کا کہ ﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ﴾ اور ابوعبید نے کہا کہ ان آیتوں میں سے کوئی بھی منسوخ نہیں۔ بلکہ وہ محکم ہیں اور یہ اس لیے کہ حضرت ﷺ نے عمل کیا اس چیز پر کہ دلالت کی اس پر تمام آیات نے اپنے تمام احکام میں۔پس جنگ بدر کے دن بعض کافروں کو قتل کیا اور بعض کو مال لے کر چھوڑ دیا اور بعض کو احسان کر کے چھوڑ دیا۔اور اسی طرح بنوقریظہ کو قتل کیا اور بنی مصطلق پر احسان کیا اور مکے میں ابن خطل وغیرہ کو قتل کیا اور ان کے سوا اور لوگوں پر احسان کیا اور قوم ہوازن کے لڑکے بالوں کو قید کیا اور ان کے باقی پر احسان کیا اور ثمامہ پر احسان کیا پس یہ کل جمہور کے قول پر دلالت کرتا ہے کہ یہ امام کی رائے کی طرف ہے اور حاصل احوال ان کے کا اختیار دینا امام کو ہے قید کرنے کے بعد درمیان مقرر کرنے جزیہ کے اس شخص کے لیے جس سے لینا اس کا مشروع ہے یا مار ڈالنا یا غلام بنانا یا احسان کرنا ساتھ عوض کے یا اس کے بغیر یہ حکم مردوں کے حق میں ہے اور لیکن عورتیں اور بچے پس غلام بنائے جائیں ساتھ نفس قید کے اور جائز ہے بدلہ لینا ساتھ قیدی عورت کافرہ کے بدلے قیدی مسلمان مرد کے یا مسلمان عورت کے نزدیک کافروں کے اور اگر قیدی مسلمان ہو جائے تو دور ہوتا ہے اس سے قتل اتفاقا اور کیا وہ غلام غلام رہتا ہے یا باقی خصلتیں باقی رہتی ہیں دو قول ہیں علما کے۔(فتح)

بَابُ هَلْ لِلْأَسِيْرِ أَنْ يَّقْتُلَ وَيَخْدَعَ الَّذِيْنَ أَسَرُوْهُ حَتّٰى يَنْجُوَ مِنَ الْكَفَرَةِ فِيْهِ الْمِسْوَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں اس کے کہ کیا جائز ہے قیدی کے لیے یہ کہ قتل کرے یا دغابازی کرے ان لوگوں سے جنہوں نے اس کو قید کیا اس باب میں حدیث مسور کی ہے جو اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے قصے کی طرف اشارہ ہے وہ تفصیل کے ساتھ شروط میں بیان ہو چکا ہے۔اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور یہ بھی اختلافی مسائل سے ہے اسی لیے نہیں یقین کیا اس نے اس میں ساتھ حکم کے جمہور نے کہا کہ اگر انہوں نے اس کو عہد میں دیا تو عہد ان کے ساتھ پورا کرے یہاں تک کہ مالک نے کہا کہ نہیں جائز ہے یہ کہ ان سے بھاگے اور مخالفت کی ہے اس کی اشہب نے پس کہا اس نے کہ اگر نکلے اس کے ساتھ کافر تا کہ اس کے ساتھ فدیہ دے تو جائز ہے اس کو اس کا قتل۔اور کہا ابو حنیفہ اور طبری نے کہ عہد کو اس پر دینا باطل ہے اور جائز ہے اس کو یہ کہ ان کے ساتھ وفا نہ کرے اور کہا شافعیہ نے کہ جائز ہے اس کے لیے کہ ان کے ہاں سے بھاگے اور نہیں جائز ہے اس کے لیے یہ کہ ان کے مال لے کہتے ہیں کہ اگر ان کے درمیان عہد نہ ہو تو جائز ہے اس کو یہ کہ بھاگے ان سے

ساتھ ہر طور کے اگر چہ ہو قتل کے ساتھ اور لینے مال کے اور جلانے گھر کے اور سوائے اس کے اور نہیں ہے بیچ قصے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے تصریح اس کے ساتھ کہ تھا اس کے درمیان اور ان کے درمیان جن کے سپرد کیا تھا تا کہ پھیر دے ان کو مشرکین کی طرف کوئی عہد اور اس لیے تعرض کیا اس نے قتل کے لیے سو ایک کو مار ڈالا اور دوسرا بھاگ گیا اور اس پر حضرت ﷺ نے انکار نہ کیا کما تقدم مستوفی ۔ (فتح)

بَابُ إِذَا حَرَّقَ الْمُشْرِكُ الْمُسْلِمَ هَلْ يُحَرَّقُ.

اگر مشرک مسلمان کو آگ سے جلا دے تو کیا اس کے بدلے کافر کو جلایا جائے۔

فائدہ: یعنی اس کے فعل کے عوض میں اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف تخصیص نہی کی جو حضرت ﷺ کے اس قول میں ہے کہ نہ عذاب کرو عذاب اللہ کے ساتھ اس چیز کے جب کہ نہ ہو یہ بطور قصاص کے اور اس کی طرف پہلے اشارہ گذر چکا ہے۔ (فتح)

٢٧٩٥ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَهْطًا مِّنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللَّهِ ابْغِنَا رِسْلًا قَالَ مَا أَجِدُ لَكُمْ إِلَّا أَنْ تَلْحَقُوْا بِالذَّوْدِ فَانْطَلَقُوْا فَشَرِبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا حَتّٰى صَحُّوْا وَسَمِنُوْا وَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ وَكَفَرُوْا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ فَأَتَى الصَّرِيْخُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتّٰى أُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ ثُمَّ أَمَرَ بِمَسَامِيْرَ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ بِهَا وَطَرَحَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَمَا يُسْقَوْنَ حَتّٰى مَاتُوْا. قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ قَتَلُوْا وَسَرَقُوْا وَحَارَبُوا اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

٢٧٩٥ـ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم عکل کی آٹھ آدمی حضرت ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے تو ان کو مدینے کی آب و ہوا ناموافق پڑی تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہمارے لیے دودھ تلاش کیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے کوئی علاج نہیں پاتا سوائے اس کے کہ تم اونٹوں میں جا ملو یعنی اونٹوں میں جا رہو تو وہ اونٹوں میں رہے اور ان کا دودھ اور پیشاب پینا شروع کیا یہاں تک کہ تندرست ہوئے اور موٹے ہوئے اور چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ ہانک لے چلے اور مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہوئے تو فریاد کرنے والا حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے کچھ لوگ تلاش کے لیے ان کے پیچھے بھیجے سو نہ بلند ہوا آفتاب یہاں تک کہ وہ لائے گئے تو حضرت ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے پھر لوہے کی میخوں کے گرم کرنے کا حکم کیا سو گرم کی گئیں پھر ان کو ان کی آنکھوں میں پھیر کر اندھا کیا پھر ان کو پتھریلی زمین میں ڈال دیا یعنی سورج کی گرمی میں پانی مانگتے تھے سو ان کو کوئی پانی نہ دیتا تھا یہاں تک کہ مر گئے۔ ابو قلابہ نے

وَسَلَّمَ وَسَعَوْا فِي الْأَرْضِ فَسَادًا.

کہا کہ انہوں نے قتل کیا اور چوری کی اور اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کی اور دوڑے زمین میں فساد کرنے کو یعنی ڈاکے اور راہزنی کو۔

فائدہ: اور نہیں ہے اس حدیث میں تصریح اس کی کہ انہوں نے چرانے والے کو گرم سلاخوں سے اندھا کیا تھا لیکن اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں ہے جیسا کہ مسلم نے دوسرے طریق کے ساتھ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرینیوں کی آنکھوں میں گرم سلائی ڈال کر ان کو اندھا کیا اس لیے کہ انہوں نے چرانے والوں کو گرم سلائیوں سے اندھا کیا تھا ابن بطال نے کہا کہ اگر یہ مراد نہ ہو تو لیا ہوگا اس کو عرینیوں کے قصے سے بطریق اولیٰ اس لیے کہ جب ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیرنی درست ہے اور یہ عذاب کرنا ہے آگ کے ساتھ اگرچہ مسلمانوں کے ساتھ ایسا نہ کریں پس اگر ایسا کریں تو ان کے ساتھ ایسا کرنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور اس کی پوری شرح کتاب الطہارۃ میں گذر چکی ہے۔ (فتح)

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے گویا کہ وہ فصل کی طرح ہے پہلے باب سے اور ان کے درمیان مناسبت یہ ہے کہ نہ تجاوز کیا جائے ساتھ جلانے کے جس جگہ جائز ہو اس شخص کی طرف جو اس کا مستوجب نہ ہو پس تحقیق وارد کی ہے بخاری نے اس میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیچ تحریق قریہ چیونٹی کے اور اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی ہے کہ اللہ نے اس نبی کی طرف وحی کی کہ تو نے ایک چیونٹی کیوں نہ ماری اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اگر وہ ایک چیونٹی کو جلاتا تو اس پر عتاب نہ ہوتا اور نہیں پوشیدہ ہے کہ صحت استدلال ساتھ اس کے موقوف ہے اس پر کہ پہلے نبیوں کی شرع کیا ہمارے لیے بھی ہے اور اس کی پوری شرح بدء الخلق میں آئے گی۔ (فتح)

٢٧٩٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِّنَ الْأَنْبِيَآءِ فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنْ قَرَصَتْكَ

۲۷۹۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ایک چیونٹی نے کسی پیغمبر کو کاٹا تو اس نے حکم کیا سو چیونٹیوں کا مکان جلا دیا گیا تو اللہ نے اس پیغمبر کی طرف وحی کی کہ تجھ کو ایک چیونٹی نے کاٹا تو نے مخلوقات کے ایک گروہ کو جلا دیا جو اللہ کی تسبیح کرتا تھا۔

نَمْلَةٌ أَحْرَقَتْ أُمَّةً مِّنَ الْأُمَمِ تُسَبِّحُ.

بَابُ حَرْقِ الدُّوْرِ وَالنَّخِيْلِ.

باب ہے بیان میں جلانے گھروں کے اور کھجوروں کے درختوں کے یعنی جو مشرکین کے ہوں۔

۲۷۹۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسُ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ قَالَ لِيْ جَرِيْرٌ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِيْ خَثْعَمَ يُسَمّٰى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فِيْ خَمْسِيْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِّنْ أَحْمَسَ وَكَانُوْا أَصْحَابَ خَيْلٍ قَالَ وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهٖ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ جَرِيْرٍ وَّالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتّٰى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْوَفُ أَوْ أَجْرَبُ قَالَ فَبَارَكَ فِيْ خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ.

۲۷۹۷۔ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا ذی الخلصہ کے ڈھانے سے یعنی یمن کے کعبے سے اور وہ ایک گھر تھا قوم خثعم میں اس کا نام کعبہ یمانیہ تھا یعنی یمن کا کعبہ سو میں ڈیڑھ سو سوار میں چلا جو اس کے قبیلے سے تھے اور وہ لوگ گھوڑے رکھا کرتے تھے اور میں گھوڑے پر نہیں بیٹھ سکتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے میں ہاتھ مارا یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں آپ کی انگلیوں کا نشان دیکھا اور فرمایا کہ الہٰی ٹھہرا دے اس کو گھوڑے پر اور کر اس کو ہدایت کرنے والا اور راہ یاب تو جریر رضی اللہ عنہ اس کی طرف گیا اور اس کو توڑ ڈالا اور جلا دیا پھر اس کی خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجی سو جریر رضی اللہ عنہ کے ایلچی نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میں آپ کے پاس نہیں آیا یہاں تک کہ میں نے اس کو چھوڑا جیسے کہ وہ بت خانہ اونٹ خارش دار ہے یعنی جل کر سیاہ ہو گیا ہے اس کی زینت کچھ باقی نہیں رہی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احمس کے گھوڑوں اور مردوں میں پانچ بار برکت کی دعا کی۔

۲۷۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ.

۲۷۹۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے کھجوروں کے درخت جلا دیئے یعنی حکم کیا ساتھ جلانے ان کے کا۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح مغازی میں آئے گی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ دشمن کے شہروں کو جلانا اور ڈھانا درست ہے اور مکروہ جانا ہے اس کو اوزاعی اور لیث اور ابو ثور نے اور انہوں نے حجت پکڑی ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وصیت

کے ساتھ اپنے لشکروں کو کہ اس قسم کی کوئی چیز نہ کریں اور جواب دیا ہے طبری نے اس طور کہ نہی محمول ہے اس کے قصد پر بخلاف اس کے جب کہ پہنچیں اس کو بیچ لڑائی کے جیسا کہ واقع ہوا بیچ کھڑا کرنے منجنیق کے طائف پر اور وہ مانند اس کی ہے کہ جواب دیا ساتھ اس کے بیچ نہی قتل کرنے عورتوں اور بچوں کے سے اور یہی قول ہے اکثر اہل علم کا اور اسی طرح ہے قتل کرنا ساتھ غرق کرنے کے اور اس کے غیر نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ منع کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکروں کو اس سے ۔ اس لیے کہ اس نے معلوم کیا تھا کہ یہ شہر فتح ہو جائیں گے پس ارادہ کیا باقی رکھنا ان کا مسلمانوں پر۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ الْمُشْرِكِ النَّآئِمِ.

باب ہے بیچ بیان قتل کرنے سوتے مشرک کے۔

۲۷۹۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّآءَ بْنِ أَبِيْ زَآئِدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا مِّنَ الْأَنْصَارِ إِلٰى أَبِيْ رَافِعٍ لِّيَقْتُلُوْهُ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَدَخَلَ حِصْنَهُمْ قَالَ فَدَخَلْتُ فِيْ مَرْبِطِ دَوَآبَّ لَهُمْ قَالَ وَأَغْلَقُوْا بَابَ الْحِصْنِ ثُمَّ إِنَّهُمْ فَقَدُوْا حِمَارًا لَّهُمْ فَخَرَجُوْا يَطْلُبُوْنَهُ فَخَرَجْتُ فِيْمَنْ خَرَجَ أُرِيْهِمْ أَنَّنِيْ أَطْلُبُهُ مَعَهُمْ فَوَجَدُوا الْحِمَارَ فَدَخَلُوْا وَدَخَلْتُ وَأَغْلَقُوْا بَابَ الْحِصْنِ لَيْلًا فَوَضَعُوا الْمَفَاتِيْحَ فِيْ كَوَّةٍ حَيْثُ أَرَاهَا فَلَمَّا نَامُوْا أَخَذْتُ الْمَفَاتِيْحَ فَفَتَحْتُ بَابَ الْحِصْنِ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ فَأَجَابَنِيْ فَتَعَمَّدْتُ الصَّوْتَ فَضَرَبْتُهُ فَصَاحَ فَخَرَجْتُ ثُمَّ جِئْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ كَأَنِّيْ مُغِيْثٌ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ وَغَيَّرْتُ

۲۷۹۹۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک جماعت ابو رافع کی طرف بھیجی تا کہ اس کو مار ڈالیں سو ان میں سے ایک مرد چلا اور ان کے قلعے میں داخل ہوا تو اس نے کہا کہ میں ان کے چوپایوں کی باندھنے کی جگہ میں گھسا اور کافروں نے قلعے کا دروازہ بند کیا پھر ان کا ایک گدھا گم ہوا سو وہ اس کی تلاش کو نکلے تو میں بھی ان میں نکلا میں ان کو معلوم کرواتا تھا کہ میں بھی اس کو ان کے ساتھ تلاش کرتا ہوں سو انہوں نے گدھا پایا اور قلعے میں داخل ہوئے میں بھی داخل ہوا پھر انہوں نے اس قلعے کا دروازہ بند کیا اور دیوار کے ایک سوارخ میں جس جگہ کہ میں ان کو دیکھتا تھا چابیاں رکھ دیں سو جب سو گئے تو میں نے کنجیاں لیں اور قلعے کا دروازہ کھولا پھر میں ابو رافع کے پاس داخل ہوا تو میں نے کہا کہ اے ابا رافع تو اس نے مجھ کو جواب دیا تو میں نے آواز کا قصد کر کے اس کو تلوار ماری تو اس نے چیخ ماری سو میں وہاں سے نکلا اور پھر پلٹ گیا جیسے کہ میں فریاد رس ہوں تو میں نے آواز بدل کر کہا کہ اے ابا رافع تو اس نے کہا کہ کیا ہے تیرے لیے تیری ماں کی کم بختی میں نے کہا کیا حال ہے تیرا ابو رافع نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کون مجھ پر داخل ہوا اور مجھ کو تلوار

صَوْتِي فَقَالَ مَا لَكَ لِأُمِّكَ الْوَيْلُ قُلْتُ مَا شَأْنُكَ قَالَ لَا أَدْرِي مَنْ دَخَلَ عَلَيَّ فَضَرَبَنِي قَالَ فَوَضَعْتُ سَيْفِي فِي بَطْنِهِ ثُمَّ تَحَامَلْتُ عَلَيْهِ حَتَّى قَرَعَ الْعَظْمَ ثُمَّ خَرَجْتُ وَأَنَا دَهِشٌ فَأَتَيْتُ سُلَّمًا لَهُمْ لِأَنْزِلَ مِنْهُ فَوَقَعْتُ فَوُثِئَتْ رِجْلِي فَخَرَجْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَقُلْتُ مَا أَنَا بِبَارِحٍ حَتَّى أَسْمَعَ النَّاعِيَةَ فَمَا بَرِحْتُ حَتَّى سَمِعْتُ نَعَايَا أَبِي رَافِعٍ تَاجِرِ أَهْلِ الْحِجَازِ قَالَ فَقُمْتُ وَمَا بِي قَلَبَةٌ حَتَّى أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْنَاهُ.

ماری اس مرد نے کہا سو میں نے اپنی تلوار اس کے پیٹ میں رکھی پھر میں نے اس کو زور سے دبایا یہاں تک کہ اس نے ہڈیاں توڑیں پھر میں نکلا اور میں خوفناک تھا تو پھر میں ان کی سیڑھی پر آیا تا کہ اس سے اتروں تو میں گر پڑا اور میرا پاؤں زخمی ہوا سو میں وہاں سے نکل کر اپنے یاروں کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ میں نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ موت کی خبر دینے والے کی آواز سنوں سو میں نہ گیا یہاں تک کہ میں نے ابو رافع کے مرنے کی خبر سنی جو اہل حجاز کا سوداگر تھا تو میں اٹھ کھڑا ہوا اور حالانکہ مجھ کو کچھ درد نہ تھا یہاں تک کہ ہم نے حضرت ﷺ کو آ کر خبر دی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اگر اللہ نے چاہا۔ اور وہ ظاہر ہے ترجمہ میں اس لیے کہ صحابی نے ابو رافع کو قتل کرنا چاہا اور حالانکہ وہ سویا ہوا تھا اور اس کو آواز تو صرف اس لیے دی تھی کہ تحقیق ہو کہ وہی ہے تا کہ اس کے سوائے اور کوئی نہ مارا جائے ان لوگوں سے جن کے مارنے سے وہاں کوئی غرض نہ تھی اور بعد اس کے کہ جواب دیا اس نے اس کو کہ وہ سونے والی جگہ میں تھا اس لیے کہ وہ اس وقت بدستور اپنے سونے کے خیال میں رہا اس دلیل سے کہ جب اس نے اس کو مارا تو وہ اپنے مکان سے نہ بھاگا اور نہ اپنے بچھونے سے پھرا یہاں تک کہ اس نے اس کو پھر کر قتل کیا اور اس میں جاسوسی کا جواز ہے مشرکین پر اور ان کی غفلت کا طلب کرنا اور دھوکا دینے کا جواز بہت ایذا دینے والے کے لیے۔ اور ابو رافع حضرت ﷺ سے عداوت رکھتا تھا اور لوگوں کو آپ کی لڑائی کی ترغیب دیتا تھا اور اس سے لیا جاتا ہے جواز قتل مشرک کا بغیر دعوت کے اگر اس کو اس سے پہلے دعوت پہنچ چکی ہو اور لیکن قتل کرنا اس کا جب کہ سویا ہو پس محل اس کا یہ ہے کہ جانے کہ وہ بدستور اپنے کفر پر قائم ہے اور ناامید ہو چکا ہے اس کی فلاح سے اور طریق علم کا ساتھ اس کے یا تو ساتھ وحی کے ہے یا ساتھ قرائن کے جو دلالت کرتے ہیں اس پر۔ (فتح)

۲۸۰۰۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ

۲۸۰۰۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کی ایک جماعت ابو رافع کی طرف بھیجی تو عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ رات کو اس کے گھر میں اس کے پاس گیا پس قتل کیا اس کو اس حال میں کہ وہ سوتا تھا۔

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا مِّنَ الْأَنْصَارِ إِلٰى أَبِيْ رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ بَيْتَهُ لَيْلًا فَقَتَلَهُ وَهُوَ نَآئِمٌ.

بَابُ لَا تَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ.

جنگ میں دشمن سے ملنے کی آرزو نہ کیا کرو۔

٢٨٠١۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوْسُفَ الْيَرْبُوْعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ كُنْتُ كَاتِبًا لَّهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ أَوْفٰى حِيْنَ خَرَجَ إِلَى الْحَرُوْرِيَّةِ فَقَرَأْتُهُ فَإِذَا فِيْهِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِيْ لَقِيَ فِيْهَا الْعَدُوَّ انْتَظَرَ حَتّٰى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ.

٢٨٠١۔٢٨٠٢ ۔عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض دنوں میں جن میں دشمن سے ملے یعنی جہاد میں انتظار کی یعنی لڑائی شروع نہ کی یہاں تک کہ آفتاب ڈھلا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ اے لوگو جنگ میں دشمن سے ملنے کی آرزو نہ کیا کرو یعنی نہ چاہو کہ کافروں سے لڑائی واقع ہو اور مانگو اللہ سے عافیت پھر جب تم دشمن سے مل جاؤ تو جم جایا کرو اور جانو کہ بہشت تلواروں کے سائے کے تلے ہے پھر دعا کی کہ الٰہی اتارنے والے کتاب کے اور لینے والے حساب کے اور چلانے والے ابر کے اور بھگانے والے گروہوں کفار کے شکست دے ان کو اور مدد دے ہم کو اوپر ان کے۔

٢٨٠٢۔ وَقَالَ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ، كُنْتُ كَاتِبًا لِّعُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ فَأَتَاهُ كِتَابُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ. وَقَالَ أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ

٢٨٠٢۔ اور موسیٰ بن عقبہ نے فرمایا کہ مجھے بیان کیا سالم ابونضر نے کہ میں کاتب تھا عمر بن عبیداللہ کا تو پس آیا اس کے پاس عبداللہ بن ابی اوفی کا خط کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہ تم امید کرو دشمن سے ملاقات کی اور ابو عامر فرماتے ہیں کہ بیان کیا ہم کو مغیرہ بن عبدالرحمٰن ابوزناد وہ اعرج سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نہ

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا.

آرزو کرو دشمن سے ملنے کی لیکن جب تم ملو تو صبر کرو۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ حکمت نہی کی یہ ہے کہ آدمی نہیں جانتا کہ انجام کار کیا ہوگا اور وہ نظیر سوال کرنے کی ہے فتنوں سے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا آرام میں ہونا اور شکر کرنا مجھ کو بہتر ہے اس سے کہ میں مبتلا ہوں پس صبر کروں اور اس کے غیر نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے ملنے کی آرزو کرنے سے اس لیے کہ اس میں خود پسندی اور تکیہ کرنا ہے اور اعتبار کرنا ہے قوت پر اور قلت اہتمام ہے دشمن کے لیے اور کل یہ مخالف ہے احتیاط کے اور جزم پر عمل کرنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ نہی محمول ہے اس پر جب کہ واقع ہو شک مصلحت میں یا حصول ضرورت میں نہیں تو قتال کرنا فضیلت اور اطاعت ہے اور تائید کرتی ہے پہلی وجہ کی یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہی کے بعد فرمایا کہ اللہ سے عافیت چاہو اور ابن دقیق العید نے کہا کہ چونکہ تھا ملنا موت کا دشوار ترین چیزوں سے جانوں پر اور امور غائبہ اور امور محققہ کی طرح نہ تھے تو نہ امن ہوا اس سے کہ ہو نزدیک واقع ہونے کے جیسا کہ لائق ہے پس مکروہ ہوئی آرزو کرنی اس کے لیے اور اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے اگر واقع ہوا احتمال سے یہ کہ مخالفت کرے انسان اس چیز کی کہ وعدہ اس کا اپنے نفس سے پھر امر کیا ساتھ صبر کے نزدیک واقع ہونے حقیقت کے اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث کے ساتھ اوپر منع ہونے لڑائی کے طلب پر اور یہ رائے حسن بصری کی ہے اور یہ جو کہا کہ الٰہی اتارنے والے کتاب کے الخ تو اشارہ کیا اس دعا کے ساتھ مدد کی وجوہ کی طرف ان کے اوپر پس ساتھ کتاب کے اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ قتل کرو ان کو کہ عذاب کرے اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں سے اور ساتھ جاری کرنے بادل کے طرف قدرت ظاہرہ کے بیچ تسخیر ابر کے جس جگہ کہ چلاتی ہے اس کو ہوا ساتھ خواہش اللہ کے اور جس جگہ بدستور اپنی جگہ میں کھڑا رہتا ہے باوجود چلنے ہوا کے اور جس جگہ کہ ایک بار برستا ہے اور ایک بار نہیں برستا پس اشارہ کیا ہے اس کی حرکت کے ساتھ طرف اعانت غازیوں کے بیچ ان کے حرکت کرنے میں لڑائی میں اور ساتھ کھڑا ہونے اس کے کے طرف روکنے ہاتھ کفار کی اور ساتھ اتارنے مینہ کے اور غنیمت کرنے اس چیز کے کہ ساتھ ان کے ہے جس جگہ کہ اتفاق پڑے ان کے قتل کا اور ساتھ نہ ہونے اس کے کے ان کی شکست کی طرف جس جگہ کہ نہ حاصل ہو ساتھ کسی چیز کے ان میں سے اور کل یہ احوال صالح ہیں مسلمانوں کے لیے اور اشارہ کیا ساتھ ہازم الاحزاب کے ساتھ طرف توسل کی ساتھ نعمت سابقہ کے اور طرف تجرید توکل اور اعتقاد رکھنے کے ساتھ اس کے کہ تحقیق اللہ وہی ہے تنہا ساتھ فعل کے اور اس میں تنبیہ ہے اوپر بڑی ہونے ان تینوں نعمتوں کے پس تحقیق ساتھ اتارنے

کتاب کے حاصل ہوئی نعمت اخروی اور وہ اسلام ہے اور ساتھ جاری کرنے ابر کے حاصل ہوئی نعمت دنیویہ اور وہ رزق ہے اور ساتھ شکست دینے کافروں کے حاصل ہوا حفظ دونوں نعمتوں کا اور گویا کہ اس نے کہا کہ الٰہی جیسے انعام کیا تو نے ساتھ عظیم دونوں نعمتوں اخرویہ اور دنیویہ کے اور محفوظ رکھا ہے تو نے ان کو پس باقی رکھ ان کو اور اس حدیث میں استحباب دعا کا ہے نزدیک ملنے دشمن کے اور مدد چاہنے کے اور وصیت مقاتلین کے لیے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ان کے امر کی صلاح ہے اور تعلیم کرنی ان کو ساتھ اس چیز کے کہ محتاج ہیں وہ اس کی طرف اور سوال کرنا اللہ تعالیٰ سے اس کی صفات کے ساتھ جو حسنیٰ ہیں اور ساتھ نعمت سابقہ اس کی کے اور رعایت نشاط نفوس کی اطاعت کے فعل کے لیے اور رغبت دلانے کے اوپر سلوک ادب کے اور سوائے اس کے۔ (فتح)

بَابُ الْحَرْبِ خَدْعَةٌ.

باب ہے اس بیان میں کہ لڑائی فریب ہے۔

۲۸۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلَكَ كِسْرٰى ثُمَّ لَا يَكُوْنُ كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَقَيْصَرٌ لَيَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُوْنُ قَيْصَرٌ بَعْدَهٗ وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوْزُهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَسَمَّى الْحَرْبَ خَدْعَةً.

۲۸۰۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہلاک ہوا ایران کا بادشاہ پھر اس کے بعد کوئی وہاں بادشاہ نہ ہوگا ہلاک ہوا روم کا بادشاہ پھر اس کے بعد کوئی وہاں بادشاہ نہ ہوگا اور البتہ ان ملکوں کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم ہوں گے اور نام رکھا حضرت ﷺ نے لڑائی کا فریب۔

فائدہ: اس حدیث کا معنی ہے اظہار کرنا ایک امر کا اور دل میں اس کے برخلاف ہو اور اس میں رغبت دلانی ہے اوپر لینے پناہ کے لڑائی میں اور بلانا طرف فریب کفار کی اور خبردار ہونا اس کے لیے پس نہیں امن ہے اس سے کہ اس پر امر الٹا ہو جائے امام نووی نے کہا کہ اتفاق کیا ہے علما نے فریب کے جواز پر کفار کے ساتھ لڑائی میں جس طرح کہ ممکن ہو مگر یہ کہ اس میں نقض عہد ہو یا نقض امان ہو پس جائز نہیں ابن العربی نے کہا کہ لڑائی میں فریب واقع ہوتا ہے ساتھ تعریض اور گھات لگانے کے اور اس کی مانند۔ اور اس حدیث میں اشارہ ہے رائے کے استعمال کا لڑائی میں بلکہ اس کی طرف محتاجگی زیادہ مؤکد ہے دلاوری سے اور اسی لیے واقع ہوا ہے اختصار کرنا اس چیز پر کہ اشارہ کرتا اس کی طرف اس حدیث کے ساتھ اور یہ اس حدیث کی مانند ہے کہ حج عرفہ ہے اور ابن منیر نے کہا کہ معنی حدیث الحرب خدعۃ کے یہ ہیں کہ لڑائی جید اس کے مالک کے لیے جو کامل ہے مقصود میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فریب دینا ہے نہ سامنے ہونا اور یہ خطر مواجہت کی وجہ سے ہے اور حاصل ہونے فتح کے ساتھ فریب کے بغیر خطرے کے۔ (فتح)

۲۸۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ بُوْرُ بْنُ أَصْرَمَ أَخْبَرَنَا

۲۸۰۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا نام رکھا نبی ﷺ

عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبَ خَدْعَةً.

نے لڑائی کا فریب کہا ابو عبداللہ (امام بخاری کی کنیت ہے) کہ یہ ابوبکر وہ بور بن اصرم ہے۔

۲۸۰۵۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبُ خَدْعَةٌ.

۲۸۰۵۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ لڑائی ایک قسم کا دھوکا ہے۔

بَابُ الْكَذِبِ فِي الْحَرْبِ.

لڑائی میں جھوٹ بولنا۔

۲۸۰۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَتَاهُ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَنَّانَا وَسَأَلَنَا الصَّدَقَةَ قَالَ وَأَيْضًا وَاللّٰهِ لَتَمَلُّنَّهُ قَالَ فَإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ فَنَكْرَهُ أَنْ نَدَعَهُ حَتّٰى نَنْظُرَ إِلٰى مَا يَصِيرُ أَمْرُهُ قَالَ فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُهُ حَتّٰى اسْتَمْكَنَ مِنْهُ فَقَتَلَهُ.

۲۸۰۶۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو کعب بن اشرف کو مار ڈالے کہ بے شک اس نے بہت رنج دیا ہے اللہ کو اور اس کے رسول کو تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو مار ڈالوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گیا اور کہا کہ اس یعنی حضرت ﷺ نے ہم کو تکلیف دی یعنی ساتھ امروں اور نواہی کے اور ہم سے صدقہ چاہا تا کہ اس کو اس کی جگہوں میں رکھے تو کعب نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ تم اور بھی زیادہ رنج پاؤ گے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اس کے تابع ہوئے ہیں سو ہم برا جانتے ہیں کہ اس کو چھوڑ دیں یہاں تک کہ اس کا انجام کار دیکھیں سو ہمیشہ رہا اس سے کلام کرتا یہاں تک کہ اس پر قادر ہوا سو اس نے اس کو مار ڈالا۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ ترجمہ مطابق نہیں اس لیے کہ قول اس کا عنانا معنی اس کے یہ ہیں کہ تکلیف دی اس نے ہم کو ساتھ اوامر اور نواہی کے اور قول اس کا کہ ہم سے صدقہ چاہا تا کہ رکھے اس کو اس کی جگہ میں اور قول اس کا فننکرہ الخ معنی اس کا یہ ہے کہ ہم مکروہ جانتے ہیں جدائی اس کی کو اور نہیں شک ہے اس میں کہ وہ چاہتے تھے کہ ہمیشہ آپ کے ساتھ رہیں اور جو ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ ان کی کسی بات میں بالکل کچھ جھوٹ واقع نہیں ہوا اور تمام وہ چیز کہ ان سے

واقع ہوئی تلویح ہے کما سبق ۔لیکن ترجمہ باندھا ساتھ اس کے محمد بن مسلم رضی اللہ عنہ کے قول کی وجہ سے جو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اول کہا کہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں جو چاہوں سو کہوں فرمایا کہو۔پس تحقیق داخل ہوتی ہے اس میں اجازت جھوٹ بولنے کی بطور تصریح اور تلویح کے۔اور یہ زیادتی اگرچہ نہیں مذکور ہے پس تحقیق وہ ثابت ہے بیچ اس کے جیسے آئندہ باب میں ہے اور علاوہ یہ ہے کہ اگر مراد نہ ہو تو البتہ ہوگا ترجمہ مخالف حدیث کے اس لیے کہ اس کے معنی اس وقت یہ ہیں کہ لڑائی میں جھوٹ بولنا مطلق جائز ہے یا جائز ہے اس سے ایماء سوائے تصریح کے اور یہ ترمذی کی روایت میں صریح آچکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال جھوٹ مگر تین چیزوں میں بات چیت کرنا مرد کا اپنی بیوی سے تاکہ اس کو راضی کرے اور جھوٹ بولنا لڑائی میں اور بیچ صلح کروانے کے لوگوں کے درمیان اور تحقیق گذر چکی ہے صلح میں وہ چیز کہ ام کلثوم کی حدیث میں ہے اس معنی کی وجہ سے اس سے اور نقل کرنا خلاف کا بیچ جائز ہونے جھوٹ کے مطلقا یا قید کرنا اس کا ساتھ تلویح کے۔نووی نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ ان تین چیزوں میں صریح جھوٹ بولنا جائز ہے لیکن تعریض اولیٰ ہے۔ابن العربی نے کہا کہ لڑائی میں جھوٹ بولنا مستثنیٰ ہے جو جائز ہے ساتھ نص کے نرمی کرنے کے لیے ساتھ مسلمانوں کے ان کی حاجت کے لیے اس کی طرف اور نہیں ہے واسطے عقل کے اس میں مجال اور حرمت جھوٹ کی عقل سے ہوتی تو حلال نہ ہوتا اور قوی کرتی ہے اس کو جو احمد اور ابن حبان نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے حجاج بن علاط کے قصے میں روایت کی ہے اس کے اجازت مانگنے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ کہے آپ کی طرف سے جو چاہے مصلحت کے لیے اپنے مال کو خلاص کروانے میں اہل مکہ سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دی اور خبر دینا اس کا اہل مکہ کے لیے کہ اہل خیبر نے مسلمانوں کو شکست دی اور سوائے اس کے جو مشہور ہے اور نہیں معارض ہے اس کو جو روایت کی نسائی نے عبداللہ بن ابی سرح کے قصے میں اور قول نصاری کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جب کہ اس کی بیعت سے باز رہے کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے کیوں نہیں اشارہ کیا فرمایا کہ لائق نہیں پیغمبر کو کہ اس کی آنکھیں خائن ہوں اس لیے کہ طریقہ تطبیق کا ان دونوں کے درمیان یہ ہے کہ جس جھوٹ کے بولنے کی اجازت ہے وہ صرف لڑائی کی حالت کے ساتھ خاص ہے اور لیکن حالت بیعت کی پس وہ لڑائی کی حالت نہیں اور اس تطبیق میں شبہ ہے اس لیے کہ حجاج کا قصہ بھی لڑائی کی حالت میں نہ تھا اور جواب مستقیم یہ ہے کہ کہا جائے کہ منع مطلق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ بولنا مطلق منع ہے اور آپ کے سوائے اور لوگوں کو جھوٹ بولنا جائز ہے اور نہیں معارض ہے اس کے وہ چیز جو گذر چکی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی جہاد کا ارادہ کرتے تھے تو اس کو اس کے غیر سے توریہ کرتے تھے پس تحقیق مراد یہ ہے کہ آپ کام کا ارادہ کرتے تھے تو اس کو ظاہر نہ کرتے تھے جیسا کہ ارادہ کرتے تھے کہ مشرق کی طرف جہاد کرے پس سوال کرتے تھے اسی امر سے کہ مغرب میں ہے یعنی مغرب کا حال دریافت کرتے تھے اور سفر کا سامان درست کرتے تھے پس جو آپ کو دیکھتا تھا وہ گمان کرتا تھا کہ آپ مغرب کا ارادہ رکھتے ہیں اور آپ صریح نہ کہتے

تھے کہ ہم مغرب کا ارادہ رکھتے ہیں اور مراد یہ ہوتی تھی کہ مشرق کی طرف جائیں گے ۔ابن بطال نے کہا کہ میں نے اپنے بعض استادوں سے اس حدیث کے معنی پوچھے پس کہا اس نے کہ جھوٹ مباح لڑائی میں وہ جو معارض سے ہو نہ تصریح کرنی اس کی ۔اور مہلب نے کہا کہ موضوع شاہد کے ترجمہ کے لیے حدیث باب کے لیے قول محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اس نے ہم کو تکلیف دی اور ہم سے صدقہ طلب کیا اس لیے کہ یہ کلام احتمال رکھتا ہے اس کا کہ سمجھا جائے کہ تابع ہونا ان کا ان کے لیے صرف دنیا کے لیے ہے پس ہوگا کذب محض اور احتمال ہے کہ یہ مراد ہو کہ رنج دیا ہے اس نے ہم کو ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوتی ہے ہمارے لیے عرب کی لڑائی سے پس وہ معاریض کلام سے ہے اور نہیں اس میں کچھ حقیقی جھوٹ سے جو اخبار ہے چیز سے ساتھ خلاف اس چیز کے کہ وہ اس پر ہے پھر کہا کہ نہیں جائز ہے جھوٹ حقیقی کسی چیز میں دین سے ہرگز اور جس کا قول ہے کہ جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے تو چاہیے کہ بنائے ٹھکانہ اپنا دوزخ میں تو محال ہے کہ وہ جھوٹ بولنے کا حکم کرے ۔(فتح)

بَابُ الْفَتْكِ بِأَهْلِ الْحَرْبِ. جائز ہے قتل کرنا حربی کافر کا پوشیدہ اور اچانک ۔

فائدہ: اور درمیان اس ترجمہ اور گذرے ہوئے کے اور وہ قتل کرنا مشرک نائم کا ہے عموم اور خصوص میں وجہ سے ۔

۲۸۰۷۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأْذَنْ لِيْ فَأَقُوْلَ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ.

۲۸۰۷۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو کعب بن اشرف کو مار ڈالے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو مار ڈالو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں پس اس نے کہا کہ مجھ کو اجازت دیجیے کہ کچھ کہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھ کو اجازت دی۔

فائدہ: اس حدیث پر تنبیہ پہلے باب میں گذر چکی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انہوں نے اس کو دھوکا دیا اس لیے کہ اس نے عہد توڑ ڈالا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائی اور ہجو پر مدد کرتا تھا اور نہیں واقع ہوا کسی کے لیے ان لوگوں میں سے جو متوجہ ہوئے طرف اس کی تأمین اس کے لیے ساتھ تصریح کے اور سوائے اس کے نہیں کہ وہم دیا انہوں نے اس کو ساتھ اس کے یہاں تک کہ اس کے قتل پر قادر ہوئے ۔(فتح)

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ وَالْحَذَرِ مَعَ مَنْ يَّخْشٰى مَعَرَّتَهٗ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ جائز ہے حیلہ کرنے سے اور ڈرنے ساتھ اس شخص سے جس کے شر اور فساد کا خوف ہو۔

قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابن صیاد کی

شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ فَحُدِّثَ بِهِ فِيْ نَخْلٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخْلَ طَفِقَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَابْنُ صَيَّادٍ فِيْ قَطِيْفَةٍ لَّهُ فِيْهَا رَمْرَمَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا صَافِ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَوَثَبَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ.

طرف چلے اور آپ کے ساتھ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے لوگوں نے خبر دی کہ وہ کھجوروں کے باغ میں ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں اس کے پاس گئے تو کھجور کی ٹہنیوں میں چھپ کر چاہا کہ اس کی آواز سنیں اور ابن صیاد اپنا کپڑا اوڑھے تھا کچھ غن غن کرتا تھا تو ابن صیاد کی میں ماں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا کہ اے صاف! یعنی ابن صیاد دیکھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو ابن صیاد اٹھ کھڑا ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد کی ماں اس کو چھوڑتی تو اپنا حال ظاہر کرتا یعنی معلوم ہو جاتا کہ کیا کہتا تھا۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ الرَّجَزِ فِي الْحَرْبِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِيْ حَفْرِ الْخَنْدَقِ فِيْهِ سَهْلٌ وَّأَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْهِ يَزِيْدُ عَنْ سَلَمَةَ.

لڑائی میں شعر پڑھنا اور کھائی کے کھودنے میں آواز بلند کرنا۔ یعنی اس باب میں حدیث سہل اور انس رضی اللہ عنہما کی ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے نیز اس باب میں حدیث یزید کی ہے جو سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

۲۸۰۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ يَنْقُلُ التُّرَابَ حَتّٰى وَارَى التُّرَابُ شَعَرَ صَدْرِهِ وَكَانَ رَجُلًا كَثِيْرَ الشَّعَرِ وَهُوَ يَرْتَجِزُ بِرَجَزِ عَبْدِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً

۲۸۰۸۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جنگ خندق کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حالانکہ آپ مٹی کو اٹھا اٹھا کر پھینکتے تھے یہاں تک کہ مٹی نے آپ کے سینے کے بالوں کو ڈھانک لیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر بال بہت تھے اور آپ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے شعر پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ الٰہی اگر تیری رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے سو تسکین کو ہم پر اتار اور قدموں کو جمادے اگر کفار سے ہم ملیں یعنی لڑائی کے وقت قدم نہ ہٹے اور دشمنوں

عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَّاقَيْنَا إِنَّ الْأَعْدَآءَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهٗ.

نے البتہ ہم پر زیادتی کی ہے جب وہ فتنے فساد کا ارادہ کرتے ہیں ہم ان کی بات نہیں مانتے ان کے ساتھ آواز بلند کرتے تھے۔

فائدہ: اوراس حدیث میں پڑھنا حضرت ﷺ کا ہے غیر کے شعر کو اوراس کا بیان بسط کے ساتھ آئندہ آئے اوراس میں بلند کرنا آواز کا ہے بیچ عمل اطاعت کے تاکہ اس کا نفس اور غیر اس کا خوش ہو اور گویا کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اپنے قول کے ساتھ ورفع الصوت فی حفر الخندق طرف اس بات کی کہ کراہت رفع صوت کی لڑائی میں خاص ہے حالت قتال کے ساتھ جیسا کہ ابو داود نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ کے اصحاب مکروہ جانتے تھے بلند کرنے آواز کے کو نزدیک لڑائی کے۔(فتح)

بَابُ مَنْ لَّا يَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ.

جو گھوڑے پر نہ ٹھہر سکے۔

فائدہ: یعنی لائق ہے اہل خیر کے لیے یہ کہ دعا کریں اس کے لیے ساتھ ٹھہرا دینے کے۔اوراس میں اشارہ ہے طرف فضیلت سوار ہونے کی گھوڑوں پر اور ٹھہرنے کی اوپر ان کے۔(فتح)

۲۸۰۹۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِيْ إِلَّا تَبَسَّمَ فِيْ وَجْهِيْ وَلَقَدْ شَكَوْتُ إِلَيْهِ إِنِّيْ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا.

۲۸۰۹۔ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں منع کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے گھر میں آنے سے جب سے کہ میں مسلمان ہوا اور نہیں دیکھا مجھ کو کبھی مگر کہ میرے منہ میں تبسم فرمایا اور میں نے آپ کے پاس شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم نہیں سکتا تو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے میں مار اپس فرمایا کہ الٰہی اس کو گھوڑے پر ٹھہرا دے اور کردے اس کو ہدایت کرنے والا اور راہ یاب۔

فائدہ: اور جگہ ترجمہ کی اس میں یہ قول ہے کہ میں نے آپ کے پاس شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم نہیں سکتا اوراس کی شرح مغازی میں آئے گی۔(فتح)

بَابُ دَوَآءِ الْجُرْحِ بِإِحْرَاقِ الْحَصِيْرِ وَغَسْلِ الْمَرْأَةِ عَنْ أَبِيْهَا الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهٖ وَحَمْلِ الْمَآءِ فِي التُّرْسِ.

باب ہے بیان میں دوا کرنے زخم کے ساتھ جلانے چٹائی کے اور دھونا عورت کا خون کو اپنے باپ کے منہ سے اور اٹھانا پانی ڈھال میں۔

فائدہ: یہ باب شامل ہے تین احکام پر اور حدیث باب کی ظاہر ہے بیچ ان کے اور مفرد بیان کیا ہے اس نے ثانی

مسئلے کو کتاب الطہارۃ میں اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

۲۸۱۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ قَالَ سَأَلُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِأَيِّ شَيْءٍ دُوْوِيَ جُرْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ كَانَ عَلِيٌّ يَجِيْءُ بِالْمَآءِ فِيْ تُرْسِهٖ وَكَانَتْ يَعْنِيْ فَاطِمَةَ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهٖ وَأُخِذَ حَصِيْرٌ فَأُحْرِقَ ثُمَّ حُشِيَ بِهٖ جُرْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۸۱۰۔ ابوحازم سے روایت ہے کہ لوگوں نے سہل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کس چیز سے دوا کیا گیا زخم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں باقی رہا کوئی جو زیادہ جانتا ہو اس کو مجھ سے تھے علی مرتضی رضی اللہ عنہ پانی لاتے اپنی ڈھال میں اور تھی فاطمہ رضی اللہ عنہا دھوتی خون کو آپ کے منہ سے اور چٹائی لے کر جلائی گئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زخم اس کے ساتھ بھرا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالْاِخْتِلَافِ فِي الْحَرْبِ وَعُقُوْبَةِ مَنْ عَصٰى إِمَامَهٗ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ﴾ قَالَ قَتَادَةُ الرِّيْحُ الْحَرْبُ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ مکروہ ہے جھگڑے اور اختلاف سے لڑائی میں۔ یعنی لڑائی والوں سے لڑائی کے احوال میں اور بیان میں عذاب اس شخص کے جو اپنے امام کی نافرمانی کرے یعنی ساتھ بھاگنے کے اور محروم ہونے کے غنیمت سے یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ نہ جھگڑو آپس میں پس بزدل اور نامرد ہو جاؤ گے اور تمہاری لڑائی کی قوت دور ہو جائے گی۔

فائدہ: اور مراد ریح سے قوت ہے لڑائی میں۔

۲۸۱۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا وَّأَبَا مُوْسٰى إِلَى الْيَمَنِ قَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا.

۲۸۱۱۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا سو فرمایا کہ لوگوں سے نرمی اور آسانی کرو اور سخت نہ پکڑو اور خوشخبری دو اور نہ بھڑکاؤ آپس میں موافقت کرو اور اختلاف نہ کرو۔

فائدہ: مراد اس حدیث سے یہی آخری قول ہے کہ اختلاف نہ کرو اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

٢٨١٢۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ وَكَانُوا خَمْسِينَ رَجُلًا عَبْدَ اللهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوا مَكَانَكُمْ هٰذَا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ فَهَزَمُوهُمْ قَالَ فَأَنَا وَاللهِ رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْدُدْنَ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ وَأَسْوُقُهُنَّ رَافِعَاتٍ ثِيَابَهُنَّ فَقَالَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُبَيْرٍ الْغَنِيمَةَ أَيْ قَوْمِ الْغَنِيمَةَ ظَهَرَ أَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْتَظِرُونَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَسِيتُمْ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا وَاللهِ لَنَأْتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيبَنَّ مِنَ الْغَنِيمَةِ فَلَمَّا أَتَوْهُمْ صُرِفَتْ وُجُوهُهُمْ فَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِينَ فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوهُمُ الرَّسُولُ فِي أُخْرَاهُمْ فَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَأَصَابُوا مِنَّا سَبْعِينَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ أَصَابُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِينَ وَمِائَةً سَبْعِينَ أَسِيرًا وَسَبْعِينَ قَتِيلًا فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ ثَلَاثَ

٢٨١٢۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو پیادوں پر سردار کیا اور وہ پچاس مرد تھے سو فرمایا کہ اگر تم ہم کو دیکھو کہ پرندے ہم کو اچک رہے ہیں تو بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور یہاں تک کہ میں تم کو بلا بھیجوں اور اگر تم ہم کو دیکھو کہ ہم نے ان کافروں کو شکست دی اور ان کو اپنے قدموں سے کچل ڈالا تو بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں تم کو بلا بھیجوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شکست دی براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں نے مشرکوں کی عورتوں کو دیکھا کہ اپنے کپڑے اٹھا کر جلد چلتی تھیں ان کے پازیبیں اور پنڈلیاں ننگی ہوئیں اور اپنے کپڑوں کو اٹھائے ہوئیں تھیں تو عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے یاروں نے کہا کہ غنیمت لو اے قوم غنیمت لو کہ تمہارے یار غالب ہوئے پس کس چیز کی انتظار کرتے ہو تو عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم بھول گئے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو کہا تھا انہوں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کا کہنا نہ مانا اور کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ ہم لوگوں میں جاتے ہیں پس غنیمت پاتے ہیں سو جب وہ ان میں آئے تو ان کے منہ پھیرے گئے تو سامنے آئے لوگوں کو اس حال میں کہ بھاگتے تھے پس یہ اس وقت تھا جب کہ بلاتے تھے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے لوگوں میں پس نہ باقی رہے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مگر بارہ مرد تو کافروں نے ہم میں سے ستر آدمیوں کو قتل کیا اور جنگ بدر کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے مشرکین سے ایک سو چالیس آدمی پائے تھے ستر قیدی اور ستر مقتول تو ابوسفیان نے تین بار کہا کہ کیا قوم مسلمانوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس سے کہ اس کو جواب دیں پھر

مَرَّاتٍ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجِيبُوهُ ثُمَّ قَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَمَّا هٰؤُلَاءِ فَقَدْ قُتِلُوْا فَمَا مَلَكَ عُمَرُ نَفْسَهُ فَقَالَ كَذَبْتَ وَاللّٰهِ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ إِنَّ الَّذِيْنَ عَدَدْتَّ لَأَحْيَاءٌ كُلُّهُمْ وَقَدْ بَقِيَ لَكَ مَا يَسُوْئُكَ قَالَ يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَّالْحَرْبُ سِجَالٌ إِنَّكُمْ سَتَجِدُوْنَ فِي الْقَوْمِ مُثْلَةً لَّمْ اٰمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِيْ ثُمَّ أَخَذَ يَرْتَجِزُ أُعْلُ هُبَلْ أُعْلُ هُبَلْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُجِيبُوْنَهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُ أَعْلٰى وَأَجَلُّ قَالَ إِنَّ لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُجِيبُوْنَهُ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ.

اس نے تین بار کہا کہ کیا قوم میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر تین بار کہا کہ کیا قوم میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں پھر اپنے ساتھیوں کی طرف پھرا اور کہنے لگا لیکن یہ تینوں پس مارے گئے یعنی جب مسلمانوں کی طرف سے کسی نے اس کو جواب نہ دیا تو اس کو گمان ہوا کہ یہ مارے گئے ورنہ جواب دیتے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو روک نہ سکے تو انہوں نے کہا کہ اے دشمن اللہ کے قسم ہے اللہ کی کہ تو نے جھوٹ کہا جن کو تو نے گنا البتہ وہ سب زندہ ہیں اور تحقیق باقی ہے تیرے لیے وہ چیز کہ ناخوش کرے تجھ کو ابوسفیان نے کہا کہ یہ دن بدر کے دن کے مقابلے ہے اور لڑائی مانند ڈھول کی ہے یعنی بدر کے دن تم غالب ہوئے تھے اور آج ہم تحقیق تم اپنے مردوں میں ناک کان کٹے پاؤ گے میں نے اس کا حکم نہیں کیا اور نہ میں اس سے ناخوش ہوں پھر گانے لگا کہ بلند ہوا ہبل (ایک بت کا نام ہے جو کعبے میں رکھا ہوا تھا) بلند ہوا ہبل تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جواب نہیں دیتے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیا کہیں فرمایا کہ کہو اللہ بلند تر اور بزرگ تر ہے تو ابوسفیان نے کہا کہ ہمارے لیے عزی ہے اور تمہارے لیے عزیٰ نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو جواب نہیں دیتے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیا جواب دیں فرمایا کہ اللہ ہے مددگار ہمارا اور نہیں مددگار تمہارے لیے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ شکست واقع ہوئی بسبب مخالفت تیراندازوں کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی وجہ سے کہ تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور پوری شرح اس کی مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا فَزِعُوْا بِاللَّيْلِ.

جب لوگ رات کو ڈریں یعنی تو لائق ہے امیر لشکر کے لے کہ خود اس خبر کا حال دریافت کرے یا ساتھ اس شخص کے کہ اس کو اس لیے بلائے۔

٢٨١٣ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ قَالَ وَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَيْلَةً سَمِعُوْا صَوْتًا قَالَ فَتَلَقَّاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَرَسٍ لِأَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ وَهُوَ مُتَقَلِّدٌ سَيْفَهُ فَقَالَ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدْتُهُ بَحْرًا يَعْنِي الْفَرَسَ.

۲۸۱۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے بہتر اور سخی تر اور دلاور تر تھے اور مدینے والے ایک رات گھبرائے کہ انہوں نے ایک آواز سنی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو آگے سے آملے اس حال میں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ننگے گھوڑے پر سوار تھے اور اپنی گردن میں تلوار کو لٹکائے ہوئے تھے پس فرمایا کہ مت گھبراؤ مت گھبراؤ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے گھوڑے کو دریا پایا۔

فائدہ: اس کی شرح ہبہ میں گذر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ رَأَى الْعَدُوَّ فَنَادٰى بِأَعْلٰى صَوْتِهِ يَا صَبَاحَاهُ حَتّٰى يُسْمِعَ النَّاسَ.

جو دشمن کو دیکھے اور اپنی بلند آواز سے پکارے یا صباحاہ تا کہ لوگوں کو سنائے۔

٢٨١٤ـ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قَالَ خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ حَتّٰى إِذَا كُنْتُ بِثَنِيَّةِ الْغَابَةِ لَقِيَنِيْ غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قُلْتُ وَيْحَكَ مَا بِكَ قَالَ أُخِذَتْ لِقَاحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَنْ أَخَذَهَا قَالَ غَطَفَانُ وَفَزَارَةُ فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ أَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يَا صَبَاحَاهُ يَا صَبَاحَاهُ ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتّٰى أَلْقَاهُمْ وَقَدْ أَخَذُوْهَا فَجَعَلْتُ أَرْمِيْهِمْ وَأَقُوْلُ أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ فَاسْتَنْقَذْتُهَا

۲۸۱۴۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینے سے نکل کر غابہ (ایک جگہ کا نام ہے ایک منزل مدینے سے طرف شام کی) کو چلا یہاں تک کہ جب میں غابہ کے پہاڑ پر پہنچا تو عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ کا غلام مجھے راہ میں ملا تو میں نے کہا کہ تجھ کو خرابی ہو تجھ کو کیا ہوا اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں پکڑی گئی میں نے کہا کہ ان کو کس نے پکڑا اس نے کہا کہ غطفان اور فزارہ کی قوم نے تو میں نے تین بار چیخ ماری کہ لوگو دوڑو کہ سنایا میں نے اس شخص کو کہ مدینے کی پتھریلی زمین کے درمیان ہے یعنی میں نے ایسی بلند آواز کے ساتھ چیخ ماری کی مدینے کے سب لوگوں نے سن لیا پھر میں اکیلا ان کے پیچھے دوڑا یہاں تک کہ میں ان کو ملا اور حالانکہ انہوں نے اونٹنیاں پکڑی ہوئی تھیں سو میں ان کو تیر مارنے لگا اور میں یوں کہتا تھا کہ میں اکوع کا

مِنْهُمْ قَبْلَ أَنْ يَشْرَبُوْا فَأَقْبَلْتُ بِهَا أَسُوْقُهَا فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ وَّإِنِّيْ أَعْجَلْتُهُمْ أَنْ يَشْرَبُوْا سِقْيَهُمْ فَابْعَثْ فِيْ إِثْرِهِمْ فَقَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ إِنَّ الْقَوْمَ يُقْرَوْنَ فِيْ قَوْمِهِمْ.

بیٹا ہوں اور آج کم بختوں کی موت کا دن ہے سو میں نے ان سے سب اونٹیاں چھین لیں تو میں ان کو ہانکتا ہوا آگے بڑھا تو راہ میں حضرت مُلَّاتِیْم مجھ کو ملے یعنی سواروں کو لے کر دوڑے جاتے تھے تو میں نے کہا کہ یا حضرت مُلَّاتِیْم وہ لوگ ابھی پیاسے ہیں میں نے ان کو پانی نہیں پینے دیا سو ان کے پیچھے لشکر کو بھیجئے تو حضرت مُلَّاتِیْم نے فرمایا کہ اے اکوع کے بیٹے تو قابو پا چکا ان پر سونرمی اور آسانی کر کہ البتہ لوگوں کی مہمانی ہوتی ہوگی ان کی قوم میں یعنی تو ان پر غالب ہو چکا اب در گذر کر جانے دے اپنی قوم میں کھاتے پیتے ہوں گے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ جگہ اس ترجمہ کی یہ ہے کہ اس طرح کا پکارنا جاہلیت کا پکارنا نہیں جو منع ہے اس لیے کہ یہ استغاثہ ہے کفار پر۔

بَابُ مَنْ قَالَ خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ فُلَانٍ.

جو کہے کہ لے اس کو اور میں فلاں کا بیٹا ہوں۔

فائدہ: یہ کلمہ ہے مدح کے وقت کہا جاتا ہے۔ابن منیر نے کہا کہ موقع اس کا احکام سے یہ ہے کہ وہ خارج ہے فخر کرنے سے جو منع ہے تقاضہ کرنے کی وجہ سے حال کے اس کو میں کہتا ہوں کہ یہ قریب ہے جواز اختیال سے حرب میں سوائے اس کے غیر میں۔(فتح)

وَقَالَ سَلَمَةُ خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ.

یعنی سلمہ رٹائٹیز نے کہا کہ لے اس کو اور میں اکوع کا بیٹا ہوں۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے سلمہ رٹائٹیز کی حدیث کا جو ابھی مذکور ہوئی اور تحقیق روایت کیا ہے اس کو مسلم نے دوسرے طریق سے اور اس میں ہے کہ لے اس کو اور میں اکوع کا بیٹا ہوں یعنی یہ لفظ کہنا اپنی تعریف میں درست ہے۔

۲۸۱۵۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا أَبَا عُمَارَةَ أَوَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ الْبَرَآءُ وَأَنَا أَسْمَعُ أَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُوَلِّ يَوْمَئِذٍ كَانَ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذًا بِعِنَانِ

۲۸۱۵۔ ابی اسحق سے روایت ہے کہ ایک شخص نے براء بن عازب رٹائٹیز اس حدیث کے راوی سے پوچھا کہ کیا تم اصحاب جنگ حنین کے دن بھاگ گئے تھے براء رٹائٹیز نے کہا اور حالانکہ میں ابو اسحق سنتا تھا کہ حضرت مُلَّاتِیْم نے تو اس دن ہرگز پیٹھ نہیں پھیری اور ابو سفیان حضرت مُلَّاتِیْم کے خچر کی باگ پکڑے ہوئے تھے سو جب کافروں نے حضرت مُلَّاتِیْم کو گھیر لیا تو

بَغْلَتِهٖ فَلَمَّا غَشِيَهُ الْمُشْرِكُوْنَ نَزَلَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ قَالَ فَمَا رُئِيَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ أَشَدُّ مِنْهُ.

حضرت ﷺ سواری سے نیچے اترے اور فرمانے لگے کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں سو نہیں دیکھا گیا لوگوں میں اس دن کوئی زیادہ سخت حضرت ﷺ سے لڑائی میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا کہ میں فلاں کا بیٹا ہوں جائز ہے۔

بَابُ إِذَا نَزَلَ الْعَدُوُّ عَلٰى حُكْمِ رَجُلٍ.

جب اترے دشمن ایک مرد کے حکم پر یعنی پس جائز رکھے اس کو امام تو جاری ہوتا ہے حکم اس کا۔

۲۸۱۶۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ هُوَ ابْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُوْ قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدٍ هُوَ ابْنُ مُعَاذٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَرِيْبًا مِّنْهُ فَجَآءَ عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ فَجَآءَ فَجَلَسَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ إِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ قَالَ فَإِنِّيْ أَحْكُمُ أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَأَنْ تُسْبَى الذُّرِّيَّةُ قَالَ لَقَدْ حَكَمْتَ فِيْهِمْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ.

۲۸۱۶۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہود بنی قریظہ سعد رضی اللہ عنہ کے حکم پر اترے یعنی قلعے سے تو حضرت ﷺ نے کسی کو سعد رضی اللہ عنہ کے بلانے کے لیے بھیجا اور سعد رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے نزدیک تھے یعنی ان کو اپنے پاس خیمے میں جگہ دی ہوئی تھی تاکہ قریب سے ان کی بیمار پرسی کریں اس بیماری میں جو ان کو تیر لگنے سے پہنچی تھی تو سعد رضی اللہ عنہ گدھے پر سوار ہو کر آئے پھر جب نزدیک ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اٹھ کھڑے جاؤ طرف سردار اپنے کی سو سعد رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تو حضرت ﷺ نے ان سے کہا کہ بے شک یہ لوگ یعنی بنی قریظہ تمہارے حکم پر راضی ہو کر اترے ہیں اس بات پر راضی ہوئے ہیں کہ جو کچھ سعد رضی اللہ عنہ ہمارے بارے میں حکم کرے ہم کو منظور ہے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حکم کرتا ہوں کہ ان کے لڑنے والے مارے جائیں یعنی جو لڑنے کے قابل ہیں اور ان کے بچے اور عورتیں قید کیے جائیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے ان کے حق میں حکم کیا ساتھ حکم بادشاہ کے یعنی تو نے ایسا حکم کیا ہے اس سے اللہ راضی ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ ابن منیر نے کہا کہ مستفاد ہوتا ہے حدیث سے لازم ہونا حکم محکم کا ساتھ رضامندی مدعی اور مدعی علیہ کی۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ الْأَسِيرِ وَقَتْلِ الصَّبْرِ.

باب ہے بیان میں قتل کرنے قیدی کے اور قتل کرنے کے نشانہ ٹھہرا کر یعنی جاندار چیز کو کھڑا کیا جائے پھر اس کو تیر سے مارا جائے۔

۲۸۱۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ.

۲۸۱۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر سے خود اتاری تو ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ ابن خطل کعبے کے پردے پکڑے ہوئے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور تحقیق پہلے گزر چکا ہے کہ امام اختیار کرے وہ چیز کہ وہ زیادہ تر مفید ہے اسلام کے لیے اور مسلمانوں کے قیدی کے قتل اور اس کے احسان کے درمیان اور اوپر بدلہ لینے کے ساتھ یا بغیر بدلہ لینے کے یا اس کے غلام بنانے سے۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يَسْتَأْسِرُ الرَّجُلُ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَأْسِرْ وَمَنْ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ.

کیا طلب کرے مرد قید ہونا اپنا یعنی اپنے نفس کو قید ہونے کے لیے دوسرے کے سپرد کرے یا نہیں اور جو اپنے تئیں قید ہونے کے لیے سپرد نہ کرے اور جو قتل کے وقت دو رکعت نماز پڑھے۔

۲۸۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ بْنِ أَسِيْدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ وَهُوَ حَلِيْفٌ لِّبَنِيْ زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ رَهْطٍ سَرِيَّةً عَيْنًا وَّأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى إِذَا كَانُوْا

۲۸۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمی بطور لشکر جاسوسی کے بھیجے اور عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار کیا سو وہ چلے یہاں تک کہ ہداۃ میں پہنچے اور وہ ایک جگہ ہے درمیان عسفان اور مکے کے تو ذکر کیے گئے ہذیل کے قبیلے کے لیے جن کو بنو لحیان کہا جاتا تھا یعنی ان کو خبر ہوئی تو ان کے لیے دو سو آدمی کے قریب نکلے کہ سب تیر انداز تھے تو وہ ان کے پیچھے چلے یہاں تک کہ انہوں نے ان کی کھجوریں کھانے کی جگہ پائی جس کو انہوں نے مدینے سے خرچ راہ لیا تھا سو انہوں نے کہا کہ یہ مدینے کی کھجوریں ہیں تو ان کے پیچھے چلے

بِالْهَدَاةِ وَهُوَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوْا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُوْ لَحْيَانَ فَنَفَرُوْا لَهُمْ قَرِيْبًا مِّنْ مِّائَتَيْ رَجُلٍ كُلُّهُمْ رَامٍ فَاقْتَصُّوْا اٰثَارَهُمْ حَتّٰى وَجَدُوْا مَاْكَلَهُمْ تَمْرًا تَزَوَّدُوْهُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالُوْا هٰذَا تَمْرُ يَثْرِبَ فَاقْتَصُّوْا اٰثَارَهُمْ فَلَمَّا رَاٰهُمْ عَاصِمٌ وَّاَصْحَابُهٗ لَجَئُوْا إِلٰى فَدْفَدٍ وَّاَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوْا لَهُمُ انْزِلُوْا وَاَعْطُوْنَا بِاَيْدِيْكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيْثَاقُ وَلَا نَقْتُلُ مِنْكُمْ اَحَدًا قَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ اَمِيْرُ السَّرِيَّةِ اَمَّا اَنَا فَوَاللّٰهِ لَا اَنْزِلُ الْيَوْمَ فِيْ ذِمَّةِ كَافِرٍ اللّٰهُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوْا عَاصِمًا فِيْ سَبْعَةٍ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ بِالْعَهْدِ وَالْمِيْثَاقِ مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الْاَنْصَارِيُّ وَابْنُ دَثِنَةَ وَرَجُلٌ اٰخَرُ فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوْا مِنْهُمْ اَطْلَقُوْا اَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَاَوْثَقُوْهُمْ فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ هٰذَا اَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللّٰهِ لَا اَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِيْ فِيْ هٰؤُلَاءِ لَاُسْوَةً يُّرِيْدُ الْقَتْلٰى فَجَرَّرُوْهُ وَعَالَجُوْهُ عَلٰى اَنْ يَّصْحَبَهُمْ فَاَبٰى فَقَتَلُوْهُ فَانْطَلَقُوْا بِخُبَيْبٍ وَّابْنِ دَثِنَةَ حَتّٰى بَاعُوْهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَابْتَاعَ خُبَيْبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَّكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَّوْمَ بَدْرٍ فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ اَسِيْرًا.

سو جب عاصم رضی اللہ عنہ اوران کے یاروں نے ان کو دیکھا تو ایک بلند جگہ کی طرف پناہ لی تو کافروں نے ان کو گھیرا تو کافروں نے ان کو کہا کہ اترو اور ہم کو اپنے ہاتھ دو یعنی اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو اور تمہارے لیے قول واقرار ہے ہم کسی کو تم میں سے نہ ماریں گے تو عاصم رضی اللہ عنہ لشکر کے سردار نے کہا کہ لیکن میں پس قسم ہے اللہ کی نہیں اتروں گا آج بیچ ذمے کافر کے الٰہی ہمارے نبی کو ہمارے حال سے خبر دے تو کافروں نے ان کو تیروں سے مارا تو عاصم رضی اللہ عنہ سمیت سات آدمیوں کو قتل کیا اور باقی تین آدمی عہد و پیمان کے ساتھ ان کی طرف اترے ان میں سے ایک خبیب انصاری رضی اللہ عنہ تھا دوسرا ابن دثنہ اور تیسرا ایک مرد اور تھا سو جب کافر ان پر قادر ہوئے تو کمانوں کی تانت کھول کر ان کو باندھ لیا تو تیسرے مرد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ اول دغا ہے قسم ہے اللہ کی کہ میں تمہارے ساتھ نہ جاؤں گا البتہ مجھے ان لوگوں کی چال چلنی ہے یعنی شہیدوں کی سو انہوں نے اس کو کھینچا اور اس کے ساتھ محنت کی اس پر کہ وہ ان کے ساتھ چلے اس نے نہ مانا تو انہوں نے اس کو مار ڈالا اور خبیب اور ابن دثنہ رضی اللہ عنہما کو لے چلے یہاں تک کہ دونوں کو مکے میں بیچا بعد جنگ بدر کے سو خبیب رضی اللہ عنہ کو تو حارث بن عامر کی اولاد نے خرید لیا اور جنگ بدر کے دن خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث کو قتل کیا تھا سو خبیب رضی اللہ عنہ کچھ مدت ان کے پاس قید رہا پس خبر دی مجھ کو عبیداللہ نے کہ حارث کی بیٹی نے اس کو خبر دی کہ جب کافر اس کے مارنے کے لیے جمع ہوئے تو اس نے زیر ناف بال مونڈنے کے لیے استرا مانگا تو اس نے اس کو استرا عاریۃ دیا سو اس نے میرے بیٹے کو لیا اور میں اس سے بے خبر تھی سو میں نے اس کو پایا کہ میرے بیٹے کو اپنی ران

فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ بِنْتَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِيْنَ اجْتَمَعُوْا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوْسٰى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ فَأَخَذَ ابْنًا لِّيْ وَأَنَا غَافِلَةٌ حِيْنَ أَتَاهُ قَالَتْ فَوَجَدْتُّهُ مُجْلِسَهُ عَلٰى فَخِذِهِ وَالْمُوْسٰى بِيَدِهِ فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فِيْ وَجْهِيْ فَقَالَ تَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذٰلِكَ وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيْرًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ خُبَيْبٍ وَّاللّٰهِ لَقَدْ وَجَدْتُّهُ يَوْمًا يَّأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِيْ يَدِهِ وَإِنَّهُ لَمُوْثَقٌ فِي الْحَدِيْدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرٍ وَّكَانَتْ تَقُوْلُ إِنَّهُ لَرِزْقٌ مِّنَ اللّٰهِ رَزَقَهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوْا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ ذَرُوْنِيْ أَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَتَرَكُوْهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنْ تَظُنُّوْا أَنَّ مَا بِيْ جَزَعٌ لَّطَوَّلْتُهَا اللّٰهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا مَّا أُبَالِيْ حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَّشَأْ يُبَارِكْ عَلٰى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعِ فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ لِكُلِّ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا فَاسْتَجَابَ اللّٰهُ لِعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ يَّوْمَ أُصِيْبَ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ وَمَا أُصِيْبُوْا وَبَعَثَ نَاسٌ مِّنْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ إِلٰى عَاصِمٍ حِيْنَ حُدِّثُوْا

پر بٹھائے ہوئے ہے اور استرا اس کے ہاتھ میں ہے سو گھبرائی میں گھبرانا کہ خبیب رضی اللہ عنہ نے اس کو میرے چہرے میں پہچانا تو خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو ڈرتی ہے کہ میں اس کو قتل کروں تحقیق میں یہ کام نہیں کروں گا قسم ہے اللہ کی میں نے کبھی کوئی قیدی خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر نہیں دیکھا قسم ہے اللہ کی میں نے البتہ اس کو ایک دن پایا کہ انگور کے گچھے سے کھاتا تھا جو اس کے ہاتھ میں تھا اور البتہ وہ لوہے کی زنجیروں میں باندھا ہوا تھا اور مکے میں میوہ نہ تھا اور حارث کی بیٹی کہتی تھی کہ وہ اللہ کی طرف سے روزی تھی جو اللہ نے خبیب رضی اللہ عنہ کو دی تھی سو جب کافر اس کو حرم سے لے نکلے تا کہ اس کے حل میں یعنی حرم سے باہر قتل کریں تو خبیب رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں پھر خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم گمان کرو گے کہ مجھ کو ڈر ہے تو البتہ میں نماز کو دراز کرتا الٰہی ان سب کو ہلاک کر دے اور نہ باقی چھوڑ ان میں سے کسی کو اور میں کچھ پرواہ نہیں کرتا جب کہ مسلمان مارا جاؤں اوپر جس کروٹ کے کہ ہو اللہ کے لیے جگہ ہلاک ہونے میرے کی اور یہ مارا جانا میرا اللہ کی راہ میں ہے اور اگر اللہ نے چاہا تو برکت کرے گا اوپر جوڑوں عضو کٹے ہوئے کے سو حارث کے بیٹے نے اس کو قتل کیا پس تھا خبیب رضی اللہ عنہ وہ جس نے مسنون کی دو رکعت نماز ہر مسلمان کے لیے کہ قید میں مارا جائے تو قبول کی اللہ نے دعا عاصم رضی اللہ عنہ کی جس دن کہ شہید ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو ان کے حال سے خبر دی اور جو مصیبت کہ ان کو پہنچی اور کفار قریش نے کچھ آدمی اس کے پاس بھیجے جب کہ ان کو خبر ہوئی کہ وہ مارا گیا تا کہ کوئی چیز اس سے لائی جائے کہ پہچانا جائے اور تحقیق جنگ بدر کے دن اس نے ان کے

أَنَّهُ قُتِلَ لِيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِّنْهُ يُعْرَفُ وَكَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا مِّنْ عُظَمَآئِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَبُعِثَ عَلٰى عَاصِمٍ مِّثْلُ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُّسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلٰى أَنْ يَّقْطَعَ مِنْ لَّحْمِهِ شَيْئًا.

ایک رئیس کو مارا تو بھیجے گئے عاصم رضی اللہ عنہ پر زنبور مثل ابر کی تو زنبوروں نے اس کو ان کے ایلچیوں سے نگاہ رکھا سو نہ قادر ہوئے وہ اس پر کہ اس کے بدن سے کچھ گوشت کاٹیں۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔

بَابُ فَكَاكِ الْأَسِيْرِ فِيْهِ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں چھڑانے قیدی کے۔

فائدہ: یعنی دشمن کے ہاتھ سے ساتھ مال کے ہو یا غیر اس کے۔

۲۸۱۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُكُّوا الْعَانِيَ يَعْنِي الْأَسِيْرَ وَأَطْعِمُوا الْجَآئِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ.

۲۸۱۹۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑاؤ قیدی کو کھانا کھلاؤ بھوکے کو اور خبر پوچھو بیمار کی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ چھڑانا قیدی کا فرض کفایہ ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور اسحق بن راہویہ نے کہا کہ بیت المال سے اور مالک سے بھی مروی ہے اور احمد نے کہا کہ بدلہ دیا جائے ساتھ سروں کے اور لیکن ساتھ مال کے پس اس کو میں نہیں پہچانتا اور اگر ہوں نزدیک مسلمانوں کے قیدی اور نزدیک کافروں کے قیدی اور اتفاق کریں اوپر بدلے کے تو متعین ہوتا ہے اور نہیں جائز ہے بدلہ لینا کافروں کے قیدیوں کا ساتھ مال کے۔ (فتح)

۲۸۲۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِّنَ الْوَحْيِ إِلَّا مَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ لَا وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا فَهْمًا يُّعْطِيْهِ اللّٰهُ رَجُلًا فِي الْقُرْآنِ وَمَا

۲۸۲۰۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تمہارے پاس کچھ چیز وحی سے ہے سوائے اس چیز کے کہ قرآن میں ہے یعنی سوائے قرآن کے علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے پیدا کیا اناج کو اور پیدا کیا جاندار چیز کو میں اس کو نہیں جانتا مگر سمجھ کہ اللہ کسی شخص کو قرآن میں دیتا ہے اور جو کچھ کہ اس کاغذ لکھا ہوا ہے میں نے کہا کہ اس کاغذ میں کیا لکھا ہوا ہے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیت اور

فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفَكَاكُ الْاَسِيْرِ وَاَنْ لَّا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

قدر اس کا اور چھڑانا قیدی کا یعنی ثواب اس کا اور یہ کہ نہ مارا جائے مسلمان بدلے کافر کے۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب العلم میں گذر چکی ہے اور باقی آئندی آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔(فتح)

بَابُ فِدَآءِ الْمُشْرِكِيْنَ.

باب ہے بیان میں بدلہ لینے کے مشرکین سے یعنی ساتھ مال کے کہ ان سے لیا جائے۔

فائدہ: کچھ بیان اس کا پہلے باب میں گذر چکا ہے۔

۲۸۲۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَآئَهٗ فَقَالَ لَا تَدَعُوْنَ مِنْهَا دِرْهَمًا. وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَجَآئَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْطِنِيْ فَإِنِّيْ فَادَيْتُ نَفْسِيْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا فَقَالَ خُذْ فَأَعْطَاهُ فِيْ ثَوْبِهٖ.

۲۸۲۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ انصاری مردوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پروانگی چاہی پس عرض کیا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو پروانگی دیجیے کہ ہم اپنے بھانجے عباس رضی اللہ عنہ کا بدلہ چھوڑ دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے ایک درہم نہ چھوڑو اور نیز انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین کا مال لایا گیا تو عباس رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے پس کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو مال دیجیے کہ بے شک میں نے بدلہ دیا ہے اپنی جان سے اور بدلہ دیا ہے عقیل کا یعنی جنگ بدر کے دن تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کے کپڑے میں دیا۔

فائدہ: اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ ابن بطال نے جواز پر دینے بعض قسموں کے زکوۃ سے اور اس میں دلالت نہیں اس لیے کہ یہ مال زکوۃ کا نہ تھا اور بر تقدیر اس کے ہونے سے زکوۃ سے پس عباس رضی اللہ عنہ نہیں اہل زکوۃ سے اور حق یہ ہے کہ مال مذکور خراج یا جزیہ کا تھا اور دونوں مصالح کے مال سے ہیں اور اس کا بیان جزیہ میں آئے گا۔(فتح)

۲۸۲۲۔ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۲۸۲۲۔ جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ بدر کے قیدیوں میں

الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ وَكَانَ جَآءَ فِيْ أُسَارٰى بَدْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ.

آیا تھا کہا اس نے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ مغرب کی نماز میں سورۃ طور پڑھتے تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ وہ بدر کے قیدیوں میں آیا تھا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آیا تھا بیچ طلب کرنے بدلہ قیدیوں بدر کے اور اس کی شرح کتاب القراءۃ میں گذر چکی ہے اور کچھ شرح اس کی مغازی میں آئے گی۔

بَابُ الْحَرْبِيِّ إِذَا دَخَلَ دَارَ الْإِسْلَامِ بِغَيْرِ أَمَانٍ.

باب ہے کہ اگر کافر حربی دارالسلام میں بغیر امان کے داخل ہو۔

فائدہ: تو کیا جائز ہے اس کا قتل اور یہ اختلافی مسائل سے ہے مالک نے کہا کہ امام کو اس میں اختیار ہے اور اس کا حکم حکم اہل حرب کا ہے۔ اور کہا اوزاعی اور شافعی نے کہ اگر وہ دعوی کرے کہ وہ ایلچی ہے تو اس سے قبول کیا جائے اور ابو حنیفہ اور احمد نے کہا کہ یہ دعوی اس کا قبول نہ کیا جائے اور وہ فے ہے مسلمانوں کے لیے۔ (فتح)

۲۸۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَهُوَ فِيْ سَفَرٍ فَجَلَسَ عِنْدَ أَصْحَابِهٖ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ انْفَتَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اطْلُبُوْهُ وَاقْتُلُوْهُ فَقَتَلَهٗ فَنَفَّلَهٗ سَلَبَهٗ.

۲۸۲۳۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین کا ایک جاسوس حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ سفر میں تھے تو وہ آپ کے اصحاب کے پاس بیٹھ کر گفتگو کرنے لگا پھر پھرا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ڈھونڈ کر مار ڈالو وہ جاسوس ہے تو حضرت ﷺ نے اس کا اسباب سلمہ رضی اللہ عنہ کو دیا۔

فائدہ: مسلم میں عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں دوڑتا ہوا نکلا یہاں تک کہ میں نے اونٹ کی مہار پکڑی سو میں نے اس کو بٹھایا سو جب اس نے اپنا گھٹنا زمین پر رکھا تو میں نے اپنی تلوار کھینچ کر اس کے سر پر ماری سو وہ مر گیا سو لایا میں سواری اس کی اور جو اس پر تھا اس حال میں کہ میں اس کو کھینچتا تھا تو حضرت ﷺ آگے بڑھ کر مجھ کو جا ملے تو فرمایا کہ کافر کو کس نے مارا ہے لوگوں نے کہا کہ اکوع کے بیٹے نے فرمایا کہ اس کا سب اسباب اس کے لیے ہے اس سے معلوم ہوا کہ باعث اس کے قتل پر یہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کے ستر پر جھانکا اور جلدی کی تا کہ آپ کے اصحاب کو معلوم کرے پس غنیمت جانے ان کی غفلت کو اور اس کے قتل میں مسلمانوں کی مصلحت تھی اور نووی نے کہا کہ اس میں راز ہے قتل کا جاسوس حربی کافر کے اور اس پر اتفاق ہے اور لیکن عہد والا کافر اور ذمی پس

کہا مالک اور اوزاعی نے کہ اس سے اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے اور شافعیہ کے نزدیک خلاف ہے اور لیکن اگر شرط کی ہو اس پر یہ بیچ عہد اس کے کے تو ٹوٹ جاتا ہے اس کا عہد اتفاقا اور اس میں حجت ہے اس شخص کے لیے کہ جو کہتا ہے اسباب مقتول کا سب قاتل کے لیے ہے اور جو کہتا ہے کہ وہ اس کا مستحق نہیں مگر ساتھ قول امام کے وہ جواب دیتا ہے کہ نہیں حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے اوپر ایک کے دو امروں سے بلکہ وہ دونوں کے لیے محتمل ہے لیکن ایک روایت میں ہے ایک مرد کھڑا ہوا سو اس نے حضرت ﷺ کو خبر دی کہ وہ جاسوس ہے مشرکین کا تو فرمایا کہ جو اس کو مارے پس اس کے لیے ہے اسباب اس کا کہا پس میں نے اس کو پایا تو میں نے اس کو مار ڈالا یہ تائید کرتی ہے احتمال ثانی کی بلکہ قرطبی نے کہا کہ اگر کہتے کہ قاتل مستحق ہے سلب کا ساتھ مجرد قتل کے تو نہ ہوتا حضرت ﷺ کے قول کے لیے لہ سلبہ اجمع کوئی فائدہ اور تعاقب کیا گیا ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ حکم سوائے اس کے نہیں کہ ثابت ہوا ہو اسی وقت اور تحقیق استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اوپر جواز تاخیر بیان کے وقت خطاب سے اس لیے کہ اللہ کا قول وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْءٍ عام ہے ہر غنیمت میں پس بیان کیا حضرت ﷺ نے بعد زمانے دراز کے کہ سلب قاتل کے لیے ہے برابر ہے کہ ہم اس کو امام کی اجازت کے ساتھ قید کریں یا نہیں لیکن مالک کا قول کہ نہیں پہنچی مجھ کو یہ بات کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہو مگر حنین کے دن پس اگر مراد مالک کی یہ ہے کہ ابتداء اس حکم کی حنین کے دن تھی تو وہ مردود ہے لیکن مالک کے غیر پر جو اس کو منع کرتا ہے پس تحقیق مالک نے سوائے اس کے نہیں کہ پہنچنے کی نفی کی ہے اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے ابو داود میں کہ حضرت ﷺ نے جنگ موتہ میں حکم کیا کہ اسباب مقتول کا قاتل کے لیے ہے اور موتہ بالاتفاق جنگ حنین سے پہلے ہے۔ اور ابن منیر نے کہا کہ ترجمہ میں حربی کا ذکر ہے اور حدیث میں جاسوس کا ذکر ہے اور حکم جاسوس کا مخالف ہے حربی مطلق کے لیے جو داخل ہوتا ہے بغیر امان کے پس دعوی عام ہے دلیل سے اور جواب دیا گیا ہے کہ جاسوس مذکور نے وہم دلایا تھا کہ وہ امن والوں سے ہے پس جب اس نے اپنی حاجت ادا کی جاسوسی کرنے سے تو اٹھ کر جلدی چلا پس معلوم ہو گیا کہ وہ حربی ہے کہ بغیر امان کے داخل ہوا ہے۔ (فتح)

بَابُ يُقَاتَلُ عَنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَلَا يُسْتَرَقُّوْنَ.

لڑائی کی جائے اہل ذمہ کی طرف سے یعنی ان کی مدد کی جائے اگر ان کا دشمن ان پر غالب ہو اور نہ غلام بنائے جائیں یعنی اگرچہ وہ عہد کو توڑ ڈالیں۔

٢٨٢٤۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَأُوْصِيْهِ بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

۲۸۲۴۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں وصیت کرتا ہوں امیر کو ساتھ ذمہ اللہ کے اور ذمے اس کے رسول ﷺ کے اور یہ کہ پورا کیا جائے عہد ان کا اور یہ کہ لڑائی کی جائے پیچھے ان کے سے اور نہ تکلیف دی جائے ان کو مگر موافق طاقت ان کی کے۔

يُوْفٰى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَآئِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوْا إِلَّا طَاقَتَهُمْ.

فائدہ: یہ حدیث پوری مناقب میں آئے گی اور ابن تین نے کہا کہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں اس لیے کہ اس میں غلام بنانے کا ذکر نہیں اور جواب دیا ہے ابن منیر نے اس طرح سے کہ لیا ہے اس کو بخاری نے اس کے اس قول سے کہ میں اس کو وصیت کرتا ہوں ساتھ ذمہ اللہ کے پس تحقیق مقتضی وصیت بالاشفاق کا یہ ہے کہ نہ داخل ہو غلامی میں اور جو کہتا ہے کہ وہ غلام بنائے جائیں جب کہ عہد کو توڑ ڈالیں وہ ابن قاسم ہے اور مخالف ہے اس کے جمہور علماء اور اشہب اور محل اس کا وہ ہے جب کہ قید کریں حربی ذمی کو پھر قید کریں مسلمان ذمی کو اور عجیب بات کہی ابن قدامہ نے پس حکایت کیا اجماع کو اور شاید اس کو ابن قاسم کے خلاف کی اطلاع نہیں ہوئی اور بخاری کو اطلاع ہوئی پس باب باندھا اس کے ساتھ۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يُسْتَشْفَعُ إِلٰى أَهْلِ الذِّمَّةِ وَمُعَامَلَتِهِمْ.

باب ہے بیان میں انعام دینے ایلچیوں کے۔

بَابُ جَوَآئِزِ الْوَفْدِ.

کیا طلب کی جائے شفاعت طرف اہل ذمہ کی اور معاملہ ان کا۔

فائدہ: بعض روایتوں میں پہلا ترجمہ اس باب سے موخر ہے اور اس کے ساتھ دور ہو جاتا ہے اشکال پس تحقیق حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی موافق ہے باب جوائز الوفد کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی وجہ سے کہ انعام دیا کرو ایلچیوں کو برخلاف دوسرے ترجمہ اور شاید بخاری نے باب باندھا ہے ساتھ اس کے اور بیاض خالی چھوڑا تھا تا کہ اس کے موافق کوئی حدیث اس میں وارد کرے پھر اتفاق نہ ہوا۔ اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث پہلے باب کے تحت میں ہے اور باب جوائز الوفد بالکل یہاں نہیں ہے اور بیچ مناسبت اس کی کے ترجمہ کے لیے غموض ہے اور شاید وہ اس جہت سے ہے کہ یہود کا نکالنا تقاضہ کرتا ہے رفع استشفاء کا اور رغبت دلانا اوپر اجازت وفد کے تقاضہ کرتا ہے حسن معاملہ کا یا شاید الی ترجمہ میں ساتھ معنی لام کے ہے یعنی کیا استشفاء کیا جائے ان کے لیے نزدیک امام کے اور کیا معاملہ کیا جائے ان سے اور دلالت اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ اور اَجِيْزُوا الْوَفْدَ کی اس کے لیے ظاہر ہے۔ (فتح)

٢٨٢٥۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى

٢٨٢٥۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جمعرات کا دن اور کیا ہے جمعرات کا دن پھر رونے لگے یہاں تک کہ ان کے آنسوؤں سے پتھر تر ہوئے پھر کہا کہ جمعرات کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سخت ہوئی اور درد غالب ہوا تو

خَضَبَ دَمْعُهُ الْحَصْبَآءَ فَقَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِكِتَابٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَّنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا هَجَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُوْنِيْ فَالَّذِيْ أَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنِيْ إِلَيْهِ وَأَوْصٰى عِنْدَ مَوْتِهِ بِثَلَاثٍ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيْزُهُمْ وَنَسِيْتُ الثَّالِثَةَ. وَقَالَ يَعْقُوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَأَلْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ فَقَالَ مَكَّةُ وَالْمَدِيْنَةُ وَالْيَمَامَةُ وَالْيَمَنُ وَقَالَ يَعْقُوْبُ وَالْعَرْجُ أَوَّلُ تِهَامَةَ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے لیے نوشتہ لکھ دوں تا کہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بہکو یعنی کبھی مختلف اور حیران نہ ہوتو اصحاب آپس میں جھگڑنے لگے یعنی کاغذ لانے نہ لانے میں کہ کسی نے کہا کہ لاؤ اور کسی نے کہا کہ نہ لاؤ اور پیغمبر ﷺ کے پاس جھگڑ نا لائق نہیں تو انہوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے دنیا کو چھوڑ دیا یعنی عنقریب ہے کہ دنیا کو چھوڑ دیں یا اصحاب نے کہا کہ کیا ورد سے حضرت ﷺ کی زبان قابو میں نہیں رہی یعنی اس کو حضرت ﷺ سے تحقیق کرو پھر حضرت ﷺ سے تحقیق کرنے لگے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑو مجھ کو جس میں کہ اب میں مشغول ہوں اس سے بہتر ہے جس کو تم پوچھتے ہو اور حضرت ﷺ نے مرنے کے وقت تین چیزوں کی وصیت کی کہ نکال دینا مشرکین کو عرب کے جزیرہ سے اور انعام دیا کرنا ایلچیوں کو جس طرح میں ان کو انعام دیتا تھا راوی نے کہا کہ میں تیسری چیز کو بھول گیا ابوعبیدہ نے کہا کہ ابو یعقوب نے کہا کہ میں نے مغیرہ رٹاٹنڈ سے پوچھا کہ عرب کا جزیرہ کون سا ہے اس نے کہا کہ مکہ اور مدینہ اور یمامہ اور یمن اور یعقوب نے کہا کہ عرج اول تہامہ ہے اور اس کی ابتدا ہے۔

فائدہ: جزیرہ عرب کا طول عدن سے عراق تک ہے اور عرض جدہ سے شام تک ہے اور نام رکھا گیا ہے جزیرہ عرب کا احاطہ کرنے کی وجہ سے دریاؤں کا اس کو یعنی بحر ہند اور بحر قلزم اور بحر فارس اور بحر حبشہ کا اور نسبت کیا گیا عرب کی طرف اس لیے کہ وہ اسلام سے پہلے ان کے ہاتھ میں تھا اور وہ ان کا وطن تھا اور ان کی جگہ تھی لیکن جس میں مشرکوں کا رہنا منع ہے وہ خاص مکہ اور مدینہ اور یمامہ ہے اور جو اس کے آس پاس ہیں نہ سوائے ان کے ان پر عرب کا جزیرہ بولا جاتا ہے سب کے اتفاق کی وجہ سے اس پر کہ مشرکوں کو یمن میں رہنے سے منع نہ کیا جائے باوجود اس کے کہ وہ بھی جزیرہ عرب میں داخل ہے یہ مذہب جمہور کا ہے اور حنفیہ سے روایت ہے کہ جائز ہے مطلقا مگر مسجد حرام اور مالک سے روایت ہے کہ جائز ہے داخل ہونا ان کا حرم میں تجارت کے لیے اور شافعیہ نے کہا کہ نہ داخل ہوں حرم میں ہرگز مگر

امام کی اجازت کے ساتھ مسلمانوں کی مصلحت کی وجہ سے خاصۃ۔ (فتح)

بَابُ التَّجَمُّلِ لِلْوُفُوْدِ.

باب ہے بیان میں زینت کرنے کے ایلچیوں کے لیے یعنی جب امام کے پاس کسی ملک کے ایلچی آئیں تو امام ان کے دکھانے کے لیے عمدہ لباس پہنے۔

٢٨٢٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَجَدَ عُمَرُ حُلَّةَ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ فِي السُّوْقِ فَأَتَى بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْتَعْ هٰذِهِ الْحُلَّةَ فَتَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيْدِ وَلِلْوُفُوْدِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هٰذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ فَلَبِثَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُبَّةِ دِيْبَاجٍ فَأَقْبَلَ بِهَا عُمَرُ حَتّٰى أَتٰى بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ إِنَّمَا هٰذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ ثُمَّ أَرْسَلْتَ إِلَيَّ بِهٰذِهِ فَقَالَ تَبِيْعُهَا أَوْ تُصِيْبُ بِهَا بَعْضَ حَاجَتِكَ.

٢٨٢٦۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک جوڑا ریشمی پایا جو بازار میں بکتا تھا تو اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جوڑے کو خرید لیں پس زینت کیا کریں ساتھ پہننے اس کے کے عید کے دن اور ایلچیوں کے لیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو اس شخص کا لباس ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے یا یوں فرمایا کہ اس کو تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے پھر کچھ مدت کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی پوشاک عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھیجی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کو لے کر چلے یہاں تک کہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا تھا کہ ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے پھر آپ نے یہ مجھ کو بھیجا یعنی پھر مجھ کو کیوں بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تا کہ تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے فائدہ پائے یا تو اس سے اپنی کوئی حاجت ادا کرے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ جگہ ترجمہ کی یہ ہے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ اس کو خرید لیں تا کہ عید کے دن یا ایلچیوں کے لیے زینت کیا کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اس کا انکار نہ کیا بلکہ صرف ریشمی کپڑے کے ساتھ زینت کرنے سے انکار کیا اور اس کی شرح لباس میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ يُعْرَضُ الْإِسْلَامُ عَلَى الصَّبِيِّ.

کس طرح پیش کیا جائے اسلام لڑکے نابالغ پر۔

٢٨٢٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ فِي رَهْطٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدُوْهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِيْ مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ صَيَّادٍ يَّحْتَلِمُ فَلَمْ يَشْعُرْ بِشَيْءٍ حَتّٰى ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ الْأُمِّيِّيْنَ فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا تَرٰى قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ يَّأْتِيْنِيْ صَادِقٌ وَّكَاذِبٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيْئًا قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ الدُّخُّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آئْذَنْ لِّيْ فِيْهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ

۲۸۲۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ابن صیاد کی طرف چلے اور آپ ﷺ کے ساتھ عمر فاروق اور چند اصحاب رضی اللہ عنہم تھے یہاں تک کہ اس کو لڑکوں کے ساتھ کھیلتا پایا نزدیک ٹیلوں بنی مغالہ کے اور ابن صیاد اس دن بلوغت کے قریب پہنچا تھا تو اس کو خبر نہ ہوئی یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کی پیٹھ پر مارا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے اس کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو ابن صیاد نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان پڑھوں کے رسول ہو پھر ابن صیاد نے حضرت ﷺ کو کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا نظر آتا ہے ابن صیاد نے کہا کہ آتی ہے مجھ کو خبر جھوٹی اور سچی یعنی جو خبر میں لوگوں کو بتلاتا ہوں کبھی سچ ہو جاتی ہے اور کبھی جھوٹ نکلتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مخلوط ہوا تجھ پر حق اور باطل یعنی جیسے کہ کاہنوں کا حال ہوتا ہے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تیرے واسطے ایک چیز چھپائی ہے سو تو بتلا کہ وہ کیا ہے ابن صیاد نے کہا کہ وہ دخ ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دور ہو تو بے مراد ہو تو اپنے اس قدر سے ہرگز نہ بڑھے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر حکم ہو تو اس کی گردن کاٹوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد حقیقت میں دجال ہے تو تجھ کو اس پر قابو نہ ملے گا یعنی بلکہ اس کو عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے اور اگر ابن صیاد دجال نہیں تو اس کے قتل کرنے میں کچھ بہتری نہیں۔

يَكُنْهُ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْهُ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ.

۲۸۲۸۔ قَالَ ابْنُ عُمَرَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَأْتِيَانِ النَّخْلَ الَّذِي فِيهِ ابْنُ صَيَّادٍ حَتَّى إِذَا دَخَلَ النَّخْلَ طَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ ابْنَ صَيَّادٍ أَنْ يَسْمَعَ مِنَ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْزَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ أَيْ صَافِ وَهُوَ اسْمُهُ فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ.

۲۸۲۸۔ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن کعب کے ساتھ اس باغ کی طرف چلے جس میں ابن صیاد تھا یہاں تک کہ جب باغ میں داخل ہوئے تو کھجوروں کی شاخوں میں چھپ کر چاہا کہ ابن صیاد سے کچھ خبر سنیں پہلے اس سے کہ ابن صیاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے اور ابن صیاد اپنے بچھونے پر لیٹا ہوا تھا اپنی چادر میں کچھ غن غن کرتا تھا تو ابن صیاد کی ماں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کی شاخوں میں چھپتے تھے تو اس نے ابن صیاد سے کہا کہ اے صاف (یہ ابن صیاد کا نام تھا) دیکھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو ابن صیاد اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد کی ماں اس کو چھوڑتی تو البتہ اپنا حال ظاہر کرتا یعنی اگر اس کی ماں کو ہمارا آنا معلوم نہ ہوتا تو بدستور رہتا اس چیز میں کہ تھا اس میں پس سنتے ہم وہ چیز کہ اس کے ساتھ اس کا حال کھل جاتا اور اس کی حقیقت حال معلوم ہوتی۔

۲۸۲۹۔ وَقَالَ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ وَلٰكِنْ سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ.

۲۸۲۹۔تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے یعنی خطبے کے واسطے سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی پیغمبر نہیں مگر کہ اس نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا ہے البتہ ڈرایا ہے اس سے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو لیکن میں تم کو اس کا ایسا پتا بتلاتا ہوں جو کسی پیغمبر نے اپنی قوم کو نہیں بتلایا یاد رکھو کہ بیشک وہ کانا ہے اور بیشک اللہ کانا نہیں۔

فائدہ: اس ترجمہ کی توجیہ کتاب الجنائز میں بَابٌ هَلْ يُعْرَضُ الْإِسْلَامُ عَلَى الصَّبِيِّ میں گزر چکی ہے۔ اور وجہ

مشروعیت پیش کرنے اسلام کی لڑکے پر بیچ حدیث باب کے حضرت ﷺ کے قول سے ہے جو آپ ﷺ نے ابن صیاد سے کہا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے اس کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس وقت ابن صیاد بالغ نہیں ہوا تھا پس تحقیق دلالت کرتا ہے مدعیٰ کے صحیح ہونے پر اور دلالت کرتا ہے اوپر صحت اسلام لڑکے کے اور یہ کہ اگر وہ اقرار کرے تو قبول کیا جائے اس واسطے کہ یہی ہے فائدہ عرض کرنے کا اور یہ جو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان پڑھوں کے رسول ہو تو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ جن یہودیوں میں سے ابن صیاد تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے کے قائل اور مقر تھے لیکن دعویٰ کرتے تھے کہ ان کی بعثت عرب کے ساتھ خاص ہے اور ان کی حجت کا فساد واضح ہے اس واسطے کہ جب انہوں نے اقرار کر لیا کہ حضرت ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو محال ہوا کہ وہ اللہ پر جھوٹ بولیں پس جب حضرت ﷺ نے دعویٰ کیا کہ میں سارے جہان کا رسول ہوں خواہ غریب ہوں یا غیر تو متعین ہوا صدق ان کا پس واجب ہوئی تصدیق ان کی ابن منیر نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ پیش کیا حضرت ﷺ نے اسلام کو ابن صیاد پر بنا بر اس کے کہ وہ دجال موعود نہیں جس سے حضرت ﷺ نے ڈرایا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ بات متعین نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ اس کا امر محتمل تھا تو حضرت ﷺ نے چاہا کہ اس کو اس کے ساتھ جانچیں پس اگر اس نے اسلام قبول کیا تو غالب ہوگی یہ ترجیح کہ وہ دجال نہیں اور اگر اس نے اسلام کو قبول نہ کیا تو احتمال باقی رہے گا اور ارادہ کیا ساتھ بلانے اس کے کے اظہار کرنا کذب اس کے کا جو منافی ہے واسطے دعویٰ نبوت کے اور چونکہ یہی مراد تھی تو جواب دیا اس کو حضرت ﷺ نے ساتھ جواب منصف کے پس کہا میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور قرطبی نے کہا کہ ابن صیاد کاہنوں کے طور پر تھا آئندہ کی باتیں لوگوں کو بتلاتا تھا سو کوئی خبر سچی نکلتی تھی اور کوئی جھوٹی پس یہ بات لوگوں میں مشہور ہوئی اور اس کے حق میں وحی نہ اتری پس حضرت ﷺ نے چاہا کہ اس کا حال معلوم کریں کہ کیا کہتا ہے پس یہی سبب تھا بیچ جانے حضرت ﷺ کے طرف اس کی اور ایک روایت میں ہے کہ یہودیوں میں ایک عورت کے ہاں ایک لڑکا ہوا اس کی ایک آنکھ ممسوح تھی اور دوسری اٹھی ہوئی تو حضرت ﷺ نے خوف کیا کہ مبادا یہی دجال ہو اور ترمذی میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دجال کے ماں باپ کے گھر تیس برس اولاد پیدا نہ ہوگی پھر ان کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا اس کا نقصان بہت ہوگا اور فائدہ کم اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کی ماں موٹی ہوگی اور اس کے ہاتھ دراز ہوں گے اور اس کا باب دراز ہوگا گویا اس کا ناک منقہ ہے سو ہم نے سنا کہ ایک لڑکا اس صفت کا پیدا ہوا ہے یعنی ابن صیاد کے ماں باپ کے پاس گئے تو بعینہ ان کی وہی صفت پائی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی ماں بارہ مہینے حاملہ رہے گی اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تیرے واسطے ایک چیز چھپائی ہے تو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے سورہ دخان چھپائی تھی اور گویا کہ اطلاق کیا سورہ کا اور ارادہ کیا بعض کا اور لیکن جواب ابن صیاد کا ساتھ دخ کے پس کہتے ہیں کہ وہ مدہوش ہوا پس نہ واقع ہوا لفظ دخان سے مگر اس

کے بعض پر اور حکایت کی ہے خطابی نے کہ یہ آیت اس وقت حضرت ﷺ کے ہاتھ میں لکھی ہوئی تھی پس نہ راہ یاب ہوا ابن صیاد اس سے مگر ساتھ اس قدر ناقص کے اوپر طریق کاہنوں کے پس اسی واسطے اس کو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بڑھے گا تو اپنے قدر سے یعنی اپنے کاہنوں کے قدر سے جو اپنے جنوں کا القا سے کچھ جھوٹ سچ ملا ہوا ہو یاد رکھتے ہیں اور علماء کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے جو اس کا امر دریافت کرنا اور ظاہر کرنا چاہا تو یہ اس واسطے ہے کہ تا کہ بیان کریں واسطے اصحاب اپنے کے ملمع اس کا تا کہ نہ مخلوط ہو حال اس کا ضعیف پر جو اسلام میں پکا نہیں ہوا اور حاصل جواب حضرت ﷺ کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بطور تنزل اور فرض کے فرمایا کہ اگر تو اپنی پیغمبری کے دعویٰ میں سچا ہے اور تجھ پر امر مخلوط نہیں تو میں اللہ کے ساتھ ایمان لایا اور اگر تو جھوٹا ہے اور تیرا امر تجھ پر مخلوط ہے تو نہیں اور تحقیق ظاہراً جھوٹ تیرا اور التباس امر کا اوپر تیرے پس نہ بڑھے گا تو اپنے قدر سے اور خطابی نے کہا کہ حضرت ﷺ نے جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کے مارنے کی اجازت نہ دی باوجود یہ کہ اس نے حضرت ﷺ کے سامنے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو یہ اس واسطے ہے کہ وہ نابالغ تھا اور یا اس واسطے کہ وہ عہد والوں میں سے تھا میں کہتا ہوں کہ یہی دوسری بات متعین ہے اور احمد کی حدیث میں یہ بات صریح آ چکی ہے اور عروہ کے مرسل میں ہے کہ پس نہیں حلال ہے واسطے تیرے قتل کرنا اس کا پھر تحقیق بیچ سوال کے نزدیک میرے نظر ہے اس واسطے کہ نہیں تصریح کی اس نے ساتھ دعویٰ نبوت کے اور سوائے اس کے نہیں کہ وہم دلایا اس نے کہ وہ رسالت کا دعویٰ کرتا ہے اور نہیں لازم آتا دعویٰ رسالت کے سے دعویٰ نبوت کا اللہ نے فرمایا اِنَّا اَرْسَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ یعنی رسول کیا ہم نے شیطانوں کو کافروں پر اور بیچ قصے ابن صیاد کے اہتمام کرنا امام کا ہے ساتھ ان امروں کے جن میں سے فساد کا خوف ہو اور نقب کرنی اوپر ان کے اور ظاہر کرنا کذب مدعی باطل کا اور امتحان کرنا اس کا ساتھ اس چیز کے کہ کھول دے حال اس کے کو اور جاسوس کرنے اوپر اہل ریب کے اور یہ کہ حضرت ﷺ تھے اجتہاد کرتے اس چیز میں کہ نہیں وحی ہوتی تھی اس میں طرف آپ کی اور ابن صیاد کے حق میں علماء کو بہت اختلاف ہے کما سیاتی اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو دعویٰ کرتا ہے رجعت کا یعنی پھر آنے کا طرف دنیا کی واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کہ اگر یہ وہی ہے جس سے تو خوف کرتا ہے تو تو اس کو مار نہ سکے گا اس واسطے کہ اگر جائز ہوئی یہ بات کہ مردہ دنیا کی طرف پھر آتا ہے تو البتہ نہ ہوتی درمیان قتل کرنے عمر رضی اللہ عنہ کے ابن صیاد کو اس وقت اور ہونے عیسیٰ علیہ السلام کے کہ وہی اس کو اس کے بعد قتل کریں گے منافات۔ (فتح) یعنی اس واسطے کہ اندریں صورت رجعت ممکن ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابن صیاد کو قتل کریں اور عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے مارا جائے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلْیَهُوْدِ اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا قَالَهُ الْمَقْبُرِیُّ

باب ہے بیان حضرت ﷺ کے اس قول واسطے یہود کے کہ اسلام قبول کرو تا کہ دین و دنیا میں سلامت رہو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

روایت کیا اس کو مقبری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

بَابُ إِذَا أَسْلَمَ قَوْمٌ فِي دَارِ الْحَرْبِ وَلَهُمْ مَالٌ وَّأَرَضُونَ فَهِيَ لَهُمْ.

اگر کوئی قوم دار الحرب میں اسلام لائے اور واسطے ان کے مال اور زمینیں ہوں تو وہی ان کے مالک ہیں۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف رد کی اس شخص پر جو کہتا ہے حنفیہ سے کہ حربی جب دار الحرب میں اسلام لائے اور وہاں اقامت کرے یہاں تک کہ مسلمان ان پر غالب ہوں تو وہ لائق تر ہے ساتھ تمام مال اپنے کے مگر زمین اس کی اور غیر منقول چیز اس کی یعنی مانند گھر اور باغ کی پس تحقیق وہ مسلمانوں کے واسطے غنیمت ہوتی ہے اور مخالفت کی ہے عقبہ کی ابو یوسف نے پس کہا اس نے کہ ایک قوم بنی سلیم کی اپنی زمینوں سے بھاگ گئی اور ایک شخص نے ان کی زمین لے لی پھر وہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے اپنی زمین کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کی زمینیں پھیر دیں اور فرمایا کہ جب آدمی مسلمان ہو تو وہ لائق تر ہے ساتھ مال اپنے کے اور زمین اپنی کے۔ (فتح)

٢٨٣٠۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا فِي حَجَّتِهِ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ الْمُحَصَّبِ حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ وَذٰلِكَ أَنَّ بَنِي كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلٰى بَنِي هَاشِمٍ أَنْ لَّا يُبَايِعُوْهُمْ وَلَا يُؤْوُوْهُمْ. قَالَ الزُّهْرِيُّ وَالْخَيْفُ الْوَادِيْ.

٢٨٣٠۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کل حجۃ الوداع میں اپنے مکانات سے کس مکان میں اتریں گے تو فرمایا کہ کیا ہمارے واسطے عقیل نے کوئی گھر چھوڑا ہے یعنی عقیل نے ہمارے سب مکانات بیچ ڈالے ہیں کوئی مکان باقی نہیں رہا جس میں اتریں پھر فرمایا کہ ہم اتریں گے کل انشاء اللہ بنی کنانہ کے ٹیلے پر یعنی محصب پر جہاں کفار قریش وغیرہ نے آپس میں قسم کھائی تھی بنی ہاشم پر کہ نہ ان سے خرید و فروخت کریں اور نہ ان کو جگہ دیں یعنی یہاں تک کہ وہ تنگ ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالے کر دیں۔

فائدہ: یہ حدیث پوری مع اپنی شرح کے کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس میں وہ چیز ہے جس کے ساتھ وہاں باب باندھا ہے یعنی مکے کے گھروں کا وارث ہونا اور بیچنا اور لیکن وہ مبنی ہے اس پر کہ مکہ قہر سے فتح ہوا اور مشہور شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ وہ صلح سے فتح ہوا اور اس کی بحث مغازی میں آئے گی اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ جب برقرار رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیل کو اوپر تصرف اس کے کے بیچ اس چیز کے کہ تھی واسطے دونوں کے بھائیوں اس کے یعنی علی اور

جعفر رضی اللہ عنہما اور واسطے حضرت ﷺ کے گھروں سے اور حویلیوں سے ساتھ بیع وغیرہ کے اور حضرت ﷺ نے اس کو نہ بدلایا اور نہ چھینا ان کو اس شخص سے جس کے ہاتھ میں تھی جب فتح یاب ہوئے تو ہوگی اس میں دلالت اوپر برقرار رکھنے اس شخص کے کہ اس کے ہاتھ میں ہو گھر ہو یا زمین جبکہ مسلمان ہو اور وہ اس کے ہاتھ میں ہو بطریق اولیٰ اور قرطبی نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ کہ حضرت ﷺ نے احسان کیا اہل مکہ پر ساتھ مالوں ان کے کے اور گھروں ان کے پہلے اس سے کہ مسلمان ہوں پس برقرار رکھنا اس شخص کا کہ مسلمان ہو بطریق اولیٰ ہے۔

۲۸۳۱ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَعْمَلَ مَوْلًى لَّهُ يُدْعٰى هُنَيًّا عَلَى الْحِمَى فَقَالَ يَا هُنَيُّ اضْمُمْ جَنَاحَكَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَةٌ وَّأَدْخِلْ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ وَإِيَّايَ وَنَعَمَ ابْنِ عَوْفٍ وَّنَعَمَ ابْنِ عَفَّانَ فَإِنَّهُمَا إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَرْجِعَا إِلٰى نَخْلٍ وَّزَرْعٍ وَّإِنَّ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَأْتِنِيْ بِبَنِيْهِ فَيَقُوْلُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَفَتَارِكُهُمْ أَنَا لَا أَبَا لَكَ فَالْمَآءُ وَالْكَلَأُ أَيْسَرُ عَلَيَّ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَايْمُ اللّٰهِ إِنَّهُمْ لَيَرَوْنَ أَنِّيْ قَدْ ظَلَمْتُهُمْ إِنَّهَا لَبِلَادُهُمْ فَقَاتَلُوْا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَأَسْلَمُوْا عَلَيْهَا فِي الْإِسْلَامِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْلَا الْمَالُ الَّذِيْ أَحْمِلُ عَلَيْهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا حَمَيْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ شِبْرًا.

۲۸۳۱ـ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو رکھا یعنی روند (چراگاہ) پر عامل کیا جس کا نام ہنی تھا سو فرمایا کہ اے ہنی روک رکھنا اپنے ہاتھ کو مسلمانوں سے یعنی ان پر ظلم کرنے سے اور ڈرتے رہنا مظلوم کی بددعا سے پس تحقیق دعا مظلوم کی مقبول ہے اور داخل کر روند میں تھوڑی اونٹنیاں والے کو اور تھوڑی بکریاں والے کو اور بچ ابن عوف کے چوپایوں اور عثمان رضی اللہ عنہ کے چوپایوں سے پس تحقیق اگر ان دونوں کے مویشی ہلاک ہوں تو رجوع کریں گے طرف باغوں اور کھیتی کی یعنی ان کو مویشیوں کی بالکل حاجت نہیں بلکہ ان کے پاس اور قسموں کے مال بہت ہیں اور تھوڑے اونٹوں کا مالک اور تھوڑی بکریوں کا مالک اگر ان کے مواشی ہلاک ہوں تو اپنے بیوی بچے میرے پاس لائے گا پس کہے گا اے امیر المؤمنین یعنی سوال کرے گا اور کہے گا کہ میں محتاج ہوں یعنی اگر وہ پانی اور گھاس سے منع کیے جائیں تو ان کے مویشی ہلاک ہو جائیں گے پس محتاج ہوگا طرف معاوضہ دینے ان کے کی ساتھ خرچ سونے اور چاندی کے واسطے ان کے واسطے بند کرنے حاجت ان کی کے اور اکثر اوقات معارض ہوگی یہ حاجت طرف نقد کی بیچ خرچ کرنے اس کے کی دوسری مہم میں کیا پس میں ان کو چھوڑ دوں یعنی میں ان کو محتاج نہ چھوڑوں گا تیرا باپ نہ ہو (یہ بددعا ہے اس کے حق میں اور ظاہر اس کا

مرادنہیں) پس پانی اور گھاس آسان تر ہے بہ نسبت سونے اور
چاندی سے اور قسم ہے اللہ کی البتہ وہ گمان کرتے ہیں یعنی
تھوڑے مویشی والے کہ میں نے ان پر ظلم کیا یعنی وہ لائق تر
ہیں ساتھ اس کے مجھ پر اور حالانکہ یہ زمین البتہ انہیں کے شہر
ہیں اور انہیں کا ملک ہے لڑائی کی انہوں نے ان زمینوں پر
جاہلیت میں اور مسلمان ہوئے ہیں اوپر معاف ہونے ان کے
اسلام میں یعنی کہتے ہیں کہ یہ سب ہماری زمینیں ہمارے ملک
ہیں اور سب ہم ان کے مالک ہیں پھر تو نے کیوں روند رکھی
ہیں قسم ہے اللہ کی کہ اگر نہ ہوتا وہ مال جس پر میں لوگوں کو اللہ
کی راہ میں سوار کرتا ہوں یعنی اونٹوں سے کہ تھے سوار کرتے
ان پر اس شخص کو جو سواری نہ پاتا تو میں ان کے شہروں سے
ایک بالشت بھر زمین نہ گھیرتا۔

فائدہ: مہلب نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ اس واسطے کہا تھا کہ مدینے والے عفو پر مسلمان ہوئے تھے اور ان کے مال انہی کے واسطے تھے اس واسطے مول چکایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نجار سے ساتھ مکان مسجد اپنی کے اور اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ جو اہل صلح سے مسلمان ہو پس وہ لائق تر ہے زمین اپنی کے اور جو مسلمان ہو اہل قہر سے پس زمین اس کی مسلمانوں کے واسطے ہے اس واسطے کہ غالب ہوئے ان کے شہروں پر جیسے کہ غالب ہوئے ان کے مال پر بخلاف اہل صلح کے بیچ اس کے اور سوائے اس کے نہیں کہ روند رکھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بعض زمین غیر آباد سے اس قسم سے کہ اس میں سبزی اگتی تھی بغیر محنت کسی کے اور خاص کیا صدقے کے اونٹوں کو اور مجاہدین کے گھوڑوں کو اور اجازت دی اس شخص کو جس کے مواشی کم ہوں یہ کہ اپنے مواشی کو اس میں چرائے واسطے نرمی کرنے کے ساتھ اس کے پس نہیں حجت ہے اس میں واسطے مخالف کے اور یہ جو کہا کہ گمان کرتے ہیں کہ میں نے ان پر ظلم کیا تو اشارہ کیا انہوں نے ساتھ اس کے طرف اس کی کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ لائق تر ہیں ساتھ اس کے نہ یہ کہ منع کیا انہوں نے اپنے حق کو جو ان پر واجب ہے اور اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ تھے اس میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ قوت سے اور جودت نظر سے اور شفقت سے اوپر مسلمانوں کے اور مالک سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جو جانور یعنی اونٹ اور گھوڑے وغیرہ چراگاہ میں چرتے تھے ان کی گنتی چالیس ہزار کو پہنچتی تھی اور سوائے اس کے نہیں کہ جائز ہوا یہ واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ وہ زمین غیر آباد تھی کسی کے ملک میں نہ تھی پس چراگاہ میں رکھا اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نے واسطے اونٹوں صدقہ کے واسطے مصلحت عام مسلمانوں کے۔(فتح)

بَابُ كِتَابَةِ الْإِمَامِ النَّاسَ.

لکھنا امام کا لوگوں کو۔

فائدہ: یعنی لڑنے والوں سے یا غیران کے سے اور مراد عام ہے اس سے کہ وہ خود لکھے یا کوئی اس کے حکم سے لکھے۔(فتح)

۲۸۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوْا لِيْ مَنْ تَلَفَّظَ بِالْإِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ فَكَتَبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةِ رَجُلٍ فَقُلْنَا نَخَافُ وَنَحْنُ أَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا ابْتُلِيْنَا حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّيْ وَحْدَهُ وَهُوَ خَائِفٌ. حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ فَوَجَدْنَاهُمْ خَمْسَ مِائَةٍ قَالَ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ مَا بَيْنَ سِتِّ مِائَةٍ إِلٰى سَبْعِ مِائَةٍ.

۲۸۳۲۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکھ لاؤ میرے لیے ان کو جو اسلام کا کلمہ پڑھتے ہیں لوگوں سے تو ہم نے آپ کے لیے پندرہ سو مرد لکھے (اور یہ جنگ احد کی طرف نکلنے کی وقت تھا یا نزدیک کھودنے خندق کے یا حدیبیہ کے) سو ہم نے کہا کہ کیا ہم ڈرتے ہیں اور حالانکہ ہم پندرہ سو آدمی ہیں یعنی باوجود اتنی کثرت کے ڈرنے کا مقام نہیں اور البتہ ہم نے اپنے تئیں دیکھا کہ ہم مبتلا ہوئے یہاں تک کہ بعض مرد البتہ تنہا نماز پڑھتا تھا اور حالانکہ وہ ڈرنے والا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے پانچ سو مرد پالئے اور ایک میں یوں ہے کہ چھ سو اور سات کے اندر تھے۔

فائدہ: یہ جو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ہم مبتلا ہوئے تو شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ واقع ہوئے بیچ اخیر خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکومت بعض امیروں کوفہ کے سے مانند ولید بن عقبہ کی اس لیے کہ وہ نماز میں تاخیر کرتے تھے اس کو اچھی طرح ادا نہ کرتے تھے اور بعض پرہیزگار تنہا پوشیدہ نماز پڑھتے تھے پھر امیر کے ساتھ نماز پڑھتے تھے واسطے خوف وقوع فتنے کے اور اس حدیث میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے اس لیے کہ یہ پیشین گوئی ہے اور تحقیق واقع ہوا سخت تر اس سے بعد حذیفہ کے بیچ زمانے حجاج وغیرہ کے۔(فتح) اور اس حدیث میں مشروعیت کتابت دفتر لشکروں کی ہے اور کبھی متعین ہوتا ہے وقت حاجت کی طرف جدا کرنے اس شخص کو جو لڑائی کی صلاحیت رکھتا ہے اور جو نہیں رکھتا اور اس میں وقوع عقوبت کا ہے اوپر خود پسندی کرنے کے ساتھ کثرت کے اور ابن منیر نے کہا کہ موضع ترجمہ کی فقہ سے یہ ہے کہ نہ خیال کیا جائے کہ لکھنا لشکر کا اور گننا عدد اس کے کا ہوتا ہے ذریعہ واسطے دور ہونے برکت کے بلکہ کتابت ماسور بہا واسطے مصلحت دینی کے ہے اور جو مواخذہ حنین کے دن واقع ہوا تھا وہ خود پسندی کی جہت سے تھا۔

۲۸۳۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْ

۲۸۳۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میرا نام فلاں فلاں

مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي كُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَامْرَأَتِي حَاجَّةٌ قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ.

جہاد میں لکھا گیا اور میری بیوی حج کو نکلی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

فائدہ: پوری شرح اس کی حج میں گزر چکی ہے۔

بَابُ إِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.

باب ہے اس بیان میں کہ بے شک اللہ مدد کرتا ہے دین کی گناہگار آدمی سے۔

٢٨٣٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. ح وَحَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيدًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الَّذِي قُلْتَ لَهُ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّارِ قَالَ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ أَنْ يَرْتَابَ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ إِذْ قِيلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلٰكِنَّ بِهِ جِرَاحًا شَدِيدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فَقَالَ

۲۸۳۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے تو حضرت ﷺ نے ایک مرد کے لیے فرمایا کہ جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ دوزخی ہے سو جب لڑائی حاضر ہوئی یعنی لڑائی کا وقت ہوا تو اس مرد نے سخت لڑائی کی تو اس کو زخم پہنچا تو کسی نے کہا کہ یا حضرت جس کے لیے آپ نے کہا تھا کہ وہ دوزخی ہے اس نے آج سخت لڑائی کی اور مر گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں گیا تو قریب تھا کہ بعض لوگ حضرت ﷺ کے قول میں شک کریں سو جس حالت میں کہ لوگ اسی تردد میں تھے کہ ناگہاں کسی نے کہا کہ وہ مرا نہیں لیکن اس کو سخت زخم لگے ہیں سو جب رات ہوئی تو زخم پر صبر نہ کر سکا سو اس نے اپنے آپ کو مار ڈالا تو کسی نے حضرت ﷺ کو اس کی خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سب سے بڑا ہے میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں پھر بلال کو حکم کیا تو اس نے لوگوں میں پکارا کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر وہ شخص کہ مسلمان ہے اور بے شک اللہ مدد کرتا ہے اس دین کی گناہگار آدمی سے۔

اللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَنَادٰى بِالنَّاسِ إِنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ وَّإِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح مغازی میں آئے گی اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور مہلب نے کہا کہ نہیں معارض ہے یہ حدیث حضرت ﷺ کی اس حدیث کو نہیں مدد چاہتے ہم مشرک سے اس لیے کہ یا وہ خاص ہے ساتھ اس وقت کے اور یا کہ ہو مراد اس کے فاجر غیر مشرک میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے اور جواب دیا ہے اس سے شافعی نے ساتھ اول وجہ کے اور حجت نسخ کی حاضر ہونا صفوان کا ہے حنین میں ساتھ حضرت ﷺ کے اور وہ مشرک تھا اور اس کا قصہ مشہور مغازی میں اور بعضوں نے ان میں اور کئی طرح سے تطبیق دی ہے ایک تطبیق ان میں سے یہ ہے کہ جس شخص کے بارے میں حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی تھی کہ میں مشرک سے مدد نہیں چاہتا اس سے آپ نے اسلام کی رغبت معلوم کی تھی پس اس کو اس امید سے کہ مسلم ہو اور اپنا گمان سچا کرے اور ایک تطبیق یہ ہے کہ امر اس میں طرف رائے امام کے ہے اور ان دونوں میں نظر ہے اس لیے کہ لفظ مشرک کا لفظ ہے سیاق نفی میں پس مدعی تخصیص کا محتاج ہے طرف دلیل کی اور ابن منیر نے کہا کہ موضع ترجمہ کی فقہ سے یہ ہے کہ نہ خیال کیا جائے امام میں جبکہ اسلام کی چراگاہ رکھے اور غیر عادل ہو یہ کہ ڈالا جائے نفع اس کا دین میں گناہ گار کے لیے پس جائز ہے خروج کرنا اوپر اس کے پس ارادہ کیا ہے اس نے کہ یہ خیال مدفوع ہے ساتھ اس نص کے اور کہ یہ مدد کرتا ہے اللہ اپنے دین کی ساتھ گناہگار کے اور اس کا گناہ اس کی جان پر ہے (فتح)

بَابُ مَنْ تَأَمَّرَ فِي الْحَرْبِ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ إِذَا خَافَ الْعَدُوَّ.

جو سردار ہو لڑائی میں بغیر سردار کرنے امام کے جبکہ خوف کرے دشمن سے۔

فائدہ: یعنی جائز ہے۔ (فتح)

۲۸۳۵۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيْبَ ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيْبَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

۲۸۳۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ لیا علم کو زید رضی اللہ عنہ نے سو وہ شہید ہو گیا پھر علم کیا جعفر رضی اللہ عنہ نے سو وہ بھی شہید ہوا پھر علم لیا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سو وہ بھی شہید ہوا پھر علم لیا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بغیر سردار بنانے حضرت ﷺ کے اس کو تو اللہ نے اس کو فتح نصیب کی اور ہم کو خوش نہیں لگتا کہ وہ ہمارے پاس ہوئے یعنی شہید نہ

رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ عَلَيْهِ وَمَا يَسُرُّنِي أَوْ قَالَ مَا يَسُرُّهُمْ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا وَقَالَ وَإِنَّ عَيْنَيْهِ لَتَذْرِفَانِ.

ہوتے اور آپ کی دونوں آنکھیں سے آنسو جاری تھی۔

فائدہ: اس کی شرح مغازی میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ بھی ظاہر ہے ترجمہ باب میں ابن منیر نے کہا کہ پکڑا جاتا ہے حدیث باب سے کہ جو متعین ہو واسطے سرداری کے اور دشوار ہو مراجعت کرنے طرف امام کی تو اس کی سرداری ثابت ہوتی ہے شرعاً اور واجب ہوتی ہے فرمانبرداری اس کی حکم میں اور نہیں پوشیدہ ہے یہ کہ محل اس کا وہ ہے جبکہ اتفاق کریں حاضرین اوپر اس کے کہا اس نے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے یہ کہ مالک کا قول صحیح ہے کہ جب بادشاہ کے سوا عورت کا کوئی والی نہ ہو اور بادشاہ سے اجازت لینی دشوار ہو تو جائز ہے یہ کہ نکاح کر دے کوئی ایک اور اسی طرح جب غائب ہوا امام جمعہ کا تو امام بنے لوگوں کا کوئی ایک (فتح)

بَابُ الْعَوْنِ بِالْمَدَدِ.

باب ہے مدد کرنا امام کا لشکر کو ساتھ فوج کے

۲۸۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَسَهْلُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ رِعْلٌ وَذَكْوَانُ وَعُصَيَّةُ وَبَنُو لَحْيَانَ فَزَعَمُوا أَنَّهُمْ قَدْ أَسْلَمُوا وَاسْتَمَدُّوهُ عَلَى قَوْمِهِمْ فَأَمَدَّهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ أَنَسٌ كُنَّا نُسَمِّيهِمُ الْقُرَّآءَ يَحْطِبُونَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ فَانْطَلَقُوا بِهِمْ حَتَّى بَلَغُوا بِئْرَ مَعُونَةَ غَدَرُوا بِهِمْ وَقَتَلُوهُمْ فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لَحْيَانَ قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّهُمْ قَرَؤُوْا بِهِمْ قُرْآنًا أَلَا بَلِّغُوا عَنَّا قَوْمَنَا بِأَنَّا قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا

۲۸۳۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رعل اور ذکوان اور عصیہ اور بنو لحیان (یہ چاروں نام ہیں عرب کی قوموں کے) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے گمان کیا کہ وہ مسلمان ہوئے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم پر مدد چاہی یعنی چاہا کہ ہم کو مدد دیجیے تا کہ ہم اپنی قوم کو جا کر ہدایت کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ستر انصاری مردوں سے مدد کی انس نے کہا کہ ہم ان کو قاری کہا کرتے تھے یعنی وہ ستر انصاری قرآن کے قاری تھے دن کو لکڑیاں لاتے تھے اور رات کو نماز پڑھتے تھے تو وہ ان کو لے چلے یہاں تک کہ جب بئر معونہ میں پہنچے کہ نام ہے ایک جگہ کا درمیان مکے اور عسفان کے تو ان کے ساتھ دغا کیا اور ان کو مار ڈالا تو قنوت پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ رعل اور ذکوان اور بنی لحیان پر اور قتادہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ اصحاب نے ان کے سبب سے قرآن پڑھا یعنی جوان کے حق

وَأَرْضَانَا ثُمَّ رُفِعَ ذٰلِكَ بَعْدُ.

میں اترا وہ قرآن یہ تھا کہ خبردار ہو کر ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے ملے تو وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم کو راضی کیا پھر اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہوئی۔

فائدہ: یہ حدیث بھی ترجمہ باب میں ظاہر ہے ابن منیر نے کہا کہ تحقیق اجتہاد اور عمل ساتھ ظاہر کے نہیں ضرر کرتا اس کے صاحب کو اگر واقع ہو خلاف اس شخص سے جس سے وفا کی امید ہو اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ غَلَبَ الْعَدُوَّ فَأَقَامَ عَلٰى عَرْصَتِهِمْ ثَلَاثًا.

جو غالب ہو دشمن پر پھر ان کے میدان میں تین دن ٹھہرے۔

۲۸۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذَكَرَ لَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلٰى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ. تَابَعَهُ مُعَاذٌ وَعَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۸۳۷۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی قوم پر غالب ہوتے تھے تو ان کے میدان میں تین دن ٹھہرتے تھے۔

فائدہ: اور سنن میں ہے کہ دوست رکھتے تھے کہ ان کے میدان میں تین دن ٹھہریں اور مہلب نے کہا کہ حکمت اقامت کی آرام دینا سواریوں کا ہے اور جانوں کا اور نہیں پوشیدہ ہے یہ بات کہ محل اس کا وہ ہے جبکہ ہوا من دشمن سے اور چوڑی سے اور تین دن پر اقتصار کرنے سے نکالا جاتا ہے کہ چار دن اقامت ہیں ابن جوزی نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں تین دن وہاں ٹھہرتے تھے تا کہ ظاہر ہو تاثیر غلبے کی اور جاری کرنے احکام کے پس گویا کہ کہتے تھے کہ پس جس میں تم میں سے قوت ہو تو چاہیے کہ پھرے طرف ہماری اور ابن منیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد ہو ضیافت اسی زمین کی جس میں گناہ واقع ہوئے ساتھ واقع کرنے بندگی کے بیچ اس کے ساتھ ذکر اللہ کے اور ظاہر کرنے شعار مسلمانوں کے اور جب یہ ضیافت کے حکم میں ہو تو مناسب ہوا کہ اس میں تین دن ٹھہریں اس لیے کہ ضیافت تین دن ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَسَمَ الْغَنِيْمَةَ فِيْ غَزْوِهٖ وَسَفَرِهٖ.

جو تقسیم کرے مال غنیمت کو اپنے جہاد میں اور سفر میں۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اس کے رد کرنے کا اوپر قول کوفیوں کے کہ غنیمت کا مال دار الحرب میں تقسیم نہ کیا جائے اور اس کی علت یہ بیان کرتے ہیں کہ ملک نہیں تمام ہوتا مال غنیمت پر مگر ساتھ استیلا کے اور نہیں تمام ہوتا غالب ہونا مگر ساتھ گھیرنے اس کے کے بیچ دار الاسلام کے اور جمہور نے کہا کہ وہ راجع ہے طرف نظر امام کی اور اجتہاد اس کے کی اور تمام ہونا غلبے کا حاصل ہوتا ہے ساتھ قابو ہونے اس کے کے بیچ ہاتھ مسلمانوں کے اور دلالت کرتی ہے اس پر یہ بات کہ اگر کفار اس وقت کوئی غلام آزاد کریں تو نہیں صحیح آزاد کرنا ان کا اور اگر حربی کا غلام مسلمان ہو اور مسلمانوں میں جا ملے تو آزاد ہو جاتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ رَافِعٌ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَبْنَا غَنَمًا وَّإِبِلًا فَعَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ.

یعنی اور رافع نے کہا کہ تھے ساتھ حضرت ﷺ کے ذوالحلیفہ میں سو ہم نے بکریاں اور اونٹ پائے تو حضرت ﷺ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کیا۔

۲۸۳۸۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا أَخْبَرَهُ قَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ.

۲۸۳۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جعرانہ (ایک گاؤں کا نام ہے درمیان مکے اور طائف کے) سے عمرے کا احرام باندھا جس جگہ کہ حنین کی غنیمتیں تقسیم کیں۔

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں ترجمہ باب میں ظاہر ہیں اور ان کی شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا غَنِمَ الْمُشْرِكُوْنَ مَالَ الْمُسْلِمِ ثُمَّ وَجَدَهُ الْمُسْلِمُ.

جب مشرکین مسلمانوں کا مال لوٹ لیں پھر مسلمان اس کو پائے۔

فائدہ: یعنی تو کیا وہ خاص اسی کا حق ہے یا داخل ہوتا ہے غنیمت میں اور اس میں اختلاف ہے۔ پس کہا شافعی رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے کہ نہیں مالک ہوتے ہیں اہل حرب ساتھ غلبے کے کسی چیز کے مسلمان کے مال سے اور واسطے مالک اس کے کے ہے لینا اس کا پہلے تقسیم ہونے غنیمت کے یعنی مالک کو اس کا لینا جائز ہے قسمت سے پہلے بھی اور پیچھے بھی اور علی اور زہری اور عمرو بن دینار اور حسن سے روایت ہے کہ نہ پھیرا جائے ہرگز اور خاص ہوتے ہیں ساتھ اس کے اہل غنیمت یعنی مجاہدین، اور کہا عمر اور سلیمان بن ربیعہ اور عطا اور لیث اور مالک اور احمد اور دوسروں نے اور یہی روایت ہے فقہا سبعہ سے اور یہی ایک روایت ہے حسن سے کہ اگر اس کا مالک اس کو تقسیم سے پہلے پائے تو لے اور اس کے پیچھے پائے تو نہ لے مگر ساتھ قسمت کے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جو مرفوع ہے ساتھ اس تفصیل کے روایت کیا ہے اس کو دار قطنی نے اور اس کی سند نہایت ضعیف ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مانند قول مالک رحمہ اللہ کے مروی ہے مگر غلام بھاگے ہوئے میں پس کہا انہوں نے اور ثوری نے کہ اس کا مالک لائق

تر ہے ساتھ اس کے مطلقا۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ذَهَبَ فَرَسٌ لَّهُ فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ فَظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ فَرُدَّ عَلَيْهِ فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَقَ عَبْدٌ لَّهُ فَلَحِقَ بِالرُّوْمِ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُوْنَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا گھوڑا چھوٹ گیا اور دشمن نے اس کو پکڑ لیا پھر مسلمان ان پر غالب ہوئے تو وہ گھوڑا ان پر پھیرا گیا بیچ زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک غلام بھاگا اور رومیوں میں جا ملا پھر مسلمان ان پر غالب ہوئے تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وہ غلام ان کو پھیر دیا بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں جزم نہیں کیا واسطے تردد راویوں کے اس کے وقف اور رفع میں لیکن جو اس کا قائل ہے اس کو جائز ہے کہ حجت پکڑے ساتھ واقع ہونے اس کے بیچ زمانے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور اصحاب رضی اللہ عنہم عام تھے اور کسی نے ان میں سے انکار نہیں کیا۔ (فتح)

۲۸۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ أَنَّ عَبْدًا لِابْنِ عُمَرَ أَبَقَ فَلَحِقَ بِالرُّوْمِ فَظَهَرَ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَرَدَّهُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ وَأَنَّ فَرَسًا لِابْنِ عُمَرَ عَارَ فَلَحِقَ بِالرُّوْمِ فَظَهَرَ عَلَيْهِ فَرَدُّوْهُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَارَ مُشْتَقٌّ مِّنَ الْعَيْرِ وَهُوَ حِمَارُ وَحْشٍ أَيْ هَرَبَ.

۲۸۳۹۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک غلام بھاگ کر روم میں جا ملا پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ روم پر غالب آئے تو وہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کو پھیر دیا اور تحقیق ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک گھوڑا بھاگا اور روم میں جا ملا پھر غالب ہوئے ان پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تو پھیر دیا ہو عبداللہ رضی اللہ عنہ کو، ابو عبداللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ عار عیر سے مشتق ہے اور اس کا معنی جنگلی گدھا کے ہیں یعنی بھاگ گیا۔

۲۸۴۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ عَلٰى فَرَسٍ يَّوْمَ لَقِيَ الْمُسْلِمُوْنَ وَأَمِيْرُ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بَعَثَهُ أَبُوْ بَكْرٍ فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ

۲۸۴۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک گھوڑے پر سوار تھے جس دن کہ مسلمان کافروں سے ملے اور مسلمانوں کے سردار اس وقت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو بھیجا تھا تو گھوڑے کو دشمن نے پکڑا پھر جب دشمن بھاگ گیا تو خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو گھوڑا پھیر دیا۔

فَلَمَّا هُزِمَ الْعَدُوُّ رَدَّ خَالِدٌ فَرَسَهُ.

بَابُ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَالرَّطَانَةِ. فارسی اور عجمی زبان میں کلام کرنا۔

فائدہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ فارسی لوگ منسوب ہیں طرف فارس بن کیومرث کی اور کیومرث میں اختلاف ہے کہ وہ سام بن نوح کی اولاد سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یافث کی اولاد سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ آدم علیہ السلام کا صلبی بیٹا ہے اور کہتے ہیں کہ فقہ اس باب کی ظاہر ہوگی بیچ امن دینے مسلمانوں کے واسطے اہل حرب کے ساتھ زبانوں ان کی کے وسیاتی فی الجزیۃ۔(فتح)

وَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ﴾ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ﴾.

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ اللہ کی نشانیوں سے مختلف ہونا زبانوں تمہاری کا ہے اور رنگوں تمہارے کا۔ اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر ساتھ زبان قوم اپنی کے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب زبانوں کو جانتے تھے اس واسطے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہان کی طرف بھیجے گئے ہیں باوجود مختلف ہونے زبانوں ان کی کے پس تمام امتیں قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے ساتھ نسبت کرنے کی طرف عام ہونے رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کے تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کا کلام سمجھیں اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سمجھیں اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ نہیں مستلزم یہ بولنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کو ساتھ تمام زبانوں کے واسطے ممکن ہونے ترجمان کے جو معتبر ہے نزدیک ان کے۔(فتح)

۲۸۴۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَّنَا وَطَحَنْتُ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ.

۲۸۴۱۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبحہ کیا اور تین سیر جو پیس کر آٹا نکالا تو آپ اور دو تین آدمی چلیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اے خندق کھودنے والو البتہ جابر نے تمہاری دعوت کا کھانا تیار کیا ہے سو جلدی کرو۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ جابر نے تمہاری دعوت کا کھانا تیار کیا اور سور فارسی میں کھانے کو کہتے ہیں اور اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف اس کی جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ فارسی میں کلام کرنا مکروہ

ہے وہ حدیثیں ضعیف ہیں مانند اس حدیث کی کہ دوزخیوں کا کلام فارسی ہے اور مانند اس حدیث کی کہ جو فارسی میں کلام کرے اس کا خبث زیادہ ہوتا ہے اور اس کی مروت کم ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو اچھی طرح عربی جانتا ہو وہ فارسی میں کلام نہ کرے کہ وہ نفاق کو پیدا کرتا ہے اور ان حدیثوں کی سند واہی ہے۔ (فتح)

٢٨٤٢ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِيْ وَعَلَيَّ قَمِيْصٌ أَصْفَرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَهْ سَنَهْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْلِيْ وَأَخْلِفِيْ ثُمَّ أَبْلِيْ وَأَخْلِفِيْ ثُمَّ أَبْلِيْ وَأَخْلِفِيْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَبَقِيَتْ حَتّٰى ذَكَرَ.

۲۸۴۲۔ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئی اور مجھ پر زرد کرتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوب خوب عبداللہ بن مبارک راوی نے کہا کہ اس کے معنی حبشہ کی زبان میں خوب ہیں تو میں خاتم النبوۃ کے ساتھ کھیلنے لگی تو میرے باپ نے مجھ کو جھڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پرانا کر کپڑے کو پھر پرانا کر پھر پرانا کر یعنی مکرر پیوند کر اس کو عبداللہ نے کہا کہ وہ عورت باقی رہی یعنی بہت مدت زندہ رہی یہاں تک کہ لوگوں میں مذکور ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں آئے گی اور غرض اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ سنہ سنہ کے معنی حبشہ کی زبان میں خوب ہیں۔ (فتح)

٢٨٤٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخَذَ تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ كِخْ كِخْ أَمَا تَعْرِفُ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ. قَالَ عِكْرِمَةُ سَنَهْ الْحَسَنَةُ بِالْحَبَشِيَّةِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ تَعِشِ امْرَأَةٌ

۲۸۴۳۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی کھجوروں سے ایک کھجور لی اور اس کو اپنے منہ میں ڈالا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھی چھی کیا تو جانتا ہے کہ ہم لوگ صدقے کا مال نہیں کھاتے عکرمہ نے کہا کہ سنہ حبشہ کی زبان میں عمدہ چیز کو کہتے ہیں اور کہا ابوعبداللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے کہ کسی عورت نے اس کے بعد ام خالد جیسی عمر نہیں پائی۔

مِثْلَ مَا عَاشَتْ هٰذِهٖ يَعْنِيْ أُمَّ خَالِدٍ.

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے قول آپ ﷺ کا کخ کخ ہے اور یہ کلمہ لڑکے کے جھڑکنے کے واسطے کہا جاتا ہے اور کرمانی نے کہا کہ یہ تینوں کلمے عجمی نہیں اس واسطے کہ اول جائز ہے کہ توافق دو لغتوں کے سے ہو اور دوسرا جائز ہے کہ اس کا اصل حسنہ ہو پس حذف کی گیا اول اس کا واسطے ایجاز کے اور تیسرا اسماء صوت سے ہے اور جواب دیا ہے ابن منیر نے اخیر سے پس کہا کہ وہ مطابقت اس کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے خطاب کیا اس کو ساتھ اس چیز کے سمجھے اس کو اس قسم سے کہ نہیں کلام کرتا ساتھ اس کے مرد مرد سے پس وہ مانند خطاب کرنے عجمی کے ہے ساتھ اس چیز کے کہ سمجھے اس کو لغت اپنی سے، میں کہتا ہوں کہ ساتھ اسی کے جواب دیا جاتا ہے باقی سے اور کلمہ کے اول سے حرف کا حذف کرنا معروف نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْغُلُوْلِ.

باب ہے بیان میں خیانت کرنے کے مال غنیمت میں۔

فائدہ: ابن قتیبہ نے کہا کہ نام رکھا گیا اس کا غلول اس واسطے کہ لینے والا اس کا چھپاتا ہے اس کو اپنے اسباب میں اور نقل کیا ہے نووی نے اجماع اس پر کہ مال غنیمت میں خیانت کرنی کبیرے گناہوں سے ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو خیانت کرے لائے گا قیامت کے دن وہ چیز کہ خیانت کی۔

٢٨٤٤ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ زُرْعَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْغُلُوْلَ فَعَظَّمَهٗ وَعَظَّمَ أَمْرَهٗ قَالَ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَرَسٌ لَهٗ حَمْحَمَةٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغِثْنِيْ فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ وَعَلٰى رَقَبَتِهٖ بَعِيْرٌ لَهٗ رُغَاءٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغِثْنِيْ فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ وَعَلٰى رَقَبَتِهٖ صَامِتٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغِثْنِيْ فَأَقُوْلُ لَا

۲۸۴۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے پس ذکر کیا خیانت کرنے کا مال غنیمت میں پس بڑا گناہ بتلایا اس کا اور بڑا بیان کیا امر اس کا فرمایا کہ نہ پاؤں میں کسی کو تم میں سے قیامت کے دن اس حال میں کہ اس کی گردن پر بکری ہو اور اس کے واسطے آواز ہو اور اس کی گردن پر گھوڑا ہو اور اس کے واسطے آواز ہو کہ یا حضرت ﷺ میری فریاد رسی کرو یعنی شفاعت کرو تو میں کہوں گا کہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں تحقیق میں نے تجھ کو شریعت پہنچا دی اور اس کی گردن پر اونٹ ہو کہ اس کے واسطے آواز ہو کہے گا یا حضرت ﷺ میری فریاد رسی کیجیے تو میں کہوں گا کہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں میں نے تجھ کو شریعت پہنچا دی اور اس کی گردن پر سونا چاندی ہو تو کہے گا کہ

أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ أَوْ عَلٰى رَقَبَتِهٖ رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغِثْنِيْ فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ. وَقَالَ أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ فَرَسٌ لَهٗ حَمْحَمَةٌ.

یا حضرت ﷺ فریاد رسی کیجیے تو میں کہوں گا کہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں میں نے تجھ کو شریعت پہنچا دی اور اس کی گردن پر کپڑے ہوں ہلتے تو کہے کہ یا حضرت ﷺ میری فریاد رسی کیجیے تو میں کہوں گا کہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں میں نے تجھ کو شریعت پہنچا دی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں یعنی مغفرت سے اس واسطے کہ شفاعت کا امر اللہ کی طرف ہے اور یہ جو کہا کہ میں نے تجھ کو شریعت پہنچا دی تو مراد یہ ہے کہ نہیں تیرے واسطے کوئی عذر بعد پہنچا دینے شریعت کے اور گویا کہ ظاہر کی حضرت ﷺ نے یہ وعید بیچ مقام جھڑک کے اور تغلیظ کے یعنی مراد اس سے جھڑک ہے نہیں تو حضرت ﷺ قیامت کے دن صاحب ہیں شفاعت کے واسطے گنہگاروں امت کے اور احتمال ہے کہ ہو اٹھانا مذکورہ چیزوں کا ضرر ہو واسطے عقوبت کرنے کے اس کے لیے ساتھ اس کے تا کہ ذلیل ہو سامنے گواہوں کے اور اپیر بعد اس کے پس امر اس کا طرف اللہ کی ہے کہ خواہ اسے عذاب کرے یا اس کو معاف کرے اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث تفسیر کرتی ہے آیت مذکورہ کی یعنی آئے گا قیامت کے دن اس حال میں کہ اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ بعض اس چیز کا کہ چرایا جاتا ہے نقد سے اخف ہے اونٹ سے مثلاً اونٹ سستا ہے مول میں تو جس کا قصور ہلکا ہے کس طرح عذاب کیا جائے گا ساتھ ثقیل تر چیز کے اور عکس اس کا تو جواب اس کا یہ ہے کہ مراد ساتھ عقوبت کرنے کے ساتھ اس کے فضیحت کرنی اٹھانے والے کی ہے سامنے گواہوں کے اس موقف عظیم میں نہ ساتھ ثقل اور خفت کے، ابن منیر نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ حاکموں نے اس حدیث سے سمجھا ہے کہ چور کے گلے میں گھنٹہ وغیرہ ڈالنا درست ہے۔

تکمیل: ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ جو کوئی غنیمت سے کچھ چرائے وہ قسمت سے پہلے اس میں پھیر دے اور اپیر بعد قسمت کہ پس کہا ثوری اور اوزاعی اور لیث اور مالک نے کہ دفع کرے طرف امام کی خمس اس کا اور باقی کو خیرات کر دے اور شافعی یہ حکم نہ دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر اس کا مالک ہوا تو نہیں لازم ہے اس پر صدقہ کرنا ساتھ اس کے اور اگر اس کا مالک نہ ہوا تو نہیں جائز ہے اس کو صدقہ کرنا ساتھ مال غیر کے کہا کہ واجب ہے اس کو امام کی طرف پھیر دے مانند ضائع شدہ مالوں کے۔ (فتح)

بَابُ الْقَلِيْلِ مِنَ الْغُلُوْلِ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ حَرَّقَ مَتَاعَهٗ وَهٰذَا أَصَحُّ.

غنیمت میں تھوڑی خیانت کرنے کا بیان یعنی کیا لاحق ہے حکم میں ساتھ کثیر کے یا نہیں اور نہیں ذکر کیا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے اس

کا اسباب جلا دیا اور یہ صحیح تر ہے۔

فائدہ: یعنی نہیں ذکر کی عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات باب کی حدیث میں اور ہذا اصح اشارہ ہے طرف ضعف کرنے اس چیز کے جو مروی ہے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ جلا دینے اسباب خیانت کرنے والے کے مال غنیمت میں۔ روایت کی یہ حدیث ابو داؤد نے اور بخاری نے تاریخ میں کہا کہ لوگ اس کے ساتھ حجت پکڑتے ہیں اور یہ حدیث باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں اور تحقیق اخذ کیا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کے امام احمد رحمہ اللہ نے ایک روایت میں اور یہی قول ہے اوزاعی اور مکحول کا اور حسن سے روایت ہے کہ اس کا کل اسباب جلا دیا جائے مگر حیوان اور قرآن اور طحاوی نے کہا کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو احتمال ہے کہ یہ اس وقت حکم ہو جبکہ تھی عقوبت ساتھ مال کے۔ (فتح)

۲۸۴۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ عَلٰى ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ كِرْكِرَةُ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ فِي النَّارِ فَذَهَبُوْا يَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ فَوَجَدُوْا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ سَلَامٍ كَرْكَرَةُ يَعْنِيْ بِفَتْحِ الْكَافِ وَهُوَ مَضْبُوْطٌ كَذَا.

۲۸۴۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسباب پر داروغہ تھا کہ اس کو کرکرہ کہا جاتا تھا یعنی بعض جنگوں میں سو وہ مر گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے تو لوگوں نے اس کو دیکھنا شروع کیا تھا تو انہوں نے اس کے اسباب میں ایک کمبل پائی جس کو اس نے غنیمت میں سے چرایا تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غنیمت کے مال میں خیانت کرنی حرام ہے خواہ تھوڑی ہو یا بہت اور مراد آگ میں ہونے سے یہ ہے کہ اس کو عذاب کیا جاتا ہے اس کے گناہ پر یا یہ کہ وہ آگ میں ہے اگر نہ معاف کرے اللہ اس سے۔ (فتح الباری)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ذَبْحِ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ فِي الْمَغَانِمِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ مکروہ ہے ذبح کرنے اونٹوں کے سے اور بکریوں کے سے کہ غنیمت کے مال میں ہیں یعنی پہلے تقسیم کرنے کے۔

۲۸۴۶۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ

۲۸۴۶۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تھے لوگوں کو بھوک پہنچی سو ہم نے

بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ وَّأَصَبْنَا إِبِلًا وَّغَنَمًا وَّكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُخْرَيَاتِ النَّاسِ فَعَجِلُوْا فَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ فَأَمَرَ بِالْقُدُوْرِ فَأُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ وَّفِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَّسِيْرَةٌ فَطَلَبُوْهُ فَأَعْيَاهُمْ فَأَهْوٰى إِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللَّهُ فَقَالَ هٰذِهِ الْبَهَآئِمُ لَهَا أَوَابِدُ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰكَذَا فَقَالَ جَدِّيْ إِنَّا نَرْجُوْ أَوْ نَخَافُ أَنْ نَّلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَّلَيْسَ مَعَنَا مُدًى أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ فَقَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَّأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ.

اونٹ اور بکریاں پائیں اور حضرت ﷺ پچھلے لوگوں میں تھے تو لوگوں نے جلدی کی اور ہانڈیاں چڑھائیں سو حضرت ﷺ نے ہانڈیوں کے الٹانے کا حکم کیا سو الٹائی گئیں پھر غنیمت تقسیم کی تو دس بکریوں کو ایک انٹ کے برابر کیا سو ایک اونٹ بھاگا اور لوگوں میں گھوڑے تھوڑے تھے تو لوگوں نے اس کو پکڑنا چاہا تو اس نے ان کو تھکایا تو ایک مرد نے اس کو تیر مارا سو اللہ نے اس کو بند کیا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اونٹوں کے درمیان بھڑکنے والے اور نفرت رکھنے والے ہیں لوگوں سے مانند بھڑکنے والے جنگلی جانوروں کی سو جو تم سے بھاگے تو کرو ساتھ اس کے اسی طرح تو میرے دادا نے کہا کہ ہم امید رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں یہ کہ یہ دشمن سے ملیں یعنی لڑائی میں اور ہمارے ساتھ چھریاں نہیں یعنی شاید کہ چھریاں ساتھ نہ ہوں سو کیا ہم بانس کے چیرے ہوئے ٹکڑے سے ذبح کر لیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز کہ خون بہائے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے تو کھا یعنی اس کا کھانا جائز ہے سوسوائے دانت اور ناخن کے اور میں بیان کرتا ہوں تجھ سے حال ہر ایک کا اپیر دانت پس ہڈی ہے اور اپیر ناخن پس یہ حبشیوں کی چھریاں ہیں یعنی اس میں ان سے مشابہت لازم آتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الذبائح میں آئے گی اور موضع ترجمہ کی اس سے حکم کرنا حضرت ﷺ کا ہے ساتھ الٹانے ہانڈیوں کے پس تحقیق وہ مشعر ہے ساتھ کراہت اس چیز کے کہ کیا انہوں نے ذبح سے بغیر اذن کے اور مہلب نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ مستحق ہوتے ہیں وہ غنیمت کے بعد قسمت کرنے ان کے اور یہ اس واسطے کہ یہ قصہ دار الاسلام میں واقع ہوا واسطے قول ان کے کہ ذوالحلیفہ میں اور ابن منیر نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ کہتے ہیں کہ جب ہو ذبح اوپر طریقے تعدی کے تو ہوتا ہے مذبوح مردار اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے مدد کی ہے واسطے اس مذہب کے یا حمل کیا ہے الٹانے کو عقوبت بالمال پر اگرچہ نہ خاص ہو یہ مال ساتھ ان لوگوں کے جنہوں نے ذبح کیا تھا لیکن چونکہ ان کا طمع ان کے ساتھ متعلق تھا تو ان کے واسطے عبرت حاصل ہوگی اور جب اس قسم کی

عقوبت کو جائز رکھیں تو عقوبت صاحب مال کی اس مال میں اولیٰ ہے اور اسی واسطے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ گرایا جائے دودھ مغشوش اور چھوڑا جائے واسطے مالک اس کے کے اگرچہ وہ گمان کرے کہ وہ نفع اٹھائے گا ساتھ اس کے بیع کے واسطے ادب دینے اس کے اور قرطبی نے کہا کہ مامور ساتھ الثانے کے شوربہ تھا واسطے عقوبت ان لوگوں کے جنہوں نے جلدی کی تھی اور اپر نفس گوشت پس تلف نہیں ہوا پس وہ محمول ہے اس پر کہ وہ جمع کر کے مال غنیمت میں پھر داخل کیا گیا اس واسطے کہ مال کا ضائع کرنا منع ہے کما تقدم اور قصور ساتھ پکانے اس کے نہیں واقع ہوا تمام لوگوں سے اس واسطے کہ ان میں بعض اصحاب خمس ہیں اور غنیمت لانے والوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان کے ساتھ مباشر نہیں ہوتے اور جب یہ منقول نہیں ہوا کہ انہوں نے اس کو جلا دیا یا تلف کیا تو اس کی تاویل متعین ہوئی موافق قواعد شرعیہ کے اسی واسطے گھر کے پلے ہوئے گدں میں کہا جبکہ ان کے گرانے کا حکم کیا کہ وہ گندگی ہیں اور اس قصہ میں یہ نہیں فرمایا پس معلوم ہوا کہ ان کا گوشت چھوڑا نہیں گیا اور جو چیز کہ غازی کو غنیمت میں سے کھانی جائز ہے اس کا بیان آئندہ آئے گا۔ (فتح)

بَابُ الْبِشَارَةِ فِي الْفُتُوْحِ.

۲۸۴۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِيْ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِيْهِ خَثْعَمُ يُسَمّٰى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ فَانْطَلَقْتُ فِيْ خَمْسِيْنَ وَمِائَةٍ مِّنْ أَحْمَسَ وَكَانُوْا أَصْحَابَ خَيْلٍ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِيْ صَدْرِيْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا فَأَرْسَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ جَرِيْرٍ لِّرَسُوْلِ

باب ہے فتوحات میں بشارت دینے کا۔

۲۸۴۷۔ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا ذوالخلصہ کے ڈھانے سے اور وہ ایک گھر تھا قوم خثعم میں کعبہ یمانیہ تھا سو میں ڈیڑھ سو سوار میں چلا جو احمس کے قبیلے سے تھے اور وہ لوگ گھوڑے رکھا کرتے تھے تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے میں ہاتھ مارا یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کا نشان دیکھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی ٹھہرا دے اس کو گھوڑے پر اور کر اس کو ہدایت کرنے والا اور راہ یاب تو جریر اس کی طرف چلا اور اس کو توڑ ڈالا اور جلا دیا تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بشارت دے بھیجی تو جریر کے ایلچی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں آیا یہاں تک کہ چھوڑا میں نے اس کو جیسے کہ وہ اونٹ

اللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتّٰى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ فَبَارَكَ عَلٰى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ. قَالَ مُسَدَّدٌ بَيْتٌ فِىْ خَثْعَمَ.

خارش دار ہے تو حضرت ﷺ نے احمس کے گھوڑوں اور مردوں کے حق میں برکت کی دعا کی۔

فائدہ: اور مراد یہاں پر قول ہے کہ جریر رضی اللہ عنہ نے کسی کو آپ ﷺ کے پاس بشارت دینے کے لیے بھیجا۔ (فتح)

بَابُ مَا يُعْطَى الْبَشِيْرُ وَأَعْطٰى كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ ثَوْبَيْنِ حِيْنَ بُشِّرَ بِالتَّوْبَةِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ خوشخبری دینے والے کو دی جائے اور جب کعب کو توبہ قبول ہونے کی خوشخبری پہنچی تو انہوں نے اس کے شکریہ میں دو کپڑے دیے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو دراز ہے بیچ بیان پیچھے رہنے اس کے جنگ تبوک سے اور مغازی میں اس کا بیان آئے گا اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔

بَابُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ.

باب ہے اس بیان میں کہ نہیں ہجرت ہے پیچھے فتح کے۔

فائدہ: یعنی بعد فتح مکہ کے یا مراد عام تر ہے اس واسطے اشارہ کرنے کی طرف اس کی کہ حکم غیر مکے کا بیچ اس کے مانند حکم مکے کی ہے پس نہیں واجب ہے ہجرت اس شہر سے جس کو مسلمان فتح کریں اور اپر پہلے فتح کے پس جو مسلمان کہ اس میں رہتے ہیں وہ تین حال سے خالی نہیں۔ اول وہ ہے جو اس سے ہجرت کرنے پر قادر ہو اور وہ اپنا دین وہاں ظاہر نہ کر سکے اور نہ دین کے واجبات ادا کر سکے پس ہجرت کرنی اس پر اس شہر سے واجب ہے، دوسرا وہ جو قادر ہے لیکن وہ اپنا دین ظاہر کر سکتا ہے اور اس کے فرائض ظاہر کر سکتا ہے تو اس کے حق میں ہجرت مستحب ہے واسطے زیادہ کرنے مسلمانوں کے اور مدد کرنے ان کی اور جہاد کفار کے اور امن کے دغا بازی سے اور راحت دیکھنے بری چیز کے سے درمیان ان کے اور تیسرا عاجزی ہے ساتھ عذر کے قید ہونے سے یا بیماری سے یا اس کے غیر سے پس جائز ہے واسطے اس کے اقامت اس شہر میں پس اگر تکلیف اٹھا کر وہاں سے نکلے تو اس پر اجر دیا جائے گا۔ (فتح)

٢٨٤٨۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِىْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا.

٢٨٤٨۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہجرت بعد فتح کے اور لیکن جہاد اور نیت ہے اور جب تم جہاد کے واسطے بلائے جاؤ تو نکلو۔

فائدہ: یہ حدیث جہاد کے ابتداء میں گزر چکی ہے۔

۲۸۴۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَآءَ مُجَاشِعٌ بِأَخِيْهِ مُجَالِدِ بْنِ مَسْعُوْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذَا مُجَالِدٌ يُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ فَقَالَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ وَلٰكِنْ أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ.

۲۸۴۹۔ مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے بھائی مجالد کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ مجالد آپ سے ہجرت پر بیعت کرنا چاہتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہجرت بعد فتح مکہ کے لیکن میں اس سے اسلام پر بیعت کرتا ہوں۔

فائدہ: یہ حدیث بھی پہلے گزر چکی ہے۔

۲۸۵۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو وَابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَطَآءً يَقُوْلُ ذَهَبْتُ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ إِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهِيَ مُجَاوِرَةٌ بِثَبِيْرٍ فَقَالَتْ لَنَا انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ مُنْذُ فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ.

۲۸۵۰۔ عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبید بن عمیر کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور وہ پہاڑ ثبیر میں تھیں تو انہوں نے ہم سے کہا کہ موقوف ہوئی ہجرت جب سے اللہ نے اپنے پیغمبر پر مکے کو فتح کیا۔

بَابُ إِذَا اضْطَرَّ الرَّجُلُ إِلَى النَّظَرِ فِيْ شُعُوْرِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَالْمُؤْمِنَاتِ إِذَا عَصَيْنَ اللّٰهَ وَتَجْرِيْدِهِنَّ.

جب ناچار ہو مرد طرف دیکھنے کی بیچ بالوں اہل ذمہ کے اور مسلمان عورتوں کے جبکہ اللہ کی نافرمانی کریں اور ننگا کرنا ان کا۔

۲۸۵۱۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ الطَّآئِفِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَ عُثْمَانِيًّا فَقَالَ لِابْنِ عَطِيَّةَ وَكَانَ عَلَوِيًّا إِنِّيْ لَأَعْلَمُ مَا الَّذِيْ جَرَّأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَآءِ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ فَقَالَ

۲۸۵۱۔ ابو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ مقدم جانتے تھے عثمان رضی اللہ عنہ کو علی مرتضی رضی اللہ عنہ پر فضیلت میں تو انہوں نے ابن عطیہ سے کہا اور وہ مقدم جانتے تھے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو فضیلت میں کہ البتہ میں جانتا ہوں کس چیز نے جرات دی ہے تیرے یار کو یعنی علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو اوپر خونریزی لوگوں کے میں نے علی رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا سو فرمایا کہ جاؤ فلاں فلاں باغ میں کہ وہاں

ائْتُوا رَوْضَةَ كَذَا وَتَجِدُونَ بِهَا امْرَأَةً أَعْطَاهَا حَاطِبٌ كِتَابًا فَأَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَقُلْنَا الْكِتَابَ قَالَتْ لَمْ يُعْطِنِي فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ فَأَخْرَجَتْ مِنْ حُجْزَتِهَا فَأَرْسَلَ إِلَى حَاطِبٍ فَقَالَ لَا تَعْجَلْ وَاللَّهِ مَا كَفَرْتُ وَلَا ازْدَدْتُ لِلْإِسْلَامِ إِلَّا حُبًّا وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ إِلَّا وَلَهُ بِمَكَّةَ مَنْ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَلَمْ يَكُنْ لِي أَحَدٌ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَهُ فَإِنَّهُ قَدْ نَافَقَ فَقَالَ مَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَهَذَا الَّذِي جَرَّأَهُ.

تم ایک عورت پاؤ گے جس کو حاطب نے ایک خط دیا ہے تو ہم اس باغ میں گئے سو ہم نے کہا کہ ہم کو خط دے تو اس عورت نے کہا کہ مجھ کو کسی نے خط نہیں دیا تو ہم نے کہا کہ خط نکال اور یا میں تجھ کو ننگا کروں گا تو اس نے اپنا ازار باندھنے کی جگہ سے خط نکالا تو حضرت ﷺ نے حاطب کو بلا بھیجا تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ شتابی نہ کیجیے قسم ہے اللہ کی میں کافر نہیں ہوا اور نہیں زیادتی کی میں نے واسطے اسلام کے مگر دوستی میں اور نہیں کوئی آپ ﷺ کے اصحاب سے مگر کہ واسطے اس کے مکے میں وہ شخص ہے یعنی قرابتی کو دور کرے اللہ دشمن کو ساتھ اس کے اہل اس کے سے اور مال اس کے سے اور میرا وہاں کوئی بھائی بند نہیں تو میں نے چاہا کہ ان پر کوئی احسان رکھوں تا کہ میرے لڑکے بالوں کو نہ ستائیں تو حضرت ﷺ نے اس کو سچا جانا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت مجھ کو حکم ہو تو اس کی گردن کاٹوں کہ بیشک منافق ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے کہ شاید اللہ بدر والوں کے ایمان کو خوب جان چکا ہے اللہ نے ان سے کہا کہ کرو جو تمہارا جی چاہے پس اس چیز نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم نے کہ کرو جو تمہارا جی چاہے دلیر کیا ہے علی کو خونریزی پر چونکہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو یقین ہے کہ اللہ ان کو بخش چکا ہے تو اس لیے انہوں نے خونریزی پر دلیری کی کہ اگر اس میں کچھ قصور ہوگا تو اللہ بخش دے گیا۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا نہیں حدیث میں بیان کہ وہ عورت مسلمان تھی یا ذمیہ تھی لیکن جبکہ برابر ہے حکم اس کا بیچ حرام ہونے نظر کے بغیر حاجت کے تو شامل ہوئے دونوں کو دلیل اور ابن تین نے کہا کہ اگر مشرکہ ہو تو ترجمہ کے موافق نہ ہو گی اور جواب دیا گیا کہ وہ صاحب عہد تھی پس حکم اس کا مانند حکم اہل ذمہ کے ہے اور اس جگہ ہے کہ اس نے خط کو اپنے ازار باندھنی کی جگہ سے نکالا اور پہلے گزر چکا ہے کہ اس نے اس کو اپنے بالوں کے جوڑے سے نکالا تو ان کے درمیان تطبیق اس طور سے ہے کہ اس کو ازار باندھنے کی جگہ سے نکال کر اپنے بالوں کے جوڑے میں چھپایا تھا پھر ناچار ہوئے

طرف نکالنے کے اس کے کی یا بالعکس یا یہ کہ اس کا بالوں کا جوڑا دراز تھا بایں طور کہ اس کے کولے تک پہنچتا تھا اس نے اس کو اپنے جوڑ میں باندھا پھر اس کو اپنے ازار باندھنے کی جگہ میں چھپایا اور یہ احتمال راجح تر ہے۔ (فتح)

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْغُزَاةِ.

غازیوں کا استقبال کرنا یعنی وقت پلٹنے ان کے کی۔

٢٨٥٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَّحُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ الشَّهِيْدِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لِابْنِ جَعْفَرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَتَذْكُرُ إِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ.

۲۸۵۲۔ ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ابن جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو یاد رکھتا ہے جبکہ میں اور تو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے بڑھ کر جا ملے تھے اس نے کہا ہاں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سوار کیا اور تجھ کو چھوڑ دیا۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ قائل فَحَمَلَنَا کا وہ عبداللہ بن جعفر ہے اور متروک وہ ابن زبیر ہے اور حج میں گزر چکا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آئے تو بنی عبدالمطلب کے چند لڑکے آپ کی پیشوائی کو گئے تو ایک کو آپ نے آگے چڑھایا اور ایک کو اپنے پیچھے اس سے بھی معلوم ہوا کہ قائل حَمَلَنَا کا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما ہے اس لیے کہ وہ عبدالمطلب کی اولاد سے ہے بخلاف ابن زبیر کے ابن تین نے کہا کہ اس حدیث میں کئی فائدے ہیں حفظ یتیم کا ہے یعنی ابن جعفر کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے آگے چڑھایا اور نیز اس میں جواز فخر کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوا کرام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اور ثبوت صحبت کا اس کے لیے اور ابن زبیر کے اور وہ عمر میں قریب ہیں۔ (فتح)

٢٨٥٣۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَهَبْنَا نَتَلَقَّى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الصِّبْيَانِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ.

۲۸۵۳۔ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لڑکوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشوائی کو گئے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْغَزْوِ.

جب جہاد سے پلٹے تو کیا کہے؟۔

٢٨٥٤۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

۲۸۵۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر سے پلٹتے تھے تین بار اللہ اکبر کہتے تھے کہ ہم سفر سے پھرے ان شاء اللہ توبہ بندگی سجدہ کرنے والے ہم اپنے

إِذَا قَفَلَ كَبَّرَ ثَلَاثًا قَالَ آيِبُوْنَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ حَامِدُوْنَ لِرَبِّنَا سَاجِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.

رب کے شکر گزار ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے یعنی حضرت ﷺ کی مدد کی اور کفار کے گروہوں کو شکست دی یعنی بھگا دیا تنہا اس نے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گذر چکی ہے۔

۲۸۵۵۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهُ مِنْ عُسْفَانَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ وَقَدْ أَرْدَفَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَعَثَرَتْ نَاقَتُهُ فَصُرِعَا جَمِيْعًا فَاقْتَحَمَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَآئَكَ قَالَ عَلَيْكَ الْمَرْأَةَ فَقَلَبَ ثَوْبًا عَلٰى وَجْهِهِ وَأَتَاهَا فَأَلْقَاهُ عَلَيْهَا وَأَصْلَحَ لَهُمَا مَرْكَبَهُمَا فَرَكِبَا وَاكْتَنَفْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ آيِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ.

۲۸۵۵۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ عسفان سے پلٹتے وقت اور حضرت ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور اپنے پیچھے صفیہ کو چڑھائے ہوئے تھے تو آپ کی اونٹنی پھسل گئی تو دونوں گر پڑے تو ابو طلحہ نے اپنے تئیں اونٹ سے ڈالا تو کہا کہ یا حضرت اللہ مجھ کو آپ پر فدا کرے آپ کا کیا حال ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لازم پکڑ اپنے اوپر عورت کو یعنی اس کی خبر لے تو ابو طلحہ نے اپنے منہ پر کپڑا ڈالا یعنی تا کہ صفیہ کا منہ نہ دیکھیں اور صفیہ کے پاس آیا پھر وہ کپڑا اس پر ڈالا اور ان کی سواری ان کے لیے درست کی اور ہم حضرت ﷺ کے گرد جمع ہوئے سو جب حضرت ﷺ نے بلندی سے مدینے کو دیکھا تو فرمایا کہ ہم سفر سے پھرے تو بندگی کرنے والے ہم اپنے رب کے شکر گزار ہیں تو ہمیشہ اس کو کہتے رہے یہاں تک مدینے میں داخل ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی اور دمیاطی نے کہا یہ وہم ہے اس لیے کہ جہاد عسفان کا چھٹے سال تھا اور ارداف صفیہ کا ساتویں سال تھا جنگ خیبر میں تو ظاہر یہ ہے کہ راوی نے منسوب کیا ہے پلٹنے کو طرف عسفان کی اس لیے کہ جنگ خیبر کا اس کے پیچھے تھا اور شاید کہ نہیں اعتبار کیا اس نے ساتھ اقامت کے جو واقع ہوئے درمیان دونوں جنگوں کے لیے قریب قریب ہونے ان کے کے آپ میں اور یہ مثل اس کی ہے جو کہا گیا ہے۔ بیچ حدیث سلمہ بن اکوع کے جو آتی ہے بیچ حرام ہونے نکاح متعہ کے جنگ اوطاس میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکاح متعہ تو

صرف مکہ میں حرام ہوا تھا پس منسوب کیا اس کو طرف اوطاس کے لیے قریب ہونے ان کے کے آپس میں اور علم نزدیک اللہ کے ہے۔ (فتح)

٢٨٥٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا عَلَى رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَصُرِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ وَإِنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ أَحْسِبُ قَالَ اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيرِهِ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ فَأَلْقَى أَبُو طَلْحَةَ ثَوْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَصَدَ قَصْدَهَا فَأَلْقَى ثَوْبَهُ عَلَيْهَا فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَشَدَّ لَهُمَا عَلَى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا فَسَارُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ أَوْ قَالَ أَشْرَفُوا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُهَا حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ.

٢٨٥٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صفیہ تھیں اس حال میں کہ ان کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے چڑھائے ہوئے تھے سو جب بعض راہ میں پہنچی تو اونٹنی پھسل گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین دونوں گر پڑے اور تحقیق ابو طلحہ نے اپنے آپ کو اونٹ پر ڈالا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو کہا کہ یا حضرت اللہ مجھ کو آپ پر فدا کرے کیا آپ کو تکلیف پہنچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ولیکن لازم پکڑ اوپر اپنے عورت کو تو ابو طلحہ نے اپنا کپڑا اپنے منہ پر ڈالا اور صفیہ کی طرف گیا اور اپنا کپڑا صفیہ پر ڈالا تو صفیہ کھڑی ہوئیں اور ابو طلحہ نے ان کے لیے ان کی سواری پر پالان باندھا تو دونوں اس پر سوار ہو کر چلے یہاں تک کہ جب مدینے کی پشت پر پہنچے یا یوں کہا کہ مدینے کی اونچان پر پہنچے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم سفر سے پھرے توبہ بندگی کرے ہم اپنے رب کی شکر گذار ہیں سو ہمیشہ اس کو کہتے رہے یہاں تک کہ اس میں داخل ہوئے۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ.

جب سفر سے آئے تو نماز پڑھے۔

٢٨٥٧۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ

٢٨٥٧۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو جب ہم مدینے میں آئے تو

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ لِيْ اُدْخُلِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ.

مجھ کو فرمایا کہ مسجد میں داخل ہو اور دو رکعتیں نماز پڑھ۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اسی طرح وہ حدیث جو اس کے بعد ہے۔

۲۸۵۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ وَعَمِّهِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ كَعْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ ضُحًى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَّجْلِسَ.

۲۸۵۸۔ کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب چاشت کے وقت سفر سے آتے تھے تو مسجد میں داخل ہوتے تھے اور دو رکعت نماز پڑھتے تھے بیٹھنے سے پہلے۔

بَابُ الطَّعَامِ عِنْدَ الْقُدُوْمِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُفْطِرُ لِمَنْ يَّغْشَاهُ.

کھانا دینا وقت آنے کے سفر سے اور تھے ابن عمر روزہ کھولتے واسطے خاطر اس شخص کے کہ ان کے پاس مہمان آتا۔

فائدہ: اور اصل اس میں یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں روزہ نہیں رکھا کرتے تھے نہ فرضی اور نہ نفلی اور حضر میں نفلی روزے بہت رکھا کرتے تھے اور جب سفر کرتے تھے تو روزہ نہیں رکھتے تھے اور جب سفر سے آتے تھے تو روزہ رکھتے تھے یا تو قضا اگر رمضان میں سفر کیا ہوتا اور یا بطور نفل کے اگر اس کے غیر میں ہوتے لیکن آنے کی ابتداء میں چند روز روزہ نہ رکھتے تھے واسطے خاطر ان لوگوں کے جو آتے ان کے پاس سلام کرنے کے لیے اوپر ان کے اور مبارکباد دینے کے ساتھ آنے کی پھر روزے رکھتے اور ایک روایت میں نافع سے ہے کہ تھے ابن عمر روزہ رکھتے جبکہ ہوتے مقیم اور تھے روزہ کھولتے جبکہ ہوتے مسافر اور جب سفر سے آتے تو کئی دن روزہ نہ رکھتے تھے واسطے آمدورفت ملاقات کرنے والوں کے۔ ابن بطال نے کہا کہ اس میں کھلانا امام اور رئیس کا ہے اپنے یاروں کو وقت آنے کے سفر سے اور یہ مستحب ہے نزدیک سلف کے اور اس کھانے کا نام نقیعہ ہے۔ (فتح)

۲۸۵۹۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ

۲۸۵۹۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو ذبح کیا اونٹ کو یا گائے کو اور ایک

عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ نَحَرَ جَزُوْرًا أَوْ بَقَرَةً زَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اشْتَرٰى مِنِّي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيْرًا بِوَقِيَّتَيْنِ وَدِرْهَمٍ أَوْ دِرْهَمَيْنِ فَلَمَّا قَدِمَ صِرَارًا أَمَرَ بِبَقَرَةٍ فَذُبِحَتْ فَأَكَلُوْا مِنْهَا فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ أَمَرَنِيْ أَنْ اٰتِيَ الْمَسْجِدَ فَأُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَوَزَنَ لِيْ ثَمَنَ الْبَعِيْرِ.

روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے ایک اونٹ دو اوقیے اور ایک درہم یا دو درہم سے خریدا سو جب مرار (ایک جگہ کا نام ہے تین میل مدینے سے باہر) تو گائے کے ذبح کرنے کا حکم کیا پس ذبح کی گئی تو لوگوں نے اس کا گوشت کھایا پھر جب حضرت ﷺ مدینے میں آئے تو مجھ کو حکم دیا کہ میں مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھوں اور وزن کیا واسطے میرے اونٹ کی قیمت کا۔

٢٨٦٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمْتُ مِنْ سَفَرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ صِرَارٌ مَوْضِعٌ نَاحِيَةً بِالْمَدِيْنَةِ.

٢٨٦٠۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سفر سے آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو رکعتیں نماز پڑھ۔

فائدہ: یہ بھی پہلی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور ساتھ اس کے دفع ہوگا اعتراض اس شخص کا جو کہتا ہے کہ یہ حدیث ترجمہ کے مطابق نہیں اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ یہ حدیث اور پہلی دونوں ایک حدیث ہیں پس ایک راوی نے ایک ٹکڑا بیان کیا ہے اور نے ایک۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ فَرْضِ الْخُمُسِ — کتاب ہے بیان میں فرض خمس کے

فائدہ: خمس اس چیز کو کہتے ہیں جو غنیمت میں سے لی جاتی ہے اور مراد ساتھ قول اس کے کے فرض الخمس یعنی وقت فرض ہونے اس کے کا یا کیفیت فرض ہونے اس کے کے یا ثابت ہونا فرض اس کے کا اور جمہور کا یہ مذہب کہ ابتداء فرض ہونے خمس کا تھا ساتھ اس آیت کے وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ الآیۃ یعنی جان رکھو کہ جو غنیمت لاؤ کچھ چیز تو اللہ کے لے اس میں سے پانچواں حصہ ہے اور رسول ﷺ کے اخیر آیت تک اور غنیمت پانچ حصوں پر تقسیم کی جاتی تھی پس جدا کیا جاتا تھا اس کے پانچواں حصہ جو خرچ کیا جاتا تھا ان لوگوں میں جو اس آیت میں مذکور ہیں اور آئے گی بحث بیچ مستحقوں اس کے کے بعد کئی بابوں کے اور اس پانچویں حصے کا پانچواں حصہ حضرت ﷺ کے لیے تھا اور اس میں اختلاف ہے کہ حضرت ﷺ کے بعد اس خمس کے کون مستحق تھے پس شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ مصالح میں خرچ کیا جائے اور ایک روایت اس سے یہ ہے کہ یہ پانچواں حصہ بھی انہیں آٹھ حصوں میں پھیرا جائے جو آیت میں مذکور ہیں اور یہی ہے قول حنفیہ کا باوجود اختلاف ان کے کے آپس میں اور بعض کہتے ہیں کہ خاص ہے ساتھ اس کے خلیفہ اور باقی چار خمس غنیمت کے غنیمت لانے والے غازیوں میں تقسیم کیے جائیں مگر سبب یعنی اسباب مقتول کا کہ وہ قاتل کے لیے ہے راجح قول پر کما سیأتی ۔ (فتح)

بَابٌ. — یہ باب ہے۔

۲۸۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهٗ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ كَانَتْ لِيْ شَارِفٌ مِّنْ نَّصِيْبِيْ مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَّكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِيْ شَارِفًا مِّنَ الْخُمُسِ فَلَمَّا أَرَدْتُّ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُّ رَجُلًا صَوَّاغًا مِّنْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ أَنْ

۲۸۶۱۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک جوان اونٹنی تھی جو جنگ بدر کے دن مجھ کو غنیمت سے حصے میں آئی تھی اور حضرت ﷺ نے مجھ کو ایک اونٹنی خمس سے دی تھی سو جب میں نے چاہا کہ فاطمہ حضرت ﷺ کی بیٹی کو گھر میں لاؤں اور ان کے ساتھ دخول کروں تو میں نے بنی قینقاع کے ایک سنار سے وعدہ کیا کہ میرے ساتھ چلے تو ہم اذخر کی گھاس لائیں میں نے چاہا کہ اس کو سناروں کے ہاتھ بیچ کر اپنی شادی کھانے میں اس سے مدد لوں سو جس حالت میں کہ میں اپنے دونوں اونٹوں کے لیے اسباب جمع کرتا تھا پالوں اور گھانس کی

يَّرْتَحِلَ مَعِيَ فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيْعَهُ الصَّوَّاغِيْنَ وَأَسْتَعِيْنَ بِهِ فِيْ وَلِيْمَةِ عُرْسِيْ فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مَتَاعًا مِّنَ الْأَقْتَابِ وَالْغَرَآئِرِ وَالْحِبَالِ وَشَارِفَايَ مُنَاخَتَانِ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ رَجَعْتُ حِيْنَ جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ فَإِذَا شَارِفَايَ قَدْ اجْتُبَّ أَسْنِمَتُهُمَا وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ حِيْنَ رَأَيْتُ ذٰلِكَ الْمَنْظَرَ مِنْهُمَا فَقُلْتُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا فَقَالُوْا فَعَلَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِيْ هٰذَا الْبَيْتِ فِيْ شَرْبٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجْهِي الَّذِيْ لَقِيْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ عَدَا حَمْزَةُ عَلٰى نَاقَتَيَّ فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَهَا هُوَ ذَا فِيْ بَيْتٍ مَّعَهُ شَرْبٌ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَآئِهِ فَارْتَدٰى ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِيْ وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتّٰى جَآءَ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنُوْا لَهُمْ فَإِذَا هُمْ شَرْبٌ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْمُ حَمْزَةَ فِيْمَا

تھیلیوں اور رسیوں سے اور میرے دونوں اونٹ ایک انصاری مرد کے حجرے کے پاس بٹھائے ہوئے تھے سو جب میں ان کا اسباب جمع کر کے پھرا تو میں نے اچانک دیکھا کہ اونٹیوں کی کوہان کاٹی گئی ہیں اور ان کی کوکھیں چیر کر ان کے جگر لے گئے ہیں سو جب میں نے ان کا یہ حال دیکھا تو میں اپنی آنکھوں کو نہ روک سکا یعنی بے اختیار رونے لگا تو میں نے کہا کہ یہ کام کس نے کیا ہے لوگوں نے کہا کہ حمزہ عبدالمطلب کے بیٹے نے اور وہ اس گھر میں ہے انصار کے شراب خواروں میں ہے سو میں چلا تا کہ حضرت ﷺ کو جا کر خبر دوں اور حضرت ﷺ کے پاس زید بن حارثہ تھے تو حضرت ﷺ نے میرے چہرے میں ملال پہچانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا تو میں نے کہا کہ یا حضرت میں نے آج کے دن جیسی مصیبت کبھی نہیں دیکھی کہ حمزہ نے میرے دونوں اونٹنیوں پر ظلم کیا سو ان کے کوہان کاٹ لی اور ان کی کوکھیں چیر ڈالیں اور خبردار ہو کہ حمزہ یہ ہے اس گھر میں اس کے ساتھ شراب خوار میں تو حضرت ﷺ نے اپنی چادر منگا کر پہنی پھر چلے اور میں اور زید بن حارثہ آپ کے ساتھ ہوئے یہاں تک کہ اس گھر میں آئے جس میں حمزہ تھے تو حضرت ﷺ نے پروانگی مانگی تو انہوں نے آپ کو پروانگی دی تو حضرت ﷺ نے دیکھا کہ ناگہاں وہ شراب پیتے تھے تو حضرت ﷺ حمزہ کو ملامت کرنے لگے اس کام میں کہ اس نے کیا تو ناگہان دیکھا کہ حمزہ بہت مست ہیں ان کی آنکھیں سرخ ہوئی ہیں سو حمزہ نے حضرت ﷺ کی طرف نظر کی پھر نظر اونچی کی اور آپ کے گھٹنے دیکھے پھر نظر اونچی کی سو آپ کی ناف کو دیکھا پھر نظر اونچی کی اور آپ کے منہ کو دیکھا پھر کہا نہیں تم مگر غلام میرے باپ کے یعنی میں تم

فَعَلَ فَإِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ مُحْمَرَّةً عَيْنَاهُ فَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى رُكْبَتِهِ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى سُرَّتِهِ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيْدٌ لِأَبِيْ فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ ثَمِلَ فَنَكَصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرٰى وَخَرَجْنَا مَعَهُ.

سے قریب تر ہوں ساتھ عبدالمطلب کے تو حضرت ﷺ نے معلوم کیا کہ حمزہ بہت مست ہیں تو حضرت ﷺ اپنی ایڑیوں پر پیچھے ہٹے اور ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے یعنی اس خوف سے کہ مبادا حمزہ کا عبث زیادہ ہو پس منتقل ہو قول سے طرف فعل کے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اور یہ واقع شراب کی حرام ہونے سے پہلے تھا اور اس لیے نہ مؤاخذہ کیا حضرت ﷺ نے حمزہ کو ساتھ قول اس کے کے اور اس زیادتی میں رد ہے اس شخص پر جو حجت پکڑتا ہے ساتھ اس قصے کی اس پر کہ نشے والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی پس جب معلوم ہوا کہ یہ واقع شراب کے حرام ہونے سے پہلے تھا تو ہوگا ترک مؤاخذہ کا واسطے ہونے اس کے کیے کہ نہ داخل کیا اس نے اپنے نفس پر ضرر کو اور جو کہتا ہے کہ نشے والے کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ وہ حجت پکڑتا ہے ساتھ اس کے کہ داخل کیا ہے اس نے اپنے نفس پر ضرر نشے کو اور وہ اس پر حرام ہے پس عقاب کیا گیا ساتھ جاری کرنے طلاق کے پس نہیں اس حدیث میں حجت واسطے اثبات اس کے کے اور نہ واسطے نفی اس کی کے ابو داود نے کہا میں نے احمد بن صالح سے سنا کہ کہتا تھا کہ اس حدیث میں جو بیس سنتیں ہیں میں کہتا ہوں اور اس حدیث میں ہے کہ غنیمت لانے والے کو غنیمت سے دو طرح کا حصہ دیا جائے چار خمسوں سے ساتھ حق غنیمت کے اور خمس سے جبکہ ہو ان لوگوں سے کہ ان کے لیے اس میں حق ہو اور یہ کہ جائز ہے مالک کے لیے اونٹ کے فائدہ اٹھانا ساتھ اس کے بیچ بوجھ اٹھانے کے اوپر اس کے اور یہ کہ جائز ہے بٹھانا اونٹ کا اوپر دروازے غیر کے جبکہ اس کی رضامندی معلوم ہو اور وہ اس کے ساتھ ضرر نہ پائے اور یہ کہ جور و ناغم سے پیدا ہو وہ مذموم نہیں۔ اور کہ آدمی کبھی پانی آنسو روک نہیں سکتا جبکہ اس پر غصہ غالب ہو اور یہ کہ فرمایا ذکر نی مظلوم کی ظالم پر اور خبر دینے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ اس پر ظلم ہوا خارج ہے غیبت اور چغلی سے اور یہ کہ جائز ہے کھانا جگر کا اگرچہ خون ہے اور یہ کہ نشہ ابتدائے اسلام میں مباح تھا اور یہ رد ہے اس شخص پر کہ جو کہتا ہے کہ نشہ کبھی مباح نہیں ہوا اور ممکن ہے حمل کرنا اس کا اوپر اس نشے کے جس کے ساتھ بالکل تمیز نہ رہے اور اس میں مشروع ہونا ولیمہ شادی کا ہے اور مشروع ہونا زرگری کا اور کسب کرنا اس کے اور جواز جمع کرنا اذخر وغیرہ کا مباحات سے اور کسب کرنا ساتھ اس

کے اور اس میں مدد لینا ہے ہر کسب میں ساتھ عارف اس کے کے اور یہ کہ جائز ہے امام کو یہ کہ جائے طرف گھر اس شخص کے کہ پہنچے اس کو کہ وہ برے کام پر ہے تاکہ بدل سکے اس کو اور یہ سنت ہے دخول میں اذن لینا اور یہ کہ اذن واسطے رئیس کے شامل ہے اس کے تابعداروں کو اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اذن لیا اور زید اور علی نے اذن نہ لیا اور یہ کہ سکران کو ملامت کی جائے جبکہ علامت کو سمجھتا ہو اور یہ کہ بڑے آدمی کو اپنی چادر کا رکھ دینا جائز ہے واسطے تخفیف کے اور یہ جب وہ اپنے تابعداروں کے ملنے کا ارادہ کرے تو اپنی کامل تر شکل سے ملے کہ حضرت ﷺ نے جب حمزہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا ارادہ کیا تو اپنی چادر لی (فتح)

٢٨٦٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ابْنَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيْرَاثَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَآءَ اللهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ قَالَتْ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَسْأَلُ أَبَا بَكْرٍ نَصِيْبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ وَفَدَكٍ وَصَدَقَتَهُ

٢٨٦٢۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ کی وفات کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ یہ تقسیم کریں واسطے ان کے حصہ میراث ان کی کا حضرت ﷺ کے ترکہ سے اس قسم سے کہ عطا کیا تھا اللہ نے اپنے رسول پر تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں چھوڑتے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کے راہ میں صدقہ ہے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئیں اور اس کے بعد صدیق سے کلام کرنا چھوڑ دیا سو اس نے کبھی کلام نہ کیا یہاں تک کہ مر گئیں۔ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تھیں فاطمہ رضی اللہ عنہا مانگتی حصہ اپنا اس چیز سے کہ چھوڑی تھی حضرت ﷺ نے خیبر سے اور فدک سے اور صدقے اپنے سے جو مدینے میں تھا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا فاطمہ رضی اللہ عنہا پر انکار کیا اور کہا کہ میں نہیں چھوڑنے والا اس چیز کو جس کے ساتھ حضرت ﷺ عمل کرتے تھے مگر یہ کہ میں اس کے ساتھ عمل کروں گا پس تحقیق میں ڈرتا ہوں کہ اگر کسی چیز کو حضرت ﷺ کے حکم سے چھوڑ دوں تو حق سے باطل کی طرف جھکوں پس لیکن صدقہ آپ ﷺ کا مدینے میں پس دفع کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے طرف علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی اور

بِالْمَدِيْنَةِ فَأَبٰى أَبُوْ بَكْرٍ عَلَيْهَا ذٰلِكَ وَقَالَ لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ فَإِنِّيْ أَخْشٰى إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِّنْ أَمْرِهِ أَنْ أَزِيْغَ فَأَمَّا صَدَقَتُهُ بِالْمَدِيْنَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ إِلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ وَأَمَّا خَيْبَرُ وَفَدَكُ فَأَمْسَكَهَا عُمَرُ وَقَالَ هُمَا صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتَا لِحُقُوْقِهِ الَّتِيْ تَعْرُوْهُ وَنَوَائِبِهِ وَأَمْرُهُمَا إِلٰى مَنْ وَلِيَ الْأَمْرَ قَالَ فَهُمَا عَلٰى ذٰلِكَ إِلَى الْيَوْمِ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اعْتَرَاكَ افْتَعَلْتَ مِنْ عَرَوْتُهُ فَأَصَبْتُهُ وَمِنْهُ يَعْرُوْهُ وَاعْتَرَانِيْ.

لیکن خیبر اور فدک پس ان کو بدستور اپنے پاس رکھا اور کسی دوسرے کے سپرد نہ کیا اور کہا کہ یہ حضرت ﷺ کا صدقہ ہے کہ تھے یہ دونوں واسطے حقوق حضرت ﷺ کے کہ آپ ﷺ کو پیش آتے تھے اور واسطے حادثوں کے کہ نازل ہوتے تھے اور امر ان کا سپرد ہے طرف اس شخص کی کہ حاکم ہوا۔ راوی نے کہا کہ پس وہ اسی طرح پر ہے آج تک ابوعبداللہ نے کہا کہ اعتراك افتعلت ہے یعنی اعتراك کہ قرآن میں واقع ہوا ہے وہ باب افتعال سے مشتق ہے اور وہ مشتق ہے مجرد سے کہ عروتہ ہے جس کے معنی اصبتہ ہیں یعنی پہنچا اور پانا اور اس سے باب ہے تعروہ واعترانی کہ حدیث میں واقع ہوا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ماترک تو یہ بدل ہے قول اس کے مِیْرَاثَهَا سے اور ایک روایت میں مِمَّا تَرَكَ ہے اور اس قصے میں رد ہے اس شخص پر جو لا یورث کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اور لفظ صدقة کہ منصوب پڑھتا ہے بنا بر خاست کے اور بعض رافضیوں کا دعویٰ ہے پس دعویٰ کیا ہے اس نے کہ صواب بیچ قراءۃ حدیث کے اسی طرح ہے جس پر اہل حدیث قدیم اور نئے زمانے سے متعلق ہیں لَا نُوْرِثُ ساتھ نون کے ہے اور صدقہ ساتھ رفع کے ہے اور یہ کلام دو جملے ہیں اور مَاتَرَكْنَاهُ بیچ موضع رفع کے ہے ساتھ مبتدا ہونے کے اور صدقہ اس کی خبر ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوئی ہے مَاتَرَكْنَاهُ فَهُوَ صَدَقَةٌ۔ اور تحقیق حجت پکڑی ہے بعض محدثین نے بعض امامیہ یعنی رافضیوں پر ساتھ اس کے کہ صدیق نے حجت پکڑی ساتھ اس کلام کے اوپر فاطمہ ؓ کے اس چیز میں کہ انہوں نے صدیق سے چاہی اس چیز سے کہ حضرت ﷺ نے اپنے پیچھے چھوڑی تھی زمینوں سے اور تھے دونو زیادہ تر فصیح تھے فصحاء سے اور زیادہ تر عالم تھے ساتھ معنی الفاظ کے اور اگر ہوتا امر جیسے کہ رافضی پڑھتا ہے تو نہ ہوتے اس چیز میں کہ حجت پکڑی ساتھ اس کے صدیق نے حجت اور نہ ہوتا جواب اس کا مطابق واسطے سوال اس کے کے اور یہ بات واضح ہے واسطے مصنف کے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فاطمہ نے صدیق سے مطلق کلام کرنا چھوڑ دیا تھا لیکن بیہقی نے شعبی کے طریق سے روایت کی ہے کہ صدیق اکبر ؓ فاطمہ ؓ کی بیمار پرسی کو گئے تو علی ؓ نے فاطمہ ؓ سے کہا کہ یہ ابوبکر ؓ تمہارے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں تو فاطمہ ؓ نے کہا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ

میں اس کو اجازت دوں علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اجازت دی سو ابو بکر رضی اللہ عنہ فاطمہ کے پاس گئے اور ان کو راضی کیا یہاں تک کہ راضی ہوئیں اور یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے لیکن سند اس کی شعبی تک صحیح ہے اور ساتھ اس کے دور ہوگا اشکال بیچ جواز بدستور رہنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اوپر ہجرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور بعض اماموں نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ تھی ہجرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی انقباض ملاقات ان کی سے اور اجتماع سے ساتھ ان کے اور اس قسم کی ہجرت حرام نہیں اس واسطے کہ شرط اس کی یہ ہے کہ دونوں ملیں پس ایک اس طرف منہ پھیر لے اور دوسرا دوسری طرف اور گویا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب غصے ہو کر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں تو بدستور رہیں بیچ اشتعال اپنے کے ساتھ غم اپنے کے پھر ساتھ بیماری اپنے کے اور لیکن سبب غصے ان کے کا ساتھ حجت پکڑنے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حدیث مذکور کے پس واسطے اعتقاد کرنے ان کے کے تاویل حدیث کو اوپر خلاف اس چیز کے کہ تمسک کیا تھا ساتھ اس کے صدیق رضی اللہ عنہ نے گویا کہ اس نے اعتقاد کیا کہ لا نورث کا عموم مخصوص ہے اور انہوں نے دیکھا کہ منافع اس چیز کے کہ پیچھے چھوڑا ہے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین اور عقار سے انکا وارث ہونا منع نہیں اور تمسک کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ساتھ عموم کے اور دونوں مختلف ہوئے بیچ امر محتمل کے پس اس واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا ان سے جدا ہوئیں پس اگر شعبی کی حدیث ثابت ہو تو دور ہوگا اشکال اور لائق تر ہے کہ یہ امر اسی طرح ہو واسطے اس چیز کے کہ معلوم ہے کمال عقل ان کے سے اور دین ان کے سے وسیاتی فی الفرائض۔ (فتح)

فائدہ: لیکن خیبر پس تقسیم کیا تھا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی بعد فتح ہونے اس کے دو حصوں پر نصف اس کا اپنی حاجتوں اور حادثوں کے واسطے رکھا تھا اور نصف اس کا مسلمانوں میں تقسیم کیا تھا اٹھارہ حصوں میں اور اوپر فدک پس وہ ایک شہر ہے تین منزل مدینے سے اور اس کا بیان یوں ہے کہ وہاں کے رہنے والے یہودی لوگ تھے سو جب خیبر فتح ہوا تو اہل فدک نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ ہم کو امان دیجیے اور ہم شہر کو چھوڑ کر کوچ کر جاتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص تھا یعنی جہاں مناسب دیکھتے تھے وہاں خرچ کرتے تھے اور اوپر صدقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے میں پس ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ بنی نضیر کی کھجوریں خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تھیں کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی تھیں یعنی بعد جلاوطن کرنے ان کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ آئیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر ان میں سے مہاجرین کو دیں اور باقی رہا صدقہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کے ہاتھ میں ہے اور یہ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں چھوڑوں گا کسی چیز کو جس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمل کرتے تھے مگر کہ میں اس کے ساتھ عمل کروں گا تو ایک روایت میں ہے کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں نہیں بدلاؤں گا کسی چیز کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقوں سے ان کے اس حال سے کہ اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے اور ساتھ اس کے تمسک کیا ہے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ حصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خرچ کرے اس کو خلیفہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شخص کے واسطے جس کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

خرچ کیا کرتے تھے اور جو باقی رہیے اس کو مصالح مسلمین میں خرچ کرے اور شافعی سے روایت ہے کہ خرچ کرے اس کو مصالح میں اور مالک اور ثوری نے کہا کہ اجتہاد کریں اس میں امام احمد نے کہا کہ خرچ کرے گھوڑوں اور ہتھیاروں میں اور ابن جریر نے کہا کہ پھیرا جائے طرف چار کی اور ابن منذر نے کہا کہ تھا لائق تر لوگوں میں ساتھ اس قول کے وہ شخص کہ واجب کرے تقسیم زکوۃ کو درمیان سب قسموں کے پس اگر ایک قسم نہ ہو تو باقیوں پر رد جائے مراد شافعی ہیں اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ رد کیا جائے ساتھ حصے ذوی القربیٰ کے طرف تینوں کی اور بعض کہتے ہیں کہ رف کیا جائے خمس خمس غنیمت سے طرف غانمین کی اور فے سے طرف مصالح کی اور اپر خیبر یعنی جو اس سے حضرت ﷺ کے ساتھ خاص تھا اور فدک پس پاس رکھا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے یعنی نہ دفع کیا اس کو طرف غیر اپنے کی اور بیان کیا سبب اس کا اور تحقیق ظاہر ہوا ساتھ اس کے کہ صدقہ حضرت ﷺ کا خاص تھا ساتھ اس چیز کے کہ تھی بنی نضیر سے اور لیکن حصہ آپ ﷺ کا خیبر اور فدک سے پس تھا حکم اس کا طرف اس شخص کی کہ حکم ہو بعد آپ ﷺ کے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ پہلے ان دونوں سے حضرت ﷺ کی بیبیوں کو خرچ دیا کرتے تھے پس خرچ کرتے تھے اس کو خیبر اور فدک سے اور جو باقی رہتا تھا اس کو مصالح مسلمین میں خرچ کرتے تھے اور ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کیا پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اپنی رائے کے موافق اس میں تصرف کیا پھر فدک مروان کو جاگیر دی اس واسطے کہ انہوں نے تاویل کی کہ جو چیز حضرت ﷺ کے ساتھ خاص تھی وہ ان کے بعد خلیفہ کے ساتھ خاص ہو گی پس بے پرواہ ہوئے اس سے ساتھ مالوں اپنے کے پس سلوک کیا ساتھ اس کے اپنے بعض قرابتیوں سے یعنی مروان سے۔

فائدہ: اور یہ عادت ہے امام بخاری رحمہ اللہ کی کہ تعبیر کرتا ہے لفظ غریب کی جو حدیث میں ہے ساتھ تفسیر لفظ غریب کے قرآن سے۔ (فتح)

۲۸۶۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَّالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ ذَكَرَ لِيْ ذِكْرًا مِّنْ حَدِيْثِهٖ ذٰلِكَ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ فَسَأَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ فَقَالَ مَالِكٌ بَيْنَا أَنَا جَالِسٌ فِيْ أَهْلِيْ حِيْنَ مَتَعَ النَّهَارُ إِذَا رَسُوْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

۲۸۶۳۔ مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں اپنے گھر والوں میں بیٹھا تھا جبکہ دن بلند ہوا کہ ناگہاں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایلچی میرے پاس آیا سو اس نے کہا کہ چل امیر المومنین تجھ کو بلاتے ہیں سو میں چلا یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا تو ناگہاں وہ بیٹھنے والے تھے چٹائی پر جو چار پائی پر ڈالی ہوئی تھی نہ تھا درمیان عمر رضی اللہ عنہ کے اور چٹائی کے کچھ بچھونا تکیہ کیے ہوئے تھے اوپر تکیے چمڑے کے تو میں ان کو سلام کر کے بیٹھ گیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے

يَاتِيْنِي فَقَالَ أَجِبْ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰى رِمَالِ سَرِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ مُتَّكِئٌ عَلٰى وِسَادَةٍ مِّنْ أَدَمٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسْتُ فَقَالَ يَا مَالِ إِنَّهُ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ قَوْمِكَ أَهْلُ أَبْيَاتٍ وَّقَدْ أَمَرْتُ فِيْهِمْ بِرَضْخٍ فَاقْبِضْهُ فَاقْسِمْهُ بَيْنَهُمْ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ أَمَرْتَ بِهِ غَيْرِيْ قَالَ اقْبِضْهُ أَيُّهَا الْمَرْءُ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَهُ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِيْ عُثْمَانَ وَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّ الزُّبَيْرِ وَ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا فَسَلَّمُوْا وَجَلَسُوْا ثُمَّ جَلَسَ يَرْفَا يَسِيْرًا ثُمَّ قَالَ هَلْ لَكَ فِيْ عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمَا فَدَخَلَا فَسَلَّمَا فَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِيْمَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّالِ بَنِي النَّضِيْرِ فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ عُمَرُ تَيْدَكُمْ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

مالک تیری قوم سے کئی گھر والے ہمارے پاس آئے ہیں اور تحقیق میں نے حکم کیا ہے درمیان ان کے ساتھ بخشش کے جو بہت نہیں تو اس کو لے کر ان میں تقسیم کر دے تو میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین اگر میرے سوا کسی اور کو اس کا حکم کرو تو بہتر ہو تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مرد اس کو لے لے سو جس حالت میں کہ میں بیٹھا تھا کہ ان کا دربان یرفا ان کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ کیا تم کو حاجت ہے بیچ عثمان رضی اللہ عنہ کے اور عبدالرحمٰن بن عوف کے اور زبیر کے اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے کہ تمہارے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں تو ان کو یرفا نے اجازت دی سو وہ اندر آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے پھر یرفا تھوڑی دیر بیٹھا پھر آ کر کہا کہ کیا تم کو علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی حاجت ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو بھی اجازت دی تو وہ بھی اندر آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میرے اور اس کے درمیان حکم کریں اور یہ جھگڑتے ہیں اس چیز میں کہ عطا کی اللہ نے اپنے رسول پر بنی نضیر کے مال سے تو عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے یاروں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین ان کے درمیان حکم کریں اور ایک دوسرے سے راحت دی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھہر جاؤ میں قسم دیتا ہوں تم کو اس اللہ کی جس کے اذن سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم پیغمبروں کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکنا سے اپنی ذات مبارک ہے تو جماعت نے کہا کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے تو پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ عباس اور علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا اللّٰهَ أَتَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ فَإِنِّيْ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ خَصَّ رَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَمَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ مِنْهُمْ إِلٰى قَوْلِهِ قَدِيْرٌ﴾ فَكَانَتْ هٰذِهِ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ قَدْ أَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ حَيَاتَهُ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ قَالُوْا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا أَبُوْ بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ فِيْهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ

میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو دونوں نے کہا کہ بیشک حضرت ﷺ نے فرمایا تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں حقیقت اس امر کی کہ تحقیق خاص کیا اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اس فے میں ساتھ اس چیز کے کہ آپ ﷺ کے سوا کسی کو نہ دی پھر یہ آیت پڑھی وَمَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ مِنْهُمْ إِلٰى قَوْلِهِ قَدِيْرٌ ساری آیت یعنی جو عطا کیا اللہ نے اپنے رسول پر ان میں سے پس نہیں دوڑائے تم نے اس پر گھوڑے اور نہ اونٹ اور لیکن غالب کرتا ہے اللہ اپنے رسولوں کو جن پر چاہتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے پس ہوا وہ مال خاص واسطے حضرت ﷺ کے اور قسم ہے اللہ کی نہیں جمع کیا ان مالوں کو حضرت ﷺ نے سوائے تمہارے اور نہیں اکیلے ہوئے ساتھ ان کے یعنی اگرچہ یہ مال حضرت ﷺ کے ساتھ خاص تھا اور لیکن حاجت کے موافق اپنے قرابتیوں وغیرہ سے اس کے ساتھ سلوک کرتے تھے تحقیق دیا تم کو وہ مال حضرت ﷺ نے اور تقسیم کیا اس کو درمیان تمہارے یہاں تک کہ باقی رہا اس میں سے یہ مال پس تھے حضرت ﷺ خرچ کرتے اپنے گھر والوں پر خرچ برس روز کا اس مال میں سے پھر باقی کو لیتے پس گردانتے اس کو بیچ جگہ گردانئے مال اللہ کے یعنی خرچ کرتے اس کو مصالح مسلمین میں اور دیتے تھے جس کو چاہتے تھے محتاجوں اور مساکین سے پھر عمل کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے اپنی زندگی میں قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی کہ کیا تم یہ جانتے ہو تو انہوں نے کہا ہاں پھر عمر رضی اللہ عنہ نے علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں قسم دیتا ہوں تم کو اللہ کی کہ کیا تم دونوں اس کو جانتے ہو تو انہوں نے کہا ہاں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر اللہ نے

رَاشِدٌ تَابِعٌ لِّلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فَكُنْتُ أَنَا وَلِيَّ أَبِي بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ مِنْ إِمَارَتِي أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُوْ بَكْرٍ وَّاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنِّي فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ رَّاشِدٌ تَابِعٌ لِّلْحَقِّ ثُمَّ جِئْتُمَانِي تُكَلِّمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَّأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ جِئْتَنِي يَا عَبَّاسُ تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ وَجَآئَنِي هٰذَا يُرِيْدُ عَلِيًّا يُّرِيْدُ نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقُلْتُ لَكُمَا إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَلَمَّا بَدَا لِي أَنْ أَدْفَعَهُ إِلَيْكُمَا قُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا عَلٰى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُوْ بَكْرٍ وَّبِمَا عَمِلْتُ فِيهَا مُنْذُ وَلِيتُهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا إِلَيْنَا فَبِذٰلِكَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا فَأَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَآءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَآءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَإِنِّي أَكْفِيكُمَاهَا.

اپنے نبی ﷺ کی روح قبض کی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں خلیفہ ہوں حضرت ﷺ کا تو لیا اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کام میں سچے تھے نیکوکار اور راہ راست پر اور تابع حق کے تھے پھر اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی تو میں نے کہ میں خلیفہ ہوں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سو لیا میں نے اس مال کو دو سال اپنی خلافت سے اور عمل کیا میں اس میں موافق عمل حضرت ﷺ کے اور موافق عمل ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس میں سچا نیکوکار' راہ راست پر تابع حق کے ہوں پھر تم دونوں میرے پاس کلام کرتے آئے اور تم دونوں کی بات ایک تھی اور کام بھی ایک تھا اے عباس تم میرے پاس آئے اس حال میں کہ تم اپنے بھتیجے کی میراث سے یعنی حضرت ﷺ سے اپنا حصہ مانگتے تھے اور آیا میرے پاس یہ یعنی علی رضی اللہ عنہ کو اپنی عورت کا حصہ مانگتا تھا اس کے باپ کی میراث سے تو میں نے تم کو کہا تھا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا پھر جب میرے عقل میں آیا کہ میں وہ مال تمہارے سپرد کروں تو میں نے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو تو سپرد کرتا ہوں تم کو وہ مال بایں شرط کہ لازم پکڑو اپنے اوپر قول قرار اللہ کا کہ البتہ عمل کرو تم اس میں اس طرح کہ عمل کیا اس میں حضرت ﷺ نے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور میں نے جب سے کہ میں اس کا والی ہوا تو تم دونوں نے کہا کہ سپرد کرو ہم کو اس شرط پر تو میں نے اس شرط سے تم کو سپرد کیا پس قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی کیا میں نے وہ مال ان دونوں کو اس شرط سے سپرد کیا تھا تو جماعت نے کہا کہ ہاں پھر عمر رضی اللہ عنہ علی اور عباس رضی اللہ عنہما پر متوجہ ہوئے سو کہا کہ قسم دیتا ہوں تم کو اللہ کی کیا میں نے وہ مال اس شرط سے تمہارے سپرد کیا تھا دونوں نے کہا کہ ہاں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پس

تم چاہتے ہو کہ میں اس کے برخلاف حکم کروں پس قسم ہے اس
اللہ کی جس کی اجازت سے آسمان اور زمین کھڑے ہیں کہ میں
اس میں اس کے برخلاف حکم نہ کروں گا پس اگر تم اس سے
عاجز ہوئے ہو تو اس کو میرے سپرد کرو کہ میں تم کو اس سے
کفایت کروں اور مشقت کھینچوں۔

فائدہ: اگر کوئی کہے کہ اصل قصہ صریح ہے اس میں کہ عباس رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا پس اگر دونوں نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی تو پھر اس مال کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیوں مانگا اور اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سنی تھی یا ان کی خلافت میں ان کو اس کا علم حاصل ہوا تھا تو پھر اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ سے کیوں مانگا تو جواب اس کا یہ ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ امر اس میں محمول ہے اس پر کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور عباس رضی اللہ عنہ کا اعتقاد یہ تھا کہ حدیث لَا نُوْرِثُ کا عموم خاص ہے ساتھ بعض اس چیز کے کہ پیچھے چھوڑیں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوائے بعض کے اسی واسطے منسوب کیا عمر رضی اللہ عنہ نے طرف علی اور عباس رضی اللہ عنہما کے کہ ان کا اعتقاد یہ تھا کہ جو انکا مخالف ہے وہ ظالم ہے اور اپیر جھگڑتے آنا علی اور عباس کا بعد اس کے دوسری بار نزدیک عمر کے تو وہ میراث میں نہ تھا سوائے اس کے نہیں کہ جھگڑا کیا دونوں نے بیچ والی ہونے کے صدقہ پر اور بیچ خرچ کرنے اس کے کی کہ کس طرح خرچ کیا جائے لیکن نسائی کی روایت میں ہے کہ انہوں نے میراث کے طور پر تقسیم کرنا چاہا تھا اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ مصرف لینے جگہ خرچ کرنے فیئ کے پس کہا مالک نے کہ فے اور خمس کا مال برابر ہے بیت المال میں داخل کیے جائیں اور دیں امام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت والوں کو باعتبار اجتہاد اپنے کے اور فرق کیا ہے جمہور نے درمیان خمس غنیمت کے اور درمیان فے کے پس کہا خمس رکھا جائے بیچ ان لوگوں کے کہ معین کیا ہے ان کو اللہ نے اصناف مسلمین سے بیچ آیت خمس کے سورہ انفال سے نہ تجاوز کیا جائے ساتھ اس کے طرف غیر ان کے اور لیکن مال فے کا یعنی جو بغیر لڑائی کے کافروں سے ہاتھ آئے تو اس کا مصرف رائے امام کے سپرد ہے باعتبار مصلحت کے یعنی جگہ جس مصلحت دیکھے وہاں خرچ کرے اور تنہا ہوا ہے شافعی جیسے ابن منذر وغیرہ نے کہا کہ فے سے بھی پانچواں حصہ نکالا جائے اور اس کے چار خمس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہیں اور واسطے آپ کے خمس خمس کا ہے جیسا کہ غنیمت میں ہے اور چار خمس خمس کے لیے مستحق نظیر اس کے کے ہیں غنیمت سے اور جمہور نے کہا کہ فے کا مصرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہے یعنی جس جگہ چاہیں خرچ کریں اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قول عمر رضی اللہ عنہ کہ یہ مال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص تھا اور تاویل کیا ہے شافعی نے عمر رضی اللہ عنہ کو قول مذکور کو کہ مراد ان کی چار خمس ہیں ابن بطال نے کہا مناسبت ذکر کرنے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیچ قصے فاطمہ کے باب فرض الخمس میں یہ ہے کہ جس چیز کو

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مانگا تھا اس کے جملے سے ایک خیبر بھی تھا اور مراد ساتھ اس کے حصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے خیبر سے اور وہ پانچواں حصہ ہے اور مغازی میں یہ حدیث آئے گی ساتھ اس لفظ کے کہ اس قسم سے کہ عطا کیا ہے اللہ نے رسول پر مدینے میں اور فدک اور خمس خیبر سے اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ واجب ہے یہ کہ حاکم کیا جائے ہر قبیلے پر چوہدری ان کے کو اس لیے کہ وہ اعرف ہے ساتھ استحقاق ہر مرد کے ان میں سے اور یہ کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ پکارے مرد شریف کبیر کو ساتھ نام اس کے کے اور ساتھ ترخیم کے جہاں تنقیص مراد نہ ہو اور اس میں استعفا چاہنا مرد کا ہے ولایت اور حکومت سے اور سوال کرنا اس کا امام سے اس کو ساتھ نرمی کے اور یہ کہ جائز ہے کہنا اور دربان کا اور بیٹھنا آگے امام کے اور سفارش کرنے نزدیک اس کے بیچ جاری کرنے حکم کے اور بیان کرنا حکام کا اپنے حکم کی وجہ کو اور یہ کہ جائز ہے امام کے لیے کھڑا کرنا اس شخص کو کہ وقف کی خبر گیری کرے بطور نیابت کے اس سے اور دو کو آپس میں شریک کرنا اور لیا جاتا ہے اس سے جواز اکثر کا دو سے باعتبار مصلحت کے اور یہ جائز ہے جمع رکھنا اور ذخیرہ کرنا اناج کا برخلاف اس شخص کے جو انکار کرتا ہے اس سے مشدد زاہدوں سے اور یہ کہ یہ توکل کے منافی نہیں اور یہ جائز ہے پکڑنا اعتقاد عقار یعنی زمین وغیرہ کا اور لینا نفع اس کے کا اس سے لیا جاتا ہے کہ جائز ہے پکڑنا اس کے سوائے اور مالوں کا کہ حاصل ہو ساتھ ان کے بڑھنا اور نفع زراعت اور تجارت وغیرہ سے اور یہ کہ امام جب اس کی پاس دلیل قائم ہو تو اس کی طرف پھرے اور اس کے موافق حکم کرے اور پکڑا جاتا ہے اس سے جواز حکم حاکم کا ساتھ علم اپنے کی اور یہ کہ تابعدار جب امام کو گھٹا ہوا دیکھیں (یعنی منقبض الخاطر اور طول دیکھیں) تو پہلے کلام نہ کریں یہاں تک کہ وہ پہلے کلام کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مالک ہوتے تھے کسی چیز کو فے سے اور نہ خمس غنیمت سے مگر بقدر حاجت اپنی کے اور حاجت اہل عیال اپنے کے اور جو اس پر زیادہ ہوتا تھا تو تھا واسطے آپ کے اس میں تصرف ساتھ قسمت کرنے کے اور بخشش کرنے کے اور لوگوں نے کہا کہ نہیں گردانا اللہ نے واسطے نبی اپنے کی مالک ہونا گردن اس چیز کا کہ غنیمت لائیں اس کو اور سوائے اس کے نہیں کہ مالک کیا ہے اس کو منافع اس کے کا اور گردانا واسطے آپ کے اس سے بقدر اپنی حاجت کے اور اسی طرح جو آپ بعد خلیفہ ہوا اور کہا باقلانی نے بیچ رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مال بھی ورثہ ہوتا ہے یعنی آپ کے وارث آپ کے بعد آپ کے مال کے وارث ہوتے ہیں کہ حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ عموم اس آیت کے۔ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ۔ کہا کہ اوپر جو کوئی عموم سے انکار کرتا ہے پس نہیں استغراق ہے یعنی نہیں عموم ہے نزدیک اس کے واسطے ہر مرنے والے کے کہ وہ وارث کیا جائے اور اوپر جو اس کو ثابت کرتا ہے پس نہیں تسلیم کرتا دخول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کو بیچ اس کے اور اگر آپ کا داخل ہونا اس میں تسلیم کیا جائے تو البتہ واجب ہوگی تخصیص کرنی اس کے واسطے صحت خبر کے اور خبر واحد تخصیص کرتی ہے اگرچہ ناسخ نہیں ہوتی پس کیا حال ہے خبر کا جبکہ آئے مثل آنے

اس خبر کے اور وہ لَا نُورِثُ ہے۔(فتح)

بَابُ أَدَآءُ الْخُمُسِ مِنَ الدِّيْنِ.

ادا کرنا خمس کا دین سے ہے یعنی دین کی ایک شاخ ہے۔

٢٨٦٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَّبِيْعَةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَّأْخُذُ بِهِ وَنَدْعُوْ إِلَيْهِ مَنْ وَّرَآئَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَّأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ بِيَدِهٖ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَآءِ الزَّكَاةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَأَنْ تُؤَدُّوْا لِلّٰهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَّأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ.

٢٨٦٤۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالقیس کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا حضرت بے شک ہم ربیعہ کی قوم سے ہیں کہ ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کے واقع ہیں جو ہم سے عداوت رکھتے ہیں سو ہم آپ کے پاس پہنچ نہیں سکتے مگر حرام کے مہینوں میں یعنی محرم اور رجب اور ذوالقعدہ میں کہ جاہلیت کے وقت کافر بھی ان میں لڑنا حرام جانتے تھے سو ہم کو ایسا کلام بتلایئے کہ ہم اس پر عمل کریں اور اپنے پچھلوں کو اس کی طرف بلائیں فرمایا کہ میں تم کو حکم کرتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے پہلا حکم اللہ پر ایمان لانا ہے یعنی اس طرح گواہی دینا کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے اور اپنے ہاتھ سے گرہ کی یعنی واسطے شمار ان چیزوں کے اور دوسرا حکم نماز کا قائم کرنا اور تیسرا حکم زکوۃ کا دینا اور چوتھا رمضان کے کا روزہ رکھنا اور یہ کہ جو غنیمت کا مال پاؤ اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کے لیے ادا کرو اور منع کرتا ہوں تم کو کدو کے برتن سے اور کھجور کی لکڑی سے کھدے برتن سے اور سبز مٹکے سے یعنی مرتبان وغیرہ سے اور روغنی برتن سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گذر چکی ہے اور اس جگہ بخاری نے یہ باب باندھا ہے اداء الخمس من الایمان۔ اور یہ اس کے قاعدے پر ہے کہ اسلام اور ایمان اور دین کے ایک معنی ہیں۔(فتح)

بَابُ نَفَقَةِ نِسَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهٖ.

باب ہے بیان میں خرچ حضرت ﷺ کی بیبیوں کے بعد وفات آپ کی کے۔

٢٨٦٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

٢٨٦٥۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بانٹیں گے میرے وارث سونے کے دینار کے برابر

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِيْ دِيْنَارًا مَّا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِيْ وَمَئُوْنَةِ عَامِلِيْ فَهُوَ صَدَقَةٌ.

بھی جو چھوڑ جاؤں میں بعد میرے بیبیوں کے خرچ کے اور میرے کارندی کی محنت کے تو وہ اللہ کے راہ میں صدقہ ہے۔

فائدہ: جو اس حدیث کی شرح کے متعلق ہے وہ ایک باب سے پہلے گزر چکا ہے اور کچھ اس کی شرح فرائض میں آئے گی اور کارندی میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے خلیفہ ہے جو آپ کے بعد ہو اور یہی معتمد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے کارندہ ہے کھجوروں پر اور بعض کہتے ہیں کہ مراد خادم آپ کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عامل صدقہ پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر اجرت قسام کے۔ (فتح)

٢٨٦٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا فِيْ بَيْتِيْ مِنْ شَيْءٍ يَّأْكُلُهُ ذُوْ كَبِدٍ إِلَّا شَطْرُ شَعِيْرٍ فِيْ رَفٍّ لِّيْ فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتّٰى طَالَ عَلَيَّ فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ.

٢٨٦٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور حالانکہ میرے گھر میں کچھ چیز نہ تھی جس کو جاندار کھائے یعنی انسان ہو یا حیوان مگر کچھ جو کہ میرے طاق میں تھے تو میں نے ان کو کھانا شروع کیا یہاں تک کہ مجھ پر مدت دراز ہوئی پھر میں نے ان کو ماپا تو تمام ہوئے اور کچھ باقی نہ رہا۔

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے اس حدیث کی ترجمہ میں یہ ہے کہ اگر عائشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خرچ کے مستحق نہ ہوتیں تو ان سے جو لیے جاتے۔ (فتح الباری)

٢٨٦٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا سِلَاحَهُ وَبَغْلَتَهُ الْبَيْضَآءَ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً.

٢٨٦٧۔ عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مگر اپنے ہتھیار اور اپنی سفید خچر اور زمین کہ چھوڑا اس کو صدقہ۔

فائدہ: اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ بُيُوْتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا نُسِبَ مِنَ الْبُيُوْتِ إِلَيْهِنَّ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَقَرْنَ

باب ہے بیان میں ان حدیثوں کے کہ وارد ہوئی ہیں بیچ گھروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیبیوں کے اور جو گھر کہ نسبت کیے گئے ہیں طرف ہر ایک کی ان میں سے۔ یعنی اور اللہ

فِي بُيُوتِكُنَّ﴾ وَ ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ﴾.

نے فرمایا: حضرت ﷺ کی بیبیوں کو کہ قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور فرمایا کہ نہ داخل ہوں حضرت ﷺ کے گھروں میں مگر یہ کہ تم کو اجازت ہو۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا غرض اس کی ساتھ اس باب کے یہ ہے کہ بیان کرے کہ یہ نسبت ثابت کرتی ہے اس کو کہ وہ ہمیشہ اپنے گھروں کے مستحق ہیں جب تک کہ زندہ رہیں اس لیے کہ نفقہ ان کا اور ان کو رہنے کی لیے جگہ دینی حضرت ﷺ کے خصائص سے ہے اور راز اس میں بند کرنا ان کا ہے اوپر حضرت ﷺ کے یعنی تا کہ اور کسی سے نکاح نہ کریں۔ (فتح)

٢٨٦٨۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى وَمُحَمَّدٌ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ فَأَذِنَّ لَهُ.

٢٨٦٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کو بیماری شدت ہوئی تو اپنی بیبیوں سے اجازت چاہی یہ کہ بیمار پرسی کی جائے میرے گھر میں تو بیبیوں نے آپ کو اجازت دی۔

٢٨٦٩۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ نَوْبَتِيْ وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَجَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَ رِيْقِيْ وَرِيْقِهِ قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بِسِوَاكٍ فَضَعُفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَأَخَذْتُهُ فَمَضَغْتُهُ ثُمَّ سَنَنْتُهُ بِهِ.

٢٨٦٩۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وفات کیے گئے حضرت ﷺ میرے گھر میں اور میری باری کے دن میں اور میری گود میں اور جمع کیا اللہ نے میری اور آپ کی تھوک کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے عبدالرحمٰن مسواک کے ساتھ داخل ہوئے تو حضرت ﷺ اس کو چبا نہ سکے سو میں نے اس کو اپنے منہ میں چبایا پھر میں نے اس سے حضرت ﷺ کے دانتوں کو ملا۔

فائدہ: ان دونوں کی شرح مغازی میں آئے گی۔

٢٨٧٠۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ

٢٨٧٠۔ صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بی بی سے روایت ہے کہ

اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَآئَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُوْرُهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَّمَضَانَ ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ مَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ قَرِيْبًا مِّنْ بَابِ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَفَذَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا قَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يَّقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا.

وہ حضرت ﷺ کی ملاقات کو آئیں اور حضرت ﷺ رمضان کے اخیر دہے میں مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے پھر اٹھ کر پھر چلیں تو حضرت ﷺ بھی ان کے ساتھ کھڑے ہوئے یعنی تا کہ ان کو پہنچا دیں یہاں تک کہ جب مسجد کے دروازے کے قریب پہنچے نزدیک دروازے ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی بیوی کے تو راہ میں ان کو دو انصاری مرد ملے تو دونوں حضرت ﷺ کو سلام کر کے آگے بڑھے تو حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ جلدی نہ کرو ٹھہر جاؤ البتہ یہ عورت صفیہ ہے یعنی میری بیوی ہے کوئی اجنبی عورت نہیں تو انہوں نے کہا سبحان اللہ یا حضرت ﷺ آپ کی ذات میں بدگمانی کو کیا دخل ہے اور یہ بات ان کو گراں معلوم ہوئی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے بدن میں شیطان اس طرح پھرتا ہے جیسے خون میں ڈرا کہ تمہارے دل میں کچھ بدگمانی ڈالے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ نزدیک دروزے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے۔

۲۸۷۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ وَّاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ارْتَقَيْتُ فَوْقَ بَيْتِ حَفْصَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِيْ حَاجَتَهُ

۲۸۷۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے اوپر چڑھا تو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنی حاجت ادا کرتے تھے قبلے کو پیٹھ دے کر شام کو منہ کر کے۔

مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ.

فائدہ: اس کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے۔

۲۸۷۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا.

۲۸۷۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے تھے اور حالانکہ سورج کی روشنی میرے حجرے سے نہ نکلتی یعنی پہلے اس سے کہ سورج کی روشنی دیواروں پر چڑھے۔

فائدہ: اس کی شرح مواقیت میں گزر چکی ہے۔

۲۸۷۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَأَشَارَ نَحْوَ مَسْكَنِ عَائِشَةَ فَقَالَ هُنَا الْفِتْنَةُ ثَلَاثًا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

۲۸۷۳۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے پس عائشہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا سو تین بار فرمایا کہ اس جگہ یعنی مشرق کی طرف سے فتنہ پیدا ہوگا جس جگہ شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔

فائدہ: اس کی شرح فتنے میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف اشارہ کیا۔

۲۸۷٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ ابْنَةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ إِنْسَانٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ الرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ.

۲۸۷٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تھے اور تحقیق عائشہ نے ایک آدمی کی آواز سنی کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا ہے تو میں نے کہا کہ یا حضرت یہ مرد آپ کے گھر آنے کی اجازت چاہتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس کو فلانا گمان کرتا ہوں کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی چچا ہے یعنی دودھ کے ناتے کا پھر فرمایا کہ حرام ہوتی ہے دودھ پینے سے وہ چیز کہ حرام ہوتی ہے جننے سے یعنی جو نسب سے حرام ہوتی ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہوتی ہے۔

فائدہ: طبری نے کہا کہ بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے مالک کر دیا ہوا تھا ہر بی بی کو اس گھر کا جس میں وہ رہتی تھی تو آپ کے بعد وہ اس تملیک کے سبب سے اس میں رہیں اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے نہیں کہ نہ جھگڑا کیا گیا ان میں ان کے گھروں میں اس لیے کہ وہ ان کے خرچ کے جملے سے تھے جن کو حضرت ﷺ نے ان کے لیے مستثنی کیا تھا اس قسم سے کہ آپ کی زندگی میں آپ کی ہاتھ میں تھا جس جگہ کہ کہا کہ میں نے اپنی عورتوں کے خرچ کے بعد کچھ نہیں چھوڑا اور یہ وجہ راجح تر ہے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ ان کے بعد ان کے وارث ان کے گھروں کے وارث نہیں ہوتے اور اگر گھر ان کے مالک ہوتے تو ان کے وارثوں کی طرف پھر جاتے اور بیچ ترک کرنے وارثوں ان کے کے حق اپنے کو ان سے دلالت ہے اوپر اس کے اسی لیے ملائے گئے گھر ان کے مسجد نبوی میں بعد مرنے ان کے کے واسطے عموم نفع ان کے کے واسطے مسلمانوں کو جیسا کہ کیا گیا بیچ اس چیز کے کہ خرچ کی جاتی ہے واسطے ان کے نفقوں سے۔ (فتح)

بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَصَاهُ وَسَيْفِهِ وَقَدَحِهِ وَخَاتَمِهِ وَمَا اسْتَعْمَلَ الْخُلَفَآءُ بَعْدَهُ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا لَمْ يُذْكَرْ قِسْمَتُهُ وَمِنْ شَعَرِهِ وَنَعْلِهِ وَآنِيَتِهِ مِمَّا يَتَبَرَّكُ أَصْحَابُهُ وَغَيْرُهُمْ بَعْدَ وَفَاتِهِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی گئی ہے حضرت ﷺ کی زرہ سے اور آپ کے عصا سے اور آپ کی تلوار سے اور آپ کے پیالے سے اور آپ کے انگوٹھی سے اور بیان ہے اس چیز کا کہ استعمال کی ہے خلیفوں نے اس سے بعد آپ کے اس چیز سے کہ نہیں ذکر کی گئی قسمت اس کی اور وہ چیز کہ ذکر کی گئی ہے آپ کے بالوں سے اور آپ کی جوتی سے اور آپ کے برتنوں سے اس قسم سے کہ شریک ہوئے اس میں آپ کی اصحاب اور غیر ان کے بعد وفات آپ کی کے درود ہو اللہ کا ان پر اور سلام۔

فائدہ: غرض اس بات سے ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ حضرت ﷺ کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوا۔ اور نہ بیچا گیا موجود آپ کا بلکہ چھوڑا گیا بیچ ہاتھ اس شخص کے کہ ہاتھ اس کی طرف پھر واسطے برکت حاصل کرنے کے ساتھ اس کی اور اگر میراث ہوتی تو البتہ بیچی جاتی اور قسمت کی جاتی اور اسی لیے اس کے بعد کیا اس قسم سے کہ نہیں ذکر کی گئی قسمت اس کی پھر ذکر کیں بخاری نے حدیثیں کہ نہیں ان میں باب کی چیزوں سے مگر خاتم اور جوتی اور تلوار اور ذکر کی ان میں چادر اور ازار اور نہیں تصریح کی ساتھ ان کے ترجمہ میں پس جو چیز کہ ترجمہ میں مذکور ہے اور اس کی حدیث باب میں مذکور نہیں۔ زرہ ہے اور شائد اس نے چاہا کہ اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث لکھی کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور آپ کی زرہ گروی تھی لیکن اتفاق نہ ہوا اور اسی طرح عصا کا بھی حدیثوں میں ذکر نہیں اور شاید اس نے چاہا ہو

گا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اس میں ذکر کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لاٹھی سے رکن کو یعنی حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے اور حج میں گزر چکی ہے اور اسی طرح بالوں کا بھی حدیثوں میں ذکر نہیں اور شاید اس نے چاہا ہوگا کہ اس میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کرے کہ ہمارے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تھے جو ہم کو انس رضی اللہ عنہ کی طرف سے پہنچے تھے اور یہ حدیث کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے اور ذکر آئینہ کا بعد قدح کے عطف عام کا ہے خاص پر اور نہیں مذکور ہے باب میں برتنوں سے سوائے پیالے کے اور اس میں کفایت ہے اس لیے کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر ماعدا اس کے کے۔ (فتح)

۲۸۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمَّا اسْتُخْلِفَ بَعَثَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ وَكَتَبَ لَهُ هٰذَا الْكِتَابَ وَخَتَمَهُ بِخَاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَّرَسُوْلُ سَطْرٌ وَّاللهِ سَطْرٌ.

۲۸۷۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اس کو بحرین کی طرف بھیجا اور اس کے لیے یہ حکم نامہ لکھا یعنی حکمنامہ صدقہ کا اور مہر کی اس پر ساتھ انگوٹھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انگوٹھی کا نقش تین سطریں تھا محمد ایک سطر تھی اور رسول دوسری سطر تھی اور اللہ تیسری سطر تھی۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہ قول اس کا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہر کی حکمنامہ پر ساتھ مہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس تحقیق وہ مطابق ہے واسطے قول اس کے کے ترجمہ میں کہ جو چیز کہ استعمال کی ہے خلیفوں نے بعد آپ کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تھے وہ بیچ ہاتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پھر عمر رضی اللہ عنہ کے پھر وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے گر پڑی۔ (فتح)

۲۸۷۶۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسٌ نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ فَحَدَّثَنِيْ ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ بَعْدُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُمَا نَعْلَا النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۸۷۶۔ عیسی بن طہمان سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف دو جوتے نکالے جن پر بال نہ تھے اور ان کے لیے دو تسمے تھے یعنی ایک تسمہ تو ہوتا تھا درمیان انگوٹھے اور اس انگلی کے کہ اس کے پاس ہے اور ایک تسمہ ہوتا تھا درمیان بیچ انگلی کے اور اس انگلی کے کہ اس کے پاس ہے اور کہا کہ وہ دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے ہیں۔

فائدہ: اس کی شرح لباس میں آئے گی۔

۲۸۷۷۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکالی عائشہ رضی اللہ عنہا نے طرف ہماری ایک چادر پیوند کی ہوئی اور کہا کہ اس چادر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوئی اور ایک روایت میں اتنا

زیادہ ہے کہ نکالا طرف ہماری عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک تہ بند موٹا اس قسم سے کہ یمن میں بنتا ہے اور چادر اس قسم سے کہ جس کو تم بلندہ کہتے ہو یعنی سخت اور موٹی۔

٢٨٧٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْكَسَرَ فَاتَّخَذَ مَكَانَ الشَّعْبِ سِلْسِلَةً مِّنْ فِضَّةٍ. قَالَ عَاصِمٌ رَأَيْتُ الْقَدَحَ وَشَرِبْتُ فِيْهِ.

٢٨٧٨۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ ٹوٹ گیا تو آپ نے ٹوٹنے کی جگہ کو چاندی کی زنجیر سے باندھا عاصم نے کہا کہ میں نے وہ پیالہ دیکھا اور اس میں پانی پیا۔

٢٨٧٩۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ أَنَّ الْوَلِيْدَ بْنَ كَثِيْرٍ حَدَّثَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدُّؤَلِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ مِنْ عِنْدِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ مَقْتَلَ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ لَقِيَهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَقَالَ لَهُ هَلْ لَكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِيْ بِهَا فَقُلْتُ لَهُ لَا فَقَالَ لَهُ فَهَلْ أَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّيْ أَخَافُ أَنْ يَّغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ وَايْمُ اللّٰهِ لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيْهِ لَا يُخْلَصُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا حَتّٰى تَبْلُغَ نَفْسِيْ إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِيْ جَهْلٍ عَلٰى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ

٢٨٧٩۔ علی بن حسین یعنی امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ مدینہ میں آئے یزید بن معاویہ کے نزدیک سے وقت ہونے حسین رضی اللہ عنہ کے تو مسور بن مخرمہ ان سے ملا تو مسور نے زین العابدین سے کہا کہ کیا تجھ کو میری طرف کچھ حاجت ہے تو میں نے اس سے کہا کہ نہیں تو مسور نے اس کو کہا کہ کیا تو مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار دیتا ہے پس تحقیق میں ڈرتا ہوں کہ غالب ہوں تجھ کو لوگ اس پر یعنی لوگ تجھ سے یہ تلوار چھین لیں اور قسم ہے اللہ کی کہ اگر تو مجھ کو تلوار دے تو کوئی اس کی طرف نہ پہنچ سکے گا یہاں تک کہ مجھ کو موت پہنچے اور تحقیق علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا پیغام کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا زہرا پر تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ خطبہ پڑھتے تھے لوگوں کو اس باب میں اپنے اس منبر پر اور میں اس دن بالغ تھا سو فرمایا کہ بے شک فاطمہ میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ اس کے دین میں فتنہ نہ ڈالا جائے یعنی بہ سبب غیرت طبعی کے کہ بشریت کو لازم ہے پھر ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داماد کو کہ عبد شمس کی اولاد سے تھا یعنی ابو العاص کو سو تعریف کی

النَّاسَ فِیْ ذٰلِكَ عَلٰی مِنْبَرِهٖ هٰذَا وَاَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ فَقَالَ اِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّیْ وَاَنَا اَتَخَوَّفُ اَنْ تُفْتَنَ فِیْ دِيْنِهَا ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَّهٗ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ فَاَثْنٰی عَلَيْهِ فِیْ مُصَاهَرَتِهٖ اِيَّاهُ قَالَ حَدَّثَنِیْ فَصَدَقَنِیْ وَوَعَدَنِیْ فَوَفٰی لِیْ وَاِنِّیْ لَسْتُ اُحَرِّمُ حَلَالًا وَّلَا اُحِلُّ حَرَامًا وَّلٰكِنْ وَّاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ اَبَدًا.

اس پر اس کی دامادی میں فرمایا کہ اس نے مجھ سے بات کی سو سچ کہا اور مجھ سے وعدہ کیا تو وعدہ پورا کیا اور تحقیق میں ایسا نہیں ہوں کہ حلال چیز کو حرام کر دوں اور حرام کو حلال بتلا دوں لیکن قسم ہے اللہ کی کہ پیغمبر کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک مکان میں کبھی جمع نہ ہوں گی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح نکاح میں آئے گی اور غرض اس سے وہ چیز ہے جو دائر ہے درمیان مسور اور زین العابدین کے بیچ امر تلوار حضرت ﷺ کے اور مراد مسور کی یہ تھی کہ حضرت ﷺ کی تلوار کو محفوظ رکھے تا کہ نہ لے اس کو وہ شخص جو اس کی قدر نہ جانتا ہو اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ تلوار مذکور کے ذوالفقار تھی جس کو بدر کے دن غنیمت سے لیا تھا اور احد کے دن اس کے حق میں خواب دیکھا اور کرمانی نے کہا کہ وہ مناسبت ذکر کرنے مسور کی واسطے قصے منگنے بیٹی ابوجہل کے نزدیک طلب کرنے اس کے کی تلوار کو اس جہت سے ہے کہ جیسے حضرت ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خوشحالی کو دوست رکھتے تھے اسی طرح میں بھی تیری خوشحالی کو دوست رکھتا ہوں اس لیے کہ تو ان کا پوتا ہے سو مجھ کو تلوار دے تا کہ میں اس کو تیرے لیے نگاہ رکھوں۔ (فتح)

۲۸۸۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ عَنْ مُنْذِرٍ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ لَوْ كَانَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَاكِرًا عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَكَرَهٗ يَوْمَ جَآءَهٗ نَاسٌ فَشَكَوْا سُعَاةَ عُثْمَانَ فَقَالَ لِیْ عَلِیٌّ اذْهَبْ اِلٰی عُثْمَانَ فَاَخْبِرْهُ اَنَّهَا صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُرْ سُعَاتَكَ يَعْمَلُوْنَ فِيْهَا فَاَتَيْتُهٗ بِهَا فَقَالَ اَغْنِهَا عَنَّا فَاَتَيْتُ بِهَا عَلِيًّا فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ضَعْهَا حَيْثُ اَخَذْتَهَا. قَالَ الْحُمَيْدِیُّ

۲۸۸۰۔ محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر ہوتے علی رضی اللہ عنہ ذکر کرنے والے عثمان کو ساتھ بدی کے تو ذکر کرتے ان کو اس دن جس دن لوگ ان کے پاس آئے اور عثمان کے عاملوں کی شکایت کی تو علی رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور ان کو خبر دے کہ یہ حکمنامہ حضرت ﷺ کے صدقے کے بیان میں ہے سو حکم کر اپنے عاملوں کو کہ اس پر عمل کریں تو میں وہ حکم نامہ ان کے پاس لایا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے پرواہ کر ہم کو اس سے یعنی اس لیے کہ عثمان ان احکام کو جانتے نہیں پھر میں اس کو علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا اور ان کو خبر دی تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رکھ اس کو جس جگہ سے تو نے ان کو لیا تھا اور نیز ابن

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُنْذِرًا الثَّوْرِيَّ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ أَرْسَلَنِي أَبِي خُذْ هٰذَا الْكِتَابَ فَاذْهَبْ بِهِ إِلَى عُثْمَانَ فَإِنَّ فِيهِ أَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّدَقَةِ.

حنفیہ سے روایت ہی کہ مجھ کو میرے باپ یعنی علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے بھیجا کہ اس حکمنامے کو عثمان کے پاس لے جا پس تحقیق اس میں لکھا ہوا ہے حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے کے بیان میں مصارف زکوۃ اور صدقات کے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ منذر نے کہا کہ میں ابن حنفیہ کے پاس تھا تو بعضوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو اس نے کہا کہ چپ رہ سوہم نے اس سے کہا کہ کیا تیرا باپ یعنی علی رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کو برا کہا کرتے تھے تو اس نے کہا کہ علی نے عثمان کو برا نہیں کہا اور اگر اس کو برا کہتے تو اس دن کہتے جس دن میں ان کے پاس حکمنامہ لے گیا تھا پھر ذکر کی ساری حدیث اور مستفاد ہوتا ہے اس حدیث سے خرچ کرنا نصیحت کا واسطے امیروں کے اور کھولنا احوال شخص کے کا کہ واقع ہوا اس سے فساد اتباع ان کے کے اور واسطے امام کے اس کا دریافت کرنا ہے اور احتمال ہے کہ نہ ثابت ہوئے ہوں نزدیک عثمان کے وہ چیز کہ طعن کیا گیا ہے اس کے عاملوں پر ساتھ اس کے یا ثابت ہوا لیکن تدبیر تقاضا کرتی تھی تاخیر انکار کو یا جس چیز پر انکار ہوا تھا وہ مستحبوں سے تھے نہ واجبوں سے اور اسی لیے معذور کیا ان کو علی رضی اللہ عنہ نے اور ذکر کیا ان کو ساتھ بدی کے۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْخُمُسَ لِنَوَائِبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَسَاكِينِ وَإِيْثَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الصُّفَّةِ وَالْأَرَامِلِ حِينَ سَأَلَتْهُ فَاطِمَةُ وَشَكَتْ إِلَيْهِ الطَّحْنَ وَالرَّحٰى أَنْ يُخْدِمَهَا مِنَ السَّبْيِ فَوَكَلَهَا إِلَى اللّٰهِ.

باب ہے اس بیان میں کہ خمس یعنی پانچواں حصہ غنیمت کا واسطے حاجات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے یعنی واسطے ضیافت مہمانوں کے اور ہتھیار اور سواری مجاہدوں کے اور سوائے اس کے یعنی اور مقدم کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل صفہ کو اور بیوہ عورتوں کو جبکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے سوال کیا اور آپ کے پاس چکی پیسنے کی تکلیف کی شکایت کی یہ کہ ان کو قیدیوں سے لونڈی خدمتگار دیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کو اللہ کی طرف سپرد کیا۔

٢٨٨١۔ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلٰى حَدَّثَنَا عَلِيٌّ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اشْتَكَتْ مَا تَلْقٰى مِنَ الرَّحٰى مِمَّا

٢٨٨١۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو چکی پیسنے کی مشقت سے شکایت تھی سو ان کو خبر معلوم ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لونڈی غلام قیدی آئے ہیں تو وہ خدمت گار مانگنے کو آئیں تو اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہ

تَطْحَنُ فَبَلَغَهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِسَبْيٍ فَأَتَتْهُ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تُوَافِقْهُ فَذَكَرَتْ لِعَائِشَةَ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ لَهُ فَأَتَانَا وَقَدْ دَخَلْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا لِنَقُوْمَ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا حَتّٰى وَجَدْتُّ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِيْ فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِّمَّا سَأَلْتُمَاهُ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا اللّٰهَ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ فَإِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِمَّا سَأَلْتُمَاهُ.

ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیغام کہہ کہ آئیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ پیغام آپ کو پہنچایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور حالانکہ ہم اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اٹھنے کا ارادہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں اپنی جگہ میں لیٹے رہو یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں آپ کے قدموں کی سردی پائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونوں کے درمیان بیٹھے سو فرمایا کہ کیا میں تم کو نہ بتلاؤں جو تمہارے لیے خدمت گار سے بہتر ہے جو تم نے مانگا جب تم اپنے بستر پر لیٹا کرو تو چونتیس بار اللہ اکبر پڑھا کرو اور تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار سبحان اللہ کہا کرو پس تحقیق یہ تمہارے لیے بہتر ہے خدمت گار سے جو تم نے مانگا۔

فائدہ: نہیں ہے اس حدیث میں ذکر اہل صفہ کا اور نہ رانڈوں کا اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے موافق عادت اپنی کے اور وہ حدیث وہ ہے جس کو احمد نے علی رضی اللہ عنہ سے طول کے ساتھ نقل کیا ہے اور اس میں یہ لفظ ہے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں دیتا میں تم کو اور چھوڑوں اہل صفہ کو کہ ان کے پیٹ بھوک سے پیچ کھاتے ہیں میں نہیں پاتا جو ان پر خرچ کروں لیکن قیدیوں کو بیچ کر ان کا مول ان پر خرچ کرتا ہوں اور ایک روایت میں پہلے گزر چکا ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کو یہ کہ بھیجیں غلام کو طرف بعض گھر والوں کی کہ ان کو حاجت ہے اور اسمٰعیل قاضی نے کہا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ خرچ کرے خمس کو جس جگہ مناسب دیکھے اس واسطے کہ چار خمس کے مستحق غنیمت لانے والے ہیں یعنی غازی اور جو امام کے ساتھ خاص ہے وہ پانچواں حصہ ہے اور تحقیق منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اپنے بیٹی کو اور حالانکہ وہ سب قرابتیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھیں اور خرچ کیا ان کو طرف غیر ان کے کی اور کہا ہے مانند اس کی طبری نے اگر حصہ قرابت والوں کا فرض ہوتا تو اپنی بیٹی کو خدمت گار دیتے اور نہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ چھوڑیں اس چیز کو کہ اختیار کی ہے اللہ نے واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اور احسان رکھیں ساتھ اس کے قرابت والوں پر اور اسی طرح کہا ہے طحاوی نے میں کہتا ہوں کہ بیچ استدلال کرنے کے ساتھ اس حدیث کے نظر ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ فے سے ہو اور لیکن خمس الخمس غنیمت سے پس تحقیق روایت کی ہے ابوداؤد نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے کہا کہ یا

حضرت ﷺ اگر آپ مناسب دیکھیں کہ متولی کریں مجھ کو ہمارے حق پر خمس سے تو بہتر ہے پس احتمال ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا قصہ خمس کے فرض ہونے سے پہلے واقع ہوا ہو اور یہ بعید ہے اس واسطے کہ آیت فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ جنگ بدر میں نازل ہوئی اور پہلے گزر چکا ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے پہلے غنیمت سے خمس نکالا جو پہلے مشرکین سے لوٹ لائے تھے پس احتمال ہے کہ حصہ خمس الخمس کا اور وہ حق قرابتیوں کا تھا نے مذکور سے نہ پہنچا تھا قدر خدمتگار کو جن کو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مانگا پس اس کا حق اس سے نہایت کم تھا اگر ان کو خدمتگار دیتے تو لازم آتا قصور بیچ حصے باقی حقداروں کے جو مذکور ہوئے ہیں اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام مقدم کرے بعض مستحق خمس کے کو اوپر بعض کے اور زیادہ تر مستحق کو پھر جو اس سے کم ہو اور مستفاد ہوتا ہے حدیث سے رغبت دلانا آدمی کا اپنے گھر والوں کو جس پر اپنی جان کو اٹھائے قلیل ہونے اور زہد سے دنیا میں اور قناعت کرنے سے ساتھ اس چیز کے کہ تیار کیا ہے اس کو اللہ نے واسطے اپنے دوستوں کے جو صبر کرنے والے ہیں آخرت میں میں کہتا ہوں کہ یہ سب مبنی ہے اس پر جس کو ظاہر ترجمہ چاہتا ہے اور لیکن ساتھ اس احتمال کے جس کو میں نے اخیر ذکر کیا ہے تو نہیں ممکن ہے یہ کہ پکڑا جائے ذکر ایثار سے عدم وقوع استدراک کا خیبر میں پس بیچ ترک کرنے قسمت کے اور دینے کے ایک کو مستحقین سے سوائے دوسرے کے ایثار آخذ کا ہے ممنوع پر یعنی جس کو حصہ نہیں ملا پس نہیں لازم آتی اس سے نفی استحقاق کی۔ (فتح) یہ مسئلہ مفصل طور سے آئندہ آئے گا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ﴾ يَعْنِيْ لِلرَّسُوْلِ قَسْمَ ذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَّخَازِنٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پس تحقیق ثابت ہے واسطے اللہ کے پانچواں حصہ اس کا اور واسطے رسول کے یعنی مراد اللہ کی یہ ہے کہ واسطے رسول کے ہے قسمت اس خمس کی جو اللہ کے واسطے ہے یعنی حضرت ﷺ اس خمس کے مالک نہیں بلکہ نسبت اس کی طرف رسول کی اس اعتبار سے ہے کہ اس کی قسمت آپ ﷺ کی سپرد ہے۔ یعنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تو صرف قاسم یعنی بانٹنے والا ہوں اور خازن ہوں اور اللہ دینے والا ہے۔

فائدہ: یہ اختیار کرنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا واسطے بعض اقوال کے جو اس کی تفسیر میں وارد ہوئے ہیں اور اکثر اس پر ہیں کہ لام للرسول میں واسطے ملک کے ہے اور یہ کہ واسطے رسول کے خمس الخمس ہے غنیمت سے برابر ہے کہ جنگ میں حاضر ہوں یا نہ ہوں اور کیا حضرت ﷺ خمس کے مالک ہوئے تھے یا نہیں یہ دو وجہیں ہیں واسطے شافعیہ کے اور مائل ہوا ہے طرف ثانی کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یعنی مالک نہیں ہوئے اور استدلال کیا ہے واسطے اس کے اور قاضی اسمٰعیل

نے کہا کہ نہیں حجت واسطے اس شخص کے جو دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت ﷺ خمس یعنی پانچویں حصے کے مالک ہوتے ہیں ساتھ اس آیت کے فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ اس واسطے کہ اللہ نے فرمایا کہ سوال کرتے ہیں تجھ کو مال غنیمت سے تو کہہ کہ غنیمت واسطے اللہ کے ہے اور رسول کے اور اتفاق ہے اس پر کہ حضرت ﷺ خمس کے فرض ہونے سے پہلے غازیوں کو غنیمت دیا کرتے تھے موافق اپنے اجتہاد اور رائے کے پس جب خمس فرض ہوا تو ظاہر ہوا کہ چار خمس غنیمت کے غازیوں کے واسطے ہیں نہیں شریک ہوتا ان کو کوئی بیچ ان کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نسبت خمس کی حضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہوئی تو واسطے اشارت کرنے کے طرف اس کی کہ نہیں واسطے غانمین کے اس میں حق بلکہ وہ اس کی رائے کے سپرد ہے اور اسی طرح جو آپ ﷺ کے بعد امام ہوا اور اجماع ہے اس پر کہ لام اللہ میں واسطے تبرک کے ہے۔

۲۸۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُوْرٍ وَقَتَادَةَ سَمِعُوْا سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِّنَّا مِنَ الْأَنْصَارِ غُلَامٌ فَأَرَادَ أَنْ يُّسَمِّيَهٗ مُحَمَّدًا قَالَ شُعْبَةُ فِيْ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ إِنَّ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ حَمَلْتُهٗ عَلٰى عُنُقِيْ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ وُلِدَ لَهٗ غُلَامٌ فَأَرَادَ أَنْ يُّسَمِّيَهٗ مُحَمَّدًا. قَالَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِيْ فَإِنِّيْ إِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ. وَقَالَ حُصَيْنٌ بُعِثْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا عَنْ جَابِرٍ أَرَادَ أَنْ يُّسَمِّيَهُ الْقَاسِمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ.

۲۸۸۲۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے ایک انصاری مرد کے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے چاہا کہ اس کا نام محمد رکھے سو انصاری نے کہا کہ میں اس کو اٹھا کر حضرت ﷺ کے پاس لایا اور سلیمان کی حدیث میں ہے کہ اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے چاہا کہ اس کا نام محمد رکھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت کو پس تحقیق سوائے اس کے نہیں کہ میں قاسم ٹھہرایا گیا ہوں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں اور حصین راوی نے کہا کہ میں بھیجا گیا ہوں قاسم تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں اور ایک روایت میں جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اس نے چاہا کہ اس کا نام قاسم رکھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت کو۔

فائدہ: بیان کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اختلاف کو شعبہ پر تو انصاری نے اس کا نام محمد رکھنا چاہا تھا یا قاسم اور اشارہ

کیا طرف راجح ہونے اس بات کے کہ اس نے اس کا نام قاسم رکھنا چاہا تھا ساتھ روایت سفیان ثوری کے اعمش سے اور اس کی بحث کتاب الادب میں آئے گی۔

۲۸۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِّنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ لَا نَكْنِيْكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ لَا نَكْنِيْكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَتِ الْأَنْصَارُ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ.

۲۸۸۳۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک انصاری مرد کے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھنا چاہا تو انصار نے کہا کہ نہیں کنیت رکھتے ہم تیری ابو القاسم اور نہیں ٹھنڈا کرتے ہم آنکھ تیری کو ساتھ اس کے تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور میں نے اس کا نام رکھا تو انصار نے کہا کہ ہم تیری کنیت ابو القاسم نہیں رکھتے اور تیری آنکھ کو اس کے ساتھ ٹھنڈا نہیں کرتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار نے بہت اچھا کہا نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت پر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں تو بانٹنے والا ہوں۔

۲۸۸٤۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاللَّهُ الْمُعْطِي وَأَنَا الْقَاسِمُ وَلَا تَزَالُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ ظَاهِرِيْنَ عَلٰى مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ.

۲۸۸۴۔ معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ساتھ اللہ نیکی کرنا چاہتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ دے دیتا ہے اور اللہ دینے والا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں اور ہمیشہ یہ امت غالب رہیں گے اپنے مخالفوں پر یہاں تک کہ قیامت آئے گی اور حالانکہ وہ غالب ہوں گے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ اللہ دیتا ہے اور میں بانٹتا ہوں اور یہ مطابق ہے حدیثوں باب کے۔

۲۸۸۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۲۸۸۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو نہیں دیتا اور تم سے نہیں روکتا میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں رکھتا ہوں جہاں مجھ کو حکم ہوتا ہے یعنی نہ

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أُعْطِيْكُمْ وَلَا أَمْنَعُكُمْ إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ.

میں کسی کو دیتا ہوں اور نہ میں کسی سے روکتا ہوں مگر ساتھ حکم اللہ کے۔

۲۸۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُو الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ عَيَّاشٍ وَّاسْمُهُ نُعْمَانُ عَنْ خَوْلَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ رِجَالًا يَّتَخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۲۸۸۶۔ خولہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ بیشک جو لوگ گھسے پڑتے ہیں اللہ کے مال میں یعنی ناحق لوٹتے کھاتے ہیں تو ان کے لیے قیامت میں آگ ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ناحق تو یہ عام تر ہے اس سے کہ ہو ساتھ قسمت کے اور ساتھ غیر اس کے اور ساتھ اس وجہ سے کہ مناسب ہوگی حدیث ترجمہ کو، کرمانی نے کہا کہ مناسبت حدیث خولہ رضی اللہ عنہا کی ساتھ ترجمہ کے پوشیدہ ہے اور ممکن ہے کہ لی جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ گھسے پڑتے ہیں اللہ کے مال میں ناحق یعنی بغیر قسمت حق کے اور لفظ اگرچہ عام ہے لیکن خاص کیا ہے ہم نے اس کو ساتھ قسمت کے تا کہ اس سے ترجمہ سمجھا جائے میں کہتا ہوں کہ نہیں حاجت طرف قید اعتذار کے اس واسطے کہ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر حق کے داخل ہے اس کے عموم میں صورت مذکورہ پس صحیح ہے ساتھ اس کے حجت پکڑنی اوپر شرط ہونے قسمت کے بیچ اموال فے اور غنیمت کے ساتھ حکم عدل کے اور پیروی کرنی اس چیز کی کہ کتاب اور سنت میں ہے اور شاید کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارادہ کیا ہے ساتھ لانے اس کے ڈرانا اس شخص کا جو مخالف ہو اور مستفاد ہوتا ہے ان حدیثوں سے کہ اسم اور مسمّٰی بہ کے درمیان نسبت ہے لیکن نہیں لازم آتا اس سے پایا جانا اس کا سب صورتوں میں اور یہ کہ جو لے غنیمت کے مال سے کچھ ناحق یا منع کریں اس کو اہل اس کے سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحِلَّتْ لَكُمُ الْغَنَائِمُ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ﴾.

باب ہے بیان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کہ تمہارے واسطے غنیمت کے مال حلال ہوئے۔ اور اللہ نے فرمایا کہ وعدہ دیا ہے تم کو اللہ نے بہت غنیمتوں کا کہ تم ان کو لو گے پس جلدی عطا کی تم کو، یہ آیت اخیر تک۔

فائدہ: یہ آیت بالاتفاق اہل حدیبیہ کے حق میں اتری اور جب حدیبیہ سے پھرے تو خیبر کو فتح کیا کما سیاتی۔

وَهِيَ لِلْعَامَّةِ حَتّٰى يُبَيِّنَهُ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پس یہ غنیمت کے مال عام مسلمانوں کے واسطے ہیں یعنی لڑنے والوں کے یہاں تک کہ بیان کریں اس کو رسول ﷺ کہ اس کا کون مستحق ہے اور کون نہیں۔

فائدہ: اور تحقیق واقع ہوا ہے بیان اس کا ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ جان رکھو جو غنیمت لاؤ تم کچھ تو پانچواں حصہ اس کا ہے واسطے اللہ کے، آخر آیت تک۔

۲۸۸۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

۲۸۸۷۔ عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑوں کی چوٹیوں پر خیر وابستہ ہے یعنی اجر اور غنیمت قیامت کے دن تک۔

فائدہ: یہ حدیث جہاد میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ اجر اور غنیمت۔

۲۸۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

۲۸۸۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب فارس کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی بادشاہ وہاں نہ ہوگا اور جب روم کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد وہاں کوئی بادشاہ نہ ہوگا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بیشک ان دونوں ملکوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کیے جائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح علامات النبوۃ میں آئے گی اور غرض اس سے یہی اخیر قول ہے کہ ان کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کیے جائیں گے اور تحقیق خرچ کیے گئے خزانے ان کے بیچ غنیمتوں کے۔ (فتح)

۲۸۸۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ سَمِعَ جَرِيْرًا عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِيْ

۲۸۸۹۔ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُنفِقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

۲۸۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الْفَقِيْرُ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَآئِمُ.

۲۸۹۰۔ جابر رٹائٹنز سے روایت ہے کہ حضرت مُلَاثِیْم نے فرمایا کہ میرے لیے غنیمت کے مال حلال ہوئے۔

فائدہ: اس کی شرح تیمم میں گزر چکی ہے۔

۲۸۹۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهِ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهِ بِأَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ إِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ.

۲۸۹۱۔ ابو ہریرہ رٹائٹنز سے روایت ہے کہ حضرت مُلَاثِیْم نے فرمایا کہ اللہ ضامن ہوگیا ہے اس کا جس نے اس کی راہ میں جہاد کیا نہ نکالا ہو اس کو اپنے گھر سے مگر راہ اللہ میں جہاد کی نیت نے اور آیات اور حدیثوں کی تصدیق نے اللہ اس بات کا ضامن ہوا ہے کہ بہشت میں داخل کرے گا یا اس کو اس کے وطن میں پھیر لائے گا ساتھ ثواب کے یا مال غنیمت کے۔

فائدہ: اس کی شرح اول جہاد میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہی اخیر قول ہے کہ ساتھ ثواب کے یا غنیمت کے۔ (فتح)

۲۸۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَآءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ لَا يَتْبَعْنِيْ رَجُلٌ مَّلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَّهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يَّبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا وَلَا أَحَدٌ بَنٰى بُيُوْتًا وَّلَمْ يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا وَلَا أَحَدٌ اشْتَرٰى غَنَمًا أَوْ خَلِفَاتٍ وَّهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ

۲۸۹۲۔ ابو ہریرہ رٹائٹنز سے روایت ہے کہ حضرت مُلَاثِیْم نے فرمایا کہ جہاد پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر علیظا نے کیا تو اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ میرے ساتھ وہ مرد نہ چلے جس نے نکاح کیا کسی عورت سے اور وہ چاہتا ہوں کہ اس عورت سے صحبت کرے اور ابھی تک اس نے اس سے صحبت نہیں کی اور نہ چلے جس نے مکان بنایا ہو اور ابھی تک اس کی چھت بلند نہ کی ہو اور نہ وہ شخص میرے ساتھ چلے جس نے بکریاں یا اونٹیاں گابھن خریدی ہوں اور وہ ان کے جننے کا امیدوار ہو پھر وہ پیغمبر جہاد کو چلا تو عصر کے وقت یا قریب عصر کے اس کے

صَلَاةَ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ إِنَّكِ مَأْمُوْرَةٌ وَّأَنَا مَأْمُوْرٌ اللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَجَمَعَ الْغَنَآئِمَ فَجَآءَتْ يَعْنِي النَّارَ لِتَأْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا فَقَالَ إِنَّ فِيْكُمْ غُلُوْلًا فَلْيُبَايِعْنِيْ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَّجُلٌ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَلْيُبَايِعْنِيْ قَبِيْلَتُكَ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَجَآءُوْا بِرَأْسٍ مِّثْلِ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِّنَ الذَّهَبِ فَوَضَعُوْهَا فَجَآءَتِ النَّارُ فَأَكَلَتْهَا ثُمَّ أَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَآئِمَ رَأٰى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَأَحَلَّهَا لَنَا.

گاؤں میں یعنی اریحا میں پہنچا تو پیغمبر علیہ السلام نے سورج سے کہا کہ تو بھی حکم بردار ہے اور میں بھی حکم بردار ہوں الٰہی سورج کو میرے اوپر تھوڑا سا روک رکھ تو سورج ڈوبنے سے رک گیا یہاں تک کہ لڑائی فتح ہوگئی حضرت ﷺ نے فرمایا تو لوگوں نے جمع کی جو غنیمت پائی تھی پھر آگ متوجہ ہوئی کہ غنیمت کے مال کو جلا دے تو اس نے نہ جلایا تو پیغمبر نے کہا کہ تم لوگوں میں چوری ہے تو چاہیے کہ مجھ سے بیعت کرے ہر گروہ کا ایک آدمی سو ان لوگوں نے بیعت کی تو ایک مرد کا ہاتھ پیغمبر کے ہاتھ سے چمٹ گیا پیغمبر نے کہا کہ تمہارے گروہ میں چوری ہے تو چاہیے کہ تیرا تمام گروہ مجھ سے بیعت کرے تو اس گروہ نے بیعت کی تو پیغمبر کا ہاتھ دو یا تین مرد کے ہاتھ سے چمٹ گیا پیغمبر نے کہا کہ تم لوگوں میں چوری ہے تم نے چرایا ہے تو انہوں نے بیل کے سر کے برابر سونا نکالا اور اس کو غنیمت کے مال میں رکھا اور وہ مال زمین پر رکھا تو آگ متوجہ ہوئی اور اس کو آگ جلا گئی پھر اللہ نے ہمارے لیے غنیمتیں حلال کیں کہ اللہ نے ہماری ضعیفی اور عاجزی دیکھی تو غنیمت کو ہمارے لیے حلال کیا۔

فائدہ: یہ پیغمبر یوشع بن نون ہیں جیسے کہ احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بند ہوا سورج کسی آدمی کے لیے مگر یوشع بن نون کے لیے اور ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ بنی اسرائیل کے ساتھ جائے تو ان کو حکم ہوا کہ یوسف علیہ السلام کی لاش کا صندوق اپنے ساتھ اٹھا لے جائے تو ان کی قبر معلوم نہ ہوئی یہاں تک کہ صبح صادق نکلنے لگی اور انہوں نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا یہ کہ ان کے ساتھ صبح صادق کے وقت چلے گا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی یہ کہ تاخیر کرے طلوع فجر کو یہاں تک کہ فارغ ہوں یوسف علیہ السلام کے کام سے تو یہ حدیث پہلی حدیث کے حصر کے معارض نہیں اس لیے کہ سوائے اس کے نہیں کہ حصر واقع ہوا ہے بیچ حق یوشع کے ساتھ سورج کے پس نہیں نفی کرتا اس کی کہ روکا جائے طلوع فجر کا واسطے غیر ان کے کے اور ایک روایت میں ہے کہ جب معراج کی رات کی صبح کو حضرت ﷺ نے قریش کو خبر دی کہ تمہارا قافلہ سورج ڈوبنے

سے پہلے آئے گا تو حضرت ﷺ نے دعا کی تو سورج روکا گیا یہاں تک کہ قافلہ کے میں آیا تو یہ حدیث بھی اس حصر کے معارض نہیں اس لیے کہ وہ حصر محمول ہے اس چیز پر جو گزر چکی ہے واسطے اگلے پیغمبروں کے پہلے ہمارے حضرت ﷺ سے پس نہیں روکا گیا سورج مگر یوشع کے لیے پس نہیں نفی اس میں اس کی کہ روکا جائے بعد اس کے ہمارے حضرت ﷺ کے لیے اور نیز طحاوی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے گھٹنے پر سو گئے اور عصر کی نماز علی سے فوت ہوگئی تو حضرت ﷺ نے دعا کی تو سورج پھیرا گیا یہاں تک کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی پھر غروب ہوا اور یہ بڑا عظیم معجزہ ہے اور ابن جوزی وغیرہ نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے لیکن یہ ابن جوزی کی خطا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ خندق کے دن حضرت ﷺ کے لیے سورج پھیرا گیا کما تقدم۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے لیے روکا گیا جبکہ وہ گھوڑوں کے دیکھنے میں مشغول رہے یہاں تک سورج غروب ہوا اور یہ کہا کہ میں بھی مامور ہوں اور تو بھی مامور ہے تو دونوں میں فرق یہ ہے کہ امر جمادات کا امر تسخیر کا ہے اور امر عقلا کا امر تکلیف کا ہے اور خطاب ان کا واسطے سورج کے احتمال ہے کہ حقیقت پر ہے اور بے شک اللہ نے اس میں تمیز پیدا کی جیسا کہ آئندہ آئے گا کہ سورج ہر دن چڑھنے کے لیے اجازت چاہتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ بطور استحضار اس کے کے کہ جی میں واسطے اس چیز کے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ نہیں ممکن ہے پھر اس کا عادت اپنی سے مگر ساتھ خرق عادت کے اور اس میں اختلاف ہے کہ سورج اس جگہ کس طرح روکا گیا پس بعض کہتے ہیں کہ اپنے درجوں پر پھیرا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ کھڑا کیا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی حرکت سست ہوگئی اور ان سب وجہ کا احتمال ہے لیکن تیسری وجہ ارجح ہے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے ہماری ضعیفی اور عاجزی دیکھی تو ہمارے لیے غنیمتیں حلال کیں تو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ ظاہر کرنا عاجزی کا آگے اللہ کے واجب کرتا ہے ثبوت فضل کو اور اس میں خاص ہونا اس امت کا ہے ساتھ حلال ہونے غنیمت کے اور اس کی ابتدا جنگ بدر کے دن سے ہوئی اور اسی کے حق میں یہ آیت اتری کہ کھاؤ تم جو غنیمت لاؤ حلال پاک پس حلال کی اللہ نے اس امت کے لیے غنیمت اور بیچ تقیید کے ساتھ عدم دخول کے وہ چیز ہے کہ سمجھی جاتی ہے کہ امر بعد دخول کے بخلاف اس کے ہے پس دونوں امروں میں فرق ظاہر ہے اور اگرچہ اکثر اوقات دخول کے بعد بھی دل کا تعلق بدستور رہتا ہے لیکن نہیں وہ جیسے کہ پہلے دخول کے ہے اکثر اوقات اور دلالت کرتی ہے تعمیم پر بیچ سب کاموں دنیاوی کے وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے ایک روایت میں نہ زیادتی سے کہ واسطے اس کے حاجت ہو رجوع میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امور نہیں لائق ہیں یہ کہ سپرد کئے جائیں گے مگر واسطے فارغ البال کے اس لیے کہ جس کے لیے کچھ تعلق اکثر اوقات اس کی نیت ضعیف ہوتی ہے اور کم ہوتی ہے رغبت اس کی اطاعت میں اور دل جب متفرق ہو تو اعضا کا فعل ضعیف ہو جاتا ہے۔ اور جب دل جمع تو قوی ہوتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلے لوگ بھی جہاد کرتے تھے اور اپنے دشمنوں کے مال لوٹ لاتے تھے لیکن اس میں دست اندازی

نہیں کرتے تھے بلکہ ان کو جمع کرتے تھے اور نشانی ان کے جہاد کی قبول ہونے یہ تھی کہ آسمان سے آگ اتر کر اس کو جلا دیتی تھی اور علامت عدم قبول کی یہ ہے کہ آسمان سے آگ نہ اترتی تھی اور عدم قبول کے اسباب سے یہ ہے کہ اس میں چوری واقع ہو اور تحقیق احسان کیا ہے اللہ نے اس امت پر اور رحمت کی واسطے بزرگ ہونے پیغمبران کے کے نزدیک اس کے پس حلال کیا واسطے ان غنیمت کو اور چھپایا ان کے چوری کو اور دور کی ان سے فضیحت عدم قبول کی پس اللہ کے لیے سب تعریفیں ہیں ہر نعمت پر کہ ہاتھ آئے اور اس میں معاقبہ جماعت کا ہے ساتھ فعل ان کے بے وقوفوں کے اور یہ کہ احکام پیغمبروں کے کبھی ہوتے ہیں باعتبار امر باطن کے جیسا کہ اس قصے میں ہے اور کبھی ہوتے ہیں باعتبار امر ظاہر کے جیسا کہ اس حدیث میں ہے اِنَّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ الخ اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابن بطال نے اوپر جواز جلانے مال مشرکوں کے یعنی کافروں کے جبکہ نہ پائے یہ کہ پہلے پیغمبروں کے شرع ہمارے لیے شرع ہے جبکہ نہ وارد ہو ناسخ اس کا۔ (فتح)

بَابُ الْغَنِيْمَةُ لِمَنْ شَهِدَ الْوَقْعَةَ.

غنیمت واسطے اس شخص کے ہے کہ لڑائی میں حاضر ہو۔

۲۸۹۳۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَوْلَا اٰخِرُ الْمُسْلِمِيْنَ مَا فَتَحْتُ قَرْيَةً إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ أَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ.

۲۸۹۳۔ اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر نہ ہوتی رعایت پچھلے مسلمانوں کی جو ابھی پیدا نہیں ہوئی تو فتح ہوتا کوئی گاؤں مگر کہ میں اس کو غازیوں میں تقسیم کرتا جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا۔

فائدہ: یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ اگر ایسا کیا جائے تو نہ باقی رہے گی کوئی چیز واسطے ان لوگوں کے جو اس کے پیچھے پیدا ہوں گے اور اسلام کی مدد کریں گے پس مقرر کیا ان پر خراج اور محصول زمینوں کا تا کہ اگلے پچھلے لوگ سب اس سے فائدہ پائیں اور وجہ لینے اس کے کی ترجمہ سے یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں بھی تصریح کی ہے ساتھ اس چیز کے دلالت کرتا ہے اس پر یہ اثر مگر عارض ہوئے واسطے اس کے حسن نظر پچھلے مسلمانوں کے لیے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ زمین کے خاص کر پس واجب کیا اس کو مسلمانون پر اور مقرر کیا ان پر خراج جو ان کی مصلحت جمع کرے اور عمل کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت پر وَالَّذِيْنَ جَآؤُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ الآیۃ اور ایک روایت میں ہے کہ ارادہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے تقسیم کرنے زمین کا تو معاذ نے ان کو کہا کہ اگر تو اس کو تقسیم کرے گا تو سب زمین لوگوں کے ہاتھ میں آ جائے گی پس پھرے گی طرف ایک مرد کی اور ایک عورت کی اور ان کے بعد ایک لوگ آئیں گے جو اسلام کے خلل کو بند کریں گے

پس نہ پائیں گے کچھ چیز پس کوئی ایسا امر سوچ کہ پہلے پچھلے سب لوگ اس سے فائدہ پائیں تو عمر رضی اللہ عنہ کی رائے میں یہ بات آئی کہ زمین تقسیم نہ کریں سو مقرر کیا اس پر خراج کو غازیوں کے لیے اور جو ان کے بعد پیدا ہوں اور جو اس کے سوائے تھا وہ خاص غنیمت لانے والوں کے لیے رہا اور یہی قول ہے جمہور کا کہ اس میں اور کسی کا حق نہیں سوائے غازیوں کے جو غنیمت لا دیں اور ابوحنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ جب دارالاسلام سے لشکر کی مدد کے لیے جدا ہو پس پہنچیں ان کے پاس بعد فتح ہونے کے تو وہ غازیوں کے ساتھ غنیمت میں شریک ہیں اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس چیز کے کہ تقسیم کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعریوں کے جبکہ آئے ساتھ جعفر کے خیبر سے اور ساتھ اس چیز کے کہ تقسم کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لیے کہ نہ حاضر ہوا جنگ بدر میں مانند عثمان کی پس اشعریوں کے قصے کا جواب تو آئندہ آئے گا اور اوپر جواب قصے عثمان کے سے اور جو اس کی مانند ہے تو اس سے جمہور نے کئی جواب دیے ہیں ایک یہ کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ عثمان کے نہ ساتھ اس کے جو اس کی مانند ہو دوم یہ کہ حکم اس وقت تھا جبکہ سب غنیمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھی نزدیک نازل ہونے اس آیت کے۔ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ۔ پھر اس کے بعد یہ آیت اتری وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ۔ پس ہوئے چار خمس غنیمت کے واسطے غنیمت لانے والوں کے سوم یہ کہ یہ برتقدیر اس کے ہوئے سو یہ واقعہ بعد فرض خمس کے پس وہ محمول ہے اس پر کر دیا اس کو خمس سے اور اس کی طرف میل کی ہے بخاری نے چہارم فرق کرنا ہے درمیان اس شخص کے کہ ہو بیچ ایسی حاجت کے کہ متعلق ہے ساتھ لشکر کے یا ساتھ اجازت امام کے پس حصہ دے اس کو برخلاف غیر اس کے کے اور یہ مشہور مذہب مالک کا ہے اور ابن بطال نے کہا کہ نہیں تقسیم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ غیر اس شخص کے کہ حاضر ہوا لڑائی میں مگر بیچ خیبر کے پس وہ مستثنیٰ ہے اس سے پس نہ گردانا جائے اصل کہ قیاس کیا جائے اوپر اس کے پس تحقیق تقسیم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کشتی والوں کے واسطے شدت حاجت ان کی کے اور طحاوی نے کہا کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اشعریوں کو دیا وہ اہل غنیمت کی رضامندی سے دیا ہو اور یہ سب اس غنیمت میں ہے کہ منقول ہو اور یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا تو مراد یہ ہے کہ بعض خیبر کو نہ کل خیبر کو اور یہ اشارہ ہے طرف اس روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر کو تقسیم کیا تو جدا کیا آدھے اس کے کو واسطے حاجتوں اپنی کے اور واسطے اس چیز کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتری اور تقسیم کیا نصف باقی کو درمیان مسلمانوں کے اور نہ تھے مسلمانوں کے خدمتگار اور کارندے پس وہ نصف یہودیوں کے حوالے کیا تا کہ اس میں محنت کریں اور جو پیدا ہو سو آدھم آدھ بانٹ لیں اور جو نصف اپنے واسطے جدا کیا تھا وہ وہ تھا جو صلح سے فتح ہوا اور جو تقسیم کیا تھا وہ وہ تھا جو غلبے اور قہر سے فتح ہوا تھا اور اس کا بیان مغازی میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ، ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب یہ باندھا ہے اَلْغَنِيمة لمن شهد الوقعة اور قول عمر رضی اللہ عنہ کا تقاضا کرتا ہے وقف ہونے زمین کے کو جو غنیمت لائی گئی اور یہ ضد ترجمہ کی ہے پھر جواب دیا اس نے

کہ مطابق واسطے ترجمہ کے قول عمر رضی اللہ عنہ کا کہ جس طرح تقسیم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو پس اشارہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف ترجیح قسمت ناجزہ کی اور حجت اس میں یہ ہے کہ آنے والا جو نہیں پایا گیا ہنوز نہیں مستحق ہے کسی چیز کو غنیمت حاضرہ سے ساتھ اس دلیل کے کہ جو جنگ سے غیر حاضر ہے وہ نہیں مستحق ہے کسی چیز کو بطریق اولیٰ میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہو تطبیق کا درمیان اس چیز کے کہ عمر رضی اللہ عنہ سے آئی ہے کہ غنیمت واسطے اس شخص کے ہے کہ لڑائی میں حاضر ہو اور درمیان اس چیز کے کہ اس سے آئی ہے کہ وقف کی جائے زمین ساتھ حمل کرنے اول کے کہ اس کا عموم مخصوص ہے ساتھ غیر زمین کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلْمَغْنَمِ هَلْ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ.

جو غنیمت کے واسطے لڑے کیا اس کا ثواب کم ہو جاتا ہے؟۔

٢٨٩٤۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَآئِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَعْرَابِيٌّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ وَيُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهُ مَنْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

٢٨٩٤۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایک مرد غنیمت کے واسطے لڑتا ہے اور ایک مرد اس واسطے لڑتا ہے کہ لوگوں میں مشہور ہو جس کو سمعہ کہتے ہیں اور ایک اس واسطے لڑتا ہے کہ اس کا مرتبہ دیکھا جائے یعنی اپنی شجاعت دکھانے کے لیے لوگوں کو جس کو ریا کہتے ہیں سو ان میں سے اللہ کی راہ میں لڑنے والا کون ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس واسطے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو وہ وہ اللہ کی راہ میں ہے۔

فائدہ: اس کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور ابن منیر نے کہا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ قصد غنیمت کا نہیں ہوتا منافی واسطے اجر کے اور نہ ناقص کرنے والا جبکہ قصد کرے ساتھ اس کے اعلائے کلمۃ اللہ کا اس واسطے کہ سبب نہیں مستلزم ہے حصر کو اس واسطے ثابت ہوتا ہے حکم واحد ساتھ اسباب متعددہ کے اور اگر قصد غنیمت کا اعلاء کے قصد کے منافی ہوتا تو آتا جواب عام مثلاً اس طرح کہتے کہ جو غنیمت کے واسطے لڑے وہ اللہ کی راہ میں نہیں اور اس تقدیر میں بعد ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ اجر کا کم ہونا نسبتی امر ہے کما تقدم پس جس کا قصد محض اعلاء کلمۃ اللہ کا ہو وہ نہیں ہے مانند اس کی جو ملائے ساتھ اس قصد کے دوسرے قصد کو غنیمت سے ہو یا غیر اس کے سے اور ابن منیر نے اور جگہ میں کہا کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ جو خاص غنیمت کے واسطے لڑے پس نہیں وہ اللہ کی راہ میں اور یہ کہ نہیں اجر ہے واسطے اس کے پس کس طرح ترجمہ باندھتا ہے واسطے اس کے ساتھ نقص اجر کے اور جواب اس کا وہ ہے جو اوپر گزرا۔ (فتح)

بَابُ قِسْمَةِ الْإِمَامِ مَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ وَيَخْبَأُ لِمَنْ لَّمْ يَحْضُرْهُ أَوْ غَابَ عَنْهُ.

تقسیم کرنا امام کا اس چیز کو کہ اس کے پاس آئے یعنی اہل حرب سے اور چھپا رکھے واسطے اس شخص کے کہ نہ حاضر ہو وہ اس کے پاس یعنی بیچ مجلس قسمت کے یا غائب ہو اس سے یعنی بیچ غیر شہر قسمت کے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ اس میں رد ہے واسطے چیز کے کہ مشہور ہے درمیان لوگوں کے کہ ہدیہ واسطے اس شخص کے ہے کہ جو حاضر ہو۔ (فتح)

٢٨٩٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُهْدِيَتْ لَهُ أَقْبِيَةٌ مِّنْ دِيبَاجٍ مُزَرَّرَةٌ بِالذَّهَبِ فَقَسَمَهَا فِي نَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ وَعَزَلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِّمَخْرَمَةَ بْنِ نَوْفَلٍ فَجَآءَ وَمَعَهُ ابْنُهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ ادْعُهُ لِي فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ فَأَخَذَ قَبَآءً فَتَلَقَّاهُ بِهِ وَاسْتَقْبَلَهُ بِأَزْرَارِهِ فَقَالَ يَا أَبَا الْمِسْوَرِ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ يَا أَبَا الْمِسْوَرِ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ وَكَانَ فِي خُلُقِهِ شِدَّةٌ. وَرَوَاهُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةٌ تَابَعَهُ اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ.

٢٨٩٥۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی قبائیں تحفہ بھیجیں جن کو سونے کے تکمے لگے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم میں تقسیم کیا اور ان میں اسے ایک قبا مخرمہ کے واسطے جدا کر رکھی سو وہ آئے اور ان کے ساتھ مسور بن مخرمہ تھے اور دروازے پر کھڑے ہوئے اور کہا کہ میرے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سنی تو قبا لے کر اس کو آگے بڑھ کر آ ملے اور آگے آئے اور اس کو ساتھ تکموں کے یعنی تا کہ اس کی خوبی اس کو دکھائیں تو فرمایا کہ اے مسور کے باپ یہ قبا میں نے تیرے واسطے چھپا رکھی اور یہ مخرمہ کی خو سخت تھی۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبائیں ہدیہ بھیجیں اور یہ قول اس کا کہ یہ قبا میں نے تیرے لیے چھپا رکھی اور یہ مطابق ہے واسطے ترجمہ کے ابن بطال

نے کہا کہ جو چیز کہ بھیجی گئی طرف حضرت ﷺ کی مشرکین کی طرف سے پس حلال ہے واسطے آپ ﷺ کے لینا اس کا اور جائز ہے آپ ﷺ کو ہبہ کرنا اس کا جس کو چاہیں اور مقدم کریں ساتھ اس کے جس کو چاہیں مانند فے کی اور اپر جو لوگ آپ ﷺ کے بعد ہیں پس نہیں جائز ہے واسطے ان کے یہ کہ خاص ہوں ساتھ اس کے اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہدیہ بھیجا گیا طرف آپ ﷺ کی اس واسطے آپ ﷺ اس کے امیر تھے۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرَ وَمَا أَعْطٰى مِنْ ذٰلِكَ فِيْ نَوَآئِبِهِ.

کس طرح تقسیم کیا حضرت ﷺ نے قریظہ اور نضیر کو اور جو چیز کہ دی آپ ﷺ نے اس سے اپنی حاجتوں میں؟

٢٨٩٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخَلَاتِ حَتّٰى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرَ فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ.

٢٨٩٦ـ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے انصار ٹھہراتے واسطے حضرت ﷺ کے درخت کھجوروں کے یعنی حضرت ﷺ کو ہدیہ دیتے تھے یہاں تک کہ قریظہ اور نضیر کے قلعے کو فتح کیا تو فتح کے بعد حضرت ﷺ وہ درخت ان کو پھیر دیتے تھے یعنی جو درخت انصار آپ ﷺ کو ہدیہ دیتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری مغازی میں آئے گی اور اس میں بیان ہے واسطے کیفیت ترجمہ کے اور حاصل قصہ کا یہ ہے کہ قبیلہ بنی نضیر کی زمین اس قسم سے تھی کہ عطا کیا تھا اللہ نے اپنے رسول پر اور وہ زمین حضرت ﷺ کے واسطے خاص تھی لیکن اختیار کیا حضرت ﷺ نے واسطے اس کے مہاجرین کو اور حکم کیا ان کو یہ کہ پھیر دیں انصار کو وہ چیز کہ تھے سلوک کرتے ان کو ساتھ اس کے جبکہ مدینے میں ان کے پاس آئے اور ان کے پاس کچھ نہ تھا تو دونوں فریق اس کے ساتھ بے پرواہ ہوئے پھر قریظہ کا قلعہ فتح ہوا جبکہ انہوں نے عہد توڑا پس محاصرہ کیے گئے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر اتری اور تقسیم کیا حضرت ﷺ نے ان کی زمین کو اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم میں اور دیا اپنے حصے سے اپنی حاجتوں میں یعنی اپنی بیویوں کے خرچ میں اور مہمانوں وغیرہ میں اور باقی کو ہتھیاروں اور چوپایوں میں خرچ کرتے تھے واسطے سامان جہاد کے۔ (فتح)

بَابُ بَرَكَةِ الْغَازِيْ فِيْ مَالِهٖ حَيًّا وَّمَيِّتًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُلَاةِ الْأَمْرِ.

برکت غازی کی بیچ مال اس کے زندگی میں اور مرنے کی حالت میں ساتھ حضرت ﷺ کے اور حاکموں کے۔

٢٨٩٧ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمْ هِشَامُ بْنُ

٢٨٩٧ـ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کھڑے ہوئے زبیر رضی اللہ عنہ دن جنگ جمل کے (مراد ساتھ اس کے قصہ

عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ لَمَّا وَقَفَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِي فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ يَا بُنَيِّ إِنَّهُ لَا يُقْتَلُ الْيَوْمَ إِلَّا ظَالِمٌ أَوْ مَظْلُومٌ وَإِنِّي لَا أُرَانِي إِلَّا سَأُقْتَلُ الْيَوْمَ مَظْلُومًا وَإِنَّ مِنْ أَكْبَرِ هَمِّي لَدَيْنِي أَفَتُرٰى يُبْقِي دَيْنُنَا مِنْ مَالِنَا شَيْئًا فَقَالَ يَا بُنَيِّ بِعْ مَالَنَا فَاقْضِ دَيْنِي وَأَوْصٰى بِالثُّلُثِ وَثُلُثِهِ لِبَنِيهِ يَعْنِي بَنِي عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ يَقُولُ ثُلُثُ الثُّلُثِ فَإِنْ فَضَلَ مِنْ مَالِنَا فَضْلٌ بَعْدَ قَضَاءِ الدَّيْنِ شَيْءٌ فَثُلُثُهُ لِوَلَدِكَ قَالَ هِشَامٌ وَكَانَ بَعْضُ وَلَدِ عَبْدِ اللهِ قَدْ وَازٰى بَعْضَ بَنِي الزُّبَيْرِ خُبَيْبٌ وَعَبَّادٌ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعَةُ بَنِينَ وَتِسْعُ بَنَاتٍ قَالَ عَبْدُ اللهِ فَجَعَلَ يُوصِينِي بِدَيْنِهِ وَيَقُولُ يَا بُنَيِّ إِنْ عَجَزْتَ عَنْهُ فِي شَيْءٍ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَوْلَايَ قَالَ فَوَاللهِ مَا دَرَيْتُ مَا أَرَادَ حَتّٰى قُلْتُ يَا أَبَةِ مَنْ مَوْلَاكَ قَالَ اللهُ قَالَ فَوَاللهِ مَا وَقَعْتُ فِي كُرْبَةٍ مِنْ دَيْنِهِ إِلَّا قُلْتُ يَا مَوْلَى الزُّبَيْرِ اقْضِ عَنْهُ دَيْنَهُ فَيَقْضِيهِ فَقُتِلَ الزُّبَيْرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَلَمْ يَدَعْ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِلَّا أَرَضِينَ مِنْهَا الْغَابَةُ وَإِحْدٰى عَشْرَةَ دَارًا بِالْمَدِينَةِ وَدَارَيْنِ بِالْبَصْرَةِ وَدَارًا بِالْكُوفَةِ وَدَارًا بِمِصْرَ قَالَ وَإِنَّمَا كَانَ دَيْنُهُ الَّذِي عَلَيْهِ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَأْتِيهِ بِالْمَالِ فَيَسْتَوْدِعُهُ إِيَّاهُ فَيَقُولُ الزُّبَيْرُ لَا

مشہور ہے جو علی مرتضیٰ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان واقع ہوا اور زبیر رضی اللہ عنہ بھی اس میں موجود تھے اور اس کو جنگ جمل اس واسطے کہا گیا کہ یعلی بن امیہ صحابی رضی اللہ عنہ مشہور ان کے ساتھ تھے تو سوار کیا انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اوپر بڑے اونٹ کے جس کو سو اشرفیوں سے خریدا تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ صف میں کھڑی ہوئیں پس جو ان کے ساتھ تھے وہ ہمیشہ اونٹ کے گرد لڑتے رہے یہاں تک کہ اونٹ کی کونچیں کاٹی گئیں پس واقع ہوئی شکست اور یہ واقع جمادی الاول میں چھتیسویں سال تھا) تو میں ان کے پہلو میں کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ اے میرے بیٹے تحقیق شان یہ ہے کہ نہ مقتول ہوگا آج مگر ظالم یا مظلوم (یعنی ظالم اپنے دشمن کے نزدیک اور مظلوم اپنے نفس کے نزدیک اس واسطے کہ ہر ایک دونوں فریق سے تاویل کرتا تھا کہ وہ صواب پر ہے یا نہ مقتول ہوگا آج مگر ظالم اس معنی سے کہ اس نے گمان کیا کہ اللہ جلد بھیجے گا واسطے ظالم کے ان میں سے عقوبت یا نہ مقتول ہوگا آج مگر مظلوم یعنی اس نے گمان کیا کہ اللہ اس کو جلد شہادت دے گا اور ظن کیا اس نے دونوں تقدیروں پر کہ وہ مظلوم مقتول ہوگا) اور میں نہیں گمان کرتا اپنے آپ کو مگر کہ آج مظلوم مارا جاؤں گا (اور تحقیق یہ بات ٹھیک ہوئی اس واسطے کہ وہ دھوکے سے مارے گئے بعد اس کے یاد دلایا ان کو علی رضی اللہ عنہ نے پس پھرے لڑائی سے اور ایک مکان میں سو گئے تو ناگہاں بنی تمیم کے ایک مرد نے ان کو مار ڈالا پس روایت ہے کہ جب دونوں صفیں آپس میں ملیں تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زبیر کہاں ہے اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے پس زبیر رضی اللہ عنہ آئے تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کو حدیث یاد دلائی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو فرمایا تھا کہ تو البتہ علی سے لڑے گا اور

وَلٰكِنَّهُ سَلَفٌ فَإِنِّي أَخْشٰى عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ وَمَا وَلِيَ إِمَارَةً قَطُّ وَلَا جِبَايَةَ خَرَاجٍ وَلَا شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي غَزْوَةٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَحَسَبْتُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ فَوَجَدْتُهُ أَلْفَيْ أَلْفٍ وَمِائَتَيْ أَلْفٍ قَالَ فَلَقِيَ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي كَمْ عَلٰى أَخِي مِنَ الدَّيْنِ فَكَتَمَهُ فَقَالَ مِائَةُ أَلْفٍ فَقَالَ حَكِيمٌ وَاللّٰهِ مَا أُرٰى أَمْوَالَكُمْ تَسَعُ لِهٰذِهِ. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ أَفَرَأَيْتَكَ إِنْ كَانَتْ أَلْفَيْ أَلْفٍ وَمِائَتَيْ أَلْفٍ قَالَ مَا أُرَاكُمْ تُطِيقُونَ هٰذَا فَإِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَاسْتَعِينُوا بِي قَالَ وَكَانَ الزُّبَيْرُ اشْتَرَى الْغَابَةَ بِسَبْعِينَ وَمِائَةِ أَلْفٍ فَبَاعَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بِأَلْفِ أَلْفٍ وَسِتِّ مِائَةِ أَلْفٍ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ حَقٌّ فَلْيُوَافِنَا بِالْغَابَةِ فَأَتَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَكَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ أَرْبَعُ مِائَةِ أَلْفٍ فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ إِنْ شِئْتُمْ تَرَكْتُهَا لَكُمْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا قَالَ فَإِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوهَا فِيمَا تُؤَخِّرُونَ إِنْ أَخَّرْتُمْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا قَالَ قَالَ فَاقْطَعُوا لِي قِطْعَةً فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَكَ مِنْ هَاهُنَا إِلَى هَاهُنَا قَالَ فَبَاعَ مِنْهَا فَقَضٰى دَيْنَهُ فَأَوْفَاهُ وَبَقِيَ مِنْهَا أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ

حالانکہ تو ظالم ہوگا تو زبیر رضی اللہ عنہ یہ حدیث سن کر جنگ سے پھر آئے) اور مجھ کو زیادہ تر فکر اپنے قرض کی ہے کیا پس تو گمان کرتا ہے کہ ہمارا قرض ہمارے مال سے کچھ چیز باقی چھوڑے گا یعنی کیا قرض ادا کرنے کے بعد کچھ مال باقی رہے گا تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے میرے بیٹے ہمارے مال کو بیچ کر ہمارا قرض ادا کر دینا اور وصیت کی زبیر رضی اللہ عنہ نے ساتھ تہائی مال کے اور تہائی اس تہائی کے واسطے اولاد اسکی کے یعنی اولاد عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی کہا کہ تہائی کو تین حصے کر پس اگر قرض ادا کرنے کے بعد ہمارے مال سے کچھ باقی رہے تو اس کو اپنی اولاد کے واسطے تین حصے کر یعنی پس تہائی کو ان میں سے پھر تین حصے کر ایک حصہ اپنی اولاد کو دے اور باقی دو تہائیاں اللہ کی راہ میں خیرات کر اور پہلے ثلث کی دو تہائیاں وارثوں کے واسطے ہیں ہشام نے کہا اور عبداللہ کی بعض اولاد زبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد کے برابر تھی یعنی عمر میں اپنے چچوں کے برابر تھی یعنی خبیب اور عباد اور اس دن زبیر رضی اللہ عنہ کی نو بیٹیاں تھیں اور نو بیٹے تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو زبیر رضی اللہ عنہ مجھ کو اپنے قرض کی وصیت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اے میرے بیٹے اگر تو قرض کی کسی چیز کے ادا کرنے سے عاجز ہو تو مدد مانگ اس پر میرے مولا سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں نے معلوم نہ کیا کہ مولا سے ان کی کیا مراد ہے یہاں تک کہ میں نے کہا کہ اے ابا جان آپ کا مولیٰ کون ہے تو انہوں نے کہا کہ اللہ، سوقسم ہے اللہ کی نہیں واقع ہوا میں کسی مشکل میں ان کے قرض سے مگر کہ میں نے کہا کہ اے زبیر کے مولیٰ اس کا قرض اس کی طرف سے ادا کر دے تو اللہ نے اس کا قرض ادا کیا پس شہید ہوئے زبیر اور نہ چھوڑا انہوں نے

وَنِصْفٌ فَقَدِمَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَالْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ كَمْ قُوِّمَتِ الْغَابَةُ قَالَ كُلُّ سَهْمٍ مِّائَةَ أَلْفٍ قَالَ كَمْ بَقِيَ قَالَ أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَّنِصْفٌ قَالَ الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ قَالَ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ وَّقَالَ ابْنُ زَمْعَةَ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمْ بَقِيَ فَقَالَ سَهْمٌ وَّنِصْفٌ قَالَ قَدْ أَخَذْتُهُ بِخَمْسِيْنَ وَمِائَةِ أَلْفٍ قَالَ وَبَاعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ نَصِيْبَهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ بِسِتِّ مِائَةِ أَلْفٍ فَلَمَّا فَرَغَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ قَضَآءِ دَيْنِهِ قَالَ بَنُو الزُّبَيْرِ اقْسِمْ بَيْنَنَا مِيْرَاثَنَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ حَتّٰى أُنَادِيَ بِالْمَوْسِمِ أَرْبَعَ سِنِيْنَ أَلَا مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَلْنَقْضِهِ قَالَ فَجَعَلَ كُلَّ سَنَةٍ يُنَادِيْ بِالْمَوْسِمِ فَلَمَّا مَضٰى أَرْبَعُ سِنِيْنَ قَسَمَ بَيْنَهُمْ قَالَ فَكَانَ لِلزُّبَيْرِ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَّرَفَعَ الثُّلُثَ فَأَصَابَ كُلَّ امْرَأَةٍ أَلْفُ أَلْفٍ وَّمِائَتَا أَلْفٍ فَجَمِيْعُ مَالِهِ خَمْسُوْنَ أَلْفَ أَلْفٍ وَّمِائَتَا أَلْفٍ.

کوئی دینار اور نہ درہم مگر زیناں بعض ان زمینوں سے غابہ ہے جو ایک بڑی زمین مشہور ہے مدینے او چانوں سے اور گیارہ گھر مدینے میں اور دو گھر بصرے میں اور ایک گھر کوفے میں اور ایک گھر کوفے میں اور ایک گھر مصر میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو قرض ان پر تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ کوئی مرد مال لا کر اس کے پاس امانت رکھنا چاہتا تھا تو زبیر کہتے تھے کہ میں امانت نہیں رکھتا ولیکن یہ قرض ہے پس تحقیق میں اس کے ضائع ہونے سے ڈرتا ہوں اور نہیں متولی ہوئے زبیر سرداری کے کبھی اور نہ لینے خراج کے اور نہ کسی چیز کے مگر جہاد میں ہوتے تھے ساتھ حضرت ﷺ کے یا ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے (یعنی اکثر مال ان کا نہیں حاصل ہوا ان وجہوں سے جو تقاضا کرتی ہیں بدظنی کو ساتھ اصحاب ان کے کے بلکہ تھا کسب ان کا غنیمت سے اور روایت ہے کہ ان کے ہزار غلام تھے۔ جو ان کی طرف خراج ادا کرتے تھے) عبداللہ بن زبیر نے کہا سو میں نے حساب کیا جو ان پر قرض تھا تو میں نے اس کو بائیس لاکھ پایا سو حکیم بن حزام عبداللہ بن زبیر سے ملے تو انہوں نے کہا اے میرے بھتیجے میرے بھائی پر یعنی زبیر پر کتنا قرض ہے؟ تو عبداللہ نے اس کو چھپایا اور کہا کہا ایک لاکھ حکیم نے کہا کہ قسم ہے اللہ میں نہیں گمان کرتا کہ تمہارے مال اتنے قرض کی گنجائش رکھیں یعنی اس قلیل مال سے اتنا قرض ادا نہیں ہو سکے گا تو عبداللہ نے اس کو کہا کہ اگر بائیس لاکھ ہو تو پھر کیا کیا چاہیے تو حکیم نے کہا کہ میں نہیں گمان کرتا کہ تم اس کو ادا کر سکو پس اگر تم کچھ قرض سے عاجز ہو تو مجھ سے مدد مانگو اور زبیر نے غابہ کی زمین کو ایک لاکھ ستر ہزار سے خریدا تھا تو عبداللہ نے اس کو سولہ لاکھ سے بیچا یعنی گویا کہ

اس نے اس کو سولہ حصے کیا پھر عبداللہ کھڑا ہوا اور کہا کہ جس کا زبیر پر قرض ہو تو چاہیے کہ ہمارے پاس غابہ میں آئے تو عبداللہ بن جعفر اس کے پاس آیا اور اس کا زبیر پر چار لاکھ درہم تھا تو اس نے عبداللہ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تم معاف کر دوں عبداللہ نے کہا کہ ہم معاف کرانا نہیں چاہتے پھر اس نے کہا کہ اگر تم تاخیر چاہو تو ان میں تاخیر کر و یعنی مہلت کے ساتھ دے دینا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تاخیر نہیں کرتا تو عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ ایک قطعہ زمین کا میرے لیے جدا کرو تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا تیرے لیے اس جگہ سے اس جگہ تک ہے راوی نے کہا پس بیچا عبداللہ نے یعنی غابہ سے اور گھروں سے نہ تنہا غابہ سے یعنی اس لیے کہ ان کا قرض بائیس لاکھ تھا اور اس نے غابہ کو سولہ لاکھ سے بیچا تھا بائیس لاکھ اس سے ادا نہ ہوسکتا تھا سو عبداللہ نے ان کو بیچ کر زبیر کا قرض ادا کیا اور سب ادا کر دیا اور باقی رہے اس سے ساڑھے چار حصے سو عبداللہ بن زبیر معاویہ کے پاس آیا اور معاویہ کے پاس عمرو بن عثمان اور منذر بن زبیر اور ابن زمعہ تھے تو معاویہ نے عبداللہ سے کہا کہ تو نے اپنی غابہ کی کتنی قیمت کی اس نے کہا کہ ہر حصہ ایک لاکھ سے معاویہ نے کہا کہ کتنے حصے باقی ہیں؟ اس نے کہا کہ ساڑھے چار حصے تو منذر نے کہا کہ میں نے ایک حصہ لاکھ سے اور عمرو نے کہا کہ میں نے یہ ہی ایک حصہ لاکھ سے لیا اور ابن زمعہ نے کہا کہ میں نے بھی ایک حصہ لاکھ سے لیا تو معاویہ نے کہا کہ کتنے حصے باقی ہیں؟ عبداللہ نے کہا کہ ڈیڑھ حصہ معاویہ نے کہا میں اس کو ڈیڑھ لاکھ سے لیا راوی نے کہا اور عبداللہ بن جعفر نے اپنا حصہ (یعنی جو اس کو زبیر کے قرض میں غابہ سے ملا تھا) معاویہ کے ہاتھ چھ لاکھ کو بیچا یعنی

تو ان کو دو لاکھ نفع ہو سو جب ابن زبیر اس کے قرض کے ادا کرنے سے فارغ ہوا اور زبیر کی اولاد نے کہا کہ ہماری میراث ہمارے درمیان تقسیم کر دے تو عبداللہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں تقسیم کروں گا میں درمیان تمہارے یہاں تک کہ موسم حج میں چار سال پکاروں کہ خبردار ہو کہ جس کا زبیر پر قرض ہو تو چاہیے کہ ہمارے پاس آئے کہ ہم اس کو ادا کریں راوی نے کہا عبداللہ نے موسم حج میں ہر سال پکارنا شروع کیا سو جب چار سال گزر چکے تو باقی مال ان کے درمیان تقسیم کیا راوی نے کہا اور زبیر کی چار بیبیاں تھیں اور تیسرا حصہ وصیت کا نکالا گیا تو ہر ایک عورت کو بارہ بارہ لاکھ پہنچا تو اس کا تمام مال پانچ کروڑ اور دو لاکھ تھا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا تمام مال پانچ کروڑ اور دو لاکھ تھا تو اس میں نظر ہے اس لیے کہ جب ہر عورت کو بارہ بارہ لاکھ پہنچا تو چاروں عورتوں کا حصہ اڑتالیس لاکھ ہوا اور یہ آٹھواں حصہ کل ترکہ کا ہے اور جب اڑتالیس لاکھ کو آٹھ میں ضرب کیا تو حاصل ضرب تین کروڑ چوراسی لاکھ ہوا اور یہ دو تہائیاں کل ترکہ کی ہیں اور جب وصیت کی تہائی کو اور ایک کروڑ بیانوے لاکھ ہے اس کے ساتھ جمع کیا جائے تو ہوگا تمام مال اس کا بنا بر اس کے پانچ کروڑ چھتر لاکھ یعنی قرض کو اس کے ساتھ جمع کیا جائے تو چھیانوے لاکھ اصل پر (کہ وہ پانچ کروڑ دو لاکھ ہیں) زیادہ ہوگا اور اس کی اور اصل میزان کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے اور ابن بطال نے اس پر تنبیہ کی ہے لیکن اس شبہ کا اس نے جواب نہیں دیا اور دمیاطی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ قول راوی کا کہ پس تمام مال زبیر کا پانچ کروڑ دو لاکھ تھا صحیح ہے اور مراد ساتھ اس کے قیمت اس چیز کی ہے کہ چھوڑا اس نے اس کو پیچھے اپنے نزدیک مرنے اپنے کے اور یہ کہ جو چیز کہ اس پر زیادہ ہے اور وہ چھیانوے لاکھ ہے اس اعتبار سے کہ جب اڑتالیس لاکھ کو جو آٹھواں حصہ ہے آٹھ میں ضرب کیا جائے اور پھر تہائی وصیت کو بھی اس کے ساتھ جمع کیا پھر قرض کو بھی اس کے ساتھ جمع کیا جائے تو حاصل ہوگا پانچ کروڑ اور اٹھانوے لاکھ اور حاصل ہوا یہ مال زائد منافع عقار اور زمینوں کے سے بیچ اس مدت کے کہ تاخیر کی اس میں ابن زبیر نے تقسیم ترکے کے کہ واسطے براءت چاہنے کے قرض سے اور یہ توجیہ نہایت عمدہ ہے اور یا کہا جائے کہ راوی سے عورتوں کے حصے بیان کرنے میں وہم ہو گیا ہے کہ اصل میں ہر عورت کا حصہ دس دس لاکھ تھا اور راوی نے وہم سے اس کو بارہ بارہ لاکھ بیان کر دیا پس اندریں صورت بھی حساب اصل میزان کے مطابق ہوگا اور اس حدیث

میں اور بھی کئی فائدے ہیں مستحب ہونا وصیت کا نزدیک حاضر ہونے اس امر کے کہ خوف کیا جائے اس سے فوت ہونے کا یہ کہ جائز ہے واسطے وصی کے تاخیر کرنا قسمت کا یہاں کہ پورا ادا کیا جائے قرض میت کا اور جاری جائیں وصیتیں اس کی اگر ہو واسطے اس کے تہائی اور یہ کہ جائز ہے واسطے اس کے برائت چاہنی قرض کے امر سے اور قرض خواہوں سے پہلے قسمت کے اور یہ کہ تاخیر کرے اس کو باعتبار اجتہاد اپنے کے اور نہیں پوشیدہ یہ کہ وارثوں کی اجازت پر موقوف ہے نہیں تو جو طلب کرے قسمت کو بعد ادا کرنے قرض کے جس کے ساتھ علم واقع ہو تو ترکہ تقسیم کیا جائے اور نہ انتظار کی جائے ساتھ اس کے کسی چیز متوہم کی پس اگر اس کے بعد کوئی چیز ثابت ہو تو اس سے پھیر لیا جائے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوا ضعف اس شخص کا جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس قصے کے واسطے مالک کے جس جگہ کہ مالک نے کہا کہ مدت مفقود کی چار برس ہیں۔ اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ تحقیق زبیر نے سوائے اس کے نہیں کہ اختیار کیا تاخیر کو چار برس اس لیے کہ شہر وسیع جن کی طرف سے لوگ مکے مدینے میں آتے ہیں اس وقت چار تھے یمن اور عراق اور شام اور مصر پس بنا کی اس نے اس پر کہ نہیں متاخر رہتے لوگ ہر طرف کہ اکثر اوقات میں حج سے زیادہ میں سال سے پس حاصل ہوگا استیعاب ان کا بیچ مدت چار سال کے اور ان سے بیچ طول مدت کے پہنچے گی خبر اس شخص کو کہ ان کے سوائے ہیں طرفوں زمین کے سے اور بعض کہتے ہیں کہ اس لیے کہ چار سال وہ غایت ہیں آحاد میں اس باعتبار اس چیز کے کہ ممکن ہے کہ مرکب ہوں اس سے عشرات اس لیے کہ اس میں ایک ہے اور دو اور تین اور چار اور مجموع ان سب کا دس ہیں اور اختیار کیا اس نے موسم حج کو اس لیے کہ اس میں تمام ملکوں کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور یہ کہ جائز ہے دیر کرنی ساتھ ادا کرنے قرض کے جبکہ ترکہ نقد نہ ہو اور نہ اختیار کرے قرض خواہ مگر نقد کو اور یہ کہ جائز ہے وصیت کرنی واسطے پوتوں کے جبکہ ان کے حاجب یعنی باپ موجود ہوں اور یہ کہ قرض مانگنا مکروہ نہیں جو ادا کرنے پر قادر ہو اور یہ کہ جائز ہے خریدنا وارث کا ترکہ سے اور یہ کہ ہبہ ملک میں نہیں آتا مگر ساتھ قبض کے اور یہ کہ نہیں نکالتا یہ مال کو پہلے کے ملک سے اس لیے کہ ابن جعفر نے ابن زبیر سے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں اپنا قرض جو زبیر پر ہے تجھ کو معاف کر دوں تو ابن زبیر اس سے باز رہا اور اس میں بیان ہے ابن جعفر کی سخاوت کا واسطے آسان جاننے اس کے کی ساتھ اتنے مال عظیم کے اور یہ کہ جو شخص پیش کرے کسی پر یہ کہ ہبہ کرے اس کو کچھ چیز اور وہ باز رہے تو یہ نہیں کہا جاتا کہ ہبہ کرنے والا اپنے ہبہ میں رجوع کرتا ہے اور اس پر باز رہنا ابن زبیر کا پس وہ محمول ہے اس پر کہ باقی وارثوں نے ٹھہرایا تھا اس کو اوپر اس کے اور معلوم کیا اس نے کہ غیر بالغ نافذ کریں گے اس کو واسطے اس کے جبکہ بالغ ہوں گے اور جواب دیا ہے ابن بطال نے بایں طور کہ نہیں یہ امر محکوم بہ سے نزدیک جھگڑے کے اور سوائے اس کے نہیں کہ حکم کیا جائے ساتھ اس کے بیچ شرف نفوس کے اور محاسن اخلاق کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ابن زبیر نے اٹھایا تھا سب قرض کو اپنے ذمے میں اور لازم کیا اپنے اوپر ادا کرنے اس کے کو اور راضی ہوئے باقی ساتھ اس کے اس

لیے کہ اگر وہ راضی نہ ہوتے تو نہ فائدہ دیتا ان کو ترک کرنا بعض اصحاب قرض کا قرض اپنے کو واسطے ناقص ہونے موجود کے بیچ اس حالت کے وفا سے واسطے ظاہر ہونے قلت اس کے اور کثیر ہونے قرض کے اور اس میں مبالغہ زبیر کا ہے بیچ احسان کے لیے دوستوں اپنے کے اس لیے کہ وہ راضی ہوا ساتھ اس کے کہ محفوظ رکھی ان کے لیے ان کی امانتوں کو بیچ غیبت ان کے کے اور قائم ہو ساتھ وصیتوں ان کی کے اوپر اولاد ان کی کے بعد مرنے ان کے کے اور نہ اکتفا کیا اس نے ساتھ اس کے یہاں تک کہ احتیاط کی واسطے اموال ان کی کے بطور امانت کے یا وصیت کے بایں طور کہ توصل کرتا تھا ساتھ کر لینے ان کے کے اپنے ذمے میں باوجود نہ محتاج ہونے اس کے کے طرف ان کے غالب میں اور سوائے اس کے نہیں کہ نقل کرتا تھا ان کو ہاتھ سے اپنے ذمے میں واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ حفاظت مالوں کے ان کے لیے اور ابن بطال نے کہا کہ یہ اس لیے کرتے تھے تا کہ ان کو اس مال کے منافع حاصل ہوں اور اس کے اس قول میں نظر ہے اس لیے کہ وہ موقوف ہے اس پر کہ وہ تھے تصرف کرتے بیچ اس کے ساتھ تجارت کے اور یہ کہ اس کے مال کی کثرت تو صرف تجارت سے ہوئی تھی اور جو ظاہر ہوتا ہے وہ خلاف اس کا ہے اس لیے کہ اگر معاملہ اس طرح ہوتا تو البتہ ہوتا ہو مال جس کو اپنے مرنے کے وقت پیچھے چھوڑا وفا کرنے والا قرض کو اور زیادہ ہوتا اوپر اس کے اور واقع میں یہ ہے کہ وہ مال قرضوں سے بہت ہی کم تھا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت کر دی بایں طور کہ خریداروں کے دل میں اس کے خریدنے کی رغبت ڈال دی یہاں تک کہ اس کی قیمت کئی گنا زیادہ ہوگئی پھر سرایت کی اس برکت نے طرف عبداللہ بن جعفر کے جبکہ ظاہر ہوا اس سے اس قصے میں مکارم اخلاق سے یہاں تک کہ اس کو اپنے حصے سے دو لاکھ فائدہ ہوا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نہیں کراہت بیچ بہت کرنے بیبیوں کے اور رکھنے بہت زیادہ غلاموں کے اور اس میں برکت عقار اور زمین کے ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے نفع دنیاوی اور اخروی سے بغیر مشقت کے اور داخل ہونے کے مکروہ میں مانند لغو کے کہ واقع ہوتی ہے بیچ خرید و فروخت کے اور اس میں منزلت زبیر کی ہے نزدیک نفس اپنے کے اور یہ کہ وہ اس حالت میں تھا بیچ غایت وثوق کے ساتھ اللہ کے اور متوجہ ہونے کی طرف اس کے اور راضی ہونے کے ساتھ حکم اس کے کی اس سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے جی میں حق پر تھا اور مصیب تھا قتال میں، اسی لیے کہا اس نے کہ مجھ کو زیادہ فکر اپنے قرض کا ہے اور اس میں شدت امر دین کی ہے اس لیے کہ مثل زبیر کے ساتھ ان لوگوں کے کہ پہلے گزری ہیں اور ثابت ہیں اس کے لیے مناقب ڈرا وجوہ مطالبہ اس شخص کے سے کہ اس کے واسطے حق ہے بعد موت کے اور یہ کہ جائز ہے استعمال کرنا مجاز کا کلام میں بہت۔ (فتح)

بَابُ إِذَا بَعَثَ الْإِمَامُ رَسُوْلًا فِيْ حَاجَةٍ أَوْ أَمَرَهُ بِالْمُقَامِ هَلْ يُسْهَمُ لَهُ.

جب امام کسی ایلچی کو کسی حاجت میں بھیجے اس کو اپنے شہر میں ٹھہرنے کے ساتھ حکم کرے تو کیا اس کو غنیمت سے حصہ دیا جائے یعنی ساتھ غازیوں کے یا نہیں۔

۲۸۹۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَوْهَبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهٗ كَانَتْ تَحْتَهٗ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَّسَهْمَهٗ.

۲۸۹۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سوائے اس کے نہیں کہ غیر حاضر رہے عثمان رضی اللہ عنہ جنگ بدر سے پس تحقیق شان یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ان کے نکاح میں تھیں اور وہ بیمار تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ تحقیق تیرے لیے ثواب ہے ایک مرد کا ان لوگوں میں جو جنگ بدر میں حاضر ہوئے اور حصہ اس کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب عثمان رضی اللہ عنہ میں آئے گی اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ جو جنگ بدر میں حاضر نہ ہوئے اس کو غنیمت سے حصہ دیا جائے یا نہیں۔

بَابُ وَمِنَ الدَّلِيْلِ عَلٰى أَنَّ الْخُمُسَ لِنَوَائِبِ الْمُسْلِمِيْنَ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے اور دلیل ہے اس پر کہ تحقیق پانچواں حصہ واسطے حاجتوں مسلمانوں کے ہے۔

فائدہ: یہ عطف ہے اس ترجمہ پر جو آٹھ باب سے پہلے گزر چکا ہے کہ دلیل ہے اس پر کہ پانچواں حصہ واسطے حاجتوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اور اس جگہ کہا کہ واسطے حاجتوں مسلمانوں کے ہے اور چند بابوں کے بعد کہا کہ دلیل ہے اس پر کہ پانچواں حصہ واسطے امام کے ہے اور تطبیق ان ترجموں میں یہ ہے کہ خمس واسطے حاجتوں مسلمانوں کے ہے اور طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے باوجود متولی ہونے قسمت اس کی کے یہ کہ لیں اس سے بقدر حاجت اور ضرورت اپنی کے اور حکم بعد اس کے اسی طرح متولی ہو امام اس چیز کا کہ تھے متولی ہوتے اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کرمانی نے بھی اشارہ کیا ہے طرف طریق تطبیق کے درمیان ان کے پس کہا کہ نہیں تفاوت باعتبار معنی کے اس لیے کہ مسلمانوں کی حاجتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حاجتیں ہیں اور واسطے امام کے بعد آپ کے میں کہتا ہوں کہ اول یہ ہے کہ کہا جائے کہ ظاہر لفظ تراجم کا تخالف ہے اور معنی میں توافق ہے اور حاصل مذہب علماء کے تین سے زیادہ قول ہیں ایک قول اماموں مخالفت کا ہے کہ لیا جائے خمس اللہ کے سہم سے پھر تقسیم کیا جائے باقی پانچ کو جیسے آیت میں ہے دوسرا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے کہ خمس خمس کا واسطے اللہ کے ہے اور واسطے رسول کے اور چار حصے واسطے مذکورین کے اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ دیتے سہم اللہ کا اور اس کے رسول کا واسطے قرابت والوں کے اور نہ لیتے تھے واسطے اپنی جان کے کچھ۔ تیسرا قول زین العابدین کا ہے کہ تمام خمس واسطے قرابت والوں کے ہے اور مراد ساتھ یتامی کے یتیم قرابت والوں کے ہیں اور اسی طرح مساکین اور ابن سبیل۔ چوتھا قول یہ ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے پس خمس اس کا خاص آپ کے لیے ہے اور باقی واسطے تصرف آپ کے کے ہے۔ پانچواں قول یہ ہے کہ وہ واسطے امام کے ہے اور تصرف کرے اس میں

ساتھ مصلحت کے جیسا کہ تصرف کرتا ہے فے میں۔ چھٹا یہ کہ مصالح مسلمانوں کے واسطے رکھے۔ ساتواں قول یہ ہے کہ ہوگا بعد حضرت ﷺ کے واسطے قرابت داروں کے اور جو مذکور ہیں بعد ان کے آیت میں۔

مَا سَأَلَ هَوَازِنُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَضَاعِهِ فِيهِمْ فَتَحَلَّلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

یعنی دلیل اس پر کہ خمس واسطے حاجتوں مسلمان کے ہے وہ چیز ہے کہ سوال کیا قوم ہوازن نے حضرت ﷺ سے بہ سبب رضاعت حضرت ﷺ کے بیچ ان کے یعنی اس لیے کہ حلیمہ حضرت ﷺ کی رضاعی ماں انہیں میں سے تھیں پس معاف کرایا حضرت ﷺ نے مسلمانوں سے۔

فائدہ: اور تحقیق ذکر کیا بخاری نے قصہ ہوازن کا مسور کے طریق سے لیکن اس میں رضاعت کا ذکر نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ روایت کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے مغازی میں اور اس میں ہے کہ احسان کر ان عورتوں پر جن کا تو دودھ پیا کرتا تھا۔ (فتح)

وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعِدُ النَّاسَ أَنْ يُعْطِيَهُمْ مِنَ الْفَيْءِ وَالْأَنْفَالِ مِنَ الْخُمُسِ وَمَا أَعْطَى الْأَنْصَارَ وَمَا أَعْطَى جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ تَمْرَ خَيْبَرَ.

اور نیز اس کی دلیل وہ چیز ہے کہ تھے حضرت ﷺ وعدہ کرتے لوگوں سے یہ کہ دیں ان کو فے کے مال سے اور زیادہ دینا پانچویں حصے سے ہے اور جو کچھ کہ دیا حضرت ﷺ نے انصار کو اور جو دیا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو خیبر کی کھجوروں سے

فائدہ: یہ دونوں فعل حضرت ﷺ کے بھی دلیل ہیں اس پر کہ خمس مسلمانوں کی حاجتوں کے لیے ہے اوپر وعدہ کرنا فے سے پس ظاہر ہوتا ہے حدیث جابر سے اور لیکن حدیث انفال من الخمس کے پس مذکور ہے باب میں ابن عمر کی حدیث سے اور اوپر حدیث عطا انصار کی پس گزر چکی ہے حدیث انس سے قریبا اور اوپر حدیث عطا جابر رضی اللہ عنہ کی۔ خیبر سے پس وہ ابوداود کی حدیث میں ہے اور اس کے سیاق سے ظاہر ہوتا ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کے ساتھ بخاری نے باب باندھا ہے ایک ٹکڑا ہے اس سے۔

۲۸۹۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَزَعَمَ عُرْوَةُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِينَ جَاءَهُ وَفْدُ

۲۸۹۹۔ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قوم ہوازن کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس مسلمان ہو کے آئے اور آپ سے سوال کیا کہ ہمارے مال اور قیدی ہم کو پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ نہایت پسند میرے نزدیک وہ بات ہے جو بہت سچی ہو سو دونوں چیزوں

هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يَّرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْحَدِيْثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوْا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِهِمْ وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَظَرَ اٰخِرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّآئِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَآدٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ قَالُوْا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هٰؤُلَآءِ قَدْ جَآؤُوْنَا تَآئِبِيْنَ وَإِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّطَيِّبَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى حَظِّهٖ حَتّٰى نُعْطِيَهٗ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِيْ ذٰلِكَ مِمَّنْ لَّمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَآؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَآؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوْا وَأَذِنُوْا

سے ایک چیز اختیار کرو یا قیدی یا مال اور میں نے تمہاری انتظار کی تھی اور حضرت ﷺ نے دس دن سے زیادہ ان کی انتظار کی تھی جبکہ طائف سے پلٹے سو جب ان کو یقین ہوا کہ نہیں پھیر دیں گے ان کو حضرت ﷺ مگر ایک چیز دونوں سے تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہیں یعنی ہماری بیوی بچے ہم کو پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق تھی پھر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ تمہارے یہ بھائی آئے توبہ کر کے یعنی مسلمان ہوئے ہیں اور البتہ میں نے مناسب جانا کہ ان کے بیوی بچے جو قیدی ہیں ان کو پھیر دوں سو جس شخص کو تم میں سے یہ بات اچھی لگے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی اپنے حصے کے قیدی بے عوض پھیر دے اور جو شخص تم میں سے چاہے کہ اپنے حصے پر قائم رہے یہاں تک کہ ہم اس کو بدلا دیں اس مال سے جو ہم کو اول اللہ عنایت کرے یعنی غنیمت سے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی بطور قرض کے دے تو اصحاب نے کہا یا حضرت ہم سب راضی ہیں ساتھ اس کے یعنی ساتھ پھیر دینے قیدیوں کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم لوگوں میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی سو تم پلٹ جاؤ تا کہ تمہارے چوہدری تمہارا حال ہم سے آ کر ظاہر کریں سو لوگ لوٹ گئے اور ان کے چوہدریوں نے ان سے کلام کیا پھر حضرت ﷺ کی طرف پھر آئے اور آپ کو خبر دی کہ سب لوگ راضی ہیں اور سب نے اجازت دی پس یہ ہے جو کچھ پہنچا ہم کو ہوازن کے قیدیوں سے۔

فَهٰذَا الَّذِیْ بَلَغَنَا عَنْ سَبْیِ هَوَازِنَ.

فائدہ: یہ حدیث وکالت میں گزر چکی ہے۔

۲۹۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَیُّوْبُ عَنْ أَبِیْ قِلَابَةَ قَالَ وَحَدَّثَنِی الْقَاسِمُ بْنُ عَاصِمٍ الْكُلَیْبِیُّ وَأَنَا لِحَدِیْثِ الْقَاسِمِ أَحْفَظُ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِیْ مُوْسٰی فَأُتِیَ ذَكَرَ دَجَاجَةً وَعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ تَیْمِ اللّٰهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهٗ مِنَ الْمَوَالِیْ فَدَعَاهُ لِلطَّعَامِ فَقَالَ إِنِّیْ رَأَیْتُهٗ یَأْكُلُ شَیْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ لَا اٰكُلُ فَقَالَ هَلُمَّ فَلْأُحَدِّثْكُمْ عَنْ ذَاكَ إِنِّیْ أَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَفَرٍ مِّنَ الْأَشْعَرِیِّیْنَ نَسْتَحْمِلُهٗ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِیْ مَا أَحْمِلُكُمْ وَأُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ أَیْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِیُّوْنَ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰی فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا لَا یُبَارَكُ لَنَا فَرَجَعْنَا إِلَیْهِ فَقُلْنَا إِنَّا سَأَلْنَاكَ أَنْ تَحْمِلَنَا فَحَلَفْتَ أَنْ لَّا تَحْمِلَنَا أَفَنَسِیْتَ قَالَ لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ وَإِنِّیْ وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰی یَمِیْنٍ فَأَرٰی غَیْرَهَا خَیْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَیْتُ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ وَّتَحَلَّلْتُهَا.

۲۹۰۰۔ زہدم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو مرغی کا ذکر آیا اور ان کے نزدیک ایک مرد بنی تیم سے تھا جو سرخ تھا گویا کہ موالی سے تھا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو کھانے کے لیے بلایا تو اس نے کہا میں نے اس کو دیکھا کہ ایک چیز کھاتی تھی سو میں نے اس کو مکروہ جانا سو میں نے قسم کھائی کہ اس کو نہ کھاؤں گا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ سے میں حدیث بیان کروں میں تجھ کو اس کے حال سے ہم اشعری چند لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سواری مانگنے کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور نہیں میرے پاس وہ چیز جس پر میں تم کو سوار کروں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنیمت کے اونٹ آئے تو آپ نے ہمارا حال پوچھا سو فرمایا کہ کہاں ہیں اشعری لوگ تو حکم کیا واسطے ہمارے ساتھ پانچ اونٹوں سفید اور بلند کوہان والوں کے سو جب ہم چلے تو ہم نے کہا کہ جو کچھ ہم نے کیا ہم کو اس میں برکت نہ ہوگی تو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھر آئے تو ہم نے کہا کہ ہم نے آپ سے سوال کیا تھا کہ آپ ہم کو سواری دیں تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ہم کو سواری نہیں دیں گے سو آپ بھول گئے جو ہم کو سواری دی فرمایا کہ میں نے تم کو سواری نہیں دی لیکن اللہ نے تم کو سواری دی اور قسم ہے اللہ کی تحقیق میں ان شاء اللہ نہیں قسم کھاؤں گا کسی بات پر پھر مجھ کو اس بات کے سوائے اور کوئی بات بہتر معلوم ہو مگر کہ کروں گا وہ چیز جو بہتر ہے اور حلال کروں گا اس کو یعنی کفارہ دے کر قسم توڑ لوں گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ایمان والنذور میں آئے گی اور مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ

انہوں نے حضرت ﷺ سے سوال کیا تو حضرت ﷺ نے کچھ سواری نہ پائی جس پر ان کو سوار کریں پھر آپ کے پاس کچھ غنیمت آئی تو آپ نے ان کو غنیمت کے اونٹوں پر سوار کیا اور وہ محمول ہے اس پر کہ سوار کیا حضرت ﷺ نے ان کو اس چیز پر کہ خاص تھی ساتھ پانچویں حصے کے اور چونکہ آپ کے واسطے تصرف تھا ساتھ تجہیز کے بغیر تعلیق کے تو اسی طرح جائز ہے واسطے آپ کے تصرف ساتھ تجہیز اس چیز کے کہ معلق کی۔ (فتح)

۲۹۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوا إِبِلًا كَثِيرَةً فَكَانَتْ سِهَامُهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا أَوْ أَحَدَ عَشَرَ بَعِيرًا وَنُفِّلُوا بَعِيرًا بَعِيرًا۔

۲۹۰۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک چھوٹا لشکر نجد کی جانب بھیجا کہ اس میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھے سو وہ بہت اونٹ غنیمت لائے تو ہر ایک کے حصے میں بارہ بارہ یا گیارہ گیارہ اونٹ آئے اور ایک ایک اونٹ زیادہ دیے گئے یعنی بطور انعام کے۔

فائدہ: نفل اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو غازی کے حصے سے زیادہ دی جاتی ہے اور اختلاف کیا ہے راویوں نے کہ تقسیم اور تنفیل دونوں اس لشکر کے امیر کی طرف سے تھیں یا حضرت ﷺ کی طرف سے یا ایک ایک سے اور ایک ایک سے پس روایت ابن اسحاق کی صریح ہے اس میں کہ تنفیل یعنی حصے سے زیادہ دینا امام کی طرف سے تھا اور تقسیم حضرت ﷺ کی طرف سے تھی اور مسلم کی روایت میں ہے کہ تنفیل بھی امیر کی طرف سے تھی پھر حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا نووی نے کہا کہ زیادہ دیا ان کو لشکر کے سردار نے اور حضرت ﷺ نے اس کو جائز رکھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب لشکر سے کوئی جماعت جدا ہو کے کچھ غنیمت لائیں تو وہ غنیمت سب کے واسطے ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ نہیں اختلاف ہے فقہا کو بیچ اس کے کہ جب سب لشکر نکلے اور ایک جماعت اس سے جدا ہو اور نہیں مراد ہے ساتھ لشکر کے جو بیٹھا ہوا ہے اسلام کے شہروں میں پس نہیں ہے وہ شریک اس لشکر کو جو دشمن کے شہروں کی طرف نکلے بلکہ کہا ابن دقیق العید نے کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ جدا ہونے والا لشکر اس لشکر سے جس میں امام ہے جدا ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو غنیمت لائے اور سوائے اس کے نہیں کہ قائل ہیں ساتھ شریک ہونے لشکر کے واسطے ان کے جبکہ ہوں قریب ان سے کہ ان کو ان کی مدد پہنچے جبکہ ان کو حاجت ہو اور یہ قید امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب میں ہے اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ زیادہ دے چھوٹے لشکر کو جو غنیمت لایا ہو سوائے باقی لشکر کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ تنہا ہے اور اس میں مشروع ہونا تنفیل کا ہے اور معنی اس کے تخصیص اس شخص کی نہیں جس کو اثر ہے لڑائی میں ساتھ کچھ مال کے لیکن خاص کیا ہے اس کو عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ نے

ساتھ حضرت ﷺ کے سوائے اس کے جو آپ ﷺ کے بعد ہیں ہاں اور مکروہ رکھا ہے مالک نے یہ کہ ہو ساتھ شرط کے لشکر کے امیر سے مانند اس کی کہ رغبت دلائے لڑائی کی اور وعدہ دے کہ زیادہ دے چوتھائی کو تہائی تک یعنی علاوہ حصے سے جو سارے لشکر کے ساتھ ملتا ہے اور اس نے اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ لڑائی اس وقت دنیا کے واسطے ہے پس نہیں جائز ہوگی مثل اس کی اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو حکایت کرتا ہے اجماع کو اس کے مشروع ہونے پر اور تحقیق اختلاف کیا ہے علماء نے کہ تنفیل اصل غنیمت سے ہے یا خمس سے یا خمس الخمس سے یا سوائے خمس کے یہ کئی قول ہیں اور تین قول پہلے شافعی کا مذہب ہے اور اصح ان کے نزدیک یہ ہے کہ وہ خمس الخمس ہے اور نقل کیا ہے اس کو سعید نے مالک سے وہ شاذ ہے نزدیک ان کے ابن بطال نے کہا کہ حدیث باب کی رد کرتی ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ وہ زیادہ دیے گئے نصف سدس کا اور یہ اکثر ہے خمس الخمس سے اور یہ ظاہر ہے ابن منیر نے اس کو اور واضح کیا پس کہا کہ اگر ہم فرض کریں کہ وہ سو آدمی تھے تو ان کو بارہ سو اونٹ حاصل ہوئے ہوں گے اور ہوگا خمس اصل سے تین سو اونٹ اور پانچواں حصہ ان کا ساٹھ اونٹ ہیں اور حدیث صریح ہے کہ وہ ایک ایک اونٹ زیادہ دیے گئے تو سب تنفیل اونٹ سو ہوں گے اور جب خمس الخمس ساٹھ اونٹ ہوئے تو سو آدمی کو ایک ایک اونٹ پورا نہ آئے گا اور اسی طرح جو عدد فرض کیا جائے کہا اس نے اور تحقیق بیقرار کیا ہے بعضوں کو اس الزام نے پس دعویٰ کیا اس نے کہ سب غنیمت بارہ اونٹ تھے پس کہا گیا واسطے اس کے کہ پس خمس اس کا تین اونٹ ہوں گے تو اس سے لازم آیا کہ سریہ کل تین آدمی تھے ابن منیر نے کہا کہ یہ سہو ہے تفریع مذکور پر بلکہ لازم آتا ہے کہ ہو کم ایک مرد سے بھی بنا بر اس کے کہ زیادہ دینا خمس الخمس سے ہے اور بعض شافعیہ جو اس کے قائل ہیں کہ نفل خمس الخمس سے ہے کہتے ہیں کہ بعض لشکر کو زیادہ دیا تھا اور بعض کو نہیں دیا تھا اور تحقیق آیا ہے کہ وہ دس آدمی تھے اور یہ کہ وہ ایک سو پچاس اونٹ غنیمت لائے تھے پس نکلا ان میں سے خمس اور وہ بیس ہیں اور تقسیم کیا ان پر باقی کو پس ہوئے واسطے ہر ایک کے بارہ بارہ اونٹ پھر ایک ایک اونٹ زیادہ دیے گئے بنا بر اس کے پس زیادہ دیے گئے ثلث خمس کا میں کہتا ہوں کہ اگر یہ بات ثابت ہو تو نہ ہوگا اس میں رد واسطے اس احتمال کے کہ اس واسطے کہ احتمال ہے کہ دس میں چھ آدمیوں کو زیادہ دیا گیا ہو اور کہا اوزاعی اور احمد اور ابوثور وغیرہ نے کہ نفل اس غنیمت میں سے ہے اور کہا مالک اور ایک جماعت نے کہ نہیں نفل مگر خمس سے اور خطابی نے کہا کہ اکثر حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ نفل اصل غنیمت سے ہے اور جو چیز باب کی حدیث کے قریب ہے یہ ہے کہ وہ خمس سے ہے اس واسطے کہ منسوب کیا اس نے بارہ کو طرف حصوں ان کے کی پس گویا کہ اس نے اشارہ کیا طرف اس کی کہ تحقیق مقرر ہو چکا تھا واسطے ان کے استحقاق ان کا چار خمسوں سے جو ان پر تقسیم ہوئے تھے پس باقی رہے گا نفل خمس سے اور تائید کرتی ہے اس کی جو مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زیادہ دیا حضرت ﷺ نے ایک لشکر کو جس کو نجد کی طرف بھیجا تھا اونٹوں سے جو غنیمت لائے تھے سوائے حصے ان کے کے غنیمت سے اور نیز تائید کرتی ہے اس کی جو مالک نے روایت

کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں واسطے میرے اس چیز سے کہ اللہ نے عنایت کی اوپر تمہارے مگر پانچواں حصہ اور وہ بھی پھیرا گیا ہے اوپر تمہارے اس واسطے کہ وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ خمس کے ماسوا واسطے لڑنے والوں کے ہے اور ابن مسیب سے روایت ہے کہ تھے اصحاب زیادہ دیتے خمس سے میں کہتا ہوں اور ظاہر اس کا اتفاق اصحاب کا ہے اوپر اس کے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اگر امام بعض لشکر کو بعض پر فضیلت دینی چاہے تو یہ خمس سے ہے نہ اصل غنیمت سے اور اگر ایک جماعت جدا ہو پس ارادہ کرے امام یہ کہ زیادہ دے اس کو غنیمت سے سوائے باقی لشکر کے تو یہ سوائے خمس کے ہے بشرطیکہ تہائی سے زیادہ نہ ہو اور ساتھ اس شرط کے قائل ہیں جمہور اور شافعی نے کہا کہ کوئی چیز معین نہ کی جائے بلکہ وہ امام کی رائے کی طرف ہے باعتبار مصلحت کے اور اوزاعی نے کہا کہ نہ زیادہ دیا جائے اول غنیمت سے اور نہ زیادہ دیا جائے چاندی سونے سے اور جمہور اس کے مخالف ہیں اور حدیث باب کی ابن اسحق کی روایت سے دلالت کرتی ہے واسطے اس چیز کے کہ انہوں نے کہا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر تعیین قسمت اعیان غنیمت کے نہ منافع اس کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ بطور اتفاق کے واقع ہوا ہو یا واسطے بیان جواز کے اور مالکیہ کے نزدیک اس میں تین قول ہیں تیسرا اختیار دینا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر لشکر کا سردار کوئی مصلحت کرے تو امام اس کو توڑے نہیں۔ (فتح)

۲۹۰۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ يَبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا لِأَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً سِوٰى قِسْمِ عَامَّةِ الْجَيْشِ.

۲۹۰۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے حضرت ﷺ زیادہ حصہ دیتے بعض ان شخصوں کو کہ بھیجتے لشکروں سے واسطے نفسوں ان کے خاص سوائے تقسیم کرنے عام لشکر کے۔

فائدہ: اور مسلم نے اس میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ پانچواں حصہ واجب ہے بیچ ان سب کے اور نہیں ہے اس میں حجت واسطے اس کے کہ نفل خمس سے ہے اور نہ غیر اس کے سے بلکہ وہ محتمل ہے واسطے ہر قول کے ہاں اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے تخصیص بعض لشکر کی ساتھ زیادہ دینے کے سوائے بعض کے ابن دقیق العید نے کہا کہ واسطے حدیث کے تعلق ہے ساتھ مسائل اخلاص کے بیچ اعمال کے اور یہ جگہ دقیق ماخذ کی ہے اور وجہ تعلق اس کے کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ تنفیل واقع ہوتی ہے واسطے ترغیب کے بیچ زیادتی عمل کے اور مخاطرہ کے جہاد میں اور لیکن یہ ان کو قطعاً مضر نہ ہوا اس واسطے کہ یہ ان کے لیے حضرت ﷺ سے صادر ہوا پس دلالت کی اس نے کہ بعض مقاصد جو خارج ہیں محض تعبد سے نہیں قدح کرتے اخلاص میں۔ (فتح)

۲۹۰۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِيْنَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخَوَانِ لِي أَنَا أَصْغَرُهُمْ أَحَدُهُمَا أَبُو بُرْدَةَ وَالْآخَرُ أَبُو رُهْمٍ إِمَّا قَالَ فِي بِضْعٍ وَإِمَّا قَالَ فِي ثَلَاثَةٍ وَخَمْسِيْنَ أَوِ اثْنَيْنِ وَخَمْسِيْنَ رَجُلًا مِّنْ قَوْمِي فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِيْنَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ وَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَصْحَابَهُ عِنْدَهُ فَقَالَ جَعْفَرٌ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنَا هَاهُنَا وَأَمَرَنَا بِالْإِقَامَةِ فَأَقِيْمُوْا مَعَنَا فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتّٰى قَدِمْنَا جَمِيْعًا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَأَسْهَمَ لَنَا أَوْ قَالَ فَأَعْطَانَا مِنْهَا وَمَا قَسَمَ لِأَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهُ إِلَّا أَصْحَابَ سَفِيْنَتِنَا مَعَ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ قَسَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ.

۲۹۰۳۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو حضرت ﷺ کے نکلنے کی خبر پہنچی اور ہم یمن میں تھے سو ہم ہجرت کر کے آپ ﷺ کی طرف نکلے یعنی میں اور میرے دو بھائی اور میں سب سے چھوٹا تھا اور ایک ابو بردہ اور دوسرا ابو رہم یا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چند لوگوں میں یا کہا کہ ترپن یا باون مردوں میں اپنی قوم سے سو ہم کشتی میں سوار ہوئے سو ہماری کشتی نے ہم کو حبشہ میں نجاشی کی طرف ڈالا سو جمع ہوئے ہم ساتھ جعفر کے اور اس کے ساتھیوں کے نزدیک نجاشی کے تو جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو حضرت ﷺ نے اس جگہ بھیجا ہے اور حکم کیا ہے ہم کو ساتھ ٹھہرنے کے سو تم بھی ہمارے ساتھ ٹھہرو تو ہم ان کے ساتھ ٹھہرے یہاں تک کہ ہم سب آئے سو اکٹھے ہوئے ہم ساتھ حضرت ﷺ کے جبکہ آپ ﷺ نے خیبر کو فتح کیا تو ہم کو اس سے حصہ دیا اور نہ تقسیم کی حضرت ﷺ نے واسطے کسی کے کہ فتح خیبر سے غائب ہوا اس سے کچھ چیز مگر واسطے اس کے کہ آپ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا مگر ہماری کشتی والوں کے لیے ساتھ جعفر کے اور اصحاب اس کے کے تقسیم کیا واسطے ان کے ساتھ ان کے۔

فائدہ: اس کی پوری شرح مغازی میں آئے گی اور غرض اس سے یہی کلام اخیر ہے ابن منیر نے کہا کہ باب کی حدیثیں مطابق ہیں واسطے ترجمہ باب کے مگر یہ اخیر پس تحقیق ظاہر ہے کہ تقسیم کیا واسطے ان کے حضرت ﷺ نے اصل غنیمت سے نہ خمس سے اس واسطے کہ اگر یہ حصہ خمس سے ہوتا تو نہ ہوتے واسطے ان کے ساتھ اس کے خصوصیت اور حدیث ناطق ہے ساتھ خصوصیت کے لیکن وجہ مطابقت کی یہ ہے کہ جب جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ اجتہاد کرے اور جاری کرے اپنے اجتہاد کو اخماس اربعہ میں جو خاص ہیں ساتھ غازیوں کے پس تقسیم کرے اس سے واسطے اس شخص کے کہ نہیں حاضر ہوا لڑائی میں تو جاری کرنا اس کا اپنے اجتہاد کو بیچ خمس کے نہیں مستحق ہے اس کا کوئی

شخص معین اگرچہ مستحق ہے اس کو ایک قسم مخصوص اولیٰ ہے اور ابن تین نے کہا کہ احتمال ہے کہ دیا ہو ان کو ساتھ رضا مندی باقی لشکر کے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے اپنی مغازی میں اور احتمال ہے کہ دیا ہو ان کو خمس سے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابو عبید نے کتاب الاموال میں اور یہی موافق ہے واسطے ترجمہ بخاری کے اور لیکن قول ابن منیر کا کہ اگر یہ خمس سے ہوتا تو نہ ہوتی اس جگہ تخصیص پس ظاہر ہے لیکن احتمال ہے کہ ہو خمس سے اور خاص کیا ان کو ساتھ اس کے سوائے غیر ان کے کے ان لوگوں میں سے جن کی شان سے تھا کہ خمس سے دیے جائیں اور احتمال ہے کہ دیا ان کو تمام غنیمت سے اس واسطے کہ پہنچے وہ تقسیم ہونے سے پہلے اور بعد جمع ہونے اس کے اور یہ ایک قول شافعی کا ہے اور یہ احتمال ترجیح پاتا ہے ساتھ قول اس کی کے کہ حصہ دیا ان کو اس واسطے کہ جو خمس سے دیا جاتا ہے نہیں کہا جاتا اس کے حق میں کہ اَسْهَمَ لَهٗ یعنی حصہ دیا ان کو مگر بطور مجاز کے اور نیز اس واسطے کہ سیاق کلام کا چاہتا ہے افتخار کو اور استدعا کرتا ہے اختصاص کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واقع ہوئی واسطے غیر ان کی کے۔ (فتح)

۲۹۰۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَآءَنِيْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَلَمْ يَجِيْءْ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُوْ بَكْرٍ مُنَادِيًا فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا فَأَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ كَذَا وَكَذَا فَحَثَا لِيْ ثَلَاثًا وَّجَعَلَ سُفْيَانُ يَحْثُوْ بِكَفَّيْهِ جَمِيْعًا ثُمَّ قَالَ لَنَا هٰكَذَا قَالَ لَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ وَقَالَ مَرَّةً فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَسَأَلْتُ فَلَمْ يُعْطِنِيْ ثُمَّ أَتَيْتُهٗ فَلَمْ يُعْطِنِيْ ثُمَّ أَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقُلْتُ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِيْ ثُمَّ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِيْ

۲۹۰۴۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح اور اس طرح اور اس طرح یعنی تین بار دونوں ہاتھ بھر بھر کر دوں گا تو بحرین کے ملک سے مال نہ آیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا سو جب بحرین کے ملک سے مال آیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پکارنے والے کو حکم کیا تو اس نے پکارا کہ جس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض ہو یا جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو تو چاہیے کہ ہمارے پاس آئے تو میں ان کے پاس آیا سو میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس طرح اس طرح فرمایا ہے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو دونوں ہاتھ بھر بھر کر تین بار دیا اور سفیان اپنے دونوں ہاتھ بھرنے لگے پھر ہم کو کہا اسی طرح کہا ہمارے واسطے ابن منکدر نے اور جابر نے ایک بار کہا کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے ان سے مال مانگا تو انہوں نے مجھ کو نہ دیا پھر میں ان کے پاس آیا تو بھی انہوں نے مجھ کو نہ دیا پھر میں تیسری بار ان کے پاس آیا تو بھی انہوں نے مجھ کو

ثُمَّ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي فَإِمَّا أَنْ تُعْطِيَنِي وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّي قَالَ قُلْتَ تَبْخَلُ عَنِّي مَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُعْطِيَكَ. قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ فَحَثَا لِيْ حَثْيَةً وَقَالَ عُدَّهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَ مِائَةٍ قَالَ فَخُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ وَقَالَ يَعْنِي ابْنَ الْمُنْكَدِرِ وَأَيُّ دَآءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ.

نہ دیا تو میں نے کہا کہ میں نے تم سے مانگا تھا تو تم نے مجھ کو نہ دیا پھر میں نے تم سے مانگا تو بھی تم نے مجھ کو نہ دیا پھر میں نے تم سے مانگا تو بھی تم نے مجھ کو نہ دیا سو یا تو مجھ کو دیتا ہے یا مجھ سے بخل کرتا ہے صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو کہتا ہے کہ مجھ سے بخل کرتا ہے نہیں منع کیا میں نے تجھ کو ایک بار مگر میں نے چاہا کہ تجھ کو دوں یعنی لیکن کوئی شغل مجھ کو مانع ہوا سفیان نے کہا اور حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن علی نے محمد بن علی سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو دونوں ہاتھ بھر کر دیے اور کہا گن تو میں نے ان کو پانچ سو درہم پایا تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہزار درہم اور لے لے اور ابن منکدر نے کہا کہ کوئی بیماری بخل سے بدتر نہیں۔

فائدہ: اور تحقیق گزر چکی ہے کفالے میں توجیہ وفا کرنے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی واسطے وعدوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کا خلاف کرنا جائز نہیں پس یہ نازل ہے بجائے ضمان کے صحت میں اور بعض کہتے ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو بطور نفل کے کیا تھا اور ان پر اس کی قضا لازم نہ تھی اور جو باب انجاز الوعد میں گزرا وہ اولی ہے اور یہ کہ نہیں دعویٰ کیا تھا جابر رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ اس کا قرض ہے پس نہ مطالبہ کیا ان سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ساتھ گواہ کے اور پورا کیا گیا یہ واسطے اس کے بیت المال سے جس کا امر امام کی رائے کے سپرد ہے اور یہی مراد ہے امام بخاری رحمہ اللہ کی اور ساتھ اسی کے باب باندھا ہے اس نے اور سوائے اس کے نہیں کہ مؤخر کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دینا جابر رضی اللہ عنہ کو یہاں تک کہ کہا جابر رضی اللہ عنہ نے واسطے اس کے جو کچھ کہا یا تو واسطے کسی امر اہم کے تھا یا اس واسطے کہ اس کو حرص پر باعث ہو یا مثل اس کی بہت مسائل نہ ہو جائیں اور ان کی مراد مطلق منع کی نہ تھی اور ظاہر وارد کرنا امام بخاری رحمہ اللہ کا اس حدیث کو اس جگہ یہ ہے کہ مصرف اس کا نزدیک ان کے مصرف خمس کا ہے۔ (فتح)

۲۹۰۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ غَنِيْمَةً بِالْجِعْرَانَةِ إِذْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ

۲۹۰۵۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں غنیمت تقسیم کرتے تھے کہ ناگہاں ایک مرد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ انصاف کرو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ بدبخت ہوا اگر میں نے انصاف نہ کیا۔

اعْدِلُ فَقَالَ لَهُ لَقَدْ شَقِيتُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ.

فائدہ: اس کے معنی ظاہر ہیں اس میں کوئی اعتراض نہیں اور شرط نہیں مستلزم ہے وقوع کو اس واسطے کہ حضرت ﷺ غیر عادلوں سے نہیں تا کہ آپ ﷺ کے واسطے بدبختی حاصل ہو بلکہ آپ ﷺ عادل ہیں پس نہ بدبخت ہوں گے اور بعضوں نے کہا کہ شقیت میں ت خطاب کی ہے یعنی البتہ بدبخت ہوا تو اے تابع اس واسطے کہ تو پیروی کرتا ہے اس کی جو عدل نہیں کرتا یا اس واسطے کہ تو اعتقاد رکھتا ہے اپنے نبی کے حق میں اس قول کو جو ادنی مومن سے صادر نہیں ہوتا چہ جائے کہ نبی سے اور اس کی پوری شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَا مَنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأُسَارَى مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمِّسَ.

بیان ہے اس چیز کا کہ احسان کیا حضرت ﷺ نے قیدیوں پر بغیر اس کے کہ خمس لیں۔

فائدہ: مراد ساتھ اس ترجمہ کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے واسطے جائز تھا کہ تصرف کریں غنیمت میں ساتھ اس چیز کے کہ دیکھیں اس کو مصلحت پس زیادہ دیتے تھے راس غنیمت سے اور کبھی خمس سے اور استدلال کیا گیا ہے واسطے پہلے کے ساتھ اس کے کہ تھے حضرت ﷺ احسان کرتے قیدیوں پر اصل غنیمت سے اور کبھی خمس سے پس دلالت کی اس نے اس پر کہ جائز تھا واسطے آپ ﷺ کے یہ کہ زیادہ دیں اصل غنیمت سے۔ (فتح)

۲۹۰۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هٰؤُلَاءِ النَّتْنٰى لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ.

۲۹۰۶۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے قیدیوں کے حق میں فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا تو پھر مجھ سے ان ناپاک گندوں کے حق میں سفارش کرتا تو میں ان کو چھوڑ دیتا۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ وجہ احتجاج کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ نہیں جائز ہے بیچ حق حضرت ﷺ کے یہ کہ خبر دیں کسی چیز سے کہ اگر واقع ہو تو البتہ کریں اس کو اور وہ جائز نہ ہو پس دلالت کی اس نے اس پر کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ احسان کرے قیدیوں پر بغیر فدا کے برخلاف اس کے جو اس کو منع کرتا ہے کما تقدم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں قرار پاتا ملک غنیمت لانے والوں کا غنائم پر مگر بعد قسمت کے اور یہی قول ہے مالکیہ اور حنفیہ کا اور شافعی نے کہا کہ مالک ہوتے ہیں ساتھ نفس غنیمت کے اور جواب حدیث باب سے یہ ہے کہ یہ محمول ہے اس پر کہ وہ غنیمت لانے والوں کی رضامندی سے دیتے تھے اور نہیں حدیث میں جو اس کو منع کرے پس نہیں لائق ہے وہ حجت پکڑنے کے اور واسطے فریقین کے کئی استدلال اور جواب ہیں جو اس مسئلہ سے متعلق ہیں لیکن ہم ان کو

ذکر نہیں کرتے اس واسطے کہ وہ حدیث باب سے ماخوذ نہیں نہ بطور نفی کے اور نہ بطور اثبات کے اور بعید جانا ہے حمل مذکور کو ابن منیر نے کہا کہ پس کہ غانمین کے دل کی رضامندی عقود اختیار یہ سے ہے پس احتمال ہے کہ بعضوں نے اذعان نہ کیا ہو پس کس طرح پکا کیا ہے اس نے قول کو ساتھ اس کے کہ دی ان کو مع آنکہ امر موقوف ہے اوپر اختیار اس شخص کے جو احتمال ہے کہ نہ مسامحت کرے میں کہتا ہوں کہ جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ تھا یہ باعتبار اس چیز کے کہ پہلے تھی اول امر میں کہ غنیمت اول امر میں تھی خرچ کرتے تھے اس کو جس جگہ چاہتے تھے اور فرض ہونا خمس کا سوائے اس کے نہیں کہ نازل ہوا ہے بعد قسمت غنائم بدر کے کما تقرر پس نہیں حجت ہے اس وقت اس حدیث میں اور تحقیق انکار کیا ہے داؤدی نے دخول تخمیس کا بیچ اساری بدر کے پس کہا اس نے کہ نہیں واقع ہوا بیچ ان کے سوائے دو امروں کے یا احسان کرنا بغیر مال کے یا ساتھ چھڑوانے کے اور جواب یہ ہے کہ نہیں لازم آتا وقوع ایک یا دو چیزوں کے سے اس قسم سے کہ اس میں اختیار دیا گیا ہو منع کرنا تجیز کا اور تحقیق قتل کیا حضرت ﷺ نے ان میں سے عقبہ بن ابی معیط کو اور یہ دعویٰ کرنا اس کا کہ قریش نہیں داخل ہوتے تلے غلامی کے محتاج ہے طرف دلیل خاص کی۔ (فتح)

بَابُ وَمِنَ الدَّلِيْلِ عَلٰى أَنَّ الْخُمُسَ لِلْإِمَامِ وَأَنَّهُ يُعْطِيْ بَعْضَ قَرَابَتِهِ دُوْنَ بَعْضٍ مَّا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي الْمُطَّلِبِ وَبَنِيْ هَاشِمٍ مِّنْ خُمُسِ خَيْبَرَ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لَمْ يَعُمَّهُمْ بِذٰلِكَ وَلَمْ يَخُصَّ قَرِيْبًا دُوْنَ مَنْ هُوَ أَحْوَجُ إِلَيْهِ وَإِنْ كَانَ الَّذِيْ أَعْطٰى لِمَا يَشْكُوْ إِلَيْهِ مِنَ الْحَاجَةِ وَلِمَا مَسَّتْهُمْ فِيْ جَنْبِهٖ مِنْ قَوْمِهِمْ وَحُلَفَآئِهِمْ.

باب ہے اور دلیل اس کی کہ خمس واسطے امام کے ہے اور یہ کہ وہ دے اپنے بعض قرابت والوں کو سوائے بعض کے وہ چیز ہے کہ تقسیم کی حضرت ﷺ نے واسطے اولاد ہاشم کے اور اولاد مطلب سے خمس خیبر سے اور عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ حضرت ﷺ نے تمام قریش کو نہ دیا یعنی بلکہ بعض کو دیا اور نہ خاص کیا حضرت ﷺ نے قرابت والے کو سوائے اس کے کہ اس کو غنیمت کی زیادہ حاجت تھی اگرچہ تھا وہ جس کو دیا تھا بعید تر قرابت میں اس شخص سے کہ اس کو نہ دیا واسطے اس کے کہ شکایت کرتا تھا طرف آپ ﷺ کی حاجت سے۔

فائدہ: یہ تعلیل ہے واسطے دینے اس شخص کے کہ بعید تر ہے قرابت میں اور واسطے تکلیف کے کہ پہنچی ان کو حضرت ﷺ کی جہت سے قوم ان کی سے اور ہم قسموں ان کے سے یعنی ہم قسموں قوم ان کے سے بسبب اسلام کے۔ (فتح)

۲۹۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ

۲۹۰۷۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عثمان دونوں حضرت ﷺ کی طرف چلے سو ہم نے کہا کہ یا

الْمُسَيَّبِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَّاحِدَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَنُو الْمُطَّلِبِ وَبَنُو هَاشِمٍ شَيْءٌ وَّاحِدٌ. قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ وَزَادَ قَالَ جُبَيْرٌ وَّلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَّلَا لِبَنِي نَوْفَلٍ وَّقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَبْدُ شَمْسٍ وَّهَاشِمٌ وَّالْمُطَّلِبُ إِخْوَةٌ لِّأُمٍّ وَّأُمُّهُمْ عَاتِكَةُ بِنْتُ مُرَّةَ وَكَانَ نَوْفَلٌ أَخَاهُمْ لِأَبِيْهِمْ.

حضرت ﷺ آپ نے مطلب کی اولاد کو دیا اور ہم کو نہیں دیا اور حالانکہ ہم اور وہ آپ سے نسب میں برابر ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مطلب کی اولاد اور ہاشم کی تو ایک ہی چیز ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ تقسیم کیا حضرت ﷺ نے واسطے اولاد عبد شمس کے اور نہ واسطے اولاد نوفل کے اور اسحق نے کہا کہ عبد شمس اور ہاشم اور مطلب آپس میں بھائی ہیں ماں کی طرف سے اور ان کی ماں عاتکہ بن مرہ ہے اور تھا نوفل بھائی ان کا باپ کی طرف سے۔

فائدہ: عبد مناف کے چار بیٹے تھے ایک ہاشم دوسرے مطلب تیسرے عبد شمس چوتھے نوفل سو جبیر نوفل سے ہیں اور عثمان عبد شمس سے سو حضرت ﷺ نے ہاشم اور مطلب کی اولاد کو دیا اور عبد شمس اور نوفل کی اولاد کو نہ دیا اگرچہ نسب میں سب حضرت ﷺ کے برابر ہیں تو یہ اس واسطے ہے کہ مطلب اور ہاشم کی اولاد ایک چیز ہے یعنی ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوئے کفر اور اسلام میں ہمیشہ شریک رہے یہ سبب ہے ان کی خصوصیت کا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے شافعی کے اور جو ان کے موافق ہیں کہ حصہ ذوی القربیٰ کا یعنی جو آیت واعلموا انما غنمتم الآیۃ میں مذکور ہے خاص ہے واسطے اولاد ہاشم اور مطلب کے سوا باقی قرابتیوں حضرت ﷺ کی قریش اور عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ وہ خاص ہاشم کی اولاد ہیں اور یہی قول ہے زید بن ارقم کا اور ایک گروہ کوفیوں کا اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے واسطے لاحق کرنے بنی مطلب کے ساتھ بنی ہاشم کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ سب قریش ہیں لیکن امام ان میں سے جس کو چاہے دے اور یہ قول اصح کا ہے اور یہ حدیث حجت ہے اوپر اس کے اور اس میں توہین ہے اس شخص کے قول کی جو کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے تو صرف ان کو حاجت کے لیے دیا تھا اس لیے کہ اگر ان کو حاجت کے لیے دیتے تو نہ خاص کرتے ایک قوم کو سوائے دوسری کے اور حدیث ظاہر ہے اس میں کہہ دیا تھا ان کو بہ سبب مدد کرنے کے اور جو تکلیف کہ پہنچی ان کو بہ سبب اسلام کے اپنی باقی قوم سے جو مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

اور خلاصہ یہ ہے کہ آیت نص ہے اوپر مستحق ہونے حضرت ﷺ کے قرابت والوں کے اور وہ ثابت ہے عبد شمس کی اولاد میں اس لیے کہ وہ بھائی اور نوفل کی اولاد میں جبکہ نہ اعتبار کی جائے قرابت ماں کی اور اختلاف کیا ہے شافعیہ نے بیچ سبب نکالنے ان کے کے پس بعض کہتے ہیں کہ علت قرابت ہے ساتھ نصرت کے اسی لیے داخل ہوئے بنی ہاشم اور بنی مطلب اور نہ داخل ہوئے۔ بنی عبد شمس اور بنی نوفل واسطے گم ہونے جزو علت کے یا شرط اس کے اور بعض کہتے ہیں کہ استحقاق بالقرابت ہے اور پایا گیا ساتھ بنی نوفل اور بنی عبد شمس کے مانع اس لیے کہ وہ بنی ہاشم سے لڑے اور تیسرا قول یہ ہے کہ قربیٰ عام ہی مخصوص ہے بیان کیا ہے اس کو سنت نے اور ابن بطال نے کہا کہ اس میں رد ہے واسطے قول شافعی کے کہ خمس الخمس تقسیم کیا جائے درمیان ذوی القربیٰ کے نہ زیادہ دیا جائے مالدار کو فقیر سے اور یہ کہ تقسیم کیا جائے درمیان ان کے اس طور سے کہ مرد کو دو حصے دے جائیں اور عورت کو ایک حصہ میں کہتا ہوں کہ نہیں حجت ہے بیچ اس کے نہ بطور اثبات کے اور نہ بطور نفی کے ایپر اول پس نہیں حدیث میں مگر یہ کہ تقسیم کیا خمس الخمس کو درمیان بنی ہاشم اور مطلب کے اور نہیں تعرض کیا واسطے تفضیل کے اور نہ واسطے عدم اس کے کے اور جب نہ تعرض کیا تو اصل قسمت میں جبکہ مطلق ہو تسویہ اور تعمیم ہے پس حدیث اس وقت حجت ہے واسطے شافعی کے نہ اوپر اس کے اور ممکن ہے پہنچنا طرف تعمیم کی بایں طور کہ حکم کرے امام اپنے نائبوں کو ہر ملک میں ساتھ ضبط کرنے اس شخص کے اس میں ہے اور جائز ہے نقل کرنا ایک مکان سے طرف دوسرے مکان کے واسطے حاجت کے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ خاص ہے ہر طرف ساتھ اس شخص کے کہ اس میں ہے اور ایپر ثانی شق پس نہیں اس میں تعرض واسطے کیفیت قسمت کے لیکن ظاہر اس کا تو یہ ہے اور یہ قول ہے مزنی کا اور ایک گروہ کا پس جو اس کو میراث کی طرح ٹھہراتا ہے وہ دلیل کا محتاج ہے اور اکثر علماء کا یہ مذہب کہ قسمت میں سب قرابت ولوں کو حصہ دیا جائے بخلاف یتیموں کے پس خاص کئے جائیں ان میں سے فقیر نزدیک شافعی اور احمد کے اور مالک سے روایت ہے کہ عام کرے ان کو دینے میں اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ خاص کیا جائے فقیروں کو دونوں قسموں سے اور شافعی کی حجت یہ ہے کہ جب وہ زکوۃ سے منع کئے گئے ہیں تو عام کیے جائیں ساتھ سہم کے اور نیز اس لیے کہ وہی قرابت کی جہت سے دیے گئے ہیں بخلاف یتیموں کے کہ وہ خالی جگہ کے بند کرنے یعنی ان کو دفع حاجت کے لیے دیا جاتا ہے واسطے دیئے گئے ہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يُخَمِّسِ الْأَسْلَابَ. باب ہے بیان میں اس شخص جو سلب سے پانچواں حصہ نہیں نکالتا یعنی جیسے کہ غنیمت میں سے نکالتے ہیں۔

فائدہ: سلب وہ چیز ہے جو پائی جاتی ہے ساتھ لڑنے والے کے ملبوس وغیرہ سے نزدیک جمہور کے یعنی خواہ گھوڑا وغیرہ ہو یا کوئی چیز پہننے کی ہو اور امام احمد سے روایت ہے کہ نہیں داخل ہوتا سلب میں چوپایہ اور شافعی سے روایت ہے کہ سلب خاص ہے ساتھ ہتھیاروں لڑائی کے۔

وَمَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا فَلَهُ سَلَبُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمِّسَ وَحُكْمِ الْإِمَامِ فِيْهِ.

اور جو مسلمان جہاد میں کسی کافر کو مارے تو اس کے اسباب اور ہتھیار کا مالک مارنے والا ہے بغیر اس کے کہ اس سے پانچواں حصہ نکالا جائے اور حکم کرنا امام کا بیچ اس کے۔

فائدہ: یہ جو کہا بغیر خمس کے تو یہ بخاری کی فقاہت سے ہے اور گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس کی کہ مسئلہ میں اختلاف ہے اور وہ اختلاف مشہور ہے اور جس چیز کو ترجمہ باب شامل ہے یہی مذہب جمہور کا اور وہ یہ ہے کہ قاتل مستحق ہوتا ہے سلب کو برابر ہے کہ لشکر کے سردار نے لڑائی سے پہلے یہ بات کہی ہو کہ جو کسی کافر کو مارے تو اس کے اسباب کا مالک مارنے والا ہے یا یہ بات نہ کہی ہو اور یہی ظاہر ابو قتادہ کی حدیث کا جو باب کی دوسری حدیث ہے اور کہا کہ یہ حضرت ﷺ کا فتوی ہے اور اخبار ہے حکم شرعی سے اور مالکیہ اور حنفیہ سے روایت ہے کہ نہیں مستحق ہوتا اس کو قاتل مگر یہ کہ امام اس کے واسطے یہ شرط کرے اور مالک سے روایت ہے کہ امام کو اختیار ہے کہ خواہ سلب قاتل کو دے یا اسے پانچواں حصہ نکالے اور اختیار کیا ہے اس کو اسماعیل قاضی نے اور اسحاق سے روایت ہے کہ جب اسباب بہت ہو تو اس سے پانچواں حصہ نکالا جائے اور مکحول اور ثوری سے روایت ہے کہ مطلق خمس نکالا جائے اور شافعی سے بھی محکی ہے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ عموم اس آیت کے۔ وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ اور نہیں مستثنی کیا اس سے کسی چیز کو اور حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ اس حدیث کے کہ جو کسی کافر کو مار ڈالے تو اس کے سب اسباب کا مالک مارنے والا ہے پس خاص کیا ہے اس حدیث نے اس عموم کو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کہ نہیں فرمائی حضرت ﷺ نے یہ حدیث کہ جو مسلمان کسی کافر کو مار ڈالے تو اس کے اسباب کا مالک مارنے والا ہے مگر دن جنگ حنین کے مالک نے کہا نہیں پہنچی مجھ کو یہ خبر کہ حضرت ﷺ نے جنگ حنین کے سوا یہ فرمایا ہو اور شافعی وغیرہ نے جواب دیا ہے کہ حضرت ﷺ سے یہ حدیث کئی جگہوں میں مروی ہے ایک تو جنگ بدر کے دن جیسے کہ بار کی اول حدیث میں ہے اور ایک جنگ احد کے دن جبکہ حاطب نے ایک کافر کو قتل کیا تو حضرت ﷺ نے اس کا تمام اسباب اس کو دیا روایت کی یہ حدیث بیہقی نے اور ایک جنگ موتہ میں جبکہ عقیل بن ابی طالب نے ایک مرد کو قتل کیا تو حضرت ﷺ نے اس کا سب اسباب اس کو دیا پھر یہ بات اصحاب کے نزدیک مقرر ہوئی جیسے کہ روایت کی ہے مسلم نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بیچ قصے اس کے کے ساتھ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اور انکار کرنے اس کے کی اوپر اس کے بیچ لینے اس کے کے اسباب کو قاتل سے اور جیسے کہ روایت کی ہے حاکم جو بیہقی نے ساتھ اسناد صحیح کے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ عبداللہ بن جحش نے احد کے دن کہا کہ آؤ ہم دعا کریں سو سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ الٰہی روزی دے مجھ کو ایک مرد جس کی لڑائی سخت ہو سو میں اس سے لڑوں اور مجھ سے لڑے پھر روزی دے مجھ کو اس پر فتح یہاں تک کہ کہ میں اس کو مار ڈالوں اور اس کا اسباب لوں اور جیسے کہ روایت کی ہے احمد نے ساتھ اسناد

قوی کے عبداللہ بن زبیر سے کہ تھی صفیہ بیچ قلعے حسان بن ثابت کے دن خندق کے پھر ذکر کی ساری حدیث بیچ قصے قتل اس کے کے یہودی کو اور کہنے اس کے کے واسطے حسان کے اتر اور اس کا اسباب لے تو حسان نے کہا کہ مجھ کو اس کے اسباب کی کچھ حاجت نہیں اور جیسے کہ روایت کی ہے ابن اسحاق نے مغازی میں بیچ قصے قتل کرنے علی مرتضی کے عمرو بن عبد کو دن خندق کے بھی تو عمر نے اس کو کہا کہ تو نے اس کی زرہ کیوں نہیں اتاری پس تحقیق نہیں واسطے عرب کے بہتر اس سے اور نیز حضرت ﷺ نے حنین کے دن یہ حدیث فرمائی تھی تو لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد فرمائی تھی جیسا کہ باب کی دوسری حدیث میں صریح موجود ہے یہاں تک کہ مالک نے کہا کہ مکروہ ہے واسطے امام کے یہ کہ کہے جو کسی کافر کو مار ڈالے تو اس کے اسباب کا مالک مارنے والا ہے تاکہ غازیوں کی نیت ضعیف نہ ہو جائے اور نہیں فرمایا حضرت ﷺ نے یہ مگر بعد گزرنے لڑائی کے اور حنفیہ سے روایت ہے کہ اس میں کراہت نہیں اور جب اس کو لڑائی سے پہلے کہے یا لڑائی کے درمیان کہے تو مستحق ہوتا ہے قاتل سلب کا۔ (فتح)

۲۹۰۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ فَنَظَرْتُ عَنْ يَّمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ فَإِذَا أَنَا بِغُلَامَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ حَدِيْثَةٍ أَسْنَانُهُمَا تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُوْنَ بَيْنَ أَضْلَعَ مِنْهُمَا فَغَمَزَنِيْ أَحَدُهُمَا فَقَالَ يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ قُلْتُ نَعَمْ مَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِيْ قَالَ أُخْبِرْتُ أَنَّهٗ يَسُبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَئِنْ رَأَيْتُهٗ لَا يُفَارِقُ سَوَادِيْ سَوَادَهٗ حَتّٰى يَمُوْتَ الْأَعْجَلُ مِنَّا فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ فَغَمَزَنِي الْآخَرُ فَقَالَ لِيْ مِثْلَهَا فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلٰى أَبِيْ جَهْلٍ يَجُوْلُ فِي النَّاسِ قُلْتُ أَلَا إِنَّ هٰذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِيْ

۲۹۰۸۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں صف میں کھڑا تھا جنگ بدر کے دن تو میں نے اپنی دائیں بائیں دیکھا تو ناگہاں میں نے دو انصار کے لڑکے دیکھے جو نو عمر تھے سو میں نے تمنا کی کہ ہوتا میں درمیان دو شخصوں قوی تر اور دیرینہ سال کے ان دونو جوانوں سے یعنی میں نے شجاعت میں ان کو حقیر جانا کہ جوان نا آزمودہ کار ہیں مبادا بھاگ جائیں اور مجھ کو معیوب کریں تو دونوں میں سے ایک نے مجھ کو چوکا اور کہا کہ اے چچا کیا تو ابوجہل کو پہچانتا ہے کہ کون ہے میں نے کہا کہ ہاں اے میرے بھتیجے تجھ کو اس کی طرف کیا حاجت ہے اس نے کہا کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ وہ حضرت ﷺ کو گالی دیتا ہے اور قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر میں اس کو دیکھوں تو نہ جدا ہوگا بدن میرا اس کے بدن سے یہاں تک کہ کہ ہم میں سے بہت جلد باز مرے یعنی جس کی موت پہلے آئی اور پہلے مرے گا سو میں نے ایک اس کے کہنے کے سبب سے تعجب کیا کہ بڑی شجاعت اور محبت حضرت ﷺ سے رکھتے ہیں عبدالرحمن نے کہا پھر

سَأَلْتُمَانِي فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا فَضَرَبَاهُ حَتّٰى قَتَلَاهُ ثُمَّ انْصَرَفَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَاهُ فَقَالَ أَيُّكُمَا قَتَلَهُ قَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا أَنَا قَتَلْتُهُ فَقَالَ هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا قَالَا لَا فَنَظَرَ فِي السَّيْفَيْنِ فَقَالَ كِلَاكُمَا قَتَلَهُ سَلَبُهُ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ وَكَانَا مُعَاذَ بْنَ عَفْرَآءَ وَمُعَاذَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ. قَالَ مُحَمَّدٌ سَمِعَ يُوْسُفُ صَالِحًا وَّإِبْرَاهِيْمَ أَبَاهُ.

دوسرے نے مجھ کو چوکا اور کہا مجھ کو مانند اس کی یعنی مانند قول پہلے کے سو کچھ دیر نہ ہوئی کہ میں نے ابوجہل کو دیکھا کہ لوگوں میں پھرتا ہے تو میں نے کہا کہ خبردار ہو کہ بے شک یہ ہے تمہارا ساتھی جس کا حال تم نے مجھ سے پوچھا تھا یعنی دیکھو ابوجہل یہی ہے تو دونوں نے اپنی تلواروں کے ساتھ ابوجہل کی طرف جلدی کی سو اس کو مارا یہاں تک کہ اس کو قتل کیا پھر وہ دونوں حضرت ﷺ کی طرف پھرے اور حضرت ﷺ کو خبر دی کہ ہم نے ابوجہل کو مار ڈالا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں میں سے کس نے اس کو مارا تو ہر ایک نے کہا کہ میں نے اس کو مارا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنی تلواریں پونچھ ڈالیں دونوں نے کہا کہ نہیں تو آپ نے تلواروں کو دیکھا سو فرمایا کہ تم دونوں نے اس کو مارا اور اس کا اسباب واسطے معاذ بن عمرو کے ہے اور وہ دونوں معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو تھے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے قول اس کا ہے اس کے اخیر میں کہ تم دونوں نے اس کو مارا اور اسباب اس کا واسطے معاذ بن عمرو کے ہے پس تحقیق حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو قائل ہے کہ مقتول کا اسباب قاتل کو دینا امام کی رائے کے سپرد ہے اور طحاوی وغیرہ نے اس کی یوں تقریر کی ہے کہ اگر اسباب قاتل کے لیے واجب ہوتا تو ہوتا اسباب مستحق ساتھ قتل کے اور البتہ تقسیم کرنے اس کو درمیان دونوں کے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے بیچ قتل اس کے کے پس جب ایک کو اس کے ساتھ خاص کیا تو معلوم ہوا کہ وہ قتل کے سبب سے مستحق نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ مستحق ہوتا ہے ساتھ تعیین امام کے اور جواب دیا ہے جمہور نے ساتھ اس کے کہ سیاق میں دلالت ہے کہ اس پر کہ سلب کا مستحق وہ ہوتا ہے جو قتل میں خونریزی کرے اگرچہ شریک ہو اس کو غیر اس کا بیچ مارنے اور زخمی کرنے کی مہلب نے کہا کہ دیکھنا حضرت ﷺ کا تلواروں کو اس لیے تھا کہ دیکھیں وہ چیز کہ پہنچی ہے خون کی تلواروں دونوں کے سے اور مقدار عمق دخول ان کے بیچ جسم مقتول کے تاکہ حکم کریں ساتھ سلب کے لیے اس شخص کے کہ ہو بیچ اس کے ابلغ اسی لیے پہلے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنی تلواریں پونچھ ڈالیں۔ اس لیے کہ اگر انہوں نے پونچھ ڈالی ہوتیں تو نہ ظاہر ہوتی مراد اس سے اور سوائے اس کے نہیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں نے اس کو مارا اگرچہ ایک نے خونریزی کی تھی تاکہ دوسرے کے جی کو خوش کریں۔ (فتح)

۲۹۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ مَّوْلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ جَوْلَةٌ فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلَا رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاسْتَدَرْتُ حَتّٰى أَتَيْتُهُ مِنْ وَّرَآئِهِ حَتّٰى ضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ عَلٰى حَبْلِ عَاتِقِهِ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِيْ ضَمَّةً وَّجَدْتُ مِنْهَا رِيْحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِيْ فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ قَالَ أَمْرُ اللّٰهِ ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوْا وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا لَّهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِيْ ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا لَّهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِيْ ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ مِثْلَهُ فَقُمْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ فَاقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَلَبُهُ عِنْدِيْ فَأَرْضِهِ عَنِّيْ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَاهَا اللّٰهِ إِذًا لَّا يَعْمِدُ إِلٰى أَسَدٍ مِّنْ أُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ

۲۹۰۹۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ حنین کے سال حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے سو جب مسلمان کافروں سے ملے یعنی لڑنے لیے تو مسلمانوں کو شکست ہوئی سو میں نے ایک مشرک کو دیکھا کہ ایک مسلمان پر غالب ہوا تو میں اس کے گرد گھوما یہاں تک کہ میں نے اس کی رگ گردن پر تلوار ماری تو وہ مشرک مجھ پر متوجہ ہوا اور اس نے مجھ کو بھینچا بھینچنا یہاں تک کہ میں نے اس سے موت کی بو پائی یعنی قریب المرگ ہوا پھر اس کو موت نے پایا تو اس نے مجھ کو چھوڑ دیا پھر میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جا ملا تو میں نے کہا کہ کیا حال ہے لوگوں کا کہ بھاگتے ہیں اس نے کہا کہ اللہ کا حکم ہے یعنی کہ تقدیر سے ہوا پھر لوگ پھرے یعنی لڑائی سے فارغ ہوئے اور حضرت ﷺ بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی کافر کو مار ڈالے اور اس کے پاس اس کے مارنے کے گواہ بھی ہوں تو اس کے اسباب اور ہتھیار کا مالک مارنے والا ہے سو میں کھڑا ہوا اور میں نے کہا کہ کون شخص ایسا ہے کہ میرے لیے گواہی دیں پھر میں بیٹھ گیا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی کافر کو مار ڈالے اور اس کے پاس اس کے مارنے کے گواہ بھی ہوں تو اس کے اسباب کا مالک مارنے والا ہے تو میں نے کہا کہ کوئی مرد ایسا ہے کہ میرے واسطے گواہی دے پھر میں بیٹھ گیا پھر حضرت ﷺ نے تیسری بار اسی طرح فرمایا تو میں کھڑا ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا ہے واسطے تیرے اے ابوقتادہ تو میں نے آپ سے قصہ بیان کیا سو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت یہ سچا ہے اور اس کا اسباب میرے پاس ہے سو اس کو میری طرف سے راضی کر دو یعنی اس کو اس اسباب کے عوض کچھ اسباب دیجیے تا کہ یہ اسباب میرے پاس رہے تو صدیق

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْكَ سَلَبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَأَعْطَاهُ فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ بِهٖ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ.

اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یوں نہ چاہیے اس وقت نہ قصد کریں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طرف ایک شیر کی اللہ کے شیروں سے کہ ابو قتادہ ہے کہ لڑتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی خوشی کے لیے پھر دیویں تجھ کو اسباب اس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اسباب ابو قتادہ کو دیا سو میں نے زرہ بیچ کر بنی سلمہ کے محلے میں ایک باغ خریدا پس تحقیق وہ اول مال ہے جس کو میں نے اسلام میں جمع کیا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر داخل ہونے اس شخص کے کہ نہیں نکالا جاتا واسطے اس کے حصہ بیچ قول عموم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جو کسی کو مار ڈالے اس کے اسباب کا مالک اس کے مارنے والا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہ سے بھی ایک قول یہی ہے اور یہی قول ہے مالک کا کہ نہیں مستحق ہوتا سلب کو مگر جو شخص مستحق ہو حصے کو یعنی غنیمت سے اس واسطے کہ اس نے کہا ہے کہ جب سہم کا مستحق نہ ہوا تو سلب کا مستحق بطریق اولی نہ ہوگا اور معارضہ کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ سہم معلق ہے مظنہ پر اور حاصل ہوتا ہے استحقاق سلب کا ساتھ فعل کے پس وہ اولی ہے اور یہ اصح ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ سلب واسطے قاتل کے ہے ہر حال میں یہاں تک کہ کہا ابو ثور اور ابن منذر نے کہ مستحق ہوتا ہے قاتل سلب کا اگرچہ مقتول بھاگا جاتا ہو اور کہا احمد نے کہ نہیں مستحق ہوتا اس کا مگر ساتھ لڑائی کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ سلب حق اس قاتل کا ہے جو خونریزی کرے اس کو ساتھ قتل کے سوائے اس شخص جو وقف کرے اوپر اس کے جیسا کہ آئے گا بیچ قصے ابن مسعود کے ساتھ ابو جہل کے بیچ جنگ بدر کے اور استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ مستحق ہوتا ہے قاتل سلب کو ہر مقتول سے یہاں تک اگرچہ مقتول عورت ہو اور یہی قول ہے ابو ثور اور ابن منذر کا اور کہا جمہور نے کہ شرط اس کی ہے کہ ہو مقتول لڑنے والوں سے اور اتفاق ہے اس پر کہ نہ قبول کیا جائے دعوی اس شخص کا کہ دعوی کرے سلب کا مگر ساتھ گواہوں کے کہ گواہی دیں کہ تحقیق اس نے قتل کیا ہے اس کو اور حجت اس میں قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس حدیث میں لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر اس کے پاس گواہ نہ ہوں تو اس کا دعویٰ قبول نہیں اور سیاق ابو قتادہ کا گواہی دیتا ہے واسطے اس کے اور اوزاعی سے روایت ہے کہ قبول کیا جائے دعویٰ اس کا بغیر گواہ کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو قتادہ کو بغیر گواہ کے دیا اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ واقدی کی مغازی میں واقع ہوا ہے کہ اوس بن خولی نے ابو قتادہ کے لیے گواہی دی اور برتقدیر اس کے کہ صحیح نہ ہو تو حمل کیا جائے گا اس پر کہ معلوم کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہی ہے قاتل ساتھ کسی طریق

کے طریقوں سے اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ مراد ساتھ گواہ کے وہ شخص ہے جو اقرار کرے کہ اس کے پاس سلب ہے پس وہ شاہد ہے اور شاہد ثانی وجود سلب کا ہے پس تحقیق وہ بجائے گواہ کے ہے اس پر کہ قتل کیا ہے اس کو اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے نہیں کہ مستحق ہوا اس کو ابو قتادہ ساتھ اقرار اس شخص کے کہ سلب اس کے ہاتھ میں تھا اور یہ ضعیف ہے اس لیے کہ سوائے اس کے نہیں کہ اقرار فائدہ دیتا ہے جبکہ ہو مال منسوب واسطے اس شخص کے کہ وہ اس کے ہاتھ میں ہے پس مؤاخذہ کیا جائے گا ساتھ اقرار اس کے کے اور مال اس جگہ منسوب ہے واسطے تمام لشکر اور نقل کیا ہے ابن عطیہ نے اکثر فقہاء سے کہ بینہ اس جگہ گواہ ایک ہے اکتفا کیا جائے ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الْخُمُسِ وَنَحْوِهٖ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ حضرت ﷺ دیتے تھے مؤلفہ قلوب وغیرہ کو خمس سے اور مانند اس کے سے۔

فائدہ: آئندہ آئے گا بیان ان کا اور وہ لوگ وہ ہیں جو مسلمان ہوں اور ان کی نیت ضعیف ہو یا ان کے دینے سے اور لوگوں کے مسلمان ہونے کی امید کی جاتی ہو اور وغیرہ سے مراد وہ لوگ ہیں کہ ان کے دینے میں کوئی مصلحت ہو اور نحوہ سے مراد مال جزیہ اور خراج اور فے کا ہے اور اسمٰعیل قاضی نے کہا کہ حضرت ﷺ مؤلفہ قلوب کو جو خمس سے حصہ دیتے تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ خمس امام کے اختیار میں ہے جس کو چاہے دے اور جس جگہ مصلحت دیکھے خرچ کرے اور طبری نے کہا کہ استدلال کیا ہے ساتھ ان حدیثوں کے جو زعم کرتا ہے کہ تھے حضرت ﷺ دیتے واسطے غیر مقاتلین کے اصل غنیمت سے اور کہا اس نے یہ قول مردود ہے ساتھ قرآن کے اور حدیثوں ثابتہ کے اور اختلاف کیا گیا ہے بعد آپ ﷺ کے کہ مؤلفہ قلوب کو کہاں سے دیا جائے بعض کہتے ہیں کہ نہیں باب کی حدیثوں میں کوئی چیز صریح ساتھ دینے کے نفس خمس سے۔ (فتح)

رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی روایت کیا ہے اس کو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف حدیث اس کی کے جو طویل ہے بیچ قصے حنین کے اور پوری حدیث آئندہ آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ قول اس کا ہے کہ جب عنایت کی اللہ نے اپنے رسول پر دن جنگ حنین کے تو تقسیم کیا مؤلفة القلوب میں۔ (فتح)

۲۹۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ

۲۹۱۰۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے کچھ مال مانگا تو آپ نے مجھے دیا پھر میں نے دوسری بار مانگا پھر حضرت ﷺ نے مجھ کو دیا پھر تیسری بار میں

حِزَامٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا حَكِيْمُ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى قَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى أُفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يَدْعُوْ حَكِيْمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَآءَ فَيَأْبٰى أَنْ يَّقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَأَبٰى أَنْ يَّقْبَلَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ إِنِّيْ أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِيْ قَسَمَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَأْبٰى أَنْ يَّأْخُذَهُ فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيْمٌ أَحَدًا مِّنَ النَّاسِ شَيْئًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تُوُفِّيَ.

نے مانگا پھر حضرت ﷺ نے مجھ کو دیا پھر مجھ سے فرمایا کہ اے حکیم البتہ یہ مال سرسبز اور شیریں یعنی بہت پیارا معلوم ہوتا ہے سو جس نے اس کو لیا جان کی سخاوت یعنی بے حرص سے لیا تو اس کے واسطے اس مال میں برکت دی جائے گی اور جس نے اس کو جان کی حرص سے لیا تو اس کو اس میں ہرگز برکت نہ ہوگی اور اسکا حال اس شخص کا سا حال ہوگا کہ کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اونچا ہاتھ بہتر ہے نیچے ہاتھ سے یعنی دینے والا جو ہاتھ اٹھا کر دیتا ہے افضل ہے مانگنے والے سے جو ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے اور لیتا ہے حکیم کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت قسم ہے اس کی جس نے آپ کو پیغمبر کیا ہے کہ میں آپ کے بعد زندگی بھر کسی سے کچھ نہ مانگوں گا یہاں تک کہ دنیا کو چھوڑوں سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں حکیم رضی اللہ عنہ کو بلایا تا کہ بیت المال سے اس کو حصہ دیں تو حکیم نے انکار کیا یہ کہ قبول کریں اس سے کچھ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا یعنی اپنی خلافت میں تا کہ ان کا حصہ ان کو دیں تو حکیم نے لینے سے انکار کیا تو فاروق نے کہا کہ اے گروہ مسلمانوں کے میں پیش کرتا ہوں اس پر حق اس کا جو تقسیم کیا ہے واسطے اس کے اللہ نے اس مال فے سے تو وہ لینے انکار کرتا ہے تو حکیم نے حضرت ﷺ کے بعد کسی سے کچھ چیز نہ لی یہاں تک کہ مر گئے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے۔

۲۹۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ كَانَ عَلَيَّ اعْتِكَافُ يَوْمٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَّفِيَ بِهِ قَالَ وَأَصَابَ عُمَرُ

۲۹۱۱۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ مجھ پر ایک دن کا اعتکاف ہے جس کی میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی تو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا کہ اس کو پورا کریں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حنین کے قیدیوں سے یعنی قوم ہوازن کی دو لونڈیاں پائیں سو ان کو مکے کے بعض

جَارِيَتَيْنِ مِنْ سَبْيِ حُنَيْنٍ فَوَضَعَهُمَا فِي بَعْضِ بُيُوْتِ مَكَّةَ قَالَ فَمَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى سَبْيِ حُنَيْنٍ فَجَعَلُوْا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ فَقَالَ عُمَرُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ انْظُرْ مَا هٰذَا فَقَالَ مَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّبْيِ قَالَ اذْهَبْ فَأَرْسِلِ الْجَارِيَتَيْنِ قَالَ نَافِعٌ وَّلَمْ يَعْتَمِرْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ وَلَوِ اعْتَمَرَ لَمْ يَخْفَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ. وَزَادَ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مِنَ الْخُمُسِ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِي النَّذْرِ وَلَمْ يَقُلْ يَوْمٍ.

گھروں میں رکھا کہا اس نے پس احسان کیا حضرت ﷺ نے قیدیوں پر تو وہ کوچوں میں دوڑنے لگے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عبداللہ دیکھ یہ کیا ہے تو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے قیدیوں پر احسان کیا ہے یعنی بغیر مال لینے کے ان کو چھوڑ دیا ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جا اور دو لونڈیوں کو چھوڑ دے نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں عمرہ کیا حضرت ﷺ نے جعرانہ سے اور اگر عمرہ کرتے تو عبداللہ رضی اللہ عنہ پر پوشیدہ نہ رہتا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ دونوں لونڈیاں خمس سے تھیں۔

فائدہ: ابن خزیمہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ذکر کیا گیا ہے نزدیک ابن عمر رضی اللہ عنہما کے عمرہ کرنا حضرت ﷺ کا جعرانہ سے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ نے جعرانہ سے عمرہ نہیں کیا اور میں نے عمرہ کے بابوں میں کئی حدیثیں بیان کی ہیں جو وارد ہیں اس میں کہ حضرت ﷺ نے جعرانہ سے عمرہ کیا اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی غنیمت تقسیم کرنے کے باب میں گزر چکی ہے اور ذکر کیا ہے میں نے سبب پوشیدہ رہنے عمرے جعرانہ کا بہت اصحاب پر پس چاہیے کہ رجوع کیا جائے طرف اس کی۔ (فتح)

۲۹۱۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا وَّمَنَعَ اٰخَرِيْنَ فَكَأَنَّهُمْ عَتَبُوْا عَلَيْهِ فَقَالَ إِنِّيْ أُعْطِيْ قَوْمًا أَخَافُ ظَلَعَهُمْ وَجَزَعَهُمْ وَأَكِلُ أَقْوَامًا إِلٰى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ

۲۹۱۲۔ عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بعضوں کو دیا اور بعضوں کو نہ دیا تو گویا ان لوگوں کو یعنی جن کو نہ دیا تھا حضرت ﷺ پر اعتاب کیا یعنی رنجیدہ ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں ایک قوم کو دیتا ہوں اس واسطے کہ ان کی کجی اور بے صبری سے ڈرتا ہوں اور بعض قوم کو اس پر چھوڑتا ہوں کہ اللہ نے ان کے دلوں میں بے پرواہی اور خیر ڈالی ہے انہیں میں سے عمرو بن تغلب ہے عمرو بن تغلب

الْخَيْرِ وَالْغِنٰى مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ. وَزَادَ أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِمَالٍ أَوْ بِسَبْيٍ فَقَسَمَهُ بِهٰذَا.

نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ میرے واسطے حضرت ﷺ کے اس قول کے بدلے سرخ اونٹ ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس مال یا قیدی لائے گئے تو حضرت ﷺ نے ان کو تقسیم کیا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے۔

٢٩١٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ أُعْطِيْ قُرَيْشًا أَتَأَلَّفُهُمْ لِأَنَّهُمْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ.

۲۹۱۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں قریش کو دیتا ہوں اس حال میں کہ ان سے لگاوٹ کرتا ہوں اس واسطے کہ ان کے کفر کا زمانہ قریب ہے۔

٢٩١٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَاسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَفَآءَ فَطَفِقَ يُعْطِيْ رِجَالًا مِّنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَّيَدَعُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ قَالَ أَنَسٌ فَحُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ مِّنْ أَدَمٍ وَّلَمْ

۲۹۱۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند انصاریوں نے حضرت ﷺ سے کہا جبکہ عنایت کی اللہ نے اپنے رسول پر قوم ہوازن کے مالوں سے جو کچھ کہ عنایت کی یعنی مال اسباب بہت ہاتھ آیا تو حضرت ﷺ قریش کو سو اونٹ دینے لگے تو انصار نے کہا کہ اللہ حضرت ﷺ کو بخشے کہ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اور حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپکتے ہیں یعنی ہماری تلواروں کے زور سے وہ مسلمان ہوئے ہیں انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو کسی نے ان کی بات حضرت ﷺ سے کہی تو حضرت ﷺ نے انصار کو بلا بھیجا تو ان کو چمڑے کے ایک قبے میں جمع کیا اور کسی غیر کو ان کے ساتھ نہ چھوڑا سو جب وہ جمع ہوئے تو حضرت ﷺ ان کی طرف تشریف لائے ۔ سو فرمایا کہ کیا بات ہے جو مجھ کو تم سے پہنچی تو ان کے بوجھ

يَدْعُ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَآئَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كَانَ حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ قَالَ لَهُ فُقَهَآؤُهُمْ أَمَّا ذَوُوْ آرَآئِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَّأَمَّا أُنَاسٌ مِّنَّا حَدِيْثَةٌ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَّيَتْرُكُ الْأَنْصَارَ وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ أُعْطِيْ رِجَالًا حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْا إِلٰى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ مَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ خَيْرٌ مِّمَّا يَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ رَضِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً شَدِيْدَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْحَوْضِ قَالَ أَنَسٌ فَلَمْ نَصْبِرْ.

والوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہمارے عقلمندوں نے تو کچھ نہیں کہا اور لیکن جو لوگ ہم میں سے نوعمر ہیں سو انہوں نے یہ بات کہی کہ اللہ حضرت ﷺ کو بخشے کہ قریش کو دیتے ہیں اور انصار کو نہیں دیتے اور حالانکہ ان کے خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں چند مردوں کو دیتا ہوں جن کے کفر کا زمانہ قریب ہے یعنی نومسلم ہیں یعنی تازہ کفر کو چھوڑا ہے کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ لوگ دنیا کا مال لے کر پھریں اور تم اپنے گھروں کی طرف اللہ کے رسول کو لے کر پھرو پس قسم ہے اللہ کی جس چیز کے ساتھ تم پلٹتے ہو بہتر ہے اس چیز سے کہ وہ اس سے پلٹتے ہیں تو انصار نے کہا کہ کیوں نہیں یا حضرت ﷺ تحقیق ہم راضی ہوئے تو حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ البتہ تم میرے بعد اپنے سوا اوروں کو مقدم پاؤ گے یعنی تمہارے سوا اور لوگوں کو حکومت ملے گی سو تم صبر کرتے رہو حتی کہ تم اللہ سے ملو اور اس کا رسول حوض کوثر پر ہو انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم نے صبر کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح مغازی میں آئے گی۔

۲۹۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ أَنَّهٗ بَيْنَا هُوَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۹۱۵۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ وہ اور بلال رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے ساتھ تھے حنین سے پلٹتے وقت کہ ناگہاں گنوار لوگ حضرت ﷺ کو لپٹے اور آپ ﷺ سے مانگنے لگے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو ایک کیکر کے درخت کی طرف ناچار کیا تو آپ ﷺ کی چادر درخت سے اٹک گئی تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے پھر فرمایا کہ مجھ کو میری

وَمَعَهُ النَّاسُ مُقْبِلًا مِّنْ حُنَيْنٍ عَلِقَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعْرَابُ يَسْأَلُوْنَهُ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ إِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَآئَهُ فَوَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْطُوْنِيْ رِدَآئِيْ فَلَوْ كَانَ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَّقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذُوْبًا وَّلَا جَبَانًا.

چادر دو سو اگر میرے پاس اس جنگل کے درختوں کے شمار کے برابر اونٹ ہوتے تو سب میں تم کو بانٹ دیتا پھر تم مجھ کو بخیل اور جھوٹا اور نامرد نہ پاتے۔

فائدہ: اس حدیث میں مذمت ہے خصال مذکورہ کی اور وہ بخل اور کذب اور نامردی ہے اور یہ کہ نہیں لائق ہے امام میں ان میں سے کوئی خصلت ہو اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھی بیچ حضرت مَثَالِیُّمُ کے حلم اور حسن خلق سے اور فراخی بخشش سے اور صبر کرنے سے اوپر ظلم گنواروں کے اور اس میں جواز ہے وصف کرنا مرد کا اپنے نفس کو ساتھ نیک خصلتوں کے وقت حاجت کے مانند خوف ظن اہل جہل کے برخلاف اس کے اور نہیں ہے یہ فخر مذموم سے اور اس میں رضامندی ہے سائل حق کے ساتھ وعدے کے جبکہ تحقیق ہو وعدہ کرنے والے سے تجیز یعنی جاری کرنا وعدے کا اور یہ کہ امام کو اختیار ہے بیچ قسمت غنیمت کے اگر چاہے تو بعد فارغ ہونے کے لڑائی سے اور اگر چاہے تو بعد اس کے۔ (فتح)

۲۹۱۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَّجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَذَبَهُ جَذْبَةً شَدِيْدَةً حَتّٰى نَظَرْتُ إِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَثَّرَتْ بِهِ حَاشِيَةُ الرِّدَآءِ مِنْ شِدَّةِ جَذْبَتِهِ ثُمَّ قَالَ مُرْ لِيْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَآءٍ.

۲۹۱۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت مَثَالِیُّمُ کے ساتھ چلتا تھا اور آپ پر ایک چادر تھی نجران کی جس کا کنارہ موٹا تھا اور ایک دیہاتی نے آپ مَثَالِیُّمُ کو پایا سو آپ کو سخت کھینچا یہاں تک کہ میں نے آپ مَثَالِیُّمُ کی گردن کے کنارے کو دیکھا کہ چادر کے کنارے نے اس میں اثر کیا ہے اس کے سخت کھینچنے سے پھر اس مرد نے کہا کہ حکم کریں کہ دیں مجھ کو اس مال سے کہ تمہارے پاس ہے سو حضرت مَثَالِیُّمُ نے اس کی طرف التفات کی اور ہنس پڑے پھر حضرت مَثَالِیُّمُ نے اس کے واسطے عطا کا حکم کیا۔

فائدہ: اور غرض اس سے بھی اخیر قول ہے کہ آپ مَثَالِیُّمُ نے اس کے واسطے عطا کا حکم کیا۔

۲۹۱۷۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ اٰثَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنَاسًا فِي الْقِسْمَةِ فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِّائَةً مِّنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَأَعْطَى أُنَاسًا مِّنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ فَاٰثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ قَالَ رَجُلٌ وَّاللّٰهِ إِنَّ هٰذِهِ الْقِسْمَةَ مَا عُدِلَ فِيْهَا وَمَا أُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ فَمَنْ يَّعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

۲۹۱۷۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب دن جنگ حنین کا ہوا تو حضرت ﷺ نے چند لوگوں کو قسمت میں مقدم کیا تو حضرت ﷺ نے اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیے اور عیینہ کو بھی سو اونٹ دیے اور دیا چند لوگوں کو عرب کے رئیسوں سے اور مقدم کیا اس دن ان کو قسمت میں ایک مرد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ بیشک یہ قسمت اس میں انصاف نہیں ہوا اور نہ اس میں اللہ کی رضامندی مطلوب ہے تو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ میں حضرت ﷺ کو خبر دوں گا تو میں نے حضرت ﷺ کو خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ انصاف کرے جبکہ اللہ اور اس کا رسول انصاف نہ کریں اور اللہ رحم کرے موسیٰ علیہ السلام پر کہ اس نے اس سے زیادہ ایذا پائی تو صبر کیا۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

۲۹۱۸۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ كُنْتُ أَنْقُلُ النَّوٰى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِيْ أَقْطَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَأْسِيْ وَهِيَ مِنِّيْ عَلٰى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ. وَقَالَ أَبُوْ ضَمْرَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَ الزُّبَيْرَ أَرْضًا مِّنْ أَمْوَالِ بَنِي النَّضِيْرِ.

۲۹۱۸۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھی میں اٹھا لاتی گٹھلیوں کو زبیر رضی اللہ عنہ کی زمین سے جو حضرت ﷺ نے اس کو جاگیر دی تھی اپنے سر پر اور وہ زمین میرے گھر سے تین فرسخ پر تھی کہا ابوضمرہ نے ہشام سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ تحقیق جاگیر دی تھی حضرت ﷺ نے زبیر کو نضیر کے مالوں سے۔

فائدہ: اور غرض اس تعلیق سے بیان کرنا دو فائدوں کا ہے ایک یہ کہ ابوضمرہ مخالف ہوا ہے ابو اسامہ کو بیچ موصول کرنے اس کے کے پس مرسل کیا اس کو دوم یہ کہ ابوضمرہ کی روایت میں تعیین ہے زمین مذکورہ کی اور یہ کہ تحقیق تھی وہ

اس قسم سے ہے کہ عنایت کی اللہ نے اپنے رسول پر بنی نضیر کے مالوں سے پس جاگیر دی زبیر کو ان میں سے اور ساتھ اس کے دور ہوگا شبہ خطابی کا کہ میں نہیں جانتا کہ مدینے کی زمین حضرت ﷺ نے کیوں کر جاگیر دی اور حالانکہ مدینے والے دین میں رغبت کر کے مسلمان ہوئے تھے۔ (فتح)

۲۹۱۹۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰى أَهْلِ خَيْبَرَ أَرَادَ أَنْ يُّخْرِجَ الْيَهُوْدَ مِنْهَا وَكَانَتِ الْأَرْضُ لَمَّا ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلْيَهُوْدِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فَسَأَلَ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّتْرُكَهُمْ عَلٰى أَنْ يَّكْفُوا الْعَمَلَ وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُقِرُّكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا فَأُقِرُّوْا حَتّٰى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ فِيْ إِمَارَتِهٖ إِلٰى تَيْمَآءَ وَأَرِيْحَا.

۲۹۱۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں یہود اور نصاریٰ کو عرب کی زمین سے نکال دیا اور اس کا قصہ یوں ہے کہ جب حضرت ﷺ خیبر والوں پر غالب آئے تو آپ ﷺ نے چاہا تھا کہ یہود کو خیبر سے نکال دیں اور تھی زمین جبکہ غالب ہوئے اس پر واسطے اللہ کے اور رسول کے اور مسلمانوں کے تو یہود نے حضرت ﷺ سے سوال کیا کہ چھوڑ دیں ان کو یعنی زمینوں میں اس شرط پر کہ کفایت کریں ان پر عمل کو یعنی محنت فقط وہی کریں مسلمان نہ کریں اور ان کے واسطے آدھا میوہ ہوگا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہرا دیں گے ہم تم کو اس پر جب تک کہ ہم چاہیں گے سو ٹھہرائے گئے یہاں تک کہ جلاوطن کیا ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنی خلافت میں طرف تیما اور اریحا کی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ تھی زمین جبکہ غالب ہوئے اس پر واسطے یہود کے اور واسطے رسول کے اور مسلمانوں کے تو مراد یہ ہے کہ جب غالب ہوئے اس پر یعنی اوپر فتح ہونے اکثر اس کے کے پہلے اس سے کہ سوال کریں آپ ﷺ سے یہود صلح کو پس تھی واسطے یہود کے پھر جب صلح کی حضرت ﷺ نے ان سے اس شرط پر کہ زمین کو آپ کے سپرد کریں تو ہوئی زمین واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور احتمال ہے کہ مراد پھل زمین کا ہو اور احتمال ہے کہ مراد زمین سے عام زمین ہو خواہ فتح کی ہوئی ہو یا نہ فتح کی ہوئی ہو پس ہوگی اس وقت بعضی زمین واسطے یہود کے اور بعضی واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے ابن منیر نے کہا کہ باب کی حدیثیں مطابق ہیں واسطے ترجمہ باب کے مگر یہ اخیر حدیث اس کے مطابق نہیں پس نہیں واسطے عطا کے اس میں ذکر لیکن اس میں ذکر ہے جہات کا جو

مطابق ہیں واسطے ترجمہ کے اور تحقیق معلوم ہو چکا ہے دوسری جگہ سے کہ وہ عطا کی جہتیں ہیں پس ساتھ اس طریق کے داخل ہوں گی تلے ترجمہ باب کے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُصِيبُ مِنَ الطَّعَامِ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ پائے اس کو غازی کھانے کی چیز سے بیچ زمین حرب کے۔

فائدہ: یعنی کیا واجب ہیں اس کے پانچ حصے کرنے اس کے غازیوں میں یا مباح ہے کھانا اس کا واسطے لڑنے والوں کے اور یہ مسئلہ اختلافی ہے اور جمہور اوپر جواز لینے غازیوں کے ہیں کھانے کی چیز سے اور جو اس کے لائق ہو اور ہر کھانا کہ عموماً اس کے کھانے کی عادت ہو اور اسی طرح چارہ گھاس جانوروں کا برابر ہے کہ قسمت سے پہلے ہو یا قسمت سے پیچھے اور خواہ امام کی اجازت ہو یا نہ ہو اور معنی اس میں یہ ہیں کہ کھانا دار الحرب میں کم ہوتا ہے پس مباح کیا گیا ہے واسطے ضرورت کے اور جمہور بھی لینے کو جائز رکھتے ہیں اگر چہ نہ ہو ضرورت ناجزہ اور اتفاق ہے سب کا اوپر جواز سوار ہونے چوپایوں ان کی کے اور پہننے کپڑوں ان کی کے اور استعمال کرنے ہتھیاروں ان کے کے بیچ حالت لڑائی کے اور یہ کہ لڑائی کہ بعد یہ پھیر دیا جائے اور شرط کیا ہے اس میں اوزاعی نے اذن امام کا اور واجب ہے اس پر یہ کہ پھیر دے اس کو جب فارغ ہو حاجت اپنی سے اور نہ استعمال کرے اس کو بیچ غیر لڑائی کے اور نہ انتظار کرے ساتھ رد کرنے اس کی کے گزرنا لڑائی کا تا کہ نہ سامنے کرے اس کو واسطے ہلاک کے اور حجت اس کی حدیث رویفع کی ہے کہ جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو نہ لے چوپایہ غنیمت میں سے یہاں تک کہ جب اس کو دبلا کر ڈالے تو اس کو غنیمت میں پھیر دے اور ذکر کیا کپڑے میں مانند اس کی اور یہ حدیث حسن ہے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے اور ابو یوسف سے منقول ہے کہ اس نے حمل کیا ہے اس کو اس چیز پر جبکہ لینے والا محتاج نہ ہو باقی رکھے اپنے چوپائے کو اور کپڑے کو برخلاف اس کے جس کے پاس نہ کپڑا ہو اور نہ چوپایہ اور زہری نے کہا کہ نہ لے کھانے کی چیز کو اور نہ غیر اس کے سے مگر ساتھ اذن امام کے اور کہا سلیمان نے کہ جائز ہے لینا مگر یہ کہ امام نے منع کیا ہو اور ابن منذر نے کہا کہ تحقیق وارد ہوئی ہیں حدیثیں صحیحہ بیچ عذاب خیانت کے غنیمت میں اور اتفاق ہے علماء امصار کا اس پر کہ جائز ہے کھانا طعام کا اور حدیث اس کی مانند آئی ہے پس چاہیے کہ اقتصار کیا جائے اوپر اس کے اور ایپر گھاس پس اس کے معنی میں ہے اور کہا مالک نے کہ جائز ہے ذبح کرنا مواشی کا واسطے کھانے کے جیسا کہ جائز ہے لینا طعام کا اور قید کیا ہے اس کو شافعی نے ساتھ ضرورت کے طرف کھانے کی جس جگہ طعام نہ ہو اور گزر چکا ہے بیان اس چیز کا کہ مکروہ ہے ذبح کرنے اونٹوں کے سے۔ (فتح)

۲۹۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ

۲۹۲۰۔ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے خیبر کے قلعے کا محاصرہ کیا تو ایک آدمی نے ایک تھیلی پھینکی جس میں

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مُحَاصِرِيْنَ قَصْرَ خَيْبَرَ فَرَمٰى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيْهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ لِاٰخُذَهٗ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ.

چربی تھی تو میں نے اس کو لینے کا قصد کیا تو میں نے ایک طرف دیکھا تو ناگہاں حضرت ﷺ تھے تو میں نے آپ ﷺ سے شرم کی۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ہتھیلی کو چھوڑ دے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوں گے معنی قول اس کے کہ میں نے آپ ﷺ سے شرم کی اور شاید انہوں نے اپنے اس فعل سے حیا کیا اور جگہ حجت کی اس سے حضرت ﷺ کا نہ انکار کرنا ہے بلکہ مسلم کی روایت میں وہ چیز ہے جو حضرت ﷺ کی رضامندی پر دلالت کرتی ہے پس تحقیق اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو دیکھ کر تبسم فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ واسطے تیرے ہے اور شاید حضرت ﷺ نے معلوم کیا کہ اس کو بہت حاجت ہے اس واسطے اس کو جائز رکھا اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب حضرت ﷺ کے توقیر کرنے سے اور یہ کہ جائز ہے کھانا اس چربی کا کہ یہود کے نزدیک پائی جائے اور وہ یہودیوں پر حرام تھی اور مالک نے اس کو مکروہ رکھا ہے اور احمد سے اس کی تحریم مروی ہے۔ (فتح)

۲۹۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نُصِيْبُ فِيْ مَغَازِيْنَا الْعَسَلَ وَالْعِنَبَ فَنَأْكُلُهٗ وَلَا نَرْفَعُهٗ.

۲۹۲۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم اپنے جنگوں میں شہد اور انگور کو پاتے تھے تو ہم اس کو کھاتے تھے اور اس کو حضرت ﷺ کے پاس اٹھا کر نہ لے جاتے تھے۔

فائدہ: یعنی نہ اٹھاتے تھے ہم اس کو طرف حضرت ﷺ کی واسطے تقسیم کے اور نہ بطور ادخال کے۔

۲۹۲۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ لَيَالِيَ خَيْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ وَقَعْنَا فِي الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَانْتَحَرْنَاهَا فَلَمَّا غَلَتِ الْقُدُوْرُ نَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْفِئُوا الْقُدُوْرَ فَلَا تَطْعَمُوْا مِنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ شَيْئًا. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقُلْنَا إِنَّمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

۲۹۲۲۔ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو خیبر کی راتوں میں بھوک پہنچی یعنی جن میں ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا تھا سو جب فتح خیبر کا دن ہوا تو ہم گھر کے پلے ہوئے گدھوں میں پڑے تو ہم نے ان کو ذبح کیا سو جب ہانڈیوں نے جوش مارا تو حضرت ﷺ کے پکارنے والے نے پکارا کہ الٹا دو ہانڈیوں کو اور نہ کھاؤ گدھوں کے گوشت سے کچھ عبداللہ کہتا ہے کہ ہم نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ان کے کھانے سے اس واسطے منع کیا تھا کہ ان میں سے پانچواں حصہ نہ نکالا گیا تھا اور لوگوں نے کہا کہ حرام کیا حضرت ﷺ نے گوشت ان کا قطعاً۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ قَالَ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ حَرَّمَهَا اَلْبَتَّةَ وَسَأَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَرَّمَهَا اَلْبَتَّةَ.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ یہ حدیث مشعر ہے کہ ان کی عادت جاری تھی ساتھ جلدی کرنے کی طرف ماکولات کے اور ڈالنے ہاتھوں کی بیچ ان کے اور اگر یہ نہ ہوتا تو جلدی نہ کرتے روبرو حضرت ﷺ کے اوپر اس کے اور تحقیق ظاہر ہوا کہ نہیں حکم کیا ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ گرانے گوشت گدھوں کے مگر اس واسطے کہ اس میں سے پانچواں حصہ نہیں نکالا گیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے خیبر کے دن بکریاں پائیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کی ہانڈیوں کو الٹا دو اس واسطے کہ نہبہ حلال نہیں ابن منذر نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ منع کیا حضرت ﷺ نے اس واسطے کہ نہبہ حلال نہیں اس واسطے کہ اہل حرب کے مواشی کو کھانا جائز نہیں اور اس باب کی حدیثوں سے ایک یہ حدیث ہے جو نیز ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے خیبر کے دن کھانا پایا سو مرد آتا تھا اور اس سے لیتا تھا بقدر اس کے کہ اس کو کفایت کرے پھر پھرتا تھا اور یہ جو کہا کہ عبداللہ کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس واسطے منع کیا تھا کہ اس سے خمس نہیں نکالا گیا تھا تو حاصل اس کا یہ ہے کہ اصحاب کو اختلاف ہے بیچ علت نہی کے گدھوں کے گوشت سے کہ وہ ان کی ذات کی وجہ سے ہے یا واسطے عارض کے اور مغازی میں آئے گا قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ اس واسطے منع کیا تھا کہ وہ گندگی کھاتے تھے۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْجِزْيَةِ

کتاب ہے جزیہ کے بیان میں

بَابُ الْجِزْيَةِ وَالْمُوَادَعَةِ مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ.

کتاب ہے بیان میں جزیہ کے اور چھوڑنا لڑائی کا اہل ذمہ اور اہل حرب کے۔

فائدہ: اس میں لف نشر مرتب ہے اس واسطے کہ جزیہ ساتھ اہل ذمہ کے ہے اور صلح ساتھ اہل حرب کے ہے اور مراد موادعے سے چھوڑنا لڑائی کا ہے ساتھ اہل حرب کے ایک مدت معین تک واسطے کسی مصلحت کے اور علماء نے کہا کہ حکمت جزیہ کی مقرر کرنے میں یہ ہے کہ جو ذلالت ان کو لاحق ہوتی ہے باعث ہوتی ہے ان کو اوپر داخل ہونے کے اسلام میں باوجود اس چیز کے کہ مخالطت میں ہے اطلاع سے اوپر محاسن اسلام کے اور بعض کہتے ہیں کہ جزیہ سن ۸ ھ میں شروع ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ سن ۷ ھ میں۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ﴾ يَعْنِيْ أَذِلَّاءُ.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لڑو ان لوگوں سے جو یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور نہ قیامت کے دن پر اور نہ حرام جانیں جو حرام کیا اللہ نے اور اللہ کے رسول نے اور نہ قبول کریں دین سچا وہ جو کتاب والے ہیں جب تک کہ دیں جزیہ ایک ہاتھ سے اور وہی بے قدر ہوں یعنی سب ادنیٰ و اعلیٰ ذلیل ہو کر جزیہ دیا کریں۔

فائدہ: یہ آیت اصل ہے بیچ مشروع ہونے جزیہ کے اور دلالت کی آیت کی منطوق نے اوپر مشروع ہونے اس کی کے ساتھ اہل کتاب کے اور مفہوم اس کا یہ ہے کہ ان کے سوا اور لوگوں سے جزیہ لینا درست نہیں اور یہ جو کہا کہ ایک ہاتھ سے تو مراد ہے کہ دل سے خوش ہو کر اور بعض کہتے ہیں کہ عن ید کے معنی یہ ہیں کہ تمہاری نعمت سے کہ ان پر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے دیں اور کسی کے ہاتھ سے نہ بھیجیں اور شافعی سے روایت ہے کہ مراد صغار سے اس جگہ التزام کرنا حکم اسلام کا ہے۔

﴿وَالْمَسْكَنَةُ﴾ مَصْدَرُ الْمِسْكِيْنِ فُلَانٌ أَسْكَنُ مِنْ فُلَانٍ أَحْوَجُ مِنْهُ وَلَمْ يَذْهَبْ إِلَى السُّكُوْنِ.

اور لفظ وَالْمَسْكَنَةُ کہ قرآن میں واقع ہوا ہے مصدر مسکین کی ہے کہتے ہیں کہ فلانا مسکین تر ہے فلاں سے یعنی اس سے زیادہ تر محتاج ہے اور نہیں گئے امام

بخاری رحمۃ اللہ علیہ طرف سکون کی یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول اسکن مسکنت سے مشتق ہے سکون سے مشتق نہیں اگرچہ مادہ ایک ہے۔

فائدہ: چونکہ اہل کتاب کے وصف میں مسکنت کا ذکر بھی آیا ہے اس وجہ سے مناسب ہوا کہ اس کو بھی ذلت کے ساتھ ذکر کرے۔

وَمَا جَآءَ فِی أَخْذِ الْجِزْیَةِ مِنَ الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی وَالْمَجُوْسِ وَالْعَجَمِ.

اور بیان ہے اس چیز کا کہ آئی ہے بیچ لینے جزیہ کے یہود اور نصاریٰ سے اور مجوس اور عجم سے۔

فائدہ: یہ باقی ترجمہ ہے اور لیکن یہود اور نصاریٰ پس وہی مراد ہیں ساتھ اہل کتاب کے بالا تفاق اور اوپر مجوس پس ذکر کیا سند اس کی کو باب میں اور فرق کیا ہے حنفیہ نے پس کہتے ہیں کہ لیا جائے جزیہ مجوس عجم کے سے سوائے مجوس عرب کے اور حکایت کی ہے ان سے طحاوی نے کہ قبول کیا جائے جزیہ اہل کتاب سے اور تمام کفار عجم کے سے اور نہ قبول کیا جائے مشرکین عرب کے سے مگر اسلام یا تلوار اور مالک سے روایت ہے کہ قبول کیا جائے تمام کافروں سے مگر جو مرتد ہو اور یہی قول ہے اوزاعی اور فقہاء شام کا اور ابن قاسم سے حکایت ہے کہ نہ قبول کیا جائے قریش سے اور حکایت کیا ہے ابن عبدالبر نے اتفاق اوپر قبول کرنے اس کے کے مجوس سے لیکن عبدالملک سے روایت ہے کہ نہ قبول کیا جائے مگر فقط یہود اور نصاریٰ سے اور نیز اتفاق منقول ہے کہ نہیں حلال ہے نکاح کرنا ان کی عورتوں سے اور نہ کھانا ذبیحہ ان کے کا لیکن ابو ثور سے اس کی حلت محکی ہے اور نیز سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ وہ مجوس کے ساتھ کچھ ڈر نہ دیکھتے تھے جبکہ حکم کرے اس کو مسلمان ساتھ ذبح کرنے اس کے کی اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے اس سے اور عطا اور طاؤس سے اور عمرو بن دینار سے کہ مجوس عورت کو غلام بنانا جائز ہے اور شافعی نے کہا کہ قبول کیا جائے جزیہ اہل کتاب کے عرب کے ہوں یا عجم کے اور لاحق ہوتے ہیں ساتھ ان کے مجوس بیچ اس کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ آیت مذکورہ کے پس تحقیق مفہوم اس کا یہ ہے کہ نہ قبول کیا جائے غیر اہل کتاب سے اور تحقیق لیا ہے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس سے پس دلالت کی اس نے اوپر لاحق کرنے ان کے ساتھ ان کے اور اقتصار کیا ہے اوپر اس کے اور ابو عبید نے کہا کہ ثابت ہوا ہے جزیہ اوپر یہود اور نصاریٰ کے ساتھ کتاب کے اور اوپر مجوس کے ساتھ سنت کے اور حجت پکڑی ہے غیر اس کے نے ساتھ عموم قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ حدیث بریدہ وغیرہ کے کہ جب تو مشرکین سے ملے تو ان سے اسلام کی درخواست کر سو اگر وہ اسلام قبول کریں تو فبہا اور نہیں تو جزیہ اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ لینا اس کا مجوس سے دلالت کرتا ہے اوپر ترک مفہوم آیت کے پس جب منتفی ہوئی تخصیص اہل کتاب کی ساتھ اس کے تو دلالت کی اس نے کہ نہیں ہے مفہوم واسطے قول اس کے من اہل الکتاب

اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ مجوس کے واسطے بھی کتاب تھی پھر اٹھائی گئی اور تعاقب کیا گیا ساتھ اس آیت کے کہ انما انزل الکتاب علی طائفتین من قبلنا اور جواب دیا گیا ہے کہ مراد اس چیز سے ہے کہ اطلاع پائی اس پر قائلوں نے اور وہ قریش ہیں اس واسطے کہ نہیں مشہور ہوئے نزدیک ان کے تمام گروہوں سے وہ لوگ کہ واسطے ان کے کتاب ہے مگر یہود اور نصاریٰ اور نہیں نفی ہے اس میں باقی کتابوں کی جو آسمان سے اتاری گئیں مانند زبور اور صحف ابراہیم وغیرہ کے۔(فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ قُلْتُ لِمُجَاهِدٍ مَّا شَأْنُ أَهْلِ الشَّامِ عَلَيْهِمْ أَرْبَعَةُ دَنَانِيرَ وَأَهْلُ الْيَمَنِ عَلَيْهِمْ دِيْنَارٌ قَالَ جُعِلَ ذٰلِكَ مِنْ قِبَلِ الْيَسَارِ.

اور ابن عیینہ نے ابن ابی نجیح سے روایت کی ہے کہ میں نے مجاہد سے کہا کہ کیا حال ہے اہل شام کا کہ ان پر چار دینار فی آدمی ہیں اور یمن والوں پر ایک دینار فی آدمی ہے اس نے کہا کہ واسطے مالدار ہونے اہل شام کے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے اور زیادہ کیا بعد قول اس کے کے اهل الشام من اهل الکتاب توخذ منهم الجزیة یعنی اہل کتاب سے کہ لیا جاتا ہے ان سے جزیہ الخ اور اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس اثر کے طرف جواز تفاوت کی جزیہ میں اور ادنیٰ درجہ جزیہ کا نزدیک جمہور کے ایک دینار ہے واسطے ہر سال کے اور خاص کیا ہے اس کو حنفیہ نے ساتھ فقیر کے اور اوپر جو متوسط درجے کا ہو تو اس پر دو دینار ہیں اور مالدار پر چار دینار ہیں اور وہ موافق ہے واسطے اثر مجاہد کے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی اور نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ مماکست کرے یہاں تک کہ لے ان سے اور یہی قول ہے احمد کا اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھیجا انہوں نے عثمان بن حنیف کو ساتھ رکھنے جزیہ کے اوپر اہل سواد کے اڑتالیس درہم اور چوبیس درہم اور بارہ اور یہ بنا بر حساب دینار کے ہے ساتھ بارہ درہم کے اور مالک سے روایت ہے کہ نہ زیادہ کیا جائے چالیس پر اور جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو اس پر کم کیا جائے اور یہ محتمل ہے کہ گردانا ہو اس کو اوپر حساب دینار کے ساتھ دس درہم کے اور جس قدر سے کوئی چارہ نہیں وہ ایک دینار ہے اور اس میں حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ ہر بالغ سے ایک اشرفی لے روایت کی یہ حدیث اصحاب سنن نے اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ لینے اس کے لڑکے سے پس جمہور کہتے ہیں کہ لڑکے پر نہیں بنا بر مفہوم حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی اور اسی طرح نہ لیا جائے بہت بوڑھے سے زمن سے اور نہ عورت سے اور نہ مجنون سے اور نہ عاجز سے جو کسب نہ کر سکے اور نہ اجیر سے اور نہ عبادت خانوں میں رہنے والوں سے ایک قول میں اور اصح شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ واجب ہے ان پر جو سب سے پیچھے مذکور ہیں۔(فتح)

۲۹۲۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۲۹۲۳۔ بجالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھا میں منشی واسطے جزء

سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرًا قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَّعَ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَّعَمْرِو بْنِ أَوْسٍ فَحَدَّثَهُمَا بَجَالَةُ سَنَةَ سَبْعِيْنَ عَامَ حَجَّ مُصْعَبُ بْنُ الزُّبَيْرِ بِأَهْلِ الْبَصْرَةِ عِنْدَ دَرَجِ زَمْزَمَ قَالَ كُنْتُ كَاتِبًا لِّجَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الْأَحْنَفِ فَأَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ فَرِّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِيْ مَحْرَمٍ مِّنَ الْمَجُوْسِ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوْسِ حَتّٰى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مِنْ مَّجُوْسِ هَجَرَ.

بن معاویہ کے جو چچا ہے احنف کا تو آیا ہمارے پاس خط عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ان کے مرنے سے پہلے ایک سال کہ جدائی کر دو درمیان ہر ذی محرم کے مجوس سے یعنی آتش پرستوں سے کہ ان کے یہاں بہن بیٹی سے نکاح کرنا درست تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے مجوس سے جزیہ نہ لیا یہاں تک کہ گواہی دی عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجر کے مجوس سے جزیہ لیا ہے۔

فائدہ: موطا میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ مجوس کے ساتھ کیا معاملہ کروں تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ معاملہ کرو ساتھ ان کے مانند معاملے اہل کتاب کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ مجوس اہل کتاب نہیں لیکن شافعی رحمہ اللہ وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجوس اہل کتاب تھے کہ اس کو پڑھتے تھے سو ان کے سردار نے شراب پی اور اپنی بیٹی سے زنا کیا پھر جب صبح ہوئی تو طمع والے لوگوں کو بلایا اور ان کو مال دیا اور کہا کہ آدم علیہ السلام اپنی بیٹیوں کا نکاح اپنی اولاد سے کیا کرتے تھے تو لوگوں نے اس کی اطاعت کی اور اپنے مخالف کو اس نے قتل کیا تو ان کی کتاب اٹھائی گئی اور نہ باقی رہی ان کے دلوں میں اس سے کچھ چیز اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اہل کتاب ہیں اور یہ حجت ہے واسطے اس کے جو کہتا ہے کہ اس کے واسطے کتاب تھی اور ابن منذر نے کہا کہ نہیں تحریم عورتوں ان کی کی اور نہ ذبیحوں ان کے کی متفق علیہ یعنی اس پر اتفاق نہیں لیکن اکثر اہل علم اسی پر ہیں اور اس حدیث میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اور یہ کہ صحابی جلیل کبھی پوشیدہ رہتا ہے اس سے علم اس چیز کا کہ مطلع ہے اس پر غیر اس کا اقوال اور احکام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اور یہ کہ نہیں نقص ہے اس پر بیچ اس کے اور اس میں تمسک ہے ساتھ مفہوم کے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کتاب سے یہ بات سمجھی کہ وہ اس کے ساتھ خاص ہیں یہاں تک کہ حدیث بیان کی ان کو عبدالرحمن نے ساتھ لاحق کرنے مجوس کے ساتھ ان کے۔ (فتح)

۲۹۲۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

۲۹۲۴۔ عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ حَلِيْفٌ لِبَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِيْ بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُوْمِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ فَوَافَتْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صَلَّى بِهِمُ الْفَجْرَ انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوْا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَآهُمْ وَقَالَ أَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدْ جَآءَ بِشَيْءٍ قَالُوْا أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَأَبْشِرُوْا وَأَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ.

نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف بھیجا کہ وہاں کے لوگوں سے جزیہ لائیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے خراج اور جزیہ پر صلح کی تھی اور سردار کیا تھا ان پر علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو یعنی اور وہاں کے لوگ مجوسی تھے تو ابو عبیدہ بحرین سے مال لائے اور انصار نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی آمد سنی تو انہوں نے صبح کی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز پڑھائی تو پھرے تو انصار نے اشارے سے مال مانگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے جب ان کو دیکھا اور فرمایا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ تم نے سنا ہے کہ ابو عبیدہ کچھ مال لایا ہے انہوں نے کہا ہاں یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمایا کہ خوش ہو جاؤ اور امید رکھو اس کی جو تم کو خوش کرے یعنی فتح اسلام کی سو قسم ہے اللہ کی کہ مجھ کو محتاجی کا تم پر ڈر نہیں لیکن میں تم پر خوف کرتا ہوں دنیا کی کشایش اور بہتات سے جیسے اگلی امتوں پر کشایش ہوئی سو تم دنیا میں حرص اور حسد کرو جیسے انہوں نے کیا اور تم کو دنیا ہلاک کرے جیسے ان کو ہلاک کیا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں ہے کہ مانگنا مال کا امام سے نہیں عیب ہے بیچ اس کے اور اس میں خوشخبری ہے امام سے واسطے تابعداروں اپنے کے اور اس میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح اسلام کی خبر دی اور یہ کہ دنیا میں حرص کرنی کبھی کھینچتی ہے طرف ہلاک ہونے دین کی اور یہ کہ ہر خصلت مذکورات سے سبب ہے پہلی سے۔ (فتح)

۲۹۲۵۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ وَزِيَادُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ بَعَثَ عُمَرُ النَّاسَ فِيْ أَفْنَاءِ الْأَمْصَارِ يُقَاتِلُوْنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَأَسْلَمَ الْهُرْمُزَانُ فَقَالَ إِنِّيْ مُسْتَشِيْرُكَ فِيْ مَغَازِيَّ هٰذِهٖ قَالَ نَعَمْ مَثَلُهَا وَمَثَلُ مَنْ فِيْهَا مِنَ النَّاسِ مِنْ عَدُوِّ الْمُسْلِمِيْنَ مَثَلُ طَائِرٍ لَّهُ رَأْسٌ وَّلَهُ جَنَاحَانِ وَلَهُ رِجْلَانِ فَإِنْ كُسِرَ أَحَدُ الْجَنَاحَيْنِ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ بِجَنَاحٍ وَّالرَّأْسُ فَإِنْ كُسِرَ الْجَنَاحُ الْأٰخَرُ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ وَالرَّأْسُ وَإِنْ شُدِخَ الرَّأْسُ ذَهَبَتِ الرِّجْلَانِ وَالْجَنَاحَانِ وَالرَّأْسُ فَالرَّأْسُ كِسْرٰى وَالْجَنَاحُ قَيْصَرُ وَالْجَنَاحُ الْأٰخَرُ فَارِسُ فَمُرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَلْيَنْفِرُوْا إِلٰى كِسْرٰى وَقَالَ بَكْرٌ وَّزِيَادٌ جَمِيْعًا عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ فَنَدَبَنَا عُمَرُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْنَا النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِأَرْضِ الْعَدُوِّ وَخَرَجَ عَلَيْنَا عَامِلُ كِسْرٰى فِيْ أَرْبَعِيْنَ أَلْفًا فَقَامَ تَرْجُمَانٌ فَقَالَ لِيُكَلِّمْنِيْ رَجُلٌ مِّنْكُمْ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ سَلْ عَمَّا شِئْتَ قَالَ مَا أَنْتُمْ قَالَ نَحْنُ أُنَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ كُنَّا فِيْ شَقَاءٍ شَدِيْدٍ وَّبَلَاءٍ شَدِيْدٍ نَمَصُّ

۲۹۲۵۔ جبیر بن حیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھیجا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو یعنی مسلمانوں کو تمام بڑے بڑے شہروں کے افنا میں یعنی بغیر تعیین کسی قبیلے اور قوم خاص کے کہ مشرکوں سے لڑیں یعنی اور شہر تستر میں مسلمانوں کے اور ہرمزان کے درمیان سخت لڑائی ہوئی اور ہرمزان وہاں کا سردار تھا تو بعد سخت لڑائی کے مسلمانوں نے ہرمزان کو پکڑ لیا تو ہرمزان مسلمان ہو گیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں ان جنگوں میں یعنی اس طرف کے بادشاہوں کے کہ فارس اور اصبہان اور آذر بائیجان ہیں کہ اول کس سے جہاد کیا جائے اس واسطے کہ ہرمزان وہاں کا رہنے والا تھا اور ان کے حالات سے خوب واقف تھا تو اس نے کہا کہ میں تجھ کو مشورہ دیتا ہوں مثل ان کی اور مثل ان لوگوں کی کہ ان میں ہیں مسلمانوں کے دشمنوں سے مثل جانور کی ہے کہ اس کے واسطے سر ہے اور دو بازو اور دو پاؤں پس اگر دونوں بازوؤں سے ایک توڑا جائے تو حرکت کریں گے دونوں پاؤں اور دوسرا بازو اور سر اور اگر دوسرا بازو توڑا جائے تو کھڑے ہوں گے دونوں پاؤں اور سر اور اگر سر توڑا جائے تو بیکار ہو جائیں گے دونوں پاؤں اور بازو اور سر پس سر کسریٰ ہے اور بازو قیصر ہے اور دوسرا بازو فارس ہے پس حکم کریں مسلمانوں کو کہ پس چاہیے کہ جائیں طرف کسریٰ کی کہا جبیر بن حیہ رضی اللہ عنہ نے سو عمر رضی اللہ عنہ نے ہم کو بلایا اور نعمان بن مقرن کو ہم پر سردار کیا یہاں تک کہ جب ہم دشمن کی زمین میں پہنچے یعنی نہاوند میں تو کسریٰ کا عامل ہم پر نکلا جس کا لقب ذوالجناحین تھا چالیس ہزار سوار میں تو اس کا سردار یعنی دو بھانسیا کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ چاہیے کہ تمہارا کوئی آدمی مجھ سے کلام کرے تو

الْجِلْدَ وَالنَّوٰی مِنَ الْجُوْعِ وَنَلْبَسُ الْوَبَرَ وَالشَّعَرَ وَنَعْبُدُ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرَضِيْنَ تَعَالٰی ذِكْرُهٗ وَجَلَّتْ عَظَمَتُهٗ إِلَيْنَا نَبِيًّا مِّنْ أَنْفُسِنَا نَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمَّهٗ فَأَمَرَنَا نَبِيُّنَا رَسُوْلُ رَبِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُّقَاتِلَكُمْ حَتّٰی تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهٗ أَوْ تُؤَدُّوا الْجِزْيَةَ وَأَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِّسَالَةِ رَبِّنَا أَنَّهٗ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ فِيْ نَعِيْمٍ لَّمْ يَرَ مِثْلَهَا قَطُّ وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلَكَ رِقَابَكُمْ فَقَالَ النُّعْمَانُ رُبَّمَا أَشْهَدَكَ اللّٰهُ مِثْلَهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنَدِّمْكَ وَلَمْ يُخْزِكَ وَلٰكِنِّيْ شَهِدْتُّ الْقِتَالَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِيْ أَوَّلِ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتّٰی تَهُبَّ الْأَرْوَاحُ وَتَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ.

مغیرہ نے کہا کہ پوچھ جو چاہتا ہے اس نے کہا کہ تم کون ہو مغیرہ نے کہا کہ ہم عرب کے لوگ ہیں تھے ہم سخت بدبختی میں یعنی کافر اور سخت بلا میں یعنی مسکین اور محتاج چوستے تھے ہم کھال کو اور کھجور کی گٹھلی کو بھوک سے اور پہنتے تھے ہم اون اور بالوں کو اور عبادت کرتے تھے ہم درخت اور پتھر کی سو جس حالت میں کہ ہم اسی طرح تھے کہ ناگہاں آسمانوں اور زمینوں کے رب نے ہماری طرف پیغمبر کو بھیجا ہم میں سے ہم اس کے ماں باپ کو پہچانتے ہیں سو حکم کیا ہم کو ہمارے نبی نے جو اللہ کے رسول ہیں یہ کہ ہم لڑیں تم سے یہاں تک کہ تم فقط اکیلے اللہ کی عبادت کرو یا جزیہ ادا کرو اور خبر دی ہم کو ہمارے نبی نے ہمارے رب کی طرف سے کہ جو ہم میں سے قتل ہو گا وہ بہشت میں جائے گا ان نعمتوں میں جن کی مثل کبھی کسی نے نہیں دیکھی اور جو ہم میں سے زندہ رہے گا وہ تمہاری گردنوں کا مالک ہو گا یعنی تم لونڈی غلام ہو جاؤ گے یا جزیہ ادا کرو گے تو نعمان نے مغیرہ سے کہا جبکہ انکار کیا اس پر مغیرہ نے تاخیر قتال کو یعنی اس کا بیان یوں ہے کہ مغیرہ نے قصد کیا تھا قتال کا اول دن میں بعد فارغ ہونے کے کلام سے ساتھ ترجمان کے کہ بہت وقت حاضر کیا ہے تجھ کو اللہ نے ساتھ حضرت ﷺ کے مانند اس واقعہ کی یعنی تو نے حضرت ﷺ کو بہت دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے اول دین میں لڑائی کو تاخیر کیا اور سورج ڈھلنے کے بعد لڑائی کی پس نہیں شرمندہ کیا تجھ کو اور نہ ذلیل یعنی اوپر دیر اور صبر کرنے کے یہاں تک کہ آفتاب ڈھلے اور لیکن میں بہت حضرت ﷺ کے ساتھ لڑائی میں حاضر ہوا ہوں آپ ﷺ کا دستور تھا کہ جب اول دن میں نہ لڑتے تو انتظار کرتے تھے یہاں تک کہ ہوائیں چلتیں اور نماز میں حاضر ہوتیں۔

فائدہ: اور لڑائی خوش ہوتی اور مدد اترتی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نعمان نے کہا کہ الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری آنکھ ٹھنڈی کرے ساتھ فتح کے کہ اس میں اسلام کی عزت ہو اور کفر کی ذلت پھر مسلمانوں نے کافروں پر حملہ کیا اور بعد سخت لڑائی کے کافروں کو شکست ہوئی اور ذوالجناحین اپنے سفید خچر سے گرا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا اور اسلام کی فتح ہوئی اور یہ واقعہ سن ۱۹ھ یا ۲۱ھ میں تھا اور اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے نعمان کے اور معرفت مغیرہ کی ساتھ حرب کے اور قوت نفس اس کے کی اور فصاحت اور بلاغت اس کی اور تحقیق شامل ہے یہ کلام وجیز اس کا اوپر بیان حالات دنیاوی ان کے کے کھانے سے اور پہننے سے اور اوپر حالات دینی ان کے کے پہلی بار اور دوسری بار اور اوپر اعتقاد ان کے کے توحید اور رسالت اور ایمان بالمعاد سے اور اوپر بیان معجزات حضرت ﷺ کے اور خبر دینے آپ ﷺ کے کے ساتھ غیب چیزوں کے اور مطابق ہونا اس کا واسطے واقعہ کے اور اس میں فضیلت ہے مشورے کی اور یہ کہ بڑا آدمی نہیں نقص ہے اس پر بیچ مشورے کے ساتھ کم کے اپنے سے اور یہ کہ مفضول کبھی ہوتا ہے سردار افضل پر اس واسطے کہ اس لشکر میں زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ موجود تھے اور زبیر نعمان سے بالاتفاق افضل تھے اور اس میں بیان کرنا مثل کا ہے اور جودت تصور ہرمزان کی اور تشبیہ دینی غائب غیر محسوس کی ساتھ حاضر محسوس کے واسطے سمجھانے کے اور اس میں ابتداء کرنا ہے لڑائی اہم کے پھر اہم کے اور بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر عرب جاہلیت میں فقر اور محتاجی سے اور بھیجنا طرف امام کی ساتھ بشارت کے اس واسطے کہ ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی کو بشارت دینے کے واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور فضیلت لڑائی کی بعد ڈھلنے آفتاب کے لیکن صبح کے وقت لوٹ کرنی درست ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَادَعَ الْإِمَامُ مَلِكَ الْقَرْيَةِ هَلْ يَكُوْنُ ذٰلِكَ لِبَقِيَّتِهِمْ.

جب مصالحت کرے امام گاؤں کے سردار سے تو کیا ہوتی ہے وہ صلح واسطے باقی لوگوں کے جو گاؤں میں رہتے ہیں۔

۲۹۲۶۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَبَّاسٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبُوْكَ وَأَهْدٰى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَآءَ وَكَسَاهُ بُرْدًا وَكَتَبَ لَهٗ بِبَحْرِهِمْ.

۲۹۲۶۔ ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ تبوک کیا اور ایلہ کے بادشاہ نے حضرت ﷺ کو ایک سفید خچر تحفے میں بھیجی تو حضرت ﷺ نے اس کو چادر پہنائی اور اس کا شہر اسی کو لکھ دیا یعنی اسی کو دے دیا کہ اپنے طور پر رہیں اور جزیہ دیا کریں۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے موافق عادت اپنی کے طرف بعض طریقوں اس کے کی اور تحقیق ذکر کیا

ہے ابن اسحاق نے سیرت میں کہ جب حضرت ﷺ تبوک میں پہنچے تو نحنہ ایلہ کے بادشاہ کا آپ ﷺ کے پاس پہنچا اور حضرت ﷺ نے صلح کی اور آپ کو جزیہ دینا قبول کیا اور حضرت ﷺ نے ان کے واسطے نامہ لکھا پس تحقیق وہ پاس ان کے ہے اس کا مضمون یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذہ آمنة من محمد رسول اللہ لنجتہ بن رؤبة واھل ایلة یعنی یہ امان ہے محمد ﷺ کی طرف سے جو اللہ کے رسول ہیں واسطے نحنہ کے اور اور اہل ایلہ کے ابن بطال نے کہا کہ اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ جب گاؤں کا بادشاہ صلح کرے تو داخل ہوتے ہیں اس میں باقی لوگ گاؤں کے اور اس کے عکس میں اختلاف ہے اور وہ اس وقت ہے جبکہ امان چاہیں وہ واسطے ایک گروہ معین کے کہ کیا وہ بھی ان میں داخل ہوتا ہے یا نہیں تو اکثر کا یہ مذہب ہے کہ ضرور ہے معین کرنا اس کا لفظ میں اور اصبغ اور سحنون نے کہا کہ اس کی حاجت نہیں بلکہ اکتفا کیا جائے ساتھ قرینہ کے اس واسطے کہ وہ نہیں لیتا ہے امان کو واسطے کسی کے مگر کہ وہ قصد کرتا ہے کہ اپنے آپ کو بھی اس میں داخل کرے۔ (فتح)

بَابُ الْوَصَاةِ بِأَهْلِ ذِمَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالذِّمَّةُ الْعَهْدُ وَالْإِلُّ الْقَرَابَةُ.

باب ہے بیان میں وصیت کرنے کے ساتھ اہل ذمہ حضرت ﷺ کے اور ذمہ کے معنی عہد ہیں اور ال کے معنی جو آیت الا ولا ذمة میں واقع ہے قرابت کے ہیں یعنی جن سے حضرت ﷺ نے عہد و پیمان کیا ہے اس کو قائم رکھنا۔

۲۹۲۷۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ جُوَيْرِيَةَ بْنَ قُدَامَةَ التَّمِيْمِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْنَا أَوْصِنَا يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ أُوْصِيْكُمْ بِذِمَّةِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ ذِمَّةُ نَبِيِّكُمْ وَرِزْقُ عِيَالِكُمْ.

۲۹۲۷۔ جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین ہم کو وصیت کیجیے تو میں نے ان سے سنا کہتے تھے کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں ساتھ نگاہ رکھنے ذمہ اللہ کے پس تحقیق وہ ذمہ نبی تمہارے کا ہے اور روزی تمہارے عیال کی ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ میں خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ ان کا عہد پورا کرے اور ان کے پیچھے لڑے اور نہ تکلیف دے ان کو زیادہ طاقت ان کی سے۔

فائدہ: میں کہتا ہوں کہ اس زیادتی سے سمجھا جاتا ہے کہ نہ لیا جائے اہل جزیہ سے مگر موافق طاقت ان کی کے اور یہ جو کہا کہ تمہارے عیال کا رزق ہے یعنی جو کچھ کہ ان سے جزیہ اور خراج لیا جاتا ہے اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث میں رغبت دلاتا ہے اوپر پورا کرنے عہد کے اور حسن نظر کے بیچ عواقب امور کے اور اصلاح کے واسطے معانی مآل کے

اور اصول اور اکتساب کے۔ (فتح)

بَابُ مَا أَقْطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ وَمَا وَعَدَ مِنْ مَّالِ الْبَحْرَيْنِ وَالْجِزْيَةِ وَلِمَنْ يُّقْسَمُ الْفَيْءُ وَالْجِزْيَةُ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ جاگیر دی حضرت ﷺ نے بحرین سے اور جو کچھ کہ وعدہ کیا مال بحرین اور جزیہ کے سے واسطے کس کے تقسیم کیا جائے مال فے اور جزیہ کا۔

فائدہ: یہ ترجمہ شامل ہے تین حکموں پر اور باب کی حدیثیں بھی تین ہیں جو با ترتیب ان پر تقسیم کی گئی ہیں۔

۲۹۲۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ لِيَكْتُبَ لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ حَتّٰى تَكْتُبَ لِإِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا فَقَالَ ذَاكَ لَهُمْ مَا شَآءَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ يَقُوْلُوْنَ لَهُ قَالَ فَإِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ.

۲۹۲۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کو بلایا تاکہ ہر ایک کے واسطے بحرین سے جاگیر لکھیں تو انصار نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم نہیں لیتے یہاں تک کہ ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی اتنی جاگیر دیں تو حضرت ﷺ نے ان کو کہا جو کچھ اللہ نے چاہا اور انصار مہاجرین کے واسطے کہتے تھے اس حال میں کہ ضد کرنے والے تھے اوپر اس کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میرے بعد تم پاؤ گے اپنے سوا اوروں کو مقدم یعنی تمہارے سوا اور لوگوں کو حکومت ملے گی سو تم صبر کرتے رہو یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو یعنی قیامت کے دن یعنی اگر تم اب نہیں لیتے ہو تو میرے بعد بھی حکومت کا حوصلہ نہ کرنا۔

فائدہ: یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کا قصد کیا اور کئی بار انصار کو اس کا اشارہ کیا پھر جب انہوں نے قبول نہ کیا تو اس کو چھوڑ دیا تو امام بخاری رحمہ اللہ نے بالقوۃ چیز کو بجائے بالفعل چیز کے اتارا اور یہ حضرت ﷺ کے حق میں واضح ہے اس واسطے کہ آپ ﷺ نہیں حکم کرتے تھے مگر ساتھ اس چیز کے کہ اس کا کرنا جائز ہے اور مراد ساتھ بحرین کے شہر مشہور ہے عراق میں اور فرض خمس میں پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے وہاں کے لوگوں سے صلح کی تھی اور ان پر جزیہ مقرر کیا تھا اور کتاب الشرب میں اس حدیث کی شرح میں گزر چکا ہے کہ مراد ساتھ جاگیر دینے کے واسطے انصار کے خاص کرنا ان کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہو جزیہ ان کے سے اور خراج ان کے سے نہ مالک کرنا گردن اس کی کا اس واسطے کہ صلح کی زمین میں نہ تقسیم کی جاتی ہے اور نہ جاگیر دی جاتی ہے۔ (فتح)

۲۹۲۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۲۹۲۹۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنِي رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ لَوْ قَدْ جَآئَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَّنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنِيْ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ قَالَ لِيْ لَوْ قَدْ جَآئَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَأَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَقَالَ لِي احْثُهْ فَحَثَوْتُ حَثْيَةً فَقَالَ لِيْ عُدَّهَا فَعَدَدْتُّهَا فَإِذَا هِيَ خَمْسُ مِائَةٍ فَأَعْطَانِيْ أَلْفًا وَّخَمْسَ مِائَةٍ وَّقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ انْثُرُوْهُ فِي الْمَسْجِدِ فَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَآئَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْطِنِيْ إِنِّيْ فَادَيْتُ نَفْسِيْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا قَالَ خُذْ فَحَثَا فِيْ ثَوْبِهِ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَالَ أْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ إِلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ ذَهَبَ

نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر ہمارے پاس بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح طرح اس طرح یعنی دونوں ہاتھ بھر بھر کے تین بار دوں گا سو جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور بحرین کے ملک سے مال آتا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس سے حضرت ﷺ نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہوتو چاہیے کہ میرے پاس آئے سو میں ان کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر بحرین کے ملک سے ہمارے پاس مال آئے گا تو البتہ میں تجھ کو دوں گا اس طرح اور اس طرح اور اس طرح تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپنا لپ بھر اور گن تو میں نے لپ بھر کے ان کو گنا اچانک پانچ سو درہم تھے تو مجھ کو ایک ہزار پانچ سو درہم دیے اور کہا ابراہم نے عبدالعزیز سے اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ کے پاس بحرین سے مال آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مسجد میں ڈالو اور تھا وہ اکثر مال کہ حضرت ﷺ کے پاس لایا گیا تھا تو ناگہاں عباس رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ یا حضرت مجھ کو مال دیجیے پس تحقیق میں نے بدلا دیا تھا اپنی جان سے اور بدلہ دیا تھا عقیل سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے لو جس قدر اٹھا سکو تو عباس نے دونوں ہاتھ سے اپنے کپڑے میں مال ڈالا پھر اس کو اٹھانے لگے تو اٹھا نہ سکے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کسی کو حکم کیجیے کہ مجھ کو اٹھوا دے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں حکم کرتا یعنی بلکہ جتنا خود اٹھا سکے اٹھا لے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ مجھ کو اٹھوا دیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں اٹھواتا تو عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ مال نکال ڈالا پھر اس کو اٹھانے لگے سو نہ اٹھا سکے تو کہا کہ یا حضرت ﷺ کسی کو حکم کیجیے کہ مجھ کو اٹھوا دے

يُقِلُّهُ فَلَمْ يَرْفَعْهُ فَقَالَ فَمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ عَلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ احْتَمَلَهُ عَلَى كَاهِلِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَا زَالَ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ حَتَّى خَفِيَ عَلَيْنَا عَجَبًا مِنْ حِرْصِهِ فَمَا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ.

حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ہی مجھ کو اٹھوا دیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پھر عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ مال اور نکال ڈالا پھر اس کو اپنے مونڈھے پر اٹھا کر چلے سو ہمیشہ حضرت ﷺ اس کو دیکھتے رہے یہاں تک ہم سے چھپ گئے واسطے تعجب کرنے کے اس کی حرص سے سو نہ کھڑے ہوئے حضرت ﷺ اور حالانکہ وہاں اس سے کوئی درہم تھا۔

فائدہ: اور لیکن عطف جزیہ کا فے پر پس یہ عطف عام کا خاص پر اور شافعی وغیرہ نے کہا کہ فے وہ مال ہے جو حاصل ہو واسطے مسلمانوں کے اس قسم سے کہ نہیں دوڑائے اس پر مسلمانوں نے گھوڑے اور نہ اونٹ اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی معلق مشعر ہے ساتھ اس کے کہ راجح ہے طرف نظر امام کی جتنا چاہے زیادہ دے اور تحقیق گزر چکا ہے خمس میں کہ جو مال بحرین سے آیا تھا وہ جزیہ کا مال تھا اور یہ کہ مصرف جزیہ کا مصرف فے کا ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیان اختلاف کا مصرف فے میں اور یہ کہ امام بخاری رحمہ اللہ اختیار کرتے ہیں کہ وہ امام کی نظر کی طرف ہے جس کو چاہے دے اور عبدالرزاق نے حدیث طویل میں روایت کی ہے کہ جب عباس اور علی رضی اللہ عنہما عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جھگڑتے آئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی وما افاء الله على رسوله من اهل القرى الآیة پس کہا کہ اس آیت نے سب مسلمانوں کو پورا کیا یعنی اس آیت میں سب مسلمانوں کو دینا مذکور ہے پس نہیں باقی رہا کوئی مگر کہ واسطے اس کے حق ہے بیچ اس کے مگر بعض وہ لوگ جن کے تم مالک ہو یعنی لونڈی غلام ابو عبید نے کہا کہ حکم فے کا اور خراج اور جزیہ کا ایک ہے اور ملحق ہوتا ہے ساتھ اس کے وہ مال جو اہل ذمہ سے لیا جاتا ہے عشر سے جبکہ تجارت کریں اسلام کے شہروں میں اور وہ حق ہے سارے مسلمانوں کا عام کیا جائے ساتھ اس کے فقیر اور مالدار کو اور عطا کی جائے ساتھ اس کے لڑنے والوں پر اور رزق دیا جائے بال بچوں کو اور جو حاجت کہ پیش آئے امام کو تمام اس قسم سے کہ اس میں بہتری مسلمانوں کی اور اسلام کی ہے اور اختلاف کیا ہے اصحاب نے بیچ تقسیم فے کے پس ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مذہب برابری کرنی ہے اور یہی ہے قول علی رضی اللہ عنہ کا اور عطا کا اور اختیار شافعی کا اور مذہب عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کا تفصیل ہے یعنی کم وبیش دینا اور یہی ہے قول مالک کا اور کوفیوں کا مذہب یہ ہے کہ یہ امام کی رائے کے سپرد ہے اگر چاہے تو برابر دے اور اگر چاہے تو کم وبیش دے اور ابن بطال نے کہا کہ باب کی حدیثیں حجت ہیں واسطے اس کے جو قائل ہے تفصیل کا اور ظاہر یہ ہے کہ جو تفصیل کا قائل ہے وہ تعمیم کو شرط کرتا ہے بخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ وہ نظر امام کی طرف ہے اور اس پر دلالت کرتی ہیں حدیثیں باب کی اور ابن منذر نے کہا کہ تنہا ہوئے ہیں شافعی ساتھ قول اپنے کے کہ فے کے مال میں بھی خمس ہے

جیسے کہ غنیمت میں ہے اورنہیں محفوظ ہے یہ کسی سے اصحاب میں سے اور نہ ان سے جو ان کے بعد میں ہیں یعنی شافعی کے سواسب کا یہی مذہب ہے کہ فے میں سے پانچواں حصہ نہ نکالا جائے اس واسطے کہ جو آیتیں فے کی آیت کے بعد ہیں وہ معطوف ہیں فے کی آیت پر للفقراء والمهاجرين سے آخر تک پس تحقیق وہ مفسر ہے واسطے اس چیز کے کہ اس سے پہلے ہے قول اس کے وما افاء الله على رسوله من اهل القرى سے اور شافعی نے حمل کیا ہے آیت پہلی کو اس پر کہ قسمت سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوئی ہے واسطے اس کے جو مذکور ہے بیچ اس کے فقط پھر جب اس نے دیکھا اجماع کو اوپر جواز عطاؤں لڑنے والوں کے اور روزی لڑکے بالوں کے اور سوائے اس کے فے کے مال سے تو تاویل کی اس نے کہ جو آیت میں مذکور ہے وہ خمس ہے پس گردانا اس نے خمس فے کو واجب واسطے ان کے اور مخالفت کی ہے اس کی عام اہل علم نے واسطے پیروی عمر رضی اللہ عنہ کے اور عباس رضی اللہ عنہ کے قصے میں دلالت ہے اس پر کہ حصہ ذوالقربیٰ کا فے سے نہیں خاص ہوتا ساتھ فقیر ان کے اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ مالداروں سے تھے اور امام احمد نے کہا کہ فے واسطے مالدار اور فقیر کے ہے۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا بِغَيْرِ جُرْمٍ.

باب ہے بیان میں گناہ اس شخص کے جو عہد کرنے والے کو قتل کرے بغیر جرم کے یعنی ناحق۔

فائدہ: اسی طرح مقید کیا ہے انہوں نے اس کو ترجمہ میں اور نہیں ہے تقیید حدیث میں اور لیکن وہ مستفاد ہے قواعد شرع سے اور واقع ہوا ہے بیچ روایت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جو آئندہ آتی ہے ساتھ لفظ بغیر حق کے اور اسی چیز میں کہ واقع ہوئی ہے نسائی وغیرہ کی حدیث میں کہ جو قتل کرے نفس معاہد کو بغیر حلال ہونے اس کے تو حرام کرتا ہے اللہ اس پر بہشت کو۔ (فتح)

۲۹۳۰۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا.

۲۹۳۰۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو معاہد یعنی قول واقرار والے کو مار ڈالے گا تو وہ بہشت کی بو نہ سونگھے گا اور البتہ بہشت کی خوشبو چالیس برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے۔

بَابُ إِخْرَاجِ الْيَهُودِ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَقَالَ عُمَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللهُ بِهِ.

نکالنا یہود کا عرب کے ٹاپو سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ہم تم کو ٹھہرائیں گے جب تک کہ اللہ تم کو وہاں ٹھہرائے گا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اور اس میں یہ لفظ بھی ہے کہ نکالو مشرکوں کو عرب کے ٹاپو سے اور اقتصار کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اوپر ذکر یہود کے اس واسطے کہ وہ اللہ کو ایک جانتے تھے مگر تھوڑے ان میں سے اور باوجود اس کے حکم کیا ساتھ نکالنے ان کے کے تو ان کے سوائے اور کافروں کا نکالنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ (فتح)

۲۹۳۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا إِلٰى يَهُوْدَ فَخَرَجْنَا حَتّٰى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَالَ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَإِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ يَّجِدْ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوْا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ.

۲۹۳۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں تھے کہ ناگہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے سو فرمایا کہ یہود کی طرف چلو سو ہم نکلے یہاں تک کہ جب ہم مدرسے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام قبول کرو تا کہ تم دین و دنیا میں سلامت رہو اور جان لو کہ تمہاری زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس زمین یعنی عرب کی زمین سے نکال دوں سو جو شخص کہ تم لوگوں میں سے اپنا کچھ مال پائے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے یعنی جس شخص پر تم میں سے دشوار ہو چھوڑنا کسی چیز کا جس کا نقل کرنا دشوار ہو تو اس کو اس کے بیچنے کی اجازت ہے نہیں تو جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

فائدہ: اور ظاہر یہ ہے کہ یہ یہود بقایا تھے یہود سے پیچھے رہے مدینے میں بعد نکال دینے بنی قینقاع اور قریظہ اور نضیر کے اس واسطے کہ وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اسلام سے پہلے تھا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو فتح خیبر کے بعد آئے تھے جیسا کہ مغازی میں آئے گا اور تحقیق برقرار رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود خیبر کو اس شرط پر کہ زمین میں محنت مزدوری کریں کما تقدم اور وہ بدستور قائم رہے یہاں تک کہ جلاوطن کیا ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے یا احتمال ہے کہ یہود خیبر سے کچھ لوگ مدینے میں باقی رہے ہوں اعتماد کرنے والے اوپر رضا کے ساتھ باقی رکھنے ان کے کے واسطے محنت کے بیچ زمین خیبر کے پھر ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں رہنے سے بالکل منع کر دیا۔ (فتح)

۲۹۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِيْ مُسْلِمٍ الْأَحْوَلِ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى بَلَّ دَمْعُهُ الْحَصٰى

۲۹۳۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ دن جمعرات کا اور کیا تھا دن جمعرات کا پھر رونے لگے یہاں تک کہ ان کے آنسوؤں سے پتھر تر ہوئے میں نے کہا کہ اے ابو عباس کیا ہے دن جمعرات کا تو انہوں نے کہا کہ اس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری کی نہایت شدت ہوئی اور درد غالب

قُلْتُ يَا أَبَا عَبَّاسٍ مَا يَوْمُ الْخَمِيسِ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِكَتِفٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَّا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَا لَهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوْهُ فَقَالَ ذَرُوْنِيْ فَالَّذِيْ أَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنَنِيْ إِلَيْهِ فَأَمَرَهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيْزُهُمْ وَالثَّالِثَةُ خَيْرٌ إِمَّا أَنْ سَكَتَ عَنْهَا وَإِمَّا أَنْ قَالَهَا فَنَسِيْتُهَا قَالَ سُفْيَانُ هٰذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ.

ہوا تو فرمایا کہ میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے واسطے نوشتہ لکھ دوں تا کہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بہکو تو اصحاب کاغذ لانے نہ لانے میں جھگڑنے لگے اور پیغمبر کے پاس جھگڑنا جائز نہیں پھر اصحاب نے کہا کہ حضرت ﷺ کا کیا حال ہے کیا درد سے زبان قابو میں نہیں رہی اس کو حضرت ﷺ سے پھر تحقیق کر دیا یہ استفہام انکاری ہے گویا کہ انہوں نے انکار کر دیا اس شخص پر جو کہتا تھا کہ نہ لکھو یعنی نہ ٹھہراؤ اس کو مانند امر اس کے کی جس کی زبان قابو میں نہ ہو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب مجھ کو نہ چھیڑو جس میں اب میں مشغول ہوں بہتر ہے اس سے جس کو تم پوچھتے ہو تو حضرت ﷺ نے ان کو تین چیز کا حکم کیا سو فرمایا کہ مشرکوں کو عرب کے جزیرہ سے نکال دینا اور ایلچیوں سے سلوک کیا کرنا جیسے میں کیا کرتا تھا اور تیسری چیز سے یا تو آپ ﷺ چپ رہے یا میں اس کو بھول گیا ہوں سفیان نے کہا کہ یہ سلیمان کا قول ہے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہ قول آپ ﷺ کا ہے کہ نکال دو مشرکوں کو عرب کے ٹاپو سے اور طبری نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام پر لازم ہے نکالنا ہر اس شخص کا جو اسلام کے سوائے کوئی اور دین رکھتا ہو ہر شہر سے کہ اس پر مسلمان قہر سے غالب ہوئے ہوں جبکہ مسلمانوں کی ان کی ضرورت نہ ہو مانند عمل زمین کی اور مانند اس کی اور اسی پر ٹھہرایا عمر رضی اللہ عنہ نے جس کو ٹھہرایا سواد اور شام میں اور گمان کیا انہوں نے کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ ٹاپو عرب کی بلکہ ملحق ہے ساتھ اس کے وہ شہر کے ہو اوپر حکم اس کے کے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا غَدَرَ الْمُشْرِكُوْنَ بِالْمُسْلِمِيْنَ هَلْ يُعْفٰى عَنْهُمْ.

جب مشرکین مسلمانوں کے ساتھ دغا کریں تو کیا ان سے معاف کیا جائے۔

فائدہ: اور نہیں جزم کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے واسطے اشارت کرنے کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے اختلاف سے بیچ عقاب کرنے اس عورت کی جس نے زہر آلودہ بکری ہدیہ بھیجی تھی۔ (فتح)

۲۹۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ

۲۹۳۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ایک بکری زہر آلودہ حضرت ﷺ کو تحفہ بھیجی گئی تو

الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوا إِلَيَّ مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ يَهُودَ فَجُمِعُوا لَهُ فَقَالَ إِنِّي سَآئِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَبُوكُمْ قَالُوا فُلَانٌ فَقَالَ كَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوكُمْ فُلَانٌ قَالُوا صَدَقْتَ قَالَ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُ عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ وَإِنْ كَذَبْنَا عَرَفْتَ كَذِبَنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِي أَبِينَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ أَهْلُ النَّارِ قَالُوا نَكُونُ فِيهَا يَسِيرًا ثُمَّ تَخْلُفُونَا فِيهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَئُوا فِيهَا وَاللَّهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيهَا أَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هٰذِهِ الشَّاةِ سُمًّا قَالُوا نَعَمْ قَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَالُوا أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا نَسْتَرِيحُ وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہاں کہ سب یہودیوں کو میرے پاس جمع کرو تو سب یہودی آپ ﷺ کے پاس جمع کیے گئے تو فرمایا کہ میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں کیا تم اس میں سچ بولو گے یہود نے کہا ہاں تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کون ہے باپ تمہارا انہوں نے کہا کہ فلانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم جھوٹے ہو بلکہ تمہارا باپ فلانا ہے انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ سچے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو کیا تم اس میں سچ بولو گے تو یہود نے کہا کہ ہاں اے ابوالقاسم اور اگر ہم جھوٹ بولیں گے تو آپ ﷺ ہمارے جھوٹ کو پہچان لیں گے جیسے کہ آپ ﷺ نے اس کو ہمارے باپ کی نسبت میں پہچانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوزخی کون ہیں تو یہود نے کہا کہ ہم تھوڑے دن دوزخ میں رہیں گے پھر ہمارے پیچھے تم دوزخ میں داخل ہو گے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دور ہو اس میں قسم ہے اللہ کی ہم تمہارے پیچھے کبھی دوزخ میں نہیں جائیں گے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو کیا تم اس میں سچ بولو گے تو انہوں نے کہا کہ ہاں اے ابوالقاسم ﷺ تو فرمایا کہ تم نے اس بکری میں زہر ڈالا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا چیز تم کو اس کے باعث ہوئی یہود نے کہا کہ ہم نے چاہا تھا کہ اگر آپ معاذ اللہ جھوٹے ہوں گے تو ہم آپ سے آرام پائیں گے لیکن اگر آپ ﷺ پیغمبر ہوں گے تو آپ ﷺ کو ضرر نہ ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔

بَابُ دُعَاءِ الْإِمَامِ عَلٰى مَنْ نَكَثَ عَهْدًا.

بددعا کرنی امام کی اس شخص پر جو عہد کو توڑ ڈالے۔

٢٩٣٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا ثَابِتُ

۲۹۳۴۔ عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے

بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوْتِ قَالَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ فَقُلْتُ إِنَّ فُلَانًا يَزْعُمُ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ كَذَبَ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَدْعُوْ عَلٰى أَحْيَآءٍ مِّنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ قَالَ بَعَثَ أَرْبَعِيْنَ أَوْ سَبْعِيْنَ يَشُكُّ فِيْهِ مِنَ الْقُرَّآءِ إِلٰى أُنَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَعَرَضَ لَهُمْ هٰؤُلَآءِ فَقَتَلُوْهُمْ وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَمَا رَأَيْتُهُ وَجَدَ عَلٰى أَحَدٍ مَّا وَجَدَ عَلَيْهِمْ.

رکوع سے پہلے قنوت پڑھنے کا حکم پوچھا تو میں نے کہا کہ فلانا گمان کرتا ہے کہ تو نے رکوع سے پیچھے کہا ہے تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے پھر انس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ قنوت پڑھی بعد رکوع کے بددعا کرتے تھے بنی سلیم کی ایک جماعت پر انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس یا ستر قاری کچھ مشرکوں کی طرف بھیجے پس آگے آئے ان کو یہ کافر یعنی جبکہ پہنچے بئر معونہ میں تو کافروں نے ان کو مار ڈالا اور ان کافروں کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان عہد تھا سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ کسی پر غمناک ہوئے ہوں جیسا کہ ان پر غمناک ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الوتر میں گزر چکی ہے۔

بَابُ أَمَانِ النِّسَآءِ وَجِوَارِهِنَّ.

باب ہے بیان میں امان دینے عورتوں کے اور پناہ دینے ان کے۔

۲۹۳۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِيْ طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِيْ طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا

۲۹۳۵۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا ابو طالب کی بیٹی سے روایت ہے کہ میں فتح مکہ کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی سو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کرتے پایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ کیے ہوئے تھیں تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عورت کون ہے میں نے کہا کہ میں ام ہانی ہوں ابو طالب کی بیٹی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوش وقتی ہے ام ہانی کو پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہانے سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہوئے تو اپنی آٹھ رکعتیں پڑھیں یعنی چاشت کی نماز لپٹے ہوئے تھے کپڑے میں تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں کے بیٹے علی نے کہا کہ وہ

فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّيْ عَلِيٌّ أَنَّهُ قَاتِلٌ رَّجُلًا قَدْ أَجَرْتُهُ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ وَّذٰلِكَ ضُحًى.

قتل کرنے والے ہیں اس شخص کو کہ میں نے اس کو پناہ دی تو فلاں بیٹا ہبیرہ کا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے پناہ دی جس کو تو نے پناہ دی اے ام ہانی۔ ام ہانی نے کہا اور یہ چاشت کی نماز تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی کچھ شرح نماز میں گزر چکی ہے ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے اہل علم کا اوپر جائز ہونے امان عورت کے مگر وہ چیز کہ ذکر کی ہے عبدالملک مالک کے مصاحب نے نہیں محفوظ رکھتا میں یہ اس کے غیر سے کہا اس نے کہ کہا امر امان کا امام کی طرف ہے اور تاویل کی ہے اس نے جواز کی حدیثوں کی اوپر قضایا خاص کے ابن منذر نے کہا کہ بیچ قول حضرت ﷺ کے کہ سعی کرتا ہے ساتھ عہد ان کے کے ادنیٰ ان کا دلالت ہے اوپر غافل ہونے اس قائل کے اور سحنون سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے پس کہا اس نے کہ وہ امام کے سپرد ہے اگر اس کو جائز رکھے تو جائز ہے اور اگر رد کرے تو رد ہے۔ (فتح)

بَابُ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَجِوَارُهُمْ وَاحِدَةٌ يَّسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ.

مسلمانوں کا عہد اور امان ایک ہے سعی کرتا ہے ساتھ عہد ان کے کے ادنیٰ ان کا یعنی اگر کوئی ادنیٰ مسلمان مانند عورت اور غلام کی کسی کافر کو امان دے تو چاہیے کہ اس کو سب مسلمان امان دیں اور اس کے عہد کو نہ توڑیں۔

۲۹۳۶۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيٌّ فَقَالَ مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَؤُهُ إِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ فَقَالَ فِيْهَا الْجِرَاحَاتُ وَأَسْنَانُ الْإِبِلِ وَالْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَّا بَيْنَ عَيْرٍ إِلٰى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا أَوْ اٰوٰى فِيْهَا مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّمَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَذِمَّةُ

۲۹۳۶۔ ابراہیم تیمی نے اپنے باپ سے روایت کی کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہم پر خطبہ پڑھا پس کہا کہ نہیں ہمارے پاس کوئی کتاب جس کو ہم پڑھیں مگر کتاب اللہ کی جو بلند ہے یعنی قرآن اور جو کچھ کہ اس کا غذ میں ہے اور فرمایا کہ اس کتاب میں احکام ہیں زخموں کے اور سن اونٹوں کے یعنی جو دیت میں دیے جاتے ہیں اور مدینہ حرام ہے عیر سے اور کدا تک کہ یہ دونوں پہاڑوں کے نام ہیں سو جو اس میں کوئی بدعت نکالے یا بدعتی کو ٹھکانا دے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے نہ قبول کرے گا اس سے اللہ نہ فرض عبادت کو اور نہ نفل کو اور جو کسی قوم سے دوستی کرے بغیر اپنے

الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ مِثْلُ ذٰلِكَ.

اگلے سرداروں کے تو اس پر بھی اتنی ہی لعنت ہے اور امان مسلمانوں کی ایک ہے سو جو شخص کہ مسلمان کی امان کو توڑے تو اس پر بھی اتنی ہی لعنت ہے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہی اخیر قول ہے کہ امان مسلمانوں کی ایک ہے الخ اور یہ ظاہر ہے بیچ اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ ابتداء ترجمہ کے اور اوپر قول اس کا کہ کوشش کرتا ہے ساتھ عہد ان کے کے ادنیٰ ان کا پس اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے اور تحقیق پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا حج میں اور آئندہ بھی یہ حدیث آئے گی اور داخل ہوا بیچ قول اس کے کے ادناھم ہر وضیع ساتھ نص کے اور ہر شریف ساتھ فحوی کے پس داخل ہوا ان کے ادنیٰ میں عورت اور غلام اور لڑکا اور مجنوں اور اوپر عورت پس اس کا ذکر تو پہلے باب میں گزر چکا ہے اور اوپر غلام پس جائز رکھا ہے اس کی امان کو جمہور نے لڑے یا نہ لڑے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر لڑے تو اس کی امان جائز ہے اور نہیں تو نہیں اور سحنون نے کہا کہ اگر سردار اس کو لڑنے کی اجازت دے تو جائز ہے امان اس کی اور نہیں تو نہیں اور اوپر لڑکا پس کہا ابن منذر نے کہ اجماع ہے اہل علم کا کہ امان لڑکے کی جائز نہیں میں کہتا ہوں کہ اس کے غیر کا کلام مشعر ہے ساتھ اس کے کہ مراہق اور غیر مراہق میں فرق ہے اور اسی طرح ممیز جو عقل رکھتا ہو اور خلاف ہے مالکیہ اور حنابلہ سے اور اوپر مجنون پس نہیں صحیح ہے امان اس کی بغیر خلاف کے مانند کافر کی اور لیکن اوزاعی نے کہا کہ اگر جہاد کرے ذمی کافر ہمراہ مسلمانوں کے پس کسی کو امان دی پس اگر امام چاہے تو اس کو جائز رکھے اور اگر چاہے تو رد کرے اور حکایت کی ہے ابن منذر نے ثوری سے کہ اس نے مستثنیٰ کیا ہے مردوں سے ان آزادوں کو جو دارالحرب میں قید ہیں پس کہا اس نے کہ ان کی امان جائز نہیں ہوتی اور اسی طرح مزدور کی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالُوْا صَبَأْنَا وَلَمْ يُحْسِنُوْا أَسْلَمْنَا.

جب کہیں مشرکین وقت لڑنے کے صَبَأْنَا یعنی ہم بے دین ہوئے یعنی مسلمان ہوئے اور بخوبی یہ بات نہ کہہ سکیں کہ ہم مسلمان ہوئے یعنی واسطے جاری ہونے کے اپنی زبان پر تو کیا ہوتا ہے یہ کافی بیچ دور کرنے قتال کے ان سے یا نہیں۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مقصود ترجمہ کا یہ ہے کہ اعتبار کیا جاتا ہے مقاصد کا اپنی دلیلوں سے جس طرح سے کہ دلیلیں ہوں خواہ لفظی ہوں یا غیر لفظی جس زبان میں کہ ہوں۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرَأُ إِلَيْكَ -

اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سو خالد نے ان کا قتل کرنا شروع کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی میں تیرے روبرو

مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ. بیزاری کرتا ہوں خالد کے فعل سے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث دراز کا پوری حدیث آئندہ آئے گی اور اس کا حاصل یہ ہے کہ خالد نے حضرت ﷺ کے حکم سے ایک قوم کے ساتھ جہاد کیا اور ان کو اسلام کی دعوت کی تو انہوں نے کہا صَبَأْنَا یعنی ہم بے دین ہوئے اور مراد ان کی یہ تھی ہم اسلام لائے یعنی اس لیے کہ کافر مسلمانوں کو بے دین کہتے تھے تو خالد نے ان سے یہ بات قبول نہ کی اور ان کو قتل کیا بنا پر ظاہر لفظ کے تو حضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے اس پر انکار کیا پس دلالت کی اس نے اس پر کہ کفایت کی جائے ہر قوم سے ساتھ اس چیز کے کہ پہچانی جائے زبان ان کی سے اور تحقیق معذور کہا حضرت ﷺ نے خالد کو بیچ اجتہاد اس کے کے اور نہ بدلہ لیا اس سے۔ اور ابن بطال نے کہا کہ نہیں اختلاف ہے اس میں کہ حاکم جب حکم کرے ساتھ جور کے یا برخلاف قول اہل علم کے تو وہ مردود ہے ولیکن نظر کی جائے پس اگر ہو بطور اجتہاد کے تو گناہ ساقط ہے اور اوپر ضمان یعنی بدلہ پس لازم ہے اس میں نزدیک اکثر کے اور کہا ثوری اور اہل رائے اور احمد اور اسحاق نے کہ جو چیز کہ ہو قتل میں یا زخم میں تو بیت المال میں ہے اور کہا اوزاعی اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ کے دونوں مصاحبوں نے کہ اس کا بدلہ عاقلہ پر ہے اور کہا ابن ماجشون نے کہ نہیں لازم آتی اس میں ضمان اور یہ ان جگہوں سے ہے جن میں تمسک کیا جاتا ہے کہ بخاری ترجمہ باندھتا ہے ساتھ بعض ان چیزوں کے کہ وارد ہوئی ہیں حدیث میں اگرچہ وارد نہیں کرتا ان کو ترجمہ میں پس تحقیق اس نے باب باندھا ہے ساتھ قول اپنے کی صَبَأْنَا اور اس کو وارد نہیں کیا اور اکتفا کیا ہے اس نے ساتھ ٹکڑے اس حدیث کے جس میں یہ لفظ وارد ہوا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عُمَرُ إِذَا قَالَ مَتْرَسْ فَقَدْ اٰمَنَهُ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ الْأَلْسِنَةَ كُلَّهَا وَقَالَ تَكَلَّمْ لَا بَأْسَ.

یعنی اور کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ جب کہے مسلمان عجمی کافر کو کہ نہ ڈر یعنی فارسی زبان میں تو اس نے اس کو امن دیا تحقیق اللہ سب زبانوں کو جانتا ہے یعنی پس فارسی زبان میں بھی امان دینی جائز ہوگی۔ یعنی عمر فاروق نے کہا کہ کلام کر کوئی ڈر نہیں۔

فائدہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم نے تستر کو محاصرہ کیا تو اترا ہرمزان اوپر حکم عمر رضی اللہ عنہ کے سو جب اس کو عمر کے پاس لایا گیا تو صاف کلام نہ کر سکا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کلام کر کوئی ڈر نہیں اوپر تیرے اور یہ عمر رضی اللہ عنہ سے امن دینا تھا اور کہا کہ اللہ سب زبانوں کو جانتا ہے تو کہتے ہیں کہ دنیا میں کل بہتر زبانیں ہیں سولا سام کی اولاد میں اور مانند اس کی حام کی اولاد میں اور باقی یافث کی اولاد میں۔ (فتح)

بَابُ الْمُوَادَعَةِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ بِالْمَالِ وَغَيْرِهِ وَإِثْمِ مَنْ لَّمْ

صلح کرنی اوپر ترک کرنے لڑائی کے اور صلح کرنے ساتھ مشرکوں کے مال وغیرہ پر یعنی مانند قیدیوں کے اور گناہ

يَفِ بِالْعَهْدِ وَقَوْلِهِ ﴿وَإِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ الْأٰيَةَ.

اس کا جو عہد کو پورا نہ کرے۔ اور اللہ نے فرمایا کہ اگر وہ جھکیں صلح کو تو تو بھی جھک اسی طرف اور بھروسا کر اللہ پر بے شک وہی سنتا جانتا۔

فائدہ: یعنی یہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر مصالحت کے ساتھ مشرکین کے اور معنی شرط کے آیت میں یہ ہیں کہ امر ساتھ صلح کے مقید ہے ساتھ اس کے جبکہ ہو نافع واسطے اسلام کے مصالحت اور جبکہ اسلام کفر پر غالب ہو اور مصالحت میں کوئی مصلحت ظاہر نہ ہو تو اس وقت صلح نہیں۔ (فتح)

۲۹۳۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ هُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ قَالَ انْطَلَقَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ وَّمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدِ بْنِ زَيْدٍ إِلٰى خَيْبَرَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ فَتَفَرَّقَا فَأَتٰى مُحَيِّصَةُ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ وَّهُوَ يَتَشَمَّطُ فِيْ دَمِهِ قَتِيْلًا فَدَفَنَهُ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَّمُحَيِّصَةُ وَحُوَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُوْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ كَبِّرْ كَبِّرْ وَهُوَ أَحْدَثُ الْقَوْمِ فَسَكَتَ فَتَكَلَّمَا فَقَالَ تَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ قَاتِلَكُمْ أَوْ صَاحِبَكُمْ قَالُوْا وَكَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَرَ قَالَ فَتُبْرِيْكُمْ يَهُوْدُ بِخَمْسِيْنَ فَقَالُوْا كَيْفَ نَأْخُذُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَعَقَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ.

۲۹۳۷۔ سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود دونوں خیبر میں گئے اور خیبر والوں سے اس دن صلح تھی سو دونوں جدا جدا ہو گئے یعنی سیر کرتے ہوئے ایک کسی طرف چلا گیا اور ایک کسی طرف تو محیصہ عبداللہ کے پاس آیا اور وہ اپنے خون میں تڑپتا تھا اس حال میں کہ مارا گیا تھا تو اس نے اس کو دفنایا پھر مدینے میں آیا پھر چلا عبدالرحمٰن بن سہل یعنی بھائی مقتول کا اور محیصہ اور حویصہ بیٹے مسعود کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تو عبدالرحمٰن کلام کرنے لگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقدم کر بڑے کو بڑے کو یعنی جو تجھ سے بڑا ہے اس کو کلام کرنے دے اور وہ تینوں سے چھوٹا تھا تو عبدالرحمٰن چپ رہا تو کلام کیا محیصہ اور حویصہ نے یعنی دعویٰ کیا خون کا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم قسم کھاتے ہو اور مستحق ہوتے ہو اپنے قاتل کے خون کے یا فرمایا اپنے ساتھی کے تو انہوں نے کہا کہ ہم کس طرح قسم کھائیں اور حالانکہ ہم حاضر نہ تھے اور نہ ہم نے کسی کو دیکھا فرمایا کہ پاک ہوں گے یہود دعویٰ تمہارے سے ساتھ قسموں پچاس مردوں کے تو انہوں نے کہا کہ ہم کافروں کی قوم سے کس طرح قسمیں لیں یعنی ان کی قسموں کا کیا اعتبار ہے تو دیت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اپنے پاس سے۔

فائدہ: اورغرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ وہ خیبر کی طرف چلے اور اس وقت ان سے صلح تھے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنے پاس سے اس کی دیت دی تو مہلب نے اس سے سمجھا ہے کہ یہ موافق ہے قول اس کے کو ترجمہ میں کہ صلح کر لی ساتھ مشرکوں کے مال پر پس کہا اس نے کہ سوائے اس کے نہیں کہ دیت دی اس کو حضرت ﷺ نے اپنے پاس سے واسطے الفت دلانے یہود کے اور واسطے امید مسلمان ہونے ان کے کے اور مہلب کے اس قول کو رد کرتی ہے وہ چیز کہ نفس حدیث میں ہے غیر اس طریق میں کہ مکروہ جانا حضرت ﷺ نے یہ کہ باطل کریں خون اس کا پس تحقیق یہ مشعر ہے کہ سبب دینے آپ کا دیت کو اپنے پاس سے تھا خوش کرنا واسطے دلوں اہل اس کے کے اور احتمال ہے کہ ہر ایک دونوں سے سبب واسطے اس کے اور ساتھ اس کے تمام ہوگا ترجمہ اور اوپر اصل مسئلے کا پس اختلاف کیا گیا ہے بیچ اس کے پس کہا اوزاعی نے کہ صلح کرنی امام المسلمین کی ساتھ اہل حرب کے مال پر کہ ادا کرے اس کو طرف اہل حرب کی جائز نہیں مگر ضرورت سے مانند اعراض کرنے مسلمانوں کی لڑائی ان کی سے کہا اس نے اور نہیں ڈر ہے یہ کہ صلح کرے ان سے غیر شے پر یعنی بغیر کسی چیز نے کے کہ ادا کریں ان کو طرف ان کی جیسا کہ واقع ہوا حدیبیہ میں اور کہا شافعی نے کہ جب ضعیف ہوں مسلمان مشرکوں کی لڑائی تو جائز ہے صلح کرنے ان سے بغیر کسی چیز کے کہ دیں ان کو اس لیے کہ قتل واسطے مسلمانوں کے شہادت ہے اور اسلام زیادہ تر عزت والا ہے اس سے کہ دیا جائے کچھ مال مشرکوں کو اس پر کہ باز رہیں ان سے مگر بیچ حالت خوف مسلمانوں کے واسطے بہت ہونے دشمنوں کے اس لیے کہ یہ ضرورتوں سے ہے اور اسی طرح جب قید کیا جائے کوئی مرد مسلمان پس نہ خلاص ہو مگر ساتھ بدلے کے تو جائز ہے اور اوپر قول بخاری رحمہ اللہ کا کہ گناہ اس شخص کا کہ نہ پورا کرے عہد کو پس نہیں باب کی حدیث میں وہ چیز کہ مشعر ہو ساتھ اس کے اور قسامت کی بحث آئے گی۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ.

باب ہے بیان میں فضیلت پورا کرنے عہد کے۔

٢٩٣٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِيْ رَكْبٍ مِّنْ قُرَيْشٍ كَانُوْا تِجَارًا بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِيْ مَادَّ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا سُفْيَانَ فِيْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ.

٢٩٣٨۔ سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہرقل نے مجھ کو بلایا بھیجا معہ چند سواروں قریش کے کہ شام کے ملک میں سوداگر تھے اس مدت میں جس میں حضرت ﷺ نے ابوسفیان اور کفار قریش سے صلح کی ہوئی تھی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اس کے کہ دغا ہر امت کے نزدیک قبیح اور مذموم ہے اور یہ پیغمبروں کی صفتوں سے نہیں۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يُعْفٰى عَنِ الذِّمِّيِّ إِذَا سَحَرَ.

باب ہے بیان میں اس کے کہ کیا معاف کیا جائے ذمی کافر سے جبکہ جادو کرے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا نہ قتل کیا جائے جادوگر اہل عہد کا اور لیکن عقاب کیا جائے مگر یہ کہ اپنے جادو سے قتل کرے پس قتل کیا جائے یا کوئی بدعت نکالے پس مواخذہ کیا جائے ساتھ اس کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور مالک نے کہا کہ اگر داخل کرے ساتھ سحر اپنے کے ضرر کو مسلمان پر تو ٹوٹ جاتا ہے عہد اس کا ساتھ اس کے اور نیز مالک نے کہا کہ قتل کیا جائے ساحر اور نہ توبہ کرایا جائے اور یہی قول ہے احمد رحمہ اللہ کا اور ایک جماعت کا اور وہ نزدیک ان کی مانند زندیق کی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ سُئِلَ أَعَلٰى مَنْ سَحَرَ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ قَتْلٌ قَالَ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صُنِعَ لَهٗ ذٰلِكَ فَلَمْ يَقْتُلْ مَنْ صَنَعَهٗ وَكَانَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ.

یونس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے ابن شہاب سے پوچھا کہ کیا اس شخص پر کہ جادو کرے عہد والوں سے قتل ہے یعنی کیا اس کو مار ڈالنا جائز ہے ابن شہاب نے کہا پہنچی ہم کو یہ خبر کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جادو کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جادوگر کو قتل نہ کیا اور تھا وہ اہل کتاب سے

فائدہ: کرمانی نے کہا کہ ترجمہ باندھا بخاری نے ساتھ لفظ ذمی کے اور سوال کیا گیا زہری ساتھ لفظ اہل عہد کے اور جواب دیا ساتھ لفظ اہل کتاب کے پس دونوں پہلے متقارب ہیں اور اپر اہل کتاب پس مراد اس کی ان میں سے وہ شخص ہے جس کے ساتھ عہد ہو اور امر نفس الامر میں اس طرح تھا ابن بطال نے کہا کہ نہیں حجت ہے واسطے ابن شہاب کے بیچ قصے اس شخص کے جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جادو کیا تھا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ اپنے واسطے کسی سے بدلہ نہ لیتے تھے اور نیز اس لیے کہ نہ ضرر کیا آپ کو جادو نے بیچ کسی چیز کے وحی کے امروں سے اور نہ آپ کے بدن میں اور سوائے اس کے نہیں کہ عارض ہوئی تھی آپ کو کوئی چیز خیال سے اور یہ مانند اس کی ہے کہ ایک جن نے آپ کی نماز کو توڑنا چاہا پس نہ قادر ہوا اور اس کے ادر سوا اس کے نہیں کہ پہنچی آپ کو ضرر سحر سے وہ چیز کہ پہنچتی ہے بیمار کو بخار سے میں کہتا ہوں کہ اسی لیے نہیں جزم کیا بخاری نے ساتھ حکم کے۔ (فتح)

۲۹۳۹۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۹۳۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہوا یہاں تک کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ ایک کام کر چکے اور حالانکہ اس کو نہ کیا ہوتا تھا۔

سُحِرَ حَتّٰى كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ صَنَعَ شَيْئًا وَلَمْ يَصْنَعْهُ.

فائدہ: اس حدیث میں معاف کرنے کا ذکر نہیں اور اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ ترجمہ کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے بیچ باقی قصے کے کہ جب حضرت ﷺ کو صحت حاصل ہوئی تو فرمایا کہ میں مکروہ جانتا ہوں کہ لوگوں میں فتنہ انگیزی کروں اور اس کی باقی شرح طب میں آئے گی۔

بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنَ الْغَدْرِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَإِنْ يُّرِيْدُوْا أَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِىْ أَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ إِلٰى قَوْلِهٖ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾.

غدر اور دغا سے ڈرانے کا بیان اور اللہ نے فرمایا کہ اگر کافر چاہیں کہ تجھ کو دغا میں تو تحقیق کافی تجھ کو اللہ آخر تک

فائدہ: اور اس آیت میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ احتمال رکھنا طلب دشمن کا واسطے صلح کے دغا کو نہیں منع کرتا قبول کرنے کو جبکہ ظاہر ہو واسطے مسلمانوں کے بلکہ عزم کیا جائے اور بھروسا کیا جائے اللہ پر۔ (فتح)

٢٩٤٠۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ بُسْرَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيْسَ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ مِّنْ أَدَمٍ فَقَالَ اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَوْتِيْ ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ مُوْتَانٌ يَّأْخُذُ فِيْكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتّٰى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا ثُمَّ فِتْنَةٌ لَّا يَبْقٰى بَيْتٌ مِّنَ الْعَرَبِ إِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُوْنُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِى الْأَصْفَرِ فَيَغْدِرُوْنَ فَيَأْتُوْنَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِيْنَ غَايَةً تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا.

۲۹۴۰۔ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جنگ تبوک میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حضرت ﷺ چمڑے کے ایک قبے میں تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گن رکھ چھ چیزوں کو قیامت سے پہلے اول تو میری موت پھر بیت المقدس کا فتح ہونا پھر تم میں مری کا پڑنا جیسے بھیڑ بکری میں مری پڑتی ہے پھر مال کی کثرت ہونی یہاں تک کہ ایک مرد کو سو اشرفیاں دی جائے گی پھر بھی وہ ناخوش رہے گا یعنی کم سمجھ کر پھر فساد ہوگا عرب کا کوئی گھر باقی نہ رہے گا جس میں وہ داخل نہ ہوگا پھر تمہاری اور روم والوں کے درمیان صلح کا ہونا سو وہ دغا کریں گے تو وہ تم سے لڑنے آئے گے اسی (۸۰) علم کے نیچے ہر علم کے نیچے بارہ بارہ ہزار آدمی ہوگا یعنی نو لاکھ ساٹھ ہزار کا لشکر ہوگا۔

فائدہ: کہتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بیت المقدس کی فتح ہونے کے بعد عمواس میں مری پڑی کہ اس میں پڑی کہ اس میں کئی ہزار آدمی مر گئے اور مال کی کثرت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی نزدیک فتوح عظیمہ کے اور فتنہ جس کی طرف حدیث میں اشارہ ہے شروع ہوا ساتھ مقتول ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور بدستور رہے فتنے بعد اس کے اور چھٹی نشانی ابھی واقع نہیں ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان میں سے تین نشانیاں واقع ہو چکی ہیں اور تین باقی ہیں اور نعیم کے فتن میں واقع ہوا ہے کہ اخیر نشانی مہدی کے وقت میں ہوگی اوپر ہاتھ ایک بادشاہ کے جو ہرقل کی اولاد سے ہوگا اور مہلب نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دغا قیامت کی نشانیوں سے ہے اور اس میں بیان ہے کئی چیزوں کا نبوت کی نشانیوں سے کہ ان میں سے اکثر ظاہر ہو چکی ہیں ابن منیر نے کہا کہ اپر قصہ روم کا پس نہیں واقع ہوا اب تک اور نہ ہم کو یہ خبر پہنچی کہ مسلمانوں نے میدان میں اس عدد کے ساتھ جہاد کیا ہو پس یہ ان امروں سے ہے کہ ابھی واقع نہیں ہوئی اور اس میں بشارت اور ندارت ہے اور یہ اس لیے ہے کہ وہ دلالت کرتی ہے کہ انجام واسطے مسلمانوں کے ہے باوجود کثرت اس لشکر کے اور اس میں اشارت ہے طرف اس کی کہ مسلمانوں کا لشکر کئی گناہ زیادہ ہوگا۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ يُنْبَذُ إِلٰى أَهْلِ الْعَهْدِ وَقَوْلِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ ﴿وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ﴾ الْآيَةَ.

کس طرح پھیرا جائے عہد طرف اہل عہد کی اور اللہ نے فرمایا کہ اگر تجھ کو ڈر ہو ایک قوم کے دغا کا تو پھینک دے طرف ان کی عہد ان کا برابر کے برابر۔

فائدہ: اور یہ اس طور سے ہے کہ کسی کو ان کے پاس پہنچے جو ان کو خبر کر دے کہ عہد ٹوٹ گیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یعنی مثل پر اور بعض کہتے ہیں کہ عدل پر اور بعض کہتے ہیں کہ خبر کر دے ان کو کہ تو ان سے لڑنے والا ہے یہاں تک کہ ہوں مثل تیری اس کے علم میں۔ (فتح)

۲۹۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيمَنْ يُؤَذِّنُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَّيَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ يَوْمُ النَّحْرِ وَإِنَّمَا قِيْلَ الْأَكْبَرُ مِنْ أَجْلِ قَوْلِ النَّاسِ الْحَجُّ الْأَصْغَرُ فَنَبَذَ أَبُوْ بَكْرٍ

۲۹۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھیجا مجھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں میں جو قربانی کے دن منا میں حکم پہنچا دیں کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی شریک کرنے والا اور نہ گھومے کعبے کے گرد ننگا آدمی اور حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے یعنی دسویں ذی حجہ کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا ہے اکبر اس واسطے کہ لوگ عمرے کو حج اصغر کہتے تھے پس پھینک دیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے طرف لوگوں کی اس سال میں عہد ان کا تو حجۃ الوداع کے سال جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا کسی کافر

إِلَى النَّاسِ فِيْ ذٰلِكَ الْعَامِ فَلَمْ يَحُجَّ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الَّذِيْ حَجَّ فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُشْرِكٌ.

نے حج نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے مہلب نے کہا کہ خوف کیا حضرت ﷺ نے کافروں کے دغا سے پس اس واسطے منادی کو بھیجا کہ کافروں کو یہ حکم پہنچا دے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ عَاهَدَ ثُمَّ غَدَرَ وَقَوْلِ اللّٰهِ ﴿الَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ﴾.

گناہ اس شخص کا جو عہد کرے پھر دغا کرے اور اللہ نے فرمایا کہ ان میں سے جن کے ساتھ تو نے عہد کیا ہے پھر توڑتے ہیں عہد اپنا ہر بار میں الآیۃ

٢٩٤٢ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُ خِلَالٍ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا مَّنْ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا.

۲۹۴۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چار چیزیں ہیں کہ جس میں چاروں ہوں گی وہ نرا منافق ہے وہ شخص کہ جب بات کرے جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب عہد پیان کرے تو دغا کرے اور جب جھگڑے تو ناحق پر چلے جس میں ایک خصلت ہو ان چاروں سے تو اس میں ایک ہی نفاق کی خو ہے یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دی۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔

٢٩٤٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا كَتَبْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْقُرْاٰنَ وَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ حَرَامٌ مَّا بَيْنَ عَآئِرٍ إِلٰى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا أَوْ اٰوٰى

۲۹۴۳۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں لکھا ہم نے حضرت ﷺ سے مگر قرآن اور جو کچھ کہ اس کاغذ میں ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ حرام ہے ان دونوں پہاڑوں کے درمیان کہ ایک کو عائر کہتے ہیں اور دوسرے کو کدا سو جو اس میں کوئی بدعت نکالے یا بدعت نکالنے والے کو جگہ دے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہو نہ قبول کی جائے گی اس سے نفل عبادت اور نہ فرض عبادت اور امان

مُحدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَّلَا صَرْفٌ وَّذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَّسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّمَنْ وَّالٰى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ.

مسلمانوں کی ایک ہے ادنیٰ مسلمان بھی امان کی کوشش کرتا ہے سو جو شخص کہ مسلمان کی امان کو توڑے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہو نہ قبول کی جائے گی اس سے فرض عبادت اور نہ نفل عبادت اور جو کسی قوم سے دوستی کرے بغیر اجازت اپنے اگلے سرداروں کی تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہو نہ قبول کی جائے گی اس سے فرض عبادت اور نہ نفل عبادت۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول آپ کا ہے کہ جو مسلمان کی امان کو توڑے۔

قَالَ أَبُوْ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا لَمْ تَجْتَبُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا فَقِيْلَ لَهُ وَكَيْفَ تَرٰى ذٰلِكَ كَائِنًا يَّا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِيْ وَالَّذِيْ نَفْسُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ عَنْ قَوْلِ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ قَالُوْا عَمَّ ذَاكَ قَالَ تُنْتَهَكُ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَشُدُّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قُلُوْبَ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَيَمْنَعُوْنَ مَا فِيْ أَيْدِيْهِمْ.

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا اس نے کہ کیا حال ہوگا تمہارا جبکہ خراج اور جزیہ سے تم کو کچھ نہ پہنچے گا تو کسی نے ابو ہریرہ سے کہا کہ اے ابو ہریرہ کس طرح گمان کرتا ہے تو اس کو ہونے والا یعنی تو کہاں سے کہتا ہے کہ یہ حال پیش آئے گا اس نے کہا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے کہ معلوم کیا ہے میں نے اس کو قول سچے کے سے جس کو سچ کیا گیا ہے یعنی جو کچھ جبرائیل نے آپ ﷺ سے کہا ہے سچ کہا ہے لوگوں نے کہا کہ اس کا کیا سبب ہے یعنی کس سبب سے یہ بات پیش آئے گی ابو ہریرہ نے کہا کہ توڑا جائے گا عہد اللہ کا اور عہد اس کے رسول کا کہ اہل ذمہ کے ساتھ تھا تو اللہ اہل ذمہ کے دل کو سخت کر دے گا تو روک رکھیں گے جو کچھ کہ ان کے ہاتھ میں ہے یعنی جزیہ اور خراج ادا نہ کریں گے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے اور وصیت کرنی ہے ساتھ پورا کرنے عہد اہل ذمہ کے واسطے اس چیز کے کہ جزیہ میں ہے جو ان سے لیا جاتا ہے نفع مسلمانوں کے سے اور اس میں ڈرانا ہے ظلم ان کے سے اور یہ کہ جب یہ واقع ہوگا تو وہ عہد کو توڑ ڈالیں گے پس نہ لیں گے اس سے مسلمان کچھ پس تنگ ہوگا حال ان کا۔ (فتح)

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور یہ بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے۔

٢٩٤٤۔ بَابُ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَآئِلٍ شَهِدْتَّ صِفِّيْنَ قَالَ نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ اتَّهِمُوْا رَأْيَكُمْ رَأَيْتُنِيْ يَوْمَ أَبِيْ جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُّهُ وَمَا وَضَعْنَا أَسْيَافَنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا لِأَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلٰى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ غَيْرِ أَمْرِنَا هٰذَا.

۲۹۴۴۔ اعمش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو وائل سے پوچھا کہ کیا تو جنگ صفین میں حاضر ہوا تھا اس نے کہا کہ ہاں تو میں نے سہل بن حنیف سے سنا کہتا تھا کہ تہمت کرو اپنی اپنی رائے کو میں نے اپنے آپ کو دیکھا دن ابو جندل کے یعنی دن صلح حدیبیہ کے پس اگر میں طاقت رکھتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو پھیروں تو البتہ میں اس کو پھیرتا اور نہیں رکھا ہم نے اپنی تلواروں کو دن صفین کے اپنے مونڈھوں سے واسطے کسی امر کے ڈراوے ہم کو مگر کہ لائیں ہم کو تلواریں ہم کی طرف امر کے آسان جانتے تھے ہم انجام اس کے کو سوائے امر ہمارے کے کہ یہ ہے یعنی مسلمانوں کا آپس میں لڑنا۔

فائدہ: سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں کسی گروہ کے ساتھ شریک نہیں ہوئے لوگوں نے ان کو قصور وار ٹھہرایا تو سہل نے یہ عذر بیان کیا اور اس کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی۔

٢٩٤٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْهِ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ ثَابِتٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ وَآئِلٍ قَالَ كُنَّا بِصِفِّيْنَ فَقَامَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوْا أَنْفُسَكُمْ فَإِنَّا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَلَوْ نَرٰى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا فَجَآءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ فَقَالَ بَلٰى فَقَالَ أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلٰى قَالَ فَعَلَامَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِيْ دِيْنِنَا أَنَرْجِعُ وَلَمَّا

۲۹۴۵۔ ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ صفین میں تھے تو سہیل بن حنیف کھڑے ہوئے پس کہا اس نے کہ اے لوگو تہمت کرو اپنی جانوں کو کہ محض اپنی رائے سے آپس میں لڑتے ہو پس تحقیق تھے ہم ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دن حدیبیہ کے اور اگر ہم لڑائی کو مناسب جانتے تو البتہ ہم لڑتے اور صلح پر راضی نہ ہوتے پس عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا نہیں ہم حق پر اور کافر باطل پر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں پھر انہوں نے فرمایا کہ کیا نہیں ہمارے مقتول بہشت میں اور ان کے مقتول دوزخ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پس کس پر دین ہم خسیس حالت کو اپنے دین میں یعنی مسلمانوں کو کافروں کے حوالے کیوں کریں کیا ہم پھر جائیں

يَحْكُمِ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَنْ يُّضَيِّعَنِي اللّٰهُ أَبَدًا فَانْطَلَقَ عُمَرُ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَنْ يُّضَيِّعَهُ اللّٰهُ أَبَدًا فَنَزَلَتْ سُوْرَةُ الْفَتْحِ فَقَرَأَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عُمَرَ إِلٰى اٰخِرِهَا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوَفَتْحٌ هُوَ قَالَ نَعَمْ.

اور حالانکہ حکم نہ کیا ہو اللہ نے درمیان ہمارے اور درمیان ان کے ساتھ اس صلح کے یعنی اور یہ گفتگو تردد کی وجہ سے نہ تھی بلکہ واسطے طلب کشف حال اور مآل کے تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے خطاب کے بیٹے میں اللہ کا رسول ہوں اور اور اللہ مجھ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا پھر فاروق رضی اللہ عنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو کہا ان کو مانند اس کی کہ کہا حضرت ﷺ کو تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ ان کو کبھی ضائع نہیں کرے گا تو سورہ فتح اتری تو حضرت ﷺ نے اس کو عمر رضی اللہ عنہ پر پڑھا آخر تک تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا فتح ہے یہ صلح حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں۔

فائدہ: مقصود سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کا صلح حدیبیہ کا ذکر کرنے سے یہ تھا کہ خبر دیں اہل صفین کو کہ جو صلح حضرت ﷺ نے صلح حدیبیہ میں کی تھی وہ سب مسلمانوں کی رائے کے مخالف تھی اور سب نے اس کو ناخوش جانا اور آخر ان کو معلوم ہوا کہ اس میں بہت بہتری اور بہت بھلائی تھی اور ظاہر ہوا کہ حضرت ﷺ کی رائے صلح میں بہت پوری اور عمدہ تھی لوگوں کی رائے سے مناجزہ سے تو خلاصہ سہل کی کلام کا یہ ہے کہ جنگ صفین میں سہل نے دونوں گروہ کو صلح کی رغبت دلائی اور آخر رفتہ رفتہ مخالفت کا نتیجہ ظاہر ہوا جیسا کہ اللہ نے چاہا۔

٢٩٤٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّيْ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِيْ عَهْدِ قُرَيْشٍ إِذْ عَاهَدُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُدَّتِهِمْ مَعَ أَبِيْهَا فَاسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّيْ قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ

٢٩٤٦۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میری ماں اپنے باپ کے ساتھ میرے پاس آئی اور حالانکہ وہ کافر تھی بیچ زمانے صلح قریش کے جبکہ عہد کیا تھا انہوں نے حضرت ﷺ سے اور مدت ان کی کے کہ صلح کے واسطے معین تھی درمیان قریش کے اور حضرت ﷺ کے تو اس نے حضرت ﷺ سے فتویٰ چاہا سو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میری ماں میرے پاس آئی اور وہ اسلام سے منہ پھیرنے والی ہے یا میرے مال میں رغبت کرتی ہے سو کیا میں اس سے سلوک کروں حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں اس سے سلوک کر۔

أَفَأَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ صِلِيهَا.

فائدہ: اور وجہ تعلق حدیث اول کی اس چیز کی جہت سے ہے جس کی طرف رجوع کیا قریش کے امر نے بیچ توڑنے ان کے کی عہد کو غالب ہونے سے اُوپر ان کے اور قہر ان کے کے ساتھ فتح مکہ کے پس یہ ظاہر کرتا ہے کہ دغا کا انجام برا ہے اور اس کا مقابل ممدوح ہے اور اس جگہ سے ظاہر ہوگا تعلق حدیث ثانی یعنی اسماء رضی اللہ عنہا کا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نہ ہونا عذر کا تقاضا کرتا ہے اس کو کہ قرابتی سے سلوک کرنا جائز ہے اگرچہ ہو اوپر غیر دین سلوک کرنے والے کے اور اس حدیث کی شرح ہبہ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُصَالَحَةِ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ وَقْتٍ مَّعْلُوْمٍ.

صلح کرنی کافروں سے تین دن یا ایک وقت معلوم تک۔

فائدہ: یعنی مستفاد ہوتا ہے واقع ہونے صلح کے سے اوپر تین دن کے جواز اس کا وقت معلوم کے اگرچہ تین دن نہ ہوں۔ (فتح)

۲۹٤٧ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَآءُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّعْتَمِرَ أَرْسَلَ إِلٰى أَهْلِ مَكَّةَ يَسْتَأْذِنُهُمْ لِيَدْخُلَ مَكَّةَ فَاشْتَرَطُوْا عَلَيْهِ أَنْ لَّا يُقِيْمَ بِهَا إِلَّا ثَلَاثَ لَيَالٍ وَّلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ وَلَا يَدْعُوَ مِنْهُمْ أَحَدًا قَالَ فَأَخَذَ يَكْتُبُ الشَّرْطَ بَيْنَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا لَوْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمْ نَمْنَعْكَ وَلَبَايَعْنَاكَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ أَنَا وَاللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَنَا وَاللّٰهِ

۲۹٤٧۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کرنے کا ارادہ کیا تو کسی کو کے والوں کی طرف بھیجا ان سے پروانگی مانگنے کو کہ کے میں داخل ہوں تو کے والوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شرط کی یہ کہ تین دن سے زیادہ کے میں نہ ٹھہریں اور نہ داخل ہوں اس میں مگر اس حال میں کہ تھیلے میں ڈالے ہوئے ہوں ہتھیاروں کو اور نہ بلائیں کے والوں میں سے کسی کو راوی نے کہا کہ سو علی مرتضی رضی اللہ عنہ ان کے درمیان شرط کو لکھنے لگے تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ یہ وہ چیز ہے کہ صلح کی اس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول نے تو کفار قریش نے کہا کہ اگر ہم جانتے کہ تو رسول ہے تو ہم تجھ کو کعبے سے نہ روکتے اور البتہ تجھ سے بیعت کرتے اور لیکن لکھ یہ وہ چیز ہے جس پر صلح کی محمد بن عبداللہ نے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں محمد بن عبداللہ ہوں اور قسم ہے اللہ کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں راوی نے کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے نہ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول کا لفظ مٹا دو تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں اس کو کبھی نہ مٹاؤں گا

رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ وَكَانَ لَا يَكْتُبُ قَالَ فَقَالَ لِعَلِيٍّ امْحَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ عَلِيٌّ وَّاللّٰهِ لَا أَمْحَاهُ أَبَدًا قَالَ فَأَرِنِيْهِ قَالَ فَأَرَاهُ إِيَّاهُ فَمَحَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَلَمَّا دَخَلَ وَمَضَتِ الْأَيَّامُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا مُرْ صَاحِبَكَ فَلْيَرْتَحِلْ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عَلِيٌّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ ارْتَحَلَ.

تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو دکھلا تو علی رضی اللہ عنہ نے وہ لفظ آپ ﷺ کو دکھایا تو حضرت ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹایا سو جب حضرت ﷺ مکے میں داخل ہوئے اور مدت گزر گئی یعنی تین دن کہ قرار پائی تھی تو قریش علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے ساتھ سے کہہ کہ ہمارے شہر سے کوچ کرے تو علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضرت ﷺ سے ذکر کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور پھر کوچ کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح آئندہ آئے گی اور پہلے بھی صلح میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْمُوَادَعَةِ مِنْ غَيْرِ وَقْتٍ وَّقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُقِرُّكُمْ عَلٰى مَا أَقَرَّكُمُ اللّٰهُ بِهِ.

باب ہے بیان میں صلح کرنے کے بیچ غیر وقت معین کے یعنی غیر معین وقت میں صلح کرنی جائز ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم تم کو ٹھہرائیں گے جب تک کہ اللہ تم کو ٹھہرائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مزارعت میں گزر چکی ہے اور اوپر کہ جو کچھ متعلق ہے ساتھ جہاد کے پس صلح کرنی بیچ اس کے نہیں واسطے اس کے کوئی حد معلوم کہ اس کے سوائے اور کوئی مدت جائز نہ ہو بلکہ یہ راجح ہے طرف رائے امام کی بحسب اس چیز کے کہ دیکھے اس کو زیادہ تر نافع اور احوط واسطے مسلمانوں کے۔

بَابُ طَرْحِ جِيَفِ الْمُشْرِكِيْنَ فِي الْبِئْرِ وَلَا يُؤْخَذُ لَهُمْ ثَمَنٌ.

ڈالنا لاشوں مشرکین کا کنویں میں اور ان کا مول نہ لیا جائے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ان کی قیمت نہ لی جائے تو یہ اشارہ ہے طرف حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ مشرکوں نے چاہا کہ ایک مرد مشرک کی لاش خریدیں تو حضرت ﷺ نے بیچنے سے انکار کیا اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے دس ہزار دینا چاہا۔

۲۹۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۲۹۴۸۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ سجدے میں تھے یعنی خانے کعبہ میں اور آپ کی گرد کفار قریش کے چند لوگ تھے کہ ناگہاں عقبہ بن ابی معیط نے اونٹ کی اوجھڑی لا کر حضرت ﷺ کی پیٹھ پر ڈال دی تو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ وَّحَوْلَهٗ نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِذْ جَآءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِيْ مُعَيْطٍ بِسَلٰى جَزُوْرٍ فَقَذَفَهٗ عَلٰى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهٗ حَتّٰى جَآئَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَأَخَذَتْ مِنْ ظَهْرِهٖ وَدَعَتْ عَلٰى مَنْ صَنَعَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَا مِنْ قُرَيْشٍ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَّعُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَعُقْبَةَ بْنَ أَبِيْ مُعَيْطٍ وَّأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ أَوْ أُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ قُتِلُوْا يَوْمَ بَدْرٍ فَأُلْقُوْا فِيْ بِئْرٍ غَيْرَ أُمَيَّةَ أَوْ أُبَيٍّ فَإِنَّهٗ كَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَلَمَّا جَرُّوْهُ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهٗ قَبْلَ أَنْ يُّلْقٰى فِي الْبِئْرِ.

حضرت ﷺ سجدے سے سر نہ اٹھا سکے یہاں تک کہ فاطمہ زہرا نے آ کر اس کو حضرت ﷺ نے فرمایا یعنی بددعا کی کہ تھی پکڑ لے قریش کی اس جماعت کو الٰہی پکڑ لے ابوجہل کو اور عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور عقبہ بن ابی معیط کو اور امیہ بن خلف کو اور ابی ابن خلف کو سو البتہ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ سب جنگ بدر کے دن مارے گئے اور کنویں میں ڈالے گئے سوائے امیہ یا ابی کہ پس تحقیق تھا وہ آدمی موٹا سو جب لوگوں نے اس کی لاش کو کھینچا تو اس کے جوڑ جدا جدا ہو گئے پہلے اس سے کہ کنویں میں ڈالا جائے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے اور اس سے زیادہ مغازی میں آئے گی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافروں کی لاشوں کا مول نہ لیا جائے اس واسطے کہ عادت شاہد ہے کہ بدر کے مقتولوں کے وارث اگر سمجھتے کہ قبول کیا جائے گا ان سے بدلہ ان کی لاشوں کا تو البتہ خرچ کرتے اس میں جو چاہتا اللہ پس یہ شاہد ہے واسطے حدیث ابن عباس ﷺ کی۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ الْغَادِرِ لِلْبَرِّ وَالْفَاجِرِ.

گناہ دغا کرنے والے کا یعنی عہد توڑنے والے کا ساتھ نیک اور گناہگار کے۔

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ نیک سے واسطے گناہگار کے یا نیک کے یا گناہگار کے واسطے نیک کے یا گناہگار کے اور درمیان اس ترجمہ کے اور جو تین باب سے پہلے گزر چکا ہے عموم خصوص من وجہ ہے۔ (فتح)

۲۹۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

۲۹۴۹۔ انس ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر عہد شکن دغاباز کا ایک جھنڈا ہوگا کھڑا کیا جائے گا یا پہچانا جائے گا ساتھ اس کے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَحَدُهُمَا يُنصَبُ وَقَالَ الْآخَرُ يُرَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ کہا جائے گا کہ یہ دغا فلانے کا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بلند کیا جائے گا بقدر اس کی دغا بازی کے اور ایک روایت میں ہے کہ کھڑا کیا جائے گا نزدیک مقعد اس کی کے ابن منیر نے کہا کہ گویا کہ یہ معاملہ کیا گیا ساتھ خلاف قصد اپنے کے اس واسطے کہ عادت جھنڈے کی یہ ہے کہ یہ سر پر ہوتا ہے پس کھڑا کیا گیا نزدیک نوان یعنی مقعد اس کی کے اس واسطے زیادتی اس کی فضیحت اور رسوائی کے اس واسطے کہ آنکھیں اکثر اوقات دراز ہوتی ہیں طرف جھنڈوں کی پس ہوگا یہ سبب واسطے دراز ہونے ان کے کی طرف جھنڈے کی کہ ظاہر ہوا ہے واسطے اس کے اس دن پس زیادہ ہوگی ساتھ اس کے فضیحت۔ (فتح)

۲۹۵۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ يُنْصَبُ بِغَدْرَتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۲۹۵۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ ہر دغا باز کا ایک جھنڈا ہوگا کہ کھڑا کیا جائے گا بقدر اس کے دغا کے۔

فائدہ: قرطبی نے کہا کہ یہ خطاب ہے آپ سے واسطے عرب کے ساتھ مانند اس چیز کی کہ تھے کرتے اس واسطے کہ تھے وہ بلند کرتے واسطے پورا کرنے عہد کے جھنڈا سفید اور واسطے غدر کے جھنڈا سیاہ تا کہ علامت کریں دغا باز کو اور مذمت کریں اس کی پس تقاضا کیا حدیث نے واقع ہونے مثل اس کی کو واسطے غادر کے تا کہ مشہور ہو ساتھ صفت اپنی کے قیامت میں پس مذمت کریں اس کی اہل موقف اور ایپر وفا پس نہیں وارد ہوئی اس میں حدیث اور نہیں بعید ہے یہ کہ واقع ہو اس طرح اور تحقیق ثابت ہوا ہے لواحمد کا واسطے پیغمبر ہمارے کے اور تفسیر غدر کی پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث میں شدت تحریم غدر کی ہے خاص کر صاحب ولایت عامہ یعنی سارے ملک کے بادشاہ سے اس واسطے کہ دغا اس کا بڑھاتا ہے ضرر اس کے کو طرف بہت خلقت کے کی اور نیز اس واسطے کہ وہ غدر کی طرف ناچار نہیں واسطے قادر ہونے اس کے کے پورا کرنے پر اور عیاض نے کہا کہ مشہور یہ ہے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے بیچ مذمت امام کی جبکہ غدر کرے اپنے عہدوں میں واسطے رعیت اپنی کے یا لشکر اپنے کے یا واسطے امامت کے جس کو اپنی جگہ میں ڈالا ہے اور اس کے ساتھ قیام کا التزام کیا ہے پس جب اس میں خیانت کرے یا ترک کرے نرمی کو تو تحقیق غدر کیا اس نے ساتھ عہد اپنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد نہی رعیت کی ہے غدر سے ساتھ امام کے پس نہ خروج کرے اوپر اس کے

اور نہ تعرض کرے واسطے گناہ اس کے کے اس واسطے کہ اس پر فتنہ مرتب ہوتا ہے کہا اس نے اور صحیح پہلی بات ہے اور میں نہیں جانتا کہ کون چیز مانع ہے حمل کرنے حدیث کے سے عام معنے پر اور زیادہ بحث اس کی فتن میں آئے گی اور اس میں یہ ہے کہ قیامت کے دن لوگ اپنے باپوں کے نام سے پکارے جائیں گے واسطے قول اس کے کہ یہ دغا فلانے بیٹے فلانے کا ہے جیسا کہ فتن میں آئے گا ابن دقیق العید نے کہا کہ اگر ثابت ہو کہ وہ ماؤں کے نام سے پکارے جائیں گے تو تحقیق خاص کیا جائے گا یہ عموم سے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے ایک قوم نے بیچ ترک جہاد کے ساتھ ظالم بادشاہوں کے جو دغا کرتے ہیں۔ (فتح)

۲۹۵۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَّإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا وَقَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهُ فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ قَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ.

۲۹۵۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ نہیں ہجرت اور لیکن جہاد اور نیت اور جب تم جہاد کی طرف بلائے جاؤ تو نکلو اور حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ بیشک یہ شہر اللہ نے حرام کیا ہے جس دن سے کہ اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا پس وہ حرام ہے ساتھ حرام کرنے اللہ کے قیامت تک اور بیشک مجھ سے پہلے کسی کو مکے میں لڑنا حلال نہیں ہوا اور میرے واسطے بھی صرف دن کی ایک ساعت بھر حلال ہوا سو وہ حرام ہے ساتھ حرام کرنے اللہ کے قیامت کے دن تک سو اس کا خاردار درخت نہ کاٹا جائے اور اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر جو اس کو لوگوں میں مشہور کرے کہ جس کی کوئی چیز گم ہوئی ہو وہ آکر پتا بتائے اور اس کی گھاس نہ کاٹی جائے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کا کہ یا حضرت ﷺ مگر اذخر کی گھاس کاٹنے کی اجازت دیجیے اس واسطے کہ وہ مکے والوں کے لوہاروں اور گھروں کے کام آتی ہے کہ اپنے چھتوں پر ڈالتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کچھ جہاد میں گزر چکی ہے اور کچھ حج میں اور بیچ تعلق اس کے کے ساتھ ترجمہ کے خفا ہے ابن بطال نے کہا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ کی حرام چیزیں اس کے عہد ہیں طرف بندوں اس کی کے سو جو کسی چیز کو اس سے توڑے گا ہوگا غادر اور حضرت ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو لوگوں کو امن دیا پھر خبر دی کہ لڑنا مکے میں حرام

ہے پس اشارہ کیا کہ وہ امن میں ہیں اس سے کہ دغا کرے ساتھ ان کے کوئی بیچ اس چیز کے کہ حاصل ہوئی ہے واسطے ان کے امان سے ابن منیر نے کہا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ نص اس پر ہے کہ مکہ خاص ہے ساتھ حرمت کے مگر ایک گھڑی مستثنیٰ میں نہیں خاص ہے ساتھ مومن نیک کے بیچ اس کے اس واسطے کہ ہر جگہ اسی طرح ہے پس دلالت کی اس نے کہ وہ خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ عام تر ہے اس سے میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو ساتھ اس کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے سبب فتح کے جو حدیث میں مذکور ہے اور وہ غدر کرنا قریش کا ہے ساتھ قوم خزاعہ کے جو حضرت ﷺ کے ہم قسم تھے جبکہ لڑائی کی انہوں نے ساتھ قوم بنی بکر کے جو قریش کے ہم قسم تھے تو مدد دی قریش نے بنی بکر کو خزاعہ پر اور شبخون کی ان پر پس قتل کیا انہوں نے اس سے ایک جماعت کو اور اس کی مفصل شرح مغازی میں آئے گی پس تھی عاقبت توڑنی قریش کے عہد اپنے کو ساتھ اس چیز کے کہ کی انہوں نے یہ کہ جہاد کیا ان سے مسلمانوں نے یہاں تک کہ فتح کیا مکہ کو اور ناچار ہوئے طرف طلب امان کی اور ہو گئے بعد عزت اور قوت کے نہایت ذلت میں یہاں تک کہ اسلام میں داخل ہوئے اور اکثر ان کے اس سے ناخوش تھے اور شاید اس نے اشارہ کیا ترجمہ میں ساتھ بر کے طرف مسلمانوں کی اور ساتھ فاجر کے طرف خزاعہ کی اس واسطے کہ اکثر ان میں سے ابھی تک اسلام نہ لائے تھے، واللہ اعلم بالصواب

الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ دوازدہم بخاری کا تمام ہوا اللہ تعالیٰ اس سے سب مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔ آمین ثم آمین

و آخر دعوٰنا الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

خمس کے فرض کے بیان میں

کتاب ہے جزیہ کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی رحمہ اللہ

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ

شرح صحیح بخاری

۱۳-۱۴-۱۵

حافظ محمد اسمعیل الخطیب

حافظ محمد اسمعیل اسد حفظہ اللہ

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ مچھلی منڈی

نیو اردو بازار لاہور

فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

شرح صحیح بخاری

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۳

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد پنجم

مصنف .... علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ
دوسرا ایڈیشن .... اگست 2009ء
ناشر .... مکتبہ اصحاب الحدیث
قیمت کامل سیٹ 10000
کمپوزنگ وڈیزائننگ .... حافظ عبدالوہاب
0321-416-22-60

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔
042-7321823, 0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ

کتاب ہے بیان میں ابتدا پیدا ہونے مخلوق کے

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَهُوَ الَّذِىْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾ قَالَ الرَّبِيْعُ بْنُ خُثَيْمٍ وَّالْحَسَنُ كُلٌّ عَلَيْهِ هَيِّنٌ .

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ آئی ہے بیچ تفسیر اس آیت کے اور اللہ وہ ہے جو سرے سے پیدا کرتا ہے خلقت کو پھر دوبارہ پیدا کرتا ہے اس کو اور پھر پیدا کرنا آسان تر ہے اوپر اس کے پہلی بار پیدا کرنے سے اور کہا ربیع بن خثیم اور حسن نے کہ سب کام اس پر آسان ہے یعنی پہلی بار پیدا کرنا اور دوسری بار پیدا کرنا یعنی حمل کیا ہے ان دونوں نے اھون کو غیر تفصیل پر اور یہ کہ مراد ساتھ اس کے صفت سے ہے۔

فائدہ: بہر حال اثر ربیع کا پس موصول کیا ہے اس کو طبری نے اور لیکن اثر حسن کا تو اس کو بھی طبری نے روایت کیا ہے لیکن اس کا لفظ یہ ہے کہ دہرانا اس کا اھون ہے اوپر اس کے سرے سے پیدا کرنے اس کے سے اور ہر کام اللہ پر آسان ہے اور ظاہر اس کا باقی رکھنا صیغہ تفضیل کا ہے اپنے باب پر اور اس طرح کہا ہے مجاہد نے جیسا کہ ابو حاتم وغیرہ نے روایت کی ہے زجاج نے کہا کہ مخاطب کیے گئے بندے ساتھ اس چیز کے کہ سمجھتے تھے اس واسطے کہ ان کے نزدیک دہرانا اھون ہے ابتدا پیدا کرنے سے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں آیا ہے کہ وہ آسان تر ہے اوپر اس کے یعنی بیچ قادر ہونے کے اوپر اس کے نہ یہ کہ کوئی چیز اللہ پر مشکل ہے اس واسطے کہ اللہ کہتا ہے واسطے اس چیز کے کہ نہ ہو، ہو جا پس اس کے ساتھ پیدا ہو جاتی ہے۔

. هَيْنٌ وَّهَيِّنٌ مِّثْلُ لَيْنٍ وَّلَيِّنٍ وَّمَيْتٍ وَّمَيِّتٍ وَّضَيْقٍ وَّضَيِّقٍ ﴿اَفَعَيِيْنَا﴾ اَفَاَعْيَا عَلَيْنَا حِيْنَ اَنْشَاَكُمْ وَاَنْشَاَ خَلْقَكُمْ لُغُوْبٌ النَّصَبُ .

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کلمہ میں تشدید ''ی'' کے ساتھ بھی آیا ہے اور جزم ''ی'' کے ساتھ بھی مانند لین اور میت اور ضیق کے کہ یہ کلمے بھی ساتھ تشدید اور جزم ''ی'' کے آئے ہیں اور اَفَعَیِیْنَا کہ آیت اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ

الْاَوَّلِ میں واقع ہے ساتھ معنی اَفَاَعْيَا عَلَيْنَا کے یعنی یہ استفہام انکاری ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں عاجز کیا ہم کو پہلی بار پیدا کرنے نے جبکہ ہم نے تم کو پیدا کیا اور اس میں التفات ہے تکلم سے طرف غیب کی۔ لُغُوْبٌ اَللُّغُوْبُ اَلنَّصَبُ یعنی لفظ لغوب کا کہ آیت مَامَسَّنَا مِن لُّغُوْبٍ میں واقع ہے ساتھ معنی نصب کے ہے یعنی اس کے معنی ماندگی ہیں۔

فائدہ: قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یہود گمان کرتے تھے کہ اللہ نے پیدائش سے ساتویں دن آرام پایا تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو جھٹلایا کہ ہم کو کوئی ماندگی نہیں پہنچی۔

﴿أَطْوَارًا﴾ طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا عَدَا طَوْرَهُ أَيْ قَدْرَهُ.

یعنی لفظ اطوار کے معنی جو آیت وقد خلقکم اطوارا میں واقع ہے یعنی پیدا کیا تم کو اللہ تعالیٰ نے طرح طرح سے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معنی اطوار کے ہونا اس کا ہے ایک بار نطفہ اور ایک بار علقہ الخ اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد مختلف ہونا حالات انسان کے ہیں صحت اور بیماری سے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ پیدا کیا تم کو مختلف رنگوں سے اور زبانوں سے عَدَا طَوْرَهُ اَیْ قَدْرَهُ یعنی اسی جگہ طور کے معنی قدر اور رتبے کے ہیں۔

٢٩٥٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَآءَ نَفَرٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ أَبْشِرُوْا قَالُوْا بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَتَغَيَّرَ فَجَآءَهُ أَهْلُ الْيَمَنِ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْيَمَنِ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَبِلْنَا فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٢٩٥٢۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم بنی تمیم کے چند لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بنی تمیم خوش ہو جاؤ تو انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بشارت دی پس ہم کو کچھ مال دیجئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا پھر یمن کے لوگ آئے تو فرمایا کہ اے یمن والو قبول کرو بشارت کو جب کہ بنی تمیم نے اس کو قبول نہیں کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے قبول کی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء پیدا ہونے خلقت اور عرش کا حال بیان کرنا شروع کیا سو ایک مرد آیا تو اس نے کہا کہ اے عمران تیری سواری

وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ بَدْءَ الْخَلْقِ وَالْعَرْشِ فَجَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ رَاحِلَتُكَ تَفَلَّتَتْ لَيْتَنِي لَمْ أَقُمْ.

چھوٹ گئی کاش کہ نہ اٹھتا میں یعنی کاش کہ میں سواری کے پیچھے نہ جاتا تاکہ تمام حدیث کو سنتا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا تو یہ واسطے حسرت کے ہے اوپر ان کے کہ کس طرح انہوں نے دنیا کو اختیار کیا اور یا اس واسطے کہ اس وقت کوئی چیز حاضر نہ تھی کہ ان کو دیں اور یہ جو کہا کہ قبول کرو خوشخبری تو مراد یہ ہے کہ قبول کرو مجھ سے وہ چیز کہ تقاضا کرے یہ کہ بشارت دیے جاؤ تم ساتھ بہشت کے جبکہ لو تم اس کو مانند سمجھ حاصل کرنے کے دین میں اور عمل کرنے کے ساتھ اس کے۔

فائدہ: اور شاید انہوں نے سوال کیا تھا احوال اس عالم کے سے اور یہی ظاہر ہے اور احتمال ہے کہ سوال کیا ہو اول جنس مخلوقات کے سے پس بنا بر پہلے احتمال کے تقاضا کرتا ہے سیاق کہ خبر دی حضرت ﷺ نے کہ جو چیز کہ پہلے پیدا ہوئی اس میں سے آسمان اور زمین ہیں اور بنا بر ثانی احتمال کے تقاضا کرتا ہے کہ عرش اور پانی مقدم ہو چکا ہے پیدا ہونا ان کا پہلے اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے پوچھا کہ اول کیا چیز پیدا ہوئی۔ (فتح)

۲۹۵۳۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلْتُ نَاقَتِي بِالْبَابِ فَأَتَاهُ نَاسٌ مِّنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا بَنِي تَمِيمٍ قَالُوا قَدْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالُوا جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ

۲۹۵۳۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ پر داخل ہوا اور میں نے اپنی اونٹنی دروازے پر باندھی سو قوم بنی تمیم کے چند لوگ حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبول کرو بشارت کو تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے ہم کو بشارت دی پس ہم کو کچھ مال دیجیے یہ بات انہوں نے دو بار کہی پھر یمن کے چند لوگ حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبول کرو بشارت اے یمن کے رہنے والو اگر نہیں قبول کیا اس کو بنی تمیم نے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم نے بشارت قبول کی انہوں نے کہا کہ ہم آپ ﷺ کے پاس آئے ہیں تاکہ آپ ﷺ کو اس سے پوچھیں یعنی اس عالم کے حالات سے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ہی تھا اور اس کے سواء اور کوئی چیز نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا اور اللہ تعالیٰ نے لکھا لوح محفوظ میں ہر چیز کو پھر آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا سو کسی

شَیْءٍ وَّخَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ فَنَادٰی مُنَادٍ ذَهَبَتْ نَاقَتُكَ يَا ابْنَ الْحُصَيْنِ فَانْطَلَقْتُ فَإِذَا هِيَ تَقْطَعُ دُوْنَهَا السَّرَابُ فَوَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنِّيْ كُنْتُ تَرَكْتُهَا.

پکارنے والے نے پکارا کہ اے حصین کے بیٹے تیری اونٹنی چھوٹ گئی تو میں چلا ناگہاں میرے اور اس کے دیکھنے کے درمیان سراب حائل ہوتا تھا پس قسم اللہ کی البتہ میں نے اس کی تمنا کی کہ اونٹنی کو چھوڑ دیا ہوتا اور حضرت ﷺ کے اس بیان سے محروم نہ رہتا۔

فائدہ: اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز نہ تھی نہ پانی تھا اور نہ عرش اور نہ ان سوا اور کوئی چیز اس واسطے کہ یہ سب اللہ کے سوا ہیں اور حضرت ﷺ کا قول کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے پانی کو پیدا کیا پھر پانی پر عرش کو پیدا کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا پھر اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا قلم کو پس فرمایا کہ لکھ جو کچھ ہونے والا ہے پھر پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ کہ ان میں ہے پس اس میں تصریح ہے ساتھ ترتیب مخلوقات کے بعد پانی اور عرش کے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لکھا خلقت کی تقدیروں کو تو آسمان اور زمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے آگے جو کچھ اللہ تعالیٰ کو پیدا کرنا منظور تھا اول اس کو لوح محفوظ میں لکھا پھر اس کے موافق عالم بنایا اور یہ جو کہا کہ اس کا عرش پانی پر تھا تو طیبی نے کہا کہ یہ فصل مستقل ہے اس واسطے کہ قدیم وہ ہے کہ کوئی چیز اس سے پہلے نہ ہو اور نہ معارضہ کرے اس کو اول ہونے میں لیکن اشارہ کیا حضرت ﷺ نے ساتھ قول اپنے کے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا طرف اس کے کہ پانی اور عرش تھے دونوں مبداء اس عالم کے اس واسطے کہ وہ آسمانوں اور زمین سے پہلے پیدا ہوئے اور نہ تھا اس وقت تلے عرش کے مگر پانی اور حاصل حدیث کا یہ ہے کہ تحقیق مطلق قول اس کا کہ تھا عرش اس کا پانی پر مقید ہے ساتھ قول آپ ﷺ کے کہ اس کے سوا کوئی چیز نہ تھی اور مراد ساتھ کَانَ کے اول میں ازلیت ہے اور دوسرے میں حَدُوْثٌ بَعْدَالْعَدُوْمِ یعنی پس معلوم ہوا کہ ازل میں اس کے سوا کوئی چیز نہ تھی اور ایک روایت میں ہے کہ پیدا کیا اللہ نے پانی کو پہلے عرش سے اور ایک روایت میں ہے کہ پانی سے پہلے کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی یعنی بلکہ سب مخلوقات اس کے بعد پیدا ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے پہلے قلم کو پیدا کیا تو لکھا اس نے جو کچھ کہ قیامت تک ہونے والا تھا اور تطبیق درمیان اس کے اور درمیان پہلی روایت کے یہ ہے کہ اول پیدا ہونا قلم کا بہ نسبت ماسوائے پانی اور عرش کے ہے یا بہ نسبت اس چیز کے کہ اس سے صادر ہوئی ہے کتابت سے یعنی کہا گیا واسطے اس کے کہ لکھ جو پہلے پیدا ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے عقل کو پیدا کیا لیکن یہ حدیث ثابت نہیں ہوئی اور بر تقدیر ثبوت یہی اخیر تاویل اس کی ہے اور علماء کو اختلاف ہے اس میں کہ پہلے کون پیدا ہوا عرش یا قلم اکثر اس پر ہیں کہ پہلے عرش پیدا ہوا اور ابن جریر وغیرہ نے ثانی قول کو اختیار کیا ہے یعنی پہلے قلم پیدا ہوا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے لوح محفوظ کو پانچ سو برس کی راہ چوڑی پیدا کیا پھر فرمایا قلم کو پہلے اس سے کہ پیدا کرے خلق کو کہ لکھ اور اللہ تعالیٰ عرش پر تھا قلم نے کہا کہ میں کیا لکھوں فرمایا علم میرا بیچ حق خلقت میری کے قیامت تک اور نہیں ہے اس میں پہلے پیدا ہونا قلم کا عرش پر بلکہ اس میں ہے کہ عرش اس سے پہلے تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے قلم کو پیدا کیا تو اس نے لکھا جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اور مجاہد سے روایت ہے کہ ابتداء پیدائش کی عرش اور پانی اور ہوا ہے اور پیدا ہوئی زمین پانی سے اور تطبیق ان اثروں میں ظاہر ہے اور اس حدیث میں جواز سوال کا ہے مبداء چیزوں سے اور بحث اس سے اور جواز جواب عالم کا ساتھ اس چیز کے کہ یاد ہو اس کو اس سے اور لازم آتا ہے اس پر باز رہنا اگر خوف کرے کہ سائل کے اعتقاد میں خلل پیدا ہوگا اور یہ کہ جنس زمانے کی اور اس کی نوع حادث ہے یعنی قدیم نہیں اور یہ کہ پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس مخلوقات کو بعد اس کے کہ پیدا نہ تھی نہ واسطے عاجز ہونے کے اس سے بلکہ ساتھ قدرت کے اور استباط کیا ہے بعضوں نے سوال کرنے اشعریوں کے سے اس قصے سے یہ کلام کرنا اصول دین میں اور حدوث عالم میں بدستور جاری رہے ان کی اولاد میں یہاں تک کہ ظاہر ہوا یہ ان سے بیچ ابی الحسن اشعری کے اور سراب اس کو کہتے ہیں جو دن کو بیابان میں پانی کی طرح نظر آتا ہے۔ (فتح)

وَرَوٰی عِیْسٰی عَنْ رَّقَبَةَ عَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ قَامَ فِیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِیَهٗ مَنْ نَسِیَهٗ.

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ایک جگہ کھڑے ہوئے سو خبر دی ہم کو ابتداء پیدا ہونے مخلوقات کے سے یہاں تک کہ بہشتی اپنی جگہوں میں داخل ہوئے اور دوزخی اپنی جگہوں میں داخل ہوئے سو یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا اور بھول گیا اس کو جو بھول گیا یعنی بعضوں کو یہ حدیث پوری یاد رہی اور بعضوں کو نہ رہی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ داخل ہوئے الخ تو یہ غایت ہے اس کی قول اَخْبَرَنَا کے یعنی خبر دی ہم کو ابتداء پیدائش عالم کے سے ایک چیز بعد دوسری کے یہاں تک کہ منتہی ہوا یہ خبر دینا حال قرار پکڑنے کے سے بہشت میں اور دوزخ میں اور دلالت کی اس نے اس پر کہ خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں ساتھ تمام احوال مخلوقات کے جب سے کہ پیدا ہوئی یہاں تک کہ فنا ہو کر دوسری بار زندہ ہوگی پس شامل ہے یہ اخبار مبداء اور معاش اور معاد سے اور ان سب حالات کو ایک مجلس میں آسان طور سے بیان کرنا خوارق عادت سے ہے اور مثل اس کے دوسرے طریق سے وہ حدیث ہے جو ترمذی نے عمرو بن عاص سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دو کاغذ تھے سو فرمایا واسطے اس خط کے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے ہاتھ میں تھا کہ یہ نوشتہ ہے

رب العالمین کی طرف سے جس میں کہ نام ہیں کل بہشتیوں کے اور نام باپوں ان کے کے اور قبیلوں ان کے پھر ان کے اخیر میں سب کو مجمل بیان کیا یعنی کل اتنے ہیں کہ نہ کبھی ان میں کوئی بڑھایا جائے گا اور نہ کبھی ان سے گھٹایا جائے گا پھر فرمایا واسطے اس کاغذ کے جو آپ ﷺ کے بائیں ہاتھ میں تھا مانند اس کے بیچ حق دوزخیوں کے اور حدیث کے اخیر میں کہا کہ پھر حضرت ﷺ نے ان کو پھینک دیا پھر فرمایا کہ فارغ ہوا رب تمہارا بندوں سے ایک گروہ بہشت میں ہے اور ایک دوزخ میں اور یہ جو کہا کہ پھر ان کو پھینک دیا تو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں کاغذ لوگوں کو نظر آتے تھے۔ (فتح)

٢٩٥٤۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ أَبِيْ أَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَاهُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَشْتِمُنِي ابْنُ آدَمَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهُ أَنْ يَّشْتِمَنِيْ وَيُكَذِّبُنِيْ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهُ أَمَّا شَتْمُهُ فَقَوْلُهُ إِنَّ لِيْ وَلَدًا وَّأَمَّا تَكْذِيْبُهُ فَقَوْلُهُ لَيْسَ يُعِيْدُنِيْ كَمَا بَدَأَنِيْ.

۲۹۵۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ آدم کے بیٹے نے مجھ کو گالی دی اور اس کو یہ لائق نہ تھا کہ مجھ کو گالی دے اور مجھ کو جھٹلایا اور اس کو یہ لائق نہ تھا اپر اس کا مجھ کو گالی دینا سو اس کے اس قول میں ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ کے واسطے اولاد ہے اور اپر جھٹلانا اس کا مجھ کو سو اس کے قول میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو کبھی دوسری بار نہ بنائے گا جیسے کہ اس نے مجھ کو اول بار بنایا۔

فائدہ: اور گالی دینا وہ ایک وصف ہے ساتھ اس چیز کے کہ تقاضا کرے نقص کو اور نہیں شک ہے کہ دعویٰ اولاد کا واسطے اللہ کے مستلزم ہے امکان کو جو مستدعی ہے واسطے حدوث کے اور یہ نہایت نقص ہے بیچ حق باری کے جو پاک اور بلند ہے اور مراد حدیث سے اس جگہ یہ قول اس کا ہے کہ اللہ مجھ کو کبھی دوسری بار نہیں بنائے گا جیسے کہ اس نے مجھ کو پہلی بار بنایا اور یہ قول ان لوگوں کا ہے جو مرنے کے بعد جی اٹھنے کے منکر ہیں بت پرستوں سے۔ (فتح)

٢٩٥٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِيْ كِتَابِهٖ فَهُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِيْ غَلَبَتْ غَضَبِيْ.

۲۹۵۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا تو عرش پر اپنے پاس لکھ رکھا کہ مقرر میری رحمت آگے بڑھے گی میرے غصے پر یعنی غصے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت زیادہ ہے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ معنی فوق کے یہاں تلے کے ہیں یعنی عرش سے تلے اور باعث اس تاویل کا یہ ہے کہ بعید ہے کہ ہو کوئی چیز مخلوقات سے اوپر عرش کے اور نہیں ہے کوئی ڈر بیچ جاری کرنے اس کے اوپر ظاہر اپنے کے اس واسطے کہ عرش بھی ایک مخلوق ہے مخلوقات سے اور احتمال ہے کہ مراد عندہ سے یہ ہو کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے پس نہ ہوگی عندیت مکانیہ بلکہ یہ اشارہ ہے کہ وہ خلق سے کمال پوشیدہ ہے اور دور ہے ان کے ادراک اور سمجھ سے اور مراد غضب سے لازم اس کا ہے اور وہ ارادہ پہنچانے عذاب کا ہے طرف اس شخص کے کہ واقع ہوا اس پر غضب اس واسطے کہ سبق اور غلبہ باعتبار تعلق کے ہے یعنی تعلق رحمت کے غالب ہے سابق ہے اوپر تعلق غضب کے اس واسطے کہ رحمت مقتضی ذات پاک اس کی کا ہے اور اوپر غضب پس وہ موقوف ہے اوپر سابق ہونے عمل کے بندے حادث سے اور ساتھ اس تقریر کے دفع ہوگا اعتراض اس شخص کا جو وارد کرتا ہے واقع ہونے عذاب کے کو پہلے رحمت کے بعض جگہوں میں مانند اس کے جو داخل ہوگا آگ میں موحدین سے پھر نکلے گا اس سے ساتھ ساتھ شفاعت وغیرہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی غلبے کے کثرت اور شمول ہیں یعنی اکثر افعال اس کے اور یہ سب تقریر بنابر اس کے ہے کہ رحمت اور غضب ذات کی صفتوں سے ہیں اور بعض علماء کہتے ہیں کہ رحمت اور غضب فعل کی صفتوں سے ہیں ذات کی صفتوں سے نہیں اور نہیں ہے مانع ہونے مقدوم ہونے بعض فعلوں کے سے اوپر بعض کے پس ہوگا اشارہ ساتھ رحمت کی طرف بسانے آدم کے بہشت میں جب کہ پہلے پہل پیدا ہوئے مثلا اور مقابل اس کے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے نکالنے اس کے سے بہشت سے اور بدستور رہا اس پر حال تمام امتوں کا ساتھ مقدم کرنے رحمت کے بیچ پیدائش ان کی کے ساتھ فراخی کرنے کے اوپر ان کے رزق وغیرہ سے پھر واقع ہوتا تھا اوپر ان کے عذاب بسبب کفر ان کے کے اور جو بعض موحدین کے عذاب کا اعتراض ہوتا ہے تو ان کے حق میں رحمت سابق ہے اور اگر اس کا وجود نہ ہوتا تو ہمیشہ اسی میں رہتے اور طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ بیچ سابق ہونے رحمت کے اشارہ ہے طرف اس کے کہ حصہ خلقت کا رحمت سے اکثر ہے حصے ان کے سے عذاب ہے اور یہ کہ پہنچتے ہیں اس کو آدمی بغیر استحقاق کے اور تحقیق غضب نہیں پہنچتے اس کو مگر ساتھ استحقاق کے پس رحمت شامل ہے آدمی کو جنین ہونے کی حالت میں اور شیر خوارگی کی حالت میں اور دودھ چھوڑنے کی حالت میں پہلے اس سے کہ صادر ہو اس سے کوئی چیز بندگی سے اور نہیں لاحق ہوتا اس کو غضب مگر بعد اس کے کہ صادر ہو اس سے گناہ جو مستحق ہے ساتھ اس کے غضب کو۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ سَبْعِ أَرَضِیْنَ یعنی بیان ہے اس چیز کا کہ وارد ہوئی ہے بیچ باب سات زمینوں کے

فائدہ: یعنی بیچ بیان وضع ان کی کے یعنی آپس میں برابر ہیں یا تلے اوپر۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ اللہ وہ ہے جس

سَمٰوَاتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾۔ نے بنائے سات آسمان اور زمین بھی اتنی۔

فائدہ: اور داؤدی نے کہا کہ زمینیں ایک دوسری کے اوپر نیچے ہیں مانند آسمانوں کے اور بعض متکلمین سے منقول ہے کہ مثلیت خاص عدد میں ہے یعنی جتنے آسمان ہیں اتنی ہی زمینیں ہیں اور ساتوں آسمان متجاور ہیں یعنی برابر ہیں نیچے اوپر نہیں اور ابن تین نے بعضوں سے حکایت کیا ہے کہ زمین صرف ایک ہی ہے اور یہ قول مردود ہے ساتھ سنت اور قرآن کے اور دلالت کرتی ہے واسطے قول ظاہر کے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے ومن الارض مثلھن ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہر زمین پر مثل ابراہیم کے ہے اور مانند اس کے کہ زمین پر ہے خلق سے اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ مثل ان کی یعنی ساتھ زمینیں ہیں ہر زمین میں آدم علیہ السلام ہے مانند آدم تمہارے کے اور نوح ہے مانند نوح تمہارے کے اور ابراہیم ہے مانند ابراہیم تمہارے کے اور عیسیٰ مانند عیسیٰ تمہارے کے اور نبی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مانند محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے کے بیہقی نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے لیکن شاذ ہے ساتھ مرہ راوی کے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر میں تم کو اس آیت کی تفسیر بیان کروں تو البتہ تم کفر کرو اور کفر تمہارا یہ ہے کہ اس آیت کو جھٹلاؤ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں اور ظاہر اس آیت کا وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ اہل ہیئت کو بھی رد کرتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہے مسافت اور دوری درمیان ایک زمین کے اور دوسری زمین کے اگرچہ ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں اور یہ کہ ساخت میں زمین سخت ہے اور اس کا پیٹ نہیں اور اس کے وسط میں مرکز ہے اور وہ ایک نقطہ ہے فرض کیا ہوا متوہم وغیرہ اقوال ان کے جن پر کوئی دلیل نہیں اور ترمذی وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ ہر ایک آسمان اور دوسرے آسمان کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے اور ہر ایک آسمان کی موٹائی بھی اسی طرح ہے یعنی پانچ سو برس کی راہ ہے اور ایک روایت مرفوع میں ہے کہ ہر ایک آسمان اور دوسرے آسمان کے درمیان اکہتر یا بہتر سال کی راہ ہے اور تطبیق دونوں حدیثوں میں اس طور سے دی گئی ہے کہ اختلاف مسافت کا درمیان دونوں کے باعتبار آہستہ چلنے اور تیز چلنے کے ہے۔

﴿وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ﴾ السَّمَآءُ — اور اَلسَّقْفُ الْمَرْفُوْعُ السَّمَآءُ یعنی سقف مرفوع کہ قرآن میں واقع ہے اس کے معنی آسمان ہیں۔

فائدہ: اور ربیع سے روایت ہے کہ سقف مرفوع سے مراد عرش ہے اور پہلے معنی اکثر ہیں اور یہ تقاضا کرتا ہے رد کو اس شخص پر جو کہتا ہے کہ آسمان گول ہے اس واسطے کہ سقف عربی زبان میں گول نہیں ہوتا۔ (فتح)

﴿سَمْكَهَا﴾ بِنَاءَهَا الْحُبُكُ اسْتِوَاؤُهَا وَحُسْنُهَا ﴿وَأَذِنَتْ﴾ سَمِعَتْ وَأَطَاعَتْ ﴿وَأَلْقَتْ﴾ أَخْرَجَتْ مَا فِيْهَا مِنَ الْمَوْتٰى وَتَخَلَّتْ عَنْهُمْ ﴿طَحَاهَا﴾ دَحَاهَا ﴿بِالسَّاهِرَةِ﴾ وَجْهُ الْأَرْضِ كَانَ فِيْهَا الْحَيَوَانُ نَوْمُهُمْ وَسَهَرُهُمْ.

اور سَمْكَهَا جو آیت رَفَعَ سَمْكَهَا میں واقع ہوا ہے کے معنی بنا کے ہیں یعنی بلند کیا عمارت اس کی کو اور مراد حُبُك سے کہ آیت وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ میں واقع ہے برابری اس کے اور خوبی اس کے ہیں اور لفظ اَذِنَت کا کہ آیت وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ میں واقع ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کا حکم سن لے اور اس کا کہا مان لے اور قبول کرے اس چیز کو کہ اس سے ارادہ کی گئی اور وَاَلْقَتْ کے معنی جو آیت وَاَلْقَتْ مَافِيْهَا وَتَخَلَّتْ میں واقع ہے یہ ہیں کہ نکال ڈالے جو کچھ اس میں ہے مردوں سے اور خالی ہو جائے ان سے اور لفظ طَحٰهَا کے معنی جو آیت وَالْاَرْضِ وَ مَا طَحٰهَا میں واقع ہے دَحَاهَا ہیں یعنی اس کو صاف بچھایا یعنی ہر طرف سے دائیں اور بائیں اور بِالسَّاهِرَةِ کے معنی کہ آیت فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ میں واقع میں روئے زمین ہیں کہ اس میں جاندار چیزیں ہوں ان کا سونا اور جاگنا اس میں ہو۔

۲۹۵۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أُنَاسٍ خُصُوْمَةٌ فِيْ أَرْضٍ فَدَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَذَكَرَ لَهَا ذٰلِكَ فَقَالَتْ يَا أَبَا سَلَمَةَ اجْتَنِبِ الْأَرْضَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ طُوِّقَهٗ مِنْ سَبْعِ أَرَضِيْنَ.

۲۹۵۶۔ ابوسلمہ سے روایت ہے کہ اس کے اور چند لوگوں کے درمیان ایک زمین میں جھگڑا تھا تو ابوسلمہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے یہ جھگڑا ذکر کیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے ابوسلمہ بچ زمین سے پس تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ظلم سے بالشت بھر زمین چھین لے گا تو اس کے گلے میں ساتھ طبق زمین کا طوق ڈالا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مظالم میں گزر چکی ہے۔

۲۹۵۷۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ شَيْئًا مِّنَ الْأَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرَضِيْنَ.

۲۹۵۷۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ زمین ناحق لے گا وہ زمین میں ساتوں طبق تک دھنسایا جائے گا۔

۲۹۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِّنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ.

۲۹۵۸۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ گھوم کر اپنی اصلی حالت پر ویسا ہو گا جیسا کہ اس دن تھا جب کہ اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان بنائے تھے ایک برس بارہ مہینے کا ہے ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یعنی ان میں لڑنا بھڑنا درست نہیں تین مہینے تو برابر لگے ہوئے ہیں یعنی ایک دوسرے کے پے در پے آتے ہیں سو ذیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم ہیں اور چوتھا مضر کا رجب جو جمادی اور شعبان کے بیچ میں ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اکثر علم میں گزر چکی ہے اور کچھ آئندہ آئے گی۔

۲۹۵۹۔ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ أَنَّهُ خَاصَمَتْهُ أَرْوٰى فِيْ حَقٍّ زَعَمَتْ أَنَّهُ انْتَقَصَهُ لَهَا إِلٰى مَرْوَانَ فَقَالَ سَعِيْدٌ أَنَا أَنْتَقِصُ مِنْ حَقِّهَا شَيْئًا أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ

۲۹۵۹۔ سعید بن زید سے روایت ہے کہ جھگڑا کیا اس سے اروی نے پاس مروان کے کہ اس وقت حاکم تھا بیچ ایک زمین کے کہ گمان کیا اروی نے کہ اس نے اس کا حق کم کر دیا ہے یعنی اس کی کچھ زمین چھین لی ہے تو سعید نے کہا کہ میں اس کے حق سے کچھ زمین کم کرتا ہوں میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جو کوئی ظلم سے بالشت بھر زمین چھین لے گا تو قیامت کے دن اس کے گلے میں ساتھ طبق زمین کا طوق ڈالا جائے گا۔

أَرَضِيْنَ قَالَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ لِيْ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری بحث کتاب مظالم میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ فِي النُّجُوْمِ وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ﴾ خَلَقَ هٰذِهِ النُّجُوْمَ لِثَلَاثٍ جَعَلَهَا زِيْنَةً لِّلسَّمَآءِ وَرُجُوْمًا لِّلشَّيَاطِيْنِ وَعَلَامَاتٍ يُّهْتَدٰى بِهَا فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيْهَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ أَخْطَأَ وَأَضَاعَ نَصِيْبَهٗ وَتَكَلَّفَ مَا لَا عِلْمَ لَهٗ بِهٖ.

باب ہے بیان میں ستاروں کے اور کہا قتادہ رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ کہ ہم نے رونق دی ورلے آسمان کو چراغوں سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کو تین چیز کے واسطے پیدا کیا ایک یہ کہ اس سے آسمان کو رونق دی دوسرے یہ کہ ان کو شیطانوں کی پھینک مار ٹھہرایا تیسرے یہ کہ ان کو نشانیاں ٹھہرایا کہ ان کے ساتھ راہ پائی جائے سو جو تاویل کرے اس میں بغیر تین چیزوں کے تو ان سے خطا کی اور اپنا حصہ ضائع کیا اور تکلف کیا بیچ سمجھنے اس چیز کے کہ اس کا اس کو علم نہیں۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو عبد بن حمید نے شیبان کے طریق سے اور اس کے آخر میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ بعض جاہلوں نے ان ستاروں میں کہانت پیدا کی ہے کہ جو فلانے ستارے کے ساتھ درخت لگائے تو ایسا ہوتا ہے اور جو فلانے ستارے کے ساتھ سفر کرے تو اس کے واسطے ایسا ہوتا ہے اور قسم ہے میری عمر کی کہ ستاروں سے کوئی ستارہ نہیں مگر یہ کہ پیدا ہوتا ہے ساتھ اس کے دراز قد اور پست قد اور سرخ رنگ اور سفید اور خوبصورت اور بدصورت اور نہیں علم ان ستاروں کا اور اس چوپائے کا اور اس جانور کا کچھ چیز اس غیب سے اور ساتھ اس زیادت سے ظاہر ہوگی مناسبت وارد کرنے مصنف کی اس چیز کو کہ وارد کیا ہے اس کو تغیر چیزوں کے سے جو ذکر کیا ان کو قرآن سے اگرچہ بعض کا ذکر استطراداً واقع ہوا ہے داؤدی نے کہا کہ قول قتادہ کا حسن ہے لیکن قول اس کا اخطاء واضاع نصیبہ پس تحقیق کوتاہی کی اس میں قتادہ نے بلکہ جو یہ بات کہے وہ کافر ہے اور نہیں متعین ہے کفر اس کے قائل کے حق میں اور اس واسطے اس کے نہیں کہ کافر ہوتا ہے جو منسوب کرے طرف ان کے اختراع کو اور اپر جو ٹھہرائے ان کو علامت اوپر حدوث کسی امر کے بیچ زمین کے تو نہیں اور اس کی تقریر باب الاستسقاء میں گزر چکی ہے اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ستارے سب معلق ہیں یعنی لٹکے ہوئے ہیں ورلے آسمان میں مانند لٹکانے قندیلوں کے مسجد میں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَشِيمًا﴾ مُتَغَيِّرًا وَّالْأَبُّ مَا يَأْكُلُ الْأَنْعَامُ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ هَشِيمًا کے معنی جو آیت فَأَصْبَحَ هَشِيمًا میں واقع ہے متغیر ہیں یعنی چورا ہوا ہو اور أَبٌّ کے معنی جو آیت أَبًّا مَّتَاعًا لَّكُمْ میں واقع ہے وہ چیز ہے جس کو مویشی کھائیں۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ اب کے معنی گھاس ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اب ہر چیز ہے کہ روئے زمین پر اگے۔

وَالْأَنَامُ الْخَلْقُ ﴿بَرْزَخٌ﴾ حَاجِبٌ وَّقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَلْفَافًا﴾ مُلْتَفَّةً وَّالْغُلْبُ الْمُلْتَفَّةُ ﴿فِرَاشًا﴾ مِهَادًا كَقَوْلِهٖ ﴿وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ﴾ ﴿نَكِدًا﴾ قَلِيْلًا.

اور أَنَام کے معنی جو آیت وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ میں واقع ہوا ہے خلقت ہیں اور بَرْزَخ کے معنی جو آیت بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ میں واقع ہوا ہے حاجب ہیں یعنی پردہ اور آڑ اور مجاہد نے کہا کہ أَلْفَافًا کے معنی جو آیت وَجَنَّاتٍ أَلْفَافًا میں واقع ہوا ہے آپس میں لپٹے ہوئے ہیں اور غُلْبًا کے معنی بھی آپس میں لپٹے ہوئے ہیں جو آیت وَحَدَآئِقَ غُلْبًا میں واقع ہوا ہے اور فِرَاشًا کے معنی بچھونا ہے مانند اس آیت کے کہ واسطے تمہارے زمین میں ٹھکانا ہے اور ٹھہرنا اور نَكِدًا کے معنی جو آیت وَلَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا میں واقع ہے تھوڑی چیز ہیں جو فائدہ نہیں دیتی۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ مثال جو بیان کی گئی ہے واسطے کافروں کے مانند زمین شور کے کہ اس سے برکت نہیں نکلتی۔

بَابُ صِفَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ ﴿بِحُسْبَانٍ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ كَحُسْبَانِ الرَّحٰى.

باب ہے بیان تفسیر اس آیت کے کہ سورج اور چاند حساب معین کے ساتھ چلتے ہیں اور مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ سورج اور چاند پھرتے ہیں ساتھ حساب مقرر کے مانند پھرنے چکی کے کہ ایک چال سے پھرتی ہے۔

فائدہ: اور مراد مجاہد کی یہ ہے کہ وہ جاری ہیں اوپر حسب حرکت رحویہ دور یہ کہ یعنی گول حرکت اور اوپر وضع اس کی کے۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ بِحِسَابٍ وَّمَنَازِلَ لَا يَعْدُوَانِهَا حُسْبَانٌ جَمَاعَةُ حِسَابٍ مِّثْلِ شِهَابٍ وَّشُهْبَانٍ ﴿ضُحَاهَا﴾ ضَوْئُهَا ﴿أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ﴾ لَا يَسْتُرُ ضَوْءُ أَحَدِهِمَا ضَوْءَ الْآخَرِ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهُمَا ذٰلِكَ ﴿سَابِقُ النَّهَارِ﴾ يَتَطَالَبَانِ حَثِيْثَيْنِ ﴿نَسْلَخُ﴾ نُخْرِجُ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ وَنُجْرِيْ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ﴿وَاهِيَةٌ﴾ وَهْيُهَا تَشَقُّقُهَا ﴿أَرْجَآئِهَا﴾ مَا لَمْ يَنْشَقَّ مِنْهَا فَهُمْ عَلٰى حَافَتَيْهَا كَقَوْلِكَ عَلٰى أَرْجَآءِ الْبِئْرِ ﴿أَغْطَشَ﴾ وَ ﴿جَنَّ﴾ أَظْلَمَ وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿كُوِّرَتْ﴾ تُكَوَّرُ حَتّٰى يَذْهَبَ ضَوْئُهَا ﴿وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ﴾ جَمَعَ مِنْ دَآبَّةٍ ﴿اتَّسَقَ﴾ اسْتَوٰى ﴿بُرُوْجًا﴾ مَنَازِلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ.

اور مجاہد کے غیر نے کہا کہ دونوں چلتے ہیں ساتھ حساب اور منازل کے نہیں تجاوز کرتے اس سے اور حُسْبَانٌ جمع ہے حساب کے مثل شہاب کے اور شہبان کے اور ضُحٰهَا کے معنی جو آیت وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا میں واقع ہے روشنی اس کی ہے یعنی آیت اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ کے معنی یہ ہیں کہ ایک روشنی دوسری کی روشنی کو نہیں ڈہانکتی اور نہ ان کو یہ بات لائق ہے اور آیت وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ کے معنی یہ ہیں کہ دن اور رات ایک دوسرے کو طلب کرتے ہیں ساتھ جلدی کے یعنی چاہتے ہیں کہ ایک دوسرے پر غالب آئیں لیکن غالب نہیں آسکتے بلکہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلتے ہیں اور نَسْلَخُ کے معنی یہ ہیں کہ نکالتے ہم ایک کو دوسرے سے اور چلتا ہے ہر ایک دونوں سے بدستور آسمان میں بدستور اور وَاهِيَةٌ کے معنی جو آیت فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ میں واقع ہے پھٹ جانا اس کا ہے اور آیت وَالْمَلَكُ عَلٰى اَرْجَآئِهَا کے معنی یہ ہیں کہ فرشتے اس کے کناروں پر ہوں جب تک کہ نہ پھٹے گا ان سے پس وہ اس کے کناروں پر ہوں گے مانند قول تیرے کے کہ کنوئیں کے کنارے پر اور اَغْطَشَ اور جَنَّ کے معنی اظلم ہیں یعنی سیاہ ہوئی رات اور حسن نے کہا کہ کہ كُوِّرَتْ کے معنی جو آیت اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ میں واقع ہوا یہ ہیں کہ لپیٹا جائے سورج یہاں تک کہ اس کی روشنی دور ہو جائے اور کہا جاتا ہے اس آیت کی تفسیر میں یعنی قسم ہے رات کی اور جو جمع کیا اس نے چوپایوں سے اور اِتَّسَقَ کے معنی استوی کے ہیں یعنی سیدھا اور برابر ہوا اور بروج سورج اور چاند کی منزلیں ہیں۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ بروج ستارے ہیں اور ابو صالح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بڑے بڑے ستارے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ محل ہیں آسمانوں میں اور قتادہ سے روایت ہے کہ محل ہیں آسمان کے دروازوں پر ان میں چوکیدار رہتے ہیں اہل ہیئت کے نزدیک بروج منازل کے غیر ہیں پس ان کے نزدیک برج بارہ ہیں اور منازل اٹھائیس ہیں اور ہر برج عبارت ہے دو منزلوں سے اور ثلث منزل سے۔ (فتح)

﴿الْحَرُوْرُ﴾ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ

حرور وہ ہے جو دن کو سورج کے ساتھ ہو یعنی گرمی آفتاب کی

فائدہ: اور فراء نے کہا کہ حرور گرمی دائم کو کہتے ہیں خواہ دن کو ہو یا رات کو اور سموم خاص دن کو ہوتی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّرُؤْبَةُ الْحَرُوْرُ بِاللَّيْلِ وَالسَّمُوْمُ بِالنَّهَارِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حرور وہ گرمی ہے جو رات کو ہو سموم وہ گرمی ہے جو دن کو ہو

فائدہ: اور سدی نے کہا کہ مراد ساتھ ظل اور حرور کے آیت میں بہشت اور دوزخ ہے۔

يُقَالُ ﴿يُوْلِجُ﴾ يُكَوِّرُ

اور کہا جاتا ہے کہ یُوْلِجُ کے معنی یُکَوِّرُ ہیں یعنی لپیٹا ہے

فائدہ: اور ابو عبیدہ نے کہا کہ یولج کے معنی یہ ہیں کہ کمی ہوتی ہے رات سے پس زیادتی ہوتی ہے دن میں اور اسی طرح دن اور مجاہد سے روایت ہے کہ جو چیز ایک سے کم ہو وہ دوسرے میں داخل ہوتی ہے اور قتادہ سے روایت ہے کہ موسم گرمی کے رات اس کی دن میں داخل ہوتی ہے اور موسم سردی کا دن اس کی رات میں داخل ہوتا ہے۔ (فتح)

﴿وَلِيْجَةً﴾ كُلُّ شَيْءٍ أَدْخَلْتَهُ فِيْ شَيْءٍ.

اور وَلِيْجَه وہ چیز ہے کہ داخل کرے تو اس کو کسی چیز میں

فائدہ: یہ قول ابو عبیدہ کا ہے یعنی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿ولم يتخذوا من دون الله ولا رسوله ولا المؤمنين وليجة﴾ یعنی ہر وہ چیز کہ داخل کرے تو اس کو کسی چیز میں کہ وہ اس سے نہ ہو وہ ولیجہ ہے اور معنی یہ ہیں کہ نہ پکڑو دوست اس کو جو مسلمانوں میں سے نہیں۔ (فتح)

۲۹۶۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ ذَرٍّ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ أَتَدْرِيْ أَيْنَ تَذْهَبُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ

۲۹۶۰۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا جبکہ سورج غروب ہوا کیا تو جانتا ہے کہ یہ آفتاب کہاں جاتا ہے یعنی بعد غروب ہونے کے سو میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاتا ہے سجدہ کرتا ہے عرش کے نیچے پھر اجازت مانگتا ہے کہ طلوع کر کے دوسرا دورہ شروع کرے پھر اس کو اجازت

حَتّٰی تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَأْذِنَ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَيُوْشِكُ أَنْ تَسْجُدَ فَلَا يُقْبَلَ مِنْهَا وَتَسْتَأْذِنَ فَلَا يُؤْذَنَ لَهَا يُقَالُ لَهَا ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾.

ملتی ہے اور قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے گا اور اس کا سجدہ قبول نہ ہوگا اور اجازت مانگے گا دورہ کرنے کی تو اس کو اجازت نہ ملے گی پھر اس کو حکم ہوگا کہ پلٹ جا جدھر سے تو آیا ہے تو چڑھے گا پچھّم کی طرف سے تو یہی مطلب ہے قرآن میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ آفتاب چلتا ہے اپنی قرارگاہ تک یہ اندازہ ٹھہرایا ہوا ہے عزت والے دانا کا۔

فائدہ: اس آیت کی پوری شرح تفسیر سورہ یٰسٓ میں آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ بیان سیر آفتاب کا ہے ہر دن اور رات میں اور اس کا ظاہر مخالف ہے واسطے قول اہل ہیئت کے کہ سورج آسمان میں گڑا ہوا ہے پس اہل ہیئت کا قول تقاضا کرتا ہے کہ آسمان گھومتا ہے اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فقط آفتاب ہی چلتا پھرتا ہے آسمان نہیں چلتا اور مثل اس کی ہے قول اللہ تعالیٰ کا دوسری آیت میں ﴿کل فی فلك یسبحون﴾ یعنی ہر ایک ایک سورج چاند اور ستاروں سے آسمان میں گھومتے ہیں اور ابن عربی نے کہا کہ ایک قوم نے اس کے سجدے سے انکار کیا ہے اور اس کا سجدہ صحیح اور ممکن ہے اور تاویل کیا ہے اس کو ایک قوم نے اوپر اس چیز کے کہ وہ اس پر ہے تسخیر دائمی سے اور نہیں مانع ہے کہ اپنے مجرے سے نکل کر سجدہ کرے پھر رجوع کرے اپنے مجرے میں میں کہتا ہوں کہ اگر مراد ساتھ نکلنے کے وقوف ہے یعنی کھڑا ہونا تو واضح ہے نہیں تو نہیں ہے کوئی دلیل اوپر نکلنے کے مجرے سے اور احتمال ہے کہ ہو مراد سجدہ سے سجدہ ان فرشتوں کا کہ اس کے ساتھ موکل ہیں یعنی جو اس پر تعین ہے یا سجدہ کرتا ہے ساتھ صورت حال کے پس ہوگی مراد زیادتی کے فرمانبرداری اور خضوع میں اس وقت میں۔ (فتح)

۲۹۶۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ الدَّانَاجُ قَالَ حَدَّثَنِیْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۲۹۶۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند کی روشنی لپیٹ ڈالی جائے گی قیامت کے دن یعنی بے نور ہو جائے گی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر آگ میں ڈالے جائیں گے خطابی نے کہا کہ نہیں مراد ساتھ ڈالنے کے آگ میں عذاب کرنا ان کا ساتھ اس کی اور لیکن وہ اولا ہونا ہے واسطے ان لوگوں کے جو دنیا میں ان کو پوجتے تھے تا کہ جان لیں کہ ان کا پوجنا باطل تھا اور بعض کہتے ہیں کہ سورج اور چاند آگ سے پیدا ہوئے ہیں تو اسی میں پھر

ڈالیں جائیں گے اور اسماعیلی نے کہا کہ آگ میں ڈالنے سے ان کا عذاب کرنا لازم نہیں آتا پس تحقیق واسطے اللہ تعالیٰ کے آگ میں فرشتے ہیں اور پتھر وغیرہ تا کہ ہو واسطے دوزخیوں کے عذاب اور ایک ہتھیار عذاب کے ہتھیاروں سے اور جو چاہے اللہ اس سے پس نہ ہوں گے وہ عذاب کیے گئے۔ (فتح)

٢٩٦٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوْا.

۲۹۶۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند میں کسی کے مرنے جینے سے گھن نہیں پڑتا لیکن وہ دونشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں میں سے سو جب تم گھن کو دیکھا کرو تو نماز پڑھا کرو یعنی یہاں تک کہ وہ روشن ہو جائے۔

٢٩٦٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ.

۲۹۶۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند دونشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں سے کسی کے مرنے جینے سے ان میں گھن نہیں پڑتا سو جب تم گھن کو دیکھا کرو تو اللہ کو یاد کیا کرو۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الکسوف میں گزر چکی۔

٢٩٦٤ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ قَامَ فَكَبَّرَ

۲۹۶۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے جس دن میں سورج میں گھن پڑا پس اللہ اکبر کہا اور قرات پڑھی دراز پھر رکوع کیا دراز پھر رکوع سے سر اٹھایا پس کہا سمع اللہ لمن حمدہ اور بدستور کھڑے رہے پھر قرات پڑھی دراز اور وہ پہلی قرات سے کم تر تھی پھر رکوع کیا

وَقَرَأَ قِرَائَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَقَامَ كَمَا هُوَ فَقَرَأَ قِرَائَةً طَوِيْلَةً وَّهِيَ أَدْنٰى مِنَ الْقِرَائَةِ الْأُوْلٰى ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهِيَ أَدْنٰى مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى ثُمَّ سَجَدَ سُجُوْدًا طَوِيْلًا ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ سَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ إِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَافْزَعُوْا إِلَى الصَّلَاةِ.

دراز اور وہ پہلے رکوع سے کمتر تھا پھر سجدہ کیا دراز پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا پھر سلام پھیری اور حالانکہ روشن ہو گیا تھا آفتاب پھر لوگوں پر خطبہ پڑھا پس فرمایا بیچ حق گہن آفتاب اور چاند کے کہ وہ دو نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں سے کسی کے مرنے جینے سے ان میں گہن نہیں پڑتا پس جب تم گہن دیکھا کرو پس متوجہ ہوؤ طرف نماز کے۔

۲۹۶۵ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوْا.

۲۹۶۵ - ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند میں کسی کے مرنے اور جینے سے گہن نہیں پڑتا لیکن وہ دو نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے سو جب تم اس کو دیکھا کرو تو نماز پڑھا کرو۔

فائدہ: ان سب حدیثوں کی شرح کسوف میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَوْلِهٖ ﴿وَهُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ الرِّيَاحَ نُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ﴾

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ آئی ہے بیچ مضمون اس آیت کے کہ اللہ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو واسطے خوشخبری دینے کے آگے اپنی رحمت کے یعنی مینہ کے۔

فائدہ: اس کی تفسیر آئندہ آئے گی۔

﴿قَاصِفًا﴾ تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ.
﴿لَوَاقِحَ﴾ مَلَاقِحَ مُلْقِحَةً

مراد اس سے تفسیر کرنی اس آیت کی ہے فیرسل علیکم قاصفا من الریح یعنی پس بھیجتا ہے تم پر سخت ہوا ابوعبید

نے کہا کہ قاصف ہوا ہے جو ہر چیز کو پیس ڈالے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَاَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ﴾ یعنی چلا دیں ہم نے ہوائیں رس بھری اور یہ کہ اصل لواقح کا ملاقح ہے اور اس کا واحد ملقحہ یعنی حاملہ کرنے والی ہے۔

فائدہ: اور یہ قول ابوعبیدہ کا ہے اور ابن اسحاق کا اور ان کے سوا اور لوگ اس سے انکار کرتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ لواقح وہ ہیں جو خود حاملہ ہوں اور طبری نے کہا کہ صواب یہ ہے کہ ہوا ایک وجہ سے حاملہ ہے اور ایک وجہ سے حاملہ کرنے والی ہے اس واسطے کہ لقح اٹھانا اس کا ہے پانی کو القاح اس کا عمل کرنا اس کا بادل میں پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بھیجتا ہے اللہ ہواؤں کو سو اٹھاتی ہیں پانی کو پس حاملہ کرتی ہیں بادل کو اور اس کو لیجاتی ہیں پھر اس کو برساتی ہیں۔ (فتح)

﴿إِعْصَارٌ﴾ رِيحٌ عَاصِفٌ تَهُبُّ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَآءِ كَعَمُوْدٍ فِيهِ نَارٌ ﴿صِرٌّ﴾ بَرْدٌ.

مراد ساتھ اس کے تفسیر اس آیت کی ہے فاصابھا اعصار یعنی اعصار سخت ہوا کو کہتے ہیں جو زمین سے آسمان کو چلتی ہے مانند ستون کے کہ اس میں آگ ہو صر برد یعنی صر کے معنی سردی ہے۔

فائدہ: مراد اس سے اس آیت کی تفسیر ہے ریح فیھا صر۔

﴿ نُشُرًا ﴾ مُتَفَرِّقَةً

ابوعبیدہ نے کہا کہ صر سخت سردی ہے نشرا متفرقۃ یعنی نشر کے معنی جدا جدا ہیں یعنی ہر طرف سے اور ہر کنارے سے چلتی ہے۔

٢٩٦٦ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ.

٢٩٦٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو فتح نصیب ہوئی پورپ کی ہوا سے اور ہلاک ہوئے عاد کی قوم پچھم کی ہوا سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف آیت کی بیچ قصے احزاب کے ﴿فارسلنا علیھم ریحا و جنودا لم تروھا﴾ اور بعض کہتے ہیں کہ صبا وہ ہوا ہے جس نے یوسف علیہ السلام کے کرتے کی خوشبو یعقوب علیہ السلام کو پہنچائی تھی پہلے اس سے کہ وہ ان کے پاس پہنچیں ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث میں تفصیل ہے بعض مخلوقات کی بعض پر اور اس میں خبر دینا آدمی کا ہے نفس اپنے سے ساتھ اس چیز کے کہ فضیلت دی ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے بطور بیان کرنے نعمت کے نہ بطور فخر کے

اور یہ کہ جائز ہے خبر دینی پہلی امتوں سے اور ہلاک ہونے ان کی سے۔ (فتح)

۲۹۶۷ ۔ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى مَخِيلَةً فِي السَّمَآءِ أَقْبَلَ وَأَدْبَرَ وَدَخَلَ وَخَرَجَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ فَإِذَا أَمْطَرَتِ السَّمَآءُ سُرِّيَ عَنْهُ فَعَرَّفَتْهُ عَائِشَةُ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَدْرِي لَعَلَّهُ كَمَا قَالَ قَوْمٌ ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ﴾ الْآيَةَ.

۲۹۶۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب آسمان میں بادل دیکھتے تھے تو خوف سے کبھی آگے بڑھتے کبھی پیچھے ہٹتے اور کبھی داخل ہوتے اور کبھی باہر آتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو جاتا تھا پھر جب مینہ برستا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حالت دور ہو جاتی تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا سبب پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ شاید کہ یہ بادل ایسا ہو جیسا کہ عاد کی قوم نے کہا پھر جب دیکھا انہوں نے اس کو ابر سامنے آیا ان کے نالوں کے بولے یہ ابر ہے ہم پر پانی برسانے والا آخر آیت تک۔

فائدہ: اور اس حدیث میں یاد دلانا ہے اس چیز کا کہ غافل ہوتا ہے اس سے آدمی اس قسم سے کہ واقع ہوئی ہے واسطے پہلی امتوں کے اور ڈرانا ہے ان کی راہ میں چلنے سے واسطے خوف واقع ہونے اس چیز کے کہ ان کو پہنچی اور اس میں شفقت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر اور رحمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی واسطے ان کے جیسا کہ تعریف کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ نے اور اگر کوئی کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح خوف کیا معذب ہونے اس قوم کے سے جس میں خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نہیں ہے اللہ کہ ان کو عذاب کرے اور حالانکہ تو ان کے بیچ موجود ہو اور جواب یہ ہے کہ یہ آیت اس قصے کے بعد اتری ہے اور متعین ہوتا ہے حمل اوپر اس کے اس واسطے کہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر کرامت کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بلند ہونے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس نہ خیال کیا جائے گا کم ہونا درجے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کا ہرگز اور اعتراض کیا جاتا ہے اوپر اس کے کہ آیت انفال کی بیچ حق مشرکین اہل بدر کے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اشارہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ یہی دستور تھا اور اولیٰ جواب میں یہ ہے کہ کہا جائے کہ انفال کی آیت تخصیص کا احتمال رکھتی ہے کہ آیت مذکورین کے ساتھ خاص ہو یا ایک وقت معین کے ساتھ خاص ہو یا مقام خوف کا تقاضا کرتا ہے اللہ کے مکر سے عدم امن کے غلبے کا اور اولیٰ تمام وجوں سے یہ ہے کہ کہا جائے کہ خوف کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوں گے یہ کہ واقع ہو ساتھ ان کے عذاب اپر ایماندار پس واسطے شفقت کے اوپر اس کے اور اپر کافر پس واسطے امید سلام اس کے۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ الْمَلَائِكَةِ

باب۔ ہے بیان میں فرشتوں کے

فائدہ: ملائکہ جمع مَلَک کی ہے ساتھ فتح لام کے پس بعض کہتے ہیں کہ وہ مخفف ہے مالک سے اور بعض کہتے ہیں کہ

مشتق ہے لوکت سے اور یہ قول سیبویہ اور جمہور کا ہے اور لوکت کے معنی رسالت کے ہیں یعنی پیغمبری اور کہا جمہور اہل کلام نے مسلمانوں سے کہ فرشتے اجسام لطیفہ ہیں قدرت دی ہے ان کو اللہ نے اوپر متشکل ہونے کے ساتھ اشکال مختلفہ کے یعنی اپنی شکلوں کو کئی طرح سے بدل سکتے ہیں کبھی آدمی کی شکل بن جاتے ہیں اور کبھی کسی اور جاندار کی ان کے رہنے کی جگہ آسمان ہیں اور بہت باطل ہے قول اس کا جو کہتا ہے کہ وہ ستارے ہیں یا وہ عمدہ نفوس ہیں جو اپنے بدنوں سے جدا ہوئے ہیں اور سوائے اس کے اور اقوال کہ ادلہ سمعیہ میں کوئی چیز ان سے پائی نہیں جاتی اور فرشتوں کی صفت اور کثرت میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان میں سے ایک حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جو مسلم نے روایت کی ہے کہ فرشتے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور ان میں سے ایک حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے جو طبرانی نے روایت کی ہے کہ نہیں ہے ساتوں آسمانوں میں جگہ قدم رکھنے کی اور نہ بالشت بھر اور نہ ہتھیلی کے برابر مگر کہ اس میں فرشتہ کھڑا ہے یا رکوع کرنے والا ہے یا سجدہ کرنے والا ہے اور ان میں سے ایک حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ کی ہے جو ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آسمانوں میں چار انگلی کے برابر جگہ نہیں مگر کہ اس پر فرشتہ سجدہ کرنے والا ہے اور سعید بن میسّب سے روایت ہے کہ فرشتے نہ مرد ہیں اور نہ عورت نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ آپس میں نکاح کرتے ہیں نہ اولاد جنتے ہیں میں کہتا ہوں کہ بیچ قصے فرشتوں کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے اور سارہ کے وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے کہ وہ کھاتے نہیں اور ایک قصے میں آیا ہے کہ فرشتے ایک درخت سے کھاتے ہیں جو ہمیشگی کا درخت ہے لیکن یہ حدیث ثابت نہیں اور بیچ ان حدیثوں کے اور جو وارد ہوا ہے قرآن میں فرشتوں کے ذکر سے رد ہے ان ملحدوں پر جو فرشتوں کے وجود کے منکر ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے مقدم کیا ہے ذکر فرشتوں کا اوپر پیغمبروں کے یعنی پہلے فرشتوں کو ذکر کیا ہے پھر پیغمبروں کو نہ اس واسطے کہ فرشتے اس کے نزدیک افضل ہیں بلکہ واسطے مقدم ہونے ان کے پیدائش میں اور واسطے سابق ہونے ذکر ان کے قرآن میں کئی آیتوں میں مانند اس آیت کے: ﴿كل امن بالله وملائكة وكتبه ورسله﴾ اور مانند اس آیت کے: ﴿ومن يكفر بالله وملائكته وكتبه ورسله﴾ اور مانند اس آیت کی ہے: ﴿ولكن البر من امن بالله واليوم الاخر والملئكة والكتب والنبين﴾ اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو حج کے باب میں آئی ہے وارد ہوا ہے کہ شروع کر اس چیز سے کہ شروع کیا ہے اس سے اللہ تعالیٰ نے اور نیز اس واسطے کہ وہ وسائط ہیں درمیان اللہ کے اور درمیان پیغمبروں کے بیچ تبلیغ وحی کے اور شرائع کے پس مناسب ہوا کہ پہلے ان کو ذکر کیا جائے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ فرشتے پیغمبروں سے افضل ہوں اور میں نے تفضیل ملائکہ کا مسئلہ کتاب التوحید میں ذکر کیا ہے اور فرشتوں کی کثرت کی دلیلوں سے ایک یہ حدیث ہے جو معراج کے بیان میں آئے گی کہ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں پھر دوسری بار اس میں داخل نہیں ہوتے (فتح)

وَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ　　اور کہا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

سَلَامٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَام عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ.

نے حضرت ﷺ سے کہا کہ جبرئیل دشمن ہے یہود کا فرشتوں میں سے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری ہجرت میں آئے گی۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ﴾ الْمَلَائِكَةُ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت کی تفسیر میں لنحن الصافون یعنی ہم قطار باندھے ہیں یعنی مراد فرشتے ہیں۔

فائدہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ نہیں آسمان میں جگہ قدم رکھنے کی مگر کہ اس پر فرشتہ کھڑا ہے یا سجدہ کرنے والا پس یہی مراد ہے اس آیت سے ﴿وانا لنحن الصافون﴾ پھر ذکر کیں امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حدیثیں چونتیس سے زیادہ ہیں اور یہ امر اس کتاب کی نادر باتوں سے ہے یعنی بہت حدیثوں کا وارد کرنا پس تحقیق عادت امام بخاری رحمہ اللہ کی اکثر یہ ہے کہ جدا کرتا ہے حدیثوں کو ساتھ تراجم کے اور یہاں ان سے یہ کام نہیں کیا اور تحقیق شامل ہیں حدیثیں باب کی اوپر بعض مشہور فرشتوں کے مانند جبرائیل کے اور واقع ہوا ہے ذکر اس کا باب کی اکثر حدیثوں میں اور مانند میکائیل کے اور وہ فقط سمرہ کی حدیث میں ہے اور مانند اس فرشتے کے جو آدمی کی صورت کے بنانے پر تعین ہے اور مانند مالک کے جو دوزخ کا داروغہ ہے اور مانند فرشتے پہاڑوں کے اور ان فرشتوں کے جو ہر آسمان میں ہیں اور ان فرشتوں کے جو ابر میں اترتے ہیں اور ان فرشتوں کے جو بیت المعمور میں داخل ہوتے ہیں اور ان فرشتوں کے جو جمعہ کے دن لوگوں کو لکھتے ہیں اور بہشت کے چوکیداروں کے اور ان فرشتوں کے جو آگے پیچھے آتے جاتے ہیں اور واقع ہوا ہے ذکر فرشتوں کا علی العموم بیچ ہونے ان کے کہ نہیں داخل ہوتے وہ جس گھر میں تصویریں ہوں اور یہ کہ وہ آمین کہتے ہیں اوپر قراءۃ نماز کے اور کہتے ہیں ربنا ولك الحمد اور دعا کرتے ہیں واسطے اس کے جو نماز کی انتظار کرے اور لعنت کرتے ہیں اس عورت کو جو اپنے خاوند کے بچھونے سے جدا رہے اور اوپر جبرائیل پس تحقیق وصف کیا ہے اس کو اللہ نے ساتھ روح اپنے کے اور روح القدس وغیرہ کے اور تفسیر میں آئے گا کہ جبرائیل کے معنی عبداللہ ہیں اور یہ لفظ سریانی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عربی ہے اور یہ بعید ہے واسطے اتفاق کے اوپر غیر منصرف ہونے اس کے اور طبرانی میں ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ جبرائیل کروبیوں سے ہے اور وہ سردار فرشتے ہیں اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو فرمایا کہ تو کس چیز پر متعین ہے تو جبرائیل نے کہا کہ ہواؤں اور فوجوں پر حضرت ﷺ نے فرمایا اور میکائیل کس چیز پر متعین ہے کہا کہ چیزوں

کے اُگانے پر اور بارش کے برسانے پر پھر حضرت ﷺ نے فرمایا اور ملک الموت کس چیز پر متعین ہے روحوں کے قبض کرنے پر اور اس حدیث کی اسناد میں محمد بن عبدالرحمٰن ہے اور وہ ضعیف کہا گیا ہے واسطے سوء حفظ کے اور حدیث کہ روایت کی ہے طبرانی نے بیچ کیفیت پیدائش عالم کے وہ دلالت کرتی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کی پیدائش آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہے اور یہی مقتضی ہے اس آیت کا کہ جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو اور طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے جبرائیل سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ میں نے کبھی میکائیل کو ہنستے نہیں دیکھا اس نے کہا کہ جب سے آگ پیدا ہوئی تب سے وہ نہیں ہنسا اور ترمذی وغیرہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں کس طرح خوش ہوں اور حالانکہ قرناء والے نے منہ میں قرناء لے لیا ہے اور انتظار کرتا ہے کہ اس کو اجازت ملے اور تحقیق مشتمل ہے کتاب عظمت واسطے ابی شیخ کے ذکر فرشتوں کے سے اوپر احادیث اور آثار کثیرہ کے جو چاہے اس کو تلاش کر کے مطالعہ کرے اور اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا انہوں نے فرشتوں کو پس کہا کہ بعض ان میں سے امین ہیں اوپر پیغام اور وحی اس کے کہ اور نگہبان واسطے بندوں اس کے اور دربان واسطے بہشت اس کے کے اور ثابت ہیں نیچی کی زمین میں قدم ان کے اور اونچی ہیں ساتویں آسمان سے گردنیں ان کی باہر نکلنے والی ہیں جہان کے کناروں سے مونڈھے ان کے ملے ہوئے ہیں عرش کے پایوں سے اکناف اُن کے۔ (فتح)

٢٩٦٨ ۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ ح و قَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ وَّهِشَامٌ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مَّالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ وَذَكَرَ يَعْنِيْ رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَأُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُلِءَ حِكْمَةً وَّإِيْمَانًا فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ إِلٰى مَرَاقِّ الْبَطْنِ ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِءَ حِكْمَةً وَّإِيْمَانًا وَّأُتِيْتُ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ

٢٩٦٨۔ مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں خانے کعبے کے پاس لیٹا تھا نہ سوتا تھا نہ جاگتا اور ذکر کیا مرد کو کہ درمیان دو مردوں کے تھا پھر میرے آگے سونے کا طشت حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا لایا گیا سو چیرا گیا بدن میرا سینے سے پیٹ تک پھر دھویا گیا پیٹ زمزم کے پانی سے پھر بھرا گیا حکمت اور ایمان سے پھر میرے آگے ایک سفید جانور لایا گیا یعنی براق جو خچر سے نیچے اور گدھے سے اونچا تھا تو میں جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ہم پہلے آسمان کے پاس پہنچے چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا کہ تیرے ساتھ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ محمد ﷺ ہیں کہا کیا لایا گیا جبرائیل نے کہا کہ ہاں کہا

الْبُرَاقَ فَانْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرِيْلَ حَتّٰى أَتَيْنَا السَّمَآءَ الدُّنْيَا قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَأَتَيْتُ عَلٰى آدَمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنَ ابْنٍ وَّنَبِيٍّ فَأَتَيْنَا السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ قِيْلَمَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَأَتَيْتُ عَلٰى عِيْسٰى وَيَحْيٰى فَقَالَا مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَّنَبِيٍّ فَأَتَيْنَا السَّمَآءَ الثَّالِثَةَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قِيْلَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَّعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَأَتَيْتُ عَلٰى يُوْسُفَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ قَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَّنَبِيٍّ فَأَتَيْنَا السَّمَآءَ الرَّابِعَةَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَّعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قِيْلَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَأَتَيْتُ عَلٰى إِدْرِيْسَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَّنَبِيٍّ فَأَتَيْنَا السَّمَآءَ الْخَامِسَةَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَأَتَيْنَا عَلٰى هَارُوْنَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ

خوب ہے آیا سو کیا اچھا آنا آیا تو دروازہ کھولا گیا سو میں آدم علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو سلام کیا یعنی اور اس نے سلام کا جواب دیا پھر کہا کہ کیا اچھا نیک بیٹا اور نیک پیغمبر آیا پھر ہم دوسرے آسمان کے پاس پہنچے تو چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا کہ تیرے ساتھ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ محمد ﷺ ہیں کہا بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ہاں کہا خوب ہے آیا سو کیا اچھا آنا آیا تو میں عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو دونوں نے کہا کہ خوشی ہو تجھ کو اے بھائی اور پیغمبر پھر ہم تیسرے آسمان کے پاس آئے تو چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا گیا کہ تیرے ساتھ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ محمد ﷺ ہیں کہا کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں کہا کہ اس کو خوشی ہو اور کیا اچھی آمد آیا سو میں یوسف علیہ السلام کے پاس آیا اور اس کو سلام کیا تو اس نے کہا کہ خوشی ہو تجھ کو اے بھائی اور پیغمبر پھر ہم چوتھے آسمان کے پاس پہنچے تو چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا کہ تیرے ساتھ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ محمد ﷺ ہیں کہا کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل نے کہا کہ ہاں کہا خوب ہے آیا اور کیا اچھی آمد آیا سو میں ادریس علیہ السلام کے پاس آیا اور اس کو سلام کیا تو ہنسے کہا کہ خوشی ہو تجھ کو اے بھائی اور پیغمبر پھر ہم پانچویں آسمان کے پاس پہنچے تو چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا کہ تیرے ساتھ کون ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ محمد ﷺ ہیں کہا کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا

أَخٍ وَّنَبِيٍّ فَأَتَيْنَا عَلَى السَّمَآءِ السَّادِسَةِ
قِيْلَ مَنْ هٰذَا قِيْلَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَّعَكَ قِيْلَ
مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَرْحَبًا بِهٖ
وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَأَتَيْتُ عَلٰى مُوْسٰى
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ
وَّنَبِيٍّ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكٰى فَقِيْلَ مَا أَبْكَاكَ
قَالَ يَا رَبِّ هٰذَا الْغُلَامُ الَّذِيْ بُعِثَ بَعْدِيْ
يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهٖ أَفْضَلُ مِمَّا يَدْخُلُ
مِنْ أُمَّتِيْ فَأَتَيْنَا السَّمَآءَ السَّابِعَةَ قِيْلَ مَنْ
هٰذَا قِيْلَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَّعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ
قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ
الْمَجِيْءُ جَآءَ فَأَتَيْتُ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ
وَّنَبِيٍّ فَرُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ فَسَأَلْتُ
جِبْرِيْلَ فَقَالَ هٰذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ يُصَلِّيْ
فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ إِذَا
خَرَجُوْا لَمْ يَعُوْدُوْا إِلَيْهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ
وَرُفِعَتْ لِيْ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَإِذَا نَبِقُهَا كَأَنَّهٗ
قِلَالُ هَجَرَ وَوَرَقُهَا كَأَنَّهٗ آذَانُ الْفُيُوْلِ فِيْ
أَصْلِهَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ
ظَاهِرَانِ فَسَأَلْتُ جِبْرِيْلَ فَقَالَ أَمَّا الْبَاطِنَانِ
فَفِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ النِّيْلُ وَالْفُرَاتُ
ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُوْنَ صَلَاةً فَأَقْبَلْتُ
حَتّٰى جِئْتُ مُوْسٰى فَقَالَ مَا صَنَعْتَ قُلْتُ
فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُوْنَ صَلَاةً قَالَ أَنَا أَعْلَمُ

کہ ہاں کہا خوب ہے آیا اور کیا اچھا آنا آیا سو ہم ہارون علیہ السلام
کے پاس آئے تو میں نے اس کو سلام کیا تو اس نے کہا کہ خوشی
ہو تجھ کو اے بھائی اور پیغمبر پھر ہم چھٹے آسمان پر پہنچے تو چوکیدار
فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں
جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا کہ محمد ﷺ ہیں
کہا کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ہاں خوب ہے
آیا اور کیا اچھی آمد آیا سو میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور اس کو
سلام کیا تو اس نے کہا کہ خوشی ہو تجھ کو اے بھائی اور پیغمبر پھر
جب میں وہاں سے آگے بڑھا تو موسیٰ علیہ السلام روئے تو کسی نے
کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تیرے رونے کا کیا سبب ہے کہا کہ اے
میرے رب یہ لڑکا جو میرے بعد پیغمبر ہوا اس کی امت کے
لوگ میری امت سے زیادہ بہشت میں جائیں گے پھر ہم
ساتویں آسمان کے پاس پہنچے تو چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ
کون ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا کہ
تیرے ساتھ کون ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ محمد ﷺ ہیں کہا
کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں کہا خوب ہے آیا
اور کیا اچھی آمد آیا سو میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور اس کو
سلام کیا تو اس نے کہا کہ خوشی ہو تجھ کو اے بیٹے اور پیغمبر پھر
میرے آگے بیت المعمور لایا گیا تو میں نے جبرائیل علیہ السلام سے
پوچھا جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ بیت المعمور ہے کہ اس میں ہر روز
ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں جب اس سے نکلتے ہیں تو پھر
نہیں آتے یعنی پھر ان کو کبھی نوبت نہیں آتی یہ حال آخر اس
چیز تک ہے کہ واجب ہے اوپر ان کے یعنی فرشتوں کا ہمیشہ
یہی دستور رہے گا پھر مجھ کو وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ یعنی پلے
سرے کی بیری کا درخت نمود ہوا تو ناگہاں اس کے بیر جیسے

بِالنَّاسِ مِنْكَ عَالَجْتُ بَنِیْ إِسْرَائِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ وَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ فَرَجَعْتُ فَسَأَلْتُهٗ فَجَعَلَهَا أَرْبَعِيْنَ ثُمَّ مِثْلَهٗ ثُمَّ ثَلَاثِيْنَ ثُمَّ مِثْلَهٗ فَجَعَلَ عِشْرِيْنَ ثُمَّ مِثْلَهٗ فَجَعَلَ عَشْرًا فَأَتَيْتُ مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَجَعَلَهَا خَمْسًا فَأَتَيْتُ مُوْسٰى فَقَالَ مَا صَنَعْتَ قُلْتُ جَعَلَهَا خَمْسًا فَقَالَ مِثْلَهٗ قُلْتُ سَلَّمْتُ بِخَيْرٍ فَنُوْدِيَ إِنِّیْ قَدْ أَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِیْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِیْ وَأَجْزِی الْحَسَنَةَ عَشْرًا وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ.

ہجر کے مٹکے اور اس کے پتے جیسے ہاتھیوں کے کان اور اس کی جڑ میں چار نہریں تھیں دو نہریں چھپی اور دو کھلی تو میں جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا ہیں تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اپر چھپی ہوئی نہریں سو بہشت کی نہریں ہیں اور اپر کھلی نہریں سو نیل اور فرات ہیں پھر میرے اوپر فرض ہوئیں پچاس نمازیں ہر دن میں پھر میں وہاں سے پلٹ آیا یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تو نے کیا کیا میں نے کہا کہ مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں لوگوں کا حال تجھ سے زیادہ جانتا ہوں میں علاج کر چکا ہوں بنی اسرائیل کا نہایت تدبیر سے یعنی نہایت تک آزما چکا ہوں پس تحقیق تیری امت سے ہر روز پچاس وقت کی نماز ادا نہ ہو سکے گی سو پلٹ جا اپنے رب کے پاس سو اس سے آسانی مانگ سو میں پھرا اور اپنے رب سے آسانی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازوں کو چالیس ٹھہرایا پھر اسی طرح گفتگو ہوئی پھر اللہ نے تیس نمازیں ٹھہرائیں پھر اسی طرح گفتگو ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے بیس نمازیں ٹھہرائیں پھر اسی طرح گفتگو ہوئی پھر اللہ نے دس نمازیں ٹھہرائیں پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا پس کہا اس نے مانند اس کے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پانچ نمازیں ٹھہرایا پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو اس نے کہا تو نے کیا کیا میں نے کہا کہ اللہ نے ان کو پانچ نمازیں گردانا تو کہا اس نے مانند اس کے میں نے کہا کہ میں نے اب پانچ نمازیں مان لیں تو کسی پکارنے والے نے پکارا کہ میں نے جاری کیا اور مضبوط کیا اپنی فرض نماز کو اور بوجھ اتار ڈالا اپنے بندوں سے اور میں ایک نیکی کے بدلے دس گنا ثواب دیتا ہوں۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہاں وہ چیز مراد ہے جو متعلق ہے ساتھ فرشتوں کے اور طبری نے روایت کیا ہے

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیت المعمور مسجد ہے آسمان میں برابر خانے کعبے کے اگر گرے تو خانے کعبے پر گرے ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جب نکلتے ہیں تو پھر نہیں آتے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیت المعمور ایک گھر ہے آسمان میں برابر خانے کعبے کے حرمت اور تعظیم اس کی آسمان میں مانند تعظیم کعبے کی زمین میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر نہیں آتے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آسمان میں ایک نہر ہے اس کو نہر الحیوان کہا جاتا ہے جبرائیل علیہ السلام ہر روز اس میں غوطہ لگاتے ہیں پھر اس سے نکل کر بدن جھاڑتے ہیں تو ان کے بدن سے ستر ہزار قطرے گرتے ہیں اور اللہ ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے یہی فرشتے ہیں جو ہر روز اس میں نماز پڑھتے ہیں اور اس کی سند ضعیف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بیت المعمور یہی خانہ کعبہ ہے اور پہلی بات اکثر ہے اور مشہور روایت یہ ہے کہ وہ ساتویں آسمان میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ چوتھے آسمان میں ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ہمارے شیخ نے قاموس میں اور بعض کہتے ہیں کہ چھٹے آسمان میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عرش کے نیچے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بنایا تھا اس کو آدم علیہ السلام نے جبکہ اتارے گئے زمین میں پھر طوفان نوح علیہ السلام کے وقت اٹھایا گیا۔ (فتح)

٢٩٦٩ ۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ وَّيُقَالُ لَهُ اكْتُبْ عَمَلَهُ وَرِزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ

٢٩٦٩۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ہر ایک آدمی کی پیدائش کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے پھر چالیس دن لہو کی پھٹکی ہو جاتا ہے پھر چالیس دن گوشت کی بوٹی بن جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے فرشتے کو بھیجتا ہے اور چار باتوں کا اس کو حکم ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ لکھ عمل اس کا کہ کیا کیا کرے گا اور روزی اس کی یعنی محتاج ہو گا یا مالدار اور عمر اس کی کہ کتنا زندہ رہے گا اور بد بخت ہو گا یا نیک بخت پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے سو بیشک تم لوگوں میں سے کوئی بہشتیوں کے کام کرتا ہے یہاں تک اس میں اور بہشت میں ہاتھ بھر کا فرق رہ جاتا ہے یعنی بہت قریب ہو جاتا ہے پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے سو وہ دوزخیوں کے کام کرنے لگتا ہے اور کوئی آدمی عمر بھر دوزخیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان سوائے ایک ہاتھ کچھ فرق نہیں رہتا ہے پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہوتا

أَهْلِ الْجَنَّةِ.

ہے سو بہشتیوں کے کام کرنے لگتا ہے یعنی پھر بہشت میں جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ پھر اللہ فرشتے کو بھیجتا ہے اور چار باتوں کا اس کو حکم ہوتا ہے پس تحقیق اس میں ہے کہ فرشتہ تعین ہے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی نزدیک ایک صورت بنائے آدمی کے اور مراد صادق سے یہ ہے کہ بات سچ کہتے ہیں اور مراد مصدوق سے یعنی اس چیز میں کہ وعدہ کیا ہے آپ سے ساتھ اس کے آپ کے رب نے۔ (فتح)

٢٩٧٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَابَعَهُ أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادٰى جِبْرِيْلَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ فَيُنَادِيْ جِبْرِيْلُ فِيْ أَهْلِ السَّمَآءِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْأَرْضِ.

٢٩٧٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب محبت کرتا ہے اللہ کسی بندے سے تو پکارتا ہے جبرائیل علیہ السلام کو اور یہ فرماتا ہے کہ بیشک اللہ نے فلانے کو دوست رکھا سو تو بھی اس کو دوست رکھ تو جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت رکھتا ہے پھر پکار دیتا ہے جبرائیل علیہ السلام آسمان والوں میں یعنی فرشتوں میں کہ بیشک اللہ نے فلانے کو دوست رکھا ہے سو تم بھی اس کو دوست رکھو تو آسمان والے بھی اس سے محبت رکھتے ہیں پھر اس محبوب بندے کی زمین میں قبولیت اتاری جاتی ہے یعنی زمین کے نیک لوگ اس کو مقبول جانتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ جب کسی بندے سے دشمنی رکھتا ہے تو مثل اس کی تو اس کی شرح کتاب الادب میں آئے گی۔

٢٩٧١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا سَمِعَتْ

٢٩٧١۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ فرشتے اترتے ہیں بدلے میں پھر آپس میں بات چیت کرتے ہیں اس کام کی جس کا آسمان میں اللہ کی طرف سے حکم ہوا ہے سو شیطان وہاں جا کر چپکے سن آتے ہیں پھر اس کو کاہنوں یعنی جو غیب کی بات بتلاتے ہیں ان کے دل میں

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ الْأَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَآءِ فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِيْنُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ فَتُوْحِيْهِ إِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ.

ڈال دیتے ہیں سو وہ اپنے دل سے سو جھوٹی باتیں اس کے ساتھ جوڑ کے کہتے ہیں۔

فائدہ: اس کی پوری شرح طب میں آئے گی۔

۲۹۷۲ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ وَالْأَغَرِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مِّنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ الْمَلَائِكَةُ يَكْتُبُوْنَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ وَجَآءُوْا يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ.

۲۹۷۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے سب دروازوں پر فرشتے ہوتے ہیں لکھتے جاتے ہیں کہ فلانا شخص آیا پھر اس کے بعد فلانا پھر جب امام خطبے کے واسطے منبر پر بیٹھتا ہے تو لپیٹ ڈالتے ہیں ان کاغذوں کو جن میں لوگوں کے نام لکھے جاتے ہیں اور مسجد میں آتے ہیں اللہ کے ذکر سننے کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جمعہ میں گزر چکی۔

۲۹۷۳ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ مَرَّ عُمَرُ فِي الْمَسْجِدِ وَحَسَّانُ يُنْشِدُ فَقَالَ كُنْتُ أُنْشِدُ فِيْهِ وَفِيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلٰى أَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ أَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَجِبْ عَنِّيْ اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ نَعَمْ.

۲۹۷۳۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد میں گزرے اور حالانکہ احسان رضی اللہ عنہ شعر پڑھتے تھے یعنی اور عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جھڑکا تو حسان نے کہا کہ میں اس میں شعر پڑھا کرتا تھا اور حالانکہ اس میں وہ شخص تھا جو تجھ سے بہتر ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر مڑ کر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو احسان نے کہا کہ میں تجھ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ احسان جواب دے میری طرف سے الہٰی اس کو جبرائیل علیہ السلام سے مدد کر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں۔

فائدہ: اور غرض اس سے ذکر روح قدس کا ہے اور اس کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔

۲۹۷٤ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانَ اهْجُهُمْ أَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيْلُ مَعَكَ.

۲۹۷۴۔ براء سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حسان سے کہا کہ ہجو کر کفار قریش کی اور جبرائیل علیہ السلام تیرا مددگار ہے۔

فائدہ: اور غرض اس سے اشارہ ہے طرف اس کے کہ مراد ساتھ روح القدس کے پہلی حدیث میں جبرائیل علیہ السلام ہے اور اس کی شرح کتاب الادب میں آئے گی۔

۲۹۷٥ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ ح حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى غُبَارٍ سَاطِعٍ فِيْ سِكَّةِ بَنِيْ غَنْمٍ زَادَ مُوْسٰى مَوْكِبَ جِبْرِيْلَ.

۲۹۷۵۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گویا کہ میں دیکھتا ہوں گرد کو کہ بلند ہونے والی ہے بنی غنم کے کوچے میں زیادہ کیا موسیٰ نے لشکر جبرائیل علیہ السلام کا یعنی فرشتوں کے لشکر سے گرد اٹھتی ہے۔

۲۹۷٦ ۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يَأْتِيْكَ الْوَحْيُ قَالَ كُلُّ ذَاكَ يَأْتِيْنِي الْمَلَكُ أَحْيَانًا فِيْ مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ فَيَفْصِمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ وَيَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ أَحْيَانًا رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ فَأَعِيْ مَا يَقُوْلُ.

۲۹۷۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کو وحی کس طرح سے آتی ہے حضرت ﷺ نے کہا کہ ہر طرح سے آتی ہے کبھی وحی آتی ہے جیسے گھنٹے کی جھنکار پھر موقوف ہوتی ہے مجھ سے جب کہ میں یاد کر چکتا ہوں اور وہ مجھ پر نہایت سخت گزرتی ہے اور کبھی میرے پاس فرشتہ مرد کی صورت بن کے آتا ہے سو مجھ سے کلام کرتا ہے پھر میں یاد کر لیتا ہوں جو کہ مجھ سے کہتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب کے اول میں گزر چکی ہے۔

۲۹۷۷ ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ دَعَتْهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ أَيْ فُلُ هَلُمَّ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ ذَاكَ الَّذِي لَا تَوٰى عَلَيْهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ.

۲۹۷۷ ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جوڑا دے گا بلائیں گے اس کو بہشت کے چوکیدار سب چوکیدار بہشت کے دروازوں سے کہیں گے آؤ میاں فلانے ادھر آؤ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا حضرت ﷺ اس شخص کو تو کسی طرح خسارہ نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ مجھ کو امید ہے کہ تو انہیں لوگوں میں ہے جن کو سب بہشت کے فرشتے خوشی سے بلائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول جہاد میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے بہشت کے چوکیدار ہیں۔ (فتح)

۲۹۷۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ فَقَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرٰى مَا لَا أَرٰى تُرِيدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۹۷۸ ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اس سے کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں تجھ کو سلام کہتے ہیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا وعلیہ السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ یعنی جبرائیل علیہ السلام کو بھی سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں یا حضرت ﷺ جو آپ ﷺ دیکھتے ہیں میں نہیں دیکھتی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں آئے گی۔

۲۹۷۹ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ قَالَ ح حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ ذَرٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيلَ أَلَا تَزُورُنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا قَالَ فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا﴾ الْآيَةَ.

۲۹۷۹ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ نہیں ملاقات کرتا تو ہم سے اکثر اس سے کہ ہماری ملاقات کرتا ہے یعنی تم اکثر کیوں نہیں آتے تو یہ آیت اتری اور ہم نہیں اترتے مگر حکم تیرے رب کے اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے آخر آیت تک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

۲۹۸۰ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقْرَأَنِي جِبْرِيْلُ عَلَى حَرْفٍ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيْدُهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ.

۲۹۸۰ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پڑھایا مجھ کو جبرائیل علیہ السلام نے قرآن ایک حرف میں یعنی ایک قراءت میں یا ایک بولی میں سو ہمیشہ رہا میں اس سے زیادتی طلب کرتا یہ کہ طلب کرتے اللہ سے زیادتی کو ایک حرف پر یعنی واسطے آسانی کے اپنی امت پر اور جب تک اللہ تعالیٰ سے زیادتی چاہتے رہے یہاں تک کہ پہنچا سات حرفوں تک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں آئے گی۔

۲۹۸۱ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ جِبْرِيْلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ رَّمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَرَوٰى أَبُو هُرَيْرَةَ وَفَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ.

۲۹۸۱ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ ترسخی لوگوں میں اور تھے بہت سخاوت کرنے والے رمضان میں جبکہ ملاقات کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرائیل علیہ السلام اور تھے جبرائیل علیہ السلام ملاقات کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان کی ہر رات میں سو دور کرتے تھے آپ سے قرآن کا سو البتہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ ملتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرائیل علیہ السلام بہت بخشش کرنے والے ساتھ خیر کے ہوا چلنے والی سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے۔

۲۹۸۲ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ أَمَا إِنَّ جِبْرِيلَ قَدْ نَزَلَ فَصَلَّى أَمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ اعْلَمْ مَا تَقُوْلُ يَا عُرْوَةُ قَالَ سَمِعْتُ بَشِيْرَ بْنَ أَبِي مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَأَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ.

۲۹۸۲ ۔ ابن شہاب سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے عصر کی نماز میں کچھ تاخیر کی تو عروہ نے اس سے کہا کہ خبردار ہو تحقیق جبرائیل علیہ السلام اترا تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھائی تو عمر نے کہا کہ اے عروہ سمجھ کر کہہ جو کہتا ہے تو اس نے کہا کہ میں نے بشیر بن ابی مسعود سے سنا کہتا تھا کہ میں نے ابومسعود سے سنا کہتا تھا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام اترا سو اس نے میری امامت کی تو میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی اپنی انگلیوں کے ساتھ پانچ نمازیں شمار کرتے تھے۔

فائدہ: اس کی شرح نماز کے بیان میں گزر چکی۔

۲۹۸۳ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي جِبْرِيْلُ مَنْ مَّاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ أَوْ لَمْ يَدْخُلِ النَّارَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ.

۲۹۸۳ ۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ جو تیری امت سے اس طرح پر مر گیا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو ساجھی نہ جانتا ہوگا تو وہ بہشت میں داخل ہوگا یا یوں فرمایا کہ دوزخ میں نہ جائے گا ابوذر نے کہا کہ اگرچہ اس نے حرام کاری اور چوری کی ہو فرمایا کہ اگرچہ اس نے حرام کاری اور چوری کی ہو۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الاستئذان میں آئے گی۔

۲۹۸٤ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَلَائِكَةُ يَتَعَاقَبُوْنَ

۲۹۸۴ ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں آگے پیچھے آیا جایا کرتے ہیں فرشتے ایک رات اور دن میں اور جمع ہوتے ہیں عصر کی نماز اور فجر کی نماز میں ۔ پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں وہ فرشتے جو رات کو تمہارے

مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ فَيَقُوْلُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ يُصَلُّوْنَ.

درمیان رہے تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں حالانکہ وہ تمہارا حال ان سے زیادہ تر جانتا ہے کہ کس حال میں تم نے میرے بندوں کو چھوڑا تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم ان کو چھوڑ آئے ہیں نماز پڑھتے اور جاتے وقت پایا ہم نے ان کو نماز پڑھتے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ ہر شب و روز میں اخبار نویس فرشتوں کے دو بار بدلی ہوتی ہے اور اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: بعض نسخوں میں ہے اور بعض میں نہیں اور صواب یہ ہے کہ یہاں باب نہیں اس واسطے اسماعیلی کی روایت میں باب کا لفظ یہاں نہیں بلکہ جب وہ حدیث یتعاقبون سے فارغ ہوا تو کہا کہ ساتھ اسی اسناد کے ہے اذ قال احدکم الخ پس بیان کیا اس کو ساتھ دو طریقوں کے ابی زناد سے اسی طرح اور ظاہر ہوا ساتھ اس تقریر کے کہ یہ حدیث اور جو حدیثیں اس کے پیچھے ہیں ذکر ترجمہ ملائکہ کا بقیہ ہیں واللہ اعلم۔

بَابٌ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِيْنَ وَالْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَآءِ آمِيْنَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت کوئی آمین کہے یعنی بعد فاتحہ کے اور فرشتے آسمان میں آمین کہیں پھر موافق پڑ جائے ایک آمین دوسری سے تو اس آمین کہنے والے کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

٢٩٨٥ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهٗ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهٗ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ حَشَوْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِسَادَةً فِيْهَا تَمَاثِيْلُ كَأَنَّهَا نُمْرُقَةٌ فَجَآءَ فَقَامَ بَيْنَ الْبَابَيْنِ وَجَعَلَ يَتَغَيَّرُ وَجْهُهٗ فَقُلْتُ

٢٩٨٥۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تکیہ بھرا جس میں تصویریں تھیں گویا کہ وہ تکیہ نقشدار تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دروازہ پر کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا تو میں کہا کہ کیا ہے واسطے ہمارے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ سبب ناخوشی کا ہے فرمایا کیا حال ہے اس تکیے کا میں نے کہا کہ یہ تکیہ ہے کہ میں نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بنایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر لیٹیں

مَا لَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا بَالُ هٰذِهِ الْوِسَادَةِ قَالَتْ وِسَادَةٌ جَعَلْتُهَا لَكَ لِتَضْطَجِعَ عَلَيْهَا قَالَ أَمَا عَلِمْتِ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَّأَنَّ مَنْ صَنَعَ الصُّوْرَةَ يُعَذَّبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نہیں جانتی کہ فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں تصویر ہو اور یہ کہ جو تصویریں بنائے اس کو قیامت کے دن عذاب ہوگا سو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ زندہ کرو جو تم نے پیدا کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔

۲۹۸۶ - حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةُ تَمَاثِيْلَ.

۲۹۸۶۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ رحمت کے فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں کتا اور جاندار کی تصویر ہو۔

۲۹۸۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ الْأَشَجِّ حَدَّثَهُ أَنَّ بُسْرَ بْنَ سَعِيْدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ وَمَعَ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عُبَيْدُ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيُّ الَّذِيْ كَانَ فِيْ حَجْرِ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمَا زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ قَالَ بُسْرٌ فَمَرِضَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ فَعُدْنَاهُ فَإِذَا نَحْنُ فِيْ بَيْتِهِ بِسِتْرٍ فِيْهِ

۲۹۸۷۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے رحمت کے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں جاندار کی تصویر ہو بسر راوی نے کہا سو زید بن خالد بیمار ہوئے اور ہم ان کی بیمار پرسی کو گئے تو ناگہاں ہم نے ان کے گھر میں ایک پردہ دیکھا جس میں تصویریں تھیں تو میں نے عبید اللہ خولانی سے کہا کیا نہیں بیان کی اس نے ہم سے حدیث تصویروں کے بیان میں تو خولانی نے کہا کہ اس نے کہا ہے کہ مگر وہ نقش کہ کپڑے میں ہو یعنی اس نے کپڑے کے نقش کو مستثنیٰ کیا ہے کیا تو نے اس کو نہیں سنا میں نے کہا کہ نہیں اس نے کہا کہ کیوں نہیں بلکہ اس نے کہا ہے۔

تَصَاوِيرُ فَقُلْتُ لِعُبَيْدِاللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ أَلَمْ يُحَدِّثْنَا فِي التَّصَاوِيرِ فَقَالَ إِنَّهُ قَالَ إِلَّا رَقْمٌ فِيْ ثَوْبٍ أَلَا سَمِعْتَهُ قُلْتُ لَا قَالَ بَلٰى قَدْ ذَكَرَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔

۲۹۸۸ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ وَعَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلُ فَقَالَ إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا كَلْبٌ.

۲۹۸۸ ـ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کا وعدہ کیا پس کہا کہ ہم نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں تصویر ہو یا کتا۔

۲۹۸۹ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

۲۹۸۹ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کہے امام سمع الله لمن حمده تو تم کہو ربنا لك الحمد اس واسطے کہ جس کا قول فرشتوں کے قول سے موافق پڑے اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

۲۹۹۰ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَّا دَامَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ وَالْمَلَائِكَةُ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ مَا لَمْ يَقُمْ مِنْ صَلَاتِهِ أَوْ يُحْدِثْ.

۲۹۹۰ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک ایک تمہارا نماز میں ہے جب تک کہ اس کو نماز روکے اور فرشتے اس کے واسطے دعا کرتے ہیں کہ الٰہی اس کو بخش دے الٰہی اس پر رحم کرے جب کہ نماز سے کھڑا نہ ہو یا وضو نہ ٹوٹے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح نماز کے بیان میں گزر چکی ہے۔

۲۹۹۱ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ ﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ﴾ قَالَ سُفْيَانُ فِي قِرَآئَةِ عَبْدِ اللّٰهِ وَنَادَوْا يَا مَالِ.

۲۹۹۱ ۔ حضرت یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ منبر پر پڑھتے تھے کہ دوزخی پکاریں گے کہ اے مالک کہ دوزخ کا داروغہ ہے کہ چاہیے کہ تیرا اللہ ہم کو موت دے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

۲۹۹۲ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ قَالَ لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلٰى مَا أَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلٰى وَجْهِي فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ فَنَادَانِي فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ

۲۹۹۲ ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنگ احد کے دن سے بھی کوئی دن سخت تر گزرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک میں نے تیری قوم سے یعنی قریش سے تکلیف پائی اور نہایت سخت تکلیف میں نے ان سے اٹھائی گھاٹی کے دن جس دن کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن عبد یالیل (رئیس اہل طائف) کے سامنے کیا سو میں نے جو چاہا اس نے میرا کہنا نہ مانا یعنی اسلام کو نہ قبول کیا تو میں نے رنجیدہ ہو کر اپنی راہ لی تو میں ہوش میں نہ آیا مگر اس مکان میں میرے حواس درست ہوئے جس کا نام قرن الثعالب ہے سو میں نے اپنا سر اٹھایا تو نگاہ میں نے بدلی دیکھی کہ اس نے مجھ پر سایہ کر لیا سو میں نے دیکھا کہ اس میں جبرائیل علیہ السلام ہے سو اس نے مجھ کو پکارا اور کہا کہ البتہ اللہ تعالی نے سنا تیری قوم کا قول جو تیرے حق میں کہا اور جو تیری بات کو رد کیا اور البتہ اللہ نے تیرے پاس پہاڑوں کا داروغہ فرشتہ بھیجا ہے تا کہ تو اس فرشتے کو حکم کرے جو تیرا ان کافروں کے حق میں جی چاہے پھر مجھ کو پہاڑوں کے داروغہ فرشتے نے پکارا سو مجھ کو سلام کیا پھر کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیشک اللہ نے سنا

فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ ذٰلِكَ فِيمَا شِئْتَ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا.

جو تیری قوم نے تیرے حق میں کہا اور میں فرشتہ ہوں پہاڑوں کا داروغہ اور مجھ کو اللہ نے تیرے پاس بھیجا ہے تا کہ تو مجھ کو حکم کرے جو تیرا جی چاہے اگر تو چاہے تو کافروں پر دبا دوں ان دونوں پہاڑوں کو جن کے درمیان مکہ ہے یعنی جبل ابوقبیس اور جبل قعیقعان تو حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ ان کافروں کی پیٹھ سے وہ اولاد نکالے جو صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو ساجھی نہ ٹھہرائیں۔

فائدہ: اور اس حدیث میں بیان ہے حضرت ﷺ کی شفقت کا اوپر قوم اپنی کے اور زیادہ ہونا صبر آپ ﷺ کے کا اور حلم آپ ﷺ کے کا اور یہ موافق ہے واسطے آیت کے ﴿وما ارسلناك الا رحمة للعالمين﴾ یعنی نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو مگر رحمت کے واسطے عالموں کے۔

٢٩٩٣ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى ﴾ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ.

۲۹۹۳ ۔ ابواسحاق شیبانی سے روایت ہے کہ میں نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ ''پس رہے گیا فرق دو کمانوں کے برابر یا اس بھی نزدیک پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا'' اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ابن مسعود نے کہ حضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ اس کے واسطے چھ سو پر تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

٢٩٩٤ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ﴿لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى﴾ قَالَ رَأَى رَفْرَفًا أَخْضَرَ سَدَّ أُفُقَ السَّمَاءِ.

۲۹۹۴ ۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بیشک دیکھیں اس نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں کہا اس نے کہا دیکھا حضرت ﷺ نے رفرف سبز کو کہ آسمان کا کنارہ ڈھانکا ہوا تھا۔

٢٩٩٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

۲۹۹۵ ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو شخص یہ گمان کرے کہ حضرت ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو داخل ہو وہ

الْأَنْصَارِیُّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأٰى رَبَّهٗ فَقَدْ أَعْظَمَ وَلٰكِنْ قَدْ رَأٰى جِبْرِيْلَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَخَلْقُهٗ سَادٌّ مَّا بَيْنَ الْأُفُقِ.

بڑے امر میں لیکن دیکھا حضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو اس کو اصلی صورت میں اور پیدائش میں اس حال میں کہ آسمان کے کنارے کو بند کیے ہوئے تھے۔

٢٩٩٦ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنِ ابْنِ الْأَشْوَعِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَأَيْنَ قَوْلُهٗ ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى﴾ قَالَتْ ذَاكَ جِبْرِيْلُ كَانَ يَأْتِيْهِ فِيْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ وَإِنَّهٗ أَتَاهُ هٰذِهِ الْمَرَّةَ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ هِيَ صُوْرَتُهٗ فَسَدَّ الْأُفُقَ.

٢٩٩٦ ـ مسروق سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ پس کہاں ہے آیت کہ پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہے گیا فرق دو کمانوں کے برابر یا اس بھی نزدیک یعنی یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ حضرت ﷺ اللہ تعالیٰ سے نہایت قریب ہو گئے تھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ یعنی دنی کا فاعل جبرائیل علیہ السلام ہے کہ مرد کی شکل میں حضرت ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے اور تحقیق آیا وہ حضرت ﷺ کے پاس اس بار اپنی اصلی صورت میں تحقیق بند کیا ہوا تھا کنارہ آسمان کا۔

فائدہ: اس کی تفسیر بھی سورۂ نجم میں آئے گی۔

٢٩٩٧ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ قَالَا الَّذِيْ يُوْقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَأَنَا جِبْرِيْلُ وَهٰذَا مِيْكَائِيْلُ.

٢٩٩٧ ـ سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے آج کی رات دو مردوں کو دیکھا کہ میرے پاس آئے تو دونوں نے کہا جو آگ جلاتا ہے وہ مالک علیہ السلام دوزخ کا داروغہ ہے اور میں جبرائیل علیہ السلام ہوں اور یہ میکائیل علیہ السلام ہیں۔

فائدہ: یہ حدیث پوری جنائز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے ذکر مالک علیہ السلام اور جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کا ہے۔

٢٩٩٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ إِلٰى فِرَاشِهٖ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ

٢٩٩٨ ـ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب بلایا مرد نے اپنی بی بی کو اپنے بچھونے پر اور اس نے آنے سے انکار کیا سو خاوند رات بھر غصے میں رہا تو اس عورت کو رات بھر فرشتے لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ صبح کرے۔

عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ تَابَعَهُ شُعْبَةُ وَأَبُو حَمْزَةَ وَابْنُ دَاوُدَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

۲۹۹۹ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ثُمَّ فَتَرَ عَنِّي الْوَحْيُ فَتْرَةً فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ قِبَلَ السَّمَآءِ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَآءَنِيْ بِحِرَآءٍ قَاعِدٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ حَتّٰى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَجِئْتُ أَهْلِيْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ۔ إِلٰى قَوْلِهٖ ۔ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ وَالرِّجْزُ الْأَوْثَانُ.

۲۹۹۹ ۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہ پھر بہت مدت تک میرے پاس وحی نہ آئی سو جس حالت میں کہ میں چلا جاتا تھا کہ اچانک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی تو میں نے اپنی آنکھ آسمان کی طرف اٹھائی تو ناگہاں وہی فرشتہ جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے سو میں اس سے کانپا خوف کے مارے یہاں تک کہ میں زمین پر گرا پھر میں پلٹ کر اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ مجھ کو کمبل اوڑھاؤ کمبل اوڑھاؤ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اے کمبل اوڑھنے والے اٹھ اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بول یعنی اللہ اکبر کہہ کر نماز پڑھ اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور پلیدی کو چھوڑ یعنی بت پرستی سے منع کر۔

فائدہ: اس کی شرح بدء الوحی میں گزر چکی ہے۔

۳۰۰۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ ح و قَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

۳۰۰۰ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا مرد گندم گوں دراز قد گھنگرالے بال والا جیسے قوم شنوءہ کے مرد اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا مرد میانہ قد میانہ بدن مائل سرخی وسفیدی سیدھے بال والا اور دیکھا میں نے مالک علیہ السلام دوزخ کے داروغہ کو اور دجال کو بیچ نشانیوں کے کہ اللہ نے آپ

رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ مُوْسٰى رَجُلًا آدَمَ طُوَالًا جَعْدًا كَأَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْئَةَ وَرَأَيْتُ عِيْسٰى رَجُلًا مَّرْبُوْعًا مَّرْبُوْعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبِطَ الرَّأْسِ وَرَأَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِيْ آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللّٰهُ إِيَّاهُ ﴿فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ﴾ قَالَ أَنَسٌ وَّأَبُوْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْرُسُ الْمَلَآئِكَةُ الْمَدِيْنَةَ مِنَ الدَّجَّالِ.

دیکھا میں پس نہ ہو شک میں اس کے ملنے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الانبیاء میں آئے گی قال انس و ابو بکرۃ الخ یعنی کہا انس رضی اللہ عنہ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نگہبانی کریں گے فرشتے مدینہ کی دجال سے یعنی دجال کو مدینے میں داخل ہونے سے روکیں گے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوْقَةٌ

باب ہے بیان میں ان حدیثوں کے کہ بہشت کی صفت میں وارد ہوئیں اور یہ کہ بہشت پیدا ہو چکی ہے

فائدہ: یعنی اب موجود ہے اور اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف رد کی اس شخص پر جو گمان کرتا ہے معتزلوں کہ بہشت ابھی پیدا نہیں ہوئی بلکہ قیامت کے دن پیدا ہو گی اور تحقیق ذکر کی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں بہت سی حدیثیں جو دلالت کرتی ہیں ترجمہ باب پر سو بعض ان میں سے وہ ہیں جو متعلق ہیں ساتھ ان کے کہ بہشت اب موجود ہے اور بعض ان میں سے متعلق ہیں ساتھ صفت اس کی کے اور زیادہ تر صریح اس چیز سے کہ ذکر کی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے وہ حدیث ہے جو احمد اور ابوداؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بہشت کو پیدا کیا تو جبرائیل علیہ السلام سے کہا کہ جا اور اس کو دیکھ آخر حدیث تک۔

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ ﴿مُطَهَّرَةٌ﴾ مِنَ الْحَيْضِ وَالْبَوْلِ وَالْبُزَاقِ ﴿كُلَّمَا رُزِقُوْا﴾ أُتُوْا بِشَيْءٍ ثُمَّ أُتُوْا بِآخَرَ ﴿قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ﴾ أُتِيْنَا مِنْ قَبْلُ ﴿وَأُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا﴾ يُشْبِهُ بَعْضُهٗ بَعْضًا وَّيَخْتَلِفُ فِي الطُّعُوْمِ.

کہا ابو العالیہ نے آیت ازواج مطہرۃ کی تفسیر میں کہ پاک ہیں وہ حیض سے اور پیشاب سے اور تھوک سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پاک ہیں منی سے اور اولاد سے اور گندگی سے اور گناہ سے اور آیت کلما رزقو الخ کے معنی یہ ہیں کہ جس بار ملے گا ان کو بہشت کا کوئی میوہ پھر ملے گا اور میوہ تو کہیں گے کہ یہ وہی ہے

جو ہم کو پہلے ملا تھا یعنی رُزِقُوا اور رَزَقْنَا کے معنی ملنے کے ہیں اور لایا جائے پاس ان کے وہ میوہ مانند ایک دوسرے کے یعنی شکل میں ایک دوسرے سے ملتا ہوگا اور مزے میں جدا جدا ہوگا۔

فائدہ: ایک حدیث میں ہے کہ غلمان بہشتیوں کے پاس میوہ لائیں گے تو بہشتی لوگ ان کو کھائیں گے پھر اسی طرح کے اور میوے لائیں گے تو بہشتی کہیں گے کہ یہ تو وہی میوے ہیں جو تم ابھی ہمارے پاس لائے تھے تو غلمان کہیں گے کہ کھاؤ پس تحقیق رنگ ایک ہے اور مزہ جدا جدا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ قبلیت کے اس جگہ وہ ہے جو دنیا میں تھا یعنی بہشت کے میوے دنیا کے میووں سے رنگ اور صورت میں ملتے ہوں گے۔ (فتح)

﴿قُطُوفُهَا﴾ يَقْطِفُوْنَ كَيْفَ شَآءُوْا ﴿دَانِيَةٌ﴾ قَرِيْبَةٌ الْأَرَائِكُ السُّرُرُ وَقَالَ الْحَسَنُ النَّضْرَةُ فِي الْوُجُوْهِ وَالسُّرُوْرُ فِي الْقَلْبِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿سَلْسَبِيْلًا﴾ حَدِيْدَةُ الْجِرْيَةِ ﴿غَوْلٌ﴾ وَجَعُ الْبَطْنِ ﴿يُنْزَفُوْنَ﴾ لَا تَذْهَبُ عُقُوْلُهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿دِهَاقًا﴾ مُمْتَلِئًا ﴿كَوَاعِبَ﴾ نَوَاهِدَ الرَّحِيْقُ الْخَمْرُ التَّسْنِيْمُ يَعْلُوْ شَرَابَ أَهْلِ الْجَنَّةِ ﴿خِتَامُهٗ﴾ طِيْنُهٗ ﴿مِسْكٌ﴾ ﴿نَضَّاخَتَانِ﴾ فَيَّاضَتَانِ يُقَالُ مَوْضُوْنَةٌ مَنْسُوْجَةٌ مِنْهُ وَضِيْنُ النَّاقَةِ وَالْكُوْبُ مَا لَا أُذْنَ لَهٗ وَلَا عُرْوَةَ وَالْأَبَارِيْقُ ذَوَاتُ الْآذَانِ وَالْعُرٰى ﴿عُرُبًا﴾ مُثَقَّلَةً وَاحِدُهَا عَرُوْبٌ مِثْلُ صَبُوْرٍ وَصُبُرٍ يُسَمِّيْهَا أَهْلُ مَكَّةَ الْعَرِبَةَ وَأَهْلُ الْمَدِيْنَةِ الْغَنِجَةَ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّكِلَةَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ

قطوفها کے معنی یہ ہیں کہ لیں گے گچھے انگور کے جس طرح سے چاہیں یعنی خواہ کھڑے یا بیٹھے یا لیٹے دانیة کے معنی قریب ہیں الارائك کے معنی تخت ہیں کہا حسن بصری علیہ السلام نے آیت نضرة وسرورًا کی تفسیر میں کہ تازگی چہرے میں ہوتی ہے اور خوشی دل میں اور کہا مجاہد نے کہ بہشت میں ایک نہر ہے بہت تیز بہنے والی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت لافیها غول ولا هم عنها غول کے معنی درد پیٹ کے ہیں لایذهب عقولهم کے معنی یہ ہیں کہ ان کی عقلیں دور نہ ہوں گی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت كاسا دهاقا کی تفسیر میں کہ دهاقا کے معنی ہیں بھرے ہوئے کواعب کے معنی نوجوان عورتیں جن کے پستان پیدا ہوئے ہوں، رحیق کے معنی کہ آیت رحيق مختوم میں واقع ہوا ہے شراب ہیں تسنیم کے معنی کہ آیت ومزاجه من تسنيم میں واقع ہے ایک چشمہ ہے جو بہشتیوں کے پانی سے اوپر ہے یعنی جو نزدیک والوں کو خالص ملتا ہے اور نیچے والوں کی اس کی ملونی ملتی ہے اور ختامہ کے معنی جو آیت ختامه

رَّوْحٌ جَنَّةٌ وَّرَخَاءٌ وَّالرَّيْحَانُ الرِّزْقُ وَالْمَنْضُوْدُ الْمَوْزُ وَالْمَخْضُوْدُ الْمُوْقَرُ حَمْلًا وَّيُقَالُ أَيْضًا لَّا شَوْكَ لَهُ وَالْعُرُبُ الْمُحَبَّبَاتُ إِلٰى أَزْوَاجِهِنَّ وَيُقَالُ مَسْكُوْبٌ جَارٍ ﴿وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ﴾ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ.

مسك میں واقع ہے مٹی اس کی ہیں جس سے کہ مہر کی جاتی ہے اور نضاختان کے معنی ہیں دو چشمے جوش مارنے والے اور موضونة کے معنی جو آیت علی سرر موضونة میں واقع ہے بنے ہوئے ہیں اور اسی قبیل سے ہے وضین الناقة یعنی جھول اونٹنی کے اور کوب اس کوزے کو کہتے ہیں جس کے واسطے نہ کان ہوں نہ دستاویز یعنی آبخورہ اور اباریق وہ کوزے ہیں جو گوشدار اور دستہ دار ہوں اور لفظ عربا کی را پر پیش ہے اور یہ لفظ جمع کا ہے اس کا واحد عروب ہے مانند صبورا اور صبر کے اور معنی اس کے عورت ہم عمر خاص اپنے کے اس کو اہل مکہ عربہ کہتے ہیں اور مدینہ والے غنجہ کہتے اور عراق والے شکلہ کہتے ہیں اور مجاہد نے کہا بیچ تفسیر آیت فروح وریحان کے کہ روح کے معنی بہشت اور فراخی ہیں اور ریحان کے معنی روزی ہیں، منضود کے معنی کیلا ہیں اور مخضود کے معنی ہیں بوجھ دار حمل سے یعنی پھل سے اونیز مخضود اس بیری کو کہتے ہیں جس پر کوئی کانٹا نہ ہو اور کہا مجاہد نے کہ عرب وہ عورتیں ہیں جو اپنے خاوندوں کو بہت پیاری ہوں کہا جاتا ہے کہ مسکوب کے معنی پانی جاری ہیں، فرش مرفوعہ کے معنی ہیں بچھونے اونچے بچھے ہوئے بعض بعضوں پر۔

فائدہ: ابو سعید خدری کی روایت میں ہے کہ ان کی بلندی پانچ سو برس کی راہ ہوگی۔

﴿ لَغْوًا ﴾ بَاطِلًا ﴿تَأْثِيْمًا﴾ كَذِبًا أَفْنَانٌ أَغْصَانٌ ﴿وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ﴾ مَا يُجْتَنٰى قَرِيْبٌ ﴿مُدْهَامَّتَانِ﴾ سَوْدَاوَانِ مِنَ الرِّيِّ.

لغو کے معنی باطل ہیں تاثیما کے معنی جھوٹ ہیں افنان کے معنی ٹہنیاں ہیں وجنا الجنتین دان مایجتبی قریب یعنی میوہ ان باغوں کا جھک رہا ہے یعنی جو نزدیک سے لیا جائے مدھامتان باغ سبز مائل بسیاہی شدت تازگی سے۔

فائدہ: چونکہ سب آیتیں اور الفاظ بہشت کی صفت میں واقع ہوئے ہیں اس مناسبت کی وجہ سے امام بخاری علیہ السلام نے ان کو یہاں وارد کر کے ان کے معنے بیان کیے۔

۳۰۰۱ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَإِنَّهُ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ فَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ.

۳۰۰۱ ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو اس کا اصل مکان صبح و شام اس کے سامنے کیا جاتا ہے یعنی بہشت یا دوزخ سو اگر وہ بہشتی ہے یعنی تقدیر میں تو بہشتیوں سے ہوتا ہے اور اگر دوزخی ہو تو دوزخیوں سے ہوتا ہے۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے اور یہ سب دلیلوں سے واضح تر ہے اوپر مقصود ترجمہ کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہاں تک کہ اٹھائے اس کو اللہ دن قیامت کے۔

۳۰۰۲ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ.

۳۰۰۲ ۔ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بہشت میں جھانکا تو میں نے اس کے اکثر لوگ محتاج دیکھے اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو اس کے اکثر لوگ عورتیں دیکھیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی اور غرض اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ میں نے بہشت میں جھانکا اس واسطے کہ یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ بہشت موجود ہے وقت جھانکنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہی قول ہے مقصود ترجمہ کا۔

۳۰۰۳ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ

۳۰۰۳ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا میں نے اپنے آپ کو بہشت کے اندر دیکھا تو یکا یک وہاں ایک عورت ہے کہ ایک محل کی

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهٗ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكٰى عُمَرُ وَقَالَ أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

طرف وضو کرتی ہے تو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے فرشتوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا محل ہے سو مجھ کو عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت یاد پڑی سو میں پلٹ آیا پیٹھ دے کر یعنی مرد کو اس کی عورت کے پاس اجنبی مرد کے جانے سے غیرت اور جوش آتا ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن کر رونے لگے اور کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مجھ کو غیرت آتی یہ بات مجھ سے ممکن نہ تھی۔

فائدہ: اس کی شرح مناقب میں آئے گی اور غرض اس سے آپ کا یہ قول ہے کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور یہ اگر چہ خواب ہے لیکن پیغمبروں کا خواب حق ہوتا ہے اور اس واسطے عمل کیا گیا حکم غیرت عمر کا یہاں تک کہ اس کے محل میں ہونے سے باز رہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر بہشتیوں سے ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو خواب اور بیداری میں دیکھتے تھے برابر تھا اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں بہشت میں تھا کہ یکا یک میں نے وہاں ایک عورت دیکھی تو میں نے کہا کہ یہ کس کی عورت ہے فرشتوں نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہے۔ (فتح)

٣٠٠٤ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عِمْرَانَ الْجَوْنِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ الْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْمَةُ دُرَّةٌ مُجَوَّفَةٌ طُوْلُهَا فِي السَّمَآءِ ثَلَاثُوْنَ مِيْلًا فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا لِلْمُؤْمِنِ أَهْلٌ لَا يَرَاهُمُ الْآخَرُوْنَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ الصَّمَدِ وَالْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ سِتُّوْنَ مِيْلًا.

۳۰۰۴۔ ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں ایک خیمہ ہے مجوف موتی کا اس کی لمبائی آسمان میں تیس میل ہے اس کے ہر کونے میں ایماندار کی بیبیاں ہوں گی کہ دوسرے ان کو نہ دیکھیں گے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی درازی ساٹھ کوس کی ہوگی۔

٣٠٠٥ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۳۰۰۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تیار کر رکھا ہے نیک بندوں کے لیے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ فَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾.

اور نہ کسی آدمی کے دل میں خیال گزرا یعنی بہشت میں نیکوں کے واسطے ایسی عمدہ نعمتیں ہیں کہ ان کے مانند دنیا میں کوئی چیز نہیں جس کو مثال دیجیے اور پڑھو تم اگر چاہو سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا رکھا گیا ہے اور ان کے واسطے جو ٹھنڈک ہے آنکھوں کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

٣٠٠٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُوْرَتُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا يَبْصُقُوْنَ فِيهَا وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ آنِيَتُهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ أَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِمَا مِنْ وَّرَآءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوْبُهُمْ قَلْبٌ وَّاحِدٌ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا.

٣٠٠٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلا گروہ جو بہشت میں داخل ہوگا ان کی صورت چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگی نہ تھوکیں گے اور نہ سینڈہ ڈالیں اور نہ پائخانے جائیں گے ان کے برتن اس میں سونے کے ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی سے ہوں گی اور ان کی انگھٹیوں کی خوشبو عود سے ہوگی یعنی اگر سے اور ان کے پسینے کی خوشبو مشک کی خوشبو کی طرح ہوگی ہر ایک مرد کے واسطے ان میں سے دو دو بیبیاں ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے پیچھے سے نظر آتا ہے یعنی ان کی پنڈلیاں مثل بلور کے شفاف ہیں اندر تک صاف دکھلائی دیتا ہے نہ اختلاف ہوگا درمیان ان کے اور نہ بغض اور نہ عداوت ان کے دل ایک دل ہوگا تسبیح کہیں گے اللہ کی صبح اور شام کو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ تھوکیں گے الخ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ پیشاب کریں گے اور نہ بیمار ہوں گے اور تحقیق شامل ہے یہ حدیث اوپر نفی جمیع صفات نقص کے ان سے اور نسائی میں زید بن ارقم سے روایت ہے کہ اہل کتاب سے ایک مرد آیا تو اس نے کہا اے ابا القاسم تو کہتا ہے کہ بہشتی کھائیں گے اور پئیں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں البتہ ہر ایک مرد ان میں سے دیا جائے گا قوت سو آدمی کی بیچ کھانے اور پینے اور جماع کرنے کے تو اس نے کہا جو کھاتا پیتا ہے اس کو حاجت ہوتی ہے اور بہشت میں ایذا نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی حاجت پسینہ ہوگی کہ ان کے بدنوں سے بہے گا ابن جوزی نے کہا کہ چونکہ بہشتیوں کی غذا نہایت لطیف اور معتدل ہوگی تو

نہ ہوگی اس میں ایذا اور نہ فضلہ کہ اس سے کراہت ہو بلکہ پیدا ہوگی ان غذاؤں سے خوشبو پاک اور یہ جو کہا کہ ان کے برتن سونے کے ہوں گے تو ایک روایت میں یہ ہے کہ ادنے بہشتی کا یہ درجہ ہوگا کہ اس کے سر پر دس خادم کھڑے ہوں گے ہر خادم کے ہاتھ میں دو پیالے ہوں گے ایک سونے سے اور ایک چاندی سے اور یہ جو کہا کہ ان کی انگھٹیوں میں اگر ہوگا تو کبھی کہا جاتا ہے کہ اگر کی خوشبو تو اسی وقت آتی ہے جبکہ اس کو آگ میں رکھا جائے اور بہشت میں آگ نہیں ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ بغیر آگ کے روشن ہو بلکہ ساتھ قول اللہ کے کن اور سوا اس کے نہیں کہ نام رکھا گیا اس کا انگیٹھی باعتبار اس چیز کے کہ اصل میں تھی اور احتمال ہے کہ روشن ہو ساتھ آگ کے کہ نہ اس میں ضرر ہو اور نہ جلانا یا خوشبو دے بغیر جلانے کے اور مانند اس کے جو ترمذی میں روایت ہے کہ بہشتی مرد البتہ خواہش کرے گا جانور کی تو وہ کرے گا آگے اس کے اس حالت میں کہ بھونا ہوا ہوگا اور اس میں بھی احتمالات مذکور جاری ہیں اور ابن قیم نے حادی الارواح میں کہا کہ بہشت سے باہر بھونا جائے گا یا ساتھ اور اسبابوں کے کہ مقدر کیے گئے ہیں واسطے بھوننے کے اور نہیں متعین ہے آگ اور قریب اس کے ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا: ﴿هم وازواجهم في ظلال﴾، ﴿اكلها دائم وظلها﴾ اور حالانکہ اس میں سورج نہیں کہ سایہ کی حاجت ہو اور قرطبی نے کہا کہ کبھی کہا جاتا ہے کیا حاجت ہے بہشتیوں کی طرف کنگھی کے اور حالانکہ وہ بے ریش ہوں اور ان کے بالوں میں میل نہیں پڑے گی اور کیا حاجت ہے ان کو خوشبو کی اور ان کو خود اپنی بو پاک ہوگی مشک سے کہا اس نے اور جواب دیا جاتا ہے بایں طور کہ بہشتیوں کی نعمتیں یعنی کھانے پینے پوشاک خوشبو سے نہیں درد بھوک یا پیاس یا ننگا ہونے یا بدبو کے سبب سے اور اس واسطے اس کے نہیں کہ وہ لذتیں ہیں پے درپے اور نعمتیں ہیں پے درپے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ وہ نعمت دیے جائیں گے اس قسم سے کہ دنیا میں دیے جاتے تھے نووی نے کہا کہ مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ نعمتیں بہشتیوں کی اوپر ہیئت نعمتوں اہل دنیا کے ہیں مگر وہ چیز کے ان کے درمیان ہے کمی بیشی سے لذت میں اور دلالت کی ہے قرآن اور حدیث نے اس پر کہ بہشتیوں کی نعمتوں کے واسطے انقطاع نہیں یعنی کبھی تمام نہیں ہوں گی اور یہ جو کہا کہ واسطے ہر ایک کے دو بیبیاں ہوں گی تو مراد دنیا کی عورتوں سے ہے پس تحقیق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ادنے بہشتی کو بہتر حوریں ملیں گی سوائے بیبیوں اس کی دنیا سے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو بہتر حوریں اور دو بیبیاں دنیا کی عورتوں سے ملیں گی اور روایت کی یہ حدیث ابو یعلی نے اور ترمذی نے روایت کی ادنے بہشتی کے واسطے اسی ہزار خادم ہوگا اور بہتر حوریں ہوں گی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو دنیا کی عورتیں بھی بہتر ملیں گی اور اس کی سند ضعیف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص کو پانچ سو حور ملے گی یا چار ہزار کنواری اور آٹھ ہزار شوہر دیدہ اور اس میں ایک راوی ہے اس کا نام معلوم نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ بہشتی البتہ جماع کرے گا سو کنواری عورت سے ابن قیم نے کہا کہ نہیں حدیثوں صحیحہ میں زیادتی

اوپر دو بیبیوں کے سوا اس چیز کے کہ ابو موسیٰ کی حدیث میں ہے جو کہ ابھی گزری میں کہتا ہوں کہ اخیر حدیث کو ضیاء نے بھی صحیح کہا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ اقل درجہ اس چیز کا ہے کہ واسطے ہر ایک کے ان میں سے ہے دو بیبیاں ہیں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس پر کہ بہشت میں عورتیں مردوں سے بہت ہوں گی جیسے کہ روایت کی ہے اس سے مسلم نے اور یہ واضح ہے لیکن معارض ہے اس کو وہ حدیث جو کسوف میں پہلے گزر چکی ہے کہ میں نے دوزخ میں اکثر عورتیں دیکھیں اور جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس کے کہ ان کی دوزخ میں اکثر ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ بہشت میں اکثر نہ ہوں لیکن مشکل ہے اس پر یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ میں نے بہشت میں جھانکا تو میں نے اس کی رہنے والی کمتر عورتیں دیکھیں اور احتمال ہے کہ روایت کیا ہو اس کو راوی نے ساتھ معنی کے یعنی اس نے یہ سمجھا ہو کہ دوزخ میں ان کے اکثر ہونے سے لازم آتا ہے کہ بہشت میں بہت نہ ہوں اور یہ بات لازم نہیں واسطے اس چیز کے کہ میں نے پہلے بیان کی اور احتمال ہے کہ ہو یہ بیچ اول امر کے پہلے نکلنے گنہگاروں کے آگ سے ساتھ شفاعت کے اور یہ جو کہا کہ نظر آتا ہے گودا پنڈلیوں ان کی کا پیچھے گوشت کے سے تو مراد ساتھ اس کے وصف کرنی اس کی ہے ساتھ نہایت صفائی کے اور یہ کہ جو ہڈی کے اندر ہے وہ نہیں چھپا رہے گا ساتھ ہڈی کے اور گوشت کے اور کھال کے اور ترمذی میں ہے کہ دیکھی جائے گی سفیدی ان کی پنڈلیوں کی ستر حلوں کے پیچھے سے یہاں تک کہ اس کا گودا نظر آئے گا اور یہ جو کہا کہ ان کا دل ایک ہوگا تو تفسیر کیا ہے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قول اپنے کے کہ نہ ان کے درمیان حسد ہوگا اور نہ اختلاف یعنی ان کے دل پاک ہوں گے اور اخلاق مذمومہ سے اور یہ جو کہا کہ صبح شام اللہ کی تسبیح کہیں گے تو مراد مقدار صبح وشام کی ہے قرطبی نے کہا کہ یہ تسبیح نہیں ہے تکلیف اور الزام کی اور تحقیق تفسیر کیا ہے اس کو جابر نے اپنی حدیث میں جو مسلم میں ہے کہ ان کو الہام ہوا کرے گا تسبیح اور تکبیر جیسا ان کو سانس الہام ہوتا ہے اور وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ آدمی کو سانس لینے میں کچھ تکلیف نہیں اور اس کو اس سے کچھ چارہ بھی نہیں پس گردانا گیا سانس لینا ان کا تسبیح اور اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے دل روشن ہیں ساتھ معرفت حق سبحانہ کے اور پُر ہیں ساتھ محبت اس کی کے اور جو کسی چیز کو درست رکھے اس کا ذکر اکثر ہوتا ہے اور ایک حدیث ضعیف میں واقع ہوا ہے کہ عرش کے تلے ایک ستارہ ہے لٹکا ہوا سو جب وہ کھولا جاتا ہے تو فجر کی علامت ہوتی ہے اور جب لپیٹا جاتا ہے تو عشاء کی علامت ہوتی ہے۔ (فتح)

۳۰۰۷ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ

۳۰۰۷ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول گرو جو بہشت میں داخل ہوگا ان کی صورت چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگی اور جو ان کے پیچھے ہوں گے ان کی صورت نہایت روشن ستارے کی طرح ہو

الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالَّذِيْنَ عَلٰى إِثْرِهِمْ كَأَشَدِّ كَوْكَبٍ إِضَاءَةً قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ لِكُلِّ امْرِءٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا يُرٰى مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَّرَاءِ لَحْمِهَا مِنَ الْحُسْنِ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا لَّا يَسْقَمُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَبْصُقُوْنَ آنِيَتُهُمُ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَأَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَوَقُوْدُ مَجَامِرِهِمُ الْأَلُوَّةُ قَالَ أَبُو الْيَمَانِ يَعْنِي الْعُوْدَ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْإِبْكَارُ أَوَّلُ الْفَجْرِ وَالْعَشِيُّ مَيْلُ الشَّمْسِ إِلٰى أَنْ أُرَاهُ تَغْرُبَ.

گی ان کے دل ایک مرد کے دل پر ہوں گے یعنی نہ ان کے درمیان اختلاف ہوگا اور نہ بغض واسطے ہر ایک مرد کے ان میں سے دو بیبیاں ہوں گی کہ ہر ایک کی پنڈلی کا گودا اس کے گوشت کے پیچھے سے نظر آتا ہے صفائی حسن سے تسبیح کہیں گے اللہ کی صبح وشام نہ بیمار ہوں گے اور نہ سینڈہ ڈالیں گے اور نہ تھوکیں گے ان کے برتن سونے چاندی کے ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کی انگوٹھیوں کا ایندھن اگر ہوگا یعنی عود اور ان کا پسینہ مشک کی طرح ہوگا اور مجاہد نے کہا کہ ابکار کے معنی اول فجر میں اور عشیّ ڈھلنا آفتاب کا ہے یہاں تک کہ اس کا غروب ہو جائے۔

٣٠٠٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَدْخُلَنَّ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ لَا يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتّٰى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ وُجُوْهُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

٣٠٠٨ ـ سہل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ داخل ہوں گے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار یا ساتھ لاکھ نہ داخل ہوگا پہلا ان کا یہاں تک کہ داخل ہو گا پچھلا ان کا ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔

فائدہ: اس کی شرح رقاق میں آئے گی۔

٣٠٠٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ -

٣٠٠٩ ـ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو ایک جبہ ریشمی تحفہ بھیجا اور حضرت ﷺ ریشم کے پہننے سے منع کرتے تھے لوگوں نے اس کی خوبی سے تعجب کیا تو

أُهْدِىَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةُ سُنْدُسٍ وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا فَقَالَ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِى الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ بہشت میں سعد بن معاذ کا رومال اس سے عمدہ اور افضل ہیں۔

۳۰۱۰ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِىْ أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَجَعَلُوْا يَعْجَبُوْنَ مِنْ حُسْنِهٖ وَلِيْنِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِى الْجَنَّةِ أَفْضَلُ مِنْ هٰذَا.

۳۰۱۰ ۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک ریشمی کپڑا لایا گیا تو لوگ اس کی عمدگی اور نرمی سے تعجب کرنے لگے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ بہشت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے افضل ہیں۔

فائدہ: اور غرض اس سے رومال سعد بن معاذ کے ہیں بہشت میں۔

۳۰۱۱ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِىْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِى الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا.

۳۰۱۱ ۔ سہل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہشت میں کوڑا رکھنے کا مقام بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو کچھ کہ دنیا میں ہے۔

فائدہ: اس کی شرح جہاد کے اول میں گزر چکی ہے۔

۳۰۱۲ ۔ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِى الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَّسِيْرُ الرَّاكِبُ فِىْ ظِلِّهَا

۳۰۱۲ ۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک بہشت میں ایک درخت ہے کہ سوار اس کے سائے میں سو برس چلے اس کو تمام نہ کر سکے۔

مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا.

٣٠١٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ وَّاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ﴾ وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبُ.

۳۰۱۳ ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ بہشت میں ایک درخت ہے کہ سوار اس کے سائے میں سو برس چلے اور پڑا ہو اگر چاہو اور سائے دراز میں اور البتہ بقدر کمان ایک تمہاری کے بہشت میں بہتر ہے اس چیز سے کہ اس پر سورج چڑھے اور غروب ہو یعنی تمام دینا سے۔

٣٠١٤ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالَّذِيْنَ عَلٰى آثَارِهِمْ كَأَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَآءِ إِضَاءَةً قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ لَا تَبَاغُضَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَحَاسُدَ لِكُلِّ امْرِءٍ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِنَّ مِنْ وَّرَآءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ.

۳۰۱۴ ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہلا گروہ جو بہشت میں داخل ہوگا وہ چودھویں رات کے چاند کی صورت پر ہوگا اور جو گروہ اس سے پیچھے داخل ہوگا وہ آسمان کے بڑے روشن ستارے کے برابر ہوگا ان کے دل ایک مرد کے دل کے برابر ہوں گے نہ ان کے درمیان بغض ہوگا اور نہ حسد اور واسطے ہر ایک کے لیے دو دو بیبیاں ہوں گی حور عین سے جن کی پنڈلیوں کا گودا ہڈی اور گوشت کے پیچھے سے نظر آتا ہے۔

٣٠١٥ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ أَخْبَرَنِيْ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا مَاتَ

۳۰۱۵ ۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابراہیم حضرت ﷺ کا بیٹا فوت ہوگیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تحقیق اس کے واسطے دودھ پلانے والی ہے بہشت میں۔

إِبْرَاهِيمُ قَالَ إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ.

۳۰۱۶ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَآءَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا يَتَرَآءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْأُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْأَنْبِيَآءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ بَلٰى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ رِجَالٌ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِيْنَ.

۳۰۱۶ ۔ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک بہشتی لوگ دیکھتے ہیں اونچے محل والوں کو اپنے اوپر سے جیسے تم دیکھتے ہو روشن ستارے کو آسمان کے کنارے پر دور خواہ پورب کی طرف خواہ پچھّم کی طرف اتنا فرق ان میں زیادتی مراتب کے سبب سے ہے اصحاب نے عرض کیا کہ ایسے عمدہ مکان تو پیغمبروں کے ہی ہوں گے ان کے سوا کوئی وہاں نہ پہنچ سکے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ ان مکانوں میں وہ مرد پہنچیں گے جو ایمان لائے ہیں اللہ پر اور سچا جانا پیغمبروں کو۔

فائدہ: یعنی حق سچا جاننے ان کے کا نہیں تو جو اللہ پر ایمان لائے اور پیغمبروں کو سچا جانے وہ اس درجے میں پہنچے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور احتمال ہے کہ تنکیر رجال کی اشارہ کرتی ہو طرف خاص لوگوں کے جو موصوف ہیں ساتھ صفت مذکور کے اور نہیں لازم آتا یہ کہ ہو ہر شخص کہ صفت کیا جائے ساتھ اس کے اسی طرح واسطے اس احتمال کے کہ ہو واسطے اس شخص کے کہ پہنچا اس درجے کو کوئی صفت اور شاید کہ سکوت فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صفت سے کہ تقاضا کرے واسطے ان کے اس کو اور بھید اس میں یہ ہے کہ کبھی پہنچتا ہے اس درجے کو وہ شخص کہ اس کے واسطے عمل مخصوص ہے اور جس کے واسطے عمل نہیں اس کا پہنچنا صرف اللہ کی رحمت ہو گا اور ابن تین نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ لوگ پیغمبروں کے درجے کو پہنچیں گے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ محل مذکور واسطے اس امت کے ہیں اور اوپر جو ان سے کم ہیں پس وہ موحد ہیں ان کے غیروں سے یا محل والے وہ لوگ ہیں جو پہلے پہل بہشت میں داخل ہوں گے اور جو ان سے تلے ہوں گے وہ شفاعت کے ساتھ داخل ہوں گے۔(فتح)

بَابُ صِفَةِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجَنَّةِ فِيْهِ عُبَادَةُ عَنِ

باب ہے بہشت کے دروازوں کی صفت میں ور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کرے گا وہ بہشت کے دروازوں سے بلایا جائے گا

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس باب میں حدیث عبادہ کی ہے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: مراد ساتھ صفت کے عدد اور تسمیہ ہے یہ اشارہ ہے طرف حدیث عبادہ کے جو احادیث الانبیاء میں آئے گی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو گواہی دے اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں اخیر حدیث تک اور اس میں ہے کہ داخل کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ بہشت کے آٹھوں دروازوں سے جس سے چاہے اور تحقیق وارد ہوئی ہے یہ گنتی بہشت کے دروازوں کی کئی حدیثوں میں ایک ان میں سے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی معلق ہے جو باب میں ہے اور ایک حدیث عبادہ کی ہے اور ایک حدیث عمر کی ہے نزدیک احمد اور اصحاب سنن کے اور عتبہ سے ہے نزدیک ترمذی کے اور وارد ہوا ہے بیچ صفت دروازوں بہشت کے کہ بہشت کے دونوں چوکھٹ کے درمیاں چالیس برس کی راہ ہے۔(فتح)

۳۰۱۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ فِيْهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانَ لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّآئِمُوْنَ.

۳۰۱۷۔ سہل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہشت میں آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہتے ہیں یعنی پیاس بجھانے والا نہ داخل ہوں گے اس میں مگر روزہ دار۔

بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَأَنَّهَا مَخْلُوْقَةٌ ﴿غَسَّاقًا﴾ يُقَالُ غَسَقَتْ عَيْنُهُ وَيَغْسِقُ الْجُرْحُ وَكَأَنَّ الْغَسَاقَ وَالْغَسْقَ وَاحِدٌ غِسْلِيْنُ كُلُّ شَيْءٍ غَسَلْتَهُ فَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ فَهُوَ غِسْلِيْنُ فِعْلِيْنَ مِنَ الْغَسْلِ مِنَ الْجُرْحِ وَالدَّبَرِ.

باب ہے بیان میں دوزخ کے اور یہ کہ اب وہ موجود ہے اور غساق وہ چیز ہے جو دوزخیوں کی پیپ سے بہتی ہے کہا جاتا ہے کہ جاری ہوا آنکھ اس کی اور جاری ہوا اس کا زخم گویا کہ غساق اور غسیق کے ایک معنی ہیں اور غسلین ہر وہ چیز ہے کہ دھو دے تو اس کو جرح اور زخم سے پس نکلے اس سے کچھ چیز پس وہ غسلین ہے فعلین کے وزن پر اور۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ غساق بدبودار ہے طبری نے روایت کی ہے کہ اگر غساق کا ایک ڈول دینا میں ڈالا جائے تو دینا کے رہنے والوں کو بدبودار کر دے اور بعض کہتے ہیں کہ غساق پیپ غلیظ ہے اور طبری نے روایت کی ہے کہ اگر اس میں سے ایک قطرہ مغرب میں ڈالا جائے تو البتہ بدبودار کر دے مشرق والوں کو۔(فتح)

وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ حَطَبُ بِالْحَبَشِيَّةِ وَقَالَ غَيْرُهُ

عکرمہ نے کہا کہ حصب جہنم کے معنی لکڑیاں ہیں حبشہ کی زبان میں اور اس کے غیر نے کہا کہ حَاصِبًا کے معنی

﴿حَاصِبًا﴾ الرِّيحُ الْعَاصِفُ وَالْحَاصِبُ مَا تَرْمِي بِهِ الرِّيحُ وَمِنْهُ ﴿حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ يُرْمٰى بِهِ فِي جَهَنَّمَ هُمْ حَصَبُهَا وَيُقَالُ حَصَبَ فِي الْأَرْضِ ذَهَبَ وَالْحَصَبُ مُشْتَقٌّ مِّنْ حَصْبَآءِ الْحِجَارَةِ.

ہیں ہوا تیز اور حاصب وہ چیز ہے کہ پھینکے اس کو ہوا اور اسی قبیل سے ہے حصب جہنم وہ چیز کہ پھینکی جائے دوزخ میں اور کہا جاتا ہے حَصَبَ فِي الْأَرْضِ یعنی گیا اور حصب مشتق ہے حصباء سے جس کے معنی پتھر ہیں۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ غسلین دوزخیوں کی پیپ ہے۔

صَدِيْدٌ قَيْحٌ وَّدَمٌ ﴿خَبَتْ﴾ طَفِئَتْ ﴿تُوْرُوْنَ﴾ تَسْتَخْرِجُوْنَ أَوْرَيْتُ أَوْقَدْتُ.

صدید کے معنی جو آیت ویسقی من ماء صدید میں واقع ہوا ہے پیپ اور خون کے ہیں خبت کے معنی جو آیت کلما خبت میں واقع ہوا ہے بجھ جانے کے ہیں یعنی جب آگ بجھ جائے گی مراد اس آیت کی تفسیر ہے افرءیتم النار التی تورون یعنی تورون کے معنی ہیں نکالتے ہو تم أَوْرَيْتُ کے معنی ہیں روشن کیا میں نے۔

فائدہ: مراد اس سے تفسیر حاصبا کی ہے جو آیت ﴿او یرسل علیکم حاصبا من الریح﴾ میں واقع ہوا ہے اور اسی طرح مراد تفسیر لفظ حصب کی ہے جو آیت حصب جهنم میں واقع ہوا ہے۔

﴿ لِلْمُقْوِيْنَ ﴾ لِلْمُسَافِرِيْنَ

مقوین کے معنی مسافر لوگ ہیں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ومتاعا للمقوین

وَالْقِيُّ الْقَفْرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صِرَاطُ الْجَحِيْمِ سَوَاءُ الْجَحِيْمِ وَوَسَطُ الْجَحِيْمِ.

اور قی کے معنی یعنی جس سے مقوین مشتق ہے قفر میں سے یعنی جس زمین کچھ چیز نہ ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ صراط الجحیم کے معنی ہیں سواء الجحیم اور وسط جحیم کے یعنی دوزخ کے بیچ میں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فاطلع فراہ فی سواء الجحیم یعنی پس جھانکا سو اس کو دوزخ کے بیچ میں دیکھا۔

﴿لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ﴾ يُخْلَطُ طَعَامُهُمْ وَيُسَاطُ بِالْحَمِيْمِ

یعنی ان کا کھانا گرم پانی سے ملایا جائے گا

فائدہ: مراد تفسیر اس کی ہے ثم ان لهم علیها لشوبا من حمیم۔

﴿زَفِيرٌ وَّشَهِيقٌ﴾ صَوْتٌ شَدِيدٌ وَّصَوْتٌ ضَعِيفٌ ﴿وِرْدًا﴾ عِطَاشًا

یعنی زفیر اور شھیق کے معنی ہیں آواز سخت اور آواز ضعیف وردا کے معنی ہیں پیاسے

فائدہ: مراد اس سے تفسیر اس آیت کی ہے ونسوق المجرمین الی جھنم وردا۔

﴿غَيًّا﴾ خُسْرَانًا

غَيًّا کے معنی ٹوٹا اور نامراد ہیں

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے فسوف یلقون غیا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک نالا ہے دوزخ میں بہت گہرا بدمزہ۔

وَّقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يُسْجَرُوْنَ﴾ تُوْقَدُ بِهِمُ النَّارُ ﴿وَنُحَاسٌ﴾ الصُّفْرُ يُصَبُّ عَلٰى رُءُوْسِهِمْ يُقَالُ ﴿ذُوْقُوْا﴾ بَاشِرُوْا وَجَرِّبُوْا وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ ذَوْقِ الْفَمِ.

اور مجاہد نے کہا کہ یسجرون کے معنی ہیں کہ ان کے ساتھ آگ جلائی جائے گی مراد اس آیت کی تفسیر ہے یرسل علیکما شواظ من نار ونحاس یعنی بھیجے جائیں گے تم پر شعلے آگ کے یعنی ٹکڑے سرخ آگ کے اور نحاس کے مجاہد نے کہا کہ پگھلایا جائے گا تانبا پھر ڈالا جائے گا ان کے سروں پر کہا جاتا ہے کہ ذوقوا کے معنی مباشرت کے اور تجربہ کرو اور نہیں یہ منہ کے چکھنے سے یعنی یہ مطلب نہیں کہ منہ سے آگ کو چکھو بلکہ مراد یہ ہے کہ اس کے ساتھ مباشرت کرو۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ذوقوا ما کنتم تعملون۔

مَارِجٌ خَالِصٌ مِّنَ النَّارِ

مارج کے معنی ہیں خالص آگ۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے وخلق الجان من مارج من نار۔

مَرَجَ الْأَمِيْرُ رَعِيَّتَهُ إِذَا خَلَّاهُمْ يَعْدُوْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

کہتے ہیں مَرَجَ الْأَمِيْرُ رَعِيَّتَه جب کہ ان کو چھوڑ دے کہ سرکشی کریں ایک دوسرے پر۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فھم فی امر مریج۔

﴿مَرِيْجٍ﴾ مُلْتَبِسٍ مَّرِجَ أَمْرُ النَّاسِ اخْتَلَطَ ﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ﴾ مَرَجْتَ دَابَّتَكَ تَرَكْتَهَا.

مریج کے معنی مختلط اور ملا ہوا۔ کہا جاتا ہے مَرِجَ أَمْرُ النَّاسِ یعنی مختلط ہوا یعنی آیت مرج البحرین کے معنی ہیں چھوڑے دو دریا کہتے ہیں مَرَجْتَ دَابَّتَكَ جب کہ تو اس کو چھوڑ دے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پیدا کیے گئے جن مارج سے یعنی آگ کی لپیٹ سے جو اس کی طرف میں ہوتی ہے۔

مراد اس آیت کی تفسیر ہے فهم فی امر مریج مرج البحرین مرجت رایتیك اذ ترکتها اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مراد دو دریا سے اس جگہ دریا آسمان اور زمین کا ہے کہ ہر سال ملتے ہیں یعنی آسمان سے مینہ برس کر دریا میں مل جاتا ہے۔

۳۰۱۸ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُهَاجِرٍ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ أَبْرِدْ ثُمَّ قَالَ أَبْرِدْ حَتّٰى فَاءَ الْفَيْءُ يَعْنِي لِلتُّلُوْلِ ثُمَّ قَالَ أَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ.

۳۰۱۸ ـ ابوذر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دے پھر فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دے یہاں تک کہ ڈھل پڑا سایہ یعنی ٹیلوں کا پھر فرمایا کہ نماز کو ٹھنڈے وقت پر پڑھا کرو اس واسطے کہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہی اخیر کا قول آپ کا ہے کہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے۔

۳۰۱۹ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ.

۳۰۱۹ ـ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھنڈے وقت پڑھا کرو نماز کو پس تحقیق گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے۔

۳۰۲۰ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَكَتِ النَّارُ إِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ فَأَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ.

۳۰۲۰ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شکوہ کیا آگ نے اپنے رب کے پاس پس کہا اس نے کہ اے میرے رب میرا بعض ٹکڑا بعض کو کھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو دو سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں سو جو تم پاتے ہو گرمی کی نہایت شدت اور ٹھنڈک کی نہایت شدت (اس کا ہی سبب ہے)۔

فائدہ: اور یہ حدیثیں قوی تر دلیلیں ہیں واسطے جمہور کے اس پر کہ دوزخ اب موجود ہے۔

۳۰۲۱ ۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ هُوَ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ قَالَ كُنْتُ أُجَالِسُ ابْنَ عَبَّاسٍ بِمَكَّةَ فَأَخَذَتْنِي الْحُمّٰى فَقَالَ أَبْرِدْهَا عَنْكَ بِمَآءِ زَمْزَمَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوْهَا بِالْمَآءِ أَوْ قَالَ بِمَآءِ زَمْزَمَ شَكَّ هَمَّامٌ.

۳۰۲۱۔ابو جمرہ سے روایت ہے کہ میں مکے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا کرتا تھا تو مجھ کو بخار نے پکڑا تو اس نے کہا کہ سرد کر بخار کو اپنے آپ سے ساتھ پانی زمزم کے پس تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخار دوزخ کے جوش سے ہے پس سرد کرو اس کو پانی سے یا فرمایا کہ زمزم کے پانی سے۔

۳۰۲۲ ۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْحُمّٰى مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوْهَا عَنْكُمْ بِالْمَآءِ.

۳۰۲۲ ۔رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تپ دوزخ کے جوش سے ہے پس سرد کرو اس کو اپنے آپ سے ساتھ پانی کے۔

۳۰۲۳ ۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوْهَا بِالْمَآءِ.

۳۰۲۳ ۔عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخار دوزخ کے جوش سے ہے پس سرد کرو اس کو اپنے آپ سے ساتھ پانی کے۔

۳۰۲٤ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوْهَا بِالْمَآءِ.

۳۰۲۴ ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخار دوزخ کے جوش سے ہے پس سرد کرو اس کو اپنے آپ سے ساتھ پانی کے۔

فائدہ: ان سب حدیثوں کی شرح طب میں آئے گی۔

۳۰۲۵ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَّسِتِّيْنَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا.

۳۰۲۵ ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری آگ ایک حصہ ہے دوزخ کی آگ سے ستر حصے سے اصحاب نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلانے کو تو یہی آگ کفایت کرتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ دوزخ کی آگ دنیا کی آگوں سے انہتر حصے زیادتی رکھتی ہے ہر ایک حصے کی گرمی اس آگ کی گرمی کے برابر ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں سو حصوں کا ذکر ہے اور تطبیق یہ ہے کہ مراد مبالغہ ہے کثرت میں نہ عدد خاص یا حکم واسطے زائد کے ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آگ دریا کے پانی سے سات بار دھوئی گئی اور اگر دھوئی نہ جاتی تو اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھاتا۔ (فتح)

۳۰۲۶ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ عَطَاءً يُخْبِرُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ ﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ﴾.

۳۰۲۶ ۔یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ منبر پر پڑھتے تھے کہ پکاریں گے دوزخی اے مالک۔

۳۰۲۷ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قِيْلَ لِأُسَامَةَ لَوْ أَتَيْتَ فُلَانًا فَكَلَّمْتَهُ قَالَ إِنَّكُمْ لَتُرَوْنَ أَنِّي لَا أُكَلِّمُهُ إِلَّا أُسْمِعُكُمْ إِنِّي أُكَلِّمُهُ فِي السِّرِّ دُوْنَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا لَا أَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ وَلَا أَقُوْلُ لِرَجُلٍ أَنْ كَانَ عَلَيَّ أَمِيْرًا إِنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا

۳۰۲۷ ۔ابو وائل سے روایت ہے کہ کسی نے اسامہ کو کہا کہ اگر تو فلانے کے پاس آئے اور اس سے کلام کرے تو بہتر ہو یعنی عثمان سے اس نے کہا کہ تم گمان کرتے ہو کہ میں نہ کلام کروں اس سے مگر کہ تم کو سناؤں میں اس سے پوشیدہ کلام کرتا ہوں یعنی میں تنہا جا کر اس سے کلام کرتا ہوں نہ یہ کہ فتنے کا دروازہ کھولوں نہ ہوں میں وہ شخص کہ پہلے پہل فتنہ کا دروازہ کھولے اور نہیں کہتا میں واسطے اس مرد کے کہ مجھ پر سردار ہو کہ وہ لوگوں میں بہتر ہے بعد اس چیز کے کہ میں نے

وَمَا سَمِعْتَهُ يَقُوْلُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ يُجَآءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ فَيَدُوْرُ كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ أَیْ فُلَانُ مَا شَأْنُكَ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا آتِيْهِ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيْهِ رَوَاهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ

حضرت ﷺ سے سنی لوگوں نے کہا کہ تو نے حضرت ﷺ سے کیا چیز سنی اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ لایا جائے گا ایک مرد قیامت کے دن سو ڈالا جائے گا دوزخ میں تو اس کے پیٹ سے انتڑیاں نکل پڑیں گی سو ان کے ساتھ گھومتا پھرے گا جیسے کہ گدھا اپنی چکی کے گرد گھومتا ہے تو جمع ہوں گے اس کے پاس دوزخی لوگ سو کہیں گے اے فلانے تجھ کو کیا ہوا کیا تو نیک باتیں بتلاتا نہ تھا اور بد کاموں سے نہ روکتا تھا تو وہ کہے گا کہ کیوں نہیں میں لوگوں کو نیک کام بتلاتا تھا اور خود اس کو نہ کرتا تھا اور بد کام سے منع کرتا تھا لیکن خود کرتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فتن میں آئے گی۔

بَابُ صِفَةِ إِبْلِيْسَ وَجُنُوْدِهٖ

باب ہے بیان میں صفت شیطان کی اور فوج اس کی

فائدہ: شیطان ایک شخص ہے روحانی پیدا کیا گیا ہے آگ سے اور وہ سب جنوں اور شیطانوں کا باپ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب شیطان فرشتوں کے ساتھ تھا تو اس کا نام عزازیل تھا پھر اس کے بعد اس کا نام ابلیس ہوا اور یہ جو کہا کہ فوج اس کی تو اشارہ ہے طرف حدیث ابوموسیٰ کے کہ جب ابلیس صبح کرتا ہے تو اس کی فوج دنیا میں پھیل جاتی ہے پس کہتا ہے کہ جو کسی مسلمان کو گمراہ کرے میں اس کو تاج پہناؤں گا اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان کا تخت پانی پر ہے سو وہ اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے یعنی عالم میں فساد کرنے کو سو وہ لوگوں کو بہکاتے ہیں سو جو بڑا فتنہ فساد ڈالے وہ اس سے مرتبے میں قریب تر ہوتا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ شیطان فرشتوں سے تھا پھر مردود ہونے کے بعد مسخ ہوا یا بالکل ان میں سے نہ تھا اس میں دو قول ہیں مشہور کما سیاتی بیانهما۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يُقْذَفُوْنَ﴾ يُرْمَوْنَ

اور کہا مجاہد نے کہ يُقْذَفُوْنَ کے معنی ہیں پھینکے جاتے ہیں۔

فائدہ: مراد اس سے اس آیت کی تفسیر ہے ويقذفون من كل جانب دحورا الاية۔

﴿دُحُوْرًا﴾ مَطْرُوْدِيْنَ ﴿وَاصِبٌ﴾ دَآئِمٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مَدْحُوْرًا﴾

دحور کے معنی چلائی گئی واصب دائم یعنی واصب کے معنی ہیں ہمیشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مدحورا

مَطْرُوْدًا. کے معنی ہیں چلایا گیا اور دھتکارا گیا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فتلقی فی جنهم ملوما مدحورا۔

وَ يُقَالُ ﴿مَرِيْدًا﴾ مُتَمَرِّدًا — مَرِيْدًا معنی ہیں سرکش

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے وان یدعون الا شیطان مریدا۔

بَتَّكَهُ قَطَّعَهُ — بَتَّكَهُ کے معنی چیرا اس کو

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ولیبتکن اذان الانعام یعنی چیریں کان جانوروں کے۔

﴿وَاسْتَفْزِزْ﴾ اسْتَخِفَّ ﴿بِخَيْلِكَ﴾ الْفُرْسَانُ وَالرَّجْلُ الرَّجَّالَةُ وَاحِدُهَا رَاجِلٌ مِّثْلُ صَاحِبٍ وَّصَحْبٍ وَّتَاجِرٍ وَّتَجْرٍ ﴿لَأَحْتَنِكَنَّ﴾ لَأَسْتَأْصِلَنَّ.

وَاسْتَفْزِزْ کے معنی ہیں ہلکا جان اور خیل کے معنی سوار ہیں یعنی پیادہ مثل صاحب اور صحب کے اور تاجر اور تجر کے لَأَحْتَنِكَنَّ کے معنی ہیں کہ البتہ میں اس کی اولاد کو جڑ سے اکھاڑ دوں گا۔

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے لاحتنکن ذریته الا قلیلاً۔

﴿قَرِيْنٌ﴾ شَيْطَانٌ — قَرِيْنٌ کے معنی ہیں شیطان

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے قال قائل منهم انی کان لی قرین۔

۳۰۲۸ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عِيْسٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللَّيْثُ كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ أَنَّهُ سَمِعَهُ وَوَعَاهُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا يَفْعَلُهُ حَتّٰى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ دَعَا وَدَعَا ثُمَّ قَالَ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللّٰهَ أَفْتَانِيْ فِيْمَا فِيْهِ شِفَائِيْ أَتَانِيْ رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِيْ وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ

۳۰۲۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ پر جادو ہوا خیال بندی کا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے خیال میں آتا تھا کہ آپ ﷺ کچھ کام کرتے ہیں اور نہیں کرتے تھے یعنی ناکردہ کام کو آپ ﷺ جانتے تھے کہ میں کر چکا یہاں تک کہ آپ ﷺ ایک روز اپنی صحت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کی پھر فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تو نے جانا کہ اللہ نے مجھ کو حکم کیا جس میں کہ میری شفا ہے یعنی میری دعا قبول ہوئی اور جادو کا حال بتلا دیا میرے پاس دو مرد آئے سو ایک تو میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس سو ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا درد ہے اس مرد کو یعنی حضرت ﷺ کو تو اس نے جواب میں کہا کہ اس پر جادو کا اثر ہے اس نے کہا کہ کس نے اس کو جادو کیا دوسرے نے کہا کہ لبید اعصم کے بیٹے نے کیا

مَطْبُوبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ فِيمَا ذَا قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ فَخَرَجَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لِعَائِشَةَ حِينَ رَجَعَ نَخْلُهَا كَأَنَّهُ رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ فَقُلْتُ اسْتَخْرَجْتَهُ فَقَالَ لَا أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللّٰهُ وَخَشِيتُ أَنْ يُثِيرَ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا ثُمَّ دُفِنَتِ الْبِئْرُ.

ہے اس نے کہا کہ کس چیز میں کیا ہے دوسرے نے کہا کہ کنگھی میں اور ان بالوں میں جو کنگھی سے جھڑے اور نر چھوہارے کے بالی کے غلاف میں اس نے کہا کہ یہ کہاں رکھا ہے دوسرے نے کہا کہ وادی ذروان کے کنویں میں تو حضرت ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے پھر پلٹ آئے سو جب حضرت ﷺ پھرے تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اس کنویں کے چوہارے کے درخت جیسے کہ شیطانوں کے سر ہیں میں نے کہا کہ کیا آپ ﷺ نے اس جادو کو نکال دیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ا پر مجھ کو اللہ نے شفا دی اور میں ڈرا کہ اس سے لوگوں میں فتنہ انگیزی ہو پھر وہ کنواں دبا دیا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طب میں آئے گی اور وجہ وارد کرنے اس کی اس جگہ اس جہت سے ہے کہ جادو سوائے اس کے نہیں کہ تمام ہوتا ہے ساتھ مدد لینے کے شیطانوں سے اوپر اس کے۔ (فتح)

۳۰۲۹ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ مَكَانَهَا عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ كُلُّهَا فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ.

۳۰۲۹ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے سو جائے تو شیطان اس کے سر کی پچھلی طرف تین گرہیں لگا دیتا ہے مارتا ہے ہر گرہ پر یہ منتر پڑھتا ہے یعنی اس کے دل میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ ابھی رات بہت ہے سورہ سو اگر وہ جاگ کر اللہ کو یاد کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر وضو کرے تو ایک گرہ اور کھل جاتی ہے پھر اگر نماز پڑھے تو سب گرہیں کھل جاتی ہیں پس صبح کو اٹھتا ہے چست اور پاک نفس خوشدل نہیں تو صبح کرتا ہے ناپاک اور سست۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رات کی نماز میں گزر چکی ہے۔

۳۰۳۰ ۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتّٰى أَصْبَحَ قَالَ ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنَيْهِ أَوْ قَالَ فِي أُذُنِهِ.

۳۰۳۰ ۔عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا گیا پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مرد جو تمام رات سوتا رہا یہاں تک کہ صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مرد ہے جس کے کان میں شیطان نے پیشاب کیا۔

فائدہ: اس کی شرح بھی صلوۃ اللیل میں گزر چکی ہے۔

۳۰۳۱ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَا إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتٰى أَهْلَهُ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَرُزِقَا وَلَدًا لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ.

۳۰۳۱ ۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ بے شک جب کوئی اپنی بیوی سے صحبت کرے اور یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا پھر دونوں کو لڑکا ملے تو اس کو شیطان ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

فائدہ: اس کی شرح نکاح میں آئے گی۔

۳۰۳۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَبْرُزَ وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَغِيْبَ وَلَا تَحَيَّنُوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ أَوِ الشَّيْطَانِ لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَ هِشَامٌ.

۳۰۳۲ ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سورج کا کنارہ ظاہر ہو تو نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ سب نکل آئے اور جب سورج کا کنارہ ڈوبے تو نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ سب ڈوب جائے اور نہ قصد کیا کرو اپنی نماز کا سورج نکلتے اور نہ ڈوبتے اس واسطے کہ وہ نکلتا ہے درمیان دو سینگوں شیطان۔

فائدہ: اس کی شرح بھی نماز میں گزر چکی ہے اور شیطان کے سینگ اس کے سر کے دونوں طرفین ہیں کہتے ہیں کہ وہ سورج کے طلع کے مقابل کھڑا ہوتا ہے یہاں تک کہ جب نکلتا ہے تو اس کے سر کے دونوں طرفوں کے درمیان نکلتا ہے تا کہ اس کے واسطے سجدہ واقع ہو جبکہ آفتاب پرست اس کے واسطے سجدہ کرتے ہیں اور اسی طرح نزدیک ڈوبنے اس کے اور بنابر اس کے پس قول آپ ﷺ کا کہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے یعنی بہ نسبت اس شخص کے کہ دیکھتا ہے آفتاب کو نزدیک نکلنے اس کے پس اگر شیطان کو مشاہدہ کرے تو البتہ دیکھے اس کو قائم نزدیک اس کے اور تحقیق استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جس نے رد کیا ہے اہل ہیئت پر جو قائل ہیں کہ سورج چوتھے آسمان میں ہے اور شیطان منع کیے گئے ہیں آسمان میں داخل ہونے سے اور نہیں حجت ہے بیچ اس کے واسطے اس چیز کے کہ ذکر کی ہم نے اور حق یہ ہے کہ آفتاب چوتھے فلک میں ہے اور ساتوں آسمان نزدیک اہل شرع کے غیر افلاک کے ہیں یعنی آسمان اور ہیں اور افلاک اور ہیں بخلاف اہل ہیئت کے کہ ان کے نزدیک دونوں ایک چیز ہیں۔ (فتح)

۳۰۳۳ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدِكُمْ شَيْءٌ وَّهُوَ يُصَلِّيْ فَلْيَمْنَعْهُ فَإِنْ أَبٰى فَلْيَمْنَعْهُ فَإِنْ أَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ.

۳۰۳۳ ۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی چیز کسی کے آگے گزرے اور وہ نماز پڑھتا ہے تو چاہیے کہ اس کو روکے پھر اگر نہ مانے تو چاہیے کہ اس کو روکے پھر اگر نہ مانے تو چاہیے کہ اس سے لڑے پس تحقیق وہ شیطان ہے۔

وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِيْ آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَقَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا مجھ کو صدقہ عید الفطر کی چوکیداری پر وکیل کیا سو میرے پاس ایک آنے والا آیا اور دونوں ہاتھ بھر بھر کر اناج لینے لگا تو میں نے اس کو پکڑا اور کہا کہ تجھ کو حضرت ﷺ پاس پکڑے لیے چلتا ہوں پھر ذکر کی ساری حدیث تو اس نے کہا کہ جب تو بستر پر سونے کے واسطے ٹھکانہ پکڑا کرے تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کر اللہ کی طرف سے ہمیشہ تجھ پر ایک نگہبان رہے گا اور صبح تک تیرے پاس شیطان نہ آئے گا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تجھ سے سچ بولا اور وہ بڑا جھوٹا ہے یہ شیطان ہے ہر چند وہ بڑا جھوٹا ہے لیکن اس بات میں تجھ سے سچ بولا۔

صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ ذَاكَ شَيْطَانٌ.

٣٠٢٤ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتّٰى يَقُولَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ.

۳۰۲۴۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آتا ہے شیطان تم میں سے کسی کے پاس تو کہتا ہے کہ کس نے ایسا پیدا کیا کس نے ویسا بنایا یہاں تک کہ کہتا ہے کہ کس نے پیدا کیا تیرے رب کو پھر جب شیطان یہاں تک اس کو پہنچائے تو اس کو چاہیے کہ اللہ سے پناہ مانگے اور باز رہے۔

فائدہ: یعنی موافقت کرنے سے ساتھ شیطان کے بیچ اس کے بلکہ پناہ پکڑے طرف اللہ کی بیچ دفع کرنے اس کے اور جان لے کہ ارادہ کرتا ہے شیطان فاسد کرنے دین اس کے کا اور عقل اس کے کا ساتھ اس وسوسے کے پس لائق ہے کہ کوشش کرے بیچ دفع کرنے اس کی کے ساتھ مشغول ہونے کے ساتھ غیر اس کے کے اور ایک روایت میں ہے کہ ہمیشہ رہیں گے لوگ آپس میں سوال کرتے یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ خلق کو اللہ نے پیدا کیا پس اللہ کو کس نے پیدا کیا سو جب کسی کو ایسا فاسد خیال آئے تو چاہیے کہ کہے میں اللہ پر ایمان لایا پس اس سے معلوم ہوا کہ آپس میں غور کرنا ہر سائل کو منع ہے آدمی ہو یا غیر اور جب یہ وسوسہ دل میں آئے تو اللہ سے پناہ مانگے خواہ شیطان وسوسہ ڈالے یا کوئی آدمی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سوال کیا مجھ سے اس کا دو شخصوں نے اور گویا کہ جب اس کا سوال وہی ہے تو جواب کا مستحق نہیں یا باز رہنا ہے اس سے نظیر ہے امر کے ساتھ باز رہنے کے غور کرنے سے صفات اور ذات میں اور مارزی نے کہا کہ وسوسے دو قسم کے ہیں پس جو وسوسہ کہ ٹھہرتا نہیں اور شبے سے پیدا نہیں ہوتا وہ ہے جو دفع ہوتا ہے ساتھ اعراض کے اس سے اور اسی معنی پر محمول ہے یہ حدیث اور اسی پر منطبق ہوتا ہے اسم وسوسے کا اور اپر جو وسوسے کہ شبے سے پیدا ہوتے ہیں پس وہ دفع نہیں ہوتے ہیں مگر ساتھ نظر اور استدلال کے اور طیبی نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پناہ مانگنے کا حکم کیا ہے اور فکر اور حجت پکڑنے کا ذکر نہیں کیا ہے تو یہ اس واسطے ہے کہ علم ساتھ بے پرواہ ہونے اللہ عزوجل کے موجد سے امر ضروری ہے یعنی بدیہی ہے مناظرے کو قبول نہیں کرتا اور نیز اس واسطے کہ اس میں زیادہ غور کرنے سے حیرت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور جس کا یہ حال ہو پس نہیں ہے کوئی علاج واسطے اس کے مگر پناہ پکڑنی طرف اللہ کے اور چنگل مارنا ساتھ اس کے اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ لایعنی باتوں کا سوال کرنا مذموم ہے اور اس میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے اس واسطے کہ

حضرت ﷺ نے آئندہ کی خبر دی اور موافق اس کے واقع ہوا۔ (فتح)

٣٠٣٥ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي أَنَسٍ مَّوْلَى التَّيْمِيِّيْنَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ.

٣٠٣٥ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کیے جاتے ہیں اور شیطان زنجیروں میں باندھے جاتے ہیں۔

فائدہ: اس کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔

٣٠٣٦ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مُوْسٰى قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَآءَنَا ﴿قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا أَنْسَانِيْهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ﴾ وَلَمْ يَجِدْ مُوْسَى النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِيْ أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ.

٣٠٣٦ ۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان سے کہا کہ ہمارے پاس ہمارا کھانا لاؤ بولا وہ کیا دیکھا تو نے جب ہم نے جگہ پکڑی اس پتھر کے پاس سو میں بھول گیا مچھلی اور نہیں بھولایا مجھ کو مگر شیطان نے کہ اس کا مذکور کروں اور نہ پائی موسیٰ علیہ السلام نے تکلیف یہاں تک کہ آگے بڑھے اس مکان سے جس کا اس کو اللہ نے حکم کیا تھا۔

٣٠٣٧ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيْرُ إِلَى الْمَشْرِقِ فَقَالَ هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

٣٠٣٧ ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ اشارہ کرتے تھے پورب کی طرف سو فرمایا کہ خبردار ہو کہ فتنہ فساد ادھر ہے جہاں سے شیطان کا سینگ یعنی آفتاب نکلتا ہے جو ملک مدینے سے پورب کی طرف ہیں وہاں بڑے بڑے فساد ہوں گے یاجوج ماجوج اسی طرف سے نکلیں گے یعنی عراق کے ملک میں۔

۳۰۳۸ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَجْنَحَ اللَّيْلُ أَوْ قَالَ جُنْحُ اللَّيْلِ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ الْعِشَآءِ فَخَلُّوْهُمْ وَأَغْلِقْ بَابَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَأَطْفِءْ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَأَوْكِ سِقَائَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرْ إِنَائَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ شَيْئًا.

۳۰۳۸ ۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہو اول شب تو بند رکھو تم اپنے لڑکوں کو یعنی گھر کے نکلنے سے اور پھر نے کوچوں کے سے اس لیے کہ جن پھیلتے ہیں اس وقت پھر جب رات ایک ساعت گزر جائے تو ان کو چھوڑ دو یعنی جائز ہے چھوڑنا ان کا اور بند کر اپنے دروازے کو اور یاد کر نام اللہ کا یعنی وقت بند کرنے اس کے یعنی اس واسطے کہ شیطان نہیں کھولتا دروازے بند کیے ہوئے کو اور بجھا اپنے چراغ کو اور یاد کر نام اللہ کا اور بند کر اپنی مشک کو اور یاد کر نام اللہ کا اور ڈھانک اپنے برتن کو اور یاد کر نام اللہ کا اگرچہ تو برتن کے چوڑا اوپر کوئی چیز رکھے۔

فائدہ: ابن جوزی نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ خوف کیا گیا ہے لڑکوں میں اس ساعت میں اس واسطے کے گندگی اکثر اوقات ان کے ساتھ موجود ہوتی ہے اور جس ذکر کے ساتھ ان سے حفاظت کیے جاتے ہیں وہ مقصود ہے لڑکوں سے اور جن وقت پھیلنے اپنے کے لٹکتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ ممکن ہے ان کو لٹکنا ساتھ اس کے پس اس واسطے خوف کیا گیا ہے لڑکوں پر اس وقت میں اور حکمت بیچ پھیلنے ان کے اس وقت یہ ہے کہ رات میں ان کو حرکت کرنے کی زیادہ قدرت ہے دن سے اس واسطے کہ اندھیرا زیادہ ترجیح کرنے والا ہے واسطے قوے شیطانیہ کے غیر اس کے سے اور اسی طرح ہر کالی چیز اور باقی شرح اس کی کتاب الادب میں آئے گی۔ (فتح)

۳۰۳۹ ۔ حَدَّثَنِي مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَأَتَيْتُهُ أَزُوْرُهُ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ فَانْقَلَبْتُ فَقَامَ مَعِي لِيَقْلِبَنِي وَكَانَ مَسْكَنُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا رَأَيَا النَّبِيَّ صَلَّى

۳۰۳۹ ۔ صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ رمضان میں اعتکاف بیٹھے تھے سو میں ایک رات آپ کی زیارت کرنے کو آئی اور آپ ﷺ سے بات چیت کی پھر میں کھڑی ہوئی اور پلٹی سو حضرت ﷺ بھی میرے ساتھ کھڑے ہوئے تا کہ مجھ کو پہنچا دیں اور ان کے رہنے کی جگہ اسامہ بن زید کے گھر میں تھی سو راہ میں دو انصاری مرد ملے سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو جلد چلے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جلدی نہ کرو ٹھہر جاؤ البتہ یہ عورت صفیہ بنت حیی ہے تو

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرَعَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيْتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوْبِكُمَا سُوْءًا أَوْ قَالَ شَيْئًا.

انہوں نے کہا کہ سبحان اللہ یا حضرت ﷺ آپ کی ذات میں بدگمانی کا کیا دخل ہے تو فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں اس طرح پھرتا ہے جیسے خون اور میں ڈرا کہ تمہارے دل میں کچھ بدگمانی ڈالے۔

فائدہ: یہ حدیث اعتکاف میں گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے شیطان کو قوت دی ہے ایسی کہ انسان کے اندر پہنچ جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث بطور استعارہ کے وارد ہوئی یعنی پہنچتا ہے وسوسہ اس کا بیچ مسام بدن کے مانند جاری ہونے خون کے بدن میں۔ (فتح)

۳۰۴۰ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلَانِ يَسْتَبَّانِ فَأَحَدُهُمَا احْمَرَّ وَجْهُهُ وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَّوْ قَالَهَا ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ فَقَالُوْا لَهُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَقَالَ وَهَلْ بِي جُنُوْنٌ.

۳۰۴۰۔ سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ بیٹھا تھا اور دو مرد آپس میں لڑتے تھے تو ان میں سے ایک کا چہرہ غصے کے سبب سے سرخ ہوا اور گردن کی رگیں پھول گئیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں ایسی بات جانتا ہوں کہ اگر وہ اس کو کہے تو اس کا غصہ جاتا رہے اگر کہے اعوذ باللہ من الشیطان یعنی پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی شیطان سے تو اس نے کہا کہ کیا میں دیوانہ ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ادب میں آئے گی۔

۳۰۴۱ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا

۳۰۴۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی اپنی بیوی سے صحبت کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے کہ الٰہی بچا رکھ مجھ کو شیطان سے اور بچا شیطان سے میری اولاد کو سو اگر میاں بیوی کے درمیان

أَتَى أَهْلَهُ قَالَ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنِي فَإِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ وَلَمْ يُسَلَّطْ عَلَيْهِ قَالَ وَحَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ.

اس صحبت میں کوئی لڑکا قسمت میں ہوگا تو اس کو شیطان ہرگز ضرر نہ پہنچا سکے گا اور نہ اس پر قابو پائے گا۔

۳۰۴۲ ۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى صَلَاةً فَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ عَرَضَ لِي فَشَدَّ عَلَيَّ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ عَلَيَّ فَأَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْهُ فَذَكَرَهُ.

۳۰۴۲ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی سو فرمایا کہ شیطان میرے سامنے ہوا سو اس نے مجھ پر سختی کی میری نماز توڑ دینے کو سو اللہ نے اس کو میرے قابو میں کر دیا پس ذکر کی تمام حدیث۔

فائدہ: یہ حدیث اسی اسناد کے ساتھ نماز میں گزر چکی ہے اور اس کا تمام یہ ہے سو میں نے چاہا کہ اس کو مسجد کی ستونوں میں سے کسی ستون سے باندھ دوں اور باقی فائدے اس کے احادیث الانبیاء میں آئیں گے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے باندھنا اس شخص کا جس کے بھاگ جانے کا خوف ہو ان لوگوں میں جن کے قتل میں حق ہے اور یہ کہ مباح ہے عمل قلیل نماز میں اور یہ کہ خطاب بیچ اس کے جبکہ ہو ساتھ معنی طلب کے اللہ سے نہیں گنا جاتا کلام پس نہ توڑے گا نماز کو اور اس حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ فرمایا کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (فتح)

۳۰۴۳ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ فَإِذَا قُضِيَ أَقْبَلَ فَإِذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ فَإِذَا قُضِيَ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطِرَ بَيْنَ الْإِنْسَانِ وَقَلْبِهِ فَيَقُولُ اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا حَتَّى لَا يَدْرِيَ أَثَلَاثًا صَلَّى أَمْ أَرْبَعًا فَإِذَا لَمْ يَدْرِ ثَلَاثًا

۳۰۴۳ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے گوز کرتا ہوا پھر جب تکبیر تمام ہو چکتی ہے تو مڑ آتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے پس کہتا ہے کہ یاد کر فلانی چیز کو اور فلانی چیز کو یہاں تک کہ نہیں جانتا کہ کتنی نماز پڑھی تین رکعت یا چار رکعت سو جب نہ جانے کہ کتنی نماز پڑھی تین رکعت یا چار رکعت تو دو سجدے سہو کے کرے۔

صَلّٰى أَوْ أَرْبَعًا سَجَدَ سَجْدَتَي السَّهْوِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح سہو کے سجدے میں گزر چکی ہے۔

۳۰۴۴ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِي آدَمَ يَطْعُنُ الشَّيْطَانُ فِي جَنْبَيْهِ بِإِصْبَعِهِ حِيْنَ يُوْلَدُ غَيْرَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَهَبَ يَطْعُنُ فَطَعَنَ فِي الْحِجَابِ.

۳۰۴۴ ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر آدمی کی پہلو میں شیطان اپنی دو انگلی سے چوکتا ہے وقت پیدا ہونے کے سوا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے کہ ان کو چوکنے لگا سو نہ چوک سکا سو جھلی میں چوکا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں آئے گی۔

۳۰۴۵ ۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَقُلْتُ مَنْ هَا هُنَا قَالُوْا أَبُو الدَّرْدَاءِ قَالَ أَفِيْكُمُ الَّذِيْ أَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۰۴۵ ۔علقمہ سے روایت ہے کہ میں شام میں گیا تو شامیوں نے کہا کہ ابوالدرداء آیا ہے تو ابوالدرداء نے کہا کہ کیا تم میں وہ شخص ہے کہ پناہ دی ہے اس کو اللہ نے شیطان سے اپنی نبی کی زبان پر یعنی عمار کو۔

فائدہ: پوری یہ حدیث مناقب میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ اللہ نے اس کو شیطان سے پناہ دی پس تحقیق وہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ عمار کو اس سبب سے اپنے غیر پر فضیلت ہے اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ شیطان کو تسلط ہوتا ہے اس شخص پر جس کو اللہ تعالیٰ شیطان سے نہ پناہ دے۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيْرَةَ وَقَالَ الَّذِيْ أَجَارَهُ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ عَمَّارًا.

سلیمان بن حرب کہتے ہیں کہ ہمیں شعبہ نے مغیرہ کی زبانی بیان کیا کہ کیا جس کو اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان پر (شیطان سے) پناہ دی اس سے مراد عمار ہیں۔

قَالَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ أَخْبَرَهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلَائِكَةُ

اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ فرشتے بادل میں اتر کر (آپس میں یہ) بات چیت کرتے ہیں اس کام کی کہ زمین میں ہوتا ہے یعنی حال میں یا استقبال میں تو شیطان وہاں جا کر ایک بات سن آتے ہیں پھر اس کو

تَتَحَدَّثُ فِي الْعَنَانِ وَالْعَنَانُ الْغَمَامُ بِالْأَمْرِ يَكُوْنُ فِي الْأَرْضِ فَتَسْمَعُ الشَّيَاطِيْنُ الْكَلِمَةَ فَتَقُرُّهَا فِي أُذُنِ الْكَاهِنِ كَمَا تُقَرُّ الْقَارُوْرَةُ فَيَزِيْدُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ.

کاہنوں یعنی جو غیب کی بات بتلاتے ہیں ان کے کان میں ڈال دیتے ہیں جیسے کہ ڈالا جاتا ہے پانی شیشہ میں برتن سے یعنی چپکی ان کی کانوں میں کہہ دیتے ہیں تو وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ اور زیادہ کرتے ہیں۔

٣٠٤٦ ـ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ الشَّيْطَانُ.

٣٠٤٦ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمائی شیطان کے اثر سے ہے سو جب کوئی تم میں سے جمائی لے تو چاہیے کہ اس کو روکے جتنا کہ اس سے ہو سکے اس واسطے کہ جب کوئی ہا کہے تو شیطان ہنستا ہے۔

فائدہ: اس کی شرح ادب میں آئے گی۔

٣٠٤٧ ـ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَصَاحَ إِبْلِيْسُ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْهِ الْيَمَانِ فَقَالَ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أَبِيْ أَبِيْ فَوَاللّٰهِ مَا احْتَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ عُرْوَةُ فَمَا زَالَتْ فِيْ حُذَيْفَةَ مِنْهُ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ.

٣٠٤٧ ـ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جنگ احد کا دن ہوا تو مشرکوں کو شکست ہوئی تو شیطان نے پکارا کہ اے اللہ کے بندو بچو اپنے پچھلوں سے یعنی دھوکا دیا کہ تمہارے پیچھے کافر ہیں ان سے بچو اور لڑو اور حالانکہ ان کے پچھلے میں مسلمان تھے یعنی تا کہ مسلمان آپس میں لڑیں تو پہلے لوگ پیچھے پلٹے تو پہلے اور پچھلوں نے آپس میں مقابلہ کیا تو حذیفہ نے نظر کی تو ناگہاں اس نے اپنے باپ یمان کو دیکھا کہ مسلمان اس کو مار ڈالتے ہیں تو اس نے کہا کہ اللہ کے بندوں یہ میرا باپ ہے سو قسم ہے اللہ کی وہ باز نہ آئے یہاں تک کہ اس کو مار ڈالا سو حذیفہ نے کہا کہ اللہ تم کو بخشے عروہ نے کہا کہ پس ہمیشہ رہا حذیفہ میں اس سے بقیہ نیکی کا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے ملے۔

فائدہ: یعنی اپنے باپ کے قاتل کے واسطے ہمیشہ استغفار کرتے رہے یا اس واقعہ سے غمناک رہے اور اس حدیث کی شرح معازی میں آئے گی۔

٣٠٤٨ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْتِفَاتِ الرَّجُلِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ أَحَدِكُمْ.

۳۰۴۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ادھر ادھر دیکھنے مرد کے سے نماز میں یعنی اس کا کیا حکم ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اچک لیتا ہے کہ اچک لیتا ہے اس کو شیطان ایک تمہاری کے نماز سے۔

فائدہ: اس کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

٣٠٤٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلُمًا يَخَافُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ.

۳۰۴۹۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھیک اور اچھی خواب اللہ کی طرف سے ہے اور پریشان شیطان کی طرف سے ہے سو جب کوئی پریشان خواب دیکھے جس سے ڈرے تو چاہیے کہ اپنے بائیں تھوکے اور پناہ مانگے اللہ کی اس کی بدی سے پس تحقیق وہ اس کو ضرر نہ کرے گی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تعبیر میں آئے گی۔

٣٠٥٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ

۳۰۵۰۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کلمہ توحید کو یعنی لا الہ الا اللہ ...... قدیر تک پڑھے یعنی ایک دن میں سو بار تو اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور سو نیکیاں اس کے واسطے لکھی جائیں گی اور سو برائیاں اس کی مٹائی جائیں گی اور اس دن شام

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَّكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَّمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَّكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ.

تک اس کو شیطان سے پناہ رہے گی اور اس سے بہتر کوئی نہیں مگر جس نے کہ اس سے زیادہ پڑھا۔

فائدہ: اس کی شرح دعوات میں آئے گی۔

۳۰۵۱ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ سَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نِسَآءٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُّكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ يَبْتَدِرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِيْ كُنَّ عِنْدِيْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ قَالَ عُمَرُ فَأَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنْتَ أَحَقَّ أَنْ يَّهَبْنَ ثُمَّ قَالَ أَيْ عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِيْ وَلَا تَهَبْنَ

۳۰۵۱ ۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ فاروق نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی عورتیں یعنی آپ کی بیبیاں چلا چلا کر باتیں کر رہی تھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خرچ چاہتی تھیں سو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آنے کی اجازت مانگی تو جلد اٹھ کھڑے ہوئیں پردے میں ہونے کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اجازت دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے تھے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش رکھے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا سبب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنسنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو ان عورتوں سے تعجب آیا کہ میرے پاس تھیں سو جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو جلدی پردے میں ہو گئیں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت آپ لائق تر تھے کہ آپ سے ڈریں پھر عمر فاروق نے کہا کہ اے دشمن اپنی جانوں کی تم مجھ سے ڈرتی ہو اور حضرت سے نہیں ڈرتیں عورتوں نے کہا کہ ہاں ہم تم سے ڈرتی ہیں تم بہت کڑے مزاج کے اور سخت ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے جس کے

رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ نَعَمْ أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ.

ہاتھ میں میری جان ہے کہ نہیں ملتا تجھ سے شیطان کسی راہ میں چلتا ہوا ہرگز مگر یہ کہ چل کھڑا ہوتا ہے اس راہ میں جو تیرے راہ کی سوا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں آئے گی۔

۳۰۵۲ ۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أُرَاهُ أَحَدُكُمْ مِّنْ مَّنَامِهٖ فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ عَلٰى خَيْشُوْمِهٖ.

۳۰۵۲ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنی نیند سے جاگ کر وضو کرے تو تین بار ناک جھاڑے اس واسطے کہ شیطان رات کو ناک کی جڑ میں رہتا ہے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقع ہوتا ہے واسطے ہر سونے والے کے اور احتمال ہے کہ یہ مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے کہ نہ پناہ پکڑے ساتھ کسی ذکر کے واسطے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ پس اس میں ہے کہ وہ اس کے واسطے شیطان سے پناہ ہوتی ہے اور اسی طرح آیت الکرسی اور پہلے اس میں گزر چکا ہے کہ شیطان تیرے نزدیک نہ آئے گا اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ نفی قرب کے اس جگہ یہ کہ وہ نہیں قریب ہوتا اس مکان سے کہ اس میں وسوسہ ڈالے یعنی دل کے پس ہوگا رات رہنا اس کا اوپر ناک کے تا کہ پہنچے اس سے طرف دل کے جبکہ جاگے سو جو ناک جھاڑے تو تحقیق منع کیا ہے اس نے اس کو پہنچنے سے طرف اس چیز کے کہ قصد کرتا ہے وسوسے سے پس اس وقت حدیث شامل ہے واسطے ہر جاگنے والے کے پھر ناک میں پانی لینا وضو کی سنتوں سے ہے اتفاقا واسطے ہر شخص کے کہ جاگے یا پہلے سے جاگتا ہو اور کہا ہے ایک گروہ نے ساتھ واجب ہونے اس کے کے غسل میں اور ایک گروہ نے ساتھ واجب ہونے اس کے وضو میں بھی اور کیا ادا ہوتی ہے سنت ساتھ مجرد ناک میں پانی لینے کے بغیر ناک جھاڑنے کے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس کی سوا تمام نہیں ہوتی۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ الْجِنِّ وَثَوَابِهِمْ وَعِقَابِهِمْ

باب ہے بیان میں ذکر جنوں کے اور ثواب ان کے کے

لِقَوْلِهٖ ﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي - إِلَى قَوْلِهِ - عَمَّا يَعْمَلُونَ﴾.

اور عذاب ان کے واسطے دلیل اس آیت کی کہ اے گروہ جنوں اور آدمیوں کے کیا تم کو نہیں پہنچی تھی رسول تمہارے اندر کے پڑھتے تم پر میری آیتیں۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمہ کے طرف اثبات وجود جنوں کے اور طرف اس کے کہ وہ مکلف ہیں اپر ان کے وجود کا ثابت کرنا پس تحقیق نقل کیا ہے امام الحرمین نے شامل میں بہت فلاسفہ اور زندیقوں سے کہ وہ بالکل جنوں کے وجود سے منکر ہیں اور جو لوگ کہ کفار کے فرقوں سے ان کے منکر ہیں ان سے کچھ تعجب نہیں بلکہ تعجب تو ان لوگوں سے ہے جو مسلمان ہو کر جنوں کے وجود سے انکار کرتے ہیں باوجود نصوص قرآن اور اخبار متواترہ کے اور نہیں عقل کے قضیہ میں وہ چیز کہ قدح کرے ان کے ثابت کرنے میں یعنی ان کے وجود کا ثابت کرنا عقل سے مخالف نہیں اور بہت ان میں سے ثابت کرتے ہیں وجود ان کے کو اور نفی کرتے ہیں ان کی اب اور بعض ان کے وجود کو ثابت کرتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ ان کو آدمیوں پر قابو نہیں اور عبدالجبار معتزلی نے کہا کہ دلیل ان کی اثبات پر سمع ہے سوائے عقل کے اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی طریق طرف ثابت کرنے غائب کے اور ان کی صفت میں بھی اختلاف ہے بعض معتزلہ کہتے ہیں کہ جن اجسام رقیق اور بسیط میں اور یہ ہمارے نزدیک منع نہیں اگر ثابت ہو ساتھ اس کے سمع اور ابو یعلی بن فراء نے کہا کہ جن اجسام مؤلفہ اور اشخاص ممثلہ میں جائز ہے کہ رقیق ہوں اور جائز ہے کہ کثیف ہوں برخلاف معتزلہ کے وہ کہتے ہیں کہ وہ اجسام رقیق ہیں اور ہم ان کو اس واسطے نہیں دیکھ سکتے کہ وہ رقیق ہیں اور یہ قول ان کا مردود ہے اس واسطے کہ رقیق ہونا دیکھنے سے مانع نہیں اور جائز ہے کہ بعض اجسام کثیفہ بھی ہم سے پوشیدہ ہوں اور امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ جو کہے کہ میں جنوں کو دیکھتا ہوں تو ہم اس کی گواہی کو باطل کر دیں گے مگر یہ کہ پیغمبر ہو اور یہ قول شافعی رحمہ اللہ کا محمول ہے اس شخص پر جو دعویٰ کرے کہ وہ ان کو اپنی اصلی صورت پر دیکھتا ہے جس پر وہ پیدا ہوئے اور اپر جو دعویٰ کرے کہ وہ دیکھتا ہے کسی چیز کو ان میں سے بعد اس کے کہ صورت پکڑی کسی حیوان کی تو یہ اس کی عدالت میں قادح نہیں اور تحقیق وارد ہو چکی ہیں حدیثیں ساتھ اس کے کہ وہ کئی طرح سے اپنی صورت بدل سکتے ہیں اور اہل کلام کو اس میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ فقط تخیل ہے اور کوئی اپنی اصلی صورت سے نقل نہیں کرتا اور بعض کہتے ہیں کہ نقل کرتے ہیں لیکن نہ اس وجہ سے کہ ان کو اس بات کی قدرت ہے بلکہ ساتھ ایک قسم فعل کے کہ جب اس کو کرتے ہیں تو ان کی شکل بدل جاتی ہے مانند سحر کے اور اس طرح منقول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کوئی اپنی اصلی صورت بدل نہیں سکتا اور جب ان کا جو ثابت ہوا تو اب ان کے اصل میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ شیطان کی اولاد ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شیاطین شیطان کی اولاد ہیں اور جو ان کے سواء ہیں وہ ان کی اولاد نہیں اور حدیث ابن عباس کی جو سورۂ جن کی تفسیر میں آئے گی وہ قوی کرتی

ہے اس کو کہ جن سب ایک قسم ہیں ایک اصل سے اور ان کے قسم مختلف ہیں جو ان میں سے کافر ہے اس کا نام شیطان ہے نہیں تو جن ہے اور اپر ہونا ان کا مکلّف پس کہا ابن عبدالبر نے کہ جن جماعت کے نزدیک مکلّف ہیں یعنی احکام شرع کے ان پر بھی واجب ہیں کہا عبدالجبار نے کہ نہیں جانتے ہم اختلاف درمیان اہل نظر کے بیچ اس کے مگر جو بعض حشویہ سے محکی ہے کہ وہ مضطر ہیں طرف افعال اپنے کے اور نہیں وہ مکلّف اور دلیل واسطے جماعت کے وہ چیز ہے جو قرآن میں ہے ذم شیاطین سے اور بچنے سے ان کی بدی سے اور جو چیز کہ تیار کی گئی ہے واسطے ان کے عذاب سے اور یہ خصلتیں نہیں ہوتی ہیں مگر واسطے اس شخص کے کہ مخالفت کرے امر کی اور مرتکب ہونے کا باوجود قادر ہونے اس کے کے اس پر کہ نہ کرے اور آیتیں اور حدیثیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں بہت ہیں اور جب ثابت ہوا کہ وہ مکلّف ہیں تو اب اس میں اختلاف ہے کہ کیا ان میں سے کوئی پیغمبر بھی ہوا ہے یا نہیں پس طبری نے ضحاک بن مزاحم سے روایت کی ہے کہ ان میں بھی رسول پیدا ہوئے ہیں اس واسطے کہ اللہ نے خبر دی ہے کہ جنوں اور انسانوں سے رسول ہیں جو ان کی طرف بھیجے گئے ہیں اور جمہور نے جواب دیا ہے کہ معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ رسول انسانوں کے رسول ہیں اللہ کی طرف سے طرف ان کے اور جنوں کے رسولوں کو اللہ نے زمین میں پھیلایا ہے پس وہ آدمیوں کے رازوں کا کلام سن کر اپنی قوم کو پہنچاتے ہیں اور ابن حزم نے کہا کہ ان میں بھی پیغمبر ہوئے ہیں اور کہا اس نے کہ نہیں بھیجا گیا طرف جنوں کے کوئی رسول آدمیوں سے مگر ہمارے حضرت ﷺ عام ہونے پیغمبری ان کی کے طرف جنوں اور انسانوں کے ساتھ اتفاق کے ابن تیمیہ نے کہا کہ اتفاق کیا ہے اس پر علماء سلف نے اصحاب اور تابعین اور ائمہ مسلمین سے میں کہتا ہوں کہ ایک حدیث میں اس کی تصریح آ چکی ہے کہ ہر پیغمبر اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں جن اور انسان دونوں کی طرف پیغمبر کر کے بھیجا گیا ہوں اور جب ثابت ہوا کہ وہ مکلّف ہیں تو وہ مکلّف ہیں ساتھ توحید کے اور ارکان اسلام کے اور اس کے اور فروع میں اختلاف ہے واسطے اس چیز کے کہ ثابت ہو چکی ہے نہی روث اور ہڈی سے اور یہ کہ وہ جنوں کا توشہ اور کھانا ہیں پس دلالت کی اس نے کہ جنوں کو لید کا کھانا جائز ہے اور یہ آدمیوں پر حرام ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ کھاتے پیتے نکاح کرتے ہیں یا نہیں سو بعض کہتے ہیں کہ ہاں اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں پھر اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ کھانا پینا ان کا سونگھنا اور ہوا لینا ہے نہ چبانا اور نہ نگلنا اور یہ مردود ہے ساتھ اس حدیث کے حضرت ﷺ بیٹھے تھے کہ ایک مرد کھاتا تھا اور اس نے بسم اللہ نہیں کہی تھی پھر آخر میں بسم اللہ کہی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان ہمیشہ اس کے ساتھ کھاتا پیتا رہا پھر جب اس نے بسم اللہ کہی تو شیطان نے قے کر ڈالی اور ایک روایت میں ہے کہ جن تین قسم ہیں ایک قسم تو وہ ہے کہ جن کے پر ہیں جو ہوا میں اڑتے ہیں اور قسم سانپ اور بچھو ہیں اور ایک قسم ہیں کہ اترتے ہیں اور سفر کرتے ہیں اور یزید تابعی سے روایت ہے کہ کوئی گھر والے نہیں مگر کہ ان کے گھر کی چھت میں جن رہتے ہیں اور جب گھر والے کھانا کھاتے ہیں تو وہ بھی ان کے ساتھ

کھاتے ہیں اور جو کہتا ہے کہ جن آپس میں نکاح کرتے ہیں اس کی دلیل یہ آیت ہے ﴿لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان﴾ اور جو اس کا منکر ہے وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جن آگ سے پیدا ہوئے ہیں اور آگ میں خشکی اور خفت ہے جو اولاد پیدا ہونے کو منع کرتی ہے اور جواب یہ ہے کہ ان کی اصل آگ سے ہے جیسے کہ اصل آدمی کی مٹی سے ہے اور جس طرح کہ آدمی درحقیقت مٹی نہیں اسی طرح جن بھی درحقیقت آگ نہیں اور ساتھ اس کے دفع ہوگا اعتراض اس کا جو کہتا ہے کہ آگ آگ کو کس طرح جلا سکتی ہے اور یہ جو امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ ثواب ان کا اور عذاب ان کا تو جو لوگ ان کے واسطے تکلیف ثابت کرتے ہیں وہ نہیں مختلف ہیں اس میں کہ وہ عذاب کیے جاتے ہیں گناہوں پر اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا ان کو ثواب بھی ملتا ہے پس ابوالزناد سے موقوف روایت ہے کہ جب بہشتی بہشت میں داخل ہوں گے اور دوزخی دوزخ میں تو کہے گا اللہ واسطے ایماندار جنوں کے اور تمام مخلوقات کے یعنی جو آدمیوں کے سوا ہیں کہ ہو جاؤ مٹی پس اس وقت کافر کہے گا کہ کاش کہ میں مٹی ہوتا اور ابوحنیفہ سے اس طرح مروی ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ وہ ثواب دیے جاتے ہیں بندگی پر اور یہی قول ہے تینوں اماموں اور اوزاعی اور ابو یوسف اور محمد بن حسن وغیرہم کا پھر اختلاف ہے کہ کیا آدمیوں کے داخل ہونے کی جگہ میں داخل ہوں گے اس میں چار قول ایک یہ کہ ہاں اور یہ قول اکثر کا ہے دوم یہ کہ بعض جنت میں داخل ہوں گے اور یہ منقول ہے ایک جماعت اور مالک سے سوم یہ کہ وہ اصحاب اعراف ہیں چہارم توقف ہے جواب سے بیچ اس کے اور ابن لیلیٰ سے روایت ہے کہ ان کے واسطے اس میں ثواب ہے پس پایا ہم نے مصداق اس کا قرآن میں ﴿ولکل درجات مما عملوا﴾ میں کہتا ہوں اور اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس کے ساتھ وارد کرنے اس آیت کے ﴿یا معشر الجن الم یاتکم رسل منکم﴾ پس تحقیق قول اللہ تعالیٰ کا متصل ہے اس آیت کے جو بعد اس کے ہے اور نیز استدلال کیا ہے ساتھ اس آیت کے ابن حکم نے اور استدلال کیا ہے واسطے اس کے ابن وہب نے ساتھ اس آیت کے ﴿اُولئك الذین حق علیھم القول فی امم قد خلت من قبلھم من الجن والانس﴾ اور مغیث تابعی سے روایت ہے کہ کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ وہ دوزخ کی آواز سنتی ہے مگر جن اور آدمی اور مالک سے روایت ہے کہ جنوں کے واسطے ثواب ہے اور ان پر عذاب ہے اور استدلال کیا ہے اس نے اس پر ساتھ اس آیت کے ﴿ولمن خاف مقام ربه جنتان﴾ پھر فرمایا کہ ﴿فبای الاء ربکما تکذبان﴾ اور یہ خطاب ہے واسطے آدمیوں اور جنوں کے پس ثابت ہوا کہ جنوں میں ایماندار بھی ہیں اور ایماندار کی شان یہ ہے کہ اپنے رب کے مقام سے ڈرے تو ثابت ہوا مطلوب۔ (فتح)

﴿بَخْسًا﴾ نَقْصًا ۔ بخسا کے معنی نقص ہیں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فمن یومن بربه فلا یخاف بخسا ولا رھقا﴾ فراء نے کہا کہ بخس کے معنی نقص ہیں اور رہق کے معنی ظلم ہیں اور مفہوم آیت کا یہ ہے کہ جو کافر ہو پس وہ ڈرتا ہے پس دلالت کی اس نے اوپر

ثابت ہونے تکلیف ان کی کے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَجَعَلُوْا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا﴾ قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللهِ وَأُمَّهَاتُهُنَّ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ قَالَ اللهُ ﴿وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ﴾ سَتُحْضَرُ لِلْحِسَابِ ﴿جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ﴾ عِنْدَ الْحِسَابِ.

اور کہا مجاہد نے کہ ٹھہرایا ہے انہوں نے اللہ میں اور جنوں میں ناتا کفار قریش نے کہا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کی مائیں سردار جنوں کی بیٹیاں ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جنوں کو معلوم ہے کہ وہ البتہ حاضر کیے گئے ہیں نزدیک حساب کے۔

فائدہ: اور یہ کلام اخیر بھی متعلق ہے ساتھ ترجمہ کے۔

۳۰۵۳ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ إِنِّيْ أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِيْ غَنَمِكَ وَبَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ بِالصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَآءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا إِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۰۵۳۔ عبداللہ سے روایت ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو بکریوں اور جنگل کو دوست رکھتا ہے یعنی تو تنہا جنگل میں بکریوں کو چرایا کرتا ہے سو جب تو اپنی بکریوں کو اور جنگل میں ہوا کرے اور نماز کی اذان کہا کرے تو اذان کے ساتھ اپنی آواز بلند کیا کر یعنی خوب زور سے اذان کہا کر پس تحقیق شان یہ ہے کہ یہاں تک کہ مؤذن کی آواز پہنچتی ہے وہاں تک جو جن اور آدمی اور کوئی چیز سنے گا وہ اذان دینے والے کے واسطے قیامت میں گواہی دے گا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اذان میں گزر چکی اور غرض اس کی اس جگہ یہ ہے کہ وہ دلالت کرتی ہے قیامت کے دن جن جمع کیے جائیں گے۔

بَابُ قَوْلِهِ جَلَّ وَعَزَّ ﴿وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ إِلٰى قَوْلِهِ أُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ﴾ ﴿مَصْرِفًا﴾ مَعْدِلًا.

باب ہے اس آیت کے بیان میں جبکہ متوجہ کیا ہم نے طرف تیری ایک گروہ جنوں کا ضلال مبین تک ان کی تعیین اور ان کے شہر کی تعیین آئندہ آئے گی مصرفا معدلا یعنی مصرفا کے معنی ہیں جگہ پھرنے کی۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ولم یجدوا عنھا مصرفا۔

﴿ صَرَفْنَا ﴾ أَیْ وَجَّهْنَا. — صرفنا کے معنی ہیں متوجہ کرنے کے ہیں

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں کوئی حدیث بیان نہیں کی اور لائق ساتھ اس کے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو نماز کے بیان میں گزر چکی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عکاظ کی طرف گئے اور جنوں نے آپ کی قرأت سنی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ﴾ — باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ بکھیرے اس میں ہر قسم کے جانور

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ فرشتوں اور جنوں کی پیدائش حیوان پر مقدم ہے یا یہ کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش پر سب چیز کی پیدائش مقدم ہے اور دابہ لغت میں ہر ہلنے والی چیز کو کہتے ہیں اور عرف میں چوپائے کو کہتے ہیں اور مسلم میں ہے کہ چوپایوں کی پیدائش بدھ کے دن تھی اور یہ دلالت کرتی ہے کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہے۔(فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الثُّعْبَانُ الْحَيَّةُ الذَّكَرُ مِنْهَا يُقَالُ الْحَيَّاتُ أَجْنَاسٌ الْجَانُّ وَالْأَفَاعِيْ وَالْأَسَاوِدُ. — اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ثعبان نر سانپ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سانپ کئی قسم ہیں جان اور افاعی اور اساود۔

فائدہ: میں کہتا ہوں کہ یہ قول ابوعبیدہ کا ہے بیچ تفسیر اس آیت کی کانھا جان اور آیت حیۃ تسعٰی میں تو یہ اس بنا پر ہے کہ وہ ایک چیز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عصا اول حال میں جان تھا اور وہ چھوٹا سانپ ہے پھر ہوا ثعبان پس اس وقت ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے عصا اور بعض کہتے ہیں کہ مختلف ہوئی وصف اس کی ساتھ مختلف ہونے حالات اس کے کے پس تھا مانند حیہ کے دوڑنے میں اور مانند جان کی اپنی حرکت میں اور مانند ثعبان کے نگل لینے میں اور افاعی وہ سانپ ہے اور نر کو افعوان کہتے ہیں اور اس کی کنیت ابو یحییٰ ہے اس واسطے کہ وہ ہزار برس جیتا ہے اور وہ آدمی پر کود پڑتا ہے اور افعی کی صفت یہ ہے کہ اگر اس کی آنکھ پھوڑی جائے تو پھر درست ہو جاتی ہے اور اسود اس سانپ کو کہتے ہیں جس میں سیاہی ہو اور وہ سب سانپوں میں خبیث تر ہے۔(فتح)

﴿آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا﴾ فِيْ مِلْكِهٖ وَسُلْطَانِهٖ يُقَالُ ﴿صَآفَّاتٍ﴾ بُسُطٌ أَجْنِحَتَهُنَّ ﴿يَقْبِضْنَ﴾ يَضْرِبْنَ بِأَجْنِحَتِهِنَّ. — مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿مَا مِنْ دَآبَّةٍ إِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا﴾ یعنی نہیں کوئی جانور مگر کہ اللہ اس کی پیشانی کو پکڑے ہوئے ہے یعنی اس کے ملک اور قدرت میں ہے اور صافات کے معنی ہیں فراخ کرنے والے پر اپنے یعنی کھولنے والے یعنی یقبضن کے معنی ہیں کہ

اپنے پر مارتے ہیں بند کرتے ہیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے اولم یروا الی الطیر فوقھم صافات ویقبضن۔

۳۰۵۴ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا انه سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنبَرِ يَقُوْلُ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَاقْتُلُوْا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَبَيْنَا أَنَا أُطَارِدُ حَيَّةً لِأَقْتُلَهَا فَنَادَانِي أَبُوْ لُبَابَةَ لَا تَقْتُلْهَا فَقُلْتُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ قَالَ إِنَّهُ نَهَى بَعْدَ ذٰلِكَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوْتِ وَهِيَ الْعَوَامِرُ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فَرَآنِي أَبُوْ لُبَابَةَ أَوْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ وَتَابَعَهُ يُوْنُسُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَإِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ وَالزُّبَيْدِيُّ وَقَالَ صَالِحٌ وَّابْنُ أَبِي حَفْصَةَ وَابْنُ مُجَمِّعٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَآنِي أَبُوْ لُبَابَةَ وَزَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ.

۳۰۵۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا ہے کہ منبر پر خطبہ پڑھتے تھے تم مار ڈالو سانپوں کو مار ڈالو دو لکیروں والے سانپ کو اور دم بریدہ سانپ کو کہ وہ دونوں آنکھ پھوڑ ڈالتے ہیں اور حاملہ عورتوں کے پیٹ گرا دیتے ہیں عبداللہ نے کہا سو جس حالت میں کہ میں ایک سانپ پر حملہ کرتا تھا تا کہ اس کو مار ڈالوں ابولبابہ نے مجھ کو پکارا کہ اس کو مت مار تو میں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے سانپوں کے مارنے کا حکم کیا ہے تو ابولبابہ نے کہا منع فرمایا ہے آپ ﷺ نے بعد اس کے ان سانپوں کے مارنے سے جو گھروں میں رہتے ہیں اور وہ جن ہین جو ہمیشہ لوگوں کے گھروں میں رہتے ہیں۔

فائدہ: ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سب گھروں کا یہی حکم ہے اور مالک سے روایت ہے کہ یہ حکم مدینے کے گھروں کے ساتھ خاص ہے اور بعض کہتے ہیں کہ شہروں کے گھروں کے ساتھ خاص ہے اور ہر قول پر پس قتل کیا جائے جنگلوں اور میدانوں میں بغیر انذار کے اور ابن مبارک سے روایت ہے کہ عوامر سانپ ہے جو چلتے وقت اپنے بدن کو نہیں لپیٹتا اور ایک روایت میں ہے کہ ان گھروں میں عوامر رہتے ہیں سو جب تم کسی کو ان میں سے دیکھو تو تین بار یا تین دن اس کو اطلاع کرو کہ اگر تو ہمارے پاس ٹھہر گیا یا ہم پر ظاہر ہوگا تو تجھ کو تنگی پہنچے گی اور اس حدیث

میں نہی ہے قتل کرنے سانپوں کی جو گھروں میں رہتے ہیں مگر بعد ڈرانے کے مگر یہ کہ ہو دم بریدہ یا دو لکیر والا پس جائز ہے قتل کرنا اس کا بغیر انذار کے۔ (فتح)

بَابُ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ.

باب ہے اس بیان میں کہ مسلمانوں کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پھرے چرانے کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر۔

فائدہ: اکثر روایتوں میں جہاں باب نہیں اور یہی لائق اس واسطے کہ نہیں ہے حدیثوں میں وہ چیز کہ متعلق ہو ساتھ بکریوں کے مگر حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی۔

٣٠٥٥ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ.

٣٠٥٥۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ہے کہ مسلمانوں کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پھرے گا چرانے کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور پانی برسنے کے مقام پر اپنا دین لے کر بھاگے گا فساد کے سبب سے۔

٣٠٥٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ وَالْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ.

٣٠٥٦۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چوٹی کفر کی مشرق کی طرف ہے اور بڑائی مارنا اور گھمنڈ کرنا گھوڑے اور اونٹ والوں میں ہے اور شور کرنے والوں میں جو اونٹ والے ہیں اور بھلے مانسی اور خوش تن داری بکری والوں میں ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ چوٹی کفر کی مشرق کی طرف ہے تو یہ اشارہ ہے طرف شدت کفر مجوس کے اس واسطے کہ فارسیوں کی سلطنت مدینے سے مشرق کی طرف تھی اور تھے وہ نہایت قوت میں اور تکبر میں یہاں تک کہ ان کے بادشاہ نے حضرت ﷺ کا خط پھاڑ ڈالا اور اسی طرح بدستور رہے فتنے مشرق کی طرف سے كما سياتي بيانه في الفتن اور

سوائے اس کے نہیں کہ خاص کیے گئے بکریوں والے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ اکثر اوقات کم ہوتے ہیں اونٹ والوں سے وسعت اور کثرت میں اور یہ دونوں سبب فخر اور تکبر کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اہل غنم سے یمن والے ہیں کہ اکثر ان کے مویشی ان کی بکریاں ہیں بخلاف ربیعہ اور مضر کے کہ وہ اونٹ والے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ بکریوں میں برکت ہے اور خطابی نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ مذمت کی حضرت ﷺ نے ان کے واسطے اعراض کرنے ان کی کے ساتھ معالجے اس چیز کے کہ وہ بیچ اس کے ہیں اپنے دین کے کاموں سے اور یہ پہنچاتا ہے طرف سختی دل کے۔ (فتح)

٣٠٥٧ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ أَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ الْإِيْمَانُ يَمَانٍ هَا هُنَا أَلَا إِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ عِنْدَ أُصُوْلِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ.

٣٠٥٧ ۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کیا سو فرمایا کہ عمدہ ایمان یمن کا ہے اس جگہ یعنی ادھر ہے خبردار ہو! البتہ اکڑ پن اور دلوں کی سختی ان لوگوں میں ہے جو چلایا کرتے ہیں اونٹوں کے دُموں کی جڑ کے پاس جدھر سے شیطان کے دو سینگ نکلتے ہیں یعنی اس کے سر کی لوں طرفین قوم ربیعہ اور مضر ہیں۔

فائدہ: اس میں تعقب ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مراد ساتھ یمن کے انصار ہیں اس واسطے کہ اصل ان کی اہل یمن میں سے ہے اس واسطے کہ بیچ اشارہ کرنے آپ کے طرف یمن کے وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے کہ مراد ساتھ اس کے اہل اس کے ہیں جو اس وقت موجود ہیں نہ وہ لوگ جن کی اصل وہاں سے ہے اور سبب ثنا کا اہل یمن پر جلدی کرنا ان کا ہے طرف ایمان کے اور قبول کرنا ان کا اس کو اور پہلے گزر چکا ہے قبول کرنا ان کا بشارت کو جبکہ نہ قبول کیا اس کو بنی تمیم نے۔ (فتح)

٣٠٥٨ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَّإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا ۔

٣٠٥٨ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مرغ کی بانگ سنو تو اللہ سے اس کا فضل کرم مانگو اس واسطے کہ اس نے فرشتے کو دیکھا ہے۔ اور جب تم گدھے کے ہنہنانے کی آواز سنو تو اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو کہ بے شک اس نے شیطان کو دیکھا ہے۔

بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا.

فائدہ: مرغ کو رات کے وقت کی معرفت میں ایسی خصوصیت ہے کہ اس کے سوا اور کسی کو نہیں اس واسطے کہ وہ اپنی آواز کو بانٹتا ہی نہیں قریب ہے کہ اس میں خطا کرے برابر ہے کہ رات دراز ہو یا کم اور یہ جو کہا کہ اس نے فرشتے کو دیکھا ہے تو عیاض نے کہا کہ شاید سبب اس میں امید ہے اس کی کہ فرشتے اس کی دعا پر امین کہیں اور اس کے اخلاص کی گواہی دیں اور پکڑا جاتا ہے اس سے استحباب دعاء کا وقت حاضر ہونے نیکو کاروں کے واسطے تبرک کے ساتھ ان کے اور ایک روایت میں ہے کہ مرغ کو برا نہ کہو کہ وہ نماز کی طرف بلاتا ہے یعنی طلوع فجر کے وقت بانگ دیتا ہے نہ یہ کہ حقیقتاً لوگوں کو کہتا ہے کہ نماز کا وقت ہوا اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جس چیز سے خیر حاصل ہو اس چیز کو برا کہنا لائق نہیں اور نہ اہانت کرنا اور یہ جو فرمایا کہ شیطان سے پناہ مانگو تو یہ واسطے خوف بدی شیطان کے ہے اور بدی وسوسہ اس کے کی پس پناہ پکڑے طرف اللہ کے بیچ دفع کرنے اس کے کی اور داؤدی نے کہا کہ مرغ سے پانچ خصلتیں سیکھی جاتیں ہیں خوش آوازی اور قیام سحر میں اور غیرت اور سخاوت اور کثرت جماع کی۔ (فتح)

۳۰۵۹ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا قَالَ وَأَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ نَحْوَ مَا أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ وَلَمْ يَذْكُرْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ.

۳۰۵۹ ۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب اول شب ہو تو تم بند رکھو اپنے لڑکوں کو اس واسطے کہ اس میں جن پھیلتے ہیں پھر جب رات سے ایک ساعت گزر جائے تو ان کو چھوڑ دو اور بند کرو اپنے دروازوں کو اور نام لو اللہ کا اس واسطے کہ شیطان نہیں کھولتا دروازہ بند کیا ہوا۔

۳۰۶۰ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

۳۰۶۰ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ مسخ ہو گیا نہیں معلوم کون سی صورت ہو گئی اور بیشک چوہے کے سوائے کوئی میرے خیال

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا يُدْرٰى مَا فَعَلَتْ وَإِنِّي لَا أُرَاهَا إِلَّا الْفَارَ إِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الْإِبِلِ لَمْ تَشْرَبْ وَإِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الشَّاءِ شَرِبَتْ فَحَدَّثْتُ كَعْبًا فَقَالَ أَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لِيْ مِرَارًا فَقُلْتُ أَفَأَقْرَأُ التَّوْرَاةَ.

میں نہیں آتا جب چوہے کے آگے اونٹ کا دودھ رکھا جائے تو نہ پیئے اور جب بکریوں کا دودھ رکھا جائے تو پی جائے یعنی بنی اسرائیل اونٹ کا دودھ نہ پیتے تھے اور اس واسطے فرمایا کہ وہ لوگ چوہے کی صورت پر مسخ ہو گئے اس واسطے کہ چوہا بھی اونٹ کا دودھ نہیں پیتا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ حدیث کعب سے بیان کی تو اس نے کہا کہ تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے میں نے کہا ہاں سو کعب نے مجھ کو کئی بار یہ بات کہی تو میں نے کہا کہ کیا میں توریت پڑھتا ہوں کہ تو قبول نہیں کرتا۔

فائدہ: یہ استفہام انکاری ہے یعنی میں اہل کتاب سے نہیں لیتا اس سے معلوم ہوا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ سے کچھ نہ سیکھتے تھے اور یہ کہ جو ایسا صحابی ہو اگر وہ کسی امر کی خبر دے کہ اس میں رائے اور اجتہاد کو دخل نہ ہو تو اس حدیث کے واسطے رفع کا حکم ہوتا ہے اور کعب نے جو ابو ہریرہ کے جواب میں سکوت کیا تو اس میں دلالت ہے اوپر ورع اس کی کے اور شاید ان کو ابن مسعود کی حدیث نہیں پہنچی کہا اس نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بندر او سور کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ جو قومیں مسخ ہو گئیں تھی ان کی نسل باقی نہیں رہی اور بندر اور سور اس سے پہلے تھے اور اسی پر محمول ہوگی حدیث باب کی کہ میں چوہا گمان کرتا ہوں اور شاید پہلے گمان کیا ہوگا پھر بتلایا کہ وہ نہیں۔ (فتح)

۳۰۶۱ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْوَزَغِ الْفُوَيْسِقُ وَلَمْ أَسْمَعْهُ أَمَرَ بِقَتْلِهِ وَزَعَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِهِ.

۳۰۶۱ ـ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نے نام رکھا گرگٹ کا فویسق یعنی چھوٹا سا فاسق اور میں نے آپ سے نہیں سنا کہ اس کے مار ڈالنے کا حکم کیا ہو اور سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مار ڈالنے کا حکم کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو زمین کے تمام جانور اس کو بجھاتے تھے مگر گرگٹ اس کو پھونکتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مارنے کا حکم کیا اور جو صحیح میں ہے وہ اصح تر ہے۔ (فتح)

٣٠٦٢ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أُمَّ شَرِيْكٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا بِقَتْلِ الْأَوْزَاغِ.

۳۰۶۲ ۔ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حکم کیا اس کو حضرت ﷺ نے ساتھ مار ڈالنے گرگٹ کے۔

٣٠٦٣ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوْا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ فَإِنَّهُ يَلْتَمِسُ الْبَصَرَ وَيُصِيْبُ الْحَبَلَ تَابَعَهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَبَا أُسَامَةَ.

۳۰۶۳ ۔عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مار ڈالو دو لکیر والے سانپ کو کہ وہ آنکھ کو اندھا کر دیتا ہے اور حمل کو گرا دیتا ہے۔

٣٠٦٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْأَبْتَرِ وَقَالَ إِنَّهُ يُصِيْبُ الْبَصَرَ وَيُذْهِبُ الْحَبَلَ.

۳۰۶۴ ۔عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ ساتھ مار ڈالنے دم بریدہ سانپ کے اور فرمایا کہ وہ آنکھ کو اندھا کر دیتا ہے اور حمل کو گرا دیتا ہے۔

٣٠٦٥ ـ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ أَبِيْ يُوْنُسَ الْقُشَيْرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ ثُمَّ نَهٰى قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدَمَ حَائِطًا لَّهُ فَوَجَدَ فِيْهِ سِلْخَ حَيَّةٍ فَقَالَ انْظُرُوْا أَيْنَ هُوَ فَنَظَرُوْا فَقَالَ اقْتُلُوْهُ فَكُنْتُ أَقْتُلُهَا لِذٰلِكَ فَلَقِيْتُ أَبَا لُبَابَةَ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْتُلُوا الْجِنَّانَ إِلَّا كُلَّ أَبْتَرَ ذِيْ طُفْيَتَيْنِ فَإِنَّهُ يُسْقِطُ الْوَلَدَ وَيُذْهِبُ الْبَصَرَ فَاقْتُلُوْهُ.

۳۰۶۵ ۔ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر مار ڈالتے سانپوں کو پھر ان کے مارنے سے منع کیا کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنی ایک دیوار گرائی سو اس میں سانپ کی کھال پائی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو کہ وہ کہاں ہے تو لوگوں نے دیکھا سو فرمایا کہ اس کو مار ڈالو سو میں اس کو اس حدیث کے واسطے مار ڈالا کرتا تھا پھر میں ابولبابہ سے ملا تو اس نے مجھ کو خبر دی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ مارو سانپوں کو مگر ہر دم بریدہ اور دو لکیر والے کو اس واسطے کہ وہ حمل کو گرا دیتا ہے اور آنکھ کو اندھا کر دیتا ہے سو اس کو مار ڈالو۔

٣٠٦٦ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ فَحَدَّثَهُ أَبُو لُبَابَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُيُوتِ فَأَمْسَكَ عَنْهَا.

۳۰۶۶ ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے وہ قتل کرتے سانپوں کو پھر حدیث بیان کی ان سے ابولبابہ نے کہ منع فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مار ڈالنے سانپوں گھروں کے سے تو ابن عمران کے مارنے سے باز رہے۔

بَابُ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ.

باب ہے کہ پانچ جانور موذی اور بدذات ہیں مار ڈالے جائیں حرم میں

٣٠٦٧ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْفَأْرَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْحُدَيَّا وَالْغُرَابُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ.

۳۰۶۷ ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ موذی اور بدذات جانور ہیں مار ڈالے جائیں حرم میں چوہا اور بچھو اور چیل اور کوا اور کتا کاٹنے والا۔

٣٠٦٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ الْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ.

۳۰۶۸ ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ جانور ہیں جو ان کو احرام کی حالت میں مار ڈالے اس پر گناہ نہیں بچھو اور چوہا اور کتا کاٹنے والا اور کوا اور چیل۔

٣٠٦٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ كَثِيرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَفَعَهُ قَالَ خَمِّرُوا الْآنِيَةَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ وَأَجِيفُوا الْأَبْوَابَ وَاكْفِتُوا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ الْعِشَاءِ فَإِنَّ لِلْجِنِّ

۳۰۶۹ ۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ڈھانکو برتنوں کو اور منہ باندھو مشکوں کا اور بند کرو دروازوں کو اور بند کرو اپنے لڑکوں کو نزدیک شام کے اس لیے کہ جنوں کے واسطے پھیلنا اور اچک لینا ہے اور بجھا دو چراغوں کو وقت سونے کے اس واسطے کہ

انْتِشَارًا وَّخَطْفَةً وَّأَطْفِئُوا الْمَصَابِيْحَ عِنْدَ الرُّقَادِ فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا اجْتَرَّتِ الْفَتِيْلَةَ فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَّحَبِيْبٌ عَنْ عَطَآءٍ فَإِنَّ لِلشَّيَاطِيْنِ.

تحقیق چوہا اکثر بعض وقت کھینچ لے جاتا ہے بتی کو پس جلا دیتا ہے گھر کے لوگوں کو۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ چھوڑو آگ کو اپنے گھروں میں وقت سونے کے نووی نے کہا کہ یہ عام ہے داخل ہوتی ہے اس میں آگ چراغ وغیرہ کی اور اوپر قندیل لٹکتی ہوئی پس اگر اس کے سبب سے جلنے کا خوف ہو تو وہ بھی اس حکم میں داخل ہے اور اگر امن حاصل ہو جیسا کہ غالب ہے تو نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے واسطے منتفی ہونے علت کے اور قرطبی نے کہا کہ سب امر اس باب کے باب ارشاد سے ہیں طرف مصلحت کے اور احتمال ہے کہ استحباب کے واسطے ہوں خاص کر اس کے حق میں جو اس کو امتثال امر کی نیت سے کرے اور ابن عربی نے کہا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ امر ساتھ بند کرنے دروازوں کے عام ہے سب وقتوں میں اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ وہ مقید ہے ساتھ رات کے اس واسطے کہ دن غالب محل جاگنے کا ہے برخلاف رات کے اور اصل ان تمام میں رجوع کرتا ہے طرف شیطان کے پس تحقیق وہی ہے کہ ہانکتا ہے چوہے کو طرف جلانے گھر کے۔ (فتح)

۳۰۷۰ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَارٍ فَنَزَلَتْ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا فَإِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ إِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ مِّنْ جُحْرِهَا فَابْتَدَرْنَاهَا لِنَقْتُلَهَا فَسَبَقَتْنَا فَدَخَلَتْ جُحْرَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيْتُمْ شَرَّهَا وَعَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهٗ قَالَ وَإِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ رَطْبَةً وَّتَابَعَهٗ أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ وَقَالَ حَفْصٌ وَّأَبُوْ مُعَاوِيَةَ

۳۰۷۰ ۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھے تو سورۃ والمرسلات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری اور البتہ ہم اس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ سے سیکھتے تھے تو ناگہاں ایک سانپ اپنے بل سے نکلا تو ہم نے اس پر حملہ کیا تا کہ اس کو مار ڈالیں تو وہ اپنی بل میں گھس گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہارے شر سے بچ گیا جیسے تم اس کی شر سے بچے اور دوسری روایت میں ہے کہ البتہ ہم نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے لیا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر تھی یعنی پہلے اس سے کہ خشک ہو زبان آپ کی اس کی تلاوت سے۔

وَسُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ.

فائدہ: اس حدیث سے جواز قتل کرنا سانپ کا ہے حرم مکہ میں اور جواز قتل کرنا اس کا اس کے بل میں ہے اور یہ جو کہا کہ وہ تمہاری بدی سے بچ گیا تو مراد بدی سے مارڈالنا اس کا ہے اور وہ بدی ہے بہ نسبت اس کے اگر چہ خیر ہے بہ نسبت ان کے۔(فتح)

۳۰۷۱ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ قَالَ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۳۰۷۱۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داخل ہوئی دوزخ میں ایک عورت بلی کے مقدمے میں کہ اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا نہ اس کو کھلایا اور نہ اس کو چھوڑا کہ زمین کے جانور کھاتی۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کو بلی کے سبب سے عذاب ہوا کہ اس نے اس کو باندھ کر بھوک سے مارڈالا اور احتمال ہے کہ عورت کافرہ ہو پس حقیقتاً اس کو آگ کے ساتھ عذاب ہوا ہوا اور نووی نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ عورت مسلمان تھی اور صرف اس گناہ کے سبب سے اس کو آگ میں عذاب ہوا اور اس میں جواز رکھنا بلی کا ہے اور باندھ رکھنا اس کا جبکہ اس کو کھلائے پلائے اور اس میں وجود نفقہ حیوان کا ہے اپنے مالک پر۔(فتح)

۳۰۷۲ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَأَمَرَ بِجَهَازِهِ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا ثُمَّ أَمَرَ بِبَيْتِهَا فَأُحْرِقَ بِالنَّارِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ

۳۰۷۲۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک پیغمبر یعنی موسیٰ علیہ السلام ایک درخت کے نیچے اترے تو ایک چیونٹی نے ان کو کاٹا تو انہوں نے اپنے اسباب کے نکالنے کا حکم کیا سو وہ درخت کے تلے سے نکالا گیا پھر انہوں نے حکم کیا تو چیونٹیوں کا مکان جلایا دیا گیا سو اللہ تعالیٰ نے اس پیغمبر کی طرف وحی کی کہ تو نے ایک چیونٹی کو کیوں نہ جلایا۔

فَهَلَّا نَمْلَةً وَّاحِدَةً.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جانور کو آگ سے جلا دینا درست ہے لیکن ہماری شرع میں جانور کو آگ سے جلانا درست نہیں اور عیاض نے کہا کہ اس حدیث میں دلالت ہے اوپر جائز ہونے قتل ہر موذی کے اور کہا جاتا ہے کہ اس قصے کے واسطے ایک سبب ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک پیغمبر ایک گاؤں پر گزرا جس کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے گناہ کے سبب سے ہلاک کر ڈالا تھا تو اس پیغمبر نے متعجب ہو کر کہا کہ الٰہی ان میں لڑکے اور چوپائے اور بے گناہ بھی تھے پھر وہ ایک درخت کے تلے اترا تو اس کے ساتھ یہ معاملہ واقع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو خبردار کر دیا کہ جنس موذی کی قتل کی جائے اگرچہ نہ ایذا دے اور قتل کیا جائے اولاد اس کی اگرچہ نہ پہنچے ایذا کو اور یہی ظاہر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تو نے مخلوقات کے ایک گروہ کو جلا دیا جو تسبیح کہتا تھا اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ حیوان حقیقۃ اللہ کی تسبیح کہتا ہے اور ممکن ہے کہ مجاز پر محمول ہو ساتھ اس کے کہ ہو سبب واسطے تسبیح کے اور چیونٹی اعظم ہے سب جانوروں سے رزق کے حیلے میں اور اس کے عجیب امر سے ایک یہ بات ہے کہ جب وہ کچھ چیز پاتی ہے تو باقیوں کو خبر کر دیتی ہے اگرچہ تھوڑی ہو اور گرمی کے موسم میں جاڑے کا خرچ جمع کر لیتی ہے اور جب اس کے سڑ جانے کا خوف ہو تو اس کو نکال کر زمین کے منہ پر ڈال دیتی ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ فَإِنَّ فِيْ إِحْدٰى جَنَاحَيْهِ دَآءً وَّفِي الْأُخْرٰى شِفَآءً.

باب ہے کہ جب تمہارے پانی میں مکھی گر پڑے تو چاہیے کہ اس کو ڈبو دے اس واسطے کہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور ایک میں شفا ہے۔

٣٠٧٣ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُتْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ حُنَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ فَإِنَّ فِيْ إِحْدٰى جَنَاحَيْهِ دَآءً وَّالْأُخْرٰى شِفَآءً.

٣٠٧٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارے پانی میں مکھی گر پڑے تو چاہیے کہ اس کو ڈبو دے پھر اس کو نکال ڈالے اس واسطے کہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور ایک میں شفا ہے۔

٣٠٧٤ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ

٣٠٧٤ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مغفرت ہوگئی ایک حرام کار عورت کی کہ ایک کتے پر

وَابْنِ سِيرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُفِرَ لِامْرَأَةٍ مُوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلٰى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ قَالَ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَأَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَآءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذٰلِكَ.

گزری قریب تھا کہ اس کو پیاس مار ڈالے تو اس نے اپنا موزہ اتارا پھر اس کو اپنی اوڑھنی سے باندھا پھر پانی نکال کر اس کو پلایا تو اس کے گناہ معاف ہو گئے اس کام کے سبب سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

۳۰۷۵ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْتُهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ كَمَا أَنَّكَ هَا هُنَا أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَآئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ.

۳۰۷۵ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحمت کے فرشتے نہیں جاتے اس گھر میں جس گھر میں کتا اور جاندار کی تصویر ہو۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔

۳۰۷٦ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ.

۳۰۷٦ ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ مار ڈالنے کتوں کے۔

فائدہ: اس کی شرح شکار میں آئے گی۔

۳۰۷۷ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَّحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا يَّنْقُصُ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ.

۳۰۷۷ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کتا رکھے گا ہر روز اس کے نیک کام پانچ پانچ جو کے برابر گھٹتے جائیں گے لیکن کھیت اور گائے بیل رکھانے کے لیے کتا رکھنا درست ہے۔

۳۰۷۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ أَبِي زُهَيْرٍ الشَّنَئِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَّا يُغْنِيْ عَنْهُ زَرْعًا وَّلَا ضَرْعًا نَّقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ فَقَالَ السَّائِبُ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيْ وَرَبِّ هٰذِهِ الْقِبْلَةِ.

۳۰۷۸۔ سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو کتا رکھے کہ نہ کھیت بچائے نہ بھیڑ بکری رکھائے تو ہر روز اس کے نیک کام پانچ پانچ جو کے برابر گھٹتے جائیں گے۔

❁......❁......❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ أَحَادِيْثِ الْأَنْبِيَآءِ — کتاب ہے بیان میں احوال پیغمبروں کے

فائدہ: یعنی اس باب میں ان حدیثوں کا ذکر ہے جو پیغمبروں کے حالات میں وارد ہوئی ہیں اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ گنتی پیغمبروں کی ایک لاکھ اور چوبیس ہزار ہے تین سو تیرہ ان میں سے رسول ہیں صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور نبی مشتق ہے نبوت سے اور اس کے معنی بلندی کے ہیں اور نبوت ایک نعمت ہے کہ احسان کرتا ہے ساتھ اس کے اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اور نہیں پہنچتا کوئی ساتھ علم اس کے اور کشف اس کے اور نہیں مستحق ہوتا اس کو ساتھ استعداد ولایت اس کی کے اور اس کے حقیقی معنی شرعا وہ شخص ہے کہ حاصل ہو واسطے اس کے نبوت اور نہیں راجع ہے وہ طرف جسم نبی کے اور نہ طرف کسی عرض کے اس کے اعراض سے اور نہ طرف علم اس کے کے کہ میں نبی ہوں بلکہ مرجع طرف اعلام اللہ تعالیٰ کے ہے واسطے اس کے ساتھ اس کے کہ میں نے تجھ کو نبی کیا یا میں نے تجھ کو نبی گردانا بنا بر اس کے پس نہ باطل ہوگی نبوت ساتھ مرنے کے جیسے کہ نہیں باطل ہوتی ساتھ سونے اور غفلت کے۔ (فتح)

بَابُ خَلْقِ اٰدَمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهٖ

باب ہے بیان میں پیدائش آدم علیہ السلام کے اور اولاد اس کی کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں سے کہ میں پیدا کرنے والا ہوں زمین میں ایک نائب۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے جو حدیثیں اس باب میں بیان کی ہیں ان کے سوا اور بھی کئی حدیثیں اس باب میں وارد ہوئی ہیں ایک ان میں سے یہ حدیث ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا آدم کو مٹی سے پھر کیا اس کو گارا پھر اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ جب گارا بودار ہوا تو اس کو پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی پھر اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ جب ہوئی کھنکھناتی مٹی مانند ٹھیکری کے تو شیطان اس پر گزرا تو کہنے لگا البتہ تو ایک بڑے کام کے لیے پیدا ہوا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنی روح پھونکی اور پہلے پہلے جان اس کی آنکھ اور ناک میں جاری ہوئی تو چھینکا تو اور کہا الحمد للہ تو اللہ تعالیٰ نے کہا یرحمك ربك اور ایک یہ حدیث ہے کہ بیشک

پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹی سے کہ قبض کیا اس کو تمام زمین پس پیدا ہوئے آدمی اوپر قدر زمین کے روایت کیا ہے ان دونوں حدیثوں کو ترمذی وغیرہ نے اور صحیح کہا ہے ان کو ابن حبان نے اور ایک روایت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو چھوڑا اس کو جب تک کہ چاہا سو شیطان اس کے گرد گھومنے لگا سو اس نے اس کو خالی پیٹ دیکھا تو معلوم کیا کہ یہ اپنے آپ کو روک نہ سکے گا۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةً

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں زمین میں پیدا کرنے والا ہوں ایک نائب۔

فائدہ: مراد خلیفہ سے آدم علیہ السلام ہے اور زمین سے مکہ مراد ہے۔

﴿صَلْصَالٍ﴾ طِيْنٌ خُلِطَ بِرَمْلٍ فَصَلْصَلَ كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ

صَلْصَالٍ کے معنی ہیں گارا ملایا گیا ہے ساتھ ریت کے پس آواز کرتا ہے یعنی ساتھ ہاتھ مارنے کے جیسے کہ آواز کرتی ہے ٹھیکری۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے وخلق الانسان من صلصال كالفخار۔

وَيُقَالُ مُنْتِنٌ يُرِيْدُوْنَ بِهٖ صَلَّ كَمَا يُقَالُ صَرَّ الْبَابُ وَصَرْصَرَ عِنْدَ الْإِغْلَاقِ مِثْلُ كَبْكَبْتُهٗ يَعْنِيْ كَبَبْتُهٗ ﴿فَمَرَّتْ بِهٖ﴾ اسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَأَتَمَّتْهُ.

اور بعض کہتے ہیں کہ صلصال کے معنی بودار ہیں مراد ان یہ ہے کہ اصل صلصال کا صل ہے ساتھ معنی بودار کے جیسے کہ کہتے ہیں کہ صرصر سے ہے یعنی آواز کیا دروازے نے وقت بند کرنے کے کبکبہ ہے اصل میں۔ فَمَرَّتْ بِهٖ کے معنی ہیں کہ بدستور رہا ساتھ اس کے حمل پس تمام کی اس نے مدت حمل کی۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فلما تغشاها حملت حملا خفيفا فمرت به۔

﴿أَنْ لَّا تَسْجُدَ﴾ أَنْ تَسْجُدَ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَآئِكَةِ إِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةً﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ﴾ إِلَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ.

أَنْ لَّا تَسْجُدَ کے معنی ہیں یہ کہ سجدہ کرے تو یعنی اس میں کلمہ لا زائدہ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ کے معنی ہیں کہ مگر کہ اس پر نگہبان ہے یعنی لَمَّا ساتھ معنی الا کے ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ان كل نفس لما عليها حافظ۔

﴿فِي كَبَدٍ﴾ فِي شِدَّةِ خَلْقٍ

فی کبد کے معنی ہیں شدت میں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے خلقنا الانسان فی کبد۔

وَرِيَاشًا الْمَالُ وَقَالَ غَيْرُهُ الرِّيَاشُ وَالرِّيشُ وَاحِدٌ وَهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ

ریشا کے معنی ہیں مال یعنی یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ ریاش اور ریش کے ایک معنی ہیں اور وہ چیز وہ ہے کہ ظاہر ہو لباس سے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوء تکم وریشا۔

﴿مَا تُمْنُونَ﴾ النُّطْفَةَ فِي أَرْحَامِ النِّسَاءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ﴾ النُّطْفَةَ فِي الْإِحْلِيلِ.

یعنی ماتمنون کے معنی ہیں جو منی ڈالتے ہو تم عورتوں کے رحموں میں یعنی کیا تم ان کو پیدا کرتے ہو یا ہم اور مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ بیشک اللہ اس کے پھر پیدا کرنے پر قادر ہے یعنی اوپر پھر لانے منی کے ذکر میں۔

فائدہ: لیکن مجاہد کی تفسیر پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ باقی آیتیں دلالت کرتی ہیں کہ ضمیر آدمی کی طرف پھرتا ہے اور پھرنا اس کا قیامت کے دن ہے۔

كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ فَهُوَ شَفْعٌ السَّمَاءُ شَفْعٌ وَالْوَتْرُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے پس وہ جوڑا ہے، آسمان جوڑا ہے زمین کا اور طاق ہے اللہ تعالیٰ

فائدہ: جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے پس وہ جوڑا ہے آسمان جوڑا ہے زمین کا اور طاق اللہ ہے۔

﴿فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ فِي أَحْسَنِ خَلْقٍ ﴿أَسْفَلَ سَافِلِينَ﴾ إِلَّا مَنْ آمَنَ

یعنی آیت احسن تقویم کے معنی ہیں بہتر سب مخلوق سے اسفل سافلین الامن امن یعنی پھر پھینک دیا ہم نے اس کو نیچوں نیچ مگر جو ایمان لایا۔

فائدہ: طبری وغیرہ نے مجاہد سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوقات جوڑا جوڑا ہے آسمان اور زمین جنگل اور دریا اور جن اور آدمی اور شمس اور قمر اور مانند اس کے اور طاق صرف اللہ ہے اور ساتھ اس کے دور ہو گا اشکال اس واسطے کہ ظاہر بخاری کے قول پر السماء شفع اعتراض ہوتا ہے کہ آسمان سات ہیں اور سات جوڑا نہیں اور یہ مراد مجاہد کی نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ مراد اس کی یہ ہے کہ ہر چیز کے واسطے دوسری چیز مقابل ہے جو اس کے مقابل ہوتی ہے اور ساتھ اس کے مذکور ہوتی ہے پس وہ بہ نسبت اس کے جفت ہے مانند آسمان اور زمین اور جن اور انس وغیرہ

کے۔(فتح)

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے ﴿ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ﴾.

﴿خُسْرٍ﴾ ضَلَالٍ ثُمَّ اسْتَثْنٰى فَقَالَ اِلَّا مَنْ آمَنَ — خسر کے معنی گمراہی ہے پھر استثنیٰ کیا پس کہا مگر جو ایمان لایا

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ان الانسان لفی خسر۔

﴿لَازِبٍ﴾ لَازِمٍ — لازب کے معنی ہیں لازم

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے انا خلقنا هم من طين لازب۔

نُنْشِئُكُمْ فِيْ اَيِّ خَلْقٍ نَشَآءُ — ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مٹی اور پانی سے پس ہو گیا گارا چمٹنے والا اور اپر تفسیر اس کی ساتھ لازم کے پس گویا وہ بالمعنی ہے یعنی پیدا کرتے ہیں ہم تم کو جس صورت میں کہ چاہیں۔

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے وننشئكم فى مالا تعلمون اور قول اس کا فى اى خلق نشاء تفسیر فى مالا تعلمون کی ہے۔

﴿نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ﴾ نُعَظِّمُكَ وَقَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ ﴿فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ﴾ فَهُوَ قَوْلُهٗ ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا﴾ ﴿فَاَزَلَّهُمَا﴾ فَاسْتَزَلَّهُمَا وَ ﴿يَتَسَنَّهْ﴾ يَتَغَيَّرْ. — نسبح کے معنی ہیں ہم بڑائی بیان کرتے ہیں تیری اور ابو العالیہ نے کہا کہ پس سیکھ لیے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کئی کلمے یعنی وہ قول اس کا ہے ربنا ظلمنا انفسنا الاية یعنی الٰہی ظلم کیا ہے ہم نے اپنی جانوں پر اور کہا ابو عبیدہ نے کہ فازلهما کے معنی ہیں کہ بلایا ان کو طرف ڈگانے کے یتسنه کے معنی متغیر ہونے کے ہیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فانظر الى طعامك وشرابك لم يتسنه یعنی بگڑا نہیں۔

آسِنٌ مُتَغَيِّرٌ — یعنی آسنٌ کے معنی ہیں متغیر

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے من ماءغیر اسن یعنی پانی نہ بگڑنے والے سے۔

وَّالْمَسْنُوْنُ الْمُتَغَيِّرُ — یعنی مسنون کے معنی متغیر ہیں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے من حما مسنون۔

﴿حَمَإٍ﴾ جَمْعُ حَمْاَةٍ وَّهُوَ الطِّيْنُ — یعنی حَمَإٍ جمع حماۃ کی ہے اور وہ گارا ہے بگڑا ہوا،

الْمُتَغَيِّرُ ﴿يَخْصِفَانِ﴾ أَخْذُ الْخِصَافِ ﴿مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ﴾ يُؤَلِّفَانِ الْوَرَقَ وَيَخْصِفَانِ بَعْضَهُ إِلٰى بَعْضٍ.

يَخْصِفَانِ کے معنی ہیں پکڑا انہوں نے پردہ بہشت کے پتوں سے یعنی جوڑتے تھے پتوں کو بعض بعض پر۔

فائدہ: اور مراد اس سے اس آیت کی تفسیر ہے وطفقا يخصفان عليهما من ورق الجنة۔

﴿سَوْاٰتِهِمَا﴾ كِنَايَةٌ عَنْ فَرْجَيْهِمَا

یعنی سَوْاٰتِهِمَا سے مراد شرمگاہیں ان کی ہیں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے بدت لهما سواتهما۔

﴿وَمَتَاعٌ إِلٰى حِيْنٍ﴾ هَا هُنَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْحِيْنُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ سَاعَةٍ إِلٰى مَا لَا يُحْصٰى عَدَدُهُ ﴿قَبِيْلُهُ﴾ جِيْلُهُ الَّذِيْ هُوَ مِنْهُمْ.

یعنی وَمَتَاعٌ إِلٰى حِيْنٍ کے معنی اس جگہ دن قیامت کے ہیں اور حین عرب کے نزدیک ایک گھڑے سے اس وقت تک ہے کہ نہ گنا جائے عدد اس کا، قَبِيْلُهُ کے معنی ہیں گروہ اس کا جس میں سے وہ ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے انه یراکم هو وقبیله۔(فتح)

۳۰۷۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ وَطُوْلُهُ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى أُولٰٓئِكَ مِنَ الْمَلَآئِكَةِ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ آدَمَ فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ حَتَّى الْآنَ.

۳۰۷۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیدا کیا اللہ نے آدم علیہ السلام کو اور اس کا قد ساٹھ ہاتھ تھا پھر اللہ نے آدم سے کہا کہ جا تو ان فرشتوں کے گروہ کو سلام کر پھر سن کہ تجھ کو سلام کا کیا جواب دیتے ہیں سو وہی سلام اور جواب تیرا اور تیری اولاد کا ہے تو آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا السلام علیکم سو فرشتوں نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ سو فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے جواب میں ورحمۃ کا لفظ زیادہ کیا سو جو بہشت میں داخل ہوگا آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا یعنی ساٹھ ہاتھ کا قد ہوگا سو ہمیشہ لوگوں کے قد گھٹتے گئے اب تک۔

فائدہ: کتاب العتق میں اس کی شرح گزر چکی ہے اور یہ روایت تائید کرتی ہے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ ضمیر آدم علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اس کو اس کی ہیئت پر کہ کیا اس کو اوپر اس کے نہ منتقل ہوا پیدائش میں کئی حالات پر اور نہ متردد ہوا رحم میں کئی طور پر یعنی جیسے اور آدمیوں کی پیدائش کا دستور ہے کہ

پہلے منی کا قطرہ ہوتا ہے پھر خون پھر بوٹی وغیرہ بلکہ پیدا کیا اس کو مرد کامل برابر اول اس وقت سے جبکہ اس میں روح پھونکی اور بعض کہتے ہیں کہ معنی علی صورۃ کے یہ ہیں کہ نہیں شریک ہے اس کو پیدا کرنے اس کے کوئی واسطے باطل کرنے قول اہل طبائع کے اور خاص کیا گیا ساتھ ذکر کے واسطے تنبیہ کرنے کے ساتھ اعلی کے ادنی پر اور یہ جو کہا کہ اس کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا تو احتمال ہے کہ مراد اس کا ہاتھ اپنا ہو اور احتمال ہے کہ مراد ہاتھ متعارف ہو یعنی جو اس دن مروج تھا نزدیک مخاطبین کے اور پہلی بات ظاہر تر ہے اس واسطے کہ ہاتھ ہر ایک کا بقدر چوتھائی اس کی کے ہے پس اگر ہوتا ساٹھ ہاتھ معہود معلوم کے تو البتہ ہوتا ہاتھ اس کا چھوٹا بیچ درازی جیسے اس کے اور یہ جو کہا کہ جو بہشت میں داخل ہوگا آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا تو یہ دلالت کرتا ہے کہ صفتیں نقص کی سیاہی وغیرہ سے دور ہوں گے وقت دخول بہشت کے اور ایک روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا اور ساتھ ہاتھ چوڑا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام کا سر آسمان پر تھا اور پاؤں زمین پر لیکن جو صحیح یعنی بخاری میں ہے وہ معتبر ہے۔ (فتح)

٣٠٨٠ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَّدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ عَلٰى أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَآءِ إِضَاءَةً لَّا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَتْفِلُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلُوَّةُ الْأَنْجُوْجُ عُوْدُ الطِّيْبِ وَأَزْوَاجُهُمُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ عَلٰى صُوْرَةِ أَبِيْهِمْ آدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِي السَّمَآءِ.

٣٠٨٠ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ پہلا گروہ جو بہشت میں داخل ہوگا چودھویں رات کے چاند کی صورت پر ہوگا پھر جو لوگ ان کے بعد بہشت میں جائیں گے وہ آسمان کے بڑے روشن ستارے کے برابر ہوں گے نہ پیشاب کریں گے اور نہ جاضرور پھریں گے اور نہ تھوکیں گے اور نہ سینڈہ ڈالیں گے ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کی انگیٹھیوں میں اگر ہوگا یعنی خوشبودار لکڑی اور ان کی بیبیاں حور عین ہوں گی اوپر پیدائش ایک مرد کے یعنی اپنے باپ آدم علیہ السلام کی صورت پر ساٹھ ہاتھ کی اونچائی میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بہشت کے بیان میں گزر چکی ہے۔

٣٠٨١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ

٣٠٨١ ـ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت! بیشک اللہ نہیں شرماتا حق کہنے سے سو فرمایا کہ اگر

بِنتِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ الْغُسْلُ إِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَآءَ فَضَحِكَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِمَ يُشْبِهُ الْوَلَدُ.

عورت کو احتلام ہو تو کیا اس پر غسل واجب ہے حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں واجب ہے جبکہ منی کو دیکھے یعنی بعد جاگنے کے تو ام سلمہ ہنسنے لگیں اور کہا کہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا پس کس سبب سے مشابہ ہوتا ہے بچہ ماں کے۔

فائدہ: اور غرض یہی اخیر قول ہے کہ پس کس سبب سے مشابہ ہوتا ہے بچہ ماں کے۔

۳۰۸۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَلَغَ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَلَامٍ مَقْدَمُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَأَتَاهُ فَقَالَ إِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ قَالَ مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ الْوَلَدُ إِلٰى أَبِيْهِ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ إِلٰى أَخْوَالِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَّرَنِيْ بِهِنَّ آنِفًا جِبْرِيْلُ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ وَأَمَّا الشَّبَهُ فِي الْوَلَدِ فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَشِيَ الْمَرْأَةَ

۳۰۸۲ ۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام کو حضرت ﷺ کے مدینے میں تشریف لانے کی خبر پہنچی تو عبداللہ بن سلام آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں آپ ﷺ سے تین چیزیں پوچھتا ہوں کہ پیغمبر کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا اس نے کہا سو فرمایے کہ قیامت کی پہلی نشانی کون سی ہے اور بہشتی لوگ پہلے کھانا کیا کھائیں گے اور کس سبب سے مشابہ ہوتا ہے لڑکا اپنے باپ کے اور کس سبب سے مشابہ ہوتا ہے لڑکا اپنی ماؤں کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو ابھی ان کی خبر دی ہے تو جبرائیل علیہ السلام یہود کے دشمن ہیں فرشتوں سے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے پہلی نشانی تو یہ ہے کہ آگ لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانک لے جائے گی اور پہلا کھانا جس کو بہشتی کھائیں گے سو مچھلی کے کلیجے کی بڑی نوک ہو گی اور لیکن مشابہ ہونا بچے کا پس مرد عورت سے صحبت کرتا ہے اور اس کی منی سبقت اور غلبہ کرتی ہے تو لڑکا اس کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر عورت کی منی سبقت کرے تو بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے عبداللہ بن سلام نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک

فَسَبَقَهَا مَاؤُهٗ كَانَ الشَّبَهُ لَهٗ وَإِذَا سَبَقَ مَاؤُهَا كَانَ الشَّبَهُ لَهَا قَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهُتٌ إِنْ عَلِمُوْا بِإِسْلَامِيْ قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ بَهَتُوْنِيْ عِنْدَكَ فَجَآئَتِ الْيَهُوْدُ وَدَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ الْبَيْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ رَجُلٍ فِيْكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوْا أَعْلَمُنَا وَابْنُ أَعْلَمِنَا وَأَخْبَرُنَا وَابْنُ أَخْيَرِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالُوْا أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَوَقَعُوْا فِيْهِ.

آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں پھر اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ یہود بڑے جھوٹے اور مفتری ہیں اگر ان کو میرا سلام معلوم ہوا پہلے اس کے کہ آپ ﷺ ان سے پوچھیں تو آپ ﷺ کے نزدیک مجھ پر بہتان باندھیں گے یعنی مجھ کو برا کہیں گے سو یہود آئے اور عبداللہ بن سلام اندر داخل ہوا یعنی چھپ گیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ بن سلام تم میں کیسا مرد ہے یہود نے کہا کہ وہ ہم میں بڑا عالم ہے اور بڑے عالم کا بیٹا ہے اور ہم میں بہتر ہے اور بہتر کا بیٹا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا بھلا بتلاؤ تو کہ اگر عبداللہ بن سلام مسلمان ہو جائے تو کیا تم مسلمان ہو جاؤ گے تو یہود نے کہا کہ اللہ اس کو سلام سے پناہ میں رکھے تو عبداللہ ان کی طرف نکل آیا سو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو یہود نے کہا کہ وہ ہم میں بدتر ہے اور بدتر کا بیٹا ہے اور اس کے عیب بیان کرنے لگے۔

فائدہ: اور غرض اس سے بیان کرنا سبب شبہ کا ہے۔

٣٠٨٢ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ يَعْنِيْ لَوْلَا بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّآءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثٰى زَوْجَهَا.

٣٠٨٣ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر بنی اسرائیل کی قوم نہ ہوتی تو گوشت نہ سڑتا اور اگر حوا نہ ہوتی تو کوئی عورت اپنے خاوند سے خیانت اور بد خواہی نہ کرتی۔

فائدہ: کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کو منع ہوا تھا کہ سلویٰ کے گوشت کو جمع نہ رکھیں سو انہوں نے اس کو جمع رکھا پس عقاب کیے گئے ساتھ اس کے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ اگر بنی اسرائیل گوشت جمع رکھنے کا طریقہ نہ نکالتے یہاں تک کہ سڑ گیا تو البتہ نہ ذخیرہ کیا جاتا پس نہ سڑتا اور وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ بعض کتابوں میں ہے کہ

اگر میں نہ لکھتا بگڑ جاتا کھانے پر تو البتہ جمع رکھتے اس کو مالدار محتاجوں سے اور حوا آدم علیہ السلام کی بیوی ہے اور اس کا نام حوا اس واسطے رکھا گیا کہ وہ ہر زندہ کی ماں ہے اور یہ جو کہا کہ نہ خیانت کرتی تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو واقع ہوئی حوا سے کہ اس نے آدم علیہ السلام کو درخت کے کھانے کی رغبت دی یہاں تک کہ آدم علیہ السلام اس میں واقع ہوا پس معنی خیانت کرنے اس کے یہ ہیں کہ اس نے قبول کیا شیطان کا کہنا یہاں تک کہ آدم علیہ السلام کو اس کے کھانے کی رغبت دی اور چونکہ وہ سب عورتوں کی ماں ہے تو مشابہ ہوئیں وہ اس کو ساتھ ولادت کے اور کھینچنے رگ کے پس نہیں قریب ہے کوئی عورت کہ اپنے خاوند کی خیانت سے سلامت رہے ساتھ فعل کے یا قول کے اور نہیں مراد ہے ساتھ خیانت کے اس جگہ اختیار کرنا فاحش کاموں کا اللہ ان کو اس سے پناہ دے لیکن جب مائل کی اس نے طرف خواہش نفس کے کھانے درخت کے سے اور یہ بات آدم علیہ السلام کو اچھی کر دکھائی تو یہ خیانت گنی گئی اور باقی عورتوں کی خیانت باعتبار ہر ایک کے ہے ان میں سے اور قریب ہے یہ حدیث کہ انکار کیا آدم علیہ السلام نے پس انکار کیا اولاد اس کی نے اس حدیث میں اشارہ ہے طرف تسلی دینے مردوں کے اس چیز میں کہ واقع ہو واسطے ان کے ان کی عورتوں سے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ان کی بڑی ماں سے اور یہ کہ یہ ان کی طبعی بات ہے پس نہ زیادتی کی جائے بیچ ملامت اس عورت کے کہ واقع ہوا ان میں سے کچھ چیز بغیر قصد کے یا بطور ندرت کے اور لائق ہے واسطے ان کے یہ کہ نہ تمسک کریں ساتھ اس کے بیچ سستی کے اس قسم میں بلکہ ضبط کریں اپنی جانوں کو اور جہاد کریں اپنی خواہش سے۔ (فتح)

٣٠٨٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ وَّمُوْسَى بْنُ حِزَامٍ قَالَا حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَّيْسَرَةَ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَّإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ.

٣٠٨٤ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری وصیت قبول کرو عورتوں کے مقدمے بھلائی کے واسطے کہ عورت پیدا ہوئی ہے پسلی سے اور بیشک پسلی میں زیادہ تر کج چیز اوپر کی طرف ہے سو اگر تو اس کو سیدھا کرنا چاہے گا تو اس کو توڑ ڈالے گا اور اگر تو اس کو چھوڑ دے گا تو ہمیشہ کج بنی رہے گی سو میری نصیحت مانو عورتوں کے مقدمے میں۔

فائدہ: یعنی قبول کرو میری وصیت ان کے حق میں اور عمل کرو ساتھ اس کے اور نرمی کرو ساتھ ان کے اور اچھا معاملہ کرو ساتھ ان کے اور یہ جو کہا کہ عورت پیدا ہوئی ہے پسلی سے تو اس میں اشارہ ہے کہ حوا آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئی پہلے اس کے داخل ہو بہشت میں اور گردانا گیا جگہ اس کی گوشت یعنی نکالی گئی جیسے کہ گٹھلی کھجور سے نکالی جاتی

ہے اور یہ جو کہا کہ اوپر کی طرف پسلی کی زیادہ تر کج ہے تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ زیادہ کج عورت میں اس کی زبان ہے اور فائدہ اس مقدمے کا یہ ہے کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے پس نہ انکار کیا جائے کجی اس کی سے یا اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ سیدھی نہیں ہوتی جیسے کہ پسلی سیدھی نہیں ہوتی اور یہ جو کہا کہ اگر تو اس کو سیدھا کرنا چاہے الخ تو مراد یہ ہے کہ اگر تو اس سے چاہے کہ وہ اپنی کجی کو چھوڑ دے تو اس کی طلاق تک نوبت پہنچے گی۔ (فتح)

۳۰۸۵ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ إِلَيْهِ مَلَكًا بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيُكْتَبُ عَمَلُهُ وَأَجَلُهُ وَرِزْقُهُ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ.

۳۰۸۵ ـ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک ہر ایک آدمی کی پیدائش کا مادہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے پھر چالیس دن جما ہوا خون ہو جاتا ہے پھر چالیس دن گوشت کا بوٹی بن جاتا ہے پھر اللہ اس کی طرف فرشتے کو بھیجتا ہے ساتھ چار باتوں کے سو اس کا عمل لکھتا ہے کہ کیا کرے گا اور اس کی عمر لکھتا ہے کہ کتنا جیے گا اور اس کی روزی لکھتا ہے کہ مالدار ہوگا یا محتاج اور یہ لکھتا ہے کہ بد بخت دوزخی ہوگا یا نیک بخت بہشتی پھر اس میں روح پھونکتا ہے سو بیشک کوئی مرد البتہ دوزخیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور دوزخ میں ہاتھ بھر کا فرق رہ جاتا ہے یعنی بہت قریب ہو جاتا ہے پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے تو وہ بہشتیوں کے کام کرنے لگ جاتا ہے سو بہشت میں داخل ہو جاتا ہے اور بیشک کوئی مرد البتہ بہشتیوں کے کام کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور بہشت میں ہاتھ بھر کا فرق رہ جاتا ہے پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے تو وہ دوزخیوں کے کام کرنے لگتا ہے سو دوزخ میں جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب القدر میں آئے گی اور مناسبت اس کے واسطے ترجمہ کے اس کے اس قول سے ہے کہ ذریۃ پس تحقیق اس میں بیان ہے پیدائش اولاد آدم علیہ السلام کا۔ (فتح)

۳۰۸٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ

۳۰۸٦ ـ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے متعین کیا ہے رحم میں ایک فرشتہ وہ کہتا ہے اے میرے رب! یہ نطفہ ہے اے میرے رب یہ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ وَكَّلَ فِي الرَّحِمِ مَلَكًا فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ نُطْفَةٌ يَا رَبِّ عَلَقَةٌ يَا رَبِّ مُضْغَةٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّخْلُقَهَا قَالَ يَا رَبِّ أَذَكَرٌ يَا رَبِّ أُنْثٰى يَا رَبِّ شَقِيٌّ أَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْأَجَلُ فَيُكْتَبُ كَذٰلِكَ فِيْ بَطْنِ أُمِّهٖ.

خون کی پھٹکی ہے اے میرے رب یہ گوشت کی بوٹی ہے سو جب اللہ تعالیٰ اس کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے اے میرے رب یہ مرد ہے یا عورت اے میرے رب یہ بد بخت ہے یا نیک بخت پس کیا ہے روزی اس کی اور کتنی عمر اس کی پس لکھا جاتا ہے اسی طرح اپنی ماں کے پیٹ میں یعنی جیسے حکم ہوتا ہے۔

فائدہ: اس کی شرح بھی اسی جگہ میں آئے گی۔

۳۰۸۷ ۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ أَنَسٍ يَّرْفَعُهٗ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا لَّوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ كُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهٖ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَقَدْ سَأَلْتُكَ مَا هُوَ أَهْوَنُ مِنْ هٰذَا وَأَنْتَ فِيْ صُلْبِ آدَمَ أَنْ لَّا تُشْرِكَ بِيْ فَأَبَيْتَ إِلَّا الشِّرْكَ.

۳۰۸۷ ۔انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخیوں میں ہلکے عذاب والوں کو کہے گا کہ اگر تیری ملکیت ہوتا جو کچھ کہ زمین میں ہے تو کیا اس کو عذاب کے بدلے دیتا وہ کہے گا ہاں اللہ فرمائے گا کہ بیشک میں نے تجھ سے وہ چیز مانگی تھی کہ اس سے آسان تر ہے اور تو آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں تھا کہ نہ شریک کر ساتھ میرے کسی چیز کو سو تو نے نہ مانا مگر شرک کرنا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں آئے گی اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے اس کے اس قول سے ہے کہ تو آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں تھا پس تحقیق اس میں اشارہ ہے طرف اس آیت کے ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ﴾ الایۃ۔(فتح)

۳۰۸۸ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُرَّةَ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا لِأَنَّهٗ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ.

۳۰۸۸ ۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسی جان نہیں کہ ناحق ماری جائے مگر کہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے یعنی قابیل پر اس کے خون کا حصہ پڑتا ہے یعنی وہ بھی اس گناہ میں شریک ہوتا ہے اس واسطے کہ اس نے اول خون کرنے کی راہ نکالی ہے۔

فائدہ: اس کی شرح قصاص میں آئے گی اور وارد کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ تا کہ اشارہ کرے طرف قصے بنی آدم علیہ السلام کے جبکہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا اور اس چیز میں کہ بیان کیا ہے اللہ نے ہم پر قصے اس کے کفایت ہے غیر اس کے اور قاتل کے نام میں اختلاف ہے مشہور قابیل ہے اور سبب قتل کرنے قابیل کا واسطے اپنے بھائی ہابیل کے یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کا دستور تھا کہ ایک حمل کی عورت کو دوسرے حمل کے مرد سے نکاح کرتے تھے اور یہ کہ قابیل کی بہن ہابیل کی بہن سے خوبصورت تھی تو قابیل نے چاہا کہ اپنی بہن سے یعنی جو اس کے ساتھ پیدا ہوئی تھی نکاح کرے تو آدم علیہ السلام نے اس کو منع کیا سو جب اس نے آدم علیہ السلام کا پیچھا کیا تو حکم کیا ان کو آدم علیہ السلام نے یہ کہ کچھ قربانی کریں تو دونوں نے قربانی کی سو آگ آئی تو اس نے ہابیل کی قربانی کو جلایا اور قابیل کی قربانی کو نہ جلایا تو اسی سبب سے قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا۔ (فتح)

بَابُ الْأَرْوَاحِ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ

باب ہے اس بیان میں کہ روحوں کے لشکر ہیں جھنڈ کے جھنڈ

فائدہ: یہ باب متعلق ہے ساتھ ترجمہ پیدائش آدم علیہ السلام کے اور اس کی اولاد کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کے کہ وہ مرکب ہیں اجسام اور ارواح سے۔

قَالَ قَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْأَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ بِهٰذَا.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روحوں کے لشکر ہیں جھنڈ کے جھنڈ سو جو ان میں سے ازل میں آشنا اور واقف تھا وہ اس عالم میں بھی الفت والا ہوا اور جو ان میں سے وہاں ناواقف اور بے پہچان تھا وہ یہاں بھی جدا اور بھٹکا رہا۔

فائدہ: خطابی نے کہا کہ احتمال ہے کہ یہ اشارہ ہو طرف معنی ہم شکل ہونے کے خیر اور شر میں اور اصلاح اور فساد میں اور یہ کہ جو بہتر ہے لوگوں میں وہ جھکتا ہے طرف شکل اپنی کے اور شریر نظیر اس کی ہے وہ اپنے نظیر کی طرف میل کرتا ہے پس آشنائی روحوں کی واقع ہوتی ہے باعتبار طبائع کے جس پر وہ پیدا ہوئی خیر سے اور شر سے پس جب متفق ہوتے ہیں تو آشنا ہوتے ہیں اور جب مختلف ہوتے ہیں تو جدا ہوتے ہیں اور احتمال ہے کہ مراد اخبار ہوا بتداء پیدائش سے بیچ حال غیب کے اس بنا پر کہ آیا ہے کہ روح جسموں سے پہلے پیدا ہوئے ہیں اور آپس میں ملتے تھے پس جب بدنوں میں آئے تو آشنا ہوئے ساتھ آشنائی پہلی کے اور جدا ہوئی مطابق جدائی پہلی کے میں کہتا ہوں کہ نہیں اعتراض کیا جاتا ہے اس پر

ساتھ اس کے کہ بعض نفرت والے اکثر اوقات الفت والے ہو جاتے ہیں اس واسطے کہ وہ محمول ہے ابتدا تلاقی پر پس وہ متعلق ہے ساتھ اصل پیدائش کے بغیر کسی سبب کے اور اپر دوسرے وقت میں پس ہوتا ہے کمانے والا واسطے تجدد وصف کے جو چاہتی ہے الفت کو بعد نفرت کے مانند ایمان لانے کافر کے اور احسان کرنے برے کے اور ابن جوزی نے کہا کہ مستفاد ہوتا ہے اس حدیث سے کہ آدمی جب پائے اپنے نفس سے نفرت کو اس شخص سے کہ اس کے واسطے فضیلت اور نیکوکاری ہے تو لائق ہے کہ اس کے مقتضی سے بحث کرے تا کہ کوشش کرے اس کے دور کرنے میں تا کہ خلوص ہو بری صفت سے اور اسی طرح ہے اس کے عکس میں اور قرطبی نے کہا ارواح اگرچہ متفق ہیں بیچ ہونے ان کے ارواح لیکن جدا جدا ہوتے ہیں ساتھ امور مختلف کے کہ جدا جدا ہوتے ہیں ساتھ ان کے پس ہم شکل ہوتے ہیں آدمی ایک نوع کے اور مناسب ہوتے ہیں بسبب اس چیز کے کہ جمع ہوتی ہے ان میں معنی خاص سے واسطے اس نوع کے واسطے مناسبت کے اور دیکھتا ہے تو ہر نوع کے لوگوں کو کہ اپنے نوع کے لوگوں سے الفت کرتے ہیں اور اپنے مخالف سے نفرت رکھتے ہیں پھر ہم پاتے ہیں بعض اشخاص نوع واحد کو آپس میں الفت کرتے ہین اور بعض آپس میں نفرت رکھتے ہیں اور یہ باعتبار ان امروں کے ہے کہ حاصل ہوتا ہے اتفاق اور انفراد بسبب ان کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوْحًا إِلٰى قَوْمِهٖ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کی کہ البتہ بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو طرف اپنی قوم کے

فائدہ: اور نوح علیہ السلام بیٹا ہے لمک کا اور نوح علیہ السلام آدم علیہ السلام سے ایک سوچھبیس برس کے بعد پیدا ہوئے اور ساڑھے تین سو برس کی عمر کے بعد رسول ہوئے اور ساڑھے تین سو برس طوفان کے بعد جیتے رہے اور بعض کہتے ہیں کہ کل عمران کی ساڑھے نوسو برس ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس قرنون کا فاصلہ ہے۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بَادِيَ الرَّأْيِ﴾ مَا ظَهَرَ لَنَا

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بادی الرأی کے معنی ہیں جو ہم کو ظاہر ہوا یعنی ظاہر میں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے الا الزین هم اراذلنا بادی الرای۔

﴿أَقْلِعِيْ﴾ أَمْسِكِيْ

اقلعی کے معنی ہیں بازرہ اور تھم جا

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ویا سماء اقلعی۔

﴿وَفَارَ التَّنُّوْرُ﴾ نَبَعَ الْمَآءُ

وفار التنور کے معنی ہیں جوش مارا پانی نے

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے حتی اذا جاء امرنا وفار التنور۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَجْهُ الْأَرْضِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْجُوْدِيُّ جَبَلٌ بِالْجَزِيْرَةِ

اور کہا عکرمہ نے کہ مراد تنو سے زمین ہے۔ اور کہا مجاہد نے کہ جودی پہاڑ ہے جزیرے میں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے واستوت علی الجودی کہ ٹھہری کشتی جودی پہاڑ پر۔

دَأْبٌ مِّثْلُ حَالٍ.

داب کے معنی ہیں حال

فائدہ: داب بھی قرآن کا لفظ ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوْحًا إِلٰى قَوْمِهٖ أَنْ أَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَّأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ إِلٰى آخِرِ السُّوْرَةِ ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوْحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِآيَاتِ اللّٰهِ إِلٰى قَوْلِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک ہم بھیجا نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف کہ اپنی قوم کو ڈرائیں۔۔الخ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پڑھیں ان پر خبر نوح علیہ السلام کی کہ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا۔۔۔الخ۔

٣٠٨٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَالِمٌ وَّقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنِّيْ لَأُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَّبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَهٗ قَوْمَهٗ لَقَدْ أَنْذَرَ نُوْحٌ قَوْمَهٗ وَلٰكِنِّيْ أَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَّمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهٖ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهٗ أَعْوَرُ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ.

٣٠٨٩۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے یعنی خطبہ پڑھنے کو پس ثنا کی اللہ کی جو اسکے لائق ہے پھر ذکر کیا دجال کو سو فرمایا کہ البتہ میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی پیغمبر نہیں مگر کہ اس نے اپنی امت کو ڈرایا ہے البتہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا ہے لیکن میں تجھ کو دجال کے حکم میں وہ بات کہتا ہوں جو کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے نہیں کہی بیشک وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں۔

فائدہ: اس کی شرح فتن میں آئے گی اور غرض اس سے آپ کا یہ قول ہے کہ البتہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا اور خاص کیا نوح علیہ السلام کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہ اول وہ شخص ہے جس کو اس نے ذکر کیا اور وہ پہلا رسول ہے ان میں سے جو مذکور ہیں اس آیت میں ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا﴾۔(فتح)

٣٠٩٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

٣٠٩٠۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں میں تم کو دجال کی وہ بات بتلاتا ہوں جو کسی پیغمبر نے اپنی قوم کو نہیں بتلائی وہ بات یہ ہے کہ بیشک دجال کانا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ بِهِ نَبِيٌّ قَوْمَهُ إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّهُ يَجِيءُ مَعَهُ بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ وَإِنِّي أُنْذِرُكُمْ كَمَا أَنْذَرَ بِهِ نُوحٌ قَوْمَهُ.

ہے اور وہ باغ اور آگ کی صورت اپنے ساتھ لائے گا تو جس کو وہ باغ کہے گا وہ درحقیقت آگ ہے اور میں تم کو ڈراتا ہوں جیسے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا ہے۔

٣٠٩١ ۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيءُ نُوحٌ وَّأُمَّتُهُ فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ أَيْ رَبِّ فَيَقُولُ لِأُمَّتِهِ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُولُونَ لَا مَا جَآءَنَا مِنْ نَّبِيٍّ فَيَقُولُ لِنُوحٍ مَّنْ يَّشْهَدُ لَكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمَّتُهُ فَنَشْهَدُ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ وَهُوَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ﴾ وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ.

٣٠٩١ ۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے گا نوح علیہ السلام اور اس کی امت یعنی قیامت کے دن تو اللہ کہے گا کہ کیا تو نے اپنی امت کو میرا پیغام پہنچایا تھا تو نوح علیہ السلام کہے گا کہ ہاں کہ اے میرے رب میں نے پیغام سنا دیا تھا پھر اللہ تعالیٰ اس کی امت سے کہے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تم کو میرا پیغام پہنچایا تھا تو وہ کہیں گے کہ نہیں ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تو اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے کہے گا کون ہے کہ تیری گواہی دے تو نوح علیہ السلام کہے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی امت میرے گواہ ہیں پس یہ امت گواہی دے گی کہ بیشک نوح علیہ السلام نے اللہ کا پیغام پہنچایا تھا سو یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کہ اس طرح کیا ہم نے تم کو امت معتدل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور وسط کے معنی عدل ہیں۔

فائدہ: اس کی شرح تفسیر میں آئے گی اور آئے گا بیان سبب بیچ عبادت نوح علیہ السلام کے بتوں کو۔ (فتح)

٣٠٩٢ ۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَعْوَةٍ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً وَّقَالَ أَنَا سَيِّدُ الْقَوْمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَلْ تَدْرُونَ بِمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الْأَوَّلِينَ

٣٠٩٢ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دعوت میں تھے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کا ہاتھ اٹھا کر دیا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ خوش لگتا تھا تو اس میں سے دانتوں کے ساتھ نوچ کر کھایا ایک بار نوچ کر کھایا اور فرمایا کہ میں سب لوگوں کا سردار ہوں قیامت کے دن کیا تم جانتے ہو کہ میں نے یہ بات کس سبب سے کہی کہ میں قیامت کے دن سب لوگوں کا سردار ہوں اللہ جمع کرے گا لوگوں کو ایک

وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَّاحِدٍ فَيُبْصِرُهُمُ النَّاظِرُ وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي وَتَدْنُو مِنْهُمُ الشَّمْسُ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ أَلَا تَرَوْنَ إِلٰى مَا أَنْتُمْ فِيهِ إِلٰى مَا بَلَغَكُمْ أَلَا تَنْظُرُونَ إِلٰى مَنْ يَّشْفَعُ لَكُمْ إِلٰى رَبِّكُمْ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ أَبُوكُمْ آدَمُ فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُونَ يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُّوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ وَأَسْكَنَكَ الْجَنَّةَ أَلَا تَشْفَعُ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِيهِ وَمَا بَلَغَنَا فَيَقُولُ رَبِّي غَضِبَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَنَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلٰى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلٰى نُوحٍ فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ يَا نُوحُ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ وَسَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُورًا أَمَا تَرٰى إِلٰى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا بَلَغَنَا أَلَا تَشْفَعُ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ فَيَقُولُ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ نَفْسِي نَفْسِي ائْتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُونِي فَأَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ لَا أَحْفَظُ سَائِرَهُ.

میدان صاف میں پس دیکھے گا ان کو دیکھنے والا اور سنائے گا ان کو بلانے والا قریب ہو گا اس نے آفتاب یعنی برابر میل کے تو بعض لوگ کہیں گے کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم کس حال میں ہو اور تم کو کیا مصیبت پہنچی کیا تم نہیں دیکھتے جو تمہاری سفارش کرے تمہارے رب کے پاس تو بعض لوگ کہیں گے کہ تمہارا باپ تمہاری سفارش کرے گا تو وہ آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے پس کہیں گے آدم علیہ السلام تم سب آدمیوں کے باپ ہو بنایا تم کو اللہ نے اپنے ہاتھ قدرت سے اور تجھ میں اپنی روح پھونکی اور حکم کیا فرشتوں کو سو انہوں نے تجھ کو سجدہ کیا اور تجھ کو اللہ نے بہشت میں بسایا کیا تو اپنے رب کے پاس ہماری سفارش نہیں کرتا کیا تو نہیں دیکھتا کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہم کو کیا مصیبت پہنچی تو آدم علیہ السلام کہے گا میرا رب آج ایسا غضبناک ہوا ہے کہ نہ کبھی اس سے پہلے ایسا غضبناک ہوا اور نہ اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہو گا اور منع کیا مجھ کو درخت کے کھانے سے تو میں نے نافرمانی کی میری جان خود سفارش کی محتاج ہے تم میرے غیر کے پاس جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ تو وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے پس کہیں گے اے نوح علیہ السلام اے نوح علیہ السلام تو پہلا رسول ہے طرف زمین والوں کے اور اللہ نے تیرا نام شکر گزار رکھا کیا تو ہمارا حال نہیں دیکھتا اور ہم کو کیا مصیبت پہنچی کیا تو اپنے رب کے پاس ہماری سفارش نہیں کرتا تو نوح علیہ السلام کہیں گے کہ میرا رب آج ایسا غضبناک ہوا ہے کہ نہ اس سے پہلے ایسا غضبناک ہوا اور نہ اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہو گا میرا نفس خود سفارش کا محتاج ہے تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ تو وہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں عرش کے تلے سجدہ کروں گا تو اللہ کہے گا کہ

اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا۔

فائدہ: اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول آپ ﷺ کا ہے کہ اے نوح علیہ السلام تو پہلا رسول ہے طرف اہل زمین کے اور اللہ نے تیرا نام بندہ شکر گزار رکھا ہے پس اپیر ہونا اس کا پہلا رسول پس یہ مشکل ہے اس واسطے کہ آدم علیہ السلام بھی پیغمبر تھے اور ضرورت سے معلوم ہے کہ تھے وہ ایک شریعت پر عبادت سے اور ان کی اولاد نے وہ شریعت اس سے سیکھے پس بنابریں اس کے وہ رسول ہیں طرف ان کے پس ہوگا پس ہوگا پہلا رسول پس احتمال ہے کہ ہوا ولیث بیچ قول اہل قیامت کے مقید ساتھ قول ان کے طرف اہل زمین کے اس واسطے کہ آدم علیہ السلام کے وقت زمین کے واسطے اہل نہ تھے اور احتمال ہے کہ ہو یہ مراد کہ وہ رسول ہے کہ بھیجا گیا طرف اولاد اس کی کے اور غیر ان کی امتوں سے جن کی طرف پیغمبر کر کے بھیجا گیا تھا باوجود جدا جدا ہو جانے ان کے کئی شہروں میں آدم فقط اپنے بیٹوں کی طرف بھیجا گیا تھا اور وہ سب ایک شہر میں جمع تھے اور کتاب تمیم میں پہلے گزر چکا ہے کہ خاص کیے گئے ہیں ہمارے نبی ﷺ ساتھ عام ہونے پیغمبری کے آدم پر اور تمام پیغمبروں پر اور عبد شکور سے مراد اشارہ ہے طرف اس آیت کے انه کان عبد اشکورا۔ (فتح)

٣٠٩٣ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ مِثْلَ قِرَآنَةِ الْعَامَّةِ.

٣٠٩٣۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پڑھا حضرت ﷺ نے فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ مانند قرائت عامہ کے۔

فائدہ: یعنی ساتھ تشدید دال مہملہ کے جیسے کہ قرأت ساتوں قاریوں کی ہے اور مدکر کی اصل مذتکر ہے افتعال سے اور ذال اور ت آپس میں قریب المخرج ہیں پس ت کو دال سے بدل کر دال کو دال میں ادغام کیا اور بعض قرأتوں میں مذکر ساتھ ادغام اور ذال معجمہ کے ہے لیکن یہ قرأت شاذ ہے اور مطابقت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے کے ہے کہ آیت حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے حق میں وارد ہوئی ہے پس یہ بھی نوح علیہ السلام کے حالات سے ہے۔ (تیسیر)

بَابُ ﴿وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُوْنَ أَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ أَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ اللّٰهُ رَبُّكُمْ﴾

باب ہے اس بیان میں کہ بیشک الیاس البتہ مرسلون سے ہے جبکہ کہا اس نے اپنی قوم سے کہ کیا تم نہیں ڈرتے اس قول تک وترکنا علیه فی الاخرین۔

وَرَبَّ آبَآئِكُمُ الْأَوَّلِيْنَ فَكَذَّبُوْهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ إِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ﴾.

فائدہ: اور شاید کہ بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک راجح یہ بات ہے کہ ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام کے دادوں سے نہیں پس اس واسطے ذکر کیا ہے اس کو بعد اس کے اور اس کا بیان آئندہ باب میں آئے گا۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُذْكَرُ بِخَيْرٍ ﴿سَلَامٌ عَلٰى اٰلِ يَاسِيْنَ إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ يُذْكَرُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ إِلْيَاسَ هُوَ إِدْرِيْسُ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا جائے ساتھ خیر کے سلام ہے الیاس پر ہم اس طرح دیتے ہیں بدلا نیکوکاروں کو تحقیق وہ ہمارے ایماندر بندوں سے ہے۔ اور ذکر کیا جاتا ہے ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے کہ الیاس وہ ادریس ہیں۔

فائدہ: اور ابن عربی نے اس سے لیا ہے کہ ادریس نوح علیہ السلام کے جد نہیں بلکہ وہ بنی اسرائیل سے ایک پیغمبر ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس پر ساتھ قول اس کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح اور اگر اس کے جد میں سے ہوتا تو البتہ کہتا واسطے اس کے جیسے کہ آدم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام نے آپ کو کہا والابن الصالح اور یہ استدلال کھرا ہے لیکن اس سے جواب دیا جاتا ہے کہ یہ اس نے بطور تواضع کے کہا پس نہیں یہ نص اس چیز میں کہ گمان کے واسطے اور ادریس علیہ السلام کو ادریس علیہ السلام اس واسطے کہتے کہ وہ صحیفوں کو بہت پڑھتے تھے اور وہ اسم عربی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سریانی ہیں۔

بَابُ ذِكْرِ إِدْرِيْسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ جَدُّ أَبِيْ نُوْحٍ وَّيُقَالُ جَدُّ نُوْحٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾.

باب ہے بیان میں ادریس علیہ السلام کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اٹھا لیا ہم نے اس کو ایک اونچے مکان پر۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام کے باپ کے جد ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کی جد میں میں کہتا ہوں کہ اول وجہ اولیٰ ہے ثانی سے اور شاید ثانی باعتبار مجاز کے ہے اور بعضوں نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ وہ نوح علیہ السلام کے جد ہیں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اگر ابن عباس کا قول ثابت ہو کہ الیاس علیہ السلام وہ ادریس علیہ السلام ہیں تو لازم آئے گا کہ ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے نہ یہ کہ نوح علیہ السلام اس کی اولاد سے پس معلوم ہوا کہ الیاس علیہ السلام نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ الیاس علیہ السلام کو بھی خضر علیہ السلام کی طرح دراز عمر دی گئی ہے اور وہ یہ کہ

وہ قیامت تک زندہ رہے گا اور ایک روایت میں ہے کہ الیاس علیہ السلام حضرت ﷺ کے ساتھ جمع ہوئے اور دونوں نے مل کر کھایا اور اس کا قد تین سو ہاتھ کا ہے اور یہ کہ الیاس تمام برس میں ایک بار کھاتا ہے ذہبی نے کہا کہ یہ حدیث باطل ہے اور نہیں ثابت ہوا ہے زندہ اٹھایا جانا ادریس علیہ السلام کا آسمان پر طریق مرفوع قوی سے اور طبری نے روایت کیا ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ایک فرشتہ ادریس علیہ السلام کا یار تھا تو ادریس علیہ السلام نے اس سے سوال کیا تو وہ اس کو اٹھا کر آسمان پر لے چڑھا پس جب چوتھے آسمان پر پہنچے تو اس کو ملک الموت ملا تو اس نے ملک الموت سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھ کو بتلا دے کہ ادریس علیہ السلام کی عمر کتنی باقی ہے اس نے کہا کہ ادریس علیہ السلام کہاں ہے اس نے کہا کہ میرے ساتھ ہے تو ملک الموت نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے کہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں چوتھے آسمان میں اس کی جان قبض کروں میں نے کہا کہ یہ کس طرح ہوگا اور حالانکہ وہ زمین میں ہے پس قبض کی اس نے روح اس کی اور یہ اسرائیلات سے ہے اور اس کی صحت اللہ کو معلوم ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ادریس علیہ السلام پیغمبر رسول تھے اور پہلے پہل اس نے قلم سے لکھا صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے پہل اس نے کپڑا سیا ہے۔ (فتح)

٣٠٩٤ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ أَبُوْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِيْ وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُّمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّإِيْمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِيْ فَعَرَجَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جَاءَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ قَالَ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ مَعِيْ مُحَمَّدٌ قَالَ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَافْتَحْ فَلَمَّا عَلَوْنَا

٣٠٩٤۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کھولی گئی اور میں مکے میں تھا تو جبرائیل علیہ السلام اترا تو اس نے میرا سینہ چیرا پھر اس کو زمزم کے پانی سے دھویا پھر سونے کا ایک طشت ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا لایا تو اس کو میرے سینے میں ڈالا پھر اس کو جوڑا پھر جبرائیل علیہ السلام میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو آسمان تک لے چڑھا سو جب پہلے آسمان کے پاس پہنچا تو جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے چوکیدار سے کہا کہ دروازہ کھول چوکیدار فرشتے نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا تیرے ساتھ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ محمد ﷺ ہے کہا کیا بلایا گیا ہے اس نے کہا ہاں تو دروازہ کھولا گیا سو جب ہم آسمان پر چڑھے تو ناگہاں میں نے ایک مرد دیکھا کہ کچھ لوگ اس کے داہنے طرف ہیں اور کچھ بائیں طرف ہیں سو جب اپنے داہنے طرف دیکھتا ہے تو ہنستا ہے اور جب اپنے بائیں طرف دیکھتا ہے تو روتا ہے تو اس نے کہا کہ کیا اچھا نیک پیغمبر

السَّمَآءَ الدُّنْيَا إِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ وَّعَنْ يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْإِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا آدَمُ وَهٰذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَّمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيْهِ فَأَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِيْ عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكٰى ثُمَّ عَرَجَ بِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ فَقَالَ لَهٗ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُ فَفَتَحَ قَالَ أَنَسٌ فَذَكَرَ أَنَّهٗ وَجَدَ فِي السَّمٰوَاتِ إِدْرِيْسَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَإِبْرَاهِيْمَ وَلَمْ يُثْبِتْ لِيْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهٗ قَدْ ذَكَرَ أَنَّهٗ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيْمَ فِي السَّادِسَةِ وَقَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيْلُ بِإِدْرِيْسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا إِدْرِيْسُ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوْسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا مُوْسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيْسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ عِيْسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْإِبْنِ

اور نیک بیٹا آیا میں نے کہا یہ کون ہے اے جبرائیل علیہ السلام اس نے کہا کہ آدم علیہ السلام ہے اور یہ لوگ جو اس کے دائیں بائیں ہیں یہ اس کی اولاد کی روحیں ہیں سو ان میں سے داہنے طرف والے بہشتی ہیں اور بائیں طرف والے دوزخی ہیں سو جب وہ اپنے داہنے طرف دیکھتا ہے تو ہنستا ہے اور جب بائیں طرف دیکھتا ہے تو روتا ہے پھر جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے چڑھا یہاں تک کہ دوسرے آسمان کے پاس پہنچا تو جبرائیل علیہ السلام نے اس کے چوکیدار فرشتوں سے کہا کہ دروازہ کھول تو چوکیدار نے اس کو کہا جیسے پہلے نے کہا تھا تو اس نے دروازہ کھولا تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پایا آسمانوں میں ادریس علیہ السلام کو اور موسیٰ علیہ السلام کو اور عیسیٰ علیہ السلام کو اور ابراہیم علیہ السلام کو اور نہیں ثابت ہوا واسطے میرے کہ کس طرح ہیں جگہیں ان کی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پیغمبر کے واسطے کوئی آسمان معین نہیں کیا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کو پہلے آسمان میں پایا اور ابراہیم کو چھٹے آسمان میں پایا اور کہا انس رضی اللہ عنہ سو جب جبرائیل علیہ السلام ادریس علیہ السلام پر گزرا تو اس نے کہا کہ کیا اچھا نیک پیغمبر اور نیک بھائی آیا میں نے کہا یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں پھر میں عیسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو اس نے کہا کیا نیک پیغمبر اور نیک بھائی آیا سو میں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں پھر میں ابراہیم علیہ السلام پر گزرا تو اس نے کہا کہ کیا نیک پیغمبر اور نیک بیٹا آیا میں نے کہا کہ یہ کون ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر چڑھا یہاں تک کہ میں ایک بلند صاف مکان پر جا نکلا میں نے کہا

الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا إِبْرَاهِيْمُ
قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّأَبَا
حَبَّةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُوْلَانِ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُرِجَ بِيْ حَتّٰى
ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى أَسْمَعُ صَرِيْفَ الْأَقْلَامِ
قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَّأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلَاةً فَرَجَعْتُ
بِذٰلِكَ حَتّٰى أَمُرَّ بِمُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى مَا
الَّذِيْ فَرَضَ عَلٰى أُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ
عَلَيْهِمْ خَمْسِيْنَ صَلَاةً قَالَ فَرَاجِعْ رَبَّكَ
فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ
فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ
إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ
فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى
فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا
تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ فَقَالَ
هِيَ خَمْسٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ
لَدَيَّ فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ
رَبَّكَ فَقُلْتُ قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّيْ ثُمَّ
انْطَلَقَ حَتّٰى أَتٰى بِي السِّدْرَةَ الْمُنْتَهٰى
فَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لَا أَدْرِيْ مَا هِيَ ثُمَّ أُدْخِلْتُ
الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا
الْمِسْكُ.

کہ میں اس میں قلموں کی آوازیں سنتا تھا سو اللہ تعالیٰ نے مجھ
پر پچاس نمازیں فرض کیں پھر میں وہاں سے اس کے ساتھ
پلٹ آیا یہاں تک کہ میں موسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا
کہ اللہ نے تیری امت پر کیا چیز فرض کی میں نے کہا کہ اللہ
تعالیٰ نے ان پر پچاس نمازیں فرض کیں موسیٰ علیہ السلام نے کہا سو
پلٹ جا اپنے رب کے پاس کہ بیشک تیری امت سے ہر روز
پچاس وقت کی نماز نہ ہو سکے گی تو میں پلٹ گیا اپنے رب کے
پاس تو اللہ تعالیٰ نے کچھ نمازیں اتار ڈالیں پھر میں موسیٰ علیہ السلام
کی طرف پلٹ آیا تو اس نے کہا کہ پلٹ جا اپنے رب کے
پاس پس ذکر کیا مثل اس کی تو اللہ تعالیٰ نے کچھ نمازیں اور
اتار ڈالیں پھر موسیٰ علیہ السلام کی طرف پلٹ آیا تو اس نے یہی کہا
تو میں نے یہ کام کیا تو اللہ تعالیٰ نے کچھ نمازیں اور اتار ڈالیں
پھر موسیٰ علیہ السلام کی طرف پلٹ آئے اور اس کو خبر دی تو اس نے
کہا کہ اپنے رب کے پاس پلٹ جا بیشک تیری امت اس کی
طاقت نہیں رکھتی پھر میں اپنے رب کے پاس پلٹ گیا تو اللہ
تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ پانچ نمازیں ہیں اور ان میں پچاس
نمازوں کا ثواب ہے بدلتی نہیں بات میرے پاس پھر میں
موسیٰ علیہ السلام کی طرف پلٹ آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اپنے رب
کے پاس پلٹ جا تو میں نے کہا کہ میں اپنے رب سے شرما گیا
پھر جبرائیل علیہ السلام چلا یہاں تک کہ مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ یعنی پلے
سرے کی بیری کے درخت کے پاس لایا تو چھپایا اس کو کئی
رنگوں نے میں نہیں جانتا وہ کیا تھی پھر میں بہشت میں داخل کیا
گیا تو اچانک میں نے دیکھا کہ اس میں موتیوں کے گنبد
ہیں اور ناگہاں اس کی مٹی مشک ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول نماز میں گزر چکی ہے اور شاید اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ ترجمہ کے طرف اس چیز

کے کہ واقع ہوا ہے اس میں کہ حضرت ﷺ نے ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان میں پایا اور وہ بلند جگہ ہے بغیر شک کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِلٰى عَادٍ أَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ﴾

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ بھیجا ہم نے طرف قوم عاد کے ان کا بھائی ھود

فائدہ: اور ھود نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے اور اس کا نام بھائی اس واسطے رکھا کہ وہ ان کے قبیلے میں سے تھے نہ یہ کہ ان کے دینی بھائی تھے۔

وَقَوْلِهٖ ﴿إِذْ أَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْأَحْقَافِ إِلٰى قَوْلِهٖ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ڈرایا اس نے اپنی قوم کو زمین احقاف میں اس قول تک کہ اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ہم قوم گنہگاروں کو۔

فائدہ: مراد احقاف سے قوم عاد کے رہنے کی جگہ ہے جہاں وہ رہتے تھے اور ان کے شہروں میں سب شہروں سے زیادہ تر ارزانی رہتے تھے اور وہاں باغ بہت تھے سو جب اللہ تعالیٰ نے ان پر غصہ کیا تو ان کو بیابان کر دیا۔

فِيْهِ عَنْ عَطَآءٍ وَّسُلَيْمَانَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ﴾ شَدِيْدَةٍ ﴿عَاتِيَةٍ﴾ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ ﴿سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُوْمًا﴾ مُتَتَابِعَةً ﴿فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ﴾ أُصُوْلُهَا ﴿فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ﴾ بَقِيَّةٍ.

اس باب میں عطا اور سلیمان نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے انہوں نے حضرت ﷺ سے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رہی قوم عاد کی پس ہلاک ہوئی ساتھ ہوا سخت کے اور ابن عیینہ نے کہا کہ عاتیہ کے معنی ہیں حد سے گزری خزان پر یعنی اور نہیں نکلے تھے اس سے مگر بقدر انگشتری کے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں اتاری اللہ نے کچھ چیز ہوا سے مگر ساتھ وزن کے فرشتے کے ہاتھ پر مگر دن عاد کے کہ پس تحقیق اجازت دی واسطے اس کے بلا واسطہ خزان کے پس سرکشی کی اس نے خزاں پر۔ (فتح) مسخر کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے اوپر ان کے سات رات اور آٹھ دن حسوما کے معنی ہیں پے در پے پھر تو دیکھے اے دیکھنے والے اس قوم کو زمین پر گرے ہوئے جیسے وہ ٹنڈ ہیں کھجور کی کھوکھلی یعنی کھجوروں کے تنے ہیں پھر کیا تو دیکھتا ہے کوئی ان کا بقیہ یعنی بچ رہا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ ان کے قد بڑے بڑے تھے وہب بن منبہ نے کہا کہ ایک کا سر قبے کی طرح تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی لمبائی بارہ ہاتھ کی تھی اور ابن قلبی نے کہا کہ ان میں سب سے چھوٹا ساٹھ ہاتھ کا تھا اور زیادہ تر دراز سو ہاتھ کا تھا اور تفسیر میں ہے کہ ہوا مرد کو اٹھاتی تھی اور اس کو اوپر لے چڑھتی تھی پھر اس کو پھینک دیتی تھی پس توڑ دیتی تھی سر اس کا پس باقی رہتا تھا بدن بغیر سر کے پس یہ مراد ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کانهم اعجاز نخل خاوية۔ (فتح)

۳۰۹۵ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ قَالَ وَقَالَ ابْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْأَرْبَعَةِ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ الْمُجَاشِعِيِّ وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَزَيْدٍ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَّالْأَنْصَارُ قَالُوْا يُعْطِي صَنَادِيدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَّيَدَعُنَا قَالَ إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِيْنِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقٌ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ إِذَا عَصَيْتُ أَيَأْمَنُنِي اللّٰهُ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَلَا تَأْمَنُوْنِي فَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَتْلَهُ

۳۰۹۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم کو فتح نصیب ہوئی پورب کی ہوا سے اور ہلاک ہوئی عاد کی قوم پچھم کی ہوا سے اور ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ علی مرتضی نے حضرت ﷺ کے پاس کچھ سونا یمن سے بھیجا تو حضرت ﷺ نے اس کو چار آدمیوں میں تقسیم کیا یعنی اقرع بن حابس اور عیینہ بن بدر اور زید طائی اور علقمہ بن علاثہ کے تو غصے ہوئے قریش اور انصار سو کہنے لگے کہ حضرت ﷺ نجد والوں کے رئیسوں کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تو ان سے محبت کرتا ہوں تو آگے بڑھا ایک مرد گہری آنکھوں والا موٹے رخساروں والا بلند پیشانی والا گھنی داڑھی والا سر منڈے والا سو اس نے کہا اے محمد ﷺ اللہ سے ڈر یعنی عدل کر تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں گا تو پھر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کون کرے گا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو زمین والوں میں کیا ہے پس تم مجھ کو امین نہیں بناتے تو ایک آدمی نے حضرت ﷺ سے اس کے مار ڈالنے کا سوال کیا میں گمان کرتا ہوں کہ وہ خالد بن ولید تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو مارنے سے منع کیا پھر جب وہ مرد پیٹھ دے کر چلا گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اس کی اصل اور نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی کہ قرآن کو پڑھیں گے اور ان کے گلوں

أَحْسِبُهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ فَمَنَعَهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا أَوْ فِي عَقِبِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ.

سے نیچے نہ اترے گا یعنی دل میں قرآن کی تاثیر نہ ہو گی زبان سے پڑھیں گے اس پر عمل نہ کریں گے وہی لوگ نکل جائیں گے اسلام سے جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانے سے اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اگر میں نے ان کو پایا تو بیشک ان کو قتل کروں گا قوم عاد کا سا قتل کرنا۔

فائدہ: اور وارد ہوئی بیچ صفت ہلاک کرنے ان کے ساتھ ہوا کے وہ حدیث جو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کی ہے کہ نہیں کھولا اللہ نے عاد پر ہوا سے مگر جگہ انگوٹھی کی سو گزری وہ جنگل والوں پر سو اٹھایا اس نے ان کو اور ان کے مواشی کو اور مالوں کو درمیان آسمان اور زمین کے پھر دیکھا ان کو شہر والوں نے تو انہوں نے کہا کہ یہ ابر ہم پر مینہ برسانے والا ہے پس ڈالا ہوا نے ان کو اوپر ان کے پس ہلاک ہوئے تمام۔ (فتح)

فائدہ: اس کی شرح مغازی میں آئے گی اور غرض اس سے یہی اخیر کا قول ہے اگر میں نے ان کو پایا تو ان کو قتل کروں گا قوم عاد کا سا قتل کہ نہ باقی رہے ان میں سے کوئی واسطے اشارت کی طرف اس آیت کی فهل ترى لهم من باقية اور یہی مراد آپ کی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قتل کریں گے ان کو اس آلے سے جس کے ساتھ قوم عاد کی قتل ہوئی۔ (فتح)

٣٠٩٦ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾.

٣٠٩٦۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پڑھتے تھے فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔

فائدہ: اس کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

بَابُ قِصَّةِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قَالُوْا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْأَرْضِ﴾ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُوْ عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا﴾.

باب ہے بیان میں قصے یاجوج اور ماجوج کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تحقیق یاجوج اور ماجوج فساد کرنے والے ہیں زمین میں بیان میں قول اللہ تعالیٰ کے کہ وہ تجھ سے پوچھتے ہیں ذوالقرنین کو۔۔۔الخ۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ذوالقرنین کا ترجمہ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے بیان کیا ہے تو اس میں اشارہ ہے طرف ضعیف

کرنے والے قول اس شخص کے جو گمان کرتا ہے کہ وہی ہے سکندر یونانی اس واسطے کہ سکندر تھا قریب زمانے عیسیٰ علیہ السلام کے سے اور ابراہیم علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے درمیان دو ہزار برس سے زیادہ کا فاصلہ ہے اور حق یہ ہے کہ جس کا قصہ اللہ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے وہ پہلا ہے یعنی ذوالقرنین ہے نہ اسکندر یونانی اور ان کے درمیان فرق کئی وجہ سے ہے ایک وجہ وہ ہے جو پہلے بیان ہوئی کہ ذوالقرنین ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں تھا اور اسکندر یونانی اس کے دو ہزار برس پیچھے پیدا ہوا ہے اور اس پر دلالت کرتی ہے وہ چیز جو عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ ذوالقرنین نے پیادہ حج کیا تو ابراہیم نے اس کو سنا تو اس کی پیشوائی کو گئے اور ایک روایت میں ہے کہ ذوالقرنین نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ میرے واسطے دعا کیجئے تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میں کس طرح دعا کروں اور حالانکہ تم نے میرا کنواں خراب کر ڈالا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ذوالقرنین مکے میں آیا اور ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کو خانہ کعبہ بناتے پایا ہے تو اس نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہم بندے حکم کے تابع ہیں تو ذوالقرنین نے کہا کہ تمہارا کون گواہ ہے کہ تمہارے واسطے گواہی دے تو پانچ پتھروں یا بکریوں نے ان کے واسطے گواہی دی پس یہ اثار ایک دوسرے کو قوی کرتے اور دلالت کرتے ہیں اس پر کہ ذوالقرنین اسکندر سے پہلے ہو چکا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جو امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں بیان کیا ہے کہ ذوالقرنین پیغمبر تھا اور اسکندر کافر تھا اور اس کا معلم ارسطا طالیس ہے اور وہ بیشک کافروں سے ہے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین وہی اسکندر ہے لیکن وہ روایت ضعیف ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ وہ پیغمبر تھا یا نہیں سو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص سے روایت ہے کہ وہ پیغمبر تھا اور حاکم نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ ذوالقرنین پیغمبر تھا یا نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذوالقرنین ایک مرد تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں اس کو قرن پر ایسا مارا کہ وہ مر گیا پھر اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا پھر انہوں نے اس کو اس کے قرن پر مارا پھر اللہ نے اس کو زندہ کیا اور بعض کہتے ہیں کہ فرشتہ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ تھا اور یہی قول ہے اکثر کا اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ اس کا نام ذوالقرنین کیوں رکھا گیا ایک وجہ اس کی وہ ہے جو علی رضی اللہ عنہ سے گزری اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ مشرق اور مغرب میں پہنچا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ حقیقۃ اس کے سر پر دو سینگ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے سر پر دو زلفیں تھیں اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ اس کے سر کے دونوں کنارے تانبے کے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے تاج کے دو سینگ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ روشنی اور اندھیرے میں داخل ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے وقت لوگوں کی دو قرن یعنی دو زمانے فنا ہوئے اور بعض کچھ اور وجوہ بیان کرتے ہیں اور اس کا نام صعب ہے اور بعض اس کا کچھ اور نام رکھتے ہیں اور سہیلی نے کہا کہ ظاہر روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دو ہیں ایک ابراہیم کے وقت میں تھا اور دوسرا قریب زمانے عیسیٰ علیہ السلام کے تھا اور جو قرآن میں مذکور ہے

وہ پہلا ہے ساتھ دلیل اس چیز کے کہ خضر علیہ السلام کے ترجمہ میں مذکور ہے جس جگہ کہ جاری ہوا ہے ذکر اس کا بیچ قصے موسیٰ علیہ السلام کے اور یہ یقیناً معلوم ہے کہ موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام ہرمس ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ افریدون ہے جو فارس میں بادشاہ ہو چکا ہے۔ (فتح)

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا فَاتَّبَعَ سَبَبًا إِلَى قَوْلِهِ ﴿ائْتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ﴾ وَاحِدُهَا زُبْرَةٌ وَّهِيَ الْقِطَعُ ﴿حَتَّى إِذَا سَاوَى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ﴾ يُقَالُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْجَبَلَيْنِ وَ ﴿السُّدَّيْنِ﴾ الْجَبَلَيْنِ ﴿خَرْجًا﴾ أَجْرًا.

سببا کے معنی ہیں راہ مطلوب اس باب میں یہ آیت ہے ساتھ اس قول کے کہ لاؤ میرے پاس تختے لوہے کے اور زبر کا واحد زبرۃ ہے اور اس کے معنی ہیں ٹکڑے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صدفین کے معنی ہیں دو پہاڑ یعنی یہاں تک کہ جب برابر کر دیا درمیان دو پہاڑوں کے اور سدین کے معنی ہیں دو پہاڑ خرجا یعنی خرجا کا معنی ہیں مزدوری۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فهل نجعل لك خرجا۔

﴿قَالَ انْفُخُوا حَتَّى إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا﴾ أَصُبُّ عَلَيْهِ رَصَاصًا وَّيُقَالُ الْحَدِيدُ وَيُقَالُ الصُّفْرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ النُّحَاسُ ﴿فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَّظْهَرُوْهُ﴾ يَعْلُوْهُ اسْتَطَاعَ اسْتَفْعَلَ مِنْ أَطَعْتُ لَهُ فَلِذٰلِكَ فُتِحَ أَسْطَاعَ يَسْطِيعُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اسْتَطَاعَ يَسْتَطِيعُ ﴿وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهُ نَقْبًا قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكًّا﴾ أَلْزَقَهُ بِالْأَرْضِ وَنَاقَةٌ دَكَّآءُ لَا سَنَامَ لَهَا وَالدَّكْدَاكُ مِنَ الْأَرْضِ مِثْلُهُ حَتَّى صَلُبَ وَتَلَبَّدَ ﴿وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا وَّتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِي بَعْضٍ﴾ ﴿حَتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوْجُ

کہا ذوالقرنین نے کہ دھونکو یہاں تک کہ جب کر دیا اس کو آگ کہا لاؤ میرے پاس کہ ڈالوں اس پر پگھلا تانبا افرغ کے معنی ہیں ڈالوں اور قطرا کے معنی ہیں سیسہ اور بعض کہتے ہیں کہ لوہا اور بعض کہتے ہیں کہ پیتل اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تانبا۔ يظهروا کے معنی ہیں یاجوج ماجوج اس پر چڑھ نہ سکے۔ اسطاع يسطيع باب استفعال سے ہے مشتق ہے طعت سے یعنی جوا جوف وادی ہے مانند قلت کے پھر جب اس کو باب استفعال میں نقل کیا تو استطاع ہوا پھر تخفیف کے واسطے ت کو حذف کیا اور اس کی حرکت نقل کر کے ہمزے کو دی پس اسی واسطے فتح دی گئی اسطاع کے ہمزے کو اور یسطاع کی یا کو۔ اور کہا بعضوں نے استطاع یستطیع ساتھ کے ماضی اور مضارع میں ہے۔ کہا انہوں نے یہ ایک نعمت ہے میرے رب کی پھر جب آئے گا وعدہ میرے رب کا

وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ﴾ قَالَ قَتَادَةُ حَدَبٌ أَكَمَةٌ.

تو گرا دے گا اس کو ڈھا کر یعنی برابر کرے گا اس کو ساتھ زمین کے اور کہتے ہیں کہ اونٹنی دکاء ہے یعنی اس کو کوہان نہیں اور دکداك من الارض کے بھی یہی معنی ہیں یعنی برابر زمین یہاں تک کہ ہموار اور برابر ہو اور ہے وعدہ میرے رب کا سچا اور چھوڑ دیں گے ہم اس دن خلق کہ ایک دوسرے میں ہنستے یہاں تک کہ جب کھولے جائیں گے یاجوج اور ماجوج اور وہ ہر اونچی زمین سے دوڑتے ہوں گے اور کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ حدب کے معنی ہیں ٹیلہ ریت کا۔

فائدہ: قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰى إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ یاجوج اور ماجوج ہر ٹیلے ریت کے سے دوڑتے ہوں گے اور یاجوج ماجوج دو قومیں ہیں یافث بن نوح کی اولاد سے اور حاکم وغیرہ نے حذیفہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ یاجوج ایک امت اور ماجوج ایک امت ہے ہر امت چار چار لاکھ مرد ہے نہیں مرتا ان میں سے کوئی یہاں تک کہ دیکھتا ہے ہزار مرد کو اپنی پشت سے سب ہتھیار اٹھائے ہوئے جب نکلتے ہیں تو کسی چیز پر نہیں گزرتے مگر کہ اس کو کھا جاتے ہیں اور جو ان میں مرتا ہے اس کو کھا لیتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ بعض ان میں سے اللہ کے ساتھ ایمان لائے تو چھوڑ دیا ان کو ذوالقرنین نے جبکہ بنا کی اس نے دیوار مینہ میں پس اس واسطے ان کا نام ترک رکھا گیا۔ (فتح)

قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ السَّدَّ مِثْلَ الْبُرْدِ الْمُحَبَّرِ قَالَ رَأَيْتَهُ.

اور ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ دیکھا ہے میں نے دیوار ذوالقرنین کو مانند چادر چارخانہ کی ایک دھاری سرخ اور ایک سیاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تو نے اسی کو دیکھا ہے۔

٣٠٩٧ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ أَنَّ النَّبِيَّ

٣٠٩٧۔ زینب بنت جحش سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اس حال میں کہ آپ گھبرائے تھے فرماتے تھے کہ نہیں لائق بندگی کے کوئی سوائے اللہ کے خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چلی یاجوج ماجوج کی دیوار سے آج کھل گیا اس کے برابر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی اور

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَّدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ.

کلمے کی انگلی کا حلقہ بنایا یعنی اس حلقے کے برابر دس دیوار میں سوراخ ہو گیا ہے تو زینب نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا ہم مٹ جائیں گے اور حالانکہ ہم میں نیک لوگ ہوں گے حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں جب کہ بدکاری غالب ہو جائے گی یعنی جب گناہ اور بدکاری عالم میں کثرت سے ہوئی اور نیک لوگ کم ہو گئے تو نیک اور بد سب ہلاک ہو جاتے ہیں۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی۔

۳۰۹۸ ۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَحَ اللّٰهُ مِنْ رَّدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلَ هٰذَا وَعَقَدَ بِيَدِهٖ تِسْعِيْنَ.

۳۰۹۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کھول دیا اللہ نے یاجوج ماجوج کی دیوار سے اس کے برابر اپنے ہاتھ سے نوے کی گرہ کی۔

فائدہ: اس کی شرح بھی اسی جگہ آئے گی۔

۳۰۹۹ ۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا آدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ فَعِنْدَهٗ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ ﴿وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ

۳۰۹۹۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم! تو وہ کہے گا کہ حاضر ہوں تیری خدمت اور اطاعت میں اور سب بہتری تیرے ہی ہاتھ میں ہے سو اللہ فرمائے گا کہ نکال دوزخ کا حصہ یعنی جو دوزخ میں ڈالے جائیں گے ان کو جدا کر آدم علیہ السلام کہیں گے الٰہی کس قدر ہے دوزخ کا حصہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار سے نو سو اور ننانوے یعنی ہزار آدمی میں ایک بہشتی اور باقی دوزخی حضرت نے فرمایا سو اس وقت ہوگا جبکہ بڈھا ہو جائے گا لڑکا اور ہر ایک حمل والی اپنے پیٹ کا بچہ گرا دے گی اور تو دیکھے گا لوگوں کو بیہوش ور دیوانے اور حالانکہ وہ دیوانے نہیں لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا اصحاب نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم سے

اللهِ وَأَيُّنَا ذٰلِكَ الْوَاحِدُ قَالَ أَبْشِرُوْا فَإِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا وَّمِنْ يَّأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ أَلْفًا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنِّيْ أَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ أَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ أَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ مَا أَنْتُمْ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّعَرَةِ السَّوْدَآءِ فِيْ جِلْدِ ثَوْرٍ أَبْيَضَ أَوْ كَشَعَرَةٍ بَيْضَاءَ فِيْ جِلْدِ ثَوْرٍ أَسْوَدَ.

ایسا بہشتی مرد کون ہو گا یعنی جب ہزار میں سے ایک ہی بہشتی ٹھہرا تو ہم کو نجات پانے کی کیا امید باقی رہی حضرت مَلَّاثِیمُ نے فرمایا تم خاطر جمع رکھو خوش رہے اس واسطے کہ یاجوج اور ماجوج سے ہزار دوزخی ہو گے اور تم میں سے ایک مرد بہشتی ہو گا یعنی دوزخ کے بھرنے کے واسطے کیا یاجوج ماجوج کم ہیں جو تم گھبراتے ہو حضرت مُلَاثِيمُ نے فرمایا کہ اس کی قسم ہے جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں اس کی امید رکھتا ہوں کہ تم لوگ یعنی امت محمدیہ مُلَاثِيمُ بہشتیوں کی چوتھائی ہو گی راوی کہتا ہے تو ہم اصحاب نے اللہ اکبر کہا پھر حضرت مَلَاثِيمُ نے فرمایا کہ میں اس کی امید رکھتا ہوں کہ تم بہشتیوں کی تہائی ہو گی تو ہم نے اللہ اکبر کہا پھر حضرت مُلَاثِيمُ نے فرمایا کہ میں اس کی امید رکھتا ہوں کہ تم تمام بہشتیوں کے آدھے ہو گے تو ہم نے اللہ اکبر کہا فرمایا کہ نہیں تم لوگوں میں مگر جیسے کالا بال سفید بیل کی کھال میں یا جیسے سفید بال سیاہ بیل کی کھال میں۔

فائدہ: اس کی شرح رقاق میں آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ ذکر یاجوج ماجوج کا ہے اور اشارہ ہے طرف کثرت ان کے کی اور یہ کہ یہ امت بہ نسبت ان کے عشر کے عشر کا عشر ہے اور یہ کہ یاجوج ماجوج آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں واسطے رد کرنے کے ان کے مخالف پر۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيْمٌ﴾ وَقَالَ أَبُوْ مَيْسَرَةَ الرَّحِيْمُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ.

باب ہے بیان قول اللہ تعالیٰ کے کہ پکڑا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دوست اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام ایک است تھا فرمانبردار واسطے اللہ تعالیٰ کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک ابراہیم علیہ السلام البتہ اواہ حلیم ہے ابومیسرہ نے کہا کہ اواہ کے معنی ہیں نہایت رحم والا حبشہ کی زبان میں۔

فائدہ: اور شاید اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ان آیتوں کی طرف ثناء اللہ تعالیٰ کی اوپر ابراہیم علیہ السلام کے اور خلیل خلت سے مشتق اور وہ صداقت اور محبت ہے جو دل میں داخل ہوتی ہے پس ہوتی ہے درمیان اس کے اور یہ صحیح

ہے بہ نسبت اس چیز کے کہ ابراہیم علیہ السلام کے دل میں ہے اللہ تعالیٰ کی محبت سے اور اوپر اطلاق اس کا بیچ حق اللہ کے پس بطور مقابلے کے ہے اور ابراہیم علیہ السلام آزر کے بیٹے ہیں۔(فتح)

۳۱۰۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ وَأَوَّلُ مَنْ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ وَإِنَّ أُنَاسًا مِنْ أَصْحَابِي يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ أَصْحَابِي أَصْحَابِي فَيَقُولُ إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي إِلٰى قَوْلِهِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾.

۳۱۰۰ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تم حشر کیے جاؤ گے ننگے پیر ننگے بدن بے ختنہ ہونے پھر پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت جیسے پیدا کیا ہم نے پہلی بار پھر اس کو دوہرائیں گے وعدہ لازم ہو چکا ہم پر تحقیق ہم ہیں کرنے والے یہ کام اور قیامت کے دن اول اول ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا اور بیشک کچھ لوگوں کو میرے یاروں سے بائیں طرف کھینچا جائے گا یعنی دوزخ کی طرف کہ وہ بائیں ہے میں کہوں گا کہ یہ میرے ساتھی ہیں میرے ساتھی ہیں تو وہ کھینچنے والا کہے گا کہ ہمیشہ رہے یہ مرتد اپنی ایڑیوں پر جب سے تو نے ان کو چھوڑا تو میں کہوں گا جیسے نیک بندے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں ان پر نگہبان تھا جب تک ان میں رہا العزیز الحکیم تک۔

فائدہ: اور مقصود اس سے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا اور کہتے ہیں کہ حکمت بیچ خصوصیت ابراہیم علیہ السلام کے یہ ہے کہ وہ آگ میں ننگے ڈالے گئے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے کہ اول اس نے پاجامہ پہنا اور نہیں لازم آتا خصوصیت ابراہیم علیہ السلام سے ساتھ اس کی فضیلت دینی اس کی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس واسطے کہ مفضول کبھی ممتاز ہوتا ہے ساتھ ایک چیز کے کہ خاص ہوتی ہے ساتھ اس کے اور نہیں لازم آتی اس سے فضیلت مطلق اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل نہیں ہوتے بنابر اس کے کہ متکلم اپنے خطاب کے عموم میں داخل نہیں ہوتا اور ابراہیم علیہ السلام کے واسطے اور بھی کئی چیزیں ہیں جو پہلے پہل انہوں نے کی ہیں ایک ان میں سے یہ ہے کہ پہلے انہوں نے مہمانداری کی اور لبوں کے بال کترائے اور ختنہ کیا اور سفید بال دیکھے اور سوائے اس کے۔(فتح)

۳۱۰۱ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

۳۱۰۱ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

أَخْبَرَنِيْ أَخِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلْقَى إِبْرَاهِيْمُ أَبَاهُ آزَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلٰى وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَّغَبَرَةٌ فَيَقُوْلُ لَهٗ إِبْرَاهِيْمُ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ لَا تَعْصِنِيْ فَيَقُوْلُ أَبُوْهُ فَالْيَوْمَ لَا أَعْصِيْكَ فَيَقُوْلُ إِبْرَاهِيْمُ يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِيْ أَنْ لَّا تُخْزِيَنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ فَأَيُّ خِزْيٍ أَخْزٰى مِنْ أَبِي الْأَبْعَدِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنِّيْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ثُمَّ يُقَالُ يَا إِبْرَاهِيْمُ مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ فَيَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ بِذِيْخٍ مُّلْتَطِخٍ فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهٖ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ.

فرمایا کہ قیامت نے ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آذر سے ملیں گے اس حال میں کہ اس کے منہ پر سیاہی اور گرد غبار پڑی ہے تو کہیں گے کہ میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ میرا کہا مان یعنی بت پرستی نہ کر تو نے نہ مانا تو ان کا باپ کہے گا کہ میں آج تمہارا کہنا مانوں گا تو ابراہیم علیہ السلام جناب الٰہی میں عرض کریں گے کہ اے میرے رب تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں تجھ کو قیامت کے دن رسوا نہ کروں گا اور اس سے زیادہ کون سی رسوائی ہے کہ میرے باپ کا یہ حال ہے جو رحمت سے دور ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں بہشت کو کافروں پر حرام کر چکا یعنی یہ ممکن نہیں کہ دوزخ سے نکلے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ اپنے پاؤں کے نیچے دیکھو تو دیکھیں گے کہ آواز خاکی آلودہ کفتار ہوگا پھر فرشتے اس کے پاؤں کو پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیں گے یعنی تبدیل صورت سے عار دور ہوئی۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

٣١٠٢ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهٗ عَنْ كُرَيْبٍ مَّوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَوَجَدَ فِيْهِ صُوْرَةَ إِبْرَاهِيْمَ وَصُوْرَةَ مَرْيَمَ فَقَالَ أَمَا لَهُمْ فَقَدْ سَمِعُوْا أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ هٰذَا إِبْرَاهِيْمُ مُصَوَّرٌ فَمَا لَهٗ يَسْتَقْسِمُ.

٣١٠٢ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانے کعبے میں داخل ہوئے سو اس میں ابراہیم علیہ السلام اور مریم کی صورت پائی سو فرمایا کہ ایپر فرشتے پس وہ سن چکے ہیں کہ بیشک فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں جاندار کی تصویر ہو یہ صورت ابراہیم علیہ السلام کی ہے پس کیا ہے واسطے اس کے کہ تیروں سے فال لیتا ہے یعنی فال کا تیر اس کے ہاتھ میں دیا ہے باوجود یہ کہ قائل ہیں ساتھ پیغمبری اس کی کے اور معصوم ہونے اس کے اس فعل بد سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی آئندہ آئے گی۔

٣١٠٣ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا

٣١٠٣ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى الصُّوَرَ فِي الْبَيْتِ لَمْ يَدْخُلْ حَتّٰى أَمَرَ بِهَا فَمُحِيَتْ وَرَأَى إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامِ بِأَيْدِيْهِمَا الْأَزْلَامُ فَقَالَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ وَاللّٰهِ إِنِ اسْتَقْسَمَا بِالْأَزْلَامِ قَطُّ.

جب خانے کعبے میں صورتیں دیکھیں تو اس کے اندر داخل نہ ہوئے یہاں تک کہ ان کے مٹانے کا حکم کیا پس مٹائی گئیں اور دیکھا ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کی صورت کو کہ ان کے ہاتھ میں فال کے تیر تھے سو فرمایا کہ اللہ لعنت کرے ان کو قسم ہے اللہ کی کہ انہوں نے کبھی تیروں سے فال نہیں لی کبھی قسمت طلب نہیں کی۔

٣١٠٤ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ أَتْقَاهُمْ فَقَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَيُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنَ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوْا قَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ وَمُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس کی شرح بھی آئندہ آئے گی۔

٣١٠٤ - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے بزرگ تر لوگوں سے فرمایا ان میں زیادہ ڈرنے والا اللہ تعالیٰ سے تو اصحاب نے کہا کہ ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس یوسف علیہ السلام اللہ کے پیغمبر پیغمبر کے بیٹے پیغمبر کے پوتے خلیل پیغمبر کے پڑوتے یعنی یہ نسبی شرافت اور خاندانی بزرگی ان کے سوا اور کسی کو حاصل نہی ہوئی کہ ان کی چار پشت تک برابر پیغمبر ہوتے آئے ہیں اصحاب نے کہا ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم مجھ سے عرب کانوں کا حال پوچھتے ہو کہ ان میں بہتر خاندان کون ہے فرمایا جو ان لوگوں میں کفر کی حالت میں بہتر تھا وہ لوگ اسلام کی حالت میں بھی افضل ہیں جس وقت کہ دین میں ہشیار ہو جائیں یعنی شرافت ذاتی اور بزرگی خاندانی کی بدون دینداری کے اللہ کے نزدیک کچھ حقیقت نہیں۔

٣١٠٥ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا عَوْفٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ فَأَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ

٣١٠٥ - سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے میرے پاس آج رات کو دو آنے والے سو آئے ہم ایک مرد دراز قد پر نہ قریب تھا کہ دیکھوں میں سر اس کا اور ان کے سبب سے اور بیشک وہ ابراہیم علیہ السلام تھے۔

طَوِيْلٍ لَا أَكَادُ أَرٰى رَأْسَهُ طُوْلًا وَّإِنَّهُ إِبْرَاهِيْمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۱۰۶ - حَدَّثَنِيْ بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَذَكَرُوْا لَهُ الدَّجَّالَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوْبٌ كَافِرٌ أَوْ كِ ف ر قَالَ لَمْ أَسْمَعْهُ وَلٰكِنَّهُ قَالَ أَمَّا إِبْرَاهِيْمُ فَانْظُرُوْا إِلٰى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوْسٰى فَجَعْدٌ آدَمُ عَلٰى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُوْمٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ انْحَدَرَ فِي الْوَادِيْ يُكَبِّرُ.

۳۱۰۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور لوگوں نے اس کے واسطے دجال کا ذکر کیا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہے کافر ک ف ر ابن عباس نے کہا کہ میں نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایپر صورت ابراہیم کی پس دیکھو طرف اپنے ساتھی کے یعنی ابراہیم علیہ السلام کی صورت میری صورت سے مشابہ تر ہے اور ایپر موسیٰ علیہ السلام گندم گون گھنگرالے بال والا ہے سوار ہے سرخ اونٹ پر جو نکیل ڈالا گیا ہے کھجور کی کھال سے جیسے میں اس کو دیکھتا ہوں کہ نالے میں اترا تکبیر کہتا ہوا۔

فائدہ: اس کی پوری شرح آئندہ آئے گی اور غرض اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ ایپر ابراہیم علیہ السلام پس طرف دیکھو طرف ساتھی اپنے کی اور اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف ذات اپنی کے پس تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام سے بہت مشابہ ہیں۔

۳۱۰۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَام وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً بِالْقَدُّوْمِ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ وَقَالَ بِالْقَدُوْمِ مُخَفَّفَةً تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ تَابَعَهُ عَجْلَانُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ.

۳۱۰۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا ختنہ کیا ابراہیم علیہ السلام نے ساتھ قدوم کے حالانکہ وہ اسی برس کے تھے اور ابوالزناد نے کہا کہ لفظ قدوم تخفیف کے ساتھ ہے یعنی دال پر تشدید نہیں۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ قدوم سے کیا مراد ہے پس بعض تو کہتے ہیں کہ مکان کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قدوم سے مراد بسولا ہے لوہے کا یعنی تیشہ اور یہی اخیر بات راجح ہے پس تحقیق ابویعلی نے روایت کی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی ختنے کا حکم ہوا تو انہوں نے بسولی سے اپنا ختنہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا کہ تو نے جلدی کی پہلے اس سے کہ میں تجھ کو حکم کروں اس کی آلے سے تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب میں نے یہ برا جانا کہ تیرے حکم میں دیر کروں۔ (فتح)

٣١٠٨ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ الرُّعَيْنِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيْمُ إِلَّا ثَلَاثًا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامِ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَوْلُهُ ﴿إِنِّيْ سَقِيْمٌ﴾ وَقَوْلُهُ ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا﴾ وَقَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَّسَارَةُ إِذْ أَتٰى عَلٰى جَبَّارٍ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّ هَا هُنَا رَجُلًا مَّعَهُ امْرَأَةٌ مِّنْ أَحْسَنِ النَّاسِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهَا فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ قَالَ أُخْتِيْ فَأَتٰى سَارَةَ قَالَ يَا سَارَةُ لَيْسَ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِيْ وَغَيْرَكِ وَإِنَّ هٰذَا سَأَلَنِيْ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّكِ أُخْتِيْ فَلَا تُكَذِّبِيْنِيْ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهٖ فَأُخِذَ فَقَالَ ادْعِيْ اللّٰهَ

٣١٠٨۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم پیغمبر نے کبھی ایسی بات نہیں بولی جو حقیقت میں سچی ہو اور ظاہر میں جھوٹی ہو سوائے تین بار کے دو باتیں ان میں سے اللہ کے مقدمے ایک ان کا یہ قول کہ میں بیمار ہوں اور دوسرا یہ قول کہ بلکہ ان کے بڑے نے کیا اور ایک بات سارہ کے حق میں اور وہ یہ ہے کہ جس حالت میں کہ ایک روز سارہ ان کے ساتھ تھیں یعنی جب کہ اپنی قوم کی تکلیف سے اپنے ملک سے ہجرت کر کے شام کو چلے تو ناگہاں ایک گاؤں میں پہنچے جس میں ایک بادشاہ ظالم تھا تو کسی نے اس کو کہا کہ اس جگہ ایک مرد ہے کہ اس کے ساتھ ایک عورت ہے جو نہایت خوبصورت لوگوں میں ہے تو اس نے ابراہیم علیہ السلام کو بلا بھیجا اور اس نے سارہ کا حال پوچھا کہ یہ کون عورت ہے ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میری بہن ہے پھر ابراہیم علیہ السلام سارہ کے پاس آئے پس کہا کہ اے سارہ زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی ایمان دار نہیں اور بیشک اس ظالم نے مجھ سے پوچھا تھا تو میں نے اس کو خبر دی کہ تو میری بہن ہے سو مجھ کو نہ جھٹلانا پھر اس ظالم نے سارہ کو بلا بھیجا سو جب وہ اس پر داخل ہوئیں تو ان کو اپنے ہاتھ سے پکڑنے لگا تو وہ پکڑا گیا یعنی دیوانہ ہو گیا یا گلا گھونٹا گیا یہاں تک کہ مرگی والے کی طرح ہاتھ پاؤں مارنے لگا تو اس نے سارہ کو کہا کہ دعا کر اللہ مجھ کو

لِيْ وَلَا أَضُرُّكِ فَدَعَتْ اللّٰهَ فَأُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ فَأُخِذَ مِثْلَهَا أَوْ أَشَدَّ فَقَالَ ادْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا أَضُرُّكِ فَدَعَتْ فَأُطْلِقَ فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهٖ فَقَالَ إِنَّكُمْ لَمْ تَأْتُوْنِيْ بِإِنْسَانٍ إِنَّمَا أَتَيْتُمُوْنِيْ بِشَيْطَانٍ فَأَخْدَمَهَا هَاجَرَ فَأَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فَأَوْمَأَ بِيَدِهٖ مَهْيَا قَالَتْ رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ أَوِ الْفَاجِرِ فِيْ نَحْرِهٖ وَأَخْدَمَ هَاجَرَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ تِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِيْ مَاءِ السَّمَآءِ.

صحت دے اور میں تجھ کو ضرر نہ پہنچاؤں گا تو سارہ رضی اللہ عنہا نے اللہ سے دعا کی تو چھوڑا گیا پھر دوسری بار اس کو پکڑنے لگا پھر اسی طرح پکڑا گیا اس سے سخت تر تو اس نے کہا کہ اللہ سے دعا کر کہ مجھ کو صحت دے اور میں تجھ کو ضرر نہ پہنچاؤں گا تو سارہ نے دعا کی تو چھوڑا گیا پھر اس نے اپنے بعض دربانوں کو بلایا سو کہا کہ تو میرے پاس آدمی نہیں لایا تو میرے پاس شیطان لایا تو اس نے اس کو خدمت کے لیے ہاجرہ دی تو سارہ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں اور وہ کھڑے نماز پڑھتے تھے تو ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کیا حال ہے سارہ نے کہا کہ رد کیا اللہ نے مکر کافر کا اس کے سینے میں اور اس نے خدمت کے واسطے ہاجرہ دی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا پس یہ ہے تمہاری ماں اے آسمان کے پانی کی اولاد یعنی اے عرب۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان تین باتوں کو جھوٹ کہنا پس واسطے ہونے اس کے کہ کہا اس نے ایک قول کہ اس کو سامع جھوٹ اعتقاد کرتا تھا لیکن جب تحقیق کیا جائے تو نہ تھا جھوٹ واسطے اس کے کہ تھا وہ باب معاریض کے سے جو دونوں امروں کے احتمال رکھتے ہیں پس یہ محض کذب نہیں پس ابراہیم کا قول اس کا کہ میں بیمار ہوں پس احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ میں عنقریب بیمار ہو جاؤں گا یا میں بیمار ہوں ساتھ اس چیز کے کہ مقدر کی گئی ہے مجھ پر موت سے اور مراد میری بہن سے یہ ہے کہ میری دینی بہن ہے اور ابن عقیل نے کہا کہ دلالت عقل کی پھیرتی ہے ظاہر اطلاق کذب کو اوپر ابراہیم علیہ السلام کے اور یہ اس واسطے کہ عقل یقین کرتی ہے ساتھ اس کے رسول لائق ہے کہ موثوق نہ ہونا کہ معلوم ہو صدق اس چیز کا کہ لایا ہے اس کو اللہ سے اور نہیں اعتماد ہے باوجود تجویز جھوٹ کے اوپر اس کے پس کس طرح ہے باوجود کذب کے اس سے اور سوائے اس کے نہیں کہ اطلاق کیا گیا ہے اوپر اس کے واسطے ہونے اس کے کے صورت جھوٹ کی نزدیک سامع کے اور بر تقدیر اس کے پس یہ نہیں صادر ہوا ابراہیم علیہ السلام سے یعنی اطلاق کذب کا اوپر اس کے مگر بیچ حالت شدت خوف کے واسطے بلند ہونے درجے اس کے نہیں تو پس کذب ایسی جگہوں میں جائز ہے اور کبھی واجب ہوتا واسطے اٹھانے اخف دو ضرروں کے واسطے دفع کرنے بڑے ضرر کے اور ابراہیم نام رکھنا اس کا جھوٹ پس یہ مراد نہیں کہ وہ مذمت کیے جاتے ہیں پس تحقیق کذب اگرچہ قبیح ہے لیکن کئی جگہوں میں اچھا

ہوتا ہے اور یہ جگہ ان میں سے ہے اور یہ جو کہا کہ دو اللہ کے مقدمے تو خاص کیا ان کو ساتھ اس کے واسطے کہ قصہ سارہ کا اگر چہ وہ بھی اللہ کے مقدمے میں تھا لیکن وہ بغل گیر ہے اپنی جان کے خط کو اور اپنے نفس کو بخلاف باقی دونوں کے کہ وہ محض اللہ کے مقدمے میں تھیں اور نام اس ظالم کا عمرو تھا اور وہ مصر کا بادشاہ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ضحاک کا بھائی ہے جو ملکوں مالک ہوا تھا اور کتاب تیجان میں ہے کہ جس نے کہا تھا کہ یہاں ایک مرد آیا ہے اس کے ساتھ ایک نہایت خوبصورت عورت ہے وہ ایک مرد تھا جس سے ابراہیم علیہ السلام گندم خریدا کرتے تھے تو اس نے بادشاہ کے نزدیک اس کی چغلی کھائی اور یہ بھی اس نے بادشاہ سے کہا تھا کہ میں نے سارہ کو چکی پیستے دیکھا ہے اور یہی سبب ہے کہ بادشاہ اس کو خدمت کے واسطے ہاجرہ دی اخیر امر میں اور کہا کہ یہ اس کے لائق نہیں کہ اپنی خدمت آپ کرے اور کہتے ہیں کہ سارہ کے والد کا نام ہاران تھا اور ہو حران کا بادشاہ تھا اور جب ابراہیم علیہ السلام نے اس سے نکاح کیا تھا تو اپنے وطن سے ہجرت کی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ان کے چچا کی بیٹی تھی اور یہ جو ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تم کہنا کہ میں اس کی بہن ہوں تو اس واسطے کہ کہتے ہیں کہ اس ظالم کا یہ دستور تھا کہ خاوند کو مار ڈالتا تھا اور بھائی کو نہ مارتا تھا اور یہ جو کہا کہ میرے اور تیرے سوا زمین پر کوئی ایماندار نہیں تو اس پر یہ اعتراض آتا ہے لوط علیہ السلام اس وقت موجود تھے اور وہ بھی ایماندار تھے تو جواب یہ ہے کہ مراد ان کی وہ زمین ہے جس میں ان کے ساتھ یہ قصہ واقع ہوا اور اس وقت لوط علیہ السلام اس کے ساتھ نہ تھے اور یہ جو کہا کہ تم میرے پاس شیطان لائے ہو تو یہ اس واسطے کہ اسلام سے پہلے لوگ جنوں کے امر کو برا جانتے تھے اور اعتقاد کرتے تھے خوارق عادت واقع ہوتے ہیں ان کے تصرف سے ہوتے ہیں اور یہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اولاد آسمان کے پانی کی تو مراد اس سے عرب ہیں کہ وہ اکثر بیابانوں میں رہتے تھے جہاں پانی برستا ہے واسطے چرانے مواشی اپنے کے اور اس میں دلیل ہے واسطے اس شخص کے جو گمان کرتا ہے کہ عرب کے سب لوگ اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے زمزم کا پانی ہے کہ وہ آسمان کے پانی سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے عامر ہیں اور وہ دادا ہے اوس اور خزرج کا اور اس کا نام آسمان کا پانی اس واسطے رکھا گیا کہ وہ قحط کے وقت ان کے واسطے پانی کے کے قائم مقام ہوتا تھا اور اس حدیث میں مشروعیت اخوت اسلامی کی ہے اور مباح ہونا معاریض کا اور رخصت بیچ فرمانبردار ہونے کے واسطے ظالم کے اور غاصب کے اور قبول کرنا تحفہ بادشاہ ظالم کا اور قبول کرنا ہدیہ مشرک کا اور قبول ہونا دعا کا ساتھ اخلاص کے نیت کے اور کافی ہونا اللہ کا واسطے اس شخص کے جو اخلاص سے دعا کرے ساتھ نیک عمل اپنے کے اس واسطے کہ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ سارہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں ایمان لائی ہوں ساتھ تیرے اور تیرے رسول کے تو اس کافر کو مجھ پر قدرت نہ دے اور اس میں مبتلا ہونا نیکوکاروں کا ہے واسطے بلند کرنے درجوں ان کے اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے واسطے درمیان سے پردہ اٹھایا دیا تھا

یہاں تک کہ جو حال بادشاہ کا سارہ کے ساتھ گزرا وہ سب ابراہیم علیہ السلام نے سامنے دیکھ لیا اور یہ کہ وہ بادشاہ سارہ تک نہ پہنچ سکا اور کہتے ہیں کہ جس محل میں بادشاہ سارہ کے ساتھ تھا اس محل کو اللہ تعالیٰ نے شیشے کی طرح صاف کر دیا تھا یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام باہر سے دونوں کو دیکھتے تھے اور ان کا کلام سنتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ جب سارہ بادشاہ کے پاس گئیں تو وضو کر کے نماز پڑھنے لگیں اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو مشکل پیش آئے تو چاہیے کہ نماز پڑھے اور یہ کہ وضو پہلی امتوں کے واسطے بھی تھا اور اس امت کے ساتھ خاص نہیں اور نہ ساتھ پیغمبروں کے واسطے ثبوت اس کے کے سارہ سے اور جمہور اس پر ہیں کہ سارہ پیغمبر نہ تھیں۔

۳۱۰۹ ۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى أَوِ ابْنُ سَلَامٍ عَنْهُ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أُمِّ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَقَالَ كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

۳۱۰۹۔ ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ مارنے گرگٹ کے اور تھا وہ پھونکتا ابراہیم علیہ السلام پر۔

فائدہ: بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ گرگٹ بہرہ ہے اور نہیں داخل ہوتا اس مکان میں جس میں زعفران ہو اور وہ حاملہ ہوتا ہے اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ جب ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو زمین کوئی جانور نہ تھا مگر کہ آگ کو بجھاتا تھا مگر گرگٹ کہ وہ اس کو پھونکتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مارنے کا حکم کیا۔ (فتح)

۳۱۱۰ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ قَالَ لَيْسَ كَمَا تَقُوْلُوْنَ ﴿لَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ بِشِرْكٍ أَوَلَمْ تَسْمَعُوْا إِلٰى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهِ ﴿يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.

۳۱۱۰۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہ ملایا ان کو قیامت کے دن امن امان ہے تو اصحاب نے کہا کہ ہم لوگوں میں کون ایسا ہے جو اپنی جان پر کچھ ظلم نہیں کرتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا مطلب یوں نہیں جیسا تم کہتے ہو یعنی بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم یعنی شرک کو نہ ملایا کیا تم نے نہیں سنا جو لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹا اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا بیشک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

فائدہ: اسماعیلی نے کہا کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں اس واسطے کہ اس میں ابراہیم علیہ السلام کے قصے سے کچھ چیز نہیں اور پوشیدہ رہی اس پر یہ بات کہ وہ حکایت ہے قول ابراہیم علیہ السلام کے سے یعنی یہ قول ابراہیم علیہ السلام کا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حکایت کیا ہے اس واسطے کہ جب فارغ ہوا اللہ تعالیٰ نے حکایت قول ابراہیم علیہ السلام کے سے بیچ ستاروں اور سورج اور چاند کے تو ذکر کیا جھگڑا قوم اس کی کا واسطے اس کے پھر اس کے بعد کہا و تلك حجتنا آتيناها ابراهيم على قومه اور علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ یہ آیت ابراہیم علیہ السلام اور اس کی قوم کے حق میں اتری۔ (فتح)

بَابٌ ﴿يَزِفُّوْنَ﴾ النَّسَلَانُ فِي الْمَشْيِ

باب ہے اس بیان میں کہ یزفون کا معنی ہے جلد چلنا

٣١١١ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِلَحْمٍ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَجْمَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيْ وَيُنْفِذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ مِنْهُمْ فَذَكَرَ حَدِيْثَ الشَّفَاعَةِ فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْلُهُ مِنَ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ فَذَكَرَ كَذَبَاتِهِ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اذْهَبُوْا إِلٰى مُوْسٰى تَابَعَهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣١١١۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ جمع کرے گا قیامت کے دن پہلوں اور پچھلوں کو ایک میدان میں پس سنایا گا ان کو بلانے والا اور پہنچے گی ان کو آنکھ یعنی ہر ایک کی کلام کو تمام خلقت سنے گی اور ہر ایک آدمی تمام خلقت کو دیکھے گا اور قریب ہوگا ان سے آفتاب پس ذکر کی حدیث شفاعت کی تو سب لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے پس کہیں گے کہ تو اللہ کا پیغمبر ہے اور اس کا جانی دوست ہے زمین سے اپنے رب کے پاس ہماری سفارش کر تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے جھوٹ ذکر کریں گے اور کہیں گے نفسی نفسی تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

فائدہ: اور غرض اس سے قول اہل موقف کا ہے واسطے ابراہیم علیہ السلام کے کہ تو اللہ کا پیغمبر ہے اور اس کا دوست جانی ہے زمین سے۔

تنبیہ: بعض روایتوں میں یہ بات بغیر ترجمہ کے ہے پس یہ مانند فصل کے ہے پہلے باب سے اور تعلق اس کا پہلے باب سے واضح ہے اس واسطے کہ یہ قصہ ابراہیم علیہ السلام کے ترجمہ سے ہے اور لیکن تفسیر یَزِفُّوْنَ کی قرآن سے پس تحقیق وہ جملے قصے ابراہیم علیہ السلام کے سے ہے ساتھ قوم اپنی کے جب کہ اس نے بت توڑ ڈالے اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس آگئے بڑے جلدی کرتے ہوئے طرف اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام ان کے بتوں کی طرف پھرے تو

دیکھا کہ وہ بت ایک بڑے بت خانے میں ہیں اور دروازوں کے سامنے ایک بڑا بت ہے تو ناگہاں ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ کافروں نے بتوں کے آگے کھانا رکھا اور کہا کہ جب ہم پلٹ کر آئیں گے تو ہم پائیں گے کہ بتوں نے اس میں برکت کی ہوگی پھر ہم اس کو کھائیں گے سو ابراہیم علیہ السلام نے جب ان کی طرف نظر کی تو کہا کہ کیا ہے واسطے تمہارے کہ تم نہیں کھاتے تو ابراہیم علیہ السلام نے لوہا لے کر ہر بت کو چیر ڈالا پھر کلہاڑی کو بڑے بت کے گلے میں لٹکایا پھر وہاں سے نکل آئے پھر جب وہ پلٹ کر آئے تو ابراہیم علیہ السلام کے جلانے کے واسطے لکڑیاں جمع کرنے لگے یہاں تک کہ بیمار عورت بھی کہتی تھی کہ اگر اللہ نے مجھ کو صحت دی تو میں بھی ابراہیم علیہ السلام کے واسطے لکڑیاں جمع کروں گی پھر جب انہوں نے اس کی لکڑیاں جمع کیں اور بہت لکڑیاں جمع کیں اور اس کے جلانے کا ارادہ کیا تو کہا آسمان اور زمین اور پہاڑوں اور فرشتوں نے کہ اے ہمارے رب تیرا دوست جلایا جاتا ہے اللہ نے فرمایا کہ مجھ کو معلوم ہے اور اگر تم کو بلائے تو تم اس کی مدد کرنا تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے الٰہی تو اکیلا ہے آسمان میں اور میں اکیلا ہوں زمین میں نہیں زمین میں کوئی سوا میرے جو تیرا عبادت کرتا ہو کافی ہے مجھ کو اللہ اور اچھا ہے کارساز اور میں گمان کرتا ہوں اگر ترجمہ محفوظ ہو تو اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طرف اس قدر کے پس یہ مناسب ہے ان کے قول کو کہ تو اللہ کا دوست ہے زمین میں۔ (فتح)

۳۱۱۲ ۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْلَا أَنَّهَا عَجِلَتْ لَكَانَ زَمْزَمُ عَيْنًا مَّعِينًا قَالَ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَمَّا كَثِيرُ بْنُ كَثِيرٍ فَحَدَّثَنِي قَالَ إِنِّي وَعُثْمَانَ بْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ جُلُوسٌ مَّعَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ مَا هٰكَذَا حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ وَّلٰكِنَّهُ قَالَ أَقْبَلَ إِبْرَاهِيمُ بِإِسْمَاعِيلَ وَأُمِّهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَهِيَ تُرْضِعُهُ مَعَهَا شَنَّةٌ لَّمْ يَرْفَعْهُ

۳۱۱۲ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ رحم کرے اسمٰعیل کی ماں پر یعنی ہاجرہ پر اگر وہ جلدی نہ کرتی تو زمزم ایک جاری چشمہ ہو جاتا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ آیا ہے کہ متوجہ ہوئے ابراہیم علیہ السلام ساتھ اسمٰعیل علیہ السلام اور ماں اس کی کے اور وہ اس کو دودھ پلاتی تھی اور اس کے ساتھ ایک مشک تھی لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو مرفوع نہیں کیا۔

ثُمَّ جَآءَ بِهَا إِبْرَاهِيْمُ وَبِابْنِهَا إِسْمَاعِيْلَ.

٣١١٣ - وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَكَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ يَزِيْدُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَوَّلَ مَا اتَّخَذَ النِّسَآءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قِبَلِ أُمِّ إِسْمَاعِيْلَ اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لَّتُعَفِّيَ أَثَرَهَا عَلَى سَارَةَ ثُمَّ جَآءَ بِهَا إِبْرَاهِيْمُ وَبِابْنِهَا إِسْمَاعِيْلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ حَتَّى وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَّلَيْسَ بِهَا مَآءٌ فَوَضَعَهُمَا هُنَالِكَ وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيْهِ تَمْرٌ وَّسِقَاءً فِيْهِ مَآءٌ ثُمَّ قَفَّى إِبْرَاهِيْمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ فَقَالَتْ يَا إِبْرَاهِيْمُ أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ فِيْهِ إِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ مِرَارًا وَّجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا فَقَالَتْ لَهُ أَللّٰهُ الَّذِي أَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَتْ إِذَنْ لَّا يُضَيِّعُنَا ثُمَّ رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيْمُ حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ ثُمَّ دَعَا بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ رَبِّ ﴿إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ

۳۱۱۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پہلے پہل عورتوں نے کمر بند پکڑا تو اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں کی طرف سے پکڑا ہے کہ اس نے کمر بند پکڑا تا کہ مٹائے نشان اپنے پاؤں کا سارہ پر پھر ابراہیم علیہ السلام ہاجرہ کو اور اس کے بیٹے کو لائے اور وہ اس کو دودھ پلاتی تھی یہاں تک کہ اتار واپس خانے کعبے کے نزدیک درخت کے جو زمزم کے اوپر تھا مسجد حرام کی جگہ میں اور مکے میں اس دن کوئی آدمی نہ تھا اور نہ وہاں پانی تھا دونوں کو اس جگہ اتارا تو رکھی ان کے پاس ایک تھیلی جس میں کھجوریں تھیں اور ایک مشک جس میں پانی تھا پھر ابراہیم علیہ السلام پیٹھ دے کر چلے تو اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں ان کے پیچھے چلی پس کہا اس نے کہ اے ابراہیم علیہ السلام تو کہاں جاتا ہے اور ہم کو اس میدان میں چھوڑے جاتا ہے جس میں نہ کوئی غمخوار ہے اور نہ کچھ چیز سو ہاجرہ نے ابراہیم علیہ السلام کو یہ بات کئی بار کہی پر انہوں اس کو مڑ کر نہ دیکھا پھر ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کا حکم کیا ہے ابراہیم علیہ السلام نے کہا ہاں ہاجرہ نے کہا کہ اب اللہ تعالیٰ ہم کو ضائع نہ کرے گا پھر پھر آئے اور ابراہیم علیہ السلام چلے یہاں تک کہ جب ٹیلے کے پاس پہنچے جس جگہ کہ وہ ان کو نہ دیکھتی تھیں تو اپنے منہ کو قبلے کے سامنے کیا پھر دعا کی ساتھ ان کلموں کے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا کہ اے رب میں نے بسائی ہے ایک اولاد اپنی میدان میں جہاں کھیتی نہیں تیرے ادب والے گھر کے پاس یہاں تک کہ شکروں کو پہنچے اور اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں اسمٰعیل علیہ السلام کو دودھ دینے لگی اور اس پانی سے پانی پینے لگی یہاں تک کہ مشک کا پانی تمام ہوگیا اور اس کو اور اسکے بیٹے کو پیاس لگی اور اس کو

عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ حَتّٰى بَلَغَ يَشْكُرُوْنَ﴾
وَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيْلَ
وَتَشْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَآءِ حَتّٰى إِذَا نَفِدَ مَا
فِي السِّقَاءِ عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابْنُهَا وَجَعَلَتْ
تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوّٰى أَوْ قَالَ يَتَلَبَّطُ فَانْطَلَقَتْ
كَرَاهِيَةَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ فَوَجَدَتِ الصَّفَا
أَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْأَرْضِ يَلِيْهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ
ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ تَرٰى أَحَدًا
فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتّٰى إِذَا
بَلَغَتِ الْوَادِيَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ثُمَّ
سَعَتْ سَعْيَ الْإِنْسَانِ الْمَجْهُوْدِ حَتّٰى
جَاوَزَتِ الْوَادِيَ ثُمَّ أَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ
عَلَيْهَا وَنَظَرَتْ هَلْ تَرٰى أَحَدًا فَلَمْ تَرَ
أَحَدًا فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ قَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَذٰلِكَ سَعْيُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا أَشْرَفَتْ
عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ صَهٍ
تُرِيْدُ نَفْسَهَا ثُمَّ تَسَمَّعَتْ فَسَمِعَتْ أَيْضًا
فَقَالَتْ قَدْ أَسْمَعْتَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غِوَاثٌ
فَإِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَبَحَثَ
بِعَقِبِهِ أَوْ قَالَ بِجَنَاحِهِ حَتّٰى ظَهَرَ الْمَآءُ
فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ وَتَقُوْلُ بِيَدِهَا هٰكَذَا
وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ مِنَ الْمَآءِ فِي سِقَائِهَا وَهُوَ
يَفُوْرُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ أُمَّ

دیکھنے لگی کہ پیاس کے مارے زمین پر لیٹتے ہیں تو ہاجرہ چلی
واسطے برا جاننے اسباب کے کہ اسمٰعیل علیہ السلام کو امتحان میں
دیکھے تو پایا اس نے صفا کو قریب تر پہاڑ زمین میں جو اس کے
پاس تھا تو اس پر کھڑی ہوئیں پھر میدان کی طرف منہ کر کے
دیکھنے لگی کہ کیا کسی کو دیکھتی ہے یعنی تا کہ کوئی آدمی نظر آئے سو
اس نے کسی کو نہ دیکھا تو صفا سے اتری یہاں تک کہ جب
میدان میں پہنچی تو اپنے کرتے کا کنارہ اٹھایا پھر دوڑی جیسے
مصیبت زدہ آدمی دوڑتا ہے یہاں تک کہ میدان سے آگے
بڑی پھر مروہ پہاڑ پر آئی اور اس پر کھڑے ہو کر نظر کی کہ کیا
کسی کو دیکھتی ہے سو اس نے کسی کو نہ دیکھا تو اس نے سات
بار اسی طرح کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ نے
فرمایا کہ پس اس واسطے لوگ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے
ہیں پھر جب وہ مروہ پر چڑھی تو اس نے ایک آواز سنی تو کہا کہ
چھپ رہ ارادہ کرتی تھی اپنے تئیں پس تکلف کیا سننے میں پھر
دوسری بار بھی آواز سنی تو کہنے لگی کہ تحقیق تو نے اپنی آواز سنائی
اگر تیرے پاس فریاد رسی ہے تو فریاد سن تو ہاجرہ نے ناگہاں
فرشتہ دیکھا نزدیک جگہ زمزم کے سو فرشتے نے اپنا ٹخنہ یا پر
زمین پر مارا یہاں تک کہ پانی ظاہر ہوا تو اس کو حوض کی طرح
بنانے لگی اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کرنے لگی یعنی پانی کے
گرد پتھروں کی مینڈ بنائی تا کہ پانی بہہ نہ جائے اور پانی سے
چلو بھر بھر مشک میں ڈالنا شروع کیا اور وہ جوش مارتا تھا بعد چلو
بھرنے کے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا
کہ اللہ رحم کرے اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں پر کہ اگر چھوڑتی زمزم
کو یا یوں فرمایا کہ اگر نہ چلو بھرتی زمزم سے تو زمزم ایک جاری
چشمہ ہو جاتا تو ہاجرہ نے پانی پیا اور اپنے بچے کو دودھ دیا پھر

إِسْمَاعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ أَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَآءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَّعِينًا قَالَ فَشَرِبَتْ وَأَرْضَعَتْ وَلَدَهَا فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ لَا تَخَافُوا الضَّيْعَةَ فَإِنَّ هَا هُنَا بَيْتَ اللّٰهِ يَبْنِيْ هٰذَا الْغُلَامُ وَأَبُوْهُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَهْلَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِّنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَأْتِيهِ السُّيُوْلُ فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَشِمَالِهِ فَكَانَتْ كَذٰلِكَ حَتّٰى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِّنْ جُرْهُمَ أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِّنْ جُرْهُمَ مُقْبِلِيْنَ مِنْ طَرِيْقِ كَدَآءٍ فَنَزَلُوْا فِيْ أَسْفَلِ مَكَّةَ فَرَأَوْا طَآئِرًا عَائِفًا فَقَالُوْا إِنَّ هٰذَا الطَّائِرَ لَيَدُوْرُ عَلٰى مَآءٍ لَعَهْدُنَا بِهٰذَا الْوَادِيْ وَمَا فِيْهِ مَآءٌ فَأَرْسَلُوْا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَّيْنِ فَإِذَا هُمْ بِالْمَآءِ فَرَجَعُوْا فَأَخْبَرُوْهُمْ بِالْمَآءِ فَأَقْبَلُوْا قَالَ وَأُمُّ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ الْمَآءِ فَقَالُوْا أَتَأْذَنِيْنَ لَنَا أَنْ نَّنْزِلَ عِنْدَكِ فَقَالَتْ نَعَمْ وَلٰكِنْ لَّا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَآءِ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلْفٰى ذٰلِكَ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُحِبُّ الْإِنْسَ فَنَزَلُوْا وَأَرْسَلُوْا إِلٰى أَهْلِيْهِمْ فَنَزَلُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِهَا أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِّنْهُمْ وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ وَأَنْفَسَهُمْ وَأَعْجَبَهُمْ حِيْنَ شَبَّ فَلَمَّا أَدْرَكَ زَوَّجُوْهُ امْرَأَةً مِّنْهُمْ وَمَاتَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَجَآءَ

فرشتے نے اس سے کہا کہ تو ہلاک ہونے کا خوف نہ کر اس واسطے کہ بیشک اس جگہ اللہ کا گھر ہے اس کو یہ لڑکا اور اس کا باپ بنائے گا اور بیشک اللہ نہ ضائع کرے گا اس کے رہنے والوں کو اور تھا خانہ کعبہ اونچا زمین سے مانند ٹیلے کے آتی تھی اس کو لہر پانی کی پس گزرتی تھی اس کے دائیں اور بائیں سے یعنی جب برسات میں پانی زور سے بہتا تھا تو پانی خانہ کعبہ کے اوپر نہ چڑھتا تھا دائیں بائیں بہ جاتا تو ہاجرہ مدت تک رہی کہ پانی پیتی تھی اور اپنے لڑکے کو دودھ دیتی تھی یہاں تک کہ جرہم کا ایک گروہ ان پر گزرا اس حال میں کہ متوجہ ہونے والے تھے کداء کی راہ سے تو وہ مکے کی نوان میں اترے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک پرندہ گھومتا ہے سو انہوں نے کہا کہ بیشک یہ جانور البتہ پانی پر گھومتا ہے ہمارا اترنا اس میدان میں ہے اور اس میں پانی نہیں سو انہوں نے ایک یا دو ایلچی بھیجے تو ناگہاں انہوں نے پانی دیکھا سو وہ پلٹ آئے اور ان کو پانی کی خبر دی تو وہ آگے بڑھے اور اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں پانی کے پاس تھی تو انہوں نے کہا کہ کیا تو ہم کو اجازت دیتی ہے کہ ہم تیرے پاس اتریں اس نے کہا ہاں لیکن پانی میں تمہارا کچھ حق نہیں انہوں نے کہا اچھا تو پائی یہ اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں نے عین مراد اپنی اور وہ رفیق چاہتی تھی تو وہ اس کے پاس اترے اور اپنے گھر والوں کو بلا بھیجا تو وہ بھی ان کے ساتھ آ اترے یہاں تک کہ جب مکے میں چند گھر والے ہوئے اور اسمٰعیل علیہ السلام جوان ہوئے اور ان سے عربی زبان سیکھی اور تھا وہ عمدہ تر ان میں محبوب تر جبکہ جوان ہوا سو جب وہ بالغ ہوا تو انہوں نے اس کو اپنی قوم سے ایک عورت بیاہ دی اور اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں یعنی ہاجرہ مر گئیں تو آئے ابراہیم علیہ السلام

إِبْرَاهِيْمُ بَعْدَمَا تَزَوَّجَ إِسْمَاعِيْلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهُ فَلَمْ يَجِدْ إِسْمَاعِيْلَ فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِيْ لَنَا ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِشَرٍّ نَحْنُ فِيْ ضِيْقٍ وَّشِدَّةٍ فَشَكَتْ إِلَيْهِ قَالَ فَإِذَا جَآءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِيْ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقُوْلِيْ لَهُ يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِهِ فَلَمَّا جَآءَ إِسْمَاعِيْلُ كَأَنَّهُ آنَسَ شَيْئًا فَقَالَ هَلْ جَآءَكُمْ مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ جَآءَنَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا فَسَأَلَنَا عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ وَسَأَلَنِيْ كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا فِيْ جَهْدٍ وَّشِدَّةٍ قَالَ فَهَلْ أَوْصَاكِ بِشَيْءٍ قَالَتْ نَعَمْ أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ ذَاكِ أَبِيْ وَقَدْ أَمَرَنِيْ أَنْ أُفَارِقَكِ الْحَقِيْ بِأَهْلِكِ فَطَلَّقَهَا وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخْرٰى فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيْمُ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ يَجِدْهُ فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَسَأَلَهَا عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِيْ لَنَا قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِخَيْرٍ وَّسَعَةٍ وَّأَثْنَتْ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ مَا طَعَامُكُمْ قَالَتِ اللَّحْمُ قَالَ فَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتِ الْمَآءُ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَآءِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَّلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيْهِ قَالَ فَهُمَا لَا يَخْلُوْ

بعد اس کے کہ نکاح کیا اسمٰعیل علیہ السلام نے اس حال میں کہ اپنی چھوڑی چیز کو ڈھونڈتے تھے یعنی اپنی بیوی اور بیٹے کو تو انہوں نے اسمٰعیل علیہ السلام کو نہ پایا تو اس کی عورت سے اس کا حال پوچھا تو عورت نے کہا کہ وہ ہمارے واسطے روزی کی تلاش میں نکلا ہے پھر ابراہیم علیہ السلام نے اس عورت سے ان کی معاش اور گزران کا حال پوچھا تو اس نے کہا کہ ہم برے حال میں ہیں ہم تنگی اور سختی میں ہیں اور اس نے ان کے پاس شکایت کی ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ جب تیرا خاوند آئے تو اس کو میری طرف سے سلام کرنا اور کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو بدل ڈال پھر جب اسمٰعیل علیہ السلام آئے تو گویا انہوں نے کسی چیز کے نشان کو پایا یعنی اپنے باپ کی خوشبو پائی تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا کہ کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا ان کی عورت نے کہا ہاں ایک بوڑھا ایسا ایسا یعنی ایسی ایسی شکل صورت کا ہمارے پاس آیا تھا سو اس نے ہم سے تیرا حال پوچھا تو میں نے اس کو خبر دی تو اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا حال ہے تمہاری گزران کا تو میں نے اس کو خبر دی کہ ہم تنگی اور سختی میں ہیں اور اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا کہ اس نے تجھ کو کچھ وصیت بھی کی تھی عورت نے کہا ہاں اس نے مجھ کو حکم کیا تھا کہ اس پر سلام پڑھنا اور کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو بدل ڈال اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ میرا باپ تھا اور بیشک اس نے مجھ کو حکم کیا کہ میں تجھ کو چھوڑ دوں جا اپنے لوگوں میں جا مل تو اسمٰعیل علیہ السلام نے اس کو طلاق دی اور ان میں سے اور عورت سے نکاح کیا پھر توقف کیا اس نے ابراہیم علیہ السلام نے جب تک کہ اللہ نے چاہا پھر اس کے بعد ان کے پاس آئے اور اسمٰعیل علیہ السلام کو نہ پایا اور ان کی بیوی کے پاس گئے تو اس سے

عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ إِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ قَالَ فَإِذَا جَآءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِيْ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِيْهِ يُثْبِتُ عَتَبَةَ بَابِهٖ فَلَمَّا جَآءَ إِسْمَاعِيْلُ قَالَ هَلْ أَتَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَأَثْنَتْ عَلَيْهِ فَسَأَلَنِيْ عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهٗ فَسَأَلَنِيْ كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهٗ أَنَّا بِخَيْرٍ قَالَ فَأَوْصَاكِ بِشَيْءٍ قَالَتْ نَعَمْ هُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثْبِتَ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ ذَاكِ أَبِيْ وَأَنْتِ الْعَتَبَةُ أَمَرَنِيْ أَنْ أُمْسِكَكِ ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَآءَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَإِسْمَاعِيْلُ يَبْرِيْ نَبْلًا لَّهٗ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيْبًا مِّنْ زَمْزَمَ فَلَمَّا رَآهُ قَامَ إِلَيْهِ فَصَنَعَا كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ ثُمَّ قَالَ يَا إِسْمَاعِيْلُ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ بِأَمْرٍ قَالَ فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ قَالَ وَتُعِيْنُنِيْ قَالَ وَأُعِيْنُكَ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَبْنِيَ هَا هُنَا بَيْتًا وَّأَشَارَ إِلٰى أَكَمَةٍ مُّرْتَفِعَةٍ عَلٰى مَا حَوْلَهَا قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ رَفَعَا الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ فَجَعَلَ إِسْمَاعِيْلُ يَأْتِيْ بِالْحِجَارَةِ وَإِبْرَاهِيْمُ يَبْنِيْ حَتّٰى إِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَآءَ بِهٰذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهٗ لَهٗ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِيْ وَإِسْمَاعِيْلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَهُمَا يَقُوْلَانِ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ قَالَ فَجَعَلَا يَبْنِيَانِ حَتّٰى يَدُوْرَا حَوْلَ الْبَيْتِ وَهُمَا

اس کا حال پوچھا کہ کیا حال ہے تمہارا اور پوچھا ان سے حال ان کی معاش اور گزران کا تو اس نے کہا کہ ہم خیر اور فراخی میں ہیں یعنی ہم آسودہ ہیں اور اس نے اللہ کی تعریف کی ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیا ہے کھانا تمہارا اس نے کہا گوشت فرمایا اور کیا ہے پینا تمہارا اس نے کہا کہ پانی کہا الٰہی برکت کر واسطے ان کے گوشت اور پانی میں حضرت ﷺ نے فرمایا اور اس وقت وہاں اناج نہ تھا اور اگر ان کے واسطے ہوتا تو اس میں بھی برکت کی دعا کرتے حضرت ﷺ نے فرمایا پس نہیں کفایت کرتا ساتھ گوشت اور پانی کے کوئی بغیر مکے کے مگر کہ وہ اس کو موافق نہیں یعنی اگر کوئی کچھ مدت فقط گوشت اور پانی پر گزارہ کرے اور ان کے سوا اور کچھ اناج نہ کھائے تو وہ بیمار ہو جاتا ہے یا طبیعت کو ان سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے لیکن جو لوگ مکے میں رہتے ہیں وہ اگر فقط ان دونوں کے ساتھ گزارہ کریں اور کچھ نہ کھائیں تو نہ وہ بیمار ہوتے ہیں اور نہ ان کو ان سے نفرت ہوتی ہے اگرچہ ساری عمر انہیں دونوں کو کھا کھا کر گزاریں اور کچھ نہ کھائیں اور یہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا اثر ہے ابراہیم علیہ السلام نے کہا پس جب تیرا خاوند آئے تو اس کو سلام کرنا اور کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو قائم رکھ پھر اسمٰعیل علیہ السلام آئے تو کہا کہ کیا کوئی تمہارے پاس آیا تھا ان کی عورت نے کہا ہاں آیا ہمارے پاس ایک بوڑھا خوبصورت اور اس نے ابراہیم علیہ السلام کی تعریف کی سو اس نے مجھ سے تیرا حال پوچھا تو میں نے اس کو خبر دی پھر اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا حال ہے تمہاری معاش کا تو میں نے اس کو خبر دی کہ ہم خیر میں ہیں اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا کہ اس نے تجھ کو کچھ وصیت بھی کی تھی اس نے کہا کہ ہاں وہ تجھ کو سلام کہتا تھا اور حکم کرتا تھا کہ

يَقُوْلَانِ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾.

اپنے دروازے کی چوکھٹ کو قائم رکھ اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ میرا باپ تھا اور تو چوکھٹ ہے اس نے مجھ کو حکم کیا ہے کہ میں تجھ کو اپنے پاس نگرانی میں رکھوں پھر دیر کی اس نے ابراہیم علیہ السلام نے جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر اس کے بعد آئے اور اسمٰعیل علیہ السلام اپنا تیر درست کرتے تھے تلے ایک درخت کے نزدیک زمزم کے سو جب اسمٰعیل علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو ان کی طرف کھڑے ہوئے تو دونوں نے کیا جیسے باپ بیٹے کے ساتھ کرتا ہے اور بیٹا باپ کے ساتھ یعنی معانقہ اور مصافحہ وغیرہ پھر کہا اے اسمٰعیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ایک کام کا حکم کیا ہے پس اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا پس کرو جو تمہارے رب نے تم کو حکم کیا ہے کہا اور تو میری مدد کر اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا اور میں تیری مدد کروں گا کہا پس اللہ نے مجھ کو حکم کیا ہے کہ اس جگہ ایک گھر بناؤں اور اشارہ کیا طرف ایک ٹیلے اونچے کے بنا کر دن میں اس کے گرد پس نزدیک اس کے اٹھائیں دونوں نے بنیادیں گھر کی سو اسمٰعیل علیہ السلام نے پتھر لانا شروع کیا اور ابراہیم علیہ السلام بنانے لگے یہاں تک کہ جب بنا بلند ہوئی تو اسمٰعیل علیہ السلام یہ پتھر لائے اور اس کو ابراہیم علیہ السلام کے واسطے رکھا تو ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہوئے اور وہ بناتے تھے اور اسمٰعیل علیہ السلام ان کو پتھر دیتے تھے اور دونوں کہتے تھے کہ اے رب ہمارے قبول کر ہم سے تو ہی ہے اصل سنتا جانتا سو وہ دونوں بنانے لگے یہاں تک کہ بیت اللہ کے گرد گھومتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ اے ہمارے رب قبول کر ہم سے تو ہی اصل سنتا جانتا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ سب سے پہلے اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں نے کمر بند بنایا تو اس کا سبب یہ تھا کہ سارہ نے ہاجرہ کو ابراہیم علیہ السلام کے واسطے بخش دیا تھا پس حاملہ ہوئیں ہاجرہ ابراہیم علیہ السلام سے ساتھ اسمٰعیل علیہ السلام کے پھر جب ہاجرہ نے

اسمٰعیل علیہ السلام کو جنا تو سارہ کو اس سے غیرت آئی تو اس نے قسم کھائی کہ البتہ میں اس کے تین اعضاء کاٹ ڈالوں گی تو ہاجرہ نے کمر بند پکڑا اور اس کو اپنی کمر میں باندھ کر بھاگی اور اپنے تہبند کا دامن ڈھیلا چھوڑا تا کہ اس کے قدم کا نشان سارہ پر مٹ جائے اور کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کی سفارش کی اور کہا کہ کھول دے اپنی قسم کو بایں طور کہ اس کے کانوں میں سوراخ کر اور کہتے ہیں کہ سارہ کو نہایت غیرت آئی پس نکلے ابراہیم علیہ السلام ساتھ اسمٰعیل علیہ السلام کے اور ماں اس کی کے طرف مکے کے واسطے اس کے اور اسمٰعیل علیہ السلام اس وقت دو برس کے تھے اور یہ جو کہا کہ تھا خانہ کعبہ مانند ٹیلے کے اور ایک روایت میں ہے کہ جب نوح علیہ السلام کا طوفان آیا تو کعبہ اٹھایا گیا یعنی کسی کو اس کا اٹھانا معلوم نہ رہا کہ کہاں ہے پس تھے پیغمبر علیہم السلام حج کرتے اس کا اور نہ جانتے اس کو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اس کی جگہ معلوم کرائی اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو آدم علیہ السلام کے پاس بھیجا اور اس کو کعبے کے بنانے کا حکم کیا پس بنا کیا آدم علیہ السلام نے پھر حکم کیا اس کو ساتھ طواف کے اور کہا کہ تو اول آدمیوں کا ہے اور یہ اول گھر ہے جو رکھا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ پہلے اس کو فرشتوں نے بنایا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ پہلے اس کو شیث علیہ السلام نے بنایا تھا اور یہ جو کہا کہ پس تھی ہاجرہ اسی حال پر تو اس میں اشارہ ہے کہ وہ صرف زمزم کے پانی پر گزران کرتی تھی پس کفایت کرتا تھا وہ اس کو کھانے اور پینے سے اور یہ جو کہا کہ اسمٰعیل علیہ السلام نے ان سے عربی زبان سیکھی تو اس میں اشارہ ہے کہ اس کی اور اس کی ماں کی زبان عربی نہ تھی اور جرہم کی زبان عربی تھی اور ابن متین نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ ذبیح اللہ اسحاق ہے اس واسطے کہ مامور بالذبح ذبح کے وقت بالغ نہ ہوا تھا اور اس حدیث میں ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے اسمٰعیل علیہ السلام کو چھوڑا تو اس وقت وہ شیر خوار تھے اور جب اس کے پاس پھر آئے تو اس وقت اسمٰعیل علیہ السلام نے نکاح کیا ہوا تھا اور اگر ذبح کا حکم ان کے حق میں ہوتا تو البتہ حدیث میں مذکور ہوتا اور شیر خوارگی اور نکاح کے زمانے کے درمیان حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے پاس مکے میں نہیں آئے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حدیث میں اس کی نفی نہیں کہ وہ اس کے درمیان کبھی نہیں آئی پس احتمال ہے کہ اس کے درمیان بھی کبھی آئے ہوں اور اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے کے ساتھ حکم کیے گئے ہوں اور یہ بات حدیث میں مذکور نہ ہوئی ہو میں کہتا ہوں کہ اور حدیث میں آچکا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام دونوں زمانوں کے درمیان بھی اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس آتے رہے ہیں چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام ہر مہینے میں ہاجرہ کے پاس آیا کرتے تھے ایک براق پر صبح کو سوار ہو کر مکے میں آتے تھے اور پھر دوپہر کو شام میں اپنے گھر میں جاتے تھے اور قیلولہ کرتے تھے اور یہ جو کہا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو بدل ڈال تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح ہے یہ کہ ہو یہ لفظ طلاق کے کنایات سے پس اگر کوئی کہے کہ میں نے اپنی چوکھٹ کو بدل ڈالا اور نیت کرے ساتھ اس کے طلاق کی تو طلاق واقع ہو جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام اسمٰعیل علیہ السلام کے دوسری بیوی کے پاس آئے تو اس نے ان کا سر دھویا اور ابراہیم علیہ السلام نے اپنا قدم

مقام پر رکھا سو اس وقت سے اس میں ان کی ایڑھی کا نشان پڑ گیا اور یہ جو کہا کہ دونوں نے خانے کعبے کی بنیادیں اٹھائیں اور ایک روایت میں ہے کہ وہی تھیں بنیادیں گھر کی پہلے اس کے جس پر ابراہیم علیہ السلام نے بنیاد اٹھائی اور ایک روایت میں ہے کہ خانے کعبے کی بنیادیں ساتویں زمین میں تھیں اور یہ جو کہا کہ اسمٰعیل علیہ السلام یہ پتھر لائے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اتارا گیا اس پر حجر اسود اور مقام پس ابراہیم علیہ السلام مکان پر کھڑے ہو کر بنانے لگے اور اس کو اونچا کرنے لگے پھر اس جگہ میں پہنچے جس جگہ کہ حجر اسود ہے تو حجر اسود کو یہاں رکھا اور مقام کو اٹھا کر خانے کعبے کے ساتھ ملا کر رکھا پھر جب ابراہیم علیہ السلام خانے کی بنا سے فارغ ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام نے ان کو حج کا طریقہ سکھایا اور ایک روایت میں ہے کہ حجر اسود ہند میں تھا اور تھا موتی سفید۔ (فتح)

٣١١٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا كَانَ بَيْنَ إِبْرَاهِيْمَ وَبَيْنَ أَهْلِهِ مَا كَانَ خَرَجَ بِإِسْمَاعِيْلَ وَأُمِّ إِسْمَاعِيْلَ وَمَعَهُمْ شَنَّةٌ فِيْهَا مَاءٌ فَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ ثُمَّ رَجَعَ إِبْرَاهِيْمُ إِلٰى أَهْلِهِ فَاتَّبَعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ حَتّٰى لَمَّا بَلَغُوْا كَدَاءً نَادَتْهُ مِنْ وَّرَائِهِ يَا إِبْرَاهِيْمُ إِلٰى مَنْ تَتْرُكُنَا قَالَ إِلَى اللهِ قَالَتْ رَضِيْتُ بِاللهِ قَالَ فَرَجَعَتْ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتّٰى لَمَّا فَنِيَ الْمَاءُ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّيْ أُحِسُّ أَحَدًا قَالَ فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ هَلْ تُحِسُّ أَحَدًا فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا فَلَمَّا

٣١١٤۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب واقع ہوا درمیان ابراہیم علیہ السلام کے اور ان کے بیوی سارہ کے جو کچھ کہ تھا یعنی جھگڑا تو ابراہیم علیہ السلام اسمٰعیل علیہ السلام اور اس کی ماں کو لے نکلے اور ان ساتھ ایک مشک تھی جس میں پانی تھا تو اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں نے اس مشک سے پانی پینا شروع کیا تو اس کا دودھ اس کے لڑکے پر اترتا تھا یہاں تک کہ مکے میں آئے اور اس کو ایک درخت کے پاس اتارا پھر ابراہیم علیہ السلام اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ گئے یعنی ملک شام میں تو پیچھے لگی اس کے ماں اسمٰعیل علیہ السلام کی یہاں تک کہ جب کداء میں پہنچے تو اس نے ابراہیم علیہ السلام کو پیچھے سے پکارا کہ اے ابراہیم علیہ السلام ہم کو کس کے پاس چھوڑے جاتے ہو کہا اللہ کے پاس ہاجر علیہا السلام نے کہا کہ میں اللہ کے ساتھ راضی ہوں پھر پلٹ آئیں اور مشک سے پانی پینے لگیں اور اترتا تھا ان کا دودھ ان کے لڑکے پر یہاں تک کہ جب پانی تمام ہوا تو انہوں نے کہا کہ اگر میں نالے میں جا کر نظر کروں تو شاید کسی کو دیکھوں سو جا کر صفا پہاڑ پر چڑھیں سو نظر کی اور مکرر نظر کی کہ کسی کو دیکھے سو انہوں نے کسی کو نہ دیکھا پھر جب میدان میں پہنچیں تو دوڑ کر مروہ پر آئیں تو انہوں نے اسی طرح کیا پھر انہوں نے کہا کہ اگر میں جاؤں

بَلَغَتِ الْوَادِيَ سَعَتْ وَأَتَتِ الْمَرْوَةَ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ أَشْوَاطًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ تَعْنِي الصَّبِيَّ فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَإِذَا هُوَ عَلٰى حَالِهٖ كَأَنَّهٗ يَنْشَغُ لِلْمَوْتِ فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا فَقَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّيْ أُحِسُّ أَحَدًا فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتْ الصَّفَا فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا حَتّٰى أَتَمَّتْ سَبْعًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ فَإِذَا هِيَ بِصَوْتٍ فَقَالَتْ أَغِثْ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَإِذَا جِبْرِيْلُ قَالَ فَقَالَ بِعَقِبِهٖ هٰكَذَا وَغَمَزَ عَقِبَهٗ عَلَى الْأَرْضِ قَالَ فَانْبَثَقَ الْمَآءُ فَدَهَشَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ فَجَعَلَتْ تَحْفِزُ قَالَ فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ كَانَ الْمَآءُ ظَاهِرًا قَالَ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الْمَآءِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا قَالَ فَمَرَّ نَاسٌ مِّنْ جُرْهُمَ بِبَطْنِ الْوَادِيْ فَإِذَا هُمْ بِطَيْرٍ كَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوْا ذَاكَ وَقَالُوْا مَا يَكُوْنُ الطَّيْرُ إِلَّا عَلٰى مَآءٍ فَبَعَثُوْا رَسُوْلَهُمْ فَنَظَرَ فَإِذَا هُمْ بِالْمَآءِ فَأَتَاهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ فَأَتَوْا إِلَيْهَا فَقَالُوْا يَا أُمَّ إِسْمَاعِيْلَ أَتَأْذَنِيْنَ لَنَا أَنْ نَّكُوْنَ مَعَكِ أَوْ نَسْكُنَ مَعَكِ فَبَلَغَ ابْنُهَا فَنَكَحَ فِيْهِمُ امْرَأَةً قَالَ ثُمَّ إِنَّهٗ بَدَا لِإِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ لِأَهْلِهٖ إِنِّيْ مُطَّلِعٌ تَرِكَتِيْ قَالَ فَجَآءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ إِسْمَاعِيْلُ

اور دیکھوں کہ لڑکے کا کیا حال ہے تو بہتر ہوگا پس گئیں اور دیکھا پس ناگہاں وہ اپنے حال پر ہے جیسے وہ فریاد کرتا ہے واسطے موت کے پس ان کے نفس نے ان کو ٹھہرنے نہ دیا کہ اس کو موت کی حالت میں دیکھیں پھر کہا انہوں نے کہ اگر میں جا کر نظر کروں تو بہتر ہوگا شاید کہ کسی کو دیکھوں سو جا کر صفا پر چڑھیں سو نظر کی اور مکرر نظر کی سو انہوں نے کسی کو نہ دیکھا یہاں تک کہ تمام کیے سات پھیرے پھر اس نے کہا کہ اگر میں جا کر لڑکے کا حال دیکھوں تو خوب ہو تو ناگہاں اس نے ایک آواز سنی تو اس نے کہا کہ اگر تیرے پاس خیر ہے تو فریاد سن تو اچانک انہوں نے دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام ہیں تو اس نے اپنی ایڑی اس طرح زمین پر ماری اور اشارہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنی ایڑی سے زمین پر پس پھوٹ نکلا پانی پس خوف ہوا اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں کو مبادا پانی بہ جائے تو زمین کھودنے لگیں تا کہ پانی جمع رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہاجرہ اس کو چھوڑتی تو زمزم ایک چشمہ جاری ہو جاتا سو ہاجرہ اس پانی سے پینے لگیں اور ان کا دودھ ان کے لڑکے پر اترتا تھا پس گزرے چند لوگ قوم جرہم کے نالے میں تو ناگہاں انہوں نے ایک جانور دیکھا تو گویا کہ انہوں نے اس سے انکار کیا اور کہنے لگے کہ نہیں ہوتا ہے جانور مگر پانی پر تو انہوں نے اپنے ایلچی کو بھیجا سو اس نے نظر کی تو ناگہاں اس نے دیکھا کہ پانی ہے تو اس نے آ کر ان کو خبر دی سو وہ اس کے پاس آئے اور کہا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں کیا ہمکو اجازت دیتی ہے کہ ہم تیرے پاس بسیں سو اس کا بیٹا بالغ ہوا تو ان میں ایک عورت سے نکاح کیا پھر ظاہر ہوا واسطے ابراہیم علیہ السلام کے پس کہا واسطے گھر والوں کے کہ میں جانے والا ہوں

فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ ذَهَبَ يَصِيدُ قَالَ قُولِي لَهُ إِذَا جَاءَ غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ قَالَ أَنْتِ ذَاكِ فَاذْهَبِي إِلَى أَهْلِكِ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِي قَالَ فَجَاءَ فَقَالَ أَيْنَ إِسْمَاعِيلُ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ ذَهَبَ يَصِيدُ فَقَالَتْ أَلَا تَنْزِلُ فَتَطْعَمَ وَتَشْرَبَ فَقَالَ وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتْ طَعَامُنَا اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا الْمَاءُ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ قَالَ فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَكَةٌ بِدَعْوَةِ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِي فَجَاءَ فَوَافَقَ إِسْمَاعِيلَ مِنْ وَرَاءِ زَمْزَمَ يُصْلِحُ نَبْلًا لَهُ فَقَالَ يَا إِسْمَاعِيلُ إِنَّ رَبَّكَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ لَهُ بَيْتًا قَالَ أَطِعْ رَبَّكَ قَالَ إِنَّهُ قَدْ أَمَرَنِي أَنْ تُعِينَنِي عَلَيْهِ قَالَ إِذَنْ أَفْعَلَ أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ فَقَامَا فَجَعَلَ إِبْرَاهِيمُ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَيَقُولَانِ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ قَالَ حَتَّى ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ وَضَعُفَ الشَّيْخُ عَنْ نَقْلِ الْحِجَارَةِ فَقَامَ عَلَى حَجَرِ الْمَقَامِ فَجَعَلَ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَيَقُولَانِ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾.

طرف اپنے چھوڑے ہوؤں کی تا کہ ان کا حال معلوم کروں تو ابراہیم علیہ السلام آئے اور سلام کیا پھر کہا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کہاں ہیں تو ان کی عورت نے کہا کہ شکار کو گئے ہیں ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ جب آئے تو اس کو کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو بدل ڈال پھر جب اسمٰعیل علیہ السلام آئے تو اس نے ان کو خبر دی تو اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا کہ چوکھٹ تو ہے پس جا اپنے گھر والوں کے پاس پھر ابراہیم علیہ السلام کے واسطے ظاہر ہوا تو اپنے اہل سے کہا کہ میں معلوم کرنے والا ہوں اپنے چھوڑے ہوؤں کو سو آئے اور کہا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کہاں ہے تو ان کی عورت نے کہا کہ شکار کو گئے ہیں پھر اس عورت نے کہا کہ کیا تم نہیں اترتے پس کھاؤ اور پیو سو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ کیا ہے کھانا تمہارا اور پینا تمہارا اس نے کہا کہ کھانا ہمارا گوشت ہے اور پینا ہمارا پانی ہے کہا ابراہیم علیہ السلام نے الٰہی برکت کر ان کے کھانے میں اور پینے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو برکت مکے والوں کے کھانے پینے میں ہے وہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی تاثیر ہے پھر تحقیق ظاہر ہوا واسطے ابراہیم علیہ السلام کے پس کہا اپنے گھر والوں سے کہ میں معلوم کرنے والا ہوں حال اپنے چھوڑے ہوؤں کا پس آئے پس پایا اسمٰعیل علیہ السلام کو پاس زمزم کے کہ اپنے تیر کو درست کرتے تھے پس کہا کہ اے اسمٰعیل علیہ السلام بیشک تیرے رب نے مجھ کو حکم کیا ہے کہ میں اس کا گھر بناؤں انہوں نے کہا کہ کہا مانیں اپنے رب کا کہا کہ حکم کیا ہے مجھ کو اس نے یہ کہ تم مجھ کو اس پر مدد کرو اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا کہ میں اب کروں گا یا اس مطلب کا کوئی اور لفظ کہا سو دونوں کھڑے ہوئے تو ابراہیم علیہ السلام نے بنانا شروع کیا اور اسمٰعیل علیہ السلام ان کو پتھر دینے لگے اور کہتے تھے کہ اے رب ہمارے قبول کر ہم سے بیشک

تو ہے سنتا جانتا یہاں تک کہ بنیاد بلند ہوئی اور ابراہیم علیہ السلام ضعیف ہوئے اوپر اٹھانے پتھروں کے پس کھڑے ہوئے ابراہیم علیہ السلام مقام کے پتھر پر اور اسمٰعیل علیہ السلام ان کو پتھر دینے لگے اور کہنے لگے اے رب ہمارے قبول کر ہم سے بیشک تو ہے اصل سنتا جانتا۔

٣١١٥ ـ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلَ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْأَقْصٰى قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً ثُمَّ أَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ بَعْدُ فَصَلِّهْ فَإِنَّ الْفَضْلَ فِيهِ.

٣١١٥ ـ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کون مسجد ہے جو زمین میں پہلے بنائی گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خانے کعبے کی مسجد میں نے کہا کہ پھر کون فرمایا کہ مسجد اقصی یعنی بیت المقدس کی مسجد میں نے کہا کہ ان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے فرمایا کہ چالیس برس کا پھر جس جگہ تجھ کو نماز کا وقت ملے وہاں نماز پڑھ پس تحقیق ثواب اس میں ہے یعنی نماز پڑھنے میں جب کہ اس کا وقت ہو۔

فائدہ: ابن جوزی نے کہا کہ اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ خانے کعبے کو ابراہیم علیہ السلام نے بنایا ہے اور بیت المقدس کو سلیمان علیہ السلام نے بنایا ہے اور ان دونوں کے درمیان ہزار برس سے زیادہ کا فاصلہ ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ اشارہ ہے طرف اول بنا کے اور رکھنے بنیاد مسجد کے اور نہیں ہے ابراہیم علیہ السلام جس نے پہلے کعبہ بنایا ہو اور نہ سلیمان علیہ السلام جس نے پہلے بیت المقدس بنایا ہو پس تحقیق روایت کی ہم نے کہ پہلے کعبے کو آدم علیہ السلام نے بنایا تھا پھر اس کی اولاد زمین میں پھیل گئی پس جائز ہے کہ بعضوں نے بیت المقدس کی وضع رکھی ہو پھر بنایا کعبے کو ابرہیم علیہ السلام نے ساتھ نص قرآن کے اور اسی طرح کہا قرطبی نے کہ حدیث نہیں دلالت کرتی ہے اس پر کہ ابراہیم علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام نے پہلے پہل ان کی بنیاد رکھی بلکہ یہ تجدید ہے واسطے اس چیز کے کہ بنیاد رکھی تھی ان کے غیر نے اور بیت المقدس کو مسجد اقصی اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ دور ہے خانے کعبے سے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ نہ تھی سوائے اس کے کوئی جگہ عبادت کی اور بعض کہتے ہیں کہ واسطے دور ہونے اس کے کے گندیوں اور پلیدیوں سے۔ (فتح)

٣١١٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى

٣١١٦ ـ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہاڑ احد نمود ہوا سو فرمایا کہ یہ ایسا پہاڑ ہے کہ ہم سے محبت رکھتا ہے

الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا وَرَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں الٰہی بیشک ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرام کیا ہے اور میں حرام کرتا ہوں جو کچھ کہ مدینے کے دونوں طرف پتھریلی زمین کے اندر ہے۔

فائدہ: اورغرض اس سے ذکر ابراہیم علیہ السلام کا ہے اور یہ کہ اس نے مکے کو حرام کیا اور اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

۳۱۱۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ أَبِيْ بَكْرٍ أَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَمْ تَرَیْ أَنَّ قَوْمَكِ لَمَّا بَنَوا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُرٰی أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ.

۳۱۱۷ - عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیری قوم یعنی قریش نے جبکہ کعبہ بنایا تو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے کم کر دیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پھر نہیں بناتے ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں یوں ہی کرتا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے تو میں نہیں گمان کرتا کہ چھوڑا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دونوں رکنوں کا جو حجر اسود کے پاس ہیں مگر یہ کہ نہیں تمام ہوا کعبہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ بوسہ دینا دونوں رکنوں کو اسی وجہ سے ہے کہ وہ دونوں رکن اپنی اصلی بنیاد پر نہیں رہے۔

فائدہ: یہ حدیث حج میں گزر چکی ہے۔

۳۱۱۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

۳۱۱۸ ۔ابو حمید ساعدی سے روایت ہے کہ انہوں کہا کہ یاحضرت ﷺ ہم آپ ﷺ پر کس طرح درود پڑھیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہو الٰہی رحم کر محمد پر اور اس کی بیویوں پر اور اس کی اولاد پر جیسے تو نے رحم کیا ابراہیم علیہ السلام کی آل پر اور برکت کر محمد ﷺ پر اور اس کی بیویوں پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر بیشک تو تعریف کیا ہوا، بڑائی والا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعوات میں آئے گی اور غرض اس سے آپ کا یہ قول ہے کہ جیسے تو نے رحم کیا ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔

۳۱۱۹ ۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ وَّمُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ فَرْوَةَ مُسْلِمُ بْنُ سَالِمٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِيْسٰى سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِيْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ أَلَا أُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰى فَأَهْدِهَا لِيْ فَقَالَ سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكُمْ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ

۳۱۱۹ ۔عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ کعب بن عجرہ مجھ کو ملا تو اس نے کہا کہ کیا میں تجھ کو ایک تحفہ نہ دوں جس کو میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے میں نے کہا کیوں نہیں تحفہ دے مجھ کو وہ چیز تو اس نے کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ ہم کس طرح آپ ﷺ پر درود پڑھا کریں اے اہل بیت پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سکھایا ہے کہ تم آپ ﷺ کو کس طرح سلام کریں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ درود یوں کہا کرو الٰہی رحم کر محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے رحم کیا ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بیشک تو تعریف کیا ہوا، بڑائی والا ہے الٰہی برکت کر محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بیشک تو تعریف کیا ہوا

مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اور بڑائی والا ہے۔

فائدہ: اس کی شرح بھی دعوات میں آئے گی۔

۳۱۲۰ ۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنِ الْمِنْهَالِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَيَقُوْلُ إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيْلَ وَإِسْحَاقَ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ.

۳۱۲۰ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے واسطے تعویز کرتے تھے اور فرماتے تھے بیشک تمہارے باپ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کے واسطے ان کلموں کے ساتھ تعویز کرتے تھے کہ پناہ مانگتا ہوں میں وسیلے اللہ کی کلام کے جس کی پوری تاثیر ہے ہر ایک شیطان سے اور ہر ایک کاٹنے والے کیڑے سے اور ہر ایک بری نظر سے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ کلمات سے مراد کلام اس کا ہے مطلق اور بعض کہتے ہیں کہ جو وعدہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اور مراد ساتھ تامہ کے کامل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نافع اور بعض کہتے ہیں کہ شافعیہ اور بعض کہتے ہیں کہ مبارکہ اور بعض کہتے ہیں کہ قاضیہ جو جاری رہتی ہے اور بدستور رہتے ہیں اور نہیں رد کرتی ان کو کوئی چیز اور نہیں داخل ہوتا ان میں کوئی نقص اور عیب خطابی نے کہا کہ امام احمد نے اس سے استدلال کیا ہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے اور حجت پکڑتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پناہ پکڑتے تھے ساتھ مخلوق کے اور شیطان سے مراد عام ہے خواہ شیطان جن ہو انس اور عین لامہ سے مراد ہر بیماری اور آفت ہے جو آدمی کو لگتی ہے جنوں وغیرہ سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيْمَ إِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ﴾ الْآيَةَ ﴿لَا تَوْجَلْ﴾ لَا تَخَفْ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اور احوال سنا ان کو ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا جب داخل ہوئے اس کے گھروں میں بولے سلام آخر آیت تک لا توجل لا تخف یعنی لا توجل کے معنی ہیں نہ خوف کر۔

فائدہ: اور ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا قصہ ابو حاتم نے مفصل بیان کیا ہے اور اس میں ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے تلا

ہوا بچھڑا ان کے آگے رکھا تو انہوں نے کہا کہ ہم کھانا نہیں کھاتے مگر قیمت سے ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اس کے واسطے قیمت ہے انہوں نے کہا کہ اس کی کیا قیمت ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اس کے اول میں بسم اللہ اور اس کے آخر میں الحمد اللہ کہنا تو جرائیل علیہ السلام نے میکائیل علیہ السلام کی طرف نظر کی پس کہا کہ لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنا جانی دوست ٹھہرائے پھر جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ کھاتے نہیں تو ان سے گھبرایا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ فرشتے چار تھے جرائیل علیہ السلام میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام اور رفائیل علیہ السلام اور ایک روایت میں ہے کہ جرائیل علیہ السلام نے بچھڑے پر اپنا پر مارا تو وہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی ماں کے ساتھ جا ملا۔ (فتح)

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى﴾ الْآيَةَ.

اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے کہ اے رب دکھا مجھ کو کیسے زندہ کرے گا تو مردے

٣١٢١ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيْمَ إِذْ قَالَ ﴿رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ﴾ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِيْ إِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ.

٣١٢١ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم زیادہ تر شک کرنے کے لائق ہیں ابراہیم علیہ السلام سے جبکہ کہا کہ اے رب مجھ کو دکھا کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تجھ اس کا یقین نہیں ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ کیوں نہیں لیکن یہ تمنا اس واسطے ہے کہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے اور اللہ رحم کرے لوط علیہ السلام پر کہ اس نے آرزو کی تھی کہ مضبوط مکان میں پناہ پکڑے اور اگر مجھ کو قید خانے میں دیر لگتی بقدر یوسف علیہ السلام کے تو میں بلانے والے کی بات مان لیتا یعنی اپنی براءت نہ چاہتا اس کے ساتھ چلا جاتا۔

فائدہ: اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ مراد کے ساتھ شک کے اس جگہ سو بعضوں نے تو اس کو ظاہر پر حمل کیا ہے اور کہا کہ یہ پیغمبر ہونے سے پہلے تھا اور طبری نے کہا کہ سبب حصول اس کے کا وسوسہ شیطان کا ہے لیکن اس نے قرار نہیں پکڑا اور انہیں ہلایا اس نے ایمان ثابت کو اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام ایک گدھے کے مراد پر آئے جس کو درندے اور پرندے کھاتے تھے پس تعجب کیا انہوں نے اور کہا کہ اے رب ہم کو یقین ہے کہ تو ہم کو جمع کرے گا لیکن مجھ کو دکھلا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے اور بعض لوگ اس کی تاویل کرتے ہیں پس روایت کی طبری وغیرہ نے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل یعنی دوست بنایا تو ملک الموت نے اجازت چاہی اللہ تعالیٰ سے کہ

ابراہیم علیہ السلام کو خوشخبری سنا دے پس اجازت دی واسطے اس کے اللہ نے پس ذکر کیا قصہ اس کا ساتھ اس کے بیچ کیفیت قبض کرے روح مومن اور کافر کے تو ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کرنے لگے کہ اے میرے رب دکھا مجھ کو کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے تاکہ مجھ کو یقین ہو کہ میں تیرا دوست ہوں یعنی یقین سے مراد خلیل ہونے کا یقین ہے تاکہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے کہ میں تیرا خلیل ہوں اور عکرمہ سے روایت ہے کہ مراد یہ ہے کہ تاکہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے اس کا کہ کافر جانتے ہیں کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ قدرت دی مجھ کو مردوں کے زندہ کرنے پر پس ادب کیا سوال میں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ زندہ کر مردے کو میرے ہاتھ پر اور بعض کہتے ہیں کہ مراد قلب سے ایک مرد صالح ہے جو اس کے ساتھ رہتا تھا اور یہ تاویل کسی بے علم نے کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد مردوں سے دلوں کا زندہ کرنا ہے اور یہ تاویل بھی نہایت بعید تر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اطمینان نفس کا ہے ساتھ کثرت دلیلوں کے اور بعض کہتے ہیں کہ محبت مراجعت کے سوال ہیں پھر اختلاف ہے بیچ معنی قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ہم ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ تر شک کرنے کے لائق ہیں سو بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ہم اشتیاق میں زیادہ تر ہیں طرف دیکھنے اس کے ابراہیم علیہ السلام سے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ہم کو تو مردہ زندہ ہونے میں کچھ شک نہیں تو ابراہیم علیہ السلام کو بطریق اولی نہ تھا یعنی اگر شک پیغمبروں کی طرف راہ پاتی تو البتہ تھا میں لائق تر ساتھ اس کے ان سے لیکن تم جانتے ہو کہ مجھ کو تو کچھ شک نہیں پر جان رکھو کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی شک نہیں کیا اور یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع کی رو سے کہا یا پہلے اس سے کہ معلوم کرائے آپ کو اللہ کہ آپ ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ سبب اس حدیث کا یہ ہے کہ کہ بعض لوگوں نے کہا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام نے شک کیا اور بعضوں نے کہا کہ شک نہیں کیا تب آپ نے یہ حدیث فرمائی بعض کہتے ہیں کہ مراد آپ کے اپنی قول نحن سے اپنی امت جس پر شک جائز ہے اور نکالنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے ساتھ دلالت عصمت کے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ یہ چیز جس کو تم دیکھتے ہو کہ اس نے شک کیا میں اولی ہوں ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ شک نہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ طلب ہے واسطے زیادہ بیان کے اور ابن عطیہ نے کہا کہ لیکن یہ حدیث پس مبنی ہے او پر نفی شک کے اور مراد ساتھ شک کے اس میں خطرات ہیں جو دل میں آتے ہیں اور ثابت نہیں رہتے اور اوپر شک اصطلاحی اور وہ توقف ہے درمیان دو امروں کے بغیر زیادتی ایک کے دوسرے پر تو وہ نفی کیا گیا ہے ابراہیم علیہ السلام سے قطعاً اس واسطے کہ بعید ہے وقوع اس کا اس شخص سے جس کے دل میں ایمان پکا ہے پس کیونکر ہو سکتا ہے اس شخص سے جو پیغمبر ہوا اور نیز پس سوال جب واقع ہوا ساتھ کیف کے تو دلالت کرتا ہے او پر حال شے موجود کے جو مقرر ہے نزدیک سائل اور مسئول کے جیسے کہ تو کہتا ہے کیف علم فلان پس کیف آیت میں سوال ہے ہیئت زندہ کرنے کے سے نہ نفس احیاء سے پس تحقیق وہ ثابت مقرر ہے اور ابن جوزی نے کہا کہ ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائق تر ابراہیم علیہ السلام سے واسطے اس چیز کے کہ مشقت

پائی حضرت ﷺ نے اپنی قوم کی تکذیب سے اور رد ان کے سے اوپر اس کے تعجب کرنے ان کے سے امر جی اٹھنے کے سے پس فرمایا کہ میں لائق ہوں کہ یہ سوال کرو جو ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا واسطے عظیم ہونے اس چیز کے کہ جاری ہوتی ہے واسطے میرے ساتھ قوم اپنی کے جو قیامت اور زندہ کرنے مردوں کے منکر ہیں لیکن میں اس کا سوال نہیں کرتا اور عیاض نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے شک نہیں کیا اس میں کہ اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے لیکن ارادہ کیا اس نے اطمینان دل کا اور ترک جھگڑے کو واسطے مشاہدے احیاء کے پس حاصل ہوا واسطے اس کے علم الیقین سے طرف عین الیقین کے اور یہ جو کہا کہ میں قید خانے سے نکلنے میں جلدی کرتا تو یہ آپ نے بطور تواضع کے کہا اور تواضع کے بڑے درجے کو پست نہیں کرتی بلکہ زیادہ کرتی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰي ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيْلَ إِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ یاد کر کتاب میں اسمٰعیل علیہ السلام کو کہ وہ وعدے کے پکے اور سچے تھے۔

٣١٢٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَفَرٍ مِّنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمُوْا بَنِيْ إِسْمَاعِيْلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا ارْمُوْا وَأَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ قَالَ فَأَمْسَكَ أَحَدُ الْفَرِيْقَيْنِ بِأَيْدِيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكُمْ لَا تَرْمُوْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرْمِيْ وَأَنْتَ مَعَهُمْ قَالَ ارْمُوْا وَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ.

٣١٢٢ ـ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گزرے حضرت ﷺ بنی اسلم کی ایک قوم پر جو آپس میں تیر اندازی کرتے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیر اندازی کرو اے اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد! یعنی اے عرب پس تحقیق باپ تمہارے یعنی اسمٰعیل علیہ السلام تھے تیر انداز اور میں فلانے کی اولاد کے ساتھ ہوں یعنی تم دونوں فریق سے میں ایک کے ساتھ ہوں تو دوسرے فریق نے اپنے ہاتھ بند کیے یعنی جن کے ساتھ حضرت ﷺ تھے ان کے مقابل میں جو تھے وہ تیر اندازی سے رک گئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا ہے واسطے تمہارے کہ تیر اندازی نہیں کرتے تو انہوں کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم کس طرح تیر اندازی کریں اور حالانکہ آپ ﷺ ان کے ساتھ ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیر اندازی کرو اور میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور دلیل پکڑی ہے ساتھ اس کے بخاری رحمہ اللہ نے اس پر میں اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوں کما سیاتی۔ (فتح)

بَابُ قِصَّةِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامِ فِيهِ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں قصے اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کے باب میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ جب ہاجرہ رضی اللہ عنہا اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ حاملہ ہوئیں تو سارہ کو غیرت آئی پس حاملہ ہوئیں ساتھ اسحاق کے تو دونوں نے ان کو ایک وقت میں جنا پس جوان ہوئے دونوں لڑکے اور بعض اہل کتاب سے اس کا خلاف منقول ہے اور یہ کہ ان کی پیدائش کے درمیان تیرہ برس کا فاصلہ ہے اور پہلی بات اولیٰ ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿أَمْ كُنتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ﴾ الْآيَةَ.

یہ باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کیا تم تھے حاضر جس وقت پہنچی یعقوب کو موت جب کہا اس نے اپنے بیٹوں کو آخر آیت تک۔

٣١٢٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ الْمُعْتَمِرَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ أَكْرَمُهُمْ أَتْقَاهُمْ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ خَلِيلِ اللَّهِ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِيْ قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا.

٣١٢٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے بزرگ تر لوگوں میں فرمایا ان میں زیادہ تر ڈرنے والا اللہ سے ان میں بزرگ تر ہے تو لوگوں نے کہا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں پوچھتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس بزرگ تر لوگوں میں یوسف پیغمبر علیہ السلام پیغمبر کا بیٹا پیغمبر کا پوتا خلیل کا پڑوتا لوگوں نے کہا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں پوچھتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم کو مجھ سے عرب کے خاندانوں کا حال پوچھتے ہو اصحاب نے کہا ہاں فرمایا جو ان لوگوں میں کفر کی حالت میں بہتر اور افضل تھے وہی لوگ اسلام میں بھی افضل ہیں جس وقت کہ دین میں ہشیار ہو جائیں اور اس میں سمجھ حاصل کریں۔

فائدہ: اور مناسبت اس حدیث کی واسطے ترجمہ کے جہت موافق ہونے حدیث کے سے آیت کو ہے بیچ سیاق نسب یوسف علیہ السلام کے پس تحقیق آیت بغل گیر ہے اس بات کو کہ خطاب کیا یعقوب نے اپنی اولاد کو نزدیک مرنے اپنے کے واسطے رغبت دلانے ان کے کے اوپر ثابت رہنے کے اسلام پر یعنی اسلام پر ثابت رہنا اور اس کی اولاد نے کہا کہ وہ عبادت کریں گے اس کے معبود کی اور اس کے باپ دادوں کے معبود کی اور یعقوب کی اولاد سے ایک یوسف علیہ السلام بھی

ہیں پس نص کی حدیث نے اوپر نسب یوسف علیہ السلام کے اور یہ کہ وہ یعقوب کا بیٹا اور اسحاق کا پوتا اور ابراہیم علیہ السلام کا پڑوتا ہے اور یہ کہ یہ چاروں پیغمبر ہیں اور پہلا جواب جہت شرافت کے سے ہے ساتھ نیک عملوں کے اور دوسرا جہت شرافت نسب صالح کے سے ہے اور کہا نون عرب کے سے یعنی ان کے اصلون سے جن کی طرف وہ منسوب ہے اور جن کے ساتھ فخر کرتے ہیں اور تشبیہ دی ان کو ساتھ خاندانوں کے واسطے ہونے ان کے کے ظرف شرافت کے جیسے کہ کانیں ظرف ہیں واسطے جواہر کے پھر یہ نسبت چار قسم ہے پس تحقیق افضل وہ ہے جس میں جاہلیت اور اسلام دونوں کی شرافت جمع ہو اور تھی شرافت ان کی جاہلیت میں ساتھ خصال محمودہ کے جہت ملائمت طبع کے سے اور نفرت اس کی سے خاص کر ساتھ منسوب ہونے کے طرف دادوں کی جو موصوف ہیں ساتھ اس کے پھر شرافت اسلام میں ساتھ خصال محمودہ کے شرعا پھر بلند تر مرتبے میں وہ شخص ہے جو اس کے ساتھ تفقه فی الدین کو جوڑے اور اس کے مقابل وہ شخص ہے جو جاہلیت میں مشروف ادنی ہو اور بدستور رہا مشروف اسلام میں پس یہ ادنی مرتبہ ہے اور تیسرے قسم وہ ہے جو اسلام میں شریف ہیں اور دین میں بوجہ حاصل کے اور نہ تھا شریف جاہلیت میں اور اس سے کم ہے جو اس طرح ہو لیکن دین میں ہوشیار نہ ہو اور چوتھی قسم وہ ہے جو جاہلیت میں شریف ہو پھر اسلام میں مشروف ہوا پس یہ قسم اپنے پہلے قسم سے کم ہے پھر اگر دین میں ہوشیار ہو تو وہ اعلی رتبہ ہے شریف جاہل سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَلُوْطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوْا أَخْرِجُوْا آلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الْغَابِرِيْنَ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور بھیجا ہم نے لوط علیہ السلام کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو بے حیائی فساء مطر المنذرين تک۔

فائدہ: حضرت علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں اور تحقیق بیان کیا ہے اللہ نے قصہ اس کا ساتھ قوم اپنی کے سورۂ اعراف میں اور ہود میں اور شعراء میں اور نمل وغیرہ میں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ انہوں نے اغلام یعنی لونڈے بازی نکالی تھی لڑکوں سے بدفعلی کرتے تھے پس بلایا ان کو لوط علیہ السلام نے صرف توحید کے اور باز رہنے کے بے حیائی سے پس اصرار کیا انہوں نے اوپر اس کے اور ان میں سے کوئی اس کے ساتھ ایمان نہ لایا اور ان کے شہر کا نام سدوم تھا شام

کے ملک میں پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو بھیجا جرائیل علیہ السلام میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام کو طرف ابراہیم علیہ السلام کے اور اس کے مہمان بنے پس ہوا جو بیان کیا ہے سورۂ ہود میں پھر متوجہ ہوئے طرف لوط علیہ السلام کے تو خوف کیا لوط علیہ السلام نے ان پر اپنی قوم سے اور چاہا کہ ان کی خبر ان سے پوشیدہ کرے تو چغلی کھائی ان پر اس کی بیوی نے تو اس کی قوم کے لوگ آئے اور اس کو جھڑکا ان کے خبر کے چھپانے پر اور گمان کیا انہوں نے کہ وہ اس پر ظفر یاب ہوئے پس ہلاک کیا ان کو اللہ تعالیٰ نے جرائیل علیہ السلام کے ہاتھ سے تو الٹ دیا جرائیل علیہ السلام نے ان کے شہر کو بعد اس کے کہ نکلا ان میں سے لوط علیہ السلام ساتھ اپنے گھر والوں کے مگر عورت اس کی پس تحقیق وہ پیچھے رہی ساتھ قوم اپنی کے پس الٹ دیا جرائیل علیہ السلام نے ان کے شہر کو ساتھ کنارے اپنے بازو کے پس ہو گئے وہ شہر اوپر نیچے اور ہو گئے ان کے مکان دریا کر بودار کہ نہ فائدہ اٹھایا جائے ساتھ پانی اس کے اور نہ ساتھ اس چیز کے کہ اس کے گرد ہے۔ (فتح)

٣١٢٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِلُوْطٍ إِنْ كَانَ لَيَأْوِيْ إِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ.

۳۱۲۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ مغفرت کرے لوط علیہ السلام کو کہ تحقیق وہ البتہ پناہ پکڑتا تھا مضبوط مکان میں۔

فائدہ: یعنی طرف اللہ کے یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کے ﴿لو ان لی بکم قوۃ اذ آوی الی رکن شدید﴾ اور کہتے ہیں کہ لوط علیہ السلام کی قوم میں کوئی اس کا قریبی نہ تھا اور نسب میں کوئی ان میں سے اس کے ساتھ نہ ملتا تھا اس واسطے کہ وہ سدوم سے تھے اور ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی اصل عراق سے تھی پھر جب ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی تو لوط علیہ السلام نے بھی ان کے ساتھ ہجرت کی پھر پیغمبر کر کے بھیجا اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کو طرف اہل سدوم کی پس کہا لوط علیہ السلام نے کہ اگر میرے واسطے برادری ہوتی تو میں ان سے مدد لیتا تا کہ دفع کرتے میرے مہمانوں سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَلَمَّا جَآءَ آلَ لُوْطٍ الْمُرْسَلُوْنَ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ﴾ فَأَنْكَرَهُمْ وَ ﴿نَكِرَهُمْ﴾ وَاسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ ﴿يُهْرَعُوْنَ﴾ يُسْرِعُوْنَ دَابِرٌ آخِرٌ.

باب ہے اس بیان میں کہ پس جب آئے لوط علیہ السلام کے پاس وہ بھیجے ہوئے کہا اس نے کہ بیشک تم لوگ اوپرے ہو یعنی لوط علیہ السلام نے ان کو اجنبی پایا انکرھم ونکرھم واستنکرھم تینوں لفظوں کے معنی ایک ہیں یُهْرَعُوْنَ کے معنی ہیں دوڑتے دابر کے معنی ہیں آخر۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ان دابر ھو لاء، یعنی آخر ان کا۔

صَيْحَةٌ هَلَكَةٌ ﴿لِلْمُتَوَسِّمِينَ﴾ لِلنَّاظِرِينَ

صَيْحَةٌ کے معنی ہلاک کے ہیں۔ مُتَوَسِّمِينَ کے معنی ہیں دیکھنے والے

فائدہ: وہ تفسیر اس آیت کی ہے ان كانت الا صيحة واحدة اور میں نہیں پہچانتا وجہ داخل ہونے اس کے کی اس جگہ لیکن شاید اس نے اشارہ کیا ہو طرف اس آیت کے فاخذتهم الصيحة مشرقين۔ متوسمين سے مراد اس آیت کی تفسیر ہے ان في ذلك لايات للمتوسمين ای متفكرين یعنی واسطے فکر کرنے والوں کے۔

﴿لَبِسَبِيلٍ﴾ لَبِطَرِيقٍ.

لَبِسَبِيلٍ کے معنی ہیں طریق یعنی راہ

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے وانها لبسبيل مقيم۔

﴿بِرُكْنِهِ﴾ بِمَنْ مَّعَهُ لِأَنَّهُمْ قُوَّتُهُ

برکنه کے معنی وہ لوگ ہیں کہ اس کے ساتھ ہوں اس واسطے کہ وہ اس کی قوت تھے

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے فتولى بركنه۔ یہ آیت فرعون کے حق میں ہے اس کو لوط علیہ السلام کے قصے سے کچھ تعلق نہیں یا بطور استطراد کے اس کو ذکر کیا ہے پس تحقیق وہ متعلق ہے ساتھ قوم لوط علیہ السلام کے۔ کیا ہے واسطے قول اس کے لوط علیہ السلام کے قصے میں آوی الی رکن شدید۔ (فتح)

﴿تَرْكَنُوا﴾ تَمِيلُوا

تَرْكَنُوا کے معنی ہیں جھکو تم

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ولا تركنوا الى الذين ظلموا۔

۳۱۲۵ ۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾.

۳۱۲۵۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پڑھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔

فائدہ: یہ کلمہ سورۂ قمر میں لوط علیہ السلام کے قصے میں واقع ہوا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِلٰى ثَمُوْدَ أَخَاهُمْ صَالِحًا﴾ ﴿كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ الْحِجْرُ مَوْضِعُ ثَمُوْدَ.

یعنی بیان میں اس آیت کے کہ بھیجا ہم نے طرف قوم ثمود کے ان کے بھائی صالح کو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حجر والوں نے مرسلون کو۔

فائدہ: حجر ثمود کی جگہ کا نام ہے اور وہ تبوک اور شام کے درمیان واقع ہے۔

وَأَمَّا ﴿حَرْثٌ حِجْرٌ﴾ حَرَامٌ

حرث کے معنی حرام ہیں

فائدہ: یہ تفسیر ہے اس آیت کی وقالوا هذه انعام وحرث حجرای حرام۔ اور اسی قبیل سے ہے یہ آیت ویقولون حجرا محجورا یعنی یہاں بھی حجر محجور کے معنی منع کی گئی چیز میں۔

وَكُلُّ مَمْنُوعٍ فَهُوَ حِجْرٌ مَحْجُورٌ وَالْحِجْرُ كُلُّ بِنَاءٍ بَنَيْتَهُ وَمَا حَجَرْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيمُ الْبَيْتِ حِجْرًا كَأَنَّهُ مُشْتَقٌّ مِنْ مَحْطُومٍ مِثْلُ قَتِيلٍ مِنْ مَقْتُولٍ.

یعنی جو چیز کہ منع کی گئی ہو اس کو بھی حجر کہتے ہیں۔ اور حجر ہر بناء ہے کہ تو اس کو بنا کرے اور وہ چیز کہ احاطہ کرے تو اس کو زمین کے ساتھ بناء کے پس وہ حجر ہے اور اسی قبیل سے نام رکھا گیا ہے حطیم کعبے کا حجر یعنی اس واسطے کہ وہ احاطہ کیے گئے ہے یا منع کیے گئے ہے گویا کہ وہ مشتق ہے محطوم سے مثل قتیل اور مقتول کے یعنی فعل ساتھ مفعول کے ہے۔

فائدہ: یہ قول ابو عبیدہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام حطیم اس واسطے رکھا گیا کہ وہ خانے کعبے سے نکالے گئے ہے۔

وَيُقَالُ لِلْأُنْثٰى مِنَ الْخَيْلِ الْحِجْرُ وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ حِجْرٌ وَحِجًى

اور کہا جاتا ہے واسطے گھوڑی کے حجر ہے اور کہا جاتا ہے واسطے عقل کے حجر اور حجی

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے۔

وَأَمَّا حَجْرُ الْيَمَامَةِ فَهُوَ مَنْزِلٌ

اور لیکن حجر یمامہ کا پس وہ نام ہے جگہ ثمود کا

فائدہ: اس کا ذکر بطور استطراد کے ہے نہیں تو وہ ایک شہر ہے مشہور درمیان حجاز اور یمن کے۔

٣١٢٦ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ قَالَ انْتَدَبَ لَهَا رَجُلٌ ذُو عِزٍّ وَمَنَعَةٍ فِي قَوْمِهِ كَأَبِي زَمْعَةَ.

٣١٢٦۔ عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی سو فرمایا کہ قبول فرمایا مار ڈالنا اونٹنی کا ایک مرد نے جو اپنی قوم میں صاحب عزت کا اور قوت کا تھا مانند ابی زمعہ کے۔

فائدہ: اور اس کا نام قدار بن سالف تھا اور ابن اسحاق وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ سبب مارنے اس کے کا اونٹنی کو یہ تھا کہ جب انہوں نے درخواست کر کے اس کو صالح علیہ السلام سے لیا بعد اس کے کہ اس کی وصف میں زیادتی کی تو نکالی اللہ

نے واسطے ان کے اونٹنی پتھر سے ساتھ صفت مطلوب کے سوبعض ایمان لائے اور بعض کافر ہوئے اور اتفاق کیا سب نے اس پر کہ چھوڑیں اونٹنی کو چرے جس جگہ چاہے اور ایک دن پانی پر آتی تھی اور ایک دن نہ آتی تھی اور جس دن کنوئیں پر آتی تھی تو کنوئیں کا سارا پانی پی جاتی تھی اور اپنی بار کے دن آئندہ دن واسطے پانی بھر لیتی تھی پھر ان کو اس میں تنگی ہوئی تو مشورہ کیا نو آدمیوں نے جن میں قدار مذکور تھا تو اس نے اونٹنی کو مار ڈالا تھا سو یہ خبر صالح علیہ السلام کو پہنچی تو ان کو بتلا دیا کہ تین دن کے بعد تم پر عذاب اترے گا تو مطابق اس کے واقع ہوا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبر دی اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی باری کے دن اونٹنی پانی پر آتی تھی اور سب پانی پی جاتی تھی اور جتنا پانی پی تھی اتنا ہی اس کا دودھ دوہتے تھے لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ (فتح)

٣١٢٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِيْنٍ أَبُو الْحَسَنِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ بْنِ حَيَّانَ أَبُوْ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ الْحِجْرَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ أَمَرَهُمْ أَنْ لَّا يَشْرَبُوْا مِنْ بِئْرِهَا وَلَا يَسْتَقُوْا مِنْهَا فَقَالُوْا قَدْ عَجَنَّا مِنْهَا وَاسْتَقَيْنَا فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّطْرَحُوْا ذٰلِكَ الْعَجِيْنَ وَيُهَرِيْقُوْا ذٰلِكَ الْمَآءَ وَيُرْوٰى عَنْ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ وَّأَبِي الشُّمُوْسِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِإِلْقَاءِ الطَّعَامِ وَقَالَ أَبُوْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اعْتَجَنَ بِمَآئِهٖ.

٣١٢٧ ـ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنگ تبوک میں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجر یعنی قوم ثمود کی جگہ میں اترے تو اصحاب کو حکم کیا کہ حجر کے کنوئیں کا پانی نہ پینا اور نہ اس سے مشکوں میں اٹھانا تو اصحاب نے کہا کہ ہم نے اس سے آٹا گوندھا اور مشکوں میں پانی اٹھایا ہے تو حکم کیا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ آٹا پھینک دیں اور پانی بہا دیں۔ اور سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ڈالنے کھانے کے اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے آٹا گوندھا ہو۔

فائدہ: بہر حال حدیث سبرہ کی پس وہ طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا جبکہ حجر سے نکلے کہ جس نے اس پانی سے آٹا گوندھا ہو یا حیس بنایا ہو تو چاہیے کہ اس کو ڈال دے اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت یہ ہے کہ جنگ تبوک میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک میدان میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کہ تم میدان ملعون میں ہو پس جلد نکل چلو یہاں سے اور فرمایا کہ جس نے آٹا گوندھا ہو تو چاہیے کہ اس کو گرا دے۔ (فتح)

٣١٢٨ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا

٣١٢٨ ـ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک لوگ اترے

أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّاسَ نَزَلُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضَ ثَمُوْدَ الْحِجْرَ فَاسْتَقَوْا مِنْ بِئْرِهَا وَاعْتَجَنُوْا بِهِ فَأَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُهَرِيْقُوْا مَا اسْتَقَوْا مِنْ بِئْرِهَا وَأَنْ يَعْلِفُوا الْإِبِلَ الْعَجِيْنَ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْتَقُوْا مِنَ الْبِئْرِ الَّتِيْ كَانَتْ تَرِدُهَا النَّاقَةُ تَابَعَهُ أُسَامَةُ عَنْ نَافِعٍ.

ساتھ حضرت ﷺ کے ثمود کی زمین میں کہ حجر ہے اور لیا انہوں نے پانی اس کے کنوئیں سے اور آٹا گوندھا ساتھ اس کے اور حکم ان کو حضرت ﷺ نے یہ کہ گرا دیں جو پانی کہ لیا ہے انہوں نے اس کے کنوؤں سے اور کھلا دے آٹا اونٹوں کو اور حکم کیا ان کو یہ کہ لیں پانی اس کنوئیں سے جس سے اونٹنی پانی پیتی تھی۔

فائدہ: اور ظاہر یہ ہے کہ یہ کنواں اونٹنی والا حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکروہ ہے پانی لینا ثمود کے کنوؤں سے اور ملحق ہیں ساتھ ان کے وہ کنوئیں اور نہریں جو تھیں واسطے ان لوگوں کے جو ہلاک ہوئے ساتھ عذاب کرنے اللہ کے اوپر کفران کے اور اس میں اختلاف ہے کہ کراہت مذکورہ واسطے تنزیہ کے ہے یا تحریم کے اور تحریم پر کیا منع ہے صحت پاک ہونے کی اس پانی سے یا نہیں اور اس حدیث کی بحث کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۳۱۲۹ ۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَرَّ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ أَنْ يُصِيْبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ ثُمَّ تَقَنَّعَ بِرِدَآئِهِ وَهُوَ عَلَى الرَّحْلِ.

۳۱۲۹ ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ حجر (ثمود کے ملک) میں گزرے تو فرمایا کہ نہ جاؤ ان کے مکان میں جن لوگوں نے اپنی جان پر ظلم کیا کہیں تم پر عذاب نہ پڑے جیسا کہ ان پر پڑا مگر وہاں خوف سے روتے جاؤ تو مضائقہ نہیں پھر حضرت ﷺ نے اپنی چادر سے اپنا سر منہ ڈھانکا اور آپ اونٹ کے پلان پر تھے۔

فائدہ: اور یہ شامل ہے ثمود کی جگہوں کو اور ان کے سوا ان کی جگہوں کو جو ان کی طرح ہیں اگرچہ سبب ان میں وارد ہوا ہے۔

۳۱۳۰ ۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا

۳۱۳۰ ۔ سالم سے روایت ہے کہ بیشک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے

وَهْبٌ حَدَّثَنَا أَبِيْ سَمِعْتُ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ أَنْ يُصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ.

فرمایا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ جاؤ ان کے مکان میں جن لوگوں نے اپنی جان پر ظلم کیا کہیں تم پر عذاب نہ پڑے جیسا کہ ان پر پڑا مگر وہاں خوف سے روتے جاؤ تو مضائقہ نہیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ الْاٰيَةَ

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ کیا حاضر تھے تم اس وقت جب آئی موت یعقوب علیہ السلام کو

فائدہ: یہ باب عنقریب پہلے بھی گزر چکا ہے لیکن جو حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ بیان کی ہے اس کی سند دوسری ہے پس اتنی ہی اجنبیت کافی ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحٰقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو خود بزرگ ہو اس کا باپ بھی بزرگ اس کا دادا بھی بزرگ پردادا بھی بزرگ ہو سو حضرت یوسف علیہ السلام ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پوتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑوتے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَإِخْوَتِهٖ اٰيَاتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ﴾

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ البتہ یوسف علیہ السلام کے قصے میں اور اس کے بھائیوں کی نشانیاں ہیں پوچھنے والوں کو۔

فائدہ: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے نام یہ ہیں روئیل اور شمعون اور لاوی اور یہودا اور دانی اور نفتالی وکاد واشیر والسیاجر ورایلون وبنیامین اور یہی ہیں اسباب جو قرآن میں مذکور ہیں اور تحقیق اختلاف کیا گیا ہے بیچ ان کے پس بعض کہتے ہیں کہ وہ پیغمبر تھے اور کہا جاتا ہے کہ ان میں کوئی پیغمبر نہ تھا اور سوائے اس کے نہیں کہ مراد ساتھ اسباط کے قبائل ہیں بنی اسرائیل سے پس تحقیق ان میں بہت پیغمبر ہوئے ہیں۔ (فتح)

٣١٣١ - حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ

٣١٣١۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ کون ہے بزرگ لوگوں میں فرمایا ان میں زیادہ

سَعِيْدُ بْنُ أَبِي سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ أَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنِي النَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوْا حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

ڈرنے والا اللہ سے بزرگ تر ہے یعنی شرافت دین سب سے افضل ہے اور مقدم ہے اور اصحاب نے کہا کہ ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پس بزرگ تر لوگوں میں حضرت یوسف علیہ السلام ہیں خود پیغمبر پیغمبر کے بیٹے پیغمبر کے پوتے خلیل اللہ کے پڑوتے اصحاب نے کہا کہ ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھ سے عرب کے خاندانوں کا حال پوچھتے ہو آدمیوں کا حال کھانوں کا سا ہے جو ان لوگوں میں کفر کی حالت میں افضل تھا وہ اسلام میں بھی افضل ہیں جبکہ دین میں ہوشیار ہو جائیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ابھی گزر چکی ہے۔

۳۱۳۲ - حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا مُرِيْ أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ قَالَتْ إِنَّهُ رَجُلٌ أَسِيْفٌ مَتٰى يَقُمْ مَقَامَكَ رَقَّ فَعَادَ فَعَادَتْ قَالَ شُعْبَةُ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ.

۳۱۳۲ - عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ کہہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم دل مرد ہے اگر حضرت ﷺ کے مقام پر نماز پڑھانے کھڑا ہوگا تو رونے لگے گا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا اور پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی کہا شعبہ کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تیسری بار یا چوتھی بار میں کہ تم یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو یعنی کیوں خلاف نماز کرتی ہو کہو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔

فائدہ: یہ پوری حدیث ساتھ شرح اپنی کے امامت کے باب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے آپ کا یہ قول ہے کہ تم یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو اور تحقیق گزر چکا ہے ذکر مناسبت اس کی کا اس جگہ اور تحقیق بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے قصہ یوسف علیہ السلام کا دراز ایک سورت میں کہ اس میں اس کے سوا اور کوئی قصہ ذکر نہیں کیا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ رحم کرے یوسف علیہ السلام پر کہ اگر یہ کلمہ نہ کہتا کہ یاد کر مجھ کو اپنے رب کے پاس تو قید

خانے میں اتنا نہ ٹھہرتا۔ (فتح)

٣١٣٣ ـ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ يَحْيَى، الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ كَذَا فَقَالَ مِثْلَهُ فَقَالَتْ مِثْلَهُ فَقَالَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ فَأَمَّ أَبُو بَكْرٍ فِي حَيَاةِ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ رَجُلٌ رَقِيقٌ.

٣١٣٣۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے یعنی مرض الموت سے فرمایا کہ کہو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بیشک ابوبکر رضی اللہ عنہ ایسا مرد ہے یعنی نرم دل ہے تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مانند اس کے سو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے مانند اس کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سو بیشک تم یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو تو امامت کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں۔

فائدہ: یہ حدیث بھی پہلے گزر چکی ہے۔

٣١٣٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ اللَّهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ.

٣١٣٤۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی دعا کی الٰہی نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو الٰہی نجات دے سلمہ بن ہشام کو الٰہی نجات دے ولید بن ولید کو الٰہی نجات دے مکے کے دبے ہوئے بے زور مسلمانوں کو الٰہی اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر الٰہی اپنا سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ ان پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت قحط پڑا تھا اور مراد یوسف علیہ السلام کے قحط کے سالوں سے وہ سال ہے جن کو اللہ نے قرآن میں بیان کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے زمانے میں سات سال قحط پڑا تھا اور کہتے ہیں نام اس بادشاہ کا جس نے خواب دیکھی تھی ریان تھا۔ (فتح)

٣١٣٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَآءَ هُوَ ابْنُ أَخِي جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَآءَ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَأَبَا عُبَيْدٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَّقَدْ كَانَ يَأْوِيْ إِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَّلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ ثُمَّ أَتَانِي الدَّاعِيْ لَأَجَبْتُهُ.

۳۱۳۵۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے لوط علیہ السلام پر کہ اس نے آرزو کی تھی کہ مضبوط مکان میں پناہ پکڑے اور اگر مجھ کو قید خانے میں دیر لگتی بقدر درازی اوپر یوسف علیہ السلام کے تو میں بلانے والی کی بات مان لیتا۔

فائدہ: یہ حدیث بھی پہلے گزر چکی ہے۔

٣١٣٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْتُ أُمَّ رُوْمَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ عَمَّا قِيْلَ فِيْهَا مَا قِيْلَ قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا مَعَ عَائِشَةَ جَالِسَتَانِ إِذْ وَلَجَتْ عَلَيْنَا امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَهِيَ تَقُوْلُ فَعَلَ اللّٰهُ بِفُلَانٍ وَّفَعَلَ قَالَتْ فَقُلْتُ لِمَ قَالَتْ إِنَّهُ نَمٰى ذِكْرَ الْحَدِيْثِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَيُّ حَدِيْثٍ فَأَخْبَرَتْهَا قَالَتْ فَسَمِعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ فَخَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا فَمَا أَفَاقَتْ إِلَّا وَعَلَيْهَا حُمّٰى بِنَافِضٍ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِهٰذِهِ قُلْتُ حُمّٰى أَخَذَتْهَا مِنْ أَجْلِ حَدِيْثٍ تُحُدِّثَ بِهِ فَقَعَدَتْ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَئِنْ حَلَفْتُ لَا

۳۱۳۶۔مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے ام رومان کو اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماں ہے اس چیز سے کہ کہی گئی ام رومان نے کہا کہ جس حالت میں کہ میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں بیٹھی تھیں کہ اچانک ایک انصاری عورت ہمارے اندر آئی اور وہ دیکھتی کہ اللہ فلانے کو ہلاک کرے اور ہلاک کیا تو میں کہا کہ کیوں بدعا کرتی ہے اس نے کہا کہ اس نے بات زیادہ کی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس نے کس بات کو زیادہ کیا ہے تو اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی ساتھ قول طوفان باندھنے والوں کے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا اس بات کو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سنا ہے اس نے کہا کہ ہاں تو عائشہ رضی اللہ عنہا بیہوش ہو کر گر پڑیں سو نہ ہوش میں آئیں مگر کہ ان پر لرزے کا بخار تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سو فرمایا کہ اس کا کیا حال ہے میں نے کہا کہ اس کو بخار نے پکڑا ہے ایک بات کے سبب سے کہ بیان کی گئی ساتھ اس کے پس عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی اور کہا کہ قسم ہے اللہ کی اگر میں قسم کھاؤں کہ

تُصَدِّقُوْنِيْ وَلَئِنْ اعْتَذَرْتُ لَا تَعْذِرُوْنِي فَمَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ يَعْقُوْبَ وَبَنِيْهِ فَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ مَا أَنْزَلَ فَأَخْبَرَهَا. فَقَالَتْ بِحَمْدِ اللّٰهِ لَا بِحَمْدِ أَحَدٍ.

میں اس سے پاک ہوں تو آپ مجھ پر سچا نہ جانیں گے اور اگر میں عذر کروں تو میرا عذر قبول نہ کرو گے سو مثل میری اور تمہاری حضرت یعقوب اور ان کے بیٹوں کی مثل ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ مددگار ہے سو حضرت ﷺ پھرے پھر اتارا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کہ اتارا یعنی براءت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سو حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ نعمت مقرون ہے ساتھ حمد اللہ کے نہ ساتھ حمد کسی کے یعنی میں اللہ کا شکر کرتی ہوں نہ کسی اور کا۔

۳۱۳۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتِ قَوْلَهُ ﴿حَتّٰى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا﴾ أَوْ ﴿كُذِّبُوْا﴾ قَالَتْ بَلْ كَذَّبَهُمْ قَوْمُهُمْ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا أَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوْهُمْ وَمَا هُوَ بِالظَّنِّ فَقَالَتْ يَا عُرَيَّةُ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا بِذٰلِكَ قُلْتُ فَلَعَلَّهَا أَوْ ﴿كُذِبُوْا﴾ قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذٰلِكَ بِرَبِّهَا وَأَمَّا هٰذِهِ الْأٰيَةُ قَالَتْ هُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوْهُمْ وَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ وَاسْتَأْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ حَتّٰى إِذَا اسْتَيْأَسَتْ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنُّوْا أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ كَذَّبُوْهُمْ جَآءَهُمْ نَصْرُ اللّٰهِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ ﴿اسْتَيْأَسُوْا﴾ اسْتَفْعَلُوْا

۳۱۳۷ - عروہ سے روایت ہے کہ ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ بھلا بتلاؤ تو اس آیت میں کہ جب ناامید ہوئے رسول اور گمان کیا ان کی قوم نے کہ ان سے جھوٹا وعدہ کیا گیا کذبوا ہے ساتھ تخفیف ذال کے یا کذبوا ساتھ تشدید ذال کے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بلکہ جھٹلایا ان کو ان کی قوم نے یعنی کذبوا تشدید ذال کے ساتھ ہے سو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ ان کو یقین تھا کہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا ہے اور نہیں وہ خیال اور گمان یعنی پس ان کی طرف گمان کو کیوں نسبت کیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے عروہ البتہ ان کو یقین تھا یعنی ظن کے معنی یہاں یقین کے ہیں میں نے کہا کہ شاید کذبوا ہو ساتھ تخفیف ذال کے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی پناہ کہ رسولوں کو اپنے رب کے ساتھ یہ گمان نہ تھا اور اپر یہ آیت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہی کہ رسولوں تابعدار ہیں جو اپنے رب کے ساتھ ایمان لائے اور رسولوں کو سچا جانا اور لمبی ہوئی ان پر آزمائش الٰہی اور تاخیر ہوئی ان سے مدد یہاں تک کہ جب ناامید ہوئے پیغمبر اپنی قوم کے جھٹلانے والوں کے ایمان سے اور گمان کیا انہوں نے کہ ان کے تابعداروں نے ان کو جھٹلایا

مِنْ يَئِسْتُ ﴿مِنْهُ﴾ مِنْ يُوْسُفَ ﴿لَا تَيْأَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ﴾ مَعْنَاهُ الرَّجَآءُ.

تو پہنچی ان کو مدد اللہ کی۔ استیأسوا باب استفعال سے ہے۔ استیاسوا مشتق ہے مئسیت سے اور منہ ضمیر یوسف علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے یعنی ناامید ہوئے یوسف سے۔ آیت ولا تیاسوا من روح اللہ کے معنی ہیں امید سے یعنی روح کے معنی امید ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ یوسف کی تفسیر میں آئے گی۔ مراد تفسیر اس آیت کی ہے فلما استیاسوا منہ خلصوا نجیا۔ اور قتادہ سے روایت ہے کہ روح کے معنی رحمت ہیں اور مطابقت اس حدیث کی واسطے ترجمہ کے واقع ہونا اس آیت کا ہے بیچ سورۂ یوسف کے اور داخل ہونا یوسف کا بیچ عموم اس آیت کے وما ارسلنا قبلك الا رجالا نوحی الیھم اور تھا مکان ان کا قید خانے میں یہ مدت لمبی یہاں تک کہ پہنچی ان کو مدد اللہ کی نزدیک سے بعد ناامیدی کے اس واسطے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اس جوان کو جس کے حق میں ان کو گمان تھا کہ وہ نجات پانے والا ہے یہ کہ بیان کرے قصہ اس کا اور یہ کہ وہ ظلم سے قید ہوا ہے پس نہ ذکر کیا اس نے اس کو مگر بعد سات سال کے اور اس قدر میں حاصل ہوتے ہے ناامیدی عادت میں۔ (فتح)

٣١٣٨ ـ أَخْبَرَنِيْ عَبْدَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ.

٣١٣٨ ـ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خود بزرگ ہو اس کا باپ بھی بزرگ اس کا دادا بھی بزرگ اس کا پڑدادا بھی بزرگ ہو وہ حضرت یوسف علیہ السلام ہے حضرت یعقوب کا بیٹا حضرت اسحاق علیہ السلام کا پوتا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پڑوتا۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٣١٣٩ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحَاقَ ـ

٣١٣٩ ـ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خود بزرگ ہو اس کا باپ بھی بزرگ اس کا دادا بھی بزرگ پردادا بھی بزرگ ہو سو حضرت یوسف علیہ السلام ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پوتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑوتے۔

بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ.

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَأَيُّوْبَ إِذْ نَادٰى رَبَّهُ أَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب ایوب علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا آخر تک

فائدہ: ابن اسحاق نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ ایوب علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے ہے اور نہیں ثابت ہوا اس کے نسب میں کچھ مگر یہ کہ اس کے باپ کا نام امص ہے اور طبری نے کہا کہ شعیب علیہ السلام کے بعد تھا اور ابن ابی خیثمہ نے کہا کہ سلیمان کے بعد تھا۔

﴿ارْكُضْ﴾ اضْرِبْ ﴿يَرْكُضُوْنَ﴾ يَعْدُوْنَ.

ارْكُضْ کے معنی ہیں مار۔ یَرْكُضُوْنَ کے معنی ہیں یعدون یعنی دوڑتے

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ارکض برجلك قتادہ نے کہا کہ مارا اس نے اپنا پاؤں زمین میں تو اچانک دو نہریں جاری ہوئیں تو اس نے ایک سے پانی پیا اور ایک سے غسل کیا۔ (فتح)

٣١٤٠ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ فَنَادَاهُ رَبُّهٗ يَا أَيُّوْبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ وَلٰكِنْ لَّا غِنٰى لِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ.

٣١٤٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں حضرت ایوب علیہ السلام ننگے نہاتے تھے تو ان پر سونے کی ٹڈی کا جھنڈ گر پڑا تو حضرت ایوب علیہ السلام لپ بھر بھر اپنے کپڑے میں رکھنے لگے تو ان سے ان کے رب نے کہا کہ اے ایوب علیہ السلام کیا میں تم کو مالدار اور اس سونے سے جس کو تو دیکھتا ہے بے پروہ نہیں کر چکا یعنی تو محتاج نہیں کیوں اس کو سمیٹتا ہے حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کہ کیوں نہیں مجھ کو تیری عزت کی قسم ہے کہ مجھ کو مال کی کچھ پروہ نہیں لیکن تیری برکت اور عنایت کی ہوئی چیز سے مجھ کو بے پرواہی نہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ نے کہا تو احتمال ہے کہ ہو یہ ساتھ واسطہ کے یا الہام کے یا بغیر واسطہ کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے حرص کرنی اوپر بہت جمع کرنے حلال مال کے اس کے حق میں جس کو اپنے نفس پر شکر کرنے کا یقین ہو اور اس میں ہے نام رکھنا اس مال کا جو اس جہت سے ہو برکت اور اس میں فضیلت ہے مالدار شاکر کی اور استنباط کیا ہے اس سے خطابی نے جواز اخذ نثار کا املاک میں اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے پس کہا کہ وہ ایک چیز ہے کہ خاص کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے اپنے پیغمبر کو اور برخلاف ہے نثار کے پس تحقیق وہ آدمی کے فعل سے

ہے پس مکروہ ہوگا اس واسطے کہ اس میں اسراف ہے اور رد کیا گیا ہے ابن تین پر ساتھ اس کے کہ شارع کی طرف سے اس میں اجازت ہو چکی ہے اور اگر ثابت ہو اس میں حدیث اور استدلال کیا جاتا ہے اس پر ساتھ اس قصے کے اور اللہ خوب جانتا ہے۔

تنبیہ: نہیں ثابت ہوئی نزدیک بخاری کے ایوب علیہ السلام کے قصے میں کوئی چیز پس اکتفا کیا اس نے ساتھ اس حدیث کے جو اس کی شرط پر ہے اور زیادہ ترصحیح ایوب علیہ السلام کے قصے میں وہ چیز ہے جو ابن ابی حاتم وغیرہ نے روایت کی ہے انس سے کہ ایوب علیہ السلام مبتلا ہوئے تو تیرہ برس اپنی آزمائش میں گرفتار رہے پس چھوڑ دیا اس کو قریب اور بعید نے مگر دو مردوں نے اس کے بھائیوں سے کہ وہ صبح شام اس کے پاس آتے تھے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ البتہ ایوب علیہ السلام نے بڑا گناہ کیا ہے نہیں تو یہ بیماری اس سے دور ہو جاتی تو دوسرے نے اس کو ایوب علیہ السلام سے ذکر کیا تو ایوب علیہ السلام کو نہایت رنج ہوا اور اس وقت اللہ سے دعا کی پس نکلا واسطے اپنی حاجت کے اور اس کی عورت نے اس کا ہاتھ پکڑا پھر جب فارغ ہوا تو اس پر اس کی عورت نے دیر کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی کی کہ اپنا پاؤں مار تو اس نے اپنا پاؤں زمین پر مارا تو ایک نہر جاری ہوئی تو ایوب علیہ السلام نے اس سے غسل کیا سو پھر اسی حالت میں کہ تندرست تھے پھر ان کی بیوی آئی تو اس نے ایوب علیہ السلام کو نہ پہچانا تو اس نے اس سے ایوب علیہ السلام کا حال پوچھا تو ایوب علیہ السلام نے کہا بے شک وہ میں ہوں واسطے ان کے دو کھیت ایک واسطے گندم کے اور ایک جو کے واسطے تو اللہ تعالیٰ نے بدلی بھیجی تو ان سے گندم کی تھیلی کو سونے سے بھر دیا اور جو کی کھیت کو چاندی سے بھر دیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہشت کا لباس پہنایا تو ان کی عورت نے ان کو نہ پہچانا تو ایوب علیہ السلام نے کہا کہ میں ایوب علیہ السلام ہوں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بیوی کو پھر جوانی دی یہاں تک کہ اس نے چھبیس لڑکے جنے اور ابن اسحاق وغیرہ نے اس کا قصہ بہت لمبا بیان کیا ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ ایوب علیہ السلام حوران میں تھے اور ان کا مال اور اولاد بہت تھی تو ہوتے ہوتے ان کا سب مال برباد ہوا اور وہ صبر کرتے تھے اور ثواب چاہتے تھے پھر ان کے بدن میں کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہوئیں یہاں تک کہ شہر سے باہر نکالا گیا پھر چھوڑ دیا ان کو لوگوں نے مگر ان کی عورت ان کے ساتھ رہی تو یہاں تک نوبت پہنچی کہ وہ ان کو مزدوری کر کے کھلاتی تھی یہاں تک کہ اس نے اپنی ایک زلف ایک شریف عورت کے پاس بھیجی اور اس کے ساتھ کھانا خرید لائی تو ایوب علیہ السلام نے اس کو قسم دے کر پوچھا کہ یہ کھانا کہاں سے لائی ہے تو اس نے اپنا سر کھول کر دکھلایا تو ایوب علیہ السلام کو سخت رنج ہوا اور اس وقت یہ دعا کی کہ اے میرے رب مجھ کو دکھ پہنچا اور تو نہایت رحم کرنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو شفا دی اور ایک روایت میں ہے کہ شیطان نے ان کی بیوی کو کہا کہ اگر ایوب علیہ السلام بے بسم اللہ کہے کھانا کھائے تو تندرست ہو جائے تو یہ بات اس نے ایوب علیہ السلام

سے کہی تو ایوب علیہ السلام نے قسم کھائی کہ میں اس کو سو چھڑی ماروں گا پھر جب تندرست ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم کیا کہ ایک شاخ لے جس کی سوٹھنی ہو تو اس نے اس کو ایک بار وہ شاخ مار دی اور ایوب علیہ السلام کی عمر ترانویں برس کی ہے۔(فتح)

بَابُ ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوْسٰى إِنَّهُ كَانَ مُخْلِصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا وَّنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا﴾ كَلَّمَهُ ﴿وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَّحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُوْنَ نَبِيًّا﴾ يُقَالُ لِلْوَاحِدِ وَلِلِاثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ نَجِيٌّ وَّيُقَالُ ﴿خَلَصُوْا نَجِيًّا﴾ اعْتَزَلُوْا نَجِيًّا وَّالْجَمِيْعُ أَنْجِيَةٌ يَّتَنَاجَوْنَ.

باب ہے اس بیان میں کہ یاد کر کتاب میں موسیٰ علیہ السلام کو کہ وہ تھا چنا ہوا اور تھا رسول نجیا تک يقال للواحد واثنين والجميع نجي اور کہا جاتا ہے واسطے واحد اور تثنیہ اور جمع کے نجی یعنی نجی کے لفظ واحد اور تثنیہ اور جمع تینوں پر اطلاق کی جاتی ہے ويقال خلصوا نجيا اعتذلوا نجيا یعنی خلصوا کے معنی ہیں اکیلے ہوئے مشورے کو والجميع انجية یعنی اور نجی کی جمع انجية ہے يتناجون یعنی مشورہ کرتے ہیں۔

فائدہ: یہ اس واسطے لائے ہیں کہ تا تصریح ہوئے معنی جمعیت میں تلقف تلقم یعنی تلقف کے معنی ہیں نگل جاتا اور کھا جاتا۔ مراد تفسیر اس آیت کی ہے فاذا هي تلقف مايا فكون۔

٣١٤١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَدِيْجَةَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ فَانْطَلَقَتْ بِهِ إِلٰى وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ وَّكَانَ رَجُلًا تَنَصَّرَ يَقْرَأُ الْإِنْجِيْلَ بِالْعَرَبِيَّةِ فَقَالَ وَرَقَةُ مَاذَا تَرٰى فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى مُوْسٰى وَإِنْ أَدْرَكَنِيْ يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُّؤَزَّرًا النَّامُوْسُ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ يُطْلِعُهُ بِمَا يَسْتُرُهُ عَنْ غَيْرِهٖ.

٣١٤١۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یعنی غار حرا کے قصے میں کہ پھر پھرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طرف خدیجہ کے اس حال میں کہ آپ کا دل بے قرار تھا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ کی طرف لے چلیں اور وہ مرد نصرانی ہو گیا تھا پڑھتا تھا انجیل کو عربی میں یعنی سریانی زبان میں سے اس کا ترجمہ عربی میں کرتا تھا تو ورقہ نے کہا تو کیا دیکھتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خبر دی تو ورقہ نے کہا کہ یہ وہ فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا اور اگر میں نے تیری نبوت کا زمانہ پایا تو تیری نہایت مدد کروں گا اور ناموس کے معنی نمرار ہیں جو اطلاع دیتا ہے کسی کو ساتھ اس چیز کے کہ چھپاتا ہے اس کو غیر اس کے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول کتاب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ یہ وہ فرشتہ جو موسیٰ علیہ السلام پر اترا

تھا اور موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام عمران بن لاہب بن عازر بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام ہے ان کے نسب میں اختلاف نہیں اور ذکر کیا ہے سدی نے اپنی تفسیر میں کہ ابتدا قصے موسیٰ علیہ السلام کی یہ ہے کہ فرعون نے خواب میں دیکھا کہ بیت المقدس سے آگ آئی تو اس نے مصر کے گھر اور قبطیوں کے گھر سب جلا دیے مگر بنی اسرائیل کے نہ جلائے پھر جب فرعون جاگا تو کاہنوں اور جادگروں کو جمع کیا تو انہوں کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ مصر اس کے ہاتھ سے خراب ہوگا پس حکم کیا فرعون نے ساتھ قتل کرنے لڑکوں کے پھر جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اللہ نے ان کی ماں کی طرف وحی کی کہ اس کو دودھ دے پھر جب تو اس پر خوف کرے تو اس کو دریا میں ڈال دے پس وہ اس کو دودھ دیتی رہی پھر جب اس نے اس پر خوف کیا تو اس کو ایک تابوت میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا پس بہایا اس کو نیل نے یہاں تک کہ اس کو فرعون کے دروازے پر لا ٹھہرایا تو لونڈیاں اس کو اٹھا کر فرعون کی عورت یعنی آسیہ کے پاس لائیں تو اس نے تابوت کھول کر دیکھا کہ اس میں ایک لڑکا ہے تو وہ اس کو خوش لگا تو اس نے اس کو فرعون سے بخشا لیا اور اس کی پرورش کی یہاں تک کہ ہوا امر اس کے سے جو کچھ کہ ہوا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى إِذْ رَاٰى نَارًا إِلٰى قَوْلِهٖ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ ﴿آنَسْتُ﴾ أَبْصَرْتُ ﴿نَارًا لَّعَلِّيْ آتِيْكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ﴾ الْاٰيَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُقَدَّسُ الْمُبَارَكُ ﴿طُوًى﴾ اسْمُ الْوَادِيْ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ کیا پہنچی ہے تجھ کو خبر موسیٰ علیہ السلام کی جب اس نے دیکھی ایک آگ تو کہا اپنے گھر والوں کو کہ ٹھہرو میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس اس میں سے چنگاری یا پاؤں اس آگ پر راہ پھر جب پہنچا آگ پاس تو آواز آئی کہ اے موسیٰ علیہ السلام میں ہوں تیرا رب دانا اپنی جوتیاں اتار دو تو ہے پاک وادی طویٰ میں انست ابصرت نارا یعنی انست نارا کے معنی ہیں کہ میں نے آگ دیکھی لعلی اتیکم منها بقبس الاية تا کہ شاید لے آؤں تم پاس اس میں سے آگ سلگا کر آخر تک وقال ابن عباس المقدش المبارك یعنی اور ابن عباس نے کہا کہ مقدس کے معنی مبارک ہیں طوٰی اسم لوادی یعنی طوی ایک میدان کا نام ہے۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ طوی کا نام طوی اس واسطے رکھا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو رات کے وقت لپیٹا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ طوی کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دو بار آواز کی۔ (فتح)

﴿سِيرَتَهَا﴾ حَالَتَهَا — سیرت کے معنی حالت ہیں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے سنعیدھا سیرتھا الاولیٰ یعنی پھیر لے گے ہم اس کو پہلی حالت پر۔

وَ ﴿النُّهٰى﴾ التُّقٰى — نهی کے معنی ہیں پرہیز گاری

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے ان فی ذلك لایت لاولی النهی یعنی اس میں نشانیاں ہیں پرہیز گاروں کو۔

﴿بِمَلْكِنَا﴾ بِأَمْرِنَا — بمَلْكِنَا کے معنی ہیں ساتھ امر ہمارے کے

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ما اخلفنا موعدك بملکنا یعنی بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم نے خلاف نہیں کیا بغیر وعدہ اپنے اختیار سے۔

﴿هَوٰى﴾ شَقِيَ — هَوٰی کے معنی ہیں بد بخت ہوا

فائدہ: مراد یہ آیت ہے ومن یحلل عنه غضبی فقد هوی۔

﴿فَارِغًا﴾ إِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوسٰى — صبح کی موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے دل نے فارغ خالی ہر چیز سے مگر موسیٰ علیہ السلام کے ذکر سے

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے واصبح فؤاد ام موسیٰ فارغا۔

﴿رِدْءًا﴾ كَيْ يُصَدِّقَنِي — ردا کے معنی ہیں مدد یعنی کہا جاتا ہے قد اردأ یعنی مدد کی میں نے اس کو اوپر اس کے

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فارسل معی ردا یصدقنی یعنی پس بھیج ہارون کو ساتھ میرے تا کہ مجھ کو سچا کرے یعنی ہارون میری تصدیق کرے۔

وَيُقَالُ مُغِيثًا أَوْ مُعِينًا يَبْطُشُ وَ يَبْطِشُ ﴿يَأْتَمِرُوْنَ﴾ يَتَشَاوَرُوْنَ — اور کہا جاتا ہے کہ ردأ کے معنی ہیں فریاد سننے والا ہے یا مددگار یَبْطُشُ یہ کلمہ دونوں طرح سے آیا ہے ط کی پیش کے ساتھ بھی اور زیر کے ساتھ بھی لیکن مشہور قرات ساتھ زیر ط کے ہے۔ یاتمرون کے معنی ہیں مشورہ کرتے ہیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ان الملا یاتمرون بك۔

رِدْأً عَوْنًا يُقَالُ قَدْ أَرْدَأْتُهُ عَلٰى ...... أَيْ أَعَنْتُهُ عَلَيْهَا — یعنی رداء کے معنی ہیں مدد یعنی کہا جاتا ہے ارداته میں نے اس کی مدد کی اس کے کام پر

وَالْجِذْوَةُ قِطْعَةٌ غَلِيظَةٌ مِّنَ الْخَشَبِ — جذوع کے معنی ہیں ایک ٹکڑا موٹا لکڑی کا جس میں

لَيْسَ فِيهَا لَهَبٌ ﴿سَنَشُدُّ﴾ سَنُعِينُكَ كُلَّمَا عَزَّزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضُدًا.

لپٹ نہ ہو یعنی انگارا سنشد کے معنی ہیں کہ ہم مدد کریں گے تجھ کو جب تو کسی چیز کو قوی کرے تو تو نے اس کے واسطے بازو گردانا۔

فائدہ: یہ تفسیریں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهُ كُلَّمَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ أَوْ فِيهِ تَمْتَمَةٌ أَوْ فَأْفَأَةٌ فَهِيَ عُقْدَةٌ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا یعنی آیت واحلل عقدة من لسانی کی تفسیر میں کہ گرہ زبان میں یہ ہے کہ نہ بول سکے ساتھ حرف کے یا ہو اس میں تردد حرف ت میں یا ہو تردد حرف ف میں یعنی ت اور ف زبان سے نہ نکل سکیں پس یہ گرہ ہے۔

﴿أَزْرِي﴾ ظَهْرِي

یعنی ازری کے معنی ہیں پیٹھ میری

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے واشدد به ازری۔

﴿فَيُسْحِتَكُمْ﴾ فَيُهْلِكَكُمْ ﴿الْمُثْلَى﴾ تَأْنِيثُ الْأَمْثَلِ يَقُولُ بِدِينِكُمْ يُقَالُ خُذِ الْمُثْلَى خُذِ الْأَمْثَلَ.

فيسحتكم کے معنی ہیں کہ پس ہلاک کرے تم کو کہ مثلی تانیث امثل کی ہے جو اسم تفضیل سے کہتا ہے کہ چاہتے ہیں کہ تمھارا عمدہ دین لے جائیں کہا جاتا ہے یعنی یہ صیغہ مذکر اور مؤنث کا ساتھ انہی معنی کے مستعمل ہے۔

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے ویذهبا بطریقتکم المثلی۔

﴿ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا﴾ يُقَالُ هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ يَعْنِي الْمُصَلَّى الَّذِي يُصَلَّى فِيهِ ﴿فَأَوْجَسَ﴾ أَضْمَرَ خَوْفًا فَذَهَبَتِ الْوَاوُ مِنْ ﴿خِيفَةً﴾ لِكَسْرَةِ الْخَاءِ ﴿فِي جُذُوعِ النَّخْلِ﴾ عَلَى جُذُوعِ ﴿خَطْبُكَ﴾ بَالُكَ.

یعنی اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ آؤ قطار باندھ کر اور اس کے واسطے اور معنی ہیں فاوجس کے معنی ہیں کہ اپنے دل میں خوف پایا، پس دور ہوئی واؤ خیفة سے واسطے زیر ف کے یعنی اصل خیفة کی خوف ہے پس حذف ہوئی واؤ واسطے کسرہ ف کے پھر اس کی جگہ ی لائی گئی واسطے مناسب ہونے ی کے کسرہ کو، یعنی کلمہ فی کا اس آیت میں ساتھ معنی علی کے ہے خطبك کے معنی ہیں حال تیرا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فما خطبك یاسمری۔

﴿مِسَاسَ﴾ مَصْدَرُ مَاسَّهُ مِسَاسًا

فائدہ: اور مراد یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو حکم کیا کہ نہ اس کے ساتھ کھائیں اور نہ اس سے ملیں جلیں اور نام سامری کا موسیٰ بن ظفر ہے اور وہ ان لوگوں میں سے ہے جو گائے کو پوجتے تھے۔

﴿لَنَنسِفَنَّهُ﴾ لَنُذْرِيَنَّهُ — لَنَنسِفَنَّهُ کے معنی ہیں لَنُذْرِيَنَّهُ یعنی پھر ڈال دیں گے ہم اس کو دریا میں

الضَّحَاءُ الْحَرُّ — یعنی الضحاء کے معنی ہیں گرمی

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی و انك لاتظما فيها و لاتضحى یعنی نہ تجھ کو اس میں پیاس لگے گی اور نہ دھوپ۔

﴿قُصِّيهِ﴾ اتَّبِعِيْ أَثَرَهُ — قصيه کے معنی ہیں کہ اس کے پیچھے جا

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے وقالت لاخته قصيه۔

وَقَدْ يَكُوْنُ أَنْ تَقُصَّ الْكَلَامَ ﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ﴾ ﴿عَنْ جُنُبٍ﴾ عَنْ بُعْدٍ — کبھی قصیہ کے معنی ہوتے ہیں بیان کرنا کلام کا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم بیان کرتے ہیں تجھ پر عن جنب عن بعد یعنی عن جنب کے معنی ہیں دور سے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فبصرت به عن جنب۔

وَّعَنْ جَنَابَةٍ وَّعَنِ اجْتِنَابٍ وَّاحِدٌ قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿عَلٰى قَدَرٍ﴾ مَوْعِدٌ — ان تینوں کا ایک معنی ہے اور کہا مجاہد نے کہ علیٰ قدر کے معنی ہیں وعدے پر

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے علی قدر یاموسی۔

﴿لَا تَنِيَا﴾ لَا تَضْعُفَا — لاتینا کے معنی ہیں نہ سستی کرو میرے ذکر میں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ولا تنیا فی ذکری۔

مَكَانًا سُوًى مَنْصَفٌ بَيْنَهُمْ — یعنی مکانا سوی کے معنی ہیں درمیانی جگہ کہ ان کے درمیان

﴿يَبَسًا﴾ يَابِسًا — یعنی یبسا کے معنی خشک ہیں

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے فاضرب لهم طريقا فی البحر یبسا۔

﴿مِنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ﴾ الْحُلِيِّ الَّذِيْ اسْتَعَارُوْا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ — زینة القوم کے معنی ہیں جو زیور جو رعایت لیا تھا انہوں نے فرعون کی قوم سے

فائدہ: قتادہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے واسطے تیس راتیں مقرر کی تھیں پھر تمام کیا ان کو ساتھ دس

راتوں کے پھر جب تیس راتیں گزر چکیں تو سامری نے بنی اسرائیل سے کہا کہ سوائے اس کے نہیں جو مصیبت تم کو پہنچی ہے یہ عقوبت ہے اس زیور کی جو تمہارے ساتھ ہے اور انہوں نے شادی کے بہانے فرعون کی قوم سے زیور مانگا تھا تو انہوں نے یہ سب زیور سامری کو دے دیا اس نے اس کو پگھلا کر بچھڑے کی صورت بنائی اور اس نے جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی کے قدم تلے سے ایک مٹھی مٹی لی ہوئی تھی اس کو ڈال دیا تو وہ آواز کرنے لگا۔

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے ولكنا حملنا اوزارهن زينة القوم۔

فَقَذَفْتُهَا أَلْقَيْتُهَا — قذفتها کے معنی ہیں کہ میں نے اس کو ڈالا

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فقبضت قبضة من اثر الرسول فقذفتها۔

﴿أَلْقَى﴾ صَنَعَ — القی کے معنی ہیں بنایا سامری نے

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فكذلك القى السامری۔

﴿فَنَسِيَ﴾ مُوسٰى هُمْ يَقُوْلُوْنَهٗ أَخْطَأَ الرَّبَّ أَنْ لَّا يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ قَوْلًا فِي الْعِجْلِ.

فنسی موسیٰ کے معنی ہیں کہ سامری اور اس کے تابعدار کہتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ سے چوک کر اور جگہ چلا گیا۔ یہ آیت بچھڑے کے حق میں ہے کیا وہ نہیں جانتے کہ بچھڑا ان کی طرف قول کو نہیں پھیرتا یعنی ان کی بات کا جواز نہیں دیتا۔

فائدہ: اشارہ کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ان تفسیروں کے طرف اس چیز کے کہ واقع ہوئی واسطے موسیٰ علیہ السلام کے بیچ نکلنے اس کے طرف مدین کے پھر بیچ رجوع کرنے اس کے طرف مصر کے پھر بیچ اخبار اس کی کے ساتھ فرعون کے پھر بیچ غرق ہونے فرعون کے پھر بیچ جانے موسیٰ علیہ السلام کے طرف کوہ طور کے پھر بیچ عبادت کرنے بنی اسرائیل کے بچھڑے کو اور شاید ان میں سے کوئی چیز اس کی شرط پر ثابت نہیں ہوئی اور زیادہ ترجیح اس باب میں وہ حدیث ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیچ حدیث قنوت کے بقدر تین ورقوں کے اور وہ بیچ تفسیر طٰہٰ کے ہے نزدیک اس کے اور یہ سب تفسیریں موسیٰ علیہ السلام کے قصے سے متعلق ہیں پس یہی ہے وجہ مناسبت ان تفسیروں کی باب سے ہے۔ (فتح)

٣١٤٢ - حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهٖ حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ الْخَامِسَةَ فَإِذَا هَارُوْنُ قَالَ

۳۱۴۲۔ مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی ان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات سے یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر پہنچے تو ناگہاں دیکھا کہ ہارون علیہ السلام

هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ تَابَعَهُ ثَابِتٌ وَّعَبَّادُ بْنُ أَبِيْ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہیں تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ہارون علیہ السلام ہیں سو اس کو سلام کر تو میں نے اس کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا پھر کہا کیا اچھا نیک بھائی اور نیک پیغمبر آیا۔

فائدہ: اس حدیث میں ہارون علیہ السلام کا ذکر ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے۔

بَابُ ﴿وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيْمَانَهٗ إِلٰى قَوْلِهٖ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ﴾.

باب ہے کہ یعنی کہا ایک مرد ایماندار نے فرعون کی قوم سے جو اپنے ایمان کو چھپاتا تھا کہ کیا قتل کرتے تم ایک مرد کو اس پر کہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور لایا تمہارے پاس کھلی نشانیاں تمہارے رب کی مُسْرِفٌ كَذَّابٌ تک۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ یوشع بن نون ہیں اور یہ بعید ہے اس واسطے کہ یوشع علیہ السلام یوسف علیہ السلام کی اولاد سے ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایماندار مذکور فرعون کی قوم سے تھا اور استدلال کیا ہے طبری نے واسطے اس کے کہ اگر وہ بنی اسرائیل سے ہوتا تو فرعون اس کا کلام نہ سنتا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ فرعون کے چچا کا بیٹا تھا اور بعض کہتے ہیں نام اس کا شمعان تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى﴾ ﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کیا نہیں پہنچی تجھ کو خبر موسیٰ علیہ السلام کی اور کلام کیا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنا۔

۳۱۴۳ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ رَأَيْتُ مُوْسٰى وَإِذَا هُوَ رَجُلٌ ضَرْبٌ رَّجِلٌ كَأَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَأَيْتُ عِيْسٰى فَإِذَا هُوَ رَجُلٌ رَّبْعَةٌ أَحْمَرُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ وَّأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِ إِبْرَاهِيْمَ صَلَّى اللّٰهُ

۳۱۴۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو اچانک وہ دبلا پتلا مرد ہے سید ہے بال والا جیسے قوم شنوءۃ کے مرد تو میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو ناگہاں وہ مرد ہے میانہ قد سرخ رنگ والا جیسے وہ دیماس یعنی حمام سے نکلا ہے اور میں ابراہیم علیہ السلام سے اس کی اولاد میں زیادہ مشابہ ہوں اور میرے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک پیالے میں دودھ تھا اور ایک پیالے میں شراب تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ پی لے جس کو چاہے دونوں میں سے تو میں نے دودھ لے کر پی لیا تو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٖ ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَائَيْنِ فِي أَحَدِهِمَا لَبَنٌ، وَفِي الْآخَرِ خَمْرٌ فَقَالَ اشْرَبْ أَيَّهُمَا شِئْتَ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهٗ فَقِيلَ أَخَذْتَ الْفِطْرَةَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ.

کہا گیا یعنی حکم ہوا تو نے پیدائشی دین پایا خبردار ہوا گر تو شراب لیتا تو تیری امت گمراہ ہو جاتی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح معراج میں آئے گی۔

٣١٤٤ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُونُسَ بْنِ مَتّٰى وَنَسَبَهٗ إِلٰى أَبِيهِ وَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهٖ فَقَالَ مُوسٰى آدَمُ طُوَالٌ كَأَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَقَالَ عِيسٰى جَعْدٌ مَّرْبُوعٌ وَّذَكَرَ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَذَكَرَ الدَّجَّالَ.

۳۱۴۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بندے کو لائق نہیں کہ کہے کہ میں بہتر ہوں یونس بن متی سے اور نسبت کیا ہے راوی نے یونس کو طرف باپ کی اور ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات کو سو فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام گندم گوں لمبا قد ہے جیسے شنوءہ کی قوم کے مرد اور فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام گھنگرالے بال والا میانہ قد ہے اور ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک دوزخ کے دربان کو اور دجال کو۔

فائدہ: اس کی شرح روزے کے بیان میں گزر چکی ہے۔

٣١٤٥ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ عَنِ ابْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَجَدَهُمْ يَصُوْمُوْنَ يَوْمًا يَعْنِي عَاشُوْرَاءَ فَقَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ وَّهُوَ يَوْمٌ نَّجَّى اللّٰهُ فِيهِ مُوسٰى وَأَغْرَقَ آلَ فِرْعَوْنَ فَصَامَ مُوسٰى شُكْرًا

۳۱۴۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے تو پایا یہود کو کہ عاشورا کا یعنی محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ رکھتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دن بڑا ہے اور وہ دن ہے کہ نجات دی اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اور غرق کیا فرعون کی قوم کو تو روزہ رکھا اس دن موسیٰ علیہ السلام نے واسطے ادا کرنے شکر اللہ تعالیٰ کے سو فرمایا کہ میں لائق تر ہوں ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے یہود سے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اس دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو

لِلّٰهِ فَقَالَ أَنَا أَوْلٰى بِمُوسٰى مِنْهُمْ فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.

بھی اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَوَاعَدْنَا مُوسٰى ثَلَاثِيْنَ لَيْلَةً وَّأَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً وَّقَالَ مُوسٰى لِأَخِيْهِ هَارُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَلَمَّا جَآءَ مُوسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِيْ أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِيْ إِلٰى قَوْلِهِ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾.

باب ہے اس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وعدہ کیا ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتوں کا کہ کوہ طور پر رہے اور تمام کیا ہم نے ان کو ساتھ دس روز کے اول المومنین تک

فائدہ: اس میں اشارہ ہے کہ وعدہ دو بار واقع ہوا۔

يُقَالُ دَكَّةً زَلْزَلَةً

دکۃ کے معنی ہیں زلزلہ

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے و حملت الارض والجبال دكتا دكة واحدة۔

﴿فَدُكَّتَا﴾ فَدُكِكْنَ جَعَلَ الْجِبَالَ كَالْوَاحِدَةِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿أَنَّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا﴾ وَلَمْ يَقُلْ كُنَّ رَتْقًا مُلْتَصِقَتَيْنِ

یعنی دکتا صیغہ تثنیہ کا ہے اور جبال صیغہ جمع کا ہے اور قیاس چاہتا ہے کہ دککن دکۃ کہا جاتا لیکن گردانا گیا جبال کو بیچ حکم صیغہ واحد کے اور اسی طرح ارض بھی صیغہ واحد کا ہے تو دونوں کو تثنیہ کے صیغے سے لایا گیا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آسمان اور زمین دونوں منہ بند تھے یہاں بھی تثنیہ کا صیغہ لایا گیا اگرچہ قیاس چاہتا تھا کہ جمع کا صیغہ ہو اور رتقا کے معنی ہیں جڑے ہوئے اور منہ بند اور اس میں ملے ہوئے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے استطراد کے اس واسطے کہ اس کو موسیٰ علیہ السلام کے قصے سے کچھ تعلق نہیں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رتق اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس میں کوئی سوراخ نہ ہو پھر کھولا اللہ تعالیٰ نے آسمان کو ساتھ مینہ کے اور زمین کو ساتھ درختوں کے۔

﴿أُشْرِبُوْا﴾ ثَوْبٌ مُشْرَبٌ مَصْبُوْغٌ

اُشْرِبُوْا ثوب مشرب مصبوع یہ اشارہ ہے طرف اس

کے کہ اشربوا شرب سے نہیں جس کے معنی پینے کے ہیں بلکہ وہ اس قبیل سے ہے کہ کہا جاتا ہے کہ ثوب مشرب یعنی کپڑا رنگا ہوا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ معنی اس کے پینے کے ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ انْبَجَسَتُ انْفَجَرَتْ ﴿وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ﴾ رَفَعْنَا

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ انبَجَسَتْ کے معنی جاری ہونے کے ہیں وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ آیت کے معنی ہیں کہ ہم نے پہاڑ کو اٹھایا۔

٣١٤٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَفَاقَ قَبْلِي أَمْ جُوْزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ.

٣١٤٦۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگ صور کی آواز سے قیامت میں بیہوش ہو جائیں گے تو اول میں ہوش میں آؤں گا تو میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح دیکھوں گا کہ عرش کا ایک پایا پکڑے ہوئے ہیں اس کے پایوں سے سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا بے ہوش ہی نہ ہوں گے اس لیے کہ طور پر بے ہوش ہو چکے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عنقریب آتی ہے۔

٣١٤٧ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثٰى زَوْجَهَا الدَّهْرَ.

٣١٤٧۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بنی اسرائیل کی قوم نہ ہوتی تو گوشت نہ سڑتا اور اگر حوا نہ ہوتی تو کبھی کوئی عورت اپنے خاوند کی خیانت اور بد خواہی نہ کرتی۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی۔

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور وہ مانند فصل کے ہے پہلے باب سے اور تعلق اس کا ساتھ اس کے ظاہر ہے۔

بَابُ طُوْفَانٍ مِّنَ السَّيْلِ يُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيْرِ طُوْفَانٌ

یعنی طوفان کے معنی پانی کا سیل یعنی غرقابوا اور بہت مرے کو بھی طوفان کہا جاتا ہے

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے وارسلنا علیھم الطوفان۔

الْقُمَّلُ الْحُمْنَانُ يُشْبِهُ صِغَارَ الْحَلَمِ ﴿حَقِيْقٌ﴾ حَقٌّ ﴿سُقِطَ﴾ كُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِيْ يَدِهٖ.

قُمَّلٌ کے معنی ہیں چچڑی کہ مشابہ ہوتی ہے چھوٹی جوں کو حَقِيْقٌ کے معنی ہیں حق۔ جو پچتا ہے اس کو حق میں کہا جاتا ہے۔

فائدہ: مراد ان دونوں آیتوں کی تفسیر ہے حقیق علی اور ولما سقط فی ایدیھم۔

بَابُ حَدِيْثِ الْخَضِرِ مَعَ مُوْسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ.

باب ہے بیان میں حدیث خضر کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے۔

٣١٤٨ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ تَمَارٰى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسٍ الْفَزَارِيُّ فِيْ صَاحِبِ مُوْسٰى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ خَضِرٌ فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّيْ تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِيْ هٰذَا فِيْ صَاحِبِ مُوْسَى الَّذِيْ سَأَلَ السَّبِيْلَ إِلٰى لُقِيِّهٖ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهٗ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا مُوْسٰى فِيْ مَلَإٍ مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ جَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ لَا فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى مُوْسٰى بَلٰى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ

۳۱۴۸۔ عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حر بن قیس رضی اللہ عنہ دونوں جھگڑے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی میں کہ وہ کون ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ خضر ہیں اور حر نے کہا کہ کوئی اور ہے تو ابی بن کعب ان کے پاس سے گزرے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو بلایا سو ان کو کہا کہ جھگڑا کیا ہے میں نے اور میرے اس ساتھی نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کے حق میں جس نے اس کی ملاقات کی طرف راہ پوچھی تھی کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اس کا حال بیان کرتے تھے ابی بن کعب نے کہا ہاں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں تھے یعنی خطبہ پڑھتے تھے کہ ناگہاں ان کے پاس ایک مرد آیا تو اس نے کہا کہ کیا تو کسی کو اپنے آپ سے زیادہ عالم جانتا ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ نہیں تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ کیوں نہیں ہمارا ایک بندہ خضر ہے جو تجھ سے زیادہ عالم ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کی راہ پوچھی

مُوْسَى السَّبِيْلَ إِلَيْهِ فَجُعِلَ لَهُ الْحُوْتُ آيَةً وَّقِيْلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ يَتْبَعُ أَثَرَ الْحُوْتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ لِمُوْسَى فَتَاهُ ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا أَنْسَانِيْهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ﴾ فَقَالَ مُوْسَى ﴿ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا الَّذِيْ قَصَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهِ.

تو گردانی گئی واسطے اس کے کہ ایک مچھلی نشانی اور اس کو کہا گیا کہ جب تو مچھلی کو گم کرے تو پلٹ آ بیشک تو اس سے ملے گا تو موسیٰ علیہ السلام انتظار کرتے تھے کہ دریا میں مچھلی کہاں گم ہوتی ہے تو موسیٰ علیہ السلام سے ان کے خادم نے کہا کہ بھلا بتلایئے تو کہ جب ہم آئے تھے پتھر کے پاس تو میں بھول گیا آپ سے مچھلی کا قصہ کہنا اور نہیں بھلایا مجھ کو مچھلی کی یاد سے مگر شیطان نے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہی تو ہم چاہتے تھے پھر الٹے پاؤں پلٹے تو دونوں نے خضر کو پایا پس تھا حال ان کے سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا۔

٣١٤٩ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوْسَى صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوْسَى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ إِنَّمَا هُوَ مُوْسَى آخَرُ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مُوْسَى قَامَ خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ بَلٰى لِيْ عَبْدٌ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ أَيْ رَبِّ وَمَنْ لِّيْ بِهِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ أَيْ رَبِّ وَكَيْفَ لِيْ بِهِ قَالَ تَأْخُذُ حُوْتًا فَتَجْعَلُهُ فِيْ مِكْتَلٍ حَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَهُوَ ثَمَّ وَرُبَّمَا قَالَ فَهُوَ ثَمَّهْ وَأَخَذَ حُوْتًا فَجَعَلَهُ فِيْ مِكْتَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ

۳۱۴۹۔ سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی گمان کرتا ہے کہ بیشک موسیٰ علیہ السلام ساتھی خضر علیہ السلام کا نہیں موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اور موسیٰ علیہ السلام ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے حدیث بیان کی ہم کو ابی بن کعب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ البتہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی قوم میں کھڑے خطبہ پڑھتے تھے تو کسی نے پوچھا کہ آدمیوں میں کون بڑا عالم ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں ہوں سو اللہ تعالیٰ نے ان پر غصہ کیا اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام نے علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف نہ پھیرا یعنی یوں نہ کہا واللہ اعلم پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ بلکہ میرا ایک بندہ ہے دو دریاؤں کے سنگم کے پاس کہ وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے رب میرا اور اس کا کیوں کر ملاپ ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو اپنے پاس ایک بھنی ہوئی مچھلی لی پھر اس کو ایک ٹوکری میں رکھ سو جہاں وہ مچھلی تجھ سے گم ہو جائے تو وہ اس مکان میں ہوگا موسیٰ علیہ السلام نے ایک مچھلی لے پھر اس کو ایک ٹوکری میں رکھا پھر روانہ

هُوَ وَفَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ حَتّٰى إِذَا أَتَيَا الصَّخْرَةَ وَضَعَا رُئُوسَهُمَا فَرَقَدَ مُوسٰى وَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فَخَرَجَ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ ﴿فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ فَأَمْسَكَ اللّٰهُ عَنِ الْحُوتِ جِرْيَةَ الْمَآءِ فَصَارَ مِثْلَ الطَّاقِ فَقَالَ هٰكَذَا مِثْلُ الطَّاقِ فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ بَقِيَّةَ لَيْلَتِهِمَا وَيَوْمَهُمَا حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ ﴿قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَائَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا﴾ وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَ حَيْثُ أَمَرَهُ اللّٰهُ قَالَ لَهُ فَتَاهُ ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا﴾ فَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا وَلَهُمَا عَجَبًا قَالَ لَهُ مُوسٰى ﴿ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِيْ فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ رَجَعَا يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا حَتّٰى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ مُوسٰى فَرَدَّ عَلَيْهِ فَقَالَ وَأَنّٰى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُوسٰى قَالَ مُوسٰى بَنِيْ إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ أَتَيْتُكَ لِتُعَلِّمَنِيْ ﴿مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾ قَالَ يَا مُوسٰى إِنِّيْ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ اللّٰهُ لَا تَعْلَمُهُ وَأَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا أَعْلَمُهُ قَالَ هَلْ أَتَّبِعُكَ

ہوئے اور ساتھ اپنے خادم یعنی یوشع بن نون کو بھی لے چلے یہاں تک کہ جب سنگم کے پتھر کے پاس پہنچے تو دونوں صاحب سر ٹیک کر سو گئے اور مچھلی آب حیات کی تاثیر سے ٹوکری میں پھڑکی اور اس سے نکل کر دریا میں گر پڑی اور اس نے دریا میں اپنی راہ لی سرنگ بنا کر اور اللہ تعالیٰ نے جہاں سے مچھلی گئی تھی پانی کا بھاؤ بند کر رکھا تو وہ طاق سا ہو گیا پس کہا راوی نے اس طرح مانند طاق کے پھر دونوں چلے جتنا کہ رات اور دن باقی رہتا تھا جب دوسرا دن ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم کو کہا کہ ہم کو ناشتہ دو البتہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک اس مکان سے جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا آگے نہ بڑھے تھے نہ تھکے تھے کہا ان کو خادم نے بھلا یہ تو بتلایے کہ جب ہم آئے تھے پتھر کے پاس سو میں بھول گیا آپ سے مچھلی کا قصہ کہنا اور نہیں بھلایا مجھ کو مچھلی کی یاد سے مگر شیطان نے اور راہ لی مچھلی نے مجھے کو تعجب ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مچھلی کو تو راہ ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خادم کو تعجب ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ یہی تو ہم چاہتے تھے پھر الٹے پاؤں پلٹے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو دونوں پھرے قدم پر قدم ڈالتے یہاں تک کہ پتھر کے پاس پہنچے تو اچانک وہاں دیکھا کہ ایک مرد ہے کپڑے سے سر لپیٹے پھر سلام کیا اس کو موسیٰ علیہ السلام نے سو خضر علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ تیرے ملک میں سلام کہاں یعنی اس ملک میں سلام کی رسم نہیں تو نے سلام کیوں کیا کہا کہ میں موسیٰ علیہ السلام ہوں خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا تو قوم بنی اسرائیل کا موسیٰ علیہ السلام ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہاں میں تیرے پاس آیا ہوں کہ تو مجھ کو سکھلائے جو اللہ تعالیٰ نے تجھ کو سکھلایا ہے خضر علیہ السلام نے کہا کہ

﴿قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا إِلٰى قَوْلِهٖ أَمْرًا﴾ فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ كَلَّمُوْهُمْ أَنْ يَّحْمِلُوْهُمْ فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوْهُ بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ جَآءَ عُصْفُوْرٌ فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِينَةِ فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً أَوْ نَقْرَتَيْنِ قَالَ لَهُ الْخَضِرُ يَا مُوْسٰى مَا نَقَصَ عِلْمِيْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا مِثْلَ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ بِمِنْقَارِهٖ مِنَ الْبَحْرِ إِذْ أَخَذَ الْفَأْسَ فَنَزَعَ لَوْحًا قَالَ فَلَمْ يَفْجَأْ مُوْسٰى إِلَّا وَقَدْ قَلَعَ لَوْحًا بِالْقَدُّوْمِ فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى مَا صَنَعْتَ قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلٰى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا ﴿لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ أَمْرِيْ عُسْرًا﴾ فَكَانَتِ الْأُوْلٰى مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا فَلَمَّا خَرَجَا مِنَ الْبَحْرِ مَرُّوْا بِغُلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهٖ فَقَلَعَهٗ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَأَوْمَأَ سُفْيَانُ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهٖ كَأَنَّهٗ يَقْطِفُ شَيْئًا فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى ﴿أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ

اے موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بے شمار علم سے مجھ کو ایک علم ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سکھایا ہے کہ تو اس علم کو نہیں جانتا اور تجھ کو اللہ تعالیٰ کے علم سے ایک علم ہے اللہ تعالیٰ نے تجھ کو سکھلایا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کیا میں تیرے ساتھ رہوں خضر علیہ السلام نے کہا کہ میرے ساتھ تو البتہ نہ ٹھہر سکے گا اور کیسے ٹھہرے تو دیکھ کر ایک چیز جو تیرے قابو میں نہیں یا سمجھ اس کے امر کو پھر دونوں روانہ ہوئے دریا کے کنارے کنارے چلے جاتے تھے تو ادھر سے ایک کشتی گزری تو کشتی والوں سے تینوں آدمیوں کے چڑھانے کے لیے بات چیت کی تو وہ پہچان گئے خضر علیہ السلام کو تو وہ بغیر کرایہ لیے چڑھائے گئے پھر جب کشتی پر سوار ہوئے تو ایک چڑیا آئی اور کشتی کے ایک کنارے پر بیٹھ گئی سو اس نے ایک یا دو بار دریا میں چونچ ڈبوئی تو خضر علیہ السلام نے کہا کہ نہیں ہے میرا علم اور تیرا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے مگر اس کے برابر جتنا اس چڑیا نے دریا سے پانی گھٹایا یعنی اللہ تعالیٰ کا علم مثل سمندر کے ہے اور ہمارا علم قطرے کے برابر جتنا چڑیا نے اپنی چونچ میں اٹھایا ناگہاں خضر علیہ السلام نے تیشے سے کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا سو نہ دیر کی موسیٰ علیہ السلام نے مگر کہ خضر علیہ السلام نے تیشے سے تختہ نکال ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تو نے کیا کیا یہ لوگ ہیں کہ انہوں نے ہم کو بغیر کرائے چڑھا لیا تو نے ان کی کشتی کو قصد کر کے پھاڑ ڈالا تا کہ تو اس کے لوگوں کو ڈبو دے البتہ عجیب بات تجھ سے ہوئی حضرت علیہ السلام نے کہا کہ میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ بیشک تجھ کو میرے ساتھ نہ رہا جائے گا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو میری بھول چوک پر نہ پکڑ اور مجھ پر مشکل نہ ڈال یعنی میں نے بھول سے کہا معاف کیجئے راوی نے کہا کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ

شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُرِيْدُ أَنْ يَنْقَضَّ﴾ مَآئِلًا أَوْمَأَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَأَشَارَ سُفْيَانُ كَأَنَّهٗ يَمْسَحُ شَيْئًا إِلٰى فَوْقُ فَلَمْ أَسْمَعْ سُفْيَانَ يَذْكُرُ مَآئِلًا إِلَّا مَرَّةً قَالَ قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُوْنَا وَلَمْ يُضَيِّفُوْنَا عَمَدْتَ إِلٰى حَآئِطِهِمْ ﴿لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا أَنَّ مُوْسٰى كَانَ صَبَرَ فَقَصَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى لَوْ كَانَ صَبَرَ لَقُصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ ثُمَّ قَالَ لِيْ سُفْيَانُ سَمِعْتُهٗ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ وَحَفِظْتُهٗ مِنْهُ قِيْلَ لِسُفْيَانَ حَفِظْتَهٗ قَبْلَ أَنْ تَسْمَعَهٗ مِنْ عَمْرٍو أَوْ تَحَفَّظْتَهٗ مِنْ إِنْسَانٍ فَقَالَ مِمَّنْ أَتَحَفَّظُهٗ وَرَوَاهُ أَحَدٌ عَنْ عَمْرٍو غَيْرِيْ سَمِعْتُهٗ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَحَفِظْتُهٗ مِنْهُ.

پہلی بار کا پوچھنا موسیٰ علیہ السلام سے بھول سے ہوا پھر جب دونوں دریا سے نکلے تو ایک لڑکے پر گزرے کہ کھیل رہا تھا لڑکوں کے ساتھ سو خضر علیہ السلام نے اس کے سر کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا پھر اس کا سر اپنے ہاتھ سے اکھاڑ ڈالا اس طرح اور اشارہ کیا سفیان راوی نے اپنی انگلیوں سے جیسے وہ ایک چیز اچک لیتا ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ کیا تو نے مار ڈالا معصوم جان کو یعنی اس نے کسی کا خون نہ کیا تھا جس کے بدلے تو اس کو مارتا البتہ تجھ سے برا کام ہوا خضر علیہ السلام نے کہا کہ بھلا میں نے تجھ سے نہ کہہ دیا تھا کہ تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکے گا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر میں تجھ سے کوئی بات پوچھوں اس کے بعد تو مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھنا تو نے میرا عذر بہت مانا پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک بستی والوں کے پاس پہنچے تو ان لوگوں سے کھانا مانگا ان لوگوں نے ان کی مہمانی نہ کی تو دونوں نے ایک دیوار کو پایا کہ گرنا چاہتی تھی راوی نے کہا کہ وہ جھک رہی تھی تو خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا سو اس کو سیدھا کھڑا کر دیا اور اشارہ کیا سفیان نے جیسے ہاتھ پھیرتا ہے ایک چیز کو اوپر کی طرف راوی کہتا ہے کہ نہیں سنا میں نے سفیان سے ذکر مائلا کا مگر ایک بار موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ لوگ ہیں کہ ہم ان کے پاس آئے سو انہوں نے نہ ہم کو کھانا کھلایا نہ ہماری ضیافت کی تو نے ان کی دیوار کی طرف قصد کیا اگر تو چاہتا تو دیوار سیدھی کر دینے کی مزدوری لیتا خضر علیہ السلام نے کہا کہ اسی وقت میرے تیرے درمیان جدائی ہے سو اب میں بتلاؤں تجھ کو بیان ان تینوں باتوں کا جس پر تو صبر نہ کر سکا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے جی نے چاہا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تو ان کا بہت قصہ ہم کو معلوم ہوتا

سفیان نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے موسیٰ علیہ السلام پر اگر صبر کرتے تو ان کا بہت قصہ ہم کو معلوم ہوتا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آیت و کان وراء هم ملك یاخذ کل سفینة غصبا میں وراء هم کے بدلے امامهم پڑھا ہے اور لڑکا تو کافر تھا اور اس کے ماں باپ ایماندار تھے۔

فائدہ: اس کی شرح تفسیر سورۂ کہف میں آئے گی۔

٣١٥٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرَ أَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضْرَاءَ.

٣١٥٠ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خضر علیہ السلام کا نام اس واسطے خضر علیہ السلام رکھا گیا کہ صاف چٹی زمین ان کے بیٹھنے سے نیچے سرسبز ہو گئی۔

فائدہ: اور تعلق اس کا ساتھ باب کے ظاہر ہے جہت ذکر خضر علیہ السلام کے سے بیچ اس کے اور مجاہد سے روایت ہے کہ خضر علیہ السلام کو اس واسطے خضر علیہ السلام کہا گیا کہ جب وہ نماز پڑھتا تھا تو جو اس کے گرد ہوتا تھا وہ سرسبز ہو جاتا تھا اور تحقیق اختلاف کیا گیا ہے بیچ نام اس کے اور بیچ نسب اس کی کے اور پیغمبری اس کی کے اور عمر اس کی کے پس کہا وہب بن منبہ نے کہ اس کا نام بلیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نام اس کا الیاس ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عابر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ خضرون ہے اور پہلی بات بہت ثابت ہے ابن ملکان بن فانع بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح اس بنا پر کے پس پیدائش اس کی ابراہیم علیہ السلام سے پہلے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی پیدائش ابراہیم علیہ السلام سے پیچھے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کا صلبی بیٹا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس کے باپ کا نام ملکان ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فرشتہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فرعون کا بیٹا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا نواسہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سو برس مار کر پھر زندہ کیا تھا پس نہ مرے گا یہاں تک کہ صور پھونکا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ جو شخص دجال سے جھگڑا کرے گا وہ خضر علیہ السلام ہے اور جعفر صادق سے روایت ہے کہ ذوالقرنین کا ایک فرشتہ یار تھا تو ذوالقرنین نے اس سے کہا کہ مجھ کو کوئی ایسی چیز بتلا جس سے میری عمر دراز ہو جائے تو اس نے اس کو آب حیات کا چشمہ بتلایا اور وہ اندھیرے کے اندر تھا تو ذوالقرنین اس کی طرف چلا اور خضر علیہ السلام اس کے اگاڑی لشکر میں تھا تو آب حیات کو خضر علیہ السلام نے پایا اور ذوالقرنین کو ہاتھ نہ آیا اور کعب احبار سے روایت ہے کہ چار پیغمبر زندہ ہیں امان ہے

واسطے زمین والوں کے دو زمین میں ہیں خضر اور الیاس علیہ السلام اور دو آسمان میں ہیں ادریس علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور بغوی وغیرہ نے اکثر اہل علم سے حکایت کی ہے کہ وہ پیغمبر ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ وہ پیغمبر ہیں یا نہیں اور ایک گروہ نے کہا کہ وہ ولی ہے اور طبری نے اپنی تاریخ میں کہا کہ خضر علیہ السلام تھا بیچ زمانے فریدون کے بیچ قول عام اہل کتاب کے اور تھا او پر مقدمے ذوالقرنین اکبر کے اور نقاش نے بہت روایتیں نقل کی ہیں جو دلالت کرتی ہیں اوپر زندہ رہنے اس کے لیکن کوئی چیز ان میں سے لائق حجت کے نہیں اور ابن عطیہ نے کہا کہ اگر زندہ ہوتا تو البتہ ہوتا واسطے اس کے بیچ ابتدا اسلام کے ظہور اور کوئی چیز اس سے ثابت نہیں اور ثعلبی نے کہا کہ وہ زندہ ہے سب قولوں پر چھپا ہوا ہے آنکھوں سے اور تحقیق بعض کہتے ہیں کہ نہ مرے گا وہ مگر بیچ اخیر زمانے کے جبکہ اٹھایا جائے گا قرآن قرطبی نے کہا کہ وہ پیغمبر ہے نزدیک جمہور کے اور آیت گواہی دیتی ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ پیغمبر نہیں سیکھتا اپنے کم سے اور نیز باطن کی خبر سوائے پیغمبر کے کسی کو معلوم نہیں ہوتی ابن صلاح نے کہا کہ خضر زندہ ہے نزدیک جمہور علماء کے اور عام ساتھ ان کے ہیں بیچ اس کے اور انکار تو صرف بعض قلیل محدثین نے کیا ہے اور نووی کا بھی یہی قول ہے اور اس نے یہ بات زیادہ کی ہے کہ یہ بات متفق علیہ ہے درمیان صوفیوں کے اور اہل صلاح کے اور حکایتیں ان کی ساتھ دیکھنے ان کے اور جمع ہونے ساتھ اس کے اکثر ہیں اس سے کہ گنے جائیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ خضر اب موجود نہیں ہیں یہ لوگ ہیں بخاری اور ابراہیم حربی اور ابوجعفر اور ابو طاہر اور ابو بکر بن عربی اور ایک گروہ اور عمدہ تمسک ان کا مشہور ہے جو ابن عمر اور جابر وغیرہ سے مروی ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی اخیر زندگی میں فرمایا کہ جو لوگ آج زمین پر ہیں سو برس تک ان میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے حضرت ﷺ کے فرمان کا گزر جانا ہے اور جو کہتا ہے کہ وہ زندہ ہے اور یہ جواب دیتا ہے کہ وہ اس وقت دریا پر تھا یا مخصوص ہے حدیث سے جیسا کہ خاص کیا گیا ہے اس سے شیطان بالاتفاق اور جو لوگ کہ انکار کرتے ہیں ان کی ایک دلیل یہ آیت ہے وماجعلنا لبشر من قبلك الخلد یعنی تجھ سے پہلے ہم نے کسی بشر کے واسطے ہمیشگی نہیں کی اور ایک حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ کوئی پیغمبر نہیں ہوا مگر کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے عہد لیا ہے کہ اگر محمد ﷺ پیدا ہوں تو ان کے ساتھ ایمان لائے اور اس کی مدد کرے اور کسی حدیث صحیح میں نہیں آیا کہ خضر علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے ہمراہ جہاد کیا ہو اور حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے دن فرمایا کہ الٰہی اگر تو اس گروہ کو ہلاک کر دے گا تو پھر زمین میں تیری عبادت نہ ہوگی پس اگر خضر موجود ہوتا تو یہ نفی صحیح نہ ہوتی اور نیز حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے چاہا کہ موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تو ان کا بہت قصہ ہم کو معلوم ہوتا اور اگر خضر علیہ السلام زندہ ہوتے تو یہ آرزو اچھی نہ ہوتی اور البتہ حاضر ہوتا اور ان کو عجائبات دکھاتا اور یہ بہت باعث تھا واسطے ایمان لانے کافروں کے خاص کر واسطے اہل کتاب کے، اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ خضر علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آئے لیکن وہ حدیث ضعیف ہے اور ایک حدیث

میں ہے کہ ہر سال حج کے دنوں میں خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام جمع ہوتے اور ایک دوسرے کا سر مونڈتے تھے اور یہ حدیث بھی ضعیف ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ زمزم کا پانی ایک بار پیتے ہیں اور آئندہ سال تک ان کو پیاس نہیں لگتی اور یہ بھی ضعیف ہے اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ بعض اصحاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوئی لیکن ان روایتوں کی اسناد وہی ہے اور یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں اور ابوعروبہ نے ریاح بن عبیدہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک مرد کو دیکھا کہ عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلتا تھا اس کے ہاتھ پر ٹیک لگا کر سو جب وہ پھرا تو میں نے کہا کہ وہ مرد کون تھا کہا کہ وہ میرا بھائی خضر علیہ السلام تھا اس نے مجھ کو بشارت دی کہ میں حاکم ہوں گا اور عدل کروں گا نہیں ڈر ہے ساتھ راویوں اس کے اور نہیں واقع ہوئی واسطے میرے کوئی حدیث اب تک اور نہ کوئی اثر ساتھ سند جید کے سوائے اس کے اور یہ سو برس کی حدیث کے معارض نہیں اس واسطے کہ سو برس سے پہلے کا ذکر ہے (فتح) مخلصاً۔

بَابٌ — یہ باب ہے

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور وہ مانند فصل کے ہے پہلے باب سے اور تعلق اس کا ساتھ اس کے ظاہر ہے۔

۳۱۵۱ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ لِبَنِيْ إِسْرَائِيْلَ ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾ فَبَدَّلُوْا فَدَخَلُوْا يَزْحَفُوْنَ عَلٰى أَسْتَاهِهِمْ وَقَالُوْا حَبَّةٌ فِيْ شَعْرَةٍ.

۳۱۵۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ داخل ہو جاؤ دروازے میں سجدہ کرتے اور کہو ہم مغفرت چاہتے ہیں سو انہوں نے حکم بدل ڈالا تو دروازے میں داخل ہوئے چوتڑوں کو گھسیٹے ہوئے اور کہا دانہ بالی میں بہتر ہے۔

فائدہ: اس کی شرح سورۂ اعراف کی تفسیر میں آئے گی۔

۳۱۵۲ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَّخِلَاسٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيْرًا لَّا يُرٰى مِنْ جِلْدِهٖ شَيْءٌ

۳۱۵۲ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک موسیٰ علیہ السلام تھے مرد شرمیلے اور بہت پردہ کرنے والے نہ دیکھی جاتی تھی ان کے بدن سے کوئی چیز واسطے شرم کرنے ان کے ان سے تو ایذا دی اس کو جس نے ایذا دی قوم بنی اسرائیل سے تو انہوں نے کہا کہ نہیں پردہ کرتا یہ پردہ کرنا مگر کسی عیب کے سبب سے کہ اس کے بدن میں ہے یا

اسْتِحْيَاءً مِنْهُ فَآذَاهُ مَنْ آذَاهُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالُوا مَا يَسْتَتِرُ هٰذَا التَّسَتُّرَ إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهِ إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُدْرَةٌ وَإِمَّا آفَةٌ وَإِنَّ اللّٰهَ أَرَادَ أَنْ يُبَرِّئَهُ مِمَّا قَالُوا لِمُوسٰى فَخَلَا يَوْمًا وَحْدَهُ فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَى الْحَجَرِ ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلٰى ثِيَابِهِ لِيَأْخُذَهَا وَإِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهِ فَأَخَذَ مُوسٰى عَصَاهُ وَطَلَبَ الْحَجَرَ فَجَعَلَ يَقُولُ ثَوْبِي حَجَرُ ثَوْبِي حَجَرُ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَرَأَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ وَأَبْرَأَهُ مِمَّا يَقُولُونَ وَقَامَ الْحَجَرُ فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَلَبِسَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ فَوَاللّٰهِ إِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ أَثَرِ ضَرْبِهِ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسٰى فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيهًا﴾.

سفید داغ یا بادخائے یعنی خصیہ پھولا یا کوئی اور آفت اور اللہ نے چاہا کہ پاک کرے موسیٰ علیہ السلام کو اس چیز سے کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے حق میں کہی تو موسیٰ علیہ السلام ایک دن نہانے کے واسطے تنہا ہوئے سو اپنے کپڑے پتھر پر رکھے پھر غسل کیا پھر جب غسل سے فارغ ہوئے تو اپنے کپڑے لینے کے واسطے آگے بڑھے تو لے بھاگا پتھر ان کے کپڑے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی لی اور پتھر کے پیچھے دوڑے سو کہنے لگے کہ میرے کپڑے چھوڑ اے پتھر میرے کپڑے چھوڑ اے پتھر یہاں تک کہ بنی اسرائیل کے ایک گروہ تک پہنچے تو انہوں نے ان کو ننگا دیکھا نہایت بہتر اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اور پاک تر اس عیب سے کہ کہتے تھے اور کھڑا ہو گیا پتھر سو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے لیے پھر اپنی لاٹھی سے پتھر کو مارنے لگے پس قسم ہے اللہ کی کہ بیشک پتھر پر البتہ نشان ہیں ان کے مارنے کے اثر سے تین یا چار یا پانچ پس یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے قول کا کہ اے ایمان والوں تم نہ ہو ان لوگوں کی طرح جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی سو پاک کیا اور بے عیب دیکھا یا اس کو اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے کہ کہی انہوں نے اور تھا نزدیک اللہ تعالیٰ کے آبرو رکھتا

فائدہ: یہ جو کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کے بدن سے کوئی چیز نہ دیکھی جاتی تھی تو یہ مشعر ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم میں ایک دوسرے کے سامنے ننگا نہانا جائز تھا ان کے شرع میں اور موسیٰ علیہ السلام تو صرف حیا کے واسطے تنہا نہاتے تھے اور اس حدیث میں سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت ننگے چلنا درست ہے اور یہ کہ جائز ہے دیکھنا طرف شرمگاہ کے وقت ضرورت کے جو داعی ہو واسطے اس کے مانند دوا کرنے کے یا بری ہونے کے عیب سے جیسے کہ میاں بیوی سے ایک دوسرے پر برص کا دعویٰ کرے کہ اس کو سفید داغ ہے تا کہ نکاح کو فسخ کرے اور وہ انکار کرے کہ مجھ کو یہ عیب نہیں اور یہ کہ پیغمبر لوگ اپنی خلق اور پیدائش میں نہایت کمال پر ہیں اور یہ کہ جو نسبت کرے کسی پیغمبر کو پیغمبروں سے طرف نقص کے پیدائش میں تو بیشک اس نے اس کو ایذا دی کہ اس کے فاعل پر کفر کا خوف ہے اور اس میں ظاہر ہے معجزہ

واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور یہ کہ آدمی پر بشریت غالب ہوتی ہے اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام نے معلوم کیا کہ نہیں لے بھاگا پتھر کپڑے اس کے مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور باوجود اس کے معاملہ کیا اس سے معاملہ عاقل کا یہاں تک کہ اس کو مارا اور احتمال ہے کہ مراد ان کے بیان کرنا اور معجزے کا ہو واسطے اپنی قوم کے ساتھ تاثیر کرنے مارنے لاٹھی کے پتھر میں اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر انبیاء علیہم السلام صبر کرنے سے جاہلوں پر اور اٹھانے ایذا ان کی کے اور آخر اللہ تعالیٰ نے ان کو ایذا دینے والوں پر غالب کیا اور طحاوی وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آیت مذکور نازل ہوئی بیچ طعن کرنے بنی اسرائیل کے موسیٰ علیہ السلام پر بسبب ہارون علیہ السلام کے اس واسطے کہ متوجہ ہوا وہ ساتھ اس کے واسطے زیارت کے پس مر گئے ہارون علیہ السلام اور دفنایا ان کو موسیٰ علیہ السلام نے تو بعض بنی اسرائیل نے اس میں طعن کیا کہ تو نے خود اس کو مار ڈالا ہے پس پاک کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو اس طرح کہ ہارون علیہ السلام کا بدن ان کے سامنے اٹھایا گیا اور حالانکہ وہ مردہ تھا تو اس نے بنی اسرائیل سے کلام کیا کہ وہ اپنی موت سے مرا ہے اور اس کی سند میں ضعف ہے اور اگر ثابت ہو تو نہ ہوگی اس میں وہ چیز کہ منع کرے کہ دونوں فریق کے حق میں اتری ہو واسطے صادق آنے اس بات کے کہ دونوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی پس پاک کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو اس چیز سے کہ انہوں نے کہی۔ (فتح)

۳۱۵۴ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَّا أُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَغَضِبَ حَتّٰى رَأَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

۳۱۵۴ - عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال بانٹا یعنی جنگ حنین کے دن تو ایک مرد نے یعنی منافق نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا کہ بیشک اس تقسیم سے کچھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود نہیں تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوئے یہاں تک کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں غصہ دیکھا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحمت کرے موسیٰ علیہ السلام پر البتہ وہ اس سے بھی زیادہ تر ایذا دیے گئے تھے پر اس نے صبر کیا۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے ذکر موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور اس کی شرح فرض خمس میں گزر چکی ہے۔

بَابُ ﴿يَعْكِفُوْنَ عَلٰى أَصْنَامٍ لَّهُمْ﴾

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ وہ یعنی بنی اسرائیل پہنچی ایک لوگوں پر کہ پوجنے میں لگے رہے تھے اپنے بتوں کے۔

﴿مُتَبَّرٌ﴾ خُسْرَانٌ

متبر کا معنی ہے خسارہ پانے والے

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے متبر ماهم فيه اور نہیں تفسیر کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت مذکورہ سے سوائے متبر کے پس کہا کہ متبر کے معنی ہیں خسران یعنی ٹوٹا پانے والے۔

﴿وَلِيُتَبِّرُوا﴾ يُدَمِّرُوا ﴿مَا عَلَوْا﴾ مَا غَلَبُوا

یتبروا کے معنی ہیں خراب کریں ماعلوا کے معنی ہیں جس جگہ غالب ہوں

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے وليتبروا ماعلوا تتبيرا اور ذکر کرنا اس کا اس جگہ بطور استطراد کے ہے۔ (فتح)

٣١٥٤ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَجْنِي الْكَبَاثَ وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَطْيَبُهُ قَالُوْا أَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ رَعَاهَا.

۳۱۵۴۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور پیلو کے پھل چن چن کر کھاتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ اپنے اوپر لازم جانو کالا پھل پیلو کا کہ وہ بہتر اور عمدہ ہے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ کیا آپ بکریاں چراتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور کیا کوئی بھی ایسا پیغمبر ہے جس نے بکریاں نہیں چرائیں۔

فائدہ: اور لیکن مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے پس واسطے داخل ہونے موسیٰ علیہ السلام کے ہے اس حدیث کے عموم میں کہ کیا کوئی ایسا پیغمبر بھی ہے جس نے بکریاں نہیں چرائیں اور اوپر مناسبت ترجمہ کی واسطے حدیث کے پس نہیں ہے ظاہر اور جو میرے دل میں گزرتا ہے یہ ہے کہ تحقیق تھا درمیان تفسیر مذکور کے اور درمیان حدیث مذکور کے بیاض کہ خالی چھوڑا اس کو واسطے حدیث کے کہ داخل کرے ترجمہ میں اور ترجمہ صلاحیت رکھتا ہے واسطے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے پھر ملایا گیا یہ بیاض جیسے کہ اس کی مثلوں میں اور مناسبت حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی واسطے قصے موسیٰ علیہ السلام کے آپ کے اس قول کے عموم کی جہت سے ہے کہ کیا کوئی ایسا پیغمبر بھی ہے جس نے بکریاں نہیں چرائیں پس داخل ہوئے اس میں موسیٰ علیہ السلام جیسے کہ اشارہ کیا ہے طرف اس کے ہمارے استاد نے بلکہ ایک حدیث میں واقع ہوا ہے کہ البتہ پیغمبر کر کے بھیجے گئے موسیٰ علیہ السلام اور حالانکہ وہ بکریاں چراتے تھے اور اماموں نے کہا کہ حکمت بیچ چرانے پیغمبروں کے بکریوں کو یہ ہے کہ تا اپنی جانوں کو تواضع سکھائیں اور عادت پکڑیں دل ان کے ساتھ گوشہ گیری کے اور ترقی کریں بکریوں کی سیاست سے طرف سیاست امتوں کی اور اس کی توضیح اجارے کے اول میں گزر چکی ہے اور نہیں ذکر کیا بخاری علیہ السلام نے آیتوں سے ساتھ عبارت کے اور اشارہ کیا مگر قول اللہ تعالیٰ کا متبر ماهم فيه اور نہیں شک ہے کہ قول اللہ تعالیٰ کا

وهو فضلكم على العالمين سوائے اس کے نہیں ذکر کیا گیا بعد اس کے پس کس طرح حمل کیا جائے گا کہ اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس کے سوائے ماقبل کے پس معتبر وہ بات ہے جو میں نے ذکر کی اور نقل کیا ہے کرمانی نے خطابی سے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں رکھی ہے نبوت دنیاداروں اور مالداروں میں اور سوائے اس کے نہیں کہ گردانا ہے اس کو تواضع کرنے والوں میں جیسے بکریاں چرانے والے اور پیشہ ور لوگ میں کہتا ہوں کہ یہ بھی متن کے واسطے مناسبت ہے نہ واسطے خاص ترجمہ کے۔ (فتح)

بَابُ ﴿وَإِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً﴾ الْآيَةَ

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم کو یہ کہ ذبح کرو ایک گائے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں سوائے ابو العالیہ کی تفسیر کے اور کچھ چیز بیان نہیں کی اور گائے کا قصہ ابوالعالیہ سے اس طرح مروی ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم میں ایک مرد مالدار تھا اور اس کی اولاد نہ تھی مگر ایک قریبی وارث تھا اس وارث نے اس کو مار ڈالا تاکہ اس کے مال کا وارث بنے پھر اس کو مار کر راہ میں ڈال دیا پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ میرا قریبی مارا گیا اور اس کے مارنے والا معلوم نہیں اور میں آپ کے سوا کسی کو نہیں پاتا کہ اس کا قاتل میرے واسطے بیان کرے تو موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں میں پکارا کہ جس کسی کو کچھ معلوم ہو تو چاہیے کہ اس کو بیان کرے تو کسی نے بیان نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ ان کو کہہ کہ گائے ذبح کریں تو لوگوں نے تعجب کیا اور کہنے لگے کہ کس طرح طلب توکریں معرفت اس کے قاتل کی پس حکم ہوتا ہے ہم کو گائے ذبح کرنے کا اور تھا قصہ اس کا اس طور سے کہ کیا بیان کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی ہے اور نہ بن بیائی یعنی نہ بوڑھی اور نہ چھوٹی درمیانی ہے ان کے بیچ بولے کہ پکارے ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کردے ہم کو کہ کیسا ہے رنگ اس کا کہا کہ وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے کہ بہت زرد ہے رنگ اس کا یعنی صاف ہے خوش لگتی ہے دیکھنے والوں کو بولے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کس قسم میں ہے وہ گائیوں میں کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے کہ محنت والی نہیں یعنی نہیں ذلیل کیا اس کو محنت نے کہ کھودتی ہو زمین کو یا پانی دیتی ہو کھیت کو یعنی نہیں محنت کرتی زمین میں سلامت ہے یعنی عیبوں سے نہیں اس میں کچھ داغ یعنی نہیں اس میں کچھ سفیدی بولے اب تو لایا ٹھیک بات ابو العالیہ نے کہا کہ جب ان کو گائے کے ذبح کرنے کا حکم ہوا تھا تو اس وقت خواہ کوئی گائے ذبح کرتے ان کو کفایت کرتی لیکن انہوں نے سوال میں سختی کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر سختی کی اور اگر وہ انشاء اللہ نہ کہتے تو کبھی اس کی طرف راہ نہ پاتے سو ہم کو خبر پہنچی کہ نہ پایا انہوں نے اس کو مگر نزدیک ایک بوڑھی عورت کے تو اس نے اس کی قیمت بہت زیادہ لگائی تو موسیٰ علیہ السلام نے ان کو کہا کہ تم نے اپنی جانوں پر بہت سختی کی

پس وہ اس کو جو مانگتی ہے تو انہوں نے اس کو لے کر ذبح کیا تو اس کی ایک ہڈی لے کے مقتول کے بدن پر ماری تو وہ زندہ ہوا اور اپنے قاتل کا بتلایا پھر اسی وقت مرگیا تو اس کا قاتل پکڑا گیا یعنی وہی اس کا قریبی جو اس کا وارث ہونا چاہتا تھا سو قتل کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے برے کام پر۔ (فتح)

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ الْعَوَانُ النَّصَفُ بَيْنَ الْبِكْرِ وَالْهَرِمَةِ ﴿فَاقِعٌ﴾ صَافٍ ﴿لَا ذَلُوْلٌ﴾ لَمْ يُذِلَّهَا الْعَمَلُ ﴿تُثِيْرُ الْأَرْضَ﴾ لَيْسَتْ بِذَلُوْلٍ تُثِيْرُ الْأَرْضَ وَلَا تَعْمَلُ فِي الْحَرْثِ ﴿مُسَلَّمَةٌ﴾ مِنَ الْعُيُوْبِ ﴿لَا شِيَةَ﴾ بَيَاضٌ ﴿صَفْرَآءُ﴾ إِنْ شِئْتَ سَوْدَآءُ وَيُقَالُ صَفْرَآءُ كَقَوْلِهِ ﴿جِمَالَاتٌ صُفْرٌ﴾ ﴿فَادَّارَأْتُمْ﴾ اخْتَلَفْتُمْ.

ابو العالیہ نے کہا کہ عوان کے معنی ہیں میانہ سال درمیان کم سن اور بوڑھے کے فَاقِعٌ کے معنی ہیں صاف لَا ذَلُوْلٌ کے معنی ہیں کہ کام نے اسے ذلیل نہیں کیا تُثِيْرُ الْأَرْضَ کی تفسیر ابو العالیہ نے اس طرح کی ہے کہ وہ گائے محنتی نہیں کہ زمین میں ہل چلاتی ہوا اور نہ کھیتی کا اور کوئی کام کرتی ہو۔ مُسَلَّمَةٌ کی تفسیر اس طرح ہے کہ سب عیبوں سے بچی ہوئی ہے اور بے عیب ہے۔ لَا شِيَةَ کی تفسیر بیاض سے کی ہے کہ اس کے زرد رنگ میں کوئی سفیدی اور داغ نہیں صَفْرَآءُ کے معنی اگر تو چاہے تو زرد کرے اور اگر چاہے تو سیاہ کرے یعنی ممکن ہے حمل کرنا صفرت کا اوپر معنی مشہور یعنی زردی کے اوپر معنی سیاہی کے مانند قول اللہ تعالیٰ کے جِمَالَاتٌ صُفْرٌ پس تحقیق وہ تفسیر کیا گیا ہے اس طرح کہ وہ زرد ہے مائل بسیاہی۔ فَادَّارَأْتُمْ کے معنی ہیں پھر تم نے جھگڑا کیا۔

بَابُ وَفَاةِ مُوْسٰى وَذِكْرِهٖ بَعْدُ

باب ہے بیان میں وفات موسیٰ علیہ السلام کے اور ذکر ان کے کا بعد وفات کے

۳۱۵۵ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا جَآءَهٗ صَكَّهٗ فَرَجَعَ إِلٰى رَبِّهٖ فَقَالَ أَرْسَلْتَنِيْ إِلٰى عَبْدٍ لَا يُرِيْدُ الْمَوْتَ

۳۱۵۵ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ملک الموت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا یعنی تو اس نے کہا کہ اپنے رب کا کہا مان یعنی موت کو قبول کر سو جب ملک الموت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو موسیٰ علیہ السلام ملک الموت کی آنکھ پر طمانچہ مارا یعنی تو اس کی آنکھ کو پھوڑ ڈالا اور ملک الموت لوگوں کے پاس ظاہر ہو کے آتا تھا تو فرشتہ اللہ کی طرف پلٹ گیا تو اس نے کہا کہ

قَالَ ارْجِعْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِمَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ قَالَ أَيْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْآنَ قَالَ فَسَأَلَ اللّٰهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلٰى جَانِبِ الطَّرِيْقِ تَحْتَ الْكَثِيْبِ الْأَحْمَرِ قَالَ وَأَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

اے الٰہی تو نے مجھ کو ایسے بندے کے پاس بھیجا جو موت کو نہیں چاہتا اور اس نے میری آنکھ پھوڑ ڈالی سو اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ اس کو پھیر دی سو فرمایا کہ پلٹ جا میرے بندے کے پاس اور اس کو کہہ کہ اگر تو زندگی چاہتا ہے تو اپنا ہاتھ بیل کی پیٹ پر رکھ سو تیرا ہاتھ جس قدر بالوں کو ڈھک لے گا تو جتنے بال ہوں گے اتنے برس تو زندہ رہے گا کہا اے میرے رب پھر کیا ہوگا کہا پھر آخر کو موت ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر یہی حال ہے تو ابھی ہی سہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا اللہ تعالیٰ سے کہ مجھ کو قریب کر دے پاک زمین سے یعنی بیت المقدس سے پتھر پھینکنے کی مسافت کے برابر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اس مکان کے پاس ہوتا تو تم کو دکھلا دیتا موسیٰ علیہ السلام کی قبر جو راہ کے کنارے کی طرف ہے سرخ ٹیلے کے تلے۔

فائدہ: وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ فرشتوں نے موسیٰ علیہ السلام کا جنازہ پڑھا اور ان کو دفنایا اور ان کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی ابن خزیمہ نے کہا کہ بعض بدعتیوں نے اس حدیث سے انکار کیا ہے اور کہا اگر موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پہچان لیا تھا تو اس کو ذلیل جانا اور اگر اس کو نہیں پہچانا تھا تو ان سے آنکھ کا بدلہ کیوں نہ لیا گا اور اس کا جواب یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی جان قبض کرنے کو نہیں بھیجا تھا بلکہ صرف آزمائش کے واسطے بھیجا تھا اور موسیٰ علیہ السلام نے اس کو طمانچہ اس واسطے مارا کہ اس کو آدمی دیکھا بغیر اجازت ان کے گھر میں داخل ہوا اور نہ معلوم کیا موسیٰ علیہ السلام نے کہ وہ ملک الموت ہے اور جو کسی کے گھر میں بغیر اجازت دیکھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آنکھ پھوڑنی جائز رکھی ہے اور قرآن مجید میں ہے کہ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو دونوں نے ان کو ابتداء میں نہ پہچانا اور اگر ابراہیم علیہ السلام ان کو پہچانتے تو ان کے آگے کھانا لا کر نہ رکھتے اور اگر لوط علیہ السلام ان کو پہچانتے تو اپنی قوم سے ان پر خوف نہ کرتے اور نووی نے کہا کہ نہیں منع ہے یہ کہ اجازت دی ہو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس طمانچہ میں واسطے امتحان ملطوم کے یعنی جس کو طمانچہ مارا گیا یعنی فرشتے کو اور ابن قتیبہ نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے تو وہ آنکھ پھوڑی تھی جو تخییل اور تمثیل تھی اور وہ حقیقی آنکھ نہ تھی اور معنی آنکھ پھوڑ دینے کے یہ ہیں کہ پھیرا اس کو حقیقی پیدائش اس کے کے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ ظاہر پر محمول ہے اور پھیر دی اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو بشری

آنکھ تاکہ پھرے طرف موسیٰ علیہ السلام کے اور پر کمال صورت کے پس ہوگا یہ قوی ترتیج عبرت اپنی کے اور یہی بات معتمد ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرشتہ آدمی کی شکل بن جاتا ہے اور یہ بات کئی حدیثوں سے ثابت ہوتی ہے اور اس میں فضیلت ہے دفن ہونے کی پاک زمین میں اور اس کی شرح جنازے میں گزر چکی ہے اور یہ جو فرمایا کہ تجھ کو ہر بال کے بدلے ایک سال عمر ملے گی تو اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ جو دنیا باقی رہتی ہے وہ نہایت ہی بہت ہے اس واسطے کہ گنتی بالوں کی جن کو ہاتھ ڈھکے گا وہ مقدار ہے اس مدت کا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے کے درمیان ہے دوبار اور زیادہ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز زیادت عمر کے۔ (فتح)

٣١٥٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعَالَمِيْنَ فِيْ قَسَمٍ يُقْسِمُ بِهٖ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذٰلِكَ يَدَهٗ فَلَطَمَ الْيَهُوْدِيَّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ الَّذِيْ كَانَ مِنْ أَمْرِهٖ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَإِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِيْ أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِيْ أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ.

٣١٥٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور یہودی کے درمیان لڑائی ہوئی تو مسلمان نے کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سب عالم سے برگزیدہ کیا ایک قسم میں جس کے ساتھ قسم تھا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب جہان سے بہتر ہیں اور یہودی نے کہا قسم کھائی اور کہا قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہان پر برگزیدہ کیا یعنی موسیٰ علیہ السلام سب عالم سے افضل ہیں تو مسلمان نے اس وقت ہاتھ اٹھا کر یہودی کو طمانچہ مارا تو یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور خبر دی آپ کو اپنی اور مسلمان کے واقعہ کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ لوگ صور کی آواز سے بیہوش ہو جائیں گے یعنی قیامت میں تو اول میں ہوش میں آؤں گا تو میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح دیکھوں گا کہ عرش کا پایہ پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام بھی بیہوش ہونے والے لوگوں میں سے تھے سو مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ نے مستثنیٰ کیا ہے یعنی اس آیت میں فصعق من فی السموات والارض الا من شاء اللّٰہ۔

فائدہ: اور محل افاقے یعنی ہوش میں آنے کا دوسرے نفحہ کے بعد ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں صریح آ چکا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ سب لوگ قیامت میں بیہوش ہو جائیں گے تو سب سے اول میری قبر پھٹے گی اور ممکن ہے

تطبیق اس پر کہ اول نفخے کے بعد سب خلقت کو بیہوشی ہو جائے گی زندے کو بھی اور مردے کو بھی اور وہ گھبراہٹ ہے پھر اس کے بعد مردوں کو اور زیادہ گھبراہٹ ہوگی جس میں وہ ہیں اور واسطے زندوں کے موت پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا واسطے جی اٹھنے کے تو سب زندہ ہو جائیں گے سو جو قبر میں ہوگا اس کی قبر پھٹ جائے گی اور وہ قبر سے نکل آئے گا اور جو قبر میں نہ ہوگا اس کو اس کی کچھ حاجت نہ ہوگی اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام دنیا میں قبر میں دفن کیے گئے تھے پس صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کو سرخ ٹیلے کے پاس دیکھا کہ اپنی قبر میں نماز پڑھتے تھے روایت کیا ہے اس کو بعد حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ میں نے تقریر کی اور اس پر یہ شبہ آتا ہے کہ تمام خلقت کس طرح بیہوش ہوگی اور حالانکہ مردوں کو کچھ حس حرکت نہیں پس جواب دیا جاتا ہے مراد یہ ہے کہ بیہوش وہی ہوں گے جو زندہ ہیں اور اپر جو مردے ہیں پس وہ مستثنیٰ ہیں بیچ قول اللہ تعالیٰ الامن شاء اللہ یعنی مگر وہ شخص کہ پہلے مر چکا ہے کہ وہ بیہوش نہ ہوگا اور اسی کی طرف میل کی ہے قرطبی نے اور نہیں معارض ہے اس کے جس اس حدیث میں وارد ہو چکا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بھی مستثنیٰ ہیں اس واسطے کہ وہ پیغمبر زندہ ہیں نزدیک اللہ کے اگرچہ بہ نسبت اہل دنیا کے مردوں کی صورت میں ہیں اور تحقیق ثابت ہو چکی ہے یہ بات واسطے شہیدوں کے اور نہیں شک ہے اس میں کہ پیغمبروں کا رتبہ شہیدوں سے بلند ہے تکمیل گمان کیا ہے ابن حزم نے کہ قیامت کے دن صور چار بار پھونکا جائے گا پہلا نفخہ مارنے کا ہے کہ جو دنیا میں زندہ باقی ہوگا وہ اس سے مر جائے گا اور دوسرا نفخہ زندہ کرنے کا ہے کہ ہر مردہ اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوگا اور پھیل پڑیں گے قبروں سے اور جمع کیے جائیں گے واسطے حساب کے اور تیسرا نفخہ گھبراہٹ کا ہوگا اور بیہوشی کا ہے ہوش میں آئیں گے اس سے مانند بیہوش کے نہیں مرے گا اس سے کوئی اور چوتھا نفخہ ہوش میں آنے کا ہے اس بیہوشی سے اور یہ بات ابن حزم کی واضح نہیں بلکہ وہ فقط دو ہی نفخے ہیں اور صرف دو ہی بار صور پھونکا جائے گا اور واقع ہوا ہے تغائر بیچ ہر ایک کے ان دونوں میں سے باعتبار سامع یعنی سننے والے اس کے پس پہلے نفخہ سے مر جائے گا ہر وہ شخص کہ زندہ ہوگا اور بیہوش ہو جائے گا وہ شخص کہ نہیں مرا جس کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کیا ہے اور دوسرے نفخے سے جو مرا ہوا ہوگا وہ زندہ ہو جائے گا اور جو بیہوش ہوگا وہ ہوش میں آجائے گا اور علماء نے کہا کہ پیغمبروں میں ایک دوسرے پر فضیلت دینے سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے تو یہ صرف اس شخص کو منع کیا ہے جو اپنی رائے سے کہے نہ جو دلیل سے کہے یا فضیلت دے اس طرح سے کہ منفول کی تنقیص کی طرف پہنچائے یا جھگڑے یا عداوت کی طرف پہنچائے یا مراد یہ ہے کہ نہ فضیلت دو ساتھ ہر قسم فضیلت کے اس طور سے کہ مفضول کے واسطے کوئی فضیلت باقی نہ رہی پس امام مثلاً جب ہم کہیں کہ وہ افضل ہے مؤذن سے تو نہیں مستلزم ہے یہ تنقیص فضیلت مؤذن کو بہ نسبت اذان کے اور بعض کہتے ہیں کہ نہی فقط نفس نبوت کے حق میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں فرق کرتے ہم درمیان کسی کے اس کے رسولوں

سے اور منع کیا تفضیل بعض انبیاء سے بعض پر واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ یہ رسول ہیں فضیلت دی ہم نے بعضوں کو بعضوں پر۔ (فتح)

۳۱۵۷ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوْسٰى فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى أَنْتَ آدَمُ الَّذِيْ أَخْرَجَتْكَ خَطِيْئَتُكَ مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ لَهُ آدَمُ أَنْتَ مُوْسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهِ وَبِكَلَامِهِ ثُمَّ تَلُوْمُنِيْ عَلٰى أَمْرٍ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى مَرَّتَيْنِ.

۳۱۵۷۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بحث کی آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے سو موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تو وہی آدم علیہ السلام ہے کہ تجھ کو تیرے گناہ نے تجھ کو بہشت سے نکالا آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تو وہی موسیٰ علیہ السلام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اپنی رسالت اور کلام سے برگزیدہ کیا تو مجھ کو ملامت کرتا ہے اور الزام دیتا ہے اس کام پر جو میری تقدیر میں لکھا گیا تھا میرے پیدا ہونے سے پہلے تو جیت گئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے دو بار فرمایا۔

فائدہ: اور غرض اس سے گواہی آدم علیہ السلام کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو برگزیدہ کیا۔

۳۱۵۸ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ وَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيْلَ هٰذَا مُوْسٰى فِيْ قَوْمِهِ.

۳۱۵۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر نکلے سو فرمایا کہ میرے سامنے کی گئیں اگلی امتیں سو میں نے ایک بڑی جماعت دیکھی کہ اس نے آسمان کا کنارہ ڈھانک لیا سو کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہے اپنی قوم میں۔

فائدہ: یہ حدیث ساری ساتھ شرح کے رقاق میں آئے گی اور اس میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی امت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بعد سب امتوں سے بہت ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوا امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ إِلٰى

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ بیان کی اللہ عزوجل نے ایک مثال ایمان والوں کو عورت فرعون کی۔ آخر

قَوْلِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِيْنَ﴾. آیت تک۔

فائدہ: اورغرض اس ترجمہ سے ذکر آسیہ کا ہے اور وہ فرعون کی عورت تھی بعض کہتے ہیں کہ وہ بنی اسرائیل سے تھی اور بعض کہتے ہیں کہ عمالقہ سے اور بعض کہتے کہ موسیٰ علیہ السلام کی پھوپھی تھی اور بعض کہتے کہ فرعون کے چچا کی بیٹی تھی اور مریم کا ذکر آئندہ آئے گا۔ (فتح)

۳۱۵۹ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَّلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا آسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَآئِرِ الطَّعَامِ.

۳۱۵۹ ۔ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں سے بہت لوگ کمال کو پہنچے اور عورتوں سے آسیہ فرعوں کی عورت اور مریم عمران کی بیٹی کے سوا کوئی عورت کمال کو نہیں پہنچی اور بیشک فضیلت عائشہ کی عورتوں پر جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر۔

فائدہ: ثرید اس کھانے کو کہتے ہیں کہ روٹی کو شوربے میں بھگویا ہو۔ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حصر کے کہ وہ دونوں عورتیں پیغمبر ہیں اس واسطے کہ اکمل قسم آدمی کے پیغمبر ہیں پھر ولی اور صدیق اور شہید سو اگر دونوں پیغمبر نہ ہوتیں تو البتہ لازم آتا کہ عورتوں میں نہ ولی ہوں اور نہ صدیق اور نہ شہید اور واقع یہ ہے کہ یہ صفتیں بہت عورتوں میں موجود ہیں پس گویا کہ فرمایا کہ نہیں پیغمبر ہوئیں عورتوں سے مگر فلانی اور فلانی اور اگر فرماتے کہ نہیں ثابت ہوئی صفت ولایت یا صداقت یا شہادت کی مگر واسطے فلانے اور فلانے کے تو یہ کہنا صحیح نہ ہوتا واسطے موجود ہونے اس کے کے ان کے غیر میں بھی مگر یہ کہ ہو مراد حدیث میں کمال سوائے پیغمبروں کے پس نہ تمام ہوگی دلیل اوپر اس کے اس سبب سے اس بنا پر پس وہ عورتیں ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے گزر چکیں اور نہیں تعرض کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کسی کے عورتوں سے مگر واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور نہیں اس میں تصریح ساتھ فضیلت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے غیر پر اس واسطے کہ فضیلت ثرید کی اور کھانے پر سوائے اس کے نہیں کہ اس میں محنت کم ہوتی ہے اور جلد ہضم ہو جاتا اور اجل کھانا ان کا اس وقت یہی تھا اور کل یہ خصلتیں نہیں مستلزم ہیں ثبوت فضیلت کو واسطے اس کے ہر جہت سے پس کبھی ہوتا ہے مفضول فضیلت بہ نسبت اپنے غیر کے اور جہتوں سے اور اس حدیث میں اتنا اور لفظ زیادہ وارد ہوا ہے کہ مریم علیہا السلام اور خدیجہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سب عورتوں سے افضل ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ بہشتی عورتوں میں افضل خدیجہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور مریم اور آسیہ ہیں اور اس

مسئلے کی تفصیل مناقبت میں آئے گی اور قرطبی نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ مریم نبیہ ہے اس واسطے کہ وحی کی طرف اس کے اللہ تعالیٰ نے ساتھ واسطہ فرشتے کے اور آسیہ پس نہیں ہے کوئی چیز جو دلالت کرے اس کے نبی ہونے پر اور کرمانی نے کہا کہ نہیں لازم آتا لفظ کمال سے ثبوت نبوت اس کی کا اس واسطے کہ وہ اطلاق کیا جاتا ہے واسطے تمام ہونے شے کے اور منتہی ہونے اس کے اپنے باب میں پس مراد پہنچنا اس کا نہایت کو ہے تمام فضائل میں جو عورتوں کے واسطے ہیں اور تحقیق نقل کیا گیا ہے اجماع اوپر عدم نبوت عورتوں کے اس طرح کہا ہے اس نے اور اشعری سے منقول ہے کہ چھ عورتیں نبی ہیں حوا سارہ اور ماں موسیٰ علیہ السلام کی اور ہاجرہ اور آسیہ اور مریم اور ضابطہ اس کے نزدیک یہ ہے کہ جس کے پاس فرشتہ آئے اللہ کی طرف سے ساتھ امر کے یا نہی کے یا اعلام کے تو وہ نبی ہے اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے آنا فرشتے کا واسطے ان لوگوں کے ساتھ امروں مختلف کے اللہ کے نزدیک سے اور واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ وحی کرنے کے طرف بعض عورتوں کے قرآن میں اور ذکر کیا ابن حزم نے ملل اور نحل میں کہ نہیں پیدا ہوئی نزاع اس مسئلے میں مگر بیچ زمانے اس کے کے قرطبہ میں اور تیسرا قول بھی ان سے محکی ہے اور مانعین کی حجت یہ آیت ہے وما ارسلنا من قبلك الا رجالا اور اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ کسی نے ادن میں رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور کلام تو فقط نبوت میں ہے اور صریح تر اس میں قصہ مریم کا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے قصے میں وہ چیز وارد ہوئی ہے جو دلالت کرتی ہے اوپر ثابت ہونے نبوت کے واسطے اس کے کہ جلدی کی اس نے ساتھ ڈال دینے بچے اپنے کے دریا میں مجرد وحی سے اور آسیہ فرعون کی عورت کے فضائل سے ہے کہ اختیار کیا اس نے قتل ہونے کو ملک پر اور دنیا کے عذاب کو ان نعمتوں پر کہ اس میں تھیں۔ (فتح)

بَابُ ﴿إِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى﴾ الْاٰيَةَ

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ البتہ قارون تھا موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے آخر تک

فائدہ: قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا کا بیٹا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ چچا تھا اور پہلا قول صحیح ہے اختلاف ہے قارون کی بغاوت میں بعض کہتے ہیں کہ حسد سے کہ موسیٰ علیہ السلام کو نبوت کیوں ملی اس واسطے کہ وہ کہتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پیغمبری لے گئے اور میرے واسطے کوئی چیز باقی نہیں رہی اور بعض کہتے ہیں کہ اس نے ایک حرام کار عورت کو سکھایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو اپنے ساتھ حرام کاری کی تہمت لگا تو اس عورت نے سچ سچ کہہ دیا کہ قارون نے مجھ کو سکھایا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تکبر سے اس واسطے کہ سرکشی کی اس نے ساتھ زیادہ اپنے مال کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اول ہے جس نے کپڑا لمبا کیا یہاں تک کہ اس کے قد سے ایک بالشت بھر بڑھ گیا۔ (فتح)

﴿لَتَنُوْءُ﴾ لَتُثْقِلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أُولِي الْقُوَّةِ لَا يَرْفَعُهَا الْعُصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ

لتنوء کے معنی ہیں کہ بھاری ہوتی تھیں اس کی کنجیاں کئی مرد زور آور پر۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں

اٹھاتی تھی ان کو ایک جماعت مردوں کی یعنی مراد عصبہ سے مرد ہے۔

فائدہ: اور عصبہ میں اختلاف بعض کہتے ہیں کہ عصبہ دس مرد ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ پندرہ اور بعض کہتے ہیں چالیس اور بعض کہتے ہیں دس سے چالیس تک۔ (فتح)

يُقَالُ ﴿الْفَرِحِيْنَ﴾ الْمَرِحِيْنَ ﴿وَيْكَأَنَّ اللّٰهَ﴾ مِثْلُ أَلَمْ تَرَ ﴿أَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ﴾ وَيُوَسِّعُ عَلَيْهِ وَيُضَيِّقُ.

کہا جاتا ہے کہ فرحین کے معنی ہیں مرحین یعنی اترتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر نہیں کرتے۔ ویکان اللہ کے معنی ہیں کہ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ کھولتا ہے روزی جس کو چاہے اور روکتا ہے یعنی فراخ کرتا ہے روزی کو اوپر اس کے اور تنگ کرتا ہے۔

تنبیہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے قارون کے قصے میں ان اثروں کے سوا اور کچھ ذکر نہیں کیا اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے کہتے تھے کہ اللہ تم کو اس طرح فرماتا ہے یہاں تک کہ داخل ہوا ان پر ان کے مالوں میں تو یہ قارون پر دشوار گزرا تو قارون نے بنی اسرائیل سے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کہتا ہے کہ جو حرام کاری کرے وہ سنگسار کیا جائے تو آؤ ہم ایک حرام کار عورت کے واسطے کچھ مقرر کریں تا کہ وہ کہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ساتھ حرام کاری کی ہے پس سنگسار کیا جائے گا اور ہم اس سے آرام پائیں گے تو انہوں نے یہ کام کیا سو جب موسیٰ علیہ السلام نے ان کو وعظ کیا تو قارون نے کہا اگرچہ تو ہی ایسا ہو موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگرچہ میں ہوں تو انہوں نے کہا کہ تو نے حرام کیا ہے تو موسیٰ علیہ السلام غضبناک ہوئے پھر انہوں نے عورت کو بلا بھیجا سو جب وہ تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو بڑی قسم دی اور کہا کہ قسم ہے تجھ کو اس کی جس نے بنی اسرائیل کے واسطے دریا کو پھاڑ دیا کہ سچ سچ کہہ تو اس عورت نے سچ کہا تو موسیٰ علیہ السلام روتے ہوئے سجدے میں گر پڑے تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میں نے زمین تیرے حکم میں دی سو حکم کر اس کو جو چاہے تو موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم کیا سو دھنسایا گیا زمین میں قارون کو اور اس کے ساتھیوں کو اور کہتے ہیں کہ قارون نے بہت بیشمار مال جمع کیا ہوا تھا یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ اس کے خزانوں کی کنجیاں چمڑے کی تھیں ان کو چالیس خچریں اٹھاتی تھیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِلٰى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ بھیجا ہم نے طرف مدین کے ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو

فائدہ: شعیب علیہ السلام کے باپ کا نام میکیل تھا اور مدین ان کا بڑا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ایمان لایا تھا جب کہ جلائے گئے آگ میں۔

إِلٰى أَهْلِ مَدْيَنَ لِأَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ وَّمِثْلُهٗ ﴿وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ﴾ وَاسْأَلِ الْعِيرَ يَعْنِي أَهْلَ الْقَرْيَةِ وَأَهْلَ الْعِيرِ ﴿وَرَآئَكُمْ ظِهْرِيًّا﴾ لَمْ يَلْتَفِتُوا إِلَيْهِ يُقَالُ إِذَا لَمْ يَقْضِ حَاجَتَهٗ ظَهَرْتَ حَاجَتِي وَجَعَلْتَنِي ظِهْرِيًّا قَالَ الظِّهْرِيُّ أَنْ تَأْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً أَوْ وِعَآءً تَسْتَظْهِرُ بِهٖ مَكَانَتُهُمْ وَمَكَانُهُمْ وَاحِدٌ.

یعنی آیت مذکور میں مدین سے مراد رہنے والے مدین کے ہیں اس واسطے کہ مدین شہر کا نام ہے اور مثل اس کے ہے یہ آیت وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ وَاسْئَلِ الْعِيرَ میں پوچھ گاؤں والوں سے اور قافلے والوں سے۔ وَرَآءَ كُمْ ظِهْرِيًّا کے معنی ہیں کہ تم اس کو مڑ کر نہیں دیکھتے۔ اور کہا جاتا ہے جب تو اس کے حاجت ادا نہ کرے کہ تو نے میری حاجت پس پشت ڈال دی اور تو نے مجھ کو پس پشت ڈالا۔ ظهری کے معنی یہ ہیں کہ لے تو ساتھ اپنے چوپایہ یا برتن کہ قوت پکڑے تو ساتھ اس کے۔ مکانتکم اور مکانکم ان دونوں لفظوں کے معنی ایک ہیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے وَيَا قَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ۔

﴿يَغْنَوْا﴾ يَعِيْشُوْا — يَغْنَوْا کے معنی ہیں زندہ رہے

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا یعنی جیسے نہ اترے تھے اس میں۔

﴿تَأْسَ﴾ تَحْزَنْ — تاس کے معنی ہیں کہ غم نہ کھا

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ یعنی تو غم نہ کھا بے حکم لوگوں پر۔

﴿آسٰى﴾ أَحْزَنُ — یعنی اسی کے معنی ہیں احزن

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فکیف اسی یعنی پس کس طرح غم کھاؤں میں۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيْمُ﴾ يَسْتَهْزِئُوْنَ بِهٖ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَيْكَةَ الْأَيْكَةَ ﴿يَوْمِ الظُّلَّةِ﴾ إِظْلَالُ الْغَمَامِ الْعَذَابَ عَلَيْهِمْ.

اور کہا حسن نے کہ مراد اس آیت سے یہ ہے کہ اس کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے۔ اور کہا مجاہد نے لیکه سے مراد ایکه ہے یعنی دوزخیوں کا بن۔ مراد یوم الظلة سے اتارنا عذاب کا اوپر ان کے۔

فائدہ: مراد ان دونوں آیتوں کی تفسیر ہے كَذَّبَ اَصْحَابُ الْاَيْكَةِ اور عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ۔

تنبیہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ شعیب علیہ السلام کے قصے میں سوائے ان اثروں کے اور کچھ ذکر نہیں کیا اور تحقیق ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے قصہ اس کا سورۂ اعراف اور ہود اور شعرا وغیرہ میں اور قتادہ سے روایت ہے کہ شعیب علیہ السلام دو امتوں کی طرف پیغمبر کر کے بھیجے گئے مدین والوں کی طرف اور اصحاب ایکہ کی طرف اور ترجیح دی گئی ہے اس قول کو اس طرح

کہ وصف کیا گیا ہے وہ بیچ اصحاب مدین کے ساتھ اس کے کہ وہ ان کا بھائی ہے بخلاف اصحاب ایکہ کے یعنی بن والوں کے اور کہا بیچ حق اصحاب مدین کے کہ پکڑا ان کو رجفہ اور صیحہ نے اور اصحاب ایکہ کے کہ پکڑا ان کو عذاب یوم ظلہ کے نے اور جمہور اس پر ہیں کہ مدین والے وہی ایکہ والے ہیں اور جواب دیا ہے انہوں نے اس طرح کہ جب ایکہ کی عبادت کرتے تھے تو مناسب ہوا یہ کہ اخوت کو ذکر نہ کیا جائے اور ثانی وجہ سے یہ جواب ہے کہ کہ مغایرت انواع عذاب میں اگر معذبین کی مغایرت کو چاہتی ہے تو چاہیے کہ جو رجفہ کے ساتھ عذاب کیے گئے تھے وہ غیر ہوں ان لوگوں کے جو صیحہ کے ساتھ عذاب کے گئے اور حق یہ ہے کہ تمام قسم کا عذاب ان کو پہنچا تھا پس تحقیق پہنچی ان کو گرمی سخت تو گھروں سے نکلے پھر سایہ کیا ان کو ایک بدلی نے تو سب اس کے نیچے جمع ہوئے پھر کانپی ساتھ ان کے زمین تلے ان کے سے اور پکڑا ان کو سخت آواز نے اوپر سے اور اس کا بیان آئندہ آئے گا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ إِلٰى قَوْلِهٖ وَهُوَ مُلِيْمٌ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ مُذْنِبٌ الْمَشْحُوْنُ الْمُوْقَرُ ﴿فَلَوْلَا أَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ﴾ الْاٰيَةَ ﴿فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ﴾ بِوَجْهِ الْأَرْضِ ﴿وَهُوَ سَقِيْمٌ وَّأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ﴾ مِنْ غَيْرِ ذَاتِ أَصْلٍ الدُّبَّاءِ وَنَحْوِهٖ ﴿وَأَرْسَلْنَاهُ إِلٰى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيْدُوْنَ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلٰى حِيْنٍ﴾ ﴿وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ إِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ﴾ ﴿كَظِيْمٌ﴾ وَهُوَ مَغْمُوْمٌ.

یعنی باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ بیشک یونس علیہ السلام ہے رسولوں میں سے مُلِیْمٌ تک اور کہا مجاہد رحمہ اللہ علیہ نے کہ مُلِیْمٌ کے معنی ہیں گنہگار مَشْحُوْنُ کے معنی ہیں بوجھ دار فلولا الایة یعنی پس اگر نہ ہوتا یونس علیہ السلام تسبیح کہنے والوں سے آخر آیت تک ڈال دیا ہم نے اس کو عرا پر یعنی روئے زمین پر اور اگایا ہم نے اس پر درخت یَقْطِیْنٍ سے جس کی نالی نہیں ہوتی جیسے کہ کدو اور مانند اس کے جیسے ککڑی وغیرہ یعنی اور بھیجا ہم نے اس کو طرف لاکھ آدمی کے بلکہ زیادہ کے سو ایمان لائے وہ ساتھ اس کے تو فائدہ دیا ہم نے ان کو ایک وقت تک یعنی اور مَکْظُوْمٌ کے معنی اس آیت میں غمناک ہیں۔

٣١٦٠ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ ح حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ

٣١٦٠۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز کوئی یوں نہ کہے کہ البتہ میں بہتر ہوں حضرت یونس علیہ السلام پیغمبر متی کے بیٹے سے۔

أَحَدُكُمْ إِنِّي خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ زَادَ مُسَدَّدٌ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى.

۳۱۶۱ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُوْلَ إِنِّي خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَنَسَبَهُ إِلٰى أَبِيْهِ.

۳۱۶۱ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لائق نہیں کسی کو یہ کہ کہے کہ میں یونس علیہ السلام پیغمبر متی کے بیٹے سے بہتر ہوں اور منسوب کیا ہے اس کو راوی نے طرف باپ کے۔

فائدہ: پس اس میں رد ہے اس پر جو کہتا ہے کہ متی ان کی ماں کا نام ہے اور وجہ ان کے بہتر ہونے کی یہ ہے کہ انہوں نے اندھیروں میں اللہ تعالیٰ کی پاکی کہی ہے اور علماء نے کہا کہ حضرت ﷺ نے یہ بات بطور تواضع کے کہی ہے اگر اس کو معلوم کرنے کے بعد کہی ہو کہ آپ سب خلقت سے افضل ہیں اور اگر حضرت ﷺ نے یہ بات معلوم کرنے سے پہلے کہی ہو تو اس میں کچھ اشکال نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ خالص کیے گئے یونس علیہ السلام ساتھ ذکر کے واسطے اس چیز کے کہ خوف کیا جاتا ہے اس پر جو ان کا قصہ سنے یہ کہ واقع ہو اس کے دل میں تنقیص ان کی پس مبالغہ کیا بیچ ذکر کرنے فضیلت ان کی کے واسطے بند کرنے اس ذریعہ کے اور تحقیق روایت کیا ہے قصہ اس کا سدی نے اپنی تفسیر میں ابن مسعود وغیرہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کو اہل نینوی کی طرف پیغمبر کر کے بھیجا اور وہ زمین موصل سے ہے تو ان لوگوں نے ان کو جھٹلایا تو وعدہ دیا ان کو یونس علیہ السلام نے ساتھ اترنے عذاب کے وقت معین میں اور نکلا ان کے درمیان سے ساتھ غصے کے سو جب انہوں نے عذاب کی نشانیاں دیکھیں تو گڑگڑائے اور نہایت عاجزی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور عذاب ان سے دور ہوا اور صبح کو یونس علیہ السلام گاؤں پر جھانکے دیکھا کہ ان پر عذاب نہیں اترا اور ان کی شریعت میں تھا کہ جو جھوٹ بولے وہ قتل کیا جائے تو چلے یونس علیہ السلام غصے سے یہاں تک کہ کشتی میں سوار ہوئے تو کشتی چلنے سے ٹھہر گئی تو یونس علیہ السلام نے کہا کہ تمہارے ساتھ ایک غلام ہے اپنے آقا سے بھاگا ہوا اور کشتی نہیں چلے گی یہاں تک کہ اس کو ڈالو تو انہوں نے کہا نہیں ڈالیں گے ہم تم کو اے نبی اللہ کے پھر انہوں نے قرعہ ڈالا تو تین بار یونس علیہ السلام کا ہی نام نکلا تو کشتی والوں نے ان کو دریا میں ڈال دیا تو نگل گئی ان کو مچھلی اور ان کو دریا کے گہراؤ میں لے پہنچی تو سنی یونس علیہ السلام نے تسبیح پتھروں کی سو پکارا اندھیروں میں کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے مگر تو اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم کیا کہ یونس علیہ السلام کی کوئی ہڈی نہ توڑے اور نہ اس کا گوشت چھیلے پھر فرشتوں نے یونس علیہ السلام کی سفارش کی تو مچھلی کو حکم ہوا تو اس نے اس کو کنارے پر ڈال دیا مانند بچے جانور

کے جس پر کوئی پرتہ ہو اور یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن یا سات دن یا تین دن رہے۔

۳۱۶۲ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا يَهُودِيٌّ يَعْرِضُ سِلْعَتَهُ أُعْطِيَ بِهَا شَيْئًا كَرِهَهُ فَقَالَ لَا وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسٰى عَلَى الْبَشَرِ فَسَمِعَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَامَ فَلَطَمَ وَجْهَهُ وَقَالَ تَقُولُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسٰى عَلَى الْبَشَرِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَذَهَبَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ لِي ذِمَّةً وَّعَهْدًا فَمَا بَالُ فُلَانٍ لَطَمَ وَجْهِي فَقَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ فَذَكَرَهُ فَغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى رُئِيَ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ لَا تُفَضِّلُوا بَيْنَ أَنْبِيَاءِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَيَصْعَقُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرٰى فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ فَإِذَا مُوسٰى آخِذٌ بِالْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَحُوسِبَ بِصَعْقَتِهِ يَوْمَ الطُّورِ أَمْ بُعِثَ قَبْلِي وَلَا أَقُولُ إِنَّ أَحَدًا أَفْضَلُ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتّٰى.

۳۱۶۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں ایک یہودی اپنا اسباب بیچنے کے واسطے دکھاتا تھا کہ دیا گیا بدلے اس کے ایک چیز جس کو اس نے برا جانا تو یہودی نے کہا کہ مجھ کو قبول نہیں ہے قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سب بندوں میں برگزیدہ کیا تو ایک انصاری مرد نے یہ بات سنی تو اس نے یہودی کے منہ پر طمانچہ مارا اور کہا کہ تو کہتا ہے کہ قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سب بندوں سے برگزیدہ کیا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ہیں تو وہ یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا کہ اے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم میرے واسطے ذمہ اور عہد ہے سو کیا حال ہے فلانے کا کہ اس نے میرے منہ پر طمانچہ ہمارا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اس کو طمانچہ کیوں نہ مارا سو اس نے قصہ ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں غصے کا اثر دیکھا گیا پھر فرمایا کہ اللہ کے پیغمبروں کو آپس میں ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو پس تحقیق شان یہ ہے کہ صور پھونکا جائے گا سو بیہوش ہو جائے گا جو کوئی ہے آسمانوں میں اور زمین میں مگر جس کو چاہے اللہ پھر پھونکا جائے گا دوسری بار تو اول میں ہوش میں آؤں گا پھر دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کو پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ کوہ طور کے دن کی ان کی بیہوشی مجرا ہو گئی یا مجھ سے پہلے ہوش میں آئے اور میں نہیں کہتا کہ کوئی یونس بن متی سے بہتر ہے۔

۳۱۶۳ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ

۳۱۶۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لائق نہیں کسی کو یہ کہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُوْلَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى.

بَابُ ﴿وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ﴾ يَتَعَدَّوْنَ يُجَاوِزُوْنَ فِي السَّبْتِ ﴿إِذْ تَأْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا﴾ شَوَارِعَ ﴿وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ﴾ بَئِيْسٍ شَدِيْدٌ.

یعنی پوچھ ان سے احوال اس بستی کا جو تھے کنارے دریا کے جب حد سے بڑھنے لگے ہفتے کے حکم میں جب آنے لگی ان کے پاس مچھلیاں ان کے ہفتے کے دن پانی کے اوپر اور جس دن ہفتہ نہ ہو نہ آئیں خَاسِئِیْنَ تک اور بَئِیْسٌ کے معنی سخت ہیں۔

فائدہ: جمہور اس پر ہیں کہ مراد بستی مذکور سے ایلہ ہے جو مکے اور مصر کے درمیان ہے اور بعض کہتے ہیں کہ طبریہ ہے۔

تنبیہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس قصے میں کوئی حدیث مسند بیان نہیں کی اور عبدالرزاق وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کی ہے کہ ہفتے والے ایلہ میں رہتے تھے اور یہ کہ جب انہوں نے مچھلیوں کے پکڑنے کے واسطے حیلہ کیا اس طرح کہ ہفتے کے دن انہوں نے جال لگا دیے پھر اتوار کے دن شکار کیا تو ایک گروہ نے ان پر انکار کیا اور ان کو منع کیا تو اور گروہ نے کہا کہ ان کو چھوڑو اور آؤ ہم تم ان سے جدا ہو جائیں تو ایک دن صبح کو اٹھے تو دیکھا کہ جو حد سے بڑھ گئے تھے انہوں نے اپنے دروازے نہیں کھولے تو انہوں نے ایک مرد کو حکم کیا کہ سیڑھی پر چڑھ کر دیکھ تو وہ ان پر جھانکا تو ان کو دیکھا کہ وہ سب بندر ہو گئے پھر سالم گروہ ان پر داخل ہو تو وہ ان کے ساتھ پناہ پکڑنے لگے اور مانعین نے کہا کہ کیا ہم نے تم کو منع نہیں کیا تھا کیا ہم نے تم کو منع نہیں کیا تھا تو اپنے سروں سے اشارہ کرتے تھے کہ ہاں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پھر چند روز کے بعد وہ سب مر گئے اور ایک روایت میں ہے کہ جو جوان تھے وہ بندر ہو گئے تھے اور جو بوڑھے تھے وہ سور ہو گئے تھے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَآتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا﴾ الزُّبُرُ الْكُتُبُ وَاحِدُهَا زَبُوْرٌ زَبَرْتُ كَتَبْتُ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ دی ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور یعنی زبر کے معنی ہیں کتابیں اس کا واحد زبور ہے زبرت کتبت یعنی زبرت کے معنی ہیں لکھا میں نے

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے فی زبر الاولین۔

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا يَا جِبَالُ أَوِّبِيْ مَعَهٗ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ سَبِّحِيْ مَعَهٗ ﴿وَالطَّيْرَ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ﴾ الدُّرُوْعَ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے دی داؤد علیہ السلام کو اپنی طرف سے بڑائی اے پہاڑو تسبیح پڑھو ساتھ اس کے اور اڑتے جانور اور نرم کر دیا ہم نے اس کے واسطے لوہا کہ

﴿وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ﴾ الْمَسَامِيرِ وَالْحَلَقِ وَلَا يُدِقَّ الْمِسْمَارَ فَيَتَسَلْسَلَ وَلَا يُعَظِّمْ فَيَفْصِمَ ﴿وَاعْمَلُوْا صَالِحًا إِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ بَسْطَةً زِيَادَةً وَ فَضْلًا.

بنا کشادہ زرہیں اور انداز ے سے جوڑ کڑیاں یعنی میخیں اور حلقے یعنی نہ پتلی کر میخیں پس جاری ہوں ہلتی رہیں اور محکم نہ ہوں اور نہ بڑی کر میخیں پس ٹوٹ جائیں۔ یعنی افرغ انزل کے معنی ہیں اتار یعنی بسطة کے معنی ہیں زیادتی اور فضیلت۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ان اللہ اصطفه علیکم و زاده بسطة اور یہ دونوں کلمے طالوت کے قصے میں واقع ہیں اور گویا کہ ذکر کیا ہے اس کو واسطے اس چیز کے کہ تھا اخیر اس کا متعلق ساتھ قصے داؤد علیہ السلام کے پس اشارہ کیا طرف قصے طالوت کے اور تحقیق بیان کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں۔

٣١٦٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلٰى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامِ الْقُرْآنُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسْرَجُ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ رَوَاهُ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۱۶۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہلکا اور آسان ہو گیا تھا داؤد علیہ السلام پر قرآن سو وہ اپنی سواریوں کو کسنے کا حکم کرتے تھے تو قرآن کو زین کسنے سے پہلے پڑھ چکتے تھے اور نہ کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھ کے کسب سے۔

فائدہ: اور مراد قرآن سے قرات ہے اور بعض کہتے ہیں کہ زبور ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ تورات ہے اور پہلی بات اقرب ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ تردد کیا زبور اور تورات میں اس واسطے کہ زبور کل وعظ ہے اور وہ احکام کو تورات سے لیا کرتے تھے اور کہا قتادہ نے کہ زبور ایک سو پچاس سورتیں ہیں سب وعظ ہیں نہیں اس میں حلال اور نہ حرام اور نہ فرائض اور نہ حدیں بلکہ تھا اعتماد اس کا تورات پر روایت کی یہ حدیث ابن ابی حاتم وغیرہ نے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ برکت واقع ہوتی ہے زمانے تھوڑے میں یہاں تک کہ واقع ہوتا ہے اس میں عمل کثیر نووی نے کہا کہ جو زیادہ زیادہ ہم کو اس قسم سے پہنچا ہے وہ شخص ہے جو چار ختم دن کو کرتا تھا اور چار رات کو اور بعض صوفیوں نے اس سے زیادہ بھی دعویٰ کیا ہے اور یہ جو کہا کہ اپنے ہاتھ کے کسب سے کھاتے تھے تو اس میں دلیل ہے کہ یہ افضل ہے سب کسبوں سے۔ (فتح)

۳۱۶۵ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ أَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَأَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَأَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَأَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَأَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ قُلْتُ قَدْ قُلْتُهُ قَالَ إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ فَقُلْتُ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ قَالَ قُلْتُ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا وَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ وَهُوَ أَعْدَلُ الصِّيَامِ قُلْتُ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ.

۳۱۶۵ ـ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو خبر ہوئی کہ میں کہتا ہوں کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں البتہ دن کو روزہ رکھا کروں گا اور رات بھر نماز پڑھا کروں گا جب تک کہ جیتا رہوں گا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ تو ہی کہتا ہے کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھا کروں گا اور رات بھر نماز پڑھا کروں گا میں نے کہ تحقیق میں نے یہ بات کہی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک تجھ سے یہ نہ ہو سکے گا سو کبھی روزہ رکھ اور کبھی نہ رکھ اور رات کو نماز پڑھ اور سو یا بھی کر اور روزہ رکھا کر ہر مہینے سے تین دن سو بیشک ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہے اور یہ ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہے میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھ اور دو دن نہ رکھ میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن نہ رکھ اور یہ داؤد کا روزہ ہے اور یہ افضل روزہ ہے میں نے کہا کہ میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی روزہ اس سے افضل نہیں۔

فائدہ: یہ حدیث نماز کے بیان میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے روزہ داؤد کا ہے۔

۳۱۶۶ ـ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ أُنَبَّأْ أَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ

۳۱۶۶ ـ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا مجھ کو خبر نہیں ہوئی کہ تو رات بھر نماز پڑھا کرتا ہے اور دن کو روزہ رکھا کرتا ہے میں نے کہا کہ ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اگر تو یوں ہی کرے گا تو تیری دونوں آنکھیں کمزوری سے اندر گھس جائیں

النَّهَارَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتِ الْعَيْنُ وَنَفِهَتِ النَّفْسُ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَذٰلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ أَوْ كَصَوْمِ الدَّهْرِ قُلْتُ إِنِّيْ أَجِدُ بِيْ قَالَ مِسْعَرٌ يَعْنِيْ قُوَّةً قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا وَّلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقٰى.

گی اور تیری جان ضعیف ہو جائے گی روزہ رکھا کر ہر مہینے سے تین دن کہ یہ ہمیشہ کے روزے کے برابر ہے میں نے کہا کہ میں اپنے بدن میں قوت پاتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کے روزے کی طرح روزہ رکھ کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے اور نہ بھاگتے تھے جبکہ دشمن سے ملتے تھے یعنی جہاد میں۔

فائدہ: اس سے بھی غرض داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔

بَابُ أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ عَلِيٌّ وَّهُوَ قَوْلُ عَائِشَةَ مَا أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِيْ إِلَّا نَائِمًا.

نہایت پیاری نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک داؤد علیہ السلام کی نماز ہے کہ آدھی رات تک تو وہ سوتے تھے اور تہائی رات وہ تہجد کی نماز پڑھتے تھے اور جب چھٹا حصہ رات کا باقی رہتا تھا تو پھر سو رہتے تھے اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے تھے کہا علی رضی اللہ عنہ نے اور یہی قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ نہیں پایا حضرت ﷺ کو پچھلی رات نے نزدیک میرے مگر سونے والے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ اس کے بیان کرنا مراد کا ہے اس قول سے کہ چھٹا حصہ سوتے تھے یعنی اخیر چھٹا حصہ رات کا اور گویا کہ فرمایا کہ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے موافق ہے۔

٣١٦٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا وَّأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ.

٣١٦٧۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ نہایت پیارہ روزہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک داؤد علیہ السلام کا ہے کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے تھے اور نہایت پیاری نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک داؤد علیہ السلام کی نماز ہے کہ وہ آدھی رات تک تو سوتے تھے اور تہائی رات نماز پڑھتے تھے اور رات کا اخیر چھٹا حصہ سوتے تھے۔

بَابُ ﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ إِلَى قَوْلِهِ وَفَصْلَ الْخِطَابِ﴾

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ یاد کر ہمارے بندے داؤد علیہ السلام صاحب قوت کو وہ تھا رجوع کرنے والا ہم نے تابع کیے پہاڑ اس کے ساتھ پاکی بولتے صبح اور شام کو اور اڑتے جانور جمع ہو کر سب تھے اس کے آگے رجوع رہتے اور زور دیا ہم نے اس کی سلطنت کو اور دی اس کو تدبیر اور فیصلہ بات کا۔

فائدہ: اور تھے داؤد علیہ السلام موصوف ساتھ نہایت شجاعت اور دلیری کے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ الْفَهْمُ فِي الْقَضَآءِ ﴿وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ﴾ إِلَى ﴿وَلَا تُشْطِطْ﴾ لَا تُسْرِفْ ﴿وَاهْدِنَا إِلَى سَوَآءِ الصِّرَاطِ إِنَّ هٰذَا أَخِيْ لَهُ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً﴾ يُقَالُ لِلْمَرْأَةِ نَعْجَةٌ وَّيُقَالُ لَهَا أَيْضًا شَاةٌ ﴿وَلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيْهَا﴾ مِثْلُ ﴿وَكَفَلَهَا زَكَرِيَّاءُ﴾ ضَمَّهَا ﴿وَعَزَّنِيْ﴾ غَلَبَنِيْ صَارَ أَعَزَّ مِنِّيْ أَعْزَزْتُهُ جَعَلْتُهُ عَزِيْزًا ﴿فِي الْخِطَابِ﴾ يُقَالُ الْمُحَاوَرَةُ ﴿قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَى نِعَاجِهِ وَإِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ﴾ الشُّرَكَآءِ ﴿لَيَبْغِيْ إِلَى قَوْلِهِ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اخْتَبَرْنَاهُ وَقَرَأَ عُمَرُ فَتَّنَّاهُ بِتَشْدِيْدِ التَّاءِ ﴿فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّأَنَابَ﴾.

اور کہا مجاہد نے کہ فصل خطاب کے معنے ہیں سمجھ فیصلے میں اور ایک روایت میں ہے کہ عدل حکم میں۔ تُشْطِط کے معنی ہیں زیادتی اور ظلم نہ کر اور بتادے ہم کو سیدھی راہ یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ہیں ننانوے دنبیاں کہا جاتا ہے واسطے عورت کی دنبی اور اس کو بکری بھی کہا جاتا ہے اور میرے پاس ایک دنبی ہے تو کہتا ہے کہ حوالے کر دے مجھ کو ایک دنبی مثل اس آیت کے۔ جوڑا اس کو زکریا نے ساتھ اپنے اور عَزَّنِيْ کے معنی ہیں غالب ہوا مجھ پر غالب ہوا مجھ سے اور أَعْزَزْتُهُ کے معنی ہیں کیا میں نے اس کو عزیز اور فی الخطاب کے معنی ہیں محاورت یعنی ایک دوسری بات چیت کرنے داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ ظلم کرتا ہے تجھ پر کہ مانگتا ہے تیری دنبی ملانے کو اپنی دنبیوں میں اور اکثر شریک زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر۔ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فَتَنَّاهُ کے معنی ہیں کہ ہم نے اس کو آزمایا اور جانچا اور پڑھا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے فَتَّنَّاهُ ساتھ تشدید کے۔ پھر گناہ بخشوانے لگا اپنے رب سے اور گرا جھک کر اور رجوع ہوا۔

٣١٦٨ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ

٣١٦٨۔ مجاہد سے روایت ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا

يُوسُفَ قَالَ سَمِعْتُ الْعَوَّامَ عَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَنَسْجُدُ فِي ص فَقَرَأَ ﴿ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ ﴾ حَتَّى أَتَى ﴿فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَّقْتَدِيَ بِهِمْ.

کہ کیا سجدہ کریں ہم سورۂ صٓ میں تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی کہ اس کی اولاد سے داود علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام یہاں تک کہ پہنچے اس آیت پر کہ پیغمبروں کے طریقے کی پیروی کر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی حکم ہے کہ ان کی پیروی کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

٣١٦٩ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَيْسَ ص مِنْ عَزَآئِمِ السُّجُوْدِ وَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيهَا.

۳۱۶۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورۂ صٓ کا سجدہ واجب سجدوں سے نہیں اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس میں سجدہ کرتے تھے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿ وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴾ الرَّاجِعُ الْمُنِيبُ وَقَوْلِهِ ﴿هَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي﴾ وَقَوْلِهِ ﴿وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِيْنُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ﴾ ﴿وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَّأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ﴾ أَذَبْنَا لَهُ عَيْنَ الْحَدِيْدِ ﴿وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ يَعْمَلُوْنَ لَهُ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ بُنْيَانٌ مَّا دُوْنَ الْقُصُوْرِ ﴿وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ﴾

باب ہے سلیمان علیہ السلام کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیا ہم نے داود علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام بہت خوب بندہ رجوع رہنے والا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب بخش دے مجھ کو وہی بادشاہی کہ نہ چاہیے کسی کو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو پڑھتے تھے شیطان سلیمان علیہ السلام کی سلطنت میں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تابع کی سلیمان علیہ السلام کے ہوا کہ صبح کی منزل اس کی ایک مہینے کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینے کی اور بہایا یعنی پگھلایا ہم نے اس کے واسطے چشمہ لوہے کا اور جنوں میں سے بعض لوگ وہ تھے جو اس کے سامنے محنت کرتے تھے اس کے رب کے حکم سے اور جو پھرے ان میں سے ہمارے حکم سے چکھائیں ہم اس کو آگ کا عذاب بناتے اس کو واسطے جو چاہتا محراب مجاہد

كَالْحِيَاضِ لِلْإِبِلِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَالْجَوْبَةِ مِنَ الْأَرْضِ ﴿وَقُدُوْرٍ رَّاسِيَاتٍ اعْمَلُوْا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا وَّقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ﴾ الْأَرَضَةُ ﴿تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهٗ﴾ عَصَاهُ ﴿فَلَمَّا خَرَّ - إِلٰى قَوْلِهٖ - فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ﴾ ﴿حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ﴾ ﴿فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْأَعْنَاقِ﴾ يَمْسَحُ أَعْرَافَ الْخَيْلِ وَعَرَاقِيْبَهَا الْأَصْفَادُ الْوَثَاقُ قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الصَّافِنَاتُ﴾ صَفَنَ الْفَرَسُ رَفَعَ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ عَلٰى طَرَفِ الْحَافِرِ ﴿الْجِيَادُ﴾ السِّرَاعُ ﴿جَسَدًا﴾ شَيْطَانًا ﴿رُخَآءً﴾ طَيِّبَةً ﴿حَيْثُ أَصَابَ﴾ حَيْثُ شَآءَ ﴿فَامْنُنْ﴾ أَعْطِ ﴿بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ بِغَيْرِ حَرَجٍ.

نے کہا کہ عمارتیں کم محلوں سے اور تصویریں اور لگن جیسے تالاب اونٹوں کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مانند گھڑی کے زمین میں اور دیگیں چولہوں پر جمی کام کرو داؤد علیہ السلام کے گھر والو حق مان کر اور تھوڑے ہیں میرے بندوں میں حق ماننے والے پھر جب تقدیر کی ہم نے اس پر موت نہ جتایا ان کو اس کا مرنا مگر کیڑے نے گھن کے کھاتا رہا اس کا عصا پھر جب وہ گر پڑا عذاب نہیں تک سلیمان علیہ السلام بہت میں نے چاہی محبت مال کی اپنے رب کی یاد سے پس اس آیت میں عن ساتھ معنی من کے ہے پھر لگا جھاڑنے گھوڑوں کی گردن سے بال اور پنڈلیاں اصفاد کے معنی ہیں قید میں یعنی بیڑیاں (مراد اس آیت کی تفسیر ہے مقرنین فی الاصفاد) اور کہا مجاہد نے صافنات کے معنی ہیں صفن الفرس یعنی اٹھایا گھوڑے نے اپنا ایک پاؤں یہاں تک کہ ہوتا تھا اوپر کھر کے اور جیاد کے معنی ہیں تیز رو اور جسدا کے معنی ہیں شیطان یعنی اس آیت میں والقینا علی کرسیه جسدا اور خاء کے معنی ہیں خوشی خوشی اور حیث اصاب کے معنی ہیں جہاں پہنچنا چاہتا اور فامنن کے معنی ہیں دے اور بغیر حساب کے معنی ہیں بغیر حرج کے یعنی کچھ حرج نہیں حساب معاف ہے۔

۳۱۷۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عِفْرِيْتًا مِّنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ صَلَاتِيْ

۳۱۷۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنوں میں سے ایک سرکش جن رات کو میرے آگے گھس پڑا تا کہ میری نماز کو توڑ ڈالے سو اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے قابو میں کر دیا تو میں نے اس کو پکڑ لیا سو میں نے چاہا کہ اس کو مسجد کے ستون میں باندھ دوں تا کہ تم سب لوگ

فَأَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْهُ فَأَخَذْتُهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبُطَهُ عَلٰى سَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تَنْظُرُوْا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ دَعْوَةَ أَخِيْ سُلَيْمَانَ رَبِّ ﴿هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ﴾ فَرَدَدْتُهُ خَاسِئًا ﴿عِفْرِيْتٌ﴾ مُتَمَرِّدٌ مِّنْ إِنْسٍ أَوْ جَانٍّ مِثْلُ زِبْنِيَةٍ جَمَاعَتُهَا الزَّبَانِيَةُ.

اس کو دیکھو پھر مجھ کو یاد پڑ گئی اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا وہ یہ تھی کہ اے میرے رب میری مغفرت کر اور دے مجھے ایسی بادشاہی کہ میرے بعد کسی کو ویسی نہ ملے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میں نے اس کو دھکیل دیا درکار کر اور عفریت کے معنی ہیں سرکش آدمیوں اور جنوں سے مثل زِبْنِيَةٍ کے کہ اس کی جمع زبانیہ ہے یعنی کہا گا عِفْرِيْتٌ میں عفریته۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ مجھ کو یاد پڑ گئی الخ تو اس میں اشارہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر قادر تھے لیکن سلیمان علیہ السلام کی رعایت کے واسطے اس کو چھوڑ دیا اور احتمال ہے کہ ہو خصوصیت سلیمان علیہ السلام کی خدمت لینی جنوں سے بیچ ہر چیز کے کہ تھے ارادہ کرتے اس کو نہ فقط اس قدر میں اور استدلال کیا ہے خطابی نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ سلیمان علیہ السلام کے ساتھی تھے دیکھتے جنوں کو ان کی اصل شکلوں اور صورتوں میں وقت تصرف ان کے اور لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ شیطان اور اس کا لشکر تمھیں دیکھتا ہے اور تم ان کو نہیں دیکھتے تو مراد اکثر ہے احوال نبی آدم علیہ السلام سے اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح کہ نفی رویت آدمیوں کی واسطے جنوں کے اپنی شکلوں پر نہیں ہے قاطع آیت سے بلکہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ممکن ہے سو ہمارا ان کو نہ دیکھنا مقید ہے ساتھ حال دیکھنے ان کے ہم کو اور نہیں نفی کرتا امکان رویت ہماری کو واسطے ان کے بیچ غیر اس حالت کے اور احتمال رکھتا ہے عموم کا اور یہی ہے جس کو اکثر علماء نے سمجھا ہے یہاں تک کہ شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ جو گمان کرے کہ وہ جنوں کو دیکھتا ہے تو ہم اس کی شہادت کو باطل کر دیں گے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس آیت کے اور زبانیہ فرشتوں کو کہتے ہیں۔ (فتح)

٣١٧١ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى سَبْعِيْنَ امْرَأَةً تَحْمِلُ كُلُّ امْرَأَةٍ فَارِسًا يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ وَلَمْ تَحْمِلْ شَيْئًا إِلَّا وَاحِدًا سَاقِطًا أَحَدُ .

٣١٧١ - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام نے کہا کہ میں آج کی رات ستر عورتوں پر گھوموں گا یعنی ان سے صحبت کروں گا کہ ان میں سے ہر ایک عورت حاملہ ہو کر سوار جنے گی جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا تو اس کے ساتھی یعنی فرشتے نے کہا کہ کہہ لے کہ اگر اللہ چاہے گا تو اس نے انشاء اللہ نہیں کہا پس نہ حاملہ ہوئی کوئی عورت ساتھ کسی چیز کے مگر آدھے بچے سے یعنی ایک عورت آدھا آدمی جنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر

شِقِّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَهَا لَجَاهَدُوْا فِي سَبِيْلِ اللَّهِ قَالَ شُعَيْبٌ وَّابْنُ أَبِي الزِّنَادِ تِسْعِيْنَ وَهُوَ أَصَحُّ.

سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتے تو ستر لڑکے پیدا ہوتے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے اور ایک روایت میں ہے کہ نوے عورتوں پر اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ساٹھ عورتوں کا ذکر ہے اور ایک روایت میں ستر کا اور ایک میں ننانوے کا اور ایک میں نوے کا اور ایک میں سو کا اور تطبیق یہ ہے کہ ساٹھ آزاد عورتیں تھیں اور باقی لونڈیاں تھیں یا بالعکس اور ستر تو مبالغہ کے واسطے ہے اور اوپر نوے اور سو تو سو سے کم تھیں اور نوے سے زیادہ سو جس نے نوے کہا اس نے کسر کو چھوڑ دیا ہے اور جس نے سو کہا اس نے کسر کو جوڑ لیا ہے اور وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت کیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی ہزار عورتیں تھیں تین سو آزاد اور سات سو لونڈیاں اور ان کے واسطے ہزار گھر شیشوں کے تھے جن میں وہ رہتی تھیں اور بعض سلف نے کہا کہ تنبیہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اوپر آفت تمنی کے اور اعراض کے تفویض سے اور اس حدیث میں فضیلت ہے فعل خیر کی اور تعاطی اس کی اسباب کی اور یہ کہ بہت کام مباح نیت سے مستحب ہو جاتے ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہنا انشاء اللہ واسطے اس کے جو کہے کہ میں ایسا کروں گا اور یہ کہ قسم کے پیچھے انشاء اللہ کہنا اس کے حکم کو دور کر دیتا ہے اور یہ متفق علیہ ہے ساتھ شرط اتصال کے اور یہ کہ نشاء اللہ نہیں ہوتا ہے مگر ساتھ نفظ کے اور نہیں کفایت کرتی اس میں نیت اور اس پر اتفاق ہے مگر جو بعض مالکی سے محکی ہے اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ خاص کیے گئے ہیں ساتھ اس کے پیغمبر جماع کی قوت سے جو دلالت کرتی ہے اوپر صحت بدن کے اور قوت فحولیت کے اور کمال رجولیت کے باوجود اس چیز کے دی اس میں شغل سے ساتھ عبادت اور علوم کے اور تحقیق واقع ہوا ہے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے کمال معجزہ اس واسطے کہ باوجود مشغول ہونے آپ کے ساتھ عبادت رب اپنے کے اور علوم کے اور محنت خلق کے نہایت کم کھاتے پیتے تھے جو مقتضی ہے واسطے ضعف بدن کے اوپر کثرت جماع کے اور باوجود اس کے پس تھے صحبت کرتے اپنی سب عورتوں سے ایک رات میں ساتھ غسل واحد کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں گیارہ تھیں اور اس کا بیان کتاب الغسل میں گزر چکا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جو بہت پرہیزگار ہو اس کی شہوت زیادہ ہوتی ہے اس واسطے کہ جو پرہیزگار نہیں ہوتا وہ تازہ ہوتا ہے ساتھ نظر کے اور مانند اس کے اور اس میں جواز اخبار کا ہے چیز سے اور واقع ہونے اس کے سے آئندہ زمانے میں ساتھ غلبہ ظن کے پس تحقیق سلیمان علیہ السلام نے یقین کیا ساتھ اس کے کہ کہا اور نہ تھا یہ وحی سے نہیں تو واقع ہوتا اسی طرح اور قرطبی نے کہا کہ نہیں گمان کر سکتا ساتھ سلیمان علیہ السلام کے کہ اس نے یقین کیا ہو ساتھ اس کے اپنے رب پر مگر جو ناواقف ہو پیغمبروں کے حال سے اور ادب ان کے ساتھ اللہ کے اور پہلا احتمال قریب تر ہے میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ وحی کی گئی ہو طرف ان کے مقید ساتھ شرط انشاء اللہ کے سو انشاء اللہ کہنا بھول گئے ہوں سو نہ واقع ہوا یہ واسطے گم ہونے شرط کے اور اسی واسطے جائز ہے واسطے اس کے اول

یہ کہ قسم کھائے اور یہ کہ جائز ہے بھول چوک پیغمبر سے اور یہ ان کے مرتبے کے بلند ہونے میں قادح نہیں اور یہ کہ جائز ہے خبر دینی شے سے کہ وہ عنقریب واقع ہوگی اور سند مخبر کی ظن ہو باوجود قرینہ قوی کے واسطے اس کے اور یہ کہ جائز ہے اضمار قسم کے کا قسم میں واسطے قول سلیمان علیہ السلام کے کہ البتہ میں گھوموں گا باوجود فرمانے آپ کے کہ نہ حانث ہوئی پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا نام اس میں مقدر ہے پس اگر کوئی جواز کا قائل ہو تو یہ حدیث حجت ہے واسطے اس کے اس بنا پر کہ پہلوں کی شرط ہمارے واسطے شرع ہے جبکہ وارد ہو تقریر اس کی اوپر زبان شارع کے اور اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو کہتا ہے کہ نہیں شرط ہے تصریح کرنی ساتھ مقسم بہ معین کے سو جو کہے کہ میں قسم کھاتا ہوں یا گواہی دیتا ہوں اور مانند اس کے تو وہ قسم ہے اور یہ قول حنفیہ کا ہے اور مقید کیا ہے اس کو مالکیہ نے ساتھ نیت کے اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ یہ مطلق قسم نہیں اور یہ کہ جائز ہے استعمال لو کا اور اس میں استعمال ہے کفایت کا لفظ میں جس کا ذکر قبیح ہو واسطے قول اس کے کے کہ میں گھوموں گا بدلے اس لفظ کے کہ میں جماع کروں گا۔ (فتح)

۳۱۷۲ ۔ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ أَوَّلَ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْأَقْصٰى قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُوْنَ ثُمَّ قَالَ حَيْثُمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّ وَالْأَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ.

۳۱۷۲۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کون مسجد ہے جو زمین میں پہلے بنائی گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خانے کعبے کی مسجد میں نے کہا کہ پھر کون فرمایا کہ مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس شام کے ملک میں میں نے کہا کہ ان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے فرمایا کہ چالیس برس کا پھر جہاں تجھ کو نماز کا وقت ملے نماز پڑھ لے اور ساری زمین تمہارے واسطے سجدہ گاہ ہے۔

فائدہ: اور اس میں اشارہ ہے طرف محافظت کے نماز پر اول وقت میں اور بغل گیر ہے یہ بلانے کو طرف معرفت اوقات کے اور اس میں اشارہ ہے طرف کہ مکان افضل واسطے عبادت کے جبکہ نہ حاصل ہو نہ چھوڑا جائے مامور بہ واسطے فوت ہونے اس کے کے بلکہ کیا جائے مامور بہ مکان مفضول میں اس واسطے کہ جب ابوذر رضی اللہ عنہ نے خاص کر زمین کی پہلی مسجد سے سوال کیا تو گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا کہ مراد اس کی تخصیص نماز کی ہے بیچ اس کے سو تنبیہ کر دی کہ واقع کرنا نماز کا جبکہ حاضر ہو نہیں موقوف ہے مکان افضل پر ہے اور اس میں فضیلت ہے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اس کے کہ مذکور ہوا ہے کہ پہلی امتوں کے لوگ نہ نماز پڑھتے تھے مگر مکان مخصوص میں اور تحقیق گزر چکی ہے تنبیہ اوپر اس کے تیمم میں اور اس میں زیادتی ہے سوال پر جواب میں خاص کر جبکہ سائل کو اس میں زیادہ فائدہ ہو۔ (فتح)

٣١٧٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَثَلِيْ وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ تَقَعُ فِي النَّارِ وَقَالَ كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَآءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْأُخْرٰى إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا إِلٰى دَاوُدَ فَقَضٰى بِهٖ لِلْكُبْرٰى فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِالسِّكِّيْنِ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضٰى بِهٖ لِلصُّغْرٰى قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ إِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّيْنِ إِلَّا يَوْمَئِذٍ وَّمَا كُنَّا نَقُوْلُ إِلَّا الْمُدْيَةَ.

۳۱۷۳۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثل اور آدمیوں کی (یعنی مثل بلانے میرے کی طرف اسلام کے جو چھوڑانے والا ان کا ہے آگ سے اور مثل اس چیز کی کہ زینت دیتے ہیں ان کو نفس ان کے قائم رہنے سے باطل پر) مثل اس مرد کی ہے جس نے آگ جلائی تو پتنگے اور یہ جانور آگ میں گرنے لگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور دو عورتیں تھیں ان کے ساتھ دو بیٹے تھے بھیڑیا آیا سو ایک عورت کے بیٹے کو لے گیا تو وہ عورت اپنی ساتھی عورت سے کہنے لگی کہ تیرے بیٹے کو بھیڑیا لے گیا اور دوسری عورت نے کہا کہ تیرے بیٹے کو تو وہ دونوں داؤد علیہ السلام کے پاس جھگڑا فیصل کروانے کو آئیں سو انہوں نے وہ لڑکا بڑی عورت کو دلوایا پھر وہ دونوں نکلیں سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے پاس آئیں اور ان سے یہ حال کہا تو سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ چھری مجھ کو دو کہ میں اس لڑکے کو کاٹ کر آدھا آدھا ان دونوں عورتوں کو دوں تو چھوٹی نے کہا کہ اللہ تجھ پر رحم کرے یہ نہ کر وہ لڑکا اس عورت کا ہے یعنی اب میں دعوی نہیں کرتی بڑی کو دیجئے تو سلیمان علیہ السلام نے وہ لڑکا چھوٹی کو دلایا یعنی اس واسطے کہ جب کاٹنے پر اس کو درد آیا تو معلوم ہوا کہ وہ لڑکا اسی کا تھا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں سنی میں نے سکین مگر اس دن اور نہ کہا کرتے تھے ہم مگر مدیہ۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد حدیث سے یہ ہے کہ تشبیہ دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخالفین کو ساتھ پتنگوں کے اور گرنے ان کے آگ آخرت میں ساتھ گرنے پتنگوں کے دنیا کی آگ میں باوجود حرص ان کی کے اوپر واقع ہونے کے بیچ اس کے اور منع کرنے آپ کے کے ان کو اور جامع ان کے درمیان پیروی خواہشات کی ہے اور ضعف تمیز کا اور حرص ہر ایک کی دونوں گروہ سے اوپر ہلاک ہونے اپنے نفس کے اور قاضی ابوبکر بن عربی نے کہا کہ آدمی نہیں آتے اس چیز کے پاس جو کھینچے ان کو طرف آگ کے اوپر قصد ہلاکت کے بلکہ آتے ہیں پاس اس کے ساتھ قصد

فائدہ پانے کے اور اتباع شہوت کے جیسے کہ پتنگے آگ میں گرتے ہیں نہ واسطے ہلاک ہونے ان کے کے بلکہ اس واسطے کہ روشنی ان کو خوش لگتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اندھیرے میں ہوتے ہیں پھر جب روشنی کو دیکھتے ہیں تو اعتقاد کرتے ہیں کہ وہ ایک روشن دان ہے جس سے روشنی ظاہر ہوتی ہے پس قصد کرتے ہیں اس کو واسطے اس کے تو جل جاتے ہیں اور ان کو معلوم نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی نظر ضعیف ہے سو گمان کرتے ہیں کہ وہ اندھیرے گھر میں ہیں اور چراغ روشن دان ہے پس ڈالتے ہیں اپنے آپ کو طرف اس کے اور وہ اپنی تیز پروازی کے سبب اس کے آگے بڑھ جاتے ہیں اور واقع ہوتے ہیں اندھیرے میں سو پلٹ آتے ہیں یہاں تک کہ آخر کار سیانے ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ سخت روشنی سے ضرر پاتے ہیں تو قصد کرتے ہیں اس کے بجھانے کا تو اپنی جہالت کے سبب سے جل جاتے ہیں اور غزالی نے کہا کہ تمثیل واقع ہوئی ہے اوپر صورت گرنے کے خواہشوں پر آدمی سے ساتھ گرنے فراش کے آگ پر لیکن آدمی کی جہالت سخت تر ہے پتنگوں کی جہالت سے اس واسطے کہ وہ ساتھ مغرور ہونے اپنے کے ساتھ ظواہر حال کے جب جل جاتے ہیں تو ان کا عذاب فی الحال تمام ہو جاتا ہے اور آدمی باقی رہے گا آگ میں دراز مدت تک یا ہمیشہ اور یہ جو کہا کہ داؤد علیہ السلام نے وہ لڑکا بڑی کو دلوایا تو قرطبی نے کہا کہ لائق یہ ہے کہ کہا جائے داؤد علیہ السلام نے دلوایا وہ لڑکا بڑی کو واسطے کسی سبب کے کہ تقاضا کیا اس نے ترجیح قول اس کی کو نزدیک ان کے اس واسطے کہ دونوں میں سے کسی کے پاس گواہ نہ تھا اور حدیث میں بوجہ اختصار کے سبب کو معین نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا واقع میں یہی کوئی سبب نہ ہو اور احتمال ہے کہ زندہ لڑکا بڑی کے ہاتھ میں تھا اور عاجز ہوئی دوسری گواہ لانے سے اور یہ تاویل بہتر ہے جاری ہے اوپر قواعد شرعیہ کے اور سیاق حدیث کا اس کے مخالف نہیں پس اگر کہا جائے کہ کس طرح جائز ہوا واسطے سلیمان علیہ السلام کے توڑنا حکم ان کے کا تو جواب یہ ہے کہ ان کا قصد ان کے حکم کے توڑنے کا نہ تھا بلکہ انہوں نے تو ایک لطیف حیلہ کیا تھا جس سے واقعی بات معلوم ہوئی اس واسطے کہ جب دونوں نے سلیمان علیہ السلام کو قصے کی خبر دی اور انہوں نے چھری منگوائی تا کہ اس کو کاٹ کر دونوں کو آدھا آدھا دیں اور باطن میں ان کا یہ قصد نہ تھا بلکہ مراد ان کی طلب کشف امر کی تھی تو حاصل ہوا مقصود ان کا واسطے گھبرانے چھوٹی کے جو دلالت کرتا ہے اوپر بڑی ہونے شفقت اس کی کے اور نہ التفات کیا طرف اقرار اس کی کے کہ یہ بڑی کا بیٹا ہے اس واسطے کہ سلیمان علیہ السلام نے جان لیا کہ اس نے اس کی زندگی کو اختیار کیا تو ظاہر ہوئی واسطے ان کے قرینہ شفقت چھوٹی کی سے اور نہ شفقت کرنے بڑی کے ساتھ جوڑنے قرینہ کے جو دال ہے اوپر صدق اس کے کے وہ چیز کہ باعث ہوئے ان کو اوپر حکم کرنے کے واسطے چھوٹی کے اور احتمال ہے کہ سلیمان علیہ السلام کو اپنے علم سے حکم کرنا جائز ہو یا بڑی نے اس حالت میں حق کے ساتھ اقرار کر لیا ہو جبکہ دیکھی اس نے سلیمان علیہ السلام سے کوشش بیچ اس کے اور نظیر اس قصے کی یہ ہے کہ اگر حکم کرے حاکم اوپر مدعی منکر کے ساتھ قسم کے پھر جب گزرے تا کہ قسم کھائے تو حاضر ہو وہ شخص جو نکالے منکر سے وہ

چیز کہ تقاضا کرے اقرار اس کے کو ساتھ اس چیز کے کہ ارادہ کرتا تھا کہ قسم کھائے اوپر انکار کرنے اس کی کے سو بے شک اس حالت میں حکم کیا جائے گا ساتھ اقرار اس کے برابر ہے کہ قسم سے پہلے ہو یا پیچھے اور یہ پہلے حکم کا توڑنا نہیں بلکہ یہ بدل حکم کا ہے ساتھ بدل ہونے اسباب کے اور دلالت کی اس قصے نے کہ فہم اور فراست اللہ کی طرف سے ہے نہیں متعلق بڑی عمر سے اور نہ چھوٹی سے اور یہ کہ حق ایک جہت میں ہے اور یہ کہ پیغمبروں کا اجتہاد سے حکم کرنا جائز ہے اگرچہ ممکن ہو وجود نص کا نزدیک ان کے وحی سے لیکن اس میں زیادتی ہے ان کے اجر میں اور واسطے معصوم ہونے ان کے کے چوک سے بیچ اس کے اس واسطے کہ نہیں برقرار رہتے باطل پر واسطے معصوم ہونے ان کے کے اور نووی نے کہا کہ کیا یہ کام سلیمان علیہ السلام نے واسطے حیلہ کے اوپر ظاہر کرنے حق کے تو ہوگا جیسے کہ اقرار کرے محکوم بعد حکم کے کہ حق واسطے خصم اس کے کے ہے اور اس میں استعمال کرنا حیلوں کا ہے احکام میں واسطے نکالنے حقوق کے اور نہیں حاصل ہوتا ہے یہ مگر ساتھ زیادہ دانائی اور تجربہ احوال کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ إِلٰى قَوْلِهٖ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ﴾.

باب ہے لقمان علیہ السلام کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور البتہ دی ہم نے لقمان علیہ السلام کو حکمت عظیم تک اے بیٹا اگر کوئی چیز ہو وہ برابر رائی کے دانے کے پھر رہی ہو کسی پتھر میں فَخُوْرٍ تک۔

فائدہ: اور اختلاف ہے لقمان علیہ السلام میں سو بعض کہتے ہیں کہ حبشی تھے اور بعض کہتے ہیں کہ نوبی تھے پھر اس کے پیغمبر ہونے میں اختلاف ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حبشی غلام تھے بڑھئی کا کام کرتے تھے اور ابن مسیب سے روایت ہے کہ لقمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکمت دی اور پیغمبری نہ دی اور وہ داؤد علیہ السلام کے زمانے میں تھے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بنی اسرائیل پر قاضی تھے داؤد علیہ السلام کی طرف سے اور مجاہد سے روایت ہے کہ نیک آدمی تھے اور پیغمبر نہ تھے اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر تھے اور کہتے ہیں کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ اس قول میں تنہا ہیں کہ وہ پیغمبر تھے اس کے سوا کسی نے لقمان علیہ السلام کو پیغمبر نہیں کہا اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ مراد حکمت سے تفقه في الدين ہے اور وہ پیغمبر نہ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ درزی تھے اور ان کے بیٹے کا نام باران تھا۔ (فتح)

﴿وَلَا تُصَعِّرْ﴾ الْإِعْرَاضُ بِالْوَجْهِ

یعنی تُصَعِّرْ کے معنی ہیں منہ پھیرنا

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے ولا تصعر خدك للناس۔ (فتح)

٣١٧٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ

۳۱۷۴۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کو نہ ملایا ان کو قیامت میں امن امان ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ قَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ إِيْمَانَهُ بِظُلْمٍ فَنَزَلَتْ ﴿لَا تُشْرِكْ بِاللهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.

اصحاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگوں میں کون ایسا ہے جو اپنی جان پر کچھ ظلم اور گناہ نہیں کرتا تو یہ آیت اتری کہ اللہ کا شریک نہ ٹھہرا بیشک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

فائدہ: اس کی شرح تفسیر سورۂ انعام میں آئے گی۔

٣١٧٥ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ أَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ إِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ أَلَمْ تَسْمَعُوْا مَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ ﴿يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.

۳۱۷۵۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری الذین امنوا الخ تو یہ بات مسلمانوں پر بہت بھاری پڑھی تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں میں کون ایسا ہے جو اپنی جان پر کچھ ظلم اور گناہ نہیں کرتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ اس کا مطلب یوں نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ شرک ہے کیا تم نے نہیں سنا جو لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ اس کو نصیحت کرتا تھا کہ اے بیٹے اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا بیشک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ﴾ الْآيَةَ ﴿فَعَزَّزْنَا﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ شَدَّدْنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿طَآئِرُكُمْ﴾ مَصَآئِبُكُمْ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ بیان کر واسطے ان کے مثال اس گاؤں کے لوگوں کی جب آئے اس میں بھیجے ہوئے۔ اور کہا مجاہد نے کہ عززنا کے معنی ہیں زور دیا ہم نے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ طائرکم کے معنی ہیں مصیبتیں۔

فائدہ: مراد گاؤں سے انطاکیہ ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کی کاری گری سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کا ہے اور نام صاحب یٰسین کا حبیب نجار ہے اور تینوں رسولوں کا نام صادق اور مصدوق اور شلوم تھا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجے ہوئے تھے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے قالوا طائر کم معکم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا إِذْ نَادٰى رَبَّهُ نِدَآءً

باب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ مذکور ہے تیرے رب کی مہربانی کا اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر اس قول تک

خَفِيًّا قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا إِلَى قَوْلِهِ لَمْ نَجْعَلْ لَّهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِّثْلًا يُقَالُ ﴿رَضِيًّا﴾ مَرْضِيًّا.

کہ نہیں کیا ہم نے پہلے اس نام کا کوئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سَمِيًّا کے معنی مثل ہیں یعنی اس آیت میں هل تعلم له سميا يقال رضيا مرضيا کے معنی ہیں پسندیدہ یعنی من مانتا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے و جعله رب رضيا۔

﴿عُتِيًّا﴾ عَصِيًّا عَتَا يَعْتُو ﴿قَالَ رَبِّ أَنّٰى يَكُوْنُ لِي غُلَامٌ وَّكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا إِلَى قَوْلِهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا﴾ وَيُقَالُ صَحِيْحًا ﴿فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحٰى إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا﴾ فَأَوْحٰى فَأَشَارَ ﴿يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ إِلَى قَوْلِهِ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا﴾ ﴿حَفِيًّا﴾ لَطِيْفًا ﴿عَاقِرًا﴾ الذَّكَرُ وَالْأُنْثٰى سَوَآءٌ.

عسيا کے معنی ہیں نہایت ضعف عتيا مشتق ہے عتا يعتو سے ساتھ معنی خشکی جوڑوں کے یعنی اس آیت میں و قد بلغت من الكبر عتيا، بولا اے رب کہاں سے ہو گا مجھ کو لڑکا اور میری عورت بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو گیا ہوں یہاں تک کہ اکڑ گیا یعنی کہتے ہیں سويا کے معنی ہیں صحیح اور تو صحیح ہے سو بند ہو گئی زبان اس کی اور نہ کلام کرتا تھا لوگوں سے لیکن تورات اور تسبیح پڑھ سکتا تھا پھر نکلا اپنے لوگوں کے پاس حجرے سے تو اشارے سے کہا ان کو کہ یاد کرو اللہ کو صبح اور شام اے یحییٰ علیہ السلام اٹھا لے کتاب زور سے يبعث حيا تک اور حفيا کے معنی ہیں لطيفا یعنی اس آیت میں ﴿إِنَّهُ كَانَ بِيْ حَفِيًّا﴾ اور عاقر میں مذکر اور مؤنث برابر ہیں۔

٣١٧٦ ـ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَّالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَّيْلَةِ أُسْرِيَ بِهٖ ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا يَحْيٰى

٣١٧٦ ـ مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی ان کو معراج کی رات سے پھر جبرائیل علیہ السلام چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان کے پاس پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے چاہا کہ آسمان کا دروازہ کھولے چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرائیل ہوں کہا گیا تیرے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ہاں سو جب میں داخل ہوا تو ناگہاں وہاں یحییٰ علیہ السلام اور

وَعِيسَى وَهُمَا ابْنَا خَالَةٍ قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَعِيسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ.

عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور وہ دونوں خالاتی بھائی ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام ہیں سو ان کو سلام کر تو میں نے ان کو سلام کیا سو انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر دونوں نے کہا کہ کیا نیک بھائی اور نیک پیغمبر آئے۔

فائدہ: ثعلبی نے کہا کہ پیدا ہوئے یحییٰ علیہ السلام اور زکریا علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ نوے سال کی تھی اور بعض کم وبیش کہتے ہیں اور غرض اس سے زکریا یحییٰ علیہ السلام بن زکریا علیہ السلام کا ہے اور ابن اسحاق نے مبتدا میں ذکر کیا ہے کہ مریم علیہا السلام کی ماں کا نام حنا تھا وہ عمران کے نکاح میں تھیں اور یحییٰ علیہ السلام کی ماں کا نام ایشاع ہے وہ زکریا علیہ السلام کے نکاح میں تھیں اور یہ دونوں سگی بہنیں تھیں اور کہتے ہیں کہ مریم علیہا السلام کی ماں کے گھر میں اولاد نہ ہوتی تھی پھر وہ مریم علیہا السلام کے ساتھ حاملہ ہوئیں اور عمران علیہ السلام فوت ہو گئے اور حالانکہ وہ حاملہ تھیں اور ثعلبی نے کہا کہ یحییٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام سے چھ مہینے پہلے پیدا ہوئے تھے اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ تفسیر اس آیت کی و آتیناہ الحکم صبیا سو بعض کہتے ہیں کہ اس سے بھی کم عمر میں اور مراد ساتھ حکم کے سمجھ ہے دین میں اور ابن اسحاق نے کہا کہ زکریا علیہ السلام اور ان کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر ہوئے تھے اور بنی اسرائیل نے چاہا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو مار ڈالیں تو وہ ان سے بھاگے تو ایک درخت پر گزرے وہ پھٹ گیا حضرت زکریا علیہ السلام اس کے اندر گھس پڑے اور وہ درخت ان پر مل گیا تو شیطان نے ان کے کپڑے کا کنارہ پکڑ کر باہر رکھا بنی اسرائیل نے ان کو دیکھ لیا تو آرے سے اس درخت کو زکریا علیہ السلام کے سمیت درمیان سے چیر ڈالا اور اپر یحییٰ علیہ السلام سو قتل کیے گئے بسبب ایک عورت کے کہ اس سے ان کے بادشاہ نے نکاح کرنا چاہا تو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ عورت تجھ کو حلال نہیں اس واسطے کہ وہ اس کی عورت کی بیٹی تھی جب یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو اس نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو مار ڈالا اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے سے پہلے تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا﴾ ﴿إِذْ قَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ﴾ ﴿إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوحًا وَّآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ إِلٰى قَوْلِهِ. يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾.

یاد کر کتاب میں مریم علیہا السلام کو جب کنارے ہوئیں اپنے لوگوں سے ایک شرقی مکان میں اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم علیہا السلام اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے ایک حکم کی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے آدم علیہ السلام کو اور نوح علیہ السلام کو اور ابراہیم علیہ السلام کے گھر والوں کو اور عمران علیہ السلام کے گھر والوں کو سارے جہان سے بغیر حساب تک۔

فائدہ: یہ باب معقود ہے واسطے حدیثوں مریم علیہا السلام کے اور میں نے کچھ حال ان کا پہلے بیان کیا ہے اور مریم علیہا السلام سریانی زبان میں خادم کو کہتے ہیں اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کی ماں کا نام ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّآلُ عِمْرَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ عِمْرَانَ وَآلِ يَاسِيْنَ وَآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ﴿إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ﴾ وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَيُقَالُ آلُ يَعْقُوْبَ أَهْلُ يَعْقُوْبَ فَإِذَا صَغَّرُوْا آلَ رَدُّوْهُ إِلَى الْأَصْلِ قَالُوْا أُهَيْلٌ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد آل عمران سے ایماندار ہیں اور اولاد ابراہیم علیہ السلام اور اولاد یاسین علیہ السلام اور اولاد محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی اگرچہ اولاد کا لفظ عام ہے لیکن مراد اس سے یہاں خاص ایماندار لوگ ہیں کہا جاتا ہے آل یعقوب علیہ السلام۔ کی اہل یعقوب علیہ السلام کے جب آل کی تصغیر کریں اس کو اصل کی طرف رد کرتے ہیں کہتے ہیں اہیل اور جمہور کے نزدیک اصل آل کی اہل ہے۔

٣١٧٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ بَنِيْ آدَمَ مَوْلُوْدٌ إِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِيْنَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِّنْ مَّسِّ الشَّيْطَانِ غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنِهَا ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ ﴿وَإِنِّيْ أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾.

٣١٧٧۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کوئی ایسا لڑکا پیدا نہیں ہوتا مگر کہ شیطان اس کو چھو لیتا ہے جبکہ وہ پیدا ہوتا ہے سو وہ رو اٹھتا ہے چلا کر شیطان کے چھونے سے مگر مریم علیہا السلام کو اور اس کے بیٹے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان نے ہاتھ نہیں لگایا پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی کہ میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں چھونے کا بیان اس طور سے آیا ہے کہ شیطان ہر آدمی کے پہلو میں اپنی انگلی سے چوکتا ہے جبکہ وہ پیدا ہوتا ہے سوائے عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کے کہ ان کو چوکنے لگا تو جھلی میں چوکا جس میں لڑکا ہوتا ہے قرطبی نے کہا کہ یہ چوکا شیطان سے وہ ابتدا ہے قابو پانے اس کی کا سو بچایا اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام اور اس کے بیٹے کو اس کی ماں کی دعا کی برکت سے جو ابھی گزری اور نہ تھی واسطے مریم علیہا السلام کے کچھ اولاد سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے۔ (فتح)

بَابُ ﴿وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَى

باب ہے اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم علیہا السلام بیشک اللہ تعالیٰ نے پسند کیا ہے تجھ کو اس قول تک کہ کون پالے

نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ يَا مَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرَّاكِعِيْنَ ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُوْنَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُوْنَ﴾ يُقَالُ يَكْفُلُ يَضُمُّ ﴿كَفَّلَهَا﴾ ضَمَّهَا مُخَفَّفَةً لَّيْسَ مِنْ كَفَالَةِ الدُّيُوْنِ وَشِبْهِهَا.

مریم علیہا السلام کو یکفل کے معنی ہیں جوڑے اور کفلها کے معنی ہیں کہ اس کو اپنے ساتھ جوڑا اس حال میں کہ کفل بغیر تشدید کے ہے نہیں کفل ساتھ معنی کفالت کے کہ قرض میں ہوتی ہے ساتھ معنی ضامن کے اور مانند اس کے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے کہ مریم علیہا السلام پیغمبر تھیں اور یہ اس میں تصریح نہیں اور تائید کرتا ہے اس کی ذکر کرنا اس کا ساتھ پیغمبروں کے بیچ سورۂ مریم کے اور نہیں منع کرتا یہ موصوف ہونے اس کے کو ساتھ اس کے کہ وہ صدیقہ ہے پس تحقیق یوسف علیہ السلام موصوف ہوئے ہیں ساتھ اس کے اور اشعری سے منقول ہے کہ چھ عورتیں پیغمبر ہیں کما مرّ اور نقل کیا ہے اس کو تمہید میں اکثر فقہاء سے اور قرطبی نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ مریم علیہا السلام ہیں عیاض نے کہا کہ جمہور اس کے مخالف ہیں اور نقل کیا ہے نووی نے اذکار میں کہ نقل کیا ہے امام نے اجماع کو اس پر کہ مریم علیہا السلام پیغمبر نہیں اور حسن سے روایت ہے کہ نہیں عورتوں میں کوئی پیغمبر نہ آدمیوں میں اور نہ جنوں میں اور سبکی کبیر نے کہا کہ نہیں صحیح ہوئی میرے نزدیک اس مسئلے میں کچھ چیز اور یہی منقول ہے اکثر فقہاء سے۔ (فتح)

٣١٧٨ ـ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ ابْنُ أَبِيْ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ نِسَآئِهَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَآئِهَا خَدِيْجَةُ.

٣١٧٨۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اپنے زمانے میں مریم عمران کی بیٹی سب عورتوں سے افضل ہیں اور اپنے زمانے میں یعنی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں خدیجہ رضی اللہ عنہا سب عورتوں سے افضل ہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ مریم علیہا السلام بہتر ہیں عالمین کی سب عورتوں سے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم علیہا السلام سب عورتوں سے افضل ہیں اور یہ نہیں منع ہے نزدیک اس کے جو اس کو پیغمبر کہتا ہے اور جو اس کو پیغمبر نہیں کہتا وہ اس کو محمول کرتا ہے اپنے زمانے کی سب عورتوں پر اور ساتھ اول کے جزم کیا ہے زجاج اور ایک جماعت نے اور اختیار کیا ہے اس کو قرطبی نے اور احتمال ہے کہ مراد بنی اسرائیل کی عورتیں ہوں یا عورتیں اس امت کی لیکن ابو

موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حصر پہلے گزر چکا ہے کہ عورتوں میں مریم علیہا السلام اور آسیہ علیہا السلام کے سوائے کوئی کامل نہیں ہوئی اور قاضی ابوبکر نے کہا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں امت کی عورتوں سے مطلق واسطے اس حدیث کے اور شاید پہلی حدیث میں اس امت کی عورتوں کا ذکر نہیں حیث قال ولم یکمل النساء الخ مگر یہ کہ محمول کریں ہم کمال کو نبوت پر پس ہوگی اپنے اطلاق پر۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿ إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلٰى قَوْلِهِ فَإِنَّمَا يَقُوْلُ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ ﴿يُبَشِّرُكِ﴾ وَ ﴿يَبْشُرُكِ﴾ وَاحِدٌ ﴿وَجِيْهًا﴾ شَرِيْفًا وَّقَالَ إِبْرَاهِيْمُ ﴿الْمَسِيْحُ﴾ الصِّدِّيْقُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْكَهْلُ الْحَلِيْمُ وَالْأَكْمَهُ مَنْ يُّبْصِرُ بِالنَّهَارِ وَلَا يُبْصِرُ بِاللَّيْلِ وَقَالَ غَيْرُهٗ مَنْ يُّوْلَدُ أَعْمٰى.

جب کہا فرشتوں نے اے مریم علیہا السلام اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے اپنے ایک حکم کی جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہے کن فیکون تک یبشرك اور یبشرك کے ایک معنی ہیں اور وجیھا کے معنی ہیں شریف یعنی جس کی بادشاہ تعظیم کریں اور کہا ابراہیم نے کہ مسیح کے معنی ہیں صدیق اور کہا مجاہد نے کہ کہل کے معنی ہیں آرام اور چین والا یعنی اس آیت میں **ویکلم الناس فی المھد و کھلا** اور اکمہ وہ شخص ہے جو دن کو دیکھے اور رات کو نہ دیکھ سکے اور مجاہد کے غیر نے کہا ہے کہ جو اندھا پیدا ہو۔

فائدہ: مراد ابراہیم نخعی کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مسح کیا سو گناہ سے پاک کیا پس وہ فعیل ہے ساتھ معنی مفعول کے اور یہ برخلاف نام رکھنے دجال کے ہے مسیح کہ وہ فعیل کے ساتھ معنی فاعل کے ہے کہتے ہیں کہ یہ نام اس کا اس واسطے رکھا گیا کہ وہ مسح کرے گا یعنی سیر کرے گا زمین پر اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی ایک آنکھ کانی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ مشتق ہے مسح الارض سے اس واسطے کہ انہوں نے ایک جگہ میں ٹھکانہ نہیں پکڑا اور کسی جگہ اپنا گھر نہیں بنایا اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام مسیح اس واسطے ہے کہ وہ کسی بیمار کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے مگر کہ تندرست ہو جاتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مسح کیے گئے تھے ساتھ دین برکت کے مسح کیا تھا ان کو زکریا علیہ السلام نے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ خوبصورت تھے۔

فائدہ: اور اصل کہل کے معنی ہیں، بڑھاپا اور یہ تفسیر ہے ساتھ معنی لازم کے اس واسطے کہ بڑھاپے میں اکثر اوقات آرام اور چین ہوتا ہے۔

فائدہ: اور یہی قول ہے جمہور کا کہ اکمہ وہ ہے جو مادر زاد اندھا ہو طبری نے کہا اور یہی مناسب ہے ساتھ تفسیر آیت کے اس واسطے کہ یہی (یعنی مادر زاد اندھا ہونا) ایسی لاعلاج بیماری ہے جس کے علاج کا کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا اور

آیت چلائی گئی ہے واسطے بیان معجزے عیسیٰ علیہ السلام کے سو اشبہ یہ ہے کہ اکمہ اس معنی پر محمول ہوتا کہ وہ ابلغ ہیچ ثابت کرنے معجزے کے۔(فتح)

۳۱۷۹ ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَّلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نِسَآءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَآءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ أَحْنَاهُ عَلٰى طِفْلٍ وَّأَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَلٰى إِثْرِ ذٰلِكَ وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِيْرًا قَطُّ تَابَعَهُ ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَإِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۳۱۷۹۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر مردوں سے بہت لوگ کمال کو پہنچے اور عورتوں سے مریم علیہا السلام عمران علیہ السلام کی بیٹی اور آسیہ علیہا السلام فرعون کی عورت کے سوا کوئی عورت کمال کو نہیں پہنچی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش کی عورتیں بہتر ہیں ان عورتوں میں جو اونٹ کی سواری کرتیں تھیں یعنی سب عورتوں میں قریش کی عورتیں بہتر ہیں نہایت مہربان چھوٹے لڑکوں پر اور بڑی نگہبان اپنے خاوندوں کے مال کیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے کہتے تھے کہ مریم علیہا السلام عمران علیہ السلام کی بیٹی اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئیں۔

فائدہ: قرطبی نے کہا کہ یہ تفضیل ہے واسطے عورتوں قریش کے خاص عرب کی عورتوں پر اس واسطے کہ اونٹ والی اکثر اوقات وہی ہیں اور یہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مریم علیہا السلام اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئیں تو یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ مریم علیہا السلام اس تفضیل میں داخل نہیں بلکہ وہ خاص ہے ان عورتوں کے جو اونٹ کی سواری کرتی ہیں اور شاید اس کی مراد یہ ہے کہ مریم علیہا السلام سب عورتوں سے افضل ہیں مطلق اور جو فضیلت کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں وارد ہوئی ہے وہ بہ نسبت تمام عورتوں کے ہے مگر جس کو نبیہ کہا گیا ہے سو اگر ثابت ہو عورت کے حق میں کہ وہ نبیہ ہے تو وہ خارج ہے ساتھ شرع کے اس واسطے کہ درجہ نبوت کے بعد کوئی چیز نہیں اور اگر کسی کے حق میں

نبوت ثابت نہ ہوتو جو ان کو نکالتا ہے وہ کسی دلیل خاص کا محتاج نہیں واسطے ہر ایک کے ان میں سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَآمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلَاثَةٌ انْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ إِنَّمَا اللّٰهُ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحَانَهٗ أَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾ قَالَ أَبُوْ عُبَيْدٍ كَلِمَتُهٗ كُنْ فَكَانَ وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿وَرُوْحٌ مِّنْهُ﴾ أَحْيَاهُ فَجَعَلَهٗ رُوْحًا ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلَاثَةٌ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اے کتاب والوں مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں وکیلا تک۔ ابو عبید نے کہا کہ مراد اللہ کے کلمے سے کن ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہو جا پس ہو گیا اور اس کے غیر نے کہا کہ روح منہ کے معنی یہ ہیں کہ زندہ کیا اس کو سو کیا اس کو جاندار اور مت کہو کہ وہ تین اللہ ہیں۔

فائدہ: صواب اس آیت میں قل یا اهل الكتاب ہے یعنی قولہ کے بدلے قل ہے۔

۳۱۸۰ ۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ جُنَادَةُ بْنُ أَبِيْ أُمَيَّةَ عَنْ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَأَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَكَلِمَتُهٗ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ قَالَ الْوَلِيْدُ حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ عَنْ عُمَيْرٍ عَنْ جُنَادَةَ وَزَادَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ أَيِّهَا شَاءَ.

۳۱۸۰ ۔ عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو گواہی دے اس بات کی کہ سوائے اللہ کے کوئی لائق بندگی کے نہیں اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے ہیں اور اللہ کے پیغمبر ہیں اور گواہی دے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے ہیں اور اللہ کے پیغمبر اور اللہ تعالیٰ کی بات سے بنے ہیں جو مریم علیہا السلام کی طرف ڈالی گئی تھی یعنی صرف اللہ کے حکم سے بنے اور ان کا کوئی باپ نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بنائے روح ہیں اور گواہی دی کہ بہشت اور دوزخ سچ سچ ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو بہشت میں لے جائے گا گو کیسے ہی اس کے کام ہوں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بہشت کے آٹھوں دروازوں سے جس سے چاہے۔

فائدہ: قرطبی نے کہا کہ مقصود اس حدیث سے تنبیہ ہے اس چیز پر جو واقع ہوئی ہے واسطے نصاری کے گمراہی سے بیچ حق عیسیٰ علیہ السلام کے اور اس کی ماں کے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے جو کچھ کہ سکھایا جائے نصرانی جبکہ مسلمان ہو اور نووی نے کہا کہ یہ جامع تر ان حدیثوں کی ہے جو شامل ہیں عقائد پر اس واسطے کہ تحقیق جمع کی ہے اس میں وہ چیز کہ خارج ہوتے ہیں اس سے تمام مذاہب کفر کے بنا پر مختلف ہونے عقائد ان کے اور تباعد ان کے اور اس کے غیر نے کہا کہ بیچ ذکر عیسیٰ علیہ السلام کے تعریض ہے ساتھ نصاری کے اور خبر دار کرنا ہے اس طرح کہ ایمان ان کا ساتھ قول تثلیث کے محض شرک ہے اور اسی طرح قول آپ کا کہ بندہ اس کا اور بیچ ذکر کرنے رسالت عیسیٰ علیہ السلام کے تعریض ہے ساتھ یہود کے کہ وہ اس کی پیغمبری سے انکار کرتے ہیں اور عیب لگاتے ہیں اس کو ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس سے پاک ہیں اور اسی طرح ماں ان کی اور یہ جو کہا کہ اس کی لونڈی کا بیٹا ہے تو یہ تعظیم ہے واسطے ان کے اور اسی طرح نام رکھنا ان کا روح اور وصف کرنا ان کا روح اس طرح کہ وہ اس سے ہے یعنی کائن ہے اس سے اور یہ جو کہا کہ کلمۃ تو یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ وہ اللہ کی حجت ہے اس کے بندوں پر کہ پیدا کیا اس کو بغیر باپ کے اور کلام کرایا اس سے اپنے غیر وقت میں اور زندہ کیا مردوں کو اس کے ہاتھ پر اور بعض کہتے ہیں کہ نام رکھا گیا ان کا کلمۃ اللہ اس واسطے کہ پیدا کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ قول اپنے کن کے سو جب کہ تھا ساتھ کلام اس کی کے نام رکھا گیا ساتھ اس کے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ اس نے لڑکپن میں کلام کیا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اوپر نام رکھنا اس کا روح پس اس واسطے کہ قدرت دی ہے ان کو اوپر زندہ کرنے مردوں کے اور بعض کہتے ہیں واسطے ہونے اس کے کے جاندار کہ پایا گیا بغیر خبر جاندار کے اور یہ جو کہا کہ داخل کرے گا اللہ اس کو بہشت کے آٹھوں دروازوں سے جس سے چاہے تو یہ تقاضا کرتا ہے دخول اس کے کو بہشت میں اور اختیار اس کے کو بیچ دخول کے اس کے دروازوں سے اور یہ برخلاف حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہے جو بدء الخلق میں گزر چکی ہے اس واسطے کہ تحقیق وہ تقاضا کرتی ہے کہ بہشت میں ہر داخل ہونے والے کے واسطے ایک دروازہ معین ہے جس سے وہ داخل ہوگا اور دونوں کے درمیاں تطبیق یوں ہے کہ وہ اصل میں اختیار دیا گیا ہے لیکن وہ دیکھے گا کہ جس دروازے کے ساتھ وہ خاص ہے وہ افضل ہے اس کے حق میں سو وہ اسی کو اختیار کرے گا سو داخل ہوگا اس میں اختیار سے نہ مجبور اور نہ ممنوع داخل ہونے سے غیر سے میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ فاعل شاء کا اللہ ہو یعنی اللہ توفیق دیتا ہے اس کو واسطے عمل کے کہ داخل کرے اس کو ساتھ رحمت اپنی کے اس دروازے سے جو تیار کیا گیا ہے واسطے عامل اس عمل کے اور تحقیق گزر چکا ہے کلام اس چیز پر جو مطلق ہے ساتھ دخول موحدین کے بہشت میں بیچ کتاب ایمان کے کہ اس کو دہرانے کی کچھ حاجت نہیں اور یہ جو کہا کہ کیسے ہی اس کے کام ہوں یعنی نیک کام ہوں یا بد لیکن اہل توحید ضرور بہشت میں داخل ہوں گے اور احتمال ہے کہ یہ معنی ہوں کہ داخل ہوں گے بہشتی بہشت میں باعتبار اعمال ہر ایک کے ان میں سے درجات میں سے اور بیضاوی نے کہا کہ

حضرت ﷺ کے اس قول میں کہ اس کے عمل کیسے ہی ہوں دلیل ہے معتزلوں پر دو وجہ سے دعوی ان کا یہ ہے گنہگار ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور جو توبہ نہ کرے واجب ہے داخل ہونا اس کا آگ میں اس واسطے کہ قول آپ کا علی ما کان من العمل حال ہے قول آپ کے سے کہ اللہ اس کو بہشت میں داخل کرے گا اور عمل اس وقت غیر حاصل ہے اور نہیں مقصود ہے یہ اس کے حق میں جو توبہ سے پہلے مر جائے مگر جبکہ داخل کیا جائے گا بہشت میں بغیر سزا کے اور اوپر جو ثابت ہو چکا ہے لازم احادیث شفاعت سے بعض گنہگار عذاب کیے جائیں گے پھر نکالے جائیں گے تو خاص کیا جائے گا ساتھ اس کے یہ عموم نہیں تو تمام امید کے تلے ہیں جیسے کہ وہ خوف کے تلے ہیں اور یہی معنی ہیں اہل سنت کے قول کے کہ وہ مشیت میں ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللهِ ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا﴾ نَبَذْنَاهُ أَلْقَيْنَاهُ اعْتَزَلَتْ ﴿شَرْقِيًّا﴾ مِمَّا يَلِي الشَّرْقَ ﴿فَأَجَآءَهَا﴾ أَفْعَلْتُ مِنْ جِئْتُ وَيُقَالُ أَلْجَأَهَا اضْطَرَّهَا ﴿تَسَّاقَطْ﴾ تَسْقُطْ ﴿قَصِيًّا﴾ قَاصِيًا ﴿فَرِيًّا﴾ عَظِيمًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿نِسْيًا﴾ لَمْ أَكُنْ شَيْئًا وَقَالَ غَيْرُهُ النِّسْيُ الْحَقِيرُ وَقَالَ أَبُو وَائِلٍ عَلِمَتْ مَرْيَمُ أَنَّ التَّقِيَّ ذُو نُهْيَةٍ حِينَ قَالَتْ ﴿إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا﴾ قَالَ وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَآئِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ ﴿سَرِيًّا﴾ نَهَرٌ صَغِيرٌ بِالسُّرْيَانِيَّةِ.

باب ہے مریم علیہا السلام کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یاد کر مریم علیہا السلام کو جب کنارے ہوئی اپنے لوگوں سے نَبَذْنَاهُ کے معنی ہیں ڈالا ہم نے اس کو اور شَرْقِيًّا کے معنی ہیں جو بیت المقدس سے مشرق کی طرف تھا یا اس کے گھر سے فَأَجَآءَهَا افعال ہے جِئْتُ سے یعنی ثلاثی مزید اس باب کا ہے اور بعض کہتے ہیں مضطرا اور بے قرار کیا اس کو اور تَسَّاقَطْ کے معنی ہیں گرنے کے اور قصیا کے معنی ہیں قَاصِيًا یعنی دور مکان میں یعنی اس آیت میں مکانا قصیا اور فَرِيًّا کے معنی ہیں عظیم یعنی اس آیت میں لقد جئت شیاء فریا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نسیا کے معنی ہیں کہ میں کچھ چیز نہ ہوتی اور نہ پیدا ہوتی یعنی اس آیت میں و کنت نسیا منسیا اور اس کے غیر نے کہا نسی حقیر چیز ہے یعنی بے قدر اور ابو وائل نے کہا کہ معلوم کیا مریم علیہا السلام نے کہ تقی عقلمند کو کہتے ہیں جب کہ اس نے کہا کہ اگر ہے تو تقی اور کہا وکیع نے اسرائیل سے روایت کی ہے ابو اسحاق نے اس نے براء رضی اللہ عنہ سے کہ سریا سریانی میں چھوٹی نہر کو کہتے ہیں۔

۳۱۸۱ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا

۳۱۸۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں بولا لڑکا جھولی

جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ عِيْسٰى وَكَانَ فِي بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ جُرَيْجٌ كَانَ يُصَلِّيْ جَاءَتْهُ أُمُّهُ فَدَعَتْهُ فَقَالَ أُجِيْبُهَا أَوْ أُصَلِّيْ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهُ وُجُوْهَ الْمُوْمِسَاتِ وَكَانَ جُرَيْجٌ فِيْ صَوْمَعَتِهِ فَتَعَرَّضَتْ لَهُ امْرَأَةٌ وَكَلَّمَتْهُ فَأَبٰى فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ مِنْ جُرَيْجٍ فَأَتَوْهُ فَكَسَرُوْا صَوْمَعَتَهُ وَأَنْزَلُوْهُ وَسَبُّوْهُ فَتَوَضَّأَ وَصَلّٰى ثُمَّ أَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ مَنْ أَبُوْكَ يَا غُلَامُ قَالَ الرَّاعِيْ قَالُوْا نَبْنِيْ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ طِيْنٍ وَكَانَتِ امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنًا لَهَا مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ رَاكِبٌ ذُوْ شَارَةٍ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَهُ فَتَرَكَ ثَدْيَهَا وَأَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى ثَدْيِهَا يَمَصُّهُ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَصُّ إِصْبَعَهُ ثُمَّ مُرَّ بِأَمَةٍ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَ هٰذِهِ فَتَرَكَ ثَدْيَهَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا فَقَالَتْ لِمَ ذَاكَ فَقَالَ الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ وَهٰذِهِ الْأَمَةُ يَقُوْلُوْنَ سَرَقْتِ

اور گود میں سوائے تین لڑکوں کے ایک عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرا بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا اس کو لوگ جریج کہتے ہیں نماز پڑھتا تھا اس کی ماں آئی تو اس نے جریج کو بلایا تو جریج نے کہا کہ میں ماں کو جواب دوں یا نماز پڑھوں اور ایک روایت میں ہے کہ اے میرے رب! میری ماں پکارتی ہے اور میں نماز ہی میں ہوں سو وہ اپنی نماز ہی میں متوجہ رہا تو اس کی ماں پھر گئی جب دوسرا دن ہوا تو اس کی ماں اس کے پاس آئی اور وہ نماز میں تھا سو اس نے پکارا کہ اے جریج! تو اس نے کہا کہ اے میرے رب! میری ماں پکارتی ہے اور میں نماز میں ہوں تو وہ نماز ہی میں متوجہ رہا تو اس کی ماں پلٹ آئی جب تیسرا دن ہوا تو اس کی ماں پھر آئی سو اس نے پکارا کہ اے جریج تو اس نے کہا کہ اے رب میری ماں پکارتی ہے اور میں نماز میں ہوں سو وہ اپنی نماز میں متوجہ رہا تو اس کی ماں ناراض ہوئی تو اس کی ماں نے کہا کہ الٰہی! یہ اس وقت تک نہ مرے جب تک بدکار عورت کا منہ نہ دیکھ لے اور جریج اپنے عبادت خانے میں تھا سو ایک عورت اس کے سامنے آئی اور اس سے کلام کیا تو جریج نے نہ مانا تو وہ ریوڑ چرانے والے کے پاس آئی سو اس عورت نے اس کو اپنی ذات پر قادر کیا اور ایک روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل نے آپس میں جریج کی عبادت کا ذکر کیا تو کہا ایک بدکار عورت نے ان میں سے کہ اگر تم چاہو تو میں جریج کو بلا میں گرفتار کروں انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں تو وہ اس کے سامنے آئی اس نے اس کی طرف التفات نہ کیا پھر ایک چرواہے کے پاس آئی اور وہ اس کے عبادت خانے کے پاس ٹھہرتا تھا سو وہ لڑکا جنی تو کسی نے کہا کہ یہ لڑکا کس کے نطفے سے ہے اس نے کہا کہ جریج کے نطفے سے ہے

زَنيَتِ وَلَمْ تَفْعَلْ.

تو لوگ اس کے پاس آئے سو اس کا عبادت خانہ توڑ ڈالا اور عبادت خانے سے اتارا اور برا کہا یعنی اور اس کی گردن میں رسی ڈال کر اس کو لوگوں میں گھمایا تو جریج نے کہا کہ کیا حال ہے تمہارا یعنی مجھ کو کیوں مارتے ہو سو انہوں نے کہا کہ تو نے اس عورت سے زنا کیا سو وہ تیرے سے نطفے لڑکا جنی تو اس نے کہا کہ وہ لڑکا کہاں ہے سو وہ اس کو لے آئی تو جریج نے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر لڑکے کے پاس آیا اور کہا کہ اے لڑکے تیرا باپ کون ہے لڑکے نے کہا کہ فلانا چرانے والا سو لوگ جریج پر جھکے اور اس کو چومنے چاٹنے لگے اور کہا کہ ہم تیرے واسطے سونے کا عبادت خانہ بناتے ہیں جریج نے کہا کہ نہیں اسی طرح مٹی کا بنا دو جیسے آگے تھا اور تیسرا یہ کہ بنی اسرائیل سے ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلاتی تھی تو ایک مرد نکلا سنہری پوشاک والا سو اس کی ماں نے کہا کہ الٰہی میرے بیٹے کو اس مرد کے برابر کر دینا تو لڑکے نے اس کی چھاتی چھوڑ دی اور سوار کی طرف متوجہ ہوا سو کہا کہ الٰہی مجھ کو ایسا نہ کرنا پھر اپنی ماں کی چھاتی پر جھک کر دودھ پینے لگا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جیسے میں دیکھتا ہوں طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اپنی انگلی چوستے تھے یعنی اس لڑکے کے دودھ پینے کی نقل کرتے تھے پھر لوگ ایک لونڈی کو لے کر نکلے اور اس کو مارتے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے حرام کیا تو اس لڑکے کی ماں نے کہا کہ الٰہی میرے بیٹے کو اس لونڈی کے برابر نہ کرنا تو اس لڑکے نے دودھ پینا چھوڑا اور اس لونڈی کی طرف دیکھا سو کہا کہ اے الٰہی مجھ کو ایسا ہی کرنا تو اس لڑکے کی ماں نے کہا کہ تو نے یہ کیوں کہا تو لڑکے نے کہا کہ سوار ایک ظالم تھا ظالموں سے اور اس لونڈی کو کہتے ہیں تو نے زنا کیا تو نے

چوری کی اور حالانکہ اس نے حرام کاری اور چوری نہیں کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہیں بولے جھولی میں مگر تین لڑکے اور بعض روایتوں میں سے ہے کہ یوسف علیہ السلام کے شاہد نے بھی شیرخوارگی میں کلام کیا اور فرعون کی بیٹی کی کنگھی کرنے والی عورت کے لڑکے نے بھی شیرخوارگی میں کلام کیا جبکہ فرعون نے چاہا کہ اس کی ماں کو آگ میں ڈالے تو اس نے کہا کہ اے میری ماں صبر کر بیشک تو حق پر ہے اس بنا پر اس کے پانچ لڑکے ہوئے اور اصحاب اخدود کے قصے میں ہے کہ ایک عورت لائی گئی تا کہ آگ میں ڈالی جائے یا اپنے دین سے پھرے تو وہ پیچھے ہٹی تو اس کی گود میں ایک لڑکا شیرخوار تھا اس نے کہا کہ اے ماں صبر کر بیشک تو حق پر ہے اور ضحاک نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ یحییٰ علیہ السلام نے بھی شیرخوارگی میں کلام کیا تھا اس بنا پر اس کے سات لڑکے ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی گود میں کلام کیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شیرخوارگی میں کلام کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مبارک یمامہ نے کلام کیا اور یوسف علیہ السلام کے شاہد میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ شیرخوار تھا اور بعض کہتے ہیں کہ داڑھی والا اور ایک روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک سوداگر تھا کبھی فائدہ پاتا تھا اور کبھی گھاٹا سو اس نے کہا کہ اس سوداگری میں خیر نہیں البتہ میں ایسی سوداگری ڈھونڈتا ہوں جو اس سے بہتر ہے تو اس نے ایک عبادت خانہ بنایا اور اس میں گوشہ گیری اختیار کی اور اس کا نام جریج تھا سو اس نے دلالت کی کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تھا اور اس کے تابعداروں میں تھا اس واسطے کہ گوشہ گیری انہوں نے ابھی نکالی تھی اور یہ جو کہا کہ الٰہی میری ماں پکارتی ہے اور میں نماز میں ہوں تو یہ محمول ہے اس پر کہ یہ اس نے اپنے جی میں کہا تھا اور احتمال ہے کہ زبان سے کلام کیا ہو اس واسطے کہ کلام ان کے نزدیک مباح تھی اور اسی طرح ابتدا اسلام میں اور ایک روایت میں ہے کہ اگر جریج عالم ہوتا تو البتہ جانتا کہ ماں کو جواب دینا اولیٰ ہے نماز سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ واجب ہے مقدم کرنا اجابت ماں کا فعل نماز پر اس واسطے کہ نماز میں بدستور رہنا نفل ہے اور ماں کو جواب دینا اور اس کے ساتھ نیکی کرنا واجب ہے اور ظاہر یہ ہے کہ تحقیق تھی وہ مشتاق طرف اس کے سو ملاقات کرتی تھی ساتھ اس کے اور قناعت کرتی ساتھ دیکھنے اس کے اور کلام اس کی کے اور شاید اس نے سوائے اس کے نہیں کہ نہ تخفیف کی نماز میں تا کہ جواب دے اس کو اس واسطے کہ اس نے خوف کیا کہ ٹوٹ جائے خشوع اس کا اور نماز کے بیان میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر جریج فقیہ ہوتا تو البتہ جانتا کہ ماں کو جواب دینا بہتر ہے اپنے رب کی عبادت سے اور اگر اپنے اطلاق پر محمول ہو تو سمجھا جاتا ہے اس سے جواز قطع نماز کا مطلق واسطے جواب دینے آواز ماں کے نفل نماز ہو یا فرض اور یہ ایک وجہ ہے شافعی کے مذہب میں اور اصح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ اگر نفل نماز ہو اور معلوم کرے ایذا والد کا ساتھ ترک جواب کے تو واجب ہے جواب دینا نہیں تو نہیں اور اگر نماز فرض ہو اور وقت تنگ ہو تو نہیں واجب ہے اجابت اور اگر وقت تنگ نہ ہو تو واجب ہے نزدیک امام الحرمین کے اور مخالفت کی

ہے اس کی غیر اس کے نے اس واسطے کہ وہ شروع سے لازم ہو جاتی ہے اور مالکیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اجابت والد کی نفل نماز میں افضل ہے درازی سے بیچ اس کے اور قاضی ابوالولید نے حکایت کی ہے کہ یہ خاص ہے ساتھ ماں کے سوائے باپ کے اور قائل ہے ساتھ اس کے مکحول اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے سوا کسی نے سلف سے یہ بات نہیں کہی اور نیز اس حدیث میں عظمت نیکی والدین کی ہے اور جواب پکارنے ان کے کا اگرچہ اولا د معذور ہو لیکن مختلف ہوتا ہے اس میں حال باعتبار مقاصد کے اور اس میں نرمی کرنی ہے ساتھ تابع کے جبکہ واقع ہو اس سے وہ چیز جو تقاضا کرے ادب دینے کو اس واسطے کہ ماں جریج کی نے باوجود ناراض ہونے کے نہ بددعا کی اس پر مگر ساتھ اس چیز کے بددعا کی ساتھ اس کے خاص کر اور اگر اس کو نرمی نہ ہوتی تو البتہ دعا کرتی اس پر ساتھ واقع ہونے فاحشہ کے یا قتل کے اور یہ کہ جو اللہ کے ساتھ صدق رکھتا ہو اس کو فتنے ضرر نہیں کرتے اور اس میں قوت یقین جریج کی ہے اور صحت امید اس کی اس واسطے کہ اس نے بچے سے کلام کرانا چاہا باوجود یہ کہ عادت میں لڑکا کلام نہیں کرتا اور یہ کہ اللہ گردانتا ہے واسطے اپنے دوستوں کے مخرج نزدیک مبتلا ہونے ان کے اور سوائے اس کے نہیں کہ متاخر ہوتا ہے یہ ان کے بعضوں سے بعض اوقات میں واسطے تہذیب کے اور زیادتی کے ثواب میں اور اس میں ثابت کرنا کرامتوں کا ہے واسطے اولیاء کے اور واقع ہونا کرامت کا واسطے ان کے اپنے اختیار سے اور طلب سے اور ابن بطال نے کہا کہ جریج پیغمبر تھا تو یہ معجزہ ہوگا اور یہ کہ جائز ہے اختیار کرنی سخت عبادت واسطے اس شخص کے جو جانے اپنے جی میں قوت کو اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعضوں نے کہ بنی اسرائیل کی شرع میں یہ بات تھی کہ تصدیق کی جاتی تھی عورت کی اس چیز میں کہ دعویٰ کرے مردوں پر صحبت سے اور لاحق کیا جاتا تھا ساتھ اس کے بچہ اور نہیں فائدہ دیتا تھا مرد کو انکار اور اس میں ہے کہ مرتکب فاحشہ کا نہیں باقی رہتی واسطے اس کے حرمت اور استدلال کیا ہے بعض مالکیہ نے ساتھ قول جریج کے کہ اے لڑکے تیرا باپ کون ہے اس طرح کہ جو کسی عورت سے زنا کرے اور وہ لڑکی جنے تو نہیں حلال ہے اس زانی کو نکاح کرنا اس لڑکی سے برخلاف شافعیہ کے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ جریج نے اس لڑکے کو زانی کی طرف منسوب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت تصدیق کی کہ برخلاف عادت کے لڑکے سے اس کی گواہی دلائی کہ میرا باپ فلانا چرانے والا ہے سو ہوگی یہ نسبت صحیح پس لازم آئے گا کہ یہ جاری ہونا درمیان ان کے احکام باپ بیٹے کے سوائے توراث اور ولاء کے اور یہ کہ وضو اس امت کے ساتھ خاص نہیں اور سوائے اس کے نہیں جو اس کے ساتھ خاص ہے وہ پانچ کلیان ہونا ہے۔(فتح)

۳۱۸۲ ۔ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ وَّحَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ

۳۱۸۲۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں معراج کی رات میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا سو تعریف کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سو ناگہاں وہ دراز قد سید ھے

قَالَ أَخْبَرَنِی سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ لَقِيتُ مُوسٰى قَالَ فَنَعَتَهُ فَإِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُهُ قَالَ مُضْطَرِبٌ رَّجِلُ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْئَةَ قَالَ وَلَقِيتُ عِيسٰى فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَبْعَةٌ أَحْمَرُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ يَّعْنِي الْحَمَّامَ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِهٖ بِهٖ قَالَ وَأُتِيتُ بِإِنَائَيْنِ أَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَّالْآخَرُ فِيهِ خَمْرٌ فَقِيلَ لِيْ خُذْ أَيَّهُمَا شِئْتَ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ فَقِيلَ لِيْ هُدِيتَ الْفِطْرَةَ أَوْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ.

بال والے ہیں جیسے قوم شنوءہ کے مرد اور میں عیسیٰ علیہ السلام سے ملا سو تعریف کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سو فرمایا کہ میانہ قد سرخ رنگ ہیں جیسے وہ حمام سے نکلا اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور میں اس کی اولاد میں اس سے زیادہ تر مشابہ ہوں اور میرے سامنے دو پیالے آئے ایک پیالے میں دودھ تھا اور ایک میں شراب تو مجھے کہا گیا کہ لے جس کو چاہے دونوں میں سے تو میں نے دودھ کا پیالہ لیا سو میں نے اس کو پیا تو مجھے حکم ہوا کہ آپ نے پیدائشی دین پایا خبردار ہو اگر آپ شراب کو پیتے تو البتہ آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

۳۱۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عِيسٰى وَمُوسٰى وَإِبْرَاهِيمَ فَأَمَّا عِيسٰى فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيضُ الصَّدْرِ وَأَمَّا مُوسٰى فَآدَمُ جَسِيمٌ سَبْطٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِّجَالِ الزُّطِّ.

۳۱۸۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا سو عیسیٰ علیہ السلام تو سرخ رنگ گھنگرالے بال والا سینہ کشادہ ہے اور موسیٰ علیہ السلام تو گندم گون جسیم سیدھے بال والا ہے جیسے زط کی قوم کے مرد۔

فائدہ: مراد جسیم سے اس حدیث میں زیادتی ہے طول میں یعنی لمبے قد تھے اور ایک روایت میں موسیٰ علیہ السلام کے حق میں جعد کا لفظ واقع ہوا ہے تو مراد اس سے جعودت بدن کی ہے اور وہ پر گوشت ہونا اس کا ہے اور اجتماع اس کا نہ جعودت بالوں کے واسطے کہ آیا ہے کہ ان کے بال سیدھے تھے (فتح) اور زط ایک قوم کا نام ہے ہنود سے کہ وہ دراز قد ہوتے ہیں اور دبلے پتلے ہوتے ہیں۔

٣١٨٤ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى عَنْ نَّافِعٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَيِ النَّاسِ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ أَلَا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ وَّأَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ كَأَحْسَنِ مَا يُرٰى مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهٗ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعَرِ يَقْطُرُ رَأْسُهٗ مَآءً وَّاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ رَأَيْتُ رَجُلًا وَّرَآءَهٗ جَعْدًا قَطِطًا أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ بِابْنِ قَطَنٍ وَّاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلٍ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ تَابَعَهٗ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ.

۳۱۸۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان بیٹھے تھے سو دجال کو ذکر کیا سو فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ کانا نہیں خبردار ہو کہ بے شک مسیح دجال داہنی آنکھ سے کانا ہے اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور اور مجھے خواب میں ایک رات معلوم ہوا کہ میں کعبے کے پاس ہوں تو میں نے ایک مرد دیکھا گندمی رنگ جیسے کہ تو نے بہت اچھے گندمی رنگ مرد دیکھے ہوں اس کے سر کے بال اس کے کندھوں تک پہنچتے ہیں اس نے بالوں میں کنگھی کی ہے اس کے سر سے پانی ٹپکتا ہے دو مردوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اور وہ شخص خانے کعبے کا طواف کرتا ہے سو میں نے کہا کہ یہ کون شخص ہے؟ تو کسی نے کہا یہ مسیح مریم کا بیٹا ہے پھر میں نے ان کے پیچھے ایک اور مرد دیکھا نہایت ہی گھنگرالے بال والا دائیں آنکھ سے کانا جیسے کہ میرے دیکھے لوگوں سے دجال سے زیادہ تر مشابہ ابن قطن ہے ایک مرد کے مونڈھے پر دونوں ہاتھ رکھے بیت اللہ کا طواف کرتا ہے سو میں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں عیسیٰ علیہ السلام کی صفت میں یہ آیا ہے کہ گندم گون سیدھے بال والا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ گھنگرالے بال والا اور جعد ضد ہے سبط کی سو ممکن ہے کہ تطبیق دی جائے درمیان ان کے ساتھ اس کے کہ ان کے بال سیدھے ہیں اور وصف ان کی ساتھ جعودت کے جسم میں ہے نہ بالوں میں اور مراد ساتھ اس کے اجتماع اور اکٹھا ہونا اس کا ہے اور یہ اختلاف نظیر اس اختلاف کی ہے کہ وہ گندم گون ہیں یا سرخ رنگ اور احمر عرب کے نزدیک نہایت سفید ہے ساتھ سرخی کے اور آدم علیہ السلام اسمر ہیں یعنی گندم گون اور ممکن ہے کہ تطبیق دی جائے درمیان دونوں وصفوں کے اس طرح کہ سرخ ہے رنگ اس کا کسی سبب سے مانند تعب کے اور اصل میں گندم گون ہیں۔ (فتح)

٣١٨٥ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي

۳۱۸۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں کہ وہ سرخ رنگ

الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعِيسٰى أَحْمَرُ وَلٰكِنْ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطِفُ رَأْسُهُ مَاءً أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا ابْنُ مَرْيَمَ فَذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ عَيْنِهِ الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا هٰذَا الدَّجَّالُ وَأَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ رَجُلٌ مِّنْ خُزَاعَةَ هَلَكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

ہے لیکن فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں خواب میں کعبے کا طواف کرتا تھا سو اچانک میں نے ایک مرد دیکھا گندم گوں سیدھے بال والا دو مردوں کے مونڈھوں پر تکیہ دے کر چلتا ہے اس کے سر سے پانی ٹپکتا ہے یا یوں فرمایا کہ اس کے سر سے پانی گرتا ہے سو میں نے کہا کہ یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ یہ مریم علیہا السلام کے بیٹے ہیں پھر میں نے مڑ کر دیکھا تو ناگہاں ایک مرد ہے سرخ رنگ جسیم گھنگرالے بال والا داہنی آنکھ کا کانا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور سو میں نے کہا کہ یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ یہ مسیح دجال ہے اور میرے دیکھے لوگوں میں دجال سے زیادہ تر مشابہ ابن قطن ہے زہری نے کہا کہ ابن قطن ایک مرد کا نام ہے خزاعہ کی قوم سے جو جاہلیت میں ہلاک ہوا تھا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جس حالت میں کہ میں خانے کعبے کا طواف کرتا تھا تو یہ دلالت کرتا ہے کہ دیکھنا حضرت ﷺ کا پیغمبروں کو اس بار میں غیر اس بار کے ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پہلے گزر چکی ہے اس واسطے کہ تحقیق وہ معراج کی رات میں تھا اگرچہ معراج کے حق میں کہا گیا ہے کہ وہ سب خواب میں تھا لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ بیداری میں تھا اور بعض کہتے ہیں کہ دو بار یا کئی بار ہے کماسیاتی فی مکانہ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے معراج کی رات اپنا قدم بیت المقدس میں رکھا جہاں اگلے پیغمبر اپنا قدم رکھتے تو میرے سامنے لائے گئے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام الحدیث اور عیاض نے کہا کہ ان حدیثوں میں جو مذکور ہے کہ حضرت ﷺ نے پیغمبروں کو دیکھا سو اگر یہ خواب میں ہو تو اس میں کچھ اعتراض نہیں اور اگر بیداری میں ہو تو اس میں اشکال ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اپر موسیٰ علیہ السلام سو مرد گندم گوں سرخ رنگ سرخ اونٹ پر سوار ہیں جیسے کہ میں ان کو دیکھتا ہوں جبکہ نالے میں اترتے ہیں پس یہ حدیث زیادہ کرتی ہے اشکال کو اور علماء نے اس کے کئی جواب دیے ہیں ایک یہ کہ پیغمبر افضل ہیں شہیدوں سے اور شہید زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سو اسی طرح پیغمبر بھی زندہ ہیں سو نہیں بعید ہے کہ حج کریں اور نماز پڑھیں اور قرابت چاہیں طرف اللہ کے ساتھ اس چیز کے کہ کر سکیں جب تک کہ دنیا باقی ہے اور وہ تکلیف کا گھر ہے دوسرا یہ کہ حضرت ﷺ کو ان کا وہ حال دکھایا گیا جس پر وہ اپنی زندگی میں تھے پس صورت بنائی گئی ان کی واسطے حضرت ﷺ کہ کس طرح تھے اور کس طرح حج کرتے تھے اس واسطے فرمایا کانی انظر الیہ تیسرا یہ کہ خبر دی حضرت ﷺ نے ساتھ اس

چیز کے کہ وحی کی گئی طرف آپ ﷺ کے امران کے سے اور جو کچھ کہ تھا ان سے اور تحقیق جمع کی ہے بیہقی نے ایک کتاب لطیف بیچ حق زندگی پیغمبروں کی اپنی قبروں میں اور وارد کی اس نے اس میں حدیث انس رضی اللہ عنہ کی کہ پیغمبر اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے پیغمبروں سے بیت المقدس میں ملاقات کی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ان سے آسمانوں میں ملاقات کی سو ان میں تطبیق یوں ہے کہ پہلے حضرت ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا پھر حضرت ﷺ سب پیغمبروں سمیت آسمانوں پر اٹھائے گئے تو حضرت ﷺ ان کو آسمانوں میں ملے پھر آسمان سے اتر کر بیت المقدس میں جمع ہوئے اور حضرت ﷺ نے ان کی امامت کی اور مختلف اوقات میں ان کے نماز پڑھنے کو عقل بھی رد نہیں کرتی اور ثابت ہو چکا ہے یہ ساتھ نقل کے پس دلالت کی اس نے ان کی زندگی پر اور قیاس بھی اس کو قوی کرتا ہے اس واسطے کہ شہید زندہ ہیں ساتھ نص قرآن کے اور پیغمبر افضل ہیں شہیدوں سے اور اس کی شاہد یہ روایت ہے کہ جو درود پڑھے مجھ پر میری قبر کے نزدیک تو میں اس کو سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھے وہ میرے پاس پہنچایا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حرام کیا اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ کہ کھائے بدن پیغمبروں کے اور پیغمبروں کی قبروں میں زندہ ہونے پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ نہیں کوئی مسلمان کہ مجھ پر سلام کرے مگر کہ اللہ تعالیٰ میرے روح کو مجھ پر پھیرتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو سلام کا جواب دوں اور وجہ اشکال کی یہ ہے ظاہر اس کا یہ ہے کہ پھیرنا روح کا طرف بدن کے تقاضا کرتا ہے جدا ہونے اس کی کو بدن سے اور وہ موت ہے اور علماء نے اس کے کئی جواب دیے ہیں ایک یہ کہ مراد روح کے پھرنے سے یہ ہے کہ پھرنا اس کا تھا سابق بعد دفن آپ کے کے نہ یہ کہ کھینچا جاتا ہے پھر پھیرا جاتا ہے پھر کھینچا جاتا ہے پھر پھیرا جاتا ہے اور بر تقدیر تسلیم یہ پھیرنا موت کا نہیں بلکہ اس میں مشقت نہیں یا مراد ساتھ روح کے فرشتہ موکل ہے اور اس میں ایک اور طرح سے اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مستلزم استغراق کل زمانے کو بیچ اس کے کہ کوئی وقت خالی نہ رہے واسطے متصل ہونے درود اور سلام کے اوپر آپ کے زمین کے کناروں میں ان لوگوں سے جو کثرت سے سبب سے شمار نہیں ہو سکتی اور جواب یہ ہے کہ آخرت کے کاموں کو عقل نہیں سمجھ سکتی اور برزخ کا احوال آخرت کے ساتھ مشابہ تر ہے اور یہ جو فرمایا کہ میں نے دجال کو کعبے کا طواف کرتے دیکھا تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دجال مکے مدینے میں داخل نہیں ہوگا تو یہ بیچ زمانے خروج اس کے ہے جبکہ قیامت کے قریب نکلے گا اور نہیں مراد ہے ساتھ اس کے نفی دخول اس کے کی بیچ زمانے ماضی کے۔ (فتح)

٣١٨٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ

٣١٨٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ میں لوگوں میں قریب

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ وَالْأَنْبِيَاءُ أَوْلَادُ عَلَّاتٍ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ.

تر ہوں عیسیٰ علیہ السلام مریم کے بیٹے سے اور پیغمبر علاتی بھائی ہیں میرے اور ان کے درمیان کوئی پیغمبر نہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ قریب تر ہوں عیسیٰ علیہ السلام سے دنیا اور آخرت میں یعنی لوگوں میں حاضر ہوں ساتھ اس کے اور قریب تر ہوں طرف اس کے اس واسطے کہ اس نے بشارت دی ہے کہ میرے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئیں گے اور اگر کوئی کہے کہ یہ حدیث منافی ہے ساتھ اس آیت کے **ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھذا النبی الایة** تو جواب یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان منافات نہیں تا کہ تطبیق کی حاجت ہو تو جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں میں ابراہیم علیہ السلام سے قریب تر ہیں اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیسیٰ علیہ السلام سے بھی قریب تر ہیں وہ تو جہت قوت اقتداء کے سے ساتھ ابراہیم علیہ السلام اور یہ جہت قوت قرب عہد سے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے اور علاتی بھائی وہ ہیں جس کا باپ ایک ہو اور مائیں جدا جدا ہوں اور معنی حدیث کے یہ ہیں کہ ان کے دین کی اصل ایک ہے اور وہ توحید ہے اگرچہ مختلف ہیں فروع شرائع ان کے کے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے زمانے جدا جدا ہیں اور یہ جو فرمایا کہ میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی پیغمبر نہیں تو یہ مانند شاہد کے ہے واسطے قول آپ کے کہ میں لوگوں میں قریب تر ہوں طرف اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی پیغمبر نہیں ہوا اور اس میں نظیر ہے اس واسطے کہ وارد ہوا ہے کہ تین پیغمبر جن کا ذکر ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام کے تابعداروں سے تھے اور یہ کہ جرجلیس اور خالد بن سنان دونوں پیغمبر تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تھے اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث کمزور کرتی ہے اس چیز کو کہ وارد ہوئی ہے اس باب میں اس واسطے کہ یہ حدیث صحیح ہے بغیر تردد کے یا مراد یہ ہے کہ نہیں مبعوث ہوئے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی پیغمبر ساتھ شریعت مستقل کے اور سوائے اس کے نہیں کہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد پیغمبر ہوا وہ پیغمبر ہوا ساتھ برقرار رکھنے شریعت عیسیٰ علیہ السلام کے۔ (فتح)

٣١٨٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَالْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ

٣١٨٧۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں لوگوں میں قریب تر ہوں عیسیٰ علیہ السلام مریم علیہا السلام کے بیٹے سے دنیا اور آخرت میں اور پیغمبر آپس میں علاتی بھائی ہیں ان کی مائیں جدا جدا ہیں اور ان کا دین ایک ہے۔

أُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣١٨٨۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاٰى عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَّسْرِقُ فَقَالَ لَهٗ أَسَرَقْتَ قَالَ كَلَّا وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَقَالَ عِيْسٰى آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ عَيْنِيْ.

۳۱۸۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے ایک مرد کو چوری کرتے تو اس سے کہا کہ کیا تو نے چوری کی سو اس نے کہا کہ نہیں صاحب میں قسم کھاتا ہوں اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں تو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور میں نے اپنی آنکھ کو جھوٹا جانا۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ تصدیق اور تکذیب کے ظاہر حکم ہے نہ باطن حکم کا نہیں تو مشاہدہ اعلیٰ یقین کا ہے اور احتمال ہے کہ اس نے اس کو دیکھا ہو کہ اس نے ایک چیز کی طرف اپنا ہاتھ دراز کیا ہے سو گمان کیا کہ اس نے اسکو لیا ہے پھر جب اس نے قسم کھائی تو عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے گمان سے رجوع کیا اور حق یہ ہے کہ بیشک اللہ تھا اس کے دل میں بزرگ تر اس سے کہ کوئی اس کے ساتھ قسم جھوٹی کھائے تو متردد ہوا امر درمیان تہمت حالف کے اور درمیان تہمت آنکھ اس کی کے تو اس نے تہمت کو اپنی آنکھ کی طرف پھیرا جیسے کہ گمان کیا آدم علیہ السلام نے صدق ابلیس کا جبکہ اس نے قسم کھائی کہ وہ اس کا خیر خواہ ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر ساقط کرنے حدوں کے ساتھ شبہ کے اور اوپر منع قضا کے ساتھ علم کے اور راجح نزدیک مالکیہ اور حنابلہ کے منع اس کا ہے مطلق اور شافعیہ کے نزدیک جواز اس کا ہے مگر حدود میں اور یہ صورت اسی باب سے ہے وسياتي بسطه في كتاب الاحكام۔ (فتح)

٣١٨٩ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا

۳۱۸۸۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہایت بے حد میری تعریف نہ کیا کرو جیسے بے حد تعریف کی نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام مریم علیہا السلام کے بیٹے کی سو میں تو صرف اس کا بندہ ہوں لیکن یوں کہا کرو کہ اس کا بندہ ہے اور اس کا رسول۔

تُطْرُوْنِیْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ.

فائدہ: مراد یہ ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتے ہیں۔

۳۱۹۰ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا صَالِحُ بْنُ حَيٍّ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ قَالَ لِلشَّعْبِيِّ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِیْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَدَّبَ الرَّجُلُ أَمَتَهٗ فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهٗ أَجْرَانِ وَإِذَا آمَنَ بِعِيْسٰى ثُمَّ آمَنَ بِیْ فَلَهٗ أَجْرَانِ وَالْعَبْدُ إِذَا اتَّقٰى رَبَّهٗ وَأَطَاعَ مَوَالِيَهٗ فَلَهٗ أَجْرَانِ.

۳۱۹۰۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مرد اپنی لونڈی کو ادب سکھائے سو بہت اچھی طرح اس کو ادب سکھائے اور اس کو شرع کے احکام بتلائے سو اس کو اچھی طرح تعلیم کرے پھر اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کو دوہرا ثواب ہے اور جب عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے پھر میرے ساتھ ایمان لائے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور غلام جب اپنے اللہ سے ڈرے اور اپنے مالکوں کی فرمانبرداری کرے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی پیغمبر نہیں ہوا۔ (فتح)

۳۱۹۱ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ ﴿ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ ﴾ فَأَوَّلُ مَنْ يُّكْسٰى إِبْرَاهِيْمُ ثُمَّ يُؤْخَذُ بِرِجَالٍ مِّنْ أَصْحَابِیْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُوْلُ أَصْحَابِیْ فَيُقَالُ

۳۱۹۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمع کیے جاؤ گے تم ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ ہوئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ جیسے ہم نے پہلی بار پیدا کیا پھر اس کو دوہرائیں گے وعدہ ہے لازم ہو چکا بیشک ہم ہیں کرنے والے سو پہلے پہل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا پھر کچھ مرد میرے ساتھیوں سے دائیں اور بائیں طرف کھینچے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ یہ میرے ساتھی ہیں تو کہا جائے گا کہ بیشک وہ ہمیشہ رہے مرتد اپنی ایڑیوں پر جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے جدا ہوئے سو میں کہوں گا جیسا

إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَأَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الْفَرَبْرِيُّ ذُكِرَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ قَبِيْصَةَ قَالَ هُمُ الْمُرْتَدُّوْنَ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰى عَهْدِ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَاتَلَهُمْ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

کہ کہا نیک بندے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے کہ میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا پھر تو نے مجھے فوت کر لیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا ان کی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ بندے تیرے ہیں اور اگر ان کو معاف کریں تو تو ہی زبردست حکمت والا اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے مذکور ہے کہ قبیصہ نے کہا کہ وہ مرتد وہ ہیں جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مرتد ہوئے تو لڑائی کی ان سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: مراد قبیصہ کی یہ ہے کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میرے اصحاب یعنی ساتھی ہیں تو یہ قول آپ کا محمول ہے اس پر کہ یہ نسبت باعتبار اس حالت کے ہے کہ مرتد ہونے سے پہلے تھے نہ یہ کہ وہ اسی حال پر مرے اور نہیں شک ہے کہ جو مرتد ہو جائے اس سے صحابی کا نام چھینا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ ایک نسبت ہے شریف اسلامی سو نہ مستحق ہوگا جو مرتد ہو جائے بعد اس کے کہ متصف تھا ساتھ اس کے اور غرض اس حدیث سے یہاں ذکر عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا ہے بیچ قول اللہ کے کہ میں اس سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا۔ (فتح)

بَابُ نُزُوْلِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامِ

باب ہے بیان میں اترنے عیسیٰ علیہ السلام کے یعنی اخیر زمانے میں

۳۱۹۲ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ أَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ

۳۱۹۲۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ عنقریب ہے کہ اترے گے تم میں اے مسلمانوں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے بیٹے حاکم عادل ہو کر سو توڑے گا صلیب کو اور قتل کرے گا سور کو اور موقوف کر دے گا لڑائی کو اور مال کثرت سے پھیل پڑے گا یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا یہاں تک کہ ایک سجدہ بہتر ہوگا تمام دنیا سے اور جو

وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاقْرَؤُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾.

چیز کہ دنیا میں ہے پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے کہ پڑھو تم یہ آیت اگر چاہو کہ کوئی کتاب والوں میں نہیں مگر کہ ایمان لائے گا ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے پہلے مرنے عیسیٰ علیہ السلام کے اور قیامت کے دن ہوگا ان پر گواہ۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اترے گا حاکم ہو کر تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اترے گا حاکم ہو کر ساتھ اس شریعت کے پس تحقیق یہ شریعت باقی ہی نہیں منسوخ ہوگی بلکہ ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام حاکم اس امت کے حاکموں سے اور ایک روایت میں ہے کہ ٹھہریں گے عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس برس اور ایک روایت میں ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اتریں گے تصدیق کرنے والے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کے دین پر اور یہ جو کہا کہ توڑیں گے صلیب کو اور قتل کریں گے سور کو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ باطل کریں گے نصرانیت کے دین کو اس طرح کہ توڑیں گے صلیب کو حقیقتاً اور باطل کریں گے اس چیز کو کہ گمان کرتے ہیں اس کو نصاریٰ تعظیم اس کی سے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ حرام ہے پالنا سور کا اور حرام ہے کھانا اس کا اور یہ کہ وہ نجس العین ہے اس واسطے کہ جس چیز کے ساتھ شرع میں فائدہ اٹھانا جائز ہے اس کا ضائع کرنا جائز نہیں اور ایک روایت میں بندر کا لفظ زیادہ ہے اس بنا پر پس نہیں صحیح ہوگا استدلال کرنا ساتھ اس کے اوپر نجاست عین خنزیر کے اس واسطے کہ بندر بالاتفاق نجس العین نہیں اور نیز مستفاد ہوتا ہے اس سے بدل ڈالنا منکر چیزوں کا اور توڑنا الات باطل کا اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ دور ہوگی عداوت اور بغض اور حسد اور بعض روایات میں حرب کے عوض آیا ہے کہ جزیہ کو موقوف کریں گے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ دین ایک ہو جائے گا سو نہ باقی رہے گا کوئی کافر ذمی کہ جزیہ ادا کرے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ مال کی یہاں تک کثرت ہوگی کہ کوئی باقی نہ رہے گا کہ جزیہ کا مال اس کے واسطے خرچ کرنا ممکن ہو سو چھوڑا جائے گا جزیہ واسطے بے پرواہی کے اس سے اور نووی نے کہا کہ معنی موقوف کرنے جزیہ کے باوجود یہ کہ وہ جائز ہے اس شریعت میں یہ ہیں کہ اس کی مشروعیت مقید ہے ساتھ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر یہ حدیث اور نہیں ہیں عیسیٰ علیہ السلام منسوخ کرنے والے جزیہ کے حکم کو بلکہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور وہی بیان کرنے والے ہیں واسطے نسخ کے اور ابن بطال نے کہا کہ واسطے اس کے نہیں کہ قبول کیا ہے ہم نے جزیہ کو پہلے نزول عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے حاجت کی طرف مال کے بخلاف زمانے عیسیٰ علیہ السلام کے کہ اس میں مال کی حاجت نہ ہوگی اس واسطے کہ ان کے زمانے میں مال کی کثرت ہو جائے گی یہاں تک کہ نہ قبول کرے گا اس کو کوئی اور سبب کثرت مال کا نزول برکات ہے اور پے در پے ہونا خیرات کا بسبب عدل کے اور نہ ظلم ہونے کے اور اس وقت

زمین نکالے گی اپنے خزانے اور کم ہو جائیں گی رغبتیں بیچ جمع کرنے مال کے واسطے معلوم کرنے ان کے قرب قیامت کو اور یہ جو کہا کہ اس وقت ایک سجدہ بہتر ہوگا تمام دنیا سے تو اس کے معنی یہ ہیں نہ حاصل ہوگا ان کو اس وقت قرب طرف اللہ کے مگر ساتھ عبادت کے نہ ساتھ خیرات کرنے مال کے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ لوگ دینا سے منہ پھیرے گے یہاں تک کہ ہوگا ایک سجدہ محبوب تر طرف ان کے تمام دنیا سے اور قرطبی نے کہا کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نماز اس وقت صدقہ سے افضل ہوگی واسطے کثرت مال کے اس وقت اور نہ فائدہ پانے کے ساتھ اس کے یہاں تک کہ نہ قبول کرے گا اس کو کوئی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ جو آیت پڑھی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ باقی رہے گا کوئی اہل کتاب سے اور وہ یہود اور نصاریٰ ہیں جبکہ اترے گے عیسیٰ علیہ السلام مگر کہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے اور یہ پھرنا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ طرف اس کے کہ ضمیر لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ میں اور قَبْلَ مَوْتِهٖ میں عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے یعنی ایمان لائے گا ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے پہلے مرنے عیسیٰ علیہ السلام کے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جیسے کہ روایت کی ہے اس سے ابن جریر نے اور حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے اور بیشک وہ اب زندہ ہیں لیکن جب اتریں گے تو سب ان کے ساتھ ایمان لائیں گے اور نقل کیا ہے اس کو اکثر اہل علم سے اور ترجیح دی ہے اس کو ابن جریر وغیرہ نے اور بعض کہتے ہیں کہ بہ کی ضمیر اللہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھرتی ہے اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی مروی ہے لیکن وہ روایت ضعیف ہے اور ترجیح دی ہے ایک جماعت نے اس مذہب کو ساتھ قراءۃ ابی بن کعب کے قبل موتھم اور نووی نے کہا کہ اس بنا پر معنی آیت کے یہ ہیں کہ نہیں اہل کتاب سے کوئی کہ حاضر ہو اس کو موت مگر کہ ایمان لاتا ہے نزدیک معائینہ کے پہلے نکلنے روح کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے اور یہ کہ وہ اللہ کا بندہ ہے لیکن اس کو یہ ایمان اس حالت میں نفع نہیں دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نہیں توبہ واسطے ان لوگوں کے کہ برے عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ جب کسی کو موت حاضر ہوتی ہے تو کہتا ہے کہ میں نے اب توبہ کی تو یہی مذہب اظہر ہے اس واسطے کہ اول خاص کرتا ہے کتابی کو جو عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا زمانہ پائے گا اور ظاہر قرآن کا اس کا عموم ہے ہر کتابی میں بیچ زمانے نزول عیسیٰ علیہ السلام کے اور پہلے اس کے اور علماء نے کہا کہ حکمت بیچ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے سوائے کسی اور پیغمبر کے رد ہے یہود پر کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ انہوں نے ان کو مار ڈالا سو اللہ تعالیٰ نے ان کا کذب بیان کیا اور یہ کہ وہ ان کو قتل کرے گا یا نزول اس کا واسطے قریب ہونے موت اس کی کے ہے تاکہ زمین میں دفن ہو اس واسطے کہ جو مٹی سے پیدا ہوا ہے اس کو جائز نہیں کہ اس کے غیر میں مرے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد سات برس زمین پر زندہ رہیں گے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ اس وقت نکاح کریں گے اور زمین میں انیس برس ٹھہریں گے اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس برس ٹھہریں گے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں سب دینوں کو ہلاک کر ڈالیں گے اور زمین میں امن ہوگا یہاں تک کہ شیر اونٹوں کے ساتھ

چریں گے اور لڑکے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے پھر عیسیٰ علیہ السلام مر جائیں گے اور مسلمان لوگ ان کا جنازہ پڑھیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ حج اور عمرہ اکٹھے کریں گے اور اس میں اختلاف ہے کہ آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام مرے ہیں یا نہیں اور اصل اس باب میں یہ آیت ہے کہ میں تجھ کو بھر لوں گا اور اٹھا لوں گا اپنی طرف سو بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت اپنے ظاہر پر ہے یعنی اول ماریں گے پھر زندہ کر کے اٹھائیں گے اس بنا پر پس جب زمین میں اتریں گے اور ان کی مدت مقرر گزر جائے گی تو دوسری بار مریں گے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ بھر لوں گا میں تجھ کو زمین سے اس بنا پر پس نہ مریں گے مگر اخیر زمانے میں اور اس میں اختلاف ہے کہ جب وہ اٹھائے گئے اس وقت ان کی عمر کتنی تھی سو بعض کہتے ہیں کہ تینتیس برس کی اور بعض کہتے ہیں کہ ایک سو بیس برس کی۔ (فتح)

٣١٩٣ - حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ تَابَعَهُ عُقَيْلٌ وَّالْأَوْزَاعِيُّ.

٣١٩٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہو گا تمہارا جبکہ مریم علیہا السلام کا بیٹا تم میں اترے گا اور حالانکہ تمہارا امام تم ہی سے ہو گا۔

فائدہ: اور ایک روایت طویل میں ہے جو دجال کے ذکر میں ہے کہ سب مسلمان بیت المقدس میں ہوں گے اور ان کا امام ایک نیک مرد ہو گا وہ آگے بڑھا ہو گا تا کہ ان کو نماز پڑھائے کہ ناگہاں عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تو امام الٹے پاؤں پیچھے ہٹے گا تا کہ عیسیٰ علیہ السلام امام بنیں تو عیسیٰ علیہ السلام اس کے مونڈھوں کے درمیاں کھڑے ہوں گے پھر کہیں گے کہ امام بن کہ تیرے واسطے تکبیر ہوئی اور ابو الحسن نے شافعی کے مناقب میں کہا کہ متواتر ہیں حدیثیں ساتھ اس کے کہ مہدی اس امت سے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور یہ رد ہے واسطے اس حدیث کے جو ابن ماجہ میں ہے کہ نہیں مہدی مگر عیسیٰ علیہ السلام اور بعض کہتے ہیں کہ معنی امامکم منکم کے یہ ہیں کہ وہ حکم کرے گا ساتھ قرآن کے نہ ساتھ انجیل کے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم متصل ہے قیامت تک اور یہ کہ ہر قرن اور ہر زمانے میں ایک جماعت اہل علم کی ہے لیکن اس سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام امام ہوں گے یا مقتدی اور بر تقدیر امام ہونے کے پس معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ ہوں گے ساتھ تمہارے ساتھ جماعت کے اس امت سے اور طیبی نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ امام بنیں گے عیسیٰ علیہ السلام اور حالانکہ تمہارے دین میں ہیں اور رد کرتی ہے اس تاویل کو یہ حدیث مسلم کی کہ کہا جائے گا کہ ہم کو نماز پڑھاؤ تو عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ بیشک تمہارے بعض بعضوں پر امیر ہیں واسطے تعظیم اس امت کے ابن جوزی نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام مقتدی بنیں گے اور بیچ نماز پڑھنے عیسیٰ علیہ السلام کے پیچھے ایک

مرد کے اس امت سے باوجود ہونے ان کے کے اخیر زمانے میں اور قریب قائم ہونے قیامت کے دلالت ہے واسطے صحیح قول کے کہ زمین نہیں خالی ہے قائم ہونے والے سے واسطے اللہ کے ساتھ حجت کے۔ (فتح)

بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَآئِيلَ

باب میں اس چیز کے ذکر کیا گیا ہے بنی اسرائیل سے یعنی عجائبات چیزوں سے کہ ان کے زمانے میں واقع ہوئیں۔

فائدہ: بنی اسرائیل سے مراد اولاد یعقوب علیہ السلام کی ہے اور اسرائیل یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں چونتیس حدیثیں ذکر کی ہیں۔ (فتح)

٣١٩٤ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو لِحُذَيْفَةَ أَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ إِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ إِذَا خَرَجَ مَآءً وَّنَارًا فَأَمَّا الَّذِيْ يَرَى النَّاسُ أَنَّهَا النَّارُ فَمَآءٌ بَارِدٌ وَّأَمَّا الَّذِيْ يَرَى النَّاسُ أَنَّهُ مَآءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِيْ يَرٰى أَنَّهَا نَارٌ فَإِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ قَالَ حُذَيْفَةُ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ إِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَتَاهُ الْمَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوْحَهُ فَقِيْلَ لَهُ هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ قَالَ مَا أَعْلَمُ قِيْلَ لَهُ انْظُرْ قَالَ مَا أَعْلَمُ شَيْئًا غَيْرَ أَنِّيْ كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَأُجَازِيْهِمْ فَأُنْظِرُ الْمُوْسِرَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَأَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ فَقَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ إِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الْمَوْتُ فَلَمَّا يَئِسَ مِنَ

٣١٩٤۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی سو جس کو لوگ آگ دیکھیں گے تو وہ ٹھنڈا پانی ہے اور جس کو لوگ ٹھنڈا پانی دیکھیں گے وہ آگ ہے جلاتی سو جو کوئی اس کو پائے تو چاہیے کہ اس چیز میں گرے جس کو آگ دیکھتا ہے کہ بیشک وہ پانی ہے میٹھا اور ٹھنڈہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ سے سنا فرماتے تھے کہ تم سے اگلی امتوں میں ایک مرد تھا اس کے پاس ملک الموت آیا تا کہ اس کی روح قبض کرے تو اس کو کہا گیا کہ کیا تو نے کوئی نیکی کی ہے اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا اس کو کہا گیا کہ دیکھ اس نے کہا کہ میں کچھ نیکی نہیں جانتا لیکن یہ ہے کہ میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور ان سے لین دین کرتا تھا سو مہلت دیتا تھا مالدار کو اور درگزر کرتا تھا تنگ دست سے سو اللہ تعالیٰ نے اس کو بہشت میں داخل کیا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ ایک مرد کو موت حاضر ہوئی سو جب وہ زندگی سے ناامید ہوا تو اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو میرے واسطے بہت لکڑیاں جمع کرنا اور اس میں آگ جلانا یہاں تک کہ جب آگ میرا

الْحَيَاةِ أَوْصَى أَهْلَهُ إِذَا أَنَا مُتُّ فَاجْمَعُوْا لِي حَطَبًا كَثِيْرًا وَّأَوْقِدُوْا فِيْهِ نَارًا حَتَّى إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِيْ وَخَلَصَتْ إِلَى عَظْمِيْ فَامْتُحِشَتْ فَخُذُوْهَا فَاطْحَنُوْهَا ثُمَّ انْظُرُوْا يَوْمًا رَّاحًا فَاذْرُوْهُ فِي الْيَمِّ فَفَعَلُوْا فَجَمَعَهُ اللّٰهُ فَقَالَ لَهُ لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهُ قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو وَّأَنَا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ ذَاكَ وَكَانَ نَبَّاشًا.

گوشت کھا لے اور میری ہڈیوں تک جا پہنچے سو میں جل جاؤں سو ہڈیوں کو لے کر پیس ڈالنا پھر دیکھنا جس دن سخت آندھی ہو اس کو دریا میں اڑا دینا انہوں نے کیا یعنی اس کی وصیت بجا لائے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ کو جمع کیا پھر اس کو فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا تھا اس نے کہا تیرے خوف سے سو اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ مرد کفن چور تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

٣١٩٥ - حَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنِيْ مَعْمَرٌ وَّيُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَائِشَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً عَلٰى وَجْهِهٖ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَّجْهِهٖ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا.

٣١٩٥ - ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر موت اتری یعنی مرض الموت سے بیمار ہوئے تو اپنی چادر کو اپنے مونڈھوں پر ڈالنے لگے پھر جب گرم ہوئی تو اس کو اپنے منہ سے دور کیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حال میں تھے کہ لعنت اللہ تعالیٰ کی یہود اور نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنایا ڈراتے تھے اپنی امت کو اس چیز سے کہ یہود اور نصاریٰ نے کی۔

فائدہ: اور غرض اس سے مذمت یہود اور نصاریٰ کی ہے بیچ بنانے ان کے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں۔

٣١٩٦ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ قَالَ قَاعَدْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِيْنَ فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ

٣١٩٦ - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تھے بنی اسرائیل کہ ان میں حکومت اور ریاست کرتے تھے پیغمبر جبکہ ایک پیغمبر وفات پاتا دوسرا پیغمبر اس کے قائم مقام ہوتا تھا اور تحقیق شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں اور عنقریب خلیفے اور بادشاہ ہوں گے تو بہت ہوں گے تو

بَنُوْ إِسْرَآئِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْأَنْبِيَآءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهٗ نَبِيٌّ وَّإِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَآءُ فَيَكْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ فُوْا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ أَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ.

اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا سو ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حکم کرتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قول پورا کرو اول حاکم سے پھر دوسرے سے ان کا حق ادا کرو یعنی ان کی فرمانبرداری کرو اور سنو اور کہا مانو سو بیشک اللہ تعالیٰ ان سے پوچھنے والا ہے ان کی رعیت کے حال سے۔

فائدہ: اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جب ایک امام سے مسلمانوں نے بیعت کی ہو اور اس کو اپنا سردار بنایا ہو اس کے بعد دوسرے امام سے کچھ اور مسلمانوں نے بیعت کی ہو تو بیعت پہلے کی صحیح ہے اور بیعت دوسرے کی باطل ہے نووی نے کہا کہ برابر ہے کہ بیعت کی ہو لوگوں نے دوسرے سے پہلے امام کی خبر سنی ہو یا نہیں اور برابر ہے کہ ایک شہر میں ہوں یا کئی شہروں میں اور برابر ہے کہ ہوں بیچ شہر امام کے کہ منفصل ہے یا نہ یہی ہے صواب جس پر جمہور ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ منعقد ہوتی ہے بیعت واسطے اس کے جس کے واسطے امام کے شہر میں ہو سوائے غیر اس کے کے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے درمیان قرعہ ڈالا جائے اور یہ دونوں قول فاسد ہیں قرطبی نے کہا کہ اس حدیث میں حکم بیعت کا اول ہے اور یہ کہ واجب ہے پورا کرنا اس کا اور سکوت فرمایا دوسرے کی بیعت سے اور نص کی ہے اس پر دوسری حدیث میں کہ دوسرے کی گردن مارو اور اس حدیث میں مقدم کرنا امر دین کا ہے امر دنیا پر اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ساتھ ادا کرنے حق بادشاہ کے اس میں بلند کرنا کلمے دین کا ہے اور روکنا فتنے اور فساد کا اور تاخیر امر مطالبہ کی ساتھ حق اس کے کے نہیں ساقط کرتی اس کو اور اللہ تعالیٰ نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ اس کو اس کا حق پورا دے گا اگرچہ آخرت میں ہو اور یہ جو فرمایا کہ بنی اسرائیل میں پیغمبر حکومت کرتے تھے تو اس میں اشارہ ہے کہ ضروری ہے واسطے رعیت کے بادشاہ سے کہ اس کا انتظام کرے اس کو نیک طریق پر چلائے۔ اور انصاف لے مظلوم کا ظالم سے۔ (فتح)

۳۱۹۷ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ سَلَكُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَكْتُمُوْهُ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْيَهُوْدَ

۳۱۹۷۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تم چلو گے اگلے لوگوں کی چالوں پر بالشت بالشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر یہاں تک کہ وہ اگر سوسمار (گوہ) کی سوراخ میں گھسے ہوں گے تو البتہ تم بھی اس میں گھسو گے ہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہود اور نصاریٰ کی چال پر چلے گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہی نہیں تو پھر کون یعنی یہود اور نصاریٰ مراد ہیں انہیں کی چال پر چلو گے۔

وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ.

فائدہ: اور ظاہر یہ ہے کہ تخصیص گوہ کی سوراخ کی سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوئی ہے واسطے نہایت تنگ ہونے اس کے کے اور ردی ہونے اس کے کے اور باوجود اس کے پس تحقیق وہ اس وجہ سے کہ ان کے طریقے کی پیروی کرتے ہیں اگر داخل ہوں ایسی تنگ ردی میں تو البتہ ان کی پیروی کریں اور باقی اس کی شرح کتاب الاعتصام میں آئے گی۔ (فتح)

۳۱۹۸ ۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ فَذَكَرُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُّوْتِرَ الْإِقَامَةَ.

۳۱۹۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا اصحاب رضی اللہ عنہم نے آگ کو اور ناقوس کو اور پھر ذکر کیا یہود اور نصاریٰ کو یعنی یہ کام یہود اور نصاریٰ کا حکم ہے سو حکم ہوا بلال کو کہ اذان کے کلمے دو دو بار کہے اور تکبیر کہے ایک ایک بار۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح نماز کے بیان میں گزر چکی ہے۔

۳۱۹۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَكْرَهُ أَنْ يَّجْعَلَ يَدَهُ فِيْ خَاصِرَتِهِ وَتَقُوْلُ إِنَّ الْيَهُوْدَ تَفْعَلُهُ تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ.

۳۱۹۹۔ مسروق سے روایت ہے کہ تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکروہ جانتی یہ کہ رکھے نمازی اپنا ہاتھ اپنی کوکھ پر اور کہتی تھی کہ یہ فعل یہود کا ہے۔

فائدہ: اس کی شرح بھی نماز میں گزر چکی ہے۔

۳۲۰۰ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِيْ أَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَمِ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ

۳۲۰۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کوئی مثل نہیں ہو سکتی کہ عمر اور مدت تمہاری اے مسلمانوں اگلی امتوں کی عمر اور مدت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے عصر کی نماز سے شام تک یعنی اگلی امتوں کی زندگی زیادہ تھی جیسے صبح سے عصر تک اور مسلمانوں کی عمر کم ہے جیسے عصر سے شام تک اور نہیں ہے مثل تمہاری اے مسلمانوں اور مثل یہود اور نصاریٰ کی مگر جیسے مثل اس مرد کی جس نے مزدوروں سے کام کروانا چاہا سو اس نے کہا کہ جو میرا کام

فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ نِّصْفِ النَّهَارِ إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى مِنْ نِّصْفِ النَّهَارِ إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ أَلَا فَأَنْتُمُ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ أَلَا لَكُمُ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالُوْا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَّأَقَلُّ عَطَاءً قَالَ اللّٰهُ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ فَإِنَّهُ فَضْلِيْ أُعْطِيْهِ مَنْ شِئْتُ.

کرے صبح سے دو پہر تک اس کو ایک ایک قیراط ملے گا سو کام کیا یہود نے دو پہر تک ایک ایک قیراط پر اس مرد نے کہا کہ جو میرا کام کرے دو پہر سے عصر کی نماز تک اس کو ایک ایک قیراط مزدوری ملے گی تو نصاریٰ نے دو پہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر مزدوری کی پھر اس مرد نے کہا کہ جو میرا کام عصر کی نماز سے شام تک اس کو دو دو قیراط مزدوری ملے گی جانو اے مسلمانوں سو وہ لوگ تم ہو جنہوں نے عصر سے شام تک کام کیا دو دو پر قیراط جان رکھو کہ تمہاری مزدوری دوگنی ہے سو غصے ہوں گے یہودی اور نصاریٰ قیامت میں سو کہیں گے کہ ہم کام میں تو زیادہ ہیں اور مزدوری میں کم تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا میں نے تم پر کچھ ظلم کیا تمہارے حق میں سے یعنی جو مزدوری ٹھہری گئی تھی اس سے کچھ کم دیا کہیں گے کہ جو ٹھہرا تھا اس سے کم نہیں ملا اللہ تعالیٰ فرمائے گا سو یہ یعنی دوگنی مزدوری دینا میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں۔

فائدہ: اس کی شرح نماز کے بیان میں گزر چکی ہے۔

٣٢٠١ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَاتَلَ اللّٰهُ فُلَانًا أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَّلُوْهَا فَبَاعُوْهَا تَابَعَهُ جَابِرٌ وَّأَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣٢٠١۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ لعنت کرے فلانے کو کہ کیا نہیں جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے یہود پر کہ ان پر چربیاں حرام ہوئیں تو انہوں نے ان کو پگھلایا اور بیچا۔

فائدہ: اس کی شرح بیوع میں گزر چکی ہے۔

٣٢٠٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ

٣٢٠٢۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مَخْلَدٍ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلِّغُوْا عَنِّي وَلَوْ اٰيَةً وَّحَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ.

نے فرمایا کہ پہنچاؤ لوگوں کو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو اور بنی اسرائیل سے باتیں سن کر نقل کرو اس میں کچھ مضائقہ نہیں اور جو مجھ پر جھوٹ بولے جان بوجھ کر تو چاہیے بنائے ٹھکانا اپنا دوزخ میں۔

فائدہ: آیت کے تین معنی ہیں ملامت فاصلہ اور عجوبہ حاصلہ اور بلیہ نازلہ یعنی پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہو تا کہ جلدی کرے ہر سامع طرف پہنچانے اس چیز کے کہ واقع ہو واسطے اس کے آیتوں سے اگرچہ تھوڑی ہو تا کہ متصل ہو ساتھ اس کے نقل تمام اس چیز کی کہ لائے ہیں اس کو حضرت ﷺ اور یہ جو کہا کہ بنی اسرائیل سے باتیں سن کر نقل کرو اس میں کچھ مضائقہ نہیں یعنی نہیں تنگی تم پر ان سے باتیں نقل کرنے میں اس واسطے کہ ابتدا اسلام میں بنی اسرائیل کی کتابوں کے دیکھنے سے حضرت ﷺ نے منع فرمایا تھا یعنی تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نئے مسلمانوں کے اعتقاد بگڑ جائیں پھر حاصل ہوئی وسعت بیچ اس کے اور تھی واقع ہوئی پہلے مضبوط ہونے احکام اسلامیہ کے اور قواعد دینیہ کے واسطے خوف فتنے کے پھر جب یہ خوف دور ہوا تو اس کی اجازت ہوئی اس واسطے کہ ان کے زمانے کی خبریں سننے سے عبرت حاصل ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہ تنگ ہوں تمہارے سینے ساتھ اس چیز کے کہ سنتے ہو تم اس کو ان سے عجیب چیزوں سے کہ بے شک یہ واقع ہوا واسطے ان کے بہت اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں حرج اس میں کہ نقل کرو باتیں ان سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد رفع حرج ہے حاکی اس کے سے واسطے اس چیز کے کہ ان کی خبروں میں ہے برے لفظوں سے اور مالک نے کہا کہ مراد جواز تحدث کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ ہو بہتر کام سے اور اپر جس چیز کا جھوٹ معلوم ہے تو اس کو نقل کرنا جائز نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ باتیں نقل کرو ان سے ساتھ مانند اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے قرآن اور صحیح حدیث میں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جائز ہیں باتیں نقل کرنی ان سے ساتھ جس صورت کے کہ واقع ہوں انقطاع یا بلاغ سے واسطے دشوار ہونے اتصال کے بیچ حدیث بیان کرنے کے ان سے برخلاف احکام اسلامیہ کے اس واسطے کہ اصل ان سے نقل کرنے میں اتصال ہے متصل ہونا سند کا کہ کوئی راوی درمیان سے ساقط نہ ہو اور نہیں دشوار ہے یہ واسطے قریب ہونے زمانے کے اور شافعی نے کہا کہ یہ بات معلوم ہے کہ حضرت ﷺ جھوٹ نقل کرنے کی اجازت نہیں دیتے سو معنی یہ ہیں کہ بات نقل کرو بنی اسرائیل سے جس کا جھوٹ معلوم نہ ہو اور نہیں وارد اذن اور نہ منع ساتھ نقل کرنے اس چیز کے کہ اس کے سچ ہونے کا یقین ہو اور یہ جو فرمایا کہ جو مجھ پر جھوٹ بولے الخ تو اس کی پوری شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور

اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ حضرت ﷺ پر جھوٹ بولنے کا بڑا عذاب ہے یہاں تک کہ مبالغہ کیا ہے شیخ ابو محمد جوینی نے سو اس نے حکم کیا کہ جو حضرت ﷺ پر جھوٹ بولے وہ کافر ہے اور قاضی ابو بکر کا کلام بھی اس طرح مائل ہے اور بعض کرامیہ اور خواہ مخواہ کے زاہد کہتے ہیں کہ جائز ہے جھوٹ بولنا حضرت ﷺ پر اس چیز میں کہ متعلق ہو ساتھ تقویت امر دین کے اور طریق اہل سنت کے اور واسطے ترغیب اور ترہیب کے لیکن یہ ان کی جہالت ہے اور انہوں نے اس کی علت بیان کی ہے کہ وعید تو صرف اس کے حق میں ہے جو حضرت ﷺ کے اوپر جھوٹ بولے نہ اس کے حق میں کہ آپ ﷺ کے واسطے جھوٹ بولے اور یہ علت بیان کرنی باطل ہے اس واسطے کہ مراد ساتھ وعید کے وہ شخص ہے کہ نقل کرے حضرت ﷺ سے جھوٹ کو برابر ہے کہ آپ ﷺ کے اوپر ہو یا آپ ﷺ کے واسطے ہو اور دین ساتھ حمد اللہ کے کامل ہے نہیں محتاج ہے اس کا کہ جھوٹ کے ساتھ اس کی تقویت کی جائے۔ (فتح)

۳۲۰۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ.

۳۲۰۳ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک یہود اور نصاریٰ خضاب نہیں کرتے سو تم ان کا خلاف کرو خضاب کیا کرو۔

فائدہ: یہ حدیث تقاضا کرتی ہے اس کو کہ خضاب کرنا جائز ہے اور مراد ساتھ اس کے رنگنا سفید بالوں کا داڑھی کا اور سر کا ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ سفید بالوں کا اکھاڑنا درست نہیں سو یہ حدیث اس کے معارض نہیں اس واسطے کہ رنگنا دور کرنے کو نہیں چاہتا لیکن جائز وہ خضاب ہے جو سیاہ نہ ہو کہ مسلم ہے کہ بچو سیاہی سے اور ایک روایت میں ہے کہ اخیر زمانے میں ایک قوم ہوگی وہ خضاب کریں گے جیسے کبوتروں کی پوٹیں نہ پائیں گے بو بہشت کی اس واسطے نووی نے اختیار کیا ہے کہ سیاہ خضاب کرنا مکروہ تحریمی ہے اور حلیمی سے روایت ہے کہ یہ کراہت مردوں کے ساتھ خاص ہے سوائے عورتوں کے یعنی عورتوں کو سیاہ خضاب کرنا جائز ہے اپنے خاوندوں کی خاطر سے اور مالک نے کہا کہ مہندی اور وسمہ واسع ہے اور خضاب کرنا ساتھ غیر سواد کے محبوب تر ہے اور مجاہد اس سے بالاتفاق مستثنیٰ ہے یعنی غازی کو سیاہ خضاب کرنا درست ہے اور نہیں مراد ہے خضاب سے اس حدیث میں رنگنا کپڑوں کا اور نہ رنگنا ہاتھوں کا اور پاؤں کا مہندی سے مثلا اس واسطے کہ یہود اور نصاریٰ اس کے تارک نہیں اور تحقیق تصریح کی ہے شافعیہ نے کہ حرام ہے پہننا زعفران کے رنگے ہوئے کپڑے کا مردوں کو اور حرام ہے واسطے مردوں کے رنگنا اپنے ہاتھوں کو اور پاؤں کا مہندی سے مگر واسطے دوا کے اور اس کا پورا بیان کتاب اللباس میں آئے گا۔ (فتح)

٣٢٠٤ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِي حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا جُنْدَبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ وَمَا نَسِيْنَا مُنْذُ حَدَّثَنَا وَمَا نَخْشٰى أَنْ يَّكُوْنَ جُنْدُبٌ كَذَبَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهٖ جُرْحٌ فَجَزِعَ فَأَخَذَ سِكِّيْنًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهٗ فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَادَرَنِيْ عَبْدِيْ بِنَفْسِهٖ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ.

۳۲۰۴۔ جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے اگلی امت میں ایک مرد تھا اس کو ایک زخم تھا سو وہ نہ سہ سکا تو اس نے چھری کو لیا اور اس سے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا تو اس کا خون نہ بند ہوا یہاں تک کہ مر گیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے نے اپنی جان دینے میں مجھ پر جلدی کی سو میں نے اس پر بہشت حرام کی۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ میرے بندے نے جان دینے میں جلدی کی تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ جس نے اپنے تئیں مار ڈالا وہ اپنے اجل سے پہلے مرا اس واسطے کہ سیاق حدیث سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ اپنے تئیں قتل نہ کرتا تو اور زندہ رہتا لیکن اس نے جلدی کی سو اپنی موت کے وقت سے پہلے مرا اور اس کا جواب یہ ہے کہ جلدی باعتبار سبب ہونے کے ہے بیچ اس کے اور قصد کے واسطے اس کے اور اختیار کی اور اس کو جلدی کہا واسطے وجود صورت اس کی کے اور سوائے اس کے نہیں کہ مستحق ہوا عذاب کا اس واسطے کہ نہیں خبردار کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے اوپر گزر جانے موت اس کی کے سو اختیار کیا اس نے قتل کرنا اپنی جان کا سو مستحق ہوا عذاب کا واسطے نافرمانی اس کی کے اور قاضی ابو بکر نے کہا کہ قضا مطلق ہے اور مقید ہے ساتھ صفت کے سو مطلق جاری ہوتی ہے اوپر وجہ کے بلا پھیرنے والی چیز کے اور مقید دو وجہوں پر ہے اس کی مثال یہ ہے کہ مقدر کیا گیا ہے واسطے ایک کے یہ کہ زندہ رہے بیس برس اگر اپنی جان کو مار ڈالے اور تیس برس اگر نہ مارے اور یہ بہ نسبت علم مخلوق کے ہے مانند ملک الموت کے مثلا اور اوپر بہ نسبت علم اللہ کے تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں واقع ہوگا مگر جو اللہ کو معلوم ہے اور نظیر اس کی واجب مخیّر ہے سو واقع اللہ کے نزدیک معلوم ہے اور بندے کو اختیار ہے کہ جو کام چاہے کرے اور یہ جو کہا کہ میں نے اس پر بہشت حرام کی تو یہ چاہتا ہے اس کو کہ موحد ہمیشہ آگ میں رہے تو اس کا جواب کئی وجہ سے ہے اول یہ کہ اس نے اس حلال کو جانا تھا سو کافر ہو گیا دوم یہ کہ دراصل وہ کافر تھا اور عذاب کیا گیا ساتھ اس گناہ کے واسطے زیادتی کے اس کے کفر پر سوم یہ کہ مراد یہ ہے کہ حرام ہے اس پر بہشت کسی وقت میں مانند اس وقت کے کہ داخل ہوں گے اس میں سابقوں یا اس وقت میں کہ عذاب کیے جائیں گے اس میں موحدین آگ میں پھر نکالے جائیں گے چہارم یہ کہ مراد بہشت معین ہے مانند فردوس کے مثلا پنجم یہ کہ مراد ساتھ اس کے تغلیظ اور تخویف

ہے اور ظاہر مراد نہیں ششم یہ کہ تقدیر یہ ہے کہ حرام کی میں نے بہشت اگر چاہوں استمرار اس کا ہفتم یہ کہ احتمال ہے کہ پہلوں کی شرع میں اصحاب کبائر کافر ہو جاتے ہوں ساتھ فعل اپنے کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام ہے قتل کرنا نفس کا برابر ہے کہ قاتل کا اپنا نفس ہو یا اس کے غیر کا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر کا قتل کرنا بطریق اولی جائز نہیں اور اس میں ٹھہرنا ہے نزدیک حقوق اللہ کے اور رحمت اس کی ہے ساتھ مخلوق اپنی کے اس واسطے کہ حرام کیا ان کے نفسوں کا اور یہ کہ نفس اللہ کے ملک ہیں اور یہ کہ جائز ہے بات نقل کرنی پہلی امتوں سے اور فضیلت صبر کی اور ترک کرنا فریاد کا دردوں سے تا کہ اس سے سخت تر بلا میں نوبت نہ پہنچے اور یہ کہ حرام ہے لین دین ان اسباب کا جو پہنچا دین طرف قتل نفس کے اور اس میں احتیاط ہے تحدیث میں اور کیفیت ضبط کی واسطے اس کے اور یہ کہ اصحاب سب عدول ہیں ان کی طرف سے جھوٹ کا امن ہے۔ (فتح)

حَدِيْثُ أَبْرَصَ وَأَعْمٰى وَأَقْرَعَ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ

حدیث کوڑھے اور گنجے اور اندھے کی

٣٢٠٥ ـ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ عَمْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ عَمْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ ثَلَاثَةً فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمٰى بَدَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَّبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَّجِلْدٌ حَسَنٌ قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ

٣٢٠٥ ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے ایک کوڑی سفید داغ والا دوسرا گنجا تیسرا اندھا سو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو آزمائے تو ان کے پاس فرشتہ بھیجا سو وہ کوڑھے کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ تجھ کو کون سی چیز بہت پیاری ہے اس نے کہا کہ اچھا رنگ اور اچھی کھال کہ لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں تو فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی گھن دور ہوئی اور اس کو اچھا رنگ اور اچھی کھال دی گئی فرشتے نے کہا کہ کون سا مال تجھ کو بہت پسند ہیں اس نے کہا اونٹ یا گائے اس میں راوی نے شک کیا ہے کہ اس نے اونٹ مانگا یا گائے لیکن کوڑھی اور گنجے نے ان میں سے ایک نے اونٹ کہا اور دوسرے نے گائے سو اس کو دس مہینے کی گابھن اونٹنی دی گئی پھر کہا اللہ کرے تجھے اس میں برکت ہو پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ کون سی چیز تجھ کو بہت پسند ہے اس نے کہا کہ اچھے بال اور یہ بیماری مجھ سے جاتی رہے کہ لوگ

فَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا وَّجِلْدًا حَسَنًا فَقَالَ أَىُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْإِبِلُ أَوْ قَالَ الْبَقَرُ هُوَ شَكَّ فِي ذٰلِكَ إِنَّ الْأَبْرَصَ وَالْأَقْرَعَ قَالَ أَحَدُهُمَا الْإِبِلُ وَقَالَ الْآخَرُ الْبَقَرُ فَأُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَآءَ فَقَالَ يُبَارَكُ لَكَ فِيهَا وَأَتَى الْأَقْرَعَ فَقَالَ أَىُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ شَعَرٌ حَسَنٌ وَّيَذْهَبُ عَنِّي هٰذَا قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ وَأُعْطِيَ شَعَرًا حَسَنًا قَالَ فَأَىُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْبَقَرُ قَالَ فَأَعْطَاهُ بَقَرَةً حَامِلًا وَّقَالَ يُبَارَكُ لَكَ فِيهَا وَأَتَى الْأَعْمٰى فَقَالَ أَىُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ يَرُدُّ اللّٰهُ إِلَيَّ بَصَرِي فَأُبْصِرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ قَالَ فَأَىُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْغَنَمُ فَأَعْطَاهُ شَاةً وَّالِدًا فَأُنْتِجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِّنْ إِبِلٍ وَّلِهٰذَا وَادٍ مِّنْ بَقَرٍ وَّلِهٰذَا وَادٍ مِّنْ غَنَمٍ ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الْأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِينٌ تَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ أَسْأَلُكَ بِالَّذِي أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيرًا أَتَبَلَّغُ عَلَيْهِ فِي سَفَرِي فَقَالَ لَهُ إِنَّ الْحُقُوقَ كَثِيرَةٌ فَقَالَ لَهُ كَأَنِّي أَعْرِفُكَ أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيرًا فَأَعْطَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ

مجھ سے نفرت کرتے ہیں سو فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری دور ہوگئی اور اس کو اچھے بال ملے پھر فرشتے نے کہا کہ کون سا مال تجھ کو بہت بھاتا ہے اس نے کہا کہ گائے تو اس نے گابھن گائے دی اور کہا کہ تجھ کو اس میں اللہ کرے برکت ہو پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا سو کہا کہ تجھ کو کون سی چیز بہت پسند ہے اس نے کہا کہ اللہ میری آنکھوں میں روشنی دے تو میں اس کے ساتھ لوگوں کو دیکھوں سو فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کو اللہ تعالیٰ نے روشنی دی پھر فرشتے نے کہا کہ کون سا مال تجھ کو بہت پسند ہے اس نے کہا کہ بھیڑ بکری تو اس نے اس کو گابھن بکری دی سو اونٹنی اور گائے بھی جنی اور بکریاں بھی جنی پھر ہوتے ہوتے کوڑی کے جنگل بھر اونٹ ہو گئے اور گنجے کی جنگل بھر گائے اور بیل ہو گئے اور اندھے کی جنگل بھر بکریاں ہوگئی پھر مدت کے بعد فرشتہ کوڑھی کے پاس آیا اپنی اگلی صورت اور شکل میں تو فرشتے نے کہا کہ میں محتاج آدمی ہوں سفر میں میرے سب اسباب کٹ گئے سو آج مجھ کو منزل پر پہنچنا ممکن نہیں بدون اللہ کی مدد کے پھر بدون تیرے کرم کے میں تجھ سے مانگتا ہوں اسی کے نام پر جس نے تجھ کو ستھرا رنگ اور ستھری کھال دی اور مال دیا ایک اونٹ مانگتا ہوں جو میرے سفر میں کام آئے اس نے کہا کہ لوگوں کے حق مجھ پر بہت ہیں فرشتے نے کہا کہ گویا میں تجھ کو پہچانتا ہوں بھلا تو محتاج کوڑی نہ تھا کہ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تجھ کو یہ مال دیا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ مال پایا ہے اپنے باپ دادے سے جو کئی پشتوں کے نامی سردار تھے سو فرشتے نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کر ڈالے جیسا تو تھا پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اپنی اسی

لَقَدْ وَرِثْتُ لِكَابِرٍ عَنْ كَابِرٍ فَقَالَ إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلٰى مَا كُنْتَ وَأَتَى الْأَقْرَعَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا فَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَيْهِ هٰذَا فَقَالَ إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلٰى مَا كُنْتَ وَأَتَى الْأَعْمٰى فِيْ صُوْرَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ وَّابْنُ سَبِيْلٍ وَّتَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ أَسْأَلُكَ بِالَّذِيْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِيْ سَفَرِيْ فَقَالَ قَدْ كُنْتُ أَعْمٰى فَرَدَّ اللّٰهُ بَصَرِيْ وَفَقِيْرًا فَقَدْ أَغْنَانِيْ فَخُذْ مَا شِئْتَ فَوَاللّٰهِ لَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَهٗ لِلّٰهِ فَقَالَ أَمْسِكْ مَالَكَ فَإِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ فَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلٰى صَاحِبَيْكَ.

صورت اور شکل میں پھر اس سے کہا جیسا کوڑی سے کہا تھا اس نے بھی وہی جواب دیا جیسا اس نے جواب دیا تھا فرشتے نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کر ڈالے جیسے تو تھا پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اپنی اسی صورت اور شکل میں تو اس نے کہا کہ میں محتاج آدمی ہوں اور مسافر ہوں میرے سفر میں سب وسیلے کٹ گئے مجھ کو آج پہنچانا بغیر مدد الٰہی اور اس کے بعد بغیر تیرے کرم کے مشکل ہے سو میں تجھ سے اس اللہ کے نام پر جس نے تجھے آنکھ دی ایک بکری مانگتا ہوں کہ میرے سفر میں وہ کام آئے اس نے کہا کہ بیشک میں اندھا تھا سو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آنکھ دی اور میں محتاج تھا سو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مالدار کیا سو لے جا بکریوں سے جتنا جی چاہے سو قسم ہے اللہ کی کہ لینے میں اگر تو کچھ چھوڑ دے گا تو میں تیری تعریف نہ کروں گا یعنی میں نہ لینے سے کچھ تعریف نہ کروں گا اگر محتاج ہو کر چھوڑے گا اور تیری بے پرواہی کی بھی تعریف نہ کروں گا سو فرشتے نے کہا کہ اپنا مال رکھ تم تینوں آدمی تو صرف آزمائے گئے سو تجھ سے تو البتہ اللہ راضی ہوا اور تیرے دونوں ساتھیوں سے ناخوش ہوا۔

فائدہ: اس حدیث میں جواز ذکر اس چیز کا ہے کہ واقع ہوئی واسطے پہلوں کے تا کہ نصیحت پکڑیں ساتھ اس کے وہ شخص کہ سنے اس کو اور یہ ان کی غیبت نہیں اور شاید یہ بھی بھید ہے ان کے نام نہ لینے میں اور یہ نہیں بیان کیا کہ اس کے بعد ان کا کیا حال ہوا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ امر ان میں واقع ہوا جیسا کہ فرشتے نے کہا اور اس حدیث میں تحذیر ہے کفران نعمت سے اور ترغیب بیچ شکر اس کے کے اور اقرار کرنا ساتھ اس کے اور شکر کرنا اللہ کا اوپر اس کے اور اس میں فضیلت صدقہ کی ہے اور رغبت دلانے اوپر نرمی کے ساتھ ضعیفوں کے اور تعظیم کرنی ان کی اور پہنچانا ان کا ان کے کام کو اور اس میں جھڑکی ہے بخل سے اس واسطے کہ وہ حامل ہوتا ہے اپنے ساتھی کو کذب پر اور اللہ کی نعمت کے انکار کرنے پر۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ کیا تو خیال رکھتا ہے

أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ﴾ الْكَهْفُ الْفَتْحُ فِي الْجَبَلِ وَالرَّقِيمُ الْكِتَابُ ﴿مَرْقُومٌ﴾ مَكْتُوبٌ مِنَ الرَّقْمِ ﴿رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ أَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا ﴿شَطَطًا﴾ إِفْرَاطًا الْوَصِيدُ الْفِنَاءُ وَجَمْعُهُ وَصَائِدُ وَوُصُدٌ وَّيُقَالُ الْوَصِيدُ الْبَابُ ﴿مُؤْصَدَةٌ﴾ مُطْبَقَةٌ آصَدَ الْبَابَ وَأَوْصَدَ ﴿بَعَثْنَاهُمْ﴾ أَحْيَيْنَاهُمْ ﴿أَزْكٰى﴾ أَكْثَرُ رَيْعًا فَضَرَبَ اللّٰهُ ﴿عَلٰى آذَانِهِمْ﴾ فَنَامُوْا ﴿رَجْمًا بِالْغَيْبِ﴾ لَمْ يَسْتَبِنْ وَّقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَقْرِضُهُمْ﴾ تَتْرُكُهُمْ.

کہ غار اور نوشتہ والے ہماری قدرتوں میں اچنبا تھے کَهْفُ کے معنی ہیں کشادگی پہاڑ میں ازکی کے معنی ہیں سستا۔ اور الرَّقِيم کے معنی ہیں کتاب یعنی نوشتہ اور مرقوم کے معنی ہیں مکتوب مشتق ہے رقم سے۔ رَجْمًا بالْغَيْب کے معنی ہیں بغیر طلب بیان کے اور بے دلیل کہتے ہیں اور مجاہد نے کہا کہ تَقْرِضُهُمْ کے معنی ہیں چھوڑتا ہے ان کو۔ رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِم کے بھی یہی معنی ہیں کہ اگر ہم موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے دل میں صبر نہ ڈالتے تو قریب تھی کہ اپنا بھید ظاہر کرتی شَطَطًا کے معنی ہیں زیادتی ظلم میں الْوَصِيْدُ کے معنی ہیں میدان کہف کا اور اس کی جمع وصائد اور وصد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وصید کے معنی دروازہ ہیں اور مُؤْصَدَةٌ کے معنی ہیں ہر طرف سے ملی ہوئی یعنی آیت عليهم نار مؤصدة میں اور اصد الباب و اوصد کے معنی ہیں دروازہ بند کیا یعنی اگر وصد کو باب افعال میں لے جائیں تو واو کو همزه سے بدل کرتے ہیں اور کبھی بدل نہیں کرتے اس کا ذکر بطور استطراد کے ہے بعثنا ہم کے معنی ہیں زندہ کیا ہم نے ان کو یعنی خواب سے۔ یعنی اس آیت میں اليهم ازكى طعاما۔ فضربنا علی اذانهم کے معنی ہیں کہ پس سو گئے۔ یعنی اس آیت میں تقرضهم ذات الشمال۔

فائدہ: یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے۔ اور اختلاف ہے بیچ جگہ کہف کے کہ کہاں ہے سو حدیثوں اور اخباروں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ روم کے شہروں میں ہے اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ایلہ کے قریب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ طرسوس کے قریب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایلہ اور فلسطین کے درمیان ہے اور بعض اور جگہ بتلاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے اصحاب کہف امام مہدی کے مددگار ہیں اور اس کی سند ضعیف ہے سو اگر ثابت ہو

تو حمل کیا جائے گا اس پر کہ وہ مرے نہیں بلکہ خواب میں ہیں سوتے ہیں یہاں تک کہ اٹھائے جائیں گے واسطے مدد مہدی کے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حج کریں گے۔ اور ابوعبیدہ نے کہا کہ رقیم نام ہے اس میدان کا جس میں کہف ہے اور کعب احبار سے روایت ہے کہ وہ گاؤں کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رقیم کتے کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی غار ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ رقیم تانبے کی تختی ہے جس میں ان کے نام لکھے گئے جبکہ وہ متوجہ ہوئے اپنی قوم سے یعنی چھپ کر نکلے اور ان کو نہ معلوم ہوا کہ کہاں گئے اور بعض کہتے ہیں کہ رقیم میں ان کا دین لکھا ہوا تھا جس پر وہ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ رقیم کے معنی دوات ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ خبر دی اللہ نے اصحاب کہف سے اور نہیں خبر دی اصحاب رقیم سے میں کہتا ہوں اور اس طرح نہیں بلکہ سیاق چاہتا ہے کہ اصحاب کہف وہی ہیں اصحاب رقیم۔

تنبیہ: نہیں ذکر کی بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمہ میں کوئی حدیث مسند اور عبد بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سند صحیح کے ساتھ اصحاب کہف کا قصہ بطول روایت کیا ہے لیکن وہ مرفوع نہیں اور خلاصہ اس کا یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے معاویہ کے ہمراہ صائفہ کا جہاد کیا تو وہ اصحاب کہف کی غار پر گزرے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے سو معاویہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان کا حال دریافت کروں سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو منع کیا اور اس نے نہ مانا اور کچھ لوگ بھیجے سو اللہ تعالیٰ نے آندھی بھیجی تو ان کو وہاں سے نکالا پھر یہ خبر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو اس نے کہا کہ تھے وہ بیچ ملک ایک بادشاہ ظالم کے جو بت پرست تھا سو جب انہوں نے یہ حال دیکھا تو وہاں سے نکلے سو جمع کیا اللہ نے ان کو غیر میعاد پر تو انہوں نے ایک دوسرے سے قول قرار لیا سو ان کو سرداران کے ڈھونڈتے آئے تو انہوں نے ان کو گم پایا کہ معلوم نہیں کہ کہاں چلے گئے تو انہوں نے بادشاہ کو خبر دی تو حکم کیا اس نے ساتھ لکھنے ان کے ناموں کے اوپر تختی تانبے کے اور رکھا اس کو اپنے خزانے میں اور داخل ہوئے وہ جوان غار میں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند غالب کی تو وہ سو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے بھیجا جوان کو ادھر اُدھر پلٹے پھیرا آفتاب کو ان سے سو اگر سورج ان پر چڑھے تو وہ ان کو جگا دے اور اگر ان کو کروٹیں نہ بدلائی جائیں تو البتہ ان کو زمین کھا لے پھر وہ بادشاہ مر گیا اور دوسرا بادشاہ پیدا ہوا تو اس نے بتوں کو توڑ ڈالا اور اللہ کی عبادت کی اور انصاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کو جگایا سو انہوں نے ایک مرد کو بھیجا کہ ان کے واسطے کھانا لائے تو چھپ کر شہر میں آیا تو اس نے اوپر لوگ دیکھے واسطے طول مدت کے پھر اس نے ایک درہم نان بائی کو دیا اس نے اس درہم کی ضرب اوپری دیکھی اور اس نے قصد کیا کہ اس کو بادشاہ کے پاس لے جائے تو اس نے کہا کہ تو مجھ کو ڈراتا ہے بادشاہ سے اور میرا باپ اس کی رعیت ہے نان بھائی نے کہا تیرا باپ کون ہے اس نے کہا کہ فلاں سو اس نے اس کو نہ پہنچانا پھر لوگ وہاں جمع ہوئے اور اس کو بادشاہ کے پاس لے گئے تو بادشاہ نے کہا کہ تختی میرے پاس لاؤ اور اس نے اس کو سنا ہوا تھا تو اس نے اپنے ساتھیوں کا نام لیا تو بادشاہ

نے ان کو تختی سے پہنچان لیا سو لوگوں نے تکبیر کہی اور غار کی طرف چلے اور وہ جوان آگے بڑھ گیا تا کہ وہ لشکر سے نہ ڈریں سو جب وہ جوان ان پر داخل ہوا تو پوشیدہ کیا اللہ نے اس مکان کو بادشاہ سے اور جو اس کے ساتھ تھے سو نہ معلوم ہوا اس کو کہ وہ جوان کہاں چلا گیا پھر سب کی رائے یہ ٹھہری کہ وہاں مسجد بنائیں پھر ان کے واسطے استغفار اور دعا کرنے لگے اور ابن ابی حاتم نے شہر بن حوشب سے روایت کیا ہے کہ میرا ایک ساتھی بڑا دلاور تھا سو وہ اصحاب کہف کی غار پر گزرا اور اس نے چاہا کہ اس میں داخل ہو سو منع کیا گیا اس نے نہ مانا تو وہ ان پر جھانکا سو اس کی آنکھیں سفید ہوگئیں اور اس کے بال بدل گئے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ ان کے ماجرا کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے آپس میں ذکر کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ روح اور بدن دونوں کو اٹھائے گا یعنی قیامت میں یا فقط روح کو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند ڈالی تو وہ مدت مذکور سوئے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھایا تو انہوں نے جان لیا کہ بدن اور روح دونوں اٹھائے جائیں گے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پہلے بادشاہ کا نام دقیانوس تھا اور اصحاب کہف کے نام یہ ہیں مکسلمینا اور فخشلیشا اور تملیخا اور مرطونس اور کفشطونس اور بیرونس اور دینموس اور مجاہد سے روایت ہے کہ ان کے کتے کا نام قطمیر ہے اور ان کے درہم اونٹ کے کھروں کی طرح تھے اور جوان کے واسطے کھانا خریدنے کو گیا تھا وہ تملیخا تھا اور دوسرے نیک بادشاہ کا نام بتدرسیس تھا جس کے زمانے میں وہ زندہ ہوئے تھے اور اپنا آدمی شہر میں کھانے کو بھیجا تھا۔ (فتح)

الحمدللہ کہ ترجمۂ پارہ سیزدہم صحیح بخاری تمام ہوا اللہ تعالیٰ اس سے سب مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔

آمین ثم آمین و صلی اللہ تعالٰی علی خیر خلقة محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب بدء الخلق

کتاب الانبیاء

❀......❀......❀

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۴

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حفظہ اللہ

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَهٰذِهٖ تَرْجَمَةٌ لِلْجُزْءِ الرَّابِعِ عَشَرَ مِنْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَفَّقَنَا اللّٰهُ لِانْتِهَآئِهٖ كَمَا وَفَّقَنَا لِابْتِدَآئِهٖ .

بَاب حَدِيْثُ الْغَارِ

باب ہے بیچ بیان حدیث غار والوں کے یعنی جو مینہ کے مارے غار میں داخل ہو گئے اور ایک پتھر ان کی غار کے منہ پر آن پڑا۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اصحاب کہف کے قصے کے بعد غار کی حدیث بیان کی تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو وارد ہوئی ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ رقیم کا لفظ جو آیت اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ میں واقع ہوا ہے تو مراد اس سے وہ غار ہے جس میں تین آدمی بند ہو گئے تھے اور بیان اس کا اس حدیث میں ہے جو طبرانی وغیرہ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رقیم کا تذکرہ سنا فرمایا کہ تین آدمی چلے اور ایک غار میں داخل ہو گئے اور ان کی غار کے منہ پر ایک پتھر آن پڑا اور اس نے اس کو بند کر لیا پھر ذکر کی ساری حدیث۔ (فتح)

٣٢٠٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَمْشُوْنَ إِذْ أَصَابَهُمْ مَطَرٌ فَأَوَوْا إِلٰى غَارٍ فَانْطَبَقَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ إِنَّهٗ وَاللّٰهِ يَا هٰٓؤُلَآءِ لَا يُنْجِيْكُمْ إِلَّا الصِّدْقُ فَلْيَدْعُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بِمَا يَعْلَمُ أَنَّهٗ قَدْ صَدَقَ فِيْهِ فَقَالَ وَاحِدٌ مِنْهُمُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهٗ

٣٢٠٦۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ تین آدمی تم سے اگلی امت کے چلے جاتے تھے کہ ناگہاں ان کو مینہ پہنچا تو وہ پہاڑ کی ایک غار میں داخل ہو گئے اور اس پہاڑ کا ایک پتھر اس غار کے منہ پر آن پڑا اور اس نے ان کو بند کر لیا تو بعض نے بعض سے کہا کہ بے شک معاملہ یہ ہے کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہ نجات دے گا تم کو اے لوگو مگر سچ بولنا سو چاہیے کہ دعا مانگے ہر مرد تم میں سے اس عمل کے وسیلے سے کہ جانتا ہے کہ وہ اس میں سچا ہے یعنی خالص اللہ کی رضا مندی کے واسطے کیا ہے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ الٰہی ماجرہ یہ ہے کہ میرے ہاں ایک مزدور تھا

كَانَ لِيْ أَجِيْرٌ عَمِلَ لِيْ عَلٰى فَرَقٍ مِّنْ أَرُزٍّ فَذَهَبَ وَتَرَكَهٗ وَاَنِّيْ عَمَدْتُ إِلٰى ذٰلِكَ الْفَرَقِ فَزَرَعْتُهٗ فَصَارَ مِنْ أَمْرِهٖ اَنِّيْ اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَّاَنَّهٗ اَتَانِيْ يَطْلُبُ أَجْرَهٗ فَقُلْتُ لَهُ اعْمِدْ إِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ فَسُقْهَا فَقَالَ لِيْ إِنَّمَا لِيْ عِنْدَكَ فَرَقٌ مِّنْ أَرُزٍّ فَقُلْتُ لَهُ اعْمِدْ إِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ فَإِنَّهَا مِنْ ذٰلِكَ الْفَرَقِ فَسَاقَهَا فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا فَانْسَاحَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ فَقَالَ الْاٰخَرُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ كَانَ لِيْ أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ فَكُنْتُ آتِيْهِمَا كُلَّ لَيْلَةٍ بِلَبَنِ غَنَمٍ لِّيْ فَأَبْطَأْتُ عَلَيْهِمَا لَيْلَةً فَجِئْتُ وَقَدْ رَقَدَا وَاَهْلِيْ وَعِيَالِيْ يَتَضَاغَوْنَ مِنَ الْجُوْعِ فَكُنْتُ لَا أَسْقِيْهِمْ حَتّٰى يَشْرَبَ أَبَوَايَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوْقِظَهُمَا وَكَرِهْتُ أَنْ أَدَعَهُمَا فَيَسْتَكِنَّا لِشَرْبَتِهِمَا فَلَمْ أَزَلْ اَنْتَظِرُ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا فَانْسَاحَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ حَتّٰى نَظَرُوْا إِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ الْاٰخَرُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ كَانَ لِيْ ابْنَةُ عَمٍّ مِّنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَاَنِّيْ رَاوَدْتُهَا عَنْ نَّفْسِهَا فَأَبَتْ إِلَّا أَنْ آتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَطَلَبْتُهَا حَتّٰى قَدَرْتُ فَأَتَيْتُهَا بِهَا فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهَا فَأَمْكَنَتْنِيْ مِنْ نَّفْسِهَا فَلَمَّا

اس برتن بھر مزدوری پر جس میں سولہ رطل چاول سمائیں یعنی (سو جب وہ اپنا کام کر چکا تو اس نے کہا کہ میرا حق دے تو میں نے اس کا حق اس کے آگے کیا سو وہ اس کو چھوڑ کر چلا گیا) اور یہ کہ میں نے اس سولہ رطل چاول کی طرف قصد کیا سو اس کو میں نے بویا سو ان میں یہاں تک برکت ہوئی کہ میں نے ان سے گائے بیل خریدے اور یہ کہ وہ مزدور میرے پاس آیا اپنی مزدوری طلب کی تو میں نے اس کو کہا کہ قصد کر ان گائے بیلوں کی طرف سو ان کو ہانک لے جا تو اس نے مجھ سے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میرے تو تیرے پاس صرف سولہ رطل چاول ہیں تو میں نے اس سے کہا کہ قصد کر ان گائے بیلوں کی طرف کہ بے شک وہ اس فرق بھر چاول سے حاصل ہوئے ہیں سو وہ اپنا سب مال ہانک لے گیا تو الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ امانت داری صرف تیرے خوف کی وجہ سے کی تھی تو ہم سے اس پتھر کو ہٹا دے یعنی اس پتھر کو دور کر دے سو ان سے کچھ پتھر ہٹ گیا پھر دوسرے نے کہا کہ الٰہی ماجرہ تو یہ ہے کہ تو جانتا ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے بڑی عمر والے اور میں ہر رات اپنی بکریوں کا دودھ ان کے پاس لایا کرتا تھا سو ایک رات میں نے ان سے دیر کی یعنی (چارہ بہت دور ملا اس واسطے آنے میں دیر ہوئی) سو میں آیا تو وہ دونوں سو گئے تھے اور میرے بیوی بچے بھوک کے مارے روتے چلاتے تھے اور میں ان کو نہ پلایا کرتا تھا یہاں تک کہ میرے ماں باپ پیتے سو مجھ کو برا لگا کہ میں ان کو نیند سے جگاؤں یعنی (اس واسطے کہ آدمی کو نیند سے جگانا ناگوار لگتا ہے) اور مجھ کو برا لگا کہ میں ان کو نہ جگاؤں تو ضعیف ہو جائیں یعنی (واسطے نہ پینے دودھ کے کہ رات کا

قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا فَقَالَتِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ وَتَرَكْتُ الْمِائَةَ دِيْنَارٍ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَخَرَجُوْا.

کھانا نہ کھانے سے آدمی ضعیف ہو جاتا ہے) سو میں ان کی انتظار میں دودھ لیے تمام رات کھڑا رہا صبح تک سو الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے ایسی محنت تیرے خوف سے کی تھی سو تو ہم سے پتھر کو ہٹا دے تو ان سے کچھ پتھر ہٹ گیا یہاں تک کہ انہوں نے اس سے آسمان کو دیکھا پھر تیسرے نے کہا کہ الٰہی ماجرہ تو یہ ہے کہ میرے چچا کی ایک بیٹی تھی کہ میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تھی یعنی (میں اس کا کمال عاشق تھا) سو میں اس کی طرف مائل ہوا اس کی ذات کو چاہا یعنی (حرام کاری کا ارادہ کیا) سو اس نے نہ مانا یہاں تک کہ میں اس کو سو اشرفیاں دوں یعنی (سو اشرفیوں پر راضی ہوئی) سو میں نے ان کے واسطے محنت کی یہاں تک کہ میں ان پر قادر ہوا تو میں وہ اس کے پاس لایا اور میں نے اسے وہ اشرفیاں دیں تو اس نے مجھ کو اپنی ذات پر قادر کیا سو جب میں اس کے دونوں پیروں کے اندر بیٹھا تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈر اور مہر کو نہ توڑ مگر اس کے حق سے یعنی (سوائے نکاح شرعی کے ازالۂ بکارت نہ کر یا زنا نہ کر) سو میں اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے سو اشرفیاں چھوڑ دیں یا الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ مدت کی دلی آرزو تیرے خوف سے چھوڑ دی تو ہم سے پتھر کو ہٹا دے تو اللہ نے ان سے پتھر کو ہٹا دیا اور وہ تینوں وہاں سے نکلے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ الٰہی اگر تو جانتا ہے تو اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ ایماندار قطعاً جانتا ہے کہ اللہ اس کے کام کو جانتا ہے اور جواب دیا گیا ہے بایں طور کہ اس نے اپنے اس عمل میں تردد کیا کہ کیا اس کا اللہ کے نزدیک اعتبار ہے یا نہیں اور گویا کہ اس نے کہا کہ اگر میرا یہ عمل مقبول ہے تو میری دعا قبول کر اور یہ جو کہا کہ وہ چلا گیا اور اپنی مزدوری نہ لی تو اس کا سبب نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ واقع ہوا ہے کہ اس مرد نے کہا کہ میں نے کئی مزدور ٹھہرائے تھے ہر ایک معین مزدوری پر پھر جب دوپہر ہوئی تو ایک مرد آیا سو میں نے اس کو مزدور ٹھہرایا اس کے ساتھیوں والی

شرط پر تو جتنا کام اور لوگوں نے تمام دن میں کیا تھا اتنا اس نے آدھے ہی دن میں کیا تو میں نے مناسب جانا کہ اس کو بھی اور لوگوں کے برابر مزدوری دوں کہ اس نے اپنے کام میں بہت محنت کی ہے تو ایک مرد نے ان میں سے کہا کہ تو اس کو ہمارے برابر کیوں دیتا ہے تو میں نے اس کو کہا کہ کیا میں نے تیری معین مزدوری سے کچھ کم کیا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ میرا مال ہے جس کو چاہوں دوں تو وہ غصے ہوا اور اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو دس ہزار درہم دیئے اور یہ محمول ہے اس پر کہ وہ مذکورہ چیزوں کی قیمت تھی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے مشکل اوقات میں دعا مانگنا اور نیک عمل کا تذکرہ کر کے اللہ کی قربت چاہنی اور اس سے سوال کر کے اس کے وعدے کی وفا کا مطالبہ کرنا اور بعض فقہاء نے اس کے ساتھ استنباط کیا ہے کہ مستحب ہے ذکر کرنا اس کا وقت بینہ مانگنے کے اور یہ منقول ہے قاضی حسین وغیرہ سے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ اس میں اپنے عمل کا دیکھنا ہے لیکن حضرت ﷺ نے ان کے فعل کی تعریف کی سو اس نے دلالت کی اس پر کہ ان کا فعل ٹھیک ہے سو سبکی کبیر نے کہا ہے کہ مجھ کو ظاہر ہوا کہ ضرورت کبھی بے قرار کرتی ہے دنیا میں ہی اعمال کی جزا لینے کے لیے اور یہ اسی قبیل سے ہے پھر مجھ کو معلوم ہوا کہ حدیث میں عمل کا دیکھنا بالکلیہ نہیں واسطے قول ہر ایک کے ان میں سے کہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیری رضا کے واسطے کیا ہے سو نہ اعتقاد کیا کسی نے ان میں سے اخلاص عمل اپنے کا بلکہ اس کا انجام اللہ کے حوالے کیا پس جب کہ نہ جزم کیا انہوں نے ساتھ اخلاص کے اس میں باوجود یہ کہ وہ ان کے احسن اعمال تھے تو اس کا غیر اولی ہے تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ایسی حالت میں مناسب یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس میں قصور کا اعتقاد کرے اور بحث کرے ہر واحد پر اپنے عمل سے جس میں اس کو اخلاص کا گمان ہو پس سپرد کرے اس کے امر کو طرف اللہ کی اور معلق کرے دعا کو اللہ کے علم پر پس اس وقت جب دعا کرے تو اجابت کا امیدوار رہے اور رد ہونے کا خوف کرے اور اگر نہ غالب ہو اس کے گمان پر اخلاص اس کا اگرچہ ایک عمل میں ہو تو چاہیے کہ اپنی حد کے پاس کھڑا ہو اور جو عمل خالص نہ ہو اس کے ساتھ دعا کرنے سے شرم کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انہوں نے اول امر میں کہا تھا کہ اپنے نیک عملوں کے وسیلے سے دعا کرو پھر انہوں نے دعا کے وقت یہ بالکل نہ کہا اور نہ کسی نے ان میں سے کہا کہ میں اپنے عمل سے دعا کرتا ہوں بلکہ صرف یہ کہا کہ اگر تو جانتا ہے تو پھر اپنا عمل ذکر کیا اور اس میں فضیلت اخلاص کی ہے عمل میں اور فضیلت نیکی کرنے کی ساتھ ماں باپ کے اور ان کی خدمت میں اور ان کو بیوی بچوں پر مقدم کرنا اور مشقت اٹھانے کے واسطے ان کے اور اس میں ایک یہ اعتراض ہے کہ اس نے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو تمام رات بھوکا کیوں رکھا باوجود یہ کہ وہ ان کی بھوک کے مٹانے پر قادر تھا سو بعض کہتے ہیں کہ ان کی شرح میں اصل کا خرچ ان کے غیروں پر مقدم تھا اور بعض کہتے ہیں کہ شاید تھے وہ طلب کرتے زیادہ اوپر سد رمق کے اور یہ اولی ہے اور اس میں فضیلت عفت اور بچنے کی ہے حرام سے باوجود قدرت کے اور یہ کہ ترک کرنا معصیت کا مٹاتا

ہے اس کی طلب کے مقدمات کو اور یہ کہ واجب ہے توبہ پہلے اس کے اور یہ کہ جائز ہے اجارہ کرنا ساتھ اناج معین کے درمیان اجیر اور مستجیر کے اور اس میں فضیلت ہے ادا کرنے امانت کے اور اثبات نیکیوں کی کرامت کا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز بیع فضولی کے اور پہلے گزر چکی ہے بحث اس کی بیع میں اور یہ کہ جب امین امانت میں سوداگری کرے تو اس کا نفع امانت والے کا ہے یعنی امانت کے مالک کا یہ قول احمد رحمہ اللہ کا ہے اور خطابی نے کہا کہ اکثر اس کے مخالف ہیں پس کہتے ہیں کہ جب مرتب ہوا مال بیچ ذمہ امین کے اور اسی طرح مضارب تو ہوگا تصرف اس کا بیچ اس کے بغیر اذن کے پس لازم پکڑتا ہے ذمہ اس کا اس کو کہ اگر اس میں تجارت کرے تو اس کا نفع بھی اس کے واسطے ہوگا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہے کہ تاوان اوپر اس کے ہے اور نفع بھی اسی کے واسطے ہے لیکن اس کو صدقہ کردے اور تفصیل کی ہے شافعی رحمہ اللہ نے پس کہا کہ اگر خریدے اپنے ذمہ میں پھر نقد دے مول غیر کے مال سے تو عقد واسطے اس کے ہے اور نفع بھی اسی کا ہے اور اگر خریدے ساتھ غیر کے پس نفع واسطے مالک کے ہے اور اس کا بیان بیع میں گزر چکا ہے اور اس میں خبر دینی ہے پہلی امتوں سے تا کہ عبرت پکڑیں سننے والے ان کے عملوں سے پس ان کے اچھے کاموں پر عمل کریں اور برے کاموں کو چھوڑ دیں۔

تنبیہ: اتفاق ہے سب روایتوں کا اس پر کہ تینوں قصے اجیر اور عورت اور ماں باپ میں ہیں مگر ایک روایت میں اجیر کے بدلے یہ ہے کہ تیسرے نے کہا کہ میں بکریوں میں تھا ان کو چراتا تھا تو نماز کا وقت ہوا تو میں نماز کو کھڑا ہوا تو بھیڑیا آکر بکریوں میں گھس گیا سو میں نے برا جانا کہ نماز کو توڑوں سو میں نے صبر کیا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوا پس اگر یہ ثابت ہو تو محمول ہوگا تعدد قصے پر۔ (فتح)

بَابٌ

۳۲۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنَهَا إِذْ مَرَّ بِهَا رَاكِبٌ وَهِيَ تُرْضِعُهُ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا تُمِتِ ابْنِيْ حَتّٰى يَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهُ ثُمَّ رَجَعَ فِي الثَّدْيِ وَمُرَّ بِامْرَأَةٍ تُجَرَّرُ وَيُلْعَبُ بِهَا فَقَالَتْ

یہ باب ہے

۳۲۰۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو دودھ دیتی تھی کہ ناگہاں ایک سوار گزرا اور وہ اس کو دودھ دیتی تھی تو اس عورت نے کہا کہ الٰہی میرے بیٹے کو نہ مارنا یہاں تک کہ اس مرد کے برابر ہو تو لڑکے نے کہا کہ الٰہی مجھ کو ایسا نہ کرنا پھر اپنی ماں کی چھاتی پر جھکا اور ایک لونڈی گھسیٹی جا رہی تھی اور کھیل بنی ہوئی تھی ساتھ اس کے تو اس لڑکے کی ماں نے کہا کہ الٰہی میرے بیٹے کو اس لونڈی کی طرح نہ کرنا تو اس لڑکے نے کہا کہ الٰہی مجھ کو ایسا ہی کرنا سو

اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَهَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا فَقَالَ أَمَّا الرَّاكِبُ فَإِنَّهٗ كَافِرٌ وَّأَمَّا الْمَرْأَةُ فَإِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ لَهَا تَزْنِيْ وَتَقُوْلُ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَيَقُوْلُوْنَ تَسْرِقُ وَتَقُوْلُ حَسْبِيَ اللّٰهُ.

لڑکے نے کہا کہ رہا سوار تو وہ کافر تھا اور رہی عورت سو لوگ اس کو کہتے تھے کہ تو حرام کاری کرتی ہے اور وہ کہتی تھی کہ مجھ کو اللہ کفایت کرتا ہے اور اس کو کہتے تھے کہ تو چوری کرتی ہے اور وہ کہتی تھی کہ مجھ کو اللہ کفایت کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٣٢٠٨۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيْفُ بِرَكِيَّةٍ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ إِذْ رَأَتْهُ بَغِيٌّ مِّنْ بَغَايَا بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ فَنَزَعَتْ مُوْقَهَا فَسَقَتْهُ فَغُفِرَ لَهَا بِهٖ.

٣٢٠٨۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک کتا کنویں کے آس پاس گھومتا تھا قریب تھا کہ پیاس اس کو مار ڈالے کہ اچانک اس کو بنی اسرائیل کی حرام کار عورتوں میں سے ایک عورت حرام کار نے دیکھا تو اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس کو کنویں سے پانی نکال کر پلایا تو اس عمل کی وجہ سے اس عورت کے گناہ بخشے گئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشرب میں گزر چکی ہے اور طہارت میں ہے کہ مرد نے پانی پلایا تھا اور اس نے اس کو اپنے موزے میں پلایا تھا اور احتمال ہے کہ قصہ متعدد ہو۔ (فتح)

٣٢٠٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِّنْ شَعَرٍ وَّكَانَتْ فِيْ يَدَيْ حَرَسِيٍّ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ مِّثْلِ هٰذِهٖ وَيَقُوْلُ إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَهَا نِسَاؤُهُمْ.

٣٢٠٩۔ حمید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بیٹے معاویہ رضی اللہ عنہ سے منبر پر سنا جس سال انہوں نے حج کیا سو انہوں نے بالوں کا ایک جوڑا پکڑا جو ایک چوکیدار کے ہاتھ میں تھا سو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مدینے والو! تمہارے علماء کہاں ہیں میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ ایسے کام سے منع کرتے تھے یعنی (اپنے بالوں میں غیر کے بال جوڑنے سے) اور حضرت ﷺ فرماتے تھے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہلاک ہوئے بنی اسرائیل جب کہ ان کی عورتوں نے یہ کام کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ کہاں ہیں علماء تمہارے تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اس وقت ان میں علماء کم ہو گئے تھے

اور وہ اسی طرح ہے اس واسطے کہ اکثر اصحاب رضی اللہ عنہم اس وقت فوت ہو گئے تھے اور شاید کے انہوں نے دیکھا کہ ان کے عوام جہلاء نے یہ کام کیا ہے پس ارادہ کیا انہوں نے کہ تنبیہ کریں علماء کو ساتھ اس چیز کے کہ چھوڑا انہوں نے اس کو انکار کرنے سے اور احتمال ہے کہ باقی اصحاب رضی اللہ عنہم اور اکابر تابعین نے اس وقت انکار ترک کیا ہو یا تو اعتقاد واسطے عدم تحریم کے جس کو حدیث پہنچی پس حمل کیا اس نے اس کو کراہت تنزیہی پر یا اس زمانے میں حاکموں کا خوف تھا کہ مبادا جو انکار کرے اس پر اعتراض نہ ہو یا بالکل ان کو حدیث نہ پہنچی تھی یا پہنچی تھی لیکن ان کو یاد نہ تھی یہاں تک کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو یاد کروائی پس سب یہ عذر ممکن ہیں واسطے اس کے جو علماء سے اس وقت موجود تھا اور شاید خطبہ جمعہ کے سوا اور کوئی تھا اور اتفاقا حاضرین خطبہ میں کوئی اہل علم نہ تھا کل بے علم تھے پس کہا انہوں نے کہ کہاں ہیں علماء تمہارے اس واسطے کہ خطاب ساتھ انکار کے نہیں متوجہ ہوتا مگر اس پر جو حکم کو جانے اور اس کو برقرار رکھے اور یہ جو کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہلاک ہوئے بنی اسرائیل تو تنبیہ ہے اس میں کہ یہ ان پر حرام تھا سو جب انہوں نے یہ کام کیا تو ہوا یہ سبب ان کی ہلاکت کا اور اس کی پوری شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔ (فتح)

٣٢١٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيمَا مَضَى قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ فِي أُمَّتِي هٰذِهِ مِنْهُمْ فَإِنَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.

٣٢١٠۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تم سے اگلے جو لوگ ہو چکے ہیں ان میں سچ کہنے والے ہوتے تھے اور بے شک میری اس امت میں کوئی ایسا ہو تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

فائدہ: محدث اس کو کہتے ہیں کہ جس کو اللہ کی طرف سے الہام ہو اور اس کی بات بہت صحیح ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بطور توقع کے فرمایا اور شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم مطلع نہیں ہوئے اس پر کہ بات ہونے والی ہے اور تحقیق واقع ہوئی ساتھ حمد اللہ کے وہ چیز کہ امید رکھی اس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں اور بے شک واقع ہوئی ہے یہ بات سوائے عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے بے شمار لوگوں کے اور اس کی پوری شرح عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں آئے گی۔ (فتح)

٣٢١١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

٣٢١١۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی قوم میں ایک مرد تھا اور اس نے ننانوے قتل کیے تھے پھر نکلا پوچھتا ہوا (کہ روئے زمین پر کون بہت بڑا عالم ہے تو لوگوں نے کہا کہ فلانا درویش بہت بڑا

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ فِي بَنِيْ إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ إِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ فَأَتٰى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ هَلْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ لَا فَقَتَلَهُ فَجَعَلَ يَسْأَلُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ ائْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا فَأَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَآءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى هٰذِهِ أَنْ تَقَرَّبِيْ وَأَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى هٰذِهِ أَنْ تَبَاعَدِيْ وَقَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ إِلٰى هٰذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهُ.

عالم ہے تو وہ اس درویش کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ اس شخص نے ننانوے آدمی قتل کیے ہیں) کیا اس کی توبہ قبول ہوگی تو اس درویش نے کہا کہ تیری توبہ قبول نہ ہوگی تو اس نے اس درویش کو بھی مار ڈالا پھر پوچھنے لگا (کہ روئے زمین پر بڑا عالم کون ہے یعنی تو لوگوں نے کہا کہ فلانا مرد بڑا عالم ہے تو اس نے اس سے کہا کہ اس شخص نے سو آدمی کو قتل کیا ہے سو کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے) تو اس عالم نے کہا کہ ہاں اور تو فلاں فلاں گاؤں میں جا (کہ وہاں چند لوگ ہیں کہ اللہ کی عبادت کرتے ہیں سو تو بھی ان کے ساتھ اللہ کی عبادت کر اور نہ پلٹنا اپنی زمین کی طرف اس واسطے کہ وہ بری زمین ہے سو وہ شخص اس طرف چلا یہاں تک کہ جب آدھی راہ چل گیا) تو اس کو موت آئی تو وہ اپنے سینے کے بل گرا توبہ کی یعنی (فوت ہونے کے وقت دونوں زمین کے برابر تھا چھاتی سے ہمک کر ادھر قریب ہوگیا) تو جھگڑنے لگے اس میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے سو رحمت کے فرشتے کہنے لگے کہ یہ شخص توبہ کر کے آیا ہے اپنے دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اور عذاب کے فرشتوں نے کہا کہ اس نے کبھی ایک نیک کام بھی نہیں کیا تو اللہ نے گناہ کے گاؤں کو حکم بھیجا کہ دور ہو جا اور عبادت کے گاؤں کو حکم بھیجا کہ تو قریب ہو جا اور کہا کہ دونوں زمین کی مسافت کو ماپو یعنی (سو جس گاؤں کی طرف زیادہ نزدیک ہو سو اس کے لائق ہے) تو فرشتوں نے ماپا تو اس کو عبادت کے گاؤں کی طرف ایک بالشت بھر قریب پایا تو اس کے گناہ معاف ہو گئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشروع ہے توبہ کرنی تمام کبیرہ گناہوں سے یہاں تک کہ جو کسی جان کو ناحق مار ڈالے وہ بھی توبہ کرے اور یہ محمول ہے اس پر کہ جب اللہ نے قاتل کی توبہ قبول کی تو اس کے مدعی کی رضا مندی کا

ضامن ہو جاتا ہے اور یہ کہ مفتی کبھی جواب میں چوک جاتا ہے اور اس شخص نے جو پہلے عالم کو قتل کیا تھا تو اس کے فتوے سے معلوم ہوا کہ تیری توبہ قبول نہیں اس کو معلوم ہوا کہ اس کے واسطے نجات نہیں پس ناامید ہوا اللہ کی رحمت سے پھر اللہ نے اس کو پایا اور اپنے فعل پر نادم ہوا اور پھر پوچھنے لگا اور اس میں اشارہ ہے درویش کی سمجھ کے کم ہونے کا اس واسطے کہ تھا حق اس کا بچنا اس شخص سے کہ جو دلیر ہو قتل پر یہاں تک کہ اس کی عادت ہوگئی ہو اس طرح کہ نہ خطاب کرے اس سے برخلاف مراد اس کی کے اور یہ کہ استعمال کرے ساتھ اس کے کنایہ کو واسطے صلح کرنے کے ساتھ اس کے اپنی طرف سے یہ اس وقت ہے جب کہ ہوتا حکم صریح نزدیک اس کے بیچ عدم قبول توبہ قاتل کے چہ جائیکہ نہ تھا حکم نزدیک اس کے مگر ظن اور یہ جو فرشتے آدمیوں پر متعین ہیں ان کے اجتہاد مختلف ہیں آدمیوں کے حق میں بہ نسبت اس شخص کے کہ لکھتے ہیں اس کو فرمانبردار یا گنہگار اور یہ کہ فرشتے اس میں جھگڑتے ہیں یہاں تک کہ اللہ ان کے درمیان فیصلہ کرے اور اس حدیث میں فضیلت ہے نکلنے کی اس زمین سے جس میں آدمی سے گناہ ہوا اس واسطے کہ وہ غالب ہوتا ہے بحکم عادت کے اوپر مثل اس کی کے یا تو واسطے یاد کرنے اس کے اپنے ان افعال کو جو اس سے پہلے صادر ہو چکے ہوں اور مبتلاء ہونے کے ساتھ ان کے اور یا واسطے وجود اس شخص کے کہ اس کو اس پر مدد کرے اور اس کو اس کی رغبت دلا دے اسی واسطے پچھلے نے اس کو کہا کہ اپنی زمین کی طرف نہ پلٹنا کہ وہ زمین بری ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ لائق ہے واسطے تائب کے چھوڑنا ان حالات کا جو گناہ کے زمانے میں ان کی عادت ہوا اور پھرنا ان سب سے اور ان کے علاوہ سے مشغول ہونا اور یہ کہ عالم کو عابد پر فضیلت ہے اس واسطے کہ جس نے پہلے فتویٰ دیا تھا کہ تیری عبادت قبول نہیں تو اس پر عبادت غالب تھی تو اس کو اتنے آدمیوں کا مار ڈالنا بہت برا معلوم ہوا اور رہا دوسرا تو اس پر علم غالب تھا تو اس نے اس کو ٹھیک فتویٰ دیا اور اس کو نجات کی راہ بتلائی اور عیاض نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توبہ نفع دیتی ہے قتل سے جیسا کہ نفع دیتی ہے باقی تمام گناہوں سے اور یہ اگرچہ پہلوں کی شرع ہے اور اس کے ساتھ استدلال کرنے میں خلاف ہے لیکن یہ خلاف کی جگہ نہیں اس واسطے کہ اختلاف کی جگہ وہ ہے جب کہ ہماری شرع میں اس کی تقریر وارد نہ ہو اور جب ہماری شرع میں اس کی تقریر وارد ہو تو وہ شرع ہے واسطے ہمارے بغیر اختلاف کے اور جس کی تقریر شرع میں وارد ہو چکی ہے اس میں سے ایک یہ آیت ہے ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ آدمیوں میں بعض ایسے ہی ہیں جو فرشتوں کے درمیان ثالث ہونے کی لیاقت رکھتے ہیں جب کہ وہ آپس میں جھگڑیں اس واسطے کہ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان کے پاس فرشتہ آدمی کی صورت میں آیا سو فرشتوں نے اس کو اپنے درمیان ثالث مقرر کیا اور اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو ثالث مقرر کرنے کو جائز رکھتا ہے اور یہ کہ فریقین جس کے ثالث ہونے پر راضی ہوں پس حکم اس کا جائز ہے اوپر ان کے اور یہ کہ جب حاکم کے نزدیک

حالات معارض ہوں اور گواہ متعدد ہوں تو اس کو جائز ہے یہ کہ استدلال کرے ساتھ خارجی دلیل کے ترجیح پر۔ (فتح)

۳۲۱۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً إِذْ رَكِبَهَا فَضَرَبَهَا فَقَالَتْ إِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا إِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرْثِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللهِ بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ فَقَالَ فَإِنِّي أُوْمِنُ بِهٰذَا أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَبَيْنَمَا رَجُلٌ فِي غَنَمِهِ إِذْ عَدَا الذِّئْبُ فَذَهَبَ مِنْهَا بِشَاةٍ فَطَلَبَ حَتَّى كَأَنَّهُ اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ هٰذَا اسْتَنْقَذْتَهَا مِنِّي فَمَنْ لَّهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ قَالَ فَإِنِّي أُوْمِنُ بِهٰذَا أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَحَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۳۲۱۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے سو کہا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد گائے ہانکتا تھا کہ ناگہاں اس پر سوار ہوا اور اس کو مارا تو گائے نے کہا کہ ہم سوار ہونے کے واسطے پیدا نہیں ہوئے ہم تو کھیت کے واسطے پیدا ہوئے ہیں لوگوں نے تعجب کیا کہ سبحان اللہ گائے بھی بولتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلا شبہ میں اس بات کو سچ جانتا ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کو سچ جانتے ہیں اور وہ دونوں اس وقت وہاں نہ تھے اور جس حالت میں کہ ایک مرد اپنی بکریوں پر تھا تو اس پر ایک بھیڑیا دوڑا تو ان میں سے ایک بکری کو لے گیا تو اس کی تلاش میں رہا چرانے والا یہاں تک کہ اس کو بھیڑیے سے چھڑا لیا تو بھیڑیے نے اس کو کہا کہ اس نے مجھ سے بکری چھڑائی سو کون بھیڑ بکری کو قیامت کے دن میں چھڑائے گا جس دن اس کا چرانے والا میرے سوائے کوئی نہ ہو گا تو لوگوں نے کہا کہ سبحان اللہ بھیڑیا بھی بولتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میں اس بات کو سچ جانتا ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کو سچ جانتے ہیں اور وہ دونوں اس وقت وہاں نہیں تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل اس کی۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جو چوپائے نہ استعمال کیے جائیں مگر ساتھ اس چیز میں کہ جاری ہوئی عادت ساتھ استعمال کرنے ان کے بیچ اس کے اور احتمال ہے کہ ہو یہ قول بیل کا کہ ہم تو کھیتی کے واسطے پیدا ہوئے ہیں اشارہ طرف معظم اس چیز کے کہ پیدا ہوئے ہیں واسطے اس کے اور نہیں مراد ہے اس کی حصر کرنا بیچ اس کے اس واسطے کہ حصر بالاتفاق مراد نہیں اس واسطے کہ جس مقصد کے لیے چوپائے پیدا ہوئے ہیں وہ یہ ہے کہ ذبح کیے جائیں اور کھائے جائیں بالاتفاق۔ (فتح) اور حاصل یہ کہ سفیان نے اس حدیث کو دو سندوں سے روایت کیا ہے ایک ابو

زناد سے اس نے اعرج سے دوسری مسعر سے اس نے سعد سے روایت کی ان دونوں نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے۔ (فتح)

۳۲۱۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى رَجُلٌ مِّنْ رَّجُلٍ عَقَارًا لَّهُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِيْ عَقَارِهٖ جَرَّةً فِيْهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّيْ إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ وَلَمْ أَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ وَقَالَ الَّذِيْ لَهُ الْأَرْضُ إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيْهَا فَتَحَاكَمَا إِلٰى رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِيْ تَحَاكَمَا إِلَيْهِ أَلَكُمَا وَلَدٌ قَالَ أَحَدُهُمَا لِيْ غُلَامٌ وَقَالَ الْآخَرُ لِيْ جَارِيَةٌ قَالَ أَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوْا عَلٰى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا.

۳۲۱۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد نے دوسرے مرد سے زمین خریدی سو زمین کے خریدار نے اس کی زمین میں ایک گھڑا پایا جس میں سونا تھا تو زمین کے خریدار نے بیچنے والے سے کہا کہ اپنا سونا مجھ سے لے میں نے تو تجھ سے صرف زمین خریدی تھی اور تجھ سے میں نے سونا نہیں خریدا تھا اور زمین والے نے کہا کہ میں نے تجھ سے زمین اور جو کچھ اس کے اندر تھا سب کچھ بیچ ڈالا تھا یعنی وہ تیرا حق ہے میرا حق نہیں سو وہ دونوں اپنا جھگڑا فیصل کرنے کو گئے ایک اور مرد کے پاس یعنی حضرت داؤد علیہ السلام کے تو جس کے پاس فیصلہ کروانے کے واسطے گئے تھے اس نے کہا کہ کیا دونوں کی اولاد ہے؟ تو ایک نے کہا کہ میرا ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میری ایک لڑکی ہے تو اس ثالث نے کہا کہ تم دونوں اس لڑکے کا لڑکی سے نکاح کر دو اور اس مال کو ان دونوں میں خرچ کرو اور وہ دونوں خیرات کریں۔

فائدہ: اور یہ صریح ہے اس میں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عقد تو خاص زمین پر واقع ہوا تھا تو بائع نے اعتقاد کیا کہ جو اس کے اندر ہے وہ بھی ضمناً اس کے اندر داخل ہے اور خریدار نے اعتقاد کیا کہ وہ اس میں داخل نہیں ہوتا اور رہی صورت دعوے کی جو درمیان ان کے واقع ہوئی ہے اور بے شک وہ دونوں نہیں مختلف ہوئے صورت عقد میں کہ واقع ہوئی اور حکم ہماری شرع میں ایسی صورت میں یہ ہے کہ معتبر قول مشتری کا ہے اور سونا باقی ہے بائع کی ملک پر اور احتمال ہے کہ دونوں صورت عقد میں مختلف ہوئے ہوں اس طرح کہ کہے مشتری کہ نہیں واقع ہوئی تصریح ساتھ بیچنے زمین کے اور جو اس کے اندر ہے بلکہ ساتھ بیع زمین کے خصوصاً اور بائع کہے کہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے اور حکم اس صورت میں یہ ہے کہ دونوں قسم کھائیں اور پھیری جائے بیع اور یہ حکم بنا بر ظاہر لفظ حدیث کے ہے کہ اس نے اس میں ایک گھڑا پایا جس میں سونا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے گھر خریدا اور اس کو آباد کیا سو ان میں مدفون مال پایا تو جب اس نے بائع کو کہا کہ یہ مال تیرا ہے تو اس نے کہا کہ نہ میں نے اس کو گاڑا ہے اور نہ مجھ کو معلوم ہے اور یہ کہ دونوں نے قاضی سے کہا کہ کسی کو بھیج جو اس کو قبض کرے اور خرچ کرے اس کو جس جگہ چاہے

تو قاضی باز رہا بنا براس کے پس حکم اس مال کا حکم مدفون مال کا ہے اس شریعت میں اگر معلوم ہو کہ یہ کفر کی حالت کا مدفون مال ہے یعنی اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کی راہ میں دے اور باقی کو اپنے کام میں لائے اور نہیں تو اگر معلوم ہو کہ یہ مسلمان کا مدفون مال ہو تو حکم اس کا حکم گری پڑی چیز کے اٹھانے کا ہے یعنی وہ مال مالک کا ہے جب ملے اور اگر یہ معلوم نہ ہو تو حکم اس کا حکم ضیاع مال ہے کہ بیت المال میں رکھا جائے اور شاید ان کی شرع میں یہ تفصیل نہ تھی پس اسی واسطے حکم کیا قاضی نے جو حکم کیا اور ایک روایت میں صریح آ چکا ہے کہ وہ لوگوں کے واسطے حاکم مقرر تھا پس اگر ثابت ہو تو نہیں ہے اس حدیث میں حجت واسطے اس کے جو جائز رکھتا ہے واسطے دو جھگڑنے والوں کے یہ کہ اپنے بیچ میں کسی مرد کو ثالث مقرر کریں اور اس کا حکم جاری ہوتا ہے اور اس مسئلے میں اختلاف ہے امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جائز ہے ثالث مقرر کرنا درمیان اس شرط کے کہ اس میں حکم کرنے کی صلاحیت ہو اور یہ کہ حکم کرے درمیان دونوں کے ساتھ حق کے برابری کہ یہ حکم شہر کے قاضی کی رائے کے موافق ہے یا نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے حدود کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے شرط کی ہے کہ اس کا حکم شہر کے قاضی کی رائے کے موافق ہو اور امام غزالی رحمہ اللہ نے نصیحۃ الملوک میں کہا ہے کہ وہ کسری کے پاس اپنا جھگڑا فیصل کروانے گئے تھے پس اگر ثابت ہو یہ تو موقوف ہوں گے پہلے کل مباحث جو متعلق ہیں ساتھ تحکیم کے یعنی ثالث کرنے کے اس واسطے کہ کافر نہیں حجت ہے اس چیز میں کہ حکم کرتا ہے ساتھ اس کے یعنی ثالث کرنا بالکل جائز نہ ہوگا۔ (فتح)

٣٢١٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَعَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَسْأَلُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّاعُوْنِ فَقَالَ أُسَامَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُوْنُ رِجْسٌ أُرْسِلَ عَلٰى طَائِفَةٍ مِّنْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ أَوْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَّأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا

٣٢١٤۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا تم نے طاعون کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا؟ اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون وہ عذاب تھا جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاعون عذاب تھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا یا یوں فرمایا کہ تم سے اگلوں پر بھیجا گیا اور جب تم کسی زمین میں اس کا سنو تو اس میں نہ جاؤ اور جب اسی زمین پر وبا پڑے جس میں تم ہو تو اس سے نہ نکلو واسطے بھاگنے کے اس سے اور ابونضر نے کہا کہ نہ نکالے تم کو مگر بھاگنا اس سے۔

مِنْهُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا يُخْرِجُكُمْ إِلَّا فِرَارًا مِنْهُ.

فائدہ: پہلے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ بھاگنا اس سے درست نہیں اور ابونضر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وبا سے بھاگنا درست ہے اور اس میں تعارض ہے اور جواب یہ ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ اِلَّا اس میں زائد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اِلَّا حال ہے استثنٰی سے یعنی نہ نکلو جب کہ نہ ہو نکلنا تمہارا مگر واسطے بھاگنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ ہمزہ اس میں تعدیہ کے واسطے ہے اور یہ روایت نصب فراراً کے ساتھ مشکل ہے اور رفع کے ساتھ مشکل نہیں یعنی جو سبب تجھ کو نکالتا ہے وہ حرام ہے اور مجرد قصد اس کا نہ غیر اس کے کا اس واسطے کہ نکلنا طرف سفر کی اور دوسری حاجتوں کی طرف جائز ہے۔ (فتح)

٣٢١٥۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونِ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَأَنَّ اللهَ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ.

٣٢١٥۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کا پوچھا کہ کیا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خبر دی کہ وبا عذاب ہے اللہ اس کو بھیجتا ہے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور بے شک اللہ پاک نے اس کو ایمانداروں کے واسطے رحمت بنا دیا کوئی بندہ ایسا نہیں کہ طاعون آئے اور وہ اپنے شہر میں ٹھہرا رہے اور مضبوط رہے ثواب کی امید رکھے جانتا ہو کہ نہیں پہنچے گا اس کو مگر جو اللہ نے اس کی تقدیر میں لکھا تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طب میں آئے گی۔

٣٢١٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا وَمَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ

٣٢١٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک قریش کو یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم کو جو قریش میں سے تھے فکر میں ڈالا مخزومیہ عورت کے حال نے جس نے چوری کی تھی سو انہوں نے کہا کہ کون ایسا ہے جو اس کے مقدمے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرے پھر انہوں نے کہا کہ نہیں جرأت کرتا اس پر کوئی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا وَمَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا.

مگر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں تو اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا یعنی سفارش کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو سفارش کرتا ہے اللہ کی حددود سے حد میں یعنی تو اللہ کی مقرر کی ہوئی سزا میں سفارش کرتا ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے پس خطبہ پڑھا پھر فرمایا کہ اس نے تو ہلاک کر ڈالا ان کو جو تم سے پہلے تھے کہ جب ان میں کوئی طاقتور چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے سزا دیے بغیر اور جب ان میں کوئی بیچارہ غریب چوری کرتا تو اس پر چوری کی حد قائم کرتے تھے اور قسم ہے اللہ کی کہ اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی بھی چوری کرتی تو بے شک میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الحدود میں آئے گی اور بے شک بنی اسرائیل کا یہ دستور تھا اور یہی مطابق ہے واسطے ترجمہ کے۔ (فتح)

٣٢١٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ الْهِلَالِيَّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ آيَةً وَّسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ خِلَافَهَا فَجِئْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ وَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ وَّلَا تَخْتَلِفُوْا فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا.

٣٢١٧۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرد کو سنا کہ اس نے ایک آیت پڑھی اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اس کے مخالف پڑھتے تھے تو میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں کراہت پہچانی اور آپ نے فرمایا تم دونوں خوب پڑھتے ہو اور اختلاف نہ کیا کرو اس واسطے کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے انہوں نے اختلاف کیا پھر برباد ہو گئے۔

فائدہ: اس کی شرح فضائل قرآن میں آئے گی۔

٣٢١٨۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ قَالَ عَبْدُ

٣٢١٨۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیسے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک پیغمبر کی حکایت کرتے ہیں

اللهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ.

کہ ان کی قوم نے ان کو مارا اور ان کو خون آلودہ کیا اور وہ لہو کو اپنے منہ سے پونچھتے تھے اور کہتے تھے کہ الٰہی میری قوم کو بخش دے بے شک وہ نادان ہیں۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ مراد اس سے نوح علیہ السلام ہیں اور اگر یہ بات صحیح ہو تو شاید ابتداء امر میں ہوگا پھر جب ان کے ایمان سے نا امید ہوئے تو کہا کہ الٰہی نہ چھوڑ زمین پر ایک گھر کافروں کا اور احتمال ہے کہ جب احد کے دن کافروں نے آپ ﷺ کو زخمی کیا اور آپ ﷺ سے خون جاری ہوا تو حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے ذکر کیا کہ آپ ﷺ سے پہلے بھی ایک پیغمبر کے واسطے یہ واقع ہوا ہے اور قرطبی نے کہا کہ حکایت بیان کرنے والا اور جن کی حکایت بیان ہوئی خود حضرت ﷺ ہیں اور میں کہتا ہوں کہ اس پر یہ اعتراض آتا ہے کہ ترجمہ بنی اسرائیل کے حال میں ہے پس متعین ہوگا حمل کرنا اوپر بعض پیغمبروں بنی اسرائیل کے۔ (فتح)

۳۲۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ قَبْلَكُمْ رَغَسَهُ اللَّهُ مَالًا فَقَالَ لِبَنِيهِ لَمَّا حُضِرَ أَيَّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوا خَيْرَ أَبٍ قَالَ فَإِنِّي لَمْ أَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَإِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اسْحَقُونِي ثُمَّ ذَرُّونِي فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ فَفَعَلُوا فَجَمَعَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ قَالَ مَخَافَتُكَ فَتَلَقَّاهُ بِرَحْمَتِهِ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْغَافِرِ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۲۱۹۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک مرد تھا کہ اللہ نے اس کو بہت مال دیا تھا سو جب وہ قریب المرگ ہوا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں تمہارے واسطے کیسا باپ تھا انہوں نے کہا نہایت بہتر باپ کہا کہ میں نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا سو جب میں مر جاؤں تو مجھ کو جلا ڈالنا پھر مجھ کو پیس کر سخت آندھی کے دن اڑا دینا سو انہوں نے کیا جو اس نے کہا تھا سو اللہ نے اس کو جمع کیا اور کہا کہ تجھے کس چیز نے آمادہ کیا؟ اس نے کہا کہ تیرا خوف سو اللہ نے اپنی رحمت کے ساتھ اس سے ملاقات کی، یعنی اللہ نے اس کو بخش دیا۔

۳۲۲۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ

۳۲۲۰۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ بے شک ایک مرد کو موت حاضر ہوئی

قَالَ قَالَ عُقْبَةُ لِحُذَيْفَةَ أَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ إِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الْمَوْتُ لَمَّا أَيِسَ مِنَ الْحَيَاةِ أَوْصٰى أَهْلَهُ إِذَا مُتُّ فَاجْمَعُوْا لِيْ حَطَبًا كَثِيْرًا ثُمَّ أَوْرُوْا نَارًا حَتّٰى إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِيْ وَخَلَصَتْ إِلٰى عَظْمِيْ فَخُذُوْهَا فَاطْحَنُوْهَا فَذَرُّوْنِيْ فِي الْيَمِّ فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ أَوْ رَاحٍ فَجَمَعَهُ اللّٰهُ فَقَالَ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ خَشْيَتَكَ فَغَفَرَ لَهُ قَالَ عُقْبَةُ وَأَنَا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ وَقَالَ فِيْ يَوْمٍ رَاحٍ.

جب وہ زندگی سے ناامید ہوا تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو میرے واسطے بہت سی لکڑیاں جمع کرنا پھر ان میں آگ جلانا جب آگ میرے گوشت کو کھا جائے اور میری ہڈیوں تک پہنچ جائے تو ان کو لے کر پیس ڈالنا پھر مجھ کو سخت آندھی یا گرمی کے دن دریا میں اڑا دینا سو اللہ نے اس کو جمع کیا پھر اللہ نے اس شخص سے فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا تھا اس نے کہا کہ تیرے خوف سے سو اللہ نے اس کو بخش دیا۔

یعنی موسیٰ رضی اللہ عنہ نے مخالفت کی ہے مسدد کی ایک لفظ میں یعنی اس نے یوم حار کے بدلے یوم راح کہا ہے اور باقی حدیث اس کے موافق ہے۔

۳۲۲۱ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يُدَايِنُ النَّاسَ فَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ إِذَا أَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنَّا قَالَ فَلَقِيَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ.

۳۲۲۱ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد تھا کہ لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا تو اپنے غلام سے یوں کہا کرتا تھا کہ جب تو محتاج کے پاس جائے تو اس سے درگزر کر یعنی سختی سے تقاضا نہ کر شاید کہ اللہ ہم سے درگزر کرے پھر وہ مرد اللہ سے ملا تو اللہ نے اس سے درگزر کی۔

۳۲۲۲ ۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلٰى نَفْسِهِ فَلَمَّا حَضَرَهُ

۳۲۲۲ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرد بہت گنہگار تھا سو جب وہ مرنے لگا تو اپنے بیٹوں سے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھ کو جلا ڈالنا پھر مجھ کو پیس کر ہوا میں اڑا دینا سو قسم ہے اللہ کی کہ اگر اللہ مجھ پر قادر ہو گیا تو البتہ ایسا عذاب کرے گا کہ کسی پر ویسا عذاب نہ کرے

الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيهِ إِذَا أَنَا مُتُّ فَأَحْرِقُوْنِيْ ثُمَّ اطْحَنُوْنِيْ ثُمَّ ذَرُّوْنِيْ فِي الرِّيحِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيَّ رَبِّيْ لَيُعَذِّبَنِّيْ عَذَابًا مَّا عَذَّبَهُ أَحَدًا فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِهِ ذٰلِكَ فَأَمَرَ اللّٰهُ الْأَرْضَ فَقَالَ اجْمَعِيْ مَا فِيْكِ مِنْهُ فَفَعَلَتْ فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ يَا رَبِّ خَشْيَتُكَ فَغَفَرَ لَهُ وَقَالَ غَيْرُهُ مَخَافَتُكَ يَا رَبِّ.

گا سو جب وہ مر گیا تو کیا گیا ساتھ اس کے جو اس نے کہا تھا سو اللہ نے زمین کو حکم کیا سو فرمایا کہ جمع کر دے دے جو کچھ کہ تجھ میں اس کی خاک ہے تو زمین نے اس کی تمام خاک جمع کر دی تو ناگہاں دیکھا کہ وہ کھڑا ہے اللہ نے فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا اس نے کہا کہ تیرے خوف سے اللہ نے اس کو بخش دیا۔

فائدہ: اس حدیث کے فوائد آئندہ آئیں گے۔

۳۲۲۳ ۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِيْ هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا سَقَتْهَا إِذْ حَبَسَتْهَا وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ.

۳۲۲۳ ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عذاب ہوا ایک عورت کو ایک بلی کے مقدمے میں اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ مرگئی سو اس کے سبب سے آگ میں داخل ہوئی نہ اس کو کھلایا اور نہ پلایا جب کہ اس کو باندھ رکھا اور نہ اس کو چھوڑا کہ زمین کے جانور کھاتی۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ اگر اللہ مجھ پر قادر ہوا الخ تو خطابی نے کہا کہ اس میں اشکال کیا جاتا ہے پس کہا جاتا ہے کس طرح بخشا جاتا حالانکہ وہ منکر ہے قیامت میں جی اٹھنے کا اور قدرت کا اور اوپر زندہ کرنے مردوں کے تو جواب یہ ہے کہ اس نے قیامت کا انکار نہیں کیا تھا مگر اس نے جہالت سے گمان کیا کہ اگر اس کے ساتھ ایسا کیا گیا تو پھر پیدا نہ ہوگا اور عذاب نہ کیا جائے گا اور تحقیق ظاہر ہوا ایمان اس کا ساتھ اقرار اس کے اس طرح کہ اس نے یہ کام اللہ کے خوف سے کیا ہے ابن قتیبہ نے کہا کہ کبھی غلطی کرتے ہیں بعض صفتوں میں بعض مسلمان سو نہیں تکفیر کی جاتی ساتھ اس کے اور رد کیا ہے اس کا ابن جوزی نے اور کہا کہ قدرت کی صفت کا انکار کرنا بالاتفاق کفر ہے مگر معانی اس کے یہ ہیں کہ اگر اللہ نے مجھ کو تنگ کیا یا قدر ساتھ تشدد دال کے ہے یعنی اگر اللہ نے میری تقدیر میں عذاب لکھا ہے تو مجھ کو عذاب کرے گا اور یا محمول ہے اس پر کہ وہ اللہ کا اقرار کرتا تھا اور فترت (دو رسولوں کے درمیان) کے زمانے میں تھا

سو نہ پہنچیں اس کو شرطیں ایمان کی اور سب اقوال سے راجح یہ قول ہے کہ یہ بات اس نے دہشت اور خوف کی حالت میں کہی یہاں تک کہ اس کی عقل جاتی رہی اور اس کی مراد اس کے حقیقی معنی نہیں تھے بلکہ ایسی حالت میں کہ تھا اس میں مانند غافل کی اور بحالت غصہ کی اور ناسی (بھول جانے) کی کہ نہیں مواخذہ کیا جاتا ساتھ اس چیز کے کہ صادر ہوتی ہے اس سے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی شرع میں کافر کی مغفرت جائز تھی اور یہ نہایت بعید قول ہے۔ (فتح)

٣٢٢٤ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ عَنْ زُهَيْرٍ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ.

۳۲۲۴۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگلے پیغمبروں کے کلام سے جو باتیں لوگوں نے پائی ہیں ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب تم کو شرم نہ رہے (نہ اللہ سے نہ خلق سے) سو جو تیرے دل میں آئے سو کر۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٣٢٢٥ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.

۳۲۲۵۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگلے پیغمبروں کے کلام سے جو باتیں لوگوں نے پائی ہیں ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب تم کو شرم نہ رہے (نہ اللہ سے نہ خلق سے) سو جو تیرے دل میں آئے سو کر۔

٣٢٢٦ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۳۲۲۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد تکبر سے اپنا تہبند گھسیٹتا جاتا تھا زمین میں دھنسایا گیا اور وہ قیامت تک زمین کے اندر ٹکریں کھاتا دھنستا جاتا ہے۔

٣٢٢٧ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ

۳۲۲۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا میں پیچھے ہیں اور قیامت کے دن آگے ہیں یعنی بہشت میں ہم پہلے داخل ہوں گے لیکن ہر امت کو کتاب

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ كُلِّ أُمَّةٍ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوْتِيْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ فَهٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَغَدًا لِّلْيَهُوْدِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارٰى.

ہم سے پہلے ملی اور ہم کو کتاب ان کے بعد ملی سو یہی ہے وہ دن جس میں انہوں نے اختلاف کیا سو جمعہ کے بعد والا دن یعنی ہفتہ یہود کے واسطے ہے اور ہفتے کے بعد والا دن یعنی اتوار نصاریٰ کے واسطے ہے۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔

۳۲۲۸۔عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمٌ يَغْسِلُ رَأْسَهٗ وَجَسَدَهٗ.

۳۲۲۸۔ ہر مسلمان پر ہر ہفتہ میں ایک دن ہے کہ اس میں اپنا سر اور بدن دھوئے۔

۳۲۲۹۔حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ الْمَدِيْنَةَ آخِرَ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِّنْ شَعَرٍ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرٰى أَنَّ أَحَدًا يَّفْعَلُ هٰذَا غَيْرَ الْيَهُوْدِ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُ الزُّوْرَ يَعْنِي الْوِصَالَ فِي الشَّعَرِ تَابَعَهٗ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ.

۳۲۲۹۔سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے آخری بار میں کہ اس میں آئے سو انہوں نے ہم پر خطبہ پڑھا انہوں نے بالوں کا ایک جوڑا نکالا اور کہا کہ مجھ کو گمان تھا کہ یہود کے سوائے یہ کام کوئی نہیں کرتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام زور رکھا ہے یعنی غیر کے بالوں کو اپنے بالوں میں ملانا۔

فائدہ: پہلی حدیث کی شرح جمعہ میں گزر چکی ہے اور اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْمَنَاقِبِ

کتاب ہے مناقب کے بیان میں

فائدہ: یہ باب بھی من جملہ کتاب احادیث انبیاء کے ہے پس تحقیق امام بخاری رحمہ اللہ کے تصرف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قصد کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے سیاق سے ترجمہ نبویہ کے اس طرح کہ جمع کرے اس میں تمام حالات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اول سے آخر تک۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ﴾.

باب ہے اللہ تعالی کے اس فرمان میں کہ اللہ نے فرمایا کہ ہم نے تم کو بنایا ایک نر اور ایک مادہ سے اور بنائی ہم نے تمہاری ذاتیں اور قومیں تا کہ آپس کی پہچان ہو بے شک عزت اللہ کے ہاں اسی کو ہے جو تم میں بڑا پرہیز گار ہے۔

فائدہ: اور اشارہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس چیز کی کہ محبوب ہے ان کو یہ آیت نزدیک اللہ کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ پرہیز گاری کے ساتھ ہیں بایں طور کہ اس کے حکم پر عمل کرے اور اس کی نافرمانی سے باز رہے اور یہ جو کہا تا کہ آپس کی پہچان ہو یعنی ایک دوسرے کو نسب سے پہچانے کہ فلانا فلانے کا بیٹا اور فلانا فلانے کا بیٹا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگوں بے شک رب تمہارا ایک ہے اور باپ تمہارا ایک ہے خبردار کہ نہیں بڑائی واسطے عربی کے عجمی پر اور نہ واسطے کالے کے سرخ پر مگر ساتھ پرہیز گاری کے بہتر تم میں وہ ہے جو بڑا پرہیز گار ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ڈرتے رہو اللہ سے جس کا تم واسطہ دیتے ہو اور ڈرتے رہو ناطے توڑنے سے۔ بے شک اللہ سے تم پر مطلع ہے۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ناتے داروں سے سلوک کرتے رہو مراد ساتھ ذکر کرنے اس آیت کے اشارہ ہے حاجت ہونے کی طرف معرفت نسب کے بھی یعنی نسب کے پہچاننے کی حاجت ہے اس واسطے کہ پہچانے جاتے ہیں

ساتھ اس کے وہ ناتے دار جن کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم ہے اور ذکر کیا ہے ابن حزم نے اپنی کتاب النسب کے مقدمہ میں ایک فصل کے رد میں اس شخص کے جو گمان کرتا ہے کہ نسب کا علم بے فائدہ ہے اور جہل مضر نہیں بایں طور کہ نسب کے علم میں وہ چیز ہے کہ فرض ہے جاننا اس کا ہر ایک پر اور وہ چیز ہے کہ فرض کفایہ ہے اور وہ چیز ہے کہ مستحب ہے کہا اس نے کہ بعض چیز اس میں سے یہ ہے کہ جانے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول عبداللہ کے بیٹے ہیں اور ہاشمی ہیں اور جو گمان کرے کہ وہ ہاشمی نہیں وہ کافر ہے اور یہ کہ وہ جانے کہ خلیفہ قریش سے ہے اور یہ کہ پہچانے اس کو جو برادری میں اس پر حرام ہے تاکہ بچے نکاح کرنے اس عورت سے کہ اس سے نکاح کرنا اس کو حرام ہے اور یہ کہ پہچانے اس کو جس کے ساتھ ملتا ہے ان لوگوں سے جن کا وارث ہوتا ہے یا واجب ہے اس پر سلوک کرنا ساتھ اس کے صلہ رحمی سے یا خرچ سے یا مدد کرنے سے اور یہ کہ پہچانے حضرت ﷺ کی بیویوں کو جو تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں اور یہ کہ حرام ہے نکاح ان کا ایمانداروں پر اور یہ کہ پہچانے اصحاب رضی اللہ عنہم کو اور یہ کہ محبت ان کی مطلوب ہے اور یہ کہ پہچانے انصار کو تاکہ احسان کرے ساتھ ان کے واسطے ثابت ہونے وصیت کے ساتھ اس کے۔ اور اس واسطے کہ ان کی محبت ایمان ہے اور ان سے دشمنی رکھنا نفاق ہے ابن حزم نے کہا کہ بعض فقہاء وہ ہیں کہ جو فرق کرتے ہیں جزیہ میں اور لونڈی غلام کے بیان میں درمیان عرب اور عجم کے پس حاجت اس کی طرف علم نسب کے زیادہ مؤکد ہے اور اسی طرح جو فرق کرتا ہے درمیان نصاریٰ سے بنی تغلب کے اور دوسرے نصاریٰ کے جزیہ میں اور دوگنا کرنے صدقے میں کہا اس نے اور نہیں مقرر کیا عمر رضی اللہ عنہ نے وظائف وغیرہ کو مگر بعض قبیلوں پر اور اگر نسب کا علم نہ ہوتا تو اس کی طرف نہ پہنچتے، عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس میں متابعت کی اور ایک روایت میں ہے کہ جانو اپنے نسبوں سے وہ چیز کہ اس کے ساتھ ناطے داروں سے سلوک کرو اور ظاہر تر یہ بات ہے جو چیز اس کی مذمت میں وارد ہوئی ہے وہ محمول ہے بہت غور کرنے پر اس میں اور جو اس کی تعریف میں وارد ہوا ہے وہ استحسان پر محمول ہے۔

وَمَا يُنْهٰى عَنْ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

یعنی اور بیان ہے اس کا کہ منع ہے کفر کے بول سے

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

اَلشُّعُوْبُ النَّسَبُ الْبَعِيْدُ وَالْقَبَآئِلُ دُوْنَ ذٰلِكَ

یعنی شعوب نسب بعید کو کہتے ہیں اور قبائل نسب قریب کو کہتے ہیں

فائدہ: اور مثال شعب کی مضر اور ربیعہ ہے اور مثال قبیلے کی جو اس سے قریب تر ہے۔

۳۲۳۰۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

۳۲۳۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ٹھہرائیں ہم نے تمہاری ذاتیں اور قبیلے تاکہ تم آپس میں پہچانو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ شعوب بڑے قبیلے کو کہتے

﴿وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا﴾ قَالَ الشُّعُوْبُ الْقَبَآئِلُ الْعِظَامُ وَالْقَبَآئِلُ الْبُطُوْنُ.

ہیں اور قبائل کے معنی خاندان ہیں۔

فائدہ: تحقیق تقسیم کیا ہے بطون کو زبیر بن بکار نے کتاب النسب میں طرف شعب کے یعنی پہلے شعب ہے پھر قبیلہ پھر عمارہ پھر بطن پھر فخذ پھر فصیلہ اور زیادہ کیا ہے بعض نے پہلے شعب کے جذم اور بعد فصیلہ کے عشیرہ پس مثال جذم کی عدنان ہے اور مثال شعب کی مضر اور مثال قبیلے کی کنانہ اور مثال عمارہ کی قریش اور اس سے نیچے کی مثالیں پوشیدہ نہیں اور اسحاق نے کہا کہ قبائل واسطے عرب کے مانند اسباط کے ہیں واسطے بنی اسرائیل کے اور معنی قبیلے کے جماعت ہیں اور کہا جاتا ہے قبیلہ واسطے ہر اس چیز کے کہ جمع ہوا ایک چیز پر قبیلہ یہ ماخوذ ہے قبائل شجرہ سے اور وہ اس کی ٹہنیاں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد شعوب سے آیت میں بطون عجم کے ہیں اور ساتھ قبائل کے بطون عرب کے ہیں۔ (فتح)

۳۲۳۱ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ أَتْقَاهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَيُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ.

۳۲۳۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں زیادہ بزرگ کون ہے فرمایا جو ان میں زیادہ پرہیز گار ہو تو لوگوں نے کہا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں پوچھتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس یوسف علیہ السلام ہیں پیغمبر اللہ کے یعنی شرافت خاندانی ان کے سوائے کسی کو حاصل نہیں۔

فائدہ: اور غرض اس سے واضح ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یوسف علیہ السلام کو اکرم الناس کہا گیا اور کسی کے واسطے ایسا اتفاق نہیں پڑا کہ بے شک ان کے نسب میں دو وجہ سے شرافت واقع ہوئی ہے۔ (فتح)

۳۲۳۲۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا كُلَيْبُ بْنُ وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ رَبِيْبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ قُلْتُ لَهَا أَرَأَيْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَانَ مِنْ مُضَرَ قَالَتْ فَمِمَّنْ كَانَ إِلَّا مِنْ مُضَرَ مِنْ بَنِي النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ.

۳۲۳۲۔ کلیب بن وائل سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے زینب بنت ابی سلمہ نے جو ربیبہ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میں نے ان سے کہا کہ بھلا بتلاؤ تم کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مضر کی قوم سے تھے انہوں نے کہا کہ کس سے تھے؟ ہاں مضر ہی سے تھے جو بنونضر بن کنانہ کا قبیلہ تھا۔

فائدہ: یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نضر بن کنانہ کی اولاد سے ہیں اور مضر وہ ابن نزار بن معد بن عدنان ہیں اور عدنان سے اسماعیل علیہ السلام تک اختلاف ہے کما سیاتی مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عدنان تک سو اس میں سب کا اتفاق ہے اور ابن سعد

نے طبقات سعد میں حضرت ﷺ کا نسب اس طور سے بیان کیا ہے کہ محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر اور اسی کی طرف جمع ہوتی ہے نسب قریش کی اور جو فہر سے اوپر ہے وہ قریشی نہیں بلکہ وہ کنانہ بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خذیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر ہے اور عدنان اور اس کا باپ اور اس کا بیٹا سعد اور ربیعہ اور مضر اور قیس اور تمیم اور اسد مسلمان تھے ابراہیم کے دین پر اور نضر تک ختم ہوتی ہے نسب قریش کی اور کنانہ تک ختم ہوتی ہے نسب اہل حجاز کی اور مسلم بن واثلہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے چن لیا کنانہ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے شرافت میں اور چن لیا قریش کو کنانہ کی اولاد سے اور چن لیا ہاشم کی اولاد کو قریش سے اور چن لیا مجھ کو ہاشم کی اولاد سے۔ (فتح)

۳۲۳۳ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا كُلَيْبٌ حَدَّثَتْنِيْ رَبِيْبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَظُنُّهَا زَيْنَبَ قَالَتْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقُلْتُ لَهَا أَخْبِرِيْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ كَانَ مِنْ مُضَرَ كَانَ قَالَتْ فَمِمَّنْ كَانَ إِلَّا مِنْ مُضَرَ كَانَ مِنْ وَّلَدِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ.

۳۲۳۳۔ زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ منع کیا حضرت ﷺ نے کدو کی (نبیذ) سے اور سبز گھڑے سے یعنی مرتبان وغیرہ سے اور کھجور کی لکڑی سے کھوکھلے برتن سے اور روغنی برتن سے جس میں روغن فیر ملا ہو کلیب راوی کہتا ہے کہ میں نے زینب رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مجھ کو خبر دے کہ حضرت ﷺ کس قبیلے سے تھے انہوں نے کہا کہ نہ تھے مگر مضر کی قوم سے نضر بن کنانہ کی اولاد سے۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الاشربہ میں آئے گی۔

۳۲۳٤۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا وَتَجِدُوْنَ خَيْرَ النَّاسِ فِيْ هٰذَا الشَّأْنِ أَشَدَّهُمْ لَهٗ كَرَاهِيَةً وَّتَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَّيَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ

۳۲۳۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پاؤ گے تم آدمیوں کے حال کانوں (معدنیات) کی طرح جو ان لوگوں میں کفر کی حالت میں افضل تھے وہی لوگ اسلام میں بھی افضل ہیں جب وہ دین میں ہوشیار ہو جائیں اور احکام شرع کو خوب سمجھیں اور آدمیوں میں بہتر اس کو پائیں گے جو اس خلافت سے بہت نفرت رکھتا ہو (اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہاں تک کہ اس میں واقع ہو) اور پاؤ گے تم لوگوں سے بدتر دو غلے آدمی کو جو آئے ان لوگوں کے پاس ایک منہ سے اور جائے دوسروں کے پاس دوسرے

بِوَجْهٍ. منہ سے یعنی جو دشمنوں سے ملے تو ان کی تعریف کرے اور اپنوں سے ملے تو ان کی تعریف کرے۔

فائدہ: یعنی جیسے کانیں مختلف ہوتی ہیں کہ بعض کان سونے کی اور بعض لوہے کی ویسے ہی آدمی بھی مختلف ہوتے ہیں کہ بعض خاندان عمدہ ہوتے ہیں شجاعت سخاوت ہمت ان میں پیدائشی ہوتی ہے اور بعض خاندان ویسے نہیں ہوتے اور یہ جو کہا کہ جو ان لوگوں میں کفر کی حالت میں افضل تھے تو وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ جیسے کان میں چیز نکالنے سے اس چیز کی صفت نہیں بدلتی تو اسی طرح شرافت کی صفت بھی اپنی ذات میں نہیں بدلتی بلکہ جو کفر کی حالت میں شریف ہو اور بہ نسبت اہل جاہلیت کے سردار ہے پھر اگر مسلمان ہو تو بدستور رہتی ہے شرافت اس کی اور افضل رہنا اس آدمی سے جو مسلمان ہو ان لوگوں سے جو جاہلیت میں شریف نہ تھے اور یہ جو کہا کہ جب احکام شرع کا خوب سمجھیں تو اس میں اشارہ اس کی اس خوبی کی طرف ہے کہ شرافت اسلامی نہیں تمام ہوتی مگر ساتھ سمجھ حاصل کرنے کے دین میں اس بنا پر پس آدمی چار قسم ہیں سمیت اس چیز کے کہ ان کے مقابل ہے پہلا شریف جاہلیت میں کہ مسلمان ہوا اور دین کو خوب سمجھا اور مقابل اس کے وہ ہے کہ جاہلیت میں شریف نہ ہو اور نہ مسلمان ہو اور نہ دین کو خوب سمجھے اور دوسرا شریف ہے جاہلیت میں کہ مسلمان ہو اور دین کے احکام کو خوب نہ سمجھے اور مقابل اس کے وہ ہے کہ کفر کی حالت میں شریف نہ ہو اور نہ مسلمان لیکن دین کو خوب سمجھے تیسرا شریف جاہلیت میں کہ نہ مسلمان ہو نہ دین کو خوب سمجھے اور مقابل اس کے وہ ہے جو جاہلیت میں شریف نہ ہو اور اسلام لائے اور دین کو خوب سمجھے چوتھا شریف جاہلیت میں کہ مسلمان نہ ہو اور دین کو خوب سمجھے اور مقابل اس کے وہ ہے جو کفر کی حالت میں شریف نہ ہو اسلام لائے اور دین کو نہ سمجھے پس سب قسموں سے اعلیٰ قسم وہ شخص ہے جو کفر کی حالت میں شریف ہو پھر مسلمان ہو پھر دین کے احکام کو خوب سمجھے اور اس سے کم وہ شخص ہے کہ کفر کی حالت میں شریف نہ ہو پھر مسلمان ہو پھر دین کو خوب سمجھے اور اس سے کم وہ ہے جو کفر کی حالت میں ہو پھر مسلمان ہو پھر دین کو خوب نہ سمجھے اور اس سے کم وہ ہے کہ جو جاہلیت میں یعنی کفر کی حالت میں شریف ہو پھر مسلمان ہو اور دین کو خوب نہ سمجھے اور گویا جو مسلمان نہ ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اس کے لیے برابر ہے کہ شریف ہو یا نہ ہو اور برابر ہے کہ دین کو خوب سمجھے یا نہ سمجھے اور مراد ساتھ خیار اور شرافت وغیرہ کے وہ شخص ہے جو موصوف ہو ساتھ محاسن اخلاق کے مانند سخاوت اور عفت اور علم وغیرہ کے بچنے والا ہو برے اخلاق سے مانند بخل اور گناہ اور ظلم وغیرہ سے اور یہ جو کہا کہ تم آدمیوں میں بہتر اس کو پاؤ گے جو اس خلافت سے بہت نفرت رکھتا ہو تو معنی اس کے یہ ہیں کہ خلافت کے عہدے میں داخل ہونا مکروہ ہے جہت تحمل مشقت کے سے بیچ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سخت ہوتی ہے کراہت واسطے اس کے جو موصوف ہو ساتھ عقل اور دین کے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے صعوبت عمل سے ساتھ عدل کے اور باعث ہونے لوگوں کے سے اوپر دور کرنے ظلم کے اور اس واسطے کہ

مترتب ہوتا ہے اس پر مطالبہ اللہ کا واسطے قائم ہونے والے کے ساتھ اس کے اللہ کے حقوق سے اور اس کے بندوں کے حقوق سے اور نہیں پوشیدہ ہے خوبی اس شخص کی جو اللہ کے آگے کھڑا ہونے سے ڈرے اور ایک روایت میں اس حدیث کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ یہاں تک کہ اس میں واقع ہو اور اس کے معنی میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ جو خلافت پر حریص نہ ہو اگر حاصل ہو واسطے اس کے بغیر سوال کے تو دور ہوتی ہے اس سے کراہت کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ اللہ کی اس پر مدد ہوتی ہے سو اس کو اپنے دین سے امن ہوتا ہے بعض سلف صالح نے خلافت پر قائم رہنے کو دوست رکھا ہے یہاں تک کہ اس پر لڑائی کی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جب اس میں واقع ہو تو نہیں جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ برا جانے اس کو اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ عادت جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے اور یہ جو کسی چیز کی حرص کرے اور اس میں رغبت کرے وہ چیز اس کو کم حاصل ہوتی ہے اور جو اس میں کم رغبت کرے اس کے واسطے اکثر حاصل ہوتی ہے۔

۳۲۳۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي هٰذَا الشَّأْنِ مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ وَالنَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا تَجِدُوْنَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّ النَّاسِ كَرَاهِيَةً لِهٰذَا الشَّأْنِ حَتّٰى يَقَعَ فِيْهِ.

۳۲۳۵۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرب کے لوگ اس سرداری میں قریش کے تابعدار ہیں مسلمان ان کے قریش کے مسلمان کے تابعدار ہے اور کافر ان کا قریش کے کافر کے تابعدار ہے اور آدمیوں کا حال کانوں کا سا حال ہے جو ان لوگوں میں کفر کی حالت میں افضل تھے وہی لوگ اسلام میں بھی افضل ہیں جس وقت کہ احکام شرعی کو خوب سمجھیں تم بہتر اس کو پاؤ گے جو بہت نفرت رکھتا ہو اس حکومت سے یہاں تک کہ اس میں آ جائے۔

فائدہ: عیاض نے کہا ہے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے شافعیہ نے اوپر امامت شافعی کے اور مقدم کرنے اس کو اس کے غیر پر اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ مراد اس جگہ ساتھ اس کے خلیفے ہیں اور قرطبی نے کہا کہ استدلال کرنا ساتھ اس کے غفلت ہے اس کا باعث تقلید کا تعصب ہے اور تعاقب کیا گیا ہے بایں طور کہ مراد مستدل کی یہ ہے کہ قرشیت اسباب فضیلت اور تقدم سے ہے جیسا کہ مثلاً تقویٰ اسباب تقدم سے ہے پس دو آدمی جو فضیلت کی خصلتوں میں برابر ہوں جب اللہ ہو ایک ان میں سے کسی ایک کے ساتھ تقویٰ کی وجہ سے تو ہوگا مقدم اپنے یار پر پس اسی طرح ہے قرشیت پر ثابت ہوا استدلال کرنا ساتھ اس کے اوپر مقدم ہونے شافعی کے اور زیادتی

اس کی اس شخص پر جو مساوی ہو اس کو علم میں اور دین میں واسطے شریک ہونے اس کو دونوں صفتوں میں اور مقدم ہونے اس کے اوپر اس کے ساتھ صفت قرشیت کے اور یہ بات واضح ہے اور شاید غفلت اور عصبیت مصاحب ہوئی ہے قرطبی کو پس واسطے اللہ کے ہے امر اور میں نے اس مسئلے میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام لذت العیش رکھا ہے اور یہ جو کہا کہ ان کا مسلمان قریش کے مسلمان کے تابع ہو اور ان کا کافر قریش کے کافر کے تابع ہو تو تحقیق واقع ہوا ہے مصداق اس کا اس واسطے کہ کفر کی حالت میں لوگ قریش کو بڑا بزرگ جانتے تھے اس سبب سے کہ قریش حرم میں رہتے تھے سو جب حضرت ﷺ پیغمبر ہوئے اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا تو اکثر لوگوں نے آپ ﷺ کے تابع ہونے میں توقف کیا اور کہا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کی قوم کیا کرتی ہے سو جب حضرت ﷺ نے مکے کو فتح کیا اور قریش مسلمان ہوئے تو سب عرب کے لوگ ان کے تابع ہوئے اور داخل ہوئے اللہ کے دین میں فوج در فوج اور بدستور رہی خلافت نبوت کی قریش میں پس صادق آئی یہ بات کہ ان کا کافر قریش کے کافر کے تابع تھا اور ان کا مسلمان ان کے مسلمان کے تابع ہوا۔ (فتح)

بَابٌ

۳۲۳۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ طَاؤسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ قَالَ فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قُرْبٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِّنْ قُرَيْشٍ إِلَّا وَلَهُ فِيْهِ قَرَابَةٌ فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ تَصِلُوْا قَرَابَةً بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ.

یہ باب ہے

۳۲۳۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ پس سعید بن جبیر کہا کہ مراد قرابتی محمد ﷺ کے ہیں یعنی امت کو لائق ہے کہ حضرت ﷺ کے قرابتیوں سے محبت کریں سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قریش کا کوئی قبیلہ نہ تھا مگر حضرت ﷺ کی اس میں قربت تھی تو اس پر یہ آیت ﴿قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ یعنی یہ کہ جوڑو تم قرابت کو جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جوڑو تم قرابت کو الخ تو یہ کلام ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے تفسیر واسطے قول اس کے ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾، یہ تفسیر دوسری روایت میں صریح آچکی ہے فَنَزَلَتْ ﴿قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ إِلَّا أَنْ تَصِلُوْا قَرَابَةً بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ پس معلوم ہوا کہ مراد ذکر بعض آیت کا ہے بطور تفسیر کے اور سبب اس کے معنی کا پوشیدہ رہنا ہے سعید بن جبیر پر، اس کی پوری شرح آئندہ آئے گی اور وجہ داخل ہونے کی اس کی ترجمہ میں واضح ہے اس جہت سے کہ جو مودت آیت میں مطلوب ہے وہ تفسیر کی گئی ہے ساتھ جوڑنے ناتے کے جو حضرت ﷺ کے اور قریش کے درمیان تھا اور قریش ہی خطاب کیے گئے ہیں ساتھ اس کے، یہ استدعا کرتا ہے

معرفت نسب کو جس کے ساتھ ناتے کا جوڑنا ثابت ہوا۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش کفر کی حالت میں ناتے داروں سے سلوک کیا کرتے تھے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اللہ کی طرف بلایا تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے برادری توڑ ڈالی تو حکم کیا ان کو ساتھ جوڑنے ناتے کے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان کے درمیان ہے، باقی بیان اس کا آئندہ آئے گا۔

۳۲۲۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ هَا هُنَا جَآءَتِ الْفِتَنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْجَفَآءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ أَهْلِ الْوَبَرِ عِنْدَ أُصُوْلِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ۔

۳۲۲۷۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فتنہ فساد ادھر سے پیدا ہوں گے اور اشارہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف اور کرختگی اور دلوں کی سختی کاشت کاروں اونٹ اور اون والوں میں ہے جو چلایا کرتے تھے اونٹوں اور گاؤں کی پوچھوں کی جڑ کے پاس یعنی ربیعہ اور مضر کی قوم ہیں

فائدہ: مراد جفا سے یہ ہے کہ وعظ اور نصیحت سے ان کے دل نرم نہیں ہوتے اور مراد غلظ سے یہ ہے کہ وہ مراد کو نہیں بوجھتے اور معنی کو نہیں سمجھتے اور مناسبت اس حدیث کی اور آئندہ کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ اس میں ذکر ہے قوم ربیعہ اور مضر کا اس واسطے کہ اکثر عرب انہی دونوں صلبوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہی اکثر اہل مشرق تھے اور قریش جن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے وہ بھی انہی کی ایک شاخ ہے اور سوائے اہل یمن پس تعرض کیا ہے واسطے ان کے پچھلی حدیث میں اور آئندہ آئے گا ترجمہ اس شخص کا جو سب عرب کو اسماعیل علیہ السلام کی طرف نسبت کرتا ہے۔ (فتح)

۳۲۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِيْنَ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِيْ أَهْلِ الْغَنَمِ وَالْإِيْمَانُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سُمِّيَتِ الْيَمَنَ لِأَنَّهَا عَنْ يَمِيْنِ الْكَعْبَةِ وَالشَّامَ لِأَنَّهَا عَنْ يَّسَارِ

۳۲۲۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مارنا اور گھمنڈ کرنا اونٹ اور اون والوں کاشت کاروں میں ہے جو چلایا کرتے تھے اور امن اور چین بکری والوں میں ہے اور عمدہ ایمان یمن کا اور حکمت بھی یمنی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ یمن کا نام یمن اس واسطے رکھا ہے کہ وہ خانے کعبے کے داہنے طرف ہے اور شام کا نام شام اس واسطے رکھا ہے کہ وہ خانے کعبے کے بائیں طرف ہے اور مشامہ کے معنی بائیں طرف ہیں یعنی جو آیت ما اصحاب المشامہ میں واقع ہوا ہے اور بائیں ہاتھ کو شومی کہتے ہیں اور

الْكَعْبَةِ وَالْمَشَأَمَةُ الْمَيْسَرَةُ وَالْيَدُ الْيُسْرَى الشُّؤْمٰى وَالْجَانِبُ الْأَيْسَرُ الْأَشْأَمُ. بائیں طرف کو اشام کہتے ہیں۔

فائدہ: بظاہر اس کی نسبت ایمان کی ہے طرف یمن کی اس واسطے کہ اصل یمان کی یمن ہے اور اس کی مراد میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے نسبت کرنا ایمان کا ہے طرف مکے کے اس واسطے کہ جگہ پیدا ہونے ایمان کی مکہ ہے اور مکہ یمانیہ ہے بہ نسبت مدینے کی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد نسبت ایمان کی ہے طرف مکے اور مدینے کے اور وہ دونوں یمانی ہیں بہ نسبت شام کے چنانچہ یہ حدیث اس وقت حضرت ﷺ نے فرمائی تھی جب کہ تبوک میں تھے اور تائید کرتی ہے اس کو حدیث مسلم کی کہ ایمان اہل حجاز میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے انصار ہیں اس واسطے کہ ان کی اصل یمن سے ہے اور نسبت کیا گیا ہے ایمان طرف ان کی اس واسطے کہ تھے وہ اصل بیچ مدد کرنے اس چیز کے کہ لائے اس کو حضرت ﷺ یعنی دین اسلام حکایت کیا ان تمام قولوں کا ابو عبید نے غریب الحدیث میں اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن صلاح نے بایں طور کہ نہیں کوئی مانع جاری کرنے کلام کے سے اوپر ظاہر اپنے کے اور یہ کہ مراد تفضیل اہل یمن کی ہے ان کے غیروں پر اہل مشرق سے اور سبب اس کا اعتقاد ان کا ہے طرف ایمان کی بغیر بہت مشقت کے مسلمانوں پر برخلاف اہل مشرق وغیرہ کے اور نہیں لازم آتی اس سے نفی ایمان کی ان کے غیر سے اور اس کے لفظوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد اس سے خاص معین قومیں ہیں پس اشارہ کیا طرف اس کی جو آیا ان میں سے نہ طرف شہر معین کے واسطے قول حضرت ﷺ کے اس کے بعض طریقوں میں کہ آئے ہیں تمہارے پاس اہل یمن کہ ان کے دل نرم ہیں اور ایمان یمن کا ہے اور حکمت بھی یمنی ہے اور چوٹی کفر کی پورب (مشرق) کی طرف ہے اور نہیں کوئی مانع جاری کرنے کلام کے سے اپنے ظاہر پر اور حمل کرنا اہل یمن کا اپنی حقیقت پر پھر مراد ساتھ ان کے وہ لوگ ہیں جو اس وقت موجود تھے نہ سب یمن والے ہر زمانے میں اس واسطے کہ یہ بات لفظ حدیث سے معلوم ہوتی ہے اور مراد ساتھ فقہ کے دین میں سمجھ پیدا کرنا ہے اور مراد ساتھ حکمت کے علم ہے جو شامل ہے اوپر معرفت اللہ کے اور حکیم ترمذی نے گمان کیا کہ مراد ساتھ اس کے خاص شخص ہے اور وہ اویس قرنی ہے لیکن یہ قول اس کا نہایت بعید ہے اور کہا گیا مراد ساتھ اصحاب المشأمہ سے دوزخی ہیں اس واسطے کہ ان کو دوزخ کی طرف کھینچا جائے گا اور دوزخ شمال کی طرف ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ — باب ہے بیان میں مناقب قریش کے

فائدہ: جزم کیا ہے ابو عبیدہ نے کہ قریش نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں اور کئی کہتے ہیں کہ قریش فہر بن مالک بن نضر کی اولاد ہیں اور یہ قول اکثر کا ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے مصعب نے اور جو فہر کی اولاد نہیں وہ قریشی نہیں اور میں نے اس طرح پہلے کلبی سے نقل کیا بعض کہتے ہیں کہ سب سے پہلے قصی بن کلاب کو قریشی کہا گیا اس سے پہلے کسی

کو قریش نہیں کہا گیا کہ جب قصی نے خزاعہ کو حرم سے نکال دیا تو جمع ہوئے طرف اس کے قریش، پس نام رکھا گیا اس دن سے قریش واسطے حال جمع ہونے ان کے اور تقرش کے معنی جمع ہونے کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ واسطے تلبس ان کے ساتھ تجارت کے اور بعض کہتے ہیں کہ قریش ایک چوپایہ ہے دریا میں وہ سردار ہے سب دریائی جانوروں کا اور اسی طرح قریش بھی سردار ہیں سب لوگوں کے اور بعض کچھ اور وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں۔ (فتح)

۳۲۳۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عِنْدَهُ فِيْ وَفْدٍ مِّنْ قُرَيْشٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُوْنُ مَلِكٌ مِّنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ مُعَاوِيَةُ فَقَامَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّ رِجَالًا مِّنْكُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ أَحَادِيْثَ لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُولٰٓئِكَ جُهَّالُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِيَّ الَّتِيْ تُضِلُّ أَهْلَهَا فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ فِيْ قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيْهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ مَا أَقَامُوا الدِّيْنَ.

۳۲۳۹۔ محمد بن جبیر سے روایت ہے کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس قریش کے ایلچیوں میں تھے سو معاویہ رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ تحقیق شان یہ ہے کہ عنقریب قوم قحطان سے ایک بادشاہ ہوگا سو معاویہ رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے سو کھڑے ہوئے یعنی خطبے کے واسطے سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر کہا حمد اور صلوۃ کے بعد شان تو یہ ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کے بے شک کچھ مرد تم میں سے ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جو نہ قرآن میں ہیں اور نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں پس یہ لوگ تم میں سے نہایت بے علم ہیں سو بچو تم ان آرزوؤں سے جو گمراہ کرتی ہیں اپنے اہل کو سو بے شک میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ یہ چیز یعنی خلافت اور سرداری قریش کی قوم میں رہے گی جب تک کہ یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے نہ دشمنی کرے گا ان سے کوئی مگر اللہ اس کو منہ کے بل دھکیل دے گا۔

فائدہ: معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ انکار قابل غور ہے اس واسطے کہ جس حدیث کے ساتھ انہوں نے استدلال کیا ہے وہ مقید ہے ساتھ قائم رکھنے دین کے پس احتمال ہے کہ بادشاہ قحطانی کا پیدا ہونا تب ہو جب نہ قائم رکھیں قریش دین کو اور تحقیق واقع ہوئی یہ بات کہ خلافت اور سرداری ہمیشہ قریش میں رہی اور لوگ ان کے فرمانبردار رہے یہاں تک کہ انہوں نے دین کو ہلکا جانا تو ضعیف ہوئی سرداری ان کی یہاں تک کہ نہ باقی رہا خلافت سے واسطے ان کے سوائے محض نام اس کے کے زمین کے بعض کناروں میں سوائے اکثر ان کے اور عنقریب آئے گا مصداق قول عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے کا کتاب الفتن میں۔ (فتح)

٣٢٤٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ هٰذَا الْأَمْرُ فِيْ قُرَيْشٍ مَّا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ.

۳۲۴۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ رہے گا اس سردار کا حق قریش سے جب تک کہ اس قوم سے دو آدمی بھی باقی رہیں گے۔

٣٢٤١ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا وَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَّاحِدَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَنُوْ هَاشِمٍ وَّبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَّاحِدٌ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ أَبُو الْأَسْوَدِ مُحَمَّدٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ ذَهَبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ مَعَ أُنَاسٍ مِّنْ بَنِيْ زُهْرَةَ إِلٰى عَائِشَةَ وَكَانَتْ أَرَقَّ شَيْءٍ عَلَيْهِمْ لِقَرَابَتِهِمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۲۴۱۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عثمان رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلب کی اولاد کو دیا اور ہم کو نہیں دیا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہم اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت میں برابر ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہاشم کی اولاد اور مطلب کی تو ایک ہی چیز ہے اور عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بنو زہرہ کے چند لوگوں کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان پر نہایت مہربان تھیں واسطے قرابت ان کی کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٣٢٤٢ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزَ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشٌ وَّالْأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَأَشْجَعُ وَغِفَارُ مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى

۳۲۴۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، اشجع، غفار میرے دوست اور مددگار ہیں ان کا اللہ اور اس کے رسول کے سوائے کوئی دوست و مددگار نہیں ہے۔

دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

فائدہ: یعنی سوائے قریش کے کسی قوم کو اسلام کی سرداری کا حق نہیں نووی نے کہا کہ یہ دلیل واضح ہے اس پر کہ خلافت خاص ہے ساتھ قریش کے اخیر زمانے تک نہیں جائز ہے بیعت کرنی کسی کو سوائے قریش کے اور اس پر منعقد ہوا ہے اجماع کہا کرمانی نے کہ نہیں حکومت ہمارے زمانے میں واسطے قریش کے پس کس طرح مطابق ہوگی حدیث پھر جواب دیا اس نے کہ مغرب کے شہروں میں قریش کے خلیفہ ہیں اور اسی طرح مصر میں ہے اور تعاقب کیا ہے ساتھ اس کے کہ جو خلیفہ مغرب کے ملک میں ہے وہ حفصی ہے صاحب تونس کا اور وہ منسوب ہے طرف ابی حفص رفیق عبدالمومن صاحب بن تومرت کے جو چھٹی صدی کے سرے پر تھا اس نے دعوی کیا تھا کہ وہ مہدی ہے پھر غالب ہوئے تابعدار اس کے اوپر اکثر عرب کے اور نام رکھے گئے ساتھ خلافت کے اور وہ عبدالمومن اور اس کی اولاد ہے پھر مستقل ہوئی خلافت طرف اولاد ابی حفص کے اور نہ تھا عبدالمومن قریش سے اور نام رکھے جاتے ہیں وہ اور اس کی اولاد ساتھ خلافت کے اور لیکن ابو حفص سو نہ تھا دعوی کرتا کہ وہ قریش سے ہے اپنے زمانے میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دعوی کیا تھا ساتھ اس کے بعض اولاد اس کی نے اور جب حکومت پر غالب ہوئی تو گمان کرنے لگے کہ وہ ابی حفص عمر بن خطاب کی اولاد سے ہیں اور نہیں ان کے ہاتھ میں اس وقت مگر مغرب ساتھ لگتے اور لیکن اقصیٰ مغرب بیچ ہاتھ بنی احمر کے ہے اور وہ منسوب ہیں طرف انصار کی اور اوسط مغرب پس ساتھ بنی مرین کے ہے اور وہ بربر سے ہیں اور قول اس کا اور خلیفہ مصر میں تو یہ بات صحیح ہے پس نہیں اس کے ہاتھ میں کھولنا باندھنا سوائے اس کے نہیں کہ اس کے پاس لفظ خلافت کا نام ہی باقی ہے اور اس وقت وہ خبر ہے ساتھ معنی امر کے یعنی جو کہ مسلمان ہو پس چاہیے کہ اتباع کرے ان کا اور نہ خروج کرے اوپر ان کے نہیں تو تحقیق نکل گیا یہ امر قریش سے اکثر شہروں میں اور احتمال ہے کہ وہ اپنے ظاہر پر محمول ہو اور زمین کے اکثر کناروں میں اگرچہ قریش کے سوا اور قوموں کے بادشاہ ہیں لیکن وہ معترف ہیں کہ خلافت قریش کا حق ہے اور ہوگی مراد ساتھ اس امر کے محض تسمیہ ساتھ خلافت کے نہ استقلال ساتھ حکم کے اور پہلی وجہ ظاہر تر ہے۔(فتح) اور یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جو آئندہ آئے گی اور اس میں بیان ہے سبب کا بیچ اس کے اور قرابت بنی زہرہ کی حضرت ﷺ کے ساتھ دو وجہ سے ہے ایک قرابت ماں کی طرف سے ہے اس واسطے کہ آپ ﷺ کی ماں آمنہ ہے بیٹی وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ کی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ بھائی ہیں قصی بن کلاب بن مرہ کے اور وہ جد ہیں حضرت ﷺ کے جد کے والد کے اور مشہور تمام نزدیک اہل نسبت کے یہ ہے کہ زہرہ نام مرد کا ہے اور اختلاف کیا ہے ابن قتیبہ نے پس کہا اس نے کہ وہ اس کی عورت کا نام ہے۔(فتح)

۳۲۴۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ

۳۲۴۳۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ محبوب تر سب لوگوں میں طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کے

بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَحَبَّ الْبَشَرِ إِلٰى عَائِشَةَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَّكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِهَا وَكَانَتْ لَا تُمْسِكُ شَيْئًا مِّمَّا جَآءَهَا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ إِلَّا تَصَدَّقَتْ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْبَغِي أَنْ يُّؤْخَذَ عَلٰى يَدَيْهَا فَقَالَتْ أَيُؤْخَذُ عَلٰى يَدَيَّ عَلَيَّ نَذْرٌ إِنْ كَلَّمْتُهُ فَاسْتَشْفَعَ إِلَيْهَا بِرِجَالٍ مِّنْ قُرَيْشٍ وَّبِأَخْوَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً فَامْتَنَعَتْ فَقَالَ لَهُ الزُّهْرِيُّوْنَ أَخْوَالُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ إِذَا اسْتَأْذَنَّا فَاقْتَحِمُ الْحِجَابَ فَفَعَلَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بِعَشْرِ رِقَابٍ فَأَعْتَقَتْهُمْ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تُعْتِقُهُمْ حَتّٰى بَلَغَتْ أَرْبَعِيْنَ فَقَالَتْ وَدِدْتُ أَنِّيْ جَعَلْتُ حِيْنَ حَلَفْتُ عَمَلًا أَعْمَلُهُ فَأَفْرُغُ مِنْهُ.

بعد حضرت ﷺ کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور تھے نیکی کرنے والے لوگوں میں ساتھ ان کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا دستور تھا کہ نہ روکتیں تھیں کوئی چیز جو کچھ کہ اللہ کے رزق سے ان کے پاس آتا مگر کہ خیرات کر دیا کرتیں تھیں جمع نہ رکھتی تھیں تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لائق ہے ان کو کہ خیرات سے روکا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو خیرات سے روکا جائے گا اگر میں اس سے کلام کروں تو مجھ پر نذر ہے یعنی میں اس سے کلام نہ کروں گی تو سفارش چاہی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ چند مردوں کے قریش سے اور ساتھ ماموں حضرت ﷺ کے خاص کر یعنی چاہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے قصور معاف کروائیں لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہ مانا تو کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے مصریوں نے جو حضرت ﷺ کے ماموں تھے اور ان میں عبدالرحمن بن اسود اور مسور بن مخرمہ تھے کہ جب ہم اندر جانے کے واسطے پروانگی چاہیں یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا پر تو پردہ کے اندر آنا یعنی جو پردہ کہ ہمارے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ہوگا تو انہوں نے کیا جو کچھ انہوں نے کہا یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے آئے پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دس غلام بھیجے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو آزاد کر دیا پھر ہمیشہ عائشہ رضی اللہ عنہا غلام آزاد کرتی رہیں یہاں تک کہ چالیس تک پہنچیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں رک جاتی جب کہ میں نے قسم کھائی کوئی عمل جس کو میں کرتی اور اس سے فارغ ہوتی یعنی کسی عمل کی نذر مانتی تا کہ اس کو بجالا کے فارغ ہوتی بخلاف عَلَيَّ نَذْرٌ کے کہ یہ مطلق نذر ہے۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر منعقد ہونے نذر مجہول کے اور یہ قول مالکیہ کا ہے لیکن وہ اس

میں قسم کا کفارہ ٹھہراتے ہیں اور ظاہر قول عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کا کفارہ اس میں کفایت نہیں کرتا اور یہ کہ وہ محمول ہے اوپر اکثر اس چیز کے کہ ممکن ہے کہ نذر مانی جائے اور احتمال ہے کہ تقویٰ کے واسطے کیا ہوتا کہ یقیناً برأت ذمہ کے حاصل ہو اور بعید تر ہے قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تمنا کی تھی کہ ہمیشہ رہے واسطے ان کے ان کا عمل کہ کیا تھا اس کو واسطے کفارے کے یعنی ہمیشہ غلام آزاد کرتی رہتیں اور اسی طرح بعید تر ہے قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تمنا کی تھی کہ کفارہ کی طرف جلدی کرتیں جب کہ انہوں نے قسم کھائی اور اتنی مدت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ترک نہ کرتیں اور وجہ بعد پہلے قول کی یہ ہے کہ نہیں ہے سیاق حدیث میں وہ چیز جو تقاضا کرے منع کرنے ان کو آزاد کرنے سے پس کس طرح تمنا کرتیں واسطے اس چیز کے کہ نہیں ہے کوئی مانع واسطے ان کے واقع کرنے اس کے سے پھر وہ مقید کیا جاتا ہے ساتھ قادر ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اوپر اس کے نہ لازم کرنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ اس کے باوجود نہ قادر ہونے اس کے اور بعید ہونا دوسرے قول کا پس واسطے قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہے اس کے بعض طریقوں میں کما سیاتی کہ تھیں عائشہ رضی اللہ عنہا ذکر کرتیں اپنی نذر کو پھر روتیں یہاں تک کہ ان کو آنسوؤں سے ان کی اوڑھنی تر ہو جاتی پس تحقیق اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ گمان کرتی تھیں کہ نہیں ادا کیا انہوں نے جو کفارہ ان پر واجب تھا اور مشکل جانا ہے ابن تین نے ٹوٹے قسم کے کو اوپر ان کے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مجرد دخول ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جماعت کے مگر یہ کہ ہو جب کہ سلام کیا انہوں نے وقت داخل ہونے اس کے تو ان کو سلام کا جواب دیا ہو اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ شامل ہوں پس واقع ہوا کلام کرنا پہلے اس سے کہ داخل ہوں پردے میں اور غافل ہوا ابن تین اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے مسور کی حدیث میں جس کی طرف میں نے اشارہ کیا کہ اس میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے نذر مانی اور نذر سخت ہے پس ہمیشہ رہے وہ سفارش کرتے یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کلام کیا باوجود یکہ اگر یہ تصریح وارد نہ ہوتی تو ابن تین کا کلام بھی متعاقب تھا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جائز ہے اس کو سلام کا جواب دینا اوپر ان کے جو ان کو نکالنے کی نیت کرے ان میں سے اور نہیں قسم ٹوٹتی ساتھ اس کے واللہ اعلم بالصواب۔ (فتح)

بَابُ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ.

قرآن قریش کی زبان میں اترا

٣٢٤٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُثْمَانَ دَعَا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَّعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ

۳۲۴۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بلایا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور سعید بن عاص رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہ کو تو نقل کیا انہوں نے قرآن کو مصحفوں میں اور کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واسطے جماعت قریش کے کہ تین آدمی تھے کہ جب اختلاف

فَنَسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلَاثَةِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ.

کروتم اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قرآن کی کسی چیز میں یعنی قرآن کی لغات میں تو لکھو اس کو موافق زبان قریش کے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قرآن قریش کی زبان کے موافق نازل ہوا تو انہوں نے اسی طرح کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں آئے گی اور وجہ اس کے داخل ہونے کی قریش کے مناقب میں ظاہر ہے۔

بَابُ نِسْبَةِ الْيَمَنِ إِلَى إِسْمَاعِيْلَ مِنْهُمْ أَسْلَمُ بْنُ أَفْصَى بْنِ حَارِثَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ مِّنْ خُزَاعَةَ.

باب ہے بیان نسبت یمن کا طرف اسمٰعیل علیہ السلام کے ان میں سے اسلم بن قصی بن حارثہ بن عمر بن خزاعہ سے ہے۔

فائدہ: یعنی ابن ابراہیم علیہ السلام کی اور نسبت مضر اور ربیعہ کی طرف اسمٰعیل علیہ السلام کے ہے پس اس میں سب کا اتفاق ہے اور لیکن یمن پس جمع ہونا نسبت ان کی کا پہنچتا ہے طرف قحطان کے یعنی سب یمن والے قحطان کی اولاد سے ہیں اور قحطان نام ہے ایک شخص کا اور اس کی نسبت میں اختلاف ہے پس اکثر اس پر ہیں کہ وہ ابن عامر بن شالخ بن ارفشخد بن سام بن نوح ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ہود علیہ السلام کی اولاد سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ خود ہود علیہ السلام ہیں اور پہلے پہل قحطان نے عربی زبان میں کلام کیا اور زبیر بن بکار نے کہا کہ قحطان اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہے اور وہ قحطان بن ہمیسع بن تیم بن بمت بن اسمٰعیل علیہ السلام ہے اور یہی قول راجح ہے میری نظر میں اور یہ اس واسطے ہے کہ گنتی باپوں کی درمیان مشہور اصحاب وغیرہ کے اور درمیان قحطان کے قریب ہے اور درمیان عدنان کے پس قحطان وہ خود ہود علیہ السلام ہوتے یا ان کے زمانے کے قریب ہوتے تو ہوتا بعید تعداد میں دسواں دادا عدنان کا مشہور قول کی بنا پر کہ عدنان اور اسمٰعیل علیہ السلام کے درمیان چار یا پانچ پشتوں کا فاصلہ ہے پس یہ قول نہایت بعید ہے اور اس بات میں دس اقوال پر اختلاف ہے اور راجح میری نظر میں ابن اسحاق کا قول ہے کہ عدنان بن اد بن مقوم بن ناحور بن سرج یعرب بن یشجب بن ثابت بن اسمٰعیل اور اولی اس سے وہ ہے جو حاکم وغیرہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ عدنان بن اد بن زید بن بری بن اسمٰعیل علیہ السلام اور یہ موافق ہے واسطے اس قول کے جو کہتا ہے کہ قحطان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہے اس بنا پر پس ہوگا معد بن عدنان بیچ زمانے موسیٰ علیہ السلام کے نہ بیچ زمانے عیسیٰ علیہ السلام کے اور یہ اولی ہے اس واسطے کہ تعداد باپوں درمیان ہمارے پیغمبر کے اور درمیان عدنان کے بقدر بیس کے ہے پس بعید ہے باوجود ہونے مدت کے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ہے چھ سو برس کما سیاتی فی صحیح البخاری باوجود اس چیز کے جو پہچانی گئی ہے درازی عمروں ان کی سے یہ کہ ہو معد عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں (فتح)

فائدہ: مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ نسب حارثہ بن عمرو کے متصل ہے ساتھ یمن کے اور یہ تحقیق خطاب کیا حضرت ﷺ نے بنو اسلم کو ساتھ اس کے کہ وہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے جو اس باب میں ہے پس معلوم ہوا کہ یمن والے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور اس استدلال میں نظر ہے اس واسطے کہ بنو اسلم کا اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہی ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ کل لوگ جو قحطان کی طرف منسوب ہیں وہ سب اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں واسطے اس احتمال کے کہ واقع ہوا ہو اسلم میں جو واقع ہوا ان کے بھائیوں خزاعہ میں خلاف اس سے کہ کیا وہ قحطان کی اولاد سے ہیں یا اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے اور ابن عبدالبر نے باب کی حدیث میں ذکر کیا ہے کہ گزرے حضرت ﷺ چند لوگوں پر اسلم اور خزاعہ سے اور وہ تیر اندازی کرتے تھے سو فرمایا کہ تیر اندازی کرواے اولاد اسمٰعیل علیہ السلام کی اس بنا پر کہ جو لوگ خزاعہ سے وہاں موجود تھے وہ زیادہ تھے پس فرمایا حضرت ﷺ نے یہ بطور تغلیب کے اور ہمدانی نے اس سے جواب دیا ہے کہ قول حضرت ﷺ کا واسطے ان کے اے بنی اسمٰعیل نہیں دلالت کرتا اس پر کہ وہ اولاد اسمٰعیل علیہ السلام کی ہیں جہت باپوں کے سے بلکہ احتمال ہے کہ ہو یہ واسطے ہونے ان کے اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے جہت ماؤں کی سے اس واسطے کہ قحطانی اور عدنانی آپس میں مل گئے ہیں ساتھ ناتے سسرال کے۔(فتح)

۳۲۴۵ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَوْمٍ مِّنْ اَسْلَمَ يَتَنَاضَلُوْنَ بِالسُّوْقِ فَقَالَ ارْمُوْا بَنِيْ اِسْمَاعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا وَّاَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ لِاَحَدِ الْفَرِيْقَيْنِ فَاَمْسَكُوْا بِاَيْدِيْهِمْ فَقَالَ مَا لَهُمْ قَالُوْا وَكَيْفَ نَرْمِيْ وَاَنْتَ مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ قَالَ ارْمُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ.

۳۲۴۵۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکلے حضرت ﷺ اسلم کی ایک قوم پر سے جو بازار میں تیر اندازی کر رہی تھی آپس میں سو فرمایا کہ تیر اندازی کرواے اولاد اسمٰعیل علیہ السلام کی پس تحقیق تمہارے باپ یعنی اسمٰعیل علیہ السلام تیر انداز تھے اور میں فلانے کی اولاد کے ساتھ ہوں دونوں میں سے ایک فریق کو فرمایا یعنی ایک فریق کا نام لے کر فرمایا کہ میں ان کے ساتھ ہوں تو دوسرے فریق نے ہاتھ تیر اندازی سے روکے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا ہوا ان کو یعنی انہوں نے تیر اندازی کیوں موقوف کی تو انہوں نے کہا کہ ہم تیر اندازی کس طرح کریں اور آپ ﷺ فلانے کی اولاد کے ساتھ ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیر اندازی کرو اور میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور وہ مانند فصل کے ہے پہلے باب سے اور وجہ تعلق اس کی پہلی دونوں حدیثوں سے ظاہر اور وہ زجر ہے دعویٰ کرنے سے طرف غیر باپ حقیقی نے اس واسطے کہ ثابت ہوئی نسبت یمن کی طرف اسمعیل علیہ السلام کے تو نہیں لائق ہے واسطے ان کے یہ کہ منسوب ہوں طرف غیر ان اپنے کی اور لیکن تیسری حدیث پس واسطے اس کے تعلق ہے ساتھ اصل باب کے اور وہ یہ ہے کہ عبدالقیس مضر سے نہیں اور لیکن چوتھی حدیث پس واسطے اشارے کے ہے طرف اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں زیادتی سے ساتھ ذکر ربیعہ اور مضر کے۔ (فتح)

٣٢٤٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدِّيْلِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ مِنْ رَّجُلٍ ادَّعٰى لِغَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ وَمَنِ ادَّعٰى قَوْمًا لَّيْسَ لَهُ فِيْهِمْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

٣٢٤٦۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کوئی ایسا مرد نہیں جو اپنا باپ چھوڑ کر غیر کو باپ بنائے جان بوجھ کر مگر وہ کافر ہو گیا ساتھ اللہ کے اور جو کسی قوم میں اپنا رشتہ لگائے جس میں اس کا رشتہ نہیں تو چاہیے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں ٹھہرائے۔

فائدہ: اس روایت میں باللہ کا لفظ واقع ہوا ہے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت کے سوائے اور روائتوں میں یہ لفظ واقع نہیں ہوا اور اس کا نہ ہونا اولیٰ ہے اور اگر ثابت ہو جائے تو مراد وہ شخص ہے جو اس کو حلال جانے باوجود یکہ اس کے حرام ہونے کو جانتا ہو اور مشہور روایت کی بنا پر پس مراد کفر سے کفران نعمت ہے پس لفظ کا ظاہر مراد نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ وارد ہوا ہے یہ بطور تغلیظ اور زجر کے واسطے فاعل اس کام کے یعنی صرف ڈرانا مقصود ہے ظاہری معنی مراد نہیں یا مراد ساتھ کفر کے یہ ہے کہ اس کے فاعل نے ایسا فعل کیا جو مشابہ ہے ساتھ اہل کفر کے اور اس مسئلے کی تقریر کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور یہ جو فرمایا کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ٹھہرائے تو یہ یا دعا ہے یا خبر ہے ساتھ معنی امر کے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ سزا اس کی اگر سزا دیا جائے اور کبھی اس سے معاف کی جاتی ہے اور کبھی توبہ کرتا ہے پس ساقط ہوتا ہے اس سے یہ گناہ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ حرام ہے چھوڑنا نسب مشہور کو اور رشتہ لگانا اپنے غیر سے اور حدیث میں علم کی شرط ہے اور نہیں ہے اس سے کوئی چارہ دونوں حالتوں میں اثبات میں بھی اور نفی میں بھی یعنی جان بوجھ کر یہ کام کرے اس واسطے کہ گناہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مرتب ہوتا ہے اس پر جو عالم ہو ساتھ شے کے جان بوجھ کر کرے واسطے اس کے اور یہ کہ جائز ہے اطلاق کفر کا گناہ پر واسطے قصد جھڑک کے واسطے اس چیز کے کہ تقریر کی ہم نے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جو شخص ملکیت کا دعویٰ کرے جو اس کی نہیں وہ ہماری راہ

پر نہیں اس سے معلوم ہوا کہ حرام ہے دعوی کرنا اس چیز کا جو مدعی کی نہیں پس داخل ہوں گے اس میں کل دعوے باطلہ از روئے مال کے اور علم کے اور تعلیم کے اور نسب اور حال کے اور صلاح کے اور نعمت کے اور ولا کے اور سوائے اس کے اور زیادہ ہوتی ہے تحریم ساتھ زیادہ ہونے مفسدہ کے جو مترتب ہوتا ہے اوپر اس کے۔(فتح)

٣٢٤٧ ۔حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا حَرِيْزٌ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النَّصْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْاَسْقَعِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرَآءِ أَنْ يَّدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ أَوْ يُرِيَ عَيْنَهُ مَا لَمْ تَرَ أَوْ يَقُوْلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ.

٣٢٤٧۔ واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ سب بہتانوں سے بڑا بہتان یہ ہے کہ مرد اپنا باپ چھوڑ کر غیر کو باپ بنائے اور اپنی آنکھوں کو وہ دکھلائے جو انکھوں نے نہیں دیکھا یعنی جھوٹا خواب بنا کر کہے یا اللہ کے پیغمبر پر کہے وہ بات جو اللہ کے پیغمبر نے نہیں کہی یعنی حضرت ﷺ کی طرف جھوٹی بات بنا کر کہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان تین کاموں میں جھوٹ بولنا نہایت سخت ہے اور وہ خبر دینی ہے ایک چیز سے کہ اس نے خواب میں دیکھی حالانکہ اس نے خواب میں نہیں دیکھی اور باپ بنایا اپنا غیر کے باپ کو اور جھوٹ بولنا حضرت ﷺ پر جھوٹ بولنے کی بحث کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور خواب کا بیان تعبیر میں آئے گا اور حکمت بیچ تشدید کذب کے حضرت ﷺ پر ظاہر ہے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ تو اللہ کی طرف سے خبر دیتے ہیں تو جس نے حضرت ﷺ پر جھوٹ بولا اس نے اللہ پر جھوٹ بولا اور تحقیق سخت ہو چکا ہے انکار اس شخص پر جو اللہ پر جھوٹ بولے چنانچہ اللہ نے فرمایا ﴿فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ﴾ پس برابری ہے درمیان اس کے جو اللہ پر جھوٹ کہے اور درمیان کافر کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ﴾ اور آیتیں اس باب میں بہت ہیں اور حدیث کے ایک طریق میں آیا ہے کہ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ یعنی جو جھوٹ بولے مجھ پر اور لیکن خواب جھوٹ بنا کر بیان کرنا پس اس واسطے ہے کہ چونکہ خواب وحی کی ایک جزو ہے تو ہوگا خبر دینے والا اس سے ساتھ اس چیز سے کہ نہیں واقع ہوئی مانند خبر دینے والے کی اللہ کی طرف سے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں ڈالا اس کو اللہ نے طرف اس کی یا اس واسطے کہ اللہ بھیجتا ہے خواب کے فرشتے کو پس دکھاتا ہے سونے والے کو جو چاہے سو جب کوئی جھوٹا خواب بیان کرے تو اس نے اللہ پر اور فرشتے پر جھوٹ کہا جیسا کہ جو حضرت ﷺ پر جھوٹ بولے نسبت کیا جاتا ہے طرف آپ ﷺ کی شرعاً جو نہیں کہا اس کو اور شرع سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اکثر اوقات سیکھتے ہیں اس کو حضرت ﷺ فرشتے کی زبان سے تو جس نے اس پر جھوٹ کہا اس

نے اللہ تعالیٰ عزوجل اور فرشتے پر جھوٹ کہا۔ (فتح)

٣٢٤٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا مِنْ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ رَبِيعَةَ قَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي كُلِّ شَهْرٍ حَرَامٍ فَلَوْ أَمَرْتَنَا بِأَمْرٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ وَنُبَلِّغُهُ مَنْ وَّرَائَنَا قَالَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَّأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيْمَانِ بِاللَّهِ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَآءِ الزَّكَاةِ وَأَنْ تُؤَدُّوْا إِلَى اللَّهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ.

٣٢٤٨۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قوم عبدالقیس کے ایلچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ گروہ کفار ربیعہ اور مضر کا ہمارے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان واقع ہے سو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ نہیں سکتے مگر حرام کے مہینے میں سو اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو کوئی بات فرمائیں جس کو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھ کر اپنے پچھلوں کو پہنچائیں تو خوب ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو حکم کرتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے پہلا حکم اللہ کے ساتھ ایمان لانا یعنی اس طرح گواہی دینا کہ اللہ کے سوا بندگی کسی کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور دوسرا حکم نماز کا قائم کرنا اور تیسرا حکم زکوۃ کا دینا اور چوتھا حکم یہ کہ جو غنیمت کا مال پاؤ اس کا پانچواں حصہ اللہ کے واسطے ادا کرو اور میں تم کو منع کرتا ہوں کدو سے اور سبز گھڑے سے اور کھجور کی لکڑی کے کریدے برتن سے اور روغنی برتن سے۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ اکثر عرب ربیعہ اور مضر کی قوم سے ہیں اور نہیں اختلاف ہے ان کی نسبت میں طرف اسمٰعیل علیہ السلام کے۔ (فتح)

٣٢٤٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا يُشِيْرُ إِلَى الْمَشْرِقِ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

٣٢٤٩۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا منبر پر فرماتے تھے کہ فتنے فساد ادھر سے ہوں گے اشارہ کیا طرف مشرق کی جس جگہ سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی اور مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے

کہ اس میں مشرق کا ذکر ہے اور اہل مشرق کل ربیعہ اور مضر کی قوم سے ہیں اور اس حدیث کے ایک طریق میں آیا ہے کہ عمدہ ایمان اہل یمن کا ہے پس اس میں اشارہ ہے طرف تینوں اصول کے پس دو میں تو اختلاف نہیں کہ وہ اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو تیسرے میں ہے۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ وَأَشْجَعَ

باب ہے بیچ ذکر قبیلہ اسلم اور غفار اور جہینہ اور مزینہ اور اشجع کے

فائدہ: یہ نام ہیں عرب کے پانچ قبیلوں کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی ہے پانچ قبیلے جاہلیت میں بڑے زور شور سے تھے سوائے بنی عامر اور بنی تمیم وغیرہ قبائل کے پھر جب اسلام آیا تو اسلام میں ان سے جلد تر داخل ہوئے سو پلٹ گئی شرافت طرف ان کی اس سبب سے اور یہ پانچوں قبیلے مضر کی قوم سے ہیں۔ (فتح)

٣٢٥٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشٌ وَّالْأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ وَأَشْجَعُ مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ.

٣٢٥٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوم قریش اور قوم انصار اور قوم اسلم اور قوم جہینہ اور قوم مزینہ اور قوم غفار اور قوم اشجع میرے دوست اور مددگار ہیں (نہ اور لوگ) اور اللہ اور اس کا رسول ان کے دوست اور حمایتی ہیں۔

فائدہ: یہ فضیلت ظاہرہ ہے واسطے ان قوموں کے اور مراد وہ لوگ ہیں جو ان میں سے ایمان لائے اور شرافت حاصل کی واسطے چیز کے جب کہ حاصل ہو واسطے بعض اس کے بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئیں یہ قومیں ساتھ اس کے اس واسطے کہ انہوں نے اسلام کی طرف جلدی کی پس نہ قید ہوئے جیسے قید ہوئے غیر ان کے اور یہ اگر تسلیم کیا جائے تو محمول کیا جائے گا غالب پر اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے خبر کی نہی ہے غلام بنانے ان کے سے اور یہ کہ وہ غلامی کے تحت داخل نہیں ہوتے اور یہ بعید ہے۔ (فتح)

٣٢٥١۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ.

٣٢٥١۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا کہ غفار کو اللہ نے بخشا اسلم سے اللہ راضی ہوا اور قوم عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

فائدہ: یہ لفظ خبر ہے اور مراد کہی جاتی ہے اس سے دعا اور احتمال ہے کہ ہو خبر اپنے باب پر اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا اس کے اخیر میں کہ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے عصیہ کے حق میں یہ فرمایا اس واسطے کہ انہوں نے حضرت ﷺ سے عہد کر کے دغا کیا کما سیاتی اور ابن تین نے کہا کہ جاہلیت کے وقت میں غفار حاجیوں کی چوری کیا کرتے تھے پھر جب مسلمان ہوئے تو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے دعا کی تا کہ وہ عار ان سے دور ہو۔ (فتح)

٣٢٥٢ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَغِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا.

٣٢٥٢ - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلم سے اللہ راضی ہوا اور غفار کو اللہ نے بخشا۔

٣٢٥٣ - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ جُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي أَسَدٍ وَمِنْ بَنِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ فَقَالَ رَجُلٌ خَابُوا وَخَسِرُوا فَقَالَ هُمْ خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ بَنِي أَسَدٍ وَمِنْ بَنِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ.

٣٢٥٣ - ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر قوم جہینہ اور مزینہ اور قوم اسلم اور غفار بہتر ہوں بنی تمیم کی قوم سے اور بنی اسد اور بنی عبداللہ بن غطفان اور بنی عامر بن صعصعہ کی قوم سے تو پھر کیا ہو تو ایک مرد نے کہا کہ محروم ہوئے اور ان کو خسارہ ہوا سو فرمایا کہ وہ بہتر ہیں بنی تمیم سے اور بنی اسد اور بنی عبداللہ بن غطفان اور بنی عامر بن صعصعہ کی قوم سے۔

٣٢٥٤ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَالَ

٣٢٥٤ - ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس نے حضرت ﷺ سے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بیعت کی ہے آپ ﷺ سے حاجیوں کے چوروں نے قوم اسلم اور غفار اور مزینہ اور جہینہ سے فرمایا بھلا بتلاؤ تو کہ اگر قوم اسلم اور

لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيجِ مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةَ ابْنُ أَبِي يَعْقُوبَ شَكَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِّنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي عَامِرٍ وَأَسَدٍ وَغَطَفَانَ خَابُوا وَخَسِرُوا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ لَخَيْرٌ مِّنْهُمْ.

غفار اور مزینہ اور میں گمان کرتا ہوں کہ فرمایا اور جہینہ بہتر ہوں بنی تمیم اور بنی عامر اور اسد اور غطفان کی قوم سے تو کیا محروم ہوئے اور ان کو خسارہ ہوا انہوں نے کہا ہاں فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے البتہ وہ قوم بہتر ہیں یعنی اسلم وغیرہ سے۔

فائدہ: اور وہ ان سے بہتر اس واسطے ہیں کہ انہوں نے اسلام کی طرف سبقت کی اور مراد اکثر ہیں ان میں سے۔(فتح)

٣٢٥٥ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَشَيْءٌ مِّنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ أَوْ قَالَ شَيْءٌ مِّنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ أَوْ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَتَمِيمٍ وَهَوَازِنَ وَغَطَفَانَ.

٣٢٥٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلم اور غفار اور کچھ لوگ مزینہ اور جہینہ سے یا کہا کچھ جہینہ ومزینہ سے بہتر ہیں اللہ کے نزدیک یا کہا قیامت کے دن اسد اور تمیم اور ہوازن اور غطفان سے۔

فائدہ: اس حدیث میں تقیید ہے واسطے اس چیز کے کہ مطلق ہے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو پہلے ہے اور اسی طرح قول اس کا قیامت کے دن اس واسطے کہ معتبر نیکی اور بدی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ظاہر ہوگی اس وقت میں۔(فتح)

بَابُ ذِكْرِ قَحْطَانَ

باب ہے قحطان کے تذکرہ میں

فائدہ: اس میں قول پہلے گزر چکا ہے کیا وہ اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں یا نہیں اور قحطان کی طرف پہنچی ہے نسب اہل یمن کی حمیر اور کندہ اور ہمدان وغیرہم سے۔(فتح)

٣٢٥٦ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ

٣٢٥٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے گا ایک مرد قحطان کے قبیلے سے کہ ہانکے گا لوگوں کو اپنی لاٹھی سے یعنی

اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ.

یمن کی قوم سے ایک بادشاہ پیدا ہوگا بڑے حکم والا کہ لوگ اس کے ایسے قابو میں ہوں گے جیسے بکریاں چرانے والے کے قابو میں ہیں کہ جدھر چاہے ادھر ہانک لے جائے۔

فائدہ: اس بادشاہ کا نام معلوم نہیں لیکن جائز رکھا قرطبی نے کہ شاید اس کا نام جھجاہ ہوگا جس کا ذکر مسلم کی ایک حدیث میں آچکا ہے ساتھ اس لفظ کے کہ دن اور رات آخر نہ ہوں گے جب تک کہ بادشاہ نہ ہوگا وہ مرد جس کا نام جھجاہ ہوگا اور یہ حدیث داخل ہونے علامات نبوت میں من جملہ ان چیزوں کے سے کہ خبر دی ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے پہلے واقع ہونے اس کے اور اب تک یہ پیش گوئی واقع نہیں ہوئی اور تحقیق روایت کی نعیم بن حماد نے فتن میں ارطاۃ تابعی سے کہ قحطانی نکلے گا بعد مہدی کے اور چلے گا مہدی کی چال پر اور ایک روایت مرفوع میں ہے کہ نکلے گا قحطانی بعد مہدی کے اور وہ اس سے کم نہیں ہے اور اس کی سند ضعیف ہے اور پہلی حدیث اگر چہ موقوف تا ہم اس کی سند ٹھیک ہے پس اگر ثابت ہو تو عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا واسطے اس چیز کے کہ گزر چکی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تو مہدی کو امام پائیں گے اور ایک روایت میں ذکر ہے کہ قحطانی بادشاہ ملک میں بیس برس زندہ رہے گا اور مشکل یہ ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت کس طرح لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا حالانکہ حکم عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں ہوگا اور جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ بڑی بڑی مہموں میں عیسیٰ علیہ السلام اس کو اپنا نائب بنائیں گے اور اس سے زیادہ بحث کتاب الفتن میں آئے گی۔

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنْ دَعْوَةِ الْجَاهِلِيَّةِ

بیان ہے اس چیز کا کہ منع کیا جاتا ہے جاہلیت کی پکار سے یعنی کفر کے قول سے

فائدہ: مراد جاہلیت کے بول سے فریاد رسی چاہنی ہے نزدیک ارادے لڑائی کے دستور تھا کہ کہتے تھے یعنی لڑائی کے وقت کہ اے فلانے کی اولاد دوڑو پس جمع ہوتے تھے اور قاتل کی مدد کرتے تھے اگر چہ ظالم ہو سو اسلام نے اس سے منع کیا اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض سندوں میں آچکی ہے چنانچہ ابن اسحاق وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک لڑکا مہاجرین کا اور ایک انصار کا آپس میں لڑے پھر ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاہلیت کا بول ہے لوگوں نے کہا نہیں فرمایا کوئی ڈر نہیں اور چاہیے کہ مدد کرے مرد اپنے بھائی کی خواہ ظالم ہو یا مظلوم پس اگر ظالم ہو تو چاہیے کہ اس کو منع کرے پس تحقیق یہی مدد ہے واسطے اس کے اور اس سے معلوم ہوا کہ استغاثہ حرام نہیں اور حرام تو صرف وہ چیز ہے جو مترتب ہوتی ہے اوپر اس دعوے جاہلیت کے سے۔ (فتح)

٣٢٥٧ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ

٣٢٥٧ ۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کیا اور مہاجرین سے چند آدمی آپ ﷺ کے

عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُوْلُ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ ثَابَ مَعَهُ نَاسٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ حَتّٰى كَثُرُوْا وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلٌ لَّعَّابٌ فَكَسَعَ أَنْصَارِيًّا فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ غَضَبًا شَدِيْدًا حَتّٰى تَدَاعَوْا وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوٰى أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ قَالَ مَا شَأْنُهُمْ فَأُخْبِرَ بِكَسْعَةِ الْمُهَاجِرِيِّ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهَا فَإِنَّهَا خَبِيْثَةٌ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ أَقَدْ تَدَاعَوْا عَلَيْنَا لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ أَلَا نَقْتُلُ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ هٰذَا الْخَبِيْثَ لِعَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّهُ كَانَ يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ.

ساتھ جمع ہوئے یہاں تک کہ بہت ہو گئے اور مہاجرین میں ایک مرد بطال اور بہت شریر تھا تو اس نے ایک انصاری کے چوتڑ پر لات ماری تو انصاری سخت غضبناک ہوا تو دونوں نے اپنی اپنی قوم سے استغاثہ کیا انصاری نے کہا کہ اے انصاریو! دوڑو اور مہاجری نے کہا کہ اے مہاجرو دوڑو تو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے تو فرمایا کہ کیا حال ہے جاہلیت کے بول کا پھر فرمایا کہ کیا حال ہے ان کا تو خبر دی آپ ﷺ کا کسی نے ساتھ مارنے مہاجری کے انصاری کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑو اس بات کو وہ بات گندی ہے یعنی جاہلیت کا قول اور عبداللہ بن ابی منافق نے کہا کہ کیا انہوں نے ہم پر فریاد رسی کی البتہ ہم پھر گئے مدینے کو تو نکال دے گا جس کا زور ہے وہاں سے بے قدر لوگوں کو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا آپ ﷺ اس ناپاک کو قتل نہیں کرتے یعنی عبداللہ کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ چرچا کریں لوگ کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کا قتل کرتے ہیں۔

فائدہ: اور اس حدیث کی باقی شرح تفسیر میں آئے گی۔

٣٢٥٨۔ حَدَّثَنِيْ ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَعَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

٣٢٥٨۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہماری راہ پر نہیں جو مصیبت میں منہ کو پیٹے اور گریبان کو پھاڑے اور کفر کے بول بولے۔

وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ.

بَابُ قِصَّةِ خُزَاعَةَ

باب ہے بیان میں قصے خزاعہ کے

فائدہ: اختلاف ہے ان کے نسب میں باوجود اتفاق کے اس پر کہ وہ عمر بن لحی کی اولاد سے ہیں کہا کلبی نے کہ جب جدا جدا ہوئے اہل سبا بسبب سیل عرم کے تو اترے بنو مازن پانی پر کہ اس کو غسان کہا جاتا تھا سو جس نے وہاں اقامت کی پس وہ غسانی ہے اور عمر بن لحی کی اولاد ان میں سے اپنی قوم سے جدا ہوئی پس اترے مکے میں اردگرد اس کے پس نام رکھے گئے خزاعہ اور متفرق ہوئے تمام ازد۔ (فتح)

۳۲۵۹۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَمْرُو بْنُ لُحَيِّ بْنِ قَمْعَةَ بْنِ خِنْدِفَ أَبُوْ خُزَاعَةَ.

۳۲۵۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر بن لحی بن قمعہ بن خندف باپ ہے خزاعہ کا۔

فائدہ: ابن اسحاق نے سیرہ کبریٰ میں روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا کہ اپنی ایڑیاں گھسیٹتا پھرتا ہے دوزخ میں اس واسطے کہ پہلے پہل اس نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دین کو بگاڑا اور اس نے بتوں کو کھڑا کیا اور پہلے اس نے سانڈ اور بحیرہ اور وصیلہ اور حام کو چھوڑنے کی رسم نکالی اور نیز ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ سبب پوجنے عمرو بن لحی کا بتوں کو یہ ہے کہ وہ شام کی طرف نکلا اور اس وقت یہاں عمالقہ تھے اور وہ بتوں کو پوجتے تھے تو اس نے ان سے ایک بت مانگا اور اس کو مکے میں لایا اور اس کا نام ہبل تھا اور اس سے پہلے جرہم کے زمانے میں ایک مرد نے جس کا نام اساف تھا ایک عورت سے جس کا نام نائلہ تھا خانے کعبے میں زنا کیا تھا سو اللہ نے دونوں کی صورت بدل ڈالی تو وہ دونوں دو پتھر ہو گئے تو عمرو بن لحی نے ان کو لے کر کعبے کے گرد کھڑا کیا پھر دستور ٹھہر گیا کہ جو خانے کعبے کا طواف کرتا تھا دونوں پر ہاتھ لگاتا تھا اساف سے شروع کرتا تھا اور نائلہ پر ختم کرتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ عمرو بن لحی کا ایک جن تابع تھا تو اس جن نے اس کو کہا کہ جدہ میں بت ہیں وہاں جا کر ان کو لا اور ان کی عبادت کر تو وہ جدہ میں گیا اور وہاں بت پائے جن کو لوگ حضرت نوح علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام کے زمانے میں پوجتے تھے اور وہ ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر ہیں تو عمرو بن لحی ان کو اٹھا کر مکے میں لایا اور لوگوں کو ان کی عبادت کی طرف بلایا پس پھیل گئی عبادت بتوں کی اس سبب سے عرب میں اور اس کی زیادہ شرح سورہ نوح کی تفسیر میں آئے گی۔ (فتح)

٣٢٦٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ الْبَحِيْرَةُ الَّتِي يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيْتِ وَلَا يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ وَالسَّائِبَةُ الَّتِي كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَهَا لِآلِهَتِهِمْ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ قَالَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرِ بْنِ لُحَيٍّ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ.

٣٢٦٠ ـ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بحیرہ وہ جانور ہے کہ اس کا دودھ بتوں کے واسطے روکا جاتا تھا اور کوئی اس کا دودھ نہ دوہتا تھا اور سائبہ وہ جانور تھا کہ اس کو بتوں کی نیاز چھوڑتے تھے اور کوئی اس پر بوجھ نہ لادتا تھا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا دوزخ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹتا پھرتا تھا اور پہلے پہل اسی نے سانڈ (بتوں کے نام پر) چھوڑنے کی رسم نکالی۔

فائدہ: اس روایت میں عمرو بن عامر واقع ہوا ہے اور یہ مغائر ہے واسطے پہلی روایت کے اور شاید منسوب کیا ہے اس کو طرف نانے اس کے عمرو بن حارثہ بن عمرو بن عامر کے اور یہ مخالف ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے نسبت عمرو بن لحی کی طرف مضر کے پس تحقیق عامر وہ بن ماء سما بن سبا ہے اور احتمال ہے کہ منسوب کیا گیا ہو طرف اس کے بطور متبنہ کے۔

بَابُ قِصَّةِ إِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ
باب ہے بیان میں قصے اسلام ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: واقع ہوا ہے اس جگہ واسطے اکثر کے قصہ زمزم کا اور وجہ تعلق اس کے کے ساتھ قصے ابو ذر رضی اللہ عنہ کے وہ چیز ہے کہ واقع ہوئی ہے واسطے اس کے کافی ہونے سے ساتھ پانی زمزم کے فقط اس مدت میں جس میں وہ مکے میں ٹھہرے اور اس کی شرح اپنی جگہ میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ قِصَّةِ زَمْزَمَ
باب ہے بیان میں قصے زمزم کے اور جہالت عرب کے

فائدہ: بعض روایتوں میں اس باب میں صرف اتنا ہے کہ جہل عرب اور یہی اولی ہے اس واسطے کہ باب کی حدیث میں پانی زمزم کا ذکر جاری نہیں ہوا اور اسمٰعیل نے سب حدیثوں کو ایک باب میں جمع کیا ہے اور یہی بات ٹھیک ہے۔

٣٢٦١ ـ حَدَّثَنَا زَيْدٌ هُوَ ابْنُ أَخْزَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنِي مُثَنَّى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَصِيْرُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَمْرَةَ قَالَ قَالَ لَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِإِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ قَالَ أَبُو

٣٢٦١ ـ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ کیا میں تم کو ابو ذر رضی اللہ عنہ کے اسلام کی خبر دوں ہم نے کہا کیوں نہیں ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کہ میں ایک مرد قوم غفار سے تھا سو ہم کو خبر پہنچی کہ مکے میں ایک مرد ظاہر ہوا گمان کرتا ہے کہ وہ پیغمبر ہے تو میں نے اپنی بھائی سے کہا کہ اس مرد کے پاس جا اور اس سے کلام

ذَرٍّ كُنْتُ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ فَبَلَغَنَا أَنَّ رَجُلًا قَدْ خَرَجَ بِمَكَّةَ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقُلْتُ لِأَخِي انْطَلِقْ إِلَى هٰذَا الرَّجُلِ كَلِّمْهُ وَأْتِنِي بِخَبَرِهِ فَانْطَلَقَ فَلَقِيَهُ ثُمَّ رَجَعَ فَقُلْتُ مَا عِنْدَكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَأْمُرُ بِالْخَيْرِ وَيَنْهٰى عَنِ الشَّرِّ فَقُلْتُ لَهُ لَمْ تَشْفِنِي مِنَ الْخَبَرِ فَأَخَذْتُ جِرَابًا وَعَصًا ثُمَّ أَقْبَلْتُ إِلَى مَكَّةَ فَجَعَلْتُ لَا أَعْرِفُهُ وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْأَلَ عَنْهُ وَأَشْرَبُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَأَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ فَمَرَّ بِي عَلِيٌّ فَقَالَ كَأَنَّ الرَّجُلَ غَرِيْبٌ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَانْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ لَا يَسْأَلُنِي عَنْ شَيْءٍ وَلَا أُخْبِرُهُ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ لِأَسْأَلَ عَنْهُ وَلَيْسَ أَحَدٌ يُخْبِرُنِي عَنْهُ بِشَيْءٍ قَالَ فَمَرَّ بِي عَلِيٌّ فَقَالَ أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ يَعْرِفُ مَنْزِلَهُ بَعْدُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ انْطَلِقْ مَعِي قَالَ فَقَالَ مَا أَمْرُكَ وَمَا أَقْدَمَكَ هٰذِهِ الْبَلْدَةَ قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنْ كَتَمْتَ عَلَيَّ أَخْبَرْتُكَ قَالَ فَإِنِّي أَفْعَلُ قَالَ قُلْتُ لَهُ بَلَغَنَا أَنَّهُ قَدْ خَرَجَ هَا هُنَا رَجُلٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَأَرْسَلْتُ أَخِي لِيُكَلِّمَهُ فَرَجَعَ وَلَمْ يَشْفِنِي مِنَ الْخَبَرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَلْقَاهُ فَقَالَ لَهُ أَمَا إِنَّكَ قَدْ رَشَدْتَ هٰذَا وَجْهِي إِلَيْهِ فَاتَّبِعْنِي اُدْخُلْ حَيْثُ أَدْخُلُ فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ أَحَدًا

کر اور اس کی خبر میرے پاس لا سو وہ چلا اور اس سے ملا پھر پلٹ آیا تو میں نے کہا کہ کیا خبر ہے پاس تیرے یعنی کیا خبر لایا ہے سو اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں نے ایک مرد دیکھا کہ نیکی بتلاتا ہے اور بدی سے منع کرتا ہے تو میں نے اس سے کہا تو نے مجھ کو اس خبر سے شفا نہیں دی (یعنی جہل کی بیماری سے) میں نے تھیلی اور لاٹھی لی پھر میں کے کی طرف متوجہ ہوا اور میں حضرت ﷺ کو نہ پہچانتا تھا اور میں نے برا جانا کہ کسی سے آپ ﷺ کا حال پوچھوں اور میں زمزم کا پانی پیتا تھا اور مسجد میں رہتا تھا سو حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے پاس سے ہو کر نکلے تو انہوں نے کہا کہ شاید مسافر مرد ہے میں نے کہا ہاں انہوں نے کہا کہ میرے گھر چل ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ چلا نہ انہوں نے کچھ مجھ سے پوچھا نہ میں نے ان کو کچھ بتلایا سو میں نے جب صبح کی تو میں مسجد کی طرف نکلا تا کہ میں آپ ﷺ کا حال پوچھوں اور نہ تھا کوئی جو مجھ کو حضرت ﷺ کے حال کی خبر دے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے تو کہا کہ کیا اس مرد کو ابھی وقت نہیں پہنچا کہ اپنی جگہ پہچانے یعنی ابھی تو نے اپنی جگہ نہیں پہچانی میں نے کہا کہ نہیں کہا میرے ساتھ چل سو فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا اور تو اس شہر میں کیوں آیا ہے میں نے کہا کہ اگر میری پردہ پوشی کرے اور میرا بھید کسی کو نہ بتلائے تو میں تجھ کو خبر دوں علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں کسی کو نہیں کہوں گا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ ہم کو خبر پہنچی کہ بے شک اس جگہ ایک مرد ظاہر ہوا ہے وہ گمان کرتا ہے کہ وہ پیغمبر ہے تو میں نے اپنا بھائی بھیجا کہ ان سے کلام کرے سو وہ پھرا تو مجھ کو نہ شفا دی اس نے خبر سے سو میں نے چاہا کہ خود ان سے ملوں تو علی رضی اللہ عنہ

أَخَافُهُ عَلَيْكَ قُمْتُ إِلَى الْحَائِطِ كَأَنِّي أُصْلِحُ نَعْلِيْ وَامْضِ أَنْتَ فَمَضٰى وَمَضَيْتُ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلَ وَدَخَلْتُ مَعَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ اعْرِضْ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ فَعَرَضَهُ فَأَسْلَمْتُ مَكَانِيْ فَقَالَ لِيْ يَا أَبَا ذَرٍّ اكْتُمْ هٰذَا الْأَمْرَ وَارْجِعْ إِلٰى بَلَدِكَ فَإِذَا بَلَغَكَ ظُهُوْرُنَا فَأَقْبِلْ فَقُلْتُ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ فَجَآءَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَقُرَيْشٌ فِيْهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنِّيْ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَقَالُوْا قُوْمُوْا إِلٰى هٰذَا الصَّابِئِ فَقَامُوْا فَضُرِبْتُ لِأَمُوْتَ فَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ وَيْلَكُمْ تَقْتُلُوْنَ رَجُلًا مِّنْ غِفَارَ وَمَتْجَرُكُمْ وَمَمَرُّكُمْ عَلٰى غِفَارَ فَأَقْلَعُوْا عَنِّيْ فَلَمَّا أَنْ أَصْبَحْتُ الْغَدَ رَجَعْتُ فَقُلْتُ مِثْلَ مَا قُلْتُ بِالْأَمْسِ فَقَالُوْا قُوْمُوْا إِلٰى هٰذَا الصَّابِئِ فَصُنِعَ بِيْ مِثْلَ مَا صُنِعَ بِالْأَمْسِ وَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ وَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهٖ بِالْأَمْسِ قَالَ فَكَانَ هٰذَا أَوَّلَ إِسْلَامِ أَبِيْ ذَرٍّ رَحِمَهُ اللّٰهُ.

نے کہا کہ خبردار ہو کہ بے شک تو نے اپنے مطلوب کی راہ پائی یہ منہ میرا ہے طرف حضرت ﷺ کی یہ دیکھ میں اب انہیں کے پاس جاتا ہوں سو تم میرے پیچھے چلے آنا داخل ہونا جس جگہ میں داخل ہوں سو میں نے اگر کسی کو دیکھا جس سے تجھ پر خوف کروں یعنی معلوم کروں کہ تجھ کو تکلیف دے گا تو میں دیوار کے ساتھ کھڑا ہوں گا جیسے میں اپنا جوتا درست کرتا ہوں اور تم بدستور چلتے جانا یعنی غیر ایسا محسوس کرے کہ تم میرے ساتھ نہیں سو حضرت علی رضی اللہ عنہ چلے اور میں ان کے ساتھ چلا یہاں تک کہ داخل ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ حضرت ﷺ پر داخل ہوا تو میں نے کہا کہ مجھ کو اسلام سکھلایئے تو آپ ﷺ نے مجھ کو اسلام سکھایا سو میں اسی وقت مسلمان ہو گیا کچھ دیر نہ کی پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ چھپائے رکھنا اس امر کو یعنی اسلام کو ابھی ظاہر نہ کرنا اور پلٹ جا اپنے شہر کو پھر جب تم خبر پاؤ ہمارے غلبہ پانے کی تو ہمارے پاس چلے آنا تو میں نے کہا قسم ہے اس کی کہ جس نے آپ ﷺ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے میں کلمہ توحید کو ان کے پاس پکاروں گا سو ابوذر مسجد میں آئے تو کفار قریش اس میں بیٹھے تھے سو انہوں نے کہا کہ اے گروہ قریش میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ نہیں لائق بندگی کے سوائے اللہ کے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ بندے اس کے ہیں اور رسول اس کے ہیں تو انہوں نے کہا کہ اٹھ کھڑے ہو طرف اس بے دین کے سو کھڑے ہوئے اور مجھ کو مارنے لگے تا کہ میں مر جاؤں یعنی مارنے سے ان کا مقصود یہ تھا کہ میں مر جاؤں سو اتفاقاً مجھے عباس رضی اللہ عنہ نے پایا اوندھے منہ وہ مجھ پر جھکے پھر قریش کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تم کو خرابی ہو کہ تم

غفار کے ایک مرد کو قتل کرتے ہو حالانکہ تمہاری تجارت گاہ اور گزرنے کی راہ قوم غفار پر ہے یعنی اگر وہ سنیں گے تو تمہاری تجارت اور راہ بند کر دیں گے تو وہ میرے مارنے سے باز رہے تو میں اگلے دن صبح کو پھر ایسے کہا جیسے کل کہا تھا تو انہوں نے کہا کہ اٹھ کھڑے ہو طرف اس بے دین کی تو کیا گیا میرے ساتھ جیسے کل کیا گیا تھا پھر مجھ کو عباس رضی اللہ عنہ نے پایا اور مجھ پر اوندھے جھکے اور کہا انہوں نے جیسے کل کہا تھا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ تھا اول اسلام ابوذر رضی اللہ عنہ کا۔

بَابُ جَهْلِ الْعَرَبِ

باب ہے بیان میں نادانی عرب کے

٣٢٦٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِذَا سَرَّكَ أَنْ تَعْلَمَ جَهْلَ الْعَرَبِ فَاقْرَأْ مَا فَوْقَ الثَّلَاثِيْنَ وَمِائَةٍ فِيْ سُوْرَةِ الْأَنْعَامِ ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ إِلٰى قَوْلِهٖ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ﴾.

٣٢٦٢۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ جب تم کو خوش لگے یہ کہ تو عرب کی نادانی معلوم کرے تو سورہ انعام میں ایک سو تیسویں آیت سے آگے پڑھ کہ بے شک خراب ہوئے جنہوں نے مار ڈالی اپنی اولاد نادانی سے بن سمجھے اس قول تک کہ بے شک بہک گئے اور نہ آئے راہ پر۔

فائدہ: مراد اولاد سے بیٹیاں ہیں اور اس کا بیان تفسیر میں آئے گا اور لی جاتی ہے اس آیت سے مطابقت اس کی واسطے ترجمہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے کہ جب تجھ کو خوش لگے کہ تو عرب کی نادانی معلوم کرے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ انْتَسَبَ إِلٰى آبَآئِهٖ فِي الْإِسْلَامِ وَالْجَاهِلِيَّةِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْكَرِيْمَ ابْنَ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ وَقَالَ الْبَرَآءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ

جو نام لے اپنے باپ دادا کا اسلام میں اور جاہلیت میں۔ ف اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جو خود کریم ہو اس کا باپ بھی کریم ہو پھر دادا بھی کریم ہو وہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پوتے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پڑپوتے۔ ف اور روایت کی ہے براء رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ

الْمُطَّلِب. میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں ۔

فائدہ: یعنی جائز ہے نام لینا اپنے باپ دادا کا برخلاف اس شخص کے جو اس کو مطلق مکروہ جانتا ہے پس تحقیق موجب کراہت وہ ہے جب کہ ہو بطور فخر اور امام احمد نے مرفوع روایت کی ہے کہ جو نسبت کرے اپنے لیے اپنے کافر باپوں کی۔ مراد اس کی ان سے اپنی عزت اور بزرگی بیان کرنا ہو تو وہ دسواں ان کا ہے دوزخ میں اور آپ ﷺ کا پکارنا واسطے قبائل قریش کے پہلے اپنی قریبی برادری کے اس واسطے ہے کہ مکرر ہو ڈرانا اپنی قریبی برادری کا اور واسطے داخل ہونے کل قریش کے آپ ﷺ کی برادری میں اور اس واسطے کہ ڈرانا قریب برادری کا واقع ہوتا ہے ساتھ طبع کے اور انذار غیر کا ہوتا ہے بطریق اولی اور پہلی حدیث تفسیر ہے دوسری حدیث کی اور یہ کہ حضرت ﷺ نے بڑے بڑے قبیلوں کا نام لیا اور نہایت واضح حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے جو بعد اس کے ہے کہ پکارا ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ ترتیب طبقات کے۔ ایک طبقے کو بعد دوسرے طبقے کے یہاں تک کہ پہنچے طرف اپنی پھوپھی صفیہ کے۔ پھر طرف اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے۔ یہ قصہ اگر ابتدائے اسلام میں مکے میں واقع ہوا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو نہیں پایا اس واسطے کے ابن عباس رضی اللہ عنہما ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے تھے اور نہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ پایا اس واسطے کہ وہ مدینے میں مسلمان ہوئے تھے نیز فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پکارنے میں بھی وہ چیز ہے جو قصے کے متاخر ہونے کو چاہتی ہے اس واسطے کہ وہ اس وقت کم سن تھیں یا قریب بلوغت تھیں اور اگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہاں حاضر تھے تو یہ حدیث باب کے مطابق نہیں اس واسطے کہ وہ تو ہجرت سے مدت کے بعد اسلام لائے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ قصہ دوبار واقع ہوا ہے ایک بار ابتدائے اسلام میں اندریں صورت روایت کرنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اس حدیث کو مرسل اصحاب سے ہوگا اور یہ موافق ہے واسطے ترجمہ کے جہت داخل ہونے اس کے سے بیچ مبداء حالات حضرت ﷺ کے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو آئندہ آئے گی کہ ابولہب وہاں حاضر تھا اور وہ بدر کے دن مر گیا اور ایک بار یہ قصہ اس کے بعد واقع ہوا ہے جب کہ ممکن ہو کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پکارا جائے یا اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوں۔ (فتح)

۳۲۶۳ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْأَقْرَبِیْنَ﴾ جَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُنَادِیْ یَا بَنِیْ فِهْرٍ یَا بَنِیْ عَدِیٍّ بُطُوْنِ قُرَیْشٍ وَ قَالَ لَنَا قَبِیْصَةُ أَخْبَرَنَا

۳۲۶۳ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ اے محمد ﷺ! ڈرا دو اپنے قریب کی برادری والوں کو تو حضرت ﷺ پکارنے لگے اے فہر کی اولاد اے عدی کی اولاد واسطے قبیلوں قریش کے اور دوسری روایت میں ہے کہ جب یہ آیت اتری تو حضرت ﷺ نے سب قبیلوں والوں کو علیحدہ علیحدہ نام لے کر بلایا اور ان کو حکم الٰہی سنایا۔

سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْهُمْ قَبَائِلَ قَبَائِلَ.

فائدہ: یہ حدیث احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور وجہ دلالت اس کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ جب واقع ہوئی حضرت ﷺ کی نسبت یوسف علیہ السلام کی طرف ان کے باپوں کے واسطے تو یہ دلیل ہوگی اوپر اس بات کے جواز کے واسطے کہ حضرت ﷺ کے علاوہ کی نسبت ان کے غیروں میں ہونے کے جواز میں اور یہ حدیث مطابق واسطے پہلی خبر ترجمہ کے۔

فائدہ: اور یہ موصول جہاد میں گزر چکی ہے اور وجہ دلالت کی اس سے ترجمہ پر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے دادا کا نام لیا یعنی جو جاہلیت میں تھا پس ہوگی یہ حدیث مطابق واسطے دوسری خبر ترجمہ کے۔ (فتح)

٣٢٦٤ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ يَا أُمَّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اشْتَرِيَا أَنْفُسَكُمَا مِنَ اللّٰهِ لَا أَمْلِكُ لَكُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا سَلَانِيْ مِنْ مَّالِيْ مَا شِئْتُمَا.

٣٢٦٤ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عبد مناف کی اولاد خرید و یعنی چھڑاؤ اپنی جانوں کو اللہ کے عذاب سے اے عبدالمطلب کی اولاد چھڑاؤ اپنی جانوں کو اللہ کے عذاب سے اور ماں زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی پھوپھی رسول اللہ کی اے فاطمہ رضی اللہ عنہا محمد ﷺ کی بیٹی چھڑاؤ اپنی جانوں کو اللہ کے عذاب سے۔ میں مالک نہیں تمہارے بچانے کا اللہ کے عذاب سے میرے مال سے مانگ لو جو تمہارا جی چاہے یعنی دنیا میں اپنے مال سے دینے میں مجھ کو اختیار ہے آخرت کا میں مالک اور مختار نہیں یعنی بدون ایمان اور نیک عمل کے میری برادری پر نہ پھولنا میں کسی کو دوزخ سے نہ بچا سکوں گا۔

فائدہ: رہی گنہگار مسلمان کی شفاعت سو اللہ کی اجازت کے بعد البتہ ہوگی، رہا برادری کا حق سو بخوبی ادا ہوگا۔

بَابُ ابْنِ أُخْتِ الْقَوْمِ وَمَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ

ہر قوم کا بھانجا اور آزاد کیا ہوا غلام اسی قوم میں داخل ہوتا ہے

فائدہ: یعنی اس چیز میں کہ رجوع کرتی ہے طرف مناظرہ کی اور آپس میں مدد کرنے کی اور مانند اس کی اور لیکن بہ نسبت میراث کی پس اس میں نزاع ہے کما سیاتی فی الفرآئض۔ (فتح)

۳۲۶۵ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ قَالُوا لَا إِلَّا ابْنُ أُخْتٍ لَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ.

۳۲۶۵ ۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص انصار کو بلایا سو فرمایا کہ کیا تم میں کوئی غیر بھی ہے انصار نے کہا نہیں مگر ہمارا ایک بھانجا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر قوم کا بھانجا اسی قوم میں داخل ہے۔

فائدہ: طبرانی نے یہ حدیث اس طور سے بیان کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن قریش سے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو تم میں سے نہیں انہوں نے کہا نہیں مگر ہمارا بھانجا فرمایا قوم کا بھانجا اسی قوم میں داخل ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ داخل ہو مجھ پر اور نہ داخل ہو مجھ پر مگر قریشی۔ فرمایا تم میں کوئی غیر ہے انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ بھانجا ہے اور غلام آزاد کردہ ہے یعنی غلام آزاد کیا ہوا فرمایا ہم قسم قوم کا اسی قوم میں داخل ہے اور غلام آزاد کیا ہوا اسی قوم میں داخل ہے۔

تنبیہ: نہیں ذکر کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث غلام آزاد کیے ہوئے کی باوجود یکہ اس کو ترجمہ میں ذکر کیا سو بعض گمان کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی شرط کے مطابق حدیث نہیں ملی پس اشارہ کیا انہوں نے طرف اس کی اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وارد کیا ہے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرائض میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ اس لفظ کے کہ مولی قوم کا انہیں میں داخل ہے اور مراد اس جگہ ساتھ مولی کے معتق ہے ساتھ زبر (ت) کے یعنی غلام آزاد کیا ہوا اور ہم قسم اور لیکن مولی اعلی ہے پس نہیں مراد اس جگہ اور عنقریب حنین کے جہاد میں باب کی حدیث کے سبب کا بیان آئے گا اور تحقیق واقع ہوا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک بزار کے مضمون ترجمہ کا اور زیادتی اوپر اس کے ساتھ اس لفظ کے کہ مولی قوم کا اسی قوم میں داخل ہے اور حلیف قوم کا اسی قوم میں داخل ہے اور بھانجا قوم کا اسی قوم میں داخل ہے (فتح) اور حلیف سے مراد یہ ہے کہ عرب کی عادت تھی کی آپس میں قول قرار کرتے تھے اور ہم قسم ہوتے تھے کہ تیری صلح میری صلح ہے اور تیری جنگ میری جنگ ہے اور میں تیرا وارث ہوں گا اور تو میرا۔

بَابُ قِصَّةِ الْحَبَشِ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي أَرْفِدَةَ

باب ہے قصے حبش کے بیان میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشیوں کو فرمایا کہ اے ارفدہ کی اولاد

فائدہ: ارفدہ حبش کے جد کا نام ہے اور کچھ بیان اس کا باب عید میں گزر چکا ہے اور حبشی اولاد حبش بن کوش بن حام

بن نوح سے ہیں اور وہ اہل یمن کے ہمسائے ہیں دونوں کے درمیان دریا حائل ہے اور اسلام سے پہلے یمن پر غالب ہو گئے تھے اور اس کے مالک ہو گئے تھے اور ان کے بادشاہوں میں سے ابرہہ نے خانے کعبے پر چڑھائی کی اور اس کے ساتھ ہاتھی تھا ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے قصہ اس کا طویل۔ (فتح)

٣٢٦٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِي أَيَّامِ مِنًى تُغَنِّيَانِ وَتُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ فَانْتَهَرَهُمَا أَبُوْ بَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَّجْهِهِ فَقَالَ دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيْدٍ وَّتِلْكَ الْأَيَّامُ أَيَّامُ مِنًى وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُمْ أَمْنًا بَنِيْ أَرْفِدَةَ يَعْنِيْ مِنَ الْأَمْنِ.

٣٢٦٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور ان کے پاس دو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں تھیں جو دف بجا کر گاتی تھیں منیٰ کے دنوں میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑھے لیٹے تھے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ سے کپڑا ہٹا کر فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کو چھوڑ دے کہ یہ عید کے دن ہیں اور یہ دن منیٰ کے دن تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مجھ کو چھپاتے تھے اور میں حبشیوں کو دیکھتی تھی اور وہ مسجد میں کھیلتے تھے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو تم کو امن ہے اے ارفدہ کی اولاد۔

فائدہ: استدلال کیا ہے ایک قوم نے صوفیوں سے ساتھ حدیث باب کے اوپر جائز ہونے رقص کے اور سننے سرود اور راگ باجے کے اور طعن کیا ہے اس میں جمہور نے ساتھ مختلف ہونے دونوں مقصدوں کے اس واسطے کہ کھیلنا حبشیوں کا اپنی برچھیوں سے تھا واسطے عادت ڈالنے اور تجربہ حاصل کرنے کے لڑائی پر پس نہ حجت پکڑی جائے گی ساتھ اس کے واسطے رقص کے کھیل تماشے میں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ لَّا يُسَبَّ نَسَبُهُ

بیان اس شخص کا جو دوست رکھے کہ اس کے نسب کو برا نہ کہا جائے

فائدہ: مراد ساتھ "نسب" کے اصل ہے اور ساتھ "سب" کے گالی ہے اور مراد یہ کہ نہ برا کہا جائے اس کے اہل نسب کو۔ (فتح)

٣٢٦٧۔ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ قَالَ كَيْفَ بِنَسَبِي فَقَالَ حَسَّانُ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِينِ وَعَنْ أَبِيهِ قَالَ ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قَالَ أَبُو الْهَيْثَمِ نَفَحَتِ الدَّابَّةُ إِذَا رَمَتْ بِحَوَافِرِهَا وَنَفَحَهُ بِالسَّيْفِ إِذَا تَنَاوَلَهُ مِنْ بَعِيدٍ.

٣٢٦٧۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی ہجو کی اجازت مانگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کرے گا تو میرے نسب کا یعنی کس طرح ہجو کرے گا تو قریش کو باوجود اس کے کہ میں ان کے ساتھ ایک نسب میں جمع ہوتا ہوں تو احسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں سے کھینچ لوں گا جیسا بال آٹے سے کھینچا جاتا ہے اور عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حسان رضی اللہ عنہ کو برا کہنے لگا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کو برا مت کہو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مشرکین کو جواب دہی کرتا تھا۔

ابو ہیثم نے ینافح کی وضاحت یوں کی کہ عرب کہتے ہیں نفحت الدابة جب چوپایہ اپنے پاؤں سے مٹی پھینکے اور جب دور سے کوئی شخص دوسرے شخص کو تلوار پکڑائے تو عرب کہتے ہیں نفحه بالسیف۔

فائدہ: اور اجازت چاہنے کا سبب مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے بیان کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہجو کر مشرکوں کی کہ بے شک وہ سخت تر ہے اوپر ان کے تیر کے زخم سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور فرمایا کہ ان کی ہجو کر اس نے ہجو کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش نہ ہوئے پھر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا پھر حسان رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا سو فرمایا کہ تحقیق وقت پہنچا تم کو سو بھیجو تم اس شیر کو جو اپنی دم سے مارنے والا ہے پھر حسان رضی اللہ عنہ نے اپنی زبان نکالی اور اس کو ہلایا پھر کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے کہ البتہ میں ان کو لتاڑوں گا اپنی زبان سے جیسا چمڑا لتاڑا جاتا ہے اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فرمایا کہ ہجو کرو مشرکین کی شعر میں پس تحقیق ایمان دار جہاد کرتا ہے اپنی جان سے اور مال سے اور قسم ہے اس کی جس کے قابو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے جیسے کہ تم ان کو تیروں سے زخمی کرتے ہو اور یہ جو کہا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں سے نکال دوں گا تو مراد یہ ہے کہ البتہ میں خالص کروں گا نسب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے نسب سے ساتھ اس طور سے کہ خاص ہوگی ہجو ساتھ ان کے اور یہ جو کہا کہ جیسے کھینچا جاتا ہے بال آٹے سے تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جب بال آٹے سے نکالا جائے تو اس کے ساتھ کچھ چیز نہیں لگتی برخلاف اس کے کہ جب شہد سے نکالا جائے کہ تو اس کے ساتھ اس سے کچھ لگ جاتا ہے اور

لیکن جب روئی سے کھینچا جائے تو وہ نکلنے سے پہلے ٹوٹ جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا حسان رضی اللہ عنہ کو فرماتے تھے کہ بے شک جبرائیل علیہ السلام تیری ہمیشہ مدد کیا کرتے ہیں جیسے کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جواب دہی کی ہے اور مراد روح القدس سے جبرائیل علیہ السلام ہیں کما تقدم فی اوائل الصلوۃ ویاتی الکلام علی الشعر فی کتاب الادب ان شآء اللہ تعالٰی۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ أَسْمَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ وَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ أَحْمَدُ﴾.

باب ہے بیان میں ان آیتوں اور حدیثوں کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے آئی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ کسی کے تمہارے مردوں سے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو ان کے ساتھ ہیں یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم نہایت سخت ہیں کافروں پر اور اللہ نے فرمایا یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے قول کی حکایت کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس طرف کہ یہ دونوں نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب ناموں میں مشہور تر ہیں اور ان دونوں میں مشہور تر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہ نام قرآن میں کئی بار آ چکا ہے اور لیکن احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنا بطور حکایت کے عیسیٰ علیہ السلام کے قول سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس باب تفعیل سے ہے واسطے مبالغہ کے یعنی بہت سراہا ہوا اور لیکن احمد صلی اللہ علیہ وسلم پس باب تفضیل سے ہے یعنی نہایت حمد کیے گئے اور بعض کہتے ہیں کہ نام رکھے گئے احمد صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطے کہ وہ علم منقول ہے صفت سے اور صفت افعل التفضیل ہے اور معنی اس کے احمد الحامدین ہیں یعنی سب تعریف کرنے والوں سے زیادہ تر حمد کرنے والے اور سبب اس کا وہ چیز ہے جو ثابت ہو چکی ہے صحیح میں کہ کھولی جائیں گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مقام محمود میں وہ تعریفیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی پر نہیں کھولی گئیں اور بعض کہتے ہیں کہ پیغمبر حَمَّادُوْنَ ہیں یعنی تعریف کرنے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں احمد ہیں یعنی زیادہ ہیں ان سے حمد کرنے میں اور اعظم ہیں ان سے صفت حمد میں اور لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس وہ صفت ہے اور حمد سے منقول ہے اور وہ ساتھ معنی محمود کے ہے اور اس میں معنی مبالغہ کے ہیں یعنی نہایت تعریف کیا گیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہے جو بار بار تعریف کیا جائے اور جس میں نیک خصلتیں کامل ہوں اور عیاض نے کہا کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم احمد صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اس سے کہ ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ واقع ہوا ہے وجود میں اس واسطے کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پہلی کتابوں میں واقع ہو چکا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام قرآن میں واقع ہوا ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ تعریف کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی پہلے اس سے کہ تعریف کریں اس کی لوگ اور اسی طرح آخرت میں تعریف کریں گے اپنے رب کی تو اللہ ان کو شفاعت کی اجازت دے گا پس حمد کریں گے اس کی لوگ اور تحقیق خاص کیے گئے

ہیں حضرت ﷺ ساتھ سورت الحمد کے اور جھنڈے حمد کے اور ساتھ مقام محمود کے اور مشروع ہوا ہے واسطے آپ ﷺ کے حمد کہنا بعد کھانے پینے کے اور بعد دعا کے اور بعد آنے کے سفر سے اور نام رکھی گئی امت آپ ﷺ کی حمادین یعنی حمد کرنے والی پس جمع ہوئے واسطے آپ ﷺ کے سب معانی حمد کے اور انواع اس کے۔ (فتح)

٣٢٦٨ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْنٌ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيْ خَمْسَةُ أَسْمَآءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ وَّأَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِيْ يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ وَأَنَا الْعَاقِبُ.

٣٢٦٨۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں میں محمد ﷺ ہوں اور احمد ﷺ ہوں اور ماحی ﷺ ہوں کہ اللہ میرے سبب سے کفر کو دور کرتا ہے اور میں حاشر ﷺ ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر جمع ہوں گے اور میں عاقب ﷺ ہوں یعنی میں سب پیغمبروں کے بعد آنے والا ہوں کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔

فائدہ: اور جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ مراد ان پانچ ناموں سے وہ نام ہیں جن کے ساتھ حضرت ﷺ خاص کیے گئے ہیں آپ ﷺ سے پہلے کوئی ان کے ساتھ نام نہیں رکھا گیا یا یہ مراد ہے کہ یہ پانچ نام میرے معظم ہیں یا مشہور ہیں پہلی امتوں میں نہ یہ کہ حضرت ﷺ کی مراد ساتھ ان کے حصر ہے کہ فقط میرے یہی پانچ نام ہیں اور کوئی نام نہیں اور عیاض نے کہا کہ محفوظ رکھا ہے اللہ نے ان ناموں کو اس سے کہ نام رکھا جائے کوئی ساتھ ان کے پہلے حضرت ﷺ سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نام رکھے گئے ہیں بعض عرب ساتھ محمد کے نزدیک پیدا ہونے حضرت ﷺ کے اس واسطے کہ انہوں نے کاہنوں اور عالموں سے سنا تھا کہ ایک نبی اس زمانے میں ہوگا اس کا نام محمد ﷺ ہے تو انہوں نے اس امید سے اپنے بیٹوں کا نام محمد رکھا شاید وہ پیغمبر وہی ہوں اور وہ پندرہ آدمی ہیں جن کا نام حضرت ﷺ سے پہلے محمد رکھا گیا اور خلیفہ بن عبدہ سے روایت ہے کہ میں نے محمد بن عدی سے پوچھا کہ تیرے باپ نے تیرا نام محمد جاہلیت میں کس طرح رکھا اس نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے یہی سوال کیا تھا جو تو نے مجھ سے کیا ہے تو اس نے کہا کہ ہم چار آدمی شام کی طرف نکلے سو اترے ہم نزدیک ایک کنویں کے جو عبادت خانے کے پاس تھا تو عبادت خانے والا ہم پر جھانکا سو اس نے کہا کہ تم میں ایک پیغمبر پیدا ہوگا پس جلدی کرو طرف اس کی تو ہم نے کہا کہ اس کا نام کیا ہے اس نے کہا کہ تم میں ایک پیغمبر پیدا ہوگا پس جلدی کرو طرف اس کی تو ہم نے کہا کہ اس کا نام کیا ہے اس نے کہا کہ محمد ﷺ سو جب ہم پھرے تو ہم میں سے ہر ایک آدمی کے واسطے ایک لڑکا پیدا ہوا پس نام رکھا اس کا محمد اس سبب سے اور یہ جو فرمایا کہ میں ماحی ﷺ ہوں کہ اللہ میرے سبب سے کفر کو مٹاتا ہے تو بعض کہتے

ہیں کہ مراد دور کرنا اس کا ہے عرب کے جزیرے سے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ ایک روایت میں ہے کہ دور کرتا ہے ساتھ میرے کافروں کو اور جواب دیا جاتا ہے کہ مراد دور کرنا کفر کا ہے ساتھ دور کرنے اہل اس کے سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقید کیا ہے اس نے اس کو ساتھ جزیرے عرب کے اس واسطے کہ کفر تمام شہروں سے دور نہیں ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ محمول ہے اغلب پر یا یہ مراد ہے کہ رفتہ رفتہ دور ہو جائے گا یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بالکل دور ہو جائے گا اس واسطے کہ عیسیٰ علیہ السلام جزیہ کو اٹھائیں گے پس نہ قبول کریں گے مگر اسلام کو اور تعاقب کیا گیا ہے بایں طور کہ نہ قائم ہوگی قیامت مگر بدتر لوگوں پر اور جواب دیا جاتا ہے کہ جائز ہے کہ مرتد ہوں بعض عیسیٰ علیہ السلام کے فوت ہونے کے بعد اور بھیجی جائے گی ہوا پس قبض کرے گی روح ہر ایماندار کی پس نہ باقی رہیں گے مگر بدتر لوگ اور یہ جو فرمایا کہ سب لوگ میرے قدموں پر جمع ہوں گے تو مراد یہ ہے کہ میرا حشر سب لوگوں سے پہلے ہوگا اور لوگوں کا حشر میرے پیچھے ہوگا اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قدم کے زمانہ یعنی وقت قائم ہونے میرے اپنے قدموں پر ساتھ ظاہر ہونے علامتوں حشر کے واسطے اشارہ کے طرف اس کی کہ نہ میرے بعد کوئی پیغمبر ہوگا نہ کوئی شریعت اور احتمال ہے کہ ہوں معنی حاشر کے کہ سب سے پہلے میرا حشر ہوگا جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے میں زمین سے نکلوں گا اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ قدم کے سبب ہے یعنی میرے سبب سے اور بعض کہتے ہیں کہ میرے مشاہدے پر قائم واسطے اللہ کی مشاہد امتوں پر اور یہ جو فرمایا کہ میں عاقب صلی اللہ علیہ وسلم ہوں تو ایک روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام بالاتفاق قرآن میں واقع ہوئے ہیں یہ ہیں شاہد صلی اللہ علیہ وسلم، مبشر صلی اللہ علیہ وسلم، نذیر صلی اللہ علیہ وسلم، مبین صلی اللہ علیہ وسلم، داعی صلی اللہ علیہ وسلم الی اللہ، سراج صلی اللہ علیہ وسلم، منیر صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز قرآن میں ہیں مذکر صلی اللہ علیہ وسلم، رحمت صلی اللہ علیہ وسلم، نعمت صلی اللہ علیہ وسلم، ہادی صلی اللہ علیہ وسلم، شہید صلی اللہ علیہ وسلم، امین صلی اللہ علیہ وسلم، مزمل صلی اللہ علیہ وسلم، مدثر صلی اللہ علیہ وسلم، اور حدیث میں پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام متوکل صلی اللہ علیہ وسلم گزر چکا ہے اور آپ کے مشہور ناموں سے یہ ہیں مختار صلی اللہ علیہ وسلم، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، الشفیع صلی اللہ علیہ وسلم، مشفع صلی اللہ علیہ وسلم، الصادق صلی اللہ علیہ وسلم، المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم اور سوائے اس کے اور ابن دحیہ نے حضرت کے ناموں میں ایک کتاب مستقل تصنیف کی ہے اس میں لکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک اللہ کے ناموں کے موافق ننانوے ہیں اور اگر کوئی ان کو خوب تلاش کرے تو تین سو نام تک پہنچیں اور بعض صوفیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ہزار نام ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی ہزار نام ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت صرف پانچ ناموں کے ذکر کرنے میں یہ ہے کہ وہ سب ناموں میں مشہور تر ہیں اور موجود ہیں پہلی کتابوں میں اور پہلی امتوں میں۔ (فتح)

۳۲۶۹ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

۳۲۶۹ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم کو تعجب نہیں ہوتا کہ کیونکر حق تعالیٰ میری طرف سے قریش کی گالیوں اور لعنت کو پھیرتا ہے وہ گالی دیتے ہیں

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَعْجَبُوْنَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّيْ شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ يَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ.

مذمم کو اور لعنت کرتے ہیں مذمم کو اور میں تو محمد ﷺ ہوں۔

فائدہ: کفار قریش شدت کراہت سے حضرت ﷺ کے حق میں نہ نام لیتے تھے آپ ﷺ کا ساتھ نام آپ ﷺ کے جو دلالت کرتا ہے مدح پر یعنی نہایت عداوت کے سبب سے کفار قریش حضرت ﷺ کو بجائے محمد ﷺ کے مذمم کہتے تھے جو محمد ﷺ کی ضد ہے سو جب آپ ﷺ کو برا کہتے تھے تو یوں کہتے تھے کہ اللہ مذمم کے ساتھ اس طرح کرے اور مذمم آپ ﷺ کا نام نہیں اور نہ معروف ہیں حضرت ﷺ ساتھ اس کے تو ان کی بدگوئی آپ ﷺ کے غیر کی طرف پھرتی تھی ابن تین نے کہا کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس نے جو ساقط کرتا ہے حد قذف کو ساتھ تعریض کے اور وہ اکثر ہیں برخلاف مالک کے اور جواب دیا ہے کہ نہیں واقع ہوا حدیث میں یہ کہ ان پر اس میں کچھ سزا نہیں بلکہ واقع یہ ہے کہ وہ بدلا دی گئی اس پر ساتھ قتل وغیرہ کے انتہی اور تحقیق یہ ہے کہ اس حدیث میں حجت نہیں نہ واسطے نفی کے نہ اثبات کے اور استنباط کیا ہے اس سے نسائی نے یہ جو ایسا کلام بولے جو طلاق کے معنی کے منافی ہو اور قصد کرے ساتھ اس کے طلاق کا تو نہیں واقع ہوتی ساتھ اس کے طلاق جیسا کوئی اپنی عورت کو کہے کہ کھا اور قصد کرے ساتھ اس کے طلاق کا تو اس پر طلاق نہیں پڑتی سو اس واسطے کے کھانا اس لائق نہیں کہ تفسیر کی جائے ساتھ اس کے طلاق ساتھ کسی وجہ کے کہ جیسا کہ ممکن نہیں کہ تفسیر کیا جائے مذمم کو ساتھ محمد ﷺ کے کسی وجہ سے۔ (فتح)

بَابُ خَاتِمِ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ خاتم الانبیاء تھے یعنی ان کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا

فائدہ: یعنی مراد ساتھ خاتم کے آپ ﷺ کے ناموں میں خاتم النّبیین ہے اور اشارہ کیا طرف اس چیز کے کہ واقع ہوئے ہیں قرآن میں اور یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور خاتم النّبیین ہوں اور اب تک بے شک آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں تھے۔ (فتح)

۳۲۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَآءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْأَنْبِيَآءِ كَرَجُلٍ بَنٰى دَارًا فَأَكْمَلَهَا

۳۲۷۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری مثل اور پیغمبروں کی مثل اس مرد کی مثل ہے جس نے ایک گھر بنایا تو اس کو پورا بنایا اور خوب سجایا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی تو لوگ اس گھر میں آنے لگے اور تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے کہ کاش! اس اینٹ کی جگہ خالی

وَأَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ.

نہ ہوتی۔

۳۲۷۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مَثَلِيْ وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِّنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهِ وَيَعْجَبُوْنَ لَهُ وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ.

۳۲۷۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میری مثل اور پہلے پیغمبروں کی مثل اس مرد کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا سو اس کو خوب بنایا اور خوب سجایا مگر ایک اینٹ کی جگہ ایک کنارے رہنے دی سو لوگ اس کے گرد گھومنے لگے اور تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو میں وہ اینٹ ہوں اور میں پیغمبروں کو ختم کرنے والا ہوں۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ مشبہ بہ یعنی جس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ایک ہے اور مشبہ یعنی جو تشبیہ دیا گیا جماعت ہے پس کس طرح صحیح ہوگی تشبیہ تو جواب اس کا یہ ہے کہ ٹھہرایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغمبروں کو مانند ایک مرد کی اس واسطے کہ نہیں تمام ہوتی مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشبیہ سے مگر باعتبار کل کے اور اس طرح گھر تمام نہیں ہوتا مگر ساتھ جمع ہونے بنیاد کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد تشبیہ تمثیلی اور وہ یہ ہے کہ پائی جائے ایک صفت اوصاف مشبہ سے اور تشبیہ دی جائے ساتھ مثل اپنی کے احوال مشبہ بہ سے تو گویا کہ تشبیہ دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغمبروں کو اور ان کی شریعت کو اور اس چیز کو کہ بھیجی گئی ساتھ اس کے لوگوں کی ہدایت کے لیے سے ساتھ ایک گھر کے کہ مضبوط کی گئیں بنیادیں اس کی اور بلند کی گئی عمارت اس کی اور باقی رہی اس سے ایک جگہ کہ تمام ہوتی ہے ساتھ اس کے درستی اس گھر کی اور گمان کیا ہے ابن عربی نے کہ وہ اینٹ جس کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا ہے گھر کی جڑ میں تھی اور اگر وہ نہ ہوتی تو گھر گر جاتا اور ساتھ اس کے تمام ہوئی ہے مراد تشبیہ مذکور سے انتہی اور اگر یہ وجہ منقول ہے تو خوب ہے نہیں تو یہ بات لازم نہیں ہاں ظاہر سیاق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے یہ اینٹ ایسے مکان میں ہو کہ ظاہر ہو عدم کمال گھر میں ساتھ نہ ہونے اس کے سے اور البتہ مسلم کی روایت میں ہے کہ مگر ایک اینٹ کی جگہ ایک کنارے میں اس کے کناروں میں سے پس ظاہر ہوا کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ وہ مکمل درست کی ہوئی ہے نہیں تو لازم آتا ہے کہ ہو امر بغیر اس کے ناقص حالانکہ اس طرح نہیں پس

شریعت ہر پیغمبر کی بہ نسبت اس کے کامل اور پوری ہے پس مراد اس جگہ نظر طرف اکمل کے ہے نہ نسبت شریعت محمدی ﷺ کے ساتھ پہلی شریعتوں کاملہ کے اور یہ جو کہا لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ تو یہ مرفوع ہے اس بنا پر کہ وہ مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی اگر اینٹ کی جگہ باقی نہ ہوتی تو نقص کا وہم دلاتی تو البتہ گھر کی عمارت پوری ہو جاتی اوراحتمال ہے کہ لولا تخصیص کے واسطے ہو یعنی اینٹ کا مکان کیوں نہیں پورا کیا گیا اور اس حدیث میں بیان کرنا تمثیل کا ہے واسطے قریب کرنے کے طرف فہموں کی اور یہ کہ حضرت ﷺ کو سب پیغمبروں پر فضیلت ہے اور یہ کہ اللہ نے ختم کیا ہے ساتھ آپ ﷺ کے پیغمبروں کو اور پورے کر دیے ہیں آپ ﷺ کے ساتھ احکام دین کے۔(فتح)

بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — باب ہے حضرت ﷺ کی وفات کے بیان میں

فائدہ: بعض روایتوں میں یہ ترجمہ اس جگہ واقع ہوا ہے اور اس کے ثبوت میں نظر ہے اس واسطے کہ اس کا محل مغازی کا اخیر ہے۔(فتح)

٣٢٧٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّأَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهٗ.

٣٢٧٢۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انتقال ہوا حضرت ﷺ کا اور حالانکہ آپ ﷺ کی عمر تریسٹھ برس تھی۔

فائدہ: اور یہ ظاہر ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ وارد کرنے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں حضرت ﷺ کی عمر کی مقدار کا بیان کرنا ہے نہ کہ زمانہ وفات نبوی کا اور وارد کیا ہے اس کو ناموں میں واسطے اشارہ کے طرف اس کی کہ منجملہ صفات آپ ﷺ کی سے نزدیک اہل کتاب کے یہ ہے کہ تحقیق مدت عمر آپ ﷺ کی اسی قدر ہے جتنا آپ ﷺ زندہ رہے وسیاتي بيانه في آخر المغازی۔(فتح)

بَابُ كُنْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — باب ہے حضرت ﷺ کی کنیت کے بیان میں

فائدہ: کنیت ساتھ پیش کاف کے ہے ماخوذ ہے کنایت سے تو کہتا ہے کہ کنیت عن الامر بكذا جب کہ ذکر کرے تو اس کو ساتھ غیر اس چیز کے کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اس پر صریحاً اور بے شک مشہور ہو چکی ہیں کنیتیں واسطے عرب کے یہاں تک کہ غالب ہو گئیں ناموں پر مانند ابو طالب اور ابولہب وغیرہ کے اور ایک مرد کی ایک کنیت ہوتی ہے اور کبھی بہت ہوتی ہیں اور کبھی آدمی نام اور کنیت دونوں کے ساتھ مشہور ہوتا ہے اور علم جامع ہے نام اور کنیت اور لقب کو اور مغائر ہیں بایں طور کہ لقب وہ ہے جو مدح پر دلالت کرے یا مذمت پر اور کنیت وہ ہے جو صادر ہو ساتھ

اب اورام کے اور جو اس کے سوائے ہے پس وہ اسم ہے اور تھے حضرت ﷺ کنیت کیے جاتے ابوالقاسم ﷺ ساتھ اپنے بیٹے قاسم کے اور آپ ﷺ کی اولاد میں قاسم سب سے بڑے تھے اور اس میں اختلاف ہے کہ وہ آپ ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے فوت ہو گئے تھے یا بعد میں فوت ہوئے تھے اور مدینے میں ماریہ کے پیٹ سے آپ ﷺ کے گھر میں ابراہیم پیدا ہوئے اور کچھ بیان ان کا جنازے میں گزر چکا ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ﷺ سے کہا کہ السلام علیکم یااباابراھیم ﷺ اے ابوابراہیم! آپ پر سلامتی ہو۔ (فتح)

٣٢٧٣۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوْقِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي.

٣٢٧٣۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بازار میں تھے کہ ایک مرد نے کہا کہ اے ابوالقاسم ﷺ تو حضرت ﷺ نے مڑ کر دیکھا سو فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھا کرو میری کنیت پر۔

٣٢٧٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي.

٣٢٧٤۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھا کرو میری کنیت پر۔

٣٢٧٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي.

٣٢٧٥۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھا کرو میری کنیت پر۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ حضرت ﷺ کی کنیت کے ساتھ کنیت رکھنی جائز ہے یا نہیں پس مشہور امام شافعی رحمہ اللہ سے منع ہے ان حدیثوں کے ظاہر کی وجہ سے اور بعض کہتے ہیں کہ خاص ہے یہ حکم ساتھ زمانے حضرت ﷺ کے یعنی اب حضرت ﷺ کی کنیت کے ساتھ کنیت رکھنی جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ منع خاص ہے ساتھ اس کے جس کا نام محمد ہو اور اس کا مفصل بیان کتاب الادب میں آئے گا۔

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: بعض روایتوں میں یہ باب نہیں اور جوڑا ہے اس کو بعض نے طرف پہلے باب کی اور نہیں ظاہر ہوتی مناسبت اس کی واسطے اس کے اور نہیں لائق ہے کہ پہلے باب سے بجائے فصل کے ہو بلکہ وہ ٹکڑا ہے پچھلی حدیث کا۔

٣٢٧٦۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَأَيْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ ابْنَ أَرْبَعٍ وَّتِسْعِيْنَ جَلْدًا مُّعْتَدِلًا فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ مَا مُتِّعْتُ بِهٖ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ إِلَّا بِدُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خَالَتِيْ ذَهَبَتْ بِيْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ شَاكٍ فَادْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ فَدَعَا لِيْ.

٣٢٧٦۔ جعید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں نے سائب بن یزید کو دیکھا چورانوے برس کی عمر میں قوی اور درست مزاج تو سائب نے کہا کہ میں نے معلوم کیا کہ نہیں نفع اٹھایا میں نے اپنے کان اور آنکھ سے مگر حضرت ﷺ کی دعا سے کہ میری خالہ مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس لے گئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرا بھانجا بیمار ہے سو آپ ﷺ اس کے واسطے اللہ سے دعا کیجیے تو حضرت ﷺ نے میرے واسطے دعا کی۔

بَابُ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ

باب ہے بیان میں مہر نبوت کے

فائدہ: یعنی اس کی صفت میں اور مہر نبوت وہ چیز ہے جو حضرت ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان تھی اور تھی ان علامتوں سے جن کے ساتھ اہل کتاب آپ ﷺ کو پہچانتے تھے اور خاتم النبوۃ حضرت ﷺ کے پیدا ہونے کے وقت موجود نہ تھی بلکہ معراج کی رات میں جب فرشتوں نے آپ ﷺ کا پیٹ چاک کیا اور آپ ﷺ کے دل کو نکال کر زمزم کے پانی سے دھویا پھر اس کو اپنی جگہ میں رکھ کر سیا اور ان پر خاتم النبوۃ کی مہر کی تو اس وقت مہر نبوت آپ ﷺ کی پیٹھ میں ظاہر ہوئی۔

٣٢٧٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ قَالَ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ وَقِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَّضُوْئِهٖ ثُمَّ قُمْتُ

٣٢٧٧۔ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری خالہ مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس لے گئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرا بھانجا بیمار ہے تو حضرت ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے واسطے برکت کی دعا کی اور حضرت ﷺ نے وضو کیا سو میں نے آپ ﷺ کے وضو کا پانی پیا پھر میں آپ ﷺ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہوا تو میں نے مہر نبوت کو دیکھا جو آپ ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان

خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ إِلٰى خَاتِمٍ بَيْنَ كَتِفَيْهِ قَالَ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْحُجْلَةُ مِنْ حُجَلِ الْفَرَسِ الَّذِیْ بَيْنَ عَيْنَيْهِ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّحِيْحُ الرَّآءُ قَبْلَ الزَّاي.

تھی کبوتری کے انڈے کی مانند۔ عبیداللہ نے کہا کہ حجلہ ماخوذ ہے حجل فرس سے یعنی گھوڑے کی سفیدی سے جو اس کی دونوں آنکھوں کی درمیان ہے یعنی اس کی پیشانی پر۔ ابراہیم بن حمزہ نے کہا شتر مرغ کے انڈے کی مانند۔

اور ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا زا سے پہلے را صحیح ہے۔

فائدہ: اور تحقیق وارد ہوئی ہیں بیچ صفت مہر نبوت کے کئی حدیثیں جو قریب المعنی ہیں واسطے ان حدیثوں کے جو یہاں مذکور ہیں بعض ان میں مسلم کے نزدیک ہیں کہ مہر نبوت کبوتر کے انڈے کی طرح تھی اور ایک روایت میں ہے کہ مثل انڈے شتر مرغ کے اور ایک روایت میں ہے کہ مثل غلولہ کے گوشت کے اور لیکن جو وارد ہوا ہے کہ اس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا یا مانند اس کی پس نہیں ثابت ہوئی اس سے کچھ چیز اور قرطبی نے کہا کہ حدیثیں متفق ہیں اس پر کہ مہر نبوت ایک چیز ظاہر تھی سرخ رنگ نزدیک بائیں مونڈھے کے جب چھوٹے ہوتے تھے تو اس کی مقدار انڈے کے برابر تھی اور جب بڑے ہوئے تھے تو ہاتھ کو جمع کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ مہر نبوت بائیں مونڈھے کے کنارے پر تھی لیکن اس کی سند ضعیف ہے علماء نے کہا کہ بھید اس میں یہ ہے کہ دل بائیں طرف ہے اور تحقیق وارد ہوا ہے خبر مقطوع میں کہ ایک مرد نے اللہ سے سوال کیا کہ اس کو شیطان کی جگہ دکھائے تو دیکھا اس نے شیطان کو بیچ صورت مینڈک کے نزدیک بائیں مونڈھے کے برابر مچھر کی مانند اس کی سونڈ ہے۔ (فتح)

بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے صفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں

فائدہ: یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت کے اور اس میں چوبیس حدیثیں ہیں۔

۳۲۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ أَبِیْ حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ أَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّى أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِیْ فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهٗ عَلٰى عَاتِقِهٖ وَقَالَ بِأَبِیْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ لَا شَبِيْهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ.

۳۲۷۸۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھی پھر نکل کر چلے سو حسن رضی اللہ عنہ کو لڑکوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا تو ان کو اپنے مونڈھوں پر اٹھایا اور کہا کہ میرا باپ قربان ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہے علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنستے تھے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مشابہ تھے اور وجہ تطبیق آئندہ آئے گی اور اس حدیث میں فضیلت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہے اور محبت ان کی واسطے قرابت داروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مناقب میں آئے گا

کہ حضرت ﷺ کے قرابتی محبوب تر ہیں طرف میرے یہ کہ میں اپنی برادری سے سلوک کروں اور اس میں چھوڑنا لڑکے تمیز کرنے والے کا ہے کہ کھیلے اس واسطے کہ حسن رضی اللہ عنہ اس وقت سات برس کے تھے اور تحقیق انہوں نے حضرت ﷺ سے سنا اور یاد رکھا اور کھیل ان کی محمول ہے اس چیز پر جو لائق ہے ساتھ مثل اس کی اس زمانے میں مباح چیزوں سے بلکہ اس چیز پر کہ اس میں ورزش اور تفریح ہے اور مانند اس کی۔ (فتح)

۳۲۷۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ يُشْبِهُهُ.

۳۲۷۹۔ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور حسن رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے مشابہ تھے یعنی حسن رضی اللہ عنہ کی صورت حضرت ﷺ سے ملتی تھی۔

فائدہ: ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موافقت کی۔

۳۲۸۰۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُشْبِهُهُ قُلْتُ لِأَبِي جُحَيْفَةَ صِفْهُ لِي قَالَ كَانَ أَبْيَضَ قَدْ شَمِطَ وَأَمَرَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ قَلُوصًا قَالَ فَقُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ نَقْبِضَهَا.

۳۲۸۰۔ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے مشابہ تھے اسمعیل کہتا ہے کہ میں نے ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے واسطے حضرت ﷺ کی صفت بیان کرو کہا انہوں نے تھے سفید رنگ اور آپ ﷺ کے بالوں کی سیاہی آپ ﷺ کی سفیدی سے ملی ہوئی تھی اور حکم کیا حضرت ﷺ نے ہمارے واسطے تیرہ اونٹوں کا یعنی بطور انعام کے تو قبض کی گئی روح آپ ﷺ کی پہلے اس سے کہ ہم ان کو وصول کریں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں صریح آ چکا ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ہم کو بلا کر وہ اونٹنیاں دیں اور حضرت ﷺ نے ان کو یہ اونٹنیاں بطور انعام کے دینے کو فرمایا تھا۔ (فتح)

۳۲۸۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبٍ أَبِي جُحَيْفَةَ السُّوَائِيِّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ بَيَاضًا مِنْ تَحْتِ

۳۲۸۱۔ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور میں نے آپ ﷺ کے نیچے کے لب کے نیچے ٹھوڑی پر سفیدی دیکھی۔

شَفَتِهِ السُّفْلَى الْعَنفَقَة.

٣٢٨٢۔حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللهِ بْنَ بُسْرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَيْخًا قَالَ كَانَ فِي عَنفَقَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ.

٣٢٨٢۔حریز بن عثمان سے روایت ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن بسر حضرت ﷺ کے مصاحب سے پوچھا کہ بھلا بتلاؤ تو کیا حضرت ﷺ بوڑھے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت ﷺ کے نیچے لب میں ٹھوڑی پر چند بال سفید تھے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے عبداللہ بن بسر کو حمص میں دیکھا اور لوگ اس سے مسئلے پوچھتے تھے اور میں لڑکا تھا تو میں نے کہا کہ کیا تم نے حضرت ﷺ کو دیکھا انہوں نے کہا ہاں پھر میں نے کہا کہ حضرت ﷺ بوڑھے تھے یا جوان تھے تو وہ ہنسنے لگے میں نے کہا کہ کیا حضرت ﷺ نے خضاب کیا ہے انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ اس حد کو نہیں پہنچے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صرف حضرت ﷺ کی کن پٹیوں میں کچھ بال سفید تھے اور ان کی تطبیق آئندہ آئے گی۔(فتح)

٣٢٨٣۔حَدَّثَنِي ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَصِفُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ أَزْهَرَ اللَّوْنِ لَيْسَ بِأَبْيَضَ أَمْهَقَ وَلَا آدَمَ لَيْسَ بِجَعْدٍ قَطَطٍ وَّلَا سَبْطٍ رَجِلٍ أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ فَلَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ وَقُبِضَ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ قَالَ رَبِيعَةُ فَرَأَيْتُ شَعَرًا مِّنْ شَعَرِهِ فَإِذَا هُوَ أَحْمَرُ فَسَأَلْتُ فَقِيلَ احْمَرَّ مِنَ الطِّيبِ.

٣٢٨٣۔ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت ﷺ کی صفت بیان کرتے تھے کہا کہ حضرت ﷺ میانہ قد لوگوں میں نہ تھے بہت لمبے تھے اور نہ بہت چھوٹے روشن اور چمکتا رنگ ان کا اور نہ حضرت ﷺ نہایت سفید رنگ تھے چونہ کی مانند جس میں کچھ سرخی نہ ہو اور نہ نہایت گندم گوں مائل بسیاہی یعنی بلکہ سفید گندم گوں تھے اور نہ حضرت ﷺ کے بال بہت گھنگریالے تھے اور نہ بہت سیدھے حضرت ﷺ ایک سرخ مرد تھے کہ آپ ﷺ پر وحی اتاری گئی اور اور آپ ﷺ چالیس برس کے تھے سو دس برس مکے میں رہے آپ ﷺ پر وحی اترتی تھی اور دس برس مدینے میں اور آپ ﷺ کی روح قبض ہوئی اور آپ ﷺ کے سر اور داڑھی میں بیس بال سفید نہ تھے ربیعہ نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کا ایک بال دیکھا پس اچانک سرخ تھا میں نے اس کا سبب پوچھا انہوں نے کہا کہ خوشبو لگانے سے سرخ ہو گیا تھا۔

فائدہ: بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ سرخ رنگ تھے مائل تھی سفیدی آپ ﷺ کی طرف گندم گونی کے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ درمیانہ قد تھے آپ ﷺ کا بدن اور گوشت سرخ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ گندم گوں تھے مائل بسفیدی اور مجموع روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مراد ساتھ گندم گوں ہونے کے سرخی ہے جو سفیدی سے ملی ہو اور مراد ساتھ سفیدی مثبت کے یعنی حضرت ﷺ کے حق میں جس کا ثبوت آتا ہے وہ چیز ہے جو سرخی سے ملی ہو اور منفی وہ ہے جو سرخی سے نہ ملی ہو اور یہی ہے جس کے رنگ کو عرب برا جانتے ہیں اور اس کا نام امہق رکھتے ہیں اس کے علاوہ ممکن ہے توجیہ اس کی اس طرح کہ مراد ساتھ امہق کے سبز رنگ ہے کہ نہ اس کی سفیدی کی انتہا ہو اور نہ گندم گونی اور نہ سرخی اور بیہقی نے کہا کہ جو بدن آپ ﷺ کا ظاہر تھا وہ مائل بسرخی تھا اور جو کپڑوں کے تلے تھا وہ نہایت سفید تھا چمکتا ہوا اور یہ جو کہا کہ آپ ﷺ چالیس برس کے تھے تو مالک کی روایت میں ہے کہ چالیس کے سر پر اور یہ سوائے اس کے نہیں کہ تمام ہوتا ہے اس قول کی بنا پر کہ آپ ﷺ پیغمبر ہوئے اس مہینے میں جس میں پیدا ہوئے اور مشہور نزدیک جمہور علماء کے نزدیک یہ ہے کہ وہ مہینے ربیع الاول میں پیدا ہوئے اور رمضان کے مہینے میں پیغمبر ہوئے اس بنا پر کہا جائے گا کہ جب وہ پیغمبر ہوئے تو اس وقت ساڑھے چالیس برس کے تھے یا ساڑھے انتالیس برس کے سو جو چالیس برس کہتا ہے وہ کسر کو لغو کرتا ہے یا مکمل کرتا ہے لیکن مسعودی اور ابن عبدالبر نے کہا کہ حضرت ﷺ ربیع الاول کے مہینے میں پیدا ہوئے اس بنا پر اس کے نزدیک ہوں گے واسطے آپ ﷺ کے چالیس برس برابر اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس برس سے دس دن اوپر تھے اور بعض کہتے ہیں کہ بیس دن زیادہ تھے اور یہ جو کہا کہ مکے میں دس برس رہے تو اس کا مقتضی یہ ہے کہ حضرت ﷺ ساٹھ برس زندہ رہے اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ تریسٹھ برس زندہ رہے اور یہ موافق ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے جو اوپر گزر چکی ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور اسماعیلی نے کہا کہ ضرور ہے کہ ایک عدد صحیح ہو اور تطبیق دی ہے اس کو غیر نے ساتھ لغو کرنے کسر کے اور اس کی باقی شرح وفات میں آئے گی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کی ٹھوڑی میں بیس بال سفید تھے اور ایک روایت میں ہے کہ بقدر بیس کے بال تھے اور عبداللہ بن بسر کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ کے سفید بال اس سے زیادہ نہ تھے لیکن خاص کیا انہوں نے ان کو لب نیچی کے ساتھ پس محمول کیا جائے گا زائد اس چیز پر جو آپ ﷺ کی کن پٹیوں میں تھے جیسا کہ براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے لیکن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی ٹھوڑی کے سفید بال بیس تک نہیں پہنچے اور ایک روایت میں ہے کہ نہ تھے حضرت ﷺ کے سر اور داڑھی میں سفید بال مگر سترہ یا اٹھارہ اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں گنے میں نے حضرت ﷺ کے سر اور داڑھی میں مگر چودہ بال سفید اور ایک روایت میں سترہ بال کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے خضاب کیا ہے کہ میں نے آپ ﷺ کے بال رنگ دار دیکھے ہیں تو

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ تو خوشبو کا رنگ تھا جو حضرت ﷺ کے بالوں کو لگائی جاتی تھی۔ (فتح)

۲۲۸٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَا بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالْآدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ فَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

۳۲۸٤۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ حضرت ﷺ بہت لمبے تھے اور نہ بہت چھوٹے اور نہ نہایت سفید رنگ کے تھے چونہ کی مانند اور نہ نہایت گندم گوں تھے مائل بسیاہی اور نہ آپ ﷺ کے بال بہت گھنگریالے تھے اور نہ بہت سیدھے نیچے لٹکے ہوئے پیغمبر بنایا آپ ﷺ کو اللہ نے چالیس برس کی عمر میں سو آپ ﷺ دس برس مکے میں رہے اور دس برس مدینے میں اور اللہ نے آپ ﷺ کی روح قبض کی اور نہ تھے آپ ﷺ کے سر اور داڑھی میں بیس بال سفید۔

۲۲۸۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَّأَحْسَنَهُ خَلْقًا لَّيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ.

۳۲۸۵۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ زیادہ تر ہیں خوبصورت لوگوں میں اور زیادہ تر اچھے خلق والے ان میں۔ نہ بہت دراز قد تھے اور نہ بہت چھوٹے

فائدہ: پہلے جملے میں اشارہ ہے طرف حُسنِ حسی کی اور دوسرے میں اشارہ ہے طرف حُسن معنوی کے اور انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ تھے حضرت ﷺ نہایت خوب صورت لوگوں میں اور نہایت دلاور لوگوں میں اور نہایت سخی لوگوں میں پس جمع کیا تینوں قوتوں کی صفات کو عقلیہ اور غضبیہ اور شہوانیہ کو چونکہ شجاعت دلالت کرتی ہے قوت غضبیہ پر اور جودت دلالت کرتی ہے قوت شہوانیہ پر اور حسن تابع ہے واسطے اعتدال مزاج کے جو چاہتی ہے صفائی نفس کو جس کے ساتھ حاصل ہوتی ہے جودت (سخاوت) طبع کی جو دلالت کرتی ہے عقل پر پس وصف کی گئی ہے ساتھ اس کے احسنیت تمام صفتوں میں اور جہاد میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ پھر نہ پاؤ گے تم مجھ کو بخیل اور نہ

جھوٹا اور نہ بزدل پس اشارہ کیا حضرت ﷺ نے ساتھ عدم بزدلی کے طرف کمال قوت غضبیہ کے اور وہ شجاعت ہے اور ساتھ عدم جھوٹ کے طرف کمال قوت عقلیہ کے اور وہ حکمت ہے اور ساتھ عدم بخل کے طرف کمال شہوانیہ کے اور وہ جود (سخاوت) ہے اور یہ جو کہا کہ نہ بہت دراز قد تھے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کوئی لمبا آدمی حضرت ﷺ کے ساتھ نہ چلتا تھا مگر آپ ﷺ اس سے دراز قد ہو جاتے تھے اور اکثر اوقات دو مرد دراز قد آپ ﷺ کے ادھر ادھر چلتے تھے تو حضرت ﷺ ان سے دراز قد ہو جاتے تھے پھر جب حضرت ﷺ سے جدا ہوتے تھے تو ان کو دراز قد کہا جاتا تھا اور حضرت ﷺ کا میانہ قد کہا جاتا تھا۔ (فتح)

۳۲۸۶۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا هَلْ خَضَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا إِنَّمَا كَانَ شَيْءٌ فِي صُدْغَيْهِ.

۳۲۸۶۔ قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے خضاب کیا انہوں نے کہا نہیں سوائے اس کے نہیں کہ آپ ﷺ کی کن پٹیوں میں کچھ بال سفید تھے۔

فائدہ: صدغ وہ جگہ ہے جو آنکھ اور کان کے درمیان ہو اور جو بال سر سے اس جگہ لٹکتے ہیں کبھی ان کو بھی صدغ کہتے ہیں اور یہ مخالف ہے واسطے حدیث سابق کے کہ سفید بال آپ ﷺ کی نیچی لب میں تھے اور وجہ تطبیق وہ ہے جو انس رضی اللہ عنہ سے مسلم میں ہے کہ نہیں خضاب کیا حضرت ﷺ نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھے سفید بال آپ ﷺ کے نیچے کی لب میں اور دونوں کن پٹیوں میں اور سر میں متفرق اور اس کے مجموع سے معلوم ہوا کہ جو بال آپ ﷺ کے نیچے کی لب میں تھے وہ زیادہ تھے ان بالوں سے جو ان کے سوائے اور جگہ تھے اور مراد انس رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ نہ تھی آپ ﷺ کے بالوں میں وہ چیز جو محتاج ہو طرف خضاب کی اور یہ ایک روایت میں صریح آ چکا ہے کہ ابن سیرین نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے خضاب کیا ہے انہوں نے کہا کہ خضاب کی حد کو نہیں پہنچے اور ایک روایت میں ہے کہ اگر میں آپ ﷺ کے سر کے سفید بال گننا چاہتا تو گن سکتا اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ تیل لگاتے تھے تو آپ ﷺ کے سفید بال ظاہر ہوتے تھے اور جب تیل نہ لگاتے تھے تو سفید بال ظاہر نہ ہوتے تھے اور ابی رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے سفید بال مہندی سے رنگے دیکھے اور یہ موافق ہے قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا زردی سے خضاب کرتے تھے اور یہ حج میں پہلے گزر چکا ہے اور تطبیق درمیان اس کے اور درمیان حدیث انس رضی اللہ عنہ کے یہ ہے کہ محمول کی جائے نفی انس رضی اللہ عنہ کی اوپر غلبے سفید بالوں کے یہاں تک کہ محتاج ہوں طرف خضاب کی اور یہ اتفاق نہیں ہوا کہ انس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو خضاب کرتے دیکھا ہو اور جو ثابت کرتا ہے خضاب کو اس کی حدیث محمول ہے اس پر کہ آپ ﷺ نے بیان جواز کے واسطے کیا اور اس پر ہمیشگی نہیں کی اور جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں معیوب کیا اللہ نے

حضرت ﷺ کو سفید بالوں کے ساتھ تو مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ ہے کہ ان سفید بالوں سے حضرت ﷺ کے حسن سے کچھ نہیں بگڑا تھا اور انکار کیا ہے احمد نے انس رضی اللہ عنہ کے انکار سے کہ آپ ﷺ نے خضاب نہیں کیا اور مالک بھی انکار میں انس رضی اللہ عنہ کے موافق ہے۔ (فتح)

۳۲۸۷۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَهُ شَعَرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنِهِ رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ قَالَ يُوْسُفُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيْهِ إِلَى مَنْكِبَيْهِ.

۳۲۸۷۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت ﷺ میانہ قد اور آپ ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان بہت فرق تھا یعنی پیٹھ کہ اونچی طرف سے بہت چوڑی تھی اور سینہ بہت کشادہ تھا آپ ﷺ کے سر پر بال تھے جو آپ ﷺ کے کانوں کی لو تک پہنچتے تھے میں نے آپ ﷺ کو سرخ جوڑے میں دیکھا کہ میں نے کبھی کوئی چیز حضرت ﷺ سے زیادہ تر خوبصورت نہیں دیکھی اور ابو اسحاق نے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ کے بال مونڈھوں تک تھے۔

فائدہ: اور دونوں لفظ آپس میں مغائر ہیں اور جواب یہ ہے کہ اکثر بال آپ ﷺ کے کن پٹیوں تک تھے اور جوان سے نیچے لٹکتے تھے وہ مونڈھوں تک پہنچتے تھے یا محمول ہیں دو حالتوں پر اور تحقیق واقع ہوئی ہے نظیر اس کی مسلم میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ آپ ﷺ کے بال کانوں اور مونڈھوں کے درمیان تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے بال کانوں سے بڑھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ نصف کانوں تک تھے اور محمول ہے اس توجیہ پر جو میں نے پہلے بیان کی ہے یا محمول ہے احوال متغائرہ پر اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے بال حضرت ﷺ کے زیادہ وفرہ سے اور کم جمہ سے اور ترمذی وغیرہ میں ہے کہ پس نہ بڑھتے تھے بال آپ ﷺ کے کن پٹیوں سے جب کہ ان کو وفرہ کرتے تھے پس یہ قید تائید کرتی ہے پہلی تطبیق کی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے بالوں کی چار زلفیں تھیں۔ (فتح)

۳۲۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ هُوَ السَّبِيْعِيُّ قَالَ سُئِلَ الْبَرَاءُ أَكَانَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ.

۳۲۸۸۔ سبیعی سے روایت ہے کہ کسی نے براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں بلکہ چاند کی طرح تھا۔

فائدہ: شاید سائل کی یہ مراد تھی کہ آپ ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح لمبا تھا سو براء رضی اللہ عنہ نے اس پر رد کیا کہ نہیں بلکہ چاند کی طرح تھا یعنی گول تھا اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ تلوار کی طرح تھا چمک میں تو انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ

اس سے بھی زیادہ تھا اور عدول کیا طرف چاند کی اس واسطے کہ وہ دونوں صفتوں کو جامع ہے چمک کو بھی اور گول ہونے کو بھی اور ایک روایت میں ہے کہ کیا حضرت ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تیز تھا اور یہ تائید کرتی ہے پہلی وجہ کی اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ان سے کہا کہ کیا حضرت ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا انہوں نے کہا نہیں بلکہ سورج اور چاند کی طرح گول تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ گول کہنا واسطے تنبیہ کرنے کے ہے اس پر کہ انہوں نے دونوں صفتوں کو جمع کیا اس واسطے کہ قول ان کا سیف احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے طول ہو یا چمک ہو تو مسئول نے اس پر سخت رد کیا اور چونکہ عرف جاری ہے اس پر کہ سورج کے ساتھ تشبیہ دینے سے اکثر اوقات صرف چمک اور روشنی ہی مراد ہوتی ہے اور چاند سے تشبیہ دینے سے صرف ملاحت ولطافت مراد ہوتی ہے سوائے ان کے تو انہوں نے ''مستدیرا'' کہا یعنی گول واسطے اشارہ کے طرف اس کی کہ مراد اس کی تشبیہ دینی ہے ساتھ دونوں صفتوں کے یعنی حسن اور گولائی کے معاً اور احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز زیادہ خوبصورت حضرت ﷺ سے جیسے آفتاب آپ ﷺ کے چہرے میں جاری ہے طیبی نے کہا کہ تشبیہ دی آفتاب کے چلنے کو آسمان میں ساتھ چلنے سورج کے آپ ﷺ کے چہرے میں اور اس میں عکس تشبیہ کا ہے واسطے مبالغہ کے اور احتمال ہے کہ ہو باب تناہی تشبیہ سے اور ٹھہرایا گیا آپ ﷺ کا چہرہ قرار گاہ واسطے آفتاب کے اور ہمدان کی ایک عورت سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ حج کیا راوی کہتا ہے کہ میں نے اس سے کہا کہ میرے واسطے حضرت ﷺ کی صفت بیان کر اس نے کہا کہ چودھویں رات کے چاند کی مانند تھے میں نے نہ آپ ﷺ سے پہلے کوئی دیکھا اور نہ پیچھے اور ایک روایت میں ہے کہ اگر تو حضرت ﷺ کو دیکھے تو البتہ دیکھے آفتاب نکلا ہوا یعنی روشنی اور جلا (اجلے پن) میں۔ (فتح)

۳۲۸۹۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَبُوْ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَعْوَرُ بِالْمَصِّيصَةِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ إِلَى الْبَطْحَاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ قَالَ شُعْبَةُ وَزَادَ فِيْهِ عَوْنٌ عَنْ أَبِيْهِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ كَانَ تَمُرُّ مِنْ وَّرَآئِهَا الْمَرْأَةُ وَقَامَ

۳۲۸۹۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سخت گرمی میں بطحا کی طرف نکلے سو آپ ﷺ نے وضو کیا پھر ظہر اور عصر کی نماز دو دو رکعت پڑھی اور آپ ﷺ کے آگے سترہ نیزہ تھا اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کے پیچھے

النَّاسُ فَجَعَلُوْا يَأْخُذُوْنَ يَدَيْهِ فَيَمْسَحُوْنَ بِهَا وُجُوْهَهُمْ قَالَ فَأَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَوَضَعْتُهَا عَلٰى وَجْهِيْ فَإِذَا هِيَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَأَطْيَبُ رَائِحَةً مِّنَ الْمِسْكِ.

سے عورت گزرتی تھی اور لوگ کھڑے ہوئے اور حضرت ﷺ کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنے مونہوں پر ملنے لگے اور حضرت ﷺ نے کہا کہ سو میں نے حضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے منہ پر رکھا تو اچانک وہ سرد تر تھا برف سے اور زیادہ خوشبودار تھا مشک کی خوشبو سے۔

فائدہ: اور بیہقی وغیرہ نے وائل بن حجر سے روایت کی ہے کہ تھا میں مصافحہ کرتا حضرت ﷺ سے یا چھوتا میرا بدن حضرت ﷺ کے بدن کو تو پہچانتا میں اس کو بعد اس کے اپنے ہاتھ میں یعنی تاثیر اس کی سے اور تلوے زیادہ خوشبودار تھے مشک کی خوشبو سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس پانی کا ایک ڈول لایا گیا تو حضرت ﷺ نے اس سے پیا پھر اس میں کلی کی پھر اس کو کنویں میں ڈالا تو اس سے مشک کی خوشبو اٹھی اور مسلم میں ہے کہ ام سلیم نے آپ ﷺ کا پسینہ ایک شیشی میں جمع کیا اور اس کو خوشبو میں ڈالا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ پسینہ آپ ﷺ کا نہایت خوشبودار تھا اور طبرانی وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت ﷺ سے مدد چاہی اپنی بیٹی کے جہیز میں اور نہ تھی آپ ﷺ کے پاس کوئی چیز تو حضرت ﷺ نے ایک شیشہ منگوایا اور اس میں اپنا پسینہ ڈالا اور فرمایا کہ اس کو حکم کر کہ خوشبو ملے ساتھ اس کے سو جب وہ خوشبو لگاتی تھی تو مدینے والے اس کی خوشبو کو سونگتے تھے تو نام رکھا گیا ان کے گھر کا گھر خوشبو والوں کا اور ایک روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے کی راہ سے گزرتے تھے تو اس راہ سے مشک کی خوشبو آتی تھی تو لوگ کہتے تھے کہ یہاں سے حضرت ﷺ گزرے۔ (فتح)

٣٢٩٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَأَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ.

٣٢٩٠۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے حضرت ﷺ زیادہ سخی لوگوں میں سے اور تھے بہت سخاوت کرتے رمضان کے مہینے میں جب کہ ملاقات کرتے آپ ﷺ سے جبرائیل علیہ السلام اور جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں ملاقات کرتے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے تو بے شک حضرت ﷺ بہت سخاوت کرنے والے تھے ساتھ مال کے یا بھلائی کے ہوا چھوڑی ہوئی سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں صفت کرنا حضرت ﷺ کا ہے ساتھ سخاوت کے۔(فتح)

۳۲۹۱ ۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُوْرًا تَبْرُقُ أَسَارِيْرُ وَجْهِهِ فَقَالَ أَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قَالَ الْمُدْلِجِيُّ لِزَيْدٍ وَّأُسَامَةَ وَرَاٰى أَقْدَامَهُمَا إِنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْأَقْدَامِ مِنْ بَعْضٍ.

۳۲۹۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ان کے پاس اندر آئے اس حالت میں کہ خوش تھے آپ ﷺ کا چہرہ چمکتا تھا تو فرمایا کہ کیا تم نے نہیں سنا جو مدلجی نے زید رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ سے کہا اور دونوں کے قدم دیکھے کہا کہ بعض ان قدموں کا بعض سے ہے یعنی ان دونوں پاؤں والوں میں نسبت پدری اور پسری ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرائض میں آئے گی اور غرض اس سے یہ ہے کہ آپ ﷺ کا چہرہ چمکتا تھا۔(فتح)

۳۲۹۲۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ قَالَ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُوْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ.

۳۲۹۲۔عبداللہ بن کعب سے روایت ہے کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا حدیث بیان کرتے تھے جبکہ پیچھے رہے جنگ تبوک سے سو جب میں نے حضرت ﷺ کو سلام کیا اور آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمکتا تھا اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب آپ ﷺ خوش ہوتے تو آپ ﷺ کا چہرہ روشن ہوتا تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہے اور تھے ہم پہچانتے خوشی کو آپ ﷺ کے چہرے کی روشنی سے یعنی جب آپ ﷺ کا چہرہ روشن ہوتا تھا تو ہم پہچان جاتے تھے کہ حضرت ﷺ اس وقت خوش ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جیسے وہ ٹکڑا ہے چاند کا تو مراد وہ جگہ ہے جس میں خوشی ظاہر ہوتی تھی اور وہ پیشانی آپ ﷺ کی ہے پس اسی واسطے کہا چاند کا ٹکڑا اور احتمال ہے کہ ٹکڑے سے مراد خود چاند ہو اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہماری طرف التفات کیا اپنے منہ سے مثل ٹکڑے چاند کی پس یہ محمول ہے اوپر صفت اس کے کی وقت التفات کے۔(فتح)

۳۲۹۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِيْ كُنْتُ فِيْهِ.

۳۲۹۳۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پیدا ہوا آدم علیہ السلام کے عمدہ زمانے والوں سے ایک زمانے والوں کے بعد دوسرے زمانے والوں سے۔ یہاں تک کہ میں ان زمانے والوں سے ہوا جن سے ہوا۔

فائدہ: قرن ایک زمانے کے ہم عصر لوگوں کا نام ہے بعض کہتے ہیں کہ سو برس کا قرن ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ستر برس کا ہوتا ہے اور بعض کچھ اور کہتے ہیں پس حکایت کیا اس میں حربی نے اختلاف کو دس برس سے ایک سو برس تک پھر تعاقب کیا سب کا اور کہا کہ جس کو میں دیکھتا ہوں یہ ہے کہ قرن ہر امت ہے کہ ہلاک ہو یہاں تک کہ نہ باقی رہے ان میں سے کوئی اور اس حدیث کی شرح مناقب میں آئے گی۔ (فتح)

۳۲۹٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْدِلُ شَعَرَهُ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ فَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ بِشَيْءٍ ثُمَّ فَرَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ.

۳۲۹٤۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑتے اپنے بالوں کو یعنی اپنی پیشانی کے بالوں کو اپنے ماتھے پر بغیر مانگ نکالے کہ یوں ہی چھوڑ دیتے تھے اور مشرکوں کا دستور تھا کہ اپنی مانگ نکالتے تھے اور یہود ونصاری اپنے بالوں کو چھوڑتے تھے بغیر مانگ نکالے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کی موافقت کو درست رکھتے تھے اس چیز میں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ حکم نہ ہوتا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر میں مانگ نکالی۔

فائدہ: علماء نے کہا کہ مراد چھوڑنا ہے بالوں کا ماتھے پر اور پکڑنا ان کا مانند جوڑے کی اور یہ جو کہا کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگ نکالی یعنی اپنے سر کے بال اپنے سر کے دونوں طرف ڈالے پس نہ ڈالی ان میں سے کوئی چیز اپنے ماتھے پر اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مانگ نکالی میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بالوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوٹی سے اور تھے دوست رکھتے اہل کتاب کی موافقت کو یعنی جب کہ بت پرست بہت تھے اس چیز

میں جس میں آپ ﷺ کو کچھ حکم نہ ہوتا یعنی جو اپنی شرع کے مخالف نہ ہوتا اس واسطے کہ اہل کتاب آپ ﷺ کے زمانے میں پہلے رسولوں کی شریعتوں کے ساتھ تمسک کرنے والے تھے پس تھی موافقت ان کی محبوب تر آپ ﷺ کو بت پرستوں کی موافقت سے۔ پھر جب اکثر بت پرست مسلمان ہو گئے تو دوست رکھی حضرت ﷺ نے مخالفت اہل کتاب کی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ پہلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ نہ وارد ہوئی ہو ہماری شرع میں وہ چیز کہ اس کے مخالف ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تعبیر کی ہے راوی نے ساتھ محبت کے اور اگر اس طرح ہوتا تو البتہ تعبیر کرتا ساتھ وجوب کے اور بر تقدیر تسلیم کے پس نفس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے آخر اس سے رجوع کیا۔ (فتح)

۳۲۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّكَانَ يَقُوْلُ إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا.

۳۲۹۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نا بالطبع فحش گو تھے اور نہ قصداً فحش کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم لوگوں میں سے بہتر وہ ہے کہ جو فطرت اور عادت میں بہتر ہو۔

فائدہ: یعنی فحش بات کرنا نہ حضرت ﷺ میں پیدائشی تھا اور نہ کسب کیا ہوا اور ترمذی میں ابو عبداللہ جدلی سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ﷺ کی خو کا حال پوچھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نہ پیدائشی فحش گو تھے اور نہ بہ تکلف فحش کہتے تھے اور نہ بازاروں میں چلاتے تھے جیسے کہ عوام کی عادت ہے اور نہ بدلہ لیتے تھے برائی کا ساتھ برائی کے لیکن معاف کرتے تھے یعنی باطن میں اور درگزر کرتے تھے یعنی ظاہر میں اور ایک روایت میں ہے کہ نہ تھے حضرت ﷺ برا کہنے والے اور نہ فحش گو اور نہ لعنت کرنے والے اور کسی پر غصہ کرنے کے وقت کہتے تھے کیا ہوا اس کو خاک آلود پیشانی ہو اس کی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کسی کے رو برو ایسی بات نہ کہتے تھے کہ اس کو بری معلوم ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ کو کسی کی طرف سے کچھ بات پہنچتی تو نہ فرماتے تھے کیا حال ہے فلانے کا بلکہ فرماتے تھے کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ایسا ایسا کہتے تھے حسن خلق کے معنی ہیں اختیار کرنا فضائل اور چھوڑنا رذائل کا یعنی اچھی خو اختیار کرنی اور بدخو چھوڑنی اور احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ نے مجھ کو پیغمبر کر کے بھیجا واسطے مکمل کرنے نیک خلقوں کے اور اچھی عادتوں کے اور صفیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے زیادہ تر خوش خو کوئی نہیں دیکھا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا خلق قرآن تھا ناراض ہوئے تھے واسطے ناراضی اس کی کے اور راضی ہوتے تھے واسطے رضامندی اس کی سے۔ (فتح)

٣٢٩٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ بِهَا.

٣٢٩٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں اختیار ملا حضرت ﷺ کو دو کاموں میں کبھی مگر لیا آپ ﷺ نے دونوں میں سے آسان کام کو جب تک کہ وہ کام آسان موجب گناہ نہ ہو پس اگر وہ کام گناہ کا موجب ہوتا تو اس کام سے نہایت دور ہوتے اور آپ ﷺ نے اپنی جان کے واسطے کبھی بدلہ نہ لیا مگر جب کی جائے وہ چیز کہ حرام کیا ہے اللہ نے کرنا اس کا پس سزا دیتے تھے اسی کی واسطے اللہ کے یعنی نہ کسی اور غرض کے لیے۔

فائدہ: امروں سے مراد دنیا کے کام ہیں اس واسطے کہ دین کے کاموں میں کوئی گناہ نہیں اور یہ اختیار عام ہے کہ اللہ کی طرف سے ہو یا مخلوق کی طرف سے اور یہ جو کہا کہ جب تک وہ کام گناہ نہ ہو یعنی اگر گناہ ہوتا تو اس وقت سے سخت تر کو اختیار کرتے تھے اور یہ اختیار دینا اگر خلق کی طرف سے ہو تو ظاہر ہے یعنی اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر اللہ کی طرف سے ہو تو اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ تخییر دو جائز کاموں کے درمیان ہوتی ہے لیکن جب حمل کریں ہم اس کو اس چیز پر جو پہنچائے طرف گناہ کی تو ممکن ہے یہ بایں طور کہ اختیار دے آپ ﷺ کو اللہ درمیان اس چیز کے کہ کھولی جائے اوپر آپ ﷺ کے زمین کے خزانوں سے اور وہ چیز کہ اس کے ساتھ مشغول ہونے سے خوف ہو کہ مثلاً عبادت کے واسطے فراغت حاصل نہ ہو اور درمیان اس کے کہ نہ دیا جائے آپ ﷺ کا دنیا کے مال سے مگر بقدر ضرورت کے پس اختیار کریں آپ ﷺ بقدر ضروری کو یعنی قوت لا یموت کو اگرچہ فراخی مال کی آسان تر ہے اس سے اور گناہ اس بنا پر اس کے نسبتی امر سے ہے اس سے خطا مراد نہیں واسطے ثابت ہونے عصمت کے واسطے آپ ﷺ کے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنی جان کے واسطے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا ہے تو مراد خاص اپنی جان کے واسطے ہے پس نہ وارد ہوگا اس پر اعتراض کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ قتل کرنے عقبہ بن ابی معیط اور ابن خطل وغیرہ کے جو آپ ﷺ کو ایذا دیتے تھے اس واسطے کہ وہ باوجود اس بات کے اللہ کے حرام کردہ کاموں کو کرتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نہ بدلہ لیتے تھے جب کہ ایذا دی جاتی آپ ﷺ کو غیر اس سبب میں جو کفر کی طرف نکالے جیسا کہ معاف کیا آپ ﷺ نے اس گنوار کو جس نے آپ ﷺ پر آواز بلند کی تھی اور دوسرے سے جس نے آپ ﷺ کی چادر کھینچی تھی یہاں تک کہ آپ ﷺ کے مونڈھے میں اس کا نشان پڑ گیا اور محمول کیا ہے داؤدی نے عدم انتقام کو اس چیز پر جو خاص ہے ساتھ مال کے اور لیکن آبرو پس تحقیق بدلہ لیا آپ ﷺ نے اس شخص سے جو

آپ ﷺ کی آبرو کو پہنچا اسی طرح کہا اس نے یعنی اس نے اس کو خاص کیا ہے اور تحقیق روایت کی حاکم وغیرہ نے یہ حدیث دراز ابتداء اس کی یہ ہے کہ نہیں لعنت کی حضرت ﷺ نے کسی مسلمان کو اس کا صریح نام لے کر اور نہ اپنے ہاتھ سے کسی چیز کو مارا مگر یہ کہ اللہ کی راہ میں اس کو مارتے تھے اور کبھی کسی نے آپ ﷺ سے کوئی چیز نہیں مانگی مگر کہ آپ ﷺ نے اس کو دی مگر یہ کہ وہ چیز گناہ کا سبب ہو اور نہیں بدلہ لیا آپ ﷺ نے واسطے نفس اپنے کسی چیز سے مگر جب یہ اللہ کی حرام چیزیں کی جائیں پس بدلہ لیتے تھے واسطے اللہ کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر کوئی اللہ کی حرام کی چیز کرتا تھا تو نہایت غضبناک ہوتے تھے اور اس حدیث میں رغبت دلاتا ہے اس پر کہ مشکل چیز کو نہ لیا جائے بلکہ تھوڑی آسان چیز کے ساتھ قناعت کی جائے اور چھوڑا جائے پیچھا اس چیز کا کہ نہیں بے قرار ہوا ہے طرف اس کے اور پکڑا جاتا ہے اس سے بلاتا طرف لینے کے رخصتوں کے جب تک کہ اس میں خطا ظاہر نہ ہو اور اس میں رغبت دلاتا ہے معاف کرنے پر مگر اللہ کے حقوق میں اور نیز اس میں بلاتا ہے طرف امر بالمعروف کے اور نہی عن المنکر کے اور محل اس کا یہ ہے کہ جب تک کہ نہ پہنچائے طرف اس چیز کے کہ جو سخت تر ہے اس سے اور اس میں ترک کرنا حکم کا ہے واسطے اپنے نفس کے اگرچہ حاکم اس پر قادر ہو بایں طور کہ محکوم علیہ پر ظلم کرنے سے امن ہو لیکن واسطے اکھاڑنے مادے کے۔ (فتح)

۳۲۹۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا مَسِسْتُ حَرِيرًا وَلَا دِيبَاجًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ رِيحًا قَطُّ أَوْ عَرْفًا قَطُّ أَطْيَبَ مِنْ رِيحِ أَوْ عَرْفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۲۹۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں چھوا میں نے ریشم کو اور نہ دیبا کو کہ ایک قسم ہے ریشمی کپڑے کی کہ نرم تر ہو حضرت ﷺ کی ہتھیلی مبارک سے اور نہیں سونگھی میں نے کوئی خوشبو کہ زیادہ خوشبودار ہو حضرت ﷺ کے بدن مبارک کی خوشبو سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی دونوں ہتھیلیاں پر گوشت اور سخت تھیں اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ مراد نرمی سے گوشت میں ہے اور مراد سختی سے ہڈیوں میں ہے یا جب کوئی گھر کا کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے اس وقت آپ ﷺ کے ہاتھ سخت ہوتے تھے اور جب کوئی کام اپنے ہاتھ سے نہ کرتے تھے اس وقت آپ ﷺ کے ہاتھ نرم ہوتے تھے بہ نسبت اصل پیدائش کے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں چھوا میں نے کسی چیز کو کبھی کہ نرم تر ہو آپ ﷺ کے بدن سے اور ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں چھوا میں نے کسی مشک اور نہ عنبر کو کبھی کہ زیادہ خوشبودار ہو حضرت ﷺ کے بدن کی خوشبو سے۔ (فتح)

۳۲۹۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ

۳۲۹۸۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے

شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ عُتْبَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِّنَ الْعَذْرَآءِ فِيْ خِدْرِهَا حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ مِثْلَهُ وَإِذَا كَرِهَ شَيْئًا عُرِفَ فِيْ وَجْهِهٖ.

حضرت ﷺ زیادہ حیا میں کنواری عورت سے کہ اپنے پردے میں ہو۔اس روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب آپ ﷺ کسی چیز کو برا جانتے تھے تو آپ ﷺ اپنے چہرے سے پہچانے جاتے تھے۔

فائدہ: یہ باب تتمہ سے ہے اس واسطے کہ کنواری جب خلوت میں ہوتی ہے تو بہت شرمیلی ہوتی ہے اس سے کہ پردے سے نکلنے والی ہو واسطے ہونے خلوت کے کہ جگہ ظن وقوع فعل کے ساتھ اس کے پس ظاہر یہ ہے کہ مراد قید کرنا اس کا ہے ساتھ اس کے جب کہ داخل ہو اس پر مرد اور وہ پردے میں نہ ہو اور اس وقت جب کہ اس میں تنہا ہو اور محل وجود حیا کا حضرت ﷺ سے بیچ غیر حدود اللہ کے ہے اسی واسطے فرمایا واسطے اس شخص کے جس نے زنا کا اقرار کیا تھا کہ کیا تو نے اس کی شرم گاہ میں ذکر کو داخل کیا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ کل حیا تھے اور ایک روایت میں ہے کہ تھے حضرت ﷺ نہاتے پیچھے پتھروں کے اور کبھی کسی نے آپ ﷺ کی شرم گاہ کو نہیں دیکھا۔(فتح)

فائدہ: یعنی رنگ کی تبدیلی سے ہم پہچان لیتے تھے اور اس کا تدارک کرتے تھے۔(فتح)

۳۲۹۹ - حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِلَّا تَرَكَهُ.

۳۲۹۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں عیب نکالا حضرت ﷺ نے کسی کھانے میں کبھی اگر بھوک ہوتی تو اس کو کھا لیتے وگرنہ تو اس کو چھوڑ دیتے۔

فائدہ: اور یہ محمول ہے مباح کھانے پر کما سیاتی بیانہ۔

۳۳۰۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ الْأَسْدِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى نَرٰى إِبْطَيْهِ قَالَ

۳۳۰۰۔ عبداللہ بن مالک ابن بحسینہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب سجدہ کرتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کشادہ کرتے تھے یہاں تک کہ ہم آپ ﷺ کی دونوں بغلیں دیکھتے تھے اور بکر نے کہا کہ بغلوں کی سفیدی۔

وَقَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ.

فائدہ: اختلاف کیا ہے بیچ مراد ساتھ وصف کرنے بغلوں کے ساتھ سفیدی کے سو بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی بغلوں میں بال بالکل نہ تھے پس تھیں مانند رنگ بدن آپ ﷺ کے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ ہمیشہ ان کی خبر گیری کرتے تھے اس واسطے ان کے نیچے بال نہ تھے۔ (فتح)

٣٣٠١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ دُعَآئِهِ إِلَّا فِي الْإِسْتِسْقَآءِ فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ.

٣٣٠١۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ کسی دعا میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے مگر استسقاء میں یعنی مینہ مانگنے کی دعا میں سو بے شک آپ ﷺ اس میں ہاتھ اٹھاتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاتی اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے دعا کی اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور میں نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

فائدہ: اس کی شرح استسقاء میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے بغلوں کی سفیدی کا ذکر کرنا ہے اور مراد ساتھ حصر کے اس میں اٹھانا ہاتھوں کا ہے خاص طور پر اور خاص صورت سے نہ اصل اٹھانا ہاتھوں کا دعا میں اس واسطے کہ وہ ثابت ہے آپ ﷺ سے جیسا کہ آئندہ خبر میں ہے۔ (فتح)

٣٣٠٢ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَوْنَ بْنَ أَبِيْ جُحَيْفَةَ ذَكَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ دُفِعْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِيْ قُبَّةٍ كَانَ بِالْهَاجِرَةِ خَرَجَ بِلَالٌ فَنَادٰى بِالصَّلَاةِ ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ فَضْلَ وَضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ يَأْخُذُوْنَ مِنْهُ ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ الْعَنَزَةَ

٣٣٠٢ ـ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بے قصد حضرت ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ ﷺ ابطح میں تھے ایک خیمہ میں سخت گرمی میں سو بلال رضی اللہ عنہ نکلے اور نماز کے واسطے اذان کہی پھر اندر گئے اور حضرت ﷺ کے وضو کا بچا پانی باہر لائے تو لوگ اس پر جھپٹے اس سے پانی لیتے تھے پھر بلال رضی اللہ عنہ اندر گئے اور نیزہ نکالا اور حضرت ﷺ نکلے گویا کہ میں آپ ﷺ کی پنڈلیوں کی چمک کی طرف دیکھتا تھا تو بلال رضی اللہ عنہ نے نیزہ گاڑا پھر حضرت ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز دو دو رکعتیں پڑھی آپ ﷺ کے آگے سے گدھا اور

وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِ سَاقَيْهِ فَرَكَزَ الْعَنَزَةَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ.

عورت گزرتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث نماز کے بیان میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ جیسے میں آپ ﷺ کی پنڈلیوں کی چمک کی طرف دیکھتا تھا اور ابطح وہ جگہ ہے جو مکے سے باہر ہے جب حاجی منیٰ سے لوٹتے ہیں تو اس میں ٹھہرتے ہیں۔(فتح)

۳۳۰۲ ـ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَأَحْصَاهُ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أَلَا يُعْجِبُكَ أَبُوْ فُلَانٍ جَآءَ فَجَلَسَ إِلٰى جَانِبِ حُجْرَتِيْ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْمِعُنِيْ ذٰلِكَ وَكُنْتُ أُسَبِّحُ فَقَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِيْ وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ.

۳۳۰۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ﷺ کلام کیا کرتے تھے ایسا کہ اگر کوئی اس کو گنے تو گن لے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کیا تو تعجب نہیں کرتا فلاں کے باپ پر کہ آیا اور میرے حجرے کی ایک طرف بیٹھ کر حضرت ﷺ سے حدیث بیان کرنے لگا مجھ کو یہ حدیث سناتا تھا اور میں نفل پڑھتی تھی سو وہ اٹھ کھڑا ہوا پہلے اس سے کہ میں اپنے نفل تمام کروں اور اگر میں اس کو پاتی تو البتہ اس پر رد کرتی کہ حضرت ﷺ نہ کلام کرتے تھے پے در پے جیسے کہ تم پے در پے کلام کرتے ہو کہ تمہارے الفاظ نہایت ملے ہوئے ہوتے ہیں بلکہ کلام آپ ﷺ کا واضح اور جدا جدا ہوتا تھا تاکہ نہ مشتبہ ہو سننے والے پر۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کا کلام جدا جدا تھا کہ سمجھتے تھے اس کو دل اور مراد فلاں کے باپ سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے عذر یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کی روایت بہت وسیع تھی اور جو حدیثیں ان کو یاد تھیں وہ بہت تھیں پس نہ قادر ہوتے تھے مہلت پر نزدیک ارادے حدیث بیان کرنے کے۔(فتح)

بَابُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ کی آنکھ سوتی تھی اور آپ ﷺ کا دل نہیں سوتا تھا روایت کیا ہے سعید بن

مِينَاءَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

میناء نے جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

٣٣٠٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ قَالَتْ مَا كَانَ يَزِيْدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ تَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَ قَالَ تَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي.

٣٣٠٤۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان کے مہینے میں کس طرح تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے نہ رمضان میں اور نہ اس کے غیر میں اول چار رکعتیں پڑھتے تھے سو نہ پوچھ کچھ حال ان کی خوبی اور درازی کا پھر چار رکعت پڑھتے تھے پس نہ پوچھ کچھ حال ان کی خوبی اور درازی کا پھر تین رکعت پڑھتے تھے تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو جاتے ہیں وتر پڑھنے سے پہلے فرمایا میری آنکھ سوتی ہے اور میرا دل نہیں سوتا یعنی میں سونے میں اپنے بدن کی حالت سے غافل نہیں ہوتا۔

فائدہ: یہ حدیث نماز کے بیان میں گزر چکی ہے اور آئندہ بھی آئے گی۔

٣٣٠٥ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ جَاءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوْحٰى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي مَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ أَوَّلُهُمْ أَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ وَقَالَ آخِرُهُمْ خُذُوْا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتّٰى جَاءُوْا لَيْلَةً أُخْرٰى فِيْمَا يَرٰى قَلْبُهُ

٣٣٠٥۔ شریک بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حدیث بیان کرتے تھے ہم کو اس رات سے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی خانے کعبے کی مسجد سے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تین شخص آئے پہلے اس سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں سوتے تھے تو ان میں سے پہلے نے کہا کہ وہ ان میں سے کون سے ہیں تو ان کے درمیان والے نے کہا کہ وہ ان میں سے بہتر ہیں تو پچھلے نے کہا کہ ان کے بہتر کو لو پس تھا یہ قصہ یعنی نہیں واقع ہوا اس رات میں سوائے اس کلام کے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ دیکھا یہاں تک کہ دوسری رات

وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمَةٌ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ وَكَذٰلِكَ الْاَنْبِيَاءُ تَنَامُ اَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ فَتَوَلَّاهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ اِلَى السَّمَآءِ.

کو آئے خواب میں اور حضرت ﷺ کی دونوں آنکھیں سوتی تھیں اور آپ ﷺ کا دل نہیں سوتا تھا اور یہی حال ہے پیغمبروں کا کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کا دل نہیں سوتا پھر جبرائیل علیہ السلام حضرت ﷺ کی معراج کا ذمہ دار بنا پھر حضرت ﷺ کو آسمان پر لے چڑھے۔

فائدہ: یہ جو فرشتوں نے کہا کہ ان میں سے کون سا ہے تو یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ دو یا زیادہ آدمیوں کے درمیان سوئے ہوئے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ حمزہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان سوئے ہوئے تھے اور یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے لیکن بہ نسبت امت کے اور قضاعی نے گمان کیا ہے کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے دیگر پیغمبروں کو گو یہ بات حاصل نہیں ہوئی اور یہ دونوں حدیثیں اس پر رد کرتی ہیں اور اس کا بیان تیمم میں گزر چکا ہے جو چاہے اس طرف رجوع کرے۔

بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ

باب ہے اسلام میں نبوت کی علامتوں کا یعنی حضرت ﷺ کی پیغمبری کی نشانیوں میں

فائدہ: علامات جمع علامت کی ہے اور علامت اصل میں نشان کو کہتے ہیں کہ راہ کے سرے پر رکھتے ہیں اور مراد یہاں وہ نشانیاں ہیں جو دلالت کرتی ہیں حضرت ﷺ کی پیغمبری پر قسم صفات اور اخلاق اور فضائل اور شمائل اور افعال اور احوال آنحضرت ﷺ کے سے کہ عاقل فراست رکھنے والا جو ان میں نظر کرے تو دلیل پکڑے آپ ﷺ کی نبوت اور پیغمبری پر اور تعبیر کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ علامت کے اس واسطے کہ جو چیز امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں وارد کی ہے عام ہے معجزے سے اور کرامت سے اور فرق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ معجزہ خاص تر ہے اس واسطے کہ اس میں شرط ہے کہ مقابلہ کرے پیغمبر اپنے جھٹلانے والے سے بایں طور کہ کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو کیا تو تصدیق کرے گا کہ میں سچا ہوں یا منکر جو مقابلہ میں ہے وہ پیغمبر سے کہے کہ میں تجھ کو سچا جانوں گا یہاں تک کہ تو ایسا کرے اور شرط ہے کہ جس چیز کے ساتھ مقابلہ کیا گیا ہے وہ اس قسم سے ہو کہ عاجز ہو اس سے آدمی عادت جاری میں اور تحقیق واقع ہوئی ہیں دونوں قسمیں معجزات کی واسطے حضرت ﷺ کے کئی جگہوں میں اور نام رکھا گیا ہے معجزہ کا معجزہ واسطے عاجز ہونے مقابلین منکرین کے اس کے معارضہ سے اور ہا اس میں واسطے مبالغہ کے ہے اور حضرت ﷺ کے سب معجزوں میں سے مشہور تر معجزہ قرآن کا ہے اس واسطے کہ مقابلہ کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے تمام عرب کا اور وہ زیادہ فصیح تھے سب لوگوں سے زبان میں اور زیادہ قادر کلام پر ساتھ اس کے کہ اس کی مثل ایک سورہ بنا لائیں پس عاجز ہوئے باوجود سخت ہونے عداوت ان کی کے واسطے آپ ﷺ کے اور روکنے ان کے آپ ﷺ کو

یہاں تک کہ بعض علماء نے کہا کہ قرآن میں سب سے چھوٹی سورت ﴿اِنَّا اَعْطَیْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ ہے پس ہر دوسری سورت سے کہ بقدر ﴿اِنَّا اَعْطَیْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ کے ہو برابر ہے کہ ایک آیت ہو یا زیادہ یا بعض آیت پس وہ داخل ہے اس چیز میں کہ مقابلہ کیا ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے ان سے اس کی بنا پر پس پہنچتے ہیں معجزات قرآن کے اس حیثیت سے نہایت کثیر عدد تک اور وجوہات معجزہ ہونے قرآن کی جہت حسن تالیف اس کی سے اور مربوط ہونے کلمات اس کے سے اور فصاحت اس کی سے اور اعجاز اس کے سے بیچ مقام اعجاز کے اور بلاغت اس کی سے نہایت ظاہر ہیں باوجود اس چیز کے کہ جوڑا گیا ہے ساتھ اس کے خوبی نظم اس کی سے اور غرابت اسلوب اس کی سے باوجود ہونے اس کے سے اوپر خلاف قواعد نظم اور نثر کے یہ جوڑا گیا ہے طرف اس کی کہ شامل ہے اس پر قرآن غیب چیزوں کی خبر دینے سے اس قسم سے کہ واقع ہوا ہے پہلی امتوں کی اخبار سے اس چیز سے کہ نہ جانتا تھا اس کو مگر کوئی کوئی اہل کتاب سے اور نہیں معلوم ہوئی یہ بات کہ جمع ہوئے ہوں حضرت ﷺ ساتھ کسی کے ان میں سے اور خبر دینے سے ساتھ اس چیز کے کہ عنقریب واقع ہوگی سو واقع ہوئی مطابق اس کے کہ خبر دی ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے آپ ﷺ کے زمانہ میں اور بعد آپ ﷺ کے یہ جوڑا گیا ہے ساتھ اس ہیبت کے کہ واقع ہوتی ہے ساتھ تلاوت اس کی سے اور خوف کے کہ لاحق ہوتا ہے سامع اس کے کو اور نہ داخل ہونے ملال اور رنج کے اس کے قاری اور سامع پر باوجود آسان اس کے واسطے سیکھنے والوں اس کے کے اور آسان کرنے تلاوت اس کی کے واسطے تلاوت کرنے والے اس کے اور نہیں انکار کرتا کسی چیز کو ان میں سے مگر جاہل عناد والا اسی واسطے اماموں نے مطلق کہا ہے کہ سب معجزوں میں بڑا معجزہ قرآن ہے اور قرآن کے معجزوں میں نہایت معجزہ باقی رہنا اس کا ہے باوجود بدستور قائم رہنے اعجاز کے اور زیادہ تر مشہور اعجاز مقابلہ کرنا یہود کا ہے یہ کہ موت کی آرزو کریں سو نہ واقع ہوئی یہ بات ان کے اگلوں سے اور نہ ان کے پچھلوں سے جو اس کا ذمہ دار ہوا اور نہ آگے بڑھا باوجود سخت ہونے عداوت ان کی کے واسطے اس دین کے اور حرص ان کی کے اوپر فاسد کرنے اس کے کے اور روکنے کے اس سے تو ہوگا اس میں نہایت ظاہر معجزہ اور لیکن جو معجزات کہ قرآن کے سوا ہیں مانند ابلنے پانی کے آپ ﷺ کی انگلیوں سے اور زیادہ ہونے کھانے کے اور پھٹ جانے چاند کے اور کلام کرنے بے جان چیزوں کے سو ان میں سے بعض تو وہ ہیں جن کے ساتھ مقابلہ واقع ہوا اور بعض وہ ہیں جو واقع ہوئے دلالت کرنے کے لیے اوپر صدق آپ ﷺ کے کے بغیر مقدم ہونے مقابلے کے اور اس کا مجموع یقین کا فائدہ دیتا ہے ساتھ اس کے کہ بہت خوارق عادت حضرت ﷺ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے جیسا کہ یقین کیا جاتا ہے ساتھ سخاوت حاتم کے اور شجاعت علی رضی اللہ عنہ کے اگرچہ اس کے افراد ظنی ہیں وارد ہوئے ہیں مورد آحاد کے باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ کے اکثر معجزات مشہور ہیں اور پھیل گئے ہیں روایت کیا ہے ان کو عدد کثیر اور جماعت غفیر نے اور فائدہ دیا ہے کثیر نے ان میں سے قطع کا نزدیک اہل علم بالآثار کے اور اہل عنایت کے ساتھ سیر اور اخبار کے اگرچہ نہیں

پہنچا نزدیک غیر ان کے اس رتبے کو واسطے عدم کوشش کے ساتھ اس کے بلکہ اگر کوئی دعوی کرنے والا دعوی کرے کہ ان میں اکثر وقائع مفید ہیں واسطے قطع کے ساتھ طریق نظر کے تو بعید نہیں اور وہ طریق نظر یہ ہے کہ نہیں شک ہے اس میں کہ حدیثوں کے راویوں نے ہر طبقے میں بیان کی ہیں یہ حدیثیں فی الجملہ اور نہیں محفوظ ہے کسی ایک صحابی سے اور نہ ان کے پیچھے والوں سے مخالفت راوی کی اس چیز میں کہ حکایت کی اس نے اور نہ انکار او پر اس کے اس چیز میں کہ وہاں تھی پس ہوگا ساکت ان میں سے مانند ناطق کی اور بر تقدیر اس کے کہ پایا جائے ان کے بعض سے انکار یا طعن اس کے بعض راویوں پر تو سوائے اس کے نہیں کہ وہ جہت توقف سے ہے بیچ صدق راوی کے یا تہمت اس کی سے ساتھ کذب کے یا توقف کے بیچ ضبط اس کے یا نسبت اس کی کے طرف خراب ہونے حافظہ کے یا جواز غلط کے اور نہیں پایا گیا اس کے کسی سے طعن مروی میں جیسا کہ پایا گیا ہے ان سے غیر اس فن میں احکام اور آداب اور حروف قرآن سے اور مانند اس کی سے اور تحقیق تقریر کی ہے قاضی عیاض نے اس کی جو میں نے پہلے بیان کی موجود ہونے افادے قطع کے سے بعض حدیثوں میں نزدیک بعض علماء کے سوائے بعض کے تقریر عمدہ اور مثال دی اس نے اس کی بایں طور کہ فقہاء مالک کے اصحاب سے متواتر ہو چکی ہے نزدیک ان کے نقل کہ مذہب مالک رحمۃ اللہ علیہ کا کافی ہونا نیت کا ہے اول رمضان سے یعنی اگر کوئی ہر رمضان کے ابتداء میں فقط ایک بار ہی سارے روزوں کی نیت کر لے تو کافی ہو جاتی ہے ہر روزے کے واسطے ہر روز نیت کرنا ضروری نہیں برخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کہ وہ کہتے ہیں کہ واجب ہے نیت کرنا ہر روزے کی ہر رات کو اور اسی طرح واجب ہے مسح کرنا سارے سر کا وضو میں نزدیک مالک رحمۃ اللہ علیہ کے برخلاف شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کہ وہ کہتے ہیں کہ بعض سر کا مسح کرنا بھی کفایت کرتا ہے اور یہ کہ مذہب ان دونوں کا واجب کرنا نیت کا ہے اول وضو میں اور شرط ہونا ولی کا نکاح میں برخلاف ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اور ہم پاتے ہیں عدد کثیر کو اور جم غفیر کو فقہاء سے کہ نہیں پہچانتا ہے ان کے اس قول کو چہ جائیکہ کہ وہ شخص جو فقہ میں نظر نہیں کرتا اور یہ امر ظاہر ہے اور نووی نے شرح صحیح مسلم کے مقدمے میں ذکر کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بارہ سو سے زیادہ ہیں اور بیہقی نے مدخل میں کہا کہ ہزار کو پہنچے ہیں اور زاہدی نے حنفیہ میں سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ہزار معجزہ ظاہر ہوا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تین ہزار معجزے ہیں اور کوشش کی ہے ساتھ جمع کرنے اس کے کے ایک جماعت نے اماموں سے مانند ابونعیم اور بیہقی وغیرہ کی اور یہ جو کہا کہ اسلام میں تو مراد یہ ہے کہ ابتداء پیغمبر ہونے سے اور لگا تار سوائے ان معجزوں کے جو اس سے پہلے واقع ہوئے ہیں اور جو معجزے کہ پیغمبر ہونے سے بلکہ پیدا ہونے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے پہلے ظاہر ہوئے ہیں جمع کیا ہے ان کو حاکم نے اکلیل میں اور ابوسعید نیساپوری نے کتاب شرف مصطفیٰ میں اور ابونعیم اور بیہقی نے دلائل نبوت میں اور عنقریب آئے گا اس سے اس کتاب میں بیچ قصے زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کے بیچ نکلنے اس کے کے دین کے تلاش میں اور گزر چکا ہے اس سے قصہ ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کا اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا اور میں نے پہلے بیان کیا ہے بیچ باب ناموں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے قصہ محمد بن عدی کا بیچ سبب نام رکھنے اس کے کے محمد اور مشہور اس سے قصہ بحیرہ راہب کا ہے اور وہ ابن اسحاق کی سیرہ میں ہے اور ابونعیم نے شعیب بن شعیب کے طریق سے روایت کی ہے کہ مرالظہران (ایک جگہ کا نام ہے) میں ایک درویش تھا اس کو عیص کہتے تھے پس ذکر کی ساری حدیث اور اس میں ہے کہ اس نے معلوم کروایا عبداللہ حضرت ﷺ کے باپ کو جس رات کو حضرت ﷺ پیدا ہوئے کہ یہ نبی ہیں اس امت کا اور ذکر کیں ان کے واسطے کئی چیزیں صفت ان کی سے اور طبرانی نے ابوسفیان سے روایت کی ہے کہ امیہ بن ابی الصلت نے اس کو کہا کہ میں پاتا ہوں کتابوں میں صفت پیغمبر ﷺ کی جو اس شہر میں پیدا ہوں گے اور میں گمان کرتا تھا کہ وہ میں ہوں پھر مجھ کو ظاہر ہوا کہ وہ عبد مناف کی اولاد سے ہے کہا اس نے سو میں نے نظر کی تو نہ پایا میں نے ان میں وہ شخص کہ موصوف ہے ساتھ اخلاق اس کے سے مگر عتبہ بن ربیعہ کو لیکن وہ چالیس برس سے تجاوز کر گیا تھا اور اس کی طرف وحی نہیں ہوئی تو میں نے جانا کہ وہ کوئی اور ہے ابوسفیان نے کہا سو جب حضرت ﷺ پیغمبر ہوئے تو میں نے امیہ سے آپ ﷺ کا حال کہا تو اس نے کہا کہ خبردار ہو کہ بے شک وہ سچا ہے سو پیروی کر اس کی تو میں نے کہا کہ تجھ کو کیا چیز مانع ہے کہا شرم ثقیف کی قوم سے کہ میں ان کو خبر دیا کرتا تھا کہ وہ پیغمبر میں ہوں پھر میں تابع ہوں واسطے ایک جوان کے عبد مناف کی اولاد سے اور احمد وغیرہ نے سلمہ بن سلامہ سے روایت کی ہے کہ مدینے میں ایک یہودی ہمارا ہمسایہ تھا تو نکلا وہ ہم پر حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے کچھ زمانہ تو ذکر کیا اس نے قیامت کو اور بہشت اور دوزخ کو تو ہم نے اس کو کہا کہ اس کی کیا نشانی ہے تو اس نے کہا کہ پیدا ہونا ایک پیغمبر کا کہ ان شہروں سے اٹھایا جائے گا اور اشارہ کیا اس نے طرف مکے کی انہوں نے کہا کہ یہ کب واقع ہوگا تو اس نے اپنی آنکھ سے آسمان کی طرف دیکھا اور میں سب قوموں میں کم سن تھا سو کہا کہ اگر اس لڑکے کی عمر دراز ہوئی تو ان کو پائے گا سو رات اور دن نہ گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو پیغمبر کر کے بھیجا اور وہ یہودی زندہ تھا تو ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایمان لائے اور وہ کافر ہوا سرکشی اور حسد سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی مکے میں رہتا تھا سو جب وہ رات ہوئی جس میں حضرت ﷺ پیدا ہوئے تو اس نے کہا کہ اے گروہ قریش! کیا تم میں کوئی اس رات لڑکا پیدا ہوا ہے انہوں نے کہا کہ ہم کو معلوم نہیں اس نے کہا کہ دیکھو کہ اس رات میں اس امت کا پیغمبر پیدا ہوا ہے اس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان علامت ہے وہ رات دودھ نہ پئیں گے اس واسطے کہ ایک جن نے آپ ﷺ کے منہ پر ہاتھ رکھا ہے تو قریش پھرے اور پوچھا تو کسی نے ان سے کہا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے تو یہودی ان کے ساتھ آپ ﷺ کی ماں کی طرف گیا تو آپ ﷺ کی ماں نے آپ ﷺ کو اس کے واسطے نکالا سو جب یہودی نے علامت دیکھی تو بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کہا کہ دور ہوئی پیغمبری بنی اسرائیل سے اے گروہ قریش کے خبردار ہو قسم ہے اللہ کی کہ البتہ غالب ہوگا ساتھ تمہارے غالب ہونا کہ اس کی خبر مشرق اور مغرب تک پہنچے گی میں کہتا ہوں اور واسطے ان قصوں کے کئی نظیریں ہیں جن کی شرح

دراز ہوتی ہے اور اس چیز سے کہ ظاہر ہوئی ہے حضرت ﷺ کی پیغمبری کی نشانیوں سے نزدیک پیدا ہونے آپ ﷺ کے کے اور بعد اس کے وہ ہے جو روایت کی ہے طبرانی نے عثمان بن ابی العاص ثقفی سے اس نے روایت کی ہے اپنی ماں سے کہ وہ حضرت ﷺ کی ماں آمنہ کے پاس حاضر تھی سو جب آمنہ کو درد زہ شروع ہوا تو میں ستاروں کی طرف دیکھنے لگی کہ لٹک آئے یہاں تک کہ میں نے دل میں کہا کہ مجھ پر گر پڑے ہیں سو جب حضرت ﷺ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کی ماں سے ایک نور نکلا کہ روشن کیا واسطے آپ ﷺ کے گھر کو اور اس کی شاہد حدیث عرباض بن ساریہ کی ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ میں بندہ اللہ کا اور خاتم النبیین ہوں اور البتہ آدم علیہ السلام پڑے ہوئے تھے اپنی مٹی گوندھی ہوئی میں اور میں تم کو خبر دیتا ہوں اس سے کہ میں دعا ابراہیم علیہ السلام کی ہوں اور بشارت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے میری اور خواب ماں میری کی کہ اس نے دیکھی اور اسی طرح پیغمبروں کی مائیں خواب دیکھتی ہیں اور حضرت ﷺ کی ماں نے جب آپ ﷺ کو جنا تو ایک نور دیکھا جس نے شام کے محل روشن کیے روایت کی یہ حدیث احمد نے اور صحیح کہا اس کو ابن حبان اور حاکم نے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ روشن ہوا واسطے اس کے بصریٰ شام کی زمین سے اور روایت کی ابن حبان اور حاکم نے بیچ قصے دودھ پینے حضرت ﷺ کے ابن اسحاق کے طریق سے ساتھ اسناد اس کی کے طرف حلیمہ سعدیہ کی حدیث ساتھ درازی اس کی کے اور اس میں علامات سے بہت ہونا دودھ کا ہے اس کی چھاتی میں اور ہونا دودھ کا اس کی اونٹنیوں میں بعد نہایت دبلا ہونے کے اور تیز چلنا گدھے اس کے کا اور بہت ہونا دودھ کا اس کی بکریوں میں بعد اس کے اور سرسبز ہونا زمین اس کی کا اور جلدی ہونا آپ ﷺ کی نشو ونما کا اور چیرنا فرشتوں کا آپ ﷺ کے سینے کو اور یہ اخیر نشانی مسلم میں ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جبرائیل علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ لڑکوں کے ساتھ کھیلتے تھے تو حضرت ﷺ کو زمین پر لٹایا اور آپ ﷺ کا دل چیر کر اس سے ایک جمے ہوئے خون کا ٹکڑا نکالا اور کہا کہ یہ حصہ شیطان کا ہے آپ ﷺ سے پھر اس کو زمزم کے پانی سے سونے کے طشت میں دھویا پھر اس کو الٹا کر کے اپنی جگہ میں رکھا، الحدیث اور ابن ہانی مخزومی سے روایت ہے اور اس کی عمر ڈیڑھ سو برس کی تھی اس نے کہا کہ جب وہ رات ہوئی جس میں آپ ﷺ پیدا ہوئے تو کسری بادشاہ فارس کا دیوان خانہ ٹوٹ گیا اور اس کے بارہ کنگرے گر پڑے اور فارس کی آگ بجھ گئی اور اس سے پہلے ہزار برس نہ بجھی تھی اور بحیرہ ساوہ زمین میں دھنس گیا اور دیکھا منبذ یعنی گرنے اونٹ بدکنے والے کو کہ کھینچتا ہے گھوڑے عربی کو تحقیق قطع کیا اس نے دجلہ کو اور پھیل گیا اس کے شہروں میں سو جب صبح ہوئی تو کسری اس واقع سے بہت گھبرایا اور اپنے ملک کے علماء سے اس کا حال پوچھا پس ذکر کیا سارا قصہ ساتھ طول کے روایت کیا اس کو ابن سکن وغیرہ نے معرفت صحابہ میں اور اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے پچاس حدیثیں نقل کی ہیں۔ (فتح)

۳۳۰۶ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ

۳۳۰۶ ۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ

زَرِيْرٍ سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ أَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسِيْرٍ فَأَدْلَجُوْا لَيْلَتَهُمْ حَتّٰى إِذَا كَانَ وَجْهُ الصُّبْحِ عَرَّسُوْا فَغَلَبَتْهُمْ أَعْيُنُهُمْ حَتّٰى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ أَبُوْ بَكْرٍ وَكَانَ لَا يُوْقَظُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَنَامِهِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ فَاسْتَيْقَظَ عُمَرُ فَقَعَدَ أَبُوْ بَكْرٍ عِنْدَ رَأْسِهِ فَجَعَلَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَ وَصَلّٰى بِنَا الْغَدَاةَ فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّ مَعَنَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا فُلَانُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا قَالَ أَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ فَأَمَرَهُ أَنْ يَّتَيَمَّمَ بِالصَّعِيْدِ ثُمَّ صَلّٰى وَجَعَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَكُوْبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ وَقَدْ عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيْدًا فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ إِذَا نَحْنُ بِامْرَأَةٍ سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ فَقُلْنَا لَهَا أَيْنَ الْمَاءُ فَقَالَتْ إِنَّهُ لَا مَاءَ فَقُلْنَا كَمْ بَيْنَ أَهْلِكِ وَبَيْنَ الْمَاءِ قَالَتْ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ فَقُلْنَا انْطَلِقِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَلَمْ نُمَلِّكْهَا مِنْ أَمْرِهَا حَتَّى اسْتَقْبَلْنَا بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَتْهُ بِمِثْلِ الَّذِيْ حَدَّثَتْنَا غَيْرَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا مُؤْتِمَةٌ فَأَمَرَ

حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو تمام رات چلے یہاں تک کہ جب صبح ہوئی یعنی پچھلی رات ہوئی تو اترے پس سو گئے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہوا تو سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جاگے اور دستور تھا کہ حضرت ﷺ کو کوئی نہ جگاتا یہاں تک کہ خود جاگتے سو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جاگے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے سو اللہ اکبر کہنے لگے اور اپنی آواز بلند کرنے لگے یہاں تک کہ حضرت ﷺ بیدار ہوئے پھر اترے اور ہم کو صبح کی نماز پڑھائی تو ایک مرد قوم سے علیحدہ ہوا اور اس نے ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھی سو جب حضرت ﷺ نماز سے پھرے تو فرمایا کہ اے فلانے کس چیز نے تم کو روکا ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے اس نے کہا کہ مجھ کو جنابت پہنچی یعنی مجھ کو نہانے کی حاجت تھی تو حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا تیمم کرنے کا پاک مٹی سے پھر اس نے نماز پڑھی یعنی بعد تیمم کے اور حضرت ﷺ نے مجھ کو اپنے پاس والے سواروں پر امیر کیا یعنی فرمایا کہ پانی تلاش کرو اور ہم کو سخت پیاس لگی تھی سو جس حالت میں کہ ہم چلے جاتے تھے تو ناگہاں ہم نے ایک عورت دیکھی جو اپنے پاؤں دو مشکیزوں کے درمیان لٹکائے تھی تو ہم نے اس سے کہا کہ پانی کہاں ہے اس نے کہا کہ اس جگہ پانی نہیں ہم نے کہا کہ تیرے گھر والوں اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہے اس نے کہا کہ ایک دن رات کا تو ہم نے کہا کہ رسول اللہ کے پاس چل اس نے کہا کہ رسول اللہ کیا ہے یعنی اس کلام کے کیا معنی ہیں سو ہم نے اس کو مجبور کیا یہاں تک کہ اس کو حضرت ﷺ کے پاس لائے تو اس نے حضرت ﷺ سے کلام کیا جیسا ہم سے کلام کیا تھا لیکن اس نے آپ ﷺ سے بیان کیا کہ میں

بِمَزَادَتَيْهَا فَمَسَحَ فِي الْعَزْلَاوَيْنِ فَشَرِبْنَا عِطَاشًا أَرْبَعِينَ رَجُلًا حَتّٰى رَوِيْنَا فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَّعَنَا وَإِدَاوَةٍ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ نَسْقِ بَعِيْرًا وَّهِيَ تَكَادُ تَنِضُّ مِنَ الْمِلْءِ ثُمَّ قَالَ هَاتُوْا مَا عِنْدَكُمْ فَجُمِعَ لَهَا مِنَ الْكِسَرِ وَالتَّمْرِ حَتّٰى أَتَتْ أَهْلَهَا قَالَتْ لَقِيْتُ أَسْحَرَ النَّاسِ أَوْ هُوَ نَبِيٌّ كَمَا زَعَمُوْا فَهَدَى اللّٰهُ ذَاكَ الصِّرْمَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَأَسْلَمَتْ وَأَسْلَمُوْا.

صاحب یتیموں کی ہوں یعنی میرے لڑکے یتیم ہیں سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ لانے دونوں مشکیزے اس کے تو مسح کیا آپ ﷺ نے دونوں مشکیزوں کے دھانوں پر سو ہم نے پانی پیا پیاس کی حالت میں اور ہم چالیس مرد تھے یہاں تک کہ ہم سیراب ہوئے پھر بھر لیا ہم نے ہر مشک اور چھاگل کو کہ ہمارے ساتھ تھی لیکن ہم نے اونٹوں کو پانی نہ پلایا اور وہ مشک جوش مارتی تھی پانی سے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لاؤ جو کچھ تمہارے پاس ہے سو جمع کیا گیا واسطے اس کے کھانا روٹی کے ٹکڑوں اور کھجوروں سے یہاں تک کہ وہ اپنے گھر والوں کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ ملی میں ایسے شخص سے جو سب لوگوں میں زیادہ بڑا جادوگر ہے یا وہ پیغمبر ہے جیسا گمان کرتے ہیں سو ہدایت کی اللہ نے اس جماعت کو اس عورت کے سبب سو وہ عورت مسلمان ہوئی اور اس کی قوم بھی مسلمان ہوئی۔

فائدہ: اور معجزہ اس میں بہت ہونا پانی تھوڑے کا ہے ساتھ برکت حضرت ﷺ کے اور اس حدیث کی پوری شرح کتاب تیمم میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۳۳۰۷ ۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ وَّهُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِأَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلَاثَ مِائَةٍ أَوْ زُهَاءَ ثَلَاثِ مِائَةٍ.

۳۳۰۷ ۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک برتن لایا گیا اور آپ ﷺ زورا میں تھے کہ نام ہے ایک جگہ کا مدینے میں تو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ برتن میں رکھا تو آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی ابلنے لگا تو سب لوگوں نے وضو کیا قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم کتنے مرد تھے انہوں نے کہا کہ تین سو یا کچھ اوپر تین سو سے۔

۳۳۰۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ

۳۳۰۸ ۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور عصر کی نماز کا وقت ہوا تو لوگوں نے

طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَالْتُمِسَ الْوَضُوْءُ فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِيْ ذٰلِكَ الْإِنَآءِ فَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَّتَوَضَّئُوْا مِنْهُ فَرَأَيْتُ الْمَآءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتّٰى تَوَضَّؤُوْا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِهِمْ.

وضو کا پانی تلاش کیا سو اس کو نہ پایا پھر حضرت ﷺ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا یعنی ایک برتن میں تو حضرت ﷺ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ رکھا اور لوگوں کو حکم کیا اس سے وضو کرنے کا تو میں نے پانی کو دیکھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں کے تلے سے جوش مارتا ہے تو لوگ وضو کرنے لگے یہاں تک کہ وضو کیا ان کے پیچھے والوں نے۔

۳۳۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُبَارَكٍ حَدَّثَنَا حَزْمٌ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ مَخَارِجِهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَانْطَلَقُوْا يَسِيْرُوْنَ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلَمْ يَجِدُوْا مَآءً يَّتَوَضَّؤُوْنَ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَجَآءَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّآءٍ يَّسِيْرٍ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَدَّ أَصَابِعَهُ الْأَرْبَعَ عَلَى الْقَدَحِ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا فَتَوَضَّؤُوْا فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ حَتّٰى بَلَغُوْا فِيْمَا يُرِيْدُوْنَ مِنَ الْوَضُوْءِ وَكَانُوْا سَبْعِيْنَ أَوْ نَحْوَهُ.

۳۳۰۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنے بعض سفروں میں نکلے اور آپ ﷺ کے پاس چند اصحاب رضی اللہ عنہم تھے سو وہ چلے سیر کرتے سو نماز کا وقت ہوا سو انہوں نے پانی نہ پایا کہ وضو کریں تو قوم میں سے ایک مرد چلا اور ایک پیالے میں تھوڑا سا پانی لایا تو حضرت ﷺ نے اس کو لے کر وضو کیا پھر اپنی چاروں انگلیاں پیالے میں دراز کیں پھر فرمایا کہ اٹھو وضو کرو تو سب لوگوں نے وضو کیا یہاں تک کہ پہنچے اپنی مراد کو وضو کو اور تھے ستر آدمی یا مانند اس کی۔

۳۳۱۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ يَزِيْدَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيْبَ الدَّارِ مِنَ الْمَسْجِدِ يَتَوَضَّأُ وَبَقِيَ قَوْمٌ فَأُتِيَ

۳۳۱۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کا وقت ہوا تو کھڑا ہوا جس کا گھر مسجد کے قریب تھا وضو کرنے کو اور باقی رہی ایک جماعت تو حضرت ﷺ کے پاس پتھر کا پیالہ لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا تو حضرت ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ رکھا

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِخْضَبٍ مِّنْ حِجَارَةٍ فِیْهِ مَآءٌ فَوَضَعَ كَفَّهٗ فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ أَنْ یَّبْسُطَ فِیْهِ كَفَّهٗ فَضَمَّ أَصَابِعَهٗ فَوَضَعَهَا فِی الْمِخْضَبِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ جَمِیْعًا قُلْتُ كَمْ كَانُوْا قَالَ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا.

سو چھوٹا ہوا پیالہ اس سے کہ کشادہ کریں حضرت ﷺ اس میں اپنا ہاتھ یعنی اس میں حضرت ﷺ کا ہاتھ کشادہ نہ ہو سکا پھر حضرت ﷺ نے اپنی انگلیوں کو جوڑ کر پیالے میں رکھا تو سب لوگوں نے وضو کیا میں نے کہا کتنے تھے انس رضی اللہ عنہ نے کہا اسی مرد تھے۔

فائدہ: روایت کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث چار طریقوں سے قتادہ رضی اللہ عنہ اور اسحاق اور حسن اور حمید سے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور بعض کے نزدیک وہ چیز ہے جو بعض کے نزدیک نہیں اور مجھ کو مجموع روایتوں سے ظاہر ہوا کہ یہ دو قصے ہیں دو جگہوں میں واقع ہوئے ہیں واسطے تغائر کے حاضرین کی گنتی میں اور یہ مغائرت ظاہر ہے ان میں تطبیق بعید ہے اور اسی طرح تعیین مکان کی جس میں یہ واقع ہوا اس واسطے کہ ظاہر حسن کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقع سفر میں تھا برخلاف روایت قتادہ رضی اللہ عنہ کے پس تحقیق وہ ظاہر ہے اس میں کہ وہ واقع مدینے میں تھا اور آئے گا بیچ حدیث غیر انس رضی اللہ عنہ کے کہ تھا یہ واقع اور جگہوں میں عیاض نے کہا کہ روایت کیا ہے اس قصے کو ثقات سے عدد کثیر نے جم غفیر سے تمام خلقت سے اس حال میں کہ متصل ہے یہ روایت ساتھ اصحاب رضی اللہ عنہم کے اور تھا یہ معاملہ بیچ جگہوں جمع ہونے کثیر کے ان میں سے محفلوں میں اور جگہ جمع ہونے لشکروں کے اور نہیں وارد ہوا انکار کسی ایک سے ان میں سے اس کے راوی پر پس یہ قسم ملحق ہے ساتھ قطعی معجزوں آپ ﷺ کے کے اور قرطبی نے کہا کہ نہیں سنا گیا مثل اس معجزے کی ہمارے پیغمبر کے غیر سے اور حدیث جوش مارنے پانی کی مروی ہے صحیحین وغیرہ میں انس رضی اللہ عنہ سے اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ابن ابی لیلیٰ سے پس عدد ان اصحاب رضی اللہ عنہم کا اس قدر نہیں جیسا کہ عیاض کے کلام سے سمجھا جاتا ہے اور لیکن بہت ہونا پانی کا حضرت ﷺ کے ہاتھ لگانے سے یا اس میں تھوکنے سے یا اس میں کوئی چیز رکھنے سے مانند تیر کی پس وارد ہوا ہے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت سے اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اور انس رضی اللہ عنہ سے اور ابن زیاد سے پس ان دونوں عددوں کو جمع کیا جائے تو پہنچتا ہے کثرت مذکور کو یا قریب اس کے اور لیکن جن لوگوں نے اس کو دوسرے قرن والوں سے یعنی تابعین سے روایت کیا ہے پس وہ عدد میں بہت ہیں اگرچہ نصف طریق اس کے افراد ہیں اور حاصل کلام یہ ہے کہ سمجھا جاتا ہے اس سے رد ابن بطال پر اس واسطے کہ اس نے کہا کہ نہیں مروی ہے یہ حدیث مگر انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے اور یہ پکڑنا ہے اس پر ساتھ قلت اطلاع اور یاد رکھنے حدیثوں اس کتاب کی اور قرطبی نے کہا کہ نہیں سنا گیا مثل اس معجزے کے حضرت ﷺ کے غیر سے جس جگہ کہ جوش مارا پانی نے آپ ﷺ کی ہڈیوں اور گوشت سے اور خون سے اور مزنی سے منقول ہے کہ جوش مارنا پانی کا

آپ ﷺ کی انگلیوں سے ابلغ ہے معجزے میں جوش مارنے پانی کے سے پتھر سے جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو عصا مارا پس جاری ہوا اس سے پانی اس واسطے کہ نکلنا پانی کا پتھر سے معلوم ہے برخلاف نکلنے پانی کے گوشت اور خون کے درمیان سے اور ظاہر کلام اس کی سے معلوم ہوتا ہے کہ جوش مارا پانی نے نفس گوشت سے جو انگلیوں کے درمیان ہے اور اس سے واضح تر وہ حدیث ہے جو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک مشکیزہ لایا گیا تو حضرت ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا پھر اپنی انگلیوں کو کشادہ کیا تو جوش مارا پانی نے حضرت ﷺ کی انگلیوں سے مانند عصا موسیٰ علیہ السلام کی پس تحقیق جاری ہوا پانی نفس عصا سے اس واسطے کہ تمسک اس کا واسطے اس کے تقاضا کرتا ہے کہ پانی حضرت ﷺ کی انگلیوں سے جاری ہوا اور احتمال ہے کہ ہو مراد کہ تحقیق پانی تھا جوش مارتا آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے بہ نسبت رؤیت دیکھنے والے کے یعنی بظاہر دیکھنے والے کو معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں سے نکلتا ہے اور وہ نفس الامر میں واسطے برکت کے تھا جو حاصل ہوئی تھی اس میں جوش مارتا تھا اور بہت ہوتا تھا اور حضرت ﷺ کا ہاتھ پانی میں تھا سو دیکھنے والا خیال کرتا تھا کہ پانی حضرت ﷺ کی انگلیوں سے جاری ہے اور پہلی وجہ ابلغ ہے معجزے میں اور نہیں حدیثوں میں وہ چیز جو اس کو رد کرے اور وہ اولیٰ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ ہی آپ ﷺ کے پاس پانی لائے تھے اور یہ کہ حاضر کیا انس رضی اللہ عنہ نے اس پانی کو حضرت ﷺ کے پاس ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے اور یہ کہ پھیر دیا اس کو حضرت ﷺ نے بعد فارغ ہونے ان کے کے طرف ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اور اس میں مقدار ہے اس پانی کی کہ اس میں پہلے تھا اور ایک روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت ﷺ قبا کی طرف نکلے تو ان کے کسی گھر سے ایک چھوٹا پیالہ لایا گیا اور جابر رضی اللہ عنہ کی آئندہ حدیث میں تصریح ہے کہ یہ واقع سفر میں ہوا پس احمد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ سفر کیا اور حاضر ہوا وقت نماز کا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا لوگوں میں وضو کا پانی ہے تو ایک مرد اپنا باقی پانی ایک پیالے میں لایا تو اس نے اس کو ایک پیالے میں ڈالا تو حضرت ﷺ نے وضو کیا پھر لوگ باقی پانی پر آئے اور کہا کہ مسح کرو مسح کرو تو حضرت ﷺ نے ان کو سنا تو فرمایا کہ ٹھہر جاؤ تو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ پیالے میں مارا پانی کے درمیان پھر فرمایا کہ کامل وضو کرو سو جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جو میری آنکھ لے گیا البتہ میں نے پانی کو دیکھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں سے نکلتا تھا یہاں تک کہ سب لوگوں نے وضو کیا اور کہا کہ ہم دو سو سے اوپر تھے اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے ایک قصہ اور مروی ہے حدیث طویل میں اس میں ہے کہ جو پانی آپ ﷺ کے پاس لایا گیا تھا فقط ایک قطرہ تھا چمڑے کے ایک برتن میں اگر اس کو گراتا تو البتہ اس کو خشک برتن پی جاتا اور یہ کہ نہ پایا گیا لشکر میں پانی سوائے اس قطرے کے تو حضرت ﷺ نے اس کو لیا اور کلام کیا اور اپنے ہاتھ سے چھوا پھر فرمایا کہ پکار دو لشکر میں کہ اپنے برتن لائیں تو برتن لائے گئے تو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ ٹب میں رکھا اور اس کو کشادہ کیا پھر اپنی انگلیوں کو دراز کیا اور اس قطرے کو ٹب کے اور فرمایا

کہ لے اے جابر رضی اللہ عنہ پس ڈال مجھ پر اور کہہ بسم اللہ تو میں نے ویسے کیا پھر میں نے پانی کو دیکھا اور آپ ﷺ کی انگلیوں سے جوش مارتا تھا پھر جوش مارا ٹب نے اور کھولا یہاں تک کہ بھر گیا پھر لوگ آئے اور پانی پینے لگے یہاں تک کہ سیراب ہوئے پھر حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ ٹب سے اٹھایا اور پانی سے پُر تھا اور یہ قصہ بلیغ تر ہے پہلے سب قصوں سے واسطے شامل ہونے اس کے کے اوپر کم ہونے پانی کے اور بہتایت پانی پہلے والوں کی اور مراد اس حدیث سے جوش مارنا پانی کا ہے حضرت ﷺ کی انگلیوں سے۔ (فتح)

۳۳۱۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رِكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ فَجَهِشَ النَّاسُ نَحْوَهُ فَقَالَ مَا لَكُمْ قَالُوا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرِّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَثُورُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً.

۳۳۱۱۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی اور حضرت ﷺ کے آگے ایک چھاگل تھی تو آپ ﷺ نے وضو کیا تو لوگوں نے پانی کے واسطے حضرت ﷺ کی طرف جلدی کی حضرت ﷺ نے فرمایا کیا حال ہے تمہارا لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس پانی نہیں کہ وضو کریں اور پانی پینے کا مگر وہ پانی کہ آپ ﷺ کے آگے ہے تو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ چھاگل میں رکھا تو پانی آپ ﷺ کی انگلیوں سے جوش مارنے لگا مانند چشموں کے سو ہم نے پیا اور وضو کیا میں نے کہا تم کتنے آدمی تھے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ہم لاکھ آدمی ہوتے تو البتہ ہم کو کفایت کرتا لیکن ہم پندرہ سو تھے۔

فائدہ: مراد اس حدیث میں بھی جوش مارنا پانی کا ہے۔

۳۳۱۲۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا حَتَّى لَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَفِيرِ الْبِئْرِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَجَّ فِي الْبِئْرِ

۳۳۱۲۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو آدمی تھے اور حدیبیہ ایک کنواں تھا (جو مکے سے دس بارہ کوس پر ہے) تو ہم نے اس کا پانی کھینچا یہاں تک کہ اس میں ایک قطرہ نہ چھوڑا تو حضرت ﷺ کنویں کے کنارے پر بیٹھے اور پانی منگوایا اور کلی کر کے کنویں میں ڈالی پھر ہم تھوڑی دیر ٹھہرے پھر ہم نے پانی پیا یہاں تک کہ ہم سیراب ہوئے اور ہماری سواری کے جانور بھی سیراب ہوئے یا وہاں سے پلٹے۔

فَمَكَثْنَا غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ اسْتَقَيْنَا حَتّٰى رَوِيْنَا وَرَوَتْ أَوْ صَدَرَتْ رَكَائِبُنَا.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح جنگ حدیبیہ میں آئے گی اور ان کی وجہ تطبیق بھی وہی آئے گی مراد اس حدیث میں بہت ہونا پانی حدیبیہ کا ہے۔

۳۳۱۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا أَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ قَالَتْ نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَّهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِيْ وَلَاثَتْنِيْ بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آرْسَلَكَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَّعَهُ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ

۳۳۱۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ البتہ میں نے سنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز نرم پہچانتا ہوں اس میں بھوک کو سو کہا کہ تیرے پاس کچھ چیز ہے انہوں نے کہا کہ ہاں تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنی اوڑھنی نکالی پھر روٹیوں کو اس کے کنارے میں لپیٹا پھر اس کو میرے ہاتھ کے تلے چھپایا اور اس کے ایک کنارے کو مجھ پر لپیٹا یعنی اس کا ایک کنارہ میرے سر پر لپیٹا اور ایک بغلوں پر پھر مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں ان روٹیوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگ تھے سو میں ان پر کھڑا ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ کیا تجھ کو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بھیجا میں نے کہا ہاں فرمایا کھانا دے کر میں نے کہا ہاں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں سے فرمایا کہ اٹھو تو وہ چلے اور میں ان کے آگے چلا یہاں تک کہ میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے ان کو خبر دی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ام سلیم رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ آئے اور نہیں ہے ہمارے پاس جو ان کو کھلا دیں تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشوائی کو چلے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے پھر آگے بڑھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ

فَانْطَلَقَ أَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ طَلْحَةَ مَعَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَأَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ أَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا.

آپ ﷺ کے ساتھ تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لا اے ام سلیم رضی اللہ عنہا جو تیرے پاس ہے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا وہ روٹیاں لائیں پھر حضرت ﷺ نے حکم کیا ان کو توڑنے کا سو وہ توڑی گئیں اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک کپی نچوڑی یعنی گھی کی سو اس کو روٹیوں کا شوربہ بنایا پھر کہا حضرت ﷺ نے اس میں جو کچھ اللہ نے چاہا کہ کہیں یعنی اس میں برکت کی دعا کی پھر فرمایا کہ اذن دے دس کو یعنی بلا تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دی سو ان دس نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے پھر باہر نکلے پھر فرمایا کہ اجازت دے اور دس کو تو انہوں نے ان کو اجازت دی تو انہوں نے بھی کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے پھر باہر نکلے پھر فرمایا اجازت دو دس کو تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دی پھر انھوں نے بھی کھایا یہاں تک کہ سیر ہو کر باہر نکلے پھر فرمایا اجازت دے دس کو تو سب لوگوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے اور سب قوم ستر یا اسی مرد تھے۔

فائدہ: اور مراد مسجد سے وہ جگہ ہے جس کو حضرت ﷺ نے نماز کے واسطے تیار کیا ہوا تھا جب کہ جنگ خندق میں کفار نے مدینے کو گھیرا اور اس حدیث میں عمل کرنا ہے قرینوں پر اور ایک روایت میں ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ بھوکے ہیں تو وہ مزدوری کر کے ایک صاع جو لائے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس کو پیس کر روٹیاں پکائیں اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مد جو تھے اور ان میں مخالفت نہیں اس واسطے کہ اصل میں جو ایک صاع تھے تو انہوں نے ان میں سے کچھ اپنی عیال کے واسطے پکایا اور کچھ حضرت ﷺ کے واسطے اور احتمال ہے کہ قصہ متعدد ہوا اور دلالت کرتی ہے تعدد پر وہ چیز کہ درمیان چوری اور روٹی لپیٹی ہوئی گھی کی چپڑی ہوئی کے ہے مغائرت سے اور تحقیق واقع ہوا ہے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے واسطے اس چیز میں کہ اس کو حضرت ﷺ کے واسطے تیار کیا جب کہ حضرت ﷺ نے زینب سے نکاح کیا قریب اس قصے کے بہت ہونے کھانے کے سے اور کھلانے دس دس آدمی کے سے کما سیاتی فی الولیمۃ اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے میں نے کہا ہاں تو ظاہر اس کا یہ ہے

کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کو اپنے گھر کی طرف بلانا چاہا تھا اور اول کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں نے انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آپ ﷺ کی طرف روٹی بھیجی اور تطبیق دونوں کلام کے درمیان یہ ہے کہ ان کی مراد روٹی بھیجنے سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ اس سے روٹی لے کر کھالیں پھر جب انس رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے اور آپ ﷺ کے پاس بہت لوگ دیکھے تو ان کو شرم آئی اور ان کو مناسب معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کو اپنے گھر میں تنہا بلا لے جائیں تا کہ ان کا مقصود حاصل ہو کہ وہ آپ ﷺ کو کھانا کھلانا چاہتے ہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے انس رضی اللہ عنہ کو سمجھا دیا ہو کہ اگر آپ ﷺ کے پاس بہت لوگ ہوں تو حضرت ﷺ کو تنہا گھر بلا لانا اس خوف سے کہ تھوڑا کھانا ان کو کفایت نہ کرے گا اور اس واقعہ کی اکثر روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کو اپنے گھر میں بلانا چاہا تھا اور یہ جو کہا کہ اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں تو گویا کہ انہوں نے پہچان لیا کہ حضرت ﷺ نے یہ کام عمداً کیا ہے تا کہ ظاہر ہو کرامت بیچ بہت ہونے کھانے کے اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر دانائی ام سلیم رضی اللہ عنہا کے اور راجح ہونے عقل اس کے کے اور ایک روایت میں ہے کہ آٹھ آٹھ آدمی نے داخل ہو کر کھایا تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ معاملہ کئی بار واقع ہوا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے شہادت کی انگلی گھی پر لگا کر روٹی پر ملی تو روٹی پھولنے لگی پھر فرمایا بسم اللہ پس ہمیشہ رہے اسی طرح کرتے اور روٹی پھولتی جاتی یہاں تک کہ کٹورا بھر گیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بسم اللہ الٰہی اس میں بہت برکت کر پس معلوم ہوا کہ یہی مراد ساتھ قول اس کے کے **قال فیھا ماشاء اللہ ان یقول** اور ایک روایت میں ہے کہ پھر سب کے بعد حضرت ﷺ نے اور سب گھر والوں نے کھایا اور کچھ باقی رہا پھر حضرت ﷺ نے باقی کو جمع کیا اور اس میں برکت کی دعا کی پس ہو گیا جیسا کہ پہلے تھا اور اس حدیث کے کچھ فائدے کتاب الصلوۃ میں گزر چکے ہیں۔

تکملہ: کسی نے مجھ سے پوچھا کہ دس دس آدمی کے کھلانے میں کیا حکمت ہے سب کو یکبارگی اکٹھے کیوں نہ کھلایا تو میں نے کہا کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے معلوم کیا ہو گا کہ کھانا تھوڑا ہے اور وہ ایک رکاب میں ہے پس نہیں ممکن تھا کہ اس قدر بہت آدمی اس کے گرد حلقہ باندھ سکیں تو پھر سائل نے کہا کہ کیوں نہ داخل ہوئے کل اور جو حلقے میں نہ آ سکتا اس کو جدا کیا جاتا پس تھا یہ ابلغ بیچ مشترک ہونے تمام کے اطلاع میں معجزے پر برخلاف تفریق کے پس تحقیق راہ پاتا ہے اس میں احتمال بار بار رکھنے طعام کا واسطے چھوٹے ہونے رکاب کے تو میں نے کہا کہ احتمال ہے کہ گھر تنگ ہو (فتح) اور مراد اس حدیث میں بہت ہونے کھانے تھوڑے کا ہے۔

٣٣١٤ - حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَیْرِیُّ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِیْلُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ

٣٣١٤۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم معجزوں اور کرامتوں کو برکت گنتے تھے اور تم اے لوگو! گنتے ہو ان کو سبب ڈرانے کا ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو

اللهِ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاٰيَاتِ بَرَكَةً وَّاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَآءُ فَقَالَ اطْلُبُوْا فَضْلَةً مِّنْ مَّآءٍ فَجَآؤُوْا بِاِنَآءٍ فِيْهِ مَآءٌ قَلِيْلٌ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَآءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللهِ فَلَقَدْ رَاَيْتُ الْمَآءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ.

پانی کم ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ڈھونڈو بچا پانی یعنی کسی برتن میں کہ اس میں کچھ پانی باقی ہو تو اصحاب ؓ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا تو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ برتن میں داخل کیا پھر فرمایا کہ جلد چلو اوپر پانی پاک کرنے والے بابرکت کے اور زیادتی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یعنی نہ اور کسی کی طرف سے اور البتہ میں نے پانی کو دیکھا کہ حضرت ﷺ کی انگلیوں سے نکلتا ہے اور البتہ ہم سنتے تھے کھانے کا سبحان اللہ کہنا اور حالانکہ کھانا کھایا جاتا تھا۔

فائدہ: جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ انکار کیا اس نے اوپر ان کے اس کا کہ وہ تمام خوارق عادت کو سبب ڈرانے کا گنتے تھے تو نہیں ہے تمام خارق عادت برکت پس تحقیق چاہتی ہے گننے بعض ان کی کو برکت اللہ کی طرف سے مانند سیر ہونے خلقت بہت کے کھانے تھوڑے سے اور بعض ان کے کو سبب ڈرانے کا اللہ کی طرف سے مانند گرہن سورج اور چاند کے جیسا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں سے ڈراتا ہے اللہ ان کے سبب سے اپنے بندوں کو اور شاید جن لوگوں سے عبداللہ بن مسعود ؓ نے خطاب کیا تھا انہوں نے تمسک کیا تھا ساتھ ظاہر اس آیت کے ﴿وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيَاتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا﴾ یعنی نہیں بھیجتے ہم نشانیاں مگر واسطے ڈرانے کے اور ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن مسعود ؓ نے زمین میں دھنس جانا سنا پس کہا کہ تھے ہم اصحاب ؓ حضرت ﷺ کے گنتے نشانیوں کو برکت اور بیہقی نے کہا کہ یہ معاملہ حدیبیہ میں واقع ہوا ہے اور اس کی بعض طریقوں میں ابونعیم کے نزدیک یہ ہے کہ یہ واقع جنگ خیبر کا ہے اور یہی وجہ اولیٰ ہے اور دلالت کرتا ہے اوپر مکرر ہونے واقعہ اس کے کے سفر میں اور حضر میں اور یہ جو کہا کہ برکت اللہ کی طرف سے ہے تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ ایجاب اللہ کی طرف سے ہے اور ابن عباس ؓ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اس میں دراز کیا تو آپ ﷺ کے ہاتھ کے تلے نہر جاری ہوئی تو ابن مسعود ؓ نے پینا شروع کیا اور حکمت بیچ ڈھونڈنے ان جگہوں میں بچے پانی کو یہ ہے تاکہ نہ گمان کیا جائے کہ حضرت ﷺ پیدا کرنے والے ہیں واسطے پانی کے اور احتمال ہے کہ وہ اشارہ طرف اس کی کہ اللہ نے جاری کی ہے عادت دنیا میں غالبا ساتھ پیدا ہونے اور جنتی کے ایک دوسرے سے اور یہ کہ بعض چیزوں میں ایک دوسرے سے پیدا ہونا واقع ہوتا ہے اور بعض چیزوں میں نہیں ہوتا اور منجملہ اس کے سے وہ چیز ہے جس کو ہم مشاہدہ کرتے ہیں جوش مارنے بعض پتلی چیزوں کے سے جب ڈھانک کر رکھی جائیں اور کچھ زمانہ

چھوڑی جائیں اور نہیں جاری ہوئی ہے یہ عادت خالص پانی میں پس ہوگا معجزہ ساتھ اس کے نہایت ظاہر اور یہ جو کہا کہ ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے اور وہ کھایا جاتا تھا یعنی حضرت ﷺ کے زمانے میں غالبًا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تھے اور ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے اور واسطے اس کے شاہد ہے جو بیہقی نے روایت کی ہے کہ جس حالت میں کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ دونوں کھانا کھاتے تھے ایک رکاب میں کہ ناگہاں تسبیح کہی رکاب نے اور کھانے نے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ بیمار ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس ایک طشت لائے جس میں انگور اور چھوہارے تھے تو حضرت ﷺ نے اس سے کھایا تو اس نے تسبیح کہی میں کہتا ہوں کہ تحقیق مشہور ہوا سبحان اللہ کہنا پتھروں کا پس ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے سات کنکریاں لیں تو انہوں نے حضرت ﷺ کے ہاتھ میں سبحان اللہ کہی یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز سنی پھر ان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھا تو انہوں نے تسبیح کہی پھر ان کو عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھا تو بھی انہوں نے تسبیح کہی اور پھر ان کو عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھا تو پھر بھی انہوں نے تسبیح کہی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ سب حاضرین نے ان کی تسبیح سنی اور پھر ان کو ہمارے ہاتھوں میں رکھا تو پھر نہ تسبیح کہی انہوں نے ساتھ کسی کے ہم میں سے ابن حاجب نے ذکر کیا ہے بعض شیعہ سے کہ پھٹ جانا چاند کا اور سبحان اللہ کہنا پتھروں کا اور آواز کرنا لکڑی کا اور سلام کرنا ہرن کا بطریق احاد منقول ہے باوجود زیادہ ہونے اسباب کے اوپر نقل کرنے اس کے کے اور باوجود اس کے کسی نے راویوں کی تکذیب نہیں کی اور جواب دیا ہے اس نے کہ بے پرواہی کی گئی ہے نقل کرنے ان کے سے بطور تواتر کے ساتھ قرآن کے اور جواب دیا ہے اس کے غیر نے کہ یہ بطریق احاد کے منقول نہیں یعنی بلکہ بطریق تواتر کے منقول ہیں اور بر تقدیر تسلیم کے پس مجموع اس کا فائدہ دیتا ہے یقین کا جیسا کہ اس فصل کے اول میں گزر چکا ہے اور میں کہتا ہوں کہ یہ سب معجزے مشہور ہیں نزدیک لوگوں کے اور روایت کی حیثیت سے پس نہیں ایک برابر پس تحقیق آواز کرنا لکڑی کا اور پھٹ جانا چاند کا دونوں بطور استفاضہ کے منقول ہیں جو مفید ہے یقین کو نزدیک اس شخص کے جو مطلع ہے اس حدیث کے طریقوں پر حدیث کے اماموں سے سوائے غیر ان کے کے جس کو اس فن سے تجربہ نہیں اور اپر سبحان اللہ کہنا پتھروں کا سو نہیں ہے واسطے اس کے مگر یہ ایک طریق باوجود ضعیف ہونے اس کے اور لیکن سلام کرنا ہرن کا پس نہیں پاتا میں واسطے اس کے سند نہ قوی وجہ سے اور نہ ضعیف وجہ سے واللہ اعلم (فتح) اور مراد اس میں جوش مارنا پانی کا اور تسبیح کہنا کھانے کا ہے۔

٣٣١٥۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَامِرٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَأَتَيْتُ

٣٣١٥۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک میرا باپ فوت ہوا یعنی شہید ہوا اور اس پر قرض تھا سو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میرے باپ نے اپنے اوپر قرض

النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنَّ أَبِیْ تَرَكَ عَلَیْهِ دَیْنًا وَّلَیْسَ عِنْدِیْ إِلَّا مَا یُخْرِجُ نَخْلُهٗ وَلَا یَبْلُغُ مَا یُخْرِجُ سِنِیْنَ مَا عَلَیْهِ فَانْطَلِقْ مَعِیْ لِكَیْ لَا یُفْحِشَ عَلَیَّ الْغُرَمَآءُ فَمَشٰی حَوْلَ بَیْدَرٍ مِّنْ بَیَادِرِ التَّمْرِ فَدَعَا ثُمَّ اٰخَرَ ثُمَّ جَلَسَ عَلَیْهِ فَقَالَ انْزِعُوْهُ فَأَوْفَاهُمُ الَّذِیْ لَهُمْ وَبَقِیَ مِثْلُ مَا أَعْطَاهُمْ.

چھوڑا ہے اور نہیں میرے پاس کچھ یعنی انہوں نے کچھ مال نہیں چھوڑا مگر جو خرما کہ حاصل ہوتا ہے اس کے باغ سے اور نہیں پہنچتا حاصل کئی برس کا اس کے قرض کو یعنی باغ کے خرما سے کئی برس سے بھی ان کا قرض ادا نہیں ہوسکے گا سو آپ ﷺ میرے ساتھ چلیں تا کہ قرض خواہ مجھ کو فحش نہ کہیں سو حضرت ﷺ چلے اور کھجوروں کے ایک ڈھیر کے گرد گھومے پھر اس میں برکت کی دعا کی پھر دوسرے ڈھیر کے گرد گھومے پھر اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ نکالو کھجوروں کو ڈھیروں سے سو قرض خواہوں کو ان کا قرض پورا دیا اور جتنا ان کو دیا اتنا باقی رہا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کے باپ جنگ احد میں شہید ہوئے اور انہوں نے چھ بیٹیاں چھوڑیں اور اپنے اوپر قرض چھوڑا اور ایک روایت میں ہے کہ ان پر ایک یہودی کی تیس وسق کھجوریں تھیں تو جابر رضی اللہ عنہ نے اس سے مہلت چاہی اس نے نہ مانا پھر جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے سفارش کروائی تو بھی اس نے نہ مانا اور ایک روایت میں ہے کہ قرض خواہوں نے تقاضے میں سختی کی تو میں نے حضرت ﷺ سے سفارش کروائی کہ جتنا خرما میرے باغ میں ہے وہ لے لیں اور میرے باپ کو معاف کریں انہوں نے نہ مانا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور ہر قسم کے کھجوروں کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر کرو عجوہ کو علیحدہ اور عذق زید کو علیحدہ اور ایک روایت میں ہے کہ پھر فرمایا کہ ان کو تول تول کر دینا شروع کرو تو میں نے ان کو تول تول کر دینا شروع کیا یہاں تک کہ ان کو قرض پورا دیا بعد اس کے کہ حضرت ﷺ پلٹ آئے اور ایک روایت میں ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد وہ سب ڈھیر اسی طرح تھا کچھ اس میں کمی نہ ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ کچھ کھجوریں ہمارے واسطے باقی بچیں اور ایک روایت میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو تیس وسق پورے دیئے اور سترہ وسق بچ رہے اور تطبیق یہ ہے کہ یہ محمول ہے تعدد قرض خواہوں پر یعنی قرض خواہ کئی تھے پس گویا کہ اصل قرض اس سے ایک یہودی کے واسطے تیس وسق تھے ایک قسم کھجور سے پس پورا دیا اس کو اور باقی رہے اس ڈھیر سے سترہ وسق اور کچھ قرض اس سے واسطے اور یہودیوں کے اور قسموں کھجوروں کی سے پس پورا دیا ان کو اور بچ رہا مجموع سے اور اس قدر جتنا باقی تھا اور واقع ہوئی ہے ایک روایت میں وہ چیز جو اس کے مخالف ہے اور وہ یہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ﷺ کو بلایا سو جب قرض خواہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو اغرا کیا ساتھ میرے اس گھڑی یعنی بے شک انہوں نے سختی کی اس پر تقاضے میں واسطے عداوت ان کی کے حضرت ﷺ سے سو جب حضرت ﷺ نے ان کا حال دیکھا تو ایک بڑے ڈھیر

کے گرد گھومے تین بار پھر اس پر بیٹھے پھر فرمایا کہ قرض خواہوں کو بلاؤ سو ہمیشہ رہے ان کو تول تول کر دیتے یہاں تک کہ اللہ نے میرے باپ کی امانت ادا کی اور میں راضی تھا کہ اللہ نے میرے باپ کی امانت ادا کی اور نہ پھیر لے جاؤں میں ایک کھجور اپنی بہنوں کی طرف تو سلامت رکھا اللہ نے سب ڈھیر کو یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ جس ڈھیر پر حضرت ﷺ بیٹھے تھے اس سے ایک کھجور کم نہیں ہوئی اور وجہ مخالفت کی یہ ہے کہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ سب تولنا اس کا حضرت ﷺ کے سامنے تھا اور البتہ اس میں کچھ کمی نہ ہوئی اور جو پہلے گزرا اس کا ظاہر یہ ہے کہ تولنا حضرت ﷺ کے پھر آنے کے بعد تھا کہ کچھ کھجوریں کم ہو گئیں تھیں اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ شروع تولنا حضرت ﷺ کے روبرو ہوا تھا اور اس کا تمام حضرت ﷺ کے بعد تھا یعنی کچھ کھجوریں حضرت ﷺ کے سامنے تول کر قرض خواہوں کا قرض ادا کیا گیا اور بعض قرض خواہوں کو حضرت ﷺ کے پھر جانے کے بعد تول کر دی گئیں سو جس ڈھیر سے حضرت ﷺ کے سامنے تول کر پورا دیا گیا اس میں کچھ کمی نہ ہوئی اور جس ڈھیر سے حضرت ﷺ کے پلٹنے کے بعد قرض خواہوں کو دیا گیا اس میں کمی ہوئی لیکن اس میں بھی برکت کی نشانی باقی رہی اسی واسطے ایک ڈھیر سے تیس وسق کھجوریں دیں اور سترہ وسق باقی رہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جب جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے قرض ادا ہو جانے کی حضرت ﷺ کو خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اس کی خبر دو خطاب کے بیٹے کو بعض کہتے ہیں کہ یہ اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کے قرض کے ادا ہونے کی بڑی فکر تھی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ حاضر تھے جب کہ حضرت ﷺ کھجوروں میں چلے اور ثابت ہوئی یہ بات کہ جو کھجوریں باغ میں ہیں ان سے کل قرض ادا نہیں ہو سکے گا پس ارادہ کیا حضرت ﷺ نے کہ ان کو یہ بات معلوم کروائیں اس واسطے کہ وہ حاضر تھے ابتداء امر میں بخلاف اس کے جو حاضر نہ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں نے معلوم کیا تھا جب کہ حضرت ﷺ کھجوروں کے درمیان چلے کہ بے شک اللہ اس میں برکت کرے گا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں جائز ہے مہلت مانگنی قرض میں جس کا ادا کرنا فی الحال لازم ہو اور جواز ہے مہلت دینا قرض خواہ کا واسطے مصلحت مال کے جس سے اس کا قرض پورا ادا ہو اور اس میں چلنا امام کا ہے اپنی رعیت کی حاجتوں میں اور سفارش کرنی اس کی نزدیک بعض کے بیچ حق بعض کے اور اس میں نشانی ظاہر ہے نبوت کی نشانیوں سے واسطے بہت ہونے تھوڑی چیز کے یہاں تک کہ حاصل ہو ساتھ اس کے پورا ادا کرنا کثیر کا اور اس سے بچ رہا۔ (فتح)

۳۳۱۶۔ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ إِسْمَاعِیْلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِیْهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ کَانُوْا أُنَاسًا

۳۳۱۶۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک اصحاب صفہ محتاج لوگ تھے اور حضرت ﷺ نے ایک بار فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمی کا کھانا ہو تو چاہیے کہ وہ تیسرے آدمی کو کھلانے کے واسطے لے جائے اور جس کے

فُقَرَاءَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرَّةً مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ أَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ أَوْ سَادِسٍ أَوْ كَمَا قَالَ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ جَآءَ بِثَلَاثَةٍ وَّانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ وَّأَبُوْ بَكْرٍ ثَلَاثَةً قَالَ فَهُوَ أَنَا وَأَبِيْ وَأُمِّيْ وَلَا أَدْرِيْ هَلْ قَالَ امْرَأَتِيْ وَخَادِمِيْ بَيْنَ بَيْتِنَا وَبَيْنَ بَيْتِ أَبِيْ بَكْرٍ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰى صَلَّى الْعِشَآءَ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰى تَعَشّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ بَعْدَ مَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَآءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ مَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ أَوْ ضَيْفِكَ قَالَ أَوَعَشَّيْتِهِمْ قَالَتْ أَبَوْا حَتّٰى تَجِيْءَ قَدْ عَرَضُوْا عَلَيْهِمْ فَغَلَبُوْهُمْ فَذَهَبْتُ فَاخْتَبَأْتُ فَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَجَدَّعَ وَسَبَّ وَقَالَ كُلُوْا وَقَالَ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا قَالَ وَايْمُ اللّٰهِ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنَ اللُّقْمَةِ إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا حَتّٰى شَبِعُوْا وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلُ فَنَظَرَ أَبُوْ بَكْرٍ فَإِذَا شَيْءٌ أَوْ أَكْثَرُ قَالَ لِامْرَأَتِهِ يَا أُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ قَالَتْ لَا وَقُرَّةِ عَيْنِيْ لَهِيَ الْآنَ أَكْثَرُ مِمَّا قَبْلُ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ إِنَّمَا كَانَ الشَّيْطَانُ يَعْنِيْ يَمِيْنَهُ ثُمَّ

پاس چار آدمی کا کھانا ہو تو چاہیے کہ وہ پانچویں یا چھٹے کو لے جائے یا جیسے فرمایا راوی کو شک ہے کہ حضرت ﷺ نے پانچ فرمایا یا اس کے بدلے یا کچھ اور۔ اور یہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تین آدمی لائے یعنی اور ان کو اپنے گھر میں پہنچایا اور گھر والوں کو کہا کہ ان کو کھانا کھلا دینا اور میں حضرت ﷺ کے پاس جاتا تھا اور حضرت ﷺ دس آدمی لے گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تین آدمی کو لیا (یعنی پس یہ کلام مکرر نہیں اس واسطے کہ یہ بیان ہے واسطے ابتداء اس چیز کے کہ ان کے حصے میں آئی اور اول کلام بیان ہے ان کا جن کو اپنے گھر کی طرف لے گئے) عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پس شان یہ ہے کہ میں اور میرا باپ اور میری ماں گھر پر تھے راوی کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ کیا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا اور میری عورت اور میرا خادم جو ہمارے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں مشترک تھا (یعنی ان دونوں کو بھی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے گنا ہے یا نہیں) اور یہ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رات کا کھانا حضرت ﷺ کے پاس کھایا پھر ٹھہرے رہے پاس حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی پھر نماز کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ پھرے حضرت ﷺ کے پاس ٹھہرے رہے یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے بھی رات کا کھانا کھایا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کچھ رات گئے گھر میں آئے تو ان کی بیوی نے ان سے کہا کہ کس چیز نے تم کو روکا اپنے مہمانوں سے یا کہا مہمان سے یعنی تم نے دیر کیوں کی کہ مہمانوں نے تمہاری انتظار کی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم نے مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا کہا کہ انہوں نے انکار کیا کھانے سے تمہارے آنے تک گھر والوں نے کھانا ان کو پیش کیا تھا سو مہمان ان پر غالب آئے سو میں جا کر چھپ گیا یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ڈر سے

أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَمَضَى الْأَجَلُ فَتَفَرَّقْنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أُنَاسٌ اللَّهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ غَيْرَ أَنَّهُ بَعَثَ مَعَهُمْ قَالَ أَكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ أَوْ كَمَا قَالَ وَغَيْرُهُ يَقُولُ فَعَرَّفْنَا مِنَ الْعِرَافَةِ .

سو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے بیوقوف جاہل پس دعا کی ناک کٹنے کی اور گالی دی اور کہا کہ کھاؤ قسم ہے اللہ کی میں اس کھانے کو کبھی نہیں کھاؤں گا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ ہم کوئی لقمہ نہ اٹھاتے تھے مگر کہ لقمے کے نیچے سے کھانا بڑھ جاتا تھا یعنی جس جگہ سے نوالہ اٹھایا جاتا تھا زیادہ اس نوالے سے یہاں تک سیر ہوئے اور کھانا پہلے سے زیادہ ہو گیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ناگہاں وہ ایک چیز تھی یعنی بقدر اس کے کہ پہلے تھا یا اس سے زیادہ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے کہا کہ اے بنی فراس کی بہن کیا ہے یہ امر عجیب یعنی بڑھنا کھانے کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا کہ قسم ہے اپنی ٹھنڈک آنکھ کی کہ تحقیق یہ پیالہ یعنی کھانا کہ پیالے میں ہے اب پہلے سے سہ چند زیادہ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کھانے سے کھایا اور کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قسم ہے شیطان کے وسوسے سے تھی پھر اس سے ایک لقمہ کھایا پھر اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اٹھایا تو وہ کھانا صبح تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا اور ہمارے مسلمانوں اور ایک قوم کے درمیان عہد تھا سو مدت صلح کی گزر گئی تو ہم نے ان سے لڑنے کے واسطے لشکر تیار کیا تو ہم نے بارہ آدمی چوہدری بنائے یعنی بارہ گروہ بنائے ہر ایک کے ساتھ اس میں سے کئی آدمی تھے اللہ جانتا ہے کہ ہر چوہدری کے ساتھ کتنے کتنے آدمی تھے لیکن یہ تحقیق ہے کہ ہر گروہ کے ساتھ ایک چوہدری بھیجا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سب لوگوں نے اس سے کھایا یا جیسے کہا۔

فائدہ: یعنی راوی کو شک ہے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے یہ لفظ کہا یا اس کے بدلے کوئی اور کہا اور مراد اس حدیث سے بہت ہونا کھانے تھوڑے کا ہے اور صفہ ایک دالان تھا مسجد نبوی کے اخیر میں تیار کیا گیا تھا واسطے اترنے مسافروں کے جن کا نہ کوئی گھر تھا اور نہ کوئی گھر والے اور کبھی بہت ہو جاتے تھے اور کبھی کم ہو جاتے تھے باعتبار اس کے کہ نکاح کرتا ان میں

سے یا فوت ہو جاتا یا سفر کرتا اور وہ سو سے زیادہ تھے اور یہ جو کہا کہ جس کے پاس چار آدمی کا کھانا ہو تو چاہیے کہ پانچویں یا چھٹے کو لے جائے تو مراد یہ ہے کہ پانچویں کو لے جائے اگر نہ ہو اس کے پاس کھانا زیادہ اس سے اور اگر اس کے پاس اس سے زیادہ کھانا ہو تو چاہیے کہ لے جائے چھٹے کو ساتھ پانچویں کے اور حکمت صرف ایک ایک آدمی کے زیادہ کرنے میں یہ ہے کہ ان کی گزران اور معاش اس وقت فراخ نہ تھی بلکہ تنگ تھی سو جس کے پاس مثلاً گھر کے تین آدمی ہوں نہ مشکل ہو گا کھانا چوتھے کا اپنی قوت سے اور اسی طرح حال ہے چار کا اور جو اس سے زیادہ ہے برخلاف اس کے کہ اگر زیادہ کیے جائیں مہمان بقدر گنتی عیال کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے اکتفاء بیچ اس وقت فراخ ہونے حال کے اور کشادہ ہونے معاش کے اور یہ جو کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ تین آدمی لائے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس چار آدمی کا کھانا تھا اور باوجود انہوں نے لیا پانچواں اور چھٹا اور ساتواں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے ایک زیادہ لیا تو حکمت اس میں یہ ہے کہ مراد ان کی یہ تھی کہ اختیار کریں ساتویں کو ساتھ حصے اپنے کے اس واسطے کہ ان کو مناسب معلوم ہوا کہ اول انہوں نے ان کے ساتھ نہ کھایا اور یہ جو کہا کہ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ پھرے تو مراد یہ ہے کہ اپنے گھر کی طرف پھرے بنا بریں اس کے پس قول اس کا پس ٹھہرے رہے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھایا دوبارہ واقع ہوا ہے اور فائدہ اس کا اشارہ ہے طرف اس کی کہ دیر کرنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا بقدر اس کے کہ کھانا کھایا ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی اور نہ پھرے طرف اپنی گھر کی مگر بعد گزر جانے کے کچھ رات کے اور یہ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے کہ عشاء کی نماز میں تاخیر کریں اور ایک روایت میں ہے کہ ثم رَجَعَ کے بدلے ثم رَكَعَ کاف کے ساتھ واقع ہوا ہے یعنی عشاء کے بعد نفل پڑھے اور ایک روایت میں حتی نَعَسَ نون اور عین اور سین کے ساتھ واقع ہوا ہے مشتق نُعَاسٌ سے ساتھ معنی اونگھ کے اور یہی ٹھیک ہے اور دور ہوتا ہے ساتھ اس کے تکرار سب جگہوں سے مگر بیچ قول اس کے لَبِثَ کے اور سبب اس کا اختلاف تعین نبث کا ہے پس اول کہا کہ ٹھہرے رہے کہ عشاء کی نماز پڑھی پھر کہا کہ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ اونگھنے لگے اور حاصل یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی پھر ٹھہرے رہے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اونگھ آئی اور سونے کو کھڑے ہوئے پھر رجوع کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس وقت اپنے گھر کی طرف اور یہ جو کہا کہ گھر والوں نے کھانا ان پر پیش کیا تھا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ چلے اور جو کھانا حاضر تھا اس کو لائے اور کہا کہ کھاؤ مہمانوں کہا گھر کا مالک کہاں ہے کہا کھاؤ انہوں نے کہا کہ ہم نہیں کھانے کے یہاں تک کہ گھر والے آئیں عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپنی دعوت ہم سے قبول کرو پس اگر وہ آئے اور ہم نے کھانا نہ کھایا ہو گا تو ہم کو ان کی طرف سے بدی پہنچے گی پھر انہوں نے نہ مانا اور یہ جو کہا کہ کھاؤ ایک روایت میں ہے کہ تم کو کھانا نہ رچے ان کے حق میں بددعا کی اور مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز دعا کا اس شخص پر جس

سے انصاف حاصل نہ ہو خاص کر وقت حرج اور غصے کے اور یہ اس واسطے ہے کہ حکم کیا انہوں نے اوپر مالک گھر کے ساتھ حاضر ہونے کا ساتھ ان کے اور نہ کفایت کی انہوں نے ساتھ بیٹے اس کے باوجود اجازت اس کی کے واسطے ان کے اور شاید باعث اس کا رغبت کرنا ان کا بیچ تبرک کے ہے اس کے ساتھ کھانے میں اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خطاب کیا تھا ساتھ اس کے اپنے گھر والوں کو نہ مہمانوں کو اور بعض کہتے ہیں کہ بددعا مراد نہیں اور مراد ٹھنڈک آنکھ سے خوشی ہے اور دیکھنا اس چیز کا جو آدمی کو خوش لگے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو قسم کھائی بعد اس کے ان کے ساتھ کھایا تو اس کا سبب بجی مہمان کی تھی اور قسم کھائی ان کی کہ جب تک ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ نہیں کھائیں گے تب تک ہم کھانا نہیں کھائیں گے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ہم کھانا نہیں کھائیں گے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سبب دیکھنا برکت کا تھا کھانے میں اور احتمال ہے کہ تطبیق دی جائے بایں طور کہ کھایا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے واسطے حلال کرنے ان کے کے پھر جب کھانے میں برکت دیکھی تو پھر کھانے لگے تا کہ حاصل ہو واسطے اس کے اور کہا مانند عذر کرنے والے کے اپنی قسم سے جو کھائی تھی کہ اس کا باعث شیطان تھا اور حاصل یہ ہے کہ اکرام کیا اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اور دور کیا جو ان کو حرج ہوا تھا پھر خوش ہو گئے اور شیطان مردود ہوا اور استعمال کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مکارم اخلاق کو پس توڑا اپنی قسم کو واسطے تعظیم اپنے مہمانوں کی تا کہ حاصل ہو مقصود ان کا ان کے کھانے سے اور واسطے ہونے اس کے کے زیادہ تر قادر ان سے کفارے پر اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ راوی نے کہا کہ مجھ کو یہ خبر نہیں پہنچی کی صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کا کفارہ دیا ہو استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ نہیں واجب ہے کفارہ بیچ قسم لجاج اور غصے کے اور نہیں حجت ہے اس میں اس واسطے کہ نہیں لازم آتا عدم ذکر سے عدم وجود اور جو کفارہ ثابت کرتا ہے اس کو جائز ہے کہ دلیل پکڑے ساتھ عموم اس آیت کے ﴿وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ﴾ یعنی لیکن پکڑتا ہے تم کو جو قسم تم نے گو باندھی سو اس کا اتار کھلانا دس محتاجوں کو لیکن اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حانث نہیں ہوئے یہاں تک کہ کفارہ اترا اور نووی رحمہ اللہ نے کہا معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں کفارہ دیا انہوں نے پہلے حانث ہونے کے اور اس پر واجب ہونا کفارے کا پس نہیں ہے اختلاف بیچ اس کے اور قول ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهٗ اَبَدًا قسم موکد نہیں احتمالی ہے کہ ہو لغو کلام سے یا چوکنے زبان کے سے اور یہ جو کہا کہ سب نے اس سے کھایا تو اس کا حاصل یہ ہے کہ تمام لشکر نے اس پیالے سے کھایا جس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تھا اور ظاہر ہوا ساتھ اس کے کہ پوری برکت کھانے مذکور میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوئی یہاں تک کہ تمام لشکر کو کفایت کی اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس چیز کے کہ پہلے گزری پناہ پکڑنا محتاجوں کا طرف مسجد کے وقت حاجت کے طرف سلوک کی جب کہ نہ ہو اس میں لپٹنا اور چمٹنا اور تشویش نمازیوں پر اور اس میں استحباب مواساۃ ان کی کا ہے وقت جمع ہونے ان شرطوں کے اور اس میں دعوت

کرتا ہے بے قراری کی حالت میں اور اس میں جواز غیبت کا ہے اہل اور ولد اور مہمان کی طرف سے جب کہ تیاری کی گئی ہو واسطے ان کے کفایت اور اس میں تصرف عورت کا ہے اس چیز میں کہ آگے کی جائے واسطے مہمان اور کھلانے کے بغیر اذن خاص کے مرد سے اور اس میں جواز گالی دینے باپ کا ہے اپنے بیٹے کو اوپر وجہ تادیب اور تمرین کے اعمال خیر پر اور اس میں جواز حلف کا ہے ترک مباح پر اور اس میں موکد کرنا مرد سچے کا ہے واسطے اپنی خبر کے ساتھ قسم کے اور جواز حنث کا بعد کھانے قسم کے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے برکت چاہنی ساتھ کھانے برے اور نیکوں کے اور اس میں پیش کرنا کھانے کا ہے جس میں برکت ظاہر ہو بزرگوں پر اور قبول کرنا ان کا اس کو اور اس میں عمل کرنا ہے ساتھ گمان غالب کے اس واسطے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے مہمانوں کے کام میں قصور کیا ہے پس جلدی کی طرف گالی دینے اس کے کے اور اس میں بیان ہے اس چیز کا جو واقع ہوتی ہے اللہ کی مہربانی سے ساتھ اپنے دوستوں کے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دل پریشان ہوا اور اسی طرح ان کے گھر والوں کا بہ سبب نہ کھانے مہمانوں کے کھانے کو اور میلا ہوا یہاں تک کہ ان کو قسم کی حاجت ہوئی پس تدارک کیا اللہ نے اس کا اور دور کیا اللہ نے یہ رنج ان کا ساتھ کرامت کے جو ظاہر ہوئی ان کے ہاتھ پر پس ہو گئی میل بدل کر صفائی اور رنج خوشی اور واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے سب تعریف۔ (فتح)

۳۳۱۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ وَّعَنْ يُوْنُسَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَصَابَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ قَحْطٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ جُمُعَةٍ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْكُرَاعُ هَلَكَتِ الشَّآءُ فَادْعُ اللّٰهَ يَسْقِيْنَا فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا قَالَ أَنَسٌ وَّإِنَّ السَّمَآءَ لَمِثْلُ الزُّجَاجَةِ فَهَاجَتْ رِيْحٌ أَنْشَأَتْ سَحَابًا ثُمَّ اجْتَمَعَ ثُمَّ أَرْسَلَتِ السَّمَآءُ عَزَالِيَهَا فَخَرَجْنَا نَخُوْضُ الْمَآءَ حَتّٰى أَتَيْنَا مَنَازِلَنَا فَلَمْ نَزَلْ نُمْطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى فَقَامَ إِلَيْهِ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ

۳۳۱۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مدینے میں قحط پڑا سو جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے تھے کہ ناگہاں ایک مرد کھڑا ہوا تو اس نے عرض کیا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے مر گئے اور بکریاں ہلاک ہو گئیں سو دعا کیجیے اللہ ہم کو پانی پلائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ دراز کر کے دعا کی انس رضی اللہ عنہ نے کہا اور آسمان شیشے کی طرح صاف تھا سو ہوا اٹھی جس نے بادل کو پیدا کیا پھر بادل جمع ہوا پھر آسمان نے اپنے دہانے چھوڑے یعنی یکبارگی مینہ برسنے لگا تو ہم نکلے پانی میں بیٹھتے یہاں تک کہ ہم اپنے گھروں میں آئے پھر دوسرے جمعہ تک لگا تار ہم پر مینہ برستا رہا پھر وہی شخص یا کوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کھڑا ہوا تو اس نے عرض کیا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر ڈھے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کریں اللہ مینہ کو روکے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ فَادْعُ اللّٰهَ يَحْبِسْهُ فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَنَظَرْتُ إِلَى السَّحَابِ تَصَدَّعَ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ كَأَنَّهٗ إِكْلِيْلٌ.

تبسم فرمایا پھر فرمایا یعنی دعا کی کہ الٰہی ہمارے آس پاس مینہ برسے ہم پر اب نہ برسے تو میں نے بادل کی طرف دیکھا کہ پھٹ گیا گرد مدینے کے جیسے وہ تاج ہے یعنی بادل مدینے سے ٹل گیا اور مدینہ خالی رہ گیا تو مدینے کے اوپر آسمان تاج کی طرح نظر آتا تھا۔

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے واقع ہونا اجابت دعا کا ہے فی الحال اور اس حدیث کی شرح کتاب الاستقاء میں گزر چکی ہے اور اگر کوئی کہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بادل کو ہوا نے پیدا کیا اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ بادل کو پیدا کرنے والا اللہ ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ مراد حدیث میں یہ ہے کہ بادل کو اللہ نے پیدا کیا اور نسبت پیدا کرنے کی طرف ہوا کی مجازی ہے اور یہ ساتھ اذن اللہ کے ہے اور اصل یہ ہے کہ ہر چیز کو اللہ ہی پیدا کرتا ہے۔ (فتح)

٣٣١٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيْرٍ أَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَفْصٍ وَّاسْمُهٗ عُمَرُ بْنُ الْعَلَاءِ أَخُوْ أَبِيْ عَمْرِو بْنِ الْعَلَاءِ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ إِلٰى جِذْعٍ فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ تَحَوَّلَ إِلَيْهِ فَحَنَّ الْجِذْعُ فَأَتَاهُ فَمَسَحَ يَدَهٗ عَلَيْهِ وَقَالَ عَبْدُ الْحَمِيْدِ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا وَرَوَاهُ أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣٣١٨۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منبر بننے سے پہلے حضرت ﷺ کھجور کے ایک ستون پر ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے پھر جب منبر تیار ہوا تو حضرت ﷺ اس کی طرف پھر گئے یعنی منبر پر خطبہ پڑھا تو ستون رونے لگا سو حضرت ﷺ اس کے پاس آئے اور اپنا ہاتھ اس پر پھیرا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اس پر ہاتھ نہ پھیرتا تو قیامت تک رونے سے چپ نہ ہوتا اور حسن بصری جب یہ حدیث بیان کرتے تھے تو کہتے تھے کہ اے گروہ مسلمانوں کے لکڑی حضرت ﷺ کے شوق سے روتی تھی اور تم لائق تر ہو کہ حضرت ﷺ کی ملاقات کے مشتاق ہو جاؤ اور ایک روایت

میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر حکم کیا حضرت ﷺ نے کہ گڑھا کھود کر اس کو زمین میں دبایا جائے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا رونا سن کر اصحاب رضی اللہ عنہم بہت روئے۔ (فتح)

۳۳۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْمُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلٰى شَجَرَةٍ أَوْ نَخْلَةٍ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ أَوْ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا نَجْعَلُ لَكَ مِنْبَرًا قَالَ إِنْ شِئْتُمْ فَجَعَلُوْا لَهُ مِنْبَرًا فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ دُفِعَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ صِيَاحَ الصَّبِيِّ ثُمَّ نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ تَئِنُّ أَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّنُ قَالَ كَانَتْ تَبْكِيْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَهَا.

۳۳۱۹۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جمعہ کے دن ایک کھجور یا ایک درخت پر ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے تو ایک انصاری عورت یا مرد راوی کو شک ہے نے عرض کیا کہ کیا یا حضرت ﷺ میں آپ ﷺ کے واسطے منبر نہ بناؤں فرمایا اگر تم چاہو تو بناؤ تو انہوں نے حضرت ﷺ کے واسطے منبر بنایا سو جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ ﷺ منبر کی طرف پھرے سو چیخ ماری ستون نے جیسے لڑکا چیخ مارتا ہے پھر حضرت ﷺ منبر سے اترے اور اس کو اپنے گلے سے لگایا یعنی اس کی تسلی کے لیے اس حال میں کہ روتا تھا مانند رونے لڑکے کی کہ چپ کرایا جاتا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا اس کے رونے کے سبب میں کہ روتا ہے یہ ستون اوپر نہ پانے اس چیز کے کہ سنتا تھا ذکر سے۔

۳۳۲۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حَفْصُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ كَانَ الْمَسْجِدُ مَسْقُوْفًا عَلٰى جُذُوْعٍ مِّنْ نَّخْلٍ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ يَقُوْمُ إِلٰى جِذْعٍ مِّنْهَا فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ وَكَانَ عَلَيْهِ فَسَمِعْنَا لِذٰلِكَ الْجِذْعِ صَوْتًا كَصَوْتِ الْعِشَارِ حَتّٰى جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۳۳۲۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کے ستونوں پر تھی اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب خطبہ پڑھتے تھے تو ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگاتے تھے پھر جب آپ ﷺ کے واسطے منبر تیار ہوا تو اس پر کھڑے ہوئے تو ہم نے اس ستون کی آواز سنی مانند اونٹنی گابھن کے جس کے حمل کو دس مہینے گزر چکے ہوں یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے آ کر اپنا ہاتھ اس پر رکھا تو اس نے آرام پکڑا۔

وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا فَسَكَنَتْ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس ستون کو لیا تو وہ ہمیشہ ان کے پاس رہا یہاں تک کہ گل گیا اور یہ پہلی روایت کو مخالف نہیں کہ دبایا گیا تھا اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ڈھے جانے کے بعد ظاہر ہوا ہو تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس کو لیا ہو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ تو چاہے تو میں تجھ کو اپنی پہلی جگہ میں لگا دوں کہ تو بدستور سابق سرسبز ہو جائے اور اگر تو چاہے تو میں تجھ کو بہشت میں لگا دوں سو تو اس کے نہروں سے پانی پئے اور تیرا اگنا اچھا ہو پھر تجھ کو پھل لگے پھر اللہ کے دوست تیرا پھل کھائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اختیار کیا اس نے کہ میں اس کو بہشت میں لگا دوں بیہقی نے کہا کہ ستون کے رونے کا قصہ امور ظاہرہ سے ہے کہ نقل کیا ہے اس کو پچھلوں نے پہلوں سے اور روایت اخبار خاصہ کی اس میں مانند تکلف کے ہے اور اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ بے جان چیزوں کے واسطے کبھی اللہ سمجھ اور ادراک پیدا کرتا ہے مانند جاندار چیزوں کی بلکہ مانند اشرف حیوان کی یعنی انسان کی اور اس میں تائید ہے واسطے قول اس شخص کے جو حمل کرتا ہے اس آیت کو ﴿وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ﴾ اپنی ظاہر پر یعنی ہر چیز حقیقۃً تسبیح کہتی ہے اور ابن ابی حاتم نے امام شافعی رحمہ اللہ کے مناقب میں نقل کیا ہے کہ جو چیز اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور کسی نبی کو نہیں دی تو میں نے کہا کہ اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کا زندہ کرنا دیا تھا شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ دیا اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رونا لکڑی کا یہاں تک کہ اس کی آواز سنی گئی پس یہ معجزہ اس سے بڑا ہے۔ (فتح)

۳۳۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا أَحْفَظُ كَمَا قَالَ قَالَ هَاتِ إِنَّكَ لَجَرِيْءٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ

۳۳۲۱۔ ابو وائل سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم میں کون ایسا ہے جس کو یاد ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کہ فتنہ کے باب میں فرمائی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو بعینہ یاد ہے بغیر زیادتی اور نقصان کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لا تحقیق البتہ تم دلیر ہو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قصور مرد کا اس کے گھر والوں کے حق میں اور اس کے مال اور ہمسائے کے حق میں اس کو نماز اور صدقہ اور نیک بات بتلانا اور برے کام سے روکنا دور کر ڈالتا ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں یہ فتنہ مراد نہیں رکھتا بلکہ مراد میری وہ فتنہ ہے جو موج مارے گا جیسے دریا موج مارتا ہے یعنی مراد میری وہ حدیث ہے جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَتْ هٰذِهٖ وَلٰكِنِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ يُفْتَحُ الْبَابُ أَوْ يُكْسَرُ قَالَ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذَاكَ أَحْرٰى أَنْ لَّا يُغْلَقَ قُلْنَا عَلِمَ عُمَرُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا أَنَّ دُوْنَ غَدٍ اللَّيْلَةَ إِنِّيْ حَدَّثْتُهٗ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيْطِ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهٗ وَأَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَأَلَهٗ فَقَالَ مَنِ الْبَابُ قَالَ عُمَرُ.

میرے بعد سخت جھگڑے اور بہت لڑائیاں ہوں گی جن کا شر اور فساد لوگوں کو گھیر لے گا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المومنین تم کو اس کا کچھ ڈر نہیں کہ بے شک تمہارے اور اس کے درمیان دروازہ ہے بند کیا ہوا کھل جائے گا یا ٹوٹ جائے گا انہوں نے کہا نہیں بلکہ ٹوٹ جائے گا کہا یہ لائق تر ہے کہ نہ بند ہو ابو وائل کہتے ہیں کہ ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس دروازے کو جانتے تھے انہوں نے کہا ہاں جیسے رات کل سے نزدیک ہے یعنی جیسا اس کا یقین ہے کہ کل کی رات قریب تر ہے طرف ان کے کل سے ایسا ہی اس کا بھی ان کو یقین تھا بے شک بیان کی ہے میں نے ان سے ایسی حدیث جو پہلی یعنی چیستان نہیں یعنی یہ حدیث سچی ہے میں نے اپنی رائے سے نہیں کہی سو ہم ڈرے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھیں کہ کون مراد ہے دروازے سے اور ہم نے مسروق رضی اللہ عنہ کو حکم کیا انہوں نے ان سے پوچھا کہ دروازے سے کون مراد ہے انہوں نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

فائدہ: کتاب الصلوۃ میں نماز اور صدقہ کے ساتھ روزہ کا ذکر زیادہ کیا بعض شارحین کہتے ہیں کہ احتمال ہے کہ ہو ہر نماز سے اور جو اس کے ساتھ ہے اتارنے والی واسطے کل گناہوں کے واسطے ہر ایک کے ان میں سے اور احتمال ہے کہ ہو باب لف اور نشر سے بایں طور کہ نماز مثلا کفارہ ہے واسطے فتنے کے جو گھر والوں کے حق میں ہوا اور روزہ اولاد میں اور مراد ساتھ فتنے کے وہ چیز ہے کہ عارض ہو واسطے آدمی کے ساتھ ان لوگوں کے کہ مذکور ہوئے یا غافل ہوئے ساتھ ان کے یا ان کے سبب سے حرام چیز میں واقع ہو یا کسی فرض میں خلل ہو اور ابن ابی جمرہ نے کہا کہ مشکل ہے واقع ہونا کفارے کا ساتھ عبادتوں مذکور کے واسطے واقع ہونے کے حرام چیزوں میں اور خلل فرض کے اس واسطے کہ بندگیاں اس کو ساقط نہیں کرتیں پس اگر محمول کیا جائے اوپر واقع ہونے کے مکروہ میں اور خلل کے ساتھ مستحب کے تو نہیں مناسب ہے اطلاق تکفیر کا اور جواب التزام کرنا پہلی بات کا یعنی حرام چیز میں واقع ہونا اور فرض میں خلل کرنا اور حرام اور واجب سے اس چیز کا اترنا منع ہے جو کبیرہ ہو کہ اس میں اختلاف ہے اور لیکن گناہ صغیرہ پس نہیں اختلاف ان میں کہ وہ دور ہو جاتے ہیں واسطے دلیل اس آیت کے ﴿إِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ

سَیِّاٰتِکُمْ﴾ الآیۃ یعنی اگر تم کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرو تو ہم تمہارے گناہ دور کر ڈالیں گے اور اس کی کچھ بحث نماز میں گزر چکی ہے اور کہا زین بن منیر نے کہ فتنہ ساتھ اہل کے واقع ہوتا ہے میل کرنے سے طرف ان کی یا اوپر ان کی قسمت میں اور مقدم کرنے میں یہاں تک کہ ان کی اولاد میں اور جہت قصور کرنے سے بیچ ان حقوق کے جو واجب ہیں واسطے ان کے اور فتنہ ساتھ مال کے واقع ہوتا ہے بسبب باز رہنے کے ساتھ اس کے عبادت سے یا ساتھ روکنے اس کے کے اخراج من اللہ کے سے اور فتنہ ساتھ اولاد کے واقع ہوتا ہے ساتھ میل طبعی کے طرف اولاد کی اور مقدم کرنے اس کے کے ہر ایک پر اور فتنہ ہمسائے کا واقع ہوتا ہے ساتھ حسد کے اور باہم فخر کرنے کے اور مزاحم ہونے کے حقوق میں اور اہمال خبر گیری کے اور اسباب فتنے کے مذکورہ چیزوں میں بند نہیں اور لیکن خاص کرنا نماز وغیرہ مذکورات کا ساتھ کفارہ ہونے کے سوا اور عبادتوں کے تو اس میں اشارہ ہے طرف تعظیم قدر اس کے کی اس میں اس کی نفی نہیں کہ ان کے سوائے اور نیکیوں میں کفارے کی صلاحیت نہیں پھر تکفیر مذکورہ کو احتمال ہے کہ واقع ہو ساتھ نفس نیکیوں مذکورہ کے اور احتمال ہے کہ وہ ساتھ ہم وزن کرنے کے اور پہلی بات ظاہر تر ہے اور حدیث میں اگرچہ خاص مرد کا ذکر ہے لیکن عورت کا بھی یہی حکم ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ جو چیز اللہ سے باز رکھے وہ فتنہ ہے اور تکفیر عبادتوں مذکور کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کل عبادتوں کا یہی حال ہے اور تنبیہ کے ساتھ ان کی اور عبادتوں پر پس ذکر کیا عبادت افعال سے نماز اور روزے کو اور عبادت مال سے صدقے کو اور عبادت قول سے امر معروف کو اور یہ جو کہا کہ تجھ کو اس کا کچھ ڈر نہیں تو یہاں ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پیش کیے جائیں گے فتنے اوپر دلوں کے سو جو دل ان فتنوں سے انکار کرے گا اس میں نکتہ سفید پڑ جائے گا یہاں تک کہ ہوگا مثل سفید سنگ مرمر کے نہ ضرر کرے گا اس کو کوئی فتنہ اور جو دل اس کو پی جائے گا اس میں نکتہ سیاہ پڑ جائے گا یہاں تک کہ ہوگا سیاہ اور الٹا مانند کوزے کی نہ اچھی بات کا پہچانے گا اور نہ برے کام سے انکار کرے گا اور یہ جو کہا کہ تمہارے اور اس کے درمیان دروازہ ہے بند کیا ہوا تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس فتنے فساد سے تمہاری زندگی میں کچھ چیز نہ نکلے گی اور گویا کہ انہوں نے مثال دی فتنے کو ساتھ گھر کے اور مثال دی عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی کو دروازے اس کے کی کہ بند کیا ہوا ہے اور مثال دی ان کی موت کو ساتھ کھل جانے اس دروازے کے سو جب تک عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی موجود ہے تب تک اس گھر کا دروازہ بند ہے کوئی چیز گھر سے باہر نہ نکلے گی اور جب فوت ہو گئے تو یہ دروازہ کھل جائے گا اور جو اس گھر میں ہے سب باہر نکل آئے گا اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ یہ لائق تر ہے کہ نہ بند ہو اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ لائق تر ہے کہ نہ بند ہو قیامت تک اور یہ جو کہا کہ بلکہ ٹوٹ جائے گا تو ابن بطال نے کہا کہ یہ اس واسطے کہا کہ یہ عادت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بند ہونا تو درست دروازے میں ہوتا ہے اور لیکن جب ٹوٹ جائے تو نہیں ممکن ہے بند کرنا اس کا یہاں تک کہ درست ہو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو یہ بات کہی تو اس واسطے کہی کہ اعتماد کیا انہوں نے اس چیز پر کہ نزدیک ان کے تھی نصوص صریحہ سے بیچ واقع ہونے فتنوں کے

اس امت میں اور واقع ہونے لڑائی کے درمیان ان کے قیامت تک اورابو ذر رضی اللہ عنہ سے بھی حذیفہ رضی اللہ عنہ کے موافق مروی ہے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ قفل ہیں فتنوں کے جب تک یہ زندہ رہیں گے تب تک فتنے کا دروازہ بند ہے اور اسی طرح مروی ہے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے اور اگر کوئی کہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہاں سے معلوم کیا تھا کہ وہ دروازہ خود ہی ہیں تو کہا جائے گا ظاہر بات یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات نص سے معلوم کی تھی جیسا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے میں نے پہلے بیان کیا اور شاید حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی وہاں حاضر تھے اور بدء الخلق میں پہلے گزر چکا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا حدیث بیان کرتے تھے ابتداء پیدائش سے یہاں تک کہ داخل ہوئے بہشتی لوگ اپنی جگہوں میں اور اس باب میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث آئے گی تو انہوں نے کہا کہ میں زیادہ جاننے والا ہوں لوگوں میں واسطے ہر فتنے کے کہ ہونے والا ہے قیامت تک اور اگر کوئی کہے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کو پہچانتے تھے تو پھر اس میں شک کیوں کیا یہاں تک کہ ان سے پوچھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا واقع ہوتا ہے وقت سخت خوف کے یا شاید انہوں نے خوف کیا ہوگا کہ بھول گئے ہوں پس سوال کیا اس کو جو ان کو یاد دلائے اور یہی بات معتبر ہے اور یہ جو انہوں نے کہا کہ دروازہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں تو کرمانی نے کہا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ فتنے اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان دروازہ ہے تو کس طرح تفسیر کیا جائے گا دروازہ بعد اس کے کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں تو جواب یہ ہے کہ اول قول میں مجاز ہے اور مراد یہ ہے درمیان فتنے کے اور درمیان زندگی عمر رضی اللہ عنہ کے یا درمیان نفس عمر رضی اللہ عنہ کے اور درمیان فتنے کے بدن اس کا ہے اس واسطے کہ بدن غیر ہے نفس کا۔

تنبیہ: اکثر حدیثیں جو مذکور ہیں اس باب میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے لگا تار متعلق ہیں ساتھ پیشین گوئیوں کے یعنی جن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آئندہ ایسا ایسا ہوگا سو مطابق پیش گوئی کے واقع ہوا اور کچھ تھوڑی چیز ان میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں واقع ہوئی اور نہیں ان سب چیزوں میں وہ چیز جو نکلی اس سے مگر حدیث براء رضی اللہ عنہ کی بیچ نازل ہونے سکینت کے اور حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سراقہ کے قصے میں اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی اس کے حق میں جو مرتد ہوگیا تھا اور اس کو زمین نے قبول نہ کیا۔ (فتح)

۳۳۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ وَحَتّٰى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ صِغَارَ الْأَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ ذُلْفَ

۳۳۲۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ تم لڑو گے اس قوم سے جن کی جوتیاں بال کی ہیں اور یہاں تک کہ تم لڑو گے ترکوں سے چھوٹی آنکھوں والے سرخ منہ والے چپٹی ناکوں والے منہ ان کے جیسے ڈھالیں ہیں تہ بتہ ان پر چڑا جما یعنی ان کے منہ موٹے ہیں گول گول اور تم آدمیوں میں بہتر اس

الْاُنُوْفِ كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ وَتَجِدُوْنَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لِهٰذَا الْأَمْرِ حَتّٰى يَقَعَ فِيْهِ وَالنَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ وَلَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أَحَدِكُمْ زَمَانٌ لَأَنْ يَّرَانِيْ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ مِثْلُ أَهْلِهٖ وَمَالِهٖ.

کو پائے گا جو بہت نفرت رکھتا ہو اس خلافت سے یہاں تک کہ اس میں پڑے اور آدمیوں کا حال کانوں کا سا حال ہے جو ان لوگوں میں کفر کی حالت میں افضل تھے وہی لوگ اسلام میں بھی افضل ہیں اور بے شک کسی پر ایک زمانہ آئے گا کہ اس کو میرا دیکھنا محبوب تر ہو گا اس سے کہ ہو واسطے اس کے مثل اہل اس کے اور مال اس کے یعنی میرے دیکھنے کو زیادہ دوست رکھے گا اپنے اہل اور مال سے۔

فائدہ: یہ چاروں حدیثیں داخل ہیں نبوت کی نشانیوں میں واسطے خبر دینے حضرت ﷺ کے ان میں ساتھ اس چیز کے کہ فی الحال واقع نہیں ہوئی پھر مطابق اس کے واقع ہوئی جیسے حضرت ﷺ نے اس کی خبر دی خاص کر حدیث اخیر پس تحقیق ہر ایک صحابی بعد آپ ﷺ کی وفات کے دوست رکھتا تھا کاش کہ حضرت ﷺ کو دیکھتا اور گم کرتا اپنے اہل اور مال کو اور میں نے جو یہ بات کہی تو اس واسطے کہی کہ ہر ایک اصحاب کے پیچھے والوں سے ہمارے اس زمانے تک اسی طرح تمنا کرتا ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کو دیکھا ہوتا پس کیا حال ہے اصحاب کا باوجود بڑے ہونے قدر حضرت ﷺ کی نزدیک ان کے اور محبت ان کی کے ساتھ آپ ﷺ کے (فتح) مترجم کہتا ہے کہ شیخ کے زمانے سے ہمارے اس زمانے تک بھی سب مسلمانوں کا یہی حال ہے اور ہر ایک کی یہی تمنا ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کو دیکھا ہوتا گو اس کا اہل اور مال تباہ ہو جاتا پس یہ پیشین گوئی بڑی بھاری نشانی ہے حضرت ﷺ کی پیغمبری پر۔

۳۳۲۲۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا خُوْزًا وَّكَرْمَانَ مِنَ الْأَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ فُطْسَ الْأُنُوْفِ صِغَارَ الْأَعْيُنِ وُجُوْهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ تَابَعَهٗ غَيْرُهٗ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ.

۳۳۲۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ تم لڑو گے اہل خوز اور کرمان سے جو دو گروہ ہیں عجم کے سرخ منہ والے چپٹی ناکوں والے چھوٹی آنکھوں والے ان کے منہ جیسے ڈھالیں ہیں تہ بتہ ان کی جوتیاں بالوں کی ہیں۔

فائدہ: پہلی روایت میں گزر چکا ہے کہ تم لڑو گے ترکوں سے اور یہ مشکل ہے اس واسطے کہ خوز اور کرمان ترک کے شہروں سے نہیں خوز تو اہواز کے شہروں میں سے ہے اور وہ عراق عجم سے ہے اور لیکن کرمان پس وہ بھی شہر مشہور ہے عجم

کے شہروں سے درمیان خراسان اور ہند کے اور اشکال باقی ہے اور ممکن ہے کہ جواب دیا جائے کہ یہ حدیث اور ہے اور قتال ترک کی حدیث اور ہے اور جمع ہوگا ان سے انذار ساتھ نکلنے دونوں گروہوں کے بعض کہتے ہیں کہ شہران کے مشرق خراسان سے مغرب چین تک ہیں اور شمال ہند سے نہایت آبادی تک اور ان کے مونہوں کو ڈھال کے ساتھ اس واسطے تشبیہ دی کہ وہ چوڑی اور گول ہیں اور تہ بتہ کے ساتھ اس واسطے تشبیہ دی کہ وہ موٹے ہیں پر گوشت اور یہ جو کہا کہ ان کی جوتیاں بالوں کی ہیں تو مراد اس سے ان کے بالوں کا دراز ہونا ہے یہاں تک کہ ان کے بالوں کے سران کے پاؤں میں ہوں گے جوتیوں کی جگہ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ لوگ بالوں کو گوندھ کر جوتیاں بنائیں گے۔ (فتح)

۳۳۲۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنِيْ قَيْسٌ قَالَ أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ سِنِيْنَ لَمْ أَكُنْ فِيْ سِنِيَّ أَحْرَصَ عَلٰى أَنْ أَعِيَ الْحَدِيْثَ مِنِّيْ فِيْهِنَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ وَقَالَ هٰكَذَا بِيَدِهٖ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ وَهُوَ هٰذَا الْبَارِزُ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً وَّهُمْ أَهْلُ الْبَازِرِ.

۳۳۲۴۔ قیس سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تین سال حضرت ﷺ کے ساتھ رہا کہ نہ تھا میں اپنی باقی عمر میں حریص تر اپنے آپ سے اس پر کہ یاد کرلوں حدیث کو ان تین سال میں میں نے سنا حضرت ﷺ سے فرماتے تھے اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اس طرح کہ قیامت سے پہلے لڑو گے تم ایک قوم سے جن کی جوتیاں بالوں کی ہوں گی اور وہ یہ ظاہر ہیں اور سفیان نے ایک بار کہا کہ وہ یہ اہل بازر ہیں۔

فائدہ: قابسی نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ جو ظاہر ہونے والے ہیں واسطے لڑائی اہل اسلام کے یعنی جو مسلمان سے لڑیں گے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مراد اکراد ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد دیلم ہے اس واسطے کہ وہ دونوں ظاہر زمین میں بستے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ فارس کی زمین ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بارز ایک جگہ ہے قریب کرمان کے اس میں پہاڑ ہیں ان میں اکراد بستے ہیں اور تحقیق ظاہر ہوا مصداق حدیث کا اور اصحاب کے زمانے میں یہ حدیث مشہور تھی کہ چھوڑو ترک کو جب تک تم کو چھوڑیں اور ابو یعلی سے روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے عامل کا خط آیا کہ اس نے ترکوں کو لڑائی کر کے بھگایا تو معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات سے بہت ناراض ہوئے پھر اس کی طرف لکھا کہ ان سے نہ لڑنا یہاں تک کہ تجھ کو میرا حکم پہنچے پس تحقیق میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ ترک لوگ عرب کو وطن سے نکال دیں گے یہاں تک کہ پہنچائیں گے ان کو درخت اگنے کی جگہوں میں سو میں برا جانتا ہوں ان کے لڑنے کو واسطے اس حدیث کے اور لڑائی کی مسلمانوں نے ترک سے بیچ حکومت بنی امیہ کے اور ان کے اور مسلمانوں کے درمیان لڑائی بند تھی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ لڑائی کا دروازہ کھل گیا اور بہت ہوئے قیدی ان میں سے

اور رغبت کی بادشاہوں نے بیچ ان کے واسطے اس چیز کے کہ تھی ان میں سختی اور لڑائی سے یہاں تک کہ معتصم کا اکثر لشکر ترکوں ہی سے تھا پھر غالب ہوئے ترک ملک پر پس مار ڈالا انہوں نے اس کے بیٹے متوکل کو پھر اس کی اولاد کو بعد ایک دوسرے کے یہاں تک کہ مخلوط ہوئی سلطنت ویلم کی پھر سامانی بادشاہ بھی ترکوں ہی سے ہوئے پس مالک ہوئے عجم کے شہروں کے پھر غالب ہوا ان ملکوں پر خاندان سبکتگین کا پھر خاندان سلجوک کا اور دراز ہوئی سلطنت ان کی عراق اور شام اور روم تک پھر باقی تابعدار ان کے شام میں بادشاہ رہے اور وہ خاندان زنگی کا ہے پھر ان کے بعد ان کے تابعدار بادشاہ رہے اور وہ ایوب کا خاندان ہے اور انہوں نے بھی ترکوں سے بہتات چاہی پس غالب ہوئے ان کی سلطنت پر بیچ شہروں مصر کے اور شام کے اور حجاز کے اور خروج کیا اوپر خاندان سلجوق کے پانچویں صدی میں غزنی والوں نے سو خراب کیا انہوں نے شہروں کو اور فساد ڈالا انہوں نے آدمیوں میں پھر قائم ہوئی بڑی قیامت ساتھ اہل تاتار کے سو چھٹی صدی کے بعد چنگیز خان ظاہر ہوا تو اہل تاتار کے سبب سے دنیا میں آگ فتنے کی بھڑکی خاص کر تمام مشرق میں یہاں تک کہ کوئی شہر باقی نہ رہا مگر کہ ان کا فتنہ فساد اس میں داخل ہوا پھر بغداد کا شہر خراب ہوا اور قتل ہوا خلیفہ معتصم پچھلا ان کے سب خلیفوں کا ان کے ہاتھ پر ۶۵۶ھ میں پھر ہمیشہ رہا خاندان تاتار کا خراب کرتا ملک کو یہاں تک کہ سب سے پیچھے ان میں تمرلنگ بادشاہ ہوا سو داخل ہوا وہ شام کے شہروں میں اور ان میں گھوما اور اس نے دمشق کو جلایا یہاں تک کہ ہو گیا اجاڑ اور گرا ہوا اپنی چھتوں پر اور داخل ہوا روم اور ہند میں اور جو ان کے درمیان ہے اور دراز ہوئی مدت بادشاہت اس کے کی یہاں تک کہ اللہ نے اس کو لیا اور متفرق ہوئی اولاد اس کی اور ظاہر ہوا ساتھ تمام اس چیز کے کہ وارد کی میں نے مصداق حضرت ﷺ کی حدیث کا کہ قنطورا کی اولاد پہلے پہل میری امت سے ملک چھینے گی اور مراد قنطورا کی اولاد سے ترک تھے بعض کہتے ہیں کہ قنطورا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک لونڈی تھی یہ ترک سب اس کی اولاد ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ان سے حبشی ہیں اور مراد امت سے امت نسب کی ہے نہ امت دعوت کی یعنی عرب اور احرص افعل التفضیل ہے اور مفضل علیہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں لیکن دو اعتباروں سے پس افضل وہ مدت ہے جو تین برس ہیں اور مفضول باقی عمر ہے۔ (فتح)

۳۳۲۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا يَنْتَعِلُوْنَ الشَّعَرَ وَتُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوْهَهُمْ

۳۳۲۵۔ عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ قیامت سے پہلے تم ایک قوم سے لڑو گے جو بالوں کی جوتیاں پہنتے ہیں اور تم لڑو گے ایک قوم سے ان کے منہ جیسے ڈھالیں ہیں تہ بتہ ان پر جما ہوا چمڑا۔

الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ.

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

۳۳۲۶۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُوْدُ فَتُسَلَّطُوْنَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَّرَائِي فَاقْتُلْهُ.

۳۳۲۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ لڑیں گے تم سے یہود سو تم غالب ہو گے یہاں تک کہ پتھر کہے گا جس کے پیچھے یہودی چھپا ہوگا اے مسلمان یہ یہودی ہے میری آڑ میں سو تو اس کو مار ڈال۔

فائدہ: اور یہ یہود سے لڑنا اس وقت واقع ہوگا جب کہ دجال نکلے گا اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے جیسا کہ واقع ہوا ہے یہ صریح ابوامامہ کی حدیث میں بیچ قصے نکلنے دجال کے اور اترنے عیسیٰ علیہ السلام کے اور اس میں ہے کہ دجال کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے سب کے پاس تلواریں ہوں گی سو پائیں گے عیسیٰ علیہ السلام دجال کو نزدیک باب لد کے پس قتل کریں گے اس کو اور یہودی بھاگ جائیں گے پس نہ باقی رہے گی کوئی چیز جس کے پیچھے یہودی چھپا ہوگا مگر کہ اللہ اس چیز سے کلام کروائے گا پس کہے گا اے بندے اللہ کے یہ یہودی ہے پس آ اس کو مار ڈال مگر درخت غرقد کا نہ کہے گا کہ وہ یہود کے درختوں میں سے ہے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے ساتھ درازی کے اور اس حدیث میں ظاہر ہونا نشانیوں کا ہے نزدیک قائم ہونے قیامت کے کلام کرنے درخت اور پتھر وغیرہ بے جان چیزوں کے سے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ بے جان چیزیں حقیقتاً بولیں گی اور احتمال ہے کہ مراد مجاز ہو یعنی پتھر وغیرہ کے پیچھے چھپنا ان کو کچھ فائدہ نہ دے گا اور پہلی بات اولیٰ ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام قیامت تک باقی رہے گا اور یہ کہ جائز ہے خطاب کرنا ایک شخص سے اور مراد اس شخص سے وہ ہو جو اس کے طریقے پر ہے اس واسطے کہ خطاب اس حدیث میں اصحاب کے واسطے تھا اور مراد وہ لوگ ہیں جو آئیں گے بعد ان کے ساتھ زمانے دراز کے لیکن چونکہ اصل اسلام میں ان کے ساتھ شریک تھے تو مناسب ہوا کہ ان کو خطاب کیا جائے ساتھ اس کے۔ (فتح)

۳۳۲۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُوْنَ

۳۳۲۷۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں پر ایسا وقت ہوگا کہ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھیں گے کہ کوئی تم میں سے وہ شخص ہے جس نے حضرت ﷺ کو دیکھا ہو تو لوگ کہیں گے کہ ہاں تو ان کی فتح ہوگی پھر جہاد کریں گے تو ان

فَيَقَالُ لَهُمْ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يَغْزُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ.

سے پوچھیں گے کہ کوئی تم میں سے ایسا ہے جس نے حضرت ﷺ کے اصحاب کو دیکھا ہو یعنی تابعی ہو تو لوگ کہیں گے کہ ہاں تو ان کی فتح ہو گی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

۳۳۲۸۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ أَخْبَرَنَا سَعْدٌ الطَّائِيُّ أَخْبَرَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ أَتَاهُ آخَرُ فَشَكَا إِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيلِ فَقَالَ يَا عَدِيُّ هَلْ رَأَيْتَ الْحِيرَةَ قُلْتُ لَمْ أَرَهَا وَقَدْ أُنْبِئْتُ عَنْهَا قَالَ فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ قُلْتُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِي فَأَيْنَ دُعَّارُ طَيِّءٍ الَّذِينَ قَدْ سَعَّرُوا الْبِلَادَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى قُلْتُ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ قَالَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللَّهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ فَلَيَقُوْلَنَّ لَهُ أَلَمْ

۳۳۲۸۔ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت ﷺ کے پاس تھا کہ ناگہاں ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے آپ ﷺ کے پاس بھوک اور محتاجی کی شکایت کی پھر ایک اور آیا تو اس نے آپ ﷺ کے آگے رہزنی کی شکایت کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عدی رضی اللہ عنہ کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے میں نے کہا کہ میں نے اس کو نہیں دیکھا اور البتہ مجھ کو اس کی خبر پہنچی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیری زندگی لمبی ہوئی تو بے شک تو دیکھے گا اکیلی عورت شتر سوار کو کہ حج کے ارادے سے حیرہ سے چلے گی یہاں تک کہ کعبے کا طواف کرے گی نہ ڈرے گی کسی سے سوائے اللہ کے تو میں نے اپنے دل میں کہا سو کہاں جائیں گے بنوطی کے بدکار لوگ جنھوں نے شہروں میں لوٹ مار مچا رکھی ہے۔ اور اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو البتہ کھولیں جائیں گے بادشاہ ایران کے خزانے میں نے کہا کہ ایران کا بادشاہ ہرمز کا بیٹا مراد ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ہرمز کا بیٹا مراد ہے اور اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو بے شک تو دیکھے گا کہ مرد اپنی مٹھی بھرے سونے یا چاندی لے کر نکلے گا تلاش کرتا کہ کوئی محتاج اس کو لے سو نہ پائے گا کسی کو جو اس کو قبول کرے اور البتہ تم میں سے کوئی ایسا شخص اللہ سے ملے گا

أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُوْلًا فَيُبَلِّغَكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَقُوْلُ أَلَمْ أُعْطِكَ مَالًا وَّأُفْضِلْ عَلَيْكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَّمِيْنِهِ فَلَا يَرٰى إِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَّسَارِهِ فَلَا يَرٰى إِلَّا جَهَنَّمَ قَالَ عَدِيٌّ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ شِقَّ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَدِيٌّ فَرَأَيْتُ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ وَكُنْتُ فِيْمَنِ افْتَتَحَ كُنُوْزَ كِسْرٰى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا سَعْدَانُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُجَاهِدٍ حَدَّثَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيْفَةَ سَمِعْتُ عَدِيًّا كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جس دن کہ اس سے ملاقات ہوگی یعنی قیامت کے دن اور نہ ہوگا اس کے اور اللہ کے درمیان ترجمان جو درمیان میں ایک دوسرے کے بولے سمجھائے یعنی بلا واسطہ کلام ہوگا سو اللہ اس کو فرمائے گا کہ کیا میں نے تیرے پاس کوئی پیغمبر نہیں بھیجا کہ تجھ کو میرا حکم پہنچائے تو وہ کہے گا کہ کیوں نہیں تیرے پیغمبر نے تیرا حکم پہنچایا پھر فرمائے گا اللہ تعالی کہ کیا میں نے تجھ کو مال اور اولاد نہیں دی تھی اور تجھ پر فضل اور کرم نہیں کیا تو وہ کہے گا کہ کیوں نہیں تو نے سب کچھ مجھ کو دیا پھر نظر کرے گا اپنی داہنی طرف تو سوائے دوزخ کے کچھ نہ دیکھے گا اور اپنی بائیں طرف نظر کرے گا تو سوائے دوزخ کے کچھ نہ دیکھے گا عدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بچو لوگو! دوزخ سے اگرچہ آدھی کھجور ہی دیکر سہی اور جس کو آدھی کھجور نہ ملے تو وہ نیک بات کہہ کر دوزخ سے بچے عدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک عورت شتر سوار کو دیکھا کہ حیرہ سے چل کر کعبے کا طواف کرتی ہے نہیں ڈرتی کسی سے سوائے اللہ کے اور جنہوں نے بادشاہ ایران کا خزانہ فتح کیا ان میں میں بھی تھا اور اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو البتہ تم دیکھو گے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد مٹھی بھر لے کر نکلے گا۔ محل بن خلیفہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے عدی رضی اللہ عنہ سے کہ تھا میں نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

فائدہ: حیرہ ایک شہر ہے عرب کے بادشاہوں کا جو ایران کے بادشاہ کے ماتحت تھا اور اس دن ان کا بادشاہ وہاں آیا تھا جو کسریٰ کے ماتحت تھا اور کسریٰ لقب ہے فارس کے بادشاہ کا جو وہاں بادشاہ ہو اور اس کو کسریٰ کہتے ہیں لیکن یہ گفتگو کسریٰ بن ہرمز کے زمانے میں تھی اس واسطے عدی رضی اللہ عنہ نے اس کو سمجھنا چاہا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا عدی رضی اللہ عنہ نے یہ واسطے عظمت کسریٰ کے بیچ نفس اس کے کے اس وقت یعنی اس کو تعجب آیا کہ اتنا بڑا بادشاہ کیوں کر مارا جائے گا اور یہ جو کہا کہ اس کو قبول نہ کرے گا تو یہ واسطے نہ ہونے فقیروں کے ہے اس زمانے میں یعنی کسی کو مال کی حاجت نہ

ہوگی اور بعض کہتے ہیں کہ یہ بات عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں واقع ہوگی اور بعض کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں یہ بات ہو چکی ہے کہ ان کے زمانے میں سب لوگ مالدار ہو گئے تھے کسی کو حاجت نہ رہی تھی مرد بہت سا مال لیکر نکلا تھا کہ کسی محتاج کو دے سو نہ پاتا تھا کسی کو جو اس کو قبول کرے اور اس کے ساتھ یقین کیا ہے بیہقی نے اور نہیں شک ہے اس احتمال کے راجح ہونے میں واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ اگر تیری زندگی دراز ہوئی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عورت کو تنہا سفر کرنا درست ہے اور اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

۳۳۲۹۔ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ شُرَحْبِيْلٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلٰى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطُكُمْ وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ إِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلٰى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيْتُ خَزَائِنَ مَفَاتِيْحِ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ بَعْدِي أَنْ تُشْرِكُوْا وَلٰكِنْ أَخَافُ أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا.

۳۳۲۹۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ﷺ باہر نکلے سو جنگ احد کے شہیدوں پر نماز پڑھی مانند نماز پڑھنے آپ ﷺ کی کے مردے پر یعنی جیسے مردے کا جنازہ پڑھا جاتا ہے پھر منبر کی طرف پھرے سو فرمایا کہ میں تمہارے واسطے ہراول اور پیشوا ہوں یعنی مجھ کو سفر آخرت کا قریب ہے تمہاری مغفرت کا سامان درست کرنے جاتا ہوں اور تمہارا گواہ ہوں قیامت میں اور میں البتہ اللہ کی قسم اپنے حوض کوثر کو اب دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں ہیں یعنی میری امت کا سب ملکوں میں عمل ہو گا اور قسم ہے اللہ کی میں تم پر اس سے نہیں ڈرتا تم مشرک ہو جاؤ گے میرے بعد لیکن اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا کے لالچ میں کہیں نہ پڑو اور آپس میں حسد نہ کرنے لگو۔

فائدہ: اس میں ڈرانا ہے واسطے اس چیز کے کہ عنقریب واقع ہوگی سو واقع ہوا جیسے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد ملک فتح ہوئے اور غنیمت کے مال ہاتھ آئے اور رجوع کیا امر نے طرف اس کی کہ آپس میں حسد کرنے لگے اور آپس میں لڑنے لگے اور واقع ہوئی وہ چیز کہ مشاہد اور محسوس ہے واسطے ہر ایک کے اس قسم سے کہ شاہد ہے ساتھ مصداق خبر حضرت ﷺ کے اور واقع ہوا ہے اس حدیث میں خبر دینا حضرت ﷺ کا کہ وہ امت کے پیشوا ہیں اور اسی طرح ہوا اور یہ کہ آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے بعد مشرک نہ ہوں گے سو اسی طرح ہوا اور واقع ہوئی وہ چیز کہ ڈرایا تھا ساتھ اس کے دنیا میں لالچ کرنے سے اور ایک روایت میں جو پہلے گزر چکی یہ ہے کہ مجھ کو تم پر محتاجی کا ڈر نہیں لیکن میں ڈرتا ہوں اس سے کہ تم پر دنیا کی کشایش ہو جیسے تم سے پہلوں پر کشایش ہوئی سو واقع ہوا مطابق اس کے اور کھولی گئیں اوپر ان کے دنیا کی بہت کشائشیں اور گرائی گئی ان پر دنیا گرانا۔ (فتح)

٣٣٣٠۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أُطُمٍ مِّنَ الْأَطَامِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرٰى إِنِّيْ أَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ مَوَاقِعَ الْقَطْرِ.

٣٣٣٠۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے ایک ٹیلے کے اوپر سے جھانکا سو فرمایا کہ کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں میں دیکھتا ہوں تمہارے گھروں کے اندر فتنہ فساد پڑنے کی جگہوں کو جیسے مینہ گرنے کے مقامات معلوم ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی۔

٣٣٣١ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ أَبِيْ سُفْيَانَ حَدَّثَتْهَا عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَّقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَّدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذَا وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ وَبِالَّتِيْ تَلِيْهَا فَقَالَتْ زَيْنَبُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ.

٣٣٣١۔ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے گھبرائے ہوئے فرماتے تھے نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اللہ کے خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چلی یاجوج ماجوج کی دیوار سے آج کھل گیا اس کے برابر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کا حلقہ بنایا یعنی اس حلقے کے برابر اس دیوار میں سوراخ ہو گیا تو زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ بھی ہوں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جب کہ بدکاری غالب ہو جائے گی یعنی جب بدکاری عالم میں کثرت سے ہو اور نیک لوگ کم ہوں تو نیک اور بدکل ہلاک ہو جاتے ہیں۔

٣٣٣٢۔ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَتْنِيْ هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَآئِنِ وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ.

٣٣٣٢۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سبحان اللہ آج کی رات کیا ہے رحمت کے خزانے اترے ہیں اور آج کی رات کیا ہے فتنے فساد نازل ہوئے ہیں۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح بھی فتن میں آئے گی۔

٣٣٣٣۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ عَبْدِ

٣٣٣٣۔ عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ اپنے باپ عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میں تجھ کو

الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِیْ إِنِّیْ أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَتَتَّخِذُهَا فَأَصْلِحْهَا وَأَصْلِحْ رُعَامَهَا فَإِنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ تَكُوْنُ الْغَنَمُ فِیْهِ خَیْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ یَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ أَوْ سَعَفَ الْجِبَالِ فِیْ مَوَاقِعِ الْقَطْرِ یَفِرُّ بِدِیْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ.

دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں کو دوست رکھتے ہو اور ان کو معاش کے واسطے پالتے ہو سو سنوارا کرو ان کو اور پاک کیا کرو ان کے ناک کے پانی کو یعنی ان کی تیمارداری اچھی طرح کیا کرو سو بے شک میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پھرے گا چرانے کو پہاڑیوں کی چوٹیوں پر اور مینہ برسنے کے مقامات پر اپنا دین لے کر بھاگے گا فسادوں کے سبب سے۔

فائدہ: اس کی شرح فتن میں آئے گی۔

٣٣٣٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ الْأُوَیْسِیُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیْمُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَیْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ وَأَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ الْقَآئِمِ وَالْقَآئِمُ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ وَمَنْ یُّشْرِفْ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ وَمَنْ وَّجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْیَعُذْ بِهٖ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُطِیْعِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ نَّوْفَلِ بْنِ مُعَاوِیَةَ مِثْلَ حَدِیْثِ أَبِیْ هُرَیْرَةَ هٰذَا إِلَّا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ یَّزِیْدُ مِنَ الصَّلَاةِ صَلَاةٌ مَّنْ فَاتَتْهُ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهٗ وَمَالَهٗ.

٣٣٣٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب فتنے فساد ہوں گے جن میں بیٹھا شخص بہتر ہو گا کھڑے سے اور کھڑا بہتر ہو گا چلنے والے سے اور چلنے والا بہتر ہو گا دوڑنے والے سے جو اس کو جھانکے گا تو وہ اس کو کھینچ لے گا اور جو کوئی پناہ کا مقام یا بچاؤ کی جگہ پائے تو چاہیے کہ اس سے پناہ میں آ جائے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جس کی عصر کی نماز جاتی رہے تو جیسے اس کا اہل اور مال چھن گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی فتن میں آئے گی۔

۳۳۳۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتَكُونُ أَثَرَةٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ تُؤَدُّونَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ وَتَسْأَلُونَ اللَّهَ الَّذِي لَكُمْ.

۳۳۳۵۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عنقریب ہے کہ غیروں کو تم پر تقدیم ہو گی اور ہوں گے وہ کام جو تم کو برے معلوم ہوں گے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر ہم کو کیا حکم ہے فرمایا جو تم پر حاکم کی فرمانبرداری کا حق ہے اس کو ادا کرنا اور اپنا حق اللہ سے مانگنا۔

فائدہ: اس کی شرح بھی فتن میں آئے گی۔

۳۳۳۶۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْلِكُ النَّاسَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوهُمْ قَالَ مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ.

۳۳۳۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہلاک کرے گا لوگوں کو قریش کا یہ قبیلہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ پھر ہم کو کیا ارشاد ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ ان سے گوشہ گیری کریں تو بہتر ہے۔

۳۳۳۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ يَقُولُ هَلَاكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ غِلْمَةٌ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُسَمِّيَهُمْ بَنِي فُلَانٍ وَبَنِي فُلَانٍ.

۳۳۳۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھ سے ہو گی مروان نے کہا کہ کیا لڑکوں کے ہاتھ پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو ان کے نام لوں کہ وہ لوگ فلانے کی اولاد اور فلانے کی اولاد ہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مروان نے کہا کہ ان پر اللہ کی لعنت ہو۔

٣٣٣٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُوْلُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّا كُنَّا فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَّشَرٍّ فَجَآءَنَا اللهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ قَالَ قَوْمٌ يَّهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا فَقَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِيْ إِنْ أَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ.

٣٣٣٨۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ حضرت ﷺ سے خیر پوچھا کرتے تھے یعنی نیک کام تا کہ اس کو بجا لائیں یا وسعت رزق سے کہ اس سے خوش ہوں اور میں آپ ﷺ سے شر کا حال پوچھا کرتا تھا یعنی گناہ کا یا فتنے کا اس ڈر سے کہ مجھ کو پائے تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم جاہلیت اور بدی میں تھے پھر اللہ ہمارے پاس یہ خیر لایا یعنی اسلام آپ ﷺ کی برکت سے سو کیا اس نیکی کے بعد کوئی بدی بھی ہونے والی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے کہا کیا اس برائی کے پیچھے بھلائی ہوگی حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں اور اس خیر میں سیاہی ہوگی یعنی کوئی نیکی بدی سے خالص نہ ہوگی میں نے کہا اس کی سیاہی کیا ہے فرمایا مراد اس سے پیدا ہونا ایسی قوم کا ہے کہ میرے طریقے کے سوا اور طریقہ اختیار کریں گے کہ تو ان میں نیک اور بد کام دیکھے گا یعنی نیک کام اور برے کام دونوں ان میں جمع ہوں گے بسبب مخلوط ہونے خیر اور شر کے میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس خیر کے بعد بھی بدی ہو گی فرمایا ہاں بلانے والے ہوں گے لوگوں کو دوزخ کے دروازوں پر کھڑے یعنی لوگوں کو گمراہی کی طرف بلائیں گے جو ان کا کہا مانے گا اور دوزخ کی طرف جائے گا تو اس کو دوزخ میں ڈال دیں گے میں نے کہا یا حضرت ﷺ ان کا حال ہم سے بیان کیجیے یعنی کیا وہ ہم میں سے ہوں گے یا غیر سے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہماری قوم سے ہوں گے یا ہمارے اہل بیت سے ہوں گے اور ہماری زبان میں کلام کریں گے یعنی عربی زبان میں یا لوگوں کو قرآن وحدیث سنائیں گے میں نے کہا پھر ہم کو کیا حکم ہے یعنی اگر وہ وقت

مجھ کو پائے تو میں کیا کروں فرمایا لازم پکڑ مسلمانوں کی جماعت کو اور ان کے اماموں کو میں نے کہا کہ اگر ان کے واسطے جماعت اور امام نہ ہوں تو پھر کیا کروں فرمایا کنارے اور علیحدہ ہو جانا سب فرقوں سے یعنی ایسے وقت میں گوشہ گیری بہتر ہے اگرچہ تو چبائے جڑ درخت کی یعنی اگرچہ حاصل ہو یہ گوشہ گیری ساتھ پناہ ڈھونڈنے کی جنگل میں یہاں تک کہ پہنچے تجھ کو موت اور تم اس حالت پر ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی فتن میں آئے گی۔

٣٣٣٩ ۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ إِسْمَاعِیْلَ حَدَّثَنِیْ قَیْسٌ عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَعَلَّمَ أَصْحَابِی الْخَیْرَ وَتَعَلَّمْتُ الشَّرَّ.

٣٣٣٩۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے اصحاب نے نیکی سیکھی اور میں نے بدی سیکھی یعنی میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنے فساد کے حالات سیکھے۔

٣٣٤٠۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ.

٣٣٤٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ آپس میں لڑیں گے دو بڑے گروہ دونوں کا دعوی ایک ہی ہوگا۔

فائدہ: اور تحقیق ظاہر ہوا مصداق اس حدیث کا بیچ اخیر زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس نکلا مسیلمہ کذاب یمامہ میں اور اسود عنسی یمن میں پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں طلیحہ بن خویلد بنی اسد کی قوم میں نکلا اور سجاح بنی تمیم کی قوم میں نکلی اور اسود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مارا گیا اور مسیلمہ کذاب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مارا گیا اور طلیحہ نے توبہ کی اور اسلام پر فوت ہوا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور منقول ہے کہ سجاح نے بھی توبہ کی اور ان کی خبریں مشہور ہیں تواریخ والوں میں پھر ان چاروں کے بعد پہلے پہل جوان میں سے نکلا مختار ثقفی ہے غالب ہوا کوفہ پر بیچ ابتدائے خلافت ابن زبیر کے پس ظاہر کی اس نے محبت اہل بیت کی اور بلایا لوگوں کو طرف طلب قاتلوں حسین رضی اللہ عنہ کے پس قتل کیا اس نے بہت لوگوں کو اس میں سے جنہوں نے اپنے ہاتھ سے یہ کام کیا یا اس پر مدد کی سو دوست رکھا اس کو لوگوں نے پھر شیطان کے بہکانے سے اس نے پیغمبری کا دعوی کیا اور گمان کیا کہ اس کے پاس جبرائیل علیہ السلام آتے

ہیں اور قتل ہوا بعد سن ساٹھ ہجری کے اور ایک ان میں سے حارث کذاب ہے جو عبدالملک بن مروان کی خلافت میں نکلا اور قتل ہوا اور نکلا ایک گروہ بنی عباس کی خلافت میں اور نہیں مراد حدیث میں جو مطلق نبوت کا دعوی کرے کہ وہ کثرت کے سبب سے گنے نہیں جاتے اور واسطے کہ اکثر کو ان میں سے یہ خیال جنوں یا سودا سے پیدا ہوا اور سوائے اس کے نہیں کہ مراد اس سے وہ شخص ہے کہ قائم ہو واسطے اس کے دبدبہ اور شوکت اور ظاہر ہو واسطے اس کے شبہ جیسا کہ ہم نے بیان کیا اور تحقیق ہلاک کیا اس کو اللہ تعالی نے جو ان میں سے پیدا ہوا اور جو باقی ہے اس کو بھی ان کے ساتھ ملائے گا اور ان سب میں پچھلا دجال اکبر ہے اور اس کا مفصل بیان آئندہ آئے گا۔ (فتح)

حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَيَكُوْنَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَّلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبًا مِّنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ لڑیں گے دو بڑے گروہ پس واقع ہو گی درمیان ان کے بڑی لڑائی دونوں کا دعوی ایک ہو گا اور نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ پیدا ہوں گے دجال بڑے جھوٹے قریب تیس کے ہر ایک ان میں سے یہی گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

فائدہ: مراد اس حدیث سے لشکر علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے جب کہ دونوں کے درمیان مقام صفین میں لڑائی ہوئی اور دونوں کا دین ایک تھا یعنی اسلام یا مراد یہ ہے کہ ہر ایک ان دونوں میں سے دعوی کرے گا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا بیان یوں ہے کہ تھے علی مرتضی رضی اللہ عنہ وہاں امام مسلمانوں کے اور ان میں افضل اس دن ساتھ اتفاق اہل سنت کے اور اس واسطے کہ اہل حل اور عقد نے ان سے بیعت کی بعد شہید ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور باز رہے ان کی بیعت سے معاویہ رضی اللہ عنہ سمیت اہل شام کے پھر نکلے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ ساتھ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے طرف عراق کی اور بلایا لوگوں کو طرف طلب کرنے قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے تاکہ ان سے قصاص لیا جائے اس واسطے کہ ان میں سے اکثر علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے مل گئے تھے تو انہوں نے اس باب میں علی رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کرو علی رضی اللہ عنہ نہ مانے مگر بعد قائم ہونے دعوی کے ولی مقتول سے اور بعد ثابت ہونے اس دعوی کے اس شخص پر جو خود اس میں شامل ہوا اور واقع ہوا درمیان ان کے جو آئندہ آئے گا کتاب الفتن میں ان شاء اللہ تعالی اور کوچ کیا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے طرف اہل شام کے ان کو اپنی فرمانبرداری کی طرف بلاتے تھے اور ان کو قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے شبہ کا جواب دیتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزری تو کوچ کیا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ اہل شام کے تو ملے دونوں

آپس میں مقام صفین میں درمیان شام اور عراق کے تو واقع ہوئی درمیان ان کے لڑائی بڑی جیسا کہ حضرت ﷺ نے اس کی خبر دی اور آخر کار معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل شام سمیت حکم مقرر کرنے کی درخواست کی جب کہ علی رضی اللہ عنہ ان پر غالب ہوئے پھر پلٹے علی رضی اللہ عنہ طرف عراق کے تو خروج کیا ان پر حروریہ نے یعنی خارجیوں نے پس قتل کیا ان کو علی رضی اللہ عنہ نے مقام نہروان میں پھر اس کے بعد شہید ہوئے پھر ان کے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ لشکر لے کر شام کی طرف نکلے اور ادھر سے معاویہ رضی اللہ عنہ لشکر لے کر نکلے پس واقع ہوئی درمیان ان کے صلح جیسے کہ حضرت ﷺ نے اس کی خبر دی تھی ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو فتن میں آئے گی کہ اللہ ان کے سبب سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرے گا اور اس کا مفصل بیان آئندہ آئے گا۔ (فتح)

۳۳٤۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قِسْمًا أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْدِلْ فَقَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَّعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَّمْ أَكُنْ أَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِّيْ فِيْهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَّحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ إِلٰى نَصْلِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى رِصَافِهِ فَمَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى نَضِيِّهِ وَهُوَ قِدْحُهُ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى قُذَذِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ

۳۳٤۱۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس تھے اور آپ ﷺ کچھ مال بانٹتے تھے کہ ایک شخص ذوالخویصرہ نامی آپ ﷺ کے پاس آیا اور وہ مرد تھا بنی تمیم کی قوم سے تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ عدل کرو یعنی برابر بانٹو ہم کو بھی دو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ پر خرابی پڑے کون انصاف کرے گا جب کہ میں نے انصاف نہ کیا البتہ تجھ پر نقصان اور خسارہ پڑے اگر میں نے انصاف نہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر حکم ہو تو اس منافق کو مار ڈالوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اور دور کرو بے شک اس کے چند ساتھی ہوں گے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی نماز کو ان کی نماز سے حقیر اور ناچیز جانے گا اور اپنے روزے کو ان کے روزے سے ناچیز سمجھے گا وہ لوگ قرآن کو پڑھیں گے ان کی ہنسلیوں سے نیچے نہ اترے گا یعنی دل میں قرآن کا کچھ اثر نہ ہوگا وہ لوگ دین سے نکل جائیں گے جیسے نکل جاتا ہے تیر نشانے سے اس کے پھل کو دیکھے تو کچھ خون کا اثر نہ پائے پھر اس کی نوک کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے پھر اس کے تیر کی لکڑی کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے پھر تیر کے پر کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے تیر پار نکل

شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ اٰيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدٰى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَيَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ فَأَشْهَدُ أَنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهٗ فَأَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَأُتِيَ بِهٖ حَتّٰى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ نَعَتَهٗ.

گیا پیٹ کے گوبر اور خون سے یعنی جیسے پار ہوئے تیر میں جانور کا کچھ اثر لگا نہیں تھا اسی طرح اس قوم میں اسلام کا کچھ اثر باقی نہ رہے گا اس قوم کی پہچان یہ ہے کہ ایک مرد اس میں سیاہ ہوگا جس کا ایک بازو جیسے عورت کی چھاتی یا جیسے گوشت کا لوتھڑا کہ جنبش کیا کرے گا لوگوں کے پھوٹ کے زمانے میں ظاہر ہوں گے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑائی کی یعنی اور ان کو قتل کیا اور میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سو حکم کیا علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ تلاش کرنے اس آدمی کے سو اس کو لایا گیا یہاں تک کہ میں نے اس کو دیکھا موافق اس نشانی کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے بیان فرمائی تھی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ نے اس کے مارنے کی اجازت چاہی تھی اور اس میں مخالفت نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ دونوں نے اجازت چاہی ہو اور یہ جو فرمایا کہ ان کے گلوں سے تلے نہیں جائے گا تو مراد یہ ہے کہ ان کے دل اس کو نہ سمجھ سکیں گے اور محمول کریں گے اس کو اس کے غیر مراد پر اور احتمال ہے کہ ان کہ تلاوت اللہ کی طرف نہیں چڑھے گی اور یہ جو کہا کہ دین سے نکل جائیں گے تو اگر دین سے مراد اسلام ہے تو وہ حجت ہے واسطے اس کے جو خارجیوں کو کافر کہتا ہے اور اس احتمال کی کہ مراد دین سے طاعت ہو پس نہ ہوگی اس میں حجت اور اس حدیث میں تشبیہ دی ہے نکلنے ان کے کو دین سے ساتھ تیر کے جو شکار کو پہنچے اور اس میں گھس جائے اور اس سے پار نکل جائے اور نہایت جلد نکلنے اس کے سے واسطے قوت تیر انداز کے نہیں لگتی ساتھ اس کے شکار کے بدن سے کچھ چیز اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قتل کرے گا ان کو وہ گروہ جو حق کے نزدیک ہوگا اور اس حدیث میں کہ قتل کرے گا عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ دلالت ظاہرہ ہے اس پر کہ علی رضی اللہ عنہ اور ان کا لشکر حق پر تھے اور جو ان کے ساتھ لڑے یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کا لشکر وہ خطا پر تھے اپنی تاویل میں۔ (فتح)

۳۳٤۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا

۳۳٤۲۔ سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کروں تو البتہ آسمان سے گرنا میرے نزدیک زیادہ تر پیارا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَآءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَأْتِيْ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَآءُ الْأَسْنَانِ سُفَهَآءُ الْأَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِّمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

پر جھوٹ مارنے سے اور اگر میں حدیث بیان کروں اس چیز میں کہ میرے اور تمہارے درمیان ہے تو بے شک لڑائی فریب ہے میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ ایک قوم پیدا ہوگی اخیر زمانے میں کم عمر ناقص عقل کلام کریں گے بہتر لوگوں کا سا کلام یعنی قرآن کو پڑھیں گے نکل جائیں گے اسلام سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے ایمان نہ اترے گا ان کے نرخروں کے نیچے یعنی ان کے دل میں ایمان کا کچھ اثر نہ ہوگا سو جہاں کہیں تم ان سے ملو تو ان کو قتل کرو سو البتہ ان کو قتل کرنے میں قتل کرنے والے کے لیے ثواب ہے قیامت کے دن میں۔

فائدہ: اور پہلے پہل ان خارجیوں نے یہ بات کہی تھی کہ نہیں حکم ہے مگر واسطے اللہ کے اور نکالا انہوں نے اس کو قرآن سے اور محمول کیا اس کو اس کے غیر محمل پر۔ (فتح)

٣٣٤٣۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَّهُ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ قُلْنَا لَهُ أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ لَنَا قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهِ فَيُجَآءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ وَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ أَوْ عَصَبٍ وَّمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ

٣٣٤٣۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے پاس گلہ کیا یعنی مشرکین کی تکلیف کا اور آپ ﷺ کعبے کے سائے میں اپنی چادر سر کے نیچے رکھے تھے سو ہم نے کہا کہ کیا آپ ﷺ ہمارے واسطے اللہ سے مدد نہیں مانگتے کیا ہمارے واسطے اللہ سے دعا نہیں کرتے کہ اللہ کفار کے غلبے سے نجات دے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم سے اگلی امتوں میں ایک مرد ہوتا تھا اس کے واسطے زمین میں گڑھا کھودا جاتا تھا پھر اس میں کھڑا کیا جاتا تھا پھر آرا لا کر اس کے سر پر رکھا جاتا تھا اور اس کا بدن چیر کا دو ٹکڑے کر دیا جاتا تھا ایسی سختی بھی اس کو اپنے دین سے نہیں روکتی تھی اور اس کا گوشت ہڈی اور پٹھے تک لوہے کی کنگھی سے نوچے جاتے تھے ایسی مصیبت بھی اس کو اپنے دین سے نہیں روک سکتی تھی اور قسم ہے اللہ کی

صَنْعَآءَ إِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ أَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ.

البتہ پورا اور کامل ہوگا یہ دین یہاں تک کہ چلے گا سوار شہر صنعا سے حضرموت کے شہروں تک سوائے اللہ کے کسی سے نہ ڈرے گا اور نہ خوف کرے گا اپنی بکری پر مگر بھیڑیے سے لیکن تم جلدی کرتے ہو۔

فائدہ: یعنی کیوں بے صبری اور جلدی کرتے ہو تم اگلے دینداروں پر تو ایسی ایسی مصیبتیں گزریں کہ ان کے گوشت نوچے گئے اور چیر ڈالے گئے تم پر تو ایسی سختی کبھی نہیں ہوئی صبر کرو دین کا غلبہ ہوگا اور ملک میں ایسا امن ہوگا کہ دور تک اکیلا سوار بے خوف چلا جائے گا صنعا اور حضرموت کے درمیان پانچ دن کی راہ ہے اور مراد صنعا یمن کا ہے۔

٣٣٤٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ أَنْبَأَنِيْ مُوْسٰى بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهٗ فَأَتَاهُ فَوَجَدَهٗ جَالِسًا فِيْ بَيْتِهٖ مُنَكِّسًا رَأْسَهٗ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوْسٰى بْنُ أَنَسٍ فَرَجَعَ الْمَرَّةَ الْآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيْمَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهٗ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنْ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

٣٣٤٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو گم پایا یعنی کئی دن ان کو مجلس میں نہ دیکھا تو فرمایا کہ کیا حال ہے ثابت رضی اللہ عنہ کا تو ایک مرد یعنی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کا حال معلوم کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرض کرتا ہوں تو وہ ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ان کو اپنے گھر میں اوندھا سر کیے بیٹھا پایا یعنی ان کو غمناک پایا سو انہوں نے کہا کہ کیا حال ہے تمھارا؟ کہا برا حال ہے میرا وہ اپنی آواز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند کرتے تھے تو ان کا عمل اکارت ہوا اور وہ دوزخیوں سے ہے تو انھوں نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ ثابت رضی اللہ عنہ نے ایسا ایسا کہا سو پھرے وہ دوسری بار ساتھ بشارت بڑی کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ تم دوزخیوں سے نہیں تم بہشتیوں سے ہو۔

فائدہ: اسماعیلی نے کہا کہ اس حدیث کو علامات نبوت میں لانا اس وقت تمام ہوتا ہے جب کہ اس کے ساتھ دوسری حدیث ملائی جائے جو پہلے جہاد میں گزر چکی ہے بَابُ التَّحَنُّطِ عِنْدَ الْقِتَالِ میں پس تحقیق اس میں ہے کہ ثابت رضی اللہ عنہ یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے یعنی اور ظاہر ہوا ساتھ اس کے مصداق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا کہ وہ بہشتیوں سے ہیں میں کہتا ہوں کہ شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی اشارہ کرنا اس واسطے کہ

مخرج دونوں حدیثوں کا ایک ہے پھر مجھ پر ظاہر ہوا کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بیچ بعض طریقوں حدیث نزول اس آیت کے ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ یعنی اے ایمان والو نہ بلند کرو اپنی آوازوں کو پیغمبر ﷺ کی آواز پر اور وہ یہ ہے کہ جب یہ آیت اتری تو ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ نے ہم کو منع کیا ہے کہ اپنی آوازوں کو حضرت ﷺ کی آواز پر بلند کریں اور میں اپنی آواز کو حضرت ﷺ کی آواز سے بلند کیا کرتا تھا پس میں دوزخیوں سے ہوں سو غمناک ہو کر اپنے گھر میں بیٹھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم راضی نہیں کہ زندہ رہے سعید اور فوت ہو شہید اور داخل ہو بہشت میں سو جب یمامہ کی لڑائی کا دن ہوا یعنی جو مسیلمہ کذاب سے ہوئی تھی تو مسلمانوں کو شکست ہوئی تو ثابت اپنی جگہ پر قائم رہے اور لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہوئے اور اگر کوئی کہے کہ یہ آیت ۹ھ میں نازل ہوئی بہ سبب اقرع بن حابس وغیرہ کے اور سعید بن عبادہ رضی اللہ عنہ ۵ھ میں فوت ہو گئے تھے تو کہا جائے گا کہ ممکن ہے کہ جمع کرنا بایں طور کہ جو ثابت رضی اللہ عنہ کے قصے میں اترا تھا وہ مجرد آواز کا بلند کرنا تھا اور جو اقرع کے قصے میں اترا ہے وہ اول سورہ کا تھا اور وہ آیت ہے ﴿لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ الاية۔ (فتح)

۳۳۴۵۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَرَاَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِی الدَّارِ الدَّابَّةُ فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ فَسَلَّمَ فَإِذَا ضَبَابَةٌ اَوْ سَحَابَةٌ غَشِيَتْهُ فَذَكَرَهٗ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْرَاْ فُلَانُ فَإِنَّهَا السَّكِيْنَةُ نَزَلَتْ لِلْقُرْآنِ اَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ.

۳۳۴۵۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے سورہ کہف پڑھی اور گھر میں چوپایہ تھا یعنی گھوڑا تو وہ بدکنے لگا تو اس نے سلام پھیرا تو ناگہاں اس نے دیکھا کہ ایک بدلی نے اس کو ڈھانک لیا تو انہوں نے اس کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پڑھا کر اے فلانے پس تحقیق وہ تسکین ہے کہ قرآن کے پڑھنے کے واسطے اتری۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی اور سکینہ ایک مخلوق ہے اللہ کی کہ اس میں رحمت اور چین ہے اور اس کے ساتھ فرشتے ہیں۔ (فتح)

۳۳۴٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ اَبُو الْحَسَنِ الْحَرَّانِیُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ

۳۳۴٦۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرے باپ کے پاس ان کے گھر میں آئے سو ان سے اونٹ کا پالان خریدا پھر عازب کو کہا کہ اپنے بیٹے کو بھیج کہ اس کو میرے ساتھ اٹھا لے چلے اور میرا باپ نکلا مول

يقول جاء أبو بكر رضي الله عنه إلى أبي في منزله فاشترى منه رحلا فقال لعازب ابعث ابنك يحمله معي قال فحملته معه وخرج أبي ينتقد ثمنه فقال له أبي يا أبا بكر حدثني كيف صنعتما حين سريت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نعم أسرينا ليلتنا ومن الغد حتى قام قائم الظهيرة وخلا الطريق لا يمر فيه أحد فرفعت لنا صخرة طويلة لها ظل لم تأت عليه الشمس فنزلنا عنده وسويت للنبي صلى الله عليه وسلم مكانا بيدي ينام عليه وبسطت فيه فروة وقلت نم يا رسول الله وأنا أنفض لك ما حولك فنام وخرجت أنفض ما حوله فإذا أنا براع مقبل بغنمه إلى الصخرة يريد منها مثل الذي أردنا فقلت له لمن أنت يا غلام فقال لرجل من أهل المدينة أو مكة قلت أفي غنمك لبن قال نعم قلت أفتحلب قال نعم فأخذ شاة فقلت انفض الضرع من التراب والشعر والقذى قال فرأيت البراء يضرب إحدى يديه على الأخرى ينفض فحلب في قعب كثبة من لبن ومعي إداوة حملتها للنبي صلى الله عليه وسلم يرتوي منها يشرب ويتوضأ فأتيت النبي صلى الله عليه وسلم

کو پورا لیتا تو میرے باپ نے ان سے کہا یعنی پہلے اس سے کہ میں ان کے ساتھ پالان کو اٹھا لے جاؤں کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ خبر دو مجھ کو کہ تم نے اور حضرت ﷺ نے کس طرح کیا اس وقت کہ تم حضرت ﷺ کے ساتھ رات کو چلے تھے یعنی جب ہجرت کی تھی طرف مدینے کے بعد نکلنے کے غار سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ ہم رات بھر چلے اور کچھ اگلے دن سے یعنی آدھا دن یہاں تک کہ ٹھیک دوپہر ہوئی اور راہ خالی ہوئی کہ اس میں ہر کوئی نہیں گزرتا تھا سو ہم کو ایک پتھر دراز نظر آیا کہ اس کے واسطے سایہ تھا اس پر سورج کی دھوپ نہ آئی تھی سو ہم اس کے پاس اترے اور میں نے اپنے ہاتھوں سے حضرت ﷺ کے واسطے ایک جگہ برابر کی تا کہ حضرت ﷺ اس پر سوئیں پھر میں نے اس پر پوستین بچھائی اور میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ سو رہیے اور میں آپ ﷺ کے گرد نگہبانی کروں گا یعنی ادھر ادھر دیکھتا رہوں گا کہ مبادا کوئی دشمن آ پہنچے سو حضرت ﷺ سو رہے تو میں نکلا نگہبانی کرتا گرد حضرت ﷺ کے سو ناگہاں میں نے ایک چرواہا دیکھا کہ اپنی بکریوں کے ساتھ سامنے سے پتھر کی طرف چلا آتا ہے چاہتا ہے کہ ہماری طرح اس کے سائے میں اترے تو میں نے اس سے کہا کہ اے غلام تو کس کا مملوک ہے اس نے کہا کہ مدینے یا مکے والوں سے ایک مرد کا غلام ہوں میں نے کہا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے اس نے کہا ہاں میں نے کہا کہ کیا تو دودھ دھو سکتا ہے یعنی کیا تجھ کو مالک نے اذن دیا ہوا ہے اس نے کہا ہاں تو اس نے ایک بکری پکڑی تو میں نے کہا کہ جھاڑ لے تھن کو مٹی اور بال اور میل سے راوی کہتا ہے کہ میں نے براء کو دیکھا کہ ایک

فَكَرِهْتُ أَنْ أُوْقِظَهُ فَوَافَقْتُهُ حِيْنَ اسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَآءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ أَسْفَلُهُ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ قَالَ أَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيْلِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَمَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ أُتِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ ﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ إِلٰى بَطْنِهَا أُرٰى فِيْ جَلَدٍ مِّنَ الْأَرْضِ شَكَّ زُهَيْرٌ فَقَالَ إِنِّيْ أُرَاكُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوَا لِيْ فَاللّٰهُ لَكُمَا أَنْ أَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقٰى أَحَدًا إِلَّا قَالَ قَدْ كَفَيْتُكُمْ مَا هُنَا فَلَا يَلْقٰى أَحَدًا إِلَّا رَدَّهٗ قَالَ وَوَفٰى لَنَا.

ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارتا تھا یعنی جھاڑنا دکھاتا تھا پھر اس نے کاٹھ کے پیالے میں تھوڑا سا دودھ دھو لیا اور میرے ساتھ چھاگل تھی کہ میں نے اس کو حضرت ﷺ کے واسطے اٹھایا تھا سیراب ہوتے تھے اس سے پانی پیتے تھے اور وضو کرتے تھے پھر میں حضرت ﷺ کے پاس آیا سو میں نے برا جانا کہ حضرت ﷺ کو جگاؤں سو موافقت کی میں نے حضرت ﷺ کی جب کہ بیدار ہوئے یعنی میں بھی سو رہا یا توقف کیا میں نے یہاں تک کہ خود بیدار ہوئے تو میں نے کچھ پانی دودھ پر ڈالا یہاں تک کہ نیچے تک سرد ہوا تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ پیجئے تو حضرت ﷺ نے پیا یہاں تک کہ میں خوش ہوا پھر فرمایا کہ کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں آیا میں نے کہا کیوں نہیں سو ہم نے کوچ کیا سورج ڈھلنے کے بعد اور سراقہ بن مالک ہمارے پیچھے سے آیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہمارے پکڑنے کو دشمن آ پہنچا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غم نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو حضرت ﷺ نے سراقہ پر بد دعا کی تو اس کا گھوڑا اس کے ساتھ پیٹ تک سخت زمین میں دھنس گیا تو سراقہ نے کہا کہ تحقیق میں جانتا ہوں تم کو کہ تم نے مجھ پر بد دعا کی سو دعا کرو میرے حق میں کہ میں اس مصیبت سے نجات پاؤں جس میں گرفتار ہوں سو اگر تم دعا کرو گے تو میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں تمہارے واسطے یہ کہ میں پھیر دوں گا تم سے تلاش کرنے والے کافروں کو تو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے دعا کی تو اس نے اس بلا سے نجات پائی پس شروع کیا سراقہ نے یعنی ایفا وعدے میں کہ نہیں ملتا تھا کسی کافر سے یعنی ان کافروں سے جو حضرت ﷺ کی تلاش کے واسطے نکلے تھے مگر کہ کہتا تھا کہ میں نے تم کو

کفایت کی یعنی میرا تلاش کرنا کافی ہے اور تلاش نہ کرو
میں تلاش کر چکا نہیں ہے ادھر وہ شخص کہ اس کو تلاش کرتے ہو
پس نہیں ملتا تھا سراقہ کسی سے مگر کہ اس کو پھیر دیتا تھا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ کیا تو دوہتا ہے اس نے کہا ہاں تو ظاہر یہ ہے کہ مراد ان کی ساتھ اس سوال کے یہ ہے کہ کیا تجھ کو اذن ہے دوہنے میں واسطے اس شخص کے کہ گزرے تجھ پر بطور ضیافت کے اور ساتھ اس تقریر کے دور ہوگا وہ شبہ جو پہلے گزر چکا ہے کہ کس طرح جائز ہوا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دودھ لینا چرواہے سے بغیر اذن بکریوں کے مالک کے اور احتمال ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو پہچانا تو معلوم کی رضا مندی اس کے ساتھ ان کے واسطے دوست ان کے یا دینے اذن عام کے واسطے ان کے اور اس حدیث میں معجزہ ظاہر ہے اور باقی فائدے اس کے ہجرت کے بیان میں آئیں گے۔(فتح)

۳۳۴۷۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقَالَ لَهُ لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ قَالَ قُلْتَ طَهُورٌ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُورُ أَوْ تَثُورُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ تُزِيرُهُ الْقُبُورَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذًا.

۳۳۴۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گنوار کی بیمار پرسی کو گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی کی بیمار پرسی کو جاتے تھے تو فرماتے تھے کہ تجھ پر کچھ حرج نہیں یہ تپ گناہوں سے پاک کرنے والی ہے اگر اللہ نے چاہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تجھ کو کچھ حرج نہیں یہ تپ تو گناہوں کو پاک کرنے والی ہے اگر اللہ نے چاہا تو اس گنوار نے کہا کہ تم کہتے ہو کہ یہ تپ گناہوں سے پاک کرنے والی ہے ہرگز نہیں یعنی گناہ سے پاک کرنے والی نہیں بلکہ وہ تپ ہے جوش کرتی ہے بڑے بوڑھے پر باعث ہوتی ہے اس کو قبروں کی زیارت پر یعنی یہ تپ مجھ کو مار ڈالے گی اور قبر میں پہنچائے گی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پس ہاں اسی طرح ہے اس وقت یعنی میں نے تجھ کو ہدایت کی تھی کہ تپ گناہ سے پاک کر ڈالتی ہے پس صبر کر اور تو نے قبول نہیں کیا اور تو زندگی سے ناامید ہے تو ایسا ہی ہوگا یعنی تو مر جائے گا۔

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے کی اس کی اس باب میں یہ ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں زیادتی ہے جو تقاضا کرتی ہے وارد کرنے اس کے کو علامات نبوۃ میں روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور اس کے اخیر میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ پس جب تو نے نہیں مانا پس وہ مانند اس کے ہے جو تو کہتا ہے اللہ کی تقدیر ہونے والی ہے سو وہ اگلے دن شام سے پہلے مر گیا اور ساتھ اس حدیث کے ظاہر ہوگا داخل ہونا اس حدیث کا اس باب میں۔ (فتح)

۳۳۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَادَ نَصْرَانِيًّا فَكَانَ يَقُوْلُ مَا يَدْرِيْ مُحَمَّدٌ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ فَأَمَاتَهُ اللّٰهُ فَدَفَنُوْهُ فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَقَالُوْا هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ فَحَفَرُوْا لَهُ فَأَعْمَقُوْا فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَقَالُوْا هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوْهُ فَحَفَرُوْا لَهُ وَأَعْمَقُوْا لَهُ فِي الْأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوْا فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَعَلِمُوْا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَأَلْقَوْهُ.

۳۳۴۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نصرانی تھا سو مسلمان ہوا اور اس نے سورہ بقرہ اور آل عمران پڑھی یعنی اور یہاں تک مقرب ہوگیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وحی لکھا کرتا تھا یعنی جو قرآن آسمان سے اترا تھا وہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کسی چیز پر لکھا کرتا تھا پھر مرتد ہو کر نصرانی ہوگیا سو وہ کہتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہیں مگر جو میں نے ان کے واسطے لکھا یعنی صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا ہی علم ہے جتنا کہ میں نے لکھا اس سے زیادہ نہیں یا جو میں نے اپنی طرف سے لکھنے میں کمی بیشی کرتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع نہیں ہوتی سو اللہ نے اس کو مارا تو مشرکوں نے اس کو زمین میں دبایا پس صبح کی اس نے اس حال میں کہ زمین نے اس کو باہر پھینک دیا ہے تو مشرکوں نے کہا کہ یہ کام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور ان کے اصحاب کا ہے کہ جب ان سے بھاگا تو انہوں نے ہمارے ساتھی کو اس کی قبر کھود کر باہر ڈال دیا تو مشرکوں نے اس کے واسطے زمین میں بہت گہری قبر کھودی جہاں تک کہ گہری کھود سکے تو صبح کی اس نے اس حال میں کہ اس کو زمین نے باہر پھینک دیا ہے تو مشرکوں نے کہا کہ یہ کام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور ان کے ساتھیوں کا ہے جب وہ ان سے بھاگا تو انہوں نے ہمارے ساتھی کی قبر کھود کر باہر پھینک دیا تو انہوں نے اس کے واسطے زمین میں اور بہت گہری قبر کھودی جہاں تک کہ ان سے ہو سکا تو صبح کی اس نے اس حال میں کہ اس کو زمین نے باہر پھینک دیا تھا تو انہوں نے معلوم کیا کہ یہ کام آدمیوں کا نہیں بلکہ اللہ کا ہے تو انہوں نے اس کو پھینک دیا۔

٣٣٤٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتُنفِقُنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللهِ.

٣٣٤٩۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب فارس کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی وہاں کا بادشاہ نہ ہوگا اور جب روم کا بادشاہ ہلاک ہوگا اس کا کوئی بادشاہ نہ ہوگا اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قابو میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ بے شک ان دونوں ملکوں کے خزانے اللہ کی راہ میں بانٹے جائیں گے۔

٣٣٥٠۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَفَعَهُ قَالَ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَذَكَرَ وَقَالَ لَتُنفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللهِ.

٣٣٥٠۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب فارس کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی وہاں کا بادشاہ نہ ہوگا اور جب روم کا بادشاہ ہلاک ہوگا اس کا کوئی بادشاہ نہ ہوگا اور راوی کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک ان دونوں ملکوں کے خزانے اللہ کی راہ میں بانٹے جائیں گے۔

فائدہ: فارس میں جو بادشاہ ہے اس کو کسریٰ کہتے ہیں اور روم میں جو بادشاہ ہے اس کو قیصر کہتے ہیں اور اگر کوئی کہے کہ فارس کی حکومت باقی رہی اس واسطے کہ پچھلا ان کا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قتل ہوا اور اسی طرح روم کی حکومت بھی باقی رہی تو جواب اس کا یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ نہ باقی رہے گا کسریٰ عراق میں اور نہ قیصر شام میں اور یہ منقول ہے شافعی سے اور کہا اس نے کہ سبب حدیث کا یہ ہے کہ قریش شام میں اور عراق میں تجارت کے واسطے جایا کرتے تھے پھر جب قریش مسلمان ہوئے تو خوف کیا انہوں نے بند ہونے سفر کے سے طرف ان دونوں ملکوں کے واسطے داخل ہونے ان کے کے اسلام میں تو حضرت ﷺ نے فرمایا واسطے خوش کرنے دلوں ان کے کے اور بشارت دینے کے ان کو کہ ان کی حکومت ان دونوں ملکوں سے دور ہو جائے گی اور بعض کہتے ہیں کہ قیصر کا ملک باقی رہا اور صرف شام اور اس کے آس پاس سے اس کی حکومت دور ہوئی اور کسریٰ کا ملک بالکل جاتا رہا تو حکمت اس میں یہ ہے کہ جب قیصر کے پاس حضرت ﷺ کا خط آیا تو اس کو چیر کر پارہ پارہ کر دیا تو حضرت ﷺ نے ان کے حق میں بددعا کی کہ ان کا ملک پارہ پارہ ہو جائے سو اسی طرح ہوا اور خطابی نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ پس نہ ہوگا قیصر اس کے بعد بادشاہ جیسا کہ وہ بادشاہ ہوا اور یہ اس واسطے ہے کہ وہ شام میں تھا اور شام میں بیت المقدس ہے کہ نہیں تمام ہوتی عبادت نصاریٰ کی مگر ساتھ اس کے اور نہیں بادشاہ ہوتا تھا روم میں کوئی مگر اس میں داخل ہوتا تھا ظاہر یا پوشیدہ پس

دور ہوا اس سے قیصر اور اس کے خزانے فتح ہوئے اور نہ خلیفہ ہوا اس کا کوئی قیصروں سے ان شہروں میں بعد اس کے اور ہر تقدیر پر پس مراد حدیث سے واقع ہو چکی ہے لا محالہ اس واسطے کہ نہیں باقی رہی حکومت ان کی اس طور پر کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں تھی۔ (فتح)

٣٣٥١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ إِنْ جَعَلَ لِيْ مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ وَقَدِمَهَا فِيْ بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِّنْ قَوْمِهِ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَّفِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيْدٍ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مُسَيْلِمَةَ فِيْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتَنِيْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللّٰهِ فِيْكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ وَإِنِّيْ لَأَرَاكَ الَّذِيْ أُرِيْتُ فِيْكَ مَا رَأَيْتُ فَأَخْبَرَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَّأَيْتُ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَأَهَمَّنِيْ شَأْنُهُمَا فَأُوْحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِيْ فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيَّ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابَ صَاحِبَ الْيَمَامَةِ.

٣٣٥١۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسیلمہ کذاب حضرت ﷺ کے زمانے میں ملک یمامہ سے اپنی قوم کے بہت آدمی لے کر مدینے میں آیا اور کہنے لگا کہ اگر محمد ﷺ اپنی موت کے بعد خلافت کا عہدہ میرے واسطے ٹھہرائیں کہ میں ملک کا ایک مالک بنوں تو اسلام قبول کروں اور تابعدار ہوں تو حضرت ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی کا ایک ٹکڑا تھا یہاں تک کہ کھڑے ہوئے مسیلمہ پر کہ اپنے ساتھیوں میں تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو مجھ سے اس کھجور کی چھڑی کا ٹکڑا مانگے تو اتنا بھی تجھ کو نہ دوں گا اور اللہ کے ارادے کو جو تیرے حق میں ٹھہر چکا ہے سو اس کو ہرگز نہ ہٹا سکے گا یعنی اللہ تجھ کو ہلاک کرے گا اور دونوں جہانوں میں رسوا کرے گا اور البتہ تو اسلام سے پھر تو اللہ تیری کونچیں کاٹے گا اور بے شک میں تجھ کو وہی جانتا ہوں جو مجھ کو خواب میں دکھلایا گیا سو خبر دی مجھ کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا تو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے تو ان کے حال نے مجھ کو غم اور تشویش میں ڈالا تو مجھ کو خواب میں حکم ہوا کہ ان کو پھونک ماری سو میں نے ان کو پھونک مارا سو وہ اڑ گئے تو ان دونوں کنگن کی میں نے تعبیر کی دو جھوٹے جو میرے بعد پیدا ہوں گے اور ان دونوں سے ایک عنسی تھا اور دوسرا مسیلمہ کذاب رہنے والا یمامہ کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔

٣٣٥٢۔ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِی بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ أَبِی بُرْدَةَ عَنْ أَبِی مُوْسٰی أُرَاهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِی الْمَنَامِ أَنِّی أُهَاجِرُ مِنْ مَّكَّةَ إِلٰی أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِی إِلٰی أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِیَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِی رُؤْيَایَ هٰذِهٖ أَنِّی هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهٗ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهٗ بِأُخْرٰی فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَأَيْتُ فِيْهَا بَقَرًا وَّاللّٰهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ أُحُدٍ وَّإِذَا الْخَيْرُ مَا جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِیْ آتَانَا اللّٰهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ۔

٣٣٥٢۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہجرت کرتا ہوں مکے سے اس زمین کی طرف جہاں کھجور کے درخت ہیں تو میرا گمان یمامہ اور ہجر کی طرف گیا تو اچانک ہجرت کا مقام تو مدینہ نکلا جس کا یثرب بھی نام ہے اور میں نے اپنی خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو ہلایا سو وہ اوپر سے ٹوٹ گئی تو اس کا انجام مسلمانوں کی مصیبت ہوئی جنگ احد میں پھر میں نے تلوار کو دوسری بار ہلایا تو پھر ثابت ہوگئی آگے سے اچھی تو اس کا انجام یہ تھا کہ اللہ نے فتح نصیب کی اور مسلمانوں کی جماعت قائم ہوئی یعنی جنگ احد میں اور میں نے خواب میں گائے کو دیکھا اور اللہ کا کام بہتر ہے تو اس کا انجام مسلمانوں کی شہادت ہوئی جنگ احد میں اور ناگاہ خیر وہ چیز ہے جو اللہ لایا خیر سے اور ثواب صدق سے جو دیا ہم کو اللہ نے بعد دن بدر کے یعنی فتح خیبر اور فتح مکہ۔

٣٣٥٣۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِیِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِیْ كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مَشْیُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْحَبًا بِابْنَتِیْ ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ أَوْ عَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيْثًا فَبَكَتْ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَبْكِيْنَ

٣٣٥٣۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سامنے آئیں فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئیں جیسے ان کی چال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چال ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فراخی ہو میری بیٹی کو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے دائیں یا بائیں بٹھایا پھر ان سے سرگوشی کی یعنی کان میں بات کی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا روئیں تو میں نے ان سے کہا کہ کیوں روتی ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان سے دوسری بار کان میں بات کی تو وہ ہنسنے لگیں تو میں نے کہا نہیں دیکھی میں نے آج جیسی خوشی کہ قریب تر ہو غم سے پھر

ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيْثًا فَضَحِكَتْ فَقُلْتُ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ فَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهَا فَقَالَتْ أَسَرَّ إِلَيَّ إِنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَّإِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِي وَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِي لَحَاقًا بِي فَبَكَيْتُ فَقَالَ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَضَحِكْتُ لِذٰلِكَ.

میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بات پوچھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کان میں کیا بات کی تھی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھید نہیں ظاہر کرنے کی یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا پھر میں نے ان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بات پوچھی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پہلی بار کان میں یہ بات کہی تھی کہ بے شک جبرائیل علیہ السلام مجھ سے ہر برس قرآن کا ایک دور کیا کرتے تھے اور بے شک جبرائیل علیہ السلام نے اس بار مجھ سے دوبار قرآن کا دور کیا اور میں نہیں گمان کرتا اس کو مگر کہ میری موت قریب ہوئی یعنی مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ میری موت قریب ہے اور بے شک تو سب اہل بیت سے اول مجھ سے ملے گی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جلدی اس دنیا سے جاؤں گی تو میں روئی پھر فرمایا کہ کیا تو راضی نہیں ہوتی کہ تو بہشتی عورتوں کی سردار بنے یا یوں فرمایا کہ مسلمانوں کی عورتوں کی سردار بنے تو میں اس سبب سے ہنسی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی آئندہ آئے گی اور ان حدیثوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ کی خبر دی ہے سو مطابق اس کے واقع ہوا۔

٣٣٥٤۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيْهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ

٣٣٥٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض الموت میں اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا تو انہوں نے ان کے کان میں کچھ بات کی تو وہ رونے لگیں پھر ان کو بلایا اور دوسری بار ان کے کان میں کچھ بات کی تو وہ ہنسنے لگیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس سرگوشی کا حال پوچھا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اول بار مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگوشی کی سو مجھ کو خبر دی کہ اس بیماری میں میرا انتقال ہوگا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو میں روئی

يُقْبَضُ فِيْ وَجعِهِ الَّذِىْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ.

پھر دوسری بار مجھ سے سرگوشی کی سو خبر دی مجھ کو کہ میں آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے اول حضرت ﷺ کے پیچھے جاؤں گی تو میں ہنسی۔

۳۳۵۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُدْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ إِنَّ لَنَا أَبْنَاءً مِّثْلَهُ فَقَالَ إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الْأٰيَةِ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقَالَ أَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ قَالَ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.

۳۳۵۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نزدیک کرتے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ بے شک ہمارے واسطے بیٹے ہیں مانند اس کی عمر میں یعنی ہم بوڑھے ہیں اور وہ لڑکا ہے اس کو پھر مقدم کیوں کرتے ہو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس وجہ سے کہ وہ عالم ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ آیت پوچھی یعنی واسطے ظاہر کرنے بزرگی اس کی کے تمام لوگوں پر کہ جب پہنچ چکی مدد اللہ کی اور فتح تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مراد حضرت ﷺ کی موت ہے کہ اللہ نے حضرت ﷺ کو معلوم کروائی تھی یا حضرت ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بتلائی تھی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں جانتا میں اس حال سے مگر جو تو جانتا ہے۔

۳۳۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ حَنْظَلَةَ بْنِ الْغَسِيْلِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ بِمِلْحَفَةٍ قَدْ عَصَّبَ بِعِصَابَةٍ دَسْمَآءَ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّ الْأَنْصَارُ حَتّٰى يَكُوْنُوْا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا

۳۳۵۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنے مرض الموت میں گھر سے تشریف لائے ایک چادر میں کہ اس کو مونڈھوں پر لپیٹے تھے اور اپنے سر کو ایک چکنی پٹی سے باندھا تھا یہاں تک کہ منبر پر بیٹھے سو اللہ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ بے شک لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار گھٹتے جائیں گے یہاں تک کہ ہوں گے لوگوں میں بقدر نمک کے کھانے میں یعنی نہایت کم ہو جائیں گے سو جو شخص تم میں سے حاکم ہو کسی چیز کا پھر اس کو اتنی طاقت ہو کہ کسی کا ضرر کر سکے اور کسی کو فائدہ پہنچا سکے تو چاہیے کہ انصار کے نیکوکاروں کی نیکی قبول کرے اور ان کے

يَضُرُّ فِيهِ قَوْمًا وَّيَنفَعُ فِيهِ آخَرِينَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ فَكَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

بدکاروں سے درگزر کرے یعنی اگر کوئی حرکت تعزیر کے لائق کریں تو حاکم اس کو ٹال جائے پس یہ اخیر مجلس تھی جس میں حضرت ﷺ بیٹھے۔

فائدہ: اس کی شرح مناقب میں آئے گی۔

٣٢٥٧۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْحَسَنَ فَصَعِدَ بِهِ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

٣٣٥٧۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک دن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو باہر لائے اور ان کے ساتھ منبر پر چڑھے تو فرمایا کہ یہ بیٹا میرا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرے۔

٣٢٥٨۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعٰى جَعْفَرًا وَّزَيْدًا قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ خَبَرُهُمْ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

٣٣٥٨۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ﷺ نے جعفر اور زید کے شہید ہونے کی خبر دی ان کی خبر آنے سے پہلے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

٣٢٥٩۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ قُلْتُ وَأَنّٰى يَكُونُ لَنَا الْأَنْمَاطُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ فَأَنَا أَقُولُ لَهَا يَعْنِي امْرَأَتَهُ أَخِّرِي عَنِّي أَنْمَاطَكِ فَتَقُولُ أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا

٣٣٥٩۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے واسطے غالیچے ہیں میں نے کہا اور ہمارے واسطے غالیچے کہاں ہوں گے کہا خبردار عنقریب تمہارے واسطے غالیچے ہوں گے سو میں اپنی عورت سے کہتا ہوں کہ دور کر مجھ سے اپنے غالیچے کو تو وہ کہتی ہے کہ کیا حضرت ﷺ نے نہیں فرمایا کہ تمہارے واسطے غالیچے ہوں گے تو میں اس کو چھوڑتا ہوں۔

سَتَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ فَاَدَعُهَا.

فائدہ: اور بیچ استدلال کرنے اس عورت کے اوپر جواز پکڑنے غالیچے کے ساتھ اخبار حضرت ﷺ کے بایں طور کہ ہوں گے نظر ہے اس واسطے کہ خبر دینی اس کی کہ ایک چیز ہو گی نہیں تقاضا کرتی اس کی اباحت کو۔ (فتح)

۳۳٦۰۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ انْطَلَقَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مُعْتَمِرًا قَالَ فَنَزَلَ عَلٰى أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ أَبِي صَفْوَانَ وَكَانَ أُمَيَّةُ إِذَا انْطَلَقَ إِلَى الشَّامِ فَمَرَّ بِالْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلٰى سَعْدٍ فَقَالَ أُمَيَّةُ لِسَعْدٍ انْتَظِرْ حَتّٰى إِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ وَغَفَلَ النَّاسُ انْطَلَقْتُ فَطُفْتُ فَبَيْنَا سَعْدٌ يَطُوفُ إِذَا أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا الَّذِي يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَقَالَ سَعْدٌ أَنَا سَعْدٌ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ تَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ آمِنًا وَقَدْ آوَيْتُمْ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ فَقَالَ نَعَمْ فَتَلَاحَيَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ أُمَيَّةُ لِسَعْدٍ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ عَلٰى أَبِي الْحَكَمِ فَإِنَّهُ سَيِّدُ أَهْلِ الْوَادِي ثُمَّ قَالَ سَعْدٌ وَاللهِ لَئِنْ مَنَعْتَنِي أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ لَأَقْطَعَنَّ مَتْجَرَكَ بِالشَّامِ قَالَ فَجَعَلَ أُمَيَّةُ يَقُولُ لِسَعْدٍ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ وَجَعَلَ يُمْسِكُهُ فَغَضِبَ سَعْدٌ فَقَالَ دَعْنَا عَنْكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزْعُمُ أَنَّهُ قَاتِلُكَ قَالَ إِيَّايَ

۳۳٦۰۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرے کے ارادے سے چلے مکے میں پہنچ کر امیہ بن خلف کے پاس اترے اور امیہ کا دستور تھا کہ جب شام کو جاتا تھا تو سعد رضی اللہ عنہ کے پاس اترا کرتا تھا تو امیہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ انتظار کرو یہاں تک کہ جب دوپہر ہو گئی اور لوگ غافل ہو گئے تو میں چلا اور کعبے کا طواف کرنے لگا تو جس حالت میں کہ سعد رضی اللہ عنہ طواف کرتے تھے کہ اچانک ابوجہل آیا اور کہا کہ کون ہے یہ جو کعبے کا طواف کرتا ہے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سعد رضی اللہ عنہ ہوں تو ابوجہل نے کہا کہ تو کعبے کا طواف کرتا ہے بے خوف ہو کر اور حالانکہ تم نے جگہ دی محمد ﷺ کو اور اس کے ساتھیوں کو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں تو دونوں آپس میں جھگڑے تو امیہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نہ کر بلند اپنی آواز کو ابی الحکم پر (اور یہ کنیت ہے ابوجہل کی) کہ بے شک یہ مکے والوں کا سردار ہے پھر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ اگر تو مجھ کو کعبے کے طواف سے روکے گا تو البتہ میں تیری شام کی تجارت کو بند کر دوں گا تو امیہ سعد رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ نہ کر بلند اپنی آواز ابی الحکم پر اور ان کو روکنے لگا تو سعد رضی اللہ عنہ غصے ہوئے اور کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو کہ بے شک میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت ﷺ تجھ کو قتل کریں گے امیہ نے کہا کہ کیا مجھ کو قتل کریں گے سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں امیہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ محمد ﷺ جب بات کہتے ہیں تو جھوٹ نہیں بولتے پھر امیہ اپنی عورت کی طرف

قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللّٰهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ إِذَا حَدَّثَ فَرَجَعَ إِلَى امْرَأَتِهٖ فَقَالَ أَمَا تَعْلَمِيْنَ مَا قَالَ لِيْ أَخِي الْيَثْرِبِيُّ قَالَتْ وَمَا قَالَ قَالَ زَعَمَ أَنَّهٗ سَمِعَ مُحَمَّدًا يَزْعُمُ أَنَّهٗ قَاتِلِيْ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ قَالَ فَلَمَّا خَرَجُوْا إِلٰى بَدْرٍ وَّجَآءَ الصَّرِيْخُ قَالَتْ لَهٗ امْرَأَتُهٗ أَمَا ذَكَرْتَ مَا قَالَ لَكَ أَخُوْكَ الْيَثْرِبِيُّ قَالَ فَأَرَادَ أَنْ لَّا يَخْرُجَ فَقَالَ لَهٗ أَبُوْ جَهْلٍ إِنَّكَ مِنْ أَشْرَافِ الْوَادِيْ فَسِرْ يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ فَسَارَ مَعَهُمْ فَقَتَلَهُ اللّٰهُ.

پھرا اور کہا کہ کیا تو نہیں جانتی جو میرے بھائی یثربی (مدنی) نے مجھ کو کہا اس کی عورت نے کہا کہ اس نے کیا کہا کہا وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ وہ مجھ کو قتل کریں گے اس کی عورت نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ محمد ﷺ جھوٹ نہیں بولتے سو جب جنگ بدر کی طرف نکلے یعنی اور باہر نکلنے کی فریاد آئی تو اس کی عورت نے اس کو کہا کہ کیا تجھ کو یاد نہیں جو تیرے بھائی یثربی نے تجھ سے کہا تھا تو اس نے ارادہ کیا کہ نہ نکلے کہ مبادا میں مارا جاؤں تو ابوجہل نے اس کو کہا کہ تو اس شہر کے رئیسوں سے ہے سو چل ایک دو دن تو وہ ان کے ساتھ چلا تو اللہ نے اس کو قتل کیا۔

فائدہ: اس کی شرح مغازی میں آئے گی اور کرمانی نے اس کی شرح اس طرح کی ہے کہ مراد قاتل سے ابوجہل ہے پھر کہا کہ یہ مشکل ہے واسطے ہونے ابوجہل کے امیہ کے دین پر پھر جواب دیا اس نے کہ ابوجہل باعث اور سبب تھا بیچ نکلنے اور قتل ہونے اس کے کے پس منسوب کیا قتل کرنا طرف اس کی اور یہ فہم کرمانی کا عجب ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد تو یہ ہے کہ حضرت ﷺ امیہ کو قتل کریں گے اور آئے گی تصریح ساتھ اس کے اپنی جگہ میں۔ (فتح)

۳۳٦۱۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ بَعْضِ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَّاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ بِيَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا فِي النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ وَقَالَ هَمَّامٌ

۳۳٦۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو ایک میدان میں جمع دیکھا سو ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو ایک یا دو ڈول نکالے اور ان کے کھینچنے میں کچھ سستی تھی اور اللہ ان کو معاف کرے گا پھر اس کو یعنی ڈول کو عمر رضی اللہ عنہ نے لیا تو وہ ان کے ہاتھ میں پلٹ کر بڑا ہو گیا سو میں نے آدمیوں میں ایسا عجیب غریب زور آور اور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک کہ انہوں نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی سے تروتازہ کر کے ان کی نشست گاہ میں بٹھایا اور ایک روایت میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو ڈول کھینچے۔

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَعَ أَبُوْ بَكْرٍ ذَنُوْبَيْنِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

۳۳۶۲۔ حَدَّثَنِيْ عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ النَّرْسِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ قَالَ أُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هٰذَا أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ قَالَتْ هٰذَا دِحْيَةُ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ ايْمُ اللّٰهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ حَتّٰى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ جِبْرِيْلَ أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ فَقُلْتُ لِأَبِيْ عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

۳۳۶۲۔ ابوعثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ جبرائیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں سو جبرائیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنے لگے پھر کھڑے ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہ کون ہے یا جیسے فرمایا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ (ایک صحابی کا نام ہے) ہیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں گمان کیا میں نے اس کو مگر دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا کہ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے خبر دیتے تھے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ أَبْنَآءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾.

باب ہے اس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہچانتے ہیں اس کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور ایک فرقہ ان میں سے چھپاتے ہیں حق کو جان بوجھ کر۔

۳۳۶۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْيَهُوْدَ جَآءُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهٗ أَنَّ رَجُلًا مِّنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ فِيْ شَأْنِ

۳۳۶۳۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہود کا ایک گروہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ ایک عورت اور ایک مرد نے ان میں سے حرام کاری کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم رجم کے مقدمے میں تورات میں کیا حکم پاتے ہو یہود نے کہا کہ ہم ان کو رسوا کرتے ہیں اور کوڑے مارتے ہیں تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو بے شک اس میں بھی رجم ہے سو

الرَّجْمِ فَقَالُوْا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوْهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلٰى آيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوْا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَجْنَأُ عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ.

تم تورات کو لاؤ یعنی اور تورات کو لائے اور اس کو کھولا تو ایک نے ان میں سے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھ دیا یعنی اس کو ہاتھ کے نیچے چھپا لیا اور اس کے آگے پیچھے سے پڑھ گیا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھا تو اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا پس ناگہاں دیکھا کہ اس میں رجم کی آیت تھی تو یہود نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن سلام سچے ہیں تورات میں رجم کی آیت موجود ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے سنگسار کرنے کا حکم کیا تو دونوں سنگسار کیے گئے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے مرد کو دیکھا کہ مہربانی کرتا تھا عورت پر اس کو پتھروں سے بچاتا تھا۔

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے کی اس ترجمہ کے بیچ علامات النبوۃ کی اس جہت سے ہے کہ اشارہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں طرف حکم تورات کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پڑھ تھے اس سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات نہیں پڑھی تھی پس ہوا امر جیسا کہ اشارہ کیا طرف اس کی۔ (فتح)

بَابُ سُؤَالِ الْمُشْرِكِيْنَ أَنْ يُرِيَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ.

مشرکوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ان کو کوئی معجزہ دکھائیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چاند کا پھٹنا دکھایا۔

٣٣٦٤ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِقَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوْا.

٣٣٦٤۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ پھٹ گیا چاند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو ٹکڑے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہی دو میری نبوت پر۔

٣٣٦٥ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح وَ قَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا

٣٣٦٥ ـ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکے والوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ان کو کوئی معجزہ دکھائیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چاند کا پھٹنا دکھایا۔

يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ اٰيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ.

۳۳۶۶ - حَدَّثَنِيْ خَلَفُ بْنُ خَالِدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۳۶۶۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پھٹ گیا چاند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔

فائدہ: وارد کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی اور انس رضی اللہ عنہ کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اور نیز وارد ہو چکا ہے چاند کا پھٹنا حدیث علی رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہم کی پس لیکن انس رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت حاضر نہ تھے اس واسطے کہ تھا چاند کا پھٹنا مکے میں ہجرت سے پہلے پانچ برس اور ابن عباس رضی اللہ عنہما ابھی اس وقت پیدا نہ ہوئے تھے اور لیکن انس رضی اللہ عنہ پس تھے اس وقت چار یا پانچ برس کے مدینے میں اور لیکن ان دونوں کے سوائے اور لوگ سو ممکن ہے کہ وہاں حاضر ہوں اور تحقیق تصریح کی ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے ساتھ دیکھنے اس کے کے باب کی حدیث میں اس کی تصریح نہیں کہ وہ وہاں حاضر تھے اور ابو نعیم نے دلائل میں روایت کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ میں نے دیکھا چاند کا ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر جو منٰی میں ہے اور ہم مکے میں تھے۔(فتح)

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: اور اس کا حق یہ تھا کہ ان دونوں بابوں سے پہلے ہوتا اس واسطے کہ وہ ملحق ہے ساتھ نشانیوں نبوت کے لیکن چونکہ دونوں باب علامات النبوۃ کی طرف راجع ہیں تو آسان ہوا امر بیچ اس کے (فتح)

۳۳۶۷- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۳۶۷۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو مرد صحابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے اندھیری رات میں اور ان کے ساتھ دو لاٹھیاں تھیں کہ دو چراغوں کی طرح ان کے آگے جلتی تھیں پھر جب دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو ہر

خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ يُضِيْئَانِ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتَّى أَتَى أَهْلَهُ.

ایک کے ساتھ ایک ایک ہو گئے یہاں تک کہ ہر ایک اپنے گھر میں آیا۔

فائدہ: وہ دونوں صحابی اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور عبادہ بن بشیر رضی اللہ عنہ تھے۔

۳۳٦۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي ظَاهِرِيْنَ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ.

۳۳٦۸۔مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت میں ایک گروہ غالب رہے گا یہاں تک کہ ان کو اللہ کا حکم آئے گا یعنی قیامت آئے اور وہ غالب ہی ہوں گے۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

۳۳٦۹۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ قَالَ عُمَيْرٌ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ قَالَ مُعَاذٌ وَهُمْ بِالشَّامِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ هٰذَا مَالِكٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُوْلُ وَهُمْ بِالشَّامِ.

۳۳٦۹۔معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت میں ایک جماعت قائم رہے گی اللہ کے حکم پر یعنی دین اسلام پر نہ ضرر کرے گا ان کو جو ان کو ذلیل کرنا چاہے اور نہ ان کا مخالف یہاں تک کہ قیامت آئے اور حالانکہ وہ دین پر قائم ہوں گے۔

فائدہ: اور جو قیامت تک غالب اور قائم رہیں گے وہ کون ہیں اس کا بیان آئندہ آئے گا۔

۳۳۷۰۔حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا شَبِيْبُ بْنُ غَرْقَدَةَ قَالَ

۳۳۷۰۔عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک اشرفی دی کہ اس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے

سَمِعْتُ الْحَيَّ يُحَدِّثُوْنَ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ دِيْنَارًا يَّشْتَرِيْ لَهُ بِهِ شَاةً فَاشْتَرٰى لَهُ بِهِ شَاتَيْنِ فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِيْنَارٍ وَّجَآءَهُ بِدِيْنَارٍ وَّشَاةٍ فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِيْ بَيْعِهِ وَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيْهِ قَالَ سُفْيَانُ كَانَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ جَآءَنَا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْهُ قَالَ سَمِعَهُ شَبِيْبٌ مِّنْ عُرْوَةَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ شَبِيْبٌ إِنِّيْ لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَيَّ يُخْبِرُوْنَهُ عَنْهُ وَلٰكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْخَيْرُ مَعْقُوْدٌ بِنَوَاصِي الْخَيْلِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ وَقَدْ رَأَيْتُ فِيْ دَارِهٖ سَبْعِيْنَ فَرَسًا قَالَ سُفْيَانُ يَشْتَرِيْ لَهُ شَاةً كَأَنَّهَا أُضْحِيَّةٌ.

ایک بکری خریدے تو اس نے اس کے ساتھ حضرت ﷺ کے واسطے دو بکریاں خریدیں پھر ایک کو ایک اشرفی سے بیچ ڈالا پھر ایک اشرفی اور ایک بکری حضرت ﷺ کے پاس لایا تو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے بیع میں برکت کی دعا کی پھر اس دعا کی یہاں تک تاثیر ہوئی کہ اگر عروہ رضی اللہ عنہ مٹی خریدتے تھے تو اس میں بھی فائدہ اٹھاتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ خیر گھوڑوں کی چوٹیوں میں وابستہ ہے قیامت کے دن تک شبیب راوی نے کہا کہ البتہ میں نے عروہ رضی اللہ عنہ کے گھر ستر گھوڑے دیکھے اور سفیان نے کہا کہ قربانی کے واسطے بکری خریدنے کو کہا تھا۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز بیع فضولی کے یعنی جو بغیر اذن مالک کے کوئی چیز بیچے پس توقف کیا ہے امام شافعی رحمہ اللہ نے بیچ اس کے پس ایک بار کہا کہ نہیں صحیح ہے اس واسطے کہ یہ حدیث ثابت نہیں اور ایک بار کہا کہ اگر حدیث صحیح ہو تو میں اس کا قائل ہوں اور جو اس کا قائل نہیں وہ یہ جواب دیتا ہے کہ یہ ایک خاص واقع کا ذکر ہے پس احتمال ہے کہ عروہ رضی اللہ عنہ بیع اور شرا دونوں میں کیل ہوں اور یہ بحث قوی ہے موقوف ہے ساتھ اس کے استدلال ساتھ اس حدیث کے اوپر جواز تصرف فضولی کے اور میں نے حدیث کے کسی طریق میں نہیں دیکھا کہ مراد آپ ﷺ کی قربانی ہو اور گمان کیا ہے ابن بطال نے کہ نہیں ارادہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ سیاق اس حدیث کے مگر حدیث گھوڑوں کی کا اور نہیں مراد اس کی حدیث بکری کی اس واسطے کہ اس کی شرط پر نہیں واسطے ابہام واسطہ کے درمیان شبیب اور عروہ رضی اللہ عنہ کے لیکن نہیں اس میں وہ چیز جو منع کرے اس کی تخریج کو اور نہ وہ چیز کہ اتارے اس کو اس کی شرط سے اس واسطے کہ ایک جماعت کا جھوٹ پر جمع ہونا عادتاً محال ہے اور جوڑا جاتا ہے ساتھ اس کے وارد ہونا حدیث کا اس طریق سے کہ وہ شاید ہے واسطے صحت اس کی کے اور اس واسطے کہ مقصود داخل ہونے اس کے سے

علامات النبوۃ کے دعا کرنا حضرت ﷺ کا ہے واسطے عروہ رضی اللہ عنہ کے تو آپ ﷺ کی دعا قبول ہوئی یہاں تک کہ اگر مٹی خریدتے تھے تو اس میں بھی ان کو فائدہ ہوتا تھا۔

۳۳۷۱ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

۳۳۷۱۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خیر گھوڑوں کی چوٹیوں میں وابستہ ہے قیامت تک۔

فائدہ: یہ حدیث جہاد میں گزر چکی ہے۔

۳۳۷۲ ـ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ.

۳۳۷۲۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خیر گھوڑوں کی چوٹیوں میں وابستہ ہے قیامت کے دن تک۔

۳۳۷۳ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَّلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَّعَلٰى رَجُلٍ وِّزْرٌ فَأَمَّا الَّذِيْ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَّبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ لَهَا فِيْ مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ وَّمَا أَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ وَّلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ أَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَّسْقِيَهَا كَانَ

۳۳۷۳۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے تین آدمیوں کے ہیں ایک آدمی کے واسطے تو ثواب ہیں اور دوسرے مرد کے واسطے پردہ ہیں اور تیسرے مرد پر وبال ہیں سو جس کے واسطے ثواب ہیں وہ مرد ہے جس نے گھوڑے کو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے واسطے باندھ رکھا پھر ان کو لمبی رسی میں باندھا کسی چراگاہ یا باغ میں سو وہ اپنی اس رسی کے اندر چراگاہ یا چمن میں جس جگہ کہ پہنچے اور جتنا گھاس کہ چرے تو اس مرد کے واسطے اتنے حسنات ہوں گے اور اگر گھوڑے رسی تڑا گئے پھر وہ ایک یا دو بار زقند مار گئے تو اس مرد کے واسطے ان کی ٹاپوں کی مٹی اور لید نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی دریا پر گزرے سو اس میں سے پانی پیا اگرچہ مالک نے ان کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو وہ بھی اس کے

ذٰلِكَ لَهٗ حَسَنَاتٌ وَّرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَّسِتْرًا وَّتَعَفُّفًا وَّلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللهِ فِيْ رِقَابِهَا وَظُهُوْرِهَا فَهِيَ لَهٗ كَذٰلِكَ سِتْرٌ وَّرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَّرِيَآءً وَّنِوَآءً لِّأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ وِزْرٌ وَّسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهَا إِلَّا هٰذِهِ الْأٰيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾.

واسطے نیکیاں ہوں گی تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے ثواب کا سبب ہیں اور جس مرد نے گھوڑوں کو باندھا اس نیت سے کہ ان کی سوداگری سے فائدہ اٹھائے اور بیگانی سواری کے مانگنے سے بچے پھر اللہ کا حق جو گھوڑوں کی گردنوں اور پیٹھوں میں ہے نہ بھولے یعنی ان کی زکوۃ ادا کرے اور ضعیفوں کو ان کی سواری سے نہ روکے تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے پردہ ہیں یعنی عزت کے ساتھ رہا ذلت سے بچا اور جس مرد نے کہ گھوڑے کو باندھا اترانے اور دکھانے کے لیے اور اہل اسلام کی بدخواہی اور عداوت کے واسطے یعنی کفر کی کمک کو تو ایسے گھوڑے اس مرد پر وبال ہیں اور کسی نے حضرت ﷺ سے گدھوں کی زکوۃ کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اتاری گئی مجھ پر اس باب میں کچھ چیز مگر یہ آیت جو جامع اور تنہا ہے اپنے معنی میں سو جس نے ذرہ بھر بھلائی کی وہ دیکھ لے گا اس سے اور جس نے ذرہ بھر برائی کی وہ دیکھ لے گا اس سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور نہیں ظاہر ہوئی واسطے میرے وجہ داخل ہونے ان حدیثوں کی بیچ ابواب علامات النبوۃ کے مگر یہ کہ ہو منجملہ پیشین گویوں سے سو مطابق اس کے واقع ہوا اور تقریر اس توجیہ کی جہاد میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۳۳۷۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ صَبَّحَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بُكْرَةً وَّقَدْ خَرَجُوْا بِالْمَسَاحِيْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ وَأَحَالُوْا إِلَى الْحِصْنِ يَسْعَوْنَ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

۳۳۷۴۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ صبح کے وقت خیبر میں پہنچے اور تحقیق نکلے تھے اہل خیبر ساتھ ہتھیاروں کھیتی کے سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ آئے محمد ﷺ اور ان کا لشکر سو قلعے کی طرف منہ کر کے دوڑے تو حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور کہا اللہ اکبر خراب ہوا خیبر جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح ان کی جو ڈرائے گئے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی اور وجہ داخل کرنے اس کے کی اس جگہ اس جہت سے ہے کہ سمجھا گیا ہے قول حضرت ﷺ کے سے کہ خراب ہوا خیبر اخبار ساتھ اس کے پہلے واقع ہونے اس کے کے سو مطابق اس کے واقع ہوا۔ (فتح)

۳۳۷۵۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْفُدَيْكِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيْثًا كَثِيْرًا فَأَنْسَاهُ قَالَ ابْسُطْ رِدَآئَكَ فَبَسَطْتُ فَغَرَفَ بِيَدِهِ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّهُ فَضَمَمْتُهُ فَمَا نَسِيْتُ حَدِيْثًا بَعْدُ.

۳۳۷۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے آپ ﷺ سے بہت حدیثیں سنیں اور میں ان کو بھول جاتا ہوں فرمایا اپنی چادر پھیلا تو میں نے اپنی چادر پھیلائی تو حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے چلو بھرا اس میں ڈالا یعنی حفظ کا پھر فرمایا کہ اپنے بدن سے لگا لے تو میں نے اس کو اپنے بدن سے لگا لیا تو میں اس کے بعد کوئی حدیث نہیں بھولا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ رَآهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِهِ.

باب ہے بیچ بیان فضائل حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے یعنی اور جس شخص نے مسلمانوں میں سے حضرت ﷺ کی صحبت کی اور آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے ہے۔

فائدہ: یعنی صحابی کے نام کا وہی شخص مستحق ہے جس نے آپ ﷺ کی صحبت کی ادنی درجے اس چیز کا کہ اطلاق کیا جاتا ہے اس پر نام صحبت کا ازروئے لغت کے اگرچہ عرف خاص کرتی ہے اس کو ساتھ بعض ملازمت کے اور نیز اطلاق کیا جاتا ہے نام صحابی کا اس شخص پر جس نے آپ ﷺ کو کچھ دیکھا ہو اگرچہ دور سے اور یہ بات جو امام بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کی ہے یہی راجح ہے مگر یہ کہ دیکھنے والے میں شرط ہے کہ ہو اس طور سے کہ تمیز کر سکے اس کو جس کو دیکھے یا کفایت کی جائے ساتھ محض دیکھنے کے اس میں نظر ہے اور جس نے اصحاب کے باب میں کتاب تصنیف کی ہے اس کا عمل دوسرے قول پر دلالت کرتا ہے یعنی محض دیکھنا حضرت ﷺ کا کافی ہے اگرچہ تمیز نہ کر سکے اس واسطے کہ ذکر کیا ہے انہوں نے اصحاب رضی اللہ عنہم میں محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ حضرت ﷺ کی

وفات سے تین مہینے کچھ دن پہلے پیدا ہوئے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے صحیح میں اور بعض نے ان میں سے مبالغہ کیا ہے پس کہا کہ نہیں معدود ہے اصحاب میں مگر جس نے صحبت کی حضرت ﷺ سے صحبت عرفی جیسا کہ عاصم احول سے روایت ہے کہ کہا کہ عبداللہ بن سرجس نے حضرت ﷺ کو دیکھا لیکن اس کو حضرت ﷺ سے صحبت نہیں اور اسی طرح مروی ہے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں گنا جاتا اصحاب میں مگر جو حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سال رہا یا زیادہ یا آپ ﷺ کے ساتھ ایک یا زیادہ جہاد کیے اور عمل اس قول سعید کے برخلاف ہے اس واسطے کہ اتفاق کیا ہے انہوں نے اوپر گننے ایک بڑی جماعت کے اصحاب میں جو نہیں جمع ہوئے ساتھ حضرت ﷺ کے مگر حجۃ الوداع میں اور جس نے صحبت عرفی کی شرط کی ہے خارج کیا ہے اس نے اس کو جس نے حضرت ﷺ کو دیکھا یا آپ ﷺ کے ساتھ جمع ہوئے لیکن عنقریب ان سے جدا ہوئے جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے کہا کہ کیا تمہارے سوا کوئی اور صحابی باقی ہے تو انہوں نے کہا کہ نہیں باوجود اس کے کہ اس وقت بہت سے گنوار مسلمان باقی تھے جنہوں نے حضرت ﷺ سے ملاقات کی اور بعض نے شرط کی ہے کہ حضرت ﷺ کے ساتھ جمع ہونے کے وقت بالغ ہو اور یہ بھی مردود ہے کہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ وغیرہ جیسے کم عمر اصحاب اس سے نکل جاتے ہیں اور جس کے ساتھ امام بخاری رحمہ اللہ نے جزم کیا ہے یہ قول احمد اور جمہور محدثین کا ہے اور یہ جو امام بخاری رحمہ اللہ نے قید کی کہ مسلمانوں سے تو اس قید سے نکل جاتا ہے وہ کافر جس نے حضرت ﷺ کی صحبت کی یا آپ ﷺ کو دیکھا یعنی ان کو صحابی نہ کہا جائے گا اور لیکن جو ان میں سے آپ ﷺ کے فوت ہونے کے بعد مسلمان ہو پس اگر ہو قول امام بخاری رحمہ اللہ کا "مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ" حال تو اس کو صحابی نہ کہا جائے گا اور یہی قول معتمد ہے اور وارد ہوتا ہے تعریف پر وہ شخص جس نے حضرت ﷺ سے صحبت کی یا آپ ﷺ کو دیکھا حالت مسلمان ہونے میں پھر اس کے بعد مرتد ہوا اور اسلام کی طرف نہ پھرا تو وہ بالاتفاق صحابی نہیں ہے پس لائق ہے کہ زیادہ کیا جائے تعریف میں یہ لفظ اور اس پر مرے جیسا کہ ربیع بن امیہ بن خلف کا حال ہوا اور ایسے شخص کی حدیث کا روایت کرنا مشکل ہے اور شاید جس نے اس کی حدیث بیان کی ہے وہ اس کے مرتد ہونے پر واقف نہیں ہوا اور اگر مرتد ہو کے پھر مسلمان ہو جائے لیکن پھر مسلمان ہونے کے بعد حضرت ﷺ کو نہ دیکھے تو صحیح یہ ہے کہ وہ اصحاب میں گنا جاتا ہے واسطے اتفاق کرنے محدثین کے اوپر گنتی اشعث بن قیس وغیرہ کے جن کا یہ حال ہوا کہ مسلمان ہوئے پھر مرتد ہو گئے پھر مسلمان ہوئے اور واسطے روایت کرنے حدیثوں ان کی کے اپنے مسندوں میں اور کیا خاص ہے یہ سب بحث ساتھ آدمیوں کے یا ان کے سوائے اور عقلاء کو بھی شامل ہے یہ محل نظر کا ہے لیکن جس پر راجح ہے یہ قول کہ وہ بھی اس میں داخل ہیں اس واسطے کہ مبعوث ہیں طرف ان کی حضرت ﷺ قطعاً اور وہ مکلف ہیں ان میں گنہگار بھی ہیں اور نیکوکار بھی ہیں سو جس کا نام مشہور ہوا اس کو لائق ہے تردد کرنا اس کے صحابی میں اگرچہ ابن اثیر نے اس پر عیب کیا ہے اور کوئی حجت بیان نہیں کی اور لیکن فرشتے پس موقوف

ہے گننا ان کا اصحاب میں اوپر ثابت ہونے بعثت کی طرف ان کی اس واسطے کہ اس میں اختلاف ہے درمیان اصولیوں کے یہاں تک کہ نقل کیا ہے بعض نے اجماع اوپر ثابت ہونے اس کے کے اور بعض نے اس کا عکس کیا ہے اور یہ سب کلام اس کے حق میں ہے جس نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور حضرت ﷺ زندہ تھے دنیا میں اور لیکن جس نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی وفات کے بعد دیکھا دفن ہونے سے پہلے تو راجح بات یہ ہے کہ وہ صحابی نہیں وگرنہ لازم آتا ہے کہ جو حضرت ﷺ کے بدن مبارک کو آپ ﷺ کی قبر شریف میں دیکھے اس کو بھی صحابی کہا جائے گا اگرچہ ان پچھلے زمانوں میں ہو اور اسی طرح جس کو ولیوں میں کشف ہو اور حضرت ﷺ کو بطور کرامت کے دیکھے لازم آتا ہے اس کو بھی صحابی کہا جائے اس واسطے کہ جس نے ثابت کی ہے صحبت واسطے دیکھنے والے کے پہلے دفن ہونے آپ ﷺ کے سے اور اس کی حجت یہ ہے کہ آپ ﷺ بدستور زندہ ہیں اور یہ زندگی دنیاوی نہیں بلکہ وہ تو فقط زندگی اخروی ہے نہیں متعلق ہونے ساتھ اس کے احکام دنیا کے پس تحقیق شہید زندہ ہیں اور باوجود اس کے جو احکام کہ متعلق ہیں ساتھ اس کے جاری ہیں اوپر احکام اور مردوں کے اور اسی طرح دیکھنے کا بھی یہی حکم ہے کہ حضرت ﷺ کو دیکھنا وہ معتبر ہے کہ حضرت ﷺ کو دیکھے اس حالت میں کہ دیکھنے والا جا گتا ہو اور جو حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھے پس اگرچہ اس نے تحقیق آپ ﷺ کو دیکھا ہے پس یہ راجح ہے طرف امور معنوی کے نہ احکام دنیاوی کے اس واسطے اس کو صحابی نہیں کہا جاتا اور نہیں واجب ہے اس پر یہ کہ عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ حکم کریں اس کو حضرت ﷺ اس حالت خواب میں اور جو امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابی کی تعریف کی ہے یہی قول ہے علی بن مدینی کا کہ جس نے حضرت ﷺ سے صحبت کی یا آپ ﷺ کو دیکھا اگرچہ ایک گھڑی ہو تو وہ حضرت ﷺ کے اصحاب سے ہے اور میں نے یہ مسئلہ علوم حدیث میں بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس جگہ اسی قدر کافی ہے۔ (فتح)

٣٣٧٦ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيَقُوْلُوْنَ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ

٣٣٧٦۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ جہاد کریں گے آدمیوں کے گروہ تو ان سے پوچھیں گے کہ کیا تم میں کوئی شخص ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت کی ہو تو لوگ کہیں گے کہ ہاں تو ان کی فتح ہو جائے گی پھر لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ جہاد کریں گے آدمیوں کے گروہ تو پوچھیں گے کہ کیا تم میں وہ شخص ہے جس نے حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے صحبت کی ہو یعنی تابعی ہو تو لوگ کہیں گے کہ ہاں تو ان کی فتح ہو جائے گی پھر لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ جہاد کریں گے

فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ.

آدمیوں کے گروہ تو ان سے پوچھیں گے کہ کیا تم میں کوئی وہ شخص ہے جس نے حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ملنے والوں کی صحبت کی ہو یعنی تبع تابعین سے ہو تو لوگ کہیں گے کہ ہاں تو ان کی فتح ہو جائے گی۔

فائدہ: یہ حدیث روایت صحابی کی ہے صحابی سے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے باطل ہونا اس شخص کے قول کا جو ان پچھلے زمانوں میں صحابی ہونے کا دعویٰ کرے گا اس واسطے کہ حدیث متضمن ہے ہمیشہ رہنے جہاد کے کو اور لشکروں کے بھیجنے کو طرف شہروں کفار کے اور یہ کہ وہ پوچھے جائیں گے کہ کیا تم میں کوئی حضرت ﷺ کا صحابی ہے تو کہیں گے نہیں اور اسی طرح تابعین میں اور تبع تابعین میں اور تحقیق واقع ہو چکے ہیں یہ سب کام گزرے زمانے میں اور بند ہو چکا ہے بھیجنا لشکروں کا طرف شہروں کفار کے ان زمانوں میں بلکہ الٹا ہوا ہے حال اس زمانے میں بنا بریں اس کے کہ معلوم اور مشاہد ہے مدت دراز سے خاص کر اندلس کے شہروں میں اور ضبط کیا ہے اہل حدیث نے اس کو جو سب اصحاب رضی اللہ عنہم سے اخیر فوت ہوا اور وہ مطلق ابوطفیل عامر بن واثلہ لیثی ہے جیسا کہ جزم کیا ہے ساتھ اس کے مسلم نے اپنی صحیح میں اور تھی موت اس کی سنہ ایک سو میں اور بعض کہتے ہیں کہ ایک سو سات میں اور بعض کہتے ہیں کہ ایک سو دس میں اور موافق ہے حضرت ﷺ کی اس حدیث کے کہ جو لوگ آج زمین پر زندہ ہیں ان میں سے سو برس تک کوئی باقی نہ رہے گا اور ایک روایت میں چوتھے طبقے کا بھی ذکر آیا ہے لیکن وہ شاذ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ تم ہمیشہ خیر سے رہو گے جب تک کہ تم میں وہ شخص ہوگا جس نے میری صحبت کی یا مجھ کو دیکھا یا میرے اصحاب کی صحبت کی یا میرے دیکھنے والوں کو دیکھا ہو۔ (فتح)

٣٣٧٧ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ سَمِعْتُ زَهْدَمَ بْنَ مُضَرِّبٍ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَلَا أَدْرِي أَذَكَرَ بَعْدَ

٣٣٧٧۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب میری امت سے بہتر میرا زمانہ ہے یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم کا زمانہ پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب رضی اللہ عنہم سے ملے ہوئے ہیں اور ان کے صحبت یافتہ ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو تابعین سے ملے ہوئے ہیں اور ان کے ہم صحبت ہیں یعنی تبع تابعین عمران رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ نے اپنے قرن کے بعد دوبار

قَرْنِهٖ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَّشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ.

ذکر کیا یا تین بار پھر تمہارے بعد وہ لوگ آئیں گے کہ گواہی دیں گے گواہی مانگے بغیر اور خیانت کریں گے اور ان کے پاس کوئی امانت نہ رکھے گا اور نذر مانیں گے اور پوری نہ کریں گے اور ظاہر ہوگا ان میں مٹاپا یعنی واسطے نہایت حرص ان کی کے دنیا پر اور نفع اٹھانے کے ساتھ لذتوں اس کی کے یہاں تک کہ موٹے ہوں گے بدن ان کے۔

فائدہ: اور قرن ایک زمانے کے ہم عصر لوگوں کا نام ہے جو شریک ہوں کسی امر میں امور مقصودہ سے اور کہا جاتا ہے کہ یہ مقصود ہے ساتھ اس کے جبکہ جمع ہوں بیچ زمانے کسی نبی یا رئیس کے کہ جمع کرے ان کو ایک ملت یا مذہب یا عمل اور بولا جاتا ہے قرن زمانے کی ایک مدت کو اور اختلاف ہے اس کی حد معین کرنے میں دس برس سے ایک سو بیس برس تک لیکن میں نہیں جانتا کہ کسی نے ستر برس کی تصریح کی ہو اور نہ ایک سو دس برس کی اور ان کے سوائے جو قول ہیں ان کا کوئی نہ کوئی قائل ہے اور تحقیق واقع ہوا ہے بیچ حدیث عبداللہ بن بسر کے جو دلالت کرتا ہے کہ قرن سو برس کا ہوتا ہے اور یہ مشہور ہے اور صاحب مطالع نے کہا کہ قرن ایک امت ہے کہ ہلاک ہوئی اور ان میں سے کوئی باقی نہ رہے اور نہیں ذکر کیا صاحب محکم نے پچاس برس کو اور ذکر کیا دس سے ستر تک پھر کہا کہ یہ ہے قدر متوسط عمروں اہل ہر زمانہ کی سے اور یہ ایک قول ہے اور مراد ساتھ قرن حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں اور تحقیق پہلے گزر چکا ہے بیچ صفت حضرت ﷺ کے کہ میں آدمیوں کے بہتر زمانے میں پیدا ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ بہتر اس امت کا وہ قرن ہے جس میں میں پیغمبر ہوا اور تحقیق ظاہر ہو چکا ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کا زمانہ ابتداء نبوت سے اخیر صحابی کی موت تک ایک سو بیس برس تک تھا یا کچھ کم و بیش بنا بریں اختلاف کے ابو طفیل کی موت میں اور اگر اعتبار کیا جائے یہ بعد وفات حضرت ﷺ کی تو ہوں گے سو برس یا نوے یا ستانوے برس اور لیکن زمانہ تابعین کا اخیر تابعی کی موت تک پس اگر اعتبار کیا جائے سو برس سے تو تخمینا ستر یا اسی برس ہوں گے اور لیکن جو ان کے بعد ہیں پس اگر اعتبار کیا جائے زمانے ان کا ایک سو برس سے تو ہوگا برابر پچاس برس کے پس ظاہر ہوا ساتھ اس کے کہ مدت قرن کی مختلف ہے ساتھ اختلاف عمروں اہل ہر زمانہ کے اور اتفاق ہے کہ تبع تابعین کا زمانہ دو سو بیس برس تک ہے سو اسی وقت نہایت بدعتیں ظاہر ہوئیں اور فرقہ معتزلہ نے زبان درازی شروع کی اور فلاسفہ نے سر اٹھائے اور مبتلا ہوئے اہل علم ساتھ کہنے کے قرآن کو مخلوق اور حالات میں سخت تغیر ہوا اور دین الٹ پلٹ گیا اور ہمیشہ دین میں کمی ہوتی گئی اب تک سو جیسا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ پھر ان تین زمانوں کے بعد جھوٹ بہت ہو جائے گا یہاں تک کہ شامل ہو گیا اقوال و افعال اور معتقدات کو اور اللہ سے مدد چاہتے ہیں اور یہ جو فرمایا کہ پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو

اصحاب رضی اللہ عنہم سے ملے ہوئے ہیں تو یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم افضل ہوں تابعین سے اور تابعین افضل ہوں تبع تابعین سے لیکن یہ افضلیت بہ نسبت مجموع کے ہے یا افراد کے اس میں بحث ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ افضلیت بہ نسبت افراد کے ہے یعنی ہر ہر صحابی افضل ہے تابعین سے اور پہلا قول ابن عبدالبر کا ہے یعنی بعض اصحاب رضی اللہ عنہم افضل ہیں تابعین سے نہ کل اور جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے یا خرچ کی اپنے مال سے کچھ چیز بہ سبب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں برابر ہے اس کی فضیلت میں بعد اس کے کوئی ہو اور لیکن جس کے واسطے یہ بات واقع نہیں ہوئی تو اس میں بحث ہے اور اصل اس میں قول اللہ تعالی کا ہے: ﴿لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا﴾ یعنی نہیں برابر تم میں سے جس نے خرچ کیا پہلے فتح کے اور جہاد کیا یہ لوگ افضل ہیں درجے میں ان لوگوں سے جنہوں نے خرچ کیا بعد اس کے اور جہاد کیا اور ابن عبدالبر نے دلیل پکڑی ہے اس حدیث سے کہ ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں عمل کرنے والے کو پچاس آدمی کے برابر ثواب ہوگا کہا گیا کہ برابر پچاس آدمیوں کے ان میں سے یا ہم میں سے فرمایا کہ تم میں سے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ صحبت کی فضیلت کے برابر کوئی عمل نہیں واسطے دیکھنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لیکن کہ جو شخص کہ اتفاق پڑا اس کو دور کرنے مکروہ چیز کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور جلدی کرنے کا طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ ہجرت کے یا مدد کے اور یاد رکھنے شرع کے کا جو سیکھی گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور پہنچانا اس کا اپنے پچھلوں کو تو پچھلوں میں سے کوئی اس کے برابر نہیں اس واسطے کہ نہیں کوئی خصلت خصلتوں مذکورہ سے مگر واسطے سبقت کرنے والے کے طرف اس کی مثل اجر اس شخص کا ہے جس نے عمل کیا ساتھ اس کے بعد اس کے پس ظاہر ہوئی فضیلت ان کی اور حاصل نزاع کا خالص ہے اس شخص کے حق میں کہ نہیں حاصل ہوا اس کو مگر محض مشاہدہ پس اگر تطبیق دی جائے درمیان مختلف حدیثوں مذکورہ کے تو ہوگی عمدہ بات۔ علاوہ یہ ہے کہ یہ حدیث کہ ایک عمل کرنے والے کو پچاس اصحاب رضی اللہ عنہم کے برابر ثواب ہوگا نہیں دلالت کرتی اوپر افضل ہونے غیر اصحاب رضی اللہ عنہم کے اصحاب رضی اللہ عنہم پر اس واسطے کہ محض زیادہ ہونا ثواب کا نہیں لازم پکڑتا ثبوت افضلیت مطلق کو اور نیز اجر پس سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوتا ہے کم وبیش ہونا اس کا بہ نسبت اس کی کہ مانند ہو اس کے اس عمل میں اور لیکن جو چیز کہ مراد پائی اس نے جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا زیادتی فضیلت مشاہدہ کی سے تو کوئی شخص اس کے اس میں برابر نہیں اور ساتھ اسی طریق کے ممکن ہے تاویل پہلی حدیثوں کی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر تعدیل اہل قرون ثلثہ کے یعنی تینوں زمانوں کے لوگ عادل ہیں اگرچہ متفاوت ہیں درجے ان کے فضیلت میں اور یہ محمول ہے غالب اور اکثریت پر اس واسطے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں ایسے لوگ بھی تھے جن میں صفتیں مذکورہ مذمومہ پائیں گئیں لیکن کم بخلاف ان لوگوں کے جو ان

تین زمانوں کے بعد پیدا ہوئے کہ یہ صفتیں ان میں کثرت سے پائی گئیں اور مشہور ہوئیں اور اس حدیث میں بیان ہے ان لوگوں کا جن کی گواہی رد کی جاتی ہے اور وہ لوگ وہ ہیں جن میں یہ صفات مذمومہ پائی جائیں اور اس کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ پھر بہت ہوگا جھوٹ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر کمی بیشی کے درمیان اصحاب رضی اللہ عنہم کے۔ (فتح)

٣٣٧٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَكَانُوا يَضْرِبُونَنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ وَنَحْنُ صِغَارٌ.

٣٣٧٨۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب لوگوں سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب رضی اللہ عنہم سے ملے ہوئے ہوں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو تابعین سے ملے ہوئی ہوں یعنی تبع تابعین پھر ان زمانوں کے بعد وہ لوگ آئیں گے جن کی گواہی قسم پر سبقت کرے گی اور قسم گواہی پر سبقت کرے گی ابراہیم نے کہا کہ اور تھے مارتے ہم کو شہادت اور عہد پر اور ہم چھوٹے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح شہادت میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ الْمُهَاجِرِينَ وَفَضْلِهِمْ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي قُحَافَةَ التَّيْمِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ أُولٰٓئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ وَقَالَ اللّٰهُ ﴿إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ إِلٰى قَوْلِهِ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ وَأَبُو سَعِيدٍ وَّابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

باب ہے بیان میں مناقب مہاجرین کے اور فضیلت ان کی کے ایک ان میں سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عبداللہ بن ابی قحافہ ہیں تیمی یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ زکوۃ کا مال واسطے محتاجوں اور مہاجرین کے ہے یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے تو ان کی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت ان کو نکالا کافروں نے دو جانوں کو جب دونوں تھے غار میں اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابوسعید رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ حضرت ﷺ کے غار میں۔

وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ.

فائدہ: مراد ساتھ مہاجرین کے وہ لوگ ہیں جو انصار کے علاوہ ہیں اور جو مسلمان ہوئے دن فتح کے اور لگا تار پس اصحاب رضی اللہ عنہم اس حیثیت سے تین قسم کے ہیں اور انصار وہ اوس اور خزرج ہیں اور ہم قسم ان کے اور غلام آزاد ان کے۔ جزم کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ ہے اور یہی مشہور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے ان کا نام عبدالکعبہ تھا اور ان کو لوگ عتیق بھی کہتے تھے اور یہ نام ان کا اس واسطے ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خبر دی تھی کہ وہ آگ سے آزاد ہیں اور واسطے پیش دستی ان کی کے طرف اسلام کے اور صدیق ان کا نام اس واسطے ہوا کہ انہوں نے سب سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا جانا یعنی کہتے ہیں کہ یہ نام ان کا معراج کی صبح رکھا گیا اور طبرانی نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قسم کھاتے تھے کہ اللہ تعالی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام آسمان سے صدیق اتارا اور لیکن نسب ان کا پس وہ عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب ہے جمع ہوتے ہیں ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرہ بن کعب میں۔ اشارہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس آیت کے طرف ثبوت فضیلت مہاجرین کے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے اس کو آیت ان کی عمدہ صفتوں سے اور اس واسطے کہ اللہ نے ان کے لیے صدق کی گواہی دی۔ اور اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس آیت کے طرف فضیلت انصار کی پس تحقیق بجا لائے وہ امر کو بیچ مدد کرنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کے اور تھی مدد اللہ کے واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ متوجہ ہونے کے طرف مدینے کے ساتھ بچا رکھنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں کی ایذا سے جو تلاش کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گئے تھے تاکہ پھیریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد سے اور نیز اس آیت میں بیان ہے فضیلت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس واسطے کہ وہ تنہا ہیں ساتھ اس فضیلت کے یعنی ان کے علاوہ اور کسی کو یہ فضیلت حاصل نہیں اس واسطے کہ وہ اس سفر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور اپنی جان کے ساتھ ان کو بچایا کما سیاتی اور اللہ نے ان کے واسطے گواہی دی کہ وہ اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔ یعنی جب نکلے مکے سے طرف مدینے کی۔ (فتح)

۳۳۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اشْتَرٰى أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ عَازِبٍ رَحْلًا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِعَازِبٍ مُرِ الْبَرَآءَ فَلْيَحْمِلْ إِلَيَّ رَحْلِي فَقَالَ عَازِبٌ لَا حَتّٰى تُحَدِّثَنَا كَيْفَ صَنَعْتَ أَنْتَ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۳۷۹۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عازب رضی اللہ عنہ سے اونٹ کا پالان تیرہ درہم میں خریدا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عازب کو کہا کہ براء رضی اللہ عنہ کو کہے کہ میرے ساتھ پالان اٹھائے تو عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں کہوں گا یہاں تک کہ خبر دو مجھ کو کہ کس طرح کیا تم نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ تم مکے سے نکلے اور مشرکین تم کو تلاش کرتے تھے تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے مکے سے

حِيْنَ خَرَجْتُمَا مِنْ مَّكَّةَ وَالْمُشْرِكُوْنَ يَطْلُبُوْنَكُمْ قَالَ ارْتَحَلْنَا مِنْ مَّكَّةَ فَأَحْيَيْنَا أَوْ سَرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتّٰى أَظْهَرْنَا وَقَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ فَرَمَيْتُ بِبَصَرِيْ هَلْ أَرٰى مِنْ ظِلٍّ فَآوِيْ إِلَيْهِ فَإِذَا صَخْرَةٌ أَتَيْتُهَا فَنَظَرْتُ بَقِيَّةَ ظِلٍّ لَهَا فَسَوَّيْتُهُ ثُمَّ فَرَشْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ ثُمَّ قُلْتُ لَهُ اضْطَجِعْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَاضْطَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْطَلَقْتُ أَنْظُرُ مَا حَوْلِيْ هَلْ أَرٰى مِنَ الطَّلَبِ أَحَدًا فَإِذَا أَنَا بِرَاعِيْ غَنَمٍ يَسُوْقُ غَنَمَهُ إِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيْدُ مِنْهَا الَّذِيْ أَرَدْنَا فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُ فَعَرَفْتُهُ فَقُلْتُ هَلْ فِيْ غَنَمِكَ مِنْ لَّبَنٍ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَهَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لَّنَا قَالَ نَعَمْ فَأَمَرْتُهُ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِّنْ غَنَمِهِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَّنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَّنْفُضَ كَفَّيْهِ فَقَالَ هٰكَذَا ضَرَبَ إِحْدٰى كَفَّيْهِ بِالْأُخْرٰى فَحَلَبَ لِيْ كُثْبَةً مِّنْ لَّبَنٍ وَّقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِدَاوَةً عَلٰى فَمِهَا خِرْقَةٌ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ أَسْفَلُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَافَقْتُهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ

کوچ کیا تو ہم رات بھر بیدار رہے یا یوں کہا کہ ہم دن رات چلے یہاں تک کہ ہم ظہر کے وقت میں داخل ہوئے اور ٹھیک دوپہر ہوئی تو میں نے نظر کی کہ کیا کوئی سایہ دیکھوں کہ اس میں جگہ کروں تو اچانک میں نے ایک پتھر دیکھا جس کے پاس میں آیا تو میں نے دیکھا کہ اس کے واسطے کچھ سایہ ہے تو میں نے وہ جگہ برابر کی پھر میں نے اس پر حضرت ﷺ کے واسطے پوستین بچھائی پھر میں نے آپ ﷺ سے کہا یا حضرت ﷺ لیٹ جایئے تو حضرت ﷺ لیٹ گئے پھر میں چلا اپنے گرد نظر کرتا کہ کیا کوئی تلاش کرنے والا دیکھتا ہوں تو ناگہاں میں نے ایک چرواہا دیکھا کہ اپنی بکریوں کو پتھر کی طرف ہانکتا ہے چاہتا ہے اس سے جو ہم نے چاہا کہ اس کے سائے میں آئے سو میں نے اس سے پوچھا اور کہا کہ اے غلام تو کس کا ہے اس نے کہا کہ ایک مرد قریشی کا اور اس نے اس کا نام لیا تو میں نے اس کو پہچانا تو میں نے کہا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے اس نے کہا ہاں میں نے کہا کہ کیا تجھ کو اجازت ہے کہ ہمارے واسطے دودھ دوہے اس نے کہا ہاں سو میں نے اس کو حکم کیا تو اس نے ایک بکری اپنی رانوں میں قابو کی تو پھر میں نے کہا کہ جھاڑ لے تھن کو مٹی سے پس اشارہ کیا اس طرح کہ اپنا ہاتھ دوسرے پر مارا تو اس نے میرے واسطے بقدر ایک پیالے کے دودھ دوہا میرے ساتھ چھاگل تھی کہ اس کے منہ پر کپڑا تھا تو میں نے دودھ پر پانی ڈالا یہاں تک کہ ٹھنڈا ہوا نیچے تک تو میں اس کو لے کر حضرت ﷺ کی طرف چلا تو میں نے حضرت ﷺ کی موافقت کی اس حال میں کہ آپ ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ پیجیے سو حضرت ﷺ نے پیا یہاں تک کہ میں راضی ہوا پھر میں نے

قُلْتُ قَدْ آنَ الرَّحِيْلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ بَلٰى فَارْتَحَلْنَا وَالْقَوْمُ يَطْلُبُوْنَنَا فَلَمْ يُدْرِكْنَا أَحَدٌ مِنْهُمْ غَيْرُ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ عَلٰى فَرَسٍ لَهٗ فَقُلْتُ هٰذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ ﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا﴾.

کہا کہ یا حضرت ﷺ پس تحقیق کوچ کا وقت آیا حضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں سو ہم نے کوچ کیا اور قریش کے لوگ ہم کو تلاش کرتے تھے تو کسی نے ان میں سے ہم کو نہ پایا سوائے سراقہ بن مالک کے کہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ یہ تلاش کرنے والا ہم کو آملا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غم نہ کر بے شک اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہے۔

فائدہ: یہ جو عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں کہوں گا کہ یہاں تک کہ تم ہم کو خبر دو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باز رہے عازب رضی اللہ عنہ بھیجنے بیٹے اپنے کے سے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہاں تک کہ ان سے حدیث بیان کریں اور جو روایت پہلے گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حدیث بیان کرنے کو کسی شرط پر معلق نہیں کیا اس واسطے کہ اس میں صرف اتنا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپنے بیٹے کو بھیجو کہ میرے ساتھ پالان اٹھا لے چلے تو میں نے اس کو اٹھایا تو ممکن ہے تطبیق درمیان دونوں کے بایں طور کہ عازب رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اول شرط کر لی تھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کا سوال قبول کر لیا تھا پھر جب ابوبکر رضی اللہ عنہ چلنے کو تیار ہوئے تو عازب رضی اللہ عنہ نے ان سے وعدے کا پورا کرنا چاہا یعنی بیان کرنا حدیث کا تو صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور خطابی نے کہا کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے جو حدیث پڑھانے کی اجرت کو جائز رکھتا ہے اور یہ استدلال باطل ہے اس واسطے کہ انہوں نے حدیث پڑھانے کو پونجی اور پیشہ ٹھہرایا ہے اور جو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عازب رضی اللہ عنہ کے درمیان واقع تھا وہ تو فقط بنا بر مقتضی عادت کے تھا جو سوداگروں کے درمیان جاری ہے کہ اسباب اٹھانے کو اپنا آدمی خریدار کے ساتھ دیتے ہیں برابر ہے کہ اس کو اجرت دے یا نہ دے اور نہیں شک ہے اس میں کہ استدلال کرنا ساتھ اس کے اوپر جواز کے بعید ہے واسطے موقوف ہونے اس کے کے اس پر کہ اگر عازب رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو بھیجنے سے باز رہتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی حدیث بیان کرنے سے باز رہتے اور مہلب نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دودھ پیا حضرت ﷺ نے ان بکریوں سے اس واسطے کہ تھا یہ معاملہ بیچ وقت کرم کرنے کے آپس میں اور نہیں معارض ہے اس کے یہ حدیث کہ نہ دوہے کوئی جانور کسی کا بغیر اس کے اذن کے اس واسطے کہ واقع ہوا ہے یہ جھگڑے کے زمانے میں یا یہ دوسری حدیث محمول ہے اوپر اچک لینے کے اور پہلی حدیث میں یہ بات واقع نہیں ہوئی بلکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلے چرواہے سے کہا کہ کیا تجھ کو مالک سے اجازت ہے دوہنے کے واسطے اس کے جو تیرے پاس وارد ہو تو اس نے کہا کہ ہاں یا جاری ہوئی اوپر عادت مالوفہ کے اس کی اباحت میں اور اجازت دوہنے کی گزرنے والے پر واسطے مسافر کے تو ہوگا ہر چرواہے کو

اذن بیچ اس کے اور داؤدی نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس واسطے دودھ پیا کہ آپ ﷺ مسافر تھے اور مسافر کو پینا جائز ہے جب کہ محتاج ہو خاص کر حضرت ﷺ کو اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں خدمت تابع آزاد کے واسطے متبوع اپنے کی بیداری میں اور دور کرنے اس سے مکروہ چیز وقت سونے ان کے کے اور شدت محبت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حضرت ﷺ کے ساتھ اور ادب ان کے ساتھ آپ ﷺ کے اور مقدم کرنے ان کے کے اپنی جان پر اور اس میں ادب ہے کھانے اور پینے کا اور استحباب پاک صاف کرنے کا واسطے اس چیز کے کہ کھائی جائے اور اس میں ساتھ لینا اسباب سفر کا ہے مانند چھاگل اور دسترخوان کے اور یہ توکل کے منافی نہیں اور باقی شرح اس کی ہجرت میں آئے گی۔ (فتح)

۳۳۸۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا فِي الْغَارِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا فَقَالَ مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا.

۳۳۸۰۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے کہا اور ہم غار میں تھے کہ اگر کوئی ان میں سے اپنے پاؤں کے تلے نظر کرے تو ہم کو دیکھ لے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا گمان ہے تیرا ساتھ ان دو شخصوں کے کہ ان کا تیسرا اللہ ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اپنا سر اٹھایا تو ناگہاں میں نے مشرکین کے پاؤں دیکھے اور ایک روایت میں ہے کہ آئے مشرکین اس پہاڑ پر جس میں غار تھی جس میں حضرت ﷺ تھے یہاں تک کہ اس پر چڑھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی آواز سنی تو ان کو نہایت خوف پیدا ہوا تو اس وقت حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غم نہ کر بے شک اللہ ہے ساتھ ہمارے اور حضرت ﷺ نے دعا کی تو ان پر تسکین اتری اور یہ جو کہا کہ تیسرا ان کا اللہ ہے یعنی ان کا مددگار اور ناصر ہے نہیں تو اللہ تیسرا ہے ہر دو کا ساتھ علم اپنے کے اور اس حدیث میں فضیلت ظاہرہ ہے واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور اس میں ہے کہ غار کا دروازہ پست تھا پس تحقیق واقدی کی سیر میں واقع ہوا کہ ایک آدمی اپنا ستر کھول کر پیشاب کرنے لگا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس نے ہم کو دیکھ لیا حضرت ﷺ نے کہا کہ اگر ہم کو دیکھتا تو اپنا ستر نہ کھولتا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُدُّوا الْأَبْوَابَ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسجد کی طرف سے سب دروازے بند کر دو مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھلا رہے کہا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے نماز میں ساتھ اس لفظ کے سُدُّوْا عَنِّیْ کُلَّ خَوْخَةٍ اور شاید یہ روایت بالمعنی ہے۔

۳۳۸۱۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ وَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ ذٰلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ فَبَكٰى أَبُوْ بَكْرٍ فَعَجِبْنَا لِبُكَآئِهٖ أَنْ يُّخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خُيِّرَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرَ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ أَعْلَمَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ أَبَا بَكْرٍ وَّلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا غَيْرَ رَبِّيْ لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَّلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابَ أَبِيْ بَكْرٍ۔

۳۳۸۱۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ بے شک اللہ نے مختار کیا ہے اپنے بندے کو دنیا اور آخرت میں تو اس بندے نے آخرت کو اختیار کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے تو ہم کو تعجب آیا ان کے رونے سے یہ کہ خبر دیتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بندے سے کہ اختیار دیا گیا یعنی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ روتے ہیں پھر جب جلد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تب ہم اس کا مطلب سمجھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی مختار تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موت کی خبر دی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ تر عالم تھے وہ اس رمز کو سمجھ گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ بے شک سب آدمیوں سے سب سے بڑا احسان کرنے والا مجھ پر ساتھ دینے میں اور اپنے مال خرچ کرنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی اور کو جانی اور خالص دوست ٹھہراتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی جانی دوست کرتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت ہمارے اور ان کے درمیان ہے مسجد کی طرف سے سب دروازے بند کر دیے جائیں مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھلا رہے۔

فائدہ: مسجد کے صحن سے لگے لگے اصحاب رضی اللہ عنہم کے دروازے تھے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر چالیس ہزار درہم خرچ کیے اور یہ جو کہا کہ اسلام کی برادری ہمارے اور اس کے درمیان ہے تو نہیں وارد ہوتا اس پر مشترک ہونا تمام اصحاب رضی اللہ عنہم کا بیچ اس فضیلت کے اس واسطے کہ راجح ہونا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پہچانا گیا ہے اس کے غیر سے اور برادری اسلام کی اور محبت اس کی جدا جدا ہے مسلمانوں میں بیچ مدد کرنے دین کے اور بلند کرنے کلمہ حق کے اور تحصیل کثرت ثواب کے اور واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس کا اکثر حصہ ہے اور خطابی اور ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث میں خصوصیت ظاہر ہے واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور اس میں اشارہ قوی ہے طرف مستحق ہونے ابوبکر رضی اللہ عنہ

کے واسطے خلافت کے اور خاص کر ثابت ہو چکا ہے کہ یہ حضرت ﷺ کی اخیر زندگی میں تھا اور اس وقت میں کہ حکم کیا ان کو اس میں کہ نہ امامت کرے ان کی مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور تحقیق دعویٰ کیا ہے بعض نے کہ مراد ساتھ دروازے کے خلافت ہے اور اس کے بند کرنے کے حکم سے مراد اس کا چاہنا ہے تو گویا کہ کہا کہ نہ چاہے کوئی اور نہ طلب کرے خلافت کو مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ پس تحقیق نہیں حرج واسطے ان کے اس کے طلب کرنے میں اور اسی کی طرف میل کی ہے ابن حبان نے پس کہا اس نے بعد روایت کرنے اس حدیث کے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ وہ خلیفہ ہیں بعد حضرت ﷺ کے اور تعاقب کیا ہے محب طبری نے ابن حبان کی کلام کا سو کہا کہ ذکر کیا ہے عمر بن بشیر نے اخبار مدینہ میں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گھر جس کے دروازے کو کھلا رکھنے کا حکم فرمایا تھا وہ مسجد سے ملا ہوا تھا اور ہمیشہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہا یہاں تک کہ اس کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں بیچ ڈالا۔

تنبیہ : ایک روایت میں ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ بند کرنے دروازوں کے مگر دروازے علی رضی اللہ عنہ کے اور تطبیق یہ ہے کہ مراد ساتھ بند کرنے دروازوں کے واقع ہوا ہے دوبار پس پہلی بار میں مستثنیٰ کیا علی رضی اللہ عنہ کو اور دوسری بار میں مستثنیٰ کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لیکن نہیں تمام ہوتی یہ تطبیق مگر ساتھ اس کے کہ محمول کیا جائے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قصے کو اوپر دروازے حقیقی کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قصے کو اوپر دروازے مجازی کے یعنی کھڑکی کے اور گویا کہ جب ان کو حکم ہوا ساتھ بند کرنے دروازوں کے تو انہوں نے دروازوں کے بند کر دیا اور کھڑکیاں نکالیں تا کہ ان سے مسجد میں جلدی داخل ہوں پس حکم کیے گئے ساتھ بند کرنے ان کے کے اور ساتھ اسی طریق کے تطبیق دی ہے طحاوی نے پس کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ مسجد سے باہر تھا اور کھڑکی مسجد کے اندر تھی اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ نہ تھا مگر اندر مسجد کے یعنی تو ان کا دروازہ کھلا رہا جیسا کہ ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں حلال کسی کو کہ جنابت کی حالت میں اس مسجد سے گزرے سوائے میرے اور تیرے یعنی علی رضی اللہ عنہ کے اور باب کی حدیث میں فضیلت ظاہرہ ہے واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور یہ کہ وہ لائق تھے اس کے کہ حضرت ﷺ ان کو اپنا جانی دوست ٹھہرائیں اگر مانع نہ ہوتا اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ واسطے خلیل کے ایک صفت ہے خاص تقاضا کرتی ہے عدم مشارکت کو بیچ اس کے اور یہ کہ مسجدیں نگاہ رکھی جائیں نہ ترغیب سے واسطے ان میں راہ پانے سے بغیر ضرورت مہمہ کے اور اشارہ کرنا ساتھ علم خاص کے سوائے تصریح کے اور اس میں ترغیب ہے واسطے اختیار کرنے آخرت کے دنیا پر اور اس میں شکر محسن کا ہے اور اس کی ثناء کرنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے زمانے میں کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر رسول اللہ ﷺ ہیں اور پھر ان کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور علی رضی اللہ عنہ کو تین چیزیں ملی ہیں کہ ان میں سے ایک کا ہونا بہتر ہے مجھ کو سرخ اونٹ سے ایک ان کو حضرت ﷺ نے اپنی بیٹی نکاح کر دی اور نے گھر ان سے اولاد ہوئی اور بند کیے گئے سب دروازے مسجد کی طرف سے مگر دروازہ علی رضی اللہ عنہ کا مسجد کے

اندر رہا اور حضرت ﷺ نے ان کو خیبر کے دن جھنڈا دیا اور ایک روایت میں ہے کہ راوی کہتا ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ خبر دو مجھ کو علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کی پس ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ رہے علی رضی اللہ عنہ پس نہ پوچھ حال ان کا کسی سے اور نظر کر طرف درجے ان کے پاس حضرت ﷺ کے کہ مسجد کی طرف سے سب دروازے بند کر دیے گئے مگر دروازہ علی رضی اللہ عنہ کا کھلا رہا۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے بیان میں فضیلت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بعد حضرت ﷺ کے

فائدہ: یعنی بیچ درجے فضیلت کے اور نہیں مراد بعدیت زمانے کی اس واسطے کہ فضیلت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ثابت تھی حضرت ﷺ کی زندگی میں جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث باب کی۔

۳۳۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

۳۳۸۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے ہم بہتر کہتے ایک کو دوسرے سے درمیان لوگوں کے حضرت ﷺ کے زمانے میں یعنی کہتے تھے کہ فلانا بہتر ہے فلانے سے الخ سو ہم بہتر جانتے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یعنی بعد حضرت ﷺ کے پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کسی کو برابر نہ کرتے تھے پھر عمر رضی اللہ عنہ کے پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے پھر ہم ان کے بعد اصحاب کو چھوڑ دیتے ایک کو دوسرے سے بہتر نہ کہتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ تھے ہم کہتے حالانکہ حضرت ﷺ زندہ تھے کہ سب امت سے افضل حضرت ﷺ ہیں پھر آپ ﷺ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر عمر رضی اللہ عنہ پھر عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ﷺ یہ بات سنتے تھے اور اس پر انکار نہ کرتے تھے اور اس حدیث میں تقدیم عثمان رضی اللہ عنہ کی ہے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے جیسا کہ وہ مشہور ہے نزدیک جمہور اہل سنت کے اور بعض سلف کا یہ مذہب ہے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ مقدم ہیں عثمان رضی اللہ عنہ پر اور ساتھ اسی کے قائل ہیں سفیان ثوری اور بعض کہتے ہیں کہ اس نے اس سے رجوع کیا ہے اور نیز قائل ہے ساتھ اس کے ابن خزیمہ اور ایک گروہ پہلے اس کے اور بعد اس کے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں فضیلت دیتے ہم ایک کو دوسرے پر یہ قول مالک کا ہے مدونہ میں اور تابع ہوئی ہے اس کے ایک جماعت ان میں سے یحییٰ بن قطان ہیں اور متاخرین سے ابن حزم ہیں اور حدیث باب کی حجت ہے واسطے جمہور کے اور طعن کیا ہے اس میں ابن عبدالبر نے اور مسند کیا ہے اس کو طرف ہارون بن اسحاق کے کہ کہا اس نے کہ میں نے یحییٰ بن معین

سے سنا کہتے تھے کہ جو کہے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور پہچانے واسطے علی رضی اللہ عنہ کے سابق ہونا اور فضیلت اس کی تو وہ صاحب سنت کا ہے۔ میں نے کہا کہ بعض کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ پھر چپ رہتے ہیں تو یحییٰ نے ان کے حق میں بہت سخت کلام کیا اور تعاقب کیا گیا ہے بایں طور کہ ابن معین نے انکار کیا ہے رائے قوم سے اور وہ عثمانیہ ہیں جو عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں زیادتی کرتے ہیں اور ناقص جانتے ہیں علی رضی اللہ عنہ کو اور نہیں شک ہے اس میں کہ جو اختصار کرے اس پر اور علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت نہ پہچانے تو وہ مذموم ہے اور نیز ابن عبدالبر نے دعوی کیا ہے کہ یہ حدیث خلاف قول اہل سنت کے ہے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ افضل ہیں سب لوگوں سے بعد تینوں اصحاب رضی اللہ عنہم کے پس تحقیق اہل سنت نے اجماع کیا ہے اس پر کہ علی رضی اللہ عنہ افضل ہیں سب خلق سے بعد تینوں کے اور دلالت کی اجماع نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث غلط ہے اگرچہ اس کی سند ان تک صحیح ہے اور نیز تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں لازم آتا ان کے چپ رہنے سے اس وقت تفضیل ان کی سے عدم تفضیل ان کی ہمیشہ اور بایں طور کہ اجماع مذکور سوائے اس کے نہیں کہ پیدا ہوا ہے بعد اس زمانے کے کہ قید کیا ہے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پس ان کی حدیث غلط نہ ہوگی اور جو میں گمان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ ابن عبدالبر نے تو صرف اس زیادتی کا انکار کیا ہے کہ ہم پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سب اصحاب رضی اللہ عنہم کو چھوڑ دیتے ہیں یعنی ایک کو دوسرے سے افضل نہیں جانتے تھے اور باوجود اس کے پس نہیں لازم آتا ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دینے ان کے سے اس وقت کہ ان کو علی رضی اللہ عنہ کے ان کے غیروں پر افضل ہونے کا اعتقاد بھی نہ ہو اور تحقیق اقرار کیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھ مقدم کرنے علی رضی اللہ عنہ کے ان کے غیروں پر جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور تحقیق وارد ہو چکی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں قید خیریت مذکورہ کی اور افضلیت کی ساتھ اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ خلافت کے جیسا کہ ابن عساکر نے روایت کی ہے اور ایک قوم کا یہ مذہب ہے کہ افضل اصحاب رضی اللہ عنہم میں وہ ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں شہید ہوئے اور معین کیا ہے بعض نے ان میں سے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اور بعض کہتے ہیں کہ افضل سب اصحاب رضی اللہ عنہما میں عباس رضی اللہ عنہ ہیں اور اس قول سے انکار کیا گیا ہے اس کا قائل اہلسنت سے نہیں اور نہ مسلمانوں سے اور بعض کہتے ہیں کہ افضل ان میں سے عمر رضی اللہ عنہ ہیں مطلق واسطے استدلال کرنے کے ساتھ حدیث آئندہ کے خواب کے بیان میں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ڈول کھینچا اور اس کے کھینچنے میں سستی تھی اور یہ استدلال واہی ہے اور نقل کیا ہے بیہقی رحمہ اللہ نے شافعی رحمہ اللہ سے کہ اجماع کیا ہے اصحاب نے اور تابعین نے اوپر افضلیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پھر عمر رضی اللہ عنہ کے پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے پھر علی رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا قَالَهُ اَبُوْ سَعِيْدٍ

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو اپنا جانی دوست ٹھہراتا کہا اس کو ابوسعید رضی اللہ عنہ نے

٣٣٨٣ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَّاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَّلٰكِنْ أَخِي وَصَاحِبِي.

٣٣٨٣۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت سے کسی کو جانی دوست ٹھہراتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی جانی دوست ٹھہراتا لیکن میرا بھائی اور ساتھی ہے۔

فائدہ: تحقیق وارد ہوئیں یہ حدیثیں بیچ نفی خلت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمیوں میں سے کسی کو اپنا جانی دوست نہیں ٹھہرایا اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا جانی دوست ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور یہ معارض ہے باب کی حدیث کے پس اگر حدیث ثابت ہو تو تطبیق یہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے بری ہوئے واسطے تواضع اپنے رب کے اور تعظیم اس کی کے تو پھر اللہ نے ان کو اس کی اجازت دی اس واسطے کہ ان کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق دیکھا اور واسطے اکرام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

٣٣٨٤ - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ وَّمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ التَّبُوذَكِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ وَقَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَّاتَّخَذْتُهُ خَلِيلًا وَّلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ مِثْلَهُ.

٣٣٨٤۔ ایوب بسند سابق ہے اور فرمایا کہ اگر میں کسی کو جانی دوست ٹھہراتا تو البتہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی جانی دوست ٹھہراتا لیکن برادری اسلام کی افضل ہے۔

فائدہ: اور اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ خلت افضل ہے اسلام کی برادری سے اس واسطے کہ وہ لازم پکڑتی ہے اس کو اور زیادتی کو پس بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ دوستی اسلام کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ہے دوستی اس کے سے ساتھ غیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بعض کہتے ہیں کہ افضل ساتھ معنی فاضل کے ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ مودت اور خلت اور محبت اور صداقت سب کے ایک ہی معنی ہیں یا فرق ہے اہل لغت نے کہا کہ خلت کے معنی مودت اور صداقت کے ہیں اور کہتے ہیں کہ خلت کا رتبہ بلند ہے اور یہی ہے وہ بات جس کے ساتھ باب کی حدیث مشعر ہے اور اسی طرح قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اگر میں اللہ کے سوا کسی کو جانی دوست ٹھہراتا پس تحقیق وہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ آدمیوں میں سے کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیل نہ تھا اور تحقیق ثابت ہو چکی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واسطے ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم کی کے مانند ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسنین رضی اللہ عنہما وغیرہم کے اور اگر کوئی

کہے کہ اللہ نے ابراہیم کو خلیل کیا ہے اور محمد ﷺ کو محبوب تو محبت کا درجہ خلت سے اونچا ہوگا تو جواب یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے واسطے دونوں امر ثابت ہیں پس ہوگا راجح ہونا حضرت ﷺ کا دو جہتوں سے بعض اہل لغت نے کہا کہ خلیل وہ ہے جس کے دل میں تیرے سوا کسی کی خیر کی گنجائش نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ خلیل خلہ سے مشتق ہے جس کے معنی حاجت کے ہیں اور یہ بہ نسبت انسان کے ہے اور اللہ تعالی کے خلیل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اپنے بندہ خلیل کی نصرت اور معاونت کرے۔ (فتح)

۳۳۸۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبَ أَهْلُ الْكُوْفَةِ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي الْجَدِّ فَقَالَ أَمَّا الَّذِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيْلًا لَّاتَّخَذْتُهُ أَنْزَلَهُ أَبًا يَعْنِيْ أَبَا بَكْرٍ.

۳۳۸۵۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ لکھا اہل کوفہ نے طرف ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی دادا کے باب میں کہ اس کا کیا حصہ ہے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو اس امت سے جانی دوست ٹھہراتا تو البتہ ان کو ٹھہراتا دادا کو بمقام باپ کے اتارا ہے یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دادا کو بمقام باپ کے ٹھہرایا تو جو حصہ باپ کو ملتا ہے وہ اس کو ملے گا۔

فائدہ: اس کی شرح فرائض میں آئے گی۔

بَابٌ

یہ باب ہے

۳۳۸٦ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَتَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ قَالَتْ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تَقُوْلُ الْمَوْتَ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ أَبَا بَكْرٍ.

۳۳۸٦۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی تو حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ میرے پاس پھر آنا اس عورت نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر میں آؤں اور آپ ﷺ کو نہ پاؤں یعنی اگر آپ ﷺ وفات پا گئے ہوں تو پھر میں کس کے پاس آؤں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نہ پائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں عصمہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ ہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم آپ ﷺ کے بعد اپنے مال کا صدقہ کس کو دیا کریں فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اور یہ حدیث اگر ثابت ہو تو صریح تر ہے باب کی حدیث میں اشارہ سے طرف اس کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں بعد آپ ﷺ کے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور سہل سے روایت ہے

کہ ایک گنوار نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تو اس نے کہا کہ اگر آپ ﷺ کا انتقال ہو جائے تو ہمارا حاکم کون ہوگا تو فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہا کہ پھر اس کے بعد کون فرمایا عمر رضی اللہ عنہ روایت کی ہے یہ حدیث طبرانی نے اور اس حدیث میں ہے کہ جو حضرت ﷺ کے بعد خلیفہ ہو لازم ہے اس پر پورا کرنا حضرت ﷺ کے وعدوں کا اور اس میں رد ہے شیعہ پر ان کے گمان میں کہ حضرت ﷺ نے نص کی اوپر خلیفہ بنانے علی رضی اللہ عنہ کے اور عباس رضی اللہ عنہ کی اور ان کی بحث احکام میں آئے گی۔ (فتح)

٣٣٨٧ ۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الطَّيِّبِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُجَالِدٍ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَّامْرَأَتَانِ وَأَبُو بَكْرٍ.

٣٣٨٧۔ ہمام سے روایت ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ صحابی سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا یعنی ابتداء اسلام میں اور نہ تھے ساتھ آپ ﷺ کے مگر پانچ غلام اور دو عورتیں اور ایک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یعنی جب میں مسلمان ہوا اس وقت ابھی صرف یہی چند آدمی مسلمان ہوئے تھے۔

فائدہ: وہ پانچ غلام یہ تھے بلال رضی اللہ عنہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور ابوفکیہہ رضی اللہ عنہ اور شقران رضی اللہ عنہ اور دونوں عورتیں یہ تھیں خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا اور ام ایمن رضی اللہ عنہا اور اس حدیث میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سب آزاد مردوں سے پہلے مسلمان ہوئے لیکن مراد عمار رضی اللہ عنہ کی ساتھ اس کے وہ شخص ہے جس کا اسلام ظاہر ہوا نہیں تو اس وقت ایک اور گروہ بھی تھا جو مسلمان ہو چکے تھے لیکن انہوں نے اپنا اسلام اپنی برادری سے چھپایا ہوا تھا۔ (فتح)

٣٣٨٨۔ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِذِ اللّٰهِ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ آخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِهِ حَتّٰى أَبْدٰى عَنْ رُكْبَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ فَسَلَّمَ وَقَالَ إِنِّي كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَيْءٌ فَأَسْرَعْتُ إِلَيْهِ ثُمَّ نَدِمْتُ

٣٣٨٨۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ ناگہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ سامنے سے آئے اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے تھے یہاں تک کہ اپنے دونوں زانو کھولے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے صاحب نے تو کسی سے جھگڑا کیا ہے سو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اور کہا کہ بے شک میرے اور ابن خطاب کے درمیان کچھ جھگڑا تھا تو میں نے اس کی ایذا میں جلدی کی پھر میں نادم ہوا تو میں نے اس سے سوال کیا کہ مجھ کو قصور معاف کرے تو اس نے معاف کرنے سے انکار کیا تو میں آپ ﷺ کے پاس آیا ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تم کو اللہ بخشے یہ

فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَغْفِرَ لِيْ فَأَبٰى عَلَيَّ فَأَقْبَلْتُ إِلَيْكَ فَقَالَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ نَدِمَ فَأَتٰى مَنْزِلَ أَبِيْ بَكْرٍ فَسَأَلَ أَثَمَّ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالُوْا لَا فَأَتٰى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَعَّرُ حَتّٰى أَشْفَقَ أَبُوْ بَكْرٍ فَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ أَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ صَدَقَ وَوَاسَانِيْ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْا لِيْ صَاحِبِيْ مَرَّتَيْنِ فَمَا أُوْذِيَ بَعْدَهَا.

آپ ﷺ نے تین بار فرمایا پھر عمر رضی اللہ عنہ نادم ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر آئے تو پوچھا کہ کیا یہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں گھر والوں نے کہا کہ نہیں پھر حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر غصے ہوئے یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈرے اور دو زانو ہو کر بیٹھے پس کہا کہ یا حضرت ﷺ بے شک میں نے دو بار ظلم کیا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک مجھ کو اللہ نے تمہاری طرف پیغمبر کر کے بھیجا ہے سو اول تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سچا نبی ہے اور انھوں نے میرے ساتھ اپنی جان اور مال سے سلوک کیا تم میرے ساتھی کو میری خاطر چھوڑو گے آپ ﷺ نے دو بار فرمایا یعنی کسی طرح کا ان کو رنج نہ پہنچاؤ سو اس قصے کے بعد کسی نے ان کو تکلیف نہیں دی۔

فائدہ: اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں فضیلت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تمام اصحاب رضی اللہ عنہم پر اور یہ کہ نہیں لائق ہے فاضل کو یہ کہ اپنے آپ سے افضل کے ساتھ غصے ہو وہ اور یہ کہ جائز ہے مدح کرنی مرد کی اس کے روبرو اور محل اس کا وہ ہے جب کہ فتنے اور خود پسندی سے امن ہو اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ پیدا ہوا ہے آدمی بشریت سے یہاں تک کہ باعث ہوا اس کو غضب اور پر اختیار کرنے خلاف اولی کے لیکن جو دین میں فاضل ہو وہ جلدی کرتا ہے رجوع میں طرف اولی کی اور اس میں بیان ہے اس کا کہ پیغمبر کا غیر اگرچہ فضیلت میں نہایت درجے کو پہنچے نہیں ہے معصوم گناہ سے اور اس میں استحباب سوال استغفار کا ہے اور معاف کر لینے کا مظلوم سے اور یہ کہ جو اپنے ساتھی پر غصے ہو تو منسوب کرے اس کو اس کے باپ کی طرف یا دادا کی طرف اور یہ کہ گھٹنا پردے میں شامل نہیں۔ (فتح)

۳۳۸۹۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهٗ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ

۳۳۸۹۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھیجا ان کو حضرت ﷺ نے اوپر لشکر جنگ ذات سلاسل کے سو میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ سب لوگوں میں کون آپ ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے کہا مردوں سے فرمایا اس کا

السُّلَاسِلِ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ فَقُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ فَقَالَ أَبُوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَعَدَّ رِجَالًا.

باپ میں نے کہا پھر کون فرمایا پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پس گنا کئی مردوں کو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر ابوعبیدہ بن جراح پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہے اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت چاہی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی آواز بلند سنی اور وہ کہتی تھیں کہ البتہ میں نے معلوم کیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک میرے باپ سے زیادہ پیارے ہیں تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ بھی ان میں داخل ہوں گے جس کو عمرو رضی اللہ عنہ نے مبہم رکھا ہے اور یہ حدیث اگرچہ ظاہر میں عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معارض ہے لیکن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ترجیح ہے اس واسطے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ہے اور یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سے ہے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اختلاف جہت محبت کے پس ہو گی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں بنا برعموم اس کے کے برخلاف علی رضی اللہ عنہ کے اور صحیح ہو گا اس وقت داخل ہونا اس کا اس شخص میں کہ مبہم رکھا ہے اس کو عمرو رضی اللہ عنہ نے اور معاذ اللہ یہ کہ کہے تو جیسا کہ رافضی لوگ کہتے ہیں کہ یہ ابہام عمرو رضی اللہ عنہ کا ہے اس چیز میں کہ روایت کی اس واسطے کہ اس کے اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ چیز تھی یعنی عمرو رضی اللہ عنہ نے عداوت سے علی رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا۔ (فتح)

۳۳۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا رَاعٍ فِيْ غَنَمِهٖ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِيْ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ مَنْ لَّهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِيْ وَبَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَقَرَةً قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا فَالْتَفَتَتْ إِلَيْهِ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَتْ إِنِّيْ لَمْ أُخْلَقْ لِهٰذَا وَلٰكِنِّيْ خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ قَالَ

۳۳۹۰۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ کوئی چرانے والا اپنی بکریوں میں تھا تو اس پر ایک بھیڑیا دوڑا ان میں سے ایک بکری لے گیا تو چرانے والے نے اس کو تلاش کیا تو بھیڑیے نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا سو کہا کہ کون بھیڑ بکری کو بچائے گا سبع کے دن جس دن کہ اس کا کوئی چرانے والا میرے سوا نہ ہو گا اور جس حالت میں کہ ایک مرد گائے کو ہانکتا تھا اس پر بوجھ لادے ہوئے تو گائے نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا تو اس سے کلام کیا سو کہا کہ میں اس بوجھ کے لادنے کے واسطے پیدا نہیں ہوئی لیکن میں تو کھیت کے واسطے پیدا ہوئی ہوں تو لوگوں نے تعجب سے کہا کہ سبحان اللہ

النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُوْمِنُ بِذٰلِكَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بلاشبہ اس بات کو سچا جانتا ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی سچا جانتے ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ دن سبع کے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کون بچائے گا ان کو جس دن ان میں شیر جا پڑے گا پس تو اس سے بھاگ جائے گا تو بقدر حاجت کے اس سے پکڑ لے گا اور میں پیچھے رہوں گا اس وقت میرے سوا کوئی اس کا چرانے والا نہ ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ ہوگا وقت مشغول ہونے کے ساتھ فتنے کے تو اس وقت کوئی بکریوں کا چرانے والا نہ ہوگا پس اچک لیں گے ان کو درندے پس ہوگا بھیڑیا مانند چرانے والے کی واسطے ان کے واسطے تنہا ہونے اس کے ساتھ ان کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک جگہ ہے جس میں قیامت قائم ہوگی اور ایک روایت میں ہے کہ دن قیامت کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بھیڑیا اس وقت نہ ہوگا چرواہا واسطے بکریوں کے اور نہیں ہے کوئی تعلق واسطے اس کے ساتھ ان کے اور بعض کہتے ہیں کہ نام ہے عید کے دن کا کہ جاہلیت میں ان کے واسطے تھا مشغول ہوتے تھے اس میں ساتھ کھیل اور تماشے کے پس غافل ہوگا چرواہا اپنی بکریوں سے پس قادر ہوگا بھیڑیا بکریوں پر اور یہ جو کہا کہ میرے سوا ان کا کوئی چرواہا نہ ہوگا تو یہ واسطے مبالغہ کے ہے اوپر قادر ہونے میں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یوم سبع سے دن شدت کا ہے اور تحقیق واقع ہوا ہے کلام بھیڑیے کا واسطے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم کے پس روایت کی ہے ابونعیم نے دلائل میں اہبان بن اوس سے کہ میں اپنی بکریوں میں تھا تو بھیڑیا ایک بکری پر دوڑا تو میں نے اس کو ڈانٹا تو بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھا اور مجھ سے کلام کرنے لگا اور کہنے لگا کہ کون بچائے گا ان کو جس دن تو مشغول ہوگا ساتھ اور کام کے ان سے منع کرتا ہے تو مجھ سے روزی میری جو مجھ کو اللہ نے دی تو میں نے اپنے ہاتھ سے تالی ماری تو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز عجیب تر اس سے تو بھیڑیے نے کہا کہ عجب تر اس سے یہ ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں کھجور کے درختوں کے درمیان اللہ کی طرف بلاتے ہیں پھر اہبان حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو خبر دی تو اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ دونوں حاضر تھے پھر خبر دینے کے وقت ان کو اپنے ساتھ شامل کیا اور احتمال ہے کہ شاید حضرت ﷺ کو ان کے ایمان کے صدق کا غلبہ اور قوی ہونا یقین کا معلوم ہو چکا ہے اس واسطے کہ تصدیق میں ان کو اپنے ساتھ شامل کیا اور یہ لائق تر ہے ساتھ داخل ہونے کے ان کے مناقب میں اور اس حدیث میں جواز تعجب کا ہے خوارق عادت سے اور متفاوت ہونا آدمیوں کا معارف میں۔ (فتح)

۳۳۹۱ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۳۳۹۱۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جس حالت میں کہ میں سوتا تھا تو میں نے اپنے آپ کو دیکھا ایک کنویں پر کہ اس پر ڈول

قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِیْ عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِیْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِیْ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَّاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ضَعْفَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

پڑا ہے سو میں نے اس ڈول سے پانی کھینچا جتنا اللہ نے چاہا پھر اس کو ابن ابی قحافہ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لیا سو اس سے ایک یا دو ڈول نکالے اور ان کے کھینچنے میں کچھ سستی اور آہستگی تھی اور اللہ ان کو معاف کرے گا پھر وہ ڈول بڑا ہو گیا پھر اس کو ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے لیا سو میں نے آدمیوں سے ایسا عجب زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک کہ انہوں نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی سے آسودہ کر کے ان کو ان کے بیٹھنے کی جگہ میں بٹھایا۔

فائدہ: اس کی شرح تعبیر میں آئے گی۔

٣٣٩٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَآءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّ أَحَدَ شِقَّیْ ثَوْبِیْ يَسْتَرْخِیْ إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَآءَ قَالَ مُوْسَى فَقُلْتُ لِسَالِمٍ أَذَكَرَ عَبْدُ اللّٰهِ مَنْ جَرَّ إِزَارَهٗ قَالَ لَمْ أَسْمَعْهُ ذَكَرَ إِلَّا ثَوْبَهٗ.

٣٣٩٢۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا کپڑا گھسیٹے تکبر سے یعنی اس کو ٹخنے سے نیچے چھوڑے اللہ اس کو قیامت کے دن نہیں دیکھے گا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے کپڑے کی ایک طرف بے اختیار لٹک جاتی ہے مگر یہ کہ میں اس کی خبر گیری کروں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کو غرور کی راہ سے نہیں کرتا یعنی تیرے ازار کا زمین پر لٹک جانا غرور سے نہیں۔

فائدہ: اس کی شرح لباس میں آئے گی اور اس میں فضیلت ظاہرہ ہے واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطے حرص کرنے اس کے کے دین پر اور واسطے گواہی دینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ان کے اس چیز میں کہ کراہت کے منافی ہے۔ (فتح)

٣٣٩٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ أَخْبَرَنِیْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ

٣٣٩٣۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو شخص کسی چیز کا جوڑا

الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِّنَ الْأَشْيَاءِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ يَعْنِي الْجَنَّةَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ وَبَابِ الرَّيَّانِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَّا عَلٰى هٰذَا الَّذِيْ يُدْعٰى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ وَّقَالَ هَلْ يُدْعٰى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ.

دے گا اللہ کی راہ میں وہ بہشت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا کہیں گے اے بندے اللہ کے یہ دروازہ بہتر ہے سو جو نمازیوں سے ہوگا وہ نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو غازیوں سے ہوگا وہ جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو خیرات کرنے والوں سے ہوگا وہ خیرات کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو روزہ داروں سے ہوگا وہ صیام کے دروازے سے یعنی الریان سے بلایا جائے گا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں اس شخص پر جوان دروازوں سے بلایا جائے گا کوئی ضرورت یعنی مقصود صرف بہشت میں داخل ہونا ہے وہ ہر صورت میں حاصل ہے خواہ کسی دروازے سے آئے اور کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھلا کوئی سب دروازوں سے بھی بلایا جائے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور البتہ مجھ کو امید ہے کہ تم انہیں لوگوں میں سے ہو گے جو بہشت کے سب دروازوں سے بلائے جائیں گے اے ابوبکر رضی اللہ عنہ۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ کی راہ میں تو مراد یہ ہے کہ بیچ طلب ثواب اللہ کے اور وہ عام تر ہے جہاد وغیرہ عبادات سے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ ہر عامل بلایا جائے گا اس عمل کے دروازے سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بلائیں گے اس کو چوکیدار بہشت کے سب چوکیدار بہشت کے دروازوں کے کہیں گے آؤ میاں فلانے ادھر آیئے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بہشت کے دروازے آٹھ ہیں اور باقی رہا ارکان سے حج اور اس کے واسطے بھی بلا شک ایک دروازہ ہے اور لیکن تین دروازے باقی ہیں سو ان میں سے ایک ان لوگوں کے واسطے ہوگا جو غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں اور ان میں سے ایک دروازہ متوکلوں کا ہے اس میں سے وہ لوگ داخل ہوں گے جن پر کچھ حساب اور عقاب نہیں اور لیکن تیسرا پس احتمال ہے کہ باب الذکر ہو یا باب العلم اور احتمال ہے کہ مراد دروازوں سے اس حدیث میں وہ دروازے ہوں جو بہشت کے اصل دروازوں کے اندر ہوں یعنی جیسے کہ کوٹھیوں کے دروازے لان کے دروازوں کے اندر ہوتے ہیں اس واسطے کہ نیک عمل زیادہ ہے گنتی میں آٹھ سے اور اس حدیث میں اشعار ہے کہ جو لوگ سب دروازوں سے بلائے جائیں گے وہ نہایت قلیل اور تھوڑے ہیں اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ مراد عملوں مذکور سے عمل نفل ہیں نہ عمل واجب اس واسطے کہ ویسے لوگ بھی

بہت کثرت سے ہیں جن میں کل واجبات کا عمل جمع ہوتا ہے بخلاف نفلی عملوں کے کہ بہت کم ہیں ایسے شخص جن کو سب قسم کے نفلی عملوں کے ساتھ عمل حاصل ہو پھر جس میں یہ سب عمل جمع ہوں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بلایا جائے گا وہ سب دروازوں سے بطور تکریم کے نہیں تو بہشت میں تو وہ صرف ایک ہی دروازے سے داخل ہوگا اور شاید وہ دروازہ اس کے غالب عمل کا ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے واسطے بہشت کے آٹھوں دروازے کھولے جاتے ہیں تو اس سے بھی مراد تکریم ہے ورنہ وہ داخل تو فقط ایک ہی دروازے سے ہوگا کما تقدم اور یہ جو کہا کہ میں امید رکھتا ہوں تو امید اللہ اور اس کے رسول کی واقع ہے اور ساتھ اس تقریر کے داخل ہوگی یہ حدیث صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں اور ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ وہ تو ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں کہ جو شخص کوئی کام اکثر کرے اس کے ساتھ پہچانا جاتا ہے اور ایسے شخص بہت کم ہیں جن میں نیکی کے سب عمل جمع ہوں اور یہ کہ فرشتے نیک بندوں سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ خوش ہوتے ہیں پس تحقیق خرچ کرنا جتنا زیادہ ہوا اتنا ہی افضل ہے اور یہ کہ آرزو نیکی کی دنیا اور آخرت میں مطلوب ہے۔

تنبیہ: خرچ کرنا نماز اور جہاد اور علم اور حج میں ظاہر ہے اور اس کے سوا اور عملوں میں مشکل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ خرچ کرنے کے نماز اور روزے میں خرچ کرنا نفس اور بدن کا ہے۔ (فتح)

۳۳۹۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَأَبُوْ بَكْرٍ بِالسُّنْحِ قَالَ إِسْمَاعِيْلُ تَعْنِيْ بِالْعَالِيَةِ فَقَامَ عُمَرُ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِيْ نَفْسِيْ إِلَّا ذَاكَ وَلَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ فَلَيَقْطَعَنَّ أَيْدِيَ رِجَالٍ وَّأَرْجُلَهُمْ فَجَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهُ قَالَ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ طِبْتَ

۳۳۹۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سخ (ایک جگہ کا نام ہے) میں تھے یعنی مدینے کی اوچان میں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہتے تھے کہ قسم ہے اللہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہ واقع ہوتا تھا میرے دل کچھ مگر یہی خیال کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے اور البتہ اللہ ان کو پھر اٹھائے گا اور البتہ کاٹ ڈالیں گے ہاتھ پاؤں مردوں کے یعنی جو کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے کپڑا اٹھایا اور ان کو چوما کہا کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہیں حالت زندگی اور موت میں قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو موت دوبارہ کبھی نہ

حَیًّا وَّمَیِّتًا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُذِیْقُكَ اللّٰهُ الْمَوْتَتَیْنِ أَبَدًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ أَیُّهَا الْحَالِفُ عَلٰی رِسْلِكَ فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ فَحَمِدَ اللّٰهَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّأَثْنٰی عَلَیْهِ وَقَالَ أَلَا مَنْ كَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ یَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ وَقَالَ ﴿إِنَّكَ مَیِّتٌ وَّإِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ﴾ وَقَالَ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْئًا وَّسَیَجْزِی اللّٰهُ الشَّاكِرِیْنَ﴾ قَالَ فَنَشَجَ النَّاسُ یَبْكُوْنَ قَالَ وَاجْتَمَعَتِ الْأَنْصَارُ إِلٰی سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِیْ سَقِیْفَةِ بَنِیْ سَاعِدَةَ فَقَالُوْا مِنَّا أَمِیْرٌ وَّمِنْكُمْ أَمِیْرٌ فَذَهَبَ إِلَیْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَبُوْ عُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَذَهَبَ عُمَرُ یَتَكَلَّمُ فَأَسْكَتَهٗ أَبُوْ بَكْرٍ وَّكَانَ عُمَرُ یَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتُ بِذٰلِكَ إِلَّا أَنِّیْ قَدْ هَیَّأْتُ كَلَامًا قَدْ أَعْجَبَنِیْ خَشِیْتُ أَنْ لَّا یَبْلُغَهٗ أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ فَتَكَلَّمَ أَبْلَغَ النَّاسِ فَقَالَ فِیْ كَلَامِهٖ نَحْنُ الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ فَقَالَ حُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ لَا وَاللّٰهِ لَا نَفْعَلُ مِنَّا أَمِیْرٌ وَّمِنْكُمْ أَمِیْرٌ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لَا وَلٰكِنَّا

چکھائے گا پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نکلے پھر کہا اے قسم کھانے والے یعنی عمر رضی اللہ عنہ ٹھہر جاؤ جلدی نہ کرو سو جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کلام کیا تو عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثناء کی اور کہا کہ خبر ہو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا سو بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو فوت ہو گئے اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے تو بے شک اللہ زندہ ہے نہیں فوت ہوتا اور اللہ نے فرمایا کہ بے شک تم فوت ہونے والے ہو اور وہ بھی فوت ہونے والے ہیں اور اللہ نے فرمایا اور نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر ایک رسول ہو چکے ان سے پہلے بہت رسول پھر کیا اگر وہ فوت ہو جائیں یا مارے جائیں تو تم پھر جاؤ گے الٹے پاؤں اور جو کوئی پھر جائے گا الٹے پاؤں وہ نہ بگاڑے گا اللہ کا کچھ اور اللہ ثواب دے گا شکر گزاروں کو پھر سسکیاں یعنی تنگ سانس لینے لگے لوگ روتے ہوئے اور جمع ہوئے انصار طرف سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بنی ساعدہ کی بیٹھک میں تو انہوں نے مہاجرین سے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کلام کرنا شروع کیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا کہ چپ رہو اور عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں ارادہ کیا تھا میں نے اس کلام کے کرنے سے مگر یہ کہ میں نے ایک کلام تیار کیا تھا یعنی میرے دل میں ایک بات سوجھی تھی سو مجھ کو بہت پسند آئی میں ڈرا کہ شاید ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کو نہ پہنچیں یعنی ان کو وہ بات نہ سوجھے پھر کلام کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پس کلام کیا اس حال میں کہ لوگوں میں نہایت عمدہ کلام کرنے والے تھے سو اپنے کلام میں فرمایا کہ ہم سردار ہیں اور تم وزیر تو حباب بن منذر نے کہا کہ قسم ہے اللہ

الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا وَّأَعْرَبُهُمْ أَحْسَابًا فَبَايِعُوْا عُمَرَ أَوْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَقَالَ عُمَرُ بَلْ نُبَايِعُكَ أَنْتَ فَأَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهٖ فَبَايَعَهٗ وَبَايَعَهُ النَّاسُ فَقَالَ قَائِلٌ قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَقَالَ عُمَرُ قَتَلَهُ اللهُ.

کی کہ ہم اس طرح نہیں کرتے ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں لیکن ہم امیر ہیں اور تم وزیر کہ قریش افضل ہیں سب عرب سے گھر میں یعنی کہ شریف تر ہیں ان سے حسب نسب میں پس بیعت کرو عمر رضی اللہ عنہ کی یا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بلکہ ہم تجھ سے بیعت کرتے ہیں پس تحقیق تم ہمارے سردار ہو اور ہم میں بہتر ہو اور بہت پیارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کی اور لوگوں نے بھی ان سے بیعت کی تو کسی کہنے والے نے کہا کہ تم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مار ڈالا کہ اس کو امید تھی کہ وہ امیر ہوں گے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ نے اس کو قتل کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو موت دوبارہ نہ چکھائے گا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جو منکر ہے زندگی کا قبر میں اور جواب دیا گیا ہے اہل سنت کی طرف سے جو اس کو ثابت کرتے ہیں کہ مراد نفی موت لازم کی ہے اس چیز سے جس کو ثابت کیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ قول اپنے کے کہ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ دنیا میں اٹھائے گا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاٹیں ہاتھ ان کے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے قائل ہیں اور نہیں ہے اس میں تعرض واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوتی ہے برزخ میں اور اس جواب سے بہتر یہ ہے کہ کہا جائے کہ قبر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے پیچھے موت نہیں بلکہ بدستور زندہ رہیں گے اور پیغمبر اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور شاید یہی حکمت ہے بیچ تعریف الموتتین کے یعنی جو مشہور معروف ہیں اور واقع ہیں بیچ حق ہر ایک کے سوائے پیغمبروں کے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قسم کھانا اپنے اجتہاد سے تھا اور اس میں بیان ہے راجح ہونے علم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اوپر عمر رضی اللہ عنہ کے اور جو سوائے ان کے ہے اور اسی طرح راجح ہونا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ان پر واسطے ثابت رہنے ان کے بیچ مثل اس امر عظیم کے اور یہ جو کہا کہ جمع ہوئے انصار طرف سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی الخ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور جو ان کے ساتھ تھے پیچھے رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں اور جمع ہوئے مہاجرین طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور ایک روایت میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں کہا کہ تھے ہم گروہ مہاجرین کا اول سب لوگوں کے اسلام میں اور ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برادری اور قریبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعدار ہیں اور ہرگز نہیں درست ہوں گے عرب مگر ساتھ ایک مرد کے قریش سے سو لوگ قریش

کے تابعدار ہیں اور تم انصار ہمارے بھائی ہو اور اللہ کی کتاب میں اور ہمارے شریک ہو اللہ کے دین میں اور محبوب تر ہو لوگوں میں نزدیک ہمارے اور تم لائق تر ہو لوگوں میں ساتھ راضی ہونے کے قضا اللہ سے اور ماننے کے واسطے فضیلت اپنے بھائیوں کی اور یہ کہ نہ حسد کرو تم ان سے بہتری پر اور اس میں ہے کہ انصار نے کہا کہ پہلے ہم ایک مرد کو مہاجرین سے امیر بناتے ہیں اور جب وہ فوت ہو جائے تو پھر ایک مرد کو انصار سے سردار بنائیں گے پھر مہاجرین سے اور اسی طرح ہمیشہ لگا تار تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ جو ہمارے مخالف ہوگا اس کو مار ڈالیں گے تو کھڑے ہوئے حباب بن منذر پس کہا انہوں نے جیسے پہلے کہا اور پھر یہ کہا کہ اگر تم چاہو تو ہم لڑائی کا سامان تیار کریں پس زیادہ ہوئی گفتگو اور بلند ہوئیں آوازیں یہاں تک کہ قریب تھا کہ ان کے درمیان لڑائی ہو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کا بیعت کی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر مہاجرین نے ان سے بیعت کی پھر انصار نے اور یہ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیعت کرو عمر رضی اللہ عنہ سے یا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے تو یہ مشکل ہے باوجود پہچاننے ان کے کے کہ وہ لائق تر ہیں ساتھ خلافت کے ساتھ قرینے امامت نماز کے اور جواب اس کا یہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شرم کی اس سے کہ اپنے آپ کا تزکیہ کریں پس کہیں مثلاً کہ میں لائق تر ہوں ساتھ سرداری تمہاری کے باوجود یہ کہ ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ وہ دونوں اس کو قبول نہیں کریں گے اور یہ جو کہا کہ اللہ اس کو قتل کرے تو یہ بددعا ہے اوپر اس کے اور ابن تین نے کہا کہ یہ جو انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم سے ہو اور ایک امیر تم میں سے تو یہ کہا تھا انہوں نے بنا بر عادت معروفہ کے کہ نہ امیر ہو کسی قوم کا مگر اسی قوم میں سے پھر جب انہوں نے یہ حدیث سنی کہ امام قریش سے ہیں تو انہوں نے اس سے رجوع کیا اور یقین کیا میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث احکام میں آئے گی اور میں نے اس حدیث کے واسطے چالیس طرق جمع کیے ہیں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے داؤد نے اس پر کہ خلیفہ کا قائم کرنا سنت موکدہ ہے اس واسطے کہ وہ ایک مدت ٹھہرے رہے کہ نہ تھا واسطے ان کے کوئی امام یہاں تک کہ بیعت ہوئی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اتفاق کے اوپر فرضیت اس کی کے اور ساتھ اس کے کہ چھوڑا انہوں نے اس کو واسطے قائم کرنے اعظم مہمات کے اور وہ مشغول ہونا ہے ساتھ دفن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ اس سے فارغ ہوں اور مدت مذکورہ تھوڑا سا زمانہ ہے بعض دن میں سے معاف ہو جاتا ہے مثل اس کے واسطے اجتماع کلمہ کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول انصار کے کہ ایک امیر ہم سے ہو اور ایک امیر تم میں سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اپنے پیچھے خلیفہ نہیں بنایا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص آدمی کو معین نہیں فرمایا کہ میرے بعد فلاں شخص خلیفہ ہو اور ساتھ اسی کے تصریح کی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے قرطبی نے کہا کہ اگر ہوتی نزدیک کسی کے مہاجرین اور انصار سے نص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپر معین کرنے کسی خاص شخص کے واسطے خلافت کے تو البتہ اس میں اختلاف نہ کرتے اور یہ قول جمہور اہل سنت کا ہے اور جو کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص کی تو اس نے

سند پکڑی ہے ساتھ اصول کلیہ کے جو تقاضا کرتے ہیں اس کا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ لائق تر ہیں ساتھ امامت کے اور اولی ہیں ساتھ خلافت کے اور بعض ان میں سے ان کے ترجمہ میں گزر چکی ہیں اور بعض آئندہ آئیں گی۔ (فتح) اور یہ جو کہا کہ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبارموت نہ چکھائے گا تو مراد ان کی رد کرنا ہے عمر رضی اللہ عنہ پر کہ انہوں نے کہا کہ البتہ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاٹیں گے ہاتھ پاؤں ان کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے قائل ہیں اس واسطے کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ کا قول صحیح ہو تو لازم آتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسری بار فوت ہوں پس اشارہ کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے طرف اس کی کہ لازم کیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ پر یہ کہ جمع کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں دو موتیں جیسا کہ جمع کیا ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر کے حق میں مانند اس شخص کے جو گاؤں پر گزرا تھا یعنی جس کا ذکر قرآن میں ہے۔(فتح)

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ شَخَصَ بَصَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى ثَلَاثًا وَّقَصَّ الْحَدِيْثَ قَالَتْ فَمَا كَانَتْ مِنْ خُطْبَتِهِمَا مِنْ خُطْبَةٍ إِلَّا نَفَعَ اللّٰهُ بِهَا لَقَدْ خَوَّفَ عُمَرُ النَّاسَ وَإِنَّ فِيْهِمْ لَنِفَاقًا فَرَدَّهُمُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ ثُمَّ لَقَدْ بَصَّرَ أَبُوْ بَكْرٍ النَّاسَ الْهُدٰى وَعَرَّفَهُمُ الْحَقَّ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَخَرَجُوْا بِهٖ يَتْلُوْنَ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ إِلَى الشَّاكِرِيْنَ﴾.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ اوپر لگ گئی آنکھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر فرمایا کہ الٰہی میں عالی رتبہ رفیقوں کی صحبت مانگتا ہوں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا اور بیان کی مذکورہ حدیث یعنی اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ وفات کے اور قول عمر رضی اللہ عنہ کا کہ ہرگز نہیں فوت ہوں گے یہاں تک کہ کاٹیں گے ہاتھ پاؤں منافقین کے اور قول ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور پڑھنا ان کا آیتوں کو سو ان دونوں کے خطبے کے علاوہ کوئی خطبہ نہ تھا مگر کہ اللہ نے اس سے فائدہ پہنچایا البتہ ڈرایا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اور بے شک ان میں نفاق تھا یعنی البتہ ان میں بعض منافق تھے سو پھیر دیا ان کو اللہ تعالی نے ساتھ اس قول کے طرف حق کی پھر البتہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ہدایت دکھائی اور معلوم کروایا ان کو حق جس پر وہ تھے اور نکلے لوگ یہ آیت پڑھتے تھے کہ نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر رسول جن سے پہلے بہت رسول گزر چکے شاکرین تک۔

٣٣٩٥ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ أَبِيْ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ يَعْلٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

٣٣٩٥۔ محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ یعنی علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں میں سے کون بہتر تھا کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے کہا پھر کون کہا عمر رضی اللہ عنہ اور میں نے خوف کیا یہ کہ کہیں عثمان رضی اللہ عنہ میں نے کہا

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ وَخَشِيْتُ أَنْ يَّقُوْلَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ قَالَ مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

کہ پھر تم کہا کہ نہیں میں مگر ایک مرد مسلمانوں میں سے۔

فائدہ: مراد باپ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایک مرد ہوں مسلمانوں میں سے تو یہ انہوں نے بطور تواضع اور کسر نفسی سے کہا تھا باوجود پہچاننے ان کے کے وقت سوال مذکورہ کے کہ وہ بہتر تھے لوگوں میں اس دن اس واسطے کہ تھا یہ واقع بعد قتل ہونے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے بعد ایک تیسرے ہیں ان کا نام نہ لیا ابوحنیفہ نے کہا کہ پس پھر سے سوالی کہتے تھے کہ مراد عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور عرب کہتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ نے تیسرے کے نام کی تصریح نہیں کی اور پہلے گزر چکا ہے اختلاف اس میں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے بعد کون افضل ہیں عثمان رضی اللہ عنہ یا علی رضی اللہ عنہ اور یہ کہ منعقد ہوا ہے اجماع اخیر میں درمیان اہل سنت کے کہ بے شک ترتیب ان کی فضیلت میں مانند ترتیب ان کی ہے خلافت میں راضی ہو اللہ ان سے اور قرطبی نے کہا کہ مقطوع درمیان اہل سنت کے فضیلت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہے پھر عمر رضی اللہ عنہ کی پھر ان کے بعد اختلاف ہے پس جمہور کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ مقدم ہیں علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے اور امام مالک سے توقف مروی ہے اور مسئلہ اجتہادی ہے اور سند اس کی یہ ہے کہ اختیار کیا ہے ان چاروں کو اللہ نے واسطے خلافت اپنے نبی کے اور قائم رکھنے دین ان کے کے پس رتبہ ان کا نزدیک اللہ کے موافق ترتیب خلافت کے ہے یعنی اول ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر عمر رضی اللہ عنہ پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور پھر علی مرتضی رضی اللہ عنہ۔ (فتح)

٣٣٩٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهٖ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِّيْ فَأَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَأَتَى النَّاسُ أَبَا بَكْرٍ فَقَالُوْا أَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ

٣٣٩٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں نکلے یہاں تک کہ جب ہم تھے بیداء میں یا ذات الجیش میں تو میرا ہار ٹوٹ پڑا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش کے واسطے ٹھہرے اور لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹھہرے اور نہ اس جگہ پانی تھا اور نہ ان کے ساتھ پانی تھا تو لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا کہ ٹھہرا رکھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو کہ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور نہ اس زمین میں پانی ہے اور نہ ان کے ساتھ پانی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر سو گئے

بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ مَعَهُ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَجَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَّأْسَهُ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ قَالَتْ فَعَاتَبَنِيْ وَقَالَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِيْ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَآءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهٗ.

تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ دیگر لوگوں کو وہاں روک رکھا ہے جہاں پانی نہیں اور نہ ان کے اپنے پاس پانی ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو جھڑکا اور کہا کہ جو کچھ کہ اللہ نے چاہا کہ کہیں اور اپنے ہاتھ سے میرے پہلو میں چوکنا شروع کیا سو نہ منع کرتا تھا مجھ کو ہلنے سے مگر ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میری ران پر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر سو گئے یہاں تک کہ صبح کی بغیر پانی کے تو اللہ نے تیمم کی آیت اتاری تو لوگوں نے تیمم کیا تو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں یہ پہلی برکت تمہاری اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر والو یعنی اس سے پہلے بھی کئی برکتیں تمہارے سبب سے واقع ہوئیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو ہم نے اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہم نے ہار کو اس کے نیچے پایا۔

فائدہ: اور غرض اس سے قول اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ نہیں یہ پہلی برکت تمہاری اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر والو اور اس کی شرح تیمم میں گزر چکی ہے اور اس جگہ اور بھی الفاظ گزر چکے ہیں جو ان کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں۔

۳۳۹۷ - حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِيْ فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ

۳۳۹۷۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ برا کہو میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کو سو اگر تم میں سے ایک احد پہاڑ کے برابر سونا راہ اللہ میں خرچ کرے تو ان کے تین پاؤ کے ثواب کے برابر بھی نہ پہنچے اور نہ اس کے آدھے یعنی ڈیڑھ پاؤ کے برابر۔

وَلَا نَصِيفَهُ تَابَعَهُ جَرِيرٌ وَّعَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَمُحَاضِرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ.

تکملہ: جو صحابی کو برا کہے اس کے حق میں اختلاف ہے عیاض نے کہا کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اس کو تعزیر دی جائے اور بعض مالکیہ سے ہے کہ قتل کیا جائے اور خاص کیا ہے بعض شافعیہ نے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور حسنین کے اور قوی کہا ہے اس کو سبکی نے اس کے حق میں جو کافر کہے شیخین کو یا اس کو کہ تصریح کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ایمان ان کے کی یا بشارت ان کی کے ساتھ بہشت کے جب کہ حدیث متواتر ہو اس واسطے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔(فتح)

فائدہ: یہ جو کہا کہ اگر کوئی تم میں سے تو اس میں اشعار ہے کہ مراد ساتھ اصحاب رضی اللہ عنہم اول کے اصحاب رضی اللہ عنہم خاص ہیں نہیں تو خطاب اصحاب رضی اللہ عنہم کے واسطے تھا اور یہ مانند اس آیت کی ہے کہ نہیں برابر ہوتا تم میں سے جس نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا باوجود اس کے کہ تھے بعض اس شخص کے جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور خطاب کیا اس کو ساتھ اس کے برا کہنے پہلوں کے سے تقاضا کرتی ہے جھڑک اس شخص کی کو جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پایا اور نہیں خطاب کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے برا کہنے پہلوں کے سے ساتھ طریق اولی کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو اصحاب رضی اللہ عنہم کے بعد ہیں قیامت تک اور یہ بات ٹھیک نہیں اور پہلے گزر چکی ہے تقریر اصحاب رضی اللہ عنہم کے افضل ہونے کی ان کے پہلوں پر اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے واسطے مختار قول کے یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم افضل ہیں اپنے پچھلوں سے اور سبب تفاوت کا وہ ہے جو قرین ہے افضل کو مزید اخلاص اور صدق نیت سے۔

میں کہتا ہوں کہ اعظم اس سے بیچ سبب افضل ہونے کے بڑا ہونا اس کے موقع کا ہے واسطے سخت حاجت ہونے کے طرف اس کی اور اشارہ کیا ہے ساتھ افضلیت کے بسبب انفاق کے طرف افضلیت کی بہ سبب جہاد کے جیسا کہ آیت میں واقع ہوا ہے ﴿مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ﴾ پس تحقیق اس میں اشارہ ہے طرف موقع سبب کے جس کو میں نے ذکر کیا اور یہ اس واسطے ہے کہ انفاق اور قتال فتح مکہ سے پہلے عظیم تھا واسطے شدت حاجت کے طرف اس کی اور قلت معتنی کے ساتھ اس کے بخلاف اس کے جو واقع ہوا ہے بعد اس کے اس واسطے کہ فتح مکہ کے بعد مسلمان بہت کثرت سے ہو گئے تھے۔(فتح)

۳۳۹۸ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ أَبُو الْحَسَنِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو مُوسَى

۳۳۹۸۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر نکلے تو البتہ میں نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لازم پکڑوں گا اور یہ تمام دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہوں گا راوی نے کہا سو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے

الْأَشْعَرِيُّ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَقُلْتُ لَأَلْزَمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَكُوْنَنَّ مَعَهُ يَوْمِيْ هٰذَا قَالَ فَجَآءَ الْمَسْجِدَ فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا خَرَجَ وَوَجَّهَ هَا هُنَا فَخَرَجْتُ عَلٰى إِثْرِهٖ أَسْأَلُ عَنْهُ حَتّٰى دَخَلَ بِئْرَ أَرِيْسٍ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ وَبَابُهَا مِنْ جَرِيْدٍ حَتّٰى قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهٗ فَتَوَضَّأَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰى بِئْرِ أَرِيْسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ لَأَكُوْنَنَّ بَوَّابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ فَجَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا أَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَأَقْبَلْتُ حَتّٰى قُلْتُ لِأَبِيْ بَكْرٍ ادْخُلْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهٗ فِي الْقُفِّ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِيْ يَتَوَضَّأُ

اور حضرت ﷺ کا حال پوچھا کہ کہاں تشریف لے گئے لوگوں نے کہا کہ نکل کر ادھر تشریف لے گئے ہیں تو میں آپ ﷺ کے پیچھے نکلا آپ ﷺ کو پوچھتا ہوا یہاں تک کہ حضرت ﷺ باغ اریس میں داخل ہوئے تو میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا اور اس کا دروازہ کھجور کی چھڑیوں سے تھا یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے اپنی حاجت ادا کی پھر وضو کیا تو میں آپ ﷺ کی طرف کھڑا ہوا تو ناگہاں میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اریس کے کنویں پر بیٹھے ہیں اس کے چبوترہ کے درمیان اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھول کر کنویں میں لٹکائے ہیں سو میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا پھر میں پھر کر دروازے کے پاس آ بیٹھا تو میں نے کہا کہ میں آج البتہ حضرت ﷺ کا دربان ہوں گا سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور دروزاہ ہلایا تو میں نے کہا کہ کون ہے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے کہا کہ ٹھہر جاؤ پھر میں گیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پروانگی مانگتے ہیں فرمایا اس کو پروانگی دے اور بہشت کی خوشی سنا تو میں آگے بڑھا یہاں تک کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اندر آؤ اور حضرت ﷺ تم کو بہشت کی خوشی سناتے ہیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر آئے اور حضرت ﷺ کی داہنی طرف چبوترہ میں آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے اور حضرت ﷺ کی طرح اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکائے اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھولیں پھر میں پلٹ آیا اور بیٹھ گیا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تحقیق میں نے چھوڑا تھا اپنے بھائی کو وضو کرتے اور مجھ کو ملے تھے اور میں نے کہا کہ اگر اللہ فلانے کے ساتھ یعنی اس کے بھائی کے ساتھ نیکی کیا چاہے گا تو اس کو لائے گا تو اچانک کوئی آدمی دروازہ ہلاتا ہے میں نے کہا کہ کون ہے کہا عمر بن

وَيَلْحَقُنِيْ فَقُلْتُ إِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يُرِيْدُ أَخَاهُ يَأْتِ بِهٖ فَإِذَا إِنْسَانٌ يُّحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ ثُمَّ جِئْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجِئْتُ فَقُلْتُ ادْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُفِّ عَنْ يَّسَارِهٖ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ إِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَّأْتِ بِهٖ فَجَآءَ إِنْسَانٌ يُّحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ فَجِئْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ فَجِئْتُهٗ فَقُلْتُ لَهُ ادْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُكَ فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ فَجَلَسَ وِجَاهَهٗ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ قَالَ شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَأَوَّلْتُهَا قُبُوْرَهُمْ.

خطاب رضی اللہ عنہ میں نے کہا ٹھہر جاؤ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سلام کیا اور میں نے عرض کیا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں اور پروانگی مانگتے ہیں فرمایا ان کو پروانگی دے دو اور بہشت کی خوشی سناؤ تو میں نے آ کر کہا کہ اندر آ جاؤ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو بہشت کی خوشخبری دی ہے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اندر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف کنارے پر بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکائے پھر میں پلٹ آیا اور بیٹھ گیا تو میں نے دیکھا کہ اگر اللہ فلانے کے ساتھ نیکی کرنی چاہے گا تو اس کو لائے گا یعنی اس کے بھائی کو کہ ان کا نام ابو بردہ رضی اللہ عنہ تھا پھر ایک آدمی آ کر دروازہ ہلانے لگا میں نے کہا یہ کون ہے کہا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں نے کہا ٹھہر جاؤ سو میں نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو اجازت دے دو اور بہشت کی خوشی سناؤ ایک بلا پر جو ان کو پہنچے گی اور وہ اس میں شہید ہوں گے تو میں آیا سو میں نے کہا کہ اندر آؤ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو بہشت کی خوشخبری دی ہے ایک بلا پر جو تم کو پہنچے گی پس داخل ہوئے عثمان اور چبوترے کو بھرا پایا تو دوسری طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تاویل کی میں نے اس کی ان کی قبریں۔

فائدہ: اریس ایک باغ کا نام ہے قباء کے نزدیک اس کے کنویں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے گر پڑی تھی اور یہ جو کہا کہ میں آج البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں گا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ

حضرت ﷺ نے مجھ کو دربان ہونے کا حکم نہیں کیا تھا ابن تین نے کہا کہ اس میں ہے کہ آدمی امام کا دربان ہوتا ہے بغیر اذن اس کے کے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا تھا کہ دربان بنیں تو تطبیق دونوں میں یہ ہے کہ جب انہوں نے اپنے دل میں یہ نیت کی تو موافق پڑی حضرت ﷺ کے حکم کو کہ دروازے کی نگہبانی کریں اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم نہیں کیا تھا تو مراد اس کی یہ ہے کہ نہیں حکم کیا ان کو حضرت ﷺ نے یہ کہ ہمیشہ دربان رہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا تھا ان کو نگہبانی کا بقدر اس کے کہ اپنی حاجت ادا کریں پھر وہ بدستور دربان رہے اپنی طرف سے پس ابن تین کا استدلال باطل ہے پھر یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے قول کے معارض نہیں کہ حضرت ﷺ کا کوئی دربان نہ تھا اس واسطے کہ مراد انس رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا دائمی دربان کوئی نہ تھا اور اس حدیث میں حسن ادب ہے واسطے اجازت مانگنے کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الحمد للہ پھر کہا کہ اللہ سے مدد چاہتا ہوں اور کہا کہ الٰہی صبر دینا اور اشارہ کیا حضرت ﷺ نے ساتھ بلوے مذکور کے طرف اس چیز کی کہ پہنچی عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی اخیر خلافت میں شہادت سے جب کہ بلوایوں نے ان کے گھر کو آ گھیرا اور مراد تاویل سے یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی قبر حضرت ﷺ کے ساتھ ہوگی اور عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر جدا ہوگی۔ (فتح)

۳۳۹۹ ۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا وَّأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ.

۳۳۹۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ احد کے پہاڑ پر چڑھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے تو پہاڑ نے ان کے ساتھ جنبش کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تھم جا کہ تجھ پر تو پیغمبر ہے اور صدیق اور دو شہید۔

فائدہ: اُحد ایک پہاڑ ہے مشہور مدینے میں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تجھ پر تو سوائے پیغمبر یا صدیق یا شہید کے سوائے کوئی نہیں اور احتمال ہے کہ خطاب سے مراد مجاز ہو اور محمول کرنا اس کا حقیقت پر اولیٰ ہے۔ (فتح)

۳٤۰۰ ۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا صَخْرٌ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا أَنَا عَلٰى بِئْرٍ أَنْزِعُ مِنْهَا جَآءَنِي

۳٤۰۰۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں ایک کنوئیں پر تھا اس سے ڈول کھینچتا تھا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ڈول لیا سو ایک یا دو ڈول کھینچے اور ان کے کھینچنے میں کچھ سستی تھی اور اللہ ان کو معاف کرے گا پھر اس

أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَأَخَذَ أَبُوْ بَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ أَبِيْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِيْ يَدِهِ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهُ فَنَزَعَ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ قَالَ وَهْبٌ الْعَطَنُ مَبْرَكُ الْإِبِلِ يَقُوْلُ حَتَّى رَوِيَتِ الْإِبِلُ فَأَنَاخَتْ.

کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے خطاب کے بیٹے نے لیا وہ ڈول عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہلکا ہو گیا تو میں نے آدمیوں سے ایسا عجیب بڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک کہ انہوں نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو آسودہ کر کے ان کی نشست گاہ پر بٹھایا۔

فائدہ: جن لوگوں نے اس حدیث کی شرح کی ہے وہ سب کے سب متفق ہیں اس پر کہ ذکر ڈولوں کا اشارہ ہے طرف مدت خلافت ان کی کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ دو سال اور بعض سال خلیفہ ہوئے سو اگر یہ مراد ہوتی تو البتہ کہتے دو ڈول یا تین ڈول اور میرے نزدیک ظاہر یہ بات ہے کہ یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے فتح ہوئی ان کے زمانے میں بڑی فتحوں سے اور وہ تین ہیں اس واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے ذکر میں اس بات سے تعرض نہیں کیا کہ انہوں نے کتنے ڈول کھینچے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وصف کیا اس کے کھینچنے کو ساتھ عظمت کے واسطے اشارہ کے طرف بہت ہونے فتوحات کے ان کے زمانے میں اور شافعی نے کہا کہ یہ جو کہا کہ ان کے کھینچنے میں کچھ سستی تھی تو اس کے معنی ان کی عمر کا کم ہونا ہے اور ان کی موت کا جلد آنا ہے اور ان کا مشغول ہونا ساتھ لڑائی اہل ردت کی فتح ہونے سے اور زیادتی سے جس کو عمر رضی اللہ عنہ پہنچے اپنی دراز مدت میں اور یہ جو کہا کہ اللہ اس کو معاف کرے گا تو یہ دعا ہے متکلم سے اس کا کوئی مفہوم نہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے طرف قریب ہونے وفات ابوبکر رضی اللہ عنہ کے میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ ہو اس میں اشارہ طرف کم ہونے فتوحات کے ان کے زمانے میں کہ نہ ہو کچھ قصور ان کا بیچ اس کے اس واسطے کہ سبب اس کا کم ہونا مدت عمر ان کی کا ہے پس معنی مغفرت کے واسطے اس کے دور ہونا ملامت کا ہے ان سے اور اونٹوں کا سیراب ہونا اشارہ ہے طرف اشاعت امر اس کے کی اور اجرا احکام اس کے کی۔ (فتح)

٣٤٠١ ـ حَدَّثَنِي الْوَلِيْدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي الْحُسَيْنِ الْمَكِّيُّ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنِّيْ لَوَاقِفٌ فِيْ قَوْمٍ فَدَعَوُا اللَّهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهِ إِذَا رَجُلٌ

٣٤٠١۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ البتہ میں ایک قوم میں کھڑا تھا تو انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے اللہ سے دعا کی حالانکہ وہ اپنی چارپائی پر رکھے گئے تھے یعنی بعد فوت ہونے کے تو اچانک میرے پیچھے سے ایک مرد نے اپنی کہنی میرے مونڈھے پر رکھ کے کہتا تھا اللہ تجھ پر رحم کرے البتہ مجھ کو امید تھی کہ اللہ تجھ کو تیرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ جگہ دے یعنی

مِّنْ خَلْفِي قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِي يَقُوْلُ رَحِمَكَ اللّٰهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُوْ أَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِأَنِّي كَثِيْرًا مَّا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُنْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُوْ أَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَهُمَا فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ.

حضرت ﷺ کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور واسطے کہ میں بہت وقت حضرت ﷺ سے سنا کرتا تھا فرماتے تھے کہ تھا میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور کیا میں نے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے اور چلا میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ البتہ مجھ کو امید تھی کہ اللہ تجھ کو ان کے ساتھ جگہ دے گا تو میں نے مڑ کر دیکھا تو اچانک وہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ تھے۔

٣٤٠٢ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَّحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ أَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَوَضَعَ رِدَآئَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيْدًا فَجَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى دَفَعَهُ عَنْهُ فَقَالَ ﴿أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ﴾.

٣٤٠٢۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سخت تر تکلیف سے کہ مشرکوں نے حضرت ﷺ کو دی انہوں نے کہا کہ میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا وہ حضرت ﷺ کی طرف آیا اس حال میں کہ آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے تو اس نے اپنی چادر حضرت ﷺ کی گردن میں ڈالی اور اس کے ساتھ حضرت ﷺ کا گلا سخت گھونٹا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے یہاں تک کہ وہ چادر آپ ﷺ کی گردن سے دور کی سو کہا کہ کیا تم مارتے ہو ایک مرد کو یہ کہ کہے کہ میرا رب اللہ ہے اور تحقیق لائے ہیں تمہارے پاس نشانیاں تمہارے رب کے پاس سے۔

فائدہ: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات ساتھ بیماری سل کے تھی اور بعض کہتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نے ان کو حریرہ میں زہر دیا تھا اور تھی وفات ان کی بیچ ١٣ھ سے بائیس جمادی الآخر کو پس تھی مدت خلافت ان کی دو برس اور تین مہینے اور کچھ دن اور نہیں اختلاف ہے اس میں کہ ان کی عمر تریسٹھ برس کی تھی مانند عمر حضرت ﷺ کے۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَبِي حَفْصٍ الْقُرَشِيِّ الْعَدَوِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ان کی کنیت ابو حفص ہے قریشی عدوی ہیں

فائدہ: ان کا نسب اس طور سے ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بن نفیل بن عبدالعزیز بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب جمع ہوتے ہیں ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کعب میں اور ان کی ماں کا نام حنتمہ ہے بنت ہاشم بن مغیرہ بن عم ابی جہل اور ابوحفص ان کی کنیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی اور لیکن لقب ان کا پس وہ فاروق ہے بالاتفاق سو بعض کہتے ہیں کہ یہ لقب ان کا پہلے پہل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا۔ (فتح)

٣٤٠٣ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُنِيْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَآءِ امْرَأَةِ أَبِيْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشَفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ هٰذَا بِلَالٌ وَّرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهٖ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالَ لِعُمَرَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهٗ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ بِأَبِيْ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعَلَيْكَ أَغَارُ.

۳۴۰۳۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں بہشت میں داخل ہوا تو اچانک وہاں رمیصا رضی اللہ عنہا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی پر نظر پڑی اور میں نے پاؤں کی آہٹ سنی تو میں نے کہا کہ یہ کون ہے تو فرشتے نے کہا کہ یہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا کہ اس کے صحن میں ایک لڑکی ہے تو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے فرشتے نے کہا کہ یہ محل عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے سو میں نے چاہا کہ اس کے اندر جاؤں اور اس کو دیکھوں پھر مجھ کو تمہاری غیرت یاد پڑی (سو میں پھر آیا پشت دے کر تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ روئے) اور عرض کی کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غیرت کرتا۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث میں حکم کرنا ہے واسطے ہر آدمی کے ساتھ اس چیز کے کہ جانتا ہے اس کی عادت سے اور رونا عمر رضی اللہ عنہ کا احتمال ہے کہ خوشی سے ہو اور احتمال ہے کہ شوق سے ہو یا خشوع سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں بلند کیا مجھ کو اللہ نے مگر آپ کے سبب سے اور نہیں ہدایت کی مجھ کو اللہ نے مگر آپ کے سبب سے۔ (فتح)

٣٤٠٤ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ

۳۴۰۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ ناگہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا میں نے اپنے آپ کو بہشت میں دیکھا تو اچانک ایک عورت پر نظر پڑی کہ ایک محل کی جانب وضو کرتی ہے سو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے فرشتوں نے کہا کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا محل ہے تو مجھ کو اس

تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

کی غیرت یاد پڑی سو میں پھر آیا پشت دے کر یعنی مرد کو اس کی عورت پاس اجنبی مرد کے جانے سے غیرت آتی ہے تو عمر رضی اللہ عنہ روئے تو عرض کی کہ کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غیرت کرتا یعنی یہ بات مجھ سے ممکن نہ تھی۔

فائدہ: اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رعایت صحبت سے اور اس میں فضیلت ظاہرہ ہے واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے اور وضو کرنا احتمال ہے کہ ظاہر پر محمول ہو کہ وہ حقیقۃ وضو کرتی تھیں اس واسطے کہ خواب تکلیف کے زمانے میں واقع ہوا تھا اور بہشت میں اگرچہ تکلیف نہیں پس یہ بیچ زمانے قرار پکڑنے کے ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ وہ محل سے باہر وضو کرتی تھیں یا محمول ہے غیر حقیقت پر اور خواب ہمیشہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتا بلکہ تاویل کا احتمال رکھتا ہے پس معنی یہ ہوں گے کہ وہ دنیا میں عبادت پر محافظت کرتی تھیں اور اس میں فضیلت ہے واسطے رمیصا رضی اللہ عنہا کے۔ (فتح)

٣٤٠٥ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ أَبُوْ جَعْفَرٍ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حَمْزَةُ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ شَرِبْتُ يَعْنِي اللَّبَنَ حَتّٰى أَنْظُرَ إِلَى الرِّيِّ يَجْرِيْ فِيْ ظُفُرِيْ أَوْ فِيْ أَظْفَارِيْ ثُمَّ نَاوَلْتُ عُمَرَ فَقَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَهُ قَالَ الْعِلْمَ.

٣٤٠٥۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے دودھ پیا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ تازگی اور سیرابی میرے ناخنوں سے نکلنے لگی یعنی نہایت آسودہ ہو گیا پھر میں نے اپنا جوٹھا باقی دودھ عمر رضی اللہ عنہ کو دیا اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی کیا تعبیر کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی تعبیر علم ہے۔

فائدہ: اور وجہ تعبیر کی ساتھ اس کے اس جہت سے ہے کہ دودھ اور علم دونوں مشترک ہیں بیچ کثرت نفع کے اور ہونے دونوں کے سبب واسطے صلاح کے پس دودھ واسطے غذا بدنی کے ہے اور علم واسطے غذا معنوی کے اور اس حدیث میں فضیلت عمر رضی اللہ عنہ کی ہے اور خواب کا شان یہ ہے کہ وہ اپنے ظاہر پر محمول نہ کی جائے اگرچہ پیغمبروں کا خواب وحی سے ہے لیکن بعض خواب تعبیر کا محتاج ہوتا ہے اور بعض ظاہر پر محمول ہوتا ہے اور اس کی تقریر تعبیر میں آئے گی اور مراد ساتھ علم کے اس جگہ علم ہے ساتھ سیاست لوگوں کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے خاص کیے گئے ہیں ساتھ اس کے عمر رضی اللہ عنہ واسطے طول اور دراز ہونے مدت خلافت ان کی کے بہ نسبت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور ساتھ اتفاق کرنے لوگوں کے اوپر فرمان برداری اس کی کے بہ نسبت عثمان رضی اللہ عنہ کے پس تحقیق مدت خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تھی

کم پس نہ زیادہ ہوئیں اس میں فتوحات جو بڑا سبب ہیں اختلاف کا اور باوجود کثرت فتوحات کے پس سیاست کی عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو باوجود درازی مدت اپنی کے اس طور سے کہ کوئی اس کا مخالف نہ ہو پھر زیادہ ہوئی فراخی عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پس منتشر ہوئے اقوال اور مختلف ہوئیں رائیں اور نہ اتفاق پڑا واسطے اس کے جو عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے اتفاق پڑا اطاعت خلقت کی سے واسطے اس کے پس پیدا ہوئے اس جگہ سے فتنے یہاں تک کہ ان کے قتل ہونے کی نوبت پہنچی پھر علی مرتضی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے لیکن فتنے اور اختلافات دن بدن زیادہ ہوتے گئے۔ (فتح)

٣٤٠٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ بَكْرِ بْنُ سَالِمٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرِيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلٰى قَلِيْبٍ فَجَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ نَزْعًا ضَعِيْفًا وَّاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ جَآءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَّفْرِيْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ الْعَبْقَرِيُّ عِتَاقُ الزَّرَابِيِّ وَقَالَ يَحْيٰى الزَّرَابِيُّ الطَّنَافِسُ لَهَا خَمْلٌ رَّقِيْقٌ ﴿مَبْثُوْثَةٌ﴾ كَثِيْرَةٌ.

٣٤٠٦ ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ڈول کھینچتا ہوں جو اونٹنی کھینچتی تھی ایک کنویں پر پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو اس سے ایک یا دو ڈول نکالے سستی سے اور اللہ ان کو معاف کرے گا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو وہ ڈول بڑا ہو گیا سو میں نے ایسا عجیب بڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک کہ انہوں نے پانی کھینچا کہ لوگ آسودہ ہو گئے اور اپنے اونٹوں کو آسودہ کر کے ان کے بیٹھنے کے جگہ میں بٹھایا ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبقری عمدہ اور بہتر زرابی ہے اور یحییٰ نے کہا کہ زرابی ایک قسم کی قالین ہوتی ہے بہت نفیس ان کے واسطے پھول ہیں باریک ریشے ہیں بہت اور وہ سردار ہے قوم کا یعنی عبقری یعنی جو معنی اس کے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیے ہیں وہ اصل لغت کے معنی ہیں اور مراد اس جگہ سردار قوم کا ہے۔ (فتح)

فائدہ: اس حدیث میں فضیلت عمر رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٤٠٧ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ ح حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ

٣٤٠٧ ۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی عورتیں تھیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر رہی تھیں اپنی آوازیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند کر رہیں تھیں اور

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلٰى صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِيْ كُنَّ عِنْدِيْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُ فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَّهَبْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِيْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعَمْ أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيْهًا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ.

آپ ﷺ سے زیادہ خرچ مانگتی تھیں سو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو اٹھ کر جلد پردے میں ہو گئیں تو حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی سو عمر رضی اللہ عنہ اندر آئے اور حالانکہ حضرت ﷺ ہنستے تھے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اللہ آپ ﷺ کو ہمیشہ خوش رکھے یعنی آپ ﷺ کے ہنسنے کا کیا سبب ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو تعجب آیا ان عورتوں سے جو میرے پاس تھیں سو جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو جلدی پردے میں ہو گئیں تو عمر فاروق ﷺ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ لائق تر ہیں یہ کہ آپ ﷺ سے ڈریں پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عورتوں سے کہا کہ اے دشمن اپنی جانوں کی تم مجھ سے ڈرتی ہو حضرت ﷺ سے نہیں ڈرتی تو عورتوں نے کہا کہ ہاں تم زیادہ سخت مزاج اور سخت دل ہو حضرت ﷺ سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بات کر ہم سے جو چاہے اے بیٹے خطاب کے یا زیادہ بات کر جو تم نے ہم سے بات کی! اے بیٹے خطاب کے اور قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ نہیں ملتا تم سے شیطان کسی راہ فراخ میں چلتا ہوا ہرگز مگر چل کھڑا ہوتا ہے اس راہ میں جو تیری راہ کے سوا ہے یعنی تیری راہ چھوڑ کر اور راہ سے چلا جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں فضیلت عظیم ہے واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے جو تقاضا کرتی ہے کہ شیطان کو ان پر کوئی راہ نہیں یہ نہیں

کہ وہ عصمت کے موجود ہونے کو تقاضا کرتی ہے اس واسطے کہ نہیں اس میں مگر بھاگنا شیطان کا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ کہ شریک ہوا اس کو راہ میں جس میں وہ چلیں اور نہیں منع کرتا یہ وسوسے اس کے کو واسطے اس کے جہاں تک کہ اس کی قدرت ہے پس اگر کہا جائے کہ نہ قادر ہونا شیطان کا اوپر ان کے ساتھ وسوسے کے پکڑا جاتا ہے ساتھ طریق مفہوم موافقت کے اس واسطے کہ جب وہ راہ میں ان کے ساتھ چلنے سے منع کیا گیا ہے تو اولیٰ ہے کہ ان کے ساتھ مخلوط نہ ہو بایں طور کہ ان کے وسوسے پر قادر ہو تو ممکن ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ شیطان سے محفوظ ہوں اور نہیں لازم آتا اس سے ثابت ہونا عصمت کا واسطے اس کے اس لیے کہ عصمت پیغمبر کے حق میں فرض ہے اور اس کے غیر کے حق میں ممکن ہے اور ایک روایت میں ہے کہ شیطان نہیں ملتا عمر رضی اللہ عنہ سے جب سے عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے مگر کہ منہ کے بل گر پڑتا ہے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر مضبوطی ان کی کے دین میں اور بدستور رہنے حال ان کے کے اوپر حق محض کے اور نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث محمول ہے اپنے ظاہر پر اور یہ کہ شیطان جب ان کو دیکھتا ہے تو بھاگ جاتا ہے اور احتمال ہے کہ یہ معنی ہوں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شیطان کی راہ چھوڑ دی اور پہلے معنی اولیٰ ہیں اور اگر کوئی کہے کہ افظ اور اغلظ کا لفظ افعل التفضیل ہے اور وہ تقاضا کرتا ہے شرکت کو اصل فعل میں تو یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی سخت گوئی اور سخت دلی کی وصف پائی جائے گی اور اس کے معارض ہے یہ آیت کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت گو اور سخت دل ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد سے ہٹ جاتے پس یہ آیت تقاضا کرتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ سخت گو تھے اور نہ سخت دل اور جواب یہ ہے کہ جو بات آیت میں ہے وہ تقاضا کرتی ہے نفی موجود ہونے اس کے کو واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف لازم پس نہ لازم پکڑے گی اس چیز کو کہ حدیث میں ہے بلکہ وہ مجرد موجود ہونا صفت کا ہے واسطے اس کے بعض احوال میں اور وہ نزدیک انکار منکر کے ہے مثلاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ کسی کو سامنے برا نہ کہتے تھے مگر اللہ کے حقوق میں اور عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ تھے مبالغہ کرتے زجر میں مکروہات سے مطلق اور بیچ طلب کرنے مندوبات کے پس اس واسطے کہا عورتوں نے واسطے ان کے یہ۔ (فتح)

۳۴۰۸ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَازِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ.

۳۴۰۸ ۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ ہم عزت سے رہے جب سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہ تھا اسلام عمر رضی اللہ عنہ کا عزت اور ان کی ہجرت مدد اور ان کی خلافت رحمت۔ قسم ہے اللہ کی ہم کعبے کے گرد نماز نہ پڑھ سکتے تھے ظاہر ہو کر یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور ان کے مسلمان ہونے کا قصہ دراز ہے روایت کیا ہے اس کو دارقطنی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ گلے میں تلوار ڈال کر نکلے تو بنی زہرہ کا ایک مرد ان سے ملا پس ذکر کیا اس نے قصہ داخل ہونے عمر رضی اللہ عنہ کے کا اپنی بہن پر اور

انکار کرنا ان کا اپنی بہن اور بہنوئی کے اسلام پر اور پڑھنا ان کا سورہ طٰہٰ کو اور رغبت کرنا ان کا اسلام میں پس نکلے خباب پھر کہا کہ خوشخبری ہو تم کو اے عمر رضی اللہ عنہ کہ مجھ کو امید ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تیرے واسطے ہو کہ الٰہی غالب کر اسلام کو بہ سبب عمر رضی اللہ عنہ کے یا عمرو بن ہشام کے اور ایک روایت میں ہے کہ الٰہی مدد کر اسلام کو عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس کس سبب سے ہے پوشیدہ ہونا پس باہر نکلے ہم دو صفوں میں ایک میں میں تھا اور ایک میں حمزہ رضی اللہ عنہ تو قریش نے ہماری طرف نظر کی تو ان کو ایسا رنج پہنچا کہ کبھی ایسا نہیں پہنچا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو قریش نے کہا کہ ہماری قوم آدھوں آدھ ہو گئی۔ (فتح)

٣٤٠٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ وُضِعَ عُمَرُ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيْهِمْ فَلَمْ يَرُعْنِيْ إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِيْ فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَتَرَحَّمَ عَلٰى عُمَرَ وَقَالَ مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهٖ مِنْكَ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ وَحَسِبْتُ إِنِّيْ كُنْتُ كَثِيْرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ.

٣٤٠٩۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی چارپائی پر رکھے گئے یعنی بعد شہید ہونے کے اور لوگوں نے ان کو ہر طرف سے گھیر ا دعا کرتے تھے اور نماز پڑھتے تھے پہلے اس سے کہ اٹھایا جائے اور میں ان میں تھا تو میں نہ ڈرا کہ اچانک ایک مرد نے میرا کندھا پکڑا تو اچانک وہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ تھے تو انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ پر رحمت کی دعا کی اور کہا کہ نہیں پیچھے چھوڑا تم نے کسی کو کہ محبوب تر ہو نزدیک میرے یہ کہ ملوں میں اللہ سے ساتھ مثل عمل ان کے کے تجھ سے اور قسم ہے اللہ کی کہ مجھ کو گمان تھا کہ اللہ تجھ کو تیرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ جگہ دے اور میں نے جانا کہ بے شک میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سنا کرتا تھا کہ فرماتے تھے کہ گیا میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور داخل ہوا میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور نکلا میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا اعتقاد یہ تھا کہ اس وقت میں عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے کسی کا عمل افضل نہیں اور تحقیق روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے اور مسدد نے طریق جعفر بن محمد کے سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے انہوں نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے مانند اس کلام کے اور اس کی سند صحیح ہے اور وہ شاہد جید ہے واسطے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے ہونے مخرج اس کے کے علی رضی اللہ عنہ کی آل سے اور یہ جو کہا کہ تجھ کو اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ جگہ دے اور احتمال ہے کہ مراد وہ چیز ہے کہ جو واقع ہوئی اور وہ دفن ہونا ان کا ہے نزدیک ان کے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ معیت کے وہ چیز ہو کہ رجوع کرے طرف اس کی امر بعد موت کے داخل ہونے بہشت کے سے اور

مانند اس کے اور مراد دونوں ساتھیوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔(فتح)

٣٤١٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي عَرُوْبَةَ ح وَ قَالَ لِي خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ وَّكَهْمَسُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَا حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحُدًا وَّمَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ قَالَ اثْبُتْ أُحُدُ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ وَّ صِدِّيْقٌ أَوْ شَهِيْدٌ.

٣٤١٠۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تھے تو پہاڑ نے ان کے ساتھ جنبش کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنا پاؤں مارا اور فرمایا کہ تھم جا اے احد کہ نہیں تجھ پر مگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق رضی اللہ عنہ یا شہید۔

فائدہ: حرف او اس جگہ ساتھ معنی واؤ کے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بدلنا اسلوب کا ہے واسطے اشعار کے مغائرت حال کے اس واسطے کہ صفت نبوت اور صدیقیت دونوں اس وقت حاصل تھیں بخلاف صفت شہادت کے کہ وہ اس وقت ابھی حاصل نہ ہوئی تھی۔(فتح)

٣٤١١ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَأَلَنِي ابْنُ عُمَرَ عَنْ بَعْضِ شَأْنِهِ يَعْنِي عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِيْنَ قُبِضَ كَانَ أَجَدَّ وَأَجْوَدَ حَتّٰى انْتَهٰى مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

٣٤١١۔ اسلم عمر رضی اللہ عنہ کے غلام آزاد کردہ سے روایت ہے کہ پوچھا مجھ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بعض حال عمر رضی اللہ عنہ کے سے تو میں نے ان کو خبر دی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو کبھی بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ کوشش کرنے والا کاموں میں اور زیادہ تر سخی مالوں میں عمر رضی اللہ عنہ سے جب سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوئی تھی زیادہ تر کوشش کرنے والے اور زیادہ تر سخاوت کرنے والے یہاں تک کہ اپنی آخری عمر کو پہنچے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ بعدیت کے صفات میں اور نہ تعرض کیا جائے اس میں واسطے زمانے کے پس شامل ہو گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کو اور جو زمانہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہے پس مشکل ہو گا امر ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے جو نہایت سخاوت کے ساتھ موصوف تھے یا بعد انتقال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مشکل ہو گا اور ممکن ہے تاویل اس کی ساتھ زمانے خلافت اس کے کے پس وہ محمول ہے اوپر وقت خاص کے اور

وہ مدت خلافت ان کی کے ہے تا کہ اس سے حضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر نکل جائیں۔ (فتح)

٣٤١٢ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَةِ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ لَا شَيْءَ إِلَّا أَنِّيْ أُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ فَرَحَنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ مَعَهُمْ بِحُبِّيْ إِيَّاهُمْ وَإِنْ لَّمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ.

۳۴۱۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اس کے واسطے کیا سامان تیار کیا ہے اس نے کہا کہ کچھ چیز نہیں مگر یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان کے ساتھ ہو گا جن سے تو محبت رکھتا ہے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سو نہ خوش ہوئے ہم ساتھ کسی چیز کے جیسے خوش ہوئے ہم ساتھ حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ تو ان کے ساتھ ہو گا جن سے تو محبت رکھتا ہے کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو میں محبت رکھتا ہوں حضرت ﷺ سے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ سے اور میں امید رکھتا ہوں کہ ان کے ساتھ ہوں بہ سبب محبت رکھنے میری کے ان سے اگرچہ میں نے ان کے عملوں کی طرح عمل نہیں کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور مراد اس سے ذکر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور یہ کہ جوڑا اس نے ان کے عمل کو ساتھ عمل حضرت ﷺ کے۔ (فتح)

٣٤١٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيْمَا كَانَ قَبْلَكُمْ مِّنَ الْأُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُوْنَ فَإِنْ يَّكُ فِيْ أُمَّتِيْ أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ زَادَ زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ رِجَالٌ يُّكَلَّمُوْنَ مِنْ غَيْرِ أَنْ

۳۴۱۳۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ تم سے اگلی امتوں میں ایسے لوگ ہوتے تھے جن کو اللہ کی طرف سے الہام ہوتا تھا سو اگر ایسا مرد میری امت میں کوئی ہوگا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے مرد ہوتے تھے جن سے کلام ہوتا تھا یعنی اللہ کی طرف سے ان کے دل میں الہام ہوتا تھا یا فرشتے کلام کرتے تھے حالانکہ وہ پیغمبر نہ ہوتے تھے سو ایسا مرد میری امت میں کوئی اگر ہوگا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مِنْ نَّبِيٍّ وَّلَا مُحَدَّثٍ یعنی آیت ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

يَكُوْنُوْا اَنْبِيَآءَ فَإِنْ يَّكُ فِيْ أُمَّتِيْ مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُمَرُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِنْ نَّبِيٍّ وَّلَا مُحَدَّثٍ.

مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ﴾ کے آگے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اتنا اور زیادہ کیا ہے وَّلَا مُحَدَّثٍ۔

فائدہ: محدث کے معنی میں اختلاف ہے پس بعض کہتے ہیں کہ وہ ہے جس کو اللہ کی طرف سے الہام ہو یہ اکثر کا قول ہے کہتے ہیں محدث ساتھ فتح کے صادق گمان والا ہے اور بعض کہتے ہیں وہ ہے کہ جاری ہو اس کی زبان پر صواب بغیر قصد کے اور بعض کہتے ہیں کہ جس سے فرشتے کلام کریں بغیر نبوت کے اور یہ معنی ایک مرفوع حدیث میں آچکے ہیں اور یہ جو کہا کہ اگر کوئی ایسا مرد میری امت میں ہوگا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے تو بعض کہتے ہیں کہ یہ قول بطور شک کے نہیں کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سب امتوں سے افضل ہے اور جب ثابت ہوا کہ کل امتوں میں صاحب الہام لوگ ہوئے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ان کا ہونا بطریق اولیٰ ممکن ہے بلکہ یہ حدیث مورد تاکید کے وارد ہوئی ہے جیسا کہ کوئی مرد کہے کہ اگر میرا کوئی دوست ہے تو فلانا ہے تو مراد خاص ہونا اس کا ہے ساتھ کمال صداقت کے کہ یہ مراد نہیں ہوتی کہ میرے اور دوست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ ان کا وجود بنی اسرائیل میں تحقیق ہو چکا تھا واقع ہونا اس کا اور سبب اس کا محتاج ہونا ان کا تھا جب کہ ان میں پیغمبر نہ ہوتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو احتمال ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اس کی حاجت نہیں واسطے بے پرواہ ہونے اس امت کے ساتھ قرآن کے نبی کے پیدا ہونے سے اور اسی طرح امر واقع ہوا یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی محدث کا وجود تحقیق ہو تو نہ حکم کیا جائے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو الہام ہو بلکہ ضرور ہے اس کو پیش کرنا اس کا قرآن پر پس اگر قرآن اور حدیث کے موافق ہو تو اس کے ساتھ عمل کرے نہیں تو اس کو ترک کرے اور یہ اگرچہ جائز ہے کہ واقع ہو لیکن بہت کم ہے اس شخص سے کہ ہو امر اس کا ان میں سے جو تھے اوپر پیروی کتاب اور سنت کے اور محض ہوئی حکمت بیچ وجود ان کے اور کثرت ان کی کے بعد پہلے زمانے کے بیچ زیادہ ہونے شرف اس امت کے ساتھ وجود مثال ان کی کے بیچ اس کے اور کبھی ہوتی ہے حکمت بیچ بہتر ہونے ان کی کے مشابہت بنی اسرائیل کے بیچ بہت ہونے پیغمبروں کے ان میں پس جب فوت ہوئے اس امت سے کثرت پیغمبروں کے واسطے ہونے پیغمبر اس امت کے ختم کرنے والے سب پیغمبروں کے تو اس کا عوض ان کو یہ ملا کہ ان میں بہت صاحب الہام ہوئے اور سبب بیچ خاص کرنے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ذکر کے واسطے کثرت اس چیز کے واقع ہوئی واسطے ان کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موافقت سے جس کے موافق قرآن اترا اور واقع ہوئیں واسطے ان کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی تجویزیں ٹھیک۔ (فتح)

٣٤١٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا

۳۴۱۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللَّيْثُ حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهٖ عَدَا الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهَا حَتّٰى اسْتَنْقَذَهَا فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ لَهٗ مَنْ لَّهَا يَوْمَ السَّبُعِ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِيْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّيْ أُوْمِنُ بِهٖ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا ثَمَّ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ.

فرمایا کہ جس حالت میں کہ کوئی چرانے والا اپنے بکریوں میں تھا کہ ایک بھیڑیا ان پر دوڑا تو ان میں سے ایک بکری لے گیا تو اس کو تلاش کیا چرانے والے نے یہاں تک کہ اس کو بھیڑیے سے چھڑایا سو بھیڑیے نے اس کو مڑ کر دیکھا سو کہا کہ کون بھیڑ بکری کو بچائے گا دن سبع کے جس دن اس کا چرانے والا میرے سوا کوئی نہ ہو گا تو لوگوں نے تعجب سے کہا سبحان اللہ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں اس بات کو سچا جانتا ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ یہ مانتے ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اس وقت وہاں حاضر نہ تھے۔

فائدہ: شرح اس حدیث کی مناقب ابوبکر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے۔

۳۴۱۵ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوْا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ اجْتَرَّهٗ قَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ.

۳۴۱۵۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ میرے سامنے کیے گئے اور ان پر کرتے ہیں سو ان میں سے بعض کرتا تو چھاتی تک پہنچتا ہے اور بعض اس کے نیچے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے سامنے کیے گئے کہ ان پر کرتا تھا کہ وہ اس کو زمین پر گھسیٹتے جاتے تھے اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ نے اس کی کیا تعبیر کی فرمایا کہ دین۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تعبیر میں آئے گی اور یہ حدیث مشکل ہے اس طرح کہ لازم آتا ہے اس سے یہ کہ ہو عمر رضی اللہ عنہ افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اور جواب اس سے تخصیص ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہے عموم قول حضرت ﷺ کے سے کہ لوگ میرے سامنے کیے گئے پس شاید وہ لوگ جو اس وقت حضرت ﷺ کے سامنے کیے گئے تھے ان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نہ ہوں

گے اور یہ جو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ پر کرتا تھا کہ اس کو زمین پر گھسیٹتے جاتے تھے تو اس سے لازم نہیں آتا یہ کہ نہ ہوا ابو بکر رضی اللہ عنہ پر کرتا درازتر عمر رضی اللہ عنہ سے اور کامل تر پس شاید اسی طرح ہو گا لیکن مراد اس وقت تھا بیان فضیلت عمر رضی اللہ عنہ کا پس صرف اس کو بیان فرمایا۔ (فتح)

٣٤١٦ ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلَمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَأَنَّهُ يُجَزِّعُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَلَئِنْ كَانَ ذَاكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ أَبَا بَكْرٍ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ صَحَبَتَهُمْ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُونَ قَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللهِ تَعَالَى مَنَّ بِهِ عَلَيَّ وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ أَبِي بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللهِ جَلَّ ذِكْرُهُ مَنَّ بِهِ عَلَيَّ وَأَمَّا مَا تَرَى مِنْ جَزَعِي فَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ وَأَجْلِ أَصْحَابِكَ وَاللهِ لَوْ أَنَّ لِي طِلَاعَ الْأَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ عَذَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

٣٤١٦ ـ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو غم ظاہر کرنے لگے یعنی اثر زخم کے دکھنے کا ظاہر کرتے تھے ساتھ آہ وغیرہ کے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو کہا اور گویا کہ وہ ان کو ملامت کرتے تھے کہ اتنے بے قراری اور بے صبری کیوں کرتے ہو صبر کرو یا ان سے غم کر دور کرتے تھے اور تسلی دیتے تھے کہ اے امیر المومنین البتہ نہیں ہو گا یہ یعنی گویا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے حق میں دعا کی کہ نہیں ہو گی وہ چیز جس سے تم ڈرتے ہو یا تم اس زخم سے نہیں فوت ہو گے البتہ تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت کی سو خوب صحبت کی پھر تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوئے اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے راضی تھے پھر تم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے صحبت کی سو خوب صحبت کی تم ان سے جدا ہوئے اور حالانکہ وہ تم سے راضی تھے پھر تم نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے صحبت کی اور تم ان سے جدا ہوئے تو البتہ جدا ہوتے ہیں ان سے اس حالت میں کہ وہ تجھ سے راضی ہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے پر جو کچھ کہ تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور رضا مندی کا ذکر کیا تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تو اللہ کا انعام ہے کہ اس کے ساتھ مجھ پر احسان کیا اور لیکن جو کچھ ذکر کیا تو نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اور رضا مندی سے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ بھی اللہ کا انعام ہے جس کے ساتھ مجھ پر احسان کیا اور لیکن جو کچھ کہ تو دیکھتا ہے میرے غم کرنے سے تو تمہارے سبب سے ہے اور تمہارے ساتھیوں کے سبب سے یعنی مجھ کو ڈر ہے کہ تم میرے

دَخَلْتُ عَلٰی عُمَرَ بِهٰذَا.

پیچھے فتنے فسادوں میں مبتلا ہو گے اور قسم ہے اللہ کی کہ اگر میرے واسطے زمین بھر سونا ہوتا تو البتہ میں اس کو بدلا دیتا اللہ کے عذاب سے پہلے اس کے کہ میں اس کو دیکھوں۔

فائدہ: اور سوائے اس کے نہیں کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ واسطے غالب ہونے خوف کے جو واقع ہوا تھا واسطے ان کے اس وقت میں خوف قصور کرنے کے سے اس چیز میں کہ واجب تھی ان پر حقوق رعیت کے سے یا فتنے سے ساتھ مدح ان کی کے اور باقی شرح اس کی آئندہ آئے گی۔ (فتح)

٣٤١٧ ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ مِّنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَجَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَإِذَا أَبُوْ بَكْرٍ فَبَشَّرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ جَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ فَأَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ جَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ لِيْ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ فَإِذَا عُثْمَانُ فَأَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ.

٣٤١٧۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک باغ میں تھا مدینے کے باغوں سے سو ایک مرد آیا تو اس نے دستک دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے واسطے دروازہ کھول اور اس کو بہشت کی خوشخبری دے تو میں نے ان کے واسطے دروازہ کھولا تو ناگہاں وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے تو بشارت دی میں نے ان کو ساتھ اس چیز کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر ایک اور مرد آیا تو انہوں نے دروازے پر دستک دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے واسطے دروازہ کھول اور ان کو بہشت کی خوشخبری دے تو میں نے ان کے واسطے دروازہ کھولا تو اچانک وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے تو میں نے ان کو خوشخبری دی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو انہوں نے اللہ کی حمد کی یعنی اس نعمت کی بشارت پر پھر ایک اور مرد نے دستک دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ ان کے واسطے دروازہ کھولو اور ان کو بہشت کی خوشخبری دو ایک بلا پر جو ان کو پہنچے گی پس ناگہاں وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے تو میں نے ان کو خبر دی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو انہوں نے اللہ کی حمد کی پھر کہا کہ اللہ ہی مدد طلب کیا گیا ہے۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٣٤١٨ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

۳۴۱۸ ۔عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث کا ٹکڑا ہے اور پوری حدیث آئندہ آئے گی اور باقی حدیث یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم محبوب تر ہیں نزدیک میرے ہر چیز سے۔(فتح الباری)

بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَبِي عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے کہ ان کی کنیت ابوعمرو ہے قریشی ہیں۔

فائدہ: ان کی نسبت اس طور سے ہے عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ ابن عبد شمس بن عبد مناف جمع ہوتے ہیں ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عبد مناف میں اور ان کا لقب ذوالنورین ہے علی مرتضی سے روایت ہے کہ آسمان میں ان کا یہی لقب ہے۔(فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَحْفِرْ بِئْرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَحَفَرَهَا عُثْمَانُ وَقَالَ مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَجَهَّزَهُ عُثْمَانُ.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو رومہ کا کنواں کھدوا کر درست کرے اس کے لیے بہشت ہے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو درست کروایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تنگی کے لشکر کا سامان درست کر دے تو اس کے لیے بہشت ہے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا سامان درست کر دیا۔

فائدہ: رومہ ایک کنواں تھا مدینے میں اس کے سوا وہاں کسی کنوئیں میں میٹھا پانی نہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو درست کرنے کا حکم فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو بہت مال خرچ کر کے درست کروایا اور مراد تنگی کے لشکر سے تبوک کی لڑائی ہے جو ایک مقام کا نام ہے شام میں مدینے سے سولہ دن کی راہ پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کی لڑائی کا ارادہ کیا لشکر بہت جمع ہوا سامان کچھ نہ تھا تنگی بہت تھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹ اور ایک ہزار اشرفی راہ اللہ میں دیں۔

٣٤١٩ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوْسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ

۳۴۱۹۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے اور حکم کیا مجھ کو باغ کے دروازے کی نگہبانی کرنے کا تو ایک مرد آیا اجازت مانگتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِىْ بِحِفْظِ بَابِ الْحَائِطِ فَجَآءَ رَجُلٌ يَّسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ جَآءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا عُمَرُ ثُمَّ جَآءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ فَسَكَتَ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى سَتُصِيْبُهٗ فَإِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ.

نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشی سنا تو اچانک وہ ابوبکر نہ تھے پھر ایک اور مرد نے آ کر اجازت مانگی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشی سنا پس اچانک عمر رضی اللہ عنہ تھے پھر ایک اور مرد نے آ کر اجازت مانگی تو حضرت ﷺ تھوڑا سا چپ رہے پھر فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشی سنا ایک بلا پر جو اس کو عنقریب پہنچے گی اچانک عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

قَالَ حَمَّادٌ وَّحَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ وَعَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ سَمِعَا أَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى بِنَحْوِهٖ وَزَادَ فِيْهِ عَاصِمٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ قَاعِدًا فِيْ مَكَانٍ فِيْهِ مَآءٌ قَدِ انْكَشَفَ عَنْ رُّكْبَتَيْهِ أَوْ رُكْبَتِهٖ فَلَمَّا دَخَلَ عُثْمَانُ غَطَّاهَا.

اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تھے حضرت ﷺ بیٹھے ایک مکان میں جس میں پانی تھا اپنے گھٹنے کھولے تھے سو جب عثمان رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو ان کو ڈھانک لیا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے کپڑے درست کر لیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں نہ شرم کروں ایسے مرد سے جس سے فرشتے شرم کرتے ہیں۔ (فتح)

٣٤٢٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُّوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ قَالَا مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ عُثْمَانَ لِأَخِيْهِ الْوَلِيْدِ فَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيْهِ فَقَصَدْتُّ لِعُثْمَانَ حِيْنَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ إِنَّ

٣٤٢٠۔ عبید اللہ بن عدی سے روایت ہے کہ مسور اور عبدالرحمٰن دونوں نے اس سے کہا کہ کیا چیز تجھ کو منع کرتی ہے یہ کہ تو عثمان رضی اللہ عنہ سے کلام کرے اس کے بھائی ولید کے سبب سے پس تحقیق بہت گفتگو کی ہے لوگوں نے اس کے حق میں تو قصد کیا میں نے طرف عثمان رضی اللہ عنہ کی جبکہ نماز کو نکلے میں نے کہا کہ مجھ کو تم سے کچھ کام ہے اور وہ تمہارے واسطے خیر خواہی ہے عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مرد میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں تو میں پھرا اور ان کی طرف پلٹ آیا یعنی اور جو میں نے

لِيْ إِلَيْكَ حَاجَةً وَهِيَ نَصِيحَةٌ لَّكَ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ أُرَاهُ قَالَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَانْصَرَفْتُ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِمْ إِذْ جَآءَ رَسُوْلُ عُثْمَانَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ مَا نَصِيحَتُكَ فَقُلْتُ إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتَ هَدْيَهُ وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيْ شَأْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ أَدْرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَا وَلٰكِنْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهِ مَا يَخْلُصُ إِلَى الْعَذْرَآءِ فِيْ سِتْرِهَا قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ فَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَآمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهِ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ كَمَا قُلْتَ وَصَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ أَبُوْ بَكْرٍ مِّثْلُهُ ثُمَّ عُمَرُ مِثْلُهُ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ أَفَلَيْسَ لِيْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِيْ لَهُمْ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَمَا هٰذِهِ الْأَحَادِيْثُ الَّتِيْ تَبْلُغُنِيْ عَنْكُمْ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيْدِ فَسَنَأْخُذُ فِيْهِ بِالْحَقِّ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ دَعَا

عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا تھا ان سے کہا تو انہوں نے کہا کہ تو نے اپنا فرض ادا کیا اچانک عثمان رضی اللہ عنہ کا ایلچی آیا پس میں اس کے ساتھ چلا تو اس نے کہا کہ کیا ہے نصیحت تیری تو میں نے کہا کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا اور ان پر کتاب اتاری اور تم ان میں سے تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم قبول کیا سو ہجرت کی تم نے دوبار یعنی پہلے حبشہ کی طرف پھر وہاں سے مدینے کی طرف اور تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راہ روش دیکھے اور تحقیق بہت گفتگو کی ہے لوگوں نے ولید کے حال میں یعنی کہتے ہیں ولید نے شراب پی ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو شراب کی حد کیوں نہیں ماری پس واجب ہے کہ تو اس پر حد قائم کرے عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا یعنی کیا تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے میں نے کہا کہ نہیں لیکن پہنچا طرف میری آپ کے علم سے جو پہنچتا ہے کنواری عورت کو اپنے پردے میں یعنی شریعت کا علم نہ چھپا تھا اور نہ خاص تھا بلکہ مشہور اور معلوم تھا یہاں تک کہ باکرہ عورت کو پردے میں پہنچا پس پہنچانا اس کا مجھ کو باوجود حرص میری کے اولیٰ ہے عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا اور تھا میں ان لوگوں میں سے جنہوں نے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا اور میں ایمان لایا ساتھ اس چیز کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ بھیجے گئے اور ہجرت کی میں نے دوبار جیسا تو نے کہا اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت کی اور بیعت کی سو قسم ہے اللہ کی نہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور نہ خیانت کی یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دی پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح

عَلِیًّا فَأَمَرَهٗ أَنْ یَّجْلِدَهٗ فَجَلَدَهٗ ثَمَانِیْنَ.

پھر عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح پھر میں خلیفہ ہوا کیا پس نہیں میرے واسطے حق جو ان کے واسطے تھا میں نے کہا کیوں نہیں کہا پس کیا ہیں یہ باتیں جو مجھ کو تمہاری طرف سے پہنچتی ہیں لیکن جو کچھ کہ تو نے ولید کے حال سے ذکر کیا سو اگر اللہ نے چاہا تو ہم حق کے ساتھ اس میں مواخذہ کریں گے پھر علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو حکم کیا کہ ولید کو کوڑے ماریں تو علی رضی اللہ عنہ نے اس کو اسی کوڑے مارے۔

فائدہ: اس حدیث کا قصہ یوں ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے موافق سعد رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا حاکم کیا پھر اس کو موقوف کیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ سعد رضی اللہ عنہ حاکم تھے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وہاں کے بیت المال کے خزانچی تھے تو سعد رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرض لیا پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو تقاضا کیا سو دونوں آپس میں جھگڑے، پس عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو دونوں پر ناراض ہوئے اور سعد رضی اللہ عنہ کو موقوف کیا اور اپنے بھائی ولید کو بلا کر کوفہ کا حاکم بنایا تا کہ اس سے صلہ رحمی کریں تو ولید نے ایک دن شراب پی اور نشے کی حالت میں لوگوں کو صبح کی نماز دو رکعتیں پڑھائی پھر کہا کہ اگر چاہو تو اور نماز پڑھاؤں تو دو مردوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اس پر گواہی دی کہ اس نے شراب پی ہے تو حضرت عثمان نے اس کو موقوف کر دیا لیکن اس پر شراب خوری کی حد قائم نہ کی بلکہ اس میں کچھ دیر کی تو اس سبب سے لوگوں نے ولید کے حق میں بہت گفتگو کی کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس پر شراب کی حد کیوں قائم نہیں کی اور حالانکہ اس نے شراب پی ہے اور یہ بھی لوگ کہتے تھے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کیوں معزول کیا حالانکہ وہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور جو ان کے واسطے فضیلت حاصل ہے علم و دین اور سبقت اسلامی سے وہ ولید کے واسطے حاصل نہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ کا عذر یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ کو موقوف کیا تھا اور ولید کی حد میں اس واسطے دیر کی تھی تا کہ اس کے گواہوں کا حال معلوم کریں پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ امر تحقیق ہوا اور لوگوں نے اس پر گواہی دی تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ ولید کو کوڑے ماریں پھر جب چالیس کوڑے مار چکے تو ٹھہر گئے پھر کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے ہیں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس کوڑے مارے ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے مارے ہیں اور یہ کل سنت ہیں اور یہ میرے نزدیک محبوب ترین ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ کو ولید کا قصہ پہنچا تو انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ تم اس کو یہاں بلاؤ پس اگر اس کے سامنے لوگ اس پر گواہی دیں تو میں اس کو حد ماروں پس گواہی دی اس پر ابو زینب اور ابو مورع اور جندب بن زہیر اور سعد بن مالک اشعری نے تو علی رضی اللہ عنہ نے اس کو کوڑے مارے اور یہ جو کہا

کہ کیا ہیں یہ باتیں الخ تو شاید یہ لوگ کلام کرتے تھے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید پر حد قائم کرنے میں دیر کیوں کی۔ (فتح)

۳۴۲۱ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا شَاذَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ تَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ.

۳۴۲۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں برابر نہیں کرتے تھے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کسی کو یعنی ان کو سب پر فضیلت دیتے تھے پھر عمر رضی اللہ عنہ کے پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے پھر چھوڑ دیتے تھے ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہ کہ نہیں فضیلت دیتے تھے ہم درمیان ان کے ایک کو دوسرے پر۔

فائدہ: اور تحقیق اتفاق کیا ہے علماء نے اوپر تاویل کرنے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس کلام کے واسطے کہ سب اہل سنت کے نزدیک مقرر ہو چکا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد علی رضی اللہ عنہ مرتضی سب پر مقدم ہیں اور علی رضی اللہ عنہ کے بعد عشرہ مبشرہ سب پر مقدم ہیں اور ان کے بعد جنگ بدر والے مقدم ہیں ان پر جو اس میں حاضر نہیں ہوئے اور غیر ان کے پس ظاہر یہ ہے کہ مراد ابن عمر کے ساتھ اس نفی کی یہ ہے کہ تھے وہ کوشش کرتے تفضیل میں پس ظاہر ہوتے تھے واسطے ان کے فضائل تینوں کے نہایت ظاہر ہونا پس جزم کرتے تھے ساتھ اس کے اور نہ تھی اس وقت اطلاع پائی انہوں نے اوپر نص کے اور تائید کرتی تھی ان کی یہ حدیث جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم باتیں کرتے کہ افضل اہل مدینہ کے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ محمول ہے اس پر کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فوت ہو جانے کے بعد یہ بات کہی تھی اور تحقیق محمول کیا ہے احمد نے ابن عمر کی حدیث کو اس پر کہ متعلق ہے ساتھ ترتیب کے تفضیل میں اور حجت پکڑی ہے اس نے اوپر چوتھے ہونے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس حدیث کے کہ خلافت تیس سال ہے پھر بادشاہ ہوں گے اور کرمانی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں حجت ہے بیچ قول اس کے كُنَّا نَتْرُكُ اس واسطے کہ اہل اصول کو اختلاف ہے بیچ صیغہ كُنَّا نَفْعَلُ کے نیز بیچ صیغہ كُنَّا لَا نَفْعَلُ کے واسطے متصور ہونے تقریر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اول میں سوائے دوسرے کے اور برتقدیر اس کے کہ حجت ہو تو یہ عملیات سے نہیں تا کہ اس میں ظن کافی ہو اور اگر تسلیم کیا جائے تو اس کے معارض ہے وہ چیز جو اس سے قوی تر ہے اور احتمال ہے کہ مراد ابن عمر کی یہ ہو کہ تھا یہ واقع ہوا واسطے ان کے بیچ بعض زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس نہیں مانع ہے یہ کہ ظاہر ہو یہ واسطے ان کے بعد اس کے۔ (فتح)

۳۴۲۲ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا

۳۴۲۲۔ عثمان بن موہب سے روایت ہے کہ مصر والوں سے

أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ مِصْرَ وَحَجَّ الْبَيْتَ فَرَاٰى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ فَقَالُوْا هٰؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيهِمْ قَالُوْا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ إِنِّيْ سَآئِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِيْ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَّلَمْ يَشْهَدْ قَالَ نَعَمْ قَالَ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ أُبَيِّنْ لَّكَ أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَّسَهْمَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهِ فَقَالَ هٰذِهِ لِعُثْمَانَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ اذْهَبْ بِهَا الْآنَ مَعَكَ.

ایک مرد آیا اور اس نے کعبے کا حج کیا تو اس نے ایک گروہ آدمیوں کا بیٹھا دیکھا سو کہا کہ یہ کون لوگ ہیں تو بعض لوگوں نے کہا کہ یہ قریش ہیں کہا ان میں بزرگ کون ہے جس کی طرف اپنے قول میں رجوع کرتے ہیں لوگوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں اس مصری نے کہا کہ اے ابن عمر رضی اللہ عنہما میں تجھ سے کچھ چیزیں پوچھتا ہوں سو مجھ سے بیان کر کیا تو جانتا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ جنگ احد کے دن بھاگ گئے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں پھر اس نے کہا کہ کیا تجھ کو معلوم ہے کہ وہ جنگ بدر سے غائب رہے اس میں حاضر نہ ہوئے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں پھر اس نے کہا کیا تو جانتا ہے کہ وہ بیعت رضوان سے غائب رہے اور اس میں حاضر نہ ہوئے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں اس نے اللہ اکبر یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جواب اس کو پسند آیا اس واسطے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برا کہتے تھے تو مراد اس کی ان تینوں مسئلوں کے پوچھنے سے یہ تھی کہ اپنے اعتقاد کو پکا کرے کہ وہ طعن کرتا ہے عثمان رضی اللہ عنہ پر تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آگے آ میں تجھ سے حقیقت حال کی بیان کروں لیکن بھاگنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دن احد کے سو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے ان سے معاف کیا اور ان کو بخش دیا اور لیکن غائب ہونا ان کا بدر سے پس اس سبب سے تھا کہ ان کے نکاح میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں اور وہ بیمار تھیں تو ان کی تیمارداری میں رہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ تمہارے لیے ثواب ایک شخص کا ہے ان لوگوں میں سے جو بدر میں حاضر ہوئے اور اس کا حصہ ہے یعنی وہ حکم حاضرین بدر کا رکھتے ہیں دنیا اور آخرت میں اور لیکن غائب ہونا ان کا بیعت رضوان سے اس سبب

سے تھا کہ اگر ہوتا بہت عزت والا یعنی رشتے میں باقی اصحاب
میں سے اندر مکہ کے عثمان رضی اللہ عنہ سے تو البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو
بھیجتے یعنی بجائے ٹھیک کے لیکن جبکہ نہ پایا کوئی عزت والا ان
کے برابر یہاں تک کہ کوئی اپنی جان کے خوف سے نہ گیا تو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو بھیجا یعنی طرف مکہ کے تا کہ مشرکوں
کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے گفتگو کریں تا کہ وہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے میں آنے سے نہ روکیں اور تھی بیعت
رضوان حدیبیہ میں بعد جانے عثمان رضی اللہ عنہ کے مکے کو تو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ یہ ہاتھ
میرا بجائے عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کے ہے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے
بائیں ہاتھ پر مارا اور فرمایا کہ یہ ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے ہے
یا ان کی طرف سے ہے پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اب ان
کلمات کو اپنے ساتھ لے جا یا جوڑ اس عذر کو ساتھ جواب کے تا
کہ نہ باقی رہے واسطے تیرے میرے جواب میں کوئی حجت اس
پر کہ تھا تو اعتقاد رکھتا اس کو عثمان رضی اللہ عنہ کے غائب ہونے سے۔

فائدہ: اور حاصل یہ ہے کہ اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تین عیب بیان کیے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے واسطے ہر عیب کا عذر بیان کیا لیکن بھاگنا پس ساتھ معاف ہونے کے اور لیکن پیچھے رہنا پس ساتھ امر کے اور تحقیق حاصل ہوا واسطے ان کے مقصود حاضرین کا مرتب ہونے دونوں امر کے سے دنیاوی اور وہ حصہ ہے اور اخروی اور وہ ثواب ہے اور لیکن بیعت تو اس میں بھی ان کو اجازت تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے بہتر ہے جیسا کہ خود عثمان رضی اللہ عنہ سے ثابت ہو چکا ہے اور یہ جو کہا کہ اللہ نے ان کو معاف کیا تو مراد اس سے یہ آیت ہے ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ اور یہ جو کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کے ارادے سے پندرہ سو آدمیوں کے ساتھ مدینے سے مکے کو روانہ ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو مکے میں بھیجا تھا یعنی دن حدیبیہ کے تا کہ قریش کو معلوم کرائیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کی نیت سے آئے ہیں لڑائی کی نیت سے نہیں تو عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے اصحاب رضی اللہ عنہم میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ مشرکین مکہ مسلمانوں سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو مسلمان بھی لڑائی کے

واسطے مستعد ہوئے اور بیعت لی ان سے اس وقت حضرت ﷺ نے درخت کے نیچے اس پر کہ نہیں بھاگیں گے اور یہ بیعت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھی اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خبر پہنچی تھی کہ مشرکوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو مار ڈالا پس تھا یہ سبب بیعت کا اور باقی شرح اس کی آئندہ آئے گی۔ (فتح)

٣٤٢٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحُدًا وَّمَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ وَقَالَ اسْكُنْ أُحُدُ أَظُنُّهُ ضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ.

٣٤٢٣۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تھے تو احد نے جنبش کی تو حضرت ﷺ نے اس کو اپنا پاؤں مارا اور فرمایا کہ تھم جا اے احد پس نہیں تجھ پر مگر پیغمبر اور صدیق اور دو شہید۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ قِصَّةِ الْبَيْعَةِ وَالْإِتِّفَاقِ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَفِيْهِ مَقْتَلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

باب ہے بیچ بیان میں قصے بیعت اور اتفاق کے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر یعنی بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اور اس میں ذکر ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کا۔

٣٤٢٤ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَبْلَ أَنْ يُّصَابَ بِأَيَّامٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَقَفَ عَلٰى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ كَيْفَ فَعَلْتُمَا أَتَخَافَانِ أَنْ تَكُوْنَا قَدْ حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيْقُ قَالَا حَمَّلْنَاهَا أَمْرًا هِيَ لَهُ مُطِيْقَةٌ مَّا فِيْهَا كَبِيْرُ فَضْلٍ قَالَ انْظُرَا أَنْ تَكُوْنَا حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيْقُ قَالَ قَالَا لَا فَقَالَ عُمَرُ لَئِنْ سَلَّمَنِيَ اللّٰهُ لَأَدَعَنَّ أَرَامِلَ أَهْلِ الْعِرَاقِ لَا يَحْتَجْنَ إِلٰى رَجُلٍ بَعْدِيْ

٣٤٢٤۔ عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پہلے اس سے کہ قتل ہوں چار دن مدینے میں یعنی بعد اس کے کہ حج سے پھرے تیئیس ہجری میں کہ کھڑے ہوئے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ پر یعنی اور عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو سواد عراق کی زمین پر بھیجا تھا تا کہ اس پر خراج مقرر کریں اور اس کے اہل پر جزیہ کہا کس طرح کیا تم نے کیا تم اللہ سے ڈرتے ہو یہ کہ لادا ہو تم نے زمین پر وہ بوجھ جس کو وہ اٹھا نہ سکے یعنی گنجائش سے زیادہ اور اس پر مقرر کرو انہوں نے کہا کہ ہم نے اس پر وہ بوجھ لادا ہے جس کو وہ اٹھا سکتی ہے اس میں بڑی زیادتی نہیں (ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں چاہتا تو اس کا خراج دگنا کرتا) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خوب

أَبَدًا قَالَ فَمَا أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا رَابِعَةٌ حَتّٰى أُصِيبَ قَالَ إِنِّي لَقَائِمٌ مَّا بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ غَدَاةَ أُصِيبَ وَكَانَ إِذَا مَرَّ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ قَالَ اسْتَوُوا حَتّٰى إِذَا لَمْ يَرَ فِيهِنَّ خَلَلًا تَقَدَّمَ فَكَبَّرَ وَرُبَّمَا قَرَأَ بِسُورَةِ يُوسُفَ أَوِ النَّحْلِ أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى حَتّٰى يَجْتَمِعَ النَّاسُ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ كَبَّرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ قَتَلَنِي أَوْ أَكَلَنِي الْكَلْبُ حِينَ طَعَنَهُ فَطَارَ الْعِلْجُ بِسِكِّينٍ ذَاتِ طَرَفَيْنِ لَا يَمُرُّ عَلٰى أَحَدٍ يَمِينًا وَّلَا شِمَالًا إِلَّا طَعَنَهُ حَتّٰى طَعَنَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا مَّاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنُسًا فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ أَنَّهُ مَأْخُوذٌ نَحَرَ نَفْسَهُ وَتَنَاوَلَ عُمَرُ يَدَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدَّمَهُ فَمَنْ يَلِي عُمَرَ فَقَدْ رَأَى الَّذِي أَرٰى وَأَمَّا نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُمْ لَا يَدْرُونَ غَيْرَ أَنَّهُمْ قَدْ فَقَدُوا صَوْتَ عُمَرَ وَهُمْ يَقُولُونَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَصَلّٰى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ صَلَاةً خَفِيفَةً فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ انْظُرْ مَنْ قَتَلَنِي فَجَالَ سَاعَةً ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ غُلَامُ الْمُغِيرَةِ قَالَ الصَّنَعُ قَالَ نَعَمْ قَالَ قَاتَلَهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَمَرْتُ بِهِ مَعْرُوفًا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ مِيتَتِي بِيَدِ رَجُلٍ يَدَّعِي

غور کرو کہ لادا ہو تم نے اس پر وہ بوجھ جس کو وہ اٹھا نہ سکے ان دونوں نے کہا کہ ہم نے ایسا نہیں کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر اللہ نے مجھ کو سلامت رکھا تو البتہ میں عراق والوں کی بیواؤں کو اس حال میں چھوڑوں گا کہ میرے بعد کبھی کسی مرد کے محتاج نہ ہوں گی یعنی ملک میں ایسا امن ہو جائے گا کہ بیوہ عورتیں تنہا سفر کریں گی مرد کی محتاج نہ ہوں گی سو نہ آئی ان پر مگر چوتھی صبح یہاں تک کہ شہید ہوئے عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں کھڑا تھا یعنی صف میں صبح کی نماز کا انتظار کرتا تھا نہ تھا میرے اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی مگر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جس صبح کو کہ وہ زخمی ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب دو صفوں کے درمیان گزرتے تھے تو کہتے تھے کہ برابر کرو صفوں کو یہاں تک کہ جب صفوں کے درمیان کوئی جگہ خالی نہ دیکھتے تو آگے بڑھتے اور تکبیر کہتے اور اکثر اوقات پہلی رکعت میں سورۂ یوسف یا نحل یا مانند اس کی پڑھتے یہاں تک کہ لوگ جمع ہوتے (اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عمر بن میمون رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہ منع کیا مجھ کو اس سے کہ ہوں میں پہلی صف میں مگر عمر رضی اللہ عنہ کی ہیبت نے اور تھے مرد ہیبت ناک اور میں اس سے پچھلی صف میں تھا اور عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ تکبیر کہتے تھے یہاں تک کہ پہلی صف کے سامنے ہوتے پس اگر کسی مرد کو صف سے آگے بڑھا یا پیچھے ہٹا دیکھتے تو اس کو درہ سے مارتے اس واسطے میں پہلی صف میں کھڑا نہ ہوا) سو نہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ مگر یہ کہ تکبیر کہی سو میں نے ان سے سنا کہتے تھے کہ قتل کیا یا کھا لیا مجھ کو کتے نے جبکہ ان کو زخمی کیا (ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پس سامنے آیا ان کے ابو لولو غلام مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا تو عمر تھوڑا پیچھے ہٹے پھر اس نے

الْإِسْلَامَ قَدْ كُنْتَ أَنْتَ وَأَبُوْكَ تُحِبَّانِ أَنْ تَكْثُرَ الْعُلُوْجُ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَ الْعَبَّاسُ أَكْثَرَهُمْ رَقِيْقًا فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَعَلْتُ أَيْ إِنْ شِئْتَ قَتَلْنَا قَالَ كَذَبْتَ بَعْدَ مَا تَكَلَّمُوْا بِلِسَانِكُمْ وَصَلَّوْا قِبْلَتَكُمْ وَحَجُّوْا حَجَّكُمْ فَاحْتُمِلَ إِلٰى بَيْتِهِ فَانْطَلَقْنَا مَعَهُ وَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ تُصِبْهُمْ مُصِيْبَةٌ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ فَقَائِلٌ يَقُوْلُ لَا بَأْسَ وَقَائِلٌ يَقُوْلُ أَخَافُ عَلَيْهِ فَأُتِيَ بِنَبِيْذٍ فَشَرِبَهُ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ ثُمَّ أُتِيَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَهُ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ فَعَلِمُوْا أَنَّهُ مَيِّتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَجَآءَ النَّاسُ فَجَعَلُوْا يُثْنُوْنَ عَلَيْهِ وَجَآءَ رَجُلٌ شَابٌّ فَقَالَ أَبْشِرْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِبُشْرَى اللّٰهِ لَكَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدَمٍ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ وَلِيْتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ شَهَادَةٌ قَالَ وَدِدْتُ أَنَّ ذٰلِكَ كَفَافٌ لَا عَلَيَّ وَلَا لِيْ فَلَمَّا أَدْبَرَ إِذَا إِزَارُهُ يَمَسُّ الْأَرْضَ قَالَ رُدُّوْا عَلَيَّ الْغُلَامَ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي ارْفَعْ ثَوْبَكَ فَإِنَّهُ أَبْقٰى لِثَوْبِكَ وَأَتْقٰى لِرَبِّكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ انْظُرْ مَا عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ فَحَسَبُوْهُ فَوَجَدُوْهُ سِتَّةً وَّثَمَانِيْنَ أَلْفًا أَوْ نَحْوَهُ قَالَ إِنْ وَفٰى لَهُ مَالُ آلِ عُمَرَ فَأَدِّهِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَإِلَّا فَسَلْ فِيْ بَنِيْ عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ فَإِنْ لَمْ تَفِ أَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِيْ

ان کو تین زخم مارے تو میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہتے تھے کہ اس کتے کو پکڑو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ کہ عجم کے قیدیوں سے کسی بالغ قیدی کو مدینے میں آنے کی اجازت نہ دیتے تھے یہاں تک کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا اور وہ کوفہ پر عامل تھا کہ میرے پاس ایک غلام کاریگر ہے اور اجازت مانگی کہ اس کو مدینے میں آنے کی اجازت دیں کہ وہ کئی کسب جانتا ہے جن سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا وہ لوہار ہے نقش کاری جانتا ہے بڑھئی کا کام جانتا ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اجازت دی تو خراج مقرر کیا اس پر مغیرہ نے ہر مہینے میں سو درہم تو اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس خراج کے بہت ہونے کی شکایت کی اور سوال کیا کہ مغیرہ سے کہہ کہ میرا خراج کم کرا دیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تیرا خراج تیرے کام کے مقابلے میں بہت زیادہ نہیں تو پھرا وہ غلام غضبناک ہو کر اور نیت کی اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے مار ڈالنے کی پھر کچھ دن کے بعد وہ غلام ان پر گزرا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے سنا ہے کہ تو کہتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ایسی چکی بناؤں کہ ہوا کے ساتھ اناج پیسا کرے تو اس غلام نے ان کی طرف مڑ کر دیکھا ماتھے پر تیوری ڈال کر پس کہا البتہ میں تیرے واسطے ایسی چکی بناؤں گا کہ اس کا لوگوں میں ہمیشہ چرچا رہے گا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ غلام مجھ کو ڈراتا ہے پھر وہ غلام کچھ دن ٹھہرا پھر اس نے ایک خنجر بنایا جس کے دو سرے تھے اور اس کو زہر پلایا پھر مسجد کے ایک کونے میں چھپ رہا فجر کے اندھیرے میں یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ گھر سے باہر آئے لوگوں کو جگاتے تھے کہ اٹھو طرف نماز کی اٹھو طرف نماز کی پھر جب اس کے قریب ہوئے یعنی وہ اندھیرے میں بیٹھا تھا تو وہ

قُرَيْشٍ وَّلَا تَعْدُهُمْ إِلٰى غَيْرِهِمْ فَأَدِّ عَنِّي هٰذَا الْمَالَ انْطَلِقْ إِلٰى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقُلْ يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ السَّلَامَ وَلَا تَقُلْ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَإِنِّي لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ أَمِيْرًا وَّقُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُّدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَسَلَّمَ وَاسْتَأْذَنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِيْ فَقَالَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامَ وَيَسْتَأْذِنُ أَنْ يُّدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَقَالَتْ كُنْتُ أُرِيْدُهُ لِنَفْسِيْ وَلَأُوْثِرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلٰى نَفْسِيْ فَلَمَّا أَقْبَلَ قِيْلَ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ جَآءَ قَالَ ارْفَعُوْنِيْ فَأَسْنَدَهُ رَجُلٌ إِلَيْهِ فَقَالَ مَا لَدَيْكَ قَالَ الَّذِيْ تُحِبُّ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَذِنَتْ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ فَإِذَا أَنَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُوْنِيْ ثُمَّ سَلِّمْ فَقُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَإِنْ أَذِنَتْ لِيْ فَأَدْخِلُوْنِيْ وَإِنْ رَدَّتْنِيْ فَرُدُّوْنِيْ إِلٰى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَجَآءَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ حَفْصَةُ وَالنِّسَآءُ تَسِيْرُ مَعَهَا فَلَمَّا رَأَيْنَاهَا قُمْنَا فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ فَبَكَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً وَّاسْتَأْذَنَ الرِّجَالُ فَوَلَجَتْ دَاخِلًا لَّهُمْ فَسَمِعْنَا بُكَاءَهَا مِنَ الدَّاخِلِ فَقَالُوْا أَوْصِ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اسْتَخْلِفْ قَالَ مَا أَجِدُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ أَوِ

عمر رضی اللہ عنہ پر جھپٹا اور ان کو تین زخم مارے ایک ان میں سے طرف ناف کے یہاں تک کہ ان کا پیٹ پھاڑ ڈالا اور اس نے اس کو قتل کیا) سو جلد چلا ابولولو ساتھ چھری دو منہ والی کے نہ گزرا کسی پر دائیں اور نہ بائیں مگر کہ اس کو زخمی کیا یہاں تک کہ اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کیا سات ان میں سے مر گئے سو جب مسلمانوں میں سے ایک مرد نے اس کو دیکھا تو اپنا بھاری کوٹ اس پر ڈالا سو جب اس عجمی کافر نے گمان کیا کہ وہ پکڑا گیا تو اپنے آپ کو مار ڈالا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور اس کو امام بنایا سو جو لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے متصل اور قریب تھے سو انہوں نے دیکھا جو میں نے دیکھا یعنی نزدیک والوں کو تو یہ سب حال معلوم ہو چکا تھا اور اسی طرح جو لوگ کہ مسجد کی اطراف میں تھے تو ان کو کچھ حال معلوم نہ ہوا سوائے اس کے کہ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کی آواز نہ پائی اور وہ کہتے تھے سبحان اللہ سبحان اللہ جیسے کہ مقتدی سہو کے وقت امام کو کہتے ہیں تو عبدالرحمٰن نے ان کو ہلکی سی نماز پڑھائی یعنی پہلی رکعت میں سورہ انا اعطینا پڑھی اور دوسری میں اذا جاء نصر اللّٰہ (اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر بیہوش ہو گئے سو وہ ہمیشہ بیہوش رہے یہاں تک کہ صبح روشن ہوئی تو انہوں نے ہمارے مونہوں کی طرف نظر کی اور کہا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھی ہے میں نے کہا ہاں کہا نہیں مسلمان جو نماز کو چھوڑے پھر وضو کر کے نماز پڑھے پھر جب نماز سے پھرے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابن عباس! دیکھ مجھ کو کس نے مارا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک گھڑی لوگوں میں پھرے پھر آئے پس کہا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام نے آپ کو مارا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس غلام کاریگر نے کہا ہاں کہا اللہ اس کو قتل

الرَّهْطِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمّٰى عَلِيًّا وَّعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَّعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَقَالَ يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ كَهَيْئَةِ التَّعْزِيَةِ لَهُ فَإِنْ أَصَابَتِ الْإِمْرَةُ سَعْدًا فَهُوَ ذَاكَ وَإِلَّا فَلْيَسْتَعِنْ بِهِ أَيُّكُمْ مَا أُمِّرَ فَإِنِّي لَمْ أَعْزِلْهُ عَنْ عَجْزٍ وَّلَا خِيَانَةٍ وَّقَالَ أُوْصِي الْخَلِيْفَةَ مِنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ أَنْ يَّعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَيَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأُوْصِيْهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا ﴿الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُوا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ أَنْ يُّقْبَلَ مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَأَنْ يُّعْفٰى عَنْ مُّسِيْئِهِمْ وَأُوْصِيْهِ بِأَهْلِ الْأَمْصَارِ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ رِدْءُ الْإِسْلَامِ وَجُبَاةُ الْمَالِ وَغَيْظُ الْعَدُوِّ وَأَنْ لَّا يُؤْخَذَ مِنْهُمْ إِلَّا فَضْلُهُمْ عَنْ رِّضَاهُمْ وَأُوْصِيْهِ بِالْأَعْرَابِ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ أَصْلُ الْعَرَبِ وَمَادَّةُ الْإِسْلَامِ أَنْ يُّؤْخَذَ مِنْ حَوَاشِيْ أَمْوَالِهِمْ وَيُرَدَّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ وَأُوْصِيْهِ بِذِمَّةِ اللهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّوْفٰى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُّقَاتَلَ مِنْ وَّرَائِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوْا إِلَّا طَاقَتَهُمْ فَلَمَّا قُبِضَ خَرَجْنَا بِهٖ فَانْطَلَقْنَا نَمْشِيْ فَسَلَّمَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ

کرے کہ میں نے تو اس کو دستور کے موافق حکم کیا تھا شکر ہے اللہ کا جس نے نہیں لکھی موت میری اس مرد کے ہاتھ سے کہ اسلام کا دعوی کرے سو بیشک تو اور تیرا باپ چاہتے تھے کہ عجمی غلام مدینے میں بہت ہوں اور عباس رضی اللہ عنہ کے پاس سب اصحاب سے زیادہ غلام تھے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اگر تو چاہے تو میں سب عجمی غلاموں کو مار ڈالوں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے غلط کہا یعنی ان کو مارنا درست نہیں بعد اس کے کہ انہوں نے تمہاری بولی میں کلام کیا اور تمہارے قبلے کی طرف نماز پڑھی اور تمہاری طرح حج کیا سو اپنے گھر کی طرف اٹھائے گئے اور ہم ان کے ساتھ چلے اور لوگ ایسے غمناک ہوئے کہ جیسے ان کو اس دن سے پہلے کوئی مصیبت نہ پہنچی تھی سو کوئی کہتا تھا کہ کوئی ڈر نہیں اور کوئی کہتا تھا کہ مجھ کو اس پر ڈر ہے پھر کھجور کا نچوڑ ان کے پاس لایا گیا تو انہوں نے اس کو پیا تو وہ ان کے پیٹ سے یعنی زخم کی راہ سے نکل گیا لیکن معلوم نہ ہوا کہ وہ خون ہے زخم کا یا نچوڑ کھجور کا پھر کہا دودھ لاؤ سو پھر دودھ لایا گیا تو اس کو پیا تو وہ بھی ان کے پیٹ سے نکل گیا تو لوگوں نے معلوم کر لیا کہ وہ مرنے والے ہیں سو ہم ان کے پاس گئے اور لوگ آئے تو ان کی تعریف کرنے لگے اور ایک جوان مرد آیا تو اس نے کہا کہ خوشخبری ہو تمھیں اے امیر المومنین ساتھ بشارت اللہ کے واسطے تمہارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے اور سبقت سے اسلام میں جو تم نے جانا ہے پھر تم خلیفہ ہوئے سو تم نے انصاف کیا پھر اس کے بعد شہید ہونا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ یہ برابر نہ مجھ پر گناہ ہو اور نہ میرے واسطے ثواب یعنی اگر برابر برابر ہو تو یہ بھی غنیمت ہے سو جب وہ پیٹھ دے کر چلا تو اچانک۔ اس کا

الْخَطَّابِ قَالَتْ أَدْخِلُوْهُ فَأُدْخِلَ فَوُضِعَ هُنَالِكَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهِ اجْتَمَعَ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اجْعَلُوْا أَمْرَكُمْ إِلٰى ثَلَاثَةٍ مِّنْكُمْ فَقَالَ الزُّبَيْرُ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِىْ إِلٰى عَلِيٍّ فَقَالَ طَلْحَةُ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِىْ إِلٰى عُثْمَانَ وَقَالَ سَعْدٌ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِىْ إِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ أَيُّكُمَا تَبَرَّأَ مِنْ هٰذَا الْأَمْرِ فَنَجْعَلُهُ إِلَيْهِ وَاللّٰهُ عَلَيْهِ وَالْإِسْلَامُ لَيَنْظُرَنَّ أَفْضَلَهُمْ فِىْ نَفْسِهِ فَأُسْكِتَ الشَّيْخَانِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ أَفَتَجْعَلُوْنَهُ إِلَيَّ وَاللّٰهُ عَلَيَّ أَنْ لَّا آلُوَ عَنْ أَفْضَلِكُمْ قَالَا نَعَمْ فَأَخَذَ بِيَدِ أَحَدِهِمَا فَقَالَ لَكَ قَرَابَةٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَدَمُ فِى الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَاللّٰهُ عَلَيْكَ لَئِنْ أَمَّرْتُكَ لَتَعْدِلَنَّ وَلَئِنْ أَمَّرْتُ عُثْمَانَ لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِيْعَنَّ ثُمَّ خَلَا بِالْآخَرِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا أَخَذَ الْمِيْثَاقَ قَالَ ارْفَعْ يَدَكَ يَا عُثْمَانُ فَبَايَعَهُ فَبَايَعَ لَهُ عَلِيٌّ وَّوَلَجَ أَهْلُ الدَّارِ فَبَايَعُوْهُ.

تہبند زمین سے لگتا تھا کہا اس لڑکے کو میرے پاس پھیر لاؤ کہا اے میرے بھتیجے اپنے کپڑے کو اونچا کر پس تحقیق اونچا کرنا بہت پاک کرنے والا ہے تیرے کپڑے کو اور سبب ہے بہت ڈرنے کا تیرے رب سے اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دیکھ جو کچھ کہ مجھ پر قرض ہے سو لوگوں نے اس کا حساب کیا تو چھیاسی ہزار یا مانند اس کی پایا کہا کہ اگر آل عمر رضی اللہ عنہ کے مال سے سب قرض ادا ہو سکے تو اس کو ان کے مال سے ادا کرنا نہیں تو عدی کی اولاد سے مانگنا اور اگر ان کے مال سے ادا نہ ہو سکے تو قریش سے مانگنا اور ان کے غیر کی طرف نہ بڑھنا اور تو عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے پاس جا اور کہہ کہ عمر رضی اللہ عنہ تم کو سلام کرتا ہے اور نہ کہنا امیر المومنین اس واسطے کہ میں آج مسلمانوں کا سردار نہیں اور کہنا کہ اجازت مانگتا ہے تم سے عمر رضی اللہ عنہ بیٹا خطاب کا یہ کہ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفنایا جائے تو اس نے سلام کیا اور اجازت مانگی پھر ان کے پاس داخل ہوا تو پایا ان کو اس حال میں کہ بیٹھی روتی تھی تو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ خطاب کا بیٹا آپ کو سلام کرتا ہے اور اجازت مانگتا ہے کہ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفنایا جائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ میں خود اس میں دفنائی جاؤں اور البتہ آج میں اس کو اپنی جان پر مقدم کروں گی پھر جب سامنے آیا تو کسی نے کہا کہ یہ عبداللہ آیا ہے کہا مجھ کو اٹھاؤ تو ایک مرد نے ان کو اپنے ساتھ تکیہ دیا کہا کیا خبر لایا ہے کہا اے امیر المومنین جس چیز کو تم چاہتے تھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دی کہا شکر ہے اللہ کا نہ تھی کوئی چیز زیادہ تر مقصود نزدیک میرے اس سے سو جب میری روح قبض ہو تو مجھ کو اٹھانا پھر سلام کرنا اے ابن عمر پس کہنا کہ عمر رضی اللہ عنہ خطاب کا بیٹا اجازت

مانگتا ہے پس اگر اجازت دے تو مجھ کو داخل کرنا نہیں تو پھیر لے جانا مجھ کو طرف قبروں کے عام مسلمانوں کی اور آئیں ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا اور دیگر عورتیں اور ان کے ساتھ چلتی ہوئی آئیں سو جب ہم نے ان کو دیکھا تو ہم اٹھ کھڑے ہوئے تو وہ ان کے پاس اندر گئیں اور گھڑی بھر ان کے پاس روتی رہیں پھر مردوں نے اجازت مانگی تو حفصہ رضی اللہ عنہا گھر کے اندر ایک جگہ داخل ہو گئیں سو ہم نے ان کے رونے کی آواز اندر سے سنی تو لوگوں نے کہا کہ وصیت کر وا ے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کسی کو اپنے پیچھے خلیفہ بناؤ کہا نہیں پاتا میں کسی کو لائق تر ساتھ اس امر خلافت کے ان چند مردوں سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور حالانکہ آپ ان سے راضی تھے سو نام لیا عمر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کا اور زبیر رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کا اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا اور حاضر ہو گا تم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور نہیں واسطے اس کے امر خلافت سے کچھ چیز مانند صورت تعزیت کے واسطے اس کو یعنی اس واسطے کہ جب اس کو خلافت کے اہل مشورہ سے خارج کیا تو ارادہ کیا جبر خاطر اس کی کا بایں طور کہ کیا اس کو اہل مشورہ سے بیچ اس کے) پس اگر خلافت سعد رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو وہ لائق ہے ساتھ ان کے نہیں تو چاہیے کہ مدد لے ساتھ ان کے جو سردار ہو پس تحقیق میں نے نہیں موقوف کیا اس کو عاجز ہونے کے سبب سے اور نہ خیانت کے سبب سے اور میں وصیت کرتا ہوں خلیفے کو کہ میرے بعد ہو مہاجرین اول کے حق میں یعنی (جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے یا جو بیعت رضوان میں حاضر تھے) یہ کہ ان کا حق پہچانے اور ان کی عزت کی نگہبانی کرے اور میں وصیت کرتا ہوں اس کو

انصار کے حق میں نیکی کرنے کی جو جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر میں یعنی مدینے میں اور ایمان میں ان سے پہلے یہ کہ ان کے نیکوں کی نیکی قبول کرے اور ان کے بدکاروں کو معاف کرے اور میں وصیت کرتا ہوں اس کو نیکی کرنے کی شہر والوں کے حق میں پس تحقیق وہ مدد ہیں اسلام کی جو اسلام سے ایذا کو دور کرتے ہیں اور جمع کرنے والے ہیں اموال کے اور موجب غصے دشمن کے ہیں یعنی جلاتے ہیں جی دشمن کا بہ سبب کثرت اور قوت اپنی کے اور یہ کہ نہ لیا جائے ان سے مگر جو زیادہ ہو ان کی حاجتوں سے ان کی رضامندی سے اور میں اس کو وصیت کرتا ہوں گنواروں کے حق میں بھلائی کی پس تحقیق وہ جڑ ہیں عرب کی اور مادہ ہیں اسلام کا یعنی انہیں کے ساتھ قائم ہے عرب اور اسلام یہ کہ لیا جائے زائد مالوں ان کے سے (یعنی اونٹ بکری وغیرہ کی زکوٰۃ سے ان کا عمدہ مال نہ لیا جائے) اور رد کیا جائے ان کے محتاجوں پر اور میں وصیت کرتا ہوں اللہ کے ذمہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذمہ کی یعنی اہل ذمہ کافروں کے حق میں بھلائی کی اور یہ کہ پورا کیا جائے ان کے واسطے عہد ان کا اور یہ کہ لڑائی کی جائے ان کے پیچھے سے یعنی اگر کوئی دشمن ان کے مارنے کا قصد کرے تو ان کی مدد کی جائے اور نہ تکلیف دی جائے ان کو مگر موافق طاقت ان کی کے یعنی ان سے جزیہ طاقت سے زیادہ نہ لیا جائے پھر جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روح قبض ہوئی تو ہم اس کے ساتھ نکلے سو ہم چلے یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اور کہا کہ اجازت مانگتا ہے عمر خطاب کا بیٹا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دی اور فرمایا کہ اس کو اندر لاؤ (یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں جہاں حضرت ﷺ اور ابو

بکر رضی اللہ عنہ مدفون تھے) سو اندر لائے گئے اور وہاں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گئے سو جب ان کے دفن سے فراغت ہوئی تو یہ قوم جمع ہوئی یعنی خلیفہ بنانا جن کے سپرد کیا تھا تو عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ اپنی خلافت کے امر کو آپ میں سے تین کے سپرد کرو یعنی باقی تین استحقاق سے ہاتھ اٹھاؤ تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا کام علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا کام عثمان رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا کام عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو تم دونوں میں سے اس امر خلافت سے بری ہو پس کریں گے ہم خلافت کو طرف اس کی اور اللہ اور اسلام اس کا نگہبان ہے یعنی اس کو اللہ اور اسلام کی قسم ہے کہ چاہیے کہ غور کرے افضل ان کے کو اپنے اعتقاد میں تو وہ دونوں بزرگ یعنی عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ خاموش رہے تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم خلافت کو میرے اختیار میں کرتے ہو کہ جس کو میں چاہوں خلیفہ بناؤں قسم ہے اللہ کی کہ نہ قصور کروں میں افضل تمہارے سے یعنی جو تم میں سے افضل ہوگا اسی کو خلیفہ بناؤں گا تو دونوں نے کہا ہاں تو اس نے دونوں سے ایک کا یعنی علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا سو ان کو کہا واسطے تمہارے قرابت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مقدم ہونا اسلام میں جو تجھ کو معلوم ہے پس اللہ تجھ پر نگہبان ہے اگر میں تجھ کو سردار بناؤں تو البتہ تم انصاف کرو گے اور اگر میں عثمان رضی اللہ عنہ کو سردار بناؤں تو البتہ تم اس کی فرمانبرداری اور اطاعت کرو گے پھر دوسرے کے ساتھ خلوت کی تو ان کو بھی اسی طرح کہا پھر جب دونوں سے قول قرار لیا تو عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے عثمان رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ اٹھا پس بیعت کی انھوں نے

عثمان رضی اللہ عنہ سے پھر علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے بیعت کی اور مدینے
والے داخل ہوئے سو سب نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔

فائدہ: یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شکر ہے اللہ کا کہ میری موت کسی مسلمان کے ہاتھ سے نہیں ہوئی تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جھگڑے مجھ سے ساتھ کلمہ لا الہ الا اللہ کے تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ مسلمان جب کسی کو جان بوجھ کر مار ڈالے تو اس کے واسطے مغفرت کی امید ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ اس کی کبھی مغفرت نہیں ہوگی اور شاید ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد مار ڈالنے سے ان کا مار ڈالنا تھا جو عجمی غلاموں سے مسلمان نہیں ہوئے تھے اور یہ جو کہا کہ میں آج مسلمانوں کا امیر نہیں تو سوائے اس کے نہیں کہ یہ اس وقت کہا تھا جبکہ یقین کیا ساتھ موت اپنی کے واسطے اشارہ کرنے طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کی تا کہ نہ محبت رکھیں اس سے واسطے ہونے اس کے امیر یعنی بلکہ محض واسطے اللہ کے اور آئندہ آئے گا جو اس کے ظاہر کے مخالف ہے تو مراد یہ ہے کہ سوال کرنا عمر رضی اللہ عنہ کا عائشہ رضی اللہ عنہا کے بطور طلب کے تھا نہ بطور امر کے اور مرنے کے بعد دوسری بار جو اجازت مانگنے کو فرمایا تو انہوں نے گمان کیا کہ شاید عائشہ رضی اللہ عنہا نے زندگی کے لحاظ سے حیا کر کے اجازت دی ہو اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ میں آج ان کو اپنی جان پر مقدم کروں گی تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر کی مالک تھیں اور اس میں نظر ہے بلکہ واقع یہ ہے کہ وہ تھیں مالک منفعت کی ساتھ رہنے بیچ اس کے اور بسانے غیر کو بیچ اس کے اور ان کے بعد اس گھر کا کوئی وارث نہیں اور حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا مانند عدت والی عورتوں کے ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو ان سے نکاح کرنے کا حکم نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر قبلے کی طرف ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پورب کی طرف ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مونڈھوں کے برابر اور عمر رضی اللہ عنہ کی قبر صدیق رضی اللہ عنہ سے پورب کی طرف صدیق رضی اللہ عنہ کے مونڈھوں کے برابر اور ایک روایت میں ہے کہ وہاں ایک قبر کی جگہ باقی ہے وہاں عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے اور عمر رضی اللہ عنہ کے اس قصے میں اور بھی کئی فائدے ہیں شفقت ان کی مسلمانوں پر اور نصیحت ان کی واسطے ان کے اور قائم کرنا سنت کا بیچ ان کے اور نہایت ڈرنا ان کا اپنے رب سے اور اہتمام ان کا ساتھ امر دین کے اکثر اہتمام ان کے سے ساتھ امر نفس اپنے کے اور یہ کہ نہی مدح سے مخصوص ہے ساتھ اس کے جبکہ اس میں نہایت زیادتی ہو یا کذب ظاہر ہو اور اس واسطے نہ منع کیا عمر رضی اللہ عنہ نے جوان کو اپنی مدح سے باوجود یہ کہ اس کو تہ بند اونچا کرنے کا حکم فرمایا اور کوشش کرنی ساتھ دفن ہونے کے نزدیک اہل خیر کے اور مشورہ کرنا بیچ قائم ہونے امام المسلمین کے اور مقدم کرنا افضل کا اور یہ کہ امامت منعقد ہوتی ہے ساتھ بیعت کے اور سوائے اس کے جو ظاہر ہے ابن بطال نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اوپر جواز مقدم کرنے مفضول کے اس پر جو اس سے افضل ہو اس واسطے کہ اگر یہ جائز نہ ہوتا تو نہ سپرد کیا جاتا امر خلافت کا شوریٰ طرف چھ آدمیوں کے باوجود یہ کہ عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ ان کا بعض بعض سے

افضل ہے اور نیز دلالت کرتا ہے اس پر قول ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کہ میں راضی ہوا واسطے ہمارے ایک دو مردوں میں سے عمر رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ سے باوجود یہ کہ ان کو معلوم تھا کہ وہ افضل ہیں دونوں سے اور تحقیق مشکل جانا گیا ہے ٹھہرانا عمر رضی اللہ عنہ کا خلافت کو چھ میں اور سپرد کیا اس کو طرف اجتہادوں کے کی اور نہ کیا اس نے جیسے کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد میں بیچ اس کے اس واسطے کہ اگر وہ نہ دیکھتا تھا جواز ولایت مفضول کے کو فاضل پر تو یہ فعل ان کا دلالت کرتا ہے کہ جو ان چھ کے سوا تھے ان کے نزدیک مفضول تھے بہ نسبت ان کے اور جب وہ ان کو پہچانتے تھے تو نہ پوشیدہ تھی ان پر افضلیت بعض چھ کی بعض پر اور اگر جانتے تھے کہ مفضول کی ولایت فاضل پر درست ہے تو جس کو خلیفہ بناتے ان میں سے یا ان کے غیر سے ممکن تھا یعنی خواہ کسی کو حاکم بناتے درست تھا اور جواب اول سے داخل ہوتا ہے اس میں جواب ثانی سے اور وہ یہ ہے کہ متعارض ہوا نزدیک اس کے فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے کسی خاص شخص کے خلیفہ بنانے کے ساتھ تصریح نہیں کی کہ فلانا شخص میرے بعد خلیفہ ہو اور فعل ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کہ انہوں تصریح کی کہ عمر رضی اللہ عنہ میرے بعد خلیفہ ہو پس یہ راہ جمع کرتی ہے تخصیص اور عدم تعیین کو یعنی اس صورت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فعل دونوں جمع ہو جاتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِيِّ أَبِي الْحَسَنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

باب ہے بیچ بیان مناقب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جن کی کنیت ابوالحسن ہے قریشی ہیں ہاشمی ہیں

فائدہ: اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے دس سال پہلے پیدا ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکپن سے ان کو پالا اور لڑکپن سے ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور ان کی ماں کا نام فاطمہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام لائیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مریں اور کہا احمد اور قاضی اسمٰعیل اور نسائی اور ابوعلی نیسابوری نے کہ نہیں وارد ہوا کسی ایک کے حق میں اصحاب سے ساتھ مضبوط سندوں کے اکثر اس چیز سے کہ علی کے حق میں وارد ہوئی ہے اور تھا سبب بیچ اس کے یہ کہ وہ پیچھے رہے اور واقع ہوا اختلاف بیچ زمانے ان کے اور نکلنا خارجیوں کا او پر اس کے پس تھا یہ سبب واسطے پھیلنے مناقب ان کے کثرت اصحاب کے سبب سے واسطے رد کرنے کے ان کے مخالفوں پر پس تھے وہ لوگ دو گروہ لیکن بدعتی نہایت کم تھے پھر تھا امر علی رضی اللہ عنہ کے سے جو تھا ایک گروہ پیدا ہوا جنہوں نے ان سے لڑائی کی اور ان کی تنقیص کی اور پکڑا ان کی لعنت کو منبروں پر سنت یعنی برملا منبروں پر علی رضی اللہ عنہ مرتضی کو لعنت کرنے لگے اور موافق ہوئے ان کے خارجی لوگ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھنے پر اور اس میں کچھ زیادہ کیا یہاں تک کہ ان کو کافر کہا تو لوگ علی رضی اللہ عنہ کے حق میں تین قسم ہو گئے اہل سنت اور متبدعین خارجیوں سے اور لڑنے والے ساتھ ان کے بنی امیہ سے اور

تابعداروں کے پس محتاج ہوئے اہل سنت طرف پھیلانے فضائل ان کے پس کثرت نقل کرنے والوں کی واسطے ان کے واسطے کثرت مخالفین کے ہے نہیں تو جو نفس الامر میں ہے وہ یہ ہے کہ واسطے ہر ایک کے چاروں میں سے فضائل ہیں کہ اگر ان کو عدل کے میزان سے لکھا جائے تو نہیں نکلتا ہے قول اہل سنت اور جماعت کے سے ہر گز اور ایک روایت میں ہے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ آٹھ برس کی عمر میں اسلام لائے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ انْتَ مِنِّي وَاَنَا مِنْكَ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

وَقَالَ عُمَرُ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انتقال ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ سے راضی تھے

٣٤٢٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَّجُلًا يَّفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ اَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْ اَنْ يُّعْطَاهَا فَقَالَ اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالُوْا يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَمَّا جَآءَ بَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهٗ فَبَرَاَ حَتّٰى كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ

٣٤٢٥۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں کل علم دوں گا اس مرد کو جس کے ہاتھوں پر اللہ فتح کرے گا تو لوگ تمام رات فکر میں رہے کہ دیکھیں یہ دولت کس کو ملے تو جب صبح ہوئی تو لوگ صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک شخص امیدوار تھا کہ علم اس کو ملے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں لوگوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں فرمایا کہ ان کو میرے پاس لاؤ پھر جب علی مرتضی رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھ میں لب لگائی اور ان کے واسطے دعا کی تو اسی وقت تندرست ہو گئے جیسے کہ ان کو کچھ بیماری نہ تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو علم دیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں ان سے لڑوں یہاں تک کہ وہ ہوں مثل ہماری فرمایا چلا جا اپنے طور پر یہاں تک کہ تو ان کے میدان میں اترے پھر ان کو اسلام کی طرف بلا اور خبر کر دے ان کو ساتھ اس چیز کے کہ واجب ہے ان پر اللہ کے حق سے دین اسلام میں یعنی شریعت کے احکام سو قسم ہے اللہ کی کہ البتہ اللہ

عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ.

کا ہدایت کرنا ایک مرد کو تیرے سبب سے بہتر ہے تجھ کو سرخ اونٹ کے ملنے سے۔

۳٤۲٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَيْبَرَ وَكَانَ بِهٖ رَمَدٌ فَقَالَ أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِيْ فَتَحَهَا اللّٰهُ فِيْ صَبَاحِهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَّجُلًا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوْهُ فَقَالُوْا هٰذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

۳٤۲٦۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خیبر میں علی مرتضی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہے اور ان کی آنکھ میں بیماری تھی تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہوں پھر نکلے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے پھر جب وہ رات ہوئی جس کی صبح کو اللہ نے خیبر کو فتح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں کل علم دوں گا اس شخص کو یا یوں فرمایا کل علم وہ شخص لے گا جس کو اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے ہیں یا یوں فرمایا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے اللہ اس کے ہاتھ پر فتح کرے گا تو ناگہاں ہم علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے اور ہم کو ان کی امید نہ تھی کہ وہ مراد ہیں یا ان کے حاضر ہونے کی بھی امید نہ تھی بہ سبب درد آنکھوں کے تو لوگوں نے کہا کہ یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو علم دیا تو اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح نصیب کی۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح مغازی میں آئے گی اور ان دونوں حدیثوں میں فرمایا کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتے ہیں یا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دوست رکھتے ہیں تو مراد ساتھ ان کے موجود ہونا حقیقت محبت کا ہے نہیں تو ہر مسلمان مشترک ہے علی رضی اللہ عنہ کو بیچ مطلق اس صفت کے اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اس آیت کے کہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ سے تو میری تابعداری کرو اللہ تم کو دوست رکھے گا پس گویا کہ اشارہ کیا طرف اس کی کہ علی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے تابعدار ہیں یہاں تک کہ وہ متصف ہوئے ساتھ اس کے کہ اللہ ان کو دوست رکھتا ہے اور اس واسطے ان کی محبت ایمان کی نشانی ٹھہری اور ان سے بغض رکھنا نفاق کی نشانی جیسا کہ مسلم میں روایت ہے کہ کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو وصیت کی کہ نہیں محبت رکھے گا تجھ سے مگر ایماندار اور نہیں عداوت رکھے گا تجھ سے مگر منافق۔ (فتح)

٣٤٢٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا جَآءَ إِلَى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ هٰذَا فُلَانٌ لِأَمِيرِ الْمَدِينَةِ يَدْعُو عَلِيًّا عِنْدَ الْمِنْبَرِ قَالَ فَيَقُولُ مَاذَا قَالَ يَقُولُ لَهُ أَبُو تُرَابٍ فَضَحِكَ قَالَ وَاللهِ مَا سَمَّاهُ إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ لَهُ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهُ فَاسْتَطْعَمْتُ الْحَدِيثَ سَهْلًا وَقُلْتُ يَا أَبَا عَبَّاسٍ كَيْفَ ذٰلِكَ قَالَ دَخَلَ عَلِيٌّ عَلَى فَاطِمَةَ ثُمَّ خَرَجَ فَاضْطَجَعَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ فِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَوَجَدَ رِدَائَهُ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ وَخَلَصَ التُّرَابُ إِلَى ظَهْرِهِ فَجَعَلَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ فَيَقُولُ اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ مَرَّتَيْنِ.

٣٤٢٧ - ابو حازم سے روایت ہے کہ ایک مرد سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ یہ فلاں شخص یعنی امیر مدینہ کا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو ذکر کرتا ہے یعنی ان کی حقارت کرتا ہے نزدیک منبر کے سہل نے کہا پس کیا کہتا ہے اس نے کہا کہ ان کو ابو تراب کہتا ہے یعنی مراد اس کی اس کنیت کے ذکر کرنے سے حقارت ان کی ہے تو سہل ہنس پڑے اور کہا کہ نہیں نام رکھا ان کا ساتھ اس کے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ تھا علی رضی اللہ عنہ کو کوئی نام محبوب تر نزدیک اپنے اس نام سے تو میں نے سہل سے حدیث پوچھی اور میں نے اس سے کہا کہ اے ابو عباس رضی اللہ عنہ (یہ سہل کی کنیت ہے) کس طرح ہے یہ حدیث کہا کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے پھر نکلے اور مسجد میں آ کر لیٹ گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ کہاں ہے تیرے چچا کا بیٹا کہا مسجد میں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر ان کے پاس آئے تو پایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی چادر کو کہ ان کی پیٹھ سے گری ہوئی تھی اور ان کی پیٹھ کو مٹی پہنچی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیٹھ سے مٹی پونچھنے لگے اور کہنے لگے کہ اٹھ اے ابو تراب یعنی اے باپ مٹی کے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار فرمایا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ بات تھی سو مجھ سے ناراض ہو کر مسجد میں چلے گئے۔

٣٤٢٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ فَذَكَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهِ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوْئُكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَرْغَمَ اللهُ بِأَنْفِكَ ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ

٣٤٢٨ - سعد بن عبیدہ سے روایت ہے کہ ایک مرد ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے عثمان رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے عملوں کی خوبیاں بیان کیں اور کہا کہ شاید تو اس سے ناخوش ہوتا ہے اس نے کہا ہاں کہا پس اللہ تیری ناک کو خاک میں ملائے پھر اس نے ان سے علی رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے عملوں کی خوبیاں بیان

فَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهِ قَالَ هُوَ ذَاكَ بَيْتُهُ أَوْسَطُ بُيُوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوْئُكَ قَالَ أَجَلْ قَالَ فَأَرْغَمَ اللَّهُ بِأَنْفِكَ انْطَلِقْ فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ.

کیں کہا یہ ہے گھر ان کا حضرت ﷺ کے گھروں کے درمیان یعنی اس کی عمارت سب سے خوبصورت ہے پھر کہا کہ شاید تو اس سے بھی ناخوش ہوتا ہے اس نے کہا ہاں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تیری ناک کو خاک میں ملا دے جا اور میرے حق میں اپنی کوشش کو نہایت تک پہنچا یعنی جو تجھ سے ہو سکے سو کر کہ میں نے تو حق بات کہی ہے اور حق کہنے والا کسی کے برا کہنے کی پروا نہیں کرتا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اس مرد نے کہا کہ میں اس سے عداوت رکھتا ہوں کہا اللہ تجھ سے عداوت رکھے۔

۳۴۲۹ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام شَكَتْ مَا تَلْقٰى مِنْ أَثَرِ الرَّحَا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ فَانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا فَلَمَّا جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ بِمَجِيْءِ فَاطِمَةَ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ لِأَقُوْمَ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِيْ وَقَالَ أَلَا أُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِّمَّا سَأَلْتُمَانِيْ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا تُكَبِّرَا أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتُسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتَحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ.

۳۴۲۹ ـ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چکی پیسنے کی تکلیف کی شکایت کی تو حضرت ﷺ کے پاس قیدی یعنی لونڈی غلام آئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا چلیں تو حضرت ﷺ سے ملاقات نہ ہوئی سو عائشہ رضی اللہ عنہا کو پایا تو ان کو خبر دی یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ پیغام کہہ آئیں کہ جب حضرت ﷺ تشریف لائیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کی خبر دی سو حضرت ﷺ ہمارے گھر میں تشریف لائے اور حالانکہ ہم اپنے بستر پر لیٹے تھے تو میں حضرت ﷺ کو دیکھ کر اٹھنے لگا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دونوں اپنی جگہ پر لیٹے رہو تو حضرت ﷺ ہمارے دونوں کے درمیان بیٹھے یہاں تک کہ میں نے آپ کے پاؤں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی سو فرمایا کہ کیا میں تم کو نہ بتلاؤ وہ چیز کہ بہتر ہے اس چیز سے کہ تم نے مجھ سے مانگی جب تم اپنے بستر پر لیٹا کرو تو اللہ اکبر کہا کرو چونتیس بار اور سبحان اللہ کہا کرو تینتیس بار اور الحمدللہ پڑھا کرو تینتیس بار کہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے خدمت گار سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعوات میں آئے گی اور وجہ داخل ہونے اس کے کی علی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں اس جہت

سے ہے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک ان کا بڑا رتبہ تھا اور اس جہت سے کہ داخل ہوئے حضرت ﷺ ان کے بستر میں جو ان کے اور ان کی بیوی کے درمیان تھا اور وہ حضرت ﷺ کی بیٹی تھیں اور اس جہت سے کہ اختیار کیا حضرت ﷺ نے واسطے ان کے جو اختیار کیا واسطے بیٹی اپنی کے مقدم کرنے امر آخرت کے سے امر دنیا پر اور راضی ہوئے وہ دونوں ساتھ اس کے اور خمس میں اس کے سبب کا ذکر ہو چکا ہے پس تحقیق حضرت ﷺ نے اختیار کیا یہ کہ فراخی کی جائے اصحاب صفہ پر ساتھ اس چیز کے کہ لائی گئی پاس آپ ﷺ کے اور مناسب جانا واسطے اہل اپنے کے صبر کرنا ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ان کو زیادہ ثواب ہے۔ (فتح)

٣٤٣٠ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيْمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى.

۳۴۳۰۔ سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تو اس سے راضی نہیں کہ تو ہو جائے میرے نزدیک بمقام ہارون علیہ السلام کے موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک۔

فائدہ: جب حضرت ﷺ جنگ تبوک کو چلے تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو اہل کی خبر گیری کے واسطے گھر میں چھوڑا تو بعض لوگوں یعنی منافقوں نے طعنہ دیا کہ ان کو کسی کام سے برا جان کر گھر میں چھوڑے جاتے ہیں تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے ساتھ چلے تب حضرت ﷺ نے ان سے یہ فرمایا تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں راضی ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو علی رضی اللہ عنہ کو برا کیوں نہیں کہتا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ان کے حق میں تین باتیں فرمائی ہیں اس واسطے میں ان کو برا نہیں کہتا ایک یہ ہے کہ جو مذکور ہوئی اور دوسری یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں کل علم دوں گا اس مرد کو جس کو اللہ اور رسول ﷺ چاہتے ہیں اور تیسری یہ کہ جب یہ آیت اتری کہ کہہ دے اے پیغمبر آؤ کہ بلائیں ہم اپنی اولاد کو اور تمہاری اولاد کو تو حضرت ﷺ نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسن رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا الٰہی یہ ہیں میرے گھر والے اور ایک روایت میں ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر آرہ میرے سر پر رکھا جائے اس پر کہ میں علی رضی اللہ عنہ کو برا کہوں تو کبھی بھی ان کو برا نہ کہوں اور باب کی حدیث بہت اصحاب سے مروی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کون ہے زیادہ تر بد بخت اولین میں انہوں نے کہا اس نے کہا کہ جس نے صالح پیغمبر علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں پھر فرمایا کہ کون ہے زیادہ تر بد بخت پچھلوں میں کہا اللہ اور اس کا رسول ﷺ خوب جانتے ہیں فرمایا کہ جو تجھ کو شہید کرے گا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث باب کے اس پر کہ حضرت ﷺ کے بعد خلافت کے مستحق علی رضی اللہ عنہ ہیں ان کے سوا اور کوئی صحابی رضی اللہ عنہ اس کا مستحق نہیں پس تحقیق ہارون علیہ السلام تھے خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کے اور

جواب دیا گیا ہے کہ ہارون علیہ السلام نہ تھے خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کے مگر ان کی زندگی میں نہ بعد مرنے ان کے اس واسطے کہ وہ بالاتفاق موسیٰ علیہ السلام سے پہلے مر گئے تھے اشارہ کیا ہے طرف اس کے خطابی نے اور طیبی نے کہا کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ وہ متصل ہے ساتھ میرے اترنے والا ہے مجھ سے بمنزل ہارون علیہ السلام کے موسیٰ علیہ السلام سے اور اس میں تشبیہ مبہم ہے بیان کیا اس کو ساتھ قول اپنے کے کہ مگر فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں پس معلوم ہوا کہ اتصال مذکور درمیان ان کے پیغمبر ہونے کی جہت سے نہیں بلکہ اس جہت سے جو اس سے کم ہے اور وہ خلافت ہے اور جب کہ ہارون علیہ السلام مشبہ بہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا خلیفہ بیچ زندگی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تو دلالت کی اس نے اوپر خاص کرنے خلافت علی رضی اللہ عنہ کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کی زندگی میں اور تحقیق روایت کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے مناقب سے کئی چیزیں اس جگہ سے سوائے اور جگہوں میں اور علی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں اور بھی بہت حدیثیں آ چکی ہیں جمع کیا ہے تمام کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب خصائص نسائی میں جو کتاب مستقل ہے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں اور ایک روایت میں آیا ہے مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ یعنی جس کا میں مولی ہوں اس کا علی رضی اللہ عنہ بھی مولا ہے روایت کیا ہے اس حدیث کو ترمذی وغیرہ نے اور اس کی سند بہت صحیح اور حسن ہیں۔ (فتح)

٣٤٣١ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اقْضُوا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُونَ فَإِنِّي أَكْرَهُ الِاخْتِلَافَ حَتّٰى يَكُونَ لِلنَّاسِ جَمَاعَةٌ أَوْ أَمُوتَ كَمَا مَاتَ أَصْحَابِي فَكَانَ ابْنُ سِيرِينَ يَرٰى أَنَّ عَامَّةَ مَا يُرْوٰى عَنْ عَلِيٍّ الْكَذِبُ.

٣٤٣١ ۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ حکم کرو جیسے تم پہلے حکم کیا کرتے تھے پس تحقیق میں برا جانتا ہوں اختلاف کو یہاں تک کہ ہوں سب لوگ ایک جماعت یا مروں ہیں جیسے میرے ساتھی مر گئے یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور ابن سیرین اعتقاد کرتے ہیں کہ جو روایتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں ان میں سے اکثر جھوٹی ہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ یہ اس سبب سے تھا کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ام ولد لونڈی کا بیچنا جائز ہے علی رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا پہلے یہ مذہب تھا کہ ان کو نہ بیچا جائے پھر علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے قول سے رجوع کیا پھر یہ حکم کیا کہ ان کا بیچنا جائز ہے تو عبید نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا قول اور سب لوگوں کا قول بہتر ہے نزدیک میرے تمہاری رائے سے تب علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہا اور مراد اختلاف سے وہ ہے جو نزاع اور فتنے کی طرف نوبت پہنچائے اور یہ جو کہا کہ جیسے میرے ساتھی مر گئے تو مراد یہ ہے کہ میں ہمیشہ اس پر رہوں گا یہاں تک کہ مر جاؤں اور مراد ابن سیرین کی جھوٹ سے وہ روایتیں ہیں جو رافضی لوگ علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں اقوال سے جو مشتمل ہیں اوپر مخالفت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور نہیں ارادہ کیا ابن سیرین نے وہ چیز کہ جو متعلق ہے ساتھ احکام شرعیہ کے اور تھی بیعت علی کی واسطے خلافت کے پیچھے

شہید ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے ذی الحجہ کے اول میں ۳۵ ہجری میں پس بیعت کی ان سے مہاجرین اور انصار نے اور سب حاضرین نے اور لکھی گئی بیعت اس کی طرف شہروں کے اور ملکوں کے پس سب نے مان لی مگر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اور اہل شام نے نہ مانی پھر اس کے بعد ان کے درمیان بڑی لڑائی ہوئی یعنی مانند جنگ صفین وغیرہ کے۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الْهَاشِمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جو ہاشم کی اولاد سے ہیں

فائدہ: جعفر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی ہیں اور ان سے دس برس بڑے ہیں اور جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔ (فتح)

وَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي

یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہے

فائدہ: اس حدیث سے بڑی فضیلت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی ثابت ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر اور باطن کے ساتھ مشابہ ہونا نہایت عمدہ کمال ہے اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

۳۴۳۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ دِينَارٍ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَقُولُونَ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَإِنِّي كُنْتُ أَلْزَمُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِبَعِ بَطْنِي حِينَ لَا آكُلُ الْخَمِيرَ وَلَا أَلْبَسُ الْحَبِيرَ وَلَا يَخْدُمُنِي فُلَانٌ وَفُلَانَةُ وَكُنْتُ أُلْصِقُ بَطْنِي بِالْحَصْبَاءِ مِنَ الْجُوعِ وَإِنْ كُنْتُ لَأَسْتَقْرِءُ الرَّجُلَ الْآيَةَ هِيَ مَعِي كَيْ يَنْقَلِبَ بِي فَيُطْعِمَنِي وَكَانَ أَخْيَرَ النَّاسِ لِلْمِسْكِينِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِي بَيْتِهِ حَتّٰى إِنْ كَانَ

۳۴۳۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ کہتے تھے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت حدیثیں روایت کی ہیں اور بیشک میں ہر وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لگا رہتا تھا اپنے پیٹ بھرنے کی خاطر سے جبکہ نہ کھاتا تھا میں خمیر کو اور نہ پہنتا تھا چادر چارخانہ کو اور نہ خدمت کرتا تھا میری کوئی غلام اور نہ لونڈی اور تھا باندھتا میں پتھر کو اپنے پیٹ پر بھوک کے سبب سے اور البتہ میں تھا پوچھتا آیت کو ایک مرد سے اور حالانکہ وہ آیت مجھ کو یاد ہوتی تھی تا کہ مجھ کو اپنے ساتھ لے جائے اور مجھ کو کھانا کھلائے یعنی اس واسطے کہ استقرء کے دونوں معنی آتے ہیں آیت پوچھنا بھی اور کھانا مانگنا بھی اور سب لوگوں سے بہتر مسکین کے کھانا کھلانے میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے ہم کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے پس ہم کو کھلاتے تھے جو ان کے گھر میں ہوتا یہاں تک کہ تھے نکالتے ہماری طرف کپی کو جس میں کچھ چیز نہ ہوتی یعنی ایسی چیز کہ ممکن ہو نکالنا اس کا

لَيَخْرِجُ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ فَنَشُقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيهَا.

اس سے بغیر کاٹنے اس کے سوا اس کو پھاڑتے تو ہم چاٹتے جو کچھ اس میں ہوتا۔

فائدہ: یہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ سے بہت حدیثیں بیان کرتا ہے تو یہ اشارہ ہے طرف قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ انہوں نے یہ بات کہی تھی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے لیکن جنازے کے بیان میں گزر چکا ہے کہ پھر بعد اس کے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کی یادداشت کا اقرار کیا اور مالک بن ابی عامر سے ایک روایت ہے کہ میں طلحہ بن عبید اللہ کے پاس تھا تو کسی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ یمانی حضرت ﷺ کی حدیثیں تم سے زیادہ جانتا ہے یا وہ حضرت ﷺ پر جھوٹ کہتا ہے تو اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ ہم کو اس میں کچھ شک نہیں کہ اس نے سنا جو ہم نے نہیں سنا اور اس کو معلوم ہے جو ہم کو معلوم نہیں ہم ایک لوگ تھے کہ ہمارے گھر تھے اور بال بچے تھے اور ہم حضرت ﷺ کے پاس دن کی دونوں طرفوں میں آیا کرتے تھے پھر پھر جاتے تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسکین اور محتاج مرد تھے نہ ان کا کوئی مال تھا اور نہ اہل سوائے اس کے نہیں کہ ان کا ہاتھ حضرت ﷺ کے ہاتھ کے ساتھ تھا پس تھے گھومتے ساتھ حضرت ﷺ کے جس جگہ حضرت ﷺ گھومتے پس ہم کو اس میں شک نہیں کہ اس نے سنا جو ہم نے نہیں سنا اور ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ بیشک تم حضرت ﷺ سے ایک حدیث روایت کرتے ہو جس کو میں نے آپ ﷺ سے نہیں سنا یعنی شاید تم جھوٹ کہتے ہو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ماں باز رکھا تجھ کو اس سے شیشے اور سرمہ دانی نے اور مجھ کو کوئی چیز باز نہ رکھتی تھی اور یہ جعفر رضی اللہ عنہ کے ابتدا حال کا بیان ہے جبکہ مسلمانوں پر نہایت تنگی تھی پھر حضرت ﷺ کے اجود اللہ نے جعفر رضی اللہ عنہ کو بہت وسعت دی یہاں تک کہ نہایت عمدہ جوتا پہنتے تھے اور نہایت عمدہ اونٹنیوں پر سوار ہوتے تھے اور جعفر رضی اللہ عنہ محتاجوں سے بہت محبت رکھتے تھے۔ (فتح)

۳۴۳۳ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ.

۳۴۳۳۔ شعبی سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب ابن جعفر رضی اللہ عنہ کو سلام کرتے تو کہتے تھے سلام تجھ کو اے بیٹے دو بازو والے کے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف حدیث عبداللہ بن جعفر کے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ تجھ کو مبارک ہو کہ تیرا باپ فرشتوں کے ساتھ آسمان میں اڑتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بہشت میں داخل ہوا تو میں نے جعفر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے اس کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام ہیں اور مراد

دونوں بازو سے دو بازو معنوی ہیں نہ حسی۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

بیان ہے ذکر عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا

٣٤٣٤ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ.

٣٤٣٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب لوگوں میں قحط پڑتا تھا تو مینہ مانگتے تھے ساتھ وسیلے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم کے سو کہتے تھے کہ الٰہی بیشک ہم تھے وسیلہ پکڑتے طرف تیری اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سو تو ہم کو پانی پلاتا تھا اور بیشک ہم وسیلہ پکڑتے ہیں طرف تیری اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سے سو ہم کو پانی پلا سو وہ پانی پلائے جاتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح استسقاء میں گزر چکی ہے اور عباس رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو یا تین برس بڑے تھے اور مشہور یہ ہے کہ وہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے اور اس واسطے کہ انہوں نے فتح مکہ سے پہلے ہجرت نہ کی تھی اس واسطے عمر نے ان کو اہل شوریٰ میں داخل نہ کیا باوجود پہچاننے ان کے ساتھ فضیلت ان کی کے اور مینہ مانگنے ان کے ساتھ ان کے اور مغازی میں آئے گا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بڑی بزرگی بیان کی اور عمر ان کی کچھ اوپر اسی برس کے تھی ٣٢ ہجری میں فوت ہوئے۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ قَرَابَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت والوں کے مناقب کا بیان

فائدہ: مراد ساتھ اس کے وہ شخص ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تر دادا کی طرف منسوب ہے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب ہیں ان لوگوں میں سے جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت کی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا مرد ہو یا عورت اور وہ علی رضی اللہ عنہ ہے اور اس کی اولاد حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ اور محسن رضی اللہ عنہ اور ام کلثوم فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اور جعفر رضی اللہ عنہ اور اس کی اولاد عبداللہ، عون، محمد اور عقیل بن ابی طالب اور اس کی اولاد مسلم اور حمزہ بن عبدالمطلب اور اس کی اولاد یعلی اور عمارہ اور امامہ اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم اور اس کی اولاد نر کہ دس مرد ہیں اور وہ فضل اور عبداللہ اور قثم اور عبیداللہ وغیرہ ہم تھے اور ان کی تین لڑکیاں ام حبیبہ اور آمنہ اور صفیہ اور معتب بن ابی لہب اور عباس بن عتبہ بن ابی

لہب اور عبداللہ بن زبیر اور اس کی بہن ضباعہ اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور اس کا بیٹا جعفر اور نوفل بن حارث اور اس کے دونوں بیٹے مغیرہ اور حارث اور اروی اور عاتکہ اور صفیہ بنات عبدالمطلب اور ان کے سوا باقی عورتوں میں اختلاف ہے اور ایک روایت میں باب کے آگے اتنا زیادہ ہے اور فضیلت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سردار ہیں بہشت کی عورتوں کی۔ (فتح)

٣٤٣٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا أَرْسَلَتْ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِّنْ هٰذَا الْمَالِ يَعْنِيْ مَالَ اللّٰهِ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَّزِيْدُوْا عَلَى الْمَأْكَلِ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِّنْ صَدَقَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ ثُمَّ قَالَ إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَضِيْلَتَكَ وَذَكَرَ قَرَابَتَهُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَقَّهُمْ فَتَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَرَابَةُ

٣٤٣٥۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے صدیق رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا مانگتی تھیں ان سے اپنا حصہ حضرت ﷺ کی میراث سے اس مال سے کہ عطا کیا اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو مانگتی تھیں صدقہ حضرت ﷺ کا جو مدینے میں ہے اور فدک میں (کہ نام ہے ایک جگہ کا تین منزل مدینے سے) اور جو باقی تھا خمس خیبر سے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیشک حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے محمد ﷺ کی آل کو تو اس مال اللہ سے صرف کھانے کے موافق ملے گا کھانے سے زیادہ ان کو نہیں ملے گا اور قسم ہے اللہ کی نہیں بدلتا میں کسی چیز کو حضرت ﷺ کے صدقات سے جس حال پر کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں تھے اور البتہ میں عمل کروں گا ان میں جو حضرت ﷺ نے ان میں عمل کیا پھر علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا پھر کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بیشک ہم تمہاری فضیلت کو پہچانتے ہیں اور ذکر کیا ان کی قرابت کو کہ ان کو حضرت ﷺ سے ہے اور ان کے حق کو پھر صدیق رضی اللہ عنہ نے کلام کیا سو کہا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ حضرت ﷺ کی قرابت محبوب تر ہے نزدیک میرے اس سے کہ جوڑوں میں اپنی قرابت کو۔

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي.

فائدہ: اس حدیث کی شرح خمس میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے بھی اخیر قول ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مجھ کو اپنی قرابت سے محبوب تر ہے اور کہا یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بنا بر عذر بیان کرنے کے اس سے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث سے منع کیا۔ (فتح)

٣٤٣٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَّاقِدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِهِ.

٣٤٣٦۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ نگہبانی کرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ان کے اہل بیت کے حق میں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی تعظیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔

٣٤٣٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِيْ.

٣٤٣٧۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے سو جس نے ان کو ناراض کیا اس نے مجھ کو ناراض کیا۔

٣٤٣٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَأَخْبَرَنِيْ أَنِّيْ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ

٣٤٣٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بلایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی بیماری میں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا سو ان سے کان میں بات کی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں پھر ان کو بلایا اور ان سے کان میں بات کی تو وہ ہنسنے لگیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے وہ بات پوچھی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار مجھ سے کان میں بات کی سو مجھ کو خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں انتقال فرمائیں گے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو میں روئی پھر مجھ سے کان میں بات کی سو مجھ کو خبر دی کہ میں سب اہل بیت سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملوں گی تو میں ہنسی۔

أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ.

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ مَنَاقِبِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے مناقب کا بیان

فائدہ: وہ بیٹا عوام کا ہے ابن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی جمع ہوتے ہیں ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قصی میں۔(فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ حَوَارِيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُمِّيَ الْحَوَارِيُّوْنَ لِبَيَاضِ ثِيَابِهِمْ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ زبیر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خالص مددگار ہیں اور حواریوں کا نام حواری اس واسطے رکھا گیا کہ ان کے کپڑے سفید تھے

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ شکاری تھے اور ضحاک سے روایت ہے کہ حواری دھوبی کو کہتے ہیں۔

۳۴۳۹ ۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ أَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيْدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتّٰى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصٰى فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ قَالَ اسْتَخْلِفْ فَقَالَ وَقَالُوْهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ فَسَكَتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ أَحْسِبُهُ الْحَارِثَ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ فَقَالَ عُثْمَانُ وَقَالُوْا فَقَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ هُوَ فَسَكَتَ قَالَ فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَيْرَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهٗ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۴۳۹۔ مروان بن حکم سے روایت ہے کہ رعاف کے سال عثمان رضی اللہ عنہ کو سخت نکسیر پہنچی یہاں تک کہ اس کو حج سے روکا اور عثمان رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تو ایک قریشی مردان کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ کسی کو اپنا خلیفہ بناؤ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا لوگوں نے یہ بات کہی ہے یعنی اس کے ساتھ راضی ہیں اس نے کہا ہاں عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کس کو خلیفہ بنانا کہتے ہیں تو وہ مرد چپ رہا پھر ایک اور مرد ان کے پاس آیا میں گمان کرتا ہوں کہ وہ حارث تھا تو اس نے کہا کہ کسی کو اپنا خلیفہ بناؤ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا لوگ اس بات سے راضی ہیں اس نے کہا ہاں کہا اور وہ کون ہے جس کو کہتے ہیں تو وہ چپ رہا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا پس شاید انہوں نے زبیر رضی اللہ عنہ کو کہا ہوگا اس نے کہا ہاں کہا خبردار قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ وہ ان سے بہتر ہے میرے علم میں اور البتہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ان سب سے پیارا تھا۔

فائدہ: داؤدی نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد بہتر ہونے سے بہتر ہونا کسی خاص چیز میں ہو مانند حسن خلق کے اور اگر اپنے ظاہر پر محمول ہو تو یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کے معارض نہیں کہ پھر ہم اصحاب کو چھوڑتے تھے ایک کو دوسرے پر

فضیلت نہ دیتے تھے کہ یہ مقید ہے ساتھ زندگی حضرت ﷺ کی کے۔(فتح)

٣٤٤٠ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ مَرْوَانَ كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ قَالَ وَقِيْلَ ذَاكَ قَالَ نَعَمُ الزُّبَيْرُ قَالَ أَمَا وَاللّٰهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ خَيْرُكُمْ ثَلَاثًا.

۳۴۴۰۔ مروان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا ایک مردان کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ کسی کو اپنا خلیفہ بناؤ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا لوگوں نے یہ بات کہی ہے کہا ہاں زبیر رضی اللہ عنہ کو کہا خبردار ہو قسم ہے اللہ کی کہ البتہ تم جانتے ہو کہ وہ تم میں بہتر ہے تین بار کہا۔

٣٤٤١ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ هُوَ ابْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَّإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ.

۳۴۴۱۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک ہر پیغمبر کا کوئی خالص مددگار ہوتا رہا ہے اور میرا خالص مددگار اور جانثار زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔

٣٤٤٢ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كُنْتُ يَوْمَ الْأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ فِي النِّسَآءِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلٰى فَرَسِهٖ يَخْتَلِفُ إِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ يَا أَبَتِ رَأَيْتُكَ تَخْتَلِفُ قَالَ أَوَهَلْ رَأَيْتَنِيْ يَا بُنَيَّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَّأْتِ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَيَأْتِيْنِيْ بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ.

۳۴۴۲۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ جنگ خندق کے دن میں اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما عورتوں میں داخل کیے گئے یعنی بہ سبب کم سن ہونے کے سو میں نے نظر کی تو اچانک میں نے زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اپنے گھوڑے پر سوار ہیں تو بنی قریظہ کی طرف جاتے آتے ہیں سو جب میں وہاں سے پھر آیا یعنی بعد فراغت کے جنگ سے تو میں نے کہا کہ اے باپ میں نے تجھ کو دیکھا کہ تم آتے جاتے تھے کہا اے بیٹے کیا تو نے مجھ کو دیکھا تھا میں نے کہا ہاں کہا حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو کفار بنی قریظہ میں جائے اور مجھ کو ان کی خبر لا دے پھر جب میں پھرا تو حضرت ﷺ نے میرے واسطے اپنے ماں باپ کو جمع کیا یعنی کہا کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

فائدہ: جب مدینے میں جنگ خندق ہوئی اور کافروں کے گروہوں کو شکست ہوئی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ہے کہ کفار بنی قریظہ کی خبر لا دے زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں جاتا ہوں اور بنی قریظہ کی خبر لا کر حضرت ﷺ کو دی۔

۳۴۴۳ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوكِ أَلَا تَشُدُّ فَنَشُدَّ مَعَكَ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ فَضَرَبُوهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلٰى عَاتِقِهِ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ عُرْوَةُ فَكُنْتُ أُدْخِلُ أَصَابِعِي فِي تِلْكَ الضَّرَبَاتِ أَلْعَبُ وَأَنَا صَغِيرٌ.

۳۴۴۳ ۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ یرموک کے دن اصحاب رضی اللہ عنہم نے زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تم حملہ نہیں کرتے تو ہم بھی تمہارے ساتھ حملہ کریں تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کافروں پر حملہ کیا تو انہوں نے ان کو ان کے کندھے پر دو زخم مارے کہ ان کے درمیان ایک زخم تھا جو ان کو جنگ بدر کے دن لگا تھا عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں اپنی انگلیوں کو ان زخموں میں ڈالا کرتا تھا کھیلتا تھا اور میں چھوٹا تھا۔

فائدہ: یرموک ایک جگہ کا نام ہے شام میں عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدا میں وہاں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان لڑائی ہوئی مسلمانوں کی ایک جماعت اس میں شہید ہوئی آخر مسلمانوں کی فتح ہوئی اور تھا شہید ہونا زبیر رضی اللہ عنہ کا ۳۹ ہجری میں جمل کی لڑائی میں لڑائی چھوڑ کر پھر آئے راہ میں عمرو بن جرموز نے ان کو قتل کیا اور علی رضی اللہ عنہ کے پاس خوشخبری لایا کہ اس کو انعام دیں تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اس کو دوزخ کی خوشخبری دی اور زبیر رضی اللہ عنہ کے ترکہ کا ذکر پہلے گزر چکا ہے کہ اس میں کس قدر برکت ہوئی۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَقَالَ عُمَرُ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ.

بیان میں ذکر طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے جو عشرہ مبشرہ میں ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انتقال فرمایا حضرت ﷺ نے اور حالانکہ آپ ان سے راضی تھے۔

فائدہ: طلحہ رضی اللہ عنہ کی نسب اس طور سے ہے طلحہ بن عبید بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم بن مرہ جمع ہوتا ہے ساتھ حضرت ﷺ کے مرہ میں ان کی عمر چہتر برس کی تھی جنگ جمل میں شہید ہوئے مروان بن حاکم نے ان کو تیرا مارا ان کے گھٹنے میں لگا اس سے خون جاری ہوا پھر وہ خون بند نہ ہوا یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔ (فتح)

۳۴۴۴ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

۳۴۴۴ ۔ ابو عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ باقی رہا ساتھ حضرت ﷺ کے بیچ بعض ان دنوں کے جن میں حضرت ﷺ نے لڑائی کی یعنی دن جنگ احد کے کوئی سوائے طلحہ رضی اللہ عنہ اور

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِي قَاتَلَ فِيهِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيثِهِمَا.

سعد رضی اللہ عنہ کے حدیث ان دونوں کی سے یعنی بیان کی یہ حدیث ابوعثمان رضی اللہ عنہ سے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے۔

٣٤٤٥ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ الَّتِي وَقَى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَلَّتْ.

۳۴۴۵۔ قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے ہاتھ طلحہ رضی اللہ عنہ کا جس کے ساتھ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا کہ بے کار ہو گیا تھا یعنی جب کہ بعض کافروں نے ارادہ کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماریں تو انہوں نے اپنا ہاتھ دے کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا۔

بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ الزُّهْرِيِّ وَبَنُو زُهْرَةَ أَخْوَالُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ.

سعد بن ابی وقاص زہری رضی اللہ عنہ کے مناقب کا بیان اور بنو زہرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہیں یعنی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں آمنہ ان سے ہیں اور ماں کی قرابت والے اخوال ہیں۔

٣٤٤٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ جَمَعَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ.

۳۴۴۶۔ سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ میں نے سعد سے سنا کہتے تھے کہ جمع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے میرے ماں باپ اپنے دن احد کے۔

فائدہ: علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کے واسطے اپنے ماں باپ کو جمع نہیں کیا اور پہلے گزر چکا ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ کو جمع کیا تو تطبیق اس طور سے ہے کہ شاید علی رضی اللہ عنہ کو زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث نہیں پہنچی یا مراد ان کی ساتھ قید دن احد کے ہے۔

٣٤٤٧ - حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا ثُلُثُ الْإِسْلَامِ.

۳۴۴۷۔ سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور حالانکہ میں تیسرا حصہ اسلام کا تھا یعنی تا حال مجھ سے پہلے صرف دو ہی آدمی مسلمان ہوئے تھے۔

فائدہ: کہا سعد رضی اللہ عنہ نے یہ باعتبار اطلاع اپنی کے یعنی دو آدمی کے سوا اور کسی کے اسلام کی ان کو اطلاع نہ تھی اور اس کا سبب یہ ہے کہ ابتدا اسلام میں جو آدمی مسلمان ہوتا تھا اپنا اسلام پوشیدہ رکھتا تھا اور شاید مراد ان کی دو دوسروں

سے خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں یا حضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا قطعا مسلمان ہو چکی تھیں پس شاید انھوں نے مردوں کو خاص کیا ہے۔ (فتح)

۳۴۴۸۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَآئِدَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ.

۳۴۴۸۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں مسلمان ہوا کوئی مگر اس دن میں جس میں میں مسلمان ہوا اور البتہ میں سات روز ٹھہرا اور حالانکہ میں تیسرا حصہ اہل اسلام کا تھا۔

حَدَّثَنَا هَاشِمٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ إِنِّي لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَكُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتّٰى إِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا يَضَعُ الْبَعِيرُ أَوِ الشَّاةُ مَا لَهُ خِلْطٌ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الْإِسْلَامِ لَقَدْ خِبْتُ إِذًا وَضَلَّ عَمَلِي وَكَانُوا وَشَوْا بِهِ إِلٰى عُمَرَ قَالُوا لَا يُحْسِنُ يُصَلِّي. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ ثُلُثُ الْإِسْلَامِ يَقُولُ وَأَنَا ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور دوسری روایت میں ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیشک میں اول عرب کا ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا اور تھے ہم جہاد کرتے ساتھ ہو کر حضرت ﷺ کے اور ہمارے واسطے کچھ کھانا نہ تھا مگر پتے درخت کے یعنی صرف یہی کھا کر گزران کرتے تھے یہاں تک کہ ایک ہم میں سے البتہ پاخانہ پھرتا تھا جیسے مینگنیاں کرتا ہے اونٹ یا بکری اس کے واسطے کچھ آمیزش نہ تھی یعنی اس کی اجزا آپس میں ملتی نہیں تھی بہ سبب خشکی کے پھر ہو گئے بنو اسد کہ البتہ مجھ کو اسلام پر ملامت سکھاتے ہیں یا مجھ کو توبیخ کرتے ہیں یعنی مجھ کو نماز کی تعلیم کرتے ہیں یا کہتے ہیں کہ تو نماز اچھی طرح نہیں پڑھتا البتہ میں خراب ہوا اگر ان کی تعلیم کا محتاج ہوا اور میرا عمل برباد ہوا اور بنو اسد نے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس کی چغلی کی تھی کہا تھا کہ وہ نماز خوب نہیں پڑھتا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جس دن میں مسلمان ہوا تھا اس دن اور کوئی مسلمان نہ ہوا تھا تو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے پہلے کوئی مسلمان نہ ہوا تھا لیکن یہ محمول ہے ان کے علم پر اس وقت یعنی سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات باعتبار اپنے علم کے کہی تھی اس واسطے کہ ان سے پہلے ایک جماعت مسلمان ہو چکی تھی لیکن سعد رضی اللہ عنہ کو ان کا اسلام معلوم نہ تھا اور یہ جو

کہا کہ میں نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تیر چلایا تو مراد اس سے وہ لڑائی ہے جو پہلے پہل مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ہوئی اور اس کا بیان اس طور سے ہے کہ سنہ اول ہجری میں حضرت ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر بھیجا تا کہ کفار قریش کے قافلے سے ملیں تو انہوں نے آپس میں تیراندازی کی تو پہلے پہل سعد رضی اللہ عنہ نے تیر پھینکا۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ أَصْهَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو الْعَاصِ بْنُ الرَّبِيعِ

حضرت ﷺ کے دامادوں کا بیان ایک ان میں سے ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ ہیں

فائدہ: گویا اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ترجمہ کے طرف اس حدیث کے جو عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا یہ کہ نکاح کروں میں کسی سے اور نہ نکاح کر دوں کسی کو مگر کہ میرے ساتھ بہشت میں ہو تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کی اور ابوالعاص نے حضرت ﷺ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے اور زینب رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی سب بیٹیوں سے بڑی تھیں اور تحقیق قید ہوا تھا ابوالعاص دن جنگ بدر کے ساتھ مشرکین کے اور بدلا دیا اس کا زینب رضی اللہ عنہا نے تو حضرت ﷺ نے اس پر شرط کی کہ زینب رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کے پاس بھیج دے تو اس نے وعدہ پورا کیا پس یہی معنی ہیں ان کے قول کے حدیث کے اخیر میں کہ اس نے مجھسے وعدہ کیا سو پورا کیا پھر ابوالعاص دوسری بار قید ہوا تو پناہ دی اس کو زینب رضی اللہ عنہا نے تو مسلمان ہو گئے تو حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کو اس کے نکاح میں پھیر دیا تو زینب رضی اللہ عنہا نے ایک لڑکے اور ایک لڑکی کو جنم دیا اور وہ لڑکا حضرت ﷺ کی زندگی میں بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو گیا اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول اپنے کے "منھم" طرف اس شخص کے جس کو اس نے ذکر نہیں کیا مانند عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کے اور ان تینوں کے سوا اور کسی نے حضرت ﷺ کی بیٹیوں سے نکاح نہیں کیا مگر ابولہب کے بیٹے نے رقیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا پھر اس نے ان کو چھوڑ دیا تھا تو نکاح کیا ان سے عثمان رضی اللہ عنہ نے۔ (فتح)

٣٤٥٠ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ قَالَ إِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَسَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ فَأَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهٰذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣٤٥٠۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام کیا ابوجہل کی بیٹی سے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی سو حضرت ﷺ کے پاس آئیں پس کہا کہ آپ ﷺ کی قوم گمان کرتی ہے کہ آپ ﷺ اپنی بیٹیوں کے واسطے غصہ نہیں کرتے اور یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں کہ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے یعنی خطبہ کے واسطے تو میں نے آپ ﷺ سے سنا جبکہ آپ ﷺ نے خطبے میں تشہد کہا فرماتے تھے حمد وصلوۃ کے بعد

فَسَمِعْتُهُ حِيْنَ تَشَهَّدَ يَقُوْلُ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيْعِ فَحَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي وَإِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِّنِّي وَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَّسُوْئَهَا وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مِّسْوَرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صِهْرًا لَّهُ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنٰى عَلَيْهِ فِيْ مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ فَصَدَقَنِيْ وَوَعَدَنِيْ فَوَفٰى لِيْ.

بات تو یہ ہے کہ بیشک میں نے ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا تھا سو اس نے مجھ سے بات کی سو سچ کہا یعنی یہ کہ زینب رضی اللہ عنہا پر دوسرا نکاح نہ کرے گا اور اس طرح علی رضی اللہ عنہ نے اور یہ کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا ایک ٹکڑا ہے اور میں ان کے رنج کو برا جانتا ہوں قسم ہے اللہ کی کہ اللہ کے پیغمبر کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک مرد کے پاس جمع نہ ہوں گی تو علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام چھوڑ دیا اور ایک روایت میں ہے کہ مسور نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ذکر کیا اپنے داماد کو بنی عبدشمس سے تو اس کی تعریف کی اس کی دامادی میں اور اس کو نیک کہا فرمایا اس نے مجھ سے بات کی سو سچ کہا سو مجھ سے وعدہ کیا تو اس کو پورا کیا۔

فائدہ: علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے عموم جواز کو لیا تھا پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے اس سے اعراض کیا اور نکاح کا پیغام چھوڑ دیا پس کہتے ہیں کہ نکاح کیا تھا اس سے عتاب بن اسید نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خطبہ پڑھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تا کہ عام کریں حکم کو لوگوں میں کہ لیں اس کو لوگ یا بطور وجوب کے یا بطور ادب کے اور یہ جو کہا کہ اس نے مجھ سے بات کی تو سچ کہا تو شاید اس نے اپنی جان پر شرط کی تھی کہ زینب رضی اللہ عنہا پر دوسرا نکاح نہ کرے گا اور اس طرح علی رضی اللہ عنہ نے پس اگر اس طرح ہو تو وہ محمول ہے اس پر کہ علی رضی اللہ عنہ شرط کو بھول گئے تھے پس اس واسطے اقدام کیا منگنی پر یا نہیں واقع ہوئی تھی اس پر شرط اس واسطے کہ نہیں تصریح کی ساتھ شرط کے لیکن ان کو لائق تھا کہ رعایت کرتے اسقدر کو پس اس واسطے اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عتاب واقع ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ کسی کو روبرو کر کے عتاب کرتے تھے اور شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو لوگوں میں ظاہر کیا واسطے مبالغہ کے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی میں اور تھا یہ واقع فتح مکہ کے بعد اور اس وقت کوئی بیٹی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے سوا زندہ نہ تھی اور آپ کو اپنی بیٹیوں کے فوت ہو جانے کا رنج تھا پس دوسرا نکاح کرنے سے ان کو اور زیادہ رنج ہوتا تھا۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے بیان میں مناقب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے

فائدہ: زید بنی قلب کی قوم میں سے ہیں کفر کی حالت میں قید ہو کر آئے تھے تو خریدا ان کو حکیم بن حزام نے واسطے

اپنی پھوپھی خدیجہ کے تو حضرت ﷺ نے خدیجہ سے اس کو بخشوا لیا اس کے بعد اس کا باپ اور چچا مکے میں آئے تو انہوں نے چاہا کہ اس کو بدلا دے کر چھڑائیں تو حضرت ﷺ نے اس کو اختیار دیا کہ خواہ آپ کے پاس رہے یا باپ کے ساتھ جائے تو اختیار کیا انھوں نے اس بات کو کہ حضرت ﷺ کے پاس رہیں یعنی کہا کہ میں جاتا نہیں آپ ﷺ ہی کے پاس رہوں گا اور کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں آپ ﷺ کے بعد کسی کو اختیار نہیں کروں گا اور شہید ہوئے زید رضی اللہ عنہ جنگ موتہ میں اور اسامہ رضی اللہ عنہ مدینے میں فوت ہوئے۔ (فتح)

وَقَالَ الْبَرَآءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا.

یعنی اور براء نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ تو ہمارا بھائی اور ہمارا آزاد کردہ ہے۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا۔

٣٤٥١ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ إِمَارَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ تَطْعُنُوْا فِيْ إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعُنُوْنَ فِيْ إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِّلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ.

٣٤٥١ ـ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لشکر کافروں پر بھیجا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار کیا تو بعض لوگوں نے ان کی سرداری میں طعن کیا کہ چھوٹا بڑوں پر کیوں سردار ہوا یعنی اس واسطے کہ وہ بہ نسبت اور لشکر کے کم سن تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اب طعنہ کرتے ہو اسامہ رضی اللہ عنہ کی سرداری میں تو البتہ تم تو اس سے پہلے اس کے باپ یعنی زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں بھی طعنہ دیتے تھے یعنی جنگ موتہ میں اور قسم ہے اللہ کی بیشک زید رضی اللہ عنہ سرداری کے لائق تھا اور بیشک وہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ پیارا تھا اور البتہ یہ اسامہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد سب لوگوں میں سے میرے نزدیک زیادہ پیارا ہے۔

فائدہ: مراد لشکر سے وہ لشکر ہے جس کے سامان تیار کرنے کا حضرت ﷺ نے اپنی مرض الموت میں حکم فرمایا تھا اور فرمایا کہ جاری کرو اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو تو صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد اس کو جاری کیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سرداری آزاد کردہ غلام کی اور حاکم بنانا چھوٹوں کو بڑوں پر اور حاکم بنانا مفضول کا فاضل پر اس واسطے کہ جس لشکر پر اسامہ رضی اللہ عنہ سردار تھے اس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ (فتح)

٣٤٥٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

٣٤٥٢ ـ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک قیافہ شناس میرے پاس آیا اور حضرت ﷺ حاضر تھے اور اسامہ بن

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ قَائِفٌ وَّالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدٌ وَّأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ مُضْطَجِعَانِ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ قَالَ فَسُرَّ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْجَبَهُ فَأَخْبَرَ بِهِ عَائِشَةَ.

زید رضی اللہ عنہما اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ دونوں لیٹے تھے تو کہا کہ بیشک یہ اقدام ان کا بعض بعض سے ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خوش ہوئے اور اس نے آپ کو تعجب میں ڈالا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کی خبر دی۔

فائدہ: اس کی شرح فرائض میں آئے گی۔

بَابُ ذِكْرِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

باب ہے بیان میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے

٣٤٥٣ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَخْزُوْمِيَّةِ فَقَالُوْا مَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۴۵۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک قریش کو یعنی اصحاب کو کہ قریش سے تھے فکر میں ڈالا عورت مخزومیہ کے حال نے جس نے چوری کی تھی تو انہوں نے آپس میں کہا کہ نہیں جرات کرتا کہنے کی یعنی سفارش کرنے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے مقدمے میں کوئی مگر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ہیں۔

فائدہ: اس کی شرح حدود میں آئے گی اور غرض اس سے قول اس کا ہے اس کے بعض طرق میں کہ کون ہے کہ جرات کرے کلام کرنے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ہیں اور لوگ کہتے تھے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں واسطے اس چیز کے کہ پہچانتے تھے اس کے سے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے اس کے باپ سے محبت رکھتے تھے یہاں تک کہ اس کو اپنا متبنّٰی بنایا تھا پس لوگ کہتے تھے زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی ماں ام ایمن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماں کہتے تھے اور تھے بٹھاتے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ران پر بعد اس کے کہ بڑے ہوئے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ذَهَبْتُ أَسْأَلُ الزُّهْرِيَّ عَنْ حَدِيْثِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ فَصَاحَ بِيْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَلَمْ تَحْمِلْهُ عَنْ أَحَدٍ قَالَ وَجَدْتُهُ فِيْ كُتُبٍ كَانَ كَتَبَهُ أَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت مخزومیہ نے چوری کی تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ کون ہے کہ سفارش کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے مقدمہ میں سو نہ جرات ہوئی کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنے کے سو کلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک بنی

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ بَنِي مَخْزُوْمٍ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُّكَلِّمُ فِيْهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجْتَرِئْ أَحَدٌ أَنْ يُّكَلِّمَهُ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ إِنَّ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ كَانَ إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ قَطَعُوْهُ لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا.

اسرائیل کا دستور تھا کہ جب ان میں کوئی شریف اور رئیس چوری کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے بغیر سزا کے اور جب ان میں کوئی بیچارا غریب چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے تھے اور اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا ہوتیں تو البتہ میں ان کا ہاتھ کاٹ ڈالتا۔

٣٤٥٤ ـ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَبَّادٍ يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا الْمَاجِشُوْنُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ نَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ إِلٰى رَجُلٍ يَّسْحَبُ ثِيَابَهُ فِيْ نَاحِيَةٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ انْظُرْ مَنْ هٰذَا لَيْتَ هٰذَا عِنْدِيْ قَالَ لَهُ إِنْسَانٌ أَمَا تَعْرِفُ هٰذَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ أُسَامَةَ قَالَ فَطَأْطَأَ ابْنُ عُمَرَ رَأْسَهُ وَنَقَرَ بِيَدَيْهِ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ لَوْ رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَحَبَّهُ.

٣٤٥٤۔ عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ ایک دن ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نظر کی اور حالانکہ وہ مسجد میں تھے طرف ایک مرد کی جو اپنے کپڑے گھسیٹتا ہے مسجد کے ایک کنارے میں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دیکھ یہ مرد کون ہے کاش کے یہ میرے قریب ہوتا کہ میں اس کو نصیحت کرتا تو ایک آدمی نے اس سے کہا کہ اے ابا عبدالرحمن کیا تو اس کو نہیں پہچانتا یہ محمد اسامہ کا بیٹا ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا سر نیچے ڈالا اور اپنے دونوں ہاتھ سے زمین کھودی یعنی جیسے کہ فکر مند آدمی کی عادت ہے کہ زمین کو کھودتا ہے پھر کہا کہ اگر اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو البتہ اس کو دوست رکھتے۔

فائدہ: سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یقین کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ دیکھا اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے واسطے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کے اور ان کی اولاد کے پس قیاس کیا اسامہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو اوپر اس کے۔ (فتح)

٣٤٥٥ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ أَحِبَّهُمَا فَإِنِّيْ

٣٤٥٥۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پکڑتے اس کو اور حسن کو سو کہتے تھے کہ الٰہی ان دونوں کو دوست رکھ کہ بیشک میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔

أُحِبُّهُمَا وَقَالَ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ مَوْلٰى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ أَيْمَنَ بْنِ أُمِّ أَيْمَنَ وَكَانَ أَيْمَنُ بْنُ أُمِّ أَيْمَنَ أَخَا أُسَامَةَ لِأُمِّهٖ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَرَآهُ ابْنُ عُمَرَ لَمْ يُتِمَّ رُكُوْعَهٗ وَلَا سُجُوْدَهٗ فَقَالَ أَعِدْ.

٣٤٥٦ ـ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ مَوْلٰى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهٗ بَيْنَمَا هُوَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ إِذْ دَخَلَ الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ فَلَمْ يُتِمَّ رُكُوْعَهٗ وَلَا سُجُوْدَهٗ فَقَالَ أَعِدْ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ لِيْ ابْنُ عُمَرَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ بْنِ أُمِّ أَيْمَنَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَوْ رَاٰى هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَحَبَّهٗ فَذَكَرَ حُبَّهٗ وَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّ أَيْمَنَ قَالَ وَزَادَنِيْ بَعْضُ أَصْحَابِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ وَكَانَتْ حَاضِنَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۴۵۶۔ اور حرملہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے غلام آزاد سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا کہ ناگہاں حجاج بن ایمن مسجد کے اندر آیا یعنی اور ایمن اسامہ رضی اللہ عنہ کا بھائی تھا ماں کی طرف سے تو اس نے نماز پڑھی سو نہ اپنا رکوع تمام کیا اور نہ سجدہ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کہ نماز پھر پڑھ پھر جب وہ پیٹھ دے کر چلا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کہ یہ کون مرد ہے میں نے کہا کہ حجاج بن ایمن بن ام ایمن تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھتے تو البتہ اس کو دوست رکھتے پھر ذکر کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے محبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسامہ رضی اللہ عنہ سے اور ایمن کی اولاد سے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام ایمن رضی اللہ عنہا کی اولاد سے محبت رکھتے تھے خواہ مرد ہو یا عورت اور بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ میرے بعض اصحاب نے سلیمان سے اتنا زیادہ کیا ہے کہ ام ایمن نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گود میں پالا تھا۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

باب ہے بیان میں مناقب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے

فائدہ: اور وہ ایک ہیں عبادلہ میں سے اور فقہا صحابہ میں سے ہیں اور ان سے روایت میں بہت ہیں اور ان کی ماں کا نام زینب ہے ان کی پیدائش مبعث سے دوسرے یا تیسرے سال میں ہے اور ۷۴ھ ہجری میں فوت ہوئے حجاج نابکار کے حکم سے کسی نے ان کے پاؤں میں زہر آلود برچھی ماری اس سے بیمار ہو کر فوت ہو گئے۔ (فتح)

٣٤٥٧ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَنَّيْتُ أَنْ أَرٰى رُؤْيَا أَقُصُّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا أَعْزَبَ وَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِيْ فَذَهَبَا بِيْ إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الْبِئْرِ وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ أَقُوْلُ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِيْ لَنْ تُرَاعَ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ قَالَ سَالِمٌ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيْلًا.

۳۴۵۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی زندگی میں دستور تھا کہ جب کوئی خواب دیکھتا تھا تو اس کو حضرت ﷺ سے بیان کرتا تھا اور تھا میں لڑکا نوجوان مجرد اور میں حضرت ﷺ کے وقت مسجد میں سویا کرتا تھا سو میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے دو فرشتوں نے مجھ کو پکڑا سو مجھ کو دوزخ کی طرف لے گئے تو ناگہاں وہ گول بنی ہوئی تھی ہند گولائی کنویں کے یعنی اس کا منہ گول تھا اور ناگہاں اس کے واسطے دو سینگ یعنی اس کی دونوں طرف دو چھوٹی چھوٹی دیواریں ہیں جس پر لکڑی رکھتے ہیں اور ناگہاں اس میں آدمی ہیں جن کو میں نے پہچانا تو میں نے دوزخ کو دیکھ کر کہنا شروع کیا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں دوزخ سے تو ایک اور فرشتہ ان دونوں سے ملا تو اس نے مجھ سے کہا کہ تو مت ڈر سو میں نے یہ خواب اپنی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو حضرت ﷺ بیان کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ اچھا مرد ہے اگر رات کو تہجد کی نماز بھی پڑھا کرتا سالم نے کہا کہ اس رات سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو بہت کم سوتے تھے۔

فائدہ: اس کی کچھ شرح نماز میں گزر چکی ہے اور کچھ تعبیر میں آئے گی۔

٣٤٥٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أُخْتِهٖ حَفْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ

۳۴۵۸۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نیک مرد ہے۔

عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ.

بَابُ مَنَاقِبِ عَمَّارٍ وَّحُذَيْفَةَ

باب ہے بیان میں مناقب عمار اور حذیفہ رضی اللہ عنہما کے

فائدہ: عمار پس وہ بیٹا یاسر کا ہے وہ اور ان کا باپ ابتدا میں اسلام لائے تھے اور ابو جہل نے ان کی ماں کو مار ڈالا تھا سو پہلے پہل اسلام میں وہی شہید ہوئیں اسلام میں انہوں نے کافروں کے ہاتھ سے بہت تکلیف پائی تھی اور حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی پرانے مسلمانوں میں سے ہیں اور شہید ہوئے عمار جنگ صفین میں ساتھ علی رضی اللہ عنہ کے قتل کیا ان کو معاویہ کے لشکر نے۔ (فتح)

٣٤٥٩ ۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيلُ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَاَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ اِلَيْهِمْ فَاِذَا شَيْخٌ قَدْ جَآءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِيْ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا اَبُو الدَّرْدَآءِ فَقُلْتُ اِنِّيْ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِيْ فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَوَلَيْسَ عِنْدَكُمْ ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ وَلَيْسَ فِيْكُمُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِيْ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَ لَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ سِرِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُ اَحَدٌ غَيْرُهٗ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ يَقْرَاُ عَبْدُ اللّٰهِ ﴿وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ فَقَرَاْتُ ﴿وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى﴾ قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَقْرَاَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنْ فِيْهِ اِلٰى فِيَّ.

٣٤٥٩۔ علقمہ سے روایت ہے کہ میں شام میں آیا تو میں نے شام کی مسجد میں دو رکعتیں نماز پڑھی پھر میں نے کہا کہ الٰہی! میسر کر میرے لیے ہمنشیں نیک تو میں ایک گروہ کے پاس آیا اور ان کے پاس بیٹھا تو اچانک ایک بزرگ آئے یہاں تک کہ میرے پہلو میں بیٹھے میں نے کہا کہ یہ کون مرد ہے لوگوں نے کہا کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ صحابی ہیں تو میں نے کہا کہ میں نے اللہ سے دعا کی تھی یہ کہ میسر کرے میرے لیے ساتھی نیک تو اللہ نے تجھے میرے لیے میسر کیا۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو کن لوگوں میں سے ہے؟ میں نے کہا کوفہ والوں میں سے' کہا کیا نہیں نزدیک تمہارے ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صاحب دو جوتوں اور تکیہ اور وضو کے برتن والا اور کیا نہیں تم میں وہ شخص جس کو پناہ دی ہے اللہ نے شیطان سے یعنی اپنے نبی کی زبان پر یعنی عمار رضی اللہ عنہ کیا نہیں تم میں صاحب سر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جس کو اس کے سوا کوئی نہ جانتا تھا یعنی حذیفہ رضی اللہ عنہ پھر کہا کس طرح پڑھتا ہے عبداللہ رضی اللہ عنہ ﴿وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ تو پڑھا میں نے اوپر اس کے ﴿وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى﴾ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم اللہ کی کہ بیشک پڑھائی ہے مجھ کو وہ سورہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ سے میرے منہ میں یعنی روبرو پڑھائی۔

فائدہ: یہ جو ابوالدردا نے کہا کہ کیا تم میں ابن ام عبد رضی اللہ عنہ نہیں تو مراد ان کی یہ ہے کہ انھوں نے سمجھا تھا کہ وہ طلب علم کے واسطے آئے ہیں سو ان کے واسطے بیان کیا کہ تمہارے پاس ایسے علماء ہیں کہ ان کے ہوتے تجھ کو کسی اور کی حاجت نہیں اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ محدث نہ کوچ کرے اپنے شہر سے یہاں تک کہ وہاں کے عالموں کا سب علم سیکھ لے اور صاحب نعلین اس واسطے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان کو اٹھاتے تھے اور ان کی خبر گیری کرتے تھے اور مراد تعریف ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ساتھ خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ کہ وہ واسطے شدت ملازمت ان کی کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہ سبب ان امروں کے لائق ہے کہ ہو نزدیک ان کے علم سے وہ چیز جو بے پروا کرتی ہے طالب ان کے کو غیر ان کے سے اور یہ جو کہا کہ اپنے نبی کی زبان پر تو مراد اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے ہائے افسوس! عمار رضی اللہ عنہ ان کو بہشت کی طرف بلائیں گے اور وہ ان کو دوزخ کی طرف بلائیں گے اور احتمال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مراد ہو کہ نہیں اختیار ملا عمار رضی اللہ عنہ کو درمیان دو امروں کے مگر کہ سخت تر کو اختیار کیا پس سخت امر کو اختیار کرنا چاہتا ہے کہ اس کو شیطان سے پناہ ہو جس کی شان ہے حکم کرنا ساتھ سرکشی کے اور ایک روایت میں ہے کہ عمار ناخنوں تک ایمان سے بھرا گیا ہے اور یہ صفت نہیں واقع مگر اس کے واسطے جو شیطان سے پناہ میں ہوا اور مراد صاحب سر سے وہ چیز ہے جو بتلائی ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کے حال سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ابوالدردا رضی اللہ عنہ کی حدیث کے موافق روایت آئی ہے اور ایک روایت میں وِسَادًا کے بدلے سِوَاكِ کے لفظ آئے ہیں اور ایک روایت میں سَوَادِ کے اور سِوَادِ کے معنی پوشیدہ باتیں ہیں (فتح) اور کہتے ہیں کہ اول یہ آیت صرف اس قدر نازل ہوئی وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى پھر اس کے بعد وَمَا خَلَقَ نازل ہوا اور شاید ابوالدردا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع نہیں ہوئی اور اصحاب کو اطلاع ہوئی پس اب وہ بھی متواتر میں داخل ہے۔ (ت)

٣٤٦٠ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ذَهَبَ عَلْقَمَةُ اِلَى الشَّامِ فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَجَلَسَ اِلٰى اَبِي الدَّرْدَآءِ فَقَالَ اَبُو الدَّرْدَآءِ مِمَّنْ اَنْتَ قَالَ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَلَيْسَ فِيْكُمْ اَوْ بَيْنَكُمْ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِيْ عَمَّارًا قُلْتُ بَلٰى قَالَ اَوَلَيْسَ فِيْكُمْ

٣٤٥٨ - ابراہیم سے روایت ہے کہ علقمہ شام میں گیا سو جب مسجد میں داخل ہوا تو کہا الٰہی میسر کر میرے لیے کوئی ساتھی نیک سو بیٹھا پاس ابوالدرداء کے تو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو کن لوگوں میں سے ہے کہا کوفہ والوں سے کہا کیا نہیں تم میں یا تم میں سے وہ شخص جس کو پناہ دی اللہ نے اپنے نبی کی زبان پر یعنی شیطان سے یعنی عمار رضی اللہ عنہ کو میں نے کہا کیوں نہیں کہا کیا نہیں تم میں صاحب بھید کا کہ نہیں جانتا ہے اس کو سوائے اس کے یعنی حذیفہ رضی اللہ عنہ میں نے کہا کیوں نہیں پھر کہا کیا نہیں تم میں مسواک والا یا پوشیدہ باتوں والا کہا کیوں نہیں کہا کس طرح

اَوْ مِنْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ يَعْنِي حُذَيْفَةَ قُلْتُ بَلٰى قَالَ أَلَيْسَ فِيكُمْ اَوْ مِنْكُمْ صَاحِبُ السِّوَاكِ اَوِ السَّوَادِ قَالَ بَلٰى قَالَ كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقْرَأُ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى﴾ قُلْتُ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى قَالَ مَازَالَ بِي هٰؤُلَاءِ حَتّٰى كَادُوْا يَسْتَزِلُّوْنِي عَنْ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

تھا عبداللہ رضی اللہ عنہ پڑھتا ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ الآیۃ کو میں نے کہا ﴿وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى﴾ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیشہ رہے یہ لوگ لپٹے ساتھ میرے یہاں تک کہ قریب تھا کہ پھسلائیں مجھ کو اس چیز سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔

بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور ان کا نسب اس طور سے ہے ابوعبیدہ بن عبداللہ بن جراح بن ہلال بن وہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر جمع ہوتے ہیں ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فہر میں۔ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام میں حاکم تھے وہاں وباعام پڑی اس میں ان کا انتقال ہوا ۱۸ ہجری میں۔ (فتح)

۳٤٦١ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيْنًا وَّإِنَّ أَمِيْنَنَا أَيَّتُهَا الْأُمَّةُ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ.

۳٤٦١۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک امت کا ایک معتمد امانت دار ہے اور ہمارا معتمد امانت دار امت میری ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہے جراح کا بیٹا۔

فائدہ: صورت اس کی صورت مذمت کی ہے لیکن مراد ساتھ اس کے اختصاص ہے یعنی امت ہماری جو مخصوص ہے امتوں کے درمیان سے اور صفت امانت کی اگرچہ مشترک ہے درمیان اس کے اور درمیان غیر اس کے کے لیکن سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے واسطے اس میں زیادہ خصوصیت ہے لیکن خاص کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک بڑے کو ساتھ ایک فضیلت کے اور وصف کیا اس کو ساتھ اس کے پس اشعار کیا ساتھ قدر زائد کے بیچ اس کے اس کے غیر پر مانند حیا کی عثمان رضی اللہ عنہ میں اور قضا کے علی میں اور مانند اس کے۔ (فتح)

۳٤٦٢ ۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ عَنْ

۳٤٦٢۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران سے فرمایا کہ البتہ بھیجتا ہوں میں تمہاری طرف امین

حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ نَجْرَانَ لَأَبْعَثَنَّ يَعْنِي عَلَيْكُمْ يَعْنِي أَمِيْنًا حَقَّ أَمِيْنٍ فَأَشْرَفَ أَصْحَابُهُ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

کو کہ لائق امانت داری کے یعنی جو اصل حق امانتداری کا ہے وہ اس میں پایا جاتا ہے تو حضرت ﷺ کے اصحاب نے حکومت کے واسطے تمنا کی یعنی حکومت میں رغبت کے واسطے حرص کے اوپر حاصل کرنے صفت مذکورہ کے یعنی امانت کے نہ حکومت محض پر تو حضرت ﷺ نے ابوعبیدہ کو بھیجا۔

فائدہ: نجران ایک شہر ہے قریب یمن کے اور اس کا نام عبدالمسیح تھا نویں سال حضرت ﷺ کے پاس آئے تھے۔

بَابُ مَنَاقِبِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے مناقب کا بیان

فائدہ: دونوں کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس واسطے جمع کیا کہ اکثر مناقب میں دونوں مشترک ہیں اور امام حسن رضی اللہ عنہ ہجرت سے تیسرے سال پیدا ہوئے اور سنہ پچاس ہجری میں زہر سے وفات پائی اور امام حسین رضی اللہ عنہ ہجرت سے چوتھے سال پیدا ہوئے اور ٦١ھ ہجری میں عاشورے کے دن کربلا میں شہید ہوئے جو عراق کی زمین سے ہے اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب معاویہ فوت ہو گئے اور ان کا بیٹا یزید خلیفہ ہوا تو کوفہ والوں نے حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ہم آپ کے مطیع اور تابعدار ہیں تو حسین رضی اللہ عنہ ان کی طرف نکلے اور عبیداللہ بن زیاد ان سے پہلے کوفہ میں جا پہنچا اور اکثر لوگوں کو حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے پھیر دیا پھر قتل کیا اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کو اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے مسلم کو پہلے بھیج دیا تھا تاکہ لوگوں سے امام حسین رضی اللہ عنہ کے واسطے بیعت لے پھر اس کی طرف لشکر تیار کیا اور ان سے لڑائی کی یہاں تک کہ شہید ہوئے امام حسین رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت ان کے گھر والوں سے اور یہ قصہ مشہور ہے پس ہم اس کے بیان کو دراز نہیں کرتے اور شاید کتاب الفتن میں اس کا کچھ بیان ہو گا۔

قَالَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَانَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ سے معانقہ کیا

فائدہ: یہ حدیث بیع میں گزر چکی ہے۔

٣٤٦٣ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُوْسٰى عَنِ الْحَسَنِ سَمِعَ أَبَا بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ إِلٰى جَنْبِهِ يَنْظُرُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّإِلَيْهِ مَرَّةً وَّيَقُوْلُ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ

٣٤٦٣۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا منبر پر اور حسن رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پہلو میں تھے ایک بار یعنی کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ بیٹا میرا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ صلح کر دے اس کے سبب سے

اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

مسلمانوں کے دو گروہوں میں۔

فائدہ: اس کی شرح فتن میں آئے گی۔

۳۴۶۴ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ كَانَ يَأْخُذُهٗ وَالْحَسَنَ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا أَوْ كَمَا قَالَ.

۳۴۶۴۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پکڑتے ان کو اور حسن رضی اللہ عنہ کو اور فرماتے تھے کہ الٰہی میں ان کو دوست رکھتا ہوں سو تو بھی ان کو دوست رکھ۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

۳۴۶۵ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُتِيَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامِ فَجُعِلَ فِيْ طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِيْ حُسْنِهٖ شَيْئًا فَقَالَ أَنَسٌ كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَةِ.

۳۴۶۵ ۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا سر عبیداللہ بن زیاد کے پاس لایا گیا اور ایک طشت میں رکھا گیا تو وہ ناپاک اپنی چھڑی ان کی ناک اور آنکھ میں ڈالنے لگا اور ان کے حسن میں کچھ کہا یعنی ان کے حسن میں عیب کیا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھے حسین رضی اللہ عنہ مشابہ اہل بیت میں ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تھا سر مبارک ان کا رنگا ہوا وسمہ سے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کہا کہ اپنی چھڑی اٹھا کہ میں نے اس جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ مبارک دیکھا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کو چومتے تھے اور وسمہ سے رنگا ہوا تھا یعنی مائل بسیاہی تھا کہ اس سے خضاب کیا کرتے تھے۔

۳۴۶۶ ۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَدِيٌّ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهٗ فَأَحِبَّهٗ.

۳۴۶۶ ۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر تھے آپ فرماتے تھے الٰہی میں ان کو دوست رکھتا ہوں سو تو بھی ان کو دوست رکھ۔

٣٤٦٧ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَحَمَلَ الْحَسَنَ وَهُوَ يَقُوْلُ بِأَبِي شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ لَيْسَ شَبِيْهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ.

٣٤٦٧ ۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور حالانکہ وہ حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھاتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ میرا باپ قربان ہو کہ یہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں اور علی رضی اللہ عنہ ہنستے تھے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کسی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نہیں دیکھا تو جواب یہ ہے کہ نفی محمول ہے عموم شبہ پر اور مثبت معظم پر۔

٣٤٦٨ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ وَّصَدَقَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَّاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ.

٣٤٦٨ ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نگاہ رکھو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور تعظیم کو ان کے اہل بیت کے حق میں۔

فائدہ: اس کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔

٣٤٦٩ ۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسٌ قَالَ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ.

٣٤٦٩ ۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ تھا کوئی زیادہ مشابہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سے۔

فائدہ: یہ معارض ہے ابن سیرین کی روایت کو کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت مشابہ تھے تو ممکن ہے تطبیق بایں طور کہ شاید انس رضی اللہ عنہ نے یہ بات حسن رضی اللہ عنہ کی زندگی میں کہی ہو کہ وہ اس وقت اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ مشابہ تھے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پہلی روایت ان کے فوت ہونے کے بعد کہی ہو یا مراد اس کی جو حسین رضی اللہ عنہ کو مشابہ ہونے میں فضیلت دیتا ہے ماسوائے حسن رضی اللہ عنہ کے ہے اور احتمال ہے کہ ہو ہر ایک دونوں میں سے زیادہ تر مشابہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اعضا میں چنانچہ روایت ہے کہ تھے حسن رضی اللہ عنہ زیادہ تر مشابہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

سر سے سینہ تک اور حسین رضی اللہ عنہ اس سے نیچے اور امام حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے سوا اور بھی کئی آدمی ہیں جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ کہا جاتا ہے اور وہ پندرہ صحابی رضی اللہ عنہم ہیں اور امام مہدی علیہ السلام جو پچھلے زمانے میں پیدا ہوں گے وہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں ان کا نام اوران کے باپ کا نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ کے نام سے موافق ہوگا۔(فتح)

۳۴۷۰ ۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ يَعْقُوْبَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ نُعْمٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ أَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذُّبَابَ فَقَالَ أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُوْنَ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ ابْنَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا.

۳۴۷۰۔ ابن ابی نعم سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ پوچھا اسے ایک مرد نے حال محرم کے سے یعنی جو احرام میں ہو کر مار ڈالے مکھی کو تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عراق والے مکھی کے مارنے کا حکم پوچھتے ہیں اور بیشک انہوں نے مار ڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں یعنی حسنین رضی اللہ عنہما دو پھول میرے ہیں دنیا سے یعنی اس واسطے کہ پھول کی طرح اولاد کو بھی سونگھا اور چوما جاتا ہے۔

فائدہ: مراد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تعجب کرنا ہے حرص اہل عراق کے سے تھوڑی چیز کے پوچھنے میں اور قصور کرنے ان کے سے بڑی چیز میں اور ایوب سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حسین رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھیلتے تھے تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت رکھتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور میں کس طرح محبت نہ رکھوں اور حالانکہ وہ دونوں میرے پھول ہیں دنیا سے میں ان کو سونگھتا ہوں۔(فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

باب ہے بیان میں مناقب بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کے جو غلام آزاد ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: مشہور یہ ہے کہ وہ حبشی ہیں ایک کافر کے غلام تھے پھر خریدا ان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور حالانکہ وہ پتھروں میں دبے ہوئے تھے یعنی کافروں نے اسلام کی عداوت سے ان کو اتنے پتھر مارے تھے کہ وہ پتھروں میں دب گئے تھے۔(فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ

یعنی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بہشت میں اپنے آگے تیرے جوتے کی آہٹ سنی

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

۳۴۷۱ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۳۴۷۱۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے عمر

الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ أَبُوْ بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِيْ بِلَالًا.

فاروق رضی اللہ عنہ کہتے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور آزاد کیا انہوں نے ہمارے سردار یعنی بلال کو۔

فائدہ: مراد عمر رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ بلال سرداروں میں سے ہے یہ مراد نہیں کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں یہ ابن تین نے کہا ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ مراد اول سے حقیقی معنی ہیں اور دوسرے سے مجازی۔ کہا ہے اس کو بطور تواضع کے یا کہ سرداری افضلیت کو ثابت نہیں کرتی۔ (فتح)

۳۴۷۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ أَنَّ بِلَالًا قَالَ لِأَبِيْ بَكْرٍ إِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِيْ لِنَفْسِكَ فَأَمْسِكْنِيْ وَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِيْ لِلّٰهِ فَدَعْنِيْ وَعَمَلَ اللّٰهِ.

۳۴۷۲۔ قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تم نے مجھ مجھ کو اپنی جان کے واسطے یعنی اپنی ذاتی خدمت کے واسطے خریدا تھا تو مجھ کو اپنے پاس روک رکھو، اور اگر تم نے مجھ کو اللہ کے لیے خریدا تھا تو مجھ کو اللہ کے کام میں چھوڑ دے کہ میں اللہ کے واسطے عمل کروں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے دیکھا کہ افضل عمل مومن کا جہاد ہے تو میں نے چاہا کہ اللہ کی راہ میں چوکیداری کروں اور یہ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ قسم دیتا ہوں تجھ کو اللہ کی اور اپنے حق کی تو بلال رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ رہے یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دی تو بلال شام کو متوجہ ہوئے جہاد کی نیت سے اور وہاں طاعون کی بیماری سے فوت ہوئے ۱۸ ہجری میں۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ مَنَاقِبِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

باب ہے بیان میں مناقب ابن عباس رضی اللہ عنہما کے

فائدہ: یعنی عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم چچیرے بھائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین سال ہجرت سے پہلے پیدا ہوئے اور ۶۸ ہجری میں فوت ہوئے اور وہ اصحاب کے عالموں سے تھے یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ مقدم کرتے تھے ان کو ساتھ بزرگوں کے اور وہ جوان تھے۔ (فتح)

۳۴۷۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى صَدْرِهٖ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ

۳۴۷۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنے سینے سے ملایا اور کہا کہ اے الٰہی اس کو حکمت سکھا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو قرآن سکھا دے اور بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ حکمت اصابت ہے سوائے نبوت کے۔

الْحِكْمَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ وَقَالَ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ مِّثْلَهٗ وَالْحِكْمَةُ الْاِصَابَةُ فِيْ غَيْرِ النُّبُوَّةِ.

فائدہ: اور یہ تائید کرتا ہے اس کی جو تفسیر کرتا ہے حکمت کو ساتھ قرآن کے اور اختلاف ہے کہ مراد ساتھ حکمت کے اس جگہ کیا ہے سو بعض کہتے ہیں کہ اصابت ہے قول میں یعنی بات ٹھیک کہنا اور بعض کہتے ہیں کہ سمجھ اور بوجھ ہے اللہ کی طرف سے اور بعض کہتے ہیں کہ جس کی صحت پر عقل گواہی دے اور بعض کہتے ہیں کہ نور ہے کہ فرق کیا جاتا ہے ساتھ اس کے درمیان الہام اور وسواس کے اور بعض کہتے ہیں کہ جلد جواب دینا اور بعض کچھ اور کہتے ہیں اور تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما زیادہ تر عالم اصحاب میں ساتھ تفسیر قرآن کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اچھے ہیں ترجمان قرآن کے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ زیادہ عالم ہیں ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور میں نے شروع کتاب العلم میں جو اقوال حکمت کی تفسیر میں منقول ہوئی ہیں سب کو جمع کیا اور یہ حدیث کتاب العلم اور کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے اور وہاں اس حدیث کے فرمانے کا سبب بھی بیان ہوا ہے اور جن راویوں نے اس حدیث میں جملہ ''وَعَلِّمْهُ التَّاوِيْلَ'' زیادہ کیا ہے ان کا بیان بھی وہاں ہو چکا ہے اور یہ حدیث زیادہ تر اس طرح ہے اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّاوِيْلَ یہاں تک کہ بعض نے اسے صحیحین کی طرف منسوب کیا ہے مگر یہ نسبت صحیح نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ — باب ہے بیان میں مناقب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اصحاب کے سواروں میں سے تھے حدیبیہ کے درمیان مسلمان ہوئے اور جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ کی ٹوپی گم ہوئی تو انھوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا اور اپنا سر منڈایا تو لوگوں نے آپ کے بال لینے کے واسطے جلدی کی سو میں ان سے آگے بڑھ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتھے کے بال لے کر اپنی اس ٹوپی میں رکھ لیے سو میں کسی لڑائی میں اس ٹوپی کے ساتھ حاضر نہیں ہوا مگر کہ مجھ کو فتح نصیب ہوئی اور حاضر ہوئے وہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی لڑائیوں میں کہ ان میں اس کی بہادری ظاہر ہوئی پھر مرتد لوگ ان کے ہاتھ سے قتل ہوئے پھر بڑے بڑے شہر ان کے ہاتھ پر فتح ہوئے اور ۲۱ ہجری میں اپنے گھر میں فوت ہوئے۔ (فتح)

٣٤٧٤ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعٰى زَيْدًا وَّجَعْفَرًا

۳۴۷۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو زید اور جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کے شہید ہونے کی خبر دی پہلے اس سے کہ ان کی خبر ان کو آئے یعنی وحی کے ذریعہ سے سو فرمایا کہ لیا علم کو زید رضی اللہ عنہ نے سو وہ شہید ہو گئے

وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَّأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى أَخَذَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ.

پھر علم کو جعفر رضی اللہ عنہ نے لیا تو وہ بھی شہید ہوئے پھر ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لیا تو وہ بھی شہید ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے یہاں تک کہ لیا علم کو اللہ کی ایک تلوار نے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح نصیب کی۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول آپ کا ہے یہاں تک کہ لیا علم کو تلوار نے پس تحقیق مراد ساتھ اس کے خالد رضی اللہ عنہ ہیں اور اس دن سے ان کا نام سیف اللہ مشہور ہوا یعنی اللہ کی تلوار اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ ایذا دو خالد کو کہ وہ ایک تلوار ہیں اللہ کی تلواروں میں سے کہ ڈالا ہے ان کو اللہ نے کافروں پر۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ سَالِمٍ مَّوْلٰى أَبِيْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب سالم رضی اللہ عنہ غلام آزاد کردہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: سالم رضی اللہ عنہ اکابر اصحاب میں سے ہیں جنگ بدر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے اور مہاجرین اولین سے ہیں۔ (فتح)

٣٤٧٥ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ ذُكِرَ عَبْدُ اللّٰهِ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لَّا أَزَالُ أُحِبُّهُ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَبَدَأَ بِهِ وَسَالِمٍ مَّوْلٰى أَبِيْ حُذَيْفَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَا أَدْرِيْ بَدَأَ بِأُبَيٍّ أَوْ بِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

٣٤٧٥۔ مسروق سے روایت ہے کہ ذکر کیا گیا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نزدیک عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے تو انہوں نے کہا کہ میں ہمیشہ ان کو دوست رکھتا ہوں بعد اس کے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنا فرماتے تھے کہ قرآن سیکھو چار سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پہلے اس کو ذکر کیا گیا اور سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہا میں نہیں جانتا کہ پہلے ابی کو ذکر کیا یا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو۔

فائدہ: اور تخصیص ان چاروں کے ساتھ سیکھنے قرآن کے ان سے یا تو اس واسطے ہے کہ قرآن ان کو اکثر ضبط تھا اور اس کو خوب ادا کرتے تھے یا اس واسطے کہ وہ فارغ ہوئے تھے واسطے سیکھنے اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اور درپے ہوئے تھے ادا کرنے اس کے بعد آپ کے پس اس واسطے بلایا طرف سیکھنے کے ان سے نہ اس واسطے کہ ان کے سوائے کوئی قرآن کا جامع نہ تھا۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سابقین میں سے ہیں اور چھٹے ہیں اسلام میں اور دو بار ہجرت کی اور والی ہوئے بیت المال کے کوفہ میں واسطے عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے اور ۳۲ ہجری میں عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے عمر ان کی ساٹھ برس سے زیادہ تھی اور اصحاب کے عالموں میں سے تھے اور ان لوگوں میں سے جن کا علم عام ہوا ساتھ کثرت شاگردوں اس کی کے اور سیکھنے والوں کے ان سے۔ (فتح)

٣٤٧٦ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَآئِلٍ قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّقَالَ إِنَّ مِنَ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا وَّقَالَ اسْتَقْرِؤُوا الْقُرْآنَ مِنَ أَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَالِمٍ مَّوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

٣٤٧٦ ـ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو بالطبع اور نہ فحش گو بہ تکلف اور فرمایا کہ تم میں سے بہت پیارا میرے نزدیک وہ ہے جس کی عادتیں اچھی ہوں اور فرمایا کہ سیکھو قرآن کو چار آدمیوں سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے۔

٣٤٧٧ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى عَنْ أَبِيْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ دَخَلْتُ الشَّأْمَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا فَرَأَيْتُ شَيْخًا مُّقْبِلًا فَلَمَّا دَنَا قُلْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَّكُوْنَ اسْتَجَابَ قَالَ مِنْ أَيْنَ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ أَفَلَمْ يَكُنْ فِيْكُمْ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ أَوَلَمْ يَكُنْ فِيْكُمُ الَّذِيْ أُجِيْرَ مِنَ الشَّيْطَانِ أَوَلَمْ يَكُنْ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ كَيْفَ قَرَأَ ابْنُ

٣٤٧٧ ـ علقمہ سے روایت ہے کہ میں شام میں داخل ہوا سو میں نے دو رکعت نماز پڑھی تو میں نے کہا کہ الٰہی میسر کر میرے لیے کوئی ساتھی نیک تو میں نے ایک بزرگ کو دیکھا سامنے سے آتے ہیں سو جب وہ قریب آئے تو میں نے کہا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ نے میری دعا قبول کی ہوانھوں نے کہا کہ تم کہاں سے ہو؟ میں نے کہا کوفہ والوں سے کہا کیا پس نہیں تم میں صاحب دو جوتوں اور تکیہ اور وضو کے برتن کا کیا نہیں تم میں جو شیطان سے پناہ دیا گیا کیا نہیں تم میں صاحب بھید کا جس کے سوائے اس کو کوئی نہیں جانتا پس کہا کس طرح پڑھتا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ تو میں

أُمِّ عَبْدٍ ﴿وَاللَّيْلِ﴾ فَقَرَأْتُ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى﴾ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى قَالَ أَقْرَأَنِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاهُ إِلَى فِيَّ فَمَا زَالَ هٰؤُلَاءِ حَتّٰى كَادُوا يَرُدُّونِي.

نے پڑھا ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى﴾ تو انھوں نے کہا کہ پڑھائی ہے مجھ کو حضرت ﷺ نے یہ آیت اپنے روبرو پس ہمیشہ رہے لوگ مجھ سے جھگڑتے یہاں تک کہ قریب تھا کہ مجھ کو پھیر دیں۔

٣٤٧٨ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَأَلْنَا حُذَيْفَةَ عَنْ رَجُلٍ قَرِيْبِ السَّمْتِ وَالْهَدْيِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَأْخُذَ عَنْهُ فَقَالَ مَا أَعْرِفُ أَحَدًا أَقْرَبَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَدَلًّا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ.

۳۴۷۸۔ عبداللہ بن یزید سے روایت ہے کہ پوچھا ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرد کا کہ قریب ہو خشوع اور طریقے میں حضرت ﷺ سے یعنی جس کا طریق اور چال چلن حضرت ﷺ کے طریقے سے بہت موافق ہو اس نے کہا نہیں جانتا میں کسی کو قریب تر خشوع اور طریقے اور سیرت اور حال چال میں ساتھ حضرت ﷺ کے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔

٣٤٧٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ فَمَكُثْنَا حِيْنًا مَا نُرَى إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا نَرَى مِنْ دُخُوْلِهِ وَدُخُوْلِ أُمِّهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۴۷۹۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرا بھائی یمن سے حضرت ﷺ کے پاس آئے سو ہم ایک زمانہ ٹھہرے نہ معلوم کرتے تھے ہم مگر یہ کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے اہل بیت سے ہیں واسطے اس کے کہ دیکھتے تھے ہم داخل ہونا ان کا اور ان کی ماں کا اوپر حضرت ﷺ کے یعنی وقت بوقت۔

فائدہ: اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر ملازمت ان کی کے واسطے حضرت ﷺ کے اور وہ لازم پکڑتی ہے ثبوت فضیلت ان کی کو۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر

فائدہ: معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا اسلام لانا پہلے فتح مکہ کے ہے اور صحبت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کی منشی گری کی اور والی ہوئے دمشق کی حکومت کے اور عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے بعد فوت ہونے اپنے بھائی کے ۱۹ھ ہجری میں اور بدستور رہے حاکم اوپر اس کے عثمان کی خلافت تک پھر زمانے لڑنے اس کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ کے اور حسن رضی اللہ عنہ کے پھر جمع ہوئے ان پر لوگ ۴۱ھ ہجری میں یہاں تک کہ فوت ہوئے ۶۰ھ ہجری میں اور انہوں نے چالیس برس سے زیادہ حکومت کی۔ (فتح)

۳۴۸۰ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا الْمُعَافَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ دَعْهُ فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۴۸۰۔ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز کے بعد ایک رکعت وتر پڑھے اور ان کے پاس ابن عباس رضی اللہ عنہما کا غلام آزاد تھا تو وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا یعنی اور کہا کہ معاویہ نے ایک رکعت وتر پڑھے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ چھوڑ ان کو یعنی اس پر انکار نہ کر تحقیق انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت کی ہے یعنی پس نہیں کی انہوں نے کوئی چیز مگر کسی سند سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ٹھیک بات کو پہنچ بیشک وہ فقیہ ہیں اور نہیں ہے کچھ التفات طرف قول ابن تین کے کہ ایک رکعت وتر کے ساتھ فقہا قائل نہیں اس واسطے کہ جس کی ابن تین نے نفی کی ہے وہ اکثر کا قول ہے اور ثابت ہو چکی ہیں اس میں کئی حدیثیں ہاں افضل یہ ہے کہ اس سے پہلے جفت نماز پڑھے اور ادنیٰ درجہ اس کا دو رکعتیں ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ افضل کیا ہے وتر کو ان دو رکعتوں کے ساتھ جوڑنا یا توڑنا کوفیوں کا مذہب ہے کہ وتر کو ان کے ساتھ جوڑنا شرط ہے اور یہ کہ ایک رکعت کافی نہیں اور ایک رکعت وتر کا مشہور ہونا بے پرواہ کرتا ہے اس میں کلام دراز کرنے سے یعنی ایک رکعت وتر کا جائز ہونا مشہور بات ہے اس کے بیان کی کچھ حاجت نہیں۔ (فتح)

۳۴۸۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ هَلْ لَكَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّهُ مَا أَوْتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ قَالَ أَصَابَ إِنَّهُ فَقِيهٌ.

۳۴۸۱ ۔ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کیا تجھ کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کلام ہے پس تحقیق نہیں وتر پڑھے انہوں نے مگر ایک رکعت یعنی کیا تم اس سے کہہ سکتے ہو کہ تم نے ایک رکعت وتر کیوں پڑھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ ٹھیک بات کو پہنچے بیشک وہ فقیہ ہیں۔

۳۴۸۲ - حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي

۳۴۸۲ ۔ حمران سے روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ تم ایک نماز پڑھتے ہو بیشک ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت کی

التَّیَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّكُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلَاةً لَقَدْ صَحِبْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيْهَا وَلَقَدْ نَهٰى عَنْهُمَا يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

سو ہم نے آپ ﷺ کو یہ دو رکعت نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور البتہ حضرت ﷺ نے ان سے منع کیا ہے یعنی دو رکعتیں بعد نماز عصر کے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ سے صحبت کی۔

تنبیہ: تعبیر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمہ میں ساتھ لفظ ذکر کے یعنی ذکر کیا ہے معاویہ رضی اللہ عنہ کا اور یہ نہیں کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت یا مناقب کا بیان اس واسطے کہ فضیلت نہیں پکڑی جاتی باب کی حدیث سے اس واسطے کہ ظاہر گواہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی واسطے ان کے ساتھ فقہ اور صحبت کے دلالت کرتی ہے اوپر فضل کثیر کے اور ابن ابی عاصم وغیرہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ایک جز تصنیف کی ہے لیکن اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ نہیں صحیح ہوئی بیچ فضائل معاویہ رضی اللہ عنہ کے کچھ چیز پس یہی نکتہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے اس کے حق میں مناقب کے لفظ نہیں کہے واسطے اعتماد کرنے کے اپنے استاد کے قول پر لیکن اس نے دقیق نظر سے استنباط کیا وہ چیز کہ دور کرے ساتھ اس کے رافضیوں کے سرداروں کو اور قصہ نسائی کا اس باب میں مشہور ہے اور وارد ہوئی ہیں معاویہ کے فضائل میں بہت حدیثیں لیکن ان میں سند کے طریق سے کوئی حدیث صحیح نہیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے اسحاق اور نسائی وغیرہ نے۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

باب ہے بیان میں مناقب فاطمہ رضی اللہ عنہا کے

فائدہ: اور حضرت ﷺ کی بیٹی ہیں اور ان کی ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں پیدا ہوئی فاطمہ رضی اللہ عنہا پہلے اسلام سے اور نکاح کیا ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بعد بدر کے دوسرے سال میں اور حضرت ﷺ سے پیچھے چھ مہینے فوت ہوئیں ١١ھ ہجری میں اور ان کی عمر چوبیس سال کی ہے اور قوی تر دلیل اور پر مقدم کرنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اور سب عورتوں پر اپنے زمانے کی عورتوں سے اور جو ان کے بعد ہیں یہ حدیث ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ سردار ہیں سارے جہان کی عورتوں کی مگر مریم۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَآءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بہشتیوں کی عورتوں کی سردار ہیں

فائدہ: اس کے بعض طریقوں میں مریم وغیرہ کا ذکر بھی آیا ہے جو ان کو اس میں مشارک ہیں۔ (فتح)

٣٤٨٣ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي

٣٤٨٣۔ مسور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے سو جس نے ان کو

مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّيْ فَمَنْ أَغْضَبَهَا فَقَدْ أَغْضَبَنِيْ.

ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِيْ شَكْوَاهُ الَّتِيْ قُبِضَ فِيْهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهُ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِهِ اَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مرض الموت میں بلایا تو ان سے کان میں کچھ بات کی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں پھر ان کو بلایا اور ان سے کان میں بات کی تو ہنسنے لگیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رونے اور ہنسنے کا سبب پوچھا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سرگوشی کی مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار سو مجھ کو خبر دی کہ اس بیماری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگا تو میں روئی پھر مجھ سے دوسری بار سرگوشی کی سو مجھ کو خبر دی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اہل بیت سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جاؤں گی تو میں ہنسی کہ جلدی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملوں گی۔

بَابُ فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

باب ہے بیان میں فضیلت عائشہ رضی اللہ عنہا کی

فائدہ: وہ صدیقہ ہیں بیٹی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اور ان کی ماں کا نام ام رومان ہے اور تھی پیدائش ان کی ہجرت سے پہلے آٹھ سال اور انتقال فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حالانکہ وہ اٹھارہ برس کی تھیں اور تحقیق یاد رکھی ہیں انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت چیزیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قریب پچاس برس کی زندہ رہیں اور لوگوں نے ان سے بہت علم سیکھا اور نقل کیے ان سے بہت احکام اور آداب یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ چوتھائی احکام شرعیہ کے عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہیں اور تھی موت ان کی معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ۵۸ ہجری میں اور ان کے گھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اولاد نہیں ہوئی۔ (فتح)

٢٤٨٤ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ اِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣٤٨٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں تجھے سلام کرتے ہیں تو میں نے کہا کہ وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ یعنی اور جبرائیل علیہ السلام کو بھی سلام اور اللہ کی رحمت یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو

يَوْمًا يَا عَائِشَ هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرٰى مَا لَا أَرٰى تُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

آپ ﷺ دیکھتے ہیں وہ میں نہیں دیکھتی۔

فائدہ: اس حدیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی ہے اور بعض نے اس سے استنباط کیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو عائشہ رضی اللہ عنہا پر فضیلت ہے اس واسطے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حق میں یہ وارد ہوا ہے کہ اے خدیجہ رضی اللہ عنہا جبرائیل علیہ السلام تجھے اللہ کی طرف سے سلام کرتے ہیں اور اس جگہ خود جبرائیل علیہ السلام کی طرف سے کہا اور اس کی تقریر آئندہ آئے گی۔ (فتح)

٣٤٨٥ ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَّلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَآئِرِ الطَّعَامِ.

٣٤٨٥ ۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مردوں سے بہت لوگ کمال کو پہنچے اور عورتوں سے مریم علیہا السلام عمران علیہ السلام کی بیٹی اور آسیہ رضی اللہ عنہا فرعون کی بی بی کے سوا کوئی عورت باکمال نہیں ہوئی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر۔

فائدہ: تقریر اس حدیث کی یہ ہے کہ قول حضرت ﷺ کا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت الخ نہیں لازم پکڑتا ثبوت افضلیت مطلقہ کو اور تحقیق اشارہ کیا ہے ابن حبان نے طرف اس کی کہ افضلیت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جس پر یہ حدیث وغیرہ دلالت کرتی ہے وہ حضرت ﷺ کی عورتوں کے ساتھ مقید ہے تا کہ نہ داخل ہو اس میں مانند فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واسطے تطبیق کے درمیان اس حدیث کے اور درمیان اس حدیث کے کہ افضل بہشتیوں کی عورتوں سے خدیجہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور باقی اس کی شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

٣٤٨٦ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

٣٤٨٦ ۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت دیگر عورتوں پر جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَآئِرِ الطَّعَامِ.

٣٤٨٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَائِشَةَ اشْتَكَتْ فَجَآءَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ تَقْدَمِيْنَ عَلٰى فَرَطِ صِدْقٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ.

۳۴۸۷ ۔ قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں سو ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کی خبر کو آئے سو کہا کہ اے ماں مسلمانوں کی تم جاتی ہو پیشوا صادق پر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر کہ تمہارے واسطے بہشت میں سامان تیار کرنے کو تم سے پہلے گئے ہوئے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ یقین کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ داخل ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بہشت میں۔ (فتح)

٣٤٨٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ أَبَا وَآئِلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارًا وَّالْحَسَنَ إِلَى الْكُوْفَةِ لِيَسْتَنْفِرَهُمْ خَطَبَ عَمَّارٌ فَقَالَ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَنَّهَا زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاكُمْ لِتَتَّبِعُوْهُ أَوْ إِيَّاهَا.

۳۴۸۸ ۔ ابو وائل سے روایت ہے کہ جب علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی طرف بھیجا تا کہ ان سے مدد لی جائے تو عمار رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا سو کہا کہ البتہ میں جانتا ہوں کہ بیشک عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں دنیا میں آخرت میں لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارا امتحان کیا ہے کہ تم علی رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے ہو یا عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا تو راضی نہیں کہ ہو تم بیوی میری دنیا اور آخرت میں اور شاید عمار رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو گی اور ظاہر یہ ہے کہ لِتَتَّبِعُوْهُ میں ضمیر اللہ کی طرف پھرتی ہے اور مراد ساتھ پیروی اللہ کے پیروی حکم شرعی اس کے کی ہے بیچ فرمان برداری امام کے اور نہ بغاوت کرنے کے اس سے اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس آیت کے کہ قرار پکڑو اپنے گھروں میں پس تحقیق وہ امر حقیقی ہے خطاب کیا گیا ہے ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو اس واسطے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ نہ ہلائے گی مجھے پیٹھ اونٹ کی یہاں تک کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملوں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے اس میں عذر یہ ہے کہ وہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ تاویل کرتے تھے اور تھی مراد ان کی واقع کرنا صلح کا درمیان لوگوں کے اور لینا قصاص کا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے اور تھی رائے علی رضی اللہ عنہ کی جمع ہونا اطاعت پر اور طلب کرنے وارثوں مقتول کے قصاص کو ان لوگوں سے جن پر قتل اپنی شرط سے ثابت ہو۔ (فتح)

٣٤٨٩ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَآءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِّنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا ذٰلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللَّهُ خَيْرًا فَوَاللَّهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَّجَعَلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةً.

٣٤٨٩ ـ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے اسماء رضی اللہ عنہا سے ہار مانگ کر لیا سو وہ گم ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اصحاب رضی اللہ عنہم کو اس کی تلاش میں بھیجا تو ان کو نماز کے وقت نے پایا تو انہوں نے بیوضو نماز پڑھی پھر جب وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی سو اس وقت تیمم کی آیت اتری اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تم کو نیک بدلا دے سوقسم ہے اللہ کی کہ نہیں اترا کوئی کام مشکل اوپر تیرے مگر کہ کی اللہ نے واسطے تیرے اس سے جگہ نکلنے کی اور کی واسطے مسلمانوں کے اس میں برکت۔

٣٤٩٠ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ فِي مَرَضِهِ جَعَلَ يَدُوْرُ فِي نِسَآئِهِ وَيَقُوْلُ أَيْنَ أَنَا غَدًا أَيْنَ أَنَا غَدًا حِرْصًا عَلَى بَيْتِ عَائِشَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِيْ سَكَنَ.

٣٤٩٠ ـ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو اپنی سب عورتوں میں گھومنا شروع کیا (یعنی جس دن جس کی باری ہوتی اس کے گھر میں اٹھا کر لائے جاتے) اور فرماتے کہ میں کل کہاں ہوں گا میں کل کہاں ہوں گا یعنی کل کس بیوی کی باری ہوگی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل یہی چاہتا تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب میری باری کا دن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بات سے چپ رہے۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ ایک روایت میں ہے کہ سب بیویوں نے اجازت دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہیں ہم نے اپنی باری معاف کی تو ظاہر اس کا مخالف ہے باب کی حدیث کو تطبیق یہ ہے کہ احتمال ہے کہ اجازت دی ہو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں پھرے یعنی پس متعلق ہوگی اجازت ساتھ آئندہ زمانے کے اور یہ تطبیق عمدہ ہے۔ (فتح)

٣٤٩١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ

٣٤٩١ ـ عروہ سے روایت ہے کہ دستور تھا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفے بھیجا کرتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں گے سو میری مصاحبین یعنی

عَائِشَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبِيْ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ وَاللّٰهِ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَإِنَّا نُرِيْدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيْدُهُ عَائِشَةُ فَمُرِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّأْمُرَ النَّاسَ أَنْ يُّهْدُوْا إِلَيْهِ حَيْثُ مَا كَانَ أَوْ حَيْثُ مَا دَارَ قَالَتْ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ أُمُّ سَلَمَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَأَعْرَضَ عَنِّيْ فَلَمَّا عَادَ إِلَيَّ ذَكَرْتُ لَهُ ذَاكَ فَأَعْرَضَ عَنِّيْ فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِيْ لِحَافِ امْرَأَةٍ مِّنْكُنَّ غَيْرِهَا.

حضرت ﷺ کی بیویاں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جمع ہوئیں سو انہوں نے کہا کہ اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا قسم ہے اللہ کی کہ بیشک لوگ قصد کرتے ہیں اپنے تحفوں سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن کو یعنی صرف اس دن تحفے بھیجتے ہیں اور ہم بھی خیر چاہتے ہیں جیسی عائشہ رضی اللہ عنہا چاہتی ہیں سو تم حضرت ﷺ سے کہو کہ لوگوں سے کہہ دیں کہ حضرت ﷺ جس بیوی کے پاس ہوں گے وہیں لوگ تحفہ بھیجا کریں تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ سے یہ کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا تو حضرت ﷺ نے مجھ سے منہ پھیرا اور کچھ جواب نہ دیا سو جب حضرت ﷺ پھر میرے پاس آئے تو میں نے آپ ﷺ سے یہ کہا تو حضرت ﷺ نے مجھ سے منہ پھیرا جب تیسری بار ہوئی تو پھر میں نے آپ ﷺ سے کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا تو مجھ کو رنج نہ دے عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقدمے میں سو بیشک قسم ہے اللہ کی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوائے تم میں سے کسی عورت کے لحاف میں مجھ پر وحی نہیں اتری۔

فائدہ: اس حدیث میں فضیلت بڑی ہے واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اور یہ لازم نہیں واسطے دو امروں کے ایک یہ کہ احتمال ہے کہ نہ ارادہ کیا ہو داخل کرنا خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بیچ اس کے یا مراد ساتھ قول آپ ﷺ کے مِنکُنَّ وہ عورت ہو جس سے خطاب ہے اور وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور جنہوں نے ان کو بھیجا تھا یا جو عورتیں اس وقت موجود تھیں اور دوسرا امر یہ ہے کہ برتقدیر اس کے کہ مراد دخول ہو پس نہیں لازم آتا ثبوت خصوصیت ایک چیز کے سے فضائل سے ثابت ہونا فضیلت مطلق کا مانند اس حدیث کے کہ زیادہ تر قاری تم میں اُبی ہیں اور حکمت بیچ اختصاص عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس کے کیا ہے اس کو لوگ بہت پوچھتے ہیں سو بعض کہتے ہیں کہ واسطے مکان اپنے باپ کے اور یہ کہ وہ اکثر حالات میں حضرت ﷺ سے جدا نہیں ہوئی تو اس واسطے ان کی بیٹی کو خاص کیا باوجود اس چیز کے کہ حضرت ﷺ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ زیادہ محبت تھی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مبالغہ کرتی تھیں بیچ پاک صاف کرنے ان کپڑوں کے جن میں حضرت ﷺ کے ساتھ ہوتی تھیں اور سبکی کبیر نے کہا کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا اور اختلاف

مشہور ہے لیکن حق لائق تر ہے پیروی کے اور ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جہات فضیلت کے درمیان خدیجہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریب قریب ہیں اور شاید اس کی رائے توقف ہے اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر ارادہ کیا جائے ساتھ فضیلت کے بہت ہونا ثواب کا نزدیک اللہ کے تو یہ ایسا مراد ہے کہ اس پر کسی کو اطلاع نہیں پس تحقیق عمل دل کا افضل ہے ہاتھ پاؤں کے عمل سے اور اگر مراد بہت ہونا علم کا ہو تو عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں لامحالہ اور اگر مراد شرافت خاندانی ہے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں لامحالہ اور اس فضیلت میں کوئی اس کا شریک نہیں سوائے اس کی بہنوں کے اور اگر مراد شرافت سیادت کی ہے تو فقط فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حق میں نص ثابت ہوئی ہے۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

❀ ..... ❀ ..... ❀

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۵

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَهٰذِهٖ تَرْجَمَةٌ لِلْجُزْءِ الْخَامِسِ عَشَرَ مِنْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَفَّقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِخَتْمِهٖ.

بَابُ مَنَاقِبِ الْأَنْصَارِ ﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُوا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوْتُوْا﴾.

بیان میں مناقب انصار کے اور اللہ نے فرمایا کہ جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر میں یعنی مدینے میں اور ایمان میں ان سے یعنی مہاجرین سے پہلے یعنی انصار محبت کرتے ہیں ان سے جو وطن چھوڑ کر آئے ان کے پاس یعنی مہاجرین سے اور نہیں پاتے اپنے دل میں غرض اس چیز سے جو ان کو ملا یعنی مہاجرین کو۔

فائدہ: یہ نام اسلامی ہے نام رکھا ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے اوس اور خزرج کو اور ان کے ہم قسموں کو جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور اوس منسوب ہیں طرف اوس بن حارثہ کی اور خزرج منسوب ہیں طرف خزرج بن حارثہ کی اور وہ دونوں بیٹے قیلہ کے ہیں اور قیلہ ان کی ماں کا نام ہے اور ان کے باپ کا نام حارثہ ہے جس کی طرف ازد کی نسبت جمع ہوتی ہے اور آیت کی تفسیر پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

٣٤٩٢۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَرَأَيْتَ اسْمَ الْأَنْصَارِ كُنْتُمْ تُسَمَّوْنَ بِهٖ أَمْ سَمَّاكُمُ اللّٰهُ قَالَ بَلْ سَمَّانَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كُنَّا نَدْخُلُ عَلٰى أَنَسٍ فَيُحَدِّثُنَا بِمَنَاقِبِ الْأَنْصَارِ وَمَشَاهِدِهِمْ وَيُقْبِلُ عَلَيَّ أَوْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَزْدِ فَيَقُوْلُ فَعَلَ قَوْمُكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا.

٣٤٩٢۔ غیلان بن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خبر دو مجھ کو وجہ نام رکھنے اوس اور خزرج کے سے ساتھ انصار کے کہ کیا تھے تم نام رکھے جاتے ساتھ اس کے پہلے اترنے آیت قرآن کے یا اللہ نے تمہارا یہ نام رکھا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بلکہ اللہ نے ہمارا یہ نام رکھا ہے غیلان نے کہا کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس جایا کرتے تھے یعنی بصرہ میں سو بیان کرتے تھے ہم سے مناقب انصار کے اور جہاد ان کے کے یعنی جس جس جہاد میں وہ حاضر ہوئے سو متوجہ ہوئے

طرف میری یا طرف ایک مرد کی ازد سے پس کہتے کہ کیا قوم تیری نے ایسا ایسا دن فلاں اور فلاں یعنی بیان کرتے ان کی بہادریوں اور دلیریوں کو جو واقع ہوئیں ان سے بیچ جہادوں کے اور مدد کرنے اسلام کے۔

فائدہ: اور غیلان کی قوم اگرچہ انصار میں داخل نہیں لیکن ان سے نسبت میں ملتے ہیں۔

۳۴۹۲۔ حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ بْنُ إِسْمَاعِیْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ یَوْمُ بُعَاثَ یَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِحُوْا فَقَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ دُخُوْلِهِمْ فِی الْإِسْلَامِ.

۳۴۹۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جنگ بعاث کا دن ایک دن تھا کہ مقدم کیا اس کو اللہ نے واسطے اپنے رسول کے یعنی واسطے مصلحت رسول کے پس تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں اور حالانکہ جدا جدا ہوا تھا گروہ ان کا اور مارے گئے تھے رئیس ان کے اور زخمی کیے گئے تھے سو آگے کیا اس کو اللہ نے اپنے رسول کی مصلحت سے تاکہ وہ اسلام میں داخل ہوں۔

فائدہ: بعاث ایک جگہ کا نام ہے نزدیک بنی قریظہ کے دو میل پر مدینے سے واقع ہوئی تھی اس میں لڑائی درمیان اوس اور خزرج کے سو ان میں سے بہت لوگ وہاں مارے گئے پہلے اس میں خزرج کی فتح ہوئی پھر اوس کی اور تھا یہ واقعہ پانچ برس ہجرت سے پہلے اور اس کا سبب یہ ہے کہ ان کا دستور تھا کہ اصیل نہ مارا جائے بدلے حلیف کے اوس ایک مرد نے خزرج کے ایک حلیف کو مار ڈالا تو خزرج نے چاہا کہ اوس سے قصاص لیں انہوں نے اس سے انکار کیا تو اس سبب سے ان کے درمیان لڑائی واقع ہوئی پس مارے گئے اس میں ان کے رئیسوں اور امیروں سے وہ لوگ کہ نہ تھے ایمان لائے یعنی تکبر کرتے اور عار کرتے اس سے کہ اسلام میں داخل ہوں تاکہ غیر کے حکم کے نیچے نہ آئیں اور تحقیق باقی رہا تھا ان میں سے اس قسم سے عبداللہ بن ابی ابن سلول جو منافقین کا سردار تھا اور اس کا قصہ مشہور ہے اس کتاب وغیرہ میں کہ وہ مرتے دم تک ایمان نہ لایا اور تمام عمر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدخواہی میں رہا (فتح) سو عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بعاث کا دن ایک دن تھا کہ مقدم کیا اس کو اللہ نے واسطے مصلحت اپنے رسول کے اور ظاہر ہونے دین اسلام کے اس واسطے کہ اگر رئیس لوگ جن کی عادت تکبر کرنے اور غیر کے حکم کو نہ ماننے کی تھی زندہ ہوتے تو تکبر کرتے اور جب ریاست سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری قبول نہ کرتے اس واسطے اللہ نے ہجرت سے پہلے ہی ان کا کام تمام کیا اور ان مفسدوں کو جہان سے اٹھایا۔

٣٤٩٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَأَعْطَى قُرَيْشًا وَّاللّٰهِ إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْعَجَبُ إِنَّ سُيُوْفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآءِ قُرَيْشٍ وَّغَنَائِمُنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا الْأَنْصَارَ قَالَ فَقَالَ مَا الَّذِيْ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ وَكَانُوْا لَا يَكْذِبُوْنَ فَقَالُوْا هُوَ الَّذِيْ بَلَغَكَ قَالَ أَوَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّرْجِعَ النَّاسُ بِالْغَنَائِمِ إِلٰى بُيُوْتِهِمْ وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى بُيُوْتِكُمْ لَوْ سَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَّسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ.

٣٤٩٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے فتح مکہ کے سال کہا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کا مال قریش کو دیا تھا کہ قسم ہے اللہ کی کہ بے شک یہ یعنی قریش کو دینا اور ہم کو نہ دینا البتہ یہ عجب بات ہے بے شک ان کے خون ہماری تلواروں سے ٹپکتے ہیں یعنی بہ سبب لڑنے کے ان سے اسلام لانے کے لیے اور ہماری غنیمتیں ان کو پھیر کر دیں جاتی ہیں تو یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا اور فرمایا کہ کیا بات ہے جو مجھ کو تمہاری طرف سے پہنچی اور انصار کا دستور تھا کہ جھوٹ نہ بولتے تھے سو انہوں نے عرض کیا کہ وہی بات ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم راضی نہیں اس سے کہ لوگ اپنے گھروں کی طرف غنیمتیں لے کر پھریں یعنی غیر تمہارے کہ مؤلفۃ القلوب ہیں اور تم اپنے گھروں کی طرف یعنی مدینے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پھرو یعنی تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھروں میں لے آؤ گے یہ بہتر ہے اس مال سے کہ لوگ اس کو لے کر اپنے گھروں میں آئیں گے یعنی تو انصار نے کہا کہ کیوں نہیں اگر انصار چلتے پہاڑ کے نالے یا راہ میں تو البتہ میں انصار کے راہ میں چلتا۔

فائدہ: اور مراد یہاں غنیمتوں سے حنین کی غنیمتیں ہیں اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصاریوں میں سے ایک مرد ہوتا یعنی انصاری اصحاب رضی اللہ عنہم مجھ کو ایسے پسند خاطر ہیں کہ اگر ہجرت کی صفت مجھ پر نہ ہوتی تو میں اپنے تئیں انصاریوں سے شمار کرتا روایت کی یہ حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یہ حدیث ٹکڑا ہے ایک حدیث طویل کا کہ اس کی شرح آئندہ آئے گی خطابی نے کہا کہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

ساتھ اس کے انصار کے دلوں کو خوش کرتا ہے اس واسطے کہ راضی ہوئے حضرت ﷺ ساتھ اس کے کہ ایک ان میں سے ہوں اگر ہجرت کا مانع نہ ہوتا۔ (فتح)

٣٤٩٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ الْأَنْصَارَ سَلَكُوْا وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ فِي وَادِي الْأَنْصَارِ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا ظَلَمَ بِأَبِيْ وَأُمِّيْ آوَوْهُ وَنَصَرُوْهُ أَوْ كَلِمَةً أُخْرٰى.

٣٤٩٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر انصار پہاڑ کے کسی نالے یا راہ میں چلتے تو البتہ میں انصار ہی کی راہ پر چلتا اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصاریوں میں سے ایک مرد ہوتا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں زیادتی کی حضرت ﷺ نے قول مذکور میں اور نہیں دیا ان کو زیادہ حق ان کے سے انصار نے حضرت ﷺ کو جگہ دی اور آپ ﷺ کی مدد کی یعنی تو اس سبب سے اس تعریف کے مستحق ہوئے یا کوئی اور کلمہ فرمایا۔

فائدہ: شاید مراد یہ ہے کہ سلوک کیا انصار نے حضرت ﷺ سے اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ساتھ اپنے مالوں کے اور یہ جو کہا کہ البتہ میں انصار کے راہ چلتا تو مراد ساتھ اس کے نیک موافقت ان کی ہے واسطے آپ ﷺ کے واسطے اس چیز کے کہ مشاہدہ کیا اس کو حضرت ﷺ نے نیک ہمسائیگی سے اور پورا کرنے قول اقرار کے سے اور یہ مراد نہیں کہ حضرت ﷺ ان کے تابع ہو جاتے بلکہ متبوع اور فرمانبرداری جن کی کی گئی آپ ﷺ ہی ہیں جن کی فرمانبرداری ہر آدمی پر واجب ہے۔ (فتح)

بَابُ إِخَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ

باب ہے بیان میں برادری کروانے حضرت ﷺ کے درمیان مہاجرین اور انصار کے

فائدہ: اس کا مفصل بیان ہجرت میں آئے گا۔

٣٤٩٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ آخَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنِّيْ أَكْثَرُ الْأَنْصَارِ مَالًا

٣٤٩٦۔ سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جو مہاجرین مدینے میں آئے تو برادری کرائی حضرت ﷺ نے درمیان عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ بن ربیع انصاری کے کہ اس کے اپنے سگے بھائی کے برابر جانے تو سعد رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں سب انصار سے زیادہ مال دار ہوں تو میں اپنا مال آدھم آدھ بانٹتا ہوں یعنی آدھا میں رکھتا

فَأَقْسِمُ مَالِي نِصْفَيْنِ وَلِي امْرَأَتَانِ فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَسَمِّهَا لِي أُطَلِّقُهَا فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ أَيْنَ سُوقُكُمْ فَدَلُّوهُ عَلَى سُوقِ بَنِي قَيْنُقَاعَ فَمَا انْقَلَبَ إِلَّا وَمَعَهُ فَضْلٌ مِّنْ أَقِطٍ وَّسَمْنٍ ثُمَّ تَابَعَ الْغُدُوَّ ثُمَّ جَاءَ يَوْمًا وَّبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ تَزَوَّجْتُ قَالَ كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ نَوَاةً مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ شَكَّ إِبْرَاهِيمُ.

ہوں اور آدھا تو لے اور میرے پاس دو عورتیں ہیں سو دیکھ ان دونوں میں سے کس کو تو پسند کرتا ہے سو اس کا مجھ سے نام لے کہ میں اس کو طلاق دوں پھر جب اس کی عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کر لے کہا اللہ برکت کرے تجھ کو تیرے اہل اور مال میں کہاں ہے تمہارا بازار تو لوگوں نے اس کو بازار بنی قینقاع کی طرف راہ دکھائی سو نہ پھرا بازار سے کہ اس کے ساتھ کچھ نفع تھا پنیر اور گھی سے پھر پے در پے ہر صبح کو جانا شروع کیا پھر ایک دن آیا اور اس پر زردی کا نشان تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے یعنی کیا سبب ہے اس کا یا کیوں لگائی کہا میں نے نکاح کیا ہے فرمایا تو نے اس کو کتنا مہر دیا کہ کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا۔

۳۴۹۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَّآخَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ وَكَانَ كَثِيرَ الْمَالِ فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ عَلِمَتِ الْأَنْصَارُ أَنِّي مِنْ أَكْثَرِهَا مَالًا سَأَقْسِمُ مَالِي بَيْنِي وَبَيْنَكَ شَطْرَيْنِ وَلِي امْرَأَتَانِ فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَأُطَلِّقُهَا حَتّٰى إِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ فَلَمْ يَرْجِعْ يَوْمَئِذٍ حَتّٰى أَفْضَلَ شَيْئًا مِّنْ سَمْنٍ وَّأَقِطٍ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتّٰى جَاءَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ

۳۴۹۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینے میں ہمارے پاس آئے اور حضرت ﷺ نے اس کے اور سعد رضی اللہ عنہ کے درمیان برادری کروائی اور سعد رضی اللہ عنہ بہت مال دار تھے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انصار کو معلوم ہے کہ میں سب سے زیادہ مال دار ہوں سو میں عنقریب اپنا مال اپنے اور تیرے درمیان آدھم آدھ تقسیم کروں گا اور میرے پاس دو عورتیں ہیں سو دیکھ ان دونوں میں سے کس کو پسند کرتا ہے سو میں اس کو طلاق دوں یہاں تک کہ وہ حلال ہو یعنی عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کر لے تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ برکت کرے اللہ تیرے واسطے تیرے اہل میں سو نہ پھرا اس دن کہ نفع حاصل کیا اس نے کچھ گھی اور پنیر سے پھر نہ دیر کی اس نے مگر تھوڑی سی یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور اس پر زردی کا نشان تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ یہ کیا ہے کہا میں نے ایک

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ مَا سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ نَوَاةً مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

انصاری عورت سے نکاح کیا ہے فرمایا تو نے اس کو کیا مہر دیا کہا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا فرمایا ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہو۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

۳۴۹۸۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ النَّخْلَ قَالَ لَا قَالَ تَكْفُونَنَا الْمَئُونَةَ وَتُشْرِكُونَنَا فِي التَّمْرِ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.

۳۴۹۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کھجور کے درخت ہمارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تقسیم نہیں کرتا انصار نے کہا مہاجرین کو کفایت کرو تم ہم سے محنت کو یعنی محنت اور خبر گیری تم بھی کرو جیسی ہم کرتے ہیں اور شریک کرو ہم کو میوے میں۔

فائدہ: اس کی شرح مزارعت میں گزر چکی ہے اور اس میں فضیلت ظاہر ہے واسطے انصار کے۔

بَابُ حُبِّ الْأَنْصَارِ

باب بیان میں محبت رکھنے کے انصار سے یعنی انصار سے محبت رکھنے کی کیا فضیلت ہے

۳۴۹۹۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ.

۳۴۹۹۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں محبت رکھتا انصار سے مگر ایماندار اور نہیں عداوت رکھتا ان سے مگر منافق سو جو ان کو دوست رکھے اللہ ان کو دوست رکھے گا اور جو ان سے عداوت رکھے اللہ ان سے عداوت رکھے گا۔

۳۵۰۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ عَنْ

۳۵۰۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنی ہے اور نفاق کی نشانی

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْإِيْمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ.

ان سے عداوت رکھنی ہے۔

فائدہ: ابن تین نے کہا مراد محبت اور عداوت سب انصار کی ہے اس واسطے کہ سوائے اس کے نہیں کہ یہ دین کے واسطے ہوتی ہے اور جو بغض رکھے ان سے واسطے کسی اور معنی کے جائز ہے بغض رکھنا واسطے اس کے تو یہ نہی میں داخل نہیں اور یہ تقریر عمدہ ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ أَنْتُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ

باب ہے بیان میں قول حضرت مَلَّاتِيَّامِ کے واسطے انصار کے کہ تم میرے نزدیک سب لوگوں سے محبوب تر ہو

فائدہ: یہ بطور اجمال کے ہے یعنی مجموع تمہارا محبوب تر ہے نزدیک میرے تمہارے غیر کے مجموع سے پس نہ معارض ہوگا اس حدیث کو جو پہلے گزر چکی ہے بیچ جواب اس شخص کے جس نے کہا کہ کون ہے محبوب تر لوگوں میں نزدیک آپ مَلَّاتِيَّامِ کے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ (فتح) یعنی انصار کے مجموع کو محبوب رکھنا اس کے معارض نہیں کہ ان کے غیر کے مجموع میں سے ایک مرد کو محبوب تر رکھا ہے۔

۳۵۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّسَآءَ وَالصِّبْيَانَ مُقْبِلِيْنَ قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مِنْ عُرُسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُمْثِلًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ.

۳۵۰۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مَلَّاتِيَّامِ نے عورتوں اور لڑکوں کو دیکھا کہ پھرے آتے ہیں دعوت شادی سے تو حضرت مَلَّاتِيَّامِ سیدھے کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ الٰہی تم لوگ میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تر پیاری ہو یہ آپ مَلَّاتِيَّامِ نے تین بار فرمایا۔

۳۵۰۲۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَّهَا فَكَلَّمَهَا

۳۵۰۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت حضرت مَلَّاتِيَّامِ کے پاس آئی اور اس کے ساتھ اس کا ایک لڑکا تھا تو حضرت مَلَّاتِيَّامِ نے اس سے کلام کیا یعنی اس کے سوال کے جواب میں یا ابتداء سے سو فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ تم میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تر محبوب ہو دو بار فرمایا۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ إِنَّكُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَىَّ مَرَّتَيْنِ.

بَابُ أَتْبَاعِ الْأَنْصَارِ

انصار کے تابعداروں کا بیان یعنی ان کے حلیفوں اور غلاموں آزاد کردہ سے

۳۵۰۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِكُلِّ نَبِيٍّ أَتْبَاعٌ وَّإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا فَدَعَا بِهٖ فَنَمَيْتُ ذٰلِكَ إِلَى ابْنِ أَبِىْ لَيْلٰى قَالَ قَدْ زَعَمَ ذٰلِكَ زَيْدٌ.

۳۵۰۳۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیغمبر کے تابع ہوتے ہیں اور بے شک ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوئے ہیں سو اللہ سے دعا کیجیے کہ ہمارے تابعداروں کو ہم میں سے کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ دعا کی یعنی کہا کہ الٰہی ان کے تابعداروں کو ان میں سے کر۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہمارے تابعداروں کو ہم میں سے کرے تو مراد یہ ہے کہ ان کو بھی انصار کہا جائے تا کہ جو وصیت لوگوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے حق میں احسان کرنے کی کی ہے ان کو بھی شامل ہو یعنی جیسا کہ فرمایا اوصیکم بالانصار اور اس جیسی دوسری احادیث۔ (فتح)

۳۵۰۴۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَتِ الْأَنْصَارُ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ أَتْبَاعًا وَّإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَتْبَاعَهُمْ مِنْهُمْ قَالَ عَمْرٌو فَذَكَرْتُهٗ لِابْنِ أَبِىْ لَيْلٰى قَالَ قَدْ زَعَمَ ذَاكَ زَيْدٌ قَالَ شُعْبَةُ أَظُنُّهٗ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ.

۳۵۰۴۔ ابو حمزہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ہر قوم کے واسطے تابعدار ہوتے رہتے ہیں اور تحقیق ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوئے ہیں سو اللہ سے دعا کیجیے کہ ہمارے تابعداروں کو ہم میں سے کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی ان کے تابعداروں کو ان میں سے کر۔

بَابُ فَضْلِ دُوْرِ الْأَنْصَارِ

انصار کے گھروں کی فضیلت کا بیان یعنی ان کی جگہوں کا

۳۵۰۵۔ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

۳۵۰۵۔ ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدٌ مَّا أَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا فَقِيْلَ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ وَقَالَ عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ أَبُوْ أُسَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ.

فرمایا کہ سب انصار کے محلوں سے نجار کی اولاد کا محلہ بہتر ہے اور کے بعد عبدالاشہل کی اولاد بہتر ان کے بعد حارث بن خزرج کیاولاد بہتر ان کے بعد ساعدہ کی اولاد بہتر اور انصار کے سب محلوں میں خیر ہے تو سعد بن عبادہ نے کہا یعنی اور تھا وہ ساعدہ کی اولاد سے کہ نہیں دیکھتا میں حضرت ﷺ کو مگر کہ فضیلت دی ہم پر کئی قوموں کو یعنی پہلے تین قوموں کو جو مذکور ہوئیں تو کسی نے کہا کہ فضیلت دی تم کو حضرت ﷺ نے بہت قبیلوں پر یعنی جو حدیث میں مذکور نہیں ہوئے۔

فائدہ: بنی نجار حضرت ﷺ کے دادا کے ماموں ہیں اس واسطے کہ والدہ عبدالمطلب کی ان میں سے ہے اور جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو انہیں کے گھروں میں اترے پس واسطے ان کے زیادہ فضیلت ہے ان کے غیروں پر اور انس رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں سے تھے اس واسطے ان کو زیادہ کوشش ہے ساتھ یاد رکھنے فضیلتوں ان کی اور پہلی خیر کے معنی افضل ہیں اور دوسری خیر کے معنی فضل ہیں یعنی فضیلت حاصل ہے تمام انصار میں اگرچہ ان کے مراتب جدا جدا ہیں۔ (فتح)

۳۵۰۶۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ الطَّلْحِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ أُسَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ الْأَنْصَارِ أَوْ قَالَ خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ وَبَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَبَنُو الْحَارِثِ وَبَنُو سَاعِدَةَ.

۳۵۰۶۔ ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ سب انصار کے محلوں سے نجار کی اولاد کا محلّہ افضل ہے ان کے بعد عبدالاشہل کی اولاد افضل ان کے بعد حارث کی اولاد افضل ان کے بعد ساعدہ کی اولاد بہتر۔

۳۵۰۷۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ

۳۵۰۷۔ ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک سب انصار کے محلوں سے نجار کی اولاد کا

عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ خَيْرَ دُوْرِ الْأَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ ثُمَّ عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَلَحِقَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ أَبَا أُسَيْدٍ أَلَمْ تَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ الْأَنْصَارَ فَجَعَلَنَا أَخِيرًا فَأَدْرَكَ سَعْدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ خُيِّرَ دُوْرُ الْأَنْصَارِ فَجُعِلْنَا اٰخِرًا فَقَالَ أَوَلَيْسَ بِحَسْبِكُمْ أَنْ تَكُوْنُوْا مِنَ الْخِيَارِ.

محلہ افضل ہے پھر عبدالاشہل کی اولاد افضل پھر حارث کی اولاد کا محلہ افضل اور انصار کے سب محلوں میں فضیلت ہے تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہم سے ملے فرمایا کہ اے ابو اسید رضی اللہ عنہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض انصار کو بعض انصار پر فضیلت دی اور ہم کو پیچھے ڈالا تو سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا سو کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے بعض محلوں کو بعض پر فضیلت دی گئی سو ہم پیچھے ڈالے گئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم کو کفایت نہیں کرتا کہ ہو تم نیکوں سے۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ وہ افضل ہیں بہ نسبت ان کی جوان سے کم ہیں اور شاید ایک دوسرے پر فضیلت دینی درمیان ان کے واقع ہوئی باعتبار سبقت کرنے کے طرف اسلام کی اور باعتبار کوشش ان کی کے بیچ بلند کرنے کلمۃ اللہ کے اور مانند اس کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ اصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ قَالَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں اس حدیث کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم صبر کرتے رہو یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو یعنی مخاطب کیا انصار کو ساتھ اس کے روایت کی ہے یہ حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۳۵۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا قَالَ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ.

۳۵۰۸۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو تحصیل زکوۃ یا کسی شہر پر حاکم نہیں کرتے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلانے کو حاکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ہے کہ میرے بعد تم پاؤ گے اپنے سوائے اوروں کو مقدم یعنی سوائے تمہارے اور لوگوں کو حکومت ملے گی تو تم صبر کرتے رہو یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو یعنی قیامت تک۔

فائدہ: اس حدیث میں اشارہ ہے کہ انصار کے سوا اور لوگوں کو حکومت ملے گی پس خاص ہوں گے سوائے ان کے ساتھ اموال کے اور ہوا یہ کام جیسا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا اور یہ امر بھی پیش گوئیوں میں گنا گیا ہے جن کی حضرت ﷺ نے خبر دی سو آپ ﷺ کے فرمانے کے موافق واقع ہوا اور زیادہ شرح اس کی فتن میں آئے گی۔ (فتح)

۳۵۰۹۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ وَمَوْعِدُكُمُ الْحَوْضُ.

۳۵۰۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ بے شک میرے بعد تم پاؤ گے اپنے سوا اوروں کو مقدم سو تم صبر کرتے رہو یہاں تک کہ تم مجھ سے ملو اور وعدہ گاہ تمہاری حوض ہے یعنی حوض حضرت ﷺ کا دن قیامت کے۔

۳۵۱۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ خَرَجَ مَعَهُ إِلَى الْوَلِيْدِ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ إِلٰى أَنْ يُقْطِعَ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ فَقَالُوْا لَا إِلَّا أَنْ تُقْطِعَ لِإِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِثْلَهَا قَالَ إِمَّا لَا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ فَإِنَّهُ سَيُصِيْبُكُمْ أَثَرَةٌ بَعْدِيْ.

۳۵۱۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کو بلایا کہ ملک بحرین میں ان کو جاگیر دیں تو انصار نے کہا کہ ہم جاگیر نہیں لیتے مگر یہ کہ ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی اتنی جاگیر دیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم قبول نہیں کرتے تو صبر کرتے رہو یہاں تک کہ تم مجھ سے ملو پس تحقیق شان یہ ہے کہ عنقریب ہے کہ میرے بعد تم پاؤ گے اپنے سوا اوروں کو مقدم یعنی اگر تم لیتے نہیں تو میرے بعد بھی حکومت کا حوصلہ نہ کرنا۔

بَابُ دُعَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ نے یوں دعا کی کہ الٰہی سنوار دے مہاجرین اور انصار کے حال کو

۳۵۱۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِيَاسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْأٰخِرَةِ فَأَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۵۱۱۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی سچی اور دائمی زندگی نہیں مگر آخرت کی سو سنوار دے مہاجرین اور انصار کے حال کو اور ایک روایت میں ہے کہ بخش دے انصار کو۔

مِثْلَهُ وَقَالَ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ.

۳۵۱۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُوْلُ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا فَأَجَابَهُمُ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ.

۳۵۱۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے دن انصار کہتے تھے ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی جہاد پر ہمیشہ جب تک ہم زندہ رہیں گے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جواب میں یہ دعا دی کہ الٰہی سچی اور دائمی زندگی نہیں مگر آخرت کی سو اکرام کر مہاجرین اور انصار کو۔

۳۵۱۳۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ جَآءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَنْقُلُ التُّرَابَ عَلٰى أَكْتَادِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ.

۳۵۱۳۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم مدینے کے گرد خندق کھودتے تھے اور مٹی کو اپنے پیٹھوں پر لے جاتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے حق میں یوں دعا فرمائی کہ الٰہی سچی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی سو بخش دے مہاجرین اور انصار کو

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ مقدم کرتے ہیں اوروں کی حاجتوں کو اپنی حاجتوں پر اگرچہ ان کو اپنی حاجت ہو۔

فائدہ: یہ پھرتا ہے اس سے طرف اس کی کہ یہ آیت انصار کے حق میں اتری اور یہی ہے ظاہر سیاق اس کا اور حدیث باب کی ظاہر ہے کہ وہ انصاری کے قصے میں اتری پس مطابق ہوگی ترجمہ کو اور بعض کہتے ہیں کہ اور قصے میں اتری اور ممکن ہے تطبیق۔ (فتح)

۱۴۳۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ إِلٰى نِسَآئِهِ فَقُلْنَ مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَآءُ فَقَالَ

۳۵۱۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا یعنی اور کہا کہ میں بھوکا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو کہلا بھیجا کہ کچھ کھانا ہو تو بھیجیں تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے کہ اس کی ضیافت کرے تو

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّضُمُّ أَوْ يُضِيْفُ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ أَنَا فَانْطَلَقَ بِهٖ إِلَى امْرَأَتِهٖ فَقَالَ أَكْرِمِيْ ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا عِنْدَنَا إِلَّا قُوْتُ صِبْيَانِيْ فَقَالَ هَيِّئِيْ طَعَامَكِ وَأَصْبِحِيْ سِرَاجَكِ وَنَوِّمِيْ صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوْا عَشَآءً فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ فَجَعَلَا يُرِيَانِهٖ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِكَ اللّٰهُ اللَّيْلَةَ أَوْ عَجِبَ مِنْ فَعَالِكُمَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَّمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾.

ایک انصاری مرد نے کہا کہ میں اس کی ضیافت کرتا ہوں سو وہ اس کو اپنی عورت کے پاس لے گیا سو کہا کہ حضرت ﷺ کے مہمان کی خاطر داری کر اور اس کو کھانا کھلا تو عورت نے کہا کہ ہمارے پاس کچھ نہیں مگر قوت ہمارے لڑکوں کا یعنی فقط اسی قدر رزق ہے کہ اس سے لڑکوں کی زیست اور گزران ہو سکے تو کہا کہ اب کھانا تیار کر اور چراغ روشن کر اور اپنے لڑکوں کو سلا دے جب کہ رات کا کھانا چاہیں تو اس نے اپنا کھانا تیار کیا اور چراغ جلایا اور اپنے لڑکوں کو سلایا پھر عورت نے چراغ دیکھنے کے بہانے چراغ کو گل کر دیا تو اس کو دکھلانے لگے کہ وہ کھاتے ہیں سو دونوں نے بھوکے رات کاٹی پھر جب صبح ہوئی تو حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہایت راضی ہوا اللہ آج کی رات تم دونوں کے کام سے جو اللہ نے یہ آیت اتاری اور مقدم کرتے ہے لوگوں کی حاجتوں کو اپنی حاجتوں پر اگرچہ ان کو حاجت ہو اور جو بچایا گیا اپنے نفس کے بخل سے تو وہی مراد کو پہنچے۔

فائدہ: ہنسی اور عجب کرنے کو اللہ کی طرف منسوب کرنا بطور مجاز کے ہے اور مراد ساتھ ان دونوں کے رضا ہے یعنی راضی ہونا ان کے کام سے اور یہی صحیح تر قول ہے اس آیت کے نزول میں اور ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے ایک مرد کو ایک بکری کا سر تحفہ بھیجا تو اس نے کہا کہ میرا بھائی اور اس کا عیال زیادہ تر محتاج ہیں طرف اس کی تو اس نے اس سر کو اس کے پاس بھیجا سو بدستور ایک دوسرے کی طرف بھیجتا رہا یہاں تک کہ پہلے کی طرف پھر آیا بعد سات آدمیوں کے تو یہ آیت اتری اور احتمال ہے کہ ان سب کے سبب میں اتری ہو اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر جاری ہونے فعل باپ کو چھوٹے لڑکے کے حق میں اگرچہ خالی پیٹ ہو ضرر ہلکے پر جب کہ ہو اس میں مصلحت دینی یا دنیاوی اور یہ محمول ہے اس پر جب کہ عادت سے معلوم ہو کہ چھوٹا لڑکا اس کی طرح صبر کر سکتا ہے اور علم اللہ کے نزدیک ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبول کرو نیکی کو ان کے نیکوں کار سے اور ٹال جاؤ ان

مُسِيئِهِمْ.

کے بدکار سے یعنی انصار کے سے۔

٣٥١٥۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى أَبُوْ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا شَاذَانُ أَخُوْ عَبْدَانَ حَدَّثَنَا أَبِيْ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مَرَّ أَبُوْ بَكْرٍ وَّالْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِمَجْلِسٍ مِّنْ مَّجَالِسِ الْأَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُوْنَ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكُمْ قَالُوْا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ قَالَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ قَالَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أُوْصِيْكُمْ بِالْأَنْصَارِ فَإِنَّهُمْ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِيْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُّسِيئِهِمْ.

٣٥١٥۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ انصار کی ایک مجلس پر گزرے اور انصار روتے تھے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے تو انہوں نے کہا کہ ذکر کی مجلس ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم سے یعنی جس میں وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے اور تھا یہ معاملہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت میں تو وہ ڈرے اس میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس بیماری میں فوت ہو جائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس ان کو حاصل نہ ہو تو روتے غمناک ہوکراس کے فوت ہونے پر تو عباس رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تشریف لائے اور حالانکہ کہ چادر کا کنارہ اپنے سر مبارک پر باندھا تھا یعنی بطور پٹے کے واسطے دفع دردسر کے بہ سبب شدت کے سومنبر پر چڑھے یعنی خطبہ پڑھنے کے لیے اور اس دن کے بعد منبر پر نہ چڑھے یعنی یہ آخری خطبہ تھا سو اللہ کی تعریف کی اور اس پر ثنا کہی پھر فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں انصار کے مقدمے میں اس واسطے کہ وہ میرے خاص دلی دوست اور میرے راز دار ہیں اور البتہ وہ ادا کر چکے جو ان پر فرض تھا یعنی دین کی مدد اور باقی رہا ہے ان کا حق یعنی ثواب اور احسان سو قبول کرو نیکی کو ان کے نیکوکار سے اور ٹل جاؤ ان کے بدکار سے۔

فائدہ: بیان کی مثال ساتھ کرش کے یعنی اوجھری کہ اس واسطے کہ حیوان کی غذا اس میں ٹھہرتی ہے جس میں اس کا بڑھنا ہوتا ہے اور عیبہ وہ چیز ہے جس میں آدمی اپنی عمدہ اور نفیس چیز کو نگاہ رکھے یعنی گٹھری اور مراد یہ ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امانتی اور راز دار تھے اور یہ جو فرمایا کہ وہ ادا کر چکے جو ان پر فرض تھا تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوا واسطے ان کے بیعت کرنے سے عقبہ کی تحقیق انہوں نے بیعت کی اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جگہ دیں

اور آپ ﷺ کی مدد کریں بعوض بہشت کے تو انہوں نے اپنا عہد پورا کیا۔ (فتح)

۳۵۱٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيلِ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُتَعَطِّفًا بِهَا عَلٰى مَنْكِبَيْهِ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّ الْأَنْصَارُ حَتّٰى يَكُوْنُوْا كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ أَمْرًا يَضُرُّ فِيْهِ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعُهُ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ.

۳۵۱٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور حالانکہ آپ ﷺ پر چادر ہے کہ اس کو اپنے دونوں مونڈھوں پر لپیٹے تھے اور آپ ﷺ کے سر پر ایک پٹی تھی چکنی یا سیاہ یا پگڑی یہاں تک کہ منبر پر بیٹھے سو اللہ کی تعریف کی اور اس پر ثنا کہی پھر فرمایا کہ اما بعد حمد اور صلوۃ کے بات تو یہ ہے کہ البتہ انصار کے سوا اور لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار روز بروز گھٹتے جائیں گے یہاں تک کہ ہوں گے برابر نمک کے کھانے میں یعنی بہت ہی کم ہو جائیں گے سو جو شخص کہ تم میں سے حاکم ہو کسی چیز کا پھر اس کو اپنی حکومت میں اتنی طاقت ہو کہ کسی کا ضرر کر سکے یا کسی کو فائدہ پہنچا سکے تو چاہیے کہ انصار کے نیکوں کار کی نیکی قبول کرے اور ان کے بدکاروں سے درگزر کرے۔

فائدہ: منبر پر بیٹھنے کا سبب پہلی حدیث میں گزر چکا ہے اور یہ جو کہا کہ انصار گھٹتے جائیں گے اور ان کے سوا اور لوگ بہت ہوتے جائیں گے تو اس میں اشارہ ہے طرف دخول عرب اور عجم کے اسلام میں اور وہ کئی گناہ زیادہ ہے انصار کے قبیلے سے سو جس قدر کہ انصار میں کثرت فرض کی جائے مانند پیدا ہونے اولاد کی تو اسی طرح فرض کی جائے ہر گروہ میں ان میں سے سو انصار ہمیشہ بہ نسبت ان کی کم ہیں اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو اطلاع ہوئی ہو اس پر کہ وہ مطلق کم ہو جائیں گے پس خبر دی ساتھ اس کے سو مطابق اس کے واقع ہوا اس واسطے کہ جو لوگ اس وقت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے موجود ہیں اور جن کی نسبت ان سے ثابت ہے وہ کئی گناہ زیادہ ہیں بہ نسبت ان کی جو اوس اور خزرج کے قبیلے سے موجود ہیں جن کی نسبت ان سے ثابت ہے اور نہیں التفات ہے طرف کثرت ان لوگوں کی جو بے دلیل دعوی کرتے ہیں کہ وہ ان میں سے ہیں اور یہ جو کہا کہ جو تم میں سے حاکم ہو تو اس میں اشارہ ہے خلافت انصار میں نہیں ہوگی میں کہتا ہوں اور یہ صریح نہیں اس میں اس واسطے کہ نہیں منع ہے وصیت کرنی بر تقدیر اس کے کہ واقع ہو ظلم اور نہیں منع ہے وصیت کرنی واسطے متبوع کے برابر ہے کہ ہو ان میں سے یا غیر ان کے سے اور درگزر کرے ان کے بدکاروں سے یعنی بیچ حدوں اور حقوق آدمیوں کے۔ (فتح)

۳۵۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

۳۵۱۷۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَنْصَارُ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ وَالنَّاسُ سَيَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّوْنَ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ.

نے فرمایا کہ انصار میرے اندرونی دوست اور راز دار ہیں اور عنقریب ہے کہ لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار گھٹتے جائیں گے سو ان کے نیکوں کاروں کی نیکی قبول کرو اور ان کے بدکار سے درگزر کرو۔

بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: یعنی بن نعمان بن امراء القیس بن عبدالاشہل اور وہ سردار ہے اوس کا جیسا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سردار ہے خزرج کا۔

۳۵۱۸۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِيْرٍ فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمَسُّوْنَهَا وَيَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِهَا فَقَالَ أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِ هٰذِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ خَيْرٌ مِنْهَا أَوْ أَلْيَنُ رَوَاهُ قَتَادَةُ وَالزُّهْرِيُّ سَمِعَا أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۵۱۸۔ براء سے روایت ہے کہ اکیدر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی جوڑا تحفہ بھیجا تو اصحاب نے اس کو چھونا شروع کیا اور اس کی نرمی سے تعجب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تعجب کرتے ہو اس ریشمی جوڑے کی نرمی سے البتہ بہشت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے عمدہ اور نرم تر ہیں۔

۳۵۱۹۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا فَضْلُ بْنُ مُسَاوِرٍ خَتَنُ أَبِيْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَعَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

۳۵۱۹۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنبش کی عرش نے واسطے مرنے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے تو ایک مرد نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ براء کہتا ہے کہ جنبش کی چارپائی نے جس پر وہ اٹھائے گئے تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان دونوں گروہوں یعنی اوس اور خزرج کے درمیان کینے اور عداوتیں تھیں یعنی اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اوس میں سے ہیں اور میں خزرج سے ہوں لیکن تاہم اظہار حق سے انکار نہیں کر سکتا

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقَالَ رَجُلٌ لِجَابِرٍ فَإِنَّ الْبَرَآءَ يَقُوْلُ اهْتَزَّ السَّرِيْرُ فَقَالَ إِنَّهُ كَانَ بَيْنَ هٰذَيْنِ الْحَيَّيْنِ ضَغَآئِنُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ.

میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے جنبش کی اللہ کے عرش نے واسطے مرنے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا جابر رضی اللہ عنہ نے واسطے ظاہر کرنے حق کے اور اعتراف کرنے کے ساتھ فضیلت اہل اس کے پس گویا کہ اس نے تعجب کیا براء سے کہ اس نے یہ بات کس طرح کہی باوجود یہ کہ وہ بھی اوس میں سے ہے پھر کہا کہ میں اگرچہ خزرجی ہوں اور اوس اور خزرج کے درمیان عداوت تھی لیکن نہیں مانع ہے مجھ کو یہ کہ میں حق بات کہوں اور براء کا عذر یہ ہے کہ اس کی یہ مراد نہ تھی کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو چھپائے بلکہ اس نے تو عرش کے معنی صرف چوپائے سمجھے اور اللہ کے عرش کے جنبش کرنے سے انکار کیا اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اس سے انکار کیا پس کہا کہ اللہ کا عرش کسی کے واسطے جنبش نہیں کرتا اور نہیں ہلتا پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے رجوع کیا اور کہا کہ جنبش کی اللہ کے عرش نے واسطے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے اور مراد ساتھ جنبش کرنے عرش کے خوش ہونا اس کا ہے ساتھ آنے روح اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ جنبش کی عرش نے واسطے خوش ہونے کے ساتھ اس کے لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی براء کی طرح اس کی تاویل یہ کی ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ جنبش کی چوپائے نے واسطے خوش ہونے کے اللہ کی ملاقات سے ساتھ سعد رضی اللہ عنہ کے یہاں تک کہ اس کی لکڑیاں ہمارے مونڈھوں پر کشادہ ہو گئیں لیکن یہ حدیث صحیح نہیں اور اس کی معارض ہے جو ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقوں نے کہا کہ اس کا جنازہ کیا ہلکا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو فرشتے اٹھاتے ہیں اور حاکم نے کہا کہ عرش کے ہلنے کی حدیثیں صحیح میں ہیں اور ان کے معارض کا صحیح میں ذکر نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد عرش کے جنبش کرنے سے اس کے حاملین کا جنبش کرنا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ نشانی ہے کہ قائم کیا ہے اس کو اللہ تعالی نے واسطے مرنے اپنے ولیوں کے تاکہ خبردار ہوں فرشتے اس کی فضیلت سے اور اس حدیث میں بڑی منقبت ہے واسطے سعد رضی اللہ عنہ کے اور لیکن تاویل براء کی کہ مراد ساتھ عرش کے چوپائے ہے پس نہیں مستلزم ہے یہ اس کی فضیلت کو اس واسطے کہ اس میں اس کو ہر مردہ شریک ہے اور مالک سے روایت ہے کہ اس نے بھی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرح اس حدیث سے منع کیا یعنی تاکہ کوئی جاہل یہ وہم نہ کرے کہ جب عرش جنبش کرتا ہے تو اس کی جنبش سے اللہ بھی جنبش کرتا ہے جیسا کہ اگر کوئی مرد کرسی پر بیٹھے تو اس کا یہی حال ہوتا ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ امام مالک نے اس سے اس واسطے منع نہیں کیا اس واسطے کہ اگر ان کو یہی خوف ہوتا تو مؤطا میں یہ حدیث

روایت نہ کرتے کہ اللہ پہلے آسمان کی طرف اترتا ہے اس واسطے کہ صریح تر ہے حرکت میں عرش کی حرکت سے اور باوجود اس کے پس اعتقاد سلف آئمہ اور علماء سنت کا خلف سے یہ ہے کہ اللہ تعالی پاک ہے حرکت سے اور تحول سے اور حلول سے یعنی کسی چیز کے اندر داخل ہونے سے اس کی مانند کوئی چیز نہیں اور سعد رضی اللہ عنہ کے واسطے عرش کے جنبش کرنے کی حدیث دس اصحاب رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور اکثر سے اور ثابت ہے بخاری اور مسلم میں پس نہیں ہے کوئی وجہ اس کے انکار کی۔ (فتح)

۳۵۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أُنَاسًا نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَجَآءَ عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا بَلَغَ قَرِيْبًا مِّنَ الْمَسْجِدِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا إِلٰى خَيْرِكُمْ أَوْ سَيِّدِكُمْ فَقَالَ يَا سَعْدُ إِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ قَالَ فَإِنِّيْ أَحْكُمُ فِيْهِمْ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبٰى ذَرَارِيُّهُمْ قَالَ حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ أَوْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ.

۳۵۲۰۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود بنی قریظہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر اترے کہ جو ہمارے حق میں وہ حاکم کریں ہم کو منظور ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کے کہلا بھیجا تو وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے پھر جب مسجد کے قریب پہنچے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ اپنے بہتر کی طرف یا سردار کی طرف پس پھر فرمایا اے سعد رضی اللہ عنہ البتہ یہ لوگ اترے ہیں تیرے فیصلہ کرنے پر تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کے حق میں فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے لڑنے والے جوان قتل ہوں اور ان کے لڑکے اور عورتیں لونڈیاں اور غلام بنائے جائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تو نے اللہ کی مرضی کے موافق فیصلہ کیا۔

بَابُ مَنْقَبَةِ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَّعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

باب ہے بیان میں مناقب اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: یہ دونوں صحابی انصاری ہیں۔

۳۵۲۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَّإِذَا نُوْرٌ بَيْنَ أَيْدِيْهِمَا حَتّٰى تَفَرَّقَا

۳۵۲۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے اندھیرے رات میں تو ناگہاں نور تھا ان کے آگے یہاں تک کہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو نور بھی ان کے ساتھ جدا ہوا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دونوں اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ تھے۔

فَتَفَرَّقَ النُّوْرُ مَعَهُمَا وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ إِنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَّرَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ وَقَالَ حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ كَانَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَّعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری مرد حضرت ﷺ کے پاس بات چیت کرتے رہے سخت اندھیری رات میں یہاں تک کہ ایک گھڑی بھر رات گزر گئی پھر دونوں نکلے اور ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی تھی تو ایک کی لاٹھی روشن ہوئی تا کہ دونوں اس کی روشنی میں چلیں یہاں تک کہ جب دونوں کی راہ جدا جدا ہوئی تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوئی یہاں تک کہ اپنے گھر میں پہنچا۔ (فتح الباری)

بَابُ مَنَاقِبِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے مناقب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ خزرجی ہیں حاضر ہوئے جنگ بدر میں اور عقبہ میں اور تھے امیر ملک یمن پر حضرت ﷺ کی طرف سے پھر حضرت ﷺ کے بعد مدینے میں پھر آئے پھر شام کی طرف نکلے اور وہاں طاعون کے ساتھ فوت ہوئے اور ان کی عمر تینتیس سال کی تھی

٣٥٢٢۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اسْتَقْرِئُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِّنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَالِمٍ مَّوْلٰى أَبِيْ حُذَيْفَةَ وَأُبَيٍّ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

٣٥٢٢۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ سیکھو قرآن کو چار سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور سالم رضی اللہ عنہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام آزاد سے اور ابی رضی اللہ عنہ سے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ زیادہ تر رحم کرنے والا میری امت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور زیادہ عالم ساتھ حلال اور حرام کے معاذ رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جو فقہ چاہے وہ معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ (فتح)

بَابُ مَنْقَبَةِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

باب ہے بیان میں فضیلت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے اور

عَنْهُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا.

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ اس سے پہلے بھی نیک آدمی تھے۔

فائدہ: سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ رئیس تھے خزرج کے اور ایک ہیں ان میں سے جو مشہور ہیں ساتھ بخشش کے اور فوت ہوئے شام میں بیچ خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے ۱۵ھ میں (فتح)

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جو بہت طویل ہے اور تمام حدیث آئندہ آئے گی اور ذکر کیا اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو دائر ہوا درمیان سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے جس جگہ کہا اور اگر ہوگا ہمارے بھائیوں خزرجیوں سے تو ہم کو حکم ہوا تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو اس کو مار نہیں سکتا پس اٹھا درمیان ان کے فتنہ یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چپ کرایا تو اشارہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ تحقیق سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے پہلے اس سے کہ کہی یہ بات مرد نیکوکار اور نہیں لازم آتا اس سے کہ نکل گیا وہ اس صفت سے اور نہیں ہے حدیث میں تعارض واسطے اس چیز کے کہ بعد اس قول کے ہے اور ظاہر بدستور رہنا اس صفت کا ہے اس واسطے کہ وہ معذور ہے قول میں اس لیے کہ وہ اس میں تاویل کرنے والا تھا اسی واسطے ارادہ کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے مناقب میں اور ظاہر نہیں ہوئی اس سے وہ چیز کہ عیب کیا جائے اس کو ساتھ پہلے اس قول کے اور سعد رضی اللہ عنہ کا عذر اس میں ظاہر ہے اس واسطے کہ اس نے خیال کیا کہ اسید نے ارادہ کیا ہے پستی کا قبیلے خزرج کے واسطے اس چیز سے کہ تھی درمیان دونوں گروہ کے تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس پر رد کیا پھر نہیں واقع ہوئی سعد رضی اللہ عنہ سے بعد اس کے کوئی چیز کہ عیب کیا جائے اس کو ساتھ اس کے مگر کہ باز رہا وہ بیعت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سے اور متوجہ ہوا طرف شام کی اور عذر اس کا اس میں یہ ہے کہ اس نے تاویل کی کہ انصار کے واسطے خلافت میں استحقاق ہے پس وہ معذور ہے اگرچہ اس کا یہ اعتقاد خطا تھا۔ (فتح)

٣٥٢٣۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَبُو أُسَيْدٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَكَانَ ذَا قِدَمٍ فِي الْإِسْلَامِ أَرَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

٣٥٢٣۔ ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار کے محلوں سے نجار کی اولاد کا محلہ افضل ہے پھر ان کے بعد عبدالاشہل کی اولاد کا محلہ افضل ہے پھر ان کے بعد حارث کی اولاد کا محلہ افضل اور پھر ان کے بعد ساعدہ کی اولاد کا محلہ افضل ہے انصار کے سب محلوں میں خیر ہے تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور تھا پرانا مسلمان کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قبیلوں کو ہم پر فضیلت دی تو کسی نے اس سے کہا کہ فضیلت دی تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت لوگوں پر یعنی جو یہاں ذکر نہیں ہوئے۔

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا فَقِيْلَ لَهُ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلٰى نَاسٍ كَثِيْرٍ.

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور وارد کیا ہے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ واسطے قول اس کے اس طریق میں کہ تھا پرانے اسلام والا۔

بَابُ مَنَاقِبِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: یہ صحابی انصاری خزرجی ہیں تھے سابقین انصار میں سے حاضر ہوئے بیعت عقبہ اور بدر میں اور جوان کے بعد ہے اور فوت ہوئے ۳۰ھ میں۔

٣٥٢٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ ذُكِرَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خُذُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَبَدَأَ بِهِ وَسَالِمٍ مَّوْلٰى أَبِيْ حُذَيْفَةَ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَّأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ.

۳۵۲۴۔ مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا گیا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نزدیک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ ایک مرد ہے کہ میں اس کو ہمیشہ دوست رکھتا ہوں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ قرآن سیکھو چار سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پہلے اس کو ذکر کیا اور سالم رضی اللہ عنہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام آزاد سے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے۔

٣٥٢٥۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ سَمِعْتُ شُعْبَةَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيٍّ إِنَّ اللهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ قَالَ وَسَمَّانِيْ قَالَ نَعَمْ فَبَكٰى.

۳۵۲۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو حکم فرمایا ہے کہ میں تیرے آگے ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ پڑھوں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں پھر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ خوشی کے مارے رونے لگے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ نے میرا نام لیا ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ کیا خاص میرا نام لیا ہے یا فرمایا کہ اپنے کسی صحابی پر پڑھ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اختیار کیا اور رونا یا تو خوشی کے سبب سے تھا ساتھ اس کے اور یا خشوع اور خوف سے قصور سے اس نعمت سے شکر میں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تیرے نام اور نسب سے بلند

درجے کے گروہ میں یعنی فرشتوں میں قرطبی نے کہا کہ تعجب کیا ابی رضی اللہ عنہ نے اس بات سے اس واسطے کہ نام لینا اللہ کا اس کو خاص کر کے تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر پڑھیں بڑی بزرگی ہے اس واسطے ابی رضی اللہ عنہ رونے لگے یا تو خوشی سے یا خوف سے اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مراد ساتھ پڑھنے قرآن کے ابی رضی اللہ عنہ پر تا کہ ابی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرأت سیکھیں اور اس میں زیادہ مضبوطی حاصل کریں اور تا کہ ہو قرآن کا پیش کرنا سنت اور واسطے تنبیہ کرنے کے ابی رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر اور مقدم ہونے اس کے قرآن کے یاد رکھنے میں اور یہ مراد نہیں کہ یاد کریں اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز بھولی ہوئی قرآن سے ساتھ اس پیش کرنے کے اور لی جاتی ہے اس حدیث سے مشروعیت تواضع کے بیچ سیکھنے آدمی کے علم کو اس کے اہل سے اگرچہ اس سے کم ہو علم میں اور درجے میں اور خاص کیا اس سورہ کو ساتھ ذکر کے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے وہ اس پر توحید اور رسالت سے اور اخلاص اور صحف اور کتب سے جو اتاری گئیں ہیں پیغمبروں پر اور ذکر نماز اور زکوۃ اور معاد اور بیان اہل جنت اور نار میں سے باوجود مختصر ہونے اس کے۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: زید بن ثابت وحی کے لکھنے والے تھے اور فقہاء اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے تھے ۴۵ھ میں فوت ہوئے۔

٣٥٢٦ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أُبَيٌّ وَّمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّأَبُوْ زَيْدٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ قُلْتُ لِأَنَسٍ مَّنْ أَبُوْ زَيْدٍ قَالَ أَحَدُ عُمُوْمَتِيْ.

٣٥٢٦ـ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمع کیا قرآن کو یعنی یاد کیا تمام قرآن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چار شخصوں نے سب انصار سے ہیں ابی رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ابو زید رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابو زید رضی اللہ عنہ کون ہے کہا میرا ایک چچا ہے۔

فائدہ: اور نہیں اس حدیث میں وہ چیز کہ معارض ہو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث کو کہ سیکھو قرآن چار سے اس واسطے کہ یہ جو فرمایا کہ ان سے قرآن سیکھو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ سب قرآن کے حافظ تھے اور ریا یہ کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مفہوم کو نہ لیا جائے اس واسطے کہ یہ جو کہا کہ جمع کیا تھا اس کو چار نے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے سوائے اور کسی نے اس کو جمع نہ کیا ہو پس مراد یہ ہے کہ نہیں واقع ہوا جمع کرنا اس کا واسطے چار کے ایک قبیلے سے مگر واسطے اس قبیلے انصار کے اور باقی بیان اس کا فضائل قرآن میں آئے گا۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ أَبِيْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں مناقب میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: یہ صحابی انصاری ہیں اور وہ خاوند ہیں ام سلیم رضی اللہ عنہا انس رضی اللہ عنہ کی ماں کے۔ (فتح)

۳۵۲۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ بِهِ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهُ وَكَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيْدَ الْقِدِّ يَكْسِرُ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ فَيَقُوْلُ انْشُرْهَا لِأَبِيْ طَلْحَةَ فَأَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ فَيَقُوْلُ أَبُوْ طَلْحَةَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ لَا تُشْرِفْ يُصِيْبُكَ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِيْ بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ أَرَى خَدَمَ سُوْقِهِمَا تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُوْنِهِمَا تُفْرِغَانِهِ فِيْ أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا ثُمَّ تَجِيْئَانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِيْ أَفْوَاهِ الْقَوْمِ وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِيْ طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا.

۳۵۲۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ احد کا دن ہوا تو لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھاگ گئے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے تھے اپنی ڈھال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچاؤ کرتے تھے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مرد تیر انداز اور سخت کمان دار تھے البتہ اس دن انہوں نے دو یا تین کمانیں توڑیں یعنی بہت تیراندازی کے سبب سے اور تھا مرد کہ گزرتا اور اس کے ساتھ تیروں کی ترکش ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ ان کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے آگے ڈال دے کہ کافروں کو مارے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھانک کر قوم کو دیکھنے لگے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں آپ جھانکئے نہیں کہ مبادا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی قوم کفار کا تیر لگے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرا سینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کے قریب چاہیے یعنی میرا سینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کی ڈھال ہو اور البتہ دیکھا میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو اور بے شک دونوں کپڑوں کے کنارے پنڈلیوں سے اٹھائے ہیں اور اس حال میں کہ دیکھتا ہوں پازیبیں ان کی پنڈلیوں کی کہ مشکوں کو اپنی پیٹھوں پر اٹھاتی تھیں اور لوگوں کو پانی پلاتی تھیں پھر پلٹ جاتی تھیں اور مشکوں کو بھر لاتی تھیں اور لوگوں کو پلاتی تھیں اور البتہ گر پڑی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی تلوار دو یا تین بار۔

فائدہ: شدید القد بکسر اکثر روایتوں میں شدید از بر کے ساتھ آیا ہے اور لقد میں لام جدا ہے اور قد جدا ہے اور بعض نے اس کو اضافت کے ساتھ پڑھا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ

باب ہے بیان میں مناقب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے

اللّٰهُ عَنْهُ.

فائدہ: عبداللہ بن سلام ساتھ تخفیف لام کے یوسف علیہ السلام کی اولاد سے ہیں جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو پہلے پہل عبداللہ بن سلام مسلمان ہوئے اور ۴۳ھ میں فوت ہوئے۔ (فتح)

۳۵۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِى النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِىْ وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِأَحَدٍ يَّمْشِىْ عَلَى الْأَرْضِ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ وَفِيْهِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِىْٓ إِسْرَآئِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ﴾ اَلْاٰيَةَ قَالَ لَا أَدْرِىْ قَالَ مَالِكٌ الْاٰيَةَ أَوْ فِى الْحَدِيْثِ.

۳۵۲۸۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں سنا میں نے حضرت ﷺ سے کہ فرماتے تھے واسطے کسی شخص کے کہ زمین پر چلتا ہو کہ وہ بہشتیوں سے ہے مگر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے ہی حق میں یہ آیت اتری کہ گواہی دی ایک گواہی دینے والے نے بنی اسرائیل کی قوم سے الآیۃ راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ مالک نے یہ آیت اپنی طرف سے کہی ہے یا حدیث میں سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہیں سنا میں نے الخ تو یہ مشکل ہے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے عبداللہ بن سلام کو سوائے اور بہت اصحاب رضی اللہ عنہم کے حق میں بھی فرمایا ہے کہ وہ بہشتی ہیں اور وہ بعید ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ کو اس پر اطلاع نہ ہوئی ہو اور جواب یہ کہ سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات ان لوگوں کے مرنے کے بعد کہی تھی جن کو حضرت ﷺ نے بہشت کی خوش خبری دی اس واسطے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ان کے بعد زندہ رہے اور نہیں پیچھے رہا ساتھ ان کے کوئی عشرہ مبشرہ سے سوائے سعد رضی اللہ عنہ کے اور سعید رضی اللہ عنہ کے اور یہ بات لی جاتی ہے اس لفظ سے کہ زمین پر چلتا ہو اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں سنا میں نے حضرت ﷺ سے کہ کسی کو بہشتی کہا ہو مگر عبداللہ بن سلام کو اور سلیمان فارسی کو اور یہ جو جواب مذکور کے مخالف ہے لیکن یہ حدیث منکر ہے اور اگر محفوظ ہو تو محمول ہوگا اس پر یہ کہ حضرت ﷺ نے ابتداء میں فرمایا تھا پھر اس سے کہ بشارت دیں اس کے غیر کو ساتھ بہشت کے۔ (فتح)

۳۵۲۹۔ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِىْ مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى وَجْهِهٖ

۳۵۲۹۔ قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینے کی مسجد میں بیٹھا تھا تو ایک مرد اندر آیا جس کے چہرے پر خشوع کا نشان تھا یعنی اطمینان اور حضور کا تو لوگوں نے کہا کہ یہ مرد بہشتیوں سے ہے سو اس نے دو رکعت ہلکی سی نماز پڑھی پھر

أَثَرُ الْخُشُوْعِ فَقَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيْهِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّكَ حِيْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ وَاللّٰهِ مَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ أَنْ يَّقُوْلَ مَا لَا يَعْلَمُ وَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ كَأَنِّيْ فِيْ رَوْضَةٍ ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا وَسْطَهَا عَمُوْدٌ مِّنْ حَدِيْدٍ أَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَآءِ فِيْ أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيْلَ لِيَ ارْقَ قُلْتُ لَا أَسْتَطِيْعُ فَأَتَانِيْ مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِيْ مِنْ خَلْفِيْ فَرَقِيْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِيْ أَعْلَاهَا فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيْلَ لَهُ اسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا لَفِيْ يَدِيْ فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ وَذَاكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُّحَمَّدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ قَالَ وَصِيْفٌ مَّكَانَ مِنْصَفٌ۔

نکلا اور میں اس کے پیچھے پیچھے چلا سو میں نے اس سے کہا کہ تحقیق جس وقت مسجد میں آئے تو لوگوں نے کہا کہ وہ مرد بہشتی ہے کہا قسم ہے اللہ کی کسی کے واسطے لائق نہیں یہ کہ کہے جو نہ جانتا ہو اور میں تجھ سے بیان کروں گا کہ لوگوں کے کہنے کا کیا سبب ہے یا میں انکار کیوں کرتا ہوں میں نے حضرت ﷺ کے زمانے میں ایک خواب دیکھا تو میں نے حضرت ﷺ سے وہ خواب بیان کیا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک باغ میں ہوں ذکر کی عبداللہ بن سلام نے فراخی اس کی اور سبزی اس کی اس باغ کے بیچ میں ایک ستون ہے لوہے کا کہ اس کے نیچے کی طرف زمین میں ہے اور اوپر کی طرف آسمان میں اس کی اوپر کی طرف ایک دستہ ہے مضبوط مانند دستے کوزے کی تو کسی نے مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھ میں نے کہا میں چڑھ نہیں سکتا تو میرے پاس ایک خادم آیا تو اس نے میرے پیچھے سے میرے کپڑے اٹھائے تو میں چڑھا یہاں تک کہ اس کے اوپر پہنچا تو میں نے دستہ پکڑا پھر کسی نے مجھ سے کہا کہ اس کو مضبوط پکڑے رہ پھر میں بیدار ہوا اور حالانکہ وہ دستہ میرے ہاتھ میں تھا تو میں نے یہ خواب حضرت ﷺ سے بیان کیا آپ ﷺ نے اس کی تعبیر میں فرمایا کہ وہ باغ جو تو نے دیکھا ہے دین اسلام ہے کہ فراخ اور تر و تازہ ہے اور یہ ستون اسلام کا ستون ہے اور یہ دستہ جس کو تو نے پکڑا عروۃ الوثقی ہے کہ آیت استمسك بالعروۃ الوثقی میں وارد ہوا ہے سو تو ثابت رہے گا اسلام پر یہاں تک کہ تو مرے یعنی مرتے دم تک اسلام پر قائم رہے گا اور یہ مرد عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ کسی کے لائق نہیں الخ تو یہ انکار ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے اس پر جو اس کو قطعی بہشتی کہے تو شاید اس نے سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث نہیں سنی اور شاید ان لوگوں نے سنی ہوگی اور احتمال ہے کہ اس نے بھی سنی ہو لیکن اپنی

تعریف کو مکروہ رکھا ہو ازراہ تواضع کے اور احتمال ہے کہ وہ واسطے انکار کے عبداللہ بن سلام سے اس پر جس نے اس سے یہ پوچھا اس واسطے کہ اس نے ان کو خبر سے تعجب سمجھا سو عبداللہ بن سلام نے ان کو خبر دی کہ اس میں کچھ تعجب نہیں ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کیا اس کو واسطے اس کے خواب کے قصے سے اور اشارہ کیا ساتھ اس قول کے طرف اس کی کہ نہیں لائق ہے واسطے کسی کے انکار کرنا اس چیز سے کہ اس کو معلوم نہ ہو جب کہ ہو خبر دینے والا اس کا سچا اور یہ جو کہا کہ میں جاگا اور حالانکہ وہ میرے ہاتھ میں تھا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جاگنا تھا حالت پکڑنے میں بغیر فاصلہ کے اور یہ مراد نہیں کہ وہ جاگنے کے بعد بھی میرے ہاتھ میں رہا اور اگر اس کو ظاہر پر حمل کیا جائے تو یہ اللہ کی قدرت میں محال نہیں لیکن جو ظاہر ہوتا ہے وہ اس کے خلاف ہے اور احتمال ہے کہ جاگنے کے بعد اس کا اثر ہاتھ میں باقی رہا ہو کہ صبح کو اس نے اپنا ہاتھ بند ہوا دیکھا ہو اور یہ جو کہا کہ وہ مرد عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہے تو احتمال ہے کہ یہ خود عبداللہ بن سلام کا قول ہو اور احتمال ہے کہ راوی کا کلام ہو۔ (فتح)

۳۵۳۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ أَلَا تَجِيءُ فَأُطْعِمَكَ سَوِيقًا وَتَمْرًا وَتَدْخُلَ فِي بَيْتٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّكَ بِأَرْضٍ الرِّبَا بِهَا فَاشٍ إِذَا كَانَ لَكَ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ فَأَهْدَى إِلَيْكَ حِمْلَ تِبْنٍ أَوْ حِمْلَ شَعِيرٍ أَوْ حِمْلَ قَتٍّ فَلَا تَأْخُذْهُ فَإِنَّهُ رِبًا وَلَمْ يَذْكُرِ النَّضْرُ وَأَبُو دَاوُدَ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ الْبَيْتَ.

۳۵۳۰۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینے میں آیا تو میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملا تو اس نے کہا کہ تو میرے ساتھ نہیں آتا کہ میں تجھ کو ستو اور کھجوریں کھلاؤں اور داخل ہو تو ایک گھر میں پھر ابن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک تو ایک زمین میں ہے جس میں بیاج ظاہر اور عام ہے جب کسی مرد پر تیرا حق ہو جس کا ادا کرنا واجب ہے سو تحفہ بھیجے وہ تجھ کو بھوسے کا یا جو کا یا گھاس کا تو تو نہ لے کہ بے شک وہ بیاج ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تو داخل ہو ایک گھر میں تو وجہ تعظیم اس کی کی یہ ہے کہ اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تھے اور ہو گا یہی قدر تقاضا کرنے والا واسطے داخل کرنے اس حدیث کے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے مناقب میں یا واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے اس پر حکم کرنا ابن سلام کا ساتھ ترک قبول ہدیہ قرض دار کے پرہیز گاری سے یعنی یہ جو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قرض دار کا تحفہ قبول نہ کیا جائے تو اس کہنے سے ابن سلام رضی اللہ عنہ کی کمال پرہیز گاری ثابت ہوئی پس یہی وجہ ہے داخل کرنے کی اس حدیث کے ابن سلام رضی اللہ عنہ کے مناقب میں اور یہ جو کہا کہ بے شک وہ بیاج ہے تو احتمال ہے کہ یہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی رائے ہو نہیں تو فقہاء اس پر ہیں کہ یہ بیاج فقط اسی وقت ہوتا ہے جب

کہ شرط کر لی ہو ہاں یہ بات ٹھیک ہے کہ اس سے بچنا افضل ہے۔ (فتح)

بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ وَفَضْلِهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

باب ہے بیان میں نکاح کرنے حضرت ﷺ کے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اور ان کی فضیلت میں

فائدہ: نہیں تصریح ہے باب کی حدیثوں میں ساتھ اس چیز کے کہ ترجمہ باب میں ہے مگر یہ کہ لیا جائے یہ بطریق لزوم کے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے کہ میں نے کسی عورت پر غیرت نہیں کی جو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کی اور قول حضرت ﷺ کے سے کہ میری اولاد اس سے ہوئی۔ (فتح)

۳۵۳۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ح حَدَّثَنِي صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جَعْفَرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَآئِهَا مَرْيَمُ وَخَيْرُ نِسَآئِهَا خَدِيجَةُ.

۳۵۳۱۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے زمانے میں مریم عمران کی بیٹی سب عورتوں میں افضل ہے اور اپنے زمانے میں یعنی امت محمدی ﷺ میں خدیجہ رضی اللہ عنہا سب عورتوں سے افضل ہے۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے پہلے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا جمع ہوتیں ہیں ساتھ حضرت ﷺ کے قصے میں کہ حضرت ﷺ بعید دادون سے ہے اور وہ قریب تر ہیں نسب میں آپ ﷺ کی سب بیویوں سے طرف آپ ﷺ کی اور جب حضرت ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس وقت حضرت ﷺ کی عمر پچیس سال کی تھی نکاح کیا تھا ان کا ساتھ حضرت ﷺ کے ان کے باپ خویلد نے اور حضرت ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے سے پہلے سفر کیا تھا اس کے مال میں طرف شام کی بطور مضاربت کے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ نے حضرت ﷺ سے اس سفر میں عجیب چیزیں دیکھیں جو باعث ہوئیں خدیجہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ﷺ سے نکاح کرنے پر اور جاہلیت کے وقت میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کو طاہرہ کہا جاتا تھا اور حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے دس برس پیچھے فوت ہوئیں اور فاکہی نے کتاب مکہ میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ اپنے چچا ابوطالب کے پاس تھے تو حضرت ﷺ نے اس سے اجازت مانگی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کی اس نے آپ ﷺ کو اجازت دی اور آپ ﷺ کے ساتھ اپنی ایک

لونڈی بھیجی جس کا نام نبعہ تھا اور اس کو کہا کہ سنتے رہنا خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو کیا کہتی ہے نبعہ نے کہا کہ سو میں نے عجب بات دیکھی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو سن کر دروازے تک نکلیں اور حضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آپ ﷺ کو اپنے سینے سے لگایا پھر کہا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں قسم ہے اللہ کی نہیں کرتی میں یہ کام مگر اس واسطے کہ میں امید کرتی ہوں کہ تو پیغمبر ہے عنقریب تو پیغمبر کر کے بھیجا جائے گا پس اگر تم وہی ہو تو میرا حق اور قدر پہچاننا اور اللہ سے میرے واسطے دعا مانگنا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں پیغمبر میں ہوا تو میں اسی طرح کروں گا اور اگر میرے سوا کوئی اور ہوا تو اللہ تجھ کو ضائع نہیں کرے گا اور باب الوحی میں پہلے گزر چکا ہے کہ پہلے پہل اس نے حضرت ﷺ کی تصدیق کی اور بیچ ثابت رہنے اس کے امر دین میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے اوپر قوی ہونے یقین اس کے اور زیادہ ہونے عقل اس کے اور صحت قصد اس کے کی پس لا بد وہ ہوئیں افضل سب عورتوں سے راجح قول پر اور طیبی نے کہا کہ پہلی ضمیر اس امت کی طرف پھرتی ہے اور مراد ان کے زمانے کی عورتیں ہیں جیسا کہ احادیث الانبیاء میں گزر چکا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ مردوں میں سے بہت لوگ باکمال ہوئے اور عورتوں میں سے کوئی عورت کمال کو نہیں پہنچی مگر مریم اور آسیہ تو حضرت ﷺ نے اس حدیث میں آسیہ کے واسطے یہی کمال ثابت کیا کہ جیسا کہ مریم کے واسطے ثابت کیا پس منع ہوا محمول کرنا خیر کے باب کی حدیث میں مطلق طور پر اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ فضیلت دی گئی خدیجہ رضی اللہ عنہا کو میری امت کی سب عورتوں پر جیسا کہ فضیلت دی گئی مریم کو دنیا کی سب عورتوں پر پس یہ حدیث صریح ہے مراد میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن تین نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس میں داخل نہیں اس واسطے کہ وہ اس وقت بالغ نہیں تھیں اور مراد حدیث میں بالغ عورتیں ہیں اور یہ تاویل ابن تین کی ضعیف ہے پس تحقیق مراد ساتھ لفظ نساء کا عام ہے شامل ہے بالغ اور نابالغ عورتوں کو عام طور پر اس سے کہ جو اس وقت موجود تھیں اور جو آئندہ پیدا ہوں گی اور ایک روایت میں ہے کہ افضل بہشت کی عورتوں میں خدیجہ اور فاطمہ اور مریم اور آسیہ رضی اللہ عنہن ہیں اور یہ حدیث نص ہے اس میں تاویل کا احتمال نہیں قرطبی نے کہا کہ نہیں ثابت ہوا کسی ایک کے حق میں چاروں سے کہ وہ نبی ہے مگر واسطے مریم کے اور کبھی تمسک کرتا ہے ساتھ اس حدیث کے باب کی جو کہتا ہے کہ مریم نبی نہیں واسطے برابر کرنے اس کے باب کی حدیث میں ساتھ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا بالاتفاق نبی نہیں اور جواب یہ ہے کہ نہیں لازم آتا برابر کرنے سے خیر میں برابر کرنا تمام صفتوں میں۔ (فتح)

۳۵۳۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ

۳۵۳۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت ﷺ کی کسی بیوی پر غیرت نہیں آئی جو مجھ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت آئی فوت ہوگئیں پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ مجھ سے نکاح کریں

لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَأَمَرَهُ اللّٰهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِّنْ قَصَبٍ وَّإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِيْ فِيْ خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ.

واسطے اس چیز سے کہ میں آپ ﷺ سے سنتی تھی کہ آپ ﷺ اس کو یاد کرتے تھے کہ اللہ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ خوشخبری دیں ان کو ایک گھر کے نرم موتی سے اور بے شک حضرت ﷺ بکری ذبح کرتے تھے اور اس کے گوشت سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلی عورتوں کو تحفہ بھیجتے تھے جو ان کو کفایت کرتا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مجھے حضرت ﷺ کی کسی بی بی پر غیرت نہیں آئی جو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آئی تو اس میں ثابت ہونا غیرت کا ہے اور یہ کہ نہیں انکار کیا گیا ہے واقع ہونا اس کا بافضیلت عورتوں سے چہ جائے کہ ان سے ہو جو ان سے کم ہیں اور یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ﷺ کی بیویوں پر غیرت آتی تھی لیکن خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اکثر غیرت کرتی تھیں اور تحقیق بیان کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سبب اس کا اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ اس کو بہت یاد کیا کرتے تھے اور اصل غیرت عورت کی یہ ہے کہ وہ خیال کرتی ہے کہ میرے سوا اور عورت کے ساتھ اس کو زیادہ محبت ہے اور بہت یاد کرنا دلالت کرتا ہے اوپر بہت ہونے محبت کے اور مراد ذکر سے عام ہے بطور ثناء کے ہو یا اور کسی طرح سے اور یہ جو کہا کہ میرے نکاح سے پہلے فوت ہوگئیں تو اشارہ کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس کے طرف اس کی کہ اگر وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانے میں زندہ ہوتیں تو اس سے سخت تر غیرت کرتیں اور یہ جو کہا کہ حکم کیا آپ ﷺ کو اللہ نے یہ کہ بشارت دیں اس کو نرم موتی کے گھر سے تو یہ بھی من جملہ اسباب غیرت سے ہے اس واسطے کہ خاص ہونا خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ اس خوشخبری کے مشعر ہے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ کو ان سے بہت محبت تھی اور یہ جو کہا کہ بکری کا گوشت حضرت ﷺ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو تحفہ بھیجتے تھے تو یہ بھی من جملہ اسباب غیرت سے ہے اس واسطے کہ اس میں اشعار ہے کہ حضرت ﷺ کی محبت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بدستور رہی یہاں تک کہ ان کی مصاحبہ عورتوں کی خبر گیری کرتے تھے اور باقی شرح اس کی آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۳۵۳۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَّا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا قَالَتْ وَتَزَوَّجَنِيْ بَعْدَهَا بِثَلَاثِ سِنِيْنَ وَأَمَرَهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ

۳۵۳۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کسی عورت سے غیرت نہیں کی جو میں نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کی اس سبب سے کہ حضرت ﷺ ان کو بہت یاد کرتے تھے اور نکاح کیا مجھ سے حضرت ﷺ نے ان کے فوت ہونے کے تین برس پیچھے اور آپ ﷺ کو اللہ نے یا جبرائیل نے حکم کیا کہ یہ خوشخبری دیں ان کو ایک گھر کے نرم موتی سے بہشت میں۔

أَوْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ.

فائدہ: مراد ساتھ نکاح کرنے کے اس حدیث میں دخول ہے نہیں تو نکاح اس سے پہلے ہو چکا تھا۔

٣٥٣٤۔ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَنٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْ نِّسَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَآءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيْجَةُ فَيَقُوْلُ إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ.

٣٥٣٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت ﷺ کی کسی بیوی پر غیرت نہیں آئی جو مجھ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت آئی اور حالانکہ میں نے ان کو دیکھا نہ تھا اور حضرت ﷺ ان کو بہت یاد کرتے تھے اور اکثر اوقات بکری ذبح کرتے تھے تو اس کا ایک ایک جوڑ کاٹ کر بہت ٹکڑے کرتے تھے پھر اس کو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں میں بھیجتے تھے اور بانٹتے تھے سو میں اکثر اوقات آپ ﷺ سے کہتی تھی کہ شاید خدیجہ رضی اللہ عنہا کے برابر دنیا میں کوئی عورت نہ تھی تو حضرت ﷺ فرماتے تھے کہ بے شک خدیجہ رضی اللہ عنہا ایسی تھیں ایسی تھیں اور میری اولاد ان سے ہوئی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ وہ ایسی تھیں یعنی فاضلہ تھیں اور عاقلہ تھیں اور مانند اس کی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایمان لائی وہ میرے ساتھ جب کہ کفر کیا میرے ساتھ لوگوں نے اور سچا جانا مجھ کو جب کہ جھٹلایا مجھ کو لوگوں نے اور سلوک کیا مجھ سے ساتھ مال اپنے کے جب کہ محروم کیا مجھ کو لوگوں نے اور یہ جو کہا کہ میری اولاد اس سے ہوئی تو حضرت ﷺ کی سب اولاد خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھی مگر ابراہیم کہ وہ آپ ﷺ کی لونڈی ماریہ قبطیہ کے پیٹ سے تھے اور آپ ﷺ کی متفق علیہ اولاد سے ایک قاسم ہیں وہ لڑکپن میں فوت ہو گئے آپ ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے یا پیچھے اور آپ ﷺ کی چار بیٹیاں ہیں زینب رضی اللہ عنہا رقیہ رضی اللہ عنہا ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ایک آپ ﷺ کا بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے پیغمبر ہونے کے بعد پیدا ہوا پس تھا کہا جاتا اس کو طاہر اور طیب اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دو بھائی ہیں سب لڑکپن میں فوت ہوا اس پر سب کا اتفاق ہے اور قرطبی نے کہا کہ حضرت ﷺ جو خدیجہ رضی اللہ عنہا سے محبت رکھتے تھے تو اس کے سبب بہت ہیں اور حضرت ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں اس پر اور نکاح نہیں کیا یہاں تک کہ فوت ہو گئیں اور اس میں کسی اہل علم کو اختلاف نہیں اور اس میں دلیل ہے اوپر بلند ہونے قدر ان کی کے نزدیک حضرت ﷺ کے اور اوپر زیادہ فضیلت ان کی کے اس واسطے کہ بے پرواہ کیا انہوں نے حضرت ﷺ کو اپنے غیر

سے اور خاص ہوئیں ساتھ اس کے اس چیز سے کہ مشترک ہے اس میں غیر ان کا دو بار اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے جب ان سے نکاح کیا تو اس کے بعد اڑتیس سال زندہ رہیں اکیلی ہوئیں آپ ﷺ سے خدیجہ رضی اللہ عنہا ساتھ پچیس سال کے اور یہ بقدر دو تہائی کے ہے مجموع مدت سے اور باوجود طویل ہونے مدت کے پس نگاہ رکھا حضرت ﷺ نے دل اس کا غیرت سے اور رنج سوکنوں کے سے اور یہ فضیلت ایسی ہے کہ نہیں شریک اس کو اس میں کوئی سوائے اس کے اور ان اوصاف سے کہ خاص ہے ساتھ اس کے خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک یہ ہے کہ وہ امت کی سب عورتوں سے پہلے ایمان لائیں تو جاری کیا انہوں نے یہ طریقہ واسطے ہر اس عورت کے کہ ایمان لائے بعد اس کے سو ہوگا واسطے ان کے ثواب ان کا واسطے اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے حدیث میں کہ جو اسلام میں خوب طریقہ نکالے اس کو ثواب ہے ہر عمل کرنے والے کا ساتھ اس کے کہ بعد اس کے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سب مردوں سے پہلے ایمان لائے اور جس قدر ان دونوں کو اس کا ثواب حاصل ہے اس کے مقدار کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (فتح)

۳۵۳۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَشَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيْجَةَ قَالَ نَعَمْ بِبَيْتٍ مِّنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ.

۳۵۳۵۔ اسمعیل سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا حضرت ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خوشخبری دی اس نے کہا کہ ہاں ساتھ گھر کے نرم موتی سے کہ نہ اس گھر میں شور ہوگا اور نہ رنج۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ساتھ ایک گھر کے تو مراد ساتھ اس کے گھر زائد ہے اوپر اس کے جو تیار کیا ہے واسطے اس کے اللہ نے اس کے عمل کے ثواب سے اس واسطے کہا کہ اس میں رنج نہیں اور سہیلی نے کہا کہ گھر کے ذکر کرنے میں ایک معنی لطیف ہے اس واسطے کہ تھیں وہ صاحب ایک گھر کی پیغمبر ہونے سے پہلے پھر ہوئیں صاحب ایک گھر کی اسلام میں تنہا ساتھ اس کے پس نہ تھا روئے زمین میں کوئی گھر اسلام کا حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے روز مگر گھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اور یہ بھی ایسی فضیلت ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں اور گھر کے ذکر کرنے میں ایک اور معنی بھی ہے کہ مرجع اہل بیت نبی ﷺ کا طرف خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کے اہل بیت حسنین رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے پس ظاہر ہوا اہل بیت نبوی ﷺ کا طرف خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سوائے غیر اس کی کے اور یہ جو کہا کہ نہ اس میں شور ہے اور نہ رنج تو مناسبت نفی ان دونوں صفتوں کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے جب اسلام کی دعوت کی تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس کو خوشی سے قبول کیا اور نہ حاجت ڈالی حضرت ﷺ کو طرف بلند کرنے آواز کی اور نہ جھگڑے کی اور نہ مشقت کی بیچ اس کے بلکہ دور کیا آپ ﷺ سے ہر رنج کو اور غمخواری کی آپ ﷺ کی ہر وحشت سے اور آسان کیا آپ ﷺ پر ہر مشکل کو پس مناسب ہوا کہ ہو گھر اس کا جس

کے ساتھ اس کو خوشخبری دی اس کو اس کے رب نے ساتھ ایسی صفت کے کہ مقابل ہے اس کے فضل سے۔ (فتح)

۳۵۳۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتٰى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيْهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّيْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أُخْتُ خَدِيْجَةَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيْجَةَ فَارْتَاعَ لِذٰلِكَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَالَةَ قَالَتْ فَغِرْتُ فَقُلْتُ مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوْزٍ مِّنْ عَجَآئِزِ قُرَيْشٍ حَمْرَآءِ الشِّدْقَيْنِ هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ خَيْرًا مِّنْهَا.

۳۵۳۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آئی ہیں ان کے ساتھ ایک برتن ہے اس میں سالن ہے یا کھانا پینا سو جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ پہنچے تو اس پر سلام پڑھو اس کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے اور اس کو بشارت دو اور ساتھ ایک گھر کے بہشت میں نرم موتی سے کہ نہ اس میں شور ہے اور نہ رنج اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اجازت مانگی ہالہ بنت خویلد خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پس پہچانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذن چاہنا خدیجہ رضی اللہ عنہا کا یعنی پہچانا کہ یہ آواز خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آواز کی طرح ہے واسطے مشابہ ہونے اس کے آواز کے ساتھ آواز اپنی بہن کی پس یاد کیا خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس سبب سے اور گھبرائے واسطے اس کے یعنی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد سے پھر کہا کہ الٰہی یہ ہالہ ہو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو غیرت آئی تو میں نے کہا کہ کیا یاد کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوڑھی عورت کو قریش سے سرخ مسوڑھوں والی یعنی اس کے منہ میں کوئی دانت باقی نہ رہا تھا صرف گوشت ہی تھا فوت ہوگئی اگلے زمانے میں تحقیق بدلا دیا اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہتر اس سے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پس خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ ہی ہے سلام یعنی ہر عیب اور مکروہ سے سالم اور اسی ہی کی طرف سے خلق کو سلامتی حاصل ہوتی ہے اور جبرائیل کو سلام اور یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام اور رحمت اللہ کی اور اس کی برکتیں علماء نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اوپر زیادہ ہونے عقل اس کی کے یعنی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اس واسطے کہ اس نے نہیں کہا کہ وعلیہ السلام جیسا کہ واقع ہوا ہے واسطے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم کے جس جگہ کہ تھے کہتے التحیات میں السلام علی اللہ یعنی اللہ کو سلام تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کیا اور فرمایا کہ اللہ ہی کو ہے سچی سلامتی اور کہا کہ التحیات للہ یعنی جیسا کہ اس کا بیان التحیات کے باب میں گزر چکا ہے سو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی فہم کی صحت

سے پہچانا کہ اللہ کو سلام کا جواب نہیں دیا جاتا جیسا کہ مخلوق کو دیا جاتا ہے اس واسطے کہ سلام اسم ہے اللہ کے ناموں سے اور وہ بھی دعا ہے ساتھ سلامتی کے پس گویا کہ اس نے کہا کہ میں کس طرح کہوں اللہ کو سلام اور حالانکہ سلام نام ہے اس کا اور اسی سے سلامتی مانگی جاتی ہے اور اسی سے حاصل ہوتی ہے پس اسی سے مستفاد ہوتا ہے کہ نہیں لائق ہے ساتھ اللہ کے مگر ثناء کہنا سو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سلام کے جواب کے بدلے اس پر ثنا کہی پھر مغایرت کی درمیان اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ اللہ کے اور اس چیز کے لائق ہے ساتھ غیر اس کی کے پس کہا اور جبرائیل کو پھر کہا کہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام اور مستفاد ہوتا ہے اس سے سلام کا جواب دینا جو سلام بھیجے اور جو اس کو پہنچائے اور ظاہر یہ ہے کہ جبرائیل اس کے جواب دینے کے وقت حاضر تھے پس جواب دیا سلام کا اس کو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبار ایک بار ساتھ تخصیص کے اور ایک بار ساتھ تعمیم کے بعض کہتے ہیں کہ اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے جو خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سلام پہنچایا تو یہ واسطے تعظیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اور مریم علیہا السلام کو اس واسطے مخاطب کیا کہ وہ پیغمبر تھیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے کہ اس کا کوئی خاوند نہ تھا کہ اس کے خطاب سے اس کی تعظیم کی جائے سہیلی نے کہا ہے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس قصے کے ابوبکر بن داؤد نے اس پر کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو خود جبرائیل نے اپنی طرف سے سلام کیا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اللہ کی طرف سے سلام پہنچایا اور گمان کیا ابن عربی نے کہ اس میں اختلاف نہیں کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا سے میں کہتا ہوں کہ جو صریح روایتیں خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں آئی ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ جو ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ افضل بہشت کی عورتوں کی خدیجہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور سبکی نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں بے شمار فضیلتیں ثابت ہو چکی ہیں لیکن ہمارے نزدیک مختار یہ بات ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہے پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے جو اس کے ترجمہ میں گزر چکی ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سردار ہیں ایمانداروں کی عورتوں کی اور ہمارے بعض ہم عصروں نے کہا کہ دونوں حدیثوں میں تطبیق اولی ہے اور یہ کہ ہم ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے اور سبکی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں خدیجہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب برابر ہیں فضیلت میں۔ (فتح)

اور ابن تین نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چپ رہنے میں دلیل ہے اس پر کہ عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے لیکن نہیں لازم آتا نہ منقول ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب سے اس طریق میں نہ ہونا اس کا واقع میں بلکہ ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس بات کو رد کیا چنانچہ طبرانی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس بات سے غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو اس سے بہتر بدلہ نہیں دیا پس رد ہوگئی تاویل ابن تین کی طبری وغیرہ علماء نے کہا کہ غیرت کی حالت میں جو عورتوں سے صادر ہو وہ معاف ہے ان پر اس کا مواخذہ نہیں اس واسطے کہ یہ ان کی پیدائشی عادت ہے اور قرطبی نے کہا کہ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ

غیرت پر عورتوں کا مواخذہ نہیں لیکن یہ احتمال ہے کہ یہ کم سن ہونے کے سبب سے صادر ہوا ہو میں کہتا ہوں کہ غیرت خاص کر ثابت ہے اور کم سن ہونا محتاج ہے طرف دلیل کی اور جس کو غیرت ہو اس کی عقل کامل نہیں ہوتی اسی واسطے غیرت کی حالت میں جو کام صادر ہوتے ہیں وہ غیرت نہ ہونے کے وقت صادر نہیں ہوتے۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: یہ صحابی نویں سال مسلمان ہوئے اور ۵۰ھ میں فوت ہوئے۔

۳۵۳۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ قَالَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا حَجَبَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِيْ إِلَّا ضَحِكَ.

۳۵۳۷۔ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں روکا مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس آنے سے یعنی جب کہ اپنے گھر میں ہوتے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگتا جب سے میں مسلمان ہوا اور نہیں دیکھا مجھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مگر کہ تبسم فرمایا۔

۳۵۳۸۔ وَعَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بَيْتٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْخَلَصَةِ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ أَوِ الْكَعْبَةُ الشَّأْمِيَّةُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَنْتَ مُرِيْحِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ قَالَ فَنَفَرْتُ إِلَيْهِ فِيْ خَمْسِيْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِّنْ أَحْمَسَ قَالَ فَكَسَرْنَا وَقَتَلْنَا مَنْ وَّجَدْنَا عِنْدَهُ فَأَتَيْنَاهُ فَأَخْبَرْنَاهُ فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ.

۳۵۳۸۔ اور جریر نے کہا کہ کفر کے زمانے میں ایک بت خانہ تھا اس کو ذوالخلصہ کہا جاتا تھا اور اس کو یمن کا کعبہ اور شام کا کعبہ کہتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت دینے والا ہے ذوالخلصہ کے ڈھانے سے تو میں احمس کے ڈیڑھ سو سوار کے ساتھ وہاں گیا سو ہم نے اس کو توڑا اور جس کافر کو اس کے پاس پایا مارا پھر ہم نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے واسطے اور قوم احمس کے واسطے دعا کی۔

بَابُ ذِكْرِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ الْعَبْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں حذیفہ بن یمان عبسی رضی اللہ عنہ کے

۳۵۳۹۔ حَدَّثَنِيْ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ أَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

۳۵۳۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جنگ احد کا دن ہوا تو شکست ہوئی مشرکین کو ظاہر تو شیطان نے پکارا کہ اے مسلمانوں مدد کرو اپنے پچھلوں کو یا بچو اپنے پچھلوں سے یعنی

قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ هَزِيْمَةً بَيِّنَةً فَصَاحَ إِبْلِيْسُ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ عَلٰى أُخْرَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ أُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْهِ فَنَادٰى أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أَبِيْ أَبِيْ فَقَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا احْتَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ أَبِيْ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَتْ فِيْ حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ.

تمہارے پچھلوں کو کافر مار ڈالتے ہیں ان کی مدد کرو یا تمہارے پیچھے کافر آتے ہیں تو اگلے مسلمان اپنے پچھلوں پر پلٹے اور اپنے پچھلوں سے لڑنے لگے یعنی شیطان کے دھوکے سے اگلے اور پچھلے مسلمان آپس میں لڑنے لگے اور گھبراہٹ کی وجہ سے ایک کو دوسرے کی تمیز نہ رہی کہ میں کس سے لڑ رہا ہوں تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نظر کی تو اچانک دیکھا کہ ان کا باپ ہے تو اس نے پکارا کہ اے مسلمانو! میرا باپ ہے میرا باپ ہے راوی کہتا ہے کہ نہ جدا ہوئے لوگ اس سے یہاں تک کہ اس کو مار ڈالا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تم کو بخشے اے مسلمانوں کہ تم سے کافروں کے دھوکے سے میرے باپ کو مار ڈالا ہے عروہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ ہمیشہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اس کلمے سے نیکی باقی رہی یہاں تک کہ اللہ سے ملے۔

فائدہ: یعنی اس غم سے کہ میرا باپ مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا کافروں کے ہاتھ سے نہ مارا گیا جو لائق تھا یا نیکی باقی رہی یعنی اپنے باپ کے قاتل کے واسطے ہمیشہ دعا یا استغفار کرتے رہے کہ اللہ اس کے بخشے اس کا ثواب اس کو ہمیشہ ہوتا رہا اس سے معلوم ہوا کہ نیک کام کی برکت پھرتی ہے اس کے کرنے والے پر جب تک کہ وہ زندہ رہے یعنی نیک کام کی برکت تمام عمر آدمی میں باقی رہتی ہے۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ هِنْدِ بِنْتِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

باب ہے بیان میں ہند عتبہ کی بیٹی کا

فائدہ: یہ عورت معاویہ کی ماں ہے احد میں کافروں کے ساتھ حاضر ہوئی پھر فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئی اور بڑی عقل والی عورت تھی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی تو کہنے لگی کہ کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ مِنْ أَهْلِ خِبَاءٍ

اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند عتبہ کی بیٹی آئی اور کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھا زمین میں کوئی خیمہ والوں سے محبوب تر نزدیک میرے کہ ذلیل ہوں تیرے خیمہ والوں سے یعنی میں چاہتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعدار ذلیل ہوں پھر نہیں صبح کی آج کے دن کسی خیمہ والوں

أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوْا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ قَالَتْ وَأَيْضًا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِّسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهٗ عِيَالَنَا قَالَ لَا أُرَاهُ إِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ.

نے کہ محبوب تر ہوں میرے نزدیک یہ کہ باعزت ہوں آپ ﷺ کے خیمہ والوں سے یعنی آج میں چاہتی ہوں کہ آپ ﷺ کے تابعداروں کی عزت سب دنیا سے زیادہ ہو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب تیری محبت ہم سے اور بھی زیادہ ہو گی یعنی جیسے جیسے تیرے دل میں ایمان قرار پکڑتا جائے گا ویسے ویسے تیری محبت بھی زیادہ ہوتی جائے گی ہند نے کہا کہ یا حضرت ﷺ بے شک ابو سفیان مرد بخیل ہے سو کیا مجھ پر گناہ ہے کہ میں اس کے مال سے اپنے بال بچوں کو کھلاؤں فرمایا دستور کے موافق درست ہے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر زیادہ ہونے عقل ہند کے اور اچھی نرمی اس کی کے حضرت ﷺ سے کلام کرنے میں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مستحب ہے واسطے صاحب حاجت کے کہ اپنی سرگوشی سے پہلے عذر بیان کرے جب کہ اس کے مخاطب کے دل میں کچھ غصہ ہو اور یہ کہ عذر والے کو مستحب ہے کہ پہلے وہ چیز بیان کرے جس سے اس کے صدق کی تاکید ہو اس واسطے کہ ہند نے مقدم کیا اعتراف کو ساتھ ذکر عداوت کے جو آپ ﷺ سے پہلے رکھتی تھی تا کہ معلوم ہو صدق اس کا اس کی محبت کے دعوے میں اور ہند آنحضرت ﷺ کی خوش دامنوں کے مرتبہ میں تھی اس واسطے کہ ام حبیبہ آپ ﷺ کی بیوی اس کے خاوند ابوسفیان کی بیٹی تھی۔ (فتح)

بَابُ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ

باب ہے بیان میں حدیث زید بن عمرو رضی اللہ عنہ نفیل کے

فائدہ: زید بن عمرو رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا چچیرا بھائی تھا اور تھا طلب کرتا توحید کو اور چھوڑ دیا تھا اس نے بتوں کو اور علیحدہ ہوا تھا شرک سے فوت ہوا پہلے پیغمبر ہونے حضرت ﷺ کے پس فاکہی نے عامر بن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ زید بن عمرو نے مجھ سے کہا کہ میں نے اپنی قوم سے مخالفت کی اور میں نے دین ابراہیم کی پیروی کی وہ بت نہ پوجتے تھے اور نماز پڑھتے تھے طرف اس کعبہ کی اور میں منتظر ہوں کہ حضرت اسمٰعیل کی اولاد سے ایک پیغمبر پیدا ہوگا میں نہیں جانتا کہ اس کو پاؤں اور اس کے ساتھ ایمان لاتا ہوں اور اس کو سچا جانتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ بے شک پیغمبر ہیں اور تیری زندگی دراز ہو تو میری طرف سے اس کو سلام پہنچاؤ عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں مسلمان ہوا تو میں نے حضرت ﷺ کو اس کی خبر بتلائی تو حضرت ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور اس پر رحمت کی دعا کی اور فرمایا کہ میں نے اس کو بہشت میں دیکھا کہ اپنے کپڑے کا دامن گھسیٹتا جاتا ہے۔ (فتح)

۳۵۴۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فَقُدِّمَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةٌ فَأَبٰى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ زَيْدٌ إِنِّي لَسْتُ اٰكُلُ مِمَّا تَذْبَحُوْنَ عَلٰى أَنْصَابِكُمْ وَلَا اٰكُلُ إِلَّا مَا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَأَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَعِيبُ عَلٰى قُرَيْشٍ ذَبَآئِحَهُمْ وَيَقُوْلُ الشَّاةُ خَلَقَهَا اللّٰهُ وَأَنْزَلَ لَهَا مِنَ السَّمَآءِ الْمَآءَ وَأَنْبَتَ لَهَا مِنَ الْأَرْضِ ثُمَّ تَذْبَحُوْنَهَا عَلٰى غَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ إِنْكَارًا لِذٰلِكَ وَإِعْظَامًا لَهُ.

۳۵۴۰۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ زید بن عمرو سے بلدح (ایک جگہ کا نام ہے تنعیم کی راہ میں کہ مکے کے پاس ہے) میں ملے پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ پر وحی اتری یعنی پیغمبر ہونے سے پہلے تو حضرت ﷺ کے آگے کھانے کا دسترخوان لایا گیا تو انکار کیا حضرت ﷺ نے یہ کہ کھائیں اس میں سے پھر زید نے کہا کہ نہیں کھاتا میں اس چیز میں سے کہ ذبح کرتے ہو تم اپنے بتوں پر اور نہیں کھاتا میں مگر وہ چیز کہ یاد کیا جائے اس پر اللہ کا نام اور یہ کہ زید بن عمرو عیب کیا کرتا تھا قریش پر ان کی ذبح کردہ چیزوں کو اور کہتا تھا کہ بکری کو اللہ نے پیدا کیا اور اس کے واسطے آسمان سے پانی اتارا اور اس کے واسطے زمین سے سبزہ اگایا پھر تم اس کو ذبح کرتے ہو اوپر غیر نام اللہ کے کہتا تھا یہ واسطے انکار کرنے کے اس سے اور واسطے بڑا جاننے اس گناہ کے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ تھا وہ دسترخوان واسطے قریش کے کہ اس کو حضرت ﷺ کے آگے لائے تھے تو حضرت ﷺ نے اس سے کھانے سے انکار کیا پھر حضرت ﷺ نے اس کو زید بن عمرو کے آگے کیا تو اس نے بھی اس سے کھانے سے انکار کر دیا اور قریش کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم نہیں کھاتے جو تمہارے بتوں پر ذبح ہو اور یہ حدیث اس وجہ کا احتمال رکھتی ہے اور خطابی نے کہا کہ تھے پیغمبر ﷺ نہ کھاتے ان جانوروں سے جو بتوں کے واسطے ذبح کیے جاتے اور اس کے سوا اور جانوروں کا گوشت کھاتے تھے اگرچہ اس پر اللہ کا نام نہ لیتے تھے اس واسطے کہ شرح ابھی اتری نہ تھی بلکہ نہیں اتری تھی شرح واسطے منع ہونے کھانے اس چیز کے کہ اس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو مگر بعد پیغمبر ہونے حضرت ﷺ کے ساتھ مدت دراز کے میں کہتا ہوں کہ یہ جواب اولی ہے ابن بطال کے جواب سے اور بر تقدیر اس کی کہ زید بن حارثہ نے پتھر مذکور پر ذبح کیا ہو پس سوائے اس کے نہیں کہ محمول کیا جائے گا کہ اس نے تو اس پر ذبح کیا تھا واسطے غیر بتوں کے اور چنانچہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾ تو مراد ساتھ اس کے وہ جانور

ہے جو ذبح کیا جائے پتھروں پر واسطے بتوں کے اور ایک روایت میں ہے کہ زید بن عمرو حضرت ﷺ اور زید بن حارثہ پر گزرا اور حالانکہ وہ دونوں ایک دسترخوان سے کھاتے تھے تو دونوں نے اس کو بلایا تو زید بن عمرو نے کہا کہ اے بیٹے میرے بھائی کے میں نہیں کھاتا ان جانوروں سے جو بتوں پر ذبح کیے جائیں تو نہیں کھایا حضرت ﷺ نے بعد اس دن کے اس جانور سے کہ بت پر ذبح ہو اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ زید بن حارثہ نے کہا کہ ہم نے بعض پتھروں پر بکری ذبح کی سہیلی نے کہا کہ اگر کوئی کہے کہ حضرت ﷺ اولی اور لائق تر تھے زید سے ساتھ اس فضیلت کے تو جواب یہ ہے کہ حدیث سے معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت ﷺ نے اس سے کھایا تھا اور برتقدیر اس کے کہ کھایا ہو تو زید نے یہ قول اپنے اجتہاد سے کہا تھا نہ ساتھ کسی شرع کے کہ اس کو پہنچی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا نزدیک اہل جاہلیت کے باقی دین ابراہیم علیہ السلام کا اور تھا بیچ شرع ابراہیم علیہ السلام کے حرام ہونا مردار کا نہ حرام ہونا اس چیز کا جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اور سوائے اس کے نہیں کہ اس کا حرام ہونا دین اسلام میں اترا اور صحیح تر یہ بات ہے کہ شرع سے پہلے نہ کسی چیز کو حرام کہا جاتا ہے اور نہ کسی چیز کو حلال کہا جاتا ہے باوجودیکہ ذبح ہوئی چیزوں کے واسطے اصل ہے شرع کے حلال کرنے میں اور بدستور رہا یہ قرآن کے اترنے تک اور نہیں منقول ہے کہ پیغمبر ہونے کے بعد کسی ذبح کی چیز سے باز رہا ہو یہاں تک کہ آیت اتری میں کہتا ہوں کہ یہ جو سہیلی نے کہا کہ یہ زید بن عمرو نے قول اپنے اجتہاد سے کہا اولی ہے اور حدیث باب کی ظاہر ہے اس میں باوجودیکہ زید نے خود تصریح کی ہے کہ وہ دونوں کتاب والوں یعنی یہود نصاری سے کسی کے تابع نہیں ہوا اور تحقیق کہا ہے قاضی عیاض نے بیچ ملت مشہورہ کے بیچ معصوم ہونے پیغمبروں کے پہلے پیغمبر ہونے کے کہ وہ مانند محال کی ہے یعنی عصمت پہلے نبوت کے اس واسطے کہ نواہی یعنی منع ہونا تو صرف ہوتا ہے بعد قرار پانے شرع کے اور حضرت ﷺ نہ تھے مامور پہلے اترنے وحی کے طرف آپ ﷺ کی ساتھ پہلی شرع کے صحیح قول پر بنا بریں اس کے نواہی جب موجود نہ ہوئیں تو حضرت ﷺ کے حق میں بھی معتبر ہوں گی یعنی حضرت ﷺ کو بھی کسی چیز کا کرنا منع نہ ہوگا بلکہ درست ہوگا اور اگر ہم دوسرے قول پر تفریع کریں تو جواب اس کے قول سے کہ ہم نے بعض بتوں پر بکری ذبح کی یہ ہے کہ مراد وہ پتھر ہے جو بت نہیں اور نہ معبود ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تو صرف قصاب کے ہتھیاروں سے ہے جس پر وہ ذبح کرتا ہے اس واسطے کہ نصب اصل میں بڑا پتھر ہے سو بعض تو ان میں سے ان کے نزدیک وہ ہوتے ہیں جو منجملہ بتوں سے ہوتے ہیں پس ذبح کرتے ہیں واسطے اس کے اور اس کے نام پر اور بعض ان میں سے وہ ہوتے ہیں کہ ان کی عبادت نہیں کی جاتی بلکہ وہ آلات ذبح سے ہوتے ہیں پس ذبح کرتا ہے اس پر ذبح کرنے والا نہ واسطے بت کے یا تھا باز رہنا زید کا اس سے واسطے اکھاڑنے جڑ کے۔ (فتح)

۳۵۴۱۔ قَالَ مُوْسٰی حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ

۳۵۴۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زید بن عمرو شام کی

اللّٰهِ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ يَسْأَلُ عَنِ الدِّيْنِ وَيَتْبَعُهُ فَلَقِيَ عَالِمًا مِّنَ الْيَهُوْدِ فَسَأَلَهُ عَنْ دِيْنِهِمْ فَقَالَ إِنِّيْ لَعَلِّيْ أَنْ أَدِيْنَ دِيْنَكُمْ فَأَخْبِرْنِيْ فَقَالَ لَا تَكُوْنُ عَلٰى دِيْنِنَا حَتّٰى تَأْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ قَالَ زَيْدٌ مَا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَلَا أَحْمِلُ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ شَيْئًا أَبَدًا وَّأَنَا أَسْتَطِيْعُهُ فَهَلْ تَدُلُّنِيْ عَلٰى غَيْرِهِ قَالَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ حَنِيْفًا قَالَ زَيْدٌ وَّمَا الْحَنِيْفُ قَالَ دِيْنُ إِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَكُنْ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللّٰهَ فَخَرَجَ زَيْدٌ فَلَقِيَ عَالِمًا مِّنَ النَّصَارٰى فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَقَالَ لَنْ تَكُوْنَ عَلٰى دِيْنِنَا حَتّٰى تَأْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ لَّعْنَةِ اللّٰهِ قَالَ مَا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ لَّعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا أَحْمِلُ مِنْ لَّعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا مِنْ غَضَبِهِ شَيْئًا أَبَدًا وَّأَنَا أَسْتَطِيْعُ فَهَلْ تَدُلُّنِيْ عَلٰى غَيْرِهِ قَالَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ حَنِيْفًا قَالَ وَمَا الْحَنِيْفُ قَالَ دِيْنُ إِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَكُنْ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللّٰهَ فَلَمَّا رَأٰى زَيْدٌ قَوْلَهُمْ فِيْ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ فَلَمَّا بَرَزَ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَشْهَدُ أَنِّيْ عَلٰى دِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ وَقَالَ اللَّيْثُ كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ رَأَيْتُ زَيْدَ بْنَ

طرف نکلا دین حق کو پوچھتا اور طلب کرتا تو ایک یہودی عالم سے ملا اور اس سے اس کا دین پوچھا سو کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ تمہارے دین کی پیروی کروں سو مجھ کو خبر دے تو اس یہودی نے کہا کہ نہیں ہوتا تو ہمارے دین پر یہاں تک کہ لے تو اپنا حصہ اللہ کے غضب سے یعنی اگر تو اس دین میں آئے گا تو اللہ کے غضب میں گرفتار ہوگا زید نے کہا نہیں بھاگتا میں مگر اللہ کے غضب سے اور میں اللہ کے غضب سے کبھی کچھ نہیں اٹھاؤں گا اور کیا میں اس کی طاقت رکھتا ہوں یعنی نہیں سو کیا تو مجھ کو اس کے سوا کسی اور دین کی طرف راہ دکھاتا ہے کہا میں اس کو نہیں جانتا مگر یہ کہ تو حنیف ہو زید نے کہا اور حنیف کیا ہے کہا دین ابراہیم علیہ السلام کا کہ وہ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور نہ عبادت کرتے تھے سوائے اللہ کے کسی اور کی پھر زید نکلا سو ایک نصرانی عالم سے ملا پس ذکر کیا اس سے مثل اس کی تو اس نے کہا کہ ہرگز نہ ہوگا تو ہمارے دین پر یہاں تک کہ تو لے اپنا حصہ اللہ کی لعنت سے زید نے کہا میں نہیں بھاگتا مگر اللہ کی لعنت سے اور نہیں اٹھاؤں گا میں اللہ کی لعنت سے اور نہ اس کے غضب سے کچھ کبھی کیا میں اس کی طاقت رکھتا ہوں سو کیا تو مجھ کو اس کے سوا کسی اور دین کی راہ بتلاتا ہے اس نے کہا میں نہیں جانتا مگر یہ کہ ہو تو حنیف کہا کہ حنیف کیا ہے اس نے کہا کہ دین ابراہیم علیہ السلام کا کہ نہ وہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور نہ وہ عبادت کرتے تھے اللہ کے سوا کسی اور کی سو جب دیکھا زید نے قول ان کا ابراہیم علیہ السلام کے حق میں تو نکلا پھر جب ان کی زمین سے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا کہ الٰہی میں گواہی دیتا ہوں کہ میں ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں اسماء ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ میں نے زید بن عمرو کو دیکھا کہ اپنی

عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَائِمًا مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ يَقُولُ يَا مَعَاشِرَ قُرَيْشٍ وَاللّٰهِ مَا مِنكُمْ عَلٰى دِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ غَيْرِيْ وَكَانَ يُحْيِي الْمَوْؤُوْدَةَ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْتُلَ ابْنَتَهُ لَا تَقْتُلْهَا أَنَا أَكْفِيْكَهَا مَئُوْنَتَهَا فَيَأْخُذُهَا فَإِذَا تَرَعْرَعَتْ قَالَ لِأَبِيْهَا إِنْ شِئْتَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكَ وَإِنْ شِئْتَ كَفَيْتُكَ مَئُوْنَتَهَا.

پیٹھ سے کعبہ کو تکیہ دیے کھڑا ہے کہتا ہے اے گروہ قریش کے قسم ہے اللہ کی نہیں تم میں سے کوئی ابراہیم کے دین پر سوائے میرے اور تھا وہ زندہ رکھتا لڑکی جیتی گاڑ دی کو یعنی جب کوئی اپنی بیٹی کو مارنے کا ارادہ کرتا تو اس کو کہتا تھا کہ اس کو مار نہیں میں کفایت کروں گا تجھ کو اس کے خرچ کو سو اس کو لیتا پھر جب جوان ہوتی تو اس کے باپ کو کہتا کہ اگر تو چاہے تو تجھ کو تیری لڑکی دے دوں اور اگر تو چاہے کفایت کروں تجھ سے خرچ کو یعنی اپنی گرہ سے خرچ کر کے اس کو بیاہ دوں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ شام کے عالموں سے ایک بزرگ نے مجھ سے کہا کہ البتہ تو مجھ سے دین پوچھتا ہے میں نہیں جانتا کہ کوئی اللہ کی عبادت کرتا ہو مگر ایک بزرگ جزیرہ میں تو میں اس کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ جس کو تو تلاش کرتا ہے وہ تیرے شہر میں ظاہر ہوا یعنی پیغمبر ﷺ یا یوں کہا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں سو تو پلٹ جا اور اس کے تصدیق کر اور اس کے ساتھ ایمان لا اور کہا کہ جن لوگوں کو تو نے دیکھا یہ سب گمراہی میں ہیں اور مراد ساتھ غضب کے ارادہ پہنچانے عذاب کا ہے اور مراد ساتھ لعنت کے دور کرنا ہے اللہ کی رحمت سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ زید کہتا تھا کہ میرا رب ابراہیم علیہ السلام کا رب ہے اور میرا دین ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے اور کفر کی حالت میں دستور تھا کہ تنگی کے خوف سے زندہ بیٹی کو زمین میں گاڑ دیتے تھے۔

بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ

باب ہے بیان میں بنانے کعبہ کے

فائدہ: یعنی قریش کے ہاتھ پر حضرت ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے اور پہلے گزر چکا ہے بیان بنانے ابراہیم علیہ السلام کا کعبے کو پہلے بنانے قریش کے اور بیان بنانے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا اسلام میں اور فاکہی نے روایت کی ہے کہ خانہ کعبہ آدمی کے قد سے اوپر تھا سو قریش نے چاہا کہ اس کو اونچا کریں اور اس پر چھت ڈالیں تو اس کا بیان آئندہ آئے گا اور ابن اسحاق وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ جب قریش نے کعبے کو بنایا تو اس وقت حضرت ﷺ کی عمر پچیس سال تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو بنایا سو اس پر مدت گزری پھر گر گیا پھر اس کو عمالقہ نے بنایا سو اس پر مدت گزری پھر گر گیا پھر اس کو جرہم نے بنایا اور مدت کے بعد پھر گر گیا پھر اس کو قریش نے بنایا اور حضرت ﷺ اس وقت جوان تھے سو جب انہوں نے حجر اسود کے رکھنے کا ارادہ کیا تو اس میں جھگڑنے لگے کہ کہاں رکھا جائے تو انہوں نے کہا کہ ہمارا منصف وہ ہے جو پہلے پہل بنی شیبہ کے دروازے سے کعبے کے اندر آئے تو پہلے پہل حضرت ﷺ اندر آئے تو انہوں نے آپ ﷺ کو اس حال سے خبر دی کہ ہم نے

آپ ﷺ کو منصف ٹھہرایا ہے تو حضرت ﷺ نے حکم کیا کہ ایک کپڑا بچھاؤ اور حجر اسود کو اس کے درمیان رکھو اور ہر قبیلہ اس کا ایک کنارہ پکڑے تو انہوں نے اس کو کپڑے میں ڈال کر اٹھایا پھر حضرت ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر کعبے کی دیوار میں رکھا اور ایک روایت میں ہے کہ ولید بن مغیرہ نے ان کو کہا کہ نہ بناؤ اس کو مگر مال پاک سے اور عہد کیا کہ نہ اس میں ناتا توڑا جائے اور نہ ذمہ اللہ کا۔ (فتح)

٣٥٤٢۔ حَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنِی ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا بُنِیَتِ الْکَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَبَّاسٌ یَنْقُلَانِ الْحِجَارَةَ فَقَالَ عَبَّاسٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ إِزَارَکَ عَلٰی رَقَبَتِکَ یَقِیْکَ مِنَ الْحِجَارَةِ فَخَرَّ إِلَی الْأَرْضِ وَطَمَحَتْ عَیْنَاهُ إِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ إِزَارِیْ إِزَارِیْ فَشَدَّ عَلَیْهِ إِزَارَهٗ.

٣٥٤٢۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کعبہ بنایا گیا تو حضرت ﷺ اور عباس رضی اللہ عنہ دونوں پتھروں کو اٹھا اٹھا کر لے جانے لگے تو عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اپنا تہبند اپنی گردن پر ڈال لے کہ تجھ کو پتھروں کی تکلیف سے بچائے یعنی تو حضرت ﷺ نے اپنا تہبند کھول کر اپنی گردن پر ڈالا اور ننگے ہوئے سو بے ہوش ہو کر گر پڑے اور آپ ﷺ کی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف لگ گئیں پھر آپ ﷺ کو ہوش آئی تو فرمایا کہ میرا تہبند مجھ کو دو میرا تہبند مجھ کو دو تو آپ ﷺ کا تہبند آپ ﷺ پر باندھا گیا اور آپ ﷺ کا ستر ڈھانکا گیا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ ان کے ساتھ پتھر اٹھا رہے تھے کہ ناگہاں آپ ﷺ کی شرم گاہ کھل گئی تو کسی نے پکارا کہ اے محمد ﷺ اپنی شرم گاہ چھپاؤ پھر اس کے بعد کبھی حضرت ﷺ کی شرم گاہ نہیں دیکھی گئی

٣٥٤٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ وَّعُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ یَزِیْدَ قَالَا لَمْ یَکُنْ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَوْلَ الْبَیْتِ حَآئِطٌ کَانُوْا یُصَلُّوْنَ حَوْلَ الْبَیْتِ حَتّٰی کَانَ عُمَرُ فَبَنٰی حَوْلَهٗ حَائِطًا قَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ جَدْرُهٗ قَصِیْرٌ فَبَنَاهُ ابْنُ الزُّبَیْرِ.

٣٥٤٣۔ عمرو رضی اللہ عنہ اور عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں کعبہ کے گرد دیوار نہ تھی لوگ کعبے کے گرد نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس کے گرد دیوار بنائی عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی دیواریں چھوٹی تھیں تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کو اونچا کیا۔

فائدہ: کعبے کے بنانے میں اقوال مختلف آئے ہیں تاریخ مکہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دس بار بنایا گیا پہلے پہل

فرشتوں نے بنایا پھر آدم علیہ السلام نے پھر آدم علیہ السلام کی اولاد نے پھر ابراہیم علیہ السلام نے پھر عمالقہ نے پھر جرہم نے پھر قصی بن کلاب نے پھر قریش نے پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پھر حجاج نے پھر بدستور رہا حجاج کی بنا پر اور اب تک اسی بنا پر ہے (ت) اور فاکہی نے روایت کہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خانے کعبے کی مسجد کے گرد گھر تھے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آدمیوں کی کثرت سے مسجد تنگ ہوئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اردگرد کے گھروں کو خریدا اور ان کو گرا کر مسجد میں ملایا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس میں اور طرفوں سے کشادگی کی پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اور کشادگی کی پھر ابوجعفر منصور نے پھر اس کے بیٹے مہدی نے اور کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس پر کچھ چھت ڈالی تھی پھر عبدالملک بن مروان نے اس کو اونچا کیا اور سال کی لکڑی سے اس پر چھت ڈالی اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے بیٹے ولید نے یہ کام کیا تھا اور یہ بات بہت ثابت ہے۔ (فتح)

بَابُ أَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ — باب ہے بیان میں جاہلیت کے دنوں کے

فائدہ: مراد یہاں وہ دن ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور پیغمبر ہونے کے درمیان ہیں اور اکثر اوقات جاہلیت اس زمانے کو کہا جاتا ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے پہلے ہے اور اسی قسم سے ہے یہ آیت ﴿يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ﴾ اور قول اس کا ﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى﴾ اور اسی قسم سے ہیں اکثر حدیثیں باب کی اور اخیر اس کا فتح مکہ ہے۔ (فتح)

۳۵۴٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ يَوْمًا تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ لَا يَصُوْمُهُ.

۳۵۴۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عاشورہ ایک دن تھا کہ قریش جاہلیت میں اس کا روزہ رکھتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کا روزہ رکھتے تھے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو عاشورہ کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا لوگوں کو حکم کیا پھر جب رمضان کا روزہ اترا یعنی فرض ہوا تو جو چاہتا تھا اس کا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا نہ رکھتا تھا۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے اور میں نے اس جگہ احتمال ذکر کیا ہے کہ قریش نے اس کو اہل کتاب سے لیا ہوگا پھر میں نے بعض خبروں میں پایا کہ قریش پر ایک قحط پڑا تھا پھر ان سے قحط دور ہوا تو انہوں نے شکر کے واسطے روزہ رکھا۔ (فتح)

۳۵٤٥۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ

۳۵۴۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قریش کا اعتقاد تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا گناہ ہے زمین میں یعنی حج کے

اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنَ الْفُجُوْرِ فِي الْأَرْضِ وَكَانُوْا يُسَمُّوْنَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُوْلُوْنَ إِذَا بَرَا الدَّبَرُ وَعَفَا الْأَثَرُ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ قَالَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ رَابِعَةً مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ وَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْعَلُوْهَا عُمْرَةً قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ.

مہینوں میں حج کے سوا اور کچھ نہ کیا جائے اور ان کے سوا اور مہینے عمرہ کے واسطے ہیں اور محرم کا نام صفر رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ جب اونٹ کی پیٹھ تندرست ہو اور قدم کا نشان مٹ جائے تو عمرہ کرنے والے کو عمرہ حلال ہوا سو آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم چوتھی تاریخ ذوالحجہ کو مکے میں آئے حج کو احرام باندھے سو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا کہ حج کو عمرہ گردانیں یعنی عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالیں ۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کون سا حلال ہونا ہے یعنی عمرے کے بعد احرام کی ممنوع چیزیں سب حلال ہو جائیں گی یا بعض حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب چیزیں حلال ہو جائیں گی یعنی خواہ عورت سے جماع کرنا ہو یا کچھ۔

۳۵۴۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ كَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَآءَ سَيْلٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَسَا مَا بَيْنَ الْجَبَلَيْنِ قَالَ سُفْيَانُ وَيَقُوْلُ إِنَّ هٰذَا لَحَدِيْثٌ لَهُ شَأْنٌ.

۳۵۴۶۔ اور مسیب نے اپنے باپ سے اس نے اس کے دادا سے روایت کی ہے کہ جاہلیت میں پانی کا سیل آیا تو چھپایا اس نے اس چیز کو کہ مکے کے دونوں پہاڑوں کے درمیان ہے یعنی ان کے درمیان کو پانی سے بھر دیا سفیان کہتا ہے کہ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس حدیث کے واسطے قصہ ہے دراز۔

فائدہ: شافعی نے روایت کی ہے کہ کعب نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا اور وہ مکے کو بناتا تھا کہ اس کی بنیاد کو مضبوط کر اور پکا کر پس تحقیق ہم کتابوں میں پاتے ہیں کہ پچھلے زمانے میں بہت سیلاب ہوں گے پس مراد مشار الیہ سے یہ ہے کہ انہوں نے معلوم کیا اس سیلاب سے جس کی مثل آگے معلوم نہ تھی کہ وہ مبداء ہے ان سیلابوں کا جن کی طرف کتابوں میں اشارہ ہے۔ (فتح)

۳۵۴۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ بَيَانٍ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ دَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ أَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ فَرَاٰهَا لَا تَكَلَّمُ فَقَالَ مَا لَهَا لَا تَكَلَّمُ قَالُوْا حَجَّتْ مُصْمِتَةً

۳۵۴۷۔ قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ احمس کی ایک عورت کے پاس آئے جس کو زینب کہا جاتا تھا تو اس کو دیکھا کہ کلام نہیں کرتی کہا اس کا کیا حال ہے لوگوں نے کہا کہ اس نے چپکے حج کیا تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کلام کر اس واسطے کہ چپ رہنا درست نہیں کہ یہ جاہلیت کی رسم ہے

قَالَ لَهَا تَكَلَّمِيْ فَإِنَّ هٰذَا لَا يَحِلُّ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَكَلَّمَتْ فَقَالَتْ مَنْ أَنْتَ قَالَ امْرُؤٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَتْ أَيُّ الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَتْ مِنَ أَيِّ قُرَيْشٍ أَنْتَ قَالَ إِنَّكِ لَسَئُوْلٌ أَنَا أَبُوْ بَكْرٍ قَالَتْ مَا بَقَاؤُنَا عَلٰى هٰذَا الْأَمْرِ الصَّالِحِ الَّذِيْ جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْدَ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ بَقَاؤُكُمْ عَلَيْهِ مَا اسْتَقَامَتْ بِكُمْ أَئِمَّتُكُمْ قَالَتْ وَمَا الْأَئِمَّةُ قَالَ أَمَا كَانَ لِقَوْمِكِ رُؤُوْسٌ وَّأَشْرَافٌ يَأْمُرُوْنَهُمْ فَيُطِيْعُوْنَهُمْ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَهُمْ أُولٰئِكِ عَلَى النَّاسِ.

پھر اس نے کلام کیا سو صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا تو کون ہے؟ تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ایک مرد مہاجرین سے، کہا کن مہاجرین سے؟ کہا قریش سے، کہا کن قریش سے کہا البتہ تو بڑی پوچھنے والی ہے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں کہا کب تک ہے باقی رہنا ہمارا اس نیک کام پر جس کو اللہ جاہلیت کے بعد لایا یعنی دین اسلام اور جس پر شامل ہے وہ عدل سے اور جمع ہونے کلمے سے اور نصر مظلوم کے سے کہا باقی رہنا تمہارا اس پر اس وقت تک ہے جب تک کہ تمہارے امام تمہارے ساتھ قائم ہیں اس عورت نے کہا کہ اماموں سے کیا مراد ہے کہا کیا تیری قوم کے واسطے رئیس اور شریف لوگ نہ تھے جو ان کو حکم کرتے اور لوگ ان کی فرمانبرداری کرتے اس نے کہا کیوں نہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا پس یہ لوگ امام ہیں لوگوں پر یعنی حاکم۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسلام نے اس راہ رسم کو گرا دیا ہے یعنی چپ رہنا اسلام میں درست نہیں پس کلام کر اور تحقیق استدلال کیا ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ جو قسم کھائے اس کی کہ نہ کلام کرے تو اس کو مستحب ہے کہ کلام کرے اور اس پر کفارہ نہیں اس واسطے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو کفارے کا حکم نہیں کیا اور قیاس اس کا یہ ہے کہ جو نذر مانے اس کی کلام نہ کرنے سے تو اس کی نذر منعقد نہیں ہوتی اس واسطے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مطلق کہا ہے کہ یہ حلال نہیں اور یہ جاہلیت کے فعل سے ہے اور بے شک اسلام نے اس کو گرا دیا ہے اور نہیں کہتے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مانند اس کی مگر توقیف سے پس یہ حدیث حکما مرفوع ہوگی اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بیچ قصے ابو اسرائیل کے جس نے نذر مانی تھی کہ پیادہ پا چلے اور نہ سوار ہو اور نہ سائے میں بیٹھے اور نہ کلام کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کہا کہ سوار ہو اور سائے میں بیٹھ اور کلام کر اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں یتیم ہونا بعد بالغ ہونے کے اور نہ چپ رہنا ایک دن اور رات تک روایت کی یہ حدیث ابو الدرداء وغیرہ نے خطابی نے اس کی شرح میں کہا کہ تھا جاہلیت کی عبادتوں سے چپ رہنا پس تھا کوئی آدمی اعتکاف کرتا ایک دن رات اور چپ رہتا سو ان کو اس سے منع ہوا اور حکم ہوا بولنے کا ساتھ بہتر بات کے اور ابن قدامہ نے کہا کہ نہیں اسلام سے چپ رہنا کلام سے اور ظاہر حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرام ہے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ حدیث ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ساتھ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے جو مذکور ہوئی یعنی نہیں چپ رہنا ایک دن رات تک پس اگر

کوئی اس کی نذر مانے تو اس کو اس کا پورا کرنا لازم نہیں آتا اور یہی قول ہے شافعی اور اصحاب رائے کا اور نہیں جانتا میں اس میں کوئی مخالف اور یہ پہلے پیغمبروں کی شرع میں درست تھا اب ہماری شرع میں درست نہیں اور شیخ ابو اسحاق نے کہا ہے کہ مکروہ ہے چپ رہنا ایک دن اور رات تک اور ایک روایت میں ہے کہ روزے دار کا چپ رہنا تسبیح ہے لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے اور اگر ثابت ہو تو مقصود کا فائدہ نہیں دیتی اس واسطے کہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ روزے دار کا چپ رہنا تسبیح ہے اور اس کا سونا عبادت ہے اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے پس یہ حدیث چلائی گئی ہے اس میں کہ روزہ دار کے سب کام محبوب ہیں نہ یہ کہ خاص کر چپ رہنا مطلوب ہے اور رویانی نے کہا کہ جاری ہوئی عادت لوگوں کی ساتھ ترک کرنے کلام کے رمضان میں اور ہماری شرع میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ پہلی شرعوں میں ہے پس ثابت ہوگا اس کا جواز اختلاف پر کہ اس مسئلے میں ہے اولیکن جو حدیثیں کہ وارد ہیں چپ رہنے میں اور اس کی فضیلت میں مانند حدیث مَنْ صَمَتَ نَجَا اور سوائے اس کے پس نہیں معارض ہیں شیخ ابو اسحاق کی کلام کو کہ چپ رہنا مکروہ ہے واسطے اختلاف مقاصد کے بیچ اس کے پس بہتر چپ رہنا وہ ہے جس میں کلام باطل کا ترک کرنا ہو اور اسی طرح مباح ہے اگر اس کی طرف کھینچے اور چپ رہنا منع وہ ہے جس میں ترک کلام کا ہو حق میں واسطے اس کے جو اس کی طاقت رکھے اور اسی طرح مباح ہے جس کی دونوں طرفیں مباح ہوں۔ (فتح الباری) اور یہ جو کہا کہ جب تک قائم رہیں امام تمہارے تو یہ اس واسطے ہے کہ لوگ اپنے بادشاہ کے دین پر ہوتے ہیں سو جو امام حق سے پھرے وہ خود بھی پھرا اور اس نے لوگوں کو بھی پھیرا۔ (فتح)

٣٥٤٨۔ حَدَّثَنِیْ فَرْوَةُ بْنُ أَبِی الْمَغْرَآءِ أَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَسْلَمَتِ امْرَأَةٌ سَوْدَآءُ لِبَعْضِ الْعَرَبِ وَكَانَ لَهَا حِفْشٌ فِی الْمَسْجِدِ قَالَتْ فَكَانَتْ تَأْتِيْنَا فَتَحَدَّثُ عِنْدَنَا فَإِذَا فَرَغَتْ مِنْ حَدِيْثِهَا قَالَتْ وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيْبِ رَبِّنَا أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ أَنْجَانِیْ فَلَمَّا أَكْثَرَتْ قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَمَا يَوْمُ الْوِشَاحِ قَالَتْ خَرَجَتْ جُوَيْرِيَةٌ لِبَعْضِ أَهْلِیْ وَعَلَيْهَا وِشَاحٌ مِّنْ أَدَمٍ فَسَقَطَ مِنْهَا فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِ

٣٥٤٨۔ عائشہ رٹالٹھا سے روایت ہے کہ ایک کالی عورت بعض عرب کی لونڈی تھی مسلمان ہوئی اور اس کی جھونپڑی مسجد میں تھی عائشہ رٹالٹھا نے کہا کہ وہ ہمارے پاس آیا کرتی تھی اور ہمارے پاس بات چیت کرتی تھی پھر جب اپنی بات سے فارغ ہوتی اور کہتی کہ وشاح کا دن اللہ کے عجیب کاموں سے ہے خبردار ہو بے شک اس دن نے مجھ کو کفر کے شہر سے نجات دی سو جب اس نے وشاح کے دن کا بہت ذکر کیا تو عائشہ رٹالٹھا نے کہا کہ وشاح کا دن کیا ہے کہا کہ میرے بعض گھر والوں کی ایک چھوٹی لڑکی باہر نکلی اور اس کے گلے میں چمڑے کا ایک ہار تھا تو اس سے گر پڑا اس پر چیل جھپٹی اور وہ اس کو گوشت گمان کر کے اٹھا لے گئی تو انہوں نے مجھ کو اس کی

الْحُدَيَّا وَهِيَ تَحْسِبُهُ لَحْمًا فَأَخَذَتْهُ فَاتَّهَمُوْنِيْ بِهٖ فَعَذَّبُوْنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنْ أَمْرِيْ أَنَّهُمْ طَلَبُوْا فِيْ قُبُلِيْ فَبَيْنَاهُمْ حَوْلِيْ وَأَنَا فِيْ كَرْبِيْ إِذْ أَقْبَلَتِ الْحُدَيَّا حَتّٰى وَازَتْ بِرُؤُوْسِنَا ثُمَّ أَلْقَتْهُ فَأَخَذُوْهُ فَقُلْتُ لَهُمْ هٰذَا الَّذِي اتَّهَمْتُمُوْنِيْ بِهٖ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيْئَةٌ.

تہمت دی سو مجھ کو مارا اور میری تلاشی لی یہاں تک نوبت پہنچی کہ انہوں نے میری شرمگاہ کی تلاشی لی سو جس حالت میں کہ وہ میرے گرد تھے اور میں اپنی مصیبت میں تھی کہ اچانک سامنے سے چیل آئی یہاں تک کہ ہمارے سروں کے برابر ہوئی پھر اس نے ہار کو ڈالا تو انہوں نے اس کو لیا تو میں نے ان سے کہا کہ یہ ہے وہ جس کی تم نے مجھ کو تہمت دی اور میں اس سے پاک تھی یعنی یہ حال مجھ کو باعث ہوا دار کفر چھوڑنے اور اسلام کے اختیار کرنے پر ۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور وجہ اس کے داخل ہونے اس جگہ اس چیز کی جہت سے ہے کہ تھے اس پر اہل جاہلیت ظلم کرتے قول فعل میں۔ (فتح)

٣٥٤٩۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ إِلَّا بِاللّٰهِ فَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِآبَائِهَا فَقَالَ لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ.

٣٥٤٩۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ جو قسم کھانا چاہے تو اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائے اور قریش کا دستور تھا کہ اپنے باپوں کی قسم کھاتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے باپوں کی قسم نہ کھایا کرو۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی

٣٥٥٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ كَانَ يَمْشِيْ بَيْنَ يَدَيِ الْجَنَازَةِ وَلَا يَقُوْمُ لَهَا وَيُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْمُوْنَ لَهَا يَقُوْلُوْنَ إِذَا رَأَوْهَا كُنْتِ فِيْ أَهْلِكِ مَا أَنْتِ مَرَّتَيْنِ.

٣٥٥٠۔ عبدالرحمن سے روایت ہے کہ قاسم جنازے کے آگے چلا کرتا تھا اور اس کے واسطے کھڑا نہ ہوتا تھا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دیتا تھا کہ اس نے کہا کہ جاہلیت والوں کی رسم تھی کہ جنازے کے واسطے کھڑے ہوتے تھے اور جب اس کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ تھی تو اے روح اپنے گھر والوں میں جو تھی دو بار کہتے ۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم جنازہ کے واسطے کھڑے ہونے کا

نہیں پہنچا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے جانا کہ یہ جاہلیت کی رسموں سے ہے اور اسلام ان کی مخالفت کے واسطے آیا ہے اور میں نے اس مسئلے کے اختلاف کا بیان جنازے میں کر دیا ہے اور کیا یہ نسخ ہے واسطے اس حکم کے یا نہیں اور بنا بریں اس قول کے کہ کیا وہ نسخ ہے اور استحباب باقی ہے یا نہیں یا مطلق جواز ہے اور اختیار کیا ہے بعض شافعیہ نے اخیر کو اور اکثر شافعیہ کراہت پر ہیں اور دعوی کیا ہے محاملی نے اس میں اختلاف کا اور مخالف ہوا متولی پس کہا اس نے کہ مستحب ہے اور اختیار کیا ہے اس کو نووی رحمہ اللہ نے اور یہ جو کہا کہ تھی تو اے روح جو کچھ تھی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح تو اب ہے اسی طرح تو زندگی میں تھی اس واسطے کہ ان کو قیامت کے ساتھ ایمان نہ تھا بلکہ ان کا اعتقاد یہ تھا کہ جب روح خارج ہوتی ہے تو جانور بن کے اڑ جاتی ہے پس اگر ٹھیک ہو تو اس کی روح نیک جانوروں میں ہوتی ہے نہیں تو بالعکس اور احتمال ہے کہ یہ دعا ہو واسطے مردے کے اور احتمال ہے کہ ما نافیہ ہو یعنی تو دوسری بار اپنے گھر والوں کی طرف نہیں پھرے گی ایک بار تو ان میں تھی وہ گزر چکی اور احتمال ہے کہ ما استفہامیہ ہو یعنی تو اپنے گھر والوں میں شریف تھی سو اب تیرا کیا حال ہے یہ غم سے کہتے ہیں۔ (فتح)

٣٥٥١۔ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا لَا يُفِيْضُوْنَ مِنْ جَمْعٍ حَتّٰى تَشْرُقَ الشَّمْسُ عَلٰى ثَبِيْرٍ فَخَالَفَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

٣٥٥١۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین کا دستور تھا کہ مزدلفہ سے نہ پھرتے تھے یہاں تک کہ روشن ہوتا سورج ثبیر پر یعنی سورج کی روشنی اس پر پڑتی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی سورج کے نکلنے سے پہلے پھرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

٣٥٥٢۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِیْ أُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ يَحْيَى بْنُ الْمُهَلَّبِ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عِكْرِمَةَ ﴿وَكَأْسًا دِهَاقًا﴾ قَالَ مَلْأٰى مُتَتَابِعَةً قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ أَبِیْ يَقُوْلُ فِی الْجَاهِلِيَّةِ اسْقِنَا كَأْسًا دِهَاقًا.

٣٥٥٢۔ حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا وَكَأْسًا دِهَاقًا کہ پیالہ بھرا ہوا پے در پے عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اپنے باپ عباس رضی اللہ عنہ سے سنا جاہلیت میں کہتے تھے پلا ہم کو پیالہ بھرا ہوا۔

فائدہ: یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ واقع ہوا ہے سماع میرا واسطے اس آیت اپنے باپ سے جاہلیت میں اور مراد

ساتھ اس کے جاہلیت نسبتی ہے نہ مطلق اس واسطے کہ پیغمبر ہونے سے پہلا زمانہ اس نے نہیں پایا بلکہ حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے دس برس پیچھے پیدا ہوئے پس گویا کہ مراد یہ ہے کہ سنا انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ سے یہ پہلے مسلمان ہونے ان کے۔ (فتح)

٣٥٥٢۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَّا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُّسْلِمَ.

٣٥٥٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہایت سچے مضمون کی بات جو شاعر نے کہی لبید شاعر کی بات ہے کہ خبردار ہو اللہ کے سوا ہر چیز جھوٹی اور فنا ہونے والی ہے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ مراد کلمے سے بیت ہو جس کا آدھا یہاں ذکر ہے اور احتمال ہے کہ مراد کل قصیدہ ہو اور یہ جو کہا کہ ہر چیز جھوٹی ہے تو اس سے یہ سوال آتا ہے کہ ہر چیز میں بندگیاں اور عبادتیں بھی ہیں اور حالانکہ وہ حق ہیں لامحالہ اور اسی طرح فرمایا حضرت ﷺ نے رات کی دعا میں کہ الہی کہ تو سچ مچ ہے اور تیرا قول بھی سچ مچ ہے اور بہشت بھی سچ مچ ہے اور دوزخ بھی سچ مچ ہے الخ اور اس کا جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ قول شاعر کے جو سوائے ہے اللہ کے اور سوائے صفتوں اس کی کے جو ذاتیہ اور فعلیہ ہیں رحمت اس کی سے اور عذاب اس کے سے اور سوائے اس کے اسی واسطے ذکر کیا بہشت کو اور دوزخ کو یا مراد بیت میں باطل ہونے سے فنا ہونا ہے نہ فاسد ہونا سو اللہ کے سوا جائز ہے ہر چیز پر فنا لذاتہ یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ پر بھی یعنی ممکن ہے فنا ہونا ہر چیز کا سوائے اللہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ باقی رہے گی بہشت اور دوزخ واسطے باقی رکھنے ان کو اللہ کے اور پیدا کرنے ہمیشگی کے واسطے بہشتیوں اور دوزخیوں کے اور حق حقیقت میں وہ چیز ہے جس پر زوال جائز نہیں اور بیچ وارد کرنے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اس حدیث کو اس باب میں اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوا واسطے عثمان بن مظعون کے ساتھ لبید شاعر کے پہلے مسلمان ہونے اس کے اور حضرت ﷺ اس وقت مکے میں تھے اور قریش مسلمانوں کو نہایت ایذا دیتے تھے پس ابن اسحاق نے روایت کی ہے عثمان بن مظعون سے کہ جب وہ حبشہ کی ہجرت سے پھرا تو داخل ہوا مکے میں ولید بن مغیرہ کی امان میں پھر جب اس نے دیکھا کہ مشرکین مسلمانوں کو ایذا دیتے ہیں اور وہ امن میں ہے تو پھر اس نے اس کی امان کو واپس کر دیا سو جس حالت میں کہ وہ قریش کی مجلس میں تھا کہ اچانک ان کے پاس لبید شاعر آیا اور بیٹھ کر شعر پڑھنے لگا تو اس نے یہ شعر پڑھا کہ سوائے اللہ کے ہر چیز جھوٹی ہے تو عثمان بن مظعون نے کہا کہ اس نے سچ کہا پھر لبید نے کہا کہ ہر نعمت دور ہونے والی ہے تو عثمان نے کہا کہ تو جھوٹا ہے کہ بہشت کی نعمتیں دور نہ ہوں گی تو لبید نے

کہا کہ اے گروہ قریش کے کب تک یہ تمہارے ساتھی کو ایذا دے گا تو ان میں سے ایک مرد نے اٹھ کر عثمان کو طمانچہ مارا تو اس کی آنکھ پھوٹ گئی پس ملامت کی اس کو ولید نے کہ تو نے میری امان مجھ کو کیوں پھیر دی اور پھر یہ لبید شاعر مسلمان ہوگیا و کاد امیة بن ابی الصلت ان یسلم اور نزدیک تھا امیہ بن ابی الصلت مسلمان ہو۔

فائدہ: یہ شخص حضرت ﷺ سے پہلے تھا اور دین حق تلاش کرتا تھا اور کہتے ہیں کہ نصرانی ہوگیا تھا اور شاعر تھا اپنے شعروں میں اس نے توحید اور قیامت کا بہت ذکر کیا تھا کہ قیامت آنے والی ہے اور طبری نے روایت کی ہے کہ امیہ نے ابوسفیان کے ساتھ سفر کیا پس کہا کہ میں نے کتابوں میں دیکھا ہے کہ ایک پیغمبر عرب میں پیدا ہوگا سو مجھ کو امید تھی کہ وہ میں ہوں پھر میں نے سوچا تو وہ عبد مناف کی اولاد سے ہے سو میں نے ان میں نظر کی تو عتبہ کے مانند کسی کو نہ دیکھا تو میں نے گمان کیا کہ وہ یہی ہے سو جب تیری زبانی معلوم ہوا کہ اس کی عمر چالیس برس سے بڑھ گئی ہے تو میں نے پہچانا کہ وہ نہیں ابوسفیان نے کہا سو کچھ دن گزرے تھے کہ محمد ﷺ ظاہر ہوئے تو میں نے امیہ سے اس کا ذکر کیا تو امیہ نے کہا کہ بیشک بیشک یہ وہی ہے میں نے کہا کہ ہم اس کی پیروی نہ کریں امیہ نے کہا کہ میں ثقیف کی بدگوئی سے شرماتا ہوں کہ میں ان کو کہا کرتا تھا کہ وہ میں ہوں پھر میں عبد مناف کی اولاد میں سے ایک لڑکے کا تابع ہوں۔ (فتح)

٣٥٥٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ أَتَدْرِي مَا هٰذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَمَا هُوَ قَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِإِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا أُحْسِنُ الْكِهَانَةَ إِلَّا أَنِّي خَدَعْتُهُ فَلَقِيَنِي فَأَعْطَانِي بِذٰلِكَ فَهٰذَا الَّذِي أَكَلْتَ مِنْهُ فَأَدْخَلَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ.

٣٥٥٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو اس کو خراج دیا کرتا تھا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس کے خراج سے کھایا کرتے تھے کہ ایک دن وہ کچھ چیز لایا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کھایا تو غلام نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ وہ کیا ہے یعنی یہ کھانا کس قسم کا تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کیا ہے تو اس نے کہا کہ میں نے جاہلیت کے زمانے میں ایک آدمی کے واسطے کہانت کی تھی اور مجھ کو کہانت خوب نہ آتی تھی لیکن میں نے اس سے دغا بازی کی سو وہ مجھ سے ملا اور اس کے سبب سے مجھ کو انعام دیا پس یہ جو کچھ کہ تم نے کھایا اس میں سے ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اپنے حلق میں داخل کیا پس قے کی کہ ہر چیز اس کے پیٹ میں تھی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا کہ وہ مزدوری کر کے لاتا تھا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ جب تک

اس کو پوچھ نہ لیتے تھے اس سے نہ کھاتے تھے اور وہ ایک رات اپنی مزدوری لایا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کھایا اور پھر کھانے کے بعد اس سے پوچھا ابن تین نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قے کی واسطے کمال تقویٰ کے اور ظاہر یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بے شک قے کی واسطے اس چیز کے کہ ثابت ہو چکی تھی نزدیک اس کے کہ کاہن کی شرینی منع ہے اور کاہن کی شرینی وہ ہے وہ ہے کہ لیتا ہے اس کو اپنی کہانت پر اور کاہن وہ ہے جو آئندہ کی خبریں دے بغیر دلیل شرعی کے اور جاہلیت کے زمانے میں اس کا بہت رواج تھا خاص کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہونے سے پہلے۔ (فتح)

٣٥٥٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَبَايَعُوْنَ لُحُوْمَ الْجَزُوْرِ إِلٰى حَبَلِ الْحَبَلَةِ قَالَ وَحَبَلُ الْحَبَلَةِ أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ مَا فِيْ بَطْنِهَا ثُمَّ تَحْمِلَ الَّتِيْ نُتِجَتْ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ.

٣٥٥٥۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں لوگ آپس میں اونٹ کے گوشت حمل کے حمل تک بیچتے تھے اور حمل سے حمل یہ ہے کہ جنے اونٹنی اپنے پیٹ کا بچہ پھر حاملہ ہو وہ بچہ کہ اس سے پیدا ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس سے منع فرمایا۔

فائدہ: اس کی پوری شرح بیع میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ وہ جاہلیت میں بیچتے تھے۔ (فتح)

٣٥٥٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ قَالَ غَيْلَانُ بْنُ جَرِيْرٍ كُنَّا نَأْتِيْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَيُحَدِّثُنَا عَنِ الْأَنْصَارِ وَكَانَ يَقُوْلُ لِيْ فَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَفَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا.

٣٥٥٦۔ غیلان بن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتے تھے تو وہ ہم سے انصار کا حال بیان کرتے تھے اور مجھ کو کہتے تھے کہ کیا تیری قوم نے ایسا ایسا فلاں فلاں دن اور کیا تیری قوم نے ایسا ایسا فلاں فلاں دن۔

فائدہ: یہ حدیث انصار کے مناقب میں گزر چکی ہے اور داخل کیا اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے قول اس کے کی کیا تیری قوم نے ایسا ایسا فلاں دن اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ طرف ان کی لڑائیوں کے جو جاہلیت کے وقت واقع ہوئیں جیسا کہ احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ طرف ان کی لڑائیوں کی اسلام میں یا واسطے عام ہونے کے اس سے اور غیلان اگرچہ انصار کی قوم سے نہیں لیکن باعتبار نسبت چچا ہونے کے ہے طرف ازد کی پس وہ ان کو جمع کرتے تھے۔ (فتح)

بَابُ الْقَسَامَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

باب ہے قسامہ کا جاہلیت میں

فائدہ: بعض روایتوں میں یہ ترجمہ نہیں اور یہی بات ٹھیک ہے اس واسطے کہ یہ سب حدیثیں ایام جاہلیت کے ترجمہ

میں داخل ہیں۔ (فتح)

۳۵۵۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا قَطَنٌ أَبُو الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا أَبُوْ يَزِيْدَ الْمَدَنِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ أَوَّلَ قَسَامَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَفِيْنَا بَنِيْ هَاشِمٍ كَانَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ هَاشِمٍ اسْتَأْجَرَهُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مِّنْ فَخِذٍ أُخْرٰى فَانْطَلَقَ مَعَهُ فِيْ إِبِلِهِ فَمَرَّ رَجُلٌ بِهِ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ قَدِ انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جُوَالِقِهِ فَقَالَ أَغِثْنِيْ بِعِقَالٍ أَشُدُّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِيْ لَا تَنْفِرُ الْإِبِلُ فَأَعْطَاهُ عِقَالًا فَشَدَّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِهِ فَلَمَّا نَزَلُوْا عُقِلَتِ الْإِبِلُ إِلَّا بَعِيْرًا وَّاحِدًا فَقَالَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ مَا شَأْنُ هٰذَا الْبَعِيْرِ لَمْ يُعْقَلْ مِنْ بَيْنِ الْإِبِلِ قَالَ لَيْسَ لَهُ عِقَالٌ قَالَ فَأَيْنَ عِقَالُهُ قَالَ فَحَذَفَهُ بِعَصًا كَانَ فِيْهَا أَجَلُهُ فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ أَتَشْهَدُ الْمَوْسِمَ قَالَ مَا أَشْهَدُ وَرُبَّمَا شَهِدْتُهُ قَالَ هَلْ أَنْتَ مُبْلِغٌ عَنِّيْ رِسَالَةً مَّرَّةً مِّنَ الدَّهْرِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَتَبَ إِذَا أَنْتَ شَهِدْتَ الْمَوْسِمَ فَنَادِ يَا آلَ قُرَيْشٍ فَإِذَا أَجَابُوْكَ فَنَادِ يَا آلَ بَنِيْ هَاشِمٍ فَإِنْ أَجَابُوْكَ فَسَلْ عَنْ أَبِيْ طَالِبٍ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ فُلَانًا قَتَلَنِيْ فِيْ عِقَالٍ وَّمَاتَ الْمُسْتَأْجَرُ فَلَمَّا قَدِمَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ أَتَاهُ أَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ مَا فَعَلَ

۳۵۵۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک پہلی قسامت جو جاہلیت میں تھی البتہ ہم ہاشم کی اولاد میں واقع ہوئی اور اس کا بیان یوں ہے کہ مزدور ٹھہرایا ایک مرد ہاشمی کو ایک مرد قریشی نے جو دوسری قبیلے سے تھا تو اس کو اپنے اونٹوں میں لے گیا تو ایک مرد ہاشمی اس مزدور سے گزرا جس کے تھیلے کی رسی ٹوٹ گئی تھی تو اس نے کہا کہ میری فریاد رسی کر ساتھ ایک رسی کے جس سے میں اپنے تھیلی کی رسی مضبوط کروں کہ تیرا اونٹ بغیر بندش کے بھاگتا نہیں سو اس مزدور نے اس مسافر کو رسی دی تو اس نے اس کو اپنی تھیلی سے باندھا پھر جب اپنی جگہ میں اترے تو باندھے گئے سب اونٹ مگر ایک اونٹ کھلا رہا تو متاجر نے کہا کہ کیا حال ہے اس اونٹ کا کہ اونٹوں میں سے نہیں باندھا گیا اس مزدور نے کہا کہ اس کی کوئی بندش نہیں کہا کہ اس کی بندش کہاں ہے راوی نے کہا سو متاجر نے اس کو لاٹھی ماری کہ اس میں اس کی موت تھی یعنی وہ اس لاٹھی سے مر گیا سو یمن والوں سے ایک مرد اس سے گزرا تو اس مزدور نے کہا کہ تو حج کے موسم میں حاضر ہوتا ہے اس نے کہا کہ نہیں اور اکثر اوقات حاضر ہوا ہوں کہا تو کبھی کسی وقت میرا پیغام پہنچائے گا اس نے کہا ہاں کہا سو جب تو حج کے موسم میں حاضر ہو تو سو پکار اے آل قریش کی سو جب وہ تجھ کو آواز دے تو پکار کہ اے اولاد بنی ہاشم کی سو اگر تجھ کو جواب دیں تو پھر ابو طالب کو تلاش کر کے اس کو خبر دے کہ فلاں نے مجھ کو ایک رسی کے بدلے مار ڈالا اور پھر وہ مزدور مر گیا سو جب متاجر یعنی مزدور رکھنے والا کے میں آیا تو ابو طالب اس کے پاس گیا اور کہا کہ ہمارے ساتھی نے کیا کیا

صَاحِبَنَا قَالَ مَرِضَ فَأَحْسَنْتُ الْقِيَامَ عَلَيْهِ فَوَلِيْتُ دَفْنَهُ قَالَ قَدْ كَانَ أَهْلَ ذَاكَ مِنْكَ فَمَكُثَ حِيْنًا ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي أَوْصٰى إِلَيْهِ أَنْ يُبْلِغَ عَنْهُ وَافَى الْمَوْسِمَ فَقَالَ يَا آلَ قُرَيْشٍ قَالُوْا هٰذِهٖ قُرَيْشٌ قَالَ يَا آلَ بَنِيْ هَاشِمٍ قَالُوْا هٰذِهٖ بَنُوْ هَاشِمٍ قَالَ أَيْنَ أَبُوْ طَالِبٍ قَالُوْا هٰذَا أَبُوْ طَالِبٍ قَالَ أَمَرَنِيْ فُلَانٌ أَنْ أُبْلِغَكَ رِسَالَةً أَنَّ فُلَانًا قَتَلَهُ فِيْ عِقَالٍ فَأَتَاهُ أَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ اخْتَرْ مِنَّا إِحْدٰى ثَلَاثٍ إِنْ شِئْتَ أَنْ تُؤَدِّيَ مِائَةً مِّنَ الْإِبِلِ فَإِنَّكَ قَتَلْتَ صَاحِبَنَا وَإِنْ شِئْتَ حَلَفَ خَمْسُوْنَ مِنْ قَوْمِكَ إِنَّكَ لَمْ تَقْتُلْهُ فَإِنْ أَبَيْتَ قَتَلْنَاكَ بِهٖ فَأَتٰى قَوْمَهُ فَقَالُوْا نَحْلِفُ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ مِّنْ بَنِيْ هَاشِمٍ كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِّنْهُمْ قَدْ وَلَدَتْ لَهُ فَقَالَتْ يَا أَبَا طَالِبٍ أُحِبُّ أَنْ تُجِيْزَ ابْنِيْ هٰذَا بِرَجُلٍ مِّنَ الْخَمْسِيْنَ وَلَا تُصْبِرْ يَمِيْنَهُ حَيْثُ تُصْبَرُ الْأَيْمَانُ فَفَعَلَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَرَدْتَ خَمْسِيْنَ رَجُلًا أَنْ يَّحْلِفُوْا مَكَانَ مِائَةٍ مِّنَ الْإِبِلِ يُصِيْبُ كُلَّ رَجُلٍ بَعِيْرَانِ هٰذَانِ بَعِيْرَانِ فَاقْبَلْهُمَا عَنِّيْ وَلَا تُصْبِرْ يَمِيْنِيْ حَيْثُ تُصْبَرُ الْأَيْمَانُ فَقَبِلَهُمَا وَجَآءَ ثَمَانِيَةٌ وَّأَرْبَعُوْنَ فَحَلَفُوْا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا حَالَ الْحَوْلُ وَمِنَ الثَّمَانِيَةِ وَأَرْبَعِيْنَ عَيْنٌ تَطْرِفُ.

یعنی کہاں ہے اور اس کا کیا حال ہے اس نے کہا کہ بیمار ہوا تھا سو میں نے اس کی بیمار پرسی خوب کی یعنی اور وہ مر گیا تو میں نے اس کو دفنا دیا کہا کہ وہ تجھ سے اس کے لائق تھا یعنی ایسا ہی چاہیے جیسا تو نے کیا سو ابوطالب کچھ زمانہ ٹھہرا پھر جس آدمی کو اس نے اپنا پیغام پہنچانے کی وصیت کی تھی وہ موسم حج میں آیا تو اس نے کہا اے آل قریش کی لوگوں نے کہا کہ یہ ہیں قریش کہا اے بنی ہاشم لوگوں نے کہا کہ یہ ہیں بنو ہاشم کہا ابوطالب کہاں ہیں کہا یہ ہیں ابوطالب کہا فلاں نے مجھ کو حکم کیا تھا کہ میں تجھ کو اس کا پیغام پہنچاؤں کہ فلاں اس کو ایک رسی کے بدلے مار ڈالا تو ابوطالب اس کے پاس گیا اور کہا کہ تین چیز سے ایک چیز اختیار کر اگر تو چاہے تو سو اونٹ دیت دے یعنی خون بہا کہ تحقیق تو نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے اور اگر تو چاہے تو پچاس آدمی تیری قوم کے قسم کھائیں کہ تو نے اس کے نہیں مارا اور اگر تو نے نہ مانا تو ہم تجھ کو اس کے بدلے مار ڈالیں گے سو وہ اپنی قوم کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ ہم قسم کھاتے ہیں سو بنی ہاشم سے ایک عورت ابوطالب کے پاس آئی جو ایک مرد قریشی کے نکاح میں تھی تحقیق اس نے اس قریشی سے لڑکا جنا تھا تو اس نے کہا کہ اے ابوطالب میں چاہتی ہوں کہ بخشے تو میرے اس لڑکے کو بدلے ایک مرد کے پچاس سے یعنی جو اس پر قسم آتی ہے اس کو معاف کر دے اور نہ لازم کرے تو اس پر قسم کو جس جگہ کہ لازم کی جاتی ہیں قسمیں یعنی درمیان رکن اور مقام کے تو ابوطالب نے اس کو قسم معاف کر دی پھر ان میں سے ایک مرد ابوطالب کے پاس آیا اور کہا کہ تو نے چاہا ہے کہ سو اونٹ کے بدلے پچاس مرد قسم کھائیں کہ ہر مرد کو دو اونٹ دینے آتے

ہیں یہ دو اونٹ ہیں سو میری طرف سے ان کو قبول کر اور نہ مجبور کر مجھ کو قسم پر جس جگہ کہ قسمیں لازم کی جاتی ہیں تو ابوطالب نے ان کو قبول کیا اور باقی اڑتالیس مرد آئے سو انہوں نے رکن کے پاس قسم کھائی کہ وہ بری ہیں مقتول کے خون سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ نہ گزرا ایک سال یعنی قسم کھانے کے دن سے اور حالانکہ اڑتالیس میں سے آنکھ کوئی جھپکے یعنی ایک برس سے پہلے ہی سب ہلاک ہو گئے۔

فائدہ: طاؤس سے روایت ہے کہ جاہلیت کے وقت حرم کے پاس کوئی برا کام نہ کرتا مگر کہ دنیا میں اس کو بدلہ مل جاتا تھا ایک روایت میں ہے کہ کچھ لوگوں نے قسامہ میں حرم میں قسم کھائی پھر وہ نکل کر ایک پہاڑ کے نیچے اترے تو وہ پہاڑ ان پر گرا اور سب اس کے نیچے دب کر مر گئے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک لونڈی نے کعبے کے ساتھ پناہ مانگی پھر اس کا سردار آیا تو اس نے اس کو کھینچا تو اس کا ہاتھ بیکار ہو گیا اور طاؤس سے روایت ہے کہ اخیر زمانے میں بھی اسی طرح ہوگا۔

۳۵۵۸۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِّحُوْا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دُخُوْلِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَيْسَ السَّعْيُ بِبَطْنِ الْوَادِيْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سُنَّةً إِنَّمَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْعَوْنَهَا وَيَقُوْلُوْنَ لَا

۳۵۵۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعاث کا دن ایک دن تھا کہ مقدم کیا تھا اس کو اللہ نے اپنے رسول کے واسطے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے اور حالانکہ جدا جدا ہوئی تھی جماعت ان کی اور مارے گئے تھے سردار ان کے اور زخمی ہوئے مقدم کیا اس کو اللہ نے اپنے رسول کے لیے واسطے داخل ہونے ان کے سلام میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صفا مروہ کے درمیان وادی کے اندر دوڑنا سنت نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جاہلیت والے اس میں دوڑتے تھے اور کہتے تھے کہ نہیں گزرتے ہم پتھریلی زمین سے مگر دوڑ کر۔

نُجِيْزُ الْبَطْحَآءَ إِلَّا شَدًّا.

فائدہ: راجح یہ بات ہے کہ بعاث کا دن حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے تھا اور مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوڑنا نہیں بلکہ مراد بہت تیز چلنا ہے اور یہ فرض نہیں اور یہ پہلے گزر چکا ہے ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے قصہ میں کہ ابتداء سعی کا صفا اور مروہ سے تھا ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے پس معلوم ہوا کہ مراد اس کی جو ارادہ کرتا ہے کہ اس کی ابتدا جاہلیت میں نہایت دوڑنا ہے اور یہ جو کہا کہ سنت نہیں سو اگر یہ مراد ہے کہ یہ مستحب نہیں تو یہ مخالف ہے جمہور کے اور یہ نظیر ہے اس کے انکار کرنے کی رمل کے مستحب ہونے سے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ سنت کے طریقہ شرعیہ ہو اور اس کا اطلاق فرض پر بہت آتا ہے اور نہیں مراد ہے اس کی سنت جو اہل اصول کے اصطلاح میں ہے اور وہ چیز وہ ہے جو ثابت ہے دلیل اس کے مطلوب ہونے کی بغیر احساس گناہ تارک اس کی کے۔ (فتح)

۳۵۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مُطَرِّفٌ سَمِعْتُ أَبَا السَّفَرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوْا مِنِّيْ مَا أَقُوْلُ لَكُمْ وَأَسْمِعُوْنِيْ مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا تَذْهَبُوْا فَتَقُوْلُوْا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَّنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَلْيَطُفْ مِنْ وَّرَآءِ الْحِجْرِ وَلَا تَقُوْلُوا الْحَطِيْمُ فَإِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ يَحْلِفُ فَيُلْقِيْ سَوْطَهُ أَوْ نَعْلَهُ أَوْ قَوْسَهُ.

۳۵۵۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہتے تھے کہ اے لوگو مجھ سے سنو جو میں تم کو کہتا ہوں اور سناؤ مجھ کو جو تم کہتے ہو اور نہ جاؤ آگے لوگوں کے پس کہو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یوں کہا یعنی دوہراؤ مجھ پر جو مجھ سے سنتے ہو تا کہ میں معلوم کروں کہ تم نے میری بات کو سن کر خوب یاد رکھا ہے کہ شاید تم میری بات کو خوب یاد نہ رکھو اور میرے قول کے برخلاف مجھ سے روایت کرو جو خانے کعبے کا طواف کیا چاہے تو چاہیے کہ حجر کے پیچھے سے طواف شروع کرے یعنی جو جگہ کہ پرنالے کے نیچے گھری ہوئی ہے اس کو طواف کے اندر لے اس واسطے کہ وہ جگہ بھی کعبے کے اندر داخل ہے اور نہ کہو حطیم اس واسطے کہ بے شک جاہلیت میں مرد قسم کھاتا تھا سو اپنا کوڑا یا جوتا یا کمان ڈالتا تھا۔

فائدہ: یعنی جاہلیت میں دستور تھا کہ جب ان میں سے ایک دوسرے کو قسم دیتا تھا تو قسم کھانے والا اپنا جوتا یا کوڑا یا کمان حجر میں ڈال دیتا تھا نشانی واسطے قصد قسم اپنی کے اور تاکید اس کی کے تو اس واسطے انہوں نے اس کا نام حطیم رکھا اس واسطے کہ وہ جگہ ان کے اسبابوں کو کھا جاتی تھی اس واسطے کہ حطم کے معنی توڑنے کے ہیں یعنی جاہلیت کے زمانے میں اس کو حطیم کہتے تھے اب اس کو حطیم نہیں کہنا چاہیے۔ (فتح)

۳۵۶۰۔ حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ

۳۵۶۰۔ عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جاہلیت کے زمانے میں ایک بندر دیکھا جس پر بہت بندر جمع

قَالَ رَأَيْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً اجْتَمَعَ عَلَيْهَا قِرَدَةٌ قَدْ زَنَتْ فَرَجَمُوهَا فَرَجَمْتُهَا مَعَهُمْ. ہوئے تھے تحقیق اس نے زنا کیا تھا تو بندروں نے اس کو سنگسار کیا اور میں نے بھی اس کو ان کے ساتھ سنگسار کیا۔

فائدہ: ایک روایت میں عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ میں یمن میں تھا اپنے گھر والوں کی بکریاں چراتا تھا اور میں ایک اونچان پر تھا کہ ایک بندر آیا اس کے ساتھ ایک مادہ تھی سو وہ بندر مادہ کا ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھ کر سو گیا پھر ایک اور بندر آیا جو پہلے بندر سے چھوٹا تھا تو اس نے مادہ کو آنکھ ماری تو مادہ نے اپنا ہاتھ پہلے بندر کے سر کے نیچے سے سرکایا نرمی اور آہستگی کے ساتھ اور اس کے پیچھے پیچھے چلی تو اس بندر نے اس سے زنا کیا اور میں دیکھتا تھا کہ پھر وہ مادہ پلٹ آئی اور اپنا ہاتھ اپنے بندر کے سر کے نیچے ڈالنے لگی نرمی سے سو وہ بندر جاگا گھبرایا ہوا پھر اس کو سونگھا پھر اس نے چیخ ماری سو بندر جمع ہوئے اور اپنے ہاتھ سے اس مادہ کی طرف اشارہ کرتا تھا یعنی کسی بندر نے اس سے زنا کیا ہے تو بندر دائیں بائیں گئے تو اس بندر کو لائے میں اس کو پہچانتا تھا سو انہوں نے اس کے واسطے ایک گڑھا کھودا اور اس کو سنگسار کیا پس تحقیق دیکھا میں نے رجم کو غیر بنی آدم میں اور ابو اسحاق زجاج اور ابو بکر عربی کا یہ مذہب ہے کہ جو بندر موجود ہیں یہ ان کی نسل سے ہیں جن امتوں کی صورت بدل گئی اور یہ مذہب شاذ ہے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو مسلم میں ہے کہ جب حضرت ﷺ کے پاس گوہ لائی گئی تو فرمایا کہ شاید یہ ان امتوں سے ہے جن کی صورت بدل گئی اور جمہور اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا پہلے اس سے کہ وحی ہو طرف آپ ﷺ کی ساتھ حقیقت امر کے اسی واسطے حضرت ﷺ نے اس کا یقین نہیں کیا برخلاف نفی کے کہ اس کے ساتھ یقین کیا جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ اللہ نے جس قوم کو ہلاک کیا اس کی نسل نہیں چھوڑی لیکن نہیں لازم آتا کہ بندر مذکورہ نسل سے ہوں پس احتمال ہے کہ جب مسخ شدہ لوگ بندروں کی صورت پر ہو گئے باوجود باقی رہنے ان کی عقلوں کے تو صحبت کی ان سے اصل بندروں نے واسطے مشابہ ہونے کے شکل میں تو سیکھا انہوں نے ان سے جو ان کے کاموں سے دیکھا اور اس کو یاد رکھا سو وہ ان میں دستور پایا اور خاص کیے گئے ہیں بندر ساتھ اس کے اس واسطے کہ ان میں اور حیوانوں سے سمجھ زیادہ ہے اور اسی واسطے کہ اس میں ہر کسب سیکھنے کی قابلیت ہے جو اکثر حیوانوں میں نہیں اور اس کی عادتوں سے یہ ہے کہ وہ ہنستا ہے اور ناچتا ہے اور جو دیکھتا ہے اس کی حکایت کرتا ہے اور اس میں سخت غیرت ہے وہ چیز ہے جو آدمی کے برابر ہے اور ان میں کوئی اپنے جوڑے کے سوا اور کسی مادہ کی طرف نہیں بڑھتا اور جو کسی کی مادہ کی طرف بڑھے تو اس کو غیرت اس کی سزا کی باعث ہوتی ہے اور اس کے خصائص سے یہ ہے کہ مادہ اپنے بچے کو عورت کی طرح اٹھاتی ہے اور اکثر اوقات چلتا ہے بندر اپنے دو پاؤں پر لیکن اس پر بدستور نہیں رہتا اور اپنے ہاتھ سے چیز کو لیتا ہے اور اپنے ہاتھ سے کھاتا ہے اور عجیب بات کہی ہے حمیدی نے کہ شاید یہ حدیث ان حدیثوں سے ہے جو بخاری میں کسی نے پیچھے سے ملا دیں اور یہ قول اس کا مردود ہے اس واسطے کہ علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ بخاری کی سب حدیثیں صحیح ہیں اور اتفاق

ہے ان کا اس پر کہ صحیح بخاری کی نسبت امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف قطعی ہے اور یہ احتمال فاسد ہے اس کا بخاری کی سب حدیثوں کی طرف راہ پاتا ہے اور اس واسطے کہ جب جائز ہوا یہ احتمال ایک حدیث غیر معین میں تو جائز ہوگا ہر فرد فرد میں سو نہ باقی رہے گا کسی کو اعتماد کرنا ساتھ حدیثوں صحیحین کے اور اتفاق علماء کا اس کے خلاف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے چاہا کہ گھوڑے کو گھوڑی پر چڑھائے اور وہ گھوڑی اس گھوڑے کی ماں تھی وہ گھوڑا اس پر چڑھنے سے باز رہا اس نے اس گھوڑی کو ایک گھر میں داخل کر کے اس پر ایک کپڑا ڈالا کہ گھوڑا اس کو پہچان نہ سکے پھر اس گھوڑے نے اس پر جست کی پھر جب اس نے اس کو سونگھا تو معلوم کیا کہ یہ میری ماں ہے تو اس گھوڑے نے اپنے دانتوں سے اپنے ذکر کو کاٹ ڈالا سو جب گھوڑے میں اتنی سمجھ ہے باوجودیکہ بعید تر ہے سمجھ سے بہ نسبت بندر کے تو بندر میں ایسی سمجھ کا پایا جانا بطریق اولیٰ جائز ہے۔ (فتح)

۳۵۶۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خِلَالٌ مِّنْ خِلَالِ الْجَاهِلِيَّةِ الطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالنِّيَاحَةُ وَنَسِيَ الثَّالِثَةَ قَالَ سُفْيَانُ وَيَقُولُوْنَ إِنَّهَا الْاِسْتِسْقَآءُ بِالْأَنْوَآءِ.

۳۵۶۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کئی خصلتیں ہیں جاہلیت کی خصلتوں سے یعنی زمانہ کفر کی رسموں سے ہیں ایک تو عیب لگانا لوگوں کی نسبوں میں دوسرے نوحہ کرنا یعنی مردے کی خوبیوں کو بیان کرنا اور تیسرے کو عبیداللہ بھول گیا سفیان نے کہا کہ کہتے ہیں کہ تیسری چیز مینہ کا چاہنا ہے ستاروں سے یعنی کہتے ہیں کہ فلانے ستارے کی تاثیر سے مینہ برسا اور ایک روایت میں چار خصلتوں کا ذکر آیا ہے چوتھی اپنے خاندان پر فخر کرنا کہ ہم شریف خاندان ہیں۔

بَابُ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ.

باب ہے بیان میں پیغمبر ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے بیٹے عبداللہ کے عبداللہ بیٹا عبدالمطلب کا وہ بیٹا ہاشم کا ہاشم بیٹا عبدمناف کا عبدمناف بیٹا قصی کا قصی بیٹا کلاب کا وہ بیٹا مرہ کا اور مرہ بیٹا کعب کا وہ بیٹا لوی کا اور وہ بیٹا غالب کا اور وہ بیٹا فہر کا وہ بیٹا مالک کا وہ بیٹا نضر کا وہ بیٹا کنانہ کا وہ بیٹا خزیمہ کا وہ بیٹا مدرکہ کا وہ بیٹا الیاس کا وہ بیٹا مضر کا وہ بیٹا نزار کا وہ بیٹا سعد کا وہ بیٹا عدنان کا۔

فائدہ: مبعث کے معنی ہیں کسی کو پیغام دے کر بھیجنا اور مقصود یہاں بیان کرنا نسب شریف کا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے

حضرت ﷺ کے نسب شریف کو فقط عدنان تک بیان کیا ہے اور اپنی تاریخ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام تک آپ ﷺ کی نسب بیان کی ہے اور میں نے حضرت ﷺ کے ترجمہ میں پہلے بیان کر دیا ہے کہ عدنان سے ابراہیم علیہ السلام تک اور ابراہیم علیہ السلام سے آدم علیہ السلام تک اختلاف ہے یعنی ان کے عدد میں اور تعیین میں اور ان کے ناموں میں اس کے دوہرانے کی حاجت نہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ حضرت ﷺ کے باپ کا انتقال کب ہوا بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ کے پیدا ہونے سے پہلے مر گئے تھے یعنی حضرت ﷺ اس وقت اپنی ماں کے شکم میں تھے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ کے پیدا ہونے کے بعد فوت ہوئے اور پہلی بات بہت مثبت ہے اور برتقدیر ثانی اس میں اختلاف ہے کہ جب حضرت ﷺ کے باپ فوت ہوئے تو اس وقت حضرت ﷺ کی عمر کتنی تھی راجح یہ ہے کہ ایک برس سے کم تھی (فتح) بعض کہتے ہیں کہ عدنان سے آدم تک چالیس آدمی درمیان میں اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ ہیں۔

۳۵٦۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِيْ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُنْزِلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِيْنَ فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَمَكَثَ بِهَا عَشْرَ سِنِيْنَ ثُمَّ تُوُفِّيَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۵٦۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ پر وحی اتاری گئی اور حالانکہ آپ ﷺ کی عمر چالیس برس تھی یعنی چالیس برس کے بعد آپ ﷺ کو پیغمبری عنایت ہوئی پھر اسکے بعد تیرہ برس مکے میں ٹھہرے پھر آپ ﷺ کو ہجرت کرنے کا حکم ہوا سو آپ ﷺ نے مدینے میں ہجرت کی سو وہاں دس برس ٹھہرے پھر فوت ہوئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ چالیس برس کے بعد آپ ﷺ پر وحی اتری تو یہی مقصود ہے اس حدیث سے اس باب میں اور اس پر سب کا اتفاق ہے اور ایک حدیث میں گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ چالیس برس کے سرے پر پیغمبر ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ رمضان میں پیغمبر ہوئے پس بنا بر صحیح اور مشہور قول کے کہ آپ ﷺ ربیع الاول میں پیدا ہوئے ہوگی عمر آپ ﷺ کی وقت پیغمبر ہونے کے ساڑھے چالیس برس۔ (فتح)

بَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ بِمَكَّةَ.

باب ہے بیان میں اس تکلیف کے جو حضرت ﷺ نے اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے مکے میں پائی یعنی کس طرح تھی۔

۳۵٦۳۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا بَيَانٌ وَّإِسْمَاعِيْلُ قَالَا سَمِعْنَا قَيْسًا

۳۵٦۳۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حالانکہ آپ ﷺ کعبے کے سائے میں اپنی

يَقُوْلُ سَمِعْتُ خَبَّابًا يَقُوْلُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً وَهُوَ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَّجْهُهُ فَقَالَ لَقَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ لَيُمْشَطُ بِمِشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ عِظَامِهِ مِنْ لَّحْمٍ أَوْ عَصَبٍ مَّا يَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ وَيُوْضَعُ الْمِنْشَارُ عَلٰى مَفْرِقِ رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ مَا يَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ وَلَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ إِلٰى حَضْرَمَوْتَ مَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ. زَادَ بَيَانٌ وَّالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهِ.

چادر اپنے سر کے نیچے رکھ کر لیٹے تھے اور ہم نے مشرکین سے بہت تکلیف پائی سو میں نے کہا کہ کیا آپ ﷺ اللہ سے نہیں مانگتے کہ اللہ اس کفار کی تکلیف سے نجات دے تو حضرت ﷺ اٹھ بیٹھے اور آپ ﷺ کا چہرہ سرخ تھا سو فرمایا کہ البتہ تم سے آگے وہ لوگ تھے کہ ان کے گوشت یا ہڈی یا پٹھے تک لوہے کی کنگھی سے نوچے جاتے تھے ایسی سختی بھی ان کو اپنے دین سے نہ پھیرتی تھی اور ان کے سر پر آرا رکھا جاتا تھا سو اس کا بدن چیر کر دو ٹکڑے کیا جاتا تھا ایسی سختی بھی ان کو اپنے دین سے نہ پھیرتی تھی اور بے شک اللہ اپنے اس دین کو کامل اور پورا کرے گا یہاں تک کہ سوار چلے گا شہر صنعا سے حضر موت کے شہر تک سوائے اللہ کے کسی سے نہ ڈرے گا اور بھیڑیے سے خوف کرے گا اپنی بھیڑ بکری پر۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ البتہ میں نے اللہ کی راہ میں تکلیف پائی اور کوئی ایسی تکلیف نہیں پاتا اور ایک روایت میں ہے کہ جو میں نے تکلیف پائی کسی نے نہیں پائی اور اگر کوئی کہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے زیادہ تکلیف پائی ہے جیسا کہ روایت ہے کہ بے شک کافر مسلمانوں کو مارتے تھے اور بھوکا پیاسا رکھتے تھے یہاں تک کہ آدمی بھوک پیاس کی وجہ سے بیٹھ نہ سکتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ کافروں نے مسلمانوں کو لوہے کی زرہیں پہنائیں اور سورج کی دھوپ میں کھڑا کیا تو جواب اس کا یہ ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کی تکلیف خود حضرت ﷺ کی تکلیف تھی اس واسطے کہ اس سے آپ ﷺ کو نہایت رنج ہوتا تھا اس واسطے کہ ان کی کل تکلیف آپ ﷺ کے سبب سے تھی کہ آپ ﷺ کے ساتھ ایمان لانے کے سبب سے ان کو کافر یہ سب تکلیف پہنچاتے تھے اور اگر کوئی کہے کہ زکریا وغیرہ پیغمبر قتل ہوئے کافروں نے ان کو جان سے مار ڈالا تھا پھر اس کے کیا معنی کہ جو مجھ کو تکلیف پہنچی کسی کو نہیں پہنچی تو جواب یہ ہے کہ ایذا سے مراد جان سے مار ڈالنے کے سوا ہے۔ (فتح)

٣٥٦٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ

۳۵۶۴۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سورہ نجم پڑھی اور اس میں سجدہ کیا سو کوئی باقی نہ رہا مگر کہ اس نے سجدہ کیا مگر ایک مرد نے میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے

صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ فَسَجَدَ فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ إِلَّا سَجَدَ إِلَّا رَجُلٌ رَّأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِّنْ حَصًا فَرَفَعَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ وَقَالَ هٰذَا يَكْفِيْنِيْ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا بِاللّٰهِ.

کنکریوں کی ایک مٹھی لی اور اس کو اٹھا کر اس پر سجدہ کیا اور کہا کہ یہ مجھ کو کافی ہے سو البتہ میں نے اس کو دیکھا کہ اس کے بعد کفر کی حالت میں مارا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کچھ پہلے گزر چکی ہے اور کچھ آئندہ آئے گی اور حق اس حدیث کا یہ تھا کہ ہجرت کے باب میں ذکر کی جاتی پس تحقیق عنقریب آئے گا اس میں کہ مشرکین کا اس میں سجدہ کرنا تھا سبب واسطے پھر آنے ان مسلمانوں کے جنہوں نے پہلے پہل حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اس واسطے کہ جب مشرکین نے اس میں سجدہ کیا تو مسلمانوں کو گمان ہوا کہ سب مشرکین مسلمان ہو گئے ہیں پھر جب ان کو معلوم ہوا کہ مسلمان نہیں ہوئے بلکہ یہ سجدہ یوں ہی تھا تو انہوں نے دوبارہ ہجرت کی۔ (فتح)

٣٥٦٥۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ وَّحَوْلَهٗ نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ جَآءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِيْ مُعَيْطٍ بِسَلٰى جَزُوْرٍ فَقَذَفَهٗ عَلٰى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهٗ فَجَآءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَأَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهٖ وَدَعَتْ عَلٰى مَنْ صَنَعَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَّعُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ أَوْ أُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ شُعْبَةُ الشَّاكُّ فَرَأَيْتُهُمْ قُتِلُوْا يَوْمَ بَدْرٍ فَأُلْقُوْا فِيْ بِئْرٍ غَيْرَ أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ أَوْ أُبَيٍّ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهٗ فَلَمْ يُلْقَ فِي الْبِئْرِ.

٣٥٦٥۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں تھے یعنی نماز پڑھتے تھے اور چند کفار قریش کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھے تھے کہ عقبہ بن معیط نے اونٹ کی اوجھری لا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر لا کر ڈال دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر نہ اٹھایا یعنی نہایت استغراق کی وجہ سے سو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سن کر آئیں اور اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ سے پکڑ کر اتارا اور اس کے ڈالنے والے پر بد دعا کی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یوں بد دعا دی کہ الٰہی پکڑ لے قریش کے گروہ کو الٰہی پکڑ لے ابوجہل بن ہشام کو عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور امیہ بن خلف کو یا ابی بن خلف کو شعبہ کو اس میں شک ہے کہ امیہ فرمایا یا ابی سو میں نے ان کو دیکھا کہ جنگ بدر کے دن مارے گئے اور کنویں میں ڈالے گئے سوائے امیہ یا ابی کے کہ کاٹے گئے جوڑ اس کے یعنی اس کا بند بند جدا ہو گیا تو وہ کنویں میں نہ ڈالا گیا۔

فائدہ: تھا یہ قصہ بعد ہجرت دوسری کے طرف حبشہ کی اس واسطے کہ جن کو حضرت ﷺ نے بد دعا دی ایک ان میں سے عمارہ ابوجہل کا بھائی تھا اور مشرکین نے اس کو حبشہ کے بادشاہ کی طرف بھیجا تھا تا کہ مہاجرین کو ان کو حوالے کر دے اس نے نہ مانا۔

تنبیہ: شیخ عمادالدین نے بڑی عجیب بات کہی پس کہا کہ یہ جو حدیث میں آیا ہے شَكَوْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَرَّ الرَّمْضَا فَلَمْ يُشْكِنَا تو مراد اس حدیث سے تکلیف ہے جو مسلمانوں نے مشرکین سے پائی تھی اور بعید ہے یہ احتمال اس واسطے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں نماز کا ذکر آ چکا ہے جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے الرمضا اور احمد کے نزدیک ہے یعنی نماز ظہر کی پھر جب آفتاب ڈھل جائے تو نماز پڑھو اور ساتھ اس کے تمسک کیا ہے اس نے جو کہتا ہے کہ یہ حدیث ظہر کے اول وقت میں پڑھنے میں وارد ہوئی ہے اور یہ پہلے مشروع ہونے ابراد (قدرے تاخیر) کے ہے اور اس پر اعتماد ہے۔ (فتح)

۳۵۶۶۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَوْ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ أَمَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبْزٰى قَالَ سَلِ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ مَا أَمْرُهُمَا ﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَمَّا أُنْزِلَتِ الَّتِيْ فِي الْفُرْقَانِ قَالَ مُشْرِكُوْ أَهْلِ مَكَّةَ فَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ وَدَعَوْنَا مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَقَدْ أَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ﴾ الْاٰيَةَ فَهٰذِهٖ لِأُولٰٓئِكَ وَأَمَّا الَّتِيْ فِي النِّسَآءِ الرَّجُلُ إِذَا عَرَفَ الْإِسْلَامَ وَشَرَآئِعَهٗ ثُمَّ قَتَلَ فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ فَذَكَرْتُهٗ لِمُجَاهِدٍ فَقَالَ إِلَّا مَنْ نَّدِمَ.

۳۵۶۶۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن نے مجھ کو حکم کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو آیتوں کا حکم پوچھ کہ ان میں تطبیق کیوں کر ہے اور وہ دونوں آیتیں یہ ہیں کہ نہ مار ڈالو جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے اور جو مار ڈالے کسی ایماندار کو جان بوجھ کر سو میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے کہا جب سورہ فرقان کی آیت اتری تو مکے کے مشرکوں نے کہا کہ البتہ ہم نے قتل کی ہے جان جس کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے اور ہم نے اللہ کے ساتھ دوسرا الٰہ ٹھہرایا اور البتہ ہم نے بے حیائیاں کی تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ مگر جو تائب ہوا اور ایمان لایا پس یہ آیت واسطے مشرکوں کے ہے اور جو آیت سورہ نساء میں ہے تو اس کا بیان یوں ہے کہ جب مرد اسلام لائے اور اس کے احکام پہچانے پھر کسی مسلمان کو مار ڈالے تو اس کا بدلہ دوزخ ہے پھر میں نے اس کو مجاہد سے ذکر کیا سو اس نے کہا مگر جو توبہ کرے یعنی یہ آیت دوسری مقید ہے ساتھ الا من تاب کے یعنی ناحق مارنے والا دوزخ میں اسی وقت داخل ہوگا جب کہ اپنے گناہ سے توبہ نہ کرے۔

فائدہ: اور غرض اس سے اس جگہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو مشرکین نے مسلمانوں کو قتل اور مار وغیرہ کے ساتھ تکلیف دی تھی وہ مشرکین سے اسلام کے ساتھ ساقط ہوگئی یعنی جب وہ مشرکین مسلمان ہوئے تو وہ گناہ ان کو معاف ہوگیا۔ (فتح)

۳۵۶۷۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَخْبِرْنِيْ بِأَشَدِّ شَيْءٍ صَنَعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ حِجْرِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِيْ مُعَيْطٍ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ فِيْ عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ خَنْقًا شَدِيْدًا فَأَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى أَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ﴿أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ﴾ الْاٰيَةَ تَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قِيْلَ لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ.

۳۵۶۷۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ خبر دے مجھ کو ساتھ نہایت سخت تکلیف کے جو مشرکین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی کہا جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے حجر میں نماز پڑھتے تھے کہ اچانک عقبہ بن ابی معیط آیا سو اس نے اپنا کپڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں ڈال کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گلا سخت گھونٹا سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے اس کے دونوں کندھے پکڑ کر اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹایا اور کہا کیا تم مار ڈالتے ہو ایک مرد کو اس لیے کہ وہ کہے میرا رب اللہ ہے۔

فائدہ: عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کا طواف کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور حجر میں عقبہ بن ابی معیط اور ابوجہل اور امیہ بن خلف بیٹھے تھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا تین بار پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوتھی بار شوط میں آئے تو اٹھ کھڑے ہوئے اور ابوجہل نے چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑے سو میں نے اس کو ہٹایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امیہ کو ہٹایا اور

حضرت ﷺ نے عقبہ کو ہٹایا اور فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں باز رہو گے یہاں تک کہ تم پر دنیا میں عذاب اترے تو وہ خوف سے کانپنے لگے اور یہ قوی کرتا ہے تعدد کو اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ مشرکین نے حضرت ﷺ کو ایک بار مارا یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے سو ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور پکارنے لگے کہ کیا تم مار ڈالتے ہو ایک مرد کو یہ کہ وہ کہے میرا رب اللہ ہے اور اسی طرح کی اور بھی کئی روایتیں آئی ہیں۔ (فتح)

بَابُ إِسْلَامِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں اسلام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے

۳۵۶۸۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَمَّادِ الْآمُلِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُجَالِدٍ عَنْ بَيَانٍ عَنْ وَبَرَةَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَّامْرَأَتَانِ وَأَبُوْ بَكْرٍ.

۳۵۶۸۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور نہ تھے ساتھ آپ ﷺ کے مگر پانچ غلام اور دو عورتیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

فائدہ: عمار رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں گزر چکی ہے اور اس میں دلالت ہے اوپر پرانے ہونے اسلام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ نہیں ذکر کیا عمار رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی مرد دیکھا ہو اور جمہور کا اتفاق ہے اس پر کہ مردوں میں سب سے پہلے پہل ابوبکر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کی مدد کو کھڑے ہوئے اور آیت مذکور پڑھی پس دلالت کی اس نے کہ ان کا اسلام سب سے مقدم تھا ساتھ اس حیثیت کے کہ عمار رضی اللہ عنہ نے باوجود مقدم ہونے اسلام اپنے کے نہیں دیکھا ساتھ حضرت ﷺ کے کسی کو سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کے مردوں سے اور حق اس باب کا یہ تھا کہ مقدم ہوتا یا تو مبعث میں یا اس کے پیچھے لیکن وجہ اس کی اس جگہ وہ چیز ہے جو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوئی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کی مدد کو کھڑے ہوئے الخ۔ (فتح)

بَابُ إِسْلَامِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں اسلام سعد رضی اللہ عنہ کے

۳۵۶۹۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ سَعْدَ بْنَ

۳۵۶۹۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ نہیں اسلام لایا کوئی مگر اس دن جس دن میں اسلام لایا اور البتہ میں سات دن ٹھہرا اور بے شک میں تہائی اسلام کا تھا۔

أَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ أَسْلَمْتُ فِيْهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّيْ لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح پہلے گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی واسطے ماقبل کے اور جمع ہونا دونوں کا اس میں ہے کہ ہر ایک دونوں سے چاہتا ہے کہ جو اس میں مذکور ہے خاص کر پہلے وہی مسلمان ہوا لیکن وہ محمول ہے اس کی اطلاع پر یعنی اس کو اور کے اسلام کی اطلاع نہیں ہوئی تھی نہیں تو سعد رضی اللہ عنہ سے پہلے بلال رضی اللہ عنہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا اور زید بن حارث رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ وغیرہم مسلمان ہو چکے تھے۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ الْجِنِّ وَقَوْلُ اللهِ تَعَالٰى ﴿قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ﴾.

باب ہے بیان میں ذکر جنوں کے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ کہہ دیجیے وحی کی گئی ہے میری طرف کہ یقیناً سنا ہے اس کو جنوں کی ایک جماعت نے۔

فائدہ: جنوں کا ذکر کتاب بدء الخلق میں گزر چکا ہے اس کے دہرانے کی حاجت نہیں اور اللہ نے فرمایا کہ کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو وحی ہوئی کہ چند جنوں نے قرآن سنا ہے۔ باب سے مراد اس آیت کی تفسیر ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے انکار کیا ہے سو کہا کہ نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں پر قرآن پڑھا اور نہ ان کو دیکھا ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو باب میں ہے اگرچہ وہ ظاہر ہے اس میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنوں کے ساتھ جمع ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بات چیت کی لیکن اس میں یہ نہیں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر قرآن پڑھا اور نہ یہ کہ جن وہ تھے جنہوں نے قرآن سنا اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ اس رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ساتویں سال مدینے میں آئے اور جنوں کے قرآن سننے کا قصہ مکے میں تھا ہجرت سے پہلے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اس میں صریح ہے اور تطبیق ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نفی اور اس کے غیر کے اثبات کے درمیان یہ ہے کہ جنوں کے ایلچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی بار آئے مکے میں تو قرآن سننے کے واسطے آئے تھے اور مدینے میں احکام پوچھنے کے واسطے آئے تھے اور یہ ظاہر ہے دونوں حدیثوں مذکور سے اور احتمال ہے کہ دوسری بار بھی مکے میں ہی آئے ہوں اور اس پر دلالت کرتی ہے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی جیسا کہ ہم اس کو ذکر کریں گے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صریح نہیں اس میں کہ دوسری بار مدینے میں آئے تھے اور احتمال ہے کہ مکے میں بھی دو بار آئے ہوں اور مدینے میں بھی اور بیہقی نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ابتداء امر کا ذکر ہے جب کہ جنوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم کیا اور اس وقت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ان پر قرآن پڑھا اور نہ ان کو دیکھا پھر دوسری بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جنوں کا ایلچی آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ گئے اور ان پر قرآن پڑھا جیسا کہ ابن

مسعود رضی اللہ عنہما نے حکایت کی ہے جیسا کہ احمد اور حاکم وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جن حضرت ﷺ پر اترے اور آپ ﷺ بطن نخل میں قرآن پڑھتے تھے پھر جب انہوں نے قرآن سنا تو آپس میں کہا کہ چپ رہو میں کہتا ہوں کہ یہ موافق ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور مسلم میں علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جنوں کی رات کوئی ہم میں سے حضرت ﷺ کے ساتھ تھا اس نے کہا نہیں لیکن ایک رات ہم نے حضرت ﷺ کو گم کیا ہم نے وہ رات بہت مشکل کاٹی پھر جب سحری کا وقت ہوا تو ہم نے دیکھا کہ حضرت ﷺ حرا کی طرف سے آتے ہیں تو ہم نے آپ ﷺ سے ذکر کیا کہ ہم کو رات نہایت مشکل گزری فرمایا کہ میرے پاس جنوں کا ایلچی آیا تھا تو میں نے ان پر قرآن پڑھا پھر حضرت ﷺ چلے اور ہم کو ان کے قدموں کے نشان اور آگ کے نشان دکھائے اور یہ روایت زیادہ صحیح ہے اس روایت سے جس میں آیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما اس رات کو حضرت ﷺ کے ساتھ تھے اور وہ یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو جنوں کو دیکھنا چاہے تو دیکھے سو میرے سوا کوئی ان میں سے حاضر نہ ہوا پھر جب ہم کے کی اونچان میں پہنچے تو حضرت ﷺ نے اپنے پاؤں سے میرے واسطے ایک لکیر کھینچی پھر مجھ کو حکم کیا کہ میں اس میں بیٹھوں پھر آپ ﷺ چلے تو آپ ﷺ نے قرآن پڑھا سو آپ ﷺ کو بہت اشخاص نے ڈھانکا جو میرے اور آپ ﷺ کے درمیان حائل ہوئے یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی آواز نہ سنی پھر چلے گئے اور حضرت ﷺ فارغ ہوئے ان سے ساتھ فجر کے اور یہ محمول ہے اس پر کہ پہلی حدیث میں گم کرنے سے مراد یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے سوا اور لوگوں نے آپ ﷺ کو گم کیا اور ایک روایت اس کے متابع بھی آئی ہے اور ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ سننا جنوں کا تھا بعد پھرنے حضرت ﷺ کے طائف سے جب کہ آپ ﷺ ان کی طرف نکلے ان سے مدد چاہی اور ظاہر اس حدیث کے سیاق سے جس میں مبالغہ ہے بیچ مارنے چنگاریوں کے واسطے حفاظت آسمان کی جنوں کی چوری سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقع حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے اور زمین پر وحی اترنے سے پہلے کا ہے تو جنوں نے اس امر کو کشف کیا یعنی اس کے سبب کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ واقف ہوئے سبب پر اسی واسطے نہیں قید کیا امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ترجمہ کو ساتھ قدوم کے اور نہ ساتھ نمائندگی کے پھر جب دعوت اسلام ملک میں پھیل گئی اور لوگ مسلمان ہوئے تو جن حضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے سنا اور مسلمان ہوئے اور یہ واقع درمیان دو ہجرتوں کے ہوا پھر جن کئی بار آئے یہاں تک کہ مدینے میں بھی (فتح) اور جن ایک جسم ہیں عاقل جو آدمیوں سے پوشیدہ ہیں۔

۳۵۷۰۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ سَأَلْتُ

۳۵۷۰۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مسروق سے پوچھا کہ کس نے حضرت ﷺ کو جنوں کی خبر دی جس رات کو انہوں نے قرآن سنا کہا حدیث بیان کی مجھ سے

مَسْرُوْقًا مَنْ اٰذَنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِنِّ لَیْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْاٰنَ فَقَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْكَ یَعْنِیْ عَبْدَ اللّٰهِ اَنَّهٗ اٰذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ.

تیرے باپ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک درخت نے حضرت ﷺ کو ان کی خبر دی تھی یعنی کیکر کے درخت نے۔

۳۵۷۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ إِسْمَاعِیْلَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ جَدِّیْ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ كَانَ یَحْمِلُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِدَاوَةً لِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَبَیْنَمَا هُوَ یَتْبَعُهٗ بِهَا فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقَالَ أَنَا أَبُوْ هُرَیْرَةَ فَقَالَ ابْغِنِیْ أَحْجَارًا أَسْتَنْفِضْ بِهَا وَلَا تَأْتِنِیْ بِعَظْمٍ وَّلَا بِرَوْثَةٍ فَأَتَیْتُهٗ بِأَحْجَارٍ أَحْمِلُهَا فِیْ طَرَفِ ثَوْبِیْ حَتّٰی وَضَعْتُهَا إِلٰی جَنْبِهٖ ثُمَّ انْصَرَفْتُ حَتّٰی إِذَا فَرَغَ مَشَیْتُ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْعَظْمِ وَالرَّوْثَةِ قَالَ هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ وَإِنَّهٗ أَتَانِیْ وَفْدُ جِنِّ نَصِیْبِیْنَ وَنِعْمَ الْجِنُّ فَسَأَلُوْنِی الزَّادَ فَدَعَوْتُ اللّٰهَ لَهُمْ أَنْ لَّا یَمُرُّوْا بِعَظْمٍ وَّلَا بِرَوْثَةٍ إِلَّا وَجَدُوْا عَلَیْهَا طَعَامًا.

۳۵۷۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے وضو اور حاجت کے واسطے چھاگل اٹھاتے تھے سو جس حالت میں کہ وہ چھاگل کو آپ ﷺ کے پیچھے لے جاتے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کون ہے کہا میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہوں کہا تلاش کر لا میرے واسطے پتھر کو کہ میں ان سے استنجا کروں اور نہ لانا میرے واسطے ہڈی اور گوبر کو سو میں اپنے کپڑے کے کنارے سے پتھر اٹھا کر آپ ﷺ کے پاس لایا یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کے پہلو میں رکھے پھر میں پھرا یہاں تک کہ حضرت ﷺ اپنی حاجت سے فارغ ہوئے تو میں چلا تو میں نے کہا کہ کیا حال ہے ہڈی اور گوبر کا یعنی اس سے آپ ﷺ نے کیوں منع کیا فرمایا وہ دونوں جنوں کے کھانے سے ہیں اور تحقیق شان یہ ہے کہ نصیبین کے جنوں کے ایلچی میرے پاس آئے سو انہوں نے مجھ سے کھانا مانگا تو میں نے ان کے واسطے اللہ سے دعا مانگی یہ کہ نہ گزریں کسی ہڈی پر اور نہ گوبر پر مگر کہ اس پر کھانا پائیں۔

فائدہ: نصیبین ایک شہر ہے مشہور جزیرے میں درمیان شام اور عراق کے ابن تین نے کہا کہ احتمال ہے کہ ان کو اس سے کھانے کا مزہ چکھائے اور ممکن ہے کہ مراد طعام سے ان کے چوپایوں کا طعام ہوتا کہ نہ منافی ہو اس حدیث کے کہ مینگنیاں ان کے چوپایوں کا کھانا ہے اور یہ جو کہا کہ انہوں نے مجھ سے کھانا مانگا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ شرع سے پہلے چیزیں حرام ہیں یہاں تک کہ اباحت کی دلیل وارد ہو اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس پر دلالت نہیں کرتی بلکہ صحیح یہ ہے کہ شرع سے پہلے کوئی حکم نہیں۔ (فتح)

بَابُ إِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں اسلام ابوذر رضی اللہ عنہ کے

فائدہ: ان کا نام جندب ہے کنانہ کی اولاد سے۔

٥٣٧٢۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَخِيْهِ ارْكَبْ إِلٰى هٰذَا الْوَادِيْ فَاعْلَمْ لِيْ عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ يَّأْتِيْهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَآءِ وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهٖ ثُمَّ ائْتِنِيْ فَانْطَلَقَ الْأَخُ حَتّٰى قَدِمَهٗ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهٖ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى أَبِيْ ذَرٍّ فَقَالَ لَهٗ رَأَيْتُهٗ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ وَكَلَامًا مَّا هُوَ بِالشِّعْرِ فَقَالَ مَا شَفَيْتَنِيْ مِمَّا أَرَدْتُ فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَّهٗ فِيْهَا مَآءٌ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْرِفُهٗ وَكَرِهَ أَنْ يَّسْأَلَ عَنْهُ حَتّٰى أَدْرَكَهٗ بَعْضُ اللَّيْلِ فَاضْطَجَعَ فَرَاٰهُ عَلِيٌّ فَعَرَفَ أَنَّهٗ غَرِيْبٌ فَلَمَّا رَاٰهُ تَبِعَهٗ فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أَصْبَحَ ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهٗ وَزَادَهٗ إِلَى الْمَسْجِدِ وَظَلَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَا يَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَمْسٰى فَعَادَ إِلٰى مَضْجَعِهٖ فَمَرَّ بِهٖ عَلِيٌّ فَقَالَ أَمَا نَالَ

٣٥٧٢۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ابوذر رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے کی خبر پہنچی تو اس نے اپنے بھائی سے کہا کہ اس وادی یعنی مکے کی طرف سوار ہو جا اور معلوم کر تو میرے لیے علم اس مرد کا جو گمان کرتا ہے کہ وہ پیغمبر ہے اس کو آسمان سے خبر آتی ہے اور اس کا کلام سن پھر میرے پاس آ سو اس کا بھائی چلا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا پھر ابوذر رضی اللہ عنہ کی طرف پھرا سو اس نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ میں نے ان کو دیکھا ہے کہ حکم کرتا ہے اچھی خصلتوں کا اور میں نے ان سے سنا ہے کہ کلام کہتا ہے جو شعر نہیں تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں شفا دی تو نے مجھ کو جہل کی بیماری سے ساتھ اس چیز کے کہ میں نے چاہی سو ابوذر رضی اللہ عنہ نے خرچ لیا اور اپنی مشک اٹھائی جس میں پانی تھا یہاں تک کہ مکے میں پہنچے سو مسجد میں آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتا نہ تھا تو انہوں نے برا جانا یہ کہ کسی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ پوچھے (یعنی اس واسطے کہ اس کو معلوم تھا کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کا قصد کرے قریش اس کو ایذا دیتے ہیں یا چونکہ وہ دین کے ظاہر ہونے کو برا جانتے ہیں اس واسطے کہ سائل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ نہیں بتاتے) یہاں تک کہ جب اس کو کچھ رات نے پایا تو لیٹ گیا تو اس کو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور پہچانا کہ وہ مسافر ہے سو کہا کہ شاید مسافر ہے میں نے کہا ہاں کہا میرے ساتھ گھر میں چل تو جب ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو ان کے پیچھے چلے سو

لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ فَأَقَامَهُ فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ لَا يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ فَعَادَ عَلِيٌّ عَلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ فَأَقَامَ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ أَلَا تُحَدِّثُنِيْ مَا الَّذِيْ أَقْدَمَكَ قَالَ إِنْ أَعْطَيْتَنِيْ عَهْدًا وَّمِيْثَاقًا لَّتُرْشِدَنِّيْ فَعَلْتُ فَفَعَلَ فَأَخْبَرَهُ قَالَ فَإِنَّهُ حَقٌّ وَّهُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتَّبِعْنِيْ فَإِنِّيْ إِنْ رَّأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّيْ أُرِيْقُ الْمَآءَ فَإِنْ مَّضَيْتُ فَاتَّبِعْنِيْ حَتّٰى تَدْخُلَ مَدْخَلِيْ فَفَعَلَ فَانْطَلَقَ يَقْفُوْهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَخَلَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ إِلٰى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَكَ أَمْرِيْ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادٰى بِأَعْلٰى صَوْتِهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوْهُ حَتّٰى أَضْجَعُوْهُ وَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ قَالَ وَيْلَكُمْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ وَّأَنَّ طَرِيْقَ تِجَارِكُمْ إِلَى الشَّامِ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا فَضَرَبُوْهُ وَثَارُوْا إِلَيْهِ فَأَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ.

دونوں میں سے کسی نے اپنے ساتھی سے کچھ نہ پوچھا یہاں تک کہ صبح کی پھر اپنی مشک اور سفر خرچ اٹھایا اور مسجد میں آئے اور تمام دن وہاں رہے اور حضرت ﷺ نے ان کو نہ دیکھا یہاں تک کہ شام کی سو اپنے لیٹنے کی جگہ کی طرف پھرے تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ اس پر گزرے سو کہا کہ نہیں وقت آیا واسطے مرد کے یہ کہ اپنی جگہ جانے تو علی رضی اللہ عنہ ان کو اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے اس حال میں کہ کوئی اپنے ساتھی سے کچھ نہ پوچھتا یہاں تک کہ جب تیسرا دن ہوا تو علی رضی اللہ عنہ اسی طرف پھر آئے اور اس کو اپنے ساتھ اٹھایا پھر کہا کہ کیا تو مجھ سے بیان نہیں کرتا کہ تو کس سبب سے یہاں آیا ہے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو مجھ کو قول قرار دے کہ البتہ مجھ کو میرے مطلب کی طرف راہ دکھلائے تو کہوں سو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اس سے قول قرار کیا تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو خبر تجھ کو پہنچی وہ سچ ہے اور وہ اللہ کا رسول ہے سو جب میں صبح کروں تو میرے پیچھے پیچھے چلے آنا سو اگر میں کوئی چیز دیکھوں کہ اس کے ضرر کا تجھ پر خوف کروں تو میں کھڑا ہوں گا جیسا کہ میں پیشاب کرتا ہوں سو تم بدستور چلتے جانا سو اگر میں بدستور چلا جاؤں اور کسی ضرر کرنے والی چیز کو نہ دیکھوں تو میرے پیچھے چلے آنا یہاں تک کہ تم میرے داخل ہونے کی جگہ داخل ہو سو ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان کا کہا مانا سو اس کے پیچھے پیچھے چلے یہاں تک کہ علی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ پر داخل ہوئے اور ابوذر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ داخل ہوئے سو انھوں نے حضرت ﷺ کا کلام سنا اور اسی جگہ مسلمان ہو گئے تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ چھپائے رکھنا اس امر کو اور پلٹ جا اپنی قوم کی طرف اور ان کو خبر دے یہاں تک کہ ہمارے

غلبہ پانے کی خبر تم کو پہنچے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اس کے جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں کلمہ توحید کو ان کے درمیان پکاروں گا یعنی بلند آواز سے کھلم کھلا مشرکین کے درمیان کلمہ پڑھوں گا تو وہ مسجد کی طرف نکلے اور اپنی بلند آواز سے پکارا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں سو کفار قریش کھڑے ہوئے اور ان کو مارا یہاں تک کہ ان کو زمین پر لٹایا اور عباس رضی اللہ عنہ آئے اور ان اوندھے پڑے اور کہا تم کو خرابی ہو کیا تم نہیں جانتے کہ یہ غفار کی قوم سے ہیں اور بے شک تمہارے تاجروں کی راہ شام کی طرف ان کے درمیان سے ہے تو عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو ان سے چھڑایا پھر اگلے دن ابوذر رضی اللہ عنہ نے پھر اسی طرح کیا تو کفار قریش اس کی طرف کودے اور اس کو مارا تو عباس رضی اللہ عنہ آئے اور اس پر اوندھے پڑے اور اس کو چھڑایا۔

فائدہ: یہ جو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں کلمہ توحید کو ان کے درمیان پکاروں گا تو گویا اس نے سمجھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا ہے کہ چھپائے رکھنا اس امر کو تو یہ ایجاب کے واسطے نہیں بلکہ بطور شفقت کے ہے تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم کروایا کہ مجھ کو اس کی قوت ہے اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس پر برقرار رکھا اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جائز ہے حق بات کہنا نزدیک اس شخص کے جس سے قائل کو ایذا کا خوف ہو اگرچہ چپ رہنا بھی جائز ہے اور تحقیق یہ کہ یہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے احوال اور مقاصد کے اور اس پر مترتب ہوتا ہے وجود اجر کا اور نہ ہونا اس کا اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر مقدم ہونے اسلام ابوذر رضی اللہ عنہ کے لیکن ظاہر یہ ہے کہ تھا بعد پیغمبر ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدت دراز کے اور یہ جو کہا کہ اسی وقت مسلمان ہو گیا تو شاید وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیوں کو پہچانتے تھے سو جب انہوں نے اس کو تحقیق کر لیا تو اسلام میں تردد نہ کیا اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنا علی رضی اللہ عنہ کی دلالت سے تھا اور عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے طواف میں ملے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز ادا کی تو میں نے کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو پہلے پہل میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا فرمایا کہ تو کہاں سے ہے میں نے کہا کہ میں غفار سے

ہوں پھر ذکر کی حدیث بیچ حال زمزم کے اور یہ کہ بے پرواہ ہوا وہ ساتھ پانی زمزم کے کھانے پینے سے تیس دن اور ممکن ہے تطبیق درمیان ان کے بایں طور کہ پہلے وہ حضرت ﷺ سے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملا ہو پھر دوسری بار آپ ﷺ کو طواف میں ملے ہوں یا بالعکس اور جو ایک راوی نے یاد رکھا وہ دوسرے کو یاد نہ رہا۔ (فتح)

بَابُ إِسْلَامِ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں اسلام سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے یعنی ابن عمرو بن نفیل کے

٣٥٧٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ فِيْ مَسْجِدِ الْكُوْفَةِ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَإِنَّ عُمَرَ لَمُوْثِقِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عُمَرُ وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا ارْفَضَّ لِلَّذِيْ صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ.

٣٥٧٣۔ قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا کوفہ کی مسجد میں کہتے تھے قسم ہے اللہ کہ البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور بے شک عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو اسلام پر باندھا تھا یعنی بسبب اسلام کے واسطے اس کے اہانت کے اور واسطے لازم کرنے کے اس پر پھرنے کو اسلام سے پہلے اس سے کہ مسلمان ہو عمر اور اگر احد کا پہاڑ اپنی جگہ سے دور ہوتا اس چیز کے سبب سے جو تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی تو البتہ لائق تھا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ناحق شہید کرنا بڑا ظلم ہے۔

فائدہ: اور اس کا سبب یہ تھا کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بہنوئی تھے اسی واسطے ذکر کیا بیچ اخیر قصے اسلام عمر رضی اللہ عنہ کے کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا البتہ کہ عمر رضی اللہ عنہ مجھ کو اسلام کے سبب سے باندھنے والے تھے میں اور اس کی بہن اور تھا اسلام عمر رضی اللہ عنہ کو پیچھے ان کے بہنوئی کے اسلام سے اس واسطے کہ اول باعث واسطے اس کے اسلام میں داخل ہونے پر یہ ہے کہ انہوں نے اپنی بہن کے گھر میں قرآن سنا ایک دراز قصے میں جس کو دارقطنی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ (فتح)

بَابُ إِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب ہے بیان میں اسلام عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے

٣٥٧٤۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ.

٣٥٧٤۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا ہمیشہ رہے ہم باعزت اور غالب جب سے عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔

۳۵۷۵۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ فَأَخْبَرَنِي جَدِّي زَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ فِي الدَّارِ خَائِفًا إِذْ جَآءَهُ الْعَاصِ بْنُ وَآئِلٍ السَّهْمِيُّ أَبُو عَمْرٍو عَلَيْهِ حُلَّةُ حِبَرَةٍ وَّقَمِيصٌ مَّكْفُوفٌ بِحَرِيرٍ وَّهُوَ مِنْ بَنِي سَهْمٍ وَّهُمْ حُلَفَآؤُنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ لَهُ مَا بَالُكَ قَالَ زَعَمَ قَوْمُكَ أَنَّهُمْ سَيَقْتُلُوْنِي إِنْ أَسْلَمْتُ قَالَ لَا سَبِيلَ إِلَيْكَ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا أَمِنْتُ فَخَرَجَ الْعَاصِ فَلَقِيَ النَّاسَ قَدْ سَالَ بِهِمُ الْوَادِي فَقَالَ أَيْنَ تُرِيْدُوْنَ فَقَالُوْا نُرِيْدُ هٰذَا ابْنَ الْخَطَّابِ الَّذِي صَبَا قَالَ لَا سَبِيلَ إِلَيْهِ فَكَرَّ النَّاسُ.

۳۵۷۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں ڈرنے والے تھے یعنی قریش سے بسبب اسلام کے کہ اچانک ان کے پاس عاص بن وائل آیا اور اس پر چادر تھی نقشدار اور کرتہ تھا جس کے کنارے ریشم سے سیئے تھے اور وہ قبیلہ بنی سہم سے تھا اور وہ ہماری ہم قسم تھے جاہلیت میں سو عاص نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا حال ہے تیرا کہ غمناک ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تیری قوم نے گمان کیا ہے کہ وہ مجھ کو مار ڈالیں گے اس سبب سے کہ میں مسلمان ہوا اس نے کہا کہ ان کو تیری طرف کوئی راہ نہیں جب اس نے یہ کلمہ کہا کہ ان کو تیری طرف کوئی راہ نہیں تو اس کے بعد میں مشرکین کے شر سے بے خوف ہوا پھر عاص باہر نکلا اور لوگوں سے ملا اور حالانکہ مکے کا میدان لوگوں سے بھرا تھا سو اس نے کہا کہ کہاں کا ارادہ کرتے ہو کہا ارادہ کرتے ہیں اس خطاب کے بیٹے کا کہ اپنے باپ کے دین سے پھر گیا کہا اس کی طرف کوئی راہ نہیں تو لوگ پھر آئے۔

۳۵۷۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُهُ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عِنْدَ دَارِهِ وَقَالُوْا صَبَا عُمَرُ وَأَنَا غُلَامٌ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِي فَجَآءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ قَبَاءٌ مِّنْ دِيبَاجٍ فَقَالَ قَدْ صَبَا عُمَرُ فَمَا ذَاكَ فَأَنَا لَهُ جَارٌ قَالَ فَرَأَيْتُ النَّاسَ تَصَدَّعُوْا عَنْهُ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا الْعَاصِ بْنُ وَآئِلٍ.

۳۵۷۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو لوگ ان کے گھر کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے دین سے پھر گیا اور میں لڑکا تھا اپنے گھر کے اوپر سو ایک مرد آیا جس پر ریشمی قبا تھی کہا پھر گیا عمر رضی اللہ عنہ اپنے دین سے پس کیا ہے یہ یعنی کچھ ڈر نہیں پھر گیا ہے تو کیا مضائقہ پس تحقیق میں نے اس کو امان دی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سو میں نے لوگوں کو دیکھا اس سے جدا ہوئے میں نے کہا کہ یہ امان دینے والا کون ہے لوگوں نے کہا عاص بن وائل ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا سو میں نے اس کی عزت سے تعجب کیا کہ کیسی عزت والا آدمی ہے کہ لوگ اس کے کہنے پر فورا پھر گئے۔

۳۵۷۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ أَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَا سَمِعْتُ عُمَرَ لِشَيْءٍ قَطُّ يَقُولُ إِنِّي لَأَظُنُّهُ كَذَا إِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ بَيْنَمَا عُمَرُ جَالِسٌ إِذْ مَرَّ بِهِ رَجُلٌ جَمِيلٌ فَقَالَ لَقَدْ أَخْطَأَ ظَنِّيْ أَوْ إِنَّ هٰذَا عَلٰى دِيْنِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَوْ لَقَدْ كَانَ كَاهِنَهُمْ عَلَيَّ الرَّجُلَ فَدُعِيَ لَهُ فَقَالَ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ اسْتُقْبِلَ بِهِ رَجُلٌ مُسْلِمٌ قَالَ فَإِنِّي أَعْزِمُ عَلَيْكَ إِلَّا مَا أَخْبَرْتَنِي قَالَ كُنْتُ كَاهِنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ فَمَا أَعْجَبُ مَا جَآءَتْكَ بِهِ جِنِّيَّتُكَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا فِي السُّوْقِ جَآءَتْنِي أَعْرِفُ فِيهَا الْفَزَعَ فَقَالَتْ أَلَمْ تَرَ الْجِنَّ وَإِبْلَاسَهَا وَيَأْسَهَا مِنْ بَعْدِ إِنْكَاسِهَا وَلُحُوْقَهَا بِالْقِلَاصِ وَأَحْلَاسِهَا قَالَ عُمَرُ صَدَقَ بَيْنَمَا أَنَا نَآئِمٌ عِنْدَ آلِهَتِهِمْ إِذْ جَآءَ رَجُلٌ بِعِجْلٍ فَذَبَحَهُ فَصَرَخَ بِهِ صَارِخٌ لَمْ أَسْمَعْ صَارِخًا قَطُّ أَشَدَّ صَوْتًا مِنْهُ يَقُوْلُ يَا جَلِيحْ أَمْرٌ نَجِيحْ رَجُلٌ فَصِيحْ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَوَثَبَ الْقَوْمُ قُلْتُ لَا أَبْرَحُ حَتّٰى أَعْلَمَ مَا وَرَآءَ هٰذَا ثُمَّ نَادٰى يَا جَلِيحْ أَمْرٌ نَجِيحْ رَجُلٌ فَصِيحْ يَقُوْلُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَقُمْتُ فَمَا نَشِبْنَا أَنْ قِيْلَ هٰذَا نَبِيٌّ.

۳۵۷۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا کہ کبھی کسی چیز کے واسطے کہا کہ البتہ میں اس کو ایسا گمان کرتا ہوں مگر کہ ہوتا جیسا وہ گمان کرتے یعنی ان کا اندازہ کبھی خطا نہ جاتا تھا جس حالت میں کہ عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے کہ ایک خوبصورت مرد ان کے پاس سے گزرا سو کہا کہ میرے اندازے نے خطا کی یعنی اگر یہ مرد کاہن نہ ہو یا تو یہ اپنی جاہلیت کے دین پر ہے یعنی کفر پر یا البتہ ان کا کاہن تھا اس مرد کو میرے پاس حاضر کرو تو اس کو ان کے واسطے بلایا گیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو یہ کہا یعنی جو اس کے پیچھے اس کے حق میں تردد کیا تھا تو اس مرد نے کہا نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز جیسے میں نے آج دیکھی کہ مسلمان مرد کو پیش آئی یعنی مسلمان ہونے کے بعد کسی کو جاہلیت کے کام سے منسوب کیا جائے اللہ نے ہم کو اسلام عنایت کیا سو اب ہم کو جاہلیت کے ذکر سے کیا علاقہ ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ کو لازم کرتا ہوں اور نہیں چھوڑتا یہاں تک کہ تو مجھ کو خبر دے کہ یہ میرا اندازہ ٹھیک ہے یا نہیں اس نے کہا کہ میں جاہلیت کے زمانے میں ان کا کاہن تھا یعنی تمہارا اندازہ ٹھیک ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ہے نہایت عجب چیز جو تیرا جن تیرے پاس لایا کہا جس حالت میں کہ میں ایک دن بازار میں تھا کہ ناگہاں وہ جن میرے پاس آیا میں نے اس کو دیکھا کہ گھبرایا ہوا ہے سو اس نے کہا کہ کیا تو نہیں دیکھتا جن کو اور اس کی وحشت کو اور ان کی ناامیدی کو بعد پلٹنے ان کی کے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہونے کے بعد آسمان کی بات چرانے سے ناامید ہو کر پلٹ آئے اور ان کے ملنے کو ساتھ اونٹوں کے اور ان کے پالانوں کے یعنی کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جنات آسمان سے روکے گئے

اور آسمان کی بات سننے سے ناامید ہوئے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے سچ کہا جس حالت میں کہ میں ان کے بتوں کے نزدیک سوتا تھا کہ ناگہاں ایک مرد ایک بچھڑا لایا اور اس کو ذبح کیا تو اس کے اندر سے کسی پکارنے والے نے بلند آواز سے پکارا کہ میں نے کبھی کوئی پکارنے والا نہیں سنا کہ آواز میں اس سے بلند تر ہو کہتا ہے اے مخاطب غیر معین ظاہر عداوت والے ایک کام ہے مراد کو پہنچانے والا ایک مرد ہے خوش بیان کہتا ہے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے سو میں اٹھ کھڑا ہوا پھر لوگ جلدی سے اٹھے میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں اس جگہ سے نہ جاؤں گا یہاں تک کہ معلوم کروں کہ اس کے پیچھے کیا ہے پھر اس نے پکارا اے جلیح ایک کام ہے مراد کو پہنچانے والا ہے ایک فصیح مرد کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں سو ہم نے کچھ دیر نہ کی یہاں تک کہ کہا گیا کہ یہ پیغمبر ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ یا جاہلیت میں ان کا کاہن تھا تو اس کا حاصل یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے گمان کیا ایک چیز کو جو دو چیزوں کے درمیان متردد ہے گویا کہ اس نے کہا کہ یہ میرا گمان یا خطاء ہے یا صواب پس اگر میرا گمان ٹھیک ہے تو یہ اب یا تو باقی ہے اپنے کفر پر اور یا تھا کاہن اور تحقیق ظاہر ہوئی حال سے قسم اخیر اور شاید یہ ظاہر ہوا تھا عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی چال سے یا اس کے سوا کسی اور قرینے سے یہ گمان ان کو پیدا ہوا اور کاہن اس کو کہتے ہیں جو غیب کی خبریں دے اور جاہلیت کے وقت کاہن بہت تھے اکثر کا اعتماد تو جنوں پر تھا جو ان کے تابع تھے اور بعض دعوی کرتے تھے اس کی معرفت کا اسباب سے جن کے ساتھ استدلال کرتے تھے اور اس اخیر کا نام عراف رکھا جاتا ہے اور البتہ نرمی کی سواس نے جواب میں اس واسطے کہ تھا سوال عمر رضی اللہ عنہ کا اس کے حال سے اس کی کہانت میں اس واسطے کہ تھا امر شرک سے پھر جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب پر مجبور کیا تو اس نے اس کو ایک اور چیز کی خبر دی جو اس کے واسطے واقع ہوئی تھی کہ شامل ہے وہ ایک نشانی کو نبوت کی نشانیوں سے اور تھا وہ سبب اس کے اسلام کا۔

تنبیہ: اشارہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے اس قصے کے عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے باب میں ساتھ اس چیز کے کہ آیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا اور طلحہ رضی اللہ عنہ سے اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہ یہ قصہ اس کے اسلام کا سبب تھا سو ابونعیم نے دلائل میں

روایت کی ہے کہ ابوجہل نے کہا کہ جو محمد ﷺ کو مار ڈالے میں اس کو سو اونٹنی دوں گا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا: ابو جہل! یہ ضمانت صحیح ہے کہ جو محمد ﷺ کو مار ڈالے اس کو تو سو اونٹنی دے گا اس نے کہا ہاں سو میں نے اپنی تلوار گلے میں ڈالی حضرت ﷺ کے ارادے سے سو میں ایک گائے پر گزرا جس کو وہ ذبح کرنا چاہتے تھے تو میں کھڑا ہو کر ان کی طرف دیکھنے لگا تو ناگہاں کسی پکارنے والے نے گائے کے پیٹ سے پکارا اے آل ذریح کی امر ہے مراد کو پہنچانے والا مرد ہے خوش بیان تو میں نے اپنے جی میں کہا کہ نہیں مراد ہوں اس امر سے مگر میں یعنی اس پکارنے والے نے یہ بات مجھ کو ہی کہی ہے سو میں اپنی بہن پر داخل ہوا تو اس کے پاس اس کے خاوند سعید بن زید رضی اللہ عنہ تھے پھر ذکر کیا قصہ بیچ سبب اسلام اپنے کے ساتھ طول کے اور تامل کر اس چیز میں کہ بیچ وارد کرنے امام بخاری رحمہ اللہ کے ہے حدیث سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو بعد اس کے مناسبت سے واسطے اس قصے کے۔ (فتح)

۳۵۷۸۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ لِلْقَوْمِ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ مُوْثِقِيْ عُمَرُ عَلَى الْإِسْلَامِ أَنَا وَأُخْتُهُ وَمَا أَسْلَمَ وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا انْقَضَّ لِمَا صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ مَحْقُوْقًا أَنْ يَنْقَضَّ.

۳۵۷۸۔ قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور عمر رضی اللہ عنہ مجھ کو اسلام پر باندھنے والے تھے میں اور اس کی بہن اور عمر رضی اللہ عنہ اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے اور اگر احد کا پہاڑ اپنی جگہ سے دور ہوتا واسطے اس چیز کے کی تم نے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے تو لائق تھا یہ کہ گر پڑے۔

فائدہ: اور امام بخاری رحمہ اللہ کی کاریگری سے معلوم ہوتا ہے کہ چاند کا پھٹنا بھی انہی دنوں واقع ہوا اور عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کا مختصر قصہ یہ ہے کہ کسی نے اس سے کہا کہ تیری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو گئے تو وہ نہایت غصے سے ان کی طرف چلے اور جب ان کے گھر میں پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے اور دونوں گھر کے اندر چھپے قرآن پڑھتے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا قرآن سنا پھر جب دستک دی تو انہوں نے قرآن کو چھپا دیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو تم پڑھتے تھے سو پڑھو انہوں نے ڈر سے انکار کیا آخر اس کو نکال کر پڑھوایا اور سنا اور مسلمان ہو گئے۔

بَابُ انْشِقَاقِ الْقَمَرِ

باب ہے بیان میں پھٹ جانے قمر کے

فائدہ: یعنی حضرت ﷺ کے زمانے میں بطور معجزہ کے واسطے آپ ﷺ کے۔

۳۵۷۹۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوْا رَسُوْلَ

۳۵۷۹۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کفار مکہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ ان کو کوئی معجزہ دکھائیں تو ان کو چاند دکھایا دو ٹکڑے یعنی ساتھ اشارہ ہاتھ مبارک کے یہاں تک کہ انہوں نے پہاڑ حرا کو ان کے درمیان دیکھا یعنی اس

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتّٰى رَأَوْا حِرَآءَ بَيْنَهُمَا.

طرح کہ ایک ٹکڑا اس کا پہاڑ کے اوپر تھا اور ایک نیچے۔

فائدہ: ابونعیم رضی اللہ عنہ نے دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مشرکین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے جن میں سے ولید بن مغیرہ اور ابوجہل اور عاص بن وائل اور اسود وغیرہ تھے سوانہوں نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے واسطے چاند کو دو ٹکڑے کرو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی تو اللہ نے چاند کو دو ٹکڑے کیا اور بعض کہتے ہیں کہ چاند کا پھٹنا دو بار واقع ہوا ہے اور میں نہیں جانتا کہ علماء حدیث سے کوئی اس کا قائل ہوا ہو کہ چاند کا پھٹنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو بار واقع ہوا اور نہیں تعرض کیا واسطے اس کے کسی نے بخاری، مسلم کے شارحین سے اور ابن قیم نے کہا کہ بعض لوگوں نے دعوی کیا ہے کہ چاند کا پھٹنا دو بار واقع ہوا اور اہل حدیث اور اہل سیر کے نزدیک یہ بات غلط ہے پس تحقیق نہیں واقع ہوا ہے چاند کا پھٹنا مگر ایک بار۔ (فتح)

۳۵۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى فَقَالَ اشْهَدُوْا وَذَهَبَتْ فِرْقَةٌ نَحْوَ الْجَبَلِ وَقَالَ أَبُو الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ انْشَقَّ بِمَكَّةَ وَتَابَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ.

۳۵۸۰۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو ٹکڑے ہوا چاند اور ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو گواہ رہنا یعنی یاد رکھو اس قدر کو ساتھ مشاہدے کے اور ایک ٹکڑا پہاڑ کی طرف گیا اور ایک روایت میں عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ دو ٹکڑے ہوا چاند کے میں۔

فائدہ: اور مراد اس کی ساتھ ذکر کے کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ چاند کا پھٹنا ہجرت سے پہلے واقع ہوا اور جائز ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس رات منیٰ میں ہوں اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کی تصریح نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس رات کے میں تھے اور برتقدیر تصریح کے پس منیٰ بھی کے میں داخل ہے پس نہیں ہے ان حدیثوں میں کوئی تعارض اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے جو کہا کہ ایک بار منیٰ میں اور ایک بار کے میں تو تطبیق ان دونوں قولوں میں یا تو باعتبار تعدد کے ہے اگر ثابت ہو اور یا ساتھ محمول کرنے کے اس پر کہ وہ منیٰ میں تھے اور جس نے کہا کہ کے میں تھے وہ اس کے منافی نہیں اس واسطے کہ جو منیٰ میں ہو وہ کے میں ہے یعنی جو کے میں ہو وہ منیٰ میں نہیں ہوتا اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات جس میں منیٰ کا ذکر ہے اس میں نحن کا ذکر ہے اور جس روایت میں کے کا ذکر ہے اس میں نحن کے لفظ نہیں

جس کے معنی ہیں ہم اور مراد مکے کے ذکر کرنے سے صرف یہی ہے کہ چاند کا پھٹنا ہجرت سے پہلے واقع ہوا اور ساتھ اس کے رد ہو گیا قول داودی وغیرہ کا کہ دونوں حدیثوں میں تعارض اور تضاد ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دو ٹکڑے ہوا چاند حضرت ﷺ کے زمانے میں تو کفار قریش نے کہا کہ محمد ﷺ نے تم پر جادو کیا ہے کہ جو تم کو چاند دو ٹکڑے دکھلائی دیتا ہے ایک شخص نے کہا کہ اگر تم کو جادو کیا ہے تو سارے جہان کو تو جادو نہیں کر سکتے سو مسافروں سے دریافت کرو سو اگر مسافر تم کو خبر دیں کہ انہوں نے بھی تمہاری طرح دیکھا ہے تو محمد ﷺ سچے ہیں سو ہر طرف کے مسافروں نے گواہی دی کہ انہوں نے چاند کو دو ٹکڑے دیکھا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ چاند کا ایک ٹکڑا ابی قبیس تھا اور ایک ٹکڑا سویدا پر اور ظاہر یہ ہے کہ پھٹنا چاند کا تھا نزدیک ڈوبنے اس کے یا تعبیر ساتھ ابوقبیس کے بعض راویوں کی تغییر سے ہے اس واسطے کہ فرض ثبوت روایت چاند کا ہے دو ٹکڑے ایک ٹکڑا ایک پہاڑ پر اور ایک ٹکڑا ایک پہاڑ پر اور یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے منافی نہیں کہ اس نے پہاڑ کو دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا اس واسطے کہ جب مثلا ایک ٹکڑا پہاڑ کے دائیں طرف ہو اور ایک بائیں تو اس پر صادق آتا ہے کہ وہ دونوں ٹکڑوں کے درمیان ہے اور وہ پہاڑ کہ جو اس کے دائیں بائیں ہو تو صادق آئے گا کہ وہ اس پر بھی ہے اور مجاہد سے روایت ہے کہ یہی مراد ہے ساتھ اس آیت کے ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ یعنی قریب ہوئی قیامت اور دو ٹکڑے ہو گیا چاند اور تحقیق انکار کیا ہے جمہور فلاسفہ نے پھٹنے چاند کے سے اس دلیل سے کہ آیات علویہ یعنی بالائی چیزوں اور اجرام آسمانی میں پھٹنا اور ملنا نہیں ہو سکتا اور اسی طرح کہا انہوں نے بیچ کھلنے دروازوں آسمان کے معراج کی رات میں اور سوائے اس کے انکار ان کے سے اس چیز سے کہ ہوگی دن قیامت کے سیاہ ہونے سورج وغیرہ سے اور جواب ان لوگوں کا اگر کافر ہوں تو یہ ہے کہ اول ان سے دین اسلام کے ثبوت پر مناظرہ اور بحث کی جائے پھر شریک کیے جائیں ساتھ اپنے غیروں کے جو مسلمانوں میں سے اس کے منکر ہیں اور جب مسلمان بعض چیزوں کو مانے اور بعض کو نہ مانے تو لازم آئے گا تناقض اور نہیں ہے کوئی راہ طرف انکار کرنے کی اس چیز سے کہ ثابت ہو چکی ہے قرآن میں پھٹنے اور ملنے سے قیامت میں پس اس سے لازم آتا ہے کہ جائز ہے واقع ہونا اس کا معجزہ واسطے حضرت ﷺ کے یعنی چہ جائیکہ قرآن سے ثابت ہو چکا ہے اور تحقیق جواب دیا ہے قدماء نے پس کہا ابو اسحاق زجاج نے بیچ معانی قرآن کے کہ بعض بدعتیوں نے چاند کے پھٹنے سے انکار کیا ہے اور عقل کو اس میں انکار نہیں یعنی یہ بات عقل کے نزدیک محال نہیں اس واسطے کے چاند اللہ کی پیدائش ہے کرتا ہے اس میں جو چاہتا ہے جیسا کہ اس کو قیامت کے دن سیاہ اور فنا کرے گا بعض کہتے ہیں کہ اگر چاند کا پھٹنا واقع ہوتا تو متواتر ثابت ہوتا اور سب روئے زمین والوں کو معلوم ہوتا صرف مکے والے اس کے ساتھ خاص نہ ہوتے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ معاملہ رات کے وقت واقع ہوا تھا اور رات کے وقت اکثر لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور دروازے بند ہوتے ہیں اور ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں کہ

جو رات کے وقت آسمانی حال کی تاک میں لگے رہیں اور تمام رات اس کو پیش نظر رکھیں اور کبھی واقع ہوتا ہے ساتھ مشاہدہ کے کہ عادت میں سیاہ ہو جاتا ہے چاند اور ظاہر ہوتے ہیں بڑے بڑے تارے اور سوائے اس کے رات میں اور نہیں دیکھتا اس کو مگر اکا دکا سو اسی طرح چاند کا پھٹنا بھی ایک نشانی تھی جو رات میں واقع ہوئی واسطے ایک قوم نے جنہوں نے خواہش کر کے مانگی اور ان کے سوا اور لوگ اس کے واسطے مستعد نہ ہوئے کہ اس کو دیکھیں اور احتمال ہے کہ اس رات کو چاند بعض منازل میں ہو جو بعض زمین والوں کے واسطے ظاہر ہوتی ہیں اور بعض کے واسطے ظاہر نہیں ہوتی جیسا کہ گہن مختلف محسوس ہوتا ہے کسی ملک میں گہن جزوی معلوم ہوتا ہے اور کسی ملک میں کلی اور کسی میں مطلق نہیں ہوتا اور خطابی نے کہا کہ چاند کا پھٹنا بڑا عجیب معجزہ ہے نہیں قریب ہے کہ کسی پیغمبر کا کوئی معجزہ اس کے برابر ہو اور یہ اس واسطے ہے کہ آسمان کے ملک میں ظاہر ہوا خارج جملہ طبائع اس عالم کے سے جو مرکب ہے طبائع سے پس نہیں ہے یہ اس قسم سے کہ امید کی جائے پہنچنے میں طرف اس کی ساتھ کسی حیلے کے سو اسی واسطے ہوئی برہان ساتھ اس کے ظاہر اور بعض نے اس سے انکار کیا ہے سو کہا اس نے کہ اگر یہ واقع ہوتا تو نہ جائز تھا کہ اس کا امر عام لوگوں پر پوشیدہ رہتا اس واسطے کہ صادر ہوا ہے یہ امر واسطے حس اور مشاہدے کے تو سب لوگ اس میں شریک ہیں اور باعث بہت ہیں اوپر دیکھنے ہر چیز عجیب کے اور نقل عجائبات کے سو اگر اس کی کوئی اصل ہوتی تو نقل کیا جاتا اہل نجوم کی کتابوں میں اسی واسطے کہ نہیں جائز ہے اتفاق کرنا ان کا اوپر ترک اس کے باوجود جلالت شان اس کی کے اور ظاہر ہونے امر اس کے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ قصہ خارج ہے باقی امروں سے جن کو انہوں نے ذکر کیا اس واسطے کہ وہ ایک چیز ہے جس کو خاص لوگوں نے مانگا پس واقع ہوئی رات کو اس واسطے کہ چاند کے واسطے دن میں روشنی نہیں ہوتی اور رات کی شان سے ہے یہ کہ اکثر لوگ اس میں سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور مکانوں کے اندر رہتے ہیں اور جو ان سے باہر میدانوں میں ہو جب جاگتا ہو تو احتمال ہے کہ وہ مشغول تھا ساتھ اس چیز کے کہ غافل کرے اس کو کھانوں وغیرہ سے اور بعید ہے یہ بات کہ قصد کرے طرف ایک امر کی کہ متعلق ہو ساتھ مرکز چاند کے کہ اس کو بتأمل دیکھتے رہیں اس سے غافل نہ ہوں پس تحقیق جائز ہے کہ واقع ہوا اور اکثر لوگوں کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ درپے ہوا ہو اس کے دیکھنے سے جس نے اس کا واقع ہونا طلب کیا تھا اور شاید یہ ایک لحظہ میں تھا جس کو آنکھ پاتی ہے یعنی تھوڑی دیر رہا پس ایسے وقت میں آسمانی حال قلیل المکث سے غافل رہنا کچھ بعید نہیں پھر ظاہر کی اس نے حکمت پوری اس میں کہ حضرت ﷺ کے معجزوں میں سے کوئی معجزہ قرآن کے سوا تواتر کو نہیں پہنچا جس میں کسی کو نزاع نہ ہو اس کا حاصل یہ ہے کہ معجزہ جس پیغمبر کا جب واقع ہوتا تھا تو اس کے بعد جو اس کو قوم سے جھٹلاتا تھا اس پر عذاب آتا تھا واسطے مشترک ہونے اس کے ادراک میں ساتھ حس کے اور حضرت ﷺ نہیں بھیجے گئے مگر رحمت تو ہوگا معجزہ آپ ﷺ کا جس کے ساتھ آپ ﷺ نے مقابلہ کیا عقلی سو فقط آپ ﷺ ہی کی قوم اس کے ساتھ خاص

ہوئی اس واسطے کہ ان کو عقل زیادہ ملی تھی اور اگر اس کا پانا عام ہوتا تو اس کے جھٹلانے والے پر دنیا میں عذاب آتا جیسا کہ اگلوں پر آیا میں کہتا ہوں اور یہ جواب صحیح ہے واسطے اس کے جو سوال کرتا ہے کہ اصحاب میں سے اس کے ناقلین کم کیوں ہیں اور لیکن جو سوال کرتا ہے کہ اہل نجوم نے اس کو کیوں نقل نہیں کیا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ کسی نجومی سے یہ بھی منقول نہیں کہ اس نے اس کی نفی کی ہو پس تحقیق حجت ثابت کرنے والے میں ہے نہ اس میں جس سے صریح نفی پائی جائے یہاں تک کہ جس سے صریح نفی پائی جائے مقدم کیا جاتا ہے اس پر وہ شخص جس سے صریح اثبات پایا جائے ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو جماعت کثیرہ نے اصحاب سے اور اسی طرح تابعین سے بھی پھر نقل کیا ان سے جم غفیر نے یہاں تک کہ ہم تک پہنچا اور تائید کی گئی ہے اس کی ساتھ آیت کریمہ کے پس نہیں باقی ہے واسطے بعید جاننے والے اس کے کوئی عذر اور کہا کہ چاند کا حال سب روئے زمین پر یکساں نہیں بعض ملک میں گھڑی بھر پہلے نکلتا ہے اور بعض ملک میں گھڑی بھر بعد نکلتا ہے یعنی اس واسطے کہ سطح زمین برابر نہیں بلکہ کروی شکل یعنی گول صورت ہے اور نیز پس شق القمر تھوڑی دیر رہا تھا اور نہیں تھے بہت باعث اوپر اہتمام کے ساتھ نظر کرنے کے طرف اس کی اور باوجود اس کے اہل مکہ نے سب طرف لوگ بھیجے اور ہر طرف کے مسافروں سے دریافت کیا تو سب نے گواہی دی کہ ہم نے چاند کو دو ٹکڑے دیکھا اس واسطے کہ جو مسافر رات کو چلتے ہیں اکثر اوقات چاند کی روشنی میں چلتے ہیں اور یہ بات ان پر پوشیدہ نہ رہتی اور آیت پس مراد اس سے ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ ہے لیکن بعض اہل علم قدماء اسی طرف گئے ہیں کہ مراد ساتھ انشق القمر سے یہ ہے کہ آئندہ پھٹے گا اور نقط اس میں ارادہ مبالغہ کا ہے بیچ تحقیق ہونے وقوع اس کے اور جمہور کا مذہب زیادہ صحیح ہے یعنی چاند حضرت ﷺ کے زمانے میں پھٹ چکا ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ﴾ یعنی اگر دیکھیں کفار مکہ معجزہ تو منہ پھیریں اور کہیں یہ دائمی جادو ہے پس تحقیق یہ ظاہر ہے اس میں کہ مراد ﴿انْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ سے یہ ہے کہ شِقُّ الْقَمَرِ واقع ہو چکا ہے اس واسطے کہ کفار یہ قیامت کے دن نہیں کہیں گے اور جب ظاہر ہوا کہ یہ فقط دنیا میں ہی میں کہیں گے تو ظاہر ہوا کہ شق قمر ہو چکا ہے اور یہی ہے مراد ساتھ آیت کے جس کو گمان کیا تھا انہوں نے کہ وہ سحر ہے اور واقع ہوا ہے یہ صریح ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں (فتح) اور نیز یہ اگر آئندہ کے حال کی خبر ہوتی تو کفار اس کو جادو نہ کہتے۔

۳۵۸۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

۳۵۸۱۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو ٹکڑے ہوا چاند حضرت ﷺ کے زمانے میں۔

عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ عَلٰی زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

۳۵۸۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیْمُ عَنْ أَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ.

۳۵۸۲۔عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دوٹکڑے ہوا چاند۔

بَابُ هِجْرَةِ الْحَبَشَةِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أُرِیْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَیْنَ لَابَتَیْنِ فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِیْنَةِ وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَی الْمَدِیْنَةِ فِیْهِ عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی وَأَسْمَآءَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں ہجرت حبشہ کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو خواب میں معلوم ہوا تمہاری ہجرت کا گھر کھجوروں والی زمین دو سنگستان کے اندر یعنی دو پتھریلی زمین کے اندر کہ وہ مدینہ منورہ ہے سو ہجرت کی جس نے ہجرت کی مدینے کی طرف اور جن لوگوں نے حبشہ کی زمین میں ہجرت کی تھی ان میں سے اکثر لوگ مدینے کی طرف پھر آئے اس باب میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یعنی ہجرت مسلمانوں کی مکے سے طرف زمین حبشہ کی اور یہ دو بار واقع ہوئی ہے اور یہ کہ پہلے پہل ان میں سے گیارہ مردوں اور چار عورتوں نے ہجرت کی اور یہ کہ وہ پا پیادہ نکلے پھر سمندر پر پہنچ کر آدھے دینار سے ایک کشتی کرائے پر لی اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مشرکین مسلمانوں کو ایذا دیتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو روک نہیں سکتے تو فرمایا کہ حبشہ میں ایک بادشاہ ہے اس کے پاس کوئی ظلم نہیں کرتا پس اگر تم اس کی طرف نکلو یہاں تک کہ اللہ تمہارے واسطے کشادگی کرے تو بہتر ہے تو سب سے پہلے پہل عثمان رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کو لے کر نکلے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کو پھر بہت دن کچھ خبر نہ آئی پھر ایک عورت آئی تو اس نے کہا کہ میں نے دونوں کو دیکھا ہے عثمان رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کو گدھے پر چڑھائے تھے فرمایا اللہ ان کے ساتھ ہو کہ لوط علیہ السلام کے بعد پہلے پہل عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل کے ساتھ ہجرت کی میں کہتا ہوں اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگا نقطہ اس کا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کو پہلے پہل عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کیوں شروع کیا یعنی اس میں نقطہ یہی ہے کہ سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہی ہجرت کی ہے اور دوسری ہجرت یہ ہے کہ مسلمانوں کو حبشہ میں خبر پہنچی کہ کفار مکہ مسلمان

ہو گئے تو چھ آدمی حبشہ سے مکہ میں چلے آئے پھر جب ان کو معلوم ہوا کہ وہ خبر غلط تھی تو پھر حبشہ کی طرف پلٹ گئے اور ایک اور جماعت نے ان کے ساتھ ہجرت کی پس یہ دوسری ہجرت ہے پس جنہوں نے دوسری ہجرت کی وہ اسی آدمی سے زیادہ تھے اور ابن اسحاق نے اس سب کے نام بیان کیے ہیں اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث آئندہ آئے گی کہ ہم کو یمن میں خبر پہنچی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی طرف ہجرت کی۔ (فتح)

۳۵۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ قَالَا لَهُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ خَالَكَ عُثْمَانَ فِي أَخِيهِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ وَكَانَ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيمَا فَعَلَ بِهِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَانْتَصَبْتُ لِعُثْمَانَ حِينَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً وَهِيَ نَصِيحَةٌ فَقَالَ أَيُّهَا الْمَرْءُ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَانْصَرَفْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلَاةَ جَلَسْتُ إِلَى الْمِسْوَرِ وَإِلَى ابْنِ عَبْدِ يَغُوثَ فَحَدَّثْتُهُمَا بِالَّذِي قُلْتُ لِعُثْمَانَ وَقَالَ لِي فَقَالَا قَدْ قَضَيْتَ الَّذِي كَانَ عَلَيْكَ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ مَعَهُمَا إِذْ جَاءَنِي رَسُولُ عُثْمَانَ فَقَالَا لِي قَدِ ابْتَلَاكَ اللّٰهُ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا نَصِيحَتُكَ الَّتِي ذَكَرْتَ آنِفًا قَالَ فَتَشَهَّدْتُ ثُمَّ قُلْتُ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتَ مِمَّنِ

۳۵۸۲۔ عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسور اور عبدالرحمٰن دونوں نے اس کو کہا کہ کیا چیز تجھ کو مانع ہے کہ کلام کرے تو اپنے ماموں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے اس کے بھائی ولید کے باب میں سو تحقیق لوگوں نے بہت کلام کیا ہے اس چیز میں کہ اس کے ساتھ کی گئی یعنی اس کو کوفہ کا حاکم بنانا اور شراب کی حد نہ مارنا سو جب عثمان رضی اللہ عنہ نماز کی طرف نکلے تو میں ان کی طرف کھڑا ہوا سو میں نے ان کو کہا کہ مجھ کو تم سے کچھ حاجت ہے اور وہ نصیحت ہے واسطے تمہارے کہا کہ اے مرد میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں سو میں پھرا جب میں نے نماز ادا کی تو میں مسور اور عبدالرحمٰن کے پاس جا بیٹھا اور جو میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا تھا اور جو انہوں نے مجھ سے کہا سو میں نے ان کو بتلایا تو دونوں نے کہا کہ تو اپنا فرض ادا کر چکا ہے سو جس حالت میں کہ میں ان کے ساتھ بیٹھا تھا تو ناگہاں عثمان رضی اللہ عنہ کا ایلچی میرے پاس آیا تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ البتہ اللہ نے تجھ کو بتلا کیا سو میں چلا یہاں تک کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ہے نصیحت تیری جو تو نے اب ذکر کی تھی سو میں نے اللہ کے ایک ہونے کی گواہی دی پھر میں نے کہا کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر سچا کر کے بھیجا اور ان پر کتاب اتاری سو تم ان لوگوں میں سے تھے کہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم قبول کیا اور تم ان کے ساتھ ایمان لائے اور تم نے پہلی دونوں ہجرتیں

اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰمَنْتَ بِهٖ وَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَيْتَ هَدْيَهٗ وَقَدْ اَكْثَرَ النَّاسُ فِيْ شَاْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ فَحَقٌّ عَلَيْكَ اَنْ تُقِيْمَ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَقَالَ لِيْ يَا ابْنَ اَخِيْ اَاَدْرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ لَا وَلٰكِنْ قَدْ خَلَصَ اِلَيَّ مِنْ عِلْمِهٖ مَا خَلَصَ اِلَى الْعَذْرَآءِ فِيْ سِتْرِهَا قَالَ فَتَشَهَّدَ عُثْمَانُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ كَمَا قُلْتَ وَصَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَبَايَعْتُهٗ وَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَخْلَفَ اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ اَفَلَيْسَ لِيْ عَلَيْكُمْ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ لَهُمْ عَلَيَّ قَالَ بَلٰى قَالَ فَمَا هٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ الَّتِيْ تَبْلُغُنِيْ عَنْكُمْ فَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَاْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ فَسَنَاْخُذُ فِيْهِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ قَالَ فَجَلَدَ الْوَلِيْدَ اَرْبَعِيْنَ جَلْدَةً وَّاَمَرَ عَلِيًّا اَنْ

کیں یعنی حبشہ کی ہجرت کہ دو بار تھی اور تم نے حضرت ﷺ سے صحبت کی اور آپ ﷺ کا طریقہ دیکھا اور بہت گفتگو کی لوگوں نے ولید کے حال میں سو واجب ہے تجھ پر کہ تم اس پر حد شراب کی قائم کرو تو عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اے میرے بھتیجے تو نے حضرت ﷺ کو پایا ہے میں نے کہا نہیں لیکن پہنچا طرف میری آپ ﷺ کے علم سے جو پہنچا کنواری عورت کو اس کے پردے میں کہا پس خطبہ پڑھا عثمان رضی اللہ عنہ نے پس کہا کہ بے شک اللہ نے محمد ﷺ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا اور ان پر کتاب اتاری اور تھا میں ان لوگوں نے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانا اور ایمان لایا میں ساتھ اس چیز کے کہ بھیجے گئے ساتھ اس کے محمد ﷺ اور میں نے پہلے دو بار ہجرت کی جیسا کہ تو نے کہا اور میں حضرت ﷺ کے ساتھ رہا اور میں نے آپ ﷺ سے بیعت کی قسم ہے اللہ کی نہ میں نے آپ ﷺ کی نافرمانی کی اور نہ آپ ﷺ کی خیانت کی یہاں تک کہ اللہ نے آپ ﷺ کی روح قبض کی پھر اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا قسم ہے اللہ کی میں نے نہ ان کی نافرمانی کی اور نہ خیانت کی پھر عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے قسم ہے اللہ کی نہ میں نے ان کی نافرمانی کی اور نہ خیانت کی پھر میں خلیفہ ہوا کیا پس میرا تم پر کچھ حق نہیں جیسا کہ ان کو مجھ پر حق تھا کہا کیوں نہیں کہا پس کیا میں یہ باتیں جو مجھ کو تمہاری طرف سے پہنچتی ہیں اور لیکن جو کچھ تو نے ولید کے حال میں ذکر کیا ہے سو ہم ان شاء اللہ اس کے حق میں حق کے موافق مواخذہ کریں گے راوی نے کہا سو ولید کو چالیس کوڑے مارے گئے اور حکم کیا علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہ اس کو کوڑے ماریں اور وہی کوڑے مارا کرتے تھے۔

يَجْلِدَهُ وَكَانَ هُوَ يَجْلِدُهُ وَقَالَ يُونُسُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَفَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِي كَانَ لَهُمْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ﴿بَلَاءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ مَا ابْتُلِيتُمْ بِهِ مِنْ شِدَّةٍ وَفِي مَوْضِعٍ ﴿الْبَلَاءُ﴾ الْإِبْتِلَاءُ وَالتَّمْحِيصُ مَنْ بَلَوْتُهُ وَمَحَّصْتُهُ أَيِ اسْتَخْرَجْتُ مَا عِنْدَهُ يَبْلُو يَخْتَبِرُ ﴿مُبْتَلِيكُمْ﴾ مُخْتَبِرُكُمْ وَأَمَّا قَوْلُهُ بَلَاءٌ عَظِيمٌ النِّعَمُ وَهِيَ مِنْ أَبْلَيْتُهُ وَتِلْكَ مِنِ ابْتَلَيْتُهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے پہلے دو بار ہجرت کی اور دونوں ہجرتوں کو جو پہلے کہا تو یہ باعتبار تغلیب کے ہے بہ نسبت ہجرت حبشہ کے کہ وہ پہلی اور دوسری تھی اور لیکن ہجرت طرف مدینے کی وہ نہ تھی مگر ایک بار۔ (فتح)

٣٥٨٤۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ فَذَكَرَتَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُولَئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٣٥٨٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک عبادت خانے کو ذکر کیا جس کو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا کہ اس میں تصویریں تھیں تو دونوں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر کیا یعنی ان کی تعریف کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ وہ لوگ جب ان میں کوئی آدمی نیک بخت مرتا تھا اور اس کی قبر پر مسجد بناتے تھے اور اس مسجد میں یہ تصویریں بناتے تھے وہ لوگ اللہ کے نزدیک قیامت میں بدترین مخلوق ہیں۔

فائدہ: تحقیق ہجرت کی تھی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پہلی بار طرف حبشہ کی ساتھ اپنے خاوند ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے پھر اس کے مرنے کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور ہجرت کی ام حبیبہ ابو سفیان کی بیٹی نے دوسری بار طرف حبشہ کی ساتھ خاوند اپنے عبید اللہ کے سو وہ اس جگہ مر گیا پھر اس کے بعد وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ (فتح)

٣٥٨٥۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ السَّعِيدِيُّ عَنْ

٣٥٨٥۔ ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حبشہ کے ملک سے آئی اور میں اس وقت چھوٹی لڑکی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

أَبِيهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ قَالَتْ قَدِمْتُ مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَأَنَا جُوَيْرِيَةٌ فَكَسَانِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِيصَةً لَهَا أَعْلَامٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ الْأَعْلَامَ بِيَدِهِ وَيَقُوْلُ سَنَاهْ سَنَاهْ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ يَعْنِي حَسَنٌ حَسَنٌ.

مجھ کو ایک چادر نقشدار پہنائی پھر حضرت ﷺ اپنا ہاتھ نقشوں پر پھیرنے لگے اور فرمانے لگے خوب خوب۔

فائدہ: اس کی شرح لباس میں آئے گی۔

۳۵۸۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّا كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا قَالَ إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا فَقُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ كَيْفَ تَصْنَعُ أَنْتَ قَالَ أَرُدُّ فِي نَفْسِي.

۳۵۸۶۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کو سلام کیا کرتے تھے اور حالانکہ آپ ﷺ نماز میں ہوتے تھے سو حضرت ﷺ ہم کو سلام کا جواب دیتے پھر جب ہم نجاشی کے پاس سے پلٹ کر آئے تو ہم نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو حضرت ﷺ نے ہم کو جواب نہ دیا ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ کو سلام کیا کرتے تھے سو آپ ﷺ ہم کو سلام کو جواب دیتے تھے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک نماز میں تو ایک مصروفیت ہے راوی کہتا ہے میں نے ابراہیم سے کہا کہ تو کس طرح کرتا ہے کہا میں اپنے جی میں سلام کا جواب دیتا ہوں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے دوسری بار حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور میں نے وہاں بیان کر دیا ہے کہ رجوع ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا حبش سے اس وقت واقع ہوا تھا جب کہ حبش میں مسلمانوں کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ نے مدینے کی طرف ہجرت کی۔ (فتح)

۳۵۸۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۵۸۷۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو حضرت ﷺ کی مکے سے نکلنے کی خبر پہنچی اور ہم یمن میں تھے یعنی اپنے ملک کے شہروں میں سو ہم ایک کشتی میں سوار ہوئے تا کہ ہم مکے میں پہنچیں تو ہماری کشتی نے ہم کو حبش میں نجاشی کی طرف

وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَرَكِبْنَا سَفِينَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتّٰى قَدِمْنَا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ أَنْتُمْ يَا أَهْلَ السَّفِينَةِ هِجْرَتَانِ.

ڈالا یعنی آندھی اٹھی جس نے ہماری کشتی کو حبش کے ملک میں ڈال دیا سو ہم نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو پایا اور اس کے ساتھ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ہم مدینے میں آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا اتفاق پڑا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو فتح کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے کشتی والو تم کو دو ہجرتوں کا ثواب ہے۔

فائدہ: حبش کا ملک یمن کے شہروں سے مغرب کی طرف ہے اور اس کی مسافت نہایت دراز ہے اور حبش کے لوگ کئی قسم ہیں اور تمام بادشاہ حبش کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اول زمانے میں حبش کے بادشاہ کو نجاشی کہا جاتا تھا۔ (فتح)

بَابُ مَوْتِ النَّجَاشِيِّ
باب ہے بیان میں مرنے نجاشی بادشاہ حبش کے

فائدہ: نجاشی لقب ہے حبش کے بادشاہ کا اور اس کی موت کو اس جگہ ذکر کرنا اطراد واقع ہوا ہے اس وجہ سے کہ مسلمانوں نے اس کی طرف ہجرت کی اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوئی نجاشی کی وفات ہجرت کے بعد نویں سال نزدیک اکثر کے اور بعض کہتے ہیں کہ فتح مکہ سے پہلے لیکن مشکل یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے اسلام کا باب نہیں باندھا اور حالانکہ یہ اس کی جگہ ہے اور باب باندھا ساتھ موت اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اس سے پیچھے بہت دراز زمانہ کے بعد مرا اور جواب اس کا یہ ہے کہ جب ثابت نہیں ہوا نزدیک اس کے وہ قصہ جو اس کے اسلام میں وارد ہوا ہے اور ثابت ہوئی اس کے نزدیک وہ حدیث جو دلالت کرتی ہے اس کے اسلام پر اور وہ صریح ہے اس کے موت میں تو باب باندھا اس نے ساتھ اس کے تا کہ مستفاد ہو نماز پڑھنے سے اوپر اس کے کہ تحقیق وہ مسلمان ہو چکا تھا۔ (فتح)

۳۵۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ مَاتَ النَّجَاشِيُّ مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَى أَخِيكُمْ أَصْحَمَةَ.

۳۵۸۸۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نجاشی فوت ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج ایک نیک بخت مرد فوت ہوا سو اٹھو اور اپنے بھائی اصحمہ کی جنازہ پڑھو۔

فائدہ: اس حدیث کا بیان جنازے میں گزر چکا ہے۔

۳۵۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ حَدَّثَنَا

۳۵۸۹۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کا جنازہ پڑھا اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف

قَتَادَةُ أَنَّ عَطَاءً حَدَّثَهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَصَفَّنَا وَرَآءَهُ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي أَوِ الثَّالِثِ.

باندھی سو میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔

۳۵۹۰۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ سَلِيْمِ بْنِ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِينَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا تَابَعَهُ عَبْدُ الصَّمَدِ.

۳۵۹۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی اصحمہ پر نماز جنازہ پڑھی سو چار تکبیریں کہیں۔

۳۵۹۱۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعٰى لَهُمُ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِأَخِيْكُمْ.

۳۵۹۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نجاشی بادشاہ حبش کے فوت ہونے کی خبر دی جس دن وہ فوت ہوئے اور فرمایا کہ اپنے بھائی کے لیے مغفرت مانگو۔

۵۳۹۲۔ وَعَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِهِمْ فِي الْمُصَلّٰى فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

۵۳۹۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید گاہ میں ان کی صف باندھی سو اس پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔

بَابُ تَقَاسُمِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلَى النَّبِيِّ

باب ہے باہم قسم کھانا مشرکین کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ایذا پر.

فائدہ: تھا یہ محرم کے اول دن ۷ھ میں حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے اور تحقیق نجاشی نے درست کر دیا تھا سامان جعفر کا اور اس کے ساتھیوں کا سو وہ آئے اور حضرت ﷺ خیبر میں تھے اور یہ ماہ صفر میں تھا اور شاید وہ ان کے سامان درست کر دینے کے بعد فوت ہو گیا ہو اور بعض کہتے ہیں کہ وہ فتح مکہ سے پہلے فوت ہوا اور یہی اشبہ ہے ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ مغازی والوں نے کہا کہ جب کفار قریش نے دیکھا کہ حضرت ﷺ کے اصحاب ایسی زمین میں اترے جس میں انہوں نے امان پائی اور تحقیق عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور یہ کہ اسلام قریش کی قوموں میں عام ہوا اور پھیل گیا تو جمع ہوئے سب قریش اس پر کہ حضرت ﷺ کو مار ڈالیں یعنی قریش نے آپس میں مشورہ کیا کہ محمد ﷺ کو مار ڈالو سو یہ خبر ابو طالب یعنی حضرت ﷺ کے چچا کو پہنچی سو جمع کیا اس نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کو سو کہا کہ حضرت ﷺ کو پہاڑ کے درے میں داخل کرو اور جو آپ ﷺ کو مارنا چاہے اس کو روکو تو سب نے ابو طالب کا حکم قبول کیا یہاں تک کہ اس قبیلے کے کافروں نے بھی کیا انہوں نے یہ کام واسطے حمایت کرنے کے جاہلیت کی عادت پر سو جب کفار قریش نے یہ حال دیکھا کہ حضرت ﷺ کی قوم باہم اتفاق کر گئی تو سب قریش آپس میں جمع ہوئے اور اس پر اتفاق کیا کہ لکھیں درمیان اپنے اور درمیان بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ایک عہد نامہ اور نوشت کہ نہ بنی ہاشم سے شادی یا بیاہ کریں اور نہ ان سے خرید و فروخت کریں سو انہوں نے ایک ایک عہد نامہ لکھا اور اس کو کعبے کے درمیان لٹکایا اور اس کا لکھنے والا منصور بن عکرمہ تھا تو اس کا ہاتھ بے کار ہو گیا سو بنی ہاشم اور بنی مطلب سب جمع ہو کر ابو طالب کے ساتھ رہے مگر ابولہب کہ وہ قریش کے ساتھ تھا سو دو یا تین برس اس عہد پر قائم رہے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کی برادری کے لوگ نہایت تنگ ہوئے اور نہ آتی تھی ان کے پاس کوئی چیز مگر پوشیدہ یہاں تک کہ اگر قریش کو خبر ہوتی کہ کسی نے اپنے قریبی کو کچھ خبر بھیجی ہے تو اس کو بھی ایذا دیتے یہاں تک کہ قریش کے چند لوگوں نے اس پر اتفاق کیا کہ اپنے اس عہد کو توڑ ڈالیں سو انہوں نے اس کو نکال کر پارہ پارہ کر دیا اور اس کے حکم کو باطل کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے پایا کہ کیڑے نے عہد نامے کے سب حرف کھا لیے تھے مگر اللہ کا نام باقی تھا پھر جب درے سے باہر نکلے تو ابو طالب فوت ہوئے لیکن چونکہ یہ قصہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک ثابت نہیں اس واسطے اکتفاء کیا انہوں نے ساتھ وارد کرنے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس واسطے کہ اس میں دلالت ہے اصل قصے پر اور جو اہل مغازی نے وارد کیا ہے وہ مانند شرح کے ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ۔ (فتح)

۳۵۹۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۳۵۹۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جب حنین کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ ہم اتریں گے کل ان شاء اللہ بنی کنانہ کے ٹیلے پر جہاں کفار قریش نے آپس میں قسم کھائی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَرَادَ حُنَيْنًا مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ.

تھی کفر پر۔

فائدہ: یہ اس وقت کا ذکر ہے جب کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کا ارادہ کیا کہ جنگ حنین بھی اسی سفر میں کیا تھا۔(فتح)

بَابُ قِصَّةِ أَبِي طَالِبٍ

باب ہے بیان میں قصے ابوطالب کے

فائدہ: اس کا نام عبد مناف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام عمران ہے اور یہ قول باطل ہے نقل کیا ہے اس کو ابن تیمیہ نے الرد علی الروافض میں کہ بعض رافضی گمان کرتے ہیں کہ قول اللہ تعالیٰ ﴿إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ إِبْرَاهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرَانَ﴾ کو کہ وہ ابوطالب کی اولاد ہے اور ابوطالب کا نام عمران ہے اور مشہور ہے ساتھ کنیت اپنی کے اور تھا سگا بھائی حضرت ﷺ کے باپ عبداللہ کا اسی واسطے عبدالمطلب نے اپنے مرنے کے وقت ابوطالب کو حضرت ﷺ کے حق میں وصیت کی سو ابوطالب نے آپ ﷺ کو پالا اور ہمیشہ آپ ﷺ کا مددگار رہا یہاں تک کہ فوت ہوا اور باوجود اس کے اپنی قوم کے دین پر قائم تھا۔(فتح)

٣٥٩٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ هُوَ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ وَّلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ.

٣٥٩٤۔ عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ نے اپنے چچا کا عذاب کیا ہلکا کیا ہے کہ بے شک وہ آپ کو دشمنوں سے بچاتا تھا اور آپ ﷺ کی خاطر سے غضبناک ہوتا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا ابوطالب دوزخ کے پایاب یعنی ہلکی آگ میں ہے یعنی اس پر عذاب ہلکا ہوا اگر میں نہ ہوتا تو دوزخ کے نیچے تہہ میں ہوتا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ آپ ﷺ کو نگاہ رکھتا تھا تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی جو ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے پھر ابوطالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا دونوں فوت ہوئے ہجرت سے پہلے ایک سال اور خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی وزیر تھیں اسلام پر اور ابوطالب آپ ﷺ کا مددگار اور ناصر تھا اپنی قوم پر جب ابوطالب فوت ہوا تو قریش نے آپ ﷺ کی ایذا پر کمر باندھی اور جو ایذا ابوطالب کی زندگی میں آپ ﷺ کو نہ دے سکتے تھے اس پر قادر ہوئے یہاں تک کہ ایک دن ایک سفیہ قریش میں سے آپ کو پیش آیا اور آپ کے سر پر مٹی ڈالی اور یہ جو کہا کہ آپ ﷺ کے واسطے غضبناک

ہوتے تھے تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ دفاع کرتا تھا ساتھ اس کے آپ کا قول سے اور فعل سے اور ایک حدیث میں ہے کہ سب دوزخیوں سے کمتر عذاب میں ابوطالب ہے کہ اس کے واسطے آگ کی دو جوتیاں ہیں جس سے اس کا دماغ ابلتا ہے جیسے ہانڈی ابلتی ہے۔

تنبیہ: عباس رضی اللہ عنہ نے جو حضرت ﷺ سے ابوطالب کا حال پوچھا تو اس میں دلالت ہے اوپر اس حدیث کے ضعیف ہونے کی جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ابوطالب مرنے کے قریب ہوا تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اے چچا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہہ ابوطالب نہ مانا سو عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف نظر کی اور حالانکہ وہ اپنے دونوں لب ہلاتا تھا تو عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف کان لگائے اور کہا کہ یا حضرت ﷺ جس کلمے کا آپ ﷺ نے ابوطالب کو حکم کیا تھا وہ اس نے کہا اور اگر اس حدیث کی اسناد صحیح ہوتی تو البتہ معارض ہوگی حدیث بخاری کی کو جو اس سے زیادہ صحیح ہے چہ جائیکہ وہ صحیح نہیں اور ابوداود اور نسائی وغیرہ نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب ابوطالب مرگیا تو میں نے کہا یا حضرت ﷺ آپ ﷺ کا چچا گمراہ مرگیا فرمایا کہ جا اور اس کو دبا دے میں نے کہا کہ وہ مشرک مرا فرمایا کہ جا اور اس کو دبا دے اور بعض رافضیوں نے حدیثیں واہیہ جمع کیں ہیں جو ابوطالب کے اسلام پر دلالت کرتی ہیں اور ان میں سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی۔ (فتح)

۳۵۹۵۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ أَبَا طَالِبٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ أَيْ عَمِّ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ تَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَالَا يُكَلِّمَانِهِ حَتّٰى قَالَ اٰخِرَ شَيْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهِ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْهُ فَنَزَلَتْ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ

۳۵۹۵۔ مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابوطالب کے مرنے کا وقت قریب ہوا تو حضرت ﷺ اس کے پاس گئے اور اس کے پاس ابوجہل موجود تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے چچا کہہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لے اس کلمے کو میں اللہ کے نزدیک اس کلمہ کے کہنے کے سبب سے تیرے واسطے جھگڑوں گا تو ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ نے کہا کہ اے ابوطالب کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتا ہے سو وہ دونوں اس کو ہمیشہ ورغلاتے رہے یہاں تک کہ ابوطالب نے اخیر ان سے یہی کلام کیا کہ وہ یعنی ابوطالب عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں تیرے واسطے بخشش مانگے جاؤں گا یہاں تک کہ مجھ کو اس سے یعنی بخشش مانگنے سے روک نہ ہوگی سو یہ آیت اتری کہ یہ نہیں پہنچتا نبی کو اور مسلمانوں کو کہ بخشش مانگیں واسطے

وَلَوْ كَانُوْا أُولِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيْمِ﴾ وَنَزَلَتْ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ﴾.

مشرکوں کے اور اگر چہ وہ ہوں ناتے والے بعد اس کے کہ کھل چکا ان پر کہ وہ دوزخی ہیں اور یہ آیت اتری کہ تو نہیں راہ دکھاتا جس کو چاہے۔

فائدہ: اترنا اس دوسری آیت کا پس واضح ہے بیچ قصے ابوطالب کے اور لیکن اترنا پہلی آیت کا اس میں پس اس میں نظر ہے اور ظاہر یہ ہے کہ بخشش مانگنے کی آیت ابوطالب سے مدت بعد اتری ہے اور وہ عام ہے اس کے حق میں اور اس کے غیر کے حق میں اور یہ بات ظاہر ہے اس آیت سے جو تفسیر میں آئے گی اور یہ سب ظاہر ہے اس پر کہ ابو طالب کفر پر مرا اور ضعیف ہے جو سہیلی نے ذکر کیا کہ اس نے مسعودی کی بعض کتابوں میں دیکھا کہ ابوطالب مسلمان ہو گیا تھا اس واسطے کہ یہ حدیث صحیح بخاری کے معارض نہیں ہو سکتی۔ (فتح)

۳۵۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِيْ مِنْهُ دِمَاغُهُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ وَّالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ بِهٰذَا وَقَالَ تَغْلِيْ مِنْهُ أُمُّ دِمَاغِهِ.

۳۵۹۶۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا ذکر ہوا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امید ہے کہ قیامت کے دن میری سفارش اس کو فائدہ دے سوہلکی آگ میں ڈالا جائے جو اس کے ٹخنوں کو پہنچے کہ اس سے اس کا دماغ ابلے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے زیارت قریبی مشرک کی اور بیمار پرسی اس کی اور یہ کہ توبہ مقبول ہے اگر چہ شدت مرض الموت میں ہو یہاں تک کہ معائنہ (آنکھیں ٹھہرنے تک) تک نوبت پہنچے پس نہیں ہے قبول اس حالت میں واسطے دلیل اس آیت کے ﴿فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا﴾ اور یہ کہ کافر جب شہادت حق کی دے تو عذاب سے نجات پاتا ہے اس واسطے کہ اسلام گرا دیتا ہے جو اس سے پہلے ہو اور یہ کہ سب کافروں کو عذاب یکساں نہیں اور جو نفع ابوطالب کو حاصل ہوا تھا اس کا خاصہ ہے ساتھ برکت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کو اس کے پیش کیا اور اس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ فرمایا اس واسطے کہ دونوں کلمے ایک کلمہ کی طرح ہو گئے ہیں اور احتمال ہے کہ ابوطالب کو محمد رسول اللہ کا اقرار ہو لیکن توحید کا اقرار نہ ہو پس جب

توحید کا اقرار کرے گا تو نہ موقوف ہوگا رسالت کی شہادت پر۔ (فتح)

بَابُ حَدِيْثِ الْإِسْرَآءِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿سُبْحَانَ الَّذِىْ أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى﴾.

باب ہے بیان میں حدیث اسراء کے اور بیان اس آیت کا کہ اللہ نے فرمایا کہ پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات ادب والی یعنی مکے کی مسجد سے دور والی مسجد تک یعنی بیت المقدس تک جو شام میں ہے۔

فائدہ: مراد اسراء سے بیت المقدس تک سیر کرنا آپ ﷺ کا ہے اور مراد معراج سے آسمان پر چڑھنا ہے اور ابن دحیہ نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی میل اس طرف ہے کہ اسراء کی رات اور معراج کی رات دونوں جدا جدا ہیں اس واسطے کہ دونوں کے واسطے علیحدہ علیحدہ باب باندھا میں کہتا ہوں کہ نہیں دلالت ہے اس میں ان کے جدا جدا ہونے پر بلکہ کلام امام بخاری رحمہ اللہ کا اول نماز میں ظاہر ہے اس میں کہ وہ دونوں راتیں ایک ہی رات ہیں اور اسراء اور معراج ایک ہی رات میں ہوئی اور یہ اس واسطے کہ باب باندھا ہے اس نے بَابُ كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ لَيْلَةَ الْإِسْرَآءِ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نماز تو معراج کی رات میں فرض ہوئی پس دلالت کی اس نے کہ دونوں راتیں امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک ایک ہیں اور دونوں کا جدا جدا باب اس واسطے باندھا کہ شامل ہے ہر ایک دونوں سے قصے جدا پر اگرچہ دونوں اکٹھے واقع ہوئے اور حضرت ﷺ کو پہلے بیت المقدس تک سیر کرائی گئی پھر وہاں سے آسمان پر چڑھایا گیا تو بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے تاکہ سیدھے آسمان پر چڑھیں راہ میں کجی واقع نہ ہو اس واسطے کہ فرشتوں کے چڑھنے کا دروازہ بیت المقدس کے برابر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے تاکہ آپ ﷺ دونوں قبلے دیکھیں اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ اس میں قیامت ہوگی اور اس رات کے اکثر حالات آخرت کے مشابہ تھے اور اختلاف کیا ہے سلف علماء نے باعتبار اختلاف حدیثوں کے جو اس میں وارد ہیں سو اس میں سے بعض کا تو یہ مذہب ہے کہ اسراء اور معراج یعنی بیت المقدس تک سیر کرنا اور وہاں سے آسمان پر چڑھنا دونوں ایک ہی رات میں واقع ہوئے بیداری کی حالت میں جاگتے حضرت ﷺ کے بدن اور روح دونوں سے بعد پیغمبر ہونے کے اور یہی مذہب ہے جمہور کا علماء اور محدثین اور فقہاء اور متکلمین سے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر حدیثوں صحیحہ سے جو اس میں پے در پے وارد ہو چکی ہیں اور نہیں جائز ہے پھرنا اس سے اس واسطے کہ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں جو عقل کے نزدیک محال ہوتا کہ تاویل کی حاجت پڑے ہاں بعض حدیثوں میں وہ چیز آئی ہے جو اس کے مخالف ہے سو میل کی ہے بعض اہل علم نے اس کی طرف کہ معراج دو بار واقع ہوئی ایک بار خواب میں واسطے تمہید کے اور دوسری بار بیداری میں اور بعض متاخرین کا یہ مذہب ہے کہ اسراء کا قصہ ایک رات میں واقع ہوا ہے اور معراج کا قصہ دوسری رات میں کہ معراج کی رات میں اسراء کا ذکر نہیں لیکن نہیں مستلزم ہے یہ تعدد اور جدا جدا ہونے کو بلکہ وہ محمول ہے اس پر کہ

بعض راویوں نے اس کو ذکر کیا اور بعض نے ذکر نہیں کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اسراء جاگتے تھا اور معراج خواب میں تھا یا اختلاف اس کے ہونے بیچ سوتے یا جاگتے خاص ہے ساتھ معراج کے نہ ساتھ اسراء کے اور بعض کہتے ہیں کہ اسراء دونوں بار جاگتے تھا پہلی بار بیت المقدس سے ہو کر پھر آئے اور اس کی صبح میں قریش کو اپنے واقع کی خبر دی اور دوسری بار پہلے بیت المقدس میں گئے پھر وہاں سے آسمان پر چڑھائے گئے اور کفار قریش نے اس میں کچھ اعتراض نہ کیا اس واسطے کہ تھا یہ نزدیک ان کی جنس قول آپ ﷺ کے سے کہ آنکھ کے لمحے سے بھی جلد تر فرشتہ آسمان سے آپ ﷺ کے پاس آتا ہے اور ان کے اعتقاد میں یہ بات محال تھی باوجود قائم ہونے حجت کے اوپر صادق ہونے آپ کے ساتھ معجزات روشن کے لیکن انہوں نے آپ ﷺ سے عداوت کی اور بدستور آپ ﷺ کی تکذیب پر رہے بخلاف خبر دینے آپ کے کہ آپ ﷺ بیت المقدس میں گئے اور پھرے ایک رات میں پس تحقیق انہوں نے تصریح کی ساتھ تکذیب آپ ﷺ کی کے بیچ اس کے سو آپ ﷺ سے بیت المقدس کی تعریف پوچھی اس واسطے کہ انہیں معلوم تھا کہ آپ ﷺ نے بیت المقدس کو نہیں دیکھا پس استعلام کیا صدق آپ ﷺ کے کا بیچ اس کے برخلاف معراج کے اور تائید کرتی ہے واقع ہونے معراج کے کو پیچھے اسراء کے ایک رات میں روایت انس رضی اللہ عنہ کی نزدیک مسلم کے پس اس کے اول میں ہے کہ میرے پاس براق لایا گیا تو میں سوار ہوا یہاں تک کہ میں بیت المقدس میں آیا پس ذکر کیا قصہ یہاں تک کہ کہا پھر مجھ کو پہلے آسمان پر چڑھایا گیا اور ابوسعید کی روایت میں بن اسحاق کے نزدیک یہ ہے کہ جب میں فارغ ہوا بیت المقدس سے تو میرے پاس سیڑھی لائی گئی اور مالک بن صعصعہ کی روایت کے اول میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو معراج کی رات کی خبر دی پس اس میں اگرچہ بیت المقدس تک سیر کرنے کا ذکر نہیں پس تحقیق اشارہ کیا ہے طرف اس کی اور ایک روایت میں اس کی تصریح کی ہے اور اسی پر اعتماد ہے اور سبحان اصل اس کے واسطے پاک جاننے کے ہے پس معنی اس کے یہ ہیں کہ اللہ پاک ہے اس سے کہ اس کا رسول جھوٹا ہو اور مراد ساتھ عبدہ کے محمد ﷺ ہیں۔ (فتح)

۳۵۹۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَتْنِيْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَا اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ

۳۵۹۷۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب قریش نے مجھ کو معراج کے مقدمے میں جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا سو اللہ نے میرے لیے بیت المقدس کو ظاہر کیا تو میں نے ان کو اس کے پتے اور نشانیوں سے خبر دینا شروع کی اور میں اس کو دیکھتا جاتا تھا۔

عَنْ اٰیَاتِہٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْہِ.

فائدہ: بیہقی نے دلائل میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اسراء کے پیچھے بہت لوگ مبتلا ہوئے یعنی معراج سے انکار کیا سو چند لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے آگے یہ قصہ ذکر کیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سچے ہیں لوگوں نے کہا کہ کیا تو اس کو سچا جانتا ہے کہ وہ ایک رات میں شام میں گئے اور پھر پھر آیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں تصدیق کرتا ہوں اس کی اس چیز میں کہ اس سے بعید تر ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ آسمان کی خبریں تو اس دن سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام صدیق رکھا گیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ بیت المقدس کے دروازے کتنے ہیں اور میں نے ان کو گنا ہوا تھا سو میں نے بیت المقدس کی طرف دیکھا اور اس کا ایک ایک دروازہ گن کے ان کو بتلایا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ کیا تو ہمارے اونٹوں پر گزرا تھا فلانے فلانے مکان میں فرمایا ہاں میں نے ان کو پایا اور اس کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا وہ اس کی تلاش میں تھے اور میں فلانے کی اولاد کے اونٹوں میں گزرا ان کو ایک سرخ اونٹنی مر گئی تھی پھر انہوں نے کہا کہ اونٹ کتنے تھے اور ان کے چرانے والے کتنے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ان کے اونٹوں میں گئے اور ان کو اور ان کے چرواہوں کو گنا پھر قریش کے پاس آئے اور کہا کہ اونٹ اتنے ہیں اور ان کے چرواہے اتنے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے کے مطابق ہوا اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں بیان اس چیز کا جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں دیکھا سو طبرانی وغیرہ میں ہے کہ معراج کی رات میں پہلے پہل میں ایک کھجوروں والی زمین میں گزرا تو جبرائیل نے کہا کہ اس جگہ اتر کر نماز پڑھو تو میں نے نماز پڑھی جبرائیل نے کہا یہ مدینہ ہے اسی کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت ہوگی پھر جبرائیل نے کہا کہ اتر کر نماز پڑھو میں نے نماز پڑھی کہا یہ کوہ طور ہے جس جگہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کلام کیا پھر میں نے نماز پڑھی اس گھر میں جس میں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرتے ہوئے قریش کے ایک قافلے پر گزرے اور ان کو سلام کیا تو بعض نے کہا کہ یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز ہے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معلوم کروایا اور یہ کہ ان کا قافلہ فلاں دن مکے میں پہنچے گا تو اسی دن ظہر کے وقت وہ قافلہ آیا ان کے آگے ایک اونٹ تھا جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے صفت بیان کی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ سب پیغمبر میرے واسطے جمع کیے گئے تو میں نے ان کی امامت کی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چیز پر گزرے جو راہ سے ایک طرف تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاتی تھی تو جبرائیل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آگے چلئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوڑھی عورت پر گزرے سو کہا یہ کیا ہے جبرائیل نے کہا کہ آگے چلئے اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت پر گزرے سو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو جبرائیل نے کہا کہ ان کو سلام کا جواب دیجیے اور اس کے آخر میں کہا کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا تھا وہ شیطان تھا اور وہ بوڑھی عورت دنیا تھی سلام کرنے والے ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام

اور عیسیٰ علیہ السلام تھے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم پر گزرے جو بوتے تھے اور کاٹتے تھے جب کاٹ لیتے تھے تو کھیتی پھر بدستور ہو جاتی جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ غازی لوگ ہیں پھر ایک قوم پر گزرے کہ ان کے سر پتھر سے توڑے جاتے تھے اور توڑنے کے بعد پھر اسی طرح درست ہو جاتے کہا یہ لوگ وہ ہیں جن کے سر نماز سے بھاری ہوتے ہیں پھر ایک قوم پر گزرے جو چوپایوں کی طرح چلتے تھے کہا یہ لوگ وہ ہیں جو زکوۃ نہیں دیتے پھر ایک قوم پر گزرے جو کچا ناپاک گوشت کھاتے ہیں کہا یہ لوگ زانی ہیں پھر ایک مرد پر گزرے جس نے لکڑیوں کا گٹھا جمع کیا ہوا ہے اور اس کو اٹھا نہیں سکتا پھر اس میں اور ملاتا ہے یہ شخص وہ ہے جو امانت ادا نہیں کرتا اور مانگتا ہے پھر ایک قوم پر گزرے جن کی زبانیں اور ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں کہا یہ لوگ واعظ ہیں فتنے کے پھر ایک بڑے بیل پر گزرے جو چھوٹے سوراخ سے نکلتا ہے اور ارادہ کرتا ہے پھر جائے پس نہیں پھر سکتا ہے کہا یہ وہ مرد ہیں جو ایک بات زبان سے نکالتا ہے پھر نادم ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو پھیرے سو نہیں پھیر سکتا اور ایک روایت میں ہے کہ پھر ایک قوم پر گزرے جن کے پیٹ گھڑوں کی طرح چوڑے ہیں کہا یہ لوگ سود کھانے والے ہیں پھر ایک قوم پر گزرے جن کے ہونٹ اونٹوں کی طرح لٹکے ہیں پتھر کھاتے ہیں وہ ان کے نیچے سے نکل جاتا ہے کہا یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں اور یہ جو کہا کہ بیت المقدس میرے سامنے لایا گیا تو اس کے معنی یہ ہیں میرے اور اس کے درمیان سے پردہ اٹھایا گیا یہاں تک کہ میں نے اس کو دیکھا اور احتمال ہے کہ اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا اور یہ نہایت بلیغ ہے معجزہ میں اور اس میں کچھ محال نہیں ہے کہ بلقیس کا تخت آنکھ کے ایک لمحے میں سلیمان علیہ السلام کے سامنے لایا گیا اور یہ اللہ کی قدرت میں مشکل نہیں اور احتمال ہے کہ اس کی صورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائی گئی ہو اور شیخ ابو محمد نے کہا کہ حکمت بیچ اسراء کے طرف بیت المقدس کی پہلے چڑھنے کی طرف آسمان کے ارادہ اظہار حق کا ہے واسطے عناد اس شخص کے جو اس کو بجھانا چاہتا ہے اس واسطے کہ اگر مکے ہی سے آسمان پر چڑھائے جاتے تو نہ پاتے واسطے عناد دشمنوں کے کوئی راہ واسطے اظہار اور بیان کے پس جب ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس تک سیر کروائے گئے تو کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کے جزئیات سے پوچھا جس کو انہوں نے دیکھا ہوا تھا اور ان کو معلوم تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے بیت المقدس کو دیکھا نہیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیت المقدس کا کل حال بتلا دیا تو حاصل ہوئی تحقیق ساتھ صدق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس چیز میں کہ ذکر کی سیر کرنے سے بیت المقدس تک ایک رات میں اور جب صحیح ہوئی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں تو لازم ہوئی تصدیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی چیزوں میں جن کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی پس ہوگا سبب زیادہ ہونے ایمان مسلمان کا اور زیادتی بیچ بدبختی منکر اور معاند کے۔ (فتح)

بَابُ الْمِعْرَاجِ

باب ہے بیان میں معراج کے

فائدہ: معراج کے معنی ہیں سیڑھی کے اور معراج کے وقت میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ پیغمبر ہونے سے

پہلے تھا اور یہ قول شاذ ہے مگر یہ کہ خواب پر محمول کیا جائے اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ پیغمبر ہونے کے بعد تھا پھر اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ ہجرت سے ایک برس پہلے یہ قول ابن سعد وغیرہ کا ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے نووی نے اور مبالغہ کیا ہے ابن حزم نے پس نقل کیا ہے اس نے اجماع کو بیچ اس کے اور یہ دعویٰ اجماع کا مردود ہے اس واسطے کہ اس میں اختلاف بہت ہے جو زیادہ ہے دس قولوں پر اور بعض کہتے ہیں کہ آٹھ مہینے ہجرت سے پہلے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک برس اور دو مہینے اور بعض کچھ اور کہتے ہیں اور پھر بعض کہتے ہیں کہ ربیع الاخر میں معراج ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ شوال یا رمضان میں بعض کہتے ہیں رجب میں۔ (فتح)

۳۵۹۸۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَّالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَّيْلَةِ أُسْرِيَ بِهٖ بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَطِيْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا إِذْ أَتَانِيْ آتٍ فَقَدَّ قَالَ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ إِلٰى هٰذِهٖ فَقُلْتُ لِلْجَارُوْدِ وَهُوَ إِلٰى جَنْبِيْ مَا يَعْنِيْ بِهٖ قَالَ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهٖ إِلٰى شِعْرَتِهٖ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مِنْ قَصِّهٖ إِلٰى شِعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ ثُمَّ أُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مَّمْلُوْءَةٍ إِيْمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِيْ ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ أُعِيْدَ ثُمَّ أُتِيْتُ بِدَآبَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ أَبْيَضَ فَقَالَ لَهُ الْجَارُوْدُ هُوَ الْبُرَاقُ يَا أَبَا حَمْزَةَ قَالَ أَنَسٌ نَّعَمْ يَضَعُ خَطْوَهٗ عِنْدَ أَقْصٰى طَرْفِهٖ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ فَقِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ

۳۵۹۸۔ مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معراج کی رات کی حدیث بیان کی کہ جس حالت میں حطیم میں اور اکثر اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میں حجر میں لیٹا تھا کہ ناگہاں ایک آنے والا آیا سو پھاڑا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے ہیں کہ اس نے چیرا درمیان یہاں سے یہاں تک قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جارود سے کہا کہ اس اشارے سے کیا مراد ہے کہا سر سینے سے ناف تک اور میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ سینے سے ناف کے نیچے تک پھر میرا دل نکالا پھر میرے آگے سونے کا طشت ایمان سے بھرا ہوا لایا گیا سو میرا دل دھویا گیا پھر بھرا گیا پھر وہیں رکھا گیا پھر میرے آگے ایک جانور کیا گیا یعنی براق کہ خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا مدّ نظر پر اپنا قدم ڈالتا تھا سو میں اس پر سوار کیا گیا پھر لے چلا مجھ کو جبرائیل یعنی اور تھا جبرائیل بطور رہبر کے یہاں تک کہ پہلے آسمان تک پہنچا سو جبرائیل علیہ السلام نے چاہا کہ آسمان کا دروازہ کھلے چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کیا بلائے گئے جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں کہا مرحبا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سو کیا اچھا آنا آئے تو دروازہ کھولا گیا سو جب میں داخل ہوا تو

وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا فِيْهَا اٰدَمُ فَقَالَ هٰذَا أَبُوْكَ اٰدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ إِلَى السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يُوْسُفُ قَالَ هٰذَا يُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ أَوَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِلٰى إِدْرِيْسَ قَالَ

اچانک کیا ہوں کہ وہاں حضرت آدم علیہ السلام ہیں تو جبرائیل نے کہا کہ یہ تمہارا باپ آدم علیہ السلام ہے سو اس کو سلام کرو تو میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا مرحبا کیا اچھا نیک بیٹا اور نیک بخت پیغمبر آیا پھر جبرائیل مجھ کو لے کر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے سو چاہا کہ دروازہ کھلے چوکیدار فرشتوں نے کہا یہ کون ہے کہا میں جبرائیل ہوں کہا تیرے ساتھ کون ہے جبرائیل نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کہ بلائے گئے ہیں جبرائیل نے کہا ہاں کہا مرحبا کیا اچھا آنا آئے پھر دروازہ کھولا گیا سو جب میں داخل ہوا تو ناگہاں وہاں یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام ہیں ان کو سلام کرو تو میں نے ان کو سلام کیا سو انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر دونوں نے کہا مرحبا نیک بھائی اور نیک پیغمبر کو پھر جبرائیل علیہ السلام مجھ کو تیسرے آسمان تک لے چڑھے سو چاہا کہ دروازہ کھلے چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے کہا جبرائیل علیہ السلام کہا تیرے ساتھ کون ہیں کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کیا بلائے گئے جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں کہا مرحبا کیا اچھا آنا آئے پھر دروازہ کھولا گیا سو جب میں داخل ہوا تو ناگہاں وہاں یوسف علیہ السلام تھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں سو ان کو سلام کرو تو میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا کیا اچھا نیک بھائی اور نیک پیغمبر آیا پھر جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر چڑھے یہاں تک کہ چوتھے آسمان پر پہنچے تو چاہا کہ دروازہ کھلے تو چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا یہ تیرے ساتھ کون ہیں کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام

هٰذَا إِدْرِيسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُونُ قَالَ هٰذَا هَارُونُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هٰذَاقَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُوسٰى قَالَ هٰذَا مُوسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكٰى قِيلَ لَهٗ مَا يُبْكِيكَ قَالَ أَبْكِي لِأَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهٖ أَكْثَرُ مِمَّنْ يَّدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ هٰذَا أَبُوكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ

نے کہا ہاں کہا ان کو مرحبا کیا اچھا آنا آئے پھر دروازہ کھولا گیا سو جب میں ادریس علیہ السلام کے پاس داخل ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ادریس علیہ السلام ہیں ان کو سلام کرو تو میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا مرحبا کیا نیک بھائی اور نیک پیغمبر آیا پھر مجھ کو جبرائیل علیہ السلام لے کر چڑھا یہاں تلک پانچویں آسمان پر پہنچے تو چاہا کہ دروازہ کھلے تو چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا یہ تیرے ساتھ کون ہیں کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں کہا مرحبا کیا اچھی آمد آئے تو اچانک وہاں ہارون علیہ السلام تھے تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ہارون علیہ السلام ہیں ان کو سلام کرو تو میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے مجھ کو سلام کا جواب دیا پھر جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر چڑھے یہاں تک کہ چھٹے آسمان پر پہنچے تو چاہا کہ دروازہ کھلے تو چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا یہ تیرے ساتھ کون ہیں کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کیا بلائے گئے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں کہا مرحبا کیا اچھا آنا آئے سو جب میں آسمان کے اندر داخل ہوا تو ناگہاں وہاں موسیٰ علیہ السلام تھے تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں سو ان کو سلام کرو تو میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا مرحبا کیا اچھا آیا نیک بھائی اور نیک پیغمبر تو جب میں وہاں سے آگے بڑھا تو موسیٰ علیہ السلام رو پڑے تو کسی نے کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تیرے رونے کا کیا سبب ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں روتا ہوں اس واسطے کہ ایک لڑکا میرے بعد پیغمبر ہوا اس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ تر بہشت میں جائیں گے پھر

قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعَتْ إِلَيَّ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَإِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ اٰذَانِ الْفِيَلَةِ قَالَ هٰذِهٖ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى وَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ فَقُلْتُ مَا هٰذَانِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ ثُمَّ أُتِيْتُ بِإِنَاءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِّنْ لَّبَنٍ وَّإِنَاءٍ مِّنْ عَسَلٍ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ الَّتِيْ أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَوَاتُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا أُمِرْتَ قَالَ أُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ

جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر چڑھے ساتویں آسمان تک جبرائیل علیہ السلام نے چاہا کہ دروازہ کھلے چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد ﷺ کہا کیا بلائے گئے ہیں کہا گیا ہاں کہا اس کو خوشی ہو کیا اچھا آنا آئے پھر جب میں ساتویں آسمان میں داخل ہوا تو ناگہاں وہاں ابراہیم علیہ السلام تھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ تمہارا باپ ابراہیم علیہ السلام ہے ان کو سلام کرو سو میں نے ان کو سلام کہا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا کہا خوشی ہو کیا نیک بیٹا اور نیک پیغمبر آیا پھر مجھ کو سدرۃ المنتہٰی یعنی آخری سرے کی بیری کا درخت بلند نظر آیا اور مجھ کو اس پر چڑھایا گیا اس کے بیر جیسے ہجر کے مٹکے اور اس کے پتے جیسے ہاتھیوں کے کان ہوں جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہٰی ہے اور اچانک وہاں چار دریا تھے دو دریا ظاہر اور دو اندرونی دریا تو میں نے کہا کہ اے جبرائیل علیہ السلام یہ کیا ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا رہے اندرونی دریا بہشت کے دریا ہیں اور رہے بیرونی دو دریا سو نیل اور فرات ہیں پھر مجھ کو بیت المعمور دکھائی دیا یعنی فرشتوں کا کعبہ جو ہر دم فرشتوں سے بھرا رہتا ہے پھر ایک برتن شراب سے بھرا اور ایک دودھ سے اور ایک شہد سے میں آگے لایا گیا تو میں نے دودھ کو لیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ دودھ پیدائشی دین اسلام کی صورت ہے جس دین پر تم اور تمہاری امت ہے پھر میرے اوپر نماز فرض ہوئی ہر ایک دن میں پچاس وقت کی پھر میں وہاں سے پلٹ آیا سو موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہو کر نکلا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تجھ کو کیا حکم ہوا سو میں نے کہا کہ مجھ کو ہر روز پچاس نماز کا حکم ہوا موسیٰ علیہ السلام نے کہا بے شک تیری امت سے ہر روز پچاس وقت نماز نہ ہو سکے گی البتہ قسم ہے اللہ کی

فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ بِمَ أُمِرْتَ قُلْتُ أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّي قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَآئِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ قَالَ سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ وَلٰكِنِّي أَرْضَى وَأُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَى مُنَادٍ أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي.

میں آزما چکا ہوں لوگوں کو تجھ سے پہلے اور میں علاج کر چکا ہوں بنی اسرائیل کا نہایت تدبیر سے تو پلٹ جا اپنے رب کے پاس اور اس سے آسانی مانگ اپنی امت کے واسطے سو میں پلٹ گیا تو اللہ نے میرے اوپر سے دس وقت کی نماز اتار ڈالی سو میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پھر آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس طرح یعنی اول بار کی طرح چالیس نماز سے بھی کم کرانے کو کہا سو میں پلٹ گیا اللہ کی طرف تو اللہ نے میرے اوپر سے دس نمازیں اور اتار ڈالیں پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح کہا پھر میں لوٹ گیا پھر اللہ نے میرے اوپر سے دس نمازیں اتار ڈالیں پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح کہا پھر میں پلٹ گیا سو مجھ کو ہر روز دس نماز کا حکم ہوا یعنی دس نمازوں کی اور تخفیف ہوئی سو میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پلٹ آیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح کہا پھر میں اللہ کی طرف پلٹ گیا سو مجھ کو ہر روز پانچ نماز کا حکم ہوا یعنی پانچ نماز کی اور تخفیف ہوئی پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو کیا حکم ہوا میں نے کہا کہ مجھ کو ہر روز پانچ نماز کا حکم ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا بے شک تیری امت سے ہر روز پانچ وقت کی نماز بھی نہ ہو سکے گی اور البتہ میں لوگوں کو تجھ سے پہلے آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کا علاج کر چکا ہوں نہایت تدبیر سے سو تو پلٹ جا اپنے رب کے پاس اور اس سے اپنی امت کے واسطے آسانی مانگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوال کرتا گیا میں اپنے رب سے یہاں تک کہ میں شرما گیا یعنی اب عرض نہیں کر سکتا لیکن اب تو راضی ہوں مان لیتا ہوں پھر جب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے آگے بڑھا تو پکارنے والے نے پکارا کہ میں نے جاری کیا اور مضبوط کر لیا

اپنی فرض نماز کو اور اپنے بندوں سے بوجھ اتار ڈالا۔

فائدہ: یہ شک ہے راوی کا کہ حطیم فرمایا کہ حجر اور مراد حطیم سے حجر ہے یعنی اور حجر اس مکان کا نام ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنایا تھا تو کعبے کے اندر داخل تھا جب قریش نے حضرت ﷺ کی نبوت سے پہلے کعبہ بنایا تو اس چند گز مکان کو کعبے کی اتر (شمال) کی طرف علیحدہ کر دیا کعبے کا تابدان (پرنالہ) اسی کی طرف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جس حالت میں کہ میں کعبے کے پاس تھا اور یہ عام تر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میرے گھر کی چھت کھولی گئی اور میں مکے میں تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کو معراج شعب ابی طالب سے ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ام ہانی کے گھر میں سوئے ہوئے تھے اور اس کا گھر شعب ابی طالب کے پاس ہے سو آپ ﷺ کے گھر کی چھت کھولی گئی تو وہ گھر حضرت ﷺ کی طرف اس واسطے منسوب ہے کہ آپ ﷺ اس میں رہا کرتے تھے تو اترا اس سے فرشتہ اور نکالا آپ ﷺ کو گھر سے طرف مسجد کی پس تھے حضرت ﷺ ساتھ اس کے لیٹنے والے اور آپ کے ساتھ اثر اونگھ کا تھا پھر نکالا آپ ﷺ کو فرشتے نے مسجد کے دروازے سے اور آپ ﷺ کو براق پر چڑھایا اور ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو مسجد کی طرف نکالا پھر آپ ﷺ کو براق پر سوار کیا اور یہ روایت تائید کرتی ہے اس تطبیق کو اور کہتے ہیں کہ حکمت بیچ اترنے فرشتے کی اوپر آپ ﷺ کے چھت سے اشارہ ہے طرف مبالغہ کی بیچ ناگہانی ہونے اس کی کے ساتھ اس کے اور تنبیہ ہے اس پر کہ مراد آپ ﷺ سے یہ ہے کہ آپ ﷺ کو بلندی کی طرف چڑھایا جائے اور یہ جو کہا کہ میں لیٹا تھا تو ایک روایت میں ہے کہ درمیان سونے والے اور جاگنے کے اور یہ محمول ہے ابتداء حال پر پھر جب جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کو لے کر مسجد کے دروازے سے باہر نکلے اور آپ ﷺ کو براق پر سوار کیا تو پھر بدستور جاگتے رہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب میں جاگا سو اگر ہم کہیں کہ معراج کئی بار ہوئی تو اس میں کچھ اشکال نہیں ورنہ مراد ساتھ جاگنے کے یہ ہے کہ میں ہوش میں ہوا یعنی اس چیز سے کہ تھے آپ ﷺ بیچ اس کے مشغول ہونے دل کے۔ سے ساتھ مشاہدے ملکوت کے پھر آئے طرف دنیا کی۔ (فتح) یعنی جبرائیل اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ درمیان دو مردوں کے سوئے تھے تو مراد ساتھ ان کے حمزہ رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے جماعت کا سونا ایک جگہ میں لیکن اور طریق سے ثابت ہو چکا ہے کہ شرط ہے کہ ایک لحاف میں جمع نہ ہوں اور اسی سے سمجھی جاتی ہے تواضع حضرت ﷺ کی اور اچھی خو۔ (فتح) اور تحقیق انکار کیا ہے بعض نے چیرنے سینے کے سے رات معراج کی اور نہیں انکار بیچ اس کے پس تحقیق پے در پے وارد ہوئی ہیں روایتیں ساتھ اس کے اور نیز ثابت ہو چکا ہے چیرنا سینے کا نزدیک پیغمبر ہونے کے اور واسطے ہر ایک کے دونوں میں سے حکمت ہے لیکن پہلی بار پس واقع ہوئی ہے اس میں زیادتی جیسا کہ مسلم کی روایت میں ہے کہ پس جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کے پیٹ سے ایک لوتھڑا نکالا اور کہا کہ یہ

شیطان کا حصہ ہے آپ ﷺ سے اور یہ لڑکپن کے زمانے میں تھا پس نشوونما پایا کامل ترین احوال پر معصوم ہونے سے شیطان سے پھر واقع ہوا شق سینہ کا نزدیک پیغمبر ہونے کے واسطے زیادتی کے آپ ﷺ کے اکرام میں تا کہ سیکھیں جو آپ ﷺ کو وحی ہو ساتھ دل قوی کے کامل ترین احوال میں پاک ہونے سے پھر واقع ہوا چیرنا سینے کا نزدیک ارادے چڑھنے کے طرف آسمان کی تا کہ مستعد ہوں واسطے مناجات کے اور احتمال ہے کہ ہو حکمت بیچ کھلنے چھت گھر آپ ﷺ کی کے اشارہ طرف اس کی جو عنقریب واقع ہوگا چیرنا سینے آپ ﷺ کے کا اور یہ کہ وہ مل جائے گا بغیر معالجہ کے کہ ضرر پائیں ساتھ اس کے اور تمام وہ چیز کہ وارد ہوئی ہے شق صدر سے اور نکالنے دل کے سے اور سوائے اس کے امور خارق عادت کے ہیں اس قسم سے کہ فرض ہے ماننا اس کا اور یہ کہ اس کو حقیقت سے نہ پھیرا جائے واسطے مقدور ہونے سے سو کوئی چیز اس سے اللہ کی قدرت کے نزدیک محال نہیں۔ (فتح) طشت کو اس واسطے خاص کیا کہ وہ مشہور تر ہے آلات غسل سے عرف میں اور خاص کیا سونے کو اس واسطے کہ وہ حسی برتنوں کی سب قسموں سے اعلیٰ قسم ہے اور نہایت روشن اور صاف ہے اور نیز اس میں کئی خواص ہیں جو اس کے غیر میں نہیں اور اس جگہ اور بھی کئی وجہ سے مناسبت ہے ایک یہ کہ وہ بہشت کے برتنوں سے ہے اور یہ کہ نہ اس کو آگ کھاتی ہے اور نہ مٹی اور نہ اس کو زنگ لگتا ہے اور یہ کہ وہ سب جواہر سے بھاری ہے پس مناسب ہوا ثقل وحی کو اللہ نے فرمایا ﴿اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا﴾ یعنی قرآن مجید اور نیز اس واسطے کہ سونا دنیا میں سب چیزوں سے عزیز تر ہے اور شاید تھا یہ واقع پہلے حرام ہونے استعمال سونے کے سے اس شریعت میں اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اس کے استعمال کا حرام ہونا خاص ہے ساتھ احوال دنیا کے اور جو اس رات میں واقع ہوا وہ اکثر احوال غیب سے تھا پس لاحق ہوگا ساتھ احکام آخرت کے اور یہ جو کہا کہ ایمان سے بھرا ہوا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تھی طشت میں ایک چیز کہ حاصل ہو ساتھ اس کے زیادہ ہونا کمال ایمان اور کمال حکمت کا اور یہ بھرنا احتمال ہے کہ حقیقی ہو اور جسم میں آنا معانی کا جائز ہے جیسا کہ موت کبش (دنبے) کی صورت میں آئے گی اور اسی طرح تلنا عملوں کا اور سوائے اس کے امور غیب سے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے تمثیل ہو یعنی اس کی صورت بنائی گئی ہو اور ایک روایت میں حکمت کے لفظ زیادہ ہیں اور حکمت کے معنی ہیں کہ رکھنا چیز کا اپنی جگہ میں یا سمجھنا قرآن کا۔ (فتح) اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ زمزم کے پانی سے دھویا گیا اور اس میں فضیلت ہے زمزم کے پانی کی تمام پانیوں پر اور بہشت کے پانی سے نہ دھویا گیا اس واسطے کہ زمزم کے پانی کی اصل بھی بہشت سے ہے پھر قرار پکڑا ہے اس نے زمین میں تو مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کی برکت زمین میں باقی رہے تحقیق شامل ہے یہ قصہ خارق عادت سے اس چیز سے کہ سننے والے کو اس سے دہشت آتی ہے چہ جائیکہ اس کو دیکھے پس تحقیق عادت جاری ہے کہ جس کا پیٹ چیرا جائے اور دل نکالا جائے تو وہ ضرور مر جاتا ہے اور باوجود اس کے نہ تاثیر کی اس نے آپ ﷺ میں ضرر کے ساتھ اور نہ درد کے ساتھ چہ

جائیکہ کچھ اور ہو ابن ابی جمرہ نے کہا کہ حکمت بیچ چیرنے سینے کے باوجود قدرت کے اس پر کہ بھرا جائے دل آپ ﷺ کا ایمان اور حکمت سے بغیر چیرنے کے زیادہ ہونا ہے قوت یقین میں اس واسطے کے پیٹ چیرنے اور اس کے نہ تاثیر کرنے سے آپ ﷺ کو وہ چیز حاصل ہوئی کہ اس کے ساتھ تمام خوفناک عادی چیزوں سے بے خوف ہوئے اس واسطے حضرت ﷺ دلاور تھے لوگوں میں اور اعلیٰ ان میں حال میں اور مقال میں اور اس میں اختلاف ہے کہ سینے کا چیرنا اور دھونا حضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہے یا اور پیغمبروں کے سینے بھی پھاڑے گئے اور ایک روایت میں ہے بیچ قصے تابوت بنی اسرائیل کے کہ اس میں طشت تھا جس میں پیغمبروں کے دل دھوئے جاتے تھے اور یہ مشعر ہے کہ اور پیغمبروں کے سینے بھی چیرے گئے جیسا کہ رکوب براق میں آئے گا۔ (فتح) بعض کہتے ہیں کہ یہ جو آپ ﷺ کو سوار کر کے معراج کرائی گئی باوجود قدرت کے اوپر لپیٹنے زمین کے واسطے آپ ﷺ کے تو اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ واقع ہوا ہے یہ واسطے تانیس کے آپ ﷺ کے لیے ساتھ عادت کے بیچ جگہ خارق عادت کے اس واسطے کہ عادت جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے کہ جب بادشاہ کسی کو بلاتا ہے تو اس کے واسطے سواری بھیجتا ہے اور یہ جو کہا ہے کہ خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا تو یہ واسطے اظہار معجزہ کے ہے ساتھ واقع ہونے کے نہایت جلدی کے ساتھ ایسے جانور کے کہ عادت میں اس کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا۔ (فتح) ایک روایت ضعیف میں براق کی صفت اس طور سے آئی ہے کہ اس کے رخسار آدمی کے رخسار کی طرح تھے اور عرف (گردن کے بال) گھوڑے کی طرح اور قدم اونٹ کی طرح اور کھر اور دم گائے کی طرح اور اس کا سینہ یاقوت سرخ سے تھا اور براق مشتق ہے بریق سے یعنی اس کا رنگ سفید تھا یا برق سے مشتق ہے یعنی نہایت تیز رفتار مانند بجلی کی اور بغیر براق کے اوپر چڑھنا بھی ممکن تھا لیکن اس حالت میں پیادہ کی صورت میں ہوتے اور سوار عزیز تر ہے پیادے سے۔ (فتح) ایک روایت میں ہے کہ براق کی رکاب کو جبرائیل علیہ السلام نے تھاما تھا اور اس کے لگام کو میکائیل علیہ السلام نے اور ایک روایت میں ہے کہ معراج کی رات میرے پاس براق لایا گیا زین اور لگام کے ساتھ تو اس نے حضرت ﷺ پر شوخی کی تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ تجھ کو اس پر کیا چیز باعث ہوئی پس قسم ہے اللہ کی کہ نہیں سوار ہوا تجھ پر کوئی آدمی کبھی کہ اللہ کے نزدیک حضرت ﷺ سے زیادہ مکرم ہو تو براق پسینے سے تر ہو گیا اور کانپنے لگا یہاں تک کہ زمین سے مل گیا تو میں اس پر سوار ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ سے پہلے وہ براق اور پیغمبروں کے لیے تابع کیا جاتا تھا اور اس میں دلالت ہے کہ براق تھا تیار کیا گیا واسطے سواری پیغمبروں کے یعنی حضرت ﷺ سے پہلے اگلے پیغمبر اس پر سواری کیا کرتے تھے برخلاف اس کے جو اس سے انکار کرتا ہے اور براق نے شوخی اس واسطے کی کہ اس پر اگلے پیغمبروں کو سوار ہوئے بہت مدت گزر چکی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے براق کو اس حلقے میں باندھا جس میں اگلے پیغمبر باندھا کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ تھے پیغمبر سوار ہوتے اس پر مجھ سے پہلے اور تھا بعید عہد ساتھ سوار

ہونے ان کے کہ فترت کے زمانے میں یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اس پر کوئی سوار نہ ہوا تھا اس واسطے اس نے چڑھنے کے وقت شوخی کی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام براق پر سوار ہو کر ہاجرہ کی ملاقات کو مکے میں آیا کرتے تھے اور براق پر حج کرتے تھے اور جب مکے کی طرف چلے تو ہاجرہ کو اور اسمٰعیل علیہ السلام کو براق پر سوار کیا پس یہ آثار ایک دوسرے کو مضبوط کرتے ہیں اور اس کے سوا اور اثر بھی اس باب میں آئے ہیں ان کا ذکر کرنا موجب طوالت ہے پس ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اگلے پیغمبر بھی براق پر سوار ہوا کرتے تھے۔ (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات بیت المقدس میں سب پیغمبروں کو نماز پڑھائی عیاض نے کہا کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں سب پیغمبروں کو نماز پڑھائی ہو پھر ان میں سے بعض پیغمبر آسمان پر چڑھائے گئے ہوں جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان پر دیکھا اور احتمال ہے کہ آسمان سے اترنے کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز پڑھائی ہو اور وہ بھی اتر آئے ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو دیکھنا محمول ہے اس پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی روحوں کو دیکھا سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ اپنے بدن سے آسمان پر اٹھائے گئے اور جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المقدس میں نماز پڑھی تھی پس احتمال ہے کہ فقط روح ہوں اور احتمال ہے کہ بدن اور روح دونوں کے ساتھ ہوں اور ظاہر تر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو بیت المقدس میں نماز پڑھانا آسمان پر چڑھنے سے پہلے تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان کے ایک دروازے پر پہنچے جس کو باب الحفظہ کہا جاتا ہے اور اس دروازے پر ایک فرشتہ متعین ہے جس کے ماتحت بارہ ہزار فرشتے ہیں۔ (فتح) بعض کہتے ہیں کہ سوال کیا فرشتوں نے واسطے تعجب کرنے کے انعام اللہ کے سے اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معراج کے یا ساتھ خوش ہونے کے اس سے اور البتہ ان کو معلوم تھا کہ کوئی آدمی اس درجے پر نہیں چڑھ سکتا مگر اللہ کے اذن سے اور یہ کہ جبرائیل علیہ السلام بن بلائے کسی کو اوپر نہیں چڑھاتے اور یہ جو کہا کہ تیرے ساتھ کون ہے تو یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ فرشتوں کو معلوم ہوا تھا کہ اس کے ساتھ کوئی رفیق ہے اور یہ معلوم کرنا یا تو ساتھ مشاہدے کے تھا اس واسطے کہ آسمان صاف ہیں شیشے کی طرح اور یا ساتھ کسی امر معنوی کے مانند زیادتی نوروں کے اور مانند ان کے کہ مشعر ہے ساتھ تجدد امر کے کہ خوب ہوتا ہے اس سے سوال کرنا ساتھ اس صیغہ کے اور بیچ قول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دلیل ہے اس پر کہ اسم اولیٰ ہے تعریف میں کنیت سے اور فرشتوں نے جو پوچھا کہ کیا بلائے گئے تو اس میں حکمت یہ ہے کہ اللہ نے چاہا کہ اپنے نبی کو اطلاع دے کہ وہ مشہور ہیں بلند درجے کے لوگوں میں اس واسطے کہ وہ پہچانتے تھے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں واقع ہوگا۔ فتح) (اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے دائیں بائیں کچھ اشخاص تھے تو اس سے احتمال ہے کہ مراد دیکھی گئی روحوں سے وہ ہوں کہ تا حال بدنوں میں داخل نہیں ہوئیں پھر اب میرے واسطے ایک اور احتمال ظاہر ہوا کہ مراد وہ روحیں ہوں جو بدنوں سے خارج ہوئی ہیں وقت نکلنے ان کی کے اور نہیں لازم آتا دیکھنے آدم علیہ السلام کے سے ان کو آسمان

میں یہ کہ ان کے واسطے آسمان کے دروازے کھولے جائیں اور نہ اس میں داخل ہوتے ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی روایت بیہقی کی کہ اچانک میں نے آدم علیہ السلام کو دیکھا مسلمان اولاد کی روحیں ان کے پیش کی جاتی ہیں پس کہتے ہیں یہ پاک روح ہے اس کو علیین میں لے جاؤ پھر ان کی گنہگار اولاد کی روحیں ان کے پیش کی جاتی ہیں سو کہتے ہیں کہ یہ ناپاک روح ہے اس کو سجین میں لے جاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک دروازہ ان کے داہنے ہے اس سے خوشبو باہر آتی ہے اور ایک دروازہ ان کے بائیں ہے اس سے بدبو باہر آتی ہے پس ظاہر ہوا دونوں حدیثوں سے عدم لزوم مذکور اور یہ تطبیق اولی ہے قرطبی کی تطبیق سے۔(فتح) بعض کہتے ہیں کہ اختصار کیا پیغمبروں نے اوپر تعریف کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس صفت کے یعنی صالح کے اس واسطے کہ صلاح بھی ایک صفت ہے جو شامل ہے تمام نیک خصلتوں کو اسی واسطے دہرایا اس کو ہر پیغمبر نے ان میں سے نزدیک ہر صفت کے اور صالح وہ شخص ہے جو قائم ہو ساتھ اس چیز کے کہ لازم ہے اس پر حقوق اللہ اور حقوق العباد سے پس اس جگہ سے ہوا یہ کلمہ جامع واسطے معانی خیر کے اور بیچ قول آدم علیہ السلام کے ساتھ ابن صالح کے اشارہ ہے طرف فخر کرنے اس کے کی ساتھ اس کے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہیں۔(فتح) یہ روایت موافق ہے ثابت کی روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے جو مسلم میں ہے کہ پہلے آسمان میں آدم علیہ السلام ہیں اور دوسرے میں یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور تیسرے میں یوسف علیہ السلام اور چوتھے میں ادریس علیہ السلام اور پانچویں میں ہارون علیہ السلام اور چھٹے میں موسیٰ علیہ السلام ساتویں میں ابراہیم علیہ السلام اور مخالفت کی اس کی زہری نے اپنی روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے پیغمبروں کے نام نہیں لیے اور پہلی روایت ثابت کی زیادہ تر ثابت ہے زہری کی روایت سے اور اگر کوئی کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغمبروں کو آسمانوں میں کس طرح دیکھا اور حالانکہ ان کے بدن قبروں کے اندر زمین میں قرار پا چکے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی روحیں ان کے بدنوں کی صورت میں ہو گئے یا حاضر کیے گئے ان کے بدن واسطے ملاقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس رات کو واسطے تکریم اور تشریف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔(فتح) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ اچانک میں نے وہاں ایک مرد کو دیکھا کہ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت ہے تحقیق غالب ہوا ہے وہ لوگوں پر ساتھ حسن کے جیسا کہ غالب ہوتا ہے چاند چودھویں کا تاروں پر اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ یوسف علیہ السلام سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے لیکن ترمذی میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمہارے پیغمبر سب سے زیادہ خوبصورت تھے بنا بریں اس کی پس حدیث معراج کی محمول ہے اس پر کہ مراد سوائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں یعنی یوسف علیہ السلام ہمارے پیغمبر کے سوا اور سب سے زیادہ خوبصورت تھے اور تائید کرتا ہے اس کی اس شخص کا قول جو کہتا ہے کہ متکلم اپنے خطاب کے عموم میں داخل نہیں ہوتا اور ابن منیر نے کہا ہے کہ یہ جو آیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کو آدھا حسن ملا تو مراد یہ ہے کہ جس قدر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن ملا تھا اس سے آدھا یوسف علیہ السلام کو ملا لیکن خاص ہونا ہر پیغمبر کا ان میں سے ساتھ اس آسمان کے جس میں انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تو اس

کی حکمت میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ تا کہ ظاہر ہو کم وبیش ہونا ان کو درجوں میں اور صرف انہیں پیغمبروں کو ذکر کیا ان کے سوا کسی اور پیغمبر کو ذکر نہیں کیا تو حکمت اس میں اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ واقع ہو گی واسطے حضرت ﷺ کے ساتھ قوم اپنی کے سو آدم علیہ السلام کی ملاقات سے تو اس پر تنبیہ ہے کہ جس طرح آدم علیہ السلام بہشت سے نکالے گئے اسی طرح حضرت ﷺ بھی اپنے وطن سے نکالے جائیں گے چنانچہ آپ ﷺ نے ہجرت کی پھر انجام کار اپنی جگہ میں پھر آئیں گے اور ساتھ یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے تنبیہ ہے اس چیز پر جو واقع ہوئی واسطے آپ ﷺ کے اول ہجرت میں عداوت یہود کی سے ڈٹ جانے ان کے سے سرکشی پر اور ارادے ان کے سے کہ حضرت ﷺ کو بدی پہنچے اور یوسف علیہ السلام کے ساتھ تنبیہ ہے اس چیز پر جو واقع ہوئی ہے واسطے آپ ﷺ کے اپنے بھائیوں قریش سے کہ انہوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ لڑائی قائم کی اور چاہا کہ آپ ﷺ کو مار ڈالیں اور انجام کار حضرت ﷺ کی فتح ہوئی اور قریش ذلیل ہوئے اور شرمسار جیسا کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر اپنے قول سے اشارہ کیا کہ ﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾ اور ساتھ ادریس علیہ السلام کے تنبیہ ہے اوپر بلند ہونے مرتبے آپ ﷺ کے نزدیک اللہ کے اور ساتھ ہارون علیہ السلام کے تنبیہ ہے کہ آپ ﷺ کی قوم نے آپ ﷺ کی محبت کی طرف رجوع کیا بعد اس کے کہ آپ ﷺ کو تکلیف دی اور ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے اس چیز پر جو واقع ہوئی ہے واسطے آپ ﷺ کے اپنی قوم کے علاج سے اور ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے بیچ ٹیک دینے ان کے بیت المعمور کو اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ ختم ہوئی واسطے آپ ﷺ کے اپنی عمر میں قائم کرنے عبادتوں کے سے اور تعظیم کعبے کی سے اور سہیلی نے کہا ہے کہ ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کرنے میں یہ مناسبت ہے کہ حضرت ﷺ ہجرت سے ساتویں سال پیچھے مکے میں داخل ہوئے اور کعبے کا طواف کیا اور اس سے پہلے آپ ﷺ کو کعبے میں داخل ہونے کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ جب آپ ﷺ نے چھٹے سال خانے کعبے کا قصد کیا تو کفار قریش نے آپ ﷺ کو مکے میں داخل ہونے سے روکا جیسا کہ اس کا بیان ہو چکا ہے۔(فتح) علماء نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کا رونا معاذ اللہ حسد کے سبب سے نہ تھا اس واسطے کے اگلے جہاں میں حسد عام مسلمانوں سے کھینچا گیا ہے پس کس طرح جائز ہے پایا جانا حسد کا ان لوگوں میں جن کو اللہ نے چن لیا یعنی جب اس جہاں میں عام مسلمانوں میں حسد نہ ہوگا تو پھر پیغمبروں میں حسد کیونکر ممکن ہے بلکہ افسوس آیا ان کو اوپر فوت ہونے ثواب کے جس سے درجہ بلند ہوتا ہے اس سبب سے کہ ان کی امت نے ان کی بہت مخالفت کی یعنی ایمان کم لائے اور یہ مخالفت چاہتی ہے کہ ان کی امت کا ثواب کم ہو اور یہ مستلزم ہے اس کو کہ موسیٰ علیہ السلام کا ثواب کم ہو اس واسطے کے ہر پیغمبر کو اس کے تابعداروں کے ثواب کے برابر ثواب ملتا ہے پس جتنا امت کو پیغمبر کی پیروی کا ثواب ملتا ہے اتنا ہی ان کے پیغمبر کو ثواب ہوتا ہے اس واسطے کہ پیغمبر کے سبب انہوں نے ہدایت پائی اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام کے تابعدار ہمارے پیغمبر کے تابعداروں سے کم ہیں اور باوجودیکہ موسیٰ علیہ السلام کی امت کی عمر اس امت کی عمر

سے بہت دراز ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہمارے پیغمبر ﷺ کو لڑکا واسطے حقارت کے نہیں کہا بلکہ تھا یہ بطور تعجب ساتھ قدرت اللہ کے اور بڑی بخشش اس کی کے اس واسطے کہ باوجود کم عمری کے ان کو ایسا رتبہ حاصل ہوا کہ کسی کو اگلے پیغمبروں سے حاصل نہیں ہوا جو آپ ﷺ سے بڑی عمر والے تھے اور تحقیق واقع ہوئی ہے موسیٰ علیہ السلام سے مہربانی واسطے اس امت کے نماز کے امر سے جو اس کے غیر کے واسطے واقع نہیں ہوئی اور اشارہ کیا حضرت ﷺ نے طرف اس کی ساتھ قول اپنے کے کہ تھے موسیٰ علیہ السلام بہتر واسطے میرے جب کہ میں ان کی طرف پلٹ آیا اور ابن ابی جمرہ نے کہا کہ رکھی ہے اللہ نے پیغمبروں کے دلوں میں رحمت اکثر اور لوگوں سے پس اسی واسطے روئے موسیٰ علیہ السلام واسطے رحمت کے اپنی امت پر اور لیکن یہ جو کہا کہ یہ لڑکا تو اشارہ کیا طرف کم عمر ہونے حضرت ﷺ کے بہ نسبت عمر اپنی کے خطابی نے کہا کہ عرب کے جوان آدمی کو لڑکا کہتے ہیں جب تک کہ اس میں کچھ باقی قوت ہو اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ اشارہ کیا موسیٰ علیہ السلام نے طرف اس چیز کی کہ انعام کی اللہ نے ہمارے حضرت ﷺ پر بدستور رکھنے ان کی قوت بدنی سے کہولیت میں یہاں تک کہ داخل ہوئے بڑھاپے میں اور نہ داخل ہوا آپ ﷺ کے بدن پر دبلا پن اور نہ عارض ہوا آپ ﷺ کی قوت کو کوئی نقص یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں آئے اور لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کو جوان کہا اور ابوبکر کو بوڑھا کہا باوجودیکہ صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر حضرت ﷺ کی عمر سے کم تھی اور قرطبی نے کہا کہ حکمت بیچ تخصیص موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تکرار حضرت ﷺ کے نماز کے امر میں شاید اس واسطے ہے کہ جو موسیٰ علیہ السلام کی امت کو نماز کی تکلیف دی گئی تھی وہ تکلیف کسی امت کو نہیں تو ان کو اس کا ادا کرنا دشوار ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈرے اس واسطے کہ مبادا محمد ﷺ کی امت کو بھی ایسی تکلیف ہو اور اشارہ کیا موسیٰ علیہ السلام نے طرف اس کی ساتھ قول اپنے کے کہ میں آزما چکا ہوں لوگوں کو تجھ سے پہلے اور احتمال ہے کہ جب ابتداء میں موسیٰ علیہ السلام کو افسوس ہوا اوپر کم ہونے ثواب اپنی امت کے بہ نسبت امت محمدیہ ﷺ کے تمنا کی یہ کہ دور کریں اس نقصان کو ساتھ خرچ کرنے نصیحت کے واسطے ان کے اور شفقت کرنے کے اوپر ان کے تاکہ دور کریں اس وہم کو جو ابتدا کلام میں ان پر ہونے کے قریب تھا اور سہیلی نے کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی مناجات میں حضرت ﷺ کی صفت دیکھی سو دعا مانگی کہ الٰہی مجھ کو ان کی امت سے کر سو ان کے واسطے ایسی شفقت کی جس میں کوئی اس امت کا ان کے واسطے شفقت کرتا ہے۔ (فتح) اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بیت المعمور کو ٹیک دے بیٹھے تھے۔

تکملہ: اختلاف کیا گیا ہے بیچ حال پیغمبروں کے وقت ملنے حضرت ﷺ کے ان کو معراج کی رات میں کہ کیا وہ اپنے بدنوں کے ساتھ حضرت ﷺ کی ملاقات کے واسطے اٹھائے گئے تھے یا ان کی روحیں قرار یافتہ ہیں ان جگہوں میں جن میں حضرت ﷺ ان سے ملے یا ان کی ارواح نے ان کے بدنوں کی صورت پکڑی اور اختیار کیا ہے پہلی وجہ کو ہمارے بعض استادوں نے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث مسلم کے کہ میں معراج کی رات حضرت

موسیٰ علیہ السلام پر گزرا اس حال میں کہ اپنی قبر میں نماز پڑھتے تھے پس معلوم ہوا کہ وہ اپنے بدن سے آسمان پر اٹھائے گئے میں کہتا ہوں کہ یہ بات لازم نہیں کہ وہ بدن سے اٹھائے گئے ہوں بلکہ جائز ہے کہ ہے ان کی روح کو اتصال اور جوڑ ہو ان کے بدن سے زمین میں پس اسی وجہ سے قادر ہیں نماز پر قبر میں اور ان کی روح آسمان پر قرار یافتہ ہے۔ (فتح) اس بیری کے درخت کا نام سدرۃ المنتہیٰ اس واسطے رکھا گیا کہ وہاں تمام ہوتا ہے جو زمین سے چڑھتا ہے اور جو اس سے اترتا ہے اور وہ چھٹے آسمان میں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ساتویں آسمان میں ہے اور اس میں کچھ تعارض نہیں ہے کہ اس کی جڑ چھٹے آسمان میں ہے اور اس کی شاخیں ساتویں آسمان میں ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ سدرۃ المنتھی اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ وہاں تمام ہوتا ہے علم ہر نبی مرسل اور فرشتے مقرب کا اور جو اس کے اوپر ہے اس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یا جس کو اللہ معلوم کروائے اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر سونے کی ٹڈیاں گرتی ہیں اور بیری کے درخت کو اس واسطے اختیار کیا کہ اس میں تین صفتیں ہیں کہ سایہ دراز اور کھانا لذیذ اور بو پاک تو ہوگا بجائے ایمان کے جو جامع ہے قول اور عمل اور نیت کو پس سایہ بجائے عمل کے ہے اور مزا بجائے نیت کے ہے اور خوشبو بجائے قول کے ہے اور مٹکے ہجر کے معروف تھے نزدیک مخاطبین کے پس اسی واسطے واقع ہوئی ہے مثال بیان کرنا ساتھ اس کے اور یہی مٹکے ہیں جن کے ساتھ واقع ہوئی ہے تحدید پانی کثیر کی بیچ حدیث قلتین کے یہ بات خطابی نے کہی ہے۔ (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ یہ چار دریا سدرہ کی جڑ سے نکلتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ چار دریا بہشت سے نکلتے ہیں نیل اور فرات اور سیحان اور جیحان پس احتمال ہے کہ سدرہ بہشت میں لگی ہوئی ہو اور دریا اس کے نیچے سے نکلتے ہوں پس صحیح ہوگا یہ کہنا کہ وہ بہشت سے نکلتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام پھر مجھ کو ساتویں آسمان پر لے چڑھے یہاں تک کہ ایک دریا پر پہنچے جس پر تنبو ہیں موتیوں کے اور یاقوت اور زبرجد کے اور اس پر سبز جانور ہیں میں نے کہا یہ کیا ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہے جو اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا پس اچانک اس میں برتن ہیں سونے اور چاندی کے جاری ہیں اور پر سنگریزوں یاقوت اور زمرد کے اور اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے تو میں نے وہاں سے ایک برتن لیا اور اس پانی سے بھر کر پیا تو ناگاہ وہ بہت میٹھا تھا شہد سے اور زیادہ خوشبودار تھا مشک سے اور ایک روایت میں ہے کہ اس میں ایک دریا جاری ہے اور اس کو سلسبیل کہا جاتا ہے اور پھوٹ نکلتے ہیں اس سے دو دریا ایک کا نام کوثر ہے اور ایک کا نام دریائے رحمت میں کہتا ہوں ممکن ہے وہ چھپے دو دریا وہی ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ نیل اور فرات اور سیحان اور جیحان بہشت کے دریاؤں سے ہیں سو یہ حدیث اس کے معارض نہیں اس واسطے کہ مراد یہ ہے کہ زمین میں چار دریا ہیں جن کی اصل بہشت سے ہے پس نہ ثابت ہوگا اس وقت کہ سیحان اور جیحان کی اصل سدرہ سے ہے پس ممتاز ہوگا ساتھ اس کے نیل اور فرات اوپر ان کے اور لیکن چھپے دو دریا جو باب کی حدیث میں مذکور ہیں وہ سیحون اور جیحون کے سوا ہیں نووی نے کہا کہ اس

حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل نیل اور فرات کی بہشت سے ہے اور یہ کہ وہ سدرہ کی جڑ سے نکلتے ہیں پھر چلتے ہیں جس جس جگہ اللہ چاہتا ہے پھر زمین پر اترتے ہیں پھر اس میں چلتے ہیں پھر اس میں سے نکلتے ہیں اور اس کو عقل منع نہیں کرتی اور تحقیق گواہی دی ہے ساتھ اس کے ظاہر خبر نے پس چاہیے کہ اعتماد کیا جائے اوپر اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر فضیلت پانی نیل اور فرات کے اس واسطے کہ دونوں بہشت سے نکلتے ہیں اور اسی طرح سیحون اور جیحون کی بھی اور شاید حدیث معراج میں ان کا ذکر نہیں کیا کہ وہ بذات خود اصل نہیں اور احتمال ہے کہ وہ دونوں نیل اور فرات سے نکلتے ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ ان کو بہشت کے دریا اس واسطے کہا گیا کہ ان کا پانی بہشت کے دریاؤں کے مشابہ ہے اس واسطے کہ نہایت میٹھا ہے اور اس میں برکت ہے اور پہلی وجہ اولی ہے کہ یہ سچ مچ بہشت سے نکلتے ہیں۔ (فتح) اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے اور نکلتے ہیں پھر قیامت تک ان کو باری نہ آئے گی اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے سب مخلوقات سے زیادہ ہیں اس واسطے کہ سارے عالم میں ایسی کوئی مخلوق نہیں کہ ہر روز ستر ہزار جدید ہو۔ (فتح) قرطبی نے کہا شاید دودھ کو فطرت اس واسطے کہا کہ وہ پہلے پہل بچے کے پیٹ میں داخل ہوتا ہے اور حضرت ﷺ نے اس کی طرف میل کی اس کے سوا اور کسی چیز کی طرف میل نہ کی تو اس میں بھید یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو اس سے زیادہ الفت ہے اور اسی واسطے کہ اس کی جنس سے کوئی فساد پیدا نہیں ہوتا اور یہاں روایت میں بہت اختلاف ہے اور تطبیق یہ ہے کہ یا تو لفظ ثم کا ساتھ معنی وارد کے ہے یا دوبار آپ ﷺ کے آگے برتن لائے گئے ایک بار بیت المقدس میں آسمان پر چڑھنے سے پہلے اور اس کا سبب یہ تھا کہ آپ ﷺ کو پیاس لگی تھی اور ایک بار جب سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے اور لیکن جو برتنوں کی گنتی میں اختلاف واقع ہوا ہے تو وہ محمول ہے اس پر کہ جو چیز بعض راویوں نے ذکر کی وہ دوسروں نے ذکر نہیں کی اور حاصل ان کا یہ ہے کہ وہ چار برتن تھے اور ان میں چار چیزیں تھیں چار دریاؤں سے جو سدرہ کی جڑ سے نکلتے ہیں یعنی ایک میں پانی تھا اور ایک میں دودھ اور ایک میں شراب اور ایک میں شہد۔ (فتح) اور حکمت بیچ خاص کرنے فرض نماز کے ساتھ رات معراج کی یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ کو اوپر چڑھایا گیا تو اس رات میں فرشتوں کو عبادت کرتے دیکھا اور یہ کہ بعض ان میں سے کھڑے ہیں بیٹھتے نہیں اور بعض رکوع میں ہیں سجدہ نہیں کرتے اور بعض سجدے میں ہیں بیٹھتے نہیں سو جمع کیا اللہ نے واسطے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے ان سب عبادتوں کو بیچ ہر رکعت کے کہ پڑھے اس کو بندہ ساتھ شرطوں اس کی کے اطمینان اور اخلاص سے اور ایک روایت میں ہے کہ اے محمد ﷺ یہ پانچ نمازیں ہیں ہر دن رات میں ہر نماز کا ثواب دس نماز کے برابر ہے پس یہ پچاس نمازیں ہوئیں اور جو نیکی کا قصد کرے اور اس کو کرے نہیں تو اس کے واسطے نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض ہوئیں تو انہوں نے ان کو بھی قائم نہ کیا اور یہ جو کہا کہ پکارنے والے نے پکارا تو یہ قوی تر دلیل ہے اس پر کہ اللہ تعالی نے

اپنے پیغمبر محمد ﷺ سے معراج کی رات میں بغیر واسطہ کے کلام کیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر میں ایک مکان میں ظاہر ہوا کہ میں نے اس میں قلموں کی آواز سنی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب حضرت ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو اللہ تبارک وتعالیٰ قریب ہوا اور پس رہ گیا فرق دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی نزدیک پھر حکم کیا مجھ کو پچاس نماز کا اور اس کی بحث آئندہ آئے گی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر میں بہشت میں داخل ہوا تو ناگہاں اس کی کنکریاں موتی تھیں اور مٹی مشک اور ایک روایت میں ہے کہ جس حالت میں کہ میں بہشت میں سیر کرتا تھا تو اچانک دریا تھا اس کے دونوں کناروں میں نرم موتی کے محل تھے اور اس کی مٹی مشک تھی سو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا کیا سبب ہے کہ میں کسی آسمان میں نہیں آیا مگر وہاں کے فرشتوں نے مجھ کو مرحبا کہا اور مجھ سے ہنسے سوائے ایک مرد کے کہ میں نے اس کو سلام کیا اور اس نے میرے سلام کا جواب دیا اور مرحبا کہا اور ہنسا نہیں کہا کہ اے محمد ﷺ یہ مالک ہے داروغہ دوزخ کا نہیں ہنسا جب سے پیدا ہوا اور اگر کسی کے واسطے ہنستا تو آپ ﷺ کے واسطے ہنستا اور ایک روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ دونوں کے واسطے آسمان کے دروازے کھولے گئے تو انہوں نے بہشت اور دوزخ اور سب وعدوں آخرت کے کو دیکھا اور بہشت میرے آگے لائی گئی تو اچانک اس کے انار ڈولوں کی طرح ہیں اور اس کے جانور اونٹوں کی طرح ہیں اور دوزخ میرے سامنے لائی گئی تو اچانک وہ اس حال سے ہے کہ اگر اس میں پتھر اور لوہا ڈالا جائے تو اس کو کھا جائے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اے بیٹے آج رات تو اللہ سے ملاقات کرے گا اور تیری امت سب امتوں سے پچھلی امت ہے اور سب سے ضعیف تر ہے پس اگر تجھ سے ہو سکے کہ تیری کوئی حاجت تیری امت کے حق میں ہو تو اللہ سے مانگنا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے ان کے جو پہلے گزر چکے یہ کہ آسمان کے واسطے حقیقتاً دروازے ہیں اور چوکیدار ہیں جو ان پر متعین ہیں اور اس میں ثابت کرنا اجازت مانگنے کا ہے اور یہ کہ اجازت مانگنے والے کو لائق ہے کہ کہے کہ میں فلاں ہوں اور فقط اتنا ہی نہ کہے کہ میں ہوں اس واسطے کہ یہ منافی ہے مطلوب استفہام کے کو اور یہ کہ چلتا بیٹھے کو سلام کرے اگرچہ چلتا افضل ہو بیٹھنے والے سے اور یہ کہ مستحب ہے ملنا اہل فضل کو ساتھ بشارت اور مرحبا کے اور ثناء اور دعا کے اور جائز ہے تعریف اس آدمی کی جس پر فتنے کا خوف نہ ہو رو برو اور یہ کہ جائز ہے تکیہ کرنا قبلے سے ساتھ پیٹھ وغیرہ کے اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام نے بیت المعمور کو تکیہ دیا اور وہ مانند کعبے کی ہے اور یہ کہ جائز ہے نسخ حکم کا پہلے واقع ہونے فعل کے اور یہ کہ رات کا چلنا افضل ہے دن کے چلنے سے اسی واسطے حضرت ﷺ کے اکثر سفر رات کے تھے اور فرمایا کہ رات کو زمین لپیٹ ڈالی جاتی ہے اور یہ کہ تجربہ قوی تر ہے بیچ تحصیل مطلوب کے معرفت کثیرہ سے مستفاد ہوتا ہے یہ موسیٰ علیہ السلام کے قول سے کہ میں نے علاج کیا بنی اسرائیل کا نہایت تدبیر سے اور ان کو آزما چکا ہوں اور مستفاد ہوتا ہے

اس سے حاکم بنانا عادت کا اور تنبیہ ساتھ اعلیٰ کے ادنیٰ پر اس واسطے کہ پہلی امتوں کے بدن اس امت سے قوی تر تھے اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں علاج کر چکا ہوں ان کا اس سے ادنیٰ چیز پر تو انہوں نے اس کو بھی قائم نہ کیا اور یہ کہ بہشت اور دوزخ پیدا ہو چکے ہیں اور یہ کہ مستحب ہے بہت مانگنا اللہ سے اور بہت سفارش کرنا نزدیک اس کے کہ حضرت ﷺ نے کئی بار اللہ سے نماز کی آسانی مانگی اور اس میں فضیلت ہے حیا کی اور خرچ کرنا نصیحت کا واسطے محتاج اس کے اگرچہ ناصح اس میں مشورہ نہ چاہے۔ (فتح)

۳۵۹۹۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهٖ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْآنِ﴾ قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ.

۳۵۹۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ نہیں بنایا گردانہ ہم نے خواب کو جو ہم نے تجھ کو دکھایا مگر فتنہ اور آزمائش واسطے لوگوں کے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ آنکھ کا دیکھنا ہے جو حضرت ﷺ کو دکھایا گیا جس رات آپ ﷺ کو بیت المقدس تک سیر کرائی گئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ درخت جو قرآن میں مذکور ہے وہ زقوم کا درخت ہے۔

فائدہ: میں کہتا ہوں اس حدیث کو معراج کے باب میں لانا تائید کرتا ہے اس کی کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک معراج اور اسراء کی رات ایک ہی رات ہے برخلاف اس کے کہ جس نے سمجھا کہ دونوں بابوں کا جدا جدا لانا ان کے جدا جدا ہونے پر دلالت کرتا ہے اور میں نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ بے شک ترجمہ اس کا اول نماز میں دلالت کرتا ہے اوپر اس کے جب کہ فرض ہوئی نماز رات اسراء کی اور تحقیق تمسک کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس کلام سے جس نے کہا ہے کہ اسراء خواب میں تھا اور جو کہتا ہے کہ جاگتے میں تھا سو پہلے نے تو اس کو لفظ رویا سے لیا ہے کہا اس واسطے کہ یہ لفظ خاص ہے ساتھ خواب کے اور جو دوسرے قول کا قائل ہے تو اس نے لفظ اسراء کا لیا سوائے اس کے نہیں کہ اسراء جاگتے میں تھا اس واسطے کہ اگر خواب میں ہوتا تو کفار آپ ﷺ کو اس میں نہ جھٹلاتے اور نہ اس چیز میں جو اس سے بعید تر ہے جب ثابت ہوا کہ یہ جاگتے تھا اور معراج بھی اسی رات میں تھی تو بے شک ہوئی یہ بات کہ معراج بھی بیداری میں تھی اس واسطے کہ اس کا کوئی قائل نہیں کہ جب بیت المقدس میں پہنچے تو سو گئے تھے پھر اوپر چڑھائے گئے تھے اس حالت میں کہ سوتے تھے اور جب معراج بیداری میں ہوئی تو اضافت رؤیا کی طرف عین کی واسطے احتراز کے ہے خواب دل سے اور تحقیق ثابت کیا ہے اللہ نے دیکھنا دل کا قرآن میں سو فرمایا ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى﴾ یعنی نہیں جھوٹ کہا دل نے جو دیکھا اور دیکھنا آنکھ کا سو فرمایا کہ ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى﴾ یعنی نہیں بہکی

آنکھ اور نہ حد سے بڑھی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اللہ کو دو بار دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا اللہ نے کلام کو موسیٰ علیہ السلام کے واسطے خاص کیا اور خلت کو ابراہم علیہ السلام کے واسطے ٹھہرایا اور نظر محمد ﷺ کے واسطے ٹھہرائی سو جب یہ بات مقرر ہوئی تو ظاہر ہوا کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس جگہ ساتھ دیکھنے آنکھ مذکور کے تمام وہ چیزیں ہیں کہ ذکر کیا ان کو حضرت ﷺ نے اس رات میں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور اس میں رد ہے واسطے اس کے جو کہتا ہے کہ مراد ساتھ رؤیا کے اس آیت میں دیکھنا حضرت ﷺ کا ہے کہ وہ مسجد حرام میں داخل ہوئے جس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے ﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا﴾ اور مراد فتنہ سے اس آیت میں وہ چیز ہے کہ مشرکین نے آپ ﷺ کو کے میں جانے سے روکا اور اگرچہ ممکن ہے کہ آیت سے یہ مراد ہو لیکن اعتماد اس کی تفسیر میں ترجمان قرآن یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اولیٰ ہے اور سلف کو اس میں اختلاف ہے کہ حضرت ﷺ نے اس رات میں اللہ کو دیکھا یا نہیں دو قول مشہور پر اور انکار کیا ہے اس سے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ایک گروہ نے اور ثابت کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک گروہ نے اور اس کا مفصل بیان آئندہ آئے گا۔ (فتح)

بَابُ وُفُوْدِ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَبَيْعَةِ الْعَقَبَةِ	باب ہے بیان میں پہنچنے ایلچیوں انصار کے پاس حضرت ﷺ کے کے میں اور بیعت عقبہ کی

فائدہ: ابن اسحاق وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ ابوطالب کے مرنے کے بعد ظاہر میں حضرت ﷺ کا کوئی حمایتی نہ رہا تو حضرت ﷺ طائف میں ثقیف کی طرف نکلے ان کو اپنی مدد کی طرف بلاتے تھے سو جب وہ مدد سے باز رہے بلکہ الٹا ایذا دی تو حضرت ﷺ کے میں پھر آئے تو حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ حج کے دنوں میں اپنی جان کو عرب کی قوموں پر پیش کرتے تھے اور اس نے کئی سندوں سے ذکر کیا ہے کہ آئے حضرت ﷺ پاس قوم کندہ کے اور قوم بنی حذیفہ کے اور قوم بنی کعب اور بنی عامر وغیرہم کے تو کسی نے ان میں سے آپ ﷺ کا کہا نہ مانا جو آپ ﷺ نے چاہا پس تھے حضرت ﷺ انہیں سالوں میں یعنی ہجرت سے پہلے پیش کرتے اپنی جان کو قبیلوں عرب پر اور کلام کرتے ہر قوم کے شریف اور رئیس سے نہ سوال کرتے ان سے کچھ مگر یہ کہ آپ ﷺ کو جگہ دیں اور جو آپ ﷺ کو ایذا دینا چاہے اس کو روکے اور فرماتے کہ میں کسی کو تم میں سے کسی چیز پر تنگ نہیں کرتا بلکہ میں چاہتا ہوں کہ روکو اس کو جو مجھ کو ایذا دے تا کہ میں اللہ کا حکم پہنچاؤں تو ان میں سے کوئی آپ ﷺ کی بات قبول نہ کرتا بلکہ کہتے تھے کہ مرد کی قوم اس کو خوب جانتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ حج کے دنوں میں اپنی جان کو لوگوں پر پیش کرتے تھے اور کہتے تھے کوئی ایسا مرد ہے کہ جو مجھ کو اپنی قوم کی طرف اٹھا لے جائے پس تحقیق قریش نے روکا ہے مجھ کو اس سے کہ میں اپنے اللہ کا پیغام پہنچاؤں سو ہمدان کا ایک مرد آپ ﷺ کے پاس آیا سو اس نے آپ ﷺ کا حکم قبول کیا پھر ڈرا اس سے کہ اس کی قوم اس کے تابع نہ ہو سو کہا کہ میں اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں اور ان کو خبر دیتا ہوں سو آئندہ سال

میں آپ کے پاس آؤں گا حضرت ﷺ نے فرمایا اچھا سو وہ مرد چلا گیا اور رجب میں انصار کے ایلچی آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ جب اللہ نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا کہ اپنی جان کو عرب کی قوموں پر پیش کریں تو حضرت ﷺ نکلے اور میں ان کے ساتھ تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے یہاں تک کہ ہم عرب کی ایک مجلس میں پہنچے اور آگے بڑھے ابوبکر رضی اللہ عنہ سو کہا کہ کون قوم ہے انہوں نے کہا کہ ہم ربیعہ کی قوم ہیں کہا کون ربیعہ کہا ذہل سے سوان کے ساتھ بہت تکرار ہوا آخر انہوں نے توقف کیا کہ ہم ابھی کچھ نہیں کر سکتے پھر ہم اوس اور خزرج کی مجلس کی طرف گئے اور وہ وہی ہیں جن کا نام حضرت ﷺ نے انصار رکھا اس واسطے کہ انہوں نے آپ ﷺ کا کہا مانا کہ ہم آپ ﷺ کو جگہ اور مدد دیں گے سو نہ کھڑے ہوئے وہ یہاں تک کہ انہوں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اور ایک روایت میں ہے کہ اہل عقبہ اولی چھ آدمی تھے اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ ہم خزرج کی قوم سے ہیں فرمایا کیا تم نہیں بیٹھتے کہ میں تم سے کلام کروں انہوں نے کہا ہاں تو حضرت ﷺ نے ان کو اللہ کی طرف بلایا اور اسلام کو ان پر پیش کیا اور قرآن کو ان پر پڑھا اور اللہ نے ان کے ساتھ یہ احسان کیا کہ ان کے شہروں میں ان کے ساتھ یہود رہتے تھے اور وہ اہل کتاب تھے اور اوس اور خزرج کی یہود سے بہت مخالفت تھی سو جب ان کے درمیان کوئی جھگڑا ہوتا تھا تو یہود کہتے تھے کہ عنقریب ایک پیغمبر پیدا ہوگا اس کا زمانہ قریب ہے ہم اس کے تابع ہوں گے اور اس کے ہمراہ ہو کر تم کو قتل کریں گے سو جب حضرت ﷺ نے ان سے کلام کیا تو اوس اور خزرج نے آپ ﷺ کی صفت پہچانی تو بعض نے بعض سے کہا کہ یہود آپ ﷺ کو ہم سے پہلے نہ مان لیں تم یہود سے پہلے حضرت ﷺ کے ساتھ ایمان لاؤ تو وہ حضرت ﷺ کے ساتھ ایمان لائے اور آپ ﷺ کو سچا جانا اور اپنے وطن کی طرف پھر گئے تاکہ اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلائیں سو جب انہوں نے اپنی قوم کو حضرت ﷺ کی خبر دی تو ان کی قوم کا کوئی گھر باقی نہ رہا مگر کہ اس میں حضرت ﷺ کا ذکر تھا یہاں تک کہ جب حج کے دن آئے تو ان میں سے بارہ آدمی آپ ﷺ کو ملے۔ (فتح)

۳۶۰۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ وَّكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ

۳۶۰۰۔ عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھے وہ عصا کش کعب رضی اللہ عنہ کے جب کہ کعب رضی اللہ عنہ اندھے ہوئے کہا میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے سنا حدیث بیان کرتے تھے ساتھ درازی کے جب کہ پیچھے رہا حضرت ﷺ سے جنگ تبوک میں کہا کعب رضی اللہ عنہ نے البتہ میں حاضر ہوا ساتھ حضرت ﷺ کے عقبہ کی رات کو جب کہ عہد و پیمان کیا ہم نے آپس میں اسلام پر اور میں نہیں چاہتا کہ اس کے بدلے میرے واسطے جنگ بدر

مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ بِطُوْلِهٖ قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَّإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا.

میں حاضر ہونا ہوا اگر چہ جنگ بدر لوگوں میں اس سے زیادہ مشہور ہے۔

فائدہ: یعنی جو جنگ بدر میں حاضر ہوا اگر چہ وہ فضیلت والا ہے اس واسطے کہ وہ پہلی جنگ ہے کہ اس میں اسلام کو مدد ہوئی لیکن عقبہ کی بیعت تھی سبب بیج ظاہر ہونے اسلام کے اور اسی سے پیدا ہوئی جنگ بدر کی اور ایک روایت میں ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حج کے ارادے سے اپنی قوم کے مشرکوں کے ساتھ نکلے سو جب ہم مکے میں پہنچے اور ہم نے اس سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہ تھا سو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتا پوچھا تو کسی نے کہا کہ وہ ساتھ عباس رضی اللہ عنہ کے ہیں مسجد میں پھر ہم مسجد میں آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تو براء نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبلے کا پوچھا پھر ہم حج کی طرف نکلے اور وعدہ کیا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ کا یعنی وہاں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملیں گے اور ہمارے ساتھ عبداللہ تھا جابر کا والد وہ اس سے پہلے مسلمان نہ ہوا تھا تو ہم نے اس کو اسلام سکھلایا سو وہ اس وقت مسلمان ہو گیا اور ہو گیا سرداروں سے کہا سو ہم تہتر مرد ایک ٹیلے کے پاس جمع ہوئے اور ہمارے ساتھ دو عورتیں تھیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عباس رضی اللہ عنہ تھے سو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ہیں جس طرح کہ تم جانتے ہو اور البتہ ہم نے ان کو بچایا ہے اور وہ عزت میں ہیں سو اگر تم چاہو کہ پورا کرو تم واسطے ان کے قول قرار کو جو ان کے ساتھ قول قرار کرو اور ان کو ان کے دشمنوں سے بچاؤ تو تم اور یہ یعنی تم ان کا ہاتھ پکڑو نہیں تو بس ابھی سے جواب دو ہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کلام کیجیے اور جو چاہے اپنی جان کے واسطے عہد لیجیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کیا اور اللہ کی طرف بلایا اور قرآن پڑھا اور اسلام کی رغبت دلائی پھر فرمایا کہ میں بیعت کرتا ہوں تم سے اس چیز پر کہ بچاؤ مجھ کو اس چیز سے جس سے تم اپنی عورتوں اور لڑکوں کو بچاتے ہو تو براء بن معرور نے اٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ ہاں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچائیں گے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں صلح کروں گا جس سے تم صلح کرو گے اور لڑوں گا جس سے تم لڑو گے پھر فرمایا کہ اپنے سے میرے واسطے بارہ سردار نکالو اور فرمایا سرداروں سے کہ تم ضامن ہو اپنی اپنی قوم پر مانند ضامن ہونے حواریوں کے واسطے عیسیٰ علیہ السلام کے انہوں نے کہا خوب اور روایت ہے کہ قریش کو بیعت کی خبر پہنچی تو بہت ناراض ہوئے اور ان میں سے پانچ سو مشرکوں نے قسم کھائی کہ یہ امر واقع نہیں ہوا

اور یہ اس واسطے کہ ان کے اس معاملے کے متعلق کچھ خبر نہیں ہوئی اور ابن اسحاق نے کہا کہ وہ بارہ نقیب یہ ہیں اسعد بن زرارہ، رافع بن مالک، براء بن معرور، عبداللہ بن عمرو، عبادہ بن صامت، سعد بن ربیع، عبداللہ بن رواحہ، سعد بن عبادہ، منذر بن عمرو، اسید بن حضیر، سعد بن خیثمہ، اور ابو الہیثم رضی اللہ عنہم۔ (فتح)

۳۶۰۱۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ كَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ شَهِدَ بِيْ خَالَایَ الْعَقَبَةَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ أَحَدُهُمَا الْبَرَآءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ.

۳۶۰۱۔ عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے حاضر ہوئے ساتھ میرے دو ماموں میرے عقبہ کی رات کو ابن عیینہ نے کہا کہ ایک دونوں میں سے براء بن معرور ہے۔

فائدہ: یہ وہ صحابی ہیں جو سب انصار میں سے پہلے پہل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لائے اور پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ (فتح)

۳۶۰۲۔ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ أَنَا وَأَبِیْ وَخَالِیْ مِنْ أَصْحَابِ الْعَقَبَةِ.

۳۶۰۲۔ عطاء سے روایت ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اور میرا باپ اور میرا ماموں تینوں اہل عقبہ سے ہیں۔

۳۶۰۳۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِی ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ عَآئِذُ اللّٰهِ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ مِنَ الَّذِيْنَ شَهِدُوْا بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ أَصْحَابِهٖ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهٗ عِصَابَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهٖ تَعَالَوْا بَايِعُوْنِیْ عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ

۳۶۰۳۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ ان لوگوں سے ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر اور عقبہ میں حاضر ہوئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد اصحاب رضی اللہ عنہم کا ایک گروہ تھا کہ آؤ بیعت کرو مجھ اس پر کہ نہ شریک ٹھہراؤ اللہ کا کسی کو اور نہ چوری کرو اور نہ حرام کاری کرو اور نہ اپنی اولاد کو مارو اور نہ طوفان لاؤ باندھ کر اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں اور نہ میری بے حکمی کرو نیک کام میں سو جو تم میں اس عہد کو پورا کرے گا تو اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچے پھر اس کے بدلے دنیا میں عذاب کیا جائے یعنی حد ماری جائے تو وہ اس کے واسطے اس گناہ کا کفارہ ہے اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچے پھر اللہ اس کا عیب

تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهٗ كَفَّارَةٌ وَّمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَاَمْرُهٗ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَآءَ عَاقَبَهٗ وَاِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ قَالَ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ.

چھپائے تو اس کا حکم اللہ کے سپرد ہے اگر چاہے گا تو اس کو عذاب کرے گا اور اگر چاہے گا تو اس کو معاف کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کہ شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور میں نے وہاں بیان کر دیا ہے کہ عقبہ کی بیعت فقط جگہ دینے اور مدد کرنے پر تھی اور لیکن بیعت کفارے کی پس دوسری بیعت ہے اور بیعت عقبہ کی صورت جنہوں نے بیان کی ان میں ایک کعب ہیں چنانچہ ابھی ان کی حدیث گزر چکی ہے اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس برس مکے میں ٹھہرے یعنی بعد پیغمبر ہونے کے ساتھ جاتے تھے لوگوں کے ان کی جگہوں میں موسم حج میں منیٰ وغیرہ میں فرماتے تھے کون ایسا ہے کہ مجھ کو جگہ دے اور میری مدد کرے تا کہ میں اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچاؤں اور اس کے واسطے بہشت ہے یہاں تک کہ اللہ نے ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مدینے سے بھیجا تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچ مانا کہا پس کوچ کیا ہم سے ستر مردوں نے سو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت عقبہ کا وعدہ کیا ہم نے کہا ہم کس چیز پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہا ماننے اور اطاعت کرنے پر خوشی اور ناخوشی میں اور خرچ کرنے پر تنگی اور فراخی میں اور امر معروف پر اور برے کام سے روکنے پر اور اس پر کہ تم میری مدد کرو جب میں تمہارے پاس مدینے میں آؤں سو بچاؤ تم مجھ کو اس چیز سے کہ بچاتے ہو تم اس سے اپنی جانوں اور اپنی اولادوں اور اپنی عورتوں کو سو سب سرداروں نے کہا کہ ہم کو منظور ہے پھر انہوں نے کہا کہ ہمارے واسطے کیا ثواب ہے فرمایا بہشت اور اسی طرح اور بھی کئی اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس بیعت کی صورت بیان کی۔ (فتح الباری)

٣٦٠٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ اِنِّيْ مِنَ النُّقَبَآءِ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَايَعْنَاهُ عَلٰى اَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا

٣٦٠٤۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نقیبوں سے ہوں جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور کہا کہ بیعت کی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر کہ نہ شریک ٹھہرائیں اللہ کا کسی کو اور نہ حرام کاری کریں اور نہ چوری کریں اور نہ قتل کریں اس جان کو جس کو اللہ نے حرام کیا ہے مگر ساتھ حق کے اور نہ لے بھاگیں مال کسی کا اور نہ بے حکمی

وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِيَ بِالْجَنَّةِ إِنْ فَعَلْنَا ذٰلِكَ فَإِنْ غَشِيْنَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَآءُ ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ.

کریں بدلے بہشت کے اگر ہم یہ کام کریں اور اگر ہم اس سے کسی چیز کو پہنچیں تو اس کا حکم اللہ کے سپرد ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے بارہ آدمیوں کے ساتھ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ ان کو اسلام کی دعوت کرے تو انصار میں سے بہت خلقت ان کے ہاتھ پر ایمان لائی یہاں تک کہ مدینے میں اسلام پھیل گیا پس تھا یہ سبب رحلت ان کی کا طرف مکے کی آئندہ سال میں یہاں تک کہ ستر مسلمانوں نے آپ ﷺ سے عقبہ کے پاس بیعت کی پھر حضرت ﷺ نے مصعب کو لکھا کہ ان کو جمعہ پڑھائے۔ (فتح)

بَابُ تَزْوِيْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَقُدُوْمِهَا الْمَدِيْنَةَ وَبِنَآئِهِ بِهَا.

باب ہے بیان میں نکاح کرنے حضرت ﷺ کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور تشریف لانے آپ ﷺ کے مدینے میں اور بنا کرنے آپ ﷺ کی ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مدینے میں یعنی بعد ہجرت کے۔

فائدہ: تھا داخل ہونا عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت ﷺ پر شوال میں پہلے سال میں اور بعض کہتے ہیں کہ دوسرے سال میں ہجرت سے۔ (فتح)

۳۶۰۵ ـ حَدَّثَنِيْ فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْنَا فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعَرِيْ فَوَفٰى جُمَيْمَةً فَأَتَتْنِيْ أُمِّيْ أُمُّ رُوْمَانَ وَإِنِّيْ لَفِيْ أُرْجُوْحَةٍ وَمَعِيْ صَوَاحِبُ لِيْ فَصَرَخَتْ بِيْ فَأَتَيْتُهَا لَا أَدْرِيْ مَا تُرِيْدُ بِيْ فَأَخَذَتْ بِيَدِيْ حَتّٰى أَوْقَفَتْنِيْ عَلٰى بَابِ الدَّارِ وَإِنِّيْ لَأُنْهِجُ حَتّٰى

۳۶۰۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نکاح کیا مجھ سے حضرت ﷺ نے اور حالانکہ میں چھ برس کی لڑکی تھی پھر ہم مدینے میں آئے یعنی ہجرت کر کے تو ہم بنی حارث کے قبیلے میں اترے سو مجھ کو تپ ہوئی سو میرے سر کے بال گر گئے اور اکھڑ گئے پھر جب تپ دور ہوئی تو میرے بال پیدا ہوئے سو بہت ہوئے وہ بال جو کندھوں پر پڑتے تھے سو میری ماں ام رومان میرے پاس آئی اور البتہ میں ایک جھولے میں تھی اور میرے پاس میری سہیلیاں تھیں یعنی اور لڑکیاں تھیں سو اس نے مجھ کو پکارا تو میں اس کے پاس آئی مجھ کو معلوم نہ تھا کہ مجھ سے اس کا کیا مطلب ہے سو اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو گھر کے دروازے پر کھڑا کیا اور میں ہانپتی تھی یہاں تک کہ

سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ.

میرا دم کچھ ٹھہرا پھر اس نے کچھ پانی لیا اور اس نے میرا منہ اور میرا سر ملا پھر مجھ کو گھر میں داخل کیا تو ناگہاں انصار کی چند عورتیں گھر میں تھیں تو انہوں نے کہا کہ آئی تو خیر اور برکت پر اور بہتر حصے اور نصیب پر تو میری ماں نے مجھ کو ان کے سپرد کیا تو انہوں نے میرے حال کو درست کیا اور سنوارا سو اچانک میرے پاس حضرت ﷺ آئے چاشت کے وقت تو ان عورتوں نے مجھ کو حضرت ﷺ کے سپرد کیا اور میں اس دن نو برس کی لڑکی تھی۔

فائدہ: اور احمد نے اس قصے کو اور وجہ سے دراز نقل کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم مدینے میں آئے اور بنی حارث میں اترے پھر حضرت ﷺ تشریف لائے اور ہمارے گھر میں داخل ہوئے تو میری ماں مجھ کو لائی اور میں جھولے میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیلتی تھی اور میرے بال کندھوں پر پڑتے تھے سو اس نے ان کو جدا کیا اور میرے منہ کو کچھ پانی سے ملا پھر مجھ کو اپنے ساتھ لائی یہاں تک کہ مجھ کو ایک دروازے پر کھڑا کیا یہاں تک کہ میرا دم ٹھہرا تو اچانک دیکھتی کیا ہوں کہ حضرت ﷺ اپنی چارپائی پر بیٹھے ہیں اور آپ ﷺ کے پاس انصاری مرد اور عورتیں ہیں تو میری ماں نے مجھ کو حضرت ﷺ کی گود میں بٹھایا پھر کہا یا حضرت ﷺ یہ آپ ﷺ کی بیوی ہے اللہ آپ ﷺ کو اس میں برکت دے پھر مرد اور عورتیں اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت ﷺ نے مجھ سے ہمارے گھر میں بنا کی یعنی صحبت کی اور حالانکہ میں اس دن نو برس کی لڑکی تھی۔ (فتح)

٣٦٠٦۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ أَرَى أَنَّكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ وَيَقُولُ هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَأَكْشِفُ عَنْهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُولُ إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمْضِهِ.

٣٦٠٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھ کو تو خواب میں دکھلائی گئی دوبار میں دیکھتا ہوں کہ تو ریشمی ٹکڑے میں ہے یعنی فرشتے نے مجھ کو تیری صورت دکھلائی اور کہتا تھا کہ یہ تمہاری عورت ہے تو میں اس کو کھولتا تھا تو ناگہاں وہ تو ہوتی پس میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو اس کو جاری کرے گا یعنی تو میرے نکاح میں آئے گی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

٣٦٠٧۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا

٣٦٠٧۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فوت ہوئیں خدیجہ رضی اللہ عنہا

أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ تُوُفِّيَتْ خَدِيْجَةُ قَبْلَ مَخْرَجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ فَلَبِثَ سَنَتَيْنِ أَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ وَنَكَحَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ ثُمَّ بَنٰى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ.

حضرت ﷺ کے مدینے میں ہجرت کرنے سے پہلے تین سال سو دو برس یا دو برس کے قریب حضرت ﷺ ٹھہرے یعنی کسی عورت پر دخول نہ کیا اور نکاح کیا عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور حالانکہ وہ چھ برس کی لڑکی تھی پھر بنا کی ساتھ اس کے اور حالانکہ وہ نو برس کی لڑکی تھی۔

فائدہ: اس حدیث میں اشکال اور شبہ ہے اس واسطے کہ ظاہر اس کا تقاضہ کرتا ہے کہ نہیں بنا کی حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مگر ہجرت سے دو برس پیچھے اس واسطے کہ قول اس کا کہ دو برس ٹھہرے بعد فوت ہونے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اور قول اس کا نَكَحَ عَائِشَةَ یعنی عقد کیا اس سے اس واسطے کہ بعد اس کے کہا کہ بنا کی ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے اور حالانکہ وہ نو برس کی تھیں تو اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ حضرت ﷺ نے ہجرت سے دو برس پیچھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بنا کی اور حالانکہ یہ واقع کے مخالف ہے اس واسطے کہ ایک روایت میں ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس نو برس رہی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے بنا کی اس سے نو برس کی عمر میں اور آپ ﷺ کا انتقال ہوا اور حالانکہ وہ اٹھارہ برس کی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ نکاح کیا مجھ سے حضرت ﷺ نے شوال میں اور بنا کی مجھ سے شوال میں بنا بریں اس کے پس قول اس کا کہ دو برس یا اس کے قریب ٹھہرے محمول ہے اس پر کہ ٹھہرے یعنی نہ داخل ہوئے کسی عورت پر پھر داخل ہوئے سودہ رضی اللہ عنہا پر پہلے ہجرت کرنے سے پھر بنا کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے بعد ہجرت کے تو سودہ رضی اللہ عنہا کا ذکر بعض راویوں سے ساقط ہو گیا ہے اور احمد اور طبرانی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب خدیجہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو خولہ بنت حکیم نے کہا یا حضرت ﷺ کیا آپ نکاح نہیں کرتے فرمایا ہاں پس کیا ہے نزدیک تیرے کہا ایک کواری ہے اور ایک شوہر دیدہ کنواری تو عائشہ رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے اور شوہر دیدہ زمعہ کی بیٹی ہے سودہ فرمایا سو جا اور ان دونوں کے پاس میرا ذکر کر سودہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تو اس کے بھائی کی بیٹی ہے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہہ کہ تو میرا بھائی ہے اسلام میں اور تیری بیٹی میرے واسطے درست ہے پھر حضرت ﷺ آئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا پھر خولہ سودہ کے پاس گئی تو اس نے کہا میرے باپ سے کہہ اس نے اس کے باپ کو کہا تو اس نے حضرت ﷺ سے نکاح کر دیا اور یہ روایت اشکال کو دفع کرتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فوت ہوئی خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے ہجرت کرنے سے تین برس پہلے یا قریب اس کے اور نکاح کیا حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بعد فوت ہونے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت چھ برس کی لڑکی تھیں پھر بنا کی حضرت ﷺ نے اس سے بعد اس کے کہ ہجرت کی طرف مدینے

کی اور عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت نو برس کی لڑکی تھیں اور اس روایت میں بالکل کچھ اشکال نہیں اور پہلا اشکال بھی اس سے دفع ہو جاتا ہے۔ (فتح)

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ وَّأَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْأَنْصَارِ وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أُهَاجِرُ مِنْ مَّكَّةَ إِلٰى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِيْ إِلٰى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ.

باب ہے بیان میں ہجرت کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف مدینے کے اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار سے ایک مرد ہوتا اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ میں ہجرت کرتا ہوں مکے سے اس زمین کی طرف جہاں کھجور کے درخت ہیں سو میرا گمان یمامہ اور ہجر کی طرف گیا سو ناگہاں ہجرت کا مقام تو مدینہ نکلا جس کا یثرب بھی نام ہے۔

فائدہ: رہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت کرنا سو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اجازت ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرنے کی طرف مدینے کی ساتھ اس آیت کے ﴿وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا﴾ اور ذکر کیا ہے حاکم نے کہ نکلنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکے سے تھا بعد بیعت عقبہ کے ساتھ تین مہینوں کے یا قریب اس سے اور جزم کیا ہے ابن اسحاق نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو نکلے بنا بر اس کے پس ہوگا نکلنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد بیعت عقبہ کے دو مہینے اور کچھ اوپر دس دن یعنی جمعرات کے دن اور لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم پس متوجہ ہوئے ان میں سے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور متوجہ ہوئی اس سے پہلے ایک جماعت درمیان دو عقبوں سے ان میں سے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہے اور کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب وہ حبش سے پلٹ آئے تو کفار قریش نے ان کو نہایت تکلیف دی تو انہوں نے چاہا کہ پھر وہیں پلٹ جائیں پھر ان کو خبر ہوئی کہ بارہ آدمی مدینے سے بیعت کر گئے ہیں تو انہوں نے مدینے کی طرف ہجرت کی پھر رفتہ رفتہ باقی اصحاب رضی اللہ عنہم نے ہجرت کی پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی طرف ہجرت کی اور وہاں قرار پکڑا تو جو مسلمان باقی تھے سب رفتہ رفتہ ہجرت کر گئے اور مشرکین جس کو روک سکتے تھے اس کو نہ جانے دیتے تھے سو اکثر مسلمان چھپ کر نکلتے تھے یہاں تک کہ نہ باقی رہا مکے میں مگر جو دبا ہوا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں محض انصاری ہوتا اور مجھ کو مکے میں

ٹھہرنے سے کوئی چیز مانع نہ ہوتی لیکن میں موصوف ہوں ساتھ صفت ہجرت کے اور مہاجر نہیں رہتا اس شہر میں جس سے ہجرت کی ہو وطن بنا کر سو لائق ہے کہ تم بالکل اطمینان رکھو کہ میں تم سے پھروں گا نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ حضرت ﷺ نے ان کے جواب میں فرمایا جب کہ انہوں نے کہا کہ لیکن مرد یعنی حضرت ﷺ نے پس دوست رکھا ہے ٹھہرنے کو اپنے وطن میں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے میری طرف وحی کی کہ ان تینوں جگہوں سے جس جگہ تو اترے وہی تیری ہجرت کا گھر ہے مدینہ یا بحرین یا قنسرین ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کے ثبوت میں نظر ہے اس واسطے کہ یہ مخالف ہے صحیح حدیث کے کہ قنسرین شام کی زمین ہے مگر یہ کہ محمول کیا جائے اوپر اختلاف ماخذ کے یعنی پہلے آپ ﷺ کو خواب میں نظر آیا پھر وحی کے واسطہ سے اختیار ملا تو آپ ﷺ نے مدینے کو اختیار کیا۔ (فتح)

۳۶۰۸۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُوْلُ عُدْنَا خَبَّابًا فَقَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُرِيْدُ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ نَمِرَةً فَكُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنْ إِذْخِرٍ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا.

۳۶۰۸۔ ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خباب رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو گئے سو انہوں نے کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اس حال میں کہ ہم اللہ کی رضا مندی چاہتے تھے تو ثابت ہوا ہمارا ثواب نزدیک اللہ کے سو بعض ہم میں سے اس عالم سے گزر گئے یعنی مر گئے اور نہ لیا اپنے اجر سے یعنی دنیا کے اجر سے کچھ یعنی غنیمتوں کے مال سے کہ ان کے بعد ہاتھ آئیں ان میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں کہ جنگ احد میں شہید ہوئے اور چھوڑی ایک کملی سیاہ اور سفید مانند رنگ چیتے کے سو جب ہم اس سے ان کا سر ڈھانکتے تھے تو ان کے دونوں پاؤں کھل جاتے تھے اور جب ہم ان کے دونوں پاؤں ڈھانکتے تھے تو ان کا سر کھلا رہتا تھا تو حضرت ﷺ نے ہم کو حکم کیا کہ ان کا سر ڈھانکیں اور ان کے پاؤں پر کچھ اذخر کی گھاس ڈالیں اور ہم میں سے بعض وہ ہیں کہ ان کے واسطے ان کا پھل پختہ ہوا سو وہ اس کو چنتے ہیں۔

فائدہ: میوے سے مراد غنیمت کے مال ہیں کہ پایا ان کو ان لوگوں نے جو ملکوں کی فتح ہونے کے وقت موجود تھے۔ اور اس حدیث کی پوری شرح آئندہ آئے گی۔

۳۶۰۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ

۳۶۰۹۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ

ابْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ.

سے سنا فرماتے تھے کہ عملوں کا اعتبار نیت سے ہے سو جس کی ہجرت دنیا کے واسطے ہوئی کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کے واسطے ہوئی جس کے واسطے اس نے ہجرت کی یعنی دنیا اور عورت اور جس کی ہجرت اللہ اور رسول کے واسطے ہوئی تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کے واسطے ہو چکی یعنی اس کا ثواب پائے گا۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب کے ابتداء میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۳۶۱۰۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِيْ لُبَابَةَ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ الْمَكِّيِّ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ.

۳۶۱۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں ہجرت بعد فتح مکہ کے۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

۳۶۱۱۔ قَالَ يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ وَحَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ فَسَأَلْنَاهَا عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَتْ لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ يَفِرُّ أَحَدُهُمْ بِدِيْنِهِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَإِلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخَافَةَ أَنْ يُفْتَنَ عَلَيْهِ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ اللّٰهُ الْإِسْلَامَ وَالْيَوْمَ يَعْبُدُ رَبَّهُ حَيْثُ شَاءَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ.

۳۶۱۱۔ عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ملاقات کو گئے سو ہم نے ان سے ہجرت کا حکم پوچھا یعنی جو فتح مکہ سے پہلے واجب تھی پھر منسوخ ہوئی ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہیں ہجرت بعد فتح مکہ کے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آج کے دن یعنی فتح مکہ کے بعد ہجرت کا ثواب نہیں ابتداء میں مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ ایک ان میں سے اپنا دین لے کر اللہ اور اس کے رسول کی طرف بھاگتا تھا اس خوف سے کہ فتنے میں مبتلا ہو پس لیکن آج سو اللہ نے اسلام کو غالب کیا اور عبادت کرے آدمی

اپنے رب کی جس جگہ چاہے لیکن جہاد اور نیت ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ كَانَ الْمُؤْمِنُونَ الخ تو اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا نے طرف بیان شروع ہونے ہجرت کے اور یہ کہ اس کا سبب خوف فتنے کا تھا اور حکم گھومتا ہے اپنی علت پر اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ جو قادر ہوا اس پر کہ جس جگہ چاہے اللہ کی عبادت کر سکے تو اس پر ہجرت کرنا واجب نہیں اور ایسا نہ ہو تو واجب ہوتی ہے اور اسی واسطے ماوردی نے کہا کہ جب قادر ہو مسلمان اوپر ظاہر کرنے دین کے کفر کے کسی شہر میں یعنی دارالحرب میں تو ہو جاتا ہے وہ شہر ساتھ اس کے دارالسلام سو ٹھہرنا اس میں افضل ہے اس سے ہجرت کرنے سے اس واسطے کہ امید ہے کہ اس کے سوا اور کوئی اسلام میں داخل ہو اور میں نے اول جہاد میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور خطابی نے کہا کہ ابتدا اسلام میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنا مطلوب تھی پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت واجب ہوئی واسطے جہاد کرنے کے ہمراہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور سیکھنے احکام دین کے اور تحقیق تاکید کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی کئی آیتوں میں یہاں تک کہ عہد توڑ ڈالا باہم رفیق ہونے کو درمیان مہاجر اور غیر مہاجر کے کہ ایک دوسرے کا وارث نہ ہو سو اللہ نے فرمایا کہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہیں کی تم کو اس کی رفاقت سے کچھ کام نہیں یہاں تک کہ ہجرت کریں پھر جب مکہ فتح ہوا اور ہر قوم کے لوگ مسلمان ہوئے تو ہجرت فرض موقوف ہوئی اور اس کا استحباب باقی رہا میں کہتا ہوں کہ ایک روایت میں ہے کہ نہیں موقوف ہوگی ہجرت جب تک کہ کفار سے جہاد ہو تو تطبیق دونوں میں اس طور سے ہے کہ مراد **لا هجرة** الخ سے یہ ہے کہ نہیں ہجرت طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد فتح مکہ کے جس جگہ کہ تھی ساتھ نیت عدم رجوع کے اپنے اصل معنی کی طرف مگر اجازت سے اور مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ نہیں موقوف ہوئی ہجرت دار الکفر سے مسلمان کے واسطے دارالسلام کی طرف اور تحقیق بیان کیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مراد کو جب اس حدیث میں جو اسماعیلی نے اس سے روایت کی ہے کہ موقوف ہوئی ہجرت بعد فتح مکہ کے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور نہیں موقوف ہوئی ہجرت جب تک کہ کفار سے جہاد ہو یعنی کہ جب تک دنیا میں دارالکفر رہے پس ہجرت واجب ہے اس سے اس شخص پر جو مسلمان ہوا اور اس کو اپنے دین پر فتنے کا خوف ہوا اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر فرض کیا جائے کہ دنیا میں کوئی دارالکفر نہ رہے تو ہجرت موقوف ہوگی واسطے موقوف ہونے موجب اس کے۔ (فتح)

٣٦١٢۔ حَدَّثَنِي زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ هِشَامٌ فَأَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ سَعْدًا قَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ

٣٦١٢۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الٰہی تو جانتا ہے کہ کوئی میرے نزدیک محبوب تر نہیں یہ کہ میں ان سے جہاد کروں تیری راہ میں لوگوں سے جنہوں نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور ان کو وطن سے نکالا الٰہی

أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيْكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوْا رَسُوْلَكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْرَجُوْهُ اللّٰهُمَّ فَإِنِّيْ أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ وَقَالَ أَبَانُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ أَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوْا نَبِيَّكَ وَأَخْرَجُوْهُ مِنْ قُرَيْشٍ.

سو میں گمان کرتا ہوں کہ تو نے ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی دور کر دی۔

فائدہ: شاید گمان ان کو ابتدا میں تھا یقین نہ تھا۔

٣٦١٣۔ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوْحٰى إِلَيْهِ ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ.

٣٦١٣۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کی عمر میں پیغمبر ہوئے سو تیرہ برس کے میں رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی ہوتی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور دس برس مدینے میں رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تریسٹھ برس کے تھے۔

٣٦١٤۔ حَدَّثَنِيْ مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَكَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ.

٣٦١٤۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہونے کے بعد کے میں تیرہ برس ٹھہرے اور فوت ہوئے اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تریسٹھ برس کے تھے۔

٣٦١٥۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ

٣٦١٥۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے سو فرمایا کہ اللہ نے ایک بندے کو مختار کیا دنیا اور آخرت میں سو اس بندے نے آخرت کو اختیار کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا کہ ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں تو ہم کو ان کے رونے سے تعجب آیا تو

عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكَى أَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَهُ وَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوْا إِلَى هٰذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرَ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمَنَا بِهِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا مِنْ أُمَّتِيْ لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ إِلَّا خُلَّةَ الْإِسْلَامِ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةَ أَبِيْ بَكْرٍ.

لوگوں نے کہا کہ دیکھو اس بوڑھے کو کہ حضرت ﷺ ایک بندے کی خبر دیتے ہیں جس کو اللہ نے دنیا اور آخرت میں مختار کیا اور وہ کہتا ہے کہ ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو تب ہم نے معلوم کیا کہ خود حضرت ﷺ ہی مختار تھے یعنی حضرت ﷺ نے اپنے آپ کو مراد کیا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ تر عالم تھے ساتھ اس مراد کے یعنی ان کے سوا اور کوئی اس بھید کو نہ سمجھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک سب آدمیوں میں سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا ساتھ دینے میں اور اپنے مال کے خرچ کرنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور اگر میں کسی کو اپنی امت میں جانی دوست ٹھہراتا ہوں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی جانی دوست ٹھہراتا ہوں لیکن اسلام کی برادری ہمارے اور اس کے درمیان ہے مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہ رہے مگر کہ بند کیا جائے مگر کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھلا رہے۔

٣٦١٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُوْنَ خَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَ

٣٦١٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں جانا میں نے اپنے ماں باپ کو ہرگز مگر اس حالت میں کہ دونوں دین اسلام کی پیروی کرتے تھے یعنی میری ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی مسلمان تھے ہم پر کوئی دن نہ گزرتا تھا مگر کہ اس میں حضرت ﷺ ہمارے پاس آتے تھے دن کی دونوں طرفوں میں صبح کو اور شام کو سو جب مسلمان مبتلا ہوئے یعنی ساتھ ایذا دینے مشرکوں کے جب کے بند کیا انہوں نے بنی ہاشم کو پہاڑ کے درے میں اور اجازت دی حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو واسطے ہجرت کے طرف حبشہ کی تو

أَرْضِ الْحَبَشَةِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ
لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ
أَيْنَ تُرِيْدُ يَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ
أَخْرَجَنِيْ قَوْمِيْ فَأُرِيْدُ أَنْ أَسِيْحَ فِي
الْأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّيْ قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَإِنَّ
مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ
إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ
وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ
عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَأَنَا لَكَ جَارٌ ارْجِعْ
وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ فَرَجَعَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ
ابْنُ الدَّغِنَةِ فَطَافَ ابْنُ الدَّغِنَةِ عَشِيَّةً فِيْ
أَشْرَافِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا
يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ أَتُخْرِجُوْنَ رَجُلًا
يَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ
الْكَلَّ وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ
الْحَقِّ فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيْشٌ بِجِوَارِ ابْنِ
الدَّغِنَةِ وَقَالُوْا لِابْنِ الدَّغِنَةِ مُرْ أَبَا بَكْرٍ
فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِيْ دَارِهِ فَلْيُصَلِّ فِيْهَا وَلْيَقْرَأْ مَا
شَاءَ وَلَا يُؤْذِيْنَا بِذٰلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهِ فَإِنَّا
نَخْشٰى أَنْ يَفْتِنَ نِسَآءَنَا وَأَبْنَآءَنَا فَقَالَ ذٰلِكَ
ابْنُ الدَّغِنَةِ لِأَبِيْ بَكْرٍ فَلَبِثَ أَبُوْ بَكْرٍ
بِذٰلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِيْ دَارِهِ وَلَا يَسْتَعْلِنُ
بِصَلَاتِهِ وَلَا يَقْرَأُ فِيْ غَيْرِ دَارِهِ ثُمَّ بَدَا
لِأَبِيْ بَكْرٍ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ
وَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَنْقَذِفُ

ابوبکر رضی اللہ عنہ حبش کی زمین کی طرف ہجرت کر کے نکلے یہاں
تک کہ جب برک الغماد (ایک جگہ کا نام ہے پانچ دن کی راہ
مکے سے یمن کی طرف) میں پہنچے تو ابن دغنہ ان سے ملا اور وہ
سردار تھا قبیلے قارہ کا تو اس نے کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کہاں کا
ارادہ کرتے ہو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری قوم نے مجھ کو نکال
دیا یعنی میرے نکالنے کے باعث ہوئے سو اب میں چاہتا
ہوں کہ زمین میں سیر کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں
ابن دغنہ نے کہا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تیرے جیسا نہ خود وطن سے
باہر نکلتا ہے اور نہ باہر نکالا جاتا ہے یعنی لائق نہیں کہ تیرے
جیسا آدمی وطن سے باہر نکلے یا نکالا جائے بے شک تو مدد کرتا
ہے محتاج کی یا نایاب چیز لوگوں کو دیتا ہے اور سلوک کرتا ہے
ناتے داروں سے اور اٹھاتا ہے بوجھ کو یعنی عیال وغیرہ
محتاجوں کی خبر گیری کرتا ہے جس کی خبر گیری بھاری ہوتی ہے
اور ضیافت کرتا ہے مہمان کی اور مدد کرتا ہے حق کی حادثوں پر
یعنی جو ناحق نہ ہوں مانند قرض وغیرہ کی سو میں تجھ کو امان
دینے والا ہوں تم پلٹ جاؤ اور اپنے شہر میں اپنے رب کی
عبادت کرو سو ابوبکر رضی اللہ عنہ پلٹ آئے اور ر ابن دغنہ ان کے
ساتھ سوار ہوا اور پچھلے پہر قریش کے رئیسوں میں گھوما تو ان
سے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا آدمی نہ بااختیار اپنے وطن سے نکلتا
ہے یعنی اس واسطے کہ اس میں نفع بڑھنے والا ہے اپنے شہر کے
واسطے اور نہ بے اختیار نکالا جاتا ہے کیا تم نکالتے ہو ایسے مرد
کو جو محتاج کی مدد کرتا ہے اور برادری سے سلوک کرتا ہے اور
بوجھ کو اٹھاتا ہے او رمہمان کی ضیافت کرتا ہے اور جائز
مصیبتوں میں لوگوں کے کام آتا ہے تو قریش نے ابن دغنہ کی
امان کو رد نہ کیا تو انہوں نے ابن دغنہ سے کہا کہ سو چا ہے کہ

عَلَيْهِ نِسَآءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَبْنَآؤُهُمْ وَهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَّا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ وَأَفْزَعَ ذٰلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَأَرْسَلُوْا إِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ بِجِوَارِكَ عَلٰى أَنْ يَّعْبُدَ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَقَدْ جَاوَزَ ذٰلِكَ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ فَأَعْلَنَ بِالصَّلَاةِ وَالْقِرَآئَةِ فِيْهِ وَإِنَّا قَدْ خَشِيْنَا أَنْ يَّفْتِنَ نِسَآئَنَا وَأَبْنَآئَنَا فَانْهَهُ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَّقْتَصِرَ عَلٰى أَنْ يَّعْبُدَ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَعَلَ وَإِنْ أَبٰى إِلَّا أَنْ يُّعْلِنَ بِذٰلِكَ فَسَلْهُ أَنْ يَّرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا قَدْ كَرِهْنَا أَنْ نُّخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّيْنَ لِأَبِيْ بَكْرٍ الْإِسْتِعْلَانَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ الَّذِيْ عَاقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلٰى ذٰلِكَ وَإِمَّا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيَّ ذِمَّتِيْ فَإِنِّيْ لَا أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّيْ أُخْفِرْتُ فِيْ رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهٗ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فَإِنِّيْ أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ وَأَرْضٰى بِجِوَارِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِيْنَ إِنِّيْ أُرِيْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ فَهَاجَرَ مَنْ

اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے اور اس میں نماز پڑھے اور جو چاہے پڑھے اور ہم کو اس کے ساتھ ایذا نہ دے اور اس کو ظاہر نہ کرے سو بے شک ہم ڈرتے ہیں کہ ہماری عورتوں اور لڑکوں کو فتنے میں ڈالے یعنی مبادا مسلمان ہو جائیں تو ابن دغنہ نے یہ بات ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اس حال میں کہ کچھ دیر ٹھہرے اس کے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرتے تھے اور اپنی نماز کو ظاہر نہ کرتے تھے اور اس کے گھر کے سوا اور جگہ میں نہ پڑھتے تھے پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خیال آیا یعنی سوائے پہلے خیال کے سو انہوں نے اس کے گھر میں مسجد بنائی اور اس میں نماز ادا کرتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے سو مشرکین کی عورتیں ان پر ازدحام کرتیں اور جمع ہوتی تھیں اس سے تعجب کرتے اور اس کو تعجب سے دیکھتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت رونے والے مرد تھے جب قرآن پڑھتے تھے تو اپنے آنسو روک نہ سکتے تھے تو کفار قریش کے رئیس اس سے گھبرائے یعنی اس واسطے کہ وہ جانتے تھے کہ عورتوں اور لڑکوں کے دل نرم ہوتے ہیں مبادا مسلمان نہ ہو جائیں سو انہوں نے ابن دغنہ کو بلا بھیجا سو وہ ان کے پاس آیا تو قریش کے رئیسوں نے کہا کہ ہم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پناہ دی تھی تیری پناہ کے سبب سے اس شرط پر کہ اپنے رب کی عبادت کرے سو البتہ وہ اس شرط سے بڑھ گیا سو اس نے اس کے گھر کے صحن میں مسجد بنائی اور اس میں نماز اور قرآن کو ظاہر کیا اور البتہ ہم کو خوف ہے کہ ہماری عورتیں اور لڑکے فتنوں میں مبتلا ہوں سو تو اس کو منع کر سو اگر چاہے کہ فقط اس کے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے بغیر اعلان کے تو کرے یعنی اس کو اجازت ہے اور اگر نہ مانے مگر یہ کہ اس کو ظاہر کرے تو اس کو سوال کر

هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِينَةِ وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ وَتَجَهَّزَ أَبُوْ بَكْرٍ قِبَلَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكَ فَإِنِّيْ أَرْجُوْ أَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّهَلْ تَرْجُوْ ذٰلِكَ بِأَبِيْ أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُوْ بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصْحَبَهُ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ وَهُوَ الْخَبَطُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِ أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِأَبِيْ بَكْرٍ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَنِّعًا فِيْ سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَّأْتِيْنَا فِيْهَا فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فِدَاءٌ لَهُ أَبِيْ وَأُمِّيْ وَاللّٰهِ مَا جَآءَ بِهِ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ قَالَتْ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ بَكْرٍ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنِّيْ قَدْ أُذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الصَّحَابَةُ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فَخُذْ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِحْدٰى رَاحِلَتَيَّ

کہ تیری امان تجھ کو پھیر دے سو البتہ ہم نے برا جانا کہ تیری امان کو توڑیں اور نہیں ہم برقرار رکھنے والے واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اعلان کو یعنی ہم اس پر انکار کرنے سے چپ نہیں رہیں گے کہ ہم کو خوف ہے کہ ہمارے جورو لڑکے مسلمان نہ ہو جائیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو ابن دغنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو کہا کہ البتہ تم جانتے ہو جس پر میں نے تجھ سے عہد کیا تھا اور پناہ دی تھی سو یا تو اس پر اقتصار کرو اور یا میری امان مجھ کو پھیر دو سو بے شک میں نہیں چاہتا کہ عرب کے لوگ سنیں کہ میں عہد توڑا گیا ایک مرد کے حق میں جس کو میں نے امان دی یعنی یہ میری بے عزتی کا سبب ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تیری امان تجھ کو پھیر دیتا ہوں اور اللہ کی امان پر راضی ہوتا ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو فرمایا کہ مجھ کو خواب میں معلوم ہوا تمہاری ہجرت کا گھر کھجوروں والی زمین دو پتھریلی زمینوں کے درمیان سو جس نے چاہا مدینے کی طرف ہجرت کی اور جنہوں نے حبشہ کی زمین میں ہجرت کی تھی ان میں سے عام لوگ مدینے کی طرف پلٹ آئے (یعنی جب انہوں نے سنا کہ مسلمانوں نے مدینے کو وطن ٹھہرایا ہے تو مکے کی طرف پھر آئے پھر اکثر نے ان میں سے مدینے کے طرف ہجرت کی اور جعفر وغیرہ حبشہ میں ہی رہے اور یہ سبب غیر اس سبب کا ہے جو پہلے مذکور ہوا بیچ پلٹنے بعض مہاجرین کے حبش سے پہلے ہجرت میں اس واسطے کہ اس کا سبب مشرکین کا سجدہ کرنا تھا ساتھ مسلمانوں کے سورہ نجم میں تو مشہور ہوا کہ مشرکین مسلمان ہوئے اور سجدہ کیا سو بعض حبش سے پلٹ آئے تو مشرکین کو پہلے سے بھی زیادہ سخت پایا) اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدینے کی طرف سفر کرنے کا سامان کیا یعنی چاہا کہ اس کی

هَاتَيْنِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالثَّمَنِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِيْ جِرَابٍ فَقَطَعَتْ أَسْمَآءُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ قِطْعَةً مِّنْ نِّطَاقِهَا فَرَبَطَتْ بِهٖ عَلٰى فَمِ الْجِرَابِ فَبِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ قَالَتْ ثُمَّ لَحِقَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ بِغَارٍ فِيْ جَبَلِ ثَوْرٍ فَكَمَنَا فِيْهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَبِيْتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ ثَقِفٌ لَقِنٌ فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكْتَادَانِ بِهٖ إِلَّا وَعَاهُ حَتّٰى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذٰلِكَ حِيْنَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعٰى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ مِنْحَةً مِّنْ غَنَمٍ فَيُرِيْحُهَا عَلَيْهِمَا حِيْنَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِّنَ الْعِشَآءِ فَيَبِيْتَانِ فِيْ رِسْلٍ وَهُوَ لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيْفِهِمَا حَتّٰى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ وَاسْتَأْجَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا مِّنْ بَنِي الدِّيْلِ وَهُوَ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيْتًا وَالْخِرِّيْتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِيْ اٰلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ وَهُوَ عَلٰى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ

طرف ہجرت کرے تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ جلدی نہ کرو اس واسطے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ مجھ کو بھی ہجرت کی اجازت ہوا چاہتی ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اور کیا آپ ﷺ کو بھی اس کی امید ہے میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں فرمایا ہاں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کی خاطر اپنے آپ کو سے روکا تا کہ آپ ﷺ کے ساتھ ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس دو اونٹ تھے ان کو کیکر کے پتے چار مہینے کھلائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو جس حالت میں کہ ہم ایک دن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں بیٹھے تھے سخت گرمی میں دوپہر کے وقت کہ کسی کہنے والے نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ حضرت ﷺ تشریف لائے اپنا سر منہ لپیٹے ایسی گھڑی میں کہ اس میں ہمارے گھر میں نہ آیا کرتے تھے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں قسم ہے اللہ کی کہ نہیں لایا آپ ﷺ کو اس گھڑی میں مگر کوئی بڑا کام عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت ﷺ آئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اجازت دی سو حضرت ﷺ اندر آئے سو فرمایا کہ اپنے پاس والوں کو باہر نکال دے کہ ایک بات پوشیدہ کرنے کی ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تو فقط اپنے گھر والے ہی ہیں یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسماء رضی اللہ عنہا اور کوئی غیر نہیں یا حضرت ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں فرمایا کہ مجھ کو ہجرت کی اجازت ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں میری ان دونوں سواریوں سے ایک سواری آپ لے لیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا میں نے مول لی کہ میں غیر کے اونٹ پر سوار نہیں ہوتا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو ہم نے دونوں

فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيلُ فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيقَ السَّوَاحِلِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَالِكٍ الْمُدْلِجِيُّ وَهُوَ ابْنُ أَخِي سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ بْنَ جُعْشُمٍ يَقُوْلُ جَآئَنَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُوْنَ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسَرَهُ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِي مَجْلِسٍ مِّنْ مَّجَالِسِ قَوْمِي بَنِي مُدْلِجٍ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ حَتّٰى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوْسٌ فَقَالَ يَا سُرَاقَةُ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ آنِفًا أَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ أُرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ قَالَ سُرَاقَةُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِهِمْ وَلٰكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا انْطَلَقُوْا بِأَعْيُنِنَا ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي أَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِي وَهِيَ مِنْ وَّرَآءِ أَكَمَةٍ فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ وَأَخَذْتُ رُمْحِي فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ فَحَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْأَرْضَ وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ حَتّٰى أَتَيْتُ فَرَسِي فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِي حَتّٰى دَنَوْتُ مِنْهُمْ فَعَثَرَتْ بِي فَرَسِي فَخَرَرْتُ

کے سفر کا سامان نہایت جلد تیار کیا اور ہم نے ان کے واسطے ایک دستر خوان بنایا ایک تھیلے میں تو اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے کمر بند کا ایک ٹکڑا کاٹا اور اس سے تھیلے کا منہ باندھا تو اسی سبب سے اس کا نام ذات النطاقین ہوا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ جس ثور کے پہاڑ کی غار میں داخل ہوئے سو دونوں اس میں تین رات چھپے رہے رات رہتا تھا ان کے پاس عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور وہ جوان لڑکا تھا اور دانا اور سمجھ دار تھا سو پچھلی رات کو ان کے پاس سے مکے میں چلا آتا تھا تو صبح کرتا تھا ساتھ قریش کے مکے میں جیسا کوئی مکے میں رات کاٹے یعنی اگر کوئی اس کو دیکھے تو گمان کرے کہ رات کو یہیں تھا سو نہ سنتا تھا کوئی امر جس سے ان کے ساتھ مکر کیا جائے یعنی اس میں دونوں کی بدخواہی مطلوب ہو مگر کہ اس کو یاد رکھتا تھا یہاں تک کہ ان کے پاس اس دن کی خبر لاتا جب کہ خوب اندھیرا ہوتا تو عامر بن فہیرہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غلام ان کے واسطے ایک دودھیل بکری بکریوں میں سے چراتا تھا پھر ایک گھڑی رات گئی اس کو ان کے پاس چرا لاتا تو دونوں رات کاٹتے تازہ دودھ میں اور وہ دودھ ان کی دودھیل بکری کا تھا گرم کیا ہوا پھر عامر بن فہیرہ پچھلی رات بکریوں کو آواز مارتا یعنی جیسا کہ چرانے والا بکریوں کو جھڑکنے کے وقت آواز مارتا ہے سو فجر کرتا لوگوں کے چرواہوں میں تو نہ معلوم کرتا اس کو کوئی کہ رات کہاں تھا کرتا یہ کام ہر رات کو ان تین راتوں سے اور مزدور ٹھہرایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کو بنی وائل سے اور وہ بنی عبد بن عدی کے قبیلے سے تھا رہبر ماہر اور خریت وہ ہے کہ راہ دکھانے میں ماہر ہو البتہ ڈبویا تھا اس نے ہاتھ اپنا از روئے قسم کے عاص بن وائل کی اولاد میں یعنی ان

عَنْهَا فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ يَدِيْ إِلَى كِنَانَتِيْ فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْأَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا أَضُرُّهُمْ أَمْ لَا فَخَرَجَ الَّذِيْ أَكْرَهُ فَرَكِبْتُ فَرَسِيْ وَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ تُقَرِّبُ بِيْ حَتّٰى إِذَا سَمِعْتُ قِرَآءَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ يُكْثِرُ الْإِلْتِفَاتَ سَاخَتْ يَدَا فَرَسِيْ فِي الْأَرْضِ حَتّٰى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ فَخَرَرْتُ عَنْهَا ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً إِذَا لِأَثَرِ يَدَيْهَا عُثَانٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَآءِ مِثْلَ الدُّخَانِ فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْأَزْلَامِ فَخَرَجَ الَّذِيْ أَكْرَهُ فَنَادَيْتُهُمْ بِالْأَمَانِ فَوَقَفُوْا فَرَكِبْتُ فَرَسِيْ حَتّٰى جِئْتُهُمْ وَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ حِيْنَ لَقِيْتُ مَا لَقِيْتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ أَنْ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوْا فِيْكَ الدِّيَةَ وَأَخْبَرْتُهُمْ أَخْبَارَ مَا يُرِيْدُ النَّاسُ بِهِمْ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ فَلَمْ يَرْزَآنِيْ وَلَمْ يَسْأَلَانِيْ إِلَّا أَنْ قَالَ أَخْفِ عَنَّا فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِيْ كِتَابَ أَمْنٍ فَأَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ فَكَتَبَ لِيْ رُقْعَةٍ مِّنْ أَدِيْمٍ ثُمَّ مَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

کا ہم قسم تھا اور دستور تھا کہ جب باہم قسم کھاتے تو اپنے داہنے ہاتھ خون یا خوشبو میں ڈبوتے تھے یا کسی اور چیز میں جس میں ہاتھ آلودہ ہو تو یہ قسم کی تاکید ہوتی تھی) اور وہ مرد کفار قریش کے دین پر تھا سو دونوں نے اس کو امین ٹھہرایا کہ اپنی دونوں سواریاں اس کے حوالے کیں اور اس سے وعدہ کیا کہ تین رات کے بعد تیسری صبح کو ان کی دونوں سواریاں پہاڑ ثور کی غار میں لائے یعنی وہ تیسری صبح ان کی دونوں سواریاں ان کے پاس لایا اور چلا ساتھ ان کے عامر بن فہیرہ (یعنی واسطے خدمت اور مدد دونوں کی کے) اور رہبر راہ کھانے والا تو اس نے ان کے ساتھ سواحل کی راہ لی یعنی عسفان سے نیچے ابن شہاب نے کہا اور خبر دی مجھ کو عبدالرحمٰن بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور وہ بھتیجا ہے سراقہ بن مالک کا کہ اس کے باپ نے اس کو خبر دی کہ اس نے سراقہ بن مالک سے سنا کہ کہتا تھا کہ کفار قریش کے ایلچی ہمارے پاس آئے مقرر کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں دیت ہر ایک کی دونوں میں سے اس کے واسطے جو ان کو مار ڈالے یا قید کرے سو جس حالت میں کہ میں اپنی قوم بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا تھا کہ ایک مرد ان میں سے سامنے آیا یہاں تک کہ ہم پر کھڑا ہوا اور ہم بیٹھے تھے سو اس نے کہا کہ اے سراقہ بے شک میں نے ابھی کچھ لوگ ساحل پر دیکھے میں گمان کرتا ہوں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھی ہیں سراقہ نے کہا سو میں معلوم کر گیا کہ وہی ہیں تو میں نے اس سے کہا کہ وہ نہیں ہیں لیکن تو نے فلاں فلاں کو دیکھا کہ ہمارے روبرو گئے پھر میں مجلس میں ایک گھڑی ٹھہرا پھر میں کھڑا ہوا اور گھر میں آیا تو میں نے اپنی باندی کو حکم کیا کہ میرا گھوڑا باہر

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِي رَكْبٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوا تِجَارًا قَافِلِيْنَ مِنَ الشَّامِ فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ ثِيَابَ بَيَاضٍ وَسَمِعَ الْمُسْلِمُوْنَ بِالْمَدِيْنَةِ مَخْرَجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّكَّةَ فَكَانُوْا يَغْدُوْنَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُوْنَهُ حَتّٰى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيْرَةِ فَانْقَلَبُوْا يَوْمًا بَعْدَ مَا أَطَالُوا انْتِظَارَهُمْ فَلَمَّا أَوَوْا إِلَى بُيُوْتِهِمْ أَوْفٰى رَجُلٌ مِّنْ يَّهُوْدَ عَلٰى أُطُمٍ مِّنْ اٰطَامِهِمْ لِأَمْرٍ يَّنْظُرُ إِلَيْهِ فَبَصُرَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهٖ مُبَيَّضِيْنَ يَزُوْلُ بِهِمُ السَّرَابُ فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُوْدِيُّ أَنْ قَالَ بِأَعْلٰى صَوْتِهٖ يَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِيْ تَنْتَظِرُوْنَ فَثَارَ الْمُسْلِمُوْنَ إِلَى السِّلَاحِ فَتَلَقَّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ حَتّٰى نَزَلَ بِهِمْ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَذٰلِكَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ لِّلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ لَّمْ يَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَيِّيْ أَبَا بَكْرٍ حَتّٰى أَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ

نکالے ٹیلے کے پیچھے سے اور اس کو میرے واسطے روک رکھے (یعنی تو میں نے تیر سے فال لی تو فال نکلی کہ مجھ کو فتح نہیں اور باوجود اس کے سو اونٹ کی طمع سے میں باز نہ رہا) اور میں اپنا نیزہ لے کر گھر کے پیچھے سے نکلا تو میں نے نیزے کے پھل کو زمین میں کھینچا اور اس کے اوپر کی طرف کو نیچے کیا (یعنی اس کو ہاتھ سے پکڑا اور اس کے پھل کو زمین پر کھینچتا چلا تا کہ اس کی چمک کسی اور کے واسطے ظاہر نہ ہو اس واسطے کہ اس کو برا معلوم ہوا کہ کوئی اس کے ساتھ جائے اور انعام میں اس کا شریک ہو) یہاں تک کہ میں اپنے گھوڑے کے پاس آیا سو میں اس پر سوار ہوا تو میں نے اس کو دوڑایا زقند مارتا یعنی دونوں پاؤں اکٹھے اٹھاتا تھا اور اکٹھے رکھتا تھا یہاں تک کہ میں ان سے قریب ہوا سو میرے گھوڑے کا پاؤں الجھا یعنی اس کو ٹھڈا لگا وہ گر پڑا تو میں بھی اس سے گر پڑا پھر میں کھڑا ہوا اور میں نے اپنا ہاتھ ترکش دان کی طرف جھکایا سو میں نے اس سے تیر نکالے تو میں نے اس سے فال لی کہ کیا میں ان کو ضرر پہنچا سکوں گا کہ نہیں تو وہ تیر نکلا جو مجھ کو برا معلوم ہوا یعنی منع کا تیر نکلا سو میں نے تیروں کی نافرمانی کی اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اس حال میں کہ میرے ساتھ زقند مارتا تھا یا مجھ کو قریب کرتا تھا یہاں تک کہ جب میں نے حضرت ﷺ کی قرأت سنی اور آپ ﷺ مڑ کر نہ دیکھتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت مڑ مڑ کے دیکھتے تھے تو میرے گھوڑے کے دونوں پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے سو میں اس سے گر پڑا پھر میں نے اس کو جھڑکا تو وہ کھڑا ہوا سو نہ قریب تھا کہ اپنے ہاتھ زمین سے نکالے یعنی اس نے بہت مشکل سے اپنے ہاتھ زمین سے نکالے سو جب وہ سیدھا کھڑا ہوا تو ناگہاں اس کے

أَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَآئِهٖ فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَبِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً وَّأُسِّسَ الْمَسْجِدُ الَّذِيْ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى وَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَسَارَ يَمْشِيْ مَعَهُ النَّاسُ حَتّٰى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَانَ مِرْبَدًا لِّلتَّمْرِ لِسُهَيْلٍ وَّسَهْلٍ غُلَامَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِيْ حَجْرِ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ هٰذَا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ الْمَنْزِلُ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُلَامَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ لِيَتَّخِذَهٗ مَسْجِدًا فَقَالَا لَا بَلْ نَهَبُهٗ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ أَنْ يَّقْبَلَهٗ مِنْهُمَا هِبَةً حَتّٰى ابْتَاعَهٗ مِنْهُمَا ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا وَّطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ فِيْ بُنْيَانِهٖ وَيَقُوْلُ وَهُوَ يَنْقُلُ اللَّبِنَ هٰذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَيْبَرْ هٰذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَأَطْهَرْ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنَّ الْأَجْرَ أَجْرُ الْأٰخِرَهْ فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ فَتَمَثَّلَ بِشِعْرِ رَجُلٍ مِّنَ

دونوں ہاتھ کے نشان سے آسمان میں گرد بلند ہوئی مانند دھوئیں کی پھر میں نے تیروں سے فال لی تو وہ تیر نکلا جو میں نے برا جانا یعنی تو ان کا ضرر نہ کرے گا تو میں نے ان کو پکارا کہ میں نے آپ کو امان دی میں سراقہ بن مالک ہوں ٹھہر جاؤ میں تم سے بات کروں تو وہ ٹھہر گئے پھر میں گھوڑے پر سوار ہو کے ان کے پاس آیا اور جب میں ان سے روکا گیا تو میرے دل میں پڑا یہ کہ حضرت ﷺ غالب ہو جائیں گے تو میں نے آپ ﷺ سے کہا کے بے شک آپ ﷺ کی قوم نے آپ ﷺ کے حق میں دیت مقرر کی ہے اور میں نے آپ ﷺ کو خبر دی جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ارادہ رکھتے ہیں یعنی حرص سے کہ ان پر فتح یاب ہوں اور مال خرچ کرنے سے واسطے اس کے جو ان کو پائے اور اس نے حضرت ﷺ سے عہد کیا کہ نہ آپ ﷺ سے لڑے اور نہ کسی کو آپ ﷺ کی خبر دے اور تین دن تک آپ ﷺ کی خبر کو چھپائے رکھے اور میں نے خرچ سفر اور اسباب کے ان کے پیش کیا سو نہ کم کیا آپ ﷺ نے کچھ اس چیز سے کہ میرے ہاتھ تھی اور نہ سوال کیا مجھ سے مگر یہی کہا ہماری خبر کو چھپا اور میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ مجھ کو امان کا نوشتہ لکھ دیں سو آپ ﷺ نے عامر بن فہیرہ کو لکھنے کا حکم کیا تو اس نے میرے واسطے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر نوشتہ لکھا پھر حضرت ﷺ چلے گئے (یعنی سراقہ پھر آیا سو نہ ملتا تھا کسی سے مگر کہ کہتا تھا کہ میں نے تم کو کفایت کی اس طرف کوئی نہیں سو نہ ملا کسی سے کہ اس کو پھیر لایا اور ایک روایت میں ہے کہ جب وہ پھرا تو قریش سے کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ میں راہ اور قدم کی کیسی خبر رکھتا ہوں اور میں نے اس طرف کوئی نہیں

الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يُسَمَّ لِيْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَمْ يَبْلُغْنَا فِي الْأَحَادِيْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَثَّلَ بِبَيْتِ شِعْرٍ تَامٍّ غَيْرَ هٰذَا الْبَيْتِ.

دیکھا تو وہ پلٹ آئے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر میں اس نوشتہ کو لے کر پھر آیا اور میں نے اس معاملے سے کسی کو کچھ نہ بتلایا یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ فتح مکہ کے بعد جنگ حنین سے فارغ ہوئے تو میں نکلا کہ آپ ﷺ سے ملوں اور میرے ساتھ نوشتہ تھا تو میں آپ ﷺ سے جعرانہ میں ملا اور میں نے اپنا ہاتھ نوشتہ کے ساتھ بلند کیا سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ یہ آپ ﷺ کا نوشتہ ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ وفا کا دن ہے سو میں مسلمان ہوا) ابن شہاب نے کہا کہ خبر دی مجھ کو عروہ بن زبیر نے کہ حضرت ﷺ راہ میں زبیر سے ملے معہ چند سواروں مسلمانوں کے جو سوداگر تھے پلٹنے والے شام سے یعنی شام میں تجارت کو گئے ہوئے تھے وہاں سے پلٹے آتے تھے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سفید کپڑے پہنائے اور مدینے میں مسلمانوں نے مکے سے حضرت ﷺ کا نکلنا سنا تو ہر صبح تک پتھریلی زمین تک باہر نکلتے تھے اور آپ ﷺ کی انتظار کرتے تھے یہاں تک کہ دوپہر کی گرمی ان کو پھیرتی تھی تو ایک دن بہت انتظار کے بعد پلٹے سو جب انہوں نے اپنے گھروں میں جگہ پکڑی تو ایک یہودی مردان کے ایک قلعے پر چڑھا کسی چیز کے واسطے جس کو وہ دیکھتا تھا تو اس نے حضرت ﷺ کو اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو دیکھا سفید کپڑے پہنے ہوئے دور ہوتا تھا سراب نظر سے بسبب عارض ہونے اس کے واسطے اس کے یعنی سیراب ان کے کپڑوں کی سفیدی کے سامنے معدوم تھا سو یہودی اپنے آپ کو نہ روک سکا کہ اپنی بلند تر آواز سے کہا کہ اے گروہ عرب کے یہ ہیں صاحب تمہاری دولت کا جن کو تم انتظار کرتے تھے تو مسلمان

ہتھیاروں کی طرف اٹھے یعنی حضرت ﷺ کی حفاظت کے واسطے ہتھیار لیے سو آپ ﷺ کو پتھریلی زمین پر جا ملے تو حضرت ﷺ ان کے ساتھ داہنے راہ پھرے یہاں تک کہ ان کے ساتھ بنی عمرو کے قبیلے میں اترے اور وہ پیر کا دن تھا ربیع الاول کے مہینے سے سو کھڑے ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کے ملنے کو اور حضرت ﷺ چپکے بیٹھے سو جو انصاری آتا تھا جس نے حضرت ﷺ کو دیکھا ہوا نہ تھا وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سلام کرنے لگا یعنی اس گمان سے کہ حضرت ﷺ یہی ہیں یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو سورج کی دھوپ پہنچی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے یہاں تک کہ اپنی چادر سے حضرت ﷺ پر سایہ کیا تو اس وقت لوگوں نے حضرت ﷺ کو پہچانا سو حضرت ﷺ بنی عمرو کے قبیلے میں کچھ اوپر دس رات ٹھہرے اور بنیاد رکھی اس مسجد کی جس کی بنیاد رکھی گئی پرہیز گاری پر یعنی مسجد قباء اور حضرت ﷺ نے اس میں نماز پڑھی پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے اور لوگ آپ ﷺ کے ساتھ پیادہ چلے یہاں تک کہ بیٹھ گئی اونٹنی حضرت ﷺ کی مسجد کے نزدیک جو مدینے میں ہے اور اس وقت اس میں کئی مسلمان مرد نماز پڑھتے تھے اور وہ کھجوروں کے خشک کرنے کی جگہ تھی واسطے سہیل اور سہل کے دو لڑکوں یتیموں کی جو اسعد بن زرارہ کی گود میں تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا جب کہ آپ ﷺ کی اونٹنی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئی کہ اگر اللہ نے چاہا تو یہی رہنے کا مکان ہوگا پھر حضرت ﷺ نے دونوں لڑکوں کو بلوایا اور ان سے مربد کی زمین کی قیمت پوچھی تا کہ اس کو مسجد بنائیں تو دونوں لڑکوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ بلکہ ہم آپ ﷺ کو بخش دیتے ہیں تو حضرت ﷺ نے انکار کیا یہ

کہ قبول کریں ان سے بطور ہبہ کے یہاں تک کہ اس کو دونوں سے خریدا پھر وہاں مسجد بنائی تو حضرت ﷺ اس کی تعمیر میں ان کے ساتھ اینٹیں لانے لگے اور فرماتے تھے اور حالانکہ آپ ﷺ اینٹیں لاتے تھے کہ یہ بوجھ اٹھانا افضل ہے نہ کہ خیبر کا بوجھ اے ہمارے رب یہ نیک تر اور پاک تر ہے اور فرماتے تھے کہ الٰہی بے شک معتبر ثواب آخرت کا ثواب ہے سو بخش دے انصار اور مہاجرین کو سو حضرت ﷺ نے ایک مرد مسلمان کا شعر پڑھا نہیں نام لیا گیا اس کا واسطے میرے زہری نے کہا کہ ہم کو حدیثوں میں نہیں پہنچا کہ حضرت ﷺ نے کسی پورے شعر کو پڑھا سوائے ان شعروں کے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر کے پیچھے ایک کھڑکی تھی دونوں اس سے نکلے حاکم نے کہا کہ متواتر ہیں حدیثیں اس باب میں کہ حضرت ﷺ کا مکے سے نکلنا پیر کے دن تھا اور مدینے میں پہنچنا بھی پیر کے ہی دن تھا اور ایک روایت میں ہے کہ مکے سے جمعرات کو نکلے تو ان کے درمیان تطبیق یوں ہے کہ مکے سے تو جمعرات کو نکلے تھے اور غار سے پیر کو نکلے تھے اس واسطے کہ تین رات اس میں رہے سو وہ جمعرات کی رات اور ہفتہ کی رات اور اتوار کی رات ہے اور پیر کی رات کے درمیان نکلے اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے بستر میں لیٹے تاکہ مشرکین معلوم کریں کہ حضرت ﷺ لیٹے ہیں اور رات کاٹی قریش نے اختلاف اور مشورے میں کہ کون حملہ کرے بستر والے پر اور اس کو باندھے یہاں تک کہ انہوں نے اس مشورے میں صبح کی تو ناگہاں انہوں نے دیکھا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں تو ان سے پوچھا کہ تمہارا ساتھی کہاں ہے کہا مجھ کو معلوم نہیں تو انہوں نے جانا کہ وہ ہم سے نکل گئے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اپنے بستر پر نہ سوئیں تو حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلوا کر اپنے بستر پر سلایا اور ان کو سبز چادر اوڑھائی پھر نکلے حضرت ﷺ قوم پر اور آپ ﷺ کے ساتھ ایک مٹھی مٹی تھی تو آپ ﷺ نے اس کو ان کے سروں پر بکھیرا اور آپ ﷺ سورۂ یٰس پڑھتے تھے ﴿فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ﴾ تک اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے ﴿اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ الآیۃ کہا کہ قریش نے ایک رات مکے میں باہم مشورہ کیا سو بعض نے کہا کہ جب صبح کریں تو ان کو بیڑیوں میں قید کرو اور بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ ان کو مار ڈالو اور بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ ان کو وطن سے نکال دو تو اللہ نے اپنے پیغمبر کو اس کی اطلاع دی تو اس رات کو علی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے بستر پر لیٹے اور باہر نکلے حضرت ﷺ یہاں تک کہ غار میں جا

پہنچے اور رات گزاری مشرکوں نے علی رضی اللہ عنہ کی نگہبانی کرتے ہوئے گمان کرتے تھے کہ حضرت ﷺ ہیں یعنی انتظار کرتے تھے کہ اٹھیں اور ان کے ساتھ کریں جو چاہیں پھر جب فجر ہوئی تو انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا سو کہا کہ تمہارا ساتھی کہاں ہے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں تو انہوں نے آپ ﷺ کے قدم کا نشان پکڑا سو جب وہ پہاڑ کے پاس پہنچے تو ان کو شبہ پڑ گیا سو وہ پہاڑ پر چڑھے اور غار پر گزرے اور اس کے دروازے پر مکڑی کا جالا دیکھا تو کہنے لگے کہ اگر اس میں داخل ہوتے تو اس کے دروازے پر مکڑی کا جالا نہ ہوتا سو حضرت ﷺ اس میں تین رات ٹھہرے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر ہر طرف تلاش کو نکلے۔ (فتح) مشرکین کے پاس تین تیر تھے ایک پر لکھا تھا کہ اللہ نے اجازت دی اور دوسرے پر لکھا تھا کہ اللہ نے منع کیا تیسرا تیر خالی تھا سو جب ان کو کوئی کام درپیش ہوتا جیسے سفر یا نکاح تو ان تیروں سے فال لیتے اگر اجازت کا تیر اول ہاتھ میں آتا تو وہ کام کرتے اور اگر منع کا نکلتا تو اس کام سے باز رہتے اور اگر خالی تیر نکلتا تو چند روز ٹھہر جاتے پھر اسی طرح فال دیکھتے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو پہلے پہل قبا میں اترے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ کے واسطے ضرور تھا کہ کوئی مکان بنائیں جس کے سائے میں بیٹھیں اور جس میں نماز پڑھیں تو آپ ﷺ نے پتھر جمع کیے اور مسجد قبا بنائی سو وہ اول مسجد ہے جو مدینے میں بنائی گئی اور درحقیقت وہ پہلی مسجد ہے جس میں حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھی ظاہر ہو کر اور وہ اول مسجد ہے جو بنائی گئی واسطے جماعت عام مسلمانوں کے اگرچہ اس سے پہلے بھی کئی مسجدیں بنائی گئیں تھیں لیکن واسطے خصوصیت اس شخص کے جس نے اس کو بنایا اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے کئی برس ہم مدینے میں رہے ہم مسجدیں بناتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور علماء کو اختلاف ہے کہ آیت ﴿لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ﴾ سے کون سی مسجد مراد ہے جمہور اس پر ہیں کہ اس سے قباء کی مسجد مراد ہے اور یہی ثابت ہوتا ہے ظاہر آیت سے اور ایک روایت میں ہے کہ دو مرد باہم جھگڑے کہ آیت مذکور میں کون سی مسجد مراد ہے ایک نے کہا کہ وہ حضرت ﷺ کی مسجد ہے اور دوسرے نے کہا کہ قباء کی مسجد ہے سو دونوں حضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ یہی میری مسجد ہے اور قباء کی مسجد میں بہت خیر ہے اور احتمال ہے کہ ہو خصوصیت اور زیادتی واسطے اس چیز کے کہ اتفاق پڑا بہت ٹھہرنے اس میں حضرت ﷺ کے سے مدینے کی مسجد میں بخلاف قباء کی مسجد کے کہ نہیں ٹھہرے اس میں حضرت ﷺ مگر بہت تھوڑے دن اور کافی ہے یہی زیادتی اور حق یہ ہے کہ دونوں کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا باقی آیت میں ﴿فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا﴾ یعنی اس میں وہ مرد ہیں جو دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو یہ تائید کرتا ہے اس کی کہ مراد ساتھ اس کے مسجد قباء ہے اور ابوداود میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت اہل قباء کے حق میں اتری ہے بنا بریں اس کے پس یہ جو حضرت ﷺ نے

فرمایا کہ ﴿اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى﴾ میری مسجد ہے تو اس میں بھید دور کرنا ہے وہم کا کہ پرہیز گاری پر بنیاد رکھنا خاص ہے ساتھ مسجد قباء کے یعنی ایسا نہیں بلکہ دونوں کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی اور داؤدی وغیرہ نے کہا کہ یہ اختلاف نہیں اس واسطے کہ دونوں میں سے ہر ایک کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے اور اسی طرح کہا سہیلی نے اس کے غیر نے کہا کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ﴾ چاہتا ہے کہ وہ مسجد قباء ہو اس واسطے کہ بنیاد رکھنا اس کی تھی اول دن میں جس دن حضرت ﷺ ہجرت کے گھر میں اترے پھر جب حضرت ﷺ قباء سے سوار ہو کر مدینے میں تشریف لائے تو ہر ایک آدمی نے درخواست کی کہ ہمارے مکان میں اتریں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اونٹنی کو چھوڑ دو کہ وہ اللہ کی طرف سے مامور ہے جہاں اللہ کا حکم ہوگا وہاں بیٹھے گی تو وہ مسجد کے منبر کی جگہ میں بیٹھ گئی اور یہ جو کہا کہ دونوں لڑکوں کو بلوا کر اس کی قیمت پوچھی تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے نجار کی اولاد اس باغ کی مجھ سے قیمت کر کے مول لو تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کا مول نہیں چاہتے مگر اللہ سے تو تطبیق دونوں کے درمیان اس طور سے ہے کہ جب انہوں نے یہ بات کہی تو حضرت ﷺ نے پوچھا کہ تم میں سے اس کا خاص مالک کون ہے تو انہوں نے دو لڑکوں کو معین کیا تو حضرت ﷺ نے ان سے وہ جگہ مول کر لی اور احتمال ہے کہ جنہوں نے یہ بات کہی تھی کہ اس کا مول اللہ ہی سے چاہتے ہیں انہوں نے اس کا مول اپنے ذمہ لیا تھا کہ ہم اس کا مول مالک کو ادا کر دیں گے اور حضرت ﷺ کی مسجد پہلے چھپر تھا پھر حضرت ﷺ نے اس کو اینٹوں سے بنایا اور اس پر چھت ڈالی اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد مسلمان کا شعر پڑھا تو مناسبت شعر مذکور کی واسطے حال مذکور کے واضح ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو چیز وارد ہوئی ہے عمارت کے مکروہ ہونے میں وہ خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ حاجت سے زیادہ ہے اور امر دینی میں نہ ہو مانند بنانے مسجد کی یعنی حاجت سے زیادہ مکان بنانا مکروہ ہے اور یہ جو ابن شہاب نے کہا کہ ہم کو حدیثوں میں نہیں پہنچا کہ حضرت ﷺ نے کسی پورے شعر کا مصرعہ پڑھا ہو سوائے ان شعروں کے تو ابن تین نے کہا کہ انکار کیا ہے کہ زہری پر دو وجہ سے ایک یہ کہ یہ رجز ہے شعر نہیں اسی واسطے کے قائل کو راجز کہتے ہیں شاعر نہیں کہتے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ علماء کو اختلاف ہے کہ حضرت ﷺ نے شعر پڑھا ہے یا نہیں اور بنا بر جواز کے ایک مصرعہ پڑھا ہے یا زیادہ اور بعض کہتے ہیں کہ ایک مصرعہ شعر نہیں اور اس میں نظر ہے انتہی اور جواب پہلی وجہ انکار سے یہ ہے کہ جمہور اس پر ہیں کہ رجز شعر کی قسموں سے ہے جب کہ باوزن ہو اور بعض کہتے ہیں کہ جب حضرت ﷺ اس کو کہتے تھے تو قافیہ بندی کے ساتھ نہ پڑھتے تھے بلکہ ت کو باحرکت پڑھتے تھے اور ایک روایت میں اس طور سے آیا ہے فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ اور یہ باوزن نہیں اور دوسری وجہ کا جواب یہ ہے کہ منع حضرت ﷺ سے صرف شعر کا خود پیدا کرنا ہے نہ پڑھنا اس کا اور نہیں دلیل اوپر منع ہونے پڑھنے اس کے بطور مثال کے اور زہری نے جو کہا کہ ہم کو نہیں پہنچا تو اس میں زہری پر اعتراض نہیں اگرچہ حضرت ﷺ سے ثابت ہو کہ

آپ ﷺ نے شعر پڑھا سوائے اس کے کہ نقل کیا ہے اس کو زہری نے اس واسطے کہ اس نے تو صرف اس کی نفی کی ہے کہ مجھ کو نہیں پہنچا اس نے مطلق نفی نہیں کی علاوہ اس کے ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے کوئی شعر اس سے پہلے نہیں پڑھا مگر یہ سو شاید یہ روایت زہری کو نہیں پہنچی اور جو بخاری میں ہے وہ صحیح تر ہے اور وہ قول اس کا ہے کہ شعر ایک مسلمان مرد کا اور اس حدیث میں جواز قول شعر کا ہے اور اس کی قسموں کا خاص کر رجز کا لڑائی میں اور واسطے مدد کرنے کے اعمال شاقہ پر کہ اس میں اٹھانا ہمتوں کا ہے اور شجاعت اور جوش دلانا دلوں کو ہے او پر محنت کرنے امور مشکل کے۔ (فتح)

٣٦١٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ وَفَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا صَنَعْتُ سُفْرَةً لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ حِيْنَ أَرَادَا الْمَدِيْنَةَ فَقُلْتُ لِأَبِي مَا أَجِدُ شَيْئًا أَرْبِطُهُ إِلَّا نِطَاقِي قَالَ فَشُقِّيْهِ فَفَعَلْتُ فَسُمِّيْتُ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَسْمَآءُ ذَاتَ النِّطَاقِ.

٣٦١٧۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تیار کیا میں نے کھانا اور دستر خوان واسطے حضرت ﷺ کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جب کہ حضرت ﷺ نے مدینے کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو میں نے اپنے باپ سے کہا کہ نہیں پاتی میں کچھ چیز جس کے ساتھ دستر خوان کا سر باندھوں مگر اپنا کمر بند تو انہوں نے کہا کہ اس کو دو ٹکڑے کر لو تو میں نے کیا پس نام رکھی گئی میں ذات النطاقین یعنی صاحب دو کمر بند کے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کمر بند پھاڑنے کا باپ نے حکم کیا اور کمر بند اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ساتھ کمر باندھی جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک کپڑا ہے کہ اس کو عورت پہنتی ہے اور اس کے درمیان کو رسی سے باندھتی ہے پھر اس کی اوپر کی طرف کو نیچے کی طرف پر چھوڑ دیتی ہے۔ (فتح)

٣٦١٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ تَبِعَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاخَتْ بِهِ فَرَسُهُ قَالَ ادْعُ اللّٰهَ لِي وَلَا أَضُرُّكَ فَدَعَا لَهُ قَالَ فَعَطِشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

٣٦١٨۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے کی طرف متوجہ ہوئے تو سراقہ آپ ﷺ کے پیچھے لگا تو حضرت ﷺ نے اس کو بد دعا دی تو اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے کہا میرے واسطے اللہ سے دعا کیجیے اور میں آپ ﷺ کو ضرر نہیں کروں گا تو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے دعا کی تو اس نے نجات پائی سو حضرت ﷺ کو پیاس لگی سو آپ ﷺ ایک چرواہے پر گزرے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے پیالہ لیا اور بقدر پیاس کے اس

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِرَاعٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذْتُ قَدَحًا فَحَلَبْتُ فِيْهِ كُثْبَةً مِّنْ لَّبَنٍ فَأَتَيْتُهُ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ.

میں دودھ دوہا پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا سو آپ ﷺ نے پیا یہاں تک کہ میں راضی ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

۳۶۱۹۔ حَدَّثَنِيْ زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَسْمَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ فَأَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِيْ حَجْرِهِ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ تَابَعَهُ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَسْمَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا هَاجَرَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلٰى.

۳۶۱۹۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے حاملہ ہوئیں اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں نکلی یعنی مدینے کو اور حالانکہ میرے حمل کی مدت تمام ہو چکی تھی سو میں مدینے میں آئی اور قباء میں اتری اور میں نے اس کو قباء میں جنا پھر میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لائی تو میں نے اس کو آپ ﷺ کی گود میں رکھا پھر حضرت ﷺ نے کھجور منگوائی اور اس کو چبایا پھر اس کے منہ میں تھوکا تو جو چیز پہلے پہل اس کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ حضرت ﷺ کی تھوک تھی پھر کھجور کو اس کے منہ میں رکھ کر اس کے تالو کو اس سے ملا پھر اس کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ الٰہی اس میں برکت کر اور وہ اول لڑکا تھا جو پہلے پہل اسلام میں پیدا ہوا یعنی مدینے میں مہاجرین سے اور دوسری روایت میں ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ کی طرف ہجرت کی اور حالانکہ وہ حاملہ تھی۔

فائدہ: اور حبش میں پہلے پہل مہاجرین سے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور لیکن انصار سے مدینے میں ہجرت کے بعد سو پہلے پہل مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو مسلمانوں کو اس سے نہایت خوشی ہوئی اس واسطے کہ یہود کہتے تھے کہ ہم نے مسلمانوں کو جادو کر ڈالا ہے ان کے ہاں اولاد نہ ہوگی۔ (فتح)

۳۶۲۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

۳۶۲۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اول لڑکا جو اسلام میں پیدا ہوا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہے اس کو حضرت ﷺ کو پاس

اللّٰهُ عَنْهَا- قَالَتْ أَوَّلُ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَتَوْا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً فَلَاكَهَا ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِي فِيْهِ فَأَوَّلُ مَا دَخَلَ بَطْنَهُ رِيْقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

لائے سو حضرت ﷺ نے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں چبائی پھر اس کو ان کے منہ میں ڈالا سو پہلے پہل اس کے پیٹ میں حضرت ﷺ کی تھوک داخل ہوئی۔

فائدہ: اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت کے پہلے سال پیدا ہوئے۔

٣٦٢١- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَقْبَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أَبَا بَكْرٍ وَأَبُوْ بَكْرٍ شَيْخٌ يُعْرَفُ وَنَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَابٌّ لَا يُعْرَفُ قَالَ فَيَلْقَى الرَّجُلُ أَبَا بَكْرٍ فَيَقُوْلُ يَا أَبَا بَكْرٍ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ هٰذَا الرَّجُلُ يَهْدِيْنِي السَّبِيْلَ قَالَ فَيَحْسِبُ الْحَاسِبُ أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي الطَّرِيْقَ وَإِنَّمَا يَعْنِيْ سَبِيْلَ الْخَيْرِ فَالْتَفَتَ أَبُوْ بَكْرٍ فَإِذَا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقَهُمْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا فَارِسٌ قَدْ لَحِقَ بِنَا فَالْتَفَتَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اصْرَعْهُ فَصَرَعَهُ الْفَرَسُ ثُمَّ قَامَتْ تُحَمْحِمُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مُرْنِيْ بِمَا شِئْتَ قَالَ فَقِفْ مَكَانَكَ لَا تَتْرُكَنَّ أَحَدًا يَلْحَقُ بِنَا قَالَ فَكَانَ أَوَّلَ

٣٦٢١- انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مدینے کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے چڑھائے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بوڑھے مرد تھے پہچانے جاتے تھے (یعنی ان کو لوگ پہچانتے تھے اس واسطے کہ وہ سفر تجارت میں اہل مدینہ کے پاس سے ہو کر آتے جاتے تھے برخلاف حضرت ﷺ کے دونوں امروں میں کہ مکے سے ان کے سفر کا زمانہ بعید تھا اور نہ آپ ﷺ کو سفید بال آئے تھے نہیں تو در حقیقت حضرت ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے تھے) اور حضرت ﷺ جوان تھے نہ پہچانے جاتے تھے یعنی بہ سبب قوت بدن کے اور نہ سفید ہونے بالوں کے سو کوئی مرد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملتا تو کہتا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ تیرے آگے کون مرد ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے کہ یہ مرد مجھ کو راہ دکھاتا ہے تو گمان کرنے والا کرتا کہ اس کی مراد فقط راہ ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی مراد تو فقط نیکی کی راہ تھی سو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا تو اچانک دیکھا کہ ایک سوار ہے جو ان کو آ ملا تو کہا کہ یا حضرت ﷺ یہ سوار ہے جو ہم کو آ ملا حضرت ﷺ نے مڑ کر دیکھا سو کہا کہ الٰہی اس کو گرا دے تو گھوڑے نے اس کو گرا دیا پھر کھڑا ہوا بولتا یعنی بعد اس کے کہ وہ پچھتایا اور

النَّهَارِ جَاهِدًا عَلٰی نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ آخِرَ النَّهَارِ مَسْلَحَةً لَّهٗ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَانِبَ الْحَرَّةِ ثُمَّ بَعَثَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَآءُوْا إِلٰی نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِمَا وَقَالُوْا ارْكَبَا اٰمِنَيْنِ مُطَاعَيْنِ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّحَفُّوْا دُوْنَهُمَا بِالسِّلَاحِ فَقِيْلَ فِي الْمَدِيْنَةِ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشْرَفُوْا يَنْظُرُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ فَأَقْبَلَ يَسِيْرُ حَتّٰی نَزَلَ جَانِبَ دَارِ أَبِيْ أَيُّوْبَ فَإِنَّهٗ لَيُحَدِّثُ أَهْلَهٗ إِذْ سَمِعَ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَّهُوَ فِيْ نَخْلٍ لِّأَهْلِهٖ يَخْتَرِفُ لَهُمْ فَعَجِلَ أَنْ يَّضَعَ الَّذِيْ يَخْتَرِفُ لَهُمْ فِيْهَا فَجَآءَ وَهِيَ مَعَهٗ فَسَمِعَ مِنْ نَّبِيِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰی أَهْلِهٖ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ بُيُوْتِ أَهْلِنَا أَقْرَبُ فَقَالَ أَبُوْ أَيُّوْبَ أَنَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هٰذِهٖ دَارِيْ وَهٰذَا بَابِيْ قَالَ فَانْطَلِقْ فَهَيِّئْ لَنَا مَقِيْلًا قَالَ قُوْمَا عَلٰی بَرَكَةِ اللّٰهِ فَلَمَّا جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَّكَ جِئْتَ بِحَقٍّ وَقَدْ عَلِمَتْ يَهُوْدُ أَنِّيْ سَيِّدُهُمْ وَابْنُ

حضرت ﷺ سے دعا کی درخواست کی تو سوار یعنی سراقہ نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ مجھ کو حکم کیجیے جو چاہیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر کھڑا رہ البتہ نہ چھوڑ کسی کو کہ ہم کو ملے یعنی ہماری طرف کسی کو نہ آنے دینا سو دن کے پہلے پہر میں حضرت ﷺ سے لڑنے والا تھا اور پچھلے پہر آپ ﷺ کی نگہبانی کرنے والا تھا اپنے ہتھیاروں سے پھر حضرت ﷺ مدینے میں آئے اور پتھریلی زمین میں اترے پھر انصار کو بلا بھیجا تو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور دونوں کو سلام کیا اور کہا کہ دونوں سوار ہو جاؤ اس حال میں کہ دونوں بے خوف ہو جاؤ بدی دشمنوں کی سے اور فرمانبرداری کیے گئے ہو سو حضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اور انصار نے دونوں کے گرد ہتھیاروں سے گھیرا ڈالا تا کہ کوئی دشمن آپ کو ایذا نہ دے تو مدینے میں لوگوں نے کہا کہ اللہ کے پیغمبر تشریف لائے اللہ کے پیغمبر تشریف لائے بلند جگہوں پر چڑھ کر دیکھنے لگے اور کہتے تھے کہ اللہ کے نبی آئے اللہ کے نبی آئے سو حضرت ﷺ چلتے آگے بڑھے یہاں تک کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس اترے سو بے شک حضرت ﷺ اپنے لوگوں سے بات کرتے تھے کہ اچانک عبداللہ بن سلام (یہودیوں کے ایک بڑے عالم تھے) نے آپ ﷺ کو سنا اور وہ اپنے گھر والوں کی کھجوروں میں تھا ان کے واسطے پھل چنتا تھا سو جلدی کی اس نے یہ کہ رکھے پھل جو ان کے واسطے کھجوروں سے چنتا تھا یعنی عبداللہ بن سلام نے اتنی جلدی کی کہ پھل کو بھی اپنے گھر میں نہ پہنچایا سو وہ آیا اور حالانکہ پھل اس کے ساتھ تھا تو اس نے حضرت ﷺ کا کلام سنا اور مسلمان ہو گیا بعد اس کے کہ تین سوالوں کا جواب

سَیِّدِهِمْ وَأَعْلَمُهُمْ وَابْنُ أَعْلَمِهِمْ فَادْعُهُمْ فَاسْأَلْهُمْ عَنِّیْ قَبْلَ أَنْ یَّعْلَمُوْا أَنِّیْ قَدْ أَسْلَمْتُ فَإِنَّهُمْ إِنْ یَّعْلَمُوْا أَنِّیْ قَدْ أَسْلَمْتُ قَالُوْا فِیَّ مَا لَیْسَ فِیَّ فَأَرْسَلَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلُوْا فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا مَعْشَرَ الْیَهُوْدِ وَیْلَكُمْ اتَّقُوا اللّٰهَ فَوَاللّٰهِ الَّذِیْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ أَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا وَّأَنِّیْ جِئْتُكُمْ بِحَقٍّ فَأَسْلِمُوْا قَالُوْا مَا نَعْلَمُهُ قَالُوْا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ قَالَ فَأَیُّ رَجُلٍ فِیْكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوْا ذَاكَ سَیِّدُنَا وَابْنُ سَیِّدِنَا وَأَعْلَمُنَا وَابْنُ أَعْلَمِنَا قَالَ أَفَرَأَیْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ قَالُوْا حَاشٰی لِلّٰهِ مَا كَانَ لِیُسْلِمَ قَالَ أَفَرَأَیْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ قَالُوْا حَاشٰی لِلّٰهِ مَا كَانَ لِیُسْلِمَ قَالَ أَفَرَأَیْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ قَالُوْا حَاشٰی لِلّٰهِ مَا كَانَ لِیُسْلِمَ قَالَ یَا ابْنَ سَلَامٍ اخْرُجْ عَلَیْهِمْ فَخَرَجَ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ الْیَهُوْدِ اتَّقُوا اللّٰهَ فَوَاللّٰهِ الَّذِیْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَّهُ جَآءَ بِحَقٍّ فَقَالُوْا كَذَبْتَ فَأَخْرَجَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ﷺ سے ٹھیک سنا پھر اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ گئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے لوگوں سے کس کا گھر قریب تر ہے ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں قریب تر ہوں یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے فرمایا کہ جاؤ اور ہمارے واسطے دوپہر کے سونے کی جگہ تیار کرو انہوں نے کہا کہ دونوں اٹھو اللہ کی برکت پر سو جب حضرت ﷺ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر میں تشریف لائے تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ بے شک آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور بے شک آپ ﷺ سچا دین لائے ہیں اور البتہ یہودیوں کو معلوم ہے کہ میں ان کا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا اور ان میں بڑا عالم ہوں اور ان کے بڑے عالم کا بیٹا سو ان کو بلا کر میرا حال ان سے دریافت کیجیے پہلے اس سے کہ وہ معلوم کریں کہ میں مسلمان ہوا ہوں سو اگر وہ جانیں گے کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں تو میرے حق میں وہ کہیں گے جو مجھ میں نہیں یعنی مجھ پر بہتان باندھیں گے یعنی کہیں گے کہ بہت برا ہے تو حضرت ﷺ نے ان کو بلا بھیجا سو وہ آئے اور حضرت ﷺ پر داخل ہوئے یعنی بعد اس کے کہ عبداللہ بن سلام اندر چھپ کر بیٹھ رہے تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے گروہ یہود کے کہ ہو تم کو خرابی ڈرو اللہ سے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں البتہ تم کو معلوم ہے کہ میں سچا رسول ہوں اور میں تمہارے پاس سچا دین لایا ہوں سو تم مسلمان ہو جاؤ یہودیوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم اللہ کے رسول ہو یہ انہوں نے حضرت ﷺ سے تین بار کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تم میں کیسے شخص ہیں یہود نے کہا کہ وہ

ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں اور ہم میں بڑے عالم ہیں اور بڑے عالم کے بیٹے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مسلمان ہو جائیں تو تم مجھ کو مان لو گے کہا کہ اللہ اس کو اسلام سے پناہ میں رکھے وہ مسلمان نہیں ہو گا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا بتلاؤ تو اگر وہ مسلمان ہو جائے کہنے لگے اللہ کی پناہ وہ مسلمان ہو گا ہی نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا بتلاؤ کہ اگر اسلام کی طرف ہی آئے انہوں نے کہا کہ اللہ کی پناہ وہ ایسا نہیں ہے کہ مسلمان ہو جائے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے سلام کے بیٹے باہر نکل آ سو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور کہا کہ اے گروہ یہود کے کہ ڈرو اللہ سے کہ نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اس کے بے شک کہ تم جانتے ہو کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں اور وہ سچا دین لائے ہیں تو یہود نے کہا کہ تم جھوٹے ہو تو حضرت ﷺ نے ان کو نکال دیا۔

فائدہ: ایک روایت میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو سنا اور پہچانا میں نے آپ ﷺ کی صفت اور نام کو سو میں اس سے خوش تھا یہاں تک کہ حضرت ﷺ مدینے میں آئے سو میں نے آپ ﷺ کو سنا اور میں کھجور کے سر پر تھا سو میں نے سن کر اللہ اکبر کہا تو میری پھوپھی نے کہا کہ اگر تو موسیٰ علیہ السلام کو سنتا تو ایسا خوش نہ ہوتا تو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی وہ موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہیں پیغمبر کیے گئے ساتھ اس چیز کے کہ پیغمبر کیے گئے ساتھ اس کے موسیٰ علیہ السلام تو اس نے کہا کہ اے میرے بھتیجے یہ وہی ہیں کہ ہم خبر دیے جاتے تھے کہ وہ عنقریب پیغمبر کر کے بھیجے جائیں گے ساتھ نفس قیامت کے میں نے کہا ہاں اس نے کہا پس ایمان لا ساتھ ان کے اس وقت پھر میں آپ ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوا پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا سو میں نے ان کو حکم کیا ساتھ مسلمان ہونے کے تو وہ مسلمان ہوئے پھر میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ یہودی بڑے مفتری ہیں الخ اور کہتے ہیں کہ جب بادشاہ تبع نے مکے اور مدینے کے لوگوں سے جہاد کیا اور مدینے میں اترا تو چار سو یہودی عالم اس کے پاس گئے سو خبر دی اس کو عالموں نے ساتھ اس چیز کے کہ واجب ہے تعظیم کعبہ کی سے اور خبر دی اس کو کہ عنقریب ایک پیغمبر ہو گا اس کے رہنے کی جگہ مدینہ ہے تو اس نے ان عالموں کی تعظیم کی اور خانہ کعبہ کی بھی تعظیم کی

بایں طور کہ کعبے پر کپڑے کا غلاف چڑھایا اور پہلے پہل اس نے خانے کعبے کو غلاف چڑھایا پھر اس نے ایک کاغذ لکھا اور ان میں سے ایک عالم کے سپرد کیا اور اس کو وصیت کی کہ اگر تو اس پیغمبر کو پائے تو یہ میرا کاغذ اس کو پہنچا دینا سو کہتے ہیں کہ ابوایوب رضی اللہ عنہ جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں اتارا تھا وہ اس مرد کی اولاد سے تھے جس کے پاس تبع کا کاغذ تھا۔ (فتح)

٣٦٢٢۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ أَرْبَعَةَ اٰلَافٍ فِيْ أَرْبَعَةٍ وَّفَرَضَ لِابْنِ عُمَرَ ثَلَاثَةَ اٰلَافٍ وَّخَمْسَ مِائَةٍ فَقِيْلَ لَهٗ هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَلِمَ نَقَصْتَهٗ مِنْ أَرْبَعَةِ اٰلَافٍ فَقَالَ إِنَّمَا هَاجَرَ بِهٖ أَبَوَاهُ يَقُوْلُ لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهٖ.

٣٦٢٢۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مقرر کیا تھا عمر رضی اللہ عنہ نے واسطے مہاجرین کے (یعنی جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی یا جو جنگ بدر میں حاضر ہوئے) حصہ بیت المال سے چار ہزار چار میں یعنی ہر ایک کو ان میں سے چار ہزار دیتے تھے اور مقرر کیا حصہ واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساڑھے تین ہزار تو کسی نے ان سے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی مہاجرین میں سے ہیں سو تم نے ان کا حصہ چار ہزار سے کیوں کم کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہجرت کی ان کے ساتھ ان کے ماں باپ نے یعنی نہیں وہ اس شخص کی طرح جس نے اپنی مرضی سے ہجرت کی۔

فائدہ: یعنی وہ اس وقت اپنے باپ کی پرورش میں تھے ان کے باپ نے ہجرت کی تو وہ بھی ان کے ساتھ چلے آئے سو نہیں وہ اس کی طرح جس نے بذات خود مستقل ہجرت کی بغیر اتباع کے۔

٣٦٢٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيْقَ بْنَ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَبَّابٌ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ وَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَّضٰى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهٖ شَيْئًا مِّنْهُمْ

٣٦٢٣۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اس حال میں کہ ہم اللہ کی رضا مندی چاہتے تھے اور ہمارا ثواب اللہ کے نزدیک ثابت ہوا سو بعض ہم میں سے وہ ہیں کہ گزر گئے یعنی فوت ہو گئے اور اپنے اجر سے کچھ نہ کھایا ان میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں کہ جنگ احد کے دن شہید ہوئے سو نہ پائی ہم نے کچھ چیز جس میں ان کو کفنائیں مگر ایک کملی سیاہ اور سفید جب ہم اس سے ان کا سر ڈھانکتے تھے تو ان کے پاؤں کھل جاتے تھے اور جب ہم ان کے پاؤں ڈھانکتے تھے تو ان کا سر کھل جاتا تھا تو

مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نُكَفِّنُهُ فِيهِ إِلَّا نَمِرَةٌ كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ فَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ بِهَا وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنْ إِذْخِرٍ وَّمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا.

حضرت ﷺ نے ہم کو حکم کیا کہ ان کا سر ڈھانکو اور ان کے پاؤں پر اذخر کی گھاس ڈال دو اور بعض ہم میں سے وہ ہیں کہ ان کا پھل پختہ ہوا سو وہ اس کو چنتے ہیں۔

٣٦٢٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَدْرِي مَا قَالَ أَبِي لِأَبِيكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّ أَبِي قَالَ لِأَبِيكَ يَا أَبَا مُوسَى هَلْ يَسُرُّكَ إِسْلَامُنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِجْرَتُنَا مَعَهُ وَجِهَادُنَا مَعَهُ وَعَمَلُنَا كُلُّهُ مَعَهُ بَرَدَ لَنَا وَأَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقَالَ أَبِي لَا وَاللهِ قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيرًا وَأَسْلَمَ عَلَى أَيْدِينَا بَشَرٌ كَثِيرٌ وَإِنَّا لَنَرْجُو ذٰلِكَ فَقَالَ أَبِي لٰكِنِّي أَنَا وَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ ذٰلِكَ بَرَدَ لَنَا وَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقُلْتُ إِنَّ أَبَاكَ وَاللهِ خَيْرٌ مِّنْ أَبِي.

٣٦٢٤۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ کو کہا تم جانتے ہو کہ میرے باپ نے تیرے باپ سے کیا کہا تھا میں نے کہا کہ نہیں کہا کہ میرے باپ نے تیرے باپ سے کہا تھا کہ اے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کیا تجھ کو خوش لگتا ہے اسلام لانا ہمارا ساتھ حضرت ﷺ کے اور ہجرت کرنا ہمارا ساتھ آپ ﷺ کے اور جہاد کرنا ہمارا ہمراہ آپ ﷺ کے اور ہمارے سب عمل ساتھ آپ ﷺ کے اللہ کے نزدیک ثابت ہوں یعنی ہم کو ان کا ثواب ملے اور جو عمل کہ ہم نے حضرت ﷺ کے فوت ہونے کے بعد کیا ہے نجات پائیں ہم اس سے ازروئے کفایت کے برابر ساتھ برابر کے یعنی نہ موجب ثواب کا ہو اور نہ عذاب کا تو تمہارے باپ نے کہا کہ نہیں قسم ہے اللہ کی البتہ ہم نے حضرت ﷺ کے بعد جہاد کیا اور نماز پڑھی اور روزہ رکھا اور ہم نے بہت نیکیاں کیں اور ہمارے ہاتھ پر بہت لوگ مسلمان ہوئے اور بے شک ہم اس کے ثواب کی امید رکھتے ہیں سو میرے باپ یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لیکن میں تو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں عمر رضی اللہ عنہ کی جان ہے البتہ میں دوست رکھتا ہوں کہ بے شک پہلے عمل ہمارے واسطے ثابت ہوں اور جو عمل کہ ہم نے حضرت ﷺ

کے بعد کیے اس سے نجات پائیں از روئے برابر کے ساتھ برابر (ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) سو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ بے شک تیرا باپ بہتر ہے میرے باپ سے۔

فائدہ: اور مراد ابو بردہ رضی اللہ عنہ کی بہتر ہونا عمر رضی اللہ عنہ کا ہے اعتبار مذکور سے نہیں تو یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ افضل ہیں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے نزدیک سب گروہوں اسلام کے لیکن نہیں منع ہے کہ فوقیت دی جائے بعض مفضول کو ساتھ ایک فضیلت کے کہ نہ مستلزم ہو افضلیت مطلق کو اور باوجود اس کے پس عمر رضی اللہ عنہ اس فضیلت میں بھی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں اس واسطے کہ خوف کا مقام افضل ہے امید کے مقام سے پس علم محیط ہے ساتھ اس کے کہ آدمی نہیں خالی کسی نہ کسی قصور سے ہر چیز میں کہ ارادہ کرے خیر سے اور سوائے اس کے نہیں کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ واسطے کسر نفسی کے نہیں تو ان کے فضائل اور کمالات مشہور تر ہیں اس سے کہ ذکر کیے جائیں۔ (فتح الباری)

٣٦٢٥۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ أَوْ بَلَغَنِي عَنْهُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذَا قِيلَ لَهُ هَاجَرَ قَبْلَ أَبِيهِ يَغْضَبُ قَالَ وَقَدِمْتُ أَنَا وَعُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْنَاهُ قَائِلًا فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَنْزِلِ فَأَرْسَلَنِي عُمَرُ وَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ هَلِ اسْتَيْقَظَ فَأَتَيْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَبَايَعْتُهُ ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ فَانْطَلَقْنَا إِلَيْهِ نُهَرْوِلُ هَرْوَلَةً حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهِ فَبَايَعَهُ ثُمَّ بَايَعْتُهُ.

٣٦٢٥۔ ابو عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ جب ان کو کہا جاتا تھا کہ تم نے اپنے باپ سے پہلے ہجرت کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سو میں اور عمر رضی اللہ عنہ دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوپہر کے وقت سوتے پایا سو ہم اپنی جگہ کی طرف پلٹ گئے سو عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بھیجا اور کہا کہ جاؤ دیکھو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے ہیں یا نہیں سو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر میں عمر رضی اللہ عنہ کی طرف چلا سو میں نے ان کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے ہیں سو ہم بہت تیز چلے یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں اور عمر رضی اللہ عنہ دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو مراد یہ ہے کہ بیعت کے وقت آئے اور شاید یہ بیعت رضوان تھی اور احتمال ہے کہ ہو یہ بیعت غیر قتال پر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تو صرف اس واسطے اس کو ذکر کیا تا کہ بیان کرے سبب وہم اس شخص کا جو کہتا ہے کہ اس نے باپ سے پہلے ہجرت کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انہوں نے تو صرف اپنے باپ سے پہلے فقط بیعت کی تھی اور جب ان کی بیعت اپنے باپ کی بیعت سے پہلے ہوئی تو بعض

لوگوں نے کہا کہ ان کی ہجرت بھی اپنے باپ کی ہجرت سے پہلے ہوئی تھی اور حالانکہ اس طرح نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جلدی کی انہوں نے طرف بیعت کے اپنے باپ سے پہلے واسطے حرص کے اوپر حاصل کرنے خیر کے اور اس واسطے کہ اس کی تاخیر میں عمر رضی اللہ عنہ کا کچھ فائدہ نہ تھا اور باپ کے بعد پھر دوسری بار ہجرت کی (فتح)

۳۶۲۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ يُحَدِّثُ قَالَ ابْتَاعَ أَبُو بَكْرٍ مِنْ عَازِبٍ رَحْلًا فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ قَالَ فَسَأَلَهُ عَازِبٌ عَنْ مَسِيرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُخِذَ عَلَيْنَا بِالرَّصَدِ فَخَرَجْنَا لَيْلًا فَأَحْيَيْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ ثُمَّ رُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ فَأَتَيْنَاهَا وَلَهَا شَيْءٌ مِنْ ظِلٍّ قَالَ فَفَرَشْتُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْوَةً مَعِيَ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ قَدْ أَقْبَلَ فِي غُنَيْمَةٍ يُرِيدُ مِنَ الصَّخْرَةِ مِثْلَ الَّذِي أَرَدْنَا فَسَأَلْتُهُ لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ أَنَا لِفُلَانٍ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لَهُ هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ قَالَ نَعَمْ فَأَخَذَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ فَقُلْتُ لَهُ انْفُضِ الضَّرْعَ قَالَ فَحَلَبَ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَمَعِي إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ عَلَيْهَا خِرْقَةٌ قَدْ رَوَّأْتُهَا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ

۳۶۲۶۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عازب رضی اللہ عنہ سے اونٹ کا پالان خریدا سو میں نے ان کو اس کے ساتھ اٹھایا تو عازب رضی اللہ عنہ نے ان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا حال یعنی پالان کے اٹھانے سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ روکی گئی ہماری راہ ساتھ نگہبانی کے یعنی کافر گھاتے میں تھے کہ ہم کو پائیں سو ہم رات کو نکلے سو ہم نے اپنے رات اور دن کو زندہ رکھا یعنی رات اور دن چلے یہاں تک کہ ٹھیک دوپہر ہوئی پھر ہم کو ایک پتھر دراز نظر آیا سو ہم اس کے پاس آئے اور اس کے واسطے کچھ سایہ تھا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک چادر بچھائی جو میرے ساتھ تھی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر لیٹ گئے سو میں چلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد نگہبانی کرتا سو ناگہاں میں نے ایک چرواہا دیکھا کہ اپنی بکریوں میں سامنے چلا آتا ہے ہماری طرح پتھر کا سایہ چاہتا ہے تو میں نے اس سے پوچھا کہ اے غلام تو کس کا مملوک ہے کہا فلاں کا مملوک ہوں تو میں نے اس سے کہا کہ کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے اس نے کہا کہ ہاں میں نے اس کو کہا کہ تجھ کو دھونے کہ اجازت ہے اس نے کہا کہ ہاں تو اس نے اپنی بکریوں سے ایک بکری پکڑی سو میں نے ان سے کہا کہ تھن کو گرد سے جھاڑ لے سو اس نے بقدر پیاس کے دودھ دھویا سو میرے ساتھ پانی کی چھاگل تھی اس پر کپڑا لپٹا تھا تیار رکھا تھا میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کہ اس سے پانی پیتے تھے اور وضو کرتے تھے سو میں نے دودھ پر پانی ڈالا

ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ ارْتَحَلْنَا وَالطَّلَبُ فِي إِثْرِنَا قَالَ الْبَرَآءُ فَدَخَلْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ عَلٰى أَهْلِهٖ فَإِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهٗ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ أَصَابَتْهَا حُمّٰى فَرَأَيْتُ أَبَاهَا فَقَبَّلَ خَدَّهَا وَقَالَ كَيْفَ أَنْتِ يَا بُنَيَّةُ.

یہاں تک کہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا پھر میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لایا تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ پیجئے تو حضرت ﷺ نے پیا یہاں تک کہ میں راضی ہو گیا پھر ہم نے کوچ کیا اور ڈھونڈ نے والے ہمارے پیچھے تھے براء رضی اللہ عنہ نے کہا سو داخل ہوا میں ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس کے گھر والوں پر تو ناگہاں ان کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹی تھیں ان کو بخار تھا سو میں نے ان کے باپ کو دیکھا کہ انھوں نے اس کے رخسار چومے اور کہا کہ اے بیٹی کیا حال ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح علامات نبویہ ﷺ میں گزر چکی ہے اور کچھ سراقہ کی حدیث میں اور تھا براء رضی اللہ عنہ کا دخول ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اہل پر پردے کے اترنے سے پہلے قطعا اور نیز براء رضی اللہ عنہ اس وقت بالغ نہیں تھے اور اسی طرح عائشہ رضی اللہ عنہا بھی بالغ نہیں تھیں۔ (فتح)

٣٦٢٧۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَبِي عَبْلَةَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ وَسَّاجٍ حَدَّثَهٗ عَنْ أَنَسٍ خَادِمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِي أَصْحَابِهٖ أَشْمَطُ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ فَغَلَفَهَا بِالْحِنَّآءِ وَالْكَتَمِ وَقَالَ دُحَيْمٌ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي أَبُوْ عُبَيْدٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ وَسَّاجٍ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ أَسَنَّ أَصْحَابِهٖ أَبُوْ بَكْرٍ فَغَلَفَهَا بِالْحِنَّآءِ وَالْكَتَمِ حَتّٰى قَنَا لَوْنُهَا.

٣٦٢٧۔ انس رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے خادم سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے اور حالانکہ آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں کوئی بوڑھا نہ تھا یعنی ان کے بال بہت سفید تھے سوانہوں نے داڑھی کو مہندی اور وسمہ سے خضاب کیا اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں بڑی عمر والے ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے سو خضاب کیا اس کو مہندی اور وسمہ سے یہاں تک کہ اس کا رنگ نہایت سرخ تھا۔

فائدہ: کتم ایک قسم کے پتے ہوتے ہیں ان کے ساتھ خضاب کیا جاتا ہے مانند آس کی اور وہ ایک سبزہ ہے جو

چھوٹے پتھروں میں اگتا ہے اس کی شاخیں دھاگے کی طرح نیچے لٹک آتی ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ وسمہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نیل ہے۔(فتح)

۳۶۲۸۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِّنْ كَلْبٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ بَكْرٍ فَلَمَّا هَاجَرَ أَبُوْ بَكْرٍ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا ابْنُ عَمِّهَا هٰذَا الشَّاعِرُ الَّذِيْ قَالَ هٰذِهِ الْقَصِيْدَةَ رَثٰى كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَمَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ مِنَ الشِّيْزٰى تُزَيَّنُ بِالسَّنَامِ وَمَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ تُحَيِّيْنَا السَّلَامَةَ أُمُّ بَكْرٍ وَهَلْ لِيْ بَعْدَ قَوْمِيْ مِنْ سَلَامٍ يُحَدِّثُنَا الرَّسُوْلُ بِأَنْ سَنَحْيَا وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَآءٍ وَّهَامٍ.

۳۶۲۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو بنی کلب قبیلے سے نکاح کیا اس کو لوگ ام بکر کہتے تھے سو جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تو اس کو طلاق دی پھر نکاح کیا اس سے اس کے چچیرے بھائی اس شاعر نے جس نے یہ قصیدہ کہا کفار قریش کے واسطے مرثیہ کہا یعنی جب کہ وہ جنگ بدر کے دن مارے گئے اور بدر کے کنویں میں ڈالے گئے اور کیا ہے کنویں میں یعنی بدر کے کنویں میں اصحاب پیالوں کے سے جو زینت دیے گئے ہیں اور پر کیے گئے ہیں اونٹوں کی کوہانوں کے گوشت سے (یعنی اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت لوگوں کو کھلاتے تھے اور کوہان کو اس لیے خاص کیا کہ اس کا گوشت نہایت لذیذ ہوتا ہے) اور کیا ہے کنویں میں بدر کے کنویں میں گانے والے لونڈیوں اور شراب نوش بزرگوں سے اور دعا کرتی ہے مجھ کو ام بکر ساتھ سلامت رہنے کے قتل ہونے سے اور کیا ہے واسطے میرے بعد مرنے قوم میری کے سلامت رہنا یعنی جب میری قوم مرگئی تو میں کیونکر سلامت رہوں گا بیان کرتے ہیں ہم سے رسول ساتھ اس کے کہ ہم زندہ ہوں گے یعنی قیامت میں اور کس طرح زندہ ہونا الو اور کھوپڑی کا۔

فائدہ: حاصل معنی ان دونوں شعروں کے یہ ہیں کہ ان لوگوں نے دنیا کی عمدہ چیزوں اور لذیذ کھانوں سے خوب مزہ اٹھایا اور جو چاہا کھایا اور اب جو یہ کنویں میں پڑے ہیں تو ان کو عذاب نہیں ہام عطف تفسیری ہے واسطے اصداء کے اور بعض کہتے ہیں کہ صدی ایک جانور ہے جو رات کو اڑتا ہے اور ہام سر کی کوپری ہے کہ ان کے گمان میں اس سے الو نکلتا ہے اور مراد شاعر سے ان شعروں سے انکار قیامت کا ہے یعنی قیامت کو آدمی دوسری بار زندہ نہیں ہوں گے اور نہ کسی کا حساب ہوگا اور نہ کسی کے واسطے ثواب اور عذاب ہوگا گویا کہتا ہے کہ جب آدمی اس جانور کی طرح ہو گیا تو

پھر دوسری بار کس طرح آدمی بنے گا یعنی ممکن نہیں کہ آدمی مرنے کے بعد پھر جی اٹھے اور اہل لغت نے کہا کہ جاہلیت کے زمانے میں کافروں کا گمان تھا کہ جو قتل ہو جائے اس کی روح الو ہو جاتی ہے۔(فتح)

۳۶۲۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِأَقْدَامِ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ بَعْضَهُمْ طَأْطَأَ بَصَرَهُ رَآنَا قَالَ اسْكُتْ يَا أَبَا بَكْرٍ اثْنَانِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا.

۳۶۲۹۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں چھپا تھا سو میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے اچانک کفار قریش کے قدم دیکھے سو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر ان میں سے کوئی نیچے نظر کرے تو ہم کو دیکھ لے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ چپ رہ ہم دو ہیں ہمارا تیسرا ساتھ اللہ ہے یعنی غمگین نہ ہو ہمارا مددگار ہمارے ساتھ ہے اپنے علم سے جیسے کہ فرمایا ما یکون من نجوی ثلاثۃ الا ہو رابعہم الآیۃ۔

۳۶۳۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ الْهِجْرَةَ شَأْنُهَا شَدِيدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتُعْطِي صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تَمْنَحُ مِنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَحْلُبُهَا يَوْمَ وُرُودِهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا.

۳۶۳۰۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کا حال پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہائے افسوس تجھ پر! البتہ ہجرت کا امر تو نہایت سخت ہے سو کہا کہ کیا تیرے پاس اونٹ ہیں سو کہا کہ ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو ان کی زکوۃ دیا کرتا ہے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلا ان کو دودھ پینے کے واسطے عاریتاً بھی دیتا ہے اس نے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی پلانے کے دن بھی ان کا دودھ دوہتا ہے یعنی محتاجوں کو دیتا ہے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اسی طرح کیا کر اپنے دیہات میں جو شہروں سے پرے ہیں سو بے شک اللہ تیرے عمل سے کچھ نہ گھٹائے گا۔

فائدہ: اور جس ہجرت کا اس نے حال پوچھا تھا وہ دار الکفر کا چھوڑنا تھا اور لازم کر لینا احکام مہاجرین کو اوپر اپنے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ فتح مکہ کے بعد واقع ہوا تھا اس واسطے کہ اس وقت ہجرت فرض عین تھی پھر منسوخ ہوئی ساتھ اس حدیث کے کہ نہیں ہجرت بعد فتح مکہ کے اور مراد یہ ہے کہ جس جگہ تو عمل کرے گا وہیں تجھ کو ثواب ملے گا۔

بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ الْمَدِينَةَ

باب ہے بیان میں آنا حضرت ﷺ کا اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا مدینے میں

فائدہ: اس کا اختلاف پہلے گزر چکا ہے۔

۳۶۳۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَبِلَالٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

۳۶۳۱۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پہلے پہل ہمارے پاس یعنی مدینے میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے پھر ہمارے پاس عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ آئے۔

۳۶۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانَا يُقْرِئَانِ النَّاسَ فَقَدِمَ بِلَالٌ وَسَعْدٌ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَعَلَ الْإِمَاءُ يَقُلْنَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا قَدِمَ حَتَّى قَرَأْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى فِي سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ.

۳۶۳۲۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو پہلے پہل ہمارے پاس آئے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے پھر بلال رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ آئے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے مع ساتھ بیس اصحاب رضی اللہ عنہم کے پھر حضرت ﷺ تشریف لائے سو نہیں دیکھا میں نے مدینے والوں کو کہ کسی چیز کے ساتھ خوش ہوں جیسے حضرت ﷺ کے آنے سے خوش ہوئے یہاں تک کہ لونڈیوں نے کہنا شروع کیا تشریف لائے رسول اللہ ﷺ سو نہ تشریف لائے حضرت ﷺ یہاں تک کہ میں نے سورہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى مع چند سورتوں مفصل کے پڑھی۔

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے پہل مدینے میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آئے اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے پہل ابو سلمہ رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے تو تطبیق دونوں کے درمیان یوں ہے کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ مدینے میں ٹھہرنے کے قصد سے نہیں نکلے تھے بلکہ واسطے بھاگنے کے مشرکین سے بخلاف مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ مدینے

کی طرف اس نیت سے نکلے تھے کہ وہاں ٹھہریں اور وہاں کے مسلمانوں کو اسلام کے احکام کی تعلیم کریں تو ایک جہت سے ہر ایک کے واسطے اولیت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو نکلے لوگ راہوں میں اور گھروں پر اور لڑکے اور غلام کہتے تھے آئے محمد ﷺ اللہ کے رسول اللہ اکبر آئے محمد ﷺ اللہ کے رسول اور ایک روایت میں ہے کہ بنی نجار کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دف بجاتی ہوئی نکلیں اور وہ کہتی تھیں نَحْنُ جِوَارٌ مِّنْ بَنِی النَّجَارِ یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ۔ (فتح)

۳۶۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وُعِكَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ كُلُّ امْرِءٍ مُّصَبَّحٌ فِيْ أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ الْحُمّٰى يَرْفَعُ عَقِيْرَتَهٗ وَيَقُوْلُ أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَّحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَّجَلِيْلُ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِّيَاهَ مَجَنَّةٍ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَّطَفِيْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ.

۳۶۳۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مکے سے ہجرت کر کے مدینے میں آئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں دونوں کے پاس گئی تو میں نے کہا کہ اے باپ تو اپنے دل یا بدن کو کس طرح پاتا ہے یعنی آپ کے جی یا بدن کا کیا حال ہے اور اے بلال رضی اللہ عنہ تمہاری جان کا کیا حال ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تو یہ حال تھا کہ جب ان کو بخار ہوتا تھا تو کہتے تھے ہر مرد لایا گیا ہے موت صبح کے وقت اور حالانکہ وہ اپنے گھر والوں کے درمیان ہے۔

اور بلال رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب ان سے بخار اترتا تھا تو اپنی بلند آواز سے کہتے تھے ترنم کے ساتھ، خبردار ہو کہ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کیا میں کوئی رات مکہ کے میدانوں میں گزاروں گا اور حالانکہ میرے گرد اذخر اور جلیل کی گھاس ہو اور کیا میں مجنہ (ایک جگہ کا نام ہے مکہ کے قریب، جاہلیت کے زمانے میں وہاں بازار لگتا تھا) کے چشموں پر وارد ہوں گا اور کیا میرے واسطے شامہ اور طفیل (مکہ کے قریب دو پہاڑ ہیں) ظاہر ہوں گے یعنی مکہ کے جانے کے اشتیاق میں یہ اشعار پڑھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں حضرت ﷺ کے پاس آئی اور میں نے آپ کو اس حال سے خبر دی تو حضرت ﷺ نے

فرمایا: الٰہی! ہمارے نزدیک مدینہ کو پیارا کر جیسے ہم کو مکہ سے محبت ہے یا اس سے بھی زیادہ اور خوشگوار بنا دے مدینے کو اور برکت کر ہمارے لیے اس کے مد اور صاع میں اور لے جا اس کے بخار کو سو ڈال دے اس کو جحفہ میں۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ کہ اس کو کہا جاتا ہے کہ اور حالانکہ وہ اپنے گھر والوں میں مقیم ہے کہ صبح کرے تجھ کو اللہ تعالیٰ ساتھ خیر کے اور کبھی اچانک آتی ہے اس کو موت باقی دن میں اور وہ مقیم ہے اپنے گھر والوں میں اور موت قریب تر ہے جوتی کے تسمے سے یعنی جوتی کا تسمہ پاؤں کے نہایت قریب ہوتا ہے سو موت آدمی کو اس سے بھی قریب تر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ الٰہی لعنت کر ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور امیہ بن خلف کو جیسے انہوں نے ہم کو وبا کی زمین کی طرف نکالا (یعنی دور کر ان کو اپنی رحمت سے جیسے انہوں نے ہم کو اپنے وطن سے نکالا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور یہ پردے کے حکم کے اترنے سے پہلے تھا اور پہلے گزر چکا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی تپ ہو گئی تھی اور تھا پہنچنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ آل ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہجرت کے ساتھ ان کے ان کے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اور نکلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ابو رافع رضی اللہ عنہ ساتھ دو بیٹیوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ پہلے چلی آئی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا پیچھے رہی تھیں اپنے خاوند کے پاس وہ جنگ بدر کے بعد آئیں۔ (فتح)

٣٦٢٤۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ دَخَلْتُ عَلٰى عُثْمَانَ وَقَالَ بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ خِيَارٍ أَخْبَرَهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عُثْمَانَ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَاٰمَنَ بِمَا بُعِثَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣٦٢٤۔ عبیداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا تو اس نے کلمہ شہادت کہا پھر کہا حمد وصلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ بے شک اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا اور میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانا اور ایمان لایا ساتھ اس چیز کے کہ بھیجے گئے ساتھ اس کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر میں نے دو بار ہجرت کی اور پھر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی پائی اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی سو قسم ہے اللہ کی نہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حکمی کی اور نہ خیانت کی یہاں تک کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی۔

ثُمَّ هَاجَرْتُ هِجْرَتَيْنِ وَنِلْتُ صِهْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَابَعَهُ إِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ مِثْلَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے ان کا یہ قول ہے کہ میں نے دوبار ہجرت کی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلے حبش کی طرف ہجرت کی پھر وہاں سے مکے میں پلٹ آئے پھر مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی اور ان کے ساتھ ان کی بیوی تھی رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی۔ (فتح)

٣٦٣٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَأَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رَجَعَ إِلٰى أَهْلِهِ وَهُوَ بِمِنًى فِي اٰخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ فَوَجَدَنِي فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاءَ النَّاسِ وَغَوْغَاءَهُمْ وَإِنِّي أَرٰى أَنْ تُمْهِلَ حَتّٰى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ فَإِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ وَالسَّلَامَةِ وَتَخْلُصَ لِأَهْلِ الْفِقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ وَذَوِي رَأْيِهِمْ قَالَ عُمَرُ لَأَقُوْمَنَّ فِي أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُوْمُهُ بِالْمَدِيْنَةِ.

٣٦٣٥۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ آئے سو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے مجھ کو منیٰ میں پایا تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کہا کہ اے امیر المومنین حج کا موسم جمع کرتا ہے رذیل لوگوں کو یعنی اس میں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں شریف بھی اور رذیل بھی اور میں مناسب جانتا ہوں کہ تم دیر کرو یہاں تک کہ تم مدینے میں پہنچو کہ بے شک وہ گھر ہے ہجرت کا اور سنت کا اور خالص ہو تم واسطے اہل علم کے اور شریف لوگوں کے اور عقلمندوں کے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں کھڑا ہوں گا یعنی خطبہ پڑھوں گا اور لوگوں کو نصیحت کروں گا اول مقام میں کہ مدینے میں کھڑا ہوں گا۔

فائدہ: اس کا پورا قصہ آئندہ آئے گا اور مختصر یہ ہے کہ ایک شخص نے کہا تھا کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں فلاں سے بیعت کروں گا تو عمر رضی اللہ عنہ بہت غضبناک ہوئے اور چاہا کہ اس کو تنبیہ کریں عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے منع کیا اور کہا کہ موسم حج کے ہجوم میں یہ مناسب نہیں جب مدینے میں پہنچو گے جو مرضی ہو گی سو کرنا اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ یہاں تک کہ تم مدینے میں پہنچو کہ وہ گھر ہے ہجرت کا اور سنت کا۔ (فتح)

٣٦٣٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا

٣٦٣٦۔ خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام علاء ایک

إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِّنْ نِّسَآئِهِمْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ طَارَ لَهُمْ فِي السُّكْنٰى حِيْنَ اقْتَرَعَتِ الْأَنصَارُ عَلٰى سُكْنَى الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ فَاشْتَكٰى عُثْمَانُ عِنْدَنَا فَمَرَّضْتُهُ حَتّٰى تُوُفِّيَ وَجَعَلْنَاهُ فِيْ أَثْوَابِهِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ شَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْكِ أَنَّ اللَّهَ أَكْرَمَهُ قَالَتْ قُلْتُ لَا أَدْرِيْ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ فَمَنْ قَالَ أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَآئَهُ وَاللَّهِ الْيَقِيْنُ وَاللَّهِ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ وَمَا أَدْرِيْ وَاللَّهِ وَأَنَا رَسُوْلُ اللَّهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ قَالَتْ فَوَاللَّهِ لَا أُزَكِّيْ أَحَدًا بَعْدَهُ قَالَتْ فَأَحْزَنَنِيْ ذٰلِكَ فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ عَيْنًا تَجْرِيْ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ذٰلِكِ عَمَلُهُ.

عورت نے ان کی عورتوں سے حضرت ﷺ کی بیعت کی اس نے خارجہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اس کے حصے میں آیا گھر رکھنے میں جب کہ قرعہ ڈالا انصار نے بیچ رکھنے مہاجرین کے اپنے گھروں میں ام علاء نے کہا سو عثمان رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے ہمارے پاس سو میں نے اس کی تیمار داری کی یہاں تک کہ فوت ہوئے ہم نے ان کو ان کے کپڑوں میں کفنایا سو حضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے کہا کہ اے ابو السائب تجھ پر اللہ کی رحمت میری گواہی تمہارے واسطے ثابت ہے یعنی گواہی دیتی ہوں کہ بے شک اللہ نے تم کو اکرام کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے کہ اللہ نے اس کو اکرام کیا میں نے کہا یا حضرت ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں مجھ کو معلوم نہیں پس کون ہے کہ اس کو اکرام کرے یعنی اگر اللہ تعالیٰ ایسے ایماندار کو بھی اکرام نہ کرے تو پھر اور ایسا کون ہے کہ اللہ اس کو اکرام کرے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی سو اس کو تو موت آئی قسم ہے اللہ کی بے شک میں اس کے واسطے آخرت میں خیر اور بھلائی کی امید رکھتا ہوں اور قسم ہے اللہ کی کہ مجھ کو معلوم نہیں اور حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا ام علاء نے کہا سو قسم ہے اللہ کی کہ میں اس کے بعد کسی کو پاک نہیں کہوں گی ام علاء نے کہا سو اس بات نے مجھ کو غم میں ڈالا یعنی میں عثمان رضی اللہ عنہ کے حال سے غمناک ہوئی کہ مجھ کو اس کے ساتھ محبت تھی سو میں سوئی تو مجھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے ایک جاری چشمہ نظر آیا تو میں نے آ کر حضرت ﷺ کو خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس کا عمل ہے۔

فائدہ: عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فضلائے اصحاب سابقین میں سے ہیں۔

۳۶۳۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَاتُهُمْ فِيْ دُخُوْلِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ.

۳۶۳۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعاث کا دن ایک دن تھا کہ مقدم کیا تھا اس کو اللہ نے اپنے رسول کے واسطے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے اور حالانکہ ان کے گروہ میں پھوٹ بڑی تھی اور مارے گئے تھے سرداران کے واسطے داخل ہونے کے اسلام میں۔

فائدہ: یعنی اگر ان کے رئیس زندہ ہوتے تو سرکشی کرتے اور جب ریاست سے دوسرے کی فرمانبرداری قبول نہ کرتے اور اسلام میں داخل نہ ہوتے تو اس سبب سے دیگر عوام لوگ بھی اسلام قبول نہ کرتے اور بعاث کی جنگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے دس سال پیچھے واقع ہوئی تھی۔

۳۶۳۸۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحٰى وَعِنْدَهَا قَيْنَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاذَفَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَّإِنَّ عِيْدَنَا هٰذَا الْيَوْمُ.

۳۶۳۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے عید الفطر کے دن یا بقر عید کے دن اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو لڑکیاں تھیں جو گاتی تھیں ساتھ اس چیز کے جو انصار نے بعاث کے دن کہا یعنی جو بہادروں اور دلاوروں کی تعریف میں کہا تھا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو بار کہا کہ شیطان کا باجا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ چھوڑو ان کو بے شک ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ دن ہماری عید ہے۔

۳۶۳۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ يَزِيْدُ بْنُ حُمَيْدٍ الضُّبَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۳۶۳۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو مدینے کی بلالائی جانب میں ایک قبیلے میں اترے جس کو بنو عمرو بن عوف کہا جاتا تھا انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان میں چودہ رات ٹھہرے پھر بنی نجار کی قوم کو بلا بھیجا سو وہ آئے اپنے گلے میں تلواریں ڈالے

قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ فِيْ عُلْوِ الْمَدِيْنَةِ فِيْ حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ فَأَقَامَ فِيْهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَرْسَلَ إِلٰى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ قَالَ فَجَآءُوْا مُتَقَلِّدِيْ سُيُوْفِهِمْ قَالَ وَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَأَبُوْ بَكْرٍ رِدْفَهٗ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهٗ حَتّٰى أَلْقٰى بِفِنَاءِ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَالَ فَكَانَ يُصَلِّيْ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ وَيُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ إِنَّهٗ أَمَرَ بِبِنَآءِ الْمَسْجِدِ فَأَرْسَلَ إِلٰى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ فَجَآءُوْا فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ حَآئِطَكُمْ هٰذَا فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهٗ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ قَالَ فَكَانَ فِيْهِ مَا أَقُوْلُ لَكُمْ كَانَتْ فِيْهِ قُبُوْرُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَتْ فِيْهِ خِرَبٌ وَكَانَ فِيْهِ نَخْلٌ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ وَبِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ قَالَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ قَالَ وَجَعَلُوْا عِضَادَتَيْهِ حِجَارَةً قَالَ قَالَ جَعَلُوْا يَنْقُلُوْنَ ذَاكَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُوْنَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ يَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ إِنَّهٗ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْأٰخِرَةْ فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ.

اونچی نیچی تھی اور اس میں کھجور کے درخت تھے سو حضرت ﷺ ہوئے یعنی حضرت ﷺ کی نگہبانی کو اور گویا میں حضرت ﷺ کو دیکھتا تھا کہ اپنی اونٹنی پر سوار ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے سوار ہیں اور بنی نجار کی قوم آپ ﷺ کے گرد ہے یہاں تک کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے صحن میں اترے اور حضرت ﷺ کو جس جگہ نماز کا وقت ہوتا تھا وہیں پڑھ لیتے تھے یعنی اس واسطے کہ اس وقت کوئی مسجد نہ تھی اور نماز پڑھتے تھے بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ میں پھر حضرت ﷺ نے مسجد بنانے کا حکم کیا اور قوم بنی نجار کو بلا بھیجا سو وہ آئے تو فرمایا کہ اے نجار کی اولاد اس احاطے والے باغ کا مجھ سے مول کر کے قیمت لو بنی نجار نے کہا قسم ہے اللہ کی ہم اس کی قیمت نہیں چاہتے مگر اللہ تعالی سے یعنی ہم اس کو للہ دیتے ہیں سو تھی اس میں وہ چیز جو میں تمہارے واسطے بیان کرتا ہوں اس میں مشرکین کی قبریں تھیں اور ویران زمین تھی یعنی زمینے قبروں کو کھودنے کا حکم کیا سو مشرکین کی قبریں کھودی گئیں اور ویران زمین کے برابر کرنے کا حکم کیا سو برابر کی گئی اور کھجوروں کے کاٹنے کا حکم کیا سو کاٹی گئیں سو انہوں نے مسجد کے قبلے میں کھجوروں کو قطار باندھ کر کھڑا کیا اور اس کے دونوں چوکھٹ بنائے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے پتھروں کو لانا شروع کیا اور حالانکہ وہ شعر پڑھتے تھے اور حضرت ﷺ ان کے ساتھ تھے فرماتے الٰہی نہیں بھی زندگی مگر آخرت کی زندگی سو مدد کر انصار اور مہاجرین کی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا میں نہیں پاتا بیچ کھودنے قبروں مشرکین کے تاکہ وہاں مسجد بنائی جائے نص کو یعنی صریح اجازت کو کسی عالم سے ہاں اختلاف ہے کہ کیا طلب مال کے واسطے کھودی جائیں تو جمہور کہتے ہیں کہ جائز ہے کھودنا ان کا واسطے تلاش مال کے اور منع کیا اس کو اوزاعی نے اور یہ حدیث حجت ہے واسطے جواز کے اس واسطے کہ مشرک کی کچھ عزت نہیں اور نہ جیتے اور نہ مرتے اور اس کی بحث مساجد میں گزر چکی ہے اور کھجور کے درخت کا کاٹنا محمول ہے اس پر کہ ان کو پھل نہ لگتا تھا یا پھل لگتا تھا لیکن اس کی حاجت تھی۔ (فتح)

بَابُ إِقَامَةِ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ

ٹھہرنا مہاجر کا مکے میں بعد ادا کرنے عبادت حج اور عمرے کے

۳۶۴۰۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ ابْنَ أُخْتِ النَّمِرِ مَا سَمِعْتَ فِيْ سُكْنَى مَكَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لِّلْمُهَاجِرِ بَعْدَ الصَّدَرِ.

۳۶۴۰۔ عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ اس نے سائب سے پوچھا کہ کیا چیز سنی ہے تو نے بیچ رہنے مہاجرین کے مکے میں یعنی حج ادا کرنے کے بعد ان کو مکے میں کتنے دن ٹھہرنے کا حکم ہے اس نے کہا کہ میں نے علاء سے سنا کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین دن رہنا ہے واسطے مہاجرین کے مکے میں بعد پھرنے کے منیٰ سے۔

فائدہ: اور فقہ اس حدیث کی یہ ہے کہ مکے میں رہنا حرام تھا اس شخص پر جس نے اس سے ہجرت کی پہلے فتح مکہ کے لیکن مباح ہوا واسطے اس کے جو قصد کرے مکے کا ان میں سے ساتھ حج اور عمرے کے یہ کہ حج ادا کرنے کے بعد تین دن وہاں رہے یعنی اس کو تین دن مکے میں ٹھہرنا درست ہے اس سے زیادہ درست نہیں اسی واسطے سعد بن خولہ کے واسطے حضرت ﷺ نے مرثیہ کہا کہ وہ ہجرت کے بعد مکے میں مرا اور اس سے استنباط کیا جاتا ہے کہ تین دن ٹھہرنے سے آدمی مسافر کے حکم سے نہیں نکلتا اور نووی نے کہا کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ مہاجرین کو مکے میں وطن بنانا حرام ہے اور قاضی نے حکایت کی ہے کہ یہ قول جمہور کا ہے اور ایک جماعت نے اس کو ان کے واسطے جائز رکھا ہے سو محمول کیا ہے انہوں نے اس قول کو اس زمانے پر جس میں ہجرت واجب تھی کہا اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ فتح مکہ سے پہلے ان پر ہجرت واجب تھی یعنی فرض تھی اور فرض تھا ان پر مدینے میں رہنا واسطے مدد حضرت ﷺ کی کے اور سلوک کرنے کے ساتھ آپ ﷺ کے اپنے نفس سے اور لیکن مہاجرین کے سوا جو اور لوگ ہیں تو ان کو ہر شہر میں رہنا جائز ہے برابر ہے کہ مکہ ہو یا اس کے سوا کوئی اور شہر ہو ساتھ اتفاق کے انتہی الکلام القاضی اور مستثنیٰ کیا جاتا ہے اس سے وہ شخص جس کو حضرت ﷺ نے مدینے کے سوا اور شہر میں رہنے کی اجازت دی ہو اور استدلال کیا گیا ہے

ساتھ اس حدیث کے کہ طواف وداع مستقل عبادت ہے حج کی عبادتوں سے نہیں اور یہ صحیح تر دو وجہوں سے ہے مذہب میں واسطے قول اس کے بَعْدَ قَضَآءِ نُسُکِهٖ اس واسطے کہ طواف وداع کے بعد اقامت نہیں اور جب اس کے بعد ٹھہرے تو پھر طواف وداع نہیں رہتا اور تحقیق نام رکھا ہے اس کا قاضی واسطے عبادتوں اپنی کے پس معلوم ہوا کہ طواف حج کی عبادتوں سے نہیں اور قرطبی نے کہا کہ مراد ساتھ اس حدیث کے وہ شخص ہے جس نے ہجرت کی مکے سے طرف مدینے کے واسطے مدد حضرت ﷺ کے اور نہیں مراد وہ شخص جو ہجرت کرے مکے کے غیر سے اس واسطے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے ان کے جواب میں جب کہ انہوں نے مکے میں رہنے کو گناہ جانا اس واسطے کہ انہوں نے اللہ کے واسطے چھوڑا تھا سو جواب دیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے اور ان کو معلوم کروایا کہ تین دن کا ٹھہرنا اقامت نہیں اور جو بھاگے اپنا دین لے کر اس جگہ سے جس میں اس کو اپنے دین پر خوف ہو تو کیا اس کو بھی جائز ہے یہ کہ رجوع کرے طرف اس کے بعد گزرنے اس فتنے کے یا نہیں اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اگر اس کو اللہ کے واسطے چھوڑا ہو جیسا کہ مہاجرین نے کیا تو اس کو پھر آنا جائز نہیں اور اگر اس واسطے بھاگا ہو کہ اپنے دین کو بچائے اور اس کی ذات کو چھوڑنا مقصود نہ ہو اس کو اس جگہ پھر آنا درست ہے اور یہ توجیہ ٹھیک ہے لیکن یہ خاص ہے ساتھ اس کے جو گھر یا حویلی چھوڑے اور نہیں ہے حاجت طرف خاص کرنے مسئلے کو ساتھ اس کے۔

بَابُ التَّارِيْخِ مِنْ اَيْنَ اَرَّخُوا التَّارِيْخَ — باب ہے تاریخ کے بیان میں

فائدہ: جوہری نے کہا کہ تاریخ پہچاننا وقت خاص کا ہے اور کہتے ہیں کہ پہلی تاریخ طوفان سے پیدا ہوئی۔

۳۶۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا عَدُّوْا مِنْ مَّبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مِنْ وَّفَاتِهٖ مَا عَدُّوْا اِلَّا مِنْ مَّقْدَمِهِ الْمَدِيْنَةَ.

۳۶۴۱۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں گنا لوگوں نے تاریخ کو حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے کے وقت سے اور نہ آپ ﷺ کی وفات سے نہیں گنا انہوں نے مگر حضرت ﷺ کے مدینے میں آنے سے۔

فائدہ: یعنی آنے کے سال سے اور آپ ﷺ کے آنے کا مہینہ مراد نہیں اس واسطے کہ تاریخ تو سال کے ابتداء سے واقع ہوئی اور تحقیق ظاہر کی ہے بعض نے ساتھ شروع کرنے تاریخ کے ہجرت سے مناسبت کہا کہ جو معاملے آپ ﷺ کو پیش آئے اور جن سے تاریخ شروع کرنا ممکن تھا وہ چار ہیں حضرت ﷺ کا پیدا ہونا اور پیغمبر ہونا اور ہجرت کرنا اور وفات پانا تو ان کے نزدیک ترجیح اسی کو ہوئی کہ تاریخ کو ہجرت سے شروع کریں اس واسطے کہ پیدا ہونے اور پیغمبر ہونے کے سال کی تعیین میں اختلاف ہے اور لیکن وقت وفات کا پس اعتراض کیا انہوں نے اس سے اس واسطے کہ اس کے ذکر میں افسوس کی امید ہے تو ہجرت سے تاریخ شروع کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مؤخر کیا

انہوں نے اس کو ربیع الاول سے طرف محرم کے اس واسطے کہ ابتدا قصہ کی ہجرت پر محرم سے تھی اس واسطے کہ بیعت ذی حجہ کے درمیان میں واقع ہوئی تھی اور وہ مقدمہ تھا ہجرت کا سو پہلا چاند بعد بیعت کے اور قصد ہجرت کے محرم کا چاند تھا سو مناسب ہوا کہ وہاں سے تاریخ شروع کی جائے اور یہ قوی تر وجہ مناسب کے ہے ساتھ ابتداء کرنے تاریخ کے محرم سے اور ذکر کی ہیں لوگوں نے بیچ سبب عمل کرنے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے تاریخ پر کئی چیزوں پر ان میں سے ایک یہ کہ جو ابونعیم نے روایت کی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تمہارے خط ہمارے پاس آتے ہیں ان کی تاریخ معلوم نہیں ہوتی کہ کس دن کے لکھے ہوئے ہیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا سو بعض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے تاریخ شروع کی جائے اور بعض نے کہا کہ ہجرت کے دن سے شروع کریں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہجرت نے جدائی کی ہے درمیان حق اور باطل کے سو اس سے تاریخ شروع کرو اور یہ ستر واں سال تھا پھر بعض نے کہا کہ رمضان سے شروع کرو اور بعض نے کہا کہ محرم سے اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محرم سے شروع کرو کہ وہ وقت پھرنے لوگوں کا ہے حج سے سو سب نے اس پر اتفاق کیا اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تحریر لائی گئی جس کا وقت معین یعنی وعدے کا وقت شعبان تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کون سا شعبان مراد ہے گزرا ہوا یا حال کا یا آئندہ پھر فرمایا کہ لوگوں کے واسطے ایک تاریخ مقرر کرو کہ اس کو پہچانیں اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد یمن سے آیا تو اس نے کہا کہ میں نے یمن میں ایک چیز دیکھی اس کا نام تاریخ رکھتے ہیں لکھتے ہیں اس کو فلاں سال سے فلاں مہینے سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ خوب ہے تم بھی ایک تاریخ مقرر کرو لوگوں کو جمع کیا پھر ساری حدیث بیان کی جیسا کہ پہلے گزر کہ بعض نے کچھ کیا اور بعض نے کچھ الخ اور آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کا اشارہ عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ (فتح)

٣٦٤٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُرِضَتْ أَرْبَعًا وَتُرِكَتْ صَلَاةُ السَّفَرِ عَلَى الْأُولٰى تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ.

٣٦٤٢۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مکے میں دو رکعت نماز فرض ہوئی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی پھر چار رکعت نماز فرض ہوئی اور چھوڑی گئی سفر کی نماز پہلے حال پر۔

فائدہ: یعنی اس چیز پر کہ تھے اس پر عدم وجود زائد سے برخلاف نماز وطن کے کہ اس سے تین نمازوں میں دو دو رکعتیں زیادہ ہو گئیں پس معنی یہ ہیں کہ برقرار رکھی گئی نماز سفر کی اوپر جواز تمام کے یعنی جائز ہے پوری نماز پڑھنا

اگر چہ قصر کرنا واجب ہے۔(فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَمَرْثِيَتِهِ لِمَنْ مَّاتَ بِمَكَّةَ.

باب ہے بیان میں قول حضرت ﷺ کے کہ الٰہی جاری اور قائم رکھ میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کی ہجرت کو اور غم کھانا حضرت ﷺ کا واسطے اس شخص کے جو مکے میں فوت ہوا۔

فائدہ: مرثیہ مردے کی خوبیوں کو شمار کرنا ہے اور مراد یہاں افسوس کرنا اور دردناک ہونا ہے اس کے لیے اس واسطے کہ وہ اس شہر میں فوت ہوا جس سے اس نے ہجرت کی۔(فتح)

٣٦٤٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ مَّرَضٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرٰى وَأَنَا ذُوْ مَالٍ وَّلَا يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَةٌ لِّيْ وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ. قَالَ لَا قَالَ فَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ قَالَ الثُّلُثُ يَا سَعْدُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ ذُرِّيَّتَكَ أَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَّتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَسْتَ بِنَافِقٍ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا آجَرَكَ اللهُ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِيْ فِيْ امْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِيْ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَّرِفْعَةً وَّلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَّيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ اللّٰهُمَّ أَمْضِ

٣٦٤٣۔سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے سال حضرت ﷺ میری بیمار پرسی کو تشریف لائے یعنی ایک بیماری جس سے میں قریب المرگ ہوا میں نے کہا کہ آپ ﷺ دیکھتے ہیں کہ میری بیماری کس حد کو پہنچی یعنی میں بہت بیمار ہوں اور زندگی کی کچھ توقع نہیں اور میں بیمار ہوں اور میری صرف ایک بیٹی ہے اس کے سوا کوئی میرا وارث نہیں حکم ہو تو ایک حصہ بیٹی کو دوں اور دو حصے خیرات کروں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا کیا آدھا مال خیرات کروں یعنی اور آدھا بیٹی کو دوں فرمایا اے سعد رضی اللہ عنہ تہائی خیرات کر اور تہائی بھی بہت ہے اگر تو اپنی اولاد کو مال دار چھوڑے بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہاتھ پھیلا کر اور تو اللہ کی رضا مندی کے واسطے کچھ خرچ نہیں کرے گا مگر کہ اللہ تجھ کو اس کا ثواب دے گا یہاں تک کہ جو لقمہ تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا بھی ثواب پائے گا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں نے کہا یا حضرت ﷺ کیا میں چھوڑ دیا جاؤں گا بعد اپنے ساتھیوں کے چلے جانے کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ہرگز نہیں چھوڑا جائے گا اور تو کوئی عمل (صالح) نہیں کرے گا جس سے تو اللہ کی رضا مندی

لِأَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَآئِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِيْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ وَمُوْسٰى عَنْ إِبْرَاهِيْمَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ.

چاہتا ہو مگر اس کے سبب سے تیرا درجہ اور مرتبہ بلند ہو گا تو شاید کہ تو پیچھے چھوڑا جائے یعنی تیری زندگی بہت ہو گی کہ نفع پائیں گے تجھ سے گروہ اور ضرر پائیں گے تجھ سے اور لوگ یعنی تیرے جہاد سے مسلمانوں کو قوت ہو گی اور کافروں کو ضرر۔ الٰہی! جاری اور قائم رکھ میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کی ہجرت کو اور نہ پھیر ان کو ان کی ایڑیوں پر لیکن نہایت محتاج سعد بن خولہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے واسطے غم کھاتے تھے اور افسوس کرتے تھے اس پر کہ باوجود ہجرت کے کے میں آ کر فوت ہوئے۔

فائدہ: اور سیاق حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حج کرنے سے پہلے فوت ہوئے تھے (فتح) اور ایک روایت میں اولاد کے بدلے وارثوں کا ذکر آیا ہے۔

بَابُ كَيْفَ اٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهٖ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَقَالَ أَبُوْ جُحَيْفَةَ اٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَآءِ.

باب ہے بیان میں کہ کس طرح برادری کروائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان یعنی مہاجرین اور انصار کے۔ یعنی اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم مدینے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان برادری کروائی اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ برادری کروائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان سلمان رضی اللہ عنہ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: یعنی مہاجرین جب ہجرت کر کے مدینے میں آئے اور اپنا سب مال اسباب کے میں چھوڑ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصار کا بھائی بنا دیا یعنی کہا کہ ایک دوسرے کو اپنے سگے بھائی کی طرح جانے اور مرنے کے بعد ایک دوسرے کا وارث ہو اور ابن عبدالبر نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان دو بار برادری کروائی ایک بار خاص مہاجرین میں اور یہ کہ کے میں تھے اور دوسری بار مہاجرین اور انصار میں اور مراد اس جگہ یہی ہے اور واقدی نے ایک جماعت تابعین سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو برادری کروائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان مہاجرین کے اور برادری کروائی درمیان مہاجرین اور انصار کے اور آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے اور وہ نوے آدمی تھے بعض انصار سے اور بعض مہاجرین

سے اور بعض کہتے ہیں کہ سو تھے پھر جب اولوالارحام کی آیت اتری تو باطل ہوا آپس میں وارث ہونا ان کا ساتھ اس برادری کے میں کہتا ہوں کہ فرائض میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آئے گا جب مہاجرین مدینے میں آئے تو مہاجری انصاری کا وارث ہوتا تھا ساتھ اس برادری کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان کروائی ناتے داران کے وارث نہ ہوتے تھے پھر آیت ﴿أُولُوا الْأَرْحَامِ﴾ کی اتری اور سہیلی نے کہا کہ برادری کروائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان تا کہ دور ہو ان سے وحشت تنہائی کی اور تسلی پائیں اپنے اہل اور قبیلے کی جدائی سے اور ایک دوسرے کا بازو مضبوط کریں پھر جب اسلام غالب ہوا اور لوگ جمع ہوئے اور وحشت دور ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے وراثت باطل کی اور سب ایمانداروں کو آپس میں بھائی ٹھہرایا یعنی باہم دوستی رکھنے اور شمول دعوت میں اور اس کی ابتدا میں اختلاف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہجرت سے پیچھے پانچ مہینے اور بعض کہتے ہیں کہ نو مہینے اور بعض کہتے ہیں کہ مسجد کے بنانے کے وقت اور بعض اس کے سوا کہتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بھائی علی رضی اللہ عنہ کو بنایا اور ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے منہاج میں اس سے انکار کیا ہے یعنی جو کتاب اس نے ابن مطہر رافضی کے رد میں لکھی اور یہ رد کرنا نص کا ساتھ قیاس کے یعنی ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے قیاس کے ساتھ نص کو رد کیا ہے اور اس نے برادری کروانے کی حکمت نہیں سمجھی اس واسطے کہ مہاجرین اقویٰ تھے بعض سے ساتھ مال اور براوری کے پس برادری کروائی درمیان اعلیٰ اور ادنیٰ کے تا کہ رفاقت حاصل کرے ادنیٰ ساتھ اعلیٰ کے اور مدد لے اعلیٰ ساتھ ادنیٰ کے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی برادری درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور علی رضی اللہ عنہ کے کہ وہ لڑکپن کے زمانے سے ان کے ساتھ قائم تھے اور بدستور رہے۔(فتح) یہ حدیث پہلے کتاب البیوع میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے ذکر کرنا ہے ان لوگوں کا جن کے درمیان برادری واقع ہوئی مہاجرین اور انصار سے یعنی ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں جو مذکور ہوئے۔(فتح)

۳۶۴۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الْمَدِينَةَ فَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلَّنِي عَلَى السُّوقِ فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ

۳۶۴۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ انصاری کے درمیان برادری کروائی تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس کو پیش کش کی کہ اس سے اپنا اہل اور مال آدھوں آدھ بانٹ لے تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تجھ کو تیرے اہل اور مال میں برکت دے مجھ کو بازار کی راہ دکھا تو حاصل کیا اس نے کچھ نفع گھی اور پنیر سے تو چند روز کے بعد اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور اس پر زردی کا نشان تھا تو فرمایا کہ اے

وَسَمْنٍ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَيَّامٍ وَّعَلَيْهِ وَضَرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ فَمَا سُقْتَ فِيْهَا فَقَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہا میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا سو فرمایا کہ تو نے اس کو مہر کیا دیا کہا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری سے ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں آئے گی۔

بَابٌ

یہ باب ہے

۳۶۴۵۔ حَدَّثَنِيْ حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ بَلَغَهُ مَقْدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَأَتَاهُ يَسْأَلُهُ عَنْ أَشْيَاءَ فَقَالَ إِنِّيْ سَآئِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَمَا بَالُ الْوَلَدِ يَنْزِعُ إِلَى أَبِيْهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ بِهِ جِبْرِيْلُ آنِفًا قَالَ ابْنُ سَلَامٍ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ قَالَ أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُهُمْ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ زِيَادَةُ كَبِدِ الْحُوْتِ وَأَمَّا الْوَلَدُ فَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ مَاءَ الرَّجُلِ نَزَعَتِ الْوَلَدَ قَالَ أَشْهَدُ

۳۶۴۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے میں آنے کی خبر پہنچی سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ چیزیں پوچھنے کو سو کہا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین چیز کا سوال کرتا ہوں جنکو پیغمبر کے سوا کوئی نہیں جانتا سو فرمایئے کہ قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے اور بہشتی لوگ پہلا کھانا کیا کھائیں گے اور کیا سبب ہے کہ لڑکا اپنے ماں باپ سے مشابہ ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو اس کی ابھی خبر دی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ فرشتوں سے یہود کا دشمن ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے پہلی نشانی تو یہ ہے کہ آگ لوگوں کو مشرق سے مغرب تک ہانک لے جائے گی اور لیکن پہلا کھانا جس کو بہشتی کھائیں گے سو مچھلی کے کلیجے کی بڑی نوک ہوگی اور اسی طرح مشابہ ہونا بچے کا سو البتہ شان یہ ہے کہ جب مرد کی منی عورت کی منی پر سبقت لے اور غلبہ کرے تو مرد لڑکے کو اپنی صورت پر کھینچتا ہے اور جب عورت کی منی مرد کی منی پر سبقت کرے تو عورت لڑکے کو اپنی

أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهُتٌ فَاسْأَلْهُمْ عَنِّيْ قَبْلَ أَنْ يَّعْلَمُوْا بِإِسْلَامِيْ فَجَآءَتِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فِيْكُمْ قَالُوْا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَأَفْضَلُنَا وَابْنُ أَفْضَلِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوْا أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَأَعَادَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَتَنَقَّصُوْهُ قَالَ هٰذَا كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

صورت پر کھینچتی ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں پھر کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قوم یہود بڑے مفتری لوگ ہیں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے میرا حال دریافت کیجیے پہلے اس سے کہ میرا مسلمان ہونا ان پر معلوم ہو سو یہود آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تم میں سے کیسے مرد ہیں تو یہود نے کہا کہ وہ ہمارے بہتر ہیں اور بہتر کے لڑکے ہیں اور ہمارے افضل ہیں اور ہمارے افضل کے لڑکے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا بتلاؤ تو اگر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مسلمان ہو جائیں تو تم بھی مسلمان ہو جاؤ گے یہود نے کہا کہ اللہ اس کو اسلام سے پناہ میں رکھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پھر یہ فرمایا تو انہوں نے پھر یہی جواب دیا پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ ان کی طرف نکلے اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو یہود نے کہا کہ یہ شخص ہم میں نہایت برا ہے اور برے کا بیٹا ہے اور اس کو گھٹایا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اسی بات سے ڈرتا تھا۔

فائدہ: مچھلی کے کلیجے کی نوک کو اس واسطے خاص کیا کہ وہ کھانے میں نہایت لذیذ ہے اور کہتے ہیں کہ وہ مچھلی وہی ہے جس پر زمین کھڑی ہے اور اشارہ ہے ساتھ اس کے طرف تمام ہونے دنیا کے اور یہ جو کہا کہ جب مرد کی منی سبقت کرے الخ تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب مرد کی منی بلند ہو تو لڑکا اپنے چچوں کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر عورت کی منی غالب ہو تو اپنے ماموں کے مشابہ ہوتا ہے تو مراد اس حدیث میں بلند ہونے سے سبقت کرنا ہے اور ثوبان کی حدیث میں ہے کہ جب مرد کی منی عورت کی منی سے بلند ہو تو لڑکا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی بلند ہو تو لڑکی ہوتی ہے تو اس حدیث میں بلند ہونا اپنے ظاہر پر محمول ہے پس سبقت نشانی نر اور مادہ ہونے کی ہے اور بلند ہونا نشانی مشابہ ہونے کے ہے پس دور ہو گا اشکال اور دور ہو گی مراد ساتھ بلند ہونے کے جو مشابہ ہونے کا سبب ہے

باعتبار کثرت کے اس طور سے کہ دوسری منی اس میں معدوم ہو پس ساتھ اس سبب سے حاصل ہوگا شبہ اور یہ چند قسم ہے اولیٰ ہے کہ سبقت کرے منی مرد کی اور اکثر ہو تو حاصل ہوگا اس سبب سے نر ہونا اور مشابہ ہونا اور دوسری قسم اس کے برعکس ہے اور تیسری قسم یہ ہے کہ سبقت کرے منی مرد کی اور عورت کی منی بہت ہو تو اس حال میں بچہ نر ہوتا ہے اور مشابہ ماں کے ہوتا ہے اور چوتھی قسم اس کے برعکس ہے اور پانچویں قسم یہ ہے کہ مرد کی منی سبقت کرے اور دونوں برابر ہوں پس نر ہوتا ہے خاص کسی کے مشابہ نہیں ہوتا اور چھٹی قسم اس کے برعکس ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا نام پہلے حصین تھا پھر جب مسلمان ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ رکھا۔

٣٦٤٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ أَبَا الْمِنْهَالِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مُطْعِمٍ قَالَ بَاعَ شَرِيكٌ لِّي دَرَاهِمَ فِي السُّوقِ نَسِيئَةً فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللهِ أَيَصْلُحُ هٰذَا فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَاللهِ لَقَدْ بِعْتُهَا فِي السُّوقِ فَمَا عَابَهُ أَحَدٌ فَسَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَبَايَعُ هٰذَا الْبَيْعَ فَقَالَ مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَيْسَ بِهِ بَأْسٌ وَّمَا كَانَ نَسِيئَةً فَلَا يَصْلُحُ وَالْقَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَاسْأَلْهُ فَإِنَّهُ كَانَ أَعْظَمَنَا تِجَارَةً فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَقَالَ مِثْلَهُ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فَقَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نَتَبَايَعُ وَقَالَ نَسِيئَةً إِلَى الْمَوْسِمِ أَوِ الْحَجِّ.

٣٦٤٦۔ عبدالرحمن بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے ایک شریک نے کچھ درہم بازار میں ادھار بیچے یعنی ان کا بدل بالفعل نہ لیا تو میں نے کہا کہ سبحان اللہ کیا یہ درست ہے تو اس نے کہا سبحان اللہ میں نے اس کو بازار میں بیچا ہے تو کسی نے اس کو عیب نہیں کیا سو میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے اور ہم آپس میں یہ بیع کرتے تھے یعنی ادھار بیچنا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دست بدست ہو وہ درست ہے اور جو ادھار ہو وہ درست نہیں اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مل کر ان سے پوچھا کہ وہ ہم میں بہت تجارت کرتے ہیں ان کو یہ مسئلہ خوب یاد ہوگا تو میں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ملکر پوچھا تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا یعنی اگر ہاتھوں ہاتھ ہو تو درست ہے اور اگر ادھار ہو تو درست نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ہم حج کے موسم تک ادھار کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح شرکت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے اور ہم یہ بیع کرتے تھے پس تحقیق اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ برقرار رکھا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے معاملوں پر جن پر ان کو پایا مگر وہ چیز کہ اس کو مستثنیٰ کیا سو اس کو ان کے واسطے بیان کیا۔ (فتح)

بَابُ إِتْيَانِ الْيَهُودِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ — آنا یہود کا پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جب کہ آپ مدینے

وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ

میں تشریف لائے

فائدہ: یہود میں سے پہلے پہل ابو یاسر آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کا کلام سنا پھر جب پھر گئے تو اپنی قوم سے کہا کہ میرا کہنا مانو سو بیشک یہی ہے پیغمبر جس کا ہم انتظار کرتے تھے تو ان کے بھائی نے ان کا کہنا نہ مانا اور سب لوگ اس کا کہا مانتے تھے جب اس نے ابو یاسر کا کہنا نہ مانا تو اس کے سبب سے اور لوگوں نے بھی ان کو کہا نہ مانا اور ایک روایت میں ہے کہ میمون بن یامین حضرت ﷺ کے پاس آئے اور وہ یہود کے سردار تھے تو وہ مسلمان ہو گئے پھر کہا کہ یا حضرت ﷺ یہود کو بلا بھیجے اور مجھ کو منصف ٹھہرا لیجیے تو حضرت ﷺ نے اس کو اندر چھپا کر بٹھایا پھر ان کو بلایا تو وہ آئے اور آپ ﷺ سے کلام کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرد کا اختیار کرو جو میرے اور تمہارے درمیان منصف ہو یہود نے کہا کہ ہم میمون بن یامین سے راضی ہیں وہ منصف ہو حضرت ﷺ نے فرمایا اے میمون باہر آ تو انہوں نے کہا کہ بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک وہ اللہ کے سچے رسول ہیں تو انہوں نے ان کو سچا نہ مانا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ مدینے میں آئے اور یہود آپ ﷺ کی پیروی سے باز رہے تو آپ ﷺ نے ان کے درمیان ایک عہد نامہ لکھا اور وہ تین قبیلے تھے بنی قینقاع بنی نضیر اور بنی قریظہ سو تینوں نے عہد نامہ توڑ ڈالا سو حضرت ﷺ نے بنو قینقاع پر احسان کیا اور بنی نضیر کو شام کے ملک کی طرف جلا وطن کیا اور بنی قریظہ کی بیخ بنیاد اکھاڑ ڈالی وَسَيَأْتِيْ بَيَانُهُ مُفَصَّلًا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ۔ (فتح)

﴿هَادُوْا﴾ صَارُوْا يَهُوْدًا وَّأَمَّا قَوْلُهُ ﴿هُدْنَا﴾ تُبْنَا هَآئِدٌ تَائِبٌ

یعنی ھادوا کے معنی یہ ہیں یہودی ہو گئے یعنی اس آیت میں ﴿وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا سَمَّاعُوْنَ لِلْكَذِبِ﴾ اور اسی طرح قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ﴾ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے تیری طرف توبہ کی هَآئِدٌ کے معنی ہیں توبہ کرنے والا۔

٣٦٤٧۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اٰمَنَ بِيْ عَشَرَةٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ لَاٰمَنَ بِي الْيَهُوْدُ.

۳۶۴۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر دس یہودی میرے ساتھ ایمان لاتے تو سب کے سب مسلمان ہو جاتے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ بے مسلمان ہوئے کوئی یہودی باقی نہ رہتا اور کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ لوگ وہ ہیں جن کا اللہ نے سورہ مائدہ میں نام لیا ہے بنا بریں اس کے پس دس آدمی خاص ہیں نہیں تو یہودی دس سے زیادہ مسلمان ہوئے تھے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ لوگ وہ ہیں جو سردار تھے اور جو ان کے سوا تھے وہ سب ان کے تابعدار تھے اور نہ

مسلمان ہوئے ان میں سے مگر تھوڑے مانند عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اور وہ یہود میں مشہور رئیس تھے وقت آنے حضرت ﷺ کے مدینے میں اور بنونضیر سے ابو یاسر اور حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف اور رافع بن ابی حقیق اور بنی قینقاع سے عبداللہ بن حنیف اور فنحاص اور رفاعہ اور بنی قریظہ سے زبیر بن باطیا اور کعب بن اسد اور شمویل بن زید ہر ایک ان میں سے یہود میں سردار تھا اور کوئی ان میں مسلمان نہیں ہوا یعنی سوائے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اور اگر کوئی ایمان لاتا تو البتہ ایک جماعت ان میں سے ان کے تابع ہوتی لیکن عوام یہود سے کئی آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ (فتح)

٣٦٤٨۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ أَوْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْغُدَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَإِذَا أُنَاسٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ يُعَظِّمُوْنَ عَاشُوْرَآءَ وَيَصُوْمُوْنَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَحَقُّ بِصَوْمِهِ فَأَمَرَ بِصَوْمِهِ.

٣٦٤٨۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مدینے میں آئے اور اچانک یہودیوں میں سے چند لوگ عاشورے کے دن کی تعظیم کرتے تھے اور اس کا روزہ رکھتے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم لائق تر ہیں اس کے روزے کے تو آپ ﷺ نے اس کے روزے کا حکم کیا۔

٣٦٤٩۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَجَدَ الْيَهُوْدَ يَصُوْمُوْنَ عَاشُوْرَآءَ فَسُئِلُوْا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ أَظْفَرَ اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَبَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ عَلٰى فِرْعَوْنَ وَنَحْنُ نَصُوْمُهُ تَعْظِيْمًا لَّهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ ثُمَّ أَمَرَ بِصَوْمِهِ.

٣٦٤٩۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو یہود کو پایا کہ وہ عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں تو ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غالب کیا سو ہم اس کی تعظیم کے واسطے اس کا روزہ رکھتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم تم سے زیادہ تر لائق ہیں ساتھ تعظیم موسیٰ علیہ السلام کے پھر عاشورہ کے روزے کا حکم کیا۔

فائدہ: تو اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضرت ﷺ تو ربیع الاول کے مہینے میں مدینے میں آئے تھے اس وقت عاشورہ

کہاں تھا تو جواب یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا علم اس کے ساتھ متاخر ہوا ہو یعنی جب دوسرا سال داخل ہوا اور محرم آیا تو آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ یہود روزہ رکھتے ہیں۔

۳۶۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْدِلُ شَعْرَهٗ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ بِشَيْءٍ ثُمَّ فَرَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهٗ.

۳۶۵۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنے سر کے بالوں کو پیشانی پر ہی چھوڑتے تھے یعنی یوں ہی پڑے رہتے تھے بغیر مانگ نکالنے کے اور مشرکین اپنے سر کے بالوں میں مانگ نکالتے تھے اور اہل کتاب اپنے سر کے بال پیشانی پر چھوڑتے تھے اور حضرت ﷺ اہل کتاب کی موافقت کو درست رکھتے تھے اس چیز میں جس میں آپ ﷺ کو کوئی حکم نہ ہوا ہوتا پھر حضرت ﷺ نے اپنے سر میں مانگ نکالی۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ تھے حضرت ﷺ دوست رکھتے اہل کتاب کی موافقت کو جب کہ بت پرستوں کے مخالف ہوتے واسطے لینے کے اخف امرین کو پھر جب مکہ فتح ہوا تو بت پرست مسلمان ہوئے تو رجوع کیا طرف مخالفت باقی کفار کے اور وہ اہل کتاب تھے۔ (فتح)

۳۶۵۱۔ حَدَّثَنِيْ زِيَادُ بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّؤُوْهُ أَجْزَآءً فَآمَنُوْا بِبَعْضِهٖ وَكَفَرُوْا بِبَعْضِهٖ يَعْنِيْ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ﴾.

۳۶۵۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اہل کتاب ہیں کہ جنہوں نے کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا یعنی اس آیت میں ﴿الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ﴾ سو بعض کے ساتھ ایمان لائے اور بعض کے ساتھ کفر کیا۔

بَابُ إِسْلَامِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا

۳۶۵۲۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ بْنِ شَقِيْقٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ أَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا

۳۶۵۲۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ باری باری لیا ان کو کچھ اوپر دس مالکوں نے کہ ایک سے دوسرے نے خریدا۔

أَبُو عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ أَنَّهُ تَدَاوَلَهُ بِضْعَةَ عَشَرَ مِنْ رَّبٍّ إِلٰى رَبٍّ.

فائدہ: شاید اس کو یہ حدیث نہیں پہنچی کہ مالک کو رب کہنا منع ہے اور بضع تین سے دس تک کو کہتے ہیں۔

٣٦٥٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ أَنَا مِنْ رَّامِ هُرْمُزَ.

۳۶۵۳۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رام ہرمز کے اہل سے ہوں۔

فائدہ: اور وہ ایک شہر ہے فارس کی زمین میں۔

٣٦٥٤ـ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ فَتْرَةٌ بَيْنَ عِيسٰى وَمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ سِتُّ مِائَةِ سَنَةٍ.

۳۶۵۴۔ سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدت بند ہونے رسولوں کے درمیان عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو برس ہے۔

فائدہ: مراد فترت سے وہ مدت ہے جس میں کوئی رسول پیدا نہیں ہوا لیکن یہ منع نہیں کہ اس میں کوئی نبی ہوا ہو جو پچھلے رسول کی شریعت کی طرف بلائے اور ابن جوزی نے کہا کہ اس پر اتفاق ہے لیکن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فترت کا زمانہ پانچ سو ساٹھ برس کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ چار سو برس کا اور وجہ مناسبت ان حدیثوں کی ساتھ اسلام سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اشارہ ہے طرف اس کے جو حدیثیں اس کے قصے میں وارد ہوئیں ہیں وہ اس کی شرط پر نہیں اگرچہ بعض کی اسناد صحیح ہیں اور حاصل حدیثوں باب کا یہ ہے کہ وہ مسلمان ہوئے بعد اس کے کہ باری باری سے لیا ان کو ایک جماعت نے غلامی میں بعد اس کے کہ انہوں نے اپنے وطن سے ہجرت کی اور اتنی مدت طویل سے غائب رہے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے ان پر اسلام کے ساتھ احسان کیا کہ اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے۔

الحمد للہ پارہ پانزدہم تمام ہوا۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

١٦، ١٧، ١٨

مکتبہ اصحاب الحدیث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

شرح صحیح بخاری

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد آبادی حفظہ اللہ

بحسن اہتمام

عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۶

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد ششم

مصنف .... علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

دوسرا ایڈیشن .... اگست 2009ء
ناشر .... مکتبہ اصحاب الحدیث
قیمت مکمل سیٹ 10000
کمپوزنگ و ڈیزائننگ .... حافظ عبدالوھاب 0321-416-22-60

ڈسٹری بیوٹرز
مکتبہ اخوت
(مچھلی منڈی) اردو بازار۔ لاہور فون: 7235951

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔
042-7321823 0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْمَغَازِي. کتاب ہے بیان میں جنگوں اور لڑائیوں کے۔

فائدہ: اصل غزوہ کے معنی قصد کرنے کے ہیں اور مراد ساتھ مغازی کے اس جگہ وہ چیز ہے جو واقع ہوئی حضرت ﷺ کے قصد کرنے سے طرف کافروں کے ساتھ نفس نفیس اپنے کے یا ساتھ لشکر بھیجنے کے اپنی طرف سے اور قصد کرنا کافروں کا عام تر ہے اس سے کہ ان کے شہروں کی طرف ہو یا ان جگہوں کی طرف ہو جن میں اترے ہوں یعنی ان کے لشکر کے اترنے کی جگہ خواہ میدان ہوتا کہ داخل ہوں اس میں مثل جنگ احد اور خندق کی۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ الْعُشَيْرَةِ أَوِ الْعُسَيْرَةِ. باب ہے بیان میں جنگ عشیرہ یا عسیرہ کے۔

فائدہ: ٹھکانہ اس کا نزدیک جگہ حج کے ہے ینبع میں اس کے اور شہر کے درمیان راہ کے سوائے اور کچھ نہیں اس جنگ میں حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سو پچاس آدمی تھے اور بعض کہتے ہیں کہ دو سو آدمی تھے۔ حضرت ﷺ نے ابو سلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ کو اس میں اپنا خلیفہ بنایا یعنی اپنے پیچھے۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ أَوَّلُ مَا غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَبْوَآءَ ثُمَّ بُوَاطَ ثُمَّ الْعُشَيْرَةَ.

ابن اسحاق نے کہا کہ پہلے پہل حضرت ﷺ نے جنگ ابواء کی پھر بواط پھر عشیرہ۔

فائدہ: ابوا ایک گاؤں کا نام ہے اس کے اور جحفہ کے درمیان مدینہ کی طرف سے تیس میل کا فاصلہ ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ نام اس کا اس واسطے رکھا گیا ہے کہ اس میں وبا تھی اور ابن اسحاق کی مغازی میں ہے کہ غزوہ وداں ان کی پہلی جنگ ہے حضرت ﷺ کے سب جنگوں سے ہجرت سے بارہ مہینے کے بعد ماہ صفر میں حضرت ﷺ مدینے سے نکلے قریش کے ساتھ لڑنے کے ارادے سے پس عہد و پیمان کیا آپ ﷺ نے اس میں قوم بنی حمزہ بن بکر بن عبد مناف سے موادعت کی آپ ﷺ سے ان کے رئیس مجدی نے اور پلٹ آئے حضرت ﷺ اس میں بغیر لڑائی کے۔ ابن ہشام نے کہا کہ حاکم کیا تھا حضرت ﷺ نے مدینے پر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو اور نہیں ہے درمیان اس چیز کے کہ سیرت میں ہے اور درمیان اس چیز کے کہ نقل کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن اسحاق سے کچھ اختلاف اس واسطے کہ ابوا اور وداں دونوں مکان ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں ان کے درمیان چھ سات میل کا فاصلہ ہے اور ابو اسود نے اپنے مغازی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت ﷺ جب ابواء میں پہنچے تو عبید بن

حارث رضی اللہ عنہ کو ساٹھ مردوں کے ساتھ بھیجا تو وہ قریش کی ایک جماعت سے ملے اور ایک دوسرے پر تیر اندازی کی تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مارا اور پہلے پہل اللہ کی راہ میں سعد رضی اللہ عنہ ہی نے تیر مارا اور کہتے ہیں کہ پہلے پہل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو جھنڈا بنا کر دیا اور اسی طرح جزم کیا ہے ساتھ اس کے موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر اور واقدی نے اور اور لوگوں نے۔ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اٹھانے والے ابو مرثد رضی اللہ عنہ تھے حلیف حمزہ رضی اللہ عنہ کے۔ اور یہ واقعہ رمضان کے مہینے میں تھا پہلے سال ہجری میں اور تھے تیس مرد تا کہ قریش کے قافلے کو لوٹیں تو وہ ابو جہل سے ملے اور اس کے ساتھ ایک بڑی جماعت تھی پس حائل ہوا درمیان ان کے مجدی۔ ابن اسحاق نے کہا کہ ربیع الاول کے مہینے میں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے ارادے سے نکلے یہاں تک کہ بواط میں پہنچے رضویٰ کی طرف سے مگر اس میں بھی کسی سے نہ ملے یعنی قریش کے قافلے سے نہ ملے۔ ابن ہشام نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے پر سائب بن عثمان رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا اور لیکن جنگ عشیرہ پس کہا ابن اسحاق نے کہ وہ مکان ینبع میں تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف جمادی الاولیٰ میں نکلے تھے اس میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ قریش ہی سے لڑنے کا تھا پس عہد و پیمان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ساتھ بنی مدلج کے کنانہ سے۔ ابن ہشام نے کہا کہ حاکم کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں مدینے پر ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ کو اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ ان تینوں سفروں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطے نکلے تھے کہ قریش کے قافلے سے ملیں جبکہ وہ شام کو آتے جاتے اس راہ سے گزرتے تھے اور یہی سبب تھا جنگ بدر کے واقع ہونے کا اور اسی طرح وہ لشکر جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر سے پہلے بھیجا تھا کما سیاتی اور کہا ابن اسحاق نے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کی طرف پھرے تو کچھ دن نہ گزرے تھے کہ لوٹ کی کرز بن جابر فہری نے اور پر مواشی مدینہ کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ سفران میں پہنچے بدر کی اطراف میں تو کرز بن جابر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نہ آیا وہ کسی راہ سے بچ کر نکل گیا اور یہ پہلا بدر ہے اور تحقیق پہلے گزر چکا ہے کتاب العلم میں بیان عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے لشکر کا اور یہ کہ وہ اور ان کے ساتھی کچھ قریشیوں کو ملے اس حال میں کہ پھرنے والے تھے وہ قریشی ساتھ تجارت کے شام سے پس لڑائی کی انہوں نے ساتھ ان کے اور یہ جنگ رجب میں واقع ہوئی سو ان میں سے کچھ لوگوں کو قتل کیا اور کچھ کو قید کیا اور ان کا سب مال چھین لیا اور یہ پہلی لڑائی ہے جو اسلام میں واقع ہوئی اور پہلی غنیمت ہے جو ہاتھ آئی اور ان لوگوں میں سے جو مارے گئے عبداللہ بن حضرمی تھا بھائی عمرو بن حضرمی کا اور اسی ڈاکے کے سبب سے رغبت دلائی ابو جہل نے قریش کو جنگ بدر پر اور ترمذی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے ہجرت کر کے نکلے تو کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ قریش نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالا بیشک ہلاک ہو جائیں گے پس اتری یہ آیت ﴿اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ پہلی آیت ہے جو قتال میں اتری اور ذکر کیا ہے غیر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اذن دیا گیا ہے ان کو بیچ لڑنے کے ساتھ ان لوگوں

کے جولڑیں ان سے اس آیت کی رو سے ﴿وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ﴾ پھر حکم ہوا ان کو ساتھ لڑنے کے ساتھ اس آیت کے ﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا﴾ ۔الاٰیة۔

٣٦٥٥ ۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ كُنْتُ إِلٰى جَنْبِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ فَقِيْلَ لَهُ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ قَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ قِيْلَ كَمْ غَزَوْتَ أَنْتَ مَعَهُ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ قُلْتُ فَأَيُّهُمْ كَانَتْ أَوَّلَ قَالَ الْعُشَيْرُ أَوِ الْعُسَيْرَةُ فَذَكَرْتُ لِقَتَادَةَ فَقَالَ الْعُشَيْرَةُ.

٣٦٥٥۔ ابو اسحاق سے روایت ہے کہ میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا تھا تو کسی نے ان سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے کتنے جنگ کیے ہیں انہوں نے کہا کہ انیس جنگ کہا گیا کہ آپ نے حضرت ﷺ کے ساتھ کتنے جنگ کیے ہیں انہوں نے کہا کہ سترہ جنگ میں نے کہا کہ پس پہلے پہل کون سا جنگ ہوا کہا عشیر یا عسیرہ یعنی شک کے ساتھ ذکر کیا شعبہ کہتا ہے تو میں نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا سو انہوں نے کہا کہ عشیرہ ساتھ شین کے بغیر شک کے۔

فائدہ: سائل ابو اسحاق راوی ہے بیان کیا ہے اس کو اسرائیل بن یونس نے ابو اسحاق سے اور یہ جو انہوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے انیس جنگ کیے ہیں تو مراد ان کی ساتھ ان کے وہ جنگیں ہیں جن میں حضرت ﷺ خود بنفس نفیس نکلے برابر ہے کہ اس میں لڑے ہوں یا نہ لڑے ہوں لیکن ابو یعلیٰ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اکیس جنگ ہیں جن میں حضرت ﷺ خود تشریف لے گئے تھے سو دو جنگوں کا ذکر کرنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو بھول گیا اور شاید وہ دونوں ابواء اور بواط ہیں اور پوشیدہ رہا یہ اوپر ان کے واسطے کمسن ہونے ان کی کے اور احتمال ہے کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے دو کو ایک شمار کیا ہو پس تحقیق کہا ہے موسیٰ بن عقبہ نے کہ لڑائی کی حضرت ﷺ نے خود آٹھ جنگوں میں بدر میں، پھر احد میں، پھر احزاب میں، پھر مصطلق میں، پھر خیبر میں، پھر مکے میں، پھر حنین میں، پھر طائف میں، انتہیٰ ۔ اور نہیں ذکر کیا ہے اس نے جنگ قریظہ کو اس واسطے کہ جوڑا اس کو ساتھ احزاب کے اس واسطے کہ وہ اس کے پیچھے متصل تھا اور اس کے غیر نے اس کو جدا بیان کیا ہے واسطے واقع ہونے اس کے جدا بعد شکست کھانے لشکروں کفار کے اور اسی طرح اس کے غیر نے طائف اور حنین کو ایک ہی شمار کیا ہے اس واسطے قریب قریب ہونے ان دونوں کے پس جمع ہوگا اس تطبیق پر قول زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ کا اور تحقیق فراخی کی ہے اس میں ابن سعد نے پس پہنچی گنتی ان جنگوں کی جن میں حضرت ﷺ خود نکلے ستائیس کو اور تابع ہوا ہے اس میں واقدی کو اور وہ مطابق ہے واسطے اس چیز کے کہ شمار کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے لیکن اس نے جدا بیان کیا ہے وادی القری کو خیبر سے اشارہ کیا ہے طرف اس کے سہیلی نے اور شاید چھ زائدہ اسی قبیلے سے ہیں اور اسی پر محمول ہے جو عبدالرزاق نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ چوبیس جنگیں کی ہیں یعنی جس نے جنگوں کا شمار ستائیس یا اس سے زیادہ بیان کیا ہے تو اس نے سب

جنگوں کو جدا جدا بیان کیا ہے اور جس نے کم بیان کیا ہے اس نے بعض دو دو جنگوں کو ایک ایک شمار کیا ہے اور اس میں سب اقوال کی تطبیق ہو جاتی ہے واللہ اعلم اور لیکن بعوث اور سرایا یعنی چھوٹے چھوٹے لشکر جن کے ساتھ حضرت ﷺ خود تشریف نہیں لے گئے ہیں ابن اسحاق کے نزدیک چھتیس ہیں اور واقدی کے نزدیک اڑتالیس ہیں اور حکایت کی ہے ابن جوزی نے کہ ستاون ہیں اور مسعودی کے نزدیک ساٹھ ہیں اور ہمارے شیخ نے ستر سے زیادہ بیان کیے ہیں اور واقع ہوا ہے نزدیک حاکم کے اکلیل میں کہ وہ سو سے زیادہ ہیں پس شاید انہوں نے مغازی کو بھی ان کے ساتھ جوڑ لیا ہے اور یہ جو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ عشیرہ ہے تو ان کے اس قول پر سب اہل سیر کا اتفاق ہے اور یہی ٹھیک ہے اور لیکن غزوہ عسیرہ کا پس وہ جنگ تبوک ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَالَّذِينَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾ یعنی جو تابع ہوئے اس کے تنگی کی گھڑی میں اور نام رکھا گیا جنگ تبوک ساتھ اس کے یعنی عسیرہ کے واسطے اس چیز کے کہ تھی اس میں مشقت سے کما سیاتی بیانہ اور لیکن یہ جنگ پس منسوب ہے طرف مکان کے جس میں وہ پہنچے تھے اور اس کا نام عشیر یا عشیرہ ہے اور وہ ایک جگہ کا نام ہے اور ذکر کیا ہے ابن سعد نے کہ مطلوب اس جنگ میں قریش کا وہ قافلہ تھا جو تجارت کے واسطے مکہ سے شام کی طرف چلا تھا سو وہ قافلہ حضرت ﷺ سے فوت ہوا یعنی دوسری راہ بچ کا نکل گیا اور حضرت ﷺ اس کے پھرنے کے منتظر تھے سو نکلے حضرت ﷺ تا کہ اس کو آگے سے مل کر لوٹ لیں پس اسی سبب سے واقع ہوا جنگ بدر کا اور کہا ابن اسحاق نے کہ سبب بیچ جنگ بدر کے وہ ہے جو حدیث بیان کی مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ سے کہ ابو سفیان تیس سواروں کے ساتھ شام میں تھا ان میں سے مخرمہ بن نوفل اور عمرو بن عاص تھے سو متوجہ ہوئے طرف مکہ کے ایک بڑے قافلے میں کہ اس میں قریش کا مال تھا تو حضرت ﷺ ان کی طرف نکلے اور ابو سفیان خبریں ڈھونڈتا تھا سو اس کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کو لوٹنے کے ارادے سے نکلے ہیں تو اس نے ضمضم بن عمر کو مکے میں قریش کی طرف بھیجا اس حالت میں کہ رغبت دلاتا تھا ان کو واسطے بچانے اپنے مالوں کے اور ڈراتا تھا ان کو مسلمانوں سے پس طلب کیا ان سے ضمضم نے نکلنا واسطے لڑائی کے پس نکلے قریش ہزار سوار میں اور ان کے ساتھ سو گھوڑا تھا اور ابو سفیان کو سخت ڈر ہوا تو اس نے دریا کے کنارے کنارے راہ لی اور بہت جلد چلا یہاں تک کہ مسلمانوں سے بچ کر نکل گیا سو جب وہ بے خوف ہوا تو قریش کو پیغام بھیجا کہ پھر آؤ مسلمانوں کے ساتھ نہ لڑنا تو ابو جہل اس سے باز نہ آیا پس واقع ہوئی جنگ مقام بدر میں۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُقْتَلُ بِبَدْرٍ.

باب ہے بیان میں ذکر کرنے حضرت ﷺ کے اس شخص کو جو بدر میں مارا جائے گا۔

فائدہ: جنگ بدر کے واقع ہونے سے پہلے کچھ زمانہ، پس واقع ہوا مطابق اس کے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا اور تحقیق واقع ہوا ہے مسلم میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے انہوں نے روایت کی ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ بے شک حضرت ﷺ

دکھاتے تھے ہم کو جگہیں گرنے اہل بدر کی فرماتے تھے کہ کل یہاں فلانا گرے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہاں فلانا مارا جائے گا پس قسم ہے اس کی جس نے حضرت ﷺ کو سچا نبی بنا کر بھیجا کہ نہ چوکے وہ ان جگہوں سے یعنی جس جس جگہ کا حضرت ﷺ نے نشان بتلایا اسی اسی جگہ مارے گئے ایک بال بھر فرق نہ پڑا اور واقع ہوئی پیشین گوئی اور حالانکہ وہ بدر میں تھے اس رات میں جس کی صبح کو لڑائی ہوئی برخلاف حدیث باب کے وہ اس سے کچھ زمانہ پہلے ہے۔ (فتح)

٣٦٥٦ ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ صَدِيْقًا لِأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَّكَانَ أُمَيَّةُ إِذَا مَرَّ بِالْمَدِيْنَةِ نَزَلَ عَلٰى سَعْدٍ وَّكَانَ سَعْدٌ إِذَا مَرَّ بِمَكَّةَ نَزَلَ عَلٰى أُمَيَّةَ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ انْطَلَقَ سَعْدٌ مُعْتَمِرًا فَنَزَلَ عَلٰى أُمَيَّةَ بِمَكَّةَ فَقَالَ لِأُمَيَّةَ انْظُرْ لِيْ سَاعَةَ خَلْوَةٍ لَّعَلِّيْ أَنْ أَطُوْفَ بِالْبَيْتِ فَخَرَجَ بِهٖ قَرِيْبًا مِّنْ نِّصْفِ النَّهَارِ فَلَقِيَهُمَا أَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ يَا أَبَا صَفْوَانَ مَنْ هٰذَا مَعَكَ فَقَالَ هٰذَا سَعْدٌ فَقَالَ لَهٗ أَبُوْ جَهْلٍ أَلَا أَرَاكَ تَطُوْفُ بِمَكَّةَ اٰمِنًا وَّقَدْ أَوَيْتُمُ الصُّبَاةَ وَزَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ تَنْصُرُوْنَهُمْ وَتُعِيْنُوْنَهُمْ أَمَا وَاللّٰهِ لَوْلَا أَنَّكَ مَعَ أَبِيْ صَفْوَانَ مَا رَجَعْتَ إِلٰى أَهْلِكَ سَالِمًا فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ وَّرَفَعَ صَوْتَهٗ عَلَيْهِ أَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ مَّنَعْتَنِيْ هٰذَا لَأَمْنَعَنَّكَ مَا هُوَ أَشَدُّ عَلَيْكَ مِنْهُ طَرِيْقَكَ

٣٦٥٦۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ بے شک سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ امیہ بن خلف کا یار تھا اور جب امیہ مدینے میں گزرتا تھا یعنی شام کو جاتے ہوئے تو وہ سعد رضی اللہ عنہ کے پاس اترا کرتا تھا اور جب سعد رضی اللہ عنہ مکے سے گزرتے تھے تو امیہ کے پاس اترا کرتے تھے یعنی حضرت ﷺ کے ہجرت کرنے سے پہلے سو جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو سعد رضی اللہ عنہ عمرہ کرنے کو چلے تو مکے میں امیہ کے پاس اترے تو انہوں نے امیہ سے کہا کہ میرے واسطے کوئی گھڑی خلوت (یعنی جب کوئی آدمی نہ ہو) کے دیکھ یعنی تلاش کر شاید کہ میں خانہ کعبہ کا طواف کروں سو امیہ سعد رضی اللہ عنہ کو لے کر دوپہر کے قریب نکلا تو ابوجہل ان دونوں سے ملا سو اس نے کہا اے ابوصفوان (یہ امیہ کی کنیت ہے) تیرے ساتھ یہ کون ہے اس نے کہا یہ سعد ہے ابوجہل نے کہا کیا میں تجھ کو نہیں دیکھتا کہ تو مکے میں طواف کرتا ہے بے خوف اور حالانکہ تم نے دین سے پھرنے والوں کو یعنی مسلمانوں کو جگہ دی ہے اور تم کہتے ہو کہ ہم ان کی مدد اور اعانت کرتے ہیں خبردار رہو قسم ہے اللہ کی کہ اگر تو ابو صفوان کے ساتھ نہ ہوتا تو اپنے گھر والوں کی طرف سلامت نہ پھرتا تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس کو بلند آواز سے کہا کہ خبردار رہو قسم ہے اللہ کی اگر تو مجھ کو اس سے روکے گا تو البتہ روکوں گا میں تجھ کو اس چیز سے کہ وہ سخت تر ہے تجھ پر اس سے تیرے

عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ أُمَيَّةُ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ يَا سَعْدُ عَلٰى أَبِي الْحَكَمِ سَيِّدِ أَهْلِ الْوَادِيْ فَقَالَ سَعْدٌ دَعْنَا عَنْكَ يَا أُمَيَّةُ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّهُمْ قَاتِلُوْكَ قَالَ بِمَكَّةَ قَالَ لَا أَدْرِيْ فَفَزِعَ لِذٰلِكَ أُمَيَّةُ فَزَعًا شَدِيْدًا فَلَمَّا رَجَعَ أُمَيَّةُ إِلٰى أَهْلِهِ قَالَ يَا أُمَّ صَفْوَانَ أَلَمْ تَرَيْ مَا قَالَ لِيْ سَعْدٌ قَالَتْ وَمَا قَالَ لَكَ قَالَ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُمْ قَاتِلِيَّ فَقُلْتُ لَهُ بِمَكَّةَ قَالَ لَا أَدْرِيْ فَقَالَ أُمَيَّةُ وَاللّٰهِ لَا أَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ اسْتَنْفَرَ أَبُوْ جَهْلٍ النَّاسَ قَالَ أَدْرِكُوْا عِيْرَكُمْ فَكَرِهَ أُمَيَّةُ أَنْ يَخْرُجَ فَأَتَاهُ أَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ يَا أَبَا صَفْوَانَ إِنَّكَ مَتٰى مَا يَرَاكَ النَّاسُ قَدْ تَخَلَّفْتَ وَأَنْتَ سَيِّدُ أَهْلِ الْوَادِيْ تَخَلَّفُوْا مَعَكَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ أَبُوْ جَهْلٍ حَتّٰى قَالَ أَمَّا إِذْ غَلَبْتَنِيْ فَوَاللّٰهِ لَأَشْتَرِيَنَّ أَجْوَدَ بَعِيْرٍ بِمَكَّةَ ثُمَّ قَالَ أُمَيَّةُ يَا أُمَّ صَفْوَانَ جَهِّزِيْنِيْ فَقَالَتْ لَهُ يَا أَبَا صَفْوَانَ وَقَدْ نَسِيْتَ مَا قَالَ لَكَ أَخُوْكَ الْيَثْرِبِيُّ قَالَ لَا مَا أُرِيْدُ أَنْ أَجُوْزَ مَعَهُمْ إِلَّا قَرِيْبًا فَلَمَّا خَرَجَ أُمَيَّةُ أَخَذَ لَا يَنْزِلُ مَنْزِلًا إِلَّا عَقَلَ بَعِيْرَهُ فَلَمْ يَزَلْ بِذٰلِكَ حَتّٰى قَتَلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِبَدْرٍ.

راہ کو جو مدینے والوں پر گزرتی ہے یعنی جو راہ اس کے نزدیک ہے اور جس راہ سے تم شام کو تجارت کے واسطے جاتے ہو تو امیہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنی آواز کو ابو الحکم (ابو جہل) پر بلند نہ کر کہ وہ مکے والوں کا سردار ہے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چھوڑ ہم کو آپ سے اے امیہ یعنی بس اب تیری دوستی تمام ہو چکی اب تو ہم مسلمانوں کے ساتھ میل جول نہ رکھ پس قسم ہے اللہ کی میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے مسلمان تجھ کو اے امیہ مار ڈالنے والے ہیں امیہ نے کہا کہ مکے میں مجھ کو ماریں گے سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا تو امیہ اس بات سے سخت ڈرا (اور اس کا سبب یہ ہے جو دوسری روایت میں آ چکا ہے کہ امیہ نے کہا قسم ہے اللہ کی جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم بات کرتے ہیں تو جھوٹ نہیں بولتے پس قریب تھا کہ ڈر کے مارے اس کا گوز نکل جائے) سو جب امیہ اپنی عورت کی طرف پھرا تو کہا کہ اے ام صفوان کیا تو نہیں دیکھتی جو مجھ کو سعد نے کہا، تو اس کی عورت نے کہا کہ اس نے تجھ کو کیا کہا امیہ نے کہا کہ وہ کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خبر دی کہ مسلمان مجھ کو مار ڈالنے والے ہیں تو میں نے اس سے کہا کہ مکہ میں تو اس نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں سو امیہ نے کہا قسم ہے اللہ کی کہ میں مکے سے باہر نہیں نکلوں گا سو جب جنگ بدر کا دن ہوا (ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آیا پکارنے والا یعنی ضمضم، اور ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ جب وہ مکے میں پہنچا تو اس نے اپنا کرتا پھاڑ ڈالا اور پکارا کہ اے گروہ قریش بچاؤ اپنے مالوں کو جو ابوسفیان کے ساتھ ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کو آ لپٹے ہیں فریاد رسی کرو فریاد رسی کرو) تو ابو جہل نے لوگوں سے کہا کہ باہر نکلو اور اپنے قافلے کو پاؤ سو امیہ نے باہر نکلنے کو

مکروہ جانا تو ابو جہل اس کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اے ابو صفوان بے شک جب لوگ تجھ کو دیکھیں گے کہ تو پیچھے رہا اور حالانکہ تو مکے والوں کا سردار ہے یعنی اپنی قوم کا تو وہ بھی تیرے ساتھ باز رہیں گے سو نہ چھوڑا اس کو ابو جہل نے یہاں تک کہ امیہ نے کہا کہ مگر جب تو نے مجھ پر غلبہ کیا ہے پس قسم ہے البتہ میں مکے کا بہتر اونٹ خریدوں گا یعنی پس جب میں کسی چیز سے خوف کروں گا تو اس پر بھاگنے کے واسطے مستعد رہوں گا پھر امیہ نے وہ اونٹ خریدا پھر اپنی عورت سے کہا کہ اے ام صفوان مجھ کو سامان درست کر دے تو اس کی عورت نے اس سے کہا اور تو تحقیق بھول گیا ہے جو تیرے بھائی یثربی نے تجھ سے کہا تھا اس نے کہا میں بھولا نہیں اور میں نہیں چاہتا کہ میں ان کے ساتھ جاؤں مگر تھوڑی دور پھر جب امیہ نکلا تو شروع کیا اس نے یہ کہ نہ اترتا تھا کسی جگہ میں مگر کہ اپنے اونٹ کو باندھتا تھا یعنی ان کے ساتھ نہیں جاتا تھا ان کے پیچھے پیچھے جاتا تھا پس ہمیشہ رہا اسی حال پر یہاں تک کہ اللہ نے اس کو بدر میں قتل کیا۔

فائدہ: بیان کیا ہے ابن اسحاق نے اس صفت کو کہ مکر کیا تھا ساتھ اس کے ابو جہل نے امیہ کو یہاں تک کہ مخالفت کی اس نے اپنے نفس کی رائے کی بیچ نہ نکلنے کے مکے سے پس کہا اس نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابن ابی نجیح نے کہ امیہ بن خلف نے پکا ارادہ کیا تھا اوپر نہ نکلنے کے مکے سے اور تھا وہ بڈھا بھارے بدن والا سو عقبہ بن ابی معیط اس کے پاس انگیٹھی لایا یہاں تک کہ اس کو اس کے آگے رکھا اور کہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تو عورتوں میں سے ہے کہا کہ اللہ تیرے منہ کو برا کرے اور گویا ابو جہل نے متعین کیا تھا عقبہ کو اوپر اس کے یہاں تک کہ اس کے ساتھ یہ مکر کیا اور اس حیلے سے اس کو باہر نکالا اور تھا عقبہ بے وقوف۔ ابن اسحاق نے کہا کہ قتل کیا امیہ کو ایک مرد نے بنی مازن سے جو انصار سے ہے اور کہا ابن ہشام نے کہ شریک ہوا اس کے مارنے میں معاذ بن عفراء اور خارجہ بن زید رضی اللہ عنہما اور بعض کہتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا اور اس کا بیٹا علی بن امیہ پس قتل کیا تھا اس کو عمار رضی اللہ عنہ نے اور اس حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کئی معجزے ہیں، ظاہر اور بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ قوت نفس اور

یقین سے اور اس حدیث میں ہے کہ عمرے کا شان قدیمی ہے اور یہ کہ اذن دیا گیا تھا اصحاب کو عمرہ کرنے کا پہلے اس سے کہ عمرہ کریں حضرت ﷺ برخلاف حج کے واللہ اعلم۔(فتح) اور مناسبت حدیث کی ترجمہ سے اخیر جملے سے ہے کہ یہاں تک کہ اللہ نے اس کو قتل کیا۔(واللہ اعلم)

بَابُ قِصَّةِ غَزْوَةِ بَدْرٍ.

باب ہے بیان میں قصے جنگ بدر کے۔

فائدہ: بدر ایک مشہور گاؤں ہے منسوب ہے طرف بدر بن مخلد بن نضر بن کنانہ کے کہ وہ وہاں اترا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ بدر ایک کنویں کا نام ہے نام رکھا گیا ساتھ اس کے واسطے گول ہونے اس کے یا واسطے صاف ہونے پانی اس کے پس گویا کہ اس میں بدر یعنی چودھویں رات کا چاند دیکھا جاتا تھا اور واقدی نے بہت لوگوں سے اس کا انکار کیا ہے یعنی وہ گاؤں کا نام ہے کنویں کا نام نہیں۔(فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ إِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ أَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ أَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلَآئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ بَلٰى إِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَأْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلَآئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ﴾. (آل عمران:١٢٣).

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ البتہ تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم خوار تھے سو ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم شکر کرو (اے نبی) جب آپ کہنے لگے مسلمانوں کو کیا تم کو کفایت نہیں کہ تمہاری مدد بھیجے رب تمہارا تین ہزار فرشتے آسمان سے اترے البتہ اگر تم ٹھہرے رہو اور پرہیز گاری کرو اور وہ آئیں تم پر اسی دم تو مدد بھیجے تمہارا رب پانچ ہزار فرشتے پلے ہوئے گھوڑوں پر اور یہ تو اللہ نے تمہارے دل کی خوشی کی ہے اور تاکہ تسکین ہو تمہارے دلوں کو اور مدد صرف اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست ہے حکمت والا تاکہ کاٹ ڈالے بعض کافروں کو یا ذلیل کرے ان کو کہ پھر جائیں نامراد

فائدہ: یہ جو کہا کہ تم خوار تھے یعنی تھوڑے تھے بہ نسبت مشرکوں کے جو ان کے مدمقابل تھے اور اس جہت سے کہ وہ پیادے تھے مگر تھوڑے ان میں سے اور اس جہت سے کہ ان کے پاس ہتھیار نہ تھے اور مشرکین اس کے برعکس تھے اور اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت ﷺ نے لوگوں کو ابوسفیان کے ملنے کے واسطے بلایا تاکہ لوٹیں وہ چیز کہ اس کے ساتھ تھی قریش کے مالوں سے اور اس کے ساتھ آدمی تھوڑے تھے تو اکثر انصار کو یہ گمان نہ ہوا کہ لڑائی واقع ہوگی پس نہ

چلے ساتھ ان کے ان میں سے مگر تھوڑے اور نہ ساتھ لیا انہوں نے سامان تیاری کا جیسا کہ چاہیے تھا برخلاف مشرکوں کے اس واسطے کہ وہ مستعد ہو کر نکلے تھے واسطے بچانے اپنے مالوں کے اور اسی طرح قول اللہ تعالیٰ کا: ﴿اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ پس اختلاف کیا ہے اس میں اہل تاویل نے بعض کہتے ہیں کہ وہ نَصَرَ کے متعلق ہے پس بنا بر اس کے بدر کے قصے میں ہے اور اسی پر ہے عمل مصنف کا یعنی امام بخاری رالتیہ کا اور یہی قول ہے اکثر کا اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے داؤدی نے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ متعلق ہے ساتھ قول اللہ کے ﴿وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ﴾ بنا بر اس کے پس وہ متعلق ہے ساتھ قصے احد کے اور یہ قول عکرمہ اور ایک گروہ کا ہے اور تائید کرتی ہے پہلی وجہ کی وہ خبر جو روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ساتھ سند صحیح کے شعبی سے کہ بدر کے دن مسلمانوں کو پہنچی کہ کرز بن جابر مشرکوں کی مدد کرتا ہے پس اتاری اللہ نے یہ آیت کیا تم کو کفایت نہیں کہ مدد بھیجے تمہاری تمہارا رب تین ہزار فرشتے کہا اس نے پس نہ مدد کی کرز بن جابر نے مشرکوں کی اور نہ مدد بھیجی اللہ نے مسلمانوں کے ساتھ پانچ ہزار کی اور روایت ہے قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہ مدد کی اللہ نے مسلمانوں کی ساتھ پانچ ہزار فرشتوں کے اور ربیع بن انس سے روایت ہے کہ مدد کی اللہ نے مسلمانوں کی دن بدر کے ساتھ ہزار فرشتوں کے پھر زیادہ کیا ان کو پس تین ہزار ہو گئے پھر زیادہ کیا ان کو پس پانچ ہزار ہو گئے اور شاید کہ تطبیق دی ہے اس نے ساتھ اس کے درمیان دونوں آیتوں آل عمران اور انفال کی کے اور تحقیق اشارہ کیا ہے امام بخاری رالتیہ نے ساتھ اختلاف کے نزول میں پس ذکر کیا آیت ﴿وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ﴾ کو جنگ احد کے بیان میں اور اسی طرح قول اس کا ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْئٌ﴾ اور جو اس کے سوائے ہے اس کو جنگ بدر کے بیان میں ذکر کیا اور یہی ہے معتمد اور فور کے معنی غضب کے ہیں یہ قول عکرمہ اور مجاہد کا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ وَحْشِيٌّ قَتَلَ حَمْزَةُ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ يَوْمَ بَدْرٍ وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ﴾. (الأنفال:۷) الْاٰيَةَ الشَّوْكَةُ الْحَدُّ.

وحشی نے کہا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن طعیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کیا۔ یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب وعدہ دیا تم کو اللہ تعالیٰ نے دو گروہوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے واسطے ہے یعنی ایک تم کو ہاتھ لگے گا اور تم چاہتے تھے کہ جس میں اسلحہ نہ ہو وہ ہاتھ میں لگے۔

فائدہ: نازل ہوئی یہ آیت بدر کے قصے میں بغیر خلاف کے بلکہ ساری سورہ انفال یا اکثر بدر کے قصے میں اتری اور آئندہ آئے گا بیچ تفسیر قول سعید بن جبیر کے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ سورہ انفال کس باب میں اتری تو انہوں نے کہا کہ بدر میں اتری اور مراد ساتھ دو گروہوں کے قافلہ تجارت اور فوج ہے۔ پس تھا قافلے میں ابوسفیان

اور جو اس کے ساتھ تھے مانند عمرو بن عاص اور مخرمہ بن نوفل کے اور وہ چیز کہ ساتھ اس کے تھی اموال سے اور تھا فوج میں ابوجہل اور عتبہ بن ربیعہ وغیرہ قریش کے رئیسوں سے مستعد ساتھ ہتھیاروں کے اور تیار واسطے لڑائی کے اور مسلمان چاہتے تھے کہ قافلہ ہاتھ لگے اور یہی مراد ہے ساتھ اس آیت کے کہ تم چاہتے تھے کہ جس میں اسلحہ نہ ہو وہ ہاتھ لگے اور مراد ساتھ ذات شوکت کے وہ گروہ ہے جس میں ہتھیار تھے اور روایت کی طبرانی اور ابونعیم نے دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مکے والوں کا قافلہ شام سے آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو لوٹنے کے ارادے سے نکلے سو یہ خبر مکے والوں کو پہنچی تو انہوں نے قافلے کی طرف جلدی کی اور قافلہ مسلمانوں سے آگے بڑھ گیا اور وعدہ دیا تھا اللہ نے مسلمانوں کو کہ تم کو ایک گروہ ہاتھ لگے گا اور تھا ملنا قافلہ کا محبوب تر طرف ان کی اور سہل تر اسلحہ میں اور خاص تر لوٹنے میں اس سے کہ کفار قریش کے لشکر سے ملیں سو جب قافلہ ان سے فوت ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ بدر میں اترے پس واقع ہوئی لڑائی پھر ذکر کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک ٹکڑا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور پوری حدیث غزوہ تبوک میں آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ اس کا قول ہے کہ کسی کو عتاب نہ ہوا۔ (فتح)

٣٦٥٧ ۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا إِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ غَيْرَ أَنِّيْ تَخَلَّفْتُ عَنْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَّلَمْ يُعَاتَبْ أَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْهَا إِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ.

٣٦٥٧۔ عبداللہ بن کعب سے روایت ہے کہ میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ میں کسی جنگ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دینے سے پیچھے نہیں رہا مگر جنگ تبوک میں لیکن میں جنگ بدر میں پیچھے رہا اور اللہ نے کسی کو عتاب نہ کیا جو اس سے پیچھے رہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے قافلے کے ارادے سے نکلے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لڑائی کا ارادہ نہ تھا یہاں تک کہ جمع کیا اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کو غیر میعاد پر۔

فائدہ: یعنی اور بغیر ارادے لڑائی کے اور کہتے ہیں کہ اس قافلے میں ہزار اونٹ تھا اور پچاس ہزار اشرفی تھی اور اس میں قریش کے تیس مرد تھے اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس تھے اور بعض کہتے ہیں کہ ساٹھ تھے اور یہ جو انہوں نے کہا لیکن میں بدر میں پیچھے رہا تو یہ استثناء ہے مفہوم سے ان کے قول میں لَمْ اَتَخَلَّفْ اِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ میں سب جنگوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا ماسوائے تبوک کے اور انہوں نے

دونوں کو ایک لفظ کے ساتھ مستثنیٰ نہیں کیا اس واسطے کہ باز رہے تھے تبوک میں اپنے اختیار سے باوجود مقدم ہونے طلب کے اور واقع ہونے عتاب کے اور لیکن جو باز رہے اس سے برخلاف جنگ بدر کے بیچ ان سب امروں کے اسی واسطے مغایرت کی انہوں نے درمیان دونوں پیچھے رہنے کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَآئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ إِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ إِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ إِلَى الْمَلَآئِكَةِ أَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَأُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾. (الأنفال:١٣).

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب تم فریاد کرنے لگے اپنے رب سے سو اللہ نے تمہاری دعا قبول کی کہ میں مدد بھیجوں گا تمہاری ہزار فرشتے لگا تار آنے والے اور نہیں گردانا اس مدد کو اللہ نے مگر خوشخبری کے لیے اور اس واسطے کہ چین پکڑیں دل تمہارے اور نہیں مدد مگر اللہ کی طرف سے بے شک اللہ زور آور ہے حکمت والا جس وقت ڈال دی تم پر اونگھ اپنی طرف سے تسکین کو اور اتارا تم پر آسمان سے پانی کہ اس سے تم کو پاک کرے اور دور کرے تم سے شیطان کی نجاست کو اور تا کہ ثابت رکھے تمہارے دلوں کو اور محکم کرے پاؤں کو جب حکم بھیجا تمہارے رب نے فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں سو تم مسلمانوں کے دل ثابت کرو میں کافروں کے دلوں میں دہشت ڈال دوں گا سو مارو گردنوں پر اور کاٹو ان کے پور پور یہ اس واسطے کہ خلاف کیا انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا اور جو کوئی مخالف ہو اللہ کا اور اس کے رسول کا تو اللہ کی مار سخت ہے

فائدہ: اور پہلے گزر چکی ہے وجہ تطبیق کی درمیان قول اس کے بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اور درمیان قول اس کے بِثَلٰثَةِ الْاٰفٍ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں دو حدیثیں وارد کی ہیں پس مقداد رضی اللہ عنہ کے قصے میں بیان ہے اس چیز کا جو واقع ہوئی پہلے لڑائی سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں بیان فریاد کرنے کا ہے۔ (فتح)

٣٦٥٨ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ

٣٦٥٨۔ طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ میں مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے ایک جگہ حاضر ہوا یعنی جس جگہ کہ انہوں نے کہا جو بیان مذکور

شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ مَشْهَدًا لِأَنْ أَكُوْنَ صَاحِبَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُوْ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ لَا نَقُوْلُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى ﴿اِذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا﴾ وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَقَ وَجْهُهُ وَسَرَّهُ يَعْنِي قَوْلَهُ.

ہے البتہ ہونا میرا صاحب اس جگہ کا اور کہنا اس قول کو کہ انہوں نے کہا بہتر ہے نزدیک میرے اس چیز سے کہ تولی جائے ساتھ اس کے اس کا بیان یوں ہے کہ مقداد رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں کے خلاف بددعا کر رہے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہم نہیں کہتے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا کہ جا تو اور تیرا رب سو دونوں لڑو، لیکن ہم لڑتے ہیں کافروں سے آپ کے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ روشن ہوا اور مقداد رضی اللہ عنہ کے اس قول سے خوش ہوئے۔

فائدہ: یہ جوانہوں نے کہا کہ اس چیز سے کہ اس سے تولی جائے یعنی ہر اس چیز سے کہ مقابل ہو اس کے دنیاوی مال سے اور بعض کہتے ہیں کہ ثواب سے اور یا مراد عام تر ہے اس سے اور مراد مبالغہ ہے بیچ بیان کرنے عظمت اس جگہ کے اور یہ کہ اگر وہ اختیار دیے جائیں درمیان اس کے کہ ایسی جگہ اور ایسی بات کہنے کا ان کو موقع ملے اور درمیان اس کے کہ حاصل ہو واسطے ان کے وہ چیز کہ اس کے مقابل ہے جو چیز کہ ہو تو البتہ ہو حاصل ہونا اس جگہ کا واسطے ان کے محبوب تر طرف ان کی۔

فائدہ: ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ کہا اس کلام کو مقداد رضی اللہ عنہ نے جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفراء میں پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ قریش کا ارادہ جنگ بدر کا ہے اور یہ کہ نجات پائی ابوسفیان نے ساتھ اپنے ساتھیوں کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مشورہ لیا پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے پس کہا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دینے کے واسطے تقریر کی اور خوب تقریر کی پھر عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے پھر مقداد رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے پس ذکر کیا جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ پس کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی بنا کر بھیجا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو برک الغماد (ایک جگہ کا نام ہے یمن میں) تک لے جائیں تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کریں گے پھر فرمایا کہ ہم کو مشورہ دو پس لوگوں نے معلوم کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کو مراد رکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈر تھا کہ شاید انصار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ دیں اس واسطے کہ نہیں بیعت کی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے انصار نے مگر اس پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریں اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینا چاہے اس کو روکیں نہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمن کی طرف چلیں سو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدستور چلو واسطے اس چیز کے کہ جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا پس ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ ہیں سو حضرت ﷺ اس بات سے خوش ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شاید آپ ﷺ ایک کام کے واسطے نکلے تھے یعنی واسطے لوٹنے ان مالوں کے کہ ابوسفیان کے ساتھ قافلے میں تھے سو اللہ نے اس کے علاوہ امر پیدا کیا یعنی لڑائی پس آپ ﷺ بدستور چلیں پس جوڑیں رسے جس کے چاہیں اور کاٹیں رسی جس کے چاہیں اور دشمنی کریں جس سے چاہیں اور لیں ہمارے مالوں سے جتنا چاہیں اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو حضرت ﷺ نے فرمایا اور ہم مدینے میں تھے کہ مجھ کو ابوسفیان کے قافلے کی خبر پہنچی پس کیا تم چاہتے ہو کہ اس کی طرف نکلو شاید اللہ ہم کو اس کے مال سے غنیمت دے ہم نے کہا ہاں سو جب ہم ایک دو روز چلے تو آپ ﷺ کو خبر ہوئی اور آپ ﷺ نے ہم کو خبر دی پس کہا تیار ہو جاؤ واسطے لڑائی کے تو ہم نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ ہم تو لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے پھر حضرت ﷺ نے وہی بات کہی تو مقداد ﷺ نے آپ ﷺ کو کہا کہ ہم آپ کو نہیں کہتے جیسا کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اور لیکن ہم کہتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے ہمراہ لڑنے والے ہیں تو ہم انصار کے گروہ نے تمنا کی کہ ہم نے بھی ویسا کہا ہوتا جیسا مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا پس اتاری اللہ تعالیٰ نے یہ آیت: ﴿كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ﴾. (الأنفال: ٥)۔ (فتح)

٣٦٥٩ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ﴾. (القمر: ٤٥).

٣٦٥٩۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے دن فرمایا کہ الٰہی میں تجھ کو تیرا قول قرار یاد دلاتا ہوں یعنی کمال عاجزی کے ساتھ تیرے عہد و پیمان کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں الٰہی اگر تو چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری بندگی نہ ہوگی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کو اتنی دعا کفایت کرتی ہے سو حضرت ﷺ خیمے سے نکلے اور یہ فرماتے تھے کہ عنقریب کافروں کا لشکر بھاگ جائے گا اور پیٹھ پھیرے گا۔

فائدہ: یہ حدیث اصحاب رضی اللہ عنہم کی مرسل حدیثوں سے ہے اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وہاں حاضر نہیں تھے اور شاید لیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عمر رضی اللہ عنہ سے یا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پس مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جب بدر کی جنگ ہوئی تو آپ ﷺ نے مشرکوں کی طرف نظر کی اور وہ ہزار مرد تھے اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم تین سو انیس مرد تھے سو حضرت ﷺ نے قبلے کی طرف منہ کیا پھر اپنے دونوں ہاتھ دراز کیے پس ہمیشہ اپنے رب کے آگے عاجزی کرتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر آپ ﷺ کے کندھوں سے گری اور عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بدر کا دن ہوا تو حضرت ﷺ نے مشرکوں کی

طرف نظر کی اور ان کو زیادہ معلوم کیا اور مسلمانوں کی طرف نظر کی اور ان کو تھوڑے جانا سو آپ ﷺ نے دو رکعت نماز کی نیت کی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے داہنے طرف کھڑے ہوئے سو حضرت ﷺ نے دعا کی اور آپ ﷺ نماز میں تھے کہ الہی مجھ کو خوار نہ کر مجھ کو ذلیل نہ کر الہی میں تیرا قول قرار تجھ کو یاد دلاتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ الہی یہ قریش ہیں بڑے فخر اور تکبر کے ساتھ آئے ہیں لڑتے ہیں اور تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں الہی پس میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ ایک قبہ میں تھے اور مراد ساتھ قبے کے خیمہ ہے جس کو اصحاب رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے بیٹھنے کے واسطے بنایا تھا اور طبرانی میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں سنا ہم نے کسی کو کہ گم شدہ چیز کو ڈھونڈتا ہو سخت تر ڈھونڈنا محمد ﷺ سے واسطے اپنے رب کے دن بدر کے الہی میں تجھ کو تیرا قول قرار یاد دلاتا ہوں یعنی انتہائی درجے کی التجا کی۔ سہیلی نے کہا کہ حضرت ﷺ کی بہت عاجزی اور سخت التجا کرنے کا سبب یہ تھا کہ آپ ﷺ نے فرشتوں کو دیکھا تھا کہ لڑائی میں محنت اٹھاتے ہیں اور انصار موت کی تمنا کرتے ہیں اور جہاد کبھی ہتھیاروں کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی دعا کے ساتھ اور سنت ہے کہ امام لشکر کے پیچھے ہو اس واسطے کہ وہ ان کے ساتھ نہیں لڑتا پس نہیں مناسب کہ اپنی جان کو راحت دے پس مشغول ہوئے حضرت ﷺ ساتھ ایک دو امروں کے اور وہ دعا ہے اور یہ جو کہا کہ الہی اگر تو چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری بندگی نہ ہو گی اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ الہی اگر تو مسلمانوں کی اس جماعت کو ہلاک کر ڈالے گا تو زمین میں تیری بندگی نہیں ہو گی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے یہ اس واسطے کہا کہ آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا پس اگر آپ ﷺ اور آپ کے ساتھی اس وقت ہلاک ہو جاتے تو نہ اٹھایا جائے گا کوئی جو ایمان کی طرف بلائے اور مشرکین بدستور اللہ کے سوا اوروں کی بندگی کرتے رہیں گے پس معنی یہ ہیں کہ نہ عبادت کی جائے گی زمین میں ساتھ اس شریعت کے۔ اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے حضرت ﷺ نے یہ دعا جنگ احد کے دن بھی کی تھی اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور چادر اٹھا کر آپ ﷺ کے مونڈھوں پر ڈال دی پھر پیچھے سے آپ ﷺ کو لپٹے سو کہا کہ اتنی دعا آپ کو کفایت کرتی ہے پس تحقیق اللہ پورا کرے گا واسطے آپ کے جو اس نے آپ سے وعدہ کیا پس اتاری اللہ تعالیٰ نے یہ آیت: ﴿اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ﴾ الآیۃ پس مدد دی اللہ نے آپ کو ساتھ فرشتوں کے اور معلوم ہو گئی ساتھ اس زیادتی کے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔ کہا خطابی نے نہیں جائز ہے وہم کرنا یہ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ سے زیادہ اللہ پر اعتماد تھا بلکہ باعث واسطے حضرت ﷺ کے اوپر ان کے شفقت آپ ﷺ کی تھی اپنے اصحاب پر اور قوی کرنا ان کے دلوں کا اس واسطے کہ یہ پہلی لڑائی تھی جس میں حاضر ہوئے تھے پس مبالغہ کیا حضرت ﷺ نے توجہ و دعا اور عاجزی میں تا کہ ان کے دلوں کو اطمینان ہو اس واسطے کہ وہ جانتے تھے

کہ آپ ﷺ کا وسیلہ قبول کیا گیا ہے سو جب کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے جو کہا تو اس سے باز رہے اور آپ ﷺ نے معلوم کیا کہ آپ کی دعا قبول ہوئی واسطے اس چیز کے کہ پائی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس میں قوت اور اطمینان سے یعنی اس واسطے کہ آپ ﷺ کو دعا سے مطلوب یہی تھا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے دلوں کو قوت اور اطمینان ہو سو ابو بکر رضی اللہ عنہ میں قوت پائی گئی پس اسی واسطے حضرت ﷺ نے اس کے پیچھے یہ آیت پڑھی: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ﴾ انتھی اور پھسل گیا پاؤں اس شخص کا جس کو علم نہیں صوفیوں سے اس جگہ میں پھسلنا سخت پس نہیں جائز ہے دیکھنا طرف اس کی اور شاید خطابی نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ جب یہ آیت اتری: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ﴾ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کون سا لشکر ہے جو بھاگ جائے گا پھر جب جنگ بدر کا دن ہوا تو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ زرہ پہنے نکلے اور فرماتے تھے: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ﴾ یعنی عنقریب کافروں کا لشکر بھاگ جائے گا روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ سورہ مکے میں اتری اور میں لڑکی تھی کھیلتی تھی: ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ﴾. (القمر:٤٦) الآية۔(فتح)

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

٣٦٦٠ - حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْكَرِيْمِ أَنَّهُ سَمِعَ مِقْسَمًا مَّوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ ﴿لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (النساء: ٩٥) عَنْ بَدْرٍ وَّالْخَارِجُوْنَ إِلٰى بَدْرٍ.

٣٦٦٠۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا نہیں برابر ہیں وہ مسلمان جو بیٹھنے والے ہیں بدر سے یعنی جو جنگ بدر میں حاضر نہیں ہوئے اور جو نکلنے والے ہیں طرف بدر کی یعنی جو اس میں حاضر ہوئے۔

فائدہ: مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ ہے کہ آیت لا یستوی القاعدون بدر والوں کے حق میں ہے اور مراد اس میں جنگ بدر ہے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ عِدَّةِ أَصْحَابِ بَدْرٍ.

باب ہے بیچ بیان گنتی بدر والوں کی۔

فائدہ: یعنی جو اصحاب رضی اللہ عنہم حاضر ہوئے اس میں ساتھ حضرت ﷺ کے اور جو ان کے ساتھ لاحق کیا گیا ہے۔

٣٦٦١۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اسْتُصْغِرْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ.

٣٦٦١۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چھوٹا جانا گیا میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما دن بدر کے یعنی نابالغ ہونے کے سبب سے حضرت ﷺ نے ہم کو بدر میں لڑنے کی اجازت نہ دی۔

فائدہ: مراد براء رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ واقع ہوا جدائی کرنا بالغ اور نابالغ میں وقت حاضر ہونے لڑائی کے پس لڑنے والوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کیا گیا پس جو مرد بالغ تھا اس کو لڑنے کے واسطے رکھ لیا اور جو نابالغ تھا اس کو پھیر دیا اور اس کو لڑنے کا اذن نہ دیا اور تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت کئی جگہوں میں۔ (فتح)

حَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اسْتُصْغِرْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ وَّكَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ يَوْمَ بَدْرٍ نَّيِّفًا عَلٰى سِتِّيْنَ وَالْأَنْصَارُ نَيِّفًا وَّأَرْبَعِيْنَ وَمِائَتَيْنِ.

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چھوٹا جانا گیا میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ دن جنگ بدر کے اور جنگ بدر کے دن مہاجرین کچھ اوپر ساٹھ مرد تھے اور انصار کچھ اوپر دو سو چالیس تھے۔

فائدہ: اور آئندہ آئے گا کہ وہ اسی تھے یا زیادہ اور اس کی تطبیق بھی آئندہ آئے گی اور ایک روایت میں ہے کہ انصار دو سو ستر تھے لیکن یہ روایت ثابت نہیں اور نیف کہتے ہیں اس چیز کو جو دو دہائیوں کے درمیان ہو اور یہ تفصیل جو واقع ہوئی ہے بیچ روایت شعبہ رضی اللہ عنہ کے عدد مہاجرین اور انصار سے موافق ہے جملہ اس کا اس چیز کو جو واقع ہوئی ہے بیچ روایت زہیر اور اسرائیل کے کہ وہ سب کچھ اوپر تین سو دس تھے لیکن دس پر زیادتی مبہم ہے اور پہلے باب میں عمر رضی اللہ عنہ سے گزر چکا ہے کہ وہ تین سو انیس تھے لیکن ایک روایت میں ہے کہ کچھ اوپر دس تھے اور بزار کی روایت میں ہے کہ تین سو سترہ تھے اور احمد اور طبرانی وغیرہ میں ہے کہ تین سو تیرہ تھے اور یہی ہے مشہور نزدیک ابن اسحاق اور ایک جماعت اہل مغازی کی اور بیہقی اور طبرانی کی ایک روایت میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف نکلے تو اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اپنی گنتی کرو پس پایا ان کو تین سو اور چودہ مرد فرمایا پھر گنو پس گنا انہوں نے دوبارہ پس سامنے سے آیا ایک مرد اپنے اونٹ پر جو دبلا تھا اور وہ گنتے تھے پس تمام ہوئی گنتی تین سو پندرہ کی اور نیز بیہقی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین سو پندرہ مرد تھے اور یہ روایت پہلی روایت کے مخالف نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ پہلی روایت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور پچھلے مرد کو نہ گنا گیا ہو اور اسی طرح جس روایت میں انیس کا ذکر آیا ہے تو احتمال ہے کہ جوڑا گیا ہو ساتھ ان کے وہ شخص جو چھوٹا جانا گیا تھا اور اس دن ان کو لڑنے کی اجازت نہ ہوئی تھی مانند براء رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور اسی طرح انس رضی اللہ عنہ ہیں کہ وہ بھی اس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور حکایت کی ہے سہیلی نے کہ اس دن مسلمانوں کے ساتھ ستر جن حاضر ہوئے اور مشرکین ہزار آدمی تھے اور بعض کہتے ہیں کہ سات سو پچاس تھے اور ان کے ساتھ سات سو اونٹ تھے اور سو گھوڑے اور اسی قسم سے ہے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ پس تحقیق روایت کی ہے ابو داؤد نے ان سے کہ میں بدر کے دن اپنے اصحاب کو پانی پلاتا تھا اور جب تحریر ہوئی یہ جماعت تو

اب معلوم کرنا چاہیے کہ سب کے سب لڑائی میں حاضر نہیں ہوئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاضر ہوئے اس میں ان میں سے تین سو پانچ یا چھ مرد اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ بدر والے تین سو چھ مرد تھے اور تحقیق بیان کیا اس کو ابن سعد نے سو اس نے کہا کہ تین سو پانچ تھے اور شاید انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں نہیں گنا اور بیان کی ہے وجہ تطبیق کی اس طور کہ آٹھ آدمی اہل بدر میں گنے گئے اور حالانکہ وہ اس میں حاضر نہیں ہوئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بدر کے ساتھ مال غنیمت سے ان کا حصہ نکالا اس واسطے کہ وہ ضرورت کی وجہ سے پیچھے رہے تھے اور ان میں سے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں کہ پیچھے رہے واسطے تیمارداری اپنی بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اور تھیں مرض الموت میں اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ کہ بھیجا تھا ان دونوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے دریافت کرنے حال قافلے قریش کے کا پس یہ لوگ مہاجرین میں سے ہیں اور ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روحا سے پھیر دیا اور ان کو مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا اور عاصم بن عدی اور حارث بن حاطب اور حارث بن صمہ اور خوات بن جبیر رضی اللہ عنہم یہ لوگ ہیں جن کو ابن سعد نے ذکر کیا ہے اور ذکر کیا ہے اس کے غیر نے سعد بن مالک ساعدی رضی اللہ عنہ کو کہ وہ راستے میں ہی فوت ہو گئے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت سے حصہ نکالا تھا۔ (فتح)

٣٦٦٢۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا أَنَّهُمْ كَانُوْا عِدَّةَ أَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِيْنَ جَازُوْا مَعَهُ النَّهَرَ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلَاثَ مِائَةٍ قَالَ الْبَرَآءُ لَا وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَ مَعَهُ النَّهَرَ إِلَّا مُؤْمِنٌ.

٣٦٦٢۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے ان لوگوں سے جو جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے کہ وہ شمار میں اصحاب طالوت کے برابر تھے جو ان کے ساتھ دریا کے پار اترے تین سو دس اور چند آدمی براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں پار اترا ساتھ ان کے نہر سے کوئی مگر ایماندار۔

فائدہ: طالوت وہ طالوت ابن قیس ہیں اولاد بنیامین بن یعقوب علیہ السلام کے سے کہتے ہیں کہ وہ ماشکی تھے لوگوں کو پانی پلایا کرتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ چمرنگ تھے۔ (فتح)

٣٦٦٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كُنَّا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٣٦٦٣۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آپس میں چرچا کرتے تھے کہ اہل بدر کی گنتی موافق گنتی اصحاب طالوت کے ہے جو ان کے ساتھ دریا کے پار اترے

وَسَلَّمَ نَتَحَدَّثُ أَنَّ عِدَّةَ أَصْحَابِ بَدْرٍ عَلٰى عِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِيْنَ جَاوَزُوْا مَعَهُ النَّهَرَ وَلَمْ يُجَاوِزْ مَعَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلَاثُ مِائَةٍ.

اور نہیں پار اترا ساتھ ان کے کوئی بھی مگر ایماندار جو کچھ اوپر تین سو دس آدمی تھے۔

٣٦٦٤۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَصْحَابَ بَدْرٍ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّبِضْعَةَ عَشَرَ بِعِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِيْنَ جَاوَزُوْا مَعَهُ النَّهَرَ وَمَا جَاوَزَ مَعَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ.

۳۶۶۴۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم باہم چرچا کیا کرتے تھے کہ بدر والے تین سو دس اور چند آدمی ہیں موافق گنتی اصحاب طالوت کے جو ان کے ساتھ دریا کے پار اترے اور نہیں پار اترا ساتھ ان کے کوئی بھی مگر ایماندار۔

فائدہ: اور تحقیق ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے قصہ طالوت اور جالوت کا قرآن میں سورہ بقرہ میں اور ذکر کیا ہے اہل علم فی الاخبار نے کہ مراد ساتھ دریا کے دریا اردن ہے اور یہ کہ جالوت ظالم تھا اور یہ کہ طالوت نے وعدہ کیا تھا کہ جو جالوت کو مار ڈالے میں اس کا اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کروں گا اور آدھا ملک بانٹ دوں گا پس قتل کیا اس کو داؤد علیہ السلام نے سو طالوت نے ان کے ساتھ وعدہ پورا کیا اور بنی اسرائیل میں داؤد علیہ السلام کی بڑی قدر ہوگئی یہاں تک کہ مستقل ہوئے ساتھ سلطنت کے بعد اس کے کہ طالوت کی نیت ان کے حق میں بدل گئی اور ان کے مار ڈالنے کا قصد کیا پس نہ قادر ہوا اوپر مارنے ان کے سو اس نے توبہ کی اور بادشاہی بالکل چھوڑ دی اور نکلا واسطے جہاد کے وہ اور جو اس کے ساتھ تھا اس کی اولاد سے یہاں تک کہ سب کے سب شہید ہو گئے اور ذکر کیا ہے محمد بن اسحاق نے مبتدا میں قصہ مطول۔ (فتح)

بَابُ دُعَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كُفَّارِ قُرَيْشٍ شَيْبَةَ وَعُتْبَةَ وَالْوَلِيْدِ وَأَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَّهَلَاكِهِمْ

باب ہے بیان میں بددعا کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر کفار قریش کے شیبہ اور عتبہ اور ولید اور ابوجہل بن ہشام کے اور ان کے ہلاک ہونے کے۔

فائدہ: مراد پہلی دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکے میں بددعا دی تھی اور اس کا بیان کتاب الطہارہ میں گزر چکا ہے جس جگہ کہ وارد کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سے جو باب میں مذکور ہے ساتھ پورے سیاق کے اور وارد کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے طہارت کے بیان میں واسطے قصے اوجھڑ

کا اونٹ کی کے اور رکھنے اس کو اوپر پیٹھ نمازی کی کے پس نہ ٹوٹے نماز اس کی اور وارد کیا ہے اس کو نماز کے بیان میں واسطے استدلال کرنے کے اس مسئلے پر کہ عورت کے چھونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور وارد کیا ہے اس کو جہاد میں بیچ باب بدوعا کرنے کے مشرکوں پر اور جزیہ میں واسطے استدلال کرنے کے اس مسئلے پر کہ مشرکوں کی لاشوں پر فدیہ نہ لیا جائے یعنی ان کے بدلے میں کچھ روپیہ لے کر ان کے وارثوں کے نہ دی جائیں اور اکثر روایتوں میں یہ باب ثابت ہے اور بعض روایتوں میں ساقط ہے اور اس کا ثابت ہونا اوجہل ہے اس واسطے کہ نہیں تعلق ہے واسطے حدیث اس کی کے کہ ساتھ باب گنتی اہل بدر کے۔ (فتح)

٣٦٦٥۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ فَدَعَا عَلٰى نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ عَلٰى شَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ فَأَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعٰى قَدْ غَيَّرَتْهُمُ الشَّمْسُ وَكَانَ يَوْمًا حَارًّا.

٣٦٦٥۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ حضرت ﷺ نے کعبے کی طرف منہ کیا سو قریش کے چند آدمیوں پر بددعا کی، شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ اور ابوجہل بن ہشام پر پس قسم ہے اللہ کی کہ بے شک میں نے ان کی لاشیں (بدر میں) پڑی دیکھیں البتہ بگاڑ دیا تھا ان کی لاشوں کو سورج نے اور تھا دن گرمی کا۔

فائدہ: یعنی ان کے بدن گرمی کے سبب کالے ہو گئے تھے یا پھول گئے تھے۔

بَابُ قَتْلِ أَبِيْ جَهْلٍ.

باب ہے بیان میں قتل ہونے ابوجہل کے۔

٣٦٦٦۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا قَيْسٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَتٰى أَبَا جَهْلٍ وَّبِهٖ رَمَقٌ يَّوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ هَلْ أَعْمَدُ مِنْ رَّجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ.

٣٦٦٦۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ابوجہل کے پاس آئے اور حالانکہ اس میں کچھ جان تھی دن بدر کے یعنی تلواروں کے زخموں سے بیہوش زمین پر پڑا تھا یعنی عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کلام کیا تو ابوجہل نے اس کے جواب میں کہا کہ کیا کوئی زیادہ تر ہلاک ہونے والا ہے اس مرد سے کہ تم نے اس کو قتل کیا۔

فائدہ: طبرانی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے بدر کے دن ابوجہل کو پڑا پایا تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن اللہ نے تجھ کو ذلیل کیا تو ابوجہل نے کہا کہ کیا ذلیل کیا مجھ کو اس مرد سے کہ قتل کیا اس کو اس کی قوم

نے اور یہ تفسیر ہے واسطے مراد کے اس کے قول سے هل اعمد من رجل اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کیا ہے کوئی زیادہ اس سردار پر کہ قتل کیا اس کو اس کی قوم نے یعنی قریش میں مجھ سے زیادہ بڑے درجے والا کوئی نہیں۔ یہ تفسیر ابو عبید کی ہے اور تائید کرتی ہے اس کو وہ چیز جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوئی ہے هل فوق رجل قتلتموہ یعنی تم نے اتنے بڑے درجے والے کو مارا ہے کہ اس سے زیادہ تر درجے والا کوئی آدمی نہیں ہے یعنی مجھ سے۔(فتح) اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کہ نہیں وہ مگر ایک مرد جس کو تم نے قتل کیا یعنی میں ایک احد من الناس ہوں میرے مار ڈالنے کا تم کو کچھ فخر نہیں اور نہ مجھ کو اس سے کچھ عار ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ میری بزرگی بحال ہے اس واسطے کہ تم نے مجھ سے زیادہ کسی بزرگ کو نہیں مارا اگر تم ایسے آدمی کو مارتے جو مجھ سے زیادہ درجے کا ہوتا تو البتہ مجھ کو عار تھی۔

۳۶۶۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَنْظُرُ مَا صَنَعَ أَبُو جَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ قَالَ آأَنْتَ أَبُو جَهْلٍ قَالَ فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ أَوْ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ أَنْتَ أَبُو جَهْلٍ.

۳۶۶۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو دیکھ آئے ابوجہل کو کہ اس نے کیا کیا ہے یعنی جیتا ہے یا مر گیا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کی خبر لینے کو گئے تو اس کو اس حال میں پایا کہ عفراء رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں نے اس کو مارا ہے یہاں تک کہ مرنے کے قریب ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو ابوجہل ہے سو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کی داڑھی پکڑی تو ابوجہل نے کہا کہ کیا کوئی بڑے درجے والا ہے اس شخص سے جس کو تم نے قتل کیا ہے یعنی مجھ سے زیادہ درجے والا کوئی مرد نہیں جس کو تم نے قتل کیا یا اس مرد سے کہ اس کو اس کی قوم نے قتل کیا ہو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر غیر کھیتی کرنے والے مجھ کو مارتے تو بہتر ہوتا یعنی اس بات کی مجھ کو عار ہے کہ مجھ کو کھیتی کرنے والوں نے مارا کوئی اور مجھ کو مارتا تو خوب ہوتا اور مراد اس کی ساتھ اس کے انصار تھے اس واسطے کہ وہ کھیتی کیا کرتے تھے سو اشارہ کیا اس نے طرف تحقیر اس شخص کی جس نے اس کو قتل کیا تھا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس کو پایا اس حال میں کہ مرنے کے قریب ہے تو میں نے اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا سو میں نے کہا کہ خوار کیا تجھ کو اللہ نے اے دشمن اللہ کے، تو اس نے کہا کہ کیا ذلیل کیا مجھ

کو کیا کوئی مرد مجھ سے ذلیل تر ہے جس کو تم نے قتل کیا پھر میں اس کا سر کاٹ کر حضرت ﷺ کے پاس لایا سو میں نے کہا کہ یہ سر اللہ کے دشمن ابوجہل کا ہے قسم ہے اس کی جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں تو حضرت ﷺ اس کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ سب تعریف اللہ کو ہے جس نے اسلام کو عزت دی یہ بات حضرت ﷺ نے تین بار فرمائی۔ (فتح)

٣٦٦٨۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ مَّنْ يَّنْظُرُ مَا فَعَلَ أَبُوْ جَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَهٗ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَآءَ حَتّٰى بَرَدَ فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهٖ فَقَالَ أَنْتَ أَبَا جَهْلٍ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلَهٗ قَوْمُهٗ أَوْ قَالَ قَتَلْتُمُوْهُ.

٣٦٦٨۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو دیکھ آئے ابوجہل کو کہ اس نے کیا کیا ہے یعنی جیتا ہے یا مر گیا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کی خبر لینے کو گئے تو اس کو اس حال میں پایا کہ عفراء رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں نے اس کو مارا ہے یہاں تک کہ مرنے کے قریب ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو ابوجہل ہے سو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کی داڑھی پکڑی تو ابوجہل نے کہا کہ کیا کوئی بڑے درجے والا ہے اس شخص سے جس کو تم نے قتل کیا ہے یعنی مجھ سے زیادہ درجے والا کوئی مرد نہیں جس کو تم نے قتل کیا یا اس مرد سے کہ اس کو اس کی قوم نے قتل کیا ہو۔

حَدَّثَنِي ابْنُ الْمُثَنّٰى أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نَّحْوَهٗ.

یہ روایت بھی اسی کی مانند ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَتَبْتُ عَنْ يُّوْسُفَ بْنِ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ فِيْ بَدْرٍ يَّعْنِيْ حَدِيْثَ ابْنَيْ عَفْرَآءَ.

حدیث بیان کی مجھ سے علی بن عبداللہ نے اس نے کہا کہ لکھی میں نے یہ حدیث یوسف ابن ماجشون سے اس نے روایت کی صالح بن ابراہیم سے اس نے اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا سے جنگ بدر کے باب میں عفراء رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں کی حدیث ہے۔

فائدہ: اور کہا ابن اسحاق نے اور حدیث بیان کی مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نے کہ معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے بدر کے دن سنا لوگ کہتے ہیں کہ ابوجہل کے پاس کوئی نہیں پہنچ سکتا تو میں نے اس کی طرف قصد کیا سو جب میں نے اس پر قدرت پائی تو میں نے اس پر حملہ کیا سو میں نے اس کو ایک ضرب ماری کہ اس سے اس کا قدم زخمی کیا اور اس کے بیٹے عکرمہ نے مجھ کو کندھے پر تلوار ماری اور میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر معاذ رضی اللہ عنہ

عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت تک زندہ رہے پھر گزرے ساتھ ابوجہل کے معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ تو انہوں نے ابوجہل کو مارا یہاں تک کہ اس کو چلنے پھرنے سے باز رکھا اور اس کو گرایا اور اس میں ابھی کچھ زندگی باقی تھی پھر لڑتے رہے معوذ رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ شہید ہوئے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ ابوجہل کے پاس سے گزرے پس پایا اس کو اخیر زندگی میں پس ذکر کیا اس چیز کو کہ پہلے گزری۔ پس ابن اسحاق کی اس روایت سے سب حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے لیکن مخالف ہے وہ اس چیز کو کہ صحیح میں ہے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ انہوں نے دیکھا معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما کو کہ دونوں نے ابوجہل پر حملہ کیا یہاں تک کہ اس کو مار گرایا اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ بن عفراء وہ معوذ ہے ساتھ تشدید واؤ کے اور جو صحیح میں ہے وہ معاذ ہے اور وہ دونوں بھائی ہیں پس احتمال ہے کہ حملہ کیا ہو اس پر معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے ساتھ معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے جیسا کہ صحیح میں ہے اور معوذ رضی اللہ عنہ نے اس کو ان کے بعد مارا ہو یہاں تک کہ اس کو ہلنے کی طاقت نہ رہی پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کی خبر کو گئے اور اس کا سر کاٹ لائے۔ پس اس سے سب اقوال میں تطبیق ہو جاتی ہے اور یہ جو کہا کہ دونوں نے اس کو قتل کر ڈالا تو یہ ظاہر میں مخالف ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو کہ انہوں نے اس کو پایا اس حال میں کہ اس میں کچھ زندگی تھی تو مراد یہ ہے کہ دونوں نے اس کو تلوار سے ایسا مارا کہ قریب المرگ ہو گیا اور نہ باقی رہی زندگی اس میں مانند حرکت ذبح کیے ہوئے جانور کی اور اس حالت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے پاس پہنچے اور اس کا سر کاٹا۔

٣٦٦٩۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ حَدَّثَنَا أَبُوْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَّجْثُوْ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُوْمَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ وَّفِيْهِمْ أُنْزِلَتْ ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾ قَالَ هُمُ الَّذِيْنَ تَبَارَزُوْا يَوْمَ بَدْرٍ حَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَّعُبَيْدَةُ أَوْ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْحَارِثِ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدُ بْنُ عُتْبَةَ.

٣٦٦٩۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا کہ میں وہ پہلا شخص ہوں جو قیامت کے دن جھگڑے کے واسطے اللہ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھے گا اور کہا قیس بن عباد نے کہ انہیں کے حق میں یہ آیت اتری کہ ان دونوں یعنی مسلمانوں اور کافروں نے اللہ کے دین کے بارے میں جھگڑا کیا ہے کہا راوی نے اور وہ لوگ وہ ہیں جو جنگ بدر کے دن تنہا تنہا ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے کے واسطے دونوں طرف سے میدان میں نکلے حمزہ اور علی اور عبید یا ابو عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم اور شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔

فائدہ: اور مراد ساتھ اس اولیت کے قید کرنا اس کا ہے ساتھ مجاہدین اس امت کے اس واسطے کہ مبارزت مذکورہ

پہلی مبارزت ہے جو اسلام میں واقع ہوئی۔ اور نہیں واقع ہوئی اس روایت میں تفصیل مبارزین کی کہ کون کس کے ساتھ لڑا اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور عتبہ دونوں بوڑھے تھے پس نکلے عبیدہ رضی اللہ عنہ واسطے عتبہ کے اور حمزہ رضی اللہ عنہ واسطے شیبہ کے اور علی رضی اللہ عنہ واسطے ولید کے پس قتل کیا علی رضی اللہ عنہ نے ولید کو اور قتل کیا حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھی کو اور اختلاف کیا عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ان کے مقابل نے ساتھ دو ضربوں کے تو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں زخم لگا اور وہ اس کے سبب سے فوت ہوئے جبکہ پھرے اور جھکے حمزہ اور علی رضی اللہ عنہما طرف اس شخص کی جو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے مقابل ہوا تھا پس مدد دی دونوں نے ان کو اس کے قتل پر۔ اور اس حدیث میں جائز ہونا ہے مبارزت کا یعنی ایک دوسرے کے واسطے اکیلے اکیلے دونوں طرف سے نکلنا برخلاف اس شخص کے جو اس سے انکار کرتا ہے مانند حسن بصری کے اور شرط کی ہے اوزاعی اور ثوری اور احمد اور اسحاق نے واسطے جواز کے اجازت سردار لشکر کے کی اور یہ کہ جائز ہے واسطے مبارز کے مدد کرنا اپنے ساتھی کی اور اس میں فضیلت ہے ظاہر واسطے حمزہ اور علی اور عبیدہ رضی اللہ عنہم کے۔ (فتح)

٣٦٧٠۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَزَلَتْ ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾ فِيْ سِتَّةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ عَلِيٍّ وَحَمْزَةَ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ.

٣٦٧٠۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اتری یہ آیت کہ دونوں فریق ہیں جنہوں نے اللہ کے دین میں جھگڑا کیا بیچ حق چھ مردوں کے قریش میں یعنی بیچ حق علی اور حمزہ اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم اور شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کی۔

٣٦٧١۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ كَانَ يَنْزِلُ فِيْ بَنِيْ ضُبَيْعَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِبَنِيْ سَدُوْسَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْنَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾.

٣٦٧١۔ حضرت قیس بن عباد سے روایت ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت ہمارے حق میں اتری کہ دونوں فریق ہیں جنہوں نے اللہ کے دین میں جھگڑا کیا۔

٣٦٧٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيْ

٣٦٧٢۔ حضرت قیس بن عباد سے روایت ہے کہ میں نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے سنا قسم کھاتے تھے کہ البتہ یہ آیتیں چھ مردوں کی

مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُقْسِمُ لَنَزَلَتْ هٰؤُلَاءِ الْأيَاتُ فِيْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ السِّتَّةِ يَوْمَ بَدْرٍ نَحْوَهُ.

اس جماعت کے حق میں اتریں بدر کے دن مثل اس کی یعنی یہ حدیث بھی مثل سیاق قصہ کے ہے۔

٣٦٧٣۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يُقْسِمُ قَسَمًا إِنَّ هٰذِهِ الْأيَةَ ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾ نَزَلَتْ فِي الَّذِيْنَ بَرَزُوْا يَوْمَ بَدْرٍ حَمْزَةَ وَعَلِيٍّ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَعُتْبَةَ وَشَيْبَةَ ابْنَيْ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ.

٣٦٧٣۔ قیس سے روایت ہے کہ میں نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے سنا قسم کھاتے کہ یہ آیت ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾ اتری ان لوگوں کے حق میں جو بدر کے دن لڑنے کے واسطے دونوں طرف سے تنہا تنہا نکلے حمزہ اور علی اور عبیدہ ابن حارث رضی اللہ عنہم اور عتبہ اور شیبہ اور ولید بن عتبہ۔

٣٦٧٤۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ السَّلُوْلِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ وَأَنَا أَسْمَعُ قَالَ أَشَهِدَ عَلِيٌّ بَدْرًا قَالَ بَارَزَ وَظَاهَرَ.

٣٦٧٤۔ ابو اسحاق سے روایت ہے کہ ایک مرد نے براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور میں سنتا تھا کہ کیا علی مرتضی رضی اللہ عنہ بدر کے دن حاضر ہوئے تھے تو اس نے کہا ہاں انھوں نے مبارزت کی اور غالب آئے۔

فائدہ: بعض لوگوں کو تردد تھا کہ شاید علی مرتضی رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں حاضر ہوئے ہیں یا نہیں اس واسطے کہ اس وقت وہ کم عمر تھے تو اس وہم کے دفع کرنے کے واسطے ان حدیثوں کو بیان کیا۔

٣٦٧٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كَاتَبْتُ أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ فَذَكَرَ قَتْلَهُ وَقَتْلَ ابْنِهِ فَقَالَ بِلَالٌ لَا نَجَوْتُ إِنْ نَجَا أُمَيَّةُ.

٣٦٧٥۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے امیہ بن خلف کو لکھا یعنی میں نے اس سے عہد کیا کہ اگر تو نگاہ رکھے گا میرے املاک کو جو کے میں ہیں تو میں نگاہ رکھوں گا تیرے املاک کی جو مدینے میں ہیں سو جب جنگ بدر کا دن ہوا تو ذکر کیا اس کے قتل کو اور اس کے بیٹے کے قتل کو سو بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر امیہ بچ گیا تو میں نے نجات نہ پائی یعنی آخرت کے عذاب سے۔

فائدہ: یعنی پس بلال رضی اللہ عنہ نے اس کو مار ڈالا اور بلال رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے اس کے غلام تھے اور وہ ان کو اسلام لانے کی وجہ سے سخت مارتا تھا۔

٣٦٧٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ وَالنَّجْمِ فَسَجَدَ بِهَا وَسَجَدَ مَنْ مَّعَهُ غَيْرَ أَنَّ شَيْخًا أَخَذَ كَفًّا مِّنْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ فَقَالَ يَكْفِيْنِيْ هٰذَا قَالَ عَبْدُ اللهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا.

٣٦٧٦۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم پڑھی اور اس میں سجدہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والوں نے بھی سجدہ کیا یعنی جو اس مجلس میں حاضر تھے مسلمانوں سے اور کافروں سے لیکن ایک بوڑھے نے مٹی کی ایک مٹھی لے کر اپنے ماتھے کی طرف اٹھائی اور کہا یعنی تکبر سے کہ یہ قدر مجھ کو کفایت کرتا ہے یعنی بجائے سجدے کے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں نے اس کو اس کے بعد دیکھا کہ کفر کی حالت میں مارا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سجود القرآن میں گزر چکی ہے اور سورہ نجم کی تفسیر میں آئے گا کہ مراد ساتھ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ میں نے اس کو دیکھا کہ کفر کی حالت میں مارا گیا امیہ بن خلف ہے اور ساتھ اس کے پہچانی جاتی ہے مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے۔ (فتح)

٣٦٧٧۔ أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ كَانَ فِي الزُّبَيْرِ ثَلَاثُ ضَرَبَاتٍ بِالسَّيْفِ إِحْدَاهُنَّ فِي عَاتِقِهِ قَالَ إِنْ كُنْتُ لَأُدْخِلُ أَصَابِعِيْ فِيْهَا قَالَ ضُرِبَ ثِنْتَيْنِ يَوْمَ بَدْرٍ وَّوَاحِدَةً يَوْمَ الْيَرْمُوْكِ قَالَ عُرْوَةُ وَقَالَ لِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ حِيْنَ قُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يَا عُرْوَةُ هَلْ تَعْرِفُ سَيْفَ الزُّبَيْرِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَمَا فِيْهِ قُلْتُ فِيْهِ فَلَّةٌ فُلَّهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ صَدَقْتَ بِهِنَّ فُلُوْلٌ مِّنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ ثُمَّ رَدَّهُ عَلٰى عُرْوَةَ قَالَ هِشَامٌ فَأَقَمْنَاهُ بَيْنَنَا

٣٦٧٧۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ کے بدن میں تلوار کے تین زخم تھے ایک ان کے کندھے میں تھا کہا انہوں نے کہ بے شک میں اس میں اپنی انگلیاں ڈالا کرتا تھا کہ وہ زخم ان کو بدر کے دن لگے تھے اور ایک جنگ یرموک کے دن، عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میرے بھائی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (حجاج نابکار کے ہاتھ سے) مارے گئے تو مجھ کو عبدالملک بن مروان نے کہا کہ اے عروہ کیا تو زبیر کی تلوار کو پہچانتا ہے تو میں نے کہا کہ ہاں اس نے کہا کہ اس میں کیا نشانی ہے میں نے کہا کہ بدر کے دن اس کی دھار سے ایک ٹکڑا ٹوٹ گیا تھا یعنی اس کا منہ ایک جگہ سے ٹوٹا ہوا ہے تو انہوں نے کہا کہ تو سچا ہے ان کی تلواریں کئی جگہ سے ٹوٹی ہیں لشکروں کے توڑنے کے سبب سے پھر اس نے وہ تلوار

ثَلَاثَةَ آلَافٍ وَّأَخَذَهُ بَعْضُنَا وَلَوَدِدْتُ أَنِّيْ كُنْتُ أَخَذْتُهُ.

عروہ رضی اللہ عنہ کو پھیر دی ہشام بن عروہ نے کہا کہ ہم نے آپس میں اس کا مول تین ہزار ذکر کیا سو بعض نے ہم میں سے اس کو (اس مول سے) لیا۔ ہشام نے کہا کہ البتہ میں دوست رکھتا ہوں کہ میں نے اس کو لیا ہوتا۔

فائدہ: یرموک ایک جگہ کا نام ہے فلسطین کے طرفوں سے اور جنگ یرموک تھی بیچ ابتداء خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان مسلمانوں اور روم کے شام میں ۱۳ھ میں یا پندرہ میں اور اس کا بیان یوں ہے کہ وہ ایک جگہ ہے درمیان اذرعات اور دمشق کے اس کی جنگ مشہور ہے مارے گئے اس میں رومیوں سے ستر ہزار آدمی ایک جگہ میں اور روم کے لشکر کا سردار ہرقل کی طرف سے باہان تھا اور مسلمانوں کا سردار اس دن ابوعبیدہ تھا اس میں مسلمانوں کو فتح ہوئی اور کافروں کو شکست ہوئی اور کہتے ہیں کہ سو صحابی بدری اس میں حاضر ہوئے تھے اور یہ جو کہا کہ ان کی تلواریں کئی جگہ سے ٹوٹی ہیں تو یہ بیت کا ایک مصرعہ ہے اس کا ابتداء یہ ہے **ولا غيب فيهم غير ان سيوفهم** یعنی نہیں ہے کوئی عیب ان میں سوائے اس کے کہ ان کی تلواروں کے منہ ٹوٹے ہوئے ہیں اور یہ مدح ہے بیچ جگہ ذم کے اس واسطے کہ ٹوٹا تلواریں نقص ہے حسی لیکن جب کہ وہ دلیل ہے او پر قوت بازو صاحب اپنے کے تو ہوگا منجملہ کمال اس کے اور یہ جو عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو مالک نے کہا الخ تو یہ موصول ہے ساتھ اسناد مذکور کے اور تھے عروہ رضی اللہ عنہ بھائی اپنے عبداللہ کی جگہ مکے میں گھیرا اس کو حجاج نے پھر جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو حجاج نے ان کا سب اسباب لے کر عبدالملک کی طرف بھیجا اور اس اسباب میں زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار بھی تھی جس کا حال عبدالملک نے عروہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور عروہ رضی اللہ عنہ شام میں عبدالملک کے پاس چلے گئے اس وقت ملک کا بادشاہ عبدالملک بن مروان تھا اور حجاج اس کی طرف حاکم تھا مکے پر (فتح) اور احتمال ہے کہ یہ مصرع عبدالملک نے پڑھا ہو اور احتمال ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو لفظ فلہ کے استشہاد کے واسطے نقل کیا ہو۔

حَدَّثَنَا فَرْوَةُ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ سَيْفُ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ قَالَ هِشَامٌ وَّكَانَ سَيْفُ عُرْوَةَ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ.

عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار پر چاندی کا کام کیا ہوا تھا ہشام نے کہا اور عروہ رضی اللہ عنہ کی تلوار پر بھی چاندی کا کام کیا ہوا تھا۔

٣٦٧٨۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٣٦٧٨۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ یرموک کے دن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تم کافروں پر حملہ نہیں کرتے کہ ہم بھی تمہارے ساتھ حملہ

وَسَلَّمَ قَالُوْا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوْكِ أَلَا تَشُدُّ فَنَشُدَّ مَعَكَ فَقَالَ إِنِّيْ إِنْ شَدَدْتُ كَذَبْتُمْ فَقَالُوْا لَا نَفْعَلُ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ حَتّٰى شَقَّ صُفُوْفَهُمْ فَجَاوَزَهُمْ وَمَا مَعَهٗ أَحَدٌ ثُمَّ رَجَعَ مُقْبِلًا فَأَخَذُوْا بِلِجَامِهٖ فَضَرَبُوْهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلٰى عَاتِقِهٖ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ عُرْوَةُ كُنْتُ أُدْخِلُ أَصَابِعِيْ فِيْ تِلْكَ الضَّرَبَاتِ أَلْعَبُ وَأَنَا صَغِيْرٌ قَالَ عُرْوَةُ وَكَانَ مَعَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ فَحَمَلَهٗ عَلٰى فَرَسٍ وَوَكَّلَ بِهٖ رَجُلًا.

کریں تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں نے حملہ کیا تو تم اختلاف کرو گے یعنی میرے ساتھ حملہ نہیں کرو گے انہوں نے کہا کہ ہم اختلاف نہیں کریں گے سو زبیر رضی اللہ عنہ نے کافروں پر حملہ کیا یہاں تک کہ کافروں کی صفیں چیر کر آگے بڑھے اور ان کے ساتھ کوئی نہ تھا پھر کافروں کی طرف منہ پھیر کر پھرے تو کافروں نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑی اور ان کے کندھے پر تلوار سے دو زخم مارے اور ان دونوں کے درمیان ایک اور زخم تھا جو ان کو بدر کے دن لگا تھا عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنی انگلیاں ان زخموں میں داخل کرتا تھا کھیلتا تھا اور میں چھوٹا تھا عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس دن ان کے ساتھ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے اور وہ دس برس کے تھے اور انہوں نے ان کو گھوڑے پر چڑھایا اور ایک مرد کو ان پر متعین کیا۔

فائدہ: اور اس روایت میں ہے کہ یرموک کے دن ان کو دو زخم لگے تھے اور پہلے گزر چکا ہے کہ دو زخم ان کو بدر کے دن لگے تھے پس اگر اختلاف ہشام پر ہے تو ابن مبارک کی روایت زیادہ تر ثابت ہی نہیں تو احتمال ہے کہ ان کے کندھے کے سوا کسی اور جگہ بھی دو زخم ہوں پس تطبیق دی جائے گی ساتھ اس کے دونوں حدیثوں میں اور یہ جو کہا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اس دن دس برس کے تھے تو یہ بنا بر لغو کرنے کسر کے ہے ورنہ ان کی عمر صحیح قول پر بارہ برس کی تھی اور یہ جو کہا کہ ان پر ایک مرد متعین کیا تو شاید زبیر رضی اللہ عنہ نے معلوم کی تھی اپنے بیٹے عبداللہ سے دلاوری اور فروسیت یعنی گھوڑے پر سوار ہونا تو ان کو گھوڑے پر چڑھایا اور خوف کیا انہوں نے کہ ہجوم کریں ساتھ اس گھوڑے کے اس چیز پر جس کی ان کو طاقت نہ ہو تو انہوں نے ان کے ساتھ ایک مرد کو متعین کیا تاکہ بے خوف ہوں ان پر فریب دشمن کے سے جبکہ منہ پھیرے اس سے ساتھ لڑنے کے اور ایک روایت میں ہے کہ یرموک کے دن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے باپ کے ساتھ تھے سو جب کافروں کو شکست ہوئی تو وہ ان پر حملہ کرتے تھے اور جس کو زخمی پاتے تھے اس کو مار ڈالتے تھے اور یہ امر دلالت کرتا ہے اوپر قوی ہونے دل ان کے کے اور دلاوری ان کی کے لڑکپن سے۔ (فتح)

٣٦٧٩۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعَ رَوْحَ بْنَ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذَكَرَ لَنَا أَنَسُ بْنُ

٣٦٧٩۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ قریش کے سرداروں سے چوبیس مرد کنویں میں ڈالے جائیں تو وہ (کھینچ کر) کے ایک کنویں

مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا مِّنْ صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ فَقُذِفُوْا فِي طَوِيٍّ مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِيْثٍ مُّخْبِثٍ وَّكَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ الْيَوْمَ الثَّالِثَ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا ثُمَّ مَشَى وَاتَّبَعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوْا مَا نُرٰى يَنْطَلِقُ إِلَّا لِبَعْضِ حَاجَتِهِ حَتّٰى قَامَ عَلٰى شَفَةِ الرَّكِيِّ فَجَعَلَ يُنَادِيْهِمْ بِأَسْمَآئِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَآئِهِمْ يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ وَّيَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللهَ وَرَسُوْلَهُ فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَّا أَرْوَاحَ لَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُوْلُ مِنْهُمْ قَالَ قَتَادَةُ أَحْيَاهُمُ اللهُ حَتّٰى أَسْمَعَهُمْ قَوْلَهٗ تَوْبِيْخًا وَّتَصْغِيْرًا وَّنَقِيْمَةً وَّحَسْرَةً وَّنَدَمًا.

میں (جو گندہ کرنے والا تھا اس چیز کو کہ اس میں پڑے) ڈالے گئے اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب کسی قوم پر غالب ہوتے تھے تو جنگ کے میدان میں تین دن ٹھہرتے تھے سو جب بدر میں تیسرا دن ہوا تو اپنی سواری کی تیاری کا حکم کیا سو اس کا کجاوہ پالان اس پر کسا گیا پھر چلے اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ حضرت ﷺ اپنے کسی کام کے واسطے چلے ہیں یہاں تک کہ حضرت ﷺ کنویں کے کنارے پر کھڑے ہوئے سو حضرت ﷺ ان کو ان کے اور ان کے باپوں کے ناموں سے پکارنے لگے کہ اے فلاں فلاں کے بیٹے اور اے فلاں فلاں کے بیٹے کیا تم کو خوش لگتا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے سو بے شک ہم پا چکے جو ہم کو وعدہ دیا تھا ہمارے رب نے تحقیق سو کیا تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے وعدہ دیا تھا تحقیق راوی کہتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ کیا کام کرتے ہیں جسموں سے جن میں روح نہیں یعنی سنتے نہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ تم میرے قول کو ان سے زیادہ نہیں سنتے یعنی وہ اور تم میرے کلام کو سننے میں برابر ہو کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ نے ان کو زندہ کیا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کا کلام ان کو سنایا اور یہ زندہ کرنا اور سنانا ان کا واسطے جھڑک اور ذلت اور عذاب کے اور افسوس اور پشیمان ہونے ان کے کے تھا۔

فائدہ: صندید کے معنی ہیں سردار دلاور اور ایک روایت میں بضعۃ وعشرین کا لفظ آیا ہے یعنی بیس اور کچھ اور یہ روایت باب کی روایت کے مخالف نہیں اس واسطے کہ بضعۃ چار کو بھی کہتے ہیں اور میں ان کے ناموں پر واقف نہیں

ہوا اور بعض کے نام آئندہ آئیں گے اور ممکن ہے پورا کرنا ان کا اس چیز سے کہ ذکر کیا اس کو ابن اسحاق نے ان کافروں کے ناموں سے جو بدر میں مارے گئے بایں طور کہ جوڑا جائے ساتھ ان کے اس کو جو ذکر کیا جاتا تھا ان میں سے ساتھ ریاست کے اگرچہ اپنے باپ کے طفیل اور پیروی سے ہو اور براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئے گا کہ بدر کے دن جو کافر مارے گئے وہ ستر تھے اور شاید جو کنویں میں ڈالے گئے وہ ان میں سے سردار تھے پھر قریش سے تھے اور یہ جو کہا کہ ان کے نام لے لے کر پکارنے لگے تو ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا اے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور اے ربیعہ بن خلف اور اے ابوجہل بن ہشام اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تین دن تک ان کی لاشیں وہاں پڑی رہیں یہاں تک کہ وہاں سڑ گئیں اور مردار ہو گئیں اور ایک روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تین دن کے بعد پکارتے ہیں کیا سنتے ہیں اور حالانکہ اللہ فرماتا ہے ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ کہ بے شک تم مردوں کو نہیں سنا سکتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے اور اس کے بعض میں نظر ہے اس واسطے کہ امیہ بن خلف کنویں میں نہ تھا کیوں کہ وہ موٹا تھا وہ سوج گیا اس کو مٹی اور پتھروں سے وہیں دبا دیا گیا لیکن تطبیق ان کے درمیان اس طور سے ہے کہ اس کی لاش کنویں کے قریب تھی پس پکارا گیا ان لوگوں میں کہ پکارے گئے اس واسطے کہ وہ بھی ان کے رئیسوں میں تھا اور قریش کے رئیسوں سے جن کا ان چاروں کے ساتھ لاحق کرنا صحیح ہے بنی عبد شمس سے عبیدہ اور عاص اور سعید بن عاص بن امیہ اور حنظلہ بن ابوسفیان اور ولید بن عتبہ بن ربیعہ ہے اور بنی نوفل سے حارث بن عامر اور طعیمہ بن عدی اور باقی قریش سے نوفل بن خویلد بن اسد اور ربیعہ بن اسود اور اس کا بھائی اور عاصی بن ہشام بھائی ابوجہل کا اور ابوقیس بن ولید بھائی خالد کا اور نبیہ اور منبہ دونوں بیٹے حجاج سہمی کے اور علی بن امیہ بن خلف اور عمرو بن عثمان چچا طلحہ کا جو ایک ہے عشرہ مبشرہ سے اور مسعود بن ابی امیہ اور قیس بن فاکہ اور اسود بن عبد الاسد اور ابوالعاص بن قیس بن عدی اور امیہ بن رفاعہ بن ابی رفاعہ پس یہ بیس مرد ہیں جوڑے جاتے ہیں طرف چار کے پس پوری ہو گئی گنتی چوبیس کی اور یہ جو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ نے ان کو زندہ کیا تو مراد قتادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ مردے نہیں سنتے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے استدلال کیا ساتھ آیت ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ کے اس پر کہ مردے نہیں سنتے۔ (فتح)

۳۶۸۰۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا﴾ قَالَ هُمْ وَاللّٰهِ كُفَّارُ قُرَيْشٍ قَالَ

۳۶۸۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں جنہوں نے بدل ڈالا اللہ کی نعمت کو کفر سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی وہ کفار قریش ہیں اور کہا عمرو بن دینار نے یعنی ساتھ اسناد مذکور کے کہ وہ قریش ہیں اور

عَمْرٌو هُمْ قُرَيْشٌ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَةُ اللّٰهِ ﴿وَاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ﴾ قَالَ النَّارَ يَوْمَ بَدْرٍ.

محمد ﷺ اللہ کی نعمت ہیں اور اتارا انہوں نے اپنی قوم کو دارالبوار میں کہا آگ میں دن بدر کے۔

فائدہ: عمرو بن دینار سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ﴾ کہا وہ کفار قریش ہیں اور محمد ﷺ نعمت ہیں اور دارالبوار آگ ہے دن بدر کے اور قول اس کا یوم بدر ظرف ہے واسطے قول اس کے کے اَحَلُّوْا یعنی ہلاک کیا انہوں نے اپنی قوم کو دن بدر کے پس داخل کیے گئے آگ میں اور بوار ہلاک ہے اور نام رکھا گیا دوزخ کا واسطے ہلاک کرنے اس کے کے اس شخص کو جو اس میں داخل ہوگا اور زید بن اسلم سے روایت ہے کہ تفسیر کی اس کی اللہ تعالیٰ نے ساتھ قول اپنے کے جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا یعنی جہنم جس میں داخل ہوں گے۔ (فتح)

۳۶۸۱۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَفَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهِ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ فَقَالَتْ وَهَلَ إِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِخَطِيْئَتِهِ وَذَنْبِهِ وَإِنَّ أَهْلَهُ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهِ الْآنَ قَالَتْ وَذَاكَ مِثْلُ قَوْلِهِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْقَلِيْبِ وَفِيْهِ قَتْلَى بَدْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ لَهُمْ مَا قَالَ إِنَّهُمْ لَيَسْمَعُوْنَ مَا أَقُوْلُ إِنَّمَا قَالَ إِنَّهُمُ الْآنَ لَيَعْلَمُوْنَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُوْلُ لَهُمْ حَقٌّ ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ (النمل: ۸۰). ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ (الفاطر: ۲۲) . يَقُوْلُ حِيْنَ

۳۶۸۱۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر کیا گیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مرفوع کیا ہے اس حدیث کو طرف حضرت ﷺ کے کہ بے شک مردے پر عذاب ہوتا ہے قبر میں اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب سے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے کہ البتہ اس کو عذاب ہوتا ہے اس کے گناہ کے سبب سے اور حالانکہ اس کے گھر والے اب اس پر روتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور یہ ہے کہنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا کہ مردے کو عذاب ہوتا ہے اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب سے مانند قول اس کے کی ہے کہ حضرت ﷺ کنویں پر کھڑے ہوئے اور حالانکہ اس میں کافروں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جو بدر میں مارے گئے تھے پس کہا واسطے ان کے جو کچھ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ وہ سنتے ہیں جو میں کہتا ہوں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے تو یہ فرمایا کہ بے شک وہ البتہ اب جانتے ہیں کہ میں ان کو جو کچھ کہتا تھا وہ حق ہے پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اپنے اس قول کے استدلال کے واسطے) یہ آیت پڑھی کہ

تَبَوَّؤُوا مَقَاعِدَهُمْ مِنَ النَّارِ. بے شک تو نہیں سنا سکتا مردوں کو اور نہیں تو سنانے والا ان کو جو قبروں میں ہیں عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب کہ پکڑا انہوں کے ٹھکانہ اپنا آگ میں۔

فائدہ: قائل یَقُوْلُ ل کا عروہ رضی اللہ عنہ ہے اس کی مراد یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد بیان کرے سو اس نے اشارہ کیا طرف اس کی کہ مطلق ہونا نفی کا بیچ آیت: ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ مقید ہے ساتھ قرار پکڑنے ان کے کے آگ میں یعنی جب آگ میں ٹھکانہ پکڑیں گے اس وقت تو ان کو نہیں سنا سکتا بنا بر اس کے پس نہیں ہے معارضہ درمیان انکار عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور اثبات ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کما تقدم توضیحه فی الجنائز لیکن جو روایت کہ اس کے بعد ہے وہ دلالت کرتی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سماع موتی یعنی مردوں کے سننے کے مطلق منکر تھیں واسطے قول اس کے کے کہ حدیث سوائے اس کے کچھ نہیں ساتھ لفظ لیعلمون کے ہے اور یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وہم کیا ہے بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یسمعون کہا بیہقی نے کہ علم سننے سے منع نہیں کرتا اور جواب اس آیت سے یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نہیں سنا سکتے اس حال میں کہ وہ مردے ہیں لیکن اللہ نے ان کو زندہ کیا تا کہ انہوں نے سنا جیسا کہ قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور نہیں اکیلے ہوئے عمر رضی اللہ عنہ اور بیٹا ان کا ساتھ حکایت اس قول کے کہ مردے زندوں کی آواز سنتے ہیں بلکہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اور عبداللہ بن سیدان سے بھی اسی طرح روایت ہے اور اس میں ہے کہ انہوں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وهل یسمعون قال یسمعون کما تسمعون یعنی کیا سنتے ہیں فرمایا سنتے ہیں جیسا تم سنتے ہو لیکن جواب نہیں دیتے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ لیکن وہ اب جواب نہیں دیتے اور مغازی میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے مثل حدیث ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سنتے اور روایت کیا ہے اس کو احمد نے ساتھ اسناد حسن کے پس اگر یہ حدیث محفوظ ہو تو شاید عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار سے رجوع کیا ہوگا واسطے اس چیز کے کہ ثابت ہو چکی ہے نزدیک اس کی روایت ان اصحاب رضی اللہ عنہم سے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس قصے میں حاضر نہیں تھیں کہا اسماعیلی نے کہ تھیں نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کے فہم اور ذکاء اور کثرت روایت اور غور وفکر سے اوپر مبہمات کے وہ چیز کہ نہیں زیادتی اوپر اس کے لیکن نہیں راہ طرف رد کرنے روایت ثقہ کے مگر ساتھ نص کے کہ ہو مثل اس کی جو دلالت کرے اس کے منسوخ ہونے پر یا اس کے محال ہونے پر پس کیونکر رد کیا جائے اور حالانکہ تطبیق درمیان اس چیز کے کہ انکار کیا ہے اس سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور ثابت کیا ہے اس کو ان کے غیر نے ممکن ہے اس واسطے کہ قول اللہ تعالیٰ کا: ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ نہیں مخالف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو کہ بے شک وہ اب سنتے ہیں اس واسطے کہ اسماع پہنچانا آواز کا ہے مسمع سے یعنی سنانے والے سے بیچ سننے کان

سننے والے کے پس اللہ تعالیٰ نے ہی ان کو سنایا بایں طور کہ اپنے پیغمبر ﷺ کی آواز ان کو سنائی ساتھ اس کے اور اسی طرح قول اس کا یعلمون پس جواب اس کا یہ ہے کہ اگر یہ لفظ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ سے سنا ہے تو یہ یسمعون کے منافی نہیں بلکہ اس کا مؤید ہے اور کہا سہیلی نے جس کا حاصل یہ ہے کہ نفس حدیث میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے اوپر خرق عادت کے ساتھ اس کے واسطے حضرت ﷺ کے واسطے کہنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے آپ ﷺ کو کہ کیا آپ ﷺ کلام کرتے ہیں اس قوم سے جو مردار ہو گئے تو حضرت ﷺ نے ان کو جواب دیا اور جب جائز ہے کہ اس حالت میں کسی چیز کو جان سکیں تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ سن سکیں اور یہ سننا یا تو سر کے کانوں سے ہے بنا بر قول اکثر کے اور یا دل کے کانوں سے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ سوال متوجہ ہوتا ہے روح اور بدن پر اور رد کیا ہے اس کو جو کہتا ہے کہ سوال فقط روح پر متوجہ ہوتا ہے ساتھ اس طور کے کہ اسماع احتمال ہے کہ ہو واسطے کان سر کے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے کان دل کے پس نہ باقی رہے گی اس میں حجت میں کہتا ہوں جب ہوا جو کچھ کہ واقع ہوا اس وقت خوارق عادت سے واسطے حضرت ﷺ کے اس وقت تو نہ خوب ہو گا تمسک کرنا ساتھ اس کے بیچ مسئلے سوال کے ہرگز اور تحقیق اختلاف کیا ہے اہل تاویل نے بیچ مراد کے ساتھ موتی کے آیت ﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ اور اسی طرح ﴿مَنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ کی مراد میں پس محمول کیا ہے اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے حقیقت پر یعنی مراد حقیقی مردے ہیں اور ٹھہرایا ہے اس کو اصل کہ محتاج ہوئیں ساتھ اس کے طرف تاویل کرنے اس کے کے ما انتم باسمع لما نقول منهم اور یہ قول اکثر کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مجاز ہے اور مراد ساتھ موتی اور ﴿مَنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ کے کفار ہیں تشبیہ دی گئی ساتھ مردوں کے اور حالانکہ وہ زندہ ہیں اور معنی یہ ہیں کہ جو مردے کے حال میں ہیں یا اس کے حال میں جو قبر میں قرار پکڑنے والا ہے اور بنا بر اس کے پس نہ باقی رہے گی آیت میں دلیل اس چیز پر کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی نفی کی واللہ اعلم۔ (فتح)

٣٦٨٢۔ حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَلِيْبِ بَدْرٍ فَقَالَ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ثُمَّ قَالَ إِنَّهُمُ الْاٰنَ يَسْمَعُوْنَ مَا اَقُوْلُ فَذُكِرَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمُ الْاٰنَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ الَّذِيْ كُنْتُ اَقُوْلُ لَهُمْ هُوَ

٣٦٨٢۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بدر کے کنویں پر کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ کیا تم نے پایا جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا تحقیق پھر فرمایا کہ بے شک وہ اب سنتے ہیں جو میں ان سے کہتا ہوں تو یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر ہوئی تو انہوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے تو یوں فرمایا ہے کہ بے شک اب ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ جو میں ان کو کہتا تھا وہ حق ہے پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی کہ بے شک تم مردوں کو نہیں سنا سکتے یہاں تک کہ ساری

الْحَقُّ ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی﴾. (النمل: ۸۰) حَتّٰی قَرَأَتِ الْأٰيَةَ.

آیت پڑھی۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا.

باب ہے بیان میں فضیلت اس شخص کے جو بدر کے جنگ میں حاضر ہوا۔

فائدہ: یعنی ساتھ حضرت ﷺ مسلمانوں میں سے کافروں کے ساتھ لڑنے کے واسطے اور گویا کہ مراد افضلیت ان کی ہے نہ مطلق فضیلت ان کی۔

٣٦٨٣۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ أُصِيْبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَّهُوَ غُلَامٌ فَجَآءَتْ أُمُّهٗ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّيْ فَإِنْ يَّكُنْ فِي الْجَنَّةِ أَصْبِرْ وَأَحْتَسِبْ وَإِنْ تَكُ الْأُخْرٰى تَرٰى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ وَيْحَكِ أَوَهَبِلْتِ أَوَجَنَّةٌ وَّاحِدَةٌ هِيَ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيْرَةٌ وَّإِنَّهٗ فِيْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ.

٣٦٨٣۔ حمید سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ بدر کے دن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور وہ لڑکے تھے تو اس کی ماں حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا یا حضرت ﷺ تحقیق آپ ﷺ جانتے ہیں جگہ حارثہ رضی اللہ عنہ کی مجھ سے یعنی آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ وہ میرا بیٹا ہے سو اگر وہ بہشت میں ہو تو میں صبر کروں اور ثواب کی امید رکھوں اور اگر بہشت کے سوا کہیں اور جگہ ہو تو آپ ﷺ دیکھتے ہیں جو میں کرتی ہوں یعنی اس کو خوب رولوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ افسوس تجھ پر کیا تو روتی ہے کیا ایک باغ ہے بے شک وہ بہت باغ ہیں یعنی بہشت میں فقط ایک درجہ نہیں بلکہ کئی درجے ہیں اور بے شک وہ جنت فردوس میں ہے یعنی وہ اونچی بہشت میں ہے جو افضل ہے سب بہشتوں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اس حدیث سے اہل بدر کی بڑی فضیلت ہوئی۔

٣٦٨٤۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيْسَ قَالَ سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ

٣٦٨٤۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت ﷺ نے مجھ کو اور ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ہم سب سوار تھے فرمایا کہ چلو یہاں تک کہ روضہ خاخ (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے) میں پہنچو سو البتہ وہاں ایک عورت ہے مشرکوں میں سے اس کے پاس خط ہے حاطب رضی اللہ عنہ کی طرف سے مکے کے مشرکوں کو سو ہم نے اس کو

وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَكُلُّنَا فَارِسٌ قَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَأْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مَعَهَا كِتَابٌ مِّنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِيْ بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيْرُ عَلٰى بَعِيْرٍ لَّهَا حَيْثُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا الْكِتَابُ فَقَالَتْ مَا مَعَنَا كِتَابٌ فَأَنَخْنَاهَا فَالْتَمَسْنَا فَلَمْ نَرَ كِتَابًا فَقُلْنَا مَا كَذَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُجَرِّدَنَّكِ فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ أَهْوَتْ إِلٰى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتْهُ فَانْطَلَقْنَا بِهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَدَعْنِيْ فَلِأَضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ حَاطِبٌ وَّاللّٰهِ مَا بِيْ أَنْ لَّا أَكُوْنَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَدْتُّ أَنْ يَّكُوْنَ لِيْ عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَّدْفَعُ اللّٰهُ بِهَا عَنْ أَهْلِيْ وَمَالِيْ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِّنْ أَصْحَابِكَ إِلَّا لَهٗ هُنَاكَ مِنْ عَشِيْرَتِهٖ مَنْ يَّدْفَعُ اللّٰهُ بِهٖ عَنْ أَهْلِهٖ وَمَالِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَهٗ إِلَّا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ إِنَّهٗ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَدَعْنِيْ

پایا کہ اپنے اونٹ پر سوار ہے جس جگہ کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا تو ہم نے کہا کہ خط دے اس نے کہا کہ میرے پاس خط نہیں تو ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھلایا سو ہم نے تلاش کیا تو اس کے پاس خط نہ دیکھا تو ہم نے کہا کہ حضرت ﷺ نے جھوٹ نہیں بولا البتہ خط نکال یا ہم تجھ کو ننگا کر دیں گے سو جب اس نے ہمارے عزم کو دیکھا تو اپنے تہبند باندھنے کی جگہ کی طرف جھکی اور حالانکہ اس نے چادر سے تہبند باندھا ہوا تھا سو اس نے خط کو نکالا تو ہم اس عورت کو لے کر حضرت ﷺ کی طرف چلے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا حضرت ﷺ اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کی خیانت کی کہ ان کا بھید کافروں کو لکھ بھیجا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت ﷺ حکم ہو تو میں اس کو مار ڈالوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس خط لکھنے کا کیا سبب ہے حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میرا یہ ارادہ نہیں کہ میں مسلمان نہ ہوں یعنی میں مسلمان ہوں کافر نہیں میں چاہتا تھا کہ میرے واسطے ان کافروں پر کوئی احسان ہو کہ دور کرے اللہ ساتھ اس کے ضرر کو میرے اہل اور مال سے یعنی میرے لڑکے بالے مکے میں ہیں اور وہاں میرا کوئی بھائی بند نہیں جو ان کی خبر گیری کرے میں نے چاہا کہ ان کافروں سے راہ رسم پیدا کروں تا کہ وہ میرے لڑکے بالوں کا نہ ستائیں اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کوئی نہیں مگر کہ وہاں اس کی برادری میں سے ہے وہ شخص کہ اللہ اس کے سبب سے اس کے اہل اور مال سے ضرر کو دور کرے تو حضرت ﷺ نے فرمایا یہ سچ ہے اور نہ کہو اس کو مگر نیک یعنی اس کو منافق نہ کہو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک اس نے خیانت کی اللہ اور اس کے رسول

فَلِأَضْرِبَ عُنُقَهٗ فَقَالَ أَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ إِلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ أَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ.

اور مسلمانوں کی حکم ہو تو اس کو مار ڈالوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا وہ بدر والوں میں سے نہیں فرمایا شاید اللہ بدر والوں پر آگاہ ہو چکا سو اس نے فرمایا کہ تم کرو جو تمہارا جی چاہے سو تمہارے واسطے بہشت واجب ہوئی یا فرمایا کہ بے شک میں تم کو بخش چکا ہوں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ خوب جانتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فتح مکہ میں آئے گی اور مراد اس سے اس جگہ استدلال کرنا ہے اوپر فضیلت اہل بدر کی واسطے قول حضرت ﷺ کے جو مذکور ہے اور وہ بشارت بڑی ہی نہیں واقع ہوئی واسطے غیر ان کے کے اور ترجی یعنی لعل اللہ اور اس کے رسول کے کلام میں واسطے وقوع کے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ہرگز آگ میں داخل نہیں ہو گا جو جنگ بدر میں حاضر ہوگا اور اگر کوئی کہے اعملوا ما شئتم کا ظاہر واسطے اباحت کے ہے یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بدر کو گناہ کرنا جائز ہے اور وہ برخلاف ہے عقد شرع کے یعنی شرع نے گناہ کرنے کی اجازت نہیں دی تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اخبار ہے ماضی سے یعنی جو عمل کہ تم نے پہلے کیا سو بخشا گیا اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ اگر یہ حکم آئندہ گناہوں کے واسطے ہوتا تو نہ واقع ہوتا ساتھ لفظ ماضی کے اور کہا جاتا ہے کہ ہم اس کو تمہارے واسطے بخش دیں گے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ اگر یہ حکم ماضی کے واسطے ہوتا تو حاطب کے قصے میں اس کے ساتھ استدلال کرنا خوب نہ ہوتا اس واسطے کہ خطاب کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے عمر رضی اللہ عنہ کو اس حال میں کہ انکار کرنے والے تھے اوپر اس کے اس چیز کو جو انہوں نے حاطب رضی اللہ عنہ کے حق میں کہی اور یہ قصہ بدر سے چھ برس پیچھے تھا پس دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد پچھلے گناہ ہیں جو آئندہ صادر ہوں گے اور وارد کیا ہے اس کو ساتھ لفظ ماضی کے واسطے مبالغہ اس کی تحقیق میں اور بعض کہتے ہیں کہ صیغہ امر کا اس کے قول اعملوا میں واسطے تشریف اور تکریم کے ہے یعنی امر کا صیغہ یہاں فقط تعظیم کے واسطے بولا گیا ہے معنی امر کے مراد نہیں بلکہ مراد نہ مواخذہ کرنا ہے ساتھ اس گناہ کے کہ اس کے بعد ان سے صادر ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیے گئے ساتھ اس فضیلت کے واسطے اس چیز کے کہ حاصل ہوئی واسطے ان کے کہ ان کے پچھلے گناہ بھی بخشے جائیں گے اگر واقع ہوں یعنی جو عمل کہ اس واقعہ کے بعد تم کرو گے پس وہ بخشا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ ان کے گناہ واقع ہوں گے جبکہ واقع ہوں گے بخشے ہوئے اور جو سیاق قصے سے سمجھا جاتا ہے وہ دوسرا احتمال ہے یعنی صیغہ امر کا واسطے تکریم کے ہے اور اتفاق ہے اس پر کہ بشارت مذکورہ اس چیز میں ہے جو متعلق ہے ساتھ احکام آخرت کے نہ ساتھ احکام دنیا کے قائم

کرنے حدوں وغیرہ کے سے یعنی اگر کوئی گناہ کریں جو حد کا موجب ہو تو حد ساقط نہیں ہو گی حد ماری جائے گی وہ گناہ ان کو عنداللہ معاف ہے۔ (فتح)

بَابٌ. یہ باب ہے۔

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے یہ باب بغیر ترجمہ کے اور یہ بھی متعلق ہے ساتھ جنگ بدر کے۔

٣٦٨٥۔ حَدَّثَنِی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِیُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَیْرِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْغَسِیْلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِیْ أُسَیْدٍ وَّالزُّبَیْرِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ أَبِیْ أُسَیْدٍ عَنْ أَبِیْ أُسَیْدٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ بَدْرٍ إِذَا أَكْثَبُوْكُمْ فَارْمُوْهُمْ وَاسْتَبْقُوْا نَبْلَكُمْ.

٣٦٨٥۔ ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن فرمایا کہ جب کافر تمہارے قریب آئیں تو ان کو تیروں سے مارو اور اپنے تیر باقی رکھو۔

٣٦٨٦۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَیْرِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْغَسِیْلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِیْ أُسَیْدٍ وَّالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِیْ أُسَیْدٍ عَنْ أَبِیْ أُسَیْدٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ بَدْرٍ إِذَا أَكْثَبُوْكُمْ یَعْنِیْ كَثَرُوْكُمْ فَارْمُوْهُمْ وَاسْتَبْقُوْا نَبْلَكُمْ.

٣٦٨٦۔ ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بدر کے دن فرمایا کہ جب کافر تمہارے قریب آئیں تو ان کو تیروں سے مارو اور اپنے تیر باقی رکھو۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ بعض تیر پھینکو سارے نہ پھینکو اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ معنی اِسْتَبْقُوْا نَبْلَكُمْ نہیں متعلق ہیں ساتھ قول اس کے کہ اب ان کو تیروں سے مارو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مانند بیان کی ہے واسطے مراد کے حکم کرنے سے ساتھ تاخیر کرنے تیر اندازی کے یہاں تک کہ ان سے قریب ہوں یعنی جب وہ دور ہوں گے تو غالباً ان کو تیر نہ پہنچیں گے اور جب ایسی حالت میں ہوں کہ اس میں اکثر اوقات تیر کا پہنچنا ممکن ہو تو ان کو تیر مارو یعنی قریب سے تیر خطا نہ کریں گے دور سے مارنا بے فائدہ ہے۔ (فتح)

٣٦٨٧۔ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا

٣٦٨٧۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرُّمَاةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَأَصَابُوْا مِنَّا سَبْعِيْنَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ أَصَابُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِيْنَ وَمِائَةً سَبْعِيْنَ أَسِيْرًا وَّسَبْعِيْنَ قَتِيْلًا قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَّالْحَرْبُ سِجَالٌ.

حضرت ﷺ نے جنگ احد کے دن عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو تیر اندازوں پر حاکم کیا سو کافروں نے ہم میں سے ستر آدمیوں کو شہید کیا اور حضرت ﷺ نے اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے جنگ بدر کے دن مشرکوں میں سے ایک سو چالیس آدمی پائے تھے ستر مردوں کو قید کیا اور ستر کو قتل کیا ابو سفیان نے کہا کہ یہ دن بدلے دن بدر کے ہے اور لڑائی مانند ڈولوں کی ہے یعنی کبھی تم ہم پر غالب آتے ہو اور کبھی ہم تم پر غالب آتے ہیں جیسا کہ کبھی وہ ڈول پانی کا کھینچتا ہے اور کبھی یہ۔

فائدہ: یہ حدیث ٹکڑا ہے ایک حدیث دراز کا اور پوری حدیث جنگ احد کے بیان میں آئے گی اور مراد اس سے یہ قول اس کا ہے کہ بدر کے دن مشرکوں کے ایک سو چالیس آدمی کو کام آئے ستر کو قید کیا اور ستر کا قتل کیا یہی ہے حق بات مقتولوں کی گنتی میں اور اتفاق ہے اہل سیر کا اس پر کہ مقتول پچاس آدمی ہیں یا کچھ کم وبیش بیان کیا ہے ان کو ابن اسحاق نے پس پہنچی گنتی پچاس کو اور واقدی نے تین یا چار کو زیادہ کیا ہے اور بہت اہل مغازی نے مطلق بیان کیا ہے کہ وہ کچھ اوپر چالیس آدمی ہیں لیکن نہیں لازم آتا پہچاننے نام مقتولوں کے ان میں سے ساتھ تعیین کے یہ کہ سارے مقتول یہی ہوں اور یہ جو براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کی گنتی ستر ہے تو موافقت کی ہے اس کے ساتھ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور اور لوگوں نے اور روایت کیا ہے اس کو مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور اللہ نے فرمایا کہ کیا جب پہنچی تم کو مصیبت کہ تم پہنچا چکے ہو دوگنی اس سے اور اتفاق کیا ہے اہل تفسیر نے اس پر کہ مخاطبین ساتھ اس کے اہل احد ہیں اور مراد دونی مصیبت پہنچانے سے بدر کا دن ہے اور یہ جو کہ مسلمانوں سے بدر کے دن شہید ہوئے تھے ان کی گنتی اکہتر آدمی ہیں اور ساتھ اسی کی جزم کیا ہے ابن ہشام نے۔ (فتح)

۳٦٨٨۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ جَدِّهٖ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْخَيْرِ بَعْدُ وَثَوَابُ الصِّدْقِ الَّذِيْ اٰتَانَا بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ.

۳٦٨٨۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ناگہاں خیر کی تعبیر وہ چیز ہے جو دی ہم کو اللہ نے بہتری سے بعد دن بدر کے یعنی فتح مکہ وغیرہ سے اور مال غنیمت سے اور کفار قریش کے سرداروں کے مارے جانے سے۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب التعبیر میں آئے گی۔

۳۶۸۹۔ حَدَّثَنِیْ یَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ إِنِّیْ لَفِی الصَّفِّ یَوْمَ بَدْرٍ إِذِ الْتَفَتُّ فَإِذَا عَنْ یَّمِیْنِیْ وَعَنْ یَّسَارِیْ فَتَیَانِ حَدِیْثَا السِّنِّ فَكَأَنِّیْ لَمْ اٰمَنْ بِمَكَانِهِمَا إِذْ قَالَ لِیْ أَحَدُهُمَا سِرًّا مِّنْ صَاحِبِهٖ یَا عَمِّ أَرِنِیْ أَبَا جَهْلٍ فَقُلْتُ یَا ابْنَ أَخِیْ وَمَا تَصْنَعُ بِهٖ قَالَ عَاهَدْتُّ اللّٰهَ إِنْ رَّأَیْتُهٗ أَنْ أَقْتُلَهٗ أَوْ أَمُوْتَ دُوْنَهٗ فَقَالَ لِیَ الْاٰخَرُ سِرًّا مِّنْ صَاحِبِهٖ مِثْلَهٗ قَالَ فَمَا سَرَّنِیْ أَنِّیْ بَیْنَ رَجُلَیْنِ مَكَانَهُمَا فَأَشَرْتُ لَهُمَا إِلَیْهِ فَشَدَّا عَلَیْهِ مِثْلَ الصَّقْرَیْنِ حَتّٰی ضَرَبَاهُ وَهُمَا ابْنَا عَفْرَآءَ.

۳۶۸۹۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ میں بدر کے دن صف جنگ میں کھڑا تھا جب کہ میں نے مڑ کر دیکھا تو ناگہاں دائیں اور بائیں دو جوان ہیں کم عمر پس گویا کہ نہ امن ہوا مجھ کو ان کی جگہ سے یعنی مجھ کو پانی جان کا خوف ہوا کہ کہیں کافر مجھ کو دو لڑکوں کم عمر کے درمیان دیکھ کر میرے گرد جمع نہ ہو جائیں کہ ناگہاں ایک نے مجھ کو اپنے ساتھی سے چھپ کر کہا کہ اے چچا مجھ کو ابوجہل دکھا میں نے کہا کہ اے بھتیجے تو اس کے ساتھ کیا کرے گا اس نے کہا کہ میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ اگر اس کو دیکھوں گا تو اس کو مار ڈالوں گا یا خود اس کے نزدیک مروں گا پھر اسی طرح دوسرے نے مجھ کو اپنے ساتھی سے پوشیدہ کہا سو نہ خوش لگا مجھ کو یہ کہ ہوں میں درمیان دو مردوں کے بدلے ان کی جگہوں میں یعنی جب میں نے ان سے ایسی دلاوری کی بات سنی تو مجھ کو اپنی جان کا اطمینان ہوا اور خوف دور ہوا اور مجھ کو یہ خوش نہ لگا کہ ان کے بدلے میرے دائیں بائیں دو مرد ہوں تو میں نے دونوں کے واسطے ابوجہل کی طرف اشارہ کیا تو دونوں نے شکروں کے طرح اس پر حملہ کیا یہاں تک کہ اس کو مار ڈالا اور وہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے۔

فائدہ: صقر ایک شکاری پرندے کا نام ہے اس کے ساتھ شکار کیا جاتا ہے اور تشبیہ دی انہوں نے ان کو ساتھ اس کے وسطے اس چیز کے کہ مشہور تھے نزدیک اس کے دلاوری اور بہادری اس کی سے اور چھوٹنے سے شکار پر اور اس واسطے کہ اس کا دستور تھا کہ جب کسی چیز سے لپٹتا ہے تو اس سے جدا نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کو پکڑے اور پہلے پہل اس کے ساتھ حارث بن ثور نے شکار کیا تھا پھر مشہور ہوا شکار کرنا ساتھ اس کے۔ (فتح)

۳۶۹۰۔ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ إِسْمَاعِیْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیْمُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ

۳۶۹۰۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس جاسوس بھیجے اور عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو ان پر

عُمَرُ بْنُ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةً عَيْنًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِالْهَدَةِ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوْا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُوْ لِحْيَانَ فَنَفَرُوْا لَهُمْ بِقَرِيْبٍ مِنْ مِّائَةِ رَجُلٍ رَّامٍ فَاقْتَصُّوْا آثَارَهُمْ حَتّٰى وَجَدُوْا مَأْكَلَهُمُ التَّمْرَ فِيْ مَنْزِلٍ نَزَلُوْهُ فَقَالُوْا تَمْرُ يَثْرِبَ فَاتَّبَعُوْا آثَارَهُمْ فَلَمَّا حَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَئُوْا إِلٰى مَوْضِعٍ فَأَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوْا لَهُمُ انْزِلُوْا فَأَعْطُوْا بِأَيْدِيْكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيْثَاقُ أَنْ لَّا نَقْتُلَ مِنْكُمْ أَحَدًا فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ أَيُّهَا الْقَوْمُ أَمَّا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ فِيْ ذِمَّةِ كَافِرٍ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوْا عَاصِمًا وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيْثَاقِ مِنْهُمْ خُبَيْبٌ وَزَيْدُ بْنُ الدَّثِنَةِ وَرَجُلٌ آخَرُ فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوْا مِنْهُمْ أَطْلَقُوْا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوْهُمْ بِهَا قَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ هٰذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللّٰهِ لَا أَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِيْ

سردار کیا یہاں تک کہ جب پہنچے ہدۃ میں درمیان مکے اور عسفان کے تو ہذیل کے قبیلے کے آگے (جس کو بنی لحیان کہا جاتا ہے) ان کا ذکر ہوا تو وہ سو کے قریب مرد تیر انداز ان کو مارنے کے واسطے نکلے سو ان کے پیچھے چلے کھوج پہچانتے یہاں تک کہ انہوں نے ان کی کھجوریں کھانے کی جگہ پائی ایک منزل میں جس میں وہ اترے تھے تو ان کافروں نے کہا کہ یہ مدینے کی کھجوریں ہیں سو وہ ان کے پیچھے چلے سو جب عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے ان کو دیکھا تو ایک جگہ میں پناہ لی تو کافروں نے ان کو گھیر لیا اور کہا کہ اترو اور اپنے ہاتھ دو یعنی اپنے آپ کو ہمارے حوالے کرو اور تمہارے واسطے عہد و پیمان ہے کہ ہم تم میں سے کسی کو نہیں ماریں گے سو عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے قوم میں تو کافر کے ذمہ میں نہیں اترتا پھر انہوں نے کہا کہ الٰہی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے حال سے خبر دے تو کافروں نے ان کو تیروں سے مارا سو عاصم رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور تین آدمی عہد و پیمان پر ان کی طرف اترے ان میں سے ہیں خبیب رضی اللہ عنہ اور زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ اور ایک مرد اور جب کافروں نے ان پر قدرت پائی تو ان کی کمانوں کی تانت کھولی اور ان کو اس کے ساتھ باندھا تیسرے مرد نے کہا کہ پہلا دغا ہے قسم ہے اللہ کی میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا کہ بے شک میں بھی ان ساتھیوں کی پیروی کرتا ہوں یعنی ان کے جو مارے گئے تو کافروں نے ان کو کھینچا اور نہایت کوشش کی لیکن انہوں نے ان کے ساتھ ہونے سے انکار کیا تو کافروں نے ان کو بھی مار ڈالا پھر وہ خبیب رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ کو لے کر چلے یہاں تک کہ ان کو مکے میں جا بیچا بعد جنگ بدر کے سو حارث بن عامر کی اولاد نے خبیب رضی اللہ عنہ کو خریدا اور

بِهٰؤُلَاءِ أُسْوَةٌ يُرِيْدُ الْقَتْلٰى فَجَرَّرُوْهُ
وَعَالَجُوْهُ فَأَبٰى أَنْ يَّصْحَبَهُمْ فَانْطَلِقَ
بِخُبَيْبٍ وَّزَيْدِ بْنِ الدَّثِنَةِ حَتّٰى بَاعُوْهُمَا
بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَابْتَاعَ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ
عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ خُبَيْبًا وَّكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ
الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَّوْمَ بَدْرٍ فَلَبِثَ خُبَيْبٌ
عِنْدَهُمْ أَسِيْرًا حَتّٰى أَجْمَعُوْا قَتْلَهٗ فَاسْتَعَارَ
مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوْسٰى يَسْتَحِدُّ
بِهَا فَأَعَارَتْهُ فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَّهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ
حَتّٰى أَتَاهُ فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَهٗ عَلٰى فَخِذِهٖ
وَالْمُوْسٰى بِيَدِهٖ قَالَتْ فَفَزِعْتُ فَزْعَةً
عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فَقَالَ أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهٗ مَا
كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذٰلِكَ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ
أَسِيْرًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ خُبَيْبٍ وَّاللّٰهِ لَقَدْ
وَجَدْتُّهٗ يَوْمًا يَّأْكُلُ قِطْفًا مِّنْ عِنَبٍ فِيْ يَدِهٖ
وَإِنَّهٗ لَمُوْثَقٌ بِالْحَدِيْدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ
وَّكَانَتْ تَقُوْلُ إِنَّهٗ لَرِزْقٌ رَّزَقَهُ اللّٰهُ خُبَيْبًا
فَلَمَّا خَرَجُوْا بِهٖ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فِي
الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ دَعُوْنِيْ أُصَلِّيْ
رَكْعَتَيْنِ فَتَرَكُوْهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ
وَاللّٰهِ لَوْلَا أَنْ تَحْسِبُوْا أَنَّ مَا بِيْ جَزَعٌ
لَزِدْتُّ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا
وَّاقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَّلَا تُبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا ثُمَّ
أَنْشَأَ يَقُوْلُ فَلَسْتُ أُبَالِيْ حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ وَذٰلِكَ

خبیب رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن حارث بن عامر کو مارا تھا سو
خبیب رضی اللہ عنہ ان کے پاس قید رہے یہاں تک کہ انہوں نے ان
کے قتل پر اتفاق کیا تو خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث کی کسی بیٹی سے
استرا مانگا زیر ناف بال لینے کو تو اس نے اس کو استرا دیا اور
اس کا ایک بیٹا گیا اور وہ بے خبر تھے یہاں تک کہ وہ لڑکا
خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اس عورت نے خبیب رضی اللہ عنہ کو پایا
کہ لڑکے کو اپنی ران پر بٹھائے ہے اور استرا ان کے ہاتھ میں
ہے سو میں سخت ڈری خبیب رضی اللہ عنہ نے میرے ڈرنے کو پہچانا تو
خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو ڈرتی ہے کہ میں اس کو مار ڈالوں
میں یہ کام ہرگز نہیں کروں کا اس عورت نے کہا قسم ہے اللہ کی
میں نے کوئی قیدی خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر نہیں دیکھا قسم ہے اللہ
کی کہ البتہ میں نے ان کو ایک دن دیکھا کہ انگور کا گچھا ہاتھ
میں لیے کھاتے ہیں اور حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں سے
بندھے ہوئے تھے اور اس وقت مکے میں کوئی پھل نہ تھا اور وہ
عورت کہتی تھی کہ بے شک وہ رزق تھا جو اللہ نے خبیب رضی اللہ عنہ
کو دیا تھا سو جب کافر ان کے ساتھ حرم سے نکلے تا کہ ان کو
حل یعنی حرم سے باہر قتل کریں تو خبیب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا
کہ مجھ کو چھوڑ دو میں دو رکعت نماز پڑھ لوں تو انہوں نے ان
کو چھوڑا سو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور کہا کہ قسم ہے
اللہ کی کہ اگر مجھ کو اس کا خیال نہ ہوتا کہ تم گمان کرو گے کہ
میں موت کے خوف سے بے قرار ہوں اور نماز کے حیلے
سے مہلت چاہتا ہوں تو البتہ میں نماز کو زیادہ کرتا یعنی دو
رکعت اور پڑھتا پھر خبیب رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی کہ الٰہی ان کے
عدد کو گن رکھ اور ان کو جدا جدا قتل کر اور کسی کو ان میں سے
باقی نہ چھوڑ یعنی یہ دعا ان کی قبول ہوئی اور ان کے قاتل

فِيْ ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَّشَأْ يُبَارِكْ عَلٰى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ أَبُو سِرْوَعَةَ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهٗ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا الصَّلَاةَ وَأَخْبَرَ أَصْحَابَهٗ يَوْمَ أُصِيْبُوْا خَبَرَهُمْ وَبَعَثَ نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ إِلٰى عَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ حِيْنَ حُدِّثُوْا أَنَّهٗ قُتِلَ أَنْ يُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِّنْهُ يُعْرَفُ وَكَانَ قَتَلَ رَجُلًا عَظِيْمًا مِّنْ عُظَمَآئِهِمْ فَبَعَثَ اللّٰهُ لِعَاصِمٍ مِّثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُّسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوْا أَنْ يَّقْطَعُوْا مِنْهُ شَيْئًا.

سب مارے گئے پھر یہ شعر پڑھنے لگے سو مجھے کچھ پرواہ نہیں جب کہ مسلمانی کی حالت میں مارا جاؤں جس کروٹ پر کہ ہو اللہ کی راہ میں مرنا میرا اور یہ مرنا میرا اللہ کی رضا مندی چاہنے کے واسطے ہے اور اگر اللہ چاہے تو برکت کرے گا بیچ اعضاء بدن کے کہ کاٹا جاتا پھر ابوسروعہ عقبہ بن حارث ان کی طرف کھڑا ہوا سو اس نے خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور خبیب رضی اللہ عنہ نے ہی سنت بنائی ہے نماز واسطے ہر مسلمان کے کہ مارا جائے قید کر کے اور خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو جس دن کہ وہ جاسوس شہید ہوئے اور بھیجا قریش کے چند آدمیوں نے طرف عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کے جب کہ ان کو خبر ہوئی کہ عاصم رضی اللہ عنہ مارے گئے ہیں یہ کہ ان کے بدن سے گوشت کاٹ لائیں جس سے پہچانا جائے کہ وہ مارے گئے ہیں اور عاصم رضی اللہ عنہ نے ان کے ایک بڑے رئیس کو قتل کیا ہوا تھا پس بھیجا اللہ نے واسطے عاصم رضی اللہ عنہ کے مانند بدلی ایک جھنڈ بھڑوں سے تو نگہ محفوظ رکھا بھڑوں نے ان کو کفار کے ایلچیوں سے تو وہ ان کے بدن سے کچھ نہ کاٹ سکے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح غزوہ رجیع میں آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ اس کا یہ قول ہے کہ عاصم رضی اللہ عنہ نے ان کے ایک بڑے رئیس کو مارا ہوا تھا اس واسطے کہ دوسرے طریق میں تصریح آئے گی کہ انہوں نے اس کو جنگ بدر کے دن مارا تھا اور جس کو عاصم رضی اللہ عنہ نے مارا تھا وہ عقبہ بن ابی معیط ہے کہ قتل کیا تھا انہوں نے اس کو باندھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے۔ (فتح)

وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ ذَكَرُوْا مَرَارَةَ بْنَ الرَّبِيْعِ الْعَمْرِيَّ وَهِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيَّ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا.

اور کہا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ذکر کیا ہے انہوں نے یعنی ان لوگوں میں سے جو جنگ تبوک سے پیچھے رہے مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کو جو دو مرد ہیں نیکو کار حاضر ہوئے تھے جنگ بدر میں۔

فائدہ: اور یہ جو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا رضی اللہ عنہ تو یہ ٹکڑا ہے حدیث کعب کا جو دراز ہے بیچ بیان قصے توبہ اس کے کے

اور پوری حدیث غزوہ تبوک میں آئے گی اور شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے معلوم کیا ہے کہ بعض لوگ انکار کرتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ اور ہلال رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے اور کہتے ہیں کہ زہری سے وہم ہو گیا ہے پس رد کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ساتھ نسبت کرنے اس کی کے طرف کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی اور یہ ظاہر ہے حدیث کے سیاق سے اس واسطے کہ یہ حدیث کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے لی گئی ہے اور وہ زیادہ تر پہچاننے والے ہیں بدر میں حاضر ہونے والوں کو اور جو اس میں حاضر نہیں ہوئے اس شخص سے جو ان کے بعد میں پیدا ہوا ہے یعنی انکار کرنے والے سے اور اصل عدم ادراج ہے پس نہیں ثابت ہوگا مدرج ہونا مگر ساتھ دلیل صریح کے اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے جوان کو بدری کہا تو تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے اس حدیث کو بیچ جگہ پیروی کرنے کے ساتھ ان کے پس متصف کیا ان کو ساتھ نیک ہونے کے اور ساتھ حاضر ہونے کے بدر میں جو سب جنگوں سے بڑی جنگ ہے پس جب کہ واقع ہوئی واسطے ان دونوں کے نظیر اس چیز کی کہ واقع ہوئی ساتھ کعب رضی اللہ عنہ کے جنگ تبوک سے پیچھے رہنے سے اور حکم سے ساتھ ترک کرنے کے دونوں سے جیسا کہ واقع ہوا واسطے اس کے تو پیروی کی انہوں نے ساتھ ان دونوں کے اور کہا بعض متاخرین نے مانند دمیاطی وغیرہ کے کہ کسی نے ہلال رضی اللہ عنہ اور مرارہ رضی اللہ عنہ کو بدریوں میں ذکر نہیں کیا تو یہ قول اس کا مردود ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ تحقیق جزم کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے اس جگہ اور تابع ہوئی ہے اس کے ایک جماعت۔ (فتح)

٣٦٩١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ذُكِرَ لَهُ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ وَّكَانَ بَدْرِيًّا مَّرِضَ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ فَرَكِبَ إِلَيْهِ بَعْدَ أَنْ تَعَالَى النَّهَارُ وَاقْتَرَبَتِ الْجُمُعَةُ وَتَرَكَ الْجُمُعَةَ.

٣٦٩١۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے ذکر کیا کہ سعید بن عمرو رضی اللہ عنہ اور وہ بدری تھے بیمار ہوئے جمعہ کے دن تو ابن عمر رضی اللہ عنہما سوار ہو کر ان کی بیمار پرسی کو گئے بعد اس کے کہ بلند ہوا آفتاب اور قریب ہوا وقت جمعہ کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جمعہ کو چھوڑ دیا۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَاهُ كَتَبَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَرْقَمِ الزُّهْرِيِّ يَأْمُرُهُ أَنْ يَّدْخُلَ عَلٰى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةِ فَيَسْأَلَهَا عَنْ حَدِيْثِهَا وَعَنْ مَّا قَالَ لَهَا

اور کہا لیث نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے یونس نے ابن شہاب سے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ نے کہ بے شک اس کے باپ نے عمرو بن عبداللہ بن ارقم کو لکھا اس حال میں کہ اس کو حکم کرتا تھا کہ سبیعہ حارث کی بیٹی کے پاس جائے اور اس سے اس کی حدیث پوچھے اور جو کچھ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا جب کہ اس نے

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اسْتَفْتَتْهُ فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَرْقَمِ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ يُخْبِرُهُ أَنَّ سُبَيْعَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّيَ عَنْهَا فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ فَلَمْ تَنْشَبْ أَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهٖ فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ فَقَالَ لَهَا مَا لِيْ أَرَاكِ تَجَمَّلْتِ لِلْخُطَّابِ تُرَجِّيْنَ النِّكَاحَ فَإِنَّكِ وَاللّٰهِ مَا أَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتّٰى تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ قَالَتْ سُبَيْعَةُ فَلَمَّا قَالَ لِيْ ذٰلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حِيْنَ أَمْسَيْتُ وَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَأَفْتَانِيْ بِأَنِّيْ قَدْ حَلَلْتُ حِيْنَ وَضَعْتُ حَمْلِيْ وَأَمَرَنِيْ بِالتَّزَوُّجِ إِنْ بَدَا لِيْ تَابَعَهُ أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ.

حضرت ﷺ سے فتوی مانگا تو عمر بن عبداللہ نے عبداللہ بن عتبہ کو لکھا اس حال میں کہ اس کو خبر دیتا تھا کہ سبیعہ حارث کی بیٹی نے اس کو خبر دی کہ بے شک وہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی اور وہ قوم بنی عامر بن لوئی سے تھے اور وہ ان لوگوں میں سے تھے جو جنگ بدر میں حاضر ہوئے سو اس کا خاوند حجۃ الوداع میں فوت ہوا اور وہ حاملہ تھی سو اس نے ان کے مرنے کے بعد بچہ جننے میں دیر نہ کی یعنی ان کے مرنے کے تھوڑے ہی دن بعد بچہ جنا سو جب وہ اپنے نفاس سے پاک ہوئی تو اس نے نکاح کے پیغام کرنے والوں کے واسطے زینت کی سو ابو سنابل (ایک مرد کا نام ہے عبدالدار کی اولاد سے) اس پر داخل ہوا تو اس نے اس کو کہا مجھ کو کیا ہے کہ میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو نے نکاح کے خواستگاروں کے واسطے زینت کی ہے تو نکاح کی خواہش کرتی ہے اور قسم ہے اللہ کی بے شک تو نکاح نہیں کرے گی یعنی تجھ کو نکاح کرنا درست نہیں یہاں تک کہ گزر جائیں تجھ پر چار مہینے دس دن سبیعہ کہتی ہے کہ جب اس نے مجھ کو یہ بات کہی تو میں شام کے وقت اپنے کپڑے پہن کر حضرت ﷺ کے پاس گئی سو میں نے آپ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا کہ مجھ کو نکاح کرنا درست ہے یا نہیں تو حضرت ﷺ نے مجھ کو فتوی دیا اس کا کہ بے شک میں حلال ہو چکی جبکہ میں نے بچہ جنا اور حکم کیا مجھ کو نکاح کرنے کا اگر مجھ کو خواہش ہو۔

فائدہ: اور غرض اس سے ذکر سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور یہ کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ یعنی مانند پہلی حدیث کی کہ جب عورت کو تین طلاق دی تو پھر وہ عورت اس کے واسطے درست نہیں سو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی حاجت کے موافق حدیث کا فقرہ لے لیا اور وہ قول اس کا ہے کہ اس کا باپ بدر میں حاضر ہوا تھا۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ

اور کہا لیث نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے یونس نے اس نے

شِهَابٍ وَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ مَوْلٰى بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ وَكَانَ أَبُوهُ شَهِدَ بَدْرًا أَخْبَرَهُ.

روایت کی ابن شہاب سے اور ہم نے اس یعنی ابن شہاب سے پوچھا سو اس نے کہا کہ خبر دی مجھ کو محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان نے جو بنی عامر بن لوی کا آزاد کردہ غلام تھا کہ بے شک محمد بن ایاس بن بکیر نے (اور اس کا باپ جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے) اس کو خبر دی۔

بَابُ شُهُوْدِ الْمَلَائِكَةِ بَدْرًا.

جنگ بدر میں فرشتوں کے حاضر ہونے کا بیان۔

فائدہ: اس کا بیان دو بابوں سے پہلے ہو چکا ہے اور بیہقی وغیرہ نے ربیع بن انس کے طریق سے روایت کی ہے کہ جو کافر بدر کے دن مارے گئے لوگ پہچانتے تھے ان کو جو فرشتوں کے ہاتھ سے مارے گئے ان سے جو آدمیوں کے ہاتھوں سے مارے گئے ساتھ نشان چوٹ کے گردن پر اور پور پر مثل داغ آگ کے اور مسند اسحاق میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیکھی میں نے قبل دن شکست کافروں کے دن بدر کے مثل غبار سیاہ کی کہ سامنے آئی آسمان سے مانند چونٹیوں کے سو میں نہیں شک کرتا کہ وہ فرشتے تھے ان کے اترتے ہی فوراً کافروں کو شکست ہوئی اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ایک مسلمان مرد ایک کافر کے پیچھے دوڑتا تھا کہ ناگہاں اس نے اوپر سے کوڑے کی آواز سنی اور آواز گھوڑے کی اور اس میں ہے کہ یہ تیسرے آسمان کی مدد ہے۔ (فتح)

۳۶۹۲۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ أَبُوهُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ قَالَ جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَعُدُّوْنَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ قَالَ مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ.

۳۶۹۲۔ معاذ بن رفاعہ بن رافعہ سے روایت ہے اس نے اپنے باپ سے روایت کی اور اس کا باپ بدر والوں میں سے تھا کہا اس نے کہ جبرائیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ تم اپنے درمیان بدر والوں کو کیا گنتے ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل سب مسلمانوں سے یا کوئی اور لفظ اس کی مانند فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے کہ اسی طرح افضل ہیں ہمارے درمیان وہ فرشتے جو جنگ بدر میں حاضر ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرشتے جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔

۳۶۹۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ وَكَانَ رِفَاعَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ

۳۶۹۳۔ معاذ بن رفاعہ بن رافع سے روایت ہے اور تھے رفاعہ رضی اللہ عنہ بدر والوں میں سے اور تھے رافع رضی اللہ عنہ اہل عقبہ سے اور وہ اپنے بیٹے سے کہتے تھے کہ نہیں خوش لگتی مجھ کو یہ بات کہ

بَدْرٍ وَكَانَ رَافِعٌ مِّنْ أَهْلِ الْعَقَبَةِ فَكَانَ يَقُوْلُ لِابْنِهِ مَا يَسُرُّنِيْ أَنِّيْ شَهِدْتُ بَدْرًا بِالْعَقَبَةِ قَالَ سَأَلَ جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

میں بدر میں حاضر ہوتا بدلے حاضر ہونے عقبہ کے اس نے کہا کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پوچھی۔

فائدہ: مراد رافع رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ عقبہ میں حاضر ہونا افضل ہے بدر میں حاضر ہونے سے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ رافع بن مالک رضی اللہ عنہ نے نہیں سنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تصریح ساتھ تفضیل اہل بدر کے ان کے غیروں پر پس کہا جو کچھ کہ کہا اپنے اجتہاد سے اور اس کا شبہ یہ ہے کہ عقبہ (ایک گھاٹی ہے پاس مکے کے جس کے پاس پہلے پہل انصار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی جب کہ وہ حج کو آئے) تھی جگہ پیدا ہونے نصرت اسلام کی اور سبب ہجرت کا کہ پیدا ہوئی اس سے قوت واسطے سب جنگوں کے لیکن فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے دے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ أَخْبَرَنَا يَحْيٰى سَمِعَ مُعَاذَ بْنَ رِفَاعَةَ أَنَّ مَلَكًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَعَنْ يَحْيٰى أَنَّ يَزِيْدَ بْنَ الْهَادِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَهُ يَوْمَ حَدَّثَهُ مُعَاذٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ يَزِيْدُ فَقَالَ مُعَاذٌ إِنَّ السَّائِلَ هُوَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

معاذ سے روایت ہے کہ ایک فرشتے نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور وہ فرشتہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

٣٦٩٤۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرِيْلُ اٰخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ عَلَيْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ.

٣٦٩٤۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں اپنے گھوڑے کا سر تھامے ہوئے ہیں اس پر لڑائی کے ہتھیار ہیں۔

فائدہ: اور سعید بن منصور نے عطیہ بن قیس سے روایت کی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے بعد اس کے کہ فارغ ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر سے اوپر گھوڑے سرخ کے کہ اس کے ماتھے کے بال گندھے ہوئے تھے اپنے اگلے پاؤں سے گرد اڑاتا ہے اس پر زرہ تھی اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے مجھ کو تمہاری طرف بھیجا ہے اور مجھ کو حکم کیا ہے کہ میں تم سے جدا نہ ہوں یہاں تک کہ تم راضی ہو کیا تم راضی ہو؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور واقع ہوا

نزدیک محمد ابن اسحاق کے ابو واقد لیثی کی حدیث سے کہا کہ میں البتہ بدر کے دن ایک کافر کے پیچھے چلتا تھا تا کہ اس کو ماروں تو اس کا سر جدا ہو کر زمین پر گر پڑا پہلے اس سے کہ میری تلوار اس تک پہنچے اور واقع ہوا ہے نزدیک بیہقی کے محمد بن جبیر بن مطعم کی حدیث سے کہ انہوں نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے سنا کہ کہتے تھے کہ آندھی سخت چلی میں نے کبھی ایسی نہیں دیکھی پھر سخت آندھی چلی اور میں گمان کرتا ہوں کہ تیسری بار کا ذکر کیا سو پہلی ہوا جبرائیل علیہ السلام تھے اور دوسری ہوا میکائیل علیہ السلام اور تیسری ہوا اسرافیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے طرف تھے اور اس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور اسرافیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں طرف تھے اور میں اس میں تھا اور نیز علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا گیا مجھ کو اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بدر کے دن کہ تم دونوں میں سے ایک کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل علیہ السلام ہیں اور اسرافیل علیہ السلام فرشتے ہیں عظیم حاضر ہوتے ہیں صف میں اور لڑائی میں اور کہا شیخ تقی الدین سبکی نے کہ کسی نے مجھ سے پوچھا کہ کیا حکمت ہے بیچ حاضر ہونے فرشتوں کے جنگ میں ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باوجود یہ کہ جبرائیل علیہ السلام قادر ہیں اس پر کہ دفع کریں کافروں کو ساتھ ایک پر کے اپنے بازو سے تو میں نے کہا کہ واقع ہوا ہے یہ حاضر ہونا فرشتوں کا واسطے اس ارادے کے کہ ہو یہ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا اور ہوں یہ فرشتے مدد اوپر عادت مدد لشکروں کے واسطے رعایت صورت اسباب کے اور طریقے ان کے کہ جاری کیا ہے اس کو اللہ نے اپنے بندوں میں اور اللہ تعالیٰ ہے سب کام کرنے والا۔ (فتح)

بَابٌ. یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور وہ متعلق ہے ساتھ ان لوگوں کے جو جنگ بدر میں حاضر ہوئے۔

٣٦٩٥۔ حَدَّثَنِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَاتَ أَبُوْ زَيْدٍ وَّلَمْ يَتْرُكْ عَقِبًا وَّكَانَ بَدْرِيًّا.

٣٦٩٥۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو زید رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور نہ چھوڑی انہوں نے اپنے پیچھے کوئی اولاد اور تھے وہ بدری۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں اس حدیث کو مختصر بیان کیا ہے اور تحقیق گزر چکی ہے پوری حدیث اس سے مناقب انصار میں کہ انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا حال ابوزید رضی اللہ عنہ کا جنہوں نے قرآن جمع کیا تھا تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ قیس بن سکن ہے ایک مرد ہے بنی عدی سے فوت ہو گیا اور اپنے پیچھے کوئی اولاد نہ چھوڑی یعنی لاولد فوت ہو گیا اور ہم اس کے وارث ہوئے۔ (فتح)

٣٦٩٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ

٣٦٩٦۔ ابن خباب سے روایت ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سفر سے آئے تو ان کے گھر والے قربانی کا گوشت ان کے

الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ خَبَّابٍ أَنَّ أَبَا سَعِيْدِ بْنَ مَالِكٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ لَحْمًا مِّنْ لُحُوْمِ الْأَضْحٰى فَقَالَ مَا أَنَا بِاٰكِلِهِ حَتّٰى أَسْأَلَ فَانْطَلَقَ إِلٰى أَخِيْهِ لِأُمِّهِ وَكَانَ بَدْرِيًّا قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنَّهُ حَدَثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ نَّقْضٌ لِمَا كَانُوْا يُنْهَوْنَ عَنْهُ مِنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْأَضْحٰى بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ.

آگے لائے تو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ میں اس کا حکم پوچھوں یعنی اس کے واسطے کہ ابتدا میں قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنا جائز نہ تھا سو وہ اپنے اخیافی بھائی قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی طرف چلے اور وہ بدری تھے سوانہوں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ پیدا ہوا پیچھے تمہارے امر ناسخ واسطے اس چیز کے کہ منع ہوا تھا ان کو اس سے تین دن کے پیچھے قربانی کا گوشت کھانے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح قربانی کے بیان میں آئے گی اور غرض اس سے تعریف کرنے قتادہ رضی اللہ عنہ کی ہے ساتھ ہونے ان کے کے بدری۔ (فتح)

٣٦٩٧۔ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ الزُّبَيْرُ لَقِيْتُ يَوْمَ بَدْرٍ عُبَيْدَةَ بْنَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ مُدَجَّجٌ لَا يُرٰى مِنْهُ إِلَّا عَيْنَاهُ وَهُوَ يُكْنٰى أَبُوْ ذَاتِ الْكَرِشِ فَقَالَ أَنَا أَبُوْ ذَاتِ الْكَرِشِ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَنَزَةِ فَطَعَنْتُهُ فِيْ عَيْنِهِ فَمَاتَ قَالَ هِشَامٌ فَأُخْبِرْتُ أَنَّ الزُّبَيْرَ قَالَ لَقَدْ وَضَعْتُ رِجْلِيْ عَلَيْهِ ثُمَّ تَمَطَّأْتُ فَكَانَ الْجَهْدَ أَنْ نَزَعْتُهَا وَقَدِ انْثَنٰى طَرَفَاهَا قَالَ عُرْوَةُ فَسَأَلَهُ إِيَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا أَبُوْ بَكْرٍ فَأَعْطَاهُ فَلَمَّا قُبِضَ أَبُوْ بَكْرٍ سَأَلَهَا إِيَّاهُ عُمَرُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا فَلَمَّا قُبِضَ عُمَرُ

٣٦٩٧۔ زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بدر کے دن عبیدہ بن سعید بن عاص کو ملا اور اس کا سب بدن ہتھیاروں میں چھپا ہوا تھا اس کی دونوں آنکھوں کے سوائے اس سے کچھ نظر نہ آتا تھا اور کنیت کیا جاتا تھا ابو ذات الکرش تو اس نے کہا کہ میں ابو ذات الکرش ہوں سو میں نے نیزے سے اس پر حملہ کیا اور نیزہ اس کے آنکھ میں مارا تو وہ اس سے مر گیا کہا ہشام نے کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا پاؤں اس پر رکھا پھر میں نے ہاتھ دراز کیا سو میں نے اس کو بڑے زور سے کھینچا اور حالانکہ اس کے دونوں طرفیں مڑ گئیں تھیں کہا عروہ رضی اللہ عنہ نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نیزہ زبیر رضی اللہ عنہ سے مانگا زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا سو پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کو لیا پھر اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مانگا تو زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیا پھر جب صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے مانگا تو زبیر رضی اللہ عنہ نے وہ نیزہ ان کو دیا پھر جب عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے

أَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا عُثْمَانُ مِنْهُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ وَقَعَتْ عِنْدَ اٰلِ عَلِيٍّ فَطَلَبَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَكَانَتْ عِنْدَهُ حَتّٰى قُتِلَ.

اس کو لیا پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے مانگا تو انہوں نے وہ نیزہ ان کو دیا سو جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے پھر علی رضی اللہ عنہ کی اولاد کے ہاتھ آیا پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مانگا پھر وہ ان کے پاس رہا یہاں تک کہ شہید ہوئے۔

فائدہ: یہ حدیث بھی جنگ بدر کے متعلق ہے۔

٣٦٩٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ عَآئِذُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَايِعُوْنِيْ.

٣٦٩٨۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیعت کرو مجھ سے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہی قول اس کا ہے کہ حاضر ہوئے تھے بدر میں۔

٣٦٩٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَنّٰى سَالِمًا وَّأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيْهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَّكَانَ مَنْ تَبَنّٰى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِّيْرَاثِهِ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ﴾. (الأحزاب:٥) فَجَآئَتْ سَهْلَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

٣٦٩٩۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اور وہ ان میں سے تھے کہ جنگ بدر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے سالم رضی اللہ عنہ کو متبنی بنایا یعنی زبان سے کہا کہ تو میرا بیٹا ہے اور اپنی بھتیجی ہند اس کو نکاح کر دی اور وہ سالم ایک انصاری عورت کا آزاد کیا ہوا غلام تھا جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو لے پالک بنایا اور جاہلیت کے زمانے میں دستور تھا کہ جو کسی کو لے پالک بناتا تھا لوگ اس کو اس کا بیٹا کہتے تھے اور وہ اس کے مرنے کے بعد اس کے ترکہ کا مالک ہوتا تھا یہاں تک کہ اللہ نے یہ آیت اتاری کہ لے پالکوں کو اپنے اصلی باپوں کے نام سے پکارو پھر سہلہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی پس ذکر کی ساری حدیث۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ سالم کو متبنیٰ بنایا یعنی دعویٰ کیا کہ وہ میرا بیٹا ہے اور تھا یہ دستور پہلے اترنے اس آیت کے ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ﴾ پس تحقیق یہ آیت جب اتری تو پھر لوگ سالم کو ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کا غلام آزاد پکارتے تھے اور تحقیق حاضر رہتا تھا سالم ساتھ ساتھ مالک اپنے کے جو مذکور ہوا یعنی ساتھ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے اور ولید بن عتبہ کے قتل ہوا ساتھ باپ اپنے کے اور اس حدیث کی شرح نکاح میں آئے گی۔ (فتح)

۳۷۰۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ وَجُوَيْرِيَاتٌ يَّضْرِبْنَ بِالدُّفِّ يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَآئِهِنَّ يَوْمَ بَدْرٍ حَتّٰى قَالَتْ جَارِيَةٌ وَّفِيْنَا نَبِيٌّ يَّعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْلِيْ هٰكَذَا وَقُوْلِيْ مَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ.

۳۷۰۰۔ ربیع معوذ کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے جس صبح کو میرا خاوند مجھ پر داخل ہوا سو میرے بچھونے پر بیٹھے جیسے تو بیٹھا ہے یہ خطاب ہے اس شخص کو جس نے اس سے یہ حدیث روایت کی اور لڑکیاں دف بجاتی تھیں اور اپنے باپ دادوں کے جو جنگ بدر میں مارے گئے خوبیاں بیان کرتی تھیں یہاں تک کہ ایک لڑکی نے کہا اور ہم میں نبی ہے کہ جانتا ہے جو کل ہوگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا مت کہو اور جو پہلے کہتی تھیں وہی کہو۔

فائدہ: ندبہ کے معنی ہیں بیان کرنا مردے کا ساتھ خوبیوں کے اس قسم سے کہ باعث ہو اور پر شوق اس کے کے اور رونے کو اوپر اس کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سننا آواز دف کا شادی کی صبح کو اور یہ کہ مکروہ ہے نسبت کرنا علم غیب کا طرف کسی کے مخلوق میں سے۔ (فتح)

۳۷۰۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۷۰۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی نے اور وہ جنگ بدر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحمت کے فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں کتا ہو اور جاندار کی تصویر ہو۔

وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ يُرِيْدُ التَّمَاثِيْلَ الَّتِيْ فِيْهَا الْأَرْوَاحُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول ہے اس کا کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔(فتح)

٣٧٠٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ كَانَتْ لِيْ شَارِفٌ مِّنْ نَّصِيْبِيْ مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَّكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِيْ مِمَّا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنَ الْخُمُسِ يَوْمَئِذٍ فَلَمَّا أَرَدْتُّ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُّ رَجُلًا صَوَّاغًا فِيْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ أَنْ يَّرْتَحِلَ مَعِيَ فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ فَأَرَدْتُّ أَنْ أَبِيْعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِيْنَ فَنَسْتَعِيْنَ بِهِ فِيْ وَلِيْمَةِ عُرْسِيْ فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مِنَ الْأَقْتَابِ وَالْغَرَآئِرِ وَالْحِبَالِ وَشَارِفَايَ مُنَاخَتَانِ إِلٰى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ حَتّٰى جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ فَإِذَا أَنَا بِشَارِفَيَّ قَدْ أُجِبَّتْ أَسْنِمَتُهَا وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا

٣٧٠٢۔علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک اونٹنی تھی جو مجھ کو بدر کے دن مال غنیمت سے حصے میں آئی تھی اور ایک اونٹنی مجھ کو اس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس سے دی تھی یعنی اپنے پانچویں حصے میں سے جو اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا تھا سو جب میں نے چاہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے گھر میں لاؤں یعنی بعد نکاح کے تو میں نے وعدہ کیا ایک مرد لوہار سے جو قبیلے بنی قینقاع میں تھا یہ کہ میرے ساتھ چلے سو ہم اذخر کی گھاس لائیں اور میں نے کہا کہ اس کو لا کر لوہاروں کے ہاتھ بیچوں اور اس سے اپنی شادی کے ولیمہ میں مدد لوں سو جس حالت میں کہ میں اپنی اونٹنیوں کے واسطے پالان اور بوریاں اور رسیاں جمع کرتا تھا اور میری دو اونٹنیاں ایک انصار مرد کے حجرے کے پہلو میں بیٹھی تھیں یہاں تک کہ جمع کیا میں نے جو کچھ کہ جمع کیا سو ناگہاں میں نے اپنی اونٹنیوں کو دیکھا بے شک ان کی کوہانیں کاٹی گئیں اور ان کے پہلو چیرے گئے اور ان کے جگر لیے گئے سو جب میں نے یہ حال دیکھا تو بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور میں نے کہا کہ یہ کام کس نے کیا لوگوں نے کہا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے کیا ہے اور وہ اس گھر میں ہے انصارے کے بعض شراب نوشوں میں اور اس کے پاس ایک لونڈی ہے

فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ حِيْنَ رَأَيْتُ الْمَنْظَرَ قُلْتُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا قَالُوْا فَعَلَهٗ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِيْ هٰذَا الْبَيْتِ فِيْ شَرْبٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ عِنْدَهٗ قَيْنَةٌ وَّأَصْحَابُهٗ فَقَالَتْ فِيْ غِنَآئِهَا أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَآءِ فَوَثَبَ حَمْزَةُ إِلَى السَّيْفِ فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَأَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا قَالَ عَلِيٌّ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ لَقِيْتُ فَقَالَ مَا لَكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ عَدَا حَمْزَةُ عَلٰى نَاقَتَيَّ فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَهَا هُوَ ذَا فِيْ بَيْتٍ مَّعَهٗ شَرْبٌ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَآئِهٖ فَارْتَدٰى ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِيْ وَاتَّبَعْتُهٗ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتّٰى جَآءَ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ فَأُذِنَ لَهٗ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْمُ حَمْزَةَ فِيْمَا فَعَلَ فَإِذَا حَمْزَةُ ثَمِلٌ مُّحْمَرَّةٌ عَيْنَاهُ فَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلٰى رُكْبَتِهٖ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ وَهَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيْدٌ لِّأَبِيْ فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ ثَمِلٌ

گانے والی اور اس کے ساتھی سو لونڈی اور اس کے یاروں نے کہا یعنی راگ میں کہ خبر دار ہو اے حمزہ رضی اللہ عنہ قصد کرو واسطے موٹی اونٹنیوں کے تو حمزہ رضی اللہ عنہ تلوار کی طرف جلدی کھڑے ہوئے سو ان کی کوہانیں کاٹیں اور ان کے پہلو چیر کر ان کے جگر لیے علی رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں چلا یہاں تک کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا غمناک ہونا پہچانا سو فرمایا کہ کیا ہے تجھ کو کہ تم ایسے غمناک ہو میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آج جیسی مصیبت کبھی نہیں دیکھی حمزہ رضی اللہ عنہ نے میری اونٹنیوں پر ظلم کیا سو ان کی کوہانیں کاٹ لیں اور ان کے پہلو چیر ڈالے اور وہ یہ ہے اس گھر میں اس کے ساتھ شراب نوش ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر منگوائی اور بدن پر ڈالی پھر پیادہ چلے اور میں اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے یہاں تک کہ آئے اس گھر میں جس میں حمزہ رضی اللہ عنہ تھے اور ان سے اندر آنے کے واسطے اجازت مانگی انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو ملامت کرنی شروع کی اس کام میں جو اس نے کیا پس اچانک دیکھا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ شراب کے نشے میں مست ہے اس کی دونوں آنکھیں سرخ ہوئی ہیں سو حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر کی یعنی پاؤں کی طرف پھر نظر اونچی کی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے کو دیکھا پھر نظر اور اونچی کی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو دیکھا پھر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں تم مگر غلام میرے باپ کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا کہ وہ مست ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم الٹے پاؤں پیچھے ہٹے یعنی بغیر اس کے کہ پیٹھ پھیریں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور ہم بھی

فَنَكَصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرٰى فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهٗ.

آپ ﷺ کے ساتھ نکلے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح خمس میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول اس کا ہے کہ مجھ کو بدر کے دن غنیمت سے حصے میں آئی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اس دن ایک اونٹنی خمس سے دی اس پر کہ بدر کی غنیمت کے مال سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا نکالا گیا تھا برخلاف اس کے جس طرف ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ گئے ہیں کہ آیت خمس نکالنے کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نازل ہوئی بعد تقسیم ہونے مال غنیمت بدر کے اور اس جگہ دلالت کی اس سے قول اس کا ہے **یَوْمَئِذٍ** یعنی اس دن لیکن یہ حدیث پہلے خمس میں گزر چکی تھی اور اس میں **یَوْمَئِذٍ** کا لفظ نہیں ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو اور اونٹنی دی اور نہیں مقید کیا اس کو ساتھ دن کے اور نہ ساتھ خمس کے اور جمہور علماء کا یہ مذہب ہے کہ خمس کی آیت بدر کے قصے میں اتری۔ (فتح)

۳۷۰۳۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ أَنْفَذَهٗ لَنَا ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ سَمِعَهٗ مِنَ ابْنِ مَعْقِلٍ أَنَّ عَلِيًّا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَبَّرَ عَلٰى سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ فَقَالَ إِنَّهٗ شَهِدَ بَدْرًا.

۳۷۰۳۔ ابن معقل سے روایت ہے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ پر تکبیر کہی پھر کہا کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔

فائدہ: اس میں عدد تکبیر کا ذکر نہیں اور تحقیق روایت کیا ہے اس کو ابونعیم نے مستخرج میں بخاری کے طریق سے ساتھ اس اسناد کے سو اس میں کہا کہ پانچ بار تکبیر کہی اور روایت کیا ہے اس کو بغوی نے معجم صحابہ میں محمد بن عبادہ سے ساتھ اس اسناد کے اور اسماعیلی اور برقانی اور حاکم نے اس کے طریق سے سو اس نے کہا کہ چھ تکبیریں کہیں اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں محمد بن عبادہ سے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے ابن عیینہ سے اور اس میں پانچ تکبیروں کا ذکر ہے اور حاکم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر مڑ کر ہماری طرف دیکھا سو کہا کہ وہ اہل بدر میں ہیں اور یہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو بدر میں حاضر ہو ان کو بزرگی ہے غیروں پر ہر چیز میں یہاں تک کہ جنازے کی تکبیروں میں بھی اور یہ امر دلالت کرتا ہے اس پر کہ مشہور ان کے نزدیک چار تکبیریں تھیں اور یہ قول اکثر اصحاب رضی اللہ عنہم کا ہے اور بعض سے پانچ تکبیریں ہیں اور صحیح مسلم میں زید بن ارقم سے اس باب میں حدیث مرفوع آئی ہے اور جنازے کے بیان میں پہلے گزر چکا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جنازے کی تین تکبیریں ہیں اور یہ کہ پہلی واسطے شروع کے ہے یعنی سوائے اس کے اور ابن خیثمہ نے اور طریق سے مرفوع روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ جنازے پر چار بار تکبیر کہتے تھے یعنی کبھی اور کبھی پانچ بار کہتے تھے اور کبھی چھ بار کہتے تھے اور کبھی سات بار اور کبھی

آٹھ بار یہاں تک کہ نجاشی بادشاہ فوت ہوا تو حضرت ﷺ نے اس پر چار تکبیریں کہیں پھر ثابت رہے حضرت ﷺ اوپر اس کے یہاں تک کہ فوت ہوئے حضرت ﷺ اور کہا ابو عمر نے کہ منعقد ہوا ہے اجماع اوپر چار تکبیروں کے اور نہیں جانتے ہم کہ شہروں کے عالموں سے کوئی پانچ تکبیروں کے ساتھ قائل ہو سوائے ابن لیلی کے اور حنفیہ کی مبسوط میں ہے ابو یونس سے مانند اس کی اور کہا نووی نے مہذب میں کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان تکبیروں میں اختلاف تھا پھر وہ اختلاف ساتھ گزرنے ان کے کے دور ہوا اور اجماع ہوا اس پر کہ جنازے کی تکبیریں چار ہیں لیکن اگر امام پانچ تکبیریں کہے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی خواہ بھول کر کہے یا جان کر صحیح قول پر لیکن اس پر مقتدی اس کی پیروی نہ کرے صحیح قول پر، واللہ اعلم۔

٣٧٠٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِيْنَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا تُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ قَالَ سَأَنْظُرُ فِيْ أَمْرِيْ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ فَقَالَ قَدْ بَدَا لِيْ أَنْ لَّا أَتَزَوَّجَ يَوْمِيْ هٰذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ أَبُوْ بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّيْ عَلٰى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ

٣٧٠٤۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی اپنے خاوند خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے فوت ہونے سے بیوہ ہوئیں اور خنیس رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے تھے اور بدر میں شریک ہوئے مدینے میں فوت ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے اس کے ساتھ حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کرنے کو کہا میں نے کہا کہ اگر تم چاہو میں اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا تجھ کو نکاح کر دوں عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سوچ کر جواب دوں گا سو میں چند روز ٹھہرا سو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ظاہر ہوا مجھ کو کہ میں ابھی نکاح نہ کروں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تم کو اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دوں ابو بکر رضی اللہ عنہ چپ رہے اور مجھ کو جواب نہ دیا تو میں اس پر عثمان رضی اللہ عنہ سے سخت تر غضبناک تھا پھر میں کچھ روز تک ٹھہرا پھر حضرت ﷺ نے اس کے نکاح کا پیغام کیا سو میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو نکاح کر دی پھر مجھ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ ملے سو کہا کہ شاید تم مجھ سے ناراض ہوئے ہو گے جب کہ تم نے مجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کرنے کو کہا اور میں نے تم کو کچھ جواب نہ دیا میں نے کہا ہاں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا

وَجَدْتَّ عَلَيَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيْمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا.

پس تحقیق شان یہ ہے کہ نہ منع کیا مجھ کو اس سے کہ میں تم کو جواب دوں اس چیز میں کہ تم نے میرے پیش کی مگر یہ کہ مجھ کو معلوم تھا کہ حضرت ﷺ اس کا ذکر کیا کرتے تھے سو میں ایسا نہ تھا کہ حضرت ﷺ کا بھید ظاہر کروں اور اگر حضرت ﷺ اس کو نکاح نہ کرتے تو میں اس کو قبول کرتا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب النکاح میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ وہ بدری تھے۔

٣٧٠٥۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيْدَ سَمِعَ أَبَا مَسْعُوْدِ الْبَدْرِيَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلٰى أَهْلِهِ صَدَقَةٌ.

٣٧٠٥۔ عبداللہ بن یزید سے روایت ہے کہ اس نے ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے حضرت ﷺ سے روایت کی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خرچ کرنا مرد کا اپنے گھر والوں پر خیرات ہے یعنی مرد کو اس میں بھی ثواب ملتا ہے۔

فائدہ: اور غرض اس سے ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ بدری تھے اور اس میں اختلاف ہے کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے یا نہیں کہا اکثر اس پر ہیں کہ وہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے اور نہیں ذکر کیا اس کو محمد بن اسحاق اور اس کے راویوں نے بدریوں میں اور اسی طرح کہا اسماعیلی نے کہ نہیں صحیح ہے حاضر ہونا ان کا بدر میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کا گھر وہاں تھا اس واسطے ان کو بدری کہا گیا پھر اشارہ کیا اس نے طرف اس کی کہ استدلال کرنا ساتھ اس طور کے کہ وہ وہاں ہوئے تھے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوگی روایتوں میں کہ وہ بدری ہیں قوی نہیں ہے اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے اس کو کہ کہا جائے واسطے ہر شخص کے کہ حاضر ہوا اس میں بدری اور یہ قاعدہ نہیں میں کہتا ہوں کہ نہیں کفایت کی امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنے جزم میں کہ حاضر ہوئے وہ بدر میں ساتھ اس کے بلکہ ساتھ قول اس کے کہ آئندہ حدیث میں کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ عروہ رضی اللہ عنہ کی کلام سے ہے اور وہ حجت ہے بیچ اس کے اس واسطے کہ عروہ رضی اللہ عنہ نے ابو مسعود رضی اللہ عنہ کو پایا ہے اگرچہ روایت کی ہے اس سے حدیث ساتھ واسطہ کے اور ترجیح دیا جاتا ہے اختیار کرنا امام بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ قول نافع کے جب کہ حدیث بیان کی اس سے ابو لبابہ بدری رضی اللہ عنہ نے اس واسطے کہ منسوب کیا ہے انہوں نے ان کو طرف حاضر ہونے کے بدر میں نہ طرف اترنے ان کے کے اس میں اور تحقیق اختیار کیا ہے ابو عبید قاسم نے کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے ذکر کیا ہے اس کو بغوی نے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے ابن کلبی نے اور مسلم نے کنیتوں میں اور کہا طبرانی اور ابو احمد حاکم نے کہ وہ بدر میں حاضر

ہوئے کہا برقانی نے کہ نہیں ذکر کیا ان کو ابن اسحاق نے بدریوں میں اور اس حدیث کے غیر میں ہے کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے اور قاعدہ یہ ہے کہ مثبت مقدم ہوتا ہے نافی پر اور جو اس کے حاضر ہونے کی نفی کرتا ہے تو اس اعتقاد سے کہ ان کو بدری کہنا باعتبار اس کے ہے کہ وہ وہاں اترے تھے نہ اس اعتبار سے کہ وہ اس میں حاضر ہوئے تھے لیکن ضعیف کرتی ہے اس کو تصریح اس شخص کی جس نے ان میں سے تصریح کی ہے کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے جیسا کہ بارہویں حدیث میں ہے کہ داخل ہوئے ان پر ابو مسعود رضی اللہ عنہ عقبہ بن عمرو اور وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے اور اس حدیث کی شرح مواقیت میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۳۷۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِيْ إِمَارَتِهِ أَخَّرَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ الْعَصْرَ وَهُوَ أَمِيْرُ الْكُوْفَةِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ جَدُّ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَصَلَّى فَصَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا أُمِرْتُ كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ.

۳۷۰۶۔ زہری سے روایت ہے کہ میں نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے سنا حدیث سناتے ہیں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی خلافت میں کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز میں دیر کی اور وہ کوفہ کے حاکم تھے معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے پس داخل ہوئے ان پر ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ دادا زید بن حسن کا کہ حاضر ہوئے بدر میں سو ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ تم کو معلوم ہے کہ جبرائیل علیہ السلام آسمان سے اترے سو انہوں نے نماز پڑھی یعنی پہلے دن اول وقت میں اور دوسرے دن اخیر وقت میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ نمازیں پڑھیں اس وقت کہ جبرائیل علیہ السلام نے تعلیم کی پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو اسی طرح حکم ہوا اسی طرح تھے بشیر بن ابو مسعود حدیث بیان کرتے اپنے باپ سے۔

۳۷۰۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاٰيَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَلَقِيْتُ أَبَا مَسْعُوْدٍ وَهُوَ يَطُوْفُ

۳۷۰۷۔ ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ بقرہ کے اخیر میں دو آیتیں ہیں یعنی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے اخیر تک جو رات کے وقت ان کو پڑھے گا اس کو کفایت کرتی ہیں عبدالرحمٰن راوی نے کہا سو میں ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ملا اور حالانکہ وہ خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے تھے سو میں نے ان سے یہ حدیث پوچھی تو انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی۔

بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِيهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں آئے گی۔

۳۷۰۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيْعِ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۷۰۸۔ محمود بن ربیع سے روایت ہے کہ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے تھے جو بدر میں حاضر ہوئے انصار میں سے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (اور کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اندھا ہو گیا ہوں اور بارش کے دنوں میں مسجد تک نہیں پہنچ سکتا سو میں چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھیں کہ میں اس جگہ کو جائے نماز ٹھہراؤں۔

فائدہ: اور نہیں وارد کی امام بخاری رحمہ اللہ نے موضع حاجت کی اس حدیث سے اور وہ قول اس کا ہے حدیث کے ابتدا میں کہ عتبان رضی اللہ عنہ، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے تھے اور جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے انصار میں سے او رابواب المساجد میں یہ حدیث گزر چکی ہے اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کفایت کی ہے ساتھ اشارے کے اپنی عادت کے موافق۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ هُوَ ابْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَهُوَ أَحَدُ بَنِي سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ فَصَدَّقَهُ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ پھر میں نے حصین بن محمد کو پوچھا اور وہ ایک ہے قبیلے بنی سالم سے اور وہ ان کے سرداروں سے ہیں حدیث محمود بن ربیع کی سے جو اس نے عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے تو اس نے اس کی تصدیق کی۔

۳۷۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ وَكَانَ مِنْ أَكْبَرِ بَنِي عَدِيٍّ وَكَانَ أَبُوْهُ شَهِدَ بَدْرًا مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عُمَرَ اسْتَعْمَلَ قُدَامَةَ بْنَ مَظْعُوْنٍ عَلَى الْبَحْرَيْنِ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا وَهُوَ خَالُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَحَفْصَةَ

۳۷۰۹۔ زہری سے روایت ہے اس نے کہا خبر دی مجھ کو عبداللہ بن عامر نے اور وہ بنی عدی کا بڑا تھا اور اس کے باپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں حاضر ہوئے تھے یہ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بحرین (ایک جگہ کا نام ہے درمیان بصرہ اور عمان کے) کا گورنر بنایا تھا اور وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے اور وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے ماموں ہیں۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

فائدہ: نہیں ذکر کیا امام بخاری رحمہ اللہ قصے کو اس واسطے کہ وہ موقوف ہے اس کی شرط پر نہیں اس واسطے کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی فقط ان لوگوں کا ذکر کرنا ہے کہ جو بدر میں حاضر ہوئے اور تحقیق وارد کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں زہری سے پس زیادہ کیا اس نے کہ جارود عقدی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ قدامہ رضی اللہ عنہ نے شراب پی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تیرے ساتھ کوئی اور بھی گواہ ہے اس نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ اس کو مست دیکھا قے کرتا ہوا تو عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا تو جارود نے ان کو کہا کہ اس پر حد قائم کرو تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو مدعی ہے یا گواہ سو وہ چپ رہے پھر اس نے کہا کہ اس پر حد قائم کرو تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ باز رہ نہیں تو میں تجھ کو ذلیل کروں گا تو انہوں نے کہا کہ نہیں یہ انصاف کی بات کہ تمہارا چچیرا بھائی شراب پیئے اور تم مجھ کو ذلیل کرو سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی بیوی ہند کو بلا بھیجا اس نے اپنے خاوند پر گواہی دی کہ بے شک اس نے شراب پی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قدامہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ میں تجھ کو حد ماروں قدامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ تجھ کو جائز نہیں واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا﴾ الاٰية . (المائدة:٩٣) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نے اس کے معنی نہیں سمجھے اس واسطے کہ باقی آیت یہ ہے کہ جب پرہیزگاری کریں پس تحقیق اگر تو پرہیزگاری کرتا تو بچتا اس چیز سے کہ حرام کی ہے تجھ پر اللہ نے پھر حکم کیا اس کو حد مارنے کا سو اس کو کوڑے مارے گئے تو قدامہ رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ پر غضبناک ہوئے پھر دونوں نے اکٹھے حج کیا سو عمر رضی اللہ عنہ اپنی نیند سے جاگے گھبرائے ہوئے اور کہا کہ قدامہ رضی اللہ عنہ کو جلدی لاؤ آیا میرے پاس کوئی آنے والا یعنی خواب میں آیا تو اس نے کہا کہ صلح کرو قدامہ رضی اللہ عنہ سے اس واسطے کہ وہ تمہارا بھائی ہے سو دونوں نے باہم صلح کی۔ (فتح) اور غرض یہاں اس کی اس قول سے ہے کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔

٣٧١٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَآءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَنَّ عَمَّيْهِ وَكَانَا شَهِدَا بَدْرًا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَآءِ الْمَزَارِعِ قُلْتُ لِسَالِمٍ فَتُكْرِيْهَا أَنْتَ قَالَ نَعَمْ إِنَّ رَافِعًا أَكْثَرَ عَلٰى نَفْسِهٖ.

٣٧١٠۔ رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ انہوں نے خبر دی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کہ ان کے دو چچوں نے اور وہ دونوں جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے ان کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا زہری کہتا ہے کہ میں نے سالم سے کہا کہ تو اس کو کرایہ پر دیتا ہے اس نے کہا ہاں بے شک رافع نے زیادتی کی ہے اپنی جان پر۔

فائدہ: یعنی منع تو فقط یہ ہے کہ اپنے واسطے کوئی قطعہ معین ٹھہرا لے کہ مثلا جو نالیوں کے کنارے پر یا فلاں خاص قطعہ میں پیدا ہوگا وہ میرے واسطے ہے اور باقی تیرے واسطے اور اس حدیث کی شرح مزارعت میں گزر چکی ہے اور انکار کیا ہے دمیاطی نے اور کہا کہ وہ احد میں حاضر ہوئے تھے بدر میں حاضر نہیں ہوئے اور اعتماد کیا ہے اس نے اس میں ابن سعد پر اور جس نے ان کو حاضر ہونا ثابت کیا ہے وہ زیادہ تر ثابت ہے نفی کرنے والے سے۔

۳۷۱۱۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيَّ قَالَ رَاَيْتُ رِفَاعَةَ بْنَ رَافِعٍ الْاَنْصَارِيَّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا.

۳۷۱۱۔ عبداللہ بن شداد سے روایت ہے کہا میں نے رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔

فائدہ: اور باقی حدیث اس طور سے ہے کہ جب وہ نماز میں داخل ہوئے تو کہا اللہ اکبر کبیرا اور نہیں ذکر کیا اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس واسطے کہ وہ ان کی غرض سے نہیں۔

۳۷۱۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَّيُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيْفٌ لِبَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ اِلَى الْبَحْرَيْنِ يَاْتِيْ بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ اَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ فَوَافَوْا صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوْا لَهٗ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ

۳۷۱۲۔ مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں حاضر ہوئے تھے اور بنو عامر بن لوی کے حلیف تھے انہوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف بھیجا کہ وہاں کا کہ جزیہ لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے صلح کی ہوئی تھی اور علا بن حضری رضی اللہ عنہ کو ان پر حاکم کیا سو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے مال لائے تو انصاریوں نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر سنی سو وہ فجر کی نماز میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آ ملے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پھرے تو انصار لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوئے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو مسکرائے پھر فرمایا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ شاید کہ تم نے سنا ہے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے مال لائے ہیں انصار نے کہا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ خوش ہو اور امید رکھو اس کی جو تم کو خوش کرے یعنی فتح اسلام کی سو قسم ہے اللہ کی کہ مجھ کو محتاجی کا تم پر ڈر نہیں لیکن میں تم پر خوف کھاتا ہوں دنیا کی

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَاٰهُمْ ثُمَّ قَالَ أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ قَالُوْا أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَأَبْشِرُوْا وَأَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنِّيْ أَخْشٰى أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ.

کشائش اور بہتات سے جیسی اگلی امتوں پر کشائش ہوئی سو تم دنیا میں حرص اور فخر کرو جیسے انہوں نے کیا اور تم کو دنیا ہلاک کرے جیسے ان کو ہلاک کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جزیہ میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔

٣٧١٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ كُلَّهَا حَتّٰى حَدَّثَهُ أَبُوْ لُبَابَةَ الْبَدْرِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُيُوْتِ فَأَمْسَكَ عَنْهَا.

٣٧١٣۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سب سانپوں کو مار ڈالا کرتے تھے یعنی خواہ جنگلی ہوں یا خانگی یہاں تک کہ حدیث بیان کی ان سے ابو لبابہ بدری رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں کے سانپ مارنے سے منع کیا ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما اس سے باز رہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں آئے گی اور لبابہ رضی اللہ عنہ عین لڑائی میں حاضر نہیں ہوئے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ نکالا۔

٣٧١٤۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا ائْذَنْ لَنَا فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَآئَهُ قَالَ وَاللهِ لَا تَذَرُوْنَ مِنْهُ دِرْهَمًا.

٣٧١٤۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کی ایک جماعت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی سو انہوں نے کہا کہ ہم کو اجازت ہو کہ ہم اپنے بھانجے عباس کی خلاصی کا بدلہ چھوڑ دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اللہ کی کہ ایک درہم بھی اس میں نہ چھوڑنا۔

فائدہ: جنگ بدر میں فتح اسلام کی ہوئی تو ستر کافر مارے گئے اور ستر قیدی ہوئے ان میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا

عباس بھی تھے حکم ہوا کہ قیدی اپنی اپنی جان کے بدلے مال دیں تو چھوٹیں تو انصاریوں نے حضرت ﷺ سے کہا کہ حکم ہو تو عباس کو بغیر مال لیے چھوڑ دیں تب حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اس کی خلاصی کا ایک درہم بھی نہ چھوڑنا یہ جو کہا کہ انصار کی ایک جماعت نے یعنی ان لوگوں میں سے جو بدر میں حاضر ہوئے تھے اس واسطے کہ عباس بدر میں قید ہوئے تھے اور مشرکین ان کو بدر میں جبرا لائے تھے ابن اسحاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے بدر کے دن اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ میں نے معلوم کیا کہ کچھ مرد بنی ہاشم سے زبردستی ساتھ لائے گئے ہیں سو اگر کوئی کسی کو ان میں سے پائے تو اس کو قتل نہ کرے اور روایت کی ہے احمد نے براء رضی اللہ عنہ سے کہ ایک انصار مرد عباس کر قید کر کے لایا تو عباس نے کہا کہ اس نے مجھ کو قید نہیں کیا بلکہ ایک بڑے بہادر مرد نے مجھ کو قید کیا ہے تو حضرت ﷺ نے انصاری سے فرمایا کہ مدد کی ہے تجھ کو اللہ نے ساتھ ایک فرشتے بزرگ کے اور نام اس انصاری کا ابوالیسر رضی اللہ عنہ ہے اور روایت کی ہے طبرانی نے ابوالیسر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ انہوں نے عباس کو قید کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ سے یعنی عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے تم کو کس طرح قید کیا اور اگر تم چاہتے تو ان کو اپنے ہاتھ میں اٹھا لیتے کہا اے بیٹے یہ نہ کہہ اور یہ جو کہا کہ ہم اپنے بھانجے کا بدلہ چھوڑ دیں تو عباس رضی اللہ عنہ کی ماں ان انصاریوں میں سے نہیں بلکہ اس کے دادے عبدالمطلب کی ماں انصاریوں میں سے ہے تو انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ کی دادی کو بہن بولا اس واسطے کہ وہ ان میں سے تھے اور عباس رضی اللہ عنہ کو اس کا بیٹا کہا اس واسطے کہ وہ ان کی دادی ہے اور اس کا نام سلمہ ہے اور ابن عائذ نے مغازی میں ایک روایت کی ہے کہ جب بدر کے قیدیوں کا بیڑیوں میں باندھنا عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوا تو انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ کو بیڑیوں میں سخت باندھا تو حضرت ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ کو روتے سنا تو آپ ﷺ کو ان کے غم میں نیند نہ آئی یہ خبر انصار کو پہنچی انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا تو گویا کہ انصار نے سمجھا کہ جب حضرت ﷺ عباس رضی اللہ عنہ کی بیڑیاں توڑنے پر راضی ہیں تو سوال کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم ان کے خلاصی کا بدلہ بھی چھوڑ دیں غرض ان کی یہ تھی تا کہ حضرت ﷺ اس بات سے پورے پورے خوش ہوں تو حضرت ﷺ نے ان کی بات قبول نہ کی اور ابن اسحاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ خلاصی دو اپنی جان کی اور اپنے دونوں بھتیجوں کی یعنی عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کی اور اپنے ہم قسم عتبہ بن عمرو کی اس واسطے کہ تم مال دار ہو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مسلمان تھا لیکن قریش مجھ کو زبردستی اپنے ساتھ لائے فرمایا اللہ خوب جانتا ہے جو تم کہتے ہو اگر تم سچ کہتے ہو تو اللہ تم کو بدلہ دے گا لیکن ظاہر تمہارے حال سے یہی ہے کہ تم نے ہم پر چڑھائی کی تھی اور ذکر کیا ہے موسیٰ ابن عقبہ نے کہ عباس رضی اللہ عنہ کی خلاصی سونے کے چالیس اوقیے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ تھی خلاصی ہر ایک کی چالیس اوقیے سو عباس رضی اللہ عنہ پر سو اوقیہ ڈالا گیا اور عقیل پر اسی اوقیے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے یہ قرابت کے واسطے کیا ہے تو اللہ نے

یہ آیت اتاری کہ اے نبی کہہ دے ان لوگوں سے جو تیرے ہاتھ میں قید ہیں کہ اگر اللہ تمہارے دل میں بہتری جانے گا تو دے گا تم کو بہتر اس چیز سے کہ تم سے لی گئی عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ مجھ سے کئی گنا زیادہ مال لیا جاتا واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ تم کو اس سے بہتر دے گا اور یہ جو کہا کہ ان سے ایک درہم بھی نہ چھوڑنا تو بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کیا کہ مبادا اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اقربا پروری ہو اس واسطے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے نہ واسطے ہونے ان کے کے قریب ان کا عورتوں کی طرف سے فقط اور اس میں اشارہ ہے کہ نہیں لائق ہے قرابتی کو کہ ظاہر کرے آگے لوگوں کے وہ چیز جو ایذا دے اس کے قریبی کو کہ اس کو ایذا دے پس بیچ ترک کرنے قبول اس چیز کے کہ احسان کرتے تھے واسطے اس کے بدلہ نہ لینے سے ادب دینا ہے واسطے اس شخص کے کہ واقع ہو واسطے اس کے مثل اس کی۔ (فتح)

٣٧١٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيٍّ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ ح وَحَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِيْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ ثُمَّ الْجُنْدَعِيُّ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ وَكَانَ حَلِيْفًا لِّبَنِيْ زُهْرَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَّقِيْتُ رَجُلًا مِّنَ الْكُفَّارِ فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ إِحْدٰى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّيْ بِشَجَرَةٍ فَقَالَ أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ أَأَقْتُلُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ

٣٧١٥۔ مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ جنگ بدر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے تھے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ بھلا بتلاؤ تو اگر میں کسی کافر سے مقابل ہوں اور ہم آپس میں لڑیں سو وہ تلوار سے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالے پھر مجھ سے ایک درخت کے ساتھ پناہ لے اور کہے کہ میں مسلمان ہوا یعنی کلمہ پڑھے تو کیا میں اس کو مار ڈالوں بعد اس کے کہ اس نے کلمہ پڑھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت مار اس کو کہ جواب مسلمان ہو گیا مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اس نے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر ہاتھ کاٹنے کے بعد اس نے کلمہ پڑھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو مت مار اس واسطے کہ اگر تم نے مارا تو وہ تیرے اس مرتبے میں ہو گا جو تجھے اس کے قتل کرنے سے پہلے حاصل تھا اور تو اس مرتبے میں ہو گا جو اسے کلمہ پڑھنے سے پہلے حاصل تھا۔

اللهِ إِنَّهُ قَطَعَ إِحْدٰى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِيْ قَالَ.

فائدہ: اور غرض اس کے وارد کرنے سے یہاں یہ قول اس کا ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو جنگ بدر میں حاضر ہوئے۔

۳۷۱۶۔ حَدَّثَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ مَنْ يَنْظُرُ مَا صَنَعَ أَبُوْ جَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتّٰى بَرَدَ فَقَالَ أَنْتَ أَبَا جَهْلٍ قَالَ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ سُلَيْمَانُ هٰكَذَا قَالَهَا أَنَسٌ قَالَ أَنْتَ أَبَا جَهْلٍ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ قَالَ سُلَيْمَانُ أَوْ قَالَ قَتَلَهُ قَوْمُهُ قَالَ وَقَالَ أَبُوْ مِجْلَزٍ قَالَ أَبُوْ جَهْلٍ فَلَوْ غَيْرُ أَكَّارٍ قَتَلَنِيْ.

۳۷۱۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا کہ کون ایسا ہے جو دیکھ آئے ابوجہل کو کہ اس نے کیا کیا یعنی جیتا ہے یا مر گیا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہما اس کی خبر لینے کو گئے تو اس کو پایا اس حال میں کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اس کو مار ڈالا ہے یہاں تک کہ مرنے کے قریب ہے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا تو ابوجہل ہے یعنی اور اس نے کہا ہاں ابوجہل نے کہا کیا کوئی زیادہ درجے کا ہے اس شخص سے جس کو تم نے قتل کیا یعنی تم نے مجھ کو مار ڈالا اور مجھ سے زیادہ درجے کا کوئی آدمی نہیں راوی کہتا ہے اور ابومجلز نے کہا کہ ابوجہل نے کہا کہ اگر کھیتی کرنے والے کے سوا کوئی اور مجھ کو مارتا تو بہتر ہوتا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ بیان کرنا اس بات کا ہے کہ عفراء کے دو بیٹے جنگ بدر میں حاضر ہوئے۔

۳۷۱۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لِأَبِيْ بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلٰى

۳۷۱۷۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ چلو ہم اپنے انصاری بھائیوں کے طرف چلیں سو ملے ہمیں ان میں سے دو نیک مرد جو بدر میں حاضر ہوئے تھے عبیداللہ کہتا ہے کہ میں نے یہ حدیث عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کی یعنی میں نے کہا کہ وہ

إِخْوَانِنَا مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَقِيَنَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ شَهِدَا بَدْرًا فَحَدَّثْتُ بِهِ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ هُمَا عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ وَمَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ.

دونوں کون ہیں انہوں نے کہا کہ وہ عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ اور معن بن عدی رضی اللہ عنہ ہیں۔

فائدہ: اور غرض اس سے اس جگہ ذکر کرنا عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ اور معن بن عدی رضی اللہ عنہ کا ہے۔

٣٧١٨۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَيْلٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ كَانَ عَطَآءُ الْبَدْرِيِّيْنَ خَمْسَةَ آلَافٍ خَمْسَةَ آلَافٍ وَّقَالَ عُمَرُ لَأُفَضِّلَنَّهُمْ عَلٰى مَنْ بَعْدَهُمْ.

٣٧١٨۔ قیس سے روایت ہے کہ جو مال کہ بدریوں کو بیت المال سے ہر سال وظیفہ دیا جاتا تھا پانچ پانچ ہزار تھا یعنی وہ مال کہ دیا جاتا تھا ہر ایک کو ان میں سے ہر سال میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ ہم بدریوں کو فضیلت دیں گے یعنی ان کے غیروں پر بیچ زیادہ دینے وظیفہ کے بیت المال سے۔

فائدہ: اور مالک بن اوس کی حدیث میں عمر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ انہوں نے مہاجرین کو پانچ پانچ ہزار وظیفہ دیا یعنی سال بھر کا اور انصار کو چار چار ہزار دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو زیادہ دیا سو ہر ایک کو بارہ بارہ ہزار دیا۔ (فتح)

٣٧١٩۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ وَذٰلِكَ أَوَّلَ مَا وَقَرَ الْإِيْمَانُ فِيْ قَلْبِيْ.

٣٧١٩۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھتے تھے اور یہ اول اس وقت تھا جب کہ میرے دل میں ایمان نے قرار پکڑا۔

٣٧٢٠۔ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ أُسَارٰى بَدْرٍ لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِيْ فِيْ هٰؤُلَاءِ النَّتْنٰى لَتَرَكْتُهُمْ لَهٗ.

٣٧٢٠۔ جبیر بن مطعم اپنے باپ سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے حق میں فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتے اور ان ناپاک گندوں کے حق میں مجھ سے سفارش کرتے تو میں ان کو ان کی خاطر سے چھوڑ دیتا یعنی بغیر لینے فدیہ کے۔

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْأُوْلٰى يَعْنِيْ

اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ واقع ہوا فتنہ پہلا یعنی زمانہ قتل ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کا سو اس نے بدر والوں میں

مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْنِي الْحَرَّةَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَةِ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَلِلنَّاسِ طَبَاخٌ.

سے کسی کو نہ چھوڑا پھر واقع ہوا فتنہ دوسرا یعنی جنگ حرہ کا سو اس نے حدیبیہ والوں میں سے کسی کو نہ چھوڑا پھر واقع ہوا فتنہ تیسرا سو وہ اب تک دور نہیں ہوا اور حالانکہ لوگوں کے واسطے دین اسلام میں قوت ہے یعنی یہ فتنہ تیسرا اسلام کی قوت کو بالکل دور کرے گا اسلام کی قوت باقی نہ رہے گی۔

فائدہ: یہ روایت تین حدیث کو شامل ہے پہلی حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی شام کی نماز میں سورہ طور پڑھنے کی اور اس کی شرح نماز کے بیان میں گزر چکی ہے اور وجہ وارد کرنے اس کی اس جگہ وہ چیز ہے جو جہاد میں گزر چکی ہے کہ وہ بدر کے قیدیوں میں آئے تھے یعنی بیچ طلب کرنے بدلے ان کے کے اور دوسری حدیث بھی جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی ہے اور مراد ساتھ احسان مذکور کے جو واقع ہوا مطعم بن عدی سے وہ ہے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے پھرے اور اس کی پناہ میں داخل ہوئے اور تحقیق ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے اس میں قصہ دراز اور اسی طرح وارد کیا ہے اس کو فاکہی نے اور اس میں ہے کہ مطعم نے اپنے چار بیٹوں کو حکم کیا کہ وہ ہتھیار پہن کر ایک ایک ہر رکن کعبہ کے پاس کھڑا ہو یہ خبر قریش کو پہنچی تو انہوں نے کہا کہ یہ تیرا ذمہ ہم نہیں توڑ سکتے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ احسان مذکور کے یہ ہے کہ تھا سخت تر بیچ توڑنے عہد نامہ کے جس کو قریش نے بنی ہاشم کے حق میں لکھا جب کہ انہوں نے ان کو پہاڑ کے درے میں گھیرا اور کہا کہ بنی ہاشم کے ساتھ میل جول سلام کلام خرید و فروخت نہ کرو پھر فوت ہو گیا مطعم بن عدی پہلے جنگ بدر سے اور اس کی عمر کچھ اوپر نوے سال کے تھی اور روایت کی ہے ترمذی اور نسائی اور ابن حبان وغیرہ نے ساتھ اسناد صحیح کے علی رضی اللہ عنہ سے کہ جبرائیل علیہ السلام بدر کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اختیار دو اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو بدر کے قیدیوں کے حق میں اگر چاہیں تو ان کو قتل کریں اور اگر چاہیں تو ان کی خلاصی کے بدلے مال لے کر ان کو چھوڑ دیں اس شرط پر کہ آئندہ سال کو ان کے برابر اصحاب رضی اللہ عنہم سے مارے جائیں اصحاب نے کہا کہ ہم خلاصی کے بدلے مال لیں گے اور ہم کو منظور ہے کہ ہم میں سے آئندہ سال کو اتنے مارے جائیں اور روایت کیا ہے اس قصے کو مسلم نے طویل عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور ذکر کیا ہے اس میں سبب کو اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ ان قیدیوں کے حق میں تمہاری کیا رائے ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری یہ رائے ہے کہ رہائی کے بدلے مال لے کر ان کو چھوڑ دیجیے کہ ہمارے واسطے سامان اور قوت ہو اور امید ہے کہ اللہ ان کو ہدایت کرے مسلمان ہو جائیں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ہم کو حکم ہو تو ہم ان کو مار ڈالیں اس واسطے کہ یہ کفر کے پیشوا ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کی طرف میل کی اور اس میں یہ آیت اتری کہ نہیں لائق ہے پیغمبر کو کہ ہوں اس کے واسطے قیدی یہاں تک کہ خونریزی کرے زمین میں اور اختلاف ہے سلف کو کہ دونوں رائے میں سے

کون سی رائے زیادہ ٹھیک تھی سو بعض کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے بہت ٹھیک تھی اس واسطے کہ وہ موافق تھی اس چیز کے کہ اللہ نے نفس الامر میں مقدر کی اور واسطے اس کے کہ قرار پایا اس پر انجام نے واسطے داخل ہونے بہت کے ان میں سے اسلام میں یا تو تنہا اپنے نفس سے اور یا اپنی اولاد کے ساتھ جو بدر کے بعد ان کے ہاں پیدا ہوئے اور اس واسطے کہ موافق ہوئے وہ غلبے رحمت کے کو جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے یہ اللہ کی طرف سے بیچ حق اس شخص کے کہ لکھی ہے اللہ نے واسطے اس کے رحمت اور لیکن عتاب بدلہ لینے پر جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے تو اس میں اشارہ ہے طرف مذمت اس شخص کی جو دنیا کی کسی چیز کو آخرت پر مقدم کرے اگرچہ قلیل ہو واللہ اعلم اور تیسری حدیث سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی ہے اور یہ جو کہا کہ پہلے فتنے نے بدر والوں میں سے کسی کو نہ چھوڑا تو بعض کہتے ہیں کہ اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ وغیرہ اہل بدر شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد بہت زمانہ زندہ رہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ مراد نہیں کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کے وقت مارے گئے بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ فوت ہوئے ابتدائے اس وقت سے جب قائم ہوا فتنہ ساتھ قتل ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے یہاں تک کہ قائم ہوا دوسرا فتنہ ساتھ حرہ کے یعنی ان دونوں جنگ کے درمیان سب اصحاب بدر رضی اللہ عنہم فوت ہوئے اور بدریوں میں سے جو سب سے پیچھے فوت ہوئے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں چند برس جنگ حرہ سے پہلے فوت ہوئے اور حرہ اس جنگ کا نام ہے جو یزید کے لشکر اور اہل مدینہ کے درمیان حرہ میں واقع ہوا تھا اور حرہ ایک جگہ کا نام ہے مدینے سے مشرق کی طرف ایک میل پر اور حرہ کے معنی ہیں زمین پتھریلی اور اس کا کچھ بیان کتاب الفتن میں آئے گا اور مراد تیسرے فتنے سے نکلنا ابوحمزہ خارجی کا ہے۔ (فتح)

٣٧٢١۔ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَّعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَآئِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ قَالَتْ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِيْ مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ بِئْسَ مَا

٣٧٢١۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں مسطح رضی اللہ عنہ کی ماں کے ساتھ (قضائے حاجت کے لیے گئی یعنی اس واسطے کہ اس وقت تک گھروں میں بیت الخلا نہ بنے تھے) سو مسطح رضی اللہ عنہ کی ماں کا پاؤں چادر میں اولجھا وہ گر پڑی سو اس نے اپنے بیٹے کو بد دعا دی یعنی کہا کہ مسطح رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جائے میں نے کہا کہ تو نے برا کہا کیا تو برا کہتی ہے ایسے مرد کو جو بدر میں حاضر ہوا پس ذکر کی راوی نے حدیث افک کی یعنی بہتان کی جو پہلے گزر چکی ہے۔

قُلْتِ تَسُبِّيْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا فَذَكَرَ حَدِيْثَ الْإِفْكِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی اور غرض اس سے یہاں گواہی عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے واسطے مسطح رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس طور کے کہ وہ بدر والوں میں سے ہیں۔ (فتح)

٣٧٢٢۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ هٰذِهِ مَغَازِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُلْقِيْهِمْ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالَ مُوْسٰى قَالَ نَافِعٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُنَادِيْ نَاسًا أَمْوَاتًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا قُلْتُ مِنْهُمْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَجَمِيْعُ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنْ قُرَيْشٍ مِّمَّنْ ضُرِبَ لَهٗ بِسَهْمِهٖ أَحَدٌ وَّثَمَانُوْنَ رَجُلًا وَّكَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ قَالَ الزُّبَيْرُ قُسِمَتْ سُهْمَانُهُمْ فَكَانُوْا مِائَةً وَّاللّٰهُ أَعْلَمُ.

٣٧٢٢۔ ابن شہاب سے روایت ہے یعنی بعد اس کے کہ ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب لڑائیوں کو کہ یہ ہیں لڑائیاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کی لاشوں کو کنویں میں ڈالتے تھے کہ کیا تم نے پالیا جو وعدہ کیا تھا تمہارے رب نے سچ مچ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو پکارتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سنتے پس کل وہ لوگ جو بدر میں حاضر ہوئے قریش سے جن کو مال غنیمت سے حصہ دیا گیا اکیاسی مرد ہیں اور عروہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہا زبیر رضی اللہ عنہ نے تقسیم کیے گئے حصے جن کے سو وہ سو آدمی تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا ممن ضرب له بسهمه تو مراد اس سے وہ لوگ ہیں جن کو مال غنیمت سے حصہ دیا گیا اگرچہ وہ کسی عذر سے وہاں حاضر نہ ہوئے تو ان کو بھی حاضرین بدر کی مانند ٹھہرایا اور یہ جو کہا کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا تو یہ موسیٰ کی باقی کلام میں سے ہے اور تحقیق مدد لی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے اس کے ساتھ اس حدیث کے جو آئندہ اس کے بعد آتی ہے لیکن یہ عدد مخالف ہے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جو اس قصے کے اول میں گزر چکی ہے اور وہ قول اس کا ہے کہ مہاجرین ساٹھ سے زیادہ تھے سو دونوں کے درمیان تطبیق یوں دی گئی ہے کہ حدیث براء رضی اللہ عنہ کی اس شخص کے حق میں ہے جو فی الواقع اس میں حاضر ہوا اور حدیث باب اس شخص کے حق میں ہے جو حساً اور حکماً اس

میں حاضر ہوا یعنی واقع میں حاضر ہوا اور جس کو حاضر ہونے کا حکم دیا گیا اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ عدد اول کے صرف آزاد مرد ہوں اور ساتھ عدد ثانی کے وہی بمعہ اپنے غلاموں کے اور تابعداروں کے اور بیان کیا ہے ابن اسحاق نے نام ان لوگوں کا جو حاضر ہوئے بدر میں مہاجرین میں سے اور ذکر کیا اس نے ساتھ ان کے ہم قسموں اور غلاموں کو سو پہنچے تراسی مردوں کو اور ابن ہشام نے اس پر تین زیادہ کیے ہیں اور واقدی نے کہا کہ وہ پچاسی مرد ہیں اور روایت کیا ہے احمد اور بزار اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ بدر میں مہاجرین میں سے ستر مرد تھے سو شاید ذکر کیا انہوں نے ان کو جن کو مال غنیمت میں سے حصہ دیا گیا ان لوگوں میں سے جو اس میں حاضر نہ ہوئے ظاہر میں۔ (فتح)

٣٧٢٣۔ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِیْهِ عَنِ الزُّبَیْرِ قَالَ ضُرِبَتْ یَوْمَ بَدْرٍ لِّلْمُهَاجِرِیْنَ بِمِائَةِ سَهْمٍ.

٣٧٢٣۔ زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مقرر کیے گئے دن بدر کے واسطے مہاجرین کے سو حصے۔

فائدہ: کہا داودی نے کہ یہ مخالف ہے اس قول کو کہ وہ اکیاسی تھے سو احتمال ہے کہ ہو قول راوی کا زبیر رضی اللہ عنہ سے اور حساب کی رو سے وہ چوراسی تھے اور ان کے تین گھوڑے تھے سو دو دو حصے ان کے واسطے نکالے اور نیز حصہ دیا گیا اس سے ان کو جن کو کسی کام کے واسطے بھیجا ہوا تھا پس صحیح ہوا قول اس کا کہ وہ سو تھے اس اعتبار سے کہ میں کہتا ہوں کہ اس احتمال کا کچھ ڈر نہیں لیکن ظاہر یہ ہے کہ اطلاق سو کا اوپر اس کے باعتبار پانچویں حصے کے ہے اور اس کا بیان یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت میں سے پانچواں حصہ جدا کیا پھر باقی چار حصے غازیوں میں تقسیم کیے اسی حصوں پر موافق عدد ان کے کی جو اس میں حاضر ہوئے اور جو ان کے ساتھ لاحق کیا گیا ہے سو جب نسبت کیا جائے طرف اس کی پانچواں حصہ تو ہوگا یہ سو حصے کے حساب سے یعنی اس واسطے کہ جب چار حصے اسی حصوں پر تقسیم ہوئے تو پانچواں حصہ بیس حصوں پر تقسیم ہوگا تو اس حساب سے سو حصے ہوئے واللہ اعلم۔

بَابُ تَسْمِیَةِ مَنْ سُمِّیَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فِی الْجَامِعِ الَّذِیْ وَضَعَهٗ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلٰی حُرُوْفِ الْمُعْجَمِ النَّبِیُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَاشِمِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِیَاسُ بْنُ الْبُكَیْرِ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ مَّوْلٰی أَبِیْ بَكْرٍ الْقُرَشِیِّ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ

باب ہے بیچ بیان کرنے نام ان اصحاب رضی اللہ عنہم کے کہ نام لیا گیا ہے ان کا اہل بدر میں سے اس جامع میں جو ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے لکھی ہے حروف معجم کے لحاظ سے یعنی ان کے نام یہ ہیں حضرت نبی محمد بن عبداللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم، ایاس بن بکیر رضی اللہ عنہ، بلال بن رباح رضی اللہ عنہ، حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی رضی اللہ عنہ، حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ،

الْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِيُّ حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ حَلِيفٌ لِقُرَيْشٍ أَبُو حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ الْقُرَشِيُّ حَارِثَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ حَارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ كَانَ فِي النَّظَّارَةِ خُبَيْبُ بْنُ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيُّ خُنَيْسُ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ الْأَنْصَارِيُّ رِفَاعَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ أَبُو لُبَابَةَ الْأَنْصَارِيُّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِيُّ زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ أَبُو طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ أَبُو زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ الزُّهْرِيُّ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ الْقُرَشِيُّ سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ الْقُرَشِيُّ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيُّ ظُهَيْرُ بْنُ رَافِعٍ الْأَنْصَارِيُّ وَأَخُوهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ الْقُرَشِيُّ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْهُذَلِيُّ عُتْبَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الْهُذَلِيُّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِيُّ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ الْأَنْصَارِيُّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِيُّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِيُّ خَلَّفَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَتِهِ وَضَرَبَ لَهُ بِسَهْمِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الْهَاشِمِيُّ عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِيفُ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ عُقْبَةُ

ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ، حارثہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے بدر کے دن اور وہ حارثہ بن سراقہ ہی تھے ان لوگوں میں جو صرف دیکھنے واسطے نکلے تھے لڑنے کے واسطے نہیں نکلے تھے خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ، خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ، رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ، رفاعہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ، ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، زید بن سہل رضی اللہ عنہ، ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ، ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ، سعد بن مالک زہری رضی اللہ عنہ، سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ، سعید بن زید رضی اللہ عنہ، سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ، ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ، اور ان کا بھائی، عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ، عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیچھے چھوڑا تھا اپنی بیٹی پر یعنی ان کی تیمارداری کے واسطے اور ان کو غنیمت میں سے حصہ دیا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ، عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ، عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ، عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ، عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ، قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ، قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ، معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ، معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ، اور ان کا بھائی یعنی عوف بن حارث رضی اللہ عنہ، مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ، ابواسید مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ، معن بن عدی رضی اللہ عنہ، مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ، مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ، ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ۔

بْنُ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ الْعَنَزِيُّ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ الْأَنْصَارِيُّ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ قُدَامَةُ بْنُ مَظْعُوْنٍ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الْأَنْصَارِيُّ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ مُعَوِّذُ بْنُ عَفْرَآءَ وَأَخُوْهُ مَالِكُ بْنُ رَبِيعَةَ أَبُوْ أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ مَعْنُ بْنُ عَدِيِّ الْأَنْصَارِيُّ مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ مِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو الْكِنْدِيُّ حَلِيْفُ بَنِي زُهْرَةَ هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْأَنْصَارِيُّ.

فائدہ: یعنی سوائے ان لوگوں کے کہ نہیں ذکر کیا گیا ہے بیچ اس کے نام ان کا اور سوائے ان لوگوں کے جن کا ذکر اس میں بالکل نہیں اور مراد ساتھ جامع کے یہ کتاب صحیح بخاری ہے (جو جامع ہے حضرت ﷺ کے اقوال اور افعال احوال کو) اور مراد ساتھ مَنْ سُمِّيَ کے وہ شخص ہے جس کا نام اس میں آیا ہے خود اسی کی روایت سے یا اس کے سوا کسی اور کی روایت سے کہ وہ حاضر ہوئے نہ ساتھ مجرد ذکر کرنے ان کے کے سوائے نص کرنے کے یعنی کھلم کھلا بیان کرنے کے کہ وہ اس میں حاضر ہوا اور ساتھ اسی کے جواب دیا جاتا ہے اس شبہ سے کہ اس نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جیسے صحابی کو کیوں نہ ذکر کیا کہ بالاتفاق اس میں حاضر ہوئے اور اس کتاب میں کئی جگہ ان کا ذکر آیا ہے لیکن صاف طور سے کہیں بیان نہیں ہوا کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ (فتح) پس جملہ ان لوگوں کا جو ذکر کیے گئے یہاں اہل بدر سے چوالیس مرد ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کو حروف ہجا کی ترکیب پر ذکر کیا ہے اور یہ ذکر کرنا ان کا اس طور سے زیادہ تر ضبط کرنے والا ہے واسطے تمام پکڑنے ان کے ناموں کے لیکن اقتصار کیا ہے انہوں نے اوپر اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے نزدیک ان کے ان میں سے اور حافظ ضیاء الدین مقدسی نے ان سب کو بیان کیا ہے اور ابن سید الناس نے ان سب کے نام عیون الاثر میں بیان کیے ہیں پس تین سو تیرہ پر پچاس مرد زیادہ ہو گئے اور اگر خوف درازی کا نہ ہوتا تو میں ان سب کے نام بیان کرتا۔ (فتح)

بَابُ حَدِيْثِ بَنِي النَّضِيْرِ وَمَخْرَجِ — باب ہے بیان حدیث بنی نضیر کے۔ اور باب ہے بیان

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فِيْ دِيَةِ الرَّجُلَيْنِ وَمَا أَرَادُوْا مِنَ الْغَدْرِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ كَانَتْ عَلٰى رَأْسِ سِتَّةِ أَشْهُرٍ مِّنْ وَّقْعَةِ بَدْرٍ قَبْلَ أُحُدٍ وَّقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿هُوَ الَّذِيْ أَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَّخْرُجُوْا﴾ . (الحشر:٢) وَجَعَلَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ بَعْدَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ وَأُحُدٍ.

میں نکلنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف ان کی بیچ لینے دیت دومردوں کے اور بیان میں اس چیز کے کہ ارادہ کیا انہوں نے غدر اور دغا کرنے سے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ کہا زہری نے عروہ رضی اللہ عنہ سے کہ تھا یہ واقعہ بعد چھ مہینے کے جنگ بدر سے پہلے احد کے۔ اور بیان میں اس آیت کے کہ اللہ وہی ہے جس نے نکال دیا ان لوگوں کو جو کافر ہوئے اہل کتاب میں سے ان کے گھروں سے نزدیک اول حشر کے یعنی نزدیک اول جمع کرنے لشکر کے۔ اور ٹھہرایا ہے اس کو ابن اسحاق نے بعد بئر معونہ اور احد کے۔

فائدہ: بنی نضیر یہود کا ایک بڑا قبیلہ تھا اور ہجرت کے بعد کافر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین قسم کے تھے جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موادعت کی تھی یعنی عہد و پیمان کیا تھا کہ نہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑیں گے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مدد دیں گے اور وہ یہود کے تین گروہ تھے قریظہ اور نضیر اور قینقاع اور دوسری قسم وہ کافر تھے جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے عداوت قائم کی مانند قوم قریش کی اور تیسری قسم وہ کافر تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا تھا اور منتظر تھے کہ دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا انجام ہوتا ہے مانند کئی گروہوں عرب کے سو ان میں سے بعض تو ایسے تھے جو دل میں چاہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غالب ہوں مانند خزاعہ کی اور بعض اس کے برعکس چاہتے تھے یعنی یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغلوب ہوں اور بعض کافر ان میں سے ایسے تھے کہ ظاہر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور باطن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کے ساتھ تھے اور وہ منافق لوگ تھے سو پہلے پہل یہود میں سے بنی قینقاع نے عہد توڑا پس لڑائی کی ان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال کے مہینے میں بعد جنگ بدر کے سو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اترے اور ان کو مار ڈالنا چاہا تو عبداللہ بن ابی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی جان بخشی چاہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے ان کی جان بخشی کی اور ان کو مدینے سے اذرعات کی طرف نکال دیا پھر قبیلہ بنو نضیر نے عہد توڑا کما سیاتی اور ان کا رئیس حیی بن اخطب تھا پھر بنی قریظہ نے عہد توڑا اور ان کے حال کا بیان جنگ خندق کے بعد آئے گا۔ (فتح)

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کی شرح اس باب میں آئے گی محمد بن اسحاق کی کلام سے اور موصول کیا ہے زہری کی روایت کو (جو انہوں نے عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے) عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں عروہ رضی اللہ عنہ سے کہ پھر تھا

غزوہ بنی نضیر کا اور وہ ایک گروہ ہے یہود سے بعد چھ مہینے کے جنگ بدر سے اور ان کے گھر اور باغ مدینے کے قریب تھے پس گھیرا ان کو حضرت ﷺ نے یہاں تک کہ اترے جلا وطن ہونے پر یعنی انہوں نے کہا کہ ہم کو جلا وطن ہونا منظور ہے ہم کو مار نہ ڈالو اس شرط پر کہ واسطے ان کے ہے جو ان کے اونٹ اٹھالیں مال واسباب سے یعنی جو مال و اسباب ساتھ اٹھا سکیں وہ ان کو معاف ہے نہ ہتھیار باقی گھر باغ کھیت سب حضرت ﷺ کے قبضے میں آئے تو اللہ نے ان کے حق میں یہ آیت اتاری ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ﴾ اس کے قول ﴿اَوَّلِ الْحَشْرِ﴾ تک اور لڑائی کی ان سے حضرت ﷺ نے یہاں تک کہ صلح کی ان سے بعد جلا وطن ہونے پر پس جلا وطن کیا ان کو طرف شام کی اور اللہ نے ان کے حق میں جلا وطن ہونا لکھا تھا اور اگر یہ نہ ہوتا تو البتہ عذاب کرتا ان کو ساتھ قتل اور قید ہونے کے اور قول اس کا لاول الحشر پس تھا جلا وطن کرنا ان کا پہلا حشر کہ حشر کیا گیا دنیا میں طرف شام کی۔ (فتح) اور یعنی جب انہوں نے مسلمانوں کا لشکر دیکھا تو ڈر گئے اور ان کے دل میں رعب پڑ گیا عرض کیا کہ ہماری جان بخشی ہو ہم اپنے گھر بار چھوڑ کر شام کر چلے جاتے ہیں اور اتفاق ہے اہل علم کا اس پر کہ یہ آیت اس قصے میں اتری کہا سہیلی نے اور نہیں اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ بنی نضیر کے مال خاص حضرت ﷺ ہی کے واسطے تھے وہ زمین حضرت ﷺ نے غازیوں میں تقسیم نہ کی اور یہ کہ مسلمانوں نے نہ دوڑائے تھے اس پر گھوڑے اور نہ اونٹ اور یہ کہ ان کے ساتھ لڑائی بالکل واقع نہیں ہوئی۔ (فتح) اور تحقیق ذکر کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر وغیرہ اہل علم سے کہ جب بئر معونہ والے اصحاب رضی اللہ عنہم قتل ہوئے تو عامر بن نفیل نے آزاد کیا عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو بدلے اس بردے کے کہ اس کی ماں پر تھا یعنی بسبب نذر وغیرہ کے سو نکلے عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ طرف مدینے کی سو ملے دو مردوں کو بنی عامر سے کہ ان کے ساتھ حضرت ﷺ کی طرف سے عہد و پیمان تھا عمرو رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہ تھی تو عمرو رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا کہ تم کس قوم سے ہو انہوں نے کہا کہ بنی عامر سے سو جب دونوں سو گئے تو عمرو رضی اللہ عنہ نے دونوں کو مار ڈالا اور گمان کیا کہ انہوں نے اپنے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم کا جو بئر معونہ میں مارے گئے تھے بدلہ لیا پھر انہوں نے حضرت ﷺ کو خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ تم نے ایسے دو مرد مارے کہ میں ان کی دیت دوں گا ابن اسحاق نے کہا سو نکلے حضرت ﷺ طرف بنی نضیر کی کہ ان سے مدد مانگتے تھے ان کی دیت میں اور تھا بنی نضیر اور بنی عامر کے درمیان عہد اور قسم سو جب حضرت ﷺ ان کے پاس مدد مانگنے کو آئے تو انہوں نے کہا کہ ہاں دیتے ہیں پھر بعض نے بعض کے ساتھ خلوت کی اور کہا کہ ہرگز نہ پاؤ گے ان کو کبھی ایسے حال پر یعنی تم کو ایسا موقع پھر کبھی نہ ملے گا اب ان کو مار ڈالو اور حضرت ﷺ ایک دیوار کے تلے بیٹھے تھے سو انہوں نے کہا کہ کون ایسا مرد ہے جو اس کوٹھے پر چڑھے اور بے خبر یہ پتھر ان پر گرا دے اور ان کو مار ڈالے اور ہم کو ان سے آرام دے تو نکلا واسطے اس کام کے عمرو بن حجاش بن کعب تو حضرت ﷺ کو وحی کے ذریعے معلوم ہوا حضرت ﷺ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے ان کو ایسا معلوم ہوا جیسا کہ

جائے ضرورت کو جاتے ہیں اور اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ یہاں ٹھہرو اور جلدی مدینے کی طرف پھرے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ بہت دیر ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں آئے تو کسی نے اصحاب رضی اللہ عنہم کو خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کو تشریف لے گئے ہیں تو اصحاب رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملے سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ لڑنے کا اور ان کی طرف چلنے کا سو انہوں نے قلعے میں پناہ لی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ ان کی کھجوروں کے درخت کاٹے جائیں اور جلائے جائیں اور ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھ دن ان کو گھیرے رہے اور منافقوں نے کچھ آدمی بنی نضیر کے پاس بھیجے کہ قائم رہو مسلمانوں کو روکو اور اگر مسلمان تمہارے ساتھ لڑیں تو ہم تمہاری مدد کریں گے خاطر جمع رکھو سو اللہ نے ان کے دل میں رعب ڈال دیا وہ ڈر گئے پس نہ مدد کی انہوں نے ان کی پھر انہوں نے سوال کیا کہ ہم کو اپنے ملک سے جلا وطن ہونا منظور ہے اس پر کہ جو ہمارے اونٹ اٹھا سکیں وہ ہمارا ہے پس صلح کی گئی اوپر اس کے اور روایت کی ہے بیہقی نے وائل بن محمد بن مسلمہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بنی نضیر کے پاس بھیجا اور ان کو حکم کیا کہ ان کو جلا وطن ہونے میں تین دن کی مہلت دیں یعنی تین دن کے اندر اپنے گھروں سے نکل جائیں سو وہ شام اور خیبر کو چلے گئے اور ان کے املاک زمین اور باغ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص تھے کہا ابن اسحاق نے کہ نہیں مسلمان ہوا ان میں سے کوئی مگر یامین بن عمیر اور ابو سعید بن وہب سو انہوں نے اپنا مال بچایا اور ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ کفار قریش نے عبداللہ بن ابی وغیرہ بت پرستوں کی طرف لکھا بدر سے پہلے اس حال میں کہ ان کو جھڑکتے تھے بسبب جگہ دینے ان کے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو اور ان کو ڈراتے تھے کہ تم نے مسلمانوں کو جگہ دی ہے ہم تم سے لڑیں گے اور تمام ملک عرب کو تم پر چڑھا لائیں گے تو قصد کیا ابن ابی اور اس کے ساتھیوں نے لڑائی مسلمانوں کی کا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں مکر کیا تم سے کسی نے جو مکر کیا تم سے قریش نے وہ چاہتے ہیں کہ تم آپس میں لڑو سو جب انہوں نے یہ بات سنی تو حق پہچان گئے پس جدا جدا ہوئے پھر جب جنگ بدر ہوئی تو اس کے بعد کفار قریش نے یہود کو لکھا تھا کہ تم صاحب ہتھیار اور قلعوں کے ہو ان کو جھڑکتے تھے سو اجماع کیا بنو نضیر نے دغا پر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تین اصحاب رضی اللہ عنہم کو لے کر ہمارے پاس آئیں اور تین مرد ہمارے حکماء سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتے ہیں سو اگر وہ تمہارے ساتھ ایمان لائیں تو ہم بھی ایمان لائیں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا سو تینوں یہود نکلے اس حال میں کہ تین خنجر اپنے کپڑوں میں چھپائے ہوئے تھے تو کہلا بھیجا ایک عورت نے بنی نضیر سے اپنے بھائی انصار کو جو مسلمان تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہ آئیں بنی نضیر کا یہ ارادہ ہے تو اس کے بھائی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی پہلے اس سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس پہنچیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم راہ سے پھرے اور فجر کے وقت مسلمانوں کا لشکر لے کر ان کو جا گھیرا سو تمام دن ان کو گھیرے رہے پھر دوسری صبح کو بنی قریظہ کو جا گھیرا انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کیا تو

آپ ﷺ بنی نضیر کی طرف پھرے سوان سے لڑے یہاں تک کہ وہ جلا وطن ہونا منظور کر کے اترے اور یہ کہ جو اونٹ اٹھا سکیں وہ ان کا ہے مگر ہتھیار اپنے ساتھ نہ اٹھا لے جائیں یہیں چھوڑ جائیں تو انہوں نے اپنا مال اسباب اپنے ساتھ اٹھایا یہاں تک کہ گھروں کے کواڑ بھی اکھاڑ کر ساتھ اٹھائے اور اپنے گھروں کو اپنے ہاتھ سے اجاڑ کیا سو ان کا یہ حال تھا کہ اپنے گھروں کو ڈھاتے تھے اور جو چیز ان کو لکڑیوں سے درکار تھی اس کو اپنے ساتھ اٹھاتے تھے اور تھا یہ جلا وطن ہونا ان کا اول حشر لوگوں کا طرف شام کے میں کہتا ہوں کہ یہ قوی تر ہے اس چیز سے کہ ذکر کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے کہ سبب جنگ بنی نضیر کا طلب کرنا حضرت ﷺ کا ہے یہ کہ مدد کریں آپ ﷺ کی دو مردوں کی دیت میں لیکن اکثر اہل مغازی ابن اسحاق کے موافق ہیں اور جب ثابت ہوا کہ سبب جلا وطنی بنی نضیر کا قصد کرنا ان کا ہے ساتھ دغا کرنے کے حضرت ﷺ سے اور وہ سوا اس کے نہیں کہ واقع ہوا ہے وقت آنے حضرت ﷺ کے طرف ان کی تا کہ مدد لیں ان سے بیچ دیت مقتولوں عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کے تو معین ہوا قول ابن اسحاق کا اس واسطے کہ بئر معونہ کا واقعہ بالاتفاق احد کے بعد ہے۔ (فتح)

٣٧٢٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حَارَبَتِ النَّضِيْرُ وَقُرَيْظَةُ فَأَجْلٰى بَنِي النَّضِيْرِ وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ حَتّٰى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ وَقَسَمَ نِسَآئَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوْا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاٰمَنَهُمْ وَأَسْلَمُوْا وَأَجْلٰى يَهُوْدَ الْمَدِيْنَةِ كُلَّهُمْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ وَهُمْ رَهْطُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَّيَهُوْدَ بَنِيْ حَارِثَةَ وَكُلَّ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ.

٣٧٢٤۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنو نضیر اور بنو قریظہ نے حضرت ﷺ سے لڑائی کی سو حضرت ﷺ نے بنی نضیر کو وطن سے نکال دیا اور قریظہ کو برقرار رکھا اور ان پر احسان کیا یہاں تک کہ قریظہ نے حضرت ﷺ سے لڑائی کی سو حضرت ﷺ نے ان کے مردوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں اور اولاد اور مال کو مسلمانوں میں تقسیم کیا مگر بعض ان میں سے حضرت ﷺ کے ساتھ آ ملے اور مسلمان ہوئے حضرت ﷺ نے ان کو پناہ دی اور حضرت ﷺ نے مدینہ کے سب یہودیوں کو نکال دیا قبیلہ قینقاع کو اور وہ عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ کی قوم ہے اور یہود بنی حارثہ کو اور ہر یہودی کو کہ مدینے میں تھا۔

فائدہ: اور تھا سبب واقع ہونے لڑائی کا آپس میں یہ کہ انہوں نے عہد کو توڑ ڈالا اسی طرح بنو نضیر نے پس ساتھ سبب آئندہ کے اور وہ وہ چیز ہے جس کو موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ بنو نضیر نے قریش کو پوشیدہ خط لکھا اور ان کو حضرت ﷺ کی لڑائی پر ترغیب دی اور لیکن قریظہ پس ساتھ مدد کرنے ان کے کی کفار کے لشکروں کی حضرت ﷺ پر

دن جنگ خندق کے کما سیاتی اور بنونضیر کا جلا وطن کرنا بہت مدت قریظہ سے پہلے تھا اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے اس کے قصے میں کہ جب حضرت ﷺ نے نضیر کو کہلا بھیجا کہ اپنے گھروں سے نکل جاؤ اور اس دن کی ان کو مہلت دی اور عبداللہ بن ابی نے ان کو کہا کہ قائم رہو اور حضرت ﷺ کو کہلا بھیجو کہ ہم نہیں نکلتے جو چاہے کرو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اکبر جنگ کی یہود نے سو حضرت ﷺ ان کی طرف نکلے اور ذلیل کیا ان کو ابن ابی نے اور نہ مدد دی ان کو قریظہ نے اور ایک روایت میں ہے کہ جنگ بنونضیر کہ اس کی صبح کو تھی جس رات کو کعب بن اشرف مارا گیا اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ بنی قینقاع کا جلا وطن کرنا شوال میں تھا دوسرے سال یعنی بدر سے ایک مہینہ پیچھے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو ابن اسحاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ نے جنگ بدر میں کفار قریش کو مصیبت پہنچائی تو جمع کیا حضرت ﷺ نے یہود کو بنو قینقاع کے بازار میں سو فرمایا کہ اے یہودیو مسلمان ہو جاؤ پہلے اس سے کہ پہنچے تم کو وہ مصیبت جو قریش کو بدر کے دن پہنچی تو بنی قینقاع نے کہا کہ قریش لڑائی کا طریقہ نہ جانتے تھے بے عقل تھے ان کو لڑائی کی واقفیت نہ تھی اور اگر ہم لڑے تو تم پہچانو گے کہ ہم مرد ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ کہہ ان لوگوں سے جو کافر ہوئے کہ تم مغلوب ہو جاؤ گے اخیر آیت تک۔ (فتح)

٣٧٢٥۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُوْرَةُ الْحَشْرِ قَالَ قُلْ سُوْرَةُ النَّضِيْرِ تَابَعَهُ هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ.

٣٧٢٥۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا سورۃ الحشر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سورۃ النضیر کہو۔

فائدہ: یعنی اس کا نام سورۃ النضیر ہے سورۃ الحشر نہیں اس واسطے کہ وہ ان کے حق میں اتری کہا داؤدی نے شاید مکروہ جانا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نام رکھنا اس کا ساتھ سورہ حشر کے تا کہ نہ گمان کیا جائے کہ مراد ساتھ حشر کے قیامت ہے یا واسطے ہونے اس کے مجمل پس مکروہ جانا انہوں نے نسبت کرنا طرف غیر معلوم کے اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ سورہ حشر بنی نضیر کے حق میں اتری اور ذکر کیا ہے اس میں اللہ نے ان لوگوں کا جن کو عذاب پہنچایا۔ (فتح)

٣٧٢٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخَلَاتِ حَتّٰى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرَ

٣٧٢٦۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معمول تھا کہ لوگ حضرت ﷺ کے واسطے کھجور کے درخت ٹھہراتے تھے یعنی اپنے باغوں سے چند درخت حضرت ﷺ کو بطور ہدیہ دیتے تھے تا کہ ان کو اپنی حاجتوں میں خرچ کریں یہاں تک کہ فتح کیا حضرت ﷺ نے بنو قریظہ اور بنونضیر کو تو

فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ.

حضرت ﷺ نے اس کے بعد وہ درخت ان کو پھیر دیے یعنی جو حضرت ﷺ کو لوگوں نے دیے تھے۔

فائدہ: روایت کی ہے حاکم نے اکلیل میں ام علا کی حدیث سے کہ جب حضرت ﷺ نے بنی نضیر کو فتح کیا تو انصار سے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو تقسیم کر دوں درمیان تمہارے جو عطاء کیا ہے اللہ نے مجھ پر اور مہاجرین بدستور تمہارے گھروں اور مالوں میں رہیں گے اور اگر تم چاہو تو میں یہ مہاجرین کو دے دوں اور تمہارے گھروں سے باہر نکلیں سو انہوں نے دوسری بات اختیار کی یعنی کہا کہ مہاجرین کو دے دیجیے اور وہ ہمارے گھروں سے باہر نکلیں۔ (فتح)

٣٧٢٧۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَنَزَلَتْ ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰى أُصُوْلِهَا فَبِإِذْنِ اللّٰهِ﴾. (الحشر:٥).

٣٧٢٧۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بنی نضیر کے کھجوروں کے درخت جلوا دیے اور کٹوا دیے اور وہ بویرہ ہے اور اس میں یہ آیت اتری کہ جو کچھ کہ کاٹا تم نے کھجور کے درختوں سے یا چھوڑا تم نے اس کو کھڑا اپنی جڑوں پر یعنی نہ کاٹا سو اللہ کے حکم سے ہے۔

فائدہ: بویرہ ایک جگہ ہے مشہور درمیان مدینے اور تیما کے قریب مدینے کے اس میں بنو نضیر کے کھجور کے درخت تھے اور لینہ ایک قسم کا کھجور کا درخت ہے کہا سہیلی نے کہ خاص اسی کو ذکر کیا تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ دشمن کے اس درخت کا کاٹنا درست ہے جو قوت کے واسطے تیار نہ کیا گیا ہو اس واسطے کہ تھے وہ قوت حاصل کرتے عجوہ اور برنی سے اور اس سے گزران کرتے تھے سوائے لینہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ عجوہ کے سوا سب قسم کو لینہ کہتے ہیں۔ (فتح)

٣٧٢٨۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ أَخْبَرَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَآءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ قَالَ وَلَهَا يَقُوْلُ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَّهَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرُ قَالَ فَأَجَابَهُ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ أَدَامَ اللّٰهُ ذٰلِكَ مِنْ صَنِيْعٍ وَحَرَّقَ فِيْ نَوَاحِيْهَا السَّعِيْرُ سَتَعْلَمُ أَيُّنَا مِنْهَا بِنُزْهٍ

٣٧٢٨۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بنی نضیر کے درخت جلوا دیے اور اسی کے حق میں کہا ہے حسان بن ثابت نے یہ شعر کہ آسان ہوا بنی لوئی کے سرداروں پر جلانا بویرہ کا جو پھیلا ہوا ہے پس جواب دیا اس کو ابو سفیان بن حارث نے کہ ہمیشہ رکھے اللہ اس جلانے کو اور جلائے اس کے گرد آگ کو یعنی تا کہ اس کے آس پاس کہ مدینہ ہے پہنچے یہ اس نے مسلمانوں کو بد دعا دی عنقریب تو جانے گا کہ ہم میں سے کون اس سے دور ہے اور تو جانے گا کہ ہم میں سے کس کی زمین نقصان پاتی ہے۔

وَتَعلَمُ اَیُّ اَرْضَینَا تَضِیْرُ.

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا حسان بن ثابت نے واسطے عار دلانے کے قریش کو اس واسطے کہ وہ باعث ہوئے تھے ان کو اوپر توڑنے عہد کے اور حکم کیا تھا ان کو ساتھ اس کے اور ان کو وعدہ دیا تھا کہ اگر پیغمبر تم سے لڑنے کا قصد کریں گے تو ہم تم کو مدد دیں گے اور بعض کہتے ہیں کہ پہلا شعر بھی ابوسفیان کا ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ جو صحیح بخاری میں ہے وہ صحیح تر ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ تحقیق قریش مدد دیتے تھے ہر اس شخص کو جو حضرت ﷺ سے دشمنی کرے اور وعدہ دیتے تھے ان کو نصرت اور موافقت کا سو جب بنی نضیر کو یہ ذلت اور خواری حاصل ہوئی تو حسان نے یہ شعر کہے واسطے جھڑک قریش کے اور وہ بنی لوی ہیں کس طرح ذلیل کیا ہے انہوں نے اپنے یاروں کو یعنی ان کو مدد نہ دی اور یہ جو ابوسفیان نے کہا کہ تو معلوم کرے گا کہ ہم میں کس کی زمین ضرر پاتی ہے تو اس میں وہ چیز ہے جو ترجیح دیتی ہے اس چیز کو جو کہ صحیح میں ہے اس واسطے کہ بنی نضیر کی زمین انصار کی زمین کے ساتھ لگتی تھی سو جب خراب ہوئی تو اپنے آس پاس والی کو بھی ضرر کرے گی برخلاف زمین قریش کے کہ وہ اس سے بہت دور ہے سو نہیں پرواہ ہے اس کے خراب ہونے کی پس گویا کہ ابوسفیان کہتا ہے کہ خراب ہوئی زمین بنی نضیر کی اور خراب ہونا اس کا سوائے اس کے کچھ نہیں ضرر کرتا ہے اپنے آس پاس والی کو اور تمہاری زمین ہی اس کے آس پاس ہے پس وہی ضرر پائے گی نہ زمین ہماری اور نہیں حاصل ہوتے ہیں یہ معنی اس کے عکس میں۔ (فتح)

۳۷۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيُّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَاهُ إِذْ جَآئَهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَّكَ فِيْ عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَّسْتَأْذِنُوْنَ فَقَالَ نَعَمْ فَأَدْخِلْهُمْ فَلَبِثَ قَلِيْلًا ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ هَلْ لَّكَ فِيْ عَبَّاسٍ وَّعَلِيٍّ يَسْتَأْذِنَانِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا دَخَلَا قَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِي الَّذِيْ أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِي النَّضِيْرِ

۳۷۲۹۔ مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلایا یعنی تو میں ان کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک ایک دربان یرفا آیا سو اس نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اندر آنے کے لیے اجازت مانگتے ہیں کیا اجازت ہے کہا ہاں اجازت ہے سو وہ اندر آئے پھر تھوڑی دیر کے بعد آئے اور کہا کہ عباس رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں حکم ہو تو اندر آئیں کہا ہاں سو جب وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المومنین میرے اور ان کے درمیان حکم کرو اور وہ جھگڑتے ہیں اس مال میں جو عطاء کیا ہے اللہ نے اپنے رسول کو بنی نضیر کے مال سے سو علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ نے ایک دوسرے کو برا کہا تو جماعت حاضرین نے کہا کہ اے امیر

فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَّعَبَّاسٌ فَقَالَ الرَّهْطُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْأٰخَرِ فَقَالَ عُمَرُ اتَّئِدُوْا أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهٗ قَالُوْا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَبَّاسٍ وَّعَلِيٍّ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ فَإِنِّيْ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَّمْ يُعْطِهٖ أَحَدًا غَيْرَهٗ فَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَمَا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ إِلٰى قَوْلِهٖ قَدِيْرٌ﴾. (الحشر:٦) فَكَانَتْ هٰذِهٖ خَالِصَةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ أَعْطَاكُمُوْهَا وَقَسَمَهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ هٰذَا الْمَالُ مِنْهَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهٗ ثُمَّ تُوُفِّيَ

المومنین ان دونوں کے درمیان حکم کرو اور ایک کو دوسرے سے آرام دو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جلدی مت کرو صبر کرو میں تم کو قسم دیتا ہوں اس کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں چھوڑتے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے اپنی ذات مبارک تھی یعنی میرے مال کا کوئی وارث نہیں سب نے کہا بے شک فرمایا سو متوجہ ہوئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ پر سو کہا کہ قسم دیتا ہوں تم کو اللہ کی کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق یہ فرمایا ہے دونوں نے کہا ہاں فرمایا ہے کہا میں تم کو بتلاتا ہوں حال اس امر کا بے شک اللہ نے خاص کیا ہے اپنے رسول کو اس مال فے میں ساتھ اس چیز کے کہ ان کے سوا کسی کو نہیں دی سو اللہ نے فرمایا کہ جو عطاء کیا ہے اللہ نے اپنے رسول کو ان سے سو نہیں دوڑائے تم نے اس پر گھوڑے اور نہ اونٹ قَدِيْرٌ تک سو یہ اموال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص تھے پھر قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جمع کیا ان اموال کو پاس تمہارے غیر کے اور نہ ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال میں اوپر تمہارے کسی اور کو ترجیح دی البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مال تم کو دیا اور اس کو تمہارے درمیان تقسیم کیا یہاں تک کہ یہ مال اس سے باقی رہا یعنی بعد تقسیم کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مال میں سے اپنے گھر والوں کو سال بھر کا خرچ دیا کرتے تھے پھر جو باقی رہتا اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے تھے یعنی ہتھیاروں اور گھوڑوں اور مصالح مسلمانوں میں سو عمل کیا ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ
فَأَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَبَضَهُ أَبُوْ بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ بِهِ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ
حِيْنَئِذٍ فَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ وَقَالَ
تَذْكُرَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ فِيْهِ كَمَا تَقُوْلَانِ وَاللّٰهُ
يَعْلَمُ إِنَّهُ فِيْهِ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ
ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ
بَكْرٍ فَقَبَضْتُهُ سَنَتَيْنِ مِنْ إِمَارَتِيْ أَعْمَلُ فِيْهِ
بِمَا عَمِلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّيْ فِيْهِ
صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ
كِلَاكُمَا وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا
جَمِيْعٌ فَجِئْتَنِيْ يَعْنِيْ عَبَّاسًا فَقُلْتُ لَكُمَا إِنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا
نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَلَمَّا بَدَا لِيْ أَنْ
أَدْفَعَهُ إِلَيْكُمَا قُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا
عَلٰى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِ
فِيْهِ بِمَا عَمِلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَمَا عَمِلْتُ فِيْهِ مُنْذُ
وَلِيْتُ وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِيْ فَقُلْتُمَا ادْفَعْهُ إِلَيْنَا
بِذٰلِكَ فَدَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ
قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ
السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِيْ فِيْهِ بِقَضَاءٍ

نے کہا کہ میں خلیفہ ہوں حضرت ﷺ کا سو ابوبکر ؓ نے
اس کو لیا سو اس میں عمل کیا جس طرح کہ حضرت ﷺ کرتے
تھے یعنی جس طرح اس کو حضرت ﷺ خرچ کیا کرتے تھے۔
اسی طرح اس کو خرچ کرتے رہے پھر عمر فاروق ؓ
عباس ؓ اور علی ؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اور تم اس
وقت کہتے تھے کہ ابوبکر ؓ اس عمل میں خطا پر ہیں جیسا کہ تم
کہتے ہو قسم ہے اللہ کی البتہ ابوبکر ؓ اس میں سچے تھے اور راہ
راست پر تھے اور حق کے تابع تھے پھر ابوبکر ؓ فوت ہوئے
تو میں نے کہا کہ میں خلیفہ ہوں ابوبکر ؓ کا سو میں نے لیا
اس کو دو سال اپنی خلافت سے عمل کرتا تھا میں اس میں موافق
عمل حضرت ﷺ اور ابوبکر ؓ کے اور اللہ جانتا ہے کہ میں
اس میں سچا تھا راہ راست پر تھا حق کے تابع تھا پھر دو سال
کے بعد تم دونوں میرے پاس آئے اور تم دونوں کا سخن ایک
ہی تھا اور کام متفق تھا پھر تم اے عباس ؓ میرے پاس آئے
تو میں نے تم سے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہمارے
مال کا کوئی وارث نہیں جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں
صدقہ ہے پھر جب میری عقل میں آیا کہ میں اس مال کو
تمہارے سپرد کروں تو میں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں اس کو
تمہارے سپرد کرتا ہوں اس شرط پر کہ تم دونوں پر اللہ کا عہد
اور پیمان ہے کہ البتہ تم عمل کرو اس میں جو عمل کیا اس میں
حضرت ﷺ نے اور ابوبکر ؓ نے اور جو میں نے عمل کیا
اس میں جب سے میں خلیفہ ہوا نہیں تو دونوں مجھ سے کلام نہ
کرو سو تم نے کہا کہ اس کو ہمارے سپرد کرو اس شرط پر تو میں
نے اس کو تمہارے سپرد کیا پس کیا تم طلب کرتے ہو مجھ سے
حکم سوائے اس کے سو قسم ہے اس کی جس کے حکم سے آسمان

غَيْرِ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهُ فَادْفَعَا إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيْكُمَاهُ قَالَ فَحَدَّثْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ صَدَقَ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ أَنَا سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ ثُمُنَهُنَّ مِمَّا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ أَنَا أَرُدُّهُنَّ فَقُلْتُ لَهُنَّ أَلَا تَتَّقِيْنَ اللّٰهَ أَلَمْ تَعْلَمْنَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهٗ إِنَّمَا يَأْكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَالِ فَانْتَهٰى أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى مَا أَخْبَرَتْهُنَّ قَالَ فَكَانَتْ هٰذِهِ الصَّدَقَةُ بِيَدِ عَلِيٍّ مَنَعَهَا عَلِيٌّ عَبَّاسًا فَغَلَبَهٗ عَلَيْهَا ثُمَّ كَانَ بِيَدِ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بِيَدِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بِيَدِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ وَّحَسَنِ بْنِ حَسَنٍ كِلَاهُمَا كَانَا يَتَدَاوَلَانِهَا ثُمَّ بِيَدِ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ وَّهِيَ صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا.

اور زمین قائم ہیں کہ میں اس میں اس کے سوا کوئی حکم نہیں کرتا یہاں تک کہ قائم ہو قیامت سو اگر تم اس کام سے عاجز ہو اور تم سے نہیں ہو سکتا تو مجھ کو پھیر دو کہ کفایت کروں میں تم کو اس سے یعنی میں خود اس کام کو چلاؤں گا زہری کہتا ہے کہ میں نے یہ حدیث عروہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ مالک سچا ہے میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے سنا کہتی تھیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اپنا آٹھواں حصہ میراث مانگنے کو اس مال سے کہ عطاء کیا اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سو میں نے ان کو باز رکھا میں نے ان سے کہا کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتیں کیا تم کو معلوم نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم پیغمبروں کے مال کا کوئی وارث نہیں جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے اپنی ذات مبارک تھی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل یعنی بیویوں اور اولاد کو اس مال سے بقدر کھانے کے ملے گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اس سے باز رہیں بسبب اس چیز کے کہ میں نے ان کو خبر دی کہا راوی نے پس تھا یہ صدقہ بیچ ہاتھ علی رضی اللہ عنہ کے سو منع کیا اس سے علی رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ کو سو غالب ہوئے علی رضی اللہ عنہ عباس رضی اللہ عنہ پر پھر وہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا پھر حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پھر علی بن حسین اور حسن بن حسن دونوں کے ہاتھ میں وہ دونوں اس میں باری باری سے عمل کرتے تھے پھر زید بن حسن کے ہاتھ میں رہا اور وہ صدقہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچ مچ یعنی یہ سب لوگ بطور ملکیت کے اس میں تصرف نہیں کرتے تھے بلکہ بطور متولی ہونے کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پوری فرض الخمس میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ وہ دونوں

جھگڑتے تھے اس مال میں کہ عطاء کیا تھا اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر بنی نضیر سے۔

٣٧٣٠۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَا الْمَالِ وَاللّٰهِ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ.

٣٧٣٠۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور عباس رضی اللہ عنہ دونوں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اپنی میراث مانگنے کو حضرت ﷺ کی زمین سے جو فدک میں تھی اور آپ ﷺ کے حصے سے جو خیبر میں تھا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں چھوڑتے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محمد ﷺ کی آل کو اس مال سے بقدر کھانے کے ملے گا قسم ہے اللہ کی البتہ حضرت ﷺ کی قرابت میرے نزدیک بہت پیاری ہے اس سے کہ میں اپنی قرابت کو جوڑوں۔

فائدہ: یہ حدیث بھی فرض الخمس میں گزر چکی ہے لیکن اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ کی قرابت میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں اپنی قرابت کو جوڑوں اور ظاہر سیاق اس کا ادراج ہے یعنی یہ قول اخیر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ واسطے عذر بیان کرنے تقسیم کے منع کرنے سے اور یہ کہ نہیں لازم آتا اس سے یہ کہ نہ سلوک کرے ان سے کسی اور وجہ سے اور حاصل ان کی کلام کا یہ ہے کہ قرابت شخص کی مقدم ہے ساتھ نیکی کرنے کے مگر یہ کہ معارض ہو ان کو وہ شخص جو راجح ہے ان سے۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ. باب ہے بیان میں قتل کرنے کعب بن اشرف کے۔

فائدہ: کعب بن اشرف یہودی تھا اور مدینے کے پاس ایک قلعے میں رہتا تھا اور ابن اسحاق نے کہا کہ عربی تھا اور تھا دراز قد بڑے بدن والا بڑے پیٹ والا اور بڑے سر والا اور جنگ بدر کے بعد اس نے مسلمانوں کی ہجو کی پھر مکے کی طرف گیا اور ابن وداعہ سہمی پر اترا پس ہجو کی اس کی حسان نے پھر مدینے کی طرف پھرا اور مسلمانوں کی عورتوں کے نام پر غزلیں کہنے لگا یہاں تک کہ مسلمانوں کو ایذا دی اور روایت کی ہے ابوداؤد اور ترمذی نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے کہ کعب بن اشرف شاعر تھا اور حضرت ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے ساتھ لڑنے کو کفار قریش کو ترغیب دیتا تھا اور حضرت ﷺ مدینے میں آئے اور وہاں کے لوگ مخلوط تھے یعنی وہاں کوئی قسم کے لوگ تھے یعنی کچھ مسلمان تھے اور کچھ یہودی اور کچھ مشرکین تھے اور حضرت ﷺ نے چاہا کہ ان سے صلح کریں اور یہود اور مشرکین حضرت ﷺ کو سخت ایذا دیتے تھے سو حکم کیا اللہ نے حضرت ﷺ کو ساتھ صبر کرنے کے سو جب انکار کیا

کعب نے اس سے یعنی ایذا دینے سے باز نہ آیا تو حضرت ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کی طرف ایک جماعت کو بھیجے جو اس کو مار ڈالیں اور ذکر کیا ہے ابن سعد نے کہ قتل ہونا کعب بن اشرف کا ربیع الاول میں تھا تیسرے سال ہجری میں۔ (فتح)

۳۷۳۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لِّكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأْذَنْ لِّيْ أَنْ أَقُوْلَ شَيْئًا قَالَ قُلْ فَأَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً وَّإِنَّهُ قَدْ عَنَّانَا وَإِنِّيْ قَدْ أَتَيْتُكَ أَسْتَسْلِفُكَ قَالَ وَأَيْضًا وَّاللّٰهِ لَتَمَلُّنَّهُ قَالَ إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَّدَعَهُ حَتّٰى نَنْظُرَ إِلٰى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيْرُ شَأْنُهُ وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ وَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو غَيْرَ مَرَّةٍ فَلَمْ يَذْكُرْ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ أَوْ فَقُلْتُ لَهُ فِيْهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ أُرٰى فِيْهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ نَعَمِ ارْهَنُوْنِيْ قَالُوْا أَيَّ شَيْءٍ تُرِيْدُ قَالَ ارْهَنُوْنِيْ نِسَآئَكُمْ قَالُوْا كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَآئَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ فَارْهَنُوْنِيْ أَبْنَآئَكُمْ قَالُوْا كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَآئَنَا فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ فَيُقَالُ رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ هٰذَا عَارٌ عَلَيْنَا وَلٰكِنَّا نَرْهَنُكَ

۳۷۳۱۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو کعب بن اشرف کو مار ڈالے بے شک اس نے بہت رنج دیا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو سو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے سو انہوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا آپ ﷺ چاہتے ہیں کہ میں اس کو مار ڈالوں فرمایا ہاں انہوں نے عرض کیا کہ مجھ کو اجازت ہو کہ میں کچھ کہوں یعنی جس سے وہ خوش ہو اور اس کا دل مجھ پر جم جائے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہو جو تمہارا جی چاہے سو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ یہ مرد یعنی محمد ﷺ مجھ سے صدقہ مانگتے ہیں اور ہم کو خود کھانے کو ملتا نہیں صدقہ کہاں سے دیں اور بے شک اس نے ہم کو تکلیف دی اور میں تیرے پاس آیا ہوں ادھار مانگنے کو کعب بن اشرف نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی تم اس سے اور بھی زیادہ تکلیف پاؤ گے (اور واقدی نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ کعب بن اشرف نے ابو نائلہ سے کہا کہ بتلا تیرے دل میں کیا ہے اور تمہارا کیا ارادہ ہے اس کے معاملے میں اس نے کہا اس کے خذلان (رسوائی) کا اور اس سے جدا ہونے کا کعب نے کہا کہ تو نے مجھ کو خوش کیا) محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک ہم ان کے تابع ہیں سو ہم اس کو چھوڑنا نہیں چاہتے یہاں تک کہ ہم ان کو دیکھیں کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے اور البتہ ہم چاہتے ہیں کہ تو ہم کو قرض دے ایک وسق یا دو وسق (اور ایک روایت میں ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم کو اناج قرض دے کعب نے

اللَّأْمَةَ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي السِّلَاحَ فَوَاعَدَهُ
أَنْ يَأْتِيَهُ فَجَآئَهُ لَيْلًا وَّمَعَهُ أَبُوْ نَائِلَةَ وَهُوَ
أَخُوْ كَعْبٍ مِّنَ الرَّضَاعَةِ فَدَعَاهُمْ إِلَى
الْحِصْنِ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ أَيْنَ
تَخْرُجُ هٰذِهِ السَّاعَةَ فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ
بْنُ مَسْلَمَةَ وَأَخِيْ أَبُوْ نَائِلَةَ وَقَالَ غَيْرُ
عَمْرٍو قَالَتْ أَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ
الدَّمُ قَالَ إِنَّمَا هُوَ أَخِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ
وَرَضِيْعِيْ أَبُوْ نَائِلَةَ إِنَّ الْكَرِيْمَ لَوْ دُعِيَ
إِلَى طَعْنَةٍ بِلَيْلٍ لَأَجَابَ قَالَ وَيُدْخِلُ مُحَمَّدُ
بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهُ رَجُلَيْنِ قِيْلَ لِسُفْيَانَ
سَمَّاهُمْ عَمْرٌو قَالَ سَمّٰى بَعْضَهُمْ قَالَ
عَمْرٌو جَآءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو
أَبُوْ عَبْسِ بْنُ جَبْرٍ وَّالْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ
وَّعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ عَمْرٌو جَآءَ مَعَهُ
بِرَجُلَيْنِ فَقَالَ إِذَا مَا جَآءَ فَإِنِّيْ قَآئِلٌ
بِشَعَرِهِ فَأَشَمُّهُ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْنِيْ اسْتَمْكَنْتُ
مِنْ رَّأْسِهِ فَدُوْنَكُمْ فَاضْرِبُوْهُ وَقَالَ مَرَّةً
ثُمَّ أُشِمُّكُمْ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَّهُوَ
يَنْفَحُ مِنْهُ رِيْحُ الطِّيْبِ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ
كَالْيَوْمِ رِيْحًا أَيْ أَطْيَبَ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو
قَالَ عِنْدِيْ أَعْطَرُ نِسَآءِ الْعَرَبِ وَأَكْمَلُ
الْعَرَبِ قَالَ عَمْرٌو فَقَالَ أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ
أَشُمَّ رَأْسَكَ قَالَ نَعَمْ فَشَمَّهُ ثُمَّ أَشَمَّ
أَصْحَابَهُ ثُمَّ قَالَ أَتَأْذَنُ لِيْ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا

کہا کہ تمہارا اناج کہاں گیا اس نے کہا کہ خرچ کیا ہم نے
اس کو اس مرد پر اور اس کے اصحاب پر کہا کیا نہیں وقت آیا کہ
تم پہچانو اس چیز کو کہ ہو تم اوپر اس کے باطل ہے سو اس نے
کہا کہ اس وقت میرے پاس صرف کھجور ہے اور کچھ نہیں)
اس نے کہا ہاں اس کے بدلے کچھ میرے پاس گروی رکھو
اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ تو کیا چیز چاہتا ہے کہا اپنی عورتوں کو
میرے پاس گروی رکھو کہا ہم اپنی عورتوں کو تیرے پاس کیوں
کر گروی رکھیں اور حالانکہ تو تمام عرب میں زیادہ خوبصورت
ہے یعنی ہم کو تجھ سے امن نہیں اور ایسی کون عورت ہے کہ تجھ
سے باز رہے واسطے جمال تیرے کے کعب نے کہا اپنے بیٹوں
کو میرے پاس گروی رکھو انہوں نے کہا ہم اپنے بیٹوں کو
تیرے پاس کیوں کر گروی رکھیں پس گالی دیا جائے گا ایک
ان کا پس کہا جائے گا کہ ایک یا دو وسق کے بدلے گروی رکھا
گیا یہ ہمارے واسطے عار ہے لیکن ہم تیرے پاس ہتھیار گروی
رکھتے ہیں سو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس سے وعدہ کیا کہ رات کو
اس کے پاس آئے سو رات کو اس کے پاس آیا اور اس کے
ساتھ ابو نائلہ تھا اور ابو نائلہ کعب کا رضاعی بھائی تھا (یعنی
دونوں نے ایک عورت کا دودھ پیا تھا اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ
بھی کعب کے بھائی تھے یا بھانجے اور ایک روایت میں ہے کہ
وہ چار آدمی تھے) سو کعب نے ان کو قلعے کی طرف بلایا اور ان
کی طرف اترا سو اس کی عورت نے اس سے کہا اور تھی وہ
دلہن) کہ اس وقت تو کہاں نکلتا ہے تو کعب نے کہا کہ وہ تو
فقط محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور میرا بھائی ابو نائلہ ہے عمرو کے غیر نے
کہا کہ اس عورت نے کہا کہ میں ایسی آواز سنتی ہوں جس سے
لہو ٹپکتا ہے (اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی عورت اس کو

اسْتَمْكَنَ مِنْهُ قَالَ دُوْنَكُمْ فَقَتَلُوْهُ ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ.

لپٹ گئی اور کہا کہ لازم پکڑا اپنے اوپر اپنی جگہ کو) کعب نے کہا کہ وہ تو فقط محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور میرا رضاعی بھائی ابو نائلہ ہے بے شک کریم اگر رات کو نیزہ مارنے کی طرف بلایا جائے تو البتہ قبول کرے اور کہا ماننے کعب نے کہا کہ داخل کرے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ دو مردوں کو کسی نے سفیان سے کہا کہ عمرو نے ان کا نام لیا ہے کہا بعض کا نام لیا ہے کہا عمرو نے اور اپنے ساتھ دو مرد لایا اور عمرو کے غیر نے کہا کہ ابوعبس بن جبر اور حارث بن اوس اور عبادہ بن بشیر یعنی اس کے ساتھ یہ تینوں مرد تھے اور کہا عمرو نے کہ دو مرد ساتھ لایا یعنی عمرو نے فقط دو مرد کا ذکر کیا ہے اور ان کا نام نہیں لیا اور عمرو کے سوا اور راویوں نے تین مردوں کا ذکر کیا ہے اور ان کا نام بھی لیا ہے سو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب کعب آئے تو میں اس کے بال پکڑ کر سونگھوں گا سو جب تم مجھ کو دیکھو کہ میں نے اس کے سر کو قابو کیا تو اس کو پکڑ لو اور مار ڈالو سو کعب ان کی طرف اترا اپنے سر کو چادر سے ڈھانکے اور اس سے خوشبو آتی تھی محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آج جیسی ہوا خوشبو دار کبھی نہیں دیکھی اور عمرو نے کہا کہ میرے نزدیک زیادہ تر خوشبو دار عورت عرب کی اور کامل تر عرب کی ہے یعنی میں نے یہ سب خوشبو اپنی عورت کے واسطے استعمال کی ہے کہ وہ بہت خوشبو استعمال کرنے والی ہے اور عمرو راوی نے کہا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو مجھ کو اجازت دیتا ہے کہ میں تیرے سر کو سونگھوں کہا ہاں سو اس نے اس کو سونگھا پھر اپنے ساتھیوں کو سونگھایا پھر کہا کہ کیا تو مجھ کو اجازت دیتا ہے اس نے کہا ہاں سو جب اس نے اس پر قابو پایا کہا پکڑ لو تو انہوں نے اس کو مار ڈالا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور

آپ ﷺ کو خبر دی (اور اس کا سر کاٹ کر حضرت ﷺ کے
آگے لا ڈالا حضرت ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کیا)۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو رنج دیا ہے تو ایک روایت میں ہے کہ اس نے ہم کو رنج دیا ہے اپنے شعر سے اور قوی کیا ہے کافروں کو اور ایک روایت میں ہے کہ کعب بن اشرف مشرکین قریش کے پاس آیا اور کعبے کے پردوں کے پاس قریش سے قسم کھائی او پر لڑنے کے ساتھ مسلمانوں کے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ حضرت ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا اور قریش کو مسلمانوں کی لڑائی کی رغبت دلاتا تھا اور یہ کہ جب وہ قریش کے پاس آیا تو قریش نے کہا کہ کیا ہمارا دین سچا ہے یا محمد ﷺ کا کعب نے کہا کہ تمہارا دین تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو کعب بن اشرف کو مار ڈالے کہ اس نے ہمارے ساتھ کھلم کھلا عداوت اختیار کی ہے اور ایک روایت میں کعب کے قتل کا ایک اور بیان ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس نے کھانا تیار کیا اور یہود کی ایک جماعت سے موافقت کی کہ وہ حضرت ﷺ کو دعوت کے واسطے بلائیں جب حضرت ﷺ آئیں تو ان کے ساتھ دغا کریں پھر حضرت ﷺ تشریف لائے اور بعض اصحاب رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے سو جب حضرت ﷺ بیٹھ گئے تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو بتلایا جو ان کے دلوں میں تھا تو حضرت ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو پروں سے چھپایا سو حضرت ﷺ وہاں سے نکل کر چلے اور کسی کو نظر نہ آئے پھر جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ کہیں نکل گئے ہیں تو جدا جدا ہوئے تو اس وقت حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو کعب بن اشرف کو مار ڈالے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ متعدد ہونے اسباب کے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو اجازت ہو کہ میں کچھ کہوں تو ظاہر ہوا ہے سیاق ابن سعد سے واسطے اس قصے کے کہ انہوں نے اجازت مانگی تھی کہ آپ ﷺ کی شکایت کریں اور اس کا لفظ یہ ہے کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب سے کہا کہ اس مرد یعنی محمد ﷺ کا آنا ہمارے واسطے آزمائش ہوا کہ تمام عرب نے ہم سے لڑائی کی اور مارا ہم کو ایک تیر سے اور یہ جو کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ تو ہم کو ادھار دے الخ واقع ہوا ہے اس روایت صحیحہ میں کہ یہ کلام محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور نزدیک ابن اسحاق وغیرہ اہل مغازی کے ہے کہ وہ کلام ابو نائلہ کا ہے اور احتمال ہے کہ ہر ایک نے دونوں میں سے اس کے ساتھ اس امر میں کلام کیا ہو اس واسطے کہ ابو نائلہ اس کا رضاعی بھائی ہے اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کا بھانجا ہے اور ایک روایت میں جمع کا صیغہ آیا ہے اور یہ جو کہا کہ انہوں نے اس کو مار ڈالا تو ایک روایت میں ہے کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا اور تلوار کی نوک حارث بن اوس رضی اللہ عنہ کو لگی اور اس کو مار کر مدینے کو لے چلے یہاں تک کہ جب جرف بعاث (ایک جگہ کا نام ہے) میں پہنچے تو حارث رضی اللہ عنہ پیچھے رہے اور خون نے جوش مارا سو جب ان کے ساتھیوں نے ان کو گم پایا پھرے اور ان کو اپنے ساتھ اٹھایا پھر جلدی چلے یہاں تک کہ مدینے میں داخل ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کے زخم پر لب لگائی وہ

اس وقت اچھے ہو گئے اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اس کو مارا یہاں تک کہ مر گیا اور اس نے پہلی ضرب کے وقت چیخ ماری تو یہود جمع ہوئے تو وہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے پیچھے دوڑے تو انہوں نے اصحاب رضی اللہ عنہم کے سوا اور راہ لی سو وہ اصحاب رضی اللہ عنہم کو نہ مل سکے اور ایک روایت میں ہے کہ یہود صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو کہا کہ ہمارا سردار غفلت میں مارا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا فعل ان کے آگے بیان کیا اور وہ چیز کہ تھا اس پر رغبت دلاتا اور ایذا دیتا مسلمانوں کو سو یہود ڈر گئے اور بول نہ سکے اور کہا سہیلی نے بیچ قصے کعب بن اشرف کے قتل کرنا ذمی کا ہے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی میں کہتا ہوں کہ اس استدلال میں نظر ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ کعب محارب تھا اس واسطے کہ اس نے جہاد میں یہ باب باندھا ہے الفتك باهل العروب اور یہ کہ جائز ہے قتل کرنا مشرک کا بغیر دعوت اسلام کے جب کہ اس کو دعوت عام پہنچ چکی ہو اور یہ کہ جائز ہے لڑائی میں وہ کلام کرنا جس کی حاجت پڑے اگرچہ اس کے قائل کو اس کی حقیقت مقصود نہ ہو اور اس میں دلالت ہے اوپر قوت سمجھ عورت اس کی کے اور بلاغت اس کی کے کہ اس نے کہا کہ اس آواز سے خون ٹپکتا ہے۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ أَبِي رَافِعٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ وَيُقَالُ سَلَّامُ بْنُ أَبِي الْحُقَيْقِ كَانَ بِخَيْبَرَ وَيُقَالُ فِي حِصْنٍ لَّهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ هُوَ بَعْدَ كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ.

باب ہے بیان میں قتل کرنے ابو رافع عبداللہ بن ابی حقیق کے اور کہتے ہیں کہ سلام بن ابی حقیق خیبر میں رہتا تھا اور کہتے ہیں کہ حجاز میں ایک اس کا قلعہ تھا اس میں وہ رہتا تھا اور کہا زہری نے کہ قتل کرنا اس کا بعد قتل ہونے کعب بن اشرف کے ہے۔

فائدہ: اور کہا ابن اسحاق نے کہ جب قوم اوس نے کعب بن اشرف کو قتل کیا تو خزرج نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی ابو رافع کو مارنے کی اور وہ خیبر میں رہتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی اور عبداللہ بن کعب سے روایت ہے کہ اوس اور خزرج باہم رشک کرتے تھے یعنی نہ کرتے تھے اوس کوئی چیز مگر کہ خزرج کہتے تھے کہ قسم ہے اللہ کی کہ تم اس فضیلت میں ہم سے بڑھ نہ جاؤ گے اور اسی طرح اوس بھی سو جب اوس نے کعب کو مارا تو خزرج نے کہا کہ کیا کوئی ایسا مرد اور بھی ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت رکھتا ہو جیسے کہ کعب رکھتا تھا سو ذکر کیا انہوں نے ابن ابی حقیق کو اور وہ خیبر میں رہتا تھا اور کہا ابن سعد نے کہ تھا مارنا اس کا رمضان میں چھٹے سال میں اور بعض کہتے ہیں کہ ذی الحجہ میں پانچویں سال میں۔ (فتح)

٣٧٣٢۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ

٣٧٣٢۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو ابو رافع کی طرف بھیجا سو عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ رات اس کے گھر میں جا گھسے اور ابو رافع سوتا تھا سو انہوں

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا إِلٰى أَبِيْ رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ بَيْتَهٗ لَيْلًا وَهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهٗ.

نے اس کو مار ڈالا۔

فائدہ: جن لوگوں کو حضرت ﷺ نے مارنے کے واسطے بھیجا تھا وہ یہ ہیں عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور ان کا حلیف اور ایک مرد انصار سے۔

۳۷۳۳۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَبِيْ رَافِعٍ الْيَهُوْدِيِّ رِجَالًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَتِيْكٍ وَّكَانَ أَبُوْ رَافِعٍ يُؤْذِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِيْنُ عَلَيْهِ وَكَانَ فِيْ حِصْنٍ لَّهٗ بِأَرْضِ الْحِجَازِ فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لِأَصْحَابِهٖ اجْلِسُوْا مَكَانَكُمْ فَإِنِّيْ مُنْطَلِقٌ وَّمُتَلَطِّفٌ لِّلْبَوَّابِ لَعَلِّيْ أَنْ أَدْخُلَ فَأَقْبَلَ حَتّٰى دَنَا مِنَ الْبَابِ ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهٖ كَأَنَّهٗ يَقْضِيْ حَاجَةً وَّقَدْ دَخَلَ النَّاسُ فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ فَإِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُغْلِقَ الْبَابَ فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ ثُمَّ عَلَّقَ الْأَغَالِيْقَ عَلٰى وَتَدٍ قَالَ فَقُمْتُ إِلَى الْأَقَالِيْدِ فَأَخَذْتُهَا

۳۷۳۳۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے چند انصاریوں کو ابورافع کے مارنے کے واسطے بھیجا اور عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار کیا اور ابورافع حضرت ﷺ کو ایذا دیتا تھا اور آپ ﷺ کو ایذا دینے پر لوگوں کی مدد کرتا تھا (عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے غطفان وغیرہ مشرکین عرب کو بہت مال سے حضرت ﷺ کے خلاف مدد دی تھی) اور حجاز میں اس کا ایک قلعہ تھا اس میں رہتا تھا سو جب وہ انصار اس قلعے کے نزدیک پہنچے اور حالانکہ سورج ڈوب گیا اور لوگ اپنے مویشی لے کر پھرے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم یہاں بیٹھ جاؤ اور میں جاتا ہوں اور قلعے کے دربان سے کوئی نرمی یعنی حیلہ کرتا ہوں شاید میں قلعے میں داخل ہوں تو وہ قلعے کی طرف چلے یہاں تک کہ وہ دروازے کے قریب ہوئے پھر انہوں نے اپنے کپڑے سے سر ڈھانکا جیسے کوئی پاخانے پھرتا ہے یعنی تاکہ کوئی پہچان نہ سکے اور تحقیق لوگ قلعے میں داخل ہوئے (ایک روایت میں دروازے کے بند کرنے کی دیر کا سبب یہ ذکر کیا ہے کہ قلعے والوں کا ایک گدھا گم ہوا سو وہ آگ کی مشعل لے کر اس کی تلاش کو نکلے سو میں ڈرا کہ مجھ کو پہچان نہ لیں سو میں نے اپنا سر ڈھانکا) سو دربان نے اس کو پکارا کہ اے بندے اللہ کے

فَفَتَحْتُ الْبَابَ وَكَانَ أَبُوْ رَافِعٍ يُسْمَرُ عِنْدَهُ وَكَانَ فِي عَلَالِيٍّ لَهُ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعِدْتُ إِلَيْهِ فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنْ دَاخِلٍ قُلْتُ إِنِ الْقَوْمُ نَذِرُوْا بِيْ لَمْ يَخْلُصُوْا إِلَيَّ حَتّٰى أَقْتُلَهُ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ فِي بَيْتٍ مُّظْلِمٍ وَّسْطَ عِيَالِهِ لَا أَدْرِيْ أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ قَالَ مَنْ هٰذَا فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَا دَهِشٌ فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا وَّصَاحَ فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ فَأَمْكُثُ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ مَا هٰذَا الصَّوْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ فَقَالَ لِأُمِّكَ الْوَيْلُ إِنَّ رَجُلًا فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِيْ قَبْلُ بِالسَّيْفِ قَالَ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أَثْخَنَتْهُ وَلَمْ أَقْتُلْهُ ثُمَّ وَضَعْتُ ظِبَةَ السَّيْفِ فِيْ بَطْنِهِ حَتّٰى أَخَذَ فِيْ ظَهْرِهِ فَعَرَفْتُ أَنِّيْ قَتَلْتُهُ فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الْأَبْوَابَ بَابًا بَابًا حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى دَرَجَةٍ لَّهُ فَوَضَعْتُ رِجْلِيْ وَأَنَا أُرٰى أَنِّيْ قَدِ انْتَهَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَوَقَعْتُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِيْ فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ فَقُلْتُ لَا أَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتّٰى أَعْلَمَ أَقَتَلْتُهُ فَلَمَّا صَاحَ الدِّيْكُ قَامَ النَّاعِيْ عَلَى السُّوْرِ فَقَالَ أَنْعٰى أَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ أَهْلِ الْحِجَازِ فَانْطَلَقْتُ إِلٰى أَصْحَابِيْ فَقُلْتُ

اگر تو قلعے میں آنا چاہتا ہے تو اندر آ کہ میں دروازے کو بند کرنا چاہتا ہوں سو میں قلعے میں داخل ہوا اور چھپا (یعنی گدھوں کی باندھنے کی جگہ میں جو قلعے کے دروازے کے پاس تھی) پھر جب سب لوگ قلعے میں داخل ہوئے تو اس نے دروازہ بند کیا پھر کنجیوں کو ایک میخ پر لٹکایا عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اٹھ کر کنجیاں لیں اور دروازے کو کھولا اور دستور تھا کہ رات کو لوگ ابورافع کے پاس بات چیت کیا کرتے تھے (اور ایک روایت میں ہے کہ لوگوں نے اس کے پاس رات کا کھانا کھایا اور بات چیت کرتے رہے یہاں تک کہ ایک گھڑی رات گزر گئی پھر اپنے گھروں کی طرف پھرے) اور وہ اپنے بالا خانے میں رہتا تھا جس کی طرف سیڑھی سے چڑھا جاتا تھا سو جب اس کے پاس سے بات کرنے والے چلے گئے تو میں اس کی طرف چڑھا سو شروع کیا میں نے کہ جب میں کوئی دروازہ کھولتا تو اس کو اپنے اوپر اندر سے بند کر دیتا تھا میں نے کہا یعنی غرض میرے بند کرنے کی یہ تھی کہ اگر لوگوں نے مجھ کو معلوم کیا تو مجھ تک پہنچ نہ سکیں گے یہاں تک کہ میں اس کو مار ڈالوں سو میں اس کے پاس پہنچا تو ناگہاں وہ ایک اندھیرے گھر میں تھا اپنے عیال کے بیچ مجھ کو معلوم نہ ہوا کہ وہ گھر میں کس جگہ ہے میں نے کہا اے ابورافع اس نے کہا یہ کون ہے سو میں نے آواز والے کی طرف قصد کیا سو میں نے اس کو تلوار سے ایک ضرب ماری اور میں حیران تھا سو میں نے اس کو قتل نہ کیا یعنی میری چوٹ خالی گئی اور ابورافع نے چیخ ماری میں گھر سے نکلا اور تھوڑی دیر ٹھہرا پھر میں اس کی طرف داخل ہوا سو میں نے کہا کہ اے ابورافع یہ آواز کیسی ہے اس نے کہا کہ تیری ماں کی کم بختی بے شک کوئی مرد گھر میں ہے اس نے

النَّجَآءَ فَقَدْ قَتَلَ اللّٰهُ أَبَا رَافِعٍ فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ ابْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا فَكَأَنَّهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ.

مجھ کو اس سے پہلے تلوار ماری پھر اس کو ایک تلوار ماری کہ مبالغہ کیا میں نے اس کے زخم میں اور میں نے اس کو قتل نہ کیا (یعنی دوسرے وار سے بھی قتل نہ ہوا سو اس نے چیخ ماری اور اس کے گھر والے اٹھ کھڑے ہوئے پھر میں آیا سو میں نے اپنی آواز بدلی جیسے کوئی فریاد رس ہے سو ناگہاں وہ چت پڑا تھا) سو میں نے تلوار کی دھار اس کے پیٹ میں رکھی یہاں تک کہ اس کی پیٹھ میں پہنچی سو میں نے معلوم کیا کہ میں نے اس کو مار ڈالا پھر میں ایک ایک دروازہ کھولنے لگا یہاں تک کہ میں اس گھر کی سیڑھی تک پہنچا سو میں نے اپنا پاؤں رکھا اور حالانکہ میں گمان کرتا تھا کہ میں زمین پر پہنچ چکا ہوں سو میں چاندنی رات میں گرا میری پنڈلی ٹوٹ گئی سو میں نے اس کو پگڑی سے باندھا پھر میں چلا یہاں تک کہ دروازے پر آ بیٹھا میں نے دل میں کہا کہ میں آج رات نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ مجھ کو یقین ہو کہ میں نے اس کو مار ڈالا سو جب فجر کا مرغ بولا تو موت کی خبر دینے والا قلعے کی دیوار پر کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ میں ابو رافع کی موت کی خبر دیتا ہوں جو اہل حجاز کا سوداگر تھا سو میں اپنے ساتھیوں کی طرف چلا اور میں نے کہا کہ جلد چلو اب یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں سو البتہ اللہ نے ابو رافع کو قتل کیا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس پہنچا اور میں نے سب حال آپ ﷺ سے بیان کیا حضرت ﷺ نے فرمایا اپنا پاؤں دراز کر میں نے دراز کیا حضرت ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ فوراً اچھا ہو گیا جیسے کبھی بیمار ہوا ہی نہیں تھا۔

فائدہ: نعی کے معنی ہیں موت کی خبر دینا اور عرب کا دستور تھا کہ جب ان میں سے کوئی بڑا رئیس مر جاتا تھا تو ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہو کے تمام گلی کوچوں میں پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ فلاں مر گیا۔ (فتح)

٣٧٣٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا

٣٧٣٤۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

شُرَيْحٌ هُوَ ابْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي رَافِعٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَتِيكٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُتْبَةَ فِي نَاسٍ مَعَهُمْ فَانْطَلَقُوا حَتَّى دَنَوْا مِنَ الْحِصْنِ فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيكٍ امْكُثُوا أَنْتُمْ حَتَّى أَنْطَلِقَ أَنَا فَأَنْظُرَ قَالَ فَتَلَطَّفْتُ أَنْ أَدْخُلَ الْحِصْنَ فَفَقَدُوا حِمَارًا لَهُمْ قَالَ فَخَرَجُوا بِقَبَسٍ يَطْلُبُونَهُ قَالَ فَخَشِيتُ أَنْ أُعْرَفَ قَالَ فَغَطَّيْتُ رَأْسِي وَجَلَسْتُ كَأَنِّي أَقْضِي حَاجَةً ثُمَّ نَادَى صَاحِبُ الْبَابِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ فَلْيَدْخُلْ قَبْلَ أَنْ أُغْلِقَهُ فَدَخَلْتُ ثُمَّ اخْتَبَأْتُ فِي مَرْبِطِ حِمَارٍ عِنْدَ بَابِ الْحِصْنِ فَتَعَشَّوْا عِنْدَ أَبِي رَافِعٍ وَتَحَدَّثُوا حَتَّى ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى بُيُوتِهِمْ فَلَمَّا هَدَأَتِ الْأَصْوَاتُ وَلَا أَسْمَعُ حَرَكَةً خَرَجْتُ قَالَ وَرَأَيْتُ صَاحِبَ الْبَابِ حَيْثُ وَضَعَ مِفْتَاحَ الْحِصْنِ فِي كَوَّةٍ فَأَخَذْتُهُ فَفَتَحْتُ بِهِ بَابَ الْحِصْنِ قَالَ قُلْتُ إِنْ نَذِرَ بِي الْقَوْمُ انْطَلَقْتُ عَلَى مَهَلٍ ثُمَّ عَمَدْتُ إِلَى أَبْوَابِ بُيُوتِهِمْ فَغَلَّقْتُهَا عَلَيْهِمْ مِنْ ظَاهِرٍ ثُمَّ صَعِدْتُ إِلَى أَبِي رَافِعٍ فِي سُلَّمٍ فَإِذَا

عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو چند مردوں کے ساتھ ابورافع کے مارنے کو بھیجا سو وہ چلے یہاں تک کہ اس کے قلعے کے نزدیک پہنچے سو عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم ٹھہرو میں جاتا ہوں سو دیکھتا ہوں کہ کیا کرنا چاہیے سو میں نے چاہا کہ آہستہ سے بے معلوم قلعے میں گھس جاؤں ان کا ایک گدھا گم ہوا سو وہ مشعل لے کر اس کی تلاش کر نکلے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ڈرا کہ مجھ کو پہچان لیں سو میں اپنا سر اور پاؤں ڈھانک کر بیٹھ گیا جیسے کوئی پاخانے پھرتا ہے پھر دربان نے پکارا کہ جو قلعے میں داخل ہوا چاہتا ہے تو چاہیے کہ داخل ہو پہلے اس سے کہ میں اس کو بند کروں سو میں قلعے میں داخل ہوا پھر میں چھپا گدھوں کے باندھنے کی جگہ میں کہ قلعے کے دروازے کے پاس تھی سو لوگوں نے رات کا کھانا ابورافع کے پاس کھایا اور بات چیت کرتے رہے یہاں تک کہ ایک گھڑی رات گزر گئی پھر اپنے گھروں کی طرف پھرے پھر جب آوازیں چپ ہوئیں اور میں نے کوئی حرکت نہ سنی یعنی سب سو گئے تو میں نکلا یعنی اس جگہ سے یہاں چھپا تھا اور میں نے دربان کو دیکھا کہ اس نے جس جگہ قلعے کی کنجی رکھی تھی سوراخ میں سو میں نے اس کو لیا اور اس کے ساتھ قلعے کا دروازہ کھولا میں نے دل میں کہا کہ اگر قوم کفار نے مجھ کو معلوم کر لیا تو میں آسانی سے نکل جاؤں گا پھر میں نے ان کے دروازوں کا قصد کیا سو میں نے ان کو باہر سے بند کر دیا پھر میں سیڑھی سے ابورافع کی طرف چڑھا تو ناگہاں میں نے دیکھا کہ گھر میں اندھیرا ہے اس کا چراغ بجھا ہوا ہے سو مجھ کو معلوم نہ ہوا کہ ابورافع کہاں ہے سو میں نے کہا اے ابورافع اس نے کہا کون ہے سو میں نے آواز کی طرف قصد کیا اور اس

الْبَيْتُ مُظْلِمٌ قَدْ طَفِءَ سِرَاجُهُ فَلَمْ أَدْرِ أَيْنَ الرَّجُلُ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ فَعَمَدْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ وَصَاحَ فَلَمْ تُغْنِ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ جِئْتُ كَأَنِّيْ أُغِيْثُهُ فَقُلْتُ مَا لَكَ يَا أَبَا رَافِعٍ وَّغَيَّرْتُ صَوْتِيْ فَقَالَ أَلَا أُعْجِبُكَ لِأُمِّكَ الْوَيْلُ دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ فَضَرَبَنِيْ بِالسَّيْفِ قَالَ فَعَمَدْتُ لَهُ أَيْضًا فَأَضْرِبُهُ أُخْرٰى فَلَمْ تُغْنِ شَيْئًا فَصَاحَ وَقَامَ أَهْلُهُ قَالَ ثُمَّ جِئْتُ وَغَيَّرْتُ صَوْتِيْ كَهَيْئَةِ الْمُغِيْثِ فَإِذَا هُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَأَضَعُ السَّيْفَ فِيْ بَطْنِهٖ ثُمَّ أَنْكَفِءُ عَلَيْهِ حَتّٰى سَمِعْتُ صَوْتَ الْعَظْمِ ثُمَّ خَرَجْتُ دَهِشًا حَتّٰى أَتَيْتُ السُّلَّمَ أُرِيْدُ أَنْ أَنْزِلَ فَأَسْقُطُ مِنْهُ فَانْخَلَعَتْ رِجْلِيْ فَعَصَبْتُهَا ثُمَّ أَتَيْتُ أَصْحَابِيْ أَحْجُلُ فَقُلْتُ انْطَلِقُوْا فَبَشِّرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّيْ لَا أَبْرَحُ حَتّٰى أَسْمَعَ النَّاعِيَةَ فَلَمَّا كَانَ فِيْ وَجْهِ الصُّبْحِ صَعِدَ النَّاعِيَةُ فَقَالَ أَنْعٰى أَبَا رَافِعٍ قَالَ فَقُمْتُ أَمْشِيْ مَا بِيْ قَلَبَةٌ فَأَدْرَكْتُ أَصْحَابِيْ قَبْلَ أَنْ يَّأْتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّرْتُهُ.

کو مارا اس نے چیخ ماری سو میرے مارنے نے کچھ فائدہ نہ کیا پھر میں اس کے پاس آیا جیسے کہ میں اس کا فریاد رس ہوں میں نے کہا کیا حال ہے تیرا اے ابو رافع اور میں نے اپنی آواز بدلی ابورافع نے کہا میں تجھ سے تعجب کرتا ہوں تیری ماں کی کم بختی کوئی مرد میرے گھر میں آ گھسا ہے اس نے مجھ کو تلوار ماری ہے عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میں نے اس کا قصد کیا اور اس کو دوسری بار مارا سو اس نے بھی کچھ فائدہ نہ دیا یعنی کارگر نہ ہوئی سو اس نے چیخ ماری اور اس کے گھر والے اٹھ کھڑے ہوئے پھر میں اپنی آواز بدل کر آیا جیسے کوئی فریاد رس ہے سو ناگہاں میں نے تلوار اس کے پیٹ پر رکھی پھر میں نے اس پر اپنا بوجھ ڈالا یہاں تک کہ میں نے ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنی پھر میں نکلا اس حال میں کہ دہشت زدہ تھا یہاں تک کہ سیڑھی پر آیا میں نے چاہا کہ اتروں سو میں اس سے گر پڑا میرا پاؤں ٹوٹ گیا میں نے اس کو پگڑی سے باندھا پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا لنگڑاتا ہوا یا پاس پاس قدم رکھتا میں نے کہا کہ جاؤ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری دو پس تحقیق میں نہ جاؤں گا یہاں تک کہ موت کی خبر دینے والے کی آواز سنوں سو جب صبح ہوئی تو موت کی خبر دینے والا چڑھا تو اس نے کہا کہ میں ابورافع کی موت کی خبر دیتا ہوں سو میں اٹھ کر چلا اس حال میں کہ مجھ کو کچھ درد نہ تھا یعنی کمال خوشی سے مجھ کو درد معلوم نہ ہوا سو میں نے اپنے ساتھیوں کو پایا پہلے اس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں سو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری دی۔

فائدہ: اس روایت میں ہے کہ میرے پاؤں کا جوڑ نکل گیا اور پہلی روایت میں ہے کہ میری پنڈلی ٹوٹ گئی اور ان دونوں کے درمیان تطبیق یوں ہے کہ پاؤں تو جوڑ سے نکل گیا تھا اور پنڈلی ٹوٹ گئی تھی اور یہ جو کہا کہ میں نے اپنے

ساتھیوں کو پایا پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ کے پاس پہنچیں تو یہ محمول ہے اس پر کہ جب وہ سیڑھی سے گرے تو ان کا پاؤں اور پنڈلی ٹوٹ گئی لیکن چونکہ ان کو نہایت اہتمام تھا اس چیز کا کہ وہ اس میں تھے تو ان کو درد معلوم نہ ہوا اور چلنے پر انہوں نے مدد پائی پہلے اور اس پر دلالت کرتا ہے قول ان کا کہ مجھ کو کچھ درد نہ تھا پھر جب ان پر چلنا دراز ہوا تو ان کو درد معلوم ہوا تو ان کے ساتھیوں نے ان کو اٹھایا جیسا کہ ابن اسحاق کی روایت میں ہے پھر جب حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حضرت ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیرا سو دور ہوا ان کا سب درد ساتھ برکت حضرت ﷺ کے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں جائز ہے فریب کرنا مشرک سے جس کو دعوت پہنچ چکی ہو اور اس سے ڈر رہے اور جواز قتل اس شخص کا جو مدد کرے کافر کو حضرت ﷺ پر اپنے ہاتھ سے یا مال سے یا زبان سے جائز ہے جاسوس بھیجنا اہل حرب پر اور چاہنا ان کی غفلت کا اور اختیار کرنا شدت کو مشرکوں کی لڑائی میں اور جائز ہے مبہم کہنا بات کا واسطے مصلحت کے اور جائز ہے تھوڑے مسلمانوں کو تعرض کرنا واسطے بہت مشرکوں کے اور حکم کرنا ساتھ دلیل اور علامت کے واسطے استدلال کرنے ابن ابی عتیک کے ابو رافع پر اس کی آواز سے اور اعتماد کرنا اس کا اوپر آواز موت کی خبر دینے والے کے ساتھ موت اس کی کے۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ. باب ہے بیان میں جنگ احد کے۔

فائدہ: احد ایک پہاڑ ہے مشہور اس کے اور مدینے کے درمیان تین میل سے کم فاصلہ ہے اور وہ پہاڑ وہی ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم کو چاہتا ہے اور ہم اس کو چاہتے ہیں کماسیاتی فی اخر باب ھذہ الغزوۃ اور نقل کیا ہے سہیلی نے زبیر بن بکار سے مدینے کی فضیلت کے باب میں کہ ہارون علیہ السلام کی قبر احد میں ہے اور یہ کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں حج کو آئے تھے وہاں فوت ہوئے اور اس کی سند ضعیف ہے اور واقع ہوئی نزدیک اس کے یہ جنگ مشہور شوال میں تیسرے سال میں ساتھ اتفاق جمہور کے اور بعض کہتے ہیں کہ چوتھے سال میں ابن اسحاق نے کہا کہ گیارہویں شوال کو واقع ہوا تھا اور اس کا سبب یہ ہے جو موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ جب قریش بدر سے شکست کھا کے نکلے تو جمع کیا انہوں نے عرب میں سے کافروں کو جہاں تک کہ ان سے ہو سکا اور ابوسفیان ان کو لے کر چلا یہاں تک کہ نالے کے اندر اترے احد کے پاس اور بعض مسلمان افسوس کرتے تھے اس چیز پر کہ فوت ہوئی ان سے جنگ بدر یعنی بدر میں نہ ہونے کا ان کو بڑا افسوس تھا اور دشمن کے ملنے کی آرزو کرتے تھے اور حضرت ﷺ نے جمعرات کو خواب دیکھا پھر جب صبح ہوئی تو فرمایا کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ ایک گائے ذبح کی جاتی ہے اور اللہ بہتر اور باقی ہے اور میں نے اپنی تلوار کو دیکھا کہ کئی جگہ سے دھار ٹوٹ گئی سو میں نے اس کو برا جانا اور وہ دونوں مصیبتیں ہیں اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں ایک زرہ مضبوط میں ہوں اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی آپ ﷺ نے فرمایا کہ گائے کی تعبیر

گائے ہے جو ہمارے درمیان ہوگی یعنی ہم میں سے کچھ لوگ مارے جائیں گے اور زرہ مضبوط کی تعبیر مدینہ ہے سو تم مدینے میں ٹھہرو اس سے باہر نہ نکلو سو اگر قوم کفار گلی کوچوں میں آگئی تو ہم ان سے لڑیں گے اور کوٹھوں پر سے ان کو تیر ماریں گے سو جو لوگ کہ لڑائی کی آرزو رکھتے تھے انہوں نے کہا یا حضرت ﷺ ہم کو اس دن کی آرزو تھی اور اکثر لوگوں نے مدینے میں ٹھہرنا نہ مانا انہوں نے کہا کہ ہم باہر نکال کر میدان میں ان سے لڑیں گے سو جب آپ ﷺ جمعہ پڑھ کر پھرے تو ہتھیار منگوائے اور ان کو پہنا پھر حکم کیا لوگوں کو ساتھ باہر نکلنے کے تو جو لوگ ان میں سے عقلمند تھے وہ پشیمان ہوئے سو انہوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ ٹھہریں جیسا آپ ﷺ نے ہم کو حکم فرمایا یعنی ہم مدینے سے باہر نکل کر نہیں لڑتے اگر وہ ہمارے کوچوں میں آگئے تو ہم ان سے لڑیں گے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیغمبر کو لائق نہیں جب کہ ہتھیار لڑائی کے لیے پہنے یہ کہ پھرے سو حضرت ﷺ لوگوں کے ساتھ نکلے اور وہ ہزار مرد تھے اور مشرکین تین ہزار تھے یہاں تک کہ احد کے پاس اترے اور پلٹ آیا آپ ﷺ کے ساتھ سے عبداللہ بن ابی ابن سلول جو منافقوں کا سردار تھا تین سو آدمیوں کے ساتھ اور باقی سات سو رہے سو جب عبداللہ بن ابی پھر آیا تو مسلمانوں کے دو گروہ پچھتائے اور وہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ تھے اور مسلمانوں نے احد کے تلے صف باندھی اور مشرکین نے پتھریلی زمین میں صف باندھی اور مشقت کی انہوں نے واسطے لڑائی کے اور مشرکوں کا ایک ہزار گھوڑا تھا اور خالد بن ولید سواروں کا سردار تھا اور مسلمانوں کے ساتھ کوئی گھوڑا نہ تھا اور مشرکوں کا نشان دار طلحہ بن عثان تھا اور حضرت ﷺ نے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو تیر اندازوں پر سردار کیا اور وہ پچاس مرد تھے اور ان کو تاکید کی کہ اپنی جگہ نہ چھوڑیں اور مسلمانوں کے نشان دار مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے سو وہ طلحہ بن عثان سے لڑے اور اس کو مار ڈالا اور حملہ کیا مسلمانوں نے مشرکوں پر یہاں تک کہ ہٹایا ان کو ان کے اسباب سے اور حملہ کیا مشرکوں کے سواروں نے تو پیچھے ہٹایا ان کو تیر اندازوں نے تین بار سو مسلمان مشرکوں کے لشکر میں جا گھسے اور ان کو لوٹنے لگے یہ حال تیر اندازوں نے دیکھا یعنی جن کو حضرت ﷺ نے اپنی جگہ میں ٹھہرنے کی تاکید کی تھی سو انہوں نے اپنی جگہ چھوڑی اور داخل ہوئے لشکر میں سو دیکھا اس کو خالد بن ولید نے اور اس کے ساتھیوں نے سو انہوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا ساتھ سواروں کے اور ان کو جدا جدا کر ڈالا اور کسی جھوٹے نے پکارا کہ محمد ﷺ مارے گئے اپنے عقب کی خبر لو سو مسلمان پلٹے بعض بعض کو قتل کرتے اور وہ بے خبر تھے کہ ہم کس کو مارتے ہیں اور ان میں سے ایک گروہ شکست کھا کے مدینے کی طرف بھاگا اور باقی سب مسلمان جدا جدا ہوئے اور واقع ہوئے ان کے درمیان قتل اور ثابت رہے حضرت ﷺ اپنی جگہ میں جب کہ اصحاب رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے گرد سے جدا جدا ہوئے اور حضرت ﷺ ان کو پہاڑ میں بلاتے تھے یہاں تک کہ بعض آپ ﷺ کی طرف پھرے اور آپ ﷺ مہراس کے پاس تھے پہاڑ کے درے میں اور حضرت ﷺ متوجہ ہوئے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو تلاش کرتے اور آگے آئے آپ ﷺ کے مشرکین سو انہوں نے حضرت ﷺ کو

پتھر مارا اور آپ ﷺ کو خون آلودہ کیا اور آپ ﷺ کا اگلا دانت توڑ ڈالا سو گزرے حضرت ﷺ اس حال میں کہ گھاٹی میں چڑھتے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے ساتھ انصار کا ایک گروہ تھا اور مشغول ہوئے مشرکین ساتھ قتل کرنے مسلمانوں کے ان کو مثلہ کرتے تھے اور ان کے کان ناک اور اعضائے تناسلیہ کاٹتے تھے اور ان کے پیٹ پھاڑتے تھے اور وہ گمان کرتے تھے یعنی گمان فاسد کہ وہ حضرت ﷺ کے دشمنوں کا کام تمام کر چکے سو کہا ابو سفیان نے فخر کرتا تھا ساتھ معبودوں اپنے کے یعنی بتوں کے اعُلُ ہبل بلند ہوا ہبل اور ہبل ان کے ایک بت کا نام تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پکارا اللہ اعلیٰ یعنی اللہ بزرگ ہے اور بلند ہے اور مشرکین اپنے اسباب کی طرف پھرے تو حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اگر مشرکین گھوڑوں پر سوار ہوں اور اونٹ وغیرہ اسباب اٹھانے والے جانوروں کو ان کے پیچھے لگا دیں تو وہ گھر کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر بوجھ اٹھانے والے جانوروں پر سوار ہوں اور گھوڑوں پر سوار نہ ہوں تو وہ پھر لڑائی کا ارادہ رکھتے ہیں سو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے گئے پھر پھرے سو انہوں نے کہا کہ میں نے گھوڑوں کو دیکھا کہ سواری کے واسطے تیار کیے گئے ہیں سو مسلمانوں کے دل خوش ہوئے اور اپنے مقتولوں کی طرف پھرے اور ان کو ان کے کپڑوں میں دفنایا نہ ان کو نہلایا اور نہ ان کا جنازہ پڑھایا اور ظاہر ہوئی خیانت یہود کی اور جوش مارا مدینے نے ساتھ نفاق کے سو یہود نے کہا کہ اگر پیغمبر ہوتا تو قریش ان پر غالب نہ ہوتے اور منافقوں نے کہا کہ اگر ہمارا کہا مانتے تو ان کو یہ مصیبت نہ پہنچتی علماء نے کہا کہ بیچ قصے احد کے اور جو اس میں مسلمانوں کو مصیبت پہنچی فوائد اور حکم ربانی سے کئی چیزیں ہیں ایک ان میں سے معلوم کروانا ہے مسلمانوں کو بد ہونا انجام نافرمانی کا اور نحوست ارتکاب نہی کی واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ترک کرنے تیراندازوں کی سے اپنی جگہ کو جس کے نہ چھوڑنے کا حضرت ﷺ نے ان کو حکم فرمایا تھا اور ایک یہ کہ دستور ہے کہ پیغمبر لوگ آزمائے جاتے ہیں اور انجام ان کا بخیر ہوتا ہے جیسا کہ گزر چکا ہے بیچ قصے ہرقل کے ساتھ ابو سفیان کے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ اگر وہ ہمیشہ فتحیاب ہوں تو داخل ہو مسلمانوں میں جو ان میں داخل نہیں یعنی منافق اور نہ جدا ہو سچا جھوٹے سے اور اگر ہمیشہ شکست پائیں تو نہ حاصل ہو مقصود پیغمبری کا تو حکمت ربانی نے چاہا کہ دونوں امر جمع ہوں واسطے جدا ہونے سچے کے جھوٹے سے اور یہ اس واسطے ہے کہ منافقوں کا نفاق مسلمانوں سے پوشیدہ تھا سو جب یہ قصہ جاری ہوا اور اہل نفاق نے اپنا نفاق ظاہر کیا قول سے اور فعل سے تو اشارہ تصریح ہو گیا اور مسلمانوں نے معلوم کیا کہ ان کے گھروں میں ان کے دشمن ہیں سو ان کے واسطے مستعد ہوئے اور ان سے پرہیز کیا اور یہ کہ بیچ تاخیر مدد کے بعض جگہوں میں توڑنا ہے واسطے نفس کے سو جب مبتلا ہوئے مسلمان تو صبر کیا اور بے صبری کی منافقوں نے اور ایک یہ کہ تیار کیے ہیں اللہ نے اپنے بندوں کے واسطے درجے بہشت میں کہ وہ عملوں کے ساتھ ان درجوں تک نہیں پہنچ سکتے سو مقرر کیے اللہ نے واسطے ان کے اسباب مبتلا

ہونے کے ساتھ مصیبتوں کے تا کہ ان کی طرف پہنچیں اور یہ کہ شہادت اعلی مرتبہ ولیوں کا ہے سو اللہ نے شہادت کو ان کے نصیب کیا اور یہ کہ ارادہ کیا ہے اس نے اپنے دشمنوں کی ہلاکت کا پس مقرر کیے واسطے ان کے وہ اسباب کہ ان کے ساتھ اس کے مستحق ہوں اپنے کفر اور سرکشی اور زیادتی کے سبب سے بیچ ایذا دینے اس کے دوستوں کو سو نکھارا ساتھ اس کے گناہ مسلمانوں کا اور ہٹایا ساتھ اس کے کافروں کو پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ آل عمران کی چند آیتیں اس باب میں اور جو اس کے بعد ہے ذکر کی ہیں اور وہ سب جنگ احد کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور کہا ابن اسحاق نے کہ اللہ نے احد کے حق میں آل عمران میں ساٹھ آیتیں اتاری ہیں اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا ایک سو بیس آیت احد کے حق میں اتری یعنی ﴿وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ سے ﴿أَمَنَةً نُّعَاسًا﴾ تک۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ إِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِيْنَ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِيْنَ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِيْنَ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوْهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ یاد کرو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کو جب کہ فجر کو نکلے تم اپنے گھر سے بٹھانے لگے مسلمانوں کو لڑائی کے ٹھکانوں پر اور اللہ تعالی سنتا جانتا ہے اور اللہ نے فرمایا کہ سست نہ ہو جاؤ اور غم نہ کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان رکھتے ہو اگر تم نے زخم کھایا تو وہ لوگ بھی پا چکے ہیں زخم ایسا ہی اور یہ دن بدلتے رہتے ہیں ہم ان کو لوگوں میں یعنی واسطے بہت فائدوں کے اور اس واسطے کہ معلوم کرے اللہ جن کا ایمان ہے اور کرے بعض تم میں سے شہید اور اللہ چاہتا نہیں ناحق والوں کو اور اس واسطے کہ نکھارے اللہ ایمان والوں کو اور مٹائے منکروں کو کیا تم کو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤ گے بہشت میں اور ابھی جدا نہیں کیے اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں سے اور پہلے اس سے کہ جدا کرے صابروں کو اور تم آرزو کرتے تھے مرنے کی اس کی ملاقات سے پہلے سو اب دیکھا تم نے اس کو آنکھوں کے سامنے۔

فائدہ: روایت کی طبرانی نے زہری کے طریق سے کہ بہت ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں قتل ہونا اور زخمی ہونا یہاں تک کہ ہر مرد کو اس سے حصہ پہنچا سو اصحاب رضی اللہ عنہم بہت غمناک ہوئے سو اللہ نے ان کی بہت خوب خبر گیری کی یعنی یہ آیت اتاری ﴿فَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا﴾ اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ نے ان کی خبر گیری کی اور

رغبت ولائی ان کو لڑنے کی اپنے دشمنوں سے اور منع کیا ان کو عاجز ہونے سے اور ابن جریج کے طریق سے روایت ہے کہ لَا تَهِنُوا کی تفسیر میں یعنی نہ ضعیف ہو جاؤ اپنے دشمن کے کام میں اور نہ غم کھاؤ دلوں میں اس واسطے کہ تحقیق تم ہی غالب رہو گے کہا اور سبب اس میں یہ ہے کہ جب وہ جدا جدا ہوئے پھر پہاڑ کے درے کی طرف پھرے تو کہنے لگے کہ فلاں کا کیا حال ہے اور فلانے کا کیا حال ہے سو بعض نے بعض کو موت کی خبر دی اور باہم چرچا کیا کہ حضرت ﷺ مارے گئے سو تھے فکر اور غم میں سو جس حالت میں کہ وہ اسی طرح تھے کہ ناگہاں خالد بن ولید (اور وہ اس وقت ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا) کافروں کے ایک سوار لے کر اونچا ہوا سو چند مسلمان تیر انداز کھڑے ہوئے سو انہوں نے چڑھ کے کافروں کے سواروں کو تیروں سے مارا یہاں تک کہ اللہ نے ان کو شکست دی اور غالب ہوئے مسلمان کافروں کے سواروں پر اور ملے حضرت ﷺ سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سامنے سے آیا خالد بن ولید چاہتا تھا کہ پہاڑ پر چڑھ کے مسلمانوں سے اونچا ہو تو حضرت ﷺ نے دعا کی کہ الٰہی ہم پر غالب نہ ہوں سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ سست ہو جاؤ اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ﴾ تَسْتَأْصِلُوْنَهُمْ قَتْلًا ﴿بِاِذْنِهٖ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا﴾ الْاٰيَةَ.

یعنی اور اللہ نے فرمایا اور اللہ تو سچ کر چکا تم سے اپنا وعدہ جب تم لگے ان کو کاٹنے یعنی جڑھ سے اکھاڑتے ہو تم ان کو ساتھ قتل کے اس کے حکم سے اس وقت تک کہ تم نے نامردی کی اور کام میں جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی تم نے بعد اس کے کہ تم کو دکھا چکا تمہاری خوشی کی چیز کوئی تم میں سے چاہتا ہے دنیا کو اور کوئی تم میں سے چاہتا ہے آخرت کو پھر تم کو پھیر دیا ان سے تاکہ تم کو آزمائے اور وہ تم کو معاف کر چکا اور اللہ فضل رکھتا ہے ایمان والوں پر اور نہ گمان کر ان لوگوں کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے آخر آیت تک۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے سدی وغیرہ کے طریق سے کہ مراد ساتھ وعدے کے اس آیت میں قول حضرت ﷺ کا ہے واسطے تیر اندازوں کے کہ بے شک تم ان پر غالب ہو جاؤ گے سو تم اپنی جگہ نہ چھوڑنا یہاں تک کہ میں تم کو حکم کروں اور تحقیق ذکر کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے قصہ تیر اندازوں کا اس باب میں اور میں اس کی شرح ذکر کروں گا اور مجاہد سے روایت ہے کہ تَحُسُّوْنَهُمْ کے معنی یہ ہیں کہ تم ان کو قتل کرنے لگے اور طبری نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے تیر اندازوں سے فرمایا کہ ہم ہمیشہ غالب رہے جب تک کہ تم اپنی جگہ پر ثابت قدم رہے اور پہلے

پہل طلحہ نکلا تھا سو وہ مارا گیا تو مسلمانوں نے مشرکوں پر حملہ کیا اور ان کو شکست دی اور حملہ کیا خالد بن ولید نے اور تھا وہ مشرکوں کے سواروں میں تیر اندازوں پر سو تیر اندازوں نے اس کو تیروں سے مارا سو وہ پیچھے بھاگا پھر تیر اندازوں نے اپنی جگہ چھوڑی اور غنیمت لوٹنے کو لشکر میں داخل ہوئے سو خالد نے اپنے سواروں کو للکارا سو مارا گیا جو باقی رہا تیر اندازوں سے ان میں سے تھے سردار ان کے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور جب مشرکوں نے اپنے سواروں کو غالب دیکھا تو پھرے اور مسلمانوں پر حملہ کیا سو ان کو شکست دی اور بہت کوشش کی ان کے مارنے میں اور یہ جو فرمایا کہ پھر تم کو ان سے الٹ دیا تو اس میں اشارہ ہے طرف پھرنے مسلمانوں کے کافروں سے بعد اس کے کہ ان پر غالب ہوئے جبکہ واقع ہوئے تیر اندازوں سے رغبت بیچ مال غنیمت کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اس کے کہ بعض تم میں سے دنیا چاہتے ہیں اور بعض آخرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے دنیا چاہتا ہوگا یہاں تک کہ احد کے دن یہ آیت اتری کہ بعض تم میں سے دنیا چاہتے ہیں اور بعض آخرت اور یہ جو فرمایا کہ نہ گمان کر وان کو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے مردے الخ تو مسلم میں مسروق سے روایت ہے کہ ہم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے معنی پوچھے انہوں نے کہا کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے معنی پوچھے تھے تو ہم سے کہا گیا کہ جب تمہارے بھائی احد کے دن شہید ہوئے تو اللہ نے ان کی روحیں سبز جانوروں کے پیٹوں میں ڈالیں وہ بہشت کے دریاؤں پر جاتی ہیں اور ان کے پھل کھاتی ہیں پھر ذکر کی ہیں امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے پیچھے ان آیتوں کے حدیثیں جو بجائے تفسیر کے ہیں واسطے ان آیتوں کے جو مذکور ہوئیں۔ (فتح)

٢٧٣٥۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ هٰذَا جِبْرِيْلُ اٰخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ.

٣٧٣٥۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے دن فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں اپنے گھوڑے کا سر تھامے اس پر لڑائی کے ہتھیار ہیں۔

فائدہ: مشہور اس متن میں دن بدر کا ہے کما تقدم نہ دن احد کا۔

٢٧٣٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٣٧٣٦۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی احد کے شہیدوں پر بعد آٹھ برس کے مانند وداع کرنے والے کے واسطے زندوں اور مردوں کے پھر منبر پر چڑھے سو فرمایا کہ میں البتہ تمہارے آگے ہراول اور پیشوا ہوں یعنی مجھ کو سفر آخرت کا قریب ہے تمہاری مغفرت کا

وَسَلَّمَ عَلٰى قَتْلٰى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِيْ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَآءِ وَالْأَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ إِنِّيْ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ فَرَطٌ وَّأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيْدٌ وَّإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ وَإِنِّيْ لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَّقَامِيْ هٰذَا وَإِنِّيْ لَسْتُ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوْا وَلٰكِنِّيْ أَخْشٰى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوْهَا قَالَ فَكَانَتْ اٰخِرَ نَظْرَةٍ نَّظَرْتُهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سامان درست کرنے جاتا ہوں قیامت میں اور البتہ تمہارے وعدے کی جگہ حوض ہے یعنی حوض پر مجھ سے ملو اور البتہ میں حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں اپنی اس جگہ سے اور البتہ مجھ کو تم پر اس کا ڈر نہیں کہ تم مشرک ہو جاؤ گے بعد میرے لیکن اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا کے لالچ میں کہیں نہ پڑو اور آپس میں حسد نہ کرنے لگو سو وہ اخیر نظر تھی کہ میں نے اس سے حضرت ﷺ کو دیکھا یعنی اس کے بعد پھر مجھ کو حضرت ﷺ کی زیارت نہیں ہوئی کہ حضرت ﷺ بہت جلدی فوت ہو گئے۔

فائدہ: اور وداع کرنا زندوں کا تو ظاہر ہے اس واسطے کہ اس کا سیاق مشعر ہے کہ یہ واقع حضرت ﷺ کی اخیر زندگی میں تھا اور لیکن وداع کرنا مردوں کا سو احتمال ہے کہ ہو مراد صحابی کی ساتھ اس کے بند ہونا زیارت کرنا حضرت ﷺ کی مردوں کے ساتھ بدن مبارک اپنے کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ اپنے مرنے کے بعد اگرچہ زندہ ہیں لیکن وہ زندگی اخروی ہے نہیں مشابہ ہے زندگی دنیاوی کو اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ وداع کرنے مردوں کے وہ چیز ہو جو اشارہ کیا ہے طرف اس کی عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بخشش مانگنے کے واسطے اہل بقیع کے اور اس حدیث کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٣٧٣٧۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقِيْنَا الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَئِذٍ وَّأَجْلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا مِّنَ الرُّمَاةِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ وَقَالَ لَا تَبْرَحُوْا إِنْ رَّأَيْتُمُوْنَا ظَهَرْنَا عَلَيْهِمْ فَلَا تَبْرَحُوْا وَإِنْ رَّأَيْتُمُوْهُمْ ظَهَرُوْا عَلَيْنَا فَلَا تُعِيْنُوْنَا فَلَمَّا لَقِيْنَا هَرَبُوْا حَتّٰى رَأَيْتُ النِّسَآءَ يَشْتَدِدْنَ فِي الْجَبَلِ رَفَعْنَ عَنْ سُوْقِهِنَّ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ فَأَخَذُوْا

٣٧٣٧۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ احد کے دن مشرکوں سے ملے تو حضرت ﷺ نے تیر اندازوں کا ایک لشکر پہاڑ کے ناکے پر بٹھایا اور عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا سردار کیا اور ان کو فرمایا کہ تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اگر تم ہم کو دیکھو کہ ہم ان پر غالب ہوئے تو تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا جب تک کہ میں تم کو بلا نہ بھیجوں اور تم اگر ان کو دیکھو کہ وہ ہم پر غالب ہیں تو ہماری مدد نہ کرنا جب تک کہ میں تم کو بلا نہ بھیجوں (اور ایک روایت میں ہے کہ اگرچہ ہم کو جانور اچک لے جائیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو ایک جگہ میں کھڑا کیا پھر فرمایا کہ ہماری پشت پر نگاہ رکھو کہ کوئی ہمارے

يَقُوْلُوْنَ الْغَنِيْمَةَ الْغَنِيْمَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا تَبْرَحُوْا فَأَبَوْا فَلَمَّا أَبَوْا صُرِفَ وُجُوْهُهُمْ فَأُصِيْبَ سَبْعُوْنَ قَتِيْلًا وَّأَشْرَفَ أَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ فَقَالَ لَا تُجِيْبُوْهُ فَقَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ قَالَ لَا تُجِيْبُوْهُ فَقَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنَّ هٰؤُلَاءِ قُتِلُوْا فَلَوْ كَانُوْا أَحْيَآءً لَّأَجَابُوْا فَلَمْ يَمْلِكْ عُمَرُ نَفْسَهُ فَقَالَ كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ أَبْقَى اللّٰهُ عَلَيْكَ مَا يُخْزِيْكَ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ اعْلُ هُبَلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجِيْبُوْهُ قَالُوْا مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُ أَعْلٰى وَأَجَلُّ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجِيْبُوْهُ قَالُوْا مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَّالْحَرْبُ سِجَالٌ وَّتَجِدُوْنَ مُثْلَةً لَّمْ اٰمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِيْ.

پیچھے سے پھر نہ آ پڑے) سو جب ہم کافروں سے ملے تو وہ بھاگے ان کو شکست ہوئی یہاں تک کہ میں نے عورتوں کو دیکھا کہ پہاڑ میں دوڑتی ہیں اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھائے یعنی تا کہ ان کو جلد بھاگنا آسان ہو اور بھاگنے میں کپڑا نہ اٹکے) اس حال میں کہ ان کی پازیبیں ظاہر ہوئی ہیں سو تیر انداز نا کے والے کہنے لگے کہ لو غنیمت لو غنیمت تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو تاکید کی ہے کہ تم اپنے مکان سے نہ ہٹنا سو اس کے ساتھیوں نے نہ مانا سو جب انہوں نے کہا نہ مانا تو ان کے منہ پھیرے گئے یعنی حیران ہو گئے اور نہ جانا انہوں نے کہ کہاں جائیں سو مسلمانوں میں سے ستر مرد شہید ہوئے سو ابوسفیان (اور وہ کافروں کا رئیس تھا) اونچا ہوا سو اس نے کہا کہ کیا مسلمانوں میں محمد ﷺ زندہ ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو جواب نہ دو پھر اس نے فرمایا کہ کیا مسلمانوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ زندہ ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو جواب نہ دو پھر اس نے کہا کہ کیا قوم میں عمر رضی اللہ عنہ خطاب کے بیٹے ہیں پھر ابوسفیان نے کہا کہ یہ لوگ مارے گئے اگر زندہ ہوتے تو البتہ جواب دیتے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو نہ روک سکے سو کہا کہ تو جھوٹا ہے اے دشمن اللہ کے باقی رکھا ہے اللہ نے واسطے تیرے جو تجھ کو ذلیل کرے ابوسفیان نے کہا کہ بلند ہوا ے ہبل یعنی تیرا دین غالب ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو جواب دو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم کیا کہیں فرمایا کہو کہ اللہ ہے بلند تر اور بزرگ تر ابوسفیان نے کہا کہ ہمارے واسطے عزیٰ ہے یعنی ہمارا مددگار ہے اور نہیں عزیٰ مددگار واسطے تمہارے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو جواب دو کہا ہم نے کیا کہیں فرمایا کہو اللہ ہے

مدد گار ہمارا اور نہیں مدد گار تمہارا ابوسفیان نے کہا کہ یہ دن
بدلے دن بدر کے ہے اور لڑائی ڈول ہے یعنی کبھی اس کی فتح
اور کبھی اس کی اور تم میدان جنگ میں مثلہ شدہ پاؤ گے میں
نے اس کا حکم نہیں کیا اور نہ میں اس کو برا جانتا ہوں چنانچہ
ہے واقع ہونا اس کا بغیر حکم میرے کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ غنیمت لو غنیمت لو تو ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا کہ تمہارے ساتھی یعنی مسلمان غالب ہوئے اب تم کیا انتظار کرتے ہو تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم بھول گئے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو فرمایا تھا انہوں نے نہ مانا کہا کہ قسم ہے ہم البتہ لشکر میں جاتے ہیں اور غنیمت پاتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ جب کافروں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے کافروں کے لشکر میں لوٹ شروع کی تو ناکے والے تیر انداز سب الٹ آئے اور لشکر میں داخل ہو کر لوٹنے لگے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی صفیں باہم مل گئیں سو جب ناکا تیر اندازوں سے خالی ہوا جس پر وہ متعین تھے تو کفار کے سوار اس ناکے سے مسلمانوں پر آ پڑے سو بعض بعض کو مارنے لگے اور باہم مل گئے سو مسلمانوں سے بہت آدمی شہید ہوئے اور مسلمانوں کو شکست ہوئی اور شیطان نے پکارا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے پس یہ ہیں معنی اس آیت کے کہ جب رسول ان کو اپنے عقب میں بلاتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ مردوں کے سوا کوئی باقی نہ رہا اور ایک روایت میں ہے کہ بعض اصحاب رضی اللہ عنہم بھاگ کے مدینے چلے گئے اور بعض پہاڑ پر چڑھ گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ میں ثابت رہے لوگوں کو بلاتے اللہ کی طرف بلاتے تو ابن قمیہ کافر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت توڑ ڈالا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں زخم کیا پھر تیس مسلمان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایذا کو دور کرنے لگے سو طلحہ رضی اللہ عنہ اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے ان میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھایا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ کیا سو طلحہ رضی اللہ عنہ کو تیر لگا ان کا ہاتھ سوکھ گیا اور جو پہاڑ کی طرف بھاگے تھے ان میں سے بعض نے کہا کہ کاش کہ ہمارا کوئی ایلچی ہوتا کہ ہم عبداللہ بن ابی کی طرف کہلا بھیجتے کہ ہمارے واسطے ابوسفیان سے پناہ مانگتا تو انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے قوم اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے ہیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب تو نہیں مرا پس لڑو جس پر وہ لڑے یعنی اللہ کے دین پر اور قصد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کا تو ایک مرد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیر مارنا چاہا یعنی اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچانا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں جب لوگوں نے یہ بات سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور پھر آئے اور یہ جو کہا کہ تم مثلہ پاؤ گے تو ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ ہند ابوسفیان کی عورت کافروں کی عورتوں کو اپنے ساتھ لے کر میدان میں لے گئی تو سب مل کر شہیدوں کے ناک کاٹنے لگیں یہاں تک کہ اس نے ایک گٹھا اور

ہار بنایا اور حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چیر کر ان کا جگر نکالا اور اس کو منہ میں چبایا تو اس کو نہ نگل سکی سو اس کو پھینک دیا اور اس حدیث میں اور بھی کوئی فائدے ہیں مرتبہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور خاص ہونا دونوں کا ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بایں طور کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن نہیں پہچانتے تھے کسی کو خاص ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے سوائے ان دونوں کے اس واسطے کہ ابوسفیان نے ان دونوں کے سوا اور کسی کا حال نہیں پوچھا کہ جیتا ہے یا مر گیا اور یہ کہ لائق ہے واسطے آدمی کے کہ اللہ کی نعمت کو یاد کرے اور اقرار کرے ساتھ قصور کے ادا کرنے شکر اس کے سے اور اس میں نحوست ہے ارتکاب نہی کی اور یہ کہ اس کا ضرر عام ہوتا ہے اس شخص کو جس سے نہ واقع ہوا ہو جب کہ اللہ نے فرمایا کہ بچو فتنے سے کہ نہ پہنچے ظالموں کو تم میں سے خاص کر اور یہ کہ جو دنیا اختیار کرے اس کی آخرت کو نقصان ہوتا ہے اور اس کو دنیا بھی حاصل نہیں ہوتی اور سمجھا جاتا ہے اس واقعہ سے بچنا اصحاب رضی اللہ عنہم کا ایسا کام پھر کرنے سے اور مبالغہ کرنا فرمانبرداری میں اور بچنا دشمنوں سے جو ظاہر کرتے تھے کہ وہ ان میں سے ہیں اور حالانکہ وہ ان میں سے نہیں اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے اس آیت میں یہ دن بدلتے رہتے ہیں ہم ان لوگوں میں یہاں تک کہ کہا کہ تا کہ نکھارے اللہ مسلمانوں کو اور مٹائے کافروں کو اور اللہ نے فرمایا نہیں ہے اللہ کہ چھوڑے تم کو اس چیز پر کہ تم اس پر ہو یہاں تک کہ جدا کرے ناپاک کو پاک سے اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مرسل کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پر چڑھے تو ابوسفیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہا کہ لڑائی ڈول ہے یعنی آگے تمہاری فتح ہوئی تھی اور اب ہماری پھر سارا قصہ ذکر کیا سو اللہ نے یہ آیت اتاری اگر پہنچا تم کو زخم تو پہنچ چکا ہے کافروں کو زخم مثل اس کی اور یہ دن بدلتے رہتے ہیں ہم ان کو لوگوں میں۔ (فتح)

٣٧٣٨۔ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ اصْطَبَحَ الْخَمْرَ يَوْمَ أُحُدٍ نَاسٌ ثُمَّ قُتِلُوْا شُهَدَآءَ.

٣٧٣٨۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن صبح کو لوگوں نے شراب پی اور یہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے تھا پھر مارے گئے شہید ہو کے۔

فائدہ: اور دلالت کرتی ہے یہ حدیث کہ شراب کا حرام ہونا احد کے بعد تھا۔

٣٧٣٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ أُتِيَ بِطَعَامٍ وَّكَانَ صَآئِمًا فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّهُوَ خَيْرٌ مِّنِّي كُفِّنَ فِي بُرْدَةٍ إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِنْ غُطِّيَ

٣٧٣٩۔ ابراہیم سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس افطار کے وقت کھانا لایا گیا یعنی گوشت روٹی اور وہ روزے دار تھے سو کہا کہ شہید ہوئے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور وہ مجھ سے بہتر تھے کفنائے گئے ایک چادر میں اگر ان کا سر ڈھانکا جاتا تھا تو ان کے پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر ان کے پاؤں ڈھانکے جاتے تھے تو ان کا سر کھل جاتا تھا اور شہید

رِجْلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ وَأُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ أَوْ قَالَ أُعْطِيْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِيْنَا وَقَدْ خَشِيْنَا أَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ.

ہوئے حمزہ رضی اللہ عنہ اور وہ بھی مجھ سے بہتر تھے یعنی وہ بھی ایک چادر میں کفنائے گئے پھر کشائش ہوئی ہمارے واسطے دنیا سے اس قدر کہ کشائش ہوئی یا کہا کہ ملی ہم کو دنیا اس قدر کہ ملی اور البتہ ہم نے خوف کیا کہ ہماری نیکیوں کا ثواب ہم کو دنیا میں جلد دیا جائے گا پھر رونے لگے یہاں تک کہ کھانا چھوڑ دیا۔

فائدہ: مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ایک بڑے جلیل القدر صحابی تھے پہلے مسلمانوں اور مہاجروں میں سے ہیں اور تھے پڑھاتے لوگوں کو پہلے اس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں آئیں ابن اسحاق نے کہا کہ عمرو بن قمیعہ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اس نے گمان کیا تھا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو وہ ان کو مار کر قریش کی طرف پھرا اور کہا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مار ڈالا ہے اور یہ جو انہوں نے کہا کہ وہ مجھ سے بہتر تھے تو یہ انہوں نے تواضع کی رو سے کہا اور احتمال ہے کہ ہو وہ چیز کہ قرار پایا اس پر امر فضیلت دینے عشرہ مبشرہ پر اوپر غیر ان کے بہ نسبت اس شخص کے ہے کہ نہ شہید ہوا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور یہ جو کہا کہ پھر کشادہ ہوئی ہم پر دنیا اس قدر کہ کشادہ ہوئی تو اشارہ کیا انہوں نے ساتھ اس کے طرف اس چیز کے کہ کھولی گئی واسطے ان کے فتوحات سے یعنی ملک فتح ہوئے اور غنیمتیں ہاتھ آئیں اور حاصل ہوئے واسطے ان کے اموال اور تھا واسطے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے اس سے حصہ وافر اور یہ جو کہا کہ انہوں نے کھانا چھوڑا تو ایک روایت میں ہے کہ راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے کھانا نہ کھایا اور اس حدیث میں فضیلت ہے زہد کی اور یہ جو کہ دین میں فاضل ہو اس کو لائق ہے یہ کہ باز رہے دنیا کی بہتات سے تاکہ اس کی نیکیاں کم نہ ہو جائیں اور اسی کی طرف اشارہ کیا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہ ہم کو خوف ہوا کہ ہماری نیکیوں کا ثواب ہم کو دنیا میں دیا گیا ہو اور زیادہ بیان اس کا کتاب الرقاق میں آئے گا کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ہے کہ لائق ہے ذکر کرنا سیر صالحین کا اور کمی ان کی کا دنیا میں تاکہ کم ہو رغبت بیچ اس کے اور تھا رونا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا واسطے ڈرنے کے اس سے کہ اگلوں کے ساتھ نہ ملے۔ (فتح)

۳۷۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا قَالَ فِي الْجَنَّةِ فَأَلْقٰى تَمَرَاتٍ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ.

۳۷۴۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے احد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا بھلا بتلاؤ تو کہ اگر میں مارا جاؤں تو کہاں ہوں گا فرمایا بہشت میں تو ڈالیں اس نے کھجوریں جو اس کے ہاتھ میں تھیں پھر لڑا یہاں تک کہ مارا گیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جب تک میں یہ کھجوریں کھاؤں گا تب تک ضرور ہے کہ جیتا رہوں اور البتہ یہ زندگی ہے دراز پھر وہ لڑا یہاں تک کہ مارا گیا اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب رضی اللہ عنہم محبت کرنے اسلام کی سے اور رغبت کرنے سے شہادت میں واسطے چاہنے رضا مندی اللہ کے۔ (فتح)

۳۷۴۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِي وَجْهَ اللّٰهِ فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ وَمِنَّا مَنْ مَّضٰى أَوْ ذَهَبَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهٖ شَيْئًا كَانَ مِنْهُمْ مُّصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ لَّمْ يَتْرُكْ إِلَّا نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ خَرَجَ رَأْسُهٗ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوْا بِهَا رَأْسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلِهِ الْإِذْخِرَ أَوْ قَالَ أَلْقُوْا عَلٰى رِجْلِهٖ مِنَ الْإِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ قَدْ أَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا.

۳۷۴۱۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اللہ سے رضا مندی چاہنے کو سو واجب ہوا ہمارا ثواب اللہ پر سو ہم میں سے بعض وہ شخص ہے جو فوت ہو گیا اور اپنے ثواب سے کچھ نہ کھایا یعنی مال غنیمت سے کچھ حصہ نہ پایا اور دنیا کے مال سے فائدہ نہ اٹھایا ان میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے کہ احد کے دن شہید ہوئے نہ چھوڑا انہوں نے مال دنیا سے کچھ چیز مگر کہ ایک چادر کہ جب ہم اس سے ان کا سر ڈھانکتے تھے تو ان کے پاؤں کھل جاتے تھے اور جب اس سے ان کے پاؤں ڈھانکے جاتے تھے تو ان کا سر کھل جاتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فرمایا کہ اس سے ان کا سر ڈھانکو اور ان کے پاؤں پر اذخر (گھاس) ڈال دو اور بعض ہم میں سے وہ ہیں کہ ان کا پھل پکا سو وہ ان کو چنتے تھے یعنی انہوں نے دنیا کے مال سے خوب فائدہ اٹھایا۔

فائدہ: اس کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے۔

۳۷۴۲۔ أَخْبَرَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عَمَّهٗ غَابَ عَنْ بَدْرٍ فَقَالَ غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ أَشْهَدَنِيَ اللّٰهُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ مَا أُجِدُّ فَلَقِيَ يَوْمَ أُحُدٍ فَهُزِمَ النَّاسُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ

۳۷۴۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا چچا یعنی انس بن نضر رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر نہ ہوئے تو انہوں نے کہا افسوس کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی جنگ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر نہ ہوا اگر اللہ نے مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر کیا تو البتہ اللہ دیکھے گا جو میں لڑائی میں مبالغہ کروں گا سو وہ احد کے دن کافروں سے ملے سو مسلمانوں کو شکست ہوئی تو انہوں نے کہا کہ الٰہی میں عذر کرتا ہوں تیرے آگے اس چیز

إِنِّيْ أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَآءِ يَعْنِي الْمُسْلِمِيْنَ وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا جَآءَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَتَقَدَّمَ بِسَيْفِهِ فَلَقِيَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ أَيْنَ يَا سَعْدُ إِنِّيْ أَجِدُ رِيْحَ الْجَنَّةِ دُوْنَ أُحُدٍ فَمَضٰى فَقُتِلَ فَمَا عُرِفَ حَتّٰى عَرَفَتْهُ أُخْتُهُ بِشَامَةٍ أَوْ بِبَنَانِهِ وَبِهِ بِضْعٌ وَّثَمَانُوْنَ مِنْ طَعْنَةٍ وَّضَرْبَةٍ وَّرَمْيَةٍ بِسَهْمٍ.

سے کہ انہوں نے کی یعنی مسلمانوں نے یعنی ان کے بھاگنے سے اور میں بیزاری ظاہر کرتا ہوں تیرے آگے اس چیز سے کہ اس کو مشرکین لائے سو اپنی تلوار لے کر آگے بڑھے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ملے سو کہا کہ کہاں جاتے ہوا ے سعد بے شک میں پاتا ہوں بہشت کی خوشبو پاس احد کے سو جنگ میں گئے اور شہید ہوئے سو نہ پہچانا گیا یہاں تک کہ اس کی بہن نے ان کو پہچانا تل سے یا انگلی کے پوروں سے اور ان کے بدن میں اسی سے اوپر زخم تھے نیزے سے اور وار تلوار سے اور مارنے تیر کے سے۔

فائدہ: یہ جو انہوں نے کہا کہ میں بہشت کی خوشبو پاتا ہوں تو احتمال ہے کہ یہ حقیقت پر ہو بایں طور کہ سونگھی ہو انہوں نے خوشبو زیادہ اس چیز سے کہ معلوم ہے سو انہوں نے معلوم کیا کہ وہ بہشت کی خوشبو ہے اور احتمال ہے کہ بولا ہو اس کو باعتبار اس چیز کے کہ نزدیک ان کے تھی یقین سے یہاں تک کہ جو چیز ان سے غائب تھی وہ اس کو بجائے محسوس کے ہو گئی اور معنی یہ ہے کہ میں جس جگہ میں لڑتا ہوں وہ مجھ کو بہشت میں لے جائے گی اور دلالت کی اس حدیث نے اوپر نہایت دلاوری انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے اس طور سے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے باوجود ثابت رہنے کے دن احد کے نہ جرأت کی اس چیز پر کہ کی انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے ان کو پایا تو مشرکوں نے ان کے ناک کان کاٹ ڈالے تھے انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم دیکھتے تھے کہ اتری یہ آیت ان کے حق میں اور ان کے ساتھیوں کے حق میں ایمان والوں میں سے کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں نے جو قول کیا تھا اللہ سے پس کوئی ان میں سے ہے کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ یعنی شہید ہوا اور کوئی ان میں سے راہ دیکھتا ہے اور ایک روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ یہ آیت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے شدت کو لینا جہاد میں اور خرچ کرنا مرد کا اپنی جان کو بیچ طلب کرنے شہادت کے اور پورا کرنا عہد کو۔ (فتح)

٣٧٤٣۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ فَقَدْتُ اٰيَةً مِّنَ الْأَحْزَابِ حِيْنَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ

٣٧٤٣۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے گم کی ایک آیت سورہ احزاب کی جب کہ ہم نے قرآن کو نقل کیا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا کہ اس کو پڑھتے تھے تو ہم نے اس کو تلاش کیا سو ہم نے اس کو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پایا کہ ایمان والوں میں سے بعض ایسے مرد ہیں جنہوں

كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ﴾ فَأَلْحَقْنَاهَا فِيْ سُوْرَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ.

نے سچ کر دکھایا جو قول کیا تھا اللہ سے سو ان میں سے کوئی اپنا قرار پورا کر چکا ہے اور کوئی انتظار کرتا ہے سو ہم نے اس کو اس کی سورت میں قرآن میں ملایا۔

فائدہ: اس کی شرح فضائل قرآن میں آئے گی۔

٣٧٤٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أُحُدٍ رَّجَعَ نَاسٌ مِّمَّنْ خَرَجَ مَعَهٗ وَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ تَقُوْلُ نُقَاتِلُهُمْ وَفِرْقَةٌ تَقُوْلُ لَا نُقَاتِلُهُمْ فَنَزَلَتْ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا﴾ وَقَالَ إِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي الذُّنُوْبَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ.

٣٧٤٤۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد کی طرف نکلے تو پلٹ آئے کچھ لوگ ان لوگوں میں سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تھے یعنی عبداللہ بن ابی رئیس منافقوں کا اور اس کے ساتھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم دو گروہ ہوئے یعنی ان لوگوں کے حکم میں جو عبداللہ بن ابی کے ساتھ پھرے ایک گروہ کہتے تھے کہ ہم ان سے لڑتے ہیں اور ایک گروہ کہتے تھے کہ ہم ان سے نہیں لڑتے پس یہ آیت اتری سو کیا حال ہے تمہارا اے مسلمانوں منافقوں کے حق میں دو گروہ رہے ہو اور اللہ نے الٹ دیا ہے ان کو طرف کفر کی بسبب اس کے کہ انہوں نے کمایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک مدینہ پاک مقام ہے اور البتہ مدینہ گناہوں کو دور کر ڈالتا ہے جیسے آگ چاندی کا میل نکالتی ہے۔

فائدہ: جو لوگ کہ جنگ احد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سے پھر آئے تھے وہ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی منافقین تھے اور یہ موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں صریح آ چکا ہے جیسا کہ انہوں نے مغازی میں روایت کی ہے اور یہ کہ عبداللہ بن ابی کی رائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق تھی اس امر میں کہ مدینے میں ٹھہریں میدان میں نکل کر نہ لڑیں سو جب اس کے سوا اور لوگوں نے نکلنے کی طرف اشارہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا کہا مانا اور جنگ کے واسطے باہر نکلے تو عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا کہا مانا اور ہمارا کہا نہیں مانا ہم اپنی جانیں

کس چیز پر قتل کریں سو تہائی آدمیوں کو ساتھ لے کر پھرا اور یہ جو کہا کہ یہ آیت اتری تو صحیح اس کی شان نزول میں یہی قول ہے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت انصار کے حق میں اتری حضرت ﷺ نے خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ کون ہے واسطے میرے جو بدلہ لائے اس شخص سے جس نے مجھ کو ایذا دی پس ذکر کیا جھگڑا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھنے کے قصے میں بیان ہوا ہے۔(فتح)

بَابٌ ﴿إِذْ هَمَّتْ طَآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾.

باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ جب قصد کیا دو فرقوں نے تم میں سے کہ بزدلی کریں اور اللہ مددگار تھا ان کا اور اللہ ہی پر چاہیے بھروسا کریں مسلمان۔

فائدہ: فشل کے معنی ہیں نامردی اور بعض کہتے ہیں فشل رائے میں عجز ہے اور بدن میں تھکنا ہے اور لڑائی میں نامردی کرنا۔

٣٧٤٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْأٰيَةُ فِيْنَا ﴿إِذْ هَمَّتْ طَآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَنْ تَفْشَلَا﴾ بَنِيْ سَلِمَةَ وَبَنِيْ حَارِثَةَ وَمَا أُحِبُّ أَنَّهَا لَمْ تَنْزِلْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ ﴿وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا﴾.

٣٧٤٥۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت ہماری قوم بنی سلمہ اور بنی حارثہ کے حق میں اتری کہ جب قصد کیا دو گروہوں نے تم میں سے یہ کہ نامردی کریں اور میں یہ نہیں چاہتا کہ نہ اتری ہوتی اور حالانکہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تمہارا مددگار ہے۔

فائدہ: یعنی اگرچہ ظاہر اس آیت کا پستی ہے واسطے ان کے لیکن اس کی اخیر میں نہایت شرف ہے واسطے ان کے ابن اسحاق نے کہا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا یعنی دور کرنے والا ہے ان سے جو قصد کیا انہوں نے بزدلی کا اس واسطے کہ تھا یہ شیطان کے وسوسے سے بغیر قصد کے اس سے۔(فتح)

٣٧٤٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَكَحْتَ يَا جَابِرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَاذَا أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ لَا بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبِيْ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ تِسْعَ بَنَاتٍ كُنَّ لِيْ تِسْعَ أَخَوَاتٍ فَكَرِهْتُ

٣٧٤٦۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ عنہ کیا تم نے نکاح کیا ہے میں نے کہا ہاں فرمایا کیا ہے وہ عورت اے جابر رضی اللہ عنہ کنواری ہے یا بیوہ میں نے کہا کنواری نہیں بلکہ بیوہ ہے فرمایا کہ تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ وہ تجھ سے کھیلتی میں نے کہا یا حضرت ﷺ بے شک میرا باپ جنگ احد کے دن شہید ہوا اور انہوں نے نو بیٹیاں چھوڑیں جو میری نو بہنیں ہیں سو میں

أَنْ أَجْمَعَ إِلَيْهِنَّ جَارِيَةً خَرْقَاءَ مِثْلَهُنَّ وَلَكِنِ امْرَأَةً تَمْشُطُهُنَّ وَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ قَالَ أَصَبْتَ.

نے برا جانا کہ جمع کروں ساتھ ان کے لڑکی نادان کو مثل ان کی لیکن میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان کو کنگھی کرے اور ان کی کارسازی کرے فرمایا تیری سوچ ٹھیک ہے۔

فائدہ: یعنی میں نے چاہا کہ کوئی عورت تجربہ کار کروں جو ان کی کارسازی کرے نہ ایسی عورت جو ان کی طرح نادان ناتجربہ کار ہو اور یہ جو کہا کہ نو لڑکیاں تو ایک روایت میں ہے کہ چھ لڑکیاں چھوڑیں شاید تین لڑکیاں بیاہی ہوئی تھیں یا بالعکس۔ (فتح)

٣٧٤٧۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ أَبِيْ سُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَاهُ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَّتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا وَّتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ فَلَمَّا حَضَرَ جِزَازُ النَّخْلِ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ وَالِدِيْ قَدِ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَّتَرَكَ دَيْنًا كَثِيْرًا وَّإِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ يَّرَاكَ الْغُرَمَاءُ فَقَالَ اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوْا إِلَيْهِ كَأَنَّهُمْ أُغْرُوْا بِيْ تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَأٰى مَا يَصْنَعُوْنَ أَطَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيْ أَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى أَدَّى اللّٰهُ عَنْ وَّالِدِيْ أَمَانَتَهُ وَأَنَا أَرْضٰى أَنْ يُّؤَدِّيَ اللّٰهُ أَمَانَةَ وَالِدِيْ وَلَا أَرْجِعَ إِلٰى أَخَوَاتِيْ بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللّٰهُ

٣٧٤٧۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا باپ احد کے دن شہید ہوا اور ان پر بہت قرض ہے اور پیچھے ان کے چھ لڑکیاں ہیں سو جب کھجوروں کا پھل کاٹنے کا وقت پہنچا تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو میں نے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہے کہ میرا والد احد کے دن شہید ہوا اور ان پر بہت قرض ہے اور میں چاہتا ہوں کہ قرض خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں (تو شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لحاظ سے کچھ قرض چھوڑیں) فرمایا جاؤ اور ہر قسم کی کھجوروں کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر کرو میں نے علیحدہ علیحدہ ڈھیر لگائے پھر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا سو جب انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو گویا کہ انہوں نے اس گھڑی مجھ سے ضد کی اور تقاضے میں سختی کی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا جو کرتے ہیں یعنی سختی تقاضے کی سے تو سب سے بڑے ڈھیر کے گرد گھومے تین بار پھر اس پر بیٹھ گئے فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ سو ہمیشہ ان کو تول تول کر دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرے باپ کا قرض ادا کیا اور میں راضی تھا کہ اللہ میرے باپ کا قرض ادا کرے اور نہ پھروں میں اپنی بہنوں کی طرف ساتھ ایک کھجور کے یعنی اگرچہ ایک کھجور بھی باقی نہ

الْبَيَادِرَ كُلَّهَا وَحَتّٰى إِنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَّاحِدَةً.

رہتی سو اللہ نے سب ڈھیروں کا سلامت رکھا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں اس ڈھیر کو جس پر حضرت ﷺ بیٹھے تھے کہ اس میں سے ایک کھجور کم نہ ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں آئے گی اور غرض وارد کرنے اس کی سے اس جگہ یہ ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ جابر رضی اللہ عنہ کا باپ جنگ احد میں شہید ہوئے تھے اور ترمذی میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مجھ سے ملے سو فرمایا مجھ کو کیا ہے کہ میں تجھ کو شکستہ دل دیکھتا ہوں میں نے کہا یا حضرت ﷺ میرے باپ احد میں شہید ہوئے اور ان پر قرض ہے اور پیچھے ان کا عیال ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کیا میں تجھ کو بشارت نہ دوں کہ بے شک اللہ تیرے باپ سے ملا سو اللہ نے فرمایا کہ تجھ کو کسی چیز کی تمنا ہے اس نے کہا یہ تمنا ہے کہ تو مجھ کو زندہ کر کہ میں دوبارہ تیری راہ میں مارا جاؤں اور اتری یہ آیت کہ نہ گمان کر ان لوگوں کو کہ اللہ کی راہ میں مارے گئے مردے بلکہ وہ زندہ ہیں آخر تک۔ (فتح)

٣٧٤٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ وَّمَعَهٗ رَجُلَانِ يُقَاتِلَانِ عَنْهُ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ كَأَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ.

٣٧٤٨۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے احد کے دن حضرت ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ کے ساتھ دو مرد تھے جو آپ ﷺ کی طرف سے لڑتے تھے سخت لڑنا ان پر سفید کپڑے تھے میں نے ان کو نہ اس دن سے پہلے دیکھا اور نہ پیچھے۔

فائدہ: مسلم میں ہے کہ وہ دونوں فرشتے تھے جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام۔

٣٧٤٩۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ السَّعْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ نَثَلَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِنَانَتَهٗ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ ارْمِ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ.

٣٧٤٩۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت ﷺ نے احد کے دن اپنے ترکش سے میرے آگے تیر ڈالے اور کہا کہ اے سعد رضی اللہ عنہ تیر مار میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

٣٧٥٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ

٣٧٥٠۔ سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے احد

يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ جَمَعَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ.

کے دن اپنے ماں باپ دونوں کو مجھ پر قربان کیا۔

۳۷۵۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيَى عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ أَبَوَيْهِ كِلَيْهِمَا يُرِيدُ حِينَ قَالَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي وَهُوَ يُقَاتِلُ.

۳۷۵۱۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن اپنے ماں باپ دونوں کو مجھ پر قربان کیا یعنی جب کہ کہا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں اور حالانکہ سعد رضی اللہ عنہ لڑتے تھے۔

فائدہ: اور نزدیک حاکم کے واسطے اس قصے کے بیان ہے سبب کا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن لوگوں کو شکست ہوئی سو میں ایک طرف ہوا میں نے کہا کہ میں اپنی جان بچاتا ہوں سو یا تو میں بچ رہوں گا یا شہید ہوں گا سو ناگہاں میں نے دیکھا ایک مرد ہے چہرہ اس کا سرخ ہے اور قریب ہے کہ مشرک ان پر غالب ہوں سو انہوں نے ہاتھ میں کنکریاں لے کر ان کو ماریں تو اچانک میں نے دیکھا کہ میرے اور ان کے درمیان مقداد رضی اللہ عنہ ہے سو میں نے چاہا کہ مقداد رضی اللہ عنہ سے پوچھوں کہ یہ مرد کون ہے سو اس نے مجھ سے کہا کہ اے سعد رضی اللہ عنہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو بلاتے ہیں سو میں اٹھ کھڑا ہوا جیسے مجھ کو کچھ تکلیف نہیں پہنچی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنے آگے بٹھایا سو میں تیر مارنے لگا۔ (فتح)

۳۷۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ غَيْرَ سَعْدٍ.

۳۷۵۲۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے حق میں فرمایا ہو کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں سوائے سعد رضی اللہ عنہ کے۔

۳۷۵۳۔ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ

۳۷۵۳۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نہیں سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے حق میں فرمایا ہو کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں مگر واسطے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے سو بے شک میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جنگ احد کے دن فرماتے تھے اے سعد رضی اللہ عنہ تیر مار میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

يَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي.

٣٧٥٤۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُعْتَمِرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ زَعَمَ أَبُو عُثْمَانَ أَنَّهُ لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِي يُقَاتِلُ فِيهِنَّ غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيثِهِمَا.

۳۷۵۴۔ ابو عثمان سے روایت ہے کہ نہ باقی رہا ساتھ حضرت ﷺ کے بعض ان دنوں میں جن میں آپ ﷺ لڑے کوئی سوائے طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ کے بیان کیا ابو عثمان نے ان دونوں کی حدیثوں سے۔

فائدہ: اور یہ معارض ہے باب کی پانچویں حدیث کو جو عنقریب گزر چکی ہے کہ مقداد رضی اللہ عنہ تھے ان لوگوں میں جو جنگ احد کے دن آپ ﷺ کے ساتھ باقی رہے لیکن احتمال ہے کہ مقداد رضی اللہ عنہ اس شکست کے بعد حاضر ہوئے ہوں پس تحقیق روایت کی ہے مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ اکیلے ہوئے حضرت ﷺ دن احد کے ساتھ سات انصاریوں کے اور دو قریشیوں کے سو شاید مراد ساتھ دو مردوں کے طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ ہیں اور شاید مراد حصر کی جو باب کی حدیث میں ہے تخصیص اس کی ہے ساتھ مہاجرین کے سو گویا کہ اس نے کہا کہ نہ باقی رہا ساتھ آپ ﷺ کے مہاجرین میں سے کوئی سوائے ان دونوں کے اور متعین ہوا محمول کرنا اس کا اس پر جو میں نے تاویل کی اور یہ کہ اختلاف باعتبار اختلاف احوال کے ہے اور یہ کہ وہ جدا جدا ہوئے لڑائی میں سو جب واقع ہوئی شکست ان لوگوں میں جو بھاگے اور شیطان نے پکارا کہ محمد رضی اللہ عنہ مارے گئے تو ہر شخص ان میں سے اپنی جان کے بچانے میں مشغول ہوا جیسا کہ سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے پھر ان کو جلدی معلوم ہو گیا کہ حضرت ﷺ زندہ ہیں سو رجوع کیا طرف آپ ﷺ کی لوگوں نے بعد ایک دوسرے کے پھر اس کے بعد ان کو حضرت ﷺ نے لڑائی کی طرف بلایا سو لوگ لڑائی میں مشغول ہوئے اور روایت کی ہے ابن اسحاق نے ساتھ اسناد حسن کے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے کہ جنگ احد میں تیر انداز غنیمت کی طرف جھکے یعنی جو تیر انداز کہ ناکے پر متعین تھے سو جب ناکا خالی ہو گیا تو کافر ادھر سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور شیطان نے پکارا کہ محمد ﷺ مارے گئے سو ہم الٹے بھاگے اور کافر ہم پر الٹ پڑے اور بیہقی وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ احد کے دن لوگ حضرت ﷺ سے جدا جدا ہوئے اور باقی رہے ساتھ آپ ﷺ کے بارہ انصاری اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور وہ مانند حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے لیکن اس میں چار کی زیادتی ہے سو شاید وہ لوگ پیچھے آئے تھے اور محمد بن سعد کے نزدیک ہے کہ ثابت رہے ساتھ حضرت ﷺ کے چودہ آدمی سات مہاجرین میں سے تھے اور سات انصار میں سے اور تطبیق درمیان اس کے اور حدیث باب کی یہ ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ ان کے بعد آئے تھے جیسا کہ اس حدیث میں ہے جو میں نے پانچویں حدیث کے تحت پہلے بیان کی ہے اور یہ کہ انصاری مذکور شہید ہوئے جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اس واسطے کہ اس میں مسلم کے نزدیک ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے کہ کافروں کو

ہمارے اوپر سے ہٹائے اور وہ بہشت میں میرا رفیق ہے سو اٹھ کھڑے ہوئے انصار میں سے ایک مرد پس ذکر کیا اس نے کہ جو انصاری مذکور ہیں وہ سب مارے گئے اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی باقی نہ رہا پھر ان کے بعد آیا جو آیا اور اسی طرح مقداد رضی اللہ عنہ پس احتمال ہے کہ بدستور لڑائی میں مشغول رہے ہوں۔ (فتح)

۳۷۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ قَالَ صَحِبْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَّطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَالْمِقْدَادَ وَسَعْدًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا مِّنْهُمْ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنِّيْ سَمِعْتُ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَّوْمِ أُحُدٍ.

۳۷۵۵۔ سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا میں نے کسی کو ان میں سے نہیں سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہو مگر میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ احد کے دن کی حدیث بیان کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ احد کے دن طلحہ رضی اللہ عنہ دو زرہیں تلے اوپر پہنے تھے اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے بیٹھے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پر چڑھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر بہشت واجب کی۔ (فتح)

۳۷۵۶۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ وَقٰى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ.

۳۷۵۶۔ قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ شل کہ انہوں نے احد کے دن اس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا تھا۔

فائدہ: واقع ہوا ہے بیان اس کا نزدیک حاکم کے اکلیل میں موسیٰ بن طلحہ کے طریق سے کہ جنگ احد کے دن طلحہ رضی اللہ عنہ کو انتالیس زخم لگے اور کٹ گئی ان کی انگلی شہادت اور اس کے پاس والی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ جنگ احد کا ذکر کرتے تھے تو کہتے تھے کہ وہ سارا دن طلحہ رضی اللہ عنہ کے واسطے تھا اور سب سے پہلے پہل میں پھرا سو میں نے ایک مرد کو دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لڑتا ہے سو میں نے کہا کہ اللہ کرے تم طلحہ رضی اللہ عنہ ہو اور اگر وہ نہیں تو کوئی اور مرد میری قوم سے ہو اور میرے اور ان کے درمیان ایک مرد مشرک تھا سو ناگہاں میں نے دیکھا کہ وہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تھے پھر ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے سو فرمایا کہ تم دونوں اپنے ساتھی کی خبر لو یعنی طلحہ رضی اللہ عنہ کی سو ہم نے دیکھا کہ ان کی انگلی کٹ گئی سو ہم تے اس کے حال کو درست کیا اور نسائی میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ مشرکوں نے حضرت ﷺ کو گھیرا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو کافروں کو ہم سے ہٹائے طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں پس ذکر کیا قتل ہونا ان لوگوں کا جو دونوں کے ساتھ تھے انصار میں سے پھر لڑائی کی طلحہ رضی اللہ عنہ نے مانند لڑنے گیارہ مردوں کے یہاں تک کہ ان کی انگلی کٹ گئی حضرت ﷺ نے کہا کہ اگر تم بسم اللہ کہتے تو البتہ تم کو فرشتے آسمان کی طرف اٹھا لیتے اور لوگ دیکھتے رہتے پھر اللہ نے مشرکوں کو دور کیا۔ (فتح)

٣٧٥٧۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَّهُ وَكَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ رَجُلًا رَّامِيًا شَدِيْدَ النَّزْعِ كَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَّكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ بِجَعْبَةٍ مِّنَ النَّبْلِ فَيَقُوْلُ انْثُرْهَا لِأَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ وَيُشْرِفُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ فَيَقُوْلُ أَبُوْ طَلْحَةَ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ لَا تُشْرِفْ يُصِيْبُكَ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِيْ بَكْرٍ وَّأُمَّ سُلَيْمٍ وَّإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ أَرٰى خَدَمَ سُوْقِهِمَا تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ عَلٰى مُتُوْنِهِمَا تُفْرِغَانِهِ فِيْ أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا ثُمَّ تَجِيْئَانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِيْ أَفْوَاهِ الْقَوْمِ وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِيْ طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا.

٣٧٥٧۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ احد کا دن ہوا تو بعض صحابہ حضرت ﷺ کے پاس سے بھاگے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے آگے کھڑے تھے اپنی ڈھال سے حضرت ﷺ کو پردہ کیے تھے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مرد تیرانداز سخت کمان کھینچنے والے تھے اس دن انہوں نے دو یا تین کمانیں توڑیں اور کوئی مرد گزرتا تھا اس کے ساتھ تیروں کا تھیلا ہوتا تھا تو حضرت ﷺ فرماتے تھے کہ تیروں کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے آگے ڈال دے انس رضی اللہ عنہ نے کہا اور حضرت ﷺ قوم کفار کی طرف جھانکتے تھے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں مت جھانکیں آپ ﷺ کو کافروں کا کوئی تیر نہ لگ جائے میں اپنی جان آپ ﷺ پر قربان کرتا ہوں اور البتہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا اور بے شک وہ دونوں اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھائے ہیں میں ان کی پازیبیں دیکھتا ہوں دونوں اپنی پیٹھوں پر مشکیں بھر کر لاتی ہیں اور مسلمانوں کو پلاتی ہیں پھر پلٹ جاتی ہیں اور پھر مشکیں بھر کر لاتی ہیں اور لوگوں کو پلاتی ہیں اور البتہ گر پڑی تلوار ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے دو یا تین بار۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اونگھ سے پس معلوم ہوا اس سے سبب گرنے تلوار کے کا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے

ہاتھ سے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے احد کے دن سر اٹھا کر دیکھا سو نہ تھا کوئی مسلمانوں سے کوئی مگر وہ اپنی ڈھال کے تلے جھکتا تھا اونگھ سے اور یہی مراد ہے اس آیت میں اذ یغشا کم النعاس امنة منه یعنی جس وقت کہ ڈال دی تم پر اونگھ اپنی طرف سے تسکین کو۔ (فتح)

٣٧٥٨۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَصَرَخَ إِبْلِيْسُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ فَبَصُرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْهِ الْيَمَانِ فَقَالَ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أَبِيْ أَبِيْ قَالَ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا احْتَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ عُرْوَةُ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَتْ فِيْ حُذَيْفَةَ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿بَصُرْتُ﴾ عَلِمْتُ مِنَ الْبَصِيْرَةِ فِي الْأَمْرِ وَأَبْصَرْتُ مِنْ بَصَرِ الْعَيْنِ وَيُقَالُ بَصُرْتُ وَأَبْصَرْتُ وَاحِدٌ.

٣٧٥٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جنگ احد کا دن ہوا تو کافروں کو شکست ہوئی تو شیطان نے اس پر اللہ کی لعنت پکارا اے اللہ کے بندو یعنی اے مسلمانوں اپنی پچھلی طرف سے بچو تو اگلے پلٹ آئے تو اگلے پچھلے مسلمان ایک دوسرے سے لڑنے لگے یعنی دونوں لشکروں کے باہم ملنے کے سبب سے ایک کو دوسرے کی تمیز اور پہچان نہ رہی مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے لڑنے لگے اور ایک دوسرے کو دشمن گمان کرتے تھے سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نظر کی تو ناگہاں انہوں نے اپنے باپ یمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ مسلمان ان کو مار ڈالتے ہیں سو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے بندو یعنی مسلمانو! میرا باپ ہے سو قسم ہے اللہ کی مسلمان اس سے باز نہ آئے یہاں تک کہ ان کو مار ڈالا یعنی مسلمانوں نے ان کو نہ پہچانا دشمن جان کر مار ڈالا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تم کو بخشے اے مسلمانو! کہا عروہ رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی ہمیشہ رہی حذیفہ رضی اللہ عنہ میں بقیہ نیکی یعنی دعا اور استغفار سے واسطے قاتل باپ اپنے کے یہاں تک کہ اللہ سے ملے یعنی مرتے دم تک بصرت کے معنی ہیں علمت یعنی میں نے جانا مشتق ہے بصیرۃ فی الامر سے اور بصرت مشتق ہے بصر العین سے یعنی میں نے آنکھ سے دیکھا اور بعض کہتے ہیں کہ بصرت اور ابصرت دونوں کے معنی ایک ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اخراکم یعنی اپنی پچھلی طرف سے بچو تو یہ ایک کلمہ ہے کہ کہا جاتا ہے واسطے اس شخص کے جس کو ڈر ہو کہ لڑائی کے وقت کوئی اس کے پیچھے نہ آپڑے اور تھا یہ اس وقت جب کہ تیر اندازوں نے اپنی جگہ چھوڑی اور

غنیمت کے واسطے کافروں کے لشکر میں داخل ہوئے اور یہ جو کہا کہ پلٹ آئے اگلے اور اگلے پچھلے باہم مل گئے یعنی اور گمان کرتے تھے کہ وہ دشمن سے ہیں اور پہلے گزر چکا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے جو احمد اور حاکم نے روایت کی ہے اور یہ کہ جب وہ پھرے تو مشرکوں سے باہم مخلوط ہوئے اور دونوں لشکر آپس میں مل گئے اس واسطے کہ ایک دوسرے کی پہچان تمیز نہ رہی پس واقع ہوا قتل مسلمانوں میں بعض سے بعض پر یعنی مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو مارنے لگے اور یہ جو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا باپ میرا باپ تو ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے باپ یمان رضی اللہ عنہ اور ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ دونوں بڑے بوڑھے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عورتوں اور لڑکوں کے ساتھ چھوڑا تو دونوں نے باہم ذکر کیا اور شہادت میں رغبت کی سو دونوں تلوار لے کر مسلمانوں سے جا ملے بعد شکست کے سو مسلمانوں نے دونوں کو نہ پہچانا پس اسی طرح ثابت رضی اللہ عنہ قتل کیا ان کو کافروں نے اور لیکن یمان رضی اللہ عنہ سو مسلمانوں کی تلواریں ان پر جا ملیں سو قتل کیا ان کو بغیر پہچان کے ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے میرے باپ کو مار ڈالا مسلمانوں نے کہا قسم ہے اللہ کہ ہم نے ان کو نہیں پہچانا اور انہوں نے سچ کہا سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تم کو بخشے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اس کی دیت دیں سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کی دیت مسلمانوں سے معاف کر دی تو اس کے سبب سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی نیکی زیادہ ہوئی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جن لوگوں نے منہ پھیرا تم میں سے جس دن کہ ملیں دونوں فوجیں یعنی مسلمان اور کافر سو ان کو ڈگمگایا شیطان نے کچھ ان کے گناہ کی شامت سے اور ان کو بخش چکا اللہ تو وہ اللہ بخشنے والا تحمل رکھتا ہے۔

فائدہ: اتفاق ہے اہل علم کا اس پر کہ مراد اس جگہ اس کی دن احد کا ہے اور غافل ہوا وہ شخص کہ جس نے کہا کہ وہ دن بدر کا ہے اس واسطے کہ اس میں کسی مسلمان نے پیٹھ نہیں پھیری ہاں مراد اس آیت کی ﴿وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ﴾ اور حالانکہ یہ آیت سورہ انفال میں ہے دن بدر کا ہے اور نہیں لازم ہے کہ یہ جس جگہ دونوں فوجیں باہم ملیں وہاں بدر کا دن مراد ہو اور یہ جو کہا ﴿بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا﴾ تو ابن تین نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ شیطان نے ان کو ان کے گناہ یاد دلائے سو برا جانا انہوں نے پہلے توبہ سے اور نہ مکروہ جانا انہوں نے اس کو عناد سے اور نہ نفاق سے سو اللہ نے ان کو ان کا گناہ بخش دیا میں کہتا ہوں کہ ابن تین کا قول متعین نہیں پس احتمال ہے کہ بھاگے ہوں نامردی سے اور جینے کی محبت سے نہ عناد سے اور نہ نفاق سے پھر توبہ کی سو اللہ نے ان کو بخش دیا۔ (فتح)

٢٧٥٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَأٰى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَآءِ الْقُعُوْدُ قَالُوْا هٰؤُلَآءِ قُرَيْشٌ قَالَ مَنِ الشَّيْخُ قَالُوْا ابْنُ عُمَرَ فَأَتَاهُ فَقَالَ إِنِّيْ سَآئِلُكَ عَنْ شَيْءٍ أَتُحَدِّثُنِيْ قَالَ أَنْشُدُكَ بِحُرْمَةِ هٰذَا الْبَيْتِ أَتَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَعْلَمُهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَخَلَّفَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَبَّرَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ لِأُخْبِرَكَ وَلِأُبَيِّنَ لَكَ عَمَّا سَأَلْتَنِيْ عَنْهُ أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ فَبَعَثَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَمَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهِ فَقَالَ هٰذِهِ لِعُثْمَانَ اذْهَبْ بِهٰذَا الْآنَ مَعَكَ.

٣٧٥٩۔ عثمان بن موہب سے روایت ہے کہ ایک مرد آیا اس نے خانے کعبے کا حج کیا سو اس نے کچھ لوگ بیٹھے دیکھے سو پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں لوگوں نے کہا یہ قریش ہیں کہا یہ بوڑھا مرد کون ہے لوگوں نے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما سو وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا کہ میں تجھ سے کچھ پوچھتا ہوں کیا تم مجھ کو اس کا جواب بتلاتے ہو کہا میں قسم دیتا ہوں تجھ کو اس گھر یعنی خانے کعبے کی عزت کی کیا تو جانتا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ جنگ احد کے دن بھاگ گئے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں پھر اس نے کہا کہ تجھے تم جانتے کہ وہ جنگ بدر میں حاضر نہ ہوئے انہوں نے کہا ہاں پھر اس نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ وہ بیعت رضوان میں حاضر نہ ہوئے انہوں نے کہا ہاں سو اس مرد نے کہا اللہ اکبر یعنی اس نے تعجب کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ ایسی خیر کی جگہوں میں حاضر نہ ہوئے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آ میں تجھ کو خبر دوں اور بیان کروں واسطے تیرے حال اس چیز کا جو تو نے مجھ سے پوچھی لیکن بھاگنا ان کا دن جنگ احد کے سو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے ان سے معاف کر دیا ہے اور لیکن نہ حاضر ہونا ان کا بدر میں سو اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ان کے نکاح میں تھیں اور وہ بیمار تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ بے شک تجھ کو ایک مرد کے برابر ثواب اور حصہ ہے غنیمت کے مال کا ان لوگوں سے جو جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے یعنی تم ہمارے ساتھ نہ چلو ان کی تیمار داری کرو بے شک تم کو ایک مرد کے برابر ثواب آخرت میں اور حصہ مال کا دنیا میں ملے گا اور لیکن نہ حاضر ہونا ان کا بیعت رضوان میں سو اس کا سبب یہ ہے کہ مکے میں کوئی مرد عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزیز ہوتا تو البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اس کو عثمان رضی اللہ عنہ کے بدلے بھیجتے یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کی کے میں قرابت اور عزت زیادہ تھی اس واسطے ان کو مکے میں بھیجا کہ تا اہل مکہ کو جا کر خبر دیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف عمرہ کرنے کے واسطے آئے ہیں لڑنے کو نہیں آئے اور جب عثمان رضی اللہ عنہ کے میں چلے گئے تو بیعت رضوان ان کے بعد ہوئی یعنی تو وہ اس میں بھی معذور ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کے وقت اپنے داہنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے سو اس کو اپنے بائیں ہاتھ پر مارا اور فرمایا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص سے کہا کہ اس حدیث کو اب اپنے ساتھ لے جا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب عثمان رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قسم کھانا خانہ کعبہ کی عزت کی اس واسطے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس پر انکار نہیں کیا۔

بَابٌ ﴿إِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوُوْنَ عَلٰى أَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْ أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ ﴿تُصْعِدُوْنَ﴾ تَذْهَبُوْنَ أَصْعَدَ وَصَعِدَ فَوْقَ الْبَيْتِ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب تم پڑے جاتے تھے اور پیچھے نہ دیکھتے تھے کسی کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکارتے تھے تم کو عقب سے پس بدلہ دیا تم کو غم اوپر غم کے یہ نصیحت دینے اس واسطے تا کہ تم غم نہ کھاؤ جو ہاتھ سے جائے اور جو سامنے آئے اور اللہ کو خبر ہے تمہارے کام کی اور صعد کے معنی ہیں چڑھنا بلند ہونا۔ اور اصعد کے معنی ہیں جانا یعنی ثلاثی اور رباعی میں فرق ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ غم اوپر غم تو مجاہد سے روایت ہے کہ تھا پہلا غم جب کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے شیطان کی آواز سنی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے اور دوسرا غم جب کہ جمع ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بعد لڑائی کے اور چڑھے پہاڑ پر اور یاد کیا ان لوگوں کو جو ان میں سے شہید ہوئے تھے پس غمناک ہوئے اور یہ جو فرمایا'' تا کہ غم نہ کھاؤ'' اس پر جو ہاتھ سے جائے یعنی مال غنیمت سے اور نہ اس پر جو تم کو پہنچے زخم سے اور تمہارے بھائیوں کے مارے جانے سے اور روایت کی طبری نے سدی کی طریق سے مانند اس کی لیکن اس میں یہ ہے کہ پہلا غم غنیمت کا نہ ہاتھ آنا ہے اور دوسرا غم زخموں کا لگنا ہے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ جب پہاڑ پر چڑھے تو ابوسفیان سوار لے کر سامنے آیا تو ان کو اپنے بھائیوں کے

قتل ہونے کا غم سب بھول گیا اور مشغول ہوئے ساتھ ہٹانے مشرکوں کے۔ (فتح)

۳۷۶۰۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ وَّأَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِيْنَ فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوْهُمُ الرَّسُوْلُ فِيْ أُخْرَاهُمْ.

۳۷۶۰۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو پیادوں پر سوار کیا سو سامنے آئے بھاگتے سو یہی مراد ہے اس آیت میں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بلاتے تھے تمہارے عقب سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابٌ ﴿ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلّٰهِ يُخْفُوْنَ فِيْ أَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَا هُنَا قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلٰى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پھر اتارا تم پر بعد غم کے اونگھ کو کہ ڈھانکتی تھی تم میں بعض کو اور بعض کو فکر پڑا تھا اپنے جی میں خیال کرتے تھے اللہ پر جھوٹے خیال جاہلوں کے کہتے تھے کچھ بھی کام ہے ہمارے ہاتھ تو کہہ سب کام ہے اللہ کے ہاتھ اپنے جی میں چھپاتے ہیں جو تجھ سے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں اگر کچھ کام ہوتا ہمارے ہاتھ میں تو ہم مارے نہ جاتے اس جگہ تو کہہ اگر تم ہوتے اپنے گھروں میں تو البتہ باہر نکلتے جن پر لکھا تھا مارا جانا اپنے مرنے کی جگہ میں اور اللہ کو آزمانا تھا جو کچھ تمہارے جی میں ہے اور نکھارنا تھا جو کچھ تمہارے جی میں ہے اور اللہ کو معلوم ہے جی کی بات۔

۳۷۶۱۔ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ فِيْمَنْ تَغَشَّاهُ النُّعَاسُ يَوْمَ أُحُدٍ حَتّٰى سَقَطَ

۳۷۶۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھا میں ان لوگوں میں جن کو اونگھ نے ڈھانکا احد کے دن یہاں تک کہ میری تلوار کئی دفعہ میرے ہاتھ سے گر پڑتی تھی اور میں اس کو لیتا تھا اور گرتی تھی اور میں اس کو لیتا تھا۔

سَيْفِي مِنْ يَدِي مِرَارًا يَسْقُطُ وَآخُذُهُ وَيَسْقُطُ فَآخُذُهُ.

فائدہ: اس کی شرح عنقریب گزر چکی ہے ابن اسحاق نے کہا کہ اتارا اللہ نے اونگھ کو واسطے امن اہل یقین کے سو وہ جو سوتے تھے ان کو کچھ ڈر نہ تھا اور جن کو اپنے جی کا فکر پڑا تھا وہ منافق تھے ان کو اپنی جان کا نہایت خوف تھا۔ (فتح)

بَابٌ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں شان نزول اس آیت کے کہ تیرا اختیار کچھ نہیں یا توبہ قبول کرے یا ان کو عذاب کرے کہ وہ ناحق پر ہیں۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں دو سبب ذکر کیے ہیں اور احتمال ہے کہ دونوں میں اتری ہو کہ وہ دونوں سبب ایک قصے میں تھے اور اس کا ایک سبب اور بھی ہے جو باب کے اخیر میں ذکر ہوگا۔ (فتح)

قَالَ حُمَيْدٌ وَّثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ شُجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا نَبِيَّهُمْ فَنَزَلَتْ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر زخمی ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں کر بھلا ہوگا اس قوم کا جنہوں نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا سر زخمی کیا سو یہ آیت اتری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں۔

فائدہ: حمید کی یہ حدیث بہت دراز ہے ذکر کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے مغازی میں اور اس میں ہے کہ جنگ احد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت توڑا گیا اور چہرہ زخمی ہوا سو خون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر بہنے لگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرے سے خون کو پونچھنے لگے اور فرماتے تھے کہ کس طرح بھلا ہوگا اس قوم کا جنہوں نے اپنے پیغمبر کا چہرہ خون آلود کیا اور حالانکہ وہ ان کے سید ہیں راہ پر بلاتے ہیں سو اللہ نے یہ آیت اتاری اور ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اسی طرح ہے اور ذکر کیا ابن ہشام نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ عتبہ بن ابی وقاص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نیچے کا دانت توڑا تھا اور نیچے کی لب زخمی کی تھی اور یہ کہ عبداللہ بن شہاب زہری نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ زخمی کیا تھا اور عبداللہ قمیہ نے آپ کے رخسار کو زخمی کیا تھا سو خود کے دو حلقے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار میں گھس گئے اور یہ کہ مالک بن سنان نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے لہو چوسا پھر اس کو نگل گئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو آگ ہرگز نہ لگے گی یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور طبرانی نے ابو امامہ سے روایت کی ہے کہا کہ احد کے دن عبداللہ بن قمیہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ زخمی کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت توڑا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تجھ کو خوار اور ذلیل کرے سو اللہ نے پہاڑی بکرے نر کو اس پر مسلط کیا سو ہمیشہ رہا وہ اس کے سینگوں سے مارتا یہاں تک کہ اس کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور مراد ساتھ رباعیہ کے وہ دانت ہیں جو ثنیہ اور ناب کے درمیان ہے

اور مراد ٹوٹنے سے یہ ہے کہ دانت کا ایک ٹکڑا ٹوٹ پڑا تھا جڑ سے نہیں اکھڑا تھا۔ (فتح)

۳۷۶۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ السُّلَمِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّفُلَانًا بَعْدَ مَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ إِلٰى قَوْلِهِ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ﴾ وَعَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ عَلٰى صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ وَسُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَالْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَزَلَتْ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ إِلٰى قَوْلِهِ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ﴾.

۳۷۶۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب فجر کی نماز کی دوسری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو کہتے الٰہی لعنت کر فلانے کو اور فلاں کو اور فلاں کو بعد کہنے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کے سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں اللہ کے اس قول پر کہ وہ ناحق پر ہیں اور حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بد دعا کرتے صفوان بن امیہ پر اور سہیل بن عمرو پر اور حارث بن ہشام پر سو اتری یہ آیت کہ تیرا کچھ اختیار نہیں اس قول تک کہ وہ ناحق پر ہیں۔

فائدہ: یہ تینوں مرد جن کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیا فتح مکہ کے دن مسلمان ہو گئے تھے اور شاید یہی ہے بھید بیچ اترنے قول اللہ تعالیٰ کے کہ تیرا کچھ اختیار نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ الٰہی لعنت کر لحیان کو اور رعل کو اور ذکوان کو اور عصیہ کو پھر جب یہ آیت اتری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا کرنی چھوڑ دی اور ٹھیک بات یہ ہے کہ اتری یہ آیت ان لوگوں کے حق میں کہ بد دعا دی ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبب قصے احد کے اور تائید کرتا ہے اس کی ظاہر قول اللہ تعالیٰ کا اس آیت کے ابتدا میں: ﴿لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ یعنی قتل کرے ان کو ﴿أَوْ يَكْبِتَهُمْ﴾ یعنی ذلیل کرے ان کو پھر فرمایا یا توبہ قبول کرے ان کی یعنی پس مسلمان ہوں یا عذاب کرے ان کو یعنی اگر کفر کی حالت میں مریں۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ أُمِّ سُلَيْطٍ.

یعنی باب ہے بیان میں ذکر ام سلیط رضی اللہ عنہا کے۔

فائدہ: ام سلیط رضی اللہ عنہا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ماں کا نام ہے پہلے وہ ابو سلیط کے نکاح میں تھی وہ ہجرت سے پہلے

فوت ہوگیا پھر مالک بن سنان نے اس سے نکاح کیا تو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اس سے پیدا ہوئے۔

٣٧٦٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَّقَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَسَمَ مُرُوْطًا بَيْنَ نِسَآءٍ مِّنْ نِّسَآءِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فَبَقِيَ مِنْهَا مِرْطٌ جَيِّدٌ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَعْطِ هٰذَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ عِنْدَكَ يُرِيْدُوْنَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ أُمُّ سَلِيْطٍ أَحَقُّ بِهٖ وَأُمُّ سَلِيْطٍ مِّنْ نِّسَآءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ.

٣٧٦٣۔ ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینے والوں کی بعض عورتوں میں چادریں تقسیم کیں سو ان میں سے ایک چادر خوب باقی رہی تو بعض ان کے پاس والوں نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ چادر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو دیجیے جو آپ کے نکاح میں ہے یعنی ام کلثوم رضی اللہ عنہا علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ام سلیط رضی اللہ عنہا لائق تر ہیں ان سے اور ام سلیط رضی اللہ عنہا انصاری عورتوں سے ہیں ان عورتوں میں سے جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ام سلیط رضی اللہ عنہا جنگ احد میں ہمارے واسطے پانی کی مشک اٹھاتی تھیں۔

بَابُ قَتْلِ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

باب ہے بیان میں شہید ہونے حمزہ رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: ایک حدیث مرفوع میں ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ شہیدوں کے سردار ہیں۔

٣٧٦٤۔ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ جَعْفَرٍ مُّحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ فَلَمَّا قَدِمْنَا حِمْصَ قَالَ لِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَدِيٍّ هَلْ لَّكَ فِيْ وَحْشِيٍّ نَسْأَلُهُ عَنْ قَتْلِ حَمْزَةَ قُلْتُ نَعَمْ وَكَانَ وَحْشِيٌّ يَّسْكُنُ

٣٧٦٤۔ جعفر بن عمرو سے روایت ہے کہ میں عبیداللہ بن عدی بن خیار رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا یعنی سفر کو سو جب ہم حمص میں پہنچے تو عبیداللہ نے مجھ سے کہا کہ کیا تجھ کو وحشی رضی اللہ عنہ کی ملاقات کی خواہش ہے کہ ہم اس سے حمزہ رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کا حال پوچھیں میں نے کہا ہاں اور وحشی رضی اللہ عنہ حمص میں رہتا تھا سو ہم نے لوگوں سے ان کا پتہ پوچھا کسی نے ہم کو کہا کہ وہ اپنے محل کے سائے میں بیٹھا ہے جیسے بڑی مشک پر آب ہے یعنی بڑا موٹا کالے رنگ کا (اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے ہم سے کہا اور ہم اس کا پتہ پوچھتے تھے کہ وہ بہت

حِمْصَ فَسَأَلْنَا عَنْهُ فَقِيْلَ لَنَا هُوَ ذَاكَ فِي
ظِلِّ قَصْرِهِ كَأَنَّهُ حَمِيْتٌ قَالَ فَجِئْنَا حَتّٰى
وَقَفْنَا عَلَيْهِ بِيَسِيْرٍ فَسَلَّمْنَا فَرَدَّ السَّلَامَ قَالَ
وَعُبَيْدُ اللهِ مُعْتَجِرٌ بِعِمَامَتِهِ مَا يَرٰى
وَحْشِيٌّ إِلَّا عَيْنَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ
يَا وَحْشِيُّ أَتَعْرِفُنِيْ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ
لَا وَاللهِ إِلَّا أَنِّيْ أَعْلَمُ أَنَّ عَدِيَّ بْنَ الْخِيَارِ
تَزَوَّجَ امْرَأَةً يُقَالُ لَهَا أُمُّ قِتَالٍ بِنْتُ أَبِي
الْعِيْصِ فَوَلَدَتْ لَهُ غُلَامًا بِمَكَّةَ فَكُنْتُ
أَسْتَرْضِعُ لَهُ فَحَمَلْتُ ذٰلِكَ الْغُلَامَ مَعَ أُمِّهِ
فَنَاوَلْتُهَا إِيَّاهُ فَلَكَأَنِّيْ نَظَرْتُ إِلٰى قَدَمَيْكَ
قَالَ فَكَشَفَ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ وَّجْهِهِ ثُمَّ قَالَ
أَلَا تُخْبِرُنَا بِقَتْلِ حَمْزَةَ قَالَ نَعَمْ إِنَّ حَمْزَةَ
قَتَلَ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ بِبَدْرٍ فَقَالَ
لِيْ مَوْلَايَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ إِنْ قَتَلْتَ
حَمْزَةَ بِعَمِّيْ فَأَنْتَ حُرٌّ قَالَ فَلَمَّا أَنْ خَرَجَ
النَّاسُ عَامَ عَيْنَيْنِ وَعَيْنَيْنِ جَبَلٌ بِحِيَالِ
أُحُدٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ وَادٍ خَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ
إِلَى الْقِتَالِ فَلَمَّا أَنِ اصْطَفُّوْا لِلْقِتَالِ خَرَجَ
سِبَاعٌ فَقَالَ هَلْ مِنْ مُّبَارِزٍ قَالَ فَخَرَجَ إِلَيْهِ
حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ يَا سِبَاعُ يَا
ابْنَ أُمِّ أَنْمَارٍ مُقَطِّعَةِ الْبُظُوْرِ أَتُحَادُّ اللهَ
وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ
شَدَّ عَلَيْهِ فَكَانَ كَأَمْسِ الذَّاهِبِ قَالَ
وَكَمَنْتُ لِحَمْزَةَ تَحْتَ صَخْرَةٍ فَلَمَّا دَنَا

شراب پیتا ہے سو اگر تم اس کو نشے کی حالت میں پاؤ تو اس
سے کچھ نہ پوچھو پھر آنا اور اگر اس کو فاقہ کی حالت میں پاؤ تو
پوچھنا اس سے جو چاہنا سو ہم نے اس کو پایا کہ ایک مرد ہے
بڑا موٹا اس کی آنکھیں سرخ ہیں اپنے گھر کے دروازے میں
بیٹھا ہے فاقہ کی حالت میں جعفر نے کہا سو ہم اگر تھوڑا سا اس
کے پاس کھڑے رہے پھر ہم نے اس کو سلام کیا تو اس نے
سلام کا جواب دیا اور عبیداللہ اپنی پگڑی سے اپنے سر کو لپیٹے
تھے نہ دیکھتا تھا وحشی اس سے مگر ان کی دونوں آنکھیں اور
پاؤں سو عبیداللہ نے کہا کہ اے وحشی کیا تو مجھ کو پہچانتا ہے سو
وحشی نے اس کی طرف نظر کی پھر کہا نہیں قسم ہے اللہ کی مگر میں
اتنا جانتا ہوں کہ عدی بن خیار نے ایک عورت سے نکاح کیا
تھا اس کو ام قتال ابوالعیص کی بیٹی کہا جاتا تھا سو اس عورت
نے عدی بن خیار کے لیے مکے میں ایک لڑکا جنا سو میں نے
اس کے واسطے دودھ پلانے والی عورت طلب کی اور اٹھایا میں
نے اس لڑکے کو ساتھ ماں اس کی کے سو میں نے وہ لڑکا
دودھ پلانے والی ماں اس کی کو دیا پس گویا کہ میں نے تیرے
دونوں پاؤں کو دیکھا (اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے قسم
ہے اللہ کی نہیں دیکھا میں نے تجھ کو جب سے میں نے تجھ کو
تیری ماں سعدیہ کے ہاتھ میں دیا جس نے تجھ کو مقام ذی
طوی میں دودھ پلایا ہے تحقیق دیا میں نے تجھ کو اس کے ہاتھ
میں اور وہ اپنے اونٹ پر تھی سو اس نے تجھ کو لیا تو میں نے
تیرے قدم کو دیکھا جب کہ اس نے تجھ کو اٹھایا تھا سو نہیں دیکھا
میں نے تجھ کو مگر یہ کہ تو مجھ پر کھڑا ہوا سو میں نے تیرا قدم پہچانا
اور یہ روایت واضح کرتی ہے قول اس کے کو باب کی روایت
میں کہ جیسے میں نے تیرے دونوں قدموں کو دیکھا یعنی اس

مِنِّیْ رَمَیْتُهٗ بِحَرْبَتِیْ فَأَضَعُهَا فِیْ ثُنَّتِهٖ حَتّٰی خَرَجَتْ مِنْ بَیْنِ وَرِکَیْهِ قَالَ فَکَانَ ذَاكَ الْعَهْدَ بِهٖ فَلَمَّا رَجَعَ النَّاسُ رَجَعْتُ مَعَهُمْ فَأَقَمْتُ بِمَکَّةَ حَتّٰی فَشَا فِیْهَا الْإِسْلَامُ ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَی الطَّآئِفِ فَأَرْسَلُوْا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا فَقِیْلَ لِیْ إِنَّهٗ لَا یَهِیْجُ الرُّسُلَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتّٰی قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰنِیْ قَالَ اٰنْتَ وَحْشِیٌّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَنْتَ قَتَلْتَ حَمْزَةَ قُلْتُ قَدْ کَانَ مِنَ الْأَمْرِ مَا بَلَغَكَ قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِیْعُ أَنْ تُغَیِّبَ وَجْهَكَ عَنِّیْ قَالَ فَخَرَجْتُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ مُسَیْلِمَةُ الْکَذَّابُ قُلْتُ لَأَخْرُجَنَّ إِلٰی مُسَیْلِمَةَ لَعَلِّیْ أَقْتُلُهٗ فَأُکَافِیْ بِهٖ حَمْزَةَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ فَکَانَ مِنْ أَمْرِهٖ مَا کَانَ قَالَ فَإِذَا رَجُلٌ قَآئِمٌ فِیْ ثَلْمَةِ جِدَارٍ کَأَنَّهٗ جَمَلٌ أَوْرَقُ ثَائِرُ الرَّأْسِ قَالَ فَرَمَیْتُهٗ بِحَرْبَتِیْ فَأَضَعُهَا بَیْنَ ثَدْیَیْهِ حَتّٰی خَرَجَتْ مِنْ بَیْنِ کَتِفَیْهِ قَالَ وَوَثَبَ إِلَیْهِ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَضَرَبَهٗ بِالسَّیْفِ عَلٰی هَامَتِهٖ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ فَأَخْبَرَنِیْ سُلَیْمَانُ بْنُ یَسَارٍ أَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ فَقَالَتْ جَارِیَةٌ عَلٰی ظَهْرِ بَیْتٍ وَّا أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَتَلَهُ الْعَبْدُ الْأَسْوَدُ.

نے تشبیہ دی اس کے دونوں قدموں کو ساتھ قدم اس لڑکے کے جس کو اس نے اٹھایا تھا سو وہ ہو بہو وہی تھا اور اس کے دونوں بار کے دیکھنے میں قریب پچاس برس کا فاصلہ تھا پس دلالت کی اس نے اوپر بہت ہونے سمجھ دار وحشی رضی اللہ عنہ کے اور معرفت تامہ اس کی کے ساتھ قیافہ کے) جعفر نے کہا سو عبیداللہ نے اپنا منہ کھولا پھر کہا کیا تو ہم کو حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کی خبر نہیں دیتا کہ کس طرح کہا ہاں اس کا قصہ یوں ہے حمزہ رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن طعیمہ بن عدی کو قتل کیا تھا سو میرے مالک جبیر بن مطعم نے مجھ کو کہا کہ اگر تو حمزہ رضی اللہ عنہ کو میرے چچا کے بدلے مار ڈالے تو تو آزاد ہے سو جب لوگ یعنی قریش اور ان کے ساتھ والے عینین کے یعنی حال جنگ احد کے نکلے اور عینین ایک پہاڑ ہے گرد احد کے دونوں کے درمیان ایک نالہ ہے تو میں بھی ان کے ساتھ لڑائی کی طرف نکلا سو جب لوگوں نے لڑنے کے واسطے صف باندھی تو ایک مرد سباع نامی نکلا سو اس نے کہا کہ کیا کوئی ہے لڑنے والا کہ مجھ سے لڑے سو حمزہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف نکلے سو کہا اے سباع اے بیٹے ام انمار کے جو کاٹنے والی ہے ٹکڑے گوشت کے عورتوں کے شرم گاہ سے وقت ختنہ کے یعنی حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اس کے ساتھ عار دلائی کہ اس کی ماں مکے میں عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھی) کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے پھر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کیا تو تھا سباع مانند دن گذشتہ کے یعنی مارا گیا اور معدوم ہو گیا جیسے دن گذشتہ معدوم ہے حبشی نے کہا اور میں حمزہ رضی اللہ عنہ کے مارنے کے واسطے ایک پتھر کے نیچے چھپا سو جب وہ مجھ سے قریب ہوئے تو میں نے ان کو اپنی برچھی ماری اور ان کی خصیوں کی جگہ میں ٹکائی یہاں تک

کہ ان کے دونوں چوتڑ کے درمیان سے پار نکل گئی پس تھا یہ برچھی کا مارنا موت ان کی یعنی حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے سو جب قریش لڑائی سے پھرے تو میں بھی ان کے ساتھ پھرا سو میں مکے میں رہا یہاں تک کہ اس میں اسلام پھیلا اور مکہ فتح ہوا پھر میں طائف کی طرف نکلا یعنی مکے سے بھاگ کر طائف میں چلا گیا سو طائف والوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایلچی بھیجے تو کسی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایلچیوں کو کچھ نہیں کہتے (اور ایک روایت میں ہے کہ جب طائف والوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایلچی بھیجے تا کہ مسلمان ہوں تو مجھ پر زمین تنگ ہوئی سو میں نے چاہا کہ بھاگ کر شام کو چلا جاؤں تو کسی نے مجھ سے کہا کہ تجھ کو خرابی ہو تو مسلمان ہو جا کہ جو مسلمان ہو جائے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قتل نہیں کرتے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ ہوئی مگر کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر کھڑا تھا کلمہ شہادت پڑھتا) سو میں ان کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیکھا تو فرمایا کہ تو وحشی ہے میں نے کہا ہاں فرمایا کیا تو نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا میں نے کہا ہاں البتہ ہوا وہ کام جو آپ کو پہنچا یعنی بے شک میں نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا بھلا ہو مجھ کو بتلا کہ تو نے کس طرح حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب حال کہا) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تجھ سے ہو سکتا ہے کہ تو مجھ سے روپوش ہو جائے کہ میں تجھ کو نہ دیکھوں سو میں نکلا اور یعنی میں بہت پچھتایا کہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ دیکھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نہ دیکھا یہاں تک کہ فوت ہوئے (اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے وحشی

جا چلا جا اور اللہ کی راہ میں جہاد کر جیسے تو لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا کرتا تھا) سو جب حضرت ﷺ فوت ہوئے تو مسیلمہ کذاب نے جھوٹی پیغمبری کا دعوی کیا تو میں نے کہا کہ البتہ میں مسیلمہ کذاب کی طرف نکلتا ہوں شاید کہ اس کو مار ڈالوں اور اس کو حمزہ رضی اللہ عنہ کے برابر کروں یعنی تا کہ اس سے میرا وہ گناہ معاف ہو کہ ایک بہترین لوگوں کا ہے اور دوسرا بدترین لوگوں کا ہے سو میں مسلمانوں کے ساتھ نکلا سو ہوا امر اس کے سے جو ہوا یعنی لڑائی اس کی سے اور قتل ہوئے ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم کی سے اس لڑائی میں جو اس کے اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان ہوئی اور مسلمانوں کو فتح ہوئی اور مسیلمہ کذاب مارا گیا کما سیاتی وحشی نے کہا سو ناگہاں میں نے دیکھا کہ مسیلمہ دیوار کی ایک سرنگ میں کھڑا ہے جیسے اونٹ ہے خاکستری رنگ اس کا رنگ راکھ کی طرح ہے اور شاید یہ لڑائی کی گرد سے تھا اس کے بال پریشان ہیں سو میں نے اس کو برچھی ماری یعنی وہی برچھی جس کے ساتھ حمزہ رضی اللہ عنہ کو مارا تھا سو میں نے اس کو اس کے سینے میں رکھا یہاں تک کہ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان سے پار نکل گئی کہا اس نے اور ایک انصاری مرد اس کی طرف کودا سو اس نے اس کی چوٹی پر تلوار ماری عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک لڑکی نے گھر کی چھت سے کہا کہ امیر المومنین یعنی مسیلمہ کذاب کو ایک کالے غلام نے قتل کیا۔

فائدہ: یہ جو اس لڑکی نے کہا کہ امیر المومنین کو ایک کالے غلام نے قتل کیا تو اس میں تائید ہے واسطے قول وحشی کے کہ اس نے مسیلمہ کو قتل کیا تھا لیکن یہ جو اس لڑکی نے مسیلمہ کو امیر المومنین کہا تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ مسیلمہ تو یہ دعوی کرتا تھا کہ وہ اللہ کی طرف سے پیغمبر مرسل ہے اور اس کے تابعدار اس کو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہتے تھے اور امیر المومنین کا لقب دینا اس کے بعد پیدا ہوا ہے اور پہلے پہل یہ لقب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیا گیا اور یہ مسیلمہ کے قتل

ہونے سے بہت مدت پیچھے ہے پس چاہیے کہ اس میں تامل کیا جائے اور وحشی کی حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے بیان ہے اس چیز کا کہ تھا اس پر وحشی نہایت فہم اور فراست سے اور مناقب بہت ہیں واسطے حمزہ رضی اللہ عنہ کے اور اس میں ہے کہ آدمی برا جانتا ہے یہ کہ دیکھے اس شخص کو جو اس کے قریبی یا دوست کو ایذا دے اور نہیں لازم آتا اس سے واقع ہونا اس ہجرت کا جو منع ہے درمیان ان کے اور یہ کہ اسلام ڈھا دیتا ہے پہلے گناہوں کو اور بچاؤ کرنا لڑائی میں اور یہ کہ نہ حقیر جانے آدمی اس میں کسی کو اس واسطے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے وحشی کو اس دن ضرور دیکھا ہوگا لیکن انہوں نے اس سے پرہیز نہ کیا واسطے حقیر جاننے کے کہ اس کی طرف سے ان کو ایذا پہنچی اور ذکر کیا ابن اسحاق نے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلاش کو نکلے سو ان کو نالے کے درمیان پایا ان کے ناک کان کافروں نے کاٹ ڈالے ہیں سو فرمایا کہ اگر صفیہ رضی اللہ عنہا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن غمناک نہ ہوتی اور اس کا ڈر نہ ہوتا کہ میرے پیچھے طریقہ مسنون ٹھہر جائے گا تو البتہ میں ان کو وہیں چھوڑ دیتا تا کہ قیامت کے دن درندوں کے پیٹوں اور پرندوں کی پوٹوں سے اٹھائے جاتے اور جبرائیل علیہ السلام آسمان سے اترے اور کہا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کا نام آسمان میں اسد اللہ اور اسد رسول لکھا گیا ہے یعنی اللہ اور اس کے رسول کا شیر پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قسم کھائی کہ میں ان میں ستر آدمیوں کے ناک کان کاٹوں گا سو یہ آیت اتری ﴿وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ﴾. (النحل: ۱۲۶) اور ایک روایت میں ہے کہ مشرکوں نے مسلمانوں کے مردوں کے ناک کان کاٹ ڈالے تو انصار نے کہا کہ اگر ہم کبھی ان پر غالب ہوئے تو البتہ ہم ان پر زیادتی کریں گے سو جب فتح مکہ کا دن ہوا تو ایک مرد نے پکارا کہ نہیں ہیں قریش آج کے بعد سو اللہ نے یہ آیت اتاری یعنی جو ابھی مذکور ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش سے باز رہو اے رب ہمارے بلکہ ہم صبر کرتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ مَا أَصَابَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِرَاحِ يَوْمَ أُحُدٍ.

باب ہے بیان میں ان زخموں کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ احد کے دن لگے۔

فائدہ: اس کا کچھ بیان پہلے گزر چکا ہے بَابٌ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ میں اور مجموع اس چیز کا کہ خبروں میں مذکور ہے یہ ہے کہ مجروح ہوا چہرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور توڑا گیا دانت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور زخمی ہوا رخسار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور نیچے کی لب اندر سے اور چھیلا گیا گھٹنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ (فتح)

۳۷۶۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ

۳۷۶۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخت غضب ہوا اللہ کا اس قوم پر جس نے اللہ کے پیغمبر سے ایسا کیا اشارہ کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دانت مبارک کے ٹوٹ جانے پر نہایت سخت ہوا غضب اللہ کا اس

عَلٰى قَوْمٍ فَعَلُوْا بِنَبِيِّهٖ يُشِيْرُ إِلٰى رَبَاعِيَتِهٖ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى رَجُلٍ يَّقْتُلُهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

مرد پر جس کو رسول اللہ ﷺ قتل کریں اللہ کی راہ میں۔

فائدہ: اور اوزاعی سے روایت ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ جب جنگ احد کے دن حضرت ﷺ کو زخم لگا تو آپ ﷺ کسی چیز سے خون پونچھنے لگے یعنی اس کو کسی چیز سے پونچھ ڈالا اور اگر اس سے کچھ چیز زمین پر پڑتی تو البتہ تم پر آسمان سے عذاب اترتا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی میری قوم کو بخش کہ وہ نہیں جانتے۔

٣٧٦٦۔ حَدَّثَنِيْ مَخْلَدُ بْنُ مَالِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ دَمَّوْا وَجْهَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣٧٦٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہایت غضب ہے اللہ کا اس مرد پر جس کو رسول اللہ ﷺ قتل کریں اللہ کی راہ میں سخت غضب ہوا اللہ کا اس قوم پر جنہوں نے اللہ کے پیغمبر کا چہرہ خون آلودہ کیا یعنی اس کو زخمی کیا یہاں تک کہ اس سے خون نکلا۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

٣٧٦٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ أَنَّهٗ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَعْرِفُ مَنْ كَانَ يَغْسِلُ جُرْحَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ يَسْكُبُ الْمَآءَ وَبِمَا دُوْوِيَ قَالَ كَانَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْسِلُهٗ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ يَسْكُبُ الْمَآءَ بِالْمِجَنِّ فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ أَنَّ الْمَآءَ لَا

٣٧٦٧۔ ابو حازم سے روایت ہے اس نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے سنا اور حالانکہ کسی نے ان سے حضرت ﷺ کے زخم کا حال پوچھا سو انہوں نے کہا خبر دار قسم ہے اللہ کی البتہ میں پہچانتا ہوں اس کو جو حضرت ﷺ کا زخم دھوتا تھا اور جو پانی ڈالتا تھا اور اس چیز کو کہ اس سے حضرت ﷺ کی دوا ہوئی کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیٹی اس کو دھوتی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال سے اس پر پانی ڈالتے تھے سو جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پانی سے خون زیادہ ہوتا ہے تو چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر جلایا اور اس کو اس پر چمٹایا سو خون بند ہوا اور اس دن آپ ﷺ کا دانت توڑا گیا اور آپ ﷺ کا چہرہ

يَزِيْدُ الدَّمَ إِلَّا كَثْرَةً أَخَذَتْ قِطْعَةً مِنْ حَصِيْرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَئِذٍ وَجُرِحَ وَجْهُهُ وَكُسِرَتِ الْبَيْضَةُ عَلٰى رَأْسِهِ.

زخمی ہوا اور خود آپ ﷺ کے سر پر ٹوٹ گیا۔

فائدہ: اور واضح کیا ہے سعید بن عبدالرحمٰن نے ابو حازم سے اس چیز کو کہ روایت کی ہے طبرانی نے اس کے طریق سے سبب آنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کا طرف احد کی اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جب جنگ احد کا دن ہوا اور مشرکین پلٹ گئے تو عورتیں اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف نکلیں تا کہ ان کو مدد دیں تو ان عورتوں میں فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی نکلیں سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کو گلے لگایا اور آپ ﷺ کے زخموں کو پانی سے دھونے لگیں سو دھونے سو خون اور زیادہ ہوا سو جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ خون زیادہ ہوتا جاتا ہے تو چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر جلایا اور اس کو اس پر چمٹایا سو خون بند ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ چٹائی کو جلایا یہاں تک کہ راکھ ہوگئی سو وہ راکھ لے کر اس پر رکھی یہاں تک کہ خون بند ہوا اور حدیث اخیر میں کہا کہ پھر حضرت ﷺ نے اس دن فرمایا کہ سخت غضب ہوا اللہ کا اس قوم پر جنہوں نے پیغمبر کے چہرے کو خون آلود کیا پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا الٰہی میری قوم کو بخش دے کہ وہ نہیں جانتے اور ایک روایت میں ہے کہ جنگ احد کے دن ابن قمیہ نے حضرت ﷺ کے چہرے کو زخمی کیا سو اس نے حضرت ﷺ کو کہا کہ لو مجھ سے یہ زخم اور میں ابن قمیہ ہوں سو حضرت ﷺ نے اس کو بد دعا دی کہ اللہ تجھ کو ذلیل اور خوار کرے سو وہ اپنے گھر والوں کی طرف پھرا پھر اپنی بکریوں کی طرف نکلا تو ان کو پہاڑ کی چوٹی پر پایا اور وہ ان میں گھسا تو بکریوں کے نر نے اس پر حملہ کیا اور اس کو ایسا سینگ مارا کہ پہاڑ سے گرایا سو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے دوا کرنی اور یہ کہ پیغمبر لوگ بھی تکلیف پہنچائے جاتے ہیں ساتھ عوارض دنیاوی کے زخموں اور دردوں اور بیماریوں سے تا کہ ان کے واسطے اس سے اجر بڑا ہو اور درجہ بلند ہو اور تا کہ پیروی کریں ساتھ ان کے تابعدار ان کے صبر میں ناگوار چیزوں پر اور نیک عاقبت واسطے پرہیز گاروں کے ہے۔ (فتح)

۳۷۶۸۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُ نَبِيٌّ وَاشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ دَمّٰى وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۷۶۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہایت غضب ہے اللہ کا اس شخص پر جس کو پیغمبر قتل کرے اور سخت عذاب ہوا اللہ کا اس پر جس نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو خون آلود کیا۔

بَابٌ ﴿اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جنہوں نے قبول کیا حکم اللہ اور اس کے رسول کا بعد اس کے کہ ان کو زخم پہنچا۔

فائدہ: یعنی یہ باب ہے بیچ بیان سبب نازل ہونے اس کے کے اور یہ کہ وہ جنگ احد کے متعلق ہے کہا ابن اسحاق نے کہ جنگ احد ہفتے کا دن تھا شوال کی پندرھویں کو سو جب احد کے بعد اگلا دن ہوا یعنی سولھویں شوال کی تو حضرت ﷺ کے مناوی نے لوگوں میں پکارا کہ دشمن کی طلب کے واسطے نکلو اور نہ نکلے ساتھ ہمارے مگر جو کل احد میں ہمارے ساتھ تھا سو جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے ساتھ جانے کے واسطے آپ ﷺ سے اجازت مانگی حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکلنے سے حضرت ﷺ کی غرض یہ تھی کہ دشمن گمان کریں کہ جو مسلمانوں کو مصیبت پہنچی ہے یعنی ستر آدمیوں کے قتل ہونے سے اس نے ان کو دشمن کی طلب سے سست نہیں کیا سو جب حضرت ﷺ حمراء الاسد میں پہنچے تو سعید بن ابو معبد خزاعی آپ ﷺ سے ملا اور آپ ﷺ سے اصحاب رضی اللہ عنہم کی تعزیت کی پھر اس نے آپ ﷺ کو بتلایا کہ ملا تھا وہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو اور حالانکہ وہ روحا میں تھے اور اپنے جی میں پشیمان تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے محمد ﷺ کے بڑے بڑے اشراف اصحاب رضی اللہ عنہم کو مار ڈالا اور ہم پھرے پہلے اس سے کہ ان کی جڑ کو اکھاڑیں یعنی اگر ہم نہ پھرتے تو خوب ہوتا اور انہوں نے مدینے کی طرف پھرنے کا ارادہ کیا سو خبر دی ان کو معبد نے کہ نکلے ہیں محمد ﷺ تمہاری طلب میں ایسی فوج میں کہ میں نے اس کی مانند کبھی نہیں دیکھی ان لوگوں سے جو مدینے میں پیچھے رہے تھے تو موڑا ان کو اس خبر نے ان کی رائے سے سو وہ مکے کی طرف پلٹ گئے۔ (فتح)

۳۷۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ أَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ قَالَتْ لِعُرْوَةَ يَا ابْنَ أُخْتِيْ كَانَ أَبَوَاكَ مِنْهُمُ الزُّبَيْرُ وَأَبُوْ بَكْرٍ لَّمَّا أَصَابَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَصَابَ يَوْمَ أُحُدٍ وَّانْصَرَفَ عَنْهُ الْمُشْرِكُوْنَ خَافَ أَنْ يَّرْجِعُوْا قَالَ مَنْ

۳۷۶۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کے نزول میں کہ جنہوں نے قبول کیا حکم اللہ اور اس کے رسول کا بعد اس کے کہ ان کو زخم پہنچا اور جو ان میں سے نیک اور پرہیزگار ہیں ان کو ثواب ہے بڑا عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے میرے بھانجے تھے باپ تیرے زبیر رضی اللہ عنہ ان میں سے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ جب احد کے دن حضرت ﷺ کو جو مصیبت پہنچی اور مشرکین آپ ﷺ سے پلٹ گئے تو حضرت ﷺ ڈرے اس سے کہ پھر آئیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ ان کے پیچھے جائے تو مسلمانوں میں سے ستر مردوں نے

يَذْهَبُ فِي إِثْرِهِمْ فَانْتَدَبَ مِنْهُمْ سَبْعُونَ رَجُلًا قَالَ كَانَ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَّالزُّبَيْرُ.

آپ ﷺ کا حکم قبول کیا ان میں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

فائدہ: اور ان میں سے تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ وغیرہم اور ذکر کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے باب کی حدیث میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ مِّنْهُمْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَالْيَمَانُ وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ.

باب ہے بیان میں ان لوگوں کے جو جنگ احد کے دن مسلمانوں میں سے شہید ہوئے ان میں سے ہیں حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور یمان رضی اللہ عنہ اور انس بن نضر رضی اللہ عنہ اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ۔

فائدہ: چونکہ حمزہ رضی اللہ عنہ پس پہلے گزر چکا ہے ذکر ان کا جدا باب میں اور اسی طرح یمان رضی اللہ عنہ وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد ہیں پس پہلے گزر چکا ہے ذکر ان کا بیچ اخیر باب اذ همت طائفتان کے اور اسی طرح نضر بن انس رضی اللہ عنہ پس یہ خطا ہے اور ٹھیک بات یہ ہے کہ وہ انس بن نضر رضی اللہ عنہ ہیں اور چنانچہ نضر بن انس رضی اللہ عنہ سو وہ ان کا بیٹا ہے اور وہ اس وقت چھوٹے تھے اور اس کے بعد بہت زمانہ جیتے رہے اور تحقیق پہلے گزر چکا ہے ان بابوں میں ان لوگوں میں سے کہ اس میں شہید ہوئے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ جابر رضی اللہ عنہ کے والد ہیں اور مشہور لوگوں میں سے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ ہیں جو تیر اندازوں کے سردار تھے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ اور مالک بن سنان رضی اللہ عنہ اور اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ اور بھائی حسان رضی اللہ عنہ کا اور حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ المعروف بغسیل الملائکۃ اور خارجہ بن زید اور عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ اور واسطے ہر ایک کے ان میں سے قصہ ہے مشہور نزدیک اہل مغازی کے۔ (فتح)

٢٧٧٠۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِّنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ أَكْثَرَ شَهِيْدًا أَعَزَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ أُحُدٍ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ سَبْعُوْنَ قَالَ وَكَانَ بِئْرُ مَعُوْنَةَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٣٧٧٠۔ قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نہیں جانتا کسی قوم کو عرب کی قوموں میں سے زیادہ تر شہید ہونے میں اور عزیز تر قیامت کے دن انصار سے یعنی انصاری لوگ سب قوموں سے زیادہ تر شہید ہوئے اور قیامت کے دن بھی انصار کو سب عرب سے زیادہ عزت ہوگی کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے اور حدیث بیان کی ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ انصار میں سے ستر مرد جنگ احد کے دن شہید ہوئے اور ستر بئر معونہ کے دن شہید ہوئے اور ستر یمامہ کے دن شہید ہوئے اور بئر معونہ

وَسَلَّمَ وَيَوْمُ الْيَمَامَةِ عَلٰى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ يَوْمَ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ.

حضرت ﷺ کے زمانے میں تھا اور یمامہ کا دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تھا مسیلمہ کذاب کی لڑائی کا دن۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ستر مرد انصار میں سے جنگ احد کے دن مارے گئے تو یہی ہے مقصود بالذکر اس حدیث سے اس جگہ اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ سب انصار میں سے تھے اور یہ اسی طرح ہے مگر تھوڑے ان میں سے اور با ترتیب بیان کیے ہیں ابن اسحاق نے نام ان کے جو مسلمانوں میں سے جنگ احد میں شہید ہوئے سو پہنچی گنتی ان کی پینسٹھ کو ان میں سے اور چار مہاجرین میں سے ہیں اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن انصار میں سے چونسٹھ مارے گئے اور مہاجرین میں سے چھ اور یہ جو کہا کہ بئر معونہ کے دن ستر مارے گئے تو اس کی شرح قریب آتی ہے اور واضح ہوگا کہ سب انصار میں سے نہ تھے بلکہ بعض مہاجرین میں سے تھے مثل عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور نافع بن ورقا رضی اللہ عنہ وغیرہ کے۔ (فتح)

٣٧٧١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِّلْقُرْاٰنِ فَإِذَا أُشِيْرَ لَهُ إِلٰى أَحَدٍ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ أَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَآئِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوْا.

٣٧٧١۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ احد کے شہیدوں میں سے دو دو لاشوں کو ایک کپڑے میں جمع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان میں سے زیادہ کس کو قرآن یاد ہے سو جب آپ ﷺ کے واسطے ایک طرف اشارہ کیا جاتا تو اس کو قبر میں آگے کرتے یعنی اس کو قبلے کی طرف مقدم کرتے گویا کہ وہ امام ہوتا بسبب قاری ہونے کے اور فرمایا کہ میں ان پر گواہ ہوں گا قیامت کے دن اور حکم کیا ان کے دفن کرنے کا ان کے خونوں میں اور نہ ان پر نماز پڑھی گئی اور نہ ان کو غسل دیا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے۔ اور یہ جو کہا کہ ان کا جنازہ نہ پڑھا گیا تو جواب دیا ہے اس سے بعض حنفیہ نے بایں طور کہ وہ نافی ہے اور اس کا غیر مثبت ہے اور جواب دیا گیا ہے کہ مثبت مقدم ہے اوپر نفی کے جو غیر محصور ہو اور چونکہ نفی شے محصور کی جب کہ ہو راوی اس کا حافظ پس تحقیق وہ راجح ہوتی ہے اثبات پر جب کہ ہو راوی اس کا ضعیف مانند اس حدیث کے جس میں ثابت کرنا نماز کا ہے اوپر شہید کے اور بر تقدیر تسلیم ہم کہتے ہیں کہ جن حدیثوں میں شہید کے جنازہ پڑھنے کا ذکر آیا ہے وہ فقط حمزہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہیں پس احتمال ہے کہ ہو یہ اس قسم سے کہ خاص کیے گئے ہیں ساتھ اس کے حمزہ رضی اللہ عنہ ساتھ فضیلت کے اور جواب دیا گیا ہے کہ خاصہ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور جواب دیا جاتا ہے کہ احتمال موقوف رکھتا ہے استدلال کو کہتے ہیں اور ممکن ہے تطبیق بایں طور

کہ اس دن حضرت ﷺ نے ان پر نماز پڑھی جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر دوسرے دن ان پر نماز پڑھی جیسا کہ ان کے غیر نے کہا۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُو الْوَلِيْدِ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا قُتِلَ أَبِيْ جَعَلْتُ أَبْكِيْ وَأَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَّجْهِهٖ فَجَعَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَوْنِيْ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبْكِيْهِ أَوْ مَا تَبْكِيْهِ مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهٗ بِأَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رُفِعَ.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میرا باپ شہید ہوا یعنی احد کے دن تو میں نے رونا شروع کیا اور میں کپڑا اٹھا کر ان کے منہ کو دیکھنے لگا تو حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم مجھ کو منع کرنے لگے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اس پر مت رو یا فرمایا کہ تو اس پر کیوں روتا ہے ہمیشہ اس پر فرشتے اپنے پروں کا سایہ کیے رہے یہاں تک کہ تم نے ان کی لاش کو اٹھایا۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ یہ نہی واسطے جابر رضی اللہ عنہ کے ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ یہ نہی واسطے فاطمہ بنت عمرو رضی اللہ عنہا کے واسطے ہے جو جابر رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔ (فتح)

۳۷۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُرٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِيْ رُؤْيَايَ أَنِّيْ هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهٗ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهٗ أُخْرٰى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَآءَ بِهِ اللّٰهُ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَأَيْتُ فِيْهَا بَقَرًا وَّاللّٰهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ أُحُدٍ.

۳۷۷۲۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے خواب میں دیکھا کہ میں نے اپنی تلوار کو ہلایا تو وہ اوپر سے ٹوٹ گئی تو اس کا انجام مسلمانوں کی شہادت ہوئی جنگ احد میں پھر میں نے تلوار کو دوسری بار ہلایا تو پھر ثابت ہوگئی آگے سے اچھی تو ناگہاں اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ اللہ نے فتح نصیب کی اور مسلمانوں کی جماعت قائم ہوئی یعنی جنگ احد کے بعد مکہ فتح ہوا اور اسلام کے لشکر نے زور پکڑا اور میں نے خواب میں گائے دیکھی جو ذبح کی جاتی ہے اور اللہ کا فعل بہتر ہے تو اس کا انجام یہ ہوا کہ احد کے دن مسلمان شہید ہوئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ واللّٰہ خیر یعنی اللہ کے نزدیک بہتری ہے اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے انی رایت واللّٰہ خیرا رایت بقرا یعنی قسم ہے اللہ کی میں نے خواب میں خیر کو دیکھا میں نے گائے کو دیکھا اور یہ روایت واضح تر ہے

اور مراد تلوار سے ذوالفقار ہے۔ (فتح)

٣٧٧٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ خَبَّابٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَّضٰى أَوْ ذَهَبَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهٖ شَيْئًا كَانَ مِنْهُمْ مُّصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ يَتْرُكْ إِلَّا نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ خَرَجَ رَأْسُهٗ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوْا بِهَا رَأْسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ الْإِذْخِرَ أَوْ قَالَ أَلْقُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا.

٣٧٧٣۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور ہم اللہ کی رضا مندی چاہتے تھے سو ہمارا اجر اللہ پر واجب ہوا یعنی محض اس کے فضل سے سو ہم سے بعض وہ شخص ہے جو مر گیا اور اپنے ثواب سے کچھ نہ کھایا ان میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے کہ جنگ احد کے دن شہید ہوئے اور نہ پیچھے رہی ان کی کچھ چیز مگر ایک چادر جب ہم اس سے ان کا سر ڈھانکتے تھے تو ان کے پاؤں کھل جاتے تھے اور جب ہم اس سے ان کے پاؤں ڈھانکتے تھے تو ان کا سر کھل جاتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے ان کا سر ڈھانک دو اور ان کے پاؤں پر اذخر کی گھاس ڈال دو اور ہم میں سے بعض وہ شخص ہے جس کا پھل پکا سو وہ اس کو چنتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابٌ أُحُدٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ قَالَهٗ عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اس بیان میں کہ پہاڑ احد ہم کو چاہتا ہے کہا ہے اس کو عباس بن سہل نے ابی حمید سے انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: کہا سہیلی نے کہ نام رکھا گیا ہے احد کا احد واسطے اکیلا ہونے اس کے جدا ہونے اس کے اور پہاڑوں سے اس جگہ یا واسطے اس چیز سے کہ واقع ہوئی اہل اس کے سے توحید کی مدد سے۔ (فتح)

٣٧٧٤۔ حَدَّثَنِيْ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ.

٣٧٧٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم کو چاہتا ہے اور ہم اس پہاڑ کو چاہتے ہیں۔

٣٧٧٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّيْ حَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا.

٣٧٧٥۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہاڑ احد نظر آیا تو فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم کو چاہتا ہے اور ہم اس کو چاہتے ہیں الٰہی بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرام کیا یعنی اس کے حرم میں شکار وغیرہ کرنا درست نہیں اور میں حرام کرتا ہوں جو مدینے کے دونوں طرف پتھریلی زمین کے اندر ہے۔

فائدہ: اور یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احد کے حق میں کئی بار واقع ہوا ہے اور اس کے معنی میں علماء کے کئی قول ہیں کہ یہاں مضاف محذوف ہے اور معنی یہ ہیں کہ اہل احد یعنی احد کے پاس رہنے والے اور مراد ساتھ اس سے انصار ہیں اس واسطے کہ وہ احد کے ہمسائے ہیں دوسرا یہ کہ فرمایا یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے خوشی کے ساتھ زبان حال کے جب کہ آئے سفر سے واسطے قریب ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے اہل سے اور ملاقات کرنے ان کے سے اور یہ فعل دوست کا ہے ساتھ دوست کے تیسرا یہ کہ حب دونوں طرف سے حقیقت پر ہے اور اپنے ظاہر پر واسطے ہونے احد کے بہشت کے پہاڑوں سے جیسا کہ مرفوع حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ احد بہشت کے پہاڑوں سے ہے روایت کی یہ حدیث احمد نے اور ممکن ہے اس سے محبت جیسا کہ جائز ہے اس سے سبحان اللہ کہنا اور تحقیق خطاب کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ خطاب عاقل کے سو فرمایا جب کہ وہ کانپا کہ ٹھہر جا اے احد اور کہا سہیلی نے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے فال نیک کو اور نام نیک کو اور نہیں ہے کوئی نام نیک اس نام سے کہ مشتق ہوا احدیت سے اور باوجود ہونے اس کے مشتق احدیت سے پس اس کے حرفوں کی حرکت رفع ہے یعنی پیش ہے اور یہ مشعر ہے ساتھ بلند ہونے دین احد کے اور اونچا ہونے اس کے پس متعلق ہوئے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے لفظ اور معنی دونوں میں پس خاص کیا گیا ساتھ اس کی فضیلت کے پہاڑوں کے درمیان سے اور کچھ بیان اس کا جہاد میں گزر چکا ہے۔ (فتح)

٣٧٧٦۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّيْ فَرَطٌ لَّكُمْ وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّيْ لَأَنْظُرُ إِلٰى حَوْضِي الْآنَ

٣٧٧٦۔ عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر کو نکلے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہیدوں پر نماز پڑھی جیسے مردے کا جنازہ پڑھتے ہیں پھر منبر کی طرف پھرے سو فرمایا کہ البتہ میں تمہارے واسطے ہراول اور پیشوا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور البتہ میں اپنے حوض کوثر کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں اور قسم ہے اللہ کی میں تم پر اس سے نہیں ڈرتا کہ تم مشرک

وَإِنِّیْ أُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَآئِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِیْحَ الْأَرْضِ وَإِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَیْکُمْ أَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ وَلٰکِنِّیْ أَخَافُ عَلَیْکُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِیْهَا.

ہو جاؤ گے بعد میرے لیکن اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا کے لالچ میں کہیں پڑ کر آپس میں حسد نہ کرنے لگو۔

فائدہ: اس حدیث کا بیان ابھی ہو چکا ہے۔

بَابُ غَزْوَةِ الرَّجِیْعِ وَرِعْلٍ وَّذَکْوَانَ وَبِئْرِ مَعُوْنَةَ وَحَدِیْثِ عَضَلٍ وَّالْقَارَةِ وَعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ وَّخُبَیْبٍ وَّأَصْحَابِهٖ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ أَنَّهَا بَعْدَ أُحُدٍ.

باب ہے بیان میں جنگ رجیع اور رعل اور ذکوان اور بئر معونہ کے اور حدیث عضل اور قارہ کے اور عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اور خبیب رضی اللہ عنہ اور اس کے دس ساتھیوں کے ابن اسحاق نے کہا کہ اس میں عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی کی غزوہ رجیع احد کے بعد واقع ہوا۔

فائدہ: رجیع ایک جگہ کا نام ہے ہذیل کے شہروں سے یہ واقع اس کے قریب ہوا تھا پس نام رکھا گیا ساتھ اس کے اور رعل اور ذکوان عرب کے دو قبیلوں کا نام ہے بنی سلیم کی قوم سے پس نسبت کیا گیا ہے جنگ کو طرف ان کی اور بئر معونہ بھی ایک جگہ کا نام ہے ہذیل کے شہروں سے درمیان مکے اور عسفان کے اور یہ واقعہ معروف ہے ساتھ سریہ قراء کے یعنی قاریوں کا چھوٹا لشکر اور تھا یہ واقع ساتھ بنی رعل اور ذکوان کے جو مذکور ہیں اور اس کا ذکر اسی باب میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آتا ہے اور عضل اور قارہ بھی عرب کے دو قبیلوں کا نام ہے اور قصہ عضل اور قارہ کا رجیع کی جنگ میں تھا نہ بئر معونہ کے لشکر میں اور تفصیل کی ہے ابن اسحاق نے پس ذکر کیا اس نے رجیع کی جنگ کو تیسرے سال کے آخر میں اور بئر معونہ کو چوتھے سال کی ابتدا میں اور نہیں واقع ہوا ذکر عضل اور قارہ کا نزدیک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے صریح طور سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے نزدیک ابن اسحاق کے کہ اس نے احد کا پورا قصہ بیان کرنے کے بعد کہا ذکر یوم رجیع کا حدیث بیان کی ہے مجھ سے عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جنگ احد کے بعد ایک جماعت قبیلہ عضل اور قارہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو انہوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم مسلمان ہوئے ہیں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب رضی اللہ عنہم کو ہمارے ساتھ بھیجیں کہ ہم کو دین کے احکام سمجھائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے چھ مردوں کو ان کے ساتھ بھیجا پس ذکر کیا قصے کو اور پہچانا گیا ساتھ اس کے قول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کہ کہا ابن اسحاق نے کہ یہ حدیث بیان کی ہم سے عاصم بن عمرو نے کہ وہ احد کے بعد تھا اور ضمیر اِنَّهَا کی جنگ رجیع کی طرف پھرتی ہے نہ طرف غزوہ بئر معونہ کے یعنی جنگ رجیع احد کے بعد تھا اور باقی فائدے اس کے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد آئیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

تنبیہ: اس ترجمہ کی چال سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ جنگ رجیع اور بئر معونہ ایک ہی چیز ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں جیسا کہ میں نے اس کو واضح کیا ہے سو غزوہ رجیع کا سریہ عاصم رضی اللہ عنہ اور خبیب رضی اللہ عنہ کا تھا اور وہ کل دس مردوں کا لشکر تھا اور یہ جنگ قبیلہ عضل اور قارہ کے ساتھ تھی اور بئر معونہ ستر قاریوں کا لشکر تھا اور یہ جنگ رعل اور ذکوان کے ساتھ تھی اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے درج کیا ہے ایک کو دوسرے میں واسطے قریب ہونے ایک کے دوسرے سے اور دلالت کرتی ہے اس کے قریب ہونے پر اس سے وہ چیز ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی لحیان اور بنی عصیہ وغیرہم کو اکٹھے بددعا دی اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ بئر معونہ کی خبر اور اصحاب رجیع کی خبر دونوں ایک رات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کی یہ مراد نہیں کہ وہ دونوں ایک قصہ ہیں۔ (فتح)

۳۷۷۷۔ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً عَيْنًا وَّأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ وَّهُوَ جَدُّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى إِذَا كَانَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوْا لِحَيٍّ مِّنْ هُذَيْلٍ يُّقَالُ لَهُمْ بَنُوْ لَحْيَانَ فَتَبِعُوْهُمْ بِقَرِيْبٍ مِّنْ مِّائَةِ رَامٍ فَاقْتَصُّوْا اٰثَارَهُمْ حَتّٰى أَتَوْا مَنْزِلًا نَّزَلُوْهُ فَوَجَدُوْا فِيْهِ نَوَى تَمْرٍ تَزَوَّدُوْهُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالُوْا هٰذَا تَمْرُ يَثْرِبَ فَتَبِعُوْا اٰثَارَهُمْ حَتّٰى لَحِقُوْهُمْ فَلَمَّا انْتَهٰى عَاصِمٌ وَّأَصْحَابُهٗ لَجَئُوْا إِلٰى فَدْفَدٍ وَّجَآءَ الْقَوْمُ فَأَحَاطُوْا بِهِمْ فَقَالُوْا لَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيْثَاقُ إِنْ

۳۷۷۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر جاسوسی کے لیے بھیجا تا کہ قریش کی خبر لائیں اور عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار کیا اور عاصم رضی اللہ عنہ جد ہیں عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سو وہ چلے یہاں تک کہ جب مکے اور عسفان کے درمیان پہنچے تو ذکر کیے گئے واسطے ایک قبیلے کے ہذیل سے جس کو بنولحیان کہا جاتا ہے سو پیچھے لگے ان کے قریب سو تیر انداز کے اور ان کا کھوج پکڑا یہاں تک کہ ایک جگہ میں آئے جس میں اصحاب رضی اللہ عنہم اترے تھے سو انہوں نے ان میں کھجور کی گٹھلیاں پائیں جو انہوں نے مدینے سے خرچ راہ لیا تھا تو انہوں نے کہا کہ یہ مدینے کی کھجور ہے سو ان کے پیچھے پڑے یہاں تک کہ ان سے ملے سو جب عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی چلنے سے باز رہے یعنی بے بس ہوئے تو انہوں نے ایک اونچے ٹیلے کی طرف پناہ لی اور کافروں نے آکر ان کو گھیر لیا اور کہا کہ تمہارے واسطے عہد و پیان ہے کہ اگر تم ہماری طرف اترو تو ہم تم میں سے کسی مرد کو قتل نہیں کریں گے عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تو کافر کے

نَزَلْتُمْ إِلَيْنَا أَنْ لَّا نَقْتَلَ مِنكُمْ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ أَمَّا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ اللّٰهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ فَقَاتَلُوْهُمْ حَتّٰى قَتَلُوْا عَاصِمًا فِيْ سَبْعَةِ نَفَرٍ بِالنَّبْلِ وَبَقِيَ خُبَيْبٌ وَّزَيْدٌ وَّرَجُلٌ اٰخَرُ فَأَعْطَوْهُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ فَلَمَّا أَعْطَوْهُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ نَزَلُوْا إِلَيْهِمْ فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوْا مِنْهُمْ حَلُّوْا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوْهُمْ بِهَا فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ الَّذِيْ مَعَهُمَا هٰذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ فَأَبٰى أَنْ يَّصْحَبَهُمْ فَجَرَّرُوْهُ وَعَالَجُوْهُ عَلٰى أَنْ يَّصْحَبَهُمْ فَلَمْ يَفْعَلْ فَقَتَلُوْهُ وَانْطَلَقُوْا بِخُبَيْبٍ وَّزَيْدٍ حَتّٰى بَاعُوْهُمَا بِمَكَّةَ فَاشْتَرٰى خُبَيْبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ وَّكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ يَوْمَ بَدْرٍ فَمَكَثَ عِنْدَهُمْ أَسِيْرًا حَتّٰى إِذَا أَجْمَعُوْا قَتْلَهُ اسْتَعَارَ مُوْسًى مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ لِيَسْتَحِدَّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ قَالَتْ فَغَفَلْتُ عَنْ صَبِيٍّ لِيْ فَدَرَجَ إِلَيْهِ حَتّٰى أَتَاهُ فَوَضَعَهُ عَلٰى فَخِذِهِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ فَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَ ذَاكَ مِنِّيْ وَفِيْ يَدِهِ الْمُوْسٰى فَقَالَ أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَاكِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ وَكَانَتْ تَقُوْلُ مَا رَأَيْتُ أَسِيْرًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ خُبَيْبٍ لَّقَدْ رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ وَّمَا بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ ثَمَرَةٌ وَّإِنَّهُ لَمُوْثَقٌ فِي الْحَدِيْدِ وَمَا كَانَ إِلَّا رِزْقٌ

ذمہ میں نہیں اترتا الٰہی اپنے پیغمبر ﷺ کو ہمارے حال سے خبر کر دے سو کافر ان سے لڑے اور ان کو تیروں سے مارا یہاں تک کہ عاصم رضی اللہ عنہ سمیت سات آدمیوں کو مار ڈالا اور باقی رہے خبیب رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ اور ایک مرد اور سو کافروں نے ان سے قول قرار کیا سو جب انہوں نے ان کو عہد و پیان دیا تو وہ ان کی طرف اترے سو جب کافروں نے ان پر قابو پا لیا تو ان کی کمانوں کی تانت کھول کر اس سے ان کو باندھا سو کہا تیسرے مرد نے جو ان کے ساتھ تھا یہ پہلا دغا ہے سو اس نے ان کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا سو کافروں نے ان کو کھینچا اور اس کے ساتھ بہت کوشش کی کہ ان کا ساتھ دے اس نے نہ مانا تو انہوں نے اس کو بھی مار ڈالا اور خبیب رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ کو لے کر چلے یہاں تک کہ دونوں کو مکے میں جا بیچا سو خریدا خبیب رضی اللہ عنہ کو حارث بن عامر کی اولاد نے اور خبیب رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن حارث کو قتل کیا تھا سو خبیب رضی اللہ عنہ ان کے پاس قید رہے یہاں تک کہ جب سب نے ان کے قتل پر اتفاق کیا تو انہوں نے حارث کی کسی بیٹی سے استرا مانگا زیر ناف بال لینے کے لیے اس نے ان کو دیا وہ عورت کہتی ہے سو میں اپنے ایک بچے سے غافل ہوئی وہ خبیب رضی اللہ عنہ کی طرف چلا گیا یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچا انہوں نے اس کو اپنی ران پر بٹھایا سو جب میں نے اس کو دیکھا تو میں بہت گھبرائی کہ انہوں نے میرا گھبرانا پہچانا اور ان کے ہاتھ میں استرا تھا سو انہوں نے کہا کہ کیا تو ڈرتی ہے کہ میں اس کو قتل کروں گا میں یہ کام ہرگز نہیں کروں گا اگر اللہ نے چاہا اور وہ عورت کہتی تھی کہ میں نے کبھی کوئی قیدی خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر نہیں دیکھا البتہ میں نے ان کو دیکھا کہ انگور کا گچھا کھاتے تھے اور

رَزَقَهُ اللّٰهُ فَخَرَجُوْا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فَقَالَ دَعُوْنِيْ أُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ تَرَوْا أَنَّ مَا بِيْ جَزَعٌ مِّنَ الْمَوْتِ لَزِدْتُّ فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ هُوَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا ثُمَّ قَالَ مَا أُبَالِيْ حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَّشَأْ يُبَارِكْ عَلٰى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٍ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهُ وَبَعَثَتْ قُرَيْشٌ إِلٰى عَاصِمٍ لِّيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِّنْ جَسَدِهٖ يَعْرِفُوْنَهُ وَكَانَ عَاصِمٌ قَتَلَ عَظِيْمًا مِّنْ عُظَمَآئِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَبَعَثَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُّسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوْا مِنْهُ عَلٰى شَيْءٍ.

اس وقت کے میں پھل نہ تھا اور وہ لوہے کی زنجیروں میں بندھا تھا اور نہ تھا وہ مگر رزق اللہ نے ان کو روزی دی سو ان کو لے کر حرم سے باہر نکلے تا کہ ان کو قتل کریں خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ کو چھوڑو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں پھر نماز پڑھ کر ان کی طرف پھرے اور کہا کہ اگر اس کا خیال نہ ہوتا کہ تم گمان کرو گے کہ میں موت کے خوف سے بے قرار ہوں تو البتہ میں نماز کو زیادہ کرتا یعنی دو رکعت اور پڑھتا سو پہلے پہل انہوں نے قتل ہونے کے وقت دو رکعت نماز پڑھنے کی سنت جاری کی پھر خبیب رضی اللہ عنہ نے ان کو بد دعا دی سو کہا کہ الٰہی گن ان کے عدد کو یعنی ان کو ہلاک کر اور ان کی جڑ اکھاڑ اور کسی کو ان میں سے باقی نہ چھوڑ پھر انہوں نے کہا کہ مجھ کو کچھ پرواہ نہیں جبکہ میں مسلمانی کی حالت میں مارا جاؤں جس کروٹ پر کہ ہو اللہ کی راہ میں مرنا میرا اور یہ مرنا میرا اللہ کی راہ میں ہے اور اگر اللہ چاہے تو برکت کرے گا بیچ اعضاء بدن کے جو کاٹا جاتا ہے پھر عقبہ بن حارث اس کی طرف اٹھ کھڑا ہوا سو اس نے ان کو قتل کیا اور قریش نے چند آدمیوں کو عاصم رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا یعنی جبکہ ان کو خبر ہوئی یہ کہ عاصم رضی اللہ عنہ مارے گئے ہیں یہ کہ عاصم رضی اللہ عنہ کے بدن سے کچھ گوشت کاٹ لائیں جس سے ان کو ان کا مرنا معلوم ہو اور عاصم رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن ان کے ایک بڑے رئیس کو مارا تھا سو اللہ نے ان پر بدلی کی طرح بھڑوں کا ایک جھنڈ بھیجا تو بھڑوں نے ان کو قریش کے ایلچیوں سے بچایا سو وہ ان کے بدن سے کچھ چیز نہ کاٹ سکے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ خبیب رضی اللہ عنہ ان کے پاس قید رہے یعنی یہاں تک کہ حرمت والے چار مہینے گزر گئے اور ایک روایت میں موہب سے ہے کہ خبیب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میری حفاظت میں تھے کہ اے موہب میں تجھ سے تین

چیزیں چاہتا ہوں ایک یہ کہ تو مجھ کو میٹھا پانی پلائے اور ایک یہ کہ جو جانور بتوں پر ذبح کیا جائے اس کا گوشت مجھ کو نہ کھلائے اور یہ کہ جب میرے مارنے کا ارادہ کرے تو مجھ کو بتلا دے اور یہ جو اس عورت نے کہا کہ میں اپنے بچے سے غافل ہوئی تو ایک روایت میں ہے کہ اس کا ایک چھوٹا بچہ تھا سو بچہ اس کی طرف آگے بڑھا خبیب رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے پاس بٹھایا تو عورت ڈری کہ اس کو مار ڈالے سو ان کو قسم دی اور ایک روایت میں ہے کہ خبیب رضی اللہ عنہ نے بچے کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ اللہ نے مجھ کو تم پر قابو دیا سو اس عورت نے کہا کہ مجھ کو تجھ سے یہ گمان نہ تھا کہ تو میرے بچے کو مار ڈالے تو خبیب رضی اللہ عنہ نے استرے کو اس کی طرف پھینکا اور کہا کہ میں تو خوش طبعی کرتا تھا اور یہ جو کہا کہ نہ تھا وہ مگر رزق جو اللہ نے ان کو دیا تو ابن بطال نے کہا کہ ممکن ہے کہ اللہ نے بنایا ہو اس کو نشانی اوپر کافروں کے اور دلیل واسطے پیغمبر اپنے کے واسطے صحیح کرنے پیغمبری ان کی کے کہا اور لیکن جو دعوی کرتا ہے آج کے دن اس کے واقع ہونے کا درمیان مسلمانوں کے تو اس کی کوئی وجہ نہیں اس واسطے کہ مسلمان دین میں داخل ہو چکے ہیں اور پیغمبری کے ساتھ یقین رکھتے ہیں پس کیا معنی ہیں واسطے ظاہر کرنے نشانی اور کرامت کے نزدیک ان کے اور اگر نہ ہوتا اس کے جائز رکھنے میں مگر یہ کہ کہے کوئی جاہل کہ جب جائز ہے ظاہر ہونا ان نشانیوں کا اوپر ہاتھ غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو کیوں کر ہم تصدیق کریں ان کو اپنے پیغمبر سے اور فرض کی ہوئی یہ بات ہے کہ پیغمبر کے سوا غیر کے ہاتھ پر یہ نشانی ظاہر ہوتی ہے تو البتہ ہوتا ہے اس کے انکار میں قطع کرنا واسطے ذریعہ کے یہاں تک کہ کہا کہ مگر یہ کہ ہو واقع ہونا اس کا اس قسم سے کہ نہ عادت کے مخالف ہو اور نہ ذات کو بدلے مثل اس کے کہ تکریم کرے اللہ بندے کی ساتھ قبول کرنے دعا کے کبھی کسی وقت اور مانند اس کے اس قسم سے کہ ظاہر ہو اس میں فضیلت فاضل کی اور کرامت ولی کی اور اسی قسم سے ہے بچانا اللہ کا عاصم رضی اللہ عنہ کو تا کہ ان کا دشمن ان کی عزت خراب نہ کرے اور حاصل یہ ہے کہ ابن بطال نے میانہ روی اختیار کی ہے درمیان اس شخص کے جو ثابت کرتا ہے کرامت اور جو نفی کرتا ہے اس کی پس کہا اس نے کہ ثابت وہ چیز ہے کہ جاری ہے ساتھ اس کے عادت بعض لوگوں کی کبھی کبھی یعنی جو کرامت عادت کے موافق ہو اس کا واقع ہونا ممکن ہے اور ممتنع وہ ہے جو ذات کو بدل ڈالے مثلا جو کرامت کسی چیز کی ذات کو بدل ڈالے اس کا واقع ہونا ممکن نہیں یہ قول ابن بطال کا ہے اور مشہور اہل سنت سے ثابت کرنا کرامتوں کا ہے مطلق یعنی ہر قسم کی کرامت کا واقع ہونا ممکن ہے یعنی خواہ بعض لوگوں کی عادت کے موافق ہو یا کسی چیز کی ذات بدل جائے لیکن مستثنیٰ کیا ہے بعض محققین نے اس میں سے مانند ابوالقاسم القشیری کی اس چیز کو کہ واقع ہوا ہے ساتھ اس کے مقابلہ واسطے بعض پیغمبروں کے کافروں سے پس کہا کہ نہیں پہنچتے طرف مثل پیدا کرنے اولاد کے بغیر باپ کے اور مانند اس کے اور یہ مذہب قریب تر ہے طرف انصاف کی سب مذہبوں سے اس واسطے کہ قبول ہونا دعا کا فی الحال اور بہت ہونا کھانے اور پانی کا اور مکاشفہ ہونا سامنے نظر آنا اس چیز کا کہ آنکھ سے چھپی ہو اور پیش گوئی کرنا یعنی آئندہ کی خبر دینا

اور مانند اس کی بہت ہے یہاں تک کہ ہو گیا ہے واقع ہونا اس کا صالحین سے مانند عادت کی پس بند ہوئی کرامت اس چیز میں کہ کہا ہے اس کو قشیری نے اور متعین ہوا قید کرنا اس شخص کے قول کا جو مطلق کہتا ہے کہ جو معجزہ کہ پیغمبر ﷺ سے پایا جائے جائز ہے واقع ہونا اس کا واسطے کرامت ولی کے اور اس سب بیان کے بعد یہ ہے کہ جو بات عام کے نزدیک قرار پا چکی ہے یہ ہے کہ خرق عادت کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ جس سے یہ واقع ہو وہ اللہ کے ولیوں میں سے ہے اور یہ غلطی ہے اس شخص کی جو اس کا قائل ہے اس واسطے کہ خارق یعنی امر مخالف عادت کے کبھی ظاہر ہوتا ہے جھوٹے کذاب کے ہاتھ پر جادوگر اور کاہن اور درویش بے دین سے پس محتاج ہے وہ شخص جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اوپر ولایت ولی کے طرف فارق کی جو فرق کرے درمیان ان کے اور اولی تر اس چیز سے جس کو انہوں نے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ جس کے ہاتھ پر خارق عادت واقع ہو اس کے حال کا امتحان کیا جائے پس اگر شرع کے حکموں کا پابند ہو اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرنے والا ہو تو وہ نشانی ہے اس کے ولی ہونے کی اور اگر شرع کے احکام کا پابند نہ ہو تو وہ ولی نہیں ہے بلکہ جھوٹا ہے یعنی جادوگر ہے یا کاہن ہے یا راہب اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور یہ جو انہوں نے کہا کہ الٰہی ان کو ہلاک کر اور کسی کو ان میں سے باقی نہ چھوڑ تو ایک روایت میں زیادہ ہے کہ خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الٰہی میں نہیں پاتا تو حضرت ﷺ کو میرا سلام پہنچائے سو تو پہنچا دے اس روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب خبیب رضی اللہ عنہ سولی کی لکڑی پر اٹھائے گئے تو انہوں نے کافروں کو بددعا دی تو ان میں سے ایک مرد زمین سے چمٹ گیا واسطے خوف سے ان کی بددعا سے سو ایک سال ان پر نہ گزرا کہ سب کے سب مارے گئے سوائے اس مرد کے جو زمین سے چمٹ گیا تھا کہ وہ بچ رہا اور ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے آ کر ان کی خبر حضرت ﷺ کو دی حضرت ﷺ نے فرمایا علیک السلام یا خبیب رضی اللہ عنہ یعنی اور سلام تجھ کو اے خبیب رضی اللہ عنہ قتل کیا اس کو قریش نے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب کافروں نے اس میں ہتھیار رکھا اور وہ سولی پر چڑھائے گئے تھے تو ان کو قسم دے کر پکارا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ محمد ﷺ تمہاری جگہ سولی دیے جائیں خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں قسم ہے اللہ کی میں نہیں چاہتا کہ میرے بدلے حضرت ﷺ کے پاؤں میں کانٹا لگے اور یہ جو کہا کہ عاصم رضی اللہ عنہ نے ان کے ایک بڑے رئیس کو مارا تھا تو شاید وہ عقبہ بن ابی معیط تھا کہ عاصم رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت ﷺ کے حکم سے باندھ کر مارا تھا بعد اس کے کہ پھرے بدر سے اور یہ جو کہا کہ اللہ نے بھڑوں کا جھنڈ بھیجا (تو وہ ان کے سامنے اڑتے تھے اور ان کو کاٹتے تھے) پس انہوں نے ان کو ان کے گوشت کاٹنے سے روکا اور ایک روایت میں یہی ہے کہ عاصم رضی اللہ عنہ نے اللہ سے عہد کیا ہوا تھا کہ وہ مشرک کو ہاتھ نہ لگائے اور نہ کوئی مشرک ان کو ہاتھ لگائے کبھی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ان کی خبر پہنچی تو کہا کہ نگاہ رکھتا ہے اللہ مسلمان بندے کو بعد وفات اس کی کے جیسا کہ نگاہ رکھتا ہے اس کو اس کی زندگی میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے قیدی کے یہ کہ باز رہے امان کے قبول کرنے سے اور نہ قدرت دے

اپنی جان پر کافر کو اگرچہ قتل کیا جائے واسطے عار کے اس سے کہ جاری ہوا اس پر حکم کافر کا یہ کہ حکم اس وقت ہے جبکہ شدت کو لینا چاہے اور اگر رخصت کو لینا چاہے تو اس کو جائز ہے کہ امان مانگے حسن بصری نے کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں اور سفیان ثوری نے کہا کہ میں اس کو مکروہ جانتا ہوں اور اس میں پورا کرنا عہد کا ہے جو مشرکین سے ہو چکا ہے اور پرہیز کرنے ان کی اولاد سے قتل کرنے سے اور نرمی کرنے ساتھ اس شخص کے کہ ارادہ کیا گیا ہے قتل کرنے اس کے کا اور اس میں ثابت کرنا ہے کرامت اولیاء کا اور بددعا دینی مشرکوں کو عام طور سے اور نماز پڑھنا وقت قتل ہونے کے اور اس میں بنانا شعر کا ہے اور پڑھنا اس کا وقت قتل کے اور اس میں دلالت ہے اوپر قوت یقین خبیب رضی اللہ عنہ کی اور شدت ان کی کے اپنے دین میں اور اس میں ہے کہ اللہ مبتلا کرتا ہے اپنے بندے مسلمان کو ساتھ اس چیز کے کہ چاہتا ہے جیسا کہ اس کے علم میں پہلے گزر چکا ہے تا کہ اس کو ثواب دے اور اگر تیرا اللہ چاہتا تو اس کو نہ کرتے اور اس میں قبول ہونا مسلمان کی دعا کا ہے اور اکرام اس کا زندگی میں اور بعد مرنے کے اور سوائے اس کے اور فوائد سے جو تامل سے ظاہر ہوتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قبول کیا اللہ نے اس کی دعا کو بیچ بچانے گوشت اس کے مشرکین سے اور نہ منع کیا ان کو ان کے قتل کرنے سے واسطے اس چیز کے کہ ارادہ کیا اللہ نے اکرام کرنے اس کے سے ساتھ شہادت کے اور اس کی کرامت سے ہے بچانا اس کا ہتک عزت اس کی سے ساتھ کاٹنے اس کے اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر مشرکین قریش تعظیم کرتے حرم مکہ سے اور تعظیم حرام کے مہینوں سے۔ (فتح)

٣٧٧٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ الَّذِيْ قَتَلَ خُبَيْبًا هُوَ أَبُوْ سِرْوَعَةَ.

٣٧٧٨۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جس نے خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا وہ ابوسروعہ تھا۔

فائدہ: ابوسروعہ کا نام عقبہ بن حارث ہے اور عقبہ سے روایت ہے کہ میں نے خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کیا بلکہ ابومیسرہ نے ان کو قتل کیا تھا۔

٣٧٧٩۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّحَاجَةٍ يُّقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ فَعَرَضَ لَهُمْ حَيَّانِ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ رِعْلٌ وَّذَكْوَانُ عِنْدَ بِئْرٍ يُّقَالُ لَهَا بِئْرُ مَعُوْنَةَ فَقَالَ الْقَوْمُ وَاللّٰهِ مَا إِيَّاكُمْ أَرَدْنَا

٣٧٧٩۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر آدمیوں کو کسی کام کے واسطے بھیجا ان کو قاری کہا جاتا تھا یعنی وہ اصحاب رضی اللہ عنہم قرآن کے قاری تھے سو پیش آئے ان کو ساتھ جنگ کے دو قبیلے قوم بنی سلیم میں سے یعنی رعل اور ذکوان نزدیک کنویں کے جس کا بئر معونہ کہا جاتا ہے تو قوم مسلمانوں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم نے تمہارا ارادہ نہیں کیا یعنی ہمارا ارادہ تم سے لڑنے کا نہیں ہم تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی

إِنَّمَا نَحْنُ مُجْتَازُوْنَ فِيْ حَاجَةٍ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلُوْهُمْ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَهْرًا فِيْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ وَذٰلِكَ بَدْءُ الْقُنُوْتِ وَمَا كُنَّا نَقْنُتُ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَسَأَلَ رَجُلٌ أَنَسًا عَنِ الْقُنُوْتِ أَبَعْدَ الرُّكُوْعِ أَوْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِّنَ الْقِرَآءَةِ قَالَ لَا بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِّنَ الْقِرَآءَةِ.

کام کے واسطے جاتے ہیں تو کافروں نے ان کو مار ڈالا تو حضرت ﷺ نے ایک مہینے نماز فجر میں ان پر بددعا کی اور یہ ابتداء قنوت کا ہے اور ہم اس سے پہلے قنوت نہیں پڑھتے تھے کہا عبدالعزیز راوی نے کہ ایک مرد نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا قنوت رکوع کے بعد ہے یا قرأت سے فارغ ہونے کے وقت انہوں نے کہا نہیں بلکہ وقت فارغ ہونے کے قرأت سے۔

فائدہ: قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کام یہ تھا کہ قبیلہ رعل وغیرہم نے مدد مانگی تھی حضرت ﷺ سے دشمن پر تو حضرت ﷺ نے ان کو ستر انصاریوں سے مدد دی اور ایک روایت میں ہے کہ رعل اور ذکوان اور عصیہ اور بنولحیان حضرت ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے گمان کیا ہے ہم مسلمان ہوئے ہم اپنی قوم پر آپ ﷺ سے مدد مانگتے ہیں اور جائز ہے کہ انہوں نے ظاہر میں حضرت ﷺ سے مدد مانگی ہو اور ان کی نیت دغا کرنے کی ہو اور احتمال ہے کہ انہوں نے اسلام کی دعوت کرنے کے واسطے مدد مانگی ہو نہ واسطے لڑائی کے اور یہ جو کہا کہ وہ قاری تھے تو بیان کیا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ وہ دن کو لکڑیاں لاتے تھے اور رات کو نماز پڑھتے تھے اور قرآن کا درس کرتے تھے اور سیکھتے تھے۔ (فتح)

٣٧٨٠۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَدْعُوْ عَلٰى أَحْيَآءٍ مِّنَ الْعَرَبِ.

٣٧٨٠۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مہینہ قنوت پڑھی رکوع کے بعد عرب کی کئی قوموں پر بددعا کرتے تھے۔

٣٧٨١۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رِعْلًا وَّذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِيْ لَحْيَانَ اسْتَمَدُّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَدُوٍّ فَأَمَدَّهُمْ بِسَبْعِيْنَ مِنَ الْأَنْصَارِ كُنَّا نُسَمِّيْهِمُ الْقُرَّآءَ فِيْ زَمَانِهِمْ

٣٧٨١۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رعل اور ذکوان اور عصیہ اور بنولحیان نے حضرت ﷺ سے مدد مانگی دشمن پر سو حضرت ﷺ نے ان کو ستر قاریوں سے مدد دی ہم اس زمانے میں ان کا نام قاری رکھتے تھے وہ دن کو لکڑیاں لاتے تھے اور رات کو نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ جب کنوئیں معونہ میں پہنچے تو کافروں نے ان کو مار ڈالا اور ان کے ساتھ دغا کیا سو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی حضرت ﷺ نے ایک

كَانُوْا يَحْتَطِبُوْنَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّوْنَ بِاللَّيْلِ حَتّٰى كَانُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ قَتَلُوْهُمْ وَغَدَرُوْا بِهِمْ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُوْ فِي الصُّبْحِ عَلٰى أَحْيَآءٍ مِّنْ أَحْيَآءِ الْعَرَبِ عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِيْ لَحْيَانَ قَالَ أَنَسٌ فَقَرَأْنَا فِيْهِمْ قُرْاٰنًا ثُمَّ إِنَّ ذٰلِكَ رُفِعَ بَلِّغُوْا عَنَّا قَوْمَنَا أَنَّا لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ يَدْعُوْ عَلٰى أَحْيَآءٍ مِّنْ أَحْيَآءِ الْعَرَبِ عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِيْ لِحْيَانَ زَادَ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ أُولٰٓئِكَ السَّبْعِيْنَ مِنَ الْأَنْصَارِ قُتِلُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ قُرْاٰنًا كِتَابًا نَحْوَهُ.

مہینہ قنوت پڑھی بددعا کرتے تھے صبح کی نماز میں چند قوموں پر عرب کی قوموں سے رعل پر اور ذکوان پر اور عصیہ پر اور بنو لحیان پر انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم نے ان کے حق میں قرآن پڑھا پھر یہ قرآن منسوخ ہوا یعنی تلاوت اس کی کہ ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے ملے سو وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم کو راضی کیا اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے روایت کی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھی عرب کی چند قوموں پر بددعا کرتے تھے رعل پر اور ذکوان پر اور عصیہ پر اور بنولحیان پر اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ستر قاری انصار میں تھے شہید ہوئے کنویں معونہ میں قرآن کے معنی کتاب ہیں۔

فائدہ: ذکر بنولحیان کا اس قصے میں وہم ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بنولحیان تو خبیب رضی اللہ عنہ کے قصے میں تھے رجیع کے جنگ میں جو اس سے پہلے ہے۔(فتح)

٣٧٨٢۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ خَالَهُ أَخٌ لِّأُمِّ سُلَيْمٍ فِيْ سَبْعِيْنَ رَاكِبًا وَّكَانَ رَئِيْسَ الْمُشْرِكِيْنَ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ خَيَّرَ بَيْنَ ثَلَاثِ خِصَالٍ فَقَالَ يَكُوْنُ لَكَ أَهْلُ السَّهْلِ وَلِيْ أَهْلُ

٣٧٨٢۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ماموں کو ستر سواروں میں بھیجا اور مشرکین کا سردار عامر بن طفیل تھا اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیز میں اختیار دیا سو کہا کہ گنوار لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت رہیں اور شہری لوگ میرے ماتحت رہیں یا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں یا میں دو ہزار اہل غطفان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑوں گا سو عامر کو ام فلاں کے گھر میں طاعون پہنچا یعنی پس ظاہر ہوئی اس کے

الْمَدَرِ أَوْ أَكُوْنُ خَلِيْفَتَكَ أَوْ أَغْزُوْكَ بِأَهْلِ غَطَفَانَ بِأَلْفٍ وَّأَلْفٍ فَطُعِنَ عَامِرٌ فِيْ بَيْتِ أُمِّ فُلَانٍ فَقَالَ غُدَّةٌ كَغُدَّةِ الْبَكْرِ فِيْ بَيْتِ امْرَأَةٍ مِّنْ اٰلِ فُلَانٍ ائْتُوْنِيْ بِفَرَسِيْ فَمَاتَ عَلٰى ظَهْرِ فَرَسِهٖ فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخُوْ أُمِّ سُلَيْمٍ وَّهُوَ رَجُلٌ أَعْرَجُ وَرَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ فُلَانٍ قَالَ كُوْنَا قَرِيْبًا حَتّٰى اٰتِيَهُمْ فَإِنْ اٰمَنُوْنِيْ كُنْتُمْ قَرِيْبًا وَإِنْ قَتَلُوْنِيْ أَتَيْتُمْ أَصْحَابَكُمْ فَقَالَ أَتُؤْمِنُوْنِيْ أُبَلِّغْ رِسَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ وَأَوْمَئُوْا إِلٰى رَجُلٍ فَأَتَاهُ مِنْ خَلْفِهٖ فَطَعَنَهٗ قَالَ هَمَّامٌ أَحْسِبُهٗ حَتّٰى أَنْفَذَهٗ بِالرُّمْحِ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَلُحِقَ الرَّجُلُ فَقُتِلُوْا كُلُّهُمْ غَيْرَ الْأَعْرَجِ كَانَ فِيْ رَأْسِ جَبَلٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْنَا ثُمَّ كَانَ مِنَ الْمَنْسُوْخِ إِنَّا قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثِيْنَ صَبَاحًا عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَبَنِيْ لَحْيَانَ وَعُصَيَّةَ الَّذِيْنَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کان کی جڑ سے ایک غدود بڑی مانند اس غدود کی جو اونٹ پر ظاہر ہوتی ہے سو اس نے کہا کہ پہنچا مجھ کو طاعون مثل غدود اونٹ کی بیچ گھر ایک عورت کے فلانے کی آل سے میرا گھوڑا میرے پاس لاؤ اور اس کا گھوڑا لایا گیا وہ اس پر سوار ہوا سو اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر مر گیا سو چلا حرام رضی اللہ عنہ اور ایک مرد لنگڑا اور ایک مرد فلاں کی اولاد سے حرام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم دونوں مجھ سے قریب رہو یہاں تک کہ میں ان کے پاس جاؤں سو اگر انہوں نے مجھ کو امان دی تو تم مجھ سے قریب ہو گے اور اگر انہوں نے مجھ کو مار ڈالا تو تم اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جانا یعنی باقی اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس کہ تمہارے ساتھ ہیں سو حرام رضی اللہ عنہ نے جا کر کافروں سے کہا کہ کیا تم مجھ کو امان دیتے ہو کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچاؤں سو وہ ان سے حدیث بیان کرنے لگا سو کافروں نے ایک مرد کی طرف اشارہ کیا اس نے ان کو پیچھے سے آ کر نیزہ مارا یہاں تک کہ اس کو ان کی ایک طرف سے دوسری طرف نکالا ان نے کہا اللہ اکبر قسم ہے کعبے کے رب کی میں نے مراد پائی یعنی شہادت سو ملا مرد یعنی حرام رضی اللہ عنہ کا ساتھی ساتھ مسلمانوں کے سو کافروں نے سب مسلمانوں کو مار ڈالا سوائے لنگڑے کے کہ وہ پہاڑ کی چوٹی پر تھے یعنی وہ پہاڑ کے چوٹی پر چڑھ گئے سو اللہ نے ہم پر ان کے حق میں قرآن اتارا پھر اس کی تلاوت منسوخ ہوئی یعنی پس نہ باقی رہا واسطے اس کے حکم حرمت قرآن کا مانند حرام ہونے اس کے جنبی پر اور سوائے اس کے اور وہ قرآن یہ ہے کہ بے شک ہم اپنے رب سے ملے سو وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم کو راضی کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ بددعا کی قبیلے رعل پر اور ذکوان پر اور بنولحیان پر اور عصیہ پر جنہوں نے اللہ

اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

فائدہ: یہ جو کہا فلحق الرجل سو احتمال ہے کہ مراد اس مرد سے حرام رضی اللہ عنہ کا ساتھی ہو یعنی وہ مرد مسلمانوں سے ملا اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے قاتل حرام رضی اللہ عنہ کا ہو یعنی اس نے حرام رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا پھر وہ مرد نیزہ مارنے والا اپنی قوم مشرکین سے ملا پھر سب جمع ہو کے مسلمانوں پر جا پڑے اور ان کو مار ڈالا یا یہ معنی ہیں کہ وہ مرد حرام رضی اللہ عنہ کا ساتھی حرام کے ساتھ ملا یعنی کافروں نے ان کو اور ان کے ساتھی کو بھی مار ڈالا اور یا یہ معنی ہیں کہ جس نے حرام رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا تھا وہ قوم مشرکین میں ملا اور سب نے مل کر مسلمانوں کا مار ڈالا۔ (فتح)

٣٧٨٣۔ حَدَّثَنِيْ حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لَمَّا طُعِنَ حَرَامُ بْنُ مِلْحَانَ وَكَانَ خَالَهُ يَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ قَالَ بِالدَّمِ هٰكَذَا فَنَضَحَهُ عَلٰى وَجْهِهِ وَرَأْسِهِ ثُمَّ قَالَ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ.

٣٧٨٣۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جب حرام رضی اللہ عنہ کو بئر معونہ کے دن نیزہ لگا اور وہ انس رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے تو انہوں نے خون لیا اس طرح یعنی زخم کی جگہ سے اور اس کو اپنے منہ اور سر پر چھڑکا پھر کہا قسم ہے رب کعبہ کی میں مراد کو پہنچا۔

٣٧٨٤۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ فِي الْخُرُوْجِ حِيْنَ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْأَذٰى فَقَالَ لَهُ أَقِمْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَطْمَعُ أَنْ يُّؤْذَنَ لَكَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ ذٰلِكَ قَالَتْ فَانْتَظَرَهُ أَبُوْ بَكْرٍ فَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ظُهْرًا فَنَادَاهُ فَقَالَ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّمَا هُمَا ابْنَتَايَ فَقَالَ أَشَعَرْتَ أَنَّهُ قَدْ أُذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ

٣٧٨٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت مانگی جبکہ کافروں نے ان کو سخت تکلیف دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی امید رکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو بھی امید ہے سو ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کے لیے منتظر رہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ظہر کے وقت ان کے پاس آئے اور ان کو پکارا اور فرمایا کہ اپنے پاس والوں کو نکال دے یعنی تاکہ ہماری بات کو کوئی اور نہ سنے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ تو دونوں میری بیٹیاں ہیں یعنی میرے پاس کوئی غیر آدمی نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے جانا کہ بے شک مجھ کو

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الصُّحْبَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّحْبَةَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِي نَاقَتَانِ قَدْ كُنْتُ أَعْدَدْتُهُمَا لِلْخُرُوْجِ فَأَعْطَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَاهُمَا وَهِيَ الْجَدْعَاءُ فَرَكِبَا فَانْطَلَقَا حَتَّى أَتَيَا الْغَارَ وَهُوَ بِثَوْرٍ فَتَوَارَيَا فِيْهِ فَكَانَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ غُلَامًا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ أَخُوْ عَائِشَةَ لِأُمِّهَا وَكَانَتْ لِأَبِيْ بَكْرٍ مِنْحَةٌ فَكَانَ يَرُوْحُ بِهَا وَيَغْدُوْ عَلَيْهِمْ وَيُصْبِحُ فَيَدَّلِجُ إِلَيْهِمَا ثُمَّ يَسْرَحُ فَلَا يَفْطُنُ بِهِ أَحَدٌ مِّنَ الرِّعَاءِ فَلَمَّا خَرَجَ خَرَجَ مَعَهُمَا يُعْقِبَانِهِ حَتّٰى قَدِمَا الْمَدِيْنَةَ فَقُتِلَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ يَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ.

ہجرت کی اجازت ہوئی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چاہتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ساتھ ہو گے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں کہ میں نے ان کو ہجرت کے واسطے تیار رکھا ہے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک اونٹنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور اس کا نام جدعا تھا سو دونوں سوار ہوئے اور چلے یہاں تک کہ ثور پہاڑ کی غار میں آئے اور اس میں چھپے اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ جو عبداللہ بن طفیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مادری بھائی کا غلام تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک اونٹنی شیر دار تھی وہ اس کے ساتھ صبح شام اہل مکہ میں کرتا تھا اور پچھلی رات دونوں کے پاس دودھ پلانے جاتا تھا پھر وہاں سے بکریوں کو ہانکتا تھا تو کوئی چرواہا اس کو معلوم نہ کرتا تھا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور سے نکلے تو عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ مدینے کی طرف نکلا کہ دونوں باری باری سے اس کو اپنے پیچھے چڑھاتے تھے یہاں تک کہ مدینے میں آئے سو شہید ہوئے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بئر معونہ کے دن۔

فائدہ: یہ حدیث پوری اور اس کی شرح ہجرت کے بابوں میں گزر چکی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ اس ٹکڑے کو واسطے ذکر عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے تاکہ تنبیہ کریں اس پر کہ وہ سابقین میں سے تھے۔(فتح)

وَعَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ قَالَ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ فَأَخْبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ لَمَّا قُتِلَ الَّذِيْنَ بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ وَأُسِرَ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ قَالَ لَهُ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ مَنْ هٰذَا فَأَشَارَ إِلٰى قَتِيْلٍ فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ هٰذَا عَامِرُ بْنُ

عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قاری لوگ بئر معونہ میں شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ قید ہوئے تو عامر بن طفیل نے ان سے کہا کہ یہ کون ہے اور ایک مقتول کی طرف اشارہ کیا تو عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ یہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں عامر بن طفیل نے کہا البتہ میں نے ان کو شہید

فُهَيْرَةَ فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ مَا قُتِلَ رُفِعَ إِلَى السَّمَآءِ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَنْظُرُ إِلَى السَّمَآءِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأَرْضِ ثُمَّ وُضِعَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرُهُمْ فَنَعَاهُمْ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَكُمْ قَدْ أُصِيْبُوْا وَإِنَّهُمْ قَدْ سَأَلُوْا رَبَّهُمْ فَقَالُوْا رَبَّنَا أَخْبِرْ عَنَّا إِخْوَانَنَا بِمَا رَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا فَأَخْبَرَهُمْ عَنْهُمْ وَأُصِيْبَ يَوْمَئِذٍ فِيْهِمْ عُرْوَةُ بْنُ أَسْمَآءَ بْنِ الصَّلْتِ فَسُمِّيَ عُرْوَةُ بِهِ وَمُنْذِرُ بْنُ عَمْرٍو سُمِّيَ بِهِ مُنْذِرًا.

ہونے کے بعد دیکھا کہ ان کی لاش آسمان کی طرف اٹھائی گئی یہاں تک کہ میں آسمان کی طرف دیکھتا ہوں جو ان کے اور زمین کے درمیان ہے پھر ان کی لاش زمین پر رکھی گئی سو حضرت ﷺ کو ان کی خبر آئی حضرت ﷺ نے ان کے مرنے کی خبر دی اور فرمایا کہ تمہارے ساتھی شہید ہوئے اور بے شک انہوں نے اللہ سے سوال کیا کہ الٰہی ہمارے بھائیوں کو ہمارے حال سے خبر کر دے ساتھ اس کے کہ ہم تجھ سے راضی ہوئے اور تو ہم سے راضی ہو سو اللہ نے ان کو ان کے حال سے خبر دی اور شہید ہوئے ان میں اس دن عروہ بن اسماء رضی اللہ عنہ پس نام رکھا گیا عروہ رضی اللہ عنہ ساتھ اس کے اور منذر بن عمرو پس نام رکھا گیا ساتھ اس کے منذر۔

فائدہ: ذکر کیا ہے واقدی نے کہ فرشتوں نے ان کو چھپایا اور ان کو مشرکوں نے نہ دیکھا یعنی بعد پوشیدہ ہونے کے ان کی لاش کے اور اس میں تعظیم ہے واسطے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے اور ڈراتا ہے واسطے کفار کے اور یہ جو کہا کہ نام رکھا گیا عروہ رضی اللہ عنہ ساتھ اس کے تو بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے ابن زبیر ہیں زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام عروہ رکھا تھا جب کہ ان کے گھر میں پیدا ہوئے ساتھ نام عروہ بن اسماء رضی اللہ عنہ کے اور عروہ بن اسماء رضی اللہ عنہ کے قتل اور عروہ بن زبیر کے پیدا ہونے کے درمیان کئی اوپر دس برس کا فاصلہ ہے اور نام رکھا گیا اس کا منذر یعنی نام رکھا زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا منذر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جدا کیا ہے اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تا کہ بیان کرے موصول کر مرسل سے یعنی پہلی حدیث موصول ہے ساتھ ذکر عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیچ اس کے اور یہ حدیث یعنی قصہ کنویں معونہ کا ہشام بن عروہ نے مرسل بیان کیا ہے اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر نہیں اور وجہ تعلق اس کے کی ساتھ اس کے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے ذکر کی جہت سے ہے اس واسطے کہ ذکر کیا گیا ہے بیچ شان ہجرت کے کہ وہ بھی ان کے ساتھ تھا اور اس میں ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت ﷺ غار سے نکلے تو وہ بھی ان کے ساتھ مدینے کی طرف نکلا۔ (فتح)
اگر کوئی کہے کہ حدیث سابق سے معلوم ہوتا ہے کہ حرام رضی اللہ عنہ عامر بن طفیل کے مرنے کے بعد چلے تھے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ وہ قاریوں کے شہادت کے وقت زندہ تھے تو اس کا جواب یہ ہے لفظ فانطلق حدیث سابق میں اس کے قول بعث پر معطوف ہے نہ مات پر۔

۳۷۸۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

۳۷۸۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک

أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَنَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا يَّدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَيَقُولُ عُصَيَّةُ عَصَتِ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ.

مہینہ قنوت پڑھی بعد رکوع کے رعل اور ذکوان پر بددعا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ عصیہ نے اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

٣٧٨٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الَّذِيْنَ قَتَلُوْا يَعْنِيْ أَصْحَابَهُ بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ ثَلَاثِيْنَ صَبَاحًا حِيْنَ يَدْعُوْ عَلَى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَّلَحْيَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَسٌ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِيْنَ قُتِلُوْا أَصْحَابِ بِئْرِ مَعُوْنَةَ قُرْآنًا قَرَأْنَاهُ حَتَّى نُسِخَ بَعْدُ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا فَقَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِيْنَا عَنْهُ.

٣٧٨٦۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ بددعا کی ان لوگوں پر جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو بئر معونہ میں قتل کیا جب کہ بددعا کرتے تھے رعل اور ذکوان پر اور بنولحیان پر اور عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو اتارا اللہ نے ان لوگوں کے حق میں جو کنویں معونہ میں مارے گئے قرآن جس کو ہم نے پڑھا یہاں تک کہ اس کے بعد منسوخ ہوا ہماری قوم کو پیغام پہنچا دو کہ البتہ ہم اپنے رب سے ملے سو وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم اس سے راضی ہوئے۔

٣٧٨٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوْتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ كَانَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ أَوْ بَعْدَهُ قَالَ قَبْلَهُ قُلْتُ فَإِنَّ فُلَانًا أَخْبَرَنِيْ عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَهُ قَالَ كَذَبَ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا أَنَّهُ كَانَ

٣٧٨٧۔ عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے نماز میں قنوت پڑھنے کا حکم پوچھا انہوں نے کہا ہاں درست ہے میں نے کہا رکوع سے پہلے یا پیچھے کہا اس سے پہلے میں نے کہا کہ فلاں نے مجھ کو تجھ سے خبر دی کہ تم نے کہا ہے کہ رکوع کے بعد ہے کہا وہ جھوٹا ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف ایک مہینہ رکوع کے بعد قنوت پڑھی اس کا بیان یوں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر قاریوں کو ایک قوم مشرکین کی طرف بھیجا تھا اور ان کے اور

بَعَثَ نَاسًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ وَهُمْ سَبْعُوْنَ رَجُلًا إِلٰى نَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ قِبَلَهُمْ فَظَهَرَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا يَّدْعُوْ عَلَيْهِمْ.

حضرت ﷺ کے درمیان عہد تھا ان کی جہت سے پس غالب ہوئے وہ لوگ جن سے حضرت ﷺ کا عہد تھا تو حضرت ﷺ نے ایک مہینہ رکوع کے بعد قنوت پڑھی ان پر بددعا کرتے تھے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ بھیجا حضرت ﷺ نے قاریوں کو طرف ایک قوم مشرکین کی سو قتل کیا قاریوں کو ایک قوم مشرکین نے سوائے ان لوگوں کے جن کے ساتھ حضرت ﷺ کا عہد تھا پس معلوم ہوا کہ جن کے ساتھ عہد تھا وہ اور لوگ تھے اور جنہوں نے اصحاب رضی اللہ عنہم کو قتل کیا وہ اور لوگ تھے اور یہ کہ عہد والے قوم بنی عامر سے تھے اور ان کا سردار ابو براء تھا اور دوسرا گروہ وہ قوم بنی سلیم میں سے تھا اور یہ کہ عامر بن طفیل نے ارادہ کیا دغا بازی کا ساتھ اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت ﷺ کے سو بلایا بنی عامر کو طرف لڑائی ان کی کے سو وہ اس سے باز رہے انہوں نے کہا کہ ہم ابو براء کا ذمہ نہیں توڑتے تو اس نے عصیہ اور ذکوان سے مدد مانگی انہوں نے اس کا کہا مانا سو انہوں نے قاریوں کو مار ڈالا۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَهِيَ الْأَحْزَابُ قَالَ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ كَانَتْ فِيْ شَوَّالٍ سَنَةَ أَرْبَعٍ.

باب ہے بیان میں جنگ خندق کے اور اس کا نام احزاب بھی ہے کہا موسیٰ بن عقبہ نے کہ وہ شوال میں تھا ہجری کے چوتھے سال میں تھا۔

فائدہ: یعنی اس جنگ کے دو نام ہیں ایک خندق اور ایک احزاب اور احزاب کے معنی ہیں کفار کے گروہ اور اس کا نام جنگ خندق اس واسطے رکھا گیا کہ اس میں مدینے کے گرد کھائی کھودی گئی تھی حضرت ﷺ کے حکم سے اور یہ تدبیر حضرت ﷺ کو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بتلائی تھی جیسا کہ اصحاب مغازی نے ذکر کیا ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ ہمارے ملک میں یعنی فارس میں دستور تھا کہ جب کوئی ہم کو گھیر لیتا تھا تو ہم اپنے گرد کھائی کھودتے تھے سو حکم کیا حضرت ﷺ نے کھائی کھودنے کا گرد مدینے کے اور کام کیا اس میں ساتھ ذات مبارک اپنی کے واسطے رغبت دینے مسلمانوں کے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس کے کھودنے کی طرف جلدی کی یہاں تک کہ اس سے فارغ ہوئے ادھر سے کفار کے لشکروں نے مسلمانوں کو آ گھیرا اور اس کا نام جنگ احزاب اس واسطے رکھا گیا کہ کافروں کے کئی گروہ جمع ہو کر مسلمانوں پر چڑھ آئے تھے اور وہ قریش تھے اور غطفان اور یہود اور جو ان کے تابع تھے اور تحقیق اللہ نے اتارا ہے اس قصے کو بیچ ابتداء سورہ احزاب کے اور ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے کہ بنی نضیر کے

قتل ہونے کے بعد حیی بن اخطب مکے کی طرف نکلا اور قریش کو مسلمانوں کی لڑائی کی طرف رغبت دلائی اور نکلا کنانہ بن ربیع کوشش کرتا بنی غطفان میں اور رغبت دلاتا تھا ان کو حضرت ﷺ کی لڑائی پر اس شرط پر کہ ان کے واسطے آدھا پھل خیبر کا ہے تو عیینہ بن حصن نے اس کا حکم قبول کیا اور لکھا انہوں نے طرف ہم قسموں اپنے کی بنی اسد سے سو متوجہ ہوا طرف ان کی طلحہ ان لوگوں میں جو اس کے تابع ہوئے اور نکلا ابو سفیان بن حرب ساتھ قریش اور اترے مر الظہران (ایک جگہ کا نام ہے) میں تو بعض لوگ بنی سلیم سے ان کی مدد کو آئے سو سب مل کر بہت بڑا لشکر ہو گیا پس یہ ہیں وہ لوگ جن کا نام اللہ نے احزاب رکھا یعنی کفار کے گروہ اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ کافروں کا لشکر دس ہزار تھا اور مسلمانوں کا لشکر تین ہزار تھا کافر لوگ بیس دن مدینے کو گھیرے رہے نہ تھی درمیان ان کے لڑائی مگر تیر اندازی اور پتھر پھینکنا اس دن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو تیر لگا وہی ان کی موت کا سبب ہوا اور ذکر کیا ہے اہل مغازی نے سبب کفار کے لشکر بھاگنے کا اور یہ کہ نعیم بن مسعود نے ان کے درمیان فتنہ فساد ڈالا سو وہ آپس میں مختلف ہوئے اور یہ حضرت ﷺ کے حکم سے تھا یعنی حضرت ﷺ نے اس کو اس کا حکم کیا تھا کہ ان کے درمیان فتنہ فساد ڈالے پھر اللہ نے نہایت سخت ہوا چلائی کہ اس نے ان کی آگ کو بجھایا اور ان کے خیموں کا اکھاڑ ڈالا تو گھبرا کے سب کافر بھاگ گئے کوئی نہ ٹھہر سکا اور کفایت کی اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی سے۔

٣٧٨٨۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَّهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْهُ وَعَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَهُ.

٣٧٨٨۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ﷺ نے ان کو جنگ احد کے دن ملاحظہ فرمایا اور وہ چودہ برس کے تھے سو ان کو جہاد کی اجازت نہ دی اور پھر ان کو خندق کے دن ملاحظہ فرمایا اور وہ پندرہ برس کے تھے تو ان کو جہاد کی اجازت دی۔

فائدہ: عرض الجیش کے معنی ہیں امتحان کرنا لشکر کے احوال کا پہلے مباشرت قتال کے واسطے نظر کرنے کہ ان کی شکلوں میں اور ان کی منازل کی ترتیب میں اور سوائے اس کے اور کہا کرمانی نے کہ اجازہ کے معنی ہیں کہ ان کو غنیمت سے حصہ دیا اور یہ معنی غلط ہیں اس واسطے کہ جنگ خندق میں غنیمت نہ تھی۔ (فتح)

٣٧٨٩۔ حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٣٧٨٩۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خندق میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھے اور اصحاب رضی اللہ عنہم خندق کھودتے تھے اور ہم اپنے کندھوں پر مٹی اٹھاتے تھے سو حضرت ﷺ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَنْدَقِ وَهُمْ يَحْفِرُوْنَ وَنَحْنُ نَنقُلُ التُّرَابَ عَلٰى أَكْتَادِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ.

نے فرمایا کہ الہٰی سچی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی سو بخش دے مہاجرین اور انصار کو۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ یہ قول ابن رواحہ کا ہے یعنی حضرت ﷺ نے اس کو پڑھا اگر چہ آپ ﷺ کے لفظ سے نہیں حضرت ﷺ اس کے ساتھ شاعر نہیں بنتے اور شاعر تو اس کو کہا جاتا ہے جو قصد کرے شعر کا اور جانے سبب کو اور وتد کو اور اس کے تمام معنی کو زحاف سے اور مانند اس کے سے اسی طرح کہا ابن بطال نے اور علم سبب اور وتد کا آخر تک سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سیکھا ہے لوگوں نے اس کو عروض سے جس کی ترتیب خلیل نے گھڑی اور تھے اشعار جاہلیت کے اور پہلے اور دوسرے طبقے کے اسلام کے شاعروں سے پہلے تصنیف کرنے خلیل کے عروض کو یعنی علم عروض کا خلیل نے بنایا ہے اور اسلام کے پہلے اور دوسرے طبقے کے شاعروں کے شعر اس سے پہلے کے ہیں پس صحیح ہوا قول اس کا کہ سبب کا جاننا شاعری کی شرط ہے۔ (فتح)

۳۷۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَإِذَا الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ فَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ عَبِيْدٌ يَّعْمَلُوْنَ ذٰلِكَ لَهُمْ فَلَمَّا رَأٰى مَا بِهِمْ مِّنَ النَّصَبِ وَالْجُوْعِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ فَقَالُوْا مُجِيْبِيْنَ لَهٗ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا.

۳۷۹۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ خندق کی طرف نکلے سو ناگہاں دیکھا کہ مہاجرین اور انصار خندق کھودتے ہیں سرد صبح میں اور ان کے پاس غلام نہ تھے جو ان کے واسطے یہ کام کرتے یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم اس میں خود اپنے ہاتھ سے اس واسطے کام کرتے تھے وہ اس کی طرف محتاج تھے کوئی غلام خادم ان کے پاس نہ تھا نہ واسطے مجرد رغبت کے بیچ اجر کے سو جب حضرت ﷺ نے دیکھا جو ان کو تکلیف اور بھوک ہے تو فرمایا الہٰی بے شک سچی زندگی آخرت کی زندگی ہے سو بخش دے مہاجرین اور انصار کو تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے حضرت ﷺ کے جواب میں کہا کہ ہم نے محمد ﷺ سے بیعت کی ہے جہاد پر ہمیشہ جب تک ہم زندہ رہیں گے۔

فائدہ: اس حدیث میں بیان ہے اس سبب کا جس کی وجہ سے حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی یعنی نہیں سچی زندگی مگر آخرت کی زندگی الخ اور اس میں ہے کہ شعر کے پڑھنے سے کام میں خوش دلی ہوتی ہے اور ساتھ اس کے جاری

ہوئی ہے عادت ان کی لڑائی میں۔ (فتح)

۳۷۹۱۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَعَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ وَيَنْقُلُوْنَ التُّرَابَ عَلٰى مُتُوْنِهِمْ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا قَالَ يَقُوْلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُجِيْبُهُمْ اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْأٰخِرَهْ فَبَارِكْ فِي الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ قَالَ يُؤْتَوْنَ بِمِلْءِ كَفِّيْ مِنَ الشَّعِيْرِ فَيُصْنَعُ لَهُمْ بِإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ تُوْضَعُ بَيْنَ يَدَيِ الْقَوْمِ وَالْقَوْمُ جِيَاعٌ وَّهِيَ بَشِعَةٌ فِي الْحَلْقِ وَلَهَا رِيْحٌ مُّنْتِنٌ.

۳۷۹۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجرین اور انصار مدینے کے گرد خندق کھودنے لگے اور اپنی پیٹھوں پر مٹی اٹھانے لگے اور وہ کہتے تھے کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے جہاد پر ہمیشہ جب تک ہم زندہ رہیں گے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب میں فرماتے تھے الٰہی سچی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی سو بخش دے مہاجرین اور انصار کو کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ان کو ایک مٹھی جو ملتی تھی بودار چربی کے ساتھ پکا کر مسلمانوں کے آگے رکھی جاتی تھی اور مسلمان بھوکے تھے اور وہ بدمزہ تھی حلق میں بدبودار تھی یعنی نہایت پرانی چربی تھی یہاں تک کہ سڑ کے گندی ہوگئی تھی۔

۳۷۹۲۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَتَيْتُ جَابِرًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيْدَةٌ فَجَآءُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا هٰذِهِ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ فَقَالَ أَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ وَّلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لَّا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِيْبًا أَهْيَلَ أَوْ أَهْيَمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِّيْ إِلَى الْبَيْتِ فَقُلْتُ لِامْرَأَتِيْ رَأَيْتُ

۳۷۹۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خندق کے دن کھائی کھودتے تھے یعنی واسطے روک کے درمیان اپنے اور کافروں کے سو زمین کا ایک قطعہ نہایت سخت یا ایک پتھر سخت آگے آیا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم اس کو کھود نہ سکے سو اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یہ قطعہ زمین کا بڑا سخت ہے جو خندق میں پیش آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خندق میں اترتا ہوں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر پتھر بندھا تھا یعنی بسبب شدت بھوک کے اور ہم تین دن ٹھہرے کوئی چیز نہ چکھی یعنی ہم کو تین دن کوئی چیز کھانے کو نہ ملی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال لے کر اس پر مارا تو ہوگئی وہ زمین ریت پھسلتی جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یا

بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مَّا كَانَ فِي ذٰلِكَ صَبْرٌ فَعِنْدَكِ شَيْءٌ قَالَتْ عِنْدِي شَعِيرٌ وَّعَنَاقٌ فَذَبَحْتِ الْعَنَاقَ وَطَحَنَتِ الشَّعِيرَ حَتّٰى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَجِينُ قَدِ انْكَسَرَ وَالْبُرْمَةُ بَيْنَ الْأَثَافِيِّ قَدْ كَادَتْ أَنْ تَنْضَجَ فَقُلْتُ طُعَيِّمٌ لِّيْ فَقُمْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ قَالَ كَمْ هُوَ فَذَكَرْتُ لَهٗ قَالَ كَثِيرٌ طَيِّبٌ قَالَ قُلْ لَهَا لَا تَنْزِعِ الْبُرْمَةَ وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُّوْرِ حَتّٰى اٰتِيَ فَقَالَ قُوْمُوْا فَقَامَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلٰى امْرَأَتِهٖ قَالَ وَيْحَكِ جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَمَنْ مَّعَهُمْ قَالَتْ هَلْ سَأَلَكَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ ادْخُلُوْا وَلَا تَضَاغَطُوْا فَجَعَلَ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ وَيُخَمِّرُ الْبُرْمَةَ وَالتَّنُّوْرَ إِذَا أَخَذَ مِنْهُ وَيُقَرِّبُ إِلٰى أَصْحَابِهٖ ثُمَّ يَنْزِعُ فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَغْرِفُ حَتّٰى شَبِعُوْا وَبَقِيَ بَقِيَّةٌ قَالَ كُلِيْ هٰذَا وَأَهْدِيْ فَإِنَّ النَّاسَ أَصَابَتْهُمْ مَّجَاعَةٌ.

حضرت ﷺ مجھ کو اجازت ہو کہ میں گھر جاؤں یعنی اور حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی میں نے جا کر اپنی عورت سے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کا ایسا حال دیکھا کہ اس میں صبر نہیں ہو سکتا یعنی بھوک سے نہایت بے قرار ہیں آپ ﷺ کو صبر کرنے کی طاقت نہیں سو کیا تیرے پاس کچھ چیز ہے اس نے کہا میرے پاس کچھ جو ہیں یعنی تین سیر اور ایک بکری کا بچہ سو انہوں نے بکری کا بچہ ذبح کیا اور جو پیسے یہاں تک کہ ہم نے گوشت کو ہانڈی میں ڈالا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حالانکہ آٹا خمیر ہوا تھا اور ہانڈی پتھروں پر تھی پکنے کے قریب تھی سو میں نے کہا یا حضرت ﷺ میرے گھر میں تھوڑا سا کھانا ہے سو آپ ﷺ اور ایک دو اور آدمی چلیں فرمایا کھانا کتنا ہے میں نے آپ ﷺ سے ذکر کیا جتنا تھا آپ ﷺ نے فرمایا بہت ہے اور خوب ہے فرمایا اپنی بیوی سے کہنا کہ نہ نکالے ہانڈی اور نہ روٹی کو تنور سے یہاں تک کہ میں آؤں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اٹھ کھڑے ہو سو مہاجرین کھڑے ہوئے جب جابر رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے پاس گئے تو کہا کہ تیرا بھلا ہو حضرت ﷺ مہاجرین اور انصار کو اور جو ان کے ساتھ ہیں سب کو لائے اس کی بیوی نے کہا کیا تجھ سے حضرت ﷺ نے پوچھا تھا کہ کتنا کھانا ہے انہوں نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا اندر آؤ اور ہجوم نہ کرو سو حضرت ﷺ روٹیوں کو توڑنے لگے اور ہانڈی اور تنور کو ڈھانکتے تھے جب کہ اس سے کچھ لیتے تھے اور اس کو اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے قریب کرتے تھے پھر گوشت کو ہانڈی سے لیتے تھے پس ہمیشہ رہے روٹی توڑتے اور گوشت نکالتے یہاں تک کہ سب کا پیٹ بھر گیا اور کچھ روٹی اور گوشت باقی رہا

فرمایا کو تم کھاؤ اور تحفہ بھیجو اپنے ہمسائیوں کو اس واسطے کہ لوگ
بھوکے ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا یعنی بھوک کے سبب سے اور ایک روایت میں ہے کہ پہنچی ان کو بھوک سخت یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے پیٹ پر پتھر باندھا بھوک کے سبب سے اور فائدہ بیچ پیٹ پر باندھنے کے یہ ہے کہ آدمی بھوک سے ضعیف ہو جاتا ہے سو اس سبب سے پیٹھ کے ٹیڑھا ہونے کا خوف ہوتا ہے سو جب اس پر پتھر رکھا جائے اور اس پر پٹی باندھی جائے تو اس سے پیٹھ قائم رہتی ہے اور کہا کرمانی نے کہ پیٹ پر پتھر کا باندھنا شاید واسطے مٹانے گرمی بھوک کے تھا ساتھ سردی پتھر کے یا اس واسطے کہ وہ پتلے پتھر تھے بقدر پیٹ کے سخت کرتے ہیں انتڑیوں کو پس نہیں تحلیل ہوتی کوئی چیز پیٹ سے پس نہیں حاصل ہوتا ضعف زائد بسبب تحلل کے اور یہ جو کہا کہ ہم نے تین دن کوئی چیز نہ چکھی تو یہ جملہ معترضہ ہے وارد کیا ہے اس کو بیان کرنے سبب کے بیچ باندھنے حضرت ﷺ کے پتھر کو پیٹ پر اور یہ جو کہا کہ ہوگئی ریت پھسلتی تو احمد اور نسائی نے براء سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ نے ہم کو خندق کھودنے کا حکم دیا تو ایک پتھر ہمارے آگے آیا اس میں کدال نہیں لگتا تھا تو ہم نے اس کی حضرت ﷺ سے شکایت کی سو حضرت ﷺ نے آکر کدال لیا اور فرمایا بسم اللہ سو ایک ضرب ماری سو اس کی تہائی توڑ ڈالی اور فرمایا اللہ اکبر مجھ کو شام کے ملک کی کنجیاں ملیں قسم ہے اللہ کی البتہ میں اس کے سرخ محل اب دیکھ رہا ہوں پھر دوسری ضرب ماری سو اس کی ایک تہائی اور توڑ ڈالی سو فرمایا کہ اللہ اکبر مجھ کو فارس کی کنجیاں ملیں قسم ہے اللہ کی البتہ میں مدائن کے سفید محل اب دیکھ رہا ہوں پھر تیسری ضرب ماری اور اس کی باقی تہائی توڑ ڈالی اور فرمایا اللہ اکبر مجھ کو یمن کی کنجیاں ملیں فرمایا قسم ہے اللہ کی البتہ میں صنعاء کے دروازے اپنی اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو دس دس مرد کو دس دس گز کی خندق کی لکیر ماردی کہ اتنے آدمی اتنا اتنا کھودیں اور یہ جو کہا کہ اٹھ کھڑے ہو تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ سب اٹھ کھڑے ہو اور یہ روایت واضح تر ہے اس واسطے کہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ مہاجرین کو خاص نہیں کیا پس مراد یہ ہے کہ کھڑے ہوئے مہاجرین اور جو ان کے ساتھ تھے اور یہ جو اس نے کہا کہ کیا تم سے حضرت ﷺ نے پوچھا تھا کہ کتنا کھانا ہے اس نے کہا ہاں تو اس روایت میں اختصار ہے اور اس کا بیان یونس کی حدیث میں ہے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اتنا شرمایا جس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا میں نے کہا کہ آئی بہت خلقت اوپر ایک صاع جو کے اور ایک بکری کے بچے کے سو میں اپنی عورت کے پاس آیا میں نے کہا کہ تو رسوا ہوئی کہ حضرت ﷺ سب خندق والوں کو ساتھ لائے اس نے کہا کہ کیا حضرت ﷺ نے تجھ سے پوچھا کہ کھانا کتنا ہے میں نے کہا ہاں اس نے کہا اللہ اور اس کا

رسول خوب جانتے ہیں اور حالانکہ ہم نے آپ ﷺ کو خبر دی جو ہمارے پاس ہے تو اس نے میرا سب غم دور کیا اور باب کی آئندہ حدیث میں ہے کہ میں اپنی عورت کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ اللہ تیرے ساتھ ایسا ایسا کرے کہ تو بہت آدمی لایا اور کھانا تھوڑا ہے اور اس حدیث کے ابتداء میں مذکور ہے کہ اس کی عورت نے کہا کہ نہ رسوا کریوں مجھ کو ساتھ حضرت ﷺ کے اور جو آپ ﷺ کے ساتھ ہیں تو میں نے آکر حضرت ﷺ سے چپکے سے کہا اور ان کے درمیان تطبیق یوں ہے کہ اس کی عورت نے اول اس کو وصیت کی تھی کہ حضرت ﷺ کو حال بتلا دے سو جب جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ حضرت ﷺ سب لوگوں کو ساتھ لائے ہیں تو عورت نے گمان کیا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے حال نہیں کہا پھر جب جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو بتلا دیا تھا تو اس کا غم دور ہوا واسطے معلوم کرنے اس عورت کے ساتھ ممکن ہونے خرق عادت کے اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر زیادہ ہونے عقل اس عورت کے اور کمال فضل اس کے اور تحقیق واضح ہوا ہے واسطے اس کے ساتھ جابر رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے کھجور کے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو وصیت کی جب کہ حضرت ﷺ ان کی ملاقات کو گئے کہ حضرت ﷺ سے کلام نہ کرے پھر جب حضرت ﷺ نے پھرنے کا ارادہ کیا تو اس نے حضرت ﷺ کو پکارا کہ یا حضرت ﷺ میرے اور میرے خاوند کے حق میں دعا خیر کیجئے فرمایا اللہ رحمت کرے تجھ پر اور تیرے خاوند پر تو جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو جھڑکا اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو گمان کرتا تھا کہ اللہ اپنے رسول کو میرے گھر میں لائے پھر نکلیں اور میں آپ ﷺ سے دعا نہ مانگوں روایت کیا ہے اس کو احمد نے ساتھ اسناد حسن کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے دس دس آدمیوں کو بٹھایا سو سب نے پیٹ بھر کے کھایا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے کھایا اور اپنے ہمسایوں کو تحفہ بھیجا پھر حضرت ﷺ گھر سے نکلے تو کھانے کی برکت دور ہوئی اور پہلے گزر چکی ہے علامات نبوت میں حدیث انس رضی اللہ عنہ کی بیچ بہت ہونے کھانے تھوڑے کے بھی اور قصے میں جس کے دوہرانے کی حاجت نہیں۔ (فتح)

۳۷۹۳۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيْدًا فَانْكَفَأْتُ إِلَى امْرَأَتِي فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَإِنِّي

۳۷۹۳۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خندق کھودی گئی تو میں نے حضرت ﷺ کو سخت بھوک میں دیکھا سو میں اپنی بیوی کی طرف پھرا اور میں نے کہا کہ کیا تیرے پاس کچھ کھانا ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ بہت بھوکے ہیں سو اس نے میری طرف ایک تھیلا نکالا جس میں تین سیر جو تھے اور ہمارے پاس بکری کا ایک بچہ تھا خوب موٹا میں نے اس کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو پیسے سو وہ فارغ ہوئی میرے

رَأَيْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيْدًا فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍ وَّلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ فَفَرَغَتْ إِلَى فَرَاغِيْ وَقَطَّعْتُهَا فِيْ بُرْمَتِهَا ثُمَّ وَلَّيْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَا تَفْضَحْنِيْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَنْ مَّعَهُ فَجِئْتُهُ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَّنَا وَطَحَنَّا صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ كَانَ عِنْدَنَا فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ مَّعَكَ فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِهَلِّكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى أَجِيْءَ فَجِئْتُ وَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْدُمُ النَّاسَ حَتّٰى جِئْتُ امْرَأَتِيْ فَقَالَتْ بِكَ وَبِكَ فَقُلْتُ قَدْ فَعَلْتُ الَّذِيْ قُلْتِ فَأَخْرَجَتْ لَهُ عَجِيْنًا فَبَصَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ ادْعُ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعِيْ وَاقْدَحِيْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوْهَا وَهُمْ أَلْفٌ فَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَقَدْ أَكَلُوْا حَتّٰى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا وَإِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَإِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ.

فارغ ہونے تک اور اس کا گوشت کاٹ کر ہانڈی میں ڈالا پھر میں حضرت ﷺ کی طرف پھرا سو میری عورت نے کہا کہ نہ رسوا کرنا مجھ کو ساتھ حضرت ﷺ کے اور جو آپ ﷺ کے ساتھ ہیں یعنی ساتھ اس طور کے کہ تو سب کو بلا لائے اور کھانے کے کم ہونے سے شرمندگی ہو سو میں نے آ کر حضرت ﷺ کو چپکے سے کہا میں نے کہا یا حضرت ﷺ ہم نے اپنی بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور میری بیوی نے ایک صاع جو پیسے جو ہمارے پاس تھے سو آپ ﷺ اور چند مرد آپ ﷺ کے ساتھ آئیں تو حضرت ﷺ نے پکارا کہ اے خندق کھودنے والو البتہ جابر رضی اللہ عنہ نے تمہاری دعوت کا کھانا تیار کیا ہے سو جلد چلو سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ تم اپنی ہانڈی کو اتارنا اور نہ روٹی پکانا اپنے آٹے کی یہاں تک کہ میں آؤں سو حضرت ﷺ تشریف لائے لوگوں کے آگے چلتے یہاں تک کہ میں اپنی عورت کے پاس آیا اس نے کہا کہ اللہ تیرے ساتھ ایسا ایسا کرے یعنی اس کو بد دعا دی میں نے اس کو کہا کہ میں نے کیا جو تو نے کہا سو اس نے آپ ﷺ کے واسطے آٹا نکالا حضرت ﷺ نے اس میں منہ مبارک سے لب ڈالی اور برکت کی دعا کی پھر ہماری ہانڈی کی طرف قصد کیا سو اس میں بھی لب ڈالی اور برکت کی دعا کی پھر فرمایا کہ کسی روٹی پکانے والی عورت کو بلا سو چاہیے کہ میرے ساتھ روٹی پکائے اور چمچہ کے ساتھ اپنی ہانڈی سے گوشت نکالو اور اس کو چولہے سے نہ اتارو اور وہ ہزار آدمی تھے سو میں قسم کھاتا ہوں اللہ کی کہ البتہ سب نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہو کر کھانے کو چھوڑ دیا اور پھرے یعنی کھانے اور ہماری ہانڈی بدستور اسی طرح بھری گوشت سے جوش مارتی تھی اور ہمارا

آٹا بھی بدستور اتنا ہی موجود تھا پکتا جاتا تھا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ وہ آٹھ سو یا نو سو تھے اور حکم واسطے عدد زائد کے ہے واسطے زیادہ ہونے علم اس کے اس واسطے کہ قصہ ایک ہے۔ (فتح)

٣٧٩٤۔ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿إِذْ جَآءُوكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ﴾ قَالَتْ كَانَ ذَاكَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ.

٣٧٩٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب آئے تم پر کافر تمہاری اوپر کی طرف سے اور نیچے سے اور پتھرا گئیں آنکھیں اور پہنچے دل گلوں میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آنا کافروں کا خندق کے دن تھا۔

فائدہ: اسی طرح واقع ہوئی ہے اس جگہ یہ حدیث مختصر اور نزدیک ابن مردویہ کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب آئے تمہاری اوپر کی طرف سے کہا مراد اس سے عیینہ بن حصن ہے اور تمہارے نیچے سے کہا کہ مراد اس سے ابو سفیان بن حرب ہے اور بیان کی ہے ابن اسحاق نے صفت اترنے ان کے کی کہا اترے قریش بیچ جگہ جمع ہونے سیلابی پانی کے دس ہزار آدمی تھے اپنے آدمیوں سے اور جو ان کے تابع ہوا بنی کنانہ اور تہامہ سے اور اترے بنو عیینہ ساتھ غطفان کے اور جو ان کے ساتھ تھے اہل نجد سے طرف احد کی نعمان میں اور نکلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سلمان رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ انہوں نے اپنی پیٹھ کوہ سلع کی طرف کی تین ہزار میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کفار کے درمیان خندق تھی اور عورتوں اور اولاد کو بلندیوں پر چڑھایا اور متوجہ ہوا حیی بن اخطب طرف قریظہ کے سو ہمیشہ رہا ساتھ اُن کے کلام کرتا یہاں تک کہ انہوں نے دغا کیا اور عہد توڑ ڈالا جیسا کہ آئندہ باب میں آئے گا اور مسلمانوں کو ان کی دغا بازی کی خبر پہنچی تو سخت ہوئی ساتھ ان کے بلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا یہ کہ دیں عیینہ بن حصن کو اور اس کے ساتھ والوں کو تیسرا حصہ مدینے کے پھلوں کا اس شرط پر کہ پلٹ جائیں تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے منع کیا اور کہا کہ جب ہم اور وہ دونوں شرک پر تھے تو وہ ہم سے کچھ امید نہ رکھتے تھے سو کس طرح کریں ہم یہ کام بعد اس کے کہ اکرام کیا اللہ نے ہم کو ساتھ اسلام کے اور عزت دی ہم کو ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ان کو اپنے مال دیں ہم ان کو نہیں دیں گے مگر تلوار یعنی ہم تلوار کے ساتھ ان سے لڑیں گے سو دشوار ہوا ساتھ مسلمانوں کے گھیراؤ یعنی مسلمان گھیراؤ سے بہت تنگ ہوئے یہاں تک کہ کلام کیا معتب وغیرہ منافقوں نے ساتھ نفاق کے اور اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جب کہنے لگے منافق اور جن کے دل میں بیماری ہے کہ نہیں وعدہ دیا ہم کو اللہ نے اور اس کے رسول نے مگر ساتھ فریب کے کہا ابن اسحاق نے اپنی روایت میں کہ نہیں واقع ہوئی درمیان ان کے لڑائی مگر باہم تیر اندازی لیکن عمرو بن عبد چند سوار لے کر خندق کے ایک تنگ طرف سے گھس آیا یہاں تک کہ پتھریلی

زمین میں پہنچا سو اکیلے نکلے واسطے لڑنے ساتھ اس کے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سو اس کو مار ڈالا پھر کافروں میں سے نوفل ابن عبداللہ نکلا تو اس کو زبیر رضی اللہ عنہ نے مار ڈالا اور باقی سوار شکست کھا کے بھاگ گئے اور روایت کی ہے بیہقی نے دلائل میں کہ ایک مرد نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پایا اس نے کہا اے بھتیجے قسم ہے اللہ کی اگر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پاتا تو کس طرح ہوتا ہم نے اپنے آپ کو دیکھا خندق کی رات سردی اور بارش کی رات میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے کہ جا کر قوم کفار کی خبر لائے اللہ اس کو قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اٹھائے گا سو قسم ہے اللہ کی کوئی کھڑا نہ ہوا پھر دوسری بار فرمایا کہ اللہ اس کو میرے ساتھ اٹھائے گا پھر بھی کوئی نہ اٹھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بھیجئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا میں نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ قید ہو جاؤں فرمایا تو قید نہ ہوگا سو اس نے ذکر کیا کہ وہ چلا اور کافر آپس میں جھگڑے اور اللہ نے ان پر آندھی بھیجی سو نہ چھوڑا اس نے ان کا کوئی خیمہ مگر اس کو ڈھایا اور نہ آگ مگر اس کو بجھایا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ علقمہ بن علاثہ نے کہا کہ اے آل عامر ہوا مجھ سے لڑتی ہے اور کوچ کیا قریش نے اور حالانکہ ہوا نے ان کو ان کے بعض اسباب اٹھانے نہ دیے اور روایت کی ہے حاکم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ ہم نے اپنے آپ کو خندق کے دن دیکھا اور ابوسفیان اور اس کے ساتھی ہم سے اوپر تھے اور قریظہ ہم سے نیچے تھے ہم ڈرتے تھے کہ ہماری اولاد کو کہیں ایذا نہ پہنچا دیں اور نہیں آئی ہم پر کوئی رات کہ سخت تر ہو اس رات سے از روئے اندھیری اور ہوا کے یعنی وہ رات بہت اندھیری تھی اور ہوا نہایت سخت تھی تو منافقین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگنے لگے اور کہتے تھے کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر گزرے اور میں اپنے گھٹنوں پر بیٹھا تھا اور نہ باقی تھا ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مگر تین سو آدمی کہ جا اور قوم کفار کی خبر لا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے دعا کی سو اللہ نے میرا خوف دور کیا سو میں ان کے لشکر میں داخل ہوا سو میں نے ناگہاں دیکھا کہ ہوا ان سے بالشت بھر تجاوز نہیں کرتی تھی یعنی ہوا صرف ان کے لشکر میں تھی آگے پیچھے نہ تھی سو جب میں پھرا تو میں نے چند سوار دیکھے تو انہوں نے کہا کہ خبر دے اپنے ساتھی کو کہ اللہ نے اس کو قوم کفار سے کفایت کی اور اصل حدیث کی نزدیک مسلم کے ہے اور آئندہ حدیث میں وہ چیز آئی ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے متعلق ہے۔ (فتح)

۳۷۹۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰى أَغْمَرَ بَطْنَهُ أَوِ اغْبَرَّ بَطْنُهُ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَوْلَا

۳۷۹۵۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے دن مٹی اٹھاتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ گرد آلود ہوا فرماتے تھے قسم ہے اللہ کی کہ اگر ہم پر اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے اور نہ ہم خیرات کرتے نہ نماز پڑھتے سو اتار دے ہم پر چین کو اور جما دے ہمارے قدموں

اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَّاقَيْنَا إِنَّ الْأُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ أَبَيْنَا أَبَيْنَا.

کو اگر ہم کافروں سے ملیں یعنی لڑائی کے وقت قدم نہ ہٹے بے شک ان کافروں نے ہم پر زیادتی کی جب وہ فتنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم ان کی بات کو نہیں مانتے اور بلند کرتے اپنی آواز کو ہم ان کی بات کو نہیں مانتے ہم ان کی بات کو نہیں مانتے۔

٣٧٩٦۔حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ.

٣٧٩٦۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو فتح نصیب ہوئی مشرق کی ہوا سے اور ہلاک ہوئی قوم عاد کی مغرب کی ہوا سے۔

فائدہ: صبا مشرق کی ہوا کو کہتے ہیں اور دبور مغرب کی ہوا کو کہتے ہیں اور روایت کی ہے احمد نے ابوسعید کی حدیث سے کہ ہم نے خندق کے دن یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کوئی چیز فرما دیں کہ دل گلوں میں پہنچے فرمایا کہ ہاں یا الٰہی ڈھانک ہمارے ستروں کو اور امن دے ہم کو خوف سے سو اللہ نے ہمارے دشمنوں کے منہ کو ہوا سے مارا سو ان کو اللہ نے ہوا سے شکست دی اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے جس ہوا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی وہ مشرق کی ہوا تھی اور پہلے گزر چکا ہے استسقاء میں نکتہ بیچ خاص کرنے مغرب کے ساتھ عاد کے اور صبا کے ساتھ مسلمانوں کے اور معلوم ہوئی ساتھ اس کے وجہ وارد کرنے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس حدیث کو اس جگہ اور یہ کہ اللہ نے مدد دی اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ خندق میں ساتھ ہوا کے اللہ نے فرمایا کہ بھیجی ہم نے ان پر ہوا اور فوجیں جن کو تم نے نہیں دیکھا کہا مجاہد نے غالب کیا اللہ نے ان پر ہوا کو سو اس نے ان کی ہانڈیوں کو الٹ دیا اور ان کے خیموں کو اکھاڑ ڈالا یہاں تک کہ وہاں سے بھاگے اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے بیچ سبب کوچ کرنے ان کے کہ نعیم بن مسعود اشجعی مسلمان ہو کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس کی قوم کو اس کا حال معلوم نہ تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ کسی حیلے سے کافروں کو ہم سے ہٹا دے وہ بنی قریظہ کے یہودیوں کے پاس گیا اور وہ ان کا دوست تھا سو کہا کہ تم میری محبت کو جانتے ہو انہوں نے کہا ہاں سو کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ قریش اور غطفان کا یہ ملک نہیں اور یہ کہ وہ فرصت دیکھیں گے تو اس کو قابو کریں گے نہیں گے تو اپنے شہروں کی طرف پلٹ جائیں گے اور چھوڑ دیں گے تم کو بلا میں ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تم کو ان کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں انہوں نے کہا تیری کیا رائے ہے کہا نہ لڑو ساتھ ان کے یہاں تک کہ ان سے رہن لو انہوں نے اس کی رائے قبول کی پھر وہ قریش کی طرف متوجہ ہوا سو اس نے کہا کہ یہود پشیمان ہوئے کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دغا کیوں کیا سو انہوں نے ایک دوسرے کی طرف آدمی بھیجے کہ پھر اس کی طرف رجوع کریں یعنی انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عذر کر بھیجا

ہے کہ ان کا قصور معاف ہو تو حضرت ﷺ نے ان کو کہلا بھیجا ہے کہ ہم راضی نہیں ہوتے یہاں تک کہ تم قریش کو کہلا بھیجو اور ان کی کوئی چیز گروی رکھو نہیں تو ان کو قتل کرو پھر نعیم بن غطفان کے پاس آیا اور ان سے بھی اسی طرح کہا جب صبح ہوئی تو ابوسفیان نے عکرمہ بن ابی جہل کو بنی قریظہ کی طرف بھیجا کہ ہم پر جگہ تنگ ہوئی اور نہیں پاتے ہم چراگاہ کو سو ہمارے ساتھ نکلو کہ ہم محمد ﷺ سے لڑیں تو قریظہ نے ان کو جواب دیا کہ آج ہفتے کا دن ہے ہم اس میں کوئی کام نہیں کرتے اور ضرور ہے کہ تم کوئی چیز ہمارے پاس رہن رکھو یعنی بطور ضمانت کے تا کہ تم دغا نہ کرو قریش نے کہا کہ یہ وہ چیز ہے کہ ڈرایا تم کو نعیم نے تو قریش نے دوسری بار کسی کو ان کے پاس بھیجا کہ ہم تمہارے پاس کسی چیز کو گروی نہیں رکھتے اگر چاہو تو نکلو یا نہ نکلو قریظہ نے کہا یہ وہ چیز ہے کہ خبر دی ہم کو نعیم نے۔ (فتح)

۳۷۹۷۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يُحَدِّثُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْأَحْزَابِ وَخَنْدَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُهُ يَنْقُلُ مِنْ تُرَابِ الْخَنْدَقِ حَتَّى وَارَى عَنِّي الْغُبَارُ جِلْدَةَ بَطْنِهِ وَكَانَ كَثِيرَ الشَّعَرِ فَسَمِعْتُهُ يَرْتَجِزُ بِكَلِمَاتِ ابْنِ رَوَاحَةَ وَهُوَ يَنْقُلُ مِنَ التُّرَابِ يَقُولُ اللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا إِنَّ الْأُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا وَإِنْ أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا قَالَ ثُمَّ يَمُدُّ صَوْتَهُ بِآخِرِهَا.

۳۷۹۷۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خندق کا دن ہوا اور حضرت ﷺ نے خندق کھودی تو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ خندق سے مٹی نکالتے تھے یہاں تک کہ گرد نے آپ ﷺ کے پیٹ کی کھال کو چھپایا اور آپ ﷺ کے سینے پر بال بہت تھے سو میں نے آپ ﷺ کو سنا ابن رواحہ کے مصرعے پڑھتے تھے اور آپ ﷺ مٹی اٹھاتے تھے اور کہتے تھے الٰہی اگر تیری رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے اور نہ صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے سو اتار دے ہم پر چین کو اور جما دے ہمارے قدموں کو اگر کافروں سے ملیں بے شک ان کافروں نے ہم پر رغبت کی اگر وہ فتنے فساد کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم ان کی بات کو نہیں مانتے پھر دراز کرتے اپنی آواز کو ساتھ آخر اس کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کان کثیر الشعر تو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے سینے پر بہت بال تھے اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ کی صفت میں ہے کہ آپ ﷺ کے سینے کے بال باریک تھے اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ تھے بال آپ ﷺ کے باوجود باریک ہونے کے بہت یعنی گھنگریالے نہ تھے بلکہ دراز تھے شکم تک۔ (فتح)

۳۷۹۸۔ حَدَّثَنِي عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَوَّلُ يَوْمٍ شَهِدْتُهُ يَوْمُ الْخَنْدَقِ.

۳۷۹۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا پہلی لڑائی جس میں میں حاضر ہوا ہوں خندق کا دن ہے۔

۳۷۹۹۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ وَنَسْوَاتُهَا تَنْطُفُ قُلْتُ قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ فَلَمْ يُجْعَلْ لِيْ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ فَقَالَتِ الْحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ وَأَخْشٰى أَنْ يَكُوْنَ فِيْ احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ فَلَمْ تَدَعْهُ حَتّٰى ذَهَبَ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ قَالَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهُ فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيْهِ قَالَ حَبِيْبُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَهَلَّا أَجَبْتَهُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَحَلَلْتُ حُبْوَتِيْ وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُوْلَ أَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَخَشِيْتُ أَنْ أَقُوْلَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ وَتَسْفِكُ الدَّمَ وَيُحْمَلُ عَنِّيْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللّٰهُ فِي الْجِنَانِ قَالَ حَبِيْبٌ حُفِظْتَ وَعُصِمْتَ قَالَ مَحْمُوْدٌ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَنَوْسَاتُهَا.

۳۷۹۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا اور اس کی زلفوں سے پانی ٹپکتا تھا میں نے کہا کہ البتہ جس کام میں لوگ ہیں سو تم دیکھتے ہو اور نہیں ٹھہرائی گئی واسطے میرے خلافت سے کوئی چیز یعنی نہ مجھ کو خلافت ملی اور نہ اس امر میں کچھ اختیار ہے تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ان سے مل کہ وہ تیرے منتظر ہیں اور میں ڈرتی ہوں کہ ہو تیرے رکنے میں ان سے پھوٹ یعنی مسلمانوں میں فتنے فساد کا سبب ہو سو حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ گئے سو جب لوگ جدا جدا ہوئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا سو کہا کہ جو ارادہ کرتا ہو کہ خلافت میں کلام کرے تو چاہیے کہ ہمارے روبرو ہو اور اپنے آپ کو چھپائے نہیں سو البتہ ہم لائق تر ہیں ساتھ اس کے اس سے اور اس کے باپ سے تو حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تو نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا جواب کیوں نہ دیا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں نے اپنے بند کھولے یعنی جواب کے واسطے تیار ہوا میں نے قصد کیا کہ کہوں کہ لائق تر ساتھ اس کے تجھ سے وہ شخص ہے جو تجھ سے اور تیرے باپ سے اسلام پر لڑا اور تم کو اسلام میں داخل کیا یعنی علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کہ وہ تم سے اسلام پر لڑے اور تم اس وقت کافر تھے سو میں ڈرا کہ ایسی بات کہوں کہ جماعت میں پھوٹ ڈالے اور خون بہائے اور محمول کیا جائے قول میرا اوپر غیر مراد میری کے یعنی میرے اس قول سے کوئی شخص اور مطلب

سمجھ لے جو میری مراد نہ ہو سو میں نے یاد کیا جو اللہ نے بہشت میں تیار کیا یعنی واسطے اس شخص کے کہ صبر کرے اور آخرت کو دنیا پر مقدم کرے کہا حبیب رضی اللہ عنہ نے کہ تم محفوظ رہے یعنی تم نے خوب کیا اور تمہاری رائے ٹھیک ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جس کام میں لوگ ہیں سو تم دیکھتے ہو تو مراد اس کی اس سے وہ چیز ہے کہ واقع ہوئی درمیان علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے لڑائی سے صفین میں دن جمع ہونے لوگوں کے منصفی پر درمیان ان کے اس چیز سے کہ اختلاف کیا انہوں نے بیچ اس کے اور بلا بھیجا انہوں نے باقی اصحاب رضی اللہ عنہم کو حرمین وغیرہ سے اور باہم وعدہ کیا جمع ہونے پر تا کہ اس میں غور کریں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بہن سے مشورہ کیا کہ ان کی طرف جائے یا نہیں سو اشارہ کیا حفصہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ جانے کے طرف ان کی واسطے اس خوف کے کہ ان کے نہ جانے سے پھوٹ پیدا ہو جو نوبت پہنچائے طرف ہمیشہ قائم رہنے فتنے کے اور یہ جو کہا کہ جب لوگ جدُا جدا ہوئے یعنی بعد اس کے کہ مختلف ہوئے دونوں منصف کہ ایک دونوں میں سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے تھے اور دوسرے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تھے اور وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ جب جدا ہوئے دونوں منصف اور یہ لفظ تفسیر کرتا ہے مراد کی اور بیان کرتا ہے کہ یہ قصہ صفین میں تھا اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ جب وہ دن ہوا جس میں اجتماع کیا معاویہ رضی اللہ عنہ نے دومۃ الجندل میں تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مناسب نہیں ساتھ تیرے کہ تو پیچھے رہے صلح سے کہ صلح کرے ساتھ اس کے اللہ درمیان امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سالا ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے کہا اور سامنے آئے معاویہ رضی اللہ عنہ اوپر اونٹ بڑے کے سو کہا کہ کون ہے جو خلافت کے طمع کرتا اور امید رکھتا ہے یا اس کی طرف گردن دراز کرے اور یہ جو اس نے کہا سو ہم لائق تر ہیں ساتھ خلافت اس سے اور اس کے باپ سے تو بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے علی رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے عمر رضی اللہ عنہ اور ان کا بیٹا ہے اور اس میں بعد ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تعظیم میں بہت مبالغہ کرتے تھے اور نیز حبیب بن ابی ثابت کی روایت میں واقع ہوا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس دن سے پہلے میرے جی میں دنیا کا خیال نہیں آیا میں نے چاہا کہ کہوں کہ امید رکھتا ہے اس میں وہ شخص جس نے تجھ کو اور تیرے باپ کو اسلام پر مارا یہاں تک کہ تم دونوں کو اس میں داخل کیا پھر مجھ کو بہشت یاد آئی تو میں نے اس سے منہ پھیرا تو اس جگہ سے ظاہر ہوتی ہے مناسبت داخل کرنے اس قصے کی بیچ بیان جنگ خندق کے اس واسطے کہ ابوسفیان اس دن کفار کے گروہوں کا پیشوا تھا اور حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں شام میں رہتے تھے اور بھیجا تھا ان کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر میں واسطے مدد عثمان رضی اللہ عنہ کے سو شہید ہوئے عثمان رضی اللہ عنہ ان

کے پہنچنے سے پہلے سو وہ پلٹ گئے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور متولی کیا ان کو جنگ روم پر اور فوت ہوئے بیچ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اور یہ جو حبیب رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے ان کو جواب کیوں نہ دیا تو بتلائی ان کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وہ چیز جس نے ان کو جواب دینے سے روکا تھا اور عبدالرزاق کی روایت میں ہے نزدیک قول اس کے فلنحن احق به منه و من ابیه کہ تعریض کرتا تھا ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے یعنی مراد معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس سے ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے پس پہچانی گئی ساتھ اس کے مناسبت حبیب رضی اللہ عنہ کے قول کی واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ تم نے ان کو جواب کیوں نہ دیا اور حبوہ وہ کپڑا ہے کہ ڈالا جاتا ہے پیٹھ پر اور دونوں پنڈلیوں کو جوڑ کر اس کے دونوں کنارے باندھے جاتے ہیں اور یہ جو کہا کہ جس نے تجھ سے اور تیرے باپ سے اسلام پر لڑائی کی یعنی دن احد کے اور دن خندق کے اور داخل ہوتے ہیں اس بات میں علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور تمام مہاجرین جو اس میں حاضر ہوئے اور ان میں سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور اس جگہ سے ثابت ہوتی ہے مناسبت داخل ہونے اس قصے کی بیچ جنگ خندق کے اس واسطے کہ ابوسفیان معاویہ رضی اللہ عنہ کا باپ جنگ خندق کے دن کفار کے گروہوں کا سردار تھا اور حبیب ابن ابی ثابت کی روایت میں بھی واقع ہوا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس دن سے پہلے میرے جی میں دنیا کا خیال نہیں آیا میں نے چاہا کہ کہوں کہ اس میں امید رکھتا ہے وہ شخص کہ جو تجھ سے اور تیرے باپ سے اسلام پر لڑا یہاں تک کہ تم دونوں کو اس میں داخل کیا پھر مجھ کو بہشت یاد آئی تو میں نے اس سے منہ پھیرا اور تھی رائے معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مقدم کرنا اس شخص کا جو فاضل ہو قوت اور رائے اور معرفت میں اس شخص پر جو فاضل ہو پیش دستی کرنے میں طرف اسلام کی اور دین کی اور عبادت کی اس واسطے کہ مطلق بولا کہ وہ لائق تر ہے ساتھ خلافت کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے اس کے مخالف تھی اور یہ کہ وہ نہیں بیعت کرتا مفضول سے مگر جبکہ خوف ہو فتنے کا اسی واسطے بیعت کی انہوں نے بعد اس کے معاویہ رضی اللہ عنہ سے پھر اس کے بیٹے یزید سے اور منع کیا اپنی اولاد کو اس کی بیعت توڑنے سے اور بیعت کی بعد اس کے واسطے عبدالملک بن مروان کے۔ (فتح)

٣٨٠٠۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا.

٣٨٠٠۔ سلیمان ابن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن فرمایا کہ ہم ان سے لڑیں گے اور وہ ہم سے نہ لڑیں گے۔

٣٨٠١۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ

٣٨٠١۔ سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جب کفار کے گروہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پلٹ گئے اب تو ہم ان سے لڑیں گے اور وہ ہم سے نہ لڑیں

يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ حِيْنَ أَجْلَى الْأَحْزَابَ عَنْهُ الْآنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا نَحْنُ نَسِيْرُ إِلَيْهِمْ.

گے ہم ان پر چڑھ جائیں گے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ کفار کے گروہ آپ ﷺ سے ہٹائے گئے تو اس میں اشارہ ہے کہ پلٹ گئے بغیر اختیار اپنے کے بلکہ ساتھ کاری گری اللہ کی کے واسطے اپنے رسول ﷺ کے اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ ذیقعدہ سے سات دن باقی رہتے تھے اور اس میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے اس واسطے کہ حضرت ﷺ آئندہ سال میں عمرے کا احرام باندھ کر خانے کعبے کو چلے اور قریش نے آپ ﷺ کو خانے کعبے میں جانے سے روکا اور واقع ہوئی صلح درمیان ان کے یہاں تک کہ انہوں نے صلح توڑی پس ہوا یہ سبب مکے کی فتح ہونے کا سو جیسا آپ ﷺ نے فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا کہ جنگ خندق کے بعد کفار کو حوصلہ لڑائی کا نہ رہا اور روایت کی ہے بزار نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا دن جنگ خندق کے اور کفار نے بہت گروہوں کو آپ ﷺ کے واسطے جمع کیا کہ اس کے بعد وہ تم سے کبھی نہ لڑیں گے لیکن تم ہی ان سے لڑو گے۔ (فتح)

۳۸۰۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ مَلَأَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ.

۳۸۰۲۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ خندق کے دن فرمایا کہ اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھرے جیسا انہوں نے ہم کو باز رکھا بیچ والی نماز سے یعنی عصر کی نماز سے یہاں تک کہ سورج غروب ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

۳۸۰۳۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَآءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَغْرُبَ قَالَ النَّبِيُّ

۳۸۰۳۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جنگ خندق کے دن آئے بعد اس کے کہ سورج غروب ہوا کفار قریش کو گالی دینے لگے اور کہا یا حضرت ﷺ نہ قریب تھا میں کہ نماز پڑھوں یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کے قریب ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی میں نے بھی نماز نہیں پڑھی سو ہم حضرت ﷺ کے ساتھ بطحان میں اترے حضرت ﷺ نے نماز کے واسطے وضو کیا اور ہم نے بھی اس

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَنَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَمَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ.

کے واسطے وضو کیا سو حضرت ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی بعد ڈوبنے سورج کے پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مواقیت الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور بیان کیا ہے میں نے مذاہب کو بیچ ترتیب فوت شدہ نمازوں کے۔(فتح)

۳۸۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ.

۳۸۰۴۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ خندق کے دن فرمایا کہ کون ہے کہ قوم کفار کی خبر ہمارے پاس لائے زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں جاتا ہوں پھر فرمایا کہ کون ہے کہ قوم کفار کی خبر لائے زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لاتا ہوں پھر فرمایا کہ کون ہے جو قوم کفار کی خبر لائے زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لاتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ہر پیغمبر کا کوئی خالص مددگار ہوتا رہا ہے اور میرا خالص مددگار اور فدائے جانثار زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ اس جگہ واقع ہوا ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ بنی قریظہ کی خبر لانے کے واسطے گئے تھے اور مشہور یہ ہے کہ جو قوم کفار کی خبر لانے کو گئے تھے وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ تھے میں کہتا ہوں یہ حصر مردود ہے اس واسطے کہ جس قصے کی خبر لانے کے واسطے زبیر رضی اللہ عنہ گئے تھے وہ اور قصہ ہے اور جس قصہ کی خبر لانے حذیفہ رضی اللہ عنہ گئے تھے وہ اور قصہ ہے پس قصہ زبیر رضی اللہ عنہ کا واسطے دریافت کرنے حال بنی قریظہ کے تھا کہ کیا انہوں نے توڑ ڈالا ہے عہد کو جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان تھا اور موافق ہوئے ہیں قریش کو اوپر لڑائی مسلمانوں کے اور قصہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا تھا جبکہ سخت ہوا گھیراؤ مسلمانوں پر ساتھ خندق کے اور جمع ہوئے ان پر گروہ کفار کے اور پھر واقع ہوئی درمیان گروہوں کفار کے پھوٹ اور خوف کیا ہر گروہ نے دوسرے سے اللہ نے ان پر آندھی بھیجی اور سخت ہوئی سردی اس رات میں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو کفار قریش کی خبر لائے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لاتا ہوں بعد تکرار طلب کے اور ان کا قصہ اس میں مشہور ہے کہ جب رات کو کفار کے لشکر میں داخل ہوئے اور ان کا حال معلوم کیا تو ان پر سردی سخت ہوئی سو حضرت ﷺ نے ان کو ڈھانکا یہاں تک کہ گرم ہوئے اور بیان کیا ہے واقدی نے کہ مراد ساتھ قوم کے

بنی قریظہ ہیں۔(فتح)

۳۸۰۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ أَعَزَّ جُنْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَغَلَبَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ فَلَا شَيْءَ بَعْدَهٗ.

۳۸۰۵۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کوئی بندگی کے لائق نہیں سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے عزت دی اپنی فوج کو یعنی مسلمانوں کو اور مدد کی اپنے بندے کی اور غالب ہوا کفار کے گروہوں پر تنہا وہی سو نہیں کوئی چیز بعد اس کے۔

فائدہ: یہ سجع باقافیہ عبارت محمود کی قسم سے ہے اور اس کے اور مذموم کے درمیان فرق یہ ہے کہ مذموم وہ ہے جو تکلف اور اشکرہ کے ساتھ بولا جائے اور محمود وہ ہے جو بولا جائے ساتھ انسجام اور اتفاق کے اسی واسطے فرمایا بیچ مثل اول کے کہ یہ تک بندی ہے مثل تک بندی کاہنوں کے اور اسی لیے مکروہ رکھتے تھے تک بندی کو دعا میں اور واقع ہوئی ہے بیچ بہت دعاؤں اور مخاطبات کے وہ چیز کہ واقع ہوئی ساتھ تک بندی کے لیکن وہ غایت انسجام میں ہے جو مشعر ہے کہ وہ بلا قصد واقع ہوئی اور یہ جو کہا کہ اس کے بعد کوئی چیز نہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تمام چیزیں بہ نسبت اس کے وجود کے کالعدم ہیں یعنی اس کے وجود کے بہ نسبت کسی چیز کا وجود نہیں یا مراد یہ ہے کہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے اور وہ باقی ہے ہمیشہ رہنے والا پس وہ بعد ہر چیز کے ہے سو نہیں کوئی بعد اس کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کل شیء هالك الا وجهه ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر ذات پاک اس کی۔(فتح)

۳۸۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ وَعَبْدَةُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ.

۳۸۰۶۔عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے گروہوں کو بددعا دی سو فرمایا الٰہی اے اتارنے والے کتاب کے اور جلد کرنے والے حساب کے بھگا دے کفار کے گروہوں کو الٰہی ان کو شکست دے اور ان کو پھسلا دے کہ ان کے پاؤں اپنی جگہ ثابت نہ رہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے۔(فتح)

۳۸۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ وَّنَافِعٍ

۳۸۰۷۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاد یا عمرے یا حج سے پلٹتے تو پہلے تین بار تکبیر

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْغَزْوِ أَوِ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ يَبْدَأُ فَيُكَبِّرُ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ آئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.

کہتے پھر فرماتے کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے اسی کا ملک ہے اسی کو تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم سفر سے پھرے توبہ بندگی سجدہ کرنے والے ہم اپنے رب کے شکر گزار ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے کی یعنی حضرت ﷺ کی مدد کی اور کفار کے گروہوں کو شکست دی یعنی بھگا دیا تنہا اسی نے۔

فائدہ: اس کی شرح دعوات میں آئے گی۔

بَابُ مَرْجِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَحْزَابِ وَمَخْرَجِهِ إِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ وَمُحَاصَرَتِهِ إِيَّاهُمْ.

باب ہے بیان میں پھرنے حضرت ﷺ کے جنگ احزاب سے یعنی اس جگہ سے جس میں کفار کے گروہوں سے لڑتے تھے طرف جگہ اپنی کی مدینے میں اور بیان میں نکلنے آپ ﷺ کے کی طرف بنی قریظہ کے اور گھیرنا حضرت ﷺ کا ان کو۔

فائدہ: اس کا سبب پہلے گزر چکا ہے کہ ان میں اور حضرت ﷺ کے درمیان صلح تھی جب جنگ خندق کے دن کفار قریش عرب کے بہت گروہوں کو مدینے پر چڑھا لائے تو یہود بنی قریظہ نے بھی حضرت ﷺ سے عہد توڑا اور کافروں کے شریک ہوئے اور ذکر کیا ہے عبدالملک ابن یوسف نے کہ بنی قریظہ گمان کرتے تھے کہ وہ شعیب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور یہ احتمال ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ متوجہ ہونا حضرت ﷺ کا طرف ان کی ذیقعدہ کی تیئسویں کو تھا اور یہ کہ حضرت ﷺ تین ہزار آدمیوں میں ان کی طرف نکلے اور ذکر کیا ہے ابن سعد نے کہ حضرت ﷺ کے پاس چھتیس گھوڑے تھے۔ (فتح)

٣٨٠٨۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ أَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ

٣٨٠٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ جنگ خندق سے پھرے اور ہتھیار اتار کر غسل کیا تو جبرائیل علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آئے سو کہا کہ آپ ﷺ نے ہتھیار اتار ڈالے اور قسم ہے اللہ کی کہ ہم نے نہیں اتارے ان کی طرف نکلیں فرمایا کہاں کہا اس جگہ اور اشارہ کیا

السَّلَامُ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْنَاهُ فَاخْرُجْ إِلَيْهِمْ قَالَ فَإِلٰى أَيْنَ قَالَ هَا هُنَا وَأَشَارَ إِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ.

طرف بنی قریظہ کی سو حضرت ﷺ نے ان پر چڑھائی کی۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

٣٨٠٩۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِيْ زُقَاقِ بَنِيْ غَنْمٍ مَّوْكِبَ جِبْرِيْلَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ حِيْنَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ.

٣٨٠٩۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جیسے میں دیکھتا ہوں گرد کو کہ بلند ہونے والی ہے بنی غنم کے گلی کوچوں میں لشکر جبرائیل علیہ السلام کے چلنے سے جب کہ حضرت ﷺ بنی قریظہ کی طرف چلے۔

فائدہ: اور واقع ہوئی ہے یہ حدیث نزدیک ابن سعد کے سلیمان بن مغیرہ سے اس میں انس رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں اس کے اول میں ہے کہ قوم بنی قریظہ اور حضرت ﷺ کے درمیان عہد و پیمان تھا جب جنگ خندق میں کفار کے گروہوں نے مدینے کو آ گھیرا تو بنی قریظہ عہد توڑ کر کفار کے شریک ہوئے اور ان کی مدد کی پھر جب اللہ نے کفار کے گروہوں کو شکست دی اور بھگا دیا تو بنی قریظہ نے اپنے قلعے میں پناہ لی اور اس کا دروازہ بند کر لیا سو جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کا لشکر ساتھ لے کر آئے سو کہا کہ یا حضرت ﷺ بنی قریظہ کی طرف اٹھ کھڑے ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے اصحاب رضی اللہ عنہم میں مشقت ہے کہا ان کی طرف نکلو کہ البتہ میں ان کو ذلیل کروں گا سو پیٹھ دی جبرائیل علیہ السلام نے اور ان کے ساتھ والے فرشتے نے یہاں تک کہ بلند ہوئی گرد بنی غنم کے کوچوں میں جو انصار میں سے ہیں۔ (فتح)

٣٨١٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَآءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَآءَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَأَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّيْ حَتّٰى نَأْتِيَهَا

٣٨١٠۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ احد کے دن فرمایا کہ نہ نماز پڑھے کوئی عصر کی مگر بنی قریظہ میں سو بعض نے راہ میں عصر کا وقت پایا سو کہا بعض نے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے یہاں تک کہ بنی قریظہ میں پہنچیں اور بعض نے کہا کہ ہم نماز پڑھتے ہیں حضرت ﷺ کی مراد یہ نہ تھی کہ اگرچہ نماز کا وقت جاتا رہے کوئی راہ میں سوائے بنی قریظہ کے نماز نہ پڑھے بلکہ مراد حضرت ﷺ کی کلام سے جلدی جانا تھا پھر یہ

وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّيْ لَمْ يُرِدْ مِنَّا ذٰلِكَ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِّنْهُمْ.

حال یعنی بعض کے نماز پڑھنے کا اور بعض کے نہ پڑھنے کا حضرت ﷺ کے روبرو ذکر ہوا تو حضرت ﷺ نے کسی کو ان میں سے نہ جھڑکا یعنی کسی پر ناراض نہ ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عصر کی نماز تھی اور مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ظہر کی نماز تھی اور تطبیق دی ہے بعض علماء نے دونوں روایتوں میں بایں طور کہ احتمال ہے کہ حکم کرنے سے پہلے بعض نے ظہر کی نماز پڑھ لی ہو اور بعض نے نہ پڑھی ہو سو جن لوگوں نے ظہر کی نماز پڑھ لی تھی ان کو عصر کا حکم ہوا اور جنہوں نے ظہر کی نماز نہ پڑھی تھی ان کو ظہر کا حکم ہوا اور احتمال ہے کہ ایک گروہ دوپہر کے بعد اول روانہ ہوا اور دوسرا گروہ اس کے پیچھے سو پہلے گروہ کو ظہر کا حکم ہوا اور دوسرے کو عصر کا اور ان دونوں تطبیق کا کچھ ڈر نہیں لیکن بعید کرتا ہے اس کو اتحاد مخرج حدیث کا اس واسطے کہ وہ بخاری اور مسلم دونوں کے نزدیک ایک سند کے ساتھ ہے ابتداء سے انتہاء تک اور بعید ہے کہ ہر ایک نے اس کے اسناد کے راویوں سے دونوں طور پر روایت کی ہو اس واسطے کہ اگر اس طرح ہوتا تو البتہ اٹھاتا اس کو ایک ان میں سے اس کے بعض راویوں سے دونوں طور پر اور حالانکہ اس طرح نہیں پایا گیا پھر مجھ کو معلوم ہوا کہ اختلاف لفظ مذکور میں اس کے بعض راویوں کے حفظ اور یادداشت کی وجہ سے ہے پس جو ظاہر ہوتا ہے دونوں لفظوں کے اختلاف سے یہ ہے کہ عبداللہ بن محمد شیخین کے شیخ نے جب امام بخاری رحمہ اللہ کو حدیث بیان کی تو عصر کے لفظ کے ساتھ حدیث بیان کی اور جب باقی لوگوں کو حدیث بیان کی تو ظہر کے لفظ کے ساتھ حدیث بیان کی یا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو لکھا ہے اپنی یاد سے نہیں رعایت کی انہوں نے لفظ کی جیسے معروف ہے ان کے مذہب سے اس کے جائز رکھنے میں برخلاف مسلم کے کہ وہ لفظ کی مخالفت بہت کرتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں نے اس کا عکس کیوں جائز نہیں رکھا اس واسطے کہ اور راوی بھی مسلم کے موافق ہیں برخلاف امام بخاری رحمہ اللہ کے لیکن موافقت ابوحفص کی واسطے امام بخاری رحمہ اللہ کے تائید کرتی ہے پہلے احتمال کو کہ وہ عصر کی نماز تھی اور یہ سب کلام باعتبار حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہے اور لیکن بہ نسبت حدیث غیر اس کے کی پس دونوں احتمال پہلے کہ ایک گروہ کو ظہر کی نماز کا حکم کیا اور دوسرے کو عصر کا حکم کیا بایں وجہ ہے پس احتمال ہے کہ ظہر کی روایت کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سنا ہو اور عصر کی نماز کو کعب رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ نے سنا ہو اور اللہ کو خوب معلوم ہے کہا سہیلی وغیرہ نے اس حدیث میں فقہ سے یہ ہے کہ نہ عیب کیا جائے اس شخص پر جو لے ظاہر حدیث یا روایت کو اور نہ اس پر جو استنباط کرے نص سے ایک معنی جو اس کو خاص کریں اور اس میں ہے کہ ہر مجتہد مختلف فی الفروع مصیب ہے کہا سہیلی نے کہ نہیں محال ہے یہ کہ ہو چیز صواب ایک شخص کے حق میں اور خطا دوسرے کے حق میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محال تو یہ ہے کہ حکم کیا جائے ایک مسئلے میں ساتھ دو حکموں متناقض کے ایک شخص کے حق میں کہا اس نے اور اصل

اس میں یہ ہے کہ حرمت اور اباحت احکام کی صفات سے ہیں نہ ذاتوں کی صفات سے کہا اس نے پر ہر مجتہد کہ موافق ہوا اجتہاد اس کا کسی وجہ کو تاویل سے تو وہ مصیب ہے انتہی اور مشہور یہ ہے کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ مصیب قطعیات میں ایک ہے اور مخالف ہوا ہے جاحظ اور عنبری اور لیکن جس میں قطع نہیں سو جمہور نے کہا کہ اس میں بھی مصیب ایک ہی ہے اور تحقیق ذکر کیا ہے اس کو شافعی نے اور برقرار رکھا اس کو اور اشعری سے منقول ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور یہ کہ حکم اللہ کا تابع ہے واسطے ظن مجتہد کے اور کہا بعض حنفیہ اور شافعیہ نے کہ وہ مصیب ہے ساتھ اجتہاد اپنے کے اگرچہ نفس الامر میں اس کا اجتہاد ٹھیک نہ پڑے پس وہ مخطی ہے اور اس کے واسطے ایک اجر ہے اور اس مسئلہ کی پوری پوری بحث کتاب الاحکام میں آئے گی پھر استدلال کرنا ساتھ اس قصے کے اس پر کہ ہر مجتہد مصیب ہے مطلق واضح نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں تو صرف یہ ہے کہ جو اجتہاد کرے اور اپنی کوشش کو صرف کرے اس کو جھڑکا نہ جائے پس مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ اس کو گنہگار نہ کہا جائے اور حاصل اس چیز کا کہ واقع ہوا ہے قصہ میں یہ ہے کہ بعض اصحاب ﷺ نے نہی کو حقیقت پر محمول کیا اور وقت کے فوت ہونے کی کچھ پرواہ نہ کی واسطے ترجیح نہی ثانی کی اوپر نہی اول کے اور نہی اول یہ ہے کہ اپنے وقت سے نماز کو مؤخر نہ کیا جائے اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ جواز تاخیر کرنے کے واسطے اس کے جو مشغول ہو ساتھ کام لڑائی کے ساتھ نظیر اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے ان دنوں میں جنگ خندق میں اس واسطے کہ تحقیق گزر چکی ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی جس میں تصریح ہے کہ اصحاب ﷺ نے عصر کی نماز سورج کے غروب ہونے کے بعد پڑھی اور یہ امر لڑائی کے ساتھ مشغول ہونے کی وجہ سے تھا پس جائز رکھا ہے انہوں نے یہ کہ یہ عام ہے ہر اس شخص کے حق میں کہ مشغول ہو ساتھ امر لڑائی کے خاص کر یہ ہے کہ وہ زمانہ تشریع کا تھا یعنی شرع جاری کرنے کا اور لوگوں نے حمل کیا نہی کو غیر حقیقت پر اور یہ کہ مراد اس سے رغبت دلانا ہے استعجال اور جلدی کرنے پر یعنی بنی قریظہ کی طرف جلد جلد چلو اور استدلال کیا ہے جمہور نے اس پر کہ مجتہد کو گنہگار نہ ٹھہرایا جائے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے کسی کو دونوں گروہوں سے نہیں جھڑکا اور کسی پر سختی نہیں کی سو اگر اس جگہ گناہ ہوتا تو گنہگار فرماتے اس کو جو گنہگار ہوتا اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابن حبان نے اس پر کہ تارک نماز کا یہاں تک کہ اس کا وقت نکل جائے کافر نہیں ہوتا اور اس میں نظر ہے جو پوشیدہ نہیں یعنی اس واسطے کہ انہوں نے تاویل کی تھی اور نزاع اس شخص کے حق میں ہے جو بغیر تاویل کے جان بوجھ کر نماز میں تاخیر کرے اور استدلال کیا ہے اس کے غیر نے اس پر کہ جو جان بوجھ کر نماز کر تاخیر کرے یہاں تک کہ اس کا وقت نکل جائے تو اس کو اس کے بعد قضاء کرے اس واسطے کہ جن لوگوں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی انہوں نے اس کو اس کے بعد پڑھا تھا جیسا کہ واقع ہوا ہے نزدیک اسحاق کے کہ انہوں نے اس کو عشاء کے وقت پڑھا تھا بعد ڈوب جانے آفتاب کے اور اس میں بھی نظر ہے یعنی شبہ ہے اس واسطے کہ نہیں مؤخر کیا تھا انہوں نے

اس کو اور نزاع اس شخص کے حق میں ہے جو تاخیر کرے جان بوجھ کر بغیر تاویل کے اور کہا ابن قیم نے ہدی میں جس کا حاصل یہ ہے دونوں گروہ ماجور ہیں یعنی اجر دیے گئے ہیں ساتھ قصد اپنے کے مگر جس نے نماز پڑھ لی اس نے دونوں فضیلتیں جمع کر لیں بجالانا حکم کا جلدی جانے میں اور بجالانا حکم کا بیچ محافظت کرنے کے وقت پر خاص کر وہ چیز کہ خاص اس میں نماز ہے رغبت دلانے سے اوپر محافظت اس کی کے اور یہ کہ جس کی نماز فوت ہوئی اس کا عمل اکارت ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جن لوگوں نے اس کو تاخیر کیا تھا ان کو اس واسطے نہ جھڑکا کہ ان کا عذر قائم تھا تمسک کرنے میں ساتھ ظاہر امر کے اور اس واسطے کہ انہوں نے اجتہاد کیا پس مؤخر کیا نماز کو واسطے بجا لانے حکم کے لیکن نہ پہنچ سکے اس امر کو کہ ہوا اجتہاد ان کا صواب تر دوسرے گروہ سے اور لیکن جو حجت پکڑتا ہے واسطے اس شخص کے کہ اس نے تاخیر کی ساتھ اس طور کے کہ نماز میں اس وقت تاخیر کی جاتی تھی جیسا کہ خندق کے دن ہوا اور تھا یہ حکم پہلے مشروع ہونے نماز خوف کے پس یہ حجت واضح نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ خندق کے دن تاخیر بھول سے ہوئی ہو اور یہ ظاہر ہے حضرت ﷺ کے قول میں واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے جب کہ کہا آپ نے کہ نہ قریب تھا میں کہ نماز پڑھوں یہاں تک کہ سورج ڈوبنے لگا حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی میں نے بھی نہیں پڑھی اس واسطے کہ اگر آپ ﷺ کو یاد ہوتی تو اس کی طرف جلدی کرتے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ (فتح)

۳۸۱۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ ح و حَدَّثَنِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخَلَاتِ حَتَّى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرَ وَإِنَّ أَهْلِي أَمَرُونِي أَنْ آتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْأَلَهُ الَّذِي كَانُوا أَعْطَوْهُ أَوْ بَعْضَهُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَعْطَاهُ أُمَّ أَيْمَنَ فَجَاءَتْ أُمُّ أَيْمَنَ فَجَعَلَتِ الثَّوْبَ فِي عُنُقِي تَقُولُ كَلَّا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَا يُعْطِيكَهُمْ وَقَدْ أَعْطَانِيهَا أَوْ كَمَا قَالَتْ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَكِ كَذَا وَتَقُولُ كَلَّا

۳۸۱۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دستور تھا کہ لوگ حضرت ﷺ کو پھل کھانے کے واسطے کھجور کے درخت دیتے تھے یعنی بغیر تملیک رقبہ کے یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے قریظہ اور نضیر کو فتح کیا (تو جس جس نے حضرت ﷺ کو پھل کھانے کے لیے درخت دیا ہوا تھا حضرت ﷺ نے اس کو پھیر دیا) اور یہ کہ میرے گھر والوں نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس جاؤں اور آپ ﷺ سے مانگوں جو انہوں نے حضرت ﷺ کو دیا تھا کل یا بعض اس کا اور حضرت ﷺ نے وہ ام ایمن کو دے دیا تھا سو ام ایمن آئی سو اس نے میری گردن میں کپڑا ڈالا (اور مجھ کو کھینچا کہتی تھیں ہر گز نہیں قسم ہے اللہ کی جس کے سوائے کوئی بندگی کے لائق نہیں حضرت ﷺ تم کو نہیں دیں گے اور حالانکہ وہ حضرت ﷺ نے مجھ کو دے دیا ہے یا اس کی مثل کوئی اور کلمہ

وَاللّٰهِ حَتّٰى أَعْطَاهَا حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ عَشَرَةَ أَمْثَالِهِ أَوْ كَمَا قَالَ.

کہا اور حضرت ﷺ فرماتے تھے کہ تیرے واسطے اتنا ہے بدلا اس کا یعنی اس کے درخت اس کو پھیر دے میں تجھ کو اس کے بدلے اتنا اتنا مال دوں گا اور ام ایمن کہتی تھیں ہر گز نہیں قسم ہے اللہ کی یہاں تک کہ حضرت ﷺ سے نے اس کو اس کے دس گنا مال دیا یا جیسے فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کا بیان ہبہ میں گزر چکا ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ انصار نے مہاجرین کو بطور سلوک کے کھجور کے درخت دیے ہوئے تھے تا کہ اس کے پھل سے فائدہ اٹھائیں سو جب اللہ نے نضیر اور قریظہ کو فتح کیا تو ان کی غنیمتیں مہاجرین میں تقسیم کیں اور مہاجرین کو حکم کیا کہ انصار کے درخت ان کو پھیر دیں واسطے بے پرواہ ہونے ان کے ان سے اور اس واسطے کہ انصار نے اصل درختوں کو ان کی ملک نہیں کیا تھا یعنی بلکہ فقط پھل کھانے کے لیے دیے تھے اور ام ایمن رضی اللہ عنہا اس کے پھیر دینے سے باز رہیں اس خیال سے کہ شاید وہ اصل درخت کی مالک ہو گئیں سو حضرت ﷺ نے اس سے نرمی کی اور کمال مہربانی سے اس کے پیش آئے واسطے اس چیز کے کہ تھی واسطے ام ایمن رضی اللہ عنہا کے حضرت ﷺ پر حق پرورش سے یہاں تک کہ بدلا دیا اس کو اس چیز سے کہ اس کے ہاتھ میں تھی ساتھ اس چیز کے کہ راضی کیا اس کو اور مسلم کی روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ اس کو دس گنا دیا یا قریب دس گنا کے اور معلوم ہوئے ساتھ اس کے معنی قول آپ ﷺ کے ولك كذا یعنی مانند اس چیز کی کہ واسطے تیرے ہے ایک بار پھر شروع ہوئے زیادہ کرنے میں دو بار اور تین بار یہاں تک کہ اس کے دس گنا تک پہنچے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ہبہ کرنا منفعت کا سوائے رقبہ کے یعنی اصل درخت اپنے پاس رکھنا اور اس حدیث میں بیان ہے زیادہ ہونے بخشش حضرت ﷺ کی کا اور بہت ہونے حلم اور احسان آپ ﷺ کے کا اور مرتبے ام ایمن رضی اللہ عنہا کے کا نزدیک حضرت ﷺ کے اس لیے کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو پالا تھا اور وہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی والدہ ہیں اور ایمن بھی ان کا بیٹا ہے حضرت ﷺ کے بعد تھوڑی سے مدت زندہ رہیں۔ (فتح)

٣٨١٢۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى سَعْدٍ فَأَتٰى عَلٰى حِمَارٍ.

٣٨١٢۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی قریظہ اترے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر سو حضرت ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا سعد رضی اللہ عنہ گدھے پر سوار ہو کر آئے سو جب مسجد سے قریب ہوئے تو حضرت ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ اٹھ کھڑے ہو اپنے سردار کی طرف یا یہ فرمایا کہ اپنے سے بہتر اور افضل کی طرف تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ

فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ لِلْأَنْصَارِ قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ أَوْ خَيْرِكُمْ فَقَالَ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ فَقَالَ تَقْتُلُ مُقَاتِلَتَهُمْ وَتَسْبِي ذَرَارِيَّهُمْ قَالَ قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ وَرُبَّمَا قَالَ بِحُكْمِ الْمَلِكِ.

یہ یہودی تیرے فیصلے پر راضی ہو کر اترے ہیں تو سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کے لڑنے والے جوان قتل ہوں اور ان کی عورتیں اور لڑکے غلام اور لونڈیاں بنائے جائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اللہ کی مرضی کے موافق فیصلہ کیا اور اکثر اوقات راوی نے کہا کہ تو نے بادشاہ کی مرضی کے موافق حکم کیا یعنی اللہ کی مرضی کے موافق۔

فائدہ: بنی قریظہ یہودی لوگ تھے مدینے کے قریب ایک قلعے میں رہتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے درمیان صلح ہوئی ہجرت کے پانچویں سال جب جنگ خندق ہوئی تو بنی قریظہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قول توڑ کے کافروں کے شریک اور ساتھ ہوئے جب مشرک مکے کو پلٹ گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کا قلعہ پندرہ روز تک گھیرا ان لوگوں نے تنگ ہو کر پیغام دیا کہ ہم قلعے سے اترتے ہیں خالی کیے دیتے ہیں اور ہم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر راضی ہیں جو ہمارے حق میں وہ حکم کریں ہم اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر عمل کریں یہودی اور سعد رضی اللہ عنہ اس سے پہلے ہم قسم تھے ایک دوسرے کے مددگار تھے یہودی سمجھے کہ سعد رضی اللہ عنہ ہماری رعایت کر کے ہم کو بچائیں گے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کو مدینے سے بلایا پھر یہ حدیث فرمائی یعنی اے سعد رضی اللہ عنہ تمہارے حکم پر فیصلہ موقوف ہے جیسا تم حکم کرو ویسا عمل میں آئے سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کے لڑنے والے جوان قتل ہوں اور ان کو لڑکے اور عورتیں لونڈی اور غلام بنائے جائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سعد رضی اللہ عنہ تو نے اللہ کی مرضی کے موافق فیصلہ فرمایا چنانچہ وہ لوگ قتل ہوئے اور یہ جو کہا کہ جب مسجد کے قریب ہوئے تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ مراد اس سے وہ مسجد ہے کہ تیار کیا تھا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے نماز کے بنی قریظہ کے گاؤں میں جن دنوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کیا اور نہیں ہے مراد مسجد نبوی جو مدینے میں ہے لیکن کلام ابن اسحاق کا دلالت کرتا ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ مدینے کی مسجد میں مقیم تھے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا بھیجا تاکہ بنی قریظہ کے حق میں حکم کریں پس تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرایا تھا سعد رضی اللہ عنہ کو رفیدہ کے خیمہ میں پاس مسجد اپنی کے اور رفیدہ ایک عورت تھی کہ بیماروں کی دوا کرتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد رضی اللہ عنہ کو اس کے خیمے میں ٹھہراؤ تاکہ میں قریب سے اس کی بیمار پرسی کروں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کی طرف نکلے اور ان کو گھیرا اور وہ سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر راضی ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا بھیجا تو لوگوں نے ان کو گدھے پر چڑھایا اور ان کا بدن بھاری تھا پس قول راوی کا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کی طرف چلے دلالت کرتا ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ مدینے کی مسجد میں مقیم تھے اور یہ جو فرمایا کہ تم نے اللہ کی مرضی کے موافق حکم کیا تو ایک روایت میں ہے کہ البتہ حکم کیا تم نے ان کے حق میں ساتھ حکم اللہ کے کہ حکم کیا ساتھ اس کے اللہ نے ساتھ

آسمانوں کے اوپر سے کہا سہیلی نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ حکم اوپر سے اترا اور مثل اس کی ہے قول زینب رضی اللہ عنہا کا کہ اللہ نے میرا نکاح حضرت ﷺ کے ساتھ سات آسمانوں کے اوپر سے کیا یعنی ان کو نکاح یعنی ان کا نکاح اوپر سے اترا اور نہیں محال ہے وصف کرنا اللہ تعالیٰ کا ساتھ اوپر ہونے کے بنا بریں اس معنی کے کہ اس کے جلال کے لائق ہیں نہ اس معنی پر کہ پیدا ہوتا ہے اس سے وہم تحدید کا جو نوبت پہنچاتا ہے طرف تشبیہ کے اور باقی شرح اس حدیث کی آئندہ حدیث میں ہے۔ (فتح)

۳۸۱۴۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أُصِيْبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ رَمَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُّقَالُ لَهٗ حِبَّانُ بْنُ الْعَرِقَةِ وَهُوَ حِبَّانُ بْنُ قَيْسٍ مِّنْ بَنِيْ مَعِيْصِ بْنِ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ رَمَاهُ فِي الْأَكْحَلِ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُوْدَهٗ مِنْ قَرِيْبٍ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهٗ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهٗ اخْرُجْ إِلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَيْنَ فَأَشَارَ إِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَأَتَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِهٖ فَرَدَّ الْحُكْمَ إِلٰى سَعْدٍ قَالَ فَإِنِّيْ أَحْكُمُ فِيْهِمْ أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَأَنْ تُسْبَى النِّسَآءُ وَالذُّرِّيَّةُ وَأَنْ تُقْسَمَ أَمْوَالُهُمْ قَالَ هِشَامٌ فَأَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَعْدًا قَالَ

۳۸۱۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ جنگ خندق میں زخمی ہوئے ایک قریشی مرد نے جس کا نام حبان تھا ان کو شہ رگ میں تیر مارا سو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے مسجد میں خیمہ گاڑا تا کہ نزدیک سے ان کی تیمارداری کریں سو جب حضرت ﷺ جنگ خندق سے پھرے تو آپ ﷺ نے ہتھیار اتار ڈالے اور غسل کیا سو حضرت ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اس حال میں کہ گرد سے اپنا سر جھاڑتے تھے تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے ہتھیار اتار ڈالے ہیں قسم ہے اللہ کی میں نے نہیں اتارے آپ ﷺ ان کی طرف نکلیں حضرت ﷺ نے فرمایا کس کی طرف جبرائیل علیہ السلام نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا سو حضرت ﷺ نے ان پر چڑھائی کی یعنی اور ان کو گھیرا تو وہ حضرت ﷺ کے فیصلے پر اترے کہ جو آپ ﷺ ہمارے حق میں تجویز کریں ہم کو منظور ہے حضرت ﷺ نے حکم کو سعد رضی اللہ عنہ کی طرف پھیرا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کے حق میں فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کی لڑائی والے جوان قتل ہوں اور ان کی عورتیں اور لڑکے لونڈیاں اور غلام بنائے جائیں اور ان کے مال مسلمانوں میں تقسیم ہوں کہا ہشام نے کہ خبر دی مجھ کو میرے باپ عروہ رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا سعد رضی اللہ عنہ نے الٰہی تو جانتا ہے کہ نہیں کوئی محبوب تر میرے نزدیک یہ کہ جہاد کروں کفار سے تیری راہ

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيْكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوْا رَسُوْلَكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْرَجُوْهُ اَللّٰهُمَّ فَإِنِّيْ أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَإِنْ كَانَ بَقِيَ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْءٌ فَأَبْقِنِيْ لَهُ حَتّٰى أُجَاهِدَهُمْ فِيْكَ وَإِنْ كُنْتَ وَضَعْتَ الْحَرْبَ فَافْجُرْهَا وَاجْعَلْ مَوْتَتِيْ فِيْهَا فَانْفَجَرَتْ مِنْ لَبَّتِهٖ فَلَمْ يَرُعْهُمْ وَفِي الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِّنْ بَنِيْ غِفَارٍ إِلَّا الدَّمُ يَسِيْلُ إِلَيْهِمْ فَقَالُوْا يَا أَهْلَ الْخَيْمَةِ مَا هٰذَا الَّذِيْ يَأْتِيْنَا مِنْ قِبَلِكُمْ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُوْ جُرْحُهٗ دَمًا فَمَاتَ مِنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

میں اس قوم سے جنہوں نے تیرے پیغمبر ﷺ کو جھٹلایا اور وطن سے نکالا الٰہی میں گمان کرتا ہوں کہ تو نے ہماری ان کی لڑائی موقوف کی اور اگر قریش کی لڑائی سے کچھ چیز باقی ہو تو مجھ کو ان کے واسطے باقی رکھ تا کہ میں ان سے تیری راہ میں جہاد کروں اور اگر تو نے لڑائی کو موقوف کر ڈالا ہے تو میرے زخم کر جاری کر دے اور مجھ کو اس کے ساتھ مار پس جاری ہوا خون اس کے سر سینے سے پس نہ خوف میں ڈالا مسجد والوں کو کسی چیز نے اور مسجد میں بنو غفار کا ایک خیمہ تھا مگر لہو نے کہ ان کی طرف جاری ہوا تو مسجد والوں نے کہا کہ اے خیمہ والو! کیا ہے یہ چیز جو ہمارے پاس تمہاری طرف سے آتی ہے یعنی اس کا کیا سبب ہے سو ناگہاں دیکھا کہ سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے لہو جاری ہے سو فوت ہوئے سعد رضی اللہ عنہ اس کے سبب سے۔

فائدہ: اکحل ایک رگ ہے بازو کے درمیان کہا خلیل نے کہ وہ زندگی کی رگ ہے جب کٹ جاتی ہے تو اس کا لہو بند نہیں ہوتا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم گھر میں تھے ایک مرد نے ہم کو سلام کیا حضرت ﷺ گھبرا کر اٹھے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے اٹھی سو ناگہاں میں نے دیکھا کہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں مجھ کو حکم کرتے ہیں کہ میں بنی قریظہ کی طرف چڑھائی کروں آخر حدیث تک اور ایک روایت میں ہے پچیس دن حضرت ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ محاصرے سے بہت تنگ ہوئے اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تو ان کے رئیس کعب بن اسد نے ان سے کہا کہ یا تو ایمان لاؤ یا اپنی عورتوں اور لڑکوں کو مار ڈالو اور مستقل ہو کر نکلو یا مسلمانوں پر شب خون مارو ہفتے کی رات کو انہوں نے کہا نہ ہم ایمان لاتے ہیں اور نہ ہم ہفتے کی رات کو حلال کرتے ہیں اور کیا فائدہ ہے جینے کا بعد ہمارے لڑکوں اور عورتوں کے سو انہوں نے ابولبابہ سے کہلا بھیجا اور وہ اس کے ہم قسم تھے اور اس سے مشورہ لیا تو اس نے کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ کے حکم پر اترو اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کے حکم پر اترے یعنی یقین کیا انہوں نے ساتھ اترنے کے حضرت ﷺ کے حکم پر پھر جب انصار نے آپ ﷺ سے سوال کیا ان کے حق میں تو حضرت ﷺ نے حکم کو سعد رضی اللہ عنہ کی طرف رد کیا اور واقع ہوا بیان اس کا نزدیک ابن اسحاق سے کہا جب وہ گھیرے سے تنگ ہوئے تو انہوں نے یقین کیا یعنی دل میں پکی نیت کی کہ ہم حضرت ﷺ کے حکم پر اترے

ہیں جو حکم حضرت ﷺ ہمارے حق میں کریں ہم قبول کریں تو انصار نے اتفاق کر کے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ جانتے ہیں جو آپ ﷺ نے خزرج کے موالی یعنی بنی قینقاع کے حق میں کیا یعنی تو بنی قریظہ کے ساتھ بھی اسی طرح کرنا چاہیے فرمایا کیا تم راضی ہو کہ حکم کرے ان کے حق میں ایک مرد تم میں سے انصار نے کہا کیوں نہیں فرمایا کہ ان کا فیصلہ سعد رضی اللہ عنہ کے سپرد ہے اور سیر کی بہت کتابوں میں ہے کہ وہ سعد رضی اللہ عنہ کے حکم پر اترے اور تطبیق یہ ہے کہ اترے وہ حضرت ﷺ کے حکم پر پہلے اس سے کہ حکم کریں اس میں سعد رضی اللہ عنہ کو پس حاصل ہوئے بیچ سبب رد کرنے حکم کے طرف سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی دو امر ایک سوال کرنا ان کا دوسرا اشارہ ابولبابہ کا اور یہ جو کہا کہ ان کے لڑنے والے جوان قتل ہوں تو ابن اسحاق نے کہا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے ان کے واسطے خندقیں کھودیں پھر ان کی گردنیں کاٹی گئیں پس جاری ہوا لہو خندقوں میں اور حضرت ﷺ نے ان کے مالوں اور عورتوں اور لڑکوں کو مسلمانوں میں تقسیم کیا اور گھوڑے کا حصہ نکالا اور پہلے پہل اسی دن گھوڑے کا حصہ نکالا اور ان کے عدد میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ چھ سو تھے اور بعض کہتے ہیں کہ سات سو تھے اور بعض آٹھ نو سو کہتے ہیں اور بعض چار سو کہتے ہیں پس احتمال ہے کہ تطبیق میں کہا جائے کہ باقی ان کے تابع داروں میں سے تھے اور یہ جو کہا کہ الٰہی میں گمان کرتا ہوں کہ تو نے ہماری ان کی لڑائی موقوف کی تو بعض کہتے ہیں کہ یہ گمان ان کا ٹھیک نہ ہوا اس واسطے کہ اس کے بعد بہت لڑائیاں ہوئیں پس محمول ہوگا اس پر کہ ان کی دعا قبول نہ ہوگی میں کہتا ہوں کہ سعد رضی اللہ عنہ کا یہ گمان ٹھیک تھا اور ان کی دعا اس قصے میں قبول ہوئی اور یہ اس واسطے ہے کہ جنگ خندق کے بعد مسلمانوں اور قریش کے درمیان کوئی لڑائی واقع نہیں ہوئی کہ اس میں ابتداء قصد کی مشرکین کی طرف سے ہو اس واسطے کہ حضرت ﷺ عمرے کے واسطے مکے کو روانہ ہوئے تو قریش نے حضرت ﷺ کو خانے کعبے میں جانے سے روکا اور قریب تھا کہ ان کے درمیان لڑائی واقع ہو سو نہ واقع ہوئی جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ وہی اللہ ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روکے اور تمہارے ہاتھ ان سے روکے مکے میں بعد اس کے کہ فتح دی تم کو اوپر ان کے پھر واقع ہوئی صلح اور حضرت ﷺ نے اگلے سال عمرہ کیا پھر صلح بدستور رہی یہاں تک کہ انہوں نے عہد و پیمان توڑ ڈالا تو حضرت ﷺ جہاد کے واسطے ان کی طرف نکلے سو مکے کو فتح کیا پس مراد سعد رضی اللہ عنہ کے قول سے یہ ہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ تو نے لڑائی موقوف کی یعنی وہ ابتداء قصد کر کے ہماری طرف چڑھائی نہ کر سکیں گے اور یہ مانند اس حدیث کی ہے کہ ہم ہی ان سے لڑیں گے وہ ہم سے نہ لڑیں گے جیسا کہ جنگ خندق میں گزر چکا ہے اور یہ جو کہا پس زخم جاری ہوا تو زخم کے جاری ہونے کا ایک حدیث میں یوں ذکر آیا ہے کہ ان کے پاس سے ایک بکری گزری اور وہ لیٹے تھے سو اس کا کھر زخم کی جگہ پر لگا پس جاری ہوا زخم یہاں تک کہ فوت ہوئے اور ایک روایت میں ہے پس ہمیشہ رہا لہو جاری یہاں تک کہ فوت ہوئے اور بنی قریظہ کے قصے میں کئی فائدے ہیں اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے آرزو کرنا شہادت کی اور وہ مخصوص ہے عموم نہی سے جو

موت کی آرزو کرنے میں آئی ہے اور یہ کہ جائز ہے واسطے افضل کے کہ منصف بنائے مفضول کو یعنی آپ سے کم درجے والے کو منصف بنانا جائز ہے اور اس میں جائز ہونا اجتہاد کا ہے حضرت ﷺ کے زمانے میں اور یہ مسئلہ اختلافی ہے اصول فقہ میں اور مختار جواز ہے یعنی حضرت ﷺ کے زمانے میں بھی اجتہاد کرنا جائز تھا برابر ہے کہ حضرت ﷺ کے روبرو ہو یا نہ ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مانع بعید جانتا ہے وقوع اعتماد کو اوپر ظن کے باوجود ممکن ہونے یقین کے اور یہ مضر نہیں اس واسطے کہ تقریر نبوی کے ساتھ وہ بھی قطعی ہو جاتا ہے اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے وہ حضرت ﷺ کے روبرو جیسا کہ اس قصے میں ہے اور قصے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے قتیل میں جیسا کہ آئندہ آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٣٨١٤۔ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيٌّ أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانَ اهْجُهُمْ أَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيْلُ مَعَكَ وَزَادَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ اهْجُ الْمُشْرِكِيْنَ فَإِنَّ جِبْرِيْلَ مَعَكَ.

٣٨١٤۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہجو کرو کفار قریش کی اور جبرائیل علیہ السلام تیرے ساتھ ہیں یعنی ان کی طرف سے مضمون کا فیضان ہو گا اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ قریظہ کے دن حسان سے فرمایا کہ ہجو کرو مشرکین کی سو بے شک جبرائیل علیہ السلام تیرے ساتھ ہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ خندق کے دن فرمایا تھا اور نہیں مانع ہے کہ اس کا کئی بار حکم ہوا ہو۔

بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ. باب ہے بیان میں جنگ ذات الرقاع کے۔

فائدہ: اس جنگ میں اختلاف ہے کہ کب ہوا اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ نام اس کا کس وجہ سے ہوا اور تحقیق میلان کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ خیبر کے بعد تھا اور استدلال کیا ہے اس نے واسطے اس کے اس باب میں ساتھ کئی امور کے اور ان کی شرح مفصل آئے گی اور باوجود اس کے پس ذکر کیا ہے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے خیبر کے پس میں نہیں جانتا کہ یہ انہوں نے جان بوجھ کر کیا ہے واسطے مان لینے قول مغازی والوں کے کہ وہ خیبر سے پہلے تھا کما سیاتی یا یہ غلطی ہے ان راویوں کی جنہوں نے ان سے روایت کی ہے یا احتمال ہے کہ ذات الرقاع دو مختلف جگہوں کا نام ہو علاوہ ازیں مغازی والے باوجود یقین کرنے ان کے کہ وہ خیبر سے پہلے تھی مختلف ہیں اس کے

زمانے میں سو ابن اسحاق کے نزدیک ہے کہ وہ بنی نضیر کے واقع کے بعد تھی اور خندق سے پہلے چوتھے سال میں اور ابن سعد اور ابن حبان نے کہا کہ وہ محرم میں تھی پانچویں سال اور جزم کیا ہے ابو معشر نے کہ وہ بنی قریظہ اور خندق کے بعد تھی اور یہ موافق ہے واسطے فعل امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ جنگ قریظہ کی پانچویں سال میں تھی ذیقعدہ میں پس ہوگی ذات الرقاع اس سال کے اخیر میں اور آئندہ سال کے شروع میں اور لیکن موسیٰ بن عقبہ نے جزم کیا ہے ساتھ مقدم ہونے وقوع ذات الرقاع کے لیکن تردد کیا ہے اس نے اس کے وقت میں پس کہا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ بدر سے پہلے تھی یا پیچھے اور احد سے پہلے تھی یا پیچھے اور یہ تردد محض لا حاصل ہے بلکہ وہ چیز جس کے ساتھ یقین کرنا لائق ہے یہ ہے کہ وہ بنی قریظہ کے جنگ کے بعد تھی اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ خوف کی نماز جنگ خندق میں شروع نہیں ہوئی تھی اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے واقع ہونا نماز خوف کا بیچ جنگ ذات الرقاع کے پس دلالت کی اس نے اس پر کہ وہ جنگ خندق کے بعد تھی اور اس کا بیان واضح طور آئندہ آئے گا۔ (فتح)

وَهِيَ غَزْوَةُ مُحَارِبِ خَصَفَةَ مِنْ بَنِيْ ثَعْلَبَةَ مِنْ غَطَفَانَ.

یعنی اور وہ جنگ قبیلہ محارب خصفہ کا ہے بنی ثعلبہ میں سے جو قوم غطفان میں سے ہے۔

فائدہ: اور محارب بیٹا ہے خصفہ کا اور خصفہ بن قیس بن غیلان بن مضر ہے اور محارب قیس سے منسوب ہیں طرف محارب بن خصفہ کے اور اضافت محارب کی طرف خصفہ کے واسطے جدا جدا کرنے اور تعیین کرنے کے ہے ان کے سوا اور محاربوں سے اس واسطے کہ محارب اور بھی بہت قبیلوں میں ہیں جیسے کہ محارب بن فہر وغیرہ پس گویا کہ اس نے کہا کہ مراد یہاں وہ محارب ہیں جو خصفہ کی طرف منسوب ہیں نہ وہ لوگ کہ منسوب ہیں طرف فہر وغیرہ کی اور یہ جو کہا کہ **من بنی ثعلبہ** تو اسی طرح واقع ہوا ہے اس جگہ اور یہ چاہتا ہے کہ ثعلبہ محارب کا بڑا ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور ٹھیک وہ چیز ہے جو روایت کی ہے ابن اسحاق وغیرہ نے **وبنی ثعلبہ** ساتھ واو عطف کے اس واسطے کہ غطفان وہ ابن سعد بن قیس بن غیلان ہیں پس غطفان محارب کا چچا زاد بھائی ہے پس کس طرح جائز ہے کہ اعلیٰ ادنیٰ کی طرف منسوب ہو یعنی پس معنی یہ ہیں کہ وہ جنگ ہے محارب کی اور بنی ثعلبہ کی جو غطفان کی اولاد سے ہے اور یہی ہے قول جمہور اہل مغازی کا کہ غزوہ ذات الرقاع اور غزوہ محارب ایک ہی جنگ کا نام ہے اور واقدی نے کہا کہ وہ دو ہیں۔

فَنَزَلَ نَخْلًا وَّهِيَ بَعْدَ خَيْبَرَ لِأَنَّ أَبَا مُوْسٰى جَآءَ بَعْدَ خَيْبَرَ.

پس اترے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نخلستان میں (اور وہ ایک جگہ ہے دو دن کی راہ پر مدینے سے) اور یہ جنگ خیبر کے بعد تھی اس واسطے کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جنگ خیبر کے بعد آئے۔

فائدہ: اس طرح استدلال کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے اور تحقیق روایت کیا ہے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو تھوڑا سا بعد اس کے اور استدلال صحیح ہے اور عنقریب دلیل آتی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ حبشہ سے خیبر کے فتح کرنے کے بعد آئے جیسا حدیث طویل آئندہ آئے گی اس میں ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو فتح کیا اور جب اس طرح ہوا تو ثابت ہوا کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ جنگ رقاع میں حاضر تھے اور لازم آیا کہ وہ خیبر کے بعد تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ذات الرقاع دو جنگ کا نام ہے اور استدلال کیا گیا ہے اوپر تعدد کے ساتھ قول ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے کہ نام رکھا گیا اس کا ذات الرقاع اس واسطے کہ اس میں اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاؤں پھٹ گئے تھے اور اہل مغازی نے اس کی وجہ تسمیہ میں اور بھی کئی امر بیان کیے ہیں ابن ہشام وغیرہ نے کہا کہ نام رکھا گیا ساتھ اس نام کے اس واسطے کہ پیوند جوڑے تھے انہوں نے اس میں اپنے نشانوں کے اور بعض کہتے تھے کہ اترے تھے اور اس زمین کے کئی رنگ تھے مانند دھجیوں کے اور بعض کہتے ہیں کہ جوان کے ساتھ گھوڑے تھے ان کے کئی رنگ تھے لیکن وجہ تسمیہ کا مختلف ہونا اتحاد سے مانع نہیں اور تعدد کے واسطے لازم نہیں اور کہا نووی نے کہ احتمال ہے کہ مجموع کے ساتھ نام رکھا گیا ہو۔ (فتح)

۳۸۱۵۔ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ و قَالَ لِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَآءٍ أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فِي الْخَوْفِ فِيْ غَزْوَةِ السَّابِعَةِ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ.

۳۸۱۵۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو خوف کی نماز پڑھائی ساتویں جنگ میں ذات الرقاع میں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ چار رکعتیں دو رکعت نماز ان کو پڑھائی وہ چلے گئے اور دوسری جماعت آئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ان کو پڑھائی اور ایک روایت میں ہے کہ یہ سب ذات الرقاع میں تھا اور جابر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے اس میں خوف کی نماز اور طور سے آئی ہے اس کا بیان آئندہ آتا ہے اور سب کا اتفاق ہے اس پر کہ نماز خوف کی جنگ خندق سے پیچھے ہے پس متعین ہوئی یہ بات کہ جنگ ذات الرقاع بنی قریظہ کے بعد ہوا پس متعین ہوا کہ مراد وہ جنگیں ہیں جن میں قتال واقع ہوا اور پہلی ان میں سے بدر ہے اور دوسری احد اور تیسری خندق اور چوتھی قریظہ اور پانچویں مریسیع اور چھٹی خیبر ہے پس لازم آیا کہ ہو ذات الرقاع بعد خیبر کے واسطے تنصیص کے اس پر کہ وہ ساتویں ہے پس مراد تاریخ لڑائی کی ہے نہ تعداد مغازی کی۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَوْفَ بِذِي قَرَدٍ.

یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ ذی قرد میں خوف کی نماز پڑھی۔

فائدہ: ذی قرد ساتھ زبر قاف اور را کے نام ہے ایک جگہ کا تخمیناً ایک دن کی راہ پر مدینے سے متصل بلاد غطفان کے موصول کیا ہے اس کو نسائی اور طبرانی نے اور روایت کیا ہے اس کو احمد اور اسحاق نے ساتھ اس لفظ کے کہ لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دو صفیں باندھیں ایک صف دشمن کے مقابل رہی اور ایک صف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑی ہوئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں کو ایک رکعت پڑھائی پھر دوسروں کی جگہ چلے گئے اور دوسرے آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری رکعت ان کو پڑھائی اور تحقیق پہلے گزر چکی ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بیچ نماز خوف کے مانند اس کی لیکن اس میں اتنا زیادہ ہے کہ لوگ سب نماز میں تھے لیکن ایک دوسرے کی حفاظت کرتے تھے محمول کیا ہے اس کو جمہور نے اس پر کہ دشمن قبلے کی طرف میں تھا جیسا کہ عنقریب آتا ہے اور یہ طور مخالف اس طور کو جس کو جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے پس ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دو قصے ہیں لیکن مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وارد کرنے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حدیث سلمہ کی سے جو موافق ہے واسطے اس کے بیچ نام رکھنے جنگ کے بھی اشارہ ہے طرف اس کی کہ جنگ ذات الرقاع کی خیبر کے بعد تھی اس واسطے کہ سلمہ کی حدیث میں صاف بیان ہے کہ وہ حدیبیہ کے بعد تھی اور خیبر تھی قریب تر حدیبیہ کے لیکن شبہ ڈالتا ہے اس پر اختلاف سبب اور قصد کا اس واسطے کہ سبب جنگ ذات الرقاع کا یہ ہے کہ کہا گیا واسطے ان کے کہ قوم محارب ان کے ساتھ لڑنے کے واسطے جمع ہوئی ہیں تو نکلے اصحاب رضی اللہ عنہم ان کے واسطے طرف بلاد غطفان کے اور سبب جنگ قرد کا لوٹنا عبدالرحمٰن بن عیینہ کا ہے مدینے کی اونٹنیوں کو سو ان کے پیچھے نکلے اور دلالت کرتی ہے حدیث سلمہ کی اس پر کہ بے شک سلمہ نے بعد اس کے کہ تنہا اس کو شکست دی اور ان سے اونٹنیاں چھڑوا لیں مسلمان اس بارے میں بلاد غطفان میں نہیں پہنچے پس دونوں جدا ہو گئے اور لیکن اختلاف بیچ نماز خوف کے محض پس نہیں دلالت کرتا اوپر غیر ہونے ایک دوسرے کے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ایک جنگ میں خوف کی نماز دو طور سے پڑھی گئی ہو دو دن میں بلکہ ایک دن میں۔ (فتح)

وَقَالَ بَكْرُ بْنُ سَوَادَةَ حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ أَبِي مُوْسٰى أَنَّ جَابِرًا حَدَّثَهُمْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ يَوْمَ مُحَارِبٍ وَّثَعْلَبَةَ.

یعنی اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنگ محارب اور ثعلبہ کے دن نماز پڑھائی یعنی نماز خوف کی

فائدہ: اور یہی ہے جنگ ذات الرقاع کا۔

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ

یعنی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ

كَيْسَانَ سَمِعْتُ جَابِرًا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذَاتِ الرِّقَاعِ مِنْ نَخْلٍ فَلَقِيَ جَمْعًا مِّنْ غَطَفَانَ فَلَمْ يَكُنْ قِتَالٌ وَّأَخَافَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيِ الْخَوْفِ.

ذات الرقاع کی طرف نکلے جو نخل (مقام) میں تھی سو غطفان کی ایک جماعت سے ملے سو ان کے درمیان لڑائی نہ ہوئی اور لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے سے خوف کیا سو حضرت ﷺ نے دو رکعت خوف کی نماز پڑھی۔

فائدہ: نخل ایک جگہ کا نام ہے نجد سے اور غفلت کی اس شخص نے جس نے کہا کہ مدینے کی کھجوریں مراد ہیں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اوپر شروع ہونے نماز خوف کے حضر میں یعنی گھر میں اور یہ قول اس کا ٹھیک نہیں اور جائز ہے پڑھنی نماز خوف کی وطن میں نزدیک شافعی اور جمہور کے جبکہ حاصل ہو خوف اور امام مالک سے روایت ہے کہ خوف کی نماز سفر کے ساتھ خاص ہے یعنی گھر میں پڑھنا درست نہیں اور دلیل جمہور کی یہ آیت ہے: ﴿فَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ الصَّلٰوةَ﴾ یعنی جب آپ ﷺ ان میں ہوں اور ان کے واسطے نماز کو قائم کریں پس نہیں قید کیا اس کو اللہ نے ساتھ سفر کے یعنی یہ آیت عام اور مطلق ہے سفر کی اس میں قید نہیں پس خوف کی نماز وطن میں بھی جائز ہو گی واللہ اعلم۔ (فتح)

وَقَالَ يَزِيدُ عَنْ سَلَمَةَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقَرَدِ.

یعنی اور کہا یزید نے سلمہ سے کہ میں نے جنگ قرد کے حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کیا۔

فائدہ: جنگ قرد وہ جنگ ہے جس میں عبدالرحمن نے حضرت ﷺ کی اونٹنیوں کو لوٹا تھا اور سلمہ کی یہ حدیث پورے طور سے آئندہ آئے گی اور اس میں نماز خوف کا ذکر نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ حدیث کے واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے جو پہلے مذکور ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ ذی قرد میں خوف کی نماز پڑھی اور دونوں حدیثوں میں جو جنگ ذی قرد کا ذکر ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قصہ ایک ہو کہ جیسے نہیں لازم آتا حضرت ﷺ کی ایک جگہ میں خوف کی نماز پڑھنے سے یہ کہ اور جگہ میں نہ پڑھی ہو کہا بیہقی نے کہ ہم شک نہیں کرتے اس میں کہ جنگ ذی قرد حدیبیہ اور خیبر کے بعد تھا اور سلمہ کی حدیث اس کے ساتھ تصریح کرتی ہے اور اوپر جنگ ذات الرقاع پس مختلف فیہ ہے پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں دو قصے ہیں جیسا کہ میں نے اس کو لکھا ہے۔ (فتح)

٣٨١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ

٣٨١٦۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک جنگ میں نکلے اور ہم چھ آدمی تھے اور ہمارے درمیان ایک اونٹ تھا کہ باری باری ہم اس پر سوار ہوتے

عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ وَّنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَيْنَنَا بَعِيْرٌ نَّعْتَقِبُهٗ فَنَقِبَتْ أَقْدَامُنَا وَنَقِبَتْ قَدَمَایَ وَسَقَطَتْ أَظْفَارِیْ وَكُنَّا نَلُفُّ عَلٰى أَرْجُلِنَا الْخِرَقَ فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا كُنَّا نَعْصِبُ مِنَ الْخِرَقِ عَلٰى أَرْجُلِنَا وَحَدَّثَ أَبُوْ مُوْسٰى بِهٰذَا ثُمَّ كَرِهَ ذَاكَ قَالَ مَا كُنْتُ أَصْنَعُ بِأَنْ أَذْكُرَهٗ كَأَنَّهٗ كَرِهَ أَنْ يَّكُوْنَ شَيْءٌ مِّنْ عَمَلِهٖ أَفْشَاهُ.

تھے سو ہمارے پاؤں پھٹ گئے اور میرے دونوں پاؤں بھی پھٹ گئے اور میرے ناخن گر پڑے سو ہم اپنے پاؤں پر دھجیاں لپیٹتے تھے پس نام رکھا گیا جنگ ذات الرقاع اس سبب سے کہ ہم اپنے پاؤں پر دھجیاں لپیٹتے تھے اور حدیث بیان کی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے پھر اس کو برا جانا یعنی اس واسطے کہ خوف کیا اپنے نفس کے پاک کرنے سے کہا میں نے اس کو اس واسطے نہیں کیا تھا کہ اس کو ذکر کروں گویا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے برا جانا کہ اس نے اپنے عمل سے کوئی چیز ظاہر کی ہو۔

فائدہ: اور یہ اس واسطے کہ چھپانا عمل کا افضل ہے ظاہر کرنے اس کے سے مگر کسی مصلحت کے واسطے کہ راجح ہو مانند اس شخص کے کہ لوگ اس کی پیروی کرتے ہوں اس کے لیے نیک عمل کا ظاہر کرنا افضل ہے۔ (فتح)

۳۸۱۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ شَهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلّٰى صَلَاةَ الْخَوْفِ أَنَّ طَآئِفَةً صَفَّتْ مَعَهٗ وَطَآئِفَةٌ وِّجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّتِيْ مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَآئِمًا وَّأَتَمُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَآءَتِ الطَّآئِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهٖ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَّأَتَمُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلٍ فَذَكَرَ صَلَاةَ الْخَوْفِ قَالَ مَالِكٌ وَّذٰلِكَ أَحْسَنُ مَا

۳۸۱۷۔ صالح بن خوات سے روایت ہے اس نے روایت کی اس شخص سے جو حاضر ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ ذات الرقاع کے وقت خوف کی نماز میں کہ ایک گروہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صف باندھی اور دوسرا گروہ دشمن سے مقابل رہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں کو ایک رکعت پڑھائی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ میں کھڑے رہے اور اس گروہ نے اپنی نماز جدا پوری کی یعنی باقی ایک رکعت جدا پڑھی پھر پلٹ گئے اور دشمن کے مقابلے میں صف باندھی اور دوسری جماعت آئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی ایک رکعت نماز ان کو پڑھائی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ سلام پھیرا اور کہا معاذ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی ہم سے معاذ رضی اللہ عنہ نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام نے اس نے روایت کہ ابوزبیر سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نخل میں تھے پس ذکر کی نماز خوف کی

سَمِعْتُ فِيْ صَلَاةِ الْخَوْفِ.

کہا مالک نے اور یہ طریق خوف کی نماز کے سب طریقوں سے بہتر ہے جو میں نے سنی۔

تَابَعَهُ اللَّيْثُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ بَنِيْ أَنْمَارٍ.

متابعت کی ہے معاذ کی لیث نے زید بن اسلم سے کہ قاسم بن محمد نے اس کو حدیث بیان کی کہ حضرت ﷺ نے جنگ بنی انمار میں نماز پڑھی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک جماعت نے دشمن کے مقابل صف باندھی الخ تو یہ کیفیت مخالف ہے اس کیفیت کے جو پہلے گزر چکی ہے جابر رضی اللہ عنہ سے بیچ عدد رکعتوں کے یعنی اس میں چار رکعتوں کا ذکر ہے اور اس میں دو کا ہے اور یہ موافق ہے اس کیفیت کو جو پہلے گزر چکی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس باب میں لیکن مخالف ہے اس کو اس امر میں کہ حضرت ﷺ ایک رکعت پڑھ کے بدستور کھڑے رہے یہاں تک کہ اس جماعت نے دوسری رکعت جدا پڑھی اور اس امر میں کہ سب لوگ بدستور نماز میں رہے یہاں تک کہ انہوں نے حضرت ﷺ کے سلام کے ساتھ سلام پھیرا اور یہ جو کہا کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نخل میں تھے تو وارد کیا اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے مختصر معلق اس واسطے کہ غرض اس کی یہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی روایتیں متفق ہیں اس پر کہ جس جنگ میں خوف کی نماز واقع ہوئی وہ جنگ ذات الرقاع ہے لیکن اس میں نظر ہے اس واسطے کہ سیاق روایت ہشام کا ابو زبیر سے دلالت کرتا ہے کہ وہ دوسری حدیث ہے اور جنگ میں پس لیکن روایت ابو زبیر کی جابر رضی اللہ عنہ سے پس عسفان کے قصے میں ہے اور لیکن روایت ابوسلمہ وغیرہ کی اس سے پس جنگ ذات الرقاع میں ہے اور وہ جنگ محارب اور ثعلبہ کی ہے اور جب مقرر ہوئی یہ بات کہ پہلے پہل خوف کی نماز عسفان میں پڑھی گئی اور تھا قصہ عسفان کا عمرہ حدیبیہ میں اور وہ جنگ خندق اور قریظہ کے بعد ہے اور تحقیق پڑھی گئی نماز خوف کی بیچ جنگ ذات الرقاع کے اور وہ بعد عسفان کے ہے تو مقرر ہوئی یہ بات کہ جنگ ذات الرقاع جنگ خندق سے پیچھے ہے اور جنگ قریظہ اور حدیبیہ سے بھی پیچھے ہے پس قوی ہوگا یہ قول کہ وہ خیبر کے بعد ہے اس واسطے کہ جنگ خیبر تھی بعد رجوع کرنے کے حدیبیہ سے اور یہ جو مالک نے کہا یہ خوف کی نماز کا بہتر طریقہ ہے جو میں نے سنا تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ مالک نے خوف کی نماز کئی طور سے سنی اور یہ فی الواقع اسی طرح ہے اس واسطے کہ خوف کی نماز حضرت ﷺ سے کئی طور سے وارد ہوئی ہے سو بعض علماء نے اس کو اختلاف احوال پر محمول کیا ہے اور دیگر علماء نے اس کو توسع اور تخییر پر محمول کیا ہے یعنی اختیار ہے جس طور سے پڑھے جائز ہے اور پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی خوف کی نماز میں اور امام مالک نے جو اس صورت کو ترجیح دی ہے تو موافقت کی ہے اس کی شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور داود رحمہ اللہ نے اس کی ترجیح پر واسطے سلامت ہونے اس کے کے کثرت مخالفت سے یعنی اس میں بہت مخالفت لازم نہیں آتی اور اس واسطے کہ اس میں لڑائی کے واسطے بہت احتیاط ہے باوجود جائز رکھنے ان

کے کی اس کیفیت کو جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے اور مالکیوں کے کلام سے ظاہر یہ ہے کہ جو کیفیت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے وہ جائز نہیں اور اختلاف کیا ہے انہوں نے بیچ کیفیت روایت سہل بن ابی حثمہ کے بیچ ایک جگہ کے اور وہ یہ ہے کہ کیا سلام پھیرے امام پہلے اس سے کہ دوسری جماعت دوسری رکعت پڑھے یا انتظار کرے اس کو التحیات میں تا کہ دوسری جماعت اس کے ساتھ سلام پھیرے پہلا قول مالکیہ کا ہے یعنی امام سلام پھیرے دوسری جماعت کے رکعت کے پڑھنے تک انتظار نہ کرے اور گمان کیا ابن حزم نے کہ سلف سے کوئی اس کا قائل نہیں اور نہیں فرق کیا حنفیہ اور مالکیہ نے جس جگہ لیا ہے انہوں نے اس کیفیت کو کہ اس حدیث میں درمیان اس کے کہ امام قبلے کی طرف ہو یا نہ ہو اور فرق کیا ہے شافعی اور جمہور نے پس محمول کیا ہے سہل کی حدیث کو اس پر کہ دشمن قبلے کے سوا اور طرف تھا پس اس واسطے ہر جماعت کو جدا جدا پوری رکعت پڑھائی اور اسی طرح جب دشمن قبلے کی طرف ہو تو بنا بریں اس کے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں پہلے گزر چکا ہے کہ امام سب فوج کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہے اور ان کے ساتھ رکوع کرے پھر جب امام سجدہ کرے تو ایک صف اس کے ساتھ سجدہ کرے اور ایک جماعت ان کی نگہبانی کرے آخر تک کہا سہیلی نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے ترجیح میں پس کہا ایک گروہ نے کہ عمل کیا جائے ساتھ اس صورت کے کہ ظاہر قرآن کے بہت موافق ہو اور کہا بعض علماء نے کہ کوشش کرے بیچ تلاش کرنے اخیر صورت کے ان میں سے پس تحقیق وہ ناسخ ہے واسطے پہلی صورتوں کے اور کہا ایک گروہ نے کہ عمل کیا جائے ساتھ اس صورت کے جو نقل کی رو سے زیادہ راجح ہو اور جس کے راوی اعلیٰ درجے کے ہوں اور کہا ایک گروہ نے کہ عمل کیا جائے ساتھ تمام صورتوں کے باعتبار اختلاف احوال خوف کے اور جب خوف سخت ہو تو جو سب میں آسان صورت ہے اس کو لیا جائے اور وجہ متابعت کی یہ ہے کہ جنگ بنی انمار اور جنگ ذات الرقاع ایک ہے۔ (فتح)

٣٨١٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ قَالَ يَقُوْمُ الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَطَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَعَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الْعَدُوِّ فَيُصَلِّيْ بِالَّذِيْنَ مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ يَقُوْمُوْنَ فَيَرْكَعُوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً وَّيَسْجُدُوْنَ سَجْدَتَيْنِ فِيْ مَكَانِهِمْ

٣٨١٨۔ سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے کہا کہ امام قبلے کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو اور ایک گروہ (فوج میں سے) اس کے ساتھ کھڑے ہوں اور ایک گروہ دشمن کی طرف ہوں ان کا منہ دشمن کی طرف ہو سو امام اپنے ساتھ والوں کو ایک رکعت پڑھا دے پھر وہ کھڑے ہو کے ایک رکعت جدا پڑھیں اور دو سجدے کریں اپنی جگہ میں پھر یہ لوگ ان کی جگہ میں چلے جائیں اور وہ آئیں سو امام ان کو ایک رکعت پڑھائے پس اس کی دو رکعتیں ہوئیں پھر وہ اٹھ کر رکوع کریں اور دو سجدے کریں اور دوسرے طریق میں ہے کہ روایت کی سہل نے

ثُمَّ يَذْهَبُ هٰؤُلَاءِ إِلٰى مَقَامِ أُولٰئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَهُ ثِنْتَانِ ثُمَّ يَرْكَعُوْنَ وَيَسْجُدُوْنَ سَجْدَتَيْنِ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ يَحْيٰى سَمِعَ الْقَاسِمَ أَخْبَرَنِيْ صَالِحُ بْنُ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلٍ حَدَّثَهٗ قَوْلَهٗ.

حضرت ﷺ سے مانند اس کی اور تیسرے طریق میں ہے کہ سہل نے اپنا طریق بیان کیا۔

فائدہ: علماء تاریخ کا اتفاق ہے کہ سہل بن ابی حثمہ حضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں صغیر السن تھے حضرت ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر آٹھ برس تھی پس یہ اس کی روایت مرسل ہوگی واللہ اعلم اس طرح کہا حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے۔(فتح الباری)

۳۸۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ.

۳۸۱۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کیا سو ہم دشمن کے مقابل ہوئے سو ہم نے ان کے واسطے صف باندھی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پھر ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل رہا پھر ہر ایک نے اپنی رکعت جدا جدا پڑھی۔

۳۸۲۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ ثُمَّ

۳۸۲۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک گروہ کو نماز پڑھائی اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل رہے پھر پلٹ گئے اور اپنے ان ساتھیوں کی جگہ میں کھڑے ہوئے اور وہ آئے سو حضرت ﷺ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی پھر ان کو سلام کیا پھر یہ کھڑے ہوئے اور اپنی باقی ایک رکعت

انْصَرَفُوْا فَقَامُوْا فِيْ مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ أُولَئِكَ فَجَآءَ أُولَئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَامَ هٰؤُلَآءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ وَقَامَ هٰؤُلَآءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ.

ادا کی اور وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی اپنی ایک رکعت ادا کی۔

۳۸۲۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سِنَانٌ وَأَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ.

۳۸۲۱۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کیا یعنی جنگ ذات الرقاع۔

۳۸۲۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِيْ سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ قَالَ جَابِرٌ فَنِمْنَا نَوْمَةً ثُمَّ إِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْنَا فَجِئْنَاهُ فَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ جَالِسٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ سَيْفِيْ وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِيْ يَدِهِ صَلْتًا فَقَالَ

۳۸۲۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کیا یعنی جنگ ذات الرقاع پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے پلٹے تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پلٹے سو وہ دوپہر کو ایک جنگل میں پہنچے جس میں درخت بہت تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور اصحاب رضی اللہ عنہم سائے کے واسطے جدا جدا ہوئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیکر کے درخت کے نیچے اترے اور تلوار کو اس میں لٹکایا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم تھوڑا سا سوئے پھر ناگہاں ہم نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو بلاتے ہیں سو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے سو ہم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گنوار بیٹھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آدمی نے مجھ پر میری تلوار کھینچی اور میں سوتا تھا سو میں جاگ پڑا اور اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی سو وہ مجھ کو کہنے لگا کہ اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا میں نے کہا اللہ بچائے گا سو خبردار ہو وہ یہ بیٹھا ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عذاب نہ کیا یعنی بلکہ معاف کر دیا۔

لِي مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قُلْتُ اللّٰهُ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا تو یہ استفہام انکاری ہے یعنی کوئی تجھ کو میرے ہاتھ سے نہ بچائے گا اس واسطے کہ گنوار کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور حضرت ﷺ بیٹھے تھے آپ ﷺ کے پاس تلوار نہ تھی اور ایک روایت میں یہ لفظ یعنی اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا اعرابی نے تین بار تکرار سے کہا اور لیا جاتا ہے تکرار کرنے گنوار کے سے واسطے آپ ﷺ کے کلام میں کہ بے شک اللہ نے اپنے پیغمبر کو اس سے بچایا نہیں تو اس کو حضرت ﷺ کے ساتھ تکرار کرنے کی کیا حاجت تھی باوجود محتاج ہونے اس کے طرف انعام کی نزدیک قوم اپنی کے ساتھ قتل کرنے حضرت ﷺ کے اور یہ جو حضرت ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اللہ مجھ کو بچائے گا تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی اس واسطے کہ دوہرایا اس کو گنوار نے اور نہ زیادہ کیا کچھ اس جواب پر اور اس میں نہایت استغنا اور بے پرواہی ہے ساتھ اس کے اور کہا خطابی نے کہ جب مشاہدہ کیا گنوار نے اس ثبات عظیم کو اور پہچانا اس نے کہ اس کے اور حضرت ﷺ کے درمیان کوئی چیز مانع ہوئی تو آپ ﷺ کا صدق تحقیق ہوا اور معلوم کیا اس نے کہ وہ آپ ﷺ کی طرف نہیں پہنچ سکے گا تو اس نے ہتھیار ڈالے اور اپنی جان پر قدرت دی اور ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے اس کے سینے میں دھکا مارا تو خوف کی وجہ سے اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی تو حضرت ﷺ نے اٹھائی اور اس سے کہا کہ بھلا اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا کہا کوئی نہیں کہا اٹھ کر چلا جا سو جب اس نے پیٹھ دی تو کہا کہ تو مجھ سے بہتر ہے اور یہ جو پہلی روایت میں ہے وہ یہ بیٹھا ہے پھر اس کو عذاب نہ کیا تو تطبیق ان دونوں روایتوں میں اس طور سے ہے کہ حضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ جا چلا جا تھا بعد اس کے کہ حضرت ﷺ نے خبر دی اصحاب رضی اللہ عنہم کو ساتھ اس قصے کے پھر احسان کیا اوپر اس کے واسطے بہت ہونے رغبت حضرت ﷺ کے بیچ الفت دینے کفار کے تا کہ داخل ہوں اسلام میں پھر نہ مواخذہ کیا اس کو فعل پر بلکہ اس کو معاف کر دیا ور ذکر کیا واقدی نے کہ وہ مسلمان ہو گیا اپنی قوم کی طرف پلٹ گیا پس راہ پائی ساتھ اس کے بہت خلقت نے یعنی اس کے سبب سے بہت خلقت مسلمان ہوئی۔

وَقَالَ أَبَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَاتِ الرِّقَاعِ فَإِذَا أَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِلنَّبِيِّ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ ذات الرقاع میں تھے سو جب ہم کسی درخت سایہ دار پر آتے تھے تو اس کو حضرت ﷺ کے واسطے چھوڑ دیتے تھے سو ایک مرد کافروں سے آیا اور حضرت ﷺ کی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَسَيْفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَلَّقٌ بِالشَّجَرَةِ فَاخْتَرَطَهٗ فَقَالَ تَخَافُنِيْ قَالَ لَا قَالَ فَمَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ قَالَ اللّٰهُ فَتَهَدَّدَهٗ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى بِطَآئِفَةٍ رَّكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَأَخَّرُوْا وَصَلّٰى بِالطَّآئِفَةِ الْأُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ وَّلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ وَقَالَ مُسَدَّدٌ عَنْ أَبِيْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ اسْمُ الرَّجُلِ غَوْرَثُ بْنُ الْحَارِثِ وَقَاتَلَ فِيْهَا مُحَارِبَ خَصَفَةَ.

تلوار درخت کے ساتھ لٹکتی تھی اس نے تلوار کھینچی اور حضرت ﷺ سے کہا کہ تم مجھ سے ڈرتے ہو حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں کہا اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ بچائے گا اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس کو جھڑکا اور نماز کی تکبیر ہوئی سو حضرت ﷺ نے ایک جماعت کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر وہ پیچھے ہٹے پھر حضرت ﷺ نے دوسری جماعت کو دو رکعتیں پڑھائیں پس حضرت ﷺ کی چار رکعتیں ہوئیں اور کہا مسدد نے ابوعوانہ سے اس نے روایت کی ابوبشر سے کہ اس مرد کا نام غورث ابن حارث ہے لڑائی کی حضرت ﷺ نے بیچ اس کے محارب خصفہ سے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا بہت دلیر ہونا حضرت ﷺ کا اور قوی ہونا آپ ﷺ کے یقین کا اور صبر کرنا آپ ﷺ کا ایذا پر اور حلم کرنا آپ ﷺ کا جاہلوں پر اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جائز ہے جدا جدا ہونا لشکر کا اترنے میں اور سونا ان کا اور محل اس کا اس وقت ہے جب کہ وہاں کسی چیز سے خوف نہ ہو۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلٍ فَصَلَّى الْخَوْفَ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ نَجْدٍ صَلَاةَ الْخَوْفِ وَإِنَّمَا جَآءَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ خَيْبَرَ.

یعنی اور روایت کی ہے ابو زبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نخل میں تھے سو حضرت ﷺ نے خوف کی نماز پڑھی۔ اور کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ نجد میں خوف کی نماز پڑھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جنگ خیبر کے دنوں میں آئے تھے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مروان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تو نے حضرت ﷺ کے ساتھ خوف کی نماز پڑھی ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں مروان نے کہا کب کہا نجد کی جنگ میں اور یہ جو کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خیبر کے دنوں میں آئے تھے تو مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس کے تائید کرنا ہے اپنے مذہب کی کہ جنگ ذات الرقاع خیبر کے بعد تھی لیکن نجد کی طرف جنگ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ نجد کی طرف صرف ایک ہی جنگ ہوئی

ہو اس واسطے کہ نجد کی طرف کئی جنگوں میں قصد واقع ہوا ہے اور پہلے گزر چکی ہے تقریر اس کی کہ جابر رضی اللہ عنہ نے خوف کی نماز میں دو قصے مختلف روایت کیے ہیں اس کے دوہرانے کی حاجت نہیں پس احتمال ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس جنگ میں حاضر ہوئے ہوں جو خیبر کے بعد ہے نہ اس میں جو اس سے پہلے واقع ہوئی۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْمُرَيْسِيعِ.

باب ہے بیان میں جنگ بنی مصطلق کے خزاعہ سے اور وہ جنگ مریسیع کا ہے۔

فائدہ: وارد کی ہے اس میں امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی عزل میں پھر ذکر کی حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی اور اس میں قصہ گنوار کا ہے اور محل اس کا جنگ ذات الرقاع میں ہے اور تحقیق واقع ہوا ہے ایک روایت میں ''فی غزوۃ ذات الرقاع'' اور وہ مناسب تر ہے پھر ذکر کیا بعد اس کے ترجمہ اور وہ جنگ انمار ہے اور ذکر کی اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ میں نے جنگ انمار میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اپنی سواری پر نماز پڑھتے تھے اور یہ حدیث باب قصر الصلوۃ میں پہلے گزر چکی ہے اور تھا محل اس کا پہلے جنگ بنی مصطلق سے اس واسطے کہ اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے افک کی حدیث بیان کی ہے اور قصہ افک کا جنگ بنی مصطلق میں تھا پس نہیں کوئی معنی واسطے داخل کرنے جنگ انمار کے درمیان ان کے بلکہ غزوہ انمار مشابہ ہے اس کے کہ ہو وہ غزوہ محارب اور بنی ثعلبہ کا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ اس میں تقدیم وتاخیر ناقل سے ہے اور نہیں ذکر کیا اہل مغازی نے جنگ انمار کا اور ذکر کیا ہے مغلطائی نے کہ وہ غزوہ آمر ہے پس تحقیق ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ تھا وہ ماہ صفر میں اور نزدیک ابن سعد کے ہے کہ ایک سوداگر غلہ لایا سو اس نے خبر دی کہ قبیلہ انمار اور ثعلبہ تم سے لڑنے کے واسطے جمع ہوئے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محرم کی دسویں کو ان کی طرف نکلے پس آئے ان کی جگہ میں ذات الرقاع کی اور بعض کہتے ہیں کہ جنگ انمار کا واقع ہوا ہے درمیان غزوہ بنی مصطلق کے واسطے اس چیز کے کہ روایت کی ہے ابو زبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کسی کام کے واسطے بھیجا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنی مصطلق کی طرف چلنے والے تھے سو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر نماز پڑھتے تھے اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث لیث کی قاسم بن محمد سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ انمار میں خوف کی نماز پڑھی اور احتمال ہے کہ روایت جابر رضی اللہ عنہ کی واسطے نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کے متعدد ہو مصطلق ایک قبیلہ ہے بنی خزاعہ سے اور مریسیع ایک چشمے کا نام ہے واسطے بنی خزاعہ کے اس کے اور فرع کے درمیان ایک دن کی راہ ہے اور تحقیق روایت کی ہے طبرانی نے سفیان بن وبرہ سے حدیث سے کہ تھے ہم ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ جنگ مریسیع کے جو جنگ بنی مصطلق ہے۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ وَذٰلِكَ سَنَةَ سِتٍّ.

یعنی اور کہا ابن اسحاق نے کہ یہ جنگ چھٹے سال ہجری میں تھا۔

فائدہ: اور بیہقی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ وہ پانچویں سال میں تھا شعبان میں۔ (فتح)

وَقَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ سَنَةَ أَرْبَعٍ.

یعنی اور کہا موسیٰ بن عقبہ نے کہ چوتھے سال میں تھا۔

فائدہ: یہ قلم کی چوک ہے شاید اس نے چاہا تھا کہ لکھے پانچویں سال میں لیکن سہو سے چوتھا سال لکھا گیا اور جو چیز کہ مغازی موسیٰ بن عقبہ میں کئی طریقوں سے ہے یہ ہے کہ وہ پانچویں سال میں تھا روایت کیا ہے اس کو حاکم اور ابوسعید نیشاپوری اور بیہقی وغیرہ نے اور کہا حاکم نے اکلیل میں کہ قول عروہ وغیرہ کا کہ وہ پانچویں سال میں تھا مشابہ تر ہے ابن اسحاق کے قول سے کہ وہ چھٹے سال میں تھا۔ (فتح)

وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ حَدِيثُ الْإِفْكِ فِي غَزْوَةِ الْمُرَيْسِيعِ.

یعنی کہا نعمان بن راشد نے زہری سے کہ افک کی حدیث جنگ مریسیع میں تھی۔

فائدہ: اور یہی قول ہے ابن اسحاق اور بہت اہل مغازی کا کہ قصہ افک کا تھا بیچ وقت پھرنے ان کے کے جنگ مریسیع سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غفلت کے وقت لوٹا اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصطلق کو لوٹا اس حال میں کہ وہ بے خبر تھے اور وہ اپنے مویشیوں کو پانی پلاتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لڑنے والے جوانوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں اور لڑکوں کو لونڈی اور غلام بنایا۔ (فتح)

۳۸۲۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْعَزْلِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْزِلَ وَقُلْنَا نَعْزِلُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ

۳۸۲۳۔ ابن محیریز سے روایت ہے کہا کہ میں مسجد میں داخل ہوا سو میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا سو میں نے اس کے پاس بیٹھ کر اس سے عزل کا حکم پوچھا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بنی مصطلق میں نکلے سو پائے ہم نے قیدی عرب کے قیدیوں میں سے یعنی ان کو پکڑ کر لونڈی غلام بنایا سو ہم نے عورتوں سے صحبت کرنے کی خواہش کی اور مجرد رہنا ہم پر سخت مشکل ہوا اور ہم نے عزل کرنا چاہا یعنی لونڈیوں سے تاکہ ان کو حمل نہ رہے سو ہم نے عزل کرنے کا ارادہ کیا اور ہم نے کہا کہ ہم عزل کریں اس حال میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ہیں پہلے اس سے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں کہ آیا جائز ہے یا نہیں پھر ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا فرمایا کہ تم پر کچھ مضائقہ

فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَفْعَلُوْا مَا مِنْ نَّسَمَةٍ كَآئِنَةٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَآئِنَةٌ.

نہیں کہ نہ کیا کرو کوئی روح ہونے والی قیامت تک نہیں مگر کہ وہ اس جہان میں پیدا ہوگی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ ذکر غزوہ بنی مصطلق کا ہے فی الجملہ اور میں نے اس کے قصے کی طرف مجمل اشارہ کیا ہے۔ (فتح) کہا نووی نے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ رق عرب پر جاری ہوا تھا یعنی وہ بھی لونڈی غلام ہو جاتے ہیں جب کہ وہ مشرک ہوں اس لیے کہ بنی مصطلق قبیلہ ہے خزاعہ میں سے اور وہ عرب ہیں اور یہ مذہب مالک اور شافعی کا ہے اور کہا ابوحنیفہ اور شافعی نے قول قدیم میں کہ نہیں جاری ہوتا ان پر رق بسبب شرافت ان کی کے۔ (نووی شرح مسلم) اور عزل کے یہ معنی ہیں کہ مرد عورت سے صحبت کرے اور جب منی نکلنے کا وقت نزدیک آئے تو ذکر کو عورت کی شرمگاہ سے باہر نکال کر انزال کرے۔

٣٨٢٤۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ نَجْدٍ فَلَمَّا أَدْرَكَتْهُ الْقَآئِلَةُ وَهُوَ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ تَحْتَ شَجَرَةٍ وَّاسْتَظَلَّ بِهَا وَعَلَّقَ سَيْفَهُ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الشَّجَرِ يَسْتَظِلُّوْنَ وَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ دَعَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْنَا فَإِذَا أَعْرَابِيٌّ قَاعِدٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا أَتَانِيْ وَأَنَا نَآئِمٌ فَاخْتَرَطَ سَيْفِيْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ قَآئِمٌ عَلٰى رَأْسِيْ مُخْتَرِطٌ صَلْتًا قَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ قُلْتُ اللّٰهُ فَشَامَهُ ثُمَّ قَعَدَ. فَهُوَ هٰذَا قَالَ وَلَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣٨٢٤۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ نجد کا جہاد کیا سو جب آپ ﷺ کو دوپہر ہوئی اور حالانکہ آپ ﷺ ایک بہت بڑے درختوں والے جنگل میں تھے سو آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے اترے اور اس کے ساتھ سایہ پکڑا اور لوگ سایہ میں بیٹھنے کے واسطے درختوں میں متفرق ہو گئے اور جس حالت میں کہ ہم اس طرح تھے کہ ناگہاں حضرت ﷺ نے ہم کو بلایا سو ہم حاضر ہوئے سو ناگہاں ہم نے دیکھا کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے سامنے بیٹھا ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک یہ شخص میرے پاس آیا اور میں سوتا تھا سو اس نے میری تلوار کھینچی تو میں جاگ پڑا اور حالانکہ وہ میرے سر پر ننگی تلوار لیے کھڑا ہے اس نے کہا کہ کون تجھ کو میرے ہاتھ سے بچائے گا میں نے کہا اللہ بچائے گا سو وہ تلوار کو میان میں ڈال کر بیٹھ گیا سو وہ یہ ہے کہا راوی نے حضرت ﷺ نے اس کو عذاب نہ کیا۔

فائدہ: اور محل اس کا جنگ ذات الرقاع ہے۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ أَنْمَارٍ.

باب ہے بیان میں جنگ انمار کے۔

۳۸۲۵۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُرَاقَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ أَنْمَارٍ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ مُتَوَجِّهًا قِبَلَ الْمَشْرِقِ مُتَطَوِّعًا.

۳۸۲۵۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو جنگ انمار میں دیکھا اپنی سواری پر نماز پڑھتے تھے یعنی نفل نماز قبلے کی طرف منہ کیے۔

بَابُ حَدِیْثِ الْإِفْكِ.

باب ہے بیان میں حدیث افک کے یعنی جو حضرت ﷺ کے وقت منافقوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر طوفان اٹھایا تھا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے مناسبت وارد کرنے اس کے کے اس جگہ واسطے اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو زہری نے کہ قصہ افک کا جنگ مریسیع میں تھا۔

اَلْإِفْكُ وَالْأَفَكُ بِمَنْزِلَةِ النِّجْسِ وَالنَّجَسِ يُقَالُ ﴿إِفْكُهُمْ﴾ وَأَفْكُهُمْ وَأَفَكُهُمْ فَمَنْ قَالَ أَفَكَهُمْ يَقُوْلُ صَرَفَهُمْ عَنِ الْإِيْمَانِ وَكَذَّبَهُمْ كَمَا قَالَ ﴿يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ﴾ يُصْرَفُ عَنْهُ مَنْ صُرِفَ.

یعنی افک اور افک بجائے نجس اور نجس کے ہے یعنی اس اسم میں دو لغتیں ہیں ساتھ زیر ہمزہ کے اور جزم فا کے اور یہ مشہور لغت ہے اور دوسری لغت دونوں کی زبر ہے اور اس کی نظیر نجس ہے ضبط میں اور دو لغت ہونے میں کہا جاتا ہے افکهم و افکهم یعنی بیچ اس آیت کے: ﴿بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ وَذٰلِكَ إِفْكُهُمْ﴾۔

فائدہ: یعنی مشہور لغت ساتھ زیر ہمزہ اور جزم فا کے ہے اور اوپر تین زبروں کے ساتھ پس شاذ لغت ہے اور وہ عکرمہ وغیرہ سے تین زبروں کے ساتھ فعل ماضی ہے یعنی پھیرا ان کو۔ (فتح)

۳۸۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ

۳۸۲۶۔ ابن شہاب سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ اور علقمہ بن وقاص رضی اللہ عنہ اور عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی سے جب کہ کہا واسطے ان کے طوفان اٹھانے والوں نے جو کہا اور سب نے مجھ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا ایک ٹکڑا بیان کیا اور بعض ان میں زیادہ یاد رکھنے

النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا وَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِیْ طَآئِفَةً مِّنْ حَدِیْثِهَا وَبَعْضُهُمْ كَانَ أَوْعٰی لِحَدِیْثِهَا مِنْ بَعْضٍ وَّأَثْبَتَ لَهُ اقْتِصَاصًا وَّقَدْ وَعَیْتُ عَنْ كُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمُ الْحَدِیْثَ الَّذِیْ حَدَّثَنِیْ عَنْ عَائِشَةَ وَبَعْضُ حَدِیْثِهِمْ یُصَدِّقُ بَعْضًا وَّإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعٰی لَهُ مِنْ بَعْضٍ قَالُوْا قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَیْنَ أَزْوَاجِهٖ فَأَیُّهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَهٗ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَقْرَعَ بَیْنَنَا فِیْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِیْهَا سَهْمِیْ فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَكُنْتُ أُحْمَلُ فِیْ هَوْدَجٍ وَّأُنْزَلُ فِیْهِ فَسِرْنَا حَتّٰی إِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهٖ تِلْكَ وَقَفَلَ دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِیْنَةِ قَافِلِیْنَ اٰذَنَ لَیْلَةً بِالرَّحِیْلِ فَقُمْتُ حِیْنَ اٰذَنُوْا بِالرَّحِیْلِ فَمَشَیْتُ حَتّٰی جَاوَزْتُ الْجَیْشَ فَلَمَّا قَضَیْتُ شَأْنِیْ أَقْبَلْتُ إِلٰی رَحْلِیْ فَلَمَسْتُ صَدْرِیْ فَإِذَا عِقْدٌ لِّیْ مِنْ جَزْعِ ظَفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِیْ فَحَبَسَنِی ابْتِغَاؤُهٗ قَالَتْ وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِیْنَ كَانُوْا یُرَحِّلُوْنِیْ فَاحْتَمَلُوْا

والے تھے اس کی حدیث کو بعض سے اور زیادہ ثابت تھے اس کے بیان کرنے میں اور تحقیق یاد رکھی ہے میں نے ہر ایک مرد سے وہ حدیث کہ بیان کی اس نے مجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ان کی بعض حدیث بعض کی تصدیق کرتی ہے اگرچہ بعض ان میں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں اس کو بعض سے کہا انہوں نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے اور جس کا نام قرعہ میں نکلتا تھا اس کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا ایک جہاد میں جس کا ارادہ کیا سو اس میں میرا نام نکلا تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلی بعد اترنے آیت حجاب کے سو میں ایک کجاوے میں اٹھائی جاتی تھی اور اس میں اتاری جاتی تھی یعنی اتارنے کے وقت بھی ہودج میں رہتی تھی باہر نہ نکلتی تھی سو ہم چلے یہاں تک کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جنگ سے فارغ ہو کر پھرے اور ہم مدینے کے قریب پہنچے پلٹتے ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو کوچ کا حکم فرمایا سو جب انہوں نے کوچ کا حکم دیا تو میں اٹھ کر قضائے حاجت کے واسطے چلی یہاں تک کہ میں لشکر سے باہر گئی پھر میں اپنے کام سے فارغ ہو کر اپنے کجاوے کی طرف پھری سو میں نے اپنے سینے کو ہاتھ لگایا تو ناگہاں میں نے دیکھا کہ میرے گلے کا ہار ٹوٹ کر گر پڑا سو میں پلٹ کر اپنے ہار کو تلاش کرنے گئی اس کی تلاش میں مجھ کو دیر لگی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور جو لوگ میرے کجاوے کے کسنے پر مقرر تھے وہ آئے اور میرے کجاوے کو اٹھا کر میرے اونٹ پر کسا جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی اور وہ گمان کرتے تھے کہ میں کجاوے میں ہوں اور عورتیں اس وقت نہایت دبلی

هَوْدَجِي فَرَحَلُوْهُ عَلٰى بَعِيْرِى الَّذِى كُنْتُ أَرْكَبُ عَلَيْهِ وَهُمْ يَحْسِبُوْنَ أَنِّي فِيْهِ وَكَانَ النِّسَآءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَّمْ يَهْبُلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ إِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِيْنَ رَفَعُوْهُ وَحَمَلُوْهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيْثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ فَسَارُوْا وَوَجَدْتُ عِقْدِى بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا مِنْهُمْ دَاعٍ وَّلَا مُجِيْبٌ فَتَيَمَّمْتُ مَنْزِلِيَ الَّذِى كُنْتُ بِهِ وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُوْنِي فَيَرْجِعُوْنَ إِلَيَّ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَّرَآءِ الْجَيْشِ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَاٰى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَّآئِمٍ فَعَرَفَنِي حِيْنَ رَاٰنِي وَكَانَ رَاٰنِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِيْنَ عَرَفَنِي فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي وَ وَاللّٰهِ مَا تَكَلَّمْنَا بِكَلِمَةٍ وَّلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ وَهَوٰى حَتّٰى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئَ عَلٰى يَدِهَا فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُوْدُ بِيَ الرَّاحِلَةَ حَتّٰى أَتَيْنَا الْجَيْشَ مُوْعِزِيْنَ فِي نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ وَهُمْ نُزُوْلٌ قَالَتْ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِى تَوَلّٰى كِبْرَ الْإِفْكِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ

ہوتیں تھیں موٹی نہ تھیں اور نہ ان کے بدن پر گوشت تھا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کم خوراک تھیں اس واسطے کجاوہ کسنے والوں کو کجاوے کا ہلکا ہونا معلوم نہ ہوا اس کے اٹھاتے وقت اور میں لڑکی کم سن تھی سو وہ اونٹ کو اٹھا کر لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے سو مجھ کو ہار ملا بعد اس کے کہ لشکر کوچ کر گیا سو میں ان کی جگہ پر آئی اس حال میں کہ نہ وہاں کوئی بلانے والا تھا اور نہ کوئی جواب دینے والا یعنی وہاں کوئی آدمی باقی نہ تھا سو میں نے اپنی جگہ کا قصد کیا جس میں اتری تھی اور میں نے گمان کیا کہ وہ عنقریب مجھ کو نہ پائیں گے تو پلٹ کر مجھ کو لینے آئیں گے سو جس حالت میں کہ میں اپنی جگہ میں بیٹھی تھی کہ مجھ کو نیند آئی سو میں سو گئی اور صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ سلمی پھر ذکوانی لشکر کے پیچھے رہا کرتے تھے یعنی تا کہ تھکے ماندے کو ساتھ لائیں وہ صبح کو میری جگہ میں پہنچے سو انہوں نے سوئے آدمی کا وجود دیکھا سو انہوں نے مجھ کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور اس نے مجھ کو پردے کے حکم سے پہلے دیکھا تھا تو اس نے پہچانتے ہی تعجب سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا یعنی یہ تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں یہ کہاں تو میں ان کے انا للہ پڑھنے سے جاگ اٹھی سو میں نے اپنی چادر سے اپنا منہ ڈھانک لیا اور قسم ہے اللہ کی نہ انہوں نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں نے ان سے کوئی بات سنی سوائے انا للہ پڑھنے ان کے کے سو وہ جھکے یہاں تک کہ انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اس کے گھٹنے پر اپنا پاؤں رکھا اور میں اٹھ کر اس پر سوار ہوئی وہ اونٹ کی نکیل کو پکڑ کر چلے یہاں تک کہ ہم کڑکتی دوپہر کو لشکر میں پہنچے اور وہ اترے تھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو ہلاک ہوا جو ہلاک ہوا اور بانی مبانی اس طوفان کا عبداللہ بن

سَلُوْلَ قَالَ عُرْوَةُ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ كَانَ يُشَاعُ وَيُتَحَدَّثُ بِهِ عِنْدَهُ فَيُقِرُّهُ وَيَسْتَمِعُهُ وَيَسْتَوْشِيهِ وَقَالَ عُرْوَةُ أَيْضًا لَمْ يُسَمَّ مِنْ أَهْلِ الْإِفْكِ أَيْضًا إِلَّا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَمِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ وَحَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ فِي نَاسٍ اٰخَرِيْنَ لَا عِلْمَ لِيْ بِهِمْ غَيْرَ أَنَّهُمْ عُصْبَةٌ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَإِنَّ كِبْرَ ذٰلِكَ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ قَالَ عُرْوَةُ كَانَتْ عَائِشَةُ تَكْرَهُ أَنْ يُسَبَّ عِنْدَهَا حَسَّانُ وَتَقُوْلُ إِنَّهُ الَّذِيْ قَالَ فَإِنَّ أَبِيْ وَوَالِدَهُ وَعِرْضِيْ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءٌ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِيْنَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيْضُوْنَ فِيْ قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكِ لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ وَهُوَ يَرِيْبُنِيْ فِيْ وَجَعِيْ أَنِّيْ لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِيْ كُنْتُ أَرٰى مِنْهُ حِيْنَ أَشْتَكِيْ إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْلُ كَيْفَ تِيْكُمْ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذٰلِكَ يَرِيْبُنِيْ وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتّٰى خَرَجْتُ حِيْنَ نَقَهْتُ فَخَرَجَتْ مَعَ أُمِّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ وَكَانَ مُتَبَرَّزَنَا وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلٰى لَيْلٍ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيْبًا مِنْ بُيُوْتِنَا قَالَتْ وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ

ابی ابن سلول تھا جو منافقوں کا سردار تھا کہا عروہ ؓ نے مجھ کو خبر ہوئی کہ وہ اس کو مشہور کرتا تھا اور اس کے پاس اس کا چرچا ہوتا تھا تو وہ اس کو ثابت رکھتا تھا اور اس کو ظاہر کرتا تھا اور نیز عروہ ؓ نے کہا کہ نہیں نام لیا گیا تہمت کرنے والوں میں سے مگر حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش ؓم کا اور لوگوں میں جن کا نام مجھ کو معلوم نہیں لیکن وہ ایک جماعت ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا اور جس نے طوفان کا بڑا بوجھ اٹھایا اس کو عبداللہ بن ابی ابن سلول کہا جاتا ہے عروہ ؓ نے کہا عائشہ ؓا برا جانتی تھیں کہ ان کے پاس حسان ؓ کو برا کہا جائے اور کہتی تھیں کہ حسان ؓ وہ ہیں جنھوں نے کہا تھا کہ البتہ میرا باپ اور میرا دادا اور میری آبرو واسطے آبرو محمد ﷺ کے تم سے ڈھال ہے یعنی باوجود اس قول کے پیغمبر ﷺ کی آبرو کو کہ ان کی بیوی پر تہمت باندھی گئی تھی نگاہ نہ رکھا عائشہ ؓا نے کہا سو جب ہم مدینے میں آئے تو میں ایک مہینہ بیمار رہی اور لوگ چرچا کرتے تھے طوفان والوں کے قول میں اور مجھ کو اس تہمت کرنے کی کچھ خبر نہ تھی اور مجھ کو میری بیماری میں شک پڑتا تھا یہ کہ جو مہربانی پہلے میں حضرت ﷺ سے بیماری میں دیکھا کرتی تھی وہ مہربانی اب آپ ﷺ سے نہیں پہچانتی تھی صرف اتنا تھا کہ میرے پاس تشریف لاتے تھے اور سلام کر کے پوچھتے تھے کہ اس عورت کا کیا حال ہے پھر پلٹ جاتے تھے سو اس سے مجھ کو شک پڑتا تھا اور مجھ کو بدی کی کچھ خبر نہ تھی یہاں تک کہ مجھ کو بیماری سے کچھ صحت ہوئی سو میں مسطح ؓ کی ماں کے ساتھ قضائے حاجت کے واسطے خالی میدان کی طرف نکلی اور وہ ہمارے پاخانے پھرنے کی جگہ تھی اور ہم باہر نہ نکلتی تھیں مگر راتوں رات اور تھا

الْأُوَلِ فِي الْبَرِّيَّةِ قِبَلَ الْغَائِطِ وَكُنَّا نَتَأَذَّى
بِالْكُنُفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوْتِنَا قَالَتْ
فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ ابْنَةُ أَبِي
رُهْمِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَأُمُّهَا
بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِي بَكْرٍ
الصِّدِّيْقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ
بْنِ الْمُطَّلِبِ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ
بَيْتِيْ حِيْنَ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا فَعَثَرَتْ أُمُّ
مِسْطَحٍ فِيْ مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ
فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ أَتَسُبِّيْنَ رَجُلًا
شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَتْ أَيْ هَنْتَاهُ وَلَمْ تَسْمَعِيْ
مَا قَالَ قَالَتْ وَقُلْتُ مَا قَالَ فَأَخْبَرَتْنِيْ
بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ قَالَتْ فَازْدَدْتُ مَرَضًا
عَلٰى مَرَضِيْ فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلٰى بَيْتِيْ دَخَلَ
عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تِيْكُمْ فَقُلْتُ لَهُ
أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ قَالَتْ وَأُرِيْدُ أَنْ
أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا قَالَتْ فَأَذِنَ لِيْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ
لِأُمِّيْ يَا أُمَّتَاهُ مَاذَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ قَالَتْ يَا
بُنَيَّةُ هَوِّنِيْ عَلَيْكِ فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ
امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيْئَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا
ضَرَائِرُ إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَقُلْتُ
سُبْحَانَ اللّٰهِ أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا
قَالَتْ فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتّٰى أَصْبَحْتُ

یہ حال پہلے اس سے کہ گھروں کے پاس پائخانے نہ بنائے
جائیں اور ہمارا دستور پہلے عرب کا دستور تھا پاخانے کے
واسطے میدان میں جاتے تھے اور ہم ایذا پاتے تھے اس سے کہ
ہمارے گھروں کے پاس پائخانے بنائے جائیں سو میں ام مسطح
کے ساتھ قضائے حاجت کو نکلی اور ام مسطح ابورہم کی بیٹی ہے
اور اس کی ماں صخر ابن عامر کی بیٹی ہے اور اس کا بیٹا مسطح بن
اثاثہ ہے پھر ہم دونوں اپنے کام سے فارغ ہو کر اپنے گھر کو
پھریں سو ام مسطح کا پیر چادر میں الجھا وہ گر پڑی تو اس نے کہا
کہ ہلاک ہو مسطح یعنی اپنے بیٹے کو بددعا دی میں نے ان سے
کہا کہ تو نے برا کہا کیا تو برا کہتی ہے ایسے مرد کو جو جنگ بدر
میں حاضر ہوا یعنی وہ تو بدری صحابی ہیں ام مسطح نے کہا اے
بھولی کیا تو نے نہیں سنا جو اس نے کہا میں نے کہا اس نے کیا
کہا تو اس نے مجھ کو طوفان والوں کی خبر دی سو میری بیماری
دوگنی ہو گئی پھر جب میں اپنے گھر کی طرف پھری تو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور سلام کیا پھر کہا
اس عورت کا کیا حال ہے میں نے کہا کہ مجھ کو اجازت ہو تو
میں اپنے ماں باپ کے گھر جاؤں اور میرا ارادہ یہ تھا کہ میں
اس خبر کو ان کی طرف سے تحقیق کروں کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھ کو اجازت دی سو میں نے اپنی ماں سے کہا اے ماں یہ کیا
بات ہے جس کا لوگوں میں چرچا ہے اس نے کہا اے بیٹی تو
مت گھبرا پس قسم ہے اللہ کی ایسی عورت کم ہوتی ہے جو
خوبصورت ہو اور اپنے خاوند کی پیاری ہو اور اس کے واسطے
سوکنیں ہوں مگر کہ بہت کلام کرتی ہیں اس کے عیب اور نقص
میں عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا سبحان اللہ کیا لوگ اس
کا چرچا کرتے ہیں یعنی کیا لوگ میرے حق میں ایسی گفتگو

لَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ وَّلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ أَصْبَحْتُ أَبْكِيْ قَالَتْ وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ وَّأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْأَلُهُمَا وَيَسْتَشِيْرُهُمَا فِيْ فِرَاقِ أَهْلِهٖ قَالَتْ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالَّذِيْ يَعْلَمُ مِنْ بَرَآءَةِ أَهْلِهٖ وَبِالَّذِيْ يَعْلَمُ لَهُمْ فِيْ نَفْسِهٖ فَقَالَ أُسَامَةُ أَهْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَّأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَآءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ وَّسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ قَالَتْ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيْرَةَ فَقَالَ أَيْ بَرِيْرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَّرِيْبُكِ قَالَتْ لَهٗ بَرِيْرَةُ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا قَطُّ أَغْمِصُهٗ غَيْرَ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهٗ قَالَتْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَّوْمِهٖ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَّعْذِرُنِيْ مِنْ رَّجُلٍ قَدْ بَلَغَنِيْ عَنْهُ أَذَاهُ فِيْ أَهْلِيْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِيْ إِلَّا خَيْرًا وَّلَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَّا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَّمَا يَدْخُلُ عَلٰى أَهْلِيْ إِلَّا مَعِيْ قَالَتْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ

کرتے ہیں سو میں وہ تمام رات روتی رہی یہاں تک کہ صبح ہوئی نہ میرے آنسو بند ہوئے اور نہ مجھ کو نیند آئی پھر میں نے صبح کی روتے ہوئے کہا اور حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلایا جب کہ وحی بند ہوئی اور میرے چھوڑ دینے میں ان سے مشورہ پوچھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو میری پاکدامنی بیان کی اور جو جانتا تھا واسطے اہل بیت کے اپنے دل میں دوستی ان کی سے سو اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کی بیوی ہیں اور نہیں جانتے ہم ان کو مگر نیک اور بہر حال علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! اللہ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں کی ان کے سوا اور بہت عورتیں موجود ہیں اور لونڈی سے پوچھیے وہ آپ کو سچ سچ بتلا دے گی سو حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا اے بریرہ! تو نے کبھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسی بات دیکھی ہے جس سے تجھ کو اس کی پاکدامنی میں شک پڑے؟ بریرہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا قسم ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا کہ میں نے کبھی اس کی پاکدامنی میں کچھ قصور نہیں دیکھا جسے میں معیوب سمجھوں' البتہ اتنی بات ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کم عمر لڑکی ہے اپنے گھر والوں کے آٹے سے سو جاتی ہے اور بکری اس کو کھا جاتی ہے سو حضرت ﷺ اسی روز کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی بن سلول سے بدلا چاہا اور حالانکہ آپ منبر پر تھے سو فرمایا کہ اے مسلمانوں کے گروہ کون ایسا ہے؟ جو میرا عذر دریافت کر کے بدلا لے اس مرد سے جو بنی عبدالاشہل کا بھائی ہے جس کی طرف سے مجھ کو ایذا اور تکلیف میرے اہل بیت یعنی میری بیوی کے بارے میں پہنچی قسم ہے اللہ کی نہیں جانتا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور البتہ لوگوں

أَخو بَنِيْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْذِرُكَ فَإِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ قَالَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بِنْتَ عَمِّهِ مِنْ فَخِذِهِ وَهُوَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ قَالَتْ وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَّلٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدٍ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلٰى قَتْلِهِ وَلَوْ كَانَ مِنْ رَّهْطِكَ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ يُّقْتَلَ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَّهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِيْنَ قَالَتْ فَثَارَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتّٰى هَمُّوْا أَنْ يَّقْتَتِلُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَتْ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا وَسَكَتَ قَالَتْ فَبَكَيْتُ يَوْمِيْ ذٰلِكَ كُلَّهُ لَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ وَّلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ قَالَتْ وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِيْ وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَّا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ وَّلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَظُنُّ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِيْ فَبَيْنَا أَبَوَايَ جَالِسَانِ عِنْدِيْ وَأَنَا أَبْكِيْ فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ

نے ذکر کیا ہے اس مرد کو جس کو نہیں جانا میں نے مگر نیک وہ تو میری بیوی کے پاس کبھی نہ جاتا تھا مگر میرے ساتھ یعنی اس نے ناحق میرے گھر والوں پر تہمت لگائی تحقیق کرنے کے بعد مجھ کو کوئی عیب کی بات معلوم نہ ہوئی تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے سو کہا یا حضرت! میں آپ کا بدلا لیتا ہوں اگر تہمت کرنے والا ہماری قوم یعنی اوس میں سے ہوگا تو میں اس کی گردن ماروں گا اور اگر ہمارے بھائیوں خزرج میں سے ہوگا تو جیسا حکم ہو ویسا ہم کریں گے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور ایک مرد خزرج میں سے کھڑا ہوا اور حسان (جو تہمت کرنے والوں میں سے تھا) کی ماں اس کی چچیری بہن تھی اس کی قوم میں سے یعنی اس کے حقیقی چچا کی بیٹی نہ تھی اس کی قوم میں تھی اور وہ مرد سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھا اور وہ خزرج کا سردار تھا اور وہ اس سے پہلے نیک مرد تھا لیکن اپنی قوم کی حمیّت نے اسے جوش دلایا سو اس نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی تو اس کو نہ مارے گا اور تو اس کے مارنے پر قادر نہیں اور وہ اگر تیری قوم میں سے ہوتا تو اس کا قتل ہونا نہ چاہتا پھر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑا ہوا اور وہ سعد رضی اللہ عنہ کا چچیرا بھائی تھا تو اس نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی البتہ ہم اس کو مار ڈالیں گے سو بیشک تو منافق ہے کہ منافقوں کی طرف سے لڑتا ہے سو دونوں قبیلے اوس اور خزرج (غصہ کے جوش سے) بھڑک اٹھے یہاں تک کہ قصد کیا انہوں نے آپس میں لڑنے کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے تھے سو ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چپ کراتے رہے یہاں تک کہ وہ چپ ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی چپ ہوئے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں وہ

لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِيْ مُنْذُ قِيْلَ مَا قِيْلَ قَبْلَهَا وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَّا يُوْحٰى إِلَيْهِ فِيْ شَأْنِيْ بِشَيْءٍ قَالَتْ فَتَشَهَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ إِنَّهُ بَلَغَنِيْ عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِيْ إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِيْ حَتّٰى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً فَقُلْتُ لِأَبِيْ أَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِّيْ فِيْمَا قَالَ فَقَالَ أَبِيْ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ مَا أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِأُمِّيْ أَجِيْبِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا قَالَ قَالَتْ أُمِّيْ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ مَا أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ مِنَ الْقُرْاٰنِ كَثِيْرًا إِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ حَتّٰى اسْتَقَرَّ فِيْ أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّيْ بَرِيْئَةٌ لَا تُصَدِّقُوْنِيْ وَلَئِنْ

تمام دن روتی رہی نہ میرے آنسو بند ہوئے اور نہ مجھ کو نیند آئی اور میرے ماں باپ صبح کو میرے پاس آئے اور البتہ میں دو رات اور ایک دن روتی رہی نہ مجھ کو نیند آتی تھی اور نہ میرے آنسو بند ہوتے تھے یہاں تک کہ البتہ میں نے گمان کیا کہ رونا میرے جگر کو پھاڑے ڈالتا تھا سو جس حالت میں کہ میرے ماں باپ میرے پاس بیٹھے تھے اور میں روتی تھی کہ ایک انصاری عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت مانگی میں نے اس کو اجازت دی سو وہ بھی بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگی جس حالت میں کہ ہم تھے حضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھے اور اس سے پہلے میرے پاس نہ بیٹھے تھے جس دن سے مجھ کو تہمت لگی اور البتہ ایک مہینہ حضرت ﷺ کو میرے حال میں کچھ وحی نہ ہوئی، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت ﷺ نے کلمہ شہادت کہا جب کہ بیٹھے پھر فرمایا حمد و صلوۃ کے بعد اے عائشہ! میں نے تیرے حق میں ایسی ایسی باتیں سنی ہیں سو اگر تو گناہ سے پاک ہے تو عنقریب اللہ تیری پاکدامنی بیان کرے گا اور اگر تو گناہ سے آلودہ ہوئی ہے تو اللہ سے بخشش مانگ اور اسی کی طرف توبہ کر اس واسطے کہ جب بندہ اپنے گناہ کا اقرار کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور اس کا گناہ معاف کرتا ہے سو جب حضرت ﷺ اپنی بات تمام کر چکے تو میرے آنسو بالکل بند ہو گئے یہاں تک کہ میں نے اس سے کوئی قطرہ نہ دیکھا سو میں نے اپنے باپ سے کہا کہ حضرت کو میری طرف سے جواب دو اس میں جو آپ نے فرمایا تو میرے باپ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا کہ میں حضرت ﷺ کو کیا جواب دوں پھر میں نے اپنی ماں سے کہا

اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَّاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي مِنْهُ بَرِيئَةٌ لَّتُصَدِّقُنِّي فَوَاللَّهِ لَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوسُفَ حِينَ قَالَ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَّاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ وَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي حِينَئِذٍ بَرِيئَةٌ وَّأَنَّ اللَّهَ مُبَرِّئِي بِبَرَآءَتِي وَلَكِنْ وَّاللَّهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللَّهَ مُنْزِلٌ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلَى لَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَّتَكَلَّمَ اللَّهُ فِيَّ بِأَمْرٍ وَّلَكِنْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَّرَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللَّهُ بِهَا فَوَاللَّهِ مَا رَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسَهُ وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتَّى أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَآءِ حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِنَ الْعَرَقِ مِثْلُ الْجُمَانِ وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِّنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْهِ قَالَتْ فَسُرِّيَ عَنْ رَّسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ يَا عَائِشَةُ أَمَّا اللَّهُ فَقَدْ بَرَّأَكِ قَالَتْ فَقَالَتْ لِي أُمِّي قُومِي إِلَيْهِ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ فَإِنِّي لَا أَحْمَدُ إِلَّا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَتْ وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَآءُوْا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ ثُمَّ

کہ تو حضرت ﷺ کو جواب دے اس کا جو آپ نے فرمایا' میری ماں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتی کہ میں حضرت ﷺ کو کیا جواب دوں؟ سو میں نے کہا اور میں کم عمر لڑکی تھی بہت قرآن نہ پڑھی تھی قسم ہے اللہ کی البتہ مجھ کو معلوم ہوا کہ آپ نے یہ بات سنی ہے یہاں تک کہ آپ کے دل میں جم گئی ہے اور آپ نے اس کو سچا جانا ہے سو اگر میں آپ سے کہوں کہ میں اس عیب سے پاک ہوں تو آپ مجھ کو سچا نہ جانیں گے اور اگر میں ناکردہ گناہ کا تمہارے آگے اقرار کروں اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک میں اس سے پاک ہوں تو آپ مجھ کو سچا جانیں گے قسم ہے اللہ کی نہیں پاتی میں اپنی اور تمہاری مثل مگر یوسف علیہ السلام کے باپ کی مثل جب کہ اس نے کہا کہ اب صبر بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی مددگار ہے پھر میں پلٹ کر اپنے بچھونے پر لیٹ گئی اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک میں اس وقت عیب سے پاک ہوں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بری کرے گا میرے پاک ہونے کے سبب سے لیکن قسم ہے اللہ کی مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ اللہ میرے حق میں قرآن اتارے گا جو (قیامت تک) پڑھا جائے گا البتہ میں اپنے آپ کو حقیر تر جانتی تھی اس سے کہ کلام کرے اللہ میرے حق میں ساتھ کسی امر کے مجھ کو یہ امید تھی کہ حضرت ﷺ نیند میں خواب دیکھیں گے جس کے ساتھ اللہ میری پاکی بیان کرے گا پس قسم اللہ کی کہ حضرت ﷺ اپنے بیٹھنے کی جگہ سے نہ اٹھے اور نہ کوئی گھر والوں میں سے باہر نکلا یہاں تک کہ آپ پر وحی اتری سو آپ پر سختی ظاہر ہوئی یعنی جو سختی کہ وحی کی وجہ سے آپ پر ظاہر ہوا کرتی تھی یہاں تک کہ حضرت ﷺ (کے چہرہ مبارک) سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپکنے لگا حالانکہ

أَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِي بَرَآئَتِي قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقْرِهِ وَاللّٰهِ لَا أُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ إِلٰى قَوْلِهِ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ قَالَ أَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ بَلٰى وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِي فَرَجَعَ إِلٰى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي فَقَالَ لِزَيْنَبَ مَاذَا عَلِمْتِ أَوْ رَأَيْتِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِيْنِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ قَالَتْ وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَهٰذَا الَّذِي بَلَغَنِي مِنْ حَدِيْثِ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ ثُمَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي قِيْلَ لَهُ مَا قِيْلَ لَيَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا كَشَفْتُ مِنْ كَنَفِ أُنْثٰى قَطُّ قَالَتْ ثُمَّ قُتِلَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ.

واقعہ موسم سرما میں تھا وحی کے بوجھ سے جو آپ پر اترتی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر وہ حالت حضرت ﷺ سے دور ہوئی اس حال میں کہ آپ ہنستے تھے سو جو بات آپ نے پہلے پہل کی یہ تھی کہ اے عائشہ! اللہ نے تو تیری پاکدامنی بیان کی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سو میری ماں نے مجھ سے کہا کہ اٹھ کر حضرت ﷺ کی تعظیم اور تعریف کر کہ اللہ نے حضرت ﷺ کے واسطہ سے تیری پاکی بیان کی' میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں حضرت ﷺ کی طرف نہ اٹھوں گی سو بیشک میں کسی کی تعریف اور شکر نہ کروں گی مگر اللہ کا جس نے میری پاکی بیان کی' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ تحقیق جو لوگ کہ لائے ہیں یہ طوفان دس آیتوں تک پھر اللہ نے میری پاک دامنی میں قرآن اتارا یعنی بعد ان دس آیتوں کے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسطح بن اثاثہ پر اللہ کے واسطے مال خرچ کیا کرتے تھے واسطے قرابت اس کی کے صدیق رضی اللہ عنہ سے اور محتاج ہونے اس کے سو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں مسطح پر کبھی خرچ نہ کروں گا بعد اس کے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی اور تہمت کرنے والوں میں شریک ہوا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ قسم کھائیں صاحب فضل تم میں سے غفور رحیم تک، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں! قسم ہے اللہ کی البتہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ کو بخشے سو جو مال کہ مسطح پر خرچ کیا کرتے تھے اس کو اس کے واسطے پھر جاری کیا اور کہا قسم ہے اللہ کی کہ میں اس کو کبھی اس سے بند نہیں کروں گا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور حضرت ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے میرا حال پوچھا سو زینب رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے یا تو نے کیا دیکھا ہے؟ اس نے کہا یا حضرت!

میں اپنے کان اور آنکھ پر نگاہ رکھتی ہوں یعنی اس سے کہ کہوں کہ میں نے دیکھا ہے اور حالانکہ میں نے نہ دیکھا ہو قسم ہے اللہ کی نہیں دیکھا میں نے اس کو مگر نیک، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور زینب رضی اللہ عنہا ہی تھی جو مساوات کرتی تھی ساتھ میرے اور فخر کرتی تھی ساتھ حسب اور نسب اور عزت اپنی کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کی بیویوں میں سے سو بچایا اس کو اللہ نے اس طوفان میں شریک ہونے سے بسبب پرہیز گاری کے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور اس کی بہن حمنہ اس کی طرفداری کی وجہ سے لڑنے لگی سو ہلاک ہوئی ان لوگوں میں کہ ہلاک ہوئے۔
ابن شہاب نے کہا پس یہ ہے وہ چیز جو پہنچی مجھ کو اس گروہ کی حدیث سے یعنی حدیث کے راویوں سے اوپر مذکور ہوئی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا قسم اللہ کی کہ بیشک وہ مرد کہ کہا گیا واسطے اس کے جو کہا گیا البتہ کہتا تھا کہ اللہ پاک ہے سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ میں نے کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا یعنی میں نے عورت سے کبھی جماع نہیں کیا روایت ہے کہ وہ نامرد تھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر وہ اس کے بعد اللہ کی راہ میں شہید ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور کرمانی نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس طوفان سے پاک ہونا قطعی ثابت ہے ساتھ نص قرآن کے اگر کوئی اس میں شک کرے تو کافر ہو جاتا ہے اور خیر جاری میں کہا کہ یہی مذہب شیعہ امامیہ کا ہے باوجودیکہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دشمنی رکھتے ہیں۔

۳۸۲۷۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَمْلٰى عَلَيَّ هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ مِنْ حِفْظِهٖ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ لِيَ الْوَلِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ أَبَلَغَكَ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ فِيْمَنْ قَذَفَ عَائِشَةَ قُلْتُ لَا وَلٰكِنْ قَدْ

۳۸۲۷۔ زہری سے روایت ہے کہ ولید بن عبدالملک نے مجھ سے کہا کہ کیا تجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائی میں نے کہا نہیں لیکن تیری قوم کے دو مردوں ابو سلمہ اور ابو بکر بن عبدالرحمن نے مجھ کو خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان دونوں سے

أَخْبَرَنِيْ رَجُلَانِ مِنْ قَوْمِكَ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَهُمَا كَانَ عَلِيٌّ مُسَلِّمًا فِيْ شَأْنِهَا فَرَاجَعُوْهُ فَلَمْ يَرْجِعْ وَقَالَ مُسَلِّمًا بِلَا شَكٍّ فِيْهِ وَعَلَيْهِ كَانَ فِيْ أَصْلِ الْعَتِيْقِ كَذٰلِكَ.

کہا کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ تھے محفوظ رہنے والے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حال میں یعنی چپ تھے تہمت کرنے والوں پر انکار نہیں کرتے تھے سو راویوں نے ہشام سے پھر پوچھا تو وہ نہ پھرا یعنی اس سے جو کہا تھا اور کہا مسلما بغیر شک کے بیچ اس کے اور اوپر اس کے اور پرانے اصل نسخے میں بھی اسی طرح تھا۔

فائدہ: مراجعت بیچ اس کے واقع ہوئی ہے ساتھ ہشام بن یوسف کے میرے گمان میں اور یہ اس واسطے ہے کہ روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے معمر سے ساتھ لفظ مسیئا کے اور گمان کیا ہے کرمانی نے کہ مراجعت اس میں زہری کے نزدیک ہے اور قول اس کا فلم یرجع یعنی اس نے اس کے سوائے کچھ جواب نہ دیا میں کہتا ہوں کہ قوی تر بات یہ ہے کہ مسلما کی جگہ مسیئا کا لفظ واقع ہوا ہے یعنی علی مرتضی رضی اللہ عنہ اس میں خطا کار تھے اس واسطے کہ نہ کہا انہوں نے جیسے اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ آپ کی بیوی ہے اور میں اس کو نہیں جانتا مگر نیک بلکہ کہا کہ اللہ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں کی اور اس کے سوا دنیا میں اور بہت عورتیں موجود ہیں اور مانند اس کی کلام ہے جیسے کہ اس کی مفصل شرح آئندہ آئے گی اور توجیہ عذر کی اس کی طرف سے یہ ہے کہ شاید بعض ناصبیوں نے اس جھوٹ کے ساتھ بنی امیہ یعنی مروانیوں کے پاس نزدیکی چاہی تھی سو تحریف کیا انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کو غیر وجہ پر واسطے علم ان کے ساتھ پھرنے ان کے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے پس گمان کیا انہوں نے اس کی صحت کو یہاں تک کہ بیان کیا زہری نے واسطے ولید کے کہ حق اس کے برخلاف ہے سو اللہ اس کو نیک بدلا دے اور زہری سے روایت ہے کہ ہشام بن عبدالملک کا بھی یہی اعتقاد تھا جیسے کہ شافعی سے روایت ہے کہ داخل ہوا سلیمان بن یسار ہشام بن عبدالملک پر تو ہشام نے کہا کہ اے سلیمان! بانی مبانی اس تہمت کا کون تھا؟ اس نے کہا عبداللہ بن ابی' کہا تو جھوٹا ہے وہ علی رضی اللہ عنہ ہے۔ پھر زہری اس کے پاس آیا تو ہشام نے کہا کہ اے ابن شہاب! بانی مبانی اس بہتان کا کون ہے؟ زہری نے کہا کہ عبداللہ بن ابی یعنی منافقوں کا سردار ہشام نے کہا تو جھوٹا ہے' زہری نے کہا میں جھوٹ بولتا ہوں تیرا باپ نہ ہو قسم ہے اللہ کی کہ اگر کوئی پکارنے والا آسمان سے پکارے کہ بیشک اللہ نے جھوٹ کو حلال کر دیا ہے تو بھی میں جھوٹ نہ بولوں گا۔ (فتح)

٣٨٢٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَسْرُوْقُ بْنُ الْأَجْدَعِ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ

٣٨٢٨۔ ام رومان رضی اللہ عنہا عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماں سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھی کہ ناگہاں ایک انصاری عورت آئی سو اس نے کہا کہ اللہ فلاں

أُمُّ رُوْمَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ بَيْنَا أَنَا قَاعِدَةٌ أَنَا وَعَائِشَةُ إِذْ وَلَجَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَتْ فَعَلَ اللّٰهُ بِفُلَانٍ وَّفَعَلَ فَقَالَتْ أُمُّ رُوْمَانَ وَمَا ذَاكَ قَالَتِ ابْنِيْ فِيْمَنْ حَدَّثَ الْحَدِيْثَ قَالَتْ وَمَا ذَاكَ قَالَتْ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ عَائِشَةُ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ وَأَبُوْ بَكْرٍ قَالَتْ نَعَمْ فَخَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا فَمَا أَفَاقَتْ إِلَّا وَعَلَيْهَا حُمَّى بِنَافِضٍ فَطَرَحْتُ عَلَيْهَا ثِيَابَهَا فَغَطَّيْتُهَا فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا شَأْنُ هٰذِهٖ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخَذَتْهَا الْحُمَّى بِنَافِضٍ قَالَ فَلَعَلَّ فِيْ حَدِيْثٍ تُحُدِّثَ بِهٖ قَالَتْ نَعَمْ فَقَعَدَتْ عَائِشَةُ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَئِنْ حَلَفْتُ لَا تُصَدِّقُوْنِيْ وَلَئِنْ قُلْتُ لَا تَعْذِرُوْنِيْ مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَيَعْقُوْبَ وَبَنِيْهِ ﴿وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ قَالَتْ وَانْصَرَفَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عُذْرَهَا قَالَتْ بِحَمْدِ اللّٰهِ لَا بِحَمْدِ أَحَدٍ وَّلَا بِحَمْدِكَ.

کے ساتھ ایسا ایسا کرے یعنی اس نے اس کو بد دعا دی' ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ میرا بیٹا داخل ہے ان لوگوں میں جنہوں نے طوفان اٹھایا ہے۔ اس نے کہا اور یہ طوفان کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ایسی ایسی بات ہے' یعنی طوفان اٹھانے والوں کی بات بتائی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سنی ہے؟ اس نے کہا ہاں کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ یعنی میرے باپ نے بھی سنی ہے؟ اس نے کہا' ہاں تو عائشہ رضی اللہ عنہا بیہوش ہو کر گر پڑیں سو نہ ہوش میں آئیں مگر کہ ان پر تپ لرزہ تھا سو میں نے اس کا کپڑا اس پر ڈالا اور اس کو ڈھانکا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سو فرمایا کہ کیا حال ہے اس کا؟ میں نے کہا یا حضرت! اس کو تپ لرزہ نے پکڑا ہے فرمایا شاید بسبب سننے سے بات طوفان کی ہے کہ بیان کی گئی نزدیک اس کے؟ اس نے کہا ہاں پھر عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھ بیٹھیں سو کہا کہ قسم ہے اللہ کی اگر میں قسم کھاؤں تو تم مجھ کو سچا نہ جانو گے اور اگر میں کہوں کہ لشکر سے پیچھے رہنا میرا بسبب گم ہونے ہار کے تھا تو میرا عذر قبول نہ کرو گے میری مثل اور تمہاری مثل یعقوب علیہ السلام اور اس کے بیٹوں کی سی مثل ہے اور اللہ مددگار ہے تمہاری گفتگو پر۔ ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے اور مجھ کو کچھ نہ کہا سو اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا عذر اتارا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اللہ کا شکر کرتی ہوں نہ شکر اور کسی کا اور نہ تمہارا۔

٣٨٢٩۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقْرَأُ إِذْ تَلِقُوْنَهٗ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُ الْوَلْقُ الْكَذِبُ

٣٨٢٩۔ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ تھیں عائشہ رضی اللہ عنہا پڑھتیں آیت ﴿إِذْ تَلِقُوْنَهٗ بِأَلْسِنَتِكُمْ﴾ کو ساتھ زیر لام اور پیش قاف کے اور کہتی تھیں کہ ولق کے معنی جھوٹ کے ہیں یعنی جب جھوٹ بولنے لگے تم اپنی زبانوں سے ابن ابی ملیکہ نے

قَالَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ وَكَانَتْ أَعْلَمَ مِنْ غَيْرِهَا بِذٰلِكَ لِأَنَّهُ نَزَلَ فِيْهَا.

کہا اور تھیں عائشہ رضی اللہ عنہا زیادہ عالم ساتھ اس قول اللہ کے اس واسطے کہ وہ ان کے حق میں اترا۔

فائدہ: لیکن قرأت مشہور ساتھ زبر لام اور تشدید قاف کے ہے یعنی جب لینے لگے تم اس کو اپنی زبانوں پر اور زیادہ شرح اس کی سورہ نور کی تفسیر میں آئے گی، ان شاء اللہ۔ (فتح)

٢٨٣٠۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ كَيْفَ بِنَسَبِيْ قَالَ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ فَرْقَدٍ سَمِعْتُ هِشَامًا عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَبَبْتُ حَسَّانَ وَكَانَ مِمَّنْ كَثَّرَ عَلَيْهَا.

٣٨٣٠۔ عروہ سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حسان کو گالی دینے لگا' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس کو برا مت کہو اس واسطے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مشرکوں کے ساتھ جھگڑتا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی ہجو کی اجازت مانگی' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو میرے نسب کو کس طرح کرے گا اگر تو مشرکین کی ہجو کرنی چاہے تو اس طرح کر کہ اس سے میرے باپ دادوں کی ہجو لازم نہ آئے اس واسطے کہ میرا اور ان کا نسب آپس ملتا ہے۔ حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ کھینچوں گا میں آپ کو ان میں سے جیسے کھینچا جاتا ہے بال آٹے سے اور دوسری روایت میں ہے کہ کہا عروہ نے کہ میں نے حسان رضی اللہ عنہ کو برا کہا اور تھا حسان رضی اللہ عنہ داخل ان لوگوں میں جنہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھنے میں بہت چرچا کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التفسیر میں آئے گی۔

٢٨٣١۔ حَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَعِنْدَهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يُنْشِدُهَا شِعْرًا يُشَبِّبُ بِأَبْيَاتٍ لَهُ وَقَالَ حَصَانٌ رَّزَانٌ مَّا تُزَنُّ بِرِيْبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثٰى مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ

٣٨٣١۔ مسروق سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان کے پاس حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے ان کی مدح میں شعر پڑھتے تھے اپنے شعروں سے تشبیہ کرتے یعنی ذکر کرتے تھے اس چیز کو کہ متعلق ہے ساتھ غزل کے اور مانند اس کی کے اور کہا حصان ایک معشوقہ ہے پاک دامن درست فہم والی نہیں تہمت کی جاتی ساتھ کسی شک کے اور صبح کرتی ہے اس حال میں کہ بھوکی ہوتی ہے غافل عورتوں کے گوشت

فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ لٰكِنَّكَ لَسْتَ كَذٰلِكَ قَالَ مَسْرُوْقٌ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَأْذَنِيْنَ لَهُ أَنْ يَّدْخُلَ عَلَيْكِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ فَقَالَتْ وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمٰى قَالَتْ لَهُ إِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ أَوْ يُهَاجِيْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سے یعنی کسی عورت کا گلہ نہیں کرتی اور نہ کسی کو برا کہتی ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا کہ تو اس طرح نہیں یعنی تو لوگوں کا گلہ کرتا ہے اور لوگوں کا گوشت کھاتا ہے یا میں تو اسی طرح ہوں جس طرح تو کہتا ہے لیکن تو اس کلام میں سچا نہیں جیسا کہ تو اپنے آپ کو ظاہر دکھلاتا ہے' مسروق کہتا ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم اس کو اپنے پاس آنے کی کیوں اجازت دیتی ہو اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس نے بڑا بوجھ اٹھایا اس کا ان میں سے اس کے واسطے عذاب ہے بڑا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور کوئی عذاب سخت تر ہے اندھا ہونے سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسروق سے کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مشرکین کو ہٹاتا تھا یا مشرکین کی ہجو کیا کرتا تھا۔

فائدہ: حسان ایک معشوقہ کا نام ہے اور یہ جو کہا کہ کوئی عذاب سخت تر ہے اندھا ہونے سے تو یہ اشارہ ہے طرف حسان رضی اللہ عنہ کی کہ اخیر عمر میں اندھے ہو گئے تھے۔ (ت، تیسیر) اور اس حدیث کی شرح سورہ نور کی تفسیر میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ الْحُدَيْبِيَةِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾.

باب ہے بیان جنگ حدیبیہ کے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ البتہ راضی ہوا اللہ مسلمانوں سے جب کہ بیعت کرتے ہیں تجھ سے درخت کے نیچے' اخیر آیت تک۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس طرف کہ یہ آیت حدیبیہ کے قصے میں اتری اور اس قصے کی اکثر شرح کتاب الشروط میں گزر چکی ہے اور میں ذکر کرتا ہوں اس جگہ وہ چیز جس کا ذکر وہاں نہیں ہوا اور تھا متوجہ ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے سے سوموار کے دن ذی قعدہ کے مہینے میں چھٹے سال ہجری میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کی نیت سے نکلے تو مشرکین مکہ نے آپ کو خانے کعبے میں جانے سے روکا اور واقع ہوئی درمیان ان کے صلح اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب پلٹ جائیں اور آئندہ سال مکے میں داخل ہوں اور عروہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں نکلے اور شوال میں عمرہ کیا اور یہ قول اس کا شاذ ہے مخالف جمہور کے اور تحقیق موافق ہوا ہے ابوالاسود عروہ سے جمہور کو اور گزر چکا ہے حج میں قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ نہیں عمرہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مگر ذی قعدہ میں۔ (فتح)

۳۸۳۲۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَصَابَنَا مَطَرٌ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَصَلَّى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ أَتَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ فَقَالَ قَالَ اللّٰهُ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِيْ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَبِرِزْقِ اللّٰهِ وَبِفَضْلِ اللّٰهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَجْمِ كَذَا فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ كَافِرٌ بِيْ.

۳۸۳۲۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ حدیبیہ کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سو ایک رات ہم پر مینہ برسا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صبح کی نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے سو فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں فرمایا اللہ نے کہا کہ صبح کو میرے بندوں میں سے بعض مسلمان ہوئے اور بعض مجھ سے منکر ہوئے سو جس نے کہا کہ مینہ برسا ہم پر اللہ کی رحمت سے اور اس کی روزی سے اور اس کے فضل سے تو وہ میرے ساتھ ایمان رکھتا ہے اور ستاروں کی تاثیر سے منکر ہے اور جس نے کہا کہ فلانے ستارے کی تاثیر سے ہم پر مینہ برسا تو وہ تارے کے ساتھ ایمان رکھتا ہے اور مجھ سے منکر ہے۔

فائدہ: یعنی مینہ تو اللہ برساتا ہے اور منکر لوگ اس کو تاروں کی تاثیر سے جانتے ہیں' اس حدیث کی شرح استسقاء میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول اس کا ہے کہ ہم جنگ حدیبیہ کے سال نکلے۔

۳۸۳۳۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهٗ قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِيْ كَانَتْ مَعَ حَجَّتِهٖ عُمْرَةً مِّنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِّنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِّنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَّعَ حَجَّتِهٖ.

۳۸۳۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے سب کے سب ذی قعدہ میں تھے مگر جو عمرہ کہ آپ کے حج کے ساتھ تھا وہ ذی الحجہ کے مہینے میں تھا اور وہ چار عمرے یہ ہیں ایک عمرہ حدیبیہ سے ذی قعدہ میں اور دوسرا عمرہ اس سے اگلے برس ذی قعدہ میں یعنی عمرہ قضا اور تیسرا عمرہ جعرانہ سے جس جگہ کہ حنین کی غنیمتیں بانٹیں یہ عمرہ بھی ذی قعدہ میں تھا اور چوتھا عمرہ آپ نے حج کے ساتھ کیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور حدیبیہ ایک گاؤں کا نام ہے نو کوس مکہ سے اکثر اس کا داخل ہے حرم مکے میں اور کچھ حل میں ہے اور جعرانہ بھی ایک جگہ کا نام ہے نو کوس مکے سے کہ وہاں حضرت مَلَّاثِيَّمُ پندرہ دن ٹھہرے تھے اور حنین کی غنیمتیں وہاں بانٹیں انہیں دنوں میں ایک رات عشاء کی نماز کے بعد سوار ہو کر مکے میں تشریف لے گئے اور عمرہ کر کے اسی رات پھر آئے اور یہ جو کہا کہ ایک عمرہ حدیبیہ سے تو کرمانی نے کہا اگر کوئی کہے کہ کیونکر ہو گا عمرہ حدیبیہ سے یعنی اور حالانکہ حضرت مَلَّاثِيَّمُ اس میں خانے کعبے میں نہیں پہنچے تو میں کہتا ہوں کہ عمرہ محصر کا طواف سے عمرہ گنا جاتا ہے اگرچہ اس کے اعمال تمام نہ ہوں اور اگر کوئی کہے کہ کتاب الجہاد میں گزر چکا ہے کہ نافع رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت مَلَّاثِيَّمُ نے جعرانہ سے عمرہ نہیں کیا اور اگر عمرہ کرتے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما پر پوشیدہ نہ رہتا میں کہتا ہوں کہ یہ ملازمہ ممنوع ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما وہاں حاضر نہ ہوں یا اس کو بھول گئے ہوں جیسا کہ کتاب العمرہ میں گزر چکا ہے کہ اس نے کہا کہ ایک عمرہ ان میں سے رجب کے مہینے میں تھا اور انکار کیا اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے، نووی نے کہا کہ علماء کہتے ہیں کہ یہ واسطے اشتباہ اور نسیان وغیرہ کے تھا۔ (ک)

٣٨٢٤۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ انْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ أُحْرِمْ.

٣٨٢٤۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ حدیبیہ کے سال حضرت مَلَّاثِيَّمُ کے ساتھ نکلے اور حضرت مَلَّاثِيَّمُ نے عمرہ کا احرام باندھا اور میں نے احرام نہ باندھا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری اپنی شرح کے ساتھ کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ جو لوگ حدیبیہ کی طرف نکلے تھے ان میں سے بعض نے عمرے کا احرام نہ باندھا تھا تو اس کو اس سے حلال ہونے کی حاجت نہ ہوئی جیسا کہ میں اگلی حدیث میں اس کی طرف اشارہ کروں گا۔ (فتح)

٣٨٢٥۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَعُدُّوْنَ أَنْتُمُ الْفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ وَقَدْ كَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا وَّنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَّالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ

٣٨٢٥۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم فتح فتح مکہ کو گنتے ہو یعنی آیت ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾ میں اور فتح مکے کی بڑی فتح تھی اور ہم بیعت رضوان کو فتح گنتے ہیں جو حدیبیہ کے دن واقع ہوئی ہم حضرت مَلَّاثِيَّمُ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے اور حدیبیہ ایک کنواں ہے سو ہم نے اس کا پانی کھینچ لیا اور اس میں ایک قطرہ نہ چھوڑا یعنی اور آدمی اور چوپائے پیاسے ہوئے سو حضرت مَلَّاثِيَّمُ کو خبر پہنچی حضرت مَلَّاثِيَّمُ اس کے

فِيهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهَا فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيرِهَا ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيهَا فَتَرَكْنَاهَا غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ إِنَّهَا أَصْدَرَتْنَا مَا شِئْنَا نَحْنُ وَرِكَابُنَا.

پاس آئے سو اس کے کنارے پر بیٹھے پھر پانی کا برتن منگوایا سو وضو کیا پھر منہ میں پانی لیا اور دعا کی پھر اس کو کنوئیں میں ڈالا سو ہم نے اس کو ایک گھڑی چھوڑا پھر اس نے ہم کو پھیرا پیا ہم نے اور ہمارے اونٹوں نے جتنا چاہا۔

فائدہ: اس روایت میں ہے کہ وہ چودہ سو تھے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ چودہ سو سے زیادہ تھے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ پندرہ سو تھے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ تیرہ سو تھے اور تطبیق اس اختلاف میں یوں ہے کہ وہ چودہ سو سے زیادہ تھے سو جس نے پندرہ سو کہا اس نے کسر کو پورا کیا اور جس نے چودہ سو کہا اس نے کسر کو لغو کیا اور قول عبداللہ ابن ابی اوفی کا کہ وہ تیرہ سو تھے سو ممکن ہے محمول کرنا اس کا اس چیز پر جس پر اس کو اطلاع ہوئی اور اس کے غیر کو زیادہ لوگوں پر اطلاع ہوئی کہ عبداللہ کو ان پر اطلاع نہیں ہوئی اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے یا ابتدا میں مدینے سے نکلنے کے وقت تیرہ سو تھے پھر اس کے بعد رفتہ رفتہ اور لوگ ان کے ساتھ ملتے گئے یا مراد یہ ہے کہ لڑنے والے تیرہ سو تھے اور جو اس سے زیادہ تھے ان کے تابع تھے خادموں اور عورتوں اور لڑکوں سے جو بالغ نہیں تھے اور ابن اسحاق نے کہا کہ وہ سات سو تھے لیکن اس قول میں کوئی اس کا موافق نہیں ہے اور اسی باب میں مسور کی حدیث میں آتا ہے کہ وہ کچھ اور دس سو تھے اور اس میں تطبیق یوں ہے کہ دس سو وہ لوگ تھے جنہوں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تھی اور جو اس سے زیادہ تھے وہ اس میں حاضر نہ تھے مانند اس شخص کی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکے کی طرف گیا تھا علاوہ اس کے بضع کا لفظ صادق آتا ہے پانچ اور چار پر پس نہ مخالف ہوگی یہ روایت چودہ سو کی روایت کو اور جزم کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے کہ وہ سولہ سو تھے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ سترہ سو تھے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ پندرہ سو پچیس تھے اور یہ اگر ثابت ہو تو نہایت تحریر ہے پھر پایا میں نے اس کو موصول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نزدیک ابن مردویہ کے اور اس میں رد ہے ابن دحیہ پر جس جگہ اس نے گمان کیا ہے کہ سبب اختلاف کا ان کے عدد میں یہ ہے کہ جنہوں نے ان کے عدد کو ذکر کیا ہے انہوں نے تحدید کو قصد نہیں کیا صرف انہوں نے اندازے اور تخمینے سے ذکر کیا ہے اور یہ جو کہا کہ ہم بیعت رضوان کو فتح گنتے ہیں یعنی آیت ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ میں اور اس جگہ میں قدیم سے اختلاف واقع ہوا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے مراد کے آیتوں سے پس قول اللہ تعالیٰ کا ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ میں مراد ساتھ فتح کے اس جگہ حدیبیہ ہے اس واسطے کہ تھی وہ جگہ ابتدا ہونے فتح کھلی کے مسلمانوں پر واسطے اس چیز کے کہ مترتب ہوئی اوپر صلح کے کہ واقع ہوا اس سے امن اور دور ہوئی لڑائی اور قادر ہوا مسلمان ہونے پر وہ شخص جو اسلام میں داخل ہونے سے ڈرتا تھا اور قادر ہوا اوپر پہنچنے کے مدینے میں اس سبب سے جیسے کہ واقع ہوا

واسطے خالد بن ولید اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما وغیرہ کے پھر تابع ہوئے اسباب آگے پیچھے یہاں تک کہ کامل ہوئی فتح اور البتہ ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے مغازی میں زہری سے کہ نہ تھی اسلام میں کوئی فتح پہلے فتح حدیبیہ کی عظیم تر اس سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کفر تھا وقت قتال کے سو جب سب لوگ بے خوف ہوئے تو بعض نے بعض سے کلام کیا اور مفاوضہ کیا ایک دوسرے سے حدیث اور جھگڑے میں اور نہ تھا اسلام میں کوئی کہ کچھ چیز سمجھتا مگر کہ اسلام میں داخل ہوتا تھا سو البتہ داخل ہونے اسلام میں ان دو برسوں میں مانند اس کی کہ اس سے پہلے اسلام میں داخل ہوئے یا اس سے زیادہ' ابن ہشام نے کہا کہ دلالت کرتا ہے اس پر یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کی طرف چودہ سو کے ساتھ نکلے پھر ئی برس کے بعد فتح مکہ کی طرف دس ہزار آدمی کے ساتھ نکلے اور اتری یہ آیت وقت پلٹنے کے حدیبیہ سے جیسا کہ اس باب میں ہے کہ اور قول اللہ تعالیٰ کا اس سورت میں ﴿وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾ پس مراد ساتھ اس کے فتح خیبر کی ہے صحیح قول پر اس واسطے کہ وہی فتح ہے جس میں مسلمانوں کو بہت غنیمتیں ہاتھ لگیں اور روایت کی سعید بن منصور نے ساتھ سند صحیح کے شعبی سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾ کہ مراد ساتھ اس کے حدیبیہ کی صلح ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے گناہ بخشے گئے اور اصحاب نے بیعت رضوان کی اور خیبر کے کھجور کے درخت ان کو کھانے کے واسطے ملے اور غالب ہوئے روم والے فارسیوں پر اور خوش ہوئے مسلمان ساتھ فتح اللہ کے اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾ پس مراد حدیبیہ ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لا هجرة بعد الفتح پس مراد ساتھ اس کے فتح مکے کی ہے بالاتفاق اور ساتھ اس تقریر کے دور ہوگا شبہ اور حاصل ہوگی تطبیق سب قولوں میں۔ (فتح)

٣٨٣٦۔ حَدَّثَنِيْ فَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَعْيَنَ أَبُوْ عَلِيٍّ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ أَنْبَأَنَا الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَّأَرْبَعَ مِائَةٍ أَوْ أَكْثَرَ فَنَزَلُوْا عَلٰى بِئْرٍ فَنَزَحُوْهَا فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى الْبِئْرَ وَقَعَدَ عَلٰى شَفِيْرِهَا ثُمَّ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِدَلْوٍ مِّنْ مَّآئِهَا فَأُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ فَدَعَا

٣٨٣٦۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک تھے وہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دن حدیبیہ کے چودہ سو یا زیادہ سو وہ ایک کنوئیں پر اترے سو انہوں نے اس کا پانی کھینچا یہاں تک کہ اس میں کچھ باقی نہ رہا یعنی اور لوگوں کو پیاس لگی سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنوئیں کے نزدیک تشریف لائے اور اس کے کنارے پر بیٹھے پھر فرمایا کہ اس کے پانی کا ایک ڈول میرے پاس لاؤ اس کے پانی کا ایک ڈول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں لعاب ڈالا اور دعا کی پھر فرمایا کہ اس کو ایک گھڑی چھوڑ دو یعنی ایک گھڑی ٹھہر جاؤ پس سیراب کیا انہوں نے اپنے

ثُمَّ قَالَ دَعُوهَا سَاعَةً فَأَرْوَوْا أَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتَّى ارْتَحَلُوْا.

جانوروں اور سواریوں کو یہاں تک کہ کوچ کیا۔

۳۸۳۷۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ عِنْدَنَا مَآءٌ نَتَوَضَّأُ بِهِ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا فِيْ رَكْوَتِكَ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَآءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا فَقُلْتُ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَّكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً.

۳۸۳۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چھاگل تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو کیا پھر لوگ آپ کے سامنے آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا حال ہے تمہارا؟ یعنی کیوں آئے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! ہمارے پاس پانی نہیں کہ ہم اس کے ساتھ وضو کریں یا پئیں مگر جو آپ کی چھاگل میں ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ چھاگل میں رکھا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مارنے لگا مانند چشموں کی، جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم نے پانی پیا اور وضو کیا، سالم کہتا ہے کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اس دن کتنے آدمی تھے؟ اس نے کہا کہ اگر ہم لاکھ ہوتے تو البتہ ہم کو کفایت کرتا ہم پندرہ سو آدمی تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مارنے لگا تو یہ مغایر ہے واسطے حدیث براء رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وضو کا پانی کنوئیں میں ڈالا سو کنوئیں میں پانی بہت ہو گیا اور تطبیق دی ہے ابن حبان نے درمیان ان کے ساتھ اس طور کے کہ یہ کئی بار واقع ہوا ہے اور کتاب الاشربہ میں آئے گا کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی پانی کے جوش مارنے میں اس وقت تھی جب کہ عصر کی نماز کا وقت آیا نزدیک ارادہ کرنے وضو کے اور حدیث براء رضی اللہ عنہ کی تھی واسطے ارادے اس چیز کے کہ وہ عام تر ہے اس سے اور احتمال ہے کہ ہوا پانی جب کہ جاری ہو آپ کی انگلیوں سے اور آپ کا ہاتھ چھاگل میں تھا اور سب نے وضو کیا اور پیا تو حکم کیا کہ جو پانی چھاگل میں باقی ہے اس کو کنوئیں میں ڈال دو تو کنوئیں میں بہت پانی ہو گیا اور واقع ہوا ہے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ بہت ہونا پانی کا تھا ساتھ ڈالنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے وضو کے پانی کو کنوئیں میں اور بیہقی نے عروہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کنوئیں میں تیر رکھا گیا تو کنوئیں نے پانی کے ساتھ جوش مارا اور تحقیق گزر چکی ہے وجہ تطبیق کی بیچ شرح حدیث

مسور اور مروان کے شروط کے اخیر میں اور پہلے گزر چکی ہے بحث بیچ مختلف ہونے ان کے بیچ کیفیت جوش مارنے پانی کے علامات النبوۃ میں اور یہ کہ جوش مارنا پانی کا حضرت ﷺ کی انگلیوں سے واقع ہوا ہے کئی بار حضر میں اور سفر میں، واللہ اعلم۔ (فتح)

۳۸۳۸۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ بَلَغَنِيْ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ يَقُوْلُ كَانُوْا أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً فَقَالَ لِيْ سَعِيْدٌ حَدَّثَنِيْ جَابِرٌ كَانُوْا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً الَّذِيْنَ بَايَعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ تَابَعَهُ أَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ قَتَادَةَ تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ.

۳۸۳۸۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے کہا کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ وہ چودہ سو تھے تو سعید رحمہ اللہ نے مجھ سے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ وہ پندرہ سو تھے جنہوں نے حدیبیہ کے دن حضرت ﷺ سے بیعت کی، متابعت کی ہے صلت کی ابوداؤد طیالسی نے کہا حدیث بیان کی ہے ہم سے قرہ نے قتادہ سے اور متابعت کی ہے اس کی محمد بن بشار نے۔

۳۸۳۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ وَكُنَّا أَلْفًا وَّأَرْبَعَ مِائَةٍ وَّلَوْ كُنْتُ أُبْصِرُ الْيَوْمَ لَأَرَيْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ تَابَعَهُ الْأَعْمَشُ سَمِعَ سَالِمًا سَمِعَ جَابِرًا أَلْفًا وَّأَرْبَعَ مِائَةٍ وَّقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ أَصْحَابُ الشَّجَرَةِ أَلْفًا وَّثَلَاثَ مِائَةٍ وَّكَانَتْ أَسْلَمُ ثُمُنَ الْمُهَاجِرِيْنَ.

۳۸۳۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ حدیبیہ کے دن ہم کو فرمایا کہ تم آج افضل ہو تمام اہل زمین سے اور ہم چودہ سو تھے اور اگر میں آج دیکھتا ہوتا تو البتہ میں تم کو درخت کی جگہ دکھلاتا یعنی جس درخت کے نیچے بیعت رضوان ہوئی تھی، متابعت کی ہے سفیان کی اعمش نے اس نے سالم سے سنا کہ وہ چودہ سو تھے اور روایت کی ہے عبیداللہ نے عبداللہ بن ابی اوفی سے کہ درخت والے اصحاب تیرہ سو تھے اور پھر اسلم مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تم افضل ہو تمام اہل زمین سے تو یہ صریح ہے بیچ فضیلت اصحاب شجرہ کے یعنی جنہوں نے درخت

کے نیچے بیعت کی تھی پس تحقیق تھی اس وقت ایک جماعت مسلمانوں میں سے مکے میں اور مدینے میں اور ان کے سوائے اور شہروں میں اور نزدیک احمد کے ہے ساتھ اسناد حسن کے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حدیبیہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کو آگ مت جلاؤ پھر اس کے بعد فرمایا کہ آگ جلاؤ اور کھانا پکاؤ پس تحقیق شان یہ ہے کہ جو لوگ تمہارے پیچھے ہیں نہ تمہارے صاع کو پائیں گے اور نہ تمہارے مد کو اور نزدیک مسلم کے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ داخل ہوگا آگ میں جو جنگ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا اور نیز مسلم میں ام مبشر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہ داخل ہوگا آگ میں کوئی اصحاب شجرہ میں سے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض شیعہ نے بیچ فضیلت دینے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے عثمان رضی اللہ عنہ پر اس واسطے کہ تھے علی مرتضی رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے جو اس کے ساتھ خطاب کیے گئے اور تھے ان لوگوں میں سے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اور عثمان رضی اللہ عنہ اس وقت وہاں حاضر نہ تھے جیسا کہ مناقب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے پہلے گزر چکا ہے لیکن گزر چکا ہے بیچ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جو مذکور ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کی سو برابر ہوئے ساتھ اس کے عثمان رضی اللہ عنہ خیریت میں یعنی افضل ہونے میں اور نہیں قصد کیا گیا حدیث میں فضیلت دینا بعض کا بعض پر اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ خضر زندہ نہیں اس واسطے کہ اگر زندہ ہوتے باوجود ہونے اس کے نبی البتہ تو لازم آتی تفضیل غیر نبی کی نبی پر اور وہ باطل ہے پس دلالت کی اس نے کہ وہ اب زندہ نہیں اور جو گمان کرتا ہے کہ وہ زندہ ہے وہ یہ جواب دیتا ہے کہ احتمال ہے کہ وہ اس وقت ان کے ساتھ حاضر نہ ہو اور نہیں قصد کی گئی فضیلت بعض کی بعض پر یا وہ اس وقت روئے زمین پر نہ تھے بلکہ دریا پر تھے اور دوسرا جواب ساقط ہے اور عکس کیا ہے ابن تین نے پس استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اس پر کہ خضر نبی نہیں ہے پس بنا کیا اس نے امر کو اس پر کہ وہ زندہ ہے اور وہ داخل ہے بیچ اس شخص کے جن پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل شجرہ کو فضیلت دی اور پہلے بیان کی ہیں ہم نے دلیلیں واضح اور ثابت ہونے نبوت خضر کے بیچ احادیث انبیاء کے اور انوکھی بات کہی ابن تین نے' پس جزم کیا اس نے ساتھ اس کے کہ الیاس نبی نہیں اور بنا کیا ہے اس نے اس کو اس شخص کے قول پر جو گمان کرتا ہے کہ الیاس بھی زندہ ہے اور اس کا زندہ ہونا ضعیف بات ہے اور یہ کہنا اس کا کہ وہ نبی نہیں پس یہ نفی باطل ہے اس واسطے کہ قرآن عظیم میں ہے ﴿وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ﴾ پس کس طرح ہوگا کوئی آدم علیہ السلام کی اولاد سے مرسل اور وہ نبی نہ ہو اور یہ جو کہا کہ اگر میں دیکھتا ہوتا یعنی وہ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور اختلاف عدد کی وجہ تطبیق پہلے گزر چکی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رجوع کیا ہے صحابی نے قول اپنے سے الف واربع مائۃ طرف قول اپنے کے اربع عشر مائۃ یعنی ایک ہزار چار سو نہ کہا اکٹھا چودہ سو کہا واسطے اشارہ کے طرف اس کی کہ لشکر سینکڑوں کی طرف بانٹا ہوا تھا اور ہر سینکڑا جدا تھا دوسرے سے یا ساتھ نسبت کر دینے کی طرف

قبیلوں کے یا ساتھ نسبت کے طرف صفتوں کی اور کہا ابن دحیہ نے کہ اختلاف بیچ عدد ان کے دلالت کرتا ہے کہ وہ تخمینے سے کہا گیا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تطبیق ممکن ہے' کما تقدم۔ (فتح)

۳۸۴۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا عِيسٰى عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ أَنَّهُ سَمِعَ مِرْدَاسًا الْأَسْلَمِيَّ يَقُوْلُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ يُقْبَضُ الصَّالِحُوْنَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ وَتَبْقٰى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ التَّمْرِ وَالشَّعِيْرِ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهِمْ شَيْئًا۔

۳۸۴۰۔ حضرت قیس سے روایت ہے کہ اس نے مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے اور تھے وہ ان لوگوں میں سے جنہوں نے درخت کے نیچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی کہ قبض ہوں گے نیک لوگ پے در پے اور باقی رہ جائیں گے رذیل لوگ مانند ردی کھجور اور جو کے اللہ ان کی کچھ پرواہ نہ کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور غرض اس سے بیان کرنا اس بات کا ہے کہ وہ اصحاب شجرہ میں سے تھے۔

۳۸۴۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِّنْ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا كَانَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَ وَأَحْرَمَ مِنْهَا لَا أُحْصِيْ كَمْ سَمِعْتُهُ مِنْ سُفْيَانَ حَتّٰى سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ لَا أَحْفَظُ مِنَ الزُّهْرِيِّ الْإِشْعَارَ وَالتَّقْلِيْدَ فَلَا أَدْرِيْ يَعْنِيْ مَوْضِعَ الْإِشْعَارِ وَالتَّقْلِيْدِ أَوِ الْحَدِيْثَ كُلَّهُ۔

۳۸۴۱۔ حضرت مروان اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال مدینے سے نکلے چند اور دس سو مردوں میں اپنے اصحاب میں سے سو جب ذی الحلیفہ میں پہنچے تو قربانی کے اونٹ کے گلے میں ہار ڈالا اور اشعار کیا اور وہاں سے احرام باندھا علی بن مدینی نے کہا کہ میں نہیں گن سکتا کہ میں نے کتنی بار اس حدیث کو سفیان سے سنا یہاں تک کہ میں نے اس سے سنا کہتا تھا کہ نہیں یاد رکھتا میں زہری سے اشعار اور تقلید کو سو میں نہیں جانتا کہ مراد اس کی جگہ اشعار اور تقلید کی ہے یا ساری حدیث۔

فائدہ: اور انوکھی بات کہی ہے کرمانی نے پس کہا کہ قول علی بن مدینی کا کہ میں گن نہیں سکتا محمول ہے شک پر عدد میں یعنی مراد یہ ہے کہ اس نے ان کے عدد میں شک کیا کہ اس نے اس سے پندرہ سو کا لفظ سنا یا چودہ سو کا یا تیرہ سو کا اور اس کے رد میں اتنی بات ہی کافی ہے کہ نہیں ہے سفیان کا اس حدیث میں تعرض واسطے تردد اور شک کے ان کے عدد میں بلکہ اس کے سب طریقوں میں جزم ہے ساتھ اس کے کہ زہری نے اپنی روایت میں بضع عشر مائة کا لفظ کہا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو جابر رضی اللہ عنہ اور براء رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کما تقدم مبسوطا۔ (فتح)

۳۸۴۲۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ خَلَفٍ قَالَ

۳۸۴۲۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ وَّرْقَآءَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآهُ وَقَمْلُهُ يَسْقُطُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَالَ أَيُؤْذِيْكَ هَوَآمُّكَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّحْلِقَ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ لَمْ يُبَيِّنْ لَّهُمْ أَنَّهُمْ يَحِلُّوْنَ بِهَا وَهُمْ عَلٰى طَمَعٍ أَنْ يَّدْخُلُوْا مَكَّةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْفِدْيَةَ فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ أَوْ يُهْدِيَ شَاةً أَوْ يَصُوْمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.

حضرت ﷺ نے اس کو دیکھا اس حال میں کہ اس کی جوئیں اس کے منہ پر گرتی تھیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو تکلیف دیتے ہیں تیرے سر کے کیڑے؟ اس نے کہا ہاں سو حکم دیا اس کو حضرت ﷺ نے یہ کہ بالوں کو منڈوا لے اور حالانکہ وہ حدیبیہ میں تھا اور نہ بیان کیا واسطے ان کے کہ وہ حدیبیہ میں احرام سے حلال ہو جائیں گے اور ان کو یہ امید تھی کہ وہ مکے میں داخل ہوں گے سو اللہ نے فدیہ کا حکم اتارا تو حضرت ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ چھ مسکینوں کو تین صاع کھلائے یا ایک بکری ذبح کرے یا تین دن روزے رکھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے ذکر حدیبیہ کا ہے۔

۳۸۴۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى السُّوْقِ فَلَحِقَتْ عُمَرَ امْرَأَةٌ شَابَّةٌ فَقَالَتْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هَلَكَ زَوْجِيْ وَتَرَكَ صِبْيَةً صِغَارًا وَّاللّٰهِ مَا يُنْضِجُوْنَ كُرَاعًا وَّلَا لَهُمْ زَرْعٌ وَّلَا ضَرْعٌ وَّخَشِيْتُ أَنْ تَأْكُلَهُمُ الضَّبُعُ وَأَنَا بِنْتُ خُفَافِ بْنِ إِيْمَآءَ الْغِفَارِيِّ وَقَدْ شَهِدَ أَبِي الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ مَعَهَا عُمَرُ وَلَمْ يَمْضِ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِنَسَبٍ

۳۸۴۳۔ حضرت اسلم سے روایت ہے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار کی طرف نکلا تو ایک جوان عورت عمر رضی اللہ عنہ کو ملی سو اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! میرا خاوند مر گیا اور اس نے اپنے پیچھے چھوٹے بچے چھوڑے قسم ہے اللہ کی نہ ان کے واسطے بکری کا پاؤں ہے کہ اس کو پکائیں اور نہ ان کے واسطے کھیتی ہے اور نہ ان کے واسطے مویشی ہیں جن کو دوہیں اور میں ڈری یہ کہ کھائے ان کو قحط سالی یعنی بھوک سے ہلاک ہو جائیں اور میں بیٹی خفاف بن ایما غفاری کی ہوں اور البتہ میرا باپ حضرت ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں حاضر ہوا تھا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ کھڑے ہوئے اور آگے نہ گزرے پھر فرمایا کہ خوشی ہو نسب قریب کو پھر پھرے طرف ایک اونٹ

قَرِيبٍ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَعِيرٍ ظَهِيرٍ كَانَ مَرْبُوطًا فِي الدَّارِ فَحَمَلَ عَلَيْهِ غِرَارَتَيْنِ مَلَأَهُمَا طَعَامًا وَّحَمَلَ بَيْنَهُمَا نَفَقَةً وَّثِيَابًا ثُمَّ نَاوَلَهَا بِخِطَامِهِ ثُمَّ قَالَ اقْتَادِيهِ فَلَنْ يَّفْنٰى حَتّٰى يَأْتِيَكُمُ اللّٰهُ بِخَيْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَكْثَرْتَ لَهَا قَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرٰى أَبَا هٰذِهٖ وَأَخَاهَا قَدْ حَاصَرَا حِصْنًا زَمَانًا فَافْتَتَحَاهُ ثُمَّ أَصْبَحْنَا نَسْتَفِيْءُ سُهْمَانَهُمَا فِيهِ.

قوی پیٹھ والے کے جو گھر میں بندھا تھا سو اس پر دو تھیلیاں اناج بھر کر لادیں اور ان دونوں کے درمیان دراہم اور کپڑے لادے پھر اس کی مہار اس کے ہاتھ میں دی پھر کہا اس کو کھینچ لے جا سو ہرگز تمام نہ ہوگا یہاں تک کہ اللہ تم کو خیر لادے گا یعنی وعدہ کیا کہ یہ تمام ہوگا تو اور دوں گا تو ایک مرد نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! تم نے اس کو بہت دیا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیری ماں تجھ کو روئے قسم ہے اللہ کی البتہ میں دیکھتا ہوں اس کے باپ خفاف اور بھائی کو کہ گھیرا دونوں نے قلعے کو ایک مدت پھر ہم نے اس کو فتح کیا پھر صبح کی ہم نے اس حال میں کہ طلب کرتے تھے ہم حصہ ان دونوں کا بیچ اس کے یعنی مال غنیمت میں سے۔

فائدہ: نہیں معلوم ہوا مجھ کو نام اس عورت کا اور نہ نام خاوند اس کے کا اور نہ کسی کا اولاد اس کی سے اور اس کا خاوند صحابی ہے اس واسطے کہ اس زمانے میں جس کی اولاد تھی یہ دلالت کرتا ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور یہ صحابی کی بیٹی ہے' نہیں بعید ہے کہ اس واسطے رؤیت ہو یعنی اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو پھر ظاہر یہ ہے کہ اس کا خاوند مذہبی صحابی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ چھوڑے اس نے دو لڑکے چھوٹے پس احتمال ہے کہ ان کے ساتھ ایک لڑکی یا زیادہ ہو اور خفاف صحابی ہے مشہور کہتے ہیں کہ اس کے واسطے اور اس کے باپ دادا کے واسطے صحبت ہے حکایت کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے کہا کہ مدینے میں بہت آیا کرتے تھے اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں حاضر ہوا تو ذکر کیا ہے واقدی نے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابواء میں اترے تو تحفہ بھیجا آپ کو ایما بن رحضہ غفاری نے ایک سو بکری اور دو اونٹنیاں دودھیل اور ان کے ساتھ اپنی بیٹی خفاف کو بھیجا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہدیہ قبول کیا اور اس کے حق میں برکت کی دعا کی اور وہ بکریاں اپنے اصحاب کو بانٹ دیں اور یہ جو کہا کہ نسب قریب تو احتمال ہے کہ مراد قریب ہونا نسب غفار کا قریش سے ہو اس واسطے کہ کنانہ سب کو جمع کرتا ہے یعنی کنانہ سب کا مورث اعلیٰ ہے اس میں جا کر سب جمع ہو جاتے ہیں یا مراد یہ ہو کہ وہ منسوب ہے طرف ایک شخص کے جو معروف ہے اور خیر سے مراد رزق ہے اور یہ جو کہا کہ تیری ماں تجھ کو روئے تو عرب کے لوگ اس لفظ کو انکار کے واسطے بولتے ہیں اور اس کی حقیقت مراد نہیں ہوتی اور اس حدیث میں چار آدمی چار پشت کے واقع ہوئے ہیں کہ چاروں صحابی ہیں یعنی بیٹا اور باپ اور دادا اور پردادا اور وہ اولاد خفاف کی ہے اور خفاف اور ایما اور رحضہ

برخلاف اس شخص کے جو گمان کرتا ہے کہ نہیں پائے گئے چار آدمی چار پشت میں لگا تار کہ ان کے واسطے صحبت ہو مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر میں اور میں نے اس کی مثالیں جمع کی ہیں اگرچہ ضعیف طریقوں سے ہوں سو وہ دس کو پہنچیں ان میں سے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہے اور اس کا باپ اور اس کا بیٹا اسامہ رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ کی اولاد اس واسطے کہ واقدی نے ذکر کیا ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نکاح کیا اور اس کی اولاد ہوئی اور یہ جو کہا کہ دونوں نے قلعے کو گھیرا تھا تو مجھ معلوم نہیں کہ یہ کس جنگ میں واقع ہوا تھا اور احتمال ہے کہ خیبر میں ہوا ہو کہ وہ حدیبیہ کے بعد تھا اور اس کے قلعوں کو گھیرا گیا تھا۔ (فتح)

۳۸۴۴۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ أَبُو عَمْرٍو الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ الشَّجَرَةَ ثُمَّ أَتَيْتُهَا بَعْدُ فَلَمْ أَعْرِفْهَا.

۳۸۴۴۔ حضرت مسیب سے روایت ہے کہ البتہ میں نے درخت کو دیکھا یعنی جس کے نیچے بیعت رضوان واقع ہوئی تھی پھر میں اس کے بعد یعنی آئندہ سال کو اس کے پاس آیا تو میں نے اس کو نہ پہچانا اور کہا محمود نے کہ پھر میں اس کے بعد اس کو بھول گیا۔

۳۸۴۵۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَآئِيلَ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ انْطَلَقْتُ حَاجًّا فَمَرَرْتُ بِقَوْمٍ يُصَلُّوْنَ قُلْتُ مَا هٰذَا الْمَسْجِدُ قَالُوْا هٰذِهِ الشَّجَرَةُ حَيْثُ بَايَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ فَأَتَيْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ سَعِيْدٌ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ كَانَ فِيْمَنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ قَالَ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ نَسِيْنَاهَا فَلَمْ نَقْدِرْ عَلَيْهَا فَقَالَ سَعِيْدٌ إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَعْلَمُوْهَا وَعَلِمْتُمُوْهَا أَنْتُمْ فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ.

۳۸۴۵۔ حضرت طارق بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں حج کو چلا سو میں ایک قوم پر گزرا جو ایک جگہ نماز پڑھتی تھی میں نے کہا کہ یہ مسجد کیسی ہے یعنی یہ جگہ کیسی ہے کہ لوگوں نے اس کو مسجد بنایا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ درخت کی جگہ ہے جس جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کی تھی تو میں سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے پاس آیا اور میں نے اس کو خبر دی سعید رحمہ اللہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ نے کہ تھا وہ ان لوگوں میں جنہوں نے درخت کے نیچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی، مسیب نے کہا کہ جب ہم آئندہ سال کو نکلے تو ہم درخت کی جگہ بھلائے گئے سو ہم اس کی جگہ معلوم نہ کر سکے تو سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو تو اس کی جگہ معلوم نہ ہوئی اور تم کو معلوم ہوئی سو تم اصحاب سے زیادہ عالم ہو۔

فائدہ: سعید کا یہ کلام واسطے انکار کے ہے اوپر ان کے اور یہ جو کہا کہ تم ان سے زیادہ عالم ہو تو یہ بطور تہکم

(تکذیب) کے ہے۔

۳۸۴۶۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا طَارِقٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ كَانَ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَرَجَعْنَا إِلَيْهَا الْعَامَ الْمُقْبِلَ فَعَمِيَتْ عَلَيْنَا.

۳۸۴۶۔ حضرت سعید بن میسّب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس نے اپنے باپ سے روایت کی کہ تھا وہ ان لوگوں میں سے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی پھر ہم آئندہ سال کو اس کی طرف پھرے تو ہم پر مشتبہ ہوا یعنی ہم کو یاد نہ رہا کہ وہ کون سا درخت ہے؟۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر ہوا ہو تو تم اصحاب سے زیادہ تر عالم ہو کہا کرمانی نے کہ سبب پوشیدہ ہونے اس کے کا یہ ہے تا کہ لوگ اس کے ساتھ مبتلا اور گمراہ نہ ہوں واسطے اس چیز کے کہ جاری ہوئی نیچے اس کے اور نیکی سے اور نزول رضوان سے پس اگر ظاہر اور باقی رہتا تو خوف تھا کہ جاہل لوگ اس کی تعظیم اور عبادت کرنے لگتے پس چھپانا اس کا اللہ کی رحمت ہے۔ (ق)

۳۸۴۷۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَارِقٍ قَالَ ذُكِرَتْ عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ الشَّجَرَةُ فَضَحِكَ فَقَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ وَكَانَ شَهِدَهَا.

۳۸۴۷۔ حضرت طارق سے روایت ہے کہ سعید بن میسّب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس درخت کا ذکر کیا گیا تو وہ ہنسے اور کہا کہ میرے باپ نے مجھ کو خبر دی اور وہ اس بیعت میں حاضر ہوئے تھے۔

فائدہ: اور پہلے بیان کیا ہے میں نے حکمت بیچ پوشیدہ ہونے اس کے لوگوں سے بیچ باب البیعۃ علی الحرب کے جہاد میں نزدیک کلام کے اوپر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس کے معنی میں لیکن انکار سعید بن میسّب رحمۃ اللہ علیہ کا اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ وہ اس کو پہچانتا ہے اپنے باپ کے قول پر اعتماد کر کے کہ انہوں نے آئندہ سال میں اس کو نہ پہچانا نہیں دلالت کرتا ہے اوپر دور ہونے معرفت اس کی کے بالکل پس تحقیق واقع ہوا ہے نزدیک بخاری کے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو پہلے گزر چکی ہے کہ اگر میں آج دیکھتا ہوتا تو تم کو درخت کی جگہ دکھاتا پس یہ قول دلالت کرتا ہے کہ ان کو اس کی جگہ بعینہٖ یاد تھی اور جب کہ ان کو اپنی اخیر عمر میں بعد زمانے دراز کے اس کی جگہ یاد تھی تو اس میں دلالت ہے کہ وہ اس کو ہو بہو پہچانتے تھے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اس کی اس بات کہنے کے وقت فنا ہو چکا تھا یا ساتھ خشک ہونے کے یا ساتھ غیر اس کے اور ہمیشہ ان کو اس کی جگہ ہو بہو یاد رہی پھر پایا میں نے ساتھ اسناد صحیح کے نزدیک ابن سعد کے نافع سے کہ عمر کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ درخت کے پاس آتے ہیں اور اس کے پاس نماز پڑھتے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو عذاب کا وعدہ دیا پھر اس کو کٹوا ڈالا۔ (فتح)

۳۸۴۸۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا

۳۸۴۸۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور

شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَةٍ قَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ فَأَتَاهُ أَبِيْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ أَبِيْ أَوْفٰى.

تھے وہ اصحاب شجرہ میں سے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب کوئی قوم حضرت ﷺ کے پاس زکوۃ کا مال لاتی تھی تو حضرت ﷺ ان کے حق میں یہ دعا کرتے تھے کہ الٰہی! ان پر رحم کر تو عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ اپنی زکوۃ حضرت ﷺ کے پاس لائے تو حضرت ﷺ نے ان کے حق میں دعا کی کہ الٰہی! رحم کر ابی اوفی کے لوگوں پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے اور ذکر کرنا اس کا اس جگہ واسطے قول اس کے ہے کہ وہ اصحاب شجرہ میں سے تھے۔ (فتح)

۳۸۴۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَخِيْهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحَرَّةِ وَالنَّاسُ يُبَايِعُوْنَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ فَقَالَ ابْنُ زَيْدٍ عَلٰى مَا يُبَايِعُ ابْنُ حَنْظَلَةَ النَّاسَ قِيْلَ لَهٗ عَلَى الْمَوْتِ قَالَ لَا أُبَايِعُ عَلٰى ذٰلِكَ أَحَدًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ شَهِدَ مَعَهُ الْحُدَيْبِيَةَ.

۳۸۴۹۔ حضرت عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ حرہ کا دن ہوا یعنی جب مدینے والوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت توڑی اور عبداللہ بن حنظلہ انصاری رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تو ابن زید نے کہا کہ کس چیز پر بیعت کرتا ہے ابن حنظلہ؟ لوگوں سے کسی نے کہا کہ مرنے پر ابن زید نے کہا کہ نہ بیعت کروں گا میں اس پر کسی سے بعد حضرت ﷺ کے اور وہ حضرت ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں حاضر ہوئے تھے۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے مرنے پر بیعت کی تھی اور اس کی پوری شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور شہید ہوا عبداللہ بن زید دن جنگ حرہ کے اور درخت کے نیچے بیعت کرنے کا سبب وہ چیز ہے جس کو ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ﷺ کو خبر پہنچی کہ عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے یعنی کفار قریش نے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر ڈالا ہے تو البتہ میں اُن سے فی الحال لڑوں گا تو حضرت ﷺ نے لوگوں کو بیعت کی طرف بلایا سو بیعت کی لوگوں نے حضرت ﷺ سے لڑنے پر اس شرط پر کہ نہ بھاگیں، پھر ان کو اس کے بعد خبر پہنچی کہ وہ خبر جھوٹی ہے اور پھر آئے عثمان رضی اللہ عنہ اور ذکر کیا ہے ابو الاسود نے مغازی میں بیچ اس کے سبب دراز کہا کہ جب حضرت ﷺ حدیبیہ میں اترے تو چاہا آپ ﷺ نے کہ کسی مرد کو قریش کی طرف بھیجیں جو ان کو خبر دے کہ حضرت ﷺ عمرے کے واسطے آئے ہیں یعنی لڑنے کے واسطے نہیں آئے تو حضرت ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا تا کہ ان کو بھیجیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی

مجھ کو اپنی جان پر ان سے امن نہیں تو حضرت ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر بھیجا اور حکم دیا اس کو کہ خوشی سنائے بے بس مسلمانوں کو ساتھ فتح قریب کے اور یہ کہ اللہ عنقریب آپ کے دین کو غالب کرے گا سو عثمان رضی اللہ عنہ مکے کی طرف روانہ ہوئے تو پایا قریش کو اس حال میں کہ اترنے والے تھے بطحاء میں اتفاق کیا تھا سب نے اس پر کہ حضرت ﷺ کو خانے کعبے میں آنے سے روکیں تو امان دی عثمان رضی اللہ عنہ کو ابان بن سعید بن عاص نے کہا اور بھیجا قریش نے بدیل اور سہیل کو طرف حضرت ﷺ کی پس ذکر کیا قصہ دراز جو شروط میں گزر چکا ہے اور بے خوف ہوئے لوگ ایک دوسرے سے اور حالانکہ وہ صلح کے انتظار میں تھے کہ ناگہاں ایک فریق کے ایک مرد نے دوسرے فریق کے ایک مرد کو تیر مارا پس لڑائی ہوئی اور ایک نے دوسرے کو تیروں اور پتھروں سے مارا تو حضرت ﷺ نے لوگوں کو بیعت کی طرف بلایا سو مسلمان آئے اور حضرت ﷺ ایک درخت کے نیچے اترے تھے جس کے سائے میں بیٹھے تھے سو بیعت کی لوگوں نے آپ سے اس پر کہ نہ بھاگیں اور اللہ نے کفار کے دل میں رعب ڈالا تو وہ صلح کی طرف جھکے اور صلح کی درخواست کی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ نے لوگوں کو بیعت کی طرف بلایا تو سب سے پہلے پہل ابو سنان ازدی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے بیعت کی اور روایت کی ہے مسلم نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ پھر حضرت ﷺ نے لوگوں کو بیعت کی طرف بلایا پس ذکر کی ساری حدیث کہا پھر مشرکین نے ہم کو صلح کا پیغام بھیجا یہاں تک کہ ہمارے بعض بعض میں چلے کہا سو میں ایک درخت کی جڑ میں لیٹا تو چار مشرک میرے پاس آئے اور حضرت ﷺ کی عیب جوئی کرنے لگے تو میں اُن سے اور درخت کی طرف پھرا سو جس حالت میں کہ وہ اسی طرح تھے کہ ناگہاں ایک پکارنے والے نے نالی کے نیچے سے پکارا کہ اے مہاجرین کے لوگو! سو میں نے اپنی تلوار کھینچی اور ان چاروں پر حملہ کیا اور وہ لیٹے تھے سو میں نے ان کے ہتھیار پکڑے پھر میں ان کو ہانک کر لایا اور آیا چچا میرا ساتھ ایک مرد کے مشرکین سے جس کو کرز کہا جاتا تھا چند مشرکوں میں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو سو حضرت ﷺ نے ان کو معاف کر دیا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ اللہ وہ ہے جس نے روکے تمہارے ہاتھ ان سے اور ان کے ہاتھ تم سے مکے کے درمیان بعد اس کے کہ تم کو ان پر غالب کیا۔ (فتح) اور مراد موت پر بیعت کرنے سے لازم موت ہے یعنی نہیں بھاگیں گے۔

٣٨٥٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ

٣٨٥٠۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھے وہ اصحاب شجرہ میں سے کہا کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ جمعہ پڑھتے تھے پھر پھرتے تھے اور حالانکہ دیواروں کے واسطے سایہ نہ ہوتا تھا کہ جس میں بیٹھیں۔

وَلَيْسَ لِلْحِيطَانِ ظِلٌّ نَسْتَظِلُّ فِيهِ.

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ جمعہ کی نماز زوال سے پہلے کفایت کرتی ہے یعنی سورج ڈھلنے سے پہلے جمعہ کی نماز جائز ہے اور جواب دیا گیا ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نفی مسلط ہوتی ہے اوپر وجود سائے مقید کے یعنی حدیث میں نفی اس سائے کی ہے جس میں آدمی بیٹھ سکے اور دھوپ سے بچ سکے مطلق سائے کی نفی نہیں اور جس سائے میں آدمی بیٹھ سکے نہیں حاصل ہوتا مگر بعد زوال کے ساتھ ایک مقدار کے کہ مختلف ہوتا ہے موسم جاڑے اور گرمی میں اور تفصیل اس مسئلے کی کتاب الجمعہ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٣٨٥١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ.

٣٨٥١۔ حضرت زید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے حدیبیہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کس چیز پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے کہا کہ موت پر یعنی مر جائیں مگر پیچھے نہ ہٹیں گے۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کلام اوپر اس کے بیچ باب البیعۃ علی الحرب کے کتاب الجہاد سے اور ذکر کی ہے میں نے کیفیت تطبیق کی درمیان اس کے اور درمیان قول جابر رضی اللہ عنہ کے واسطے ان کے کہ ہم آپ سے موت پر بیعت کرتے ہیں اور اسی طرح روایت کی ہے مسلم نے حدیث معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی اور حاصل تطبیق کا یہ ہے کہ جس نے بولا ہے کہ بیعت موت پر تھی تو اس کی مراد لازم موت کا ہے یعنی نہ بھاگنا اس واسطے کہ جب اس بات پر بیعت کرے کہ نہ بھاگے گا تو اس سے لازم آئے گا کہ لڑائی میں ثابت رہے اور جو ثابت رہے یا تو غالب ہو گا اور یا قید ہوگا اور جو قید ہو یا تو نجات پائے گا یا مر جائے گا ور جب کہ ایسی حالت میں موت سے امن نہیں ہوتا تو اس واسطے راوی نے موت کا لفظ بولا اور اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک صحابی نے دونوں میں سے حکایت کی ہے صورت بیعت کی اور دوسرے نے حکایت کی ہے وہ چیز کہ رجوع کرتی ہے بیعت طرف اس کے انجام میں یعنی موت اور تطبیق دی ہے ترمذی نے ساتھ اس طور کے کہ بعض نے موت پر بیعت کی تھی اور بعض نے نہ بھاگنے پر۔ (فتح)

٣٨٥٢۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَقِيْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقُلْتُ طُوْبٰى لَكَ صَحِبْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتَهُ تَحْتَ

٣٨٥٢۔ حضرت مسیب سے روایت ہے کہ میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے کہا کہ تجھ کو خوشی ہو کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا اور درخت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تو اس نے کہا کہ اے بھتیجے! تو نہیں جانتا جو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئی چیزیں نکالیں۔

الشَّجَرَةِ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثْنَا بَعْدَهُ.

فائدہ: رشک کیا ہے اس پر تابعی نے ساتھ صحبت حضرت ﷺ کی کے اور وہ اس قسم سے ہے کہ رشک کیا جاتا ہے ساتھ اس کے لیکن صحابی اس کے جواب میں تواضع کی راہ پر چلا اور طوبیٰ دراصل ایک درخت ہے بہشت میں پہلے گزر چکی ہے تفسیر اس کی بدء الخلق میں اور بولا جاتا ہے اور ارادہ کیا جاتا ہے ساتھ اس کے خیر کا یا بہشت کا یا نہایت آرزو اور بعض کہتے ہیں کہ وہ طیب سے مشتق ہے یعنی خوش ہوئی زندگی تمہاری اور یہ جو کہا کہ تو نہیں جانتا جو ہم نے آپ کے بعد نئی راہیں نکالیں تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو واقع ہوئی واسطے ان کے لڑائیوں وغیرہ سے سو انھوں نے خوف کیا اس کی ہلاکتوں سے اور یہ ان کے کمال فضل سے ہے۔ (فتح)

۳۸۵۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ هُوَ ابْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَايَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ.

۳۸۵۳۔ حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے کہ ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے اس کو خبر دی کہ اس نے حضرت ﷺ سے بیعت کی نیچے درخت کے۔

فائدہ: اسی طرح وارد کیا ہے اس کو بخاری نے مختصر بقدر حاجت کے اس سے اور باقی حدیث مسلم نے روایت کی ہے کہ جو کسی چیز پر اسلام کے سوائے اور مذہب کی جھوٹی قسم کھائے تو وہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے کہا یعنی وہ کافر ہو جاتا ہے اور باقی شرح اس کی کتاب الایمان میں آئے گی۔ (فتح)

۳۸۵٤۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾ قَالَ الْحُدَيْبِيَةُ قَالَ أَصْحَابُهُ هَنِيئًا مَرِيئًا فَمَا لَنَا فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ﴾ قَالَ شُعْبَةُ فَقَدِمْتُ الْكُوفَةَ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا كُلِّهِ عَنْ قَتَادَةَ ثُمَّ رَجَعْتُ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ أَمَّا

۳۸۵۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آیت ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾ کی تفسیر میں کہا کہ مراد فتح سے اس آیت میں صلح حدیبیہ ہے اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! رچتی پچتی ہو آپ کو بشارت مغفرت کی یعنی آیت ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ میں پس کیا حصہ ہے واسطے ہمارے اس فتح سے تو اللہ نے یہ آیت اتاری تا کہ داخل کرے اللہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بہشتوں میں، شعبہ نے کہا پھر میں کوفہ آیا تو میں نے یہ ساری حدیث قتادہ سے روایت کی پھر کوفہ سے پھرا اور میں نے اس سے ذکر

﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ﴾ فَعَنْ أَنَسٍ وَّأَمَّا هَنِيْئًا مَّرِيْئًا فَعَنْ عِكْرِمَةَ.

کیا اس نے کہا ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾ پس انس رضی اللہ عنہ سے ہے اور ﴿هَنِيْئًا مَّرِيْئًا﴾ پس عکرمہ سے ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ فتح میں آئے گی اور فائدہ دیا اس جگہ کہ بعض حدیث قتادہ سے ہے اس نے روایت کی ہے انس رضی اللہ عنہ سے اور بعض اس کا عکرمہ سے ہے۔ (فتح)

۳۸۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ مَّجْزَأَةَ بْنِ زَاهِرٍ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ قَالَ إِنِّيْ لَأُوْقِدُ تَحْتَ الْقِدْرِ بِلُحُوْمِ الْحُمُرِ إِذْ نَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُّحُوْمِ الْحُمُرِ.

۳۸۵۵۔ حضرت زاہر اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھا وہ ان لوگوں میں سے جو درخت کے نیچے بیعت میں حاضر ہوئے کہا البتہ میں ہانڈیوں کے نیچے آگ جلاتا تھا ان میں گدھوں کا گوشت پکاتا تھا کہ اچانک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے پکارا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم کو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں یعنی باز رہو۔

۳۸۵٦۔ وَعَنْ مَّجْزَأَةَ عَنْ رَجُلٍ مِّنْهُمْ مِّنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اسْمُهُ أُهْبَانُ بْنُ أَوْسٍ وَّكَانَ اشْتَكٰى رُكْبَتَهُ وَكَانَ إِذَا سَجَدَ جَعَلَ تَحْتَ رُكْبَتِهِ وِسَادَةً.

۳۸۵٦۔ اور روایت ہے مجزاۃ سے اس نے روایت کی ایک مرد سے جو اصحاب شجرہ میں سے تھا اس کا نام اُہبان رضی اللہ عنہ ہے اس کا گھٹنا بیمار تھا سو جب وہ سجدہ کرتا تھا تو اپنے گھٹنے کے نیچے تکیہ رکھتا تھا۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ میں گدھوں کے گوشت کے نیچے آگ جلاتا تھا یعنی دن خیبر کے کما سیاتی فیھا واضحا اور تعاقب کیا ہے اس کا داؤدی نے پس کہا کہ یہ وہم ہے اس واسطے کہ نہی گدھوں کے گوشت سے حدیبیہ میں نہ تھی وہ تو صرف خیبر میں تھی اور جواب اس کا یہ ہے کہ حدیث کے سیاق سے معلوم نہیں ہوتا کہ وہ حدیبیہ میں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روایت کیا ہے بخاری نے اس حدیث کو حدیبیہ میں واسطے قول اس کے بیچ اس کے کہ تھا وہ ان لوگوں میں سے جو درخت کے نیچے حاضر ہوں اور نہیں تعرض کیا واسطے مکان ندا کے ساتھ اس کے کہ کس جگہ میں یہ پکار کر کہا گیا تھا اور یہ جو کہا کہ وہ اپنے گھٹنے کے نیچے تکیہ رکھتا تھا تو شاید وہ بوڑھا ہو گیا تھا اور اس کو گھٹنے کا زمین پر ٹھہرانا دشوار تھا سو رکھا اس نے نیچے اس کے تکیہ نرم کہ اعتماد کرنا اس کا اوپر اس کے زمین پر قرار پکڑنے سے مانع نہ ہو اس واسطے کہ احتمال ہے کہ زمین کا خشک ہونا اس کے گھٹنے کو ضرر کرتا تھا۔ (فتح)

۳۸۵۷۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ

۳۸۵۷۔ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اصحاب شجرہ میں سے تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب

عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ أُتُوْا بِسَوِيْقٍ فَلَاكُوْهُ تَابَعَهُ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ.

کوستو دیے گئے تو انہوں نے اس کو کھایا اور منہ میں زبان کے ساتھ پھیرا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے بعد اس کے کہ خیبر سے پھرے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۳۸۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا شَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ هَلْ يُنْقَضُ الْوِتْرُ قَالَ إِذَا أَوْتَرْتَ مِنْ أَوَّلِهِ فَلَا تُوْتِرْ مِنْ اٰخِرِهِ.

۳۸۵۸۔ حضرت ابو جمرہ سے روایت ہے کہ میں نے عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور وہ اصحاب شجرہ میں سے تھا یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے درخت کے نیچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی کہ کیا وتر ٹوٹ جاتا ہے تو اس نے کہا کہ جب تو پہلی رات کو وتر پڑھ لے تو پھر پچھلی رات کو وتر نہ پڑھ۔

فائدہ: کیا وتر ٹوٹ جاتے ہیں؟ جب آدمی وتر پڑھے پھر گھر جائے پھر پچھلی رات کو اٹھ کر نفل پڑھنے کا ارادہ کرے تو کیا پہلے ایک رکعت پڑھے تا کہ اس کا وتر یعنی طاق جوڑا ہو جائے پھر نفل نماز پڑھے جتنی چاہے پھر وتر پڑھے واسطے عمل کرنے کے ساتھ اس حدیث کے ((اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وترا)) یعنی رات کی نماز میں پچھلی نماز کو وتر کیا کرو یا نفل پڑھے جتنے چاہے اور اس کا وتر نہیں ٹوٹتا اور پہلا وتر کفایت کرتا ہے پس جواب دیا اس نے ساتھ اختیار کرنے دوسرے طریق کہ اگر تو پچھلی رات کو وتر پڑھے تو پہلی رات کو نہ پڑھ اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وتر کے ٹوٹنے کا حکم پوچھا پس ذکر کیا مثل اس کی اور اس مسئلے میں سلف کو اختلاف ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ان لوگوں میں تھے جن کے نزدیک وتر ٹوٹ جاتے ہیں اور صحیح شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ وتر نہیں ٹوٹتے جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے اور یہی ہے قول مالکیہ کا۔ (فتح)

۳۸۵۹۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيْرُ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

۳۸۵۹۔ حضرت اسلم سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض سفروں میں رات کو چلتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ چلتے تھے تو عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ چیز پوچھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ جواب نہ دیا پھر عمر رضی اللہ عنہ نے آپ

يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا فَسَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا عُمَرُ نَزَرْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ لَا يُجِيبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ الْمُسْلِمِينَ وَخَشِيتُ أَنْ يَنْزِلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ وَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾.

سے پوچھا پھر بھی حضرت ﷺ نے اس کو جواب نہ دیا پھر اس نے آپ ﷺ سے پوچھا پھر بھی آپ ﷺ نے اس کو جواب نہ دیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عمر! تیری ماں تجھ کو روئے تو نے حضرت ﷺ کا پیچھا کیا تین بار ہر بار تجھ کو جواب نہیں دیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں نے اونٹ کو چھیڑا اور میں مسلمانوں کے آگے بڑھا اور میں ڈرا کہ میرے حق میں قرآن اترے سو مجھ کو کچھ دیر نہ ہوئی کہ میں نے پکارنے والے کو سنا کہ مجھ کو پکارتا ہے میں نے کہا کہ البتہ میں ڈرا کہ میرے حق میں قرآن اترا ہو اور میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا سو میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا، حضرت ﷺ نے فرمایا' کہ البتہ آج کی رات مجھ پر ایسی سورت اتری ہے کہ میرے نزدیک تمام دنیا سے بہتر ہے پھر حضرت ﷺ نے ﴿إِنَّا فَتَحْنَا﴾ سورت پڑھی یعنی وہ سورت ﴿إِنَّا فَتَحْنَا﴾ ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۃ الفتح میں آئے گی۔ (فتح)

٣٨٦٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ حِينَ حَدَّثَ هٰذَا الْحَدِيثَ حَفِظْتُ بَعْضَهُ وَثَبَّتَنِي مَعْمَرٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا أَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ وَأَحْرَمَ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ وَبَعَثَ

٣٨٦٠۔ حدیث بیان کی مجھ سے عبداللہ بن محمد نے کہا اس نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے سفیان نے کہا سنا میں نے زہری سے جب کہ اس نے حدیث بیان کی یاد رکھا ہے میں نے حدیث کا ایک ٹکڑا اور ثابت کی مجھ کو معمر نے باقی حدیث عروہ سے اس نے روایت کی مسور اور مروان سے ایک دوسرے پر زیادہ کرتا تھا دونوں نے کہا کہ حضرت ﷺ حدیبیہ کے سال چند اور دس سو اصحاب کے ساتھ نکلے سو جب ذوالحلیفہ میں آئے تو قربانی کے گلے میں جوتوں کا ہار ڈالا اور اس کو اشعار کیا اور وہاں سے عمرے کا احرام باندھا اور اپنا جاسوس خبر کے

عَيْنًا لَهُ مِنْ خُزَاعَةَ وَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَانَ بِغَدِيْرِ الْأَشْطَاطِ أَتَاهُ عَيْنُهُ قَالَ إِنَّ قُرَيْشًا جَمَعُوْا لَكَ جُمُوْعًا وَقَدْ جَمَعُوْا لَكَ الْأَحَابِيْشَ وَهُمْ مُقَاتِلُوْكَ وَصَادُّوْكَ عَنِ الْبَيْتِ وَمَانِعُوْكَ فَقَالَ أَشِيْرُوْا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيَّ أَتَرَوْنَ أَنْ أَمِيْلَ إِلٰى عِيَالِهِمْ وَذَرَارِيِّ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَصُدُّوْنَا عَنِ الْبَيْتِ فَإِنْ يَأْتُوْنَا كَانَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ قَطَعَ عَيْنًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَإِلَّا تَرَكْنَاهُمْ مَحْرُوْبِيْنَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَرَجْتَ عَامِدًا لِهٰذَا الْبَيْتِ لَا تُرِيْدُ قَتْلَ أَحَدٍ وَلَا حَرْبَ أَحَدٍ فَتَوَجَّهْ لَهُ فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قَاتَلْنَاهُ قَالَ امْضُوْا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ.

واسطے بھیجا جو خزاعہ میں سے تھا اور حضرت ﷺ چلے یہاں تک کہ جب غدیر اشطاط (ایک جگہ کا نام ہے) میں پہنچے تو آپ کا جاسوس آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ قریش نے آپ سے لڑنے کے واسطے بہت فوجیں جمع کی ہیں اور تحقیق جمع کی ہیں واسطے آپ کے جماعتیں مختلف قبیلوں سے اور وہ آپ سے لڑنے والے ہیں اور آپ کو خانے کعبے سے روکنے والے ہیں اور آپ کو منع کرنے والے ہیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! مجھ کو صلاح دو کہ کیا کرنا چاہیے بھلا تم یہ بتلاتے ہو کہ میں ان کے اہل عیال کی طرف جھک پڑوں اور ان لوگوں کے لڑکوں بالوں کو گرفتار کروں جو کہ ہم کو خانے کعبے سے روکتے ہیں پھر اگر وہ ہم سے لڑنے آئیں گے تو اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کی جماعت کو توڑ دیا اور نہیں تو ہم ان کو مفلس کر کے چھوڑ دیں گے یعنی دونوں صورتوں میں ان کا نقصان ہے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! آپ تو خانے کعبے کا قصد کر کے نکلے ہیں آپ کا لڑنے کا قصد نہیں سو آپ بیت اللہ کی طرف چلیے اگر کوئی ہم کو اس سے روکے گا تو ہم اس سے لڑیں گے فرمایا اللہ کا نام لے کر چلو سو حضرت ﷺ چلے سو کافروں نے آپ کو روکا حضرت ﷺ ان سے صلح کر کے پلٹ آئے آئندہ سال کو عمرہ قضا کیا۔

فائدہ: بیان کیا ہے ابونعیم نے اپنے مستخرج میں کہ جس قدر حدیث سفیان نے زہری سے یاد رکھی وہ احرم منها بعمرة تک ہے اور جس قدر معمر نے اس کے واسطے ثابت کی ہے بعث عينا سے اخیر تک ہے اور پہلے گزر چکا ہے اس باب میں علی بن مدینی کی روایت سے اس نے سفیان سے اور اس میں سفیان کا قول ہے کہ نہیں یاد رکھتا میں شعار اور تقلید کو بیچ اس کے اور یہ جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ سفیان کی کیا مراد ہے خاص اشعار کی اور تقلید کی جگہ یاد نہ رکھنا مراد ہے یا ساری حدیث اور تحقیق دور کیا ہے اور اس روایت نے اشکال اور تردد کو جو علی بن مدینی کے واسطے واقع ہوا یعنی اس واسطے کہ اس حدیث سے صاف کھلم کھلا معلوم ہوتا ہے کہ مراد بعض حدیث ہے

ساری حدیث نہیں۔ (فتح)

۲۸۶۱۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنِي ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ يُخْبِرَانِ خَبَرًا مِنْ خَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُمْرَةِ الْحُدَيْبِيَةِ فَكَانَ فِيْمَا أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْهُمَا أَنَّهُ لَمَّا كَاتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى قَضِيَّةِ الْمُدَّةِ وَكَانَ فِيْمَا اشْتَرَطَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو أَنَّهُ قَالَ لَا يَأْتِيْكَ مِنَّا أَحَدٌ وَإِنْ كَانَ عَلٰى دِيْنِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا وَخَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ وَأَبٰى سُهَيْلٌ أَنْ يُّقَاضِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا عَلٰى ذٰلِكَ فَكَرِهَ الْمُؤْمِنُوْنَ ذٰلِكَ وَامْتَعَضُوْا فَتَكَلَّمُوْا فِيْهِ فَلَمَّا أَبٰى سُهَيْلٌ أَنْ يُّقَاضِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا عَلٰى ذٰلِكَ كَاتَبَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا جَنْدَلِ بْنَ سُهَيْلٍ يَّوْمَئِذٍ إِلٰى أَبِيْهِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَلَمْ يَأْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ مِّنَ الرِّجَالِ إِلَّا رَدَّهُ فِيْ تِلْكَ الْمُدَّةِ وَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا وَجَآءَتِ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَكَانَتْ أُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ عُقْبَةَ بْنِ أَبِيْ مُعَيْطٍ

۳۸۶۱۔ حضرت ابن شہاب سے روایت ہے اس نے روایت کی ہے اپنے چچا سے اس نے کہ خبر دی مجھ کو عروہ بن زبیر نے اس نے سنا مروان اور مسور سے دونوں خبر دیتے تھے حضرت ﷺ کی خبر سے عمرہ حدیبیہ کے باب میں اور تھا اس چیز میں کہ خبر دی مجھ کو عروہ نے ان دونوں سے یہ کہ جب تحریر کی حضرت ﷺ نے سہیل سے (جو مکے والوں کا وکیل تھا) دن حدیبیہ کے اوپر قضیہ تعیین مدت کے اور تھا اس چیز میں کہ شرط کی سہیل نے یہ کہ اس نے کہا کہ جو ہم میں سے تمہاری طرف آئے اس کو آپ ہماری طرف پھیر دیں اور ہمارے اور اس کے درمیان مانع نہ ہوں اگرچہ تمہارے دین پر ہو اور انکار کیا' سہیل نے یہ کہ صلح کرے حضرت ﷺ سے مگر اسی شرط پر تو مسلمانوں نے اس شرط کو برا جانا اور ان پر دشواری آئی سو انہوں نے اس میں کلام کیا سو جب انکار کیا سہیل نے یہ کہ صلح کرے حضرت ﷺ سے مگر اس شرط پر تو حضرت ﷺ نے اس کو قبول کیا اور اس کو تحریر کر دی سو حضرت ﷺ نے اس دن ابو جندل کو اس کے باپ سہیل کی طرف پھیر دیا یعنی موافق شرط کے اور کوئی مردوں میں سے حضرت ﷺ کے پاس اس مدت صلح میں نہ آیا مگر کہ حضرت ﷺ نے اس کو مشرکوں کی طرف پھیر دیا اگرچہ مسلمان تھا اور آئیں مسلمان عورتیں ہجرت کر کے مکے سے مدینے میں یعنی اس مدت صلح میں سو تھی ام کلثوم بیٹی عقبہ کی ان لوگوں میں سے جو حضرت ﷺ کی طرف نکلے اور وہ جوان تھی یا بالغ ہونے کے قریب پہنچی تھی تو اس کے گھر والے آئے حضرت ﷺ کو سوال کرتے تھے کہ ان کو ان کی طرف پھیر دیں یہاں تک کہ اتارا اللہ نے مسلمان عورتوں کے حق میں جو اتارا۔

مِمَّنْ خَرَجَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ عَاتِقٌ فَجَآءَ أَهْلُهَا يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّرْجِعَهَا إِلَيْهِمْ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْمُؤْمِنَاتِ مَا أَنْزَلَ.

۳۸۶۲۔ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهٰذِهِ الْآيَةِ ﴿يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ وَعَنْ عَمِّهٖ قَالَ بَلَغَنَا حِيْنَ أَمَرَ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّرُدَّ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا أَنْفَقُوْا عَلٰى مَنْ هَاجَرَ مِنْ أَزْوَاجِهِمْ وَبَلَغَنَا أَنَّ أَبَا بَصِيْرٍ فَذَكَرَهٗ بِطُوْلِهٖ.

۳۸۶۲۔ ابن شہاب نے کہا اور خبر دی مجھ کو عروہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی نے کہا کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم امتحان کرتے۔ جو ہجرت کرتی مسلمان عورتوں میں سے ساتھ اس آیت کے کہ اے پیغمبر! جب تیرے پاس مسلمان عورتیں آئیں اور نیز ابن شہاب سے روایت ہے کہ ہم کو خبر پہنچی جب کہ حکم کیا اللہ نے اپنے رسول کو یہ کہ پھیر دیں مشرکوں کو جو خرچ کیا انہوں نے اس پر جس نے ہجرت کی ان کی بیویوں سے یعنی جو انہوں نے مہر میں دیا ہے ان کو واپس کر دیں۔ کہا ابن شہاب نے اور ہم کو خبر پہنچی کہ ابو بصیر پس ذکر کیا اس کے قصے کو دراز

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جب ام کلثوم ہجرت کر کے مدینے میں آئی تو اس کے دو بھائی مدینے میں اس کو لینے کے لیے آئے دونوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اس کو ان کی طرف پھیر دیں سو توڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد جو آپ کے اور مشرکوں کے درمیان تھا عورتوں کے حق میں خاص کر یعنی اور عہد اور پیان سب بدستور رہا صرف عورتوں کو اس سے مستثنیٰ کیا پس اتری آیت روایت کیا ہے اس کو ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگئی مراد ساتھ قول اس کے باب کی حدیث میں یہاں تک کہ اتارا اللہ نے مسلمان عورتوں کے حق میں جو اتارا یعنی مستثنیٰ اور مخصوص کیا ان کو مقتضی صلح سے اور پھیر دینے اس شخص کے جو ان میں سے مسلمان ہو کے آئے اور اس کا بیان کتاب النکاح کے اخیر میں آئے گا اور امتحان کی شرح بھی نکاح میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۳۸۶۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا خَرَجَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ إِنْ صُدِدْتُّ عَنِ

۳۸۶۳۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عمرہ کرنے کو نکلے فتنہ حجاج کے دنوں میں (جب کہ وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے واسطے مکے میں آیا تھا) سو

الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِّنْ أَجْلِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر میں خانے کعبے سے روکا گیا تو ہم کریں گے جیسے ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ کیا سو اس نے عمرے کا احرام باندھا اس سبب سے کہ حضرت ﷺ نے حدیبیہ کے سال عمرے کا احرام باندھا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

٣٨٦٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَهَلَّ وَقَالَ إِنْ حِيْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ لَفَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَالَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَتَلَا ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾.

٣٨٦٤۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عمرے کا احرام باندھا اور کہا اگر میرے اور خانے کعبے کے درمیان کوئی چیز حائل ہوئی تو البتہ کروں گا میں جیسے حضرت ﷺ نے کیا جب کہ کفار قریش آپ ﷺ کے اور بیت اللہ کے درمیان مانع ہوئے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی کہ البتہ تمہارے واسطے رسول اللہ ﷺ میں پیروی ہے بہتر۔

٣٨٦٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَآءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ بَعْضَ بَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَهُ لَوْ أَقَمْتَ الْعَامَ فَإِنِّيْ أَخَافُ أَنْ لَّا تَصِلَ إِلَى الْبَيْتِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدَايَاهُ وَحَلَقَ وَقَصَّرَ أَصْحَابُهُ وَقَالَ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً فَإِنْ خُلِّيَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَإِنْ حِيْلَ

٣٨٦٥۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بعض بیٹوں نے اس کو کہا کہ اگر تو اس سال ٹھہرتا یعنی عمرے کے واسطے خانے کعبے میں نہ جاتا تو بہتر ہوتا اس واسطے کہ میں ڈرتا ہوں کہ تو بیت اللہ میں نہ پہنچے' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ عمرہ کرنے کو نکلے تو کفار قریش کعبے کے آگے حائل ہوئے سو حضرت ﷺ نے اپنی قربانیوں کو ذبح کیا اور سر کے بال منڈوائے اور آپ ﷺ کے اصحاب نے بال کتروائے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے عمرے کو اپنے اوپر واجب کیا سو اگر میرے اور خانے کعبے کے درمیان راہ خالی ہوئی تو میں طواف کروں گا اور اگر میرے اور کعبے کے درمیان کوئی چیز حائل ہوئی تو کروں گا جیسے حضرت ﷺ نے کیا سو ایک گھڑی چلے پھر کہا کہ نہیں دیکھتا میں حال حج اور عمرے کا مگر ایک یعنی بیچ جواز حلال ہونے کے دونوں سے

بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ مَا أُرٰى شَأْنَهُمَا إِلَّا وَاحِدًا أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَّعَ عُمْرَتِيْ فَطَافَ طَوَافًا وَّاحِدًا وَّسَعْيًا وَّاحِدًا حَتّٰى حَلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا.

ساتھ بند ہونے کے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ واجب کیا میں نے حج کو ساتھ عمرے کے سو ایک طواف کیا اور ایک سعی کی یہاں تک کہ دونوں سے اکٹھے حلال ہوئے۔

۳۸۶۶۔ حَدَّثَنِيْ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ سَمِعَ النَّضْرَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا صَخْرٌ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَدَّثُوْنَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ وَلٰكِنْ عُمَرُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَرْسَلَ عَبْدَ اللّٰهِ إِلٰى فَرَسٍ لَّهُ عِنْدَ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ يَأْتِيْ بِهِ لِيُقَاتِلَ عَلَيْهِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ عِنْدَ الشَّجَرَةِ وَعُمَرُ لَا يَدْرِيْ بِذٰلِكَ فَبَايَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى الْفَرَسِ فَجَآءَ بِهِ إِلٰى عُمَرَ وَعُمَرُ يَسْتَلْئِمُ لِلْقِتَالِ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ قَالَ فَانْطَلَقَ فَذَهَبَ مَعَهُ حَتّٰى بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ الَّتِيْ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ.

۳۸۶۶۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لوگ چرچا کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مسلمان ہوئے پہلے عمر رضی اللہ عنہ کے اور حالانکہ اس طرح نہیں لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے حدیبیہ کے دن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اپنا گھوڑا لانے بھیجا جو ایک انصاری مرد کے پاس تھا کہ اس پر سوار ہو کے کفار قریش سے لڑے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نزدیک بیعت لیتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہ ہوئی سو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر جا کر گھوڑے کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اور عمر رضی اللہ عنہ لڑائی کے واسطے ہتھیار پہنتے تھے تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نیچے بیعت کرتے ہیں سو چلے اور ان کے ساتھ گیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پس یہ حال ہے جس کا لوگ چرچا کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے مسلمان ہوئے۔

وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

اور کہا ہشام بن عمار نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ولید بن مسلم نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے عمر بن محمد نے اس نے کہا خبر دی ہم کو نافع رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ لوگ حدیبیہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے درختوں کے سائے

وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ تَفَرَّقُوْا فِيْ ظِلَالِ الشَّجَرِ فَإِذَا النَّاسُ مُحْدِقُوْنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ انْظُرْ مَا شَأْنُ النَّاسِ قَدْ أَحْدَقُوْا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُمْ يُبَايِعُوْنَ فَبَايَعَ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى عُمَرَ فَخَرَجَ فَبَايَعَ.

میں متفرق ہوئے سو ناگہاں میں نے دیکھا کہ لوگ حضرت ﷺ کو گھیرے ہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عبداللہ! دیکھ کیا حال ہے لوگوں کا کہ اپنی آنکھوں سے حضرت ﷺ کو دیکھتے ہیں سو پایا اس نے ان کو حضرت ﷺ سے بیعت کرتے ہیں تو اس نے بیعت کی پھر عمر رضی اللہ عنہ کی طرف پھرے سو عمر رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت ﷺ سے بیعت کی۔

فائدہ: اور یہ سبب جو اس حدیث میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ سے پہلے بیعت کی غیر اس سبب کے ہے جو پہلے گزرا اور ممکن ہے تطبیق درمیان اس کے ساتھ اس طور کے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو گھوڑا لانے کے واسطے بھیجا اور لوگوں کو جمع ہوئے دیکھا پس کہا کہ دیکھ کیا حال ہے لوگوں کا سو ابتدا کی اس نے ساتھ معلوم کرنے حال ان کے پس پایا اس کو بیعت کرتے سو بیعت کی پھر متوجہ ہوا طرف گھوڑے کی اور اس کو لایا اور دوہرایا اس وقت جواب کو اپنے باپ پر۔ (فتح)

٣٨٦٧۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْلٰى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اعْتَمَرَ فَطَافَ فَطُفْنَا مَعَهُ وَصَلّٰى وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ لَا يُصِيْبُهُ أَحَدٌ بِشَيْءٍ.

٣٨٦٧۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ تھے جب کہ آپ ﷺ نے عمرہ کیا سو آپ ﷺ نے طواف کیا اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ طواف کیا اور آپ نے نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی سو ہم پردہ کرتے تھے آپ کو کفار مکہ سے تا کہ کوئی آپ کو کچھ تکلیف نہ پہنچا دے۔

فائدہ: اور یہ واقعہ عمرہ قضا کا ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں تھے جو بیعت رضوان میں حاضر ہوئے اور آئندہ سال تک جیتے رہے اور حضرت ﷺ کے ساتھ عمرہ قضا میں نکلے۔

٣٨٦٨۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَصِيْنٍ قَالَ قَالَ أَبُوْ وَائِلٍ لَمَّا قَدِمَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ مِنْ صِفِّيْنَ أَتَيْنَاهُ

٣٨٦٨۔ حضرت ابو وائل سے روایت ہے کہ جب سہل بن حنیف صفین (ایک جگہ کا نام ہے درمیان عراق اور شام کے اس میں معاویہ اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان لڑائی ہوئی تھی) سے آئے تو ہم اس کے پاس گئے اس سے خبر پوچھنے کو تو سہل رضی اللہ عنہ

نَسْتَخْبِرُهُ فَقَالَ اتَّهِمُوا الرَّأْيَ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَرُدَّ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَهُ لَرَدَدْتُ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ وَمَا وَضَعْنَا أَسْيَافَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا لِأَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ قَبْلَ هٰذَا الْأَمْرِ مَا نَسُدُّ مِنْهَا خُصْمًا إِلَّا انْفَجَرَ عَلَيْنَا خُصْمٌ مَا نَدْرِيْ كَيْفَ نَأْتِيْ لَهُ.

نے کہا کہ اپنی رائے کو تہمت کرو یعنی اس پر اعتماد نہ کرو اس لڑائی میں کہ اپنے بھائی مسلمانوں کے ساتھ اپنی رئے سے کرتے ہو سو البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا دن ابو جندل کے یعنی صلح حدیبیہ کے دن کہ ابو جندل مسلمان ہو کے زنجیروں میں چلتا آیا اور حضرت ﷺ نے اس کو اس کے باپ کافر کی طرف پھیر دیا موافق عہد و پیمان کے اور اگر میں حضرت ﷺ کے حکم کو پھیر سکتا تو البتہ پھیرتا اور اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں اور نہ رکھیں ہم نے اپنی تلواریں اپنے کندھوں پر واسطے ایک کام کے کہ ہم کو غمناک کرے یعنی لڑائی صفین کی مگر کہ آسان کیا انہوں نے ہم کو ایک کام کہ پہچانتے تھے ہم اس کو پہلے اس امر سے یعنی مسلمانوں کا اتفاق اور ان کی مصلحت نہیں بند کرتے ہم اس فتنے سے ایک طرف کو مگر کہ اس کی دوسری طرف کھل جاتی ہے ہم نہیں جانتے کہ اس کی کیا تدبیر کریں جس سے فتنے کا دروازہ بند ہو۔

فائدہ: یہ کہنا سہل کا اور پھرنا اس وقت تھا جب کہ جنگ صفین کے بعد منصف آئے اور انہوں نے چاہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے درمیان صلح کرا دیں اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک سبب سے راضی نہ ہوئے اور مقصود سہل کا اس کی خبر دینا تھی کہ صلح نہ ہوئی اور فتنہ فساد دور نہ ہوا اور یہ جو کہا کہ البتہ میں حضرت ﷺ کے حکم کو پھیرتا یعنی کافروں کے ساتھ لڑتا اور نہ راضی ہوتا اس صلح پر جو حضرت ﷺ نے کفار قریش کے ساتھ حدیبیہ میں کی یعنی میں نے اپنی اس رائے پر اعتماد نہ کیا اور اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے یعنی ساتھ صلاح مسلمانوں کے اور سلامت رہنے ان کے قتل سے۔ (ت)

۳۸۶۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتٰى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلٰى

۳۸۶۹۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت ﷺ میرے پاس آئے حدیبیہ کے دنوں میں اور جوئیں میرے منہ پر گرتی تھیں سو فرمایا کہ کیا تیرے سر کے کیڑے تجھ کو تکلیف دیتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں فرمایا تو بالوں کو منڈوا ڈال اور تین روزے رکھ یا چھ محتاجوں کو کھانا کھلا یا

وَجْهِي فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ أَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً قَالَ أَيُّوْبُ لَا أَدْرِي بِأَيِّ هٰذَا بَدَأَ.

ایک قربانی ذبح کر۔ ایوب نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ ان تین چیزوں میں سے کون چیز اول حضرت ﷺ نے فرمائی۔

٣٨٧٠۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ وَقَدْ حَصَرَنَا الْمُشْرِكُوْنَ قَالَ وَكَانَتْ لِي وَفْرَةٌ فَجَعَلَتِ الْهَوَامُّ تَسَاقَطُ عَلٰى وَجْهِي فَمَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾.

٣٨٧٠۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حدیبیہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم احرام باندھے تھے اور البتہ ہم کو مشرکوں نے گھیرا تھا اور میرے بال دراز تھے کن پٹیوں سے نیچے پڑتے تھے تو جوئیں میرے منہ پر گرنے لگیں سو حضرت ﷺ مجھ پر گزرے اور فرمایا کہ کیا سر کے کیڑے تجھ کو ایذا دیتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں، اور یہ آیت اتری سو جو تم میں سے بیمار ہو یا اس کو تکلیف ہو اس کے سر میں تو اس پر بدلہ ہے بسبب توڑنے احرام کے روزے سے یا خیرات سے یا قربانی سے۔

بَابُ قِصَّةِ عُكْلٍ وَّعُرَيْنَةَ.

باب ہے بیان میں قصے عکل اور عرینہ کے۔

فائدہ: عکل اور عرینہ عرب کے دو قبیلوں کا نام ہے ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ تھا یہ قصہ بعد جنگ ذی قرد کے۔

٣٨٧١۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَاسًا مِّنْ عُكْلٍ وَّعُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكَلَّمُوْا بِالْإِسْلَامِ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا أَهْلَ ضَرْعٍ وَّلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيْفٍ وَّاسْتَوْخَمُوا

٣٨٧١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عکل اور عرینہ کے چند لوگ مدینے میں آئے اور مسلمان ہوئے سو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! ہم شیر دار جانور رکھنے والے ہیں اور ہم زمیندار کھیتی والے نہیں یعنی ہم جنگلی ہیں ہماری عادت دودھ پینے کی ہے سو ان کو مدینے کی آب و ہوا موافق نہ پڑی سو حکم دیا ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ چند اونٹوں کے اور چرواہے کے اور حکم دیا ان کو کہ نکل کر وہاں جا رہیں اور ان کا دودھ اور

الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ وَرَاعٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فِيهِ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَانْطَلَقُوا حَتّٰى إِذَا كَانُوا نَاحِيَةَ الْحَرَّةِ كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَسَمَرُوا أَعْيُنَهُمْ وَقَطَعُوا أَيْدِيَهُمْ وَتُرِكُوا فِي نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتّٰى مَاتُوا عَلٰى حَالِهِمْ قَالَ قَتَادَةُ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ كَانَ يَحُثُّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُثْلَةِ وَقَالَ شُعْبَةُ وَأَبَانُ وَحَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ مِنْ عُرَيْنَةَ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَأَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَدِمَ نَفَرٌ مِنْ عُكْلٍ.

پیشاب پئیں سو وہ چلے یہاں تک کہ جب پتھریلی زمین کے کنارے میں پہنچے تو مرتد ہوئے بعد اسلام اپنے کے اور حضرت ﷺ کے چرواہے کو مار کے اونٹوں کو ہانک لے چلے حضرت ﷺ کو خبر پہنچی حضرت ﷺ نے پکڑنے والوں کو ان کے پیچھے بھیجا وہ پکڑے آئے سو حکم دیا حضرت ﷺ نے ساتھ سزا دینے ان کے تو اصحاب نے گرم سلایاں ان کی آنکھوں میں پھیریں اور ان کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور چھوڑے گئے پتھریلی زمین کے کنارے میں یہاں تک کہ اسی حال میں مر گئے۔ قتادہ نے کہا کہ ہم کو خبر پہنچی اس کے بعد کہ حضرت ﷺ خیرات کرنے پر رغبت دلاتے تھے اور مثلہ کرنے سے منع کرتے تھے یعنی ہاتھ پاؤں' ناک' کان کاٹنے سے اور کہا' شعبہ اور ابان اور حماد نے قتادہ سے من عرینہ یعنی ان راویوں نے صرف عرینہ پر اقتصار کیا ہے کہ وہ لوگ عرینہ میں سے تھے اور یحییٰ وغیرہ نے کہا کہ قبیلہ عکل میں سے تھے۔

فائدہ: اور مثلہ کی شرح آئندہ آئے گی۔

۳۸۷۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَالْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ مَوْلٰى أَبِي قِلَابَةَ وَكَانَ مَعَهُ بِالشَّامِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ اسْتَشَارَ النَّاسَ يَوْمًا قَالَ مَا تَقُولُونَ فِي هٰذِهِ الْقَسَامَةِ فَقَالُوا حَقٌّ قَضٰى بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ قَبْلَكَ

۳۸۷۲۔ حضرت ابو رجاء مولیٰ ابو قلابہ سے روایت ہے اور تھا وہ ساتھ ابو قلابہ کے شام میں کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک دن لوگوں سے مشورہ لیا کہا کہ تم اس قسامت میں کیا کہتے ہو کہ حق ہے یا نہیں لوگوں نے کہا کہ حق ہے کہ حکم کیا ہے ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے اور حکم کیا ہے ساتھ اس کے جانشینوں نے جو تجھ سے پہلے تھے اور ابو قلابہ اس کے تخت کے پیچھے تھا سو کہا عنبسہ بن سعید نے پس کہاں ہے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی عرینیوں کے حق میں کہ سب کو قصاص میں مار ڈالا اور قسامت کا حکم نہ کیا' ابو قلابہ نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے وہ حدیث بیان

قَالَ وَأَبُوْ قِلَابَةَ خَلْفَ سَرِيْرِهٖ فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ فَأَيْنَ حَدِيْثُ أَنَسٍ فِي الْعُرَنِيِّيْنَ قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ إِيَّايَ حَدَّثَهٗ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ مِّنْ عُرَيْنَةَ وَقَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ مِّنْ عُكْلٍ ذَكَرَ الْقِصَّةَ.

کی اور کہا عبدالعزیز بن صہیب نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ وہ قبیلہ عرینہ میں سے تھے اور کہا ابو قلابہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ وہ عکل میں سے تھے اور ذکر کیا ان کے قصے کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح دیات میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالی۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب المغازی

❀......❀......❀

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۷

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد عافاہ الہدی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

بَابُ غَزْوَةِ ذِيْ قَرَدَ. باب ہے بیان میں جنگ ذات قرد کے۔

فائدہ: قرد ایک پانی کا نام ہے او پر انداز ے ایک برید کے متصل شہروں غطفان کے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک دن کی راہ پر ہے۔(فتح)

وَهِيَ الْغَزْوَةُ الَّتِيْ اَغَارُوْا عَلٰى لِقَاحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ خَيْبَرَ بِثَلَاثٍ. اور وہ جنگ وہ ہے کہ قبیلہ غطفان نے حضرت ﷺ کی شیر دار اونٹنیوں کو لوٹا جنگ خیبر سے تین دن پہلے۔

فائدہ: اسی طرح جزم کیا ہے بخاری نے ساتھ اس کے اور سند اس کے اس میں حدیث ایاس بن سلمہ کی ہے اس نے روایت کی اپنے باپ سے اس واسطے کہ کہا اس نے بیچ اخیر حدیث طویل کے جس کو مسلم نے روایت کیا ہے کہا اس نے سو ہم جنگ سے مدینے کی طرف پھرے پس قسم ہے اللہ کی نہ ٹھہرے ہم مدینے میں مگر تین دن یہاں تک کہ ہم خیبر کی طرف نکلے اور بہرحال ابن سعد رضی اللہ عنہ پس کہا اس نے کہ تھا جنگ ذی قرد کی ربیع الاول میں چھٹے سال ہجری میں حدیبیہ سے پہلے اور بعض کہتے ہیں کہ جمادی اولیٰ میں اور ابن اسحاق سے روایت ہے کہ شعبان میں اس سے اس واسطے کہ اس نے کہا کہ تھی لڑائی بنولحیان کی شعبان میں چھٹے سال میں پھر جب حضرت ﷺ مدینے کی طرف پھرے تو نہ ٹھہرے اس میں مگر چند راتیں یہاں تک کہ لوٹ کی عیینہ بن حصن نے حضرت ﷺ کی شیر دار اونٹنیوں پر کہا قرطبی شارح مسلم نے بیچ کلام کے حدیث سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ پر کہ نہیں اختلاف ہے اہل سیر کو کہ جنگ ذی قرد حدیبیہ سے پہلے تھا پس جو سلمہ کی حدیث میں واقع ہوا ہے وہ وہم ہے بعض راویوں سے اور احتمال ہے کہ تطبیق دی جائے ساتھ اس کے کہ کہا جائے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے بھیجا ہو چھوٹا لشکر طرف خیبر کی اس میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ہو پہلے فتح کرنے اس کے پس خبر دی سلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ سے اور اس شخص سے جو ان کے ساتھ نکلا یعنی جس جگہ کہا کہ ہم خیبر کی طرف نکلے کہا اس نے اور تائید کرتی ہے اس تطبیق کی وہ چیز کہ ذکر کی ہے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت ﷺ نے بھیجا اس کی طرف عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو پہلے فتح ہونے کے دو بار انتہی ، میں کہتا ہوں کہ حدیث کا سیاق اس تطبیق سے انکار کرتا ہے اس واسطے کہ اس میں بعد قول اس کے خرجنا الی خیبر یہ لفظ ہے مع رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے سو عامر شعر پڑھنے لگا اور اس میں قول حضرت ﷺ کا ہے کہ کون ہے یہ شعر پڑھنے والا اور اس میں مبارزہ علی رضی اللہ عنہ کا ہے واسطے مرحب کے اور قتل ہونا عامر کا اور سوائے اس کے جو کچھ کہ جنگ خیبر میں واقع ہوا جب کہ حضرت ﷺ اس کی طرف نکلے پس بنا بریں اس کے جو چیز کہ صحیح میں ہے تاریخ سے واسطے غزوہ ذی قرد کے صحیح تر ہے اس چیز سے کہ ذکر کیا ہے اس کو اہل سیر نے اور احتمال ہے تطبیق کی طریق میں یہ کہ لوٹ عیینہ بن حصن کی اونٹنیوں پر دو بار واقع ہوئی ہو پہلی بار وہ ہے جس کو ابن اسحاق رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اور وہ حدیبیہ سے پہلے ہے اور دوسری بار حدیبیہ کے بعد ہے خیبر کی طرف نکلنے سے پہلے اور جنہوں نے لوٹ کی تھی ان کا سردار عبدالرحمن بن عیینہ تھا جیسا کہ بیچ سیاق سلمہ کے ہے نزدیک مسلم اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ ذکر کیا ہے حاکم نے اکلیل میں کہ ذی قرد کی طرف نکلنا کئی بار واقع ہوا ہے سو پہلی بار نکلے اس کی طرف زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اُحد سے پہلے اور دوسری بار نکلے اس کی طرف حضرت ﷺ ربیع الاول میں پانچویں سال ہجری میں اور اس تیسری بار میں اختلاف ہے اور جب ثابت ہوئی یہ بات تو قوی ہوئی یہ تطبیق جو میں نے ذکر کی، واللہ اعلم۔ (فتح)

۳۸۷۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ يَقُوْلُ خَرَجْتُ قَبْلَ أَنْ يُؤَذَّنَ بِالْأُوْلٰى وَكَانَتْ لِقَاحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْعٰى بِذِيْ قَرَدَ قَالَ فَلَقِيَنِيْ غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ أُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَنْ أَخَذَهَا قَالَ غَطَفَانُ قَالَ فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ يَا صَبَاحَاهُ قَالَ فَأَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ انْدَفَعْتُ عَلٰى وَجْهِيْ حَتّٰى أَدْرَكْتُهُمْ وَقَدْ أَخَذُوْا يَسْتَقُوْنَ مِنَ الْمَآءِ فَجَعَلْتُ أَرْمِيْهِمْ بِنَبْلِيْ وَكُنْتُ رَامِيًا وَأَقُوْلُ أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ وَأَرْتَجِزُ حَتّٰى اسْتَنْقَذْتُ اللِّقَاحَ مِنْهُمْ وَاسْتَلَبْتُ مِنْهُمْ

۳۸۷۲۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکلا میں غابہ کی طرف صبح کی اذان ہونے سے پہلے اور حضرت ﷺ کی اونٹنیاں ذی قرد میں چرتی تھیں سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا غلام مجھ کو ملا سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ کی اونٹنیاں پکڑی گئیں میں نے کہا کس نے ان کو پکڑا؟ کہا قوم غطفان نے سو میں نے تین بار بلند آواز سے پکارا یا صباحاہ! یعنی کہا اس نے سو سنایا میں نے اس کو جو مدینے کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان ہے پھر میں اپنے منہ کے سامنے دوڑا اور دائیں بائیں نہ دیکھا یعنی بہت تیز دوڑا یہاں تک کہ میں نے ان کو پایا اس حال میں کہ پانی پینے لگے تھے سو میں ان کو اپنے تیر مارنے لگا اور میں تیر انداز تھا اور میں کہتا تھا کہ میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن کم بختوں کی کی موت کا دن ہے اور میں گاتا تھا یعنی ساتھ اس شعر کے یا ساتھ غیر اس کے یہاں تک کہ میں نے ان سے اونٹنیاں چھوڑائیں اور اس سے تیس چادریں چھینیں کہا اور

ثَلَاثِيْنَ بُرْدَةً قَالَ وَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ قَدْ حَمَيْتُ الْقَوْمَ الْمَآءَ وَهُمْ عِطَاشٌ فَابْعَثْ إِلَيْهِمُ السَّاعَةَ فَقَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ قَالَ ثُمَّ رَجَعْنَا وَيُرْدِفُنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَاقَتِهٖ حَتّٰى دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ.

آئے حضرت ﷺ اور لوگ سواروں کو لیے ان پر دوڑے جاتے تھے سو میں نے کہا یا حضرت! میں نے ان کو پانی پینے سے روکا ہے اور وہ ابھی پیاسے ہیں سو لشکر کو ان کی طرف اسی وقت بھیجیے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اکوع کے بیٹے! تو قابو پاچکا سو نرمی اور آسانی کر یعنی معاف کر پھر ہم پھرے اور حضرت ﷺ نے مجھ کو اپنی اونٹنی پر اپنے پیچھے چڑھایا یہاں تک کہ ہم مدینے میں داخل ہوئے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ وہ صبح سے سورج ڈوبنے تک ان کے پیچھے رہا اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کی اونٹنیاں ذی قرد میں چرتی تھیں تو ابن سعد رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ بیس اونٹنیاں تھیں اور ایک ان میں مرد تھا اور ایک عورت تھی سو انہوں نے مرد کو مار ڈالا اور عورت کو قید کیا اور یہ جو کہا کہ قوم غطفان نے تو ایک روایت میں ہے کہ غطفان اور فزارہ نے اور یہ خاص ہے بعد عام کے اس واسطے کہ فزارہ قوم غطفان میں سے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ عبدالرحمٰن نے لوٹ کی اور ایک روایت میں ہے کہ عیینہ نے لوٹ کی اور نہیں منافات ہے درمیان ان کے اس واسطے کہ دونوں ان میں تھے اور یہ جو کہا کہ سنایا میں نے اس کو جو مدینے کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان ہے تو اس میں اشعار ہے کہ اس کی آواز بہت بلند تھی اور احتمال ہے کہ یہ بطور کرامت کے ہو اور مسلم میں ہے کہ میں ایک ٹیلے پر چڑھا سو میں نے مدینے کی طرف منہ کر کے تین بار پکارا اور طبرانی میں اتنا زیادہ ہے کہ میری چیخ حضرت ﷺ کے کان میں پہنچی تو پکارا گیا لوگوں میں کہ ہول ہے ہول ہے اور یہ جو کہا کہ آج کم بختوں کا دن ہے تو اصل اس میں یہ ہے کہ ایک شخص بڑا بخیل تھا سو جب وہ اپنی اونٹنی کے دوہنے کا ارادہ کرتا تھا تو شیر خوار لڑکے کی طرح اس کے پستان چومتا تھا تا کہ کوئی اس کے دوہنے کی آواز نہ سنے یعنی اگر اس کو دوہتا تو اس کے ہمسائے اس کے دوہنے کی آواز سنتے اور یا اس واسطے کہ اگر کوئی اس کے دوہنے کی آواز سنے گا تو اس سے دودھ مانگے گا اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے کرتا تھا تا کہ دودھ سے کوئی چیز ادھر اُدھر متفرق نہ ہو جب کہ برتن میں دوہے یا باقی رہے جب کہ اس سے پیئے پس کہتے ہیں کہ مثل میں کہ بخیل تر ہے واضع سے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی مثل کے یہ ہیں کہ پی ہے کم بختی اس نے کم بختی اپنی ماں کے پیٹ سے اور بعض کہتے ہیں کہ جو کم بختی کے ساتھ موصوف ہو وہ موصوف ہوتا ساتھ چوسنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد وہ شخص ہے جو خلال کو چوسے جب کہ اس سے دانتوں کا خلال کرے اور یہ دلالت کرتا ہے او پر سخت ہونے حرص کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ چرواہا ہے جو دوہنے کا برتن اپنے ساتھ نہیں رکھتا سو جب اس کے پاس کوئی مہمان آئے تو کہتا ہے کہ میرے پاس کوئی دوہنے کا برتن نہیں ہے اور جب خود اس کا دودھ

پینے کا ارادہ ہوتو اس کے پستانوں سے چوستا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آج پہچانا جائے گا کہ کس کو دودھ پلایا ہے لڑائی نے لڑکپن سے اور مشہور ہوا ہے ساتھ اس کے اپنے غیر سے اور کہا داؤدی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ دن سخت ہے تم پر کہ جدا ہو گئے اس میں دودھ پلانے والے اس سے جس کو دودھ پلایا پس نہ پائے گی جس کو دودھ پلائے اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں ملتا تھا ایک مرد کو ان میں سے سو میں اس کو اس کے پاؤں میں تیر مارتا تھا تو وہ تیر اس کے ٹخنوں تک پہنچتا تھا سو ہمیشہ رہا میں ان کو تیر مارتا اور ان کی کوچیں کاٹتا اور جب کوئی سوار ان میں سے پھرتا تھا تو میں کسی درخت کے نیچے آ کر اس کی جڑ میں بیٹھ جاتا تھا پھر میں اس کو مارتا تھا اور اس کی کوچیں کاٹ ڈالتا تھا اور جب سوار تنگ ہو کر کسی تنگ جگہ میں داخل ہوتے تھے تو میں پہاڑ پر چڑھ کے ان کو پتھر مارتا تھا اور ابن اسحاق رحمہ اللہ کے نزدیک ہے کہ سلمہ رضی اللہ عنہ شیر کی طرح تھا جب سوار اس پر حملہ کرتے تھے تو بھاگ جاتا تھا پھر سامنے ہو کر ان کو تیروں سے مار کر ہٹاتا تھا اور یہ جو کہا کہ میں نے ان سے اونٹنیاں چھوڑائیں تو مسلم میں ہے سو میں ہمیشہ اس طرح کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب اونٹنیوں کو چھوڑایا پھر میں ان کے پیچھے لگا ان کو تیر مارتا یہاں تک کہ انہوں نے تیس چادریں ڈالیں اور تیس نیزے ڈالے ان کے ساتھ ہلکے ہوتے تھے کہا پھر ایک تنگ جگہ میں آئے تو ایک مرد ان کے پاس آیا تو بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تو میں پہاڑ کے سر پر بیٹھا اس نے ان کو کہا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے اس کو کہا کہ ہم نے اس سے بڑی تکلیف پائی اس نے کہا کہ اس کی طرف چار آدمی اُٹھو وہ اس کے طرف متوجہ ہوئے، سلمہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈرایا وہ پلٹ آئے سو نہ چھوڑا میں نے اپنی جگہ کو یہاں تک کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار دیکھے سب سے آگے اخرم اسدی تھا میں نے اس سے کہا کہ ان کا مقابلہ کر سو وہ اور عبدالرحمٰن بن عیینہ آپس میں مقابل ہوئے عبدالرحمٰن نے اس کو مار ڈالا اور اس کے گھوڑے پر چڑھا پھر ابو قتادہ اس کے مقابل ہوا تو ابو قتادہ نے عبدالرحمٰن کو قتل کیا اور پھر کر اس کے گھوڑے پر چڑھا اور میں پیادہ ان کے پیچھے پڑا یہاں تک کہ میں نے کسی کو ان میں سے نہ دیکھا سو وہ سورج ڈوبنے سے پہلے پہاڑ کے ایک درے کی طرف پھرے جس میں پانی تھا جس کو ذی قرد کہا جاتا تھا انہوں نے اس سے پانی پیا اور وہ پیاسے تھے سو ان کو وہاں سے ہٹایا یہاں تک کہ انہوں نے دو گھوڑے گھاٹی پر چھوڑے تو میں ان کو ہانکتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق رحمہ اللہ نے مانند اس قصے کی اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! حکم ہو تو میں سو سوار مسلمانوں میں سے چنوں اور ان کے پیچھے پڑوں پس نہ باقی رہے ان میں سے کوئی خبر دینے والا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ ان لوگوں کی مہمانی ہوتی ہو گی ان کی قوم میں اور مراد یہ ہے کہ وہ اپنی قوم کے شہروں میں پہنچے اور ان پر اترے پس اب وہ ان کے واسطے جانور ذبح کرتے ہیں اور ان کو کھلاتے ہیں اور یہ جو کہا کہ پھر ہم مدینے کی طرف پھرے تو ایک روایت میں ہے کہ میں سب سے پہلے مدینے میں پہنچا پس قسم ہے اللہ کی کہ نہ ٹھہرے

ہم مگر تین دن یہاں تک کہ ہم خیبر کی طرف نکلے اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج ہمارے سواروں میں بہتر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ہے اور آج ہمارے پیادوں میں بہتر سلمہ رضی اللہ عنہ ہے پھر حضرت ﷺ نے مجھ کو پیادہ اور سوار دونوں کا حصہ دیا اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اپنے پیچھے چڑھایا تو مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ مجھ کو اپنے پیچھے چڑھایا عضباء پر اور ذکر کیا اس نے قصہ انصاری کا جو سلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوڑا تھا یعنی تا کہ دیکھیں کون آگے بڑھتا ہے؟۔

فائدہ: اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سخت دوڑنا جنگ میں اور ڈرانا ساتھ آواز بلند کے اور تعریف کرنا آدمی کا اپنے آپ کی جب کہ ہو دلاور تا کہ رعب ڈالے اپنے دشمن کے دل میں اور مستحب ہونا ثناء کا دلاور پر اور جس میں فضیلت ہو خاص کر نزدیک کام نیک کے تا کہ وہ زیادہ دلاوری حاصل کرے اور محل اس کا وہ ہے جس جگہ کسی فتنے کا خوف نہ ہو یعنی یہ خوف نہ ہو کہ وہ تعریف کرنے سے پھول جائے گا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے دوڑنا آپس میں پاؤں پر کہ دیکھیں کون آگے بڑھتا ہے؟ اور نہیں اختلاف ہے اس کے جائز ہونے میں بغیر عوض کے اور اسی طرح ساتھ عوض کے پس صحیح یہ ہے کہ یہ صحیح نہیں، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ. باب ہے بیان میں جنگ خیبر کے۔

فائدہ: خیبر اوپر وزن جعفر کے ہے اور وہ ایک بڑا شہر ہے اس میں کئی کھیتیاں ہیں مدینے سے آٹھ برید پر ہے شام کی طرف اور ذکر کیا ہے ابو عبید بکری نے کہ نام رکھا گیا ہے ساتھ ایک مرد کے عمالقہ میں سے جو اس میں اترا تھا کہا ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے نکلے حضرت ﷺ بیچ باقی محرم کے ساتویں سال ہجری میں پس گھیرا اس کو چند اور دس دن یہاں تک کہ اس کو صفر میں فتح کیا اور روایت کی ہے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث مسور اور مروان سے کہا دونوں نے کہ پھرے حضرت ﷺ حدیبیہ سے سو آپ پر سورہ فتح اتری درمیان مکے اور مدینے کے سو اللہ نے اس میں آپ کو خیبر دیا ساتھ قول اپنے کے ﴿وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ﴾ یعنی وعدہ دیا تم کو اللہ نے بہت غنیموں کا پس جلدی دیں تم کو یہ یعنی خیبر پس آئے مدینے میں بیچ ذی الحجہ کے اور مدینے میں ٹھہرے یہاں تک کہ خیبر کی طرف چلے محرم میں اور ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ٹھہرے حضرت ﷺ مدینے میں بیس راتیں یا مانند ان کے پھر خیبر کی طرف نکلے اور حکایت کی ہے ابن تین نے ابن حصار سے کہ وہ چھٹے سال کے اخیر میں تھا اور یہ منقول ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہ اقوال ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں اور راجح ان سے وہ ہے جس کو ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ جس نے چھٹا سال بولا ہے بنا کی ہے اس نے اس پر کہ ابتدا سال کی ہجرت کے حقیقی مہینے سے ہے اور وہ ربیع الاول ہے۔ (فتح)

۳۸۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ ۳۸۷۴۔ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ

مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَآءِ وَهِيَ مِنْ أَدْنَى خَيْبَرَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ فَأَكَلَ وَأَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

خیبر کے سال حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ جب ہم صہباء میں پہنچے اور وہ ایک جگہ ہے نزدیک خیبر کے اس سے نیچے تو حضرت ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی پھر کھانا منگوایا سو نہ لایا گیا آپ کے پاس مگر ستو سو حضرت ﷺ نے اس کے بھگونے کا حکم دیا سو بھگویا گیا پھر حضرت ﷺ نے کھایا اور ہم نے بھی کھایا پھر مغرب کی نماز کی طرف کھڑے ہوئے سو آپ نے کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی پھر حضرت ﷺ نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا یعنی نیا وضو نہ کیا پہلے وضو سے نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جس راہ سے خیبر کی طرف نکلے تھے وہ صہباء کی راہ تھی۔ (فتح)

۳۸۷۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لِعَامِرٍ يَا عَامِرُ أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِالْقَوْمِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَاغْفِرْ فِدَآءً لَّكَ مَا أَبْقَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَّاقَيْنَا وَأَلْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا إِنَّا إِذَا صِيْحَ بِنَا أَبَيْنَا وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّآئِقُ قَالُوْا عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ

۳۸۷۵۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے سو ہم رات کو چلے تو ایک مرد نے قوم میں سے عامر کو کہا اے عامر! کیا تو ہم کو اپنے کچھ اشعار نہیں سناتا؟ اور عامر شاعر مرد تھا سو وہ اترا اس حال میں کہ لوگوں کے واسطے راگ گاتا تھا کہتا تھا کہ الٰہی اگر تیری رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے اور نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے سو بخش ہم کو ہم آپ کے واسطے قربان جو ہم نے باقی چھوڑا اور قدموں کو جما دے اگر ہم کفار سے ملیں یعنی لڑائی کے وقت قدم نہ ہٹے اور ڈال دے ہم پر تسکین بیشک جب ہم ناحق کی طرف بلائے جاتے ہیں تو ہم نہیں مانتے اور قصد کیا انہوں نے ہم کو ساتھ پکارنے کے ساتھ آواز بلند کے اور طلب کی فریاد رسی اوپر ہمارے یعنی نہ ساتھ مردانگی کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے یہ اونٹ ہانکنے والا کہ آہنگ سے راگ گاتا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ ہیں فرمایا اللہ اس کو رحمت کرے تو ایک مرد نے

لَوْلَا أَمْتَعْتَنَا بِهِ فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتَّى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيْدَةٌ ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ مَسَاءَ الْيَوْمِ الَّذِيْ فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوْا نِيْرَانًا كَثِيْرَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ النِّيْرَانُ عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ تُوْقِدُوْنَ قَالُوْا عَلٰى لَحْمٍ قَالَ عَلٰى أَيِّ لَحْمٍ قَالُوْا لَحْمِ حُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْرِيْقُوْهَا وَاكْسِرُوْهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْ نُهَرِيْقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ أَوْ ذَاكَ فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيْرًا فَتَنَاوَلَ بِهِ سَاقَ يَهُوْدِيٍّ لِيَضْرِبَهُ وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ فَأَصَابَ عَيْنَ رُكْبَةِ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ قَالَ فَلَمَّا قَفَلُوْا قَالَ سَلَمَةُ رَاٰنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِيْ قَالَ مَا لَكَ قُلْتُ لَهُ فَدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ زَعَمُوْا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبَ مَنْ قَالَهُ إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِيٌّ مَشٰى بِهَا مِثْلَهُ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ قَالَ نَشَأَ بِهَا.

اصحاب میں سے کہا کہ واجب ہوئی یعنی بہشت یا مغفرت یا شہادت' یا حضرت! کیوں نہیں نفع مند کیا آپ نے ہم کو اس کے ساتھ پھر ہم اہل خیبر کے پاس آئے اور ان کو گھیرا یہاں تک کہ پہنچی ہم کو بھوک سخت پھر اللہ نے اس ان پر فتح کیا سو جب لوگوں کو شام ہوئی جس دن خیبران پر فتح ہوا تو انہوں نے بہت آگ جلائی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیسی آگ ہے کس چیز پر جلاتے ہیں؟ لوگوں نے کہا گوشت پر فرمایا کس گوشت پر؟ کہا گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت پر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو نکال کے پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ ڈالو تو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! حکم ہو تو گوشت کو نکال کے پھینک دیں اور ہانڈیوں کو دھو ڈالیں؟ فرمایا ایسا ہی کرو یعنی گوشت نکال کے پھینک دو اور ہانڈیوں کو دھو ڈالو سو جب لوگوں نے صف باندھی اور عامر کی تلوار چھوٹی تھی سو اس نے اس کو لیا تا کہ ایک یہودی کی پنڈلی کو مارے سو اس کی تلوار کی نوک پھر کر عامر کے گھٹنے میں لگی سو وہ اس زخم کے سبب سے فوت ہوا۔ راوی نے کہا کہ پھر جب لوگ فتح خیبر سے پھرے تو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو دیکھا اس حال میں کہ آپ میرا ہاتھ پکڑے تھے فرمایا کیا حال ہے تیرا؟ میں نے آپ ﷺ سے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان لوگ گمان کرتے ہیں کہ عامر کا کیا ضائع ہوا کہ اس کو اس کے ہتھیار نے قتل کیا کافر کے ہاتھ سے شہید نہیں ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا جھوٹا ہے جو کہتا ہے کہ اس کا عمل ضائع ہوا بیشک اس کو دوہرا ثواب ہے اور اپنی دو انگلیوں کو جوڑا بیشک وہ البتہ غازی اور مجاہد ہے کم ہے عرب میں سے کہ چلا ہو زمین پر یا مدینے میں مثل اس کی۔

فائدہ: ایک نے عامر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنے کچھ شعر ہم کو سناؤ تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا تھا کہ شعر سناؤ اور یہ جو کہا کہ فداء لك تو یہ کلام مشکل ہے اس واسطے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں نہیں کہا جاتا کیونکہ معنی فداء لك کے یہ ہیں کہ ہم قربان ہوتے ہیں آپ پر ساتھ جانوں اپنی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قربان ہونا اس کے حق میں تصور کیا جاتا ہے جس پر فنا ہونا جائز ہو اور جواب دیا گیا ہے اس سے ساتھ اس کے کہ یہ ایک کلمہ ہے کہ اس کا ظاہر مراد نہیں ہوتا بلکہ مراد اس کے ساتھ محبت اور تعظیم ہے ساتھ قطع کرنے نظر کے ظاہر لفظ سے اور بعض کہتے ہیں کہ مخاطب ساتھ اس شعر کے حضرت ﷺ ہیں اور معنی اس کے یہ ہیں کہ نہ پکڑو ہم کو اوپر تقصیروں ہماری کے جو آپ کے حق میں اور آپ کی مدد میں ہم سے صادر ہوئیں بنا بریں اس کے پس قول اس کا اللهم نہیں قصد کی گئی ہے ساتھ اس کے دعا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شروع کیا ساتھ اس کے کلام کو اور مخاطب ساتھ قول شاعر کے لو لا انت حضرت ﷺ ہیں اخیر تک اور وارد ہوتا ہے اس پر قول اس کا اس کے بعد فانزل سكينة علينا و ثبت الاقدام ان لاقينا اس واسطے کہ یہ دعا ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور احتمال ہے کہ معنی یہ ہوں کہ آپ اپنے رب سے سوال کریں کہ ہم پر چین کو اتارے اور ہمارے قدموں کو جمادے اور یہ جو کہا ما اتقينا تو یہ اکثر راویوں کے نزدیک ساتھ تشدید ت کے ہے کہ اس کے بعد قاف ہے اور معنی اس کے ہیں جو چھوڑا ہم نے حکموں سے اور ما ظرفیہ ہے اور واسطے اصیلی وغیرہ کے ساتھ ہمزہ قطع کے ہے پھر اس کے بعد ب ساکن ہے یعنی جو چھوڑا ہم نے اپنے پیچھے اس قسم سے جو کمایا ہم نے گناہوں سے یا جو باقی رکھا ہم نے اپنے گناہوں سے اور اس سے توبہ نہیں کی اور واسطے قابسی کے مالقينا ہے یعنی جو پایا ہم نے ممنوع چیزوں سے اور یہ جو کہا انا اذا صيح بنا اتينا یعنی ہم آتے ہیں جب بلائے جاتے ہیں طرف قتال یا حق کی اور ایک روایت میں ابينا ہے یعنی جب ہم ناحق کی طرف بلائے جاتے ہیں تو ہم باز رہتے ہیں اور یہ جو فرمایا کہ کون ہے یہ اونٹ ہانکنے والا تو ایک روایت میں ہے کہ عامر رضی اللہ عنہ لَے سے گانے لگے اور اونٹوں کو ہانکتے تھے اور یہ ان کی عادت تھی جب چاہتے تھے کہ اونٹ خوش دل ہو کر چلیں تو اونٹوں کو ہانکتے تھے اور لَے سے گاتے تھے اس حال میں اور یہ جو فرمایا کہ اللہ اس کو رحمت کرے تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تجھ کو بخشے کہا اور نہیں بخشش مانگی حضرت ﷺ نے واسطے کسی آدمی کے خاص کر کے مگر وہ شہید ہوا اور ساتھ اس زیادتی کے ظاہر ہوگا بھید بیچ قول اس مرد کے کس واسطے نہیں نفع دیا آپ نے ہم کو ساتھ اس کے اور معنی اس قول کے یہ ہیں کہ کس واسطے نہیں باقی رکھا آپ نے اس کو تا کہ ہم کو اس کی دلاوری سے فائدہ ہوتا اور تمتع کے معنی ہیں فائدہ اٹھانا ایک مدت تک اور یہ قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے گویا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے قول یرحمه الله سے سمجھا تھا کہ عامر جنگ خیبر میں شہید ہوگا اس واسطے کہا کہ اگر آپ اس کو باقی رکھتے تو ہم اس کی دلاوری سے فائدہ اٹھاتے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے ہم کو اس دعا میں شریک کیوں نہیں کیا اور یہ جو کہا

کہ ہم کو سخت بھوک پہنچی تو اس کی شرح کتاب الذبائح میں آئے گی اور یہ جو کہا کہ عامر کی تلوار چھوٹی تھی انہوں نے اس کو لیا تا کہ یہودی کی پنڈلی کو مارے تو ایک روایت میں ہے کہ جب ہم خیبر میں پہنچے تو ان کا بادشاہ مرحب تلوار لے کر نکلا کہتا تھا کہ خیبر والوں کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں یعنی میں بہادر ہوں پہننے والا ہتھیاروں کا پہلوان تجربہ کار ہوں تو عامر اس سے لڑنے کے واسطے اکیلا نکلے اور کہا خیبر والے جانتے ہیں کہ میں عامر ہوں پہننے والا ہتھیاروں کا پہلوان مست ہوں سو دونوں نے ایک دوسرے کو تلوار ماری تو مرحب کی تلوار عامر رضی اللہ عنہ کی ڈھال میں پڑی یعنی ڈھال کے سبب سے عامر رضی اللہ عنہ کو تلوار نہ لگی تو عامر رضی اللہ عنہ نے اس کو نیچے سے تلوار ماری سو عامر رضی اللہ عنہ کی تلوار پھر کر خود عامر رضی اللہ عنہ کو لگی تو وہ اس کے سبب سے فوت ہوئے اور ایک روایت میں ہے فرمایا کہ وہ شہید ہے اور اس کا جنازہ پڑھا۔ (فتح) اور قتیبہ کی روایت میں مشی بھا کے بدلے نشأ بھا آیا ہے یعنی اس پر جوان ہوا۔

۳۸۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتٰى خَيْبَرَ لَيْلًا وَّكَانَ إِذَا أَتٰى قَوْمًا بِلَيْلٍ لَمْ يُغِرْ بِهِمْ حَتّٰى يُصْبِحَ فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتِ الْيَهُوْدُ بِمَسَاحِيْهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَّاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرِبَتْ خَيْبَرُ ﴿إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾. (الصافات:۱۷۷).

۳۸۷۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو خیبر میں پہنچے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی قوم پر رات کو آتے تھے تو صبح تک ان کے نزدیک نہیں جاتے تھے یعنی بلکہ تمام رات ٹھہرے رہتے جب صبح ہوتی تھی تو ان پر جا پڑتے تھے سو جب صبح ہوئی تو یہود اپنے بیلچوں اور ٹوکردں کے ساتھ نکلے یعنی ساتھ ہتھیاروں کھیتی کے بے خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے سو جب یہود خیبر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا یہ محمد ہیں قسم ہے اللہ کی یہ محمد ہیں ساتھ لشکر کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیبر خراب ہوا جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح اُن لوگوں کی جو ڈرائے گئے۔

فائدہ: اور اس حدیث کے اکثر طریقوں میں تکبیر کا لفظ زیادہ ہے یعنی کہا اللہ اکبر کہا سہیلی نے کہ لیا جاتا ہے اس حدیث سے تفاول یعنی نیک فال لینی درست ہے اس واسطے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھانے کے آلات دیکھے تو اس سے نکالا کہ ان کا شہر عنقریب خراب ہو جائے گا اور احتمال ہے کہ کہا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ طریق وحی کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد اس کے جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح ان لوگوں کی کہ ڈرائے گئے۔ (فتح)

۳۸۷۷۔ أَخْبَرَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا

۳۸۷۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم صبح کو خیبر

ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَبَّحْنَا خَيْبَرَ بُكْرَةً فَخَرَجَ أَهْلُهَا بِالْمَسَاحِيْ فَلَمَّا بَصُرُوْا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَّاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ ﴿إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾ فَأَصَبْنَا مِنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَنَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَإِنَّهَا رِجْسٌ.

میں پہنچے تو خیبر والے بیلچوں کے ساتھ نکلے سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو کہا کہ محمد ﷺ آئے قسم ہے اللہ کی محمد ﷺ آئے ساتھ لشکر کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا' اللہ اکبر یعنی اللہ بڑا ہے خراب ہوا خیبر جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح اُن لوگوں کی جو ڈرائے گئے سو ہم نے گدھوں کا گوشت پایا یعنی اور اس کو پکایا تو حضرت ﷺ کے منادی نے پکارا کہ بیشک اللہ اور اس کا رسول تم کو منع کرتے ہیں گدھوں کے گوشت سے اس واسطے کہ بیشک وہ نجس ہے یعنی حرام ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں جو کہا کہ ہم صبح کو خیبر میں پہنچے تو یہ پہلی حدیث کی مخالف نہیں کہ وہ رات کے وقت وہاں پہنچے تھے اس واسطے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ وہ اس کے پاس آئے اور اس سے دور سو رہے پھر صبح کے وقت اس کی طرف سوار ہوئے اور صبح کی اس میں ساتھ لڑنے اور غنیمت کے اور یہ جو کہا کہ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ تو یہ دلالت کرتا ہے اوپر جواز جمع کرنے اسم اللہ کے ساتھ غیر اس کے بیچ ضمیر واحد کے پس رد کیا جاتا ہے اس کے ساتھ اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ قول حضرت ﷺ کا واسطے خطیب کے کہ تو برا خطیب ہے واسطے کہنے اس کے ہے وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰی۔ (فتح)

۳۸۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَهٗ جَآءٍ فَقَالَ أُكِلَتِ الْحُمُرُ فَسَكَتَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ أُكِلَتِ الْحُمُرُ فَسَكَتَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ أُفْنِيَتِ الْحُمُرُ فَأَمَرَ مُنَادِيًا

۳۸۷۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ گدھے کھائے گئے تو حضرت ﷺ چپ رہے پھر وہ دوسری بار آپ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ گدھے کھائے گئے پھر حضرت ﷺ چپ رہے پھر وہ تیسری بار آپ ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ گدھے فنا ہوئے یعنی اگر گدھے کھائے گئے تو رفتہ رفتہ کوئی باقی نہ رہے گا تو حضرت ﷺ نے

فَنَادٰی فِی النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَأُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ وَإِنَّهَا لَتَفُوْرُ بِاللَّحْمِ.

منادی کو حکم دیا تو اس نے لوگوں میں پکار دیا کہ بیشک اللہ اور اس کا رسول منع کرتے ہیں تم کو گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت کھانے سے سو ہانڈیاں الٹائی گئیں اور حالانکہ وہ گوشت سے جوش مارتی تھیں۔

فائدہ: اور احتمال ہے کہ جھکائی گئی ہوں یہاں تک کہ انڈیلا گیا جوان میں تھا۔

۳۸۷۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ قَرِيْبًا مِّنْ خَيْبَرَ بِغَلَسٍ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ ﴿إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾ فَخَرَجُوْا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ فَقَتَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُقَاتِلَةَ وَسَبَى الذُّرِّيَّةَ وَكَانَ فِي السَّبْيِ صَفِيَّةُ فَصَارَتْ إِلٰى دَحْيَةَ الْكَلْبِيِّ ثُمَّ صَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا فَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ لِّثَابِتٍ يَّا أَبَا مُحَمَّدٍ آنْتَ قُلْتَ لِأَنَسٍ مَّا أَصْدَقَهَا فَحَرَّكَ ثَابِتٌ رَّأْسَهٗ تَصْدِيْقًا لَّهٗ.

۳۸۷۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز خیبر کے نزدیک اندھیرے میں پڑھی پھر فرمایا اللہ بڑا ہے خراب ہوا خیبر جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح ان لوگوں کی جو ڈرائے گئے سو وہ نکلے کوچوں میں دوڑتے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لڑنے والے جوانوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں اور لڑکوں کو لونڈی، غلام بنایا اور تھیں صفیہ رضی اللہ عنہا قیدیوں میں وہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آئیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا سو عبدالعزیز نے ثابت سے کہا کہ اے ابو محمد! تو نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا مہر دیا تھا؟ تو ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنا سر ہلایا واسطے تصدیق اس کی کے یعنی ہاں میں نے پوچھا تھا۔

فائدہ: اس حدیث میں بڑا اختصار ہے اس واسطے کہ اس سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ یہ قتل اور قید کرنا واقعہ ہوا ہے پیچھے غنیمت حاصل کرنے کے یعنی بغیر توقف کے اوپر ان کے حالانکہ اس طرح نہیں پس تحقیق ذکر کیا ہے ابن اسحاق رحمہ اللہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند اور دس دن کا محاصرہ کیے رہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا پہلی حدیث میں کہ ان کو سخت بھوک پہنچی کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر دراز ہونے مدت گھیرنے کے اس واسطے کہ اگر اسی دن فتح ہوتی تو نہ واقع ہوتا واسطے ان کے یہ یعنی پہنچنا بھوک کا اور بیچ حدیث سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے جو آئندہ آتی ہیں علی رضی اللہ عنہ کے قصے میں وہ چیز ہے جو اس کی تاکید کرتی ہے اور اسی طرح ہے بیچ

حدیث سہل رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے اس شخص کے جس نے اپنے آپ کو مار ڈالا تھا اور یہ جو کہا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا قیدیوں میں تھیں تو ایک روایت میں ہے کہ دحیہ رضی اللہ عنہ آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! مجھ کو باندیوں سے ایک لونڈی دیجیے فرمایا جا اور ایک لونڈی پکڑ لے اس نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو لیا پھر ایک مرد آیا اس نے کہا یا حضرت! دی آپ نے دحیہ رضی اللہ عنہ کو صفیہ جو قریظہ اور نضیر کے سردار کی بیٹی ہے وہ آپ کے سوا کسی کے لائق نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو بلاؤ دحیہ رضی اللہ عنہ اس کو لائے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ باندیوں میں سے اس کے علاوہ اور لونڈی پکڑ لے اور وہ کنانہ بن ربیع کے نکاح میں تھی اور پکڑی آئی ساتھ اس کے چچیری بہن اس کی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دحیہ سے پھیر لیا تو اس کے بدلے اس کو صفیہ کی چچیری بہن دی کہا سہیلی نے کہ نہیں معارضہ ہے درمیان ان حدیثوں کے اس واسطے کہ لیا تھا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ رضی اللہ عنہ سے پہلے تقسیم ہونے غنیمت کے اور جو اس کو اس کے عوض میں دی تھی وہ بطور بیع کے نہیں تھی میں کہتا ہوں کہ مسلم میں ہے کہ صفیہ دحیہ رضی اللہ عنہ کے حصے میں واقع ہوئیں اور نیز اسی میں ہے کہ خریدا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ سے سات غلام دے کر پس اولیٰ طریق تطبیق میں یہ ہے کہ مراد ساتھ حصے اس کی کے اس جگہ حصہ اس کا ہے کہ اختیار کیا تھا اس نے اس کو واسطے نفس اپنے کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ اس کو کوئی لونڈی دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دی یہ کہ قیدیوں میں سے لونڈی لے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ وہ بیٹی ان کے بادشاہ کی ہے تو ظاہر ہوا واسطے آپ کے یہ کہ نہیں وہ اس قسم سے کہ دحیہ رضی اللہ عنہ کو بخشی جائے واسطے بہت ہونے ان لوگوں کے کہ اصحاب میں تھے مانند دحیہ کی اور اوپر اس سے اور واسطے کم ہونے کے باندیوں میں مثل صفیہ کے اپنی نفاست اور عمدگی میں پس اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دحیہ رضی اللہ عنہ کو صفیہ کے ساتھ خاص کرتے تو بعض اصحاب کے دلوں کا بدل جانا یعنی حسد کرنا ممکن تھا پس تھا مصلحت عام میں سے پھیر لینا اس کا اُس سے اور خاص ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ اس کے اس واسطے کہ اس میں سب کی رضا مندی تھی اور یہ ہبہ میں رجوع کرنے کے قبیل سے نہیں اور بہر حال بولنا شراء کا عوض پر سو بطور مجاز کے ہے اور شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کی چچیری بہن دی تھی سو اس کا دل خوش نہ ہوا تو دیا اس کو من جملہ قیدیوں سے زیادہ اوپر اس کے اور نزدیک ابن سعد کے انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صفیہ دحیہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آئیں تو لوگ صفیہ کی تعریف کرنے لگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو منگوایا اور دی دحیہ رضی اللہ عنہ کو بدلے اس کے وہ چیز کہ راضی ہوا وہ ساتھ اس کے اور باقی قصہ اس کا بارھویں حدیث میں آئے گا۔ (فتح)

۳۸۸۰۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَبَى النَّبِيُّ

۳۸۸۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو باندی پکڑا سو اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کیا تو ثابت رضی اللہ عنہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةَ فَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَقَالَ ثَابِتٌ لِأَنَسٍ مَا أَصْدَقَهَا قَالَ أَصْدَقَهَا نَفْسَهَا فَأَعْتَقَهَا.

مہر دیا؟ کہا اس کا نفس اس کو مہر دیا یعنی اس کو آزاد کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں آئے گی۔

۳۸۸۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَّلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ فَقِيلَ مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ سَيْفَهُ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ

۳۸۸۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں سے ملے سو دونوں گروہ آپس میں لڑے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کی طرف پھرے یعنی بعد فارغ ہونے کے لڑائی سے اس دن اور دوسرے لوگ اپنے لشکر کی طرف پھرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک مرد تھا کہ نہ چھوڑتا تھا کسی کافر کو لشکر سے جدا ہوا ہو اور نہ کسی اکیلے کو مگر کہ اس کے پیچھے پڑتا تھا اور اس کو تلوار سے مار ڈالتا تھا تو کسی کہنے والے نے کہا کہ نہیں کفایت کی آج ہم میں سے کسی نے جیسے کفایت کی فلانے نے یعنی وہ ایسا لڑکا ہے کہ کافروں کو اس کے مقابل ہونے کی طاقت نہیں رہی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو بیشک وہ دوزخیوں میں سے ہے یعنی تو یہ بات اصحاب کو بہت بھاری معلوم ہوئی اور کہا کہ اگر یہ شخص دوزخی ہے تو ہم میں سے بہشتی کون ہے تو مسلمانوں میں سے ایک مرد نے کہا کہ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور اس کی حقیقت حال دریافت کرتا ہوں سو وہ اس کے ساتھ نکلا جب وہ کھڑا ہوتا تھا تو وہ بھی اس کے ساتھ کھڑا ہو جاتا تھا اور جب وہ دوڑتا تھا تو وہ بھی اس کے ساتھ دوڑتا تھا تو راوی نے کہا سو وہ مرد سخت زخمی ہوا سو اس نے مرنے میں جلدی کی سو اس نے اپنی تلوار زمین پر رکھی اور اس کی نوک اپنی چھاتی میں رکھی پھر تلوار پر تکیہ کیا اور اپنا بوجھ اس پر ڈالا اور اپنے آپ کو قتل کیا تو وہ مرد اس کے ساتھ والا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا سو اس

فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے اس کہنے کا کیا سبب ہے؟ کہا وہ مرد جس کا آپ نے ابھی ذکر کیا تھا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے اور لوگوں کو یہ بات بھاری معلوم ہوئی تو میں نے کہا کہ میں تمہارے واسطے اس کے ساتھ ہوتا ہوں تا کہ اس کی حقیقت حال معلوم کروں سو میں اس کی تلاش میں نکلا پھر وہ سخت زخمی ہوا سو اس نے جلدی مرنا چاہا سو اس نے اپنی تلوار کا پھل زمین پر رکھا اور اس کی نوک اپنی چھاتی میں رکھی پھر اپنا وزن اس پر ڈالا اور اپنے آپ کو قتل کیا تو حضرت ﷺ نے اس کے نزدیک فرمایا کہ البتہ بعض آدمی ظاہر لوگوں کی نظروں میں بہشتیوں کے کام کرتا ہے اور حالانکہ وہ دوزخیوں میں سے ہے اور البتہ بعض آدمی ظاہر لوگوں کی نظروں میں دوزخیوں کے کام کرتا ہے اور حالانکہ وہ بہشتیوں میں سے ہے۔

فائدہ: نہیں واقف ہوا میں اس پر کہ یہ کون سی جنگ تھی لیکن وہ مبنی ہے اس پر کہ جو قصہ کہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے وہ متحد ہے ساتھ اس قصے کے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ یہ واقعہ خیبر میں تھا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے سیاق میں ہے کہ جس مرد نے اپنے آپ کو مارا تھا اس نے اپنی تلوار پر تکیہ کیا تھا یہاں تک کہ اس کی پیٹھ سے نکلی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سیاق میں ہے کہ اس نے اپنے ترکش سے تیر نکالا اور اس سے اپنے آپ کو ذبح کیا اس واسطے میل کی ہے ابن تین نے اس طرف کہ یہ واقعہ متعدد ہے اور ممکن ہے تطبیق بایں طور کہ ذبح کیا ہو اس نے اپنے نفس کو ساتھ تیر کے اور اس سے اس کی روح نہ نکلی ہو اگرچہ ہو مرنے کے قریب ہوا ہو سو تکیہ کیا ہو اس نے اپنی تلوار پر واسطے جلدی مرنے کے اور کہتے ہیں کہ اس کا نام قرنان تھا۔ (فتح)

۳۸۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

۳۸۸۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خیبر میں حاضر ہوئے تو فرمایا حضرت ﷺ نے بیچ حق ایک مرد کے جو اسلام کا دعویٰ کرتا تھا یعنی کہتا تھا کہ میں مسلمان ہوں کہ یہ

شَهِدْنَا خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَّعَهُ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ أَشَدَّ الْقِتَالِ حَتّٰى كَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحَةُ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحَةِ فَأَهْوٰى بِيَدِهِ إِلٰى كِنَانَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهَا أَسْهُمًا فَنَحَرَ بِهَا نَفْسَهُ فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ صَدَّقَ اللهُ حَدِيْثَكَ اِنْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ قُمْ يَا فُلَانُ فَأَذِّنْ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ إِنَّ اللهَ يُؤَيِّدُ الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ شَبِيْبٌ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابَعَهُ صَالِحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ شَهِدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَسَعِيْدٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

دوزخیوں میں سے ہے سو جب لڑنے کا وقت آیا اور لڑائی شروع ہوئی تو وہ سخت لڑا یہاں تک کہ اس کو زخم بہت لگے تو قریب تھا کہ بعض لوگ شک کریں یعنی حضرت ﷺ کے اس قول میں کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے یعنی ایسا غازی کیونکر دوزخی ہوگا سو پایا اس مرد نے درد زخم کا سو اس نے اپنا ہاتھ ترکش کی طرف جھکایا اور اس سے تیر نکالے اور اس سے اپنے نفس کو ذبح کیا تو چند مسلمان دوڑے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت اللہ نے آپ کی بات کو سچا کیا فلانے نے اپنا سینا کاٹا اس نے اپنے آپ کو مار ڈالا حضرت ﷺ نے فرمایا اے فلانے اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں میں پکارو کے بیشک نہ جائے گا بہشت میں کوئی سوائے ایمان دار کے بیشک اللہ مدد کرتا ہے اس دین کی گنہگار آدمی سے یعنی ساتھ قرنان مذکور کے جس کا ذکر پہلی حدیث میں ہے' متابعت کی ہے شعیب کی معمر نے زہری سے اور کہا شعیب نے یونس سے اس نے روایت کی زہری سے کہا خبر دی مجھ کو ابن مسیب رحمہ اللہ اور عبدالرحمن نے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حنین میں حضرت ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے اور کہا ابن مبارک رحمہ اللہ نے یونس سے اس نے روایت کی زہری سے اس نے سعید سے اس نے حضرت ﷺ سے متابعت کی ہے ابن کیسان کی صالح نے زہری سے۔

فائدہ: یہ جو کہا شهدنا حنينا تو مراد بخاری کی اس سے یہ ہے کہ یونس مخالف ہوا ہے معمر اور شعیب کا پس ذکر کیا اس نے بدلے خیبر کے لفظ حنین کا اور یہ جو کہا کہ ابن مبارک نے کہا الخ تو مراد یہ ہے کہ موافق ہوا ہے شعیب کا لفظ حنین میں اور مخالف ہوا ہے اس کی اسناد میں اور یہ جو کہا کہ متابعت کی ہے اس کی صالح نے تو مراد ساتھ متابعت کے یہ ہے کہ صالح نے متابعت کی ہے ابن مبارک کی یونس سے بیچ ترک کرنے نام جنگ کے نہ باقی متن میں اور نہ اسناد میں اور بخاری کی کاری گری چاہتی ہے اس کو کہ شعیب اور معمر کی روایت راجح ہے اور اشارہ کیا اس نے اس طرف کہ باقی روایتیں احتمال رکھتی ہیں اور یہ اس کی عادت ہے مختلف روایتوں میں کہ جب اس کے نزدیک کوئی چیز راجح ہوتی ہے تو اس پر اعتماد کرتا ہے اور باقی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور نہیں مستلزم ہے یہ قدح کو روایت راجح میں اس واسطے کہ شرط اضطراب کی یہ ہے کہ اختلاف کی وجہیں برابر ہوں پس نہ ترجیح پائے گی کوئی چیز اس سے اور کہا مہلب نے کہ یہ مردان لوگوں میں سے تھا کہ معلوم کروایا ہم کو حضرت ﷺ نے کہ جاری ہوئی ہے اس پر وعید گنہگاروں کی اور نہیں لازم آتا اس سے کہ جو آدمی اپنے آپ کو مار ڈالے اس کو دوزخی کہا جائے اور کہا ابن تین نے کہ احتمال ہے کہ ہو قول حضرت ﷺ کا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے یعنی اگر اللہ اس کو نہ بخشے اور احتمال ہے کہ جب اس کو زخم پہنچا ہو تو اس نے ایمان میں شک کیا ہو یا اپنے آپ کو مارنے کو حلال جانا ہو اور کافر ہو کے مرا ہو اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا باقی حدیث میں کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں کوئی سوائے مسلمان کے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن منیر نے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ فاجر کے عام ہے اس سے کہ کافر ہو یا فاسق اور نہیں معارض ہے اس کو یہ حدیث حضرت ﷺ کی کہ ہم مشرک سے مدد نہیں چاہتے اس واسطے کہ یہ حدیث محمول ہے اس شخص کے حق میں جس کا کفر ظاہر ہو یعنی کھلم کھلا کافر ہو یا یہ حدیث منسوخ ہے اور اس حدیث میں خبر دینا ہے حضرت ﷺ کا ساتھ غیب کی چیزوں کے اور یہ آپ کے کھلم کھلا معجزوں سے ہے اور یہ کہ جائز ہے خبر دینا نیک مرد کو ساتھ فضیلت کے کہ اس میں ہو اور اس کو ظاہر کرنا۔

تنبیہ: ایک روایت میں ہے کہ پکارنے والے عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے اور ایک روایت میں ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ تھے اور تطبیق یہ ہے کہ دونوں نے مختلف طرفوں میں پکارا تھا۔ (فتح)

۳۸۸۳۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ أَوْ قَالَ لَمَّا تَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۳۸۸۳۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے جنگ خیبر کی یا کہا کہ جب حضرت ﷺ خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تو لوگ ایک نالے پر بلند ہوئے سو پکار پکار کے اللہ اکبر کہنے لگے یعنی اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اس کے تو حضرت ﷺ نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَفَ النَّاسُ عَلٰى وَادٍ فَرَفَعُوْا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِيْرِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ إِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا قَرِيْبًا وَّهُوَ مَعَكُمْ وَأَنَا خَلْفَ دَآبَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَنِيْ وَأَنَا أَقُوْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَقَالَ لِيْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ مِّنْ كَنْزٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

فرمایا اے لوگو! نرمی کرو اپنی جانوں پر یعنی شور نہ کرو تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے تم تو سننے والے نزدیک کو پکارتے ہو اور وہ تمہارے ساتھ موجود ہے اور میں حضرت ﷺ کی سواری کے پیچھے کھڑا تھا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو سنا اور میں کہتا تھا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ یعنی نہیں طاقت پھرنے کی گناہ سے اور نہ قوت بندگی کی مگر اللہ کی توفیق کے ساتھ' حضرت ﷺ نے فرمایا' اے عبداللہ بن قیس! میں نے کہا میں حاضر ہوں فرمایا کیا میں تجھ کو نہ بتلا دوں ایک خزانہ بہشت کے خزانوں سے؟ میں نے کہا کیوں نہیں' یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر قربان' فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

فائدہ: اس سیاق سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ وہ خیبر کی طرف جاتے تھے اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ خیبر سے پھرے تھے اس واسطے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خیبر فتح ہونے کے بعد آئے تھے جیسا کہ ان کی حدیث میں واضح طور سے آئے گا بنا بریں اس کے پس حدیث میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ خیبر کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو فتح کیا اور فارغ ہو کے وہاں سے پھرے اور شرح متن کی کتاب الدعوات میں آئے گی۔ (فتح)

۳۸۸۴۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِيْ سَاقِ سَلَمَةَ فَقُلْتُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ مَا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ فَقَالَ هٰذِهِ ضَرْبَةٌ أَصَابَتْنِيْ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ أُصِيْبَ سَلَمَةُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ.

۳۸۸۴۔ حضرت یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سلمہ رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں زخم کا نشان دیکھا میں نے کہا اے ابو مسلم! یہ کیسا زخم ہے؟ کہا کہ یہ زخم ہے کہ جنگ خیبر کے دن ان کو پہنچا تھا تو لوگوں نے کہا کہ زخمی ہوا سلمہ سو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا حضرت ﷺ نے اس زخم کی جگہ میں تین بار دم کیا سو نہیں درد ہوا مجھ کو اس میں اب تک۔

فائدہ: نفث نفخ سے اوپر ہے اور تفل سے نیچے ہے اور کبھی ہوتا ہے بغیر لعاب کے برخلاف تفل کے اور کبھی ہوتا ہے ساتھ لعاب ہلکی کے برخلاف نفخ کے۔

۳۸۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ الْتَقَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ فَاقْتَتَلُوْا فَمَالَ كُلُّ قَوْمٍ إِلٰى عَسْكَرِهِمْ وَفِي الْمُسْلِمِيْنَ رَجُلٌ لَّا يَدَعُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شَاذَّةً وَّلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا فَضَرَبَهَا بِسَيْفِهٖ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَجْزَأَ أَحَدٌ مَّا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ إِنَّهٗ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالُوْا أَيُّنَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنْ كَانَ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لَأَتَّبِعَنَّهٗ فَإِذَا أَسْرَعَ وَأَبْطَأَ كُنْتُ مَعَهٗ حَتّٰى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نِصَابَ سَيْفِهٖ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهٗ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَجَآءَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ فَأَخْبَرَهٗ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَإِنَّهٗ لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

۳۸۸۵۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض جنگوں میں مشرکوں سے ملے سو دونوں گروہ آپس میں لڑے پھر ہر قوم اپنے لشکر کی طرف پھری اور مسلمانوں میں ایک مرد تھا کہ نہ چھوڑتا تھا کسی اکیلے اور تنہا کو مشرکوں میں سے کہ اس کے پیچھے لگتا تھا اور اس کو تلوار سے قتل کرتا تھا سو کسی نے کہا کہ یا حضرت! نہیں کفایت کی کسی نے جیسی کفایت کی فلاں نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک وہ دوزخیوں میں سے ہے تو اصحاب نے کہا کہ اگر یہ دوزخی ہے تو ہم میں سے بہشتی کون ہے؟ تو ایک مرد نے مسلمانوں میں سے کہا کہ البتہ میں اس کا پیچھا کرتا ہوں سو جب وہ دوڑا اور آہستہ چلا تو میں اس کے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ زخمی ہوا سو اس نے جلد مرنا چاہا تو اس نے اپنی تلوار کا پھل زمین پر رکھا اور اس کی نوک یا دھار اپنی چھاتی میں رکھی پھر اپنا وزن اس پر ڈالا اور اپنے آپ کو قتل کیا سو وہ مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کہنے کا کیا سبب ہے؟ سو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک بعض آدمی البتہ بہشتیوں کے کام کرتا ہے ظاہر لوگوں کی نظروں میں اور حالانکہ وہ دوزخیوں میں سے ہے اور البتہ بعض آدمی دوزخیوں کے کام کرتا ہے ظاہر لوگوں کی نظروں میں اور حالانکہ وہ بہشتیوں میں سے ہے۔

۳۸۸۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيْعِ عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ قَالَ

۳۸۸۶۔ حضرت ابو عمران سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے جمعے کے دن لوگوں کی طرف نظر کی سو ان پر سیاہ چادریں

نَظَرَ أَنَسٌ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَأَى طَيَالِسَةً فَقَالَ كَأَنَّهُمُ السَّاعَةَ يَهُوْدُ خَيْبَرَ.

دیکھیں تو کہا گویا کہ وہ اس وقت خیبر کے یہود ہیں۔

فائدہ: طیلسان صوف کی چادر ہوتی ہے سیاہ اور اس حدیث سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ یہود صوف کی چادریں پہنتے تھے اور ان کے علاوہ اور لوگ جن کو انس رضی اللہ عنہ نے دیکھا وہ ان کو بہت نہیں پہنتے تھے سو جب بصرہ میں آئے تو ان کو دیکھا کہ سیاہ چادریں بہت پہنتے ہیں تو تشبیہ دی ان کو ساتھ یہود خیبر کے اور اس سے لازم نہیں آتا کہ طیالسی چادر کا پہننا منع ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد طیالسہ سے چادریں ہیں اور انس رضی اللہ عنہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کے رنگ سے انکار کیا تھا اس واسطے کہ وہ زرد رنگ تھیں۔ (فتح)

۳۸۸۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَيْبَرَ وَكَانَ رَمِدًا فَقَالَ أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَحِقَ بِهِ فَلَمَّا بِتْنَا اللَّيْلَةَ الَّتِيْ فُتِحَتْ قَالَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُوْلُهُ يُفْتَحُ عَلَيْهِ فَنَحْنُ نَرْجُوْهَا فَقِيْلَ هٰذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ فَفُتِحَ عَلَيْهِ.

۳۸۸۷۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ جنگ خیبر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہے اور ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں انھوں نے کہا کہ کیا میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہوں سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملے سو جب پھر وہ رات آئی جس کی صبح کو خیبر فتح ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں کل جھنڈا دوں گا اس مرد کو یا فرمایا کہ البتہ کل لے جھنڈا وہ مرد جس کو اللہ اور رسول چاہتے ہیں اس کے ہاتھوں پر اللہ فتح کرے گا سو ہم اس کے امیدوار تھے یعنی ہر ایک شخص اس کا امیدوار تھا کہ یہ دولت مجھ کو نصیب ہو سو کسی نے کہا کہ یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نشان دیا سو ان کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

فائدہ: گویا علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اپنے نفس پر بیچ پیچھے رہنے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پس یہ بات کہی اور بہر حال قول اس کا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملے سو احتمال ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر میں پہنچنے سے پہلے جا ملے ہوں اور احتمال ہے کہ خیبر میں پہنچنے سے پیچھے ملے ہوں اور یہ جو فرمایا کہ البتہ میں کل جھنڈا دوں گا تو واقع ہوا ہے اس روایت میں اختصار اور وہ احمد اور نسائی وغیرہ کے نزدیک بریدہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہا کہ جب جنگ خیبر کا دن ہوا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو لیا سو اس کے ہاتھ پر فتح نہ ہوئی پھر اس سے اگلے دن عمر رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو لیا سو ان کے ہاتھ پر بھی فتح نہ ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں کل جھنڈا دوں گا اس شخص کو اور اس باب میں دس اصحاب سے زیادہ سے روایت آئی ہے بیان کیا ہے ان کو حاکم نے اکلیل میں اور ابونعیم اور بیہقی نے دلائل نبوت میں

اور جھنڈا نشان ہے کہ پہچانی جاتی ہے ساتھ اس کے جگہ صاحب لشکر کی اور کبھی اٹھاتا ہے سردار لشکر کا اور کبھی دیتا ہے لشکر کے آگے چلنے والے کو اور روایت کی ہے یہ حدیث ابن عدی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اس نشان میں کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا تھا۔ (فتح)

٣٨٨٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَّجُلًا يَّفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْ أَنْ يُّعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَقِيْلَ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ قَالَ فَأَرْسَلُوْا إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهٗ فَبَرَأَ حَتّٰى كَأَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِّنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ.

٣٨٨٨۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن فرمایا کہ البتہ میں کل یہ جھنڈا دوں گا اس مرد کو جس کے ہاتھوں پر اللہ فتح کرے گا وہ اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اس سے محبت رکھتے ہیں تو رات کو اصحاب میں چرچا اور اختلاف رہا کہ دیکھیے یہ دولت کس کو ملے پھر جب صبح ہوئی تو اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک شخص امیدوار تھا کہ نشان اس کو ملے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ اصحاب نے عرض کیا کہ یا حضرت! ان کی آنکھیں بیمار ہیں فرمایا ان کو بلاؤ سو وہ لائے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر لعاب مبارک لگائی اور ان کے واسطے دعا کی اسی وقت اچھے ہو گئے یہاں تک کہ جیسے ان کو کوئی دکھ نہ تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نشان دیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! کیا میں اُن سے لڑوں یہاں تک کہ ہماری طرح ہوں یعنی مسلمان ہو جائیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چلا جا اپنے طور پر یہاں تک کہ تو ان کے میدان میں پہنچے پھر ان سے اسلام کی درخواست کر اور بتلا ان کو جو ان پر اللہ کا حق واجب ہے بیچ اس کے پس قسم ہے اللہ کی البتہ اللہ کا ہدایت کرنا ایک مرد کو تیرے سبب سے تیرے واسطے بہتر ہے تجھ کو سرخ اونٹ ملنے سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم اس کے امیدوار تھے تو مسلم کی روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نہیں چاہی

سرداری مگر اُس دن اور بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نہ تھا ہم میں سے کوئی مرد کہ اس کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک قدر ہو مگر کہ امید رکھتا تھا کہ یہ مرد وہی ہو یہاں تک کہ میں نے اس کے واسطے گردن دراز کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کی آنکھیں دکھتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ہاتھ پھیرا پھر نشان ان کو دیا اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو علی رضی اللہ عنہ کے بلانے کے واسطے بھیجا تو میں ان کو کھینچتے لایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھ پر لعاب لگائی ان کو اسی وقت صحت ہوگئی اور یہ جو کہا کہ کسی نے کہا کہ یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں تو اس روایت میں اختصار ہے اور بیان اس کا بیچ روایت ایاس بن سلمہ رضی اللہ عنہ کے ہے نزدیک مسلم کے اور بیچ حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے جو اس کے بعد ہے کہ صبح کے وقت اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے ہر ایک امیدوار تھا کہ یہ دولت اس کو ملے سو فرمایا کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں فرمایا ان کو بلاؤ اور البتہ ظاہر ہو چکا ہے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ وہی علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو ساتھ لائے تھے اور شاید علی مرتضی رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ خیبر میں حاضر تھے لیکن نہ قادر ہوئے اوپر مباشرت لڑائی کے واسطے دکھنے آنکھوں کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا بھیجا پس حاضر ہوئے اس مکان سے جس میں اترے تھے یا مدینے سے ان کو بلایا تو وہ عین لڑائی کے وقت حاضر ہوئے یہ سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح ہے جو سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پہلے ہے اور اب یہاں سے سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح شروع ہوتی ہے یہ جو کہا کہ اچھی ہوگئی تو حاکم کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا سر اپنی گود میں رکھا پھر میری آنکھ میں اپنی لعاب مبارک لگائی اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ نہ درد ہوا علی رضی اللہ عنہ کو آنکھ میں اس کے بعد یہاں تک کہ فوت ہوگئے اور ایک روایت میں ہے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں درد ہوا مجھ کو اس میں اس وقت تک اور طبرانی میں علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے دعا کی کہ الہی! دور کر اس سے گرمی اور سردی کو سو نہیں پایا میں نے دکھ اُن کا آج تک اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا دیا تو ان کے ہاتھ پر فتح ہوئی تو ایک روایت میں ہے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ چلے یہاں تک کہ فتح کیا اس پر اللہ نے خیبر اور فدک کو اور وہاں کی کھجوریں لائے اور اختلاف ہے خیبر کے فتح ہونے میں کہ کیا قہر اور غلبے کے ساتھ تھا یا صلح سے اور بیچ حدیث عبدالعزیز بن صہیب کے انس رضی اللہ عنہ سے تصریح ہے ساتھ اس کے کہ خیبر قہر اور غلبے سے فتح ہوا تھا اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن عبدالبر نے اور رد کیا ہے اس نے اس پر جو کہتا ہے کہ صلح سے فتح ہوا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل ہوا شبہ اس شخص پر جو کہتا ہے کہ صلح سے فتح ہوا تھا ساتھ دو قلعوں کے جن کو سپرد کیا تھا ان کے رہنے والوں نے واسطے بچانے اپنے خونوں کے اور وہ ایک قسم ہے صلح سے لیکن نہیں واقع ہوا یہ مگر ساتھ گھیرنے اور لڑنے کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ شبہ ہے کہ اس میں قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کی خیبر والوں سے پس غالب ہوئے کھجور کے درختوں پر اور تنگ کیا ان کو طرف محل کی پس صلح کی انہوں نے

آپ ﷺ سے اس شرط پر کہ نکالے جائیں اس سے اور واسطے حضرت ﷺ کے ہے سونا اور چاندی اور حلقہ اور واسطے ان کے ہے وہ چیز کہ ان کے اونٹ اٹھا سکیں اس شرط پر کہ نہ چھپائیں کسی چیز کو اور نہ غائب کریں آخر حدیث تک اور اس کے اخیر میں ہے کہ پس ان کی عورتوں اور بال بچوں کو لونڈی اور غلام بنایا اور تقسیم کیا ان کے مالوں کو اصحاب میں واسطے توڑنے عہد کے اور ارادہ کیا کہ ان کو وطن سے نکال دیں تو انہوں نے کہا کہ حکم ہو تو ہم اس زمین میں رہیں اس میں محنت کریں اور کھیتی کریں روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور بیہقی وغیرہ نے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو ابوالاسود نے مغازی میں عروہ رضی اللہ عنہ سے بنا بریں اس کے پس تھی واقع ہوئی صلح پھر انہوں نے صلح توڑ ڈالی پس زیادہ ہوا اثر صلح کا پھر احسان کیا ان پر ساتھ ترک قتل کے اور باقی رکھا ان کو واسطے مزدوری کے زمین میں کہ اس میں محنت کریں اور جو پیدا ہو آدھوں آدھ بانٹ لیں نہیں واسطے ان کے اس میں ملک اور اسی واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو خیبر سے نکال دیا جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے مزارعت میں پس اگر ان کی زمین پر ان سے صلح کی ہوتی تو اُس سے نکالے نہ جاتے اور پہلے گزر چکا ہے کہ حجت پکڑنا طحاوی کا اس پر کہ خیبر کا بعض حصہ صلح سے فتح ہوا تھا ساتھ اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو خود طحاوی نے اور ابوداؤد نے بشیر بن یسار کے طریق سے کہ جب حضرت ﷺ نے خیبر کو تقسیم کیا تو اس کا آدھا اپنی حاجتوں کے واسطے رکھا اور آدھا مسلمانوں میں تقسیم کیا اور اس حدیث کے موصول اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے اور وہ ظاہر ہے اس میں کہ اس کا بعض حصہ صلح سے فتح ہوا' واللہ اعلم۔ اور یہ جو فرمایا کہ پھر ان کو اسلام کی دعوت دو تو واقع ہوا ہے بیچ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسلم کے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! میں کس چیز پر لوگوں سے لڑوں؟ فرمایا لڑ اُن سے یہاں تک کہ گواہی دیں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور بیشک محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اس کے کہ ان کو دعوت دو اس پر کہ دعوت شرط ہے لڑائی کے جائز ہونے میں اور اختلاف اس میں مشہور ہے سو بعض کہتے ہیں کہ مطلق شرط ہے اور یہ روایت مالک رضی اللہ عنہ سے ہے برابر ہے کہ اس سے پہلے ان کو دعوت پہنچی ہو یا نہ پہنچی ہو مگر یہ کہ مسلمانوں پر جلدی آ پڑیں اور بعض کہتے ہیں کہ مطلق شرط نہیں اور شافعی رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت ہے اور ایک روایت اس سے یہ ہے کہ نہ لڑائی کی جائے اس شخص سے جس کو دعوت نہیں پہنچی یہاں تک کہ ان کو دعوت دیں اور بہر حال جس کو پہلے دعوت پہنچ چکی ہو تو اس کو لوٹنا جائز ہے بغیر دعوت کے اور یہ مقتضی حدیثوں کا ہے اور محمول کیا جائے گا جو سہل رضی اللہ عنہ کی حدیثوں میں ہے استحباب پر اس دلیل سے کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے خیبر والوں کو لوٹا جب کہ اذان نہ سنی اور تھا یہ جب کہ پہلے پہل ان پر جا پڑے اور تھا قصہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا اس کے بعد کا اور حنفیوں سے روایت ہے کہ جائز ہے لوٹنا ان کو مطلق یعنی برابر ہے کہ اس سے پہلے ان کو دعوت پہنچ چکی ہو یا نہ پہنچی ہو لیکن مستحب ہے دعوت دینی اور یہ جو فرمایا کہ تیرے سبب سے ایک مرد کا ہدایت پانا بہتر ہے تم کو سرخ اونٹ سے تو اس

سے پکڑا جاتا ہے کہ کافر سے اُلفت کرنی تاکہ مسلمان ہو اولیٰ ہے اس کے قتل کی طرف جلدی کرنے سے اور سرخ اونٹ جو کہا تو یہ اونٹ کے خوب رنگوں میں سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ تیرے واسطے ہو اور تو اس کو صدقہ کرے اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق رحمہ اللہ نے ابو رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ہم علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا دے کر بھیجا سو ایک یہودی مرد نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مارا اور ان کی ڈھال گرا دی تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دروازے کا کواڑ لیا اور اس کو اپنے نفس کے واسطے ڈھال بنایا اور اس کو ہاتھ میں لیے رہے یہاں تک کہ اللہ نے ان پر فتح کیا سو البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا سات مردوں میں ان کا آٹھواں تھا یعنی ہم آٹھ مرد تھے ہم کوشش کرتے تھے کہ اس کواڑ کو پلٹا دیں سو ہم اس کو نہ پلٹا سکے اور واسطے حاکم کے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خیبر کے دن کواڑ کو اٹھایا اور وہ تجربہ کیا گیا بعد اس کے سو نہ اٹھا سکے اس کو چالیس مرد اور دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ سات مردوں نے اس کے پلٹانے میں کوشش کی تھی اور چالیس نے اس کے اٹھانے میں کوشش کی تھی اور فرق دونوں صورتوں میں ظاہر ہے اگر چہ نہ ہو مگر ساتھ اختلاف حال ابطال اور پہلوانوں کے اور مسلم کی ایک حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ مرحب نکلا سو اس نے کہا کہ خیبر والے جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے سو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر تلوار ماری اور اس کو قتل کر ڈالا اور اس کے ہاتھوں پر فتح ہوئی اور جس قلعے کو علی رضی اللہ عنہ نے فتح کیا اس کا نام قموص تھا اور وہ ان کے سب قلعوں میں بڑا قلعہ تھا اور اسی قلعے میں سے باندی پکڑی آئیں صفیہ بیٹی حیی کی۔ (فتح)

۳۸۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ح وَحَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوْسًا فَاصْطَفَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فَخَرَجَ بِهَا حَتّٰى بَلَغْنَا سَدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ فَبَنٰى بِهَا رَسُوْلُ

۳۸۸۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خیبر میں آئے سو جب اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قلعہ فتح کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صفیہ رضی اللہ عنہا کی خوبی کا ذکر ہوا اور البتہ اس کا خاوند مارا گیا تھا اور تھی وہ دلہن یعنی اس کی شادی تازہ ہوئی تھی پس پسند کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ذات اپنی کے اور اس کو لے کر چلے یہاں تک کہ جب ہم سد الصہباء (مقام) میں پہنچے تو صفیہ رضی اللہ عنہا حیض سے پاک ہوئیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنے تصرف میں لائے پھر بنایا گیا حیس چمڑے کے چھوٹے دستر خوان میں پھر مجھ سے فرمایا کہ اپنے ارد گرد والوں کو اجازت دے پس تھا یہ ولیمہ صفیہ رضی اللہ عنہا پر پھر ہم مدینے کی طرف چلے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس کے واسطے

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِيْ نِطَعٍ صَغِيْرٍ ثُمَّ قَالَ لِيْ اٰذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَتَهُ عَلٰى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّيْ لَهَا وَرَآءَهُ بِعَبَآءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهٖ فَيَضَعُ رُكْبَتَهٗ وَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهٖ حَتّٰى تَرْكَبَ.

اپنے پیچھے چادر سے گھیرا کیا یعنی تا کہ لوگوں سے پردہ کریں پھر اپنے اونٹ کے پاس بیٹھے اور اپنا گھٹنا نیچے رکھا اور صفیہ رضی اللہ عنہا اپنا پاؤں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہوئیں۔

فائدہ: اس قلعے کا نام قموص تھا اور صفیہ رضی اللہ عنہا کے خاوند کا نام کنانہ بن ربیع تھا اور اس کے قتل ہونے کا سبب وہ چیز ہے جو بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب چھوڑا گیا جو چھوڑا گیا اہل خیبر میں سے اس شرط پر کہ نہ چھپائیں اپنے مالوں سے کچھ چیز اور اگر کریں تو نہ ان کے واسطے ذمہ ہے اور نہ عہد ہے سو چھپائی انہوں نے مشک کہ اس میں حیی بن اخطب کا مال اور زیور تھا کہ اس نے اس کو اپنے ساتھ خیبر کی طرف اٹھایا تھا اس کے متعلق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ مال خرچ ہو گیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرصہ تھوڑا گزرا ہے اور مال بہت تھا یعنی اس تھوڑے سے عرصے میں اس قدر زیادہ مال کس طرح خرچ ہو گیا پھر اس کے بعد وہ مال ایک ویران زمین میں پایا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی الحقیق کے دونوں بیٹوں کو مار ڈالا دونوں میں سے ایک صفیہ کا خاوند تھا اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی ذات کے واسطے پسند کیا تو روایت کیا ہے احمد اور ابوداؤد وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھیں صفیہ صفی سے اور محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ تھا نکالا جاتا واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ ساتھ مسلمانوں کے اور صفی لیا جاتا تھا واسطے آپ کے پانچویں حصے میں سے ہر چیز سے پہلے اور شعبی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حصہ تھا اس کا نام صفی تھا جو چاہتے تھے لیتے تھے خواہ غلام خواہ لونڈی خواہ گھوڑا چھانٹ لیتے تھے اس کو پانچویں حصے میں اور قتادہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کرتے تھے تو آپ کے واسطے ایک حصہ تھا لیتے تھے اس کو جس جگہ سے چاہتے تھے اور تھیں صفیہ اس حصے سے اور صہباء ایک جگہ کا نام ہے ایک برید خیبر سے اور باقی شرح اس حدیث کی آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۳۸۹۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامَ عَلٰى

۳۸۹۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی راہ میں تین دن صفیہ رضی اللہ عنہا پر ٹھہرے یہاں تک کہ اس کے ساتھ دخول کیا اور تھیں صفیہ رضی اللہ عنہا ان بیویوں میں جن پر پردہ کیا گیا۔

صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ بِطَرِيْقِ خَيْبَرَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى أَعْرَسَ بِهَا وَكَانَتْ فِيْمَنْ ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ.

فائدہ: مراد یہ ہے کہ جس جگہ میں حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ دخول کیا تھا اس جگہ میں حضرت ﷺ تین دن ٹھہرے یہ مراد نہیں کہ تین دن چلے پھر اس کے ساتھ دخول کیا اس واسطے کہ سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہو چکا ہے کہ صہباء خیبر کے قریب ہے۔ (فتح)

۳۸۹۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى وَلِيْمَتِهٖ وَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ وَّمَا كَانَ فِيْهَا إِلَّا أَنْ أَمَرَ بِلَالًا بِالْأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَأَلْقٰى عَلَيْهَا التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ قَالُوْا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهٗ وَمَدَّ الْحِجَابَ.

۳۸۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مدینے اور خیبر کے درمیان تین دن ٹھہرے بنا کی گئی ساتھ صفیہ رضی اللہ عنہا کے یعنی دونوں ایک خیمہ میں اکٹھے ہوئے سو میں نے مسلمانوں کو حضرت ﷺ کے ولیمہ کی طرف بلایا اور اس میں نہ روٹی تھی اور نہ گوشت اور نہ تھا اس میں کچھ مگر یہ کہ حکم دیا بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ بچھانے دستر خوان چمڑے کے سو بچھائے گئے سو ان پر کھجوروں اور پنیر اور گھی کو ڈالا تو مسلمانوں نے کہا کہ کیا وہ ایک ہے مسلمانوں کی ماؤں میں سے یا آپ کی لونڈیوں میں سے ہے؟ یعنی حضرت ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے بیوی بنایا ہے یا لونڈی رکھا ہے' کہا انہوں نے کہ اگر اس کو پردہ کیا تو وہ ایک ہے مسلمانوں کی ماؤں میں سے اور اگر اس کو پردہ نہ کیا تو وہ آپ کی لونڈیوں میں سے ہے سو جب آپ ﷺ نے کوچ کیا تو اس کو اپنے پیچھے بٹھایا اور اس پر پردہ کھینچا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۳۸۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا

۳۸۹۲۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خیبر کو گھیرے تھے سو ایک آدمی نے تھیلی پھینکی جس میں چربی تھی تو میں جلدی سے اس کے لینے کو اٹھا سو میں نے مڑ کر دیکھا تو اچانک حضرت ﷺ کھڑے ہیں تو میں شرمایا۔

مُحَاصِرِیْ خَیْبَرَ فَرَمٰی اِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِیْهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ لِاٰخُذَهٗ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْیَیْتُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الخمس میں گزر چکی ہے۔

٣٨٩٢۔ حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ اَبِیْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ وَّسَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی یَوْمَ خَیْبَرَ عَنْ اَکْلِ الثُّوْمِ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِیَّةِ نَهٰی عَنْ اَکْلِ الثُّوْمِ هُوَ عَنْ نَافِعٍ وَّحْدَهٗ وَلُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِیَّةِ عَنْ سَالِمٍ.

٣٨٩٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن لہسن کے کھانے سے اور گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت کھانے سے، لہسن کے کھانے کی نہی صرف نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے اور گدھوں کے گوشت کے کھانے کی نہی سالم رحمہ اللہ سے ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ذبائح میں آئے گی اور مستفاد ہوتا ہے جمع کرنے سے درمیان نہی کے کھانے لہسن کے سے اور گوشت گدھوں کے سے جواز استعمال کرنے لفظ کا اپنی حقیقت اور مجاز میں اس واسطے کہ گدھوں کا گوشت حرام ہے اور لہسن کا کھانا مکروہ ہے اور تحقیق جمع کیا ہے درمیان دونوں کے ساتھ لفظ نہی کے پس استعمال کیا اس کو اس کی حقیقت میں اور وہ حرام کرنا ہے اور اس کے مجازی معنی میں اور وہ کراہت ہے۔ (فتح)

٣٨٩٤۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَیْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ اَبِیْهِمَا عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ یَوْمَ خَیْبَرَ وَعَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِیَّةِ.

٣٨٩٤۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں کے متعہ سے اور گھر کے گدھوں کے گوشت کھانے سے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ حدیث میں تقدیم وتاخیر ہے اور درست یہ ہے کہ خیبر کے دن منع فرمایا گھر کے گدھوں کے گوشت کھانے سے اور منع کیا عورتوں کے متعہ سے اور نہیں دن خیبر کا ظرف واسطے متعہ عورتوں کے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا جنگ خیبر میں متعہ کرنا ساتھ عورتوں کے اور مفصل بیان اس کا کتاب النکاح میں آئے گا۔ (فتح) اور متعہ یہ

ہے کہ نکاح کرے مرد کسی عورت سے ایک مدت معین تک جیسے مثلا کہے کہ نکاح کیا میں نے تجھ سے ایک مہینے یا دو مہینے تک یا ایک سال یا دو سال تک۔

۳۸۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

۳۸۹۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت کے کھانے سے۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الذبائح میں آئے گی۔

۳۸۹٦۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ وَسَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

۳۸۹٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کے گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

۳۸۹۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَرَخَّصَ فِي الْخَيْلِ.

۳۸۹۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گدھوں کے گوشت سے اور رخصت دی گھوڑوں (کے گوشت) میں۔

۳۸۹۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ يَوْمَ خَيْبَرَ فَإِنَّ الْقُدُوْرَ لَتَغْلِيْ قَالَ وَبَعْضُهَا نَضِجَتْ فَجَآءَ مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَأْكُلُوْا مِنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ شَيْئًا وَأَهْرِيْقُوْهَا قَالَ ابْنُ

۳۸۹۸۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے دن ہم کو بھوک پہنچی سو البتہ ہانڈیاں جوش مارتی تھیں اور بعض ہانڈیاں پک گئی تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پکارنے والا آیا سو اس نے کہا کہ گدھوں کے گوشت سے کچھ چیز نہ کھاؤ اور اس کو گرا دو ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے چرچا کیا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا اس واسطے کہ

أَبِي أَوْفَى فَتَحَدَّثْنَا أَنَّهُ إِنَّمَا نَهَى عَنْهَا لِأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ نَهَى عَنْهَا الْبَتَّةَ لِأَنَّهَا كَانَتْ تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ.

اس سے پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا نہیں نکالا گیا تھا اور بعضوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سے قطعا منع کیا اس واسطے کہ وہ گندگی کھاتے ہیں۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کتاب الخمس میں کہ بعض اصحاب نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سے قطعا منع کیا ہے اور کہا شیبانی نے کہ میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ملا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سے قطعا منع فرمایا ہے یعنی اس واسطے کہ وہ گندگی کھاتے ہیں اور اس کی شرح کتاب الذبائح میں آئے گی۔

۳۸۹۹۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصَابُوا حُمُرًا فَطَبَخُوهَا فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْفِئُوا الْقُدُورَ.

۳۸۹۹۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ تھے سو انہوں نے گدھے پائے سو ان کو ذبح کر کے پکایا تو حضرت ﷺ کے پکارنے والے نے پکارا کہ ہانڈیوں کو الٹا دو (اور جو ان میں ہے گرا دو)۔

۳۹۰۰۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يُحَدِّثَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ وَقَدْ نَصَبُوا الْقُدُورَ أَكْفِئُوا الْقُدُورَ. حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

۳۹۰۰۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا اور حالانکہ اصحاب نے ہانڈیوں کو کھڑا کیا تھا یعنی چڑھایا تھا کہ ہانڈیوں کو اُلٹا دو (تا کہ گر جائے جو ان میں ہے)۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ کی مانند پہلی روایت کے۔

۳۹۰۱۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ أَنْ نُلْقِيَ الْحُمُرَ الْأَهْلِيَّةَ نِيئَةً

۳۹۰۱۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو جنگ خیبر میں حکم دیا کہ گدھوں کا گوشت پھینک دیں کچا اور پکا پھر حضرت ﷺ نے ہم کو اس کے بعد اس کے کھانے کی اجازت نہیں دی۔

وَنَضِيجَةً ثُمَّ لَمْ يَأْمُرْنَا بِأَكْلِهِ بَعْدُ.

فائدہ: اس میں اشارہ ہے کہ اس کی حرمت بدستور اور ہمیشہ رہی یعنی کبھی اس کا کھانا حلال نہیں ہوا اور اس کا مفصل بیان کتاب الذبائح میں آئے گا۔ (فتح)

۳۹۰۲۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَا أَدْرِيْ أَنَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ كَانَ حَمُوْلَةَ النَّاسِ فَكَرِهَ أَنْ تَذْهَبَ حَمُوْلَتُهُمْ أَوْ حَرَّمَهُ فِيْ يَوْمِ خَيْبَرَ لَحْمَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

۳۹۰۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نہیں جانتا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کے گدھوں گوشت سے منع کیا اس سبب سے کہ وہ لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برا جانا کہ لوگوں کا بار بردار دور ہو یا اس کو مطلق حرام کیا خیبر کے دن گھر کے گدھوں کے گوشت سے۔

۳۹۰۳۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِلرَّاجِلِ سَهْمًا قَالَ فَسَّرَهُ نَافِعٌ فَقَالَ إِذَا كَانَ مَعَ الرَّجُلِ فَرَسٌ فَلَهُ ثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُ فَرَسٌ فَلَهُ سَهْمٌ.

۳۹۰۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھوڑے کے واسطے دو حصے بانٹے اور پیادے کے واسطے ایک حصہ بانٹا عبیداللہ نے کہا کہ نافع رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر کی سو کہا کہ اگر مرد کے ساتھ گھوڑا ہو تو اس کے واسطے تین حصے ہیں اور اگر اس کے ساتھ گھوڑا نہ ہو تو اس کے واسطے صرف ایک حصہ ہے۔

فائدہ: اس کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۳۹۰۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ

۳۹۰۴۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عثمان دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے تو ہم نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے پانچویں حصے میں سے مطلب کی اولاد کو دیا اور ہم کو نہیں دیا اور حالانکہ ہم اور وہ برادری میں آپ کے ساتھ برابر ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاشم کی اولاد اور مطلب کی اولاد تو ایک چیز ہی ہے جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا

بِمَنْزِلَةٍ وَّاحِدَةٍ مِّنْكَ فَقَالَ إِنَّمَا بَنُوْ هَاشِمٍ وَّبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَّاحِدٌ قَالَ جُبَيْرٌ وَّلَمْ يَقْسِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ وَّبَنِيْ نَوْفَلٍ شَيْئًا.

اور حضرت ﷺ نے عبد شمس اور نوفل کی اولاد کو کچھ نہ دیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح خمس میں گزر چکی ہے۔

۳۹۰۵۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِيْنَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخَوَانِ لِيْ أَنَا أَصْغَرُهُمْ أَحَدُهُمَا أَبُوْ بُرْدَةَ وَالْآخَرُ أَبُوْ رُهْمٍ إِمَّا قَالَ بِضْعٌ وَّإِمَّا قَالَ فِيْ ثَلَاثَةٍ وَّخَمْسِيْنَ أَوِ اثْنَيْنِ وَخَمْسِيْنَ رَجُلًا مِّنْ قَوْمِيْ فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِيْنَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ فَأَقَمْنَا مَعَهٗ حَتّٰى قَدِمْنَا جَمِيْعًا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ وَكَانَ أُنَاسٌ مِّنَ النَّاسِ يَقُوْلُوْنَ لَنَا يَعْنِيْ لِأَهْلِ السَّفِيْنَةِ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ وَدَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ وَّهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا عَلٰى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَةً وَّقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيْمَنْ هَاجَرَ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلٰى حَفْصَةَ وَأَسْمَاءُ عِنْدَهَا فَقَالَ عُمَرُ حِيْنَ رَأٰى أَسْمَاءَ مَنْ

۳۹۰۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو حضرت ﷺ کے نکلنے کی خبر پہنچی اور ہم یمن میں تھے سو ہم ہجرت کر کے آپ ﷺ کی طرف چلے میں اور میرے بھائی اور میں ان میں چھوٹا تھا ایک دونوں میں ابو بردہ تھا اور دوسرا ابو رہم تھا یا کہا ساتھ چند اور یا کہا ساتھ ترپن یا باون مردوں کے اپنی قوم سے سو ہم کشتی میں سوار ہوئے تو ہماری کشتی نے ہم کو حبش کے ملک میں نجاشی کی طرف ڈالا سو موافقت کی ہم نے جعفر بن ابی طالب سے یعنی حبش کی زمین میں سو ہم ان کے ساتھ ٹھہرے یہاں تک کہ ہم سب آئے سو موافقت کی ہم نے حضرت ﷺ سے جب کہ آپ نے خیبر فتح کیا اور بعض لوگ ہم کو کہتے تھے یعنی کشتی والوں کو کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی اور اسماء رضی اللہ عنہا بیٹی عمیس کی (اور وہ ان لوگوں میں سے تھی جو ہمارے ساتھ آئے) حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی کے پاس زیارت کو آئی اور البتہ اس نے نجاشی کی طرف ہجرت کی تھی ان لوگوں میں جنہوں نے ہجرت کی سو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان کے پاس اسماء رضی اللہ عنہا بیٹھی تھی سو جب عمر رضی اللہ عنہ نے اسماء رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو کہا کہ یہ کون ہے؟ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا اسماء رضی اللہ عنہا بیٹی عمیس کی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا یہ حبشیہ ہے کیا بحریہ ہے؟ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی سو ہم

هٰذِهٖ قَالَتْ أَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ قَالَ عُمَرُ الْحَبَشِيَّةُ هٰذِهِ الْبَحْرِيَّةُ هٰذِهٖ قَالَتْ أَسْمَآءُ نَعَمْ قَالَ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكُمْ فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ كَلَّا وَاللّٰهِ كُنْتُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ وَكُنَّا فِيْ دَارٍ أَوْ فِيْ أَرْضِ الْبُعَدَآءِ الْبُغَضَآءِ بِالْحَبَشَةِ وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ وَفِيْ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَايْمُ اللّٰهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَّلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتّٰى أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذٰى وَنُخَافُ وَسَأَذْكُرُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْأَلُهٗ وَاللّٰهِ لَا أَكْذِبُ وَلَا أَزِيْغُ وَلَا أَزِيْدُ عَلَيْهِ فَلَمَّا جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَمَا قُلْتِ لَهٗ قَالَتْ قُلْتُ لَهٗ كَذَا وَكَذَا قَالَ لَيْسَ بِأَحَقَّ بِيْ مِنْكُمْ وَلَهٗ وَلِأَصْحَابِهٖ هِجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ وَّلَكُمْ أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفِيْنَةِ هِجْرَتَانِ قَالَتْ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوْسٰى وَأَصْحَابَ السَّفِيْنَةِ يَأْتُوْنِيْ أَرْسَالًا يَسْأَلُوْنِيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهٖ أَفْرَحُ وَلَا أَعْظَمُ فِيْ أَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ قَالَتْ

حضرت ﷺ کے ساتھ زیادہ تر حق دار ہیں تم سے یعنی قرب اور فضیلت میں تو اسماء رضی اللہ عنہا غضب ناک ہوئی اور کہا ہرگز نہیں قسم ہے اللہ کی تم حضرت ﷺ کے ساتھ تھے تمہارے بھوکے کو کھانا دیتے تھے اور تمہارے جاہل کو نصیحت کرتے تھے یعنی ظاہر اور باطن میں تمہاری حفاظت کرتے تھے اور ہم اجنبیوں اور دشمنوں کی زمین میں تھے حبش کے ملک میں اور یہ حال ہمارا اللہ اور رسول کی محبت کے سبب سے تھا اور قسم ہے اللہ کی نہ میں کھانا کھاتی ہوں اور نہ پانی پیتی ہوں یہاں تک کہ ذکر کروں حضرت ﷺ سے جو تو نے کہا اور ہم تکلیف پاتے تھے اور ڈرائے جاتے تھے اور میں یہ بات حضرت ﷺ سے ذکر کروں گی اور آپ سے پوچھوں گی اور قسم ہے اللہ کی نہ میں جھوٹ بولتی ہوں اور نہ بے فرمانی کرتی ہوں اور نہ اس پر کچھ زیادہ کرتی ہوں یعنی میں اس گفتگو میں کمی بیشی نہ کروں گی ہو بہو آپ ﷺ سے بیان کروں گی سو جب حضرت ﷺ تشریف لائے تو اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت! بیشک عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا ایسا کہا' حضرت ﷺ نے فرمایا تو نے اس سے کیا کہا تھا اس نے عرض کیا کہ میں نے اس سے ایسا ایسا کہا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا' عمر رضی اللہ عنہ تم سے زیادہ تر میرا حق دار نہیں اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو ایک ہجرت کا ثواب ہے اور تم کو اے کشتی والو! دو ہجرتوں کا ثواب ہے۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ دیکھا میں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور کشتی والوں کو کہ فوج فوج میرے پاس آتے تھے مجھ سے یہ حدیث پوچھتے تھے نہ تھی کوئی چیز دنیا میں سے کہ وہ اس کے ساتھ زیادہ تر خوش ہوں اور نہ عظیم تر ان کے دلوں میں اس سے جو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے کہا یعنی تم کو دوہری ہجرت کا ثواب ہے۔

أَسْمَآءُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوْسٰى وَإِنَّهُ لَيَسْتَعِيْدُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنِّيْ. قَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْأَشْعَرِيِّيْنَ بِالْقُرْاٰنِ حِيْنَ يَدْخُلُوْنَ بِاللَّيْلِ وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِّنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْاٰنِ بِاللَّيْلِ وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِيْنَ نَزَلُوْا بِالنَّهَارِ وَمِنْهُمْ حَكِيْمٌ إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ أَوْ قَالَ الْعَدُوَّ قَالَ لَهُمْ إِنَّ أَصْحَابِيْ يَأْمُرُوْنَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوْهُمْ.

ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ میں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور حالانکہ وہ مجھ سے یہ حدیث دوہرانی چاہتا تھا۔ اور روایت کی ہے ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں البتہ آواز پہچان جاتا ہوں اشعری لوگوں کی قرآن پڑھنے کی جب وہ رات کو داخل ہوتے ہیں اور میں ان کے مکان پہچانتا ہوں رات کو ان کے قرآن کی آواز سے اگرچہ دن کو میں نے اترنے کے وقت ان کے مکان نہیں دیکھے اور اسی قوم سے ایک شخص حکیم ہے کہ جب سواروں سے یا دشمنوں سے ملتا ہے تو ان سے کہتا ہے کہ ہمارے لوگ تم سے کہتے ہیں کہ ذرا سی ہم کو فرصت دو یا تھوڑا انتظار کرو یعنی ہم بھی تیار ہیں لڑنے کو آتے ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کی خبر پہنچی اور ہم یمن میں تھے تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ نہیں پہنچا ان کو حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مگر ہجرت سے بہت مدت پیچھے اور یہ اس وقت ہے اگر مخرج سے مراد بعثت ہو یعنی پیغمبر ہونے کی خبر پہنچی اور اگر مراد ہجرت ہو تو احتمال ہے کہ ان کو دعوت اسلام پہنچی ہو اور وہ مسلمان ہو کر اپنے شہروں میں ٹھہرے رہے ہوں یہاں تک کہ انہوں نے ہجرت کو پہچانا اور اس کا قصد کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اتنی مدت انہوں نے دیر کی یا اس واسطے کہ ان کو اس کی خبر نہ پہنچی اور یا واسطے معلوم کرنے ان کے ساتھ اس چیز کے کہ تھے مسلمان بیچ اس کے لڑنے سے ساتھ کفار کے پھر جب ان کو صلح کی خبر پہنچی تو بے خوف ہوئے اور طلب کیا پہنچنا طرف آپ کے اور تحقیق روایت کی ہے ابن مندہ نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلے یہاں تک کہ ہم مکے میں آئے میں اور میرا بھائی اور ابو رہم اور ابو عامر بن قیس اور محمد بن قیس اور ابو بردہ اور پچاس مرد اشعریوں میں سے اور چھ مکہ سے پھر سمندر میں نکلے یہاں تک کہ ہم مدینے میں پہنچے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور تطبیق درمیان اس کے اور درمیان اس چیز کے کہ صحیح میں ہے وہ مکے میں گزرے مدینے کی طرف چلنے کی حالت میں اور جائز ہے کہ مکے میں داخل ہوئے ہوں اس واسطے کہ یہ آنا ان کا صلح کی حالت میں تھا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ پچاس اشعری تھے اور وہ اس کی قوم ہے پس شاید زائد اس پر وہ اور اس کے بھائی تھے پس جس نے دو کہا اس کی مراد وہ شخص ہیں جن کا ذکر باب کی حدیث میں ہے یعنی ابو بردہ اور ابو رہم اور جس نے تین یا زیادہ کہا ہے تو بنا بر اختلاف کے ہے بیچ عدد اس شخص کے کہ اس کے ساتھ تھے اس کے بھائیوں سے اور یہ جو کہا کہ ہم ان

کے ساتھ ٹھہرے رہے تو اختصار کیا ہے بخاری نے یہاں کئی باتوں کو جن کو خمس میں بیان کیا ہے اور وہ یہ ہیں کہ کہا جعفر رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہاں بھیجا ہے اور حکم دیا ہے ہم کو ساتھ ٹھہرنے کے اس جگہ سو تم بھی ہمارے ساتھ ٹھہرو سو ہم ان کے ساتھ ٹھہرے اور یہ جو کہا یہاں تک کہ ہم مدینے میں آئے تو ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ کو نجاشی کی طرف بھیجا کہ جعفر اور اس کے ساتھ والوں کا سامان درست کر دے اس نے ان کا سامان درست کر دیا اور ان کی عزت کی پھر ان کو عمرو بن امیہ خیبر میں لایا اور یہ جو کہا کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا تو فرض خمس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مال غنیمت میں سے حصہ دیا اور نہ دیا کسی کو کہ فتح خیبر میں حاضر نہ تھا اس سے کچھ مگر اس کو جو اس میں حاضر ہوا مگر ہماری کشتی والوں کو ساتھ جعفر اور اس کے ساتھیوں کے کہ ان کو حصہ دیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دینے سے پہلے مسلمانوں سے کلام کیا مسلمانوں نے ان کو اپنے ساتھ شریک کیا اور حبشیہ اس کو اس واسطے کہا کہ وہ حبش میں رہی تھی اور اس کو بحریہ اس واسطے کہا کہ وہ سمندر میں سوار ہوئے اور یہ جو فرمایا کہ تمہارے واسطے دو ہجرتوں کا ثواب ہے تو شعبی سے روایت ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت اصحاب ہم پر فخر کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ تم پہلے مہاجروں میں سے نہیں ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلکہ تم کو دو ہجرتوں کا ثواب ہے پہلی بار تم نے حبش کے ملک میں ہجرت کی پھر دوسری بار مدینے کی طرف ہجرت کی اور ظاہر فضیلت دینا ان کا ہے غیروں پر مہاجرین سے لیکن اس سے مطلق تفضیل لازم نہیں آتی یعنی ہر وجہ سے بلکہ حیثیت مذکورہ سے یعنی یہ فضیلت جزوی ہے اور یہ جو کہا کہ جب رات کو داخل ہوتے ہیں اپنے مکانوں میں یعنی جب کہ نکلتے ہیں طرف مسجد کی یا طرف کسی اور شغل کے پھر پھرتے ہیں اور داخل ہوتے ہیں اپنے مکانوں میں اور اس سے معلوم ہوا کہ رات کے وقت قرآن کا پکار کر پڑھنا مستحب ہے لیکن محل اس کا وہ ہے جب کہ کسی کو ایذا نہ دے یا ریا کا خوف نہ ہو اور یہ جو کہا کہ جب وہ سواروں سے ملتا ہے تو احتمال ہے کہ مراد اس سے مسلمانوں کے سوار ہوں اور اشارہ کرتا ہے ساتھ اس کے طرف اس کی کہ اس کے ساتھ پیادے تھے تو وہ سواروں کو حکم کرتا تھا کہ ان کا انتظار کریں تا کہ سب اکٹھے ہو کر دشمن کی طرف چلیں اور یہ معنی ٹھیک ہیں اور کہا ابن تین نے کہ اس کی کلام کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ساتھی اللہ کی راہ میں لڑنے کو دوست رکھتے ہیں اور نہیں پروا کرتے اس چیز کی کہ پہنچی ان کو۔

۳۹۰۷۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ سَمِعَ حَفْصَ بْنَ غِیَاثٍ حَدَّثَنَا بُرَیْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَدِمْنَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنِ افْتَتَحَ خَیْبَرَ فَقَسَمَ لَنَا وَلَمْ یَقْسِمْ لِأَحَدٍ

۳۹۰۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے بعد اس کے کہ آپ نے خیبر کو فتح کیا سو آپ نے ہمارے واسطے غنیمت سے حصہ بانٹا اور نہ تقسیم کیا واسطے کسی کے جو فتح میں حاضر نہ ہوا تھا سوائے ہمارے یعنی اشعری لوگوں کے اور جو ان کے ساتھ تھے اور جعفر رضی اللہ عنہ

لَمْ يَشْهَدِ الْفَتْحَ غَيْرَنَا.

کے اور جو اس کے ساتھ تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی ساتھ جعفر کے اور اس کے ساتھیوں کے اور پہلے گزر چکا ہے فرض خمس میں برید سے ساتھ اس لفظ کے کہ نہیں تقسیم کیا حضرت ﷺ نے واسطے کسی کے کہ فتح خیبر میں حاضر نہ ہوا اس سے کچھ چیز مگر واسطے اس شخص کے کہ آپ کے ساتھ حاضر ہوا مگر ہماری کشتی والوں کے واسطے ساتھ جعفر کے اور اس کے ساتھ والوں کے کہ تقسیم کیا واسطے ان کے ساتھ غازیوں کے اور اس حدیث کی شرح اس جگہ گزر چکی ہے اور وارد ہوتی ہے اس حصر پر وہ چیز کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئندہ آتی ہے۔ (فتح)

۳۹۰۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثَوْرٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ مَوْلَى ابْنِ مُطِيْعٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ افْتَتَحْنَا خَيْبَرَ وَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَّلَا فِضَّةً إِنَّمَا غَنِمْنَا الْبَقَرَ وَالْإِبِلَ وَالْمَتَاعَ وَالْحَوَآئِطَ ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى وَادِي الْقُرٰى وَمَعَهُ عَبْدٌ لَّهُ يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ أَهْدَاهُ لَهُ أَحَدُ بَنِي الضِّبَابِ فَبَيْنَمَا هُوَ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَآءَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ حَتّٰى أَصَابَ ذٰلِكَ الْعَبْدَ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيْئًا لَهُ الشَّهَادَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَجَآءَ رَجُلٌ حِيْنَ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِرَاكٍ أَوْ بِشِرَاكَيْنِ

۳۹۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے خیبر کو فتح کیا سو نہ غنیمت پائی ہم نے چاندی اور سونا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ غنیمت پائی ہم نے گائیں اور اونٹ اور اسباب کئی قسم کے اور باغ پھر ہم حضرت ﷺ کے ساتھ وادی قریٰ (نام ہے ایک جگہ کا نزدیک مدینے کے) کی طرف پھرے اور حضرت ﷺ کے ساتھ اپنا ایک غلام تھا اس کو مدعم کہا جاتا تھا تحفہ بھیجا تھا اس کو واسطے آپ کے ایک مرد نے ضباب کی اولاد سے سو جس حالت میں کہ وہ حضرت ﷺ کا کجاوہ اتارتا تھا کہ اچانک اس کی طرف ایک تیر آیا جس کا مارنے والا معلوم نہ تھا یہاں تک کہ اس غلام کو لگا تو لوگوں نے کہا کہ اس کو شہادت مبارک ہو یعنی وہ شہید ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یوں نہیں قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بیشک وہ چادر کہ اس نے خیبر کے دن غنیمت میں سے لی تھی تقسیم ہونے سے پہلے وہ اس کے بدن پر بھڑک رہی ہے آگ ہو کر سو ایک مرد ایک یا دو تسمے لایا جب کہ اس نے حضرت ﷺ سے یہ بات سنی سو اس نے کہا کہ یہ چیز ہے جس کو میں نے غنیمت میں سے لیا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک تسمہ ہے یا دو تسمے ہیں آگ سے یعنی اگر تو نہ دیتا تو آگ

فَقَالَ هٰذَا شَیْءٌ كُنْتُ أَصَبْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ.

ہو کر تسمہ تجھ کو جلاتا۔

فائدہ: یہ جو کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ہم نے خیبر کو فتح کیا تو مراد یہ ہے کہ مسلمانوں نے اس کو فتح کیا اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنگ خیبر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھے بلکہ خیبر فتح ہونے کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے وقت تقسیم ہونے غنیمت کے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینے میں آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سباع کو خلیفہ بنایا تھا پس ذکر کی حدیث اور اس میں ہے سو ہم نے خرچ راہ لیا یہاں تک کہ ہم خیبر میں آئے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو فتح کر لیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے کلام کیا تو انہوں نے ہم کو اپنے حصوں میں شریک کیا اور تطبیق درمیان اس کے اور درمیان اس حصر کے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو پہلے گزری یہ ہے کہ مراد ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے نہیں حصہ دیا کسی کو نہ حاضر ہوا لڑائی میں بغیر رضامندی چاہنے کے غازیوں میں سے مگر واسطے کشتی والوں کے اور لیکن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی پس نہ حصہ دیا ان کو مگر مسلمانوں کی رضا مندی سے اور ایک روایت میں ہے کہ غنیمت پائی ہم نے مال اور کپڑے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسباب اور کپڑے مال نہیں اور ابن اعرابی سے منقول ہے کہ مال عرب کے نزدیک صامت اور ناطق ہے پس صامت یعنی چپ رہنے والا چاندی سونا ہے اور جوہر اور ناطق یعنی بولنے والا اونٹ' گائے' بکری ہے اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قصے میں باغ کو مال کہا ہے چنانچہ اس نے کہا کہ میں نے اس سے باغ خریدا پس تحقیق وہ باغ وہ مال ہے جس کو میں نے پہلے پہل اسلام میں جمع کیا پس ظاہر یہ ہے کہ مال وہ ہے جس کے واسطے قیمت ہو تو اس میں ہر قسم کا مال داخل ہوتا ہے پس مال سے مراد مویشی اور باغات ہیں جو باب کی روایت میں مذکور ہیں اور نہیں مراد ہے اس کے ساتھ چاندی' سونا اس واسطے کہ اس سے پہلے اس کی نفی کر دی ہے اور یہ جو کہا کہ اس پر آگ بھڑک رہی ہے تو احتمال ہے کہ یہ مراد حقیقتاً ہو بایں طور کے ہو بہو وہ چادر آگ ہو جائے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ سبب ہے واسطے عذاب آگ کے اکا ور اسی طرح ہے قول تسمے میں اور اس حدیث میں تعظیم او پر غلول کی ہے یعنی غنیمت میں خیانت کرنے کا بڑا عذاب ہے اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی قریٰ والوں کو گھیرا اور اس کو فتح کیا اور یہ خبر اہل تیما کو پہنچی تو انہوں نے آپ سے صلح کی اور اس حدیث میں قبول کرنا امام کا ہے ہدیہ کو پس اگر ہو واسطے کسی امر کے خاص ہو ساتھ اس کے نفس میں اگر والی نہ ہو تو جائز ہے اس کو تصرف کرنا بیچ اس کے جس طرح چاہے نہیں تو نہ تصرف کرے بیچ اس کے مگر واسطے مسلمانوں کے اور اسی تفصیل پر محمول ہوگی یہ حدیث کہ سرداروں کے تحفے غلول ہیں پس خاص ہوگا یہ وعید ساتھ اس شخص کے جو لے اس کو پس تنہا نفع اٹھائے ساتھ اس کے اور کسی کو اس میں سے نہ دے اور مخالفت کی ہے اس میں

بعض حنفیوں نے پس کہا کہ جائز ہے اس کو تنہا فائدہ اٹھانا ساتھ اس کے اس دلیل سے کہ اگر وہ ہدیہ دینے والے کو وہ چیز پھیر دے تو جائز ہے اور اگر وہ ہدیہ مسلمانوں کے واسطے فے کا مال ہوتا تو اس کو اس کا پھیر دینا جائز نہ ہوتا اور اس حجت پکڑنے میں نظر ہے جو پوشیدہ نہیں اور کچھ بیان اس کا ہبہ کے اخیر میں گزر چکا ہے۔ (فتح)

۳۹۰۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زَيْدٌ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْلَا أَنْ أَتْرُكَ اٰخِرَ النَّاسِ بَبَّانًا لَيْسَ لَهُمْ شَيْءٌ مَا فُتِحَتْ عَلَيَّ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَلٰكِنِّيْ أَتْرُكُهَا خِزَانَةً لَهُمْ يَقْتَسِمُوْنَهَا.

۳۹۰۹۔ حضرت اسلم سے روایت ہے کہ اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے خبردار ہو قسم ہے اللہ کی اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ چھوڑوں میں پچھلے لوگوں کو برابر محتاج اُن کے پاس کچھ چیز نہ ہو تو نہ فتح ہوتا مجھ پر کوئی گاؤں مگر کہ میں اس کو تقسیم کر دیتا یعنی حاضرین میں جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا لیکن میں ان کو چھوڑتا ہوں واسطے ان کے بطور خزانہ کہ اس کے خراج کو بانٹیں۔

فائدہ: مطلب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ جو شہر اور گاؤں مجھ پر فتح ہوتے ہیں اگر میں ان کو حاضرین میں تقسیم کر دوں جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا تو جو گاؤں جس کے حصہ میں آئے گا وہ اس کا مالک ہو جائے گا اس کے سوا اور کسی کا اس میں حق نہ رہے گا پس جو لوگ مجھ سے پچھلے زمانہ میں پیدا ہوں گے اور مسلمان ہوں گے وہ محتاج رہیں گے ان کے پاس کچھ چیز نہ ہوگی اس واسطے میں نے ان کو وقف ابدی یعنی ہمیشہ کے واسطے وقف کر دیا ہے کہ قیامت تک مسلمانوں کو ان کے خراج سے فائدہ پہنچتا رہے اور محض محتاج نہ رہیں۔

۳۹۱۰۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَّالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَوْلَا اٰخِرُ الْمُسْلِمِيْنَ مَا فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ.

۳۹۱۰۔ حضرت اسلم سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر پچھلے مسلمانوں کے حال کا لحاظ نہ ہوتا تو نہ فتح ہوتا ان پر کوئی گاؤں مگر کہ میں اس کو تقسیم کر دیتا جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا۔

فائدہ: اور دارقطنی کی روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں ایک سال تک زندہ رہا تو میں ادنیٰ لوگوں کو اعلیٰ لوگوں کے ساتھ ملا دوں گا یعنی ادنیٰ اعلیٰ سب کو ایک برابر کر دوں گا کوئی محتاج نہ رہے گا۔

۳۹۱۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۳۹۱۱۔ حضرت عنبسہ سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ وَسَأَلَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ قَالَ لَهُ بَعْضُ بَنِي سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ لَا تُعْطِهِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ هَذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ فَقَالَ وَا عَجَبَاهُ لِوَبْرٍ تَدَلَّى مِنْ قَدُومِ الضَّانِ.

حضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے سوال کیا کہ خیبر کی غنیمت سے مجھ کو حصہ دیں سعید بن عاص کے بعض بیٹے یعنی ابان بن سعید نے حضرت ﷺ سے کہا کہ یا حضرت! اس کو نہ دیجیے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ قاتل ہے ابن قوقل کا یعنی نعمان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کا تو ابان بن سعید نے کہا کہ اے عجب ہے ایک بلے پر کہ اترا قدوم ضان سے۔

وَيُذْكَرُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَانَ عَلَى سَرِيَّةٍ مِنَ الْمَدِينَةِ قِبَلَ نَجْدٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَدِمَ أَبَانُ وَأَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ بَعْدَ مَا افْتَتَحَهَا وَإِنَّ حُزْمَ خَيْلِهِمْ لَلِيفٌ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَقْسِمْ لَهُمْ قَالَ أَبَانُ وَأَنْتَ بِهَذَا يَا وَبْرُ تَحَدَّرَ مِنْ رَأْسِ ضَأْنٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَانُ اجْلِسْ فَلَمْ يَقْسِمْ لَهُمْ.

اور ذکر کیا جاتا ہے زبیدی سے اس نے روایت کی زہری سے کہا خبر دی مجھ کو عنبسہ ابن سعید نے کہ اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا خبر دیتا ہے سعید بن عاص کو کہ وہ اس وقت معاویہ کی طرف سے مدینے پر حاکم تھا کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے ابان کو ایک چھوٹے لشکر پر سردار کر کے مدینے سے نجد کو بھیجا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو ابان اور اس کے ساتھی حضرت ﷺ کے پاس خیبر میں آئے اس کے بعد کہ حضرت ﷺ نے اس کو فتح کیا اور ان کے گھوڑوں کی باگیں کھجور کے چھلکے سے تھیں یعنی نہایت بے سامان تھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا حضرت! ان کو حصہ نہ دیجیے کہا ابان نے تو یہ بات کہتا ہے یا تو ساتھ اس مرتبے کے ہے نزدیک حضرت ﷺ کے باوجود یکہ تو نہ حضرت ﷺ کے گھر والوں میں سے ہے اور نہ آپ کی قوم میں سے اور نہ آپ کے شہر میں سے اے بلے کہ ضان کی چوٹی سے اترا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابان بیٹھ جا اور نہ حصہ بانٹا حضرت ﷺ نے ان کے واسطے۔

فائدہ: قدوم کے معنی ہیں طرف اور ضان ایک پہاڑ ہے واسطے قوم دوس کے اور دوس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی قوم کا نام ہے اور یہ جو کہا کہ اے حیوان تو کہا خطابی نے کہ مراد ابان کی حقارت کرنا ہے واسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور یہ کہ وہ اس

لائق نہیں کہ اشارہ کرے ساتھ دینے کے اور نہ دینے کے اور یہ کہ وہ کم قدرت ہے لڑائی پر۔ (فتح)

۳۹۱۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي أَنَّ أَبَانَ بْنَ سَعِيدٍ أَقْبَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هٰذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ وَقَالَ أَبَانُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ وَاعَجَبًا لَكَ وَبْرٌ تَدَأْدَأَ مِنْ قَدُومِ ضَأْنٍ يَنْعٰى عَلَيَّ امْرَأً أَكْرَمَهُ اللَّهُ بِيَدِي وَمَنَعَهُ أَنْ يُهِينَنِي بِيَدِهِ.

۳۹۱۲۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابان بن سعید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا سو آپ کو سلام کیا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! یہ قاتل ہے ابن قوقل کا تو ابان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ عجب ہے تجھ کو اے بلے کہ اترا قدوم ضان سے عیب کرتا ہے مجھ پر ایک مرد کو یعنی ابن قوقل کو کہ اللہ نے اس کو میرے ہاتھ سے اکرام کیا یعنی شہادت کے درجے کو پہنچایا اور روکا اس کو اس سے کہ اہانت کرے مجھ کو اس کے ہاتھ سے یعنی وہ مسلمان تھا اور میں اس وقت کافر تھا پس اگر وہ مجھ کو اس حالت میں مار ڈالتا تو میری اہانت ہوتی اور میں جہنمی ہوتا سو اللہ نے اس کو میرے ہاتھ سے شہادت نصیب کی کہ وہ اس وقت مسلمان تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث مقلوب ہے اس واسطے کہ پہلی روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حصہ مانگا تھا اور ابان نے منع کے ساتھ اشارہ کیا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ ابان نے مانگا تھا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے منع کے ساتھ اشارہ کیا تھا اور تحقیق ترجیح دی ہے ذہلی نے دوسری روایت کو اور تائید کرتا ہے اس کی دافع ہونا تصریح کا بیچ روایت اس کی کے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ابان بیٹھ جا اور تقسیم کیا واسطے ان کے اور احتمال ہے کہ تطبیق دی جائے درمیان دونوں کے بایں طور کہ احتمال ہے کہ ہر ایک نے ابان اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اشارہ کیا ہو کہ دوسرے کو حصہ نہ دیں اور دلالت کرتا ہے اس پر یہ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ابان پر حجت پکڑی کہ وہ ابن قوقل کا قاتل ہے اور ابان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر حجت پکڑی کہ اس کو لڑائی کی قوت نہیں کہ اس کے سبب سے زیادہ حصہ لینے کا مستحق ہو پس ہوگا اس میں قلب اور تحقیق سلامت ہے روایت سعید کی اس اختلاف سے کہ اس میں قسمت کے سوال کا بالکل ذکر نہیں، واللہ اعلم۔ (فتح)

۳۹۱۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَى

۳۹۱۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا اپنا حصہ مانگنے کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ سے جو عطا کیا تھا اللہ نے آپ کو بغیر لڑائی کے مدینے میں اور فدک میں اور جو باقی رہا

أَبِيْ بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكٍ وَّمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَالِ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِّنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِيْ كَانَ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبٰى أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ يَّدْفَعَ إِلٰى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ ذٰلِكَ فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا وَّلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَّصَلّٰى عَلَيْهَا وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِّنَ النَّاسِ وَجْهٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ فَلَمَّا تُوُفِّيَتِ اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُّجُوْهَ النَّاسِ فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ أَبِيْ بَكْرٍ وَّمُبَايَعَتَهُ وَلَمْ يَكُنْ يُّبَايِعُ تِلْكَ الْأَشْهُرَ فَأَرْسَلَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ أَنِ ائْتِنَا وَلَا يَأْتِنَا أَحَدٌ مَّعَكَ كَرَاهِيَةً لِّمَحْضَرِ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ لَا وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَحْدَكَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّمَا

تھا خیبر کے پانچویں حصے سے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں چھوڑتے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل یعنی بیویاں اور اولاد اس مال سے کھائیں گے یعنی بقدر کھانے کے پائیں گی اور قسم ہے اللہ کی بیشک میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے کچھ چیز نہ بدلوں گا اپنے پہلے حال سے کہ تھے اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور جو کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کرتے تھے وہی میں بھی کروں گا یعنی میں اپنی طرف سے اس میں کچھ کمی بیشی نہ کروں گا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا یہ کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس سے کچھ چیز دیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس میں صدیق رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوئیں سو ان کی ملاقات ترک کی سو نہ کلام کیا ان سے یہاں تک کہ فوت ہوئیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں سو جب فوت ہوئیں تو ان کے خاوند علی رضی اللہ عنہ نے ان کو رات کے وقت دفنایا اور صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کے مرنے کا حال نہ بتلایا اور ان کا جنازہ پڑھا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں لوگوں کو علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ تھی سو جب فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی توجہ نہ پائی سو طلب کی صلح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور بیعت کی ان کی اور علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے ان مہینوں میں یعنی فاطمہ کی زندگی میں بیعت نہ کی تھی سو صدیق رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس آؤ اور اور کوئی تمہارے ساتھ نہ آئے واسطے مکروہ جاننے کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی کہ تم اکیلے ان کے پاس نہ جانا یعنی تا کہ نہ چھوڑیں تمہاری تعظیم -

عَسَيْتَهُمْ أَنْ يَفْعَلُوا بِيْ وَاللّٰهِ لَآتِيَنَّهُمْ فَدَخَلَ عَلَيْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ فَقَالَ إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا فَضْلَكَ وَمَا أَعْطَاكَ اللّٰهُ وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيْكَ وَلٰكِنَّكَ اسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْأَمْرِ وَكُنَّا نَرٰى لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيْبًا حَتّٰى فَاضَتْ عَيْنَا أَبِيْ بَكْرٍ فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ وَأَمَّا الَّذِيْ شَجَرَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ مِّنْ هٰذِهِ الْأَمْوَالِ فَلَمْ اٰلُ فِيْهَا عَنِ الْخَيْرِ وَلَمْ أَتْرُكْ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهٗ فِيْهَا إِلَّا صَنَعْتُهٗ فَقَالَ عَلِيٌّ لِأَبِيْ بَكْرٍ مَّوْعِدُكَ الْعَشِيَّةَ لِلْبَيْعَةِ فَلَمَّا صَلّٰى أَبُوْ بَكْرٍ الظُّهْرَ رَقِيَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَشَهَّدَ وَذَكَرَ شَأْنَ عَلِيٍّ وَتَخَلُّفَهٗ عَنِ الْبَيْعَةِ وَعُذْرَهٗ بِالَّذِيْ اعْتَذَرَ إِلَيْهِ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ فَعَظَّمَ حَقَّ أَبِيْ بَكْرٍ وَّحَدَّثَ أَنَّهٗ لَمْ يَحْمِلْهُ عَلَى الَّذِيْ صَنَعَ نَفَاسَةً عَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَّلَا إِنْكَارًا لِّلَّذِيْ فَضَّلَهُ اللّٰهُ بِهٖ وَلٰكِنَّا نَرٰى لَنَا فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ نَصِيْبًا فَاسْتَبَدَّ عَلَيْنَا فَوَجَدْنَا فِيْ أَنْفُسِنَا فَسُرَّ بِذٰلِكَ الْمُسْلِمُوْنَ وَقَالُوْا أَصَبْتَ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ إِلٰى عَلِيٍّ قَرِيْبًا حِيْنَ

سے جو تمہارے واسطے واجب ہے صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو ان سے امید نہیں کہ میری تعظیم نہ کریں قسم ہے اللہ کی البتہ میں ان کے پاس جاؤں گا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے سو علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا پھر کہا کہ البتہ پہچانی ہم نے بزرگی تمہاری اور جو تم کو اللہ نے دیا فضائل سے اور نہیں حسد کرتے ہم تجھ سے خلافت پر لیکن استقلال کیا تم نے ہم پر ساتھ امر کے یعنی تم نے ہم سے خلافت میں مشورہ نہ لیا اور ہم گمان کرتے تھے بہ سبب قرابت ہماری کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہم کو خلافت میں حصہ ہے یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے پھر جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کلام کیا تو کہا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت میرے نزدیک بہت پیاری ہے اپنی قرابت کے جوڑنے سے اور بہر حال جو جھگڑا کہ میرے اور تمہارے درمیان ان مالوں میں واقع ہوا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متروکہ میں سو میں نے اس میں نیکی سے قصور نہیں کیا اور نہیں چھوڑا میں نے کوئی امر کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہو مگر کہ میں نے اس کو کیا سو علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہاری بیعت کے واسطے وعدہ کا وقت دوپہر سے پیچھے یعنی میں دوپہر سے پیچھے تمہاری بیعت کروں گا سو جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی تو منبر پر چڑھے پس کلمہ شہادت پڑھا اور ذکر کیا حال علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کا اور پیچھے رہنا ان کا بیعت سے اور عذر ان کا جو انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آگے کیا پھر استغفار کیا پھر علی رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں بزرگی بیان کی اور ذکر کیا اس کی فضیلت کو اور سبقت کو اسلام میں اور بیان کیا کہ تحقیق شان

رَاجَعَ الْأَمْرَ الْمَعْرُوْفَ.

یہ ہے کہ نہیں باعث ہوا اس کو اس پر جو اس نے کیا حسد کرنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اور نہ انکار کرنا واسطے اس چیز کے کہ فضیلت دی اس کو اللہ نے ساتھ اس کے لیکن ہم گمان کرتے تھے کہ ہم کو خلافت میں حصہ ہے اور نہ مشورہ لیا انہوں نے ہم سے سو ہم کو اپنے دلوں میں اس کا رنج ہوا سو خوش ہوئے اس کے ساتھ مسلمان اور کہا کہ تم نے ٹھیک کہا تو مسلمان لوگ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے قریب ہوئے یعنی ان کے دوست ہوئے جب کہ انہوں نے نیک کام کی طرف رجوع کیا یعنی داخل ہوئے جس میں لوگ داخل ہوئے تھے یعنی بیعت میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزر چکی ہے اور اس طریق میں ایک زیادتی ہے جو وہاں مذکور نہیں ہوئی اس کی شرح یہاں بیان ہوتی ہے یہ جو کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے چھ مہینے زندہ رہیں تو یہی ہے صحیح قول ان کے زندہ رہنے میں پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابن سعد کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تین مہینے زندہ رہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ستر دن اور بعض کہتے ہیں کہ آٹھ مہینے اور بعض کہتے ہیں کہ دو مہینے اور یہ جو کہا کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے ان کو رات کے وقت دفنایا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان کے مرنے کا حال نہ بتلایا تو ابن سعد کی روایت میں ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے ان کا جنازہ پڑھا اور کئی طریقوں سے روایت ہے کہ وہ رات کو دفنائی گئیں اور تھا یہ دفنانا رات کا بہ سبب وصیت کرنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واسطے ارادے زیادتی کے پردہ ہونے میں یعنی اس واسطے کہ رات کو بہت پردہ ہوتا ہے اور شاید علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان کے مرنے کا حال نہ بتلایا اس واسطے کہ انہوں نے گمان کیا ہوگا کہ یہ بات ان سے چھپی نہ رہے گی اور نہیں اس حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے اس پر کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مرنا معلوم نہیں ہوا اور اس پر کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کا جنازہ نہیں پڑھا اور اسی طرح جو مسلم وغیرہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رات کو دفنانا منع ہے سو یہ حدیث محمول ہے اوپر حالت اختیار کے اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ مگر یہ کہ لاچار ہو اس کی طرف آدمی اور یہ جو کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں لوگوں کو علی رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ تھی تو مراد یہ ہے کہ لوگ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خاطر اور لحاظ سے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی عزت کرتے تھے سو جب وہ فوت ہوگئیں اور ان کے مرنے کے بعد بھی حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر نہ ہوئے تو لوگوں نے ان کی عزت کرنے میں قصور کیا یعنی ان کی عزت کرنا چھوڑ دی واسطے ارادے داخل ہونے ان کے اس چیز میں جس میں لوگ داخل ہوئے اسی واسطے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اخیر حدیث میں کہ جب علی رضی اللہ عنہ

نے آکر بیعت کی تو لوگ ان کے قریب ہوئے جب کہ رجوع کیا امر معروف میں اور گویا کہ تھے معذور رکھتے ان کو مسلمان پیچھے رہنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں واسطے مشغول ہونے ان کے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اور تسلی کرنے ان کے اس چیز سے کہ وہ اس میں تھیں رنج اور غم سے اپنے باپ پر یعنی حضرت ﷺ پر اور اس واسطے کہ جب وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئیں بہ سبب نہ دینے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جو انہوں نے ان سے میراث کا حصہ مانگا تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مناسب جانا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے موافق ہوں بیچ ترک کرنے ملاقات کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اور کہا مازری نے کہ عذر واسطے علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے بیچ پیچھے رہنے ان کے باوجود اس چیز کے کہ عذر کیا خود حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ یہ ہے کہ کفایت کرتا ہے بیچ بیعت امام کے یہ کہ واقع ہو اہل حل اور عقد سے اور نہیں واجب ہے جمع کرنا تمام کا اور نہ یہ لازم ہے کہ ہر ایک اس کے پاس حاضر ہو اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھے بلکہ کفایت کرتا ہے لازم کر لینا اس کی فرمانبرداری کا اپنے اوپر اور تابع ہونا واسطے اس کے ساتھ اس طور کے کہ اس کی مخالفت نہ کرے اور تھا یہ حال حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کا کہ نہیں واقع ہوا اس سے مگر پیچھے رہنا حاضر ہونے سے نزدیک ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور ذکر کیا ہے میں نے سبب اس کا اور یہ جو کہا واسطے مکروہ جاننے اس کے کہ عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوں تو سبب اس کا یہ ہے کہ لوگوں کو معلوم تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ مزاج کے کڑے ہیں اور بات چیت میں سخت گو ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نرم مزاج تھے سو خوف کیا انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے حاضر ہونے سے بہت ہونا عتاب کا جو پہنچاتا ہے کبھی طرف خلافت اس چیز کے کہ قصد کی ہے انہوں نے صلح سے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے یعنی ہمیشہ ذکر کرتے رہے علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کو یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہا مازری نے اور شاید علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نہیں مشورہ لیا ان سے بڑے بڑے کاموں میں جن میں ایسے آدمی سے مشورہ لینا واجب تھا یا اشارہ کیا اس کی طرف کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے عقد خلافت میں پہلے مشورہ نہیں لیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عذر یہ ہے وہ ڈرے کہ اگر بیعت میں دیر ہوئی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی اختلاف پیدا ہو واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی تھی انصار سے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے بیچ حدیث سقیفہ کے پس نہ انتظار کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کا اور یہ جو کہا اُن مالوں سے یعنی جن کو حضرت ﷺ نے چھوڑا زمین خیبر وغیرہ سے اور مدینے میں جو اللہ نے آپ کو عطا کیا وہ بنی نضیر اور قریظہ کی زمین تھی کہا قرطبی نے جو غور کرے اس چیز میں کہ واقع ہوئی درمیان علی رضی اللہ عنہ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے باہم عتاب اور عذر کرنے سے اور اس چیز کو کہ بغل گیر ہے یہ انصاف کو تو پہچان لے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کی بزرگی کا اقرار کرتے تھے اور یہ کہ دل ان کے متفق تھا اوپر تعظیم اور محبت کے اگرچہ طبع بشری بھی کبھی غالب ہو جاتی تھی لیکن دیانت اس کو رد کرتی ہے اور البتہ تمسک کیا ہے رافضیوں نے ساتھ پیچھے رہنے علی رضی اللہ عنہ کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت

سے یہاں تک کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں اور ان کا ہذیان اس میں مشہور ہے اور اس حدیث میں وہ چیز ہے جو ان کی حجت کو دفع کرتی ہے اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ابتداء امر میں بیعت کی تھی اور صحیح کہا ہے اس حدیث کو ابن حبان وغیرہ نے اور مسلم میں زہری سے واقع ہوا ہے کہ ایک مرد نے اس سے کہا کہ نہیں بیعت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہاں تک کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں زہری نے کہا نہیں اور نہ کسی نے بنی ہاشم میں سے لیکن ضعیف کہا ہے اس حدیث کو بیہقی نے ساتھ اس طور کے کہ زہری نے اس کو مسند نہیں کیا اور روایت موصولہ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے صحیح تر ہے اور تطبیق دی ہے اس کے غیر نے بایں طور کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دوبارہ بیعت کی واسطے پکا کرنے پہلی بیعت کے واسطے دور کرنے اس چیز کے کہ واقع ہوئی بہ سبب میراث کے جیسا کہ پہلے گزرا اور بنا بریں اس کے پس محمول ہوگا قول زہری کا کہ نہیں بیعت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ان دنوں میں اوپر ارادے ملازمت کے واسطے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اور حاضر ہونے کے نزدیک ان کے اور وہ چیز کہ مانند اس کے ہے اس واسطے کہ ایسے آدمی کا ایسے آدمی کی ملاقات کو ترک کرنا وہم دلاتا ہے ناواقف آدمی کو کہ وہ بہ سبب ناراض ہونے اس کے ہے ساتھ خلافت اس کی کے پس مطلق بولا جس نے اس کو مطلق بولا اور اسی سبب سے ظاہر کی حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے وہ بیعت جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مرنے کے بعد واقع ہوئی واسطے دور کرنے اس شبہے کے۔ (فتح)

۳۹۱۴۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا حَرَمِیٌّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عُمَارَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا فُتِحَتْ خَیْبَرُ قُلْنَا الْاٰنَ نَشْبَعُ مِنَ التَّمْرِ.

۳۹۱۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا کہ اب ہم کھجوروں سے پیٹ بھریں گے۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ خیبر میں کھجوروں کے بہت درخت ہیں اور اس میں اشارہ ہے کہ وہ اس کے فتح ہونے سے پہلے تنگ گزران تھے اسی واسطے ان کو اتنی خوشی ہوئی۔

۳۹۱۵۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ حَبِیْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا شَبِعْنَا حَتّٰی فَتَحْنَا خَیْبَرَ.

۳۹۱۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ نہیں کھایا ہم نے پیٹ بھر کے یہاں تک کہ ہم نے خیبر کو فتح کیا۔

فائدہ: یہ حدیث تائید کرتی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو جو اس سے پہلے ہے۔ (فتح)

بَابُ اسْتِعْمَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ۔ حاکم بنانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیبر والوں پر۔

وَسَلَّمَ عَلٰی أَهْلِ خَيْبَرَ.

فائدہ: یعنی فتح ہونے کے بعد اس کے پھلوں کو بڑھانے کے واسطے۔

۳۹۱۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰی خَيْبَرَ فَجَآئَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَخَا بَنِي عَدِيٍّ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِلٰی خَيْبَرَ فَأَمَّرَهُ عَلَيْهَا وَعَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ مِّثْلَهُ.

۳۹۱۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو خیبر کا حاکم کر کے بھیجا سو وہ عمدہ قسم کی کھجور جس کو جنیب کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی عمدہ ہوتی ہیں؟ اس نے کہا نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت! بلکہ ہم ناقص کھجور دو صاع دے کر ایک صاع عمدہ کھجور لیتے ہیں اور تین صاع دے کر دو صاع لیتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کر بلکہ ناقص کھجور کو چاندی کے درہموں سے بیچ ڈالا کر پھر درہموں سے عمدہ قسم کی کھجور خرید لیا کر اور کہا عبدالعزیز نے عبدالمجید سے اس نے روایت کی سعید سے کہ حدیث بیان کی اس سے ابوسعید رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عدی کے بھائی کو کہ انصار میں سے ہے خیبر کی طرف سو اس کو خیبر کا حاکم کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بیوع کے اخیر میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مُعَامَلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ خَيْبَرَ.

باب ہے بیان میں معاملہ کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیبر والوں سے۔

۳۹۱۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۳۹۱۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین اور درخت یہود کو دیئے اس پر کہ اس میں محنت کریں اور کھیتی کریں اور ان کے واسطے آدھا

وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا.

حصہ اس چیز کا ہے جو اس سے پیدا ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مزارعت میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الشَّاةِ الَّتِي سُمَّتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ رَوَاهُ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں اس بکری کے کہ زہر ڈالی گئی بیچ اس کے واسطے حضرت ﷺ کے خیبر میں روایت کیا ہے اس مضمون کو عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس نے روایت کی ہے حضرت ﷺ سے

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جو حضرت ﷺ کی وفات میں مذکور ہے اور اس کا ذکر وہاں آئے گا۔

۳۹۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ.

۳۹۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہدیہ بھیجی گئی واسطے حضرت ﷺ کے ایک بکری جس میں زہر ملی تھی۔

فائدہ: یہاں یہ حدیث مختصر ہے اور پوری حدیث جزیہ کے اخیر میں گزر چکی ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جمع کرو واسطے میرے جو یہود یہاں رہتے ہیں اور اس کی شرح طب میں آئے گی اور کہا ابن اسحاق نے کہ جب فتح خیبر کے بعد حضرت ﷺ کو اطمینان ہوا تو زینب حارث کی بیٹی نے آپ کے واسطے ایک بکری بھنی ہوئی تحفہ بھیجی اور اس نے کسی سے پوچھا تھا کہ بکری کا کون عضو آپ ﷺ کو زیادہ تر محبوب ہے؟ کہا گیا کہ بکری کا ہاتھ تو اس نے اس میں بہت زہر ڈالی سو جب حضرت ﷺ نے بکری کا ہاتھ لیا تو اس سے ایک بوٹی لے کر منہ میں چبائی اور اس کو نہ نگلا اور کھایا یا ساتھ آپ کے بشر بن براء نے اس سے ایک لقمہ نگلا پس ذکر کیا قصہ اور یہ کہ حضرت ﷺ نے اس سے درگزر کی اور بشر اس کے سبب سے مر گیا بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی عورت نے حضرت ﷺ کے واسطے ایک زہر دار بکری تحفہ بھیجی حضرت ﷺ نے اس سے کھایا اور اپنے اصحاب کو اس سے کھلایا اور اصحاب سے فرمایا کہ باز رہو اس واسطے کہ اس میں زہر ہے اور حضرت ﷺ نے اس عورت سے فرمایا کہ تو نے اس میں زہر کیوں ملایا اس کا کیا باعث ہے؟ اس نے کہا میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اگر تو پیغمبر ہو گا تو اللہ تجھ کو اطلاع دے گا اور اگر تو (معاذ اللہ) جھوٹا ہو گا تو لوگ تجھ سے آرام پائیں گے کہا زہری نے سو وہ مسلمان ہو گئی حضرت ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا کہا معمر نے اور لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کو مار ڈالا تھا

کہا بیہقی نے احتمال ہے کہ پہلے اس کو چھوڑ دیا ہو پھر جب بشر اس کے لقمے سے مر گیا تو حضرت ﷺ نے اس کو مار ڈالا اور ساتھ اس کے جواب دیا ہے سہیلی نے اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس واسطے چھوڑ دیا تھا کہ آپ اپنی ذات کے واسطے کسی سے بدلا نہیں لیتے تھے پھر اس کو بشر کے قصاص میں مار ڈالا۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ پہلے اس کو اس واسطے چھوڑا ہو کہ وہ مسلمان ہو گئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے قتل میں دیر کی بشر کے مرنے تک اس واسطے کہ اس کے مرنے سے تحقیق ہوا واجب ہونا قصاص کا ساتھ شرط اس کی کے اور واقدی نے زہری سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے اس عورت سے کہا کہ تو نے اس میں زہر کیوں ڈالی ہے؟ اس نے کہا کہ تم نے میرے باپ اور چچا اور خاوند اور بھائی کو قتل کیا اور اس کے خاوند کا نام سلام بن مشکم تھا اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ وہ مرحب کی بھتیجی تھی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس عورت نے کہا کہ اب مجھ کو ظاہر ہوا کہ آپ بیشک سچے ہیں اور میں گواہ کرتی ہوں آپ کو اور سب حاضرین کو کہ میں آپ کے دین پر ہوں اور یہ کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور البتہ شامل ہوا ہے قصہ خیبر کا بہت حکموں پر ایک حکم ان میں سے جائز ہونا قتال کفار کا ہے حرام کے مہینوں میں اور لوٹنا اس شخص کا کہ جس کو دعوت اسلام کی پہنچ چکی ہو بغیر ڈرانے کے اور بانٹنا غنیمت کا حصوں پر اور کھانا اس کھانے کا جو مشرکین سے پایا جائے بانٹنے سے پہلے واسطے اس کے جو اس کا محتاج ہو اس شرط سے کہ اس کو جمع نہ کرے اور نہ کسی اور کو دے اور مدد لشکر کی جب حاضر ہو بعد موقوف ہونے لڑائی کے اس کو حصہ دیا جائے اگر راضی ہو لشکر جیسا کہ واقع ہوا واسطے جعفر اور اشعریوں کے اور جب کہ لشکر راضی نہ ہو تو اس کو حصہ نہ دیا جائے جیسا کہ واقع ہوا واسطے ابان بن سعید اور اس کے ساتھیوں کے اور ساتھ اس کے تطبیق ہوتی ہے درمیان حدیثوں کے اور ان میں سے ایک حکم گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت کا حرام کرنا ہے اور جس چیز کا گوشت کھانا حلال نہ ہو ذبح کرنے سے پاک نہیں ہوتا اور حرام کرنا عورتوں کے متعہ کا اور جائز ہونا مساقات اور مزارعت کا یعنی بٹائی پر زمین دینا اور آدھا یا تہائی چوتھائی کا حصہ ٹھہرانا اور ثابت ہوتا ہے عقد صلح اور پیمان کا اُن لوگوں سے جن پر بدگمانی ہو اور یہ کہ جو مخالفت کرے ذمی کافروں میں سے اس چیز کو کہ شرط کی گئی ہے اوپر اس کے تو اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے اور اس کا خون معاف ہے یعنی اگر اس کو کوئی مسلمان مار ڈالے تو اس پر قصاص نہیں آتا اور یہ کہ اگر کوئی شخص غنیمت میں سے کچھ چیز لے تقسیم ہونے سے پہلے تو وہ اس کا مالک نہیں ہوتا اگرچہ اس کے حق سے کم ہو اور یہ کہ امام کو اختیار ہے بیچ اس زمین کے جو قہر اور غلبے سے فتح ہو کہ چاہے اس کو تقسیم کرے یا نہ کرے اور یہ کہ جائز ہے جلا وطن کرنا اہل ذمہ کا جب کہ ان کی کچھ حاجت نہ ہو اور یہ کہ جائز ہے شادی کرنی ساتھ بیوی کے سفر میں اور کھانا اہل کتاب کے کھانوں سے اور قبول کرنا تحفے ان کے کا ہے اور اکثر یہ احکام اپنے بابوں میں مذکور ہیں، واللہ الہادی للصواب۔

بَابُ غَزْوَةِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ. باب ہے بیان میں جنگ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: زید رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے آزاد کیے ہوئے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے باپ تھے۔

۳۹۱۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ عَلٰى قَوْمٍ فَطَعَنُوْا فِيْ إِمَارَتِهِ فَقَالَ إِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ إِمَارَتِهِ فَقَدْ طَعَنْتُمْ فِيْ إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلِهِ وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ كَانَ خَلِيْقًا لِّلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ.

۳۹۱۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو ایک قوم پر سردار کیا تو بعض لوگوں نے اس کی سرداری میں طعن کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اب طعنہ کرتے ہو اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں تو البتہ تم تو اس کے باپ یعنی زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں بھی طعنہ کرتے تھے اس سے پہلے اور قسم ہے اللہ کی البتہ زید رضی اللہ عنہ سرداری کے لائق تھا اور وہ مجھ کو سب لوگوں سے زیادہ پیارا تھا اور البتہ یہ اسامہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد سب لوگوں سے میرے نزدیک زیادہ پیارا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی کے اخیر میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے سو تم تو اس کے باپ کی سرداری میں بھی طعنہ کرتے تھے اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے سات جنگیں کیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ہم پر سردار کرتے تھے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو طبرانی وغیرہ نے اس میں سے ساتویں جنگ بنی فزارہ کے چند لوگوں کی طرف تھی اور اس کا بیان یوں ہے کہ زید رضی اللہ عنہ اس سے پہلے تجارت کے واسطے نکلا تھا سو بنی فزارہ کے چند لوگ اس پر دوڑے سو انہوں نے اس کا سب اسباب چھین لیا اور اس کو مارا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ لشکر دیا سو زید رضی اللہ عنہ ان پر غالب ہوا اور ام فرقہ کو مار ڈالا وہ ایک عورت تھی اس کا نام فاطمہ تھا ربیعہ کی بیٹی تھی اس کے خاوند کا نام مالک تھا اور وہ ان میں سردار تھی پس کہتے ہیں کہ زید رضی اللہ عنہ نے اس کو دو گھوڑوں کی دم سے باندھ کر گھسیٹا وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور اس کے بیٹی بڑی خوبصورت تھی وہ قید ہوئی اور شاید یہی جنگ مراد ہے بخاری کی۔ (فتح)

بَابُ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ. باب ہے بیان میں عمرہ قضا کے۔

فائدہ: اگر کوئی سوال کرے کہ یہ عمرہ ہے اس کو جنگوں میں کیوں ذکر کیا تو کہا علماء نے کہ اس کو جنگ کہنے کی یہ وجہ ہے جو ذکر کی ہے موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں ابن شہاب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تیار ہو کر ساتھ ہتھیاروں اور لڑنے والوں کے واسطے اس خوف کے کہ قریش سے دغا واقع ہو یہ خبر قریش کو پہنچی وہ گھبرا گئے سو مکرز (قریش کا وکیل) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آملا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خبر دی کہ ہم اپنی شرط پر قائم ہیں اور یہ کہ نہ داخل ہوں گے ہم

مکہ میں ساتھ ہتھیاروں کے مگر ساتھ تلواروں کے ان کے غلافوں میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہم نکلے ہیں اس شکل سے واسطے احتیاط کے تو مکرز کو یقین ہوا حضرت ﷺ ہتھیاروں کو ایک جماعت اصحاب کے ساتھ حرم سے باہر چھوڑ گئے یہاں تک کہ پھریں اور نہیں لازم آتا بولنے جنگ کے سے واقع ہونا لڑائی کا اور کہا ابن اثیر نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل کیا ہے بخاری نے عمرہ قضا کو مغازی میں اس واسطے کہ اس کا سبب جنگ حدیبیہ تھا اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ سبب نام رکھنے اس کے ساتھ عمرہ قضا کے یعنی اس کا نام عمرہ قضا کیوں رکھا گیا سو بعض کہتے ہیں کہ مراد وہ چیز ہے جو واقع ہوئی مقاضاۃ سے درمیان مشرکین اور مسلمانوں کے صلح نامہ سے جو ان کے درمیان حدیبیہ میں لکھا گیا پس مراد ساتھ قضا کے فیصلہ ہے جس پر صلح واقع ہوئی اور اسی واسطے کہا جاتا ہے اس کو عمرہ قضیہ کہا اہل لغت نے قاضی فلانا عاهده یعنی قاضی فلانا کے معنی ہیں عہد کیا فلاں سے وقاضاه عاوضه یعنی اور قاضی کے معنی یہ بھی ہیں کہ اس کو معاوضہ دیا پس احتمال ہے کہ نام رکھنا اس کا ساتھ اس کے واسطے دو امروں کے ہو کہا ہے اس کو عیاض نے اور ترجیح دیتا ہے دوسری وجہ کو نام رکھنا اس کا قصاص اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ﴾ سہیلی نے کہا کہ نام رکھنا اس کا عمرہ قصاص اولیٰ ہے اس واسطے کہ یہ آیت اس کے حق میں اتری۔ میں کہتا ہوں کہ اسی طرح روایت کیا ہے اس کو ابن جریر وغیرہ نے مجاہد سے اور اسی طرح مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا سہیلی نے کہ نام رکھا گیا عمرہ قضا اس واسطے کہ صلح کی اس میں حضرت ﷺ نے قریش سے نہ اس واسطے کہ وہ قضا ہے اس عمرے سے جس سے روکے گئے اس واسطے کہ وہ فاسد نہیں ہوا تھا کہ اس کی قضا واجب ہو بلکہ پورا عمرہ تھا اسی واسطے علماء نے حضرت ﷺ کے چار عمرے گنے ہیں جیسے کہ پہلے گزر چکی ہے تقریر اس کی حج میں اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ بلکہ یہ عمرہ پہلے عمرے سے قضا تھا اور گنا گیا عمرہ حدیبیہ کا عمروں میں واسطے ثابت ہونے اجر کے بیچ اس کے نہ اس لیے کہ وہ کامل ہو گیا تھا اور یہ خلاف مبنی ہے اوپر اختلاف کے بیچ واجب ہونے قضا کے اس شخص پر جو عمرے کا احرام باندھے اور خانے کعبے میں جانے سے روکا جائے پس کہا جمہور نے کہ واجب ہے اس پر قربانی اور نہیں قضا اوپر اس کے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے عکس اس کا ہے اور احمد سے ایک روایت میں ہے کہ نہ اس پر قربانی لازم ہے اور نہ قضا اور ایک روایت میں ہے کہ لازم ہے اس پر قربانی اور قضا اور جمہور کی حجت یہ آیت ہے ﴿فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ یعنی اگر تم روکے جاؤ تو جو میسر ہو ہدی سے ، اور حجت ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ عمرہ لازم ہو جاتا ہے ساتھ شروع کرنے کے پس جب روکا جائے تو جائز ہے واسطے اس کے تاخیر کرنا اس کا یعنی جائز ہے اس کو ادا کرنا ساتھ دیر کے پس جب روکنا دور ہوا اور راہ کھل جائے تو اس کو ادا کرے اور نہیں لازم آتا حلال ہونے سے درمیان دو احراموں کے ساقط ہونا قضا کا اور جو اس کو واجب کرتا ہے اس کی حجت وہ چیز ہے جو واقع ہوئی واسطے اصحاب کے اس واسطے کہ انہوں نے قربانیوں کو ذبح کیا

جس جگہ میں روکے گئے اور عمرہ کیا آئندہ سال میں اور قربانی کے جانور اپنے ساتھ ہانک لائے اور جو اس کو واجب نہیں کہتا اس کی حجت یہ ہے کہ حلال ہونا ان کا ساتھ حصر کے نہیں موقوف ہے اوپر ذبح کرنے قربانی کے بلکہ جس کے ساتھ قربانی تھی اس سے فرمایا کہ اس کو ذبح کرے اور جس کے ساتھ قربانی نہیں تھی اس کو حکم دیا کہ سر منڈوائے کہا ابن اسحاق نے کہ نکلے حضرت ﷺ ذی قعدہ میں مثل اس مہینے کے جس میں مشرکوں نے حضرت ﷺ کو روکا تھا عمرہ قضا کا احرام باندھ کر بدلے اس عمرے کے جس سے روکے گئے تھے اسی طرح ذکر کیا ہے اہل مغازی نے کہ حضرت ﷺ عمرہ قضا کی طرف ذی قعدہ میں نکلے اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمرہ قضیہ ذی قعدہ میں تھا اور کہا حاکم نے اکلیل میں کہ حدیثیں اس باب میں متواتر وارد ہوئی ہیں کہ جب ذی قعدہ کا چاند نظر آیا تو حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اپنی قضا عمرے کے واسطے احرام باندھیں اور یہ کہ نہ پیچھے رہے کوئی ان میں سے جو حدیبیہ میں حاضر ہوا سو سب لوگ نکلے مگر جو شہید ہوا اور ان کے سوائے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ عمرے کو نکلے پس تھی گنتی ان کی دو ہزار سوائے عورتوں کے اور لڑکوں کے اور اس کا نام عمرہ صلح بھی رکھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تو اس کے چار نام ہوئے قضا اور قضیہ اور قصاص اور صلح۔ (فتح)

ذَكَرَهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی ذکر کیا ہے اس کو انس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: مراد ساتھ اس کے وہ حدیث ہے جس کو عبدالرزاق نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ داخل ہوئے حضرت ﷺ کے میں عمرہ قضا میں۔

۳۹۲۰۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتَّى قَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يُقِيمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوا هٰذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ قَالُوا لَا نُقِرُّ لَكَ بِهٰذَا لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ مَا مَنَعْنَاكَ شَيْئًا وَلٰكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ أَنَا رَسُولُ

۳۹۲۰۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ذی قعدہ میں عمرے کا قصد کیا یعنی چھٹے سال ہجری میں سو کفار مکہ نے آپ کو کے میں جانے سے روکا اور کہا کہ ہم آپ کو کے میں نہیں جانے دیں گے یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے ان سے صلح کی اس پر کہ آپ ﷺ کے میں تین دن ٹھہریں یعنی آئندہ سال کو سو جب انہوں نے صلح نامہ لکھا یعنی اس کے لکھنے کا ارادہ کیا تو لکھا یہ یعنی مافی الذہن وہ چیز ہے جس پر صلح کی محمد ﷺ اللہ کے رسول نے کفار قریش نے کہا کہ ہم اس کا اقرار نہیں کرتے کہ تو اللہ کا رسول ہے اور اگر ہم جانتے کہ تو اللہ کا رسول ہے تو ہم تجھ کو کسی چیز سے منع نہ کرتے لیکن تو

اللّٰهِ وَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اُمْحُ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ عَلِيٌّ لَا وَاللّٰهِ لَا اَمْحُوْكَ اَبَدًا فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ وَلَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ السِّلَاحَ اِلَّا السَّيْفَ فِي الْقِرَابِ وَاَنْ لَّا يَخْرُجَ مِنْ اَهْلِهَا بِاَحَدٍ اِنْ اَرَادَ اَنْ يَّتْبَعَهٗ وَاَنْ لَّا يَمْنَعَ مِنْ اَصْحَابِهٖ اَحَدًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّقِيْمَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْاَجَلُ اَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا قُلْ لِصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْاَجَلُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبِعَتْهُ ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِيْ يَا عَمِّ يَا عَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَاَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ دُوْنَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ حَمَلَتْهَا فَاخْتَصَمَ فِيْهَا عَلِيٌّ وَّزَيْدٌ وَّجَعْفَرٌ قَالَ عَلِيٌّ اَنَا اَخَذْتُهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّيْ وَقَالَ جَعْفَرٌ ابْنَةُ عَمِّيْ وَخَالَتُهَا تَحْتِيْ وَقَالَ زَيْدٌ ابْنَةُ اَخِيْ فَقَضٰى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ وَقَالَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ اَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ وَقَالَ لِزَيْدٍ اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا وَقَالَ عَلِيٌّ اَلَا تَتَزَوَّجُ بِنْتَ حَمْزَةَ قَالَ اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ.

محمد ﷺ بیٹا عبداللہ کا ہے یعنی لکھ یہ وہ چیز ہے جس پر صلح کی محمد بن عبداللہ نے حضرت ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور میں محمد ﷺ بیٹا عبداللہ کا ہوں یعنی دونوں صفتیں آپس میں لازم ہیں جدا نہیں ہوتیں برابر ہیں کہ دونوں ذکر کی جائیں یا ایک پھر آپ ﷺ نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹا دے، علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں اس کو کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ سو حضرت ﷺ نے صلح نامہ لیا حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اور حالانکہ حضرت ﷺ خوب نہیں لکھنا جانتے تھے سو حضرت ﷺ نے لکھا، یہ وہ چیز ہے کہ صلح کی اس پر محمد ﷺ بن عبداللہ نے کہ مکے میں ہتھیاروں کو نہ لائیں مگر اس طرح کہ تلواریں غلافوں میں ہوں اور یہ کہ مکے والوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اگر کوئی ارادہ کرے کہ آپ ﷺ کے ساتھ جائے اور یہ کہ اگر کوئی آپ کے اصحاب میں سے مکے میں رہنا چاہے تو اس کو منع نہ کریں سو جب حضرت ﷺ (آئندہ سال کو) مکے میں داخل ہوئے اور مدت گزر گئی یعنی ٹھہرنے کی کہ تین دن قرار پائی تھی تو کفار قریش حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے ساتھی سے کہہ یعنی حضرت ﷺ کو کہ ہمارے شہر سے یعنی مکے سے نکلو کہ البتہ مدت گزر گئی سو حضرت ﷺ مکے سے نکلے سو حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی آپ ﷺ کے ساتھ ہوئی پکارتی تھی اے چچا اے چچا! سو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اس کو لیا اور اس کا ہاتھ پکڑا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ لے اپنے چچا کی بیٹی کو سو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کجاوے میں اٹھایا سو علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ اس کی پرورش میں جھگڑے یعنی ہر ایک چاہتا تھا کہ اس کو میں پالوں حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کو لیتا

ہوں اور حالانکہ وہ میری چچیری بہن ہے، جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری چچیری بہن ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے اور زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری بھتیجی ہے سو حکم دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ واسطے خالہ اس کی کے اور فرمایا کہ خالہ بمقام ماں کے ہے اور علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں اور جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہے اور زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو ہمارا بھائی اور ہمارا آزاد کردہ ہے علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح نہیں کرتے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی مجھ پر حلال نہیں کہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب انہوں نے صلح نامہ لکھا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لکھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تو سہیل (کافروں کے وکیل) نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کیا چیز ہے لیکن جو ہم پہچانتے ہیں بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اور یہ جو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں اس کو نہیں مٹاؤں گا تو شاید انہوں نے سمجھا ہوگا کہ یہ امر ایجاب کے واسطے نہیں اسی واسطے باز رہے اس کے بجا لانے سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھ کو دکھلا حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے آپ کو دکھلایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹایا اور نسائی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ خبردار ہو تیرے ساتھ بھی یہی معاملہ واقع ہوگا اور تو اس کو کرے گا لاچار ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا اس چیز کی طرف کہ واقع ہوئی واسطے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے دن دونوں منصفوں کے سو اسی طرح واقع ہوا اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوب لکھ نہیں سکتے تھے تو احمد کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی جگہ قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لکھا اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ ظاہر اس روایت کے ابو الولید باجی نے سو اس نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے لکھا بعد اس کے کہ خوب نہ لکھنا جانتے تھے سو اندلس کے علماء نے اس کو اس زمانے میں برا کہا اور اس کو زندیق ٹھہرایا اور کہا کہ یہ قول اس کا قرآن کے مخالف ہے سو حاکم وقت نے ان کو جمع کیا تو غالب ہوا ابو الولید اوپر ان کے ساتھ اس چیز کے کہ تھی نزدیک اس کے معرفت سے اور حاکم سے کہا کہ یہ قرآن کے مخالف نہیں بلکہ لیا جاتا ہے قرآن کے مفہوم سے اس واسطے کہ وہ قید ہے

نفی کے ساتھ اس چیز کے کہ قرآن کے اترنے سے پہلے ہے پس اللہ نے فرمایا ﴿وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْ مِنْ قَبْلِهٖ وَلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ﴾ یعنی نہ تھا تو پڑھتا اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے اور اس کے بعد کہ ثابت ہوا امی ہونا آنحضرت ﷺ کا اور قرار پایا ساتھ اس کے معجزہ آپ کا اور بے خوف ہوئے شک سے بیچ اس کے تو نہیں ہے کوئی مانع اس سے کہ پہچانیں کتابت کو اس کے بعد بغیر تعلیم کے پس یہ اور معجزہ ہوگا اور کہا ابن دحیہ نے کہ ایک جماعت علماء کی ابوالولید کو اس میں موافق ہوئے ہیں اور اسی طرح روایت ہے مجاہد وغیرہ سے کہ حضرت ﷺ نے لکھا بعد اترنے قرآن کے اوپر آپ کے کہا عیاض نے کہ وارد ہوئے ہیں آثار جو دلالت کرتے ہیں اوپر پہچاننے حروف خط کے اور خوب تصویر ان کی کے اور وہ آثار اگرچہ ان سے ثابت نہیں کہ حضرت ﷺ نے لکھا ہے لیکن نہیں بعید ہے کہ آپ کو لکھنے کا علم دیا گیا ہو اس واسطے کہ آپ کو ہر چیز دی گئی ہے اور جواب دیا ہے جمہور نے اس کے ساتھ کہ یہ حدیثیں ضعیف ہیں اور قصے حدیبیہ سے کہ قصہ ایک ہے اور کاتب اس میں علی رضی اللہ عنہ ہیں اور البتہ تصریح کی ہے مسور کی حدیث میں کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی نے صلح نامہ لکھا تھا اور کتب کے معنی ہیں کہ حکم کیا ساتھ لکھنے کے اور یہ بہت ہے حدیثوں میں جیسا کہ كَتَبَ اِلٰى قَيْصَرَ وَ كَتَبَ اِلٰى كِسْرٰى یعنی لکھا یعنی حکم دیا لکھنے کا قیصر اور کسریٰ کی طرف اور یا اس میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو مٹایا پھر علی رضی اللہ عنہ کو دیا سو علی رضی اللہ عنہ نے لکھا اور اگر اس کو اپنے ظاہر پر محمول کیا جائے تو نہیں لازم آتا لکھنے اسم مبارک کے سے اس دن میں حالانکہ آپ خوب نہ لکھنا جانتے تھے یہ کہ لکھنے کے عالم ہوں اور امی نہ رہیں اس واسطے کہ بہت لوگ ایسے ہیں کہ لکھنا نہیں جانتے لیکن بعض لفظوں کی صورت کو پہچانتے ہیں اور ان کو اپنے ہاتھ سے خوب لکھنا جانتے ہیں خاص کر ناموں کو اور نہیں نکلتا وہ ساتھ اس کے امی ہونے سے مثل بہت بادشاہوں کے اور احتمال ہے کہ جاری ہوا ہو ہاتھ آپ ﷺ کا ساتھ لکھنے کے اس وقت اور حالانکہ آپ لکھنا نہیں جانتے تھے پس نکلا مکتوب موافق مراد کے پس ہوگا معجزہ دوسرا اس وقت میں خاص کر اور نہیں نکلتے ساتھ اس کے اپنے امی ہونے سے اور ساتھ اسی کے جواب دیا ہے ابوجعفر سمنانی نے جو ایک امام اصول کے ہیں اشاعرہ میں سے اور تابع ہوا ہے اس کا ابن جوزی اور کہا سہیلی نے کہ اس پر یہ شبہ آتا ہے کہ اندریں صورت حضرت ﷺ امی نہیں رہتے حالانکہ آپ امی ہیں اور سہیلی کے اس قول میں بڑی نظر ہے یعنی یہ قول اس کا ٹھیک نہیں ہے اور یہ جو کہا کہ جب مدت گزر گئی یعنی گزرنے کے قریب ہوئی اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نکلے تو ایک روایت میں ہے کہ جب چوتھا دن ہوا تو سہیل اور حویطب آپ ﷺ کے پاس آئے سو دونوں نے کہا کہ ہم تم کو اللہ کی قسم دیتے ہیں کہ تم ہماری زمین سے نکل جاؤ سو رد کیا اس پر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے تو حضرت ﷺ نے اس کو چپ کرایا اور کوچ کا حکم دیا اور حاکم کی روایت میں ہے کہ شاید حضرت ﷺ داخل ہوئے تھے اول دن میں پس نہ پورے ہوئے تین دن مگر بیچ مانند اس وقت کے چوتھے دن سے جس میں داخل ہوئے تھے

ساتھ تلفیق کے یعنی کچھ پہلے دن سے لیا اور کچھ چوتھے دن سے لے کر تیسرا دن پورا کیا اور حضرت ﷺ اول دن میں آئے تھے قریب آنے اس وقت کے اور حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا نام عمارہ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بھائی بنایا تھا اور عمارہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی اپنی ماں کے ساتھ مکے میں تھی اور یہ جو اس نے کہا اے چچا! اے چچا! تو گویا اس نے خطاب کیا حضرت ﷺ کو اس کے ساتھ واسطے تعظیم آپ کی کے نہیں تو وہ حضرت ﷺ کے چچا کی بیٹی ہے یا بہ نسبت اس کے کہ اگرچہ نسبت میں آپ کے چچا کی بیٹی تھی لیکن حمزہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دودھ شریک بھائی تھے اور تحقیق برقرار رکھا اس کو حضرت ﷺ نے اس کے اوپر ساتھ قول اس کے واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کہ اپنی چچیری بہن کو لے اور یہ جو کہا کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ جھگڑے تو تھا جھگڑنا ان کا اس کے بعد کہ مدینے میں آئے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تجھ کو کس نے نکالا؟ کہا کہ ایک مرد نے آپ کے گھر والوں سے اور نہیں حکم کیا تھا حضرت ﷺ نے ساتھ نکلنے اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ برقرار رکھا ان کو حضرت ﷺ نے اس کے لینے پر باوجودیکہ حضرت ﷺ نے مشرکین سے شرط کی تھی کہ مکے والوں میں کسی کو ساتھ نہ لے جائیں گے اگر کوئی نکلنا چاہے اس واسطے کہ انہوں نے اس کو طلب نہ کیا اور نیز پہلے گزر چکا ہے شروط میں اور آئندہ بھی آئے گا کہ مسلمان عورتیں اس عہد میں داخل نہیں تھیں لیکن اترا قرآن اس میں بعد پھرنے ان کے طرف مدینے کی اور ایک روایت میں ہے کہ جھگڑنے کے ساتھ ان کی آوازیں بلند ہوئیں سو حضرت ﷺ نیند سے جاگے اور یہ جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری چچیری بہن ہے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میرے نکاح میں حضرت ﷺ کی بیٹی ہے اور وہ اس کی زیادہ تر حق دار ہے اور واسطے ہر ایک کے ان تینوں میں سے شبہ تھا رہے زید رضی اللہ عنہ پس واسطے بھائی ہونے کے جس کو ذکر کیا اور اس واسطے کہ اسی نے اس کو پہلے مکے سے نکالا تھا اور اسی طرح علی رضی اللہ عنہ پس اس واسطے کہ وہ اس کے چچیرے بھائی تھے اور اٹھایا اس کو ساتھ بیوی اپنی کے یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اور اسی طرح جعفر رضی اللہ عنہ پس اس واسطے کہ وہ اس کے چچیرے بھائی تھے اور اس کی خالہ ان کے نکاح میں تھی پس ترجیح پائے گی یہی جانب جعفر رضی اللہ عنہ کی ساتھ جمع ہونے قرابت مرد اور عورت کے اس سے سوائے دوسروں کے اور یہ جو کہا کہ خالہ یعنی ماں کی بہن بمقام ماں کے ہے یعنی اس حکم خاص میں اس واسطے کہ وہ قریب ہوتی ہے مہربانی اور شفقت میں اور ہے بیچ اس کے واسطے اس شخص کے کہ گمان کرتا ہے کہ خالہ وارث ہوتی ہے بھانجی کی اس واسطے کہ ماں وارث ہوتی ہے اور یہ جو ایک روایت میں ہے کہ خالہ ماں ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ بمقام ماں کے ہے نہ یہ کہ وہ حقیقی ماں ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ خالہ پرورش میں مقدم ہے پھوپھی پر اس واسطے کہ صفیہ عبدالمطلب کی بیٹی یعنی اس لڑکی کی پھوپھی اس وقت موجود تھیں اور جب مقدم کی گئی خالہ پھوپھی پر باوجودیکہ وہ قریب تر ہے سب عصبوں میں عورتوں میں سے تو مقدم ہوگی اس کے غیر پر بطریق اولیٰ اور لیا جاتا ہے

اس سے مقدم کرنا ماں کی قرابتوں کا باپ کی قرابتوں پر اور احمد سے روایت ہے کہ پھوپھی مقدم ہے خالہ پر پرورش میں اور جواب دیا گیا ہے اس قصے سے کہ پھوپھی نے پرورش طلب نہیں کی اور اگر کہا جائے کہ خالہ نے بھی طلب نہیں کی تو کہا جائے گا کہ اس کے خاوند نے تو طلب کی تھی پس جس طرح کہ جائز ہے واسطے قرابتی پروردوں کے یہ کہ منع کرے پروردہ کو جب کہ وہ نکاح کرے پس اسی طرح جائز ہے واسطے خاوند کے بھی کہ منع کرے اس کو لینے اس کے سے پس جب واقع ہوئی رضا تو ساقط ہوا حرج اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں تعظیم ناطہ جوڑنے کی ساتھ اس طور کے کہ واقع ہوا جھگڑا درمیان بڑوں کے بیچ پہنچنے کی طرف اس کے اور یہ کہ حاکم بیان کرے دلیل حکم کی واسطے جھگڑنے والے کے اور یہ کہ خصم اپنی حجت بیان کرے اور یہ کہ پرورش کرنے والی عورت جب نکاح کرے ساتھ قریبی پروردوں کے تو اس کی پرورش کا حق ساقط نہیں ہوتا جب کہ پرورش کی گئی عورت ہو واسطے لینے کے ساتھ ظاہر اس حدیث کے کہا ہے اس کو احمد نے اور نیز اس سے روایت ہے کہ نہیں فرق ہے درمیان عورت اور مرد کے اور نہیں شرط ہے کہ محرم ہو لیکن شرط ہے کہ ہو امن میں اور لڑکی کو شہوت نہ ہو اور نہیں ساقط ہوتا حق پرورش کا مگر جب کہ نکاح کرے اجنبی سے اور معروف شافعیہ اور مالکیہ سے شرط ہے ہونا خاوند کا دادا پروردوں کا اور جواب دیا ہے انہوں نے اس قصے سے بایں طور کہ پھوپھی نے پرورش طلب نہیں کی تھی اور یہ کہ راضی ہوا تھا خاوند ساتھ ٹھہرنے اس کی کے نزدیک اس کے اور ہر وہ شخص کہ طلب کی پرورش اس کی واسطے اس کے تھی نکاح میں پس ترجیح پائی جعفر کی جانب نے اس واسطے کہ اس نے اس کی خالہ سے نکاح کیا تھا اور یہ جو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو میرا اور میں تیرا ہوں یعنی نسب میں اور دامادی میں اور پہلے مسلمان ہونے میں اور محبت میں اور سوائے اس کے اور نہیں مراد ہے محض قرابت نہیں تو جعفر رضی اللہ عنہ بھی اس میں ان کا شریک ہے اور یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہے تو اس میں جعفر رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور صورت میں تو اور اصحاب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے یعنی جعفر رضی اللہ عنہ کے سوا اور بھی بہت اصحاب تھے جن کی صورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملتی تھی اور وہ دس سے زیادہ ہیں ان میں سے ہیں حسنین اور فاطمہ رضی اللہ عنہم اور لیکن مشابہ ہونا خصلت اور سیرت میں پس یہ خصوصیت ہے واسطے جعفر رضی اللہ عنہ کے مگر یہ کہ کہا جائے کہ حاصل ہوا ہے مثل اس کی واسطے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں وہ چیز ہے جو اس کو چاہتی ہے لیکن یہ صریح نہیں جیسا کہ جعفر رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے اور یہ بڑی فضیلت ہے واسطے جعفر رضی اللہ عنہ کے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ﴿إِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو ہمارا بھائی ہے یعنی ایمان میں اور ہمارا مولا ہے یعنی اس جہت سے کہ آپ نے اس کو آزاد کیا تھا اور پہلے گزر چکا ہے کہ مولیٰ قوم کا قوم میں سے ہے پس واقع ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خوش کرنا سب کے دلوں کا اگرچہ جعفر رضی اللہ عنہ کے واسطے حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی کا حکم کیا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درحقیقت حکم

خالہ کے واسطے کیا تھا اور جعفر رضی اللہ عنہ تابع ہے واسطے اس کے اس واسطے کہ تھا وہ قائم بیچ طلب کرنے کے واسطے اس کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر وہ لڑکی ہمیشہ جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس رہی یہاں تک کہ شہید ہوا سو وصیت کی جعفر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ کی طرف پھر وہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس رہی یہاں تک کہ بالغ ہوئی سو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے اور رضاعت کی بحث نکاح کے ابتدا میں آئے گی۔ (فتح)

۳۹۲۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجٌ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَقَاضَاهُمْ عَلٰى أَنْ يَعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ وَلَا يَحْمِلَ سِلَاحًا عَلَيْهِمْ إِلَّا سُيُوْفًا وَلَا يُقِيْمَ بِهَا إِلَّا مَا أَحَبُّوْا فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ فَلَمَّا أَنْ أَقَامَ بِهَا ثَلَاثًا أَمَرُوْهُ أَنْ يَخْرُجَ فَخَرَجَ.

۳۹۲۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کے واسطے نکلے تو کفار قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خانے کعبے کے درمیان حائل ہوئے یعنی مانع ہوئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی ذبح کی اور اپنا سر منڈایا حدیبیہ میں اور صلح کی ان سے اس پر کہ آئندہ سال میں عمرہ کریں اور نہ اٹھائیں ان پر ہتھیار سوائے تلواروں کے (اپنے غلافوں میں) اور نہ ٹھہریں اس میں مگر جتنا کے والے چاہیں یعنی تین دن سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ سال میں عمرہ کیا سو داخل ہوئے کے میں جس طرح ان سے صلح کی تھی سو جب اس میں تین دن ٹھہرے تو کفار مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے شہر سے نکلو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے نکلے۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور مسلم کی روایت میں ہے کہ کفار مکہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ پچھلا دن ہے تیرے ساتھی کی شرط سے سو اس سے کہہ کہ یہاں سے نکل تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے۔

۳۹۲۲۔ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَالِسٌ إِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ قَالَ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ

۳۹۲۲۔ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ میں عروہ کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا سو اچانک میں نے دیکھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس بیٹھے ہیں پھر عروہ نے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے ہیں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ چار ایک ان میں سے رجب میں تھا پھر ہم نے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعًا ثُمَّ سَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ قَالَ عُرْوَةُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَلَا تَسْمَعِينَ مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ فَقَالَتْ مَا اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهُ وَمَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ.

عائشہ رضی اللہ عنہا کی مسواک کرنے کی آواز سنی، عروہ نے کہا اے ماں مسلمانوں کی کیا تم نہیں سنتی ہو جو ابو عبدالرحمٰن (یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے ایک ان کا رجب میں تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ نہیں کیا مگر کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس میں حاضر تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب کے مہینے میں کبھی عمرہ نہیں کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عمرے کے ابواب میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۳۹۲۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ سَمِعَ ابْنَ أَبِي أَوْفٰى يَقُولُ لَمَّا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرْنَاهُ مِنْ غِلْمَانِ الْمُشْرِكِينَ وَمِنْهُمْ أَنْ يُؤْذُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۹۲۳۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا یعنی عمرۃ القضا تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں سے اور ان کے لڑکوں سے پردہ کیا اس خوف سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جب کے میں آئے تو خانے کعبے کا طواف کیا سو ہم آپ پر پردہ کرتے تھے بیوقوفوں اور لڑکوں سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے کا احرام باندھا اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرے کا احرام باندھا سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میں داخل ہوئے تو طواف کیا سو ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا اور مروہ پر آئے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے (اور سب نے صفا اور مروہ کی سعی کی) کہا اور تھے ہم پردہ کرتے آپ کو اہل مکہ سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی آپ کو تیر مارے۔ (فتح)

۳۹۲٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَفْدٌ وَهَنَهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ وَأَمَرَهُمُ

۳۹۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ کے میں آئے یعنی عمرہ قضا میں تو مشرکوں نے کہا کہ تحقیق شان یہ ہے کہ تم پر ایک قوم آئی ہے جن کو مدینے کے بخار نے دبلا اور سست کر ڈالا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ تین پھیروں میں جلدی چلیں کندھے ہلا کر اور دونوں رکنوں کے درمیان معمولی چال سے

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ وَأَنْ يَّمْشُوْا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَّأْمُرَهُمْ أَنْ يَّرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِبْقَآءُ عَلَيْهِمْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَامِهِ الَّذِي اسْتَأْمَنَ قَالَ ارْمُلُوْا لِيَرَى الْمُشْرِكُوْنَ قُوَّتَهُمْ وَالْمُشْرِكُوْنَ مِنْ قِبَلِ قُعَيْقِعَانَ.

چلیں یعنی یمانی رکنوں کے درمیان اور نہ منع کیا آپ کو کسی چیز نے یہ کہ حکم دیں ان کو جلدی چلنے کا سب پھیروں میں مگر شفقت کرنے نے اوپر ان کے اور زیادہ کیا ہے ابن سلمہ نے ایوب سے اس نے روایت کی سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سال میں جس میں امان مانگی تو فرمایا کہ پہلوانوں کی طرح جلد چلو تا کہ مشرکین اصحاب کی قوت کو دیکھیں اور مشرکین قعیقعان (ایک پہاڑ ہے مکہ میں) کی طرف تھے۔

فائدہ: اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ جب اصحاب دونوں رکنوں کے درمیان مشرکین سے چھپتے تھے تو اپنی معمولی چال چلتے تھے اور جب مشرکین ان پر جھانکتے تھے تو جلدی چلتے تھے کندھے ہلا کر جیسے پہلوان چلتے ہیں اور آئندہ آتا ہے کہ مشرکین قعیقعان کی طرف تھے اور وہ بلند ہوتا ہے دونوں شامی رکنوں پر اور جو اس پر تھا وہ نہ دیکھ سکتا تھا اس کو جو دونوں یمانی رکنوں کے درمیان تھا اور مسلم کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مشرکین نے کہا کہ تم نے گمان کیا تھا کہ بخار نے ان کو سست کر ڈالا ہے البتہ یہ لوگ قوی تر اور مضبوط ہیں۔ (فتح)

۳۹۲۵۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّمَا سَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهُ.

۳۹۲۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جلدی چلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانے کعبے کے طواف میں اور درمیان صفا اور مروہ کے تا کہ مشرکوں کو اپنی قوت دکھائیں۔

۳۹۲۶۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّبَنٰى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَّمَاتَتْ بِسَرِفَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَ ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ نَجِيْحٍ

۳۹۲۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھے تھے اور بنا کی یعنی خلوت کی ساتھ اس کے اور حالانکہ حلال تھے یعنی احرام میں نہ تھے اور فوت ہوئیں میمونہ رضی اللہ عنہا سرف میں اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نکاح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے عمرہ قضا میں۔

وَأَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَطَآءٍ وَمُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُوْنَةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَآءِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح میمونہ رضی اللہ عنہا سے کیا تھا اور ابو الاسود کی مغازی میں عروہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر رضی اللہ عنہ کو میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تا کہ اس سے نکاح کا پیغام کریں تو میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی طرف سے عباس رضی اللہ عنہ کو اختیار دیا اور اس کی بہن ام الفضل رضی اللہ عنہا عباس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی تو عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا نکاح کر دیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سرف (ایک جگہ کا نام ہے) میں اس کے ساتھ بنا کی اور اللہ کی تقدیر سے اس کے بعد سرف ہی میں فوت ہوئیں اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ابورہم کے نکاح میں تھی۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّامِ. باب ہے بیان میں جنگ موتہ کے شام کی زمین سے۔

فائدہ: ابن اسحاق نے کہا کہ موتہ ایک جگہ کا نام ہے قریب بلقاء کے اور اس کے غیر نے کہا کہ وہ دو منزلوں پر ہے بیت المقدس سے اور کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ شرحبیل بن عمرو غسانی نے اور وہ بادشاہ روم کی طرف سے شام پر حاکم تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کو مار ڈالا جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بصریٰ کی طرف بھیجا تھا اور ایلچی کا نام حارث تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار آدمی کا لشکر تیار کر کے اس کی طرف بھیجا آٹھویں سال ہجری میں (فتح) اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار کیا۔

۳۹۲۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَقَفَ عَلَى جَعْفَرٍ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ قَتِيْلٌ فَعَدَدْتُ بِهِ خَمْسِيْنَ بَيْنَ طَعْنَةٍ وَضَرْبَةٍ لَيْسَ مِنْهَا شَيْءٌ فِي دُبُرِهِ يَعْنِي فِي ظَهْرِهِ.

۳۹۲۷۔ حضرت ابن ابی ہلال سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو نافع رحمہ اللہ نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو خبر دی کہ وہ کھڑے ہوئے اس دن جعفر رضی اللہ عنہ پر اور وہ شہید کیا گیا تھا سو میں نے اس کے بدن پر نیزے اور تلوار کے پچاس زخم گنے کوئی زخم ان میں سے اس کی پیٹھ پر نہ تھا ان میں سے کوئی زخم بیچ حالت پیٹھ دینے کے بلکہ سب زخم سامنے آنے کی حالت میں تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا اور خبر دی مجھ کو نافع نے تو یہ معطوف ہے محذوف چیز پر اور تائید کرتا ہے محذوف ہونے پر اس کا قول کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس دن جعفر رضی اللہ عنہ پر کھڑے ہوئے اور حالانکہ نہیں گزرا ہے اس سے پہلے اشارہ جنگ موتہ کی طرف اور میں نہیں دیکھتا کہ کسی شارح نے اس پر تنبیہ کی ہے سو میں نے اس کو تلاش کیا یہاں تک کہ اس کی مراد کھولی پس پایا میں نے باب جامع الشہادتین میں سعید بن منصور کی سنن میں سعید بن ابی ہلال سے کہ اس کو خبر پہنچی کہ ابن رواحہ

پس ذکر کیا شعر اس کا کہا اس نے پس جب مسلمان کافروں سے ملے تو لیا جھنڈے کو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے سو وہ لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوا پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو لیا وہ بھی شہید ہوا پھر جھنڈے کو ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لیا وہ بھی شہید ہوا پھر جھنڈے کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لیا اور پھرا ساتھ مسلمانوں کے حمیت پر اور واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مشرکوں کو تیروں سے مارا یہاں تک کہ اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی اور کافروں کو شکست دی کہا ابن ابی ہلال نے اور خبر دی مجھ کو نافع نے پس ذکر کی یہ روایت جس کو بخاری نے روایت کیا ہے اور اس کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا سعید بن ابی ہلال نے اور مجھ کو خبر پہنچی کہ البتہ دفنائے گئے اس دن جعفر رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہ ایک قبر میں یعنی پس معلوم ہوا کہ محذوف یہ سارا قصہ ہے جو سنن سعید میں ہے۔ (فتح)

۳۹۲۸۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَّرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ وَإِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ قَالَ عَبْدُ اللهِ كُنْتُ فِيْهِمْ فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ فَالْتَمَسْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ فَوَجَدْنَاهُ فِي الْقَتْلٰى وَوَجَدْنَا مَا فِيْ جَسَدِهٖ بِضْعًا وَّتِسْعِيْنَ مِنْ طَعْنَةٍ وَّرَمْيَةٍ.

۳۹۲۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ موتہ میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو سردار کیا سو فرمایا کہ اگر زید رضی اللہ عنہ مارا جائے تو جعفر رضی اللہ عنہ سردار ہے اور اگر جعفر رضی اللہ عنہ بھی مارا جائے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سردار ہے عبداللہ نے کہا کہ میں بھی اس جنگ میں ان کے ساتھ تھا سو ہم نے جعفر رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا یعنی بعد اس کے کہ مارا گیا سو ہم نے اس کو مقتولوں میں پایا اور پائے ہم نے اس کے بدن میں چند اور نوے زخم نیزے اور تیر کے۔

فائدہ: احمد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیروں کا لشکر بھیجا اور فرمایا کہ تمہارا سردار زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہے اور اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو تو جعفر رضی اللہ عنہ سردار ہے پس ذکر کیا ساری حدیث اور بخاری نے اس حدیث کو یہاں مختصر بیان کیا ہے اور پوری روایت یوں ہے کہ پس وہ دشمن سے ملے تو زید رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو لیا سو وہ لڑا یہاں تک کہ مارا گیا پھر اس کو جعفر رضی اللہ عنہ نے لیا اور ابوداؤد کی حدیث میں بنی مرہ کے ایک مرد سے روایت ہے کہا قسم ہے اللہ کی جیسے میں دیکھتا ہوں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کہ اپنے گھوڑے سے گرا سو اس کی کونچیں کاٹ ڈالی گئیں پھر لڑا یہاں تک کہ مارا گیا پھر لیا جھنڈے کو ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پھر اپنے گھوڑے پر آگے بڑھا پھر اتر کر لڑا یہاں تک کہ مارا گیا پھر لیا جھنڈے کو ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ نے اور کہا کہ صلاح کر کے کسی کو سردار بناؤ لوگوں نے اس کو کہا کہ تم ہی

سردار بن جاؤ اس نے کہا نہ پھر مشورہ کر کے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سردار بنایا اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ جب عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ شہید ہوا تو ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا گیا اس نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دیا اور کہا کہ تم مجھ سے لڑائی کو زیادہ جانتے ہو اور یہ جو کہا کہ جعفر رضی اللہ عنہ کے بدن پر چند اور نوے زخم تھے تو یہ ظاہرًا مخالف ہے پہلی روایت کے کہ اس کے بدن پر پچاس زخم تھے اور تطبیق یہ ہے کہ عدد کے واسطے کبھی مفہوم نہیں ہوتا یا زیادتی باعتبار اس چیز کے ہے کہ پائے گئے اس میں تیروں کے زخم سے اس واسطے کہ یہ پہلی میں مذکور نہیں یا پچاس مقید ہیں ساتھ ہونے ان کے اس طور سے کہ کوئی زخم ان میں سے اس کی پیٹھ پر نہ تھا پس کبھی ہوتے ہیں باقی اس کے باقی بدن میں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس نے پیٹھ پھیری ہو اور یہ محمول ہے اس پر کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تیر اس کے پیچھے کی طرف سے آئے یا دونوں طرف سے لیکن تائید کرتا ہے پہلے احتمال کی جو معمر کی روایت میں ہے کہ سب زخم اس کی اگلی طرف میں تھے اور یہ جو کہا کہ کوئی زخم ان میں سے اس کی پیٹھ پر نہ تھا تو اس میں بیان ہے بہت دلاوری اس کی کا اور سامنے ہونے اس کے کا طرف کافروں کی یعنی ایسا بہادر تھا کہ کافروں کے سامنے رہا کہ اس نے جنگ میں پیٹھ نہیں پھیری۔ (فتح)

۳۹۲۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى زَيْدًا وَّجَعْفَرًا وَّابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَّأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ.

۳۹۲۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو زید رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے مرنے کی خبر دی پہلے اس سے کہ ان کی خبر آئے کہ لیا جھنڈے کو زید رضی اللہ عنہ نے سو وہ شہید ہوا پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو لیا سو وہ بھی شہید ہوا پھر لیا جھنڈے کو ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سو وہ بھی شہید ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو جاری تھے یہاں تک کہ لیا جھنڈے کو ایک تلوار نے اللہ کی تلواروں میں سے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح نصیب کی۔

فائدہ: ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ پھر لیا جھنڈے کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اور نہ تھا وہ سرداروں سے اور وہ اپنے نفس کا سردار تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی وہ ایک تلوار ہے تیری تلواروں میں سے سو تو اس کی مدد کرے گا سو اسی دن سے خالد رضی اللہ عنہ کا نام سیف اللہ رکھا گیا یعنی اللہ کی تلوار اور ایک روایت میں ہے کہ پھر لیا جھنڈے کو سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سو اللہ نے ان کو فتح دی اور ایک روایت میں ہے پھر لیا جھنڈے کو خالد رضی اللہ عنہ نے سرداری کے بغیر اور مراد نفی اس بات کی ہے کہ اس کا نام کھول کر نہیں لیا گیا تھا نہیں تو تحقیق ثابت ہو چکا ہے کہ سب

لشکر نے اس کی سرداری پر اتفاق کیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان کو یہ بات خوش نہ لگی کہ وہ ان کے پاس ہوتے واسطے اس کے کہ دیکھی انہوں نے فضیلت شہادت کی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر حضرت ﷺ نے جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد کو تین دن مہلت دی پھر ان کو بلایا اور کہا کہ آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا پھر حضرت ﷺ نے اس کے بیٹوں کو منگوایا اور ان کے سر منڈائے پھر ان کے واسطے دعا کی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردے کے مرنے کی خبر دینی جائز ہے اور نہیں ہوتی یہ اس نعی سے جس سے منع کیا گیا ہے اور اس کی تقریر جنازے میں گزر چکی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے معلق کرنا سرداری کا ساتھ شرط کے اور والی کرنا چند سرداروں کا ساتھ ترتیب کے اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا منعقد ہوتی ہے سرداری فی الحال یا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ وہ فی الحال منعقد ہو جاتی ہے لیکن ساتھ شرط ترتیب کے اور بعض کہتے ہیں کہ منعقد ہوتی ہے واسطے ایک غیر معین کے اور متعین ہوتی ہے واسطے اس کے جس کو معین کرے امام ساتھ ترتیب کے اور بعض کہتے ہیں کہ فقط پہلے کے واسطے منعقد ہوتی ہے اور لیکن دوسرا پس بطریق اختیار کے ہے اور اختیار امام کا مقدم ہے اس کے غیر پر اس واسطے کہ وہ عام لوگوں کی بھلائی کو خوب پہچانتا ہے اور یہ کہ جائز ہے خود بخود سردار بننا لڑائی میں بغیر سردار بنانے کے کہا طحاوی نے یہ اصل ہی لیا جاتا ہے اس سے کہ واجب ہے مسلمانوں پر یہ کہ آگے کریں ایک مرد کو جب کہ امام حاضر نہ ہو کہ اس کی جگہ میں قائم ہو یہاں تک کہ حاضر ہو اور اس میں جائز ہونا اجتہاد کا ہے حضرت ﷺ کے زمانے میں اور اس میں نشانی ظاہر ہے پیغمبری کی نشانیوں سے اور فضیلت ظاہر ہے واسطے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اور واسطے اس کے جو مذکور ہے اصحاب سے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے ان کے مرنے کی خبر دی تو ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں کہ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ جنگ موتہ والوں کی خبر لایا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اگر تو چاہے تو مجھ کو خبر دے اور اگر تو چاہے تو میں تجھ کو خبر دیتا ہوں یعلی نے کہا کہ آپ مجھ کو خبر دیجیے حضرت ﷺ نے اس کو ان کی خبر دی تو اس نے کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا کہ آپ نے ان کی حدیث سے ایک حرف نہ چھوڑا اور کہتے ہیں کہ جنگ موتہ میں کافر ایک لاکھ تھے۔ (فتح)

۳۹۳۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَتْنِيْ عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ لَمَّا جَآءَ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۳۹۳۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ابن حارثہ رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے مرنے کی خبر آئی تو حضرت ﷺ مسجد میں بیٹھے غمناک معلوم ہوتے تھے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور میں دروازے کے سوراخ سے دیکھتی تھی سو ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! جعفر کی عورتیں نوحہ کر کے روتی ہیں حضرت ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَأَنَا أَطَّلِعُ مِنْ صَآئِرِ الْبَابِ تَعْنِيْ مِنْ شَقِّ الْبَابِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ نِسَآءَ جَعْفَرٍ قَالَ وَذَكَرَ بُكَآئَهُنَّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَّنْهَاهُنَّ قَالَ فَذَهَبَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتٰى فَقَالَ قَدْ نَهَيْتُهُنَّ وَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يُطِعْنَهُ قَالَ فَأَمَرَ أَيْضًا فَذَهَبَ ثُمَّ أَتٰى فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ غَلَبْنَنَا فَزَعَمَتْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاحْثُ فِيْ أَفْوَاهِهِنَّ مِنَ التُّرَابِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ أَرْغَمَ اللّٰهُ أَنْفَكَ فَوَاللّٰهِ مَا أَنْتَ تَفْعَلُ وَمَا تَرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَآءِ.

نے اس کو حکم دیا کہ ان کو منع کرے سو وہ مرد گیا پھر آیا سو کہا کہ البتہ میں نے ان کو منع کیا تھا وہ کہنا نہیں مانتیں حضرت ﷺ نے اس کو پھر حکم دیا کہ ان کو جا کر منع کرے وہ گیا پھر آیا اور کہا قسم ہے اللہ کی البتہ عورتیں ہم پر غالب ہو گئیں یعنی رونے سے باز نہیں آتی ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا ان کے منہ میں خاک ڈال دے عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا اللہ تیرے ناک کو خاک آلود کرے سو قسم ہے اللہ کی تو نہیں کہ کرے جو تجھ کو حضرت ﷺ نے حکم دیا اور نہیں چھوڑا تو نے حضرت ﷺ کو رنج سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب ابن حارثہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کے مرنے کی خبر آئی تو احتمال ہے کہ ہو مراد آنا خبر کا اوپر زبان قاصد کے جو لشکر کے نزدیک سے آیا اور احتمال ہے کہ مراد آنا خبر کا ہو جبرئیل علیہ السلام کی زبان پر جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث انس رضی اللہ عنہ کی جو اس سے پہلے ہے اور یہ جو کہا کہ غمناک معلوم ہوتے تھے یعنی اس واسطے کہ ڈالی ہے اللہ نے آپ میں رحمت اور یہ قضا کے ساتھ راضی ہونے کو مخالف نہیں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ ظاہر ہونا غم کا آدمی پر جب کہ اس کو کوئی مصیبت پہنچے نہیں نکالتا اس کو صابر اور راضی ہونے سے جب کہ اس کا دل با اطمینان ہو بلکہ کبھی کہا جاتا ہے کہ جو مصیبت کے ساتھ غمناک اور برانگیختہ ہو اور اپنے نفس کو رضا اور صبر پر مجبور کرے تو اس کا درجہ بلند تر ہے اس سے جو نہ پرواہ کرے ساتھ واقع ہونے مصیبت کے بالکل اشارہ کیا ہے اس کی طرف طبری نے اور جعفر رضی اللہ عنہ کی عورتوں سے مراد اس کی بیویاں نہیں اس واسطے کہ اسماء بنت عمیس کے سوائے اس کے اور کوئی بیوی نہ تھی بلکہ مراد وہ عورتیں ہیں جو اس کی طرف منسوب تھیں اور یہ جو کہا کہ عورتیں ہم پر غالب ہو گئیں یعنی نہ بجا لانے حکم حضرت ﷺ کے اور یہ اس واسطے ہے کہ یا تو نہیں تصریح کی تھی اس نے واسطے ان کے ساتھ نہی شارع کے اس سے سو محمول کیا عورتوں نے اس کے امر کو وہ اپنی طرف سے کہتا ہے یا محمول کیا انہوں نے امر کو تنزیہ پر سو بدستور وہ روتی رہیں یا اس واسطے کہ وہ شدت مصیبت کی وجہ سے نہ قادر ہوئیں اوپر ترک کرنے رونے کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ

ہے کہ نہی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوئی ہے اس قدر سے جو زائد ہے محض رونے پر مانند نوحہ کرنے کی اور مثل اس کی اسی واسطے حکم دیا اس مرد کو ساتھ تکرار نہی کے اور بعید جانا ہے اس کو بعضوں نے اس جہت سے کہ صحابیہ عورتیں نہیں دائم رہتی ہیں حرام کام پر بعد تکرار نہی کے اور شاید انہوں نے نوحہ کرنا چھوڑ دیا ہوگا اور تھی غرض اس مرد کی اکھاڑنا مادے کا جڑ سے سو انہوں نے اس کا کہا نہ مانا لیکن قول حضرت ﷺ کا کہ ان کے منہ میں خاک ڈال دو دلالت کرتا ہے کہ وہ بدستور روتی رہیں اور قائم رہیں حرام کام پر اور یہ جو کہا کہ نہیں چھوڑا تو نے حضرت ﷺ کو تو مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ ہے کہ وہ مرد اس پر قادر نہیں اور جب قادر نہیں تو اس نے رنج دیا اپنے آپ کو اور جس کو مخاطب کرتا ہے ایک چیز میں جس کے دور کرنے پر قادر نہیں اور شاید مرد نے امر سے وجوب نہ سمجھا کہا قرطبی نے کہ نہ تھا حکم واسطے مرد کے ساتھ اس کے اپنی حقیقت پر لیکن تقدیر اس کی یہ ہے کہ اگر تو اس پر قادر ہو تو یہ ان کو چپ کرا دے گا اگر تو اس کو کرے نہیں تو نرمی کرنی اولیٰ ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے عقاب کرنا اس شخص پر جو منع کیا جائے برے کام سے اور وہ اس سے باز نہ آئے بلکہ اس پر اڑا ہی جائے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے لائق ہو اور کہا نووی نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کلام کے معنی یہ ہیں کہ تو قاصر ہے قائم ہونے سے ساتھ اس چیز کے کہ حکم دیا تجھ کو حضرت ﷺ نے عورتوں کے منع کرنے سے پس لائق ہے کہ خبر دے تو حضرت ﷺ کو ساتھ قصور اپنے کے اس سے کہ مجھ سے یہ کام نہیں ہوسکتا تا کہ حضرت ﷺ دوسرے کو بھیجیں اور تو رنج سے آرام پائے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں بیان کرنا اس چیز کا کہ وہ اولیٰ ہے ساتھ مصیبت زدہ شکلوں کے اور مشروع ہونا ماتم پرسی کا ہے اور پر شکل اس کی کے اور لازم کرنا آرام اور ثابت ہونے کا اور اس میں جواز نظر اس شخص کی کا ہے جس کے شان سے محجوب ہونا ہے دروازے کے سوراخ سے اور لیکن عکس اس کا پس ممنوع ہے اور اس میں اطلاق دعا کا ہے ساتھ ایسے لفظ کے کہ نہ قصد کرے داعی واقع ہونے اس کے کو ساتھ اس شخص کے جس پر دعا کی اس واسطے کہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ اللہ تیری ناک کو خاک آلود کرے مراد اس سے اس کی حقیقت نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جاری ہوئی ہے عادت عرب کی ساتھ بولنے اس لفظ کے بیچ جگہ خندہ زنی کے ساتھ اس شخص کے کہ کہا جاتا ہے واسطے اس کے اور وجہ مناسبت کی بیچ قول حضرت ﷺ کے کہ ان کے مونہوں میں خاک ڈال دے سوائے ان کی آنکھوں کے باوجودیکہ محل رونے کا آنکھیں ہیں اشارہ ہے کہ نہیں واقع ہوئی ہے نہی محض رونے سے بلکہ قدر زائد سے اوپر اس کے چلانے اور نوحہ کرنے سے۔ (فتح)

۳۹۳۱۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِیْ بَکْرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ إِسْمَاعِیْلَ بْنِ أَبِیْ خَالِدٍ۔ عَنْ عَامِرٍ قَالَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَیَّا ابْنَ

۳۹۳۱۔ حضرت عامر سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو سلام کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو کہتے تھے سلام تجھ پر اے بیٹے دو پر والے کے۔

جَعْفَرٍ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ.

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے شرح اس کی جعفر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں اور یہ کہ وہ دونوں پر اس کو اس کے دونوں ہاتھوں کے کٹ جانے کے بدلے میں ملے تھے جنگ موتہ میں جب کہ لیا اس نے جھنڈے کو اپنے دائیں ہاتھ سے سو وہ کٹ گیا پھر اس نے اس کو اپنے بائیں ہاتھ سے لیا وہ بھی کٹ گیا اور یہ کہ روایت کی ہے نسفی نے بخاری سے کہ ہر دو طرف والے کو جناح کہا جاتا ہے اور یہ کہ اشارہ کیا اس نے کہ پر اس قصے میں اپنے ظاہر پر نہیں کہا سہیلی نے کہ نہیں مراد ہے جَنَاحَانِ سے دو پر مانند دو پر پرندے کے جیسے کہ سبقت کرتا ہے وہم اس کی طرف اس واسطے کہ آدمی کی صورت سب صورتوں سے اشرف اور اکمل ہے پس مراد ساتھ جناحین کے صفت ملکی اور قوت روحانی ہے جو جعفر رضی اللہ عنہ کو ملی تھی اور تحقیق تعبیر کی ہے قرآن کے عضد سے ساتھ جناح کے واسطے توسع کے بیچ اس آیت کے ﴿وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ﴾ کہا علماء نے فرشتوں کے پروں میں کہ وہ صفتیں ہیں ملکی نہیں سمجھی جاتی ہیں مگر ساتھ معاینہ کے پس تحقیق ثابت ہو چکا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کے چھ سو پر ہیں اور نہیں معلوم ہے کہ کسی جانور پرندے کے تین پر ہوں چہ جائیکہ اس سے زیادہ ہوں اور جب کہ نہیں ثابت ہوئی کوئی حدیث ان کی کیفیت کے بیان میں تو ہم ان کے ساتھ ایمان لاتے ہیں بغیر بحث کرنے کے ان کی حقیقت سے انتہی۔ اور یہ قول سہیلی کا ہم نہیں مانتے اور جو اس نے علماء سے نقل کیا ہے وہ دلالت میں صریح نہیں واسطے اس چیز کے کہ دعویٰ کیا ہے اس نے یعنی اس کے دعویٰ میں صریح نہیں اور نہیں ہے کوئی مانع حمل کرنے سے ظاہر پر مگر اسی جہت سے کہ ذکر کیا ہے اس کو معہود سے اور وہ قبیل قیاس کرنے غائب کے سے ہے حاضر پر اور یہ ضعیف ہے اور آدمی کی صورت کا سب صورتوں سے افضل ہونا نہیں منع کرتا محمول کرنے خبر کے کو اس کے ظاہر پر اس واسطے کہ صورت آدمی کی باقی ہے پر ہونے کی حالت میں اور تحقیق روایت کی ہے بیہقی نے دلائل میں مرسل عاصم بن عمرو سے کہ جعفر رضی اللہ عنہ کے دو پر یاقوت کے ہیں اور جبرئیل علیہ السلام کے پروں کے حق میں ہے کہ وہ موتیوں کے ہیں روایت کیا ہے اس کو ابن مندہ نے ورقہ کے ترجمے میں۔ (فتح)

٣٩٢٢۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ يَقُوْلُ لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِيْ يَدِيْ يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ فَمَا بَقِيَ فِيْ يَدِيْ إِلَّا صَفِيْحَةٌ يَمَانِيَةٌ.

٣٩٢٢۔ حضرت قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سنا کہتے تھے کہ البتہ جنگ موتہ کے دن میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں سو نہ باقی رہی میرے ہاتھ میں مگر ایک تلوار یمنی۔

٣٩٢٣۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا

٣٩٢٣۔ حضرت قیس سے روایت ہے کہ میں نے خالد بن

يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ يَقُولُ لَقَدْ دُقَّ فِي يَدِي يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ وَّصَبَرَتْ فِي يَدِي صَفِيحَةٌ لِّي يَمَانِيَةٌ.

ولید رضی اللہ عنہ کو سنا کہتے تھے کہ البتہ جنگ موتہ کے دن میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں اور صبر کیا میرے ہاتھ میں ایک تلوار یمنی نے۔

فائدہ: اور یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ مسلمانوں نے اس میں بہت مشرکوں کو قتل کیا تھا اور تحقیق روایت کی ہے احمد اور ابوداؤد نے عوف بن مالک کی حدیث سے کہ ایک یمنی مرد نے اس جنگ میں اس کا ساتھ دیا اس نے ایک رومی کو مارا اور اس کا اسباب لیا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اسباب بہت ہے اس نے اس سے چھین لیا اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خالد رضی اللہ عنہ کی شکایت کی سو یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ تھا یہ معاملہ اس کے بعد کہ قائم ہوا خالد رضی اللہ عنہ سرداری کے ساتھ اور یہ ترجیح دیتا ہے اس کو کہ نہیں اقتصار کیا خالد رضی اللہ عنہ نے اوپر اکٹھے کرنے مسلمانوں کے اور ان کے چھڑانے کے بلکہ اپنے ہاتھ سے لڑے پس ممکن ہے تطبیق کما تقدم یعنی پہلے خالد رضی اللہ عنہ نے کافروں پر حملہ کیا کافروں کو شکست ہوئی خالد رضی اللہ عنہ نے ان کا پیچھا نہ کیا بلکہ مسلمانوں کو اکٹھا کر کے پیچھے پھیرنے کو غنیمت سمجھا۔

۳۹۲۴۔ حَدَّثَنِي عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُغْمِيَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ فَجَعَلَتْ أُخْتُهُ عَمْرَةُ تَبْكِي وَا جَبَلَاهُ وَا كَذَا وَا كَذَا تُعَدِّدُ عَلَيْهِ فَقَالَ حِينَ أَفَاقَ مَا قُلْتِ شَيْئًا إِلَّا قِيلَ لِي أَنْتَ كَذٰلِكَ.

۳۹۲۴۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بیماری کی شدت سے بیہوشی ہوئی تو اس کی بہن عمرہ نے رونا شروع کیا کہتی تھی اے پہاڑ! اے ایسے! اے ایسے! اس کی صفتیں گنتی تھی جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ نہیں کہی تو نے کوئی چیز مگر کہ مجھ کو کہا گیا کہ کیا تو ایسا ہے؟۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیمار پرسی کو گئے اس کو بیہوشی ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! اگر اس کی موت قریب ہے تو اس کی موت کو اس پر آسان کر نہیں تو اس کو شفا دے اس نے بیماری سے کچھ خفت پائی سو کہا کہ فرشتے نے ایک لوہے کا گرز اٹھایا اور کہتا تھا کہ کیا تو اس طرح ہے؟ اگر میں ہاں کہتا تو ریزہ ریزہ کر ڈالتا مجھ کو ساتھ اس کے۔ اور ابونعیم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے سو اس نے اس کو اپنے اوپر رونے سے منع کیا اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گا نکتہ بیچ اس کے قول کے دوسری روایت میں کہ جب وہ مر گیا تو وہ اس پر بالکل نہ روئی واسطے بجا لانے اس کے حکم کے اور ساتھ اس زیادتی کے یعنی جب وہ مر گیا تو اس پر بالکل نہ روئی ظاہر ہو گا نکتہ بیچ داخل کرنے اس حدیث کے اس باب میں اور بادجہ ہو گا رد اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نہیں مناسبت ہے واسطے داخل کرنے اس

حدیث کے اس باب میں اس واسطے کہ عبداللہ کا مرنا اس بیماری میں نہ تھا۔ (فتح)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ أُغْمِيَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ بِهٰذَا فَلَمَّا مَاتَ لَمْ تَبْكِ عَلَيْهِ.

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بیہوشی ہوئی پھر یہی مضمون بیان کیا (جو پہلی حدیث میں ہے اور زیادہ کیا) سو جب وہ مر گیا تو اس کی بہن اس پر نہ روئی۔

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ إِلَى الْحُرُقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ.

باب ہے بیان میں بھیجنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو طرف حرقات کی کہ ایک قبیلہ ہے قوم جہینہ میں سے۔

فائدہ: حرقات منسوب ہے طرف حرقہ کی اور اس کا نام جہیش بن عامر ابن ثعلبہ بن مودعہ بن جہینہ ہے اور نام رکھا گیا اس کا حرقہ اس واسطے کہ جلایا تھا اس نے ایک قوم کو ساتھ قتل کے اور اس میں مبالغہ کیا۔ (فتح) اور جمع لانا حرقات کا باعتبار تعدد قبیلوں کے ہے۔

۳۹۳۵۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ ظَبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحُرَقَةِ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَكَفَّ الْأَنْصَارِيُّ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِيْ حَتّٰى قَتَلْتُهُ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قُلْتُ كَانَ مُتَعَوِّذًا فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّيْ لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

۳۹۳۵۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قبیلہ حرقہ کی طرف بھیجا یعنی ان کے مارنے کو سو ہم نے صبح کے وقت ان پر چڑھائی کی سو ہم نے ان کو شکست دی سو میں اور ایک انصاری ان کے ایک مرد کو ملے سو جب ہم نے اس کو گھیرا تو اس نے لا الہ الا اللہ زبان سے کہا سو انصاری نے اپنے آپ کو روکا اور میں نے اس کو اپنا نیزہ مارا یہاں تک کہ اس کو مار ڈالا سو جب ہم مدینے میں آئے تو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اسامہ! کیا تو نے اس کو مار ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد میں نے کہا اس نے بچاؤ کے واسطے کلمہ پڑھا تھا یعنی وہ دل سے مسلمان نہیں ہوا تھا سو ہمیشہ رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار بار کہتے اس بات کو یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ میں اس دن سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔

فائدہ: یعنی تا کہ مسلمان کے مارنے کا گناہ میرے ذمہ نہ ہوتا مقصود آرزو اس اسلام کی ہے کہ اس میں ارتکاب قتل کا

گناہ نہ ہو نہیں اس حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ لشکر کا سردار تھا جیسا کہ ظاہر ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے اور تحقیق ذکر کیا اہل مغازی نے چھوٹا لشکر غالب بن عبداللہ لیثی کا اور یہ رمضان میں ساتویں سال ہجری میں ہے اور کہتے ہیں کہ تحقیق اسامہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا مرد کو اس چھوٹے لشکر میں پس اگر ثابت ہو کہ اسامہ رضی اللہ عنہ لشکر کا سردار تھا تو جو کام بخاری نے کیا ہے وہ ٹھیک ہے اس واسطے کہ نہیں سردار ہوا مگر بعد شہید ہونے اپنے باپ کے جنگ موتہ میں اور یہ رجب میں ہے آٹھویں سال میں اور اگر نہ ثابت ہو کہ وہ اس کا سردار تھا تو ترجیح پائے گی وہ چیز جو کہی ہے اہل مغازی نے سیاتی شرح حدیث الباب فی کتاب الدیات، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۳۹۳۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ يَقُوْلُ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَّخَرَجْتُ فِيْمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبُعُوْثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ مَّرَّةً عَلَيْنَا أَبُوْ بَكْرٍ وَّمَرَّةً عَلَيْنَا أُسَامَةُ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ يَقُوْلُ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَّخَرَجْتُ فِيْمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبَعْثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ عَلَيْنَا مَرَّةً أَبُوْ بَكْرٍ وَّمَرَّةً أُسَامَةُ.

۳۹۳۶۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات جنگیں لڑیں اور نکلا میں اس چیز میں کہ بھیجتے تھے لشکروں سے نو جنگوں میں ایک بار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہم پر سردار تھے اور ایک بار اسامہ رضی اللہ عنہ۔

۳۹۳۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَّغَزَوْتُ مَعَ ابْنِ حَارِثَةَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَيْنَا.

۳۹۳۷۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات جنگیں لڑیں اور جنگ لڑی میں نے ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یعنی زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہم پر سردار کیا تھا۔

۳۹۳۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ

۳۹۳۸۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات جنگیں لڑیں پس ذکر کیا جنگ

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ فَذَكَرَ خَيْبَرَ وَالْحُدَيْبِيَةَ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ وَيَوْمَ الْقَرَدِ قَالَ يَزِيْدُ وَنَسِيْتُ بَقِيَّتَهُمْ.

خیبر کو اور حدیبیہ کو اور حنین کو اور جنگ قرد کو کہا یزید راوی نے کہ مجھ کو باقی جنگیں یاد نہیں رہیں۔

فائدہ: رہی جنگ سلمہ رضی اللہ عنہ کی ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پہلے گزر چکا ہے بیان ان کا بیچ بیان جنگ حدیبیہ کے اور تحقیق ذکر کیا ہے اس نے ان میں سے باب کی حدیث کے اخیر طریقے میں خیبر کو اور حدیبیہ کو اور دن حنین کو اور دن قرد کو اور یزید نے اس کے اخیر میں کہ باقی جنگیں مجھ کو یاد نہیں رہیں اور باقی جنگیں جو یزید کو یاد نہیں رہیں سو وہ جنگ فتح مکہ کی ہے اور جنگ طائف کی اس واسطے کہ اگر چہ وہ دونوں جنگیں حنین میں ہیں لیکن وہ اس کے غیر ہیں اور جنگ تبوک کی اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب جنگوں سے آخری جنگ ہے پس یہ ہیں سات جنگیں جیسا کہ ثابت ہوا ہے اکثر روایتوں میں اگر چہ پہلی روایت یعنی روایت حاتم بن اسماعیل کی جس میں نو جنگوں کا ذکر ہے محفوظ ہے پس شاید اس نے گنا ہے جنگ وادی القریٰ کو جو خیبر کے پیچھے واقع ہوا اور نیز شاید اس نے عمرہ قضاہ کو بھی جنگ شمار کر لیا ہے جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے بخاری کی کاری گری سے پس پوری ہوئیں ساتھ اس کے نو جنگیں اور لیکن بعوث یعنی جن جنگوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف نہیں لے گئے پس چھوٹا لشکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے طرف بنی فزارہ کے جیسا کہ صحیح مسلم میں ثابت ہو چکا ہے اور بھیجنا چھوٹے لشکر کا طرف بنی کلاب کے ذکر کیا ہے اس کو ابن سعد نے اور بھیجنا آپ کا طرف حج کے نویں سال میں اور لیکن اُسامہ رضی اللہ عنہ پس بھیجا گیا پہلے پہل اس جنگ میں جس کا ذکر حدیث باب میں ہے پھر بیچ سریہ اُبنی کے اور وہ بلقاء کے اطراف میں ہے پس واقف ہوئے ہم ان میں سے پانچ چھوٹے لشکروں پر جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے باقی چار رہے پس چاہیے کہ استدراک کیا جائے ان کا اہل مغازی پر اس واسطے کہ نہیں ذکر کیا انہوں نے سوائے اس کے کہ ذکر کیا ہے اس کو میں نے بعد انتہائی کوشش کے اور احتمال ہے کہ اس میں حذف ہو تقدیر اس کی یہ ہے و مرۃ علینا غیر هما یعنی ایک بار ان کا غیر ہم پر سردار تھا۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ الْفَتْحِ. باب ہے بیان میں جنگ فتح مکہ کے۔

فائدہ: اور اس کا سبب یہ ہے کہ قریش نے توڑ ڈالا وہ عہد جو حدیبیہ میں ان کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان واقع ہوا تھا یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جنگ کی اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ اس عہد میں ایک یہ شرط بھی قرار پائی تھی کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد اور عہد میں داخل ہونا چاہے سو چاہیے کہ داخل ہو اور جو قریش کے عہد میں داخل ہونا چاہے تو چاہیے کہ داخل ہو سو داخل ہوئے بنو بکر یعنی ابن عبد مناۃ قریش کے عہد میں اور داخل ہوئے خزاعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کہا ابن اسحاق نے اور جاہلیت کے وقت بنو بکر اور خزاعہ کے درمیان کئی معرکے اور

لڑائیاں ہو چکی تھیں پس باز رہے اس سے جب کہ ظاہر ہوا اسلام پھر جب واقع ہوئی صلح تو خروج کیا نوفل نے بنی بکر سے یہاں تک کہ شب خون کیا خزاعہ کو ان کے ایک پانی پر جس کو وتیر کہا جاتا تھا اور ایک مرد کو ان میں سے مار ڈالا اور بیدار ہوئے واسطے ان کے خزاعہ سو دونوں گروہ آپس میں لڑے یہاں تک کہ داخل ہوئے حرم میں اور نہ چھوڑا انہوں نے لڑائی کو اور مدد دی قریش نے بنو بکر کو ساتھ ہتھیاروں کے اور لڑائی کی بعضوں نے ساتھ ان کے رات کو چھپے پھر جب لڑائی ہو چکی تو نکلا عمرو بن سالم خزاعی یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حضرت ﷺ مسجد میں بیٹھے تھے سو اس نے آ کر حضرت ﷺ سے مدد چاہی حضرت ﷺ نے مکے کی طرف چڑھائی کی اور مکہ کو فتح کیا۔ (فتح)

وَمَا بَعَثَ حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِغَزْوِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور بیان میں اس چیز کے کہ بھیجا حاطب رضی اللہ عنہ نے مکہ والوں کی طرف کہ خبر دیتے تھے ان کو ساتھ قصہ جنگ حضرت ﷺ کے طرف ان کی یعنی ان کو کہلا بھیجا کہ حضرت ﷺ تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

فائدہ: اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے عروہ سے کہ جب حضرت ﷺ نے مکہ کی طرف چڑھائی کا ارادہ کیا تو حاطب نے قریش کی طرف لکھا ان کو خبر دیتے تھے کہ حضرت ﷺ تمہارے ساتھ جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں پھر اس نے وہ خط مزینہ کی ایک عورت کو دیا اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرا سامان تیار کر اور کسی کو اس کی خبر نہ دے سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے پس ان کے بعض حال کو خلاف دستور پایا پس کہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ کیا ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے حال کہا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں ٹوٹی صلح جو ہمارے اور ان کے درمیان واقع ہوئی تھی سو یہ بات حضرت ﷺ سے ذکر ہوئی حضرت ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ پہلے انہوں نے دغا کیا پھر حکم دیا ساتھ بند کرنے راہوں کے سو بند کیے گئے پس پوشیدہ ہوئی خبر اہل مکہ پر۔ (فتح)

۳۹۳۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي رَافِعٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتّٰى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا

۳۹۳۹۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اور زبیر رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ کو بھیجا سو فرمایا کہ چلو یہاں تک کہ روضہ خاخ میں پہنچو کہ البتہ وہاں ایک عورت شتر سوار ہے اس کے پاس خط ہے اس سے وہ خط لے آؤ سو ہم چلے گھوڑے دوڑاتے یہاں تک کہ ہم اس جگہ میں آئے سو اچانک ہم نے دیکھا کہ ایک عورت شتر سوار ہے ہم نے کہا کہ اے عورت! خط نکال اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں، ہم

ظَعِينَةٌ مَّعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْا مِنْهَا قَالَ فَانْطَلَقْنَا تَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ قُلْنَا لَهَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِيْ كِتَابٌ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ قَالَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِيْ بَلْتَعَةَ إِلٰى نَاسٍ بِمَكَّةَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّيْ كُنْتُ امْرَأً مُّلْصَقًا فِيْ قُرَيْشٍ يَقُوْلُ كُنْتُ حَلِيْفًا وَّلَمْ أَكُنْ مِّنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مَنْ لَّهُمْ قَرَابَاتٌ يَّحْمُوْنَ أَهْلِيْهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِيْ ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَّحْمُوْنَ قَرَابَتِيْ وَلَمْ أَفْعَلْهُ ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِيْ وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهٗ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِيْ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ إِنَّهٗ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَّمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى مَنْ شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ

نے کہا کہ البتہ تو خط نکالے گی یا ہم تیرے کپڑے اُتار دیں گے یعنی اگر خط نکالتی ہے تو فبھا نہیں تو ہم تجھ کو ننگا کر دیں گے تا کہ حقیقت حال کھل جائے سو اس نے خط کو اپنی چوٹی سے نکالا سو ہم اس خط کو حضرت ﷺ کے پاس لائے سو اچانک اس میں لکھا تھا یہ خط حاطب کی طرف سے ہے مکہ کے مشرکین لوگوں کی طرف اس حال میں کہ خبر دیتا تھا ان کو ساتھ بعض امور حضرت ﷺ کے یعنی حضرت ﷺ تمہاری طرف چڑھائی کا ارادہ رکھتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا اے حاطب! کیا ہے یہ لکھنا تیرا؟ حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! مجھ پر جلدی نہ کیجیے یعنی ساتھ سزا دینے میرے کے اور حکم کرنے کے ساتھ نفاق میرے کے بیشک میں ایک شخص ہوں ملا ہوا قریش میں یعنی میں ان کا ہم قسم ہوں اور میں خاص ان میں سے نہیں ہوں اور جو آپ کے ساتھ مہاجرین میں سے ہیں ان کے واسطے مکہ میں قرابتی ہیں مشرکین میں جو ان کے بال بچوں اور مالوں کی نگہبانی کرتے ہیں سو میں نے چاہا جب کہ فوت ہوئی مجھ سے قرابت نسب کی بیچ قریش کے یہ کہ لوں میں نزدیک ان کے ہاتھ انعام کا یعنی ان پر کوئی احسان رکھوں کہ وہ اس کے سبب سے میرے قرابتیوں کی مکے میں نگہبانی کریں اور ان کو ستائیں نہیں اور نہیں کیا میں نے یہ کام واسطے مرتد ہونے کے اپنے دین سے اور نہ واسطے راضی ہونے کے ساتھ کفر کے بعد اسلام کے سو حضرت ﷺ نے فرمایا خبردار ہو بیشک اس نے تم کو سچ کہا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! حکم ہو تو اس منافق کو مار ڈالوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک حاطب رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں موجود تھا شاید کہ اللہ بدر والوں کو خوب جان چکا ہے سو اللہ نے ان سے فرمایا کہ کرو جو

فَأَنْزَلَ اللّٰهُ السُّوْرَةَ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ﴾. (الممتحنة: ۱)

تمہارا جی چاہے میں تو تم کو بخش چکا سو اللہ نے یہ سورہ اتاری اے ایمان والو! نہ پکڑو میرے دشمن اور اپنے دشمن یعنی کافروں کو دوست اس حال میں کہ ڈالتے ہو تم طرف ان کی دوستی کو یعنی پہنچاتے ہو اس کی طرف ان کی اس کے اس قول تک ﴿فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ﴾۔

فائدہ: اور ذکر کیا ہے بعض اہل مغازی نے کہ اس خط کی عبارت یہ تھی بہر حال حمد اور صلوۃ کے بعد اے قریش کے گروہ! پس تحقیق حضرت ﷺ آتے ہیں تم پر ساتھ لشکر کے کہ مانند رات کی ہے جو چاہتا ہے مثل سیل کے پس قسم ہے اللہ کی اگر حضرت ﷺ اکیلے تم پر آتے تو بھی اللہ تعالیٰ ان کو فتح دیتا اور ان کے واسطے اپنا وعدہ پورا کرتا سو سنبھالو اپنے آپ کو والسلام۔ اور واقدی کی روایت میں ہے کہ لکھا تھا حاطب رضی اللہ عنہ نے طرف سہیل بن عمرو کے اور صفوان بن امیہ کے اور عکرمہ کے کہ پکارا ہے حضرت ﷺ نے لوگوں میں ساتھ جہاد کے اور میں گمان کرتا ہوں کہ تمہارا ارادہ رکھتے ہیں اور میں نے چاہا کہ میں تم پر احسان کروں۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ الْفَتْحِ فِيْ رَمَضَانَ.

جنگ فتح مکہ کی رمضان میں تھی۔

فائدہ: یعنی آٹھویں سال ہجری میں اور اس کا بیان کتاب الصیام میں گزر چکا ہے اور اسی جگہ گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ دسویں رمضان کو مدینے سے نکلے اور ابن اسحاق نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ حضرت ﷺ نے ابو رہم کو مدینے پر حاکم کیا یعنی مکے کو چلتے وقت۔

۳۹۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا غَزْوَةَ الْفَتْحِ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ وَسَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ الْكَدِيْدَ الْمَآءَ الَّذِيْ

۳۹۴۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کی جنگ رمضان میں کی اور دوسری روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ پہنچے کدید میں کہ چشمہ ہے درمیان قدید اور عسفان کے تو حضرت ﷺ نے روزہ کھول ڈالا یعنی بعد عصر کے سورج غروب ہونے سے پہلے سو حضرت ﷺ ہمیشہ افطار کیے رہے یعنی آپ نے اس کے بعد کوئی روزہ نہ رکھا یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ تمام ہوا۔

بَيْنَ قُدَيْدٍ وَّعُسْفَانَ أَفْطَرَ فَلَمْ يَزَلْ مُفْطِرًا حَتَّى انْسَلَخَ الشَّهْرُ.

۳۹۴۱۔ حَدَّثَنِي مَحْمُوْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَمَعَهُ عَشَرَةُ الْآلَافِ وَّذٰلِكَ عَلٰى رَأْسِ ثَمَانِ سِنِيْنَ وَنِصْفٍ مِنْ مَّقْدَمِهِ الْمَدِيْنَةَ فَسَارَ هُوَ وَمَنْ مَّعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى مَكَّةَ يَصُوْمُ وَيَصُوْمُوْنَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ وَهُوَ مَآءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ أَفْطَرَ وَأَفْطَرُوْا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنْ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآخِرُ فَالْآخِرُ.

۳۹۴۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں مدینے سے نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار مرد تھے اور یہ جنگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے کی طرف ہجرت کرنے سے ساڑھے آٹھ سال پیچھے تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان تھے مکے کو چلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تھے اور جو آپ کے ساتھ مسلمان تھے وہ بھی روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ جب کدید میں پہنچے اور کدید ایک چشمہ ہے درمیان عسفان اور قدید کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھول ڈالا اور لوگوں نے بھی روزہ کھول ڈالا، کہا زہری نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھلے فعل کو لیا جاتا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے ساڑھے آٹھ سال پیچھے تو یہ وہم ہے اور ٹھیک بات یہ ہے کہ ساڑھے سات سال ہجرت سے پیچھے تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے وہم ہونے جنگ فتح کے سے آٹھویں سال میں اور ربیع الاول کے درمیان سے رمضان کے درمیان تک برابر آدھا برس ہے پس خلاصہ یہ ہے کہ وہ ساڑھے سات برس ہیں اور ممکن ہے توجیہ روایت معمر کی یعنی جس میں ساڑھے آٹھ سال کا ذکر ہے ساتھ اس طور کے کہ وہ مبنی ہے اوپر تاریخ کے ساتھ اول سال کے محرم سے پس جب داخل ہوئے دوسرے سال سے دو یا تین مہینے تو بولا گیا اس پر سال بطور مجاز کے نام رکھنے بعض کے سے ساتھ نام کل کے اور واقع ہوگا یہ بیچ اخیر مہینے ربیع الاول کے اور اسی جگہ سے رمضان کے مہینے تک آدھا سال ہے کہا جائے کہ تھا اخیر شعبان اس سال کا اخیر سات برس اور آدھے برس کا ربیع الاول سے سو جب رمضان داخل ہوا تو دوسرا سال داخل ہوا اور اول سال کا صادق آتا ہے اس پر کہ وہ اس کا سر ہے پس صحیح ہوگا کہ وہ ساڑھے آٹھ سال کے سر پر تھا اور روزے کی شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۳۹۴۲۔ حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ

۳۹۴۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں جنگ حنین کی طرف نکلے اور لوگ مختلف تھے بعض

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ إِلٰى حُنَيْنٍ وَّالنَّاسُ مُخْتَلِفُوْنَ فَصَآئِمٌ وَّمُفْطِرٌ فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى رَاحِلَتِهِ دَعَا بِإِنَآءٍ مِّنْ لَّبَنٍ أَوْ مَآءٍ فَوَضَعَهُ عَلٰى رَاحَتِهِ أَوْ عَلٰى رَاحِلَتِهِ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ الْمُفْطِرُوْنَ لِلصُّوَّامِ أَفْطِرُوْا وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

روزے دار تھے اور بعض روزے دار نہ تھے سو جب حضرت ﷺ اپنی سواری پر سیدھے ہوکر بیٹھے تو دودھ یا پانی منگوایا سو اس کو اپنی ہتھیلی یا سواری پر رکھا پھر لوگوں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ پانی پیتے ہیں تو بے روزوں نے روزے داروں سے کہا کہ روزہ کھول ڈالو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نکلے حضرت ﷺ سال فتح مکہ کے یعنی یہ واقعہ پانی پینے کا روزے میں سال فتح مکہ کے تھا جب کہ رمضان میں مدینے سے چل کر کدید میں پہنچے اور یہ حدیث مرفوع اور مرسل دونوں طور سے آئی ہے۔

فائدہ: کہا اسماعیلی نے کہ یہ مشکل ہے اس واسطے کہ جنگ حنین فتح مکہ کے بعد تھا پس یہ محتاج ہے طرف تامل کی اس واسطے کہ ذکر کیا ہے بخاری نے اس سے پہلے کہ حضرت ﷺ مدینے سے مکے کی طرف نکلے اور اسی طرح حکایت ہے داؤدی سے کہ اس نے کہا صواب یہ ہے انه خرج الی مکة یعنی ٹھیک اس طرح سے کہ حضرت ﷺ مکے کی طرف نکلے یا دراصل خیبر تھا پس تصحیف ہوگئی میں کہتا ہوں کہ محمول کرنا اس کا خیبر پر مردود ہے اس واسطے کہ نکلنا اس کی طرف رمضان میں نہ تھا اور اس کی تاویل ظاہر ہے اس واسطے کہ مراد اس کے قول کے ساتھ کہ طرف حنین یعنی جو واقع ہوا پیچھے فتح مکہ کے اس واسطے کہ جب واقع ہوا وہ پیچھے اس کے متصل تو بولا کہ نکلے طرف اس کی۔ (فتح)

۳۹۴۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَافَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِإِنَآءٍ مِّنْ مَّآءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا لِّيُرِيَهُ النَّاسَ فَأَفْطَرَ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَّقُوْلُ صَامَ رَسُوْلُ

۳۹۴۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے رمضان میں سفر کیا سو آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان میں پہنچے پھر پانی کا برتن منگوا کر دن کو پانی پیا تا کہ وہ لوگوں کو دکھلائیں سو آپ نے روزہ کھول ڈالا یہاں تک کہ مکے میں آئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے سفر میں روزہ رکھا اور نہیں بھی رکھا سو جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ.

بَابُ أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ.

حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن کس جگہ جھنڈا اگاڑا؟۔

فائدہ: یعنی بیان اس جگہ کا کہ گاڑا گیا اس میں جھنڈا حضرت ﷺ کا آپ کے حکم سے۔

۳۹۴۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَمَّا سَارَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ قُرَيْشًا خَرَجَ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ وَّحَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ وَّبُدَيْلُ بْنُ وَرْقَآءَ يَلْتَمِسُوْنَ الْخَبَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلُوْا يَسِيْرُوْنَ حَتّٰى أَتَوْا مَرَّ الظَّهْرَانِ فَإِذَا هُمْ بِنِيْرَانٍ كَأَنَّهَا نِيْرَانُ عَرَفَةَ فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ مَا هٰذِهٖ لَكَأَنَّهَا نِيْرَانُ عَرَفَةَ فَقَالَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَآءَ نِيْرَانُ بَنِيْ عَمْرٍو فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ عَمْرٌو أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ فَرَاٰهُمْ نَاسٌ مِّنْ حَرَسِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدْرَكُوْهُمْ فَأَخَذُوْهُمْ فَأَتَوْا بِهِمْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ أَبُوْ سُفْيَانَ فَلَمَّا سَارَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ احْبِسْ أَبَا سُفْيَانَ عِنْدَ حَطْمِ الْخَيْلِ حَتّٰى يَنْظُرَ إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَحَبَسَهُ الْعَبَّاسُ فَجَعَلَتِ الْقَبَائِلُ تَمُرُّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمُرُّ كَتِيْبَةً كَتِيْبَةً عَلٰى أَبِيْ سُفْيَانَ

۳۹۴۴۔ حضرت عروہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ فتح مکہ کے سال مدینے سے چلے یعنی مکے کو تو یہ خبر کفار قریش کو پہنچی سو ابو سفیان اور حکیم اور بدیل حضرت ﷺ کی خبر دریافت کرنے نکلے سو سامنے چلے یہاں تک کہ مرالظہران میں پہنچے سو اچانک انہوں نے الاؤ دیکھے جیسے عرفہ کی کے الاؤ ہیں ابوسفیان نے کہا یہ الاؤ کیسے ہیں؟ البتہ وہ ایسے ہیں جیسے عرفہ کے الاؤ ہیں بدیل نے کہا کہ قبیلہ بنی عمرو کے الاؤ ہیں ابو سفیان نے کہا کہ بنی عمرو اس سے کمتر ہیں سو دیکھا ان کو چند لوگوں نے حضرت ﷺ کے چوکیداروں میں سے سو ان کو پایا اور ان کو پکڑ کر حضرت ﷺ کے پاس لائے سو ابوسفیان مسلمان ہوا سو جب چلا تو حضرت ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ روک رکھ ابوسفیان کو گھوڑوں کے ہجوم کے پاس تا کہ مسلمانوں کے لشکر کو دیکھے سو عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو روک رکھا اور قبیلے حضرت ﷺ کے ساتھ گزرنے لگے لشکر لشکر ابوسفیان پر گزرتا تھا سو ایک لشکر گزرا تو ابوسفیان نے کہا کہ اے عباس! یہ گروہ کون ہے؟ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ قوم غفار ہے ابوسفیان نے کہا مجھ کو ان لوگوں سے کیا کام یعنی مجھ کو ان سے دشمنی نہیں پھر قوم جہینہ کا گروہ گزرا پھر ابوسفیان نے اسی طرح کہا پھر سعد بن ہذیم کی قوم گزری پھر ابوسفیان نے اسی طرح کہا پھر سلیم کی قوم گزری پھر ابوسفیان نے اسی طرح کہا یہاں تک کہ

فَمَرَّتْ فَمَرَّتْ كَتِيبَةٌ قَالَ يَا عَبَّاسُ مَنْ هٰذِهٖ قَالَ هٰذِهٖ غِفَارُ قَالَ مَا لِيْ وَلِغِفَارَ ثُمَّ مَرَّتْ جُهَيْنَةُ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَرَّتْ سَعْدُ بْنُ هُذَيْمٍ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَمَرَّتْ سُلَيْمُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى أَقْبَلَتْ كَتِيبَةٌ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَالَ مَنْ هٰذِهٖ قَالَ هٰؤُلَاءِ الْأَنْصَارُ عَلَيْهِمْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَهُ الرَّايَةُ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَا أَبَا سُفْيَانَ الْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ الْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْكَعْبَةُ فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ يَا عَبَّاسُ حَبَّذَا يَوْمُ الذِّمَارِ ثُمَّ جَآئَتْ كَتِيبَةٌ وَهِيَ أَقَلُّ الْكَتَائِبِ فِيهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ وَرَايَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَلَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ أَلَمْ تَعْلَمْ مَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ مَا قَالَ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ كَذَبَ سَعْدٌ وَّلٰكِنْ هٰذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللّٰهُ فِيهِ الْكَعْبَةَ وَيَوْمٌ تُكْسٰى فِيهِ الْكَعْبَةُ قَالَ وَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُرْكَزَ رَايَتُهٗ بِالْحَجُوْنِ قَالَ عُرْوَةُ وَأَخْبَرَنِيْ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُوْلُ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ هَا هُنَا أَمَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُرْكِزَ الرَّايَةَ قَالَ وَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ أَنْ

ایک بڑا لشکر سامنے سے آیا کہ ابوسفیان نے اس کی مانند نہ دیکھا تھا ابوسفیان نے کہا یہ کون گروہ ہے؟ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ انصاری لوگ ہیں ان کے سردار اور علم بردار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوسفیان! آج قتل کا دن ہے آج کعبے میں لڑنا حلال ہوگا۔ ابوسفیان نے کہا اے عباس! خوش ہے دن ہلاک ہونے کا پھر ایک لشکر آیا اور وہ اور لشکروں سے کمتر تھا اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان پر گزرے تو ابوسفیان نے کہا کہ آپ نے سعد کا قول نہیں سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے کیا کہا؟ ابوسفیان نے کہا اس نے ایسا ایسا کہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد رضی اللہ عنہ نے غلط کہا لیکن یہ دن تو وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کعبے کی تعظیم کروائے گا اور اس دن میں کعبے پر غلاف چڑھایا جائے گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ آپ کا جھنڈا حجون (ایک جگہ ہے معروف قریب مقبرے مکے کے) میں گاڑا جائے کہا عروہ نے پس خبر دی مجھ کو نافع بن جبیر نے کہا سنا میں نے عباس رضی اللہ عنہ کو زبیر رضی اللہ عنہ سے کہتا تھا اے ابوعبداللہ! اس جگہ حکم کیا تھا تجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا گاڑنے کا کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مکے کی بالائی جانب سے داخل ہو کدا کی طرف سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کدا کی طرف سے داخل ہوئے سو مارے گئے اس دن خالد رضی اللہ عنہ کے سواروں سے دو مرد حُبیش اور کرز رضی اللہ عنہما۔

يَدْخُلَ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ مِنْ كَدَآءٍ وَّدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كُدًا فَقُتِلَ مِنْ خَيْلِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ رَّجُلَانِ حُبَيْشُ بْنُ الْأَشْعَرِ وَكُرْزُ بْنُ جابِرٍ الْفِهْرِيُّ.

فائدہ: یہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے مرسل روایت کی ہے اور نہیں دیکھا میں نے اس کو کسی طریق سے عروہ سے موصول اور مقصود بخاری کا اس سے وہ چیز ہے کہ باب باندھا ہے ساتھ اس کے اور وہ اخیر حدیث کا ہے اس واسطے کہ وہ موصول ہے عروہ سے اس نے روایت کی ہے نافع سے اس نے عباس رضی اللہ عنہ اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے اور یہ جو کہا کہ یہ خبر قریش کو پہنچی تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ پہنچی ان کو خبر پہلے نکلنے ابوسفیان اور حکیم کے اور ابن اسحاق وغیرہ کے نزدیک ہے پھر مدینے سے کوچ کیا اور گھوڑوں کو لے کر چلے یہاں تک کہ مرالظہر ان میں اترے اور قریش کو ان کا حال معلوم نہ ہوا اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے راہیں بند کی گئیں اور مکے والوں سے یہ خبر پوشیدہ کی گئی تو ابوسفیان نے حکیم سے کہا کہ کیا تو میرے ساتھ سوار ہو کر چلتا ہے شاید ہم خبر کو ملیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں جنگ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے یہاں تک کہ بھیجا ان کی طرف ضمرہ کو کہ اختیار دے ان کو تین چیزوں کا یہ کہ دیت دیں قتل خزاعہ کی یا بری ہوں بکر کی قسم سے یا توڑیں عہد ان کی طرف برابر سو ضمرہ ان کے پاس آیا اور ان کو اختیار دیا انہوں نے کہا کہ نہ ہم دیت دیتے ہیں اور نہ ہم بری ہوتے ہیں لیکن ہم عہد کو توڑتے ہیں سو پھرا ضمرہ ساتھ اس پیغام کے پس بھیجا قریش نے ابوسفیان کو واسطے تجدید عہد کے پس یہ جو کہا کہ یہ خبر قریش کو پہنچی یعنی غالب ہوا ان کے گمان پر نہ یہ کہ کسی نے ان کو حقیقتاً خبر پہنچائی اور یہ جو کہا کہ مرالظہر ان میں پہنچے یعنی رات کے وقت پس بلند ہوئے پہاڑی پر سو اچانک انہوں نے دیکھا کہ ساری وادی میں الاؤ روشن ہیں اور ابن سعد کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات میں اصحاب کو حکم دیا سو انہوں نے دس ہزار جگہ آگ لگائی اور یہ جو کہا جیسے وہ عرفہ کی آگ ہے تو گویا یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ جاری تھی ساتھ اس کے عادت ان کی جلانے بہت آگوں کے سے عرفہ کی رات میں اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چوکیداروں نے ان کو پکڑا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سوار اپنے آگے بھیجے کہ جاسوسوں کو پکڑ لائیں اور خزاعہ راہ پر تھے کسی کو گزرنے نہیں دیتے تھے سو جب ابوسفیان اور اس کے ساتھی مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہوئے تو سواروں نے ان کو رات میں پکڑا پھر عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک خیمے میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوسفیان! مسلمان ہو جا اس نے کہا میں لات عزیٰ کو کیا کروں؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو کہا اگر تو خیمے سے باہر ہوتا تو اس کو کبھی نہ

کہتا سو ابوسفیان مسلمان ہوا اور یہ جو فرمایا کہ روک رکھ ابوسفیان کو تو موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر ابوسفیان پھر گیا تو شاید پھر کافر ہو جائے سو میں اس کو روک رکھتا ہوں یہاں تک کہ آپ اس کو اللہ کی فوجیں دکھلا دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا ابوسفیان نے کہا کیا دغا ہے؟ اے ہاشم کی اولاد! عباس رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں لیکن مجھ کو تجھ سے ایک کام ہے سو تو صبح کرے اور اللہ کی فوجوں کو دیکھے اور جو اللہ نے مشرکوں کے واسطے تیار کیا ہے اس کو ایک جگہ میں روک رکھا یہاں تک کہ صبح ہوئی اور سوائے اس کے نہیں کہ روکا اس کو اس جگہ واسطے ہونے اس جگہ کے تنگ تا کہ دیکھے تمام لوگوں کو اور کوئی اس کی نظر سے خالی نہ جائے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار دیا تھا کہ چاہیے کہ ظاہر کرے ہر قبیلہ جو اس کے ساتھ ہے ہتھیاروں اور تیاری سے اور آگے کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکروں کو اور یہ جو ابوسفیان نے کہا کہ یہ دن ہلاک ہونے کا ہے تو کہا خطابی نے کہ آرزو کی ابوسفیان نے یہ کہ اس کے واسطے قوت ہوتی اور اپنی قوم کو بچاتا اور ان سے روکتا اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ یہ دن غضب کا ہے واسطے حرم کے اور اہل کے اور ان کی مدد کرنے کے جو اس پر قادر ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جب سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ دن قتل کا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے جھنڈے کو لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا پھر اس کے بیٹے کو دیا تا کہ اس کی دل شکنی نہ ہو اور یہ جو کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ نے جھوٹ کہا تو اس میں بولنا کذب کا ہے اوپر خبر دینے کے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوگی اگرچہ اس کے قائل نے اس کو اپنے گمان غالب پر بنا کیا ہو اور یہ جو کہا کہ یہ دن ہے اس میں کعبے کی تعظیم ہوگی تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ واقع ہوئی ظاہر کرنے اسلام کے سے اور اذان دینے بلال رضی اللہ عنہ کے سے اس کی پشت پر اور سوائے اس کے اس قسم سے کہ دور کی گئی اس میں سے بتوں سے اور مانند ان کی سی تصویروں وغیرہ سے اور یہ جو کہا کہ اس میں کعبے کو غلاف چڑھایا جائے گا تو کہتے ہیں کہ قریش رمضان میں کعبے کو غلاف چڑھایا کرتے تھے سو اتفاقا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی دن موافق پڑا اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبے کی بالائی جانب سے داخل ہو تو یہ مخالف ہے صحیح حدیثوں کے جو آئندہ آتی ہیں کہ خالد رضی اللہ عنہ مکے کے زیریں حصے سے داخل ہوا اور یہ جو کہا کہ اس دن خالد رضی اللہ عنہ کے سواروں سے دو مرد مارے گئے تو موسیٰ بن عقبہ کے مغازی میں ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ چلا یہاں تک کہ مکے کی زیریں حصے سے مکے میں داخل ہوا اور تحقیق جمع ہوئے تھے وہاں قوم بنو بکر اور بنو حارث اور کچھ لوگ ہذیل سے اور مختلف قوموں سے جن سے قریش نے مدد لی تھی سو انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی خالد رضی اللہ عنہ ان سے لڑا وہ بھاگے اور قوم بنو بکر سے تقریبا بیس آدمی مارے گئے اور ہذیل سے تین یا چار یہاں تک کہ پہنچی ساتھ ان کے لڑائی مسجد کے دروازے تک یہاں تک کہ داخل ہوئے گھروں میں اور چڑھ گیا ایک گروہ ان میں سے پہاڑوں پر اور چلایا ابوسفیان کہ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے اور اپنا ہاتھ روکے پس وہ پناہ میں ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر کی فرمایا یہ کیا ہے اور حالانکہ میں نے لڑنے سے منع کر دیا تھا لوگوں نے کہا ہم گمان کرتے ہیں کہ

قریش نے خالد رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی اور پہلے انہوں نے لڑائی کی تو اس کو لڑنے سے کوئی چارہ نہ ہوا پھر جب اطمینان ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو کیوں لڑا تھا اور حالانکہ میں نے تم کو لڑنے سے منع کیا تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پہلے انہوں نے لڑائی شروع کی اور ہمارے درمیان ہتھیار چلائے اور میں نے اپنا ہاتھ روکا جتنا روک سکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا حکم بہتر ہے اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ستر آدمی کو قتل کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سرداروں کو حکم دیا تھا کہ نہ ماریں کسی کو مگر جوان سے لڑے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کیا خون چند آدمیوں کا جن کا نام جدا جدا لیا اور وہ آٹھ مرد یہ ہیں' ابن خطل اور عبداللہ بن ابی سرح اور عکرمہ بن ابی جہل اور حویرث بن نقید اور مقیس بن صبابہ اور ہبار بن اسود اور حارث بن طلاطل اور کعب بن زہیر اور عورتوں کا نام فتح الباری میں مذکور ہے اور ایک ان میں سے ہند ہے ابوسفیان کی عورت سو بعض ان میں سے مسلمان ہوئے اور بعض کفر کی حالت میں مارے گئے اور ابن خطل کا اس باب میں ذکر آئے گا اور روایت کی ہے احمد اور مسلم اور نسائی وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے سے آئے اور آپ نے ایک طرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور دوسری طرف زبیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ابوعبیدہ کو ان لوگوں پر بھیجا جو بغیر ہتھیاروں کے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابوہریرہ! بلا واسطے میرے انصار کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا وہ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد گھومے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان سے کیا تم دیکھتے ہو طرف اوباشوں قریش کی اور ان کے تابعداروں کی پھر ایک ہاتھ کو دوسرے پر پھیرا یعنی ان کو کاٹ ڈالو یہاں تک کہ صفا پر مجھ سے ملو سو ہم چلے اور جس کو ان میں سے ہم نے چاہا قتل کیا پھر ابوسفیان آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! قریش ہلاک ہوئے ان کے جوان لڑکے مارے گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا وہ پناہ میں ہے اور تحقیق تمسک کیا ہے ساتھ اس قصے کے جو کہتا ہے کہ مکہ قہر اور غلبے سے فتح ہوا اور یہ قول اکثر کا ہے اور شافعی سے روایت ہے کہ وہ صلح سے فتح ہوا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمہ اللہ سے واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی اس امان دینے سے اور واسطے نسبت کرنے اس کے گھروں کی طرف اہل اس کے اور اس واسطے کہ وہ تقسیم نہیں ہوا اور اس واسطے کہ غازی لوگ اس کے گھروں کے مالک نہیں ہوئے نہیں تو جائز ہوتا نکالنا گھر والوں کا گھروں سے اور حجت پہلوں کی وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے تصریح حکم کرنے کے سے ساتھ لڑنے کے اور واقع ہونا اس کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ساتھ تصریح کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ مکے میں لڑنا ایک گھڑی میرے واسطے درست ہوا اور منع کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی پیروی کرنے سے بیچ اس کے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ اس امر میں میری کوئی پیروی نہ کرے اور جواب دیا ہے انہوں نے ترک قسمت سے ساتھ اس کے کہ وہ نہیں لازم پکڑتا نہ فتح ہونے کو ساتھ قہر کے پس تحقیق کبھی فتح کیا جاتا ہے شہر قہر سے اور احسان کیا جاتا ہے اس کے اہل پر اور چھوڑے جاتے ہیں واسطے ان کے گھر ان کے اور غنیمتیں ان کی اس واسطے کہ جو زمین غنیمت کی جائے اس کا تقسیم کرنا متفق علیہ نہیں بلکہ

خلاف ثابت ہے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور جوان سے پیچھے ہیں اور تحقیق فتح کیے گئے اکثر شہر غلبے سے پس نہیں تقسیم ہوئے اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تھا باجود اکثر اصحاب کے اور تحقیق زیادہ ہوا مکہ اس سے ساتھ ایک امر کے کہ ممکن ہے کہ دعویٰ کیا جائے خاص ہونے اس کے کا ساتھ اس کے کہ سوائے باقی شہروں کے اور وہ یہ ہے کہ وہ عبادت کا گھر ہے اور سب خلقت کے عبادت کرنے کی جگہ ہے اور تحقیق بنایا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ادب والا گھر برابر ہے اس میں شہری اور جنگلی اور بہر حال قول نووی کا کہ حجت پکڑی ہے شافعی نے ساتھ حدیثوں مشہورہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مرالظہر ان میں صلح کی پہلے داخل ہونے سے مکے میں پس اس میں نظر ہے اس واسطے کہ جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے اگر مراد اس کی وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے واسطے اس کے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو وہ پناہ میں ہے کما تقدم اور اسی طرح قول اس کا جو مسجد میں داخل ہو وہ پناہ میں ہے جیسا کہ ابن اسحاق کے نزدیک ہے پس تحقیق نہیں نام رکھا جاتا اس کا صلح مگر جب التزام کرے جو اشارہ کیا گیا ہے اس کی طرف بند رہنے کو قتال سے اور جو صحیح حدیثوں میں وارد ہوا ہے وہ ظاہر ہے اس میں کہ قریش نے اس کا التزام نہیں کیا اس واسطے کہ وہ لڑائی کے واسطے تیار تھے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے کہ قریش نے اپنے اوباشوں کو اٹھایا اور کہا کہ ہم ان کو آگے کرتے ہیں پس اگر ان کو فتح ہوئی تو ہم ان کے ساتھ ہوں گے اور اگر یہ مارے گئے تو ہم اسے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیں گے جو اس نے ہم سے مانگا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اوباش قریش کی طرف دیکھتے ہو پھر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ان کو کاٹ ڈالو یہاں تک کہ مجھ سے صفا پر ملو سو جس کو ہم نے ان میں سے مارنا چاہا اس کو مار ڈالا اور اگر مراد اس کی ساتھ صلح کے واقع ہونا عقد کا ہے ساتھ اس کے تو یہ منقول نہیں اور میں نہیں گمان کرتا کہ اس نے ارادہ کیا ہو مگر احتمال پہلا اور اس میں وہ چیز ہے جو میں نے ذکر کی اور جو کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امان دی اس کی دلیل ایک یہ بھی ہے جو ابن اسحاق کے نزدیک واقع ہوئی ہے بیچ سیاق قصے فتح کے کہ پس عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شاید میں پاؤں بعض لکڑی لانے والوں کو یا دودھ والے کو یا کسی کام والے کو مکے میں آئے اور ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھہرنے کی خبر دے تا کہ آپ کی طرف نکل کر آپ سے پناہ چاہیں پہلے اس سے کہ داخل ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں غلبے سے پھر بعد قصے ابوسفیان کے کہا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو وہ امن میں ہے اور اسی کی مانند واقع ہوا ہے نزدیک موسیٰ بن عقبہ کے اور اس میں تصریح ہے ساتھ عام ہونے امان کے پس تھی یہ امان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واسطے ہر ایک شخص کے کہ نہ لڑے اہل مکہ میں سے پس اس جگہ سے کہا ہے شافعی نے کہ تھا مکہ امن دیا گیا اور نہیں فتح ہوا تھا غلبے سے اور امان مانند صلح کے ہے اور بہر حال جو لڑنے کے واسطے پیش ہوئے یا وہ لوگ جو نکالے گئے پناہ سے اور حکم ہوا ان کے قتل کرنے کا اگرچہ کعبے کے پردوں سے پناہ لیں پس نہیں لازم پکڑتا یہ اس کو کہ مکہ غلبے سے فتح ہوا اور ممکن ہے تطبیق درمیان حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بیچ حکم کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قتال کے اور درمیان حدیث باب کے بیچ امن

دینے حضرت ﷺ کے واسطے ان کے ساتھ اس طور کے کہ ہو امن دینا معلق ساتھ شرط کے اور وہ ترک کرنا قریش کا ہے کھل کر لڑنے کو پس جب جدا جدا ہوئے طرف گھروں اپنے کے اور راضی ہوئے ساتھ امان مذکور کے کہ نہیں لازم پکڑتا ان کے اوباشوں کا لڑنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے اس کو کہ مکہ غلبے سے فتح ہوا ہو اس واسطے کہ اعتبار اصول کا ہے نہ تابعداروں کا اور ساتھ اکثر کے نہ ساتھ کمتر کے اور باوجود اس کے نہیں اختلاف ہے اس میں کہ نہیں جاری ہوئی اس میں تقسیم غنیمت کی اور نہ قید ہوا کوئی مکے والوں میں سے ان لوگوں میں سے جو لڑنے میں شامل ہوا اور ابوداؤد میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے فتح مکہ کے دن کوئی چیز لوٹی تھی اس نے کہا نہیں اور میل کی ہے ایک گروہ نے ان میں سے ہے ماوردی کہ بعض حصہ مکہ کا غلبے سے فتح ہوا واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے قصے خالد رضی اللہ عنہ کے سے جو مذکور ہوا اور حق یہ ہے کہ صورت فتح ہونے اس کے کی صورت غلبے کی تھی اور معاملہ اہل اس کے کا معاملہ اس شخص کا تھا جو داخل ہوا ساتھ امان کے اور منع کیا ہے ایک جماعت نے ان میں سے ہے سہیلی مترتب ہونے عدم تقسیم اس کی کو اور عدم جواز بیع گھروں ان کے کو اور کرائے پر دینے اس کے کو اس پر کہ وہ صلح سے فتح ہوا بہر حال اول وجہ پس اس واسطے کہ امام کو اختیار ہے بیچ تقسیم کرنے زمین کے درمیان غازیوں کے جب کہ کھینچی جائے کفار سے اور درمیان باقی رکھنے اس کے بطور وقف کے مسلمانوں پر اور نہیں لازم آتا اس سے منع ہونا بیچنا گھروں کا اور کرائے پر دینا ان کا اور لیکن دوسری وجہ پس کہا بعض نے کہ نہیں داخل ہوتی زمین بیچ حکم مالوں کے اس واسطے کہ جو پہلے لوگ تھے جب وہ کافروں پر غالب ہوتے تھے تو مالوں کو نہ لوٹتے تھے پس آسمان سے آگ اترتی تھی اور مالوں کو کھا جاتی تھی اور رہوتی تھی زمین واسطے ان کے عام طور سے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ﴿ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ﴾. (المائدہ: ۲۱) اور یہ مسئلہ مشہور ہے اس کو ہم اور دراز نہیں کرتے وقد تقدم كثير من مباحث دور مكة في باب توريث دور مكة۔ (فتح)

۳۹۴۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلٰى نَاقَتِهٖ وَهُوَ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ يُرَجِّعُ وَقَالَ لَوْلَا أَنْ يَّجْتَمِعَ النَّاسُ حَوْلِيْ لَرَجَّعْتُ كَمَا رَجَّعَ.

۳۹۴۵۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے فتح مکہ کے دن حضرت ﷺ کو دیکھا اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ ﷺ سورہ فتح پڑھتے تھے ترجیع سے یعنی حلق میں حرف کو دہراتے تھے اور معاویہ راوی نے کہا کہ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ میرے گرد جمع ہو جائیں گے تو البتہ میں ترجیع کرتا جیسے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ترجیع کی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ شعبہ کہتا ہے کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کس طرح ہے ترجیع اس کی کہا آ آ آ تین بار اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ پڑھتا میں ساتھ اس خوش آوازی کے کہ حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ پڑھا۔

۳۹۴۶۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سَعْدَانُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ زَمَنَ الْفَتْحِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مِّنْ مَّنْزِلٍ ثُمَّ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ وَلَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُؤْمِنَ قِيْلَ لِلزُّهْرِيِّ وَمَنْ وَّرِثَ أَبَا طَالِبٍ قَالَ وَرِثَهُ عَقِيْلٌ وَّطَالِبٌ قَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا فِيْ حَجَّتِهِ وَلَمْ يَقُلْ يُوْنُسُ حَجَّتِهِ وَلَا زَمَنَ الْفَتْحِ.

۳۹۴۶۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے فتح مکہ کے دن کہا یا حضرت! آپ کل کہاں اتریں گے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا عقیل نے ہمارے واسطے کوئی گھر چھوڑا ہے؟ پھر فرمایا کہ وارث نہیں ہوتا مسلمان کافر کا اور نہ کافر مسلمان کا کسی نے زہری سے کہا کہ ابو طالب کے ترکے کا کون وارث ہوا تھا کہا کہ عقیل اور طالب اس کے وارث ہوئے کہا معمر راوی نے زہری سے آپ کل کہاں اتریں گے ان پر حج میں اور یونس نے نہ حج کا ذکر کیا اور نہ فتح کے زمانہ کا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ یا حضرت آپ کل کہاں اتریں گے؟ تو اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ عقیل اور طالب اس کے وارث ہوئے تو پہلے گزر چکا ہے حج میں زہری کی روایت میں ساتھ اس لفظ کے کہ عقیل اور طالب اس کے وارث ہوئے اور جعفر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اس کے وارث نہ ہوئے اس واسطے کہ یہ دونوں اس وقت مسلمان ہو چکے تھے اور عقیل اور طالب اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے انتہی۔ اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر مقدم ہونے حکم کے بیچ ابتدا اسلام کے اس واسطے کہ ابو طالب ہجرت سے پہلے مر گیا تھا اور احتمال ہے کہ جب ہجرت واقع ہوئی اس وقت عقیل اور طالب ابو طالب کے ترکہ پر غالب ہوئے ہوں اور تحقیق رکھا تھا ابو طالب نے ہاتھ اپنا عبداللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ کے ترکہ پر اس واسطے کہ وہ اس کا بھائی تھا اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک ابو طالب کے بعد مرنے اپنے دادے عبدالمطلب کے پھر جب ابو طالب مر گیا پھر ہجرت واقع ہوئی اور نہ مسلمان ہوا طالب اور متاخر ہوا اسلام عقیل کا تو غالب ہوئے وہ دونوں ابو طالب کے ترکہ پر اور مر گیا طالب پہلے بدر سے اور متاخر ہوا عقیل پھر جب اسلام کا حکم قرار پایا کہ مسلمان کافر کے ترکہ کا وارث نہیں ہوتا تو بدستور ابو طالب کا ترکہ عقیل کے ہاتھ میں رہا پس اشارہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اور عقیل نے ان سب گھروں کو بیچ ڈالا تھا اور اختلاف ہے بیچ برقرار رکھنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیل کو اس چیز پر کہ خاص ہوا وہ ساتھ اس کے سو بعض کہتے ہیں کہ بطور احسان کے اس کے واسطے چھوڑا اور بعض کہتے ہیں تالیف قلب کے واسطے چھوڑا اور بعض کہتے ہیں کہ واسطے صحیح رکھنے تصرفات جاہلیت کے جیسے

کہ ان کے نکاح صحیح ہوتے ہیں اور یہ جو کہا کہ کیا عقیل نے ہمارے واسطے کوئی گھر چھوڑا ہے؟ تو اس میں اشارہ ہے کہ اگر عقیل کوئی چھوڑتا تو حضرت ﷺ اس میں اترتے اور اس میں تعاقب ہے خطابی کا جس جگہ اس نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ ان میں نہ اترے اس واسطے کہ وہ ایسے گھر تھے جن کو ہجرت کے ساتھ اللہ کے واسطے چھوڑا تھا سو نہ مناسب جانا حضرت ﷺ نے یہ کہ رجوع کریں کسی چیز میں جس کو اللہ کے واسطے چھوڑا اور اس کی کلام میں نظر ہے جو پوشیدہ نہیں اور ظاہر تر وہ ہے جو میں نے پہلے بیان کیا اور یہ کہ تحقیق جو چیز کہ خاص ہے ساتھ ترک کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ٹھہرنا مہاجر کا ہے اس شہر میں جس میں ہجرت کی نہ مجرد اترنا اس کا س گھر میں کہ اس کا ملک ہے جب کہ ٹھہرے اس میں اتنی مدت جس کی اس کو اجازت ہے اور وہ حج کی عبادت کے دن ہیں اور تین دن اس کے بعد، واللہ اعلم۔ (فتح)

۳۹۴۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلُنَا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ إِذَا فَتَحَ اللّٰهُ الْخَيْفُ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ.

۳۹۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اترنے کی جگہ ان شاء اللہ جب کہ اللہ نے مکے کو فتح کیا خیف نامی بنی کنانہ کا ٹیلا ہے جس جگہ کفار قریش آپس میں ہم قسم ہوئے تھے کفر پر۔

فائدہ: یعنی جب کہ قریش نے باہم قسم اٹھائی تھی کہ بنی ہاشم سے کسی چیز کی خرید و فروخت نہ کریں اور نہ اُن سے شادی بیاہ کریں اور ان کو پہاڑ کے ایک درے میں روکا اور اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

۳۹۴۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَرَادَ حُنَيْنًا مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ.

۳۹۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے جنگ حنین کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ ہمارے اترنے کی جگہ کل ان شاء اللہ خیف نامی بنی کنانہ کا ٹیلہ ہے جس جگہ قریش آپس میں ہم قسم ہوئے تھے۔

فائدہ: جب کہ جنگ حنین کا ارادہ کیا یعنی بیچ جنگ فتح مکہ کے اس واسطے کہ جنگ حنین جنگ فتح مکہ کے پیچھے واقع ہوئی تھی اور البتہ پہلے گزر چکی ہے یہ حدیث حج میں زہری کی روایت سے ساتھ اس لفظ کے جب کہ مکے میں جانے کا ارادہ کیا اور ان دونوں روایتوں میں مخالفت نہیں ساتھ تطبیق مذکور کے لیکن اس جگہ اس کو اس لفظ سے روایت کیا نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ یعنی کل ہم خیف نامی بنی کنانہ کے ٹیلے پر اتریں گے اور جب آپ نے یہ حدیث

فرمائی اس وقت آپ منیٰ میں تھے اور یہ دلالت کرتی ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ حدیث اپنے حج میں فرمائی تھی نہ فتح مکہ میں پس یہ مشابہ ہے ساتھ اس حدیث کے جو اس سے پہلے ہے بیچ اختلاف کے اور احتمال رکھتی ہے تعدد کا واللہ اعلم کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس جگہ پر اترنا اختیار کیا تا کہ یاد پڑے کہ یہاں کافروں نے کفر پر کمر باندھی تھی سو شکر کریں اللہ کا اس چیز پر کہ انعام کی اللہ نے اوپر آپ کے فتح عظیم سے اور قدرت پانے سے مکے میں داخل ہونے پر کھلم کھلا تا کہ کافر شرمندہ ہوں اور خاک آلود ہو ناک ان لوگوں کی جنہوں نے کوشش کی بیچ نکالنے حضرت ﷺ کے مکے سے اور واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ درگذر کے ان لوگوں سے جنہوں نے برا کیا اور مقابلہ کرنا ان کا ساتھ انعام اور احسان کے اور یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ (فتح)

۳۹۴۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلْهُ قَالَ مَالِكٌ وَلَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا نُرٰى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا.

۳۹۴۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فتح کے دن مکے میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کے سر پر خود تھی سو جب آپ ﷺ نے اس کو اتارا تو ایک مرد آپ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ ابن خطل کعبے کے پردے پکڑے ہے حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو مار ڈال اور میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ اس دن احرام سے نہ تھے اور اللہ خوب جانتا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پس وہ قتل کیا گیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قتل کرنے ابن خطل کے اور حالانکہ وہ کعبے کے پردے پکڑے تھا اس پر کہ کعبہ نہیں پناہ دیتا اس شخص کو کہ واجب ہوا اس کا مار ڈالنا اور یہ کہ جائز ہے مار ڈالنا اس شخص کا کہ واجب ہو مارنا اس کا حرم میں اور اس استدلال میں نظر ہے اس واسطے کہ تمسک کیا ہے مخالفوں نے ساتھ اس کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے یہ اس گھڑی میں جس میں حضرت ﷺ کو مکے میں لڑنا حلال ہوا اور البتہ تصریح کی حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے کہ حرمت اس کی پھر آئی جیسے پہلے تھی اور وہ گھڑی جس میں حضرت ﷺ کے واسطے مکے میں لڑنا حلال ہوا تھا وہ فتح کے دن کی صبح سے اس کے عصر تک تھی جیسا کہ واقع ہوا ہے نزدیک احمد کے اور عمر بن شبہ نے کتاب مکہ میں سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے کعبے کے پردوں کے نیچے سے ابن خطل کو نکالا اور اس کی گردن ماری باندھ کر درمیان زمزم اور مقام ابراہیم کے اور فرمایا کہ نہ قتل ہوگا قوم قریش سے کوئی ذلیل اور قید سے اس دن کے بعد اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں لیکن ابومعشر کے حق میں کلام ہے۔ (فتح)

۳۹۵۰۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّوْنَ وَثَلَاثُ مِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِي يَدِهٖ وَيَقُوْلُ ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾. (الإسراء:۸۱) ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ﴾. (السباء:۴۹).

۳۹۵۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فتح مکہ کے دن کے میں داخل ہوئے اور خانے کعبے کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے سو حضرت ﷺ ان کو چوکنے لگے ایک لکڑی سے جو آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھی اور فرماتے تھے کہ آیا حق اور نکل بھاگا ناحق آیا حق اور باطل نہ کسی چیز کو از سر نو پیدا کرتا ہے اور نہ کسی چیز کو دوہراتا ہے۔

فائدہ: اور طبرانی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رایت کی ہے کہ پس نہ باقی رہا کوئی بت سامنے حضرت ﷺ کے مگر کہ اپنی پیٹھ پر گر پڑا باوجودیکہ وہ زمین پر ثابت تھے اور شیطان نے ان کے پاؤں سیسے سے مضبوط کیے تھے اور حضرت ﷺ نے یہ کام کیا واسطے ذلیل کرنے بتوں کے اوران کے پوجنے والوں کے اور واسطے ظاہر کرنے اس بات کے کہ نہ وہ نفع دیتے ہیں اور نہ نقصان کرتے ہیں اور نہ کسی چیز کو اپنی جان سے ہٹا سکتے ہیں اور نصب وہ بت ہیں جو اللہ کے سوا پوجنے کے واسطے کھڑے کیے جاتے تھے۔ (فتح)

۳۹۵۱۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَبٰى أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيْهِ الْاٰلِهَةُ فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ فَأُخْرِجَ صُوْرَةُ إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْمَاعِيْلَ فِي أَيْدِيْهِمَا مِنَ الْأَزْلَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ لَقَدْ عَلِمُوْا مَا اسْتَقْسَمَا بِهَا قَطُّ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ فِي نَوَاحِي الْبَيْتِ وَخَرَجَ وَلَمْ يُصَلِّ فِيْهِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ وَقَالَ

۳۹۵۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کے میں تشریف لائے تو خانے کعبے میں داخل ہونے سے انکار کیا اور حالانکہ اس میں بت تھے سو حکم دیا ان کے نکال ڈالنے کا سو نکالے گئے پس نکالی گئی صورت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی اوران کے ہاتھ میں فال کے تیر تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے مشرکین مکہ پر البتہ ان کو معلوم ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے کبھی تیروں سے فال نہیں لی پھر خانے کعبے میں داخل ہوئے اور بیت اللہ کی کونوں میں تکبیر کہی اور اس میں نماز نہ پڑھی۔

وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: ازلام وہ تیر تھے کہ کفار نیکی بدی میں ان کے ساتھ فال لیتے تھے اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ ان کے پس اوندھے ڈالے گئے اپنے مونہوں پر اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ مشرکوں کا ناس کرے ابراہیم علیہ السلام نے تو کبھی پانسوں سے فال نہیں لی پھر زعفران منگایا اور ان صورتوں کو لگا کر مٹایا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس مکان میں تصویریں ہوں اس میں نماز پڑھنی مکروہ ہے واسطے ہونے اس کے جگہ گمان شرک کی اور تھا اکثر کفر پہلی امتوں کا تصویروں کی جہت سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبے میں جا کر سب تصویروں کو مٹا ڈالیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سب تصویروں کو مٹا ڈالا اور اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ خانے کعبے میں داخل ہوئے اور اس میں ابراہیم علیہ السلام کی صورت دیکھی اور اس کو پانی سے مٹا ڈالا تو یہ حدیث محمول ہے کہ جس نے اس کو پہلے مٹایا تھا کچھ اثر اس کا اس پر پوشیدہ رہا تھا اور ابن عائذ کی مغازی میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اس کی ماں کی صورت باقی رہی تھی یہاں تک کہ دیکھا ان کو اس شخص نے جو غسان کے نصاریٰ سے مسلمان ہوا پھر جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے خانے کعبے کو ڈھایا یعنی از سر نو بنانے کے واسطے تو دونوں جاتی رہیں ان کا کوئی نشان باقی نہ رہا اور بعض کہتے ہیں کہ کعبے کے جلائے جانے کے وقت جاتی رہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے ان لوگوں پر جو ایسی چیزوں کی تصویریں بناتے ہیں جن کو پیدا نہیں کر سکتے اور باقی شرح حدیث کی حج میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ دُخُولِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ.

داخل ہونا نبی ﷺ کا مکے میں بالائی جانب سے۔

فائدہ: یعنی وقت فتح کرنے اس کے اور حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ فتح مکہ کے دن داخل ہوئے بڑی عاجزی سے۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ مُرْدِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَّمَعَهٗ بِلَالٌ وَّمَعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سامنے آئے حضرت ﷺ فتح کے دن مکے کے بالائی جانب سے اپنی اونٹنی پر سوار تھے اپنے پیچھے اسامہ رضی اللہ عنہ کو چڑھائے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ تھے کعبے کے دربانوں سے یہاں تک کہ اونٹنی کو مسجد میں بٹھایا سو حضرت ﷺ نے

حَتّٰی اَنَاخَ فِی الْمَسْجِدِ فَاَمَرَهٗ اَنْ یَّاْتِیَ بِمِفْتَاحِ الْبَیْتِ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ اُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ وَّبِلَالٌ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَمَكَثَ فِیْهِ نَهَارًا طَوِیْلًا ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَوَجَدَ بِلَالًا وَّرَآءَ الْبَابِ قَآئِمًا فَسَاَلَهٗ اَیْنَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ لَهٗ اِلَی الْمَكَانِ الَّذِیْ صَلّٰی فِیْهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَنَسِیْتُ اَنْ اَسْاَلَهٗ كَمْ صَلّٰی مِنْ سَجْدَةٍ.

طلحہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبے کی چابی لائے (تو اس نے چابی لا کر دروازہ کھولا) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسامہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بہت ٹھہرے رہے پھر باہر تشریف لائے سو لوگ آگے پیچھے دوڑے سو سب سے پہلے پہل ابن عمر رضی اللہ عنہما داخل ہوئے سو بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے کے پیچھے کھڑا پایا اور اس سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی؟ سو اشارہ کیا اس نے اس جگہ کی طرف جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ کو اس سے یہ پوچھنا یاد نہ رہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ خانے کعبے کی چابی لائے عبدالرزاق اور طبرانی نے زہری سے مرسل روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن عثمان بن طلحہ سے کہا کہ میرے پاس چابی لا وہ گیا اس نے بہت دیر کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے منتظر تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپکتا تھا اور فرماتے تھے کس چیز نے اس کو روکا؟ سو ایک مرد اس کی طرف دوڑا اور چابی عثمان کی ماں کے پاس تھی وہ کہتی تھی کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے چابی لی تو تم کو کبھی نہ دیں گے سو وہ ہمیشہ اس سے مانگتا رہا یہاں تک کہ اس نے چابی دی وہ اس کو لایا اور خانے کعبے کا دروازہ کھولا گیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل ہوئے پھر باہر تشریف لائے اور پانی پلانے کی جگہ کے پاس بیٹھے تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی قوم ہم سے نصیب میں زیادہ تر نہیں کہ ہم کو پیغمبری اور سقایہ اور چابی برداری ملی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی اس بات کو مکروہ جانا پھر عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر چابی دی اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور لوگ مطمئن ہوئے تو نکلے یہاں تک کہ خانے کعبے میں آئے اور اس کے گرد طواف کیا پھر جب طواف سے فارغ ہوئے تو عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر اس سے چابی لی اور کعبے کا دروازہ کھول کر اس کے دروازے پر کھڑے ہوئے پھر کہا کہ اے گروہ قریش کے تم کو کیا گمان ہے کہ میں تمہارے ساتھ کروں گا؟ انہوں نے کہا کہ بہتر بھائی کا بیٹا فرمایا جاؤ تم آزاد ہو پھر بیٹھے تو حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جمع کرو ہمارے واسطے دربانی کو اور پانی پلانے کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو چابی دی اور فرمایا کہ لے یہ ہمیشہ تیرے پاس رہے گی اور میں نے یہ تم کو نہیں دی لیکن اللہ نے تم کو دی نہ چھینے گا تم سے کوئی مگر ظالم روایت کیا

ہے اس کو ابن اسحاق اور ابن عائذ نے اور ایک روایت میں ہے کہ طلحہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کہتے تھے کہ نہ کھولیں گے کعبے کو مگر وہی سو حضرت ﷺ نے اس سے چابی لی اور اس کو اپنے ہاتھ سے کھولا۔ (فتح)

۳۹۵۲۔ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ الَّتِي بِأَعْلَى مَكَّةَ تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ وَوُهَيْبٌ فِي كَدَاءٍ.

۳۹۵۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فتح مکہ کے دن مکے میں داخل ہوئے کدا کی طرف سے جو مکے کی بالائی جانب میں ہے۔

۳۹۵۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ.

۳۹۵۳۔ حضرت عروہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فتح کے دن مکے کی بالائی جانب سے داخل ہوئے کدا کی طرف سے۔

بَابُ مَنْزِلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ.

باب ہے بیان میں اس جگہ کے جس میں حضرت ﷺ فتح مکہ کے دن اترے تھے۔

۳۹۵٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى مَا أَخْبَرَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى غَيْرَ أُمِّ هَانِيءٍ فَإِنَّهَا ذَكَرَتْ أَنَّهُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ قَالَتْ لَمْ أَرَهُ صَلَّى صَلَاةً أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ.

۳۹۵۴۔ حضرت ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ نہیں خبر دی ہم کو کسی نے کہ اس نے حضرت ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہو سوائے ام ہانی رضی اللہ عنہا کے سو بیشک اس نے ذکر کیا کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن اس کے گھر میں غسل کیا پھر آٹھ رکعتیں پڑھیں ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے حضرت ﷺ کو کہ کوئی نماز اس سے زیادہ تر ہلکی پڑھی ہو سوائے اس کے کہ رکوع سجود کو پورا کرتے تھے۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ محصب میں اترے تھے اور اس حدیث میں ہے کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں اترے تھے اور اکلیل میں ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فتح کے دن میرے پاس اترے تھے اور اس میں کوئی مخالفت نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ اس کے گھر میں اترے تھے پھر پھرے اس جگہ کی طرف جہاں آپ ﷺ کا خیمہ گاڑا گیا تھا نزدیک شعب ابی طالب کے اور وہ جگہ وہ ہے جس میں مشرکوں نے مسلمانوں کو بند کیا

تھا اور روایت کی ہے واقدی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اترنے کی جگہ جب کہ اللہ ہم پر مکے کو فتح کرے گا وہ ٹیلا ہے جس جگہ ہم قسم ہوئے کفار کفر پر مقابل درے ابو طالب کے جس جگہ انہوں نے ہم کو بند کیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے کے گھروں میں داخل ہوئے۔

بَابٌ. یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور شاید بخاری نے اس کے واسطے بیاض چھوڑا ہوگا پس نہ متفق ہوا واسطے اس کے واقع ہونا اس چیز کا کہ اس کے مناسب ہے۔ (فتح)

٣٩٥٥۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ.

٣٩٥٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجود میں کہتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ یعنی پاک ہے تو اے اللہ! اے ہمارے رب! اور ساتھ حمد تیری کے الٰہی مجھ کو بخش دے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز کے بیان میں گزر چکی ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے اس جگہ وہ چیز ہے جو تفسیر میں آئے گی کہ نہیں پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز اس کے بعد کہ اتری آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ مگر کہ اس میں یہ دعا کہتے تھے۔ (فتح)

٣٩٥٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ عُمَرُ یُدْخِلُنِیْ مَعَ أَشْیَاخِ بَدْرٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِمَ تُدْخِلُ هٰذَا الْفَتٰی مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَآءٌ مِّثْلُهٗ فَقَالَ إِنَّهٗ مِمَّنْ قَدْ عَلِمْتُمْ قَالَ فَدَعَاهُمْ ذَاتَ یَوْمٍ وَّدَعَانِیْ مَعَهُمْ قَالَ وَمَا رُئِیْتُهٗ دَعَانِیْ یَوْمَئِذٍ إِلَّا لِیُرِیَهُمْ مِنِّیْ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِیْ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا﴾ حَتّٰی خَتَمَ

٣٩٥٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھ کو (اپنی مجلس میں) بدری بزرگوں کے ساتھ داخل کرتے تھے تو بعض نے کہا کہ تم اس جوان کو ہمارے ساتھ کیوں داخل کرتے ہو اور ہمارے بیٹے اس کی مانند ہیں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیشک یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کی فضیلت تم کو معلوم ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دن ان کو بلایا اور مجھ کو بھی ان کے ساتھ بلایا اور نہیں گمان کرتا میں ان کو کہ بلایا مجھ کو اس دن مگر تا کہ ان کو میری بعض فضیلت دکھلائیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا کہتے ہو تم اس آیت کی تفسیر میں کہ جب آئی مدد اللہ کی اور فتح اور

السُّوْرَةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ أُمِرْنَا أَنْ نَّحْمَدَ اللّٰهَ وَنَسْتَغْفِرَهٗ إِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نَدْرِيْ أَوْ لَمْ يَقُلْ بَعْضُهُمْ شَيْئًا فَقَالَ لِيْ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَكَذَاكَ تَقُوْلُ قُلْتُ لَا قَالَ فَمَا تَقُوْلُ قُلْتُ هُوَ أَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ اللّٰهُ لَهٗ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَتْحُ مَكَّةَ فَذَاكَ عَلَامَةُ أَجَلِكَ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾ قَالَ عُمَرُ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.

دیکھے تو لوگوں کو کہ داخل ہوتے ہیں اللہ کے دین میں فوج فوج ؟ یہاں تک کہ سورہ کو ختم کیا سو کہا بعض نے کہ ہم کو حکم ہوا کہ اللہ کی حمد کریں اور اس سے بخشش مانگیں جب کہ ہم کو مدد ہوئی اور فتح نصیب ہوئی اور بعض نے کہا کہ ہم کو اس کے معنی معلوم نہیں اور بعض نے کچھ بھی نہ کہا تو عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اے ابن عباس! کیا اسی طرح تم کہتے ہو؟ میں نے کہا نہیں کہا سو تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ہے یعنی مراد اس سورہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ہے جو اللہ نے آپ کو معلوم کروائی جب آئی اللہ کی مدد اور فتح مکہ کی تو یہ نشانی تیری موت کی ہے پس پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں اور بخشش مانگ اس سے بیشک وہ ہے معاف کرنے والا کہا عمر رضی اللہ عنہ نے نہیں جانتا میں اس سے مگر جو تم جانتے ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

۳۹۵۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ شُرَحْبِيْلَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَّهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ إِلٰى مَكَّةَ ائْذَنْ لِّيْ أَيُّهَا الْأَمِيْرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ يَوْمَ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهٖ إِنَّهٗ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَّلَا

۳۹۵۷۔ حضرت ابو شریح سے روایت ہے کہ اس نے عمرو بن سعید سے کہا اور وہ لشکروں کو مکے کی طرف بھیجتا تھا اے سردار مجھ کو حکم ہو تو میں تجھ سے ایک حدیث بیان کروں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ سے اگلے دن فرمائی میرے دونوں کانوں نے اس کو سنا اور میرے دل نے اس کو یاد رکھا اور میری دونوں آنکھوں نے آپ کو دیکھا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ کلام کیا بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا کہ بے شک مکہ اللہ نے حرام کیا ہے آدمیوں نے اس کو حرام نہیں کیا سو جو مرد کہ اللہ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو اس کو حلال نہیں کہ اس میں خون کو بہائے یعنی کسی کو قتل کرے اور نہ مکے کا درخت کاٹے اور اگر کوئی مکے میں خون

يَعْضِدَ بِهَا شَجَرًا فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقُوْلُوْا لَهُ إِنَّ اللّٰهَ أَذِنَ لِرَسُوْلِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِيْ فِيْهَا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَّقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيْلَ لِأَبِيْ شُرَيْحٍ مَّاذَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيْذُ عَاصِيًا وَّلَا فَارًّا بِدَمٍ وَّلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَرْبَةُ الْبَلِيَّةُ.

کرنا درست جانے پیغمبر ﷺ کے قتل کرنے کی دلیل سے تو اس سے کہہ دو کہ البتہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا تھا اور تم کو حکم نہیں دیا اور مجھ کو بھی دن کی ایک ساعت میں اجازت ہوئی پھر اس کی حرمت پلٹ آئی آج جیسی کل تھی اور چاہیے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں تو کسی نے ابوشریح سے پوچھا کہ عمرو نے تجھ کو کیا کہا؟ کہا اس نے کہا اے ابوشریح! میں اس کو تجھ سے زیادہ جانتا ہوں بیشک حرم نہیں پناہ دیتا گنہگار کو اور نہ خونی کو اور نہ تقصیری کو۔

فائدہ: عمرو کا یہ کلام ظاہر میں حق ہے لیکن مراد اس کی اس سے باطل ہے اس واسطے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کوئی خون نہیں کیا تھا اور نہ کوئی گناہ جو موجب حد ہو۔

۳۹۵۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ.

۳۹۵۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فتح مکہ کے دن فرماتے تھے اور آپ ﷺ مکے میں تھے کہ بیشک اللہ اور اس کے رسول نے شراب کی خرید وفروخت حرام کی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بیع میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَقَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ زَمَنَ الْفَتْحِ.

ٹھہرنا حضرت ﷺ کا مکہ میں فتح کے دنوں میں۔

۳۹۵۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَّحْيَى بْنِ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۹۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ دس دن ٹھہرے ہم نماز کو قصر کرتے تھے۔

عَشْرًا نَقْصُرُ الصَّلَاةَ.

۳۹۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

۳۹۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انیس دن مکے میں ٹھہرے دو رکعتیں پڑھتے تھے یعنی نماز کو قصر کرتے تھے۔

۳۹۶۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ تِسْعَ عَشْرَةَ نَقْصُرُ الصَّلَاةَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَنَحْنُ نَقْصُرُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ تِسْعَ عَشْرَةَ فَإِذَا زِدْنَا أَتْمَمْنَا.

۳۹۶۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں انیس دن ٹھہرے ہم نماز کو قصر کرتے تھے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ہم قصر کرتے ہیں انیس دن تک یعنی جب کہ انیس دن تک ٹھہریں اور جب ہم انیس دن سے زیادہ ٹھہرتے ہیں تو پوری نماز پڑھتے ہیں۔

فائدہ: ظاہرا یہ دونوں حدیثیں یعنی انس رضی اللہ عنہ کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی آپس میں معارض ہیں اور میرا اعتقاد یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث تو حجۃ الوداع میں ہے اس واسطے کہ حجۃ الوداع ہی ہے وہ سفر جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں دس دن ٹھہرے تھے اس واسطے کہ چوتھے دن داخل ہوئے اور چودھویں دن نکلے اور بہر حال حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی پس وہ فتح مکہ میں ہے اور پہلے بیان کیا ہے میں نے اس کو باب قصر الصلوٰۃ میں اور وارد کی ہے میں نے اس جگہ تصریح ساتھ اس کے کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حجۃ الوداع میں ہے اور شاید داخل کیا ہے اس کو بخاری نے اس باب میں واسطے اشارہ کرنے اس چیز کی طرف کہ میں نے ذکر کی اور واقع ہوا ہے بیچ روایت اسماعیلی کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں دس دن ٹھہرے نماز کو قصر کرتے تھے اور اسی طرح ہے بیچ باب قصر الصلوٰۃ کے اور وجہ سے یحییٰ بن ابی اسحاق سے نزدیک بخاری کے اور وہ میرے قول کی تائید کرتی ہے اس واسطے کہ مدت ٹھہرنے ان کے کی بیچ سفر فتح کے یہاں تک کہ مدینے کی طرف پھرے اسی دن سے زیادہ ہے۔ (فتح)

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور ساقط ہوا ہے نسفی کی روایت میں سے پس ہو گئیں حدیثیں اس کی منجملہ پہلے باب کے اور مناسبت اس کی واسطے اس کے ظاہر نہیں اور شاید بخاری نے اس کے واسطے بیاض چھوڑا ہوگا کہ اس میں ترجمہ لکھے پس نہ اتفاق ہوا اور مناسب واسطے ترجمہ اس کے وہ شخص ہے جو فتح مکہ میں حاضر ہوا۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ

ابن شہاب سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو عبداللہ بن

شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهُ عَامَ الْفَتْحِ.

ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال اس کے منہ پر ہاتھ پھیرا تھا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اس نے ایک رکعت وتر پڑھی۔

۳۹۶۲۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُنَيْنٍ أَبِيْ جَمِيْلَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا وَنَحْنُ مَعَ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ وَزَعَمَ أَبُوْ جَمِيْلَةَ أَنَّهُ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ مَعَهُ عَامَ الْفَتْحِ.

۳۹۶۲۔ زہری سے روایت ہے اس نے روایت کی سنین ابی جمیلہ سے کہا زہری نے خبر دی ہم کو ابو جمیلہ نے اور ہم ابن مسیب رحمہ اللہ کے ساتھ تھے کہا ابو جمیلہ نے کہا کہ بیشک اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور فتح مکہ کے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا یعنی واسطے جہاد کے۔

۳۹۶۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ لِيْ أَبُوْ قِلَابَةَ أَلَا تَلْقَاهُ فَتَسْأَلَهُ قَالَ فَلَقِيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كُنَّا بِمَآءٍ مَّمَرَّ النَّاسِ وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ فَنَسْأَلُهُمْ مَا لِلنَّاسِ مَا لِلنَّاسِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُوْلُوْنَ يَزْعُمُ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَهُ أَوْحٰى إِلَيْهِ أَوْ أَوْحَى اللّٰهُ بِكَذَا فَكُنْتُ أَحْفَظُ ذٰلِكَ الْكَلَامَ وَكَأَنَّمَا يُقَرُّ فِيْ صَدْرِيْ وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِإِسْلَامِهِمُ الْفَتْحَ فَيَقُوْلُوْنَ اتْرُكُوْهُ وَقَوْمَهُ فَإِنَّهُ إِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ أَهْلِ الْفَتْحِ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ وَبَدَرَ أَبِيْ قَوْمِيْ بِإِسْلَامِهِمْ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ

۳۹۶۳۔ حضرت ایوب سے روایت ہے اس نے روایت کی ابو قلابہ سے اس نے عمرو بن سلمہ سے ایوب کہتا ہے کہ ابو قلابہ نے مجھ سے کہا کہ کیا تو عمرو سے نہیں ملتا کہ تو اس سے حال پوچھے کہ تم کس طرح مسلمان ہوئے؟ کہا سو میں اس سے ملا میں نے اس سے پوچھا عمرو نے کہا کہ ہم چشمہ پر تھے لوگوں کی گزر گاہ میں اور ہم پر سواروں کا قافلہ گزرتا تھا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاتے وقت سو ہم اُن سے پوچھتے تھے کہ کیا حال ہے لوگوں کا کیا حال ہے لوگوں کا کیا حال ہے اس مرد کا سو کہتے تھے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے اس کو بھیجا ہے اس کی طرف وحی کی اللہ نے اس طرح وحی کی سو میں اس کلام کو یاد رکھتا تھا سو جیسے میرے سینے میں پڑھا جاتا ہے یعنی جمع ہو جاتا اور عرب کے لوگ اپنے مسلمان ہونے میں فتح مکہ کے منتظر تھے کہ اگر مکہ فتح ہو گیا تو ہم مسلمان ہو جائیں گے نہیں تو نہیں پس کہتے تھے کہ اس کو اپنی قوم کے ساتھ چھوڑ دو سو بیشک اگر وہ

جِئْتُكُمْ وَاللّٰهِ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوْا صَلَاةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا وَصَلُّوْا صَلَاةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْاٰنًا فَنَظَرُوْا فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْاٰنًا مِنِّيْ لِمَا كُنْتُ أَتَلَقَّى مِنَ الرُّكْبَانِ فَقَدَّمُوْنِيْ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَأَنَا ابْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعِ سِنِيْنَ وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّيْ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْحَيِّ أَلَا تُغَطُّوْا عَنَّا اِسْتَ قَارِئِكُمْ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوْا لِيْ قَمِيْصًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرَحِيْ بِذٰلِكَ الْقَمِيْصِ.

ان پر غالب ہوا تو وہ سچا پیغمبر ہے سو جب مکہ فتح ہوا تو ہر قوم نے مسلمان ہونے میں جلدی کی اور میرے باپ نے اپنی قوم کے ساتھ مسلمان ہونے میں جلدی کی پھر جب حضرت ﷺ کے پاس سے آیا تو کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ میں سچے پیغمبر کے نزدیک سے تمہارے پاس آیا ہوں سو فرمایا کہ فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو یعنی پانچوں وقت کی نماز بتلائی سو جب نماز کا وقت آئے تو چاہیے کہ کوئی تم میں سے اذان دیا کرے اور چاہیے کہ جو تم میں زیادہ قرآن جانتا ہو وہ امام بنے سو انہوں نے دیکھا سو مجھ سے زیادہ قرآن کسی کو یاد نہ تھا اس واسطے کہ میں راہ چلنے والے سواروں سے قرآن سیکھتا تھا سو انہوں نے مجھ کو اپنا امام بنایا اور میری عمر چھ یا سات برس کی تھی اور مجھ پر ایک چادر تھی جب میں سجدہ کرتا تھا تو وہ مجھ سے سمٹ جاتی تھی تو ایک عورت نے قوم میں سے کہا کہ کیا ہم سے اپنے قاری کے چوتڑ نہیں ڈھانکتے؟ سو انہوں نے کپڑا خرید کر میرے واسطے ایک کرتا بنایا سو میں کسی چیز سے ایسے خوش نہیں ہوا جیسے میں اس کرتے سے خوش ہوا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ نے اس طرح وحی کی تو مراد حکایت کرنا اس چیز کی ہے کہ تھے خبر دیتے ان کو لوگ ساتھ اس کے اس چیز سے کہ سنا تھا اس کو قرآن سے اور یہ جو کہا کہ کیا حال ہے اس مرد کا؟ یعنی اور کیا حال ہے عرب کا ساتھ اس کے؟ اور ابوداؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں لڑکا یاد رکھنے والا تھا سو میں نے قرآن میں سے بہت کچھ یاد کر لیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے سو میں کسی مجمع میں حاضر نہیں ہوا مگر کہ میں ان کا امام تھا اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے شافعیہ کے بیچ جائز ہونے امامت اس لڑکے کے کہ تمیز رکھتا ہو فرض نماز میں یعنی اگرچہ نابالغ ہو اور اس مسئلے میں اختلاف مشہور ہے اور نہیں انصاف کیا اس شخص نے جو کہتا ہے کہ یہ کام انہوں نے اپنے اجتہاد سے کیا تھا اور حضرت ﷺ کو اس پر اطلاع نہیں ہوئی اس واسطے کہ وہ شہادت نفی کی ہے اور اس واسطے کہ نہیں واقع ہوتی ہے تقریر وحی کے زمانے میں ناجائز چیز پر جیسا کہ استدلال کیا ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ نے واسطے جائز ہونے

عزل کے اس وجہ سے کہ انہوں نے اس کو حضرت ﷺ کے زمانے میں کیا اور اگر منع ہوتا تو قرآن میں اس سے منع کیا جاتا اور اسی طرح نہیں انصاف کیا اس شخص نے جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے کہ نماز میں ستر کا ڈھانکنا نہیں شرط ہے واسطے صحیح ہونے اس کے بلکہ وہ سنت ہے اور کافی ہے بغیر اس کے اس واسطے کہ یہ واقعہ حال کا ہے پس احتمال ہے کہ ہو بعد معلوم کرنے ان کے ساتھ حکم کے۔ (فتح)

٣٩٦٤۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلٰى أَخِيْهِ سَعْدٍ أَنْ يَّقْبِضَ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ وَقَالَ عُتْبَةُ إِنَّهُ ابْنِيْ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فِي الْفَتْحِ أَخَذَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ فَأَقْبَلَ بِهٖ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقْبَلَ مَعَهُ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ هٰذَا ابْنُ أَخِيْ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ قَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا أَخِيْ هٰذَا ابْنُ زَمْعَةَ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ابْنِ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ فَإِذَا أَشْبَهُ النَّاسِ بِعُتْبَةَ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ هُوَ أَخُوْكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهٖ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٣٩٦٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد کو وصیت کی تھی یہ کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا لے لے اور کہا عتبہ نے کہ بیشک وہ میرا بیٹا ہے سو جب حضرت ﷺ فتح کے دن مکے میں تشریف لائے تو سعد نے زمعہ کی لونڈی کا بیٹا لیا اور اس کو حضرت ﷺ کے سامنے لایا اور عبد بن زمعہ بھی اس کے ساتھ آیا سو ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اس نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ وہ اس کا بیٹا ہے عبد بن زمعہ نے کہا یا حضرت! یہ میرا بھائی زمعہ کا بیٹا ہے اس کے بچھونے پر پیدا ہوا سو حضرت ﷺ نے زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کی طرف نظر کی سو اچانک دیکھا کہ وہ سب لوگوں میں عتبہ کے ساتھ زیادہ تر مشابہ ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عبد بن زمعہ وہ واسطے تیرے ہے اور تیرا بھائی ہے اس سبب سے کہ وہ اس کے بستر پر پیدا ہوا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے سودہ اس سے پردہ کر بہ سبب اس چیز کے کہ دیکھی مشابہت اس کی عتبہ کے ساتھ' ابن شہاب کہتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لڑکا بستر والے کا ہے اور زنا کرنے والے کو پتھر ہے' ابن شہاب نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کو پکار کر کہتے تھے یعنی اس پچھلے حکم کو کہ لڑکا بستر والے کا ہے اور زانی کو پتھر ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَصِيْحُ بِذٰلِكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرائض میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ اور غرض اس کے یہاں اشارہ ہے اس کی طرف کہ یہ قصہ فتح مکے کے بعد واقع ہوا ہے۔

۳۹٦۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ الْفَتْحِ فَفَزِعَ قَوْمُهَا إِلٰى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ يَسْتَشْفِعُوْنَهُ قَالَ عُرْوَةُ فَلَمَّا كَلَّمَهُ أُسَامَةُ فِيْهَا تَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتُكَلِّمُنِيْ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللهِ قَالَ أُسَامَةُ اِسْتَغْفِرْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُوْلُ اللهِ خَطِيْبًا فَأَثْنٰى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ النَّاسَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا ثُمَّ أَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۹٦۵۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چوری کی جنگ فتح میں سو اس کی قوم گھبرا کر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے پاس آئی سفارش چاہنے کو یعنی اقامت حد میں سو جب اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے حق میں سفارش کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ رنگین ہوا سو فرمایا کہ کیا تو مجھ سے کلام کرتا ہے ایک حد میں اللہ کی حدوں میں سے اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میرے واسطے بخشش مانگیے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر سے پیچھے خطبے کو کھڑے ہوئے سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا حمد وصلوٰۃ کے بعد پس سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ اسی نے تو ہلاک کر ڈالا ان کو جو تم سے پہلے تھے کہ جب ان میں کوئی معزز اور رئیس چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے بے سزا دیئے اور جب اُن میں کوئی غریب مسکین چوری کرتا تو اس پر چوری کی حد قائم کرتے یعنی اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے اور قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی چوری کرے تو البتہ اس کا ہاتھ بھی کاٹ ڈالوں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اس عورت کے ہاتھ کاٹنے

بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَقُطِعَتْ يَدُهَا فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدَ ذٰلِكَ وَتَزَوَّجَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَأْتِيْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کا سو اس کا ہاتھ کاٹا گیا سو خوب رہی توبہ اس کی اس کے بعد اور اس نے نکاح کیا' کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو وہ اس کے بعد میرے پاس آتی تھی سو میں اس کی حاجت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچاتی تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی صورت مرسل کی طرح ہے لیکن اس کے اخیر میں وہ چیز ہے جو چاہتی ہے کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے واسطے قول عروہ کے اس کے اخیر میں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ اس کے بعد میرے پاس آتی تھی سو میں اس کی حاجت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچاتی تھی اور غرض اس کی اس جگہ اشارہ کرنا ہے کہ یہ قصہ فتح مکہ میں واقع ہوا۔ (فتح)

۳۹۶۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُجَاشِعٌ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَخِيْ بَعْدَ الْفَتْحِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُكَ بِأَخِيْ لِتُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ قَالَ ذَهَبَ أَهْلُ الْهِجْرَةِ بِمَا فِيْهَا فَقُلْتُ عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ تُبَايِعُهُ قَالَ أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْإِيْمَانِ وَالْجِهَادِ فَلَقِيْتُ مَعْبَدًا بَعْدُ وَكَانَ أَكْبَرَهُمَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ صَدَقَ مُجَاشِعٌ.

۳۹۶۶۔ حضرت مجاشع سے روایت ہے کہ میں فتح مکہ کے بعد اپنے بھائی کو لایا میں نے کہا یا حضرت! میں اپنے بھائی کو آپ کے پاس لایا ہوں تا کہ آپ اس سے ہجرت پر بیعت کریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہجرت والے ثواب کو لے گئے جو اس میں تھا میں نے کہا آپ اس سے کس چیز پر بیعت کرتے ہیں فرمایا میں اس سے اسلام اور ایمان اور جہاد پر بیعت کرتا ہوں (ابو عثمان کہتا ہے) سو میں اس کے بعد ابو سعید سے ملا اور وہ دونوں میں بڑا تھا سو میں نے اس سے یہ حدیث پوچھی اس نے کہا مجاشع سچا ہے۔

۳۹۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ انْطَلَقْتُ بِأَبِيْ مَعْبَدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ قَالَ مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ فَلَقِيْتُ أَبَا مَعْبَدٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ صَدَقَ مُجَاشِعٌ وَقَالَ خَالِدٌ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ

۳۹۶۷۔ حضرت مجاشع سے روایت ہے کہ میں اپنے بھائی ابو معبد کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت پر بیعت کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گزر چکی ہجرت واسطے ہجرت والوں کے یعنی ہجرت کا ثواب وہی لے گئے میں اس سے بیعت کرتا ہوں اسلام اور جہاد پر پھر میں ابو معبد سے ملا (یہ ابو عثمان راوی کا قول ہے) سو میں نے اس سے یہ حدیث پوچھی اس نے کہا مجاشع سچا ہے۔

عَنْ مُجَاشِعٍ أَنَّهُ جَآءَ بِأَخِيْهِ مُجَالِدٍ.

فائدہ: ہجرت کا بیان جہاد کی ابتدا میں گزر چکا ہے۔

۳۹۶۸۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُهَاجِرَ إِلَى الشَّامِ قَالَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ فَانْطَلِقْ فَاعْرِضْ نَفْسَكَ فَإِنْ وَجَدْتَ شَيْئًا وَإِلَّا رَجَعْتَ وَقَالَ النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ أَوْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۳۹۶۸۔ مجاہد سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ شام کی طرف ہجرت کروں انھوں نے کہا نہیں ہے ہجرت لیکن جہاد ہے سو چل اور اپنے آپ کو پیش کر یا خبردار کر پس اگر تو کوئی چیز پائے یعنی جہاد سے تو کر نہیں تو پھر آ اور دوسری روایت میں ہے کہ مجاہد کہتا ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ہجرت آج یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مثل اس کے۔

۳۹۶۹۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِيْ لُبَابَةَ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ الْمَكِّيِّ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ.

۳۹۶۹۔ مجاہد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ نہیں ہجرت فتح مکہ کے بعد۔

۳۹۷۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ فَسَأَلَهَا عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَتْ لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ كَانَ الْمُؤْمِنُ يَفِرُّ أَحَدُهُمْ بِدِيْنِهِ إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخَافَةَ أَنْ يُّفْتَنَ عَلَيْهِ فَأَمَّا

۳۹۷۰۔ عطاء سے روایت ہے کہ میں نے عبید کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کی عبید نے ان سے ہجرت کا حکم پوچھا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آج ہجرت نہیں (بلکہ حال یوں ہے) کہ مسلمان اپنا دین لے کر اللہ اور اس کے رسول کی طرف بھاگتا تھا فتنے فساد کے خوف سے بہر حال آج کے دن پس اللہ نے اسلام کو غالب کیا سو مسلمان اپنے رب کی عبادت کرے جہاں چاہے لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔

الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ اللّٰهُ الْإِسْلَامَ فَالْمُؤْمِنُ يَعْبُدُ رَبَّهٗ حَيْثُ شَآءَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

۳۹۷۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهِيَ حَرَامٌ بِحَرَامِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِيْ وَلَمْ تَحْلِلْ لِيْ قَطُّ إِلَّا سَاعَةً مِّنَ الدَّهْرِ لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَوْكُهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِلَّا الْإِذْخِرَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنَّهٗ لَا بُدَّ مِنْهُ لِلْقَيْنِ وَالْبُيُوْتِ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهٗ حَلَالٌ وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْكَرِيْمِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمِثْلِ هٰذَا أَوْ نَحْوِ هٰذَا رَوَاهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۹۷۱۔ مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فتح مکہ کے دن کھڑے ہوئے یعنی خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ بیشک اللہ نے مکے کو حرام کیا جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا پس وہ حرام ہے ساتھ حرام کرنے اللہ کے قیامت تک نہ مجھ سے پہلے کسی کو اس میں لڑنا حلال ہوا اور نہ مجھ سے پیچھے کسی کو حلال ہوگا اور نہیں حلال ہوا مجھ کو اس میں لڑنا کبھی مگر ایک گھڑی بھر زمانے سے سو اس کا شکار جانور نہ ہانکا جائے اور اس کا درخت نہ توڑا جائے اور اس کا سبزہ نہ کاٹا جائے اور اس کی گری پڑی چیز کو لینا درست نہیں مگر جو اس کو لوگوں میں مشہور کرے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! مگر اذخر کی گھاس کاٹنے کی اجازت دیجیے اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی چارہ اس سے واسطے لوہار کے اور گھروں کے کہ ان کی چھتوں پر ڈالا جاتا ہے سو حضرت ﷺ چپ رہے پھر فرمایا کہ مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے اور روایت ہے ابن جریج سے اس نے کہا کہ خبر دی مجھ کو عبدالکریم نے عکرمہ سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مثل اس کی اور روایت کیا ہے اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے یعنی خطبہ مذکورہ کو اور موصول کیا ہے اس کو کتاب العلم میں اور اول حدیث کا یہ ہے کہ بیشک اللہ نے مکے سے ہاتھی والوں کو روکا اور اپنے پیغمبر کو اور مسلمانوں کو اس پر غالب کیا اور اس کی شرح اسی جگہ گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور دن حنین کے جب اترائے تم اپنی بہتات پر پھر نہ ہٹایا اس نے تم سے کچھ

شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

اور تنگ ہوگئی تم پر زمین ساتھ اپنی فراخی کے پھر پھر ے تم پیٹھ دے کر پھر اتاری اللہ نے اپنی طرف سے تسکین اپنے رسول پر غفور رحیم تک۔

فائدہ: حنین ایک وادی ہے ذی المجاز کے پہلو میں قریب طائف کے درمیان اس کے اور درمیان مکہ کے چند اور دس میل ہیں عرفات کی جہت سے کہا ابو عبید بکری نے نام رکھا گیا ساتھ اسم حنین بن قانیہ کے کہا اہل مغازی نے نکلے حضرت ﷺ طرف حنین کے چھ شوال کو اور بعض کہتے ہیں کہ رمضان سے دو راتیں باقی تھیں اور تطبیق دی ہے بعض نے ساتھ اس طور کے کہ شروع کیا آپ نے ساتھ نکلنے کے رمضان کے اخیر میں اور چلے چھ شوال کو اور تھا پہنچنا آپ کا اس کی دسویں کو اور اس کا سبب یہ ہے کہ مالک بن عوف نضری نے جمع کیا ہوازن کے قبیلوں کو اور موافقت کی اس کو اس پر ثقفیوں نے اور قصد کیا لڑنے کا مسلمانوں سے سو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے ان کی طرف چڑھائی کی اور روایت کی ہے عمرو بن شبہ نے کتاب مکہ میں عروہ سے کہ اس نے ولید کو لکھا بہر حال حمد وصلوۃ کے بعد پس تحقیق تم نے مجھ کو لکھا ہے فتح مکہ کا قصہ پوچھنے کو سو اس نے ذکر کیا واسطے اس کے وقت اس کا سو حضرت ﷺ اس سال کے میں آدھا مہینہ ٹھہرے اس سے زیادہ نہ ٹھہرے یہاں تک کہ آپ کو خبر آئی کہ قوم ہوازن اور ثقیف حنین میں اترے ہیں حضرت ﷺ سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور ان کا رئیس عوف بن مالک ہے اور ابو داؤد میں سہل بن حنظلہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ حنین کی طرف چلے اور سیر کو دراز کیا سو ایک مرد آیا اس نے کہا کہ میں تمہارے آگے چلا تھا یہاں تک کہ میں نے فلاں فلاں پہاڑ پر جھانکا سو اچانک میں نے دیکھا کہ ہوازن اپنے اونٹوں اور بکریوں کے ساتھ حنین میں جمع ہوئے ہیں تو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا ور کہا کہ یہ کل مسلمانوں کی غنیمت ہوگی، ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ دن حنین کے تو روایت کی ہے یونس بن بکیر نے بیچ زیادات المغازی کے کہ ایک مرد نے حنین کے دن کہا کہ نہ مغلوب ہوں گے ہم آج کم ہونے کے سبب سے تو یہ بات حضرت ﷺ پر دشوار گزری سو شکست ہوئی اور یہ جو کہا کہ پھر تم بھاگے پیٹھ دے کر تو اس کا بیان باب کی حدیثوں کی شرح میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

٣٩٧٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ رَأَيْتُ بِيَدِ ابْنِ أَبِيْ أَوْفٰى ضَرْبَةً قَالَ ضُرِبْتُهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قُلْتُ شَهِدْتَ حُنَيْنًا قَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ.

٣٩٧٢۔ اسماعیل سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں زخم کا نشان دیکھا (سو میں نے کہا کہ یہ نشان کیسا ہے؟) اس نے کہا یہ زخم مجھ کو حضرت ﷺ کے ساتھ حنین کے دن لگا تھا میں نے کہا کہ کیا تو جنگ حنین میں حاضر تھا؟ اس نے کہا ہاں اور اس سے پہلے بھی۔

فائدہ: اور مراد اس کی ساتھ ماقبل کے وہ چیز ہے جو حنین کے پہلے ہے جنگوں سے اور اول جگہ حاضر ہونے اس کے

کی حدیبیہ ہے اور واقف ہوا میں اسکی بعض حدیثوں میں اس چیز پر جو دلالت کرتی ہے کہ وہ جنگ خندق میں بھی موجود تھا اور وہ خود بھی صحابی ہے اس کا باپ بھی صحابی ہے۔ (فتح)

۳۹۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عُمَارَةَ أَتَوَلَّيْتَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ أَمَّا أَنَا فَأَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يُوَلِّ وَلٰكِنْ عَجِلَ سَرَعَانُ الْقَوْمِ فَرَشَقَتْهُمْ هَوَازِنُ وَأَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِرَأْسِ بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ يَقُوْلُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ.

۳۹۷۳۔ ابواسحاق سے روایت ہے کہ میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا اور حالانکہ اس کے پاس ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ اے ابوعمارہ! (یہ براء رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کیا تم نے حنین کے دن پیٹھ پھیری تھی سو براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لیکن میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں پھیری لیکن جلدی کی جلد باز مسلمانوں نے سو قوم ہوازن نے ان کو تیروں سے مارا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان اس کی باگ پکڑے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

فائدہ: ہوازن ایک بڑی قوم ہے عرب کی قوموں میں سے اس میں کئی شاخیں ہیں اور یہ جو براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بہر حال میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پیٹھ نہیں پھیری تو اقرار ہے جواب براء رضی اللہ عنہ کا اثبات فرار کو واسطے ان کے یعنی اس کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب بھاگ گئے تھے لیکن سب کے سب نہیں بلکہ جو حدیثیں کہ اس قصے میں وارد ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب نہیں بھاگے تھے اور مراد اس کی یہ ہے کہ اطلاق شامل کا سب کو شامل ہے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی واسطے ظاہر روایت دوسری کے اور ممکن ہے تطبیق درمیان دوسری اور تیسری کے ساتھ محمول کرنے معیت کے اوپر اس چیز کے کہ پہلے شکست کی ہے سو جلدی کی طرف مستثنیٰ کرنے اس کے کی پھر اس کو واضح کیا اور ختم کیا حدیث اپنی کو ساتھ اس طور کے کہ اس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تر سخت کوئی نہ تھا اور احتمال ہے کہ سائل نے لیا ہو تعیم کو اس آیت سے ﴿ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ﴾ سو بیان کیا براء رضی اللہ عنہ نے واسطے اس کے کہ یہ وہ عام ہے جس سے مراد خصوص ہے اور جو مسلمان اس دن بھاگ گئے تھے ان کا عذر یہ ہے کہ دشمن گنتی میں ان سے دوگنے تھے اور اکثر اور تحقیق بیان کیا ہے شعبہ نے تیسری حدیث میں بیچ اسراء مذکور کے کہا کہ قوم ہوازن تیرانداز تھی سو انہوں نے ان کو تیروں سے مارا تو جلد باز مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بیچ سبب شکست ان کی کے امر دوسرا اور وہ یہ ہے کہ مالک بن عوف ہوازن وغیرہ کو لے کر مسلمانوں سے پہلے حنین میں جا اترا سو وہ مستعد اور تیار ہو بیٹھے وادی کی تنگ جگہوں میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب صبح اندھیرے میں آئے یہاں تک کہ اس میں اترے تو ان کے آگے سوار اٹھے اور ان پر حملہ کیا اور مسلمان الٹے

بھاگے اور مسلم وغیرہ میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے مکے کو فتح کیا پھر ہم نے حنین کا جہاد کیا سو آئے مشرکین خوب صفیں باندھ کر پہلے سواروں کی صف تھی پھر پیادہ لڑنے والوں کی پھر عورتوں کی پیچھے ان کے پھر بکریاں پھر اونٹ کہا اور ہم بہت آدمی تھے اور ہمارے سواروں کی دائیں طرف میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے سو ہمارے پیچھے پناہ پکڑتے تھے سو کچھ دیر نہ ہوئی کہ ہمارے سوار اکھڑ گئے اور بھاگے گنوار اور جن کو تو جانتا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ سامنے آئی قوم ہوازن ساتھ بال بچوں اپنے کے اور اونٹوں اپنے کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار مرد تھے اور آپ کے ساتھ نو مسلم تھے سو بھاگے لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا باقی رہے اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم کی ثابت رہی سو دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ باقی رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا آگے بڑھے دشمن کی طرف منہ کیے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت رہے تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھے یا تنہا ہونا بہ سبب مباشرت لڑائی کے ہے اور ابوسفیان وغیرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے تھے ساتھ تھامنے خچر کے اور مانند اس کی کے اور روایت کی ہے ترمذی نے ساتھ سند حسن کے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ البتہ ہم نے اپنے آپ کو حنین کے دن دیکھا اور نہ تھے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو آدمی یعنی سو سے کم تھے اور یہ اکثر عدد ہے جس پر میں واقف ہوا کہ حنین کے دن ثابت رہے اور حاکم وغیرہ کی روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں جنگ حنین کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیٹھ پھیری اور مہاجرین اور انصار میں سے اسی مرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت رہے سو ہم اپنے قدموں پر قائم رہے ہم نے پیٹھ نہیں پھیری اور یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے اپنی تسکین اُتاری ان میں سے ہیں عباس رضی اللہ عنہ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اور علی رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ربیعہ رضی اللہ عنہ اور اُسامہ رضی اللہ عنہ اور ایمن رضی اللہ عنہ اور مہاجرین سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ وغیرھم اور کہا طبری نے کہ منع وہ بھاگنا ہے جس میں پھرنے کی نیت نہ ہو اور بہر حال موافق ہونا واسطے کثرت کے پس وہ مانند پناہ پکڑنے کے ہے طرف ایک گروہ کے اور یہ جو کہا کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خچر کی چوٹی تھامے تھے تو ایک روایت میں ہے کہ مشرکین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خچر پر تھے اور ابوسفیان اس کو کھینچتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خچر سے اترے اور مدد مانگی کہا علماء نے بیچ سوار ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر اس دن دلالت ہے اوپر نہایت دلاوری اور ثابت رہنے کے اور مدد مانگی یعنی کہا الٰہی! اپنی مدد اتار اور مسلم میں عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حنین کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا سو میں اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ایک دم نہیں چھوڑا سو مسلمان پیٹھ دے کر بھاگے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خچر کو ایڑ لگانے لگے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اور میں اس کی لگام پکڑے تھا اس کو روکتا تھا تاکہ جلدی نہ کرے اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس کی رکاب پکڑے تھا اور ممکن ہے تطبیق کہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ پہلے اس کی باگ پکڑے تھا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایڑ لگا کر مشرکین کی طرف ہانکا تو عباس رضی اللہ عنہ

ڈرے اور اس کی لگام کو روکنے کے واسطے پکڑا اور ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے اس کی لگام چھوڑ کر اس کی رکاب پکڑی واسطے تعظیم عباس رضی اللہ عنہ کے کہ وہ حضرت ﷺ کے چچا تھے اور حضرت ﷺ نے جو یہ شعر پڑھا تو علماء نے اس کے کئی جواب دیئے ہیں ایک یہ کہ یہ غیری نظم ہے اور تھا اس میں اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنْتَ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ پس ذکر کیا اس کو ساتھ لفظ انا کے دونوں جگہوں میں اور ایک یہ کہ نہیں ہوتا ہے شعر یہاں تک کہ تمام ہو قطعہ اور یہ تھوڑے کلمے ہیں اور ان کا نام شعر نہیں رکھا جاتا اور ایک یہ کہ یہ کلام وزن کے ساتھ نکلا ہے اور نہیں قصد کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے شعر کا اور یہ جواب اعدل ہے سب جوابوں سے اور حضرت ﷺ نے اس کلام میں دادا کا نام لیا اپنے باپ کا نام نہیں لیا تو گویا کہ یہ واسطے مشہور ہونے عبدالمطلب کے ہے لوگوں میں اس واسطے کہ اس کی عمر بڑی تھی اور لوگوں میں نیک نام تھا برخلاف عبداللہ حضرت ﷺ کے باپ کے کہ وہ جوانی کی حالت میں مر گئے تھے اسی واسطے اکثر عرب حضرت ﷺ کو عبدالمطلب کا بیٹا بلاتے تھے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ لوگوں میں مشہور تھا کہ عبدالمطلب کی اولاد میں ایک مرد پیدا ہوگا (جو پیغمبر ہوگا) لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے گا اور اللہ اس کے ہاتھ پر خلقت کو ہدایت کرے گا اور خاتم الانبیاء ہوگا اس واسطے حضرت ﷺ نے دادا کا نام لیا تا کہ یاد کرے اس کو جو اس کو پہچانتا تھا اور البتہ یہ ان کے درمیان مشہور تھا اور ذکر کیا ہے اس کو سیف بن ذی یزن نے قدیم زمانے میں واسطے عبدالمطلب کے پہلے اس سے کہ نکاح کرے عبداللہ کا حضرت ﷺ کی ماں آمنہ سے اور مراد حضرت ﷺ کی تنبیہ کرنا تھی اپنے اصحاب کو کہ حضرت ﷺ ضرور غالب ہوں گے اور انجام آپ کا فتح ہوگی تا کہ قوی ہوں دل ان کے جب پہچانیں کہ حضرت ﷺ ثابت ہیں بھاگے نہیں اور یہ جو فرمایا کہ اس میں کچھ جھوٹ نہیں تو اس میں اشارہ ہے کہ صفت نبوت کے ساتھ جھوٹ محال ہے پس گویا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں اور پیغمبر جھوٹ نہیں بولتا سو میں جھوٹا نہیں اس بات میں جو کہتا ہوں تا کہ بھاگوں اور مجھ کو یقین ہے کہ جو اللہ نے مجھ کو مدد کا وعدہ دیا ہے وہ حق ہے پس نہیں جائز ہے مجھ پر بھاگنا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں سچ مچ پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں اور مسلم کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی خچر کو ایڑ لگا کر کفار کی طرف چلایا سو حضرت ﷺ نے فرمایا اے عباس! پکارو درخت والوں کو یعنی جن لوگوں نے جنگ حدیبیہ میں درخت کے نیچے جانبازی کی بیعت کی تھی عباس رضی اللہ عنہ کی آواز بہت بلند تھی سو میں نے بہت بلند آواز سے پکارا کہ کہاں ہیں درخت والے؟ کہا پس قسم ہے اللہ کی جب انہوں نے میری آواز سنی تو پھرے جیسے گائے اپنے بچوں کی طرف پھرتی ہے سو کہا انہوں نے لبیک لبیک یعنی ہم حاضر ہیں خدمت میں حاضر ہیں سو مسلمان اور کافر آپس میں لڑنے لگے سو حضرت ﷺ نے نظر کی اور آپ ﷺ اپنی خچر پر سوار تھے جیسے کوئی لڑائی کی طرف دوڑتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا یہ وقت ہے تنور کے بھڑکنے کا یعنی تنور جنگ خوب گرم ہوا بہت گھمسان کی لڑائی ہوئی پھر حضرت ﷺ نے چند سنگریزے کفار کی طرف پھینکے پھر

فرمایا کہ کفار بھاگے قسم ہے رب کعبہ کی سو ہمیشہ میں ان کا کام پست دیکھتا رہا یہاں تک کہ ان کو شکست ہوئی۔ (فتح)

۲۹۷۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قِيْلَ لِلْبَرَآءِ وَأَنَا أَسْمَعُ أَوَلَّيْتُمْ مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ أَمَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا كَانُوْا رُمَاةً فَقَالَ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ.

۳۹۷۴۔ ابو اسحاق سے روایت ہے کہ کسی نے براء رضی اللہ عنہ سے کہا اور میں سنتا تھا کہ کیا تم جنگ حنین کے دن حضرت ﷺ کے ساتھ بھاگ گئے تھے سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے تو پیٹھ نہیں پھیری اس کا سبب یوں ہے کہ قوم ہوازن تیر انداز تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

۲۹۷۵۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَآءَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِّنْ قَيْسٍ أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ لٰكِنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِرَّ كَانَتْ هَوَازِنُ رُمَاةً وَّإِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ انْكَشَفُوْا فَأَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَائِمِ فَاسْتُقْبِلْنَا بِالسِّهَامِ وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَآءِ وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِزِمَامِهَا وَهُوَ يَقُوْلُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ قَالَ إِسْرَآئِيْلُ وَزُهَيْرٌ نَّزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَغْلَتِهِ.

۳۹۷۵۔ ابو اسحاق سے روایت ہے کہ اس نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا اور حالانکہ قیس کے ایک مرد نے اس سے پوچھا کہ کیا تم حنین کے دن حضرت ﷺ سے بھاگ گئے تھے براء رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن حضرت ﷺ تو نہیں بھاگے قوم ہوازن تیر انداز تھی اور جب ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگے سو ہم غنیمتوں پر پڑے سو انہوں نے ہم کو سامنے سے تیر مارے (اور مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے) اور البتہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اپنی سفید خچر پر سوار تھے اور ابو سفیان اس کی لگام پکڑے تھا اور حضرت ﷺ فرماتے تھے کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں، کہا اسرائیل اور زہیر نے کہ حضرت ﷺ اپنی خچر سے اترے۔

فائدہ: یعنی ان دونوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس کے اخیر میں اتنا لفظ زیادہ کیا ہے کہ حضرت ﷺ اپنی خچر سے اترے اور مسلم میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مشرکوں نے حضرت ﷺ کو گھیرا تو آنحضرت ﷺ خچر سے اترے اور مٹی کی ایک مٹھی لے کر کافروں کے سامنے ہوئے اور ان کے مونہوں میں ماری سو نہیں پیدا کیا اللہ نے ان میں سے کوئی آدمی مگر کہ اس کی دونوں آنکھوں کو مٹی سے بھر دیا ساتھ اس مٹھی کے سو بھاگے کافر شکست کھا کے اور حضرت ﷺ نے دوبارہ کافروں کی طرف مٹھی پھینکی ایک بار مٹی کی اور ایک بار کنکروں کی ایک

بار خچر کے اوپر اور ایک بار اس سے اتر کے خچر پر اپنے ساتھی سے مٹی لے کر ماری اور اتر کے اپنے ہاتھ سے مٹھی لے کر ماری پس یہ ہے وجہ تطبیق کی درمیان مختلف حدیثوں کے اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں خوب ادب کرنا کلام میں اور اشارہ ہے طرف حسن سوال کے ساتھ خوب جواب کے اور مذمت خود پسندی کی اور یہ کہ جائز ہے منسوب کرنا اپنے آپ کو طرف باپ دادوں کے اگرچہ کفر کی حالت میں مر گئے ہوں اور نہی اس سے محمول ہے اس چیز پر کہ لڑائی سے خارج ہو اور مثل اس کی ہے رخصت اترانے کی لڑائی میں سوائے غیر اس کی کے اور جواز تعرض کا طرف ہلاک ہونے کی اللہ کی راہ میں اور نہیں کہا جاتا کہ حضرت ﷺ کو اللہ کی مدد کا یقین تھا اور وہ حق ہے اس واسطے کہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ ثابت رہا آپ ﷺ کی خچر کی لگام پکڑے اور نہیں وہ یقین میں مثل حضرت ﷺ کی اور البتہ شہید ہوا اس حالت میں ایمن اور اس میں سوار ہونا خچر کا ہے واسطے اشارہ کے طرف زیادہ ثابت رہنے کے اس واسطے کہ سواری نر کی جگہ گمان تیاری کے ہے واسطے بھاگنے کے اور پیٹھ دینے کے اور جب کہ سردار لشکر کا ثابت رکھے اپنے نفس کو اوپر نہ بھاگنے کے تو ہوگا یہ زیادہ تر باعث واسطے تابعداروں اس کے اوپر ثابت رہنے کے اور اس میں مشہور کرنا رئیس کا ہے اپنے نفس کو واسطے مبالغہ کے دلاوری میں اور بے پرواہی کے ساتھ دشمن کے۔ (فتح)

۳۹۷۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح و حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ وَّزَعَمَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِيْنَ جَآءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يَّرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعِيْ مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيْثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوْا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِكُمْ وَكَانَ أَنْظَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۳۹۷۶۔ حضرت مروان اور مسور رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کھڑے ہوئے یعنی خطبہ کے واسطے جب کہ آپ ﷺ کے پاس ہوازن کے ایلچی مسلمان ہو کر آئے سو انہوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ ہمارے مال اور قیدی ہم کو پھیر دیں تو حضرت ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ کے لشکر کو دیکھتے ہو اور میرے نزدیک سچی بات بہت پسند ہے سو تم دو چیزوں سے ایک چیز اختیار کر و یا جورو لڑکی لو یا مال اور البتہ میں نے تمہارا انتظار کیا تھا اور حضرت ﷺ نے چند اور دس راتیں ان کا انتظار کیا جب کہ طائف سے پلٹے سو جب ظاہر ہوا واسطے ان کے کہ حضرت ﷺ نہیں پھیر دینے والے ان کو مگر ایک چیز تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنی جورو لڑکی لینا اختیار کرتے ہیں تو حضرت ﷺ مسلمانوں میں کھڑے ہوئے سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ تمہارے بھائی آئے توبہ کر

وَسَلَّمَ بِضعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّآئِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ قَالُوْا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ جَآءُوْنَا تَآئِبِيْنَ وَإِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُّطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى حَظِّهٖ حَتّٰى نُعْطِيَهٗ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِيْ ذٰلِكَ مِمَّنْ لَّمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَآؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَآؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوْا وَأَذِنُوْا هٰذَا الَّذِيْ بَلَغَنِيْ عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ.

کے یعنی مسلمان ہوئے ہیں اور البتہ میں نے یہ بہتر جانا ہے کہ ان کے قیدی ان کو پھیر دوں سو جس شخص کو تم میں سے یہ بات اچھی لگے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی اپنے حصے کے قیدی بے عوض پھیر دے اور جو شخص تم سے چاہے کہ اپنے حصے پر ڈٹا رہے یہاں تک کہ ہم اس کو بدلا دیں اس مال سے جو ہم کو اول اللہ عنایت کرے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی بے شرط عوض کے دے تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! ہم اس میں خوش ہوئے یعنی قیدیوں کے پھیر دینے میں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم لوگوں میں سے کس نے اجازت دی اور کس نے نہیں دی سو تم پلٹ جاؤ کہ تمہارے چودھری تمہارا حال ہم سے بیان کریں سو ان کے چودھریوں نے ان سے کلام کیا پھر حضرت ﷺ کی طرف پھرے سو انہوں نے حضرت ﷺ کو خبر دی کہ بیشک وہ راضی ہوئے اور اجازت دی، کہا زہری نے یہ ہے جو پہنچا ہم کو ہوازن کے قیدیوں کے حال سے۔

فائدہ: فتح مکہ کے بعد جنگ حنین میں ہوازن کی قوم سے حضرت ﷺ لڑے ہوازن کو شکست ہوئی ان کے جورو لڑکے پکڑے آئے اور ان کا مال بھی قابو میں آیا اول حضرت ﷺ نے چند اور دس دن ان کا انتظار کیا کہ اگر وہ قوم مسلمان ہوں تو ان کے قیدی اور مال ان کو پھیر دیں اتنے دن ان کے قیدی اور مال مسلمانوں میں تقسیم نہ کیے جب ان کے آنے میں دیر ہوئی تو حضرت ﷺ نے ان کے مال اور قیدی لشکر میں تقسیم کر دیئے اس کے بعد وہ لوگ جو مسلمان ہوئے آئے اور اپنے مال اور قیدی مانگنے لگے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک چیز اختیار کرو یا قیدی یا مال'

انہوں نے اپنے قیدی لینے اختیار کیے حضرت ﷺ نے سب لشکر کو راضی کر کے ان کے جورو لڑکے پھیر دیئے۔

فائدہ: بیان کیا ہے اس قصے کو موسیٰ بن عقبہ نے ساتھ درازی کے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ پھر حضرت ﷺ شوال میں طائف سے جعرانہ کی طرف پھرے اور وہاں ہوازن کے قیدی تھے اور ہوازن کے ایلچی مسلمان ہو کے حضرت ﷺ کے پاس آئے ان میں انیس مردان کے سرداروں میں سے تھے سو وہ مسلمان ہوئے اور حضرت ﷺ سے بیعت کی پھر حضرت ﷺ سے کلام کیا سو کہا کہ یا رسول اللہ جو قیدی تم نے پائے ان میں ہماری مائیں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے واسطے لوگوں سے مانگوں گا اور البتہ تمہارے مال اور بچے جورو لڑکے تقسیم ہو چکے ہیں سو دو چیزوں میں سے کون چیز تمہارے نزدیک محبوب تر ہے قیدی یا مال؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہماری جورو لڑکی ہم کو محبوب تر ہیں اور نہیں کلام کرتے ہم بکری میں اور نہ اونٹ میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو بنی ہاشم کے واسطے ہے وہ تمہارے واسطے ہے اور میں تمہارے واسطے مسلمانوں سے کلام کروں گا سو تم ان سے کلام کرو اور اپنے اسلام کو ظاہر کرو سو جب حضرت ﷺ ظہر کی نماز پڑھی تو وہ کھڑے ہوئے سو ان کے خطیبوں نے کلام کیا سو بہت عمدہ کلام کیا اور رغبت ولائی مسلمانوں کو اپنے قیدیوں کے پھیر دینے میں پھر ان کے بعد حضرت ﷺ کھڑے ہوئے سو ان کی سفارش کی اور مسلمانوں کو اس کی رغبت دلائی اور فرمایا کہ جو بنی ہاشم کا حصہ تھا سو میں نے ان کو پھیر دیا اور ان کا خطیب جس نے خطبہ پڑھا تھا زہیر بن صرد تھا اور یہ جو فرمایا کہ میں نے تمہارا انتظار کیا تھا یعنی قیدیوں کے تقسیم کرنے میں دیر کی تھی تا کہ تم حاضر ہو سو تم نے دیر کی اور حضرت ﷺ قیدیوں کو بے تقسیم کے چھوڑ کر طائف کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو محاصرہ کیا پھر اس سے جعرانہ کی طرف پھرے پھر اس جگہ میں غنیمت کے مال کو تقسیم کیا پھر اس کے بعد ہوازن کے ایلچی آئے تو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بیان کیا کہ میں نے تقسیم میں دیر کی تھی تا کہ تم آؤ سو تم نے دیر کی یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ تم نہیں آتے سو میں نے قیدیوں کو تقسیم کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ بعض لوگوں نے کہا کہ ہم اپنا حصہ نہیں دیتے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو تم میں سے اپنا حصہ رکھنا چاہے تو اس کے واسطے بدلے ہر آدمی کے چھ چھ حصے ہیں اس مال سے کہ اللہ ہم کو اول عنایت کرے تو سب نے اپنے اپنے حصے کے قیدی ان کو پھیر دیئے یعنی ان کے جورو لڑکے ان کو پھیر دیے۔ (فتح)

٣٩٧٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

٣٩٧٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ہم جنگ حنین سے پلٹے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے نذر کا حکم پوچھا جو کفر کی حالت میں مانی تھی اعتکاف (ایک رات کا یعنی میں نے کفر کی حالت میں نذر مانی تھی کہ ایک رات اعتکاف کروں گا) سو حضرت ﷺ نے ان کو حکم دیا اس

قَالَ لَمَّا قَفَلْنَا مِنْ حُنَيْنٍ سَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَذْرٍ كَانَ نَذَرَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِعْتِكَافٍ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَفَائِهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوَاهُ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کے پورا کرنے کا۔

فائدہ: اور تحقیق واقع ہوئی ہے بعض کی روایتوں میں وہ چیز جو بہت مناسب ہے واسطے مقصود باب کے جیسے کہ عنقریب بیان اس کا آئے گا اور بہر حال باقی الفاظ پہلی روایت کے ہیں سو روایت کیا اس کو بخاری نے فرض الخمس میں ساتھ اس لفظ کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے کفر کی حالت میں نظر مانی تھی کہ ایک رات اعتکاف کروں گا سو حکم دیا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پورا کرنے کا اور عمر رضی اللہ عنہ نے حنین کے قیدیوں سے دو لونڈیاں پائیں اور ان کو مکے کے بعض گھروں میں رکھا اور ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ تھا عمر رضی اللہ عنہ پر اعتکاف ایک رات کا کفر کی حالت میں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں اترے تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ اعتکاف کریں۔ میں کہتا ہوں اور تھا اترنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جعرانہ میں بعد پھرنے آپ کے طائف سے ساتھ اتفاق کے اور اسی طرح قیدی حنین کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تقسیم کیے بعد پھرنے کے اس سے اور مسلم وغیرہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں تھے بعد پھرنے کے طائف سے سو کہا کہ یا حضرت! میں نے کفر کی حالت میں نذر مانی تھی کہ ایک دن بیت اللہ میں اعتکاف کروں گا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اور ایک دن اعتکاف کر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو ایک لونڈی خمس میں دی تھی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کے قیدی آزاد کر دیئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے عبداللہ! جا اور اس لونڈی کو چھوڑ دے اور شامل ہے یہ سیاق اوپر زائد فائدوں کے اور ساتھ اس کے پہچانی گئی وجہ داخل ہونے اس حدیث کے جنگ حنین کے باب میں اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں طواف کر کے پھرا تو میں نے دیکھا کہ لوگ دوڑتے ہیں میں نے کہا کیا حال ہے تمہارا؟ انہوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جورو لڑکے پھیر دیئے۔ اور نذر کا بیان آئندہ آئے گا اور یہ جو بخاری نے کہا قَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ حَمَّادٍ الخ تو مراد اس کی یہ ہے کہ بعض نے اس حدیث کو حماد بن زید سے موصول

روایت کیا ہے اور بعض نے اس کو ایوب سے موصول بیان کیا ہے۔ (فتح)

۳۹۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلٰى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِينَ فَضَرَبْتُهُ مِنْ وَّرَآئِهِ عَلٰى حَبْلِ عَاتِقِهِ بِالسَّيْفِ فَقَطَعْتُ الدِّرْعَ وَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَّجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ قَالَ أَمْرُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ رَجَعُوا وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُلْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ قَالَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ قَالَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقُمْتُ فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ وَسَلَبُهُ عِنْدِي فَأَرْضِهِ مِنِّي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَاهَا اللّٰهِ إِذًا لَّا يَعْمِدُ إِلٰى أَسَدٍ مِّنْ أُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُعْطِيكَ سَلَبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

۳۹۷۸۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ حنین کے سال نکلے یعنی فتح مکہ کے بعد سو جب ہم کافروں سے ملے یعنی لڑنے کے واسطے تو مسلمانوں کے قدم اٹھ گئے (اور لیث کی روایت آئندہ میں مطلق آیا ہے کہ ان کو شکست ہوئی لیکن اس قصے کے بعد ذکر کیا ہے اس کو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اور براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پہلے گزر چکا ہے کہ سب نہیں بھاگے تھے بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک جماعت اصحاب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت رہی تھی) سو میں نے ایک مشرک مرد کو دیکھا کہ تحقیق غالب ہوا ہے ایک مرد مسلمان پر اور ایک اور مشرک چاہتا ہے کہ اس مسلمان کو غافل پا کر پکڑے سو میں نے اس کو اس کے پیچھے سے اس کی گردن کے پٹھے پر تلوار ماری سو میں نے اس کی زرہ کاٹ ڈالی جس کو وہ پہنے تھا (اور پہنچی تلوار طرف ہاتھ اس کے سو اس کو کاٹ ڈالا یعنی سارے ہاتھ کو مونڈھے تک) سو اس نے میری طرف منہ کیا اور مجھ کو ایسا بھینچا کہ میں نے اس کی سختی سے موت کی بو پائی یعنی میں قریب المرگ ہوا پھر وہ مر گیا سو اس نے مجھ کو چھوڑ دیا پھر میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے کہا کیا حال ہے لوگوں کا کہ بھاگتے ہیں اس نے کہا اللہ کا حکم ہے یعنی یہ مصیبت جو ان کو پہنچی اللہ کے حکم اور اس کی تقدیر سے ہے پھر لوگ پھرے یعنی طرف کافروں کی اور ان سے لڑے اور کافروں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں کو فتح ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے یعنی فتح ہونے کے بعد سو فرمایا کہ جو مسلمان کسی کافر کو مارے اور اس کے مارنے کے گواہ بھی ہوں یعنی اگرچہ ایک ہی ہو تو اس کے اسباب اور ہتھیار کا مالک ہونے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَأَعْطِهِ فَأَعْطَانِيْهِ فَابْتَعْتُ بِهٖ مَخْرَفًا فِيْ بَنِيْ سَلِمَةَ فَإِنَّهٗ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهٗ فِي الْإِسْلَامِ.

والا ہے سو میں نے کہا اپنے دل میں کہ میرے واسطے کون گواہی دے گا پھر میں بیٹھا حضرت ﷺ نے پھر اسی طرح فرمایا سو میں نے اٹھ کر کہا کہ میری گواہی کون دے گا پھر میں بیٹھا پھر حضرت ﷺ نے اسی طرح فرمایا پھر میں اٹھ کھڑا ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا اے ابوقتادہ؟ سو میں نے آپ ﷺ کو خبر دی تو ایک مرد نے کہا کہ یہ سچا ہے اور اس کا اسباب میرے پاس ہے اور اس کو میری طرف سے راضی کیجیے یعنی اس کو اس اسباب کا عوض دیجیے تا کہ یہ میرے واسطے ہو سو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یوں نہ چاہیے قسم ہے اللہ کی اس وقت نہ قصد کریں گے حضرت ﷺ اللہ کے شیروں میں سے شیر کی طرف یعنی ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے کہ لڑتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی رضا مندی کے واسطے سو تجھ کو اس کا اسباب دیں حضرت ﷺ نے اس مرد کو فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا سو اس کا اسباب اس کو دے دے اس نے وہ اسباب مجھ کو دیا تو میں نے اس سے بنی سلمہ کے قبیلے میں ایک باغ خریدا سو بیشک وہ پہلا مال ہے جس کو میں نے پہلے پہل اسلام میں جمع کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میری کون گواہی دے گا تو ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے اس کی گواہی دی سو احتمال ہے کہ اس نے اس کو دوسری بار پایا ہو اس واسطے کہ دوسری روایت میں ہے کہ پھر میں بیٹھا پھر میرے دل میں آیا سو میں نے اپنا حال بیان کیا اور یہ جو کہا اس وقت نہ قصد کریں گے حضرت ﷺ الخ تو یہ جواب ہے شرط مقدر کا دلالت کرتا ہے اس پر صَدَقَ فَأَرْضِهٖ تو گویا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ سچا ہے اس میں کہ اسباب کا مالک یہ ہے تو اس وقت نہ قصد کریں گے حضرت ﷺ طرف اسباب کے سو اس کا اسباب تجھ کو دیں اور یہ جو کہا لا یعمد یعنی نہ قصد کریں گے حضرت ﷺ ایک مرد کی طرف جیسے وہ شیر ہے دلاوری میں لڑتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سو اس کا حق لے کر تجھ کو دیں بغیر اس کی رضا مندی کے اور یہ جو کہا کہ اس کا اسباب یعنی اس کے مقتول کا پس اضافت اس کی طرف باعتبار اس کے ہے کہ وہ اس کا مالک ہو اور یہ جو فرمایا کہ اس کو دے دے تو یہ امر واسطے اس شخص کے ہے جس نے اقرار کیا تھا کہ اس کا اسباب میرے پاس ہے۔

تنبیه: انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوا ہے کہ جس نے حضرت ﷺ کو اس کے ساتھ خطاب کیا تھا وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ قوم ہوازن حنین کے دن آئے پس ذکر کیا سارا قصہ کہا سو اللہ نے مشرکوں کو شکست دی سو نہ تلوار سے مارا گیا اور نہ نیزے سے زخم کیا گیا اور حضرت ﷺ نے اس دن فرمایا کہ جو مسلمان کسی کافر کو مارے اس کے اسباب کا مالک وہی ہے سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس دن بیس کافروں کو مارا اور ان کا اسباب لیا کہا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے میں نے ایک کافر کو گردن کے پیچھے پر تلوار ماری اس پر زرہ تھی اس کا اسباب ایک اور شخص نے لیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی نہ قصد کرے گا اللہ طرف ایک شیر کی اللہ کے شیروں سے لیکن راجح یہ قول ہے کہ یہ بات ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہی تھی اور احتمال ہے کہ پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہی پھر اس کی تقویت کے واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی کہی ہو۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ حُنَيْنٍ نَظَرْتُ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُقَاتِلُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَآخَرُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَخْتِلُهُ مِنْ وَرَائِهِ لِيَقْتُلَهُ فَأَسْرَعْتُ إِلَى الَّذِي يَخْتِلُهُ فَرَفَعَ يَدَهُ لِيَضْرِبَنِي وَأَضْرِبُ يَدَهُ فَقَطَعْتُهَا ثُمَّ أَخَذَنِي فَضَمَّنِي ضَمًّا شَدِيدًا حَتَّى تَخَوَّفْتُ ثُمَّ تَرَكَ فَتَحَلَّلَ وَدَفَعْتُهُ ثُمَّ قَتَلْتُهُ وَانْهَزَمَ الْمُسْلِمُونَ وَانْهَزَمْتُ مَعَهُمْ فَإِذَا بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي النَّاسِ فَقُلْتُ لَهُ مَا شَأْنُ النَّاسِ قَالَ أَمْرُ اللهِ ثُمَّ تَرَاجَعَ النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَقَامَ بَيِّنَةً عَلَى قَتِيلٍ قَتَلَهُ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُمْتُ لِأَلْتَمِسَ بَيِّنَةً عَلَى قَتِيلِي فَلَمْ أَرَ

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ حنین کا دن ہوا تو میں نے ایک مسلمان مرد کو دیکھا کہ ایک مشرک سے لڑتا ہے اور ایک اور مشرک چاہتا ہے کہ اس کو غافل پا کر پیچھے سے مار ڈالے سو میں دوڑا اس کی طرف جو اس سے دغا کیا چاہتا تھا سو اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا کہ مجھ کو مارے اور میں نے اس کے ہاتھ کو مار کر کاٹ ڈالا پھر اس نے مجھ کو سخت بھینچا یہاں تک کہ میں نے اس سے موت کا خوف کیا پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور سست ہو گیا اور میں نے اس کو ہٹایا پھر میں نے اس کو مار ڈالا اور مسلمان بھاگے اور میں بھی ان کے ساتھ بھاگا سو اچانک میں نے دیکھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمانوں میں ثابت ہیں یعنی جو نہ بھاگے تھے سو میں نے ان سے کہا کہ کیا حال ہے لوگوں کا؟ کہا اللہ کی تقدیر پھر مسلمانوں نے حضرت ﷺ کی طرف رجوع کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا یعنی فتح ہونے کے بعد کہ جو قائم کرے گواہ کسی مقتول پر جس کو اس نے قتل کیا ہو تو اس کا اسباب اسی کے واسطے ہے سو میں کھڑا ہوا تا کہ اپنے مقتول پر گواہ کو تلاش کروں سو میں نے کوئی نہ دیکھا جو میری گواہی دے سو میں بیٹھا پھر میرے دل میں آیا سو میں

أَحَدًا يَشْهَدُ لِيْ فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَا لِيْ فَذَكَرْتُ أَمْرَهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ جُلَسَآئِهِ سِلَاحُ هٰذَا الْقَتِيْلِ الَّذِيْ يَذْكُرُ عِنْدِيْ فَأَرْضِهِ مِنْهُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ كَلَّا لَا يُعْطِهِ أُصَيْبِغَ مِنْ قُرَيْشٍ وَّيَدَعَ أَسَدًا مِّنْ أُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ إِلَيَّ فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا فَكَانَ أَوَّلَ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ.

نے اپنا حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو ایک مرد نے حضرت ﷺ کے پاس بیٹھنے والوں سے کہا کہ ہتھیار اس مقتول کے جس کا ذکر کرتا ہے میرے پاس ہیں سو اس کو میری طرف سے راضی کر دیجیے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یوں نہیں اس کو نہ دیں حیوان ضعیف کو قریش سے اور چھوڑیں شیر کو اللہ کے شیروں سے جو لڑتا ہے اللہ اور رسول کی طرف سے کہا سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور وہ ہتھیار مجھ کو دیئے سو میں نے اس سے باغ خریدا سو وہ اول مال تھا جس کو میں نے اسلام میں جمع کیا۔

بَابُ غَزْوَةِ أَوْطَاسٍ.

باب ہے بیان میں جنگ اوطاس کے۔

فائدہ: اوطاس ایک وادی ہے ہوازن کے ملک میں اور وہ جگہ جنگ حنین کی ہے کہا ہے اس کو عیاض نے اور بعض اہل سیر کا مذہب یہی ہے اور راجح یہ ہے کہ اوطاس کی وادی اور ہے اور جنگ حنین کی وادی اور ہے اور خوب ظاہر کرتا ہے اس کو جو اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ تھی لڑائی بیچ وادی حنین کے اور یہ کہ جب ہوازن بھاگے تو ایک گروہ ان میں سے طائف کی طرف پھرا اور ایک گروہ اوطاس کی طرف پھرا سو جو لوگ اوطاس کی طرف بھاگ گئے تھے حضرت ﷺ نے ان کی طرف لشکر بھیجا جس کے پیشوا ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ تھے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث باب کی پھر حضرت ﷺ اپنے لشکروں کے ساتھ طائف کی طرف متوجہ ہوئے۔

۳۹۷۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلٰى جَيْشٍ إِلٰى أَوْطَاسٍ فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللّٰهُ أَصْحَابَهُ قَالَ أَبُوْ مُوْسٰى وَبَعَثَنِيْ مَعَ أَبِيْ عَامِرٍ فَرُمِيَ أَبُوْ عَامِرٍ فِيْ رُكْبَتِهِ رَمَاهُ

۳۹۷۹۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ حنین سے فارغ ہوئے تو ابو عامر رضی اللہ عنہ کو لشکر کا سردار کر کے اوطاس کی طرف بھیجا سو ابو عامر درید (ایک کافر مشہور کا نام ہے) سے ملا (اور آپس میں لڑے) سو درید مارا گیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے ساتھیوں کو شکست دی کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اور حضرت ﷺ نے مجھ کو ابو عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا یعنی ان لوگوں کی طرف جنہوں نے اوطاس کی طرف پناہ لی سو ابو عامر رضی اللہ عنہ کو گھٹنے میں تیر لگا ایک مرد جشمی

جُشَمِيٌّ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ فَأَشَارَ إِلَى أَبِي مُوسَى فَقَالَ ذَاكَ قَاتِلِي الَّذِي رَمَانِي فَقَصَدْتُ لَهُ فَلَحِقْتُهُ فَلَمَّا رَآنِي وَلَّى فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُولُ لَهُ أَلَا تَسْتَحْيِي أَلَا تَثْبُتُ فَكَفَّ فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِي عَامِرٍ قَتَلَ اللّٰهُ صَاحِبَكَ قَالَ فَانْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي أَقْرِئِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي وَاسْتَخْلَفَنِي أَبُو عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ فَمَكُثَ يَسِيرًا ثُمَّ مَاتَ فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ عَلَى سَرِيرٍ مُرْمَلٍ وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيرِ بِظَهْرِهِ وَجَنْبَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ وَقَالَ قُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ فَقُلْتُ وَلِي فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا قَالَ أَبُو بُرْدَةَ إِحْدَاهُمَا لِأَبِي عَامِرٍ وَالْأُخْرَى لِأَبِي مُوسَى.

نے اس کو تیر مارا اور اس کو اس کے گھٹنے میں بٹھایا سو میں اس کے پاس پہنچا سو میں نے کہا اے چچا کس نے تجھ کو تیر مارا؟ اس نے ابوموسیٰ کی طرف اشارہ کیا سو کہا کہ یہ ہے قاتل میرا جس نے مجھ کو تیر مارا سو میں نے اس کا قصد کیا سو میں اس سے جا ملا جب اس نے مجھ کو دیکھا تو بھاگا سو میں اس کے پیچھے پڑا اور میں نے کہنا شروع کیا کہ کیا تجھ کو شرم نہیں آتی کیا تو کھڑا نہیں ہوتا سو وہ کھڑا ہوا اور ہم نے آپس میں ایک دوسرے کو تلوار ماری سو میں نے اس کو قتل کیا میں نے ابو عامر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ نے تیرے قاتل کو مار ڈالا اس نے کہا اس تیر کو کھینچ میں نے اس کو کھینچا تو اس کے زخم سے پانی جاری ہوا کہا اے بھتیجے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا کہ میرے واسطے بخشش مانگیں اور ابو عامر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو لوگوں پر خلیفہ کیا پھر تھوڑی دیر کے بعد مر گیا سو میں پھرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تھے ایک چار پائی پر جو رسیوں سے بنی تھی اور اس پر بستر تھا تحقیق چار پائی کی رسیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ اور دونوں پہلوؤں میں اثر کیا تھا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک میں رسیوں کے نشان پڑ گئے تھے سو میں نے آپ کو اپنے حال اور ابو عامر کے حال سے خبر دی اور کہا اس نے کہا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا کہ میرے واسطے مغفرت مانگیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور وضو کیا اور پھر دونوں ہاتھ اٹھائے سو کہا کہ الٰہی بخش دے عبید اللہ ابو عامر کو اور میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی پھر فرمایا الٰہی! بلند کر اس کے مرتبے کو قیامت کے دن اپنی مخلوق اور آدمیوں پر میں نے کہا اور میرے واسطے بھی بخشش مانگیے سو فرمایا کہ یا اللہ! عبداللہ بن قیس کو اس کے

گناہ بخش دے اور داخل کر اس کو قیامت کے دن جگہ بزرگ میں' ابو بردہ راوی نے کہا کہ دونوں سے ایک دعا ابو عامر کے واسطے تھی اور ایک ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے واسطے۔

فائدہ: درید کے قاتل میں اختلاف ہے ابن اسحاق نے کہا کہ وہ ربیعہ بن رفیع ہے اور روایت کی ہے بزار نے ساتھ سند حسن کے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا قاتل زبیر بن عوام ہے اور اس کا لفظ ہے کہ جب مشرکوں کو شکست ہوئی تو درید بن صمہ چھ سو آدمی کو لے کر ایک ٹیلے پر چڑھ گیا سو انہوں نے ایک لشکر دیکھا درید نے کہا اس کو میرے واسطے چھوڑ و انہوں نے اس کو چھوڑا تو اس نے کہا کہ یہ قضاعہ کا گروہ ہے اور نہیں کچھ ڈر تم پر اس کی مانند ایک اور لشکر دیکھا تو کہا کہ یہ سلیم کا قبیلہ ہے پھر ایک سوار اکیلا دیکھا سو کہا کہ اس کو میرے واسطے چھوڑو یعنی میں تم کو بتلاتا ہوں یہ کون ہے پھر کہا کہ یہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ہے اور وہ تم کو مارنے والا ہے اور اپنی جگہ سے نکالنے والا ہے زبیر رضی اللہ عنہ نے مڑ کر ان کو دیکھا سو کہا کہ یہ لوگ اس جگہ کیوں ہیں سو وہ ان کی طرف پھرا اور ایک جماعت اس کے ساتھ ہوئی سو اس نے ان میں سے تین سو آدمی کو قتل کیا اور درید کا سر کاٹ کر اپنے آگے رکھا اور تھا درید شاعر مشہور اور کہتے ہیں کہ جب وہ مارا گیا اس وقت ایک سو بیس برس کا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ایک سو ساٹھ برس کا تھا اور یہ جو کہا کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کے وضو کیا الخ تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ مستحب ہے پاک ہونا واسطے ارادے دعا کے اور اٹھانا ہاتھوں کا دعا میں برخلاف اس شخص کے جو خاص کرتا ہے اس کو ساتھ استسقاء کے' وسیاتی بیان ذلك فی کتاب الدعوات۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ الطَّآئِفِ فِيْ شَوَّالٍ سَنَةَ ثَمَانٍ قَالَهُ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ.

باب ہے بیان میں جنگ طائف کے شوال میں آٹھویں سال میں کہا ہے اس کو موسیٰ بن عقبہ نے۔

فائدہ: طائف ایک شہر ہے بڑا مشہور اس میں کھجور اور انگور کے بہت درخت ہیں مکے سے دو تین منزل پر حد مشرق کی طرف واقع ہے کہتے ہیں کہ اصل اس کی یہ ہے یہ جبرائیل علیہ السلام نے اکھاڑا تھا اس باغ کو جو تھا واسطے اصحاب صریم کے پھر اس کو لے کر مکے کی طرف چلا اور اس کے ساتھ خانے کعبے کے گرد گھوما پھر اُتارا اس کو جس جگہ طائف ہے پس نام رکھا گیا اس جگہ کا ساتھ طائف کے اور پہلے یہ باغ صنعاء کے اطراف میں تھا اور نام اس زمین کا وج ہے نام رکھی گئی ساتھ نام ایک مرد کے اور وہ ابن عبدالجن ہے عمالقہ سے اور وہ پہلے پہل اس میں اترا تھا اور چلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف حنین سے پھرنے کے بعد اور روکا غنیموں کو جعرانہ میں اور تھا مالک بن عوف نضری کھینچنے والا ہوازن کا جب بھاگا تو طائف میں داخل ہوا اور اس کا ایک قلعہ تھا کئی میلوں پر طائف سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے جاتے ہوئے اس پر گزرے سو اس کو ڈھایا۔ (فتح)

۳۹۸۰۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ سَمِعَ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي مُخَنَّثٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا فَعَلَيْكَ بِابْنَةِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُنَّ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ الْمُخَنَّثُ هِيتٌ.

۳۹۸۰۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس ایک مخنث یعنی زنانہ مرد تھا سو میں نے اس سے سنا کہ عبداللہ بن ابی امیہ سے کہتا تھا اے عبداللہ! کیا تو نے دیکھا کہ اگر کل اللہ نے طائف کو تم پر فتح کیا تو لازم پکڑ اوپر اپنے غیلان کی بیٹی کو کہ وہ سامنے آتی ہے ساتھ چار کے اور پیٹھ پھیر کر جاتی ہے ساتھ آٹھ کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ اندر آیا کریں تمہارے پاس یہ مخنث زنانے مرد، کہا ابن جریج نے مخنث کا نام ہیت تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ ذکر گھیرنا طائف کا ہے اسی واسطے وارد کیا دوسرے طریق کو بعد اس کے جس جگہ اس میں کہا کہ حضرت ﷺ اس دن طائف کو گھیرے ہوئے تھے اور عبداللہ بن ابی امیہ بھائی ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اور شہید ہوا عبداللہ طائف میں اس کو تیر لگا وہ اس سے شہید ہوا۔ (فتح)

حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا وَزَادَ وَهُوَ مُحَاصِرُ الطَّائِفِ يَوْمَئِذٍ.

حدیث بیان کی ہم سے محمود نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو اسامہ نے ہشام سے اس کے ساتھ اور زیادہ کیا اس میں یہ کہ حضرت ﷺ اس دن طائف کو گھیرے تھے۔

۳۹۸۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ الشَّاعِرِ الْأَعْمٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا حَاصَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّائِفَ فَلَمْ يَنَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا قَالَ إِنَّا قَافِلُونَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَثَقُلَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا نَذْهَبُ وَلَا نَفْتَحُهُ وَقَالَ مَرَّةً نَقْفُلُ فَقَالَ اغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ فَغَدَوْا فَأَصَابَهُمْ جِرَاحٌ

۳۹۸۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے طائف کو گھیرا تو ان سے کوئی چیز نہ پائی تو فرمایا کہ ہم مدینے کی طرف پلٹنے والے ہیں ان شاء اللہ تو یہ بات اصحاب پر گراں گزری اور کہا کہ ہم جاتے ہیں بے فتح کیے اس کے اور ایک بار کہا نقفل یعنی بدلے قافلون کے پس فرمایا صبح کو جنگ پر جاؤ سو اصحاب صبح کے وقت جنگ پر گئے سو ان کو زخم پہنچے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کل ہم ان شاء اللہ پلٹنے والے ہیں سو یہ بات اصحاب کو خوش لگی حضرت ﷺ ہنسے۔

فَقَالَ إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَأَعْجَبَهُمْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فَتَبَسَّمَ قَالَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْخَبَرَ كُلَّهُ.

فائدہ: ذکر کیا ہے اہل مغازی نے کہ جب طائف والے قلعے میں محصور ہوئے اور تحقیق تیار کی تھی انہوں نے اس میں وہ چیز جو ان کو ایک سال کے گھیرے کے واسطے کفایت کرے سو انہوں نے مسلمانوں پر گرم لوہا پھینکا اور ان کو تیروں سے مارا اور ایک جماعت کو زخمی کیا حضرت ﷺ نے نوفل سے مشورہ پوچھا اس نے کہا کہ وہ ثعلب ہیں جحر میں یعنی لومڑ ہیں سوراخ میں اگر آپ ٹھہریں تو ان کو پکڑ لیں گے اور اگر ان کو چھوڑ دیں گے تو وہ آپ کو کچھ نقصان نہیں کر سکتے سو حضرت ﷺ نے ان سے کوچ کیا اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدت گھیرنے ان کے کی چالیس دن تھی اور بعض کچھ کم وبیش کہتے ہیں اور یہ جو کہا کہ یہ بات اصحاب پر گراں گزری تو بیان کیا سبب اس کا ساتھ قول اپنے کے کہ ہم جاتے ہیں بے فتح کیے اس کے اور حاصل حدیث کا یہ ہے کہ جب خبر دی ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ پھرنے کے بغیر فتح کے تو یہ بات ان کو خوش نہ لگی سو جب حضرت ﷺ نے یہ حال دیکھا تو حکم دیا ان کو ساتھ لڑنے کے سو نہ فتح ہوئی واسطے ان کے اور ان کو بہت زخم لگے اس واسطے کہ طائف والوں نے ان کو قلعے کی دیوار کے اوپر سے مارا سو کافروں کے تیر مسلمانوں کو پہنچتے تھے اور مسلمانوں کے تیر کافروں کے پاس نہیں پہنچتے تھے اس واسطے کہ وہ قلعے پر تھے سو جب انہوں نے یہ دیکھا تو ان کو ظاہر ہوا کہ پلٹ جانا ٹھیک ہے سو جب حضرت ﷺ نے دوسری بار پلٹنے کا حکم دیا تو اس وقت ان کو خوش لگا پس اسی واسطے حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا ور کہا سفیان نے ایک بار فتبسم یعنی ضحك کے بدلے اور کہا حمیدی نے حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے ساری حدیث ساتھ خبر کے یعنی حمیدی نے اس کو بغیر عنعنہ کے ذکر کیا ہے۔

۳۹۸۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَبَا بَكْرَةَ وَكَانَ تَسَوَّرَ حِصْنَ الطَّآئِفِ فِيْ أُنَاسٍ فَجَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَا سَمِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۹۸۲۔ حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے سعد رضی اللہ عنہ سے سنا اور سعد رضی اللہ عنہ وہ شخص ہے جس نے پہلے پہل اللہ کی راہ میں تیر مارا اور سنا میں نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ طائف کے قلعے پر چڑھا تھا ساتھ چند لوگوں کے سو وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا سو دونوں نے کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور کو باپ بتلائے اور وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں تو اس

يَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ وَقَالَ هِشَامٌ وَّأَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ أَوْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا وَّأَبَا بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَاصِمٌ قُلْتُ لَقَدْ شَهِدَ عِنْدَكَ رَجُلَانِ حَسْبُكَ بِهِمَا قَالَ أَجَلْ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَأَوَّلُ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَنَزَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَالِثَ ثَلَاثَةٍ وَّعِشْرِيْنَ مِنَ الطَّآئِفِ.

پر بہشت حرام ہے یعنی جو جان بوجھ کر اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ بتلائے وہ شخص بہشت سے بے نصیب ہے اور کہا ہشام نے خبر دی ہم کو معمر نے عاصم سے اس نے روایت کی ابو العالیہ سے یا ابو عثمان سے کہا سنا میں نے سعد اور ابو بکرہ سے دونوں نے روایت کی حضرت ﷺ سے عاصم کہتا ہے میں نے ابو العالیہ سے کہا کہ البتہ گواہی دی ہے نزدیک تیرے دو مردوں نے کہ کافی ہیں تجھ کو دونوں یعنی صدق میں اس نے کہا ہاں اسی طرح ہے بہر حال ایک دونوں میں سے پس وہ شخص ہے جس نے پہلے پہل اللہ کی راہ میں تیر مارا لیکن دوسرا پس اترا طرف حضرت ﷺ کے تیئسواں طائف کے قلعے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرائض میں آئے گی اور غرض اس سے ذکر ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور نام اس کا نفیع بن حارث ہے اور تھا غلام حارث بن کلدہ کا پس اترا طائف کے قلعے سے ساتھ ابو بکرہ کے پس اسی واسطے کنیت رکھا گیا ابو بکرہ روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے ساتھ سند کے کہ اس کا کچھ ڈر نہیں ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور تھا ان لوگوں سے جو طائف کے قلعے سے اترے ان کے غلاموں سے اور یہ جو کہا کہ وہ قلعے پر چڑھا تھا تو یہ نہیں مخالف ہے اترنے کی روایت کو اس واسطے کہ معنی یہ ہیں کہ پہلے وہ اس کے نیچے سے اوپر چڑھا پھر اس سے اترا اور یہ جو کہا کہ کہا ہشام نے الخ تو غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس سے بیان کرنا عدد اُن لوگوں کا ہے کہ پہلی روایت میں مجمل چھوڑے گئے اس واسطے کہ اس میں اناس کا لفظ ہے یعنی چند آدمیوں میں اور اس روایت میں بیان کر دیا کہ وہ تیئس مرد تھے۔

۳۹۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ أَلَا تُنْجِزُ لِيْ مَا وَعَدْتَّنِيْ فَقَالَ لَهُ أَبْشِرْ فَقَالَ قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ

۳۹۸۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس تھا اور حضرت ﷺ جعرانہ میں اترے تھے مکے اور مدینے کے درمیان اور آپ ﷺ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے سو ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ کیا آپ نہیں پورا کرتے جو مجھ سے دینے کا وعدہ کیا تھا؟ یعنی حنین کی غنیمت سے حضرت نے فرمایا (بہشت کی) بشارت لے اس نے کہا آپ نے مجھ سے ابشر بہت بار کہا یعنی آپ بشارت بہت دیا کرتے ہو کچھ مال بھی دو تو

أَبْشِرْ فَأَقْبَلَ عَلٰى أَبِيْ مُوْسٰى وَبِلَالٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ فَقَالَ رَدَّ الْبُشْرٰى فَاقْبَلَا أَنْتُمَا قَالَا قَبِلْنَا ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيْهِ مَآءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهٗ فِيْهِ وَمَجَّ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ اِشْرَبَا مِنْهُ وَأَفْرِغَا عَلٰى وُجُوْهِكُمَا وَنُحُوْرِكُمَا وَأَبْشِرَا فَأَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَّرَآءِ السِّتْرِ أَنْ أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَآئِفَةً.

حضرت ﷺ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ پر متوجہ ہوئے بصورت غضبناک سو فرمایا کہ البتہ اس شخص نے بشارت کو نہیں لیا تم دونوں بشارت کو قبول کرو انہوں نے کہا ہم نے بشارت قبول کی پھر حضرت ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوایا اور اس میں دونوں ہاتھ اور منہ کو دھویا اور اس میں کلی ڈالی پھر فرمایا تم دونوں اس پانی کو پیو اور اپنے منہ اور سینوں پر ڈالو اور تم کو خوشخبری ہو سو دونوں نے پیالہ لیا اور کیا جو حضرت ﷺ نے فرمایا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے پکارا کہ کچھ اپنی ماں کے واسطے باقی چھوڑ و یعنی میرے واسطے تو دونوں نے اس کے واسطے اس سے کچھ پانی چھوڑا۔

فائدہ: جعرانہ ایک جگہ کا نام ہے درمیان طائف اور مکے کے اور مکے کی طرف قریب تر ہے اور کہا فاکہی نے کہ اس کے اور مکے کے درمیان ایک برید کا فاصلہ ہے اور کہا باجی نے کہ اٹھارہ میل کا فاصلہ ہے اور یہ جو کہا کہ کیا آپ میرا وعدہ پورا نہیں کرتے جو آپ نے مجھ سے کیا تھا؟ سو احتمال ہے کہ وعدہ اس کے ساتھ خاص ہو اور احتمال ہے کہ عام ہو اور اس نے اپنا حصہ غنیمت سے جلد طلب کیا ہو اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے حکم دیا تھا کہ حنین کی غنیمتیں جمع کی جائیں اور آپ ﷺ لشکر لے کر طائف کی طرف متوجہ ہوئے تھے پھر جب طائف سے پھرے تو غنیمتوں کو تقسیم کیا اسی واسطے واقع ہوا ہے بہت لوگوں کے حق میں جو تازہ اسلام لائے تھے دیر سے جاننا غنیمت کا اور فی الحال طلب کرنا تقسیم اس کی کا اور یہ جو فرمایا ابشر یعنی خوشی ہو تجھ کو ساتھ قریب ہونے تقسیم کے یا ساتھ بڑے ثواب کے اوپر صبر کرنے کے اور اس حدیث سے ابو عامر رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔ (فتح)

٣٩٨٤۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلٰى بْنِ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهٗ أَنَّ يَعْلٰى كَانَ يَقُوْلُ لَيْتَنِيْ أَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهٖ مَعَهٗ فِيْهِ

٣٩٨٤۔ حضرت یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتا تھا آرزو تھی کہ میں حضرت ﷺ کو وحی اترنے کی حالت میں دیکھوں کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ جعرانہ میں تھے آپ ﷺ پر کپڑا تھا کہ جس کے ساتھ آپ ﷺ کو سایہ کیا گیا تھا اس میں آپ ﷺ کے ساتھ چند اصحاب تھے کہ اچانک ایک دیہاتی آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس پر جبہ تھا اور وہ خوشبو سے لتھڑا تھا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! آپ کیا فرماتے ہیں اس مرد

نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ إِذْ جَآئَهُ أَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِيْ رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ فِيْ جُبَّةٍ بَعْدَمَا تَضَمَّخَ بِالطِّيْبِ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلٰى يَعْلٰى بِيَدِهِ أَنْ تَعَالَ فَجَآءَ يَعْلٰى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذٰلِكَ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ أَيْنَ الَّذِيْ يَسْأَلُنِيْ عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَأُتِيَ بِهِ فَقَالَ أَمَّا الطِّيْبُ الَّذِيْ بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ.

کے حق میں جس نے عمرے کا احرام باندھا ہو جبہ میں بعد خوشبو لگانے کے؟ یعنی اس حالت میں عمرہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے یعلی کی طرف اشارہ کیا کہ آ سو یعلی آیا سو اس نے اپنے سر کو اس پردے میں داخل کیا تا کہ حضرت ﷺ کی وحی اترنے کی صورت دیکھے سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ کا چہرہ وحی کی شدت سے سرخ ہو گیا ہے سوتے آدمی کی طرح آواز کرتے ہیں گھڑی بھر آپ کی یہی حالت رہی پھر وہ حالت حضرت ﷺ سے موقوف ہوئی سو فرمایا کہاں ہے جس نے مجھ سے ابھی عمرے کا حال پوچھا تھا؟ سو وہ مرد تلاش کر کے آپ ﷺ کے پاس لایا گیا سو فرمایا جو خوشبو تجھ کو لگی ہے اس کو تین بار دھو ڈال اور لیکن جبہ سو اس کو اتار ڈال پھر کر اپنے عمرے میں جو تو اپنے حج میں کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عمرے کے باب میں گزر چکی ہے۔

۳۹۸۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ لَمَّا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَسَمَ فِي النَّاسِ فِي الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَكَأَنَّهُمْ وَجَدُوْا إِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَّا أَصَابَ النَّاسَ فَخَطَبَهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِيْنَ فَأَلَّفَكُمُ اللّٰهُ بِيْ وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوْا اَللّٰهُ

۳۹۸۵۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ نے اپنے رسول کو حنین کے دن غنیمت دی تو حضرت ﷺ نے اس کو ان لوگوں میں تقسیم کیا جن کے دل پر چاہئے گئے اور انصار کو کچھ چیز نہ دی سو گویا کہ وہ حضرت ﷺ سے ناراض ہوئے جب کہ نہ پہنچی ان کو وہ چیز جو لوگوں کو پہنچی یا فرمایا گویا وہ ناراض ہوئے جب کہ نہ پہنچا ان کو جو لوگوں کو پہنچا (یہ راوی کا شک ہے) سو حضرت ﷺ نے ان پر خطبہ پڑھا سو فرمایا اے گروہ انصار کے کیا میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا سو اللہ نے تم کو میرے سبب سے دین کی راہ بتلائی اور تم متفرق تھے سو اللہ نے تمہاری آپس میں الفت اور محبت کر دی میرے سبب سے اور تم محتاج تھے سو اللہ نے تم کو مال دار کر دیا میرے سبب سے

وَرَسُوْلُهٗ أَمَنُّ قَالَ مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تُجِيْبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمَنُّ قَالَ لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا أَتَرْضَوْنَ أَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيْرِ وَتَذْهَبُوْنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى رِحَالِكُمْ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَّشِعْبًا لَّسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَّالنَّاسُ دِثَارٌ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ أُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ.

جس بار حضرت ﷺ کچھ چیز فرماتے تھے تو انصار کہتے تھے کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر احسان کرنے والے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کو کیا چیز روکتی ہے کہ حضرت کو جواب دو کہ ہاں اسی طرح ہے جس طرح فرماتے ہیں جب حضرت ﷺ کچھ فرماتے تھے تو انصار کہتے تھے کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر احسان کرنے والا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا گر تم چاہو تو کہو کہ آپ ہمارے پاس آئے اس طرح اور اس طرح یعنی آپ نے ہم کو ہدایت کی اور مالدار کر دیا کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے جائیں یعنی مال دنیا کے اور تم اپنے گھروں کی طرف حضرت ﷺ کو لے جاؤ اگر ہجرت نہ ہوتی تو البتہ میں انصاریوں میں سے ایک مرد ہوتا یعنی انصاری اصحاب مجھ کو ایسے پیارے ہیں کہ اگر ہجرت کی صفت مجھ میں موجود نہ ہوتی تو میں اپنی ذات کو انصاریوں میں شمار کرتا اور اگر لوگ چلتے وادی میں یا پہاڑ کی راہ تو البتہ میں انصار کی وادی اور راہ میں چلتا اور انصار نیچے کا کپڑا ہیں جو بدن سے لگا ہوتا ہے اور لوگ اوپر کا کپڑا ہیں بیشک تم میرے بعد پاؤ گے اپنے سوائے اوروں کو مقدم یعنی تمہارے سوائے اور لوگوں کو حکومت ملے گی سو تم صبر کرتے رہنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملو یعنی میرے بعد قیامت تک ریاست اور حکومت کا حوصلہ نہ کرنا اور اس کی حرص نہ کرنا۔

فائدہ: یہ جو کہا لما افاء اللہ علی رسولہ الخ تو مراد یہ ہے کہ دیں اللہ نے حضرت ﷺ کو غنیمتیں ان لوگوں کی جن سے حنین کے دن لڑے اور اصل فے کا رد اور رجوع ہوتا ہے اور اسی قسم سے نام رکھا گیا ہے سائے کا بعد زوال کے فے اس واسطے کہ وہ پھرا ہے ایک جانب سے طرف دوسری جانب کے پس گویا کہ کفار کے مالوں کا نام فے رکھا گیا اس واسطے کہ وہ در حقیقت مسلمانوں کے واسطے تھے کیونکہ ایمان اصل ہے اور کفر اس پر طاری ہے پس جب غالب ہوں کفار کسی چیز پر مال سے تو بطور تعدی کے ہے پھر جب مسلمان اس کو ان سے لوٹیں تو گویا کہ پھرا ان کی

طرف جوان کا تھا اور پہلے گزر چکا ہے قریب کہ حضرت ﷺ نے حکم دیا ساتھ روکنے غنیموں کے جعرانہ میں سو جب طائف سے پھرے تو پانچویں ذی قعدہ کو جعرانہ میں پہنچے اور تھا سبب بیچ تاخیر کرنے تقسیم غنیمت کے جو مسور کی حدیث میں گزر چکا ہے واسطے اس امید کے کہ مسلمان ہو جائیں اور وہ چھ ہزار آدمی تھے عورتیں اور لڑکے اور اونٹ چوبیس ہزار تھے اور بکریاں چالیس ہزار تھیں اور یہ جو کہا کہ لوگوں میں تقسیم کیا یعنی غنیموں کو اور زہری کی روایت میں واقع ہوا ہے کہ مردوں کو سو سو اونٹ دیتے تھے اور مراد ساتھ مؤلفۃ القلوب کے قریشی چند لوگ ہیں جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تھے ان کا اسلام ضعیف تھا اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ مراد کے ساتھ مؤلفۃ القلوب کے جو زکوٰۃ کے مستحق لوگوں میں سے ایک قسم ہیں سو بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ ان کے کفار ہیں کہ ان کو زکوٰۃ میں سے مال دیا جائے واسطے رغبت دلانے کے اسلام میں اور بعض کہتے ہیں مسلمان ہیں کہ ان کے واسطے تابعدار ہیں کفار یعنی غلام اور خادم تا کہ ان کو الفت دلائیں اور بعض کہتے ہیں وہ مسلمان ہیں جو پہلے پہل اسلام میں داخل ہوئے تا کہ جگہ پکڑے اسلام ان کے دلوں میں اور بہر حال مراد ساتھ مؤلفۃ القلوب کے اس جگہ پس یہ پچھلی قسم ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے زہری کی روایت میں کہ البتہ میں دیتا ہوں ان مردوں کو جو تازہ مسلمان ہوئے ہیں اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث آئندہ میں واقع ہوا ہے کہ تقسیم کیا اس کو قریش میں اور مراد ساتھ ان کے وہ لوگ ہیں کہ مکہ فتح ہوا اور وہ اس میں موجود تھے اور ایک روایت میں ہے کہ دیا طلقا اور مہاجرین کو اور مراد ساتھ طلقا کے وہ لوگ ہیں کہ حاصل ہوا حضرت ﷺ سے ان پر احسان دن فتح مکہ کے قریش سے اور ان کے تابعداروں سے اور مراد ساتھ مہاجرین کے وہ لوگ ہیں جو فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے اور مدینے کی طرف ہجرت کی اور وہ چالیس سے زیادہ ہیں اور یہ جو کہا کہ انصار کو کچھ چیز نہ دی تو یہ ظاہر ہے کہ یہ عطا اور انعام تمام غنیمت میں سے تھا یعنی پانچواں حصہ نکالنے سے پہلے اور ترجیح دی ہے قرطبی نے اس بات کو کہ حضرت ﷺ نے ان کو اپنے پانچویں حصے میں سے دیا تھا اور پہلا قول معتمد ہے اور باب کے اخیر حدیث میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو ہم بلائے جاتے ہیں اور غنیمت ہمارے سوا اوروں کو دی جاتی ہے اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ عطا مذکور سب غنیمت میں سے تھا نہ خمس سے جیسا کہ قرطبی نے کہا اور باب کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ اللہ اپنے رسول کو بخشے کہ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اور ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپکتے ہیں اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے ان پر خطبہ پڑھا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کو ایک خیمے میں جمع کیا ان کے سواء اور کسی کو اس میں نہ آنے دیا سو جب جمع ہوئے تو حضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ کیا بات ہے جو مجھ کو تم سے پہنچی ہے؟ تو انصار کے عقلمندوں نے کہا کہ ہمارے رئیسوں اور اشرافوں نے تو یہ بات نہیں کہی بعض نو عمروں نے البتہ یہ بات کہی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ چپ رہے تو یہ محمول ہے اس پر کہ بعض چپ رہے اور بعضوں نے جواب دیا اور یہ جو فرمایا

کہ میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا تو مراد اس جگہ گمراہی شرک کی ہے اور مراد ساتھ ہدایت کے ایمان ہے اور حضرت ﷺ نے بہت عمدہ ترتیب سے ان نعمتوں کو بیان کیا جو اللہ نے آپ کے ذریعہ سے ان کو دی تھیں سو پہلے ایمان کی نعمت کو شروع کیا جس کے برابر کوئی چیز دنیا کی نہیں پھر الفت کی نعمت کو بیان کیا اور وہ اعظم ہے مال کی نعمت سے اس واسطے کہ مال خرچ کیا جاتا ہے واسطے حاصل کرنے اس کے اور کبھی حاصل نہیں ہوتی اور انصار ہجرت سے پہلے آپس میں ایک دوسرے کے نہایت دشمن تھے واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی تھی درمیان ان کے جنگ بعاث وغیرہ سے پس دور ہوا یہ سب اسلام کے ساتھ جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ اگر تو خرچ کرتا جو زمین میں ہے تمام تو نہ الفت دیتا درمیان ان کے دلوں کے لیکن اللہ نے ان کے درمیان الفت ڈالی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے تو کہتے اور تم سچے تھے کہ آپ ہمارے پاس آئے اس حالت میں کہ جھٹلائے گئے تھے سو ہم نے آپ کو سچا جانا اور ذلیل کیے گئے سو ہم نے آپ کی مدد کی اور تنہا سو ہم نے آپ کو جگہ دی اور محتاج سو ہم نے آپ سے سلوک کیا انصار نے کہا بلکہ اللہ اور رسول نے ہم پر احسان کیا اور احمد کی روایت میں ہے کہ ایک انصاری نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کیا میں تم کو نہیں بتلایا کرتا تھا کہ اگر کام سیدھے ہو گئے تو البتہ اوروں کو مقدم کریں گے تو انہوں نے اس پر سخت رد کیا یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی آخر حدیث تک اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا واسطے تواضع کے آپ سے اور انصاف کے نہیں تو درحقیقت حجت بالغہ اور منت ظاہرہ ان سب چیزوں میں واسطے حضرت ﷺ کے ہے اوپر ان کے اس واسطے کہ اگر نہ ہوتی ہجرت آپ کی ان کی طرف اور رہنا آپ کا نزدیک تو البتہ نہ ہوتا درمیان ان کے اور درمیان ان کے غیر کے کچھ فرق اور حالانکہ تنبیہ کی حضرت ﷺ نے اس پر اپنے اس قول کے ساتھ کہ کیا تم راضی نہیں؟ آخر تک پس تنبیہ کی ان کو اس چیز پر کہ غافل ہوئے اس سے عظمت اس چیز کی سے کہ خاص ہوئے ساتھ اس کے احسان سے بہ نسبت اس چیز کے کہ حاصل ہوئی واسطے غیر ان کے اسباب دنیا فانی کے سے اور یہ جو کہا کہ اپنے گھروں کی طرف لے جاؤ تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قسم ہے اللہ کی جس چیز کے ساتھ تم پھرتے ہو وہ بہتر ہے اس چیز سے کہ لوگ اس کے ساتھ پھرتے ہیں تو اصحاب نے کہا یا حضرت! بیشک ہم راضی ہوئے اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ حضرت ﷺ نے ان کو بلایا کہ ملک بحرین ان کو جاگیر لکھ دیں کہ ہو واسطے ان کے خاص آپ کے بعد سوائے اور لوگوں کے اور وہ اس دن افضل اس چیز کا تھا کہ فتح ہوئے آپ پر زمین سے سو انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ ہم کو دنیا کی حاجت نہیں اور یہ جو کہا کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصاریوں سے ایک مرد ہوتا تو خطابی نے کہا کہ مراد اس کلام کے ساتھ الفت دلانا انصار کا ہے اور خوش کرنا ان کے دلوں کا اور تعریف کرنا ان کی ان کے دین پر یعنی ان کا دین بہت عمدہ ہے یہاں تک کہ راضی ہوئے حضرت ﷺ کہ ان میں سے ایک ہوں اگر نہ ہوتی وہ چیز جو منع کرتی ہے آپ کو ہجرت سے کہ نہیں جائز ہے بدلانا اس کا اور نسبت آدمی کی واقع ہوتی ہے کئی

وجہ پر بعض وجہ ان میں سے منسوب ہوتا ہے طرف ولادت کی اور شہر کی اور اعتقاد کی اور کسب کی اور نہیں شک ہے کہ نہیں ارادہ کیا حضرت ﷺ نے منتقل ہونے کا اپنے باپ دادوں کے نسب سے اس واسطے کہ وہ محال ہے اور لیکن نسبت اعتقادی پس نہیں ہیں کوئی معنی واسطے انتقال کے بیچ اس کے اور نہ باقی رہیں مگر پچھلی دوقسمیں اور مدینہ انصار کا گھر تھا اور ہجرت اس کی طرف امر واجب تھا یعنی اگر نہ ہوتی یہ بات کہ نسبت ہجریہ کے ترک کرنے کی مجھ کو گنجائش نہیں تو البتہ میں تمہارے گھر کی طرف منسوب ہوتا اور کہا ابن جوزی نے کہ نہیں مراد ہے حضرت ﷺ کی بدلانا نسبت اپنی کا اور نہ مٹانا ہجرت اپنی کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد حضرت ﷺ کی یہ ہے کہ اگر نہ ہوتی وہ چیز جو پہلے گزر چکی ہے ہجرت کرنے سے تو البتہ منسوب ہوتے مدینے کی طرف اور نصرت دین کی طرف پس تقدیر یہ ہے کہ اگر نہ ہوتی یہ بات کہ نسبت ہجرت کی طرف نسبت دینی ہے نہیں گنجائش ہے چھوڑنا اس کے کی ساتھ غیر اس کے کی تو البتہ میں تمہارے گھر کی طرف منسوب ہوتا اور کہا قرطبی نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ موسوم ہوتا میں تمہارے نام کے ساتھ اور منسوب ہوتا تمہاری طرف جیسا کہ منسوب ہوتے تھے ساتھ ہم قسم ہونے کے لیکن خصوصیت ہجرت کی پہلے گزر چکی ہے سو میں اس سے باز رہا اور وہ اعلیٰ اور اشرف ہے پس نہ بدلے گی ساتھ غیر اس کے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ البتہ ہوتا میں انصار میں سے احکام میں اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ اگر نہ ہوتی یہ بات کہ ہجرت کا ثواب بہت بڑا ہے تو البتہ میں اختیار کرتا کہ ہو ثواب میرا ثواب انصار کا اور نہیں ارادہ کیا حضرت ﷺ نے ظاہر نسب کا ہر گز اور بعض کہتے ہیں کہ اگر نہ ہوتا التزام کرنا میرا ساتھ شرطوں ہجرت کی اور ایک ان میں سے ترک کرنا اقامت کا ہے مکے میں زیادہ تین دن سے تو البتہ میں اختیار کرتا کہ انصار میں سے ہوں سو مباح ہوتا واسطے میرے یہ اور وادی انصار کے معنی پست جگہ کے ہیں اور مراد اس جگہ شہر ان کا ہے اور مراد حضرت ﷺ کی اس کے ساتھ اور مابعد اس کے کی تنبیہ کرنا ہے اوپر بہت ہونے اس چیز کے کہ حاصل ہوئی ہے واسطے ان کے ثواب نصرت سے اور قناعت سے ساتھ اللہ کے رسول کے دنیا سے اور جس کی یہ صفت ہو پس حق اس کا یہ ہے کہ اس کی راہ چلنا چاہیے اور اس کی چال کی پیروی کرنا چاہیے اور کہا خطابی نے جب کہ عادت یہ تھی کہ آدمی اپنے اترنے اور کوچ کرنے میں اپنی قوم کے ساتھ ہوتا ہے اور مکے مدینے کی زمین میں وادیاں اور درے بہت ہیں اور جب سفر میں راہیں جدا جدا ہوں تو ہر قوم ان میں سے ایک راہ چلتی ہے سو حضرت ﷺ نے ارادہ کیا کہ وہ انصار کے ساتھ ہوں اور یہ جو کہا کہ انصار شعار ہیں تو یہ لطیف استعارہ ہے واسطے نہایت قریب ہونے ان کے آپ سے اور یہ کہ وہ آپ ﷺ کے خاص رفیق اور باطنی دوست ہیں اور یہ کہ وہ قریب تر ہیں ساتھ آپ کے غیروں سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی رحم کر انصار پر اور انصار کے بیٹوں پر اور انصار کے پوتوں پر تو انصار رونے لگے یہاں تک کہ اپنی داڑھیوں کو تر کیا اور کہا کہ ہم راضی ہوئے ساتھ حضرت ﷺ کے تقسیم اور حصے

میں اور اثرۃ کے معنی ہیں تنہا ہونا ساتھ چیز مشترک کے اس شخص کے بغیر جو اس میں شریک ہو اور معنی یہ ہیں کہ تنہا ہوگا وہ ان پر ساتھ اس چیز کے کہ ان کے واسطے اس میں اشتراک ہے استحقاق میں اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ فضیلت دے اپنے آپ کو تم پر فئی میں اور یہ جو کہا صبر کرو یعنی صبر کرو یہاں تک کہ مرو سو بیشک تم مجھ کو حوض کے پاس پاؤ گے پس حاصل ہوگا واسطے تمہارے انصاف اس شخص سے جس نے تم پر ظلم کیا اور ثواب بڑا صبر پر اور حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے قائم کرنا حجت کا مدعی پر اور لاجواب کرنا اس کو حق کے ساتھ اس کی طرف ضرورت کے وقت اور خوب ادب کرنا انصار کا بیچ چھوڑنے ان کے جھگڑے کو اور مبالغہ کرنا حیا میں اور بیان اس کا کہ جو بات ان سے منقول ہے وہ ان کے نو عمروں سے صادر ہوئی ہے ان کے بزرگوں اور بوڑھوں سے نہیں ہوئی اور اس حدیث میں بڑی فضیلت ہے ان کے واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس حدیث میں ان کی نہایت تعریف کی اور یہ کہ بڑا تنبیہ کرے چھوٹے کو اس چیز پر کہ غافل ہے اس سے اور ظاہر کرے واسطے اس کے وجہ شبہ کی تاکہ پھرے حق کی طرف اور اس میں عتاب کرنا ہے اور عذر کرنا اور اقرار کرنا قصور کا اور اس میں نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ میرے بعد تم اپنے سوا دوسروں کے لیے تقدیم دیکھو گے سو جیسا آپ ﷺ نے فرمایا اسی طرح واقع ہوا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ انہوں نے صبر نہ کیا اور یہ کہ جائز ہے امام کے واسطے زیادہ دینا بعض لوگوں کو بعض سے بیچ مصارف غنیمت کے اور یہ کہ جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ دے مال فئی کو اس کے واسطے مصلحت کے اور یہ کہ جو طلب کرے حق اپنا دنیا سے تو اس پر اس میں کچھ عتاب نہیں اور یہ کہ مشروع ہے خطبہ نزدیک اس کام کے کہ نیا پیدا ہو برابر ہے کہ خاص ہو یا عام اور یہ کہ جائز ہے تخصیص بعض مخاطبین کی خطبے میں اور اس میں تسلی دینا ہے اس شخص کو جس کو کوئی چیز دنیا سے فوت ہو اس چیز سے کہ حاصل ہوئی ہے واسطے اس کے ثواب آخرت سے اور ترغیب ہے اوپر طلب کرنے ہدایت کے اور الفت کے اور غنا کے اور یہ کہ منت واسطے اللہ اور اس کے رسول کے ہے مطلق اور مقدم کرنا جانب آخرت کا دنیا پر اور صبر کرنا اس چیز سے کہ اس سے فوت ہوتا کہ جمع ہو یہ واسطے صاحب اس کے آخرت میں اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ (فتح)

۳۹۸۶۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِیْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ نَاسٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ حِيْنَ أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَفَاءَ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۳۹۸۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عطا کیا اللہ نے اپنے رسول پر جو عطا کیا ہوازن کے مالوں سے سو حضرت ﷺ بعض مردوں کو سو سو اونٹ دینے لگے تو چند انصاریوں نے کہا کہ اللہ حضرت ﷺ کو بخشے کہ آپ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اور حالانکہ ان کے خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہے ہیں کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو حضرت ﷺ

وَسَلَّمَ يُعْطِي رِجَالًا الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ قَالَ أَنَسٌ فَحُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ فَقَالَ فُقَهَآءُ الْأَنْصَارِ أَمَّا رُؤَسَاؤُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَأَمَّا نَاسٌ مِّنَّا حَدِيْثَةٌ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُعْطِي رِجَالًا حَدِيْثِي عَهْدٍ بِكُفْرٍ أَتَأَلَّفُهُمْ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَذْهَبُوْنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رِحَالِكُمْ فَوَاللّٰهِ لَمَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهِ خَيْرٌ مِّمَّا يَنْقَلِبُوْنَ بِهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ رَضِيْنَا فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَجِدُوْنَ أُثْرَةً شَدِيْدَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي عَلَى الْحَوْضِ قَالَ أَنَسٌ فَلَمْ يَصْبِرُوْا.

کو ان کی گفتگو کی خبر ہوئی سو حضرت ﷺ نے صرف انصار کو بلا کر چمڑے کے ایک خیمے میں جمع کیا اور ان کے سوائے اور کسی کو ان کے ساتھ نہ بلایا سو جب جمع ہوئے تو حضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ کیا بات ہے جو مجھ کو تمہاری طرف سے پہنچی؟ تو انصار کے عقلمندوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! ہمارے دانا لوگوں نے تو کچھ بات نہیں کہی لیکن ہمارے نوجوانوں نے کہا ہے کہ اللہ حضرت ﷺ کو بخشے کہ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اور ان کے خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہے ہیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں دیتا ہوں بعض مردوں نومسلموں کو ان کے دلوں کو بہلاتا ہوں کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ مالوں کو لے جائیں اور تم اپنے گھروں کی طرف حضرت ﷺ کو لے جاؤ پس قسم ہے اللہ کی البتہ جو چیز تم لے کر پھرتے ہو بہتر ہے اس چیز سے کہ لوگ لے کر پھرتے ہیں انصار نے عرض کیا کہ یا حضرت! ہم راضی ہوئے سو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ عنقریب تم اپنے سوائے دوسروں کے لیے سخت تقدیم پاؤ گے سو صبر کرتے رہو یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول سے ملو سو بیشک میں حوض کوثر پر ہوں گا' کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو انہوں نے صبر نہ کیا۔

۳۹۸۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا

۳۹۸۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب فتح مکہ کا دن ہوا تو حضرت ﷺ نے غنیمتوں کو قریش کے درمیان تقسیم

كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ فَغَضِبَتِ الْأَنْصَارُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا بَلٰى قَالَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ.

کیا سو انصار ناراض ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ دنیا لے جائیں اور تم حضرت ﷺ کو لے جاؤ؟ انصار نے کہا کیوں نہیں فرمایا کہ اگر لوگ ایک راہ چلیں تو میں انصاریوں کی راہ چلوں۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے نزدیک قابسی کے کہ قریش کی غنیمتیں اور یہ خطا ہے اس واسطے کہ اس سے وہم پیدا ہوتا ہے جب مکہ فتح ہوا تو قریش کی غنیمتیں تقسیم ہوئیں اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ مراد اس کے قول کے ساتھ یوم فتح مکہ زمانہ فتح مکہ کا ہے اور یہ سارے برس کو شامل ہے اور جب کہ تھی جنگ حنین پیدا ہونے والی جنگ مکہ سے تو نسبت کی گئی اس کی طرف اور یہی تقریر کی ہے اسماعیلی نے سو کہا کہ مراد غنیموں سے حنین کی غنیمتیں ہیں اس واسطے کہ فتح مکہ کے وقت کوئی غنیمت نہیں ہوئی تھی کہ بانٹی جاتی لیکن حضرت ﷺ نے حنین کی جنگ لڑی فتح مکہ کے بعد انہیں دنوں میں اور تھا سبب بیچ جنگ حنین کے فتح ہونا مکہ کا اس واسطے کہ پہنچنا طرف لڑائی ان کی کے تھا ساتھ فتح مکہ کے۔ (فتح)

۳۹۸۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ اِلْتَقٰى هَوَازِنُ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةُ الْاٰفٍ وَّالطُّلَقَاءُ فَأَدْبَرُوْا قَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ لَبَّيْكَ نَحْنُ بَيْنَ يَدَيْكَ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنَا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهٗ فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَأَعْطَى الطُّلَقَاءَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالُوْا فَدَعَاهُمْ فَأَدْخَلَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ فَقَالَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ

۳۹۸۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ حنین کا دن ہوا تو حضرت ﷺ قوم ہوازن سے ملے یعنی میدان جنگ میں اور حضرت ﷺ کے ساتھ دس ہزار مرد اور نو مسلم تھے (یعنی جن پر حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن احسان کیا اور ان کو قید نہ کیا مانند ابو سفیان وغیرہ کے) سو لوگوں نے جنگ سے پیٹھ دی حضرت ﷺ نے فرمایا اے گروہ انصار کے انہوں نے کہا یا حضرت ہم بار بار خدمت میں حاضر ہیں اور ہم آپ کے آگے حاضر ہیں سو حضرت ﷺ اترے سو فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں سو مشرکوں کو شکست ہوئی سو حضرت ﷺ نے طلقا اور مہاجرین کو مال دیا اور انصاریوں کو کچھ نہ دیا تو انہوں نے کہا (کہ حضرت ﷺ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے) سو ان کو بلایا پس ان کو ایک خیمے میں

يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيرِ وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَّسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَّاخْتَرْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ.

داخل کیا سوفرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم حضرت ﷺ کو لے جاؤ اگر لوگ ایک راہ چلیں اور انصار اور راہ چلیں تو میں انصاریوں ہی کی راہ اختیار کروں گا۔

۳۹۸۹۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَّمُصِيْبَةٍ وَّإِنِّيْ أَرَدْتُ أَنْ أَجْبُرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى بُيُوْتِكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَّسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَّسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَ الْأَنْصَارِ.

۳۹۸۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے چند انصاریوں کو جمع کیا سو فرمایا کہ قریش کی قوم کو نئی مصیبت پڑی ہے تازہ کفر کو چھوڑا ہے سو میں نے چاہا کہ انعام دوں اور ان سے لگاوٹ کروں کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ دنیا کا مال لے کر پھریں اور تم اپنے گھروں کی طرف حضرت ﷺ کو لے کر پھرو اگر اور لوگ ایک راہ چلیں اور انصاری اور راہ چلیں تو میں انصاریوں ہی کی راہ چلوں گا۔

۳۹۹۰۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةَ حُنَيْنٍ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ مَا أَرَادَ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى مُوْسٰى لَقَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

۳۹۹۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے حنین کی غنیمت تقسیم کی تو ایک انصاری مرد نے کہا کہ اس تقسیم سے اللہ کی رضا مندی مقصود نہیں سو میں نے آ کر حضرت ﷺ کو خبر دی حضرت ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا پھر فرمایا کہ اللہ کی رحمت ہو موسیٰ علیہ السلام پر البتہ وہ اس سے بھی زیادہ تر تکلیف دیئے گئے تھے پھر انہوں نے صبر کیا۔

۳۹۹۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا أَعْطَى الْأَقْرَعَ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَأَعْطَى نَاسًا فَقَالَ رَجُلٌ مَا أُرِيدَ بِهٰذِهِ الْقِسْمَةِ وَجْهُ اللهِ فَقُلْتُ لَأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللهُ مُوسٰى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

۳۹۹۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ حنین کا دن ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت دینے کے واسطے چند لوگوں کو اختیار کیا سو اونٹ اقرع کو دیئے اور سو عیینہ کو دیے اور چند اور لوگوں کو بھی سو سو اونٹ دیئے (یعنی سفیان بن حرب کو اور صفوان بن امیہ کو اور مالک بن عوف کو اور علقمہ بن علاثہ کو اور سوائے ان کے کو) سو ایک مرد نے کہا کہ اس تقسیم سے کچھ اللہ کی رضا مندی مقصود نہیں میں نے کہا البتہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دوں گا (تو میں نے جا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رحمت کرے موسیٰ علیہ السلام پر البتہ وہ تو اس سے بھی زیادہ تر تکلیف دیئے گئے تھے سو اس نے صبر کیا۔

فائدہ: اس حدیث میں جواز کمی وبیشی کرنے کا ہے تقسیم میں اور منہ پھیرنا جاہل سے اور درگزر کرنا تکلیف سے اور پیروی کرنا ان لوگوں کی جو پہلے گزرے ہیں اپنے جیسوں سے۔

۳۹۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ أَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَغَطَفَانُ وَغَيْرُهُمْ بِنَعَمِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةُ الْآفٍ وَمِنَ الطُّلَقَاءِ فَأَدْبَرُوا عَنْهُ حَتّٰى بَقِيَ وَحْدَهُ فَنَادٰى يَوْمَئِذٍ نِدَائَيْنِ لَمْ يَخْلِطْ بَيْنَهُمَا الْتَفَتَ عَنْ يَمِينِهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوا لَبَّيْكَ يَا

۳۹۹۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ حنین کا دن ہوا تو آگے بڑھی قوم ہوازن اور غطفان وغیرہم ساتھ اپنے اونٹوں اور جورو لڑکوں کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار مرد اور طلقاء تھے سو انہوں نے پیٹھ پھیری یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا باقی رہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن دو بار پکارا ان کو آپس میں نہ ملایا یعنی جدا جدا پکارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول اپنی دائیں طرف دیکھا سو فرمایا اے گروہ انصار کے انہوں نے کہا یا حضرت! ہم حاضر ہیں آپ کو خوشخبری ہو ہم آپ کے ساتھ ہیں پھر اپنے بائیں طرف دیکھا سو فرمایا اے گروہ انصار کے انہوں نے کہا یا حضرت ہم حاضر ہیں آپ کو خوشخبری ہو ہم آپ کے ساتھ ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر سوار تھے سو آپ اترے سو فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس

رَسُوْلَ اللّٰهِ اَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَةٍ بَيْضَآءَ فَنَزَلَ فَقَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَاَصَابَ يَوْمَئِذٍ غَنَآئِمَ كَثِيْرَةً فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِيْنَ وَالطُّلَقَآءِ وَلَمْ يُعْطِ الْاَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اِذَا كَانَتْ شَدِيْدَةٌ فَنَحْنُ نُدْعٰى وَيُعْطَى الْغَنِيْمَةَ غَيْرُنَا فَبَلَغَهٗ ذٰلِكَ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ فَسَكَتُوْا فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ تَحُوْزُوْنَهٗ اِلٰى بُيُوْتِكُمْ قَالُوْا بَلٰى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَّسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ شِعْبًا لَّاَخَذْتُ شِعْبَ الْاَنْصَارِ وَقَالَ هِشَامٌ قُلْتُ يَا اَبَا حَمْزَةَ وَاَنْتَ شَاهِدٌ ذَاكَ قَالَ وَاَيْنَ اَغِيْبُ عَنْهُ.

کا رسول ہوں سو مشرکوں کو شکست ہوئی اور حضرت ﷺ نے اس دن بہت غنیمتیں پائیں سو ان کو مہاجرین اور طلقاء میں تقسیم کیا اور انصار کو ان سے کچھ نہ دیا سو انصار نے کہا کہ جب کوئی مشکل ہوتی ہے تو ہم بلائے جاتے ہیں اور غنیمت ہمارے سوا دوسروں کو دی جاتی ہے سو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی سو ان کو ایک خیمے میں جمع کیا اور فرمایا کہ اے گروہ انصار کے کیا بات ہے جو مجھ کو پہنچی؟ وہ چپ رہے سو فرمایا اے گروہ انصار کے کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ دنیا کا مال لے جائیں اور تم اپنے گھروں کی طرف اللہ کے رسول کو لے جاؤ انصاریوں نے کہا کیوں نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا اگر لوگ ایک راہ چلیں اور انصاری اور راہ چلیں تو میں انصاریوں ہی کی راہ لوں ہشام کہتا ہے میں نے کہا اے ابوحمزہ! (یہ انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کیا تو اس موقع میں حاضر تھا؟ اس نے کہا اور میں اس سے کہاں غائب تھا؟۔

بَابُ السَّرِيَّةِ الَّتِيْ قِبَلَ نَجْدٍ.

بیان ہے اس چھوٹے لشکر کا جو نجد کی طرف بھیجا تھا۔

فائدہ: سریہ ایک ٹکڑا ہے لشکر کا اس سے نکلتا ہے اور اسی کی طرف پھرتا ہے اور سریہ وہ لشکر ہے جو رات کو نکلے اور وہ ایک سو سے پانچ سو تک ہوتا ہے اور اگر پانچ سو سے زیادہ ہو تو اس کو منسر کہتے ہیں اور اگر آٹھ سو سے زیادہ ہو تو اس کو جیش کہتے ہیں اور جو ان کے درمیان ہو اس کو ہبطہ کہتے ہیں اور اگر چار ہزار سے زیادہ ہو تو اس کو جحفل کہتے ہیں اور اگر اس سے زیادہ ہو تو اس کو جیش جرار کہتے ہیں اور خمیس بڑے لشکر کو کہتے ہیں اور جو جدا ہو سریہ سے اس کو بعث کہتے ہیں اور دس کو اور جو اس سے اوپر ہو حفیرہ کہتے ہیں اور چالیس کو عصبہ کہتے ہیں اور تین سو تک مقنب کہتے ہیں اور اگر زیادہ ہو تو اس کو جمرہ کہتے ہیں اور ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے بعد جنگ طائف کے اور اہل مغازی نے کہا کہ وہ فتح مکہ کے واسطے متوجہ ہونے سے پہلے تھا اور ابن سعد نے کہا کہ شعبان میں تھا آٹھویں سال تھا اور بعض کہتے ہیں کہ رمضان میں تھا اور اس کا سردار ابوقتادہ رضی اللہ عنہ تھا اور وہ پچیس آدمی تھے اور انہوں نے غطفان کے دو سو اونٹ اور دو

ہزار بکری حاصل کی۔ (فتح)

۳۹۹۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً قِبَلَ نَجْدٍ فَكُنْتُ فِيهَا فَبَلَغَتْ سِهَامُنَا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَنُفِّلْنَا بَعِيرًا بَعِيرًا فَرَجَعْنَا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ بَعِيرًا۔

۳۹۹۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر نجد کی طرف بھیجا سو میں بھی اس میں تھا سو ہمارے حصے بارہ بارہ اونٹ آئے اور ہم کو ایک ایک اونٹ حصے سے زیادہ ملا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح خمس میں گزر چکی ہے اور بیچ ذکر کرنے اس کے پیچھے حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے اشارہ ہے طرف ایک ہونے دونوں کے۔ (فتح)

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلٰى بَنِي جَذِيمَةَ.

بھیجنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو قبیلے بنی جذیمہ کی طرف۔

فائدہ: یعنی ابن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے اور یہ بعث تھا بعد فتح ہونے مکے کے شوال میں پہلے نکلنے کے حنین کی طرف نزدیک تمام اہل مغازی کے اور وہ مکے سے نیچے تھے یلملم کی طرف کہا ابن سعد نے کہ بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تین سو پچاس مرد مہاجرین اور انصار کے ساتھ اسلام کی طرف بلانے کو نہ کہ لڑنے کو جب کہ بھیجا اس کو طرف یمن کے۔

۳۹۹٤۔ حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح و حَدَّثَنِي نُعَيْمٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلٰى بَنِي جَذِيمَةَ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا أَسْلَمْنَا فَجَعَلُوا يَقُولُونَ صَبَأْنَا صَبَأْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ مِنْهُمْ وَيَأْسِرُ وَدَفَعَ إِلٰى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمٌ أَمَرَ خَالِدٌ أَنْ

۳۹۹۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جذیمہ کی قوم کی طرف بھیجا سو خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام کی طرف بلایا اور کہا کہ مسلمان ہو جاؤ تو وہ بخوبی یہ بات نہ کہہ سکے کہ ہم مسلمان ہوئے سو وہ یوں کہنے لگے کہ ہم نے دین بدلا ہم نے دین بدلا یعنی مسلمان ہوئے اس واسطے کہ کافر مسلمانوں کو صابی کہتے تھے سو خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کرنا اور قید کرنا شروع کیا اور ہر ایک مسلمان کو ہم میں سے ایک قیدی دیا یہاں تک کہ جب ایک دن ہوا تو خالد رضی اللہ عنہ نے ہر ایک مرد کو حکم دیا کہ اپنے قیدی کو مار ڈالے سو میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں

يَقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا أَقْتُلُ أَسِيرِيْ وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِيْ أَسِيرَهُ حَتّٰى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَاهُ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ مَرَّتَيْنِ.

اپنے قیدی کو نہیں ماروں گا اور نہ کوئی میرے ساتھیوں سے اپنے قیدی کو مارے گا یہاں تک کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے سو ہم نے آپ سے یہ حال کہا سو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور فرمایا کہ الٰہی میں تیرے روبرو بیزاری ظاہر کرتا ہوں خالد کے کام سے دو بار فرمایا۔

فائدہ: یہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ بخوبی یہ بات نہ کہہ سکے کہ ہم مسلمان ہوئے الخ تو یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جو حدیث کا راوی ہے دلالت کرتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے قول سے سمجھا کہ مراد ان کی حقیقی اسلام تھا اور تائید کرتا ہے سمجھنے اس کے کی یہ کہ جو اس وقت میں مسلمان ہوتا تھا قریشی اس کو صابی کہتے تھے یہاں تک کہ یہ لفظ مشہور ہوا اور اس کو ذم کی جگہ میں بولتے تھے اسی واسطے جب ثمامہ مسلمان ہوا اور عمرہ کرنے کے لیے مکہ میں آیا تو کفار مکہ نے اس سے کہا کہ تو صابی ہوا ثمامہ نے کہا نہیں بلکہ میں مسلمان ہوا سو جب مشہور ہوا یہ کلمہ ان سے بیچ جگہ اسلمت کے یعنی کفار کی مراد صابی کہنے سے یہ ہوتی تھی کہ تو مسلمان ہوا تو اس واسطے استعمال کیا اس کو ان لوگوں نے جن کو خالد رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور خالد رضی اللہ عنہ نے اس لفظ کو ظاہر پر محمول کیا اس واسطے کہ قول ان کا صبأنا اس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ ہم نکلے ایک دین سے دوسرے دین کی طرف اور نہ کفایت کی خالد رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ یہاں تک کہ کھل کر کہیں کہ ہم مسلمان ہوئے اور کہا خطابی نے احتمال ہے کہ عیب کیا ہو ان پر خالد رضی اللہ عنہ نے واسطے پھرنے ان کے لفظ اسلام سے اس واسطے کہ اس نے ان سے سمجھا کہ انہوں نے عار کے سبب سے اسلام کا لفظ نہیں بولا اور دین کی طرف فرمانبردار نہیں ہوئے پس قتل کیا ان کو تاویل کر کے ان کے قول کی اور یہ جو کہا کہ اللہ کی قسم میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ کوئی میرے ساتھیوں سے مارے گا تو اس میں جواز قسم کا ہے اوپر نفی فعل غیر کے جب کہ اس کی فرمانبرداری کا پکا اعتماد ہو اور یہ جو فرمایا کہ میں بیزاری ظاہر کرتا ہوں تو خطابی نے کہا کہ انکار کیا اس پر حضرت ﷺ نے جلدی کرنے سے اور ترک کرنے تحقیق کے سے بیچ کام ان کے کی پہلے اس سے کہ معلوم کرے مراد کو ساتھ قول ان کے صبانا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا ان لوگوں کی طرف جاؤ اور کفر کا امر اپنی قسموں کے نیچے بناؤ سو حضرت علی رضی اللہ عنہ چلے یہاں تک کہ ان کے پاس آئے اور ان کے ساتھ مال تھا سو نہ باقی رہا کوئی مگر کہ اس کی دیت دی۔ (فتح)

بَابُ سَرِيَّةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَعَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزِّزٍ الْمُدْلِجِيِّ وَيُقَالُ إِنَّهَا

باب ہے بیان میں چھوٹے لشکر عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے اور علقمہ بن مجزز رضی اللہ عنہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ

سَرِيَّةُ الْاَنْصَارِ. چھوٹا لشکر انصار کا ہے۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اصل ترجمہ کے اس چیز کی طرف کہ روایت کی ہے احمد اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ وغیرہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علقمہ بن مجزز رضی اللہ عنہ کو ایک چھوٹے لشکر پر کہ میں بھی اس میں تھا یہاں تک کہ جب بعض راہ میں پہنچے تو حکم دیا ایک گروہ کو لشکر سے اور ان پر عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو سردار کیا اور ذکر کیا ہے ابن سعد نے یہ قصہ اور ذکر کیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ بعض حبشی لوگ جدے والوں سے لڑنے کا قصد رکھتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علقمہ بن مجزز کو تین سو مردوں کے ساتھ ان کی طرف بھیجا ربیع الاول میں نویں سال سو وہ ایک جزیرہ میں پہنچا سو جب وہ سمندر سے پار اترا تو وہ بھاگ گئے پھر جب پھرا تو بعض لوگوں نے اپنے گھر والوں کی طرف جلدی کی تو حکم دیا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں پر جنہوں نے جلدی کی کہ آگ میں کودیں اور یہ جو کہا کہ بعض کہتے ہیں کہ وہ سریہ انصار کا ہے تو یہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اس کے طرف احتمال تعدد قصے کے اور یہی ہے جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے اس واسطے کہ دونوں کا سیاق مختلف ہے اور دونوں کے سردار کا نام بھی مختلف ہے اور آگ میں داخل ہونے کے حکم کا سبب بھی مختلف ہے، وسیاتی فی التفسیر۔ (فتح)

۳۹۹۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَاسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يُّطِيْعُوْهُ فَغَضِبَ فَقَالَ اَلَيْسَ اَمَرَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُطِيْعُوْنِيْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَاجْمَعُوْا لِيْ حَطَبًا فَجَمَعُوْا فَقَالَ اَوْقِدُوْا نَارًا فَاَوْقَدُوْهَا فَقَالَ ادْخُلُوْهَا فَهَمُّوْا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا وَّيَقُوْلُوْنَ فَرَرْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّارِ فَمَا زَالُوْا حَتّٰى خَمَدَتِ النَّارُ فَسَكَنَ غَضَبُهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ

۳۹۹۵۔ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر کہیں جہاد کو بھیجا اور انصاری مرد کو ان کا سردار بنایا اور لشکر کو حکم دیا کہ اس کا کہا ماننا سو وہ کسی کام سے لشکر پر غضب ناک ہوا کہا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو حکم نہیں دیا تھا کہ میری فرمانبرداری کرنا انہوں نے کہا کیوں نہیں کہا میرے واسطے لکڑیاں جمع کرو انہوں نے لکڑیاں جمع کیں اس نے کہا آگ جلاؤ انہوں نے آگ جلائی پھر اس نے کہا کہ اس میں کود پڑو سو بعض نے اس میں کودنے کا قصد کیا اور بعض بعض کو روکنے لگے اور کہا کہ ہم لوگ اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگے ہیں یعنی ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ دوزخ کی آگ کے خوف سے کہا ہے سو وہ ہمیشہ ایک دوسرے کو روکتے رہے یہاں تک کہ آگ بجھ گئی اور اس کا غصہ ختم ہوگیا سو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس میں کودتے تو قیامت تک اس سے نہ نکلتے فرمانبرداری تو نیک کام

دَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ میں چاہیے۔
الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کبھی اس سے نہ نکلتے اور ایک روایت میں ہے کہ ہمیشہ قیامت تک اس میں پڑے رہتے یعنی اس میں کودنا گناہ ہے اور گنہگار آگ کا مستحق ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اگر حلال جان کر اس میں داخل ہوتے تو البتہ اس سے کبھی نہ نکلتے اسی بنا پر عبارت میں ایک قسم ہے بدیع کی قسموں سے اور وہ استخدام ہے اس واسطے کہ ضمیر اس کے قول لَوْ دَخَلُوْهَا میں واسطے اس آگ کے ہے جس کو انہوں نے جلایا تھا اور ضمیر بیچ قول اس کے مَا خَرَجُوْا مِنْهَا اَبَدًا واسطے آگ آخرت کے ہے اس واسطے کہ کیا انہوں نے وہ کام کہ منع کیے گئے تھے اور ظاہر یہ احتمال ہے کہ ضمیر واسطے اس آگ کے ہے جس کو انہوں نے جلایا تھا یعنی انہوں نے گمان کیا کہ اگر وہ اس میں داخل ہوتے بہ سبب فرمانبرداری اپنے سردار کے تو وہ ان کو نقصان نہ پہنچاتی سو حضرت ﷺ نے ان کو خبر دی کہ اگر وہ اس میں داخل ہوتے تو جل کر مر جاتے پس نہ نکلتے اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو آگ سے باز رہے تھے ان کو حضرت ﷺ نے خوب کہا اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اگر کوئی سردار تم کو گناہ کا حکم دے تو اس کی فرمانبرداری نہ کرو اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں یہ کہ جاری ہوتا ہے حکم غصے کی حالت میں جو اس کے شرع کے مخالف نہ ہو اور یہ کہ غصہ عقل والوں کو ڈھانک لیتا ہے اور یہ کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا چھڑاتا ہے آگ سے واسطے قول ان کے کہ ہم آگ سے حضرت ﷺ کی طرف بھاگے ہیں اور حضرت ﷺ کی طرف بھاگنا اللہ کی طرف بھاگنا ہے اور اللہ کی طرف بھاگنا ایمان پر بولا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ﴾ یعنی اللہ کی طرف بھاگو اور یہ کہ امر مطلق نہیں عام ہوتا ہے سب حالوں کو اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ سردار کی تابعداری کریں سو حمل کیا انہوں نے اس کو عام حالات پر یہاں تک کہ غصے کی حالت میں بھی اور گناہ کا حکم کرنے کی حالت میں بھی سو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بیان کر دیا کہ حاکم کی تابعداری تو صرف نیک کام میں ہے گناہ میں نہیں وسیاتی مزید لھذہ المسئلة فی کتاب الاحکام ان شاء اللہ تعالٰی اور استنباط کیا ہے اس سے شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ تمام اس امت سے نہیں جمع ہوں گے خطا پر واسطے منقسم ہونے لشکر کے دو قسموں میں بعض پر آگ میں کودنا آسان ہوا پس اس نے اس کو اطاعت جانا اور بعض نے ان میں سے حقیقت امر کی سمجھی اور یہ کہ تابعداری صرف نیک کام میں ہے پس ہوا اختلاف ان کا سبب واسطے رحمت سب کے کہا اور اس حدیث میں ہے کہ جس کی نیت صادق ہو نہیں واقع ہوتا ہے مگر خیر میں اور اگر بدی کا قصد کرے تو اللہ اس پر نگاہ رکھتا ہے اور جو اللہ پر توکل کرے اللہ اس کو کفایت کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ بَعْثِ اَبِيْ مُوْسٰى وَمُعَاذٍ إِلَى الْيَمَنِ بھیجنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ کا یمن کی طرف

قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

حجۃ الوداع سے پہلے۔

فائدہ: شاید اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ قید کرنے کے ساتھ ماقبل حجۃ الوداع کے طرف اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے باب کی بعض حدیثوں میں کہ وہ یمن سے پھرے اور حضرت ﷺ کو مکے میں حجۃ الوداع میں ملے لیکن قبلیت نسبتی امر ہے اور البتہ میں نے پہلے بیان کیا ہے زکوٰۃ میں معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح میں کہ ان کا یمن کی طرف بھیجنا کب تھا اور احمد نے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ نے اس کو یمن کی طرف بھیجا تو اس کے ساتھ نکلے وصیت کرتے اور معاذ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور ایک روایت میں معاذ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب حضرت ﷺ نے مجھ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ میں تجھ کو ایک قوم کی طرف بھیجتا ہوں جن کے دل نرم ہیں سو اپنے تابعداروں کو ساتھ لے کر اپنے نافرمانوں سے لڑ اور نزدیک اہل مغازی کے ہے کہ تھا بھیجنا ان کا ربیع الآخر میں نویں سال ہجری میں۔ (فتح)

۳۹۹۶۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا مُوْسٰی وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ وَبَعَثَ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰی مِخْلَافٍ قَالَ وَالْيَمَنُ مِخْلَافَانِ ثُمَّ قَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا فَانْطَلَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا إِلٰی عَمَلِهٖ وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا إِذَا سَارَ فِيْ أَرْضِهٖ كَانَ قَرِيْبًا مِّنْ صَاحِبِهٖ أَحْدَثَ بِهٖ عَهْدًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَسَارَ مُعَاذٌ فِيْ أَرْضِهٖ قَرِيْبًا مِّنْ صَاحِبِهٖ أَبِيْ مُوْسٰی فَجَآءَ يَسِيْرُ عَلٰی بَغْلَتِهٖ حَتّٰی انْتَهٰی إِلَيْهِ وَإِذَا هُوَ جَالِسٌ وَقَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهٗ قَدْ جُمِعَتْ يَدَاهُ إِلٰی عُنُقِهٖ فَقَالَ لَهٗ مُعَاذٌ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ أَيُّمَ هٰذَا قَالَ هٰذَا رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهٖ قَالَ لَا أَنْزِلُ حَتّٰی يُقْتَلَ قَالَ إِنَّمَا جِيْءَ بِهٖ لِذٰلِكَ فَانْزِلْ قَالَ مَا

۳۹۹۶۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا کہا اور بھیجا ہر ایک کو دونوں میں سے یمن سے یمن کے ایک حصہ پر اور یمن کے دو حصے ہیں (ایک اونچی جگہ میں ہے اور ایک نیچی جگہ میں) پھر فرمایا کہ لوگوں سے نرمی اور آسانی کرو اور سخت نہ پکڑو اور خوشی سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ اور ہر ایک دونوں میں سے اپنی حکومت کی جگہ کی طرف چلا گیا اور ہر ایک دونوں میں سے جب اپنی زمین میں چلتا تھا اور اپنے ساتھی سے قریب ہوتا تھا تو اس کی ملاقات کو تازہ کرتا تھا اور اس کو سلام کرتا تھا سو چلے معاذ رضی اللہ عنہ اپنی زمین میں قریب اپنے ساتھی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے سو آئے اس حال میں کہ اپنی خچر پر سوار تھے یہاں تک کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور اچانک ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے اور لوگ ان کے پاس جمع تھے اور اچانک دیکھا کہ ان کے پاس ایک مرد ہے اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن میں بندھے ہیں تو معاذ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اے عبداللہ بن قیس! یہ کیا ہے؟ یعنی اس کے ہاتھ کیوں بندھے ہیں؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ شخص اسلام کے بعد مرتد ہو گیا

أَنْزِلُ حَتّٰى يُقْتَلَ فَأَمَرَ بِهٖ فَقُتِلَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ قَالَ أَتَفَوَّقُهٗ تَفَوُّقًا قَالَ فَكَيْفَ تَقْرَأُ أَنْتَ يَا مُعَاذُ قَالَ أَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ فَأَقُوْمُ وَقَدْ قَضَيْتُ جُزْئِيْ مِنَ النَّوْمِ فَأَقْرَأُ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لِيْ فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِيْ كَمَا أَحْتَسِبُ قَوْمَتِيْ.

ہے کہا میں نہیں اترتا یہاں تک کہ قتل کیا جائے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ صرف اسی واسطے لایا گیا ہے سوتم اترو کہا میں نہیں اترتا یہاں تک کہ قتل کیا جائے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے مارنے کا حکم دیا وہ مارا گیا پھر معاذ رضی اللہ عنہ سواری سے اترے پھر کہا اے عبداللہ! تو قرآن کو کس طرح پڑھتا ہے؟ کہا میں اس کو ہمیشہ پڑھتا رہتا ہوں رات کو اور دن کو کچھ نہ کچھ گھڑی بہ گھڑی کہا اس نے اور اے معاذ! تو کس طرح پڑھتا ہے؟ کہا میں پہلی رات کو سوتا ہوں پھر پچھلی رات کو عبادت کے واسطے کھڑا ہوتا ہوں اور حالانکہ میں اپنا سونے کا حصہ ادا کر چکا ہوں سو میں پڑھتا ہوں جو اللہ نے میرے واسطے لکھا سو میں ثواب کے واسطے سوتا ہوں جیسے ثواب کے واسطے کھڑا ہوتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی صورت مرسل کی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کے پیچھے سعید بن ابی بردہ کے طریق کو لایا ہے اس نے روایت کی اپنے باپ سے اس نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے اور وہ ظاہر ہے متصل ہونے میں اور اگرچہ وہ متعلق ہے ساتھ سوال کے اشربہ سے لیکن غرض اس سے ثابت کرنا اس قصے کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یمن کی طرف بھیجا اور یہی ہے مقصود باب کا پھر قوی کیا اس کو ساتھ طریق طارق بن شہاب کے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنی قوم کی طرف بھیجا، الحدیث اور وہ اگرچہ متعلق ہے ساتھ مسئلہ اہلال (تلبیہ واحرام) کے لیکن وہ بھی ثابت کرتا ہے بھیجنے کے اصل قصے کو جو مقصود ہے اس جگہ میں پھر قوی کیا معاذ رضی اللہ عنہ کے قصے کو ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بیچ وصیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اس کے جب کہ بھیجا اس کو یمن کی طرف اور ساتھ روایت عمرو بن میمون کے معاذ رضی اللہ عنہ سے اور اس کے ساتھ مراد بھی ثابت کرنا اصل قصے بعث معاذ رضی اللہ عنہ کا ہے یمن کی طرف اگرچہ سیاق حدیث کا اور معنی میں ہے اور شامل ہے یہ باب کئی حدیثوں پر پہلے حدیث اصل بھیجنے کی یمن کی طرف اور عنقریب آئے گا بیچ بیان توبہ طلب کرنے مرتدوں کے طریق حمید بن ہلال کے سے اس نے روایت کی ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے اس نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے سبب بھیجنے اس کے کا یمن کی طرف اور اس کا لفظ یہ ہے کہ میں آیا اور میرے ساتھ دو اشعری مرد تھے اور دونوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہم کو تحصیل زکوۃ وغیرہ پر حاکم بنائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم ہرگز حاکم نہیں بناتے اپنے عمل پر جو اس کا ارادہ کرے لیکن اے ابوموسیٰ! تو یمن کی طرف جا پھر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ کیا اور مخلاف کے معنی اقلیم (صوبہ) ہیں اور معاذ رضی اللہ عنہ کی جہت اونچی تھی

جانب عدن کے اور اس کے حکومت سے شہر جند تھا اور واسطے اس کے اس جگہ ایک مسجد ہے جو آج تک مشہور ہے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی جہت نیچے تھی اور یہ جو کہا بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا تو نکتہ بیچ لانے کے ساتھ لفظ بشارت کے اور وہ اصل ہے اور ساتھ لفظ تنفیر کے اور وہ لازم ہے اور لایا ساتھ اس چیز کے کہ اس کے بعد ہے ساتھ عکس کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ انذار کی مطلق نفی نہیں ہو سکتی برخلاف تنفیر کے کہ اس کی مطلق نفی ہو سکتی ہے پس کفایت کی ساتھ اس چیز کے کہ لازم آتا ہے اس سے مرتد ہونا اور وہ تنفیر ہے پس گویا کہ کہا گیا کہ اگر تم ڈراؤ تو چاہیے کہ ہو بغیر تنفیر کے اور یہ جو کہا کہ اپنے ساتھی کی ملاقات کو تازہ کرتا تھا تو ایک روایت میں ہے جو آئندہ آتی ہے کہ وہ دونوں آپس میں ملاقات کرنے لگے سو معاذ رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو آئے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے واسطے تکیہ ڈالا اور کہا کہ اترو اور یہ جو کہا اور حالانکہ میں اپنے سونے کا حصہ ادا کر چکا ہوں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے رات کو کئی حصے کیا تھا ایک حصہ سونے کے واسطے مقرر کیا تھا اور ایک حصہ قرآن پڑھنے اور عبادت کرنے کے واسطے ٹھہرایا تھا اور یہ جو کہا فَاَحْتَسَبْتُ الخ تو یہ ساتھ صیغہ ماضی کے ہے اور بعض کی روایت میں ساتھ لفظ مضارع کے ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ طلب کرتا ہے ثواب کو راحت میں جیسے کہ طلب کرتا ہے اس کو مشقت میں اس واسطے کہ جب قصد کیا جائے ساتھ آرام کے مدد کرنا عبادت پر تو حاصل ہوتا ہے ثواب۔

تنبیہ: تھا بھیجنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا یمن کی طرف جنگ تبوک سے پھرنے کے بعد اس واسطے کہ حاضر ہوئے وہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگ تبوک میں کما سیاتی بیانہ ان شاء اللہ تعالیٰ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ تھے عالم سمجھ بوجھ والے بڑے دانا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو حاکم نہ بناتے اور اگر حکم کو اس کے غیر کے سپرد کیا ہوتا تو نہ محتاج ہوتے طرف وصیت کرنے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ وصیت کی اس کو ساتھ اس کے اسی واسطے اعتماد کیا اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اور بہر حال خارجی اور رافضی لوگ سو ان کے حق میں طعنہ کرتے ہیں اور نسبت کرتے ہیں ان طرف ان کی غفلت اور بے سمجھی کو یعنی کہتے ہیں کہ ان کو کچھ سمجھ بوجھ نہ تھی واسطے اس چیز کے کہ صادر ہوئی اس سے بیچ منصفی صفین کے کہا ابن عربی وغیرہ نے کہ حق یہ ہے کہ نہیں صادر ہوا اس سے جو تقاضا کرے وصف کرنے اس کے کو ساتھ اس کے اور غایت اس چیز کے جو واقع ہوئی اس سے یہ ہے کہ ان کے اجتہاد نے ان کو اس طرف پہنچایا کہ ٹھہرایا جائے امر خلافت کا شوریٰ ان لوگوں کے درمیان کہ باقی رہے اکابر اصحاب اہل بدر سے اور مانند ان کے سے واسطے اس چیز کے کہ دیکھا اختلاف سخت درمیان دونوں گروہ کے صفین میں پھر اس کا جو انجام ہوا سو ہوا۔ (فتح)

۳۹۹۷۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ

۳۹۹۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یمن کی طرف بھیجا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

عَنْ أَبِيْ مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ فَسَأَلَهُ عَنْ أَشْرِبَةٍ تُصْنَعُ بِهَا فَقَالَ وَمَا هِيَ قَالَ الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ فَقُلْتُ لِأَبِيْ بُرْدَةَ مَا الْبِتْعُ قَالَ نَبِيْذُ الْعَسَلِ وَالْمِزْرُ نَبِيْذُ الشَّعِيْرِ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ رَوَاهُ جَرِيْرٌ وَّعَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ.

شرابوں کا حکم پوچھا جو بنائے جاتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا وہ شرابیں کیا چیز ہیں؟ یعنی ان کا کیا نام ہے؟ کہا بتع اور مزر سعید کہتا ہے میں نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے کہا بتع کیا چیز ہے؟ کہا شہد کا نچوڑ اور مزر جو کا نچوڑ ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے' روایت کیا ہے اس حدیث کو جریر اور عبدالواحد نے شیبانی سے اس نے روایت کی ہے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے یعنی ان دونوں نے اس کو سعید کے ذکر کے بغیر روایت کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاشربہ میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

٣٩٩٨۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَدَّهُ أَبَا مُوْسٰى وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّ أَرْضَنَا بِهَا شَرَابٌ مِّنَ الشَّعِيْرِ الْمِزْرُ وَشَرَابٌ مِّنَ الْعَسَلِ الْبِتْعُ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ فَانْطَلَقَا فَقَالَ مُعَاذٌ لِأَبِيْ مُوْسٰى كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ قَالَ قَائِمًا وَّقَاعِدًا وَّعَلٰى رَاحِلَتِيْ وَأَتَفَوَّقُهُ تَفَوُّقًا قَالَ أَمَّا أَنَا فَأَنَامُ وَأَقُوْمُ فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِيْ كَمَا أَحْتَسِبُ قَوْمَتِيْ وَضَرَبَ فُسْطَاطًا فَجَعَلَا يَتَزَاوَرَانِ فَزَارَ مُعَاذٌ أَبَا مُوْسٰى فَإِذَا رَجُلٌ مُّوْثَقٌ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى يَهُوْدِيٌّ أَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ فَقَالَ مُعَاذٌ لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَهُ تَابَعَهُ

٣٩٩٨۔ حضرت سعید اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس کے دادے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا سو فرمایا کہ لوگوں سے نرمی اور آسانی کرو اور سختی نہ کرو اور خوشی سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ اور آپس میں ایک دوسرے کا کہا مانو تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! ہماری زمین میں شراب ہے جو کی اس کو مزر کہتے ہیں اور شراب ہے شہد کی اس کو بتع کہتے ہیں' حضرت ﷺ نے فرمایا ہر مستی لانے والی چیز حرام ہے سو دونوں چلے سو معاذ رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو قرآن کس طرح پڑھتا ہے؟ کہا کھڑے اور بیٹھے اور اپنی سواری پر اور ہمیشہ پڑھتا رہتا ہوں اس کو ساعت بساعت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو سوتا بھی ہوں اور قرآن پڑھنے کے واسطے کھڑا بھی ہوتا ہوں سو میں ثواب طلب کرتا ہوں اپنے سونے میں جیسا ثواب طلب کرتا ہوں اپنے کھڑے ہونے میں اور خیمہ گاڑا سو دونوں ایک دوسرے کی ملاقات کرنے لگے سو معاذ رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ملاقات کی تو اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک مرد بندھا ہے سو

الْعَقَدِيُّ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ وَكِيعٌ وَالنَّضْرُ وَأَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ.

کہا کہ اس کے بندھنے کا کیا سبب ہے؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہودی ہے مسلمان ہوا تھا پھر مرتد ہو گیا' معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا البتہ میں اس کی گردن ماروں گا' متابعت کی ہے مسلم کی عقدی اور وہب نے شعبہ سے اور کہا وکیع اور نضر اور ابوداؤد نے شعبہ سے اس نے روایت کی سعید سے اس نے اپنے باپ سے اس نے اس کے دادا سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اس کو جریر نے شیبانی سے اس نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے یعنی مسلم اور عقدی اور وہب نے اس کو شعبہ سے مرسل روایت کیا ہے اور وکیع اور نضر اور ابوداؤد نے اس کو شعبہ سے موصول روایت کیا ہے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے اس حدیث کو بخاری نے مرسل مطول اس میں قصہ ہے دونوں کے بھیجنے کا اور ذکر شرابوں کا اور قصہ یہودی کا اور پوچھنا معاذ رضی اللہ عنہ کا قرأت سے کما اشرنا الیہ سابقا۔

۳۹۹۹۔ حَدَّثَنِيْ عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ هُوَ النَّرْسِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ أَيُّوْبَ بْنِ عَائِذٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقَ بْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَرْضِ قَوْمِيْ فَجِئْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنِيْخٌ بِالْأَبْطَحِ فَقَالَ أَحَجَجْتَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ إِهْلَالًا كَإِهْلَالِكَ قَالَ فَهَلْ سُقْتَ مَعَكَ هَدْيًا قُلْتُ لَمْ أَسُقْ قَالَ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَاسْعَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ فَفَعَلْتُ حَتّٰى مَشَطَتْ لِيْ امْرَأَةٌ مِنْ

۳۹۹۹۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنی قوم کی زمین کی طرف بھیجا سو میں آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی ابطح میں بٹھائی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن قیس! کیا تو نے حج کیا ہے؟ میں نے کہا' ہاں یا حضرت! فرمایا تو نے احرام کس طرح باندھا ہے؟ میں نے کہا اس طور سے حاضر ہوں خدمت میں بار بار حاضر ہوں احرام باندھا میں نے مانند احرام آپ کے کی فرمایا تو قربانی اپنے ساتھ لایا ہے؟ میں نے کہا میں قربانی اپنے ساتھ نہیں لایا فرمایا بیت اللہ کا طواف کر اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ پھر احرام اتار ڈال سو میں نے کیا جیسا آپ نے فرمایا یہاں تک کہ کنگھی کی میرے سر کو ایک عورت نے بنی قیس کی عورتوں سے سو ہم اس پر عمل کرتے رہے کہ قربانی کے بغیر احرام اتار ڈالتے تھے یہاں تک کہ

نِسَآءِ بَنِیْ قَیْسٍ وَّمَکُثْنَا بِذٰلِكَ حَتّٰی اسْتُخْلِفَ عُمَرُ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

۴۰۰۰۔ حَدَّثَنِیْ حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ زَکَرِیَّآءَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ یَحْیَی بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَیْفِیٍّ عَنْ أَبِیْ مَعْبَدٍ مَّوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِیْنَ بَعَثَهٗ إِلَی الْیَمَنِ إِنَّكَ سَتَأْتِیْ قَوْمًا مِّنْ أَهْلِ الْکِتَابِ فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلٰی أَنْ یَّشْهَدُوْا أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِیَآئِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَآئِهِمْ فَإِنْ هُمْ طَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَإِیَّاكَ وَکَرَآئِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهٗ لَیْسَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ طَوَّعَتْ طَاعَتْ وَأَطَاعَتْ لُغَةٌ طِعْتُ وَطُعْتُ وَأَطَعْتُ.

۴۰۰۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا تو اس کو فرمایا کہ البتہ تو عنقریب اس قوم کے پاس آئے گا جو کتاب والے ہیں یعنی یہود ونصاریٰ سو جب تو ان کے پاس جائے تو ان کو بلا تا کہ گواہی دیں اس کی کہ کوئی اللہ کے سوا عبادت کے لائق نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں سو اگر وہ اس بات میں تیرا کہا مانیں تو ان کو خبر دار کر اس سے کہ اللہ نے ہر دن رات میں تم پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں سو اگر وہ اس میں بھی تیرا کہا مانیں تو ان کو خبر دار کر اس سے کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے کہ ان کے مالدار لوگوں سے لی جائے اور ان کے محتاجوں کو پھیر دی جائے سو اگر وہ اس میں بھی تیرا کہا مانیں تو بچتے رہنا ان کے عمدہ مال سے یعنی زکوٰۃ میں جانور چن چن کر عمدہ قسم نہ لینا اور ڈرتے رہنا مظلوم کی بد دعا سے سو بات تو یوں ہے کہ مظلوم کی دعا میں اور اللہ تعالیٰ میں کچھ آڑ نہیں یعنی مظلوم کی دعا جلد قبول ہوتی ہے کسی پر ظلم نہ کرنا' کہا ابوعبداللہ نے طوعت وطاعت واطاعت ایک لغت ہے طعت وطعت اطعت کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ طعت الخ تو مراد بخاری کی اس کے ساتھ تفسیر کرنا اس آیت کی ہے ﴿فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ أَخِیْهِ﴾ اپنی عادت کی بنا پر قرآن سے غریب لفظ کی تفسیر کرنے کے لیے جب کہ حدیث کے لفظ کے موافق ہو کہا ابن تین نے کہ جب کسی کا حکم بجا لائے تو کہتے ہیں اطاعہ اور جب کسی کام میں اس کے موافق ہو تو کہا جاتا ہے طاوعہ اور کہا ازہری نے کہ طوع نقیض کرہ کی ہے اور طاع لہ کے معنی

میں فرمانبردار ہوا اور کہا یعقوب بن سکیت نے کہ طاع اور اطاع کے ایک معنی ہیں اور حاصل یہ ہے کہ طاع اور اطاع ہر ایک دونوں میں سے استعمال کیا جاتا ہے لازم اور متعدی یا تو ساتھ ایک معنی کے مثل بَدَءَ اللّٰهُ الْخَلْقَ اور اَبْدَاَهٗ کی اور یا داخل ہوتا ہے ہمزہ واسطے متعدی کرنے کے اور لازم میں واسطے صیرورت (ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہونے کے لیے) کے یا بغل گیر ہوتا ہے متعدی ساتھ ہمزہ کے اور فعل کے معنی کو جو لازم ہے اس واسطے کہ اکثر لغت کے عالموں نے تفسیر کی ہے اطاع کی ساتھ معنی نرمی اور انقاد کے یعنی فرمانبردار ہوا اور یہی لائق ہے معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس جگہ اگرچہ غالب رباعی میں متعدی ہوتا ہے اور ثلاثی میں لازم ہوتا ہے اور طعت اول ساتھ پیش طا کے ہے اور دوسرا ساتھ زیر کے اور تیسرا ساتھ فتح کے ساتھ زیادہ ہمزہ کے یعنی یہ لفظ تینوں طرح سے آیا ہے۔

۴۰۰۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ أَنَّ مُعَاذًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا قَدِمَ الْيَمَنَ صَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ فَقَرَأَ ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لَقَدْ قَرَّتْ عَيْنُ أُمِّ إِبْرَاهِيْمَ زَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَرَأَ مُعَاذٌ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ فَلَمَّا قَالَ ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ قَالَ رَجُلٌ خَلْفَهٗ قَرَّتْ عَيْنُ أُمِّ إِبْرَاهِيْمَ.

۴۰۰۱۔ حضرت عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ جب معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں آئے تو یمن والوں کو صبح کی نماز پڑھائی سو یہ آیت پڑھی کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا جانی دوست ٹھہرایا تو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہوئی، زیادہ کیا ہے معاذ نے شعبہ سے اس نے روایت کی حبیب سے اس نے روایت کی سعید سے اس نے عمرو سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا سو معاذ رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز میں سورہ نساء پڑھی سو جب یہ آیت پڑھی کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا جانی دوست ٹھہرایا تو ایک مرد نے اس کے پیچھے سے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کی ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہوئی۔

فائدہ: یعنی اس کو خوشی حاصل ہوئی اور یہاں یہ شبہ آتا ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے اس مرد کو نماز میں کلام کرنے پر برقرار کیوں رکھا اور اس کو نماز دوہرانے کا حکم کیوں نہ دیا اور جواب دیا گیا ہے اس سے ساتھ اس کے کہ یا تو اس واسطے کہ جو حکم سے جاہل ہو وہ معذور ہوتا ہے یا معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کو نماز دوہرانے کا حکم دیا ہوگا لیکن منقول نہیں ہوا یا قائل ان کے پیچھے تھا اور نماز میں ان کے ساتھ داخل نہیں ہوا تھا اور یہ جو کہا کہ زیادہ کیا ہے معاذ رضی اللہ عنہ نے تو مراد ساتھ زیادتی کے قول اس کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور نہیں ہے مخالفت دونوں روایتوں میں اس واسطے کہ معاذ رضی اللہ عنہ تو یمن میں اسی وقت آئے تھے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خاص کر بھیجا پس قصہ ایک ہے اور دلالت کی

حدیث نے اس پر کہ وہ نماز پر سردار تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ولالت کرتی ہے کہ وہ مال پر بھی سردار تھے اور پہلے گزر چکی ہے زکوٰۃ کے بیان میں وہ چیز جو اس کو واضح کرتی ہے۔ (فتح)

بَابُ بَعْثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

باب ہے بیان میں بھیجنے حضرت ﷺ کے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف حجۃ الوداع سے پہلے۔

فائدہ: تحقیق ذکر کی ہے بخاری نے باب کے اخیر میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے سو حضرت ﷺ سے ملے مکے میں حجۃ الوداع میں اور اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور تحقیق روایت کی ہے احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو یمن کی طرف بھیجا تو میں نے کہا یا حضرت! آپ مجھ کو ایسے لوگوں کی طرف بھیجتے ہیں جو مجھ سے عمر میں بڑے ہیں اور میں کم عمر ہوں میں قضا نہیں جانتا سو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور کہا الٰہی! اس کی زبان کو ثابت رکھ اور اس کے دل کو ہدایت کر اور فرمایا کہ اے علی! جب تیرے پاس دو جھگڑنے والے بیٹھیں تو نہ حکم کر درمیان ان کے یہاں تک کہ دوسرے کا کلام سنے پس ذکر کی حدیث۔ (فتح)

٤٠٠٢۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ ثُمَّ بَعَثَ عَلِيًّا بَعْدَ ذٰلِكَ مَكَانَهُ فَقَالَ مُرْ أَصْحَابَ خَالِدٍ مَّنْ شَآءَ مِنْهُمْ أَنْ يُّعَقِّبَ مَعَكَ فَلْيُعَقِّبْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيُقْبِلْ فَكُنْتُ فِيْمَنْ عَقَّبَ مَعَهُ قَالَ فَغَنِمْتُ أَوَاقِيَ ذَوَاتِ عَدَدٍ.

٤٠٠٢۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی طرف بھیجا براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر اس کے بعد اس کی جگہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور فرمایا کہ خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے کہہ دینا کہ جو اُن میں سے تیرے ساتھ پلٹ جانا چاہے تو چاہیے کہ پلٹ جائے اور جو آگے آنا چاہے سو چاہیے کہ آئے سو میں ان لوگوں میں تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ پلٹ گئے سو مجھ کو بہت اوقیے غنیمت میں ہاتھ آئے۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے ہم کو خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی طرف بھیجا تھا یہ بھیجنا تھا اُن کا بعد پھرنے ان کے طائف سے اور بانٹنے غنیمتوں کے جعرانہ میں اور یہ جو کہا کہ تیرے ساتھ پلٹ جائے کچھ حصہ لشکر کا بعد پھرنے جنگ سے تا

کہ پھر دشمن سے جہاد کریں اور کہا ابن فارس نے کہ جہاد کرنا ہے بعد جہاد کے اور جو میرے واسطے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ اس سے عام تر ہے اور اس کا اصل یہ ہے کہ خلیفہ لشکر کو ایک طرف بھیجے ایک مدت تک پھر جب مدت گزر جائے اور ان کے سوا دوسروں کو بھیجے سو جو پہلے لشکر سے چاہے کہ دوسرے لشکر کے ساتھ پلٹ جائے تو اس کے اس پلٹنے کو تعقیب کہتے ہیں۔

تنبیہ: بخاری نے اس حدیث کو مختصر وارد کیا ہے اور روایت کیا ہے اس کو اسماعیلی نے اور اس میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ کہا براء رضی اللہ عنہ نے کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو اس کے ساتھ پلٹ گئے سو جب ہم قوم کفار سے قریب ہوئے تو وہ ہماری طرف نکلے سو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے ہم کو نماز پڑھائی اور ہم نے ایک صف باندھی پھر ہمارے آگے بڑھے اور ان پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھا سو قوم ہمدان تمام مسلمان ہوئے' علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے ان کے اسلام کا حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خط پڑھا تو سجدے میں گرے پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ سلام ہو ہمدان پر۔ (فتح)

۴۰۰۳۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ سُوَیْدِ بْنِ مَنْجُوْفٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَیْدَةَ عَنْ أَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا إِلٰی خَالِدٍ لِیَقْبِضَ الْخُمُسَ وَکُنْتُ أُبْغِضُ عَلِیًّا وَقَدِ اغْتَسَلَ فَقُلْتُ لِخَالِدٍ أَلَا تَرٰی إِلٰی هٰذَا فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَکَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ یَا بُرَیْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِیًّا فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَا تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهٗ فِی الْخُمُسِ أَکْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ.

۴۰۰۳۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو خالد رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تا کہ غنیمت سے پانچواں حصہ لیں یعنی جو پانچواں حصہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیا کرتے تھے اور میں علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا تھا اور حالانکہ انہوں نے غسل کیا سو میں نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو اس کی طرف نہیں دیکھتا کہ اس نے کیا کیا سو جب ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو میں نے آپ سے یہ حال ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بریدہ! کیا تو علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا ہے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا اس شخص سے دشمنی مت رکھو اس واسطے کہ اس کا حصہ خمس میں اس سے زیادہ ہے۔

فائدہ: اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو خالد رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تا کہ خمس کو تقسیم کریں اور اس کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے قیدیوں میں سے ایک لونڈی چھانٹ لی اور احمد کی روایت میں ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کا ایسا دشمن ہوا کہ کسی کا نہ ہوا اور میں نے ایک قریشی مرد سے محبت کی اور نہ محبت کی میں نے اس سے مگر اس واسطے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا تھا سو ہم نے کفار کے جو رولڑ کے قیدی پائے سو خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لکھا کہ کسی کو بھیجیں جو غنیمت کا پانچواں حصہ لے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہماری

طرف بھیجا اور قیدیوں میں ایک لونڈی تھی وہ سب قیدیوں سے افضل تھی سو علی رضی اللہ عنہ نے پانچواں حصہ لیا اور تقسیم کیا پھر علی رضی اللہ عنہ باہر آئے اور ان کے بالوں سے پانی ٹپکتا تھا میں نے کہا اے ابوالحسن! اس نہانے کا کیا سبب ہے؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو نے لونڈی کی طرف نہیں دیکھا کہ وہ پانچویں حصے میں واقع ہوئی ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے حصے میں آئی پھر علی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی سو میں نے اس سے جماع کیا (تو یہ میرا نہانا اس سبب سے ہے) اور یہ جو کہا کہ اے بریدہ! کیا تو علی سے دشمنی بہت رکھتا ہے؟ تو ایک روایت میں ہے اور اگر تو اس سے محبت رکھتا ہے تو اس سے زیادہ محبت رکھ اور یہ جو فرمایا کہ اس کا حصہ خمس میں اس سے زیادہ ہے تو ایک روایت میں ہے کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ علی رضی اللہ عنہ کا حصہ خمس میں افضل ہے لونڈی سے سو نہ تھا کوئی محبوب تر نزدیک میرے علی رضی اللہ عنہ سے اور احمد کی روایت میں ہے کہ فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی نہ رکھ کہ بیشک وہ میرا ہے اور میں اس کا اور وہ ولی تمہارا ہے میرے بعد اور ایک روایت میں ہے کہ اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا کہ جس کا میں ولی ہوں اس کا علی بھی ولی ہے کہا ابو ذر ہروی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دشمنی رکھی صحابی نے علی رضی اللہ عنہ سے اس واسطے کہ اس نے ان کو دیکھا کہ انہوں نے غنیمت سے لونڈی لی سو اس نے گمان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے غنیمت میں خیانت کی پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معلوم کروایا کہ اس نے اپنے حق سے کم لیا ہے تو اس نے علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی انتہیٰ۔ اور یہ تاویل خوب ہے لیکن بعید کرتا ہے اس کو ابتدا حدیث کا جو روایت کیا ہے احمد نے سو شاید دشمنی رکھنے کا سبب کچھ اور تھا اور دور ہوا ساتھ منع کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ان کے دشمنی ان کی سے اور یہاں ایک شبہ آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے استبراء رحم کے بغیر لونڈی سے جماع کیوں کیا؟ اور اسی طرح اپنے واسطے اپنا حصہ کیوں تقسیم کیا؟ لیکن جواب پہلے شبہ کا پس یہ ہے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ وہ لونڈی کنواری تھی یا بالغ نہیں تھی اور علی رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ ایسی لونڈی کا استبراء نہیں کیا جاتا جیسے کہ اس کے سوا کا اور بعض اصحاب بھی اس کی طرف پھرے اور جائز ہے کہ حیض آیا ہو اس کو بعد واقع ہونے اس کے علی رضی اللہ عنہ کے حصے میں پھر ایک دن رات کے بعد حیض سے پاک ہو گئی ہو پھر علی رضی اللہ عنہ نے اس سے جماع کیا ہو اور نہیں ہے سیاق میں وہ چیز کہ اس کو دفع کرے اور بہر حال بانٹنا غنیمت کا پس جائز ہے ایسی صورت میں واسطے اس شخص کے کہ وہ شریک ہے اس چیز میں کہ تقسیم کرتا ہے اس کو مانند امام کے جب کہ تقسیم کرے درمیان رعیت کے اور وہ ان میں سے ہو پس اسی طرح ہے وہ شخص جس کو امام اپنا قائم مقام بنائے اور تحقیق جواب دیا ہے خطابی نے ساتھ ثانی کے یعنی دوسرے شبہ سے اور جواب دیا ہے اس نے پہلے اعتراض سے کہ احتمال ہے کہ کنواری ہو یا بالغ نہ ہوئی ہو اور ان کے اجتہاد نے ان کو اس طرف پہنچایا ہو کہ اس کے استبراء کی حاجت نہیں اور پکڑا جاتا ہے حدیث سے جواز لونڈی پکڑنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی پر برخلاف نکاح کرنے کے اوپر اس کے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی پر دوسرا نکاح کرنا درست نہیں ان کی زندگی میں واسطے اس چیز کے

کہ واقع ہوئی ہے بیچ مسور کی حدیث کے کتاب النکاح میں۔ (فتح)

٤٠٠٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِيْ أَدِيْمٍ مَقْرُوْظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا قَالَ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ وَأَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهٰذَا مِنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَا تَأْمَنُوْنِيْ وَأَنَا أَمِيْنُ مَنْ فِي السَّمَآءِ يَأْتِيْنِيْ خَبَرُ السَّمَآءِ صَبَاحًا وَمَسَآءً قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ قَالَ وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَّتَّقِيَ اللّٰهَ قَالَ ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا لَعَلَّهُ أَنْ يَّكُوْنَ يُصَلِّيْ فَقَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُّصَلٍّ يَقُوْلُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِيْ قَلْبِهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَمْ أُوْمَرْ أَنْ

۴۰۰۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سونے کا ٹکڑا بھیجا رنگے چمڑے میں کہ نہ خالص کیا گیا تھا کان کی مٹی سے یعنی کچا سونا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چار شخصوں کے درمیان بانٹا درمیان عیینہ اور اقرع بن حابس اور زید الخیل کے اور چوتھا علقمہ ہے یا عامر تو ایک صحابی نے کہا کہ ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں ان لوگوں سے تو یہ گفتگو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی سو فرمایا کہ کیا تم مجھ کو امین نہیں ٹھہراتے اور حالانکہ میں امین ہوں اس کا جو آسمانوں میں ہے یعنی اللہ کا آتی ہے میرے پاس خبر آسمان کی صبح وشام تو کھڑا ہوا ایک مرد گہری آنکھوں والا ابھرے رخساروں والا اونچے ماتھے والا گھنی داڑھی والا منڈے سر والا تہہ بند اٹھائے سو اس نے کہا یا حضرت! اللہ سے ڈرو (برابر بانٹو) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر خرابی پڑے کہ کیا میں نہیں لائق تر سب زمین والوں سے یہ کہ ڈروں اللہ سے؟ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! حکم ہو تو اس کو مار ڈالوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ شاید یہ نماز پڑھتا ہو۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بہت نمازی ہیں کہ زبان سے کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں یعنی بہت لوگ نماز پڑھتے ہیں اور زبان سے کچھ کہتے ہیں اور ان کے دل میں کچھ اور ہے یعنی منافق ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ مجھ کو اس کا حکم نہیں ہوا کہ لوگوں کے دلوں میں سوراخ کروں اور نہ اس کا حکم ہے کہ ان کے پیٹوں کو چیروں۔ راوی نے کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور وہ پیٹھ دینے والا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق شان یہ ہے کہ اس کی نسل سے ایک قوم پیدا ہو

أَنْقُبَ عَنْ قُلُوْبِ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ قَالَ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَّتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا لَّا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ وَأَظُنُّهُ قَالَ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ.

گی کہ قرآن کو پڑھیں گے تر زبان سے یعنی ذوق سے پڑھیں گے ان کے گلوں کے نیچے نہ اترے گا یعنی دل میں قرآن کی تاثیر نہ ہوگی زبان سے پڑھیں گے اس پر عمل نہ کریں گے وہ لوگ نکل جائیں گے دین سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے۔ راوی کہتا ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اگر میں نے ان کو پایا تو ان کو قتل کروں گا قوم ثمود کا قتل کرنا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ثمود کے بدلے عاد کا ذکر آیا ہے اور اسی کو ترجیح ہے۔ اقرع اور عیینہ وغیرہ یہ چاروں نجد کے ملک میں رئیس تھے تازہ اسلام لائے تھے حضرت ﷺ نے وہ کچا سونا انہیں کو دیا دل داری کے واسطے اور یہ جو کہا کہ ایک صحابی نے کہا تو ایک روایت میں ہے کہ قریش اور انصار ناراض ہوئے اور کہا کہ حضرت ﷺ نجد کے رئیسوں کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے فرمایا میں ان سے لگاوٹ کرتا ہوں اور یہ جو کہا کہ میں اللہ کا امین ہوں تو یہ حضرت ﷺ نے اس خارجی کے قول کے پیچھے کہا تھا جو اس کے بعد مذکور ہے۔

تنبیہ: یہ قصہ اور ہے اور جو قصہ جنگ حنین میں گزر چکا ہے وہ اور ہے یعنی جس میں ذکر ہے کہ انصار کے نوجوانوں نے کہا کہ اللہ حضرت ﷺ کو بخشے الخ اور یہ جو کہا کہ سر منڈے والا تو توحید میں آئے گا کہ خارجیوں کی نشانی سارے سر منڈانا ہے اور سلف کے لوگ اپنے بالوں کو بڑھاتے تھے ان کو منڈاتے نہیں تھے اور خارجیوں کا طریقہ سارے سر کا منڈانا تھا اور یہ شخص بنی تمیم کی قوم میں سے تھا اس کا نام ذوالخویصرہ تھا کما تقدم صریحا فی علامات النبوة وسیاتی فی کتاب المرتدین اور یہ جو کہا کہ شاید وہ نماز پڑھتا ہو تو بعض کہتے ہیں اس میں دلالت ہے اس پر کہ جو نماز کو چھوڑ دے اس کو قتل کیا جائے اور اس میں نظر ہے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو حکم نہیں ہوا کہ لوگوں کے دلوں میں سوراخ کروں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مجھ کو تو صرف اس کا حکم ہوا ہے کہ ان کے ظاہر کاموں کو لوں کہا قرطبی نے کہ حضرت ﷺ نے اس کے مارنے سے منع کیا اگرچہ اس کا قتل کرنا واجب ہو چکا تھا تا کہ لوگ چرچا نہ کریں اس کا کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے خاص کر جو نماز پڑھتا ہو کما تقدم نظیرہ فی قصة عبداللہ بن ابی کہا مازری نے احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس مرد سے نبوت میں طعن نہ سمجھا ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نسبت کی ہو اس نے حضرت ﷺ کی ترک عدل کی طرف تقسیم میں اور یہ کبیرہ گناہ نہیں اور پیغمبر لوگ کبیرہ گناہوں سے بالاجماع معصوم ہیں اور صغیرہ گناہوں کا پیغمبروں سے واقع ہونا جائز ہے یا نہیں سو اس میں اختلاف ہے اور یہ جو کہا کہ دین سے نکل جائیں گے تو ایک روایت میں ہے کہ اسلام سے نکل جائیں گے اور اس

میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ دین کے معنی اس جگہ فرمانبرداری کے ہیں یعنی امام کی فرمانبرداری سے نکل جائیں گے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ دین کے اس جگہ اسلام ہے جیسے کہ دوسری روایت میں اس کی تفسیر آ چکی ہے اور صادر ہوا ہے یہ کلام بیچ مقام زجر کے اور یہ کہ وہ اپنے اس فعل کے سبب سے اسلام سے نکل جائیں گے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑیں گے اور وہ غیب کی خبروں میں سے ہے جن کی حضرت ﷺ نے خبر دی سو واقع ہوا جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا اور یہ جو فرمایا کہ البتہ اگر میں نے ان کو پایا تو ان کو قتل کروں گا تو یہ مشکل ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ کو ان کے اصل کے مارنے سے منع کیا تو جواب دیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ مراد حضرت ﷺ کی پانا خروج ان کے کا ہے اور لڑنا ان کا مسلمانوں سے تلوار کے ساتھ اور یہ حضرت ﷺ کے زمانے میں ظاہر نہیں ہوا تھا اور پہلے پہل خارجی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ظاہر ہوئے تھے جیسا کہ وہ مشہور ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ خارجیوں کو کافر کہنے پر اور یہ مسئلہ مشہور ہے اصول میں اور کچھ بیان اس کا مرتدوں کے باب میں آئے گا' انشاء اللہ تعالیٰ اور وہ خالص سونا خمس میں سے تھا اور یہ حضرت ﷺ کا خاصہ تھا کہ مصلحت کے واسطے جس قسم کے مصارف میں چاہیں اس کو خرچ کریں۔ (فتح)

٤٠٠٥۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَآءٌ قَالَ جَابِرٌ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا أَنْ يُقِيْمَ عَلٰى إِحْرَامِهٖ زَادَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَآءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِسِعَايَتِهٖ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَ أَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ قَالَ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ قَالَ وَأَهْدٰى لَهٗ عَلِيٌّ هَدْيًا.

۴۰۰۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اپنے احرام پر ثابت رہے یعنی جب کہ یمن سے مکے میں آئے اور ان کے ساتھ قربانی کے جانور تھے زیادہ کیا ہے محمد بن بکر نے ابن جریج سے کہا عطاء نے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو آئے حضرت علی رضی اللہ عنہ ساتھ ولایت اپنی کے کہ خمس غنیمت لینے کے واسطے یمن میں سردار بنا کر بھیجے گئے تھے تو حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ اے علی! تو نے کس چیز کا احرام باندھا ہے؟ کہا جس کا حضرت ﷺ نے احرام باندھا' فرمایا کہ قربانی کا جانور ہانک لا اور بدستور احرام باندھے رہ' کہا راوی نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے واسطے ہدی لائے۔

٤٠٠٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ حَدَّثَنَا بَكْرٌ أَنَّهٗ ذَكَرَ لِابْنِ عُمَرَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ

۴۰۰۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا یعنی قران کیا کہا حضرت ﷺ نے حج کا احرام باندھا اور ہم نے بھی آپ ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ فَقَالَ أَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ وَأَهْلَلْنَا بِهٖ مَعَهُ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهُ هَدْيٌ فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً وَّكَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيٌ فَقَدِمَ عَلَيْنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ مِّنَ الْيَمَنِ حَاجًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَ أَهْلَلْتَ فَإِنَّ مَعَنَا أَهْلَكَ قَالَ أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَمْسِكْ فَإِنَّ مَعَنَا هَدْيًا.

کے ساتھ حج کا احرام باندھا سو جب کے میں آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی نہ ہو تو چاہیے کہ اس کو عمرہ بنائے یعنی عمرہ کر کے احرام اتار ڈالے پھر حج کے دنوں میں نیا احرام باندھ کر حج ادا کرے اور حضرت ﷺ کے ساتھ قربانی تھی سو حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے حج کو آئے حضرت ﷺ نے فرمایا تو نے کس چیز کا احرام باندھا ہے؟ کہا احرام باندھا میں نے جس کا حضرت ﷺ نے احرام باندھا حضرت ﷺ نے فرمایا اپنے احرام پر قائم رہ اس واسطے کہ ہمارے ساتھ قربانی ہے۔

بَابُ غَزْوَةِ ذِي الْخَلَصَةِ.

باب ہے بیان میں جنگ ذی الخلصہ کے۔

فائدہ: ذو الخلصہ نام ہے اس گھر کا جس میں بت تھا اور بعض کہتے ہیں کہ گھر کا نام خلصہ تھا اور بت کا نام ذوالخلصہ تھا اور حکایت کی ہے مبرد نے کہ ذوالخلصہ کی جگہ جامع مسجد ہو گئی ہے واسطے ایک شہر کے جس کو عبلات کہا جاتا ہے خثعم کی زمین سے۔

۴۰۰۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا بَيَانٌ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ كَانَ بَيْتٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يُقَالُ لَهٗ ذُو الْخَلَصَةِ وَالْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ وَالْكَعْبَةُ الشَّامِيَّةُ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ فَنَفَرْتُ فِيْ مِائَةٍ وَّخَمْسِيْنَ رَاكِبًا فَكَسَرْنَاهُ وَقَتَلْنَا مَنْ وَّجَدْنَا عِنْدَهٗ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهٗ فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ.

۴۰۰۷۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کفر کے زمانے میں ایک گھر تھا اس کو ذوالخلصہ اور کعبہ یمانیہ اور کعبہ شامیہ کہتے ہیں سو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا ذی الخلصہ کے ڈھانے سے؟ سو میں ڈیڑھ سو سوار لے کر جلدی نکلا سو ہم نے اس کو ڈھایا اور اس کے پاس جس کا فر کو پایا مارا پھر میں نے آ کر حضرت ﷺ کو خبر دی حضرت ﷺ نے ہمارے واسطے اور احمس کے واسطے دعائے خیر فرمائی۔

فائدہ: اور اگلی حدیث میں ہے کہ وہ گھر خثعم میں تھا اور خثعم ایک قبیلہ ہے مشہور منسوب ہیں طرف خثعم بن انمار کی اور نسب ان کا پہنچتا ہے ربیعہ بن نزار کے بھائی مضر بن نزار کی طرف جو جد ہے قریش کا اور البتہ واقع ہوا ہے ذکر ذی

الخلصہ کا بیچ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک بخاری اور مسلم کے بیچ کتاب الفتن کے مرفوع طور سے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ چوتڑ مٹکاتی پھریں گی قوم دوس کی عورتیں ذی الخلصہ کے گرد اور وہ ایک بت تھا جس کو دوس کفر کے زمانے میں پوجتے تھے اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ وہ غیر اس بت کے ہے جو باب کی حدیث میں مراد ہے اس واسطے کہ دوس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی قوم کا نام ہے اور وہ دوس کی طرف منسوب ہیں اور ان کا نسب ازد کی طرف پہنچتا ہے سو ان کے اور خثعم کے درمیان مخالفت ہے نسب میں بھی اور شہر میں بھی اور ذکر کیا ہے ابن دحیہ نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو ذو الخلصہ مراد ہے اس کو عمرو بن لحی نے مکے میں نیچے کھڑا کیا تھا اور لوگ اس کو ہار پہناتے تھے اور اس کے نزدیک جانور ذبح کرتے تھے اور بہر حال جو خثعم کے واسطے تھا سو البتہ انہوں نے ایک گھر بنایا ہوا تھا اس کو خانے کعبے کی مانند جانتے تھے پس ظاہر ہوا فرق اور اس کو کعبہ یمانیہ اس اعتبار سے کہتے تھے کہ وہ یمن میں تھا اور شامیہ اس کو اس اعتبار سے کہتے تھے کہ انہوں نے اس کا دروازہ شام کے مقابل بنایا ہوا تھا اور یہ جو کہا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا تو یہ طلب ہے متضمن ہے امر کو اور خاص کیا جریر کو اس کے ساتھ اس واسطے کہ وہ اس کی قوم کے شہروں میں تھا اور ان کے رئیسوں میں سے تھا اور مراد راحت کے ساتھ راحت دل کی ہے اور نہ تھی کوئی چیز زیادہ تر رنج دینے والی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو باقی رہنے اس چیز کے سے کہ شرک کیا جائے اس کے ساتھ سوائے اللہ کے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ ان کی طرف جائے اور ان کو تین دن اسلام کی دعوت دے سو اگر وہ اسلام لائیں تو ان سے اسلام کو قبول کرے اور ذی الخلصہ کو ڈھا دے نہیں تو ان میں تلوار چلائے اور یہ جو کہا کہ میں ڈیڑھ سو سوار کے ساتھ نکلا تو طبرانی کی روایت میں ہے کہ وہ سات سو تھے سو اگر یہ روایت صحیح ہو تو شاید زائد پیادے اور تابعدار تھے اور یہ جو کہا کہ میں نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو دوسری روایت میں ہے کہ جریر کے ایلچی نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تھی سو شاید خبر دینا جریر کی طرف بطور مجاز کے منسوب ہوا ہے۔ (فتح)

٤٠٠٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِيْ جَرِيرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِيْ خَثْعَمَ يُسَمَّى الْكَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ فَانْطَلَقْتُ فِيْ خَمْسِيْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوْا أَصْحَابَ خَيْلٍ وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ

۴۰۰۸۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا ذی الخلصہ کے ڈھانے سے اور وہ ایک گھر تھا خثعم کی قوم میں اس کو کعبہ یمانیہ کہتے تھے سو میں قوم احمس کے ڈیڑھ سو سوار کے ساتھ چلا اور وہ لوگ گھوڑے رکھتے تھے یعنی سواری کی حالت میں ان پر خوب جمے رہتے تھے نیچے نہیں گرتے تھے اور میں گھوڑے پر نہیں ٹھہر سکتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے سینے میں مارا یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں آپ کی انگلیوں کو اثر پایا

فِیْ صَدْرِیْ حَتّٰی رَأَیْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهٖ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِیًا مَّهْدِیًّا فَانْطَلَقَ إِلَیْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ جَرِیْرٍ وَّالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتّٰی تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ قَالَ فَبَارَكَ فِیْ خَیْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ.

اور فرمایا کہ الٰہی! اس کو گھوڑے پر ٹھہرا دے' اور اس کو ہدایت کرنے والا اور راہ یاب بنا دے سو جریر اس کی طرف چلا سو وہاں جا کر اس کو ڈھایا اور جلایا پھر کسی کو حضرت ﷺ کی طرف بھیجا یعنی خوشخبری دینے کو سو جریر کے ایلچی نے آ کر کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا نہیں آیا میں آپ کے پاس یہاں تک کہ چھوڑا میں نے اس کو جیسے وہ اونٹ ہے خارش دار یعنی جل کر سیاہ ہو گیا ہے سو حضرت ﷺ نے احمس کے گھوڑوں اور مردوں کے حق میں برکت کی دعا کی پانچ بار۔

فائدہ: احمس جریر کی قوم کا نام ہے منسوب ہیں احمس بن غوث بن انمار کی طرف اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے پانچ بار دعا کی تو حکمت اس میں مبالغہ ہے پھر ظاہر ہوا میرے واسطے احتمال یہ کہ اول گھوڑوں اور مردوں کے واسطے ایک بار اکٹھی دعا کی ہو پھر ارادہ کیا ہو تاکید کا بیچ مقرر کرنے دعا کے تین بار سو دو بار مردوں کے واسطے دعا کی اور دو بار گھوڑوں کے واسطے دعا کی تاکہ دونوں قسموں میں سے ہر ایک کے واسطے تین تین بار دعا پوری ہو سو اس کا مجموع پانچ بار ہو گا اور یہ جو فرمایا کہ کر دے اس کو ہدایت کرنے والا الخ تو بعض کہتے ہیں کہ اس میں تقدیم و تاخیر ہے اس واسطے کہ نہیں ہوتا ہادی تاکہ ہو مہدی اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو کامل مکمل کر اور واقع ہوا ہے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا بیچ حال پھیرنے ہاتھ کے اوپر اس کے دو بار میں اور زیادہ کیا ہے کہ برکت کی دعا کی اس کے حق میں اور اس کی اولاد کے حق میں۔ (فتح)

٤٠٠٩۔ حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰی أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ إِسْمَاعِیْلَ بْنِ أَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَیْسٍ عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِیْحُنِیْ مِنْ ذِی الْخَلَصَةِ فَقُلْتُ بَلٰی فَانْطَلَقْتُ فِیْ خَمْسِیْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِّنْ أَحْمَسَ وَكَانُوْا أَصْحَابَ خَیْلٍ وَّكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَی الْخَیْلِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ یَدَهٗ عَلٰی صَدْرِیْ حَتّٰی رَأَیْتُ أَثَرَ یَدِهٖ فِیْ

۴۰۰۹۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا ذی الخلصہ کے ڈھانے سے؟ میں نے کہا کیوں نہیں سو میں قوم احمس کے ڈیڑھ سو سوار کو ہمراہ لے کر چلا اور وہ لوگ گھوڑوں والے تھے اور میں گھوڑے پر نہیں ٹھہر سکتا تھا سو میں نے یہ حال حضرت ﷺ سے کہا حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں آپ کے ہاتھ کا اثر دیکھا فرمایا الٰہی! اس کو گھوڑے پر ٹھہرا دے اور اس کے ہدایت کرنے والا اور راہ یاب بنا' جریر رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں اس

صَدْرِیْ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسٍ بَعْدُ قَالَ وَكَانَ ذُو الْخَلَصَةِ بَيْتًا بِالْيَمَنِ لِخَثْعَمَ وَبَجِيْلَةَ فِيْهِ نُصُبٌ تُعْبَدُ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ قَالَ فَاَتَاهَا فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا قَالَ وَلَمَّا قَدِمَ جَرِيْرٌ الْيَمَنَ كَانَ بِهَا رَجُلٌ يَسْتَقْسِمُ بِالْاَزْلَامِ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَا هُنَا فَاِنْ قَدَرَ عَلَيْكَ ضَرَبَ عُنُقَكَ قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ يَضْرِبُ بِهَا اِذْ وَقَفَ عَلَيْهِ جَرِيْرٌ فَقَالَ لَتَكْسِرَنَّهَا وَلَتَشْهَدَنَّ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَوْ لَاَضْرِبَنَّ عُنُقَكَ قَالَ فَكَسَرَهَا وَشَهِدَ ثُمَّ بَعَثَ جَرِيْرٌ رَجُلًا مِّنْ اَحْمَسَ يُكْنٰى اَبَا اَرْطَاةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُهٗ بِذٰلِكَ فَلَمَّا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُ حَتّٰى تَرَكْتُهَا كَاَنَّهَا جَمَلٌ اَجْرَبُ قَالَ فَبَرَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خَيْلِ اَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ.

کے بعد گھوڑے سے کبھی نہیں گرا کہا اور تھا ذوالخلصہ ایک گھر ہے واسطے قوم خثعم اور بجیلہ کے اس میں بت تھے جو پوجے جاتے تھے وہ اس کو کعبہ کہتے تھے۔ راوی نے کہا سو جریر رضی اللہ عنہ اس کے پاس آیا سو اس کو آگ سے جلایا ور ڈھایا کہا راوی نے اور جب جریر رضی اللہ عنہ یمن میں آئے تو وہاں ایک مرد تھا جو تیروں سے فال لیتا تھا سو کسی نے اس سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایلچی یعنی نائب اس جگہ ہے سو اگر وہ تجھ پر قادر ہوا تو تیری گردن کاٹ ڈالے گا' کہا راوی نے سو جس حالت میں کہ وہ تیروں سے فال لیتا تھا کہ اچانک جریر رضی اللہ عنہ اس پر آ کھڑا ہوا سو کہا کہ البتہ تیروں کو توڑ ڈال اور گواہی دے اس کی کہ نہیں کوئی بندگی کے لائق اللہ کے علاوہ یا البتہ میں تیری گردن کاٹ ڈالوں گا' کہا راوی نے سو اس نے ان کو توڑ ڈالا اور کلمہ شہادت پڑھا پھر جریر رضی اللہ عنہ نے احمس کے ایک مرد کو جس کی کنیت ابوارطاۃ تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا اس کی خوشخبری دینے کو کہ ہم نے اس کو ڈھایا اور جلا ڈالا سو جب ابوارطاۃ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو عرض کیا کہ یا حضرت قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا کہ نہیں آیا میں یہاں تک کہ میں نے اس کو چھوڑا جیسے اونٹ خارش دار۔ کہا راوی نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احمس کے گھوڑوں اور مردوں کے حق میں پانچ بار دعا فرمائی۔

فائدہ: جب جریر رضی اللہ عنہ یمن میں آئے یہ مشہور ہے ساتھ ایک ہونے قصے اس کے بیچ جنگ ذی الخلصہ کے ساتھ قصے جانے اس کے یمن کی طرف اور شاید جب وہ ذی الخلصہ کے کام سے فارغ ہوا اور اپنا ایلچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خوشخبری دینے کو بھیجا تو بدستور یمن کی طرف چلا گیا واسطے اس سبب کے جس کا ذکر باب کے بعد آئے گا اور یہ جو کہا یَسْتَقْسِمُ یعنی طلب کرتا تھا نکالنا غیب اس چیز کا کہ اس کے کرنے کا ارادہ کرتا تھا نیکی سے یا بدی سے اور باب کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ بعض لوگ بدستور اس کے نزدیک تیروں سے فال لیتے رہے یہاں تک کہ منع کیا ان کو اسلام

نے اور شاید جو اس کے بعد اس کے نزدیک فال لیتا تھا اس کو اس کا حرام ہونا نہیں پہنچا یا مسلمان نہ ہوا تھا یہاں تک کہ اس کو جریر نے جھڑکا اور اس حدیث میں دور کرنا اس چیز کا ہے کہ مبتلا ہوں اس کے ساتھ لوگ عمارت سے اور غیر اس کے سے برابر ہے کہ آدمی ہو یا کوئی جاندار یا بے جان اور اس میں طلب کرنا میلان قوم کا ہے ساتھ سردار کرنے اس شخص کے کہ وہ ان میں سے ہے اور طلب کرنا میلان کا ہے ساتھ دعا اور ثناء کے اور خوشخبری دینی ساتھ فتح کے اور فضیلت سوار ہونے کی گھوڑے پر لڑائی میں اور قبول کرنا خبر واحد کا اور مبالغہ کرنا دشمن کے زخمی کرنے میں اور فضیلت ہے اس کی اور اس کی قوم کی اور برکت حضرت ﷺ کے ہاتھ کی اور دعا کی اور یہ کہ حضرت ﷺ طاق دعا کرتے تھے اور کبھی تین بار سے زیادہ کرتے تھے اور اس میں تخصیص ہے واسطے عموم قول انس رضی اللہ عنہ کے کہ جب حضرت ﷺ دعا کرتے تھے تو تین بار کرتے تھے پس محمول ہوگا یہ قول انس رضی اللہ عنہ کا اکثر اوقات پر اور شاید تین بار سے زیادہ دعا کرنا کسی سبب کے واسطے ہے جو اس کا تقاضا کرتا ہے اور وہ سبب ظاہر ہے احمس کے حق میں واسطے اس چیز کے کہ اعتماد کیا انہوں نے اس پر مٹانے کفر کے سے اور مدد اسلام کی سے خاص کر ساتھ اس قوم کے کہ وہ ان میں سے تھے۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ السُّلَاسِلِ.

باب ہے بیان میں جنگ ذات السلاسل کے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ نام رکھا گیا ذات السلاسل اس واسطے کہ مشرکین مربوط ہوئے بعض طرف بعض کے واسطے اس خوف سے کہ بھاگیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہاں ایک پانی ہے اس کو سلسل کہتے ہیں اور ذکر کیا ہے ابن سعد نے کہا وہ وادی القری کے پیچھے ہے اور اس کے اور مدینے کے درمیان دس دن کی راہ ہے اور جمادی الآخر میں تھا آٹھویں سال ہجری میں اور نقل کیا ہے ابن عسا کر نے اتفاق اس پر کہ وہ جنگ موتہ کے بعد تھا مگر ابن اسحاق نے۔ (فتح)

وَهِيَ غَزْوَةُ لَخْمٍ وَّجُذَامَ قَالَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِيْ خَالِدٍ.

اور وہ جنگ قبیلہ لخم اور جذام کی ہے یعنی یہ جنگ ان دونوں قبیلوں سے ہوئی تھی کہا ہے اس کو اسماعیل بن ابی خالد نے۔

فائدہ: لیکن لخم پس عرب کا ایک بڑا قبیلہ ہے مشہور منسوب ہیں لخم کی طرف اور اسی طرح جذام بھی ایک بڑا قبیلہ ہے مشہور منسوب ہیں عمرو بن عدی کی طرف اور وہ بھائی ہیں لخم کے مشہور قول پر۔

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَّزِيْدَ عَنْ عُرْوَةَ هِيَ بِلَادُ بَلِيٍّ وَّعُذْرَةَ وَبَنِي الْقَيْنِ.

اور کہا ابن اسحاق نے یزید سے اس نے روایت کی عروہ بن زبیر سے کہ وہ جنگ شہروں بلی اور عذرہ اور بنی قین کی ہے۔

فائدہ: یہ تینوں قبیلے خزاعہ کی قوم میں سے ہیں اور اس کی کئی شاخیں ہیں اور ذکر کیا ہے ابن سعد نے کہ ایک جماعت خزاعہ کی جمع ہوئی اور انہوں نے ارادہ کیا کہ مدینے کے قریب ہو جائیں حضرت ﷺ کو خبر پہنچی تو حضرت ﷺ نے

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو تین سو آدمی پر سردار بنا کر بھیجا اور اس کو سفید نشان دیا پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو سو مرد اس کی مدد کو بھیجے اور اس کو حکم دیا کہ عمرو رضی اللہ عنہ سے جا ملے اور یہ کہ دونوں آپس میں نہ جھگڑیں سو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ ان کا امام ہو کر ان کو نماز پڑھائے عمرو رضی اللہ عنہ نے اس کو منع کیا اور کہا کہ تو تو صرف میری مدد کو آیا ہے اور میں سردار ہوں سو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کا کہا مانا پھر عمرو رضی اللہ عنہ نے ان کو نماز پڑھائی اور پہلے گزر چکا ہے تیمم کے بیان میں کہ عمرو رضی اللہ عنہ کو احتلام ہوا جاڑے کی رات میں سو اس نے غسل نہ کیا اور تیمم کر کے لوگوں کو نماز پڑھائی اور چلا عمرو رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ پامال کیا بلی کے شہروں کو اور اسی طرح ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے مثل اس قصے کے اور روایت کی ہے اسحاق بن راہویہ اور حاکم نے بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ عمرو رضی اللہ عنہ نے ان کو اس جنگ میں حکم دیا کہ آگ نہ جلائیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چھوڑ اس کو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہم پر سردار نہیں بنایا مگر اس سبب سے کہ اس کو لڑائی کا علم ہے عمر رضی اللہ عنہ اس سے چپ ہوئے پس یہ سبب زیادہ ترجیح ہے اسناد میں اس سبب سے کہ ذکر کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے اور روایت کی ہے ابن حبان نے ساتھ اسناد اپنی کے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جنگ ذات السلاسل میں بھیجا سو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ آگ نہ جلائیں سو انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کلام کیا سو اس نے کہا کہ جو آگ جلائے گا اس کو اس میں پھینک دوں گا پھر دشمن سے ملے سو ان کو شکست دی پھر مسلمانوں نے چاہا کہ ان کے پیچھے لگیں عمرو رضی اللہ عنہ نے ان کو منع کیا پھر جب اصحاب پھرے تو انہوں نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا اس نے کہا کہ میں نے مکروہ جانا یہ کہ آگ جلائیں اور دشمن ان کی کمی کو دیکھیں اور میں نے برا جانا کہ ان کے پیچھے پڑیں پس ہو واسطے ان کے مدد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کام کو پسند کیا پھر اس نے کہا یا حضرت! آپ کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ پیارا کون ہے؟ الحدیث۔ (فتح)

٤٠١٠ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّآءِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ أَبُوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا فَسَكَتُّ مَخَافَةَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ فِيْ

۴۰۱۰۔ حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو رضی اللہ عنہ کو جنگ ذات السلاسل کے لشکر پر سردار بنا کر بھیجا عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں وہاں سے فتح کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر آیا سو میں نے کہا کہ سب لوگوں سے زیادہ پیارا آپ کے نزدیک کون ہے؟ فرمایا' عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے کہا مردوں سے کون زیادہ پیارا ہے؟ فرمایا' اس کا باپ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا' عمر رضی اللہ عنہ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے مردوں کو گنا سو میں چپ ہوا واسطے اس خوف کے کہ مجھ کو سب سے

اٰخِرِهِمْ. پیچھے ٹھہرا دیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں وہاں سے پھر کے حضرت ﷺ کے پاس آیا تو بیہقی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اپنے جی میں کہا کہ نہیں سردار بنایا مجھ کو حضرت ﷺ نے اس قوم پر جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ہیں مگر اس واسطے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک میرا بڑا مرتبہ ہے سو میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کے آگے بیٹھا یعنی سو میں نے چاہا کہ حضرت ﷺ سے معلوم کروں کہ آپ کے نزدیک میرا کیا رتبہ ہے سو میں نے کہا یا حضرت! لوگوں میں آپ کے نزدیک بہت پیارا کون ہے؟ آخر حدیث اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ پھر ایسی بات کبھی نہ پوچھوں گا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سردار بنانا مفضول کا فاضل پر جب کہ ممتاز ہو مفضول ساتھ ایسی صفت کے کہ متعلق ہو ساتھ سرداری کے اور زیادتی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سب مردوں پر اور ان کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کی سب عورتوں پر اور پہلے گزر چکا ہے اشارہ اس کی طرف مناقب میں اور اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے واسطے سردار بنانے اس کے اس لشکر پر جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ تھے اور یہ کہ سردار بنانا اس کو تقاضا نہیں کرتا کہ وہ ان سے افضل ہے لیکن اس کو تقاضا کرتا ہے کہ اس کو ایک طرح سے فضیلت ہے اور روایت کی ہے احمد اور ابن حبان اور حاکم نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو کہلا بھیجا کہ میں اپنے کپڑے اور ہتھیار لوں سو فرمایا اے عمرو! میں چاہتا ہوں کہ تجھ کو ایک لشکر پر سردار مقرر کروں سو اللہ تجھ کو غنیمت دے اور سلامت رکھے میں نے کہا میں مال کی محبت کے واسطے مسلمان نہیں ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا خوب ہے نیک مال واسطے نیک مرد کے اور اس میں اشارہ ہے کہ اس کا بھیجنا اس کے مسلمان ہونے کے پیچھے متصل تھا اور اس کا اسلام ساتویں سال میں تھا۔ (فتح)

بَابُ ذَهَابِ جَرِيْرٍ إِلَى الْيَمَنِ. باب ہے بیان میں جانے جریر رضی اللہ عنہ کے یمن کی طرف۔

فائدہ: یعنی جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے طبرانی نے ابراہیم ابن جریر کے طریق سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو یمن کی طرف بھیجا کہ ان سے لڑوں اور ان کو اس کی طرف بلاؤں کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کہیں یعنی سارا کلمہ پس جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ بھیجنا غیر اس بھیجنے کے ہے جس میں اس کو حضرت ﷺ نے ذی الخلصہ کے ڈھانے کے واسطے بھیجا تھا اور احتمال ہے کہ ہو بھیجنا اس کا دو جہتوں کی طرف با ترتیب اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے ابن حبان کے نزدیک جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اے جریر نہیں باقی رہا جاہلیت کے بتوں سے کوئی گھر مگر ذی الخلصہ کا گھر پس تحقیق یہ مشعر ہے ساتھ بہت تاخیر ہونے اس قصے کے اور آئے گا حجۃ الوداع میں کہ جریر رضی اللہ عنہ اس میں حاضر تھا پس ہوگا بھیجنا اس کا حجۃ الوداع کے بعد پس ڈھایا ذی الخلصہ کو پھر متوجہ ہوا یمن کی طرف اسی واسطے جب پھرا تو اس کو حضرت ﷺ کی وفات کی خبر پہنچی۔ (فتح)

٤٠١١ ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْعَبْسِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ كُنْتُ بِالْيَمَنِ فَلَقِيتُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ ذَا كَلَاعٍ وَّذَا عَمْرٍو فَجَعَلْتُ أُحَدِّثُهُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ ذُوْ عَمْرٍو لَئِنْ كَانَ الَّذِيْ تَذْكُرُ مِنْ أَمْرِ صَاحِبِكَ لَقَدْ مَرَّ عَلَى أَجَلِهِ مُنْذُ ثَلَاثٍ وَّأَقْبَلَا مَعِيْ حَتّٰى إِذَا كُنَّا فِيْ بَعْضِ الطَّرِيْقِ رُفِعَ لَنَا رَكْبٌ مِّنْ قِبَلِ الْمَدِيْنَةِ فَسَأَلْنَاهُمْ فَقَالُوْا قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّالنَّاسُ صَالِحُوْنَ فَقَالَا أَخْبِرْ صَاحِبَكَ أَنَّا قَدْ جِئْنَا وَلَعَلَّنَا سَنَعُوْدُ إِنْ شَآءَ اللهُ وَرَجَعَا إِلَى الْيَمَنِ فَأَخْبَرْتُ أَبَا بَكْرٍ بِحَدِيْثِهِمْ قَالَ أَفَلَا جِئْتَ بِهِمْ فَلَمَّا كَانَ بَعْدُ قَالَ لِيْ ذُوْ عَمْرٍو يَا جَرِيْرُ إِنَّ بِكَ عَلَيَّ كَرَامَةً وَّإِنِّيْ مُخْبِرُكَ خَبَرًا إِنَّكُمْ مَّعْشَرَ الْعَرَبِ لَنْ تَزَالُوْا بِخَيْرٍ مَّا كُنْتُمْ إِذَا هَلَكَ أَمِيْرٌ تَأَمَّرْتُمْ فِيْ اٰخَرَ فَإِذَا كَانَتْ بِالسَّيْفِ كَانُوْا مُلُوْكًا يَّغْضَبُوْنَ غَضَبَ الْمُلُوْكِ وَيَرْضَوْنَ رِضَا الْمُلُوْكِ.

۴۰۱۱۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا میں یمن میں تھا سو میں یمن کے دو مردوں یعنی ذا کلاع اور ذا عمرو سے ملا سو میں ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرنے لگا تو ذو عمرو نے اس سے کہا کہ جو تو اپنے ساتھی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کرتا ہے اگر سچ ہے تو ان کی وفات پر مدت تین دن گزر چکی ہے اور وہ دونوں میرے ساتھ مدینے کی طرف متوجہ ہوئے یہاں تک کہ جب ہم بعض راہ میں تھے تو ہم کو مدینے کی طرف سے چند سوار نظر آئے سو ہم نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور لوگ باصلح اور درست حال ہیں سو دونوں نے کہا کہ اپنے ساتھی یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خبر کر دینا کہ بیشک ہم آئے اور امید ہے کہ ہم پھر آئیں گے اگر اللہ نے چاہا اور دونوں یمن کی طرف پھر گئے سو میں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی بات بتلائی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو ان کو ساتھ کیوں نہ لایا؟ سو جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ ہوا تو ذو عمرو نے مجھ سے کہا کہ اے جریر! تیرے سبب سے مجھ کو بزرگی ہے یا تجھ کو مجھ پر بزرگی ہے اور میں تجھ کو ایک خبر بتلاتا ہوں کہ بیشک تم عرب کا گروہ ہو ہمیشہ تم خیر سے رہو گے جب تک تم ہو کہ جب کوئی سردار ہلاک ہو تو دوسرا سردار بنانے میں مشورہ کرتے رہو گے یا اپنی رضا مندی سے دوسرا سردار قائم کرتے رہو گے اور جب سرداری تلوار یعنی قہر اور غلبے سے ہو تمہارے مشورے اور رضا مندی کے بغیر تو بادشاہ ہوں گے غضب ناک ہوں گے جیسے بادشاہ غضب ناک ہوتے ہیں اور راضی ہوں گے جیسے بادشاہ راضی ہوتے ہیں یعنی ان کو خلیفہ نہ کہا جائے گا۔

فائدہ: ذو کلاع اور ذو عمرو دونوں یمن کے بادشاہوں میں سے تھے حضرت ﷺ نے جریر رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف اسلام کی دعوت دینے کو بھیجا وہ دونوں مسلمان ہوئے اور اس کے ساتھ چلے مدینے کی نیت سے کہ وہاں پہنچ کر حضرت ﷺ کی زیارت کریں پھر جب ان کو راہ میں حضرت ﷺ کی وفات کی خبر پہنچی یمن کی طرف پھر گئے پھر دونوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہجرت کی اور یہ جو ذو عمرو نے کہا کہ اگر تیری یہ بات سچی ہے تو حضرت ﷺ تین دن سے فوت ہو چکے ہیں تو یہ قول ذو عمرو کا اس بنا پر ہے کہ اس کو پرانی کتابوں پر اطلاع تھی اس واسطے کہ یمن میں یہود کی ایک جماعت ٹھہری تھی سو یمن کے بہت لوگ ان کے دین میں داخل ہوئے اور ان سے علم سیکھا اور یہ ظاہر ہے حضرت ﷺ کے قول سے جو آپ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب کہ اس کو یمن کی طرف بھیجا کہ بیشک تو عنقریب اس قوم کے پاس آئے گا جو کتاب والے ہیں اور کہا کرمانی نے کہ اس نے کسی مدینے سے آنے والے سے پوشیدہ سنا ہو یا وہ کاہن تھا یا وہ مسلمان ہونے بعد ملہم ہوگیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ سیاق حدیث کا دلالت کرتا ہے اس پر جو میں نے تقریر کی اس واسطے کہ معلق کیا اس نے اس چیز کو کہ ظاہر ہوئی اس کے واسطے حضرت ﷺ کی وفات سے اس چیز پر کہ خبر دی اس کو جریر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ احوال حضرت ﷺ کے سے اور اگر مستفاد ہوتا غیر اس چیز سے کہ ذکر کی میں نے تو البتہ نہ محتاج ہوتا طرف بنا کرنے اس کے کی اوپر اس کے اس واسطے کہ پہلے دونوں احتمال خبر ہیں محض اور تیسرا احتمال یعنی الہام واقع ہونا ایک چیز کا ہے نفس میں بغیر قصد کے اور طبری کی روایت میں ہے کہ مجھ کو یمن میں ایک عالم نے کہا اور یہ تائید کرتا ہے میرے قول کی اور واسطے اللہ کے حمد اور یہ جو کہا کہ تو ان کو ساتھ کیوں نہیں لایا؟ تو شاید جمع باعتبار ان لوگوں کے ہے جو ان دونوں کے ساتھ تھے تابعداروں اور خادموں سے اور یہ جو کہا کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد زمانہ ہوا تو شاید تھا یہ اس وقت جب کہ ہجرت کی ذو عمرو نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور یعقوب بن شبہ نے روایت کی ہے کہ ذوالکلاع کے ساتھ بارہ ہزار غلام تھے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ ان کو میرے ہاتھ میں بیچ ڈال تاکہ مدد لے ان کے ساتھ مشرکوں سے لڑائی پر ذوالکلاع نے کہا کہ وہ سب کے سب آزاد ہیں سو ایک گھڑی میں سب کو آزاد کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد ذوالکلاع اپنے تابعداروں کو ساتھ لے کر جہاد کو نکلا اور شہید ہوا اور یہ جو اس نے کہا کہ پھر بادشاہ ہوں گے تو یہ دلیل ہے اس پر جو میں نے تقریر کی کہ ذو عمرو کو پرانی کتابوں پر اطلاع تھی اور اشارہ اس کے ساتھ اس کلام کے مطابق ہے اس حدیث کو جو اصحاب سنن نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس برس ہوگی پھر ہوں گے بادشاہ ظالم۔ (فتح) اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ پرانی کتابوں اور قدیمی اخباروں میں حضرت ﷺ کا خاص مفصل مذکور تھا اور اہل کتاب میں مشہور تھا اور علماء یہود اور نصاریٰ کو یقیناً معلوم تھا پس یہ بڑی پکی دلیل ہے اوپر صدق نبوت حضرت ﷺ کے اور سخت الزام ہے یہود اور نصاریٰ پر۔

بَابُ غَزْوَةِ سِيفِ الْبَحْرِ وَهُمْ يَتَلَقَّوْنَ عِيرًا لِقُرَيْشٍ وَأَمِيرُهُمْ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

باب ہے بیان میں جنگ کنارے دریا کے اور وہ قریش کے قافلے کا انتظار کرتے تھے اور ان کے سردار ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تھے۔

فائدہ: اور ذکر کیا ہے ابن سعد وغیرہ نے کہ حضرت ﷺ نے ان کو قوم جہینہ کے ایک گروہ کی طرف بھیجا اس زمین میں جو دریا کے کنارے سے لگتی ہے ان کے اور مدینے کے درمیان پانچ دن کی راہ ہے اور یہ کہ وہ پھر آئے اور ان کا داؤ نہ لگا اور یہ آٹھویں سال تھا رجب میں اور نہیں مخالف ہے یہ ظاہر اس چیز کے کہ صحیح میں ہے اس واسطے کہ ممکن ہے تطبیق اس طرح کہ دونوں چیزیں مقصود ہوں گی قافلے کا انتظار بھی کرتے ہوں گے اور جہینہ کا اردہ بھی ہوگا لیکن قریش کے قافلے کو آگے بڑھ کر ملنا نہیں متصور یہ کہ ہو اس وقت میں جس کو ابن سعد نے ذکر کیا ہے رجب میں آٹھویں سال اس واسطے کہ وہ اس وقت صلح کی مدت میں تھے بلکہ یہ مقتضی اس چیز کا ہے کہ صحیح میں یہ ہے کہ ہو یہ سریہ چھٹے سال میں یا پہلے اس سے پہلے صلح حدیبیہ کے۔ (فتح)

۴۰۱۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُ مِائَةٍ فَخَرَجْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ فَنِيَ الزَّادُ فَأَمَرَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ الْجَيْشِ فَجُمِعَ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ فَكَانَ يَقُوْتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلٌ قَلِيلٌ حَتّٰى فَنِيَ فَلَمْ يَكُنْ يُصِيبُنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ مَا تُغْنِي عَنْكُمْ تَمْرَةٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَنِيَتْ ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ فَإِذَا حُوتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَأَكَلَ مِنْهَا الْقَوْمُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَمَرَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنُصِبَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ

۴۰۱۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لشکر سمندر کے کنارے کی طرف بھیجا اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار بنایا اور وہ تین سو مرد تھے سو ہم نکلے اور ہم بعض راہ میں تھے کہ خرچ راہ تمام ہوا سو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے لشکر کے خرچ جمع کرنے کا حکم دیا سو جمع کیا گیا سو وہ دو تھیلے کھجوریں ہوئیں سو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہم کو ہر روز تھوڑا تھوڑا کھانے کو دیتے تھے یہاں تک کہ وہ بھی نہ رہا سو نہ پہنچتی تھی ہم کو مگر ایک ایک کھجور وہب بن کیسان کہتا ہے میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا ایک کھجور تمہاری بھوک کو کیا دفع کرتی ہو گی اس نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ پایا ہم نے نہ رہنا اس کا موثر جب کہ نہ رہی یعنی جب وہ بھی نہ رہی تو ہم کو بھوک کے مارے صبر نہ رہا پھر ہم دریا کے کنارے پہنچے سو اچانک ہم نے دیکھا کہ ایک مچھلی ہے مثل بڑے ٹیلے کی سو لوگوں نے اٹھارہ دن اس کا گوشت کھایا پھر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی دو پسلیوں کے کھڑا کرنے کا حکم دیا سو کھڑی کی گئیں پھر اونٹ کے کسنے کا

فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا.

حکم دیا سو کسا گیا پھر اس کے نیچے سے گزرا سو ان کو نہ پہنچا یعنی اتنی بڑی مچھلی تھی کہ اس کی پسلی کے نیچے سے اونٹ گزر گیا اور اس کو نہ لگا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک کھجور تمہاری بھوک کو کیا دفع کرتی ہوگی تو ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ تم ایک کھجور کو کیا کرتے تھے؟ کہا ہم اس کو چوستے تھے جیسے لڑکا پستان چوستا ہے پھر ہم اس پر پانی پیتے تھے سو ہم کو کفایت کرتی تھی سارا دن رات تک۔ (فتح)

٤٠١٣ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الَّذِي حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِائَةِ رَاكِبٍ أَمِيْرُنَا أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نَرْصُدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ فَأَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتّٰى أَكَلْنَا الْخَبَطَ فَسُمِّيَ ذٰلِكَ الْجَيْشُ جَيْشَ الْخَبَطِ فَأَلْقٰى لَنَا الْبَحْرُ دَآبَّةً يُقَالُ لَهَا الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ وَّادَّهَنَّا مِنْ وَّدَكِهِ حَتّٰى ثَابَتْ إِلَيْنَا أَجْسَامُنَا فَأَخَذَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِّنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَهُ فَعَمَدَ إِلٰى أَطْوَلِ رَجُلٍ مَّعَهُ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً ضِلَعًا مِّنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَهُ وَأَخَذَ رَجُلًا وَّبَعِيْرًا فَمَرَّ تَحْتَهُ قَالَ جَابِرٌ وَّكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَآئِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَآئِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَآئِرَ ثُمَّ إِنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ نَهَاهُ وَكَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ صَالِحٍ أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ

۴۰۱۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تین سو سواروں کو بھیجا اور ہمارے سردار ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تھے ہم قریش کے قافلے کا انتظار کرتے تھے سو ہم سمندر کے کنارے آدھا مہینہ ٹھہرے سو ہم کو سخت بھوک پہنچی یہاں تک کہ ہم نے درختوں کے پتے کھائے سو اس لشکر کا نام جیش الخبط رکھا گیا یعنی لشکر پتے کھانے والا سو سمندر نے ہمارے واسطے ایک چوپایہ پھینکا جس کو عنبر کہا جاتا تھا سو ہم نے آدھا مہینہ اس کا گوشت کھایا اور اس کی چربی سے روغن لیا یہاں تک کہ ہمارے بدن ہماری طرف پھرے یعنی قوت اور موٹاپے میں جیسے کہ پہلے تھے اس کے بعد کہ بھوک سے دبلے ہو گئے تھے پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک پسلی لی اور اس کو کھڑا کیا پھر قصد کیا دراز تر مرد کی طرف اپنے ساتھیوں سے اور کہا سفیان نے ایک بار ایک پسلی اس کی پسلیوں سے سو اس کو کھڑا کیا پھر ایک مرد اور اونٹ کو لیا سو وہ سوار ہو کر اس کے نیچے سے گزرا اور لشکر میں ایک مرد تھا اس نے تین اونٹ ذبح کیے یعنی جب کہ لوگوں کو بھوک لگی پھر تین اونٹ ذبح کیے پھر تین اونٹ ذبح کیے پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کو منع کیا اور عمرو راوی کہتا تھا کہ خبر دی مجھ کو ابو صالح نے کہ قیس بن سعد نے اپنے باپ سے کہا کہ میں لشکر میں تھا سو لوگ بھوکے ہوئے اس نے کہا اونٹ

قَالَ لِأَبِيهِ كُنْتُ فِي الْجَيْشِ فَجَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ قَالَ ثُمَّ جَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ قَالَ ثُمَّ جَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ ثُمَّ جَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نُهِيتُ.

ذبح کر قیس نے کہا میں نے ذبح کیا کہا پھر بھوکے ہوئے اس نے کہا اونٹ ذبح کر کہا میں نے ذبح کیا پھر بھوکے ہوئے کہا اونٹ ذبح کر کہا میں نے ذبح کیا کہا پھر بھوکے ہوئے کہا اونٹ ذبح کر قیس نے کہا مجھ کو منع ہوا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم نے پتے کھائے تو ایک روایت میں ہے کہ ہم لاٹھیوں سے پتے جھاڑتے تھے پھر ان کو پانی میں بھگو کر کھاتے تھے اور یہ دلالت کرتی ہے کہ وہ پتے خشک تھے اور یہ جو کہا کہ اچانک ہم نے ایک مچھلی دیکھی مثل بڑے ٹیلے کے تو اس روایت میں ہے کہ اس کو عنبر کہا جاتا تھا کہا لغت والوں نے کہ عنبر ایک مچھلی ہے بڑی سمندر میں اس کی کھال سے ڈھال بنائی جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ عنبر مشموم اس مچھلی کا گوبر ہے اور کہا ابن سینا نے کہ بلکہ مشموم (خوشبو) سمندر سے نکلتا ہے اور شافعی سے منقول ہے کہ سنا میں نے اس شخص سے جو کہتا تھا کہ میں نے دیکھا عنبر کو اُگا ہوا دریا میں آپس میں لپٹا ہوا مثل گردن بکری کی اور دریا میں ایک چوپایہ ہے اس کو کھاتا ہے اور وہ اس کے واسطے زہر ہے سو وہ اس کو مار ڈالتا ہے اور اس کو پھینکتا ہے سو عنبر اس کے پیٹ سے نکلتا ہے اور کہا ازہری نے کہ عنبر ایک مچھلی ہے جو سمندر میں ہوتی ہے پچاس ہاتھ لمبی ہوتی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ جائز ہے کھانا مری ہوئی مچھلی کا وسیاتی البحث فیہ فی کتاب الاطعمة ان شاء اللّٰہ تعالٰی اور یہ جو کہا کہ لوگوں نے اٹھارہ دن اس کا گوشت کھایا تو ایک روایت میں ہے کہ ہم نے آدھا مہینہ اس کا گوشت کھایا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم ایک مہینہ اس پر ٹھہرے اور تطبیق دی گئی ہے درمیان اس اختلاف کے ساتھ اس طور کے کہ جس نے اٹھارہ دن کہا اس نے یاد رکھا جو اس کے غیر نے یاد نہیں رکھا اور جس نے آدھا مہینہ کہا اس نے کسر زائد کو لغو کیا اور جس نے مہینہ کہا اس نے کسر کو پورا کیا یا جوڑا ساتھ اس کے باقی مدت کو جو مچھلی کے پانے سے پہلے تھی اور یہ جو کہا کہ ہم اس کی چربی لیتے تھے تو ایک روایت میں ہے کہ ہم اس کی آنکھ کے سوراخ سے مشکوں کے ساتھ روغن بھرتے تھے سو اٹھایا ہم نے جتنا چاہا سوکھے گوشت سے اور چربی سے مشکوں اور پکھالوں میں اور یہ جو کہا کہ پھر وہ سوار اس کے نیچے سے گزرا اور اس کو نہ پہنچا تو ایک روایت میں ابن اسحاق کے نزدیک ہے پھر حکم کیا ساتھ بہت بڑے اونٹ کے جو ہمارے ساتھ تھا اور دراز تر مرد کے جو ہمارے ساتھ تھا سو وہ سوار ہو کر اس کے نیچے سے گزرا اور اس کا سر اس پسلی کو نہ لگا اور میں گمان کرتا ہوں کہ یہ مرد قیس بن سعد ہے اس واسطے کہ اس کا ذکر اس جنگ میں ہے اور وہ درازی کے ساتھ مشہور تھا اور قصہ اس کا ساتھ معاویہ کے مشہور ہے جب کہ روم کے بادشاہ نے اس کی طرف پاجامہ بھیجا پس ذکر کیا ہے حریری نے جلیس میں اور حاصل اس کا یہ ہے کہ قیس نے ایک رومی مرد کے واسطے اپنا پاجامہ اتارا اور وہ رومی سب رومیوں سے دراز تر تھا سو رومی کا قد اتنا تھا کہ

قیس کے پاجامے کی ایک طرف رومی کے ناک پر تھی اور ایک طرف زمین پر تھی۔ (فتح)

٤٠١٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ وَأُمِّرَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ فَجُعْنَا جُوْعًا شَدِيْدًا فَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا مَّيِّتًا لَّمْ نَرَ مِثْلَهُ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَخَذَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِّنْ عِظَامِهِ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ فَأَخْبَرَنِيْ أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَّقُوْلُ قَالَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ كُلُوْا فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوْا رِزْقًا أَخْرَجَهُ اللّٰهُ أَطْعِمُوْنَا إِنْ كَانَ مَعَكُمْ فَأَتَاهُ بَعْضُهُمْ فَأَكَلَهُ.

۴۰۱۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ ہم نے جیش الخبط کی جنگ کی اور سردار بنائے گئے ہم پر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سو ہم سخت بھوکے ہوئے سو سمندر نے ایک مچھلی پھینکی کہ ہم نے اس کے برابر کوئی مچھلی نہیں دیکھی اس کو عنبر کہا جاتا تھا سو ہم نے آدھا مہینہ اس کا گوشت کھایا پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک ہڈی لی سو سوار اس کے نیچے سے گزرا' ابن جریج کہتا ہے سو خبر دی مجھ کو ابو زبیر رضی اللہ عنہ نے اس نے سنا جابر رضی اللہ عنہ سے کہتا تھا کہ کہا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کھاؤ پھر جب ہم مدینے میں آئے تو ہم نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ رزق کو جو اللہ نے نکالا اگر تمہارے ساتھ کچھ ہو تو ہم کو کھلاؤ سو بعض نے آپ کو اس کا گوشت دیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھایا۔

فائدہ: اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں مشروع ہونا سلوک کا درمیان لشکر کے وقت واقع ہونے بھوک کے اور یہ کہ کھانے پر جمع ہونا اس کی برکت کا باعث ہے اور اختلاف ہے بیچ سبب نہی ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے قیس کو کیوں منع کیا اس سے کہ بدستور اونٹ ذبح کر کر کے لشکر کو کھلائے سو بعض کہتے ہیں اس خوف سے کہ بار برداری نہ رہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ قصہ یہ ہے کہ اس نے لشکر کے سوا اور جگہ سے اونٹ خرید کر ذبح کیے تھے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ لوگوں سے ادھار لے کر ذبح کرتا تھا اور اس کے پاس کچھ مال نہ تھا پس ارادہ کیا سہولت کا اس کے ساتھ اور یہ ظاہر تر ہے۔ (فتح)

بَابُ حَجِّ أَبِيْ بَكْرٍ بِالنَّاسِ فِيْ سَنَةِ تِسْعٍ.

حج کرانا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو نویں سال ہجری میں۔

فائدہ: حق یہ ہے کہ اس میں کچھ اختلاف نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو صرف اس میں واقع ہوا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کس مہینے میں حج کیا پس ذکر کیا ہے ابن سعد وغیرہ نے مجاہد سے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حج ذی قعدہ میں واقع ہوا اور موافق ہوا ہے اس کو عکرمہ بن خالد اور جوان دونوں کے سوا ہیں ان میں سے بعض تو تصریح کرتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حج ذوالحجہ میں تھا اور بعض چپ ہیں اور اعتماد اس چیز پر ہے جو مجاہد نے کہی اور ساتھ اس

کے جزم کیا ہے ازرقی نے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ حج فرض ہونا حجۃ الوداع سے پہلے تھا اور حدیثیں اس باب میں بہت ہیں اور مشہور ہیں اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس حج کے ساتھ حج فرض اس سے ساقط نہیں ہوا بلکہ یہ حج نفل تھا اور نہیں پوشیدہ ہے ضعیف ہونا اس کا اور اس کی بحث اور جگہ آئے گی کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے ہدی میں اور نیز مستفاد ہوتا ہے قول ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سے باب کی حدیث میں قبل حجۃ الوداع کہ وہ نویں سال تھا اس واسطے کہ حجۃ الوداع دسویں سال میں ہے بالاتفاق اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ نکلنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تھا ذیقعدہ میں اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ اس حج میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین سو اصحاب نکلے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ بیس اونٹنیاں بھیجیں۔ (فتح)

٤٠١٥ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ أَمَّرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِيْ رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.

۴۰۱۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بھیجا اس حج میں جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سردار بنایا پہلے حجۃ الوداع سے قربانی کے دن ساتھ ایک جماعت کے کہ لوگوں میں پکار دے کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

٤٠١٦ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اٰخِرُ سُوْرَةٍ نَّزَلَتْ كَامِلَةً بَرَآءَةٌ وَّاٰخِرُ سُوْرَةٍ نَّزَلَتْ خَاتِمَةُ سُوْرَةِ النِّسَآءِ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾.

۴۰۱۶۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اخیر سورت جو نازل ہوئی کامل طور سے سورت براءت (التوبہ) ہے اور اخیر سورت کہ نازل ہوئی خاتمہ سورت نساء کا ہے یعنی ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾۔ (النساء:۱۷۶)

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی تفسیر میں آئے گی اور جو کاملہ میں اشکال واقع ہوا ہے اس کا بیان بھی اسی جگہ آئے گا اور صاحب تیسیر القاری نے اس کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ اخیر سورت کہ نازل ہوئی ساتھ تمام اور کمال کے یک بارگی اس کے بعد کہ اس کی تمام آیتیں متفرق طور پر اس سے پہلے نازل ہو چکی تھیں اور یہ نویں سال میں تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے

حج کے واسطے مکے میں جانے کے بعد تھا اسی واسطے حضرت ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جا کے لوگوں پر یہ سورت پڑھیں اور غرض اس حدیث سے اشارہ ہے اس آیت کے طرف ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾. (التوبۃ:۲۸) کا اترنا اسی قصے میں تھا اشارہ کیا ہے اس کی طرف اسماعیلی نے اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے ساتھ اسناد مرسل کے کہا اتری براءۃ اور حضرت ﷺ نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حج پر سردار بنا کر بھیجا سو کسی نے کہا کہ اگر آپ اس کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھیجتے تو خوب ہوتا فرمایا نہ ادا کرے میری طرف سے مگر کوئی مرد میرے اہل بیت سے پھر حضرت ﷺ نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ سورت براءۃ کی ابتدا نکال اور منیٰ میں قربانی کے دن لوگوں میں پکار دے جب کہ جمع ہوں اور روایت کی ہے احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا تھا میں ساتھ علی رضی اللہ عنہ کے سو میں پکارتا تھا یہاں تک کہ میری آواز بیٹھ گئی اور زید رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو کس چیز کے ساتھ حج میں بھیجا؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا چار چیز کے ساتھ نہ جائے گا بہشت میں کوئی مگر ایماندار اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا اور نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک اور جو شخص کہ ہو درمیان اس کے اور درمیان حضرت ﷺ کے عہد و پیمان تو اس کا عہد اس کی مدت تک قائم ہے اور روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اس وجہ سے۔

تنبیہ: واقع ہوا ہے اس جگہ ذکر حج ابو بکر رضی اللہ عنہ کا پہلے وفود کے اور واقعہ یہ ہے کہ ابتدا وفود کے نہیں بعد پھرنے حضرت ﷺ کے جعرانہ سے آٹھویں سال کے اخیر میں اور اس کے پیچھے بلکہ ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ آنا ایلچیوں کا جنگ تبوک کے بعد تھا ہاں اتفاق ہے اس پر کہ یہ سب نویں سال میں تھا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نویں سال کا نام ایلچیوں کا سال ہے اور بیان کیے ہیں ابن سعد نے نام ایلچیوں کے اور وہ ساٹھ سے زیادہ ہیں۔ (فتح)

بَابُ وَفْدِ بَنِيْ تَمِيْمٍ. قوم بنی تمیم کے ایلچیوں کا بیان۔

فائدہ: یعنی تمیم بن مر بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر بن نزار اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ بنی تمیم کے رئیس حضرت ﷺ کے پاس آئے ان میں سے ہے عطارد ابن حاجب اور اقرع بن حابس اور زبرقان بن بدر سعدی اور عمرو بن اہیم اور خباب بن یزید اور نعیم بن یزید اور قیس بن عاصم' کہا ابن اسحاق نے کہ ان کے ساتھ عیینہ بن حصن تھا اور اقرع اور عیینہ دونوں فتح مکہ میں موجود تھے پھر بنی تمیم کے ساتھ تھے سو جب مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت ﷺ کو حجرے کے پیچھے سے پکارا پس ذکر کیا قصہ سارا اور اس کا بیان تفسیر میں آئے گا۔ (فتح)

٤٠١٧ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ صَخْرَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

۴۰۱۷۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم بنی تمیم سے چند مرد حضرت ﷺ کے پاس آئے اور حضرت ﷺ نے ان کو احکام دین سکھلائے اور ان کے ساتھ

قَالَ أَتَى نَفَرٌ مِّنْ بَنِي تَمِيمٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا بَنِي تَمِيمٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَرُئِيَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ فَجَآءَ نَفَرٌ مِّنَ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرَى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ.

عمل کرنے والوں کو بہشت کی بشارت دی سو فرمایا کہ اے بنی تمیم بہشت کی) بشارت کو قبول کرو یعنی تم کو بہشت کی بشارت ہوا انہوں نے کہا یا حضرت! بیشک آپ نے ہم کو بشارت دی سو ہم کو کچھ مال بھی دو سو حضرت مَلَّاتِیْمِ کے چہرے پر تغیر معلوم ہوا یعنی واسطے نہ کفایت کرنے ان کے ساتھ بشارت بہشت کے سو چند مرد یمن سے آئے سو فرمایا کہ قبول کرو خوشخبری کو جب کہ نہیں قبول کیا اس کو بنو تمیم نے انہوں نے کہا یا حضرت ہم نے بشارت قبول کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ غَزْوَةُ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ بَنِي الْعَنْبَرِ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَأَغَارَ وَأَصَابَ مِنْهُمْ نَاسًا وَّسَبَى مِنْهُمْ نِسَآءً.

کہا ابن اسحاق نے جنگ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کی ساتھ بنی عنبر کے کہ قوم بنی تمیم سے ہیں حضرت مَلَّاتِیْمِ نے اس کو ان کی طرف بھیجا سو اس نے ان کو لوٹا سو ان میں سے چند آدمی پائے اور ان کی چند عورتیں قید کیں۔

فائدہ: اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ عیینہ کے بھیجنے کا سبب یہ ہے کہ بنی تمیم کی قوم نے خزاعہ کے چند آدمیوں کو لوٹا حضرت مَلَّاتِیْمِ نے عیینہ کے پچاس مرد دے کر ان کی طرف بھیجا نہ ان میں کوئی انصاری تھا اور نہ مہاجر سو اس نے ان میں سے گیارہ مرد قید کیے اور گیارہ عورتیں اور تیں لڑکے سو اس سب سے ان کے رئیس آئے۔ (فتح)

۴۰۱۸ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ بَعْدَ ثَلَاثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهَا فِيهِمْ هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ وَكَانَتْ فِيهِمْ سَبِيَّةٌ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ أَعْتِقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَّلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَجَآءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ

۴۰۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں ہمیشہ بنی تمیم سے محبت رکھتا ہوں بعد تین چیزوں کے کہ میں نے حضرت مَلَّاتِیْمِ سے سنیں ان کو فرماتے تھے کہ میری امت میں وہ نہایت سخت ہیں دجال پر اور ان میں سے ایک عورت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لونڈی تھی تو حضرت مَلَّاتِیْمِ نے فرمایا اے عائشہ! اس لونڈی کو آزاد کر دے اس واسطے کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہے اور ان کے زکوٰۃ کے مال آئے سو حضرت مَلَّاتِیْمِ نے فرمایا کہ یہ صدقات میری قوم کے ہیں۔

هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمٍ أَوْ قَوْمِيْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العتق میں گزر چکی ہے۔

٤٠١٩ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهٗ قَدِمَ رَكْبٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ عُمَرُ بَلْ أَمِّرِ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَّا أَرَدْتَّ إِلَّا خِلَافِيْ قَالَ عُمَرُ مَا أَرَدْتُّ خِلَافَكَ فَتَمَارَيَا حَتّٰى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِيْ ذٰلِكَ ﴿يٰۤأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا﴾ . (الحجرات: ١) حَتَّى انْقَضَتْ.

۴۰۱۹۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم بنی تمیم سے چند سوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قعقاع کو سردار بنایئے' کہا عمر رضی اللہ عنہ نے بلکہ اقرع کو سردار بنایئے کہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں ارادہ کیا تو نے مگر میری مخالفت کا یعنی مقصود تیرا صرف یہی ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری مراد تیری مخالفت کرنا نہیں سو دونوں آپس میں جھگڑے یہاں تک کہ دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں سو اس باب میں یہ آیت اتری کہ آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اس کے رسول سے یہاں تک کہ آیت تمام وانتم لا تشعرون تک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ. عبدالقیس کے ایلچیوں کے بیان میں۔

فائدہ: عبدالقیس ایک قبیلہ ہے بڑا بحرین کے ملک میں رہتے ہیں منسوب ہیں طرف عبدالقیس بن افصیٰ کے اور جو ہمارے واسطے ظاہر ہوا یہ ہے کہ عبدالقیس کے ایلچی دو بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے ایک بار تو فتح مکہ سے پہلے آئے تھے اسی واسطے انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر ہیں اور یہ ابتداء میں تھا پانچویں سال یا اس سے پہلے اور تھا گاؤں ان کا بحرین میں اول گاؤں کہ قائم ہوا اس میں جمعہ مدینے کے بعد جیسا کہ باب کے اخیر حدیث میں ثابت ہے اور پہلی بار تیرہ ایلچی تھے اور اس میں ہے کہ انہوں نے ایمان کی کیفیت پوچھی اور شرابوں کے برتنوں کا حکم پوچھا اور ان میں اشج تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ بیشک تجھ میں دو عادتیں ہیں جن کو اللہ دوست رکھتا ہے ایک تو حلیمی دوسری آہستگی اور مزیدہ عصری سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے بات کرتے تھے کہ اچانک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ عنقریب ظاہر ہوں گے تم پر اس طرف سے چند سوار کہ وہ سب مشرق والوں سے بہتر ہیں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ اٹھ کر اس طرف متوجہ ہوئے سو تیرہ سواروں سے ملے اور ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے ساتھ خوشخبری دی پھر ان کے ساتھ چلے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس پہنچے سو انہوں نے اپنے آپ کو سواریوں سے نیچے ڈالا اور حضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر چوما اور پیچھے رہا اشج سواریوں میں یہاں تک کہ ان کو بٹھلایا اور ان کا اسباب جمع کیا پھر آرام کے ساتھ آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ میں دو عادتیں ہیں، آخر حدیث تک، روایت کیا ہے اس کو بیہقی وغیرہ نے اور دوسری بار ایلچیوں کے سال میں آئے تھے اور وہ اس وقت چالیس مرد تھے جیسا کہ ابوحیوۃ کی حدیث میں ہے جس کو ابن مندہ نے روایت کیا ہے۔ (فتح)

٤٠٢٠ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّ لِيْ جَرَّةً يُّنْتَبَذُ لِيْ نَبِيْذٌ فَأَشْرَبُهُ حُلْوًا فِيْ جَرٍّ إِنْ أَكْثَرْتُ مِنْهُ فَجَالَسْتُ الْقَوْمَ فَأَطَلْتُ الْجُلُوْسَ خَشِيْتُ أَنْ أَفْتَضِحَ فَقَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا النَّدَامٰى فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ مُّضَرَ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِيْ أَشْهُرِ الْحُرُمِ حَدِّثْنَا بِجُمَلٍ مِّنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهٖ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُوْ بِهٖ مَنْ وَّرَآءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَّأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ مَّا انْتُبِذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ.

۴۰۲۰۔ حضرت ابو جمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میرے پاس ایک گھڑا ہے گھڑوں میں کہ اس میں میرے واسطے نبیذ کو بھگویا جاتا ہے سو پیتا ہوں اس کو اس حالت میں کہ میٹھا ہے اگر میں اس سے زیادہ پیوں اور لوگوں کے ساتھ بیٹھوں اور دیر تک بیٹھا رہوں تو رسوا ہونے سے ڈرتا ہوں یعنی اس واسطے کہ مست ہو جاؤں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عبدالقیس کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس آئے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوش آمدید قوم والے نہ ذلیل ہوں نہ شرمندہ تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! آپ کے اور ہمارے درمیان قوم مضر کے کافر ہیں جو ہم کو آپ کے پاس آنے سے روکتے ہیں اور ہم آپ کے پاس نہیں پہنچ سکتے مگر حرام مہینوں میں آپ ہم کو خلاصہ امر دین بتلا دیں کہ اگر ہم اس کو عمل میں لائیں تو بہشت میں جائیں اور اپنے پچھلوں کو اس کی طرف بلائیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو حکم دیتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور تم جانتے ہو کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا کیا ہے؟ گواہی دینا اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کا روزہ رکھنا اور یہ کہ جو غنیمت کا مال پاؤ اس میں سے پانچواں حصہ ادا کرو اور منع کرتا ہوں تم کو چار چیزوں سے جو بھگویا جائے کدو میں اور کھجور کی لکڑی کے کریدے برتن میں اور سبز گھڑے میں یعنی

مرتبان وغیرہ میں اور روغن دار برتن میں۔

فائدہ: ایمان کا ذکر اس واسطے کیا کہ وہ اصل ہے سب عبادتوں کا یا خمس کا ذکر چار پر زیادہ ہے اس واسطے کہ یہ اہل جہاد تھے اور غرض اس سے عبدالقیس کے ایلچیوں کا ذکر ہے۔

۴۰۲۱ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَّبِيْعَةَ وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِيْ شَهْرٍ حَرَامٍ فَمُرْنَا بِأَشْيَاءَ نَأْخُذُ بِهَا وَنَدْعُوْ إِلَيْهَا مَنْ وَّرَآءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَّأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ اَلْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ وَاحِدَةً وَّإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَأَنْ تُؤَدُّوْا لِلّٰهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ.

۴۰۲۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالقیس کے ایلچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو انہوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! ہم ربیعہ کی قوم سے ہیں اور کفار مضر ہم کو آپ کے پاس آنے سے روکتے ہیں سو ہم آپ کے پاس نہیں پہنچ سکتے مگر حرام کے مہینے میں سو ہم کو کچھ چیزیں فرمایئے کہ ہم ان پر عمل کریں اور اپنے پچھلوں کو ان کی طرف بلائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو حکم کرتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے ایمان لانا ساتھ اللہ کے گواہی دینی اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور ایک گرہ دی اور نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ کا ادا کرنا اور یہ کہ جو تم غنیمت کا مال پاؤ اس کا پانچواں حصہ اللہ کے واسطے ادا کرو اور منع کرتا ہوں تم کو کدو سے اور لکڑی کے برتن سے اور سبز گھڑے سے اور روغنی برتن سے۔

۴۰۲۲ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو وَقَالَ بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ أَنَّ كُرَيْبًا مَّوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَزْهَرَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَرْسَلُوْا إِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالُوا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيْعًا وَّسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَإِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّيْهَا وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ

۴۰۲۲۔ حضرت کریب سے روایت ہے کہ مجھ کو ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور مسور رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا سو کہا کہ ہم سب کی طرف سے اُن کو سلام کرنا اور ان سے عصر کے بعد دو رکعتوں کا حال پوچھنا کہ سنت ہیں یا نہیں اور ہم کو خبر ہوئی کہ تم ان کو پڑھتی ہو اور بیشک ہم کو خبر پہنچی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع کیا ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوگوں کو مارتا تھا ان کے پڑھنے سے کریب نے کہا سو میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر گیا اور ان کو پیغام پہنچایا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ میں

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكُنْتُ أَضْرِبُ مَعَ عُمَرَ النَّاسَ عَنْهُمَا قَالَ كُرَيْبٌ فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا وَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُوْنِي فَقَالَتْ سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ فَأَخْبَرْتُهُمْ فَرَدُّوْنِي إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُوْنِي إِلٰى عَائِشَةَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْهُمَا وَإِنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِيْ نِسْوَةٌ مِّنْ بَنِيْ حَرَامٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَصَلَّاهُمَا فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْخَادِمَ فَقُلْتُ قُوْمِيْ إِلٰى جَنْبِهِ فَقُوْلِيْ تَقُوْلُ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَلَمْ أَسْمَعْكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ فَأَرَاكَ تُصَلِّيْهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهٖ فَاسْتَأْخِرِيْ فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهٖ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا بِنْتَ أَبِيْ أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِنَّهُ أَتَانِيْ أُنَاسٌ مِّنْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالْإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ فَشَغَلُوْنِيْ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ.

نے ان کو خبر دی سو انہوں نے مجھ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پھر بھیجا جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام دے کر بھیجا تھا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا عصر کے بعد دو رکعتوں سے منع کرتے تھے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی پھر میرے پاس اندر آئے اور میرے پاس انصار کی عورتیں تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لونڈی کو بھیجا میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑی ہو جا اور کہنا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ یا حضرت! کیا میں نے آپ سے نہیں سنا کہ آپ ان دو رکعتوں سے منع کرتے تھے سو میں دیکھتی ہوں کہ آپ ان کو پڑھتے ہیں؟ سو اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے اشارہ کریں تو پیچھے ہٹ جا سو لونڈی نے اسی طرح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا سو وہ لونڈی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے ہٹ گئی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پھرے تو فرمایا اے ابو امیہ کی بیٹی تو نے مجھ سے عصر کے بعد دو رکعتوں کا حال پوچھا ان کا حال یہ ہے کہ عبدالقیس کی قوم سے چند لوگ اسلام کا پیغام لائے تھے اپنی قوم سے سو انہوں نے مجھ کو باز رکھا ظہر کے بعد کی دو رکعتوں سے سو وہ دونوں رکعتیں یہ ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سجود السہو میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ ذکر عبدالقیس کا ہے۔

٤٠٢٣ ۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ هُوَ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ

۴۰۲۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا اول جمعہ کہ پڑھا گیا بعد اس جمعہ کے کہ پڑھا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بیچ مسجد عبدالقیس کے تھا جو اثی میں کہ ایک گاؤں ہے بحرین کے ملک سے۔

فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثٰى يَعْنِيْ قَرْيَةً مِّنَ الْبَحْرَيْنِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجمعہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ وَفْدِ بَنِيْ حَنِيْفَةَ وَحَدِيْثِ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ.

باب ہے بیان میں ایلچیوں بنی حنیفہ کے اور حدیث ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کی۔

فائدہ: بنی حنیفہ ایک قبیلہ ہے بڑا مشہور ان کی جگہ ہے یمامہ میں درمیان مکے اور یمن کے اور بنی حنیفہ کے ایلچی نویں سال آئے تھے جیسا کہ ذکر کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ وہ سترہ مرد تھے ان میں مسیلمہ کذاب بھی تھا اور بہر حال ثمامہ پس وہ فضلاء صحابہ سے ہے اور اس کا قصہ بنی حنیفہ کے ایلچی سے کچھ زمانہ پہلے ہے اس واسطے کہ قصہ اس کا صریح ہے کہ وہ فتح مکہ سے پہلے تھا اور شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصہ کو اس جگہ ذکر کر دیا ہے۔ (فتح)

٤٠٢٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَآءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِيْ خَيْرٌ يَّا مُحَمَّدُ إِنْ تَقْتُلْنِيْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَّإِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ وَّإِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتُرِكَ حَتّٰى كَانَ الْغَدُ ثُمَّ قَالَ لَهُ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ قَالَ مَا قُلْتُ لَكَ إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ فَتَرَكَهُ حَتّٰى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِيْ مَا

۴۰۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کے ملک کی طرف لشکر بھیجا سو وہ بنی حنیفہ کے ایک مرد کو جس کا نام ثمامہ تھا پکڑ لائے اور اس کو مسجد کے ایک ستون میں باندھ دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے سو فرمایا کہ اے ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا میرے نزدیک خیر ہے اے محمد! اگر تو نے مجھ کو مار ڈالا تو اپنے خونی دشمن کو مارا یعنی میری قوم آپ سے میرے خون کا بدلا لے گی اور اگر احسان کر کے چھوڑ دو گے تو شکر گزار مرد کو چھوڑو گے یعنی میں احسان کا بدلہ ادا کروں گا اور اگر تو مال چاہتا ہے تو جو تیرا جی چاہتا ہے مانگ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اگلا دن یعنی دوسرا دن ہوا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اے ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس وہ ہے جو میں نے تجھ سے کہا کہ اگر تم احسان کرو گے تو شکر گزار پر احسان کرو گے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اگلے سے اگلا یعنی تیسرا دن ہوا سو فرمایا کہ اے

قُلْتُ لَكَ فَقَالَ أَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ إِلٰى نَخْلٍ قَرِيْبٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ يَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ مَا كَانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَّجْهِكَ فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوْهِ إِلَيَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ دِيْنٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِيْنِكَ فَأَصْبَحَ دِيْنُكَ أَحَبَّ الدِّيْنِ إِلَيَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَيَّ وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذَتْنِيْ وَأَنَا أُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَمَاذَا تَرٰى فَبَشَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَهٗ أَنْ يَّعْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهٗ قَائِلٌ صَبَوْتَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا وَاللّٰهِ لَا يَأْتِيْكُمْ مِّنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتّٰى يَأْذَنَ فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس وہی ہے جو میں نے آپ سے کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو یعنی قید سے خلاص کر دو سو ثمامہ کھجور کے درختوں میں گیا جو مسجد کے نزدیک تھے اور نہا کر مسجد میں آیا سو کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اے محمد! قسم ہے اللہ کی روئے زمین پر میرے نزدیک تجھ سے زیادہ کوئی دشمن نہ تھا سو البتہ تو میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ پیارا ہو گیا اور قسم ہے اللہ کی میرے نزدیک تیرے دین سے کوئی دین زیادہ تر برا نہ تھا سو اب تیرا دین میرے نزدیک سب دینوں سے پیارا ہو گیا قسم ہے اللہ کی تیرا شہر میرے نزدیک سب شہروں سے برا تھا سو اب تیرا شہر میرے نزدیک سب شہروں سے پیارا ہو گیا اور بیشک آپ کے لشکر نے مجھ کو پکڑا اور میں عمرے کا ارادہ کر کے چلا تھا اب مجھ کو کیا حکم ہے؟ سو حضرت ﷺ نے اس کو بشارت دی اور عمرہ کرنے کو فرمایا پھر جب مکے میں عمرہ کرنے کے واسطے گیا تو کسی کہنے والے نے اس سے کہا کہ تو بے دین ہوا کہا نہیں بلکہ میں محمد رسول اللہ کے ساتھ مسلمان ہوا اور قسم ہے اللہ کی کہ یمامہ سے تمہارے پاس گندم کا ایک دانہ نہ آئے گا یہاں تک کہ حضرت ﷺ اس کی اجازت دیں۔

فائدہ: یہ جو کہا تیرے پاس کیا ہے؟ تو احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ کیا گمان ہے تیرا مجھ پر کہ میں تیرے ساتھ کیا معاملہ کروں گا تو اس نے جواب دیا کہ میرا گمان آپ کے حق میں نیک ہے کہ آپ میرے ساتھ بھلا کریں گے اس واسطے کہ آپ ظالموں سے نہیں بلکہ معاف اور احسان کرنے والوں سے ہیں اور یہ جو کہا کہ اگر تو مجھ کو مار ڈالے گا تو اپنے خونی دشمن کو مارے گا تو احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ذمہ خون ہے اس نے کسی مسلمان کو لڑائی میں مارا ہے پس نہیں ملامت تجھ پر میرے مار ڈالنے میں اور یہ سب تفصیل ہے واسطے قول اس کے کہ میرے

نزدیک خیر ہے اور یہ جو فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو تو ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ فرمایا اے ثمامہ میں نے تجھ کو معاف کیا اور تجھ کو آزاد کیا اور زیادہ کیا ہے ابن اسحاق نے اپنی روایت میں کہ جب ثمامہ قید میں تھا تو جمع کیا واسطے اس کے اصحاب نے جو حضرت ﷺ کے گھر میں تھا کھانے سے اور دودھ سے تو اس سے ثمامہ کی کچھ بھوک دور ہوئی پھر جب مسلمان ہوا تو اس کے پاس کھانا لائے سو اس نے اس میں سے بہت تھوڑا سا کھایا اصحاب نے تعجب کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے اور ایماندار ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو بشارت دی یعنی ساتھ بہتری دنیا اور آخرت کے یا اس کو بہشت کی بشارت دی یا اس کو اس کے گناہ کے مٹ جانے کی بشارت دی اور یہ جو کہا کہ جب مکے میں گیا تو زیادہ کیا ہے ہشام نے کہا مجھ کو خبر پہنچی کہ وہ عمرہ کے واسطے نکلا یہاں تک کہ جب مکے میں پہنچا تو اس نے لبیک کہی سو پہلے پہل وہی لبیک کہتا مکے میں داخل ہوا سو قریش نے اس کو پکڑا اور کہا کہ تو نے ہم پر بڑی جرأت کی اور انہوں نے چاہا کہ اس کو مار ڈالیں تو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو اس واسطے کہ تم محتاج ہو یمامہ سے اناج کی طرف سو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور یہ جو کہا کہ نہیں بلکہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ مسلمان ہوا تو گویا کہ اس نے کہا کہ میں دین سے نہیں نکلا اس واسطے کہ بت پرستی کوئی دین نہیں سو جب میں نے اس کو چھوڑا تو میں دین سے نہ نکلا ہوں گا بلکہ نیا پیدا کیا ہے میں نے دین اسلام کو اور یہ جو کہا کہ مسلمان ہوا میں ساتھ محمد ﷺ کے یعنی موافقت کی میں نے حضرت ﷺ سے آپ کے دین پر سو ہم دونوں دین میں ساتھی ہوئے میں ابتداء سے اور حضرت ﷺ ہمیشہ سے اور یہ جو کہا **ولا واللہ** تو اس میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ قسم ہے اللہ کی نہ میں تمہارے دین کی طرف پھروں گا اور نہ میں تمہارے ساتھ نرمی کروں گا کہ تمہارے پاس یمامہ سے اناج آئے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر یمامہ کی طرف نکلا اور ان کو منع کیا کہ مکے کی طرف کوئی چیز اٹھا کر نہ لے جانا قریش نے حضرت ﷺ کو لکھا کہ آپ برادری سے سلوک کرنے کا حکم کرتے ہیں تو حضرت ﷺ نے ثمامہ کی طرف لکھا کہ ان کی طرف اناج جانے دے اور ثمامہ کے قصے میں کئی فائدے ہیں جائز ہے باندھنا کافر کا مسجد میں اور احسان کرنا قیدی کافر پر اور تعظیم امر عفو کی برا کرنے والے سے اس واسطے کہ ثمامہ نے قسم کھائی کہ حضرت ﷺ کی دشمنی ایک گھڑی میں پلٹ کر محبت ہوگئی جب کہ حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ نیکی کی معاف کرنے اور احسان کرنے سے بغیر عوض کے اور اس میں نہانا ہے نزدیک مسلمان ہونے کے اور یہ کہ احسان دشمنی کو دور کر ڈالتا ہے اور محبت کو جماتا ہے اور یہ کہ کافر جب کسی نیک کام کا ارادہ کرے پھر مسلمان ہو جائے تو اس کے واسطے مشروع ہے کہ اس نیک عمل میں بدستور گزرے اور اس میں مہربانی کرنا ہے ساتھ اس شخص کے کہ اس کے اسلام کی امید ہو قیدیوں سے جب کہ اس میں اسلام کے واسطے کوئی مصلحت ہو خاص کر وہ شخص کہ اس کے اسلام پر اس کی قوم سے بہت لوگ اس کی پیروی کریں اور اس میں بھیجنا چھوٹے لشکر کا طرف شہروں کفار کی اور قید کرنا اس

شخص کا جوان میں سے پکڑا جائے اور اختیار بعد اس کے اس کے قتل کرنے میں یا اس کے زندہ رکھنے میں۔

۴۰۲۵ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ إِنْ جَعَلَ لِيْ مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهٖ تَبِعْتُهٗ وَقَدِمَهَا فِيْ بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِّنْ قَوْمِهٖ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَّفِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيْدٍ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مُسَيْلِمَةَ فِيْ أَصْحَابِهٖ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتَنِيْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللّٰهِ فِيْكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ وَإِنِّيْ لَأَرَاكَ الَّذِيْ أُرِيْتُ فِيْهِ مَا رَأَيْتُ وَهٰذَا ثَابِتٌ يُّجِيْبُكَ عَنِّيْ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ أُرَى الَّذِيْ أُرِيْتُ فِيْهِ مَا أُرِيْتُ فَأَخْبَرَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَأَهَمَّنِيْ شَأْنُهُمَا فَأُوْحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِيْ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ.

۴۰۲۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسیلمہ کذاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت اپنی قوم کے بہت آدمی ساتھ لے کر مدینے میں آیا سو کہنے لگا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی موت کے بعد مجھ کو اپنی خلافت کا عہدہ دیں کہ میں ملک کا مالک بنوں تو میں ان کا تابعدار بنوں اور مسلمان ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے یعنی جس جگہ وہ اترا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی کا ٹکڑا تھا یہاں تک کہ مسیلمہ کے سر پر کھڑے ہوئے اس کے ساتھیوں میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو مجھ سے یہ کھجور کی چھڑی کا ٹکڑا مانگے گا تو اتنا بھی تجھ کو نہیں دوں گا اور اللہ کے حکم کو جو تیرے حق میں ٹھہر چکا ہے تو اس کو ہرگز نہ ہٹا سکے گا یعنی تجھ کو ہلاک کرے گا اور دونوں جہان میں رسوا کرے گا اور اگر تو اسلام سے پھرا تو اللہ تیری کونچیں کاٹیگا اور بیشک میں تجھ کو وہی جانتا ہوں جو مجھ کو خواب میں دکھلایا گیا اور یہ ثابت تجھ کو میری طرف سے جواب دے گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے پھرے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے پوچھا کہ بیشک میں تجھ کو وہی جانتا ہوں جو مجھ کو خواب میں دکھلایا گیا یعنی یہ کس حدیث کی طرف اشارہ ہے سو خبر دی مجھ کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے سو ان کے حال نے مجھ کو غم اور تشویش میں ڈالا یعنی اس واسطے کہ وہ عورتوں کا زیور ہے سو مجھ کو خواب میں حکم ہوا کہ ان کو پھونک مار سو میں نے ان کو پھونک ماری سو وہ اُڑ گئے سو تعبیر کی میں

نے ان دونوں کنگنوں کی ساتھ ان دو جھوٹوں کے کہ میرے بعد نکلیں گے ایک اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ کذاب۔

فائدہ: اور مستفاد ہوتا ہے اس قصے سے کہ امام المسلمین خود جائے طرف اس شخص کے جو ارادہ کرتا ہو اس کی ملاقات کا کفار سے جب کہ متعین ہو یہ طریق واسطے مصلحت مسلمین کے اور اس سے لی جاتی ہے استعانت امام کی ساتھ اہل بلاغت کے بیچ جواب اہل عناد کے اور مانند اس کی کے اور اس قصے میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دونوں کنگنوں کو پھونک ماری یہاں تک کہ وہ دونوں اُڑ گئے سو بہر حال اسود سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مارا گیا اور مسیلمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قائم رہا یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنی خلافت میں قتل کیا سو وہ اس کے مارنے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام ہوئے اور لیا جاتا ہے اس سے کہ کنگن اور تمام آلات انواع زیوروں کے جو لائق ہیں ساتھ عورتوں کے تعبیر کیے جاتے ہیں مردوں کے حق میں ساتھ اس چیز کے کہ ان کو رنج میں ڈالے اور باقی بحث اس کی کتاب التعبیر میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٤٠٢٦ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِخَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِي كَفِّي سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ فَأَوْحَى اللهُ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَاءَ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ.

۴۰۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ زمین کے خزانے میرے سامنے ہوئے سو سونے کے دو کنگن میری ہتھیلی میں رکھے گئے سو وہ مجھ پر بہت بھارے پڑے اور مجھ کو غم میں ڈالا تو مجھ کو حکم ہوا کہ ان کو پھونک مار میں نے ان کو پھونک ماری سو وہ جاتے رہے سو میں نے ان دونوں کنگنوں کی تعبیر کی ان دو بڑے جھوٹوں سے جن کے درمیان میں ہوں ایک صنعا والا اور دوسرا یمامہ والا۔

٤٠٢٧ ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ مَهْدِيَّ بْنَ مَيْمُونٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيَّ يَقُولُ كُنَّا نَعْبُدُ الْحَجَرَ فَإِذَا وَجَدْنَا حَجَرًا هُوَ أَخْيَرُ مِنْهُ أَلْقَيْنَاهُ وَأَخَذْنَا الْآخَرَ فَإِذَا لَمْ نَجِدْ حَجَرًا جَمَعْنَا جُثْوَةً مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ جِئْنَا بِالشَّاةِ فَحَلَبْنَاهُ

۴۰۲۷۔ حضرت ابو رجاء سے روایت ہے کہ ہم پتھروں کو پوجتے تھے سو جب ہم کوئی پتھر پاتے جو اس سے بہتر ہوتا تو پہلے کو پھینک دیتے اور دوسرے کو لے لیتے اور جب ہم کوئی پتھر نہ پاتے یعنی زیادہ سفید یا صاف تو مٹی کا ڈھیر جمع کرتے پھر ہم بکری لا کے اس پر دوہتے یعنی تاکہ پتھر کی نظیر ہو جائے پھر ہم اس کے گرد گھومتے پھر جب رجب کا مہینہ داخل ہوتا تو

عَلَيْهِ ثُمَّ طُفْنَا بِهٖ فَإِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَجَبٍ قُلْنَا مُنَصِّلُ الْأَسِنَّةِ فَلَا نَدَعُ رُمْحًا فِيْهِ حَدِيْدَةٌ وَّلَا سَهْمًا فِيْهِ حَدِيْدَةٌ إِلَّا نَزَعْنَاهُ وَأَلْقَيْنَاهُ شَهْرَ رَجَبٍ وَّسَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ يَقُوْلُ كُنْتُ يَوْمَ بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا أَرْعَى الْإِبِلَ عَلٰى أَهْلِيْ فَلَمَّا سَمِعْنَا بِخُرُوْجِهٖ فَرَرْنَا إِلَى النَّارِ إِلٰى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ.

ہم کہتے کہ کھینچنے والا ہے پھلوں (ہتھیاروں) کا یعنی سو نہ ہم کسی نیزے میں لوہا چھوڑتے اور نہ کسی تیر میں لوہا چھوڑتے مگر کہ اس کو اس سے کھینچ ڈالتے سو اس کو پھینک دیتے رجب کا مہینہ مہدی کہتا ہے میں نے ابو رجاء سے سنا کہتا تھا کہ جب حضرت ﷺ مبعوث ہوئے میں اس وقت لڑکا تھا اپنے گھر والوں کے اونٹ چراتا تھا سو جب ہم نے حضرت ﷺ کا نکلنا سنا تو ہم آگ کی طرف بھاگے یعنی مسیلمہ کذاب کی طرف۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ کھینچے والا پھلوں کا تو تفسیر کی ہے اس کی ساتھ کھینچنے لوہے کے ہتھیاروں سے واسطے سبب حرمت مہینے رجب کے یہ اشارہ ہے طرف چھوڑنے ان کے کی لڑائی کو اس واسطے کہ وہ کھینچتے تھے لوہے کو ہتھیاروں سے حرام کے مہینے میں اور ابو رجاء سے روایت ہے کہ کفر کے وقت میں دستور تھا کہ جب حرام کے مہینے آتے تھے تو نیزوں کے پھل اتار ڈالتے تھے لڑائی موقوف ہوتی تھی کوئی کسی کو کچھ نہ کہتا تھا اور یہ جو کہا کہ جب حضرت ﷺ مبعوث ہوئے تو ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ اس قول کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا حال ان کے نزدیک مشہور ہوا اور مراد اس کی ساتھ نکلنے حضرت ﷺ کے یہ ہے کہ غالب ہوئے اپنی قوم قریش پر ساتھ فتح مکہ کے اور نہیں مراد ہے ابتدا ظاہر ہونے آپ کے کا ساتھ نبوت کے اور نہ نکلنا آپ کا مکے سے مدینے کی طرف واسطے دراز ہونے مدت کے درمیان اس کے اور درمیان خروج مسیلمہ کے اور دلالت کرتا ہے قصہ کہ ابو رجاء نے بھی مسیلمہ کی بیعت کی تھی ساتھ ان لوگوں کے جنہوں نے اس کی قوم سے مسیلمہ کی بیعت کی اور اس کا سبب یہ تھا کہ بنی تمیم کی قوم مین ایک عورت تھی اس کا نام سجاح تھا اس نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا اور اس کی قوم سے ایک جماعت اس کے تابع ہوئی پھر اس عورت کو مسیلمہ کا حال پہنچا کہ وہ بھی پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے سو مسیلمہ نے اس کو مکر اور حیلے سے بہلایا یہاں تک کہ اس سے نکاح کیا اور اس عورت کی قوم اور مسیلمہ کی قوم سب مسیلمہ کی فرماں برداری پر جمع ہوئے اور سب نے اس کا حکم مانا۔ (فتح)

بَابُ قِصَّةِ الْأَسْوَدِ الْعَنْسِيِّ.

باب ہے بیان میں قصے اسود عنسی کے۔

٤٠٢٨ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ نَشِيْطٍ وَّكَانَ فِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ اسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ

۴۰۲۸۔ حضرت عبیداللہ سے روایت ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ مسیلمہ کذاب مدینے میں آیا سو وہ حارث کی بیٹی کے گھر میں اترا اور اس کے نکاح میں حارث کی بیٹی تھی یعنی اپنی عورت کے گھر میں اترا اور وہ ماں ہے عبداللہ بن عامر کی اسی وجہ سے

بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ بَلَغَنَا أَنَّ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَنَزَلَ فِيْ دَارِ بِنْتِ الْحَارِثِ وَكَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ كُرَيْزٍ وَهِيَ أُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ فَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَهُوَ الَّذِيْ يُقَالُ لَهُ خَطِيْبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضِيْبٌ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَكَلَّمَهُ فَقَالَ لَهُ مُسَيْلِمَةُ إِنْ شِئْتَ خَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْأَمْرِ ثُمَّ جَعَلْتَهُ لَنَا بَعْدَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَأَلْتَنِيْ هٰذَا الْقَضِيْبَ مَا أَعْطَيْتُكَهُ وَإِنِّيْ لَأَرَاكَ الَّذِيْ أُرِيْتُ فِيْهِ مَا أُرِيْتُ وَهٰذَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ وَسَيُجِيْبُكَ عَنِّيْ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ ذَكَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُكِرَ لِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيْتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفُظِعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا فَأُذِنَ لِيْ فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ الَّذِيْ قَتَلَهُ فَيْرُوْزُ بِالْيَمَنِ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ.

مسیلمہ اس کے پاس اترا کہ وہ اس کی عورت تھی سو حضرت ﷺ اس کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ تھے اور وہ وہی ہے جس کو لوگ حضرت ﷺ کا خطیب کہتے تھے اور حضرت ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی تھی سو حضرت ﷺ اس کے سر پر کھڑے ہوئے اور اس سے کلام کیا تو مسیلمہ نے آپ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہاری پیغمبری کو مان لیتا ہوں کہ اپنی زندگی میں تم ملک کے مالک رہو پھر اپنے مرنے کے بعد خلافت کا عہدہ ہمارے واسطے ٹھہراؤ تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر تو مجھ سے یہ کھجور کی چھڑی مانگے گا تو یہ بھی تجھ کو نہ دوں گا اور بیشک میں تجھ کو وہی جانتا ہوں جو مجھ کو خواب میں دکھلایا گیا اور یہ ثابت تجھ کو میری طرف سے جواب دے گا سو حضرت ﷺ پھرے' کہا عبیداللہ نے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت ﷺ کی خواب پوچھی کہ وہ کون سی ہے جس کا حضرت ﷺ نے ذکر کیا؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ کسی نے یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرے واسطے ذکر کیا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ مجھ کو دکھلایا گیا کہ سونے کے دو کنگن میرے دونوں ہاتھوں میں ڈالے گئے سو وہ مجھ پر بہت بھاری پڑے اور میں نے ان کو برا جانا سو مجھ کو حکم ہوا تو میں نے ان کو پھونک ماری سو وہ دونوں اُڑ گئے سو تعبیر کی میں نے ان کنگنوں کی دو بڑے جھوٹوں سے کہ نکلیں گے عبیداللہ نے کہا کہ دونوں میں سے ایک اسود عنسی ہے جس کو فیروز نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ پھر اپنے پیچھے خلافت کا عہدہ ہم کو دو تو یہ مخالف ہے واسطے اس چیز کے جس کو ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ مسیلمہ نے شرکت کا دعویٰ کیا یعنی کہا کہ ہم اور تم دونوں نبوت میں شریک ہوئے لیکن یہ محمول ہوگا اس پر کہ دعویٰ کیا اس نے اس کا اس کے بعد کہ اپنے ملک کو پلٹ گیا اور مسیلمہ کا قصہ تو پہلے گزر چکا ہے اور بہر حال عنسی اور فیروز پس قصہ اس کا یہ ہے کہ اسود عنسی اور اس کا نام عبہلہ بن کعب ہے اور اس کو ذوالخمار بھی کہا جاتا تھا اس واسطے کہ وہ اپنے منہ کو ڈھانکتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے شیطان کا نام ہے اور اسود عنسی صنعاء میں نکلا تھا اور اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں پیغمبر ہوں اور غالب ہوا اوپر حاکم صنعاء کے یعنی مہاجر بن ابی امیہ کے اور کہتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ گزرا سو جب اس کے برابر آیا تو اس کے گدھے کا پاؤں الجھا گدھا گر پڑا تو اسود نے دعویٰ کیا کہ گدھے نے اس کو سجدہ کیا اور نہ کھڑا ہوا گدھا یہاں تک کہ اس نے اس کو کچھ چیز کان میں کہی سو وہ کھڑا ہوا اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نعمان بن بزرج سے روایت کی ہے کہ اسود کذاب نکلا اور وہ قبیلہ بنی عنس سے ہے اور اس کے ساتھ دو شیطان تھے ایک کا نام سحیق تھا اور دوسرے کا نام شقیق تھا اور تھے وہ دونوں خبر دیتے اس کو ساتھ ہر چیز کے کہ بیان کرتا لوگوں کے حالات سے اور باذان حضرت ﷺ کی طرف سے صنعاء میں حاکم تھا سو وہ مر گیا اور اسود کے شیطان نے آ کر اس کو خبر دی کہ صنعاء کا حاکم مر گیا تو اسود اپنی قوم کے ساتھ صنعاء کی طرف نکلا اور اس نے باذان کی عورت سے نکاح کیا پس ذکر کیا قصہ بیچ وعدہ کرنے اس عورت کے دادویہ اور فیروز وغیرہ کے ساتھ یعنی پوشیدہ طور پر ان سے وعدہ کیا کہ تم رات کو آ جانا یہاں تک کہ وہ اسود پر رات کو داخل ہوئے اور باذان کی عورت نے اس کو خالص شراب پلائی یہاں تک کہ مست ہو گیا اور اس کے دروازے پر ہزار چوکیدار تھا تو فیروز اور اس کے ساتھیوں نے دیوار میں نقب زنی کی یہاں تک کہ اندر گھسے سو فیروز نے اس کو قتل کیا اور اس کا سر کاٹ ڈالا اور نکالا عورت کو اور جو چاہا اسباب گھر کے سے اور مدینے میں خبر بھیجی سو حضرت ﷺ کے وقت یہ خبر مدینے میں پہنچی اور کہا عروہ نے کہ حضرت ﷺ کے انتقال سے ایک دن رات پہلے اسود مارا گیا تھا حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا آپ ﷺ نے اسی دن اصحاب کو خبر دی پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس خبر آئی۔ (فتح)

بَابُ قِصَّةِ أَهْلِ نَجْرَانَ. باب ہے بیان میں قصے اہل نجران کے۔

فائدہ: نجران ایک شہر ہے بڑا سات منزل مکے سے یمن کی طرف شامل ہے تہتر گاؤں پر ایک دن کی راہ ہے واسطے سوار جلد چلنے والے کے اسی طرح ہے بیچ زیادات یونس بن بکیر کے اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس ایلچی بن کے آئے مکے میں اور وہ اس وقت بیس مرد تھے لیکن دوہرایا ہے اس نے ذکر ان کا مدینے کے ایلچیوں میں سو شاید وہ دوبار آئے ہوں گے اور کہا ابن سعد نے کہ حضرت ﷺ نے ان کی طرف لکھا سو ان کے ایلچی نکلے چودہ مردوں میں ان کے رئیسوں سے۔ (فتح)

٤٠٢٩ - حَدَّثَنِيْ عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ جَآءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدَانِ أَنْ يُّلَاعِنَاهُ قَالَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ لَا تَفْعَلْ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَاعَنَّا لَا نُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا قَالَا إِنَّا نُعْطِيْكَ مَا سَأَلْتَنَا وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا أَمِيْنًا وَّلَا تَبْعَثْ مَعَنَا إِلَّا أَمِيْنًا فَقَالَ لَأَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلًا أَمِيْنًا حَقَّ أَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهٗ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَلَمَّا قَامَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا أَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ.

۴۰۲۹۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عاقب اور سید نجران والے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اس ارادے پر کہ آپ سے مباہلہ کریں سو ایک نے یعنی سید نے اپنے ساتھی سے کہا کہ مباہلہ نہ کر سو قسم ہے اللہ کی کہ اگر وہ پیغمبر ہوا اور ہم نے اس سے مباہلہ کیا تو نہ بھلا ہوگا ہمارا اور نہ ہماری اولاد کا ہمارے پیچھے ان دونوں نے کہا کہ ہم آپ کو دیتے ہیں جو آپ نے ہم سے مانگا اور آپ کسی امانت دار مرد کو ہمارے ساتھ بھیجیں اور نہ بھیجیں ہمارے ساتھ مگر کسی امانت دار کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ بھیجوں گا تمہارے ساتھ امانت دار مرد کو کہ سچ مچ امانت دار ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اس کے واسطے جھانکا یعنی ہر ایک نے تمنا کی یہ دولت اس کو نصیب ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھ کھڑا ہو اے ابو عبیدہ! سو جب وہ کھڑا ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہے معتمد امانت دار اس امت کا۔

فائدہ: لیکن سید پس نام اس کا ایہم تھا اور اس کو شرحبیل بھی کہا جاتا ہے اور وہ ان کا رئیس تھا اور ان کی مجلسوں کا صاحب اور عاقب کا نام عبدالمسیح تھا اور وہ ان کا مشورہ کرنے والا تھا اور ان کے ساتھ ابوالحارث بھی تھا اور وہ ان کا عالم اور مدرس تھا کہا ابن سعد نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کی طرف بلایا اور اُن پر قرآن پڑھا وہ مسلمان نہ ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم نہیں مانتے جو میں کہتا ہوں تو آؤ مباہلہ کریں سو وہ پلٹ گئے اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ سورۂ آل عمران کی اسی آیتیں اس میں اتریں اشارہ کیا اس آیت کی طرف ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ﴾ الآیۃ اور یہ جو کہا کہ ہمارا بھلا نہ ہوگا الخ تو ابن ابی شیبہ کے نزدیک ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتہ میرے پاس اہل نجران کے ہلاک ہونے کی خوشخبری لایا اگر مباہلہ کریں اور جب صبح کو تشریف لے گئے تو حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مباہلہ کے واسطے اپنے ساتھ لیا اور یہ جو کہا کہ ہم آپ کو دیتے ہیں جو آپ نے ہم سے مانگا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی ان سے دو ہزار جوڑے پر ایک ہزار رجب کے مہینے میں اور ایک ہزار صفر کے مہینے میں اور ہر جوڑے کے ساتھ ایک اوقیہ اور ذکر کیا ہے ابن

سعد نے کہ جب وہ پھر کر نجران میں پہنچے تو دونوں مسلمان ہو گئے اور نجران والوں کے قصے میں کئی فائدے ہیں یہ کہ اقرار کافر کا ساتھ پیغمبری کے نہیں داخل کرتا اس کو اسلام میں یہاں تک کہ احکام اسلام کو لازم پکڑے اور یہ کہ جائز ہے جھگڑنا اہل کتاب سے یعنی یہود ونصاریٰ سے اور کبھی واجب ہوتا ہے جب کہ متعین ہو مصلحت اس کی اور یہ کہ مشروع اور جائز ہے مباہلہ کرنا مخالف سے جب کہ اڑ رہے بعد ظاہر ہونے حجت کے اور تحقیق بلایا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی طرف یعنی کسی سے مباہلہ کرنے کو پھر اسی طرح اوزاعی نے بھی کسی کو مباہلہ کی طرف بلایا اور واقع ہوا ہے یہ واسطے ایک جماعت علماء کے اور جو تجربہ کرنے سے معلوم ہوا ہے یہ ہے کہ جو مباہلہ کرے اور حالانکہ جھوٹا ہو تو مباہلہ کے دن سے ایک سال پورا اس پر نہیں گزرتا کہ وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور واقع ہوا یہ واسطے میرے ساتھ ایک شخص کے کہ تھا تعصب کرتا واسطے بعض ملحدوں کے سو وہ اس کے بعد دو مہینوں سے زیادہ نہ ٹھہرا اور اس میں صلح کرنی ہے ذمی کافروں سے اس چیز پر کہ ارادہ کرے امام تقسیم مال کے سے اور جاری ہوتا ہے یہ اوپر ان کے بجائے مقرر کرنے جزیہ کے اس واسطے کہ ہر ایک دونوں میں سے مال ہے جو لیا جاتا ہے کفار سے بطور ذلت کے برس میں اور اس حدیث میں بھیجنا امام کا ہے مرد عالم امانت دار کو طرف اہل صلح کی بیچ مصلحت اسلام کے اور اس میں فضیلت ظاہر ہے واسطے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے۔

۴۰۳۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ أَهْلُ نَجْرَانَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا ابْعَثْ لَنَا رَجُلًا أَمِينًا فَقَالَ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهُ النَّاسُ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ.

۴۰۳۰۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجران والے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے کہا یعنی بعد انکار کرنے کے مباہلہ سے کہ ہمارے ساتھ کسی مرد امانت دار کو بھیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں بھیجوں گا تمہاری طرف مرد امانت دار کو کہ سچ مچ امانت دار ہے تو لوگوں نے اس کے واسطے جھانکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

۴۰۳۱ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ.

۴۰۳۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک امت کا ایک معتمد امانت دار ہے اور اس امت میں معتمد امانت دار ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے۔

فائدہ: وارد کیا ہے بخاری نے اس حدیث کے بعد اس کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ اس کا سبب وہ

حدیث ہے جو اس سے پہلے ہے۔

بَابُ قِصَّةِ عُمَانَ وَالْبَحْرَيْنِ. باب ہے بیان میں قصے عمان اور بحرین کے۔

فائدہ: عمان ایک شہر کا نام ہے یمن میں اور بحرین عبدالقیس کا شہر ہے اور کہا شاطبی نے کہ عمان یمن میں ہے نام رکھا گیا ہے ساتھ عمان بن سبا کے منسوب ہے اس کی طرف حلبندی رئیس اہل عمان کا ذکر کیا ہے وثیمہ نے کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اس کے پاس گیا حلبندی نے اس کی تصدیق کی اور اس کے ہاتھ پر ایمان لایا اور بعض کہتے ہیں کہ جو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے وہ حلبندی کے دو بیٹے تھے عیاذ اور جیفر اور تھا یہ خیبر کے بعد ذکر کیا ہے اس کو ابوعمرو نے اور روایت کی ہے طبرانی نے مسور کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایلچی بادشاہوں کی طرف بھیجے پس ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ بھیجا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو طرف عیاذ اور جیفر کے جو دونوں حلبندی کے بیٹے ہیں جو عمان کا بادشاہ تھا اور اس میں ہے کہ وہ سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے پلٹ آئے مگر عمرو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور عمرو بحرین میں تھا اور اس میں اشعار ہے ساتھ قریب ہونے عمان کے بحرین سے اور ساتھ قریب ہونے بھیجنے ایلچیوں کے بادشاہوں کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے سو شاید تھا وہ جنگ حنین کے بعد پس تصحیف کیا گیا اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتھ ترجمہ کے اس حدیث کی طرف یعنی حدیث طبرانی کی واسطے قول اس کے باب کی حدیث میں پس نہ آیا مال بحرین کا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور روایت کی ہے احمد نے ابوالولید کے طریق سے کہ ہم میں سے ایک مرد نکلا جس کو بیرح بن اسد کہا جاتا تھا سو عمرو نے اس کو دیکھا سو کہا کہ تو کن لوگوں سے ہے اس نے کہا عمان والوں سے وہ اس کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ اس زمین سے ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ البتہ میں ایک زمین جانتا ہوں کہ اس کو عمان کہا جاتا ہے اس کی ایک طرف سمندر بہتا ہے اگر ان کے پاس میرا ایلچی آتا تو نہ اس کو تیر مارتے اور نہ پتھر۔ (فتح)

٤٠٣٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثَلَاثًا فَلَمْ يَقْدَمْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمَ عَلٰى

۴۰۳۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح اور اس طرح اور اس طرح یعنی چلو بھر بھر کے تین بار دوں گا سو بحرین کے ملک سے مال نہ آیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے سو جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس مال آیا تو انہوں نے پکارنے والے کو حکم دیا سو اس نے پکارا کہ جس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَبِي بَكْرٍ أَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنِيْ قَالَ جَابِرٌ فَجِئْتُ أَبَا بَكْرٍ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثَلَاثًا قَالَ فَأَعْطَانِيْ قَالَ جَابِرٌ فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ فَسَأَلْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِيْ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِيْ ثُمَّ أَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ فَلَمْ يُعْطِنِيْ فَقُلْتُ لَهُ قَدْ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِيْ ثُمَّ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِيْ ثُمَّ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِيْ فَإِمَّا أَنْ تُعْطِيَنِيْ وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّيْ فَقَالَ أَقُلْتَ تَبْخَلُ عَنِّيْ وَأَيُّ دَآءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ قَالَهَا ثَلَاثًا مَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَّرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُعْطِيَكَ وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جِئْتُهُ فَقَالَ لِيْ أَبُوْ بَكْرٍ عُدَّهَا فَعَدَدْتُهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَ مِائَةٍ فَقَالَ خُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ.

پر قرض ہو یا جس سے حضرت ﷺ نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو تو چاہیے کہ میرے پاس آ کر ظاہر کرے، جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سو میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے ان کو خبر دی کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر بحرین کے ملک سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح اور اس طرح تین بار جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو دیا یعنی موافق وعدے کے تین بار چلو بھر بھر کر دیا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو اس کے بعد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے ان سے مال مانگا سو انہوں نے مجھ کو کچھ نہ دیا پھر میں دوسری بار ان کے پاس آیا سو انہوں نے پھر بھی مجھ کو کچھ نہ دیا پھر میں تیسری بار ان کے پاس آیا سو انہوں نے مجھ کو پھر بھی کچھ نہ دیا تو میں نے کہا کہ میں نے تمہارے پاس تین بار آ کر مال مانگا سو تم نے مجھ کو کچھ نہیں دیا سو یا تو مجھ کو کچھ دو اور یا تم مجھ سے بخل کرتے ہو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو نے کہا کہ تو مجھ سے بخل کرتا ہے اور کون بیماری زیادہ تر ہلاک کرنے والی ہے بخل سے یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تین بار فرمایا نہیں منع کیا میں نے عطا کو تجھ سے کسی بار مگر کہ میں چاہتا تھا کہ تجھ کو دوں یعنی میرا نہ دینا بخل کے سبب سے نہ تھا لیکن میں تجھ کو خمس سے دیتا ہوں کہ وہ میرا حق ہے اور عمرو سے روایت ہے اس نے روایت کی محمد بن علی سے کہا سنا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے کہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ دونوں ہاتھ بھر کر درہموں کو گن میں نے ان کو گنا سو میں نے ان کو پانچ سو پایا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اتنے دو بار اور گن لے یعنی ہزار درہم۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کفالہ اور خمس وغیرہ میں گزر چکی ہے۔ (فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پانچواں حصہ

اللہ اور رسول ﷺ کا حضرت ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے خلیفہ کا حق ہے۔

بَابُ قُدُوْمِ الْأَشْعَرِيِّيْنَ وَأَهْلِ الْيَمَنِ.

باب ہے بیان میں آنے اشعریوں کے اور یمن والوں کے۔

فائدہ: یہ عطف عام کا ہے خاص پر اس واسطے کہ اشعری لوگ بھی یمن والوں میں سے ہیں اور اس کے باوجود ظاہر ہوا واسطے میرے یہ کہ بیچ مراد کے ساتھ اہل یمن کے اور خصوصیت ہے اور وہ چیز وہ ہے کہ ذکر کروں گا میں اس کو قصے زید بن نافع حمیری کے سے کہ وہ حمیر کے چند آدمیوں میں ایلچی بن کے آیا اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمْ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُمْ.

اور کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہ وہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔

فائدہ: یہ حدیث کا ٹکڑا ہے اس کا اول یہ ہے کہ اشعری لوگ جب لڑائی میں محتاج ہوتے ہیں تو جو ان کے پاس ہوتا ہے اس کو جمع کرتے ہیں پھر آپس میں برابر بانٹتے ہیں سو وہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں اور یہ حدیث شرکت میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح بھی اسی جگہ گزر چکی ہے اور مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ وہ لوگ میرے ہیں مبالغہ ہے بیچ متصل ہونے طریق ان کے اور اتفاق کرنے ان کے اوپر اطاعت کے۔ (فتح)

٤٠٣٣ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَّا نُرَى ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَّأُمَّهٗ إِلَّا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ مِنْ كَثْرَةِ دُخُوْلِهِمْ وَلُزُوْمِهِمْ لَهٗ.

۴۰۳۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے یعنی حضرت ﷺ کے پاس نہ دیکھتے تھے ہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اور اس کی ماں کو مگر حضرت ﷺ کے گھر والوں سے بہت داخل ہونے ان کے سے اور لازم پکڑنے ان کے سے حضرت ﷺ کو۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

تنبیہ: تھا آنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا پاس حضرت ﷺ کے نزدیک فتح خیبر کے جب کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس کے میں آئے ہجرت سے پہلے پھر انھوں نے حبش کے ملک کی طرف ہجرت کی پہلی بار پھر دوسری بار جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے اور صحیح یہ ہے کہ وہ مدینے کے ارادے سے کشتی میں سوار ہوا سو آندھی نے ان کو حبش کے ملک میں ڈالا سو وہ اس جگہ جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اکٹھے ہوئے پھر ان کے ساتھ

حضرت ﷺ کے پاس آئے اور اسی بنا پر پس ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ تا کہ جمع کرے اس چیز کو کہ واقع ہوئی ہے اوپر شرط اس کی کے بعوث اور سرایا اور وفود سے اگرچہ ان کی تاریخ مختلف ہو اسی واسطے ذکر کیا ہے اس نے جنگ سیف البحر کا ساتھ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے اور وہ مدت فتح مکہ سے پہلے تھی اور میرا گمان تھا کہ قول اس کا واہل الیمن عطف عام کا ہے خاص پر پھر ظاہر ہوا میرے واسطے کہ اس علم کے واسطے بھی خصوصیت ہے اور یہ کہ مراد اس کے ساتھ بعض یمن والے ہیں نہ سارے اور وہ ایلچی حمیر کے ہیں کہ ایاس بن عمیر حمیری چند آدمیوں کے ساتھ ایلچی بن کے حضرت ﷺ کے پاس آیا سو انہوں نے کہا حضرت ﷺ سے کہ ہم آپ کے پاس دین سیکھنے کو آئے ہیں اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ترجمہ شامل ہے دو گروہ پر اور نہیں مراد ہے جمع ہونا ان کا ایلچی بن کے آنے میں اس واسطے کہ اشعریوں کا آنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا ساتویں سال میں وقت فتح ہونے خیبر کے اور حمیر کے ایلچیوں کا آنا نویں سال میں تھا اور وہ سال ایلچیوں کا ہے اور اسی واسطے جمع ہوئے ساتھ بنو تمیم کے۔ (فتح)

٤٠٣٤ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ أَبُوْ مُوْسٰى أَكْرَمَ هٰذَا الْحَيَّ مِنْ جَرْمٍ وَّإِنَّا لَجُلُوْسٌ عِنْدَهٗ وَهُوَ يَتَغَدّٰى دَجَاجًا وَّفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ فَدَعَاهُ إِلَى الْغَدَآءِ فَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُهٗ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَقَالَ هَلُمَّ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُهٗ فَقَالَ إِنِّيْ حَلَفْتُ لَا اٰكُلُهٗ فَقَالَ هَلُمَّ أُخْبِرْكَ عَنْ يَّمِيْنِكَ إِنَّا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَأَبٰى أَنْ يَّحْمِلَنَا فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ لَمْ يَلْبَثِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُتِيَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ فَلَمَّا قَبَضْنَاهَا قُلْنَا تَغَفَّلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ لَا نُفْلِحُ بَعْدَهَا أَبَدًا فَأَتَيْتُهٗ

۴۰۳۴۔ حضرت زہدم سے روایت ہے کہ جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سردار بن کر کوفہ میں آئے یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تو انہوں نے اس جرم کے قبیلے کی تعظیم کی (اور زہدم بھی جرم سے تھا) اور میں اس کے پاس بیٹھا تھا اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مرغ کا گوشت کھاتے تھے اور مجلس میں ایک شخص بیٹھا تھا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو کھانے کی طرف بلایا اس نے کہا کہ میں نے اس کو گندگی کھاتے دیکھا سو میں نے اس کو مکروہ جانا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اس کو کھاتے تھے اس نے کہا کہ بیشک میں نے قسم کھائی کہ اس کو نہ کھاؤں گا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا آ میں تجھ کو خبر دوں تیری قسم سے کہ کیا کرنا چاہیے اس کا بیان یوں ہے کہ ہم چند اشعری لوگ حضرت ﷺ کے پاس آئے سو ہم نے آپ سے جہاد کے واسطے سواری مانگی تو حضرت ﷺ نے قسم کھائی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے پھر حضرت ﷺ کو کچھ دیر نہ ہوئی کہ آپ کے پاس غنیمت کے اونٹ آئے سو حضرت ﷺ نے ہم کو پانچ اونٹ دینے کا حکم دیا جب ہم نے ان کو لے لیا تو ہم نے کہا

فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ لَّا تَحْمِلَنَا وَقَدْ حَمَلْتَنَا قَالَ أَجَلْ وَلٰكِنْ لَّا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهَا.

کہ ہم نے حضرت ﷺ کو آپ کی قسم یاد نہیں دلائی۔ اس کے بعد ہمارا کبھی بھلا نہ ہوگا سو میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا میں نے کہا یا حضرت! آپ نے ہم کو سواری نہ دینے کی قسم کھائی تھی اور پھر آپ نے ہم کو سواری دی ہے یعنی کیا آپ قسم کو بھول گئے؟ فرمایا ہاں میں نے قسم کھائی تھی اور میں بھولا نہیں لیکن میں نہیں قسم کھاتا کسی چیز پر پھر اس کے خیر کو اس سے بہتر جانوں مگر کہ کرتا ہوں اس چیز کو جو اس سے بہتر ہے یعنی اور کفارہ دے کر قسم کو توڑ ڈالتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث سے اس شخص کا جواب حاصل ہوا جس نے قسم کھائی تھی کہ میں مرغ کا گوشت نہیں کھاؤں گا اور اس حدیث کی شرح کتاب الاطعمہ میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

٤٠٣٥ - حَدَّثَنِىْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَخْرَةَ جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيُّ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ قَالَ جَآءَتْ بَنُوْ تَمِيْمٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبْشِرُوْا يَا بَنِىْ تَمِيْمٍ قَالُوْا أَمَّا إِذْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

۴۰۳۵۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم بنی تمیم کے لوگ حضرت ﷺ کے پاس آئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہشت کی بشارت لواے بنو تمیم! تو انہوں نے کہا کہ جب آپ نے ہم کو بشارت دی تو ہم کو کچھ مال بھی دو حضرت ﷺ کا چہرہ سرخ ہوا پھر چند لوگ یمن والوں سے آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بشارت کو قبول کرو جب کہ بنی تمیم نے اس کو قبول نہیں کیا انہوں نے کہا یا حضرت! ہم نے بشارت قبول کی۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب بدء الخلق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ یمن کے چند لوگ آئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبول کرو بشارت کو۔ (فتح)

٤٠٣٦ - حَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا

۴۰۳۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایمان ادھر ہے اور اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف

شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيْمَانُ هَا هُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْيَمَنِ وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ عِنْدَ أُصُوْلِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ.

اشارہ کیا اور بے رحمی اور سخت دلی اُن لوگوں میں ہے جو شور کرنے والے ہیں اونٹوں کی دم کے پاس جس جگہ سے شیطان کے دو سینگ نکلتے ہیں ربیعہ اور مضر کی قوم میں۔

فائدہ: مدینے سے مشرق کی طرف یہ دونوں قومیں رہتی تھیں نہایت سخت لوگ تھے اور مراد شیطان کے دونوں سینگوں سے اس کے سر کے دونوں طرف ہیں اس واسطے کہ وہ سورج کے چڑھنے کی جگہ کے مقابل کھڑا ہوتا ہے سو جب سورج چڑھتا ہے تو اس کے دو سینگوں میں ہوتا ہے۔

٤٠٣٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَّأَلْيَنُ قُلُوْبًا الْإِيْمَانُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ وَّالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْإِبِلِ وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۰۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس یمن والے آئے ہیں ان کے دل کے پردے پتلے ہیں اور ان کے دل نرم ہیں عمدہ ایمان یمن کا ہے اور حکمت بھی یمنی ہے اور بڑائی مارنا اور تکبر کرنا اونٹ والوں میں ہے اور غریبی اور چین بکری والوں میں ہے اور کہا سلیمان نے میں نے ذکوان سے سنا یعنی سلیمان کا سماع ذکوان سے ثابت ہے۔

٤٠٣٨ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيْمَانُ يَمَانٍ وَّالْفِتْنَةُ هَا هُنَا هَا هُنَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

۴۰۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمدہ ایمان یمن کا ہے اور فتنہ و فساد ادھر سے ہے یعنی مشرق کی طرف سے اور ادھر سے شیطان کا سینگ یعنی سر کا کنارہ نکلتا ہے۔

٤٠٣٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

۴۰۳۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ أَضْعَفُ قُلُوبًا وَّأَرَقُّ أَفْئِدَةً الْفِقْهُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ.

نے فرمایا کہ آئے تمہارے پاس یمن والے ان کے دل نرم ہیں اور ان کے دل کے پردے پتلے ہیں فقہ یمن کی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ آئے تمہارے پاس یمن والے تو یہ خطاب اصحاب کے واسطے ہے جو مدینے میں تھے اور یہ جو کہا کہ فتنہ وفساد ادھر سے ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے تو اس کی شرح فتن میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ اور باقی مطالب کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے اور میں نے وہاں اشارہ کر دیا ہے کہ قول حضرت ﷺ کا کہ تمہارے پاس یمن والے آئے رد کرتا ہے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مراد اس قول کے ساتھ اَلْإِيْمَانُ يَمَانٍ انصار لوگ ہیں اور بے شک ذکر کیا ہے ابن صلاح نے قول ابو عبید وغیرہ کا کہ معنی حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ ایمان یمن کا ہے یہ ہیں کہ ایمان کے پیدا ہونے کی جگہ مکے سے ہے اس واسطے کہ مکہ تہامہ سے ہے اور تہامہ یمن سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد مکہ اور مدینہ ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے یہ کلام تبوک میں فرمایا تھا سو یہ نسبت تبوک کے مدینہ یمن کی طرف ہے اور تیسرے معنی یہ ہیں کہ مراد ان کے ساتھ انصار ہیں اس واسطے کہ وہ یمنی ہیں اصل میں پس نسبت کیا گیا ایمان ان کی طرف واسطے ہونے ان کے انصار حضرت ﷺ کے اور کہا ابن صلاح نے اگر حدیث کے لفظوں میں غور کرتے تو اس تاویل کی طرف محتاج نہ ہوتے اس واسطے کہ قول حضرت ﷺ کا اتاکم اهل اليمن خطاب ہے واسطے لوگوں کے اور ان میں سے انصار لوگ ہیں پس متعین ہوا کہ جو لوگ آئے تھے وہ ان کے غیر ہیں کہا اور معنی حدیث کے صفت بیان کرنا ہے ان لوگوں کی جو آئے ساتھ قوت ایمان کے اور کمال اس کی کے اور نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اس کے پھر کہا کہ مراد وہ لوگ ہیں جو اس وقت موجود ہیں ان میں سے نہ کل یمن والے ہر زمانے میں انتہی۔ اور نہیں ہے کوئی مانع یہ کہ ہو مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے الايمان يمان وہ چیز کہ عام تر ہے اس معنی سے کہ ذکر کیا ہے اس کو ابن صلاح اور ابو عبید نے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ قول اس کا ایمان شامل ہے ہر شخص کو کہ منسوب ہے یمن کی طرف ساتھ بستی کے اور ساتھ قبیلے کے لیکن ظاہر تر یہ ہے کہ مراد اس کے ساتھ وہ شخص ہے جو منسوب ہے ساتھ بسنے کے بلکہ وہی ہے مشاہد ہر زمانے میں احوال رہنے والوں جہت یمن کے سے اور جہت شمال کے سے سو یمن کی طرف کے لوگ اکثر نرم دل اور نرم بدن ہوتے ہیں اور شمال کی طرف کے لوگ اکثر سخت دل اور سخت بدن ہوتے ہیں اور وارد کیا ہے بخاری نے ان حدیثوں کو اشعریوں کے حق میں اس واسطے کہ وہ یمن والوں سے ہیں قطعا اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرف کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ مدینے میں تھے اچانک کہا اَللّٰهُ أَكْبَرُ إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ اور آئے یمن والے ان کے دل پاک ہیں ان کی

بندگی خوب ہے عمدہ ایمان یمن کا ہے اور فقہ یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے روایت کیا ہے اس کو بزار نے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا ظاہر ہوتے ہیں تم پر یمن والے جیسے وہ بادل ہیں وہ سب زمین والوں سے بہتر ہیں کہا خطابی نے وہ نرم دل اس واسطے ہیں کہ فواد دل کا پردہ ہے سو جب پتلا ہوتا ہے تو پہنچ جاتا ہے قول طرف اس چیز کی جو اس کے پیچھے ہے یعنی دل میں اور جب پردہ موٹا ہوتا ہے تو وہ اندر نہیں پہنچا سکتا۔ (فتح)

٤٠٤٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَّعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَجَآءَ خَبَّابٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَيَسْتَطِيْعُ هٰؤُلَآءِ الشَّبَابُ أَنْ يَّقْرَؤُوْا كَمَا تَقْرَأُ قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ شِئْتَ أَمَرْتُ بَعْضَهُمْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ قَالَ أَجَلْ قَالَ اقْرَأْ يَا عَلْقَمَةُ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ حُدَيْرٍ أَخُوْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ أَتَأْمُرُ عَلْقَمَةَ أَنْ يَّقْرَأَ وَلَيْسَ بِأَقْرَئِنَا قَالَ أَمَا إِنَّكَ إِنْ شِئْتَ أَخْبَرْتُكَ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْمِكَ وَقَوْمِهٖ فَقَرَأْتُ خَمْسِيْنَ اٰيَةً مِّنْ سُوْرَةِ مَرْيَمَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى قَالَ قَدْ أَحْسَنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَا أَقْرَأُ شَيْئًا إِلَّا وَهُوَ يَقْرَؤُهٗ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلٰى خَبَّابٍ وَّعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَلَمْ يَأْنِ لِهٰذَا الْخَاتَمِ أَنْ يُّلْقٰى قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَنْ تَرَاهُ عَلَيَّ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَلْقَاهُ رَوَاهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ.

۴۰۴۰۔ حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ ہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے سو خباب آیا سو اس نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن یہ جوان بھی قرآن پڑھ سکتے ہیں جیسے تو پڑھتا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خبردار ہو اگر تو چاہے تو میں کسی کو کہتا ہوں کہ تیرے آگے قرآن پڑھے اس نے کہا ہاں کہا پڑھ اے علقمہ! تو زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو علقمہ کو پڑھنے کا حکم کرتا ہے اور حالانکہ وہ ہم سے زیادہ قاری نہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا خبردار ہو اگر تو چاہے تو میں تجھ کو خبر دوں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری قوم اور اس کی قوم کے حق میں فرمایا علقمہ کہتا ہے سو میں نے سورۂ مریم کی پچاس آیتیں پڑھیں کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تو کس طرح دیکھتا ہے؟ یعنی اس نے قرآن کیسا پڑھا؟ اس نے کہا خوب پڑھا ہے کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نہیں پڑھتا میں کوئی چیز مگر کہ وہ اس کو پڑھتا ہے پھر اس نے خباب رضی اللہ عنہ کی طرف پھر کر دیکھا اور اس کے ہاتھ میں سونے کی انگشتری تھی سو کہا کہ کیا اس انگوٹھی کے پھینکنے کا وقت نہیں پہنچا خباب رضی اللہ عنہ نے کہا خبردار ہو بیشک تو آج کے بعد اس کو میرے ہاتھ میں کبھی نہ دیکھے گا سو اس نے اس کو پھینک دیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھ کو خبر دوں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری قوم اور اس کی قوم کے حق میں فرمایا تو گویا یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نخع پر ثناء کی اس واسطے کہ علقمہ نخعی ہے اور بنی اسد کی مذمت کی اور زیاد اسدی ہے پس لیکن ثناء کرنا نخع پر پس روایت کیا ہے اس کو احمد وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلے نخعی کے واسطے دعا کی یا کہا ان کی ثناء کی میں نے آرزو کی

کہ میں بھی ایک مردان میں سے ہوتا اور بہر حال مذمت کرنا حضرت ﷺ کا واسطے بنی اسد کے پس پہلے گزر چکی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ قوم جہینہ وغیرہ بہتر ہیں قوم بنی اسد سے اور نخعی منسوب ہے طرف نخع کی کہ ایک قبیلہ ہے مشہور یمن میں اور خطاب کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے خباب رضی اللہ عنہ کو کہ تو کس طرح دیکھتا ہے؟ اس واسطے کہ اول انہوں نے ان سے سوال کیا تھا اور انہی نے کہا کہ خوب پڑھا اور یہ جو کہا کہ جو میں پڑھتا ہوں سو علقمہ پڑھتا ہے تو اس میں بڑی فضیلت ہے واسطے علقمہ کے اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی گواہی دی کہ وہ قرأت میں اس کے برابر ہے اور اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اور خوبی نرمی اس کے وعظ اور تعلیم میں اور یہ کہ بعض اصحاب پر بعض احکام پوشیدہ رہتے تھے پھر جب اس پر تنبیہ کی جاتی تھی تو اس کی طرف رجوع کرتے اور شاید خباب رضی اللہ عنہ کا اعتقاد یہ تھا کہ مردوں کے واسطے سونے کی انگوٹھی پہننی یہ نہی واسطے تنزیہ کے ہے سو تنبیہ کی اس کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کے حرام ہونے پر تو وہ جلدی اس کی طرف پھرے۔ (فتح)

بَابُ قِصَّةِ دَوْسٍ وَّالطُّفَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الدَّوْسِيِّ.

باب ہے بیان میں قصے دوس اور طفیل بن عمرو دوسی کے۔

فائدہ: دوس ایک قوم ہے یمن میں طفیل اس قوم میں سے تھا اور طفیل بن عمرو کو لوگ ذوالنور بھی کہتے تھے اس واسطے کہ جب وہ حضرت ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوا تو حضرت ﷺ نے اس کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے عرض کیا کہ میرے واسطے کوئی نشانی معین کریں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی! اس کے واسطے روشنی کر تو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور بلند ہوا تو اس نے کہا کہ اے رب! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ پیغمبر کے برابر ہے تو وہ پھر کر اس کی کوکھ کی ایک طرف میں جا ٹھہرا اور تھا روشنی کرتا اندھیری رات میں ذکر کیا ہے اس کو ہشام نے دراز قصے میں اور اس میں ہے کہ اس نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی سو اس کا باپ مسلمان ہوا اور اس کی ماں مسلمان نہ ہوئی اور تنہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کا حکم قبول کیا میں کہتا ہوں کہ یہ دلالت کرتا ہے اوپر قدیم ہونے اسلام اس کے۔ (فتح)

٤٠٤١ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَّأْتِ بِهِمْ.

۴۰۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! دوس کی قوم ہلاک ہوئی نافرمان ہوئے اسلام سے انکار کیا سو آپ دعا کیجیے اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرے سو حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی! دوس کی قوم کو ہدایت کر اور ان کو میرے پاس لا۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے جیسے ہی دعا کی تھی اسی کے مطابق واقع ہوا پس ذکر کیا ہے ابن کلبی نے کہ حبیب بن عمرو ابن حثمہ دوس کی قوم کا حاکم تھا اور اسی طرح اس کا باپ بھی اس سے پہلے اور اس کی عمر تین سو برس کی تھی اور حبیب کہا کرتا تھا کہ البتہ میں جانتا ہوں کہ خلق کے واسطے کوئی خالق ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے سو جب اس نے حضرت ﷺ کا حال سنا تو آپ کی طرف نکلا اور اس کے ساتھ پچھتر مرد تھے اس کی قوم سے سو وہ مسلمان ہوا اور اس کے ساتھی بھی سب مسلمان ہوئے اور ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے کہ طفیل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شہید ہوئے اجنادین میں۔ (فتح)

٤٠٤٢ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فِي الطَّرِيْقِ يَا لَيْلَةً مِّنْ طُوْلِهَا وَعَنَآئِهَا عَلٰى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ وَأَبَقَ غُلَامٌ لِّيْ فِي الطَّرِيْقِ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْتُهُ فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ الْغُلَامُ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هٰذَا غُلَامُكَ فَقُلْتُ هُوَ لِوَجْهِ اللّٰهِ فَأَعْتَقْتُهُ.

۴۰۴۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو میں نے کہا اے رات فریاد ہے تیری درازی اور رنج سے اس کے باوجود کہ تو نے مجھ کو دار الحرب سے نجات دی اور میرا غلام راہ میں بھاگا سو جب میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور میں نے آپ سے بیعت کی سو جس حالت میں کہ میں حضرت ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک غلام ظاہر ہوا تو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابوہریرہ! یہ تیرا غلام ہے؟ تو میں نے کہا کہ وہ اللہ کے واسطے آزاد ہے سو اس کو آزاد کر دیا۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب العتق میں گزر چکی ہے اور مقصود ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا سکوت ہے درازی اور رنج شب فراق کی سے اور اس روایت میں ہے کہ میرا غلام بھاگا اور یہ اس روایت کے مخالف نہیں جو عتق میں گزر چکی ہے کہ ایک نے اپنے ساتھی کو گم کیا اس واسطے کہ ابق کی روایت نے گم کرنے کی وجہ کی تفسیر کی اور یہ کہ گم کرنے والے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تھے برخلاف غلام اس کے اور لیکن آنا اس کا اور یہ جو کہا کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس پھر آیا تو یہ بھی اس کا مخالف نہیں اس واسطے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ اس نے بھاگنے سے رجوع کیا اور اسلام کی برکت سے اپنے سردار کی طرف پھر آیا اور احتمال ہے کہ ابق کے معنی یہ ہوں کہ اس نے راہ گم کی پس نہ مخالفت ہوگی دونوں روایتوں میں۔ (فتح)

بَابُ قِصَّةِ وَفْدِ طَيِّءٍ وَّحَدِيْثِ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ.

باب ہے بیان میں قصے ایلچیوں طی کے اور حدیث عدی بن حاتم کی۔

فائدہ: یعنی ابن عبداللہ بن سعد بن حشرج بن امرء القیس بن عدی طائی منسوب طرف طے بن اود بن یشجب بن

عریب بن زید بن کہلان بن صبا کے کہتے ہیں اس کا نام جلہمہ تھا پس نام رکھا گیا طیٔ اس واسطے کہ اول اسی نے کنوئیں کو گول کیا تھا اور احمد نے اس کے اول میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ آیا تو وہ مجھ سے منہ پھیرنے لگے تو میں نے سامنے ہو کر اس سے کہا کہ کیا تو مجھ کو پہچانتا ہے پس ذکر کی حدیث مثل بخاری اور مسلم کے۔ (فتح)

۴۰۴۳۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ أَتَيْنَا عُمَرَ فِيْ وَفْدٍ فَجَعَلَ يَدْعُوْ رَجُلًا رَّجُلًا وَّيُسَمِّيْهِمْ فَقُلْتُ أَمَا تَعْرِفُنِيْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ بَلٰى أَسْلَمْتَ إِذْ كَفَرُوْا وَأَقْبَلْتَ إِذْ أَدْبَرُوْا وَوَفَيْتَ إِذْ غَدَرُوْا وَعَرَفْتَ إِذْ أَنْكَرُوْا فَقَالَ عَدِيٌّ فَلَا أُبَالِيْ إِذًا.

۴۰۴۳۔ حضرت عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ ہم ایلچیوں میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے یعنی ان کی خلافت میں سو عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایک مرد کو بلانا شروع کیا اور ان کا نام لیا یعنی پہلے اس سے کہ ان کو بلائیں تو میں نے کہا اے امیر المؤمنین! کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں تو مسلمان ہوا جب وہ کافر ہوئے اور تو حاضر ہوا جب انہوں نے اسلام کو پیٹھ دی اور تو نے عہد کو پورا کیا جب کہ انہوں نے دغا کیا اور تو نے اسلام کی حقانیت پہچانی جب کہ انہوں نے انکار کیا تو عدی نے کہا سو اس وقت مجھ کو کچھ پرواہ نہیں یعنی جب کہ تم میرا قدر پہچانتے ہو تو میں نہیں پرواہ کرتا جب کہ تم نے میرے غیر کو مجھ پر مقدم کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہاں تو مسلمان ہوا جب کہ وہ کافر ہوئے الخ تو اشارہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ اوپر وفا کرنے عدی کے ساتھ اسلام کے اور صدقہ کے بعد فوت ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ کہ اس نے اپنے تابعداروں کو مرتد ہونے سے منع کیا اور یہ مشہور ہے نزدیک اہل علم بالفتوح کے اور روایت کی ہے احمد نے بیچ سبب اسلام عدی کے کہ اس نے کہا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں نے اس کو برا جانا تو میں چلا نہایت دوسری طرف زمین کے جو روم سے لگتی ہے پھر میں نے وہاں ٹھہرنے کو برا جانا میں نے کہا اگر میں اس کے پاس جاؤں سو اگر وہ جھوٹا ہوگا تو مجھ پر پوشیدہ نہ رہے گا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان ہو جا دونوں جہان میں سلامت رہے گا میں نے کہا میرا ایک دین ہے اور وہ نصرانی پس ذکر کیا مسلمان ہونا اس کا اور روایت کی ہے ترمذی نے عدی بن حاتم سے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عدی بن حاتم ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے کہتے تھے کہ میں امید رکھتا ہوں یہ کہ اللہ اس کے ہاتھ کو میرے ہاتھ میں ڈالے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

❀......❀......❀

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۸

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

بَابُ حَجَّةِ الْوَدَاعِ. باب ہے بیان میں حجۃ الوداع کے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث دراز میں حجۃ الوداع کی صفت میں جیسے کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے کہ حضرت ﷺ نو سال ٹھہرے یعنی جب ہجرت کر کے مدینے میں آئے حج نہ کیا پھر پکارا گیا لوگوں میں کہ حضرت ﷺ حج کا ارادہ رکھتے ہیں سو یہ خبر سن کے بہت لوگ مدینہ میں آئے سب یہی چاہتے تھے کہ حضرت ﷺ کی پیروی کریں (آخر تک) اور ترمذی میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ حضرت ﷺ نے ہجرت کرنے سے پہلے تین حج کیے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ اور حاکم نے میں کہتا ہوں یہ مبنی ہے اوپر عدد وفود انصار کے طرف گھاٹی کے جو منٰی میں ہے بعد حج کے اس واسطے کہ وہ تین بار کے میں آئے پہلی بار آپس میں وعدہ کیا پھر دوسری بار آئے تو حضرت ﷺ سے بیعت اولیٰ کی پھر تیسری بار آئے تو بیعت ثانی کی جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا اول ہجرت میں اور اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت ﷺ نے پہلے اس سے کوئی حج نہیں کیا تھا اور تحقیق روایت کی ہے حاکم نے ثوری سے کہ حضرت ﷺ نے ہجرت سے پہلے کئی حج کیے اور ابن جوزی نے کہا کہ ان کی گنتی معلوم نہیں اور کہا ابن اثیر نے نہایہ میں کہ حضرت ﷺ ہجرت سے پہلے ہر سال حج کیا کرتے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ پچیسویں ذی قعدہ کو مدینے سے نکلے اور روایت کیا ہے اس کو بخاری نے حج میں اور مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے مانند اس کے اور جزم کیا ہے ابن حزم نے کہ حضرت ﷺ جمعرات کے دن مدینے سے نکلے اور اس میں نظر ہے کہ ذی حج کا پہلا دن قطعا جمعرات کا دن تھا اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ کا وقوف عرفہ میں جمعہ کے دن تھا پس متعین ہوا کہ مہینے کا پہلا دن جمعرات تھا پس نہیں صحیح ہے کہ ہو نکلنا حضرت ﷺ کا دن جمعرات کے بلکہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ ہو دن جمعہ کا لیکن ثابت ہو چکا ہے بخاری اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے کہ ہم نے ظہر کی نماز حضرت ﷺ کے ساتھ مدینے میں چار رکعتیں پڑھیں اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھیں پس دلالت کی اس نے کہ حضرت ﷺ کا نکلنا جمعہ کے دن نہ تھا پس باقی رہا مگر یہ کہ نکلنا آپ کا دن ہفتے کے اور جو کہتا ہے کہ ذی قعدہ کے پانچ دن باقی تھے سو اس کا قول محمول ہے اس پر کہ اگر مہینہ تیس دن کا ہو سو اتفاقا وہ مہینہ انتیس دن کا ہوا سو ذی الحجہ کا پہلا دن جمعرات کا دن ہوگا

بعد گزرنے چار رات کے نہ پانچ کے اور ساتھ اس کے حاصل ہوگی تطبیق حدیثوں میں۔ (فتح)

پھر بخاری نے اس باب میں سترہ حدیثیں ذکر کی ہیں اُن میں سے اکثر کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور عنقریب بیان کروں گا میں اس کو ساتھ زیادہ فائدوں کے۔ (فتح)

٤٠٤٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلَّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا فَقَدِمْتُ مَعَهُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقُضِيْ رَأْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَأَهِلِّيْ بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهٖ مَكَانَ عُمْرَتِكِ قَالَتْ فَطَافَ الَّذِيْنَ أَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا اٰخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِنًى وَأَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَاحِدًا.

۴۰۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حجۃ الوداع میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سو ہم نے عمرے کا احرام باندھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی ہو تو چاہیے کہ حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھے پھر نہ حلال ہو یہاں تک کہ دونوں سے یکبارگی حلال ہو سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے میں آئی اور مجھ کو حیض آتا تھا اور نہ میں نے خانے کعبے کا طواف کیا اور نہ صفا اور مروہ کی سعی کی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی یعنی اپنے حال کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا سر کھول ڈال اور کنگھی کر اور حج کا احرام باندھ اور عمرہ چھوڑ دے تو میں نے ایسا ہی کیا سو جب ہم نے حج ادا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ یعنی میرے بھائی کے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا تو میں نے وہاں سے عمرے کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بدلے عمرے تیرے کے ہے کہ تو نے چھوڑا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا انہوں نے خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی پھر حلال ہوئے احرام سے پھر منیٰ سے پھرنے کے بعد دوسرا طواف کیا اور لیکن جنہوں نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا تھا سو انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

٤٠٤٥ - حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ فَقُلْتُ مِنْ أَيْنَ قَالَ هٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ وَمِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَحِلُّوْا فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قُلْتُ إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرَاهُ قَبْلُ وَبَعْدُ.

۴۰۴۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب خانے کعبے کا طواف کرے یعنی جس نے مطلق عمرے کا احرام باندھا برابر ہے کہ قارن ہو یا متمتع تو البتہ احرام سے حلال ہو جاتا ہے ابن جریج راوی کہتا ہے میں نے عطاء سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ کس جگہ سے یعنی کس دلیل سے کہا ہے؟ عطاء نے کہا اس آیت کی دلیل سے کہ پھر جگہ حلال ہونے اس کے کی خانے کعبے کی طرف ہے اور حکم کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اپنے اصحاب کو یہ کہ حلال ہوں حجۃ الوداع میں میں نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ وقوف عرفہ کے بعد تھا کہا اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اعتقاد کرتے تھے کہ وقوف عرفات سے پہلے احرام اتارنا بھی درست ہے اور پیچھے بھی درست ہے۔

فائدہ: اور یہ مذہب مشہور ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اور اس کی بحث حج میں گزر چکی ہے۔

٤٠٤٦ - حَدَّثَنِيْ بَيَانٌ حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقًا عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَآءِ فَقَالَ أَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَيْفَ أَهْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِّنْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِيْ.

۴۰۴۶۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطحاء میں آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے حج کا احرام باندھا ہے؟ میں نے کہا ہاں فرمایا کہ تو نے کس طرح احرام باندھا ہے؟ اس نے کہا یہ کہ میں حاضر ہوں خدمت میں ساتھ احرام کے مانند احرام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خانے کعبے کے گرد گھوم اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ پھر احرام اتار ڈال سو میں نے خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کی سعی کی پھر میں قبیلہ قیس کی ایک عورت کے پاس آیا سو اس نے میرے سر کو کنگھی کی اور میری جوئیں نکالیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے۔

٤٠٤٧ - حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ

۴۰۴۷۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنی بیویوں کو

عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يَّحْلِلْنَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ فَمَا يَمْنَعُكَ فَقَالَ لَبَّدْتُ رَأْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَسْتُ أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ هَدْيِيْ.

حکم دیا کہ احرام اتار ڈالیں حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو آپ کو احرام اتارنے سے کیا مانع ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا میں نے گوند وغیرہ سے اپنے سر کے بال جمائے اور اپنی قربانی کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈالا سو میں حلال نہیں ہوں گا یہاں تک کہ اپنی قربانی ذبح کروں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے۔

۴۰۴۸ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنِيْ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ خَثْعَمَ اسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ أَدْرَكَتْ أَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِيْ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ.

۴۰۴۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے حضرت ﷺ سے حجۃ الوداع میں فتویٰ پوچھا جب کہ فضل رضی اللہ عنہ عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت ﷺ کے پیچھے سوار تھے سو اس نے کہا کہ یا حضرت! بیشک اللہ کے فرض نے کہ اس کے بندوں پر ہے حج کے امر میں پایا میرے باپ کو اس حال میں کہ بہت بوڑھا ہے یعنی وہ بڑھاپے میں مسلمان ہوا سواری پر ٹھہر نہیں سکتا سو کیا کفایت کرتا ہے کہ میں اس کی طرف سے حج کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں کفایت کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے اور وارد کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے تصریح کرنے راوی کے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع میں ہی تھا۔

۴۰۴۹ ۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

۴۰۴۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فتح مکہ کے سال سامنے سے آئے اور حالانکہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنی اونٹنی قصواء پر اپنے پیچھے چڑھائے ہوئے تھے اور آپ کے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَآءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ حَتّٰى أَنَاخَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ لِعُثْمَانَ آئْتِنَا بِالْمِفْتَاحِ فَجَآئَهُ بِالْمِفْتَاحِ فَفَتَحَ لَهُ الْبَابَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَّعُثْمَانُ ثُمَّ أَغْلَقُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَمَكَثَ نَهَارًا طَوِيْلًا ثُمَّ خَرَجَ وَابْتَدَرَ النَّاسُ الدُّخُوْلَ فَسَبَقْتُهُمْ فَوَجَدْتُ بِلَالًا قَآئِمًا مِّنْ وَّرَآءِ الْبَابِ فَقُلْتُ لَهُ أَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَلّٰى بَيْنَ ذَيْنِكَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ وَكَانَ الْبَيْتُ عَلٰى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ سَطْرَيْنِ صَلّٰى بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ مِنَ السَّطْرِ الْمُقَدَّمِ وَجَعَلَ بَابَ الْبَيْتِ خَلْفَ ظَهْرِهٖ وَاسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يَسْتَقْبِلُكَ حِيْنَ تَلِجُ الْبَيْتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِدَارِ قَالَ وَنَسِيْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلّٰى وَعِنْدَ الْمَكَانِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ مَرْمَرَةٌ حَمْرَآءُ.

ساتھ بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تھے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے نزدیک اونٹنی بٹھلائی پھر عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کعبے کی چابی ہمارے پاس لاؤ یعنی سو وہ چابی لایا اور آپ کے واسطے کعبے کا دروازہ کھولا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسامہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کعبے کے اندر داخل ہوئے اور اندر سے دروازہ بند کیا سو بہت دیر اس کے اندر ٹھہرے پھر باہر تشریف لائے سو لوگ اندر داخل ہونے کے واسطے جھپٹے سو میں ان سے پہلے داخل ہوا تو میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے کے پیچھے کھڑے پایا سو میں نے اس سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی؟ اس نے کہا کہ ان دو اگلے ستونوں کے درمیان اور خانہ کعبہ چھ ستونوں پر تھا دو حصے اگلی سطر سے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی اور کعبے کے دروازے کو اپنی پیٹھ پیچھے کیا اور سامنے ہوئے اپنے منہ سے اس جگہ کو کہ تیرے سامنے ہے جب کہ تو کعبہ کے اندر داخل ہوا یعنی نماز پڑھی درمیان اس جگہ کے کہ تیرے سامنے ہوتی ہے اور درمیان دیوار کے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور بلال رضی اللہ عنہ سے یہ بات پوچھنی بھول گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی رکعتیں پڑھیں اور جس جگہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اس کے پاس سرخ پتھر ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے اور مرمر ایک قسم کا پتھر ہوتا ہے نفیس اور یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کعبے کی بنا بدلی گئی اور مناسبت اس حدیث کی ساتھ باب حجۃ الوداع کے ظاہر نہیں اس واسطے کہ یہ حدیث تصریح ہے کہ یہ قصہ فتح مکہ کے سال تھا اور مکہ کا فتح ہونا آٹھویں سال تھا اور حجۃ الوداع دسویں سال تھا اور اس باب کی سب حدیثوں میں تصریح ہے ساتھ حجۃ الوداع کے اور ساتھ حجۃ النبی کے اور وہ حجۃ الوداع ہے۔ (فتح)

٤٠٥٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَأَبُوْ

۴۰۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کو حجۃ الوداع میں حیض ہوا تو

سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَابِسَتُنَا هِيَ فَقُلْتُ إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَنْفِرْ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا وہ ہم کو روکنے والی ہے؟ یعنی کوچ سے سو میں نے کہا کہ یا حضرت! بیشک اس نے طواف زیارت کر لیا ہے اور خانے کعبے کے گرد گھوم لیا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا پس چاہیے کہ چلے یعنی مدینے کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے۔

٤٠٥١ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ بِحَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَلَا نَدْرِيْ مَا حَجَّةُ الْوَدَاعِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَأَطْنَبَ فِيْ ذِكْرِهٖ وَقَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَّبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهٗ أَنْذَرَهٗ نُوْحٌ وَّالنَّبِيُّوْنَ مِنْ بَعْدِهٖ وَإِنَّهٗ يَخْرُجُ فِيْكُمْ فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ شَأْنِهٖ فَلَيْسَ يَخْفٰى عَلَيْكُمْ أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ عَلٰى مَا يَخْفٰى عَلَيْكُمْ ثَلَاثًا إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّهٗ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ أَلَا إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا أَلَا هَلْ

۴۰۵۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم آپس میں حجۃ الوداع کی گفتگو کرتے تھے اور حالانکہ حضرت ﷺ ہمارے درمیان تھے اور ہم نہیں جانتے تھے کہ حجۃ الوداع کے کیا معنی ہیں اور اس کو حجۃ الوداع کن معنوں سے کہا گیا سو حضرت ﷺ نے اللہ کی حمد کی اور تعریف کی پھر مسیح دجال کا ذکر کیا سو اس کا حال بہت لمبا بیان کیا اور فرمایا کہ اللہ نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر کہ اس نے امت کو ڈرایا یعنی دجال سے ڈرایا اس سے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اور پیغمبروں نے کہ ان کے بعد تھے اور یہ کہ وہ تم میں نکلے گا سو اگر اس کا حال تم پر پوشیدہ ہے تو نہیں پوشیدہ تم پر یہ کہ بیشک تمہارا رب کانا نہیں اور بیشک دجال دائیں آنکھ کا کانا ہے اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور خبر دار ہو بیشک اللہ نے حرام کیے تم پر تمہارے خون اور مال جیسے اس تمہارے دن کو حرمت ہے اس تمہارے شہر میں اس تمہارے مہینے میں یعنی مکے میں اور ذی حجہ کے مہینے میں عرفہ کا دن حرام ہے اس میں زیادتی کسی طرح درست نہیں اسی طرح اپنی جانوں اور مالوں کو جانو کسی کو دوسرے مسلمان کا ناحق

بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثًا وَّيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ انْظُرُوْا لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

جان سے مارنا اور مال چھیننا درست نہیں فرمایا خبردار ہو کیا میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچایا؟ لوگوں نے کہا ہاں! فرمایا الٰہی! گواہ رہنا یہ آپ نے تین بار فرمایا کہ تم کو خرابی نظر کرو میرے پیچھے پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ حجۃ الوداع کے کیا معنی ہیں تو گویا کہ وہ ایک چیز ہے کہ ذکر کیا ہے اس کو حضرت ﷺ نے سو اصحاب نے اس کے ساتھ گفتگو کی اور نہ سمجھا انہوں نے کہ مراد ساتھ وداع کے وداع ہونا حضرت ﷺ کا ہے یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے اس کے بعد تھوڑے دنوں میں انتقال فرمایا تو اس وقت انہوں نے حجۃ الوداع کا مطلب سمجھا اور البتہ واقع ہوا ہے حج میں منیٰ کے خطبے کے بیان میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے لوگوں کو وداع کیا اور میں نے وہاں بیان کیا ہے جو واقع ہوا ہے نزدیک بیہقی کے کہ سورۂ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی بیچ درمیان دنوں تشریق کے سو حضرت ﷺ نے پہچانا کہ وہ وداع ہے یعنی دنیا سے پس سوار ہوئے اور لوگوں کو جمع کیا پس ذکر کیا خطبے کو اور یہ جو کہا کہ حمد اور تعریف کی تو یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہ سب خطبہ حجۃ الوداع میں تھا اور البتہ ذکر کیا ہے خطبے کو حجۃ الوداع میں ایک جماعت اصحاب نے اُن میں سے کسی نے دجال کا ذکر نہیں کیا مگر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بلکہ اقتصار کیا ہے تمام نے اوپر حدیث اِنَّ اَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ الحدیث کے۔ (فتح)

۴۰۵۲ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِیْ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَّأَنَّهٗ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَّاحِدَةً لَّمْ يَحُجَّ بَعْدَهَا حَجَّةَ الْوَدَاعِ قَالَ أَبُوْ إِسْحَاقَ وَبِمَكَّةَ أُخْرٰی.

۴۰۵۲۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انیس جنگیں لڑیں اور یہ کہ آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد فقط ایک حج کیا یعنی حجۃ الوداع اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا کہا ابو اسحاق نے اور دوسرا مکے میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ہجرت کے بیان میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ آپ نے ہجرت کے بعد ایک حج کیا یعنی حجۃ الوداع اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا یعنی اور نہ اس سے پہلے کوئی حج کیا مگر یہ کہ ارادہ کیا جائے نفی حج اصغر کی اور وہ عمرہ ہے پس نہیں صحیح ہے یہ نفی اس واسطے کہ عمرہ کیا ہے آپ ﷺ نے پہلے اس سے قطعا اور یہ جو کہا کہ ابواسحاق نے اور مکے میں دوسرا تو یہ موصول ہے ساتھ اسناد مذکور کے اور غرض ابو اسحاق کی یہ ہے کہ جو کہا

آپ ﷺ نے ہجرت سے پہلے حج کیا تھا لیکن اقتصار کرنا اپنے قول آخری پر وہم پیدا کرتا ہے کہ حضرت ﷺ نے ہجرت سے پہلے صرف ایک ہی حج کیا اور کوئی نہیں کیا اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ حضرت ﷺ نے ہجرت سے پہلے کئی بار حج کیا بلکہ جس میں کچھ شک نہیں یہ ہے کہ حضرت ﷺ ہجرت سے پہلے جتنی مدت مکے میں رہے آپ ﷺ نے کبھی کوئی حج نہیں چھوڑا اس واسطے کہ کفار قریش کفر کی حالت میں کوئی حج نہیں چھوڑتے تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فقط وہ شخص ان میں سے اس سے باز رہتا تھا جو مکے میں نہ ہوتا یا اس کو ضعف مانع ہوتا اور جب کہ وہ بے دین ہونے کی حالت میں حج کے قائم رکھنے پر حرص کرتے تھے اور اس کو اپنا فخر جانتے تھے جس کے ساتھ وہ سب عرب پر مختار تھے تو کس طرح گمان کیا جائے گا ساتھ حضرت ﷺ کے کہ آپ حج نہیں کرتے تھے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اس نے حضرت ﷺ کو نبوت سے پہلے زمانے میں دیکھا کہ آپ عرفات میں کھڑے تھے یعنی موسم میں اور یہ اللہ کی توفیق سے ہے واسطے آپ کے اور ثابت ہو چکی ہے دعوت دینا آپ کی عرب کی قوموں کو اسلام کی طرف منیٰ میں تین سال پے در پے جیسا کہ بیان کیا ہے میں نے اس کو بیچ باب ہجرت کے۔ (فتح)

٤٠٥٣ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ جَرِيْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِجَرِيْرٍ اِسْتَنْصِتِ النَّاسَ فَقَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

۴۰۵۳۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جریر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگوں سے کہہ چپ رہیں سو فرمایا میرے پیچھے پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

فائدہ: اس حدیث میں دلیل ہے اوپر وہم کرنے اس شخص کے جو گمان کرتا ہے کہ اسلام جریر رضی اللہ عنہ کا حضرت ﷺ کی وفات سے چالیس دن پہلے تھا اس واسطے کہ حجۃ الوداع حضرت ﷺ کی وفات سے پہلے اسی (۸۰) دن سے زیادہ تھا اور البتہ ذکر کیا ہے جریر رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے حجۃ الوداع میں حضرت ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ (فتح)

٤٠٥٤ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ

۴۰۵۴۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ زمانہ گھوم کر اپنی اصلی حالت پر ویسا ہو گیا جیسا اس دن تھا جب کہ اللہ نے زمین وآسمان بنائے تھے برس بارہ مہینے کا ہے اس میں سے چار مہینے حرام ہیں یعنی ان میں لڑنا درست نہیں تین مہینے تو برابر لگے ہوئے ہیں ذوالقعدہ اور ذوالحجہ اور

وَالْاَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِّنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثَةٌ مُّتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ أَلَيْسَ ذُو الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهٗ قَالَ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَسَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُّبَلَّغُهٗ أَنْ يَكُوْنَ أَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهٗ يَقُوْلُ صَدَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ مَرَّتَيْنِ.

محرم ہیں اور چوتھا مضر کا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے پیچھے ہے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب دانا ہیں سو آپ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے پہلے نام کے سوائے کوئی اور نام اس کا رکھیں گے فرمایا کیا ذی الحجہ نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب دانا ہیں سو آپ ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے پہلے نام کے سوا کوئی اور نام اس کا رکھیں گے فرمایا کیا یہ مکہ نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں، فرمایا: یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں، سو چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے پہلے نام کے سوا کوئی اور نام اس کا رکھیں گے فرمایا کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں، فرمایا البتہ تمہارے خون اور مال اور آبروئیں تم پر حرام ہیں جیسے اس تمہارے دن کو حرمت ہے اس تمہاری بستی میں اس تمہارے مہینے میں اور عنقریب تم اپنے رب کو ملے گے یعنی قیامت میں سو تمہارے عمل تم سے پوچھے گا سو میرے بعد پلٹ کر گمراہ نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردن ماریں خبردار ہونا چاہیے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں سو شاید کہ بعض شخص حکم پہنچایا گیا زیادہ یاد رکھنے والا ہو بعض سننے والوں سے سو محمد بن سیرین جب اس کو ذکر کرتا تو کہتے تھے کہ سچ فرمایا حضرت ﷺ نے پھر فرمایا خبردار ہو کیا میں نے اللہ کا حکم پہنچایا؟ دو بار فرمایا۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں سو ان چار مہینوں کی حرمت مدت سے چلی آتی ہے سو مکے کے کافروں کا دستور تھا کہ جب ان کو لڑنا یا لوٹنا منظور ہوتا تو ان مہینوں کو بدل ڈالتے جیسے محرم میں لڑتے تو صفر کا نام محرم

رکھتے اس طرح ان بدبختوں نے مہینوں کو خلط ملط کر ڈالا تھا مہینوں کا اصل حساب ٹھیک نہیں رہا تھا جس سال حضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کیا تو ذی الحجہ کا مہینہ دونوں حساب سے ٹھیک پڑا اصل کے حساب سے بھی اور کافروں کے حساب سے بھی تب حضرت ﷺ نے حج کے موسم میں ہزاروں آدمیوں کے سامنے یہ حدیث فرمائی یعنی اب زمانہ گردش کھا کر اصل حساب پر ٹھیک ہو گیا ہے اب کوئی اس حساب کو نہ بگاڑے عرب میں مضر ایک قوم کا نام تھا وہ رجب کے مہینے کو بہت مانتے تھے اس واسطے رجب کو ان کی طرف نسبت کیا اور یہ جو آیت میں ہے مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ تو بعض کہتے ہیں کہ حکمت بیچ ٹھہرانے محرم کے اول سال کی یہ ہے کہ حاصل ہوا ابتدا ساتھ مہینے حرام کے اور ختم ہو ساتھ مہینے حرام کے اور سال کے بیچ میں بھی حرام کا مہینہ ہوا اور وہ رجب ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سال کے اخیر میں حرام کے دو مہینے پے در پے آتے ہیں واسطے اراوے فضیلت دینے خاتمہ کے اور عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ (فتح)

٤٠٥٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ أَنَّ أُنَاسًا مِّنَ الْيَهُوْدِ قَالُوْا لَوْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْأٰيَةُ فِيْنَا لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ أَيَّةُ اٰيَةٍ فَقَالُوْا ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدۃ:۳) فَقَالَ عُمَرُ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَيَّ مَكَانٍ أُنْزِلَتْ أُنْزِلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ.

۴۰۵۵۔ حضرت طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ چند یہودیوں نے کہا کہ اگر یہ آیت ہمارے درمیان اترتی تو ہم اس دن کو عید ٹھہراتے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کون سی آیت ہے؟ انہوں نے کہا یہ آیت کہ آج کامل کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا اور پوری کیں تم پر اپنی نعمتیں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں جانتا ہوں جس جگہ یہ آیت اتری اور حالانکہ حضرت ﷺ عرفات میں کھڑے تھے یعنی عرفے کے دن کہ وہ ہماری عید کا دن ہے۔

فائدہ: باب الایمان میں یہ حدیث اس لفظ سے گزر چکی ہے کہ ایک مرد یہودی نے کہا اور میں نے وہاں بیان کیا کہ مراد ساتھ اس کے کعب احبار رضی اللہ عنہ ہے اور اس میں اشکال ہے اس جہت سے کہ وہ مسلمان ہو چکا تھا اور جائز ہے کہ اس نے مسلمان ہونے سے پہلے پوچھا ہو اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہوا یمن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر حضرت ﷺ کی زندگی میں پس اگر یہ ثابت ہو تو احتمال ہے کہ جن یہودیوں نے سوال کیا تھا وہ کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوال پر جمع ہوئے ہوں اور سوال اس کا خود کعب رضی اللہ عنہ نے کیا ہو پس جمع ہوں گی سب روایتیں اور باقی شرح اس کی کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

فائدہ: کامل کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا ساتھ اس طور کے کہ میں نے کفایت کی تم کو تمہارے دشمن سے

اور غالب کیا تم کو اوپر اس کے جیسے کہ بادشاہ کہتے ہیں کہ آج ہمارا ملک ہمارے واسطے کامل ہوا یعنی کفایت کیے گئے ہم اس شخص سے جس سے ہم ڈرتے تھے یا کامل کی میں نے واسطے تمہارے وہ چیز جس کی تم کو حاجت ہے اپنی تکلیف میں تعلیم حلال اور حرام سے اور واقف کرنے سے اوپر احکام اسلام کے اور قوانین قیاس کے۔ (ق)

٤٠٥٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَّمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَّأَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحِلُّوْا حَتّٰى يَوْمَ النَّحْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ وَّقَالَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ مِّثْلَهٗ.

۴۰۵۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ حج کو نکلے سو ہم میں سے بعض نے عمرے کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا اور بعض نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا اور حضرت ﷺ نے حج کا احرام باندھا سو جن لوگوں نے صرف حج یا حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا تھا سو نہ حلال ہوئے یہاں تک کہ قربانی کا دن ہوا یعنی دسویں ذوالحجہ کو انہوں نے احرام اُتارا اور دوسری روایت میں مالک سے اتنا زیادہ ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں نکلے اور تیسری روایت میں بھی مالک سے اسی طرح ہے۔

فائدہ: وارد کیا ہے بخاری نے اس حدیث کو مالک سے ساتھ کئی طریقوں کے دو طریقوں میں ان سے حجۃ الوداع کا ذکر ہے اور یہی مقصود ہے ترجمہ باب سے۔

٤٠٥٧ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ هُوَ ابْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ عَادَنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَّجَعٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَلَغَ بِيْ مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرٰى وَأَنَا ذُوْ مَالٍ وَّلَا يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَةٌ لِّيْ

۴۰۵۷۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ حجۃ الوداع میں میری خبر پوچھنے کو تشریف لائے یا یک بیماری سے جس سے میں قریب الموت ہوا سو میں نے کہا یا حضرت! مجھ کو بیماری سے جو نوبت پہنچی آپ دیکھتے ہیں اور میری ایک بیٹی ہے اس کے سوائے کوئی میرا وارث نہیں سو کیا میں دو تہائی مال خیرات کروں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ پھر میں نے کہا کہ آدھا مال خیرات کروں حضرت ﷺ نے

وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قُلْتُ أَفَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثِ قَالَ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَسْتَ تُنْفِقُ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِيْ فِيْ امْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَأُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِيْ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِيْ بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَّرِفْعَةً وَّلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَّيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ اَللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَآئِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ رَثٰى لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ.

فرمایا کہ نہ پھر میں نے کہا کہ تہائی مال خیرات کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا اور تہائی بھی خیرات کے واسطے بہت ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑے تو بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر اور جو کچھ کہ خرچ کرے گا اللہ کی رضا مندی کے واسطے اس کا ضرور ثواب پائے گا یہاں تک کہ جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا بھی ثواب تجھ کو ملے گا میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے چھوڑا جاؤں گا فرمایا تو ہرگز پیچھے نہ چھوڑا جائے گا پس تو کوئی ایسا عمل نہ کرے گا جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہو مگر اس کے سبب تیرا درجہ اور بلندی زیادہ ہوگی اور شاید کہ تو پیچھے چھوڑا جائے گا یعنی تیری زندگی بہت ہوگی یہاں تک کہ نفع پائیں گے تجھ سے بہت گروہ اور نقصان پائیں گے تجھ سے اور لوگ۔ الٰہی! جاری اور قائم رکھ میرے اصحاب کی ہجرت کو اور نہ پھیر ان کو ایڑیوں کے بل لیکن نہایت محتاج سعد بن خولہ ہے حضرت ﷺ اس کے واسطے غمناک ہوئے یہ کہ پھر مکے میں آ کر مرا یعنی واسطے مرنے اس کے اس زمین میں جس سے ہجرت کی۔

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے شرح اس کی وصایا میں اور تقریر واقع ہونے اس کے کی حجۃ الوداع میں اور یہاں توجیہ اس شخص کی جو کہتا ہے یہ واقعہ حجۃ الوداع میں تھا اور وجہ تطبیق کی درمیان دونوں روایتوں کے جس کے دوہرانے کی حاجت نہیں۔ (فتح)

٤٠٥٨ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ

۴۰۵۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈایا۔

رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

۴۰۵۹ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَخْبَرَهُ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأُنَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ.

۴۰۵۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سر منڈایا حضرت ﷺ نے حجۃ الوداع میں اور آپ کے چند اصحاب نے اور بعض نے بال کتروائے۔

فائدہ: اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

۴۰۶۰ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَّقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ يَسِيرُ عَلَى حِمَارٍ وَّرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ بِمِنًى فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَسَارَ الْحِمَارُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ ثُمَّ نَزَلَ عَنْهُ فَصَفَّ مَعَ النَّاسِ.

۴۰۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ سامنے آئے گدھے پر سوار اور حضرت ﷺ منیٰ میں کھڑے لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے حجۃ الوداع کے دن سو گدھا کچھ صف کے آگے چلا پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما اس سے اترے اور لوگوں کے ساتھ صف میں کھڑے ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز کے بیان میں گزر چکی ہے۔

۴۰۶۱ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ وَأَنَا شَاهِدٌ عَنْ سَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ فَقَالَ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ.

۴۰۶۱۔ حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے اس نے روایت کی اپنے باپ عروہ سے کہا پوچھے گئے اُسامہ رضی اللہ عنہ اور میں موجود تھا حضرت ﷺ کے چلنے سے حجۃ الوداع میں یعنی کس طرح چلتے تھے؟ اس نے کہا کہ میانہ چال چلتے تھے اور جب خالی جگہ پاتے تھے تو بہت جلد چلتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

۴۰۶۲ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ

۴۰۶۲۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حجۃ الوداع میں حضرت ﷺ کے ساتھ مغرب اور عشاء جمع

ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ أَنَّ أَبَا أَيُّوْبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ جَمِيْعًا.

کر کے پڑھی۔

فائدہ: اس کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے۔

بَابُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ.

باب ہے بیان میں جنگ تبوک کے اور وہ جنگ عسرت کی ہے۔

فائدہ: وارد کیا ہے بخاری نے اس باب کو بعد ترجمہ حجۃ الوداع کے اور یہ خطا ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ یہ ناقلین کی غلطی ہے اس واسطے کہ جنگ تبوک رجب کے مہینے میں تھی نویں سال پہلے حجۃ الوداع سے بالاتفاق اور تبوک ایک جگہ ہے مشہور اور وہ اس راہ کے نصف پر واقع ہے جو مدینے سے دمشق کو جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ مدینے سے چودہ منزل ہے اور یہ جو کہا کہ وہ جنگ عسرت کی ہے اور باب کی پہلی حدیث میں قول ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا ہے فی جیش العسرۃ اور یہ ماخوذ ہے اس آیت سے ﴿اَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾. (التوبۃ:۱۱۷) یعنی جو لوگ تابع ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تنگی کی ساعت میں اور مراد اس سے جنگ تبوک ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ کسی نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم کو تنگی کی ساعت کا حال بتلاؤ؟ کہا ہم تبوک کی طرف نکلے سخت قحط میں سو ہم کو پیاس پہنچی روایت کیا ہے اس کو ابن خزیمہ نے اور عبدالرزاق کی تفسیر میں ابن عقیل سے روایت ہے کہ نکلے سخت گرمی میں اور سواریاں کم تھیں سو لوگ پیاس کے مارے اونٹ ذبح کرتے تھے اور اس کی اوجھڑی میں جو پانی ہوتا اس کو پیتے تھے پس تھی یہ تنگی پانی کی اور سواریوں میں اور خرچ میں پس نام رکھا گیا جنگ تنگی کی اور واقع ہوا ہے نام رکھنا اس کا ساتھ تبوک کے صحیح حدیثوں میں اُن میں سے ایک حدیث مسلم کی ہے کہ بیشک تم کل تبوک کے چشمے پر پہنچو گے روایت کیا ہے اس کو احمد اور بزار نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اور بعض کہتے ہیں کہ نام رکھا گیا اس کا تبوک واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مردوں کو جو چشمے کی طرف آگے بڑھ گئے تھے مازلتما تبوکانها منذ الیوم یعنی ہمیشہ تم اس کو کھودتے رہو گے آج سے کہا ابن قتیبہ نے پس اسی سبب سے نام رکھا گیا چشمے کا تبوک اور بوک مانند کھودنے کے ہے اور حدیث مذکورہ مالک اور مسلم کے ساتھ غیر اس لفظ کے ہے روایت کیا ہے اس کو دونوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ وہ تبوک کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو کل تم تبوک کے چشمے پر پہنچو گے سو جو اس کی طرف جائے تو چاہیے کہ اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے سو ہم اس کے پاس آئے اور حالانکہ دو مرد اس کی طرف آگے بڑھ گئے تھے اور چشمہ تسمے کی طرح کچھ پانی سے چمکتا تھا سو ذکر کی حدیث اس بیان

میں کہ حضرت ﷺ نے اس کا کچھ پانی لے کر اپنا منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر اس کو اسی میں پھیر ڈالا پھر جوش مارا چشمے نے ساتھ بہت پانی کے اور اس کے اور مدینے کے درمیان شام کی طرف سے چودہ منزل کا فاصلہ ہے اور اس کے اور دمشق کے درمیان گیارہ منزل کا فاصلہ ہے اور اس کا سبب یہ ہے جو ذکر کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ نے کہ مدینے میں شام سے سوداگر آئے سو انہوں نے خبر دی کہ رومیوں نے بہت لشکر جمع کیے ہیں اور قوم لخم اور جذام وغیرہ عرب کے نصرانی ان کے ساتھ جا شریک ہوئے اور ان کا اگلا لشکر بلقا کی طرف پہنچا سو حضرت ﷺ نے لوگوں کو نکلنے کی طرف بلایا اور ان کو جنگ کی جہت بتلائی کما سیاتی فی الکلام علی حدیث کعب بن مالك اور روایت کی ہے طبرانی نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ عرب کے نصاریٰ نے ہرقل (بادشاہ روم) کو لکھا کہ یہ مرد جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا تھا مر گیا اور پہنچے ان کو جہت قحط سو ان کے مال ہلاک ہوئے سو اس نے ایک بڑے رئیس کو چالیس ہزار آدمی ساتھ دے کر بھیجا سو حضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی اور لوگوں کے واسطے قوت نہ تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف قافلہ تیار کیا تھا سو کہا کہ یا حضرت! یہ دو سو اونٹ اللہ کی راہ میں ساتھ پالانوں اور جھولوں اپنے کے اور دو سو اوقیے ہیں سو میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نقصان نہ کرے گا عثمان رضی اللہ عنہ کو کوئی عمل اس کے بعد اور اسی طرح روایت کی ہے اس کو ترمذی اور حاکم نے اور ذکر کیا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے شرف المصطفیٰ میں اور بیہقی نے دلائل میں عبدالرحمٰن بن غنم سے کہ یہودیوں نے کہا اے ابو القاسم! تو سچا ہے تو شام میں جا کہ وہ پیغمبروں کی زمین ہے اور اسی زمین میں خلقت کا حشر ہو گا سو حضرت ﷺ نے تبوک پر چڑھائی کی آپ کا ارادہ فقط شام کا تھا سو جب تبوک میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل کی کئی آیتیں اتاریں ﴿وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا﴾. (الإسراء:٧٦) الآیۃ یعنی البتہ وہ قریب تھے کہ پھسلا دیتے تجھ کو اس زمین سے کہ نکال دیں تجھ کو یہاں سے اور اس کی سند حسن ہے باوجود اس کے مرسل ہونے کے۔ (فتح)

٤٠٦٣ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَرْسَلَنِيْ أَصْحَابِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ الْحُمْلَانَ لَهُمْ إِذْ هُمْ مَعَهُ فِيْ جَيْشِ الْعُسْرَةِ وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوْكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّ أَصْحَابِيْ أَرْسَلُوْنِيْ إِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا

۴۰۶۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے ساتھیوں نے مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس بھیجا کہ میں ان کے واسطے آپ سے سواری مانگوں جب وہ آپ کے ساتھ تنگی کے لشکر میں تھے اور وہ جنگ تبوک کی ہے سو میں نے کہا یا حضرت! میرے ساتھیوں نے مجھ کو آپ کے پاس بھیجا ہے تا کہ آپ ان کو سواری دیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں تجھ کو سواری نہ دوں گا اور میں نے آپ کو پایا اس حالت میں کہ آپ ﷺ غضبناک تھے اور میں نے معلوم نہ کیا

أَحْمِلُكُمْ عَلٰى شَيْءٍ وَّوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ وَلَا أَشْعُرُ وَرَجَعْتُ حَزِيْنًا مِّنْ مَّنْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ مَّخَافَةِ أَنْ يَّكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهٖ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ إِلٰى أَصْحَابِيْ فَأَخْبَرْتُهُمُ الَّذِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَلْبَثْ إِلَّا سُوَيْعَةً إِذْ سَمِعْتُ بِلَالًا يُنَادِيْ أَيْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ أَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْكَ فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ خُذْ هٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ وَهٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ لِسِتَّةِ أَبْعِرَةٍ ابْتَاعَهُنَّ حِيْنَئِذٍ مِّنْ سَعْدٍ فَانْطَلِقْ بِهِنَّ إِلٰى أَصْحَابِكَ فَقُلْ إِنَّ اللّٰهَ أَوْ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ فَارْكَبُوْهُنَّ فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهِمْ بِهِنَّ فَقُلْتُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ وَلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا أَدَعُكُمْ حَتّٰى يَنْطَلِقَ مَعِيْ بَعْضُكُمْ إِلٰى مَنْ سَمِعَ مَقَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَظُنُّوْا أَنِّيْ حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا لَّمْ يَقُلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا لِيْ وَاللّٰهِ إِنَّكَ عِنْدَنَا لَمُصَدَّقٌ وَّلَنَفْعَلَنَّ مَا أَحْبَبْتَ فَانْطَلَقَ أَبُوْ مُوْسٰى بِنَفَرٍ مِّنْهُمْ حَتّٰى أَتَوُا الَّذِيْنَ سَمِعُوْا قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْعَهٗ إِيَّاهُمْ ثُمَّ

اور میں پھرا غمناک، حضرت ﷺ کے سواری نہ دینے سے اور اس خوف سے کہ حضرت ﷺ اپنے جی میں مجھ پر ناراض ہوئے ہوں سو میں اپنے ساتھیوں کی طرف پھرا سو میں نے ان کو خبر دی جو حضرت ﷺ نے فرمایا سو نہ دیر ہوئی مجھ کو مگر ایک گھڑی چھوٹی کہ اچانک میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو سنا کہ پکارتا ہے کہ کہاں ہے عبداللہ بن قیس! میں نے اس کو جواب دیا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ کے پاس چل تجھ کو بلاتے ہیں سو جب میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے یہ دو اونٹ کہ ایک رسی میں بندھے ہیں اور یہ دو اونٹ کہ ایک رسی میں بندھے ہیں چھ اونٹوں کی طرف اشارہ کیا جن کو اس وقت سعد رضی اللہ عنہ سے خریدا سو ان کو اپنے ساتھیوں کے پاس لے جا سو کہہ کہ بیشک اللہ یا فرمایا رسول اللہ ﷺ تم کو اونٹ سواری کے واسطے دیتے ہیں سو تم ان پر سوار ہو جاؤ سو میں ان کو لے کر اپنے ساتھیوں کی طرف چلا سو میں نے کہا کہ بیشک حضرت ﷺ تم کو ان اونٹوں پر سوار کرتے ہیں لیکن میں تم کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ کوئی تم میں سے میرے ساتھ چلے اس شخص کے پاس جس نے حضرت ﷺ کا کلام سنا تا کہ نہ گمان کرو تم کہ میں نے بیان کی تم سے ایک چیز جو حضرت ﷺ نے نہیں فرمائی یعنی تا کہ تم گمان نہ کرو کہ جھوٹی حدیث بیان کرتا ہے تو انہوں نے مجھ سے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ تو ہمارے نزدیک سچا ہے اور البتہ ہم کریں گے جو تو چاہتا ہے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اُن میں سے چند آدمیوں کے ساتھ چلے یہاں تک کہ آئے اُن لوگوں کے پاس جنہوں نے حضرت ﷺ کا کلام سنا تھا یعنی اول حضرت ﷺ کا ان کو سواری نہ دینا پھر اس کے بعد ان کو سواری دینا سو حدیث بیان

إِعْطَآئِهِمْ بَعْدُ فَحَدَّثُوْهُمْ بِمِثْلِ مَا حَدَّثَهُمْ بِهٖ أَبُوْ مُوْسٰى.

کی انہوں نے اُن سے جس طرح ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اُن سے حدیث بیان کی تھی۔

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے اشعری لوگوں کے آنے کے بیان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پانچ اونٹ دیئے اور اس حدیث میں ہے کہ چھ اونٹ دیئے سو یا تو قصہ متعدد ہے یا دو بار کیا ان کو پانچ پر اور یہ جو فرمایا کہ لے یہ دو اونٹ تو احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ تین بار فرمایا ہو تا کہ چھ اونٹوں کی گنتی پوری ہو اور راوی نے اس میں اختصار کر دیا ہو یا پہلی بار دو کی طرف اشارہ کیا اور دوسری بار چار کی طرف اشارہ کیا ہو اس واسطے کہ قرین ایک پر بھی صادق آتا ہے اور زیادہ پر بھی اور اس حدیث میں ہے توڑنا قسم کھانے والے کا اپنی قسم کو جب کہ اس کے غیر کو بہتر جانے کما سیاتی البحث فیه اور منعقد ہونا قسم کا ہے غصے کی حالت میں اور میں اس حدیث کے باقی فائدے کتاب الایمان میں بیان کروں گا۔

٤٠٦٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُّصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلٰى تَبُوْكَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا فَقَالَ أَتُخَلِّفُنِيْ فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَآءِ قَالَ أَلَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى إِلَّا أَنَّهٗ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ وَقَالَ أَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ مُصْعَبًا.

۴۰۶۴۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف نکلے اور علی رضی اللہ عنہ کو مدینے میں خلیفہ بنایا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ مجھ کو لڑکوں اور عورتوں میں چھوڑتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس سے راضی نہیں کہ تو ہو میرے نزدیک بمنزلہ ہارون علیہ السلام کے موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک مگر فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں، اور کہا ابوداؤد نے حدیث بیان کی مجھ سے شعبہ نے حکم سے اس نے کہا سنا میں نے مصعب سے۔

فائدہ: مقصود اس تعلیق سے ثابت کرنا سماع حکم کا ہے مصعب سے تا کہ تدلیس کا وہم باقی نہ رہے اور حاکم نے اکلیل میں مرسل روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو میرے گھر والوں کا خلیفہ ہو اور کہا انھیں وعظ کر یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کو بلا کر کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کا کہا مانو اور سنو۔ (فتح)

٤٠٦٥ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَآءً يُّخْبِرُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعُسْرَةَ قَالَ

۴۰۶۵۔ حضرت یعلی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک کی کہا صفوان نے یعلی کہتا تھا کہ یہ جنگ میرے نزدیک میرے سب عملوں سے زیادہ تر معتبر ہے اور مضبوط ہے یعنی اس میں مجھ کو ثواب کی زیادہ امید ہے کہا عطاء نے کہ صفوان نے کہا کہ کہا یعلی نے کہ مرا ایک نوکر تھا سو وہ

كَانَ يَعْلٰى يَقُوْلُ تِلْكَ الْغَزْوَةُ أَوْثَقُ أَعْمَالِيْ عِنْدِيْ قَالَ عَطَآءٌ فَقَالَ صَفْوَانُ قَالَ يَعْلٰى فَكَانَ لِيْ أَجِيْرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا يَدَ الْآخَرِ قَالَ عَطَآءٌ فَلَقَدْ أَخْبَرَنِيْ صَفْوَانُ أَيُّهُمَا عَضَّ الْآخَرَ فَنَسِيْتُهُ قَالَ فَانْتَزَعَ الْمَعْضُوْضُ يَدَهُ مِنْ فِيْ الْعَاضِّ فَانْتَزَعَ إِحْدٰى ثَنِيَّتَيْهِ فَأَتَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ قَالَ عَطَآءٌ وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَيَدَعُ يَدَهُ فِيْ فِيْكَ تَقْضَمُهَا كَأَنَّهَا فِيْ فِيْ فَحْلٍ يَقْضَمُهَا.

ایک آدمی سے لڑا تو دونوں میں سے ایک نے دوسرے کا ہاتھ دانتوں سے کاٹا کہا عطاء نے کہ البتہ صفوان نے مجھ کو خبر دی کہ دونوں میں سے کس نے دوسرے کا ہاتھ کاٹا سو میں اس کو بھول گیا ہوں کہا اس کو جس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا اس نے اپنا ہاتھ کاٹنے والے کے منہ سے کھینچا سو اس کا اگلا ایک دانت اُکھاڑ ڈالا سو دونوں حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے آئے حضرت ﷺ نے اس کے دانت کا بدلا اکارت کیا یعنی اس کو بدلا نہ دلوایا نہ دیت قصاص عطاء کہتا ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں چھوڑ دیتا کہ تو اس کو چباتا جیسے وہ اونٹ کے منہ میں ہے کہ اس کو چبائے۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ حَدِيْثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾.

باب ہے بیچ بیان حدیث کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے اور بیچ قول اللہ تعالیٰ کے اور تین شخص پر جو موقوف رکھے گئے۔

٤٠٦٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوْكَ قَالَ كَعْبٌ لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا إِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ غَيْرَ أَنِّيْ كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتِبْ

۴۰۶۶۔ حضرت عبداللہ بن کعب سے روایت ہے اور تھا وہ کھینچنے والا کعب رضی اللہ عنہ کا اس کی اولاد سے جب کہ کعب رضی اللہ عنہ اندھے ہوئے کہا میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا حدیث بیان کرتا تھا جنگ تبوک کے قصے سے جب وہ پیچھے رہا یعنی اپنے پیچھے رہنے کے زمانے سے کہا کعب رضی اللہ عنہ نے نہیں پیچھے رہا میں حضرت ﷺ کے ساتھ کسی جنگ میں جو حضرت ﷺ نے لڑی مگر جنگ تبوک میں لیکن میں جنگ بدر میں پیچھے رہا اور نہ عتاب کیا گیا کوئی جو اس سے پیچھے رہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ قریش کے قافلے کے ارادے سے نکلے کہ اس کو لوٹیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے دشمن کو

أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهَا إِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ وَّلَقَدْ شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَّإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا كَانَ مِنْ خَبَرِيْ أَنِّيْ لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوٰى وَلَا أَيْسَرَ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ الْغَزَاةِ وَاللّٰهِ مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِيْ قَبْلَهٗ رَاحِلَتَانِ قَطُّ حَتّٰى جَمَعْتُهُمَا فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ غَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ وَّاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَّمَفَازًا وَّعَدُوًّا كَثِيْرًا فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوْا أُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يُرِيْدُ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرٌ وَّلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابُ حَافِظٍ يُرِيْدُ الدِّيْوَانَ قَالَ كَعْبٌ فَمَا رَجُلٌ يُرِيْدُ أَنْ يَتَغَيَّبَ إِلَّا ظَنَّ أَنْ سَيَخْفٰى لَهٗ مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ وَحْيُ اللّٰهِ وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِيْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ وَتَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

باہم جمع کیا بغیر وعدے کیے یعنی مسلمانوں اور کافروں کا بدر میں اتفاقاً مقابلہ ہوا کسی کا لڑنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ حضرت ﷺ قافلہ لوٹنے کے ارادے سے نکلے تھے اور کفار قریش اپنا قافلہ بچانے کے واسطے نکلے تھے) اور البتہ میں گھاٹی کی رات حضرت ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا جب کہ ہم نے ایک دوسرے سے عہد و پیمان لیا جب کہ بیعت کی ہم نے اسلام پر اور میں نہیں چاہتا کہ مجھ کو اس کے بدلے جنگ بدر ہو اگرچہ جنگ بدر لوگوں میں اس سے زیادہ مشہور ہے میرے حال کی خبر یہ ہے کہ میں ایسا قوی تر اور باسامان تھا کہ کبھی ایسا قوی تر اور باسامان نہ ہوا تھا جبکہ میں اس جنگ میں حضرت ﷺ کے ساتھ سے پیچھے رہا قسم ہے اللہ کی کہ اس سے پہلے کبھی میرے پاس دو سواریاں جمع نہیں ہوئی تھیں یہاں تک کہ میں نے ان کو اس جنگ میں جمع کیا اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ کسی جنگ کا ارادہ نہیں کرتے تھے مگر کہ اس کو اس کے غیر کے ساتھ چھپاتے تھے یعنی ایسا لفظ ذکر کرتے تھے جو دو معنوں کا احتمال رکھتا کہ ایک دوسرے سے قریب ہوتا سو وہم دلاتے کہ وہ قریب کا ارادہ رکھتے ہیں اور حالانکہ آپ کا ارادہ بعید کا ہوتا یہاں تک کہ یہ جنگ تبوک ہوئی جہاد کیا اس کا حضرت ﷺ نے سخت گرمی میں اور متوجہ ہوئے طرف سفر دور کے اور جنگلوں بے آب و گیاہ کے اور بہت دشمنوں کے سو حضرت ﷺ نے اس جنگ کا حال مسلمانوں کو کھول کر بیان کر دیا تا کہ اپنی جنگ کے سامان کو درست کریں سو خبر دی ان کو اس طرف کی جس کا ارادہ رکھتے تھے یعنی تبوک کا اور حضرت ﷺ کے ساتھ مسلمان بہت تھے اور نہ جمع کرتی تھی ان کو کوئی کتاب یاد رکھنے والی یعنی کوئی دفتر نہ تھا جس میں سب کا نام لکھا ہوتا کہ اتنے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهُ فَطَفِقْتُ أَغْدُوْ لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا فَأَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ أَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادٰى بِيْ حَتّٰى اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ فَأَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهُ وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جَهَازِيْ شَيْئًا فَقُلْتُ أَتَجَهَّزُ بَعْدَهُ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ فَغَدَوْتُ بَعْدَ أَنْ فَصَلُوْا لِأَتَجَهَّزَ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا ثُمَّ غَدَوْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ بِيْ حَتّٰى أَسْرَعُوْا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ وَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأُدْرِكَهُمْ وَلَيْتَنِيْ فَعَلْتُ فَلَمْ يُقَدَّرْ لِيْ ذٰلِكَ فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطُفْتُ فِيْهِمْ أَحْزَنَنِيْ أَنِّيْ لَا أَرٰى إِلَّا رَجُلًا مَغْمُوْصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ أَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ مِنَ الضُّعَفَآءِ وَلَمْ يَذْكُرْنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ تَبُوْكَ فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ مَا فَعَلَ كَعْبٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ سَلِمَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَبَسَهُ بُرْدَاهُ وَنَظَرُهُ فِيْ عِطْفِهِ فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِئْسَ مَا قُلْتَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَعْبُ بْنُ

تھے یعنی بے شمار تھے سو کوئی مرد نہ تھا کہ غائب ہونا چاہے یعنی حضرت ﷺ کے ساتھ نہ جائے مگر یہ کہ گمان کرتا تھا کہ وہ چھپا رہے گا یعنی بسبب بہت ہونے لشکر کے جب تک کہ اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کی وحی نہ اترے اور حضرت ﷺ نے یہ جنگ اس وقت لڑی جب کہ پھل اور سائے خوب تیار ہوئے تھے اور حضرت ﷺ نے اور مسلمانوں نے آپ کے ساتھ سامان درست کیا سو میں صبح کو جانے لگتا تا کہ میں ان کے ساتھ سامان درست کروں سو میں پھرتا اور حالانکہ میں نے کوئی کام درست نہیں کیا سو میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ میں اس پر قادر ہوں سو ہمیشہ رہا دراز ہونا میرے ساتھ یہ حال کہ اب کر لیتا ہوں تھوڑی دیر ٹھہر کے کر لیتا ہوں یہاں تک کہ لوگوں پر کوشش سخت ہوئی سو حضرت ﷺ صبح کو روانہ ہوئے اور مسلمان آپ کے ساتھ تھے اور حالانکہ میں نے اپنے سامان سے کوئی چیز درست نہ کی سو میں نے کہا میں آپ کے بعد ایک دو دن سامان درست کر کے ان کو جا ملوں گا سو میں صبح کو گیا بعد چلے جانے ان کے تا کہ سامان درست کروں سو میں پھرا اس حال میں کہ کوئی چیز درست نہیں کی پھر میں اسی طرح اگلی صبح کو گیا پھر پھرا اور حالانکہ میں نے کوئی چیز درست نہیں کی سو ہمیشہ رہا یہ حال میرا کہ آج چلتا ہوں کل چلتا ہوں یہاں تک کہ انہوں نے جلدی کی اور دور چلے گئے اور جنگ فوت ہوئی اور میں نے قصد کیا کہ کوچ کروں اور ان کو پاؤں کاش! کہ میں یہ کام کرتا سو نہ مقدر ہوا واسطے میرے یہ کام جو کہ تقدیرا چلتے چلتے رہ گیا سو حضرت ﷺ کے جانے کے بعد جب میں لوگوں میں نکلتا تھا اور اُن میں گھومتا تھا تو مجھ کو غمناک کرتا تھا یہ کہ میں نہیں دیکھتا کسی کو مگر اس مرد کو جس پر

مَالِكٍ فَلَمَّا بَلَغَنِيْ أَنَّهُ تَوَجَّهَ قَافِلًا حَضَرَنِيْ هَمِّيْ وَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَأَقُوْلُ بِمَاذَا أَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا وَّاسْتَعَنْتُ عَلٰى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِيْ رَأْيٍ مِّنْ أَهْلِيْ فَلَمَّا قِيْلَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ وَعَرَفْتُ أَنِّيْ لَنْ أَخْرُجَ مِنْهُ أَبَدًا بِشَيْءٍ فِيْهِ كَذِبٌ فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهُ وَأَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِمًا وَّكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَآءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ فَطَفِقُوْا يَعْتَذِرُوْنَ إِلَيْهِ وَيَحْلِفُوْنَ لَهُ وَكَانُوْا بِضْعَةً وَّثَمَانِيْنَ رَجُلًا فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَلَ سَرَآئِرَهُمْ إِلَى اللّٰهِ فَجِئْتُهُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ تَعَالَ فَجِئْتُ أَمْشِيْ حَتّٰى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِيْ مَا خَلَّفَكَ أَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ فَقُلْتُ بَلٰى إِنِّيْ وَاللّٰهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا لَرَأَيْتُ أَنْ سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ وَّلَقَدْ أُعْطِيْتُ جَدَلًا وَّلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيْثَ كَذِبٍ تَرْضٰى بِهِ عَنِّيْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يُّسْخِطَكَ عَلَيَّ

نفاق کا طعن کیا گیا ہے یعنی منافقوں کے سوا کوئی نظر نہ آتا تھا یا اس مرد کو جس کا اللہ نے عذر قبول کیا ضعیفوں سے اور حضرت ﷺ نے مجھ کو یاد نہ کیا یہاں تک کہ تبوک میں پہنچے۔ فرمایا اور حالانکہ آپ لوگوں میں بیٹھے تھے کہ کیا کیا کعب نے کہ حاضر نہیں؟ تو ایک مرد نے بنی سلمہ میں سے کہا یا حضرت! روکا اس کو اس کی دونوں چادروں نے اور نظر کرنے اس کے نے ان کی خوبی اور عمدگی میں سو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا برا ہے جو تو نے کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! نہیں جانتے ہم اس کو مگر نیک سو حضرت ﷺ چپ رہے کہا کعب رضی اللہ عنہ نے سو جب مجھ کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ پلٹ کر مدینے کو متوجہ ہوئے ہیں تو میرا قصد حاضر ہوا یعنی میں دل میں سوچنے لگا کہ کیا کرنا چاہیے اور میں جھوٹ کو یاد کرنے لگا اور میں کہنے لگا کہ میں کل کس چیز کے ساتھ آپ کے غضب سے نکلوں اور مدد مانگی میں نے اس پر اپنے گھر والوں کے ہر عاقل سے سو جب مجھ سے کہا گیا کہ حضرت ﷺ تشریف لانے والے ہوئے یعنی قریب آ پہنچے تو جھوٹ مجھ سے دور ہوا اور میں نے پہچانا کہ بیشک میں آپ ﷺ کے غضب سے جھوٹ کے ساتھ کبھی نہیں چھوٹوں گا سو میں نے پکی نیت کی سچ بولنے کی اور حضرت ﷺ صبح کو تشریف لائے اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب سفر سے آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھتے یعنی اور حضرت ﷺ نے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی پھر لوگوں کے واسطے بیٹھے سو جب حضرت ﷺ نے یہ کام کیا تو جو لوگ پیچھے رہے تھے یعنی منافق لوگ وہ آپ کے پاس آ کر عذر کرنے لگے اور قسم کھاتے اور وہ چند اور اسی آدمی تھے سو حضرت ﷺ نے ان سے ان کے ظاہر کلام کو قبول کیا اور ان

وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيْثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيْهِ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ فِيْهِ عَفْوَ اللّٰهِ لَا وَاللّٰهِ مَا كَانَ لِيْ مِنْ عُذْرٍ وَّاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوٰى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْكَ فَقُمْتُ وَثَارَ رِجَالٌ مِّنْ بَنِيْ سَلِمَةَ فَاتَّبَعُوْنِيْ فَقَالُوْا لِيْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْنَاكَ كُنْتَ أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا وَلَقَدْ عَجَزْتَ أَنْ لَّا تَكُوْنَ اِعْتَذَرْتَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا اعْتَذَرَ إِلَيْهِ الْمُتَخَلِّفُوْنَ قَدْ كَانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ اسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ فَوَاللّٰهِ مَا زَالُوْا يُؤَنِّبُوْنِيْ حَتّٰى أَرَدْتُّ أَنْ أَرْجِعَ فَأُكَذِّبَ نَفْسِيْ ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِيْ أَحَدٌ قَالُوْا نَعَمْ رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ مَا قُلْتَ فَقِيْلَ لَهُمَا مِثْلُ مَا قِيْلَ لَكَ فَقُلْتُ مَنْ هُمَا قَالُوْا مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْعَمْرِيُّ وَهِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ فَذَكَرُوْا لِيْ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا فِيْهِمَا أُسْوَةٌ فَمَضَيْتُ حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا لِيْ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ وَتَغَيَّرُوْا لَنَا حَتّٰى تَنَكَّرَتْ فِيْ نَفْسِي الْأَرْضُ فَمَا هِيَ الَّتِيْ أَعْرِفُ فَلَبِثْنَا عَلٰى

سے بیعت کی اور ان کے واسطے بخشش مانگی اور ان کے دل کی بات کو اللہ کے سپرد کیا پھر میں بھی حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا سو جب میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے تبسم فرمایا جیسے غضبناک ہنستا ہے پھر فرمایا آگے آؤ سو میں آیا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے آگے بیٹھا سو آپ ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو پیچھے ڈالا اور جہاد سے روکا کیا تو نے سواری خرید نہ لی تھی؟ سو میں نے کہا کیوں نہیں قسم ہے اللہ کی اگر میں آپ کے سوا کسی دنیا دار کے پاس بیٹھتا تو البتہ میں جانتا کہ اس کے غضب سے عذر کے ساتھ نکلوں گا اور البتہ مجھ کو خوش تقریری ملی ہے یعنی جس کے ساتھ میں اس جرم سے پاک ہوسکتا ہوں لیکن قسم ہے اللہ کی البتہ میں نے جانا کہ اگر میں آج آپ سے جھوٹ بات بیان کروں جس کے ساتھ آپ مجھ سے راضی ہوں تو البتہ عنقریب ہے کہ اللہ آپ کو مجھ پر غضبناک کرے اور اگر میں آپ سے سچ بات بیان کروں جس میں آپ مجھ پر ناراض ہوں تو البتہ میں اللہ کی معافی کی امید رکھتا ہوں قسم ہے اللہ کی مجھ کو کوئی عذر نہ تھا قسم ہے اللہ کی نہ تھا میں کبھی ایسا زیادہ تر قوی اور باسامان اب سے جیسا کہ میں قوی تر اور باسامان تھا جب کہ میں آپ کے ساتھ سے پیچھے رہا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اس نے تو سچ کہا سو اُٹھ کھڑا ہو یہاں تک کہ اللہ تیرے حق میں کچھ حکم کرے سو میں اٹھ کھڑا ہوا سو قوم بنی سلمہ کے چند مرد اٹھ کر میرے ساتھ ہوئے سو انہوں نے مجھ سے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم نہیں جانتے کہ تو نے اس سے پہلے کوئی گناہ کیا ہو اور البتہ تو عاجز ہوا اس سے کہ حضرت ﷺ کے پاس عذر کرتا جو پیچھے رہنے والوں نے آپ کے پاس عذر کیا اور البتہ حضرت ﷺ کا

ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِيْ بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَانِ وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَشْهَدُ الصَّلَاةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَطُوْفُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِيْ أَحَدٌ وَّاٰتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِيْ مَجْلِسِهٖ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَأَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَيَّ أَمْ لَا ثُمَّ أُصَلِّيْ قَرِيْبًا مِّنْهُ فَأُسَارِقُهُ النَّظَرَ فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلٰى صَلَاتِيْ أَقْبَلَ إِلَيَّ وَإِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهٗ أَعْرَضَ عَنِّيْ حَتّٰى إِذَا طَالَ عَلَيَّ ذٰلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِيْ قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّيْ وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَقُلْتُ يَا أَبَا قَتَادَةَ أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُنِيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَسَكَتَ فَعُدْتُ لَهٗ فَنَشَدْتُّهٗ فَسَكَتَ فَعُدْتُ لَهٗ فَنَشَدْتُّهٗ فَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ بِسُوْقِ الْمَدِيْنَةِ إِذَا نَبَطِيٌّ مِّنْ أَنْبَاطِ أَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيْعُهٗ بِالْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ مَنْ يَّدُلُّ عَلٰى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيْرُوْنَ لَهٗ حَتّٰى إِذَا جَآءَنِيْ دَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِّنْ مَّلِكِ غَسَّانَ فَإِذَا فِيْهِ أَمَّا بَعْدُ

تیرے واسطے استغفار کرنا تیرے گناہ کو کافی تھا پس قسم اللہ کی ہمیشہ رہے مجھ کو ملامت کرتے یہاں تک کہ میں نے ارادہ کیا کہ اپنی پہلی بات سے پھروں اور اپنے نفس کو جھٹلاؤں پھر میں نے ان سے کہا کہ کیا کوئی اور بھی میرے ساتھ اس حال کو ملا ہے؟ یعنی کسی اور کا بھی یہ حال ہے؟ انہوں نے کہا ہاں دو مرد کہ کہا دونوں نے جیسے تو نے کہا سو کہا گیا واسطے ان کے جیسے تجھ کو کہا گیا میں نے کہا وہ دونوں کون ہیں؟ کہا مرارہ اور ہلال رضی اللہ عنہما سو انہوں نے میرے واسطے دو نیک مردوں کو ذکر کیا جو جنگ بدر میں موجود تھے کہ ان کی پیروی ہو سکتی ہے سو میں گزرا جب کہ انہوں نے ان کو میرے واسطے ذکر کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہم تینوں کی کلام سے خاص کر منع کر دیا سوائے باقی لوگوں کے اُن لوگوں کے درمیان سے جو آپ کے ساتھ سے پیچھے رہے اور لوگوں نے ہم سے پرہیز کیا اور ہمارے واسطے دوسرے رنگ ہوئے گویا یہ آشنا ہی نہ تھے یہاں تک کہ میرے جی میں زمین ناواقف ہوئی سو نہ تھی وہ زمین کہ میں پہچانتا ہوں (اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور ناواقف ہوئے ہمارے واسطے باغ پس نہ تھے وہ باغ جن کو میں پہچانتا ہوں اور ناواقف ہوئے ہمارے واسطے لوگ یہاں تک کہ نہیں تھے وہ جن کو میں پہچانتا ہوں اور جو غمناک ہو وہ اس کو ہر چیز میں پاتا ہے یہاں تک کہ کبھی اس کو اپنے نفس میں بھی پاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو اس سے زیادہ کسی چیز کا فکر نہ تھا کہ میں مر جاؤں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرا جنازہ نہ پڑھیں یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جائیں اور میں لوگوں سے اس حال میں رہوں پس نہ کلام کرے مجھ سے کوئی ان میں سے اور نہ مجھ پر نماز پڑھے) سو ہم اسی حال پر پچاس

فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَّلَا مَضْيَعَةٍ فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ فَقُلْتُ لَمَّا قَرَأْتُهَا وَهٰذَا أَيْضًا مِّنَ الْبَلَاءِ فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّوْرَ فَسَجَرْتُهُ بِهَا حَتّٰى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً مِّنَ الْخَمْسِيْنَ إِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْنِي فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ فَقُلْتُ أُطَلِّقُهَا أَمْ مَّاذَا أَفْعَلُ قَالَ لَا بَلْ اعْتَزِلْهَا وَلَا تَقْرَبْهَا وَأَرْسَلَ إِلٰى صَاحِبَيَّ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي الْحَقِيْ بِأَهْلِكِ فَتَكُوْنِيْ عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ كَعْبٌ فَجَآءَتْ امْرَأَةُ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَآئِعٌ لَّيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَّا يَقْرَبْكِ قَالَتْ إِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا بِهِ حَرَكَةٌ إِلٰى شَيْءٍ وَّاللّٰهِ مَا زَالَ يَبْكِيْ مُنْذُ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ إِلٰى يَوْمِهِ هٰذَا فَقَالَ لِيْ بَعْضُ أَهْلِيْ لَوِ اسْتَأْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ امْرَأَتِكَ كَمَا أَذِنَ لِامْرَأَةِ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا أَسْتَأْذِنُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْنِيْ مَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

راتیں ٹھہرے لیکن میرے دونوں ساتھی سو عاجز ہوئے اپنے گھروں میں روتے بیٹھے اور میں تو لوگوں میں زیادہ تر جوان اور مضبوط تھا سو میں نکلتا تھا اور لوگوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتا تھا اور بازاروں میں گھومتا تھا اور کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا اور میں حضرت ﷺ کے پاس آتا تھا اور آپ کو سلام کرتا تھا اور حضرت ﷺ اپنی مجلس میں ہوتے بعد نماز کے سو میں اپنے جی میں کہتا کہ کیا حضرت ﷺ نے میرے سلام کے جواب میں اپنے ہونٹ ہلائے ہیں یا نہیں؟ پھر میں آپ کے قریب نماز پڑھتا سو میں آپ کو نظر چرا کر دیکھتا سو جب میں اپنی نماز پر متوجہ ہوتا تو میری طرف منہ کرتے اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو مجھ سے منہ پھیرتے یہاں تک کہ جب دراز ہوا مجھ پر یہ حال لوگوں کے منہ پھیرنے سے تو میں چلا یہاں تک کہ میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پر چڑھا اور وہ میرا چچیرا بھائی تھا اور میرے نزدیک سب لوگوں سے بہت پیارا تھا سو میں نے اس کو سلام کیا سو قسم ہے اللہ کی اس نے مجھ کو سلام کا جواب نہ دیا سو میں نے کہا اے ابوقتادہ! میں تجھ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تو مجھ کو جانتا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں؟ سو وہ چپ رہا پھر میں نے اس کو قسم دی پھر بھی وہ چپ رہا پھر میں نے اس کو قسم دی سو اس نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں سو میری دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور میں پیٹھ دے کر چلا یہاں تک کہ دیوار پر چڑھا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا سو جس حالت میں کہ میں بازار میں چلتا تھا کہ اچانک شامیوں میں سے ایک کھیتی کرنے والا مدینے میں اناج بیچنے کو لایا تو اس نے مجھ کو غسان کے بادشاہ کا ایک خط دیا سو اچانک اس میں لکھا تھا کہ

إِذَا اسْتَأْذَنْتُهُ فِيهَا وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ حَتّٰى كَمَلَتْ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً مِنْ حِيْنَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صُبْحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً وَّأَنَا عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِنَا فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِيْ وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ أَوْفٰى عَلٰى جَبَلِ سَلْعٍ بِأَعْلٰى صَوْتِهٖ يَا كَعْبُ بْنَ مَالِكٍ أَبْشِرْ قَالَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا وَّعَرَفْتُ أَنْ قَدْ جَآءَ فَرَجٌ وَّآذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلّٰى صَلَاةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا وَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُوْنَ وَرَكَضَ إِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا وَّسَعٰى سَاعٍ مِّنْ أَسْلَمَ فَأَوْفٰى عَلَى الْجَبَلِ وَكَانَ الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ فَلَمَّا جَآءَنِي الَّذِيْ سَمِعْتُ صَوْتَهٗ يُبَشِّرُنِيْ نَزَعْتُ لَهٗ ثَوْبَيَّ فَكَسَوْتُهٗ إِيَّاهُمَا بِبُشْرَاهُ وَاللّٰهِ مَا أَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ وَّاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا وَانْطَلَقْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنِّئُوْنِيْ بِالتَّوْبَةِ يَقُوْلُوْنَ لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ قَالَ كَعْبٌ حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ

بہر حال اس کے بعد پس تحقیق شان یہ ہے کہ البتہ مجھ کو خبر پہنچی کہ تیرے ساتھی نے تجھ پر سختی کی اور نہیں گردانا تجھ کو اللہ نے ذلت کے گھر میں اور نہ ضائع کرنے والے میں یعنی جو تیرے حق کو ضائع کرے سو تو ہم کو آمل ہم تیرے ساتھ سلوک کریں گے سو میں نے کہا جب کہ میں نے اس کو پڑھا اور یہ بھی اللہ کا امتحان ہے سو میں نے اس خط کے ساتھ تنور کا قصد کیا سو میں نے اس کو اس میں جلا دیا یہاں تک کہ گزریں چالیس راتیں پچاس سے تو اچانک حضرت ﷺ کا ایلچی میرے پاس آیا سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ تجھ کو فرماتے ہیں کہ اپنی عورت سے جدا ہو جا میں نے کہا کیا میں اس کو طلاق دوں یا کیا کروں؟ کہا بلکہ اس سے جدا رہ اور اس کے نزدیک نہ جا اور میرے دونوں ساتھیوں کو بھی اسی طرح کہلا بھیجا سو میں نے اپنی عورت سے کہا کہ اپنے گھر والوں سے جا مل اور ان کے پاس رہ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس امر میں حکم کرے سو وہ ان میں جا ملی کہا کعب رضی اللہ عنہ نے سو ہلال رضی اللہ عنہ کی عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! ہلال رضی اللہ عنہ یعنی میرا خاوند بہت بوڑھا ہے اس کا کوئی خدمت گار نہیں سو کیا آپ برا جانتے ہیں کہ میں اس کی خدمت کروں؟ فرمایا نہیں میں اس کی خدمت کو برا نہیں جانتا لیکن وہ تیرے نزدیک نہ آئے یعنی تجھ سے صحبت نہ کرے اس نے کہا قسم ہے اللہ کی بیشک اس کو کسی چیز کی طرف حرکت نہیں، قسم ہے اللہ کی ہمیشہ وہ روتا ہے جب سے ہوا حال اس کا جو ہوا آج تک سو میرے بعض گھر والوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تو بھی حضرت ﷺ سے اپنی عورت کے حق میں اجازت مانگے تو شاید تجھ کو اجازت دیں جیسے ہلال رضی اللہ عنہ کی عورت کو اس کی خدمت کرنے کی

فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِيْ وَهَنَّانِيْ وَاللّٰهِ مَا قَامَ إِلَيَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرَهُ وَلَا أَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ قَالَ كَعْبٌ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُوْرِ أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَّرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ قَالَ قُلْتُ أَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمْ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ قَالَ لَا بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَّكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَإِنِّيْ أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِيْ بِخَيْبَرَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ إِنَّمَا نَجَّانِيْ بِالصِّدْقِ وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ لَّا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا مَّا بَقِيْتُ فَوَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَبْلَاهُ اللّٰهُ فِيْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِيْ مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ

اجازت دی تو میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں حضرت ﷺ سے اس کی اجازت نہیں مانگوں گا اور میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ کیا کہیں جب میں آپ ﷺ سے اس کی اجازت مانگوں اور میں جوان آدمی ہوں سو میں اس کے بعد دس راتیں ٹھہرا یہاں تک کہ ہمارے واسطے پچاس راتیں پوری ہوئیں جب سے حضرت ﷺ نے ہمارے ساتھ کلام سے منع کیا سو جب میں نے فجر کی نماز پڑھی پچاسویں رات کی صبح کو اور میں اپنے ایک گھر کی چھت پر تھا سو جس حالت میں کہ میں بیٹھا تھا اس حال پر جو اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا البتہ تنگ ہوئی مجھ پر میری جان اور تنگ ہوئی مجھ پر زمین باوجود فراخی اپنی کے کہ اچانک میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو پہاڑ سلع پر چڑھ کر اپنی بلند آواز سے پکارتا ہے کہ اے کعب! بشارت لے سو میں سجدے میں گرا اور میں نے پہچانا کہ فراخی آئی اور غم دور ہوا اور خبر دی حضرت ﷺ نے ساتھ توبہ قبول کرنے اللہ تعالیٰ کے اوپر ہمارے جب کہ فجر کی نماز پڑھی سو لوگ ہم کو بشارت دینے چلے اور بشارت دینے والے میرے دونوں ساتھیوں کی طرف گئے اور ایک مرد نے گھوڑے کو ایڑ لگا کر میری طرف دوڑایا اور قبیلہ اسلم سے ایک دوڑنے والا دوڑا اور پہاڑ پر چڑھ کے پکارا اور آواز گھوڑے سے بہت جلدی پہنچنے والی تھی سو جب میرے پاس آیا جس کی میں نے آواز سنی مجھ کو خوشخبری دیتا تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس کو پہنائے بدلے بشارت دینے اس کے کی قسم ہے اللہ کی میں اس دن ان دونوں کپڑوں کے سوا کسی چیز کا مالک نہ تھا اور میں نے دو کپڑے مانگ کر پہنے اور میں حضرت ﷺ کی طرف چلا اور لوگ مجھ کو جماعت جماعت ملتے رہے اس حال

ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا كَذِبًا وَإِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ يَّحْفَظَنِيَ اللّٰهُ فِيْمَا بَقِيْتُ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾ فَوَاللّٰهِ مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِّعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ أَنْ هَدَانِيْ لِلْإِسْلَامِ أَعْظَمَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ صِدْقِيْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا أَكُوْنَ كَذَبْتُهٗ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِلَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ أَنْزَلَ الْوَحْيَ شَرَّ مَا قَالَ لِأَحَدٍ فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ﴾ قَالَ كَعْبٌ وَّكُنَّا تَخَلَّفْنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ أَمْرِ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَلَفُوْا لَهٗ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَأَرْجَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَنَا حَتّٰى قَضَى اللّٰهُ فِيْهِ فَبِذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ وَلَيْسَ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ مِمَّا خُلِّفْنَا عَنِ الْغَزْوِ إِنَّمَا هُوَ تَخْلِيْفُهٗ إِيَّانَا وَإِرْجَاؤُهٗ أَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهٗ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ.

میں کہ مجھ کو توبہ کی مبارک بادی دیتے تھے کہتے تھے کہ اللہ کی توبہ تجھ کو مبارک ہو کہا کعب رضی اللہ عنہ نے یہاں تک کہ میں مسجد میں داخل ہوا سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہیں آپ کے گرد لوگ ہیں سو اٹھ کھڑا ہوا طرف میری طلحہ رضی اللہ عنہ دوڑتا یہاں تک کہ اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھ کو مبارک دی قسم ہے اللہ کی مہاجرین میں سے اس کے سوا کوئی مرد میری طرف نہ اٹھا اور نہیں بھولتا میں اس خصلت کو طلحہ رضی اللہ عنہ کے واسطے کہ اس نے مجھ کو مبارک بادی دی اور مجھ سے مصافحہ کیا' کہا کعب رضی اللہ عنہ نے سو جب میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور حالانکہ آپ کا چہرہ خوشی سے چمکتا تھا بشارت لے بہت بہتر دن کی جو تجھ پر گزرا جب سے تیری ماں نے تجھ کو جنا میں نے کہا یا حضرت! کیا یہ بشارت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ روشن ہوتا جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پہچانتے تھے یعنی خوشی کے وقت چہرے کا روشن ہونا سو جب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بیٹھا تو میں نے کہا یا حضرت! میری توبہ کے شکریہ سے ہے یہ کہ میں اپنے سب مال سے باہر نکلوں اس حال میں کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف خیرات ہے یعنی میں چاہتا ہوں کہ اپنی توبہ کے شکریہ میں اپنا سب مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کر دوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لے سو وہ تیرے حق میں بہتر ہے میں نے کہا میں رکھتا ہوں اپنا حصہ جو خیبر میں ہے میں نے کہا یا حضرت! سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سچ بولنے

کے ساتھ نجات دی اور میری توبہ کے شکر یہ سے ہے یہ کہ نہ
بات کہوں گا مگر سچ جب تک زندہ رہوں گا پس قسم اللہ کی نہیں
جانتا میں کسی مسلمان کو انعام کیا ہو اللہ نے اوپر اس کے سچ
بولنے میں جب سے میں نے حضرت ﷺ کے آگے سچ کہا
آج تک بہتر اس سے کہ مجھ پر انعام کیا اور نہیں قصد کیا میں
نے جھوٹ بولنے کا جب سے میں نے حضرت ﷺ کے آگے
سچ کہا آج تک البتہ میں امیدوار ہوں کہ اللہ مجھ کو باقی زندگی
میں بھی جھوٹ بولنے سے بچائے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ پر
یہ آیت اتاری البتہ اللہ مہربان ہوا نبی پر اور مہاجرین پر اور
انصار پر جو ساتھ رہے نبی ﷺ کے مشکل کی گھڑی میں اس
کے بعد کہ قریب ہوئے کہ دل پھر جائیں بعض کے ان میں
سے پھر فرمایا اور مہربان ہوا ان تین شخصوں پر جو موقوف رکھے
گئے یہاں تک کہ جب تنگ ہوئی ان پر زمین باوجود فراخی اپنی
کے اور تنگ ہوئی ان پر ان کی جان اللہ تعالیٰ کے اس قول تک
کہ رہو ساتھ سچوں کے سو قسم ہے اللہ کی اللہ نے کبھی کوئی نعمت
مجھ پر عطا نہیں کی اس کے بعد کہ مجھ کو اسلام کے واسطے ہدایت
کی بہت بڑی میرے دل میں سچ کہنے میرے سے واسطے
حضرت ﷺ کے یہ کہ میں نے جھوٹ بولا ہوتا پس ہلاک ہوتا
جیسے جھوٹ بولنے والے ہلاک ہوئے سو بیشک اللہ تعالیٰ نے
جھوٹ بولنے والوں کے واسطے کہا جب کہ وحی اتاری بدتر اس
چیز سے کہ کسی کے واسطے کہا یعنی اللہ نے ان کو نہایت بد کہا سو
اللہ تعالیٰ بابرکت نے کہا کہ عنقریب قسمیں کھائیں گے اللہ کی
تمہارے پاس جب پھر کر آؤ گے ان کی طرف اللہ کے اس
قول تک کہ البتہ اللہ راضی نہیں بے حکم لوگوں سے ، کہا
کعب رضی اللہ عنہ نے اور تھے ہم تینوں پیچھے رکھے گئے کام ان لوگوں

کے سے جن کا عذر حضرت ﷺ نے قبول کیا جب کہ انہوں نے آپ کے پاس قسمیں کھائیں سو حضرت ﷺ نے ان سے بیعت لی اور ان کے واسطے بخشش مانگی اور حضرت ﷺ نے ہمارے کام کو موقوف رکھا یہاں تک کہ اللہ اس میں حکم کرے پس اسی سبب سے کہا اللہ نے اوران تین شخصوں پر جو پیچھے رکھے گئے اور نہیں مراد ہے اس چیز سے کہ ذکر کیا اللہ نے پیچھے رہنا ہمارا جنگ سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد پیچھے رکھنا حضرت ﷺ کا ہے ہم کو اور ڈھیل میں ڈالنا آپ کا ہے ہمارے کام کو اور لوگوں سے جنہوںؓ نے آپ کے واسطے قسم کھائی اور آپ کے آگے عذر کیا اور حضرت ﷺ نے ان کا عذر قبول کیا۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے نزدیک ابن جریر کے طریق یونس کے سے اس نے روایت کی زہری سے حدیث کے شروع میں بغیر اسناد کے کہا زہری نے اور جنگ کی حضرت ﷺ نے تبوک کی اور ارادہ کرتے تھے حضرت ﷺ نصاریٰ عرب اور روم کا شام میں یہاں تک کہ تبوک میں پہنچے تو وہاں چند اور دس راتیں ٹھہرے اور وہاں آپ کو اذرح اور ایلہ کے ایلچی ملے حضرت ﷺ نے ان سے جزیہ پر صلح کی پھر تبوک سے پلٹے اور اس سے آگے نہ بڑھے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ﴾ الآیۃ اور وہ تین شخص کہ پیچھے ڈالے گئے ایک جماعت میں انصار سے چند اور اسی مرد ہیں پھر جب حضرت ﷺ پھرے تو ان تینوں نے آپ کے آگے سچ کہا اور اپنے گناہ کا اقرار کیا اور باقی لوگوں نے جھوٹ بولا پس قسم کھائی کہ نہیں روکا ان کو مگر عذر نے حضرت ﷺ نے ان کا عذر قبول کیا اور منع کیا ان تین کی کلام سے اور یہ جو کہا کہ نہ جمع کرتا تھا ان کو کوئی دفتر یاد رکھنے والا تو ایک روایت میں ہے کہ دس ہزار سے زیادہ تھے اور حاکم نے اکلیل میں روایت کی ہے کہ تیس ہزار سے زیادہ تھے اور ساتھ اس گنتی کے جزم کیا ہے ابن اسحاق نے اور واقدی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان کے ساتھ دس ہزار گھوڑا تھا پس محمول ہوگی روایت دس ہزار کی اوپر عدد سواروں کے اور ابو زرعہ رازی سے منقول ہے کہ وہ چالیس ہزار آدمی تھے اور یہ حاکم کی روایت کے مخالف نہیں کہ تیس ہزار سے زیادہ تھے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ جس نے چالیس ہزار کہا اس نے کسر کو پورا کیا اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے کہ پہلے پہل عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دفتر بنایا اور یہ جو کہا کہ ذکر کیے انہوں نے واسطے میرے دو مرد نیک جو جنگ بدر میں موجود تھے تو استدلال کیا ہے بعض متاخرین نے اس پر کہ وہ دونوں جنگ بدر میں موجود نہ

تھے ساتھ قصے حاطب کے اور یہ کہ حضرت ﷺ نے نہ اس سے سلام وکلام ترک کیا اور نہ اس کو عتاب کیا اس کے باوجود کہ اس نے حضرت ﷺ کا حال کے والوں کو پوشیدہ لکھ کر بھیجا تھا بلکہ حضرت ﷺ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب کہ انہوں نے اس کے مارنے کا قصد کیا کہ شاید اللہ بدر والوں کے حال پر واقف ہو چکا ہے سو اس نے ان سے کہہ دیا کہ کرو جو تمہارا دل چاہے کہ بیشک میں تم کو بخش چکا ہوں' کہا اور کہاں ہے گناہ پیچھے رہنے کا گناہ جاسوسی کے سے؟ میں کہتا ہوں کہ یہ استدلال واضح نہیں اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے کہ بدری نزدیک اس کے جب کوئی قصور کے اگرچہ بڑا ہو تو اس پر اس کو عقاب نہ کیا جائے اور حالانکہ اس طرح نہیں پس یہ عمر میں باوجود ہونے اس کے مخاطب ساتھ قصے حاطب کے پس البتہ انہوں نے قدامہ بن مظعون کو حد میں کوڑے مارے جب کہ انہوں نے شراب پی کما تقدم اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ عقاب کیا حضرت ﷺ نے حاطب رضی اللہ عنہ کو اور نہ اس کی ملاقات ترک کی اس واسطے کہ اس نے آپ کے آگے عذر کیا اس میں کہ اس نے سوائے اس کے نہیں کہ لکھا قریش کو واسطے خوف کے اپنے بیوی لڑکوں پر اور اس نے چاہا کہ ان کے نزدیک احسان پکڑے تو حضرت ﷺ نے اس سبب سے اس کا یہ عذر قبول کیا برخلاف پیچھے رہنے کعب رضی اللہ عنہ کے اور اس کے دونوں ساتھیوں کے کہ ان کے واسطے بالکل کوئی عذر نہ تھا اور یہ جو کہا کہ کیا حضرت ﷺ نے میرے سلام کے جواب میں اپنے ہونٹ ہلائے ہیں یا نہیں؟ تو نہیں جزم کیا کعب رضی اللہ عنہ نے ساتھ ہلانے ہونے کے اور شاید یہ بسبب اس کے ہے کہ وہ شرمندگی سے لگا تار آپ کی طرف نہ دیکھ سکتا تھا اور یہ جو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس کو تنور میں جلایا تو کعب رضی اللہ عنہ کا یہ فعل دلالت کرتا ہے اوپر قوی ہونے ایمان اس کے اور محبت اس کی کے واسطے اللہ اور رسول کے نہیں تو جو ہو بیچ مثل حال اس کے ہجر اور اعراض سے کبھی ضعیف ہو جاتا ہے اس بوجھ کے اٹھانے سے اور باعث ہوتی ہے اس کو رغبت مرتبے اور مال میں اوپر چھوڑنے اس شخص کے جو اس کو چھوڑے اور خاص کر ساتھ بے خوف ہونے اس کے جو اس کو اپنے پاس بلائے نہ جبر کرتا ہو اس کو اس کے دین کے چھوڑنے پر لیکن جب کہ اس کے نزدیک احتمال تھا کہ نہیں بے خوف ہے وہ مفتون ہونے سے تو مادے کو جڑ سے اکھاڑا اور خط کو جلایا اور اس کو جواب نہ دیا باوجود ہونے اس کے شاعروں سے کہ پیدا کیے گئے ہیں نفس ان کے رغبت پر خاص کر بعد بلانے کے اور رغبت دلانے کے اوپر پہنچنے کے طرف مقصود کے مرتبے اور مال سے اور مال سے خاص کر اس حالت میں کہ اس کو بلانے والا اس کا قرابتی ہو اور باوجود اس کے پس غالب ہوا اس پر دین اس کا اور قوی ہوا نزدیک اس کے یقین اس کا اور ترجیح دی اس نے اس چیز کو کہ وہ اس میں ہے رنج اور عذاب پانے سے اس چیز پر کہ بلایا گیا اس کی طرف آرام اور نعمتوں سے واسطے محبت اللہ اور اس کے رسول کے جیسا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہ ہو اللہ اور رسول محبوب تر نزدیک اس کے ان کے ماسوائے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کے آگے اپنے حال کی شکایت کی اور کہا کہ ہمیشہ رہا اعراض آپ کا مجھ سے یہاں

تک کہ رغبت کی مجھ میں مشرکوں نے اور یہ جو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے بعض گھر والوں نے مجھ سے کہا تو یہ مشکل ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ان تینوں کی کلام سے منع کر دیا تھا تو اس نے کعب رضی اللہ عنہ سے کیوں کلام کیا؟ سو جواب یہ ہے کہ شاید وہ کوئی اس کا بیٹا ہوگا یا کوئی عورت ہوگی اور نہی واقع ہوئی تھی کلام تینوں کی سے واسطے عورتوں کے جو اُن کے گھروں میں تھیں یا جس نے کعب رضی اللہ عنہ سے یہ کلام کیا تھا وہ منافق تھا یا اس کا کوئی خادم تھا اور نہ داخل ہوا تھا نہی میں اور یہ جو کہا کہ میں اس دن اُن دو کپڑوں کے سوا کسی چیز کا مالک نہ تھا یعنی جنس کپڑوں کے سے نہیں تو پہلے گزر چکا ہے کہ اس کے پاس دو سواریاں تھیں اور عنقریب آئے گا کہ کعب رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی کہ اپنے سب مال کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرے اور یہ جو کہا کہ تجھ کو بشارت ہو بہتر دن کی جو تجھ پر گزرا جب سے تیری ماں نے تجھ کو جنا تو مشکل ہے یہ اطلاق ساتھ مسلمان ہونے اس کے کی اس واسطے کہ وہ گذرا اس پر اس کے بعد کہ اس کی ماں نے اس کو جنا اور وہ بہتر ہے اس کے سب دنوں سے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ مستثنٰی ہے اصل میں اگرچہ اس کے ساتھ کلام نہیں کیا واسطے نہ پوشیدہ ہونے اس کے اور بہت خوب جواب میں یہ ہے کہ کہا جائے کہ اس کی توبہ کا دن کامل کرنے والا ہے اس کے مسلمان ہونے کے دن کو سو اس کے مسلمان ہونے کا دن اس کی سعادت کی ابتدا ہے اور اس کی توبہ کا دن اس کو کامل کرنے والا ہے سو وہ بہتر ہے اس کے سب دنوں سے اگرچہ اس کے مسلمان ہونے کا دن بہتر ہے پس دن توبہ اس کی کا جو منسوب ہے طرف مسلمان ہونے اس کے کی بہتر ہے اس کے مسلمان ہونے کے دن سے جو اس سے مجرد ہے اور یہ جو کہا کہ جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہے تو اگر کوئی کہے کہ چاند کے ٹکڑے کے ساتھ کیوں تشبیہ دی چاند کے ساتھ کیوں نہ دی تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واسطے بشارت کے ہے طرف جگہ روشنی کے اور وہ ماتھا ہے اور اسی میں ظاہر ہوتی ہے خوشی پس گویا کہ تشبیہ واقع ہوئی ہے بعض چہرے پر پس مناسب ہوا یہ کہ تشبیہ دیا جائے ساتھ بعض چاند کے اور یہ جو کہا کہ ہم خوشی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں پہچانتے تھے تو اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوپر اس کے کمال شفقت سے اپنی امت پر اور مہربانی سے ساتھ ان کے اور فرح سے جو ان کو خوش کرے اور ایک روایت میں ہے کہ جب میری توبہ اتری تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو میں نے آپ کے دونوں ہاتھ اور گھٹنے چومے اور یہ جو کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ نے کسی مسلمان پر مجھ سے زیادہ انعام کیا ہو تو مراد ساتھ اس کے نفی افضلیت کی ہے نہ مساوات کی اس واسطے کہ دو ساتھی تو کعب کے اس میں شریک تھے اور یہ جو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھے ہم تینوں شخص پیچھے رکھے گئے تو حاصل اس کا یہ ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ نے تفسیر کیا اس آیت کو ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا﴾ یعنی مراد یہ ہے کہ موقوف رکھے گئے اور ان کے کام کو ڈھیل میں ڈالا گیا یہ مراد نہیں کہ وہ جنگ سے پیچھے رکھے گئے اور کہا ابن جریر نے کہ معنی کلام کے یہ ہیں کہ البتہ توبہ کی اللہ تعالیٰ نے ان پر جن کی توبہ قبول کرنے میں دیر ہوئی اور کعب رضی اللہ عنہ کے قصے میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے

جائز ہے طلب کرنا مال حربی کافروں کا اور جائز ہے جہاد کرنا حرام کے مہینے میں اور تصریح کرنا ساتھ جہت جہاد کے جب نہ تقاضا کرے مصلحت اس کے چھپانے کو اور یہ کہ امام جب عموماً سب لشکر کو نکلنے کے واسطے بلائے تو لازم آتا ہے نکلنا سب کو اور ہر ایک فرد کو ملامت شامل ہوتی ہے اگر پیچھے رہے اور کہا سہیلی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سخت ہوا غضب اس شخص پر جو پیچھے رہا اگرچہ جہاد فرض کفایہ ہے لیکن خاص کر انصار کے حق میں فرض عین ہے اس واسطے کہ انہوں نے اس پر بیعت کی اور مصداق اس کا قول ان کا ہے جب وہ خندق کھودتے تھے **نحن الذين بايعوا محمدا على الجهاد ما بقينا ابدا** پس ہوگا پیچھے رہنا ان کا اس جنگ سے گناہ کبیرہ اس واسطے کہ وہ مانند توڑنے بیعت کے ہے اور نزدیک شافعیہ کے ایک وجہ ہے کہ جہاد حضرت ﷺ کے زمانے میں فرض عین تھا اس بنا پر پس متوجہ ہوگا عتاب اس شخص پر جو پیچھے رہے مطلق اور ان میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جو عاجز ہو نکلنے سے ساتھ نفس اپنے کے اور مال اپنے کے نہیں ملامت ہے او پر اس کے اور خلیفہ کرنا اس شخص کا جو قائم مقام ہو امام کے اس کے گھر والوں پر اور ضعیفوں پر اور اس میں ترک کرنا قتل منافقوں کا ہے اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے ترک کرنا زندیق کا جب کہ ظاہر کرے توبہ کو اور جواب دیا ہے اس نے جو جائز رکھتا ہے اس کو کہ ترک قتل حضرت ﷺ کے زمانہ میں واسطے مصلحت تالیف کے تھا اور ان میں بڑائی امر گناہ کی ہے اور تحقیق تنبیہ کی ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اوپر اس کے جیسے کہ روایت کی ہے اس سے ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کہا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے سبحان اللہ نہیں کھایا ان تین شخصوں نے حرام مال اور نہیں بہایا حرام خون کو اور نہیں فساد کیا زمین میں پہنچی ان کو وہ مصیبت جو تم نے سنی اور تنگ ہوئی ان پر زمین باوجود فراخی اپنی کے پس کیا حال ہوگا اس شخص کا جو بے حیائی اور کبیرہ گناہوں میں واقع ہو اور ایک فائدہ یہ ہے کہ جو دین میں قوی ہو اس کو سخت مواخذہ ہوتا ہے اس سے کہ ضعیف فی الدین کو ہو اور یہ کہ جائز ہے خبر دینا آدمی کی اپنے گناہ اور قصور سے اور اس کے سبب سے اور جو اس کا انجام ہوا واسطے ڈرانے اور نصیحت غیر کے اور یہ کہ جائز ہے مدح کرنا آدمی کی ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے بھلائی سے جب کہ فتنے سے امن ہو اور تسلی دینا اپنے نفس کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں حاصل ہوئی واسطے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے واسطے نظیر اس کی کے اور فضیلت اہل بدر اور عقبہ کی اور قسم کھانا واسطے تاکید کے بغیر طلب کرنے قسم کے اور توریہ مقصد سے اور رد کرنا غیبت کا اور جواز ترک وطی عورت کی ایک مدت اور اس میں ہے کہ جب آدمی کے واسطے بندگی میں فرصت ظاہر ہو تو اس کا حق یہ ہے کہ اس کی طرف جلدی کرے اور اس میں دیر نہ کرے تاکہ اس سے محروم نہ رہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قبول کرو اللہ اور اس کے رسول کا حکم جب کہ تم کو بلائے اور جان رکھو کہ اللہ حائل ہوتا ہے درمیان بندے اور اس کے دل کے اور ہم سوال کرتے ہیں اللہ سے یہ کہ الہام کرے ہم کو جلدی کرنا طرف بندگی کے اور نہ چھینے ہم سے جو ہم کو نعمت عطا کی اور ایک فائدہ یہ ہے کہ جائز ہے تمنا کرنا اس چیز کی کہ فوت ہو خیر سے اور یہ کہ امام غافل رہے اس شخص

سے جو اس سے پیچھے رہے بعض امروں میں بلکہ اس کو یاد دلا دے تا کہ توبہ کی طرف رجوع کرے اور یہ کہ جائز ہے طعن کرنا مردمیں ساتھ اس چیز کے کہ غالب ہو او پر اجتہاد طاعن کے اللہ اور اس کے رسول کی جہت سے اور یہ کہ جائز ہے رد کرنا طاعن پر جب کہ غالب ہو او پر گمان رد کرنے والے کے وہم طاعن کا یا غلطی اس کی اور یہ کہ مستحب ہے واسطے آنے والے کے سفر سے یہ کہ باوضو ہو اور یہ کہ گھر سے پہلے مسجد میں جائے اور نماز پڑھے پھر بیٹھے واسطے لوگوں کے کہ اس کو سلام کریں اور مشروع ہونا سلام کا آنے والے پر اور ملنا اس کا اور حکم کرنا ساتھ ظاہر کے اور قبول کرنا عذروں کا اور یہ کہ مستحب ہے رونا گنہگار کا واسطے افسوس کے اس چیز پر کہ فوت ہوئی اس سے نیکی سے اور ایک فائدہ جاری کرنا احکام کا ہے ظاہر پر اور سپرد کرنا چھپی باتوں کا اللہ کی طرف اور نہ سلام کرنا اس کو جو گناہ کرے اور یہ کہ جائز ہے چھوڑنا ملاقات اس کی کا زیادہ تین دن سے اور بہر حال تین دن سے زیادہ ملاقات چھوڑنے میں جو نہی وارد ہوئی ہے تو وہ محمول ہے اس شخص پر جس کی ملاقات کا چھوڑنا شرعی نہ ہو اور یہ ہنسنا کبھی غصے سے ہوتا ہے جیسا کہ تعجب سے ہوتا ہے اور نہیں خاص ہے ہنسنا ساتھ خوشی کے اور عتاب کرنا بزرگ کا اپنے ساتھیوں کو اور جو اس کے نزدیک ہو ماسوائے غیر اس کے کی اور ان فائدوں میں ایک فائدہ سچ بولنے کا ہے اور نحوست عاقبت جھوٹ بولنے کی اور اُن میں ایک فائدہ عمل کرنا ہے ساتھ مفہوم لقب کے جب کہ گھیرے اس کو قرینہ واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے جب کہ حدیث بیان کی آپ سے کعب رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے تو سچ کہا اس واسطے کہ یہ مشعر ہے کہ اس کے سوائے سب لوگوں نے جھوٹ بولا لیکن نہیں ہے وہ عام ہر ایک کے حق میں سوائے اس کے اس واسطے کہ مرارہ اور ہلال رضی اللہ عنہما نے بھی سچ کہا تھا پس خاص ہوگا جھوٹ ساتھ اس شخص کے کہ اقرار کیا ساتھ قصور اپنے کے اسی واسطے عقاب کیا سچ کہنے والے کو ساتھ تادیب کے جس کا فائدہ عنقریب ظاہر ہوا اور مؤخر کیا جھوٹ بولنے والوں کو واسطے عقاب دراز کے اور حدیث صحیح میں ہے کہ جب اللہ اپنے بندے کے ساتھ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو جلد سزا دیتا ہے اس کو دنیا میں اور جب اس کے ساتھ بدی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی سزا کو اس سے روک رکھتا ہے اور اس کو دنیا میں سزا نہیں دیتا پس وارد ہوگا قیامت کو ساتھ گناہوں اپنے کے بعض کہتے ہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سختی کی گئی ان تین شخصوں کے حق میں اس واسطے کہ چھوڑا انہوں نے اس چیز کو کہ ان پر واجب تھی بغیر عذر کے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا نہیں لائق تھا مدینے والوں اور ان کے گرد والوں کو گنواروں سے کہ پیچھے رہیں حضرت ﷺ کے ساتھ سے اور قول انصار کا کہ ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی جہاد پر جب تک ہم زندہ رہیں گے ہمیشہ اور ان میں ایک فائدہ ٹھنڈا کرنا گرمی مصیبت کا ہے ساتھ پیروی اپنے جیسے کے اور ان میں بڑائی مقدار صدق کی ہے قول میں اور فعل میں اور معلق کرنا سعادت دنیا اور آخرت کا اور نجات کا بدلی ان کی سے ساتھ صدق کے اور یہ کہ جو عقاب کیا جائے ساتھ ترک کرنے سلام وکلام کے معذور رکھا جاتا ہے پیچھے رہنے میں جماعت سے اس واسطے کہ مرارہ رضی اللہ عنہ اور ہلال رضی اللہ عنہ اس مدت میں

اپنے گھروں سے نہ نکلے اور ایک فائدہ ساقط ہونا سلام کے جواب کا ہے مہجور پر اس شخص سے کہ اس پر سلام کرے اس واسطے کہ اس کے سلام کا جواب واجب ہوتا تو نہ کہتے کعب رضی اللہ عنہ کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے جواب میں اپنے ہونٹ ہلاتے ہیں یا نہیں اور ایک فائدہ یہ ہے کہ جائز ہے داخل ہونا مرد کا اپنے ہمسائے اور دوست کے گھر میں بغیر اجازت اس کی کے اور بغیر دروازے کے جب اس کی رضا مندی کو جانے اور ایک فائدہ یہ ہے کہ کہنا مرد کا اللہ اور اس کا رسول خوب دانا ہیں نہ خطاب ہے نہ کلام اور نہیں حانث ہوتا اس کے ساتھ جو قسم کھائے کہ دوسرے سے کلام نہ کرے گا جب کہ نہ نیت کرے اس کے ساتھ اس کے کلام کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے جب کہ پیچھا کیا اس کا کعب رضی اللہ عنہ نے نہیں تو البتہ پہلے گزر چکا ہے کہ جب غسان کے بادشاہ کے ایلچی نے کعب رضی اللہ عنہ کا پتہ پوچھا تو لوگوں نے کعب رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا اور نہ کلام کیا ساتھ قول اپنے کے مثلا کہ یہ کعب ہے واسطے مبالغے کے اس کی ملاقات کے ترک کرنے میں اور اس سے منہ پھیرنے میں اور ان میں ایک فائدہ یہ ہے کہ نماز میں نظر چرا کر دیکھنے سے نماز میں قصور نہیں ہوتا اور مقدم کرنا فرمانبرداری رسول کا اپنے قرابتی کی دوستی پر اور خدمت کرنا عورت کا اپنے خاوند کی اور احتیاط کرنا واسطے دور ہونے کے اس چیز سے کہ اس میں واقع ہونے کا خوف ہو اور یہ کہ جائز ہے جلانا اس چیز کا کہ اس میں اللہ کا نام ہو واسطے مصلحت کے اور یہ کہ مشروع ہے سجدہ شکر کا اور آگے بڑھنا واسطے بشارت دینے نیکی کے اور دینا بشارت دینے والے کو عمدہ چیز جو حاضر ہو نزدیک اس کے جس کے پاس بشارت لائے اور مبارک بادی دینا اس شخص کو جس کو نئی نعمت ہاتھ آئے اور کھڑا ہونا اس کی طرف جب کہ سامنے آئے اور جمع ہونا لوگوں کا امام کے نزدیک بھاری کاموں میں اور خوش ہونا اس کا اس چیز کے ساتھ کہ تابعداروں کو خوش کرے اور مشروع ہونا عاریت کا یعنی کسی سے کوئی چیز مانگ کر لینا جائز ہے اور مصافحہ کرنا آنے والے سے اور کھڑا ہونا واسطے اس کے اور لازم پکڑنا ہمیشگی کرنے کا نیکی پر جس کے ساتھ نفع پائے اور یہ کہ مستحب ہے صدقہ کرنا وقت توبہ کے اور یہ کہ جو نذر مانے خیرات کرنے کی اپنے سارے مال کے ساتھ نہیں لازم آتا اس کو نکالنا سارے مال کے۔ (فتح)

بَابُ نُزُوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِجْرَ.

باب ہے بیان میں اترنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قوم ثمود کی جگہوں میں۔

فائدہ: اور گمان کیا ہے بعض نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں اترے نہیں صرف وہاں سے گزرے تھے اور رد کرتا ہے اس کو تصریح کرنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس کے ساتھ کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قوم ثمود کے مکانوں میں اترے تو وہاں کے پانی پینے سے منع کیا اور پہلے گزر چکی ہے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی احادیث الانبیاء میں۔ (فتح)

٤٠٦٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ

۴۰۶۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قوم ثمود کے ملک میں گزرے تو فرمایا کہ نہ جاؤ

الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ أَنْ يُّصِيْبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ ثُمَّ قَنَّعَ رَأْسَهُ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى أَجَازَ الْوَادِيَ.

ان کے مکانوں میں جن لوگوں نے اپنی جان پر ظلم کیا کہیں تم پر عذاب نہ پڑے جیسا اُن پر پڑا مگر وہاں خوف سے روتے جاؤ تو مضائقہ نہیں پھر اپنے سر کو ڈھانپا اور جلد چلے یہاں تک کہ وادی سے نکل گئے۔

٤٠٦٨ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِ الْحِجْرِ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ أَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ.

۴۰۶۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو قوم ثمود کے متعلق فرمایا کہ نہ جاؤ ان لوگوں پر جن کو عذاب ہوا مگر یہ کہ تم وہاں سے روتے ہوئے جاؤ تو مضائقہ نہیں کہیں تم پر عذاب پڑے جیسا ان پر پڑا۔

فائدہ: حرف لام بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معنی عن کے ہے اور حذف کیا گیا مقول لہم تا کہ عام ہو ہر سامع کو اور تقدیر یہ ہے کہ قاله لامته عن اصحاب الحجر یعنی فرمایا واسطے اپنی امت کے حجر والوں سے اور وہ قوم ثمود کی ہے نہ داخل ہوں ان لوگوں پر جن کو عذاب ہوا یعنی قوم ثمود پر اور یہ ظاہر ہے اس میں کوئی خفا نہیں۔ (فتح)

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمے کے ہے اور وہ مانند فصل کے ہے پہلے باب سے اس واسطے کہ حدیثیں اس کی متعلق ہیں ساتھ بقیہ قصہ تبوک کے۔

٤٠٦٩ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ أَبِيْهِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ فَقُمْتُ أَسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَآءَ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ

۴۰۶۹۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے واسطے گئے یعنی اور حاجت سے فراغت کر کے آئے سو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پانی ڈالنے لگا کہا عروہ نے نہیں جانتا میں مغیرہ کو کہا مگر جنگ تبوک میں یعنی یہ واقعہ جنگ تبوک کا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ دھویا اور اپنے دونوں بازو دھونے لگے سو جبے کی آستین آپ پر تنگ ہوئی یعنی اوپر نہ چڑھا سکے سو دونوں بازو اس کے نیچے سے

وَذَهَبَ يَغْسِلُ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ عَلَيْهِ كُمُّ الْجُبَّةِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ جُبَّتِهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ.

نکال کر دھوئے پھر اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مسح موزے کے بیان میں گزر چکی ہے اور میں نے وہاں بیان کیا ہے جس نے اس کو بغیر تردد کے روایت کیا ہے اور واقع ہوا ہے نزدیک مسلم کے عروہ بن مغیرہ سے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو خبر دی کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک کی پس ذکر کی حدیث مسح کی جیسے کہ پہلے گزرا اور زیادہ کیا ہے مغیرہ رضی اللہ عنہ نے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آیا یہاں تک کہ ہم نے لوگوں کو پایا کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امام بنایا ہے وہ ان کو نماز پڑھاتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلی رکعت پائی سو جب عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی باقی نماز پوری کرنے کو کھڑے ہو گئے سو لوگ اس سے گھبرائے اور اس کی ایک روایت میں ہے کہ کہا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے چاہا کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو پیچھے ہٹاؤں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو چھوڑ دے۔

٤٠٧٠ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ هٰذِهِ طَابَةُ وَهٰذَا أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ.

۴۰۷۰۔ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک سے آئے یہاں تک کہ جب ہم نے مدینے پر جھانکا یعنی مدینہ نیچے سے نظر آیا تو فرمایا کہ یہ مدینہ طابہ ہے پاک جگہ ہے ناپاک کو رہنے نہیں دیتا اور یہ اُحد پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوٰۃ اور جہاد میں گزر چکی ہے۔

٤٠٧١ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ فَدَنَا مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ إِنَّ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ

۴۰۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے پھرے اور مدینے سے قریب ہوئے سو فرمایا کہ بیشک مدینے میں کچھ لوگ ہیں کہ نہیں چلے تم کوئی راہ اور نہیں کاٹا تم نے کوئی نالہ مگر کہ ثواب میں وہ بھی تمہارے شریک ہوئے اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! اور وہ مدینے میں ہیں فرمایا وہ مدینے میں ہیں ناچاری نے ان کو روکا۔

قَالَ وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ.

فائدہ: اس کی شرح بھی جہاد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ كِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى كِسْرٰى وَقَيْصَرَ.

باب ہے لکھنا حضرت ﷺ کا بادشاہ فارس اور روم کی طرف۔

فائدہ: لیکن کسریٰ پس وہ بیٹا پرویز کا ہے اور پرویز بیٹا ہرمز کا ہے اور وہ بیٹا نوشیروان کا ہے اور وہ کسریٰ کبیر مشہور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جس کی طرف حضرت ﷺ نے لکھا تھا وہ نوشیروان ہے اور اس میں نظر ہے واسطے دلیل اس چیز کے کہ آئندہ آتی ہے کہ حضرت ﷺ نے خبر دی کہ اس کا بیٹا زربان اس کو قتل کرے گا اور جس کو اس کے بیٹے نے قتل کیا تھا وہ کسریٰ بن پرویز بن ہرمز ہے اور کسریٰ فارس کے بادشاہ کا لقب ہے اور قیصر سے مراد ہرقل ہے اس کا حال کتاب کی ابتدا میں گزر چکا ہے۔

٤٠٧٢ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلٰى كِسْرٰى مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهُ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ إِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ.

۴۰۷۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنا خط عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کسریٰ یعنی فارس کے بادشاہ کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ اس کو بحرین کے حاکم (نائب کسریٰ) کے پاس پہنچا دے (سو اس نے اس کو بحرین کے حاکم کے پاس پہنچایا) اور بحرین کے حاکم نے اس کو کسریٰ کے پاس پہنچایا سو جب کسریٰ نے حضرت ﷺ کا نامہ پڑھا تو اس کو پھاڑ ڈالا سو حضرت ﷺ نے ان پر یعنی کسریٰ اور اس کی فوج پر بد دعا کی یہ کہ پارہ پارہ کیے جائیں تمام پارہ پارہ ہونا یعنی جدا جدا اور ٹکڑے کیے جائیں۔

فائدہ: اور عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے سو جب یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی! پارہ پارہ کر دے اس کے ملک کو اور باذان کسریٰ کی طرف سے یمن پر حاکم تھا اس نے اس کو لکھا کہ تو اپنے پاس سے دو مرد اس مرد کے پاس بھیج جو ملک عرب میں پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے سو باذان نے حضرت ﷺ کو لکھا اور اپنے پاس سے دو مرد حضرت ﷺ کے پاس بھیجے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ساتھی یعنی اپنے سردار کو جا کر خبر پہنچاؤ کہ اس رات میں میرے رب نے اس کے بادشاہ کو مار ڈالا اور وہ منگل کی رات تھی جمادی الاولیٰ کی دسویں کو

ساتویں سال ہجری میں اور یہ کہ اللہ نے اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر غالب کیا اس نے اس کو مار ڈالا اور زہری سے روایت ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ کسریٰ نے باذان کو لکھا کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ قریش میں سے ایک مرد گمان کرتا ہے کہ وہ پیغمبر ہے سو تو اس کے پاس جا کر اس سے توبہ لے اگر توبہ کر لے تو فبہا ورنہ اس کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دے سو جب باذان آپ کے پاس پہنچا تو مسلمان ہو گیا اور جو فارس کے لوگ اس کے ساتھ تھے وہ بھی مسلمان ہو گئے۔

تنبیہ: جزم کیا ہے ابن سعد نے اس کے ساتھ کہ بھیجنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کا کسریٰ کی طرف ساتویں سال ہجرت میں تھا صلح کے زمانے میں یعنی جو صلح کہ حدیبیہ میں قرار پائی تھی اور بخاری کی کاریگری چاہتی ہے کہ وہ نویں سال ہجری میں تھا اس واسطے کہ ذکر کیا ہے اس کو جنگ تبوک کے بعد اور ذکر کی باب کے اخیر میں حدیث سائب رضی اللہ عنہ کی کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے پھرے واسطے اشارہ کرنے کے اس چیز کی طرف کہ میں نے ذکر کیا اور البتہ ذکر کیا ہے اہل مغازی نے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر وغیرہ کو لکھا اور یہ غیر اس بار کے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کے ساتھ اس کی طرف لکھا تھا اس واسطے کہ وہ صلح کے زمانے میں تھا جیسا کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے حدیث میں اور یہ ساتویں سال میں تھا اور واقع ہوا ہے نزدیک مسلم کے انس رضی اللہ عنہ سے کہ لکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ اور قیصر کی طرف اور ہر ظالم ضدی کی طرف اور روایت کی طبرانی نے حدیث مسور کی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی طرف نکلے سو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ساری خلقت کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا سو میری طرف سے احکام الٰہی ادا کرو اور مجھ پر اختلاف نہ کرو سو بھیجا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو کسریٰ کی طرف اور سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ کو ہوذہ بن علی کی طرف یمامہ میں اور علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو منذر بن ساوی کی طرف ہجر میں اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو جیفر اور عیاذ کی طرف جو دونوں بیٹے جلندی کے ہیں عمان میں اور دحیہ رضی اللہ عنہ کو قیصر کی طرف اور شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کو ابن ابی شمر غسانی کی طرف اور عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو نجاشی کی طرف سو پھرے سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے سوائے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے اور یہ نجاشی اور ہے سوائے اس نجاشی کے جو مسلمان ہو گیا تھا۔ (فتح)

٤٠٧٣ ۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْ نَفَعَنِي اللّٰهُ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ الْجَمَلِ بَعْدَ مَا كِدْتُ أَنْ أَلْحَقَ بِأَصْحَابِ الْجَمَلِ فَأُقَاتِلَ مَعَهُمْ قَالَ لَمَّا بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۴۰۷۳۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ نفع دیا مجھ کو اللہ نے جنگ جمل کے دن ایک بات کے ساتھ جو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اس کے بعد کہ قریب تھا کہ جنگ جمل والوں میں ملوں یعنی ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور ان کے ساتھیوں کے اور ان کے ساتھ ہو کر لڑوں کہا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ فارس والوں نے کسریٰ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَهْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَّكُوْا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرٰى قَالَ لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَّلَّوْا أَمْرَهُمْ اِمْرَأَةً.

کی بیٹی کو اپنا حاکم بنایا ہے تو فرمایا کہ کبھی بھلا نہ ہوگا اس قوم کا جنہوں نے اپنے کام پر عورت کو حاکم اور مالک بنایا۔

فائدہ: اس حدیث میں تقدیم اور تاخیر ہے اور تقدیر یہ ہے کہ نفع دیا مجھ کو اللہ نے جنگ جمل کے دن ایک بات کے ساتھ جو میں نے حضرت ﷺ سے سنی تھی یعنی اس سے پہلے پس ایام متعلق ہے ساتھ نفعنی کے نہ ساتھ سمعت کے اس واسطے کہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قطعاً اس سے پہلے سنا تھا اور مراد ساتھ اونٹ والوں کے وہ لشکر ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے اور اس قصے کا بیان کتاب الفتن میں آئے گا اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بلوائیوں کے ہاتھ شہید ہوئے اور خلافت بیعت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ہوئی تو طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ مکے کی طرف نکلے سو دونوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو پایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کیا تھا سو جمع ہوئی رائے ان کی اوپر متوجہ ہونے کے طرف بصریٰ کے اس حال میں کہ بلاتے تھے لوگوں کو طرف طلب کرنے قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے سو یہ خبر پہنچی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو علی رضی اللہ عنہ ان کی طرف نکلے پس واقع ہوئی لڑائی جمل کی اور اس جنگ کا نام جنگ جمل رکھا گیا اور منسوب کیا گیا اس اونٹ کی طرف جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس جنگ میں سوار ہوئی تھیں اور وہ اس کے ہودج میں تھیں لوگوں کو اصلاح کی طرف بلاتی تھیں اور قائل لما بلغ کا وہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ہے اور وہ تفسیر ہے واسطے قول اس کے کی بکلمة اور اس میں اطلاق کلمہ کا ہے اوپر کلام کثیر کے اور یہ جو کہا کہ انہوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنے اوپر حاکم بنایا تو کسریٰ کی بیٹی کا نام بوران بنت شیرویہ بن کسریٰ بن پرویز ہے اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب شیرویہ نے اپنے باپ کو مار ڈالا کما تقدم تو تھا باپ اس کا جب کہ اس نے پہچانا کہ اس کے بیٹے نے اس کے قتل کے واسطے حیلہ کیا ہے تو حیلہ کیا اس نے اپنے بیٹے کے قتل پر اپنے مرنے کے بعد تو اس نے اپنے بعض خزانوں میں زہر تیار کر کے ایک شیشی میں ڈال دیا اور اس پر لکھ دیا کہ یہ دوائی جماع کے واسطے اکسیر ہے جو اس کو جس قدر کھائے اس کو اتنی مدت جماع کرنے کی طاقت حاصل ہو سو شیرویہ نے وہ لکھا ہوا پڑھا اس کو جماع کا بہت شوق تھا سو اس نے وہ دوائی کھائی اور کھاتے ہی ملک عدم کو روانہ ہوا اور اپنے باپ کے بعد چھ مہینے سے زیادہ زندہ نہ رہا سو جب وہ مر گیا تو اس نے اپنے پیچھے کوئی بھائی نہ چھوڑا اس واسطے کہ اس نے اپنے بھائیوں کو پہلے ہی مار ڈالا تھا واسطے حرص کے ملک پر اور اس نے کوئی بیٹا بھی اپنے پیچھے نہ چھوڑا اور فارس والوں نے مکروہ جانا کہ بادشاہی ان کے گھر سے نکلے تو انہوں نے شیرویہ کی بیٹی کو بادشاہ بنایا اور اس کا نام بوران تھا خطابی نے کہا کہ اس حدیث میں ہے کہ عورت نہ بادشاہی کی مالک ہوتی ہے اور نہ قضاء کی اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت نہ خود اپنا نکاح کرے اور نہ کسی اور عورت کا نکاح کرے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا اور یہ جو کہا کہ عورت بادشاہی اور قضاء کی مالک نہیں ہوتی تو یہ قول جمہور کا ہے

اور جائز رکھا ہے اس کو طبری نے اور یہ ایک روایت ہے مالک سے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مالک ہوتی ہے حکم کی اس چیز میں کہ جائز ہے اس میں گواہی عورتوں کی اور مناسبت اس حدیث کی واسطے ترجمے کے اس جہت سے ہے کہ وہ تتمہ ہے قصے کسریٰ کا جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پھاڑا تھا سو مقرر کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے کو سو اس نے اس کو قتل کیا پھر اس کے بھائی بھی مارے گئے یہاں تک کہ پہنچی نوبت ساتھ ان کے طرف سردار بنانے عورت کے پھر رفتہ رفتہ ان کا ملک برباد ہوا اور بادشاہی ان کے ہاتھ سے جاتی رہی اور پارہ پارہ کیے گئے جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا دی تھی۔ (فتح) اور خلاصہ مطلب ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ جنگ جمل والے اصحاب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاکم بنا کر ان کے ساتھ لڑتے تھے سو میں نے بھی چاہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہو کر علی رضی اللہ عنہ سے لڑوں جب مجھ کو یہ حدیث یاد پڑی تو میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ نہ دیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں پر عورت حاکم ہو ان کا کبھی بھلا نہیں ہوتا' یعنی جب عورت کا حاکم بنانا درست نہیں تو میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاکم کیوں مانوں اور ان کا ساتھ کس واسطے دوں؟۔

٤٠٧٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ يَقُوْلُ أَذْكُرُ أَنِّيْ خَرَجْتُ مَعَ الْغِلْمَانِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ نَتَلَقّٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً مَّعَ الصِّبْيَانِ.

۴۰۷۴۔ حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں یاد کرتا ہوں کہ میں لڑکوں کے ساتھ وداع کے ٹیلے کی طرف نکلا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملنے کو۔

٤٠٧٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّآئِبِ أَذْكُرُ أَنِّيْ خَرَجْتُ مَعَ الصِّبْيَانِ نَتَلَقَّى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ مَقْدَمَهٗ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ.

۴۰۷۵۔ حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں یاد کرتا ہوں کہ میں لڑکوں کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملنے کو نکلا ثنیۃ الوداع تک آپ کے جنگ تبوک سے آتے وقت۔

فائدہ: یہ دونوں روایتیں ایک حدیث ہے اور داؤدی نے اس کا انکار کیا ہے اور پیروی کی ہے اس کی ابن قیم نے پس کہا کہ ثنیۃ الوداع مکے کی طرف میں ہے تبوک کی طرف میں نہیں بلکہ اس کے مقابلے میں مانند مشرق اور مغرب کے مگر یہ کہ اس طرف کوئی اور ثنیہ ہوگی اور ثنیہ اس چیز کو کہتے ہیں جو زمین سے اونچی ہو مانند ٹیلے اور پہاڑی کے اور بعض کہتے ہیں کہ ثنیہ پہاڑ کی راہ ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ثنیۃ الوداع کا مکے کی طرف ہونا اس کو مانع نہیں کہ ہو نکلنا مسافر کا طرف شام کے اس کی طرف سے اور یہ بات ظاہر ہے جیسا کہ مکے میں داخل ہونا ایک ثنیہ سے ہے اور نکلنا اور ثنیہ سے ہے اور دونوں پہنچتے ہیں ایک راہ کی طرف۔

تنبیہ: بیچ وارد کرنے اس حدیث کے اخیر میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ بھیجنا ناموں کا بادشاہوں کی طرف جنگ تبوک کے سال میں تھا لیکن یہ نہیں دفع کرتا اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے صلح کے زمانے میں بادشاہوں کو نامے لکھے مانند قیصر کے اور تطبیق دونوں قول کے درمیان یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے قیصر یعنی روم کے بادشاہ کو دوبار لکھا اور واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس دوسری بار کے بیچ مسند احمد کے اور لکھا حضرت ﷺ نے اس نجاشی کو جو مسلمان ہوا تھا اور جب وہ مر گیا تو حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا پھر لکھا اس نجاشی کو جو اس کے بعد اس کا وارث اور قائم مقام ہوا اور وہ کافر تھا اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہر ظالم کی طرف لکھا اس کو اللہ کی طرف بلاتے تھے اور ان میں سے کسریٰ اور قیصر اور نجاشی کا نام لیا اور یہ وہ نجاشی نہیں جو مسلمان ہو گیا تھا۔ (فتح)

بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَّإِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ﴾. (الزمر: ۳۱).

باب ہے بیان میں حضرت ﷺ کی بیماری اور وفات کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک آپ تو مر جائیں گے اور وہ بھی مر جائیں گے پھر تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس جھگڑو گے۔

فائدہ: مناسبت اس آیت کی اس باب کے ساتھ آئندہ آئے گی اور باب میں وہ چیز بھی مذکور ہوئی جو دلالت کرتی ہے اور پر جنس بیماری حضرت ﷺ کے کما سیاتی اور بہر حال شروع ہونا بیماری کا پس تھا میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر اور ذکر کیا خطابی نے کہ سوموار کے دن آپ ﷺ کو بیماری شروع ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ ہفتے کے دن اور حاکم نے کہا کہ بدھ کے دن اور حضرت ﷺ کی بیماری کی مدت میں اختلاف ہے اکثر علماء اس پر ہیں کہ حضرت ﷺ تیرہ دن بیمار رہے اور بعض ایک دن زیادہ کہتے ہیں اور بعض کم کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ دس دن بیمار رہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے سلیمان تیمی نے اپنے مغازی میں اور سب کا اتفاق ہے اس پر کہ حضرت ﷺ کی وفات پیر کے دن ہوئی ربیع الاول میں اور قریب ہے کہ اس پر اجماع ہو لیکن بزار نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ رمضان کی گیارہویں کو فوت ہوئے پھر ابن اسحاق اور جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ حضرت ﷺ کی وفات ربیع الاول کی بارہویں کو ہوئی اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ کے نزدیک ہے کہ حضرت ﷺ ربیع الاول کے چاند چڑھے فوت ہوئے اور ابو مخنف وغیرہ کے نزدیک ہے کہ ربیع الاول کی دوسری کو فوت ہوئے اور اسی پر اعتماد ہے اور

ترجیح دی ہے اس کو سہیلی نے پھر بخاری نے اس باب میں تیں حدیثیں ذکر کی ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ يَا عَائِشَةُ مَا أَزَالُ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ فَهٰذَا أَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَبْهَرِي مِنْ ذٰلِكَ السُّمِّ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس بیماری میں فرمایا جس میں آپ کا انتقال ہوا کہ اے عائشہ! میں ہمیشہ اس کھانے کی تکلیف پاتا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا سو یہ وقت اب وہ ہے کہ مجھ کو معلوم ہو چکا اپنی جان کی رگ کا ٹوٹنا اسی زہر سے۔

فائدہ: ہمیشہ اس کھانے کی تکلیف پاتا ہوں یعنی اپنے پیٹ میں بسبب اس کھانے کے اور حاکم نے ام مبشر سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! آپ اپنے نفس کو کس چیز کی تہمت لگاتے ہیں یعنی یہ بیماری کی شدت آپ کو کس سبب سے ہے؟ سو میں نہیں تہمت لگاتی اپنے بیٹے کو مگر اس کھانے کی جو اس نے خیبر میں کھایا تھا اور اس کا بیٹا بشر مر گیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور میں بھی اپنی جان کو اسی کھانے کی تہمت لگاتا ہوں اور یہ میری رگ جان کے ٹوٹنے کا وقت ہے اور روایت کی ابن سعد نے ساتھ اسانید متعددہ کے اس بکری کے قصے میں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے زہر ملایا گیا تھا پس اس کے آخر میں کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد تین برس زندہ رہے یہاں تک کہ آپ کو وہ بیماری ہوئی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور ابہر وہ رگ ہے جو دل سے جڑی ہوئی ہے جب ٹوٹ جاتی ہے تو آدمی مر جاتا ہے۔ (فتح)

٤٠٧٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ثُمَّ مَا صَلّٰى لَنَا بَعْدَهَا حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ.

۴۰۷۶۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ماں سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ مغرب کی نماز میں سورہ مرسلات پڑھتے تھے پھر اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ اللہ نے آپ کی روح قبض کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

٤٠٧٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ

۴۰۷۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کو اپنے نزدیک بٹھلایا کرتے تھے تو عبدالرحمن

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُدْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ إِنَّ لَنَا أَبْنَاءً مِثْلَهُ فَقَالَ إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقَالَ أَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ فَقَالَ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.

بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا مثل اس کی ہمارے بھی بیٹے ہیں یعنی پس تم ان کو اپنے پاس کیوں بٹھاتے ہو؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اس جہت سے کہ تو جانتا ہے یعنی وہ اہل علم ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر پوچھی جب کہ آئی مدد اللہ کی اور فتح یعنی اس سے کیا مراد ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معلوم کروائی یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کے ساتھ معلوم کروا دیا کہ تمہاری موت قریب ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جو تو جانتا ہے سو یہی میں جانتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح غزوہ فتح میں گزر چکی ہے اور زیادہ شرح کتاب التفسیر میں آئے گی اور پہلے گزر چکا ہے حجۃ الوداع میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ سورۂ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ تشریق کے دنوں میں اتری حجۃ الوداع میں اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب یہ سورہ اتری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا کہ تو نے مجھ کو میرے مرنے کی خبر دی تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آخرت بہتر ہے تجھ کو دنیا سے۔ (فتح)

٤٠٧٨ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَّنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَا شَأْنُهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ فَقَالَ دَعُوْنِيْ فَالَّذِيْ أَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنِيْ إِلَيْهِ وَأَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيْزُهُمْ

۴۰۷۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ یہ دن جمعرات کا ہے اور کیا عجیب تھا دن جمعرات کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری کی شدت سو فرمایا کہ میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے واسطے نوشتہ لکھ دوں کہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بھٹکو تو اصحاب نے کاغذ لانے اور نہ لانے میں آپس میں جھگڑا کیا یعنی بعض نے کہا لاؤ اور بعض نے کہا کچھ ضرورت نہیں اور لائق نہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا سو اصحاب نے کہا کیا حال ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا؟ کیا درد سے زبان قابو میں نہیں رہی اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر تحقیق کرو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات تحقیق کرنے لگے یا رد کرنے لگے قول مذکور کو (یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک قابو میں نہیں رہی) اس کے قائل پر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو نہ چھیڑو جس میں کہ

وَسَکَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ أَوْ قَالَ فَنَسِيتُهَا.

میں اب مشغول ہوں بہتر ہے اس سے جس کو تم پوچھتے ہو اور حضرت ﷺ نے ان کو تین چیزوں کی وصیت کی فرمایا نکال دو مشرکین کو جزیرہ عرب سے اور انعام دیا کرنا ایلچیوں کو جس طرح کہ میں ان کو انعام دیتا ہوں اور تیسری چیز سے حضرت ﷺ چپ رہے یا کہ اس کو فرمایا مگر میں بھول گیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تھا دن جمعرات کا تو استعمال کیا جاتا ہے یہ کلمہ وقت ارادے بڑا جاننے امر کے شدت میں اور تعجب کرنے کے اس سے اور جہاد میں اتنا زیادہ کیا ہے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما رونے لگے یہاں تک کہ ان کے آنسو سے کنکر تر ہوئے اور رونا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا احتمال ہے کہ اس وجہ سے ہو کہ ان کو حضرت ﷺ کی موت یاد آئی سو ان کا غم تازہ ہوا ہو اور احتمال ہے کہ جڑی ہو ساتھ اس کے وہ چیز کہ فوت ہوئی ان کے اعتقاد میں خیر سے جو حاصل ہوتی اگر یہ نوشتہ لکھتے اسی واسطے بولا دوسری روایت میں کہ یہ مصیبت ہے پھر اس میں مبالغہ کیا سو کہا تمام مصیبت اور پہلے گزر چکا ہے جواب اس شخص کا کہ باز رہا اس سے مانند عمر رضی اللہ عنہ کی اور یہ جو کہا کہ جب حضرت ﷺ کو بیماری کی شدت ہوئی تو جہاد میں اتنا زیادہ ہے پانچ شنبے کے دن اور یہ تائید کرتا ہے اس کی کہ حضرت ﷺ کی بیماری کی ابتدا اس سے پہلے ہوئی تھی اور واقع ہوا ہے دوسری روایت میں کہ حضرت ﷺ کو موت حاضر ہوئی اور یہ لفظ بطور مجاز کے بولا گیا اس واسطے کہ حضرت ﷺ اس کے بعد پیر کے دن تک زندہ رہے اور مراد نوشتہ لکھنے سے بعض کہتے ہیں کہ خلیفے کا معین کرنا تھا کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ اور لفظ اہجر میں بہت گفتگو ہے اور راجح یہ ہے کہ اہجر فعل ماضی ہے ساتھ اثبات ہمزہ استفہام کے اور اس کے اول میں اور مراد ساتھ اس کے اس جگہ وہ چیز ہے جو واقع ہوتی ہے کلام بیمار کی سے بغیر جوڑ اور ربط کے اور نہیں اعتبار کیا جاتا ساتھ اس کے واسطے ہونے فائدہ اس کے اور واقع ہونا اس کا حضرت ﷺ سے محال ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ معصوم ہیں حالت صحت میں اور بیماری میں واسطے دلیل اس آیت کے کہ ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى﴾ اور واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ میں نہیں کہتا حالت غضب اور رضا میں مگر حق اور جب یہ معلوم ہوا تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا اس کو اس شخص نے کہ کہا واسطے انکار کے اس شخص پر جس نے توقف کیا بیچ بجا لانے حکم حضرت ﷺ کے ساتھ حاضر کرنے کاغذ اور دوات کے پس گویا کہ اس نے کہا کہ تو کس طرح توقف کرتا ہے کیا تو گمان کرتا ہے کہ وہ اور لوگوں کی طرح اپنی بیماری میں بے فائدہ کلام کرتے ہیں آپ کا حکم بجا لاؤ اور جو طلب کرتے ہیں حاضر کرو اس واسطے کہ وہ نہیں کہتے ہیں مگر حق' کہا قرطبی نے یہ خوب جواب ہے کہا اور احتمال ہے کہ کہا ہو یہ بعض نے واسطے شک کے کہ عارض ہوا واسطے اس کے لیکن یہ بعید ہے اس واسطے کہ باقی اصحاب نے اس پر انکار نہ کیا اس کے باوجود کہ وہ اصحاب کبار میں سے تھے اور اگر اس پر انکار کرتے تو منقول ہوتا اور احتمال

ہے کہ جس نے یہ کہا دہشت اور حیرت سے صادر ہوا ہو جیسے کہ پہنچا بہت اصحاب کو ان میں سے وقت فوت ہونے حضرت ﷺ کے اور اس کے غیر نے کہا احتمال ہے کہ مراد قائل کی یہ ہو کہ آپ کو درد سخت ہے پس بولا لازم کو اور ارادہ کیا ملزوم کا اس واسطے کہ جو ہذیان کہ بیماری کے واسطے واقع ہوتا ہے شدت درد سے پیدا ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ اهجر فعل ماضی ہو اور مفعول محذوف ہو یعنی آپ نے زندگی کو چھوڑا اور ذکر کیا اس کو ساتھ لفظ ماضی کے واسطے مبالغہ کے بسبب دیکھنے نشانیوں موت کے میں کہتا ہوں اور ظاہر ہوتی ہے واسطے میرے ترجیح تیسرے احتمال کی جس کو قرطبی نے ذکر کیا ہے یعنی مراد شدت درد کی ہے اور ہوگا قائل اس کا بعض وہ شخص جو قریب ہے داخل ہونا اس کا اسلام میں اور اس کو معلوم تھا کہ جس کو درد سخت ہو کبھی مشغول ہوتا ہے ساتھ اس کے لکھنے اس چیز کے سے کہ اس کو کہنا چاہیے واسطے جواز واقع ہونے اس کے اور اسی واسطے واقع ہوا ہے دوسری روایت میں کہ بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ پر درد غالب ہے اور واقع ہوا ہے نزدیک اسماعیلی کے اس حدیث میں فقالوا ما شانه یهجر استفهموه اور تائید کرتا ہے اس کی کہا اس کے بعد استفهموه ساتھ صیغہ امر کے ساتھ استفہام کے یعنی امتحان کرو آپ کے حکم کو ساتھ اس طور کے کہ تحقیق کرو آپ سے اس چیز کی جس کا آپ نے ارادہ کیا ہے اور بحث کرو ساتھ آپ کے اس بات میں کہ لکھنا اولیٰ ہے یا نہیں یعنی استفہام کا حکم کرنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مراد ہجر سے درد کا سخت ہونا ہے ورنہ صریح حکم میں استفہام کے کوئی معنی نہ تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ اصحاب آپس میں جھگڑے سو بعض نے کہا کہ کاغذ لاؤ کہ تمہارے واسطے نوشتہ لکھیں پس یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ بعض اصحاب کا ارادہ پکا تھا حکم بجا لانے کا اور رد کرنے کا اس شخص پر جو اس سے باز رہا اور جب واقع ہوا ان میں اختلاف تو دور ہوئی برکت جیسے کہ جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے عادت وقت واقع ہونے جھگڑے کے اور کہا رازی نے کہ اس واسطے کہ کچھ نہیں کہ جائز ہو واسطے اصحاب کے اختلاف کرنا اس نوشتہ کے لکھنے میں باوجود صریح حکم کرنے حضرت ﷺ کے واسطے ان کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ کبھی رفیق ہوئی ہے امروں کو وہ چیز کہ نقل کرتی ہے ان کو وجوب سے پس گویا کہ ظاہر ہوا اس سے قرینہ جس نے دلالت کی اس پر کہ یہ امر وجوب کے واسطے نہیں بلکہ اختیار پر محمول ہے پس مختلف ہوا اجتہاد ان کا اور پکا ارادہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کاغذ کے نہ لانے پر واسطے اس چیز کے کہ قائم ہوا نزدیک ان کے قرینوں سے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے یہ بغیر پختہ عزم کے کہا ہے اور حضرت ﷺ کے لکھنے کا ارادہ یا تو وحی سے تھا اور یا وہ اجتہاد سے اور اسی طرح ترک کرنا ہے آپ کا اس ارادے کو اگر وحی سے تھا تو وحی سے ہوا اور اگر اجتہاد سے تھا تو اجتہاد سے ہوا اور نیز اس میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ رجوع کرنے کے طرف اجتہاد کی شرعیات میں اور کہا نووی نے کہ اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا حسبنا کتاب الله یعنی ہم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کفایت کرتی ہے ان کی قوت فقہ اور باریک بینی سے ہے اس واسطے کہ وہ ڈرے اس سے کہ

حضرت ﷺ ایسے احکام لکھیں کہ اکثر اوقات لوگ اس سے عاجز ہوں پس مستحق ہوں عقوبت کے واسطے ہونے ان احکام کے منصوص کھلے اور ارادہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نہ بند ہو دروازہ اجتہاد کا علماء پر اور حضرت ﷺ نے اس بات میں عمر رضی اللہ عنہ پر انکار نہ کیا تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ٹھیک تھی اور اشارہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ قول اپنے کے حسبنا کتاب اللہ طرف اس آیت کے ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ﴾ اور احتمال ہے کہ ہو قصد تخفیف کا حضرت ﷺ سے واسطے اس چیز کے حضرت ﷺ پر درد کی سختی دیکھی اور قائم ہوا نزدیک ان کے قرینہ اس کے ساتھ کہ حضرت ﷺ جس چیز کے لکھنے کا ارادہ کرتے ہیں اس قسم سے نہیں کہ اس کی حاجت ہو اس واسطے اگر اس قسم سے ہوتی تو حضرت ﷺ اس کو ان کے اختلاف کے سبب نہ چھوڑتے اور نہیں معارض ہے اس کو قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ مصیبت تمام مصیبت وہ چیز ہے کہ حضرت ﷺ کو لکھنے سے روکا اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ قطعاً ان سے زیادہ فقیہ تھے اور کہا خطابی نے کہ نہیں وہم کیا عمر رضی اللہ عنہ نے غلطی کا اس چیز میں کہ حضرت ﷺ اس کو لکھنا چاہتے تھے بلکہ باز رہنا ان کا محمول ہے اس پر کہ جب دیکھی عمر رضی اللہ عنہ نے وہ چیز کہ حضرت ﷺ اس میں تھے شدت درد سے اور حاضر ہونے موت کے سے تو ڈرے یہ کہ پائیں منافقین راہ طرف طعن کے اس چیز میں کہ حضرت ﷺ اس کو لکھیں اور طرف حمل کرنے اس کے کی اس حالت پر کہ جاری ہوئی ہے عادت اس میں ساتھ واقع ہونے بعض ایسی چیز کے کہ اتفاق کے مخالف ہو پس تھا یہ سبب عمر رضی اللہ عنہ کے توقف کرنے کا نہ یہ کہ انہوں نے جان بوجھ کر حضرت ﷺ کے قول کی مخالفت کی اور نہ یہ کہ جائز رکھا انہوں نے واقع ہونا غلطی کا اوپر آپ کے اللہ کی پناہ اور یہ جو فرمایا کہ مجھ کو نہ چھیڑو الخ تو کہا ابن جوزی وغیرہ نے احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ مجھ کو چھوڑو پس وہ چیز کہ میں اس کو دیکھتا ہوں کرامت اللہ کی سے جو تیار کی ہے اللہ نے واسطے میرے بعد چھوڑ جانے دنیا کے بہتر ہے اس چیز سے کہ میں اس میں ہوں زندگی سے یعنی دنیا کی زندگی سے آخرت کی کرامت بہتر ہے یا یہ معنی ہیں کہ جس چیز میں کہ میں ہوں مراقبہ سے اور سامان درست کرنے سے واسطے ملنے اللہ کے اور فکر کرنے سے بیچ اس کے افضل ہے اس چیز سے کہ سوال کرتے ہو تم مجھ سے بیچ اس کے مباحثہ سے مصلحت سے بیچ لکھنے نوشتہ کے یا نہ لکھنے اس کے کی اور احتمال ہے کہ یہ معنی ہوں کہ باز رہنا میرا لکھنے سے بہتر ہے اس چیز سے کہ تم مجھ کو اس کی طرف بلاتے ہو لکھنے سے میں کہتا ہوں اور احتمال ہے اس کے عکس کا یعنی لکھنا میرا بہتر ہے اس کے نہ لکھنے سے بلکہ یہی ظاہر ہے اور بنا بریں پہلے احتمالوں کے ہوگا امر واسطے آزمائش اور امتحان کے پس راہ دکھائی اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کی مراد کی طرف اور ان کے غیر پر پوشیدہ رہی اور کہا ابن بطال نے کہ عمر رضی اللہ عنہ افقہ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس واسطے کہ کفایت کی انہوں نے قرآن کے ساتھ اور نہ کفایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قرآن کے ساتھ اور تعاقب کیا گیا ہے ابن بطال کا اس کے ساتھ کہ اطلاق اس کا باوجود اس چیز کے پہلے گزری ہے ٹھیک نہیں اس واسطے کہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا

کہ ہم کو اللہ کی کتاب کفایت کرتی ہے اس سے ان کی یہ مراد نہیں کہ وہ کفایت کریں گے اس کے ساتھ سنت کے بیان سے یعنی ان کو حدیث رسول ﷺ کی حاجت نہیں رہے گی بلکہ واسطے اس چیز کے کہ قائم ہوا نزدیک ان کے قرینہ سے اور ڈرے اس چیز سے کہ مرتب ہو نوشتہ کے لکھنے پر اس قسم سے کہ پہلے گزر چکا ہے اشارہ اس کی طرف پس معلوم کیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ قرآن پر اعتماد کرنا ایسا امر ہے کہ اس پر کوئی چیز مرتب نہیں ہوتی اور لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما پس نہیں کہا جاتا ہے ان کے حق میں کہ انہوں نے قرآن پر کفایت نہیں کی باوجود اس کے کہ وہ قرآن کے عالم ہیں اور زیادہ عالم ہیں لوگوں میں ساتھ اس کی تفسیر اور اس کی تاویل کے لیکن افسوس کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس چیز پر کہ فوت ہوئی ان سے بیان کرنے سے ساتھ تنصیص کے اوپر اس کے یعنی کھول کر بیان کرنے سے اس واسطے کہ وہ اولیٰ ہے استنباط کرنے سے یعنی مسئلہ نکالنے سے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے ان کو تین چیزوں کا حکم دیا یعنی اس حالت میں اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ جس چیز کے لکھنے کا حضرت ﷺ نے ارادہ کیا تھا وہ امر واجب نہ تھا اس واسطے کہ اگر وہ اس قسم سے ہوتا جس کے پہچانے کا آپ کو حکم ہوا تو اس کو نہ چھوڑتے واسطے واقع ہونے ان کے اختلاف کے اور البتہ عقاب کرتا اللہ اس شخص کو جو آپ کے حکم پہچانے کے درمیان مانع ہوا اور البتہ پہنچاتے اس کو ان کے واسطے ساتھ لفظ کے جیسے کہ وصیت کی ان کو ساتھ نکالنے مشرکین کے جزیرہ عرب سے اور سوائے اس کے اور البتہ اس کے بعد کئی دن زندہ رہے اور اصحاب نے کئی چیزیں آپ سے زبانی یاد کیں پس احتمال ہے کہ ہو مجموع ان کا وہ چیز جس کے لکھنے کا ارادہ کیا اور یہ جو فرمایا جیسے کہ میں ان کو انعام دیا کرتا تھا یعنی قریب اس سے اور تھا انعام ایک کا حضرت ﷺ کے زمانے میں ایک اوقیہ چاندی کا اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور یہ جو کہا کہ تیسرے سے چپ رہے تو اس کا قائل ابن عیینہ راوی ہے کہا داؤدی نے کہ مراد ساتھ تیسری چیز کے قرآن کے ساتھ وصیت ہے اور کہا مہلب نے کہ مراد اس کے ساتھ اُسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کا سامان درست کرنا ہے اور احتمال ہے کہ یہ مراد ہو کہ میری قبر کو بت نہ ٹھہراؤ اور احتمال ہے کہ نہ ہو وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حضرت ﷺ کے قول سے کہ نماز اور جن کے تم مالک ہو۔ (فتح)

٤٠٧٩ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

۴۰۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کو موت حاضر ہوئی اور گھر میں بہت مرد تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آؤ میں تم کو نوشتہ لکھ دوں کہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بھٹکو بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ پر درد غالب ہے یعنی لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے ہم کو اللہ کی کتاب کفایت کرتی ہے سو گھر

وَسَلَّمَ هَلُمُّوْا أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَّا تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَّا تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ يَقُوْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَّكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

والوں نے اختلاف کیا اور آپس میں جھگڑنے لگے سو ان میں سے بعض کہتے تھے کہ لاؤ تمہارے واسطے نوشتہ لکھ دیں تا کہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بھٹکو اور بعض اس کے سوا کچھ اور کہتے تھے کہ لکھنا کچھ ضروری نہیں سو جب انہوں نے بے فائدہ کلام اور اختلاف بہت کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اٹھو میرے پاس سے' کہا عبیداللہ نے سو تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے کہ البتہ مصیبت تمام مصیبت وہ چیز ہے جس نے حضرت ﷺ کو اس نوشتہ کے لکھنے سے روکا بسبب اختلاف اور شور کرنے ان کے کی یعنی کاش کہ اصحاب اختلاف اور شور نہ کرتے تا کہ حضرت ﷺ کچھ لکھتے پس تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما طرف خلاف اس چیز کے کہ کہی عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ نے۔

٤٠٨٠ ـ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيْلٍ اللَّخْمِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَضَحِكَتْ فَسَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَأَخْبَرَنِيْ أَنِّيْ أَوَّلُ أَهْلِهٖ يَتْبَعُهٗ فَضَحِكْتُ.

۴۰۸۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اپنی اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوا سو اس نے کان میں کچھ بات کی سو فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں پھر ان کو بلا کر کان میں کچھ بات کی سو ہنسنے لگیں سو ہم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے کان میں بات کہی کہ آپ کا انتقال ہوگا اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوا سو میں روئی پھر حضرت ﷺ نے مجھ سے کان میں بات کی سو مجھ کو خبر دی کہ آپ کے گھر والوں میں سے میں پہلے آپ کے پیچھے جاؤں گی یعنی اُن میں سب سے پہلے میں ہی مروں گی سو میں ہنسی۔

فائدہ: مسروق کی روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کے اول اتنا زیادہ ہے کہ سامنے آئیں حضرت ﷺ کے

فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتیں ان کی چال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چال کی مانند تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوش ہو میری بیٹی کو پھر ان کو اپنے دائیں یا بائیں بٹھایا پھر ان سے چپکے سے بات کی اور ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی تھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے واسطے اٹھتے تھے اور ان کو چومتے تھے اور ان کو اپنے پاس بٹھاتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جاتے تھے تو وہ بھی اسی طرح کرتی تھیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئیں اور جھک کر آپ کو چومنے لگیں اور اتفاق ہے دونوں روایتوں کا اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ان سے پہلی بار کان میں بات کی تھی وہ یہ تھی کہ آپ کا اس بیماری میں انتقال ہوگا اور اختلاف ہے کہ دوسری بار چپکے سے کیا کہا جس سے وہ ہنسیں سو عروہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے ان کو خبر دی تھی کہ آپ کے اہل بیت میں سے وہ آپ کو پہلے ملیں گی اور مسروق کی روایت میں ہے کہ آپ نے ان کو خبر دی تھی کہ وہ بہشتی عورتوں کی سردار ہیں اور راجح یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بار دونوں باتیں کہیں اس واسطے کہ مسروق کی حدیث شامل ہے زیادتیوں پر جو عروہ کی حدیث میں نہیں اور وہ ثقات ضابطین سے ہے پس اس قسم سے کہ زیادہ کیا ہے مسروق نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہے **فقلت ما رأيت كاليوم فرحا اقرب من حزن فسألتها عن ذلك فقالت ماكنت لافشي سر رسول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حتى توفى** یعنی سو میں نے کہا کہ نہیں دیکھی میں نے آج جیسی خوشی قریب ترغم سے سو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ حال پوچھا سو اس نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھید ظاہر نہیں کروں گی یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے پھر میں نے اس سے پوچھا اس نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کان میں کہا کہ جبرائیل علیہ السلام مجھ سے ہر سال قرآن کا دور ایک بار کرتے تھے اور اس نے مجھ سے اس سال میں دو بار دور کیا ہے اور میں نہیں گمان کرتا اس کو مگر یہ کہ میری موت حاضر ہوئی اور بیشک تو میرے اہل بیت میں سے مجھ کو پہلے ملے گی اور یہ جو کہا کہ **ما رأيت كاليوم فرحا** تو اس کے معنی یہ ہیں **ما رأيت كفرح اليوم فرحا** یعنی نہیں دیکھی میں نے آج کی خوشی جیسی کوئی خوشی یا نہیں دیکھی میں نے کوئی خوشی مانند اس خوشی کے جو میں نے آج دیکھی اور قول اس کا **حتى توفى** متعلق ہے ساتھ محذوف کے تقدیر اس کی یہ ہے کہ پس نہ کہی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے میرے واسطے کچھ چیز یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور عروہ نے اس سب زیادتی کو چھوڑ دیا ہے پس کہا اس نے اپنی روایت میں اپنے اس قول کے بعد کہ پس وہ ہنسیں سو ہم نے اس سے یہ حال پوچھا سو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کان میں کہا کہ آپ کا اس بیماری میں انتقال ہوگا اور احتمال ہے کہ قصہ متعدد ہو اور تائید کرتا ہے اس کی جزم کرنا عروہ کی روایت میں اس کے ساتھ کہ آپ کا اس بیماری میں انتقال ہوگا برخلاف روایت مسروق کی کے کہ اس میں ہے کہ گمان کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ طریق استنباط کے اس چیز سے کہ ذکر کیا اس کو قرآن کے دور کرنے سے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ نہیں ہے مخالفت درمیان دونوں حدیثوں کے مگر

ساتھ زیادتی کے اور نہیں منع ہے یہ کہ ہو خبر دینا حضرت ﷺ کی اس کے ساتھ کہ وہ سب سے پہلے آپ کو ملیں گی سبب واسطے رونے ان کے یا ہنسنے ان کے کی یکبارگی ساتھ دونوں اعتبار کے پس ذکر کی ہر راوی نے وہ چیز کہ نہیں ذکر کی دوسرے نے اور تحقیق روایت کی ہے نسائی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیچ سبب رونے کے کہ آپ کا انتقال ہوگا اور دوسرے دونوں امر میں اور اس حدیث میں خبر دینا حضرت ﷺ کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ آئندہ واقع ہوگی پس واقع ہوئی جیسے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا اس واسطے کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ حضرت ﷺ کے بعد آپ کے اہل بیت میں سب سے پہلے فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی فوت ہوئیں۔ (فتح)

٤٠٨١ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّهُ لَا يَمُوْتُ نَبِيٌّ حَتَّى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَأَخَذَتْهُ بُحَّةٌ يَقُوْلُ ﴿مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ (النساء:٦٩) الْآيَةَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ.

۴۰۸۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں سنا کرتی تھی کہ تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں مرتا کوئی پیغمبر یہاں تک کہ اس کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا جائے سو میں نے حضرت ﷺ سے سنا اپنی مرض الموت میں فرماتے تھے اور حالانکہ آپ کو کوئی چیز حلق میں اٹکی جس کے سبب سے آپ کی آواز بھاری ہوئی فرماتے تھے ساتھ ان کے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا سو میں نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ کو اختیار ملا ہے۔

فائدہ: وارد کیا ہے اس کو بخاری نے ساتھ طریق عالی کے مختصر اور پوری ساتھ طریق نازل کے پھر وارد کیا اس کو بہت پوری زہری کے طریق سے اس نے روایت کی عروہ سے پس پہلی روایت نازل ہے اور دوسری روایت مسلم کے طریق سے عالی ہے اور یہ جو کہا کہ میں سنا کرتی تھی تو نہیں تصریح کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس روایت میں کہ کس شخص سے سنا کرتی تھی اور اگلی روایت میں اس کے ساتھ تصریح کی زہری کے طریق سے اس نے روایت کی عروہ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت ﷺ فرماتے حالت صحت میں کہ نہیں مرتا کوئی پیغمبر کہ دیکھے ٹھکانا اپنا بہشت میں پھر اس کو اختیار دیا جائے اور احمد نے ابو مویہبہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھ کو زمین اور خلد کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں پھر بہشت کی سو مجھ کو اختیار دیا گیا اور درمیان اس کے اور درمیان ملاقات رب اپنے کے اور بہشت کے سو میں نے اختیار کیا اللہ تعالیٰ کے ملنے اور بہشت کو اور عبدالرزاق کے نزدیک مرسل روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو اختیار ملا درمیان اس کے کہ زندہ رہوں یہاں تک کہ دیکھوں جو میری امت پر فتح ہوگا اور درمیان جلدی کرنے کے سو میں نے جلدی اختیار کی اور یہ جو فرمایا ساتھ ان لوگوں کے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا تو احمد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے پیغمبروں سے اور صدیقوں اور شہیدوں سے اللہ تعالیٰ کے قول رفیقا

تک اور ظاہر یہ ہے کہ رفیق مکان کا نام ہے کہ حاصل ہوتی ہے اس میں رفاقت ساتھ پیغمبروں وغیرہ مذکورین کے اور کہا جوہری نے کہ مراد رفیق اعلیٰ سے بہشت ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے نزدیک ابن اسحاق کے کہ رفیق اعلیٰ بہشت ہے اور نکتہ اس لفظ کے مفرد لانے میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ بہشتی بہشت میں داخل ہوں گے ایک مرد کے دل پر اور معنی ہونے ان کے رفیق مدد کرنا ایک دوسرے کی ہے اللہ کی بندگی پر اور نرمی کرنا بعض کے ساتھ بعض کے اور ان حدیثوں میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ رفیق کا لفظ راوی کی تغییر ہے ٹھیک رفیع ہے جو آسمان کا ایک نام ہے یعنی اگر رفیع ہوتا تو ان حدیثوں میں رفیق کا لفظ نہ بولا جاتا کہا سہیلی نے حکمت بیچ ختم ہونے کلام حضرت ﷺ کے ساتھ اس لفظ کے یہ ہے کہ وہ شامل ہے توحید کو اور ذکر بالقلب کو تا کہ مستفاد ہو اس سے رخصت واسطے اس کے غیر کے اور یہ کہ نہیں شرط ہے کہ ہو ذکر ساتھ زبان کے اس واسطے کہ بعض لوگوں کو کبھی کوئی چیز بولنے سے مانع ہوتی ہے پس نہیں نقصان کرتی اس کو جب کہ اس کا دل ذکر سے تازہ ہو۔

تنبیہ: کہا سہیلی نے کہ میں نے واقدی کی بعض کتابوں میں پایا کہ پہلے پہل حضرت ﷺ نے جس لفظ کے ساتھ کلام کیا شیر خوارگی کی حالت میں اللہ اکبر ہے اور سب سے آخری لفظ جس کے ساتھ کلام کیا الرفیق الاعلیٰ ہے۔ (فتح)

۴۰۸۲ ۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرَضَ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ جَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى.

۴۰۸۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جب مرض الموت سے بیمار ہوئے تو فرمانے لگے میں رفیق اعلیٰ میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔

۴۰۸۳ ۔حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ إِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَحِيْحٌ يَقُوْلُ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُحَيَّ أَوْ يُخَيَّرَ فَلَمَّا اشْتَكٰى وَحَضَرَهُ الْقَبْضُ وَرَأْسُهُ عَلٰى فَخِذِ عَائِشَةَ غُشِيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا أَفَاقَ شَخَصَ بَصَرُهُ نَحْوَ سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى

۴۰۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ صحت کی حالت میں فرماتے تھے تحقیق شان یہ ہے کہ کبھی کوئی پیغمبر نہیں مرتا یہاں تک کہ اپنا مکان بہشت میں نہیں دیکھ لیتا پھر مرنے جینے میں اختیار دیا جاتا ہے پھر جب حضرت ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کی موت قریب ہوئی اور آپ کا سر عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران پر تھا تو آپ ﷺ کو غش آیا پھر جب ہوش میں آئے تو آپ کی آنکھ گھر کی چھت کی طرف لگ گئی پھر فرمایا الٰہی! عالی رتبے کے رفیقوں کی رفاقت چاہتا ہوں سو میں نے کہا کہ اب ہمارے پاس نہیں رہیں گے سو میں

فَقُلْتُ إِذًا لَّا يُجَاوِرُنَا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ حَدِيْثُهُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ.

نے پہچانا کہ یہ وہی حدیث ہے جو آپ ہم سے حالت صحت میں بیان کرتے تھے یعنی نہیں مرتا کوئی پیغمبر مگر کہ اس کو مرنے جینے میں اختیار دیا جاتا ہے۔

فائدہ: یہ اختیار دینا واسطے عزت پیغمبروں کے ہے ورنہ جو کچھ حکم ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اور پیغمبر وہی اختیار کرتے ہیں۔

٤٠٨٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَفَّانُ عَنْ صَخْرِ بْنِ جُوَيْرِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مُسْنِدَتُهُ إِلٰى صَدْرِيْ وَمَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سِوَاكٌ رَّطْبٌ يَّسْتَنُّ بِهٖ فَأَبَدَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصَرَهُ فَأَخَذْتُ السِّوَاكَ فَقَصَمْتُهُ وَنَفَضْتُهُ وَطَيَّبْتُهُ ثُمَّ دَفَعْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ بِهٖ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَنَّ اسْتِنَانًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ فَمَا عَدَا أَنْ فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَهُ أَوْ إِصْبَعَهُ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى ثَلَاثًا ثُمَّ قَضٰى وَكَانَتْ تَقُوْلُ مَاتَ بَيْنَ حَاقِنَتِيْ وَذَاقِنَتِيْ.

۴۰۸۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے میرے بھائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر آئے اور میں نے آپ کو اپنے سینے سے تکیہ دیا اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مسواک تر تھی کہ اس کے ساتھ مسواک کرتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیر تک دیکھا اور میں نے معلوم کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کو چاہتے ہیں سو میں نے مسواک لی اور اس کو منہ میں چبا کر جھاڑا اور (پانی) سے پاک وصاف کیا پھر میں نے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ مسواک کی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ اس سے بہتر کبھی مسواک کی ہو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک سے فارغ ہوتے ہی معًا اپنے ہاتھ یا انگلی کو اٹھایا پھر تین بار فرمایا عالی رتبے کے رفیق کا ساتھ چاہتا ہوں پھر فوت ہوئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں اور میری باری میں اور درمیان سحر اور نحر میرے کے یعنی میرے سینے اور ہنسلی کے درمیان اور یہ کہ جمع کیا اللہ تعالیٰ نے میری تھوک اور آپ کی تھوک کو وقت فوت ہونے آپ کے کی دنیا کے آخری دن میں اور مراد یہ ہے کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا سر مبارک عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہنسلی اور سینے کے درمیان تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے راضی ہوئے اور یہ حدیث نہیں مخالف ہے اس حدیث کی جو اس سے پہلے گزری کہ آپ کا سر مبارک عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران پر تھا اس واسطے کہ وہ محمول ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اپنی ران سے اپنے سینے کی طرف اٹھایا اور یہ حدیث معارض ہے اس حدیث کے جو

روایت کی ہے حاکم اور ابن سعد نے کئی طریق سے کہ حضرت ﷺ فوت ہوئے اور آپ کا سر مبارک علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا اور اس حدیث کا کوئی طریق شیعہ راوی سے خالی نہیں اس کے ہر طریق میں کوئی نہ کوئی راوی شیعہ موجود ہے پس نہیں التفات کیا جاتا ان کی طرف۔ (فتح) مترجم کہتا ہے اس حدیث کے کل طریقوں اور راویوں کا حال مفصل طور سے فتح الباری میں موجود ہے جو چاہے اس کا مطالعہ کرے۔

۴۰۸۵ ـ حَدَّثَنِي حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى نَفَثَ عَلٰى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهِ فَلَمَّا اشْتَكَى وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيْهِ طَفِقْتُ أَنْفِثُ عَلٰى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِي كَانَ يَنْفِثُ وَأَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ.

۴۰۸۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب بیمار ہوتے تو اپنی جان پر معوذات کے ساتھ دم کرتے اور مسح کرتے دم سے ساتھ ہاتھ اپنے کے سو جب حضرت ﷺ مرض الموت سے بیمار ہوئے تو میں آپ کے بدن مبارک پر معوذات سے دم کرنے لگی جن کے ساتھ آپ دم کرتے تھے اور مسح کرتے تھے میں ساتھ ہاتھ حضرت ﷺ کے اس دم سے۔

فائدہ: یعنی میں آپ کے ہاتھ میں دم کر کے اس کو آپ کے بدن پر پھیرتی تھی نفث کے معنی ہیں دم کیا بغیر تھوک کے یا ساتھ ہلکی تھوک کے اور یہ جو کہا ساتھ معوذات کے یعنی پڑھتی اس کو اس حال میں کہ مسح کرتے تھے اپنے بدن کو وقت پڑھنے اس کے اور طب میں آئے گا قول معمر کا بعد اس حدیث کے کہ میں نے زہری سے کہا کہ کس طرح دم کرے کہا آپ نے دونوں ہاتھ پر دم کرے پھر دونوں ہاتھ سے اپنا منہ ملے اور فضائل قرآن میں ہے کہ جب اپنے بستر پر ٹھکانا پکڑتے تو اپنے دونوں ہاتھ جمع کرتے اُن پر دم کرتے پھر پڑھتے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ اور مراد ساتھ معوذات کے یہ تینوں سورتیں ہیں اور سب کو معوذات بطور تغلیب کے کہا گیا اور اسی قول پر اعتماد ہے اور یہ جو کہا کہ میں حضرت ﷺ کے ہاتھ سے مسح کرتی تھی تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں آپ کے ہاتھ سے آپ پر دم کرتی تھی اس واسطے کہ آپ کا ہاتھ بہت با برکت تھا۔ (فتح)

۴۰۸۶ ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ

۴۰۸۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا اور آپ کی طرف کان لگائے آپ کے فوت ہونے سے پہلے اور حالانکہ آپ اپنی پیٹھ کو مجھ سے تکیہ

أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَّمُوْتَ وَهُوَ مُسْنِدٌ إِلَيَّ ظَهْرَهُ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَأَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ.

دیئے تھے کہتے تھے الہٰی بخش مجھ کو اور رحم کر مجھ پر اور ملا دے مجھ کو بلند مرتبے کے رفیق میں یعنی مجھ کو رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا۔

٤٠٨٧ ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ هِلَالٍ الْوَزَّانِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْلَا ذٰلِكَ لَأُبْرِزَ قَبْرُهُ خَشِيَ أَنْ يُّتَّخَذَ مَسْجِدًا.

۴۰۸۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اس بیماری میں جس سے نہ اٹھے کہ اللہ لعنت کرے یہود کو کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنایا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اگر یہ لحاظ نہ ہوتا تو حضرت ﷺ کی قبر ظاہر کی جاتی اس حدیث کے فرمانے کا باعث یہ ہے کہ حضرت ﷺ اس سے ڈرے کہ آپ کی قبر کو مسجد بنایا جائے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔

٤٠٨٨ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ بِهٖ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُّمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ وَهُوَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَبَيْنَ رَجُلٍ اٰخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَأَخْبَرْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بِالَّذِيْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الْاٰخَرُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قَالَ

۴۰۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کو درد کی شدت ہوئی یعنی اور حضرت ﷺ اس وقت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے تو اپنی بیویوں سے اجازت مانگی میرے گھر میں بیماری کاٹنے کی یعنی فرمایا کہ میں تمہارے گھروں میں نہیں گھوم سکتا پس اگر تم چاہو تو مجھ کو اجازت دو تو بیویوں نے آپ کو اجازت دی کہ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیماری کاٹیں سو حضرت ﷺ باہر نکلے یعنی میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے اور حالانکہ آپ ﷺ دو مردوں کے درمیان یعنی عباس رضی اللہ عنہ اور ایک اور مرد پر تکیہ کیے تھے آپ کے پاؤں زمین پر لکیر کھینچتے تھے یعنی بے طاقتی سے زمین پر گھسٹتے جاتے تھے اٹھا نہیں سکتے تھے کہا عبیداللہ نے کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر دی اس کی جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ دوسرا

قُلْتُ لَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَكَانَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ بَيْتِيْ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ قَالَ هَرِيْقُوْا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّيْ أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ فَأَجْلَسْنَاهُ فِيْ مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ حَتّٰى طَفِقَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا بِيَدِهٖ أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَصَلّٰى بِهِمْ وَخَطَبَهُمْ.

مرد کون ہے جس کا عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں لیا؟ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتا ہے میں نے کہا نہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ ہیں سو عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بیان کرتی تھیں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے اور آپ کو درد کی شدت ہوئی تو فرمایا بہاؤ میرے اوپر سات مشکیں جن کے دہانے نہ کھلے ہوں تاکہ میں لوگوں کو وصیت کروں سو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے ٹب میں بٹھایا اور ان مشکوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پانی ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے ہماری طرف اشارہ کرنے لگے کہ بس عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف نکلے سو ان کو نماز پڑھائی اور خطبہ فرمایا۔

٤٠٨٩ ـ وَأَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهٖ وَهُوَ كَذٰلِكَ يَقُوْلُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا.

۴۰۸۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری اتری تو اپنی کملی کو اپنے منہ پر ڈالنے لگے سو جب گھبراتے تو اس کو اپنے منہ سے اٹھاتے سو آپ نے اسی حالت میں فرمایا کہ لعنت اللہ کی یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں ٹھہرایا ڈراتے تھے اپنی امت کو اس چیز سے کہ انہوں نے کیا یعنی بنانے مسجدوں کے سے پیغمبروں کی قبروں پر۔

٤٠٩٠ ـ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاجَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ وَمَا حَمَلَنِيْ عَلٰى كَثْرَةِ مُرَاجَعَتِهٖ إِلَّا أَنَّهٗ لَمْ يَقَعْ فِيْ قَلْبِيْ أَنْ يُحِبَّ النَّاسُ بَعْدَهٗ رَجُلًا قَامَ مَقَامَهٗ أَبَدًا وَلَا كُنْتُ أُرٰى أَنَّهٗ لَنْ يَقُوْمَ أَحَدٌ مَقَامَهٗ إِلَّا

۴۰۹۰۔ خبر دی مجھ کو عبیداللہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ رجوع کیا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر میں یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امامت میں کہ وہ نرم دل ہیں لوگوں کی امامت نہیں کر سکتے اور نہیں باعث ہوا مجھ کو اوپر بہت رجوع کرنے کے آپ سے مگر یہ کہ نہیں واقع ہوا میرے دل میں یہ کہ دوست رکھیں لوگ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی مرد کو کہ آپ کی

تَشَآئَمَ النَّاسُ بِهٖ فَأَرَدْتُ أَنْ يَّعْدِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُوْ مُوْسٰى وَابْنُ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جگہ کھڑا ہو کبھی یعنی خواہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں یا کوئی اور یعنی بلکہ مجھ کو یقین تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو آپ کے قائم مقام ہوگا لوگ اس کے دشمن ہو جائیں گے سو میں نے چاہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس امر کو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پھیریں یعنی اور کسی کو لوگوں کی امامت کرنے کا حکم دیں ابو عبداللہ نے کہا کہ روایت کیا ہے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کے متعلق ہے ساتھ امامت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے نہ طرف ساری حدیث کے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی امامت کے بیان میں گزر چکی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کے درمیان نکلے اور ایک روایت میں ہے کہ بریرہ اور ثوبیہ کے درمیان نکلے اور ایک روایت میں ہے کہ فضل اور ثوبان رضی اللہ عنہما کے درمیان نکلے اور تطبیق دی ہے علماء نے درمیان ان روایتوں کے بر تقدیر ثابت ہونے ان کے ساتھ اس طور کے کہ آپ کئی بار نکلے تھے اور کئی مردوں پر تکیہ کیا اور یہ جو کہا کہ سات مشکوں سے تو کہا گیا ہے کہ حکمت اس عدد میں یہ ہے کہ اس کے واسطے خاصیت ہے بیچ دور کرنے ضرر زہر اور جادو کے اور باب کے اول میں گزر چکا ہے کہ فرمایا یہ وقت ٹوٹنے رگ میری کا ہے اس زہر سے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض اُس شخص نے جو کہتا ہے کہ کتے کا جوٹھا پلید نہیں اور گمان کیا ہے اس نے کہ حکم ساتھ دھونے جوٹھے اس کے سے سات بار صرف واسطے دور کرنے زہر کے ہے جو اس کے لعاب میں ہے اور ثابت ہو چکا ہے حدیث میں کہ جو صبح کو سات کھجوریں کھائے قسم عجوہ سے اس کو اُس دن نہ زہر ضرر کرتا ہے نہ جادو اور نسائی میں بیمار پر سات بار سورہ فاتحہ پڑھنا آیا ہے اور اسی طرح کئی دعاؤں کا بھی بیمار پر سات سات بار پڑھنا آیا ہے اور ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کل کہاں ہوں گا؟ یہ جملہ کئی بار فرمایا سو آپ کی بیویوں نے پہچانا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارادہ رکھتے ہیں سو انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنی اپنی باری اپنی بہن عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخشی اور یہ جو کہا کہ پھر لوگوں کی طرف نکلے تو پہلے گزر چکا ہے فضائل ابو بکر رضی اللہ عنہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں خطبہ دیا پس ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ اگر میں اللہ کے سوا کسی کو اپنا جانی دوست ٹھہراتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی کو ٹھہراتا اور اس میں ہے کہ وہ اخیر مجلس تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بیٹھے اور مسلم میں جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ واقعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے سے پانچ دن پہلے تھا اس بنا پر پس ہوگا وہ جمعرات کا دن اور شاید تھا یہ اس کے بعد کہ واقع ہوا نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختلاف اور جھگڑا کما تقدم قریبا اور فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھو اور

شاید حضرت ﷺ نے اس کے بعد کچھ خفت پائی پس نکلے۔ (فتح)

٤٠٩١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ لَبَيْنَ حَاقِنَتِيْ وَذَاقِنَتِيْ فَلَا أَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۰۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فوت ہوئے حضرت ﷺ اور حالانکہ آپ میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان تھے پس نہیں مکروہ جانتی میں شدت موت کی کسی کے واسطے کبھی حضرت ﷺ کے بعد۔

فائدہ: اس شدت کا بیان باب کی پچھلی حدیث میں آئے گا ذکوان کی روایت سے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے آگے پانی کا برتن تھا سو آپ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈال کر اپنے منہ پر پھیرنے لگے فرماتے تھے لا الہ الا اللہ موت کے واسطے سختیاں ہیں اور ترمذی وغیرہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ الٰہی! مدد کر مجھ کو موت کی سختیوں پر اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے زیادہ سخت درد کسی پر نہیں دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم پیغمبروں کا گروہ ہیں ہمارے واسطے تکلف دوگنی ہوتی ہے جیسے کہ ہمارے واسطے ثواب دوگنا ہوتا ہے۔ (فتح)

٤٠٩٢ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ أَبِيْ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ وَكَانَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَحَدَ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ تِيْبَ عَلَيْهِمْ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَقَالَ النَّاسُ يَا أَبَا حَسَنٍ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا

۴۰۹۲۔ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے کعب رضی اللہ عنہ ایک مرد تین میں سے جن کی توبہ قبول ہوئی تھی کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو خبر دی کہ بیشک علی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس سے نکلے اس بیماری میں جس میں آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے کہا اے ابوالحسن (یہ علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کیا حال ہے حضرت ﷺ کا؟ کہا شکر اللہ تعالیٰ کا آپ کو بیماری سے آرام ہے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑا سو ان سے کہا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی تو تین دن کے بعد لاٹھی کا غلام ہوگا اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ میرا اعتقاد ہے کہ حضرت ﷺ عنقریب فوت ہوں گے اپنی اس بیماری میں البتہ میں عبدالمطلب کی اولاد کے منہ پہچانتا ہوں

فَأَخَذَ بِيَدِهٖ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهٗ أَنْتَ وَاللّٰهِ بَعْدَ ثَلَاثٍ عَبْدُ الْعَصَا وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَأَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْفَ يُتَوَفّٰى مِنْ وَّجَعِهٖ هٰذَا إِنِّيْ لَأَعْرِفُ وُجُوْهَ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ اِذْهَبْ بِنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْنَسْأَلْهُ فِيْمَنْ هٰذَا الْأَمْرُ إِنْ كَانَ فِيْنَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ وَإِنْ كَانَ فِيْ غَيْرِنَا عَلِمْنَاهُ فَأَوْصٰى بِنَا فَقَالَ عَلِيٌّ إِنَّا وَاللّٰهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَنَاهَا لَا يُعْطِيْنَاهَا النَّاسُ بَعْدَهٗ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا أَسْأَلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نزدیک موت کے یعنی ان کے منہ پر مرنے کے وقت یہ نشانی ظاہر ہوا کرتی ہے اور اب وہ حضرت ﷺ کے چہرے پر ظاہر ہوئی ہے ہم کو حضرت ﷺ کے پاس لے چل سو چاہیے کہ ہم آپ سے پوچھیں کہ آپ کے بعد خلافت کن لوگوں میں ہوگی اگر ہم میں ہوگی تو ہم اس کو جان لیں گے اور اگر ہمارے سوا اور لوگوں میں ہوگی تو بھی ہم کو معلوم ہو جائے گی پس ہم کو وصیت کریں گے کہ کیا کرنا چاہیے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی اگر ہم نے حضرت ﷺ سے خلافت مانگی اور حضرت ﷺ نے ہم کو نہ دی تو لوگ ہم کو آپ کے بعد خلافت نہ دیں گے یعنی حجت پکڑیں گے ہم پر ساتھ منع کرنے حضرت ﷺ کے ان کو اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی بیشک میں حضرت ﷺ سے خلافت نہیں مانگوں گا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تو تین دن کے بعد لاٹھی کا غلام ہوگا تو یہ مراد ہے اس شخص سے جو دوسرے کے تابع ہوتا ہے اور معنی یہ ہیں کہ حضرت ﷺ تین دن کے بعد فوت ہو جائیں گے اور تم کسی دوسرے کے حکم میں ہو جاؤ گے اور یہ عباس رضی اللہ عنہ کی فراست کی قوت سے ہے اور یہ جو کہا کہ البتہ میرا اعتقاد ہے تو کہا ہے اس کو عباس رضی اللہ عنہ نے تجربہ سے واسطے قول اس کے بعد اس کے کہ البتہ میں عبدالمطلب کی اولاد کے منہ موت کے وقت پہچانتا ہوں اور شعبی کے مرسل میں ہے فاوصی لنا کے بدلے کہ نہیں تو ہم کو وصیت کریں گے کہ ہم اس کو آپ کے بعد یاد رکھیں گے اور اس کی ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ہمارے سوا کوئی اور بھی اس کی امید رکھتا ہے اور یہ جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حضرت ﷺ سے خلافت نہیں مانگوں گا تو شعبی کے مرسل میں اس کے آخر میں ہے کہ جب حضرت ﷺ کی روح مبارک قبض ہوئی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہاتھ دراز کر میں تجھ سے بیعت کروں کہ لوگ تجھ سے بیعت کریں علی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ دراز نہ کیا کہا شعبی نے اگر علی رضی اللہ عنہ اس کو مانگتے تو ہوتا بہتر ان کے واسطے ان کے مال اور اولاد سے اور ذہلی کے فوائد میں ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے اس کے بعد سنا کہتے تھے کہ کاش میں عباس رضی اللہ عنہ کا کہا مانتا کاش کہ میں عباس رضی اللہ عنہ کا کہا مانتا اور کہا عبدالرزاق نے کہ معمر ہم کو کہا کرتا تھا کہ دونوں میں ٹھیک رائے کس کی تھی؟ ہم کہتے تھے عباس رضی اللہ عنہ کی تو وہ اس سے انکار کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر

حضرت ﷺ خلافت علی رضی اللہ عنہ کو دیتے اور لوگ ان کو نہ دیتے تو البتہ کافر ہو جاتے۔ (فتح)

۴۰۹۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيَ اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ بَيْنَا هُمْ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ يَّوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَأَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّيْ لَهُمْ لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِيْ صُفُوْفِ الصَّلَاةِ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَنَكَصَ أَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ أَنْ يَّخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ أَنَسٌ وَّهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ أَنْ يَّفْتَتِنُوْا فِيْ صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَرْخَى السِّتْرَ.

۴۰۹۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ مسلمان فجر کی نماز میں تھے پیر کے دن اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کو نماز پڑھاتے تھے کہ اچانک حضرت ﷺ ان کے واسطے ظاہر ہوئے البتہ آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا پردہ اٹھایا سو اصحاب کی طرف نظر کی اور حالانکہ وہ نماز کی صفوں میں تھے پھر تبسم فرمایا سو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی ایڑیوں پر پیچھے ہٹے بغیر اس کے کہ قبلے سے منہ پھیریں تا کہ صف میں پہنچیں اور گمان کیا کہ حضرت ﷺ نماز کی طرف نکلنا چاہتے ہیں سو کہا انس رضی اللہ عنہ نے اور قصد کیا مسلمانوں نے یہ کہ اپنی نماز میں مفتون ہوں یعنی نماز کو توڑ ڈالیں واسطے خوشی کے حضرت ﷺ کے دیدار سے سو حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ان کو اشارہ کیا کہ اپنی نماز پوری کرو پھر حجرے میں اندر گئے اور دروازے پر پردہ لٹکایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ نے ان کو اس دن نماز نہیں پڑھائی اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ سب سے پچھلی نماز کہ حضرت ﷺ نے ان کو پڑھائی فجر کی نماز تھی تو یہ حدیث صحیح نہیں واسطے حدیث باب کے اور شاید بیہقی کی روایت میں ٹھیک ظہر کی نماز ہو اور جو کہا کہ پردہ لٹکایا تو ایک روایت میں ہے کہ پھر حضرت ﷺ اسی دن فوت ہوئے اور اسماعیلی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب حضرت ﷺ فوت ہوئے تو لوگ رونے لگے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد میں کھڑے ہو کر کہا خبردار! البتہ میں کسی سے نہ سنوں جو کہے کہ حضرت ﷺ فوت ہو گئے اور ایک روایت میں ہے کہ اس دن کے اخیر میں فوت ہوئے اور خدشہ کرتا ہے ابن اسحاق کے جزم میں کہ حضرت ﷺ فوت ہوئے جب کہ چاشت کی گرمی سخت ہوئی اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ اطلاق آخر کا ساتھ معنی ابتداء دخول کے ہے اور بیچ اول نصف ثانی کے دن سے آور یہ نزدیک وقت رواں کے ہے اور سخت ہوتی ہے گرمی پہلے

چاشت کی اور بدستور رہتی ہے یہاں تک کہ تحقیق ہو زوال سورج کا۔ (فتح)

٤٠٩٤ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُولُ إِنَّ مِنْ نِعَمِ اللهِ عَلَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ فِي بَيْتِي وَفِي يَوْمِي وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَأَنَّ اللهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِي وَرِيْقِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَبِيَدِهِ السِّوَاكُ وَأَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ آخُذُهُ لَكَ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُهُ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَقُلْتُ أُلَيِّنُهُ لَكَ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ فَلَيَّنْتُهُ فَأَمَرَّهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ عُلْبَةٌ يَشُكُّ عُمَرُ فِيهَا مَآءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَآءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُولُ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ.

۴۰۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مجھ پر یہ ہے کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں اور میرے دن میں اور میرے سینے اور ہنسلی کیدرمیان اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جمع کیا میری تھوک اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھوک کو وقت فوت ہونے آپ کے کی اور اس کا بیان یوں ہے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ میرے پاس اندر آئے اور ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ دیا تھا سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس کی طرف دیکھتے ہیں اور میں نے پہچانا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک چاہتے ہیں سو میں نے کہا کہ میں اس کو آپ کے واسطے لوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک سے اشارہ کیا کہ ہاں سو میں نے اس کو لیا سو وہ آپ پر سخت ہوئی اور میں نے کہا میں اس کو آپ کے واسطے نرم کر دوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک سے اشارہ کیا کہ ہاں' سو میں نے اس کو آپ کے واسطے نرم کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دانتوں پر پھیرا اور اس کے ساتھ مسواک کی اور آپ کے آگے چھاگل تھی اس میں پانی تھا سو آپ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں داخل کر کے ان کو اپنے منہ پر پھیرنے لگے فرماتے تھے لا الہ الا اللہ بیشک موت کے واسطے سختیاں ہیں یعنی قسم حرارتوں اور تلخیوں طبیعت کی سے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہ کہنا شروع کیا کہ شامل کر مجھ کو رفیق اعلیٰ میں یہاں تک کہ آپ کی روح قبض ہوئی اور آپ کا ہاتھ نیچے گر پڑا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٤٠٩٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي

۴۰۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ يَقُولُ أَيْنَ أَنَا غَدًا أَيْنَ أَنَا غَدًا يُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَأَذِنَ لَهُ أَزْوَاجُهُ يَكُوْنُ حَيْثُ شَآءَ فَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي كَانَ يَدُوْرُ عَلَيَّ فِيْهِ فِي بَيْتِي فَقَبَضَهُ اللّٰهُ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَبَيْنَ نَحْرِي وَسَحْرِي وَخَالَطَ رِيْقُهُ رِيْقِي ثُمَّ قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَّمَعَهُ سِوَاكٌ يَّسْتَنُّ بِهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ أَعْطِنِي هٰذَا السِّوَاكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَأَعْطَانِيْهِ فَقَضِمْتُهُ ثُمَّ مَضَغْتُهُ فَأَعْطَيْتُهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ بِهِ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلٰى صَدْرِي.

اپنی مرض الموت میں پوچھتے تھے فرماتے تھے کہ میں کل کہاں ہوں گا، میں کل کہاں ہوں گا؟ مراد یہ تھی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کب ہوگی؟ تو آپ کی بیویوں نے اجازت دی کہ جس جگہ چاہیں رہیں سو حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہے یہاں تک کہ ان کے پاس فوت ہوئے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو حضرت ﷺ اس دن فوت ہوئے جس میں مجھ پر گھومتے تھے میرے گھر میں سو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کی روح مبارک قبض کی اور البتہ آپ کا سر میرے سینے کے درمیان تھا اور میری تھوک آپ کی تھوک سے ملی پھر کہا کہ عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما اندر آئے اور ان کے پاس مسواک تھی کہ اس کے ساتھ مسواک کرتا تھا سو حضرت ﷺ نے ان کی طرف نظر کی تو میں نے ان سے کہا کہ اے عبدالرحمٰن! مجھے مسواک دے انھوں نے مجھ کو دی سو میں نے اس کو دانتوں سے پکڑ کر چبایا پھر میں نے حضرت ﷺ کو دی حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ مسواک کی اور آپ میرے سینے سے تکیہ کیے تھے یعنی میرے سینے سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔

فائدہ: احمد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب آپ ﷺ کی روح نکلی تو میں نے کبھی اس سے زیادہ تر خوشبو نہیں پائی۔

٤٠٩٦ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَفِي يَوْمِي وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَكَانَتْ إِحْدَانَا تُعَوِّذُهُ بِدُعَآءٍ إِذَا مَرِضَ فَذَهَبْتُ أُعَوِّذُهُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَآءِ وَقَالَ لِي

۴۰۹۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فوت ہوئے حضرت ﷺ میرے گھر میں اور میری باری کے دن میں اور میرے سینے اور ہنسلی کے درمیان اور جب آپ بیمار ہوتے تھے تو ہم میں سے کوئی آپ کے واسطے دعا کے ساتھ پناہ مانگتا تھا تو میں نے آپ کے واسطے پناہ مانگنا شروع کیا حضرت ﷺ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا شامل کر مجھ کو رفیق اعلیٰ میں شامل کر مجھ کو رفیق اعلیٰ میں اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ

الرَّفِيْقِ الْأَعْلَى فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلَى وَمَرَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَفِي يَدِهِ جَرِيْدَةٌ رَطْبَةٌ فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَظَنَنْتُ أَنَّ لَهُ بِهَا حَاجَةً فَأَخَذْتُهَا فَمَضَغْتُ رَأْسَهَا وَنَفَضْتُهَا فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِ فَاسْتَنَّ بِهَا كَأَحْسَنِ مَا كَانَ مُسْتَنًّا ثُمَّ نَاوَلَنِيْهَا فَسَقَطَتْ يَدُهُ أَوْ سَقَطَتْ مِنْ يَدِهِ فَجَمَعَ اللَّهُ بَيْنَ رِيْقِي وَرِيْقِهِ فِي اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَأَوَّلِ يَوْمٍ مِّنَ الْأٰخِرَةِ.

گزرے اور ان کے ہاتھ میں چھڑی تر تھی سو حضرت ﷺ نے اس کی طرف نظر کی سو میں نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ کو اس کی حاجت ہے سو میں نے اس کو لے کر اس کا سر چبایا پھر میں نے جھاڑ کر حضرت ﷺ کو دی حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ مسواک کی جیسے کہ بہت اچھی مسواک کرتے تھے پھر مجھ کو دی سو آپ کا ہاتھ نیچے گرایا وہ مسواک آپ کے ہاتھ سے گر پڑی سو اللہ تعالیٰ نے میری اور حضرت ﷺ کی تھوک کو ملا دیا دنیا کے پچھلے دن میں اور آخرت کے پہلے دن میں۔

٤٠٩٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَقْبَلَ عَلَى فَرَسٍ مِّنْ مَّسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَتَيَمَّمَ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُغَشًّى بِثَوْبِ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَّجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَى ثُمَّ قَالَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي وَاللَّهِ لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَحَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَرَجَ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ اجْلِسْ يَا عُمَرُ فَأَبَى عُمَرُ أَنْ يَجْلِسَ فَأَقْبَلَ

۴۰۹۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سوار ہو کر آئے اپنے رہنے کی جگہ سے کہ سخ (ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیوی کی جگہ کا نام ہے) میں تھے یہاں تک کہ اترے اور مسجد میں داخل ہوئے سو نہ کلام کیا لوگوں سے یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر گئے اور حضرت ﷺ کے دیکھنے کا قصد کیا اور حالانکہ آپ ڈھا نکے گئے تھے یمنی چادر سے کہ دھاری دار تھی سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کے منہ مبارک سے چادر کھولی پھر آپ پر اوندھے گرے سو آپ کو چوما اور روئے پھر کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان قسم ہے اللہ کی اللہ تعالیٰ موت کو آپ پر دو بار جمع نہ کرے گا بہر حال جو موت کہ آپ پر لکھی گئی تھی سو آپ نے اس سے انتقال فرمایا۔ کہا زہری نے اور حدیث بیان کی مجھ سے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ باہر آئے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں سے کلام کرتے تھے یعنی لوگوں سے کہتے تھے کہ حضرت ﷺ فوت نہیں ہوئے سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے

النَّاسُ إِلَيْهِ وَتَرَكُوْا عُمَرَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَمَّا بَعْدُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ قَالَ اللّٰهُ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿اَلشَّاكِرِيْنَ﴾ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ هٰذِهِ الْآيَةَ حَتّٰى تَلَاهَا أَبُوْ بَكْرٍ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ فَمَا أَسْمَعُ بَشَرًا مِّنَ النَّاسِ إِلَّا يَتْلُوْهَا فَأَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلَاهَا فَعَقِرْتُ حَتّٰى مَا تُقِلُّنِيْ رِجْلَايَ وَحَتّٰى أَهْوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ حِيْنَ سَمِعْتُهٗ تَلَاهَا عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ.

کہا کہ بیٹھ جا اے عمر! سو عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا سو لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑا سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا حمد و صلوٰۃ کے بعد جو تم میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا سو بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو فوت ہو گئے اور جو تم میں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا سو بیشک اللہ تعالیٰ زندہ ہے نہیں مرتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک رسول ہیں کہ ہو چکے ہیں اس سے پہلے بہت رسول "شاکرین" تک اور کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ گویا کہ لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری یہاں تک کہ اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھا سو سب لوگوں نے اُن سے یہ آیت لی پس نہ سنتا تھا میں کسی مرد کو لوگوں سے مگر کہ اس کو پڑھتا تھا پس خبر دی مجھ کو سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہ تھی وہ آیت معلوم مجھ کو مگر یہ کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سنا کہ اس کو پڑھا سو مجھ کو دہشت آئی اور میری ہوش جاتی رہی یہاں تک کہ میرے پاؤں مجھ کو نہ اٹھاتے تھے اور یہاں تک کہ میں زمین پر گر پڑا جب کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے وہ آیت پڑھی جس کے معنی یہ ہیں کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے۔

فائدہ: اور یہ مراد ہے اس آیت سے کہ ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَّإِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ یعنی بیشک تو مر جائے گا اور وہ بھی مر جائیں گے اور ایک روایت میں ہے سو میں نے جانا کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے اور یہ ظاہر ہے اور کہا کرمانی نے کہ اگر تو کہے کہ قرآن میں یہ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے پھر جواب دیا اس نے ساتھ اس طور کے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھا اس کو اس سبب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن سکن کی روایت نے البتہ ظاہر کی مراد اس واسطے کہ اس کی روایت میں علمت کا لفظ زیادہ ہے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے جانا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اور احمد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کے بعد کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فوت ہونے کے بعد کپڑے سے ڈھانکا سو عمر رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آئے سو دونوں نے اجازت مانگی میں نے ان کو اجازت دی

اور میں نے حضرت ﷺ کے اوپر سے کپڑا کھینچا اور عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا اور کہا ہائے بیہوشی! پھر دونوں اٹھ کھڑے ہوئے سو جب دروازے کے قریب ہوئے تو کہا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اے عمر! حضرت ﷺ فوت ہوئے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے تو جھوٹا ہے جب کہ تو مرد فتنہ انگیز ہے بیشک حضرت ﷺ فوت نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ منافقوں کو فنا کرے پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور میں نے پردہ اٹھایا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا پس کہا انا للہ و انا الیہ راجعون حضرت ﷺ فوت ہو گئے اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ پر گزرے اور عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ حضرت ﷺ فوت نہیں ہوئے اور فوت نہیں ہوں گے یہاں تک کہ منافقوں کو قتل کریں اور منافقوں نے خوشی ظاہر کی ہے اور اپنے سر اٹھائے تھے یعنی منافق لوگ حضرت ﷺ کا فوت ہونا سن کر خوش ہوئے تھے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مرد کیا تو نہیں سنتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک تو مر جائے گا اور وہ بھی مر جائیں گے یہاں تک کہ ساری آیت پڑھی پھر یہ آیت پڑھی اور نہیں محمد ﷺ مگر ایک رسول تحقیق گزر چکے ہیں پہلے ان سے بہت رسول اور اس میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا یہ آیت قرآن میں ہے مجھ کو معلوم نہ تھا کہ وہ قرآن میں ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ پس خوش ہوئے مسلمان اور غمناک ہوئے منافق لوگ کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جیسے کہ ہمارے منہ پر پردے پڑے تھے سو دور ہوئے اور اس حدیث میں قوت شجاعت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے اور کثرت علم ان کے کی اور تحقیق موافق ہوئے ان کے اس پر عباس رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جیسے کہ ابو الاسود کے مغازی میں عروہ سے ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ یہ آیت پڑھتے تھے ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ اور لوگ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی طرف التفات نہیں کرتے تھے اور اکثر اصحاب ان کے برخلاف تھے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ کبھی تھوڑے لوگوں کی رائے اجتہاد میں ٹھیک پڑتی ہے اور بہت لوگوں کی رائے اجتہاد میں چوک جاتی ہے پس نہیں متعین ہے ترجیح ساتھ اکثر کے خاص کر جب کہ ظاہر ہو کہ بعض نے بعض کی تقلید کی ہے۔ (فتح)

٤٠٩٨ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَّضِيَ اللهُ عَنْهُ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهِ.

۴۰۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چوما حضرت ﷺ کو ان کے فوت ہونے کے بعد۔

٤٠٩٩ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَزَادَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَاهُ فِي مَرَضِهٖ فَجَعَلَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا أَنْ لَّا تَلُدُّوْنِيْ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَآءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ أَنْهَاكُمْ أَنْ تَلُدُّوْنِيْ قُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَآءِ فَقَالَ لَا يَبْقٰى أَحَدٌ فِي الْبَيْتِ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهٗ لَمْ يَشْهَدْكُمْ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۰۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں ایک طرف دوا ڈالی بغیر اختیار آپ کے کی آپ کی بیماری میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف اشارہ کرنے لگے کہ میرے منہ میں دوا مت ڈالو سو ہم نے کہا کہ یہ منع کرنا آپ کا اس واسطے ہے کہ بیمار دوا کو مکروہ جانتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوش میں آئے تو فرمایا کہ کیا میں نے تم کو منع نہ کیا تھا کہ میرے منہ میں دوا مت ڈالو ہم نے کہا ہم نے سمجھا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس واسطے منع کیا ہے کہ بیمار دوا کو مکروہ جانتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ باقی رہے کوئی گھر میں مگر کہ اس کے منہ میں دوا ڈالی جائے اور میں دیکھتا جاؤں سوائے عباس رضی اللہ عنہ کے کہ وہ تمہارے ساتھ موجود نہ تھے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی زناد نے ہشام سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے زیتون کا تیل پگھلا کر آپ کے منہ میں ڈالا اور اس حدیث میں مشروع ہونا قصاص کا ہے ساتھ تمام اس چیز کے کہ مصیبت پہنچایا جائے ساتھ اس کے آدمی عمداً اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ سب نے یہ کام نہیں کیا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ان کے واسطے عذاب کرنے ان کے اس واسطے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بجا نہ لائے سو جنہوں نے اپنے ہاتھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں دوا ڈالی تھی ان کے حق میں تو سزا کا ہونا ظاہر ہے اور بہر حال جنہوں نے ہاتھ سے نہیں ڈالی تھی سو ان کے منہ میں اس واسطے ڈلوائی کہ انہوں نے دوا ڈالنے والوں کو منع کیوں نہ کیا؟ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کیا تھا ویسے چاہیے تھا کہ وہ بھی ان کو اس سے منع کرتے اور کہا ابن عربی نے کہ ارادہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ آئیں دن قیامت کے اور حالانکہ ان کے اوپر ان کا حق ہو پس واقع ہوں بڑی مصیبت میں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ ممکن تھا معاف کرنا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جان کے واسطے کسی سے بدلہ نہیں لیتے تھے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ارادہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ یہ کہ ان کو ادب سکھلائیں تا کہ پھر ایسا کام نہ کریں پس یہ تادیب تھی نہ قصاص تھا نہ بدلہ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ میں دوا ڈالنے کو برا جانا باوجود اس کے کہ آپ اس

کے ساتھ دوا کیا کرتے تھے اس واسطے کہ حضرت ﷺ تحقیق جان چکے تھے کہ آپ اس بیماری میں فوت ہوں گے اور جس کو یہ تحقیق معلوم ہو جائے اس کو دوا کرنا مکروہ ہے۔ میں کہتا ہوں اور اس میں بھی نظر ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ اختیار ملنے اور تحقیق ہونے سے پہلے تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ جانا آپ ﷺ نے دوا کرنے کو اس واسطے کہ وہ آپ کی بیماری کے موافق نہ تھی اس واسطے کہ اصحاب نے گمان کیا تھا کہ آپ کو ذات الجنب کی بیماری ہے پس دوا کی انہوں نے جو اس کے موافق تھی اور حالانکہ آپ کو ذات الجنب کی بیماری نہ تھی جیسے کہ وہ ظاہر ہے حدیث کے سیاق سے جیسے کہ تو دیکھتا ہے واللہ اعلم۔ اور یہ جو کہا کہ روایت کیا ہے ابوزناد کے بیٹے نے ہشام سے الخ تو موصول کیا ہے اس کو محمد بن سعد نے اور اس کا لفظ یہ ہے حضرت ﷺ کو بیماری میں غش آیا سو ہم نے آپ کے منہ میں دوا ڈالی سو جب ہوش میں آئے تو فرمایا یہ ان عورتوں کا کام ہے جو حبشہ کے ملک سے آئیں اور بیشک تم گمان کرتے ہو کہ مجھ کو ذات الجنب کی بیماری ہے اللہ اس کو مجھ پر غالب نہیں کرے گا قسم ہے اللہ کی کہ نہ باقی رہے کوئی گھر میں مگر کہ اس کے منہ میں دوا ڈالی جائے سو نہ باقی رہا گھر میں کوئی مگر کہ اس کے منہ میں دوا ڈالی گئی اور ہم نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے منہ میں دوا ڈالی اور وہ روزے دار تھیں اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور اسماء رضی اللہ عنہا نے آپ کے منہ میں دوا ڈالنے کا مشورہ دیا تھا اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے ساتھ سند صحیح کے اسماء رضی اللہ عنہا عمیس کی بیٹی سے کہ اول حضرت ﷺ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیمار ہوئے سو آپ کو بیماری کی شدت ہوئی یہاں تک کہ آپ کو غش آیا سو بیویوں نے مشورہ کیا کہ حضرت ﷺ کے منہ میں دوا ڈالیں سو انہوں نے حضرت ﷺ کے منہ میں دوا ڈالی جب حضرت ﷺ ہوش میں آئے تو فرمایا یہ کام ان عورتوں کا ہے جو حبشہ کے ملک سے آئی ہیں اور اسماء رضی اللہ عنہا ان میں سے تھیں اصحاب نے کہا کہ ہم گمان کرتے تھے کہ آپ کو ذات الجنب کی بیماری ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ مجھ کو اس کے ساتھ عذاب نہیں کرے گا نہ باقی رہے گا کوئی گھر میں مگر کہ اس کے منہ میں دوا ڈالی جائے سو البتہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے منہ میں دوا ڈالی گئی اور حالانکہ وہ روزے دار تھیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ ذات الجنب کی بیماری سے فوت ہوئے پھر ظاہر ہوا واسطے میرے کہ ممکن ہے تطبیق درمیان دونوں کے کہ ذات الجنب دو بیماریوں کو کہا جاتا ہے ایک ورم حار ہے جو عارض ہوتی ہے اندر کے پردے میں اور دوسری ریح ہے جو پسلیوں کے درمیان بند ہوتی ہے اور منفی اس جگہ پہلی قسم ہے یعنی پہلی قسم کی ذات الجنب حضرت ﷺ کو نہ تھی۔ (فتح)

٤١٠٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصٰى إِلٰى عَلِيٍّ

۴۱۰۰۔ حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر ہوا کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ کس نے کہا؟ البتہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور بیشک میں آپ کو اپنے سینے سے تکیہ

فَقَالَتْ مَنْ قَالَهُ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي لَمُسْنِدَتُهُ إِلَى صَدْرِي فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَانْخَنَثَ فَمَاتَ فَمَا شَعَرْتُ فَكَيْفَ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ.

دیئے تھی حضرت ﷺ نے طشت منگوایا سو آپ ڈھیلے ہو کر ایک طرف جھکے سو فوت ہوئے اور مجھ کو معلوم نہ ہوا سو آپ ﷺ نے کس طرح علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی۔

فائدہ: اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ کسی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور کب ان کو وصیت کی تھی؟ حضرت ﷺ نے طشت منگوایا تا کہ اس میں تھوکیں سو ایک طرف جھکے اور فوت ہوئے۔ (فتح)

٤١٠١ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَوْصَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أَوْ أُمِرُوْا بِهَا قَالَ أَوْصَى بِكِتَابِ اللَّهِ.

۴۱۰۱۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے وصیت کی تھی؟ اس نے کہا نہیں! میں نے کہا سو کس طرح لکھی گئی لوگوں پر وصیت یا کس طرح ان کو حکم ہوا؟ اس نے کہا حضرت ﷺ نے قرآن کے ساتھ وصیت کی کہ جو اس میں ہے اس کو بجا لاؤ یعنی قرآن سے وصیت کا حکم بھی معلوم ہوتا ہے۔

٤١٠٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا أَمَةً إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ الَّتِي كَانَ يَرْكَبُهَا وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيْلِ صَدَقَةً.

۴۱۰۲۔ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے کوئی دینار اور درہم اور نہ غلام اور نہ لونڈی مگر اپنی سفید خچر پر جس پر سوار ہوتے تھے اور اپنے ہتھیار اور زمین کہ اس کو مسافروں کے واسطے اللہ کی راہ میں وقف کیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی وصایا میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا نہ غلام اور نہ لونڈی یعنی رق میں اس سے معلوم ہوا کہ جو اور حدیثوں میں غلاموں کا ذکر آیا ہے تو وہ مر گئے ہوں گے یا ان کو آزاد کر دیا ہوگا اور سفید خچر وہ تھی جس کو دلدل کہتے تھے جو مقوقس اسکندریہ کے بادشاہ نے آپ ﷺ کو تحفہ بھیجی تھی اور یہ جو کہا کہ ہتھیار اپنے یعنی جو ہتھیار کہ خاص تھے حضرت ﷺ کے پہننے کے مانند تلوار اور نیزے سے اور زرہ کے اور عصا پھل دار کے اور شاید حصر اضافی ہے مبنی ہے اوپر نہ اعتبار کرنے ایسی ویسی چیزوں کے مانند کپڑوں اور اسباب گھر کے ورنہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے کپڑے وغیرہ بھی چھوڑے جیسے کہ اپنی جگہ میں مذکور ہیں اور یہ جو کہا کہ زمین کو اللہ کی راہ میں صدقہ

کر دیا ہے یعنی اس کی منفعت کو خیرات کیا پس حکم ہوا اس کے وقف کا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت ﷺ نے اس زمین کو اپنی زندگی میں صدقہ جاریہ کیا اس کے قائم رہنے تک پس ہمیشہ رہے گا ثواب اس صدقہ کا ہمیشہ رہنے اس زمین کے اور کہا کرمانی نے کہ وہ آدھی زمین وادی القریٰ کی تھی اور حصہ حضرت ﷺ کا خمس خیبر سے اور حصہ ان کا زمین بنی نضیر سے۔

٤١٠٣ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَا كَرْبَ أَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلٰى أَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا أَبَتَاهُ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا أَبَتَاهُ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ يَا أَبَتَاهُ إِلٰى جِبْرِيْلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا أَنَسُ أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ.

۴۱۰۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ بیمار ہوئے تو بیماری کی شدت آپ کو بیہوش کرنے لگی سو کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہائے میرے باپ کی تکلیف کو یعنی آپ کو بیماری کی کیا شدت ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج کے بعد تیرے باپ پر محنت اور تکلیف نہیں یعنی اس واسطے کہ یہ تکلیف بسبب علائق جسمانی کے ہے اور آج کے بعد میں مر جاؤں گا تو یہ علائق جسمانی قطع ہو جائیں گے سو جب حضرت ﷺ فوت ہوئے تو کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہائے میرے باپ نے اللہ کا حکم قبول کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف گئے کہ ان کو اپنے حضور میں بلایا' ہائے میرے باپ اے وہ شخص کے جنت الفردوس ہے اس کی جگہ ہائے میرے باپ ہم اس کی موت کی خبر جبریل علیہ السلام کی طرف پہنچاتے ہیں سو جب حضرت ﷺ دفنائے گئے تو کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اے انس! کیا تمہارے دل کو اچھا لگا یہ کہ تم حضرت ﷺ پر مٹی ڈالو؟۔

فائدہ: یہ جو کہا ہائے تکلیف میرے باپ کو تو یہ دلالت کرتا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی آواز کو بلند نہیں کیا ورنہ اس کو منع کرتے اور کہا خطابی نے گمان کیا ہے بعض نے جو اہل علم میں نہیں گنے جاتے کہ مراد حضرت ﷺ کے قول کے ساتھ کہ آج کے بعد تیرے باپ پر تکلیف نہیں یہ ہے کہ تکلیف آپ کی تھی واسطے شفقت کے اپنی امت پر واسطے اس چیز کے کہ معلوم کیا آپ نے واقع ہونے فتنوں اور فساد کے سے اور یہ معنی کچھ نہیں اس واسطے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ آپ کی شفقت اپنی امت پر آپ کی وفات سے قطع ہو جائے اور واقعہ یہ ہے کہ وہ باقی ہے قیامت تک اس واسطے کہ کہ آپ ﷺ پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں ان لوگوں کی طرف جو آپ کے بعد آئیں گے اور ان کے عمل آپ ﷺ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کلام کے ظاہر معنی مراد ہیں اور مراد کرب

سے فقط وہ چیز ہے کہ پاتے تھے اس کو شدت موت سے اور تھے اس چیز میں کہ پہنچتی تھی آپ کے بدن کو دکھ سے مانند اور آدمیوں کے تا کہ آپ کو ثواب دوگنا ہو کما تقدم اور یہ جو کہا کہ جب حضرت ﷺ دفنائے گئے الخ تو اشارہ کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ساتھ ان کے عتاب کی طرف اوپر جرأت کرنے ان کے کی اس پر اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر خلاف اس چیز کے کہ ان سے پہچانی تھی نرم ہونے دلوں ان کے سے اوپر آپ کے واسطے شدت محبت ان کی کے ساتھ حضرت ﷺ کے اور سکوت کیا انس رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب سے واسطے رعایت اس کی کے اور اس کی زبان حال کی کہتی تھی کہ ہمارے دل اس کو نہیں چاہتے تھے مگر ہم مجبور ہیں اس کے کرنے پر واسطے بجا لانے حکم آپ کے کی اور البتہ کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اس چیز میں کہ روایت کی ہے بزار نے کہ نہ جھاڑے ہم نے اپنے ہاتھ آپ کے دفن سے یہاں تک کہ ہم نے اپنے دلوں کو اجنبی پایا یعنی پایا انہوں نے کہ اپنے دلوں کو بدلے اس چیز سے کہ معلوم کرتے تھے اس کو آپ کی زندگی میں الفت اور صفائی اور نرمی سے واسطے گم ہونے اس چیز کے کہ کھینچتی تھی ان کو ساتھ اس کے تعلیم اور تادیب سے اور مستفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ جائز ہے آہ کھینچنی میت پر وقت حاضر ہونے موت اس کی کے ساتھ مانند قول فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واکرب اباہ اور یہ کہ وہ نوحہ کی قسم سے نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس پر برقرار رکھا اور یہ جو کہا واابتاہ الخ تو اس سے لیا جاتا ہے کہ جب میت ان الفاظ کے ساتھ موصوف ہو تو نہیں منع ہے ذکر کرنا ان کا اس کے واسطے مرنے کے بعد برخلاف اس کے جب کہ اس میں ظاہراً ہوں اور باطن میں نہ ہوں یا نہ ثابت ہو موصوف ہونا اس کا ان کے ساتھ پس یہ منع میں داخل ہے۔ (فتح)

بَابُ اٰخِرِ مَا تَكَلَّمَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں اخیر بات کے جس کے ساتھ حضرت ﷺ نے کلام کیا۔

٤١٠٤ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ يُوْنُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فِيْ رِجَالٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرَ فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى

۴۱۰۴۔ زہری سے روایت ہے کہ خبر دی ہم کو سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت علم والے مردوں میں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ حالت صحت میں فرماتے تھے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں فوت ہوتا کوئی پیغمبر یہاں تک کہ دکھایا جاتا ہے مکان اپنا بہشت میں پھر اس کو مرنے جینے میں اختیار دیا جاتا ہے سو جب حضرت ﷺ پر بیماری اتری اور آپ کا سر میری ران پر تھا تو آپ کو غش آیا پھر ہوش میں آئے سو آپ ﷺ نے آنکھ گھر کی چھت کی طرف لگائی یعنی اوپر کو پھر فرمایا الٰہی! شامل کر مجھ کو رفیق اعلیٰ میں سو میں نے کہا

فَقُلْتُ إِذًا لَّا يَخْتَارُنَا وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ قَالَتْ فَكَانَتْ اٰخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى.

کہ اب ہم کو اختیار نہ کریں گے اور میں نے پہچانا کہ یہ وہی حدیث ہے جو حالت صحت میں ہم سے بیان کرتے تھے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور اخیر بات جس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کیا یہ ہے الٰہی! شامل کر مجھ کو رفیق اعلیٰ میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ساتویں حدیث میں گزر چکی ہے اور گویا کہ اشارہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ساتھ اس چیز کی طرف کہ پھیلایا ہے اس کو رافضیوں نے لوگوں میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو خلافت کی وصیت کی اور یہ کہ آپ کا فرض پورا ادا کیا جائے اور جس کو رافضیوں نے لوگوں میں پھیلایا ہے یہ ہے جو عقیلی وغیرہ نے ضعفاء میں سلمان سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! اللہ نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر کہ اس کے واسطے بیان کیا جو اس کے بعد اس کا خلیفہ ہو سو کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے بھی بیان کیا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کا ایک وصی ہوتا ہے اور بیشک علی رضی اللہ عنہ میرا وصی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں اور علی رضی اللہ عنہ خاتم الاوصیا ہے لایا ہے ان سب کو ابن جوزی رحمہ اللہ علیہ موضوعات میں یعنی یہ حدیثیں سب موضوع ہیں۔

بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی کس سال میں واقع ہوئی؟

٤١٠٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا.

۴۱۰۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مکے میں رہے آپ پر قرآن اترتا تھا اور دس سال مدینے میں رہے۔

٤١٠٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّأَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهٗ.

۴۱۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تریسٹھ برس کے تھے۔

فائدہ: یہ روایت مخالف ہے پہلی روایت کے پس محمول ہوگی او پر لغو کرنے کسر کے اور اکثر وہ چیز کہ کہی گئی آپ کی عمر میں پینسٹھ برس ہیں روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور یہ مخالف ہے واسطے حدیث باب کے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ ساٹھ برس زندہ رہے مگر یہ کہ محمول کیا جائے اوپر لغو کرنے کسر کے یعنی جس نے ساٹھ کہا ہے اس نے کسر کا اعتبار نہیں کیا یا او پر قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ حضرت ﷺ تینتالیس برس کی عمر میں پیغمبر ہوئے یعنی تو اس صورت میں تریسٹھ برس کی عمر ہوگی اور یہی معلوم ہوتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت سے کہ حضرت ﷺ مکے میں تیرہ سال رہے یعنی پیغمبر ہونے کے بعد اور فوت ہوئے تریسٹھ برس کی عمر میں اور یہی قول ہے جمہور کا اور حاصل یہ ہے کہ جن اصحاب سے مشہور قول یعنی تریسٹھ سال کے مخالف روایت آئی ہے ان میں سے مشہور قول کی روایت بھی آئی ہے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور انس رضی اللہ عنہ ہیں اور نہیں اختلاف ہے معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس میں کہ حضرت ﷺ تریسٹھ برس زندہ رہے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور شعبی اور مجاہد نے اور کہا احمد نے کہ یہی ثابت ہے نزدیک ہمارے اور یہ جو کہا زہری نے خبر دی مجھ کو سعید نے مثل اس کی تو احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس نے حدیث بیان کیا اس کو ساتھ اس سند کے یا مرسل کیا اس کو اور مراد ساتھ مثل کے فقط متن ہے۔ (فتح)

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے۔

٤١٠٧ ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلَاثِينَ.

۴۱۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فوت ہوئے اور حالانکہ آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی تھی تیس صاع کے بدلے۔

فائدہ: اور وجہ وارد کرنے اس حدیث کے کی اس جگہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ یہ آپ کے آخر احوال سے ہے اور یہ مناسب ہے عمرو بن حارث کی حدیث کو جو باب کی ابتداء میں مذکور ہے کہ نہیں چھوڑے حضرت ﷺ نے دینار اور نہ درہم۔ (فتح)

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ.

باب ہے بیان میں بھیجنے حضرت ﷺ کے اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو جہاد کے واسطے اپنی اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوا

فائدہ: سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مؤخر کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب کو اس چیز کے واسطے کہ آئی ہے

اُسامہ رضی اللہ عنہ کی تیاری کرنا ہفتے کے دن تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے سے دو دن پہلے اور تھا ابتدا اس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیمار ہونے سے پہلے سو بلایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو روم کے جہاد کے واسطے اخیر صفر میں اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو بلایا کہ جا اپنے باپ کے قتل ہونے کی جگہ میں اور ان کو گھوڑوں سے روند ڈال سو البتہ میں نے تجھ کو اس لشکر پر سردار کیا اور شبخون مار کر صبح کو قوم ابنی پر اور جلدی جا سبقت کرے گا تو خیر کو پھر اگر اللہ تجھ کو ان پر فتح دے تو ان میں کم ٹھہرو سو تیسرے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو درد شروع ہوا اور اپنے ہاتھ سے اُسامہ رضی اللہ عنہ کے واسطے جھنڈا بنایا اس کو اُسامہ رضی اللہ عنہ نے لیا اور بریدہ رضی اللہ عنہ کو دیا اور جو اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے ان میں کبار مہاجرین اور انصار تھے مانند ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ وغیرھم کے اور کلام کیا اس میں ایک قوم نے اُن میں سے عیاش بن ربیعہ ہیں یعنی اُسامہ سرداری کے لائق نہیں اور رد کیا اس پر فاروق رضی اللہ عنہ نے اور خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اس چیز کے ساتھ کہ مذکور ہے باب کی حدیث میں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری کی شدت ہوئی سو فرمایا اسی حالت میں کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ کرو سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہونے سے پیچھے اس کا سامان درست کر دیا سو اسامہ لشکر کو لے کر بیس دن چلا اس طرف جس کا اس کو حکم ہوا تھا اور قتل کیا اپنے باپ کے قاتل کو اور لشکر کے ساتھ سلامت پھرا اور بہت مال غنیمت لایا اور مغازی والوں نے یہ قصہ بہت طویل بیان کیا ہے اور میں نے اس کو چھانٹا ہے اور واقدی میں ہے اس لشکر میں تین ہزار آدمی تھے۔ (فتح)

٤١٠٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمِ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ فَقَالُوْا فِيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَلَغَنِيْ أَنَّكُمْ قُلْتُمْ فِيْ أُسَامَةَ وَإِنَّهُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ.

۴۱۰۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو لشکر کا سردار بنایا سو لوگوں نے اس کے حق میں گفتگو کی یعنی کم عمر لڑکے کو بڑے بڑے اصحاب پر سردار کیوں بنایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ بیشک تم نے اُسامہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کچھ کہا ہے اور البتہ اُسامہ رضی اللہ عنہ میرے نزدیک سب آدمیوں سے زیادہ پیارا ہے۔

٤١٠٩ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا وَّأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ النَّاسُ فِيْ إِمَارَتِهٖ فَقَامَ

۴۱۰۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار بنایا سو لوگوں نے اس کی سرداری میں طعن کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ اگر تم اب طعنہ دیتے ہو اُسامہ رضی اللہ عنہ

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ إِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهٗ.

کی سرداری میں سو البتہ تم اس کے باپ یعنی زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں بھی طعن کرتے تھے اور قسم ہے اللہ کی البتہ زید رضی اللہ عنہ سرداری کے لائق تھا اور بیشک وہ مجھ کو سب لوگوں سے زیادہ پیارا تھا اور البتہ یہ اُسامہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد سب لوگوں سے میرے نزدیک زیادہ پیارا ہے۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بھی بغیر ترجمے کے ہے۔

٤١١٠ ـ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ أَنَّهٗ قَالَ لَهٗ مَتٰى هَاجَرْتَ قَالَ خَرَجْنَا مِنَ الْيَمَنِ مُهَاجِرِيْنَ فَقَدِمْنَا الْجُحْفَةَ فَأَقْبَلَ رَاكِبٌ فَقُلْتُ لَهُ الْخَبَرَ فَقَالَ دَفَنَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ خَمْسٍ قُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ شَيْئًا قَالَ نَعَمْ أَخْبَرَنِيْ بِلَالٌ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ فِي السَّبْعِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ.

۴۱۱۰۔ حضرت ابو الخیر سے روایت ہے اس نے روایت کی صنابحی سے کہ اس نے اس سے کہا کہ تو نے کب ہجرت کی؟ کہا میں یمن سے ہجرت کر کے نکلا سو ہم جحفہ (ایک جگہ کا نام ہے احرام کے میقاتوں میں سے) میں آئے سو ایک سوار سامنے آیا سو میں نے اس سے کہا کہ خبر بتلا خبر بتلا یعنی کیا خبر لایا ہے سو اس نے کہا کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دفنایا مدت پانچ دن سے میں نے کہا کیا تو نے شب قدر کی تعیین میں کچھ چیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ اس نے کہا ہاں! خبر دی مجھ کو بلال رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن نے کہ وہ ساتویں رات میں ہے پچھلی دس راتوں میں یعنی ستائیسویں رات میں۔

فائدہ: شب قدر کی بحث روزے کے بیان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی جنگیں لڑیں؟۔

فائدہ: ختم کیا بخاری نے کتاب المغازی کو ساتھ مانند اس چیز کے کہ شروع کیا اس کو ساتھ اس کے اور زید رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح مغازی کے اول میں گزر چکی ہے اور اس جگہ براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پندرہ جنگیں لڑی اور ابو اسحاق کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں کی تعداد پہچاننے کی بہت حرص تھی پس سوال کیا اس نے زید رضی اللہ عنہ اور براء رضی اللہ عنہ وغیرہ سے۔ (فتح)

٤١١١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَمْ غَزَوْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ قُلْتُ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ.

۴۱۱۱۔ ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنی جنگیں لڑیں ہیں؟ اس نے کہا سترہ جنگیں میں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی جنگیں لڑی ہیں؟ کہا انیس جنگیں۔

٤١١٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا الْبَرَآءُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَ عَشْرَةَ.

۴۱۱۲۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پندرہ جنگیں لڑیں۔

٤١١٣ ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلِ بْنِ هِلَالٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ كَهْمَسٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ عَشْرَةَ غَزْوَةً.

۴۱۱۳۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سولہ جنگیں لڑیں۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

كِتَابُ تَفْسِيْرِ الْقُرْآنِ. کتاب ہے بیان میں تفسیر آیتوں قرآن کے۔

فائدہ: تفسیر تفعیل ہے مشتق ہے فسر سے اور فسر کے معنی بیان ہیں اور اصل فسر کی نظر کرنا طبیب کی ہے پیشاب میں تا کہ بیماری کو پہچانے اور اختلاف ہے تفسیر اور تاویل میں کہا ابوعبیدہ اور ایک گروہ نے کہ دونوں کے ایک معنی ہیں اور بعض کہتے ہیں تفسیر بیان کرنا ہے مراد لفظ کی اور تاویل بیان کرنا ہے مراد معنی کی۔ (فتح)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ اسْمَانِ مِنَ الرَّحْمَةِ الرَّحِيْمُ وَالرَّاحِمُ بِمَعْنًى وَاحِدٍ كَالْعَلِيْمِ وَالْعَالِمِ. یعنی رحمٰن اور رحیم دونوں اسم مشتق ہیں رحمت سے اور رحیم اور راحم دونوں کے ایک معنی ہیں مانند علیم اور عالم کے۔

فائدہ: اور رحمت کے معنی لغت میں رافت اور انعطاف ہیں اسی بنا پر پس وصف کرنا اللہ تعالیٰ کا ساتھ اس کے مجاز ہے انعام اس کے سے اپنے بندوں پر اور وہ صفت فعل کی ہے نہ صفت ذات کی۔ (فتح)

فائدہ: یہ باعتبار اصل معنی کے ہے نہیں تو فعیل کا صیغہ مبالغہ کے صیغوں میں سے ہے سو اس کے معنی زائد ہیں فاعل کے معنی پر اور کبھی وارد ہوتا ہے صیغہ فعیل کا ساتھ معنی صفت مشبہ کے اور اس میں بھی زیادتی ہے واسطے دلالت کرنے اس کے کی اوپر ثبوت کے برخلاف مجرد اسم فاعل کے کہ وہ حدوث پر دلالت کرتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ فعیل ساتھ معنی فاعل کے ہے نہ ساتھ معنی مفعول کے اس واسطے کہ کبھی وہ مفعول کے معنی سے آتا ہے پس احتراز کیا اس سے اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا رحمٰن اور رحیم دونوں کے ایک معنی ہیں اور جمع کرنا دونوں کا واسطے تاکید کے ہے یا دونوں ایک دوسرے کے غیر ہیں باعتبار متعلق کے پس وہ رحمٰن ہے دنیا کا اور رحیم ہے آخرت کا اس واسطے کہ رحمت اس کی دنیا میں ایماندار اور کافر سب کو شامل ہے اور آخرت میں ایماندار کے ساتھ خاص ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رحیم ابلغ ہے واسطے اس چیز کے چاہتا ہے اس کو صیغہ فعیل کا اور تحقیق یہ ہے کہ جہت مبالغہ کی دونوں کے درمیان مختلف ہے یعنی رحمٰن میں کسی جہت سے مبالغہ ہے اور رحیم میں کسی اور جہت سے اور روایت کی ہے ابن جریر نے عطاء خراسانی سے کہ جب اللہ کے سوا اور کا نام بھی رحمٰن رکھا گیا مانند مسیلمہ کے تو رحیم کا لفظ لایا گیا واسطے قطع کرنے وہم

کے اس واسطے کہ نہیں صفت کیا جاتا ساتھ دونوں کے کوئی سوائے اللہ کے اور مبارک سے روایت ہے کہ رحمٰن وہ ہے کہ جب اس سے مانگا جائے تو دے اور رحیم وہ ہے کہ جب اس سے نہ مانگے تو غضبناک ہو جائے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِی فَاتِحَةِ الْكِتَابِ. باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ آئی ہے بیچ حق سورہ الحمد کے۔

فائدہ: یعنی فضیلت سے یا تفسیر سے یا عام تر اس سے مع تقیید کے ساتھ شرط اس کی کے ہر وجہ میں۔

وَسُمِّيَتْ أُمُّ الْكِتَابِ لِأَنَّهُ يُبْدَأُ بِكِتَابَتِهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَيُبْدَأُ بِقِرَآءَتِهَا فِي الصَّلَاةِ. یعنی اور نام رکھا گیا ہے فاتحہ کا ام الکتاب اس واسطے کہ وہ قرآنوں کی ابتدا میں لکھی جاتی ہے اور نماز میں پہلے پڑھی جاتی ہے۔

فائدہ: یہ کلام ہے ابوعبیدہ کا بیچ اول مجاز قرآن کے لیکن اس کا لفظ یہ ہے اور واسطے قرآن کی سورتوں کے کئی نام ہیں ان میں سے یہ ہے کہ سورۂ الحمد کا نام ام الکتاب رکھا جاتا ہے اس واسطے کہ ابتدا کیا جاتا ہے اس کے ساتھ قرآن کے اول میں اور اس کی قرأت دوہرائی جاتی ہے سو پڑھی جاتی ہے ہر رکعت میں اور اس کو فاتحہ الکتاب بھی کہا جاتا ہے اس واسطے کہ قرآن کو اس کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے سو سارے قرآن سے پہلے لکھی جاتی ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوئی مراد اس چیز سے کہ اختصار کیا ہے اس کو بخاری نے اور بعض کہتے ہیں کہ نام رکھا گیا اس کا ام الکتاب اس واسطے کہ ماں چیز کی اس کی ابتدا ہے اور اس کا اصل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نام رکھا گیا اس کا ام الکتاب واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر ان معانی کے جو قرآن میں ہیں ثناء سے اللہ پر اور تعبد سے ساتھ امر و نہی کے اور وعدے اور وعید اور اس چیز پر کہ اس میں ہے ذکر ذات سے اور صفات سے اور فعل سے اور واسطے شامل ہونے اس کے اوپر ذکر مبدأ اور معاد اور معاش کے اور سورۂ فاتحہ کے اور بھی بہت نام ہیں جن کو میں نے اور آثار سے جمع کیا ہے کنز اور وافیہ اور شافیہ اور کافیہ اور سورہ الحمد والحمد للہ اور سورۃ الصلوٰۃ اور سورۃ الشفاء والاساس اور سورۃ الشکر اور سورۃ الدعاء۔ (فتح)

وَالدِّيْنُ الْجَزَآءُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ. یعنی ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ میں دین کے معنی بدلہ ہیں نیکی اور بدی میں جیسا تو عمل کرے گا ویسا بدلہ دیا جائے گا۔

فائدہ: اور حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور اصحاب سے روایت کی ہے کہ ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ دن حساب کا اور دن جزا کا ہے اور دین کے اور بھی بہت معنی ہیں اُن میں سے ہے عادت اور عمل اور حکم اور حال اور خلق اور اطاعت اور قہر اور ملت اور شریعت اور ورع وغیرہ۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِالدِّيْنِ﴾ بِالْحِسَابِ یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ آیت ﴿كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ

﴿مَدِيْنِيْنَ﴾ مُحَاسَبِيْنَ.

بِالدِّيْنِ﴾. (الإنفطار:٩) کے دین کے معنی حساب ہیں یعنی ہرگز نہیں بلکہ تم حساب کو جھٹلاتے ہو اور کہا آیت ﴿فَلَوْلَا اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ﴾. (الواقعة:٨٦) میں کہ مدینین کے معنی ہیں حساب کیے گئے یعنی اگر تم کسی کے حکم میں نہیں اور کوئی تمہارا حساب لینے والا نہیں تو کیوں نہیں پھیر لاتے مردے کو اگر تم سچے ہو؟۔

٤١١٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ كُنْتُ أُصَلِّيْ فَقَالَ أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ ﴿اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾. (الأنفال:٢٤) ثُمَّ قَالَ لِيْ لَأُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ أَعْظَمُ السُّوَرِ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِيْ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ قُلْتُ لَهُ أَلَمْ تَقُلْ لَأُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ أَعْظَمُ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَالَ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ أُوْتِيْتُهُ.

۴۱۱۴۔ حضرت ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا سو میں نے آپ کا حکم نہ مانا یعنی میں آپ کے پاس نہ آیا یہاں تک کہ میں نے نماز پڑھی پھر میں نے آ کر کہا یا حضرت! میں نماز پڑھتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں کہ حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جب تم کو بلائے؟ (تو میں نے کہا یا حضرت کیوں نہیں اگر اللہ نے چاہا پھر ایسا نہ کروں گا) پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ البتہ میں تجھ کو ایک سورت سکھاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے بزرگ ہے اور افضل ہے پہلے اس سے کہ تو مسجد سے نکلے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ نے نہیں کہا تھا کہ البتہ میں تجھ کو ایک سورت سکھاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے بزرگ اور افضل ہے؟ یعنی وہ کون سی سورت ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ ہے یہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھ کو ملی ہے۔

فائدہ: نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ اس حدیث میں تقدیم وتاخیر ہے ابو سعید کا قول یا رسول اللہ انی کنت اصلی اصل میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول الم یقل اللہ ﴿اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾. (الأنفال:٢٤) کے بعد ہے اور کہا کہ گویا اس نے تاویل کی کہ جو نماز میں ہو وہ اس خطاب سے خارج

ہے اور جو تاویل کی ہے قاضی عبدالوہاب اور قاضی ابو الولید نے وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا حکم ماننا نماز میں فرض ہے گنہگار ہوتا ہے آدمی اس کے ترک کرنے سے اور یہ کہ وہ ایک حکم ہے جو حضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ میں کہتا ہوں اور جو داؤدی نے دعویٰ کیا ہے اس پر کوئی دلیل نہیں اور جس کی طرف میل کی ہے دونوں قاضیوں نے مالکیہ سے وہ قول شافعیہ کا ہے اوپر خلاف کے نزدیک ان کے بعد قول ان کے ساتھ واجب ہونے اجابت کے کہ کیا نماز باطل ہوتی ہے یا نہیں؟ اور یہ جو کہا کہ البتہ میں تجھ کو ایک سورت سکھاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے افضل ہے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھ کو ایک سورت سکھاؤں جو نہیں اتری تورات میں اور نہ انجیل میں اور نہ زبور میں اور نہ قرآن میں اس کے برابر کوئی سورت ہے' کہا ابن تین نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ اس کا ثواب بڑا ہے اور سورتوں سے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اوپر جواز فضیلت دینے بعض قرآن کے بعض پر اور البتہ منع کیا اس کو اشعری اور ایک جماعت نے اس واسطے کہ مفضول ناقص ہے افضل کے درجے سے اور اللہ کے نام اور صفتوں اور کلام میں نقص نہیں اور جواب دیا ہے علماء نے اس سے ساتھ اس طور کے کہ معنی کم وبیش ہونے کے یہ ہیں کہ بعض قرآن کا ثواب بڑا ہے بعض سے پس تفضیل تو صرف باعتبار معنوں کے ہے نہ صفت کی وجہ سے اور تائید کرتی ہے تفضیل کی آیت ﴿نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہ لاتے ہیں ہم بہتر اس سے یعنی منفعت میں اور نرمی میں اور رفعت میں اور یہ جو کہا کہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھ کو ملی تو ایک روایت میں ہے اِنَّهَا السَّبْعُ الْمَثَانِيْ الخ یعنی سورۂ الحمد سبع مثانی ہے اور ایک روایت میں ہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ السبع المثانی اور اس میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ سبع مثانی کے اس آیت میں ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ﴾ سورۂ فاتحہ ہے اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ سبع مثانی کے بڑی سات سورتیں ہیں یعنی اول سورۂ بقرہ سے آخر اعراف تک پھر برأت اور بنا بریں پہلی وجہ کے کہ مراد اس سے سورۂ فاتحہ ہو مراد ساتھ سبع کے آیتیں ہیں اس واسطے کہ فاتحہ کی سات آیتیں ہیں اور یہ قول سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ اس کو مثانی کیوں کہتے ہیں؟ سو بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ ہر رکعت میں دوہرائی جاتی ہے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ اس کے ساتھ اللہ کی ثناء کی جاتی ہے اور بعض نے کہا اس لیے کہ یہ اس امت کے واسطے مستثنیٰ کی گئی ہے پہلی امتوں پر نہیں اتری۔ کہا ابن تین نے اس میں دلیل ہے اس پر کہ بسم اللہ الخ قرآن کی آیت نہیں اور اس کے غیر نے اس کے برعکس کہا ہے اس واسطے کہ مراد ساتھ الحمد الخ کے ساری سورت ہے اور تائید کرتا ہے اس کی کہ اگر مراد صرف ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ ہوتی تو اس کو سبع مثانی نہ کہا جاتا اس واسطے کہ ایک آیت کو سات آیتیں نہیں کہا جاتا پس دلالت کی اس نے کہ مراد اس کے ساتھ ساری سورت اور ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ اس کا ایک نام ہے اور اس میں قوت ہے واسطے تاویل شافعی کے

انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جس جگہ کہا کانوا یفتتحون الصلوۃ بالحمد للہ رب العالمین کہا شافعی نے کہ مراد اس کے ساتھ ساری سورت ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا اس کے ساتھ کہ اس سورہ کا نام سورۃ الحمدللہ ہے اس کا نام ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ نہیں اور یہ حدیث رد کرتی ہے اس تعاقب کو یعنی اس واسطے کہ اس سے ثابت ہے کہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ بھی اس کا نام ہے اور اس حدیث میں ہے کہ امر واسطے فور کے ہے اس واسطے کہ عتاب کیا حضرت ﷺ نے صحابی کو اپنی اجابت کی تاخیر پر اور اس میں استعمال کرنا صیغے العموم کا ہے سب احوال میں' کہا خطابی نے اس میں ہے کہ حکم لفظ عام کا یہ ہے کہ جاری ہوا اپنے تمام مقتضٰی پر اور یہ کہ خاص اور عام جب دونوں آپس میں مقابل ہوں تو ہوتا ہے عام اُتارا گیا خاص پر اس واسطے کہ شارع نے حرام کیا ہے کلام کو نماز میں عام طور پر پھر مستثنٰی کی گئی اس سے اجابت حضرت ﷺ کے بلانے کی نماز میں اور اس حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں ہو اور حضرت ﷺ اس کو بلائیں تو حضرت ﷺ کا حکم ماننے سے اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی اسی طرح تصریح کی ہے ساتھ اس کے ایک جماعت شافعیہ وغیرھم نے اور اس میں بحث ہے واسطے اس احتمال کے کہ آپ کی اجابت یعنی آپ کا حکم ماننا مطلق واجب ہو برابر ہے کہ مخاطب نمازی ہو یا نمازی نہ ہو بہر حال یہ بات کہ اجابت کے ساتھ نماز سے نکلتا ہے یا نہیں سو نہیں حدیث میں جو اس کو لازم پکڑے پس احتمال ہے کہ واجب ہو اجابت اگرچہ جواب دینے والا نماز سے نکلے اور اسی کی طرف میل کی ہے بعض شافعیہ نے اور کہا یہ حکم خاص ہے ساتھ پکارنے کے یا شامل ہے اس چیز کو کہ عام تر ہے اس سے یہاں تک کہ واجب ہو اجابت آپ کی جب کہ سوال کریں اس میں بحث ہے اور البتہ جزم کیا ہے ابن حبان نے اس کے ساتھ کہ اجابت اصحاب کی بیچ قصے ذوالیدین کے اسی طرح تھی اور کہا خطابی نے کہ بیچ قول حضرت ﷺ کے ھی السبع المثانی والقرآن العظیم الذی اوتیته دلالت ہے اس پر کہ فاتحہ عظیم قرآن ہے اور اس میں بحث ہے واسطے اس احتمال کے کہ آپ کا قول والقرآن العظیم محذوف الخبر ہو اور تقدیر یہ ہو مابعد الفاتحة مثلا یعنی جو فاتحہ کے بعد ہے وہ قرآن عظیم ہے پس ہوگی وصف فاتحہ کی منتہی ساتھ قول آپ کے کی ھی السبع المثانی پھر عطف کیا اوپر قول اپنے کے والقرآن العظیم کو یعنی جو چیز کہ فاتحہ سے زیادہ ہے اور ذکر کیا اس کو واسطے رعایت نظم آیت کے اور ہوگی تقدیر والقرآن العظیم الذی اوتیته زِیادة علی الفاتحة یعنی قرآن عظیم وہ ہے جو مجھ کو ملا زیادہ فاتحہ سے۔

تنبیہ: اور استنباط کیا جاتا ہے تفسیر سبع مثانی سے ساتھ فاتحہ کے کہ فاتحہ مکی ہے یعنی مکے میں نازل ہوئی اور یہی ہے قول جمہور کا برخلاف مجاہد کے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احسان رکھا ہے اس کے ساتھ اپنے پیغمبر پر اور سورہ حجر بالاتفاق مکی ہے پس دلالت کرتی ہے اس پر کہ سورۂ فاتحہ اس سے پہلے نازل ہوئی کہا حسین بن فضل نے کہ یہ ہفوہ ہے مجاہد سے اس واسطے کہ علماء سب اس کے مخالف ہیں اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ فاتحہ سات آیتیں ہیں اور

نقل کیا گیا ہے اس میں اجماع لیکن حسین بن علی جعفی سے آیا ہے کہ وہ چھ آیتیں ہیں اس واسطے کہ اس نے بسم اللہ کو نہیں گنا۔ (فتح)

بَابٌ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾.

باب ہے بیان آیت ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کے۔

فائدہ: کہا عربی والوں نے کہ لا زائدہ ہے واسطے تاکید معنی نفی کے جو مفہوم ہے غیر سے تا کہ نہ وہم کیا جائے عطف ضالین کا الذین انعمت پر اور بعض کہتے ہیں کہ لا ساتھ معنی غیر کے ہے اور تائید کرتی ہے اس کو قرأت عمر رضی اللہ عنہ کی ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ ذکر کیا ہے اس کو ابوعبیدہ وغیرہ نے ساتھ سند صحیح کے اور وہ تاکید کے واسطے بھی ہے اور روایت کی ہے احمد اور ابن حبان نے عدی بن حاتم کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المغضوب علیھم یہود ہیں اور الضالین نصاریٰ ہیں کہا ابن ابی حاتم نے کہ نہیں جانتا میں درمیان مفسروں کے اختلاف بیچ اس کے، کہا سہیلی نے اور شاہد اس کا یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے یہود کے حق میں ﴿فَبَآءُوْا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ﴾ اور نصاریٰ کے حق میں ﴿قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا﴾۔ (فتح)

٤١١٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَمَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

۴۱۱۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تو تم آمین کہو اس واسطے کہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق پڑ جائے اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح صفۃ الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے اور روایت کی احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے وائل بن حجر کی حدیث سے کہا سنا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پس کہا آمین اور لمبا کیا اس کے ساتھ اپنی آواز کو اور روایت کی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اس کی مانند ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ.

بیان تفسیر سورۂ بقرہ کا۔

فائدہ: اتفاق ہے اس پر کہ وہ مدینے میں نازل ہوئی اور یہ پہلی سورت ہے کہ اتاری گئی اور آئے گا قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ نہیں اتری سورۂ بقرہ اور نساء مگر کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اور نہیں داخل ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا پر مگر مدینے میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ سکھلائے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو نام ساری چیزوں کے۔

٤١١٦ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلٰى رَبِّنَا فَيَأْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ أَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ أَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ذَنْبَهٗ فَيَسْتَحِيْ اِئْتُوْا نُوْحًا فَإِنَّهٗ أَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ سُؤَالَهٗ رَبَّهٗ مَا لَيْسَ لَهٗ بِهٖ عِلْمٌ فَيَسْتَحِيْ فَيَقُوْلُ اِئْتُوْا خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ فَيَأْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِئْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَأَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ فَيَأْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ قَتْلَ النَّفْسِ بِغَيْرِ نَفْسٍ فَيَسْتَحِيْ مِنْ رَّبِّهٖ فَيَقُوْلُ اِئْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ وَكَلِمَةَ اللّٰهِ وَرُوْحَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِئْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۱۱۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمان جمع ہوں گے قیامت کے دن یعنی سوغمناک ہوں گے حشر کی مصیبت سے سو کہیں گے کہ اگر ہم سفارش کروائیں اپنے رب کے پاس تو خوب بات ہے سو آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو کہیں گے کہ تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ نے تم کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنے فرشتوں سے تجھ کو سجدہ کروایا اور تجھ کو ساری چیزوں کے نام سکھلائے سو ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس تا کہ ہم کو اس تکلیف کی جگہ سے راحت دے تو آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا اپنے گناہ کو سو شرمائے گا اپنے رب سے لیکن تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ پہلا رسول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین والوں کی طرف بھیجا سو وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کریں گے اپنے سوال کو اپنے رب سے جو اس کو معلوم نہیں سو شرمائے گا اپنے رب سے سو کہے گا کہ تم اللہ تعالیٰ کے دوست یعنی ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ سو وہ ان کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جس سے اللہ تعالیٰ نے بلاواسطہ کلام کیا اور اس کو توراۃ دی سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو موسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کریں گے ناحق خون کرنے کو سو شرمائیں گے یعنی اپنے رب سے اور کہیں گے تم جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے اس کی کلام سے پیدا ہوا یعنی صرف لفظ کن سے پیدا ہوا ان کا باپ

وَسَلَّمَ عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُوْنِيْ فَأَنْطَلِقُ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنَ لِيْ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأَحْمَدُهٗ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوْدُ إِلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّيْ مِثْلَهٗ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَأَقُوْلُ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ يَعْنِيْ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿خَالِدِيْنَ فِيْهَا﴾.

کوئی نہ تھا اور اس کی روح ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے مریم کے شکم میں اپنی روح پھونکی سو وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں تم جاؤ محمد ﷺ کے پاس جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں بیشک ان کی اگلی پچھلی بھول چوک سب معاف ہوگئی سو وہ لوگ میرے پاس آئیں گے سو میں چلوں گا یہاں تک کہ اپنے رب سے اجازت مانگوں گا مجھ کو اجازت ملے گی سو جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو اللہ تعالیٰ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جب تک کہ چاہے گا پھر حکم ہوگا اے محمد! اپنا سر اٹھا اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا اور کہہ سنا جائے گا سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی ویسی تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر میں سفارش کروں گا سو میرے واسطے ایک اندازہ اور مقدار ٹھہرائی جائے گی یعنی اتنے لوگوں کی مغفرت ہو سو میں اتنے لوگوں کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا اپنے رب کی طرف سو جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اسی طرح کروں گا جس طرح پہلی بار کیا تھا پھر میں سفارش کروں گا سو میرے واسطے ایک اندازہ اور حد ٹھہرائی جائے گی سو میں ان کو بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا چوتھی بار سو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا مگر وہی جس کو قرآن نے بند کیا یعنی جس کی مغفرت کا قرآن میں حکم نہیں یعنی مشرکین اور کافرین، کہا ابو عبداللہ یعنی بخاری رحمہ اللہ نے کہ قرآن سے مراد یہ آیت ہے کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

فائدہ: بیان کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے شفاعت کی حدیث کو واسطے قول اہل موقف کے آدم علیہ السلام کو کہ اللہ نے تجھ کو

ساری چیزوں کے نام سکھلائے اور اس میں اختلاف ہے کہ ناموں سے کیا مراد ہے؟ سو بعض کہتے ہیں کہ اس کی اولاد کے نام مراد ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ فرشتوں کے نام مراد ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جنسوں کے نام ہیں سوائے ان کی انواع کے اور بعض کہتے ہیں کہ ان سب چیزوں کے نام کہ زمین میں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ہر چیز کا نام یہاں تک کہ پیالے کا نام بھی بتلا دیا۔ (فتح)

بَابٌ. یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿إِلَى شَيَاطِيْنِهِمْ﴾ أَصْحَابِهِمْ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ.

یعنی کہا مجاہد نے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿وَإِذَا خَلَوْا إِلَى شَيَاطِيْنِهِمْ﴾ کہ مراد شیاطین سے ان کے یار ہیں منافقوں اور مشرکوں سے۔

فائدہ: اور روایت کی طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ بعض یہودی مرد ایسے تھے کہ جب اصحاب سے ملتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم تمہارے دین پر ہیں اور جب اپنے شیطانوں یعنی یاروں کے پاس جاتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور متعدی کرنا خلوا کا ساتھ الی کے واسطے نص کرنے کے ہے اوپر انفراد کے یعنی اکیلے ہوتے ہیں۔ (فتح)

﴿مُحِيْطٌ بِالْكَافِرِيْنَ﴾ اَللّٰهُ جَامِعُهُمْ.

یعنی اور ﴿مُحِيْطٌ بِالْكَافِرِيْنَ﴾ کے یہ معنی ہیں کہ اللہ جمع کرنے والا ہے ان کو دوزخ میں

فائدہ: یہ جملہ معترضہ ہے درمیان جملہ ﴿يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ﴾ اور جملہ ﴿يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ﴾ کے۔

﴿عَلَى الْخَاشِعِيْنَ﴾ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا.

یعنی آیت ﴿لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ﴾ میں خاشعین سے مراد ایماندار لوگ ہیں جو ثابت ہیں۔

فائدہ: اور کہا ابو العالیہ نے کہ مراد خوف کرنے والے ہیں۔

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِقُوَّةٍ﴾ يَعْمَلُ بِمَا فِيْهِ.

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ آیت ﴿خُذُوْا مَا اٰتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ﴾ یعنی جو دیا ہم نے تم کو ساتھ قوت کے یعنی ساتھ عمل کرنے کے اس چیز پر کہ اس میں ہے۔

فائدہ: اور کہا ابو العالیہ نے قوت سے مراد طاعت ہے اور قتادہ سے روایت ہے کہ مراد ساتھ اس کے کوشش ہے۔

وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ ﴿مَرَضٌ﴾ شَكٌّ.

یعنی اور کہا ابو العالیہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ کی کہ مراد مرض سے شک ہے یعنی ان کے دلوں میں شک ہے۔

فائدہ: اور عکرمہ سے روایت ہے کہ مرض کے معنی ریا ہیں اور کہا قتادہ نے بیچ آیت ﴿فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا﴾ کہ مرض سے مراد نفاق ہے یعنی زیادہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو نفاق میں۔

﴿صِبْغَةَ﴾ دِيْنٌ. یعنی آیت ﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ﴾ سے مراد اللہ کا دین ہے۔

فائدہ: قتادہ سے روایت ہے کہ یہود اپنے بیٹوں کو یہودی کرنے کے واسطے رنگتے تھے اور اسی طرح نصاریٰ بھی اور اللہ کا رنگ اسلام ہے اور وہ اللہ کا دین ہے جس کے ساتھ نوح علیہ السلام اور اس کے بعد سب پیغمبر بھیجے گئے اور شاید لفظ صبغہ کا واسطے مشاکلت کے ہے اس واسطے کہ نصاریٰ اپنی اولاد کو پیدا ہونے کے وقت رنگتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ وہ ان کو پاک کرتے ہیں سو مسلمانوں کو کہا گیا کہ لازم پکڑو اللہ کے دن کو اس واسطے کہ وہ بہت پاک کرنے والا ہے۔

﴿وَمَا خَلْفَهَا﴾ عِبْرَةٌ لِّمَنْ بَقِيَ. یعنی اور کہا ابوالعالیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا﴾ کہ کیا ہم نے اس قصے کو عبرت واسطے ان لوگوں کے کہ ان کے روبرو تھے۔

فائدہ: یعنی عقوبت واسطے اس چیز کے کہ گزری ان کے گناہوں سے اور ان کے پیچھے والوں کے یعنی عبرت اور دہشت واسطے ان لوگوں کے جو باقی رہے آدمیوں سے۔

﴿لَا شِيَةَ فِيهَا﴾ لَا بَيَاضَ وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿يَسُوْمُوْنَكُمْ﴾ يُوْلُوْنَكُمْ ﴿الْوَلَايَةُ﴾ مَفْتُوْحَةٌ مَصْدَرُ الْوَلَاءِ وَهِيَ الرُّبُوْبِيَّةُ إِذَا كُسِرَتِ الْوَاوُ فَهِيَ الْإِمَارَةُ. یعنی آیت ﴿مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا﴾ میں لا شية فيها کے معنی یہ ہیں کہ اس میں سفید نہیں، اور کہا ابوالعالیہ کے غیر نے یعنی قاسم بن سلام نے کہا آیت ﴿يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ﴾ میں کہ یسومونکم کے معنی ہیں یولونکم یعنی اٹھاتے تھے تم کو عذاب پر اور طلب کرتے تھے اس کو تم سے اور ولایت ساتھ فتح واؤ کے مصدر ولا کی ہے اور وہ ربوبیت سے بمعنی ہر چیز کا مالک ہونا اور جب واؤ کو زیر دی جائے تو اس کے معنی سرداری کے ہیں۔

فائدہ: یہ کلام ابوعبیدہ کی ہے آیت ﴿هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ﴾. (الكهف: ٤٤) میں اور ذکر کیا ہے بخاری نے اس کلمے کو اس جگہ اگرچہ سورہ کہف میں ہے نہ سورۂ بقرہ میں تا کہ قوی کرے یسومونکم کی تفسیر کو ساتھ یولونکم کے اور احتمال ہے کہ سوم کے معنی دوام کے ہوں یعنی تم کو ہمیشہ عذاب دیتے تھے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْحُبُوْبُ الَّتِيْ تُؤْكَلُ یعنی اور کہا بعضوں نے کہ جو اناج کہ کھایا جاتا ہے سب

کُلُّهَا فُوْمٌ. فوم ہے۔

فائدہ: یہ محکی ہے عطاء اور قتادہ سے کہ فوم ہر اناج ہے کہ پکایا جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد وغیرہ سے روایت ہے کہ فوم کے معنی گندم ہیں۔

﴿فَادّٰرَاْتُمْ﴾ اِخْتَلَفْتُمْ وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿فَبَآءُوْا﴾ فَانْقَلَبُوْا وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿يَسْتَفْتِحُوْنَ﴾ يَسْتَنْصِرُوْنَ.

یعنی آیت ﴿فَادّٰرَاْتُمْ﴾ کے معنی ہیں اختلاف اور جھگڑا کیا تم نے اس میں، اور کہا قتادہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿فَبَآءُوْا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ﴾ کے کہ باؤ کے معنی ہیں پھرے یعنی آیت ﴿وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ﴾ میں یَسْتَفْتِحُوْنَ کے معنی ہیں مدد مانگتے تھے۔

فائدہ: اور روایت کی ہے کہ ابن اسحاق نے سیرت نبوی میں عاصم بن عمر سے اس نے روایت کی اپنے شیخوں سے کہا کہ ہمارے اور یہود کے حق میں یہ آیت اتری اور یہ اس واسطے ہے کہ ہم جاہلیت کے زمانے میں ان پر غالب تھے سو وہ کہتے تھے کہ عنقریب ایک پیغمبر بھیجا جائے گا اس کا زمانہ قریب ہوا سو ہم اس کے ساتھ ہو کر تم کو قتل کریں گے سو جب اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے ان کی پیروی کی تو یہود کافر ہوئے آپ کے ساتھ پس یہ آیت اتری۔

﴿شَرَوْا﴾ بَاعُوْا.

یعنی معنی شروا کے آیت ﴿وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ﴾ میں باعوا ہے یعنی بہت بری چیز ہے جن پر بیچا انہوں نے اپنی جانوں کو۔

﴿رَاعِنَا﴾ مِنَ الرُّعُوْنَةِ اِذَا اَرَادُوْا اَنْ يُّحَمِّقُوْا اِنْسَانًا قَالُوْا رَاعِنًا.

یعنی رَاعِنَا مشتق ہے رعونت سے جب چاہتے تھے کہ کسی آدمی کو حماقت کی طرف منسوب کریں تو کہتے تھے رَاعِنًا۔

فائدہ: میں کہتا ہوں اس شخص کے قول کی بنا پر جو راعنا کو تنوین کے ساتھ پڑھتا ہے یعنی دو زبر کے ساتھ اور یہ قرأت حسن بصری کی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ صفت ہے واسطے مصدر محذوف کے یعنی نہ کہو قولا راعنا یعنی قول رعونت والا اور احتمال ہے کہ قول تسمیہ شامل ہو یعنی اپنے پیغمبر کا نام راعن نہ رکھو اور راعن احمق ہے اور جمہور نے راعنا کو بغیر تنوین کے پڑھا ہے اس بنا پر کہ وہ فعل امر ہے مراعات سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیے گئے اس سے اس واسطے کہ وہ کلمہ مساوات اور برابری کو چاہتا ہے۔

﴿لَا تَجْزِىْ﴾ لَا تُغْنِىْ.

یعنی آیت ﴿لَا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ﴾ میں تجزی کے معنی ہیں نہ دور کرے گا کوئی نفس کسی سے کچھ چیز۔

﴿خُطُوَاتِ﴾ مِنَ الْخَطْوِ وَالْمَعْنٰى اٰثَارُهٗ.

یعنی آیت ﴿وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ﴾ میں خطوات مشتق ہیں خطو سے اور اس کے معنی قدم ہیں یعنی نہ پیروی کرو شیطان کے قدموں کی۔

﴿اِبْتَلٰى﴾ اِخْتَبَرَ.

یعنی آیت ﴿وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرَاهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمَاتٍ﴾ میں ابتلی کے معنی ہیں آزمایا اور جانچا۔

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہ ٹھہراؤ اللہ کے واسطے کوئی شریک اور حالانکہ تم جانتے ہو۔

٤١١٧ - حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ قُلْتُ ثُمَّ اَيُّ قَالَ وَاَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ اَيُّ قَالَ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ.

۴۱۱۷۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا گناہ بہت بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرائے حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے میں نے کہا بیشک یہ تو بڑا گناہ ہے میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو مار ڈالے اس خوف سے کہ تیرے ساتھ کھائے' میں نے کہا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التوحید میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾.

یعنی باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ سایہ کیا ہم نے تم پر ابر کا اور اُتارا تم پر من اور سلویٰ کھاؤ صاف چیزیں جو دیں ہم نے تم کو اور انہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہ کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے رہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْمَنُّ صَمْغَةٌ وَّالسَّلْوٰى الطَّيْرُ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ من گوند ہے درخت کی اور سلویٰ پرندہ جانور ہے۔

فائدہ: ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ من درختوں پر اترتا تھا سو جتنا چاہتے تھے کھاتے تھے اور کہا سدی نے کہ من ترنجبین کی مانند تھا اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ من ان پر گرتا تھا جیسے برف گرتی ہے

دودھ سے زیادہ سفید تھا اور شہد سے زیادہ میٹھا اور ان اقوال میں منافات نہیں۔ (فتح)

٤١١٨ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَآؤُهَا شِفَآءٌ لِّلْعَيْنِ.

۴۱۱۸۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھمبی من کی قسم سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کی شفا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طب میں آئے گی اور ایک روایت میں باب کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ کھمبی من کی قسم سے ہے جو بنی اسرائیل پر اتارا گیا اور اس کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے وجہ مناسبت ذکر کرنے اس کے کی تفسیر میں اور ظاہر ہوا خطابی پر کہ اس نے کہا ہے کہ اس جگہ اس حدیث کے داخل کرنے کی کوئی وجہ نہیں اور البتہ معلوم ہو چکی ہے وجہ داخل کرنے اس کے کی اس جگہ۔ (فتح)

بَابٌ ﴿وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور جب کہا ہم نے داخل ہو اس شہر میں اور کھاؤ اس میں سے جہاں سے چاہو محفوظ ہو کر اور داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہو ہمارے گناہ بخش ہم بخشیں گے تقصیریں تمہاری اور زیادہ بھی دیں گے نیکی کرنے والوں کو۔

﴿رَغَدًا﴾ وَاسِعٌ كَثِيْرٌ.

یعنی رغدا کے معنی ہیں فراخ بہت یعنی گزران فراخ اور بعض کہتے ہیں کہ رغدا وہ ہے جس پر حساب نہیں۔

٤١١٩ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِيْلَ لِبَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾ فَدَخَلُوْا يَزْحَفُوْنَ عَلٰى أَسْتَاهِهِمْ فَبَدَّلُوْا وَقَالُوْا حِطَّةٌ حَبَّةٌ فِيْ شَعَرَةٍ.

۴۱۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ داخل ہو دروازے میں سجدہ کر کے اور کہو ہم مغفرت چاہتے ہیں تاکہ ہم تم کو بخشیں سو انہوں نے حکم بدل ڈالا سو دروازے میں داخل ہوئے چوتڑوں کو گھسٹتے اور کہا دانہ بال میں بہتر ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ اعراف میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو دشمن ہو جبریل علیہ السلام کا۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ سبب عداوت کا واسطے جبرئیل علیہ السلام کے یہ ہے کہ اس کو حکم تھا کہ پیغمبری کو ہمیشہ یہود میں رکھے سو اس نے پیغمبری کو ان کے غیروں میں نقل کیا اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ ان کے بھیدوں پر واقف ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں اور صحیح تر دونوں وجہ سے یہ ہے جو تھوڑی دیر کے بعد آئے گا کہ وجہ عداوت کی یہ ہے کہ وہ ان پر عذاب اتارتا ہے۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ جَبْرٌ وَّمِيْكَ وَسَرَافُ عَبْدٌ إِيْلُ اللّٰهُ.

اور کہا عکرمہ نے کہ جبر اور میک اور اسراف کے معنی ہیں بندہ اور ایل عبرانی میں اللہ کو کہتے ہیں یعنی اللہ کا بندہ۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کا نام عبداللہ ہے اور میکائیل کا نام عبداللہ ہے اور اسرافیل کا نام عبدالرحمٰن ہے۔

٤١٢٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَكْرٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ بِقُدُوْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ أَرْضٍ يَّخْتَرِفُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَّا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ فَمَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدُ إِلٰى أَبِيْهِ أَوْ إِلٰى أُمِّهٖ قَالَ أَخْبَرَنِيْ بِهِنَّ جِبْرِيْلُ اٰنِفًا قَالَ جِبْرِيْلُ قَالَ نَعَمْ قَالَ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَقَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَإِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾ أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَّأْكُلُهٗ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ

۴۱۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے میں تشریف لانے کی خبر سنی اور وہ زمین میں پھل چنتا تھا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے کہا کہ میں آپ سے تین چیزوں کا سوال کرتا ہوں جن کو سوائے پیغمبر کے کوئی نہیں جانتا سو فرمایئے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی نشانی کیا ہے؟ اور بہشتی لوگ پہلے پہل کیا کھانا کھائیں گے؟ اور کیا چیز بچے کو اپنے باپ یا ماں کی صورت پر کھینچتی ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ کو ان کی ابھی خبر دی کہا جبریل علیہ السلام نے فرمایا ہاں کہا یہ فرشتہ یہود کا دشمن ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ جو کوئی دشمن ہو جبریل علیہ السلام کا تو کیا نقصان ہے سو اس نے اتارا ہے یہ کلام تیرے دل پر بہر حال قیامت کی نشانیوں سے پہلی نشانی تو یہ ہے کہ آگ لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانک لے جائے گی اور پہلا کھانا جس کو بہشتی لوگ کھائیں گے سو مچھلی کی کلیجی کی بڑھی نوک ہوگی اور جب مرد کی منی عورت کی

كَبِدِ حُوْتٍ وَإِذَا سَبَقَ مَآءُ الرَّجُلِ مَآءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَإِذَا سَبَقَ مَآءُ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهُتٌ وَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوْا بِإِسْلَامِيْ قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ يَبْهَتُوْنِيْ فَجَآءَتِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ فِيْكُمْ قَالُوْا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا قَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالُوْا أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَانْتَقَصُوْهُ قَالَ فَهٰذَا الَّذِيْ كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

منی پر سبقت اور غلبہ کرے تو مرد لڑکے کو اپنی صورت پر کھینچتا ہے اور جب عورت کی منی مرد کی منی پر سبقت کرے تو عورت لڑکے کو اپنی صورت پر کھینچتی ہے سو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں ، یا حضرت! یہود قوم بڑے مفتری ہیں اور بیشک اگر وہ جانیں گے کہ میں مسلمان ہوا تو مجھ پر بہتان باندھیں گے یعنی میرے اسلام کے ظاہر ہونے سے پہلے میرا حال ان سے دریافت کیجیے (اور عبداللہ مکان کے اندر چھپ کر بیٹھ گئے) سو یہودی آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیسا شخص ہے تم میں عبداللہ بن سلام؟ تو یہود نے کہا وہ ہم میں افضل ہے اور افضل کا بیٹا ہے اور ہمارا سردار ہے اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا بتلاؤ تو اگر عبداللہ مسلمان ہو جائے تو تم بھی مسلمان ہو جاؤ گے؟ یہود نے کہا اللہ اس کو اسلام سے پناہ میں رکھے پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ باہر آئے اور کہا میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں سو یہود نے کہا یہ شخص ہم میں نہایت برا ہے اور برے شخص کا بیٹا ہے اور ان کو نہایت گھٹایا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میں اسی بات سے ڈرتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی اکثر شرح پہلے گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ یہ فرشتہ یہود کا دشمن ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ جو کوئی دشمن ہو جبرئیل علیہ السلام کا تو ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے آیت پڑھی واسطے رد کرنے قول یہود کے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ آیت اس وقت اتری ہو اور یہی معتمد ہے سو البتہ روایت کیا ہے احمد اور ترمذی اور نسائی نے اس کے نازل ہونے کے سبب میں قصہ سوائے قصے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سو انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! ہم آپ

سے سوال کرتے ہیں پانچ چیزوں کا اگر تم ہم کو وہ بتلاؤ گے تو ہم پہچان لیں گے کہ تم پیغمبر ہو پس ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ انہوں نے سوال کیا اس چیز سے کہ حرام کی یعقوب علیہ السلام نے اپنی جان پر اور پیغمبر کی نشانی سے اور رعد سے اور اس کی آواز سے اور عورت لڑکی لڑکا کس طرح سے جنتی ہے اور کون فرشتہ آسمان سے خبر لاتا ہے سو حضرت ﷺ نے ان پر عہد و پیمان لیا اور ایک روایت میں ہے کہ جب انہوں نے سوال کیا کہ آپ کے پاس کون فرشتہ خبر لاتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام فرمایا اور نہیں بھیجا اللہ تعالیٰ نے کوئی پیغمبر کبھی مگر کہ وہ اس کا دوست ہے تو یہود نے کہا کہ اب ہم تجھ کو نہیں مانتے اگر کوئی اور فرشتہ تیرا دوست ہوتا تو ہم تجھ سے بیعت کرتے اور تجھ کو سچا جانتے فرمایا تم کس سبب سے اس کو سچا نہیں جانتے؟ کہا وہ ہمارا دشمن ہے پس اتری یہ آیت اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ تورات سنتے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ کس طرح تصدیق کرتی ہے قرآن کی سو حضرت ﷺ یہود پر گزرے تو کہا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی کیا جانتے ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے؟ تو ان کے عالم نے کہا کہ ہاں! کہا پھر تم اس کی پیروی کیوں نہیں کرتے؟ کہا کہ ایک فرشتہ ہمارا دشمن ہے اور وہ اس کی پیغمبری کے ساتھ رفیق ہے پس ذکر کی حدیث اور یہ کہ وہ حضرت ﷺ کو ملے حضرت ﷺ نے ان پر یہ آیت پڑھی پس یہ طریقے بعض بعض کو قوی کرتے ہیں اور دلالت کرتے ہیں اس پر کہ سبب نزول آیت کا قول یہودی مذکور کا ہے نہ قصہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا اور گویا کہ جب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جبرائیل علیہ السلام یہود کا دشمن ہے تو حضرت ﷺ نے اس پر یہ آیت پڑھی اس حال میں کہ ذکر کرنے والے تھے اس کے سبب نزول کو واللہ اعلم۔ اور حکایت کی ہے ثعلبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ سبب عداوت یہود کا یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے ان کو خبر دی تھی کہ بخت نصر بیت المقدس کو خراب کرے گا تو یہود نے ایک مرد کو بھیجا کہ اس کو مار ڈالے سو پایا اس نے اس کو جوان ضعیف سو جبرائیل علیہ السلام نے اس کو اس کے مارنے سے منع کیا اور کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ سے تمہارے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا ہے تو تو اس کے مارنے پر قادر نہیں ہوگا اور اگر اس کے سوائے کوئی اور ہے تو تو اس کو ناحق کیوں مارتا ہے؟ تو اس کو اس نے چھوڑ دیا پھر بخت نصر بڑا ہوا اور اس نے بیت المقدس پر چڑھائی کی اور یہود کو مار ڈالا اور بیت المقدس کو خراب کیا تو وہ جبرائیل علیہ السلام کو اس سبب سے برا جاننے لگے اور ذکر کیا گیا ہے کہ جس نے حضرت ﷺ کو اس کے ساتھ خطاب کیا تھا وہ عبداللہ بن صوریا تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا﴾.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے کہ جو ہم منسوخ کرتے ہیں کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں اس کو تو لاتے ہیں بہتر اس سے یا اس کے برابر۔

٤١٢١ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى

۴۱۲۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا عمر

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَقْرَؤُنَا أُبَيٌّ وَّأَقْضَانَا عَلِيٌّ وَّإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ قَوْلِ أُبَيٍّ وَّذَاكَ أَنَّ أُبَيًّا يَقُوْلُ لَا أَدَعُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا﴾.

فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ ہم میں زیادہ قاری ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور زیادہ ٹھیک حکم کرنے والے احکام دین میں علی رضی اللہ عنہ ہیں اور البتہ ہم چھوڑتے ہیں بعض قول ابی رضی اللہ عنہ کا اور وہ قول یہ ہے کہ ابی کہتا ہے میں نہیں چھوڑتا کوئی چیز قرآن کی جس کو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو ہم منسوخ کرتے ہیں کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں اس کو۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جس کو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے لیا نہیں چھوڑتا میں اس کو واسطے کسی چیز کے اس واسطے کہ اس کے سننے کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتا ہے اس کو علم قطعی ساتھ اس کے پس جب خبر دے اس کو کوئی غیر آپ کا آپ سے برخلاف آپ کے تو نہ قائم ہوگا معارض واسطے اس کے یہاں تک کہ قطعی علم کے درجے کو پہنچے اور نہیں حاصل ہوتا ہے اکثر اوقات اور یہ جو کہا کہ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا الخ تو یہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا ہے حجت پکڑی اس نے اس کے ساتھ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر اور اشارہ کیا اس کے ساتھ اس کی طرف کہ اکثر اوقات وہ منسوخ آیت پڑھتا ہے یعنی جس کی تلاوت منسوخ ہے اس واسطے کہ اس کو اس کا منسوخ ہونا نہیں پہنچا اور حجت پکڑی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے واسطے جواز وقوع نسخ کے ساتھ اس آیت کے اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ہم پر خطبہ پڑھا سو کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو منسوخ کرتے ہیں ہم آیت سے یا بھلا دیتے ہیں اس کو اور نیز ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اکثر اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رات کو وحی اتری اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دن میں بھول گئے پس یہ آیت اتری اور استدلال کیا گیا ہے اس آیت کے ساتھ اوپر واقع ہونے نسخ کے برخلاف اس کے جو مخالف ہو سو اس کو منع کیا اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا کہ یہ قضیہ شرطیہ ہے نہیں مستلزم ہے وقوع کو اور جواب دیا گیا ہے کہ سیاق اور سبب نزول اس میں تھا اس واسطے کہ وہ اتری اس کے جواب میں جو اس سے منکر ہو۔ (فتح)

بَابٌ ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ﴾.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے اور کہتے ہیں کہ اللہ رکھتا ہے اولاد وہ سب سے نرالا ہے۔

فائدہ: اتفاق ہے اس پر کہ اتری یہ آیت اس شخص کے حق میں جو گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے یہود خیبر اور نصاریٰ نجران کے سے اور جو کہتا تھا عرب کے مشرکین سے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں سو اللہ تعالیٰ نے ان پر رد کیا۔ (فتح)

٤١٢٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ ذٰلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيْبُهُ إِيَّايَ فَزَعَمَ أَنِّي لَا أَقْدِرُ أَنْ أُعِيْدَهُ كَمَا كَانَ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لِيْ وَلَدٌ فَسُبْحَانِيْ أَنْ أَتَّخِذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَدًا.

۴۱۲۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدم کے بیٹے نے مجھ کو جھٹلایا اور اس کو یہ لائق نہ تھا اور اس نے مجھ کو گالی دی اور اس کو یہ لائق نہ تھا سو میرا جھٹلانا تو اس کے اس قول میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو کبھی دوسری بار نہ بنائے گا جیسے کہ اس نے مجھ کو پہلی بار بنایا اور لیکن گالی دینا اس کا مجھ کو سو اس کے اس قول میں ہے جو اس نے میرے حق میں کہا کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے اور میں پاک ہوں اس سے کہ پکڑوں بیوی یا بیٹا۔

فائدہ: اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے اولاد بتانے کو گالی نام رکھا تو یہ واسطے اس چیز کے ہے کہ اس میں ہے گھٹانے سے اس واسطے کہ اولاد تو بیوی سے ہوتی ہے جو اس کے ساتھ حائل رہے پھر اس کو جنے اور یہ مستلزم ہے اس کو کہ پہلے نکاح ہوا ہو اور ناکح چاہتا ہے باعث کو اوپر اس کے اور اللہ تعالیٰ پاک ہے ان سب چیزوں سے اور اس کی شرح سورۂ اخلاص میں آئے گی۔

بَابٌ ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ ﴿مَثَابَةً﴾ يَثُوْبُوْنَ يَرْجِعُوْنَ.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے کہ ٹھہراؤ مقام ابراہیم کو جائے نماز اور مثابۃ مصدر ہے یثوبون کا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ پھرتے ہیں اس کی طرف۔

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے ﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا﴾ اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے مثابۃ کی تفسیر میں کہ اس میں آتے ہیں پھر اپنے گھر والوں کی طرف پھر جاتے ہیں پھر اس کی طرف آتے ہیں نہیں پوری کرتے اس سے حاجت۔

٤١٢٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ اللّٰهَ فِيْ ثَلَاثٍ أَوْ وَافَقَنِيْ رَبِّيْ فِيْ ثَلَاثٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْتَ مَقَامَ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى وَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَ

۴۱۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے موافقت کی اپنے رب سے تین چیزوں میں یا موافقت کی مجھ سے میرے رب نے تین چیزوں میں میں نے کہا یا حضرت! اگر آپ مقام ابراہیم کو جائے نماز ٹھہرائیں تو خوب ہو؟ سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ٹھہراؤ مقام ابراہیم کو جائے نماز اور دوسری یہ کہ میں نے کہا یا حضرت!

أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِالْحِجَابِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ الْحِجَابِ قَالَ وَبَلَغَنِي مُعَاتَبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ نِسَآئِهِ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ قُلْتُ إِنِ انْتَهَيْتُنَّ أَوْ لَيُبَدِّلَنَّ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا مِّنْكُنَّ حَتّٰى أَتَيْتُ إِحْدٰى نِسَآئِهِ قَالَتْ يَا عُمَرُ أَمَا فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَعِظُ نِسَآئَهُ حَتّٰى تَعِظَهُنَّ أَنْتَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿عَسٰى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُّبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ﴾ الْآيَةَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنْ عُمَرَ.

داخل ہوتا ہے آپ پر نیک اور بد یعنی ہر قسم کا آدمی آپ کے پاس آتا ہے سو اگر آپ مسلمانوں کی ماؤں یعنی اپنی بیویوں کو پردے کا حکم فرمائیں تو خوب ہو؟ سو اللہ تعالیٰ نے پردے کی آیت اتاری' کہا اور پہنچا مجھ کو جھڑکنا حضرت ﷺ کا اپنی بعض بیویوں کو سو میں ان کے پاس گیا میں نے کہا اگر تم باز رہو تو بہتر ہے نہیں تو بدل دے گا اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو بہتر تم سے یہاں تک کہ میں آپ کی ایک بیوی کے پاس آیا اس بیوی نے کہا اے عمر! کیا نہیں حضرت ﷺ میں وہ چیز کہ نصیحت کریں اس کے ساتھ اپنی عورتوں کو تا کہ تو ان کو نصیحت کرے یعنی جب خود حضرت ﷺ ہم کو کچھ نہیں کہتے تو پھر تو ہم کو کیوں کہتا ہے؟ سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اگر پیغمبر تم سب کو چھوڑ دے تو قریب ہے کہ اس کا رب بدلے میں اس کو عورتیں تم سے بہتر یقین رکھنے والیاں آخر تک اور کہا ابن ابی مریم نے خبر دی ہم کو یحییٰ بن ایوب نے اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے حمید نے اس نے کہا سنا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی عمر رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: غرض اس حدیث سے ثابت کرنا سماع حمید کا ہے انس رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: کہا ابن جوزی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ طلب کی عمر رضی اللہ عنہ نے پیروی ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے باوجود منع ہونے نظر کے تورات میں اس واسطے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول سنا تھا ﴿إِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا﴾ اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿إِنْ اتَّبِعُ إِلَّا مِلَّةَ إِبْرَاهِيْمَ﴾ پس معلوم کیا اس نے کہ ابراہیم علیہ السلام کی پیروی بھی اسی شریعت سے ہے اور اس واسطے کہ خانہ کعبہ اس کی طرف منسوب ہے اور اس کے دونوں قدم کا نشان مقام میں مانند لکھنے بانی کے ہے بنا میں تا کہ یاد رکھا جائے اس کے ساتھ اس کے مرنے کے بعد پس انہوں نے دیکھا کہ مقام کے پاس نماز پڑھنا مانند پڑھ لینے طواف کرنے والے کے ہے ساتھ خانے کعبے کے نام اس کے بانی کا اور یہ مناسبت لطیف ہے اور ہمیشہ رہا نشان قدم ابراہیم علیہ السلام کا ظاہر موجود مقام میں معروف نزدیک حرم والوں کے اور موطا میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مقام کو دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام کی انگلیوں کا اس میں نشان تھا لیکن وہ نشان لوگوں کے ہاتھ

پھیرنے سے مٹ گیا اور طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم ہوا لوگوں کو نماز پڑھنے کا اس کے نزدیک اور نہ حکم ہوا ان کو ہاتھ پھیرنے کا اس کے اوپر اور تھا مقام ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے ملا ہوا بیت اللہ کے ساتھ یہاں تک کہ ہٹایا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے اس جگہ کی طرف کہ اب وہ اس میں ہے اور نہیں انکار کیا اصحاب نے عمر رضی اللہ عنہ کے فعل پر اور نہ ان کے پچھلوں نے پس ہو گیا اجماع اور شاید عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا اگر اس کو وہاں رکھا جائے تو لازم آئے گی اس سے تنگی طواف کرنے والوں پر یا نمازیوں پر پس رکھا جائے اس کو ایسی جگہ میں کہ دور ہو ساتھ اس کے حرج اور میسر ہو اس کو یہ اس واسطے کہ اُس نے اشارہ کیا تھا ساتھ ٹھہرانے اس کے جائے نماز اور اسی نے پہلے پہلے اس پر حجرہ بنایا تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب اٹھانے لگا ابراہیم علیہ السلام بنیادیں اس گھر کی اور اسماعیل علیہ السلام اے رب ہمارے! قبول کر ہم سے تو ہی ہے اصل سنتا جانتا۔

اَلْقَوَاعِدُ أَسَاسُهٗ وَاحِدَتُهَا قَاعِدَةٌ.

یعنی قواعد کے معنی ہیں بنیادیں اور یہ جمع ہے اس کا واحد قاعدہ ہے۔

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ﴾ وَاحِدُهَا قَاعِدٌ.

یعنی اور جو قواعد کا لفظ کہ عورتوں کے حق میں آیا ہے اس کا واحد قاعد ہے بغیر ہا کے۔

فائدہ: کہا طبری نے اختلاف ہے بیچ ان بنیادوں کے جن کو ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے اٹھایا تھا کہ کیا ان دونوں نے ان کو از سر نو اٹھایا تھا یا وہ اُن سے پہلے تھیں پھر روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ اس سے پہلے تھیں اور روایت کی طبری نے عطاء سے کہ کہا آدم علیہ السلام نے اے رب! میں فرشتوں کی آواز نہیں سنتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے واسطے ایک گھر بنا پھر گھوم گرد اس کے جیسے کہ تو نے فرشتوں کو دیکھا کہ گرد ہوئے اس گھر کے جو آسمانوں میں ہے پس گمان کرتے ہیں لوگ کہ آدم علیہ السلام نے اس کو پانچ پہاڑ سے بنایا اور یہ جو کہا کہ قواعد عورتوں سے الخ تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ لفظ جمع کا مشترک ہے اور ظاہر ہوتا ہے فرق ساتھ واحد کے پس جمع عورتوں کی جو بیٹھیں حیض اور استمتاع سے واحد اس کا قاعد ہے بغیر ہا کے اور گر نہ تخصیص ہوتی ان کی اس کے ساتھ تو البتہ ثابت رہتی ہا۔ (فتح)

٤١٢٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ أَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

۴۱۲۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! تو نے نہیں دیکھا کہ تیری قوم یعنی قریش نے کعبے کو بنایا اور انہوں نے اس کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے کم کر دیا تو میں نے کہا یا حضرت! آپ اس کو پھر

زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَمْ تَرٰى أَنَّ قَوْمَكِ بَنَوُا الْكَعْبَةَ وَاقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ.

بنائے ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں یونہی کرتا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے تو میں نہیں گمان کرتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ چھوڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دینا ان دونوں رکنوں کا جو حجر اسود سے قریب ہیں مگر اسی واسطے کہ کعبہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر پورا نہیں ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے کہ کہو ہم ایمان لائے اللہ کے ساتھ اور جو اتارا گیا ہماری طرف۔

٤١٤٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَّحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُوْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا ﴿اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾ اَلْاٰيَةَ.

۴۱۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود تورات کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور اس کو مسلمانوں کے واسطے عربی زبان میں بیان کرتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کو نہ سچا جانو اور نہ جھٹلاؤ اور کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ کے ساتھ اور جو ہم پر اترا۔

فائدہ: یعنی جب کہ ہوئی وہ چیز کہ خبر دیتے ہیں تم کو اس کے ساتھ محتمل واسطے اس کے کہ نفس الامر میں سچ ہو اور تم اس کو جھٹلاؤ یا جھوٹ ہو اور تم اس کو سچ جانو تو تم حرج میں پڑو اور نہیں وارد ہوئی نہی جھٹلانے انے ان کے سے اس

چیز میں کہ وارد ہوئی ہے شرع ہمارے برخلاف اس کے اور نہ سچا جاننے ان کے سے اس چیز میں کہ وارد ہوئی ہے شرع ہمارے موافق اس کے تنبیہ کی ہے اس پر شافعی نے اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے توقف بحث شروع کرنے سے مشکل چیزوں میں اور جزم کرنا ان میں ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو ظن میں اور اس پر محمول ہوگا جو آیا ہے سلف سے اس میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے اب کہیں گے بیوقوف لوگ کس چیز نے پھیرا مسلمانوں کو اپنے قبلے سے جس پر وہ تھے تو کہہ اللہ کا ہے مشرق ومغرب چلائے جس کو چاہے سیدھی راہ پر۔

فائدہ: سفیہ کے معنی ہیں کم عقل اور اس میں اختلاف ہے کہ سفہاء سے کون لوگ مراد ہیں سو کہا براء رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رحمہ اللہ نے کہ وہ یہود ہیں روایت کی ہے اُن سے طبری نے اور سدی کے طریق سے روایت کی ہے کہ وہ منافقین ہیں اور مراد سفہاء کے ساتھ کفار اور اہل نفاق اور یہود ہیں لیکن کفار سو کہا انہوں نے جب کہ قبلہ پھیرا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قبلے کی طرف پھرا اور عنقریب ہمارے دین کی طرف پھرے گا اس واسطے کہ اس نے معلوم کر لیا ہے کہ ہم حق پر ہیں اور بہر حال اہل نفاق سو انہوں نے کہا کہ اگر پہلے حق پر تھا تو جس چیز کی طرف اب انتقال کیا وہ باطل ہے اور اسی طرح بالعکس اور یہود نے کہا کہ پیغمبروں کے قبلے کی مخالفت کی اور اگر پیغمبر ہوتا تو پیغمبروں کے قبلے کی مخالفت نہ کرتا اور جب ان بیوقوفوں کی گفتگو بہت ہوئی تو یہ آیتیں اتریں ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ﴾ سے ﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ﴾ تک۔ (فتح)

٤١٢٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ سَمِعَ زُهَيْرًا عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَّكَانَ يُعْجِبُهٗ أَنْ تَكُوْنَ قِبْلَتُهٗ قِبَلَ الْبَيْتِ وَأَنَّهٗ صَلّٰى أَوْ صَلَّاهَا صَلَاةَ الْعَصْرِ وَصَلّٰى مَعَهٗ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ صَلّٰى مَعَهٗ فَمَرَّ عَلٰى أَهْلِ الْمَسْجِدِ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ قَالَ أَشْهَدُ بِاللّٰهِ

۴۱۲۶۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی سولہ یا سترہ مہینے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش لگتا تھا کہ آپ کا قبلہ خانے کعبے کی طرف ہو جائے اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز خانے کعبے کی طرف پڑھی اور ایک جماعت نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی سو جن لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تھی ان میں سے ایک مرد نکلا اور ایک مسجد والوں پر گزرا اور وہ رکوع میں تھے اس نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خانے کعبے کی طرف نماز پڑھی سو وہ

لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ فَدَارُوْا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ وَكَانَ الَّذِي مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ أَنْ تُحَوَّلَ قِبَلَ الْبَيْتِ رِجَالٌ قُتِلُوْا لَمْ نَدْرِ مَا نَقُوْلُ فِيْهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ إِيْمَانَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾.

بدستور کعبے کی طرف پھر گئے یعنی اسی حالت میں کعبے کی طرف پھر گئے اور نماز کو از سر نو شروع نہ کیا اور تھے وہ لوگ کہ مرے اول قبلے پر پہلے پھرنے سے کعبے کی طرف بہت مرد کہ شہید ہوئے سو ہم نے نہ جانا کہ ہم ان کے حق میں کیا کہیں؟ سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اللہ ایسا نہیں کہ ضائع کرے تمہارا یقین لانا تحقیق اللہ لوگوں پر شفقت رکھتا مہربان ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت مختار تا کہ تم گواہی دو لوگوں پر اور رسول ہو تم پر گواہ۔

٤١٢٧ ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ وَّأَبُوْ أُسَامَةَ وَاللَّفْظُ لِجَرِيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ وَّقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْعٰى نُوْحٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لِأُمَّتِهِ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا أَتَانَا مِنْ نَّذِيْرٍ فَيَقُوْلُ مَنْ يَّشْهَدُ لَكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّأُمَّتُهُ فَتَشْهَدُوْنَ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ ﴿وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ.

۴۱۲۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلایا جائے گا نوح علیہ السلام کو قیامت کے دن تو کہے گا اے رب میرے میں حاضر ہوں تیری خدمت میں اور اطاعت میں سو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے اپنی امت کو پیغام پہنچایا تھا؟ یعنی عذاب سے ڈرایا تھا تو نوح علیہ السلام کہے گا کہ ہاں میں نے پیغام سنا دیے تو اس کی امت سے کہا جائے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تم کو پیغام پہنچایا تھا؟ تو اس کی امت کے لوگ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تو اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرمائے گا کہ تیرے دعوے کا کون گواہ ہے جو تیری گواہی دے؟ تو نوح علیہ السلام کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی امت میرے گواہ ہیں سو تم لوگ گواہی دو گے کہ بیشک نوح علیہ السلام نے ان کو پیغام پہنچا دیا تھا اور ہوگا رسول تم پر گواہ سو یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا اور اسی طرح بنایا ہم نے تم کو امت عادل اور افضل تا کہ تم گواہ ہو لوگوں پر اور رسول تم پر گواہ ہو اور وسط کے معنی ہیں عدل یعنی عادل۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ امت محمدیہ ﷺ کو کہا جائے گا کہ تم نے کس طرح جانا کہ نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو پیغام پہنچایا تھا سو وہ کہیں گے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ نے ہم کو خبر دی کہ بیشک پیغمبروں نے پیغام پہنچا دیا تھا سو ہم نے اپنے پیغمبر کو سچا جانا اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی تعمیم سمجھی جاتی ہے سو روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس آیت میں کہ ہوں گے گواہ لوگوں پر قیامت کے دن ہوں گے گواہ قوم نوح پر اور قوم ہود پر اور قوم صالح پر اور قوم شعیب پر اور ان کے سوا اور امتوں پر یہ کہ بیشک ان کے پیغمبروں نے ان کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور یہ کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی امت سے نہیں مگر کہ وہ چاہے گا ہماری اس امت سے ہو کوئی پیغمبر نہیں جس کو اس کی قوم نے جھٹلایا مگر کہ ہم اس پر گواہ ہوں گے قیامت کے دن یہ کہ بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور یہ جو کہا امۃ وسطا تو کہا طبری نے کہ وسط کے معنی خیار ہیں یعنی مختار اور میری رائے یہ ہے کہ معنی وسط کے آیت میں وہ جزر (تنا) ہے جو دو طرف کے درمیان واقع ہوتی ہے اور معنی یہ ہیں کہ وہ وسط ہیں یعنی میانہ رو ہیں واسطے میانہ روی کرنے ان کے دین میں پس نہیں زیادتی کی ہے انہوں نے مانند زیادتی نصاریٰ کی اور نہیں قصور کیا انہوں نے مانند قصور یہود کے میں کہتا ہوں کہ آیت میں جو وسط تو سط کے معنی کی صلاحیت رکھتا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے اور معنی مراد نہ رکھے جائیں جیسے کہ نص کی ہے اس پر حدیث نے کہ وسط کے معنی عدل ہیں پس نہیں مغایرت ہے درمیان حدیث کے اور درمیان مدلول آیت کے یعنی پس حدیث میں وسط کے معنی عادل کے ہیں یعنی کیا ہم نے تم کو امت عادل اور افضل اور مختار اور آیت میں وسط کے معنی میانہ روی کے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ إِيْمَانَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں ٹھہرایا ہم نے قبلے کو جس پر تو تھا یعنی بیت المقدس کو مگر اسی واسطے کہ معلوم کریں کہ کون پیروی کرتا ہے رسول کی اور کون پھر جاتا ہے الٹے پاؤں اور البتہ یہ بات بھاری ہے مگر ان پر جن کو راہ دی اللہ نے اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع کرے تمہارا یقین لانا البتہ اللہ لوگوں پر شفقت رکھتا مہربان ہے۔

٤١٢٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَيْنَا النَّاسُ يُصَلُّوْنَ الصُّبْحَ فِيْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ إِذْ جَاءَ جَاءٍ فَقَالَ

۴۱۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ فجر کی نماز پڑھتے تھے مسجد قباء میں کہ اچانک کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ پر قرآن اتارا کہ قبلے کی طرف منہ کریں سو کعبہ کی طرف منہ کرو

أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرْآنًا أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا فَتَوَجَّهُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ.

سو وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ إِلٰى ﴿عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ البتہ ہم دیکھتے ہیں پھر پھر جانا تیرا منہ آسمان کی طرف یعنی واسطے امید منہ کرنے کے کعبے کی طرف عما تعملون تک۔

٤١٢٩ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَبْقَ مِمَّنْ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ غَيْرِيْ.

۴۱۲۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں باقی رہا کوئی ان لوگوں میں سے جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی میرے علاوہ۔

فائدہ: یعنی نماز طرف بیت المقدس کے اور کعبے کے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ انس رضی اللہ عنہ اُن لوگوں میں سے سب سے پیچھے فوت ہوئے جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور انس رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو تین برس کی تھی اور ظاہر یہ ہے کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے یہ اور بعض اصحاب جو پیچھے مسلمان ہوئے تھے موجود تھے پھر پیچھے رہے انس رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ جو اصحاب بصرہ میں فوت ہوئے ان سب سے پیچھے یہی فوت ہوئے کہا ہے اس کو علی بن مدینی اور بزار وغیرہ نے اور مراد ساتھ قبلة ترضاها کے کعبہ ہے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر تو لائے کتاب والوں کے پاس ساری نشانیاں تو ہرگز نہ چلیں گے تیرے قبلے پر آخر تک۔

٤١٣٠ ۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَيْنَمَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بِقُبَآءٍ جَآءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَّأُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ

۴۱۳۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ فجر کی نماز پڑھتے تھے مسجد قباء میں کہ اچانک ایک مرد ان کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ البتہ آج رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اترا اور آپ کو حکم ہوا کعبے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا خبردار سو اس کی طرف منہ کرو اور لوگوں کے منہ شام یعنی بیت المقدس کی طرف تھے سو وہ اپنے منہ سے

أَلا فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَ وَجْهُ النَّاسِ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا بِوُجُوْهِهِمْ إِلَى الْكَعْبَةِ.

کعبے کی طرف پھر گئے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿الَّذِيْنَ اٰتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُوْنَهُ كَمَا يَعْرِفُوْنَ أَبْنَآئَهُمْ وَإِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کہ کہ جن کو ہم نے دی ہے کتاب پہچانتے ہیں اس کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور بیشک ایک فرقہ ان میں سے چھپاتے ہیں حق کو ممترین تک۔

٤١٣١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَآءٍ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَآئَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَّقَدْ أُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ.

۴۱۳۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ قباء میں فجر کی نماز پڑھتے تھے کہ اچانک ان کے پاس کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ البتہ آج رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اترا اور البتہ آپ کو حکم ہوا کعبے کی طرف منہ کرنے کا سو کعبے کی طرف منہ کرو اور ان کے منہ بیت المقدس کی طرف تھے سو وہ کعبے کی طرف پھر گئے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يَأْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا إِنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ ہر ایک کے واسطے ایک طرف ہے کہ وہ منہ کرنے والا ہے اس طرف سو تم جلدی کرو نیکیوں میں جس جگہ تم ہو گے اللہ تم کو اکٹھا کر لائے گا بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے

٤١٣٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ صَرَفَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ.

۴۱۳۲۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی سولہ یا سترہ مہینے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو کعبے کی طرف پھیرا۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور جس جگہ سے کہ تو نکلے سو منہ کر مسجد حرام کی طرف اور بیشک یہ حق ہے

وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾ شَطْرَهُ تِلْقَآؤهُ.

تیرے رب کی طرف سے اور اللہ بے خبر نہیں تمہارے کام سے اور شطرہ کے معنی ہیں اس کی طرف یعنی اس آیت ﴿فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ میں۔

٤١٣٣ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ بَيْنَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بِقُبَآءٍ إِذْ جَآءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ فَأُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا وَاسْتَدَارُوا كَهَيْئَتِهِمْ فَتَوَجَّهُوا إِلَى الْكَعْبَةِ وَكَانَ وَجْهُ النَّاسِ إِلَى الشَّامِ.

۴۱۳۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ قباء میں صبح کی نماز پڑھتے تھے کہ اچانک ایک مرد آیا سو اس نے کہا آج رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اتارا گیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کعبے کی طرف منہ کرنے کا سو اس کی طرف منہ کرو سو وہ بدستور پھر گئے اور خانے کعبے کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا منہ شام کی طرف تھا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جس جگہ سے تو نکلے سو منہ کر مسجد حرام کی طرف اور جس جگہ کہ تم ہوا کرو سو منہ کرو اسی کی طرف تھتدون تک۔

٤١٣٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بِقُبَآءٍ إِذْ جَآءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْقِبْلَةِ.

۴۱۳۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ قباء میں فجر کی نماز پڑھتے تھے کہ اچانک ان کے پاس کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ آج رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اتارا گیا اور البتہ آپ کو حکم ہوا کہ کعبے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں سو اس کی طرف منہ کرو اور ان کے منہ بیت المقدس کی طرف تھے سو وہ کعبے کی طرف پھر گئے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہیں سو جو کوئی حج کرے خانے کعبے

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ﴾.

کا یا عمرہ کرے تو گناہ نہیں اس کو کہ طواف کرے ان دونوں کے درمیان اور جو کوئی شوق سے کرے کچھ نیکی تو اللہ قدردان ہے سب جانتا ہے۔

شَعَآئِرُ عَلَامَاتٌ وَّاحِدَتُهَا شَعِيْرَةٌ.

یعنی شعائر کے معنی علامتیں ہیں اور یہ لفظ جمع کا ہے اور اس کا واحد شعیرۃ ہے۔

فائدہ: یہ قول ابوعبیدہ کا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلصَّفْوَانُ الْحَجَرُ وَيُقَالُ الْحِجَارَةُ الْمُلْسُ الَّتِيْ لَا تُنْبِتُ شَيْئًا وَّالْوَاحِدَةُ صَفْوَانَةٌ بِمَعْنَى الصَّفَا وَالصَّفَا لِلْجَمِيْعِ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ صفوان (جو آیت کَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ میں واقع ہے) کہ معنی پتھر ہیں اور کہا جاتا ہے کہ صفا پتھر ہموار ہے جو کسی چیز کو نہ اگائے اور واحد صفوانۃ ہے اور صفا واسطے جمع کے ہے۔

فائدہ: یہ کلام ابوعبیدہ کا ہے کہ صفوان جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد صفوانۃ ہے اور اس کے اور صفاء کے معنی ایک ہیں یعنی سخت پتھر اور صفا بھی جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد صفانۃ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صفا اسم جنس ہے فرق کیا جاتا ہے اس کے درمیان اور اس کے واحد کے درمیان تا کہ ساتھ۔ (فتح)

٤١٣٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ فَمَا أُرٰى عَلٰى أَحَدٍ شَيْئًا أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَلَّا لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُوْلُ كَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ وَكَانَتْ مَنَاةُ

۴۱۳۵۔ عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اور میں اس دن نوجوان تھا بھلا بتلا تو کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہیں سو جو حج کرے کعبے کا یا عمرہ بجا لائے تو گناہ نہیں اس کو کہ طواف کرے ان دونوں کے درمیان سو نہیں دیکھتا میں گناہ کسی پر یہ کہ طواف نہ کرے درمیان دونوں کے یعنی مجھ کو اس آیت سے یوں سمجھ میں آتا ہے کہ جو حج یا عمرہ میں صفا و مروہ کے درمیان طواف نہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہرگز نہیں اگر اس آیت کے یہ معنی ہوتے جیسے تو کہتا ہے تو یہ آیت اس طرح ہوتی کہ نہیں گناہ اس کو جو ان کے درمیان نہ دوڑے یعنی حرف نفی کے ساتھ ہوتی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ آیت انصار کے حق میں اتری کہ وہ مناۃ بت

حَذْوَ قُدَيْدٍ وَكَانُوا يَتَحَرَّجُوْنَ أَنْ يَطُوْفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا جَآءَ الْإِسْلَامُ سَأَلُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾.

کے واسطے احرام باندھتے تھے اور مناۃ قدید کے مقابل تھا اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کو گناہ جانتے تھے سو جب اسلام آیا اور انصار مسلمان ہوئے تو انہوں نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں، الخ۔

فائدہ: اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے اس میں بیان ہے سبب نزول اس آیت کا۔

٤١٣٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ كُنَّا نَرٰى أَنَّهُمَا مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ أَمْسَكْنَا عَنْهُمَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾.

۴۱۳۶۔ حضرت عاصم بن سلیمان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کا حکم پوچھا؟ سو انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم گمان کرتے تھے کہ وہ جاہلیت کی رسموں سے ہے سو جب اسلام آیا تو ہم ان سے باز رہے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ' الخ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ﴾ يَعْنِي أَضْدَادًا وَاحِدُهَا نِدٌّ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ بعض لوگ ایسے ہیں جو پکڑتے ہیں سوائے اللہ کے اوروں کو دوست اور انداد کے معنی اضداد ہیں اور اس کا واحد ند ہے۔

فائدہ: تفسیر انداد کی اضداد کے ساتھ تفسیر ہے ساتھ لازم کے اور ند کے معنی ہیں نظیر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے روایت کی ہے کہ ند کے معنی عدل ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ند کے معنی ہیں اشباہ یعنی مانند۔

٤١٣٧ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةً وَّقُلْتُ أُخْرٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نِدًّا

۴۱۳۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک بات فرمائی اور میں نے دوسری بات کہی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مر گیا اس حالت میں کہ پکارتا تھا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو اس کا شریک جان کر تو وہ دوزخ میں گیا یعنی جو اللہ کے سوا کسی اور کو بھی اس عالم کا

دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ أَنَا مَنْ مَّاتَ وَهُوَ لَا يَدْعُوْ لِلّٰهِ نِدًّا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

مالک جانے اور اس کو نفع یا نقصان کا مختار سمجھے تو وہ مشرک دوزخی ہے اور میں نے کہا کہ جو مر گیا اس حالت میں کہ نہ پکارتا تھا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کو اس کا شریک جان کر وہ بہشت میں جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى الْحُرُّ بِالْحُرِّ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ ﴿عُفِيَ﴾ تُرِكَ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اے ایمان والو! لازم ہوا تم پر بدلہ مارے ہوؤں میں آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام عذاب الیم تک عفی کے معنی ہیں چھوڑا گیا۔

٤١٣٨ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ كَانَ فِيْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ الْقِصَاصُ وَلَمْ تَكُنْ فِيْهِمُ الدِّيَةُ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثٰى بِالْأُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ أَخِيْهِ شَيْءٌ﴾ فَالْعَفْوُ أَنْ يَّقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ ﴿فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَأَدَآءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ﴾ يَتَّبِعُ بِالْمَعْرُوْفِ وَيُؤَدِّيْ بِإِحْسَانٍ ﴿ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ﴾ مِمَّا كُتِبَ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ﴿فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ قَتَلَ بَعْدَ قَبُوْلِ الدِّيَةِ.

۴۱۳۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بنی اسرائیل کی قوم میں بدلہ تھا اور دیت نہ تھی سو اللہ تعالیٰ نے اس امت سے فرمایا کہ لازم ہوا تم پر بدلہ مارے ہوؤں میں آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت سو جن کو معاف ہوا اس کے بھائی سے یعنی مسلمان مقتول کے خون سے کچھ چیز تو اس کا حکم پیروی کرنا ہے موافق دستور کے یعنی ولی مقتول کا حسن معاملہ کے ساتھ مطالبہ کرے نہ سختی سے پس عفو یہ ہے کہ قبول کرے دیت کو عمد میں تو پیچھے لگنا ہے موافق دستور کے اور پہنچانا ہے خون بہا کا اس کی طرف خوشی سے یعنی قاتل دیت خوشی سے ادا کرے نہ دیر اور وقت سے یعنی طلب کرے موافق دستور کے اور ادا کرے اچھی طرح سے یہ آسانی ہوئی تمہارے رب کی طرف سے اور مہربانی اس چیز سے کہ لکھی گئی تم سے اگلوں پر سو جو کوئی زیادتی کرے اس کے بعد یعنی قتل کرے قاتل کو دیت قبول کرنے کے بعد تو اس کو دکھ کی مار ہے۔

فائدہ: اس کی شرح دیات میں آئے گی۔

٤١٣٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

۴۱۳۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

الْأَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ کِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ.

فرمایا کہ کتاب اللہ کی قصاص ہے یعنی بدلہ ہے۔

فائدہ: کہا خطابی نے بیچ تفسیر اس آیت کی ﴿فَمَنْ عُفِیَ لَهُ مِنْ أَخِیْهِ شَیْءٌ﴾ الخ کہ یہ آیت تفسیر کی محتاج ہے اس واسطے کہ معاف ہونا چاہتا ہے کہ طلب ساقط ہو پس اتباع اور مطالبہ کے کیا معنی؟ اور جواب دیا ہے اس نے اس کے ساتھ کہ معاف کرنا آیت میں محمول ہے معاف کرنے پر بشرط دیت کے پس باوجہ ہوگا اس وقت مطالبہ اور داخل ہوگا اس میں بعض مستحق قصاص کا اس واسطے کہ وہ ساقط ہوتا ہے اور منتقل ہوگا حق نہ معاف کرنے والے کا دیت کی طرف پس مطالبہ کرے گا اپنے حصے کے ساتھ۔ (فتح)

٤١٤٠ ـ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِیْرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَکْرٍ السَّهْمِیَّ حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الرُّبَیِّعَ عَمَّتَهُ کَسَرَتْ ثَنِیَّةَ جَارِیَةٍ فَطَلَبُوْا إِلَیْهَا الْعَفْوَ فَأَبَوْا فَعَرَضُوا الْأَرْشَ فَأَبَوْا فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَوْا إِلَّا الْقِصَاصَ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُکْسَرُ ثَنِیَّةُ الرُّبَیِّعِ لَا وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُکْسَرُ ثَنِیَّتُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا أَنَسُ کِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ فَرَضِیَ الْقَوْمُ فَعَفَوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَّوْ أَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ.

۴۱۴۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ربیع اس کی پھوپھی نے ایک لڑکی کا دانت توڑ ڈالا سو اس کے وارثوں نے اس سے معافی مانگی اس لڑکی کے مالکوں نے نہ مانا پھر انہوں نے ارش یعنی تاوان پیش کیا اس کو بھی انہوں نے نہ مانا پھر وہ حضرت ﷺ کے پاس آئے سو انہوں نے کچھ نہ مانا مگر بدلہ لینا حضرت ﷺ نے اس کے بدلے دانت توڑنے کا حکم دیا تو انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! کیا ربیع کا دانت توڑا جائے گا؟ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا اس کا دانت نہ توڑا جائے گا' حضرت ﷺ نے فرمایا اے انس! قرآن میں حکم بدلہ لینے کا ہے سو اس لڑکی کی قوم تاوان لینے پر راضی ہوئی اور بدلہ معاف کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر قسم کھا بیٹھیں اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کر دے یعنی جس چیز پر قسم کھائیں کہ فلاں بات ایسے ہوگی تو ویسے ہی کر دیتا ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے ایمان والو! لکھا گیا تم پر روزہ رکھنا جیسے لکھا گیا تم سے اگلوں پر شاید کہ تم

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾. پرہیز گار ہو جاؤ۔

فائدہ: کتب کے معنی ہیں کہ تم پر فرض ہوا اور مراد ساتھ مکتوب فیہ کے لوح محفوظ ہے یعنی اس میں لکھا گیا ہے اور یہ جو کہا کہ جیسے تم سے اگلوں پر فرض ہوا تو اس تشبیہ میں اختلاف ہے کہ کیا وہ حقیقت پر ہے یعنی ہو بہو رمضان کا روزہ اگلوں پر لکھا گیا یا مراد روزہ ہے بغیر وقت اور انداز اس کے کی اس میں دو قول ہیں اور ابن ابی حاتم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کا روزہ تم سے اگلی امتوں پر بھی فرض کیا تھا اور اس کی سند میں راوی مجہول ہے اور یہی قول ہے حسن بصری رحمہ اللہ اور سدی اور قتادہ وغیرہ کا اور دوسرا قول یہ ہے کہ تشبیہ واقع ہے نفس روزے پر اور یہ قول جمہور علماء کا ہے اور مسند کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم اور طبری نے معاذ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب اور تابعین سے اور زیادہ کیا ہے ضحاک نے کہ ہمیشہ رہا روزہ مشروع نوح علیہ السلام کے زمانے سے اور یہ جو کہا کہ شاید تم پرہیز گار ہو جاؤ تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو تم سے اگلے لوگ تھے ان پر روزے کا فرض ہونا از قسم بار گراں تھا جن کے ساتھ ان کو تکلیف دی گئی اور بہر حال یہ امت پس تکلیف دینا اس کو روزے کے ساتھ اس واسطے ہے تا کہ ہو روزہ سبب واسطے بچنے کے گناہ سے اور حائل ہو درمیان ان کے اور گناہ کے۔ (فتح)

٤١٤١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ عَاشُوْرَآءُ يَصُوْمُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قَالَ مَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ لَمْ يَصُمْهُ.

۴۱۴۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں لوگ عاشورے کا روزہ رکھتے تھے سو جب رمضان کا روزہ اترا یعنی فرض ہوا تو فرمایا کہ جو چاہے عاشورے کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

٤١٤٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ عَاشُوْرَآءُ يُصَامُ قَبْلَ رَمَضَانَ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قَالَ مَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ.

۴۱۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ رمضان کے روزے کے فرض ہونے سے پہلے عاشورے کا روزہ رکھتے تھے سو جب رمضان کے مہینے کے روزے فرض ہوئے تو فرمایا کہ جو چاہے عاشورے کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

٤١٤٣ ـ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ عَلَيْهِ الْأَشْعَثُ وَهُوَ يَطْعَمُ فَقَالَ الْيَوْمُ عَاشُوْرَآءُ

۴۱۴۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ داخل ہوا اس کے پاس اشعث اور وہ کھانا کھاتا تھا سو اشعث نے کہا کہ آج عاشورے کا دن ہے سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عاشورے کا روزہ رمضان کے فرض ہونے سے پہلے رکھا

فَقَالَ كَانَ يُصَامُ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ رَمَضَانُ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تُرِكَ فَادْنُ فَكُلْ.

جاتا تھا سو جب رمضان اترا تو اس کا روزہ چھوڑا گیا سو نزدیک ہو کر کھا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ کہا اگر تو روزے دار نہیں تو کھا؟ اور نسائی میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے سو جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو نہ ہم کو اس کا حکم ہوا اور نہ اس سے منع ہوا اور ہم اس کا روزہ رکھتے تھے اور اسی طرح مسلم میں ہے اور ستدلال کیا گیا ہے اس حدیث کے ساتھ اس پر کہ رمضان کے فرض ہونے سے پہلے عاشورے کا روزہ فرض تھا پھر منسوخ ہوا اور بحث اس کی روزے کے بیان میں گزر چکی ہے اور وارد کرنا اس حدیث کا ترجمہ میں مشعر ہے اس کے ساتھ کہ بخاری کی میل دوسرے قول کی طرف ہے یعنی اگلی امتوں میں رمضان کا روزہ فرض نہ تھا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اگر رمضان کا روزہ اگلوں کے واسطے مشروع ہوتا تو حضرت ﷺ اس کا روزہ رکھتے اور اول عاشورے کا روزہ نہ رکھتے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا عاشورے کا روزہ رکھنا نہ تھا مگر توقیف سے اور نہیں نقصان کرتا ہم کو اختلاف ان کا کہ اس کا روزہ فرض تھا یا نفل۔ (فتح)

٤١٤٤ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ رَمَضَانُ الْفَرِيضَةَ وَتُرِكَ عَاشُورَاءُ فَكَانَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَصُمْهُ.

۴۱۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جاہلیت کے وقت قریش عاشورے کا روزہ رکھتے تھے اور حضرت ﷺ بھی اس کا روزہ رکھتے تھے سو جب حضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو عاشورے کے دن روزہ رکھا اور اس کے روزہ رکھنے کا حکم دیا پھر جب رمضان کا روزہ اترا تو رمضان فرض ہوا اور عاشورے کا روزہ چھوڑا گیا سو جو چاہتا تھا اس کا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا نہ رکھتا تھا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ روزہ رکھو کئی دن گنتی کے پھر جو کوئی تم میں بیمار ہو یا سفر میں تو لازم ہے گنتی اور دنوں سے اور جن کو طاقت ہے روزہ رکھنے کی (اور نہ رکھیں) تو بدلہ چاہیے ایک فقیر کا کھانا پھر جو کوئی شوق سے کرے نیکی تو اس کو بہتر ہے اور روزہ رکھو تو تمہارا بھلا ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو؟۔

وَقَالَ عَطَآءٌ يُفْطِرُ مِنَ الْمَرَضِ كُلِّهٖ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

اور کہا عطاء نے کہ ہر بیماری سے روزہ نہ رکھے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مطلق بغیر تقیید کسی بیماری کے۔

فائدہ: روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے ابن جریج سے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ کس بیماری سے روزہ نہ رکھے؟ کہا ہر بیماری سے روزہ کھولنا جائز ہے میں نے کہا روزہ رکھے جب بیماری اس پر غالب ہو تو کھول ڈالے کہا ہاں اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس حد میں کہ جب مکلّف آدمی اس حد کو پہنچے تو اس کو روزہ کھولنا جائز ہو اور جمہور اس پر ہیں کہ وہ بیماری ہے کہ جائز کرے اس کے واسطے تیمّم کو پانی کے موجود ہونے کے وقت اور وہ اس وقت ہے جب کہ خوف کرے اپنی جان پر اگر بدستور روزہ رکھے رہے یا اپنے کسی عضو پر یا خوف کرے بیماری کے زیادہ ہونے کو جو اس کے ساتھ مشروع ہوئی یا اس کے دراز ہونے کو اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ جب حاصل ہو انسان کے واسطے ایسی حالت کہ مستحق ہو اس کے ساتھ بیماری کے نام کو یعنی اس کو بیمار کہا جائے تو جائز ہے اس کو نہ رکھنا روزے کا اور وہ عطاء کے قول کی مانند ہے اور حسن اور نخعی سے روایت ہے کہ جب کھڑے ہو کر نماز پڑھ نہ سکے تو روزہ نہ رکھے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيْمُ فِي الْمُرْضِعِ أَوِ الْحَامِلِ إِذَا خَافَتَا عَلٰى أَنْفُسِهِمَا أَوْ وَلَدِهِمَا تُفْطِرَانِ ثُمَّ تَقْضِيَانِ وَأَمَّا الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ إِذَا لَمْ يُطِقِ الصِّيَامَ فَقَدْ أَطْعَمَ أَنَسٌ بَعْدَ مَا كَبِرَ عَامًا أَوْ عَامَيْنِ كُلَّ يَوْمٍ مِّسْكِيْنًا خُبْزًا وَّلَحْمًا وَّأَفْطَرَ قِرَآءَةُ الْعَامَّةِ ﴿يُطِيْقُوْنَهٗ﴾ وَهُوَ أَكْثَرُ.

اور کہا حسن اور ابراہیم نے اس عورت کے حق میں جو لڑکے کو دودھ پلائے اور حاملہ عورت کے حق میں کہ جب دونوں خوف کریں اپنی جان پر یا اپنی اولاد پر تو روزہ نہ رکھیں پھر قضاء کریں اور بہر حال بہت بوڑھا جب روزہ نہ رکھ سکے تو اس کو جائز ہے روزہ نہ رکھنا اس واسطے کہ کھلائی انس رضی اللہ عنہ نے گوشت روٹی ایک محتاج کو اس کے بعد کہ بوڑھے ہوئے یعنی سو برس کی عمر میں ایک سال یا دو سال اور روزہ نہ رکھا اور قرأت عام لوگوں کی یطیقونہ ہے یعنی اطاق یطیق سے اور یہ اکثر ہے۔

٤١٤٥ - حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَآءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَهٗ فَلَا يُطِيْقُوْنَهٗ ﴿فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَيْسَتْ بِمَنْسُوْخَةٍ هُوَ الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ وَالْمَرْأَةُ

۴۱۴۵۔ حضرت عطاء سے روایت ہے کہ اس نے سنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پڑھتا تھا ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ یعنی ساتھ زبر طاء اور تشدید واؤ کے کہا یعنی جو تکلیف دیئے جائیں روزے کی اور اس کو نہ رکھ سکیں تو فدیہ ہے۔ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ آیت منسوخ نہیں وہ بہت بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کے واسطے ہے کہ روزہ نہ رکھ سکیں

الْكَبِيْرَةُ لَا يَسْتَطِيْعَانِ أَنْ يَّصُوْمَا فَيُطْعِمَانِ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِّسْكِيْنًا.

پس چاہیے کہ ہر دن کے بدلے ایک محتاج کو کھانا کھلائیں۔

فائدہ: یہ مذہب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اور اکثر علماء اس کے مخالف ہیں اور اس سے پچھلی حدیث میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ یہ آیت منسوخ ہے اور یہ قرأت ضعیف کرتی ہے اس شخص کی تاویل کو جو گمان کرتا ہے کہ لا محذوف ہے قرأت مشہور سے اور معنی یہ ہیں کہ وَعَلَى الَّذِيْنَ لَا يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ یعنی جو روزہ نہیں رکھ سکتے ان پر بدلہ ہے اور جواب یہ ہے کہ کلام میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے وعلى الذين يطيقونه الصيام اذا افطروا فدية یعنی جو روزہ رکھ سکتا ہے جب افطار کرے تو اس پر فدیہ ہے اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ ابتداء اسلام میں یہ حکم تھا پھر منسوخ ہوا اور ہوا بدلہ واسطے عاجز کے جب کہ روزہ نہ رکھے اور روزے کے بیان میں ابن ابی لیلیٰ کی حدیث گزر چکی ہے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہ جب رمضان کا روزہ اترا تو لوگوں پر روزہ رکھنا دشوار ہوا سو جو لوگ روزہ رکھ سکتے تھے ان میں سے بعض ہر روز ایک دن کا محتاج کو کھانا کھلا دیتے تھے اور روزہ نہیں رکھتے تھے اور ان کو اس کی رخصت ملی تھی پھر منسوخ کیا اس کو اس آیت نے ﴿وَأَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت پر نسخ نہیں اس واسطے کہ وہ ٹھہراتے ہیں فدیہ کو اس پر کہ تکلیف دیا جائے ساتھ روزے کے اور وہ اس پر قادر نہ ہو سو روزہ کھول ڈالے اور کفارہ دے اور یہ حکم باقی ہے اور اس حدیث میں حجت ہے شافعی کے واسطے اور اس کے موافقوں کے واسطے کہ بہت بوڑھا اور جو اس کے ساتھ مذکور ہے جب ان پر روزہ دشوار ہو اور روزہ کھول ڈالیں تو ان پر فدیہ ہے برخلاف مالک کے اور جو اس کے موافق ہے اور اختلاف ہے حامل اور مرضع میں اور جو روزہ نہ رکھے بڑھاپے کے سبب سے پھر قوی ہو قضاء کرنے پر اس کے بعد سو کہا شافعی اور احمد نے کہ قضاء کریں اور کھانا کھلائیں اور کہا اوزاعی اور کوفے والوں نے کہ اس پر کھلانا نہیں یعنی صرف قضا کرنا کافی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو کوئی پائے تم میں سے یہ مہینہ تو چاہیے کہ اس کا روزہ رکھے۔

٤١٤٦ ـ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ قَرَأَ ﴿فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ﴾ قَالَ هِيَ مَنْسُوْخَةٌ.

۴۱۴۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے یہ آیت پڑھی ﴿فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ﴾ کہا یہ آیت منسوخ ہے۔

فائدہ: یہ صریح ہے بیچ دعویٰ نسخ کے اور ترجیح دی ہے اس کو ابن منذر نے اس آیت کی جہت سے ﴿وَأَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ معنی یہ کہ روزہ رکھو تو تمہارے واسطے بہتر ہے اس واسطے کہ اگر ہوتی یہ آیت بہت بوڑھے کے حق میں جو

روزہ نہ رکھ سکے تو نہ مناسب تھا کہ کہا جاتا کہ روزہ رکھو تو تمہارا بھلا ہے باوجود اس کے کہ وہ روزہ نہیں رکھ سکتا۔ (فتح)

٤١٤٧ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلٰى سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ كَانَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتّٰى نَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِيْ بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مَاتَ بُكَيْرٌ قَبْلَ يَزِيْدَ.

۴۱۴۷۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اتری یہ آیت کہ جو روزہ رکھ سکتے ہیں ان پر بدلہ ہے ایک محتاج کو کھانا کھلانا تو جو چاہتا تھا کہ روزہ نہ رکھے وہ روزہ نہ رکھتا تھا اور بدلہ دیتا تھا یہاں تک کہ اس کی پچھلی آیت اتری سو اس نے اس کو منسوخ کر ڈالا' کہا بخاری نے فوت ہو گیا بکیر یزید سے پہلے۔

فائدہ: یہ حدیث بھی صریح ہے اس کے منسوخ ہونے میں اور صریح تر اس سے وہ حدیث ہے جو ابن ابی لیلیٰ سے پہلے گزری۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ حلال ہوا تم کو روزے کی رات میں بے پردہ ہونا اپنی عورتوں سے وہ پوشاک ہیں تمہاری اور تم پوشاک ہو ان کی اللہ نے معلوم کیا کہ تم اپنی چوری کرتے ہو سو معاف کیا تم کو اور درگزر کی تم سے سو اب ملو ان سے اور طلب کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے لکھا ہے۔

٤١٤٨ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا نَزَلَ صَوْمُ رَمَضَانَ كَانُوْا لَا يَقْرَبُوْنَ النِّسَآءَ رَمَضَانَ كُلَّهٗ وَكَانَ رِجَالٌ يَّخُوْنُوْنَ أَنْفُسَهُمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿عَلِمَ اللّٰهُ

۴۱۴۸۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رمضان کا روزہ اترا تو لوگ سارا رمضان اپنی عورتوں سے جماع نہیں کرتے تھے اور بعض لوگ اپنی چوری کرتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اللہ تعالیٰ نے معلوم کیا کہ تم اپنی چوری کرتے ہو، آخر آیت تک۔

أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ﴾.

فائدہ: روزے کے بیان میں بھی براء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے گزر چکا ہے کہ جب اصحاب سو جاتے تھے تو پھر کھاتے پیتے نہیں تھے اور یہ کہ یہ آیت اس باب میں اتری اور میں نے وہاں بیان کیا ہے کہ آیت دونوں امروں میں اتری اور ظاہر سیاق باب کی حدیث کا یہ ہے کہ جماع تمام رات دن میں منع تھا برخلاف کھانے پینے کے کہ اس کی رات کو اجازت تھی سونے سے پہلے لیکن باقی حدیثیں جو اس باب میں وارد ہیں دلالت کرتی ہیں اوپر نہ ہونے فرق کے کہ جماع بھی رات کو جائز تھا پس محمول ہوگا یہ قول اس کا کہ عورتوں سے جماع نہیں کرتے تھے اکثر اوقات پر یعنی کبھی کبھی کرتے تھے واسطے تطبیق کے حدیثوں میں اور یہ جو کہا کہ تم اپنی چوری کرتے تھے تو ان میں سے ہیں عمر رضی اللہ عنہ اور کعب رضی اللہ عنہ پس روایت کی ہے احمد اور ابوداؤد وغیرہ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ روزہ تین حالوں پر بدلا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو ہر مہینے روزے رکھتے اور عاشورے کا روزہ رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے رمضان کا روزہ فرض کیا اور یہ آیت اتاری کہ اے ایمان والو! تم پر روزہ لکھا گیا پس ذکر کی حدیث یہاں تک کہ کہا کہ کھاتے تھے پیتے تھے اور عورتوں سے صحبت کرتے تھے جب تک نہ سوتے پھر جب سو جاتے تو باز رہتے پھر ایک انصاری مرد نے عشاء کی نماز پڑھی پھر سو گیا سو صبح کو اٹھا حالت تکلیف میں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سونے کے بعد اپنی بیوی سے جماع کیا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ حلال ہوا تم کو روزے کی رات میں بے پردہ ہونا عورتوں سے آخر تک اور ایک روایت میں ہے کہ رمضان میں لوگوں کا یہ حال ہوتا تھا کہ جب کوئی دن کو روزہ رکھتا اور شام کو سو جاتا تو اس پر کھانا پینا حرام ہو جاتا تھا یہاں تک کہ اگلے دن روزہ کھولتا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عشاء کے بعد باتیں کر کے پھرے اور اپنی عورت سے جماع کرنا چاہا اس نے کہا کہ میں سو گئی تھی کہا تو جھوٹی ہے پھر اس سے جماع کیا اور اسی طرح کعب رضی اللہ عنہ نے کیا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿يَتَّقُونَ﴾ ﴿الْعَاكِفُ﴾ الْمُقِيمُ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کھاؤ اور پیو جب تک کہ صاف نظر آئے تم کو دھاری سفید دھاری سیاہ سے فجر کی پھر پورا کرو روزہ رات تک اور نہ لگو اُن سے جب اعتکاف بیٹھے ہو مسجدوں میں یتقون تک عاکف کے معنی ہیں مقیم۔

فائدہ: مراد اس آیت کی طرف اشارہ ہے ﴿سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ﴾ یعنی برابر ہے اس میں رہنے والا اور گنوار۔

٤١٤٩ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيٍّ قَالَ أَخَذَ عَدِيٌّ عِقَالًا أَبْيَضَ وَعِقَالًا أَسْوَدَ حَتّٰى كَانَ بَعْضُ اللَّيْلِ نَظَرَ فَلَمْ يَسْتَبِيْنَا فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلْتُ تَحْتَ وِسَادِيْ عِقَالَيْنِ قَالَ إِنَّ وِسَادَكَ إِذًا لَعَرِيْضٌ أَنْ كَانَ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ وَالْأَسْوَدُ تَحْتَ وِسَادَتِكَ.

۴۱۴۹۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اونٹ باندھنے کی رسی ایک سفید اور ایک سیاہ لی سو میں نے کچھ رات گئے اس کو دیکھا سو وہ دونوں مجھ کو صاف نظر نہ آئیں سو جب صبح ہوئی تو میں نے کہا یا حضرت! میں نے اپنے تکیے کے نیچے دو رسیاں رکھی تھیں یعنی سو مجھ کو صاف نظر نہیں آئیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا تکیہ بہت چوڑا ہے اگر سفید اور سیاہ رسی تیرے تکیے کے نیچے ہے یعنی اگر دونوں خط تیرے تکیے کے نیچے ہیں تو کوئی چیز اس سے زیادہ چوڑی نہیں یعنی تو احمق ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا مطلب سفید اور سیاہ رسی سے رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔

٤١٥٠ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا ﴿الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ أَهُمَا الْخَيْطَانِ قَالَ إِنَّكَ لَعَرِيْضُ الْقَفَا إِنْ أَبْصَرْتَ الْخَيْطَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَا بَلْ هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ.

۴۱۵۰۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا ہے سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے کیا وہ دونوں دھاگے ہیں؟ فرمایا البتہ تیرا سر پچھلی طرف سے بہت چوڑا ہے یعنی تو احمق ہے اگر تو بھی دونوں رسیاں دیکھے بلکہ وہ رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔

٤١٥١ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ وَأُنْزِلَتْ ﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ وَلَمْ يُنْزَلْ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ وَكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوا الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِيْ رِجْلَيْهِ الْخَيْطَ الْأَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْأَسْوَدَ وَلَا يَزَالُ يَأْكُلُ

۴۱۵۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت اتری کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صاف نظر آئے تم کو سفید رسی سیاہ رسی سے اور نہ اتری من الفجر یعنی اتنا جملہ اس کے ساتھ نہ اترا اور بعض مردوں کا حال یہ تھا کہ جب روزے کا ارادہ کرتے تھے تو کوئی اُن میں سے اپنے پاؤں میں سفید رسی اور سیاہ رسی باندھتا اور ہمیشہ کھاتا رہتا یہاں تک کہ دونوں اس کو صاف نظر آتیں سو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد من الفجر اتارا یعنی سفید اور سیاہ دھاری فجر کی سو انہوں نے معلوم کیا کہ

حَتّٰی يَتَبَيَّنَ لَهٗ رُؤْيَتُهُمَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدَهٗ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ فَعَلِمُوْا أَنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ.

مراد رات اور دن کی سیاہی اور سفیدی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نیکی یہ نہیں کہ آ ؤ گھروں میں چھت پر سے یعنی حالت احرام میں لیکن نیکی وہ ہے جو بچتا رہے اور آ ؤ گھروں میں دروازوں سے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو شاید تم مراد کو پہنچو۔

٤١٥٢ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانُوْا إِذَا أَحْرَمُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَتَوُا الْبَيْتَ مِنْ ظَهْرِهٖ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾.

۴۱۵۲۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جاہلیت کے وقت دستور تھا کہ جب احرام باندھتے تو اپنے گھروں میں چھت پر سے آتے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ نیکی نہیں کہ آ ؤ گھروں میں ان کی چھت سے الخ۔

فائدہ: ذکر کی بخاری نے یہ حدیث براء رضی اللہ عنہ کی بیچ سبب نزول اس آیت کے اور پہلے گزر چکی ہے اس کی شرح حج میں۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے فساد اور ہو جائے دین محض اللہ کے واسطے پھر اگر وہ باز آئیں تو زیادتی نہیں مگر بے انصافوں پر۔

٤١٥٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَتَاهُ رَجُلَانِ فِيْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا إِنَّ النَّاسَ صَنَعُوْا وَأَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ يَمْنَعُنِيْ أَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ دَمَ أَخِيْ فَقَالَا أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾ فَقَالَ قَاتَلْنَا حَتّٰی لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَّكَانَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ

۴۱۵۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے فتنے میں دو مرد اس کے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ بیشک لوگ البتہ ہلاک ہوئے یا کہ وہ چیز کہ دیکھتا ہے تو اختلاف اور فساد سے اور تو عمر رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی ہے سو کیا چیز مانع ہے تجھ کو نکلنے سے کہ تو نکل کر اس فتنے و فساد کو ہٹائے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ منع کرتا ہے مجھ کو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی یعنی ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا خون حرام کیا ہے ان دونوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے فتنہ؟ سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا

وَأَنْتُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا حَتَّى تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَزَادَ عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي فُلَانٌ وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيِّ أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ تَحُجَّ عَامًا وَتَعْتَمِرَ عَامًا وَتَتْرُكَ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَدْ عَلِمْتَ مَا رَغَّبَ اللّٰهُ فِيهِ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ إِيمَانٍ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَالصَّلَاةِ الْخَمْسِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَأَدَاءِ الزَّكَاةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ قَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللّٰهِ﴾ ﴿قَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ﴾ قَالَ فَعَلْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْإِسْلَامُ قَلِيلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِي دِينِهِ إِمَّا قَتَلُوهُ وَإِمَّا يُعَذِّبُونَهُ حَتَّى كَثُرَ الْإِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ قَالَ فَمَا قَوْلُكَ فِي عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ قَالَ أَمَّا عُثْمَانُ فَكَأَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَأَمَّا أَنْتُمْ فَكَرِهْتُمْ أَنْ تَعْفُوا عَنْهُ وَأَمَّا عَلِيٌّ فَابْنُ عَمِّ

ہم ان سے لڑے یہاں تک کہ نہ باقی رہا فتنہ فساد اور ہوا دین محض اللہ کے واسطے سو تم چاہتے ہو کہ لڑوں تا کہ فساد ہو اور ہو دین غیر اللہ کے واسطے اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہا نافع نے کہ ایک مرد ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! (یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) کس سبب سے تو ایک سال حج کرتا ہے اور ایک سال عمرہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہیں لڑتا البتہ تو نے جانا جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رغبت دلائی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے بھائی اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لانے پر اور پانچ نماز پر اور رمضان کے روزے پر اور زکوٰۃ کے ادا کرنے پر اور خانے کعبے کے حج کرنے پر، اس نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! کیا تو نہیں سنتا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کرا دو پھر اگر سرکشی کرے ایک دوسرے پر تو لڑو اس سے جو زیادتی کرے یہاں تک کہ پھر آئے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اور لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے فساد؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کیا اور اس وقت اسلام کم تھا اور مرد اپنے دین میں مبتلا ہوتا تھا یا اس کو مار ڈالتے تھے یا اس کو دکھ دیتے تھے یہاں تک کہ اسلام بہت ہوا اور نہ باقی رہا کوئی فساد اس مرد نے کہا کہ تو علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں کیا کہتا ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا عثمان رضی اللہ عنہ سے تو اللہ تعالیٰ نے معاف کیا اور تم نے اس سے معاف کرنے کو برا جانا اور علی رضی اللہ عنہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چچیرا بھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد ہے پس ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا پس کہا کہ یہ ہے گھر اس کا جہاں تم دیکھتے ہو۔

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنَهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ فَقَالَ هٰذَا بَيْتُهُ حَيْثُ تَرَوْنَ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ تو اللہ کی راہ میں جہاد نہیں کرتا جو کوئی امام کی فرمانبرداری سے نکلے اس کے ساتھ لڑنے کو اس نے جہاد کہا اور اس کو اور کفار کے جہاد کو برابر کیا باعتبار اپنے اعتقاد کے اگرچہ ٹھیک اس کے غیر کے نزدیک اس کا خلاف ہے اور یہ کہ جو وارد ہوا ہے جہاد کی ترغیب میں وہ خاص ہے ساتھ لڑائی کفار کے برخلاف لڑائی باغیوں کے اس واسطے کہ وہ اگرچہ جائز ہے لیکن اس کا ثواب کفار کے جہاد کے ثواب کے برابر نہیں خاص کر جب کہ اس کا باعث دنیا کا لالچ ہو اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد جب عبدالملک بن مروان ملک کا حاکم بنا تو اس وقت مکے میں لوگوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ مکے میں خلیفہ ہوئے عبدالملک نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت طلب کی اس نے نہ مانا عبدالملک نے حجاج کو لشکر دے کر مکے میں بھیجا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو مکے میں جا کر مار ڈالے سو نابکار نے مکے میں آ کر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو مار ڈالا اور بہت فساد کیا اور یہ واقعہ ۷۳ھ ہجری میں تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَأَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوْا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ اَلتَّهْلُكَةُ وَالْهَلَاكُ وَاحِدٌ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت میں اور نیکی کرو بیشک اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو اور تہلکہ اور ہلاک کے ایک معنی ہیں۔

٤١٥٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ ﴿وَأَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ قَالَ نَزَلَتْ فِي النَّفَقَةِ.

۴۱۵۴۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر کہ خرچ کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں الخ کہا اتری یہ آیت خرچ کرنے میں۔

فائدہ: یعنی بیچ نہ خرچ کرنے کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور یہ جو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے مسلم کی روایت میں مفصل آ چکا ہے روایت کی ہے مسلم وغیرہ نے ابو ایوب وغیرہ سے کہ ہم قسطنطنیہ میں تھے سو روم والوں کی ایک بڑی جماعت نکلی تو ایک مسلمان نے رومیوں کی جماعت پر حملہ کیا یہاں تک کہ ان میں داخل ہوا پھر پھر کر سامنے آیا سو لوگ چلائے کہ سبحان اللہ اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا تو ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو! تم اس آیت کو اس معنی پر محمول کرتے ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ آیت ہم گروہ انصار کے حق میں اتری جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو عزت دی اور اس کے مددگار بہت ہوئے تو ہم نے آپس میں پوشیدہ کہا کہ ہمارے مال املاک ضائع ہوئے سو اگر ہم

ان میں ٹھہریں اور جو ان سے ضائع ہوا اس کو درست کریں تو خوب ہو سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری سو تھا مراد ہلاکت سے اس آیت میں ٹھہرنا ہمارا جو ہم نے چاہا اور صحیح ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت تابعین سے مانند اس کے اس آیت کی تاویل میں اور ابن ابی حاتم کی ایک روایت میں ہے کہ انصار صدقہ کیا کرتے تھے ایک سال قحط پڑا اور وہ خیرات کرنے سے باز رہے تو یہ آیت اتری اور ابن جریر وغیرہ نے براء سے روایت کی ہے کہ یہ آیت اس مرد کے حق میں اتری جو گناہ کرتا ہے سو اپنا ہاتھ ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ میری توبہ قبول نہیں اور پہلا سبب نزول کا ظاہر تر ہے واسطے شروع کرنے آیت کے ساتھ ذکر خرچ کرنے کے پس وہی معتمد ہے اس کے نزول میں لیکن عبرت واسطے عموم لفظ کے ہے۔

مسئلہ: بہر حال حملہ کرنا ایک کا بہت پر سو تصریح کی ہے جمہور نے اس کے ساتھ کہ اگر ہو یہ واسطے بہت دلاوری اس کی کے اور گمان اس کے کی کہ وہ اس کے ساتھ دشمن کو ڈرائے گا یا ابھارے کرے گا مسلمانوں کو اوپر ان کے یا مانند اس کے مقاصد صحیحہ سے تو یہ بہتر ہے اور اگر نمود ہو تو یہ منع ہے خاص کر جب کہ مترتب ہو اس پر سستی مسلمانوں کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ بِهٖ أَذًى مِنْ رَّأْسِهٖ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ جو تم میں بیمار ہو یعنی حالت احرام میں یا اس کو سر میں دکھ ہو تو بدلہ ہے۔

٤١٥٥ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَعْقِلٍ قَالَ قَعَدْتُ إِلٰى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ يَعْنِيْ مَسْجِدَ الْكُوْفَةِ فَسَأَلْتُهٗ عَنْ فِدْيَةٍ مِّنْ صِيَامٍ فَقَالَ حُمِلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلٰى وَجْهِيْ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرٰى أَنَّ الْجَهْدَ قَدْ بَلَغَ بِكَ هٰذَا أَمَا تَجِدُ شَاةً قُلْتُ لَا قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ مِّنْ طَعَامٍ وَّاحْلِقْ رَأْسَكَ فَنَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَّهِيَ لَكُمْ عَامَّةً.

۴۱۵۵۔ حضرت عبداللہ بن معقل سے روایت ہے کہ میں اس کوفہ کی مسجد میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا سو میں نے اس سے فدیہ میں روزے رکھنے کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھایا گیا یعنی حالت احرام میں اور جوئیں میرے منہ پر گرتی تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ تجھ کو ایسی تکلیف پہنچی ہو گی کیا تجھ کو ایک بکری نہ ملے گی؟ میں نے کہا کہ نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تین روزے رکھ یا چھ محتاجوں کو کھانا کھلا ہر محتاج کو ڈیڑھ سیر اور آدھی چھٹانک گندم دے اور اپنا سر منڈا ڈال سو یہ آیت خاص میرے حق میں اتری اور وہ تمہارے واسطے عام ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو فائدہ لے عمرہ سے حج کے ساتھ ملا کر تو لازم ہے اس پر جو آسان ہو قربانی سے۔

٤١٥٦ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عِمْرَانَ أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَآءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُنْزِلَتْ آيَةُ الْمُتْعَةِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُنْزَلْ قُرْآنٌ يُّحَرِّمُهٗ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا حَتّٰى مَاتَ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهٖ مَا شَآءَ.

۴۱۵۶۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اتری آیت تمتع کی قرآن میں سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمتع کیا اور نہیں اترا قرآن جو اس کو حرام کرے اور نہ اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا یہاں تک کہ فوت ہوئے کہا ایک مرد نے اپنی رائے سے جو چاہا یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے کہ وہ حج اور عمرہ جمع کرنے کو منع کرتے تھے۔

فائدہ: ذکر کی بخاری نے اس باب میں حدیث کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی بیچ سبب نزول اس آیت کے اور اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔(فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾.

باب ہے اس بیان میں اس آیت کے کہ کچھ گناہ نہیں تم پر کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا یعنی حج کے موسم میں۔

٤١٥٧ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَأَثَّمُوْا أَنْ يَّتَّجِرُوْا فِي الْمَوَاسِمِ فَنَزَلَتْ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ.

۴۱۵۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عکاظ اور مجنہ اور ذو المجاز جاہلیت کے وقت کے بازار تھے کہ لوگ حج کے موسم میں ان میں تجارت کیا کرتے تھے سو انہوں نے گناہ جانا یعنی اسلام لانے کے بعد تجارت کرنے کو حج کے موسم میں تو یہ آیت اتری کہ نہیں تم پر گناہ کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا حج کے موسم میں۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿ثُمَّ أَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پھر پھرو جہاں سے سب لوگ پھریں یعنی عرفات سے نہ مزدلفہ سے۔

٤١٥٨ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ

۴۱۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش اور جو ان کا دین رکھتا تھا مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے یعنی نہ عرفات میں

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِيْنَهَا يَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوْا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَكَانَ سَآئِرُ الْعَرَبِ يَقِفُوْنَ بِعَرَفَاتٍ فَلَمَّا جَآءَ الْإِسْلَامُ أَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّأْتِيَ عَرَفَاتٍ ثُمَّ يَقِفَ بِهَا ثُمَّ يُفِيْضَ مِنْهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿ثُمَّ أَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾.

اور لوگ قریش کو حمس کہتے تھے یعنی اپنے دین میں سخت اور باقی سب عرب کے لوگ عرفات میں ٹھہرتے تھے سو جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو حکم دیا کہ عرفات میں آئیں پھر وہاں ٹھہریں پس اس سے پھریں سو یہی مراد ہے اس آیت سے پھر پھرو جہاں سے لوگ پھرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے۔

٤١٥٩ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ أَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ يَطَّوَّفُ الرَّجُلُ بِالْبَيْتِ مَا كَانَ حَلَالًا حَتّٰى يُهِلَّ بِالْحَجِّ فَإِذَا رَكِبَ إِلٰى عَرَفَةَ فَمَنْ تَيَسَّرَ لَهُ هَدِيَّةٌ مِّنَ الْإِبِلِ أَوِ الْبَقَرِ أَوِ الْغَنَمِ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ ذٰلِكَ أَيَّ ذٰلِكَ شَآءَ غَيْرَ أَنَّهُ إِنْ لَّمْ يَتَيَسَّرْ لَهُ فَعَلَيْهِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَذٰلِكَ قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ فَإِنْ كَانَ اٰخِرُ يَوْمٍ مِّنَ الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيَنْطَلِقْ حَتّٰى يَقِفَ بِعَرَفَاتٍ مِّنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى أَنْ يَّكُوْنَ الظَّلَامُ ثُمَّ لِيَدْفَعُوْا مِنْ عَرَفَاتٍ إِذَا أَفَاضُوْا مِنْهَا حَتّٰى يَبْلُغُوْا جَمْعًا الَّذِيْ يَبِيْتُوْنَ بِهِ ثُمَّ لِيَذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا أَوْ أَكْثِرُوا التَّكْبِيْرَ وَالتَّهْلِيْلَ قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوْا ثُمَّ أَفِيْضُوْا فَإِنَّ النَّاسَ كَانُوْا

٤١٥٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ طواف کرے مرد خانے کعبے کا جب تک کہ حلال ہو یعنی مکے میں مقیم ہو یا عمرہ کر کے احرام اتار ڈالا ہو یہاں تک کہ حج کا احرام باندھے سو جب عرفہ کی طرف سوار ہو تو قربانی دے جو آسان ہو اس کو اونٹ یا گائے یا بکری جو اس کو اس سے میسر ہو جس کو چاہے لیکن اگر اس کو قربانی میسر نہ ہو تو لازم ہے اس پر تین روزے حج کے دنوں میں اور ان تین روزوں کا وقت عرفہ کے دن یعنی نویں تاریخ سے پہلے ہے اور اگر تینوں دن سے پچھلا دن عرفہ کا ہو تو نہیں ہے اس پر کچھ گناہ پھر چاہیے کہ چلے یہاں تک کہ عرفات میں کھڑا ہو عصر کی نماز سے یہاں تک کہ اندھیرا ہو پھر چاہیے کہ چلیں عرفات سے جب کہ اس سے پھریں یہاں تک کہ پہنچیں مزدلفہ میں جس میں نیکی طلب کی جاتی ہے پھر چاہیے کہ یاد کریں اللہ کو بہت یا کہا تکبیر اور تہلیل بہت کہیں' راوی کو شک ہے پہلے اس سے کہ صبح کرو پھر چلو مزدلفہ سے اس واسطے کہ لوگ پھرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر پھرو جہاں سے لوگ پھرتے ہیں اور بخشش مانگو اللہ

يُفِيضُوْنَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿ثُمَّ أَفِيضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوْا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ حَتّٰى تَرْمُوا الْجَمْرَةَ.

سے بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے مہربان یہاں تک کہ تم جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ عصر کی نماز سے اندھیرا ہونے تک یعنی حاصل ہو اندھیرا ساتھ ڈوبنے سورج کے اور قولہ عصر کی نماز سے تو احتمال ہے کہ مراد اس کے اول وقت سے ہو اور یہ وقت ہونے سائے چیز کے ہے مثل اس کی اور ہوگا یہ وقت بعد گزر جانے وقت قیلولہ کے اور تمام ہونے راحت کے تاکہ وقوف کرے خوش دل سے اور احتمال ہے کہ مراد عصر کی نماز کے بعد ہو اور حالانکہ وہ پڑھی جاتی ہے نماز ظہر کے بعد جمع تقدیم کے ساتھ اور واقع ہو وقوف اس کے بعد سو اس میں اشارہ ہے طرف لینے افضل چیز کو یعنی اندھیرا ہونے تک وقوف کرنا افضل ہے نہیں تو وقت وقوف کا دراز ہوتا ہے فجر تک اور یہ جو کہا کہ حتی ترموا الجمرة تو یہ غایت ہے قول اس کے کی ثم افیضوا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کوئی ان میں وہ ہے جو کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہم کو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

٤١٦٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ ﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾.

۴۱۶۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے یعنی اپنی دعا میں کہ اے رب ہمارے دے ہم کو دنیا میں نعمت اور آخرت میں نعمت اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ﴾ وَقَالَ عَطَاءٌ اَلنَّسْلُ الْحَيَوَانُ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے وہ سخت جھگڑالو ہے اور کہا عطاء نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ﴾ کے کہ نسل کے معنی ہیں حیوان یعنی اور ہلاک کرتا ہے کھیتی اور جانوروں کو۔

٤١٦١ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ تَرْفَعُهُ قَالَ أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۴۱۶۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک لوگوں میں دشمن بڑا سخت جھگڑالو ہے اور کہا عبداللہ نے حدیث بیان کی مجھ سے سفیان نے اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ابن جریج نے الخ۔

حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: غرض اس سے ثابت کرنا سماع سفیان کا ہے ابن جریج سے کہ پہلی سند میں اس نے عن کے ساتھ روایت کی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ﴾ إِلٰى ﴿قَرِيْبٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کیا تم گمان کرتے ہو کہ بہشت میں چلے جاؤ اور ابھی تم پر نہیں آئے احوال ان کے جو تم سے آگے گزرے پہنچی ان کو سختی اور تکلیف قریب تک۔

٤١٦٢ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُوْلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿حَتّٰى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا﴾ خَفِيْفَةً ذَهَبَ بِهَا هُنَاكَ وَتَلَا ﴿حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ أَلَآ إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ﴾ فَلَقِيْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَذَكَرْتُ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَعَاذَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا وَعَدَ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا عَلِمَ أَنَّهٗ كَائِنٌ قَبْلَ أَنْ يَّمُوْتَ وَلٰكِنْ لَّمْ يَزَلِ الْبَلَاءُ بِالرُّسُلِ حَتّٰى خَافُوْا أَنْ يَّكُوْنَ مَنْ مَّعَهُمْ يُكَذِّبُوْنَهُمْ فَكَانَتْ تَقْرَؤُهَا ﴿وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا﴾ مُثَقَّلَةً.

۴۱۶۲۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا آیت: ﴿حَتّٰى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ﴾ الخ میں کذبوا ساتھ تخفیف ذال کے ہے بغیر تشدید کے یعنی جب ناامید ہوئے پیغمبر لوگ مدد سے اور گمان کیا انہوں نے کہ وہ جھوٹ کہے گئے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان سے جھوٹا وعدہ کیا تھا کہ وہ کافروں پر فتح پائیں گے ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کو اس جگہ لے گیا یعنی سمجھا اس نے اس سے جو سورہ بقرہ کی آیت سے سمجھا یعنی اور وہ سورہ بقرہ کی آیت یہ ہے پڑھی یہ آیت یہاں تک کہ کہے رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے کہ کب آئے گی مدد اللہ کی خبردار! بیشک اللہ کی مدد قریب ہے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان دونوں آیتوں سے یہی معنی سمجھے کہ پیغمبروں نے مدد کو دور گمان کیا اور اس میں دیر جانی کہ اب اللہ تعالیٰ کی مدد نہیں آئے گی۔ ابن ابی ملیکہ کہتا ہے سو میں عروہ رحمہ اللہ سے ملا اور میں نے اس سے یہ ذکر کیا سو اس نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کی پناہ قسم ہے اللہ کی نہیں وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے کسی چیز کا کبھی مگر کہ رسول نے یقیناً جانا یہ کہ وہ ہونے والا ہے اس کے

مرنے سے پہلے لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمیشہ رہا یہ ابتلا ساتھ رسولوں کے یہاں تک کہ وہ ڈرے اس سے کہ ان کے ساتھ والے ان کو جھٹلا دیں پھر کافر ہو جائیں سو عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کو تشدید ذال کے ساتھ پڑھتی تھیں ﴿فَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا﴾۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ یوسف میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ﴾ اَلْاٰيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو الخ

فائدہ: اختلاف ہے انّٰی کے معنی میں سو بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں کیف یعنی جس طرح چاہو اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں حیث یعنی جہاں سے چاہو اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں متی یعنی جب چاہو اور باعتبار اس اختلاف کے اس آیت کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ (فتح)

٤١٦٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ لَمْ يَتَكَلَّمْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ فَأَخَذْتُ عَلَيْهِ يَوْمًا فَقَرَأَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى مَكَانٍ قَالَ تَدْرِيْ فِيْمَ أُنْزِلَتْ قُلْتُ لَا قَالَ أُنْزِلَتْ فِيْ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ مَضٰى وَعَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنِيْ أَيُّوْبُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﴿فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾ قَالَ يَأْتِيْهَا فِيْ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

۴۱۶۳۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب قرآن پڑھتے تو کوئی کلام نہ کرتے یہاں تک کہ اس سے فارغ ہوتے سو میں نے ایک دن قرآن ان پر پکڑ رکھا (یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما قرآن کو حافظوں کی طرح یاد پڑھنے لگے) سو انہوں نے سورۂ بقرہ پڑھی یہاں تک کہ ایک جگہ میں پہنچے کہا تو جانتا ہے کہ یہ آیت کس چیز میں اتری؟ میں نے کہا کہ نہیں کہا فلاں فلاں امر میں اتری پھر بدستور گزرے اور عبدالصمد سے روایت ہے کہ اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ نے اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ایوب نے اس نے روایت کی نافع سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہ جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جماع کرے اس سے بیچ اس کے۔ اور روایت کیا ہے اس کو محمد بن یحییٰ بن سعید نے اپنے باپ سے

اس نے عبیداللہ سے اس نے نافع رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے۔

فائدہ: صحیح بخاری کے سب نسخوں میں اسی طرح واقع ہوا ہے یاتیھا فی یعنی جماع کرے عورت سے اس میں۔ نہیں ذکر کیا گیا مابعد ظرف کا اور وہ مجرور ہے یعنی نہیں مذکور ہوا کہ عورت کی کس چیز میں جماع کرے اگلے فرج میں یا پچھلے فرج میں یعنی دبر میں اور حمیدی نے کہا کہ مراد اگلی شرم گاہ ہے اور یہ نہیں ہے یہ تفسیر موافق واسطے اس چیز کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نفس روایت میں آئی تھی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نفس روایت میں صریح آچکا ہے کہ مراد اس آیت میں اجازت دبر میں جماع کرنے کی ہے پس روایت کی ہے اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند اور تفسیر میں ساتھ سند مذکور کے اور کہا بدلے قول اس کے کی یہاں تک کہ ایک جگہ میں پہنچے یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچے کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو' کہا کیا تم جانتے ہو کہ یہ آیت کس چیز میں اتری؟ میں نے کہا نہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اتری یہ آیت بیچ حق جماع کرنے کے عورتوں سے ان کی دبر میں یعنی پچھلی شرم گاہ میں اور اسی طرح روایت کیا ہے طبرانی وغیرہ نے اوسط وغیرہ میں اور ابن جریر وغیرہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے دبر میں جماع کیا لوگوں نے اس پر انکار کیا تو یہ آیت اتری اور یہ سبب اس آیت کے نزول میں مشہور ہے اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ کہا اللہ تعالیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بخشے اس کو وہم ہوا یہ انصار کا گروہ یہود کے ساتھ تھے ان کے ساتھ ملتے جلتے تھے ان کے بہت کام لیتے تھے اور یہود اپنی عورتوں سے صرف ایک جانب سے جماع کرتے تھے سو انصار نے بھی ان سے یہ فعل سیکھا اور قریش لذت اٹھاتے تھے اپنی عورتوں سے آگے سے اور پیچھے سے اور چت لٹا کر سو ایک قریشی مرد نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا اور وہ اس کے ساتھ اسی طرح کرنے لگا وہ عورت باز رہی یہ خبر لوگوں میں مشہور ہوئی یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور یہ محمول کرنا آیت کا موافق ہے واسطے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے جو مذکور ہے باب میں بیچ سبب اس آیت کے اور کہا شافعی نے کہ آیت دونوں معنوں کا احتمال رکھتی ہے ایک یہ کہ جس جگہ چاہے جماع کرے خواہ قبل میں یا دبر میں اس واسطے کہ انّٰی ساتھ معنی این کے ہے اور احتمال ہے کہ مراد اس سے کھیتی کی جگہ ہو لیکن حدیث خزیمہ کی ثابت ہے تحریم میں پس قوی ہے حرام ہونا اس کا اور کہا مازری نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے اس مسئلے میں اور جو دبر میں جماع کرنے کو جائز جانتا ہے اس نے اس آیت سے استدلال کیا ہے اور جو حرام جانتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ آیت یہود کے رد میں نازل ہوئی جیسے کہ باب کی حدیث میں ہے جو آتی ہے اور عموم جب نکلے اپنے سبب پر تو بند کیا جاتا ہے نزدیک اس کے نزدیک بعض اہل اصول کے اور اکثر اہل اصول کے نزدیک اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خاص سبب کا اور یہ چاہتا ہے اس کو کہ آیت حجت ہو جواز میں یعنی عورت سے دبر میں

جماع کرنا جائز ہو لیکن وار ہوئی ہیں بہت حدیثیں ساتھ منع کے پس ہوں گی مخصص واسطے عموم قرآن کے اور بیچ تخصیص عموم قرآن کے ساتھ بعد خبر احاد کے اختلاف ہے اور بخاری اور ذہلی اور بزار اور نسائی وغیرہ ایک جماعت اماموں کا یہ مذہب ہے کہ منع میں کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی میں کہتا ہوں لیکن ان کے طریقے بہت ہیں پس مجموع ان کا صالح ہے واسطے حجت پکڑنے کے ساتھ ان کے اور تائید کرتا ہے حرام ہونے کی یہ امر کہ اگر اباحت کی حدیثوں کو مقدم کریں تو لازم آئے گا کہ وہ مباح ہوا بعد حرام ہونے کے اور اصل عدم اس کا ہے اور جن حدیثوں کی سند صالح ہے ان میں سے ایک حدیث خزیمہ بن ثابت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نہیں نظر کرتا اس کی طرف جو اپنی عورت کی دبر میں جماع کرے روایت کیا ہے اس کو احمد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی وغیرہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور جب یہ حدیث حجت پکڑنے کے لائق ہے تو صلاحیت رکھتی ہے یہ کہ آیت کے عموم کو خاص کرے اور محمول کرے آیت کو اوپر غیر اس محل کے اس بنا پر کہ انّٰی معنی حَیْثُ کے ہے اور یہی متبادر ہے طرف سیاق کے اور بے پرواہ کرتا ہے یہ حمل کرنے اس کے سے اور معنی پر جو متبادر نہ ہوں ، واللہ اعلم ۔ (فتح) اور روایت کیا ہے حاکم نے شافعی کے مناقب میں شافعی سے مناظرہ جو اس کے اور امام محمد بن حسن صاحب اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اس امر میں واقع ہوا اور یہ کہ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حجت پکڑی اس کی کہ کھیتی تو فقط اگلے ہی شرم گاہ میں ہوتی ہے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا کہ اگلی شرم گاہ کے سوا جو چیز ہے وہ حرام ہوگی؟ محمد نے کہا ہاں تو کہا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھلا بتلاؤ تو کہ اگر اس کی دونوں پنڈلیاں یا اس کے شکن میں جماع کرے تو کیا اس میں بھی کھیتی ہے؟ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا نہیں کہا پس کیا حرام ہے ؟ کہا نہیں' شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا پھر تو کس طرح حجت پکڑتا ہے ساتھ اس چیز کے جس کا تو قائل نہیں اور شاید امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ قدیم قول میں جواز کے قائل تھے اور جدید میں تو اس کو صریح حرام کہا ہے شاید الزام دیا ہو محمد رحمۃ اللہ علیہ کو بطورِ مناظرہ کے اگرچہ اس کے قائل نہ تھے اور اصل مذہب ان کا تحریم ہے۔ (فتح)

٤١٦٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتِ الْيَهُوْدُ تَقُوْلُ إِذَا جَامَعَهَا مِنْ وَّرَآئِهَا جَآءَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ فَنَزَلَتْ ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾.

۴۱۶۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود کہتے تھے کہ جب مرد اپنی عورت سے جماع کرے اس کے پیچھے کی طرف سے اگلی شرم گاہ میں تو لڑکا بھینگا پیدا ہوتا ہے سو اتری یہ آیت کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں سو آؤ اپنی کھیتی میں جسطرح سے چاہو۔

فائدہ: اس سیاق سے کبھی وہم پیدا ہوتا ہے کہ یہ موافق ہے واسطے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے اسماعیلی نے اس کو اس لفظ سے روایت کیا ہے بارکۃ مدبرۃ فی فرجھا من ورائھا یعنی اس

حال میں کہ بیٹھی ہو پیٹھ دے کر اس کی اگلی شرم گاہ میں پیچھے کی طرف سے اور مسلم میں یہ لفظ ہے کہ جب تو جماع کرے اپنی عورت سے اس کی پچھلی طرف سے اس کی اگلی طرف میں اور اس کی ایک اور روایت میں یہ لفظ ہے اذا اتیت المرأة من دبرھا فحملت یعنی جب تو عورت سے جماع کرے اس کی پچھلی طرف سے پس حاملہ ہو جائے اور قول اس کا پس حاملہ ہو جائے دلالت کرتا ہے اوپر اس کے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ اگلی جانب میں جماع کرے نہ پچھلی جانب میں اور یہ سب رد کرتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تاویل کو جس کے ساتھ اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما پر رد کیا اور البتہ جھٹلایا اللہ تعالیٰ نے یہود کو ان کے گمان میں اور مباح کیا واسطے مردوں کے کہ فائدہ لیں اپنی عورتوں سے جس طرح چاہیں اور جب مجمل اور مفسر معارض ہو تو مفسر کو مقدم کیا جاتا ہے اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی مفسر ہے پس وہ اولیٰ ہے ساتھ عمل کرنے کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور زہری نے اس کی تفسیر میں کہا فی صمام واحد یعنی ایک سوراخ میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب تم عورتوں کو طلاق دو پھر پہنچ چکیں اپنی عدت کو تو نہ روکو ان کو کہ نکاح کریں اپنے خاوندوں سے جب راضی ہوں آپس میں۔

٤١٦٥ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ كَانَتْ لِيْ أُخْتٌ تُخْطَبُ إِلَيَّ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنِيْ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ أُخْتَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فَتَرَكَهَا حَتّٰى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَخَطَبَهَا فَأَبٰى مَعْقِلٌ فَنَزَلَتْ ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾.

٤١٦٥۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن کو اس کے خاوند نے طلاق دی پھر چھوڑا اس کو یہاں تک کہ اس کی عدت گزر گئی پھر اس کے خاوند نے اس سے نکاح کا پیغام بھیجا سو معقل رضی اللہ عنہ نے نہ مانا سو یہ آیت اتری کہ نہ روکو ان کو یہ کہ نکاح کریں اپنے خاوندوں سے۔

فائدہ: اتفاق کیا ہے اہل تفسیر نے اس پر کہ مخاطب ساتھ اس کے عورت کے ولی لوگ ہیں ذکر کیا ہے اس کو ابن خزیمہ نے اور ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ آیت اس مرد کے حق میں ہے کہ اپنی عورت کو طلاق دے اور اس کی عدت گزر جائے پھر اس کے خاوند کو ظاہر ہو کہ اس سے رجوع کرے اور عورت بھی چاہے تو

اس کا ولی اس کو نہ روکے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾. ﴿يَعْفُوْنَ﴾ يَهَبْنَ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ جو لوگ مر جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں عورتیں وہ انتظار کریں اپنے آپ چار مہینے اور دس دن خبیر تک۔ اور یعفون کے معنی ہیں کہ بخشیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿إِلَّا أَنْ يَعْفُوْنَ﴾ اور یہ رائے حمیدی کی ہے برخلاف محمد بن کعب کے کہ اس نے کہا کہ مراد بخشنا مردوں کا ہے۔

٤١٦٦ ـ حَدَّثَنِيْ أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حَبِيْبٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ قَالَ قَدْ نَسَخَتْهَا الْأٰيَةُ الْأُخْرٰى فَلِمَ تَكْتُبُهَا أَوْ تَدَعُهَا قَالَ يَا ابْنَ أَخِيْ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِّنْهُ مِنْ مَّكَانِهٖ.

۴۱۶۶۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ یعنی اس کا کیا حکم ہے؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منسوخ کیا اس کو دوسری آیت نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر تو نے اس کو کیوں لکھا؟ یعنی اور حالانکہ تو نے پہچانا کہ وہ منسوخ ہے یا کہا سو تو نے اس کو لکھے کیوں رہنے دیا؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اے بھتیجے! میں قرآن کی کوئی چیز اپنی جگہ سے نہ بدلوں گا۔

فائدہ: ایک روایت میں کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ یعنی جو لوگ مر جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں عورتیں لازم ہے اُن پر وصیت کرنا اپنی عورتوں کے واسطے خرچ دینا ایک برس تک نہ نکال دینا یعنی اس کا کیا حکم ہے؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دوسری آیت نے اس کو منسوخ کر ڈالا یعنی جو آیت کہ باب میں ہے کہ چار مہینے اور دس دن انتظار کریں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو یہ جواب دیا کہ میں قرآن کی کوئی چیز اپنی جگہ سے نہ بدلوں گا تو اس میں دلیل ہے اس پر کہ قرآن کی آیتوں کی ترتیب توقیفی ہے یعنی شارع کے حکم سے ہے اپنی رائے سے نہیں اور شاید عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ گمان تھا کہ جس آیت کا حکم منسوخ ہے وہ نہ لکھی جائے سو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو یہ جواب دیا کہ یہ لازم نہیں اور پیروی توقیف کی ہے اور واسطے اس کے کئی فائدے ہیں ثواب تلاوت کا اور حکم بجا لانا اس پر کہ سلف میں سے بعض وہ شخص ہیں جن کا مذہب یہ ہے کہ وہ منسوخ نہیں اور

سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا گیا سال سے بعض اس کا اور باقی رہا بعض وصیت کا واسطے اس کے اگر چاہے ٹھہرے جیسے کہ باب میں ہے مجاہد سے لیکن جمہور اس کے برخلاف ہیں اور یہ وہ جگہ ہے کہ واقع ہوا ہے اس میں ناسخ مقدم ترتیب تلاوت میں منسوخ پر اور تحقیق کہا گیا ہے کہ نہیں واقع ہوئی ہے نظیر اس کی مگر اسی جگہ میں اور اس کی بحث آئندہ آئے گی اور کامیاب ہوا میں سوائے اس کے اور کئی جگہوں پر ایک جگہ تو ان میں سے سورہ بقرہ میں ہے اور وہ یہ ہے ﴿فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ اس واسطے کہ وہ محکم ہے تطوع میں تخصیص کرنے والی ہے واسطے عموم آیت ﴿وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ﴾ کے اور یہ بھی تلاوت میں مقدم ہے منسوخ پر اور اس کے سوائے اور بھی کئی جگہ ہیں جن کو میں نے اور جگہ ذکر کیا ہے۔ (فتح)

٤١٦٧ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ قَالَ كَانَتْ هٰذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ أَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبٌ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْ أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ﴾ قَالَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَّصِيَّةً إِنْ شَآءَتْ سَكَنَتْ فِيْ وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَآءَتْ خَرَجَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ فَالْعِدَّةُ كَمَا هِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا زَعَمَ ذٰلِكَ عَنْ مُّجَاهِدٍ وَّقَالَ عَطَآءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْأٰيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ أَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَآءَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ قَالَ عَطَآءٌ إِنْ

۴۱۶۷۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور چھوڑ جائیں عورتیں کہا مجاہد نے تھی یہ عدت کہ عدت گزارتی عورت اپنے خاوند کے لوگوں کے پاس واجب یعنی جاہلیت کے وقت عرب میں رسم تھی کہ جب کسی عورت کا خاوند مر جاتا تو وہ اپنے خاوند کے لوگوں کے پاس ایک سال عدت بیٹھتی اور وہ اس کو واجب جانتے تھے کہ اپنے خاوند ہی کے گھر میں سال تک رہے سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور چھوڑ جائیں اپنی عورتوں کو تو لازم ہے وصیت کرنا اپنی عورتوں کے واسطے خرچ دینا ایک برس تک نہ نکال دینا سو اگر نکلیں تو نہیں تم پر اے اولیا شوہر کے کچھ گناہ اس چیز میں کہ کریں اپنی جانوں میں موافق دستور کے کہا ٹھہرائی ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے اس کے تمام سال کے سات مہینے اور بیس راتیں وصیت اگر چاہے تو اپنی وصیت یعنی سات مہینے بیس دن میں رہے اور اگر چاہے تو نکلے اور یہی مراد ہے اللہ کے اس قول سے نہ نکال دینا اور اگر نکلیں تو تم پر کچھ گناہ نہیں پس عدت یعنی چار مہینے دس دن بدستور واجب ہے اوپر اس کے گمان کیا ہے اس کو ابن ابی نجیح نے مجاہد سے اور کہا عطاء نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ منسوخ کیا

شَآءَتِ اعْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهٖ وَسَكَنَتْ فِيْ وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَآءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ﴾ قَالَ عَطَآءٌ ثُمَّ جَآءَ الْمِيْرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنٰى فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَآءَتْ وَلَا سُكْنٰى لَهَا وَعَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا وَرْقَآءُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ بِهٰذَا وَعَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عِدَّتَهَا فِيْ أَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَآءَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ نَحْوَهٗ.

اس آیت نے اس کے عدت بیٹھنے کو نزدیک اپنے لوگوں کے سو عدت گزارے جہاں چاہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ نہ نکال دینا کہا عطاء نے اگر چاہے تو عدت بیٹھے اپنے خاوند کے لوگوں کے پاس اور اپنی وصیت میں رہے اور اگر چاہے تو نکلے واسطے اس آیت کے سو نہیں کوئی گناہ تم پر اس چیز میں کہ کریں، عطاء نے کہا پھر میراث کا حکم اترا یعنی چوتھائی یا آٹھواں حصہ اور رہنا منسوخ ہوا سو عدت گزارے جس جگہ چاہے اور نہیں واجب ہے واسطے اس کے مکان دینا رہنے کو اور روایت ہے محمد بن یوسف رحمہ اللہ سے اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ورقاء نے ابن ابی نجیح سے اس نے مجاہد سے ساتھ اس کے اور روایت کی ہے اابن ابی نجیح نے اس نے روایت کی عطاء سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا منسوخ کیا اس آیتنے اس کی عدت کا ٹنے کو نزدیک گھر والوں اپنے کے پس عدت کاٹے جس جگہ چاہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے نہ نکال دینا مانند اس کے۔

٤١٦٨ ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ جَلَسْتُ إِلٰى مَجْلِسٍ فِيْهِ عُظْمٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَفِيْهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ لَيْلٰى فَذَكَرْتُ حَدِيْثَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ فِيْ شَأْنِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَلٰكِنَّ عَمَّهٗ كَانَ لَا يَقُوْلُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ إِنِّيْ لَجَرِيْءٌ إِنْ كَذَبْتُ عَلٰى رَجُلٍ فِيْ جَانِبِ الْكُوْفَةِ وَرَفَعَ صَوْتَهٗ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ فَلَقِيْتُ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ أَوْ مَالِكَ بْنَ عَوْفٍ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ قَوْلُ ابْنِ

۴۱۶۸۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ایک مجلس میں بیٹھا جس میں انصار کے بزرگ تھے اور ان میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ تھا (سو ذکر کیا لوگوں نے اس کے واسطے حاملہ عورت کو کہ اپنے خاوند کے مرنے کے بعد جنے سو عبدالرحمٰن نے کہا کہ عدت اس کی وہ ہے جو دونوں مدت میں زیادہ دراز ہو) سو ذکر کی میں نے حدیث عبدالرحمٰن کی بیچ حال سبیعہ بنت حارث کے (یعنی اور وہ حدیث یہ ہے کہ اس کا خاوند مر گیا اور وہ حاملہ تھی سو اس نے چالیس دن کے بعد بچہ جنا اور حضرت ﷺ سے نکاح کی اجازت مانگی حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی) سو عبدالرحمٰن نے کہا کہ لیکن اس کا چچا یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کا قائل نہ تھا' ابن سیرین کہتا ہے سو

مَسْعُوْدٍ فِي الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَقَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ أَتَجْعَلُوْنَ عَلَيْهَا التَّغْلِيْظَ وَلَا تَجْعَلُوْنَ لَهَا الرُّخْصَةَ لَنَزَلَتْ سُوْرَةُ النِّسَآءِ الْقُصْرٰى بَعْدَ الطُّوْلٰى وَقَالَ أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ لَقِيْتُ أَبَا عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ.

میں نے کہا کہ البتہ میں دلیر ہوں اگر میں نے جھوٹ بولا ایک مرد پر جو کوفے کی جانب میں ہے یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہ وہ کوفے میں رہتے تھے اور اپنی آواز بلند کی کہا ابن سیرین نے پھر میں نکلا اور مالک بن عامر یا مالک بن عوف سے ملا میں نے کہا کس طرح تھا قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس عورت کے حق میں جس کا خاوند مر جائے اور حالانکہ وہ حاملہ ہو؟ سو اس نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ کیا تم اس کے واسطے شدت ٹھہراتے ہو اور اس کے واسطے رخصت نہیں ٹھہراتے ؟ البتہ اتری سورہ نساء چھوٹی لمبی کے بعد۔

فائدہ: مراد سورہ نساء چھوٹی سے سورہ طلاق ہے کہ آیت ﴿أَجَلُهُنَّ أَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ اس میں واقع ہے اور لمبی سے مراد سورہ بقرہ ہے کہ آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ﴾ الخ اس میں ہے اور یہ جو کہا کہ ٹھہراتے ہو تم اس پر شدت الخ یعنی اگر مدت وضع حمل کے چار مہینے دس دن سے زیادہ ہو تو اس صورت میں تم اس پر شدت اور سختی کو جائز رکھتے ہو کہ جب بچہ جنے تب ہی عدت سے باہر آئے گو چار مہینے دس دن کے بعد کتنی مدت پیچھے بچہ جنے اور اگر چار مہینے دس دن سے کم میں بچہ جنے تو اس صورت میں تم اس کو حلال کیوں نہیں جانتے اور اس کو دوسرے نکاح کی اجازت کیوں نہیں دیتے اور باقی شرح اس کی سورہ طلاق کی تفسیر میں آئے گی اور یہ جو کہا کہ عدت اس کی وہ ہے جو دونوں مدت میں زیادہ دراز ہو یعنی اگر چار مہینے دس دن سے کچھ مدت پیچھے بچہ جنے تو عدت اس کی وضع حمل ہے اور اگر چار مہینے دس دن سے پہلے بچہ جنے تو عدت اس کی چار مہینے دس دن ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نگہبانی کرو سب نمازوں پر اور بیچ والی نماز پر۔

فائدہ: وسطیٰ تانیث ہے اوسط کی اور اوسط کے معنی ہیں اعدل ہر چیز سے اور نہیں مراد ہے اس کے ساتھ درمیان ہونا دو چیزوں کے اس واسطے کہ فعلیٰ کے معنی تفضیل ہیں اور نہیں بنا کیا جاتا اسم تفضیل مگر اس چیز سے جو قبول کرے زیادتی اور نقصان کو اور وسط بمعنی خیار اور عدل کے ان کو قبول کرتا ہے برخلاف توسط کے کہ وہ ان کو قبول نہیں کرتا۔

٤١٦٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

۴۱۶۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن فرمایا کہ کافروں نے ہم کو بیچ والی نماز سے روکا یہاں تک کہ سورج غروب ہوا اللہ ان کی قبروں کو اور

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَبَسُوْنَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ مَلَأَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ أَوْ أَجْوَافَهُمْ شَكَّ يَحْيٰى نَارًا.

گھروں کو یا فرمایا ان کے پیٹوں کو (یہ یحییٰ راوی کا شک ہے) آگ سے بھرے۔

فائدہ: یعنی روکا اس کے پڑھنے سے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے ہم کو عصر کی نماز سے باز رکھا اور اس کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر آپ نے اس کو مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عصر کی نماز ہے اور اختلاف ہے سلف کو کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے کون سی نماز مراد ہے؟ اور دمیاطی نے اس مسئلے میں ایک رسالہ لکھا ہے اس میں اس نے سب اقوال کو جمع کیا ہے علماء سلف کے اس میں بیس اقوال ہیں اول یہ کہ وہ صبح کی نماز ہے یہ قول انس رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ کا ہے، دوم یہ ہے وہ ظہر کی نماز ہے یہ قول زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے، سوم یہ کہ وہ عصر کی نماز ہے یہ قول علی رضی اللہ عنہ کا ہے، چہارم یہ کہ مغرب کی نماز ہے یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے، پنجم یہ کہ وہ سب نمازیں ہیں یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے، چھٹا یہ کہ وہ جمعہ کی نماز ہے یہ قول ابن حبیب مالکی کا ہے، ساتواں یہ کہ وہ ظہر ہے سب دنوں میں اور جمعہ ہے جمعہ کے دن، آٹھواں یہ کہ وہ عشاء کی نماز ہے، نواں یہ کہ وہ صبح اور عشاء کی نماز ہے، دسواں یہ کہ وہ صبح اور عصر کی نماز ہے، یارھواں یہ کہ وہ جماعت کی نماز ہے، بارھواں یہ کہ وہ وتر ہیں، تیرھواں یہ کہ وہ خوف کی نماز ہے، چودھواں یہ کہ وہ عید الاضحیٰ یعنی قربانی کی عید کی نماز ہے، پندرھواں یہ کہ وہ عید الفطر کی نماز ہے، سولہواں یہ کہ وہ چاشت کی نماز ہے، سترھواں یہ کہ وہ ایک نماز غیر معین ہے پانچ نمازوں سے، اٹھارواں یہ کہ وہ صبح کی نماز ہے یا عصر کی ساتھ شک کے اور یہ غیر ہے اس قول کا جو پہلے گزر چکا ہے کہ اس میں تعیین یقین ہے کہ ہر ایک کو دونوں میں سے نماز وسطیٰ کہا جاتا ہے، انیسواں یہ کہ توقف ہے یعنی معلوم نہیں کون ہے، بیسواں یہ کہ رات کی نماز ہے اور قوی یہ ہے کہ وہ عصر کی نماز ہے واسطے تصریح کرنے کے اس کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کی حدیث میں روایت کی ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی مسلم وغیرہ نے اور اسی طرح روایت کی ہے مالک نے حفصہ سے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ عصر کے سوا اور نماز ہے تو ان کی حجت یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کی حدیث میں وصلاۃ العصر کا لفظ واؤ عطف کے ساتھ واقع ہے اور عطف چاہتا ہے مغایر کو اور جواب یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث

سند میں صحیح تر ہے اور یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث معارض ہے ساتھ اس کے کہ عروہ کی روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قرآن میں وھی صلوۃ العصر کا لفظ واقع تھا پس احتمال ہے کہ اس میں واؤ زائد ہو اور ساتھ اس کے کہ قول اس کا والصلوۃ الوسطیٰ والعصر نہیں پڑھا ہے اس کو اس طرح قرآن میں کسی نے اور ترجیح ہے اس قول کو اس کے ساتھ کہ عصر کی نماز حدیث مرفوع میں صریح آ چکی ہے اور روایت کی ہے ترمذی اور نسائی نے زر بن حبیش کے طریق سے کہ ہم نے عبیدہ سے کہا کہ پوچھ علی رضی اللہ عنہ سے کہ صلوٰۃ وسطیٰ کون سی نماز ہے؟ سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم گمان کرتے تھے کہ صبح کی نماز ہے یہاں تک کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جنگ خندق کے دن فرماتے تھے کہ کافروں نے ہم کو نماز وسطیٰ سے باز رکھا عصر کی نماز سے اور یہ روایت دور کرتی ہے اس شخص کے گمان کو جو گمان کرتا ہے کہ لفظ صلوۃ العصر کا مدرج ہے یعنی راویوں سے اور حالانکہ یہ لفظ نص ہے اس میں کہ ہونا اس کا عصر کی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سے ہے اور یہ کہ شبہ اس کا جو کہتا ہے کہ وہ صبح کی نماز ہے قوی ہے لیکن معتمد یہ قول ہے کہ وہ عصر کی نماز ہے اور یہی قول ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اور یہی صحیح ہے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب سے اور قول احمد کا اور جس کی طرف میل کی ہے اکثر شافعیہ نے واسطے صحیح ہونے حدیث کے بیچ اس کے کہا ترمذی نے کہ یہی قول ہے ابن حبیب اور ابن عربی وغیرہ کا مالکیہ سے اور نیز تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو مسلم نے براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا اتری یہ آیت: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ﴾ سو ہم نے اس کو پڑھا جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر منسوخ ہوئی اور اتری یہ آیت ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ ایک مرد نے کہا سو اب وہ عصر کی نماز ہے؟ براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تجھ کو خبر دی کہ کس طرح اتری اور یہ جو کہا کہ اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھرے تو اس صورت میں جواز بددعا کا ہے مشرکوں پر ساتھ مثل اس کے اور مشکل ہے یہ حدیث ساتھ اس کے کہ یہ شامل ہے دعا کو جو صادر ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص پر جو اس کا مستحق ہو اور وہ شخص وہ ہے جو شرک کی حالت میں مرے اور نہیں واقع ہوئی ایک شق یعنی گھروں کا آگ سے بھرنا اور بہر حال قبروں کا آگ سے بھرنا سو واقع ہوا ہے اس کے حق میں جو مرا ان سے مشرک ہو کر اور جواب یہ ہے کہ یہ محمول ہے انہیں رہنے والوں پر یعنی مراد وہ ہیں جو ان میں رہتے ہیں اور وہ کافر ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ أَيْ مُطِيْعِيْنَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے قانتین کے معنی ہیں فرمانبردار۔

٤١٧٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ أَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ

۴۱۷۰۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں کلام کیا کرتے تھے کوئی ہم میں سے اپنے بھائی سے اپنی حاجت میں کلام کرتا تھا یہاں تک کہ اتری یہ آیت کہ نگہبانی

أَرْقَمَ قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ يُكَلِّمُ أَحَدُنَا أَخَاهُ فِيْ حَاجَتِهٖ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْأٰيَةُ ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ.

کرو نمازوں پر اور بیچ والی نماز پر اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے سو ہم کو چپ رہنے کا حکم ہوا۔

بَابُ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے سو اگر تم کو ڈر ہو تو پیادہ پڑھ لو یا سوار اور جس وقت امن پاؤ تو یاد کرو اللہ کو جیسا کہ تم کو سکھایا جو تم نہیں جانتے تھے۔

وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ ﴿كُرْسِيُّهٗ﴾ عِلْمُهٗ.

یعنی اور کہا ابن جبیر نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهٗ﴾ کہ کرسی کے معنی ہیں علم اس کا۔

يُقَالُ ﴿بَسْطَةً﴾ زِيَادَةً وَّفَضْلًا.

یعنی کہا جاتا ہے آیت ﴿بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ﴾ کی تفسیر میں کہ بسطة کے معنی ہیں زیادتی اور فضیلت۔

﴿أَفْرِغْ﴾ أَنْزِلْ.

یعنی افرغ کے معنی ہیں اتار۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا﴾۔

﴿وَلَا يَؤُوْدُهٗ﴾ لَا يُثْقِلُهٗ.

یعنی ﴿لَا يَؤُوْدُهٗ﴾ کے معنی ہیں نہیں بھاری ہوتی اوپر اس کے نگہبانی ان کی۔

آدَنِيْ أَثْقَلَنِيْ.

آدنی کے معنی ہیں مجھ پر بھاری گزرا۔

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے ﴿وَلَا يَؤُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا﴾۔

وَالْأٰدُ وَالْأَيْدُ الْقُوَّةُ.

یعنی آد اور اید کے معنی ہیں قوت۔

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے ﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْأَيْدِ﴾۔

اَلسِّنَةُ نُعَاسٌ.

یعنی معنی سنة کے آیت ﴿لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ﴾ میں اونگھ کے ہیں۔

﴿فَبُهِتَ﴾ ذَهَبَتْ حُجَّتُهٗ.

یعنی اور آیت ﴿فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ﴾ میں بہت کے معنی ہیں اس کی کوئی حجت نہ رہی یعنی لا جواب ہو گیا۔

﴿خَاوِيَةٌ﴾ لَا أَنِيْسَ فِيْهَا.

یعنی خاویة کے معنی ہیں کوئی اس کا ہمدم نہ تھا یعنی

آیت ﴿وَهِیَ خَاوِیَةٌ﴾ میں۔

عُرُوْشُهَا أَبْنِيَتُهَا.

یعنی عروشها کے معنی ہیں اپنی بنیادوں پر یعنی آیت ﴿عَلٰی عُرُوْشِهَا﴾ میں۔

﴿نُنْشِزُهَا﴾ نُخْرِجُهَا.

یعنی معنی ننشزها کے آیت ﴿کَیْفَ نُنْشِزُهَا﴾ میں کہ کس طرح ہم اس کو نکالتے ہیں۔

﴿إِعْصَارٌ﴾ رِیْحٌ عَاصِفٌ تَهُبُّ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَآءِ کَعَمُوْدٍ فِیْهِ نَارٌ.

یعنی آیت ﴿إِعْصَارٌ فِیْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ﴾ میں اعصار کے معنی ہیں آندھی سخت جو زمین سے آسمان کو چلتی ہے مانند ستون کے کہ اس میں آگ ہوتی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿صَلْدًا﴾ لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿فَتَرَکَهٗ صَلْدًا﴾ کہ صلدا کے معنی ہیں کہ اس پر کچھ چیز نہیں۔

وَقَالَ عِکْرِمَةُ ﴿وَابِلٌ﴾ مَطَرٌ شَدِیْدٌ.

یعنی اور کہا عکرمہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿فَأَصَابَهَا وَابِلٌ﴾ کہ وابل کے معنی ہیں سخت مینہ۔

اَلطَّلُّ النَّدٰی وَهٰذَا مَثَلُ عَمَلِ الْمُؤْمِنِ.

یعنی طل کے معنی اس آیت میں ﴿فَإِنْ لَّمْ یُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ﴾ تری ہیں اور یہ مثال مسلمانوں کے عمل کی ہے کہ اللہ کے نزدیک زیادہ ہوتا ہے اگر اخلاص کے ساتھ ہو اور دور ہوتا ہے اگر ریا کے ساتھ ہو۔

﴿یَتَسَنَّهْ﴾ یَتَغَیَّرْ.

یعنی آیت ﴿لَمْ یَتَسَنَّهْ﴾ کے معنی ہیں کہ متغیر نہیں ہوا۔

٤١٧١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا کَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ یَتَقَدَّمُ الْإِمَامُ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ النَّاسِ فَیُصَلِّیْ بِهِمُ الْإِمَامُ رَکْعَةً وَّتَکُوْنُ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ الْعَدُوِّ لَمْ یُصَلُّوْا فَإِذَا صَلَّی الَّذِیْنَ مَعَهٗ رَکْعَةً اِسْتَأْخَرُوْا مَکَانَ الَّذِیْنَ لَمْ یُصَلُّوْا وَلَا یُسَلِّمُوْنَ

۴۱۷۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کوئی ان سے خوف کی نماز کی کیفیت پوچھتا تھا تو کہتے تھے کہ آگے بڑھے امام اور ایک گروہ آدمیوں سے سو امام ان کو ایک رکعت پڑھائے اور ان میں ایک گروہ ان کے دشمن کے درمیان رہے جنہوں نے نماز نہیں پڑھی یعنی دشمن کے مقابلے میں رہیں تا کہ دشمن حملہ نہ کرے سو جب امام کے ساتھ والے ایک رکعت پڑھ چکیں تو یہ پیچھے ہٹ جائیں اُن لوگوں کی جگہ جنہوں نے نماز نہیں پڑھی اور سلام نہ پھیریں اور آگے بڑھیں جنہوں

وَيَتَقَدَّمُ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا فَيُصَلُّوْنَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ يَنْصَرِفُ الْإِمَامُ وَقَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَيَقُوْمُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَ الطَّآئِفَتَيْنِ فَيُصَلُّوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً بَعْدَ أَنْ يَّنْصَرِفَ الْإِمَامُ فَيَكُوْنُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَ الطَّآئِفَتَيْنِ قَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدَّ مِنْ ذٰلِكَ صَلَّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلٰى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا مُّسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا قَالَ مَالِكٌ قَالَ نَافِعٌ لَّا أُرٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذٰلِكَ إِلَّا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نے نماز نہیں پڑھی سو وہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں پھر پھرے امام یعنی نماز سے ساتھ سلام کے حالانکہ اس نے دونوں رکعت پڑھ لی ہیں پھر ہر ایک دونوں گروہ میں سے کھڑا ہو اور اپنی اپنی ایک رکعت جدا پڑھیں اس کے بعد کہ امام نماز سے پھرے تو ہر ایک گروہ کے دونوں میں سے دو دو رکعت نماز ہو گی اور اگر خوف اس سے بھی زیادہ سخت ہو یعنی جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں تو پیادہ نماز پڑھیں کھڑے اپنے قدموں پر یا سوار قبلے کی طرف منہ ہو یا نہ ہو کہا نافع رحمہ اللہ نے کہ نہیں گمان کرتا میں کہ ذکر کیا ہو اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

بَابٌ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ تم میں مر جائیں اور چھوڑ جائیں عورتیں۔

٤١٧٢ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَيَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ الشَّهِيْدِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ قُلْتُ لِعُثْمَانَ هٰذِهِ الْآيَةُ الَّتِيْ فِي الْبَقَرَةِ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ قَدْ نَسَخَتْهَا الْأُخْرٰى فَلِمَ تَكْتُبُهَا قَالَ تَدَعُهَا يَا ابْنَ أَخِيْ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِّنْهُ مِنْ مَّكَانِهٖ قَالَ حُمَيْدٌ أَوْ نَحْوَ هٰذَا.

۴۱۷۲۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ آیت جو سورۂ بقرہ میں ہے کہ جو لوگ مر جائیں اور چھوڑ جائیں عورتیں غیر اخراج تک البتہ منسوخ کر ڈالا ہے اس کو دوسری آیت نے تم اس کو قرآن میں کیوں لکھتے ہو؟ کہا اے بھتیجے! میں اس کو چھوڑتا ہوں کہ میں قرآن کی کوئی چیز اپنی جگہ سے نہ بدلوں گا' کہا حمید نے یا مثل اس کے کہا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ رَبِّ أَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے کہ اے میرے رب! دکھا مجھ کو کیسے تو زندہ کرتا ہے مردوں کو؟۔

﴿فَصُرْهُنَّ﴾ قَطِّعْهُنَّ.

یعنی آیت ﴿فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر۔

٤١٧٣ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ وَسَعِیْدٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِیْمَ إِذْ قَالَ ﴿رَبِّ أَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ﴾.

۴۱۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کرنے کے لائق ہیں جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب! دکھا مجھ کو کیسے تو زندہ کرتا ہے مردے کو کہا کیا تو نے یقین نہیں کیا؟ کہا کیوں نہیں لیکن اس واسطے کہ دل کو تسکین ہو۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أَیَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّأَعْنَابٍ﴾ إِلٰی قَوْلِهٖ ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کیا کوئی تم میں سے چاہتا ہے کہ اس کے واسطے باغ ہوں تتفکرون تک۔

٤١٧٤ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیْمُ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِیْ مُلَیْكَةَ یُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَسَمِعْتُ أَخَاهُ أَبَا بَكْرِ بْنَ أَبِیْ مُلَیْكَةَ یُحَدِّثُ عَنْ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَوْمًا لِّأَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَ تَرَوْنَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ نَزَلَتْ ﴿أَیَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ﴾ قَالُوْا اَللّٰهُ أَعْلَمُ فَغَضِبَ عُمَرُ فَقَالَ قُوْلُوْا نَعْلَمُ أَوْ لَا نَعْلَمُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِیْ نَفْسِیْ مِنْهَا شَیْءٌ یَّا أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ عُمَرُ یَا ابْنَ أَخِیْ قُلْ وَلَا تَحْقِرْ نَفْسَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ضُرِبَتْ مَثَلًا

۴۱۷۴۔ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے کہا کہ کس چیز میں تم گمان کرتے ہو اس آیت کو کیا دوست رکھتا ہے تم میں سے کوئی یہ کہ ہو اس کا باغ؟ اصحاب نے کہا کہ اللہ خوب جانتا ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غضبناک ہو کر کہا کہو ہم جانتے ہیں یا نہیں جانتے' سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میرے جی میں اس سے کچھ چیز ہے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اے بھتیجے! کہہ اور اپنے آپ کو ناچیز نہ جان، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بیان کی گئی ہے مثال واسطے عمل کے، کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کون سا عمل؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے واسطے عمل کے، کہا عمر رضی اللہ عنہ نے واسطے مرد مالدار کے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ شیطان کو اس کے واسطے اٹھاتا ہے سو

لِّعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ أَیُّ عَمَلٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِّعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ لِرَجُلٍ غَنِیٍّ یَّعْمَلُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ بَعَثَ اللّٰهُ لَهُ الشَّیْطَانَ فَعَمِلَ بِالْمَعَاصِیْ حَتّٰی أَغْرَقَ أَعْمَالَهُ.

گناہ کرنے لگتا ہے یہاں تک کہ اس کے نیک عملوں کو ڈبو دیتا ہے یعنی فنا کر ڈالتا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ کیا کوئی تم میں چاہتا ہے کہ عمر بھر نیک عمل کیا کرے یہاں تک کہ جب اس کی عمر تمام ہو تو اس کو بدبختوں کے عمل کے ساتھ ختم کرے سو اس کو فاسد کرے اور اس حدیث میں دقت فہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے اور قریب ہونے مرتبے اس کے عمر رضی اللہ عنہ سے اور مقدم کرنا اس کا اس کو لڑکپن سے اور ترغیب عالم کی اپنے شاگرد کو ساتھ کلام کرنے کے روبرو اس شخص کے جو اس سے عمر میں بڑا ہو جب کہ اس میں کوئی لیاقت پہچاننے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے اس کی خوش دلی سے اور ترغیب اس کی سے علم میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ ﴿لَا یَسْأَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ کر۔

یُقَالُ أَلْحَفَ عَلَیَّ وَأَلَحَّ عَلَیَّ وَأَحْفَانِیْ بِالْمَسْأَلَةِ ﴿فَیُحْفِكُمْ﴾ یُجْهِدْكُمْ.

کہا جاتا ہے أَلْحَفَ عَلَیَّ وَأَلَحَّ عَلَیَّ وَأَحْفَانِیْ بِالْمَسْأَلَةِ یعنی ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں اور فیحفکم کے معنی ہیں کوشش کرے تمہارے سوال میں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے جو سورہ محمد میں ہے ﴿إِنْ یَسْأَلْكُمُوْهَا فَیُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا﴾ یعنی اگر تم سے تمہارے مال مانگے اور سوال میں مبالغہ اور کوشش کرے تو تم بخیل ہو جاؤ اور الحافا مصدر ہے بیچ جگہ حال کے اور کیا مراد نفی سوال کی ہے یعنی لوگوں سے بالکل نہیں مانگتے یا مراد یہ ہے کہ خاص لپٹ کر نہیں مانگتے؟ پس نہ نفی ہوگی سوال کی بغیر الحاف کے اس میں احتمال ہے اور دوسرا احتمال اکثر ہے استعمال میں اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اگر سوال کریں تو لپٹ کر نہیں مانگتے پس نہ لازم پکڑے گا تورع کو۔ (فتح)

٤١٧٥ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ مَرْیَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ شَرِیْكُ بْنُ أَبِیْ نَمِرٍ أَنَّ عَطَآءَ بْنَ یَسَارٍ وَّعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِیْ عَمْرَةَ الْأَنْصَارِیَّ قَالَا سَمِعْنَا أَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْمِسْكِیْنُ الَّذِیْ تَرُدُّهُ

۴۱۷۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محتاج وہ نہیں جس کو ایک چھوہارا اور دو چھوہارے اور ایک لقمہ اور دو لقمے کی طمع در بدر پھرائے حقیقت میں بیچارہ محتاج تو وہ ہے جو حرام سوال سے رکا رہے اگر تم چاہو تو اس مطلب کو قرآن سے پڑھو کہ لائق دینے کے وہ لوگ ہیں کہ باوجود محتاجی کے لوگوں سے سوال نہیں کرتے لپٹ کر۔

التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَةُ وَلَا اللُّقْمَتَانِ إِنَّمَا الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَتَعَفَّفُ وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ يَعْنِيْ قَوْلَهُ ﴿لَا يَسْأَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾.

بَابُ قَوْلِ اللهِ ﴿وَأَحَلَّ اللهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور حلال کیا اللہ نے سودا اور حرام کیا سود۔

اَلْمَسُّ الْجُنُوْنُ.

یعنی اور مس کے معنی ہیں جنون۔

فائدہ: یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سود کھانے والا قیامت کے دن دیوانہ اٹھایا جائے گا۔

٤١٧٦ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتِ الْأٰيَاتُ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا قَرَأَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

۴۱۷۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ جب سورۂ بقرہ کی اخیر آیتیں اتریں سود کے حق میں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لوگوں پر پڑھا پھر شراب کی تجارت حرام کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حلال کیا اللہ تعالیٰ نے سودا اور حرام کیا سود تو احتمال ہے کہ ہو تمام اعتراض کفار کے سے اس واسطے کہ انہوں نے کہا ﴿إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا﴾ یعنی پس کیوں حلال ہوا یہ اور کیوں حرام ہوا وہ اور احتمال ہے کہ ہو رد اوپر ان کے اور ہو اعتراض ان کا ساتھ حکم عقل کے اور رد اوپر ان کے ساتھ حکم شرع کے جس کے حکم کو کوئی پیچھے ہٹانے والا نہیں اور اکثر مفسرین دوسرے احتمال پر ہیں اور یہ جو کہا کہ پھر شراب کی تجارت حرام کی تو اس کی توجیہ بیع میں گزر چکی ہے اور یہ کہ شراب کی تجارت کا حرام ہونا واقع ہوا ہے شراب کے حرام ہونے سے بہت مدت پیچھے پس حاصل ہوگا ساتھ اس کے جواب اس شخص کا جو حدیث میں اشکال کرتا ہے اس کے ساتھ کہ سود کی آیتیں ان آیتوں میں ہیں کہ پیچھے اتریں اور شراب بہت مدت اس سے پہلے حرام ہوئی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَمْحَقُ اللهُ الرِّبَا﴾ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ يُذْهِبُهُ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ مٹاتا ہے اللہ سود کو کہا امام بخاری رحمہ اللہ نے لے جاتا ہے اس کو۔

٤١٧٧ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ سَمِعْتُ أَبَا الضُّحٰى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْأٰيَاتُ الْأَوَاخِرُ مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَاهُنَّ فِي الْمَسْجِدِ فَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

۴۱۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں اتریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے سو ان کو لوگوں پر پڑھا مسجد میں سو شراب کی تجارت حرام کی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ﴾ فَاعْلَمُوْا.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر تم نہیں کرتے تو خبردار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور فاذنوا کے معنی ہیں جانو۔

٤١٧٨ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْأٰيَاتُ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ قَرَأَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فِي الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

۴۱۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں اتریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان پر پڑھا مسجد میں اور شراب کی تجارت حرام کی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلٰى مَيْسَرَةٍ وَّأَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر مفلس ہو تو لازم ہے مہلت دینی جب تک کشائش پائے اور اگر خیرات کر دو تو تمہارا بھلا ہے اگر تم کو سمجھ ہے۔

فائدہ: یہ خبر ہے ساتھ معنی امر کے یعنی اگر ہو جس پر سود کا قرض ہو تنگ دست تو اس کو مہلت دو مال دار ہونے تک۔

٤١٧٩ ـ وَ قَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَّنْصُوْرٍ وَّالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْأٰيَاتُ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُنَّ

۴۱۷۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں اتریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہم پر پڑھا پھر شراب کی سوداگری حرام کی۔

عَلَيْنَا ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ ڈرو اس دن سے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف پھیرے جاؤ گے۔

٤١٨٠ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اٰخِرُ اٰيَةٍ نَّزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةُ الرِّبَا.

۴۱۸۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پچھلی آیت جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری سود کی آیت ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں اور شاید ارادہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کہ تطبیق دے درمیان دونوں قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس واسطے کہ ایک روایت میں اس سے یہ آیا ہے جو باب کی حدیث میں مذکور ہے اور ایک روایت میں اس سے یہ آیا ہے کہ اخیر آیت جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ﴾ ہے روایت کیا ہے اس کو طبری نے اس سے ساتھ کئی طریقوں کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد نو دن زندہ رہے اور اس کے غیر سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد اکیس دن زندہ رہے اور طریق تطبیق کا دونوں قول کے درمیان یہ ہے کہ یہ آیت خاتمہ ہے ان آیتوں کا جو سود کے حق میں اتریں اس واسطے کہ وہ ان پر معطوف ہے اور بہر حال جو براء رضی اللہ عنہ سے آئندہ آئے گا کہ اخیر آیت جو اتری ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ ہے سو اس کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے درمیان تطبیق یوں ہے کہ دونوں آیتیں اکٹھی اتریں پس صادق آتا ہے کہ ہر ایک دونوں میں سے پچھلی ہے بہ نسبت اپنے ماسوا کے اور احتمال ہے کہ ہو آخر آیت سورۂ نساء کی آیت میں مقید اس چیز کے ساتھ کہ متعلق ہے ساتھ میراث کے مثلاً برخلاف آیت بقرہ کے اور احتمال ہے عکس کا اور اول کو ترجیح ہے واسطے اس کے کہ بقرہ کی آیت میں ہے اشارہ طرف معنی وفات کے جو مستلزم ہے واسطے خاتمے نزول کے اور حکایت کی ہے ابن عبدالسلام نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیت مذکورہ کے اترنے کے بعد اکیس دن زندہ رہے۔

تنبیہ: مراد ساتھ آخری آیت کے سود میں تاخر نزول ان آیتوں کا ہے جو سود کے ساتھ متعلق ہیں سورۂ بقرہ سے اور بہر حال حکم سود کے حرام ہونے کا سو اس کا نازل ہونا اس سے پہلے ہے ساتھ مدت دراز کے اس بنا پر کہ دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا سورۂ آل عمران میں احد کے قصے کے بیچ میں کہ اے ایمان والو نہ کھاؤ سود دوگنے پر دوگنا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر ظاہر کرو تم اپنے جی کی بات یا اس کو چھپاؤ حساب لے گا تم سے اللہ پھر

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾.

بخشے گا جس کو چاہے اور عذاب کرے گا جس کو چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

٤١٨١ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا مِسْكِيْنٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّآءِ عَنْ مَّرْوَانَ الْأَصْفَرِ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّهَا قَدْ نُسِخَتْ ﴿وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ﴾ الْآيَةَ.

۴۱۸۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تحقیق منسوخ ہوئی یہ آیت اگر تم ظاہر کرو اپنے جی کی بات یا اس کو چھپاؤ حساب لے گا تم سے اللہ، آخر آیت تک۔

فائدہ: مجھ کو اس میں توقف ہے کہ یہ روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہو اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس آیت کے منسوخ ہونے کی خبر نہیں ہوئی چنانچہ طبری نے سند صحیح کے ساتھ مرجانہ سے روایت کی ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا سو اس نے یہ آیت پڑھی ﴿وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ﴾ الآیۃ سو کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہم سے مؤاخذہ کیا تو ہم ہلاک ہو جائیں گے پھر رونے لگے یہاں تک کہ میں نے ان کے رونے کی آواز سنی سو میں اٹھ کر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور میں نے ان سے ذکر کیا جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کیا جب کہ اس کو پڑھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بخشے البتہ غمناک ہوئے اصحاب جب کہ یہ آیت اتری سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ یعنی اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی شخص کو مگر بقدر اس کی طاقت کے اور اسی طرح روایت کی ہے احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ممکن ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما پہلے اس قصے کو نہ پہچانتے ہوں پھر جب ان کو تحقیق ہوا تو اس کے ساتھ جزم کیا پس ہوگی مرسل صحابی کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ مانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اترا اس کی طرف اس کے رب سے یعنی اخیر سورہ تک۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿إِصْرًا﴾ عَهْدًا.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا﴾ کے کہ اصر کے معنی ہیں عہد و پیمان۔

فائدہ: یہ تفسیر ساتھ لازم کے ہے اس واسطے کہ عہد کو پورا کرنا سخت ہے اور ایک روایت میں ابن جریج سے ہے کہ عہد جس کے ساتھ باہم قائم نہ ہو سکے۔

وَيُقَالُ ﴿غُفْرَانَكَ﴾ مَغْفِرَتَكَ ﴿فَاغْفِرْ

اور کہا جاتا ہے کہ ﴿غفرانک﴾ کے معنی ہیں تیری مغفرت

لَنَا﴾.

یعنی ہم کو بخش دے پس یہ مصدر ہے بیچ جگہ امر کے

٤١٨٢ - حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّآءِ عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْسِبُهُ ابْنَ عُمَرَ ﴿إِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ﴾ قَالَ نَسَخَتْهَا الْأٰيَةُ الَّتِیْ بَعْدَهَا.

۴۱۸۲۔ حضرت مروان اصفر سے روایت ہے اس نے روایت کی حضرت ﷺ کے ایک صحابی سے میں گمان کرتا ہوں کہ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہے کہ آیت ﴿إِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ﴾ کہ اس کو پچھلی آیت نے منسوخ کر دیا ہے یعنی ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ نے۔

فائدہ: اس کا بیان ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہو چکا ہے اور مراد اس کی اس قول سے کہ اس کو منسوخ کر دیا ہے کہ دور کیا اس چیز کو کہ شامل ہے اس کو آیت شدت اور سختی سے اور بیان کیا آیت نے کہ اگرچہ اس گناہ کے ساتھ محاسبہ واقع ہوا ہے لیکن اس کے ساتھ مؤاخذہ واقع نہیں ہوا اشارہ کیا ہے اس کی طرف طبری نے واسطے بھاگنے کے اثبات دخول نسخ سے خبروں میں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ اگرچہ وہ خبر ہے لیکن وہ شامل ہے حکم کو اور جو چیز کہ خبروں سے حکم کو شامل ہو اس میں نسخ کا داخل ہونا ممکن ہے مانند اور احکام کے اور نسخ تو صرف اس چیز میں داخل نہیں ہوتا جو محض خبر ہو حکم کو متضمن نہ ہو مانند خبر دینے کے اس چیز سے کہ پہلے گزر چکی ہے اگلی امتوں کے نبیوں سے اور مانند اس کے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ نسخ کے حدیث میں تخصیص ہو اس واسطے کہ متقدمین تخصیص پر بھی نسخ کا لفظ بولتے ہیں بہت وقت یا مراد محاسبہ سے ساتھ اس چیز کے کہ چھپاتا ہے اس کو آدمی وہ چیز ہے جس پر پکا ارادہ کرے اور اس میں شروع ہو سوائے اس چیز کے کہ اس کے دل میں گزرے اور اس پر ٹھہرے نہیں۔ (فتح)

سُوْرَةُ آلِ عِمْرَانَ

سورۃ آلِ عمران

تُقَاةٌ وَّتَقِيَّةٌ وَّاحِدَةٌ.

یعنی تُقَاةٌ وَّتَقِيَّةٌ دونوں لفظ مصدر ہیں ساتھ معنی بچاؤ اور ڈھال کے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿إِلَّا أَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقَاةً﴾۔

﴿صِرٌّ﴾ بَرْدٌ.

یعنی آیت ﴿كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ﴾ میں صر کے معنی ہیں شدت سردی کی۔

﴿شَفَا حُفْرَةٍ﴾ مِثْلُ شَفَا الرَّكِيَّةِ وَهُوَ حَرْفُهَا.

یعنی آیت ﴿وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ﴾ میں شفا حفرۃ کے معنی ہیں کنارہ گڑھے کا مثل کنارے کچے کنوئیں

کے یعنی اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔

﴿تبوئ﴾ تتخذ معسكرا.

یعنی آیت ﴿وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ﴾ میں تبوئ کے معنی ہیں کہ تو لشکر اور لڑائی کی جگہ ٹھہرتا تھا۔

وَالْمُسَوَّمُ الَّذِى لَهُ سِيمَآءٌ بِعَلَامَةٍ أَوْ بِصُوفَةٍ أَوْ بِمَا كَانَ.

یعنی آیت ﴿مِنَ الْمَلَآئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ﴾ میں مسوم وہ ہے کہ اس کے واسطے نشانی ہو علامت سے یا پشم سے یا جو چیز کہ ہو۔

﴿رِبِّيُّوْنَ﴾ الْجَمِيعُ وَالْوَاحِدُ رِبِّيٌّ.

یعنی اور کہا ابوعبیدہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ﴾ کے ربیون جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد ربی ہے۔

﴿تَحُسُّوْنَهُمْ﴾ تَسْتَأْصِلُوْنَهُمْ قَتْلًا.

یعنی اور کہا ابوعبیدہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ﴾ کے کہ ان کو جڑ سے اکھاڑتے ہو قتل کر کے۔

﴿غُزًّا﴾ وَاحِدُهَا غَازٍ.

یعنی اور کہا ابوعبیدہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿اَوْ كَانُوْا غُزًّا﴾ کے کہ غزا جمع ہے یعنی غازی لوگ اس کا واحد غازی ہے

﴿سَنَكْتُبُ﴾ سَنَحْفَظُ.

یعنی اور کہا ابوعبیدہ نے آیت ﴿سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا﴾ کی تفسیر میں کہ سنکتب کے معنی ہیں کہ ہم یاد رکھیں گے۔

﴿نُزُلًا﴾ ثَوَابًا وَّيَجُوْزُ وَمُنْزَلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ كَقَوْلِكَ اَنْزَلْتُهٗ.

یعنی آیت ﴿نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ میں نزلا کے معنی ہیں ثواب اور جائز ہے پڑھنا مُنْزَلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ یعنی اتارا گیا اللہ کی طرف سے مانند قول تیرے کے کہ میں نے اس کو اتارا یعنی جائز ہے کہ مصدر ساتھ معنی اسم مفعول کے ہو اور نصب نزلا کی بنا بر مصدر مؤکد کے ہے یا حال کے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَّالْخَيْلُ الْمُسَوَّمَةُ الْمُطَهَّمَةُ الْحِسَانُ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ آیت ﴿وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ﴾ کے کہ مسومۃ کے معنی ہیں موٹے خوبصورت۔

فائدہ: کہا سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہ مسومۃ کے معنی ہیں چرنے والے۔

وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ ﴿وَحَصُوْرًا﴾ لَا يَأْتِي

یعنی اور کہا ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے بیچ آیت ﴿وَحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا

النِّسآءَ.

﴿مِّنَ الصَّالِحِیْنَ﴾ کے کہ اس کے معنی ہیں کہ عورتوں کے پاس نہ آئے۔

فائدہ: اصل حصر کے معنی ہیں حبس کہا جاتا ہے اس کو جو عورتوں کے پاس نہ جائے عام تر اس سے ہو یہ اس کی طبع سے مانند نامرد کی یا اس کے نفس کے مجاہدہ سے ہو اور یہی ممدوح اور مراد ساتھ وصف سید کے یحییٰ علیہ السلام ہیں۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿مِنْ فَوْرِهِمْ﴾ مِنْ غَضَبِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ.

یعنی اور کہا عکرمہ نے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ﴾ کہ فورھم کے معنی ہیں آئیں تمہارے پاس کافر اپنے غصے اور جوش سے دن بدر کے۔

فائدہ: کہا عکرمہ نے کہ یہ جوش ان کا تھا دن اُحد کے غضبناک ہوئے واسطے اس چیز کے کہ پہنچی ان کو دن بدر کے تکلیف سے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ﴾ مِنَ النُّطْفَةِ تَخْرُجُ مَيِّتَةً وَيُخْرِجُ مِنْهَا الْحَيَّ.

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَيُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ﴾ کے کہ منی نکلتی ہے اس حال میں کہ بے جان ہوتی ہے اور اس سے زندہ پیدا ہوتا ہے یعنی بچہ پیدا ہوتا ہے یعنی اور اس طرح منی بے جان ہے اور زندہ آدمی سے نکلتی ہے۔

اَلْإِبْكَارُ أَوَّلُ الْفَجْرِ وَالْعَشِيُّ مَيْلُ الشَّمْسِ أُرَاهُ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ.

یعنی آیت ﴿فَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ﴾ کے معنی ہیں اول فجر یعنی اول دن اور عشی کے معنی ہیں جھکنا آفتاب کا یہاں تک کہ میرا گمان ہے کہ اس نے کہا کہ ڈوب جائے۔

بَابٌ ﴿مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ﴾ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْحَلَالُ وَالْحَرَامُ ﴿وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ﴾ يُصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضًا كَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِيْنَ﴾ وَكَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ وَكَقَوْلِهِ ﴿وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اس کی بعض آیتیں کھلی ہیں یعنی اور کہا مجاہد نے کہ مراد محکم سے حلال اور حرام ہے اور بعض آیتیں کئی معنی مشتبہ کا احتمال رکھتی ہیں آپس میں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں مانند اس آیت کے کہ نہیں گمراہ کرتا اس کے ساتھ مگر گنہگاروں کو اور مانند اس آیت کے کہ ٹھہراتا ہے اللہ غضب اور رسوائی کو ان لوگوں پر جو نہیں سمجھتے اور مانند اس آیت کے کہ جنہوں نے راہ پائی زیادہ کی ان کو ہدایت۔

فائدہ: یہ تینوں آیتیں متشابہات کی مثال ہیں۔

فائدہ: روایت کی عبد بن حمید نے مجاہد سے بیچ تفسیر آیت: ﴿مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ﴾ کی کہا محکم وہ ہے کہ اس میں حلال اور حرام کا کھلم کھلا بیان ہے اور جو اس کے سوا ہے وہ متشابہ ہے بعض بعض کی تصدیق کرتا ہے یعنی معنی میں ایک دوسرے کے موافق ہیں جو معنی کہ ایک سے معلوم ہوتے ہیں تو گویا ایک کے معنی دوسرے کے معنی کو سچا کرتے ہیں۔

﴿زَيْغٌ﴾ شَكٌّ ﴿ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ﴾ الْمُشْتَبِهَاتِ.

یعنی آیت ﴿وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ﴾ میں زیغ کے معنی شک ہیں اور فتنے کے معنی ہیں متشابہات یعنی واسطے سبب طلب کرنے متشابہات کے۔

فائدہ: یعنی تا کہ مبتلا کریں لوگوں کو ان کے دین سے واسطے قادر ہونے ان کے اوپر تحریف ان کی کے طرف مقاصد فاسدہ اپنے کے مانند حجت پکڑنے نصاریٰ کے ساتھ اس کے کہ قرآن ناطق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہے اور چھوڑ دیا ہے انہوں نے اس آیت کو ﴿اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ﴾ اور مثل اس آیت کے ﴿اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ﴾۔ (فتح)

﴿وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ﴾ يَعْلَمُوْنَ ﴿يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُو الْاَلْبَابِ﴾.

یعنی اور جو مضبوط علم والے ہیں سو اس کے معنی کو جانتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے اس پر۔

فائدہ: یہ جو مجاہد کا مذہب ہے اس آیت کی تفسیر میں یہ چاہتا ہے کہ واؤ والراسخون میں عاطفہ ہو اوپر معمول استثناء کے اور البتہ روایت کی عبدالرزاق نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ پڑھتے تھے ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ اٰمَنَّا بِهٖ﴾ یعنی نہیں جانتا اس کے معنی کو مگر اللہ تعالیٰ اور کہتے ہیں مضبوط علم والے کہ ہم اس پر ایمان لائے پس یہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دلالت کرتی ہے کہ واؤ واسطے استیناف کے ہے یعنی یہاں سے کلام از سر نو شروع ہوتا ہے اس واسطے کہ اس روایت کے ساتھ اگرچہ قرأت ثابت نہیں ہوتی لیکن کم سے کم اتنا تو ضرور ثابت ہوتا ہے کہ ہو یہ خبر ساتھ سند صحیح کے طرف ترجمان قرآن کے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سو مقدم کیا جائے گا کلام اس کا دوسروں کی کلام پر اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ آیت نے دلالت کی ہے اوپر مذمت اُن لوگوں کے جو متشابہات کی پیروی کرتے ہیں واسطے وصف کرنے ان کے ساتھ زیغ کے اور طلب کرنے فتنے کے اور تصریح کی ہے موافق اس کے باب کی حدیث نے اور دلالت کی ہے آیت نے اوپر مدح اُن لوگوں کے جنہوں نے سپرد کیا علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف کہ جیسے کہ مدح کی اللہ نے غیب کے ساتھ ایمان لانے والوں کے۔ (فتح)

٤١٨٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ التُّسْتَرِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿هُوَ الَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَأْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيْلَهٗ إِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَأَيْتِ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُولٰٓئِكِ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ.

۴۱۸۳۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی وہی ہے جس نے اتاری تجھ پر کتاب بعض آیتیں اس کی پکی ہیں جو جڑ ہیں کتاب کی اور دوسری ہیں کئی طرف ملتی سو جن کے دل میں شک ہے وہ پیروی کرتے ہیں اس کی جو اس سے ایک دوسرے کی مانند ہیں واسطے طلب کرنے فتنے کے اور طلب کرنے مراد اس کی کے اولوا الالباب تک، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تو ان کو دیکھے جو پیروی کرتے ہیں قرآن کی متشابہ آیتوں کی تو وہ لوگ وہی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نام لیا یعنی گمراہ ہیں سو ان سے بچو یعنی ان کی صحبت سے پرہیز کرو اور ان کی بات نہ سنو۔

فائدہ: کہا ابو البقاء نے کہ اصل متشابہ کا یہ ہے کہ ہو درمیان دو کے سو جب بہت چیزیں متشابہ جمع ہوں تو ہوگی ہر ایک ان میں سے متشابہ واسطے دوسری کے پس صحیح ہوگا وصف اس کا ساتھ اس کے کہ وہ متشابہ ہے اور نہیں ہے یہ مراد کہ ایک آیت فی نفسہ متشابہ ہے کہا طبری نے کہا گیا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں اتری جنہوں نے حضرت ﷺ سے جھگڑا کیا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اور بعض نے کہا کہ اس امت کی مدت کے بارے میں اور دوسری وجہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے امر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے واسطے بیان کر دیا ہے پس وہ معلوم ہے واسطے امت آپ کی کے برخلاف امر اس امت کے اس واسطے کہ اس کا علم بندوں سے پوشیدہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہ یہ امت کب تک رہے گی اور اس کی عمر کتنی ہے اور کہا اس کے غیر نے کہ محکم قرآن کی وہ آیت ہے جس کے معنی صاف کھلے ہوں اور متشابہ اس کی نقیض ہے اور نام رکھا گیا محکم واسطے ظاہر ہونے مفردات کلام اس کی کے اور مضبوط ہونے ترکیب اس کی کے اور بعض کہتے ہیں کہ محکم وہ ہے جس کی مراد پہچانی جائے یا ساتھ ظاہر ہونے کے یا ساتھ تاویل کے اور متشابہ وہ جس کا علم اللہ ہی کو معلوم ہے مانند قائم ہونے قیامت کے اور نکلنے

دجال کے اور مانند حروف مقطعات کے سورتوں کی ابتدا میں اور محکم اور متشابہ کی تفسیر میں اور بھی بہت قول ہیں جو دس تک پہنچتے ہیں اور جن کو میں نے ذکر کیا یہ مشہور تر ہیں ان سب میں اور قریب تر ہیں طرف صواب کے اور کہا ابو منصور بغدادی نے کہ صحیح ہمارے نزدیک اخیر قول ہے اور کہا سمعانی نے کہ یہی ہے احسن اور مختار قول اوپر طریق اہل سنت کے اور پہلے قول پر چلے ہیں متاخرین اور کہا طیبی نے کہ مراد ساتھ محکم کے وہ چیز ہے کہ اس کے معنی صاف کھلے ہوں اور متشابہ اس کے برخلاف ہے اس واسطے کہ وہ لفظ کہ معنی کو قبول کرے یا نہ کرے اپنے معنی کے غیر کو قبول کرتا ہے یا نہیں دوسری قسم یعنی جو اور معنی کو قبول نہ کرے وہ نص ہے اور پہلی قسم جو معنی کو قبول کرے خالی نہیں اس سے کہ یا تو اس کی دلالت اس معنی پر راجح ہوگی یا نہیں پہلی قسم کا نام ظاہر ہے اور دوسری قسم یا اس کے مساوی ہوگی یا نہ ہوگی اول مجمل ہے اور ثانی مؤول ہے پس مشترک وہ نص ہے اور ظاہر وہ محکم ہے اور جو مجمل اور مؤول کے درمیان مشترک ہے وہ متشابہ ہے اور بعضوں نے کہا کہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ بعض قرآن کا محکم ہے اور بعض متشابہ ہے اور نہیں معارض ہے یہ اس آیت کے ﴿أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ﴾ اس واسطے کہ مراد ساتھ احکام کے یہ ہے کہ اس کی نظم مضبوط ہے اور یہ کہ سب حق ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سے اور مراد ساتھ متشابہ کے ایک دوسرے کی مانند ہو حسن سیاق اور نظم میں بھی اور نہیں مراد ہے متشابہ ہونا اس کے معنی کا اس کے سامع پر اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ محکم کے بھی دو معنی ہیں اور متشابہ کے بھی دو معنی ہیں اور کہا خطابی نے کہ متشابہ دو قسم ہے ایک وہ ہے کہ جب پھیری جائے محکم کی طرف اور اعتبار کیا جائے اس کے ساتھ تو پہچانے جائیں اس کے معنی اور دوسری قسم وہ ہے کہ اس کی حقیقت کے معلوم کرنے کی طرف کوئی راہ نہیں اور یہ قسم وہی ہے جس کے پیچھے گمراہی والے لگتے ہیں سو اس کی مراد کو تلاش کرتے ہیں اور اس کی تہہ کو نہیں پہنچتے سو اس میں شک کرتے ہیں سو گمراہ ہو جاتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے۔

٤١٨٤ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلَّا وَالشَّيْطَانُ يَمَسُّهُ حِينَ يُولَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا ثُمَّ يَقُولُ

۴۱۸۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوتا مگر کہ شیطان اس کو چھو لیتا ہے جب کہ وہ پیدا ہوتا ہے سو وہ رو اٹھتا ہے چلا کر شیطان کے چھونے سے مگر مریم اور ان کے بیٹے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان نے ہاتھ نہیں لگایا پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر چاہو تو یہ مطلب قرآن سے پڑھ لو کہ کہا ام مریم نے کہ میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے۔

أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَإِنِّيْ أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾.

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور البتہ طعن کیا ہے صاحب کشاف نے اس حدیث کے معنی پر اور توقف کیا ہے اس کی صحت میں پس کہا کہ اگر صحیح ہو یہ حدیث تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر لڑکے کے گمراہ کرنے میں شیطان طمع کرتا ہے مگر مریم اور اس کے بیٹے میں اس واسطے کہ وہ دونوں معصوم تھے اور اسی طرح جوان دونوں کی صفت میں ہو واسطے دلیل اس آیت کے ﴿إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ﴾ یعنی جو تیرے خالص بندے ہیں ان پر میرا قابو نہ چلے گا اور چلا اٹھنا لڑکے کا شیطان کے ہاتھ لگانے سے خیال دلانا ہے واسطے طمع کرنے اس کے بیچ اس کے جیسے وہ اس کو چھوتا ہے اور اپنا ہاتھ اس پر مارتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کو میں بہکاتا ہوں اور بہر حال صفت چھونے کی پس نہیں اور اگر شیطان لوگوں کے چھونے پر مالک ہوتو البتہ بھر جائے دنیا چلانے سے اور کلام اس کا تعاقب کیا گیا ہے ساتھ کئی وجہ کے اور جس کو لفظ حدیث کا چاہتا ہے اس کے معنی میں کوئی اشکال نہیں اور نہیں مخالفت ہے واسطے اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے پیغمبروں کے معصوم ہونے سے بلکہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ شیطان کو قدرت دی گئی اوپر چھونے ہر لڑکے کو وقت پیدا ہونے اس کے کی لیکن جو اللہ کے خالص بندوں سے ہو اس کو یہ چھونا بالکل نقصان نہیں کرتا اور خالص بندوں سے مریم اور اس کا بیٹا مستثنیٰ کیا گیا اس واسطے کہ وہ اپنی عادت کے موافق اس کو بھی چھونے لگا سو کوئی چیز اس کے درمیان حائل ہوئی جس نے اس کو چھونے سے روکا پس یہ وجہ ہے خاص ہونے کی اور نہیں لازم آتا اس سے غالب ہونا اس کا ان کے سوا اور خالص بندوں پر اور یہ جو کہا کہ اگر شیطان لوگوں پر مالک ہوتا الخ تو نہیں لازم آتا اس کے ہونے سے کہ ٹھہرایا گیا ہے اس کے واسطے یہ وقت پیدا ہونے بچے کے یہ کہ بدستور رہے یہ تسلط ہر ایک کے حق میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُولٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ﴾ لَا خَيْرَ ﴿أَلِيْمٌ﴾ مُؤْلِمٌ مُوْجِعٌ مِّنَ الْأَلَمِ وَهُوَ فِيْ مَوْضِعِ مُفْعِلٍ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے قرار پر اور اپنی قسموں پر قیمت تھوڑی ان کا کچھ حصہ نہیں یعنی نیکی سے اور الیم کے معنی ہیں مؤلم یعنی فعیل ساتھ معنی فاعل کے ہے مشتق ہے الم سے اس کے معنی ہیں درد دینے والا اور وہ بیچ جگہ مفعل کے ہے۔

٤١٨٥ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ

۴۱۸۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قسم کھائے ساتھ قسم صبر کے یعنی

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ يَمِيْنَ صَبْرٍ لِّيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَّقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَ فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ وَّقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قُلْنَا كَذَا وَكَذَا قَالَ فِيَّ أُنْزِلَتْ كَانَتْ لِيْ بِئْرٌ فِيْ أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِّيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيِّنَتُكَ أَوْ يَمِيْنُهُ فَقُلْتُ إِذًا يَّحْلِفَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ يَّقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ وَّهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لَّقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ.

اپنے آپ کو قسم پر بند کرے کہ اس کے ساتھ کسی مسلمان کا مال لے سو اللہ تعالیٰ سے ملے گا اس حالت میں کہ اللہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا سو اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتاری کہ بیشک جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے اقرار پر اور اپنی قسموں پر قیمت تھوڑی اُن لوگوں کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور اللہ تعالیٰ اُن سے بات نہ کرے گا آخر آیت تک کہا ابو وائل نے سو اشعث بن قیس اندر آیا اور کہا کہ کیا حدیث بیان کی ہے تم سے ابوعبدالرحمن رضی اللہ عنہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے؟ ہم نے کہا ایسے ایسے اس نے کہا یہ آیت میرے حق میں اتری میرا ایک کنواں تھا میرے چچیرے بھائی کی زمین میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہ لا یا اس کی قسم معتبر ہوگی میں نے کہا یا حضرت اب وہ قسم کھائے گا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی قسم کھائے یمین صبر پر کہ اس کے ساتھ مسلمان کا مال لے اور وہ اس میں جھوٹا ہو تو ملے گا اللہ سے اس حال میں کہ اللہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا۔

٤١٨٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ هُوَ ابْنُ أَبِيْ هَاشِمٍ سَمِعَ هُشَيْمًا أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا أَقَامَ سِلْعَةً فِي السُّوْقِ فَحَلَفَ فِيْهَا لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا مَا لَمْ يُعْطِهِ لِيُوْقِعَ فِيْهَا رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ.

۴۱۸۶۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اسباب بازار میں کھڑا کیا یعنی اس کے بیچنے کے واسطے بازار میں کھڑا ہوا سو اس نے اس کے ساتھ قسم کھائی کہ البتہ وہ اس کے بدلے دیا گیا تھا جو نہیں دیا گیا تھا یعنی خریدار سے کہا کہ مجھ کو اتنی قیمت ملتی ہے یعنی جھوٹی قسم کھائی تا کہ کسی مسلمان کو اس میں ڈالے سو اتری یہ آیت کہ بیشک جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے قرار پر قیمت تھوڑی آخر آیت تک۔

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں شہادات میں گزر چکی ہیں اور نہیں مخالفت ہے درمیان ان دونوں کے اور محمول کیا جائے گا

اس پر کہ یہ آیت دونوں سبب میں اتری اور لفظ آیت کا عام تر ہے اس سے اسی واسطے واقع ہوا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی ابتدا میں جو اس کو چاہتا ہے۔ (فتح)

٤١٨٧ ـ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا تَخْرِزَانِ فِي بَيْتٍ أَوْ فِي الْحُجْرَةِ فَخَرَجَتْ إِحْدَاهُمَا وَقَدْ أُنْفِذَ بِإِشْفًى فِي كَفِّهَا فَادَّعَتْ عَلَى الْأُخْرٰى فَرُفِعَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَذَهَبَ دِمَآءُ قَوْمٍ وَّأَمْوَالُهُمْ ذَكِّرُوْهَا بِاللهِ وَاقْرَءُوْا عَلَيْهَا ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ﴾ فَذَكَّرُوْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ.

۴۱۸۷۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ دو عورتیں موزہ سیتی تھیں گھر میں یا حجرے میں یعنی حجرے میں جو گھر کے اندر تھا سو دونوں میں سے ایک عورت باہر آئی اور حالانکہ اس کی ہتھیلی میں آر (موچی کے جوتا سینے کا ہتھیار) چبھوئی گئی تھی سو اس نے دوسری عورت پر دعویٰ کیا سو یہ مقدمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف اٹھایا گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر گواہ کے بغیر صرف دعویٰ پر لوگوں کو دلایا جائے تو بعض لوگ مردوں کے خونوں اور مالوں کا ناحق دعویٰ کریں سو لوگوں کے خون اور مال ضائع ہوں یا دلاؤ اس کو اللہ یعنی عورت مدعا علیھا کو جھوٹی قسم سے اور اس کے گناہ سے ڈراؤ' اور اس پر یہ آیت پڑھو کہ تحقیق جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے قرار پر قیمت تھوڑی لوگوں نے اس کو نصیحت کی اس نے مان لیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدعا علیہ پر تو قسم ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں آئے گی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے کہنے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ پڑھو اس پر یہ آیت کہ جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے عہد پر قیمت تھوڑی اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے عمل کی طرف ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے اس پر عموم آیت کا نہ خصوص سبب نزول اس کے کا اور اس میں ہے کہ جس پر قسم متوجہ ہوتی ہے وعظ کیا جائے اس کو ساتھ آیت کے اور جو اس کے مانند ہے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿قُلْ يَآأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللهَ﴾ سَوَآءٍ قَصْدٍ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اے کتاب والو! آؤ ایک بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے یعنی مسلم ہے یہ کہ ہم اور تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں سواء کے معنی ہیں قصد یعنی برابر۔

فائدہ: روایت کی طبری نے ابو العالیہ سے کہ مراد ساتھ کلمہ کے لا الہ الا اللہ ہے اور اس پر دلالت کرتا ہے سیاق آیت

کا کہ شامل ہے اس کو قول اس کا الا نعبد و لا نسئلك و لا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله اس واسطے کہ بیشک یہ سب داخل ہے کلمہ حق کے نیچے اور وہ لا الہ الا اللہ ہے اور اسی بنا پر کلمہ ساتھ معنی کلام کے ہے اور یہ جائز ہے لغت میں پس بولا جاتا ہے کلمہ بہت کلموں پر اس واسطے کہ بعض بعض کے ساتھ جڑ کر ایک کلمے کی قوت میں ہو گئے ہیں برخلاف اصطلاح نحویوں کے کہ وہ کلمہ اور کلام کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ (فتح)

٤١٨٨ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ مَّعْمَرٍ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ مِنْ فِيهِ إِلٰى فِيَّ قَالَ انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا بِالشَّامِ إِذْ جِيْءَ بِكِتَابٍ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى هِرَقْلَ قَالَ وَكَانَ دَحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَآءَ بِهِ فَدَفَعَهُ إِلٰى عَظِيمِ بُصْرٰى فَدَفَعَهُ عَظِيمُ بُصْرٰى إِلٰى هِرَقْلَ قَالَ فَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هَا هُنَا أَحَدٌ مِّنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقَالُوا نَعَمْ قَالَ فَدُعِيتُ فِي نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلٰى هِرَقْلَ فَأُجْلِسْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا مِّنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَقُلْتُ أَنَا فَأَجْلَسُونِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَجْلَسُوا أَصْحَابِي خَلْفِي ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهِ فَقَالَ قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ

۴۱۸۸۔ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا میں چلا یعنی شام کو تجارت کے واسطے اس مدت میں کہ میرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حدیبیہ میں صلح قرار پائی تھی کہا سو جس حالت میں کہ ہم شام میں تھے کہ اچانک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط ہرقل بادشاہ روم کے پاس لایا گیا اور دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ صحابی اس کو لایا تھا اس نے اس کو بصریٰ کے حاکم کے پاس پہنچایا اس نے اس کو ہرقل کے پاس پہنچایا سو ہرقل نے کہا کہ کیا کوئی اس جگہ ہے اس مرد کی قوم میں سے جو کہتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں؟ لوگوں نے کہا ہاں ابوسفیان نے کہا سو میں بلایا گیا مع چند مردوں قریش کے سو ہم ہرقل کے پاس اندر آئے سو اس نے ہم کو اپنے سامنے بٹھلایا پھر ہرقل نے اپنے ترجمان (جو ایک زبان کو دوسری زبان میں بیان کرے) کو بلایا سو بادشاہ نے ترجمان سے کہا کہ اس کے ساتھیوں سے کہہ کہ میں اس شخص یعنی ابوسفیان سے اس مرد کا کچھ حال پوچھتا ہوں جو اپنے آپ کو پیغمبر کہتا ہے سو اگر یہ جھوٹ بولے تو تم اس کو جھٹلاؤ یعنی اگرچہ دستور ہے کہ بادشاہوں کی کچہری میں کوئی کسی کو نہیں جھٹلاتا ان کی تعظیم کے واسطے لیکن ہرقل نے ان کو ایک مصلحت کے لیے اجازت دی کہا ابوسفیان نے قسم ہے اللہ کی کہ اگر مجھ کو یہ ڈر نہ ہوتا کہ میری کذب بیانی مشہور کریں گے تو البتہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کچھ جھوٹ بولتا پھر بادشاہ نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے پوچھ کہ اس پیغمبر کا نسب تم

الَّذِیْ یَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ فَاِنْ کَذَبَنِیْ فَکَذِّبُوْهُ قَالَ اَبُوْ سُفْیَانَ وَایْمُ اللّٰهِ لَوْلَا اَنْ یُّؤْثِرُوْا عَلَیَّ الْکَذِبَ لَکَذَبْتُ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ سَلْهُ کَیْفَ حَسَبُهٗ فِیْکُمْ قَالَ قُلْتُ هُوَ فِیْنَا ذُوْ حَسَبٍ قَالَ فَهَلْ کَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ مَلِكٌ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ کُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْکَذِبِ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ اَیَتَّبِعُهٗ اَشْرَافُ النَّاسِ اَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَآؤُهُمْ قَالَ یَزِیْدُوْنَ اَوْ یَنْقُصُوْنَ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ یَزِیْدُوْنَ قَالَ هَلْ یَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِیْنِهٖ بَعْدَ اَنْ یَّدْخُلَ فِیْهِ سَخْطَةً لَّهٗ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَکَیْفَ کَانَ قِتَالُکُمْ اِیَّاهُ قَالَ قُلْتُ تَکُوْنُ الْحَرْبُ بَیْنَنَا وَبَیْنَهٗ سِجَالًا یُّصِیْبُ مِنَّا وَنُصِیْبُ مِنْهُ قَالَ فَهَلْ یَغْدِرُ قَالَ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِیْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِیْ مَا هُوَ صَانِعٌ فِیْهَا قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَمْکَنَنِیْ مِنْ کَلِمَةٍ اُدْخِلُ فِیْهَا شَیْئًا غَیْرَ هٰذِهٖ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ لِتُرْجُمَانِهٖ قُلْ لَهٗ اِنِّیْ سَاَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهٖ فِیْکُمْ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ فِیْکُمْ ذُوْ حَسَبٍ وَّکَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِیْ اَحْسَابِ قَوْمِهَا وَسَاَلْتُكَ هَلْ کَانَ فِیْ اٰبَآئِهٖ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ کَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ مَلِكٌ قُلْتُ رَجُلٌ یَّطْلُبُ مُلْكَ

میں کیسا ہے؟ میں نے کہا وہ ہم میں نہایت شریف اور عمدہ خاندان سے ہے پھر بادشاہ نے پوچھا کہ بھلا اس کے باپ دادے میں کوئی بادشاہ بھی تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں، بادشاہ نے پوچھا کہ بھلا پیغمبری کے دعوے سے پہلے کبھی اس کو تم جھوٹ کی تہمت بھی لگاتے تھے میں نے کہا نہیں بادشاہ نے پوچھا کہ سردار اس کے تابع ہوئے ہیں یا غریب لوگ؟ میں نے کہا بلکہ غریب لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں بادشاہ نے پوچھا بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے ہیں؟ میں نے کہا گھٹتے نہیں بلکہ بڑھتے جاتے ہیں بادشاہ نے پوچھا بھلا کوئی اس کے دین سے پھر بھی جاتا ہے ناخوش ہو کر اس میں داخل ہونے کے بعد؟ میں نے کہا نہیں' بادشاہ نے کہا بھلا تم سے اور اس سے لڑائی بھی ہوئی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں، بادشاہ نے کہا کہ تمہاری لڑائی اس سے کس طرح ہوئی؟ یعنی کون غالب ہوا؟ میں نے کہا کہ کبھی وہ ہم پر غالب ہوتا ہے اور کبھی ہم اس پر غالب ہوتے ہیں' بادشاہ نے کہا بھلا کبھی قول کر کے دغا بھی کرتا ہے؟ میں نے کہا نہیں لیکن اب ہم سے اور اس سے صلح ہوئی ہے ہم کو معلوم نہیں کہ وہ اس مدت صلح میں کیا کرنے والا ہے کہ قول سے پھر جاتا ہے یا نہیں؟ ابوسفیان نے کہا قسم ہے اللہ کی کہ میں اس کلام کے سواء کسی کلام میں کچھ بات نہ ملا سکا' بادشاہ نے کہا کہ تم لوگوں میں اس طرح پیغمبری کا دعویٰ کسی نے آگے بھی کیا ہے یا نہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں' پھر بادشاہ نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے کہہ کہ میں نے پوچھا کہ اس کا نسب تم میں کیسا ہے' تو نے کہا وہ ہم لوگوں میں نہایت شریف اور عالی خاندان ہے سو پیغمبر لوگ اسی طرح اپنی قوم میں شریف اور عمدہ خاندان ہوتے ہیں اور میں نے تجھ سے پوچھا

اٰبَآئِهٖ وَسَأَلْتُكَ عَنْ أَتْبَاعِهٖ أَضْعَفَآؤُهُمْ أَمْ أَشْرَافُهُمْ فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ أَنْ لَّا فَعَرَفْتُ أَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ لِّيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبَ فَيَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ أَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَّهٗ فَزَعَمْتَ أَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ الْإِيْمَانُ إِذَا خَالَطَ بَشَاشَةَ الْقُلُوْبِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ أَمْ يَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يُزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ الْإِيْمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَزَعَمْتَ أَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَتَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ سِجَالًا يَّنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُوْنَ مِنْهُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ أَنَّهٗ لَا يَغْدِرُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهٗ فَزَعَمْتَ أَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهٗ قُلْتُ رَجُلٌ اِئْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهٗ قَالَ ثُمَّ قَالَ بِمَ يَأْمُرُكُمْ قَالَ قُلْتُ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ قَالَ إِنْ يَّكُ مَا تَقُوْلُ فِيْهِ حَقًّا فَإِنَّهٗ نَبِيٌّ وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهٗ خَارِجٌ وَلَمْ أَكُ أَظُنُّهٗ مِنْكُمْ وَلَوْ أَنِّيْ أَعْلَمُ أَنِّيْ أَخْلُصُ إِلَيْهِ لَأَحْبَبْتُ لِقَاءَهٗ وَلَوْ

کہ اس کے باپ دادے میں کوئی بادشاہ بھی تھا تو نے کہا نہیں میں کہتا ہوں اگر کوئی اس کے باپ دادے میں بادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ اپنی نبوت کے پردے میں اپنے باپ دادے کی بادشاہی چاہتا ہے اور میں نے تجھ سے اس کے تابعداروں کے حال سے پوچھا کہ غریب لوگ ہیں یا سردار، تو نے کہا بلکہ غریب ہیں سو یہی حال ہے پیغمبروں کا کہ پہلے غریب لوگ ان کے تابع ہوتے ہیں یعنی بڑے آدمی غرور سے بے نصیب رہتے ہیں اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ پیغمبری کے دعوے سے پہلے بھی کبھی تم اس کو جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے تو نے کہا نہیں، سو میں نے جانا کہ جب وہ آدمیوں پر جھوٹ نہیں باندھتا تو اللہ تعالیٰ پر کیونکر جھوٹ باندھے گا اور میں نے تجھ سو پوچھا کہ کوئی اس کے دین سے ناخوش ہو کر پھر بھی جاتا ہے اس میں داخل ہونے کے بعد، تو نے کہا کہ نہیں سو یہی حال ہے ایمان کے نور کا جب کہ اس کے دل میں رچ گیا یعنی ایمان کی یہی خاصیت ہے کہ اس کو تغیر نہیں ہوتا اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ اس کے تابعدار بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے ہیں، تو نے کہا بڑھتے جاتے ہیں اور یہی حال ہے ایمان کا کہ اس کو ترقی ہوتی ہے یہاں تک کہ کمال کو پہنچتا ہے اور میں نے تجھ سے کہا کیا تم سے اور اس سے لڑائی بھی ہوتی ہے تو نے کہا کہ ہمارے اور اس کے درمیان لڑائی ہوئی ہے اور لڑائی تمہارے اور اس کے درمیان ڈولوں کی طرح ہوتی ہے کبھی وہ تم پر غالب آتا ہے اور کبھی تم اس پر غالب ہوتے ہو سو یہی دستور ہے پیغمبروں کا کہ اول ان کی آزمائش ہوتی ہے پھر انجام کار ان کو فتح نصیب ہوتی ہے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کبھی دغا بھی کرتا ہے تو نے کہا کہ نہیں سو یہی عادت ہوتی

كُنْتُ عِنْدَهٗ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهٗ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ قَالَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهٗ فَإِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ أَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيْسِيِّيْنَ وَ﴿يَاأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَآءَةِ الْكِتَابِ ارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ عِنْدَهٗ وَكَثُرَ اللَّغَطُ وَأُمِرَ بِنَا فَأُخْرِجْنَا قَالَ فَقُلْتُ لِأَصْحَابِيْ حِيْنَ خَرَجْنَا لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِيْ كَبْشَةَ إِنَّهٗ لَيَخَافُهٗ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ فَمَا زِلْتُ مُوْقِنًا بِأَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ سَيَظْهَرُ حَتّٰى أَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَدَعَا هِرَقْلُ عُظَمَآءَ الرُّوْمِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ دَارٍ لَّهٗ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الرُّوْمِ هَلْ لَّكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرَّشَدِ اٰخِرَ الْأَبَدِ وَأَنْ يَّثْبُتَ لَكُمْ مُلْكُكُمْ قَالَ فَحَاصُوْا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ إِلَى الْأَبْوَابِ فَوَجَدُوْهَا قَدْ غُلِّقَتْ فَقَالَ عَلَيَّ بِهِمْ فَدَعَا بِهِمْ فَقَالَ إِنِّيْ

ہے پیغمبروں کی کہ وہ ہرگز دغا نہیں کرتے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ اس طرح پیغمبری کا دعویٰ اس سے پہلے بھی کسی نے کیا تھا تو نے کہا کہ نہیں میں کہتا ہوں کہ اگر کسی نے اس سے پہلے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہوتا تو میں یوں جانتا کہ اس شخص نے بھی اگلے قول کی پیروی کی ، پھر بادشاہ نے کہا کہ اگر یہ سب باتیں جو تو اس کے حق میں کہتا ہے سچی ہیں تو بیشک وہ شخص پیغمبر ہے اور میں آگے سے جانتا تھا کہ اس وقت میں پیغمبر ظاہر ہوا چاہتا ہے لیکن مجھ کو گمان نہ تھا کہ تم عرب لوگوں میں ہوگا اور اگر میں جانتا کہ میں اس تک پہنچ سکوں گا تو میں اس کے دیدار کا عاشق ہوتا اور اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے قدم دھوتا اور البتہ اس کی سلطنت میرے قدم کے نیچے تک پہنچے گی پھر بادشاہ نے حضرت ﷺ کا خط مانگا تو اس کو پڑھا تو اچانک اس کا یہ مضمون تھا کہ یہ خط ہے اللہ کے رسول کا ہرقل کی طرف جو روم کا سردار ہے سلام ہے اس پر جو راہِ راست پر چلا اس کے بعد میں تجھ کو بلاتا ہوں اسلام کی دعوت سے اسلام قبول کرتا کہ تو دین ودنیا میں سلامت رہے اور تو مسلمان ہو جا اللہ تجھ کو دوہرا ثواب دے گا یعنی ایک ثواب عیسوی دین قبول کرنے کا اور دوسرا ثواب محمدی ہونے کا اور اگر تو نے اسلام قبول نہ کیا تو تیرے اوپر رعیت اور تابعداروں کا گناہ پڑے گا یعنی جب تو مسلمان نہ ہوا تو رعیت بھی مسلمان نہ ہوگی تو ان کی گمراہی کا عذاب بھی تجھ پر ہوگا اور اے کتاب والو! آؤ اس بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے وہ بات یہ ہے کہ ہم اور تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے بعض آدمی بعض کو اللہ کے سوا اپنا رب اور مالک نہ بنائیں سو اگر اہل کتاب توحید

إِنَّمَا اخْتَبَرْتُ شِدَّتَكُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ فَقَدْ رَأَيْتُ مِنْكُمُ الَّذِىْ أَحْبَبْتُ فَسَجَدُوْا لَهٗ وَرَضُوْا عَنْهُ.

سے منہ موڑیں تو ان سے کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان ہیں حکم الٰہی کے فرمانبردار ہیں سو جب وہ خط پڑھ چکا تو دربار میں آوازیں بلند ہوئیں اور بہت شور وغل ہوا پھر ہم بموجب حکم کے دربار سے نکالے گئے ابوسفیان نے کہا کہ جب ہم نکالے گئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد ﷺ کا یہ رتبہ پہنچا کہ روم کا بادشاہ اس سے ڈرتا ہے سو اس وقت سے ہمیشہ مجھ کو یقین رہا کہ حضرت ﷺ سب پر غالب ہوں گے یہاں تک کہ اللہ نے مجھ کو اسلام میں داخل کیا، کہا زہری نے کہ پھر ہرقل نے روم کے سردار بلا کر اپنے ایک مکان میں جمع کیے سو کہا اے گروہ روم کے اگر قیامت تک اپنی ہدایت اور بہتری چاہتے ہو اور اپنی بادشاہی کا قیام چاہتے ہو تو اس پیغمبر پر ایمان لاؤ سو وہ بھڑکے اور جنگلی گدھوں کی طرح بھاگے سو انہوں نے دروازے بند پائے کہا کہ ان کو میرے پاس لاؤ سو بادشاہ نے ان کو بلایا اور کہا کہ میں نے تو تمہارے دین کی مضبوطی آزمائی تھی شاباش جو بات مجھ کو پسند تھی وہی میں نے تم سے دیکھی پھر ان لوگوں نے بادشاہ کو سجدہ کیا اور اس سے راضی ہو گئے۔

فائدہ: اس حدیث کے اس طریقے میں ہرقل اور ابوسفیان کے سوال اور جواب باترتیب واقع ہوئے ہیں جس طور سے کہ واقع ہوئے اور حاصل تمام سوالوں کا ثابت ہونا پیغمبری کی نشانیوں کا تمام میں سو ان میں بعض ایسی ہیں جن کو اس نے اگلی کتابوں سے لیا اور بعض ایسی ہیں جن کو عادت کے ساتھ استقرا کیا اور بدء الوحی میں جوابات بے ترتیب واقع ہوئے ہیں اور یہ جو ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اسے کہہ یعنی ابوسفیان سے میں نے تجھ سے پوچھا ترجمان کی زبان پر اس واسطے کہ ترجمان دوہراتا تھا ہرقل کی کلام کو اور دوہراتا تھا واسطے اس کے ابوسفیان کی کلام کو اور نہیں بعید ہے کہ ہرقل عربی زبان کو سمجھتا ہو لیکن اپنی زبان کے سوا اور زبان میں کلام کرنے کو عار جانتا تھا جیسے کہ جاری ہے یہ عادت عجم کے بادشاہوں کی اور یہ جو ابوسفیان نے کہا کہ ہم کو نماز اور زکوٰۃ وغیرہ سکھلاتا ہے تو اس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ یہ سب چیزیں مامور ہرقل کے نزدیک معروف تھیں اسی واسطے اس نے ان کے حقائق سے سوال

نہ کیا اور یہ جو کہا کہ اگر یہ سب باتیں جو تو کہتا ہے سچ ہیں تو بیشک وہ شخص پیغمبر ہے تو جہاد میں واقع ہوا ہے کہ یہ صفت پیغمبر کی ہے اور واقع ہوا ہے بیچ امالی محاملی کے ہشام کے طریق سے اس نے روایت کی ابوسفیان سے کہ بصرے کے حاکم نے اس کو پکڑا اور وہ سوداگری میں تھے پس ذکر کیا قصہ مختصر اور اس کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ اس نے مجھ کو خبر دی کہ اگر تو محمد ﷺ کی صورت کو دیکھے تو پہچان لے گا میں نے کہا ہاں سو میں ان کے ایک عبادت خانے میں داخل کیا گیا اس میں بہت تصویریں تھیں سو مجھ کو حضرت ﷺ کی تصویر نظر نہ آئی پھر میں دوسرے عبادت خانے میں داخل کیا گیا سو اچانک میں نے حضرت ﷺ کی تصویر دیکھی ساتھ تصویر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور ابونعیم کے دلائل النبوۃ میں سند ضعیف کے ساتھ روایت ہے کہ ہرقل نے ان کے واسطے ایک ڈبہ سونے کا نکالا اس پر سونے کا تالا تھا سو اس نے اس میں سے ایک ریشم لپیٹا ہوا نکالا کہ اس میں تصویریں تھیں سو ہرقل نے اس کو ان کے سامنے کیا یہاں تک کہ ان سب میں پچھلی حضرت ﷺ کی تصویر تھی تو ہم سب نے کہا کہ یہ تصویر محمد ﷺ کی ہے سو ہرقل نے ان کے واسطے ذکر کیا کہ یہ پیغمبروں کی تصویریں ہیں اور یہ ان کے خاتم ہیں اور یہ جو ہرقل نے کہا کہ مجھ کو معلوم تھا کہ اس وقت میں پیغمبر ظاہر ہوا چاہتا ہے الخ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مجھ کو معلوم تھا کہ عنقریب ایک پیغمبر اس زمانے میں ظاہر ہوگا لیکن مجھ کو اس کی تعیین معلوم نہ تھی اور گمان کیا ہے بعض شارحین نے کہ اس کو گمان تھا کہ بنی اسرائیل سے ہوگا اس واسطے کہ ان میں بہت پیغمبر پیدا ہوئے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اعتماد ہرقل کا اس میں تھا اس چیز پر کہ واقف ہوا وہ اس پر اسرائیلی کتابوں سے اور وہ سب تصریح کرنے والی ہیں ساتھ اس کے کہ آخر زمانے میں جو پیغمبر ہوگا وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوگا پس محمول ہوگا قول اس کا لم اکن اظن انه منکم یعنی قریش میں سے اور یہ کہ جو اس نے کہا کہ البتہ میں اس کے دیدار کا عاشق ہوتا تو بدء الوحی میں یہ لفظ ہے لتجشمت لقاءہ یعنی میں تکلیف اٹھا کر اس کے پاس پہنچتا اور اختیار کرتا مشقت کو بیچ اس کے لیکن ڈرتا ہوں کہ اس سے پہلے کاٹا جاؤں اور نہیں ہے کوئی عذر واسطے اس کے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس نے حضرت ﷺ کی صفت پہچانی لیکن اس نے اپنے ملک کی حرص کی اور ریاست کے باقی رکھنے میں رغبت کی سو اس کو مقدم کیا اور صحیح بخاری میں یہ صریح آ چکا ہے کہا نووی نے کہ اس قصے میں کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ جائز ہے خط و کتابت کرنا کفار سے اور بلانا ان کو اسلام کی طرف لڑنے سے پہلے اور اس میں تفصیل ہے سو جس کو دعوت اسلام کی نہ پہنچی واجب ہے ڈرانا اس کا پہلے لڑنے کے نہیں تو مستحب ہے اور ایک فائدہ واجب ہونا عمل کا ہے ساتھ خبر واحد کے ورنہ نہ ہوگا بیچ بھیجنے خط کے تنہا دحیہ کے ساتھ کوئی فائدہ اور ایک یہ کہ واجب ہے عمل ساتھ خط کے جب کہ قائم ہوں قرائن اس کے سچ ہونے پر اور یہ کہ مستحب ہے شروع کرنا خط کا ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اگرچہ جس کی طرف خط بھیجا گیا ہے کافر ہو اور حدیث میں آیا ہے کہ جو امر ذی شان حمد اللہ کے ساتھ شروع نہ کیا جائے پس وہ ناتمام ہے روایت کیا ہے اس کو ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں

لیکن اس کی سند صحیح نہیں اور بر تقدیر صحت کے پس روایت مشہور ساتھ لفظ حمد اللہ کے ہے اور اس کے سوا جتنے الفاظ ہیں ان کی سندیں واہیہ ہیں پھر لفظ اگر چہ عام ہے لیکن مراد ساتھ اس کے خصوص ہے اور وہ امر دہ ہے کہ حاجت ہوتی ہے اس میں طرف مقدم کرنے خطبے کے اور بہر حال مراسلات پس نہیں جاری ہوئی ہے عادت شرعیہ اور نہ عرفیہ ساتھ شروع کرنے اس کے الحمد سے اور یہ نظیر ہے اس حدیث کی جو ابوداؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو خطبہ کہ اس میں تشہد نہ ہو پس وہ مانند ہاتھ ناقص کے ہے پس شروع کرنا ساتھ الحمد کے اور شرط ہونا تشہد کا خاص ہے ساتھ خطبے کے برخلاف باقی اہم امور کے کہ بعض ان میں سے پوری بسم اللہ کے ساتھ شروع کیے جاتے ہیں اور بعض ساتھ کسی لفظ کے ذکر مخصوص سے مانند تکبیر کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کوئی خط حمد کے ساتھ شروع نہیں کیا بلکہ بسم اللہ کے ساتھ اور یہ جو کہا کہ مسلمان ہو جا آفات سے سلامت رہے گا تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو اسلام میں داخل ہوا وہ آفات سے سلامت رہتا ہے اس اعتبار سے کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ ہرقل کے جیسا کہ وہ خاص نہیں ساتھ دوسرے حکم کے اور وہ قول اس کا کہ وہ مسلمان ہو جا اللہ تجھ کو دوہرا ثواب دے گا اس واسطے کہ وہ عام ہے ہر اس شخص کے حق میں کہ اپنے پیغمبر کے ساتھ ایمان لایا پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لایا اور دوسری بار جو کہا کہ اسلام لا تو پھر یہ تاکید ہے اور احتمال ہے کہ پہلی بار اسلام لانے سے مراد یہ ہو کہ نہ اعتقاد کر مسیح کے حق میں جو نصاریٰ کرتے ہیں اور اسلام لا دوسری بار یعنی اسلام میں داخل ہو جا۔

تنبیہ: خط میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ نہیں لکھا کہ میری پیغمبری کے ساتھ بھی ایمان لا لیکن شامل ہو گیا ہے آپ کے قول میں کہ سلام اس کو جو راہِ راست پر چلا اور آپ کے اس قول میں کہ میں تجھ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اس واسطے کہ یہ سب شامل ہے دونوں شہادتوں کے اقرار کو اور ازہری نے حکایت کی ہے کہ اریسیین مجوس کی ایک قوم کا نام ہے جو آگ کو پوجتے تھے پس اسی بنا پر اس حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ تم پر گناہ ہے مثل مجوس کے اور یہ جو کہا کہ ہرقل نے روم کے سردار ایک مکان میں جمع کیے تو بدء الوحی میں ہے کہ وہ خود اس مکان کے اوپر بلندی میں تھا سو اس نے ان پر جھانکا اور یہ کام اس نے اس واسطے کیا کہ وہ اپنی جان پر ڈرا کہ کہیں اس کی بات پر انکار کریں اور اس کی قتل کی طرف دوڑ پڑیں اور یہ جو کہا کہ آوازیں بلند ہوئیں تو جہاد میں واقع ہوا ہے کہ جب ہرقل اپنی بات تمام کر چکا تو بلند ہوئیں آوازیں ان کی جو اس کے گرد روم کے سردار تھے اور ان کا بہت شور وغل ہوا سو میں نہیں جانتا کہ انہوں نے کیا کہا لیکن حال کے قرینوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شور ان کا اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے سمجھا کہ ہرقل کی میل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی طرف تھی اور وہ چاہتا تھا کہ اس پر ایمان لائے اور یہ جو کہا کہ آخر الابد یعنی تمہاری بادشاہی قیامت تک رہے اس واسطے کہ اس نے پہچانا پہلی کتابوں سے کہ اس امت کے بعد اور کوئی امت نہیں اور ان کے دین کے بعد اور کوئی دین نہیں اور یہ کہ جو اس میں داخل ہو وہ اپنی جان سے امن میں رہتا ہے سو کہا اس نے

یہ واسطے ان کے اور یہ جو کہا کہ انہوں نے اس کو سجدہ کیا تو یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ ان کا دستور تھا کہ اپنے بادشاہوں کو سجدہ کیا کرتے تھے اور احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ زمین چومنے ان کے حقیقتا اس واسطے کہ جو یہ کرتا ہے اکثر اوقات اس کی صورت سجدہ کرنے والے کی ہو جاتی ہے اور اس حدیث میں اور کئی فائدے ہیں علاوہ ان کے جو پہلے گزرے شروع کرنا ساتھ نام کاتب کے پہلے مکتوب الیہ سے اور اگر مکتوب الیہ کا نام پہلے لکھا جائے تو اس میں بھی کوئی عیب نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ إِلٰى ﴿بِهٖ عَلِيْمٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ ہرگز نہ پہنچو گے نیکی کو یہاں تک کہ خرچ کرو اس چیز سے کہ اس سے محبت رکھتے ہو آخر آیت تک۔

٤١٨٩ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهٗ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ نَخْلًا وَّكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهٖ إِلَيْهِ بَيْرُحَآءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَآءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَّايِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَّايِحٌ وَّقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّيْ أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِيْ

۴۱۸۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی کھجور کے باغوں میں سب انصاریوں سے زیادہ تر تھے اور اس کے سب مال سے اس کو وہ باغ بہت پیارا تھا جس کا نام بیرحاء تھا اور وہ مسجد کے سامنے تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل ہوتے تھے اور اس کا میٹھا پانی پیتے تھے سو جب آیت اتری کہ ہرگز نہ پہنچو گے تم نیکی کو یہاں تک کہ خرچ کرو اپنے پیارے مال میں سے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے سو عرض کیا کہ یا حضرت! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہرگز نہیں پاؤ گے تم نیکی کو یہاں تک کہ خرچ کرو اپنے محبوب مال میں سے اور میرے سب مال سے مجھ کو باغ بیرحاء بہت پیارا ہے سو میں نے اس کو اللہ کی راہ میں خیرات کیا میں امید رکھتا ہوں اس کی نیکی اور اس کے ذخیرہ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک یعنی میں اس کو آگے بھیج کر جمع کرتا ہوں تا کہ اس کو اللہ کے نزدیک پاؤں سو یا حضرت! جس کو مناسب دیکھیں اس کو دے دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاباش یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے اور البتہ میں نے سنا جو تو نے کہا اور میں بہتر جانتا ہوں کہ تو اس کو اپنے قرابتیوں میں تقسیم کر دے

الْأَقْرَبِيْنَ قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهٖ وَفِيْ بَنِيْ عَمِّهٖ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ مَّالٌ رَّايِحٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَأُبَيٍّ وَأَنَا أَقْرَبُ إِلَيْهِ وَلَمْ يَجْعَلْ لِيْ مِنْهَا شَيْئًا.

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! میں یہ کام کرتا ہوں سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابتیوں اور چچیرے بھائیوں میں تقسیم کر دیا' عبداللہ بن یوسف اور روح بن عبادہ نے کہا کہ یہ مال جانے والا ہے اور یحییٰ بن یحییٰ نے ہمیں حدیث سنائی کہ میں نے مالک پر پڑھا یہ مال جانے والا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ باغ اس نے حسان اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کو دیا اور مجھ کو کچھ نہ دیا اور حالانکہ میں اس کے نزدیک ان دونوں سے زیادہ قریب تھا۔

فائدہ: اور جن لوگوں نے اس آیت کے ساتھ عمل کیا ان میں سے ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں کہ انہوں نے اس آیت کو پڑھا کہا سو میں نے اپنے نزدیک اپنی لونڈی رومی سے کوئی چیز پیاری نہ پائی سو میں نے کہا کہ وہ اللہ کے واسطے آزاد ہے سو اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اللہ کے لیے دی ہوئی چیز کو پھیر نہیں لوں گا تو البتہ میں اس سے نکاح کرتا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ کہہ لاؤ تورات اور اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو؟

٤١٩٠ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْيَهُوْدَ جَآءُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ مِّنْهُمْ وَامْرَأَةٍ قَدْ زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ بِمَنْ زَنٰى مِنْكُمْ قَالُوْا نُحَمِّمُهُمَا وَنَضْرِبُهُمَا فَقَالَ لَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ الرَّجْمَ فَقَالُوْا لَا نَجِدُ فِيْهَا شَيْئًا فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ فَوَضَعَ مِدْرَاسُهَا الَّذِيْ يُدَرِّسُهَا مِنْهُمْ كَفَّهٗ عَلٰى

۴۱۹۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہود اپنے ایک مرد اور عورت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے دونوں نے زنا کیا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم کس طرح کرتے ہو جو تم میں زنا کرے؟ یہود نے کہا کہ ہم دونوں پر گرم پانی ڈالتے ہیں یا ان کا منہ کالا کرتے ہیں اور ان کو مارتے ہیں' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم توراۃ میں رجم کرنا نہیں پاتے؟ یہود نے کہا کہ ہم اس میں کچھ نہیں پاتے تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تم جھوٹے ہو سو لاؤ توراۃ اور اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو؟ یعنی سو وہ توراۃ لائے تو اس کے مدرس نے جو اس کا درس کرتا تھا اپنی ہتھیلی رجم کی آیت پر رکھی اور اس کے آگے پیچھے کی آیت پڑھنے لگا اور رجم

آيَةِ الرَّجْمِ فَطَفِقَ يَقْرَأُ مَا دُوْنَ يَدِهٖ وَمَا وَرَآئَهَا وَلَا يَقْرَأُ آيَةَ الرَّجْمِ فَنَزَعَ يَدَهٗ عَنْ آيَةِ الرَّجْمِ فَقَالَ مَا هٰذِهٖ فَلَمَّا رَأَوْا ذٰلِكَ قَالُوْا هِيَ آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيْبًا مِّنْ حَيْثُ مَوْضِعُ الْجَنَآئِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ فَرَأَيْتُ صَاحِبَهَا يَحْنِيْ عَلَيْهَا يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ.

کی آیت نہ پڑھتا تھا سو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ رجم کی آیت پر سے کھینچا اور کہا یہ کیا ہے؟ سو جب انہوں نے دیکھا تو کہا کہ یہ رجم کی آیت ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رجم کرنے کا حکم دیا سو دونوں رجم کیے گئے قریب جانزے کی جگہ سے مسجد کے پاس سو میں نے اس عورت کے ساتھی کو دیکھا کہ اس پر جھکتا تھا اس کو پتھروں سے بچاتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حدود میں آئے گی۔

بَابُ ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تم بہتر ہو سب امتوں سے کہ نکالے گئے یعنی مقرر کیے گئے۔

٤١٩١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَّيْسَرَةَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ قَالَ خَيْرَ النَّاسِ لِلنَّاسِ تَأْتُوْنَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فِيْ أَعْنَاقِهِمْ حَتّٰى يَدْخُلُوْا فِي الْإِسْلَامِ.

۴۱۹۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ تم بہتر امت ہو کہ نکالے گئے واسطے لوگوں کے کہا کہ بہتر لوگوں میں واسطے لوگوں کے کہ لاتے ہیں ان کو زنجیروں میں بندھے یہاں تک کہ اسلام میں داخل ہوں گے کہ سبب ہے سب عادتوں دینی اور دنیاوی کا۔

فائدہ: یہ جو کہا خیر الناس للناس یعنی بہتر بعض لوگوں میں واسطے بعض کے یعنی زیادہ نفع پہنچانے والے واسطے ان کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اس واسطے ہوا کہ وہ ان کے مسلمان ہونے کا سبب ہوئے اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا کہ اگر اللہ چاہتا تو کہتا انتم خیر امة سو ہم سب بہتر ہوتے لیکن کہا کنتم پس یہ آیت خاص ہے واسطے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جوان کا سا کام کرے اور یہ روایت منقطع ہے احمد اور نسائی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ آیت مہاجرین کے حق میں ہے پس نہ خاص تر ہے پہلی وجہ سے اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ یہ آیت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور سالم رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری اور یہ وجہ زیادہ تر خاص ہے دوسری وجہ سے اور طبرانی نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ معنی اس کے اوپر شرط مذکور کے ہیں یعنی تم نیک بات بتلاتے ہو برے کام سے روکتے ہو الخ اور یہ عام تر ہے آئی ہے بیچ سبب اس حدیث کے وہ خبر کہ روایت کی ہے طبری وغیرہ نے عکرمہ سے کہ تم سے اگلے لوگ ایک دوسرے شہر میں بے خوف نہیں ہوتے تھے ایک دوسرے کو

مار ڈالتا تھا سو جب تم پیدا ہوئے تو سرخ وسیاہ لوگوں نے تم میں امن پایا اور ایک روایت میں اس سے آیا ہے کہ اگلی کوئی امت نہیں ہوئی کہ اس میں بہت قسم کے لوگ داخل ہوئے ہوں مانند اس امت کے اور اسی طرح روایت ہے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور یہ سب چاہتا ہے اس کو کہ آیت سے مراد ساری امت ہے اگلی پچھلی اور تائید کی گئی ہے اس کی ساتھ حدیث بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ کے اس نے روایت کی اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے اس آیت کی تفسیر میں کہ تم ہو بہتر امت جو پیدا ہوئے واسطے لوگوں کے فرمایا تم پورا کرنے والے ہو ستر امت کو سب میں بہتر اور بزرگ تر ہو نزدیک اللہ کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِذْ هَمَّتْ طَآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَنْ تَفْشَلَا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب قصد کیا دو گروہوں نے تم میں سے یہ کہ بزدلی کریں۔

٤١٩٢ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ فِيْنَا نَزَلَتْ ﴿إِذْ هَمَّتْ طَآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا﴾ قَالَ نَحْنُ الطَّآئِفَتَانِ بَنُوْ حَارِثَةَ وَبَنُوْ سَلِمَةَ وَمَا نُحِبُّ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً وَّمَا يَسُرُّنِيْ أَنَّهَا لَمْ تُنْزَلْ لِقَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا﴾.

۴۱۹۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت ہمارے حق میں اتری کہ جب قصد کیا دو گروہوں نے تم میں سے یہ کہ نامردی کریں اور اللہ تھا مددگار ان کا کہا ہم ہیں دونوں گروہ بنی حارثہ اور بنی سلمہ اور ہم کو خوش نہیں لگتا کہ یہ آیت نہ اترتی واسطے فرمانے اللہ تعالیٰ کے کہ اللہ تھا مددگار ان کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنگ احد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تیرا کچھ اختیار نہیں۔

٤١٩٣ ۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فِي الرَّكْعَةِ الْأٰخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّفُلَانًا بَعْدَ مَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ

۴۱۹۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب نماز فجر کی پچھلی رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو کہتے الٰہی! لعنت کر فلاں کو اور فلاں کو اور فلاں کو بعد کہنے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں آخر آیت تک۔

الْحَمْدُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ﴾ رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

فائدہ: ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بد دعا کرتے صفوان بن امیہ پر اور سہیل بن عمیر پر اور حارث بن ہشام پر سو یہ آیت اتری اور ترمذی وغیرہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے سو اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی ہدایت کی سو وہ سب مسلمان ہو گئے۔ (فتح)

٤١٩٤ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّدْعُوَ عَلٰى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُوَ لِأَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَرُبَّمَا قَالَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَّعَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ يَجْهَرُ بِذٰلِكَ وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ بَعْضِ صَلَاتِهٖ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا لِأَحْيَاءٍ مِّنَ الْعَرَبِ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ الْآيَةَ.

۴۱۹۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی پر بد دعا یا کسی کے واسطے دعا کرنے کا ارادہ کرتے تھے یعنی نماز میں تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے تھے سو اکثر اوقات سمع اللہ لمن حمدہ الخ کے بعد یوں کہتے الٰہی! نجات دے ولید بن ولید کو اور سلمہ بن ہشام کو اور عیاش بن ابی ربیعہ کو الٰہی! عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور ان پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا اس کو پکار کر پڑھتے تھے اور بعض وقت اپنی فجر کی نماز میں کہتے تھے کہ الٰہی! لعنت کر فلاں کو اور فلاں کو عرب کے کئی گروہوں پر بد دعا کرتے یعنی رعل اور ذکوان اور عصیہ پر یہاں تک کہ یہ آیت اتری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں آخر آیت تک۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ رکوع کے بعد قنوت پڑھتے تو تمسک کیا ہے ساتھ مفہوم اس کے کی جو گمان کرتا ہے کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے اور اس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رکوع کے بعد اس وقت ہوتی ہے جب کہ کسی پر بد دعا یا کسی کے واسطے دعا کرنے کا ارادہ ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ مفہوم اس کا یہ ہو کہ نہیں واقع ہوتی

قنوت مگر اسی حالت میں اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو ابن خزیمہ نے سند صحیح کے ساتھ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نہیں پڑھتے تھے مگر جب کہ کسی قوم پر بد دعا کرتے یا کسی کے واسطے دعا کرتے اور قنوت کا بیان وتر کے بیان میں گزر چکا ہے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں تو پہلے گزر چکا ہے اشکال اس کا جنگ احد میں اور یہ کہ قصہ رعل اور ذکوان کا اُحد کے بعد تھا اور اس آیت کا نزول اُحد کے قصے میں تھا پس کس طرح متاخر ہوگا سبب نزول کا آیت کے نزول سے پھر ظاہر ہوئی واسطے میرے علت خبر کی اور یہ کہ اس میں ادراج ہے اور یہ قول اس کا حتی انزل اللہ منقطع ہے زہری سے مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن کافروں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت توڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بد دعا کی سو یہ آیت اتری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں اور طریق تطبیق کا درمیان اس کے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا کی مذکورین پر اس کے بعد اپنی نماز میں سو اتری آیت دونوں امر میں اس چیز میں کہ واقع ہوئی واسطے آپ کے امر مذکور سے اور اس چیز میں کہ پیدا ہوئی اس سے بد دعا کرنے سے اوپر ان کے اور یہ سب اُحد میں ہے برخلاف قصے رعل اور ذکوان کے کہ وہ اجنبی ہے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ تھا قصہ ان کا اس کے بعد اور متاخر ہوا نزول آیت کا اپنے سبب سے تھوڑا سا پھر آیت ان سب امروں میں اتری۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْ أُخْرَاكُمْ﴾ وَهُوَ تَأْنِيْثُ اٰخِرِكُمْ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ﴾ فَتْحًا أَوْ شَهَادَةً.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ رسول تم کو تمہارے پیچھے سے بلاتا تھا اور وہ تانیث ہے آخر کم کی۔ یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَا اِلَّا اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ﴾ یعنی کہہ نہیں انتظار کرتے تم ہمارے حق میں مگر دو خوبی میں سے ایک کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد ایک دو خوبی سے فتح یا شہادت ہے

فائدہ: اور محل اس تعلیق کا سورۂ برأت ہے اور یہ شاید بخاری رحمہ اللہ نے وارد کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے اشارہ کرنے کے کہ ایک دو خوبی سے جنگ اُحد میں واقع ہوئی اور وہ شہادت ہے۔

٤١٩٥ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ

۴۱۵۹۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے دن پیادوں پر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر کیا سو سامنے آئے شکست کھا کے پس یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ جب رسول ان کو پیچھے سے بلاتا تھا اور نہ باقی

أُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ وَّأَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِيْنَ فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوْهُمُ الرَّسُوْلُ فِيْ أُخْرَاهُمْ وَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا.

رہا ساتھ حضرت ﷺ کے کوئی سوائے بارہ مردوں کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أَمَنَةً نُّعَاسًا﴾.

بیان میں اس آیت کے کہ پھرا تارا تم پر غم کے بعد امن کو کہ وہ اونگھ تھی۔

٤١٩٦ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُوْ يَعْقُوْبَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ غَشِيَنَا النُّعَاسُ وَنَحْنُ فِيْ مَصَافِّنَا يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ فَجَعَلَ سَيْفِيْ يَسْقُطُ مِنْ يَّدِيْ وَاٰخُذُهٗ وَيَسْقُطُ وَاٰخُذُهٗ.

۴۱۹۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو اونگھ نے ڈھانکا اور حالانکہ ہم اپنی صف جنگ میں کھڑے تھے جنگ اُحد کے دن سو میری تلوار میرے ہاتھ سے گرنے لگی اور میں اس کو پکڑتا تھا اور گرتی تھی اور میں اس کو پکڑتا تھا یعنی ایسی اونگھ آئی کہ تلوار کئی بار میرے ہاتھ سے گر پڑی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ أَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ ﴿اَلْقَرْحُ﴾ الْجِرَاحُ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جن لوگوں نے حکم مانا اللہ اور رسول کا اس کے بعد کہ ان کو زخم پہنچا اور جو ان میں نیک ہیں اور پرہیزگار ان کو ثواب ہے بڑا۔

﴿اِسْتَجَابُوْا﴾ أَجَابُوْا ﴿يَسْتَجِيْبُ﴾ يُجِيْبُ.

یعنی استجابوا کے معنی ہیں اجابوا یعنی حکم مانا اور یستجیب کے معنی ہیں یجیب۔

فائدہ: مراد یہ آیت ہے ﴿وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ﴾ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے بخاری نے واسطے شہادت لینے کے دوسری آیت کے لیے۔

تنبیہ: نہیں وارد کی بخاری نے اس باب میں کوئی حدیث اور شاید اس نے اس کے واسطے بیاض چھوڑا ہوگا اور لائق اس کے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے کہ اس نے اس آیت میں عروہ سے کہا کہ اے بھتیجے! تیرے دونوں باپ ان میں سے تھے یعنی زبیر اور ابوبکر رضی اللہ عنہما اور یہ حدیث مع شرح اپنی کے مغازی میں گزر چکی ہے اور ابن عیینہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب مشرکین جنگ اُحد سے پھرے تو کہا کہ نہ تم نے محمد ﷺ کو قتل کیا اور نہ نوجوان

عورتوں کو تم نے اپنے پیچھے سوار کیا تم نے برا کیا سو وہ جنگ کے واسطے پھر آئے حضرت ﷺ نے لوگوں کو بلایا لوگوں نے آپ کا حکم قبول کیا یہاں تک کہ پہنچے حمراء الاسد میں تو مشرکوں کو یہ خبر پہنچی انہوں نے کہا ہم آئندہ سال کو پھر آئیں گے سو اللہ تعالیٰ نے یہ اتاری کہ جن لوگوں نے حکم مانا اللہ اور رسول کا۔ (فتح)

بَابٌ ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ﴾ الْآيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جن کو لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے واسطے لشکر جمع کیا ہے۔

٤١٩٧ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ أُرَاهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ قَالَهَا إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالُوْا ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾.

۴۱۹۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ بس ہے ہم کو اللہ کیا خوب کارساز ہے یہ کلمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا جب کہ آگ میں ڈالے گئے اور حضرت ﷺ نے کہا جب کہ لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے واسطے لشکر جمع کیا ہے سو تم ان سے ڈرو سو زیادہ کیا اس بات نے ان کو ایمان میں اور کہا کہ بس کافی ہے ہم کو اللہ اور کیا خوب کارساز ہے۔

٤١٩٨ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ اٰخِرَ قَوْلِ إِبْرَاهِيْمَ حِيْنَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ.

۴۱۹۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھا آخری قول ابراہیم علیہ السلام کا جب کہ آگ میں ڈالے گئے حسبی اللہ ونعم الوکیل۔

فائدہ: پہلی حدیث میں جو کہا کہ حضرت ﷺ نے یہ کلمہ فرمایا جب لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے واسطے لشکر جمع کیا ہے تو یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی ہے ابن اسحاق نے دراز اس قصے میں کہ ابوسفیان پھر آیا ساتھ قریش کے اس کے بعد کہ متوجہ ہوا جنگ اُحد سے سو معبد خزاعی اس سے ملا اور اس کو خبر دی کہ حضرت ﷺ کو بڑے لشکر میں دیکھا اور البتہ جمع ہوئے ہیں ساتھ آپ کے وہ لوگ جو جنگ سے پیچھے رہے سو اس خبر نے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو موڑا سو وہ مکے کو پھر گئے اور ابوسفیان نے کئی لوگوں کو بھیجا سو انہوں نے آ کر حضرت ﷺ کو خبر دی کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھی آپ کا قصد رکھتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بس کافی ہے ہم کو اللہ اور کیا خوب کارساز ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾. ﴿سَيُطَوَّقُوْنَ﴾ كَقَوْلِكَ طَوَّقْتُهٗ بِطَوْقٍ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہ گمان کریں جو لوگ بخل کرتے ہیں اس چیز پر کہ اللہ تعالیٰ ان کو دے اپنے فضل سے کہ یہ بہتر ہے ان کے حق میں بلکہ وہ برا ہے ان کے واسطے آگے طوق پڑے گا ان کو جس پر بخل کیا تھا قیامت کے دن۔

یعنی اور ابوعبید نے کہا سیطوقون کی تفسیر میں کہ ان کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا جیسے تو کہے کہ میں نے اس کو طوق پہنایا اور اس کے گلے میں طوق ڈالا اور ایک روایت میں ہے کہ آگ کا طوق ڈالا جائے گا۔

٤١٩٩ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ بِشِدْقَيْهِ يَقُوْلُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ.

۴۱۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ مال دے اور وہ اس کی زکوۃ نہ ادا کرے تو اس کا مال اس کے لیے گنجا سانپ بنایا جائے گا اس کی آنکھوں پر دو نقطے سیاہ ہوں گے قیامت کے دن وہ اس کے گلے میں ڈالا جائے گا وہ اس کی باچھیں پکڑے گا کہے گا کہ میں ہوں مال تیرا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اور نہ گمان کریں جو لوگ بخل کرتے ہیں، آخر آیت تک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوۃ میں گزر چکی ہے اور اختلاف ہے کہ یہ طوق حسی ہے یا معنوی؟ اور کہا واحدی نے کہ اجماع مفسرین کا کہ یہ آیت زکوۃ نہ دینے والوں کے حق میں اتری اور بعض کہتے ہیں کہ یہود کے حق میں اتری جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت چھپائی اور پہلی بات راجح ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوْا

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ البتہ سنو گے تم ان لوگوں سے کہ دیے گئے کتاب تم سے پہلے اور مشرکوں

أَذًى كَثِيرًا﴾.

سے بدگوئی بہت۔

فائدہ: عبدالرزاق نے عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے روایت کی ہے کہ یہ آیت کعب بن اشرف کے حق میں اتری اس چیز میں کہ ہجو کرتا تھا وہ ساتھ اس کے حضرت ﷺ کی اور آپ کے اصحاب کی شعر گوئی سے اور پہلے گزر چکی ہے مغازی میں حدیث اس کی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ کعب بن اشرف کو مار ڈالے کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دی؟۔ (فتح)

٤٢٠٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَّأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَّرَآءَهُ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ قَالَ حَتّٰى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُّسْلِمَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيِّ فَإِذَا فِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّآبَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيِّ أَنْفَهُ بِرِدَآئِهِ ثُمَّ قَالَ لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ أَيُّهَا الْمَرْءُ إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا

۴۲۰۰۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ گدھے پر سوار ہوئے ایک موٹی چادر فدکی اپنے نیچے ڈالی اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کر کے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو چلے قبیلہ بنی حارث میں جنگ بدر سے پہلے یہاں تک کہ ایک مجلس پر گزرے کہ اس میں عبداللہ بن ابی منافق مشہور تھا پہلے اس سے کہ عبداللہ بن ابی اسلام کو ظاہر کرے سو اچانک میں نے دیکھا کہ مجلس میں کئی قسم کے لوگ تھے مسلمانوں اور مشرکوں سے اور بت پرستوں سے اور یہود سے اور مسلمانوں سے (مسلمین کا لفظ یہاں دوبار واقع ہوا ہے اور اولیٰ حذف کرنا اس کا ہے ایک جگہ سے اور لفظ عبدۃ الاوثان بدل ہے مشرکین سے اور یہود معطوف ہے عبدۃ الاوثان پر جو بدل ہے مشرکین سے گویا کہ تفسیر کیا اس نے مشرکین کو ساتھ عبدۃ الاوثان اور یہود کے اور اس سے ظاہر ہوتی ہے توجیہ مسلمین کے دوہرانے کی گویا کہ تفسیر کیا اس نے اخلاط کو ساتھ دو چیزوں مسلمین اور مشرکین کے پھر جب تفسیر کیا مشرکین کو ساتھ دو چیزوں کے تو مناسب جانا اس نے دوہرانا ذکر مسلمین کا) اور مجلس میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ صحابی بھی تھے سو جب چوپائے کی گرد مجلس پر پڑی تو عبداللہ بن ابی نے اپنی ناک چادر سے ڈھانکی پھر کہا کہ ہم پر گرد نہ اُڑاؤ سو حضرت ﷺ نے ان کو سلام کیا پھر ٹھہرے پھر اترے

بِهٖ فِيْ مَجْلِسِنَا اِرْجِعْ إِلٰى رَحْلِكَ فَمَنْ جَآءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاغْشَنَا بِهٖ فِيْ مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَنُوْا ثُمَّ رَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَآبَّتَهٗ فَسَارَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُوْ حُبَابٍ يُرِيْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ عَنْهُ فَوَالَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَآءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ الَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْكَ لَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبُحَيْرَةِ عَلٰى أَنْ يُتَوِّجُوْهُ فَيُعَصِّبُوْهُ بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا أَبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِيْ أَعْطَاكَ اللّٰهُ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهٖ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ يَعْفُوْنَ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا أَمَرَهُمُ اللّٰهُ وَيَصْبِرُوْنَ عَلَى الْأَذٰى قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوْا

سو ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بلایا اور اسلام کی دعوت دی اور ان پر قرآن کو پڑھا اور کہا عبداللہ بن ابی نے یعنی حضرت ﷺ سے کہ اے مرد تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں کوئی چیز بہتر اس سے جو تو کہتا ہے اگر حق ہو سو ہماری مجلسوں میں ہم کو اس کی تکلیف مت دو اپنی جگہ کی طرف پلٹ جا سو جو تیرے پاس آئے اس پر قصہ پڑھ یعنی اس کو سمجھاؤ سو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیوں نہیں یا حضرت! ہماری مجلسوں میں ہم کو اس کے ساتھ ڈھانکیے کے بیشک ہم اس کو چاہتے ہیں سو مسلمان اور مشرک ایک دوسرے کو گالی دینے لگے یہاں تک کہ قریب تھا کہ ایک دوسرے پر اٹھ پڑیں سو ہمیشہ حضرت ﷺ ان کو چپ کراتے رہے یہاں تک کہ چپ ہوئے پھر حضرت ﷺ اپنے چوپائے پر سوار ہوئے اور چلے یہاں تک کہ سعد رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے سو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے سعد! کیا تم نے نہیں سنا جو ابو حباب یعنی عبداللہ بن ابی نے کہا؟ اس نے ایسا ایسا کہا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! اس سے معاف کیجیے اور درگزر کیجیے سو قسم ہے اس کی جس نے آپ پر کتاب اتاری البتہ لایا ہے اللہ حق جو آپ پر اُتارا یعنی رسالت اور البتہ اتفاق کیا تھا اس شہر یعنی مدینہ والوں نے کہ اس کو تاج پہنائیں اور اپنا سردار بنائیں سو جب انکار کیا اللہ نے اس کے سردار بنانے سے بسبب اس حق کے کہ آپ کو عطا کیا تو اس سے اس کو گل گھوٹو ہوا یعنی اس کو حسد پیدا ہوا سو اس حسد نے کیا ہے اس کے ساتھ جو آپ نے دیکھا یعنی اس حسد کی وجہ سے اس نے آپ کو ایسا کہا، سو حضرت ﷺ نے اس کو معاف کیا اور حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب کا دستور تھا کہ مشرکوں اور کتاب والوں کو معاف

أَذًى كَثِيْرًا﴾ اَلْاٰيَةَ وَقَالَ اللّٰهُ ﴿وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَأَوَّلُ الْعَفْوَ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهٖ حَتّٰى أَذِنَ اللّٰهُ فِيْهِمْ فَلَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهٖ صَنَادِيْدَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَعَبَدَةِ الْأَوْثَانِ هٰذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَايَعُوا الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمُوْا.

کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا اور تکلیف پر صبر کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ البتہ تم سنو گے ان لوگوں سے جو دیے گئے کتاب تم سے پہلے اور مشرکوں سے بدگوئی بہت آخر آیت تک اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بہت اہل کتاب چاہتے ہیں کہ پھیر دیں تم کو تمہارے ایمان کے بعد کافر واسطے حسد کرنے کے اپنے نزدیک سے آخرت آیت تک اور تھے حضرت ﷺ عمل کرتے عفو میں ساتھ اس چیز کے کہ حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساتھ اس کے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لڑنے کی اجازت دی سو جب حضرت ﷺ نے جنگ بدر کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ کفار قریش کے رئیسوں کو مار ڈالا تو ابن ابی اور اس کے ساتھ والے مشرکوں اور بت پرستوں نے کہا کہ اس امر کی وجہ ظاہر ہوئی اس میں داخل ہونا چاہیے سو انہوں نے حضرت ﷺ سے اسلام کی بیعت کی اور بظاہر مسلمان ہو گئے یعنی اور دل میں منافق رہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ سعد رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو چلے تو اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے بزرگ کو کہ اپنے بعض تابعداروں کی بیمار پرسی کو ان کے گھر جائے اور یہ جو حضرت ﷺ نے ان کو سلام کیا تو اس سے لیا جاتا ہے جائز ہونا سلام کا مسلمان پر جب کہ ان کے ساتھ کافر ہوں اور نیت کرے اس وقت ساتھ سلام کے مسلمانوں کو اور احتمال ہے کہ جس لفظ کے ساتھ ان کو سلام کیا وہ صیغہ عموم کا ہو کہ اس میں تخصیص ہو مانند قول حضرت ﷺ کے السلام علی من اتبع الھدیٰ اور ساتھ مابعد اس آیت کے کہ بیان کیا ہے اس کو بخاری نے ظاہر ہوتی ہے وجہ مناسبت کی اور وہ قول اس کا ہے فاعفوا واصفحوا یعنی معاف کرو اور درگزر کرو اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے خلاف لڑنے کی اجازت دی پس معاف کرنا ان کو چھوڑ دیا اور یہ مراد نہیں کہ بالکل چھوڑ دیا بلکہ یہ بہ نسبت چھوڑنے لڑائی سے پہلے اور واقع ہونے اس کے آخر میں نہیں تو معاف کرنا حضرت ﷺ کا بہت مشرکوں اور یہود کو ساتھ احسان کے اور بدلہ لے کر چھوڑ دینے کے اور درگزر کرنا آپ کا منافقوں سے مشہور ہے حدیث اور سیرت کی کتابوں میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا أَتَوْا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہ گمان کرو کہ جو لوگ خوش ہوتے ہیں اپنے کیے پر۔

۴۲۰۱ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَزْوِ تَخَلَّفُوْا عَنْهُ وَفَرِحُوْا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَذَرُوْا إِلَيْهِ وَحَلَفُوْا وَأَحَبُّوْا أَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَنَزَلَتْ ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّوْنَ أَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا﴾ الْآيَةَ.

۴۲۰۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بہت منافقوں کا یہ دستور تھا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کی طرف نکلتے تو آپ سے پیچھے رہ جاتے اور خوش ہوتے ساتھ بیٹھنے اپنے کے برخلاف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سے تشریف لاتے تو آپ کے پاس عذر خواہی کرتے اور قسم کھاتے اور چاہتے کہ تعریف کیے جائیں بن کیے پر سو یہ آیت اتری کہ نہ گمان کر ان کو، آخر آیت تک۔

فائدہ: اسی طرح ذکر کیا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے سبب نزول اس آیت کا اور یہ کہ مراد وہ منافق لوگ ہیں جو پیچھے رہنے سے عذر خواہی کرتے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو اس سے پیچھے ہے یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے وہ یہود ہیں جنہوں نے جواب دیا ساتھ غیر اس چیز کے کہ پوچھے گئے ساتھ اس کے اور جو ان کے پاس تھا اس کو چھپایا اور ممکن ہے تطبیق اس طور پر کہ آیت دونوں فریق کے حق میں اتری ہو۔ (فتح)

۴۲۰۲ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ قَالَ لِبَوَّابِهِ اذْهَبْ يَا رَافِعُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِئٍ فَرِحَ بِمَا أُوْتِيَ وَأَحَبَّ أَنْ يُّحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ مُعَذَّبًا لَنُعَذَّبَنَّ أَجْمَعُوْنَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّمَا

۴۲۰۲۔ علقمہ سے روایت ہے کہ مروان نے اپنے دربان سے کہا کہ اے رافع! ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جا سو کہہ کہ اگر ہو ہر مرد (کہ خوش ہوا اپنے کیے پر اور چاہے کہ تعریف کیا جائے بن کیے پر) عذاب کیا گیا تو البتہ ہم سب کو قیامت میں عذاب ہو گا یعنی اس واسطے کہ کوئی آدمی ان دونوں صفتوں سے خالی نہیں سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تم کو اس آیت سے کیا کام ہے؟ یعنی یہ تمہارے حق میں نہیں اس کا سبب یوں

لَكُمْ وَلِهٰذِهٖ إِنَّمَا دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُوْدَ فَسَأَلَهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوْهُ إِيَّاهُ وَأَخْبَرُوْهُ بِغَيْرِهٖ فَأَرَوْهُ أَنْ قَدِ اسْتَحْمَدُوْا إِلَيْهِ بِمَا أَخْبَرُوْهُ عَنْهُ فِيْمَا سَأَلَهُمْ وَفَرِحُوْا بِمَا أُوْتُوْا مِنْ كِتْمَانِهِمْ ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ كَذٰلِكَ حَتّٰى قَوْلِهٖ يَفْرَحُوْنَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّوْنَ أَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا﴾ تَابَعَهٗ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ أَنَّ مَرْوَانَ بِهٰذَا.

ہے کہ حضرت ﷺ نے یہود کو بلایا اور ان سے کچھ چیز پوچھی سو انہوں نے اس کو آپ سے چھپایا اور خبر دی آپ کو ساتھ غیر اس چیز کے کہ پوچھی سو انہوں نے آپ کو دکھلایا کہ البتہ تعریف چاہی انہوں نے آپ سے ساتھ اس چیز کے کہ جس کی انہوں نے آپ کو خبر دی اس چیز میں کہ حضرت ﷺ نے ان سے پوچھی اور خوش ہوئے ساتھ اس چیز کے کہ کی انہوں نے کتمان سے یعنی چھپانے سے پھر پڑھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت اور جب لیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے کہ دیئے گئے کتاب اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ خوش ہوتے ہیں اپنے کیے پر اور چاہتے ہیں تعریف بن کیے پر۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت اہل کتاب کے حق میں اتری اور یہ جو کہا کہ انہوں نے دکھایا' الخ تو ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے آپ کو دکھلایا کہ بیشک انہوں نے خبر دی حضرت ﷺ کو جو آپ نے ان سے پوچھا اور اس کے ساتھ آپ سے تعریف اپنی چاہی اور یہ روایت بہت ظاہر ہے اور یہ جو کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے کتاب والوں سے عہد لیا' الخ تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جن لوگوں کی اللہ تعالیٰ نے آیت مسؤول عنہا میں خبر دی وہی لوگ ہیں جو مذکور ہیں پہلی آیت میں اور یہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت کی ساتھ چھپانے اس علم کے کہ حکم دیا ان کو اللہ نے ساتھ نہ چھپانے اس کے اور وعدہ دیا ان کو ساتھ عذاب کے اوپر اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں فرمایا کہ اللہ کا دین اسلام ہے جس کو اپنے بندوں پر فرض کیا اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے۔

تنبیہ: جو چیز کہ حضرت ﷺ نے یہود سے پوچھی اس کا بیان کسی روایت میں نہیں آیا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے اپنی صفت پوچھی صاف طور سے کہ ان کے نزدیک ہے سو انہوں نے آپ کو مجمل امر کے ساتھ خبر دی اور عبدالرزاق نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے بیچ تفسیر آیت ﴿لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ﴾ کہ مراد اس آیت میں حضرت ﷺ ہیں اور بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿يَفْرَحُوْنَ بِمَا أَتَوْا﴾ کہا ساتھ چھپانے ان کے محمد ﷺ کو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ بیشک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے اور رات دن کے آنے جانے میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے۔

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری نے اس باب میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ اختصار کے اور اس کی شرح وتر میں گزر چکی ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ سبب نزول اس آیت کے وہ چیز جو روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ قریش یہود کے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کیا چیز لایا تھا؟ انہوں نے کہا عصا اور ید بیضا یہاں تک کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے واسطے صفا پہاڑ کو سونا بناؤ سو یہ آیت اتری اور اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ یہ سورت مدینہ میں اتری اور قریش اہل مکہ سے ہیں اور احتمال ہے کہ سوال ان کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کے بعد ہو خاص کر صلح کے زمانے میں۔ (فتح)

٤٢٠٣ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهٖ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ فَصَلّٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

۴۲۰۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رات کاٹی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں سے گھڑی بھر بات کرتے رہے پھر سو گئے سو جب تہائی رات رہ گئی تو اٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھا سو یہ آیت پڑھی کہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے اور رات دن کے آنے جانے میں البتہ نشانیاں ہیں عقل والوں کو پھر اُٹھ کر وضو کیا اور مسواک کی اور گیارہ رکعتیں پڑھیں پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت سنت پڑھی پھر گھر سے تشریف لائے اور صبح کی نماز پڑھی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹ پر لیٹے اور غور کرتے ہیں آسمان و زمین کی پیدائش میں۔

٤٢٠٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۴۲۰۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيِّ عَنْ مَّالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ مَّخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَقُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلٰى صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطُرِحَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِسَادَةٌ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طُوْلِهَا فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَّجْهِهٖ ثُمَّ قَرَأَ الْأَيَاتِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ اٰلِ عِمْرَانَ حَتّٰى خَتَمَ ثُمَّ أَتٰى شَنًّا مُّعَلَّقًا فَأَخَذَهٗ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ إِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى رَأْسِيْ ثُمَّ أَخَذَ بِأُذُنِيْ فَجَعَلَ يَفْتِلُهَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ.

اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رات کاٹی سو میں نے کہا کہ البتہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھوں گا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک بستر ڈالا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی لمبائی میں سوئے (پھر کچھ رات رہ گئی تو اٹھے) اور خواب کو اپنے منہ سے ملنے لگے پھر سورۂ آل عمران کی پچھلی دس آیتیں پڑھیں یہاں تک کہ ختم کیا پھر ایک مشک کے پاس آئے سو اس کو پکڑا پھر وضو کیا پھر نماز کو کھڑے ہوئے سو میں کھڑا ہوا سو میں نے کیا جس طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پھر میں آ کر آپ کے پہلو میں کھڑا ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا پھر میرا کان پکڑ کر ملتے گئے پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر وتر کی نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور پہلے باب کی روایت سے معلوم ہو چکا ہے کہ اول اس آیت سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع کیا تھا ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ اور واقع ہوا ہے اس روایت میں کہ سورۂ آل عمران کی پچھلی دس آیتیں پڑھیں یہاں تک کہ ان کو ختم کیا پس اسی واسطے ترجمہ باندھا ہے ساتھ بعض آیت مذکورہ کے کہ وہ بعض ہے ان دس آیتوں میں سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے ہمارے رب! جس کو تو نے آگ میں ڈالا سو البتہ تو نے اس کو ذلیل کیا اور نہیں ظالموں کا کوئی مددگار۔

٤٢٠٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۴۲۰۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے

مَعْنُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِيْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِيْ طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيْلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيْلٍ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوْءَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلٰى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَأْسِيْ وَأَخَذَ بِأُذُنِيْ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کے پاس ایک رات کاٹی اور میمونہ رضی اللہ عنہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ ہے سو میں بستر کی چوڑائی میں لیٹا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اس کی لمبائی میں لیٹے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے یہاں تک کہ آدھی رات گزری یا تھوڑا اس سے پہلے یا پیچھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اور اپنے دونوں ہاتھ سے اپنے منہ سے خواب کو ملنے لگے پھر سورۂ آلِ عمران کے خاتمے کی دس آیتیں پڑھیں پھر ایک لٹکی مشک کی طرف کھڑے ہوئے اور اس سے وضو کیا اور بہت اچھی طرح وضو کیا پھر نماز کو کھڑے ہوئے سو میں نے کیا جس طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پھر میں آ کر آپ کے پہلو میں کھڑا ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا کان پکڑ کر ملا سو دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر وتر پڑھے پھر لیٹ گئے یہاں تک کہ مؤذن آپ کے پاس آیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ہلکی نماز پڑھی پھر باہر تشریف لائے اور صبح کی نماز پڑھی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْإِيْمَانِ﴾ اَلْاٰيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ الٰہی بیشک ہم نے سنا ایک پکارنے والے کو کہ پکارتا ہے واسطے ایمان کے۔

٤٢٠٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ

۴۲۰۶۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

عَنْ مَّخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَّوْلَى
ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا
أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ
فَاضْطَجَعْتُ فِيْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِيْ
طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيْلٍ
أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيْلٍ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ
وَّجْهِهٖ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْأٰيَاتِ الْخَوَاتِمَ
مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ
فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوْءَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ
ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى
رَأْسِيْ وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى
رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ
رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ
ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى
رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

فائدہ: یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک حدیث ہے جس کو بخاری یہاں مکرر لایا ہے لیکن کوئی طریق اس کا بعینہ ایک دوسرے کے مطابق نہیں کچھ نہ کچھ اختلاف ضرور ہے کسی طریق کے راویوں میں اختلاف ہے اور کسی طریق کے متن میں اختلاف کوئی متن مختصر ہے اور کوئی تمام۔

سُوْرَةُ النِّسَآءِ

سورۂ نساء کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَّسْتَنْكِفُ يَسْتَكْبِرُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ﴾ کے کہ یستنکف کے معنی ہیں تکبر کرے۔

قِوَامًا قِوَامُكُمْ مِّنْ مَّعَايِشِكُمْ.

یعنی قواما کے معنی ہیں سبب قائم ہونے معاش تمہاری کا یعنی قوام کے معنی گزران ہیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَامًا﴾ اور قیام اور قوام کے معنی ایک ہیں۔

﴿لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾ يَعْنِي الرَّجْمَ لِلثَّيِّبِ وَالْجَلْدَ لِلْبِكْرِ.

یعنی مراد سبیلا سے بیچ آیت ﴿وَيَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾ کے سنگسار کرنا ہے شادی شدہ کو اور کوڑے مارنا کنواری کو۔

وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿مَثْنٰى وَثُلَاثَ﴾ يَعْنِي اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثًا وَّأَرْبَعًا وَّلَا تُجَاوِزُ الْعَرَبُ رُبَاعَ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہ آیت ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ میں مثنیٰ کے معنی ہیں دو دو اور ثلاث کے معنی ہیں تین تین اور رباع کے معنی ہیں چار چار اور نہیں بڑھتے عربی لوگ رباع سے یعنی خماس وسداس نہیں کہتے۔

بَابٌ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر تم ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش آئیں عورتیں اور معنی ڈرنے کے ہیں گمان کے۔

٤٢٠٧ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا كَانَتْ لَهٗ يَتِيْمَةٌ فَنَكَحَهَا وَكَانَ لَهَا عَذْقٌ وَّكَانَ يُمْسِكُهَا عَلَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهَا مِنْ نَّفْسِهٖ شَيْءٌ فَنَزَلَتْ فِيْهِ ﴿وَإِنْ

۴۲۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد کے پاس ایک یتیم لڑکی تھی سو اس نے اس سے نکاح کیا اور اس لڑکی کا ایک کھجور کا درخت تھا وہ مرد اس لڑکی کو اس درخت کے سبب سے نگاہ رکھتا تھا اور تھی واسطے اس کے اس مرد کی طرف سے کچھ چیز یعنی وہ غریب تھا یا اس سے اچھی صحبت نہ رکھتا تھا سو اس امر میں یہ آیت اتری اور اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کر سکو

خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى﴾ أَحْسِبُهُ قَالَ كَانَتْ شَرِيْكَتَهُ فِيْ ذٰلِكَ الْعَذْقِ وَفِيْ مَالِهِ.

گے یتیم لڑکیوں کے حق میں ، ہشام کہتا ہے کہ میں گمان کرتا ہوں اس کو کہ کہا کہ وہ لڑکی اس مرد کی شریک تھی اس درخت میں اور اس کے مال میں۔

فائدہ: اس روایت سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ یہ ایک خاص شخص کے حق میں اتری اور مشہور ہشام سے تعمیم ہے یعنی یہ آیت عام پر اتری ہے کسی خاص شخص کے حق میں نہیں اتری اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو اسماعیلی نے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اتری یہ آیت اس شخص کے حق میں کہ اس کے پاس یتیم لڑکی ہو الخ اور اسی طرح ہے نزدیک بخاری کے آئندہ روایت میں زہری سے اس نے روایت کی عروہ سے اور اس حدیث میں ایک چیز ہے تنبیہ کی ہے اس پر اسماعیلی نے اور وہ قول اس کا ہے کہ اس کے واسطے کھجور کا ایک درخت تھا وہ اس کے سبب سے اس کو نگاہ رکھتا تھا اس واسطے کہ نازل ہوئی یہ آیت اس عورت کے حق میں جس کے نکاح سے اعراض کیا جاتا ہے اور لیکن جس کے نکاح میں رغبت کی جاتی ہے سو وہ عورت وہ ہے کہ خوش لگتا ہے مرد کو اس کا مال اور جمال سو وہ اس کو کسی غیر سے نکاح نہیں کر دیتا اور چاہتا ہے کہ خود اس سے نکاح کرے مہر مثل کے بغیر یعنی پورا مہر نہیں دیتا اور واقع ہوئی ہے ابن شہاب کی آئندہ روایت میں تخصیص دونوں قصوں پر اور روایت حجاج کی اس اعتراض سے سالم ہے اس واسطے کہ اس نے کہا کہ اتری یہ آیت اس مرد کے حق میں کہ اس کے پاس یتیم لڑکی ہو اور وہ لڑکی صاحب مال اور جمال ہو الخ۔ (فتح)

٤٢٠٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى﴾ فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِيْ هٰذِهِ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا تَشْرَكُهُ فِيْ مَالِهِ وَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا فَيُرِيْدُ وَلِيُّهَا أَنْ يَّتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ أَنْ يُّقْسِطَ فِيْ صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيْهَا غَيْرُهُ فَنُهُوْا عَنْ أَنْ يَّنْكِحُوْهُنَّ إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوْا لَهُنَّ أَعْلٰى سُنَّتِهِنَّ فِي الصَّدَاقِ فَأُمِرُوْا أَنْ

۴۲۰۸۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کا شان نزول پوچھا کہ اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کر سکو گے الخ سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے بھانجے! یہ آیت یتیم لڑکی کے حق میں ہے یعنی جس کا باپ مر گیا ہو اور اپنے ولی یعنی چچیرے بھائی کی پرورش میں ہو یعنی جو اس کے مال کا متولی ہے اس کے مال میں اس کی شریک ہوتی ہے اور خوش لگتا ہے اس کو اس عورت کا مال اور جمال سو اس کا ولی چاہتا ہے کہ اس سے نکاح کرے بغیر اس کے کہ اس کے مہر میں انصاف کرے اور بغیر اس کے کہ دے اس کو مثل اس کے کہ دے اس کو غیر اس کا سو ان کو منع ہوا ان سے نکاح کرنا مگر یہ کہ انصاف کریں واسطے ان کے اور پہنچا دیں واسطے ان کے کامل تر طریقہ ان کا مہر میں یعنی جو عرف میں ایسی عورتوں کو مہر

تَنْكِحُوْا مَا طَابَ لَهُمْ مِّنَ النِّسَآءِ سِوَاهُنَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَإِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هٰذِهِ الْاٰيَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ وَقَوْلُ اللهِ تَعَالٰى فِيْ اٰيَةٍ أُخْرٰى ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ رَغْبَةُ أَحَدِكُمْ عَنْ يَتِيْمَتِهِ حِيْنَ تَكُوْنُ قَلِيْلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ قَالَتْ فَنُهُوْا أَنْ يَنْكِحُوْا عَنْ مَنْ رَغِبُوْا فِيْ مَالِهِ وَجَمَالِهِ فِيْ يَتَامَى النِّسَآءِ إِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ إِذَا كُنَّ قَلِيْلَاتِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ.

دیا جاتا ہو سو دیں اور ان کو حکم ہوا نکاح کرنے کا جوان کو خوش آئیں عورتوں سے سوائے ان کے سو لوگ ان کے نکاح کرنے سے باز رہے، عروہ کہتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر لوگوں نے اس آیت کے بعد اجازت مانگی یعنی ان سے نکاح کرنے کی اللہ نے یہ آیت اتاری کہ تجھ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کی، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور قول اللہ تعالیٰ کا دوسری آیت میں ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ منہ پھیرنا ہے ایک تمہارے کا اپنی یتیم لڑکی سے جب کہ اس کا مال اور جمال کم ہو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو منع ہوا ان کو نکاح کرنا ان عورتوں سے جن کے مال اور جمال میں رغبت کریں یتیم لڑکیوں میں مگر ساتھ انصاف کے بہ سبب منہ پھیرنے ان کے کی ان سے جب کہ ان کا مال اور جمال کم ہو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ وہ اس کو مثل اس کے کہ دے اس کو غیر اس کا یعنی اُن لوگوں میں سے جو اس کے نکاح میں رغبت کرتے ہیں سوائے اس کے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اس کا اس کے بعد سو منع ہوا ان کو اس سے مگر یہ کہ پہنچائیں ان کو پورا طریقہ ان کا مہر میں اور یہ جو کہا کہ جو خوش آئیں ان کو عورتوں سے سوائے ان کے یعنی جس مہر سے کہ موافقت کریں اوپر اس کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تاویل کی طرح آیا ہے اور یہ جو کہا کہ بعد اس آیت کے یعنی بعد اترنے اس آیت کے ساتھ اس قصے کے اور یہ جو کہا کہ قول اللہ تعالیٰ کا دوسری آیت میں ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ تو یہ قول اللہ تعالیٰ کا دوسری آیت میں نہیں ہے بلکہ خود اسی آیت میں ہے یعنی ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ میں پھر ظاہر ہوا واسطے میرے کہ ساقط ہوئی بخاری کی روایت سے ایک چیز جو چاہتی ہے اس خطا کو سو صحیح مسلم وغیرہ میں اسی اسناد کے ساتھ اس جگہ میں ہے کہ سو اللہ تعالیٰ نے اتاری ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ﴾ آیت تک سو ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے کہ پڑھی جاتی ہے تم پر کتاب میں پہلی آیت اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور قول اللہ تعالیٰ کا دوسری آیت میں ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ منہ پھیرنا ایک تمہارے کا ہے الخ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت میں عن مقدر کیا ہے اور اس میں تعیین ہے ایک احتمال کی دو احتمال سے اس واسطے کہ رغب کے معنی اپنے متعلق سے بدل جاتے ہیں جب رغب کے ساتھ فی ہو تو اس کے

معنی خواہش کے ہوتے ہیں اور جب اس کے ساتھ عن ہو تو اس کے معنی منہ پھیرنے کے ہوتے ہیں اس واسطے احتمال ہے کہ اس میں فی محذوف ہو اور احتمال ہے کہ اس میں عن محذوف ہو اور تحقیق تاویل کیا ہے اس کو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے دونوں معنی پر سو کہا اس نے کہ اتری یہ آیت مالدار اور غریب عورت کے حق میں اور جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس جگہ مروی ہے وہ ظاہر تر ہے کہ پہلے آیت یعنی ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى﴾ مالدار عورت کے حق میں اتری اور یہ آیت یعنی ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ غریب عورت کے حق میں اتری اور یہ جو کہا سو منع ہوا ان کو یعنی منع ہوا ان کو نکاح کرنا اس عورت سے کہ اس میں رغبت کی جاتی ہے اس کے مال اور جمال کی وجہ سے اور واسطے منہ پھیرنے ان کے اس سے جب کہ ہو کم مال اور جمال والی سو لائق ہے کہ ہو نکاح دونوں یتیم لڑکیوں کا برابر انصاف میں اور اس حدیث میں معتبر ہونا مہر مثل کا ہے مجور عورتوں میں اور ایک یہ کہ جو ان کے سوا اور عورتیں ہیں ان سے اس کے بغیر ہی نکاح کرنا درست ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز واسطے ولی کے یہ کہ نکاح کرے اس عورت سے جو اس کی گود میں ہو لیکن نکاح باندھنے والا دوسرا ہو اور اس کی بحث نکاح میں آئے گی اور اس میں ہے کہ جائز ہے نکاح کر دینا یتیم لڑکی کا بالغ ہونے سے پہلے اس واسطے کہ بالغ ہونے کے بعد اس کو یتیم نہیں کہا جاتا مگر یہ کہ ہو اطلاق اس کا اوپر اس کے بطور استصحاب کے اور ان کے حال سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو کوئی محتاج ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے اور جب ان کے مال ان کے حوالے کرو تو ان پر گواہ کرلو، آخر آیت تک۔

﴿وَبِدَارًا﴾ مُبَادَرَةً.

یعنی اور آیت ﴿وَلَا تَاْكُلُوْهَا اِسْرَافًا وَّبِدَارًا﴾ میں بدارا کے معنی ہیں جلدی۔

﴿اَعْتَدْنَا﴾ اَعْدَدْنَا اَفْعَلْنَا مِنَ الْعَتَادِ.

یعنی اعتدنا کے معنی آیت ﴿اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ میں یہ ہیں کہ ہم نے تیار کیا اعددنا فعلنا یعنی اعددنا افعال ہے مشتق ہے عتاد سے۔

فائدہ: مراد بخاری کی یہ ہے کہ یہ دونوں لفظ ایک معنی کے ساتھ ہیں۔

۴۲۰۹ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ

۴۲۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو محتاج ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے کہ یہ آیت یتیم کے مال کے حق میں اتری جب کہ ہو محتاج یہ کہ کھائے اس سے بدلے قائم ہونے اس کے اوپر اس کے

بِالْمَعْرُوْفِ﴾ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ وَالِي الْيَتِيْمِ إِذَا كَانَ فَقِيْرًا أَنَّهُ يَأْكُلُ مِنْهُ مَكَانَ قِيَامِهِ عَلَيْهِ بِمَعْرُوْفٍ.

موافق دستور کے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے یتیم کے والی کے حق میں اتری اور مراد ساتھ والی یتیم کے وہ شخص ہے جو تصرف کرنے والا ہو اس کے مال میں ساتھ وصیت کے اور مانند اس کے اور عروہ سے ایک روایت میں ہے کہ اتری یہ آیت والی یتیم کے حق میں جو اس پر قائم ہو اور اس کے مال کو درست کرے اگر محتاج ہو تو دستور کے موافق اس سے کھائے اور اس باب میں ایک حدیث مرفوع آئی ہے عمرو بن شعیب کے دادا سے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میرے پاس ایک یتیم ہے اس کے واسطے کچھ مال ہے اور میرے پاس کچھ مال نہیں یعنی میں محتاج ہوں فرمایا کھا اس کے مال سے موافق دستور کے روایت کی ہے یہ حدیث نسائی وغیرہ نے اور اس کی سند قوی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنُ﴾ اَلْاٰيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب حاضر ہوں تقسیم میراث کے وقت رشتے والے یعنی جو وارث نہیں اور یتیم اور محتاج تو ان کو کچھ مال کھلا دو اس میں سے اور کہو ان کو بات اچھی۔

٤٢١٠ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنُ﴾ قَالَ هِيَ مُحْكَمَةٌ وَّلَيْسَتْ بِمَنْسُوْخَةٍ تَابَعَهُ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

۴۲۱۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب حاضر ہوں تقسیم کے وقت رشتے ناطے والے اور یتیم اور محتاج کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ آیت محکم ہے اور منسوخ نہیں متابعت کی ہے عکرمہ کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سعید نے۔

فائدہ: یہ جو کہا متابعت کی اس کی سعید نے تو موصول کیا ہے اس کو وصایا میں ساتھ اس لفظ کے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے اور قسم ہے اللہ کی منسوخ نہیں لیکن لوگوں نے سستی کی ہے اس کے عمل میں وہ دو والی ہیں ایک والی وارث ہوتا ہے اور یہی مراد ہے ساتھ اس کے کہ رزق دیا جائے یعنی قول اس کے ﴿فَارْزُقُوْهُمْ﴾ میں اور ایک والی وارث نہیں ہوتا ہے اور یہی مراد ہے اس سے جس کو اچھی بات کہی جائے کہ میں مالک نہیں ہوں واسطے تیرے کہ تجھ کو دوں اور یہ دونوں سندیں صحیح ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہیں پر

ہے اعتماد اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضعیف روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ منسوخ کیا ہے اس کو آیت میراث کی آیت نے اور صحیح ہوا ہے یہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے اور یہی قول ہے قاسم بن محمد اور عکرمہ وغیرہ کا اور یہی قول ہے چاروں اماموں کا اور ان کے ساتھیوں کا اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ یہ عصبہ کے حق میں ہے یعنی مستحب ہے مروے کو کہ ان کے واسطے وصیت کر جائے میں کہتا ہوں کہ یہ نہیں منافی ہے باب کی حدیث کو کہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں اور جو لوگ اس کے قائل ہیں یعنی اس کو منسوخ نہیں کہتے تو ان کو اختلاف ہے اس میں کہ کیا امر آیت میں یعنی ﴿فَارْزُقُوْهُمْ﴾ میں ندب کے واسطے ہے یا وجوب کے واسطے مجاہد اور ایک گروہ نے کہا کہ وہ وجوب کے واسطے ہے اور نقل کیا ہے ابن جوزی نے اکثر اہل علم سے کہ مراد ساتھ اولی القربی کے وہ لوگ ہیں جو وارث نہیں اور یہ کہ معنی ﴿فَارْزُقُوْهُمْ﴾ کے یہ ہیں کہ دو ان کو مال سے اور کہا اور لوگوں نے کہ کھلاؤ ان کو اور یہ بطور استحباب کے ہے اور اسی پر ہے اعتماد اس واسطے کہ اگر یہ امر وجوب کے واسطے ہوتا تو البتہ تقاضا کرتا استحقاق کو ترکے میں اور شریک ہونے کو میراث میں ساتھ جہت مجہول کے پس پہنچاتا نوبت طرف جھگڑے اور تنازع کے اور استحباب کے قول کے پاس کہا گیا ہے کہ کرے یہ کام ولی مجور کا اور بعض کہتے ہیں کہ نہ بلکہ کہے کہ میرا مال نہیں یتیم کا مال ہے اور یہ کہ یہی مراد ہے ساتھ قول اللہ کے قولوا لهم یعنی کہو ان کو بات اچھی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ ان کے واسطے کھانا تیار کرے جس کو وہ کھائیں اور یہ کہ آیت اپنے عموم پر ہے بیچ مال مجور وغیرہ کے یہ قول ابن سیرین اور ایک گروہ کا ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ وصیت کرتا ہے تم کو اللہ تمہاری اولاد کے حق میں۔

فائدہ: مراد ساتھ وصیت کے اس جگہ بیان تقسیم میراث کا ہے۔

٤٢١١ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ فِيْ بَنِيْ سَلِمَةَ مَاشِيَيْنِ فَوَجَدَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَعْقِلُ شَيْئًا فَدَعَا بِمَآءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ رَشَّ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ مَا تَأْمُرُنِيْ أَنْ أَصْنَعَ فِيْ مَالِيْ يَا

۴۲۱۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا گھر قبیلہ بنی سلمہ میں تھا اور بیمار ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کو آئے پیادہ چلتے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بیہوش پایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور اس سے وضو کیا پھر مجھ پر چھڑکا سو مجھ کو ہوش آئی سو میں نے کہا کہ یا حضرت! آپ مجھ کو کیا حکم کرتے ہیں کہ میں اپنے مال میں کروں سو یہ آیت اتری کہ اللہ وصیت کرتا ہے تم کو تمہاری اولاد کے حق میں۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ فَنَزَلَتْ ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ أَوْلَادِكُمْ﴾.

فائدہ: مراد وہ پانی ہے جس سے آپ نے وضو کیا وہ جو وضو سے بچا تھا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تم کو آدھا مال ہے جو چھوڑ جائیں تمہاری عورتیں۔

۴۲۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا أَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسَ وَالثُّلُثَ وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ.

۴۲۱۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابتداء اسلام میں مال اولاد کا تھا یعنی جو مال میت چھوڑ جاتی اولاد لیتی اور ماں باپ کے واسطے وصیت تھی یعنی میت ماں باپ کے واسطے وصیت کر جاتا سو منسوخ کیا اللہ تعالیٰ نے اس سے جو چاہا سو ٹھہرایا حصہ مرد کا برابر دو عورت کے اور ٹھہرایا واسطے ہر ایک کے ماں باپ سے چھٹا حصہ یعنی ایک حال میں اور تہائی یعنی ماں کے واسطے ایک حال میں اور مقرر کیا واسطے عورت کے آٹھواں حصہ اور چوتھائی اور مقرر کیا واسطے خاوند کے آدھا مال اور چوتھائی یعنی ہر ایک دونوں سے ایک ایک حال میں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مال اولاد کا تھا تو یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ تھے اس پر پہلے اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب آیت میراث کی اتری تو لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! کیا ہم چھوٹی لڑکی کو آدھا مال میراث دیں اور حالانکہ وہ نہ گھوڑے پر سوار ہوتی ہے اور نہ دشمن کو ہٹاتی ہے اور جاہلیت کے زمانے میں دستور تھا کہ نہ دیتے میراث مگر اس کو جو لڑے اور یہ جو کہا کہ منسوخ کیا اللہ تعالیٰ نے اس سے جو چاہا تو یہ دلالت کرتا ہے کہ امر اول اس آیت کے اترنے تک بدستور رہا اور اس میں رد ہے اس پر جو منکر ہے نسخ کا یعنی کہتا ہے کہ اس شریعت میں نسخ مطلق نہیں اور نہیں منقول ہے یہ کسی مسلمان سے مگر ابو مسلم اصبہانی صاحب تفسیر سے کہ وہ نسخ کا مطلق منکر ہے اور رد کیا گیا ہے اس پر ساتھ اجماع کے کہ شریعت اسلام کی ناسخ ہے واسطے سب دینوں کے اور جواب دیا گیا ہے اس کی طرف سے کہ برقرار ہے حکم پہلی شریعتوں کا اس دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہونے تک پس اس کا نام تخصیص ہے نسخ نہیں اور یہ اختلاف لفظی ہے اور نسخ ثابت ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَّلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں حلال تم کو میراث میں لو عورتوں کو زور سے، آخر آیت تک۔

بِبَعْضِ مَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ﴾ اَلْاٰيَةَ.

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿لَا تَعْضُلُوْهُنَّ﴾ لَا تَقْهَرُوْهُنَّ.

یعنی ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ معنی لاتعضلوھن کے یہ ہیں کہ ان پر قہر نہ کرو۔

فائدہ: یعنی کوئی مرد ہے اس کے پاس عورت ہے وہ اس کی صحبت کو برا جانتا ہے اور اس عورت کا اس پر مہر ہے سو مرد اس کو ضرر دیتا ہے تا کہ عورت مہر چھوڑ دے اور مجاہد سے روایت ہے کہ مخاطب ساتھ اس کے عورت کے ولی ہیں۔ (فتح) جاہلیت کے زمانے میں دستور تھا کہ اگر کوئی مرد مر جاتا تھا تو اس کے وارث لوگ اس کی عورت کو میراث میں سے سمجھتے تھے اگر چاہتے تو اس کو جبرا نکاح میں لاتے اور اگر چاہتے تو اس کو غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کرتے یہاں تک کہ مہر پھیر دے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

﴿حُوْبًا﴾ إِثْمًا.

یعنی حوبا کے معنی ہیں گناہ۔

فائدہ: یعنی اس آیت میں ﴿إِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا﴾۔

﴿تَعُوْلُوْا﴾ تَمِيْلُوْا.

یعنی آیت ﴿ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ لَّا تَعُوْلُوْا﴾ میں تعولوا کے معنی ہیں نہ جھک پڑو۔

﴿نِحْلَةً﴾ اَلنِّحْلَةُ الْمَهْرُ.

یعنی آیت ﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ میں نحلۃ کے معنی ہیں مہر۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ نحلہ وہ چیز ہے جو بے عوض دی جائے اور بعض کہتے ہیں کہ نحلہ کے معنی ہیں فرض اور کہا طبری نے کہ مخاطب اس کے ساتھ ولی عورت کے ہیں دستور تھا کہ جب کوئی کسی عورت کو نکاح کر دیتا تھا تو اس کا مہر آپ لے لیتا تھا اس عورت کو نہ دیتا تھا سو منع کیے گئے اس سے۔

٤٢١٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشَّيْبَانِيُّ وَذَكَرَهٗ أَبُو الْحَسَنِ السُّوَآئِيُّ وَلَا أَظُنُّهٗ ذَكَرَهٗ إِلَّا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَّلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ﴾ قَالَ كَانُوْا إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ

۴۲۱۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں حلال تم کو یہ کہ میراث میں لو عورتوں کو زور سے اور نہ منع کرو ان کو تا کہ لے لو ان سے کچھ اپنا دیا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ دستور تھا کہ جب کوئی مرد مر جاتا تو اس کے ولی اس کی عورت کے ساتھ زیادہ تر حق دار ہوتے اگر ان میں سے کوئی چاہتا تو اس کو نکاح میں لاتا اور اگر چاہتے تو اس کو کسی اور سے نکاح کر دیتے اور اگر چاہتے تو اس کو کسی کے نکاح میں نہ دیتے سو وہ زیادہ حق دار تھے اس عورت کے ساتھ اس کے

كَانَ أَوْلِيَآؤُهُ أَحَقَّ بِامْرَأَتِهِ إِنْ شَآءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَإِنْ شَآءُوْا زَوَّجُوْهَا وَإِنْ شَآءُوْا لَمْ يُزَوِّجُوْهَا فَهُمْ أَحَقُّ بِهَا مِنْ أَهْلِهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ ذٰلِكَ.

گھر والوں سے یہ آیت اس باب میں اتری کہ ان کو منع نہ کرو کہ عورت اپنے نکاح کی مختار ہے میت کے بھائیوں کو زور سے اپنے نکاح میں نہیں پہنچتا اور نہ روکنا پہنچے۔

فائدہ: اور اسلام کے اول میں یہی حکم تھا یہاں تک کہ یہ آیت اتری اور ایک روایت میں تخصیص ہے اس کے ساتھ اس عورت کی جس کا خاوند مر جائے پہلے اس سے کہ اس کے ساتھ دخول کرے اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ دستور تھا کہ جب کوئی مرد مر جاتا اور عورت چھوڑتا تو اس کا ولی اس عورت پر کپڑا ڈالتا سو اس کو لوگوں سے منع کرتا پھر اگر خوبصورت ہوتی تو اس سے نکاح کرتا اور اگر بدصورت ہوتی تو اس کو بند کرتا یہاں تک کہ مرے اور وہ اس کا وارث ہو اور ایک روایت میں ہے کہ مرد اس کو روکتا یہاں تک کہ مرے یا مہر دے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر وارث سبقت کرتا اور اس پر کپڑا ڈال لیتا تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہوتا اور اگر عورت کپڑا ڈالنے سے پہلے اپنے گھر والوں کی طرف سبقت کرتی تو وہ اپنی جان کی مختار ہوتی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ ہر کسی کے ہم نے ٹھہرائے وارث اس مال میں جو چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے اور جن سے تم نے قرار باندھا پہنچاؤ ان کو حصہ ان کا آخر آیت تک۔

وَقَالَ مَعْمَرٌ أَوْلِيَآءُ مَوَالِيَ وَأَوْلِيَآءُ وَرَثَةٌ.

یعنی موالی کے معنی اس آیت میں والی اور وارث کے ہیں۔

﴿عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ هُوَ مَوْلَى الْيَمِيْنِ وَهُوَ الْحَلِيْفُ.

یعنی اور مراد ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ سے مولی یمین کا ہے اور وہ ہم قسم ہے جس کے ساتھ قسم کھا کر عہد و پیمان کیا ہو۔

وَالْمَوْلٰى أَيْضًا ابْنُ الْعَمِّ وَالْمَوْلَى الْمُنْعِمُ الْمُعْتِقُ وَالْمَوْلَى الْمُعْتَقُ وَالْمَوْلَى الْمَلِيْكُ وَالْمَوْلٰى مَوْلًى فِي الدِّيْنِ.

یعنی اور مولی چچیرے بھائی کو بھی کہتے ہیں اور مولیٰ آزاد کرنے والے کو بھی کہتے ہیں اور مولیٰ آزاد کردہ غلام کو بھی کہتے ہیں اور مولیٰ مالک کو بھی کہتے ہیں اور جو دین میں بزرگ ہو اس کو بھی مولیٰ کہتے ہیں۔

فائدہ: اور اسی طرح مولیٰ کہتے ہیں محبوب کو اور پڑوسی کو اور ناصر کو اور سسر کو اور تابع کو اور ولی کو اور چچا کو اور غلام کو

اور بھتیجے کو شریک کو اور ملحق ہے ساتھ اُن کے قرآن کا پڑھانے والا اور اس میں ایک حدیث مرفوع آئی ہے کہ جو کسی بندے کو قرآن کی ایک آیت سکھلائے وہ اس کا مولیٰ ہے۔ (فتح)

۴۲۱۴ ـ حَدَّثَنِي الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ إِدْرِيْسَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ قَالَ وَرَثَةً ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ كَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرِيُّ الْأَنْصَارِيَّ دُوْنَ ذَوِيْ رَحِمِهٖ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِيْ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ نُسِخَتْ ثُمَّ قَالَ ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ مِنَ النَّصْرِ وَالرِّفَادَةِ وَالنَّصِيْحَةِ وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيْرَاثُ وَيُوْصِيْ لَهٗ سَمِعَ أَبُوْ أُسَامَةَ إِدْرِيْسَ وَسَمِعَ إِدْرِيْسُ طَلْحَةَ.

۴۲۱۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہر کسی کے ٹھہرا دیئے ہم نے موالی یعنی وارث اور جن سے تم نے قرار باندھا جب مہاجرین مدینے میں آئے تو دستور تھا کہ مہاجر انصاری کا اور انصاری مہاجر کا وارث ہوتا سوائے رشتہ دار اس کے یعنی رشتہ در اس کے وارث نہ ہوتے واسطے اس برادری کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان کرائی سو جب یہ آیت اتری کہ ہم نے ہر کسی کے وارث ٹھہرا دیئے تو منسوخ ہوئی میراث حلیف کی پھر کہا اور جن سے تم نے عہد و پیمان کیا سو دو ان کو حصہ ان کا ساتھ مدد کرنے کے اور انعام دینے کے اور خیر خواہی کرنے کے یعنی قول اس کا من النصر متعلق ہے ساتھ فاتوھم کے نہ ساتھ عقدت کے اور موقوف ہوئی میراث اور وصیت کی جائے واسطے بھائی دینی کے سنا ہے ابو اسامہ نے ادریس سے اور ادریس نے طلحہ سے یعنی ان کا سماع ان سے ثابت ہے۔

فائدہ: مفسرین نے اس آیت کی کئی وجہ سے توجیہ کی ہے اور واضح سب سے یہ توجیہ ہے کہ جس کی طرف کل مضاف ہے وہ چیز وہ ہے جو اس سے پہلی آیت میں گزری اور وہ قول اس کا ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ﴾ پھر کہا ولکل یعنی واسطے ہر ایک کے مردوں اور عورتوں سے ٹھہرایا ہم نے نصیب یعنی میراث اس مال میں سے جو چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے اور جن سے تم نے عہد و پیمان کیا ہے یعنی ساتھ قسم کے یا موالات اور بھائی چارے کے سو دو ان کو ان کا حصہ خطاب ہے واسطے اس کے جو اس کا متولی ہو سو چاہیے کہ دے ہر ایک وارث کو اس کا حصہ اور اسی معنی ظاہر پر لائق ہے کہ واقع ہو اعراب اور چھوڑا جائے جو اس کے سوا ہے تعسف ہے (تکلف) اور یہ جو کہا کہ جب یہ آیت اتری کہ ہر ایک کے واسطے ٹھہرا دیئے ہم نے وارث بھائی چارے وغیرہ کے میراث منسوخ ہوئی تو اسی طرح واقع ہوا ہے اس آیت میں کہ حلیف کی میراث کی ناسخ یہ آیت ہے اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ دستور تھا کہ ایک مرد دوسرے سے عہد و پیمان کرتا پھر جب

ایک مرتا تو دوسرا اس کا وارث ہوتا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ﴾ سو یہ حکم منسوخ ہوا اور قتادہ سے روایت ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں ایک مرد دوسرے سے عہد و پیمان کرتا تھا کہتا کہ میرا لہو تیرا لہو ہے اور تو میرا وارث ہوگا اور میں تیرا وارث ہوں گا سو جب اسلام آیا تو حکم ہوا کہ ان کو میراث سے چھٹا حصہ دیا جائے پھر یہ حکم بھی منسوخ ہوا سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ﴾ یعنی اور قرابت والے ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں اللہ کی کتاب میں اور اسی طرح روایت کی ہے اس نے ایک جماعت علماء سے ساتھ کئی طریقوں کے اور یہی قول معتمد ہے اور احتمال ہے کہ نسخ دوبار واقع ہوا ہے پہلی بار جب کہ تھا وارث ہونا تنہا سوائے عصبہ کے پس اتری یہ آیت یعنی جو باب میں مذکور ہے ولکل جعلنا الخ سو سب وارث ہوئے اور اس پر محمول ہوگی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی پھر منسوخ ہوا یہ حکم ساتھ آیت احزاب کے اور خاص ہوئی میراث ساتھ عصبہ کے اور باقی رہی واسطے معاقد کے مدد اور اعانت اور خیر خواہی اور البتہ منسوخ ہوئی میراث اور وصیت کی جائے واسطے اس کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ يَعْنِيْ زِنَةَ ذَرَّةٍ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اللہ نہیں ظلم کرتا ذرے کے برابر۔

فائدہ: اور ذرہ چھوٹی چیونٹی کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا ذرہ سے مراد وہ ہے جو سورج کی شعاع میں دکھلائی دیتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ذرہ کا وزن سیوس یعنی بھوسے کے چھلکے کی چوتھائی کے برابر ہوتا ہے اور بھوسے کا چھلکا رائی کے چوتھائی کے برابر ہوتا ہے اور رائی کا وزن تل کی چوتھائی کے برابر ہوتا ہے۔

٤٢١٥ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُمَرَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اُنَاسًا فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ هَلْ تُضَآرُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيْرَةِ ضَوْءٌ لَّيْسَ فِيْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ وَهَلْ تُضَآرُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ضَوْءٌ

۴۲۱۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کہا کہ یا حضرت! کیا ہم اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھیں گے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! کیا تم کو کچھ شک اور ازدحام ہوتا ہے سورج کی روشنی کے دیکھنے میں دوپہر میں جو بالکل روشن ہے اس میں ابر مطلق نہیں ہوتا لوگوں نے کہا نہیں یا حضرت! فرمایا بھلا تم کو کچھ تردد اور ازدحام ہوتا ہے چاند کے دیکھنے میں چودھویں رات کو جو صاف روشن ہو ابر اس میں مطلق نہ ہو لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو شک اور ازدحام نہ ہوگا اللہ تعالیٰ کے دیکھنے میں قیامت کے دن مگر جیسا

لَّيْسَ فِيهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا كَمَا تُضَآرُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَّا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ بَرٌّ أَوْ فَاجِرٌ وَّغُبَّرَاتُ أَهْلِ الْكِتَابِ فَيُدْعَى الْيَهُوْدُ فَيُقَالُ لَهُمْ مَّنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَّا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَّلَا وَلَدٍ فَمَاذَا تَبْغُوْنَ فَقَالُوْا عَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَيُشَارُ أَلَا تَرِدُوْنَ فَيُحْشَرُوْنَ إِلَى النَّارِ كَأَنَّهَا سَرَابٌ يَّحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارٰى فَيُقَالُ لَهُمْ مَّنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَّا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَّلَا وَلَدٍ فَيُقَالُ لَهُمْ مَّاذَا تَبْغُوْنَ فَكَذٰلِكَ مِثْلَ الْأَوَّلِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ أَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فِيْ أَدْنٰى صُوْرَةٍ مِّنَ الَّتِيْ رَأَوْهُ فِيْهَا فَيُقَالُ مَاذَا تَنْتَظِرُوْنَ تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَّا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا عَلٰى أَفْقَرِ مَا كُنَّا إِلَيْهِمْ وَلَمْ

کہ تم کو شک پڑتا ہے بیچ دیکھنے ایک کے ان دونوں میں سے یعنی جیسا کہ تم کو چاند سورج کے دیکھنے میں کچھ ازدحام نہیں ہوتا اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیکھنے میں بھی تم کو شک نہیں ہوگا صاف کھلا دیدار ہوگا جب قیامت کا دن ہوگا تو کوئی پکارنے والا پکارے گا کہ ساتھ ہو جائے ہر امت اپنے معبودوں کے یعنی جس کو وہ پوجتے تھے سو نہ باقی رہے گا کوئی جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کی بندگی کرتا تھا مگر کہ وہ دوزخ میں گر پڑیں گے یہاں تک کہ جب نہ باقی رہے گا کوئی مگر جو اللہ کی بندگی کرتا تھا نیک یا گنہگار اور اہل کتاب والوں کے تو بلائے جائیں گے یہود سو ان سے کہا جائے گا کہ تم کس کی بندگی کرتے تھے؟ کہیں گے کہ ہم عزیر کی عبادت کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے تو ان سے کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی عورت نہ کوئی لڑکا پھر پوچھا جائے گا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ کہیں گے کہ الٰہی ہم پیاسے ہیں سو ہم کو پانی پلا سو اشارہ کیا جائے کہ کیا تم اس گھاٹ پر نہیں جاتے؟ سو وہ دوزخ کی طرف جمع کیے جائیں گے (وہ دور سے اس طرح نظر آتی ہے) گویا وہ پانی ہے (اور واقع میں وہ آگ ہے) اس کا بعض بعض کو کچلے ڈالتا ہے سو وہ دوزخ میں گر پڑیں پھر نصاریٰ بلائے جائیں گے سو ان سے کہا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے سو ان سے کہا جائے گا کہ تم بھی جھوٹے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی بیٹا پھر ان سے کہا جائے گا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ پس اسی طرح کیا جائے گا مانند یہود کے یعنی ان کو بھی دوزخ میں ڈالا جائے گا یہاں تک کہ جب نہ باقی رہے گا کوئی مگر جو اللہ تعالیٰ کی

نُصَاحِبُهُمْ وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِیْ كُنَّا نَعْبُدُ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ لَا نُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مَّرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا.

بندگی کرتا تھا یہاں نیک اور بد تو حق تعالیٰ ان پر ظاہر ہوگا اس صورت میں کہ قریب تر ہوگی اس صورت سے جس کو انہوں نے دنیا میں دیکھا تھا یعنی معلوم کیا تھا سو ان سے کہا جائے گا کہ تم کس چیز کا انتظار کرتے ہو ساتھ ہوئی ہر امت اپنے معبود کے؟ کہیں گے کہ ہم نے لوگوں کو دنیا میں چھوڑ دیا باوجود اس کے کہ ہم ان کی طرف نہایت محتاج تھے اور ہم ان کے ساتھ نہ ہوئے اور ہم انتظار کرتے ہیں اپنے رب کا تو حق تعالیٰ کہے گا کہ میں ہوں تمہارا رب تو کہیں گے کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے یہ کلمہ دو یا تین بار کہیں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے سو کیا حال ہوگا جب کہ لائیں گے ہم ہر امت سے گواہ یعنی پیغمبر کو اور لائیں گے ہم تجھ کو ان لوگوں پر گواہ۔

اَلْمُخْتَالُ وَالْخَتَّالُ وَاحِدٌ.

یعنی مختال اور ختال کے ایک معنی ہیں یعنی تکبر کرنے والا۔

فائدہ: مراد یہ ہے ﴿مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾۔

﴿نَطْمِسَ وُجُوْهًا﴾ نُسَوِّيَهَا حَتّٰى تَعُوْدَ كَاَقْفَآئِهِمْ طَمَسَ الْكِتَابَ مَحَاهُ.

یعنی معنی نطمس کے آیت ﴿مِنْ قَبْلِ اَنْ نَطْمِسَ وُجُوْهًا﴾ میں یہ ہیں کہ پہلے اس سے کہ ہم ان کو برابر اور ہموار کر ڈالیں یہاں تک کہ پھر کے ان کی پشت کی طرح ہو جائیں طمس الکتاب کے معنی یہ ہیں کہ مٹایا خط کو۔

جَهَنَّمَ ﴿سَعِيْرًا﴾ وُقُوْدًا.

اور آیت ﴿وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا﴾ میں سعیر کے معنی ہیں ایندھن۔

فائدہ: یہ تفسیریں اس آیت کی نہیں اور شاید یہ ناقل کی غلطی ہے چنانچہ پہلے کئی چھوڑ گیا۔

۴۲۱۶ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَحْيٰى بَعْضُ

۴۲۱۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آگے قرآن پڑھیے کہا کہ یا حضرت! میں آپ کے آگے قرآن پڑھوں اور

الْحَدِيْثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ فَإِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰى بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ قَالَ اَمْسِكْ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

حالانکہ آپ پر قرآن اترا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ قرآن کو کسی اور سے سنوں تو میں نے آپ کے آگے سورۂ نساء پڑھی کہ میں اس آیت پر پہنچا کہ کیا حال ہوگا اس وقت جب ہم ہر امت کے گواہ لائیں گے یعنی ان کے پیغمبر کو اور تجھ کو اس امت پر گواہ لائیں گے فرمایا بس کر سو میں نے دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر ہو تم بیمار یا سفر میں یا آئے کوئی شخص تم میں سے قضائے حاجت سے۔

فائدہ: یہ آیت اس قدر مشترک ہے سورۂ نساء اور مائدہ میں اور وارد کرنا بخاری کا اس کو نساء کی تفسیر میں مشعر ہے ساتھ اس کے کہ آیت نساء کی عائشہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں اتری۔

﴿صَعِيْدًا﴾ وَجْهَ الْاَرْضِ.

یعنی آیت ﴿فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ میں صعیدا کے معنی ہیں روئے زمین یعنی پس قصد کرو پاک زمین کا۔

فائدہ: کہا زجاج نے نہیں جانتا میں خلاف درمیان اہل علم کے اس میں کہ صعید کے معنی ہیں روئے زمین برابر ہے کہ اس پر مٹی ہو یا نہ ہو اور قتادہ سے روایت ہے کہ صعید وہ زمین ہے جس میں نہ درخت ہو نہ سبزہ اور یہ جو کہا کہ پاک تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو شرط کرتا ہے تیمم میں مٹی کو اس واسطے کہ طیب وہ مٹی ہے اگانے والی۔

وَقَالَ جَابِرٌ كَانَتِ الطَّوَاغِيْتُ الَّتِيْ يَتَحَاكَمُوْنَ إِلَيْهَا فِيْ جُهَيْنَةَ وَاحِدٌ وَّفِيْ اَسْلَمَ وَاحِدٌ وَّفِيْ كُلِّ حَيٍّ وَّاحِدٌ كُهَّانٌ يَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ.

یعنی اور کہا جابر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ﴾ کہ جھوٹے معبود جن کی طرف وہ اپنے معاملے لے جاتے تھے اور اپنے کاموں میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے ایک قبیلے جہینہ میں تھا اور ایک اسلم میں تھا اور ایک ایک ہر قوم میں تھا وہ جھوٹے معبود کاہن لوگ تھے ان پر شیطان اترتا تھا۔

وَقَالَ عُمَرُ الْجِبْتُ السِّحْرُ وَالطَّاغُوْتُ الشَّيْطَانُ.

یعنی اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ﴾ کے جبت کے معنی ہیں جادو اور طاغوت کے معنی ہیں شیطان یعنی انسان کی صورت میں۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ اَلْجِبْتُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ شَيْطَانٌ وَّالطَّاغُوْتُ الْكَاهِنُ.

یعنی اور کہا عکرمہ نے کہ جبت حبش کی زبان میں شیطان کو کہتے ہیں اور طاغوت کے معنی ہیں کاہن یعنی جو آئندہ کی خبریں بتلائے مانند رملی اور نجومی وغیرہ کے۔

فائدہ: اور اختیار کیا ہے طبری نے کہ مراد ساتھ جبت اور طاغوت کے جنس اس شخص کی ہے جو پوجا جائے سوائے اللہ کے برابر ہے کہ بت ہو یا شیطان جن ہو یا آدمی پس داخل ہوگا اس میں جادوگر اور کاہن' واللہ اعلم۔ اور عکرمہ کے اس قول میں دلالت ہے اس پر کہ معرب قرآن میں واقع ہے اور جائز رکھا ہے اس کو ابن حاجب اور ایک جماعت نے اور حجت پکڑی ہے ابن حاجب نے ساتھ اس کے کہ جب اسماء اعلام مانند ابراہیم کے قرآن میں واقع ہیں تو اسماء اجناس کے واقع ہونے سے کوئی مانع نہیں اور شافعی نے اس سے انکار کیا ہے۔

٤٢١٧ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ هَلَكَتْ قِلَادَةٌ لِأَسْمَاءَ فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَلَبِهَا رِجَالًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسُوْا عَلٰى وُضُوْءٍ وَّلَمْ يَجِدُوْا مَآءً فَصَلَّوْا وَهُمْ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ يَعْنِيْ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ.

۴۲۱۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء کا ہار گم ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس کی تلاش میں بھیجا سو نماز کا وقت آیا اور وہ بے وضو تھے اور نہ انہوں نے پانی پایا سو انہوں نے بے وضو نماز پڑھی سو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تیمم کے بیان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ ذَوِي الْأَمْرِ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کہا مانو اللہ کا اور کہا مانو رسول کا اور اپنے حاکموں کا اور اولی الامر کے معنی ہیں حکم والے یعنی حاکم۔

٤٢١٨ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسٍ

۴۲۱۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی اور حاکموں کی' کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ آیت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک چھوٹے لشکر میں بھیجا۔

بْنِ عَدِيٍّ إِذْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَرِيَّةٍ.

فائدہ: اسی طرح ذکر کیا ہے اس کو ساتھ اختصار کے اور معنی یہ ہیں کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں اتری یعنی مقصود آیت سے اس کے قصے میں یہ قول اللہ کا ہے کہ اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اس کو پھیرو اللہ اور رسول کی طرف الآیہ یعنی اس قصے میں اس کی اطاعت کا حکم مقصود نہیں بلکہ جھگڑ پڑنے کے وقت اللہ اور رسول کی طرف پھرنا مقصود ہے اور اس کا قصہ یوں ہے کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ اس لشکر کا سردار تھا وہ لشکر سے ناراض ہوا سو اس نے آگ جلائی اور کہا اپنے آپ کو آگ میں ڈالو سو بعض نے اس میں کودنے کا قصد کیا اور بعض باز رہے سو لشکر نے جھگڑا کیا اس کا حکم بجا لانے میں اور اس کا سبب یہ ہے کہ جنہوں نے س کی اطاعت کا قصد کیا تھا انہوں نے اولی الامر کی اطاعت کے حکم پر عمل کیا اور جو اس سے باز رہے معارض ہوا ان کے نزدیک بھاگنا آگ سے تو مناسب ہوا کہ اتارا جائے اس جھگڑے میں جو راہ بتلائے ان کو اس چیز کی طرف کہ کرے اس کو وقت جھگڑے کے اور وہ پھرنا ہے اللہ اور رسول کی طرف یعنی اگر تم جھگڑ پڑو کسی چیز کے جائز اور ناجائز ہونے میں تو رجوع کرو طرف کتاب اللہ اور سنت کے اور اس میں اختلاف ہے کہ اولی الامر سے کیا مراد ہے طبری نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ اہل علم والخیر ہیں اور مجاہد اور عطاء اور حسن وغیرہ سے ہے کہ وہ علماء ہیں اور ایک روایت مجاہد سے ہے کہ وہ اصحاب ہیں اور یہ خاص تر ہے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ اس سے بھی خاص تر ہے اور ترجیح دی ہے امام شافعی رحمہ اللہ نے پہلے قول کو اس واسطے کہ قریش امارت کو نہ پہچانتے تھے اور کہا طبری نے کہ وہ عموم پر محمول ہے اگرچہ خاص سبب میں اتری۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ قسم ہے تیرے رب کی کہ ان کو ایمان نہ ہوگا جب تک کہ تجھ کو منصف نہ جانیں اس جھگڑے میں کہ ان کے درمیان واقع ہوا۔

٤٢١٩ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَيْرُ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فِيْ شَرِيْجٍ مِّنَ الْحَرَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَآءَ إِلٰى جَارِكَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ

۴۲۱۹۔ عروہ سے روایت ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری مرد نے پتھریلی زمین کی ایک نالی میں جھگڑا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے زبیر تو اپنی کھیت کو پانی پلا لے پھر پانی کو اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے تو انصاری نے کہا کہ یا حضرت! یہ حکم آپ نے اس واسطے کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہوا

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَآءَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَآءَ إِلٰى جَارِكَ وَاسْتَوْعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِيْ صَرِيْحِ الْحُكْمِ حِيْنَ أَحْفَظَهُ الْأَنْصَارِيُّ كَانَ أَشَارَ عَلَيْهِمَا بِأَمْرٍ لَّهُمَا فِيْهِ سَعَةٌ قَالَ الزُّبَيْرُ فَمَا أَحْسِبُ هٰذِهِ الْأٰيَاتِ إِلَّا نَزَلَتْ فِيْ ذٰلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾.

پھر فرمایا کہ اے زبیر! اپنے کھیت کو پانی پلا پھر پانی کو روک رکھ یعنی اس کی زراعت کی طرف مت چھوڑ یہاں تک کہ منڈیر تک پہنچے یعنی لبا لب ہو جائے پھر پانی کو اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے اور حضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو اس کا حق پورا دلوایا صریح حکم میں جب کہ غصہ دلایا حضرت ﷺ کو انصاری نے اور حضرت ﷺ نے ان کو مشورہ دیا تھا پہلی مرتبہ ساتھ ایک امر کے کہ دونوں کے واسطے اس میں فراخی تھی یعنی اس میں دونوں کی رعایت تھی کہا زبیر نے سو میں نہیں گمان کرتا ان آیتوں کو مگر کہ اس میں اتریں سوقسم ہے تیرے رب کی کہ ان کو نہ ایمان ہوگا آخر آیت تک۔

فائدہ: صریح حکم میں یعنی حضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو صریح حکم کیا کہ اپنا سب حق لے لے اور پہلی بار حضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ کچھ حق اپنا بطور احسان کے اپنے ہمسائے کو چھوڑ دے نہ بطور وجوب کے پھر جب اس نے جہل کے سبب سے اس کو قبول نہ کیا تو حضرت ﷺ نے حکم دیا کہ اپنا حق پورا لے لے اور اس حدیث کی شرح کتاب الاشربہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پس یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا پیغمبروں سے۔

٤٢٢٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ نَّبِيٍّ يَّمْرَضُ إِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْأٰخِرَةِ وَكَانَ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ أَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيْدَةٌ

۴۲۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں بیمار ہوتا کوئی پیغمبر مگر کہ اس کو دنیا اور آخرت میں اختیار دیا جاتا ہے اور تھے حضرت ﷺ اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوا آپ کے حلق میں کوئی چیز اٹکی یعنی بلغم وغیرہ سے سو میں نے آپ سے سنا فرماتے تھے کہ میں ساتھ چاہتا ہوں ان لوگوں کا جن پر اللہ نے انعام کیا پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیکوں

فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ ﴿مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ﴾ فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ خُيِّرَ.

سے سو میں نے جانا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ﴾ اَلْاٰيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کیا ہے تم کو کہ تم اللہ کی راہ میں نہیں لڑتے اور راہ میں ان کے جو مغلوب ہیں مرد اور عورتیں اور لڑکے اَلظَّالِمِ اَهْلُهَا تک۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ عطف و المستضعفین کا اللہ کے اسم پر ہے یعنی اور ان کی راہ میں جو مغلوب ہیں یا سبیل اللہ پر عطف ہے یعنی بیچ خلاص کرنے مغلوب لوگوں کے۔ (فتح)

٤٢٢١ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَاُمِّيْ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ.

۴۲۲۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اور میری ماں مغلوب لوگوں میں سے تھے یعنی میں لڑکوں سے اور میری ماں عورتوں سے۔

٤٢٢٢ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ تَلَا ﴿اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ﴾ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَاُمِّيْ مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ.

۴۲۲۲۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی مگر جو دبے ہیں مردوں اور عورتوں اور لڑکوں سے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں اور میری ماں ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے معذور ٹھہرایا یعنی آیت مذکورہ میں اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ الآیۃ۔

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿حَصِرَتْ﴾ ضَاقَتْ.

یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ﴾ یعنی تنگ ہوئے ان کے سینے۔

﴿تَلْوُوْا﴾ اَلْسِنَتَكُمْ بِالشَّهَادَةِ.

یعنی اور آیت ﴿وَاِنْ تَلْوُوْا اَوْ تُعْرِضُوْا﴾ میں تلووا کے معنی ہیں کہ اگر تم اپنی زبان کو شہادت کے ادا کرنے میں پھیرو یا اس سے اعراض کرو۔

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ اگر تو داخل کرے اپنی شہادت میں وہ چیز کہ باطل کرے اس کو تو وہ شہادت مت دے۔

وَقَالَ غَيْرُهٗ اَلْمُرَاغَمُ الْمُهَاجَرُ رَاغَمْتُ

یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ معنی مراغم کے

هَاجَرْتُ قَوْمِي.

اس آیت میں ﴿وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا﴾ مہاجر ہیں یعنی ہجرت کی جگہ کہتا ہے راغمت یعنی میں نے اپنی قوم سے ہجرت کی۔

فائدہ: اور حسن سے روایت ہے کہ مراغما کے معنی ہیں جگہ پھرنے کی۔

﴿مَوْقُوتًا﴾ مُوَقَّتًا وَّقْتَهُ عَلَيْهِمْ.

یعنی آیت ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا﴾ میں موقوتا کے معنی ہیں وقت معین کیا گیا یعنی وقت معین کیا اس کا ان کے اوپر۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَدَّدَهُمْ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پھر تم کو کیا ہے اے مسلمانو! کہ منافقوں کے حق میں دو گروہ ہو رہے ہو اور اللہ تعالیٰ نے ان کو الٹ دیا، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ارکسھم کے معنی ہیں کہ ان کو جدا جدا کر دیا۔

فائدہ: یہ تفسیر ہے ساتھ لازم کے اس واسطے کہ رکس کے معنی ہیں رجوع کرنا پس گویا کہ ان کو ان کے پہلے حکم کی طرف پھیر دیا۔

﴿فِئَةٌ﴾ جَمَاعَةٌ.

یعنی آیت ﴿فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَأُخْرَى كَافِرَةٌ﴾ میں فئة کے معنی جماعت ہیں اور مراد دوسرے گروہ سے کفار قریش ہیں۔

٤٢٢٣ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَّضِيَ اللهُ عَنْهُ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ﴾ رَجَعَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أُحُدٍ وَّكَانَ النَّاسُ فِيهِمْ فِرْقَتَيْنِ فَرِيقٌ يَّقُوْلُ اقْتُلْهُمْ وَفَرِيقٌ يَّقُوْلُ لَا فَنَزَلَتْ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ﴾ وَقَالَ إِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي

۴۲۲۳۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ کیا ہے تم کو کہ منافقوں کے حق میں دو گروہ ہو رہے ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے چند لوگ جنگ اُحد سے پھرے یعنی عبداللہ بن ابی منافق اپنے ساتھیوں کے ساتھ پلٹ آیا اور مسلمان لوگ ان کے حق میں دو گروہ ہوئے ایک گروہ کہتا تھا کہ ان کو قتل کرتے ہیں اور ایک گروہ کہتا تھا کہ نہ سو یہ آیت اتری کہ کیا ہے تم کو منافقوں کے حق میں دو گروہ ہو رہے ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مدینہ طیبہ ہے یعنی پاک مقام ہے میل والے کو اس طرح نکال دیتا ہے

الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ. جیسے آگ چاندی کا میل نکال دیتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا بیان کتاب المغازی میں گزر چکا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوْا بِهِ﴾ أَيْ أَفْشَوْهُ. باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب آتی ہے ان کے پاس کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو اس کو مشہور کرتے ہیں

﴿يَسْتَنْبِطُوْنَهُ﴾ يَسْتَخْرِجُوْنَهُ. یعنی یستنبطونه کے معنی آیت ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهُ﴾ میں یہ ہیں کہ نکالتے ہیں اس کو یعنی اس کی مصلحت کو باہر لاتے ہیں۔

﴿حَسِيْبًا﴾ كَافِيًا. یعنی معنی حسیبا کے ہیں کفایت کرنے والا۔

﴿إِلَّا إِنَاثًا﴾ يَعْنِي الْمَوَاتَ حَجَرًا أَوْ مَدَرًا وَّمَا أَشْبَهَهُ. یعنی آیت ﴿إِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ إِلَّا إِنَاثًا﴾ کے معنی ہیں بے جان چیزیں پتھر یا مٹی اور جو اس کی مانند ہے۔

فائدہ: مراد ساتھ موات کے ضد حیوان کی ہے یعنی بے جان چیزیں اور اس کے غیر نے کہا کہ ان کو اناث یعنی عورتیں اس واسطے کہا گیا کہ نام رکھا تھا کافروں نے ان کا منات اور لات اور عزی اور نائلہ اور مانند اس کے اور حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عرب کا کوئی قبیلہ نہ تھا مگر کہ ان کے واسطے ایک بت تھا وہ اس کو پوجتے تھے نام رکھا جاتا تھا اس کا فلانے قبیلے کی عورت اور سورۂ صافات میں ان کی حکایت آئے گی وہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اللہ بلند ہے اس سے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ ہر بت کے ساتھ ایک جنی ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے۔ (فتح)

﴿مَرِيْدًا﴾ مُتَمَرِّدًا. یعنی مریدا کے معنی ہیں سرکش حکم نہ ماننے والا۔

﴿فَلَيُبَتِّكُنَّ﴾ بَتَّكَهُ قَطَعَهُ. یعنی آیت ﴿فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْأَنْعَامِ﴾ میں بتك کے معنی ہیں کہ چیریں جانوروں کے کان۔

﴿قِيْلًا﴾ وَقَوْلًا وَّاحِدٌ. قيلا اور قولا کے ایک ہی معنی ہیں یعنی بات کرنا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا﴾۔

﴿طَبَعَ﴾ خَتَمَ. یعنی طبع کے معنی ہیں مہر کی گئی۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾۔

تنبیہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں آثار ذکر کیے اور کوئی حدیث ذکر نہیں کی اور البتہ واقع ہوا ہے مسلم میں عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس آیت کے نزول کے سبب میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عورتوں سے ملاقات اور بات

کرنا چھوڑ دیا اور مشہور ہوا کہ حضرت ﷺ نے ان کو طلاق دی اور یہ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے سو عرض کیا کہ کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے طلاق نہیں دی سو میں نے مسجد کے دروازے میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے پکارا کہ حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں کو طلاق نہیں دی سو یہ آیت اتری سو میں نے اس امر کو نکالا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو مار ڈالے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر تو اس کی سزا دوزخ ہے۔

فائدہ: کہا جاتا ہے کہ یہ آیت مقیس بن ضباب کے حق میں اتری اور وہ اور اس کا بھائی ہشام مسلمان ہوئے تھے سو ایک انصاری نے ہشام کو غفلت کی حالت میں مار ڈالا سو پہچانا گیا سو حضرت ﷺ نے ان کی طرف ایک مرد کو بھیجا ان کو حکم دیا کہ مقیس کو اس کے بھائی کی دیت دیں انہوں نے اسی طرح کیا سو مقیس نے دیت لے کر ایلچی کو مار ڈالا اور مرتد ہو کر مکے میں جا ملا پس یہ آیت اتری۔

٤٢٢٤ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ اٰيَةٌ اِخْتَلَفَ فِيْهَا أَهْلُ الْكُوْفَةِ فَرَحَلْتُ فِيْهَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهٗ عَنْهَا فَقَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ﴾ هِيَ اٰخِرُ مَا نَزَلَ وَمَا نَسَخَهَا شَيْءٌ.

۴۲۲۴۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوفہ والوں نے اس آیت میں یعنی اس کے حکم میں اختلاف کیا تو میں نے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف کوچ کیا سو میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا حکم پوچھا سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اتری یہ آیت کہ جو مار ڈالے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر سو اس کی سزا دوزخ ہے کہا کہ یہ آیت پیچھے اتری اور اس کو کسی چیز نے منسوخ نہیں کیا۔

فائدہ: یعنی پیچ قتل کرنے مسلمان کے جان بوجھ کر بہ نسبت آیت فرقان کے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ اَلسِّلْمُ وَالسَّلَمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہ کہو جو تم کو سلام کرے کہ تو مسلمان نہیں اور سِلم اور سَلَم اور سلام کے ایک معنی ہیں۔

٤٢٢٥ ۔ حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ قَالَ قَالَ ابْنُ

۴۲۲۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ کہو جو تم کو سلام کرے کہ تو مسلمان نہیں کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ایک مرد اپنی بکریوں میں تھا سو مسلمان لوگ اس کو جا ملے تو اس نے ان کو السلام علیکم کہا تو مسلمانوں نے

عَبَّاسٍ كَانَ رَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ لَهُ فَلَحِقَهُ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَتَلُوْهُ وَأَخَذُوْا غُنَيْمَتَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِي ذٰلِكَ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ تِلْكَ الْغُنَيْمَةُ قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلسَّلَامَ.

اس کو مار ڈالا اور اس کی بکریاں لے لیں سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اس باب میں اتاری عرض الحیاۃ الدنیا تک کہا کہ مراد عرض الحیاۃ الدنیا سے یہ بکریاں ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت میں السلام پڑھا۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے شانِ نزول میں ایک قصہ بھی مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر فدک کی طرف بھیجا ان کا سردار غالب بن فضالہ رضی اللہ عنہ تھا اور اس لشکر میں اُسامہ رضی اللہ عنہ بھی تھا سو جب فدک والوں کو شکست ہوئی تو ان میں سے ایک مرد جس کا نام مرداس تھا تنہا باقی رہا اور اس نے اپنی بکریوں کو پہاڑ کے ساتھ پناہ دی سو جب مسلمان لوگ اس کو جا ملے تو اس نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، السلام علیکم تو اُسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کو مار ڈالا پھر جب پلٹ کر آئے تو یہ آیت اتری کہ نہ کہو جو تم کو سلام کرے کہ تو مسلمان نہیں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اس واسطے کہ تحفہ مسلمانوں کا سلام ہے اس کے ساتھ آپس میں پہچانے جاتے ہیں اور اس آیت میں دلیل ہے اس پر کہ جو کوئی ظاہر کرے کچھ چیز اسلام کی نشانیوں سے نہیں حلال ہے خون اس کا یہاں تک کہ اس کی آزمائش کی جائے اس واسطے کہ سلام تحفہ ہے مسلمانوں کا اور جاہلیت کے زمانے میں ان کا تحفہ اس کے برخلاف تھا پس ہوگی یہ نشانی اور نہیں لازم آتا اس چیز سے کہ ذکر کیا میں نے حکم کرنا ساتھ اسلام اس شخص کے کی کہ اس پر اقتصار کرے اور جاری کرنا احکام مسلمانوں کا اوپر اس کے بلکہ ضروری ہے زبان سے دونوں شہادتوں کا اقرار کرنا بنا بریں تفصیل کے کہ اہل کتاب وغیرہ کے درمیان اس میں تھی۔ (فتح)

بَابٌ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾.

باب ہے بیان اس آیت کے کہ نہیں برابر ہیں بیٹھنے والے مسلمانوں میں سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے۔

فائدہ: ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ کی قرأت میں اختلاف ہے بعض لوگ اس کو پیش کے ساتھ پڑھتے ہیں قاعدون سے بدل کی بنا پر اور باقی اس کو زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں استثناء کی بنا پر۔

۴۲۲۶ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُ رَأَى مَرْوَانَ بْنَ

۴۲۲۶۔ حضرت سہل سے روایت ہے کہ میں نے مروان بن حکم کو مسجد میں بیٹھے دیکھا سو میں اس کی طرف آگے بڑھا یہاں تک کہ میں اس کے پہلو میں بیٹھا (اور وہ اس وقت مدینے کا حاکم تھا) اس نے ہم کو خبر دی کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

الْحَكَمِ فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ إِلٰى جَنْبِهِ فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْلٰى عَلَيْهِ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ فَجَآءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ أَسْتَطِيْعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ أَعْمٰى فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهُ عَلٰى فَخِذِيْ فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتّٰى خِفْتُ أَنْ تَرُضَّ فَخِذِيْ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾.

نے اس کو خبر دی کہ حضرت ﷺ نے یہ آیت مجھ سے لکھوائی کہ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمان اور جہاد کرنے والے اللہ کی راہ میں سو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آیا اور حالانکہ حضرت ﷺ اس کو مجھ سے لکھواتے تھے اس نے کہا کہ یا حضرت! قسم ہے اللہ کی اگر میں جہاد کرسکتا تو البتہ جہاد کرتا اور وہ اندھا تھا سو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر وحی اتاری اور آپ کی ران میری ران پر تھی سو آپ کی ران مجھ پر بہت بھاری ہوئی یہاں تک کہ میں ڈرا کہ میری ران کچل دی جائے گی پھر آپ سے شدت وحی کی دور ہوئی سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ سوائے معذوروں کے جن کو بدن کا نقصان ہے۔

٤٢٢٧ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا فَكَتَبَهَا فَجَآءَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَشَكَا ضَرَارَتَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾.

۴۲۲۷۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری (یعنی قریب تھی کہ اترے) کہ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمانوں میں سے تو حضرت ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو بلایا زید رضی اللہ عنہ نے اس کو لکھا سو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آیا اور اس نے اپنے نابینا ہونے کی شکایت کی کہ میں اندھا ہوں جہاد نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ سوائے نہ دیکھنے والوں کے۔

٤٢٢٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُوْا فُلَانًا فَجَآءَهُ وَمَعَهُ الدَّوَاةُ وَاللَّوْحُ أَوِ الْكَتِفُ فَقَالَ اكْتُبْ ﴿لَا

۴۲۲۸۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمان تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فلاں کو بلاؤ یعنی زید رضی اللہ عنہ کو وہ آئے ان کے ساتھ دوات اور تختی اور کندھے کی ہڈی تھی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لکھ کہ برابر نہیں بیٹھنے والے مسلمان اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور حضرت ﷺ کے پیچھے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے سو اس

يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ وَخَلْفَ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا ضَرِيْرٌ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا ﴿لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾.

نے کہا کہ یا حضرت! میں نابینا ہوں سو اسی جگہ اتری کہ برابر نہیں بیٹھنے والے مسلمان جن کو بدن کا دکھ نہیں اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ نہیں اقتصار کیا راوی نے دوسرے حال میں اوپر ذکر کرنے کلمہ زائدہ کے اور وہ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ ہے یعنی بلکہ دوسری بار بھی ساری آیت کو پھر دوہرایا پس اگر وحی فقط اسی کلمہ زائدہ کے ساتھ اتری تھی تو شاید راوی نے مناسب جانا دوہرانا آیت کا ابتدا سے تا کہ متصل ہو استثناء ساتھ مستثنیٰ منہ کے اور اگر دوسری بار ساری آیت زیادہ کے ساتھ اتری تھی اس کے بعد کہ پہلی بار اس کے بغیر اتری تھی سو البتہ حکایت کی ہے راوی نے صورت حال کی میں کہتا ہوں کہ پہلا احتمال ظاہر تر ہے اس واسطے کہ سہل کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ اور زیادہ واضح اس سے روایت خارجہ کی ہے کہ اس میں ہے سو میں نے آپ پر پڑھا ﴿لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ سو حضرت ﷺ نے فرمایا ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾۔ (فتح)

٤٢٢٩ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ ح وَحَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْكَرِيْمِ أَنَّ مِقْسَمًا مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ ﴿لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ عَنْ بَدْرٍ وَّالْخَارِجُوْنَ إِلٰى بَدْرٍ.

۴۲۲۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ مراد یہ ہے کہ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمان جنگ بدر سے اور نکلنے والے جنگ بدر کی طرف۔

فائدہ: اور روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے طریق حجاج کے سے اس نے روایت کی ہے ابن جریج سے ساتھ اس کے مثل اس کے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ یہ جو اس آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بیٹھنے والوں پر درجے میں فضیلت دی تو اس میں مفضل علیہ غیر اولی الضرر ہیں اور لیکن ضرر والے سو وہ ملحق ہیں ساتھ مجاہدین کے ثواب میں

جب کہ ان کی نیت سچی ہو اس واسطے کہ آیت دلالت کرتی ہے کہ ضرر والے مجاہدین کے ساتھ برابر ہیں اس واسطے کہ مستثنیٰ کیا ہے آیت نے ﴿أُولِي الضَّرَرِ﴾ کو برابر ہونے سے پس آیت نے دلالت کی کہ وہ برابری میں داخل ہیں اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی واسطے درمیان برابری اور عدم برابری کے لیکن مراد برابر ہونا ان کا اصل ثواب میں ہے نہ دوگنا ہونے میں اس واسطے کہ دوگنا ہونا متعلق ہے ساتھ فعل کے اور احتمال ہے کہ ملحق ہوں ساتھ جہاد کے اس باب میں تمام نیک اور باب کی حدیثوں میں اور بھی کئی فائدے ہیں ٹھہرانا کاتب کا اور قریب کرنا اس کا اور قید کرنا علم کا ساتھ لکھنے کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا﴾ اَلْآيَةَ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ جن لوگوں کی جان کھینچتے ہیں فرشتے اس حال میں کہ وہ برا کر رہے ہیں اپنا کہتے ہیں تم کس بات میں تھے وہ کہتے ہیں ہم تھے مغلوب زمین میں کہتے ہیں کیا نہ تھی زمین اللہ کی کشادہ کہ وطن چھوڑ جاؤ وہاں، آخر آیت تک۔

۴۲۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهُ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو الْأَسْوَدِ قَالَ قُطِعَ عَلٰى أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيهِ فَلَقِيتُ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرْتُهُ فَنَهَانِي عَنْ ذٰلِكَ أَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا مَعَ الْمُشْرِكِينَ يُكَثِّرُونَ سَوَادَ الْمُشْرِكِينَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي السَّهْمُ فَيُرْمٰى بِهِ فَيُصِيبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْ يُضْرَبُ فَيُقْتَلُ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ﴾ اَلْآيَةَ رَوَاهُ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ.

۴۲۳۰۔ حضرت محمد بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ قطع کیا گیا اہل مدینہ پر ایک لشکر یعنی لازم کیا گیا ان پر نکالنا لشکر کا واسطے قتال اہل شام کے بیچ زمانے خلیفہ ہونے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے مکے میں سو میرا نام اس میں لکھا گیا سو میں عکرمہ سے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام آزاد کردہ تھا سو میں نے اس کو خبر دی اس نے مجھ کو اس سے منع کیا سخت منع کرنا پھر کہا کہ خبر دی مجھ کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بیشک چند مسلمان مشرکوں کے ساتھ تھے مشرکوں کے گروہ بڑھاتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آتا تیر کہ پھینکا جاتا سو ان میں سے ایک کو پہنچتا سو اس کو قتل کرتا یا تلوار سے قتل کیا جاتا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ جن لوگوں کی جان نکالتے ہیں فرشتے اس حال میں کہ وہ برا کر رہے ہیں اپنا آخر آیت تک۔

فائدہ: اسی طرح آیا ہے اس روایت میں شان نزول اس کا اور روایت کی ہے طبری نے کہ مکہ والوں سے چند لوگ

مسلمان ہوئے تھے اور اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھتے تھے سو جنگ بدر میں مشرکوں نے ان کو اپنے ساتھ نکالا سو ان میں سے بعض بدر میں مارے گئے سو مسلمانوں نے کہا کہ یہ مسلمان تھے پس مجبور کیے گئے ان کے واسطے بخشش مانگو سو یہ آیت اتری تو مسلمانوں نے اس آیت کو ان مسلمانوں کی طرف لکھا جو مکے میں باقی رہے تھے اور یہ کہ ان کا کوئی عذر باقی نہیں سو وہ نکلے اور مشرک ان سے ملے مشرکوں نے ان کو تکلیف دی وہ پھر آئے پھر نکلے سو بعض نے نجات پائی اور بعض مارے گئے اور اس قصے میں دلالت ہے اوپر بری ہونے عکرمہ کے اس چیز سے کہ منسوب کیا جاتا ہے خوارج کی رائے کی طرف اس واسطے کہ اس نے مبالغہ کیا منع کرنے میں مسلمانوں کی لڑائی سے اور بڑھانے گروہ ان لوگوں کے سے جو مسلمانوں سے لڑیں اور غرض عکرمہ کی یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مذمت کی ہے اس کی جو مشرکوں کی جماعت کو بڑھائے اور ان کے ساتھ جائے باوجود اس کے کہ ان مسلمانوں کا ارادہ نہ تھا کہ کافروں سے موافقت کریں کہا عکرمہ نے پس اسی طرح نہ بڑھا تو اس لشکر کی جماعت کو اگرچہ تو ان کی موافقت کا ارادہ نہیں کرتا اس واسطے کہ وہ اللہ کی راہ میں نہیں لڑتے اور یہ جو کہا کہ تم کس بات میں تھے تو یہ سوال توبیخ اور تقریع کا ہے اور استنباط کیا ہے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے واجب ہونا ہجرت کا اس زمین سے کہ اس میں گناہ ہوں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَّلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ مگر بے بس مرد اور عورتیں اور لڑکے کہ نہ کوئی حیلہ کر سکتے ہیں اور نہ راہ جانتے ہیں۔

فائدہ: اس آیت میں عذر ہے اس شخص کا جو موصوف ہے ساتھ بے بس ہونے کے ان لوگوں میں سے جو اس سے پہلی آیت میں مذکور ہے اور تحقیق ذکر کیا گیا ہے وہ شخص دوسری آیت میں بیچ سیاق رغبت دلانے کے اوپر قتال کے ان سے۔

٤٢٣١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ﴾ قَالَ كَانَتْ أُمِّي مِمَّنْ عَذَرَ اللَّهُ.

۴۲۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیچ تفسیر ﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ﴾ کے کہا کہ میری ماں اُن لوگوں میں سے تھی جن کو اللہ نے معذور ٹھہرایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَأُولَٰٓئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ سو ان کو امید ہے کہ اللہ معاف کرے اور اللہ معاف کرنے والا بخشتا ہے۔

٤٢٣٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ

۴۲۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت

يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعِشَآءَ إِذْ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَّسْجُدَ اَللّٰهُمَّ نَجِّ عَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ نَجِّ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ نَجِّ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اَللّٰهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ.

میں کہ حضرت ﷺ عشاء کی نماز میں تھے اچانک کہا سمع اللہ لمن حمدہ پھر سجدہ کرنے سے پہلے کہا الٰہی! نجات دے عیاش بن ربیعہ کو الٰہی! نجات دے سلمہ بن ہشام کو الٰہی! نجات دے ولید بن ولید کو الٰہی! نجات دے مکے کے دبے ہوئے بے زور مسلمانوں کو، الٰہی! اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر، الٰہی! ان پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح استسقاء میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى أَنْ تَضَعُوْا أَسْلِحَتَكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اور گناہ نہیں تم پر اگر تم کو تکلیف ہو مینہ سے یا تم بیمار ہو کہ اتار رکھو اپنے ہتھیار۔

٤٢٣٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يَعْلٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى﴾ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَّكَانَ جَرِيْحًا.

۴۲۳۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر تم کو تکلیف ہو مینہ سے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد اس آیت میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں کہ وہ بیمار تھے یعنی یہ آیت ان کے حق میں اتری۔

فائدہ: یہ جو آیت میں فرمایا کہ نہیں گناہ تم کو یہ کہ ہتھیار اتار رکھو تو اللہ تعالیٰ نے رخصت دی ان کو بیچ رکھنے ہتھیاروں کے واسطے بھاری ہونے ان کے اوپر ان کے بسبب اس چیز کے کہ ذکر کی گئی مینہ اور بیماری سے پھر حکم دیا ان کو ساتھ لینے بچاؤ کے یعنی زرہ اور ڈھال اور خود کے واسطے اس ڈر کے کہ غافل ہوں اور دشمن ان پر ہجوم کرے یعنی بیماری اور مینہ کی حالت میں بھی زرہ اور ڈھال وغیرہ کو ساتھ رکھو۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِيْ

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اور فتویٰ مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے حق میں کہہ اللہ فتویٰ دیتا ہے تم کو بیچ

الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَآءِ﴾.

عورتوں کے اور جو پڑھا جاتا ہے تم پر کتاب میں سو نازل ہوا ہے یتیم عورتوں کے حق میں۔

فائدہ: فتویٰ کے معنی ہیں جواب سائل کا حادثے سے کہ مشکل ہو اوپر سائل کے۔

٤٢٣٤ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ هُوَ الرَّجُلُ تَكُوْنُ عِنْدَهُ الْيَتِيمَةُ هُوَ وَلِيُّهَا وَوَارِثُهَا فَأَشْرَكَتْهُ فِي مَالِهِ حَتَّى فِي الْعَذْقِ فَيَرْغَبُ أَنْ يَّنْكِحَهَا وَيَكْرَهُ أَنْ يُّزَوِّجَهَا رَجُلًا فَيَشْرَكُهُ فِي مَالِهِ بِمَا شَرِكَتْهُ فَيَعْضُلُهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ.

۴۲۳۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ فتویٰ طلب کرتے ہیں تجھ سے عورتوں کے حق میں کہہ اللہ فتویٰ دیتا ہے تم کو ان کے بارے میں اس قول تک کہ تم چاہتے ہو کہ ان سے نکاح کرو' کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ وہ مرد ہے کہ اس کے پاس یتیم لڑکی ہو وہ مرد اس کا والی اور وارث ہو اور وہ عورت اس کو اس کے مال میں شریک ہے یہاں تک کہ کھجور کے درخت میں بھی سو وہ مرد اس سے نکاح کرنا نہیں چاہتا اور برا جانتا ہے کہ اس کو اور مرد کے نکاح میں دے کہ وہ اس کو اس کے مال میں شریک ہو جس میں وہ عورت اس کی شریک ہے سو وہ اس کو اور جگہ نکاح کرنے سے منع کرتا ہے سو یہ آیت اتری۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح پہلے گزر چکی ہے اور ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی ایک چچیری بہن تھی بدصورت اور اس کے پاس مال تھا کہ وہ اس کو اپنے باپ سے وراثت میں پہنچا تھا اور جابر رضی اللہ عنہ اس سے نکاح کرنا نہیں چاہتا تھا اور نہ اس کو اور کسی کے نکاح میں دیتا تھا اس ڈر سے کہ اس کا خاوند اس کا مال لے جائے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا منہ پھیرنے سے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شِقَاقٌ تَفَاسُدٌ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تفسیر آیت ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا﴾ میں کہ شقاق کے معنی ہیں فساد ہونا۔

﴿وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ﴾ هَوَاهُ فِي الشَّيْءِ يَحْرِصُ عَلَيْهِ.

یعنی اور کہا آیت ﴿وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ﴾ میں شح کے معنی ہیں ہوائے نفسانی اس کی کسی چیز میں جس پر حرص رکھتا ہے۔

﴿كَالْمُعَلَّقَةِ﴾ لَا هِيَ أَيِّمٌ وَّلَا ذَاتُ زَوْجٍ.

یعنی اور کہا بیچ تفسیر آیت ﴿فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ﴾ کے

کہ معلقۃ کے معنی ہیں کہ نہ بیوہ اور نہ خاوند والی۔

﴿نُشُوْزًا﴾ بُغْضًا.

یعنی نشوزا کے معنی اس آیت میں بغض اور عداوت کے ہیں۔

٤٢٣٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ قَالَتِ :الرَّجُلُ تَكُوْنُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْثِرٍ مِنْهَا يُرِيْدُ أَنْ يُفَارِقَهَا فَتَقُوْلُ أَجْعَلُكَ مِنْ شَأْنِيْ فِيْ حِلٍّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْأٰيَةُ فِيْ ذٰلِكَ.

۴۲۳۵۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا منہ پھیرنے سے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ وہ ایک مرد ہے کہ اس کے پاس عورت ہوتی ہے کہ اس سے صحبت اور میل جول بہت نہیں رکھتا چاہتا ہے کہ اس کو چھوڑ دے سو وہ کہتی ہے کہ میں تجھ کو اپنے حال سے حلال کرتی ہوں یعنی میں تجھ سے اپنا حق نفقہ وغیرہ نہیں لیتی اور تو مجھ کو طلاق نہ دے سو یہ آیت اس باب میں اتری۔

فائدہ: اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اتری یہ آیت اس عورت کے حق میں کہ ایک مرد کے نکاح میں ہو وہ مرد کی جدائی کو برا جانتی ہے سو دونوں صلح کرتے ہیں اس پر کہ تین یا چار دن کے بعد اس سے صحبت کیا کرے اور حاکم نے رافع بن خدیج سے روایت کی ہے کہ اس کے نکاح میں ایک عورت تھی سو اس کے بعد اس نے ایک جوان عورت سے نکاح کیا سو اس نے جوان عورت کو اس پر مقدم کیا تو پہلی عورت نے اس سے جھگڑا کیا رافع نے اس کو طلاق دی پھر اس کو کہا کہ اگر تو چاہے تو تجھ سے رجوع کروں اور تو صبر کرے یعنی اس شرط پر کہ مجھ سے اپنا حق نہ مانگے اس نے کہا مجھ سے رجوع کر اس نے اس سے رجوع کیا پھر اس نے صبر نہ کیا اس نے اس کو طلاق دی پس یہ ہے وہ صلح جس میں یہ آیت اتری اور ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے سودہ رضی اللہ عنہا نے خوف کیا یہ کہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طلاق دیں سو اس نے کہا کہ یا حضرت! آپ مجھ کو طلاق نہ دیجیے اور میں نے اپنی باری کا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا یہ آیت اتری۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے منافق لوگ آگ کے نیچے طبقے میں ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَسْفَلَ النَّارِ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ درك اسفل سے مراد نیچے کی آگ ہے۔

فائدہ: کہا علماء نے کہ عذاب منافق کا سخت تر ہے کافر کے عذاب سے واسطے ٹھٹھا کرنے اس کے ساتھ دین کے۔ (فتح)

﴿نفقا﴾ سَرَبًا.

یعنی آیت ﴿اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا﴾ میں نفقا کے معنی ہیں سرنگ۔

فائدہ: یہ کلمہ اس سورت میں نہیں بلکہ سورۂ انعام میں ہے اور شاید بخاری نے اس کو اس جگہ اس واسطے ذکر کیا ہے کہ تا کہ اشارہ کرے نفاق کے مشتق ہونے کی طرف اس واسطے کہ نفاق کے معنی ہیں ظاہر کرنا غیر اس چیز کا کہ دل میں ہے۔

۴۲۳۶ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ كُنَّا فِیْ حَلْقَةِ عَبْدِ اللّٰهِ فَجَآءَ حُذَيْفَةُ حَتّٰى قَامَ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ أُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلٰى قَوْمٍ خَيْرٍ مِّنْكُمْ قَالَ الْأَسْوَدُ سُبْحَانَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِی الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ فَتَبَسَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ وَجَلَسَ حُذَيْفَةُ فِیْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ فَتَفَرَّقَ أَصْحَابُهُ فَرَمَانِیْ بِالْحَصَا فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ عَجِبْتُ مِنْ ضَحِكِهِ وَقَدْ عَرَفَ مَا قُلْتُ لَقَدْ أُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلٰى قَوْمٍ كَانُوْا خَيْرًا مِّنْكُمْ ثُمَّ تَابُوْا فَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ.

۴۲۳۶۔ اسود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حلقے میں تھے سو حذیفہ رضی اللہ عنہ آیا یہاں تک کہ ہم پر کھڑا ہوا اور سلام کیا پھر کہا کہ البتہ اتارا گیا نفاق ایک قوم پر جو تم سے بہتر تھی سو کہا اسود نے سبحان اللہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافق لوگ آگ کے نیچے طبقے میں ہیں یعنی پس ان کو بہتر کیونکر کہہ سکتے ہیں؟ سو عبداللہ رضی اللہ عنہ ہنسے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ مسجد کے ایک کنارے میں بیٹھے سو عبداللہ رضی اللہ عنہ اٹھے سو ان کے ساتھی جدا جدا ہوئے اسود کہتا ہے سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کنکر مار کر بلایا میں اس کے پاس آیا سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تعجب کرتا ہوں عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہنسنے سے اور البتہ اس نے پہچانا جو میں نے کہا کہ البتہ اتارا گیا نفاق ایک قوم پر جو تم سے بہتر تھے پھر وہ تائب ہوئے سو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہنسے یعنی واسطے تعجب کرنے کے اس کی کلام کے صدق سے اور یہ جو کہا کہ البتہ اتارا گیا نفاق ایک قوم پر جو تم سے بہتر تھی یعنی مبتلا کیے گئے ساتھ اس کے وہ اصحاب کے طبقے میں سے تھے سو وہ تابعین کے طبقے سے بہتر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو مبتلا کیا سو دین سے پھر گئے اور منافق ہو گئے سو ان سے خیر جاتی رہی اور بعض نے ان میں سے توبہ کی تو ان کے واسطے خیر پھر آئی گویا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ڈرایا ان لوگوں کو جن کو خطاب کیا اور ان کے واسطے اشارہ کیا کہ مغرور نہ ہوں اس واسطے کہ دل پھرتے رہتے ہیں سو ڈرایا ان کو ایمان سے نکلنے سے اس واسطے کہ عملوں کا اعتبار خاتمے پر ہے اور بیان کیا ان کے واسطے کہ اگرچہ وہ اپنے ایمان میں نہایت مضبوط ہیں لیکن نہیں لائق ہے ان کو کہ اللہ تعالیٰ کے مکر سے نڈر ہوں اس واسطے کہ ان سے پہلا طبقہ یعنی اصحاب ان

سے بہتر تھے اور باوجود اس کے ان میں بعض لوگ مرتد اور منافق ہو گئے سو جو طبقہ کہ ان سے پچھلا ہے سو وہ ایسے امر میں واقع ہونے پر زیادہ تر قادر ہے اور یہ جو کہا کہ میں نے اس کے ہنسنے سے تعجب کیا یعنی اس سے کہ وہ صرف ہنس کر چپ رہا کچھ بات نہ کہی سو البتہ اس نے پہچانا جو میں نے کہا یعنی اس نے میری مراد سمجھی اور پہچانا کہ وہ حق ہے ثم تابوا یعنی پھر انہوں نے نفاق سے رجوع کیا اور مستفاد ہوتا ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ کفر اور ایمان اور اخلاص اور نفاق سب اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے اور اس کی تقدیر اور ارادے اس کے سے ہے اور مستفاد ہوتا ہے اس آیت سے ﴿إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللّٰهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلّٰهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ صحیح ہونا زندیق کی توبہ کا اور قبول ہونا اس کا اس چیز کی بنا پر کہ اس پر جمہور ہیں اس واسطے کہ وہ مستثنیٰ ہیں منافقوں کی اس آیت سے ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابو بکر رازی وغیرہ ایک جماعت نے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ ہم نے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح کو اور پیغمبروں کو اس کے بعد اور یونس اور ہارون اور سلیمان علیہم السلام تک۔

٤٢٣٧ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى.

۴۲۳۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو لائق نہیں یہ کہ کہے کہ میں بہتر ہوں یونس علیہ السلام پیغمبر سے جو متی کا بیٹا ہے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ جو اس بات کا قائل ہے وہی ہے جس کو یہ کہنا لائق نہیں اور احتمال ہے کہ مراد انا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور آپ نے بطور تواضع کے کہا ہو لیکن باب کی دوسری حدیث پہلے احتمال پر دلالت کرتی ہے کہ مراد خود ہی قائل ہے۔ (فتح)

٤٢٣٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى فَقَدْ كَذَبَ.

۴۲۳۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کہے کہ میں یونس علیہ السلام پیغمبر سے بہتر ہوں وہ جھوٹا ہے یعنی جب کہ کہے یہ بغیر توقیف کے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ حکم پوچھتے ہیں تجھ سے یعنی کلالہ کی میراث کا تو کہہ کہ اللہ حکم بتاتا ہے تم کو کلالہ کی میراث کا یعنی جس کا نہ باپ ہو اور نہ بیٹا ہو اگر ایک مر گیا کہ اس کا بیٹا نہیں یعنی اور نہ اس کا باپ ہے اور اس کی بہن ہے تو اس کو پہنچے آدھا جو چھوڑ مرا اور اگر یہ بہن مرے تو یہ بھائی ہے وارث اس کا اگر اس کا کوئی بیٹا نہ ہو۔

وَالْكَلَالَةُ مَنْ لَّمْ يَرِثْهُ أَبٌ أَوِ ابْنٌ وَّهُوَ مَصْدَرٌ مِّنْ تَكَلَّلَهُ النَّسَبُ.

یعنی اور کلالہ وہ ہے کہ نہ وارث ہو اس کا باپ اور نہ بیٹا۔

فائدہ: اور یہی مذہب ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور جمہور علماء اصحاب اور تابعین کا اور جو ان سے پیچھے ہیں اور کلالہ مصدر ہے تکلل کی کہا جاتا ہے تکللہ النسب یعنی نسب نے اس کی دونوں طرف پکڑیں ولد او روالد کی جہت سے گویا کہ وارثوں نے اس کو احاطہ کیا اور نہ اس کا باپ ہے اور نہ بیٹا اور بعض کہتے ہیں کلالہ کل یکل سے مشتق ہے یعنی اس کا نسب دور ہے اور بعض کہتے ہیں وہ وارث ہیں جو لڑکے کے علاوہ ہوں اور بعض کہتے ہیں جو باپ کے علاوہ ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بھائی ہیں اور بعض کہتے ہیں ماں کی طرف سے اور وارث کو بھی کلالہ کہتے ہیں اور ارث کو بھی کلالہ کہتے ہیں اور مال کو بھی کلالہ کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ چچا کی اولاد کو کلالہ کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ عصبوں کو کہتے ہیں اور واسطے کثرت اختلاف کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کلالہ میں کچھ نہیں کہا۔ (فتح)

٤٢٣٩ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اٰخِرُ سُوْرَةٍ نَّزَلَتْ بَرَآءَةَ وَاٰخِرُ اٰيَةٍ نَّزَلَتْ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾.

۴۲۳۹۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پچھلی سورت جو اتری سورۂ برائت ہے اور پچھلی آیت جو اتری یستفتونک الخ ہے یعنی حکم پوچھتے ہیں تجھ سے کلالہ کا۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ یہ ان آیتوں میں سے ہے جو پیچھے اتریں پس نہ مخالف ہو گی یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے جو سورہ بقرہ کے اخیر میں گزری کہ اخیر آیت کہ اتری سود کی آیت ہے یعنی ہر ایک نسبت دوسری کے پچھلی ہے۔

سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ
بیان ہے بیچ تفسیر سورۂ مائدہ کے

فائدہ: مائدہ اس طبق کو کہتے ہیں جس پر کھانا ہو اور جس پر کھانا نہ ہو اس کو دستر خوان کہتے ہیں۔

﴿حُرُمٌ﴾ وَاحِدُهَا حَرَامٌ. یعنی آیت ﴿وانتم حرم﴾ میں حرم کا لفظ جمع ہے اور اس کا واحد حرام ہے یعنی تم احرام باندھے ہو۔

﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ﴾ بِنَقْضِهِمْ. یعنی اور بما نقضهم کے معنی ہیں بنقضهم یعنی ما زائدہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں بسبب توڑنے ان کے اپنے عہد و پیمان کو

﴿الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ﴾ جَعَلَ اللّٰهُ. یعنی آیت ﴿یا قوم ادخلوا الارض المقدسة التی کتب اللّٰہ لکم﴾ کے یہ معنی ہیں کہ تمہارے واسطے ٹھہرائے اور حکم کیا۔

فائدہ: اور کہا طبری نے کہ مراد یہ ہے کہ مقدر کیا اس کو واسطے رہنے بنی اسرائیل کے فی الجملہ پس نہ وارد ہو گا یہ اعتراض کہ مخاطب اس میں نہیں رہے اس واسطے کہ مراد جنس ان کی ہے بلکہ ان میں سے بعض اس میں رہے مانند یوشع کے اور وہ بھی اس کے مخاطبین میں سے ہے۔

﴿تَبُوْءَ﴾ تَحْمِلُ. یعنی آیت ﴿انی ارید ان تبوء باثمی﴾ میں تبوء کے معنی ہیں کہ تو میرا اور اپنا گناہ اٹھائے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ الْإِغْرَآءُ التَّسْلِيْطُ. یعنی آیت ﴿فاغرینا بینهم العداوة﴾ من اغرا کے معنی ہیں غالب کرنا۔

فائدہ: تفسیر کرنا اغرا کی ساتھ تسلیط کے لازم ہے اغرا کے معنی کو اس واسطے کہ حقیقت اغرا کی فتنہ فساد اٹھانا ہے۔

﴿دَآئِرَةٌ﴾ دَوْلَةٌ. یعنی آیت ﴿نخشی ان تصیبنا دائرة﴾ میں دائرہ کے معنی ہیں دولت (مصیبت)۔

﴿أُجُوْرَهُنَّ﴾ مُهُوْرَهُنَّ. یعنی معنی اجورهن کے آیت ﴿اذا اتیتموهن اجورهن﴾ میں مہران کے ہیں۔

﴿مَخْمَصَةٍ﴾ مَجَاعَةٍ. یعنی اور مخمصة کے معنی ہیں بھوک۔

وَقَالَ سُفْيَانُ مَا فِي الْقُرْاٰنِ اٰيَةٌ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ ﴿لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى یعنی اور کہا سفیان نے کہ نہیں قرآن میں کوئی آیت زیادہ سخت مجھ پر اس آیت سے کہ نہیں تم کسی چیز پر یہاں تک

تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ﴾.

کہ قائم رکھو تورات اور انجیل کو اور جو اتارا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے رب سے۔

فائدہ: یعنی جو نہ عمل کرے اس چیز کے ساتھ کہ اتاری ہے اللہ نے اپنی کتاب میں سو وہ کسی چیز پر نہیں اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ جو بعض فرضوں کو چھوڑے اس نے سب کو چھوڑا اسی واسطے اس نے مطلق کہا کہ وہ سخت تر ہے اس کے غیر سے اور احتمال ہے کہ ہو یہ اس قسم سے کہ تھا اہل کتاب پر بوجھ سے اور تحقیق روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے کہ یہ آیت ایک خاص سبب میں اتری ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہود کے علماء کی ایک جماعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو انہوں نے کہا کہ اے محمد! کیا تو نہیں گمان کرتا کہ تو ابراہیم علیہ السلام کے مذہب پر ہے اور تو ایمان لاتا ہے اس چیز کے ساتھ کہ تورات میں ہے اور تو گواہی دیتا ہے کہ وہ حق ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں لیکن تم نے چھپائی اس سے وہ چیز کہ حکم ہوا تھا تم کو اس کے بیان کرنے کا سو میں بری ہوں اس چیز سے جو تم نے نئی نکالی انہوں نے کہا کہ ہم ہاتھ مارتے ہیں اس چیز کے ساتھ کہ ہمارے ہاتھوں میں ہے ہدایت اور حق سے اور ہم نہیں مانتے تجھ کو اور نہ تیرے قرآن کو سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ مراد ساتھ ﴿ماانزل الیکم من ربکم﴾ کے قرآن مجید ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مَنْ أَحْيَاهَا﴾ يَعْنِي مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا إِلَّا بِحَقٍّ حَيِيَ النَّاسُ مِنْهُ جَمِيعًا.

یعنی آیت ﴿ومن احیاھا﴾ کے معنی ہیں کہ جس نے ناحق جان کے مارنے کو حرام کیا مگر ساتھ حق کے کہ زندہ ہوتے ہیں اس سے سب لوگ۔

﴿شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا﴾ سَبِيلًا وَّسُنَّةً.

یعنی آیت ﴿ولکل جعلنا منکم شرعة ومنهاجا﴾ میں شرعۃ کے معنی راہ ہیں اور منہاج کے معنی طریقہ ہیں واضح اور ظاہر۔

﴿اَلْمُهَيْمِنُ﴾ الْأَمِينُ الْقُرْآنُ أَمِينٌ عَلَى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهُ.

یعنی آیت ﴿ومهيمنا علیه﴾ کے معنی ہیں امین ہے اوپر اس کے یعنی قرآن امین ہے ہر اگلی کتاب پر۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ آج میں نے پورا کیا تمہارا دین تم پر۔

٤٢٤٠ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَتِ الْيَهُودُ لِعُمَرَ إِنَّكُمْ

۴۲۴۰۔ حضرت طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یہود نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم ایک آیت پڑھتے ہو اگر ہم میں اترتی تو البتہ ہم اس کو عید ٹھہراتے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

تَقْرَئُوْنَ اٰيَةً لَّوْ نَزَلَتْ فِيْنَا لَاتَّخَذْنَاهَا عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ حَيْثُ أُنْزِلَتْ وَأَيْنَ أُنْزِلَتْ وَأَيْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أُنْزِلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ وَإِنَّا وَاللّٰهِ بِعَرَفَةَ قَالَ سُفْيَانُ وَأَشُكُّ كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمْ لَا ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾.

بیشک میں جانتا ہوں جس وقت اتری اور جس جگہ اتری اور حضرت ﷺ اس وقت کہاں تھے یہ آیت عرفہ کے دن اتری اور قسم ہے اللہ کی ہم عرفات میں تھے (کہا سفیان نے) اور میں شک کرتا ہوں کہ جمعہ کا دن تھا یا نہیں وہ آیت یہ ہے کہ آج ہم نے تمہارا دین کامل کر دیا۔

فائدہ: اور البتہ گزر چکا ہے کتاب الایمان میں بیان مطابقت جواب عمر رضی اللہ عنہ کے کا واسطے سوال کے اس واسطے کہ اس نے سوال کیا اس کے عید ٹھہرانے سے عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ عرفات میں جمعہ کے دن اتری اور حاصل اس کا یہ ہے کہ بعض روایتوں میں ہے کہ دونوں دن ہی ہمارے واسطے عید ہیں ساتھ حمد اللہ کے اور ترمذی میں ہے کہ یہ آیت عید کے دن اتری اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ جمعہ کے دن عرفات میں ٹھہرنے کو فضیلت ہے اور دنوں پر اس واسطے کہ نہیں اختیار کرتا اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کے واسطے مگر افضل کو اور یہ کہ اعمال بزرگ ہوتے ہیں ساتھ بزرگی زمانوں کے مانند مکانوں کے اور جمعہ کا دن افضل ہے ہفتے کے سب دنوں سے اور مسلم کی حدیث میں ثابت ہو چکا ہے کہ بہتر دن جس پر سورج چڑھا جمعہ کا دن ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پھر نہ پاؤ تم پانی سو تیمم کرو پاک مٹی سے۔

تَيَمَّمُوْا تَعَمَّدُوْا.

یعنی تیمموا کے معنی ہیں قصد کرو۔

﴿آمِّيْنَ﴾ عَامِدِيْنَ.

یعنی آیت ﴿ولا آمین البیت الحرام﴾ میں آمین کے معنی ہیں قصد کرنے والے۔

أَمَّمْتُ وَتَيَمَّمْتُ وَاحِدٌ.

یعنی دونوں لفظ کے ایک معنی ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَمَسْتُمُ﴾ وَ ﴿تَمَسُّوْهُنَّ﴾ ﴿وَاللَّاتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ آیت ﴿وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن﴾ میں تمسوھن کے معنی ﴿اولامستم النساء﴾ میں لامستم کے معنی ہیں جماع اور کوفیوں کی قرأت میں لمستم ہے اور کہا کہ آیت ﴿والاتی دخلتم بهن﴾ میں دخول کے معنی نکاح ہیں۔

وَالْإِفْضَآءُ النِّكَاحُ.

یعنی اور آیت ﴿وقد افضى بعضكم الى بعض﴾ میں

افضاء کے معنی نکاح ہیں۔

٤٢٤١ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهٖ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِّيْ فَأَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَّآءٌ فَأَتَى النَّاسُ إِلٰى أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ فَقَالُوْا أَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَّآءٌ فَجَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَّأْسَهٗ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَّآءٌ قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ وَّقَالَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ وَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِيْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَآءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا

۴۲۴۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں نکلے یہاں تک کہ ہم بیداء میں یا ذات الجیش (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے) میں تھے تو میرا ہار ٹوٹ پڑا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش کے واسطے ٹھہرے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ٹھہرے اور وہ پانی پر نہ تھے اور نہ ان کے ساتھ پانی تھا سو لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ کیا تو نہیں دیکھتا جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روکا اور نہیں وہ پانی پر اور نہ ان کے ساتھ پانی ہے سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میری ران پر رکھ کر سو گئے تھے اور کہا کہ تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو روکا اور حالانکہ اس جگہ پانی نہیں اور نہ ان کے ساتھ پانی ہے' کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو جھڑکا اور کہا جو اللہ نے چاہا اور اپنے ہاتھ سے مجھ کو کولہے میں چوکنے لگے اور نہ روکتا تھا مجھ کو ہلنے سے کچھ مگر ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میری ران پر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت اٹھے بے پانی کے سو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری سو لوگوں نے تیمم کیا سو اسید رضی اللہ عنہ ابن حضیر نے کہا کہ نہیں یہ پہلی برکت تمہاری اے ابو بکر کے لوگو! عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو ہم نے اٹھایا اس اونٹ کو جس پر میں سوار تھی سو اچانک دیکھا کہ ہار اس کے نیچے پڑا ہے۔

فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ مَّا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا اٰلَ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا الْعِقْدُ تَحْتَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التیمم میں گزر چکی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ قیام رات کا حضرت ﷺ پر واجب نہ تھا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ اتر کر اول نماز پڑھ لی ہو پھر سوئے رہے ہوں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ تہجد کھڑا ہونا ہے نماز کی طرف کچھ دیر سونے کے بعد پھر احتمال ہے کہ کچھ دیر سو گئے ہوں اور آپ کا وضو نہ ٹوٹا ہو اس واسطے کہ آپ کا دل نہیں سوتا پھر آٹھ کر نماز پڑھی ہو پھر سو گئے ہوں واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٢٤٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَقَطَتْ قِلَادَةٌ لِّيْ بِالْبَيْدَآءِ وَنَحْنُ دَاخِلُوْنَ الْمَدِيْنَةَ فَأَنَاخَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ فَثَنٰى رَأْسَهُ فِيْ حَجْرِيْ رَاقِدًا أَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ فَلَكَزَنِيْ لَكْزَةً شَدِيْدَةً وَّقَالَ حَبَسْتِ النَّاسَ فِيْ قِلَادَةٍ فَبِيَ الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَوْجَعَنِيْ ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ وَحَضَرَتِ الصُّبْحُ فَالْتُمِسَ الْمَآءُ فَلَمْ يُوْجَدْ فَنَزَلَتْ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ﴾ الْاٰيَةَ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ لَقَدْ بَارَكَ اللّٰهُ لِلنَّاسِ فِيْكُمْ يَا اٰلَ أَبِيْ بَكْرٍ مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَرَكَةٌ لَّهُمْ.

۴۲۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرا ہار بیداء میں گر پڑا اور ہم مدینے میں داخل ہونا چاہتے تھے سو حضرت ﷺ نے اپنی اونٹنی بٹھائی اور اترے سو حضرت ﷺ نے اپنا سر میری گود میں موڑا سوتے ہوئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سامنے آئے سو انہوں نے مجھ کو سخت مکا مارا اور کہا کہ تو نے ہار میں لوگوں کو روکا سو مجھ کو موت تھی واسطے آرام کرنے حضرت ﷺ کے میری ران پر یعنی میں سخت لاچار ہوئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت ﷺ جاگ پڑیں اور ابوبکر نے مجھ کو درد پہنچایا پھر حضرت ﷺ جاگے اور حالانکہ فجر کی نماز کا وقت ہوا سو پانی کی تلاش ہوئی سو نہ پایا گیا سو یہ آیت اتری کہ اے ایمان والو! جب تم نماز کی طرف کھڑے ہو تو دھولو اپنے منہ اور ہاتھ، آخر آیت تک سو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوبکر کے لوگو! البتہ اللہ تعالیٰ نے تم میں لوگوں کے واسطے برکت کی نہیں تم مگر برکت واسطے ان کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَا هُنَا قَاعِدُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ سو جا تو اور تیرا رب سو لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

٤٢٤٣ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُّ مِنَ الْمِقْدَادِ ح و حَدَّثَنِيْ حَمْدَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ الْمِقْدَادُ يَوْمَ بَدْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَا نَقُوْلُ لَكَ كَمَا قَالَتْ بَنُوْ إِسْرَآئِيْلَ لِمُوْسٰى ﴿فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَا هُنَا قَاعِدُوْنَ﴾ وَلٰكِنِ امْضِ وَنَحْنُ مَعَكَ فَكَأَنَّهُ سُرِّيَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقٍ أَنَّ الْمِقْدَادَ قَالَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۲۴۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مقداد رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر کے دن کہا کہ ہم آپ سے نہیں کہتے جیسے بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ جا تو اور تیرا رب سو لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں لیکن چلیے اور ہم آپ کے ساتھ ہیں سو گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غم دور ہوا اور خوش ہوئے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُّقَتَّلُوْا أَوْ يُصَلَّبُوْا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ﴾.

اَلْمُحَارَبَةُ لِلّٰهِ الْكُفْرُ بِهِ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ یہی سزا ہے ان کی جو لڑتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور دوڑتے ہیں زمین میں فساد کرنے کو کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی چڑھایا جائے یا وطن سے نکالے جائیں تک۔

یعنی اللہ کے ساتھ لڑنے کے معنی ہیں کفر کرنا اس کے ساتھ۔

فائدہ: اور تفسیر کیا ہے اس کو جمہور نے اس جگہ ساتھ راہزنوں کے مسلمان ہوں یا کافر اور بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت عرینیوں کے حق میں اتری۔

٤٢٤٤ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۴۲۴۴۔ حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے کہ وہ عمر بن

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَلْمَانُ أَبُوْ رَجَاءٍ مَوْلٰى أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا خَلْفَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَذَكَرُوْا وَذَكَرُوْا فَقَالُوْا وَقَالُوْا قَدْ أَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَآءُ فَالْتَفَتَ إِلٰى أَبِيْ قِلَابَةَ وَهُوَ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَقَالَ مَا تَقُوْلُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ أَوْ قَالَ مَا تَقُوْلُ يَا أَبَا قِلَابَةَ قُلْتُ مَا عَلِمْتُ نَفْسًا حَلَّ قَتْلُهَا فِي الْإِسْلَامِ إِلَّا رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ بِكَذَا وَكَذَا قُلْتُ إِيَّايَ حَدَّثَ أَنَسٌ قَالَ قَدِمَ قَوْمٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمُوْهُ فَقَالُوْا قَدِ اسْتَوْخَمْنَا هٰذِهِ الْأَرْضَ فَقَالَ هٰذِهٖ نَعَمٌ لَّنَا تَخْرُجُ فَاخْرُجُوْا فِيْهَا فَاشْرَبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَخَرَجُوْا فِيْهَا فَشَرِبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا وَاسْتَصَحُّوْا وَمَالُوْا عَلَى الرَّاعِيْ فَقَتَلُوْهُ وَاطَّرَدُوا النَّعَمَ فَمَا يُسْتَبْطَأُ مِنْ هٰؤُلَآءِ قَتَلُوا النَّفْسَ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَخَوَّفُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ تَتَّهِمُنِيْ قَالَ حَدَّثَنَا بِهٰذَا أَنَسٌ قَالَ وَقَالَ يَا أَهْلَ كَذَا إِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا بِخَيْرٍ مَّا أُبْقِيَ هٰذَا فِيْكُمْ أَوْ مِثْلُ هٰذَا.

عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ وقت) کے پیچھے بیٹھا تھا سو لوگوں نے قسامت کا ذکر کیا سو کہا جو ان کو معلوم تھا اور کہا کہ البتہ بدلہ لیا ہے ساتھ قسامت کے چاروں خلیفوں نے سو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ابو قلابہ کو مڑ کر دیکھا اور وہ اس کے پیچھے بیٹھا تھا سو کہا کہ اے عبداللہ بن زید! تو کیا کہتا ہے؟ یا کہا اے ابو قلابہ! تو کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں جانتا میں نے کسی جان کو اس کا مارنا اسلام میں حلال ہو مگر وہ مرد کہ زنا کرے بعد شادی کے یا ناحق کسی کو مار ڈالے یا اللہ اور اس کے رسول سے لڑے' کہا عنبسہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ ایک قوم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو انہوں نے آپ سے کلام کیا اور کہا کہ ہم نے اس زمین کی آب و ہوا ناموافق پائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہمارے اونٹ چرنے کو نکلتے ہیں سو تم ان میں نکلو اور ان کے دودھ اور پیشاب پیو سو وہ اونٹوں میں نکلے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا اور اچھے ہو گئے اور راونٹ چرانے والے پر جھک پڑے اور اس کو قتل کر کے اونٹ ہانک لے چلے سو کیا چیز ہے کہ دیر کی جائے ان لوگوں سے یعنی کیا توقف کیا جائے ان کے موجب سزا ہو یا کیا چیز ہے کہ ان کی سزا سے چھوڑی جائے کہ انہوں نے جان کو قتل کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کی اور رسول کو ڈرایا' عنبسہ نے کہا سبحان اللہ ابو قلابہ کہتا ہے کیا تو مجھ کو تہمت لگاتا ہے؟ کہا حدیث بیان کی ہم سے انس رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے راوی کہتا ہے کہ عنبسہ نے کہا اے شام والو! ہمیشہ رہو گے تم خیر سے جب تک یہ تم میں باقی رہے گا یعنی ابو قلابہ اور مثل اس کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور زخموں کا بدلہ برابر ہے۔

٤٢٤٥ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ وَهِيَ عَمَّةُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَطَلَبَ الْقَوْمُ الْقِصَاصَ فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَّا وَاللّٰهِ لَا تُكْسَرُ سِنُّهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْأَرْشَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَّوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ.

۴۲۴۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ربیع انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی نے ایک انصاری لڑکی کا دانت توڑ ڈالا سو لڑکی کی قوم نے بدلہ طلب کیا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم دیا تو انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یا حضرت! اس کا دانت نہ توڑا جائے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب تو بدلہ لینے کا حکم کرتی ہے سو لڑکی کی قوم راضی ہوئی اور انہوں نے دیت قبول کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک بعض اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ اگر قسم کھا بیٹھیں اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر تو اللہ ان کی قسم کو سچا کر دے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يٰٓأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے رسول پہنچا دے جو اتارا گیا تجھ پر تیرے رب کی طرف سے۔

٤٢٤٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِّمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾.

۴۲۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ جو تجھ سے کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن سے کچھ چھپایا تو وہ جھوٹا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رسول! پہنچا دے جو تجھ پر اترا تیرے رب کی طرف سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح توحید میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ أَيْمَانِكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں پکڑتا تم کو اللہ تمہاری بے فائدہ قسموں پر۔

فائدہ: اور تفسیر کی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے لغو قسم کی ساتھ اس چیز کے کہ جاری ہو اوپر زبان مکلف کے بغیر قصد کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ قسم کھانا ہے غلبہ ظن پر اور بعض نے کہا کہ حالت غضب میں اور بعض نے کہا گناہ میں اور اس کا بیان قسموں میں آئے گا۔

٤٢٤٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ أَيْمَانِكُمْ﴾ فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰى وَاللّٰهِ.

۴۲۴۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اتری یہ آیت کہ نہیں پکڑتا تم کو اللہ تمہاری بے فائدہ قسموں پر بیچ حق کہنے مرد کے لا واللہ بلی واللہ۔

فائدہ: یعنی جب کوئی ان دونوں میں سے ایک کلمہ کہے تو اسنے لغو کہا یعنی اس کی قسم منعقد نہیں ہوتی اور اگر کوئی دونوں کلمے اکٹھے کہے تو دوسرے کلمے میں منعقد ہو جاتی ہے۔ (فتح)

٤٢٤٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِيْ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ أَبَاهَا كَانَ لَا يَحْنَثُ فِيْ يَمِيْنٍ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ كَفَّارَةَ الْيَمِيْنِ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لَّا أَرٰى يَمِيْنًا أُرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا قَبِلْتُ رُخْصَةَ اللّٰهِ وَفَعَلْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ.

۴۲۴۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے باپ یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قسم میں حانث نہیں ہوتے تھے یعنی قسم کا خلاف نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کا کفارہ اتارا اور کہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں اعتقاد کرتا میں کوئی قسم کہ مجھ کو اس کے سوا کوئی بات بہتر معلوم ہو مگر میں نے اللہ کی رخصت قبول کی اور کیا میں نے جو بہتر ہے یعنی بیچ کفارے قسم کے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے ایمان والو! مت حرام ٹھہراؤ ستھری چیزیں جو اللہ نے تم کو حلال کیں۔

٤٢٤٩ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَآءٌ

۴۲۴۹۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے ہمارے ساتھ عورتیں نہ تھیں سو ہم نے کہا کہ ہم خصی نہ ہو جائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے منع کیا پھر رخصت دی ہم کو بعد اس کے کہ ہم

فَقُلْنَا أَلَا نَخْتَصِي فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذٰلِكَ أَنْ تَتَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾.

نکاح کریں عورت سے کپڑے پر پھر پڑھی یہ آیت کے اے ایمان والو! مت حرام ٹھہراؤ ستھری چیزیں جو اللہ نے تم کو حلال کیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی اور ترمذی میں ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! جب میں گوشت کھاتا ہوں تو منتشر ہو جاتا ہوں اور بیشک میں نے گوشت کو اپنے اوپر حرام کیا سو یہ آیت اتری اور ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ اتری یہ آیت چند لوگوں کے حق میں کہ انہوں نے کہا کہ ہم دنیا کی خواہشیں چھوڑ کر زمین میں سیر کرتے ہیں اور باقی بیان اس کا نکاح میں آئے گا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے ایمان والو! سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شراب اور جوا اور بت اور فال کے گندے کام شیطان کے ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْأَزْلَامُ الْقِدَاحُ يَقْتَسِمُوْنَ بِهَا فِي الْأُمُوْرِ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ازلام تیر تھے کہ ان کے ساتھ کاموں میں فال لیتے تھے۔

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے ہجرت کی حدیث میں قول سراقہ کا کہ جب وہ حضرت ﷺ کے پیچھے پڑا تو اس نے تیروں سے فال لی سو برا تیر نکلا اور ابن جریر نے کہا کہ جاہلیت کے زمانے میں تیر کی طرف قصد کرتے تھے ایک پر لکھا ہوتا تھا کہ کر اور دوسرے پر لکھا ہوتا تھا کہ نہ کر اور تیسرا خالی تھا سو جب کوئی کسی کام کا ارادہ کرتا تھا تو ان میں سے ایک تیر کو نکالتا تھا سو اگر پہلا تیر ہاتھ میں آتا یعنی جس پر لکھا ہوتا کر تو وہ اس کام کو کرتا اور اگر منع کا تیر نکلتا تو اس کو نہ کرتا اور اگر خالی جگہ تیر نکلتا تو پھر دوہراتا اور فال لیتے تھے اس سے واسطے ہر سفر اور جنگ اور تجارت وغیرہ کے اور یہ تیر ہر ایک آدمی یا اکثر کے پاس ہوتے تھے اور ان کے سوائے ایک اور قسم کے تیر بھی تھے وہ خانے کعبے میں رکھے تھے وہ حکموں کے واسطے تھے وہ نزدیک ہر کاہن اور حاکم عرب کے اور ایک قسم کے تیر تھے ان سے جوا کھیلتے تھے وہ دس تھے سات پر لکیریں تھیں اور تین خالی تھے اور یہی حکم ہے ہر اس چیز کا کہ اس کے ساتھ جوا کھیلا جائے مانند نرد وغیرہ کے۔ (فتح)

وَالنُّصُبُ أَنْصَابٌ يَّذْبَحُوْنَ عَلَيْهَا.

اور نصب بت تھے جن پر جانور ذبح کرتے تھے۔

فائدہ: کہا ابن قتیبہ نے کہ وہ پتھر تھے کہ کھڑے کیے جاتے تھے اور ان کے نزدیک جانور ذبح کیے جاتے تھے اور ان کا خون ان پر ڈالا جاتا تھا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ اَلزَّلَمُ الْقِدْحُ لَا رِيْشَ لَهُ وَهُوَ وَاحِدُ الْأَزْلَامِ.

اور اس کے غیر نے کہا کہ زلم اس تیر کو کہتے ہیں جس کا پھل نہ ہو اور وہ واحد ہے ازلام کا۔

وَالْاِسْتِقْسَامُ أَنْ يُّجِيْلَ الْقِدَاحَ فَإِنْ نَّهَتْهُ انْتَهٰى وَإِنْ أَمَرَتْهُ فَعَلَ مَا تَأْمُرُهُ بِهٖ يُجِيْلُ يُدِيْرُ وَقَدْ أَعْلَمُوا الْقِدَاحَ أَعْلَامًا بِضُرُوْبٍ يَّسْتَقْسِمُوْنَ بِهَا.

اور فال لینا تیروں سے یہ ہے کہ تیر کو پھیرے سو اگر اس کو منع کرے تو باز رہے اور اگر اس کو حکم کرے یعنی وہ تیر نکلے جس پر لکھا ہے کر تو کرے جو اس کو حکم کرتا ہے اور البتہ انہوں نے تیروں پر کئی قسم کے نشان کیے تھے ان کے ساتھ فال لیتے تھے یعنی ایک پر لکھا کہ امرنی ربی اور دوسرے پر نہانی ربی۔

وَفَعَلْتُ مِنْهُ قَسَمْتُ.

یعنی ثلاثی مجرد کا صیغہ قسمت آتا ہے۔

وَالْقُسُوْمُ الْمَصْدَرُ.

اور قسوم اس باب سے مصدر ہے۔

٤٢٥٠ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَإِنَّ فِي الْمَدِيْنَةِ يَوْمَئِذٍ لَّخَمْسَةَ أَشْرِبَةٍ مَّا فِيْهَا شَرَابُ الْعِنَبِ.

۴۲۵۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شراب کے حرام کرنے کا حکم اترا اور حالانکہ مدینے میں اس وقت البتہ پانچ قسم کی شراب تھی نہ تھی ان میں شراب انگور کی۔

فائدہ: مراد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس کے ساتھ یہ ہے کہ شراب نہیں خاص ہے ساتھ پانی انگور کے پھر تائید کی اس کی ساتھ قول انس رضی اللہ عنہ کے کہ نہ تھی ہمارے واسطے شراب سوائے فضیخ کے۔

٤٢٥١ ۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا كَانَ لَنَا خَمْرٌ غَيْرُ فَضِيْخِكُمْ هٰذَا الَّذِيْ تُسَمُّوْنَهُ الْفَضِيْخَ فَإِنِّيْ لَقَائِمٌ أَسْقِيْ أَبَا طَلْحَةَ وَفُلَانًا وَّفُلَانًا إِذْ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ وَهَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ فَقَالُوْا وَمَا ذَاكَ قَالَ

۴۲۵۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ تھی ہمارے واسطے شراب سوائے اس شراب تمہاری کے جس کو تم فضیخ کہتے ہو سو البتہ میں کھڑا شراب پلاتا تھا ابوطلحہ کو اور فلانے اور فلانے کو کہ اچانک ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ کیا تم کو خبر پہنچی ہے "لوگوں نے کہا اور وہ کیا ہے؟ کہا کہ شراب حرام ہوئی انہوں نے کہا کہ ان مٹکوں کو بہا دے کہا سو انہوں نے نہ شراب سے پوچھا اور نہ اس کی طرف رجوع کیا بعد خبر دینے

حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَالُوْا أَهْرِقْ هٰذِهِ الْقِلَالَ يَا أَنَسُ قَالَ فَمَا سَأَلُوْا عَنْهَا وَلَا رَاجَعُوْهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ.

اس مرد کے۔

٤٢٥٢ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَبَّحَ أُنَاسٌ غَدَاةَ أُحُدٍ الْخَمْرَ فَقُتِلُوْا مِنْ يَّوْمِهِمْ جَمِيْعًا شُهَدَآءَ وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيْمِهَا.

۴۲۵۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض لوگوں نے جنگ احد کے دن صبح کو شراب پی پھر وہ سب اسی دن شہید ہوئے اور یہ واقعہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ وہ حرام ہونے سے پہلے مباح تھی۔ (فتح)

٤٢٥٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا عِيْسٰى وَابْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ مِّنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ.

۴۲۵۳۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کہا حمد وصلوۃ کے بعد اے لوگو! تحقیق شان یہ ہے کہ شراب کے حرام ہونے کا حکم اترا اور حالانکہ وہ پانچ چیزوں سے تھی انگور سے اور کھجور سے اور شہد سے اور گندم سے اور جو سے اور شراب وہ چیز ہے جو عقل کو ڈھانکے۔

فائدہ: ظاہر یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے معارض ہے اور اس کی وجہ تطبیق کتاب الاشربہ میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور عمل کیے نیک گناہ اس چیز میں کہ کھائیں آخر آیت تک۔

٤٢٥٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ الْخَمْرَ الَّتِيْ أُهْرِيْقَتِ الْفَضِيْخُ

۴۲۵۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شراب کہ بہائی گئی فضیخ تھی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے میں لوگوں کو شراب پلاتا تھا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں سو شراب

وَزَادَنِی مُحَمَّدٌ الْبِیْکَنْدِیُّ عَنْ أَبِی النُّعْمَانِ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ فَنَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ اخْرُجْ فَانْظُرْ مَا هٰذَا الصَّوْتُ قَالَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ هٰذَا مُنَادٍ يُنَادِي أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ لِيَ اذْهَبْ فَأَهْرِقْهَا قَالَ فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ قَالَ وَكَانَتْ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيخَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ قُتِلَ قَوْمٌ وَهِيَ فِي بُطُونِهِمْ قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا﴾.

کے حرام ہونے کا حکم اترا حضرت ﷺ نے منادی کو پکارنے کا حکم دیا سو اس نے پکارا سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نکل کر دیکھ یہ آواز کیسی ہے؟ سو میں نکلا اور میں نے کہا کہ یہ پکارنے والا پکارتا ہے کہ خبر دار ہو بیشک شراب حرام ہوئی سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ جا کر شراب کو بہا دے سو شراب مدینے کی گلیوں میں جاری ہوئی کہا ان کی شراب اس دن فضیخ تھی سو بعض نے کہا شہید ہوئی ایک قوم اور شراب ان کے پیٹوں میں تھی سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری نہیں ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور عمل کیے نیک گناہ اس چیز میں کہ کھائے۔

فائدہ: اور احمد نے کیسان سے روایت کی ہے کہ وہ شراب کی تجارت کرتا تھا سو وہ شام سے آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! میں آپ کے واسطے عمدہ شراب لایا ہوں فرمایا اے کیسان! بیشک تیرے پیچھے شراب حرام ہوئی اس نے کہا میں اس کو بیچ ڈالوں فرمایا وہ حرام ہوئی اور حرام ہوئی قیمت اس کی اور اصحاب سنن نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ الٰہی! بیان کر ہمارے واسطے شراب میں بیان شافی سو وہ آیت اتری جو سورۂ بقرہ میں ہے ﴿قل فیھما اثم کبیر﴾ سو یہ آیت ان پر پڑھی گئی پھر انہوں نے کہا الٰہی! بیان کر ہمارے واسطے شراب میں بیان شافی سو پھر وہ آیت اتری جو سورۂ نساء میں ہے ﴿لا تقربوا الصلوٰة وانتم سکاریٰ﴾ سو ان پر پڑھی گئی تو انہوں نے کہا الٰہی! بیان کر واسطے ہمارے شراب میں بیان شافی پھر یہ آیت اتری جو مائدہ میں ہے کہ اس سے بچو' منتھون تک تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہم باز آئے باز آئے اور اس حدیث میں واجب ہونا قبول خبر واحد کا ہے اور عمل کرنا ساتھ اس کے نسخ وغیرہ میں اور اس سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے سرکہ بنانا شراب کا اس واسطے کہ اگر جائز ہوتا تو اس کو نہ بہاتے اور باقی بیان اس کا اشربہ میں آئے گا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے ایمان والو! مت پوچھو ان چیزوں سے کہ اگر ان کی حقیقت تم پر ظاہر کی جائے تو تم کو بری لگیں۔

فائدہ: اور البتہ تعلق کیا ہے یعنی استدلال کیا ہے ساتھ اس آیت کے جو برا جانتا ہے سوال کرنا اس چیز سے کہ نہیں واقع ہوئی یعنی فرضی مسئلہ پوچھنا اور البتہ مسند کیا ہے اس کو دارمی نے اپنی کتاب کے مقدمے میں ایک جماعت اصحاب اور تابعین سے اور کہا ابن عربی نے کہ اعتقاد کیا غافلوں کی ایک قوم نے کہ حادثے کے واقع ہونے سے پہلے مسئلہ پوچھنا منع ہے ساتھ اس کے کہ منع اس مسئلے کا پوچھنا ہے جس کے جواب میں ناخوشی واقع ہو اور نوازل کے مسائل اس طرح نہیں اور بات اسی طرح ہے جیسے کہ ابن عربی نے کہی مگر اس نے برا کیا ہے اپنے اس قول میں کہ غافل کہا اپنی عادت کے مطابق اور البتہ روایت کی ہے مسلم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے ساتھ بہت برا کرنے والا وہ شخص ہے کہ کوئی چیز پوچھے جو حرام نہیں سو وہ اس کے پوچھنے کے سبب سے حرام ہو جائے اور یہ حدیث بیان کرتی ہے آیت کی مراد کو اور نہیں ہے اس قسم سے کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف ابن عربی نے۔ (فتح)

٤٢٥٥ ـ حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجَارُوْدِيُّ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَّا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ قَالَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا قَالَ فَغَطّٰى أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوْهَهُمْ لَهُمْ خَنِيْنٌ فَقَالَ رَجُلٌ مَّنْ أَبِيْ قَالَ فُلَانٌ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْأٰيَةُ ﴿لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَآءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ رَوَاهُ النَّضْرُ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ.

۴۲۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ فرمایا کہ میں نے اس کی مثل کبھی نہیں سنا فرمایا کہ اگر تم جانو جو میں جانتا ہوں تو البتہ ہنسو تھوڑا اور رویا کرو بہت (یعنی موت کی سختیاں اور قبر کے رنگ برنگ عذاب اور دوزخ کی مصیبتیں) تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اپنے منہ ڈھانکے ان کے واسطے رونے کی آواز تھی سو ایک مرد نے پوچھا کہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا فلاں سو یہ آیت اتری کہ مت پوچھو وہ چیزیں کہ اگر تم پر کھولی جائیں تو تم کو بری لگیں۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اصحاب سے کچھ چیز پہنچی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ بہشت اور دوزخ میرے سامنے لائی گئی سو نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز آج جیسی بھلائی اور برائی میں پھر ساری حدیث بیان کی پس ظاہر ہوا اس زیادتی سے سبب خطبے کا اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ اصحاب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یہاں تک کہ آپ کو گھیرا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے سو

فرمایا کہ جو کچھ مجھ سے پوچھو گے بتلا دوں گا سو میں اپنے دائیں بائیں دیکھنے لگا سو اچانک میں نے دیکھا کہ ہر کوئی اپنا کپڑا لپیٹے روتا ہے آخر تک اور اس میں قصہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور طبری نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اس حال میں کہ غضبناک تھے آپ کا چہرہ سرخ تھا یہاں تک کہ منبر پر بیٹھے سو ایک مرد آپ کی طرف کھڑا ہوا اس نے کہا کہ میرا باپ کہاں ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں پھر دوسرا کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا کہ حذافہ سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم دل سے راضی ہوئے اللہ کی الوہیت سے اور اسلام کے دین سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری سے یہ سن کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ ختم ہوا اور یہ آیت اتری اور یہ شاہد جید ہے واسطے حدیث موسیٰ بن انس رضی اللہ عنہ کے جو مذکور ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ خانے کعبے کا حج لوگوں پر فرض ہے تو لوگوں نے کہا کہ یا حضرت! ہر سال فرض ہے ؟ سو یہ آیت اتری' اور یہ دوسرا قول ہے اس کے شان نزول میں اور تیسرا قول اس کے شانِ نزول میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے جو اسی باب میں آتا ہے اور دو قول اس کے شان نزول میں اور بھی ہیں ایک یہ کہ مراد ساتھ اشیاء کے آیت میں بحیرہ اور وصیلہ اور سائبہ ہے اور ایک یہ کہ وہ نشانیاں مانگتے تھے جیسے کہ قریش نے سوال کیا تھا کہ ان کے واسطے پہاڑ صفا سونا ہو جائے اور یہود سوال کرتے تھے کہ ان پر آسمان سے کتاب اتاری جائے اور مانند اس کے اور نہیں ہے کوئی مانع کہ یہ سب چیزیں اس کے نزول کا سبب ہوں اور ترجیح دی ہے ابن منیر نے اس کو کہ نازل ہوئی یہ آیت بیچ منع ہونے کے بہت مسائل پوچھنے سے اس قسم سے کہ واقع ہوا ہو یا نہ ہوا ہو لیکن نہیں مانع ہے کہ اسباب متعدد ہوں اور اس حدیث میں اختیار کرنا ستر کا ہے مسلمانوں کو یعنی ان کی پردہ پوشی اور کراہت تشدید کے اوپر ان کے اور کراہت کرید نے اس چیز کے کہ واقع نہیں ہوئی اور تکلیف جوابوں کی واسطے اس شخص کے کہ قصد کرے ساتھ عادت کرنے کے تفقہ پر۔ (فتح)

٤٢٥٦ ۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْجُوَيْرِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ قَوْمٌ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتِهْزَآءً فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مَنْ أَبِيْ وَيَقُوْلُ الرَّجُلُ تَضِلُّ نَاقَتُهُ أَيْنَ نَاقَتِيْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِمْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ

۴۲۵۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور مذاق کے پوچھتے تھے سو کوئی مرد کہتا کہ میرا باپ کون ہے؟ اور کہتا مرد جس کی اونٹنی گم ہوئی کہ میری اونٹنی کہاں ہے؟ سو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں یہ آیت اتاری کہ اے ایمان والو! مت پوچھو وہ چیزیں کہ اگر تم پر کھولی جائیں تو تم کو بری لگیں یہاں تک کہ ساری آیت سے فارغ ہوئے۔

لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْاٰيَةِ كُلِّهَا.

فائدہ: اس حدیث کی تطبیق پہلے گزر چکی ہے اور حاصل یہ ہے کہ اتری یہ آیت بسبب بہت پوچھنے مسائل کے یا بطور مذاق کے یا بطور امتحان کے یا بطور تشدد کرنے کے اس چیز سے کہ اگر وہ پوچھی نہ جاتی تو حرام نہ ہوتی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں ٹھہرایا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام۔

فائدہ: یعنی نہیں حرام کیا اور نہیں مراد ہے حقیقت جعل کی اس واسطے کہ سب اس کی پیدائش ہے بلکہ بیان اس بدعت کا ہے کہ انہوں نے نکالی۔

﴿وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ﴾ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ وَإِذْ هَا هُنَا صِلَةٌ.

یعنی اور اذ آیت ﴿واذ قال الله یا عیسی ابن مریم﴾ میں زائد ہے اور قال ساتھ معنی یقول کے ہے۔

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے یہ کلام اور مابعد اس کا اس جگہ اور نہیں خاص ہے ساتھ اس کے بلکہ وہ بعض راویوں کی ترتیب سے ہے کما قدمنا غیر مرۃ۔

اَلْمَآئِدَةُ أَصْلُهَا مَفْعُوْلَةٌ كَعِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَّتَطْلِيْقَةٍ بَآئِنَةٍ وَّالْمَعْنٰى مِيْدَ بِهَا صَاحِبُهَا مِنْ خَيْرٍ يُقَالُ مَادَنِيْ يَمِيْدُنِيْ.

یعنی لفظ مائدہ کا کہ آیت ﴿ان ینزل علینا مائدۃ﴾ میں واقع ہے فاعل ہے ساتھ مفعول کے مانند عیشۃ راضیۃ اور تطلیقۃ بائنۃ یعنی جیسے کہ ان دونوں کلام میں اسم فاعل ہے ساتھ معنی مفعول کے اسی طرح مائدہ ساتھ معنی مفعول کے ہے اس کے معنی ہیں گزران خوش من مانتی اور طلاق قطع کرنے والی نکاح کو اور اس کے معنی یہ ہیں کہ دیا گیا اس کے ساتھ صاحب اس مائدہ کا خیر سے کہا جاتا ہے مادنی یمیدنی یعنی باب باع یبیع سے۔

فائدہ: اور قول اس کا تطلیقۃ بائنۃ واضح نہیں مگر یہ کہ مراد یہ ہو کہ خاوند نے جدا کیا ہے عورت کو ساتھ اس کے نہیں تو ظاہر یہ ہے کہ اس نے خاوند اور عورت کے درمیان جدائی کی ہے پس وہ فاعل ہے اپنے معنی میں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مُتَوَفِّيْكَ﴾ مُمِيْتُكَ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿یا عیسی انی متوفیك﴾ کے کہ متوفیک کے معنی ہیں کہ میں تجھ کو مارنے والا ہوں یعنی اخیر زمانے میں۔

فائدہ: یہ لفظ سورۂ آل عمران میں ہے اور شاید بعض راویوں نے اس کو سورۂ مائدہ سے گمان کر کے اس جگہ لکھ دیا ہے

یا ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ واسطے مناسبت قول اس کے کی اس سورہ میں ﴿فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم﴾۔

٤٢٥٧ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ الْبَحِيْرَةُ الَّتِيْ يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيْتِ فَلَا يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ وَالسَّآئِبَةُ كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَهَا لِاٰلِهَتِهِمْ لَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ قَالَ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِي النَّارِ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَآئِبَ وَالْوَصِيْلَةُ النَّاقَةُ الْبِكْرُ تُبَكِّرُ فِيْ أَوَّلِ نِتَاجِ الْإِبِلِ ثُمَّ تُثَنِّيْ بَعْدُ بِأُنْثٰى وَكَانُوْا يُسَيِّبُوْنَهَا لِطَوَاغِيْتِهِمْ إِنْ وَّصَلَتْ إِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرٰى لَيْسَ بَيْنَهُمَا ذَكَرٌ وَّالْحَامِ فَحْلُ الْإِبِلِ يَضْرِبُ الضِّرَابَ الْمَعْدُوْدَ فَإِذَا قَضٰى ضِرَابَهٗ وَدَعُوْهُ لِلطَّوَاغِيْتِ وَأَعْفَوْهُ مِنَ الْحَمْلِ فَلَمْ يُحْمَلْ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَّسَمَّوْهُ الْحَامِيَ وَ قَالَ لِيْ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعْتُ سَعِيْدًا قَالَ يُخْبِرُهٗ بِهٰذَا قَالَ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَرَوَاهُ ابْنُ الْهَادِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

۴۲۵۷۔ حضرت سعید بن میسب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بحیرہ وہ اونٹنی ہے کہ اس کا دودھ بتوں کی نیت سے منع کیا جائے سو کوئی آدمی اس کو نہ دوہے اور سائبہ وہ ہے کہ اس کو اپنے جھوٹے معبودوں کی نیاز چھوڑتے تھے ان پر کوئی چیز نہیں لادی جاتی تھی ، کہا ابن میسب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عمر بن عامر کو دیکھا کہ اپنی انتڑیاں گھسیٹتا پھرتا ہے دوزخ میں اس نے پہلے پہل جانور نیاز چھوڑنے کی رسم نکالی تھی اور وصیلہ کنواری اونٹنی کو کہ پہلے پہل مادہ کو جنے پھر اس کے بعد وہ دوسری بار بھی مادہ کو جنے اور اس کو اپنے بتوں کے واسطے چھوڑتے تھے اس سبب سے کہ ایک مادہ دوسری مادہ کے ساتھ ملے اور دونوں کے درمیان نر نہیں اور حام نر اونٹ ہے کہ مادہ پر چند بار جست کرتا سو جب وہ اپنی جستوں کو پورا کر چکتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور اس کو بوجھ لادنے سے معاف کرتے سو اس پر کوئی چیز نہ لادی جاتی اور اس کا نام حام رکھتے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: بحیرہ فعیل ہے ساتھ معنی مفعول کے اور وہ وہ ہے جس کا کان چیرا جائے بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک بکری تھی کہ جب پانچ بار جنتی تو اس کا کان چیر کر اس کو چھوڑ دیتے کوئی اس کو نہ چھوتا اور لوگوں نے کہا کہ بلکہ وہ اونٹنی ہے اس طرح یعنی پانچ بار جنتی تو اس کو چھوڑ دیتے نہ اس پر کوئی سوار ہوتا اور نہ اس پر نر چڑھتا اور یہ جو کہا کہ کوئی آدمی اس کو نہ دوھتا تھا تو یہ مطلق نفی ہے اور کلام ابو عبیدہ کا کہ وہ نفی خاص ہے کہ تھے حرام کرتے اس کی اون کو اور اس کے گوشت کو اور دودھ کو عورتوں پر اور حلال کرتے تھے اس کو مردوں پر اور اگر وہ جنتی تو اس کا بچہ بھی اسی کے حکم میں ہوتا اور اگر مر جاتی تو اس کے گوشت میں مرد اور عورت شریک ہوتے اور قتادہ سے روایت ہے کہ اگر پانچواں بچہ نر ہوتا تو اس میں مرد اور عورت شریک ہوتے اور اگر مادہ ہوتی تو اس کا کان چیر کر چھوڑ دیتے نہ اس کی اون کاٹتے اور نہ اس کا دودھ پیتے اور نہ اس پر سوار ہوتے اور اگر بچہ مردہ پیدا ہوتا تو اس میں مرد اور عورتیں شریک ہوتے اور سائبہ ہر قسم کے چوپایوں سے تھا اس کو بتوں کی نیاز کرتے پس سانڈ چھوڑا جاتا سو نہ چراگاہ سے اس کو کوئی روکتا تھا اور نہ پانی سے اور نہ اس پر کوئی سوار ہوتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ سائبہ بھی فقط اونٹ ہی سے ہوتا تھا مرد نذر مانتا کہ اگر بیماری سے اچھا ہو یا سفر سے آیا تو سانڈ چھوڑے گا اور کہا ابو عبیدہ نے کہ وصیلہ یہ ہے کہ جب سائبہ بچے جنتی تو وہ اپنی ماں کے حکم میں ہوتی اور اگر ساتویں بار دو مادہ جنتی تو دونوں کو چھوڑ دیتے ان کو ذبح نہ کرتے اور اگر نہ جنتی تو اس کو ذبح کر کے مرد کھاتے عورتیں نہ کھاتیں اور یہی حکم دو نر کا اور اگر نر اور مادہ دونوں اکٹھے جنتی تو نر کا نام وصیلہ رکھتے تو نہ ذبح کیا جاتا اپنی بہن کے سبب سے اور اگر ساتویں بار مرا بچہ جنتی تو اس کو مرد اور عورت سب کھاتے اور کلام ابو عبیدہ کا دلالت کرتا ہے کہ حام سائبہ کی اولاد سے ہوتا ہے اور کہا کہ حام نر اونٹ تھا کہ جب اس کی پشت سے دس بچے پیدا ہوتے تو اس کو چھوڑ دیتے کہتے کہ اس نے اپنی پیٹھ بچائی اس کو چھوڑ دو نہ اس پر کوئی سوار ہو اور نہ جست کروایا جائے اور معلوم ہوا ساتھ اس کے عدد مبہم سے مراد حدیث مذکور میں دس بار ہے۔ (فتح)

٤٢٥٨ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ يَعْقُوْبَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ الْكَرْمَانِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَرَأَيْتُ عَمْرًا يَجُرُّ قُصْبَهٗ وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ سَيَّبَ السَّوَآئِبَ.

۴۲۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دوزخ کو دیکھا کہ اس کا بعض ٹکڑا بعض کو کچلے ڈالتا ہے اور میں نے عمرو کو دیکھا کہ اپنی انتڑیاں گھسیٹتا پھرتا ہے اور اس نے پہلے پہل بتوں کی نیاز جانور چھوڑنے کی رسم نکالی تھی۔

بَابٌ ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اور میں ان سے خبردار تھا جب تک کہ ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے پورا اجر دے دیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا ان کی اور تو ہر چیز سے خبر دار ہے۔

٤٢٥٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَّحْشُوْرُوْنَ إِلَى اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَالَ ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ ثُمَّ قَالَ أَلَا وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيْمُ أَلَا وَإِنَّهُ يُجَآءُ بِرِجَالٍ مِّنْ أُمَّتِيْ فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أُصَيْحَابِيْ فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَأَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾ فَيُقَالُ إِنَّ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ مُّنْذُ فَارَقْتَهُمْ.

۴۲۵۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ اے لوگو! تم اللہ کی طرف جمع کیے جاؤ گے ننگے پاؤں' ننگے بدن' بے ختنہ ہوئے پھر فرمایا یعنی یہ آیت پڑھی کہ جیسے ہم نے پہلی بار پیدا کیا اسی طرح ہم دوہرائیں گے وعدہ ہے ہم پر لازم ہم ہیں کرنے والے آخر آیت تک پھر فرمایا کہ خبردار کہ بیشک قیامت کے دن سب خلقت سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا اور خبر دار کہ تحقیق شان یہ ہے کہ کچھ لوگ میری امت کے لائے جائیں گے اور ان کے ساتھ بائیں طرف کی راہ لی جائے گی تو میں کہوں گا اے رب میرے! یہ میرے ساتھی ہیں تو کہا جائے گا کہ بیشک تو نہیں جانتا جو انہوں نے تیرے بعد نئی بدعتیں نکالیں تو میں کہوں گا جیسے نیک بندے یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اور میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا سو جب تو نے مجھ کو پورا اجر دے دیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا ان کی سو کہا جائے گا کہ بیشک یہ لوگ سدا پھرتے رہے اپنی ایڑیوں پر جب سے تو نے ان کو چھوڑا یعنی تیرے بعد مرتد ہو گئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں آئے گی اور غرض اس سے یہ ہے کہ میں کہوں گا جیسے نیک بندے نے کہا کہ میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا اور یہ جو کہا کہ میرے ساتھی ہیں ساتھ تصغیر کے تو کہا خطابی نے کہ یہ اشارہ ہے قلت عدد کی طرف اس شخص کے کہ واقع ہوا واسطے ان کے یہ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے یہ واسطے

بعض گنواروں کڑے مزاج والوں کے اور نہیں واقع ہوا یہ کسی صحابی مشہور سے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا۔

٤٢٦٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ مَّحْشُوْرُوْنَ وَإِنَّ نَاسًا يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾.

۴۲۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تم قیامت کے دن جمع کیے جاؤ گے اور بیشک چند لوگوں کے ساتھ بائیں طرف کی راہ لی جائے گی سو میں کہوں گا جیسے نیک بندے نے کہا کہ میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھ کو پورا اجر دے دیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا ان کی، العزیز الحکیم تک۔

سُوْرَةُ الْأَنْعَامِ

سورۂ انعام کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ﴾ مَعْذِرَتُهُمْ ﴿مَعْرُوْشَاتٍ﴾ مَا يُعْرَشُ مِنَ الْكَرْمِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ ﴿حَمُوْلَةً﴾ مَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا ﴿وَلَلَبَسْنَا﴾ لَشَبَّهْنَا ﴿لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ﴾ أَهْلَ مَكَّةَ ﴿يَنْأَوْنَ﴾ يَتَبَاعَدُوْنَ تُبْسَلُ تُفْضَحُ ﴿أُبْسِلُوْا﴾ أُفْضِحُوْا ﴿بَاسِطُوْ أَيْدِيْهِمْ﴾ الْبَسْطُ الضَّرْبُ وَقَوْلُهُ ﴿اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْإِنْسِ﴾ أَضْلَلْتُمْ كَثِيْرًا ﴿مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ﴾ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِنْ ثَمَرَاتِهِمْ وَمَالِهِمْ نَصِيْبًا وَّلِلشَّيْطَانِ وَالْأَوْثَانِ نَصِيْبًا ﴿أَكِنَّةً﴾ وَاحِدُهَا كِنَانٌ ﴿أَمَّا اشْتَمَلَتْ﴾ يَعْنِيْ

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿ثم لم تکن فتنتهم﴾ کے کہ فتنہ کے معنی ہیں نہ تھا عذر ان کا اور کہا بیچ تفسیر آیت ﴿هو الذی انشأ جنات معروشات﴾ کے کہ معنی معروشات کے ہیں وہ چیز کہ سائبانوں پر چڑھائی جاتی ہے انگور وغیرہ سے اور کہا بیچ تفسیر آیت ﴿واوحی الی هذا القرآن لانذركم به ومن بلغ﴾ کے کہ مراد اکم سے اہل مکہ ہے اور من بلغ کے یہ معنی ہیں کہ جس آدمی کو یہ قرآن پہنچے پس وہ اس کے واسطے ڈرانے والا ہے اور کہا بیچ آیت ﴿حمولة وفرشا﴾ کے کہ حمولۃ کے معنی ہیں جس پر بوجھ لادا جائے اور کہا بیچ آیت ﴿وللبسنا عليهم مايلبسون﴾ کے کہ للبسنا کے معنی ہیں ہم ان پر شبہ ڈالتے ہیں اور کہا بیچ

هَلْ تَشْتَمِلُ إِلَّا عَلٰى ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى فَلِمَ تُحَرِّمُوْنَ بَعْضًا وَّتُحِلُّوْنَ بَعْضًا ﴿مَسْفُوْحًا﴾ مُهْرَاقًا ﴿صَدَفَ﴾ أَعْرَضَ أُبْلِسُوْا أُوْيِسُوْا وَ ﴿أُبْسِلُوْا﴾ أُسْلِمُوْا ﴿سَرْمَدًا﴾ دَائِمًا ﴿اسْتَهْوَتْهُ﴾ أَضَلَّتْهُ ﴿تَمْتَرُوْنَ﴾ تَشُكُّوْنَ ﴿وَقْرٌ﴾ صَمَمٌ وَّأَمَّا الْوِقْرُ فَإِنَّهُ الْحِمْلُ ﴿أَسَاطِيْرُ﴾ وَاحِدُهَا أُسْطُوْرَةٌ وَّإِسْطَارَةٌ وَّهِيَ التُّرَّهَاتُ ﴿الْبَأْسَاءُ﴾ مِنَ الْبَأْسِ وَيَكُوْنُ مِنَ الْبُؤْسِ ﴿جَهْرَةً﴾ مُعَايَنَةً الصُّوَرُ جَمَاعَةُ صُوْرَةٍ كَقَوْلِهٖ سُوْرَةٌ وَّسُوَرٌ مَّلَكُوْتٌ مُّلْكٌ مِّثْلُ رَهَبُوْتٍ خَيْرٌ مِّنْ رَّحَمُوْتٍ وَّيَقُوْلُ تُرْهَبُ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تُرْحَمَ ﴿وَإِنْ تَعْدِلْ﴾ تُقْسِطْ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ ﴿جَنَّ﴾ أَظْلَمَ ﴿تَعَالٰى﴾ عَلَا يُقَالُ عَلَى اللّٰهِ حُسْبَانُهٗ أَيْ حِسَابُهٗ وَيُقَالُ ﴿حُسْبَانًا﴾ مَرَامِيَ وَ ﴿رُجُوْمًا لِّلشَّيَاطِيْنِ﴾ مُسْتَقِرٌّ فِي الصُّلْبِ ﴿وَمُسْتَوْدَعٌ﴾ فِي الرَّحِمِ الْقِنْوُ الْعِذْقُ وَالْاِثْنَانِ قِنْوَانِ وَالْجَمَاعَةُ أَيْضًا ﴿قِنْوَانٌ﴾ مِثْلُ صِنْوٍ وَّ ﴿صِنْوَانٍ﴾.

آیت ﴿ینھون عنہ وینأون عنہ﴾ کے کہ ینأون کے معنی ہیں دور ہوتے ہیں اس سے اور کہا بیچ آیت ﴿وذکر بہ ان تبسل نفس﴾ کے کہ تبسل کے معنی ہیں رسوا کیا جائے اور کہا بیچ آیت ﴿اولئك الذی ابسلوا﴾ کے کہ معنی رسوا کیے گئے اور کہا بیچ آیت ﴿والملائکۃ باسطوا ایدیھم﴾ کے معنی ہیں مارنا اور آیت ﴿استکثرتم﴾ کے معنی ہیں کہ تم نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا اور کہا بیچ آیت ﴿وجعلوا للہ مما ذرأ من الحرث والانعام﴾ کے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ٹھہرایا ہے انہوں نے واسطے اللہ کے اپنے معبودوں اور مالوں سے ایک حصہ اور واسطے شیطان اور بتوں کے ایک حصہ اور کہا بیچ آیت ﴿ما اشتملت علیہ ارحام الانثیین﴾ کے کہ مراد یہ ہے کہ نہیں شامل ہیں پیٹ مادوں کے مگر نر یا مادہ پر سو تم بعض کو حلال اور بعض کو حرام کیوں کرتے ہو یعنی تم نے جو بحیرہ وغیرہ کو حرام کیا ہے تو یہ حرمت تم کو نروں کی طرف سے آئی ہے یا مادوں کی طرف سے سو اگر کہیں کہ نر کی طرف سے آئی ہے تو لازم آئے گا حرام ہونا نر کا اور اگر کہیں کہ مادہ کی طرف سے آئی ہے تو اس کا بھی یہی جواب ہے اور گر کہیں کہ پیٹ کے بچے کی طرف سے آئی ہے تو لازم آئے گا سب کا حرام ہونا اس واسطے کہ نہیں ہے مادہ کے پیٹ میں مگر نر یا مادہ۔ (فتح) اور کہا بیچ آیت ﴿اودما مسفوحا﴾ کے معنی ہیں بہایا گیا اور صدف کے معنی ہیں منہ پھیرا یعنی آیت ﴿وصدف عنھا﴾ اور ﴿ثم ھم یصدفون﴾ میں اور ابسلوا کے معنی ہیں ناامید ہوئے یعنی آیت ﴿فاذا ھم

مبلسون﴾ میں اور ابلسوا کے معنی ہیں ہلاک کے سپرد کیے گئے یعنی آیت ﴿ابسلوا بما کسبوا﴾ میں اور سرمدا کے معنی ہیں ہمیشہ یعنی آیت ﴿قل ارأیتم ان جعل اللّٰه علیکم اللیل سرمدا﴾ میں اور استھوتہ کے معنی ہیں گمراہ کیا اس کو یعنی آیت ﴿کالذی استھوته الشیاطین﴾ میں اور تمترون کے معنی ہیں شک کرتے ہو یعنی آیت ﴿ثم انتم تمترون﴾ میں اور وقر کے معنی ہیں بوجھ یعنی آیت ﴿وفی آذانھم وقر﴾ اور بہر حال وقر ساتھ زیر واؤ کے سو اس کے معنی ہیں بہار یعنی آیت ﴿والحاملات وقرا﴾ میں اور اساطیر جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد سطورہ اور اسطارہ ہے اس کے معنی ہیں باطل چیزیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ان هذا الا اساطیر الاولین﴾ اور باساء مشتق ہے باس سے اور بوس سے بھی مشتق ہوتا ہے اور باس کے معنی ہیں سختی اور بوس کے معنی ہیں محتاجی اور بعض کہتے ہیں کہ باس کے معنی ہیں قتل اور بوس کے معنی ہیں ضرر۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فاخذنا ھم بالبأساء﴾ اور جہرۃ کے معنی ہیں سامنے روبرو۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قل ارأیتم ان اتاکم عذاب اللّٰه بغتة او جھرة﴾ اور صور جمع کا لفظ ہے اس کا واحد صورت ہے مانند قول اس کے سورت اور سور یعنی پھونکی جائے روح صورتوں میں یعنی مردوں میں پس زندہ ہو جائیں گے۔

فائدہ: ﴿ویوم ینفخ فی الصور﴾ اس بنا پر صور سے مراد مردے ہیں لیکن جو حدیث میں ثابت ہے یہ ہے کہ وہ سینگ ہے اس میں پھونک ماری جائے گی اور وہ واحد کا لفظ ہے جمع کا لفظ نہیں اور ملکوت کے معنی ہیں ملک کے اور اس کا وزن مانند بیوت اور حموت کے ہے یعنی ڈرنا بہتر ہے رحمت سے تو کہتا ہے کہ ڈرنا تیرا بہتر ہے اس سے کہ تجھ پر رحم کیا جائے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وکذلك نری ابراھیم ملکوت السموات﴾ اور جن کے معنی ہیں اندھیری ہوئی اس پر رات مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فلما جن علیه اللیل﴾ کہا جاتا ہے اللہ پر ہے حساب یعنی حساب اس کا اور کہا جاتا ہے حسبانا کے معنی ہیں تیر اور پھینک مار شیطانوں کے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿والشمس والقمر حسبانا﴾ اور آیت ﴿فمستقر ومستودع﴾ میں مراد مستقر سے وہ ہے جو پیٹھ میں ٹھہرایا گیا اور مراد مستودع سے وہ ہے جو عورت کی رحم میں سپرد کیا گیا اور قنو کے معنی ہیں گچھا یہ واحد ہے اس کا تثنیہ قنوان ہے اور جمع کا صیغہ بھی قنوان ہے' مانند صنو اور صنوان کے۔

فائدہ: یعنی اس کا تثنیہ اور جمع ایک طرح آتا ہے لیکن تثنیہ مجرور ہے اور جمع کے نون پر رفع اور نصب اور جر داخل ہوتی ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ومن النخل من طلعها قنوان﴾۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾.

باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ اسی کے پاس ہیں غیب کی چابیاں ان کو کوئی نہیں جانتا سوا اس کے۔

فائدہ: طبری نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تمہارے پیغمبر کو ہر چیز کا علم عنایت ہوا سوائے غیب کی چابیوں کے۔

٤٢٦١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ﴿مَفَاتِحُ الْغَيْبِ﴾ خَمْسٌ ﴿إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِنَّ اللهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾.

۴۲۶۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے علم قیامت کا اور اتارتا ہے مینہ کو اور جانتا ہے جو عورت کے پیٹ میں ہے لڑکی ہے یا لڑکا اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا' بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے خبر رکھتا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ لقمان میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ اَلْآيَةَ ﴿يَلْبِسَكُمْ﴾ يَخْلِطَكُمْ مِّنَ الْاِلْتِبَاسِ ﴿يَلْبِسُوْا﴾ يَخْلِطُوْا ﴿شِيَعًا﴾ فِرَقًا.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کہہ وہ اللہ قادر ہے کہ بھیجے تم پر عذاب تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے' آخر آیت تک اور یلبسکم کے معنی ہیں جمع کرے تم کو اور ملائے تم کو کوئی فرقے مشتق ہے التباس سے اور یلبسوا کے معنی ہیں باہم جمع ہوں۔

٤٢٦٢ ۔حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْأٰيَةُ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ قَالَ ﴿أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ قَالَ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا أَهْوَنُ أَوْ هٰذَا أَيْسَرُ.

۴۲۶۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ اللہ قادر ہے کہ بھیجے تم پر عذاب تمہارے اوپر سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات پاک کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ملا دے تم کو کئی فرقے اور چکھائے بعض کو لڑائی بعض کی حضرت ﷺ نے فرمایا یہ معنی خصلت التباس اور خصلت چکھانے لڑائی کے آسان تر ہے۔

فائدہ: ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اللہ سے دعا کی کہ میری امت سے چار چیزیں اٹھائے اور دو کے اٹھانے سے انکار کیا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اٹھایا جائے اُن سے آسمان سے پتھر پڑنے اور زمین میں دھنسنا اور یہ کہ نہ ٹھہرائے ان کو کئی فرقے اور نہ چکھائے ایک کو دوسرے کی لڑائی سو اللہ تعالیٰ نے ان سے زمین مین دھنسنا اور پتھر پڑنا دور کیا اور پچھلی دونوں چیزوں کو اٹھانے سے انکار کیا سو یہ حدیث تفسیر کرتی ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اور معلوم ہوئی ہے اس روایت سے مراد اس آیت کی کہ تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اوپر سے مینہ کا بند ہونا ہے اور نیچے سے میوں اور پھلوں کا منع ہونا ہے اور اعتماد پہلی بات پر ہے کہ مراد رجم اور خسف ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے کہ خسف اور رجم اس امت میں واقع نہیں ہوگا یعنی نہ اس امت پر آسمان سے پتھر پڑیں گے اور نہ زمین میں دھنسائی جائے گی اور اس میں نظر ہے یعنی شبہ ہے اس واسطے کہ اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس امت میں رجم اور خسف واقع ہوگا چنانچہ ترمذی میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس امت کے اخیر میں خسف اور مسخ اور قذف ہوگا یعنی زمین میں دھنسنا اور صورت بدلنا اور پتھر پڑنا اس امت کے اخیر میں واقع ہوگا اور اسی طرح اور کئی حدیثوں میں بھی وارد ہو چکا ہے اور ان حدیثوں کی سندوں میں اگرچہ کلام ہے لیکن مجموع ان کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس کے واسطے اصل ہے اور ان حدیثوں اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ پناہ مانگنی جو جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں واقع ہوئی ہے وہ مقید ہے ساتھ زمانے خاص کے اور وہ زمانہ اصحاب اور قرون فاضلہ کا ہے اور بہر حال اس کے بعد پس جائز ہے کہ واقع ہو بیچ ان کے جیسے کہ دلالت کرتی ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا

کی جو مذکور ہوئی کہ اس امت کے اخیر میں خسف اور مسخ ہوگا اور طریق تطبیق میں یہ بھی احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ یہ خسف اور مسخ عالمگیر نہیں ہوگا کہ سب کے سب مر جائیں کوئی باقی نہ رہے اگرچہ ان میں سے بعض افراد کے واسطے واقع ہو بغیر قید کے ساتھ کسی زمانے کے جیسے کہ بیچ خصلت دشمن کافر اور قحط عالم گیر کی ہے جیسے کہ صحیح مسلم کی حدیث میں ثابت ہے کہ نہ اس امت میں ایسا قحط عالم گیر پڑے گا کہ سب کے سب مر جائیں اور نہ ان پر ایسا کوئی کافر غالب ہوگا کہ بالکل ان کو نیست و نابود کر ڈالے کہ دنیا میں کوئی مسلمان باقی نہ رہے اور جب کہ دشمن کافر کا غلبہ بعض مسلمانوں پر واقع ہوتا ہے لیکن عام عالم گیر نہیں ہوتا پس اسی طرح خسف اور مسخ بھی عام نہیں ہوگا اور اسی طرح وارد ہوئی ہے اور حدیثوں میں پناہ مانگنا غرق سے اور بھوک سے اور گمراہی سے اور اس چیز سے کہ ہلاک ہو جائیں ساتھ اس کے پہلی امتیں جیسے غرق واسطے قوم نوح اور فرعون کے اور ہلاک کرنا ساتھ سخت آندھی کے واسطے قوم عاد کے اور زمین میں دہنسا واسطے قوم لوط اور قارون کے اور سخت کڑک واسطے ثمود اور مدین والوں کے اور رجم واسطے اصحاب فیل کے اور سوائے اس کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کو نہ ملایا۔

٤٢٦٣ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ قَالَ أَصْحَابُهُ وَأَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.

۴۲۶۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ اپنے ایمان میں ظلم کو نہ ملاؤ تو حضرت ﷺ کے اصحاب نے کہا کہ ہم لوگوں میں سے کون ایسا ہے کہ اپنی جان پر کچھ ظلم اور گناہ نہیں کرتا؟ سو یہ آیت اتری کہ بیشک شرک کرنا بڑا گناہ ہے یعنی ظلم سے مراد شرک ہے گناہ مراد نہیں جو تم گھبراتے ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا وَّكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے اور ہدایت کی ہم نے یونس علیہ السلام کو اور لوط علیہ السلام کو اور سب کو ہم نے بزرگی دی سارے جہاں والوں پر۔

٤٢٥٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ يَعْنِي

۴۲۵۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لائق نہیں کسی بندے کو یہ کہ کہے میں بہتر ہوں یونس علیہ السلام پیغمبر سے۔

ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُوْلَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى.

فائدہ: اس کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔

٤٢٦٥ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُوْلَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى.

۴۲۶۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لائق نہیں کسی بندے کو یہ کہ کہے میں بہتر ہوں یونس بن متیٰ علیہ السلام سے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ یہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی سو تو چل ان کی راہ۔

٤٢٦٦ ۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ أَفِيْ ص سَجْدَةٌ فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ تَلَا ﴿وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ إِلٰى قَوْلِهِ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ ثُمَّ قَالَ هُوَ مِنْهُمْ زَادَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ الْعَوَّامِ عَنْ مُجَاهِدٍ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ.

۴۲۶۶۔ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا سورہ ص میں سجدہ ہے؟ اس نے کہا ہاں! پھر پڑھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت اور بخشا ہم نے اس کو اسحاق علیہ السلام اس قول تک سو تو ان کی راہ چل پھر کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ داؤد علیہ السلام بھی ان لوگوں میں سے ہے جنکی پیروی کرنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے مجاہد سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو اس نے کہا کہ تمہارے پیغمبر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ان کی پیروی کا حکم ہوا یعنی ﴿فبهداهم اقتده﴾ میں۔

فائدہ: یہ زیادتی لفظی ہے نہیں تو یہ کلام پہلی روایت کی اس قول میں داخل ہے وھو منھم اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلوں کی شرع کی پیروی کرتے تھے یہاں تک کہ آپ پر اس کا ناسخ اترا سو بعض نے کہا ہاں اور

حجت ان کی یہ آیت ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں اور جواب دیا ہے انہوں نے آیت سے ساتھ اس طور کے کہ مراد پیروی ان کی ہے اس چیز میں کہ اتارا گیا آپ پر حکم موافق اس کے اگرچہ بطور اجمال کے ہو پس پیروی کریں ان کی تفصیل میں اور یہی صحیح تر ہے نزدیک بہت شافعیہ کے اور اختیار کیا ہے اس کو امام الحرمین اور اس کے تابعداروں نے اور اختیار کیا ہے پہلے قول کو ابن حاجب نے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ وَّمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا﴾ اَلْاٰيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ یہود پر ہم نے حرام کیا تھا ہر جانور ناخن والا یعنی جس کا پاؤں بیچ سے پھٹا نہ ہو اور گائے اور بکری میں سے حرام کی ان پر چربی ان کی آخر آیت تک۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلَّ ذِي ظُفُرٍ الْبَعِيْرُ وَالنَّعَامَةُ ﴿اَلْحَوَايَا﴾ اَلْمَبْعَرُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد ہر ناخن والی سے اونٹ اور شتر مرغ ہے اور حوایا سے مراد مینگنی کی جگہ ہے یعنی انتڑیاں۔

فائدہ: مراد یہ آیت ہے ﴿الا ما حملت ظهورهما او الحوايا﴾ یعنی جو چربی پشت یا آنت میں ہو یہ ان کے واسطے حلال ہے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿هَادُوْا﴾ صَارُوْا يَهُوْدًا وَّأَمَّا قَوْلُهُ ﴿هُدْنَا﴾ تُبْنَا هَآئِدٌ تَآئِبٌ.

یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ معنی ھادوا کے اس آیت میں یہ ہیں کہ یہودی ہوئے اور ہدنا کے معنی ہیں ہم نے توبہ کی اور ہائد کے معنی ہیں توبہ کرنے والا۔

٤٢٦٧ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ قَالَ عَطَآءٌ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ لَمَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهَا جَمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَأَكَلُوْهَا وَقَالَ أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ كَتَبَ إِلَيَّ عَطَآءٌ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۴۲۶۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمایا کہ اللہ لعنت کرے یہود کو کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر چربیاں حرام کیں تو انہوں نے اس کو پگھلایا پھر اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو کھایا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہ نزدیک ہو بے حیائی کے کام کے جو ظاہر ہو اس میں اور جو چھپا ہو۔

٤٢٦٨ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا شَيْءَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ قُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَرَفَعَهُ قَالَ نَعَمْ ﴿وَكِيْلٌ﴾ حَفِيْظٌ وَمُحِيْطٌ بِهٖ ﴿قُبُلًا﴾ جَمْعُ قَبِيْلٍ وَالْمَعْنٰى أَنَّهُ ضُرُوْبٌ لِلْعَذَابِ كُلُّ ضَرْبٍ مِنْهَا قَبِيْلٌ ﴿زُخْرُفَ الْقَوْلِ﴾ كُلُّ شَيْءٍ حَسَّنْتَهُ وَوَشَّيْتَهُ وَهُوَ بَاطِلٌ فَهُوَ زُخْرُفٌ ﴿وَحَرْثٌ حِجْرٌ﴾ حَرَامٌ وَكُلُّ مَمْنُوْعٍ فَهُوَ حِجْرٌ مَحْجُوْرٌ وَالْحِجْرُ كُلُّ بِنَآءٍ بَنَيْتَهُ وَيُقَالُ لِلْأُنْثٰى مِنَ الْخَيْلِ حِجْرٌ وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ حِجْرٌ وَحِجًى وَأَمَّا الْحِجْرُ فَمَوْضِعُ ثَمُوْدَ وَمَا حَجَّرْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيْمُ الْبَيْتِ حِجْرًا كَأَنَّهُ مُشْتَقٌّ مِنْ مَحْطُوْمٍ مِثْلُ قَتِيْلٍ مِنْ مَقْتُوْلٍ وَأَمَّا حَجْرُ الْيَمَامَةِ فَهُوَ مَنْزِلٌ.

۴۲۶۸۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ اللہ سے زیادہ تر کوئی شخص غیرت کرنے والا نہیں اور اسی واسطے اس نے بے حیائی کے کام خواہ کھلے ہوں یا چھپے سب حرام کیے ہیں یعنی شراب اور حرام کاری اور اللہ سے زیادہ کوئی نہیں جس کو اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو اور اسی واسطے اس نے اپنی ذات کی تعریف کی عمرو کہتا ہے کہ میں نے ابو وائل سے کہا کہ تو نے اس کو عبداللہ سے سنا ہے؟ اس نے کہا ہاں! میں نے کہا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت تک مرفوع کیا تھا اس نے کہا ہاں، کہا بخاری نے وکیل کے معنی نگہبانی کرنے والا اس کو احاطہ کرنے والا یعنی اس آیت میں ﴿وھو علی کل شی قدیر﴾ وکیل اور قبلا جمع ہے قبیل کی یعنی اس آیت میں ﴿وحشرنا علیھم کل شیء قبلا﴾ اور معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ عذاب کئی قسم کا ہے ہر قسم اس سے ایک قبیل ہے۔

فائدہ: کہا ابو عبیدہ نے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ جمع کریں ہم اُن پر ہر چیز قسم قسم اور مجاہد نے کہا کہ قبیلا کے معنی ہیں فوج فوج اور کہا ابن جریر نے کہ قبیلہ قبیلہ قسم قسم جماعت جماعت اور بعض لوگوں نے کہا اس کے معنی ہیں سامنے اور یہ تفسیر جو بخاری نے اس لفظ کی کی ہے میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے یہ تفسیر کی ہو اور زخرف کے معنی ہیں ہر چیز کو زینت دے تو اس کو اور آراستہ کرے پس اس کو زخرف کہتے ہیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غرورا﴾ اور حرث حجر کے معنی ہیں کھیتی حرام اور ہر منع کی گئی چیز کو حجر کہتے ہیں ساتھ معنی محجور کے اور حجر ہر بنا ہے جس کو تو بنائے اور گھوڑے کو بھی حجر کہتے ہیں اور عقل کو بھی حجر کہتے ہیں اور حجی بھی کہتے ہیں اور بہر حال آیت ﴿ولقد کذب اصحاب الحجر المرسلین﴾ سو وہ قوم ثمود کی جگہ کا نام ہے اور وہ چیز کہ روکے تو اس کو زمین سے پس وہ حجر ہے اور اسی جگہ سے نام رکھا گیا ہے بیت اللہ کا حطیم کا حجر گویا کہ وہ مشتق ہے محطوم سے مثل قتیل کے کہ مشتق ہے مقتول سے یعنی فعیل ساتھ معنی مفعول کے ہے اور بہر حال حجر یمامہ پس وہ نام ہے جگہ کا۔

فائدہ: یہ سب تفسیر لفظ حجر کی احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور ابوذر اور نسفی کی روایت میں اس جگہ یہ سب تفسیر نہیں ہے اور یہی اولی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ﴾ لُغَةُ أَهْلِ الْحِجَازِ هَلُمَّ لِلْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے ﴿هلم شهدآءكم﴾ یعنی لاؤ اپنے گواہ یعنی علماء کو اور ھلم اہل حجاز کی زبان ہے کہ واحد اور تثنیہ اور جمع کے واسطے ھلم بولتے ہیں اور بہر حال نجد والے سو واحد کے واسطے ھلم کہتے ہیں اور عورت کے واسطے ھلمی اور تثنیہ کے لیے ھلما کہتے ہیں۔

بَابٌ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہ کام آئے گا کسی نفس کو ایمان لانا اس کا جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا۔

٤٢٦٩ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَإِذَا رَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذَاكَ حِيْنَ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ﴾.

۴۲۶۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے سورج اپنے غروب ہونے کی جگہ سے پھر جب لوگ اس کو دیکھیں گے تب ایمان لائیں گے جو زمین میں ہیں سو اس وقت نہ فائدہ کرے گا کسی جان کو ایمان لانا اس کا جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا۔

٤٢٧٠ - حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ

۴۲۷۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے سورج اپنے

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنُوْا أَجْمَعُوْنَ وَذٰلِكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا ثُمَّ قَرَأَ الْاٰيَةَ.

غروب ہونے کی جگہ سے سو جب چڑھے گا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب کے سب ایمان لائیں گے اور اس وقت نہ فائدہ دے گا کسی نفس کو ایمان لانا اس کا' آخر آیت تک۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ

سورۂ اعراف کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّرِيَاشًا الْمَالُ ﴿إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ فِي الدُّعَاءِ وَفِيْ غَيْرِهٖ ﴿عَفَوْا﴾ كَثُرُوْا وَكَثُرَتْ أَمْوَالُهُمْ ﴿الْفَتَّاحُ﴾ الْقَاضِيْ ﴿افْتَحْ بَيْنَنَا﴾ اقْضِ بَيْنَنَا ﴿نَتَقْنَا الْجَبَلَ﴾ رَفَعْنَا ﴿انْبَجَسَتْ﴾ انْفَجَرَتْ ﴿مُتَبَّرٌ﴾ خُسْرَانٌ ﴿اٰسٰى﴾ أَحْزَنُ ﴿تَأْسَ﴾ تَحْزَنْ وَّقَالَ غَيْرُهٗ ﴿مَا مَنَعَكَ أَنْ لَّا تَسْجُدَ﴾ يَقُوْلُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ ﴿يَخْصِفَانِ﴾ أَخَذَا الْخِصَافَ مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ يُؤَلِّفَانِ الْوَرَقَ يَخْصِفَانِ الْوَرَقَ بَعْضَهٗ إِلٰى بَعْضٍ ﴿سَوْاٰتِهِمَا﴾ كِنَايَةٌ عَنْ فَرْجَيْهِمَا ﴿وَمَتَاعٌ إِلٰى حِيْنٍ﴾ هُوَ هَا هُنَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالْحِيْنُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ سَاعَةٍ إِلٰى مَالَا يُحْصٰى عَدَدُهٗ الرِّيَاشُ وَالرِّيْشُ وَاحِدٌ وَّهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ ﴿قَبِيْلُهٗ﴾ جِيْلُهُ الَّذِيْ هُوَ مِنْهُمْ ﴿ادَّارَكُوْا﴾ اجْتَمَعُوْا وَمَشَاقُّ الْإِنْسَانِ وَالدَّابَّةِ كُلُّهَا يُسَمّٰى سُمُوْمًا وَّاحِدُهَا سَمٌّ وَّهِيَ عَيْنَاهُ وَمَنْخِرَاهُ وَفَمُهٗ وَأُذُنَاهُ وَدُبُرُهٗ وَإِحْلِيْلُهٗ ﴿غَوَاشٍ﴾ مَا غُشُّوْا بِهٖ ﴿نُشُرًا﴾ مُتَفَرِّقَةً ﴿نَكِدًا﴾ قَلِيْلًا ﴿يَغْنَوْا﴾ يَعِيْشُوْا ﴿حَقِيْقٌ﴾ حَقٌّ ﴿اسْتَرْهَبُوْهُمْ﴾ مِنَ الرَّهْبَةِ ﴿تَلْقَفُ﴾ تَلْقَمُ ﴿طَائِرُهُمْ﴾ حَظُّهُمْ طُوْفَانٌ مِّنَ السَّيْلِ وَيُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيْرِ الطُّوْفَانُ الْقُمَّلُ الْحُمْنَانُ يُشْبِهُ صِغَارَ الْحَلَمِ عُرُوْشٌ وَّعَرِيْشٌ بِنَاءٌ ﴿سُقِطَ﴾ كُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِيْ يَدِهٖ الْأَسْبَاطُ قَبَائِلُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ ﴿يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ﴾ يَتَعَدَّوْنَ لَهٗ يُجَاوِزُوْنَ تَجَاوُزٌ بَعْدَ تَجَاوُزٍ ﴿تَعْدُ﴾ تُجَاوِزْ ﴿شُرَّعًا﴾ شَوَارِعَ ﴿بَئِيْسٍ﴾ شَدِيْدٍ ﴿أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ﴾ قَعَدَ وَتَقَاعَسَ ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ﴾ أَيْ نَأْتِيْهِمْ مِّنْ مَّأْمَنِهِمْ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَأَتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا﴾ ﴿مِنْ جِنَّةٍ﴾ مِنْ جُنُوْنٍ ﴿أَيَّانَ مُرْسَاهَا﴾ مَتٰى خُرُوْجُهَا ﴿فَمَرَّتْ بِهٖ﴾ اسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَأَتَمَّتْهُ ﴿يَنْزَغَنَّكَ﴾ يَسْتَخِفَّنَّكَ ﴿طَيْفٌ﴾ مُلِمٌّ بِهٖ لَمَمٌ وَّيُقَالُ ﴿طَائِفٌ﴾ وَهُوَ وَاحِدٌ ﴿يَمُدُّوْنَهُمْ﴾ يُزَيِّنُوْنَ ﴿وَخِيْفَةً﴾ خَوْفًا ﴿وَخُفْيَةً﴾ مِنَ الْإِخْفَاءِ وَالْاٰصَالُ وَاحِدُهَا أَصِيْلٌ وَّهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ كَقَوْلِهٖ ﴿بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا﴾.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿لباسا یواری سواتکم وریشا﴾ کے کہ ریشا کے معنی ہیں مال۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں زینت اور رونق اور جمہور کی قرأت ریشا کی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت ریاشا ہے اور کہا بیچ تفسیر آیت ﴿انه لایحب المعتدین﴾ کے کہ بیشک وہ نہیں دوست رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو یعنی دعا وغیرہ میں۔

فائدہ: اور اسی طرح روایت کی ہے احمد اور ابو داؤد نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اس نے اپنے بیٹے کو سنا دعا کرتا ہے سو کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ عنقریب ایک قوم پیدا ہوگی وہ دعا میں حد سے بڑھ جائیں گے اور اس نے یہ آیت پڑھی اور نیز ابن ماجہ نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس نے بیٹے کو سنا کہ کہتا ہے الٰہی! میں تجھ سے مانگتا ہوں سفید محل بہشت کی دائیں طرف اور دعا میں حد سے بڑھنا واقع ہوتا ہے ساتھ زیادتی رفع کے حاجت سے زیادہ یا ساتھ طلب کرنے اس چیز کے کہ اس کا حاصل ہونا شرعا محال ہے یا ساتھ مانگنے گناہ کے اور سوائے اس کے۔ (فتح)

اور عفوا اور فتاح کے معنی ہیں حکم کرنے والا اور افتح بیننا کے معنی ہیں حکم کر درمیان ہمارے یعنی آیت ﴿ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق﴾۔

فائدہ: اور فتاح کا لفظ اس سورہ میں نہیں بلکہ سورہ سباء میں ہے اور شاید ذکر کیا ہے اس کو واسطے تمہید تفسیر اس آیت کے ﴿ربنا افتح بیننا﴾ الخ

اور نتقنا الجبل کے معنی ہیں ہم نے پہاڑ کو اٹھایا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واذ نتقنا الجبل فوقهم كانه ظلة﴾۔

اور انبجست کے معنی ہیں جاری ہوئے بارہ چشمے یعنی اس آیت میں ﴿اضرب بعصاك الحجر فانبجست منه اثنتا عشرة عينا﴾۔

اور متبر کے معنی ہیں خسارہ۔

فائدہ: یعنی اس آیت میں ﴿ان هو الا متبر ما هم فيه﴾

اور آسی کے معنی ہیں غم کھاؤں یعنی اس آیت میں ﴿فكيف آسى على قوم كافرين﴾

اور تاس کے معنی ہیں نہ غم کھا پہلا کلمہ اعراف میں ہے اور دوسرا مائدہ میں۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا ان لا تسجد کے معنی ہیں کہ تو سجدہ کرے یعنی آیت ﴿ما منعك ان لا تسجد﴾ میں۔

اور یخصفان کے معنی ہیں کہ بہشت کے پتے آپس میں جوڑنے لگے یعنی اس آیت میں ﴿وطفقا یخصفان علیهما من ورق الجنة﴾

اور سوآتهما کے معنی دونوں کی شرم گاہ ہے یعنی آیت ﴿فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سوآتهما﴾

اور متاع الی حین کے معنی ہیں فائدہ لینا ہے قیامت تک یعنی آیت ﴿ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین﴾ میں

اور لفظ حین کا عرب کے نزدیک استعمال کیا جاتا ہے ایک ساعت سے غیر محصور مدت تک یعنی غیر محصور مدت کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے۔

اور ریش اور ریاش کے ایک معنی ہیں اور اس کے معنی ہیں جو چیز کہ ظاہر ہو لباس سے اور قبیلہ کے معنی ہیں قوم اس کی جن میں سے وہ ہے یعنی آیت ﴿انه یراکم هو وقبیله﴾ میں

اور ادارکوا کے معنی ہیں کہ جب اس میں سب جمع ہو چکے یعنی آیت ﴿حتی اذا ادارکوا فیها جمیعا﴾ میں

اور سوراخ آدمی اور چوپائے کے سب کا نام سموم رکھا جاتا ہے اس کا واحد سم ہے اور وہ اس کی دونوں آنکھیں اور دونوں نتھنے اور اس کا منہ اور اس کے دونوں کان اور پائخانے اور پیشاب کے سوراخ ہیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ولا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط﴾

اور غواش کے معنی ہیں وہ چیز کہ ڈھانکے جائیں گے اس کے ساتھ یعنی آیت ﴿ومن فوقهم غواش﴾ میں

اور نشرا کے معنی ہیں جدا جدا یعنی ہر طرف چلتے ہیں یعنی اس آیت میں ﴿هوا لذی یرسل الریاح نشرا﴾

اور نکدا کے معنی ہیں تھوڑا یعنی آیت ﴿لا یخرج الا نکدا﴾ میں۔

اور یغنوا کے معنی ہیں جیسے کبھی نہ رہے تھے وہاں یعنی آیت ﴿الذین کذبوا شعیبا کان لم یغنوا فیها﴾ میں۔

اور حقیق کے معنی ہیں حق یعنی اس آیت میں ﴿حقیق علی ان لا اقول علی اللّٰه الا الحق﴾

اور استرهبوهم مشتق ہے رہبہ سے جس کے معنی خوف کے ہیں، یعنی اس آیت میں ﴿فلما القوا سحروا اعین الناس واسترهبوهم﴾ یعنی ان کو ڈرایا۔

اور تلقف کے معنی ہیں نگلنے لگا یعنی اس آیت میں ﴿فاذا هی تلقف ما یافکون﴾

اور طائرهم کے معنی ہیں حصہ ان کا یعنی اس آیت میں ﴿الا انما طائرهم عنداللّٰه﴾

اور طوفان کے معنی ہیں طوفان مینہ کا اور بہت مرنے کو بھی طوفان کہتے ہیں یعنی اس آیت میں ﴿وارسلنا علیهم الطوفان والجراد والقمل﴾ اور القمل کے معنی ہیں جوئیں جو چھوٹی چچڑی کی مانند ہوتی ہیں۔

اور عروش اور عریش کے معنی ہیں بنا یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿وما کانوا یعرشون﴾ یعنی جو بنا کرتے تھے۔

اور سقط کے معنی ہیں نادم ہوئے اور پچھتائے یعنی اس آیت میں ﴿ولما سقط فی ایدیھم﴾
اور اسباط سے مراد بنی اسرائیل کے قبیلے ہیں۔
فائدہ: کہا جاتا ہے من ای سبط انت یعنی تو کس قبیلے سے ہے یعنی اس آیت میں ﴿وقطعناھم اثنتی عشرۃ اسباطا﴾

اذ یعدون کے معنی ہیں حد سے بڑھ گئے اور تعد کے معنی ہیں تجاوز کرے۔
فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿اذ یعدون فی السبت﴾
اور شرعا کے معنی ہیں ظاہر پانی کے اوپر یعنی اس آیت میں ﴿اذ تاتیھم حیتانھم یوم سبتھم شرعا﴾
اور بئیس کے معنی ہیں سخت یعنی اس آیت میں ﴿واخذنا الذین ظلموا بعذاب بئیس﴾.
اور اخلد کے معنی ہیں بیٹھا یعنی زمین کو لازم پکڑا اور پیچھے ہٹا یعنی اس آیت میں ﴿ولکنہ اخلد الی الارض﴾ اور قتادہ نے کہا کہ دنیا کی طرف جھکا۔
اور سنستدرجھم کے معنی ہیں کہ ہم ان کو لائیں گے ان کی امن کی جگہ سے یعنی ہم بے معلوم ان کے پاس آئیں آئیں گے مانند اس آیت کے کہ پس آیا ان کے پاس اللہ اس جگہ سے کہ ان کو گمان نہ تھا۔
اور جنۃ کے معنی ہیں جنون یعنی اس آیت میں ﴿ما بصاحبھم من جنۃ﴾ یعنی جنون۔
اور فمرت بہ کے معنی ہیں بدستور رہا اس کو حمل سو اس نے اس کو پورا کیا۔
فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فلما تغشاھا حملت حملا خفیفا فمرت بہ﴾
اور ینزغنك کے معنی ہیں ہلکا جانے تجھ کو اور باز رکھے۔
فائدہ: یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿واما ینزغنك من الشیطان نزغ﴾ میں۔
اور طیف کے معنی ہیں اترنے والا ہے اس پر وسوسہ شیطان کا اور بعض اس کو طائف پڑھتے ہیں یعنی جیسا کہ مشہور قرأت میں ہے اور دونوں کے معنی ایک ہیں۔
فائدہ: لمم ایک قسم کے جنون کو کہتے ہیں اور صغیرہ گناہ کو بھی کہتے ہیں مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿اذا مسھم طائف من الشیطان﴾
اور یمدونھم کے معنی ہیں یعنی اس آیت میں ﴿واخوانھم یمدونھم فی الغی﴾ یعنی اچھا کر دکھلاتے ہیں واسطے ان کے گمراہی ان کی اور کفر کو۔
اور خیفۃ کے معنی خوف ہیں یعنی اس آیت میں ﴿واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخیفۃ﴾ اور خفیۃ مشتق ہے اخفاء سے یعنی آیت ﴿ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ﴾ میں۔

اور آصال جمع کا لفظ ہے اس کا واحد اصیل ہے یعنی آیت ﴿بالغدو والآصال﴾ میں۔ اور آصال اس وقت کو کہتے ہیں جو عصر سے مغرب تک ہے مانند اس آیت کے بکرۃ واصیلا یعنی آصال جمع ہے اصیل کی۔

بَابُ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام کیے ہیں میرے رب نے بے حیائی کے کام جو ظاہر ہوا اس سے اور جو پوشیدہ۔

٤٢٧١ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ نَعَمْ وَرَفَعَهُ قَالَ لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ فَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللهِ فَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ.

۴۲۷۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے زیادہ تر کوئی شخص غیرت والا نہیں اسی واسطے اس نے بے حیائی کے سب کام حرام کیے جو ظاہر ہوں اس سے اور جو چھپے ہوں اور اللہ سے زیادہ کوئی نہیں جس کو اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو اور اسی واسطے اس نے اپنی ذات کی تعریف کی۔

فائدہ: اختلاف ہے اس میں کہ فواحش سے کیا مراد ہے؟ سو بعض نے اس کو عموم پر محمول کیا ہے یعنی ہر قسم کے گناہ اور بعض نے اس کو ایک خاص پر محمول کیا ہے یعنی زنا پر کہ وہ ہر حال میں حرام ہے ظاہر ہو یا چھپے اور مجاہد سے روایت ہے کہ ظاہر ماں کے ساتھ نکاح کرنا ہے اور چھپا زنا ہے لیکن اولیٰ محمول کرنا اس کا ہے عموم پر۔ (فتح)

بَابٌ ﴿وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ أَرِنِيْٓ أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَرِنِيْ أَعْطِنِيْ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب آیا موسیٰ علیہ السلام ہمارے وعدے کی جگہ میں اور کلام کیا اس سے اس کے رب نے بولا اے رب! تو مجھ کو دکھلا کہ میں تجھ کو دیکھوں کہا تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھے گا لیکن دیکھتا رہ پہاڑ کی طرف جو وہ ٹھہرا اپنی جگہ تو تو دیکھے گا مجھ کو پھر جب نمودار ہوا رب اس کا پہاڑ کی طرف کیا اس کو گرا کر برابر اور گر پڑے موسیٰ علیہ السلام بیہوش، پھر جب ہوش میں آئے تو بولے تیری ذات پاک ہے میں نے توبہ کی تیری طرف اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ارنی کے معنی اس آیت میں یہ ہیں کہ عنایت کر

مجھ کو یہ کہ میں تجھ کو دیکھوں۔

فائدہ: استدلال کیا ہے اس آیت کے ساتھ کہ تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھے گا بعض معتزلہ نے جو اللہ کے دیدار کی مطلق نفی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کسی آدمی کو نہیں ہوگا نہ دنیا میں نہ آخرت میں سو کہتے ہیں کہ حرف لن کا واسطے تاکید نفی کے ہے جو دلالت کرتا ہے اس پر لا پس ہوگی نفی واسطے ہمیشگی کے اور جواب دیا ہے اہل سنت نے کہ وقت کی تعمیم میں اختلاف ہے ہم نے مانا لیکن وہ خاص ہے ساتھ حالت دنیا کے جس میں خطاب واقع ہوا ہے اور جائز ہے آخرت میں اس واسطے کہ مسلمانوں کی آنکھیں اس میں باقی ہمیشہ رہنے والی ہیں پس نہیں محال ہے یہ کہ دیکھا جائے باقی ساتھ باقی کے برخلاف حالت دنیا کے اس واسطے کہ آنکھیں ان کی اس میں فنا ہونے والی ہیں پس نہیں نظر آتا ہے باقی یعنی اللہ تعالیٰ ساتھ فانی آنکھوں کے اور حضرت ﷺ کی حدیثیں اس میں متواتر ہو چکی ہیں کہ آخرت میں مسلمانوں کو اللہ کا دیدار ہوگا اور بہشت میں بھی اور نہیں اس میں کوئی محال پس واجب ہے ایمان لانا اس کے ساتھ۔ (فتح)

٤٢٧٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِكَ مِنَ الْأَنْصَارِ لَطَمَ فِي وَجْهِي قَالَ ادْعُوْهُ فَدَعَوْهُ قَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ إِنِّي مَرَرْتُ بِالْيَهُوْدِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوْسَى عَلَى الْبَشَرِ فَقُلْتُ وَعَلَى مُحَمَّدٍ وَّأَخَذَتْنِي غَضْبَةٌ فَلَطَمْتُهُ قَالَ لَا تُخَيِّرُوْنِي مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَآءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ فَإِذَا أَنَا بِمُوْسَى اٰخِذٌ بِقَآئِمَةٍ مِّنْ قَوَآئِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِيْ أَفَاقَ قَبْلِي أَمْ جُزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ.

۴۲۷۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت ﷺ کے پاس آیا جس کے منہ پر طمانچہ مارا گیا تھا اس نے کہا کہ اے محمد! تیرے ایک صحابی انصاری نے میرے منہ پر طمانچہ مارا حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو بلاؤ لوگوں نے اس کو بلایا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اس کے منہ پر طمانچہ کیوں مارا؟ اس نے کہا یا حضرت! میں یہود پر گزرا سو میں نے اس کو سنا کہتا تھا قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سب آدمیوں پر چن لیا میں نے کہا اور محمد ﷺ پر بھی سو مجھ کو غصہ آیا تو میں نے اس کو طمانچہ مارا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب پیغمبروں میں مجھ کو بہتر نہ کہا کرو اس واسطے کہ البتہ سب لوگ قیامت کے دن صور کی آواز سے بیہوش ہو جائیں گے تو اول میں ہوش میں آؤں گا تو اچانک میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح دیکھوں گا کہ عرش کا پایہ پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا ان کی آنکھ کو طور کی بیہوشی مجرا ہوگئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اَلْمَنَّ وَالسَّلْوٰى﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ من اور سلویٰ۔

٤٢٧٣ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَآؤُهَا شِفَآءُ الْعَيْنِ.

۴۲۷۳۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھنبی از قسم مَنّ ہے اور اس کا پانی آنکھ کی شفا ہے یعنی آنکھ آنے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طب میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿قُلْ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمَاتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کہہ اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف جس کی بادشاہی ہے آسمان اور زمین میں نہیں کوئی بندگی کے لائق اللہ کے سوا وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے سو ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول کے جو امی ہے یقین کرتا ہے اللہ پر اور اس کے سب کلام پر اور اس کے تابع ہو شاید تم راہ پاؤ۔

٤٢٧٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُوْسَى بْنُ هَارُوْنَ قَالَا حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَآءِ يَقُوْلُ كَانَتْ بَيْنَ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ مُحَاوَرَةٌ فَأَغْضَبَ أَبُوْ بَكْرٍ عُمَرَ فَانْصَرَفَ عَنْهُ عُمَرُ مُغْضَبًا فَاتَّبَعَهٗ أَبُوْ بَكْرٍ يَسْأَلُهٗ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَهٗ فَلَمْ يَفْعَلْ حَتّٰى أَغْلَقَ بَابَهٗ فِيْ وَجْهِهٖ فَأَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَآءِ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ

۴۲۷۴۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ گفتگو تھی سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ دلایا سو عمر رضی اللہ عنہ ان سے پھرے ناراض ہو کر سو ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے گئے ان سے سوال کرتے کہ ان کا قصور معاف کریں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کا قصور معاف نہ کیا یہاں تک کہ دروازہ اپنے اوپر بند کر لیا سو ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اور ہم آپ کے پاس بیٹھے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے صاحب نے تو البتہ اپنی جان کو شدت میں ڈالا یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے کیے پر پچھتائے سو سامنے آئے یہاں تک کہ سلام کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خبر بیان کی کہا ابو درداء رضی اللہ عنہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا صَاحِبُكُمْ هٰذَا فَقَدْ غَامَرَ قَالَ وَنَدِمَ عُمَرُ عَلٰى مَا كَانَ مِنْهُ فَأَقْبَلَ حَتّٰى سَلَّمَ وَجَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَصَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَبَرَ قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَ أَبُوْ بَكْرٍ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَأَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْنَ لِيْ صَاحِبِيْ هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْنَ لِيْ صَاحِبِيْ إِنِّيْ قُلْتُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيْعًا فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ صَدَقْتَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ غَامَرَ سَبَقَ بِالْخَيْرِ.

نے کہ حضرت ﷺ غضبناک ہوئے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ یا حضرت! میں تھا زیادہ ظالم یعنی زیادتی میری طرف سے ہوئی عمر رضی اللہ عنہ کا کوئی قصور نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ چھوڑنے والے ہو میرے ساتھی کو میری خاطر سے یعنی کسی طرح کا اس کو رنج نہ پہنچاؤ میں نے کہا اے لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف سو تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو سچا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب ابو بکر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فِيْهِ أَبُوْ سَعِيْدٍ وَّأَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ گر پڑا موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر اس باب میں حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے انہوں نے حضرت ﷺ سے روایت کی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہو اتار گناہ ہمارے۔

٤٢٧٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ لِبَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ ﴿اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا

۴۲۷۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ داخل ہوں دروازے میں سجدہ کر کے اور کہو ہم مغفرت چاہتے ہیں تا کہ ہم تم کو بخشیں سو انہوں نے حکم بدل ڈالا تو دروازے میں داخل ہوئے چوتڑوں کو گھسیٹتے اور کہا کہ دانہ بال میں بہتر ہے۔

وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ﴾
فَبَدَّلُوْا فَدَخَلُوْا يَزْحَفُوْنَ عَلٰى أَسْتَاهِهِمْ
وَقَالُوْا حَبَّةٌ فِيْ شَعَرَةٍ.

فائدہ: اور حاصل یہ ہے کہ مخالفت کی انہوں نے اس چیز میں کہ حکم دیئے گئے تھے اس کے ساتھ قول سے اور فعل سے پس تحقیق وہ حکم کیے گئے ساتھ سجدے کے نزدیک پہنچنے ان کے اور ساتھ قول اپنے کے حِطَّةٌ سو انہوں نے کہا ہطی سمقا یعنی دے ہم کو گندم سرخ اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے کہ اقوال منصوص جب کہ حکم ہو تعبد کا ساتھ الفاظ ان کے تو نہیں جائز ہے بدلنا ان کا اگرچہ معنی کے موافق ہو اور نہیں یہ مسئلہ روایت بالمعنی کا بلکہ وہ متفرغ ہے اس سے اور لائق ہے کہ ہو یہ قید واسطے جواز کے یعنی زیادہ کیا جائے شرط میں یہ کہ نہ واقع ہو تعبد ساتھ لفظ اس کے اور نہیں ہے کوئی چارہ اس سے اور جس نے مطلق کہا ہے اس کی کلام محمول ہے اوپر اس کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ اَلْعُرْفُ الْمَعْرُوْفُ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ لازم پکڑ معاف کرنا اور کہہ نیک کام کو اور کنارہ کر جاہلوں سے اور عرف کے معنی ہیں نیک کام۔

٤٢٧٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ أَخِيْهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ وَّكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ وَكَانَ الْقُرَّآءُ أَصْحَابَ مَجَالِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهٖ كُهُوْلًا كَانُوْا أَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيْهِ يَا ابْنَ أَخِيْ هَلْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْأَمِيْرِ فَاسْتَأْذِنْ لِيْ عَلَيْهِ قَالَ سَأَسْتَأْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاسْتَأْذَنَ الْحُرُّ لِعُيَيْنَةَ فَأَذِنَ لَهٗ عُمَرُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ هِيْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ وَلَا

۴۲۷۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عیینہ بن حصن مدینے میں آیا یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سو اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس اترا اور حر اُن لوگوں میں سے تھا جن کو عمر اپنے پاس بٹھلاتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس اور مشورے والے قاری لوگ تھے یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہی لوگوں کو اپنی مجلس میں بٹھلاتے تھے جو علماء تھے بوڑھے ہوں یا جوان سو عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ اے بھتیجے! اس سردار کے پاس تیری عزت ہے سو میرے واسطے اس کے پاس جانے کی اجازت مانگ اس نے کہا کہ میں تیرے واسطے اس سے اجازت مانگوں گا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو حر نے عیینہ کے واسطے اجازت مانگی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اجازت دی سو جب عیینہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اندر آیا تو کہا ہوا اے بیٹے خطاب کے سو قسم ہے اللہ کی تو نہ ہم کو بہت مال دیتا ہے اور نہ ہم میں

تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ أَنْ يُوْقِعَ بِهِ فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ وَإِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ.

انصاف کے ساتھ حکم کرتا ہے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے یہاں تک کہ قصد کیا کہ اسے کچھ سزا دیں تو حر نے ان سے کہا کہ اے سردار مسلمانوں کے! بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ پکڑ معاف کرنا اور حکم کر نیک کام کا اور در گزر کر جاہلوں سے اور بیشک یہ جاہلوں سے ہے قسم ہے اللہ کی نہیں بڑھے اس سے عمر رضی اللہ عنہ جب کہ اس نے اس کو پڑھا اور تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت ٹھہرنے والے نزدیک کتاب اللہ کے یعنی کتاب اللہ کے حکم سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

٤٢٧٧ - حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ﴾ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا فِيْ أَخْلَاقِ النَّاسِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ أَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْخُذَ الْعَفْوَ مِنْ أَخْلَاقِ النَّاسِ أَوْ كَمَا قَالَ.

۴۲۷۷۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پکڑ معاف کرنا اور حکم کر ساتھ نیک کام کے کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں اتاری اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مگر لوگوں کے اخلاق اور عادتوں میں یعنی ان نیک عادتوں کے ساتھ موصوف ہونا چاہیے اور کہا عبداللہ بن براد نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو اسامہ نے کہا خبر دی مجھ کو ہشام نے اپنے باپ سے اس نے روایت کی عبداللہ بن زبیر نے کہا حکم کیا اللہ نے اپنے پیغمبر کو کہ لازم پکڑے معاف کرنا لوگوں کے اخلاق سے یا جیسا کہا۔

فائدہ: جعفر صادق سے روایت ہے کہ نہیں قرآن میں کوئی آیت جامع تر واسطے نیک خصلتوں کے اور عمدہ خوؤں کے اس آیت سے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خوخصلت باعتبار انسانی قوتوں کے تین قسم ہے عقلی اور شہوی اور غضبی سو عقلی حکمت ہے اور اس میں ہے امر بالمعروف اور شہوی عفت ہے اور اس میں ہے پکڑنا معافی کا اور غضبی شجاعت ہے اور اس میں ہے کنارہ کرنا جاہلوں سے اور طبری وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جب آیت اتری ﴿خذ العفو وامر بالمعروف﴾ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا جبریل علیہ السلام نے کہا میں نہیں جانتا یہاں تک کہ میں اللہ تعالیٰ سے پوچھوں پھر پھرا سو کہا کہ تیرا رب تجھ کو حکم کرتا ہے کہ تو جوڑے جو تجھ سے توڑے اور دے جو تجھ کو نہ دے اور معاف کرے جو تجھ پر ظلم کرے۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ

سورۂ انفال کی تفسیر کا بیان

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْاَنْفَالُ الْمَغَانِمُ قَالَ قَتَادَةُ ﴿رِيْحُكُمْ﴾ اَلْحَرْبُ يُقَالُ نَافِلَةٌ عَطِيَّةٌ.

اس آیت کا بیان کہ تجھ سے پوچھتے ہیں حکم غنیمت کا تو کہہ مال غنیمت کا اللہ کا ہے اور رسول کا ہے سو ڈرو اللہ سے اور صلح کرو آپس میں، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ انفال کے معنی ہیں غنیمتیں۔

فائدہ: اور کہا قتادہ نے کہ ریحکم کے معنی ہیں لڑائی یعنی آیت ﴿وتذهب ريحكم﴾ میں کہا جاتا ہے' نافلة کے معنی ہیں عطیہ یعنی انعام میں یعنی آیت ﴿ومن الليل فتهجد به نافلة لك﴾ غنيمة یہ لفظ سورۂ بنی اسرائیل میں ہے اور ذکر کیا ہے اس کو یہاں واسطے مناسبت لفظ انفال کے۔

فائدہ: ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ غنیمتیں خالص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تھیں ان میں سے کسی کی کچھ چیز نہ تھی اور ابو داؤد وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب جنگ بدر کا دن ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایسا کرے اس کو ایسا ہے یعنی اتنا مال ہے سو یہ آیت اتری۔ (فتح)

٤٢٧٨ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ بَدْرٍ.

۴۲۷۸۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ سورہ انفال کے اترنے کا کیا سبب ہے کہا کہ جنگ بدر کی غنیمتوں کے باب میں اتری۔

اَلشَّوْكَةُ الْحَدُّ ﴿مُرْدِفِيْنَ﴾ فَوْجًا بَعْدَ فَوْجٍ رَّدِفَنِيْ وَأَرْدَفَنِيْ جَآءَ بَعْدِيْ ﴿ذُوْقُوْا﴾ بَاشِرُوْا وَجَرِّبُوْا وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ ذَوْقِ الْفَمِ ﴿فَيَرْكُمَهُ﴾ يَجْمَعَهُ ﴿شَرِّدْ﴾ فَرِّقْ ﴿وَإِنْ جَنَحُوْا﴾ طَلَبُوا السِّلْمَ وَالسَّلْمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ ﴿يُثْخِنَ﴾ يَغْلِبَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مُكَآءً﴾ إِدْخَالُ أَصَابِعِهِمْ فِيْ

یعنی اور شوکة کے معنی ہیں حد یعنی اس آیت میں ﴿وتودون ان غير ذات الشوكة تكون لكم﴾ اور مردفین کے معنی ہیں فوج بعد فوج کے یعنی لگاتار کہا جاتا ہے ردفنی اردفنی یعنی میرے پیچھے آیا، مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿انی ممدكم بالف من الملائكة مردفين﴾ اور ذوقوا کے معنی ہیں مباشرت کرو یعنی عذاب عاجل کی ضرب اعناق اور قطع اطراف سے اور نہیں ہے مراد اس جگہ ذوق سے چکھنا ساتھ زبان کے

أَفْوَاهِهِمْ ﴿وَتَصْدِيَةً﴾ الصَّفِيْرُ ﴿لِيُثْبِتُوْكَ﴾ لِيَحْبِسُوْكَ.

مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ذوقوا وان للكافرين عذاب النار﴾ اور فیركمه کے معنی ہیں جمع کرے اس کو یعنی آیت فیركمه جميعا میں اور شرد کے معنی ہیں جدا کر یعنی اس آیت میں ﴿فشرد بهم من خلفهم﴾ اور ﴿ان جنحوا﴾ کے معنی ہیں اگر طلب کریں صلح اور اسلم اور سلم اور سلام کے ایک معنی ہیں یعنی اس آیت ﴿وان جنحوا للسلم﴾ میں اور يثخن کے معنی ہیں غالب ہو یعنی آیت ﴿حتى يثخن في الارض﴾ میں اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت ﴿ما كان صلاتهم عند البيت الا مكاء وتصديه﴾ کے کہ مکاء کے معنی ہیں داخل کرنا انگلیوں کا اپنے منہ میں اور تصديه کے معنی ہیں سیٹی اور ليثبتوك کے معنی ہیں تجھ کو قید کریں۔

فائدہ: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ قریش نے آپس میں صلاح کی جب صبح ہو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بیڑیوں میں باندھو' آخر حدیث تک۔

بَابٌ ﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ بدتر سب جانداروں میں اللہ کے نزدیک وہی بہرے، گونگے ہیں جو نہیں بوجھتے' کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد اس آیت میں چند لوگ بنی عبدالدار کے قبیلے سے ہیں اور کہا لا يعقلون کی تفسیر میں کہ حق کی پیروی نہیں کرتے۔ (فتح)

٤٢٧٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا وَرْقَآءُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ قَالَ هُمْ نَفَرٌ مِّنْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ.

۴۲۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بدتر سب جانداروں میں نزدیک اللہ کے وہی بہرے' گونگے ہیں جو نہیں بوجھتے کہا وہ بنی عبدالدار کے قبیلے کے چند لوگ ہیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ ایمان والو! حکم مانو

لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾ اِسْتَجِيْبُوْا أَجِيبُوْا لِمَا يُحْيِيكُمْ يُصْلِحُكُمْ.

اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلائے تم کو ایک کام میں جس میں تمہاری زندگی ہے اور جان لو کہ اللہ روک لیتا ہے آدمی سے اس کے دل کو اور یہ کہ اس کے پاس تم جمع ہو گے ، اور استجیبوا کے معنی ہیں حکم مانو اور لما یحییکم کے معنی ہیں تم کو دُرست کرے۔

٤٢٨٠ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ فَمَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِيْ فَلَمْ آتِهٖ حَتّٰى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهٗ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَ أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾ ثُمَّ قَالَ لَأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخْرُجَ فَذَكَرْتُ لَهٗ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعَ حَفْصًا سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ هِيَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ.

۴۲۸۰۔ حضرت سعید بن معلّٰی سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھتا تھا سو حضرت ﷺ میرے پاس سے گزرے سو مجھ کو بلایا سو میں آپ کے پاس نہ آیا یہاں تک کہ میں نے نماز پڑھی پھر میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کس چیز نے منع کیا تجھ کو آنے سے کیا اللہ نے نہیں فرمایا کہ اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلائے تم کو پھر فرمایا کہ میں تجھ کو ایک سورت سکھلاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے افضل ہے نکلنے سے پہلے سو حضرت ﷺ نے مسجد سے نکلنے لگے سو میں نے آپ کو یاد دلایا فرمایا وہ الحمد للہ رب العالمین یعنی سورہ فاتحہ ہے جو سبع مثانی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَإِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ﴾ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَا سَمَّى اللّٰهُ

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب کافروں نے کہا کہ الٰہی ! اگر یہی دین حق ہے تیرے پاس سے تو ہم پر برسا پتھر آسمان سے یا لا ہم پر دکھ کی مار، کہا ابن عیینہ نے کہ نہیں نام رکھا اللہ نے قرآن میں مطر مگر عذاب کا

تَعَالٰی مَطَرًا فِي الْقُرْاٰنِ إِلَّا عَذَابًا وَّتُسَمِّيهِ الْعَرَبُ الْغَيْثَ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا﴾.

یعنی قرآن میں جہاں مطر کا لفظ آیا ہے مراد اس سے عذاب ہے اور عرب کے لوگ مطر مینہ کو بھی کہتے ہیں اور وہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اتارتا ہے مینہ کو بعد ناامید ہونے ان کے

فائدہ: اور تعاقب کیا گیا ہے کلام ابن عیینہ کا ساتھ اس کے کہ قرآن میں مطر بمعنی مینہ کے بھی آیا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے ﴿ان کان بکم اذی من مطر﴾ کہ اس آیت میں مراد مطر سے قطعا مینہ ہے۔ (فتح)

٤٢٨١ ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ هُوَ ابْنُ كُرْدِيْدٍ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَبُوْ جَهْلٍ اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ وَمَا لَهُمْ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ اَلْاٰيَةَ.

۴۲۸۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو جہل نے کہا کہ یا اللہ! اگر یہی دین حق ہے تیرے پاس سے تو برسا ہم پر پتھر آسمان سے یا لا ہم پر دکھ کی مار سو یہ آیت اتری اور اللہ ہرگز ان کو عذاب نہیں کرے گا جب تک تو ان میں تھا اور اللہ ان کو عذاب نہیں کرے گا جب تک بخشواتے رہیں اور انہیں کیا ہے کہ عذاب نہ کرے ان کو اللہ اور حالانکہ وہ خانے کعبے سے روکتے ہیں، الآیۃ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کہ نہیں اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دے گا جب تک تو ان میں ہے اور نہیں اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دے گا جب تک وہ بخشش مانگتے رہیں۔

٤٢٨٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ أَبُوْ جَهْلٍ اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ

۴۲۸۲۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو ابھی گزرا۔

السَّمَآءِ أَوِ آئْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ وَمَا لَهُمْ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ اَلْأٰيَةَ.

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ اس قول کا قائل فقط ابو جہل ہے اور نسبت کیا گیا ہے یہ قول طرف جماعت کے سو شاید پہلے ابو جہل نے کہا تھا پھر باقی لوگ بھی اس کے ساتھ راضی ہوئے اور قتادہ سے روایت ہے کہ کہا یہ قول اس امت کے بے وقوف اور جاہل نے یعنی ابو جہل نے اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ جو کہا کہ جب تک وہ بخشواتے رہیں تو مراد اس سے وہ لوگ ہیں جن کی تقدیر میں ایمان لکھا ہے کہ وہ ایمان لائیں گے یعنی سب کافروں کا استغفار کرنا مراد نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد وہ لوگ ہیں جو اس وقت مکے میں کافروں کے درمیان مسلمان تھے اور ابن جریر نے یزید بن رومان سے روایت کی ہے کہ جب کافروں نے یہ بات کہی کہ الٰہی! اگر یہ دین سچا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا الخ تو شام کو پچھتائے اور کہنے لگے کہ الٰہی! ہم تیری بخشش چاہتے ہیں سو یہ آیت اتری کہ اللہ ان کو عذاب نہیں کرے گا جب تک وہ بخشواتے رہیں اور محمول کرنا آیت کو اسی تیسرے قول پر اولیٰ ہے اور یہ کہ اترا ان پر عذاب جب کہ انہوں نے پچھتانا چھوڑ دیا اور مسلمانوں کی عداوت اور لڑائی میں مبالغہ کیا اور ان کو خانے کعبے سے روکا اور مراد عذاب سے مکہ کا فتح ہونا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّٰهِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ لڑو ان سے یہاں تک کہ باقی نہ رہے فساد اور ہو دین محض اللہ کے واسطے۔

٤٢٨٣ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا حَيْوَةُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا جَآءَهُ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهِ ﴿وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْأٰيَةِ فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ لَّا تُقَاتِلَ كَمَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِيْ

۴۲۸۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد اس کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن کیا تو نہیں سنتا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں' آخر آیت تک سو کیا چیز روکتی ہے تجھ کو لڑنے سے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے بھتیجے! میں اس آیت کی تاویل کرتا ہوں اور نہ لڑنا مجھ کو محبوب تر ہے اس سے کہ اس آیت کی تاویل کروں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مار ڈالے مسلمان کو جان بوجھ کر آخر آیت تک اس مرد

كِتَابِهٖ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِيْ أَغْتَرُّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ وَلَا أُقَاتِلُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَغْتَرَّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ الَّتِيْ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ إِلٰى اٰخِرِهَا قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾ قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ فَعَلْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ كَانَ الْإِسْلَامُ قَلِيْلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِيْ دِيْنِهٖ إِمَّا يَقْتُلُوْنَهٗ وَإِمَّا يُوْثِقُوْنَهٗ حَتّٰى كَثُرَ الْإِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ فَلَمَّا رَأٰى أَنَّهٗ لَا يُوَافِقُهٗ فِيْمَا يُرِيْدُ قَالَ فَمَا قَوْلُكَ فِيْ عَلِيٍّ وَّعُثْمَانَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا قَوْلِيْ فِيْ عَلِيٍّ وَّعُثْمَانَ أَمَّا عُثْمَانُ فَكَانَ اللّٰهُ قَدْ عَفَا عَنْهُ فَكَرِهْتُمْ أَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُ وَأَمَّا عَلِيٌّ فَابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنُهٗ وَأَشَارَ بِيَدِهٖ وَهٰذِهِ ابْنَتُهٗ أَوْ بِنْتُهٗ حَيْثُ تَرَوْنَ.

نے کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے کوئی فساد ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم نے یہ کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کیا جب کہ اسلام کم تھا اور مسلمان تھوڑے تھے سو کوئی مرد اپنے دین میں مبتلا ہوتا تھا یا تو اس کو مار ڈالتے تھے اور یا اس کو قید کرتے تھے یہاں تک کہ اسلام بہت ہوا سو نہ باقی رہا کوئی فساد سو جب اس مرد نے دیکھا کہ نہیں موافقت کرتے ہیں اس سے ابن عمر رضی اللہ عنہما اس چیز میں کہ وہ ارادہ کرتا ہے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تو علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں کیا کہتا ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ کو علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ میں کچھ کلام ہے لیکن عثمان رضی اللہ عنہ سو البتہ اللہ تعالیٰ نے اس سے معاف کر دیا تھا سو تم نے برا جانا یہ کہ اس سے معاف کرو اور لیکن علی رضی اللہ عنہ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی اور داماد ہیں اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے جہاں تم دیکھتے ہو۔

فائدہ: اور حاصل یہ ہے کہ سائل جس امام کا فرمانبردار تھا اس کے مخالف کے ساتھ لڑنے کو جائز جانتا تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کے مخالف سے لڑنے کو جائز نہ جانتے تھے اس چیز میں کہ ملک کے متعلق ہے اور باقی بحث اس کی فتن میں آئے گی اور یہ جو اس نے کہا کہ تو علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں کیا کہتا ہے؟ تو یہ دلالت کرتا ہے کہ سائل خارجی تھا اس واسطے کہ خارجی لوگ شیخین یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو اچھا جانتے تھے اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے حق میں طعن کرتے تھے سو رد کیا اس پر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھ ذکر کرنے مناقب ان دونوں کے اور رتبے ان کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ساتھ عذر بیان کرنے کے اس چیز سے کہ اس نے عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں عیب کیا جنگ اُحد کے بھاگنے سے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کیا اور جس سائل کا ذکر عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب میں گزر چکا ہے تو وہ رافضی تھا اس واسطے کہ اس نے علی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا پس یہ دونوں سائل جدا جدا ہیں یہ اور ہے اور وہ اور تھا۔ (فتح)

٤٢٨٤ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا بَيَانٌ أَنَّ وَبَرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا أَوْ إِلَيْنَا ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ رَجُلٌ كَيْفَ تَرٰى فِي قِتَالِ الْفِتْنَةِ فَقَالَ وَهَلْ تَدْرِي مَا الْفِتْنَةُ كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَ الدُّخُولُ عَلَيْهِمْ فِتْنَةً وَّلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ.

۴۲۸۴۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہماری طرف نکلے سو ایک مرد نے کہا کہ فتنے کی لڑائی میں تیری رائے کیا ہے؟ یعنی اس میں شامل ہونا چاہیے یا نہیں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ کیا ہے فتنہ؟ فتنہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں سے لڑتے تھے اور تھا داخل ہوتا اوپر ان کے فتنہ یعنی اگر کوئی مسلمان ان میں داخل ہوتا تو اس کو مفتون اور مبتلا کرتے یا اس کو مار ڈالتے یا قید کرتے اور نہیں مثل لڑنے تمہارے کے ملک پر یعنی بلکہ ان کی لڑائی دین کے واسطے تھی اس واسطے کہ مشرکین مسلمانوں کو قتل کرتے تھے۔

بَابٌ ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْا أَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے پیغمبر! شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا اگر ہوں تم میں بیس شخص ثابت تو غالب ہوں دو سو پر اور اگر ہوں تم میں سو شخص تو غالب ہوں ہزار کافر پر اس واسطے کہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔

٤٢٨٥ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَمَّا نَزَلَتْ ﴿إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ﴾ فَكُتِبَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَّا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِّنْ عَشَرَةٍ فَقَالَ سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ أَنْ لَّا يَفِرَّ عِشْرُوْنَ مِنْ مِّائَتَيْنِ ثُمَّ نَزَلَتْ ﴿اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ﴾ الْاٰيَةَ فَكَتَبَ أَنْ لَّا يَفِرَّ مِائَةٌ مِّنْ مِّائَتَيْنِ وَزَادَ سُفْيَانُ مَرَّةً نَّزَلَتْ ﴿حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ

۴۲۸۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ اگر تم میں سے بیس شخص ثابت ہوں تو غالب ہوں دو سو پر تو ان پر فرض ہوا کہ ایک مسلمان دس کافروں سے نہ بھاگے اور سفیان راوی نے کئی بار کہا کہ بیس مسلمان دو سو کافر سے نہ بھاگیں پھر یہ آیت اتری کہ اب بوجھ ہلکا کیا اللہ نے تم پر' آخر آیت تک سو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا کہ نہ بھاگیں سو مسلمان دو سو کافر سے اور زیادہ کیا سفیان نے ایک بار کہ اتری یہ آیت کہ شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا اگر ہوں تم میں سے بیس ثابت کہا سفیان نے اور کہا ابن شبرمہ نے کہ میں دیکھتا ہوں کہ نیک بات بتلانا اور برے کام سے روکنا مثل

يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ﴾ قَالَ سُفْيَانُ وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ وَأُرَى الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ مِثْلَ هٰذَا.

جہاد کے ہے یعنی یہ بھی جہاد کے حکم میں ہے اس واسطے کہ علت جامعہ دونوں میں اللہ کا بول بالا کرنا اور باطل کا بھگانا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ان پر لکھا گیا یعنی فرض کیا گیا اور سیاق اگرچہ ساتھ لفظ خبر کے ہے لیکن مراد اس سے امر ہے واسطے دو وجہ کے ایک یہ کہ اگر یہ محض خبر ہوتی تو لازم آتا وقوع خلاف مخبر بہ کا اور یہ محال ہے پس دلالت کی اس نے کہ وہ امر ہے اور دوسرا واسطے قرینے تخفیف کے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوتی ہے تخفیف مگر بعد تکلیف کے اور مراد ساتھ تخفیف کے اس جگہ تکلیف ساتھ اخف چیز کے ہے نہ اٹھانا حکم کا بالکل اور یہ جو کہا کہ سفیان راوی نے کئی بار کہا الخ تو اس کا مطلب یہ ہے سفیان اس کو بالمعنی روایت کرتا تھا کبھی روایت کرتا تھا ساتھ اس لفظ کے کہ قرآن میں واقع ہوا ہے واسطے محافظت کے تلاوت پر اور یہ اکثر روایت ہے اور کبھی بالمعنی روایت کرتا تھا اور وہ یہ ہے کہ نہ بھاگے ایک مسلمان دس کافروں سے اور احتمال ہے کہ اس نے اس کو دونوں لفظ سے سنا ہو اور تاویل اس کے غیر سے ہو اور تائید کرتا ہے اس کی وہ طریق جو اس طریق کے بعد ہے اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے اس میں کہ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تصرف ہے اور روایت کی طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ لکھا گیا ایک مسلمان پر کہ دس کافروں سے نہ بھاگے پھر تخفیف ہوئی پس لکھا گیا کہ ایک مسلمان دو کافروں سے نہ بھاگے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا﴾ اَلْاٰيَةَ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اب اللہ نے بوجھ ہلکا کیا تم پر اور جانا کہ تم میں سستی ہے آخر آیت تک۔

۴۲۸۶ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السُّلَمِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الزُّبَيْرُ بْنُ خِرِّيْتٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حِيْنَ فُرِضَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَّا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِّنْ عَشَرَةٍ فَجَآءَ التَّخْفِيْفُ فَقَالَ ﴿اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ

۴۲۸۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اتری یہ آیت کہ اگر ہوں تم میں بیس شخص ثابت تو غالب ہوں دو سو پر تو یہ حکم مسلمانوں پر دشوار ہوا جب کہ ان پر فرض ہوا کہ ایک مسلمان دس کافر سے نہ بھاگے سو تخفیف آئی یعنی اللہ نے بوجھ ہلکا کیا سو کہا کہ اب اللہ نے بوجھ ہلکا کیا تم پر اور جانا کہ تم میں سستی ہے سو اگر ہوں تم میں سو شخص ثابت تو غالب ہوں دو سو کافر پر کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو جب اللہ نے ان کا بوجھ ہلکا کیا گنتی سے تو گھٹایا گیا صبر ان کا بقدر اس چیز کے کہ ان سے ہلکی ہوئی۔

وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ﴾ قَالَ فَلَمَّا خَفَّفَ اللَّهُ عَنْهُمْ مِّنَ الْعِدَّةِ نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِ بِقَدْرِ مَا خُفِّفَ عَنْهُمْ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ بھاگے ایک مسلمان دو کافروں سے اور نہ قوم اپنی دو برابر سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ واجب ہے ثابت رہنا ایک مسلمان کا دو کافروں کے مقابلے میں اور حرام ہے بھاگنا اوپر اس کے برابر ہے کہ وہ دونوں اس کے پیچھے پڑے ہوں یا وہ دونوں کے پیچھے پڑا ہو اور برابر ہے کہ واقع ہو یہ اس حال میں کہ وہ لشکر کے ساتھ صف میں کھڑا ہو یا وہاں کوئی لشکر نہ ہو اور یہی ہے ظاہر تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اور ترجیح دی ہے اس کو ابن صباغ شافعی نے اور یہی ہے معتمد واسطے موجود ہونے نص شافعی کے اوپر اس کے رسالے جدید میں کہا شافعی رحمہ اللہ نے لیکن اگر دو کافر اس کے پیچھے پڑیں اور وہ بے سامان ہو تو جائز ہے اس کو بھاگنا دونوں کافروں سے یقیناً اور اگر وہ دونوں کے پیچھے پڑا ہو تو کیا حرام ہے اس میں متاخرین کے نزدیک دو وجہیں ہیں صحیح تر یہ ہے کہ حرام نہیں لیکن یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ان آثار کے ظاہر کے مخالف ہے اور وہ ترجمان قرآن کا ہے اور لوگوں میں زیادہ تر پہچاننے والا ہے قرآن کی مراد کو اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جس قدر ان سے تخفیف ہوئی اس قدر ان کا صبر کم ہوا تو ظاہر یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بطور توقیف کے کہا اور احتمال ہے کہ بطریق استقرا کے کہا ہو۔ (فتح)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ ترجمہ پارہ اٹھارواں صحیح بخاری کا تمام ہوا۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

كتاب التفسير

سورة البقرة

سورۃ آل عمران

سورۃ النساء

سورۃ المائدۃ

سورۃ الانعام

سورۃ الأعراف

سورۃ الأنفال

فیض الباری

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

۱۹، ۲۰، ۲۱

مکتبہ اصحاب الحدیث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی با قاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

شرح صحیح بخاری

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام

عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۹

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد ہفتم

مصنف .... علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ
دوسرا ایڈیشن .... اگست 2009ء
ناشر .... مکتبہ اصحاب الحدیث
قیمت کامل سیٹ 10000
کمپوزنگ و پرنٹنگ .... حافظ عبدالوھاب
0321-416-22-60

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔
042-7321823, 0301 4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَهٰذِهٖ تَرْجَمَةُ لِلْجُزْءِ التَّاسِعَ عَشَرَ مِنْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيْ وَفَّقَنَا اللّٰهُ لِانْتِهَآئِهٖ كَمَا وَفَّقَنَا لِاِبْتِدَآئِهٖ.

سُوْرَةُ بَرَآءَةَ — سورہ برأت کی تفسیر کا بیان

فائدہ: یہ سورۂ توبہ ہے اور یہ اس کا مشہور تر نام ہے اور اس کے سوا اس کے اور نام بھی ہیں جو دس سے زیادہ ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ اس کے اول میں بسم اللہ کیوں نہیں لکھی گئی سو بعض لکھتے ہیں اس واسطے کہ وہ تلوار کے ساتھ اتری اور بسم اللہ امان ہے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ جب اصحاب رضی اللہ عنہم نے قرآن کو جمع کیا تو ان کو شک ہوا کہ کیا یہ سورت اور انفال دونوں ایک سورت ہے یا دو سورتیں ہیں جدا جدا سو انہوں نے دونوں کے درمیان فرق کیا ساتھ اس طور کے کہ دونوں کے درمیان ایک سطر خالی چھوڑی نہ اس میں بسم اللہ لکھی اور نہ کچھ اور لکھا روایت کی ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عثمان رضی اللہ عنہ سے اور یہی معتمد ہے اور روایت کیا ہے اس کو احمد اور حاکم اور بعض اہل سنن نے۔ (فتح)

﴿وَلِيْجَةً﴾ كُلُّ شَيْءٍ أَدْخَلْتَهُ فِيْ شَيْءٍ. — ولیجۃ کے معنی ہیں ہر چیز کہ داخل کرے تو اس کو ایک چیز میں یعنی راز دان۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المؤمنین ولیجۃ﴾ یعنی نہیں پکڑا انہوں نے اللہ کے اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے علاوہ کسی کو راز دان۔

﴿اَلشُّقَّةُ﴾ السَّفَرُ. — یعنی اور شقہ کے معنی ہیں سفر بعید یعنی اس آیت میں ﴿ولکن بعدت علیھم الشقۃ﴾ اور بعض کہتے ہیں شقہ وہ زمین ہے جس میں چلنا مشکل ہو۔

اَلْخَبَالُ الْفَسَادُ. — یعنی خبال کے معنی ہیں فساد۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لو خرجوا فیکم ما زادوکم الا خبالا﴾۔

وَالْخَبَالُ الْمَوْتُ. — یعنی اور خبال کے معنی ہیں موت۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ صواب موتہ ہے اور وہ ایک قسم ہے جنون کی۔

﴿وَلَا تَفْتِنِّيْ﴾ لَا تُوَبِّخْنِيْ. کے معنی ہیں مجھ کو نہ جھڑک اور نہ ڈانٹ اور قتادہ سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ مجھ کو گناہ میں نہ ڈال

﴿كَرْهًا﴾ وَ ﴿كُرْهًا﴾ وَاحِدٌ. یعنی کَرھا اور کُرھا کے ایک معنی ہیں یعنی ناخوشی۔

فائدہ: اس اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قل انفقوا طوعا او كرها﴾۔

﴿مُدَّخَلًا﴾ يَدْخُلُوْنَ فِيْهِ. یعنی مدخلا کے معنی ہیں گھسنے کی جگہ کہ اس میں گھسیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لو يجدون ملجأ او مغارات او مدخلا﴾۔

﴿يَجْمَحُوْنَ﴾ يُسْرِعُوْنَ. یعنی یجمحون کے معنی ہیں جلدی کرتے ہیں یعنی اس آیت میں ﴿لولوا اليه وهم يجمحون﴾۔

﴿وَالْمُؤْتَفِكَاتِ﴾ اِئْتَفَكَتِ انْقَلَبَتْ بِهَا الْأَرْضُ. یعنی لفظ موتفکات کہ آیت ﴿والمؤتفكات اتتهم رسلهم بالبينات﴾ میں واقع ہے اس قول سے مشتق ہے کہ کہتے ہیں ائتفکت یعنی الٹ گئی ساتھ اس کے زمین۔

فائدہ: مراد اقوم لوط کی بستیاں ہیں۔

﴿أَهْوٰى﴾ أَلْقَاهُ فِيْ هُوَّةٍ. یعنی اھوی کے معنی ہیں ڈالا اس کو یعنی الٹا بستی کو گہرے مکان میں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿والمؤتفكة اهوىٰ﴾ اور نہیں واقع ہوا ہے یہ کلمہ سورۂ برأت میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سورۂ نجم میں ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ واسطے موافقت مؤتفکات کے۔

﴿عَدْنٍ﴾ خُلْدٍ عَدَنْتُ بِأَرْضٍ، أَيْ أَقَمْتُ وَمِنْهُ مَعْدِنٌ وَّيُقَالُ فِيْ مَعْدِنِ صِدْقٍ فِيْ مَنْبَتِ صِدْقٍ. یعنی لفظ عدن کے معنی آیت ﴿جنات عدن﴾ میں ہمیشگی اور دوام کے ہیں کہا جاتا ہے عدنت بارض یعنی میں اس میں ٹھہرا اور اسی سے مشتق ہے معدن یعنی کہان اور کہا جاتا ہے فی معدن صدق یعنی بیج اگنے کی جگہ میں۔

اَلْخَوَالِفُ الْخَالِفُ الَّذِيْ خَلَفَنِيْ فَقَعَدَ بَعْدِيْ وَمِنْهُ يَخْلُفُهُ فِي الْغَابِرِيْنَ وَيَجُوْزُ أَنْ يَّكُوْنَ النِّسَآءُ مِنَ الْخَالِفَةِ وَإِنْ كَانَ جَمْعَ الذُّكُوْرِ فَإِنَّهُ لَمْ يُوْجَدْ عَلٰى تَقْدِيْرِ جَمْعِهِ إِلَّا حَرْفَانِ فَارِسٌ وَّ یعنی خوالف جو آیت ﴿رضوا بان يكونوا مع الخوالف﴾ میں واقع ہوا ہے جمع خالف کی ہے اور خالف وہ ہے جو میرے پیچھے رہے اور جائز ہے کہ مراد خوالف سے عورتیں ہوں یعنی خوالف جمع خالفہ کی ہو اور اگر جمع مذکر ہو تو نہیں پائے گئے بر تقدیر جمع ہونے کو

فَوَارِسُ وَهَالِكٌ وَ هَوَالِكُ. اس کی کے مگر دو لفظ یعنی فواعل جمع فاعل کے وزن پر عرب کی کلام میں صرف دو ہی لفظ پائے گئے ہیں فوارس جمع فارس کی اور هوالك جمع هالك کی یعنی تو خوالف جمع مذکر نہیں بلکہ جمع مؤنث ہے۔

فائدہ: اور یہ حصر توڑا گیا ہے ساتھ شواہق جمع شاہق کے اور نواکس جمع ناکس و جوائح جمع جائح کے اور مراد ساتھ خوالف کے آیت میں عورتیں اور مرد عاجز ہیں اور لڑکے اور جمع کرنا اس کا جمع مؤنث کے لفظ پر واسطے تغلیب کے ہے اس واسطے کہ عورتیں اپنے غیروں سے زیادہ تھیں اور لیکن قول اللہ تعالیٰ کا مع الخالفين تو جمع کیا گیا ہے یہ لفظ اوپر وزن لفظ جمع مذکر کے واسطے تغلیب کے اس واسطے کہ وہی اصل ہے۔ (فتح)

﴿الْخَيْرَاتُ﴾ وَاحِدُهَا خَيْرَةٌ وَهِيَ الْفَوَاضِلُ. یعنی خیرات جمع کا لفظ ہے اس کا واحد خیرة ہے اور اس کے معنی ہیں نیکیاں اور بھلائیاں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وأولئك لهم الخيرات﴾۔

﴿مُرْجَوْنَ﴾ مُؤَخَّرُوْنَ. اور دوسروں کا کام ڈھیل میں ہے یعنی اس آیت کی تفسیر ﴿و آخرون مرجون لامر الله﴾.

﴿اَلشَّفَا﴾ شَفِيْرٌ وَّهُوَ حَدُّهُ. یعنی شفا کے معنی ہیں شفیر اور وہ حد اس کی ہے یعنی نہایت کنارہ اس کا۔

وَالْجُرُفُ مَا تَجَرَّفَ مِنَ السُّيُوْلِ وَالْأَوْدِيَةِ. اور جرف وہ زمین ہے جو پانی کے بہاؤ سے گرتی ہے

فائدہ: اور ابو عبیدہ نے کہا کہ جرف کچے گڑھے کو کہتے ہیں اور یہ آیت بطور تمثیل کے ہے اس واسطے کہ جو کفر پر بنا کرے اس نے گرنے والی زمین کے کنارے پر بنا کی اور وہ زمین ایسی ہے جو گرتی ہے بہاؤ سے اور نہیں قائم رہتی بنا اوپر اس کے۔ (فتح الباری)

﴿هَارٍ﴾ هَائِرٍ يُقَالُ تَهَوَّرَتِ الْبِئْرُ إِذَا انْهَدَمَتْ وَانْهَارَ مِثْلُهُ. یعنی اور هار کے معنی ہیں هائر یعنی گرنے والی کہا جاتا ہے تهورت البئر جب کہ گر پڑے اور انهار کے بھی یہی معنی ہیں۔

﴿لَأَوَّاهٌ﴾ شَفَقًا وَّ فَرَقًا وَّقَالَ الشَّاعِرُ إِذَا مَا قُمْتُ أَرْحَلُهَا بِلَيْلٍ تَأَوَّهُ آهَةَ الرَّجُلِ الْحَزِيْنِ. یعنی آیت ﴿ان ابراهيم لاواه حليم﴾ میں اواہ کے معنی ہیں بڑا نرم دل آہ مارنے والا واسطے خوف کے اپنے رب سے اور کہا شاعر نے جب میں کھڑا ہوتا ہوں کہ رات میں

اونٹنی کو کسوں تو آہ مارتی ہے مثل آہ مرد غمناک کے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ إِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جواب اور بیزاری ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول سے ان مشرکوں کو جن سے تم نے عہد کیا تھا۔

﴿أَذَانٌ﴾ إِعْلَامٌ.

اذان کے معنی ہیں خبر پہنچانا۔

وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أُذُنٌ﴾ يُصَدِّقُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿ویقولون هو اذن﴾ کے یعنی وہ ہر ایک کا کلام سنتا ہے اللہ نے فرمایا ﴿قل اذن خير لكم يؤمن بالله﴾ یعنی تو کہہ کان (کا کچا) بہتر ہے تمہارے لیے کہ یقین لاتا ہے اللہ پر یعنی تصدیق کرتا ہے ساتھ اللہ کے۔

﴿تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ وَنَحْوُهَا كَثِيْرٌ وَّ الزَّكَاةُ الطَّاعَةُ وَالْإِخْلَاصُ.

یعنی یہ دونوں لفظ اور مانند اس کی یعنی وہ لفظ کہ مادے میں مختلف اور معنی میں ایک ہوں قرآن میں بہت ہیں اور زکوٰۃ کے معنی ہیں بندگی اور اخلاص۔

﴿لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ﴾ لَا يَشْهَدُوْنَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿لا يؤتون الزكاة﴾ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں گواہی دیتے اس کی کہ سوائے اللہ کے کوئی لائق بندگی کے نہیں۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو زکوٰۃ کی بندگی اور توحید کے ساتھ تفسیر کی ہے تو اس میں رد ہے واسطے حجت اس شخص کے جو حجت پکڑتا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ فروع شریعت کے۔ (فتح)

﴿يُضَاهِئُوْنَ﴾ يُشَبِّهُوْنَ.

یعنی اور یضاهئون کے معنی ہیں مشابہت کرتے ہیں کافروں کے قول سے یعنی اس آیت میں ﴿يضاهئون قول الذين كفروا﴾۔

٤٢٨٧ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ اٰخِرُ اٰيَةٍ نَّزَلَتْ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي

۴۲۸۷۔ ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کہا میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ قرآن کی اخیر آیت جو پیچھے اتری آیت ﴿يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة﴾ ہے اور اخیر سورہ جو اتری سورہ برأت ہے۔

الْكَلَالَةِ﴾ وَاٰخِرُ سُوْرَةٍ نَّزَلَتْ بَرَآئَةٌ.

فائدہ: لیکن آیت پس پہلے گزر چکی ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سورہ بقرہ کے بیان میں اور یہ کہ اخیر آیت جو اتری سود کی آیت ہے اور تطبیق یہ ہے کہ دونوں نے اس کو نقل نہیں کیا بلکہ ذکر کیا ہے انہوں نے اس کو استقراء سے باعتبار اس چیز کے کہ اطلاع پائی انہوں نے اوپر اس کے اور اولیٰ اس سے یہ ہے کہ مراد ہر ایک کی دونوں میں سے آخریت مخصوصہ ہے اور لیکن سورہ پس مراد بعض اس کا ہے یا اکثر اس کا نہیں تو اس میں بہت آیتیں ایسی ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سال سے پہلے اتریں اور واضح تر اس سے یہ ہے کہ اول برأت کا اترا پیچھے فتح مکہ کے نویں سال میں جس سال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور البتہ اتری آیت ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ اور حالانکہ وہ سورہ مائدہ میں ہے دسویں سال میں پس ظاہر یہ ہے کہ مراد اکثر حصہ اس کا ہے اور اس میں شک نہیں کہ اس کا اکثر حصہ جنگ تبوک میں اترا اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پچھلی جنگ ہے اور آئندہ آئے گا کہ سب سے پیچھے سورۂ ﴿اذا جآء نصر اللّٰہ﴾ اتری اور اس کی وجہ تطبیق بھی آئندہ آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ اور البتہ کہا گیا ہے بیچ آخریت اُترنے برأت کے کہ مراد بعض اس کا ہے سو بعض کہتے ہیں کہ آیت ﴿فان تابوا واقاموا الصلوۃ﴾ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ﴿لقد جاءکم رسول من انفسکم﴾ اور اصح قول بیچ آخریت نزول آیت کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿واتقوا یوما ترجعون فیه الی اللّٰہ﴾ جیسا کہ سورہ بقرہ میں پہلے گزر چکا ہے اور نقل کیا ہے ابن عبدالسلام نے کہ اخیر آیت کہ اتری کلالہ کی آیت ہے پھر اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچاس دن زندہ رہے پھر سورہ بقرہ کی آیت اتری۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكَافِرِيْنَ﴾ سِيْحُوْا سِيْرُوْا.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ سو پھرو زمین میں چار مہینے اور جان لو کہ تم نہ عاجز کر سکو گے اللہ کو اور یہ کہ اللہ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو اور سیحوا کے معنی ہیں چلو۔

٤٢٨٨ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَّاَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ فِيْ تِلْكَ الْحَجَّةِ فِيْ مُؤَذِّنِيْنَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُوْنَ بِمِنًى اَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ

۴۲۸۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بھیجا اس حج میں یعنی جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حاجیوں کا سردار بنا کر کے میں بھیجا پہلے حجۃ الوداع سے مؤذنوں کی جماعت میں کہ بھیجا ان کو قربانی کے دن کہ حکم سنائیں کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی کہا حمید بن

الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ أَرْدَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ وَّأَمَرَهٗ أَنْ يُّؤَذِّنَ بِبَرَآءَةَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ يَّوْمَ النَّحْرِ فِيْ أَهْلِ مِنًى بِبَرَآءَةَ وَأَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ اٰذَانُهُمْ أَعْلَمَهُمْ.

عبدالرحمن نے کہ پھر حضرت ﷺ نے ان کے پیچھے علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ برأت کا حکم پہنچا دیں، کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو حکم پہنچایا ساتھ ہمارے علی رضی اللہ عنہ نے قربانی کے دن منیٰ والوں میں ساتھ بیزاری کے اور یہ کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی۔

کہا ابو عبداللہ یعنی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اذانھم کے معنی ہیں خبر پہنچائی ان کو۔

فائدہ: کہا طحاوی نے مشکل الآثار میں کہ یہ حدیث مشکل ہے اس واسطے کہ حدیثیں اس قصے میں دلالت کرتی ہیں اس پر کہ حضرت ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو برأت کے ساتھ بھیجا تھا پھر علی رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ حکم پہنچائیں پس کس طرح بھیجا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اور ان کے ساتھیوں کو ساتھ حکم پہنچانے کے باوجود پھیرنے حکم کے ان سے علی کی طرف پھر جواب دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے سردار لوگوں پر اس حج میں بغیر خلاف کے اور علی رضی اللہ عنہ برأت کا حکم پہنچانے کے ساتھ مامور تھے اور شاید علی رضی اللہ عنہ تنہا برأت کا حکم لوگوں کو نہ پہنچا سکتے تھے اور محتاج ہوئے اس شخص کے جوان کی اس پر مدد کرے سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو ان کے ساتھ بھیجا تا کہ علی رضی اللہ عنہ کی اس پر مدد کریں پس حاصل یہ ہے کہ مباشرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی واسطے اس کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم سے تھی اور تھے پکارتے ساتھ اس چیز کے کہ علی رضی اللہ عنہ ان کو سکھاتے اس چیز سے جس کے پہنچانے کا ان کو حکم تھا اور یہ جو حمید نے کہا کہ پھر حضرت ﷺ نے ان کے پیچھے علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ لوگوں کو برأت کی خبر پہنچا دیں تو یہ قدر حدیث سے مرسل ہے اس واسطے کہ حمید نے اس واقع کو نہیں پایا اور نہ تصریح کی اس نے ساتھ سننے اس کے کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے لیکن ثابت ہو چکا ہے بھیجنا علی رضی اللہ عنہ کا کئی طریقوں سے پس روایت کی ہے طبری نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا بھیجا حضرت ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ساتھ برأت کے اہل مکہ کی طرف اور ان کو حاجیوں کا سردار بنایا پھر مجھ کو اس کے پیچھے بھیجا سو میں ان کو جا ملا تو میں نے ان سے برأت کو لیا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا حال ہے میرا؟ فرمایا بہتر تو میرا ساتھی ہے غار میں اور میرا ساتھی ہے حوض کوثر پر لیکن بات یوں ہے کہ نہ پہنچائے گا میری طرف سے کوئی سوائے میرے یا کوئی مرد مجھ سے اور روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت ﷺ نے برأت کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا پھر علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور برأت پہنچانے کا حکم ان کو دیا اور فرمایا کہ نہیں لائق ہے کسی کو کہ پہنچائے یہ حکم مگر کوئی مرد میرے گھر والوں میں سے اور یہ واضح کرتا

ہے حضرت ﷺ کے قول کو جو دوسری حدیث میں ہے کہ نہ پہنچائے میری طرف سے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد خصوص قصے مذکورہ کا ہے نہ مطلق تبلیغ یعنی اس واسطے کہ مطلق تبلیغ احکام شرع کی ہر ایک شخص کو جائز ہے پس نہی تبلیغ کی علی رضی اللہ عنہ کے غیر کو خاص اس قصے تبلیغ برأت میں ہے اور روایت کی ہے سعید بن منصور اور ترمذی وغیرہ نے زید بن یثیع سے کہا میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو کس چیز کے ساتھ بھیجا تھا؟ کہا ساتھ اس کے کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر ایماندار آدمی اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی اور نہ جمع ہو مسلمان ساتھ مشرک کے حج میں بعد اس برس کے اور جس کے ساتھ عہد ہو تو اس کا کیا عہد اپنی مدت تک ہے اور جس کے ساتھ کوئی عہد وپیمان نہ ہو تو اس کے واسطے چار مہینے کی مہلت ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کلام اخیر کے اس پر کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فسیحوا فی الارض اربعة اشهر﴾ خاص ہے ساتھ اس شخص کے جس کے واسطے مطلق کوئی عہد نہ تھا یا عہد تھا پر اس میں کوئی مدت معین نہ تھی مثلا چار مہینے یا کم وبیش اور لیکن جس کے واسطے کوئی عہد تھا کسی مدت معین تک تو اس کا عہد اپنی مدت تک ہی قائم ہے پس روایت کی ہے طبری نے ابن اسحاق کے طریق سے کہا کہ وہ دو قسم کے لوگ تھے ایک قسم وہ لوگ تھے جن کے ساتھ عہد چار مہینے سے کم تھا سو ان کو چار مہینے کے تمام ہونے تک مہلت دی گئی اور ایک قسم وہ لوگ تھے جن کے ساتھ عہد تھا بغیر مدت معین کے سو چھوٹی کی گئی وہ مدت چار مہینے تک اور نیز روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ چار مہینے اس شخص کے واسطے مدت ہے جس کے ساتھ عہد مقرر تھا بقدر چار مہینے کے یا اس سے زیادہ اور لیکن جس کے واسطے کوئی عہد نہ تھا تو اس کی مدت حرام کے مہینوں کا گزرنا ہے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فاذا انسلخ اشهر الحرم فاقتلوا المشركين﴾ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے مکے کے چند مشرکوں سے عہد کیا ہوا تھا سو سورہ برأت اتری سو ڈالا گیا طرف ہر ایک کی عہد اس کا اور ان کو چار مہینے کی مہلت دی اور جس کے ساتھ کچھ عہد نہ تھا تو اس کی مدت حرام کے مہینوں کا گزرنا ہے اور زہری سے روایت ہے کہ تھا اول چار مہینے کا نزدیک اترنے برأت کے شوال میں سو تھا اخیر ان کا اخیر محرم کا اور ساتھ اس کے تطبیق دی جاتی ہے درمیان ذکر چار مہینے کے اور درمیان قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فاذا انسلخ الاشهر الحرم فاقتلوا المشركين﴾ اور بعید جانا ہے اس کو طبری نے اس اعتبار سے کہ ان کو خبر تو اس وقت پہنچی تھی جب کہ واقع ہوئی ساتھ اس کے ندا ذی الحجہ میں پس کیونکر کہا جائے گا کہ پھر لو چار مہینے اور حالانکہ نہیں باقی رہا تھا اس سے مگر کم دو مہینے سے اور یہ جو فرمایا کہ اس برس کے بعد یعنی بعد اس زمانے کے جس میں برأت کا حکم پہنچانا واقع ہوا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِىْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ

باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کے اور حکم سنا دینا ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول سے لوگوں کو دن بڑے حج کے کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول سو اگر تم

خَيْرٌ لَّكُمْ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ﴾ آذَنَهُمْ أَعْلَمَهُمْ.

توبہ کرو تو تمہارے لیے بھلا ہے اور اگر تم منہ پھیرو تو جان لو کہ تم عاجز نہ کرسکو گے اللہ کو اور خوشخبری دے منکروں کو دکھ والی مار کی۔

٤٢٨٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي الْمُؤَذِّنِيْنَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُوْنَ بِمِنًى أَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّ لَايَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدٌ ثُمَّ أَرْدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ فَأَمَرَهُ أَنْ يُّؤَذِّنَ بِبَرَآءَةٍ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِيْ أَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ بِبَرَآئَةٍ وَأَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.

۴۲۸۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ بھیجا مجھ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیچ اس حج کے پکارنے والوں کی جماعت میں بھیجا ان کو قربانی کے دن کہ پکاریں منیٰ میں یہ کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی۔ کہا حمید نے پھر حضرت ﷺ نے ان کے پیچھے علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا سو ان کو حکم دیا کہ برأت کی خبر پہنچائیں۔ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو حکم پہنچایا ساتھ ہمارے علی رضی اللہ عنہ نے منیٰ والوں یعنی حاجیوں میں قربانی کے دن ساتھ برأت کے اور یہ کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حکم پہنچایا ساتھ ہمارے علی رضی اللہ عنہ نے قربانی کے دن الخ تو کرمانی نے کہا کہ اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ صرف اس بات کے ساتھ مامور تھے کہ برأت کا حکم پہنچائیں پس کیونکر حکم سنائیں گے ساتھ اس کے کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شریک کرنے والا پھر جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ علی رضی اللہ عنہ نے برأت کا حکم سنایا اور منجملہ اس چیز سے کہ شامل ہے اس پر برأت یہ ہے کہ نہ حج کرے بعد اس برس کے کوئی مشرک اور یہ حکم ماخوذ ہے اس آیت سے ﴿**انما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا**﴾ اور احتمال ہے کہ دونوں چیز کے پہنچانے کا ان کو حکم ہوا ہو برأت کا بھی اور اس چیز کا بھی جس کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ مامور کر کے بھیجے گئے تھے۔ میں کہتا ہوں اور یہ جو کہا یؤذن ببراءة تو اس میں مجاز ہے اس واسطے کہ ان کو حکم تھا کہ سورۂ برأت کی چند اور تیس آیتیں پہنچائیں انتہا ان کے نزدیک اس آیت کی ہے ﴿**ولو كره المشركون**﴾ جیسا کہ طبری نے محمد بن کعب وغیرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے نویں سال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاجیوں کا سردار بنا کر کے میں بھیجا اور علی رضی اللہ عنہ کو تیس یا چالیس آیات کے ساتھ بھیجا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ عرفات

میں آئے اور خطبہ پڑھا پھر کہا کہ اے علی! اٹھ کھڑے ہو اور حضرت ﷺ کا پیغام پہنچاؤ سو میں نے کھڑے ہو کر سورۂ برأت کی اول سے چالیس آیتیں پڑھیں پھر ہم پھرے یہاں تک کہ ہم نے جمرہ کو کنکر مارے سو میں خیمہ تلاش کرنے لگا تا کہ ان پر برأت پڑھوں اس واسطے کہ خطبے میں سب لوگ حاضر نہ تھے اور یہ جو کہا کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک تو یہ قول نکالا گیا ہے اس آیت سے ﴿فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا﴾ اور یہ آیت صریح ہے اس میں کہ مشرکوں کو مسجد حرام میں داخل ہونا منع ہے اگرچہ حج کا قصد نہ رکھتے ہوں لیکن چونکہ حج مقصود اعظم تھا اور اس سے ان کو صریح منع ہوا تو جو اس کے سوا ہے وہ بطریق اولیٰ منع ہوگا اور مراد ساتھ مسجد حرام کے اس جگہ سب حرم ہے اور دارمی اور نسائی اور ابن خزیمہ وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے پہلے برأت کو ساتویں ذی الحجہ کے دن پڑھا پھر اس کو قربانی کے دن پڑھا پھر اس کو کوچ کے دن پڑھا تو اس میں تطبیق یوں ہے کہ ان تین جگہوں میں تو علی رضی اللہ عنہ نے ساری سورت پڑھی اور لیکن ان کے سوا باقی وقتوں میں سو تھے پکارتے ساتھ احکام مذکورہ کے کہ نہ حج کرے بعد اس برس کے کوئی مشرک الخ اور تھے مدد لیتے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس پکارنے میں اور واقع ہوا ہے یعلی کی حدیث میں نزدیک احمد کے جب سورہ برأت کی دس آیتیں اتریں تو حضرت ﷺ نے ان کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو مکہ والوں پر پڑھیں یعنی سو جب ذی الحلیفہ میں پہنچے تو فرمایا کہ نہ پہنچائے اس کو مگر کوئی مرد میرے گھر والوں میں سے پھر مجھ کو بلایا سو فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جا مو سو جس جگہ کہ تم ان کو جا ملو اس سے برأت لے لینا سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پلٹ آئے سو عرض کیا کہ یا حضرت! کیا میرے حق میں کوئی چیز اتری؟ فرمایا نہیں مگر یہ کہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ہرگز نہ پہنچائے آپ ﷺ کی طرف سے مگر آپ یا کوئی مرد آپ کا کہا عماد بن کثیر نے کہ نہیں ہے یہ مراد کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسی وقت فوراً راہ سے پلٹ آئے بلکہ مراد یہ ہے کہ حج کر کے پلٹ آئے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی مانع اس سے کہ ظاہر پر محمول ہو یعنی اسی وقت پلٹ آئے واسطے قریب ہونے مسافت راہ کے اور یہ جو کہا کہ دس آیتیں تو مراد اول اس کا ﴿انما المشرکون نجس﴾ ہے۔ (فتح الباری)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا تھا۔

٤٢٩٠ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهٗ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَهٗ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ أَمَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۴۲۹۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھیجا ان کو اس حج میں جس پر ان کو حضرت ﷺ نے سردار بنایا حجۃ الوداع سے پہلے ایک جماعت میں کہ لوگوں میں پکاریں یہ کہ بیشک نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی، سو حمید راوی

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُوْنَ فِي النَّاسِ أَنْ لَّا يُحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ فَكَانَ حُمَيْدٌ يَقُوْلُ يَوْمُ النَّحْرِ يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ مِنْ أَجْلِ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ.

کہتا تھا کہ قربانی کا دن حج اکبر کا دن ہے بسبب دلیل حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ قربانی کا دن حج اکبر کا دن ہے تو مدرج کیا ہے اس زیادتی کو شعیب نے زہری سے کما تقدم فی الجزیة اور اس کا لفظ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ بھیجا مجھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پکارنے والوں میں دن قربانی کے منیٰ میں نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا اور حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو اکبر کہا گیا بسبب کہنے لوگوں کے عمرے کو حج اصغر یعنی حج چھوٹا سو پھینکا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے طرف لوگوں کے اس برس میں عہد ان کا سو نہ حج کیا سال حجۃ الوداع کے جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تھا کسی مشرک نے انتہی۔ اور یہ جو اس نے کہا کہ حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے تو استنباط کیا ہے اس کو حمید نے اس آیت سے ﴿واذان من الله ورسوله الى الناس يوم الحج الاكبر﴾ اور پکارنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سے ساتھ اس کے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے قربانی کے دن پس دلالت کی اس نے کہ مراد ساتھ دن حج اکبر کے قربانی کا دن ہے اور شعیب کی روایت کے سیاق سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود اس کو لوگوں میں پکارا اور حالانکہ اس طرح نہیں پس تحقیق اتفاق ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایتوں کا اس پر کہ جو چیز کہ تھے پکارتے ساتھ اس کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے دو چیزیں تھیں ایک مشرک کو حج سے منع کرنا دوسرا ننگے کو طواف سے منع کرنا اور علی رضی اللہ عنہ بھی ان دو چیزوں کے ساتھ پکارتے تھے اور اتنا زیادہ کرتے تھے کہ جس کے واسطے عہد ہو تو اس کا عہد اس کی مدت تک ہے اور یہ کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں کوئی مگر مسلمان اور گویا کہ یہ اخیر جملہ مانند توطیہ کی ہے واسطے اس قول کے کہ نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی مشرک اور لیکن جو حکم کہ اس سے پہلے ہے تو وہ حکم وہ ہے کہ خاص کیے گئے ساتھ پہنچانے اس کے کی علی رضی اللہ عنہ اور اسی واسطے علماء نے کہا ہے کہ حکمت بیچ بھیجنے علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہ ہے کہ عادت عرب کی جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے کہ نہ توڑے عہد کو مگر جس نے عہد کیا ہو یا جو اس کے اہل بیت سے ہو سو جاری رکھا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ان کی عادت پر اور اسی واسطے کہا کہ نہ پہنچائے میری طرف سے مگر میں یا کوئی مرد میرے اہل بیت سے اور روایت کی ہے احمد اور نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب کہ ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برأت کے ساتھ مکے کی طرف بھیجا سو ہم پکارتے تھے

کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر نفس مسلمان اور نہ طواف کرے گرد خانے کعبے کے کوئی ننگا آدمی اور جو شخص کہ اس کے
اور حضرت ﷺ کے درمیان عہد ہو تو اس کی مدت چار مہینے ہے اور جب چار مہینے گزر جائیں تو اللہ بیزار ہے مشرکوں
سے اور اس کا رسول بھی اور نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک سو میں پکارتا تھا یہاں تک کہ میری آواز بیٹھ گئی
اور یہ جو کہا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا ہے اکبر الخ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں نزدیک ابوداؤد کے مرفوع
اس طور سے ہے کہ یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ قربانی کا دن ہے، فرمایا یہ دن حج اکبر کا ہے اور
اختلاف ہے کہ حج اصغر یعنی چھوٹے حج سے کیا مراد ہے؟ جمہور اس پر ہیں کہ مراد عمرہ ہے موصول کیا ہے اس کو
عبدالرزاق نے عبداللہ بن شداد کے طریق سے جو ایک بڑا تابعی ہے اور موصول کیا ہے اس کو طبری نے ایک جماعت
سے ان میں ہے عطاء اور شعبی اور مجاہد سے روایت ہے کہ مراد حج اکبر سے قران ہے اور مراد اصغر سے افراد ہے اور
دن حج اکبر کا قربانی کا دن ہے اس واسطے کہ اس میں کامل ہوتی ہیں باقی عبادتیں حج کی اور ثوری سے روایت ہے کہ
حج کے دنوں کا نام حج اکبر رکھا جاتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے دن فتح کا اور تائید کی ہے اس کی سہیلی نے ساتھ اس کے
کہ علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ساتھ اس کے سب دنوں میں اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ اہل جاہلیت عرفات میں کھڑے
ہوتے تھے اور جب قربانی کے دن کی صبح ہوتی تو سب لوگ مزدلفہ میں کھڑے ہوتے سو اس کو اکبر کہا گیا اس واسطے
کہ اس میں سب لوگ جمع ہوتے تھے اور حسن سے روایت ہے کہ نام رکھا گیا ساتھ اس کے واسطے اتفاق حج تمام اہل
ادیان کے بیچ اس کے اور روایت کی ہے طبری نے ابوجحیفہ کے طریق سے کہ حج اکبر کا دن عرفہ کا دن ہے اور سعید بن
جبیر رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ وہ قربانی کا دن ہے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ نواں دن
اور وہ عرفہ کا دن ہے جب گزر جائے پہلے وقوف عرفات سے تو نہیں فوت ہوتا ہے حج برخلاف دسویں دن کے اس
واسطے کہ جب وقوف سے پہلے رات گزر جائے تو حج فوت ہو جاتا ہے اور ترمذی میں علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع اور موقوف
روایت ہے کہ حج اکبر قربانی کا دن ہے اور راجح موقوف ہونا اس کا ہے اور یہ جو کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہر ایک کی طرف
اس کا عہد پھینکا تو یہ بھی مرسل ہے حمید کے قول سے اور مراد یہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ حکم کھول کر پہنچایا
اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ اقتصار کیا حضرت ﷺ نے اوپر پہنچانے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آپ کی
طرف سے ساتھ برأت کے اس واسطے کہ وہ شامل ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدح کو سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ اس کو ابو
بکر رضی اللہ عنہ کے غیر سے سنواریں اور یہ غفلت ہے اس کے قائل سے اس کا باعث یہ ہے کہ اس نے گمان کیا کہ مراد
پہنچانا ساری برأت کا ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں واسطے اس کے کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اور سوائے اس کے کچھ
نہیں کہ ان کو تو صرف اس کے اول کے پہنچانے کا حکم تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ کا حج ذی الحجہ میں تھا برخلاف اس چیز کے جو منقول ہے مجاہد وغیرہ سے اور میں نے مغازی میں ان کے

قول نقل کیے ہیں اور وجہ دلالت کی اس پر کہ ان کا حج ذی الحجہ میں تھا یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھیجا مجھ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس حج میں قربانی کے دن اور اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ قول مجاھد کا اگر ثابت نہ ہو تو مراد ساتھ دن نحر کے وہ وقوف کے دن کی صبح ہے برابر ہے کہ وقوف ذی قعدہ میں واقع ہوا ہو یا ذی الحجہ میں ہاں عمرو بن شعیب کے طریق سے روایت ہے کہا کہ کسی سال میں ایک مہینہ ٹھہراتے تھے اور کسی سال میں دو مہینے یعنی حج کرتے تھے ایک مہینے میں دو بار دو برسوں میں پھر تیسرے سال اس کے سوا اور مہینے میں حج کرتے تھے کہا پس نہیں واقع ہوتا ہے حج حج کے دنوں میں مگر ہر پچیس سال میں سو جب حج ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہوا تو موافق پڑا یہ سال حج کے مہینے کو پس نام رکھا اس کا حج اکبر اتفاق ہے سب روایتوں کا اس پر کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حج نویں سال میں تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَقَاتِلُوْا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ لڑو کفر کے سرداروں سے کہ البتہ ان کا کوئی عہد و پیمان نہیں۔

٤٢٩١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا يَحْيٰی حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ مَا بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ وَّلَا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ إِلَّا أَرْبَعَةٌ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ إِنَّكُمْ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُخْبِرُوْنَا لَا نَدْرِيْ فَمَا بَالُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ يَبْقُرُوْنَ بُيُوْتَنَا وَيَسْرِقُوْنَ أَعْلَاقَنَا قَالَ أُولٰٓئِكَ الْفُسَّاقُ أَجَلْ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا أَرْبَعَةٌ أَحَدُهُمْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَّوْ شَرِبَ الْمَآءَ الْبَارِدَ لَمَا وَجَدَ بَرْدَهٗ.

۴۲۹۱۔ زید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اس نے کہا کہ نہیں باقی رہا اس آیت والوں میں سے کوئی مگر تین آدمی اور نہ منافقوں میں سے مگر چار آدمی تو ایک گنوار نے کہا کہ بیشک تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہو ہم کو خبر دو ہم نہیں جانتے سو کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ہمارے گھروں میں نقب زنی کرتے ہیں اور ہمارے عمدہ مال چراتے ہیں؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ لوگ گنہگار ہیں یعنی یہ لوگ نہ کافر ہیں اور نہ منافق ہاں نہیں باقی رہے ان میں سے مگر چار آدمی ایک ان میں بہت بوڑھا ہے اگر ٹھنڈا پانی پیئے تو اس کی ٹھنڈک نہ پائے یعنی واسطے دور اور باطل ہونے خواہش اس کی کے اور فاسد ہونے معدے اس کے کی سو نہیں فرق کر سکتا درمیان رنگوں کے اور نہ ذائقوں کے۔

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس حدیث میں مبہم یعنی ان تینوں کا نام معلوم نہیں اور کہا اسماعیلی نے کہ لائق یہ تھا کہ یہ حدیث سورہ ممتحنہ میں نقل کی جاتی اور شاید جس نے اس کو سورہ برأت میں بیان کیا ہے اس کی سند وہ حدیث ہے جو طبری نے زید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اس نے یہ آیت پڑھی ﴿فقاتلوا ائمۃ الکفر﴾ کہا کہ نہیں لڑائی ہوئی اس آیت والوں سے اور مراد ساتھ اس کے کہ نہیں لڑائی ہوئی ان سے یہ ہے کہ

نہیں واقع ہوئی لڑائی ساتھ ان کے واسطے نہ واقع ہونے شرط کے اس واسطے کہ آیت کا لفظ یہ ہے ﴿وان نکثوا ایمانهم من بعد عهدهم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا﴾ یعنی اگر اپنے قول قرار کے بعد اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو لڑو کفر کے سرداروں سے سو جب نہ واقع ہوا ان سے توڑنا قسموں کا اور نہ طعن تو نہ لڑائی کی گئی ساتھ ان کے اور روایت کی ہے طبری نے سدی کے طریق سے کہا کہ مراد ساتھ اماموں کفر کے کفار قریش ہیں اور ضحاک سے ہے کہ مراد ساتھ ائمہ کفر کے مشرکین مکہ کے سردار ہیں اور مراد ساتھ تین کے ابوسفیان بن حرب اور سہیل بن عمرو ہے اور چاروں منافقوں کے نام مجھ کو معلوم نہیں ہوئے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ کہ گاڑ رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ کی راہ میں سو ان کو خوشخبری سنا دکھ والی مار کی۔

٤٢٩٢ ـ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكُوْنُ كَنْزُ اَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ.

۴۲۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ تم میں سے کسی کا خزانہ قیامت کے دن گنجا سانپ ہوگا۔

فائدہ: اسی طرح وارد کیا ہے ساتھ اختصار کے اور وہ نزدیک ابونعیم کے مستخرج میں اور طریق سے ہے ابو الیمان سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کا مالک اس سے بھاگتا پھرے گا اور وہ اس کے پیچھے پڑے گا کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں سو ہمیشہ اس کے پیچھے رہے گا یہاں تک کہ اس کو نگل جائے گا اور اس حدیث کی شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٤٢٩٣ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ مَرَرْتُ عَلٰى اَبِيْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ فَقُلْتُ مَا اَنْزَلَكَ بِهٰذِهِ الْاَرْضِ قَالَ كُنَّا بِالشَّامِ فَقَرَاْتُ ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

۴۲۹۳۔ حضرت زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ابو ذر رضی اللہ عنہ پر ربذہ (ایک جگہ کا نام ہے نزدیک مدینہ کے) میں گزرا میں نے کہا کس چیز نے تجھ کو اس زمین میں اتارا؟ یعنی تم نے کس سبب سے اس جگہ رہنا اختیار کیا؟ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم شام میں تھے سو میں نے یہ آیت پڑھی جو لوگ کہ گاڑ رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ کی راہ

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ قَالَ مُعَاوِيَةُ مَا هٰذِهِ فِينَا مَا هٰذِهِ إِلَّا فِي أَهْلِ الْكِتَابِ قَالَ قُلْتُ إِنَّهَا لَفِينَا وَفِيهِمْ.

میں سو خوشخبری سنا ان کو دکھ کی مار کی سو کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یعنی اور حالانکہ وہ اس وقت شام میں حاکم تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کہ یہ آیت ہم مسلمانوں کے حق میں نہیں یہ تو صرف یہود اور نصاریٰ کے حق میں ہے میں نے کہا کہ بیشک ہمارے اور ان کے دونوں گروہوں کے حق میں ہے یعنی عام ہے کسی گروہ کے ساتھ خاص نہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے جس دن آگ دہکا دیں گے اس مال پر دوزخ میں پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں کہا جائے گا یہ ہے جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب چکھو مزہ اپنے گاڑنے کا۔

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الزَّكَاةُ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللّٰهُ طُهْرًا لِلْأَمْوَالِ.

خالد بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکلے سو اس نے کہا یہ وعید زکوۃ کے نازل ہونے سے پہلے تھی سو جب زکوۃ اتاری گئی یعنی فرض ہوئی تو ٹھہرایا اس کو اللہ نے سبب پاکی کا واسطے مالوں کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ﴾ هُوَ الْقَائِمُ.

باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کی کہ بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جس دن پیدا کیے آسمان اور زمین ان میں چار مہینے ادب کے ہیں یہی ہے سیدھا دین یعنی ان چار مہینوں کا حرام ہونا یہی ہے سیدھا دین جو ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے اور قیم کے معنی قائم یعنی مستقیم۔

فائدہ: یعنی جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تو سال بارہ مہینے کا ٹھہرایا۔

٤٢٩٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ

۴۲۹۴۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک زمانہ گھوم کر اپنی اصل حالت پر ویسا ہو گیا

عَنِ ابْنِ أَبِیْ بَکْرَةَ عَنْ أَبِیْ بَکْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ کَهَیْئَتِهٖ یَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مُّتَوَالِیَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِیْ بَیْنَ جُمَادٰی وَشَعْبَانَ.

جیسا اس دن تھا جب کہ اللہ نے زمین وآسمان کو پیدا کیا تھا برس بارہ مہینے کا ہے ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یعنی ان میں لڑنا بھڑنا درست نہیں، تین مہینے تو برابر لگے ہوئے ہیں سو ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور چوتھا مضر کا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کھیئتہ یعنی گھوما گھومنا مثل حالت اپنی کے اور لفظ زمان کا بولا جاتا ہے تھوڑے وقت پر بھی اور بہت وقت پر بھی اور مراد ساتھ گھومنے اس کے واقع ہونا نویں ذی الحجہ کا ہے اس وقت میں کہ داخل ہوا اس میں سورج برج حمل میں جس جگہ کہ برابر ہوتے ہیں رات اور دن اور یہ جو کہا کہ برس بارہ مہینے کا ہے یعنی برس عربی قمری اور ذکر کیا ہے طبری نے اس کے سبب میں ابو مالک سے کہا کہ کافر برس تیرہ مہینے کا ٹھہراتے تھے پس کھوتے تھے دن اور مہینے اسی طرح اور جو کہا کہ تین مہینے برابر لگے ہوئے ہیں تو اس میں اشارہ ہے طرف باطل کرنے اس چیز کے کہ تھے کرتے اس کو لوگ جاہلیت کے زمانے میں مؤخر کرنے بعض حرام کے مہینوں سے سو کہتے ہیں کہ محرم کا نام صفر رکھتے تھے اور صفر کا نام محرم رکھتے تھے تا کہ نہ جمع ہوں ان پر تین مہینے پے در پے کہ ان میں لڑنے کا موقع نہ پائیں پس اسی واسطے کہا کہ تین مہینے پے در پے اور جاہلیت کے زمانے میں لوگ کئی قسم تھے بعض محرم کا نام صفر رکھتے تھے پس حلال جانتے تھے اس میں لڑائی کو اور حرام ہوتی لڑائی صفر میں اور نام رکھتے اس کا محرم اور بعض ایک سال اس طرح کرتے تھے اور ایک سال اس طرح کرتے تھے اور بعض دو سال اس طرح کرتے تھے اور دو سال اس طرح کرتے تھے اور بعض پیچھے ہٹاتے تھے صفر کو ربیع الاول تک اور ربیع کو طرف اس چیز کی کہ اس کے متصل ہے اور اسی طرح لگا تار یہاں تک کہ ہوتا شوال ذی قعدہ اور ذی قعدہ ذی الحجہ پھر پھرتا پس دوہراتا عدد کو اصل پر اور یہ جو کہا کہ رجب مضر کا تو عرب میں مضر ایک قوم کا نام تھا وہ رجب کو بہت مانتے تھے اس واسطے رجب کو ان کی طرف نسبت کیا برخلاف ان کے غیر کے پس کہا جاتا ہے کہ ربیعہ کی قوم اس کے بدلے رمضان کو مانتے تھے اور عرب میں بعض وہ لوگ تھے جو ٹھہراتے تھے رجب اور شعبان میں جو ذکر کیا گیا ہے محرم اور صفر میں پس حلال جانتے تھے لڑنا رجب میں اور حرام جانتے تھے شعبان میں اور جاہلیت کے وقت لوگ حرام کے بعض مہینوں کو پیچھے ہٹاتے تھے پس حلال کرتے تھے حرام کے مہینے کو اور حرام کرتے تھے بدلے اس کے اور مہینے کو یہاں تک کہ چھوڑی گئی تخصیص چار مہینوں کی ساتھ تحریم کے احیانا اور واقع ہوئی تحریم طلقاً چار مہینوں کی برس سے پس معنی حدیث کے یہ ہیں کہ مہینے پلٹ آئے طرف اس چیز کی کہ تھے اوپر اس کے اور باطل ہوئی نسی یعنی

پیچھے ہٹا دینا مہینے کا اپنے وقت سے اور کہا خطابی نے کہ جاہلیت کے زمانے میں مخالفت کرتے تھے کافر سال کے مہینوں میں ساتھ حرام کرنے کے اور حلال کرنے کے اور آگے کرنے کے اور پیچھے ہٹانے کے واسطے اُن اسباب کے کہ پیش آتے ان کو ایک سبب ان میں سے جلدی کرنا ہے لڑائی میں پس حرام مہینے کو حلال جانتے تھے اور اس کے عوض اور مہینے کو حرام کرتے تھے پس بدل جاتے تھے اس میں مہینے سال کے سو جب کئی سال اسی طرح گزر جاتے تو زمانہ گھوم کر اپنی اصل حالت پر پھر آ جاتا سو جس سال حضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کیا تو اتفاق سے ذی الحجہ کا مہینہ دونوں حساب سے ٹھیک پڑا اصل کے حساب سے بھی اور کافروں کے حساب سے بھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب زمانہ گردش کھا کر اصل حساب پر ٹھیک ہو گیا ہے اب کوئی اس حساب کو نہ بگاڑے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ أَيْ نَاصِرُنَا السَّكِيْنَةُ فَعِيْلَةٌ مِّنَ السُّكُوْنِ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی دوسرا دو کا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے اور معنی معنا کے یہ ہیں کہ یہ ہمارا مدد گار اور سکینہ فعیلہ ہے سکون سے یعنی چین اور تسکین۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف ان دو آیتوں کے ﴿ان اللّٰه معنا﴾ اور ﴿فانزل اللّٰه سكينته على رسوله﴾۔

٤٢٩٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَرَأَيْتُ آثَارَ الْمُشْرِكِيْنَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ رَفَعَ قَدَمَهٗ رَآنَا قَالَ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا.

۴۲۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھا میں ساتھ حضرت ﷺ کے غار میں سو میں نے مشرکوں کے قدم دیکھے میں نے کہا یا حضرت! اگر کوئی ان میں سے اپنا قدم اٹھائے تو ہم کو دیکھ لے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا گمان ہے تیرا ساتھ ان دو کے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔

٤٢٩٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ قَالَ حِيْنَ وَقَعَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ قُلْتُ أَبُوْهُ الزُّبَيْرُ وَأُمُّهٗ أَسْمَآءُ وَخَالَتُهٗ عَائِشَةُ وَجَدُّهٗ أَبُوْ بَكْرٍ وَّجَدَّتُهٗ صَفِيَّةُ فَقُلْتُ لِسُفْيَانَ إِسْنَادُهٗ فَقَالَ حَدَّثَنَا فَشَغَلَهٗ إِنْسَانٌ

۴۲۹۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے کہا جب کہ اس کے اور ابن زبیر کے درمیان گفتگو واقع ہوئی میں نے کہا کہ اس کا باپ زبیر ہے اور اس کی ماں اسماء ہے اور اس کی خالہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اور اس کا نانا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے اور اس کی دادی صفیہ رضی اللہ عنہا ہے، عبداللہ بن محمد کہتا ہے سو میں نے سفیان سے کہا کہ اس کی اسناد کیا ہے؟ اس نے کہا حدثنا پھر مشغول کیا اس کو ایک آدمی نے اور نہ کہا اس نے ابن جریج۔

وَلَمْ يَقُلِ ابْنُ جُرَيْجٍ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب کہ اس کے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان گفتگو واقع ہوئی یعنی بسبب بیعت کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ یزید بن معاویہ کی بیعت سے باز رہے یعنی انھوں نے نے یزید کی بیعت سے انکار کیا اور اس پر بہت اصرار کیا یہاں تک کہ یزید نے مسلم بن عقبہ کو لشکر دے کر مدینہ پر بھیجا پس واقع ہوئی لڑائی حرہ کی یعنی مدینے سے باہر پتھریلی زمین میں لڑائی واقع ہوئی پھر یزید کا لشکر مکے کی طرف متوجہ ہوا سو ان کا امیر مسلم مر گیا پھر شامی لشکر کا سردار حصین بن نمیر ہوا سو اس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو مکے میں گھیرا اور منجنیق سے خانے کعبے میں آگ پھینکی یہاں تک کہ خانہ کعبہ جل گیا پھر اچانک ان کو یزید کے مرنے کی خبر پہنچی تو وہ لشکر شام کی طرف پلٹ گیا اور قائم ہوئے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کعبے کے بنانے میں پھر ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف بلایا سو اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی اور اہل حجاز اور مصر اور عراق اور خراسان اور اکثر اہل شام نے ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کی پھر غالب ہوا مروان شام پر سو قتل کیا اس نے ضحاک بن قیس سردار کو جو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مرج راہط میں حاکم تھا اور گزرا مروان طرف مصر کی اور غالب ہوا او پر اس کے اور یہ سب واقعہ ۶۴ھ میں ہوا اور کامل ہوئی بنا کعبے کی ۶۵ھ میں پھر ۶۵ھ میں مروان مر گیا اور اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوا اور غالب ہوا مختار بن ابی عبید کوفے پر سو بھاگا وہاں سے جو شخص کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے تھا اور محمد بن علی بن ابی طالب معروف ابن حنفیہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما دونوں مکے میں مقیم تھے جب سے حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے سو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے اپنی بیعت طلب کی وہ دونوں بیعت سے باز رہے اور کہا کہ ہم بیعت نہیں کرتے یہاں تک کہ جمع ہوں لوگ ایک خلیفے پر اور ایک جماعت نے اس امر میں ان دونوں کی پیروی کی سو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان پر سختی کی اور ان کو قید کیا یہ خبر مختار کو پہنچی اس نے ان کی طرف ایک لشکر تیار کر کے بھیجا سو لشکر نے دونوں کو مکے سے نکالا اور ان سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے لڑنے کی اجازت مانگی سو دونوں اجازت دینے سے باز رہے اور طائف کی طرف نکلے اور وہاں رہے یہاں تک کہ ۶۹ھ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما فوت ہوئے اور ابن حنفیہ نے ان کے بعد رضویٰ کی طرف کوچ کیا جو نام ہے ایک پہاڑ کا ینبع میں اور وہاں رہے پھر شام میں داخل ہونے کا ارادہ کیا سو ایلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ۷۳ھ میں فوت ہوئے اور یہ واقعہ پیچھے قتل ہونے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہے صحیح قول پر اور گمان کیا ہے فرقہ کیسانیہ نے کہ ابن حنفیہ زندہ ہے اور بیشک وہی ہے مہدی اور یہ کہ وہ نہ مرے گا یہاں تک کہ ساری زمین کا مالک ہوگا اور اسی قسم کی ان کی اور بہت خرافات ہیں نہیں ہے یہ جگہ ان کے بیان کرنے کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ چھانٹا ہے میں نے اس کو طبقات ابن سعد اور تاریخ طبری وغیرہ سے واسطے بیان کرنے مراد کے ساتھ قول ابن ابی ملیکہ کے جب کہ اس کے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان گفتگو واقع ہوئی۔ اور واسطے قول اس کے دوسرے

طریق میں سو میں صبح کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو میں نے کہا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑے اور واسطے قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لوگوں نے کہا یعنی جو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف تھے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر میں نے کہا اور کہاں ہے یہ امر خلافت کا دور اس سے یعنی وہ اس کا مستحق ہیں واسطے اس چیز کے کہ ان کے واسطے ہے مناقب مذکورہ سے لیکن باز رہا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیعت سے واسطے اس چیز کے کہ ہم نے ذکر کی اور روایت کی ہے فاکہی نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن حنفیہ دونوں مدینہ میں تھے پھر مکے میں آرہے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت چاہی سو دونوں نے نہ مانا یہاں تک کہ جمع ہوں کسی خلیفے پر تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان پر تنگی کی تو دونوں نے عراق کی طرف ایلچی بھیجا تو چار ہزار آدمیوں کا ایک لشکر ان کی طرف آیا سو لشکر نے دونوں کو قیدی پایا سو ان کو چھڑا کر طائف میں لائے اور یہ جو کہا کہ نہیں کہا سفیان نے ابن جریج تو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اس کے واسطے تحدیث کے ساتھ تصریح کے لیکن چونکہ نہ کہا ابن جریج تو احتمال ہے کہ ارادہ کیا ہو کہ ان کے درمیان کوئی واسطہ داخل کرے اور احتمال ہے کہ واسطہ نہ داخل کرے اور اسی واسطے مدد لی ہے بخاری نے ساتھ نکالنے حدیث کے اور وجہ سے ابن جریج سے۔ (فتح)

٤٢٩٧ ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ وَكَانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ فَغَدَوْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ أَتُرِيْدُ أَنْ تُقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَتُحِلَّ حَرَمَ اللّٰهِ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَ بَنِي أُمَيَّةَ مُحِلِّيْنَ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا أُحِلُّهُ أَبَدًا قَالَ قَالَ النَّاسُ بَايِعْ لِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقُلْتُ وَأَيْنَ بِهٰذَا الْأَمْرِ عَنْهُ أَمَّا أَبُوْهُ فَحَوَارِيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ الزُّبَيْرَ وَأَمَّا جَدُّهُ فَصَاحِبُ الْغَارِ يُرِيْدُ أَبَا بَكْرٍ وَّأُمُّهُ فَذَاتُ النِّطَاقِ يُرِيْدُ أَسْمَآءَ وَأَمَّا خَالَتُهُ فَأُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ وَأَمَّا عَمَّتُهُ فَزَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

۴۲۹۷۔ ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ گفتگو تھی سو میں صبح کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا سو میں نے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑو؟ یعنی اس واسطے کہ تو اس سے بیعت نہیں کرتا سو تو حلال کرے لڑنا اللہ کے حرم میں؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں اس کام سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں بیشک اللہ نے مقدر کیا ہے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اور بنو امیہ کو حلال کرنے والے یعنی وہ حرم مکہ میں لڑنے کو جائز جانتے تھے اور قسم ہے اللہ کی البتہ میں اس کو کبھی نہیں حلال کروں گا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لوگ کہتے تھے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کرو سو میں نے کہا اور یہ خلافت اس سے بعید نہیں یعنی وہ اس کے مستحق ہیں یعنی اس واسطے کہ ان کا باپ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خالص مددگار ہے یعنی زبیر رضی اللہ عنہ اور اسی طرح نانا اس کا سو صاحب غار ہے یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ماں اس کی تو ذات النطاق

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ خَدِيْجَةَ وَأَمَّا عَمَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَدَّتُهُ يُرِيْدُ صَفِيَّةَ ثُمَّ عَفِيْفٌ فِي الْإِسْلَامِ قَارِئٌ لِلْقُرْاٰنِ وَاللّٰهِ إِنْ وَصَلُوْنِيْ وَصَلُوْنِيْ مِنْ قَرِيْبٍ وَّإِنْ رَّبُّوْنِيْ رَبَّنِيْ أَكْفَاءٌ كِرَامٌ فَاٰثَرَ التُّوَيْتَاتِ وَالْأُسَامَاتِ وَالْحُمَيْدَاتِ يُرِيْدُ أَبْطُنًا مِنْ بَنِيْ أَسَدٍ بَنِيْ تُوَيْتٍ وَّ بَنِيْ أُسَامَةَ وَ بَنِيْ أَسَدٍ أَنَّ ابْنَ أَبِي الْعَاصِ بَرَزَ يَمْشِيْ قُدَمِيَّةَ يَعْنِيْ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ وَإِنَّهُ لَوّٰى ذَنَبَهُ يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ.

ہے یعنی اسماء رضی اللہ عنہا اور اسی طرح خالہ اس کی سو ایمانداروں کی ماں ہے یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسی طرح پھوپھی اس کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے یعنی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی سو اس کی دادی ہے یعنی صفیہ رضی اللہ عنہا پھر وہ عفیف ہے اسلام میں قاری ہے قرآن کا قسم ہے اللہ کی اگر بنو امیہ مجھ سے سلوک کریں تو بسبب قرابت کے سلوک کریں اور اگر میری پرورش کریں تو میری پرورش کریں بزرگ خاندان یعنی حسب میں سو مقدم کیا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ پر تویتات کو اور اسامات کو اور حمیدات کو مراد ان کی چند بطن ہیں بنی اسد کے تویت سے اور بنی اسامہ سے اور بنی اسد سے بیشک بنو ابن ابی العاص یعنی عبدالملک بن مروان بن حکم ظاہر ہوا اس حال میں کہ چلتا تھا ناز اور نخرے سے اور اسی یعنی ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی دم مروڑی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ نے مقدر کیا ہے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو الخ تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منسوب کیا گیا ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس کی طرف اگرچہ امیہ کی اولاد ہی نے پہلے پہل اس کے ساتھ لڑائی شروع کی تھی اور اس کو گھیرا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہلے پہل لڑائی ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شروع ہوئی کہ اس نے ان کو اپنی جان سے ہٹایا اس واسطے کہ اس کے بعد اللہ نے ان کو اس سے رد کیا گھیرا اس نے بنی ہاشم کو تا کہ اس سے بیعت کریں پس شروع کیا اس نے اس چیز میں کہ خبر دیتی ہے ساتھ مباح ہونے لڑائی کے حرم میں اور شاید کہ بعض لوگ اسی وجہ سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو حرم میں لڑائی حلال کرنے والا کہتے ہیں اور یہ جو کہا انا لا احل ابدا یعنی میں لڑائی کو کبھی اس میں مباح نہ کروں گا اور یہ مذہب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے کہ نہ لڑائی کی جائے حرم میں اگرچہ اس سے اس میں مقابلہ کیا جائے اور مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ قول اپنے کے اگر مجھ سے جوڑیں تو بسبب قرابت کے جوڑیں بنی امیہ ہیں جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر کلام ابی مخنف اخباری کی اس واسطے کہ اس نے ذکر کیا ہے کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما کو موت حاضر ہوئی تو اپنے بیٹوں کو جمع کیا سو کہا کہ اے بیٹو! جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے خلافت کی بیعت لی تو میں نے اس کی کمر کو مضبوط کیا اور میں نے لوگوں کو اس کی بیعت کی طرف بلایا اور میں نے اپنے چچیرے بھائیوں کو چھوڑا بنی امیہ سے کہ اگر ہم کو قبول کریں تو قبول کریں امثال اور اگر ہم کو پرورش کریں تو پرورش کریں بزرگ اور یہ جو کہا بسبب

قرابت کے تو یہ اس واسطے ہے کہ بنی امیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے چچیرے بھائی ہیں اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وہ ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہے اور امیہ بن عبدالشمس بن عبدمناف ہے اور عبدالمطلب چچیرا بھائی امیہ کا ہے جو جد ہے مردان بن حکم بن ابی العاص کا اور ہاشم اور عبدشمس دونوں بھائی تھے اور اس کا بیان ایک روایت میں صریح آ چکا ہے جیسے کہ روایت کی ہے ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں حدیث مذکور میں اس واسطے کہ بیشک اس نے کہا بعد اس قول کے عفيف في الاسلام قارئ للقرآن اور میں نے اپنے چچیرے بھائیوں کو چھوڑا اگر مجھ سے سلوک کریں تو سلوک کریں بسبب قرابت کے یعنی باوجود اس کے کہ وہ مجھ سے قرابت کے سبب سلوک کرتے ہیں میں نے ان کو چھوڑ کر اس کے ساتھ اعتقاد کیا لیکن پھر بھی ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے میری قدر شناسی نہ کی اور غیر کو مجھ پر مقدم کیا اور باوجود اس کے کہ میں نے اپنے چچیرے بھائیوں بنی امیہ کو چھوڑ دیا پھر بھی وہ قرابت کے سبب مجھ سے سلوک کرتے ہیں اور ساتھ اس کے مستقیم ہوگی کلام اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کا بازو مضبوط کیا سو اس نے غیر کو مجھ پر مقدم کیا تو میں ذلت کے ساتھ راضی نہ ہوا اور لیکن تویتات پس نسبت ہے طرف بنی تویت بن اسد کی اور اسی طرح اسامات پس نسبت ہے طرف بنی اسامہ بن اسد کی اور رہے حمیدات پس منسوب ہے طرف بنی حمید بن زبیر بن حارث کی کہا ازرقی نے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو بلاتا تھا اذن میں تو بنی اسد کو بنی ہاشم وغیرہ سے پہلے بلاتا تھا پس یہ معنی ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے کہ اس نے مجھ پر تویتات وغیرہ کو مقدم کیا تو جب عبدالملک بن مروان حاکم ہوا تو اس نے بنی عبدشمس کو مقدم کیا پھر بنی ہاشم اور بنی مطلب اور بنی نوافل کو پھر دیا بنی حارث کو پہلے بنی اسد کے اور کہا کہ البتہ میں مقدم کروں گا ان پر بعید تر بطن قریش کے پس تھا کرتا وہ اس کو واسطے مبالغہ کے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں اور یہ جو کہا يمشي القدمية تو خطابی وغیرہ نے کہا کہ معنی اس کے تبختر ہیں اور وہ مثال ہے مراد یہ ہے کہ وہ طلب کرتا ہے بڑے کاموں کو اور سبقت چاہتا ہے، کہا ابن اثیر نے کہ قدمیہ کے معنی ہیں مقدم ہونا بزرگی اور فضیلت میں اور یہ جو کہا کہ ابن زبیر نے اپنی دم مروڑی تو مراد اس کی ساتھ اس کے متاخر ہونا اور پیچھے رہنا اس کا ہے بڑے کاموں سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے بزدلی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹتا ہے اور یہی ہے مناسب واسطے قول اس کے کے عبدالملک کے حق میں يمشي القدمية یعنی آگے بڑھتا ہے اور جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اس واسطے کہ عبدالملک ہمیشہ اپنے کام میں بڑھتا گیا اور دن بدن اس کے کام میں ترقی ہوتی گئی یہاں تک کہ اس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے عراق چھین لیا اور اس کے بھائی مصعب کو مار ڈالا پھر مکے میں ابن زبیر کی طرف لشکر تیار کیا اور ہوا جو ہوا اور ہمیشہ رہا کام ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا تنزل اور پستی میں یہاں تک کہ شہید ہوا اللہ ان پر رحم کرے۔ (فتح)

٤٢٩٨ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بِنِ مَيْمُوْنٍ

۴۲۹۸۔ حضرت ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم ابن

حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ دَخَلْنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَلَا تَعْجَبُوْنَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ قَامَ فِي أَمْرِهِ هٰذَا فَقُلْتُ لَأُحَاسِبَنَّ نَفْسِي لَهُ مَا حَاسَبْتُهَا لِأَبِي بَكْرٍ وَّلَا لِعُمَرَ وَلَهُمَا كَانَا أَوْلَى بِكُلِّ خَيْرٍ مِّنْهُ وَقُلْتُ ابْنُ عَمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ أَبِي بَكْرٍ وَّابْنُ أَخِي خَدِيْجَةَ وَابْنُ أُخْتِ عَائِشَةَ فَإِذَا هُوَ يَتَعَلَّى عَنِّي وَلَا يُرِيْدُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنِّي أَعْرِضُ هٰذَا مِنْ نَّفْسِي فَيَدَعُهُ وَمَا أُرَاهُ يُرِيْدُ خَيْرًا وَّإِنْ كَانَ لَا بُدَّ لَأَنْ يَّرُبَّنِي بَنُوْ عَمِّي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَّرُبَّنِي غَيْرُهُمْ.

عباس رضی اللہ عنہما کے پاس اندر داخل ہوئے تو اس نے کہا کہ کیا تم ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے تعجب نہیں کرتے کہ اپنے اس کام یعنی خلافت میں کھڑا ہوا یعنی لوگوں سے اپنی خلافت کی بیعت لیتا ہے سو میں نے کہا کہ البتہ میں اس کے واسطے اپنے نفس سے جھگڑوں گا نہیں جھگڑا کیا میں نے اس کے واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور نہ واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے اور البتہ وہ دونوں لائق تر تھے ساتھ ہر ایک نیکی کے اس سے اور میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کا بیٹا ہے اور زبیر کا بیٹا ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھانجا ہے سو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے اونچا ہوتا ہے اور نہیں چاہتا کہ میں اس کے خاص دوستوں سے ہوں سو میں نے کہا کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ میں (اس کے واسطے) اپنے نفس سے عاجزی ظاہر کروں اور وہ مجھ سے اس کے ساتھ راضی نہ ہو اور نہیں گمان کرتا میں اس کو کہ وہ میرے ساتھ نیکی کا ارادہ کرتا ہو یعنی اس کا یہ ارادہ نہیں کہ میرے ساتھ بھلا کرے اگرچہ اس سے کوئی چارہ نہیں البتہ میرے چچیرے بھائیوں کا مجھ پر سردار ہونا زیادہ تر پیارا ہے مجھ کو اس سے کہ ان کا غیر مجھ پر سردار ہو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں اپنے نفس سے جھگڑا کروں گا یعنی اس کی خیر خواہی میں نہایت کوشش کروں گا اور اس سے ایذا دور کرنے میں نہایت کوشش کروں گا اور کہا داؤدی نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ البتہ ذکر کروں گا میں مناقب اس کے سے وہ چیز جو نہیں ذکر کی میں نے مناقب شیخین سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ کام واسطے مشترک ہونے لوگوں کے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں برخلاف ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے کہ اس کے مناقب ان کے مناقب کی طرح مشہور نہ تھے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو لوگوں کے واسطے ظاہر کیا واسطے انصاف کرنے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس کے لیے سو جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے واسطے انصاف نہ کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے رجوع کیا اور یہ جو کہا کہ میرے چچیرے بھائیوں کا مجھ پر سردار ہونا مجھ کو بہت پیارا ہے ان کے غیر کے مجھ پر سردار ہونے سے تو تیمی

نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میرا بنی امیہ کی فرمانبرداری میں ہونا بہت پیارا ہے مجھ کو میرے بنی اسد کے فرمانبرداری میں ہونے سے اس واسطے کہ بنی امیہ قریب تر ہیں طرف بنی ہاشم کی بنی اسد سے کما تقدم، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ يَتَأَلَّفُهُمْ بِالْعَطِيَّةِ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور جن کے دل کو الفت دلائی جاتی ہے اور کہا مجاہد نے کہ الفت کرتے ان سے ساتھ بخشش کے۔

٤٢٩٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ وَّقَالَ أَتَأَلَّفُهُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَّا عَدَلْتَ فَقَالَ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ.

۴۲۹۹۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی چیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجی گئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چار آدمیوں میں تقسیم کیا اور فرمایا کہ میں ان سے لگاوٹ کرتا ہوں تو ایک مرد نے کہا کہ آپ نے انصاف نہیں کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی وہ لوگ نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر نشانے سے۔

فائدہ: وارد کیا ہے اس کو بخاری نے ساتھ نہایت اختصار کے اور مبہم چھوڑا گیا ہے اس میں باعث اور مبعوث اور نام چار آدمیوں کا اور جنگ حنین میں ان سب کا ذکر گزر چکا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ﴾ ﴿يَلْمِزُونَ﴾ يَعِيبُونَ وَ ﴿جُهْدَهُمْ﴾ وَجَهْدَهُمْ طَاقَتَهُمْ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ وہ لوگ جو طعن کرتے ہیں رغبت کے ساتھ خیرات کرنے والے مسلمانوں کو اور ان پر جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت اور یلمزون کے معنی ہیں عیب دیتے ہیں اور جَهدهم اور جُهدهم کے معنی ہیں اپنی طاقت۔

٤٣٠٠ - حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ لَمَّا أُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحَامَلُ فَجَآءَ أَبُو عَقِيلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ وَّجَآءَ إِنْسَانٌ بِأَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ

۴۳۰۰۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کو خیرات کرنے کا حکم ہوا تو ہم میں سے بعض آدمی بعض کے واسطے اجرت سے بوجھ اٹھاتا تھا سو ابو عقیل آدھا صاع کھجور لایا اور دوسرا آدمی اس سے زیادہ لایا تو منافقوں نے کہا کہ بیشک اللہ اس کے صدقے سے بے پرواہ ہے اور اس دوسرے نے تو یہ کام دکھلانے کے واسطے کیا سو اتری یہ آیت کہ جو لوگ

عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا وَمَا فَعَلَ هٰذَا الْأٰخَرُ إِلَّا رِيَآءً فَنَزَلَتْ ﴿اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ إِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ اَلْأٰيَةَ.

طعن کرتے ہیں محبت کے ساتھ خیرات کرنے والے مسلمانوں کو اور ان کو جو نہیں پاتے مگر اپنی طاقت۔

فائدہ: یہ جو کہا نتحامل تو پہلے گزر چکی ہے یہ حدیث زکوۃ میں اس لفظ سے تحامل یعنی مزدور ٹھہراتے تھے ہم اپنے نفسوں کو بوجھ اٹھانے میں اور یہ جو کہا کہ دوسرا آدمی اس سے زیادہ لایا تو پہلے گزر چکی ہے یہ حدیث زکوۃ میں اس لفظ سے کہ ایک مرد بہت چیز لایا اور بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیرات کرو میں چاہتا ہوں کہ ایک لشکر بھیجوں سو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! میرے پاس چار ہزار ہے سو میں دو ہزار اپنے اللہ کو قرض دیتا ہوں اور دو ہزار اپنی بیوی لڑکے کے واسطے رکھ لیتا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ برکت کرے اس میں جو تو نے دیا اور جو اپنے پاس رکھا اور ابن اسحاق نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ تبوک میں لوگوں کو خیرات کی رغبت دلائی سو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ چار ہزار لائے سو کہا کہ یا حضرت! میرے پاس آٹھ ہزار مال ہے میں چار ہزار آپ کے پاس لایا ہوں اور چار ہزار اپنے پاس رکھ لیا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ برکت کرے تیرے واسطے اس چیز میں کہ تو نے دی اور جو تو نے رکھی اور عاصم بن عدی نے اس دن سو وسق کھجور خیرات کی اور ایک روایت میں ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ چار سو اوقیہ سونے کا لایا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اس دن نو سو اونٹ لایا اور ایک روایت میں ہے کہ آٹھ ہزار اشرفی لایا اور ایک روایت میں ہے کہ آٹھ ہزار درہم لایا اور یہ سخت اختلاف ہے اس مقدار میں جس کو عبدالرحمٰن لایا اور زیادہ صحیح طریق یہ ہے کہ وہ آٹھ ہزار درہم تھے۔ اور مطوعین وہ لوگ ہیں جو جہاد کرتے ہیں بغیر استعانت رزق کے، بادشاہ سے یا اس کے غیر سے اور والذین لا یجدون معطوف ہے مطوعین پر۔ (فتح)

٤٣٠١ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمْ زَآئِدَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالصَّدَقَةِ فَيَحْتَالُ أَحَدُنَا حَتّٰى يَجِيْءَ بِالْمُدِّ وَإِنَّ لِأَحَدِهِمُ الْيَوْمَ مِائَةَ أَلْفٍ كَأَنَّهُ يُعَرِّضُ بِنَفْسِهِ.

۴۳۰۱۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو خیرات کرنے کا حکم کرتے تھے سو ہم میں سے کوئی اپنے آپ کو بوجھ اٹھانے میں مزدور ٹھہراتا یہاں تک کہ ایک مد اناج لاتا اور بیشک آج ان میں سے ایک کے پاس لاکھ ہے گویا کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو مراد رکھتا ہے۔

فائدہ: نہیں ذکر کیا اس نے ممیز لاکھ کا پس احتمال ہے کہ درہم ہوں یا دینار یا مد اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا اعمش نے کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ بہت مالدار ہو گئے تھے کہا ابن بطال نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خیرات کرتے تھے جو پاتے تھے یعنی تنگدستی کی حالت میں اور یہ لوگ مالدار ہیں اور خیرات نہیں کرتے اور یہ معنی بعید ہیں اور کہا ابن منیر نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ باوجود کم ہونے چیز کے خیرات کرتے تھے اور اس میں تکلف کرتے تھے پھر اللہ نے ان پر فراخی کی پس خیرات کرنے لگے فراخی سے اور باوجود نہ خوف ہونے تنگی کے میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ مراد اس کی یہ ہو کہ حرص کرنا خیرات پر اب واسطے آسان ہونے ماخذ اس کے کی ساتھ فراخی کے کہ اللہ نے ان پر کی اولیٰ ہے حرص کرنے سے اوپر اس کے باوجود تکلیف اٹھانے ان کے کی یا مراد اس کی اشارہ ہے طرف تنگ ہونے گزران کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور یہ واسطے کم ہونے فتوح اور غنیمتوں کے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور اشارہ ہے طرف کشادہ ہونے گزران ان کی کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد واسطے بہت ہونے فتح اور غنیمتوں کے آپ کے بعد۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ تو ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگے تو بھی اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔

٤٣٠٢ ـ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ جَآءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ أَنْ يُّعْطِيَهُ قَمِيْصَهُ يُكَفِّنُ فِيْهِ أَبَاهُ فَأَعْطَاهُ ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ رَبُّكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۳۰۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی منافق مر گیا تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا کرتا مانگا کہ اس میں اپنے باپ کو کفنائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کرتا دیا پھر اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اس پر نماز پڑھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جنازہ پڑھنے کو اٹھے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑا سو کہا کہ یا حضرت! آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اللہ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ نے مجھ کو ان کی مغفرت مانگنے اور نہ مانگنے میں اختیار دیا ہے سو فرمایا کہ تو ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے واسطے ستر بار

وَسَلَّمَ إِنَّمَا خَيَّرَنِيَ اللّٰهُ فَقَالَ ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً﴾ وَسَأَزِيْدُهُ عَلَى السَّبْعِيْنَ قَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ قَالَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾.

بخشش مانگے تو بھی ان کو اللہ ہرگز نہ بخشے گا اور میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگوں گا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ منافق ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی سو اللہ نے یہ آیت اتاری اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ اگر میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگوں تو اس کی مغفرت ہوگی تو میں ستر بار سے زیادہ مانگتا اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو بخشش مانگنے اور نہ مانگنے پر اختیار دیا ہے یعنی آیت میں صاف منع نہیں کیا آیت میں تو اللہ نے یہی فرمایا ہے کہ ستر بار بخشش مانگنے سے مغفرت نہ ہوگی میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا اگر اس کی مغفرت جانوں اور یہ جو کہا کہ جب عبداللہ بن ابی مر گیا تو ذکر کیا ہے حاکم نے اکلیل میں کہ وہ جنگ تبوک سے پھرنے کے بعد مرا تھا نویں سال ماہ ذی قعدہ میں اور وہ بیس دن بیمار رہا ابتدا اس کی بیماری کی شوال کے اخیر میں تھی کہتے ہیں کہ وہ اور اس کے تابعدار جنگ تبوک سے پیچھے رہے تھے اور انہیں لوگوں کے حق میں یہ آیت اتری ﴿لو خرجوا فیکم ما زادوکم الا خبالا﴾ اور یہ تقریر رد کرتی ہے ابن تین کے قول کو کہ یہ قصہ ابتدائے اسلام میں تھا پہلے قرار پانے اسلام کے سے اور یہ جو کہا کہ اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو یہ عبداللہ کا بیٹا اس کا فضلائے اصحاب میں ہے جنگ بدر وغیرہ میں موجود تھا اور شہید ہوا جنگ یمامہ کے دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور منجملہ اس کے مناقب سے یہ ہے کہ اس کے باپ کی بعض باتیں اس کو پہنچیں سو اس نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے مار ڈالنے کی اجازت مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھی طرح سے اس کی صحبت کر اور شاید کہ وہ اپنے باپ کو ظاہر میں مسلمان جانتا تھا پس اسی واسطے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کی کہ اس کے پاس حاضر ہوں اور اس کا جنازہ پڑھیں اور البتہ وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے کہ یہ کام اس نے اپنے باپ کی وصیت سے کیا تھا اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو عبدالرزاق اور طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن ابی نے مرتے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس اندر گئے تو فرمایا کہ ہلاک کیا تجھ کو یہود کی محبت نے سو اس نے کہا کہ یا حضرت! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واسطے بلایا ہے کہ آپ میرے واسطے مغفرت مانگیں میں نے آپ کو اس واسطے نہیں بلایا کہ مجھ کو جھڑکیں پھر اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا کرتا مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سوال قبول کیا اور یہ حدیث مرسل ہے باوجود معتبر

ہونے اس کے راویوں کے اور قوی کرتی ہے اس کو وہ چیز جو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب عبداللہ بن ابی بیمار ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور اس سے کلام کیا تو اس نے کہا کہ میں نے سمجھا جو آپ نے کہا سو آپ مجھ پر احسان کیجئے اور مجھ کو اپنے کرتے میں کفن دیجیے اور مجھ پر نماز پڑھیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا اور شاید مراد عبداللہ بن ابی کی ساتھ اس کے ہٹانا عار کا تھا اپنی اولاد اور قرابتیوں سے اس کے مرنے کے بعد سو ظاہر کی اس نے رغبت بیچ نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر اس کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ظاہر حال سے اس کا سوال قبول کیا یہاں تک کہ اللہ نے اس سے پردہ اٹھایا اور کھول کر بیان فرمایا کما سیاتی اور یہ خوب تر جواب ہے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ اس قصے کے اور یہ جو کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑا تو ترمذی کی روایت میں ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اٹھ کھڑا ہوا سو میں نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ ابن ابی پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن ایسا ایسا کہا تھا؟ اشارہ کیا انہوں نے اس کے قول کی طرف ﴿لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا﴾ اور اس کے اس قول کی طرف کہ ﴿لیخرجن الاعز منها الاذل﴾ وسیاتی بیانہ فی تفسیر سورۃ المنافقین اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اللہ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے تو اس طرح واقع ہوا ہے اس روایت میں مطلق ہونا نہی کا نماز سے یعنی اس میں نماز کی ممانعت ہے اور یہ نہایت مشکل ہے اشکال یہ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہاں سے سمجھ کر کہی کہ اللہ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے سو بعض نے کہا کہ یہ بعض راویوں سے وہم ہے اور کہا قرطبی نے کہ شاید یہ واقع ہوا تھا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں پس ہوگا الہام کے قبیل سے اور احتمال ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز کا منع ہونا اس آیت سے سمجھا ہو ﴿ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین﴾ میں کہتا ہوں دوسرا احتمال یعنی جو قرطبی نے کہا قریب تر ہے پہلے احتمال سے اس واسطے کہ منافقوں پر نماز پڑھنے سے پہلے نہی نہیں گزری اس دلیل سے کہ اس نے اس حدیث کے اخیر میں کہا کہ پھر اللہ نے یہ آیت اتاری ﴿ولا تصل علی احد منهم﴾ اور ظاہر یہ ہے کہ باب کی روایت میں مجاز ہے بیان کیا ہے اس کو اس روایت نے جو اس سے پہلے باب میں عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے ساتھ اس لفظ کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اللہ نے آپ کو ان کے واسطے بخشش مانگنے سے منع کیا ہے اور اسی طرح روایت کی ہے اس سے طبری وغیرہ نے پس شاید کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آیت سے سمجھا جو اکثر اور غالب ہے عرب کی زبان سے کہ حرف او تخییر کے واسطے نہیں بلکہ واسطے برابر کرنے کے ہے عدم وصف مذکور میں یعنی ان کے واسطے بخشش مانگنا اور نہ مانگنا برابر ہے اور یہ مانند اس آیت کے ہے ﴿سواء علیهم استغفرت لهم ام لم تستغفر لهم﴾ لیکن دوسرا صریح تر ہے اور اس واسطے وارد ہوا ہے کہ یہ آیت اس قصے کے بعد اتری اور نیز عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آیت ﴿سبعین مرة﴾ سے سمجھا کہ وہ

مبالغہ کے واسطے ہے اور عدد معین کا کوئی مفہوم نہیں بلکہ مراد نفی مغفرت کی ہے واسطے ان کے یعنی ان کی مغفرت نہیں ہوگی اگرچہ بہت ہو مانگنا بخشش کا پس حاصل ہوگی اس سے نہی بخشش مانگنے سے پس مطلق کہا اس نے اس کو اور نیز عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ مقصود اعظم مردے پر نماز پڑھنے سے مانگنا مغفرت کا ہے واسطے مردے کے اور شفاعت کرنا واسطے اس کے پس اس واسطے لازم پکڑا اس نے نہی مغفرت مانگنے کی سے نماز کے نہ پڑھنے کو پس اسی واسطے آیا ہے اس سے اس روایت میں مطلق ہونا نہی کا نماز سے اور انہیں امروں کے واسطے انکار کرنا چاہا اس نے عبداللہ بن ابی پر نماز پڑھنے سے یہ تقریر ہے اس چیز کی جو صادر ہوئی عمر رضی اللہ عنہ سے باوجود اس چیز کے جو پہچانی گئی ہے سخت ہونے ان کے سے واسطے کفار اور منافقوں کے اور کہا زین بن منیر نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ واسطے حرص کرنے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور واسطے مشورہ کے نہ واسطے لازم کرنے آپ کے کی اور نہیں بعید ہے یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایسی باتوں میں اجازت دی ہوئی ہو پس نہیں مستلزم ہے جو واقع ہوا عمر رضی اللہ عنہ سے اس بات سے کہ اس نے اجتہاد کیا اس نے باوجود نص کے جیسا کہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے ایک قوم نے اس کے جائز ہونے میں اور بے شک اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس چیز کے کہ ظاہر ہوئی واسطے اس کے فقط اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کپڑا کھینچنے اور خطاب کرنے میں کچھ نہ کہا بلکہ اس کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے اس باب میں اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو ان کی مغفرت مانگنے اور نہ مانگنے میں اختیار دیا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور کہا کہ پیچھے ہٹ مجھ سے اے عمر! سو جب میں نے آپ سے بہت بار کہا تو فرمایا کہ مجھ کو اختیار دیا گیا ہے یعنی بخشش مانگنے اور نہ مانگنے میں اور البتہ بیان کیا ہے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نے جس جگہ آیت مذکورہ کو ذکر کیا ہے اور قول آپ کا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ اگر میں ستر بار سے زیادہ مغفرت مانگوں گا تو اس کی مغفرت ہو تو میں ستر بار سے زیادہ مانگتا اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جازم ہے ساتھ قصے زیادہ کے اور زیادہ تر تاکید کرنے والی اس سے وہ چیز ہے جو قتادہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت اتری ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے سو قسم ہے اللہ کی کہ البتہ میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگوں گا اور یہ زیادتی دلالت کرتی ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز کی حالت میں بہت دیر تک اس کے واسطے بخشش مانگتے رہے اور البتہ وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر اس کے سو واقدی نے ذکر کیا ہے کہ مجمع نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ کبھی کسی کے جنازے میں درازی کی ہو جو عبداللہ بن ابی کے جنازے میں یعنی بہت دیر تک اس کے جنازے میں کھڑے رہے اور طبری نے شعبی سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ اگر تو ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز اللہ ان کو نہ بخشے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو میں ان کے واسطے بخشش مانگتا ہوں ستر

بار اور ستر بار اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس قصے کے جس نے عدد کے مفہوم کو حجت ٹھہرایا ہے اور اسی طرح مفہوم صفت کو بطریق اولیٰ اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے سمجھا کہ جو ستر بار سے زیادہ ہو وہ ستر کے برخلاف ہے سو فرمایا کہ البتہ میں ستر بار سے زیادہ مانگوں کا اور جس نے مفہوم کو حجت نہیں ٹھہرایا اس نے جواب دیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے باقی قصے میں اور یہ حجت کو رد نہیں کرتا اس واسطے کہ اگر قائم ہو دلیل اس پر کہ مقصود ساتھ ستر بار کے مبالغہ ہے تو البتہ ہوگا استدلال ساتھ مفہوم کے باقی اور جزم کرنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ساتھ اس کے کہ وہ منافق ہے جاری ہوا ہے اس چیز کی بنا پر کہ تھے اطلاع پاتے اس کے حالات پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کے قول کو نہ لیا واسطے جاری کرنے اس کے کی ظاہر اسلام پر **کما تقدم تقریرہ** اور واسطے استصحاب کے ساتھ ظاہر حکم کے اور واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے اکرام اس کے بیٹے کے سے جس کی صلاحیت ثابت ہو چکی ہے اور واسطے الفت دلانے اس کی قوم کے اور دور کرنے فساد کے اور حضرت ﷺ ابتدا امر میں مشرکوں کی تکلیف پر صبر کرتے تھے اور معاف اور درگزر کرتے تھے پھر حضرت ﷺ کو مشرکوں سے لڑنے کا حکم ہوا سو یہ بدستور رہا آپ کا درگزر کرنا اور معاف کرنا اس شخص سے جو بظاہر مسلمان ہو اگرچہ وہ باطن سے مسلمان نہ ہو واسطے مصلحت الفت دینے کے اور نہ نفرت دلانے کے آپ سے اور اسی واسطے فرمایا کہ نہ چرچا کریں لوگ کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو مار ڈالتا ہے پھر جب فتح حاصل ہوئی اور مشرکین اسلام میں داخل ہوئے اور کافر کم ہوئے اور ذلیل ہوئے تو حکم کیے گئے ساتھ ظاہر کرنے منافقوں کے اور محمول کرنے ان کے کی اوپر حکم حق تلخ کے خاص کر اور البتہ تھا یہ پہلے نازل ہونے نہی صریح کے منافقوں پر نماز پڑھنے سے اور سوائے اس کے اس قسم سے کہ حکم کیے گئے ساتھ ظاہر کرنے ان کے کی اور ساتھ اس تقریر کے دور ہوگا اشکال اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے اس قصے میں ساتھ حمد اللہ کے اور کہا خطابی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا حضرت ﷺ نے جو کیا ساتھ عبداللہ بن ابی کے واسطے کمال شفقت آپ کی کے واسطے اس شخص کے جو متعلق ہوا ساتھ طرف دین کے اور واسطے خوش کرنے دل اس کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جو نیک مرد تھا اور واسطے الفت دینے قوم اس کی کے خزرج سے واسطے رئیس ہونے اس کے کی بیچ ان کے پس اگر اس کے بیٹے کا سوال قبول نہ کرتے اور اس پر نماز نہ پڑھتے تو اس کے بیٹے پر شرمساری ہوتی اور اس کی قوم پر عار ہوتی سو استعمال کیا اچھا کام ریاست میں یہاں تک کہ آپ کو ممانعت ہوئی اور بعض اہل حدیث نے مائل کی ہے طرف صحیح کرنے اسلام عبداللہ بن ابی کے واسطے نماز پڑھنے حضرت ﷺ کے اوپر اس کے اور غفلت کی ہے انہوں نے آیتوں اور حدیثوں سے جو تصریح کرنے والی ہیں بیچ حق اس کے کی ساتھ اس چیز کے کہ اس کے منافی ہے اور نہیں واقف ہوا اس میں کسی جواب شافی پر سو اس نے دلاوری کی ہے اوپر دعوے مذکور کے اور وہ مخرج ہے ساتھ اجماع پہلوں کے برخلاف اس کے قول کے اور ان کے اتفاق کے اوپر ترک کرنے ذکر اس کے کی اصحاب کی کتابوں میں باوجود

مشہور ہونے اس کے اور ذکر کرنے اس شخص کے کی جوئی گنا اس سے کم ہے اور روایت کی ہے طبری نے قتادہ سے اس قصے میں کہ اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ نماز پڑھ کسی پر ان میں سے جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر کہا سو ہمارے واسطے ذکر کیا گیا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا کرتہ اس سے اللہ کا عذاب کچھ نہ ہٹا سکے گا اور میں امید وار ہوں کہ اس سبب سے اس کی قوم سے ہزار آدمی مسلمان ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہ نماز پڑھ کسی پر ان میں سے جو مر جائے کبھی تو حضرت ﷺ نے اس کے بعد کبھی کسی منافق پر نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ نے آپ کی روح قبض کی۔ (فتح الباری)

٤٣٠٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ ح وَقَالَ غَيْرُهُ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ دُعِيَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُصَلِّيْ عَلَى ابْنِ أُبَيِّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا قَالَ أُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَخِّرْ عَنِّيْ يَا عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ إِنِّيْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّيْ إِنْ زِدْتُّ عَلَى السَّبْعِيْنَ يُغْفَرْ لَهُ لَزِدْتُّ عَلَيْهَا قَالَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى نَزَلَتِ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةَ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا﴾ إِلٰى

۴۳۰۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی مر گیا تو حضرت ﷺ اس کے واسطے بلائے گئے تا کہ اس پر نماز جنازہ پڑھیں سو جب حضرت ﷺ کھڑے ہوئے تو میں آپ کی طرف اٹھا سو میں نے کہا یارسول اللہ! آپ ابن ابی پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اس نے فلانے دن ایسا ایسا کہا تھا؟ میں آپ پر ابن ابی کا قول گننے لگا تو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ پیچھے ہٹا مجھ سے اپنی کلام کو اے عمر! (یعنی مجھ سے کلام مت کر) سو جب میں نے آپ کو بہت کہا تو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے سو میں نے اختیار کیا ایک طرف کو اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ اگر میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگوں تو اس کی مغفرت ہو گی تو البتہ میں ستر بار سے زیادہ مانگتا کہا سو حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی پھر پھرے سو نہ ٹھہرے مگر تھوڑا یہاں تک کہ برأت کی دونوں آیتیں اتریں کہ نہ نماز پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر اللہ کے قول فاسقون تک، کہا عمر رضی اللہ عنہ نے سو میں نے تعجب کیا اس کے بعد اپنی دلیری سے حضرت ﷺ پر اور اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔

قَوْلِهٖ ﴿وَهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾ قَالَ فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ.

فائدہ: اخر عنی یا عمر یعنی پیچھے ہٹا مجھ سے اپنی کلام کو اور مشکل جانا ہے داؤدی نے حضرت ﷺ کے اس حالت میں ہنسنے کو باوجود اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کا ضحک تبسم تھا اور جنازے کے حاضر ہونے کے وقت ایسا نہ کرتے تھے اور جواب اس کا یہ ہے کہ روای نے کھلے چہرے کو اس کے ساتھ تعبیر کیا واسطے لگاؤ دلانے عمر رضی اللہ عنہ کے اور خوش کرنے دل اس کے کو مانند عذر کرنے والے کی ترک قبول کلام اس کے سے اور مشورے اس کے سے اور یہ جو کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے یعنی حضرت ﷺ نے جو اس پر نماز جنازہ پڑھی تو اس کی حکمت اللہ اور اس کے رسول ہی کو معلوم ہے مجھ کو معلوم نہیں میں نے ناحق ایسی دلیری کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور نہ نماز پڑھو کسی پر ان میں سے جو مر جائے اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر۔

فائدہ: ظاہر آیت کا یہ ہے کہ وہ سب منافقوں کے حق میں اتری لیکن وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے کہ وہ ان میں سے ایک عدد معین کے حق میں اتری کہا واقدی نے خبر دی ہم کو معمر نے زہری سے اس نے روایت کی حذیفہ سے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بھید کہتا ہوں سو اس کو کسی سے ذکر نہ کرنا مجھ کو منع ہوا نماز پڑھنے سے فلانے فلانے پر منافقوں کی ایک جماعت میں کہا پس اسی واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب کسی کے جنازہ پڑھنے کا ارادہ کرتے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے اگر حذیفہ رضی اللہ عنہ جاتے تو ان کے ساتھ چلتے نہیں تو اس پر نماز نہ پڑھتے اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بارہ مرد تھے اور عنقریب گزر چکی ہے حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہیں باقی رہا ان میں سے مگر ایک مرد اور شاید حکمت بیچ خاص ہونے مذکورین کے ساتھ اس کے یہ ہے کہ اللہ کو معلوم تھا کہ وہ کفر پر مریں گے برخلاف ان لوگوں کے جو ان کے سوا تھے کہ انہوں نے توبہ کی۔ (فتح)

٤٣٠٤ - حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ جَآءَ ابْنُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ قَمِيْصَهٗ وَأَمَرَهٗ أَنْ يُّكَفِّنَهٗ فِيْهِ

۴۳۰۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی مر گیا تو اس کا بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا حضرت ﷺ نے اس کو اپنا کرتہ دیا اور اس کو حکم دیا کہ اس کو اس میں کفنائے پھر اس پر نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کا کپڑا پکڑا پس کہا کہ کیا آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ وہ منافق ہے اور البتہ اللہ نے آپ

ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي عَلَيْهِ فَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِثَوْبِهِ فَقَالَ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَهُوَ مُنَافِقٌ وَقَدْ نَهَاكَ اللَّهُ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَ إِنَّمَا خَيَّرَنِيَ اللَّهُ أَوْ أَخْبَرَنِيَ اللَّهُ فَقَالَ ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ﴾ فَقَالَ سَأَزِيْدُهُ عَلَى سَبْعِيْنَ قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللَّهِ وَرَسُوْلِهِ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾.

کو منع کیا ہے ان کی بخشش مانگنے سے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے سو کہا کہ منافقوں کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز نہ بخشے اللہ ان کو، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا سو حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر حضرت ﷺ پر یہ آیت اتری اور نہ نماز پڑھ کسی پر ان میں سے جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر بیشک وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور مرے بے حکم۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے یعنی بخشش مانگنے اور نہ مانگنے میں اور مشکل جانا گیا ہے سمجھنا اختیار کا اس آیت سے یعنی مراد اس آیت میں ستر بار سے مبالغہ ہے حضرت ﷺ نے اس سے اختیار کس طرح سمجھا یہاں تک کہ اکابر علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث کی صحت میں طعن کیا ہے باوجود اس کے کہ اس کے طریقے بہت ہیں اور شیخین وغیرہ صحیح کے تخریج کرنے والوں کا اس کی تصحیح پر اتفاق ہے اور یہ اتفاق اہل حدیث کا اس کی تصحیح پر پکارتا ہے کہ جو لوگ اس کی صحت کے منکر ہیں ان کو حدیث کی پہچان نہیں اور حدیث کے کئی طریقوں پر اطلاع نہیں ہے کہا ابن منیر نے کہ آیت کے معنی میں لوگوں کے قدم پھسل گئے ہیں یہاں تک کہ قاضی ابو بکر نے اس کی صحت سے انکار کیا ہے اور کہا کہ نہیں جائز ہے یہ کہ قبول کی جائے یہ حدیث اور نہیں صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسی بات کہیں اور اسی طرح کہا ہے امام الحرمین اور غزالی وغیرہ نے اور سبب بیچ انکار کرنے ان کے کی اس کی صحت سے وہ چیز ہے کہ قرار پا چکی ہے نزدیک ان کے اس قسم سے کہ پہلے بیان کیا ہے ہم نے اور وہی ہے جس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ حرف او کا واسطے برابر کرنے کے ہے واسطے اس چیز کے کہ چاہتا ہے اس کو سیاق قصے کا اور عدد ستر کا محمول ہے مبالغہ پر کہا ابن منیر نے کہ نہیں ہے نزدیک اہل بیان کے تردد اس میں کہ خاص کرنا عدد کا اس سیاق میں مراد نہیں اور نیز پس شرط قول کی ساتھ مفہوم صفت کے اور اسی طرح عدد کی نزدیک ان کے ہم مثل ہونا منطوق کا ہے واسطے مسکوت کے اور نہ ہونے اور فائدے کے اور اس جگہ واسطے مبالغہ کے فائدہ واضحہ ہے پس مشکل ہے قول حضرت ﷺ کا کہ میں ستر بار

سے زیادہ مانگوں گا باوجود اس کے کہ حکم اس کا اور زیادہ کا ایک ہے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ کہا ہو حضرت ﷺ نے یہ واسطے استصحاب حال کے اس واسطے کہ جائز ہونا مغفرت کا ساتھ زیادت کے تھا ثابت پہلے آنے آیت کے پس جائز ہے کہ ہو باقی اپنے اصل پر جائز ہونے میں اور یہ جواب خوب ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ عمل ساتھ باقی رہنے کے حکم پر باوجود سمجھنے مبالغہ کے دونوں منافی نہیں پس گویا کہ جائز رکھا آپ نے یہ کہ حاصل ہو مغفرت ساتھ زیادتی کے ستر سے نہ یہ کہ آپ نے اس کے ساتھ جزم کیا اور نہیں پوشیدہ ہے وہ چیز کہ اس میں ہے اور بعض متاخرین نے اس سے یہ جواب دیا ہے کہ حضرت ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا تو یہ آپ نے اس کے قرابتیوں کے دل کو الفت دینے کے واسطے فرمایا نہ یہ کہ آپ نے ارادہ کیا کہ اگر ستر بار سے زیادہ مانگیں گے تو اس کی مغفرت ہو گی لیکن ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ ثابت ہو چکی ہے روایت ساتھ قول آپ کے کہ ستر بار سے زیادہ مانگوں گا اور آپ کا وعدہ سچا ہے خاص کر ثابت ہو چکا ہے قول آپ کا لازیدن ساتھ صیغہ مبالغہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ استغفار بجائے دعا کے ہے اور جب بندہ اپنے رب سے اپنی حاجت مانگے تو یہ سوال کرنا اس کا رب سے بجائے ذکر کے ہوتا ہے لیکن وہ باعتبار طلب تعجیل مطلوب کے نہیں ہے عبادت پس جب اس طرح ہوا اور مغفرت اپنے نفس میں ممکن ہے اور تعلق پکڑا ہے علم نے ساتھ نہ ہونے نفع اس کے نہ ساتھ غیر اس کے پس ہو گی طلب اس کی نہ واسطے غرض حاصل ہونے اس کے بلکہ واسطے تعظیم مانگی گئی کے سو جب مغفرت دشوار ہو تو دعا کرنے والے کو اس کے بدلے ثواب ملتا ہے جو اس کے لائق ہو یا بدی دفع ہوتی ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے حدیث میں اور کبھی حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے تخفیف ان لوگوں سے جن کے واسطے دعا مانگی گئی جیسا کہ ابو طالب کے قصے میں ہے یہ معنی ہیں ابن منیر کی کلام کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے طلب مغفرت کے مشروع ہونے کو واسطے اس شخص کے کہ محال ہے واسطے اس کے مغفرت شرعا اور البتہ وارد ہو چکا ہے انکار اس کا اس آیت میں کہ نہیں جائز ہے واسطے پیغمبر کے اور ایمانداروں کے کہ مغفرت مانگیں واسطے مشرکوں کے اور اس قصے کی اصل میں ایک اور اشکال واقع ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے مطلق فرمایا کہ مجھ کو اختیار دیا گیا ہے بخشش مانگنے اور نہ مانگنے میں ساتھ اس آیت کے کہ ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اور لیا ساتھ مفہوم عدد ستر کے اور فرمایا کہ میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا باوجود اس کے کہ بہت مدت اس سے پہلے یہ آیت اتر چکی تھی ﴿ما كان للنبي والذي آمنوا ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولي قربى﴾ اس واسطے کہ یہ آیت ابو طالب کے قصے میں اتری جب کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں تیرے واسطے بخشش مانگوں گا جب تک مجھ کو تیری بخشش مانگنے سے روک نہ ہو سو یہ آیت اتری اور ابو طالب کی وفات کے میں تھی ہجرت سے پہلے بالاتفاق اور عبداللہ بن ابی کا یہ قصہ نویں سال ہجری میں تھا کما تقدم پس کس طرح جائز ہو گا باوجود اس کے کہ استغفار واسطے منافقوں کے باوجود

جزم کرنے کے ساتھ کفران کے کی نفس آیت میں اور جواب دیا ہے بعض نے اس سے کہ منع وہ استغفار ہے جس کی اجازت کی امید کی جائے یہاں تک کہ ہو مقصود اس کا حاصل کرنا مغفرت کا واسطے ان کے جیسا کہ ابو طالب کے قصے میں ہے برخلاف استغفار کے عبداللہ بن ابی جیسے کے حق میں اس واسطے کہ وہ استغفار ہے واسطے قصد خوش کرنے دل ان لوگوں کے جو ان سے باقی رہے اور یہ جواب میرے نزدیک پسند نہیں اور مثل اس جواب کی ہے قول زمخشری کا یعنی وہ بھی میرے نزدیک پسند نہیں اور وہ یہ ہے کہ اس نے کہا کہ اگر تو سوال کرے کہ کس طرح پوشیدہ رہا اوپر زیادہ تر فصیح خلق کے اور زیادہ تر خبردار ان کے کی ساتھ اسلوبوں کلام کے اور تمثیلوں اس کی کے کہ مراد ساتھ اس عدد کے یہ ہے کہ استغفار اگرچہ بہت ہو فائدہ نہیں دیتا خاص کر اور یہ آیت اس کے ساتھ متصل ہے ﴿ذلك بانهم كفروا بالله ورسوله﴾ پس بیان کیا اس آیت نے صارف کو ان کی مغفرت سے، میں کہتا ہوں کہ یہ حضرت ﷺ پر پوشیدہ نہیں رہا لیکن کیا آپ نے جو کیا اور فرمایا جو فرمایا واسطے ظاہر کرنے نہایت رحمت اور نرم دلی کے امت پر اور وہ مانند قول ابرہیم علیہ السلام کے ہے ﴿ومن عصانی فانك غفور رحيم﴾ اور بیچ ظاہر کرنے حضرت ﷺ کی رحمت مذکورہ کے لطف ہے ساتھ امت اپنی کے اور باعث ہے اوپر رحمت کرنے بعض کے واسطے بعض کے انتہی۔

اور البتہ تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر وغیرہ نے اور کہا نہیں جائز ہے نسبت کرنا اس چیز کی کہ کہی اس نے طرف رسول ﷺ کی اس واسطے کہ اللہ نے خبر دی ہے کہ وہ کافروں کو نہیں بخشتا اور جب کہ ان کو نہیں بخشتا تو ان کے واسطے مغفرت مانگنا محال ہے اور طلب کرنا محال کی نہیں واقع ہوتی حضرت ﷺ سے اور بعض کہتے ہیں کہ مشرک کے واسطے بخشش مانگنے کی نہی نہیں مستلزم ہے نہی کو استغفار سے واسطے اس شخص کے کہ مرے اس حالت میں کہ ظاہر کرنے والا ہو اسلام کو اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس کا اعتقاد صحیح ہو اور یہ جواب خالص ہے اور اس آیت کی بحث کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے اور ترجیح اس کو ہے کہ اس آیت کا نازل ہونا ابو طالب کے قصے سے نہایت پیچھے ہے اور یہ کہ جو اس کے قصے میں اترا وہ یہ قول اللہ کا ہے ﴿انك لا تهدى من احببت﴾ اور میں نے اس کی دلیل وہاں لکھی ہے مگر یہ کہ اس آیت کے بقیہ میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ وہ کافر ہوئے ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول کے اور یہ تصریح دلالت کرتی ہے کہ نازل ہونا اس آیت کا قصے سے پیچھے ہے اور شاید جو آیت پہلے اتری اور جس کے ساتھ حضرت ﷺ نے تمسک کیا ہے ﴿استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم﴾ خاص کر اس جگہ تک اور اسی واسطے اقتصار کیا عمر رضی اللہ عنہ کے جواب میں تخییر پر اور سبعین کے ذکر پر پھر جب واقع ہوا قصہ مذکورہ تو اللہ نے ان کا پردہ اٹھا دیا اور خلقت میں ان کو رسوا کیا اور ان پر پکارا کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور شاید یہی بھید ہے اس میں کہ اقتصار کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں اس آیت سے اس قدر پر اس قول تک ﴿فلن يغفر الله لهم﴾ اور اس کتاب کے کسی نسخے میں پوری آیت واقع نہیں ہوئی جیسے کہ

جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے عادت مختلف ہونے راویوں کی جو اس سے روایت کرتے ہیں اور جب کوئی منصف غور کرنے والا غور کرے تو معلوم کر لے گا کہ جو اس حدیث کو رد کرتا ہے یا اس کی تاویل میں تعسف کرتا ہے اس کو اس پر باعث یہ بات ہوئی کہ اس نے گمان کیا کہ اللہ کا قول ﴿ذلك بانهم كفروا بالله ورسوله﴾ اترا ساتھ قول اس کے ﴿استغفر لهم﴾ یعنی اس کا گمان یہ ہے کہ یہ ساری آیت ایک ہی بار اتری اس واسطے کہ اگر فرض کیا جائے کہ یہ آیت ساری ایک ہی بار اتری تو البتہ قرین ہوگی ساتھ نہی کے علت اور یہ صریح ہے اس میں کہ تھوڑا استغفار اور بہت نہیں فائدہ دیتا نہیں تو جب فرض کیا جائے جو میں نے لکھا کہ قدر یعنی ﴿ذلك بانهم كفروا بالله ورسوله﴾ آیت کے اول سے پیچھے اترا تو دور ہوگا اشکال اور جب امر اس طرح ہوا تو حجت تمسک کرنے والے کی قصے سے ساتھ مفہوم عدد کے صحیح ہے اور واقع ہونا اس امر کا حضرت ﷺ سے بطور تمسک کے ساتھ ظاہر کے اس چیز کی بنا پر کہ مشروع ہے احکام میں یہاں تک کہ قائم ہو دلیل صارف اس سے نہیں ہے کوئی اشکال بیچ اس کے سو واسطے اللہ کے ہے سب تعریف اس چیز پر کہ الہام کی اور سکھلائی اور حافظ ابونعیم حلیۃ الاولیاء والے نے اس میں ایک جز لکھی ہے اس میں اس نے اس حدیث کے سب طریق جمع کیے ہیں اور اس کے معنوں پر کلام کیا ہے سو میں نے اس کو چھانٹا ہے سو اس میں سے ایک بات یہ ہے کہ اس نے کہا کہ واقع ہوا ہے ابو اسامہ وغیرہ کی روایت میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول میں کہ کیا آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اللہ نے آپ کو منافقوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور نہیں بیان کیا عمر رضی اللہ عنہ نے محل نہی کا کہ اللہ نے یہ کس جگہ فرمایا ہے سو واقع ہوا ہے بیان اس کا ابوضمرہ کی روایت میں عمری سے اور وہ یہ ہے کہ مراد اس کی ان پر نماز پڑھنے سے استغفار کرنا یعنی بخشش مانگنا ہے واسطے ان کے اور اس کا لفظ یہ ہے وقد نهاك الله ان تستغفر لهم کہا اور بیچ قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے چھوڑ کر حضرت ﷺ کی پیروی کی اور تنبیہ کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس قصے کو حضرت ﷺ سے بلا واسطہ اٹھایا ہے برخلاف ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ اس نے اس قصے کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اٹھایا وہ وہاں حاضر نہیں تھے کہا ابونعیم نے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے گواہی دینا مرد پر ساتھ اس چیز کے کہ ہو وہ اوپر اس کے زندگی کی حالت میں اور مرنے کی حالت میں واسطے دلیل قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کہ عبداللہ منافق ہے اور حضرت ﷺ نے اس پر انکار نہ کیا اور لیا جاتا ہے اس سے کہ مردوں کو برا کہنا وہ منع ہے جس کے ساتھ مقصود گالی دینا ہو نہ تعریف اور یہ کہ جاری ہوتے ہیں منافق پر احکام ظاہر اسلام کے اور یہ کہ مردے کے مرنے کی خبر دینا مجرد نہیں داخل ہے نعی منہی عنہ میں یعنی اس موت کی خبر دینے میں جو منع ہے اور اس میں جواز سوال کرنا مالدار کا ہے اس شخص کو جس کی برکت کی امید کی جاتی ہو کچھ چیز مال اس کے سے واسطے ضرورت دینی کے اور یہ کہ جائز ہے رعایت زندہ آدمی کی جو فرمانبردار ہو ساتھ احسان کرنے کے طرف مردے گنہگار کی اور یہ کہ جائز

ہے کفنانا ساتھ کپڑے سلے ہوئے کے اور جائز ہونا تاخیر بیان کا وقت نزول سے حاجت کے وقت تک اور عمل کرنا ساتھ ظاہر کے جب کہ نص میں احتمال ہو اور یہ کہ جائز ہے تنبیہ کرنا مفضول کی فاضل کو اُس چیز پر کہ وہ گمان کرے کہ وہ اس سے بھول گیا اور تنبیہ کرنا فاضل کی مفضول کو اس چیز پر کہ اس کو مشکل ہو اور یہ کہ جائز ہے استفسار سائل کا مسئول سے اور عکس اس کا اس چیز سے کہ احتمال رکھے جو ان کے درمیان دائر ہوا اور یہ کہ جائز ہے تبسم کرنا وقت حاضر ہونے جنازے کے نزدیک موجود ہونے اس چیز کے کہ اس کو چاہے اور البتہ مستحب جانا ہے اہل علم نے نہ ہنسنے کو بہ سبب تمام ہونے خشوع کے پس مستثنیٰ ہوگا اس سے جس کی حاجت ہو اور اللہ کے ساتھ ہے توفیق۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوْا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ اب قسمیں کھائیں گے اللہ کی تمہارے پاس جب پھر آؤ گے تم ان کی طرف تا کہ ان سے درگزر کرو سو درگزر کرو ان سے وہ لوگ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے بدلہ ان کی کمائی کا

فائدہ: ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ایک ٹکڑا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جو دراز ہے اس کی توبہ کے قصے میں جو متعلق ہے ساتھ ترجمہ کے۔ (فتح)

۴۳۰۵ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ وَاللّٰهِ مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِّعْمَةٍ بَعْدَ إِذْ هَدَانِيْ أَعْظَمَ مِنْ صِدْقِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا أَكُوْنَ كَذَبْتُهُ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ أُنْزِلَ الْوَحْيُ ﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ إِلٰى قَوْلِهِ الْفَاسِقِيْنَ﴾.

۴۳۰۵۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کہ وہ جنگ تبوک سے پیچھے رہے قسم ہے اللہ کی نہیں عنایت کی اللہ نے مجھ پر کوئی نعمت اس کے بعد کہ اللہ نے مجھ کو اسلام کی ہدایت کی بہت بڑی اس سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سچ بولا جھوٹ نہ بولا پس اگر میں جھوٹ بولتا تو ہلاک ہوتا جیسے ہلاک ہوئے جھوٹ بولنے والے جب کہ وحی اتاری گئی اب قسمیں کھائیں گے تمہارے پاس اللہ کی جب کہ تم پھر آؤ گے ان کی طرف فاسقین تک۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ قسمیں کھائیں تمہارے پاس کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ سو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اللہ راضی نہیں بے حکم لوگوں سے۔

فائدہ: یہ باب ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں بغیر ترجمہ کے ہے اور دوسرے لوگوں کی روایت میں یہ باب نہیں اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ وہ فاسقوں کے حق میں اتری۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے یعنی بعض دوسروں نے مان لیا اپنا گناہ ملایا ایک کام نیک اور دوسرا بد شاید اللہ معاف کرے ان کو بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان۔

٤٣٠٦ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ هُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا أَتَانِي اللَّيْلَةَ اٰتِيَانِ فَابْتَعَثَانِيْ فَانْتَهَيْنَا إِلٰى مَدِيْنَةٍ مَّبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَّلَبِنِ فِضَّةٍ فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِّنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ وَّشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ قَالَا لَهُمُ اذْهَبُوْا فَقَعُوْا فِيْ ذٰلِكَ النَّهْرِ فَوَقَعُوْا فِيْهِ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَا لِيْ هٰذِهٖ جَنَّةُ عَدْنٍ وَّهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَا أَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِّنْهُمْ حَسَنٌ وَّشَطْرٌ مِّنْهُمْ قَبِيْحٌ فَإِنَّهُمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

۴۳۰۶۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فرمایا کہ آج رات دو مرد میرے پاس آئے سو انہوں نے مجھ کو اٹھایا (اور مجھ کو لے چلے) سو ہم ایک شہر کی طرف پہنچے جو بنایا گیا تھا سونے کی اینٹ اور چاندی کی اینٹ سے سو ہم کو بہت مرد آگے آملے کہ ان کا آدھا بدن جیسے تو نہایت خوب صورت آدمی دیکھے اور آدھا بدن جیسے تو نہایت بدصورت آدمی دیکھے ان دونوں نے ان سے کہا کہ جاؤ اور اس دریا میں گر پڑو سو وہ اس میں گر پڑے پھر ہماری طرف پھرے اس حال میں کہ یہ بدی ان سے دور ہوئی سو وہ نہایت خوب صورت ہو گئے دونوں نے مجھ سے کہا کہ یہ جنت عدن ہے یعنی بہشت ہے ہمیشہ رہنے والا اور یہ ہے جگہ تیری دونوں نے کہا کہ چنانچہ جن لوگوں کا آدھا بدن خوب صورت اور آدھا بدن بدصورت تھا سو بیشک انہوں نے ملایا ایک نیک کام اور دوسرا بد درگزر کی اللہ نے ان سے اور معاف کیے ان کے گناہ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تعبیر میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ نہیں جائز پیغمبر کو اور ایمانداروں کو یہ کہ بخشش مانگیں واسطے مشرکوں کے۔

٤٣٠٧ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أَبُوْ جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ عَمِّ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَنَزَلَتْ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوْا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا أُولِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيْمِ﴾.

۴۳۰۷۔ حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب کو وفات حاضر ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس اندر گئے اور اس کے پاس ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بیٹھے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے چچا کہہ لا الہ الا اللہ کہ میں اللہ کے نزدیک اس کلمہ کہنے سے تیرے واسطے جھگڑوں گا یعنی تیرے اسلام کی گواہی دے کر تجھ کو بخشواؤں گا سو ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ اے ابو طالب! کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتا ہے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں تیرے واسطے بخشش مانگے جاؤں گا جب تک کہ مجھ کو تیری بخشش مانگنے سے روک نہ ہو سو یہ آیت اتری کہ پیغمبر اور ایمانداروں کو لائق نہیں کہ مغفرت مانگیں واسطے مشرکوں کے اگرچہ قرابت والے ہوں بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا ان کو کہ مشرک دوزخی ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ البتہ اللہ مہربان ہوا پیغمبر پر اور مہاجرین اور انصار پر جو ساتھ رہے پیغمبر کے مشکل کی گھڑی میں بعد اس کے کہ قریب ہوئے کہ دل پھر جائیں بعض کے ان میں سے پھر مہربان ہوا ان پر وہ ان پر مہربان ہے رحم کرنے والا ہے۔

٤٣٠٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُوْنُسُ ح قَالَ أَحْمَدُ وَحَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

۴۳۰۸۔ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھا وہ کھینچنے والا کعب کا اس کی اولاد سے جب کہ وہ اندھے ہو گئے تھے کہا سنا میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس کی حدیث میں اور تین شخص پر جو موقوف رکھے گئے کہا اپنی حدیث کے

بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُاللهِ بْنُ كَعْبٍ وَّكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِّنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ قَالَ فِيْ اٰخِرِ حَدِيْثِهٖ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ.

اخیر میں ہے کہ میری توبہ کے شکریہ سے ہے کہ میں اپنا سب مال اللہ اور اس کے رسول کے واسطے صدقہ کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لے کہ وہ تیرے واسطے بہتر ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْا أَنْ لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا إِنَّ اللهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور تین شخص جو موقوف رکھے گئے توبہ سے یہاں تک کہ جب تنگ ہوئی ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے اپنے کے اور تنگ ہوئی ان پر اپنی جان اور جانا انہوں نے کہ کوئی پناہ نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر مہربان ہوا اوپر ان کے کہ وہ پھر آئیں اللہ ہی ہے مہربان رحم والا۔

٤٣٠٩ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِيْ شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ أَنَّ الزُّهْرِيَّ حَدَّثَهٗ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ وَّهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ تِيْبَ عَلَيْهِمْ أَنَّهٗ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ غَيْرَ غَزْوَتَيْنِ غَزْوَةِ الْعُسْرَةِ وَغَزْوَةِ بَدْرٍ قَالَ فَأَجْمَعْتُ صِدْقِيْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى وَّكَانَ قَلَّمَا يَقْدَمُ

٤٣٠٩۔ حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا اس نے کہ میں نے اپنے باپ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا اور وہ ہے تین شخصوں سے جن کی توبہ قبول ہوئی کہ بیشک وہ کبھی کسی جنگ میں حضرت ﷺ سے پیچھے نہیں رہے سوائے دو جنگوں کے یعنی جنگ تبوک اور جنگ بدر سو میں نے پکی نیت کی کہ نہ کہوں گا نزدیک حضرت ﷺ کے مگر سچ، چاشت کے وقت یعنی حضرت ﷺ چاشت کے وقت اس سفر سے آئے اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ سفر سے کم آتے مگر چاشت کے وقت اور پہلے مسجد میں آتے تھے اور دو رکعتیں پڑھتے تھے اور حضرت ﷺ نے منع کیا لوگوں کو میرے اور میرے دونوں ساتھیوں سے کلام کرنے سے اور ہمارے سوا کسی پیچھے رہنے

مِنْ سَفَرٍ سَافَرَهُ إِلَّا ضُحًى وَّ كَانَ يَبْدَأُ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ وَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِي وَكَلَامِ صَاحِبَيَّ وَلَمْ يَنْهَ عَنْ كَلَامِ أَحَدٍ مِّنَ الْمُتَخَلِّفِيْنَ غَيْرِنَا فَاجْتَنَبَ النَّاسُ كَلَامَنَا فَلَبِثْتُ كَذٰلِكَ حَتّٰى طَالَ عَلَيَّ الْأَمْرُ وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمُوْتَ فَلَا يُصَلِّيْ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ يَمُوْتَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكُوْنَ مِنَ النَّاسِ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ فَلَا يُكَلِّمُنِيْ أَحَدٌ مِّنْهُمْ وَلَا يُصَلِّيْ وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيَّ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَوْبَتَنَا عَلٰى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَقِيَ الثُّلُثُ الْآخِرُ مِنَ اللَّيْلِ وَرَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مُحْسِنَةً فِيْ شَأْنِيْ مَعْنِيَّةً فِيْ أَمْرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ تِيْبَ عَلٰى كَعْبٍ قَالَتْ أَفَلَا أُرْسِلُ إِلَيْهِ فَأُبَشِّرَهُ قَالَ إِذًا يَّحْطِمَكُمُ النَّاسُ فَيَمْنَعُوْنَكُمُ النَّوْمَ سَآئِرَ اللَّيْلَةِ حَتّٰى إِذَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ اٰذَنَ بِتَوْبَةِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَكَانَ إِذَا اسْتَبْشَرَ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْقَمَرِ وَكُنَّا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا عَنِ الْأَمْرِ الَّذِيْ قُبِلَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ اعْتَذَرُوْا حِيْنَ

والے کے کلام سے منع نہ کیا سو لوگوں نے ہماری کلام سے کنارہ کیا۔ سو میں اسی طرح ٹھہرا یعنی کوئی ہمارے ساتھ کلام نہ کرتا تھا یہاں تک کہ دراز ہوا مجھ پر کام اور مجھ کو اس سے زیادہ کسی چیز کا فکر نہ تھا کہ میں اسی حالت میں مر جاؤں اور حضرت ﷺ مجھ پر نماز نہ پڑھیں یا حضرت ﷺ فوت ہوں اور میں لوگوں سے اسی حالت میں رہوں سو نہ کوئی مجھ سے کلام کرے اور نہ مجھ پر نماز پڑھے سو اللہ نے ہماری توبہ اپنے پیغمبر ﷺ پر اتاری جب کہ تہائی رات باقی رہی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا میری خیر خواہ تھیں اور میرے کام میں مدد کرنے والی تھیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ام سلمہ! کعب رضی اللہ عنہ پر توبہ ہوئی یعنی اس کی توبہ قبول ہوئی، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا میں اس کو کہلا نہ بھیجوں اور اس کو خوشخبری نہ دوں؟ فرمایا کہ اب لوگ تم پر ہجوم کریں گے اور تم کو تمام رات سونے سے باز رکھیں گے یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ نے فجر کی نماز پڑھی تو ہماری توبہ کی خبر دی اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب بشارت پاتے تو آپ ﷺ کا چہرہ روشن ہوتا یہاں تک کہ جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور تھے خاص ہم تینوں کہ پیچھے ڈالے گئے ہم اس امر سے کہ قبول کیا حضرت ﷺ نے ان لوگوں سے جنہوں نے عذر کیا جب کہ اللہ نے ہماری توبہ اتاری سو جب ذکر کیے گئے وہ لوگ جنہوں نے حضرت ﷺ کے پاس جھوٹ کہا پیچھے رہنے والوں سے اور جھوٹا عذر کیا تو ذکر کیے گئے ساتھ بدتر اس چیز کے کہ ذکر کیا گیا ساتھ اس کے کوئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عذر کریں گے تمہارے پاس جب تم ان کی طرف پھر آؤ گے تو کہہ نہ عذر کرو ہرگز اعتبار نہیں کریں گے ہم تمہاری بات کا خبردار کر دیا ہے ہم کو اللہ نے تمہارے احوال

أَنْزَلَ اللّٰهُ لَنَا التَّوْبَةَ فَلَمَّا ذُكِرَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُتَخَلِّفِيْنَ وَاعْتَذَرُوْا بِالْبَاطِلِ ذُكِرُوْا بِشَرِّ مَا ذُكِرَ بِهٖ أَحَدٌ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ ﴿يَعْتَذِرُوْنَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللّٰهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ﴾ اَلْاٰيَةَ.

سے اور دیکھے گا اللہ تمہارے کام اور اس کا رسول۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم تینوں پیچھے ڈالے گئے یعنی مراد اس آیت میں ﴿وعلى الثلاثة الذين خلفوا﴾ پیچھے رہنے سے پیچھے رہنا توبہ سے ہے نہ پیچھے رہنا جنگ سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يَأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور ہو جاؤ سچوں کے ساتھ۔

٤٣١٠ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَّكَانَ قَائِدَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوْكَ فَوَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَبْلَاهُ اللّٰهُ فِيْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِيْ مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا كَذِبًا وَّأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾.

۴۳۱۰۔ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھا وہ کھینچنے والا کعب رضی اللہ عنہ کا اس نے کہا کہ سنا میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے کہ حدیث بیان کرتے تھے زمانے تخلف اپنے کی جنگ تبوک کے قصے سے سو قسم ہے اللہ کی نہیں جانتا میں کسی کو کہ اللہ نے اس کو سچی بات میں آزمایا ہو بہتر اس چیز سے کہ مجھ کو آزمایا جس دن سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سچ کہا اس دن سے آج تک میں نے جھوٹ بولنے کا قصد نہیں کیا سو اللہ نے اپنے رسول پر یہ آیت اتاری کہ البتہ مہربان ہوا اللہ پیغمبر پر اور مہاجرین پر اس قول تک کہ ہو ساتھ سچوں کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ مِنَ الرَّأْفَةِ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ البتہ آیا تمہارے پاس رسول تم میں سے بھاری ہے اس پر جو تم تکلیف پاؤ حرص رکھتا ہے تمہاری ہدایت کی ایمان والوں پر شفقت رکھتا ہے مہربان اور رؤوف مشتق ہے رافتہ سے اور اس کے معنی ہیں نہایت رحمت اور نرم دلی۔

٤٣١١ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الْوَحْيَ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِيْ فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ وَإِنِّيْ أَخْشٰى أَنْ يَّسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّآءِ فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيْرٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوْهُ وَإِنِّيْ لَأَرٰى أَنْ تَجْمَعَ الْقُرْاٰنَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ فِيْهِ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ لِذٰلِكَ صَدْرِيْ وَرَأَيْتُ الَّذِيْ رَأٰى عُمَرُ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّعُمَرُ عِنْدَهُ جَالِسٌ لَّا يَتَكَلَّمُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ وَّلَا نَتَّهِمُكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفَنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ

۴۳۱۱۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھے وہ ان لوگوں میں سے جو وحی کو لکھتے تھے کہا اس نے کہ یمامہ والوں کی لڑائی کے وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلا بھیجا اور ان کے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ بیشک جنگ یمامہ کے دن بہت مسلمان مارے گئے اور میں ڈرتا ہوں کہ جنگوں میں بہت قاری مارے جائیں اور بہت قرآن ضائع ہو مگر یہ کہ تم قرآن کو جمع کرو اور البتہ میں مناسب جانتا ہوں کہ قرآن جمع کیا جائے کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ کس طرح کروں میں وہ چیز جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ قرآن کا جمع کرنا بہتر ہے سو ہمیشہ عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے واسطے میرا سینہ کھولا اور مناسب جانا میں نے جو عمر رضی اللہ عنہ نے مناسب جانا کہا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اور عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھے تھے کلام نہ کرتے تھے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیشک تو جوان مرد ہے عاقل ہے اور ہم تجھ کو کسی بری بات کی تہمت نہیں لگاتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وحی کو لکھتا تھا سو تلاش کر کر قرآن کو اور جمع کر اس کو سو قسم ہے اللہ کی کہ اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ کو پہاڑ کے اٹھا لے جانے کی تکلیف دیتے تو نہ تھا مجھ پر زیادہ بھاری اس چیز سے کہ حکم کیا انہوں نے مجھ کو ساتھ اس کے جمع کرنے

الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ أَزَلْ أُرَاجِعُهُ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ اللّٰهُ لَهُ صَدْرَ أَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْأَكْتَافِ وَالْعُسُبِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰى وَجَدْتُ مِنْ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ﴾ ﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾ إِلٰى آخِرِهِمَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ الَّتِيْ جُمِعَ فِيْهَا الْقُرْآنُ عِنْدَ أَبِيْ بَكْرٍ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ تَابَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَمْرٍو وَّاللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَّقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَّقَالَ مَعَ أَبِيْ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَقَالَ مُوْسٰى عَنْ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ مَّعَ أَبِيْ خُزَيْمَةَ وَتَابَعَهُ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْهِ وَقَالَ أَبُوْ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ وَقَالَ مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ أَبِيْ خُزَيْمَةَ.

قرآن کے سے میں نے کہا کہ تم دونوں کس طرح کرتے ہو وہ چیز جو حضرت ﷺ نے نہیں کی سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم اللہ کی کہ وہ بہتر ہے سو میں اس سے ہمیشہ تکرار کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ کھولا واسطے اس چیز کے کہ اللہ نے اس کے واسطے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا سو میں اس کام کے واسطے مستعد ہوا سو میں نے قرآن کو تلاش کیا اس حال میں کہ جمع کرتا ہوں میں اس کو چمڑے اور کاغذ کے ٹکڑوں سے اور کندھے کی ہڈیوں سے اور کھجور کی چھڑیوں سے اور مردوں کے سینے سے یہاں تک کہ میں نے سورہ توبہ کی دو آیتیں خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پائیں کہ میں نے ان دونوں کو اس کے سوا کسی کے پاس نہ پایا کہ البتہ آیا تمہارے پاس رسول تم ہی میں سے کہ بھاری ہے اس پر جو تم تکلیف پاؤ اور حرص رکھتا ہے تمہاری ہدایت کی ایمان والوں پر شفقت رکھتا ہے مہربان پھر اگر وہ پھر جائیں تو تو کہہ کہ بس کافی ہے مجھ کو اللہ کسی کی بندگی نہیں سوائے اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی ہے صاحب بڑے تخت کا۔ اور جن کاغذوں میں قرآن جمع کیا گیا وہ کاغذ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ وہ فوت ہوئے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ وہ بھی فوت ہوئے پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے پاس رہے متابعت کی ہے اس کی عثمان بن عمرو اور لیث نے یونس سے اس نے روایت کی ہے ابن شہاب سے اور کہا لیث نے حدیث بیان کی مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے ابن شہاب سے اور کہا ساتھ ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے اور کہا ابراہیم نے ساتھ خزیمہ یا ابو خزیمہ کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ یمامہ والوں کی لڑائی کے وقت تو مراد یہ ہے کہ بعد لڑائی اصحاب کے مسیلمہ کذاب سے گیارہویں سال میں بسبب اس کے کہ اس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا اور عرب کے بہت لوگ مرتد ہو گئے سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف لشکر بھیجا سو مسیلمہ کذاب کے ساتھ سخت لڑائی ہوئی اس لڑائی میں بہت اصحاب حافظ قرآن شہید ہوئے تب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا کر قرآن کو جمع کروایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی آیت اس کی ضائع ہو جائے اور یہ جو کہا کہ **قال اللیث** ......الخ تو مراد یہ ہے کہ ابراہیم بن سعد کے ساتھی مختلف ہیں بعض نے تو ابوخزیمہ کے ساتھ کہا اور بعض نے خزیمہ کے ساتھ کہا اور بعض نے اس میں شک کیا اور تحقیق یہ ہے کہ سورہ توبہ کی آیت تو ابوخزیمہ کے پاس ملی اور احزاب کی آیت خزیمہ کے پاس ملی اور توبہ کی آیت کو تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس وقت پایا جب کہ قرآن کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع کیا اور آیت احزاب کو اس وقت پایا جب کہ اس کو عثمان کی خلافت میں نقل کیا۔ (فتح) اس حدیث سے بھی اور دیگر بہت سی حدیثوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جمع کیا اور یہ جو عام لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو جمع کیا تو یہ اس سبب سے ہے کہ جمع کرنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قرآن کو عرب کی سب لغتوں پر تھا یعنی عرب کی سب لغتوں کے الفاظ اس میں رہے عہدِ عثمان رضی اللہ عنہ میں دو شخصوں نے اختلاف کیا ایک نے ایک آیت کو کسی طرح پڑھا اور دوسرے نے اسی آیت کو کسی اور طرح پڑھا اور ایک دوسرے کو خطا کی طرف منسوب کیا اس واسطے عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو حفصہ رضی اللہ عنہا سے منگوا کر خالص کروایا اور اہل حجاز کی لغت پر لکھوایا اور چار قرآن لکھوا کر ملکوں میں بھیجے اور باقی قرآنوں کو جلایا یا دھلوایا۔ (ت)

سُوْرَةُ يُوْنُسَ

سورہ یونس کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ﴾ فَنَبَتَ بِالْمَآءِ مِنْ كُلِّ لَوْنٍ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت **﴿انما مثل الحیوۃ الدنیا کما انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض﴾** کے کہ ملا ساتھ اس کے سبزہ زمین کا یعنی پس اگا ساتھ پانی کے ہر رنگ سے اس قسم سے کہ کھاتے ہیں لوگ مانند جو اور گندم اور باقی اناج زمین کے۔

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ هُوَ الْغَنِيُّ﴾.

یعنی اور کہا انہوں نے کہ ٹھہرائی ہے اللہ نے اولاد پاک ہے وہ بے پرواہ ہے۔

فائدہ: یہ ترجمہ خالی ہے حدیث سے اور میں نہیں دیکھتا اس آیت میں کوئی حدیث مسند اور شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارادہ کیا ہوگا کہ نکالے اس میں کوئی طریق اس حدیث کا جو توحید میں ہے اس قسم سے جو اس کو گمان کرتا ہے سو اس

کے واسطے بیاض چھوڑا۔ (فتح)

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ ﴿أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ﴾ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ خَيْرٌ.

یعنی اور کہا زید بن اسلم نے بیچ تفسیر ﴿وبشر الذين آمنوا ان لهم قدم صدق عند ربهم﴾ کے کہ مراد قدم صدق سے محمد ﷺ ہیں اور کہا مجاہد نے کہ مراد قدم صدق سے خیر ہے۔

فائدہ: اور حسن اور قتادہ سے روایت ہے کہ محمد ﷺ ان کے واسطے شفیع ہوں گے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد قدم صدق سے ثواب ہے اور نیز مجاہد سے روایت ہے کہ قدم صدق سے مراد نماز ان کی اور روزہ ان کا اور صدقہ ان کا اور تسبیح ان کی ہے۔ (فتح)

يُقَالُ ﴿تِلْكَ آيَاتٌ﴾ يَعْنِي هٰذِهِ أَعْلَامُ الْقُرْآنِ وَمِثْلُهُ ﴿حَتّٰى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ﴾ اَلْمَعْنٰى بِكُمْ.

یعنی کہا جاتا ہے ﴿تلك آيات﴾ کے معنی میں کہ یہ قرآن کی نشانیاں ہیں یعنی تلك اسم اشارہ ہے ساتھ معنی هذه کے ہے جو غائب کے لیے ہے اور مثل اس کی ہے یعنی ﴿تلك آيات﴾ کی یہ آیت ﴿حتى اذا كنتم﴾ کہ اس آیت میں بهم کے معنی ہیں بكم۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ پھیری گئی ہے کلام اس آیت میں خطاب سے طرف غائب کی جیسے کہ پھیرا گیا ہے اسم اشارہ پہلی آیت میں غائب سے طرف حاضر کی یعنی اپنی آیت میں هذه آيات چاہیے تھا اس کے بدلے ﴿تلك آيات﴾ بولا گیا اور دوسری آیت میں بكم چاہیے تھا اس کے بدلے میں بهم بولا گیا اور جامع دونوں کے درمیان یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک میں پھیرا گیا ہے خطاب غائب سے طرف حاضر کی اور عکس اس کا اور فائدہ صرف کلام کا خطاب سے طرف غائب کے مبالغہ ہے جیسے وہ ذکر کرتا ہے واسطے غیر ان کے کی حال ان کا تا کہ تعجب میں ڈالے ان کو اس سے اور استدعا کرتا ہے ان سے انکار اور تقبیح کو۔ (ق)

يُقَالُ ﴿دَعْوَاهُمْ﴾ دُعَآؤُهُمْ.

یعنی اور معنی دعواهم کے آیت ﴿دعواهم فيها سبحانك اللهم﴾ میں دعا مانگنے اور پکارنے کے ہیں۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ثوری کے طریق سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿دعواهم فيها﴾ کہ جب کسی چیز کا ارادہ کریں گے تو کہیں گے اللهم سو اللہ ان کو دے گا جو مانگیں گے اور اسی طرح روایت ہے ابن جریج سے اور یہ سب تائید کرتی ہے اس کی کہ دعواھم کے معنی دعا کے ہیں اس واسطے کہ معنی اللهم کے ہیں یا اللہ یا معنی دعویٰ کے عبادت ہیں یعنی بہشت میں ان کی کلام بعینہ یہ لفظ ہوگی۔

﴿أُحِيطَ بِهِمْ﴾ دَنَوْا مِنَ الْهَلَكَةِ ﴿أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيْئَتُهُ﴾. یعنی احیط بھم کے معنی ہیں کہ ہلاکت سے نزدیک ہوئے اس کے گناہوں نے اس کا احاطہ کیا۔

فائدہ: کہا جاتا ہے احیط بہ یعنی وہ ہلاک ہونے والا ہے اور گویا کہ وہ از قسم احاطہ کرنے دشمن کے ہے ساتھ قوم کے اس واسطے کہ یہ اکثر اوقات ہلاک کا سبب ہوتا ہے تو اس سے کفایت ٹھہرائی گئی اور اسی واسطے بخاری رحمہ اللہ علیہ اس کے پیچھے یہ قول لایا ہے ﴿احاطت به خطيئته﴾ واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف۔ (فتح)

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وظنوا انهم احيط بهم﴾۔

فَاتَّبَعَهُمْ وَأَتْبَعَهُمْ وَاحِدٌ. یعنی ان دونوں لفظوں کے ایک معنی ہیں ان کے پیچھے پڑا۔

﴿عَدْوًا﴾ مِنَ الْعُدْوَانِ. یعنی عدوا مشتق ہے عدوان سے یعنی تعدی اور زیادتی سے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فاتبعهم فرعون وجنوده بغيا وعدوا﴾ اور یہ دونوں لفظیں ہیں منصوب اس بنا پر کہ وہ مصدر ہیں یا اس بنا پر کہ وہ حال ہے یعنی سرکشی کرنے والے حد سے نکل جانے والے اور جائز ہے کہ دونوں مفعول ہوں یعنی سبب بغی اور عدوان کے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ﴾ قَوْلُ الْإِنْسَانِ لِوَلَدِهٖ وَمَالِهٖ إِذَا غَضِبَ اَللّٰهُمَّ لَا تُبَارِكْ فِيْهِ وَالْعَنْهُ ﴿لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ﴾ لَأُهْلِكَ مَنْ دُعِيَ عَلَيْهِ وَلَأَمَاتَهُ. یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر اس آیت کی کہ اگر جلدی لاتا اللہ لوگوں پر برائی جیسے جلدی مانگتے ہیں بھلائی تو پوری کی جاتی ان کی عمر یعنی ہلاک ہوتا جس پر بد دعا کی گئی اور اس کو مارتا یہ کہنا آدمی کا ہے واسطے اولاد اپنی اور مال اپنے کے جب کہ غضبناک ہو کہ الٰہی! اس میں برکت نہ کر اس کو لعنت کر۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ساتھ لفظ مختصر کے کہ اگر اللہ ان کی دعا اس میں جلدی قبول کرتا جیسے کہ بھلائی میں قبول کرتا ہے تو البتہ ان کو ہلاک کرتا اور البتہ وارد ہوئی ہے اس کے منع ہونے میں حدیث مرفوع روایت کیا ہے اس کو مسلم نے درمیان حدیث دراز کے اور جدا روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بد دعا دو اپنے آپ کو اور نہ اپنی اولاد کو اور نہ اپنے مال کو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری دعا اس گھڑی کے موافق پڑ جائے جس میں اللہ سے انعام مانگا جاتا ہے اور تمہاری دعا قبول ہو۔ (فتح)

لو يعجل الله متضمن ہے معنی نفی تعجیل کو اس واسطے کہ لو واسطے معلق کرنے اس چیز کے ہے کہ غیر کے سبب سے منع

ہو یعنی نہ تعجیل ہے اور نہ قضا عذاب کا پس لازم آئے گا اس سے حاصل ہونا مہلت کا اور یہ لطف ہے اللہ کا اپنے بندوں کے واسطے اور رحمت اس کی۔ (فتح)

﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى﴾ مِثْلُهَا حُسْنٰى ﴿وَزِيَادَةٌ﴾ مَغْفِرَةٌ وَّرِضْوَانٌ وَّقَالَ غَيْرُهُ اَلنَّظَرُ إِلٰى وَجْهِهٖ.

یعنی جنہوں نے کی بھلائی ان کو ہے بھلائی یعنی مثل اس کی ثواب ہے اور مراد زیادتی سے مغفرت ہے اور مجاہد کے غیر نے کہا کہ مراد زیادۃ سے اللہ کا دیدار ہے۔

فائدہ: شاید مراد غیر سے قتادہ ہے کہ طبری نے اس سے روایت کی ہے کہ مراد حسنٰی سے بہشت ہے اور مراد زیادتی سے اللہ کا دیدار ہے اور اس باب میں ایک حدیث مرفوع بھی آچکی ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم وغیرہ نے حبیب سے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب بہشتی لوگ بہشت میں داخل ہوں گے تو پکارا جائے گا کہ بیشک تمہارے واسطے اللہ کے پاس ایک وعدہ ہے تو وہ کہیں گے کہ کیا اللہ نے ہمارے منہ سفید اور روشن نہیں کیے اور ہم کو آگ سے دور نہیں رکھا اور ہم کو بہشت میں داخل نہیں کیا سو پردہ اٹھایا جائے گا تو وہ اللہ کی طرف دیکھیں گے سو قسم ہے اللہ کی نہیں دی اللہ نے ان کو کوئی چیز زیادہ پیاری اس سے یعنی ان کو اللہ کے دیدار سے کوئی چیز زیادہ محبوب نہیں ملی پھر پڑھی یہ آیت ﴿للذين احسنو ا الحسنٰى وزيادة﴾ اور حسن سے روایت ہے کہ مراد زیادتی سے دوگنا ثواب ہے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد زیادتی سے محل ہے موتی کا کہ اس کے واسطے چار دروازے ہیں روایت کیا ہے ان سب کو طبری نے اور اشارہ کیا ہے اس نے کہ نہیں ہے ان اقوال کے درمیان تعارض اس واسطے کہ زیادۃ ان میں سے ہر ایک کا احتمال رکھتی ہے۔ (فتح)

﴿اَلْكِبْرِيَآءُ﴾ اَلْمُلْكُ.

یعنی مراد کبریاء سے ملک اور بادشاہی ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وتكون لكم الكبرياء في الارض﴾ یعنی تا کہ زمین میں تمہاری بادشاہی ہو۔

بَابٌ ﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْ إِسْرَآئِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا حَتّٰى إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ أَنَّهٗ لَآ إِلٰهَ إِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓ إِسْرَآئِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پار کیا ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پھر پیچھے پڑا ان کے فرعون اور اس کا لشکر شرارت اور زیادتی سے یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر ڈوبنا کہا یقین جانا میں نے کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر یقین لائے بنی اسرائیل اور میں ہوں حکم برداروں میں۔

فائدہ: مراد دریا سے دریائے قلزم ہے ساتھ ضمہ قاف کے اور ابن سمعانی نے حکایت کی ہے کہ وہ مکے اور مصر کے درمیان ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قلزم شہر کا نام ہے بحر یمن کے کنارے پر مصر کی طرف اس دریا کو اس کی طرف نسبت

کرتے ہیں اور نام اس فرعون کا ولید بن مصعب بن ریان ہے اور ثعلبی نے کہا کہ عمالقہ میں سے ہے سام بن نوح کی اولاد سے اور اس کو قبطی بھی کہتے ہیں اور سدی سے روایت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر نکلے تو اس وقت ان کے ساتھ بنی اسرائیل میں سے چھ لاکھ اور بیس ہزار مرد لڑنے والے تھے جو بیس برس سے کم نہ تھے اور ساٹھ برس سے زیادہ نہ تھے سوائے عورتوں اور لڑکوں کے اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہے کہ فرعون کے ساتھ ستر سردار تھے اور ہر سردار کے ساتھ ستر ہزار مرد تھے۔ نقله العینی فی شرح (تیسیر القاری)

﴿نُنَجِّيْكَ﴾ نُلْقِيْكَ عَلٰى نَجْوَةٍ مِّنَ الْاَرْضِ وَهُوَ النَّشَزُ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ.

یعنی ننجیك کے معنی یہ ہیں کہ ہم تجھ کو یعنی تیری لاش کو زمین کی اونچی جگہ پر ڈالیں گے اور نجوہ کے معنی ہیں مکان بلند یعنی ٹیلہ۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فالیوم ننجیك ببدنك﴾ یعنی آج ہم تیری لاش کو ٹیلے پر ڈالیں گے تا کہ ہو جائے تو اپنے پچھلوں کے لیے نشانی اور نہیں قولہ اس کا ننجیك مشتق نجات سے ساتھ معنی سلامت کے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی بھی سلامتی کے ہیں اور مراد نجات دینا اس چیز سے ہے کہ واقع ہوئی ہے اس میں قوم تیری گہرائی سمندر کی سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ نے جیم کی جگہ ح پڑھی ہے یعنی ہم تجھ کو ایک کنارے ڈالیں گے اور وارد ہوا ہے سبب اس کا یعنی سبب پھینکنے سمندر کا فرعون کو بیچ اس چیز کے کہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے قیس بن عباد سے یا اس کے غیر سے کہ بنی اسرائیل نے کہا کہ فرعون نہیں مرا سو اللہ نے اس کی لاش کو ان کی طرف نکالا مانند بیل سرخ کی اس کو سامنے دیکھتے تھے اور قتادہ سے روایت ہے کہ جب اللہ نے فرعون کو غرق کیا تو ایک گروہ کو اس کا یقین نہ آیا سو اللہ نے اس کی لاش کو نکالا تا کہ ان کے واسطے نصیحت اور نشانی ہو اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی سمندر سے نکلے تو فرعون کی قوم سے جو لوگ پیچھے رہے تھے انہوں نے کہا کہ فرعون غرق نہیں ہوا لیکن وہ اور اس کا لشکر دریا کے جزیروں سے شکار کرتے ہیں سو اللہ نے سمندر کو حکم دیا کہ فرعون کو ننگا کر کے باہر پھینک دے سمندر نے اس کو ننگا کر کے باہر پھینک دیا۔ (فتح)

٤٣١٢ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَالْيَهُوْدُ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَقَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ ظَهَرَ فِيْهِ مُوْسٰى عَلٰى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

۴۳۱۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے اور یہود عاشورے کا روزہ رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ وہ دن ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم یہود سے موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے کے زیادہ لائق ہو سو تم بھی روزہ رکھو۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ أَنْتُمْ أَحَقُّ بِمُوْسٰى مِنْهُمْ فَصُوْمُوْا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے کے بیان میں گزر چکی ہے اور ترجمہ کے مطابق یہ قول اس کا ہے جو اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ یہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی اور فرعون کو غرق کیا۔ (فتح)

سُوْرَةُ هُوْدٍ
سورہ ہود کی تفسیر کے بیان میں

وَقَالَ أَبُوْ مَيْسَرَةَ الْأَوَّاهُ الرَّحِيْمُ بِالْحَبَشِيَّةِ.

یعنی کہا ابومیسرہ نے کہ اواہ کے معنی ہیں رحم والا نرم دل۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ان ابراهيم لحليم اواه منيب﴾ یعنی بیشک ابراہیم علیہ السلام تحمل والا نرم دل ہے رجوع کرنے والا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بَادِئَ الرَّأْيِ﴾ مَا ظَهَرَ لَنَا.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بادی الرای کے معنی ہیں جو ہم کو ظاہر ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وما نراك اتبعك الا الذين هم اراذلنا بادى الرأى﴾ یعنی ہم نہیں دیکھتے کوئی تیرا تابع ہوا مگر جو ہم میں نیچی قوم ہیں اوپر کی عقل سے یعنی ظاہر بینی سے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْجُوْدِيُّ جَبَلٌ بِالْجَزِيْرَةِ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ جودی ایک پہاڑ ہے جزیرے میں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واستوت على الجودى﴾ یعنی اور ٹھہری کشتی جودی پہاڑ پر۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيْمُ﴾ يَسْتَهْزِءُوْنَ بِهِ.

اور کہا حسن نے اس آیت کی تفسیر میں کہ بیشک تو ہے بڑا تحمل والا نیک چال کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ شعیب علیہ السلام کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے اور ان کو چڑاتے تھے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَقْلِعِيْ﴾ أَمْسِكِيْ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿ویاسما اقلعی﴾ کے کہ اے آسمان! تھم جا۔

﴿عَصِيْبٌ﴾ شَدِيْدٌ.

اور عصیب کے معنی ہیں سخت یعنی اس آیت میں ﴿هذا یوم عصیب﴾ یعنی کہا شعیب علیہ السلام نے کہ یہ دن بڑا سخت ہے۔

﴿لَا جَرَمَ﴾ بَلٰى.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿لا جرم ان الله﴾ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کیوں نہیں بیشک اللہ

جانتا ہے۔

فائدہ: اور کہا طبری نے کہ جرم کے معنی ہیں گناہ کمایا پھر بہت ہوا استعمال اس کا بیچ جگہ لابد کے مانند قول ان کے کی کہ لا جرم انك ذاهب یعنی کوئی چارہ نہیں کہ تو جانے والا ہے اور کبھی مستعمل ہوتا ہے بیچ جگہ حقًا کے مانند قول تیرے کے لاجرم لتقومن یعنی تحقیق تو کھڑا ہوگا۔

﴿وَفَارَ التَّنُّوْرُ﴾ نَبَعَ الْمَآءُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَجْهُ الْأَرْضِ.

یعنی فار التنور کے معنی ہیں جوش مارا پانی نے اور کہا عکرمہ نے کہ تنور کے معنی ہیں روئے زمین یعنی جوش مارا روئے زمین نے ساتھ پانی کے۔

فائدہ: اور اس تنور کی جگہ میں اختلاف ہے مجاہد سے روایت ہے کہ کوفے کے کنارے میں تھا اور کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام نے کشتی کوفے کی مسجد میں بنائی تھی اور وہ تنور بھی اسی مسجد میں تھا اور مقاتل نے کہا کہ آدم علیہ السلام کا تنور شام میں اس جگہ تھا جس کا نام عین وردہ ہے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ ہند میں تھا۔ (ت)

بَابٌ ﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ أَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ إِنَّهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ خبردار ہو وہ دوہرے کرتے ہیں اپنے سینے کہ پردہ کریں اس سے خبردار ہو جس وقت اوڑھتے ہیں اپنے کپڑے وہ جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں وہ جاننے والا ہے سینے کے رازوں کو۔

فائدہ: یہ باب اکثر روایتوں میں نہیں ہے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿وَحَاقَ﴾ نَزَلَ ﴿يَحِيْقُ﴾ يَنْزِلُ.

اور عکرمہ کے غیر نے کہا کہ حاق کے معنی ہیں اترا اور یحیق کے معنی ہیں اترتا ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وحاق بهم ما كانوا به يستهزؤون﴾ یعنی اتر ان پر جس کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہیں۔

يَؤُوْسٌ فَعُوْلٌ مِّنْ يَئِسْتُ.

یعنی یؤس مبالغہ ہے مشتق ہے ھئست سے یعنی ناامید ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿انه ليئوس كفور﴾ یعنی البتہ وہ ناامید ناشکر ہو۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَبْتَئِسْ﴾ تَحْزَنْ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ لاتبتئس کے معنی ہیں نہ غم کھا۔

﴿يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ﴾ شَكٌّ وَّامْتِرَآءٌ فِي

یعنی یثنون صدورهم کے معنی یہ ہیں کہ حق میں شک

الْحَقِّ ﴿لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ﴾ مِنَ اللّٰهِ إِنِ اسْتَطَاعُوْا.

کرتے ہیں تا کہ پردہ کریں اللہ سے اگر کر سکیں یعنی اور باوجود اس کے اللہ جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں۔

۴۳۱۳ ۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُوْنِيْ صُدُوْرَهُمْ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ أُنَاسٌ كَانُوْا يَسْتَحْيُوْنَ أَنْ يَتَخَلَّوْا فَيُفْضُوْا إِلَى السَّمَآءِ وَأَنْ يُجَامِعُوْا نِسَآئَهُمْ فَيُفْضُوْا إِلَى السَّمَآءِ فَنَزَلَ ذٰلِكَ فِيْهِمْ.

۴۳۱۳ ۔ محمد بن عباد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا پڑھتے تھے یہ آیت اس طرح ہے اَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُوْنِيْ صُدُوْرَهُمْ محمد بن عباد رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا شان نزول پوچھا سو اس نے کہا کہ کچھ لوگ تھے کہ ننگے پاخانے پھرنے اور اپنی عورتوں کے ساتھ جماع کرنے سے شرماتے تھے پس پاخانے اور جماع کے وقت اپنے اوپر کپڑے اوڑھتے تھے تا کہ اللہ سے پردہ کریں سو یہ آیت ان کے حق میں اتری۔

۴۳۱٤ ۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَّأَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَرَأَ أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ قُلْتُ يَا أَبَا الْعَبَّاسِ مَا تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يُجَامِعُ امْرَأَتَهُ فَيَسْتَحِيْ أَوْ يَتَخَلّٰى فَيَسْتَحِيْ فَنَزَلَتْ أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ.

۴۳۱۴ ۔ محمد بن عباد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت اس طرح پڑھی اَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ یعنی ہوش سے سنو نہایت پیچیدہ ہوتے ہیں سینے ان کے میں نے کہا اے ابو عباس! (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ کیا ہوا (اور یہ کس موقع پر نازل ہوئی) کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بعض مرد تھا کہ اپنی عورت سے ننگے صحبت کرتا سو شرماتا یا پاخانے پھرتا پس شرماتا یعنی پس پاخانے اور جماع کے وقت اپنے اوپر کپڑے اوڑھتا تا کہ اللہ سے پردہ کرے سو یہ آیت اتری اَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ یعنی بیشک (شرم کے مارے) ان کے سینے پیچ وتاب کھاتے ہیں اور کپڑا اوڑھ کر اللہ تعالیٰ سے پردہ کرنا چاہتے ہیں (لیکن) جان لو کہ کپڑا اوڑھنے کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ ان کے ظاہر اور باطن کے سب حالات جانتا ہے یعنی یہ نہ سمجھو کہ کپڑا اوڑھنے سے اللہ تعالیٰ سے پردہ ہو گیا۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت کا مطلب ہے اور قرأت مشہورہ اور اس کی تفسیر پہلے ترجمۃ الباب میں مذکور ہو چکی ہے۔

٤٣١٥ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ أَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ﴾ و قَالَ غَيْرُهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿يَسْتَغْشُوْنَ﴾ يُغَطُّوْنَ رُؤُوْسَهُمْ.

۴۳۱۵۔ عمرو رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ پڑھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت خبردار رہو بیشک وہ البتہ دوہرے کرتے ہیں مجھ سے اپنے سینے جس وقت اپنے کپڑے اوڑھتے ہیں اور عمرو رحمہ اللہ کے غیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یستغشون کے معنی ہیں کہ اپنے سر ڈھانکتے ہیں۔

﴿سِيْءَ بِهِمْ﴾ سَاءَ ظَنُّهُ بِقَوْمِهِ ﴿وَضَاقَ بِهِمْ﴾ بِأَضْيَافِهِ.

یعنی سیئی بھم کے معنی ہیں کہ اپنی قوم سے بدظن ہوا اور تنگ دل ہوا اپنے مہمانوں کے سبب سے یعنی ان کے ٹھہرنے سے غمناک ہوا اس سبب سے کہ ان کو بہت خوبصورت دیکھا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ولما جاءت رسلنا لوطا سیء بھم وضاق بھم ذرعا﴾ یعنی جب پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے لوط علیہ السلام کے پاس تو بدظن ہوا اپنی قوم سے اور تنگ دل ہوا اپنے مہمانوں کے سبب سے غرض یہ ہے کہ ضمیر سیء بھم میں لوط علیہ السلام کی قوم کی طرف راجع ہے اور ضمیر ضاق بھم میں اس کے مہمانوں کی طرف راجع ہے یعنی فرشتوں کی طرف جو بصورت مہمان ان کے پاس آئے تھے اور لازم آتا ہے اس سے مختلف ہونا ضمیر کا اور اکثر مفسرین اس پر ہیں کہ دونوں ضمیر مہمانوں کی طرف راجع ہیں۔ (فتح)

﴿بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ﴾ بِسَوَادٍ.

یعنی بقطع من اللیل کے معنی رات کے اندھیرے میں یعنی اس آیت میں ﴿فاسر باھلك بقطع من اللیل﴾ یعنی نکل اپنے گھر والوں کو لے کر رات کے اندھیرے میں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿إِلَيْهِ أُنِيْبُ﴾ أَرْجِعُ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ انیب کے معنی ہیں کہ اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں میں یعنی اس آیت میں ﴿علیه توکلت والیه انیب﴾۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا

٤٣١٦ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ

۴۳۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کے اے آدم کے بیٹے مال کو

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ يَدُ اللّٰهِ مَلْأَى لَا تَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَقَالَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِيْ يَدِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ.

خرچ کیا کر تو میں بھی تجھ کو دیا کروں گا اور فرمایا کہ اللہ کا دایاں ہاتھ پر ہے خرچ کرنا اس کو کم نہیں کرتا اس کا ہاتھ شب وروز نعمتوں کو بہانے والا ہے یعنی ہر دم فیض کا ریلا جاری ہے بھلا دیکھو تو کہ جو کچھ اللہ نے خرچ کیا جب سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اتنے خرچ نے اس کے دائیں ہاتھ میں سے کچھ کم نہیں کیا اور حالانکہ یہ فیض اس وقت سے ہے کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا یعنی ازل سے اور اللہ کے (دوسرے) ہاتھ میں ترازو ہے کسی کو اٹھاتا ہے اور کسی کو جھکاتا ہے یعنی کشائش اور تنگی دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ مراد تقسیم کرنا اس کا ہے درمیان خلقت کے کہ بعض کے رزق میں کشائش کرتا ہے اور بعض کے رزق کو تنگ کرتا ہے اور مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ ایسی آیتوں اور حدیثوں کے ساتھ ایمان لانا چاہیے اور ان کی کیفیت سے زبان کو بند کرنا چاہیے۔ (ت) اور فتح الباری میں کہا کہ مراد میزان سے عدل ہے اور اس حدیث کی شرح توحید میں آئے گی۔

﴿اِعْتَرَاكَ﴾ اِفْتَعَلَكَ مِنْ عَرَوْتُهُ أَيْ أَصَبْتُهُ وَمِنْهُ يَعْرُوْهُ وَاعْتَرَانِيْ.

یعنی اعتراك باب افتعال سے ہے مشتق ہے عروته سے ساتھ معنی اصبته کے یعنی میں اس کو پہنچا اور اسی اصل سے ہے یعروہ یعنی وہ اس کو پہنچا اور واعترانی وہ مجھ کو پہنچا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ان نقول الا اعتراك بعض آلهتنا بسوء﴾ یعنی ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی پیر نے تجھ کو ضرر پہنچایا ہے یعنی چونکہ تو ان کو برا کہتا ہے تو اس وجہ سے کسی نے ان میں سے تجھ کو ضرر پہنچایا ہے یعنی جنون۔

﴿اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا﴾ أَيْ فِيْ مِلْكِهِ وَسُلْطَانِهِ.

یعنی آخذ بناصیتها کے معنی ہیں کہ سب اس کی قدرت اور حکم میں ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وما من دابة الا هو آخذ بناصيتها﴾ یعنی کوئی پاؤں چلنے والا نہیں مگر کہ اس کے ہاتھ میں ہے چوٹی اس کی۔

عَنِيْدٌ وَّعَنُوْدٌ وَّ عَانِدٌ وَّاحِدٌ هُوَ تَأْكِيْدُ

یعنی ان تینوں لفظوں کے معنی ہیں یعنی حق سے پھرنے

التَّجَبُّرِ.

والا اور وہ تاکید ہے تجبر کی یعنی آیت ﴿واتبعوا امر کل جبار عنید﴾ میں۔

﴿اسْتَعْمَرَكُمْ﴾ جَعَلَكُمْ عُمَّارًا أَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمْرٰى جَعَلْتُهَا لَهُ.

یعنی اور استعمر کے معنی ہیں کہ ٹھہرایا تم کو آباد کرنے والے بیچ اس کے تو کہتا ہے اعمرته الدار فهي عمری یعنی میں نے اس کو گھر ہبہ کیا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿هو انشأكم من الارض واستعمركم فيها﴾ یعنی اس نے تم کو زمین سے بنایا اور تم کو اس میں بسایا۔

﴿نَكِرَهُمْ﴾ وَأَنْكَرَهُمْ وَاسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ.

یعنی ثلاثی مجرد اور افعال اور استفعال تینوں کے ایک معنی ہیں یعنی ان کو نہ پہچانا یعنی اس آیت میں ﴿فلما رای ايديهم لا تصل اليه نكرهم﴾۔

﴿حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ كَأَنَّهُ فَعِيْلٌ مِّنْ مَّاجِدٍ مَّحْمُوْدٌ مِّنْ حَمِدَ.

یعنی مجید فعیل ہے ماجد سے ساتھ معنی اسم فاعل کے اور حمید ساتھ معنی مفعول کے ہے حمد سے۔

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس جگہ اور ابو عبیدہ کی کلام میں یعنی اس طرح ہے حمید مجید ای محمود ماجد اور یہی ہے ٹھیک اور حمید فعیل ہے حمد سے پس وہ حامد ہے یعنی حمد کرتا ہے اس کو جو اس کا فرمانبردار ہو یا حمید ساتھ معنی محمود کے ہے اور مجید فعیل ہے مجد سے ساتھ ضمہ جیم کے اور اس کا اصل بلندی ہے۔

سِجِّيْلٌ الشَّدِيْدُ الْكَبِيْرُ سِجِّيْلٌ وَّ سِجِّيْنٌ وَّ اللَّامُ وَالنُّوْنُ أُخْتَانِ وَقَالَ تَمِيْمُ بْنُ مُقْبِلٍ وَّرَجْلَةٍ يَّضْرِبُوْنَ الْبَيْضَ ضَاحِيَةً ضَرْبًا تَوَاصٰى بِهِ الْأَبْطَالُ سِجِّيْنَا.

یعنی سجیل کے معنی ہیں بہت سخت اور یہ لفظ دونوں طرح آیا ہے سجیل بھی اور سجین بھی اور لام اور نون دونوں بہنیں ہیں یعنی ایک دوسرے سے بدل ہو جاتی ہے اور کہا تمیم بن مقبل نے بہت پیادے ہیں کہ مارتے ہیں خود کو یعنی سر کو مارنا سخت کہ وصیت کرتے ہیں ساتھ اس کے پہلوان ایک دوسرے کو کہ ایسا مارنا چاہیے۔

فائدہ: سجینا صفت ہے ضربا کی اور سجیل سخت پتھر کو کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک نام ہے پہلے آسمان کا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک دریا ہے معلق درمیان آسمان اور زمین کے اس سے پتھر اترتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک پہاڑ ہے آسمان میں۔ (فتح)

اور اس شعر سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ سجیل اور سجین دونوں کے ایک معنی ہیں بلکہ لغت کی کتابوں سے معلوم ہوتا

ہے کہ سجیل سخت پتھر کو کہتے ہیں اور سجین کے معنی ہیں مطلق سخت خواہ کوئی چیز ہو۔ (ت)

﴿وَإِلٰى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾ أَيْ إِلٰى أَهْلِ مَدْيَنَ لِأَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ وَمِثْلُهُ ﴿وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ﴾ وَاسْأَلِ الْعِيرَ يَعْنِي أَهْلَ الْقَرْيَةِ وَأَصْحَابَ الْعِيرِ.

یعنی مراد اس آیت میں مدین سے مدین والے ہیں اس واسطے کہ مدین شہر کا نام ہے اور مثل اس کی ہے کہ پوچھ گاؤں سے اور قافلے سے یعنی گاؤں والوں اور قافلے والوں سے۔

﴿وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا﴾ يَقُولُ لَمْ تَلْتَفِتُوا إِلَيْهِ وَيُقَالُ إِذَا لَمْ يَقْضِ الرَّجُلُ حَاجَتَهُ ظَهَرْتَ بِحَاجَتِي وَجَعَلْتَنِي ظِهْرِيًّا وَالظِّهْرِيُّ هَا هُنَا أَنْ تَأْخُذَ مَعَكَ دَآبَّةً أَوْ وِعَآءً تَسْتَظْهِرُ بِهِ.

یعنی آیت ﴿واتخذتموہ ورآءکم ظهریا﴾ میں ورآءکم ظهریا کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے اس کی طرف التفات کیا اور جب کوئی مرد کسی کی حاجت پوری نہ کرے تو کہا جاتا ہے کہ تو نے میری حاجت کو پیٹھ پیچھے ڈالا اور تو نے مجھ کو پیٹھ پیچھے ڈالا اور باقی کلام بعض روایتوں میں ساقط ہے اور یہی ٹھیک ہے اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ تم نے اللہ کو پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے۔

﴿أَرَاذِلُنَا﴾ سُقَّاطُنَا.

اور اراذل کے معنی ہیں ردی لوگ یعنی کمینے اور نیچ قوم۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وما نراك اتبعك الا الذين هم اراذلنا بادي الرای﴾ یعنی نہیں دیکھتے ہم کوئی تابع ہوا تیرا مگر جو ہم میں نیچ قوم ہیں۔

﴿إِجْرَامِي﴾ هُوَ مَصْدَرٌ مِّنْ أَجْرَمْتُ وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ جَرَمْتُ.

یعنی اجرامی مصدر ہے اجرمت سے اور بعض کہتے ہیں کہ ثلاثی مجرد کا مصدر ہے یعنی جرمت کا اور اجرمت ثلاثی مزید فیہ ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قل ان افتريته فعلي اجرامي﴾ یعنی کہتے ہیں کہ بنا لایا قرآن کو تو کہہ اگر میں بنا لایا ہوں تو مجھ پر ہے میرا گناہ۔

﴿الْفُلْكُ﴾ وَالْفَلَكُ وَاحِدٌ وَّهِيَ السَّفِينَةُ وَالسُّفُنُ.

اور فُلك اور فَلَك کے ایک معنی ہیں۔

فائدہ: عیاض نے کہا کہ فلک دونوں جگہ میں ساتھ پیش کے ہے ف اور جزم لام کے ہے اور یہی ٹھیک بات ہے اور مراد یہ ہے کہ جمع اور واحد ساتھ ایک لفظ کے ہیں اور البتہ وارد ہوا ہے قرآن میں سو کہا واحد میں ﴿فی الفلك المشحون﴾ اور کہا جمع میں ﴿حتى اذا كنتم في الفلك وجرين بهم﴾ اور کہا ابو عبیدہ نے کہ فلک واحد اور جمع

ہے اور وہ ایک کشتی اور بہت کشتیاں ہیں اور یہ واضح تر ہے مراد میں۔ (فتح)

﴿مُجْرَاهَا﴾ مَدْفَعُهَا وَهُوَ مَصْدَرُ أَجْرَيْتُ وَأَرْسَيْتُ حَبَسْتُ وَيُقْرَأُ مَرْسَاهَا مِنْ رَسَتْ هِيَ وَمَجْرَاهَا مِنْ جَرَتْ هِيَ وَمُجْرِيهَا وَ مُرْسِيهَا مِنْ فُعِلَ بِهَا.

یعنی اور مُجراها کے معنی ہیں کشتی کا چلنا اور وہ مصدر ہے اجریت کا اور ارسیت کے معنی ہیں میں نے روکا اور پڑھا جاتا ہے بعض قرأتوں میں مَرساها یعنی ساتھ زبر میم کے ماخوذ ہے رست ھی سے جس کے معنی ہیں کہ کشتی ٹھہر گئی اور مجراها ماخوذ ہے جرت ھی سے یعنی جاری ہوئی کشتی اور مجریها و مرسها ساتھ لفظ اسم فاعل کے یعنی اللہ ہے چلانے والا اور ٹھہرانے والا اس کا ماخوذ ہے فعل بها سے۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا بعض شروح میں مدفعها کے عوض موقفها واقع ہے لیکن وہ تصحیف ہے میں نے کسی نسخہ میں اس طرح نہیں دیکھا پھر مجھے معلوم ہوا کہ ابن تین نے شیخ ابوالحسن قابسی سے حکایت کر کے کہا کہ یہ صحیح نہیں کیونکہ اس کا معنی بالکل فاسد ہے۔ (فتح الباری) مراد اس سے آیت کی تفسیر ہے ﴿بسم اللہ مجریها و مرسها﴾ کہا ابو عبیدہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ مجراها کے معنی ہیں اس کا چلنا اور وہ ماخوذ ہے جرت بھم سے اور جو اس کو پیش میم کے ساتھ پڑھتا ہے تو وہ ماخوذ ہے اجریها انا سے یعنی میں نے اس کو چلایا اور مرساها ماخوذ ہے ارسیتها انا سے یعنی میں نے اس کو ٹھہرایا اور ایک روایت میں ساتھ پیش میم کے ہے دونوں لفظ میں اور ساتھ زیر را اور س کے یعنی اللہ ہے چلانے والا اور ٹھہرانے والا اس کا اور جمہور کی قرأت پیش میم کا ہے مجراها میں اور کوفے والے وغیرہ اس کو زیر کے ساتھ پڑھتے ہیں اور مرساها میں مشہور سب کے نزدیک پیش میم کا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی زبر بھی آ چکی ہے۔

رَاسِيَاتٌ ثَابِتَاتٌ.

یعنی آیت ﴿وقدور راسیات﴾ میں راسیات کے معنی ہیں ثقال ثابتات عظام یعنی دیگیں بڑی بھاری جمی ہوئیں چولھوں پر۔

فائدہ: اور یہ کلمہ سورہ سبا میں ہے شاید ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے استطراد واسطے مناسبت مرساها کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيَقُوْلُ الْأَشْهَادُ هٰٓؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ﴾ ﴿وَيَقُوْلُ الْأَشْهَادُ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کہیں گے گواہی دینے والے یہی ہیں جنہوں نے جھوٹ کہا اپنے رب پر سن لو پھٹکار ہے اللہ کی بے انصاف لوگوں پر اور اشہاد جمع

وَاحِدُهٗ شَاهِدٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَّأَصْحَابٍ.

کا لفظ ہے اس کا واحد شاہد ہے مثل صاحب اور اصحاب کے کہ اصحاب جمع ہے اور اس کا واحد صاحب ہے۔

٤٣١٧ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ وَّهِشَامٌ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ بَيْنَا ابْنُ عُمَرَ يَطُوْفُ إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَوْ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّجْوٰى فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُدْنَى الْمُؤْمِنُ مِنْ رَّبِّهٖ وَقَالَ هِشَامٌ يَّدْنُو الْمُؤْمِنُ حَتّٰى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهٗ فَيُقَرِّرُهٗ بِذُنُوْبِهٖ تَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا يَقُوْلُ أَعْرِفُ يَقُوْلُ رَبِّ أَعْرِفُ مَرَّتَيْنِ فَيَقُوْلُ سَتَرْتُهَا فِي الدُّنْيَا وَأَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ ثُمَّ تُطْوٰى صَحِيْفَةُ حَسَنَاتِهٖ وَأَمَّا الْاٰخَرُوْنَ أَوِ الْكُفَّارُ فَيُنَادٰى عَلٰى رُؤُوْسِ الْأَشْهَادِ ﴿هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ﴾ وَقَالَ شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ.

۴۳۱۷۔ حضرت صفوان بن محرز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کعبہ کا طواف کرتے تھے کہ اچانک ایک مرد ان کے سامنے آیا سو اس نے کہا کہ اے ابن عمر! کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کے بیان میں کچھ سنا ہے یعنی سرگوشی کہ قیامت کے دن اللہ اور مسلمان بندے کے درمیان واقع ہوگی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ایمان دار اپنے رب سے نزدیک کیا جائے گا اور کہا ہشام راوی نے کہ ایماندار اپنے رب سے قریب ہوگا یعنی قیامت کے دن یہاں تک کہ اس کو اپنی رحمت کے سائے سے چھپائے گا یہاں تک کہ اس سے اس کے گناہ قبول کرائے گا فرمائے گا تو اپنا فلاں گناہ پہچانتا ہے ایماندار کہے گا کہ اے میرے رب! ہاں پہچانتا ہوں پہچانتا ہوں دو بار کہے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے گناہ ہم نے دنیا میں چھپائے اور آج بھی ہم ان کو بخشتے ہیں پھر اس کی نیکیوں کا اعمال نامہ لپیٹا جائے گا یعنی اس کا حساب کتاب ختم ہوگا اور لیکن اور لوگ یا فرمایا کافر لوگ سو پکارا جائے گا روبرو گواہی دینے والوں کے کہ یہی لوگ ہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھتے تھے اور کہا شیبان نے قتادہ سے حدیث بیان کی ہم سے صفوان نے یعنی قتادہ کا سماع صفوان سے ثابت ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهٗ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور وہ ظلم کر رہے ہیں بیشک اس کی پکڑ سخت دکھ دینے والی ہے۔

فائدہ: کذلك میں کاف واسطے تشبیہ دینے پکڑ مستقبل کے ہے ساتھ پکڑ ماضی کے اور ماضی کا لفظ مضارع کی جگہ لایا گیا واسطے مبالغہ کے اس کے تحقیق ہونے میں۔

﴿اَلرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ﴾ اَلْعَوْنُ الْمُعِيْنُ رَفَدْتُهٗ اَعَنْتُهٗ.

یعنی آیت ﴿بئس الرفد المرفود﴾ کے معنی ہیں انعام جو دیا گیا کہا جاتا ہے وفدته یعنی میں نے اس کی مدد کی

فائدہ: لفظ معین یا ساتھ معنی مفعول کے ہے یا معنی ہیں ذو اعانت یعنی انعام صاحب اعانت کا۔

﴿تَرْكَنُوْا﴾ تَمِيْلُوْا.

یعنی آیت ﴿ولا ترکنوا الی الذین ظلموا﴾ میں ترکنوا کے معنی ہیں نہ جھکو طرف ظالموں کی۔

﴿فَلَوْلَا كَانَ﴾ فَهَلَّا كَانَ.

یعنی فلولا کان کے معنی ہیں کیوں نہ ہوئے۔

فائدہ: یعنی آیت ﴿فلولا کان من القرون من قبلکم اولوا بقیة﴾۔

﴿اُتْرِفُوْا﴾ اُهْلِكُوْا.

یعنی اترفوا کے معنی ہیں ہلاک کیے گئے۔

فائدہ: یعنی آیت ﴿واتبع الذین ظلموا ما اترفوا فیه﴾ یعنی جو جبر اور تکبر کیا حکم اللہ کے سے اور اس سے روکا یہ تفسیر لازم کے ساتھ ہے یعنی تھا ترف سبب واسطے ہلاک ہونے ان کے کی۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ﴾ صَوْتٌ شَدِيْدٌ وَّصَوْتٌ ضَعِيْفٌ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ زفیر اور شهیق کے معنی ہیں آواز سخت اور آواز ضعیف یعنی اس آیت میں ﴿لهم فیها زفیر وشهیق﴾ یعنی بدبختوں کے واسطے آگ میں آواز سخت اور آواز ضعیف ہے۔

٤٣١٨ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ حَتّٰى إِذَا أَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهٗ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾.

۴۳۱۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ ظالم کو فرصت اور ڈھیل دیا کرتا ہے یہاں تک کہ جب اس کو پکڑتا ہے تو نہیں چھوڑتا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی آیت پڑھی یعنی اللہ فرماتا ہے کہ اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب ظالم بستیوں کے لوگوں کو پکڑتا ہے بیشک اس کی پکڑ سخت درد دینے والی ہے۔

فائدہ: نہیں چھوڑتا یعنی جب اس کو ہلاک کرتا ہے تو ہلاکت کو اس سے دور نہیں کرتا اور یہ معنی اس بنا پر ہیں کہ تفسیر ظلم کی مطلق شرک کے ساتھ کی جائے اور اگر تفسیر کیا جائے ساتھ اس چیز کے کہ وہ عام تر ہے تو محمول کیا جائے گا ظلم اس

چیز پر کہ وہ اس کے لائق ہے یعنی جیسا چاہیے تھا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ کھڑی کر نماز دن کے دونوں سروں میں اور رات کی چند گھڑیوں میں البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے یاد رکھنے والوں کو۔

فائدہ: اختلاف ہے کہ دن کی دونوں طرف سے کیا مراد ہے سو بعض کہتے ہیں کہ صبح اور مغرب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صبح اور عصر ہے اور مالک اور ابن حبیب سے روایت ہے کہ صبح ایک طرف ہے اور ظہر اور عصر ایک طرف ہے۔

وَزُلَفًا سَاعَاتٌ بَعْدَ سَاعَاتٍ وَّمِنْهُ سُمِّيَتِ الْمُزْدَلِفَةُ الزُّلَفُ مَنْزِلَةٌ بَعْدَ مَنْزِلَةٍ وَّأَمَّا ﴿زُلْفٰى﴾ فَمَصْدَرٌ مِّنَ الْقُرْبٰى اِزْدَلَفُوْا اِجْتَمَعُوْا ﴿أَزْلَفْنَا﴾ جَمَعْنَا.

اور زلفی کے معنی ہیں چند گھڑیاں بعد چند گھڑیوں کے اور اسی قبیل سے نام رکھا گیا ہے مزدلفہ یعنی اس واسطے کہ منزل بمنزل وہاں آتے ہیں اور لیکن زلفی مصدر ہے مانند قربی کے یعنی دونوں کے معنی ایک ہیں اور ازدلفوا کے معنی ہیں جمع ہوئے اور ازلفنا کے معنی ہیں ہم نے جمع کیا۔

فائدہ: کہا ابو عبیدہ نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿زلفا من الليل﴾ ساعات یعنی رات کی چند گھڑیوں میں اور زلفا جمع ہے اس کا واحد زلفۃ ہے یعنی اس کے معنی ہیں ساعت اور منزل اور قربت اور اسی قبیل سے نام رکھا گیا ہے مزدلفہ اور کہا اس نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وازلفنا الجنة للمتقين﴾ قربت یعنی نزدیک کی گئی اور بیچ قول اس کے وله عندی زلفی یعنی قربت اور اختلاف ہے اس میں کہ زلف سے کیا مراد ہے سو امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ مغرب اور عشاء ہے اور استنباط کیا ہے اس سے بعض حنفیوں نے واجب ہونا وتر کا اس واسطے کہ زلفا جمع ہے اور اقل درجہ جمع کا تین ہیں پس منسوب ہوگا طرف مغرب اور عشاء اور وتر کی اور نہیں پوشیدہ ہے جو اس میں ہے اعتراض سے اور کہا قتادہ نے کہ ﴿طرفی النہار﴾ یعنی دن کے دو طرف سے مراد ہے صبح اور عصر کی نماز ہے اور ﴿زلفا من الليل﴾ سے مراد مغرب اور عشاء ہے۔

٤٣١٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ هُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنَ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ

۴۳۱۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت کا بوسہ لیا سو اس نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو یہ آیت اتری کہ کھڑی کر نمازوں کو دونوں طرف میں اور رات کی چند گھڑیوں میں البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے یاد رکھنے والوں کو تو اس مرد نے کہا

فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ﴾ قَالَ الرَّجُلُ أَلِيَ هٰذِهٖ قَالَ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِيْ.

کیا یہ آیت میرے ساتھ خاص ہے یا سب لوگوں کے واسطے عام ہے فرمایا واسطے ہر شخص کے کہ میری امت سے اس پر عمل کرے یعنی میری سب امت کے واسطے عام ہے۔

فائدہ: حضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا یعنی جیسے اس کا کفارہ پوچھتا ہے اور اصحاب سنن نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! میں نے باغ میں ایک عورت پائی سو میں نے اس کے ساتھ ہر چیز کی یعنی اس کا بوسہ لیا اور اس کو گلے سے لگایا لیکن میں نے اس سے جماع نہیں کیا سو آپ میرے ساتھ کریں جو چاہیں اور ترمذی اور نسائی وغیرہ نے ابوالیسر سے روایت کی ہے کہ اس کے پاس ایک عورت آئی اور اس کے خاوند کو حضرت ﷺ نے جہاد میں بھیجا تھا تو اس عورت نے اس سے کہا کہ میں تجھ سے ایک درہم کی کھجوریں خریدنا چاہتی ہوں ایک درہم لے اور اس کے بدلے کھجوریں دے ابوالیسر کہتا ہے وہ عورت مجھ کو خوش لگی سو میں نے اس سے کہا یعنی واسطے فریب دینے کے کہ گھر کے اندر اس سے عمدہ کھجوریں ہیں یعنی میرے ساتھ گھر کے اندر چل سو اس کو اس حیلے سے گھر کے اندر لے گیا سو اس کو گلے سے لگایا اور چوما پھر گھبرایا اور باہر نکلا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملا اور اس کو خبر دی سو فرمایا کہ توبہ کر اور پھر ایسا نہ کرنا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا آخر حدیث تک اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی پس یہ آیت اتری اور ثعلبی وغیرہ نے بنہان تمار سے بھی اسی قسم کا واقعہ نقل کیا ہے سو اگر وہ ثابت ہو تو محمول ہے اور واقعہ پر اور احمد وغیرہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں حد کو پہنچا یعنی میں نے ایسا کام کیا جو موجب حد ہے سو مجھ پر حد قائم کیجیے سو حضرت ﷺ تین بار اس سے چپ رہے سو نماز کی تکبیر ہوئی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ﷺ نے اس مرد کو بلایا تو فرمایا کہ بھلا بتا تو سہی کہ جب تو گھر سے نکلا تھا تو تو نے اچھی طرح وضو نہیں کیا تھا؟ اس نے کہا کیوں نہیں! فرمایا پھر تو ہمارے ساتھ نماز میں حاضر ہوا تھا؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا البتہ اللہ نے تیرا گناہ بخش دیا اور یہ آیت پڑھی سو یہ قصہ اور ہے اور اس کے ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ متاخر ہے آیت کے اترنے سے اور شاید اس مرد نے گمان کیا تھا کہ ہر گناہ میں حد ہے اس واسطے اس نے اپنے اس کام کو موجب حد کہا اور یہ جو اس نے کہا کہ کیا خاص ہے میرے ساتھ؟ یعنی ساتھ اس کے کہ میری نماز میرے گناہ کو دور کرنے والی ہے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قصے والا خود ہی اس کا سائل ہے اور دارقطنی نے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے یہ مسئلہ حضرت ﷺ سے پوچھا اور یہ محمول ہے او پر متعدد ہونے سائلین کے اور یہ جو اللہ نے فرمایا کہ ﴿ان الحسنات یذھبن السیئات﴾ تو تمسک کیا ہے ساتھ ظاہر اس آیت کے مرجیہ

نے سو کہا انہوں نے کہ نیکیاں ہر گناہ کو دور کر ڈالتی ہیں خواہ کبیرہ ہو یا صغیرہ اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ مطلق محمول ہے مقید پر جو صحیح حدیث میں ہے کہ ایک نماز دوسری نماز تک کفارہ ہے واسطے اس گناہ کے کہ دونوں کے درمیان ہے جب تک کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرتا رہے سو ایک گروہ نے کہا کہ اگر کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرے تو نیکیاں صغیرہ گناہوں کو اتار ڈالتی ہیں اور اگر کبیرہ گناہوں سے نہ بچے تو نیکیاں کسی صغیرہ کو نہیں اتارتیں اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ اگر کبیرہ گناہوں سے نہ بچے تو نیکیوں سے کوئی گناہ معاف نہیں ہوتا اور صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نیکیاں گناہ چھوڑنے کا سبب ہوتی ہیں مانند اس آیت کے ﴿ان الصلوة تنهى عن الفحشآء والمنكر﴾ یعنی نماز سبب ہے باز رہنے کا بے حیائی سے نہ یہ کہ درحقیقت وہ کسی گناہ کو اتار ڈالتی ہے اور یہ قول بعض معتزلہ کا ہے، کہا عبدالبر نے کہ بعض اہل عصر کا یہ مذہب ہے کہ نیکیاں سب گناہوں کو دور کر ڈالتی ہیں اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس آیت کے اور غیر اس کے کی آیتوں اور حدیثوں سے جو ظاہر ہیں بیچ اس کے اور وارد ہوتا ہے اس پر رغبت دلانا توبہ پر ہر کبیرہ گناہ میں پس اگر نیکیاں سب گناہوں کو دور کر ڈالتیں تو نہ حاجت ہوتی طرف توبہ کی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر نہ واجب ہونے حد کے بوسہ لینے اور چھونے میں اور مانند ان کی میں اور اوپر ساقط ہونے تعزیر کے اس شخص سے جو کوئی چیز ان میں سے کرے اور اگر توبہ کرے اور پچھتائے اور استنباط کیا ہے اس سے ابن منذر نے یہ کہ نہیں حد ہے اس شخص پر جو پایا جائے ساتھ عورت اجنبی کے ایک کپڑے میں یعنی اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس نے اس سے زنا نہ کیا ہو بلکہ صرف بوسہ اور لمس اور مانند ان کی پر کفایت کی ہو۔ (فتح)

سُوْرَةُ يُوْسُفَ

سورہ یوسف کی تفسیر کا بیان

فائدہ: کہا عینی نے کہ ابو العباس نے مقامات تنزیل میں لکھا ہے کہ سورہ یوسف اول سے آخر تک مکی ہے اور سبب نزول اس سورہ کا سوال کرنا یہود کا ہے یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کے احوال سے انتہی اور پوشیدہ نہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ سوال یہود کا مدینے میں ہو گا اور یہ سب سورہ یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کے احوال میں ہے پس اس سورہ کا مکی ہونا اس شان نزول کے مخالف ہے۔ (ت)

وَقَالَ فُضَيْلٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ ﴿مُتَّكَأً﴾ اَلْأُتْرُجُّ قَالَ فُضَيْلٌ اَلْأُتْرُجُّ بِالْحَبَشِيَّةِ مُتْكًا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ مُجَاهِدٍ مُتْكًا قَالَ كُلُّ شَيْءٍ قُطِعَ بِالسِّكِّيْنِ.

اور کہا فضیل نے حصین سے اس نے روایت کی مجاہد سے کہ متکا کے معنی ترنج ہیں یعنی آیت واعتدت لهن متکا میں اور کہا فضیل نے کہ ترنج کو حبش کی زبان میں متکا کہتے ہیں اور کہا ابن عیینہ نے ایک مرد سے اس نے روایت کی ہے مجاہد سے کہ متکا ہر چیز ہے کہ چھری سے

کاٹی جائے۔

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ﴾ عَامِلٌ بِمَا عَلِمَ.

یعنی اور کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿وانه لذو علم لما علمناه﴾ کے کہ لذو علم کے معنی ہیں عمل کرنے والا ساتھ اس چیز کے کہ جانے۔

وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ ﴿صُوَاعَ الْمَلِكِ﴾ مَكُّوْكُ الْفَارِسِيِّ الَّذِیْ يَلْتَقِيْ طَرَفَاهُ كَانَتْ تَشْرَبُ بِهِ الْأَعَاجِمُ.

یعنی اور کہا سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صواع کہتے ہیں مکوک یعنی پیمانہ فارسی کو جس کی دونوں طرف مل جاتی ہیں عجمی لوگ اس کے ساتھ پانی پیا کرتے تھے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قالوا نفقد صواع الملك﴾ یعنی انہوں نے کہا کہ ہم بادشاہ کا پیمانہ نہیں پاتے اور مکوک ایک پیمانہ ہے معروف واسطے اہل عراق کے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿تُفَنِّدُوْنِ﴾ تُجَهِّلُوْنِ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ تفندون کے معنی ہیں کہ اگر مجھ کو جاہل نہ کہو۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لولا ان تفندون﴾ یعنی اگر نہ کہو کہ بوڑھا بہک گیا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ غَيَابَةٌ كُلُّ شَيْءٍ غَيَّبَ عَنْكَ شَيْئًا فَهُوَ غَيَابَةٌ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہ غیابہ کے معنی ہیں ہر چیز کہ تجھ سے کسی چیز کو غائب کرے تو وہ غیابہ ہے یعنی غیابة الجب میں۔

وَالْجُبُّ الرَّكِيَّةُ الَّتِيْ لَمْ تُطْوَ.

اور جب کچے کنوئیں کو کہتے ہیں لم تطو کے معنی ہیں کہ گول نہ ہو۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ کنواں بیت المقدس کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اردن کی زمین میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام کے گھر سے تین فرسخ پر ہے مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واجمعوا ان يجعلوه في غيابة الجب﴾ یعنی متفق ہوئے کہ اس کو اندھیرے کنوئیں میں ڈالیں یعنی جس میں کچھ نظر نہ آئے۔

﴿بِمُؤْمِنٍ لَّنَا﴾ بِمُصَدِّقٍ لَّنَا.

یعنی اور بمؤمن لنا کے معنی ہیں کہ تو ہماری بات کو سچا نہ جانے گا یعنی اس آیت میں ﴿وما انت بمؤمن لنا﴾۔

﴿أَشُدَّهُ﴾ قَبْلَ أَنْ يَّأْخُذَ فِي النُّقْصَانِ يُقَالُ بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغُوْا أَشُدَّهُمْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَاحِدُهَا شَدٌّ.

یعنی آیت ﴿فلما بلغ اشده﴾ میں اشدہ کے معنی ہیں پہلے اس سے کہ شروع ہو نقصان میں کہا جاتا ہے پہنچا اپنی نہایت قوت کو اور پہنچے اپنی نہایت قوت کو اور کہا بعض

نے واحد اس کا شدٌ ہے۔

وَالْمُتَّكَأُ مَا اتَّكَأْتَ عَلَيْهِ لِشَرَابٍ أَوْ لِحَدِيثٍ أَوْ لِطَعَامٍ وَّأَبْطَلَ الَّذِي قَالَ الْأُتْرُجُّ وَلَيْسَ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الْأُتْرُجُّ فَلَمَّا احْتُجَّ عَلَيْهِمْ بِأَنَّهُ الْمُتَّكَأُ مِنْ نَّمَارِقَ فَرُّوْا إِلٰى شَرٍّ مِّنْهُ فَقَالُوْا إِنَّمَا هُوَ الْمُتْكُ سَاكِنَةَ التَّآءِ وَإِنَّمَا الْمُتْكُ طَرَفُ الْبَظْرِ وَمِنْ ذٰلِكَ قِيْلَ لَهَا مَتْكَآءُ وَابْنُ الْمَتْكَآءِ فَإِنْ كَانَ ثَمَّ أُتْرُجٌّ فَإِنَّهُ بَعْدَ الْمُتَّكَإِ.

اور متکا یعنی ساتھ تشدید کے وہ چیز ہے کہ تکیہ کرے تو اوپر اس کے واسطے پانی پینے کے یا واسطے بات کرنے کے یا واسطے کھانا کھانے کے اور باطل ہے جو مجاہد نے کہا کہ متکا کے معنی ترنج کے ہیں اور نہیں عرب کی کلام میں تفسیر متکا کی ساتھ ترنج کے اور جب حجت لائی گئی اوپر ان کے ساتھ اس کے کہ متکا کے معنی تکیہ ہیں یعنی ثابت ہوا کہ متکا مراد تکیہ سے ہے نہ ترنج سے تو بھاگے اس چیز کی طرف کہ وہ اس سے بدتر ہے سو کہا انہوں نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ متک ہے ساتھ ت ساکن کے یعنی وہ مخفف ہے مشدد نہیں یعنی اور متک مخفف کے معنی ترنج کے ہیں اور یہ باطل ہے اس واسطے کہ متک ساتھ ت ساکن کے عورت کی شرمگاہ کا کنارہ ہے جس جگہ اس کو ختنہ کرتے ہیں اور اسی سبب سے کہا گیا ہے واسطے عورت کے متکا اور بیٹا متکا کا اور اگر وہاں ترنج ہو تو وہ بعد تکیہ دینے کے ہے۔

فائدہ: کہا ابو عبیدہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿واعتدت لهن متكا﴾ کے یعنی تیار کیا واسطے ان کے تکیہ کہ تکیہ کیا جائے اوپر اس کے اور گمان کیا ہے ایک قوم نے کہ متکا کے معنی ترنج کے ہیں یعنی میٹھا لیمو اور یہ تفسیر زیادہ باطل ہے لیکن امید ہے کہ تکیہ کے ساتھ ترنج ہو کہ اس کو کھائیں اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ تیار کیا تھا زلیخا نے واسطے ان کے بطیخ یعنی تربوز اور موز اور بعض کہتے ہیں کہ ترنج کے ساتھ شہد تھا اور بعض کہتے ہیں کہ تخم مرغ اور گوشت سے کھانا تیار کیا ہوا تھا لیکن بخاری نے ابو عبیدہ کی پیروی کر کے جس چیز کی نفی کی ہے اس کو اس کے سوا اور لوگوں نے ثابت کیا ہے اور عبد بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ متکا کو مخفف پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ ترنج ہے اور البتہ حکایت کیا ہے اس کو فراء نے اور پیروی کی ہے اس کی اخفش نے اور ابو حنیفہ دینوری اور ابن فارس اور صاحب محکم اور جامع اور صحاح نے اور کہا جوہری نے کہ متکا وہ چیز ہے جس کو باقی چھوڑتی ہے ختنہ کرنے والی عورت بعد ختنہ کرنے کے عورت سے اور متکا وہ عورت ہے جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اور سوس کو بھی متکا کہتے ہیں پھر نہیں مانع ہے یہ

کہ معکا لفظ ترنج اور طرف فرج کے درمیان مشترک ہو یعنی اس کے دونوں معنی ہوں ترنج کو بھی معکا کہتے ہوں اور عورت کی شرمگاہ کی طرف کو بھی کہتے ہوں اور بظر عورت کی ختنہ کی جگہ کو کہتے ہیں اور دراصل بظر بولا جاتا ہے اس چیز پر کہ اس کے واسطے بدن سے طرف ہے مانند پستان کی۔ (فتح)

﴿شَغَفَهَا﴾ يُقَالُ بَلَغَ شِغَافَهَا وَهُوَ غِلَافُ قَلْبِهَا وَأَمَّا شَعَفَهَا فَمِنَ الْمَشْعُوفِ.

یعنی جگہ کی ہے اس نے اس کے دل میں از روئے دوستی کے کہا جاتا ہے کہ اس کی شغاف کو پہنچا اور شغاف اس کے دل کا غلاف ہے یعنی مشغاف کے معنی غلاف ہے یعنی پہنچی محبت اس کے دل کے غلاف میں اور لیکن شعفها یعنی ساتھ عین مہملہ کے تو وہ ماخوذ ہے مشعوف سے یعنی فریفتہ شدہ۔

فائدہ: مشعوف کے معنی ہیں محبت کہا جاتا ہے شعفه الحب یعنی محبت نے اس کے دل کو جلایا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قد شغفها حبا﴾۔

﴿أَصْبُ﴾ أَمِيلُ صَبَا مَالَ.

یعنی اگر تو دور نہ کرے گا مجھ سے ان کا فریب تو مائل ہو جاؤں گا ان کی طرف۔

فائدہ: اَمِیلُ یعنی اصبُ کے معنی ہیں میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا مراد اس آیت کی تفسیر ہے: ﴿وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ﴾۔

﴿أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ﴾ مَا لَا تَأْوِيلَ لَهُ.

یعنی اضغاث احلام کے معنی ہیں وہ خواب جس کی کوئی تاویل نہ ہو یعنی واقع میں اس کا کوئی اصل نہ ہو۔

وَالضِّغْثُ مِلْءُ الْيَدِ مِنْ حَشِيشٍ وَمَا أَشْبَهَهُ وَمِنْهُ ﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا﴾ لَا مِنْ قَوْلِهِ ﴿أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ﴾ وَاحِدُهَا ضِغْثٌ.

یعنی اور ضغث کے معنی ہیں پر کرنا ہاتھ کا گھاس سے اور جو اس کی مانند ہو اور اسی سے ماخوذ ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ لے اپنے ہاتھ سے مٹھا گھاس کا نہ اضغاث احلام سے اس کا واحد ضغث ہے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ ضغث اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿وخذ بيدك ضغثا﴾ ساتھ معنی پر کرنے ہاتھ کے ہے گھاس سے اور جو اس کی مانند ہے نہ ساتھ معنی اس خواب کے جس کی تاویل نہ ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اضغاث احلام جھوٹی خوابیں ہیں۔ (فتح)

﴿نَمِيرُ﴾ مِنَ الْمِيرَةِ ﴿وَنَزْدَادُ كَيْلَ

یعنی نمیر بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿ونمير اهلنا﴾ میرة سے

بَعِيرٍ﴾ مَا يَحْمِلُ بَعِيرٌ. ہے یعنی ہم ان کے پاس آئیں اور ان کے واسطے اناج خرید لائیں اور زیادہ لائیں پیمانہ ایک اونٹ کا یعنی جو اونٹ اٹھائے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے یعنی گدھے کا بوجھ اور مقاتل نے زبور سے نقل کیا ہے کہ عبرانی زبان میں ہر چیز بوجھ اٹھانے والی کو بعیر کہتے ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی کنعان کی زمین سے تھے اور وہاں کوئی اونٹ نہ تھا۔ (فتح)

اٰوٰى إِلَيْهِ ضَمَّ إِلَيْهِ. یعنی اٰوی الیه کے معنی ہیں اپنے بھائی کو اپنے ساتھ ملایا اور جوڑا یعنی اس آیت میں ﴿فلما دخلوا علی یوسف آوی الیه اخاه﴾ یعنی جب یوسف علیہ السلام کے بھائی یوسف علیہ السلام پر داخل ہوئے تو اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی اور اس کو اپنے ساتھ جوڑا۔

اَلسِّقَايَةُ مِكْيَالٌ. یعنی سقایہ کے معنی ہیں پیمانہ۔

فائدہ: اور وہ پیمانہ وہ برتن تھا جس کے ساتھ بادشاہ پانی پیا کرتا تھا بعض کہتے ہیں یوسف علیہ السلام نے اس کو پیمانہ ٹھہرایا کہ نہ ماپا جائے اناج ساتھ غیر اس کے کے پس ظلم کیے جائیں۔

﴿تَفْتَأُ﴾ لَا تَزَالُ ﴿حَرَضًا﴾ مُحْرَضًا يُذِيبُكَ الْهَمُّ. یعنی تفتأ کے معنی ہیں ہمیشہ یعنی اس آیت میں ﴿قالوا تالله تفتأ یوسف حتی تکون حرضا﴾ یعنی کہنے لگے قسم ہے اللہ کی کہ تو ہمیشہ یاد کرتا ہے یوسف علیہ السلام کو یہاں تک کہ ہو جائے گا تو گل گیا یعنی گلا دے تجھ کو غم یوسف علیہ السلام کا یا ہو جائے گا تو مردہ۔

تَحَسَّسُوْا تَخَبَّرُوْا. یعنی تحسسوا کے معنی ہیں کہ تلاش کرو خبر یوسف علیہ السلام سے اور اس کے بھائی سے یعنی اس آیت میں ﴿یا بنی اذهبوا فتحسسوا من یوسف واخیه﴾۔

﴿مُزْجَاةٍ﴾ قَلِيْلَةٌ. اور مزجاۃ کے معنی ہیں تھوڑے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وجئنا ببضاعة مزجاة﴾ یعنی اور لائے ہم پونجی تھوڑی اور بعض کہتے ہیں کہ ردی اور بعض کہتے ہیں کہ فاسد اور عکرمہ سے روایت ہے کہ تھوڑی اور اس میں اختلاف ہے کہ ان کی پونجی کیا چیز تھی

سو بعض کہتے ہیں کہ اون اور مانند اس کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ ردی درہم تھے اور بعض کہتے ہیں کہ بالوں کے رسے اور مشک اور چمڑہ تھی۔ (فتح)

﴿غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ﴾ عَامَّةٌ مُّجَلِّلَةٌ.

یعنی غاشیۃ کے معنی ہیں آفت عام اللہ کے عذاب سے

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿افامنوا ان تاتیهم غاشية من عذاب الله﴾ یعنی کیا نڈر ہوئے ہیں کہ آ ڈھانکے ان کو آفت اللہ کے عذاب سے یعنی آفت عالم گیر کہ سب کو گھیر لے کسی کو نہ چھوڑے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحَاقَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور پورا کرے گا اپنا انعام تجھ پر اور یعقوب علیہ السلام کے فرزندوں پر جیسا پورا کیا ہے تیرے دو باپ دادوں پر پہلے سے ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام پر۔

۴۳۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ.

۴۳۲۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خود کریم ہو اس کا باپ بھی کریم ہو اس کا دادا بھی کریم ہو اس کا پردادا بھی کریم ہو سو حضرت یوسف علیہ السلام ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پوتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے۔

فائدہ: اور روایت کی ہے حاکم نے مانند اس کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور وہ دلالت کرتی ہے او پر فضیلت خاص کے کہ واقع ہوئی ہے واسطے یوسف علیہ السلام کے اس میں ان کو کوئی شریک نہیں یعنی یہ خاندانی بزرگی اور شرافت نسبی کہ جس کی چار نسب سے برابر پیغمبر ہوتے آئے ہوں حضرت یوسف علیہ السلام کے سوا کسی کو حاصل نہیں اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکرم الناس یعنی نسب کی جہت سے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اپنے غیر سے مطلق افضل ہوں یعنی یہ فضیلت جزئی ہے کلی نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے البتہ یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائیوں کے قصے میں نشانیاں ہیں پوچھنے والوں کے لیے۔

فائدہ: ابن جریر وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے نام روبیل، شمعون، لاوی، یہوذا، ریالون،

یشجر، دان، نپال، جاد، اشراور بنیامین ہیں اور ان میں بڑا پہلا ہے۔ (فتح)

۴۳۲۱ ۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمُ قَالَ أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ خَلِيلِ اللَّهِ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِي قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ.

۴۳۲۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ لوگوں میں سے زیادہ بزرگ کون آدمی ہے؟ فرمایا کہ زیادہ تر بزرگ ان میں اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تر پرہیز گار ہو، اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگوں میں سے بزرگ حضرت یوسف علیہ السلام پیغمبر ہیں پیغمبر کے بیٹے، پیغمبر کے پوتے خلیل اللہ علیہ السلام کے پڑپوتے، اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم مجھ سے عرب کی کانوں کا حال پوچھتے ہو؟ اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں! فرمایا کہ جو ان میں کفر کی حالت میں افضل تھے وہ لوگ اسلام میں بھی افضل ہیں جس وقت کہ احکام شرع کو خوب سمجھیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور یہ جو یعقوب علیہ السلام نے کہا ﴿وکذلک یجتبیک ربک﴾ اور ﴿اخاف ان یأکله الذئب﴾ تو ان دونوں قول کی تطبیق میں اشکال ہے اس واسطے کہ جزم کیا یعقوب علیہ السلام نے اول ساتھ اس کے کہ تیرا اللہ تجھ کو نوازے گا اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ یہ آئندہ زمانہ میں ہوگا یعنی اللہ تجھ کو آئندہ زمانہ میں نوازے گا پس کس طرح خوف کیا جائے گا یوسف علیہ السلام پر کہ اس سے پہلے ہلاک ہوں یعنی یعقوب علیہ السلام نے یہ کیوں کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کھا جائے اس کو بھیڑیا اور اس کا جواب کئی طرح سے ہے ایک جواب یہ ہے کہ نہیں لازم آتا بھیڑیے کے کھانے کے جواز سے کھانا اس کے سارے بدن کا ساتھ اس طور کے کہ مر جائیں اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد ان کی ساتھ اس کے ہٹانا ان کے بھائیوں کا ہے ان کے ساتھ لے جانے سے سو خطاب کیا ان کو باعتبار عادت ان کے کی نہ اس چیز کی بنا پر کہ ان کے اعتقاد میں تھی اور تیسرا جواب یہ ہے کہ قول یعقوب علیہ السلام کا یجتبیک لفظ خبر کا ہے اور اس کے معنی دعا ہیں جیسے کہا جاتا ہے فلاں پر رحمہ اللہ یعنی اللہ فلانے کو رحمت کرے پس اگر ان کا ہلاک ہونا اس سے پہلے واقع ہو تو یہ اس کے مخالف نہیں اور چوتھا جواب یہ ہے کہ جس برگزیدگی کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ذکر کیا ہے کہ وہ یوسف علیہ السلام کو حاصل ہوگی وہ حاصل ہو چکی تھی یوسف علیہ السلام کو پہلے اس سے کہ سوال کریں اس کے بھائی اپنے باپ سے یہ کہ یوسف علیہ السلام ان کے ساتھ جائے ساتھ دلیل اس آیت کے بعد

اس کے کہ انہوں نے اس کو کنوئیں میں ڈالا۔ ﴿وَاوحینا الیه لتنبئنهم بامرهم هذا وهم لایشعرون﴾ یعنی ہم نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ البتہ تو جتائے گا ان کو ان کا یہ کام اور وہ نہ جانیں گے اور نہیں بعید ہے یہ بات کہ ان کو اس عمر میں پیغمبری عطا ہو اس واسطے کہ اللہ نے یحییٰ علیہ السلام کے قصے میں فرمایا کہ ہم نے اس کو لڑکپن میں پیغمبری دی اور یہ یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ خاص نہیں پس تحقیق کہا عیسیٰ علیہ السلام نے اور حالانکہ وہ ماں کی گود میں تھے ﴿انی عبدالله اتانی الکتاب وجعلنی نبیا﴾ یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے مجھ کو کتاب دی اور مجھ کو پیغمبر بنایا اور جب کہ ان کو برگزیدگی موعود حاصل ہوئی تو نہیں منع ہے اس پر ہلاک ہونا اور پانچواں جواب یہ ہے کہ خبر دی یعقوب علیہ السلام نے ساتھ برگزیدہ ہونے کے وحی سے اور جائز ہے منسوخ ہونا خبر کا نزدیک ایک قوم کے سو یہ بھی اس کی مثالوں میں سے ہوگا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا یعقوب علیہ السلام نے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس کو بھیڑیا کھا جائے بطور جائز رکھنے کے نہ بطور وقوع یعنی جائز ہے کہ واقع ہو نہ یہ کہ واقع ہوگا اور قریب ہے اس سے یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی نشانیوں کی خبر دی مانند خروج دجال کے اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے اور چڑھنے سورج کے کی مغرب سے اور باوجود اس کے پس تحقیق نکلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ سورج میں گرہن پڑا اپنی چادر کھینچتے گھبرا کر اس سے کہ قیامت قائم ہو۔ (فتح) اور متابعت کی ہے عبدہ کی ابو اسامہ نے عبید اللہ سے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ﴾ ﴿سَوَّلَتْ﴾ زَيَّنَتْ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ بلکہ آراستہ کی ہے تمہارے لیے تمہارے نفسوں نے ایک بات اور سولت کے معنی ہیں آراستہ کی اور اچھی کر دکھائی۔

٤٣٢٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ح وَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَ عُبَيْدَاللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا اللهُ

۴۳۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب کہ تہمت کرنے والوں نے ان کے حق میں کہا جو کہا یعنی ان کو عیب لگایا سو اللہ نے ان کی پاکدامنی بیان کی ہر ایک نے مجھ سے حدیث کا ایک ٹکڑا بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو بے گناہ ہے تو عنقریب اللہ تیری پاک دامنی بیان کرے گا اور اگر تو نے گناہ کیا ہے تو اللہ سے بخشش مانگ اور اس کی طرف توبہ کر؟ میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اپنے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حضرت یعقوب علیہ السلام کے سوا کوئی مثل نہیں پاتی سو اب صبر بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی کی مدد درکار ہے اور اللہ نے یہ دس آیتیں اتاریں بیشک جو لوگ لائے ہیں

كُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَآئِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَ إِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِى اللّٰهَ وَتُوْبِىْ إِلَيْهِ قُلْتُ إِنِّىْ وَاللّٰهِ لَا أَجِدُ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوْسُفَ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَّاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ﴾ اَلْعَشْرَ الْأٰيَاتِ.

طوفان، آخر تک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ نور کی تفسیر میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

٤٣٢٣ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَسْرُوْقُ بْنُ الْأَجْدَعِ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ أُمُّ رُوْمَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا أَنَا وَعَائِشَةُ أَخَذَتْهَا الْحُمّٰى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ فِيْ حَدِيْثٍ تُحُدِّثَ قَالَتْ نَعَمْ وَقَعَدَتْ عَائِشَةُ قَالَتْ مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَيَعْقُوْبَ وَبَنِيْهِ ﴿بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَّاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾.

۴۳۲۳۔ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماں ہے کہ جس حالت میں کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بیٹھی تھی کہ اس کو بخار نے پکڑا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید یہ بخار اس کو طوفان سننے کے سبب سے ہوا؟ اس نے کہا ہاں! اور عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھ بیٹھیں اور کہا کہ میری مثل اور تمہاری مثل حضرت یعقوب علیہ السلام اور اس کے بیٹوں کی مثل ہے بلکہ بنا دی تم کو تمہارے نفسوں نے ایک بات پس اب صبر ہی بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی کی مدد درکار ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ﴾ وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿هَيْتَ لَكَ﴾ بِالْحَوْرَانِيَّةِ هَلُمَّ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ تَعَالَهْ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور بہلایا اس کو اس عورت نے جس کے گھر میں تھا اپنی جان تھامنے سے اور بند کیے دروازے اور بولی آ گے آ، کہا عکرمہ نے کہ ھیت لك کے معنی حورانیہ میں ہیں هلم اور کہا ابن جبیر نے کہ اس کے معنی ہیں تعاله یعنی آ گے آ۔

فائدہ: نام اس عورت مشہور قول میں زلیخا ہے اور بعض کہتے ہیں راعیل ہے اور اس کے خاوند عزیز کا نام قطفیر ہے۔

(فتح) حوارنیہ منسوب ہے طرف حوران کے کہ ایک شہر ہے شام میں یا شام کی زمین کو کہتے ہیں۔

٤٣٢٤ ۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ ﴿هَيْتَ لَكَ﴾ قَالَ وَإِنَّمَا نَقْرَؤُهَا كَمَا عُلِّمْنَاهَا.

۴۳۲۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿قالت هیت لك﴾ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اس کو پڑھتے ہیں جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سکھلایا۔

فائدہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت دونوں طرح سے ہے زیر ت کے ساتھ بھی اور پیش ت کے ساتھ بھی اور لیکن عکرمہ سے منقول ہے کہ وہ حورانیہ میں ہے تو موافقت کی ہے اس کو اس پر کسائی اور فراء وغیرہ نے اور سدی سے روایت ہے کہ وہ قبطی لغت ہے اس کے معنی ہیں آ اور حسن سے روایت ہے کہ وہ سریانی لغت ہے اور ابو زید انصاری نے کہا کہ عبرانی لغت ہے اور جمہور علماء نے کہا کہ وہ عربی لغت ہے معنی اس کے ترغیب دینا ہے آگے آنے پر۔ (فتح)

﴿مَثْوَاهُ﴾ مُقَامُهُ.

یعنی اور مثواہ کے معنی ہیں اس کی جگہ۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وقال الذی اشتراہ من مصر لامرأته اکرمی مثواہ﴾ یعنی اور کہا جس شخص نے خریدا اس کو مصر سے کہ باعزت رکھ اس کی جگہ کو یعنی اس کو عزت سے رکھ۔

﴿وَأَلْفَيَا﴾ وَجَدَا ﴿أَلْفَوْا اٰبَآئَهُمْ﴾ ﴿أَلْفَيْنَا﴾.

یعنی اور آیت ﴿والفیا سیدھا لدی الباب﴾ میں الفیا کے معنی ہیں پایا دونوں نے یعنی عورت کو خاوند کنے دروازے کے پاس اور الفو آبائھم کے معنی ہیں کہ پایا انہوں نے اپنے باپ دادوں کو اور الفینا کے معنی ہیں ہم نے پایا۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﴿بَلْ عَجِبْتُ وَيَسْخَرُوْنَ﴾.

یعنی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں عجبت پیش ت کے ساتھ ہے یعنی ساتھ صیغے واحد متکلم کے یعنی بلکہ میں نے تعجب کیا۔

فائدہ: اور البتہ مشکل ہوئی ہے مناسبت وارد کرنے اس آیت کی اس جگہ میں اس واسطے کہ وہ سورہ والصافات میں ہے اور نہیں آئی سورہ یوسف میں اس کے معنی سے کچھ چیز لیکن وارد کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ جب کفار قریش نے اسلام لانے میں دیر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعا کی کہ الٰہی! مجھ کو ان کے شر سے بچا ساتھ سات برس کے قحط کے جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں سات برس کا قحط پڑا تھا، آخر حدیث تک اور اس حدیث کی مناسبت بھی ترجمہ کے ساتھ ظاہر نہیں ہوتی اور ترجمہ یہ قول اس کا ہے باب قولہ

وراودته التي هو في بيتها اور البتہ تکلف کیا ہے واسطے اس کے عیسیٰ بن سہل نے اپنی شرح میں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بخاری نے باب یہ باندھا ہے وراودته التي هو في بيتها اور باب میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث داخل کی کہ جب کفار قریش نے اسلام لانے میں دیر کی الحدیث اور وارد کیا ہے پہلے اس سے ترجمہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ﴿بل عجبت ويسخرون﴾ کہا اس نے پس پہنچا بخاری طرف جگہ فائدہ کی اور نہیں ذکر کیا اس کو اور وہ قول اللہ کا ہے ﴿واذا ذكروا لا يذكرون واذا رأوا آية يتسخرون﴾ یعنی جب ان کو نصیحت کی جائے تو نصیحت قبول نہیں کرتے اور جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ٹھٹھا کرتے ہیں کہا اس نے اور پکڑی جاتی ہے اس سے مناسبت ساتھ باب مذکور کے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ تشبیہ دی اس نے اس چیز کو کہ پیش آئی یوسف علیہ السلام کو مع اپنے بھائیوں کے اور عورت عزیز کی ساتھ اس چیز کے کہ پیش آئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مع قوم اپنی کے جب کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وطن سے نکالا جیسے کہ نکالا یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے اور بیچا ان کو اس شخص کے ہاتھ میں جس نے اس کو اپنا غلام بنایا سو نہ سختی کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم پر جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا جیسے کہ نہ سختی کی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں پر جب کہ کہا انہوں نے واسطے یوسف علیہ السلام کے ﴿تالله لقد آثرك الله علينا﴾ یعنی قسم ہے اللہ کی البتہ پسند کیا ہے اللہ نے تجھ کو اوپر ہمارے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مینہ کے واسطے دعا کی جب کہ ابوسفیان نے آپ سے سوال کیا کہ ہمارے واسطے مینہ مانگیں جیسے کہ دعا کی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے واسطے جب کہ پچھتائے اور پشیمان ہو کر ان کے پاس آئے سو کہا کہ نہیں کوئی ملامت تم پر آج اللہ تمہارا گناہ بخشے۔ کہا اس نے سو معنی آیت کے یہ ہیں بلکہ تعجب کیا تو نے میری حلم سے باوجود ٹھٹھا کرنے ان کے ساتھ تیرے اور جمے رہنے ان کے اپنی گمراہی پر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کی بنا پر ساتھ پیش ت کے معنی یہ ہیں کہ بلکہ تعجب کیا میں نے تیری نرمی سے اپنی قوم پر جب کہ آئے تیرے پاس تجھ سے دعا منگوانے کو سو تو نے ان کے واسطے دعا کی سو ان کی بلا دور ہوئی اور یہ مانند علم یوسف علیہ السلام کی ہے اپنے بھائیوں سے جب کہ ان کے پاس محتاج ہو کر آئے اور مانند حلم اس کے عزیز کی عورت سے جب کہ اس نے اپنے خاوند کو یوسف علیہ السلام پر غیرت دلائی اور اس پر جھوٹ بولا پھر اس کو قید کیا پھر یوسف علیہ السلام نے اس کے بعد اس کا گناہ معاف کیا اور اس کو مؤاخذہ نہ کیا پس ظاہر ہوئی مناسبت ان دونوں آیت کے معنی میں باوجود اس کے کہ ظاہر میں دونوں کے درمیان بعد ہے کہا اس نے کہ بخاری میں اس طرح کی بہت جگہ ہیں اس قسم سے کہ عیب کیا ہے اس کو ساتھ اس کے اس شخص نے جس پر اللہ نے اس کا مطلب حل نہیں کیا اور اللہ سے ہے مدد مانگی گئی اور اس کے تتمہ سے ہے یہ بات کہ کہا جائے کہ نیز ظاہر ہوتی ہے مناسبت درمیان دونوں قصوں کے قول اللہ کے سے صافات میں کہ جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ٹھٹھا کرتے ہیں اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے ان کے جمے رہنے کی طرف اپنے کفر اور گمراہی پر اور قول اس کے سے یوسف علیہ السلام کے قصے میں ﴿ثم بدا لهم من بعد ما رأوا الآيات

لیسجننه حتی حین﴾ اور کہا کرمانی نے کہ وارد کیا ہے بخاری نے اس کلمہ کو اس جگہ اگرچہ سورہ صافات میں ہے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس بات کی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کو پیش ت کے ساتھ پڑھتے تھے جیسے کہ ہیت کو پیش ت کے ساتھ پڑھتے تھے اور اس مناسبت میں کچھ ڈر نہیں لیکن جو ابن سہل سے وجہ مناسبت کی گزر چکی ہے وہ باریک تر ہے۔ (فتح)

۴۳۲۵ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا أَبْطَئُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِسْلَامِ قَالَ اللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى أَكَلُوا الْعِظَامَ حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَآءِ فَيَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا مِثْلَ الدُّخَانِ قَالَ اللّٰهُ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ قَالَ اللّٰهُ ﴿إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيْلًا إِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ﴾ أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَمَضَتِ الْبَطْشَةُ.

۴۳۲۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کفار قریش نے اسلام لانے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دیر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بد دعا کی کہ الٰہی! مجھ کو ان کے شر سے بچا ساتھ سات برس کے قحط کے جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں سات برس کا قحط پڑا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے ان پر ایسا قحط پڑا کہ ان کی ہر چیز کو فنا اور تباہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیوں کو کھایا یہاں تک کہ مرد آسمان کی طرف دیکھنے لگتا سو اپنے اور اس کے درمیان دھواں سا دیکھتا اللہ نے فرمایا سو تو راہ دیکھ جس دن کہ لائے آسمان دھواں صریح اللہ نے فرمایا کہ ہم کھولتے ہیں عذاب تھوڑے دنوں تم پھر وہی کرتے ہو کیا پس دور ہوگا ان سے عذاب قیامت کے دن؟ یعنی نہیں ہوگا اور البتہ گزر چکا ہے دھواں یعنی جو کہ آیت ﴿یوم تأتی االسمآء بدخان مبین﴾ میں مذکور ہے اور گزر چکا ہے بطشہ جو آیت ﴿یوم نبطش البطشة الکبریٰ﴾ میں مذکور ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِيْ قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ جب پہنچا اس کے پاس ایلچی تو کہا یوسف علیہ السلام نے پھر جا اپنے مالک کے پاس اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے ان عورتوں کی جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے بیشک میرا رب تو فریب ان کا سب جانتا ہے کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا حال ہے تمہارا جب تم نے پھسلایا یوسف علیہ السلام کو اس کی جان

سے؟ بولیاں پاکی ہے اللہ کو۔

وَحَاش وَحَاشٰی تَنْزِيْهٌ وَّاسْتِثْنَآءٌ. یعنی حاش اور حاشا کے معنی ہیں پاکی بیان کرنا اور استثناء کرنا۔

﴿حَصْحَصَ﴾ وَضَحَ. یعنی آیت ﴿الآن حصحص الحق﴾ کے معنی ہیں کہ اب ظاہر ہوا سچ۔

فائدہ: اور کہا خلیل نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ظاہر ہوا بعد خطا کے۔ (فتح)

٤٣٢٦ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِيْ إِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَّلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ وَنَحْنُ أَحَقُّ مِنْ إِبْرَاهِيْمَ إِذْ قَالَ لَهٗ ﴿أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ﴾.

۴۳۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے لوط علیہ السلام پر اس نے آرزو کی تھی کہ مضبوط مکان میں پناہ پکڑے اور اگر مجھ کو قید خانے میں دیر لگتی بقدر درازی دیر یوسف علیہ السلام کے تو میں بلانے والے کی بات مان لیتا یعنی تکرار نہ کرتا اس کے ساتھ چلا جاتا اور ہم ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ تر شک کرنے کے لائق ہیں جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے رب مجھ کو دکھلا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے اللہ نے فرمایا کیا تجھ کو اس کا یقین نہیں ابراہیم علیہ السلام نے کہا یقین کیوں نہیں! لیکن یہ تمنا اس واسطے ہے کہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے۔

فائدہ: مناسبت حدیث کی باب سے اس قول میں ہے کہ اگر مجھ کو قید خانے میں دیر لگتی بقدر درازی دیر یوسف علیہ السلام کے تو میں بلانے والے کی بات مان لیتا ان دونوں حدیثوں کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿حَتّٰى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ﴾. باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ جب ناامید ہوئے رسول۔

فائدہ: استیئس استفعل ہے یاس سے ضد رجا کی اور نہیں مراد ہے اس کے ساتھ استفعل کے مگر خاص وزن نہیں تو سین اور ت دونوں زائد ہیں اور استیئس ساتھ معنی یئس کے ہے اور اختلاف ہے اس میں کہ غایت کس چیز کے ساتھ متعلق ہے اللہ کے قول حتی سے سو اتفاق ہے اس پر کہ وہ محذوف ہے سو بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہے وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحي اليهم فتراخي النصر عنهم حتى اذا الخ یعنی نہیں بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے مگر مرد کہ

وحی بھیجی ہم نے ان کی طرف سو ان کی مدد میں دیر ہوئی یہاں تک کہ جب ناامید ہوئے رسول الخ اور بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہے پس نہ عذاب ہو ان کی امتوں کو یہاں تک الخ اور بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو بلایا انہوں نے ان کو جھٹلایا پس دراز ہوا جھٹلانا ان کا یہاں تک کہ الخ۔ (فتح)

۴۳۲۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَهُ وَهُوَ يَسْأَلُهَا عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿حَتّٰى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ﴾ قَالَ قُلْتُ أَكُذِبُوْا أَمْ كُذِّبُوْا قَالَتْ عَائِشَةُ كُذِّبُوْا قُلْتُ فَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا أَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوْهُمْ فَمَا هُوَ بِالظَّنِّ قَالَتْ أَجَلْ لَعَمْرِيْ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا بِذٰلِكَ فَقُلْتُ لَهَا وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذٰلِكَ بِرَبِّهَا قُلْتُ فَمَا هٰذِهِ الْاٰيَةُ قَالَتْ هُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوْهُمْ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ وَاسْتَأْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ حَتّٰى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنَّتِ الرُّسُلُ أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ قَدْ كَذَّبُوْهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُ اللّٰهِ عِنْدَ ذٰلِكَ.

۴۳۲۷۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا اور حالانکہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کے معنی پوچھتا تھا ﴿حتی اذا استیئس الرسل﴾ عروہ کہتا ہے میں نے کہا کیا کُذِبُوْا ہے یا کُذِّبُوْا یعنی تشدید ذال کے ساتھ ہے یا بغیر تشدید کے یعنی ساتھ تخفیف کے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کذّبوا ہے یعنی ساتھ تشدید ذال کے میں نے کہا سو البتہ پیغمبروں نے یقین جان لیا تھا کہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا پس نہیں ہے وہ ظن یعنی ظنوا میں ظن کے معنی اس جگہ صادق نہیں آ سکتے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہاں قسم ہے میری زندگی کی البتہ انہوں نے اس کو یقین جان لیا تھا (اس میں اشعار ہے کہ عروہ نے ظن کو اپنے حقیقی معنی پر محمول کیا اور وہ راجح ہونا ایک طرف کا ہے دونوں طرف میں سے اور موافقت کی اس کی اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے لیکن طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ ظن کے اس جگہ یقین ہے) سو میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ تخفیف کے ساتھ ہے یعنی گمان کیا رسولوں نے کہ اُن سے جھوٹ کہا یعنی اللہ نے جو ان سے نصرت کا وعدہ کیا تھا وہ خلاف تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کی پناہ پیغمبروں کو اپنے رب کے ساتھ یہ گمان نہ تھا میں نے کہا سو اس آیت کے کیا معنی ہیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا وہ رسولوں کے تابعدار ہیں جو ان کے رب کے ساتھ ایمان لائے اور پیغمبروں کو سچا جانا سو دراز ہوئی بلا اور دیر کی ان سے مدد نے یہاں تک کہ جب ناامید ہوئے

رسول ان لوگوں سے جنہوں نے ان کو ان کی قوم سے جھٹلایا
اور گمان کیا پیغمبروں نے کہ ان کے تابعداروں نے ان کو
جھٹلایا تو ان کو اس وقت اللہ کی مدد آئی۔

فائدہ: یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی پناہ تو یہ ظاہر ہے اس میں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تخفیف کی قرأت سے انکار کیا اس بنا پر کہ ضمیر واسطے پیغمبروں کے ہے اور نہیں ہے ضمیر واسطے پیغمبروں کے اس بنا پر کہ میں نے بیان کیا اور نہیں ہے کوئی معنی انکار کرنے کا اس قرأت سے بعد ثابت ہونے اس کے کی اور شاید نہیں پہنچی ہے اس کو یہ قرأت ان لوگوں سے جن کی طرف اس باب میں رجوع کیا جاتا ہے اور البتہ پڑھا ہے اس کو ساتھ تخفیف کے کوفے کے اماموں نے قاریوں سے عاصم اور یحییٰ اور اعمش اور حمزہ اور کسائی نے اور موافقت کی ہے ان کی حجاز والوں میں سے ابوجعفر ابن قعقاع نے اور یہی ہے قرأت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کی اور ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ عروہ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موافق تھا پہلے اس سے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھے پھر معلوم نہیں کہ اس کے بعد اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی طرف رجوع کیا یا نہیں اور ابن ابی حاتم نے قاسم سے روایت کی ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ کذبوا تشدید کے ساتھ ہے یعنی ان کے تابعداروں نے ان کو جھٹلایا اور پہلے گزر چکا ہے سورۂ بقرہ کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے کہا کہ آیت ﴿حتی اذا استیئس الرسل وظنوا انهم قد كذبوا﴾ میں كذبوا تخفیف کے ساتھ ہے پھر کہا راوی نے ذهب بها هنالك یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس آیت کے معنی اور سورہ بقرہ کی آیت کے معنی ایک ہیں اور وہ آیت یہ ہے ﴿حتی يقول الرسول والذين آمنوا معه متى نصر الله الا ان نصر الله قريب﴾ یعنی اس آیت میں استفہام واسطے استبعاد اور استبطاء کے ہے پس معنی دونوں آیتوں کے دور جاننا مدد کا ہے اور دیر گمان کرنا اسکا اور اسماعیلی نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا ہے ثم قال ابن عباس كانوا بشرا ضعفوا وايسوا وظنوا انهم قد كذبوا اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول یہ تھا کہ قول اللہ کا متى نصر الله رسول کا قول ہے اور یہی مذہب ہے ایک گروہ کا پھر علماء کو اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ تمام مقول تمام کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جملہ پہلا مقول جمیع کا ہے اور اخیر اللہ کی کلام سے ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ جملہ پہلا یعنی متى نصر الله ان لوگوں کا مقول ہے جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے اور اخیر جملہ یعنی الا ان نصر الله قريب رسول کا قول ہے اور مقدم کیا گیا رسول ذکر میں واسطے شریف ہونے اس کے کی اور یہ اولیٰ ہے اور پہلی وجہ کی بنا پر پس نہیں ہے قول رسول کا متى نصر الله شک بلکہ واسطے دیر گمان کرنے نصرت کے اور طلب کرنے اس کے کی اور وہ مثل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے دن بدر کے کہ الٰہی! پورا کر جو تو نے وعدہ کیا۔ کہا خطابی نے نہیں شک ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نہیں جائز رکھتے تھے رسولوں پر اس بات کو کہ وہ وحی کو جھوٹا جانیں اور نہیں شک کیا

جاتا مخبر کے سچے ہونے میں پس محمول ہوگی کلام اس کی اس پر کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ واسطے دراز ہونے بلا کے اوپر ان کے اور دیر ہونے کے مدد میں اور سختی وعدہ وفا چاہئے اس شخص کے جس سے انہوں نے اس کا وعدہ کیا تھا وہم کیا انہوں نے کہ جو چیز ان کو از قسم وحی آئی تھی وہ ان کے اپنے نفس کا خیال تھا اور گمان کیا انہوں نے اپنے نفس پر غلطی کرنے کا بیچ سیکھنے اس چیز کے کہ وارد ہوئی اوپر ان کے اس سے اور مراد ساتھ کذب کے غلط ہے نہ حقیقت کذب کی۔ میں کہتا ہوں اور تائید کرتی ہے قرأت مجاہد کی کَذَبُوا ساتھ زبر اول کے مع تخفیف کے یعنی انہوں نے غلطی کی اور ظنوا کا فاعل رسل ہوگا اور احتمال ہے کہ اس کا فاعل ان کے تابعدار ہوں اور روایت کی ہے طبری نے ساتھ کئی سندوں کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت میں کہ نا امید ہوئے رسول اپنی قوم کے ایمان سے اور گمان کیا ان کی قوم نے کہ پیغمبروں نے جھوٹ کہا اور کہا زمخشری نے کہ مراد ساتھ ظن کے خیال دل اور وسوسہ نفس کا ہے میں کہتا ہوں کہ نہیں گمان کیا جاتا ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ وہ جائز رکھیں رسول پر کہ رسول کے دل میں یہ خیال گزرے کہ اللہ اپنے وعدہ کو خلاف کرے گا بلکہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ گمان کیا جاتا ہے یہ ہے کہ مراد اس کے ساتھ قول اپنے کے کانو ابشروا الخ وہ شخص ہے جو ایمان لایا رسولوں کے تابعداروں سے نہ خود رسول اور یہ جو اس سے روایت کرنے والے راوی نے کہا ذهب به هناك یعنی طرف آسمان کی معنی اس کے یہ ہیں کہ پیغمبروں کے تابعداروں نے گمان کیا کہ جو وعدہ کیا تھا ان سے رسولوں نے فرشتے کی زبان پر وہ خلاف ہوا اور نہیں ہے کوئی مانع یہ کہ واقع ہو یہ خیال بعض تابعداروں کے دل میں اور عجب ہے ابن انباری سے بیچ جزم کرنے اس کے کی ساتھ اس کے کہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی صحیح نہیں پھر زمخشری سے بیچ توقف کرنے اس کے کی صحت اس کی سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس واسطے کہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح ہو چکی ہے لیکن نہیں آئی ہے اس سے تصریح ساتھ اس کے کہ پیغمبروں نے گمان کیا تھا اور نہیں لازم آتا قرأت تخفیف کے سے بلکہ ضمیر ظنوا میں مرسل الیھم کی طرف عائد ہے اور کذبوا میں پیغمبروں کی طرف عائد ہے یعنی جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے تھے انہوں نے گمان کیا کہ اللہ نے پیغمبروں سے جھوٹ کہا تھا یا سب ضمیریں واسطے پیغمبروں کے ہیں اور معنی یہ ہے کہ نا امید ہوئے رسول مدد سے اور ان کو وہم ہوا کہ ان کے نفس نے ان سے جھوٹ کہا تھا جب کہ بات کی تھی انہوں نے ان سے ساتھ قریب ہونے مدد کے یا سب ضمیریں واسطے مرسل الیھم کے ہیں یعنی نا امید ہوئے رسول ایمان ان لوگوں کے سے جن کی طرف بھیجے گئے اور مرسل الیھم نے گمان کیا کہ جھوٹ کہا تھا ان سے رسولوں نے بیچ تمام اس چیز کے کہ دعویٰ کیا اس کا پیغمبری سے اور وعدے نصرت کے سے واسطے اس شخص کے جو ان کی فرمانبرداری کرے اور وعدے عذاب کے سے واسطے اس شخص کے جو ان کی فرمانبرداری نہ کرے اور جب یہ سب محتمل ہے تو واجب ہے برأت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس بات کے جائز رکھنے سے رسولوں پر اور محمول کیا جائے گا انکار عائشہ رضی اللہ عنہا کا اوپر ظاہر سیاق ان کی کے منقول عنہ کے مطلق

ہونے سے اور البتہ طبری نے روایت کی ہے کہ کسی نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے معنی پوچھے تو اس نے کہا کہ نا امید ہوئے پیغمبر اپنی قوم سے یہ کہ ان کو سچا جانیں اور مرسل الیھم نے گمان کیا کہ رسولوں نے ان سے جھوٹ کہا تھا پس یہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اکابر اصحاب سے اس کی کلام کو خوب پہچاننے والا ہے اس نے آیت کو اخیر احتمال پر محمول کیا ہے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ فَقُلْتُ لَعَلَّهَا كُذِبُوْا مُخَفَّفَةً قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ نَحْوَهُ.

عروہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ شاید کلمہ کذبوا کا تخفیف دال کے ساتھ ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی پناہ مانند اس کی یعنی مانند حدیث مذکور کی۔

فائدہ: اور ظنوا میں ظن ساتھ معنی یقین کے ہے اور نقل کیا ہے اس کو نفطو یہ نے اس جگہ اکثر اہل لغت سے اور کہا کہ یہ مثل قول اس کے کی ہے دوسری آیت میں ﴿وظنوا ان لا ملجأ من الله الا اليه﴾ اور طبری نے اس سے انکار کیا ہے اور کہا کہ نہیں استعمال کرتے عرب ظن کو علم کی جگہ میں مگر اس چیز میں کہ ہو طریق اس کا بغیر مشاہدہ کے اور اسی طرح جو طریق مشاہدہ کا ہو تو نہیں۔ پس تحقیق نہیں کہا جاتا اظنی حیا بمعنی اعلمنی حیا یعنی میں اپنے آپ کو زندہ جانتا ہوں۔ (فتح)

سُوْرَةُ الرَّعْدِ

سورہ رعد کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ﴾ مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِيْ عَبَدَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ غَيْرَهُ كَمَثَلِ الْعَطْشَانِ الَّذِيْ يَنْظُرُ إِلٰى ظِلِّ خَيَالِهِ فِي الْمَآءِ مِنْ بَعِيْدٍ وَّهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يَّتَنَاوَلَهُ وَلَا يَقْدِرُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿كباسط كفيه الى المآء ليبلغ فاه﴾ یعنی جو لوگ پکارتے ہیں اللہ کے سوا نہیں قبول کرتے ان کی دعا کو کسی وجہ سے مگر جیسے کوئی پھیلا رہا ہے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ آ پہنچے اس کے منہ تک ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مثل مشرک کی جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو پوجے مثل پیاسے کی ہے جو نظر کرے اپنے خیال کی طرف پانی میں دور سے اور وہ چاہتا ہے کہ پانی کو لے لے اور نہیں لے سکتا۔

فائدہ: اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیسے پیاسا اپنا ہاتھ کنوئیں کی طرف پھیلائے تا کہ پانی اس کی طرف بلند ہو اور نہیں وہ بلند ہونے والا اس کی طرف اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جو اللہ کے سوا اور معبود کو پکارے نہیں قبول کرتا وہ اس کی دعا کو کسی وجہ سے کبھی نفع یا ضرر سے یہاں تک کہ آئے اس کو موت مثل اس کی مثل اس شخص کی ہے جو اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی کی طرف پھیلائے تا کہ اس کے منہ تک آ پہنچے اور یہ پانی اس کے منہ کی طرف نہیں پہنچتا

پس وہ مرتا ہے پیاس کی حالت میں۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿سَخَّرَ﴾ ذَلَّلَ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ سخر کے معنی ہیں فرمانبردار کیا ان کو یعنی اس آیت میں ﴿سخر الشمس والقمر﴾ یعنی فرمانبردار کیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک مدت معین تک۔

﴿مُتَجَاوِرَاتٌ﴾ مُتَدَانِيَاتٌ وَّ قَالَ غَيْرُهُ ﴿الْمَثُلَاتُ﴾ وَاحِدُهَا مَثُلَةٌ وَّ هِيَ الْأَشْبَاهُ وَالْأَمْثَالُ وَقَالَ ﴿إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا﴾.

اور متجاورات کے معنی ہیں آپس میں قریب یعنی ملے ہوئے المثلات جمع کا لفظ ہے اس کا واحد مثلہ ہے اور اس کے معنی ہیں اشباہ اور مثلین یعنی اس آیت میں ﴿وقد خلت من قبلھم المثلات﴾ یعنی ہو چکی ہیں ان سے پہلے کہاوتیں اور کہا مگر مثل دنوں ان لوگوں کی جو پہلے گزرے یعنی ان دونوں آیتوں کے ایک معنی ہیں۔

﴿بِمِقْدَارٍ﴾ بِقَدَرٍ.

یعنی آیت ﴿وکل شی عندہ بمقدار﴾ میں بمقدار کے معنی ہیں ساتھ اندازے معین کے کہ نہ اس سے بڑھتا ہے اور نہ اس سے گھٹتا ہے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ اللہ کے نزدیک تو احتمال ہے کہ مراد عندیت سے یہ ہو کہ خاص کیا ہے اللہ نے ہر شئ پیدا ہونے والی چیز کو ساتھ وقت معین کے اور حالت معین کے اپنی مشیت ازلی اور ارادے سرمدی سے اور حکمائے اسلام کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے واضع کیا ہے چیزوں کو کلی طور پر اور امانت رکھا ہے ان میں قوی اور خواص کو اور حرکت دی ہے ان کو ساتھ اس طور کے کہ لازم آئے حرکتوں ان کی سے جو مقدر ہیں ساتھ اندازوں مخصوصہ کے احوال جزئی متعین اور مناسبات مخصوصہ مقدرہ اور داخل ہوتے ہیں اس آیت میں افعال بندوں کے اور احوال ان کے اور خیالات ان کے اور یہ بڑی دلیل ہے معتزلہ کے قول کے باطل ہونے پر۔ (ق)

يُقَالُ ﴿مُعَقِّبَاتٌ﴾ مَلَائِكَةٌ حَفَظَةٌ تُعَقِّبُ الْأُوْلٰى مِنْهَا الْأُخْرٰى وَ مِنْهُ قِيْلَ الْعَقِيْبُ أَيْ عَقَّبْتُ فِيْ إِثْرِهٖ.

یعنی آیت ﴿لہ معقبات من بین یدیہ﴾ میں معقبات سے مراد فرشتے ہیں نگہبانی کرنے والے ان میں دوسری جماعت پہلی کے پیچھے آتی ہے یعنی رات کے چوکیدار فرشتے دن کے چوکیدار فرشتوں کے پیچھے آتے ہیں اور دن کے چوکیدار رات کے چوکیدارں کے پیچھے آتے

ہیں یعنی ایک دوسرے کے آگے پیچھے آتے جاتے ہیں اور اسی جگہ سے ہے عقیب یعنی جو شخص کہ پیچھے سے آئے کہا جاتا ہے کہ میں اس کے پیچھے آیا۔

فائدہ: اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿له معقبات، من بين يديه ومن خلفه يحفظونه من امر الله﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ فرشتے ہیں جو نگاہ رکھتے ہیں اس کو اس کے آگے سے اور پیچھے سے اور جب اس کی تقدیر آتی ہے تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں اللہ کے حکم سے اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس کو جنوں سے بچاتے ہیں اور کعب احبار سے روایت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ فرشتوں کو مؤکل نہ چھوڑتا جو تم سے ایذا کو ہٹاویں تمہارے کھانے میں اور پینے میں اور ستروں میں تو جن تم کو اچک لیتے اور روایت کی ہے طبری نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چوکیدار فرشتوں کی تعداد پوچھی جو آدمی کے ساتھ مؤکل ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آدمی کے ساتھ دس فرشتے ہیں رات میں اور دس دن میں ایک اس کے دائیں ہے اور ایک بائیں اور دو اس کے آگے پیچھے ہیں اور دو اس کے دونوں پہلو پر ہیں اور ایک اس کی پیشانی کو پکڑے ہے سو اگر تواضع کرے تو اس کو بلند کرتا ہے اور اگر تکبر کرے تو اس کو پست کرتا ہے اور دو اس کے دونوں لب پر ہیں نہیں نگاہ رکھتے اس پر مگر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور دسواں اس کو سانپ سے بچاتا ہے یہ کہ اس کے منہ داخل ہو یعنی جب کہ وہ سو جاتا ہے اور اس کی تاویل میں ایک اور قول بھی آیا ہے سو ابن جریر رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اللہ کے اس قول میں له معقبات کہا یہ بادشاہ ہے دنیا کے بادشاہوں سے کہ اس کے واسطے چوکیدار ہیں اور ان کے پیچھے اور چوکیدار ہیں یعنی ان کے واسطے چوکیداروں کی کئی جماعتیں ہیں آگے پیچھے۔

﴿اَلْمِحَالِ﴾ اَلْعُقُوْبَةُ.

یعنی آیت ﴿وهو شديد المحال﴾ میں محال کے معنی ہیں عذاب یعنی اللہ کی مار سخت ہے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں سخت قوت والا اور نیز مجاہد سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں سخت بدلہ لینے والا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی مکر ہیں اور بعض کہتے ہیں حیلہ۔ (فتح)

﴿كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَآءِ﴾ لِيَقْبِضَ عَلَى الْمَآءِ.

یعنی معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ جو اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دے تا کہ پانی کو پکڑے یہاں تک کہ اس کو اپنے منہ میں جگہ دے تو یہ اس کے واسطے تمام نہیں ہوتا اور نہیں جمع کرتے اس کو سر انگلیون اس کے کی یعنی اس واسطے کہ جو پانی کی طرف ہاتھ پھیلا دے اس کے ہاتھ میں پانی

نہیں آتا جب تک کہ پانی کو خود ہاتھ سے نہ اٹھائے۔

﴿رَابِيًا﴾ مِنْ رَبَا يَرْبُو.

اور آیت ﴿فاحتمل السیل زبدا رابیا﴾ میں رابیا ربا یربو سے ہے یعنی پھولا ہوا یعنی پس اوپر لایا پانی جاری جھاگ پھولا ہوا۔

﴿أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ﴾ اَلْمَتَاعُ مَا تَمَتَّعْتَ بِهِ.

یعنی اس آیت میں متاع کے معنی ہیں وہ چیز کہ فائدے پائے تو اس کے ساتھ۔

﴿جُفَآءً﴾ يُقَالُ أَجْفَأَتِ الْقِدْرُ إِذَا غَلَتْ فَعَلَاهَا الزَّبَدُ ثُمَّ تَسْكُنُ فَيَذْهَبُ الزَّبَدُ بِلَا مَنْفَعَةٍ فَكَذٰلِكَ يُمَيِّزُ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ.

یعنی آیت ﴿فاما الزبد فیذهب جفاء﴾ میں جفاء کے معنی ہیں سوکھ کر کہا جاتا ہے اجفاءت القدور جب کہ جوش مارے ہانڈی سو اس کے اوپر جھاگ آئے پھر اس کا جوش مدہم ہو اور سوکھ جائے جھاگ بغیر منفعت کے پس اسی طرح جدا ہوا ہے حق باطل سے۔

﴿اَلْمِهَادُ﴾ الْفِرَاشُ.

اور مہاد کے معنی ہیں بچھونا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وماوهم جهنم وبئس المهاد﴾ یعنی اور ٹھکانہ ان کا دوزخ ہے اور بری جگہ ہے۔

﴿يَدْرَؤُوْنَ﴾ يَدْفَعُوْنَ دَرَأْتُهُ عَنِّيْ دَفَعْتُهُ.

یعنی یدرؤون کے معنی ہیں دور کرتے ہیں۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿ویدرؤون بالحسنة السيئة﴾ یعنی برائی کے مقابل بھلائی کرتے ہیں۔

﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ﴾ أَيْ يَقُوْلُوْنَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ.

یعنی سلام علیکم کے معنی ہیں کہ کہیں گے سلام علیکم

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿والملآئكة يدخلون عليهم من كل باب سلام عليكم بما صبرتم﴾ یعنی اور فرشتے اندر آتے ہیں ان کے پاس ہر دروازے سے کہتے ہیں سلامتی تم پر بسبب صبر کرنے تمہارے کے یعنی یقولون اس میں محذوف ہے واسطے دلالت کلام کے اور اولیٰ یہ ہے کہ محذوف حال ہے فاعل یدخلون سے اور قول اس کا بما صبرتم متعلق ہے ساتھ اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ اس کے علیکم اور ما مصدریہ یعنی بہ سبب صبر تمہارے کے۔ (فتح)

﴿وَإِلَيْهِ مَتَابِ﴾ تَوْبَتِيْ.

یعنی الیہ متاب کے معنی ہیں کہ اس کی طرف ہے میری توبہ یعنی میرا رجوع کرنا۔

أَفَلَمْ يَيْئَسْ أَفَلَمْ يَتَبَيَّنْ.

یعنی افلم ییئس کے معنی ہیں نہیں ظاہر ہوا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کے ﴿افلم ییئس الذین آمنوا ان لو یشاء اللّٰہ لھدی الناس جمیعا﴾ یعنی کیا نہیں جانا ایمان والوں نے کہ اگر اللہ چاہے تو سب لوگوں کو ہدایت کرے۔

﴿قَارِعَةٌ﴾ دَاهِيَةٌ.

یعنی قارعۃ کے معنی ہیں آفت ہلاک کرنے والی۔

﴿فَأَمْلَيْتُ﴾ أَطَلْتُ مِنَ الْمَلِيِّ وَالْمِلَاوَةِ وَمِنْهُ ﴿مَلِيًّا﴾ وَيُقَالُ لِلْوَاسِعِ الطَّوِيْلِ مِنَ الْأَرْضِ مَلًا مِنَ الْأَرْضِ.

یعنی املیت کے معنی ہیں دراز کی میں نے مہلت ماخوذ ہے ملی اور ملاوت سے یعنی دراز زمانہ اور اسی جگہ سے ہے ملیا کہ جبریل کی حدیث میں واقع ہے فلبثت ملیا یعنی میں بہت دیر ٹھہرا اور کہا جاتا ہے واسطے فراخ اور دراز زمین کے ملا من الارض یعنی بہت دراز زمین۔

﴿أَشَقُّ﴾ أَشَدُّ مِنَ الْمَشَقَّةِ.

یعنی آیت ﴿ولعذاب الآخرة اشق﴾ میں اشق اسم تفضیل ہے مشقت سے۔

﴿مُعَقِّبَ﴾ مُغَيِّرٌ.

یعنی آیت ﴿لا معقب لحکمه﴾ میں معقب کے معنی ہیں کہ نہیں کوئی بدلنے والا اس کے حکم کو اور نہیں کوئی رد کرنے والا اس کو۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مُتَجَاوِرَاتٌ﴾ طَيِّبُهَا وَخَبِيْثُهَا السِّبَاخُ.

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت ﴿وفی الارض قطع متجاورات﴾ کے متجاورات کے معنی ہیں عمدہ زمین اور شور زمین یعنی اور زمین میں قطعات ہیں مختلف بعض زمین عمدہ ہے اور بعض شور۔

﴿صِنْوَانٌ﴾ النَّخْلَتَانِ أَوْ أَكْثَرُ فِيْ أَصْلٍ وَّاحِدٍ ﴿وَغَيْرُ صِنْوَانٍ﴾ وَحْدَهَا ﴿بِمَآءٍ وَّاحِدٍ﴾ كَصَالِحِ بَنِيْ اٰدَمَ وَخَبِيْثِهِمْ أَبُوْهُمْ وَاحِدٌ.

یعنی آیت ﴿وجنات من اعناب وزرع ونخیل صنوان وغیر صنوان یسقیٰ بمآء واحد﴾ میں صنوان کے معنی ہیں کہ ایک جڑ پر دو یا زیادہ کھجوریں ہوں یعنی جڑ ایک ہو اور اوپر سے کئی شاخیں ہوں اور غیر صنوان وہ ہے کہ ایک جڑ پر ایک شاخ ہو پلائی جاتی ہیں ایک پانی سے مانند نیک آدمی اور بد آدمی کے کہ ان کا باپ ایک ہے یعنی آدم علیہ السلام۔

اَلسَّحَابُ الثِّقَالُ الَّذِیْ فِیْهِ الْمَآءُ.

یعنی آیت ﴿وینشئ السحاب الثقال﴾ میں سحاب ثقال سے مراد وہ بدلیاں ہیں جن میں پانی ہو۔

﴿کَبَاسِطِ کَفَّیْهِ إِلَی الْمَآءِ﴾ یَدْعُو الْمَآءَ بِلِسَانِهٖ وَیُشِیْرُ إِلَیْهِ بِیَدِهٖ فَلَا یَأْتِیْهِ أَبَدًا.

یعنی کباسط کفیه سے مراد یہ ہے کہ وہ پانی کو اپنی زبان سے بلاتا ہے اور اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرتا ہے سو وہ اس کے پاس کبھی نہیں آتا۔

﴿فَسَالَتْ أَوْدِیَةٌ بِقَدَرِهَا﴾ تَمْلَأُ بَطْنَ کُلِّ وَادٍ.

یعنی بہے وادی اپنے اپنے اندازے سے یعنی خالی وادی کے اندر کو بھرتے ہیں یعنی وادی پانی سے پر ہو کر بہتی ہے

﴿زَبَدًا رَّابِیًا﴾ اَلزَّبَدُ زَبَدُ السَّیْلِ ﴿زَبَدٌ مِّثْلُهٗ﴾ خَبَثُ الْحَدِیْدِ وَالْحِلْیَةِ.

اور زبدا رابیا میں زبد سے مراد سیل ہے اور زبد مثله سے مراد میل لوہے اور زیور کا ہے۔

فائدہ: اور وجہ مماثلت کی بیچ قول اللہ تعالیٰ کے زبد مثله یہ ہے کہ ہر ایک دونوں جھاگ سے پیدا ہوتا ہے سیل سے اور روایت ہے قتادہ سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے بقدرها کہا کہ چھوٹا اپنے قدر سے اور بڑا اپنے قدر سے اور بیچ قول اس کے رابیا یعنی اوپر آنے والی اور بیچ قول اس کے ابتغاء حلیة یعنی زیور سونے اور چاندی کے اور بیچ قول اس کے او متاع یعنی متاع لوہے اور پیتل کے جس کے ساتھ فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور جفا وہ ہے جو متعلق ہو ساتھ درخت کے ادر یہ تین مثالیں ہیں بیان کیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک مثل میں اللہ کہتا ہے کہ جیسے یہ جھاگ مٹ کر بیکار ہو جاتی ہے کسی کام میں نہیں آتی اسی طرح مٹ جاتا باطل اپنے اہل سے اور جیسے کہ ٹھہرتا ہے یہ پانی زمین میں پس ابھرتی ہے زمین ساتھ اس کے اپنا سبزہ نکالتی ہے اسی طرح باقی رہتا ہے حق واسطے اہل اپنے کے اور نظیر اس کی باقی رہنا خالص سونے کا ہے جب کہ داخل ہو آگ میں اور دور ہو میل اس کا اور باقی رہے خالص اس کا اسی طرح باقی ہے حق واسطے اہل اپنے کے اور دور ہوتا ہے باطل۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ أُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْأَرْحَامُ﴾ ﴿غِیْضَ﴾ نُقِصَ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ اللہ جانتا ہے جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جو سکڑتے ہیں پیٹ اور غیض کے معنی ہیں کم ہوا پانی یعنی آیت ﴿وغیض الماء﴾ میں۔

فائدہ: یہ لفظ سورہ ہود میں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے تفسیر قول اللہ کے تغیض الارحام اس واسطے کہ جب عورت کو حمل کی حالت میں حیض آئے تو بچے میں نقصان ہوتا ہے پس اگر نو مہینے سے زیادہ میں جنے تو بچے کا نقصان پورا ہو جاتا ہے اور حسن سے روایت ہے کہ غیض وہ ہے جو نو مہینے سے کم ہو اور زیادتی وہ ہے جو اس پر زیادہ ہو یعنی بچہ جننے میں۔ (فتح)

۴۳۲۸ ۔ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَّا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَا تَغِيْضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى يَأْتِی الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِأَیِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا اللّٰهُ.

۴۳۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں ان کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا جو سکڑتے ہیں پیٹ سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا کہ مینہ کب آئے گا سوائے اللہ کے اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سوائے اللہ کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ لقمان کی تفسیر میں آئے گی۔

سُوْرَةُ إِبْرَاهِيْمَ

سورۂ ابراہیم کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَادٍ﴾ دَاعٍ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ہاد کے معنی ہیں بلانے والا

فائدہ: یہ کلمہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے سورۂ رعد میں اس آیت میں ﴿انما انت منذر ولکل قوم هاد﴾ اور اختلاف کیا ہے اہل تاویل نے اس کی تفسیر میں ان کے اتفاق کے بعد کہ مراد ساتھ منذر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿ولکل قوم هاد﴾ یعنی بلانے والا اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہادی اللہ ہے اور یہ معنی پہلے معنی کے موافق ہیں گویا اس نے لحاظ کیا ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿واللہ یدعو الی دار السلام ویھدی من یشآء الی صراط مستقیم﴾ اور ابو العالیہ سے روایت ہے کہ ہادی کھینچنے والا ہے اور نیز مجاہد اور قتادہ سے روایت ہے کہ ہادی پیغمبر ہے اور یہ پہلے معنی سے خاص تر ہے اور ان اقوال کی بنا پر قوم عموم پر محمول ہے اور نیز مجاہد سے روایت ہے کہ ہادی سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ سب معنوں سے خاص تر ہے اور مراد ساتھ قوم کے آیت میں اس معنی کی بنا پر خصوص ہے یعنی یہ امت اور غریب ہے جو روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب یہ آیت اتری ﴿ولکل قوم هاد﴾ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اور فرمایا کہ میں منذر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ تو ہادی ہے تیرے سبب سے راہ پائیں گے راہ پانے والے میرے بعد سو اگر یہ حدیث ثابت ہو تو مراد ساتھ قوم کے اخص تر ہے پہلے معنی سے یعنی بنی ہاشم اور ابن ابی حاتم نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ ہادی کے ایک مرد ہے بنی ہاشم سے اس کے بعض راویوں نے کہا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں اور شاید راوی نے اس کو پہلی حدیث سے لیا ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کی سند میں شیعہ

راوی ہے اور اگر ثابت ہوتی تو اس کے راوی باہم مخالف نہ ہوتے۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَدِيْدٌ قَيْحٌ وَّدَمٌ. یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت ﴿ویسقی من مآء صدید﴾ کے کہ صدید کے معنی ہیں پیپ اور لہو یعنی پلایا جائے گا اس کو پیپ اور لہو۔

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾ أَيَادِيَ اللّٰهِ عِنْدَكُمْ وَأَيَّامَهُ. یعنی اور کہا ابن عیینہ نے کہ اس آیت میں نعمت اللہ سے مراد اللہ کی نعمتیں اور اس کے دن ہیں۔

فائدہ: یعنی جن دنوں میں اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی قوم سے نجات دی، مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واذقال موسیٰ لقومه اذكروا نعمة الله عليكم اذ انجاكم من آل فرعون﴾ یعنی جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہ یاد کرو اللہ کی نعمت اپنے اوپر جب کہ نجات دی تم کو فرعون کی قوم سے اور ابن ابی حاتم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرف وحی بھیجی کہ یاد دلا ان کو اللہ کے دن۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوْهُ﴾ رَغِبْتُمْ إِلَيْهِ فِيْهِ. یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت ﴿واتاكم من كل ما سألتموه﴾ کے یعنی دیا تم کو ہر چیز سے جو تم نے مانگی یعنی جس چیز سے تم کو رغبت ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا الیہ فیہ تو مقصود یہ ہے کہ رغبت کا صلہ الی اور فی دونوں آتے ہیں اور غرض اس تفسیر سے یہ ہے کہ اس آیت میں سوال ساتھ معنی رغبت کے ہے یعنی دی ہے تم کو وہ چیز جس سے تم کو رغبت ہے جو تم مانگتے ہو اور جو نہیں مانگتے اور کہا ضحاک نے کہ کلمہ ما کا واسطے نفی کے ہے اور کل ساتھ تنوین کے ہے اور معنی یہ ہیں کہ دیا تم کو ہر نعمت سے جو تم نے نہیں مانگا اور کہا اس نے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ ہم کو وہ نعمتیں دیں جو ہم نے نہیں مانگیں اور جو ہمارے دل میں نہیں گزریں۔ (ت)

﴿يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا﴾ يَلْتَمِسُوْنَ لَهَا عِوَجًا. یعنی ڈھونڈتے ہیں اس کے واسطے کجی یعنی شبہات سے ثابت کرتے ہیں کہ کج ہے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ یبغون ساتھ معنی یلتمسون کے ہے۔

﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ﴾ أَعْلَمَكُمْ اٰذَنَكُمْ. یعنی تاذن کے معنی اس آیت میں یہ ہیں کہ خبردار کیا یعنی جب خبردار کیا تیرے رب نے اور آذنکم کے بھی یہی معنی ہیں۔

فائدہ: تأذن تفعل ہے آذن سے ای اعلم اور یہ قول اکثر اہل لغت کا ہے کہ تأذن ایذان سے ہے اور وہ اعلام کرنا

ہے اور معنی تفعل کے یہ ہیں کہ عزم کیا عزم جازم اور اسی واسطے جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس کے قسم کا۔ (فتح)

﴿رَدُّوْا أَيْدِيَهُمْ فِيْ أَفْوَاهِهِمْ﴾ هٰذَا مَثَلُ كَفُّوْا عَمَّا أُمِرُوْا بِهٖ.

یعنی قول اللہ کا ﴿ردوا ایدیھم فی افواھھم﴾ مثل ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ باز رہے اس چیز سے کہ حکم ہوا ان کو اس کا حق سے اور نہ ایمان لائے ساتھ اس کے کہا جاتا ہے رد یدہ فی فمه جب کہ باز رہے۔

فائدہ: اور تعاقب کیا گیا ہے ابو عبیدہ کی کلام کا پس کسی نے کہا کہ نہیں سنا گیا عرب سے رد یدہ فی فمه جب کہ چھوڑے اس چیز کو جس کے کرنے کا ارادہ کرتا ہو اور عبد بن حمید نے عبداللہ سے روایت کی ہے کہ اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے اور تائید کرتی ہے اس معنی کو دوسری آیت ﴿واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ﴾ یعنی جب اکیلے ہوتے ہیں تو غصے سے اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں اور بعض کہتے ہیں معنی یہ ہیں کہ کافروں نے پیغمبروں کے ہاتھوں کو ان کے منہ میں پھیر دیا یعنی ان کی کلام کے قبول کرنے سے باز رہے یا مراد ساتھ ایدی کے نعمتیں ہیں یعنی انہوں نے اللہ کی نعمت کو پھیر دیا اور وہ ان کی نصیحتیں ہیں اوپر ان کے اس واسطے کہ جب انہوں نے ان کو جھٹلایا تو گویا کہ ان کو رد کر دیا جہاں سے آئیں۔ (فتح) اور یا یہ معنی ہیں کہ نہایت تعجب اور انکار سے انگلیاں دانتوں سے کاٹتے ہیں۔

﴿مَقَامِيْ﴾ حَيْثُ يُقِيْمُهُ اللّٰهُ بَيْنَ يَدَيْهِ.

یعنی آیت ﴿ذلك لمن خاف مقامی﴾ میں مقامی سے مراد وہ جگہ ہے جہاں اس کو اللہ اپنے سامنے حساب کے واسطے کھڑا کرے گا یعنی یہ وعدہ اس شخص کے واسطے ہے جو ڈرا کھڑے ہونے سے میرے سامنے۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ قیام میرا اس پر ساتھ حفظ کے۔

﴿مِنْ وَّرَآئِهٖ﴾ قُدَّامَهٗ جَهَنَّمُ.

یعنی آیت ﴿من ورائه جهنم﴾ میں ورائه کے معنی ہیں آگے اس کے یعنی اس کے آگے دوزخ ہے۔

﴿لَكُمْ تَبَعًا﴾ وَاحِدُهَا تَابِعٌ مِّثْلُ غَيَبٍ وَّغَآئِبٍ.

یعنی آیت ﴿انا کنا لکم تبعا﴾ میں تبعا جمع کا لفظ ہے اس کا واحد تابع ہے مثل غیب کی کہ اس کا واحد غائب ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ کہیں گے ضعیف اپنے رئیسوں سے جن کے تابع ہوئے تھے کہ ہم تمہارے تابع

ہوئے تھے یعنی پیغمبروں کے جھٹلانے میں اور ان سے منہ پھیرنے میں۔

﴿بِمُصْرِخِكُمْ﴾ اِسْتَصْرَخَنِي اسْتَغَاثَنِي ﴿يَسْتَصْرِخُهُ﴾ مِنَ الصُّرَاخِ.

یعنی آیت ﴿ما انا بمصرخكم﴾ کے معنی ہیں نہیں میں تمہاری فریاد پر پہنچنے والا کہا جاتا ہے استصرخنی یعنی اس نے مجھ سے فریاد رسی طلب کی اور یستصرخ مشتق ہے صراخ سے ساتھ معنی فریاد کرنے کے۔

﴿وَلَا خِلَالَ﴾ مَصْدَرُ خَالَلْتُهُ خِلَالًا وَيَجُوْزُ أَيْضًا جَمْعَ خُلَّةٍ وَّخِلَالٍ.

یعنی آیت ﴿يوم لا بيع ولا خلال﴾ میں واقع ہے اس کا مصدر ہے خاللته خلالا یعنی اس دن کہ نہیں دوستی کسی دوست کی اور جائز ہے کہ خلال جمع خلہ کی ہو۔

فائدہ: طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ دنیا میں سودے اور دوستیاں ہیں کہ ان کے سبب سے دنیا میں محبت رکھتے ہیں سو جو اللہ سے محبت رکھے تو چاہیے کہ اس پر ہمیشہ قائم رہے نہیں تو وہ اس سے بند ہو جائے گی اور یہ موافق ہے اس شخص کے جو آیت میں خلال کو جمع خلة کی ٹھہراتا ہے۔ (فتح)

﴿اُجْتُثَّتْ﴾ اِسْتُؤْصِلَتْ.

یعنی آیت ﴿مثل كلمة خبيثة كشجرة خبيثة اجتثت من فوق الارض مالها من قرار﴾ میں اجتثت کے معنی ہیں اکھاڑ لیا گیا زمین کے اوپر سے۔

فائدہ: یعنی کاٹا گیا جسم اس کا کامل طور سے اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ بیان کی ہے اللہ نے مثال درخت ناپاک کی ساتھ مثل کافر کے کہتا ہے کہ اس کا عمل نہ قبول ہوتا ہے اور نہ اوپر چڑھتا ہے سو نہ زمین میں اس کی جڑ قائم ہے اور نہ آسمان میں اس کی شاخ ہے اور ضحاک کے طریق سے روایت ہے کہ کہا بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مالها من قرار﴾ یعنی نہ اس کی جڑ ہے اور نہ شاخ اور نہ پھل اور نہ منفعت اسی طرح کافر نہ نیک کام کرتا ہے اور نہ نیک بات کہتا ہے اور نہ اللہ اس میں برکت کرتا ہے اور نہ کوئی منفعت۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کیا تو نے نہیں دیکھا کیسی بیان کی اللہ نے ایک مثال ایک بات ستھری جیسے ایک درخت ستھرا اس کی جڑ مضبوط ہے اور ٹہنی آسمان میں لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت اپنے رب کے حکم سے۔

٤٣٢٩ ـ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ

۴۳۲۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخْبِرُوْنِيْ بِشَجَرَةٍ تُشْبِهُ أَوْ كَالرَّجُلِ الْمُسْلِمِ لَا يَتَحَاتُّ وَرَقُهَا وَلَا وَلَا وَلَا تُؤْتِيْ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ أَنَّهَا النَّخْلَةُ وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ لَا يَتَكَلَّمَانِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ فَلَمَّا لَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ فَلَمَّا قُمْنَا قُلْتُ لِعُمَرَ يَا أَبَتَاهُ وَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَ وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ أَنَّهَا النَّخْلَةُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَكَلَّمَ قَالَ لَمْ أَرَكُمْ تَكَلَّمُوْنَ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ أَوْ أَقُوْلَ شَيْئًا قَالَ عُمَرُ لَأَنْ تَكُوْنَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا.

کے پاس بیٹھے تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر دو مجھ کو اس درخت سے جو مسلمان کی مثل ہے اس کے پتے نہیں جھڑتے اور نہیں اور نہیں اور نہیں (یعنی اس کی ہیں صفتیں اور ذکر کیں راوی نے ان کو بیان نہیں کیا اور اکتفا کیا ساتھ ذکر کرنے کلمے لا کے تین بار) لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے دل میں گزرا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اور میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ کلام نہیں کرتے سو میں نے برا جانا کہ کلام کروں یعنی میں شرم سے نہ کہہ سکا سو جب حاضرین نے کچھ نہ کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے پھر جب ہم اٹھ کھڑے ہوئے تو میں نے اپنے باپ عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اے باپ! قسم ہے اللہ کی البتہ میرے دل میں آیا تھا کہ وہ کھجور کا درخت ہے تو اس نے کہا کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا تھا کلام کرنے سے؟ اس نے کہا کہ میں نے تم کو کلام کرتے نہ دیکھا سو میں نے برا جانا کہ کلام کروں یا کچھ چیز کہوں، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ تیرا کہنا اس بات کو محبوب تر تھا نزدیک میرے ایسے ایسے سے یعنی سرخ اونٹ سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور گزر چکا ہے وہاں بیان واضح ساتھ اس کے کہ مراد شجرہ سے اس آیت میں کھجور کا درخت ہے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مراد ساتھ اس کے درخت جوز ہندی کا ہے جیسے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جوز ہندی کا درخت ہے کہ پھل سے بیکار نہیں ہوتا ہر مہینہ پھل لاتا ہے اور معنی قول اس کے ﴿طيبة﴾ یعنی لذیذ ہے یا خوبصورت ہے یا نفع دینے والا ہے اور قول اس کا ﴿اصلها ثابت﴾ یعنی منقطع نہیں ہوتا اور قول اس کا ﴿وفرعها فی السماء﴾ یعنی وہ نہایت ہے کمال میں اس واسطے کہ جب بلند ہوا تو ہوگا دور زمین کی عفونتوں سے اور حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ درخت پاک کھجور کا درخت ہے اور درخت ناپاک اندرائن کا پھل ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں۔

۴۳۳۰ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾.

۴۳۳۰۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان سے جب قبر میں سوال ہوتا ہے تو وہ یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہے سو یہی مطلب ہے اللہ کے قول کا جو قرآن میں ہے کہ ثابت رکھتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح جنازے کے باب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ كَقَوْلِهِ ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ﴾ ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے بدل ڈالا اللہ کی نعمت کو ناشکری سے الم تر ساتھ معنی الم تعلم کے ہے مانند قول اس کے کی الم تر کیف الم تر الی الذین خرجوا یعنی جیسے الم تر کیف میں الم تر ساتھ معنی الم تعلم کے ہے اسی طرح اس آیت میں بھی الم تر ساتھ معنی الم تعلم کے ہے۔

اَلْبَوَارُ الْهَلَاكُ بَارَ يَبُوْرُ بَوْرًا ﴿قَوْمًا بُوْرًا﴾ هَالِكِيْنَ.

یعنی اور آیت ﴿واحلوا قومهم دار البوار﴾ میں بوار کے معنی ہلاک کے ہیں یعنی انہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں اتارا اور ماضی اور مضارع اور مصدر اس اسم کے یہ ہیں بار یبور بورا اور قوما بورا کے معنی ہیں ہلاک ہونے والے۔

۴۳۳۱ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا﴾ قَالَ هُمْ كُفَّارُ أَهْلِ مَكَّةَ.

۴۳۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کی طرف جنہوں نے بدل ڈالا اللہ کا احسان ناشکری سے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ مکے کے کفار ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح جنگ بدر کے بیان میں گزر چکی ہے اور مراد یہ ہے کہ یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوئی اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا مطلب پوچھا پس کہا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دو گروہ ہیں زیادہ فاجر یعنی مخزوم سے اور ابن امیہ سے میرے ماموں اور تیرے چچا سو میرے ماموں کو تو اللہ نے جنگ بدر کے دن جڑ سے اکھاڑا اور رہا تیرا چچا سو اس کو ایک وقت تک مہلت دی۔ میں کہتا ہوں کہ مراد بعض ان کے ہیں نہ سب بنی امیہ اور نہ ہی مخزوم اس واسطے کہ بنی مخزوم جنگ بدر کے دن جڑ سے نہیں اکھاڑے گئے تھے بلکہ مراد بعض ان کے ہیں مانند ابوجہل کے بنی مخزوم سے اور ابوسفیان کے بنی امیہ سے۔ (فتح الباری)

سُوْرَةُ الْحِجْرِ
سورۂ حجر کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ﴾ اَلْحَقُّ يَرْجِعُ إِلَى اللهِ وَعَلَيْهِ طَرِيقُهُ.

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر ﴿صراط علی مستقیم﴾ کے کہ حق پھرتا ہے اللہ کی طرف اور اس پر ہے اس کی راہ جو اس تک پہنچتی ہے یعنی حق کی راہ اللہ کی طرف پہنچتی ہے۔

فائدہ: بیضاوی نے اس کی تفسیر میں کہا صراط علی یعنی حق ہے مجھ پر کہ میں اس کی رعایت کروں اور اخفش سے منقول ہے کہ ساتھ معنی دلالت کے ہے طرف صراط مستقیم کی اور بعض کہتے ہیں کہ علی ساتھ معنی الی کے ہے اور کسائی سے منقول ہے کہ یہ قول تہدید اور وعید ہے جیسا کہتے ہیں اس شخص کو جس سے دشمنی ہو کہ تیری راہ مجھ پر ہے۔ (ت)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَعَمْرُكَ﴾ لَعَيْشُكَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ **لعمرك** کے معنی ہیں قسم ہے تیری زندگی کی۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لعمرك انهم لفي سكرتهم يعمهون﴾ یعنی قسم ہے تیری زندگی کی البتہ وہ اپنی مستی میں مدہوش ہیں۔

﴿قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ﴾ أَنْكَرَهُمْ لُوْطٌ.

یعنی قوم منکرون کے معنی ہیں غیر معروف پایا ان کو لوط علیہ السلام نے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿قال انكم قوم منكرون﴾ یعنی کہا لوط علیہ السلام نے کہ تم لوگ غیر معروف ہو۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ﴾ أَجَلٌ.

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ کتاب سے مراد مدت ہے یعنی اس آیت میں ﴿وما اهلكنا من قرية الا ولها كتاب معلوم﴾ یعنی نہیں ہلاک کیا ہم نے کوئی گاؤں مگر کہ اس کے واسطے ایک مدت ہے معلوم یعنی

معین اور مقرر۔

﴿لَوْ مَا تَأْتِينَا﴾ هَلَّا تَأْتِينَا. یعنی ﴿لو ما تاتینا﴾ کے معنی ہیں کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس فرشتے اگر تو سچا ہے؟۔

شِيَعٌ أُمَمٌ وَّالْأَوْلِيَآءُ أَيْضًا شِيَعٌ. یعنی آیت ﴿ولقد ارسلنا من قبلك فی شیع الاولین﴾ میں شیع کے معنی امتیں ہیں یعنی البتہ بھیجے ہم نے پیغمبر تجھ سے پہلے اگلی امتوں میں اور مرد کے دوستوں کو بھی شیعہ کہا جاتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يُهْرَعُوْنَ﴾ مُسْرِعِيْنَ. یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ﴿یهرعون﴾ کے معنی ہیں جلدی کرتے دوڑتے۔

فائدہ: یہ کلمہ اس سورت میں نہیں بلکہ سورت ہود میں ہے۔

﴿لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ﴾ لِلنَّاظِرِيْنَ. اور للمتوسمین کے معنی ہیں واسطے دیکھنے والوں کے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿ان فی ذلك لآیات للمتوسمین﴾ یعنی البتہ اس قصے میں نشانیاں ہیں دیکھنے والوں کے لیے۔

﴿سُكِّرَتْ﴾ غُشِّيَتْ. کہا سکرت کے معنی ہیں ڈھانکی گئیں ہماری آنکھیں مثل مست کی۔

﴿بُرُوْجًا﴾ مَنَازِلَ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ. یعنی ٹھہرائے ہم نے آسمان میں برج منزلیں واسطے سورج اور چاند کے۔

﴿لَوَاقِحَ﴾ مَلَاقِحَ مُلْقَحَةً. یعنی آیت ﴿وارسلنا الریاح لواقح﴾ میں لواقح ساتھ معنی لاقحه جمع ہے ملقحه کی۔

فائدہ: کہتے ہیں کہ تفسیر لواقح کی ساتھ ملاقح کے نادر ہے یعنی کم ہے لواقح جمع لاقحه ساتھ معنی عورت حاملہ کے ہے اور اس ہوا کو کہ بادل پانی سے بھرا ہوا اس کے ساتھ ہے تشبیہ دی ہے ساتھ مادے باردار کے جیسے کہ مقابل اس کے کو کہ مینہ نہیں لاتی عقیم کہتے ہیں اور ملقح وہ ہوا ہے کہ دوسری کو حاملہ کرے کہتے ہیں القح الفحل الناقة یعنی گابھن کیا نر نے اونٹنی کو کذا قال العینی اور قسطلانی سے معلوم ہوتا ہے کہ لواقح جمع لاقحه کی ہے کہ اصل میں ملاقحه تھا میم کو تخفیف کے واسطے حذف کر دیا پس یہ تفسیر باعتبار اصل لفظ کے ہے از قبیل اطلاق عصیر کے خمر پر اور ہوسکتا ہے کہ نادر ہونا اس کا ان معانی کو ہو کہ وہ عام نہیں نہ ان معنی سے کہ اس کی کوئی وجہ نہیں۔ (ت)

﴿حَمَإٍ﴾ جَمَاعَةُ حَمْأَةٍ وَّهُوَ الطِّيْنُ الْمُتَغَيِّرُ وَالْمَسْنُوْنُ الْمَصْبُوْبُ.

یعنی آیت ﴿ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حمإ مسنون﴾ میں حماِ جمع ہے اس کا واحد حماۃ ہے اور وہ گارا ہے سیاہ اور مسنون کے معنی ہیں ڈالا گیا قالب میں تا کہ خشک ہو۔

فائدہ: گویا کہ ڈالا گارے سیاہ کو سو اس میں آدم خالی پیٹ کی صورت بنایا پھر خشک ہوا یہاں تک کہ کھنکنایا پھر اس کے بعد اس کو کئی صورتوں پر بدلا یہاں تک کہ اس کو برابر کیا اور اس میں روح پھونکی۔ (ق)

﴿تَوْجَلْ﴾ تَخَفْ.

یعنی ﴿لا توجل﴾ کے معنی ہیں نہ ڈر۔

﴿دَابِرَ﴾ اٰخِرَ.

یعنی دابر کے معنی ہیں آخر یعنی اس آیت میں ﴿ان دابر هؤلاء مقطوع مصبحين﴾ اور معنی یہ ہیں کہ ان کے آخر کی جڑ کاٹی جاتی ہے صبح ہوتے ہی یعنی اس طور سے کہ کوئی ان میں سے باقی نہ رہے۔

﴿لَبِإِمَامٍ مُّبِيْنٍ﴾ اَلْإِمَامُ كُلُّ مَا ائْتَمَمْتَ وَاهْتَدَيْتَ بِهٖ.

یعنی امام ہر وہ ہے کہ تو اس کی پیروی کرے اور اس کے ساتھ راہ پائے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿لبامام مبین﴾ یعنی البتہ وہ امام ہیں ظاہر۔

﴿اَلصَّيْحَةُ﴾ اَلْهَلَكَةُ.

اور صیحۃ کے معنی ہیں ہلاک یعنی اس آیت میں ﴿فاخذتهم الصيحة مشرقين﴾ یعنی پکڑا ان کو ہلاک نے سورج نکلتے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور نگاہ رکھا ہم نے برجوں کو ہر شیاطن مردود سے مگر جو چوری سے سن گیا سو اس کے پیچھے پڑا انگارا چمکتا۔

٤٣٣٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَآءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ

۴۳۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ آسمان میں کوئی حکم کرتا ہے تو فرشتے اپنے پر مارتے ہیں اس حال میں کہ عاجزی کرنے والے ہیں واسطے حکم اللہ کے یعنی دہشت سے گھبرا جاتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے قائم ہونے کا حکم ہو اور آواز مسموع مانند

كَالسِّلْسِلَةِ عَلٰى صَفْوَانٍ قَالَ عَلِيٌّ وَّقَالَ غَيْرُهٗ صَفْوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ فَإِذَا ﴿فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا﴾لِلَّذِیْ قَالَ ﴿الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُوا السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُوا السَّمْعِ هٰكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ اٰخَرَ وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِيَدِهٖ وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدِهِ الْيُمْنٰى نَصَبَهَا بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ الْمُسْتَمِعَ قَبْلَ أَنْ يَّرْمِيَ بِهَا إِلٰى صَاحِبِهٖ فَيُحْرِقَهٗ وَرُبَّمَا لَمْ يُدْرِكْهُ حَتّٰى يَرْمِيَ بِهَا إِلَى الَّذِیْ يَلِيْهِ إِلَى الَّذِیْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ حَتّٰى يُلْقُوْهَا إِلَى الْأَرْضِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ حَتّٰى تَنْتَهِيَ إِلَى الْأَرْضِ فَتُلْقٰى عَلٰى فَمِ السَّاحِرِ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُصَدَّقُ فَيَقُوْلُوْنَ أَلَمْ يُخْبِرْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا يَكُوْنُ كَذَا وَكَذَا فَوَجَدْنَاهُ حَقًّا لِلْكَلِمَةِ الَّتِيْ سُمِعَتْ مِنَ السَّمَآءِ.

آواز زنجیر کی ہے پتھر پر کہا علی نے اور سفیان کے غیر نے کہا صفوان یعنی ساتھ زبر ف کے، اللہ وہ آواز سب فرشتوں کو سناتا ہے سو جب ان کے دل سے ڈر دور ہوتا ہے تو کہتے ہیں یعنی مقرب فرشتوں سے مانند جبریل اور میکائیل کی کہ تمہارے رب نے کیا کہا؟ اوپر والے کہتے ہیں حق کہا یعنی کہا قول حق اور وہ ہے سب سے اوپر بڑا سو سنتے ہیں اس کو چوری سننے والے اور چوری سننے والے اس طرح ہیں ایک پر ایک اور بیان کیا سفیان نے اس کو اپنے ہاتھ سے اور اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کیں بعض کو بعض پر کھڑا کیا سو اکثر اوقات انگارہ چوری سننے والے کو پاتا ہے پہلے اس سے کہ اس کو اپنے ساتھی کی طرف ڈالے سو اس کو جلا ڈالتا ہے اور کبھی اس کو نہیں پاتا یہاں تک کہ اس کو اپنے پاس والے کی طرف ڈالے یعنی اس کی طرف جو اس سے نیچے ہے یہاں تک کہ اس کو زمین کی طرف ڈالتے ہیں اور کبھی سفیان نے کہا یہاں تک کہ زمین کی طرف پہنچے سو وہ قول کاہن کے منہ میں ڈالا جاتا ہے تو اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے سو لوگ اس کو سچا جانتے ہیں اور کہتے ہیں کیا اس نے فلاں فلاں دن خبر نہ دی تھی کہ ایسا ایسا ہوگا؟ سو ہم نے اس کو حق پایا واسطے اس کلمہ کے کہ آسمان سے سنا گیا یعنی بسبب سچ ہونے ایک بات کے جو آسمان سے سنی گئی اس کی سب جھوٹی باتوں کو سچ جانتے ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا یبلغ به النبی یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو حضرت ﷺ تک پہنچاتے تھے تو اس کے بدلے سمعت نہیں کہا واسطے احتمال واسطہ کے یا تحمل کی کیفیت اس کو یاد نہ رہی ہو اور یہ جو فرشتوں نے کہا کہ اللہ نے حق کہا تو اس کا حاصل یہ ہے کہ مقرب فرشتوں نے تعبیر کیا ہے اللہ کے قول سے اور قضا اور تقدیر سے ساتھ حق کے اور حق منصوب ہے اس بنا پر کہ وہ صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی القول الحق اور ہو سکتا ہے کہ مرفوع ہو یعنی قال المجیبون قوله الحق یعنی کہا جواب دینے والوں نے کہ اس کا قول حق ہے اسی طرح تقریر کی ہے زمخشری نے سورہ سبا کی اس آیت

میں ﴿ما انزل ربکم قالو ا الحق﴾ ساتھ رفع کے اور اللہ کا یہ قول احتمال ہے کہ کلمہ کن کا ہو مقابل باطل کے اور جائز ہے کہ مراد وہ قول ہو کہ لوح محفوظ میں لکھا ہے یعنی اللہ نے وہ بات فرمائی کہ لوح محفوظ میں مقرر اور ثابت ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو جلا ڈالتا ہے تو اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ اس جلنے سے مرجاتا ہے یا زخمی ہو جاتا ہے حسن بصری وغیرہ کا یہ قول ہے کہ مرجاتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول ہے کہ زخمی ہو جاتا ہے۔ (تیسر القاری)

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ وَزَادَ وَالْكَاهِنِ و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ فَقَالَ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ وَقَالَ عَلٰى فَمِ السَّاحِرِ قُلْتُ لِسُفْيَانَ أَنْتَ سَمِعْتَ عَمْرًا قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ إِنْسَانًا رَوٰى عَنْكَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَيَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ فُرِّغَ قَالَ سُفْيَانُ هٰكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو فَلَا أَدْرِيْ سَمِعَهُ هٰكَذَا أَمْ لَا قَالَ سُفْيَانُ وَهِيَ قِرَآئَتُنَا.

یہ وہی پہلی حدیث ہے جو ابھی گزری اور سند بھی وہی ہے لیکن پہلی سند معنعن تھی اب اس سند سے یہ مقصود ہے کہ سماع سب راویوں کا ایک دوسرے سے ثابت ہے اور ترجمہ اس حدیث کا یہ ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے علی بن عبداللہ نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو نے عکرمہ سے اس نے روایت کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب اللہ حکم کرتا ہے اور زیادہ کیا لفظ والکاھن کا کہا علی بن عبداللہ نے اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے سو اس نے کہا کہ کہا عمرو نے میں نے سنا عکرمہ سے کہا حدیث بیان کیہم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب اللہ حکم کرتا ہے اور کہا کہ کاہن کے منہ پر یعنی کبھی کاہن کا لفظ زیادہ نہیں کیا، علی بن عبداللہ کہتا ہے میں نے سفیان سے کہا عمرو نے سنا میں نے عکرمہ سے اس نے کہا سنا میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور مرفوع کرتا تھا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرغ پڑھا ہے یعنی ساتھ پیش ف کے اور تشدید اور زیر ز کے اور عین مہملہ کے کہا سفیان نے کہ اسی طرح پڑھا ہے عمرو نے سو میں نہیں جانتا کہ اسی طرح اس نے اس کو عکرمہ سے سنا ہے یا نہیں کہا سفیان نے اور یہی ہے قرأت ہماری۔

فائدہ: کہا سفیان نے یہی ہے قرأت ہماری کہ میں نے اپنے استاد عمرو سے سنی ہے لیکن مجھ کو تردد ہے بیچ سماع عمرو کے عکرمہ سے ہو سکتا ہے کہ اس کو عکرمہ سے پہنچی ہو کہا کرمانی نے کس طرح جائز ہے قرأت جب کہ مسموع نہ ہو اور جواب یہ ہے کہ شاید مذہب اس کا جواز قرأت ہو بغیر سماع کے جب کہ معنی صحیح ہوں اور کہا اس نے کہ تائید کرتا ہے جو

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک مرد سے سنا کہ طعام الاثیم پڑھتا تھا تو انہوں نے کہا کہ کہہ طعام الفاجر اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے کہ بدلنا ایک کلمہ کا دوسرے کلمہ سے جائز ہے جب کہ اس کے معنی ادا ہوں پوشیدہ نہ رہے کہ ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرادف یعنی ہم معنی لفظ سے بدلنا درست ہے جیسا کہ لوگوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے سمجھا ہے کہ قرآن معنی کا نام ہے اور اگر کلمہ کو ہم معنی لفظ کے ساتھ بدلیں تو کچھ ڈر نہیں اور نماز فاسد نہیں ہوتی اور متن کی عبارت سے جواب عام تر معلوم ہوتا ہے کہ فاسد نہیں ہوتی خواہ کلمہ ہم معنی ہو یا نہ ہو۔ (ت)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ البتہ حجر والوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

٤٣٣٣ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَصْحَابِ الْحِجْرِ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰٓؤُلَاءِ الْقَوْمِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَإِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ أَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ.

۴۳۳۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے جو ملک حجر یعنی قوم ثمود کے ملک میں گزرے تھے فرمایا کہ نہ جاؤ ان لوگوں کے مکانوں میں مگر وہاں خوف سے روتے ہوئے جاؤ تو مضائقہ نہیں اور اگر تم کو رونا میسر نہ ہو تو ان کے پاس مت جاؤ کہیں تم پر عذاب نہ پڑے جیسا ان پر پڑا۔

فائدہ: یعنی تم بھی زمین میں دھنسائے جاؤ جیسے وہ دھنسائے گئے اور یہ نماز کے باب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ ہم نے دیں تجھ کو سات آیتیں اس چیز سے کہ نماز میں مکرر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن بڑے درجے کا۔

٤٣٣٤ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُصَلِّيْ فَدَعَانِيْ فَلَمْ

۴۳۳۴۔ حضرت ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر گزرے اور میں نماز پڑھتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا تو میں آپ کے پاس نہ آیا یہاں تک کہ میں نے نماز پڑھی پھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا تھا آنے

اٰتِهٖ حَتّٰى صَلَّيْتُ ثُمَّ اَتَيْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِيَ فَقُلْتُ كُنْتُ اُصَلِّيْ فَقَالَ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَكَّرْتُهٗ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ.

سے؟ میں نے کہا میں نماز پڑھتا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا اللہ نے نہیں فرمایا کہ اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جب کہ تم کو بلائے پھر فرمایا کہ کیا نہ سکھلاؤں میں تجھ کو ایک سورت جو قرآن کی سب سورتوں سے بزرگ اور افضل ہے پہلے اس سے کہ مسجد سے نکلوں سو حضرت ﷺ مسجد سے نکلنے لگے تو میں نے آپ کو یاد دلایا فرمایا کہ ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ ہے یعنی سورہ فاتحہ ہے اور اسی کا نام ہے سبع مثانی اور قرآن عظیم جو مجھ کو ملی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول تفسیر میں گزر چکی ہے۔

٤٣٣٥ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُنِ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمُّ الْقُرْاٰنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ.

۴۳۳۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ وہی ہے سبع مثانی اور قرآنِ عظیم۔

فائدہ: اور ترمذی کی روایت میں اس وجہ سے ہے کہ الحمد للہ ام القرآن اور ام الکتاب اور سبع مثانی ہے اور البتہ گزر چکی ہے یہ حدیث فاتحہ کی تفسیر میں تمام تر اس سے اور طبری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس رکعت میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے راوی کہتا ہے سو میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر فاتحہ کے سوا مجھ کو اور کچھ یاد نہ ہو تو کیا کروں؟ کہا وہ تجھ کو کفایت کرتی ہے اس کا نام ام الکتاب اور ام القرآن اور سبع مثانی ہے کہا خطابی نے کہ اس میں رد ہے ابن سیرین پر اس واسطے کہ اس نے کہا کہ سورہ فاتحہ کو ام القرآن نہیں کہا جاتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو تو فاتحۃ الکتاب کہا جاتا ہے اور ابن سیرین کہتا ہے کہ ام القرآن تو لوح محفوظ ہے کہا خطابی نے اور ماں چیز کی اس کا اصل ہے اور نام رکھا گیا فاتحہ کا ام القرآن اس واسطے کہ وہ قرآن کی اصل ہے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ پہلے ہے گویا کہ وہ اس کی ماں ہے اور یہ جو کہا کہ السبع المثانی والقرآن العظیم تو والقرآن العظیم معطوف ہے اس کے قول ام القرآن پر اور وہ مبتدا ہے اس کی خبر محذوف

ہے اور یا وہ خبر ہے مبتدا محذوف کی تقدیر اس کی یہ ہے **والقرآن العظیم ما عداھا** یعنی قرآن عظیم ماسوائے اس کے ہے اور نہیں ہے وہ معطوف اس کے قول **السبع المثانی** پر اس واسطے کہ فاتحہ نہیں ہے وہ قرآن عظیم اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہے اطلاق قرآن کا او پر اس کے اس واسطے کہ وہ قرآن سے ہے لیکن نہیں ہے کل قرآن اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے بیچ تفسیر اپنی کے مثل اس کی لیکن ساتھ لفظ **والقرآن العظیم الذی اعطیتموہ** کے یعنی قرآن عظیم وہ ہے جو تم کو ملا پس ہوگی یہ خبر اور طبری نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ ہے ہر رکعت میں دوہرائی جاتی ہے اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ ہے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ساتویں آیت ہے اور اسی طرح روایت کی ہے اس نے ایک جماعت تابعین سے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ ہے اور روایت کی ہے طریق سے ابوجعفر رازی کے اس نے روایت کی ہے ربیع بن انس سے اس نے ابوالعالیہ سے کہا کہ سب مثانی سورہ فاتحہ ہے میں نے ربیع سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں سبع مثانی سبع طوال ہیں یعنی سات سورتیں دراز اس نے کہا البتہ اتاری گئی یہ آیت ﴿**ولقد آتیناك سبعا من المثانی والقرآن العظیم**﴾ اور حالانکہ اس وقت طوال سے کچھ چیز نہ اتری تھی اور یہ قول اور ہے مشہور سبع طوال میں البتہ مسند کیا ہے اس کو طبری اور حاکم وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ساتھ سند قوی کے اور لفظ طبری کا یہ ہے کہ وہ سورہ بقرہ اور آل عمران اور نساء اور مائدہ اور انعام اور اعراف ہے اور ابن ابی حاتم کی ایک صحیح روایت میں مجاہد اور سعید بن جبیر سے ہے کہ ساتویں یونس ہے اور روایت کی طبری نے زیاد بن ابی مریم سے اس آیت کی تفسیر میں کہا حکم کر اور منع کر اور خوشخبری سنا اور ڈرا اور مثالیں بیان کر اور نعمتیں اور خبریں گن اور ترجیح دی ہے طبری نے پہلے قول کو واسطے صحیح ہونے حدیث کے بیچ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر بیان کی اس نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیچ قصے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے **کما تقدم فی تفسیر الفاتحۃ**۔ (فتح) اور یہی قول ہے عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور مجاہد رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ اور ربیع رحمہ اللہ اور کلبی رحمہ اللہ کا کہ مراد سبع مثانی سے سورہ فاتحہ ہے اور یہ سورہ کہ سات آیتیں ہیں اس کو مثانی مثنیٰ سے کہتے ہیں اس واسطے کہ اہل آسمان اس کے ساتھ دعا کرتے ہیں جیسے اہل زمین اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ سات کلمے اس میں دوہرے دوہرے ہیں اور وہ اللہ اور رحمٰن اور رحیم اور ایاک اور صراط اور علیھم اور غیر ہے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے کہ انہوں نے اس کو غیر الضالین پڑھا ہے اور حسن بن فضل کہتا ہے کہ اس کو مثنیٰ اس واسطے کہتے ہیں کہ دو بار نازل ہوئی کہ ہر بار ستر ہزار فرشتہ اس کے ساتھ تھا ایک بار مکے میں اور دوسری بار مدینے میں اور نیز یہ سورت لفظ الحمد کے ساتھ مشروع ہوتی ہے اور الحمد پہلا کلمہ ہے کہ اس کے ساتھ آدم علیہ السلام نے کلام کیا جب کہ چھینکے اور ان کی اولاد کا اخیر کلام ہے بہشت میں جیسا کہ اشارہ کیا ہے اللہ نے اس کی طرف ساتھ اس آیت کے ﴿**وآخر دعواھم ان الحمد للہ رب العالمین**﴾ اور نیز کسی نماز میں دو بار سے کم نہیں پڑھی جاتی اور نیز مثنیٰ ساتھ معنی ثناء کے ہے اور

یہ سورہ مشتمل ہے اوپر اللہ تعالیٰ کی ثناء کے۔ (عینی)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ جنہوں نے کیا ہے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ عضین جمع عضو کی ہے روایت کی ہے طبری نے ضحاک سے کہا اس نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿جعلوا القرآن عضین﴾ یعنی کیا انہوں نے اس کو بوٹیاں بوٹیاں مثل بوٹیوں اونٹ کی اور اسی طرح روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے عطاء کے طریق سے مثل قول ضحاک کے اور اس کا لفظ یہ ہے عضوا القرآن اعضاء یعنی کیا انہوں نے قرآن کو بوٹیاں بوٹیاں سو بعض نے کہا کہ وہ جادوگر ہے اور دوسرے نے کہا کہ مجنون ہے اور تیسرے نے کہا کہ کاہن ہے سو یہی مراد ہے عضین سے اور نیز روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے مجاہد سے مثل اس کی اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا اس نے کہ یہ پہلوں کی کہانیاں ہیں اور سدی کے طریق سے کہا کہ بانٹا انہوں نے قرآن کو اور ٹھٹھا کیا ساتھ اس کے سو کہا کہ ذکر کیا ہے محمد ﷺ نے مچھر کو اور مکھی کو اور چیونٹی کو اور مکڑی کو سو بعض نے کہا کہ میں ہوں مچھر والا یعنی یہ سورہ میری ہے اور دوسرے نے کہا کہ میں ہوں چیونٹی والا اور تیسرے نے کہا کہ میں ہوں مکڑی والا اور ٹھٹھا کرنے والے پانچ آدمی تھے اسود بن عبد یغوث اور اسود بن عبدالمطلب اور عاصی بن وائل اور حارث بن قیس اور ولید بن مغیرہ اور نیز روایت کی ہے اس نے طریق سے ربیع بن انس کے مثل اس کی اور بیان کی ہے اس نے کیفیت ہلاک ہونے ان کے کی ایک رات میں۔ (فتح) اور مجاہد سے روایت ہے کہ یہود نے کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا بعض کے ساتھ ایمان لاتے تھے اور بعض سے انکار کرتے تھے یعنی حضرت ﷺ کی صفت سے جو پہلی کتابوں میں درج تھی اور بعض کہتے ہیں کہ کافروں نے قرآن کو تقسیم کیا تھا بعض کہتے تھے کہ جادو ہے اور بعض کہتے تھے شعر ہے اور بعض کہتے تھے اساطیر الاولین اور بعض کہتے کہ افسانہ ہے سو اللہ نے ان سب کو طرح طرح کے عذاب سے ہلاک کیا اور عکرمہ سے روایت ہے کہ عضہ قریش کی زبان میں جادو کو کہتے ہیں اور یہ آیت پوری اس طور سے ہے ﴿وقل انی انا النذیر المبین کما انزلنا علی المقتسمین الذین جعلوا القرآن عضین﴾ یعنی کہہ میں ڈرانے والا ہوں ظاہر ہم عذاب اتاریں گے جیسا عذاب اتارا ہم نے تقسیم کرنے والوں پر جنہوں نے ٹکڑے کیا۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے مقتسمین کو قسم سے ساتھ معنی حلف کے لیے ہے۔ (ت)

﴿الْمُقْتَسِمِيْنَ﴾ الَّذِيْنَ حَلَفُوْا وَمِنْهُ ﴿لَآ اُقْسِمُ﴾ اَیْ اُقْسِمُ وَتُقْرَاُ لَاُقْسِمُ ﴿وَقَاسَمَهُمَا﴾ حَلَفَ لَهُمَا وَلَمْ يَحْلِفَا لَهٗ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَقَاسَمُوْا﴾ تَحَالَفُوْا.

یعنی مقتسمین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے قسم کھائی تھی اور انہیں معنی سے ماخوذ ہے لا اقسم ساتھ معنی اقسم کے یعنی لا زائدہ ہے یعنی میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں اور پڑھا جاتا ہے لا قسم یعنی بعض کہتے ہیں کہ

کلمہ لا نافیہ نہیں بلکہ یہ لام تاکید کے واسطے ہے بغیر مد کے اور معنی قاسمھما کے ہیں قسم کھائی شیطان نے واسطے ان دونوں کے یعنی آدم اور حوا کے اور نہ قسم کھائی انہوں نے واسطے اس کے یعنی باب مفاعلہ اس جگہ اپنے اصل پر نہیں بلکہ ساتھ معنی اصل فعل کے ہے بغیر مشارکت کے یعنی اس آیت میں ﴿وقاسمھما انی لکما لمن الناصحین﴾ یعنی شیطان نے ان کے واسطے قسم کھائی کہ البتہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور کہا مجاہد نے یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿تقاسموا باللہ لنبیتنہ﴾ کہ قسم کھائی کفار قریش نے اللہ کی کہ ہم اس پر شب خون کریں گے۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ان دونوں لفظوں کی تفسیر کرنے سے یہ ہے کہ مقتسمین قسم سے مشتق ہے نہ تقسیم سے ، میں کہتا ہوں کہ اسی طرح ٹھہرایا ہے اس کو بخاری نے قسم سے ساتھ معنی حلف کے اور مشہور یہ ہے کہ وہ مشتق ہے تقسیم سے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے طبری وغیرہ نے اور سیاق کلام کا دلالت کرتا ہے اوپر اس کے اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿الذین جعلوا﴾ صفت ہے مقتسمین کی اور البتہ ذکر کیا ہے ہم نے کہ مراد یہ ہے کہ انہوں نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور کہا ابو عبیدہ نے جس کی کلام کو اکثر بخاری نقل کرتا ہے کہ مقتسمین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے کیا اور کہا ابو عبیدہ نے بیچ تفسیر لفظ عضین کے کہ مراد یہ ہے کہ انہوں نے اس کو تقسیم اور ٹکڑے ٹکڑے کیا اور لیکن قول اس کا ومنہ لا اقسم پس نہیں ہے اس طرح یعنی نہیں وہ اقسام سے بلکہ وہ ماخوذ ہے قسم سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا یہ بخاری نے اس چیز کی بنا پر کہ اس نے اس کو اختیار کیا کہ مقتسمین قسم سے ہے اور کہا ابو عبیدہ نے بیچ قول اس کے ﴿لا اقسم بیوم القیامۃ﴾ کے کہ معنی اس کے یہ ہیں اقسم بیوم القیامۃ یعنی میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں اور اختلاف ہے بیچ لفظ لا کے سو بعض کہتے ہیں زائدہ ہے اور اسی طرف اشارہ کرتا ہے کلام ابو عبیدہ کا اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس طور کے کہ نہیں زیادہ ہوتا ہے وہ مگر درمیان کلام کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ کل قرآن ایک کلام کی مانند ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ جواب ہے چیز محذوف کا اور بعض کہتے ہیں کہ نفی بحال خود قائم ہے اور معنی یہ ہیں کہ نہیں قسم کھاتا میں ساتھ فلاں چیز کے بلکہ ساتھ فلاں کے اور اسی طرح قرأت لا اقسم کی بغیر الف کے پس یہ قرأت ابن کثیر کی ہے اور اختلاف ہے بیچ لام کے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ لام قسم کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لام تاکید کا ہے اور اتفاق ہے اوپر ثابت رکھنے الف کے بیچ اس

کلمہ کے کہ اس کے بعد ہے ولا اقسم بالنفس اور اتفاق ہے اوپر ثابت رکھنے اس کے بیچ ﴿لا اقسم بهٰذا البلد﴾ کے واسطے رسم خط کے بیچ اس کے اور اسی طرح قول مجاہد کا تقاسموا تحالفوا پس وہ اسی طرح ہے اور روایت کی ہے فریابی نے مجاہد سے بیچ قول اللہ کے ﴿تقاسموا باللہ﴾ کہا قسم کھائی انہوں نے حضرت ﷺ کے ہلاک کرنے پر سو نہ پہنچ سکے طرف حضرت ﷺ کی یہاں تک کہ سب کے سب ہلاک ہوئے اور یہ بھی مقتسمین میں داخل نہیں مگر زید بن اسلم کی رائے پر اس واسطے کہ طبری نے اس سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ مقتسمین کے قوم صالح علیہ السلام کی ہے جنہوں نے اس کے ہلاک پر باہم قسم کھائی تھی سو شاید بخاری نے اس پر اعتماد کیا ہے۔ (فتح)

٤٣٣٦ ـ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ﴾ قَالَ هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّؤُوْهُ أَجْزَآءً فَاٰمَنُوْا بِبَعْضِهٖ وَكَفَرُوْا بِبَعْضِهٖ.

۴۳۳۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت میں ﴿الذین جعلوا القرآن عضین﴾ کہا اس نے کہ وہ اہل کتاب ہیں کہ انہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا سو بعض قرآن کے ساتھ ایمان لائے اور بعض کے ساتھ کافر ہوئے۔

فائدہ: مراد ساتھ اہل کتاب کے یہود اور نصاریٰ ہیں جیسے کہ دوسری روایت میں اس کی تفسیر کی ہے۔

٤٣٣٧ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ ظَبْيَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿كَمَآ أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ﴾ قَالَ اٰمَنُوْا بِبَعْضٍ وَّكَفَرُوْا بِبَعْضٍ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى.

۴۳۳۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿کما انزلنا علی المقتسمین﴾ کہا اس نے کہ مراد یہ ہے کہ بعض قرآن کے ساتھ ایمان لائے اور بعض سے انکار کیا یعنی یہود اور نصاریٰ نے۔

فائدہ: ظاہر ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتسمین تقسیم سے ہے نہ قسم سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ قَالَ سَالِمٌ الْيَقِيْنُ الْمَوْتُ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ عبادت کر اپنے رب کی یہاں تک کہ آئے تجھ کو یقین کہا سالم نے کہ یقین سے مراد موت ہے یعنی عبادت کر اپنے رب کی مرنے تک۔

فائدہ: اور شہادت لی ہے طبری نے واسطے اس کے ساتھ حدیث ام العلاء کے بیچ قصے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے اما هو فقد جاءه اليقين وانی لارجوا له الخير یعنی اس کو تو موت آئی یعنی مر گیا اور البتہ میں اس کے واسطے امید رکھتا ہوں بھلائی کی اور یہ حدیث مع شرح اپنی کے جنازے میں گزر چکی ہے اور البتہ اعتراض کیا ہے بعض شارحین

نے بخاری پر اس واسطے کہ اس نے اس حدیث کو اس جگہ نہیں نکالا اور حالانکہ اس کا ذکر کرنا اس سے لائق تر تھا میں کہتا ہوں کہ یہ بخاری پر لازم نہیں آتا اور البتہ روایت کی ہے نسائی نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ بہتر اس چیز کا کہ اس کے ساتھ لوگ گزران کریں وہ مرد ہے کہ اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہے الحدیث اور اس کے اخیر میں ہے حتی یاتیه الیقین یعنی یہاں تک کہ اس کو موت آئے نہیں وہ لوگوں سے مگر نیکی میں پس یہ شاہد جید ہے واسطے قول سالم کے اور اس سے ماخوذ ہے اللہ تعالیٰ کا قول ﴿وكنا نكذب بيوم الدين حتى اتانا اليقين﴾ اور اطلاق یقین کا موت پر مجازی ہے اس واسطے کہ موت میں شک نہیں کیا جاتا۔ (فتح)

سُوْرَةُ النَّحْلِ — سورہ نحل کی تفسیر کا بیان

﴿رُوْحُ الْقُدُسِ﴾ جِبْرِيْلُ ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ﴾.

یعنی مراد روح القدس سے جبرئیل علیہ السلام ہے اترا ساتھ قرآن کے روح الامین یعنی جبرئیل علیہ السلام۔

فائدہ: بہر حال قول اس کا روح القدس جبرئیل سو روایت کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور لیکن قول اس کا ﴿نزل به الروح الامين﴾ تو ذکر کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے واسطے شہادت لینے کے اس تاویل کے صحیح ہونے پر اس واسطے کہ روح الامین سے مراد اس آیت میں بالاتفاق جبرئیل علیہ السلام ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف رد کرنے اس چیز کی جو ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ روح القدس اس چیز کا نام ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ (فتح)

﴿فِيْ ضَيْقٍ﴾ يُقَالُ اَمْرٌ ضَيْقٌ وَّضَيِّقٌ مِّثْلُ هَيْنٍ وَّهَيِّنٍ وَّلَيْنٍ وَّلَيِّنٍ وَّمَيْتٍ وَّمَيِّتٍ.

یعنی لفظ ضیق کہ آیت ﴿ولا تك في ضيق مما يمكرون﴾ میں واقع ہے اس کو دو طرح سے پڑھنا جائز ہے ساتھ تشدید ی اور زیر اس کی کے اور دوسری ساتھ جزم ی کے مثل ان تین لفظ کی کہ ان میں دونوں لغت روا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فِيْ تَقَلُّبِهِمْ﴾ اِخْتِلَافِهِمْ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ﴿في تقلبهم﴾ کے معنی ہیں بیچ اختلاف ان کے کی۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿او ياخذهم في تقلبهم﴾ یعنی یا پکڑ لے ان کو چلتے پھرتے اور آتے جاتے اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مراد تقلبهم سے سفر ان کے ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمِيْدُ تَكَفَّأُ.

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿والقى في الارض رواسي ان تميد بكم﴾ کے کہ تمید کے معنی ہیں الٹ پلٹ کرے یعنی ڈالے زمین میں بوجھ

واسطے بچاؤ کے اس سے کہ تم کو الٹ پلٹ کر دے۔

فائدہ: اور طبری نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب اللہ نے زمین کو پیدا کیا تو جنبش کرنے لگی تو اللہ نے ان میں پہاڑوں کے بوجھ ڈالے۔

﴿مُفْرَطُوْنَ﴾ مَنْسِيُّوْنَ. یعنی مفرطون کے معنی ہیں بھلائے گئے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿لا جرم ان لهم النار وانهم مفرطون﴾ یعنی اس میں شبہ نہیں کہ ان کے لیے آگ ہے اور وہ بھلائے جائیں گے، اور روایت کی ہے طبری نے سعید بن جبیر سے کہ مفرطون کے معنی ہیں چھوڑے گئے آگ میں بھلائے گئے بیچ اس کے اور قتادہ سے روایت ہے کہ وہ آگے بھیجے گئے ہیں دوزخ میں اور اسی سے ماخوذ ہے قول حضرت ﷺ کا میں ہوں ہراول اور پیشوا تمہارا حوض پر اور یہ جمہور کی قرأت کی بنا پر ہے ساتھ تخفیف را کے اور زبر اس کی کے اور پڑھا ہے اس کو نافع نے ساتھ زیر اس کی کے اور وہ افراط سے ہے اور پڑھا ہے اس کو جعفر بن قعقاع نے ساتھ زبر ف کے اور تشدید را مکسورہ کے یعنی قصور کرنے والے بیچ ادا کرنے واجب کے مبالغہ کرنے والے ہیں بیچ برائی کے۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾ هٰذَا مُقَدَّمٌ وَّمُؤَخَّرٌ وَّذٰلِكَ أَنَّ الْإِسْتِعَاذَةَ قَبْلَ الْقِرَآءَةِ وَمَعْنَاهَا الْإِعْتِصَامُ بِاللّٰهِ.

یعنی اور کہا مجاہد کے غیر نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللّٰه﴾ کہ اس کلام میں تقدیم اور تاخیر ہے باعتبار ظاہر کے اور اصل یوں ہے کہ جب تو اللہ سے پناہ مانگے تو قرآن کو پڑھ اور یہ اس واسطے کہ پناہ مانگنا قرأت سے پہلے ہے پہلے اللہ سے پناہ مانگے پھر قرآن پڑھے اور استعاذہ کے معنی ہیں اللہ کو مضبوط پکڑنا۔

فائدہ: بعض نے اس کی یوں تقریر کی ہے کہ حرف اذا کا صلہ ہے درمیان دونوں کلام کے اور تقدیر یہ ہے کہ جب تو قرأت میں شروع ہو تو پناہ مانگ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنے اصل پر ہے لیکن اس میں اضمار ہے یعنی جب تو قرآن کو پڑھنے کا ارادہ کرے اس واسطے کہ فعل پایا جاتا ہے نزدیک قصد کے بغیر فاصل کے اور البتہ لیا ہے ساتھ ظاہر آیت کے ابن سیرین نے اور منقول ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ مذہب حمزہ زیات کا ہے کہ وہ قرأت کے بعد پناہ مانگتے تھے اور ساتھ اسی کے قائل ہوا ہے داؤد ظاہری۔ (فتح)

﴿شَاكِلَتِهٖ﴾ نَاحِيَتِهٖ. یعنی شاکلته کے معنی ہیں اپنے طریقے پر۔

فائدہ: یہ لفظ سورہ بنی اسرائیل میں ہے اس کی شرح وہاں آئے گی۔

﴿قَصْدُ السَّبِيْلِ﴾ اَلْبَيَانُ. یعنی قصد السبیل کے معنی بیان ہیں۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿وعلى الله قصد السبيل﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اس کے معنی ہیں بیان یعنی بیان کرنا ہدایت اور گمراہی کا۔ (فتح)

اَلدِّفْئُ مَا اسْتَدْفَأْتَ. یعنی دفی وہ چیز ہے کہ جس کے ساتھ تو گرمی حاصل کرے۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہ مراد فئی سے کپڑے ہیں مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ولكم فيها دفء ومنافع للناس﴾ یعنی واسطے تمہارے اس میں بچاؤ ہے سردی سے اور سوائے اس کے اور منافع واسطے لوگوں کے۔ (فتح)

﴿تُرِيْحُوْنَ﴾ بِالْعَشِيِّ وَ ﴿تَسْرَحُوْنَ﴾ بِالْغَدَاةِ. یعنی آیت ﴿ولكم فيها جمال حين تريحون وحين تسرحون﴾ کے معنی یہ ہیں کہ تم کو ان میں آبرو ہے جب شام کو پھیر لاتے ہو اور جب صبح کو چرانے کے واسطے جنگل کی طرف لے جاتے ہو۔

﴿بِشِقِّ﴾ يَعْنِي الْمَشَقَّةَ. یعنی آیت ﴿لم تكونوا بالغيه الا بشق الانفس﴾ میں شق کے معنی مشقت ہیں یعنی اٹھاتے ہیں تمہارے بوجھ ان شہروں تک کہ تم نہ پہنچتے وہاں مگر جان کی مشقت سے۔

﴿عَلٰى تَخَوُّفٍ﴾ تَنَقُّصٍ. یعنی آیت ﴿او يأخذهم على تخوف﴾ میں تخوف کے معنی ہیں نقصان یعنی پکڑ لے ان کو اوپر نقصان مالوں اور جانوں کے یہاں تک کہ ہلاک ہوں۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں علی تنقص من اعمالهم یعنی اوپر کم ہونے ان کے عملوں کے۔

﴿الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً﴾ وَهِيَ تُؤَنَّثُ وَتُذَكَّرُ وَكَذٰلِكَ النَّعَمُ الْأَنْعَامُ جَمَاعَةُ النَّعَمِ. یعنی آیت ﴿وان لكم فى الانعام لعبرة نسقيكم مما فى بطونه﴾ یعنی لفظ انعام کا مؤنث بھی آتا ہے اور مذکر بھی اور اسی طرح لفظ نعم کا بھی دونوں طرح سے آتا ہے مذکر بھی اور مؤنث بھی اور الانعام جمع کا لفظ ہے اس کا واحد نعم ہے فی بطونہ میں ضمیر واحد مذکر کا انعام کی طرف پھرتا ہے پس معنی یہ ہیں کہ تم کو چوپایوں میں بوجھ کی جگہ

ہے پلاتے ہیں تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں سے گوبر اور لہو کے بیچ میں سے دودھ ستھرا۔

﴿سَرَابِيلَ﴾ قُمُصٌ ﴿تَقِيكُمُ الْحَرَّ﴾ وَأَمَّا ﴿سَرَابِيلَ تَقِيكُمْ بَأْسَكُمْ﴾ فَإِنَّهَا الدُّرُوعُ.

یعنی مراد سرابیل سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿سرابیل تقیکم الحر﴾ کرتے ہیں اور مراد سرابیل سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿سرابیل تقیکم باسکم﴾ زرہ ہیں اور معنی ساری آیت کے یہ ہیں کہ بنا دیئے تم کو کرتے جو بچاؤ ہیں گرمی کے اور زرہیں جو بچاؤ ہیں لڑائی کے۔

﴿دَخَلًا بَيْنَكُمْ﴾ كُلُّ شَيْءٍ لَمْ يَصِحَّ فَهُوَ دَخَلٌ.

یعنی آیت ﴿دخلا بینکم﴾ میں دخلا کے معنی ہیں جو چیز کہ صحیح نہیں پس وہ دخل ہے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿تتخذون ایمانکم دخلا بینکم﴾ یعنی ٹھہراتے ہو تم اپنی قسمیں مکر درمیان اپنے یعنی دنیا کے مال کھانے کے واسطے جھوٹی قسمیں نہ کھا اور بعض کہتے ہیں کہ دخل کے معنی خیانت ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿حَفَدَةً﴾ مَنْ وَلَدَ الرَّجُلُ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿وجعل لکم من ازواجکم بنین وحفدۃ﴾ کے مراد حفدۃ سے مرد کی اولاد ہے یعنی بیٹا اور پوتا۔

فائدہ: اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مرد کی بیوی کی اولاد ہے اور نیز اس سے تیسرا قول مروی ہے یعنی مراد اس سے سسرال ہے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ حفدہ کے معنی ہیں خادم اور حسن سے روایت ہے کہ حفدہ بیٹے اور پوتے ہیں اور جو تیری مدد کرے گھر والوں یا خادم سے تو تیرا حفدہ ہے اور یہ قول سب اقوال کو جامع ہے۔ (فتح)

اَلسَّكَرُ مَا حُرِّمَ مِنْ ثَمَرَتِهَا وَالرِّزْقُ الْحَسَنُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ.

یعنی آیت ﴿ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منه سکرا ورزقا حسنا﴾ میں سکر سے مراد وہ چیز ہے جو حرام ہو اس کے پھلوں سے اور رزق حسن سے مراد وہ چیز ہے جو اللہ نے حلال کی ہے۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رزق حسن حلال ہے اور سکر حرام ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ حکم شراب کے حرام ہونے سے پہلے تھا اور یہ اسی طرح ہے اس واسطے کہ سورہ نحل مکی ہے اور شعبی سے روایت ہے کہ سکر سے مراد شراب نہیں بلکہ سکر تو منقی کا نچوڑ ہے اور مراد رزق حسن سے کھجور اور انگور ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَدَقَةَ ﴿أَنْكَاثًا﴾ هِيَ خَرْقَاءُ كَانَتْ إِذَا أَبْرَمَتْ غَزْلَهَا نَقَضَتْهُ.

یعنی اور کہا ابن عیینہ نے صدقہ سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿ولا تکونوا کالتی نقضت غزلها من بعد قوة انکاثا﴾ یعنی نہ ہو مانند اس عورت کی کہ توڑا اس نے اپنا سوت کاتا محنت کیے پیچھے ٹکڑے ٹکڑے کہا کہ وہ ایک عورت تھی مکے میں اس کا نام خرقا تھا اس کا دستور تھا کہ اپنا سوت کات کر توڑ ڈالتی تھی۔

فائدہ: اور مقاتل کی تفسیر میں ہے کہ اس کا نام ریطہ ہے بیٹی عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ کی ہے اور اسد بن عبدالعزیٰ کی ماں ہے اور غرر التبیان میں ہے کہ اس کا دستور تھا کہ وہ اور اس کی لونڈیاں فجر سے دوپہر تک سوت کاتا کرتیں پھر ان کو حکم کرتی کہ اس کو توڑ ڈالیں یہی تھا دستور اس کا نہ کاتنے سے باز رہتی تھی اور نہ کاتا ہوا باقی چھوڑتی تھی اور طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ وہ مثال ہے بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے اس شخص کے جو اپنا عہد توڑ ڈالے۔ (فتح) اور کہتے ہیں کہ وہ عورت دیوانہ اور وھمی تھی۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ الْأُمَّةُ مُعَلِّمُ الْخَيْرِ وَالْقَانِتُ الْمُطِيْعُ.

یعنی اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿ان ابراهیم کان امة قانتا لله﴾ کے کہ امتہ کے معنی ہیں نیکی سکھلانے والا اور قانت کے معنی ہیں فرمانبردار یعنی اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرنے والا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ کوئی تم میں سے پہنچتا ہے خوار تر عمر کو تا کہ سمجھنے کے بعد کچھ نہ سمجھے۔

۴۳۳۸ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مُوْسَى أَبُوْ عَبْدِاللهِ الْأَعْوَرُ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

۴۳۳۸ـ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ آپ دعا کیا کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخیلی سے اور بدن کی کاہلی سے اور بری اور نکمی عمر سے اور قبر کے عذاب سے اور دجال کے فتنے وفساد سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعوات میں آئے گی۔ (فتح) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مراد اسفل عمر ہے اور عکرمہ

سے منقول ہے کہ جو کوئی قرآن پڑھتا ہے وہ ارذل العمر کی طرف رد نہیں کیا جاتا یعنی جو کوئی شعور اور ادراک رکھتا ہے وہ ارذل عمر کی طرف رد نہیں کیا جاتا اور یہ سن بہکنے کا ہے قتادہ نے کہا کہ وہ نوے سال کی عمر ہے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ پچھتر سال کی عمر ہے، پوشیدہ نہ رہے کہ یہ تعیین بہ نسبت بعض کے ہوگی نہ کل کے اور یہ جو کہا کہ زندگی اور موت کے فتنے سے یعنی زمانے زندگی اور موت کے فتنے سے اور وہ ابتدا جان نکالنے کے سے ہے اور لگا تار اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے ان چیزوں مذکورہ سے واسطے ہٹانے کے اپنی امت سے اور تشریع کے واسطے ان کے تاکہ بیان کریں واسطے ان کے صفت ضروری دعاؤں کی جزائے اخیر دے ان کو اللہ ہماری طرف سے ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس کے لائق ہیں۔ (ق و ت)

سُوْرَةُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ

سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر کا بیان

٤٣٣٩ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فِي بَنِي إِسْرَآئِيْلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ إِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِيْ.

۴۳۳۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے سورہ بنی اسرائیل اور کہف اور مریم کے حق میں کہا کہ یہ تینوں اول قدیمی سورتوں سے ہیں یا جدّت میں نہایت کو پہنچی ہیں اور وہ قدیمی محفوظ چیزوں سے ہیں۔

فائدہ: اور مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ وہ سورتیں اول اس چیز سے ہیں کہ سیکھی گئی ہے قرآن سے اور یہ کہ واسطے ان کے فضیلت ہے واسطے اس چیز کے کہ ان میں ہے قصوں سے اور پیغمبروں اور اگلی امتوں کی خبروں سے اور یہ حدیث فضائل قرآن میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

﴿فَسَيُنْغِضُوْنَ إِلَيْكَ رُؤُوْسَهُمْ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَهُزُّوْنَ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿فسینغضون الیك رؤوسهم﴾ کی تفسیر میں کہ اپنے سر ہلاتے ہیں ٹھٹھے سے۔

فائدہ: اور کہا ابن قتیبہ نے کہ مراد یہ ہے کہ اپنے سر ہلاتے ہیں بطور استبعاد کے یعنی دوسری بار زندہ ہونے کو بعید جانتے ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ نَغَضَتْ سِنُّكَ أَيْ تَحَرَّكَتْ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ کہا جاتا ہے نغضت سنك جبکہ تیرا دانت ہلے۔

﴿وَقَضَيْنَا إِلٰى بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ﴾ أَخْبَرْنَاهُمْ أَنَّهُمْ سَيُفْسِدُوْنَ وَالْقَضَآءُ

یعنی آیت ﴿وقضینا الی بنی اسرائیل﴾ کے معنی ہیں کہ ہم نے ان کو خبر دی کہ وہ فساد کریں گے۔

عَلٰى وُجُوهٍ ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ﴾ أَمَرَ رَبُّكَ وَمِنْهُ الْحُكْمُ ﴿إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ﴾ وَمِنْهُ الْخَلْقُ ﴿فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ﴾ خَلَقَهُنَّ.

فائدہ: یعنی آیت ﴿وقضينا الى بنى اسرائيل﴾ میں قضینا کے معنی ہیں اخبرنا یعنی ہم نے ان کو خبر دی اور لفظ قضا کے کئی معنی ہیں سو آیت ﴿وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه﴾ میں قضا ساتھ معنی فرمانے کے ہے یعنی تیرے اللہ نے حکم دیا اور آیت ﴿ان ربك يقضى بينهم﴾ میں قضی ساتھ معنی فیصلہ کے ہے یعنی بیشک رب تیرا فیصلہ کرے گا درمیان ان کے اور آیت ﴿فقضاهن سبع سموات﴾ میں قضی ساتھ معنی پیدا کرنے کے ہے۔

فائدہ: یہ کلام ابو عبیدہ کا ہے اور اس نے قضی کے بعض معنی بیان کیے ہیں اور اس کے اکثر معنی سے اس نے غفلت کی ہے اور بیان کیا ہے ان سب کو اسمٰعیل بن احمد نیسا بوری نے کتاب الوجوہ میں سو کہا اس نے کہ لفظ قضی کا قرآن مجید میں پندرہ وجہ سے آیا ہے یعنی پندرہ معنی میں استعمال ہوا ہے ایک فارغ ہونا ہے ﴿فاذا قضيتم مناسككم﴾ یعنی جب تم اپنے حج کی عبادتوں سے فارغ ہو اور دوسرے معنی اس کے امر ہیں ﴿اذا قضى امرا﴾ یعنی جب کسی کام کا حکم کرتا ہے اور تیسرے معنی اس کے مدت کے ہیں ﴿فمنهم من قضى نحبه﴾ یعنی سو بعض نے ان میں سے اپنی مدت پوری کی اور چوتھے معنی اس کے فصل کے ہیں ﴿يقضى الالامر بينى وبينكم﴾ یعنی البتہ میرے اور تمہارے درمیان کام فیصل کیا جائے، اور پانچویں معنی اس کے مضی کے ہیں یعنی جاری کرنا ﴿ليقضى الله امرا كان مفعولا﴾ اور چھٹے معنی اس کے ہلاک کرنے کے ہیں ﴿لقضى اليهم اجلهم﴾ اور ساتویں معنی اس کے وجوب کے ہیں ﴿لما قضى الامر﴾ اور آٹھویں معنی اس کے ابرام ہیں یعنی انجام دینا ﴿الا حاجة فى نفس يعقوب قضاها﴾ اور نویں معنی اس کے خبردار کرنے کے ہیں ﴿قضينا الى بنى اسرائيل﴾ اور دسویں معنی اس کے وصیت کے ہیں ﴿وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه﴾ اور گیارہویں معنی اس کے موت کے ہیں ﴿فوكزه موسٰى فقضى عليه﴾ اور بارہویں معنی اس کے اترنے کے ہیں ﴿فلما قضى عليه الموت﴾ اور تیروہویں معنی اس کے خلق کے ہیں یعنی پیدا کرنا ﴿فقضاهن سبع سماوات﴾ اور چودھویں معنی اس کے فعل کے ہیں ﴿كلا لما يقض ما امره﴾ یعنی حقا لم یفعل اور پندرہویں معنی اس کے عہد کے ہیں ﴿اذا قضينا الى موسى الامر﴾ اور ذکر کیا ہے اس کے غیر نے کہ قدر مکتوب لوح محفوظ میں اور آتا ہے ساتھ معنی وجوب کے ﴿اذ قضى الامر﴾ اى وجب لهم العذاب اور انتہا کے معنی کے ساتھ بھی آتا ہے ﴿فلما قضى زيد منها وطرا﴾ اور ساتھ معنی اتمام کے ہے ﴿ثم قضى اجلا﴾ اور ساتھ معنی کتب کے ہے ﴿اذا قضى امرا﴾ اور کہا زہری نے کہ مرجع قضی کا طرف قطع ہونے چیز کے

اور تمام ہونے اس کے ہے اور ممکن ہے پھیرنا سب معنوں کا طرف اس کی اور قضی خود متعدی ہے اور ﴿وقضینا الی بنی اسرائیل﴾ میں جو حرف الی کے ساتھ متعدی ہوا ہے تو اس واسطے کہ وہ شامل ہے ﴿اوحینا﴾ کے معنی کو۔ (فتح)

﴿نَفِيْرًا﴾ مَنْ يَّنْفِرُ مَعَهٗ. یعنی نفیرا کے معنی ہیں جو اس کے ساتھ دشمن کی لڑائی میں جائے یعنی لشکر۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وجعلنا کم اکثر نفیرا﴾ یعنی کیا ہم نے تم کو زیادہ باعتبار لشکر کے اور قتادہ سے روایت ہے کہ باعتبار عدد اور گنتی کے۔ (فتح)

﴿وَلِيُتَبِّرُوْا﴾ يُدَمِّرُوْا ﴿مَا عَلَوْا﴾. اور تتبیرا کے معنی ہیں تدمیر یعنی ہلاک کریں جس جگہ غالب ہوں پورا ہلاک کرنا اللہ نے فرمایا ﴿ولیتبروا ما علوا تتبیرا﴾۔

﴿حَصِيْرًا﴾ مَحْبِسًا مَحْصَرًا. یعنی اور حصیرا کے معنی ہیں قید خانہ۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وجعلنا جهنم للکافرین حصیرا﴾ یعنی ٹھہرایا ہے ہم نے دوزخ کو قید خانہ واسطے کافروں کے۔

﴿حَقَّ﴾ وَجَبَ. یعنی فحق کے معنی ہیں واجب ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فحق علیها القول فدمرناها تدمیرا﴾ یعنی پس واجب ہوا اس گاؤں والوں پر وعدہ عذاب کا تب اکھاڑ مارا ہم نے ان کو اٹھا کر۔

﴿مَيْسُوْرًا﴾ لَيِّنًا. یعنی میسورا کے معنی ہیں نرم۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وقل لهم قولا میسورا﴾ یعنی کہہ ان سے نرم بات۔

﴿خِطْئًا﴾ إِثْمًا. یعنی خطا کے معنی ہیں گناہ اللہ نے فرمایا ﴿ان قتلهم کان خطا کبیرا﴾ یعنی ان کا مار ڈالنا بڑا گناہ ہے۔

وَهُوَ اِسْمٌ مِّنْ خَطِئْتَ وَالْخَطَأُ مَفْتُوْحٌ مَّصْدَرُهٗ مِنَ الْاِثْمِ خَطِئْتُ بِمَعْنٰى أَخْطَأْتُ. یعنی اور اخطأ اسم ہے باب خطئت سے اور خطا ساتھ زبر خ کے مصدر ہے ساتھ معنی گناہ کے اور خطئت ساتھ معنی اخطأت کے ہے یعنی مجرد اور مزید دونوں ایک معنی کے ساتھ ہیں۔

فائدہ: اختیار کیا ہے طبری نے اس قرأت کو جو زیر خ اور جزم ط کے ساتھ ہے پھر روایت کی ہے اس نے مجاہد سے

بیچ قول اللہ کے خطا کہا خطیئہ یعنی خطا کے معنی گناہ ہیں کہا اس نے اور یہ اولی ہے اس واسطے کہ وہ لوگ اپنی اولاد کو جان بوجھ کر قتل کرتے تھے نہ خطا سے یعنی نہ چوک سے سو اللہ نے ان کو اس بات سے منع کیا اور لیکن قرأت ساتھ فتح کے سو وہ قرأت ابن ذکوان کی ہے اور البتہ جواب دیا ہے علماء نے اس استبعاد سے کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف طبری نے ساتھ اس طور کے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ان کا قتل کرنا صواب نہ تھا کہا جاتا ہے اخطی یخطی جب کہ صواب کو نہ پہنچے اور بہر حال قول ابو عبیدہ کا جس میں بخاری نے اس کی پیروی کی ہے جس جگہ کہا کہ خطئت ساتھ معنی اخطات کے ہے تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ معروف نزدیک اہل لغت کے یہ ہے کہ خطا کے معنی ہیں گناہ کیا اور اخطا جب کہ نہ جان بوجھ کر کرے اور جب کہ نہ صواب کو پہنچے یعنی خطاء کے معنی ہیں جان بوجھ کر کرنا اور اخطاء کے معنی ہیں نہ جان بوجھ کر کرنا۔ (فتح)

﴿تَخْرِقَ﴾ تَقْطَعَ.

یعنی لن تخرق کے معنی ہیں کہ تو زمین کو نہ کاٹے گا اللہ نے فرمایا ﴿انك لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا﴾ یعنی نہ کاٹے گا تو زمین کو اور نہ پہنچے گا پہاڑوں کو لمبا ہو کر یعنی نہیں کاٹا تو نے زمین کو تا کہ اس کے آخر کو پہنچے کہا جاتا ہے فلاں اخرق من فلاں یعنی فلاں نے فلاں سے زیادہ سفر کیا ہے۔

﴿وَإِذْ هُمْ نَجْوٰى﴾ مَصْدَرٌ مِّنْ نَّاجَيْتُ فَوَصَفَهُمْ بِهَا وَالْمَعْنٰى يَتَنَاجَوْنَ.

یعنی نجوی مصدر ہے ناجیت فعل سے پس وصف کیا قوم کو ساتھ اس کے (یعنی نجوی کے) مانند قول ان کے کی ہم عذاب) اور معنی یہ ہیں کہ آپس میں سرگوشی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اذ یستمعون الیك واذھم نجوی﴾ یعنی جب کان لگاتے ہیں طرف تیری اور جب وہ باہم سرگوشی کرتے ہیں۔

﴿رُفَاتًا﴾ حُطَامًا.

یعنی رفاتا کے معنی ہیں حطام یعنی شکستہ اور اللہ نے فرمایا ﴿وقالوا اذا کنا عظاما ورفاتا﴾ یعنی کہا انہوں نے جب ہم ہو گئے ہڈیاں اور مٹی۔

فائدہ: کہا ابو عبیدہ نے رفاتا کے معنی ہیں حطاما یعنی ہڈیاں چور اور روایت کی ہے طبری نے مجاہد سے کہ رفاتا کے معنی ہیں مٹی۔ (فتح)

﴿وَاسْتَفْزِزْ﴾ اِسْتَخِفَّ ﴿بِخَيْلِكَ﴾ الْفُرْسَانِ وَالرَّجْلِ وَالرِّجَالُ الرَّجَّالَةُ وَاحِدُهَا رَاجِلٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَّصَحْبٍ وَّتَاجِرٍ وَّتَجْرٍ.

یعنی استفز ز کے معنی ہیں ہلکا کر اور بخیلک کے معنی ہیں اپنے سواروں سے اور رجل اور رجالہ جمع کا لفظ ہے اس کا واحد راجل ہے مانند صاحب کی کہ اس کی جمع صحب ہے اور تاجر کی کہ اس کی جمع تجر ہے اللہ نے فرمایا ﴿واستفزز من استطعت منهم بصوتك واجلب عليهم بخيلك ورجلك﴾ یعنی ہلکا کر اور عقل مار دے ان میں سے جس کی عقل مار سکے اپنی آواز سے اور پکار لا ان کے ہلاک کرنے پر اپنے سوار اور پیادے۔

فائدہ: اس کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔

﴿حَاصِبًا﴾ الرِّيْحُ الْعَاصِفُ وَالْحَاصِبُ أَيْضًا مَا تَرْمِيْ بِهِ الرِّيْحُ وَمِنْهُ ﴿حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ يُرْمٰى بِهِ فِيْ جَهَنَّمَ وَهُوَ حَصَبُهَا وَيُقَالُ حَصَبَ فِي الْأَرْضِ ذَهَبَ وَالْحَصَبُ مُشْتَقٌّ مِّنَ الْحَصْبَآءِ وَالْحِجَارَةِ.

یعنی حاصبا کے معنی ہیں سخت آندھی اور حاصب وہ چیز ہے کہ پھینکے اس کو آندھی اور اسی سے ماخوذ ہے حصب جھنم کہ ڈالا جائے گا اس کو دوزخ میں اور وہ چیز کہ دوزخ میں ڈالی جائے وہ حصب اس کا ہے یعنی جو لوگ اس میں ڈالے جائیں گے وہ حصب اس کا ہے اور کہا جاتا ہے حصب فی الارض یعنی زمین میں گیا اور حصب مشتق ہے حصبا سے جس کے معنی پتھر ہیں۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿اویرسل علیکم حاصبا﴾ یعنی یا بھیجے تم پر آندھی اور اللہ نے فرمایا ﴿انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم﴾ یعنی تم اور تمہارے معبود دوزخ کے پتھر ہیں اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ مراد حاصبا سے پتھر ہیں آسمان کے اور سدی کے طریق سے رامیا یرمیھم بحجارۃ (فتح) اور مراد اشتقاق سے اصطلاحی اشتقاق نہیں جیسا کہ اشتقاق فعل کا ہے مصدر سے بلکہ مراد محض مناسبت ہے۔

﴿تَارَةً﴾ مَرَّةً وَّجَمَاعَتُهٗ تِيَرَةٌ وَّتَارَاتٌ.

یعنی تارۃ کے معنی ہیں ایک بار اور یہ واحد ہے اس کی جمع تیر اور تارات ہے اللہ نے فرمایا ﴿ام آمنتم ان یعیدکم فیه تارۃ اخری﴾ یعنی یا نڈر ہوئے تم یہ کہ پھیر لے جائے تم کو دریا میں دوسری بار پھر ڈبوئے تم کو بدلہ تمہاری ناشکری کا۔

﴿لَأَحْتَنِكَنَّ﴾ لَأَسْتَأْصِلَنَّهُمْ يُقَالُ احْتَنَكَ فُلَانٌ مَّا عِنْدَ فُلَانٍ مِنْ عِلْمٍ اسْتَقْصَاهُ.

یعنی لاحتنکن کے معنی ہیں کہ ان کی جڑ اکھاڑ ڈالوں گا کہا جاتا ہے احتنك فلان یعنی ہلاک کیا فلاں نے جو نزدیک فلاں کے ہے علم سے یعنی اس کے نہایت کو پہنچا اللہ نے فرمایا ﴿لاحتنکن ذریته الا قلیلا﴾ یعنی البتہ میں اس کی اولاد کی جڑ اکھاڑ ڈالوں گا مگر تھوڑوں کی۔

﴿طَآئِرَهٗ﴾ حَظَّهٗ.

یعنی طائرہ کے معنی ہیں نصیب اور حصہ اس کا اللہ نے فرمایا ﴿وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقه﴾ یعنی جو آدمی ہے جوڑ دیا ہم نے نصیب اس کا اس کی گردن میں یا مراد بری قسمت اس کی ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلُّ سُلْطَانٍ فِي الْقُرْاٰنِ فَهُوَ حُجَّةٌ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو لفظ سلطان کا کہ قرآن میں واقع ہے تو مراد اس سے حجت ہے۔

فائدہ: اس سورت میں لفظ قرآن کا دو جگہ واقع ہوا ہے ایک اس آیت میں ہے ﴿واجعل لنا من لدنك سلطانا نصیرا﴾ یعنی ٹھہرا واسطے میرے اپنے پاس سے حجت اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو لفظ تسبیح کا قرآن میں واقع ہوا ہے پس وہ نماز ہے۔

﴿وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ﴾ لَمْ يُحَالِفْ أَحَدًا.

اللہ نے فرمایا ﴿ولم یکن له ولی من الذل﴾ یعنی نہیں پکڑا اس نے کسی کو دوست اور مددگار یعنی مدد لینے میں کسی کا محتاج نہیں کہ ذلت کے وقت اس سے مدد لے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندے کو ایک رات ادب والی مسجد یعنی خانے کعبے کی مسجد سے دور والی مسجد یعنی بیت المقدس تک جو شام میں ہے۔

فائدہ: اس آیت میں اشارہ ہے طرف معراج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اس آیت سے مسجد اقصیٰ تک معلوم ہوا ہے اور بیت المقدس سے آسمان پر جانا مشہور حدیثوں سے ثابت ہوا ہے اور علماء نے لکھا ہے کہ جو مکے سے بیت المقدس تک جانے کا انکار کرے وہ کافر ہے اس واسطے کہ قرآن میں اس کا صاف بیان ہے اور جو بیت المقدس سے آسمان پر چڑھنے کا انکار کرے وہ بدعتی ہے۔

٤٣٤٠ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيْلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ قَالَ جِبْرِيْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ.

۴۳۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا بیت المقدس میں آپ کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک پیالہ شراب کا اور ایک پیالہ دودھ کا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی طرف نظر کی سو آپ نے دودھ کا پیالہ لیا کہا جبرائیل علیہ السلام نے کہ سب تعریف ہے واسطے اللہ کے جس نے آپ کو فطری دین کی طرف راہ دکھلائی اگر آپ شراب کا پیالہ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

فائدہ: اس کی شرح سیرۃ النبویہ میں گزر چکی ہے۔

٤٣٤١ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَتْنِیْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِی الْحِجْرِ فَجَلَّى اللهُ لِیْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ زَادَ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِی ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ لَمَّا كَذَّبَتْنِیْ قُرَيْشٌ حِيْنَ أُسْرِیَ بِیْ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ نَحْوَهٗ ﴿قَاصِفًا﴾ رِيْحٌ تَقْصِفُ كُلَّ شَیْءٍ.

۴۳۴۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جب مجھ کو معراج کے مقدمے میں قریش نے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا سو اللہ نے میرے لیے بیت المقدس کو ظاہر کیا تو میں نے ان کو اس کے پتے اور نشانیوں سے خبر دینا شروع کیا اور میں اس کی طرف دیکھتا جاتا تھا اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب قریش نے مجھ کو جھٹلایا جب کہ مجھ کو بیت المقدس تک معراج ہوئی مانند اس کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی پہلے گزر چکی ہے اور جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھی تھیں وہ مطعم بن عدی تھا اور نسائی نے یہ قصہ دراز روایت کیا ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جب مجھ کو مکے میں معراج کی رات کی صبح ہوئی تو مجھ کو اپنے امر کا یقین ہوا اور میں نے پہچانا کہ لوگ مجھ کو جھٹلائیں گے سو میں غمناک ہو کر علیحدہ ہو بیٹھا سو اللہ کا دشمن ابو جہل مجھ پر گزرا اور آیا یہاں تک کہ میرے پاس بیٹھ گیا سو اس نے مجھ سے کہا جیسے ٹھٹھا کرتا ہے

کہ کیا کچھ چیز نئی ہوئی ہے؟ میں نے کہا ہاں! کہا وہ کیا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج رات مجھ کو معراج ہوئی، کہا کہاں تک؟ فرمایا بیت المقدس تک کہا پھر تو نے ہمارے درمیان صبح کی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! ابوجہل نے آپ کو جھٹلانا مناسب نہ جانا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں قوم کو بلاؤں تو اس وقت تکذیب کی شرمندگی سے انکار ہی کر بیٹھیں، کہا کہ اگر میں تیری قوم کو بلاؤں تو ان سے یہ حال بیان کرے گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! کہا ابوجہل نے اے گروہ بنی کعب بن لوی کے جلدی آؤ سو مجلسیں اٹھ کر ان کی طرف آئیں یہاں تک کہ ان کے پاس بیٹھ گئیں۔ ابوجہل نے کہا اپنی قوم سے بیان کر جو تو نے مجھ سے بیان کیا، سو حضرت ﷺ نے ان سے وہ حال بیان کیا سو بعض تالیاں بجانے لگے اور بعض نے تعجب سے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور لوگوں میں بعض وہ لوگ بھی موجود تھے جنہوں نے بیت المقدس کو دیکھا تھا سو انہوں نے کہا کہ کیا تو مسجد کے پتے ہم سے بیان کر سکتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں ان کے واسطے اس کے پتے بیان کرنے لگا یہاں تک کہ بعض پتے مجھ پر مل گئے سو مسجد میرے سامنے لائی گئی سو میں نے اس کی نشانیاں بیان کیں اور میں اس کی طرف دیکھتا جاتا تھا سو لوگوں نے کہا کہ اس نے مسجد کے پتے تو ٹھیک بتلائے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قریش کے کچھ لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ کیا تو نے اپنے ساتھی سے کچھ خبر سنی وہ گمان کرتا ہے کہ وہ بیت المقدس تک گیا پھر مکے کی طرف پھرا ایک رات میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا اس نے یہ بات کہی؟ لوگوں نے کہا ہاں کہا! بیشک وہ سچا ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ اٰدَمَ﴾ كَرَّمْنَا وَاَكْرَمْنَا وَاحِدٌ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ البتہ ہم نے عزت دی ہے آدم علیہ السلام کی اولاد کو اور کرمنا اور اکرمنا کے معنی ایک ہیں یعنی اصل میں نہیں تو تشدید واسطے مبالغہ کے ہے یعنی کرمنا میں زیادہ مبالغہ ہے کرامت میں۔

﴿ضِعْفَ الْحَيَاةِ﴾ عَذَابَ الْحَيَاةِ ﴿وَضِعْفَ الْمَمَاتِ﴾ عَذَابَ الْمَمَاتِ.

یعنی ضعف الحیاۃ کے معنی ہیں دوگنا عذاب زندگی کا اور دوگنا عذاب موت کا ﴿اذا لاذقناك ضعف الحيوة وضعف الممات ثم لا تجد لك علينا نصيرا﴾ یعنی اس وقت چکھاتے ہم تجھ کو دوگنا عذاب زندگی میں اور دوگنا عذاب مرنے میں پھر نہ پائے تو اپنے واسطے ہم پر مدد کرنے والا۔

فائدہ: اور طبری نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ مراد عذاب دنیا اور آخرت کا ہے اور اسی طرح روایت کی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور توجیہ اس کی یہ ہے کہ عذاب آگ کا وصف کیا جاتا ہے ساتھ دوگنا ہونے کے واسطے دلیل قول اللہ

تعالیٰ کے ﴿عذابا ضعفا من النار﴾ یعنی عذاب دوگنا پس دراصل یوں تھا لاذقناك عذابا ضعفا فی الحیوۃ پھر حذف کیا گیا موصوف اور قائم کی گئی صفت مقام اس کے پھر مضاف کی گئی صفت مانند اضافت موصوف کے۔ (فتح)

﴿خِلَافَكَ﴾ وَخَلْفَكَ سَوَآءٌ. خلافك اور خلفك دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی پیچھے تیرے۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿واذا لایلبثون خلافك الا قلیلا﴾ یعنی اس وقت نہ ٹھہریں گے تیرے پیچھے مگر تھوڑا یعنی نہ باقی رہیں گے پیچھے نکلنے تیرے کے مکے سے مگر زمانہ تھوڑا اور اسی طرح ہوا کہ ہجرت سے ایک سال پیچھے جنگ بدر میں ہلاک ہوئے اور جمہور کی قرأت خلفک کی ہے اور ابن عامر کی قرأت خلافک ہے۔

﴿وَنَأَى﴾ تَبَاعَدَ. یعنی نأی کے معنی ہیں دور ہوا اللہ نے فرمایا ﴿ونأبجانبه﴾ یعنی دور ہوا اپنے بازو سے۔

﴿شَاكِلَتِهٖ﴾ نَاحِيَتِهٖ وَهِيَ مِنْ شَكْلَتِهٖ. یعنی اور شاکلته کے معنی ہیں اپنے طریقے پر اور وہ مشتق ہے شکلته سے یعنی جب کہ تو اس کو قید کرے۔

فائدہ: اور طبری نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ اس کے معنی ہیں اپنی طبیعت اور پیدائش پر اور قتادہ سے روایت ہے کہ اپنی نیت پر۔ (فتح) اور بعض کہتے ہیں کہ مراد مذہب اس کا ہے جو مشابہ ہے اس کے حال کو گمراہی اور ہدایت میں اور دلیل اس پر قول اللہ کا ہے۔ ﴿فربکم اعلم بمن هو اهدی سبیلا﴾ (ق) اللہ نے فرمایا ﴿قل کل یعمل علی شاکلته﴾ یعنی تو کہہ ہر کوئی عمل کرتا ہے اپنے طریقے پر۔

﴿صَرَّفْنَا﴾ وَجَّهْنَا. یعنی صرفنا کے معنی ہیں ہم نے پیش کیا اور بیان کیا اللہ نے فرمایا ﴿ولقد صرفنا للناس فی هذا القرآن من کل مثل﴾ البتہ پھیر پھیر کر ہم نے بیان کی واسطے لوگوں کے اس قرآن میں ہر مثال۔

﴿قَبِيْلًا﴾ مُعَايَنَةً وَّمُقَابَلَةً وَّقِيْلَ الْقَابِلَةُ لِأَنَّهَا مُقَابِلَتُهَا وَتَقْبَلُ وَلَدَهَا. یعنی قبیلا کے معنی ہیں سامنے اور روبرو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿او تاتی باللّٰہ والملآئکة قبیلا﴾ یعنی لائے تو اللہ اور فرشتوں کو روبرو اور بعض کہتے ہیں کہ قابلہ بھی اسی سے ماخوذ ہے یعنی جو عورت کہ حاملہ عورت کا بچہ جنواتی ہے ہے اور اس کو قابلہ اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ جننے والی عورت کے سامنے ہوتی ہے اور وہ اس کے بچے کے

سامنے ہوتی ہے۔

﴿خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ﴾ أَنْفَقَ الرَّجُلُ أَمْلَقَ وَنَفِقَ الشَّيْءُ ذَهَبَ.

یعنی انفاق سے مراد املاق ہے کہا جاتا ہے انفق الرجل یعنی فقیر ہوا مرد اور خرچ ہوا سب مال اس کا اور نفق الشیء کے معنی ہیں خرچ ہو گئی چیز اللہ نے فرمایا ﴿اذا لامسکتم خشیة الانفاق﴾ یعنی اگر اللہ کی رحمت کے خزانے تمہارے ہاتھ ہوتے تو بیشک تم بخیلی کرتے واسطے ڈر فقر کے یعنی اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور اللہ نے فرمایا ﴿ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاق﴾ یعنی نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو واسطے خوف فقر کے اور سدی سے روایت ہے کہ واسطے اس ڈر کے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور تم فقیر ہو جاؤ۔

﴿قَتُورًا﴾ مُقَتِّرًا.

اور قتورا کے معنی ہیں مقترا یعنی بخل کرنے والا یعنی فعول اس جگہ ساتھ معنی اسم فاعل کے ہے اللہ نے فرمایا ﴿وکان الانسان قتورا﴾ یعنی ہے آدمی بخیلی کرنے والا۔

﴿لِلْأَذْقَانِ﴾ مُجْتَمَعُ اللَّحْيَيْنِ وَالْوَاحِدُ ذَقَنٌ.

یعنی اذقان جمع ہے اس کا واحد ذقن ہے اور ذقن کے معنی ہیں ہڈیاں جبڑے کی جہاں داڑھی ہوتی ہے اللہ نے فرمایا ﴿ویخرون للاذقان﴾ یعنی اور گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر روتے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَوْفُورًا﴾ وَافِرًا.

یعنی اور مجاہد نے کہا موفورا کے معنی ہیں وافر یعنی اسم مفعول ساتھ معنی اسم فاعل کے ہے اللہ نے فرمایا ﴿ان جهنم جزاء کم جزاء موفورا﴾ سو دوزخ ہے تم سب کی سزا وافر یعنی پوری۔

﴿تَبِيعًا﴾ ثَائِرًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَصِيرًا.

یعنی تبیعا کے معنی ہیں بدلہ لینے والا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد مددگار ہے اللہ نے فرمایا ﴿ثم لا تجدوا لك علینا تبیعا﴾ پھر نہ پاؤ تم واسطے اپنے ہم پر

ساتھ اس کے کوئی بدلہ لینے والا۔

﴿خَبَتْ﴾ طَفِئَتْ.

یعنی خبت کے معنی ہیں بجھنے لگے اللہ نے فرمایا ﴿کلما خبت زدناھم سعیرا﴾ یعنی جب دوزخ کی آگ بجھنے لگے گی تو زیادہ کریں گے ہم ان پر بھڑکاؤ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَا تُبَذِّرْ﴾ لَا تُنْفِقْ فِي الْبَاطِلِ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لا تبذر کے معنی ہیں نہ خرچ کر باطل میں اللہ نے فرمایا ﴿لا تبذر تبذیرا﴾ یعنی نہ خرچ کر خرچ کرنا باطل میں۔

﴿اِبْتِغَآءَ رَحْمَةٍ﴾ رِزْقٍ.

یعنی ابتغاء رحمة کے معنی ہیں رزق اللہ نے فرمایا ﴿واما تعرضن عنھم ابتغاء رحمة من ربك﴾ یعنی اور اگر کبھی تو تغافل کرے ان کی طرف سے تلاش میں رزق کے اپنے رب کی طرف سے۔

﴿مَثْبُوْرًا﴾ مَلْعُوْنًا.

یعنی مثبورا کے معنی ہیں ملعون اللہ نے فرمایا ﴿وانی لاظنك یا فرعون مثبورا﴾ یعنی بے شک میں گمان کرتا ہوں تجھ کو اے فرعون پھٹکارا گیا اور مجاہد نے کہا کہ مراد ہلاک ہونے والا ہے۔

﴿لَا تَقْفُ﴾ لَا تَقُلْ.

یعنی لا تقف کے معنی ہیں مت کہہ اللہ نے فرمایا ﴿ولا تقف ما لیس لك به علم﴾ یعنی نہ کہہ جس کا تجھ کو علم نہیں۔

﴿فَجَاسُوْا﴾ تَیَمَّمُوْا.

یعنی فجاسوا کے معنی ہیں قصد کیا انہوں نے اللہ نے فرمایا ﴿فجاسوا خلال الدیار﴾ یعنی قصد کیا انہوں نے گھروں کے بیچ کا واسطے قتل کے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ معنی اس کے ہیں چلے بیچ گھروں کے اور بعض کہتے ہیں اترے اور بعض کہتے ہیں کہ قتل کیا۔

﴿یُزْجِیْ﴾ اَلْفُلْكَ یُجْرِی الْفُلْكَ.

یعنی یزجی الفلك کے معنی ہیں جاری کرتا ہے کشتیاں، اللہ نے فرمایا ﴿ربکم الذی یزجی لکم الفلك فی

البحر﴾ یعنی تمہارا رب وہ ہے جو جاری کرتا ہے تمہارے واسطے کشتیاں سمندر میں۔

﴿يَخِرُّوْنَ لِلْأَذْقَانِ﴾ لِلْوُجُوْهِ.

یعنی ﴿یخرون للاذقان﴾ کے معنی ہیں گرتے ہیں اپنے منہ پر۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا﴾ اَلْاٰيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب ہم نے چاہا کہ ہلاک کریں کوئی بستی تو حکم کیا ہم نے اس کے عیش کرنے والوں کو یعنی جو ہم چاہیں۔

٤٣٤٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ لِلْحَيِّ إِذَا كَثُرُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَمِرَ بَنُوْ فُلَانٍ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَقَالَ أَمَرَ.

۴۳۴۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جاہلیت کے وقت کوئی قوم بہت ہو جاتی تھی تو ہم کہتے تھے امر بنو فلان یعنی فلاں کی اولاد بہت ہوئی۔

فائدہ: غرض عبداللہ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ آیت میں امرنا کے معنی بہت کرنے کے ہیں یعنی ہم نے اس کے عیش کرنے والوں کو بہت کیا۔

بَابُ ﴿ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ إِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا﴾.

باب ہے بیچ بیان اس آیت کے یہ ہیں اولاد ان کی جن کو اٹھایا ہم نے ساتھ نوح علیہ السلام کے کشتی میں بیشک تھا وہ بندہ شکر کرنے والا۔

٤٣٤٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَشَ مِنْهَا نَهْشَةً ثُمَّ قَالَ أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّ ذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ الْأَوَّلِيْنَ

۴۳۴۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کا ہاتھ اٹھا کر دیا گیا اور وہ آپ کو خوش لگتا تھا تو آپ نے اس کا گوشت دانتوں سے نوچا پھر فرمایا کہ میں قیامت کے دن سب لوگوں کا سردار ہوں اور کیا تم جانتے ہو کہ یہ سردار ہونا میرا کس سبب سے ہے اس کا بیان یوں ہے کہ اللہ قیامت کے دن اگلے پچھلے لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرے گا سنائے گا ان کو بلانے والا یعنی اپنی آواز اور چیر نکلے گی ان کو آنکھ (یعنی اس

وَالْاٰخِرِیْنَ فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ یُسْمِعُهُمُ الدَّاعِیْ وَیَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَیَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا یُطِیْقُوْنَ وَلَا یَحْتَمِلُوْنَ فَیَقُوْلُ النَّاسُ اَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ یَّشْفَعُ لَكُمْ اِلٰی رَبِّكُمْ فَیَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ عَلَیْكُمْ بِاٰدَمَ فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَیَقُوْلُوْنَ لَهٗ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِیَدِهٖ وَنَفَخَ فِیْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا قَدْ بَلَغَنَا فَیَقُوْلُ اٰدَمُ اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ نَهَانِیْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَیْتُهٗ نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی نُوْحٍ فَیَاْتُوْنَ نُوْحًا فَیَقُوْلُوْنَ یَا نُوْحُ اِنَّكَ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰی اَهْلِ الْاَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا اِشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ فَیَقُوْلُ اِنَّ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ كَانَتْ لِیْ دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلٰی قَوْمِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ فَیَاْتُوْنَ اِبْرَاهِیْمَ فَیَقُوْلُوْنَ یَا

دن ہر ہر آدمی کو سب خلقت نظر آئے گی کوئی چیز ان کی اس پر چھپی نہ رہے گی واسطے تیز ہونے نظر کے اور برابر اور صاف ہونے زمین کے سو نہ ہوگی اس میں کوئی چیز کہ پردہ کرے ساتھ اس کے کوئی دیکھنے والے سے اور کان ایسا تیز ہو جائے گا کہ اگر کوئی بولے گا تو سب لوگ اس کی آواز کو سنیں گے) اور قریب ہوگا آفتاب سو پہنچے گا لوگوں کو غم اور رنج سے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے اور برداشت سو لوگ کہیں گے کہ کیا تم نہیں دیکھتے جو تم کو مصیبت پہنچی کیا تم نہیں دیکھتے جو تمہاری سفارش کرے تمہارے رب کے پاس؟ سو بعض لوگوں بعض کو کہیں گے کہ لازم پکڑو اپنے اوپر آدم علیہ السلام کو سو آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو ان سے یوں کہیں گے کہ تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور تجھ میں اپنی روح پھونکی اور حکم کیا فرشتوں کو سو انہوں نے تجھ کو سجدہ کیا ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں ہم ہیں کیا تم نہیں دیکھتے جو ہم کو مصیبت پہنچی؟ سو آدم علیہ السلام کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا غضبناک ہونا کہ کبھی اس سے پہلے ایسا غضبناک نہ ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہوگا اور البتہ اس نے مجھ کو ایک درخت کے کھانے سے منع کیا تھا سو میں نے اس کی نافرمانی کی میری جان خود سفارش کی مستحق ہے تین بار کہیں گے میرے غیر کے پاس جاؤ، نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ سو وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے نوح! بیشک تم پہلے رسول ہو زمین والوں کی طرف اور البتہ اللہ نے تمہارا نام بندہ شکر گزار کہا ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں کہ ہم ہیں سو

إِبْرَاهِيمُ أَنْتَ نَبِيُّ اللهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ لَهُمْ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ فَذَكَرَهُنَّ أَبُو حَيَّانَ فِي الْحَدِيثِ نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اِذْهَبُوا إِلٰى غَيْرِي اِذْهَبُوا إِلٰى مُوسٰى فَيَأْتُونَ مُوسٰى فَيَقُولُونَ يَا مُوسٰى أَنْتَ رَسُولُ اللهِ فَضَّلَكَ اللهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اِذْهَبُوا إِلٰى غَيْرِي اِذْهَبُوا إِلٰى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فَيَأْتُونَ عِيسٰى فَيَقُولُونَ يَا عِيسٰى أَنْتَ رَسُولُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا اشْفَعْ لَنَا أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ عِيسٰى إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اِذْهَبُوا إِلٰى غَيْرِي اِذْهَبُوا إِلٰى مُحَمَّدٍ فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ

نوح علیہ السلام کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا غضبناک ہونا کہ نہ اس سے پہلے ایسا غضبناک ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہوگا اور بیشک شان یہ ہے کہ میری ایک دعا مقبول تھی کہ میں نے اس کے ساتھ اپنی قوم پر بد دعا کی میری جان خود سفارش کی مستحق ہے تین بار کہیں گے میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، سو وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو کہیں گے کہ تم اللہ کے پیغمبر ہو اور سب زمین والوں سے اس کے دلی دوست ہو ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں ہم ہیں تو ابراہیم علیہ السلام ان سے کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا ہے غضبناک ہونا کہ نہ اس سے پہلے ایسا غضبناک ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہو گا البتہ میں نے تین بار جھوٹ بولا تھا سو ذکر کیا ان کو ابو حیان راوی نے حدیث میں میری جان خود سفارش کی مستحق ہے تین بار کہیں گے میرے غیر کے پاس جاؤ، موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو کہیں گے اے موسیٰ! تم اللہ کے رسول ہو اللہ نے تجھ کو اپنی رسالت اور کلام سے لوگوں پر فضیلت دی ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں کہ ہم ہیں تو موسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا ہے غضبناک ہونا کہ نہ اس سے پہلے کبھی ایسا غضبناک ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہوگا اور بیشک میں نے ایک جان کو مار ڈالا جس کے مارنے کا مجھ کو حکم نہ تھا یعنی ناحق میری جان خود شفاعت کی مستحق ہے یہ کلمہ تین بار فرمائیں گے تاکید کے واسطے میرے غیر کے پاس جاؤ، عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، سو وہ

أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتِمُ الْأَنْبِيَآءِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اِشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَأَنْطَلِقُ فَاٰتِيْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَّحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَآءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى أَحَدٍ قَبْلِيْ ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأَقُوْلُ أُمَّتِيْ يَا رَبِّ أُمَّتِيْ يَا رَبِّ أُمَّتِيْ يَا رَبِّ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَّا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِّنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَآءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمْيَرَ أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰى.

لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو کہیں گے کہ اے عیسیٰ! تم اللہ کے رسول ہو اور اس کی کلام سے پیدا ہوئے ہو جو مریم کی طرف ڈالی گئی یعنی صرف لفظ کن سے پیدا کیا تھا کوئی اس کا باپ نہیں اور اس کی روح ہو اور کلام کیا تم نے ان لوگوں سے جھولے میں لڑکپن میں ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں کہ ہم ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا ہے غضبناک ہونا کہ نہ اس سے پہلے ایسا غضبناک ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہوگا اور نہیں ذکر کیا راوی نے گناہ کو (اور نسائی کی روایت میں ہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ٹھہرایا گیا) میری جان خود سفارش کی مستحق ہے تین بار کہیں گے میرے غیر کے پاس جاؤ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، سو وہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے محمد! تم رسول اللہ اور خاتم الانبیاء ہو اور اللہ نے تمہارے اگلے پچھلے گناہ سب بخش دیئے ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا آپ نہیں دیکھتے جس مصیبت میں کہ ہم ہیں سو میں چل کر عرش کے نیچے آؤں گا تو میں اپنے رب کے آگے سجدہ میں گر پڑوں گا پھر کھولے گا اللہ مجھ پر اپنی تعریفوں سے اور اپنی نیک ثناء سے وہ چیز جو مجھ سے پہلے کسی پر نہیں کھولی پھر حکم ہوگا اے محمد! اپنا سر اٹھا لے مانگ تجھ کو دیا جائے گا سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں کہوں گا کہ الٰہی! میری امت کو بخش، الٰہی! میری امت کو بخش، الٰہی! میری امت کو بخش، سو حکم ہوگا کہ اے محمد! داخل کر بہشت میں اپنی امت سے جن پر کچھ حساب نہیں بہشت کے دائیں دروازے سے اور وہ لوگوں کے شریک ہیں اس کے سوا اور دروازوں میں پھر فرمایا قسم ہے اس

کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بیشک بہشت کی چوکھٹوں سے دو چوکھٹ کے درمیان فاصلہ جیسے مکہ اور حمیر یا مکے اور بصریٰ کے درمیان ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں آئے گی اور وارد کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ کہیں گے اے نوح! تو پہلا رسول ہے اہل زمین کی طرف اور اللہ نے تیرا نام بندہ شکر گزار رکھا اور یہ جو کہا کہ ذکر کیا ہے ان کو ابو حیان نے حدیث میں تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ ابو حیان سے نیچے راوی نے اس کو مختصر کیا ہے اور ابو حیان وہ راوی اس کا ہے ابو زرعہ سے اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ ضمیر اللہ کے قول انه کان عبدا شکورا میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے اور ابن حبان نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تھے نوح علیہ السلام جب کھاتے یا پہنتے تو اللہ کا شکر کرتے سو اللہ نے ان کا نام شکر گزار رکھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَآتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ دی ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور۔

٤٣٤٤ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلٰى دَاوٗدَ الْقِرَآءَةُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَآبَّتِهٖ لِتُسْرَجَ فَكَانَ يَقْرَأُ قَبْلَ أَنْ يَّفْرُغَ يَعْنِي الْقُرْاٰنَ.

۴۳۴۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہلکا اور آسان ہو گیا تھا داؤد علیہ السلام پر پڑھنا (زبور کا) سو وہ اپنی سواری کے کسنے کا حکم کرتے تو قرآن کو زین کسنے سے پہلے پڑھ چکتے تھے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ قرآن کے مصدر قرأت کا ہے نہ یہ قرآن جو اس امت کے واسطے معلوم اور معہود ہے اور اس کی پوری شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ کہہ پکارو تم جن کو تم اللہ گمان کرتے ہو اللہ کے سوا سو نہیں اختیار رکھتے کہ تکلیف کھول دیں تم سے اور نہ بدلائیں۔

٤٣٤٥ ـ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ﴿إِلٰى

۴۳۴۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں وہ لوگ جن کو کافر پوجتے ہیں ڈھونڈتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگ تھے کہ بعض

رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ﴾ قَالَ كَانَ نَاسٌ مِّنَ الْإِنْسِ يَعْبُدُوْنَ نَاسًا مِّنَ الْجِنِّ فَأَسْلَمَ الْجِنُّ وَتَمَسَّكَ هَؤُلَاءِ بِدِيْنِهِمْ زَادَ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ﴾.

جنات کو پوجتے تھے سو جنات مسلمان ہو گئے اور یہ لوگ ان کے دین کو پکڑے رہے اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جن کو تم گمان کرتے ہو اللہ۔

فائدہ: لوگ ان کے دین کو پکڑے رہے یعنی بدستور رہے وہ آدمی جو دیو بھوت کو پوجتے تھے دیو، بھوت کی عبادت پر اور جنات اس کے ساتھ راضی نہ تھے اس واسطے کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے اور وہی جنات تھے جو اللہ تک وسیلہ ڈھونڈ نے لگے اور روایت کی طبری نے ساتھ اور وجہ کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جو لوگ ان کو پوجتے تھے ان کو ان کے اسلام کی خبر نہ تھی اور یہی ہے معتمد اس آیت کی تفسیر میں اور بہر حال جو طبری نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عرب کی کئی قومیں ایک قسم کے فرشتوں کو پوجتے تھے جن کو جنات کہا جاتا تھا اور کہتے تھے کہ وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں سو یہ آیت اتری سو اگر یہ ثابت ہو تو محمول ہو گی اس پر کہ دونوں فریق کے حق میں اتری نہیں تو سیاق دلالت کرتا ہے اس پر کہ جنات اسلام سے پہلے انسانوں کی عبادت سے راضی تھے کہ آدمی ان کو پوجیں اور یہ صفت فرشتوں کی نہیں اور اسی طرح ہے وہ چیز کہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد وہ لوگ ہیں جو فرشتوں اور مسیح علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام کو پوجتے تھے۔

تنبیہ: مشکل جانا ہے ابن تین نے قول اس کے کو ناسا من الجن اس طور سے کہ انسان جنات کی ضد ہیں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ اس شخص کے قول کی بنا پر ہے جو کہتا ہے کہ وہ ناس سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں حرکت کے یا ذکر کیا گیا ہے واسطے تقابل کے اس واسطے کہ کہا ناس من الانس و ناس من الجن اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہ مشرک لوگ کہتے تھے کہ ہم فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اور فرشتے خود وسیلہ چاہتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ﴾ الْآيَةَ.

وہ لوگ جن کو کافر پوجتے ہیں ڈھونڈتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ، آخر آیت تک۔

٤٣٤٦ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ﴾ قَالَ كَانَ

۴۳۴۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جن کو کافر پوجتے ہیں ڈھونڈتے ہیں وہ اپنے رب تک وسیلہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بعض جنات پوجے جاتے تھے سو وہ جنات مسلمان ہو گئے۔

نَاسٌ مِّنَ الْجِنِّ يُعْبَدُوْنَ فَأَسْلَمُوْا.

فائدہ: یہ وہی پہلی حدیث ہے ذکر کیا ہے اس کو ساتھ اختصار کے اور مفعول یدعون کا محذوف ہے تقدیر اس کی یہ ہے اُولئك الذين يدعونهم آلهة يبتغون الى ربهم الوسيلة اور قرأت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تدعون ہے ساتھ ت مثنات فوقانیہ کے اس بنا پر کہ واسطے خطاب کفار کے ہے اور قول اس کا ایھم اقرب معنی اس کے یہ ہیں کہ ڈھونڈتے ہیں کہ جو بندہ ان میں اللہ کے نزدیک تر ہو اسی کا وسیلہ پکڑیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور وہ خواب جو ہم نے تجھ کو دکھایا سو لوگوں کے جانچنے کو۔

٤٣٤٧ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ﴾ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ.

۴۳۴۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں اور وہ خواب جو ہم نے تجھ کو دکھایا سو لوگوں کے جانچنے کو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد رؤیا سے اس آیت میں آنکھ سے دیکھنا ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں دکھایا گیا اور مراد شجرہ ملعونہ سے جو قرآن میں واقع ہے تھوہر کا درخت ہے۔

فائدہ: نہیں تصریح کی ساتھ چیز مرئی کے یعنی کیا چیز دکھلائی گئی اور سعید بن منصور نے ابو مالک سے روایت کی ہے کہ مراد وہ چیز ہے کہ بیت المقدس کے راہ میں دکھلائی گئی اور میں نے اس کو معراج کی حدیث میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس حدیث کی ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ وہ خواب میں نہ تھا بلکہ بیداری میں تھا اور اس میں ایک اور قول بھی آیا ہے جیسا کہ ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا گیا کہ آپ اور آپ کے اصحاب مکے میں داخل ہوئے سو جب کافروں نے ان کو پھیرا تو بعض کے واسطے فتنہ ہوا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر اطلاق لفظ رؤیا کے اس چیز پر کہ دیکھے آنکھ بیداری میں اور یہ جو فرمایا کہ درخت ملعون تھوہر کا درخت ہے تو یہی ہے صحیح اور ذکر کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے چند اوپر دس تابعین سے پھر روایت کی ہے اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ مراد شجرہ ملعونہ سے حکم بن ابی العاص اور اس کا بیٹا ہے اور عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ مشرکوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو خبر دیتا ہے کہ آگ میں ایک درخت ہے اور حالانکہ آگ درخت کو کھا جاتی ہے سو یہ ان کے واسطے فتنہ ہوا اور زقوم فعول ہے زقم سے اور وہ سخت لقمہ ہے اور تمیم کی لغت میں جس کھانے سے قے آئے اس کو زقوم کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ہر ثقیل کھانا زقوم ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ صَلَاةَ الْفَجْرِ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ فجر کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور کہا مجاہد نے کہ قرآن فجر سے مراد نماز فجر کی ہے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو طبری نے مجاہد سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ دن رات کے فرشتے اس میں جمع ہوتے ہیں۔

٤٣٤٨ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ وَابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ صَلَاةِ الْجَمِيْعِ عَلٰى صَلَاةِ الْوَاحِدِ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ دَرَجَةً وَّتَجْتَمِعُ مَلَآئِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَآئِكَةُ النَّهَارِ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ اِقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾.

۴۳۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کی نماز تنہا کی نماز سے پچیس درجے افضل ہے اور جمع ہوتے ہیں فرشتے رات اور دن کے فجر کی نماز میں پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم چاہو تو اس کا مطلب قرآن سے پڑھ لو کہ فجر کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز کے بیان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ شاید کھڑا کرے تجھ کو تیرا رب تعریف کے مقام میں۔

٤٣٤٩ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ اٰدَمَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ إِنَّ النَّاسَ يَصِيْرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُثًى كُلُّ أُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِيَّهَا يَقُوْلُوْنَ يَا فُلَانُ اشْفَعْ يَا فُلَانُ اشْفَعْ حَتّٰى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذٰلِكَ يَوْمَ يَبْعَثُهُ

۴۳۴۹۔ آدم بن علی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے کہ بیشک لوگ قیامت کے دن پھریں گے گھٹنوں پر بیٹھے ہر امت اپنے پیغمبر کے ساتھ ہوگی کہیں گے اے فلاں ہماری سفارش کیجیے! اے فلاں ہماری سفارش کیجیے! یہاں تک کہ سفارش کی نوبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے گی پس یہ دن ہے جس میں اللہ آپ کو تعریف کے مقام میں کھڑا کرے گا۔

اللّٰهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ.

فائدہ: روایت کی ہے نسائی نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ لوگ قیامت کے دن ایک مقام میں جمع ہوں گے سو پہلے پہل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا جائے گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے لبیك وسعدیك والخیر دفی یدیك والشر لیس الیك المهدی من هدیت عبدك وابن عبدك وبك والیك ولا ملجأ ولا منجأ منك الا الیك تبارکت وتعالیت سو یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا کہ شاید تیرا رب تجھ کو تعریف کے مقام میں کھڑا کرے اور نہیں ہے مخالفت درمیان اس کے اور درمیان حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جو باب میں ہے اس واسطے کہ یہ کلام گویا مقدمہ ہے شفاعت کا اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے سعید بن ابی ہلال کے طریق سے کہ مقام محمود جس کو اللہ نے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اللہ اور جبرئیل علیہ السلام کے درمیان ہوں گے تو محشر کے لوگ آپ کے اس مقام سے رشک کریں گے اور روایت کی ہے اس نے حسین بن علی کے طریق سے کہ ایک مرد نے اہل علم میں سے مجھ کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھینچی جائے گی زمین جیسے چمڑا کھینچا جاتا ہے، الحدیث۔ اور اس میں ہے کہ پھر مجھ کو سفارش کی اجازت ہوگی تو میں کہوں گا اے رب میرے! تیرے بندوں نے تیری عبادت کی زمین کی اطراف میں کہا پس یہ ہے مقام محمود اور پہلے گزر چکا ہے زکوۃ کے بیان میں کہ مراد ساتھ مقام محمود کے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہشت کے دروازے کا حلقہ پکڑیں گے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کو حمد کا جھنڈا ملے گا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ عرش پر بیٹھیں گے۔ (فتح) اور یہ جو کہا ان الناس یصیرون یوم القیامة جثی تو اس کے معنی ایک یہ ہیں کہ لوگ پھریں گے قیامت کے دن جماعت جماعت۔

٤٣٥٠ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَآءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَ الصَّلَاةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۳۵۰۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی جب اذان سنے تو یہ دعا اللھم سے وعدتہ تک پڑھے تو اس کو قیامت میں میری شفاعت پہنچے گی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بخشائیں گے اس دعا کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ! اس پوری پکار اور ہمیشہ رہنے والی نماز کے مالک دے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور بڑائی اور پہنچا اس کو اس مقام پر جس کا تو نے اس سے وعدہ کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ابواب الاذان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾ يَزْهَقُ يَهْلِكُ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ کہہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا اور یزھق کے معنی ہیں ہلاک ہوتا ہے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿ان الباطل کان زھوقا﴾ یعنی بھاگنے والا اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے یعنی ہلاک ہوا۔

٤٣٥١ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّوْنَ وَثَلَاثُ مِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِي يَدِهِ وَيَقُوْلُ ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾ ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ﴾.

۴۳۵۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہوئے اور خانے کعبے کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہاتھ کی لکڑی سے چوکنے لگے اور یہ کہنا شروع کیا کہ آیا دین سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا حق سے اور نہیں ظاہر ہوتا جھوٹ اور نہیں پھرتا۔

فائدہ: صحیح مسلم اور نسائی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ داخل ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکے میں فتح مکہ کے وقت تھا اول اس کا فتح مکہ کے قصے میں ہے یہاں تک کہ کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آئے یہاں تک کہ خانے کعبے کے گرد طواف کیا پھر ان بتوں پر گزرنا شروع کیا اس حال میں کہ کمان کی لکڑی سے ان کو چوکتے تھے اور فرماتے تھے کہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ اور اس حدیث کی شرح جنگ فتح مکہ میں گزر چکی ہے اور حق سے مراد اس آیت میں قرآن ہے اور یا توحید اور یا معجزے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر دلالت کرتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور پوچھتے ہیں تجھ سے روح کو تو کہہ روح ہے میرے رب کے حکم سے۔

فائدہ: پوچھتے ہیں تجھ کو روح سے یعنی روح کی حقیقت سے یا اس کے حدوث یعنی پیدا ہونے سے تو کہہ روح میرے رب کے حکم سے ہے کہ اس کو کلمہ کن سے پیدا کیا بغیر اس کے کہ اس کا کوئی مادہ اور اصل ہو یہ معنی پہلی تقدیر پر ہیں یا موجود ہے ساتھ ایجاد اور احداث کے یا پوچھتے ہیں تجھ کو حقیقت روح کے علم سے تو کہہ کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کی

شان سے ہے یعنی اس کا علم خاص اللہ ہی کو ہے کسی اور کو اللہ نے اس پر اطلاع نہیں دی صاحب کشاف نے کہا کہ اکثر مفسرین اس پر ہیں کہ انہوں نے حقیقت روح کے علم سے سوال کیا تھا، روایت ہے کہ یہود نے کفار قریش سے کہا تھا کہ محمد ﷺ سے اصحاب کہف اور سکندر، ذوالقرنین اور روح کا حال پوچھو اگر ان تین چیزوں کے جواب سے چپ رہے تو وہ پیغمبر نہیں اور روح کے سوا دونوں چیزوں کا جواب دے تو پیغمبر ہے اس واسطے کہ ان کو تورات سے معلوم تھا کہ روح کی حقیقت کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا سو حضرت ﷺ نے اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا حال بتلایا اور روح کو مبہم چھوڑا اور جاننا چاہیے کہ روح کے معنی میں بہت اقوال ہیں چند اقوال کو ذکر کیا جاتا ہے بیضاوی نے کہا کہ مراد وہ امر ہے کہ آدمی اس کے ساتھ زندہ ہے اور مدبر ہے اس کے بدن میں اور بعض کہتے ہیں کہ جسم لطیف ہے شریک ہے جسموں کو صورت ظاہر اور اعضاء ظاہرہ میں کہ اس کے ساتھ سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک نور ہے اللہ کے نوروں سے اور ایک زندگی ہے اس کی زندگی سے اور یہ اشعری سے منقول ہے کہ مراد نفس سے ہے کہ باہر سے اندر جاتا ہے اور کہا واقدی نے کہ مختار یہ ہے کہ جسم لطیف ہے کہ اس کے ساتھ زندگی پائی جاتی ہے اور جاننا چاہیے کہ مذہب اہل سنت اور جماعت کا یہ ہے کہ آدمیوں کی روحیں بدنوں سے پہلے پیدا ہوئی ہیں اور تعلق ان کا ساتھ بدنوں کے نیا ہے یا بعد استعداد اور قابلیت ہر بدن کے پیدا ہوتا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ روح بھی بدن کے ساتھ مر جاتی ہے یا نہیں؟ ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ نہ مرتی ہے اور نہ پرانی ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مر جاتی ہے گویا کہ مراد اس قائل کی یہ ہے کہ حرکتیں قولی اور فعلی کہ زندگی کے وقت میں رکھتا تھا اس سے صادر نہیں ہوتیں اور بعض کہتے ہیں کہ موت کے بعد روح بدن دونوں کو عذاب ہوتا ہے اور اسی طرح ثواب بھی دونوں کو ہوتا ہے اور نعمت بھی دونوں کو حاصل ہوتی ہے۔ (تیسیر القاری)

٤٣٥٢ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرْثٍ وَّهُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى عَسِيْبٍ إِذْ مَرَّ الْيَهُوْدُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَقَالَ مَا رَابَكُمْ إِلَيْهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُوْنَهٗ فَقَالُوْا سَلُوْهُ فَسَأَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَأَمْسَكَ

۴۳۵۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا کھیتی میں اور آپ کھجور کی چھڑی پر تکیہ کیے تھے کہ اچانک یہود گزرے سو ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس سے روح کی حقیقت پوچھو تو بعض نے کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ پیش آئے تم کو ساتھ ایسی چیز کے جس کو تم برا جانو سو انہوں نے کہا کہ اس سے پوچھو تو انہوں نے حضرت ﷺ سے روح کی حقیقت پوچھی تو حضرت ﷺ چپ رہے ان کو کچھ جواب نہ دیا سو میں نے جانا کہ آپ کو وحی ہوتی ہے سو میں اپنی اس جگہ میں کھڑا رہا پھر جب وحی اتر چکی تو

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ شَيْئًا فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحٰى إِلَيْهِ فَقُمْتُ مَقَامِي فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قَالَ ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾.

آپ ﷺ نے فرمایا یعنی یہ آیت پڑھی کہ پوچھتے ہیں تجھ کو حقیقت روح کی تو کہہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور نہیں دیئے گئے تم علم سے مگر تھوڑا۔

فائدہ: مارابکم به راب فعل ماضی ہے ریب سے ساتھ شک کے اور ایک روایت میں حموی کی راب سے ہے ساتھ معنی اصلاح کے ہے اور کہا خطابی نے کہ ٹھیک مارابکم ہے ساتھ تقدیم ہمزہ کے اور ارب کے معنی ہیں حاجت یعنی تم کو اس کی کیا حاجت ہے اور اس کے معنی ظاہر ہیں اگر روایت اس کے مطابق ہو ہاں طبری کی روایت میں اسی طرح ہے یعنی ارب ساتھ معنی حاجت کے اور علم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ واقعہ مدینے کا تھا اور یہ دلالت کرتا ہے کہ نزول اس آیت کا مدینے میں تھا اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کہ ہم کو کوئی چیز بتلاؤ کہ ہم اس مرد سے پوچھیں یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مکے میں تھا اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ متعدد ہو نزول ساتھ محمول کرنے سکوت آپ کے اوپر توقع زیادہ بیان کے اگر یہ جائز ہو، نہیں تو جو صحیح میں ہے وہ صحیح تر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ یہود آپ پر گزرے تھے اور محمول ہوگا یہ اختلاف کہ دونوں فریق راہ میں ایک دوسرے سے ملے سو ہر فریق پر صادق آئے گا کہ وہ دوسرے پر گزرا اور یہ جو انہوں نے کہا کہ اس سے پوچھو تو حید میں ہے کہ بعض نے کہا قسم ہے ہم اس سے پوچھیں گے سو ایک مرد ان میں سے کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ اے محمد! روح کیا چیز ہے اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ خبر دے ہم کو روح سے کہا ابن تین نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے کہ جس روح کا اس حدیث میں ذکر ہے جس کا انہوں نے سوال کیا تھا اس روح سے کیا مراد ہے؟ اس میں بہت اقوال ہیں پہلا قول یہ ہے کہ وہ آدمی کی روح ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ مراد اس سے روح حیوان کی ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ مراد جبریل علیہ السلام ہے، چوتھا قول یہ ہے کہ مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں، پانچواں قول یہ ہے کہ مراد قرآن ہے، چھٹا قول یہ ہے کہ مراد وحی ہے، ساتواں قول یہ ہے کہ مراد ایک فرشتہ ہے جو قیامت کے دن تنہا صف میں کھڑا ہوگا، آٹھواں قول یہ ہے کہ مراد ایک فرشتہ ہے کہ اس کے واسطے گیارہ ہزار پر اور منہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک فرشتہ ہے کہ اس کے واسطے ستر ہزار زبان ہے اور ہر زبان کے واسطے ہزار بولی ہے اللہ کی تسبیح پڑھتا ہے یعنی سبحان اللہ کہتا ہے اس کی ہر تسبیح سے اللہ فرشتہ پیدا کرتا ہے جو فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک فرشتہ ہے کہ اس کے دونوں پاؤں ساتویں زمین یعنی سب سے نیچے کی زمین میں ہیں اور اس کا سر عرش کے پائے کے پاس ہے، نواں قول یہ ہے کہ مراد ایک مخلوق ہے جو آدمیوں کی طرح ہے ان کو روح کہا جاتا ہے

کھاتے ہیں اور پیتے ہیں نہیں اترتا کوئی فرشتہ آسمان سے مگر کہ اس کے ساتھ اترتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بلکہ وہ ایک قسم فرشتوں کی ہے کہ کھاتے ہیں اور پیتے ہیں، انتہی ۔ کلامہ ملخصا اور یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جمع ہوا ہے کلام اہل تفسیر کی سے بیچ معنی لفظ روح کے جو قرآن میں وارد ہے خاص اس آیت میں اور قرآن میں جتنی جگہ میں یہ لفظ واقع ہوا ہے ان میں سے یہ جگہ ہیں ﴿نزل به الروح الامين﴾ ﴿وكذلك اوحينا اليك روحا من امرنا﴾ ﴿يلقى الروح من امره﴾ ﴿ايدهم بروح منه﴾ ﴿يوم يقوم الروح والملآئكة صفا﴾ ﴿تنزل الملائكة والروح﴾ سو مراد اول روح سے جبریل علیہ السلام ہے اور دوسرے سے قرآن ہے اور تیسرے سے وحی اور چوتھے سے قوت اور پانچواں اور چھٹا محتمل ہے واسطے جبریل علیہ السلام کے اور غیر اس کے کی احتمال ہے کہ جبرئیل علیہ السلام ہو اور احتمال ہے کہ کوئی اور ہو اور عیسیٰ علیہ السلام پر روح اللہ کا اطلاق واقع ہوا ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام پر بھی روح اللہ بولا گیا ہے اور روایت کی ہے ابن اسحاق نے اپنی تفسیر میں ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ روح اللہ سے ہے اور ایک مخلوق ہے اللہ کی مخلوق سے اور صورتیں ہیں جیسے آدمیوں کی صورتیں ہیں نہیں اترتا کوئی فرشتہ مگر کہ اس کے ساتھ ایک روح ہوتی ہے اور ثابت ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ روح کی تفسیر نہیں کرتے تھے یعنی نہیں معین کرتے تھے کہ مراد آیت میں یہ چیز ہے اور کہا خطابی نے کہ اس آیت میں روح سے کیا مراد ہے؟ اس میں کئی اقوال ہیں بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ فرشتے سے کہ اس کے واسطے بہت زبانیں ہیں اور اکثر علماء نے کہا کہ اس روح سے پوچھا تھا جس کے ساتھ بدن میں زندگی ہوتی ہے اور کہا اہل نظر نے کہ سوال کیا تھا انہوں نے کیفیت جاری ہونے روح کے سے بدن میں اور آمیز ہونے اس کے سے ساتھ اس کے اور یہی ہے وہ چیز جو خاص ہوا ہے اللہ ساتھ علم اس کے کی اور کہا قرطبی نے کہ راجح یہ بات ہے کہ آدمی کی روح سے پوچھا تھا اس واسطے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روح اللہ ہونا نہیں مانتے اور یہ جانتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام فرشتہ ہے اور یہ کہ فرشتے روحیں ہیں اور کہا امام فخر الدین رازی نے کہ مختار یہ ہے کہ انہوں نے اس روح سے پوچھا تھا جو سبب زندگی کا ہے اور یہ کہ جواب واقع ہوا ہے احسن وجہ پر اور اس کا بیان یہ ہے کہ سوال روح سے احتمال ہے کہ اس کی ماہیت سے ہو اور یہ کہ وہ ٹھکانا پکڑنے والا ہے یا نہیں اور کیا وہ حال ہے جگہ پکڑنے والی چیز میں یا نہیں اور کیا وہ قدیم ہے یا حادث اور کیا وہ باقی رہتا ہے بعد جدا ہونے اس کے بدن سے یا فنا ہو جاتا ہے اور کیا حقیقت ہے عذاب کرنے اس کے کی اور نعمت دینے اس کے کی اور سوائے اس کے متعلقات اس کے سے کہا اس نے اور نہیں ہے سوال میں وہ چیز جو خاص کرے ایک معنی کو ان معنوں سے مگر ظاہر تر یہ ہے کہ انہوں نے اس کی ماہیت سے سوال کیا تھا اور یہ کہ روح قدیم ہے یا حادث یعنی نیا پیدا اور جواب دلالت کرتا ہے کہ وہ ایک چیز ہے موجود مغایر ہے واسطے طبیعتوں اور خلطوں کے اور ترکیب ان کی کے سو وہ جوہر ہے بسیط مجرد نہیں پیدا ہوتا مگر ساتھ محدث کے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے

"کن،، پس گویا کہ اللہ نے کہا کہ وہ موجود ہے پیدا ہوا ہے ساتھ امر اللہ کے اور پیدا کرنے اس کے کی اور واسطے اس کے تاثیر ہے بیچ فائدہ دینے زندگی بدن کے اور نہیں لازم آتا نہ معلوم ہونے کیفیت خاص اس کی سے نہ ہونا اس کا کہا اس نے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ امر کے بیچ قول اللہ کے ﴿من امر ربی﴾ فعل مانند قول اس کے کی ﴿وما امر فرعون برشید﴾ یعنی فعل اس کا سو جواب یہ ہوگا کہ روح میرے رب کے فعل سے ہے اگر ہو سوال کہ کیا وہ قدیم ہے یا حادث تو جواب یہ ہوگا کہ وہ حادث ہے یہاں تک کہ کہا کہ البتہ چپ اختیار کی ہے اگلے لوگوں نے بحث اور غور کرنے سے ان چیزوں میں اور ایک قوم نے اس میں بحث کی ہے سو ان کے اقوال مختلف ہیں سو بعض نے کہا کہ وہ نفس ہے جو اندر گھستا ہے اور باہر نکلتا ہے اور بعض نے کہا کہ زندگی ہے اور بعض نے کہا کہ ایک جسم لطیف ہے داخل ہوتا ہے سارے بدن میں اور بعض نے کہا کہ خون ہے یہاں تک کہ اس میں سو قول تک نوبت پہنچی ہے اور نقل کیا ہے ابن مندہ نے بعض کلام والوں سے کہ ہر پیغمبر کے واسطے پانچ روحیں ہیں اور ہر ایماندار کے واسطے تین روحیں ہیں اور ہر زندہ کے واسطے ایک روح ہے اور کہا ابن عربی نے کہ اختلاف ہے روح اور نفس میں سو بعض نے کہا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کا غیر ہیں اور یہی حق بات ہے اور بعض نے کہا کہ دونوں ایک چیز ہیں کہا اور کبھی روح کو نفس بھی کہا جاتا ہے اور بالعکس جیسے کہ روح اور نفس کو دل کہا جاتا ہے اور بالعکس اور کبھی تفسیر کی جاتی ہے روح سے ساتھ زندگی کے یہاں تک کہ متعدی ہوتا ہے یہ طرف غیر عقلاء کی بلکہ طرف بے جان چیز کی بطور مجاز کے اور یہ جو کہا کہ میں اسی جگہ کھڑا رہا تو ایک روایت میں ہے کہ میں ادب کے واسطے آپ سے پیچھے ہٹا تاکہ میرے نزدیک ہونے سے آپ کو تشویش نہ ہو اور یہ جو کہا ﴿من امر ربی﴾ تو کہا اسماعیلی نے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ جواب اور یہ کہ روح من جملہ امر اللہ ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ بیشک خاص ہوا ہے اللہ ساتھ علم اس کے کی اور نہیں جائز ہے کسی کو سوال کرنا اس سے کہا ابن قیم نے کہ نہیں مراد اس جگہ ساتھ امر کے طلب بالاتفاق اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس کے مامور ہے اور امر بولا جاتا ہے مامور پر مانند خلق کے مخلوق پر اور اسی قسم سے ہے ﴿ولما جآء امر ربك﴾ اور کہا ابن بطال نے کہ حقیقت روح کی اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اس حدیث کی دلیل سے اور حکمت بیچ مبہم رکھنے اس کے کی آزمانا خلقت کا ہے تاکہ معلوم کروائے ان کو عاجز ہونا ان کا علم اس چیز کے سے جس کو وہ نہیں پا سکتے یہاں تک کہ بے بس ہو کر علم کو اس کی طرف رد کریں یعنی کہیں اللہ اعلم۔ کہا قرطبی نے کہ حکمت بیچ اس کے ظاہر کرنا عجز آدمی کا ہے اس واسطے کہ جب وہ اپنی ذات کی حقیقت نہیں جانتا باوجود یقین کرنے کے ساتھ وجود اپنے کے تو اللہ کی حقیقت پانے سے عاجز ہونا اس کا بطریق اولیٰ ہوگا اور ابن قیم رحمہ اللہ نے کتاب الروح میں اس بات کو ترجیح دی ہے کہ جس روح سے اس آیت میں سوال ہے مراد اس سے وہ چیز ہے جو اللہ کے اس قول میں واقع ہوئی ہے ﴿یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا﴾ کہا اس نے اور بہر حال آدمیوں کی روحیں سو نہیں نام رکھا گیا ہے ان کا قرآن میں مگر

نفس اور نہیں دلالت ہے اس میں اس چیز پر جس کو اس نے ترجیح دی ہے بلکہ راجح پہلا قول ہے کہ مراد روح آدمی کی ہے اس واسطے کہ روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس قصے میں کہ انہوں نے روح سے سوال کیا تھا اور کس طرح عذاب ہوتا ہے روح کو جو بدن میں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روح اللہ سے ہے سو یہ آیت اتری کہ پوچھتے ہیں تجھ سے روح کو اور کہا بعض نے کہ نہیں دلالت ہے آیت میں اس پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو روح کی حقیقت پر اطلاع نہیں دی بلکہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی ہو اور کسی کو بتلانے کی اجازت نہ دی ہو اور قیامت کے علم میں بھی انہوں نے اسی طرح کہا ہے اور جن لوگوں نے روح میں کلام کرنے سے باز رہنا مناسب جانا ان میں سے ہے استاد طائفہ کا ابوالقاسم کہ اس نے کہا کہ اولیٰ باز رہنا اس سے ہے اور ادب سیکھنا ساتھ ادب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر نقل کیا یعنی صاحب عوارق المعارف شیخ شہاب الدین سہروردی **کذا فی الفتح** اس نے جنید سے کہ اس نے کہا کہ روح کی حقیقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اور نہیں اطلاع دی اللہ نے اس پر کسی کو اپنی مخلوق سے سو نہیں جائز ہے عبارت بولنا اس سے زیادہ موجود سے یعنی صرف اتنا کہنا جائز ہے کہ وہ ایک چیز ہے موجود اس کے سوا اور کچھ کہنا جائز نہیں اور اس پر چلی ہے ایک جماعت اہل تفسیر کی اور جس نے اس میں بحث شروع کی ہے اس نے جواب دیا ہے کہ یہود نے تعجیز اور تغلیط کے واسطے سوال کیا تھا اس واسطے کہ اس کا اطلاق بہت چیزوں پر آتا ہے سو ان کے دل میں یہ بات تھی کہ جس چیز کے ساتھ جواب دے گا ہم کہیں گے کہ یہ مراد نہیں سو اللہ نے ان کے مکر کو رد کیا اور جس طرح کہ ان کا سوال مجمل تھا اسی طرح ان کو جواب بھی مجمل ہی دیا اور کہا سہروردی نے کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بحث کرنا منع ہے واسطے ختم کرنے آیت کے ساتھ قول اپنے کے ﴿**وما اوتیتم من العلم الا قلیلا**﴾ یعنی ٹھہرایا روح کے حکم کو علم کثیر سے جو تم کو نہیں ملا سو اس سے مت پوچھو اس واسطے کہ وہ رازوں سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ قول اس کے کی امر ربی ہونا روح کا ہے عالم امر سے جو عالم ملکوت کا ہے نہ عالم خلق کا جو عالم غیب اور شہادت کا ہے اور بعض متاخر صوفیوں نے روح سے بحث کی ہے اور تصریح کی ہے بعض نے ساتھ پہچاننے حقیقت اس کی کے اور عیب کیا ہے اس نے اس پر جو اس سے باز رہا اور نقل کیا ہے ابن مندہ نے اپنی کتاب الروح میں محمد بن نصر مروزی سے جو امام ہے اطلاع پانے والا اوپر اختلاف احکام کے اصحاب کے زمانے سے فقہاء امصار کے زمانے تک کہ اس نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ روح مخلوق ہے یعنی پیدا کیا ہوا ہے اور اس کو قدیم کہنا تو صرف بعض غالی رافضیوں اور متصوفہ سے منقول ہے اور اختلاف ہے کہ کیا دنیا کے فنا ہونے کے وقت وہ بھی فنا ہو جائے گا قیامت کے قائم ہونے سے پہلے یا بدستور باقی رہے گا اس میں دو قول ہیں یعنی ایک پہلا اور ایک دوسرا، واللہ اعلم۔ اور واقع ہوا ہے بعض تفسیروں میں کہ حکمت بیچ سوال یہود کے روح سے یہ ہے کہ ان کے پاس تورات میں لکھا تھا کہ آدمی کی روح کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا سو انہوں نے کہا کہ ہم اسے پوچھتے ہیں سو اگر

اس کو بیان کرے تو وہ پیغمبر ہے اور یہی معنی ہیں ان کے اس قول کے کہ نہ لائے ایسی چیز جس کو تم برا جانو یعنی اگر اس نے اللہ کی وحی سے اس کو بیان کر دیا تو اس کا پیغمبر ہونا ثابت ہو جائے گا اور روایت کی ہے طبری نے ابراہیم سے اس قصے میں کہ یہ آیت اتری تو انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک بھی ایسا ہی لکھا ہے اور اکثر اس پر ہیں کہ مخاطب ساتھ اس آیت کے یہود ہیں لیکن وہ شامل ہے سب خلقت کے علم کو بہ نسبت علم اللہ کے اور واقع ہوا ہے بیچ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جس کی طرف میں نے اول باب میں اشارہ کیا ہے کہ یہود نے جب یہ آیت سنی تو کہا کہ ہم کو بہت علم دیا گیا ہے ہم کو توارت ملی ہے سو یہ آیت اتری ﴿لو كان البحر مداد ا لكلمات ربی﴾ یعنی اگر سمندر سیاہی ہوں کہ لکھے تیرے رب کی باتیں تو البتہ ختم ہو جائے سمندر پہلے اس سے کہ ختم ہوں میرے رب کی باتیں، کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ جو کہا الاقلیلا تو یہ استثناء ہے علم سے یعنی مگر علم تھوڑا یا اعطا سے ہے یعنی اعطا تھوڑا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے جائز ہے سوال کرنا عالم سے اس کے کھڑے ہونے اور چلنے کی حالت میں جب کہ یہ اس پر بھاری نہ پڑے اور اس میں بیان ہے ادب اصحاب کے کا ساتھ حضرت ﷺ کے اور عمل کرنا ساتھ اس چیز کے کہ غالب ہو ظن پر اور توقف کرنا جواب دینے سے ساتھ اجتہاد کے واسطے اس شخص کے جس کو نص کی توقع ہو اور یہ کہ بعض معلومات ایسی ہیں کہ اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا اور یہ کہ امر کبھی وارد ہوتا ہے واسطے غیر طلب کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور تو نہ پکار قرآن کو اپنی نماز میں اور نہ آہستہ پڑھ اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ میں راہ۔

۴۳۵۳ ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ كَانَ إِذَا صَلّٰى بِأَصْحَابِهٖ رَفَعَ صَوْتَهٗ بِالْقُرْاٰنِ فَإِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ أَنْزَلَهٗ وَمَنْ جَآءَ بِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ

۴۳۵۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ پکار اپنی نماز میں اور نہ آہستہ پڑھ، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آتری اور حضرت ﷺ مکے میں چھپے تھے یعنی اول اسلام میں جب اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو اپنی آواز قرآن کے ساتھ بلند کرتے تھے سو جب مشرکین سنتے تو قرآن کو بھی برا کہتے اور اس کے اتارنے والے کو بھی اور اس کے لانے والے کو بھی سو اللہ نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ نہ پکار اپنی نماز کو یعنی اپنی قرأت کو کہ مشرکین سن کر قرآن کو برا کہیں گے اور نہ اس کو اپنے اصحاب سے آہستہ پڑھ اس طور

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ أَيْ بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾.

سے کہ تو ان کو نہ سنائے اور ڈھونڈ لے درمیان اس کے راہ۔

فائدہ: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تھے اور مشرکوں کو سناتے تھے تو مشرکین آپ کو تکلیف دیتے تھے اور تفسیر کیا ہے اس کو باب کی روایت میں ساتھ قول اپنے کے کہ قرآن کو برا کہتے تھے اور سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ مشرکوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ قرآن کو پکار کر مت پڑھ کہ ہمارے معبودوں کو تکلیف پہنچتی ہے سو ہم تیرے اللہ کی ہجو کریں گے اور یہ جو کہا کہ نہ بلند کر اپنی نماز کو یعنی اپنی قرأت کو تو طبری کی روایت میں ہے کہ نہ پکار اپنی نماز کو یعنی نہ بلند کر اپنی آواز کو ساتھ قرأت قرآن کے پکارنا سخت کہ مشرکین سن کر تم کو تکلیف دیں گے اور نہ آہستہ پڑھ اس کو یعنی نہ پست کر اپنی آواز کو یہاں تک کہ تو خود بھی نہ سن سکے اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ میں راہ۔ (فتح)

٤٢٥٤ ـ حَدَّثَنِيْ طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَتْ أُنْزِلَ ذٰلِكَ فِي الدُّعَاءِ.

۴۲۵۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ اپنی نماز کو پکار کر پڑھ اور نہ اس کو آہستہ پڑھ، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آیت دعا کے حق میں اتری کہ نہ بہت پکار کر مانگنا چاہیے اور نہ بہت آہستہ۔

فائدہ: اسی طرح مطلق چھوڑا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور وہ عام تر ہے اس سے کہ نماز کے اندر ہو یا باہر اور روایت کی ہے یہ حدیث طبری نے ہشام سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ تشہد میں اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرتے تھے تو کہتے تھے الٰہی! روزی دے ہم کو مال اور اولاد اور ترجیح دی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو کہا اس واسطے کہ وہ صحیح تر ہے پھر سند کے ساتھ عطا سے روایت کی کہا کہ ایک قوم نے کہا کہ وہ نماز کے حق میں ہے اور ایک قوم نے کہا کہ وہ دعا کے حق میں اتری، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تاویل کی طرح تاویل آئی ہے کہ روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ دعا کے حق میں اتری اور اسی طرح روایت کی ہے اس نے عطا اور مجاہد اور سعید اور مکحول سے اور نووی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو ترجیح دی ہے جیسا کہ طبری نے اس کو ترجیح دی ہے لیکن احتمال ہے کہ دونوں کے درمیان تطبیق دی جائے ساتھ اس طور کے کہ وہ نماز کے اندر دعا میں اتری اور ابن مردویہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانے کعبے کے پاس نماز پڑھتے تھے تو پکار کر دعا مانگتے تھے سو یہ آیت اتری اور اہل تفسیر سے اس باب میں اور بھی بہت قول آئے

ہیں ان میں سے ایک یہ ہے جو طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نہ پکار اپنی نماز کو یعنی نہ نماز پڑھ واسطے دکھانے لوگوں کے اور نہ آہستہ پڑھ اس کو یعنی اس کو ان کے ڈر سے نہ چھوڑ دے اور حسن بصری سے روایت ہے کہ مراد یہ ہے کہ نہ پکار کر پڑھ اپنی قرأت کو یعنی دن میں اور نہ آہستہ پڑھ اس کو یعنی رات میں اور بعض کہتے ہیں کہ آیت دعا میں ہے اور وہ منسوخ ہے ساتھ آیت ﴿ادعوا ربكم تضرعا وخفيه﴾ کے۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْكَهْفِ

سورۂ کہف کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَقْرِضُهُمْ﴾ تَتْرُكُهُمْ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ تقرضهم کے معنی ہیں چھوڑ جاتا ہے ان کو یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿تقرضهم ذات الشمال﴾ یعنی چھوڑ جاتا ہے ان کو سورج بائیں طرف۔

﴿وَكَانَ لَهُ ثُمُرٌ﴾ ذَهَبٌ وَّفِضَّةٌ وَّقَالَ غَيْرُهُ جَمَاعَةُ الثَّمَرِ.

یعنی اللہ کے قول ﴿وكان له ثمر﴾ میں ثمر سے مراد سونا اور چاندی ہے اور مجاہد کے غیر نے کہا کہ ثمر ساتھ پیش کے جمع ثمر کی ہے ساتھ دو زبر کے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ اس کے قول جماعة الثمر کے معنی ہیں کہ ثمرة کی جمع ثمار ہے اور ثمار کی جمع ثمر ہے یعنی ثمر ساتھ دو پیش کے جمع الجمع ہے۔ (فتح)

﴿بَاخِعٌ﴾ مُهْلِكٌ.

یعنی باخع کے معنی ہیں ہلاک کرنے والا۔

فائدہ: یہ اللہ نے فرمایا ﴿ولعلك باخع نفسك﴾ یعنی شاید تو اپنی جان کو ہلاک کرنے والا ہے۔

﴿أَسَفًا﴾ نَدَمًا.

یعنی اسفا کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿ان لم يؤمنوا بهذا الحديث اسفا﴾ میں پچھتانا ہے یعنی اگر نہ ایمان لائیں ساتھ اس بات کے پچھتا کر اور کہا قتادہ نے کہ اس کے معنی ہیں غم ہے۔

﴿اَلْكَهْفُ﴾ اَلْفَتْحُ فِي الْجَبَلِ.

یعنی کہف کے معنی ہیں غار پہاڑ میں۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿ان اصحاب الكهف والرقيم كانوا من آياتنا عجبا﴾ یعنی کھوہ اور سرنگ والے ہماری قدرتوں میں عجب تھے۔

وَالرَّقِيْمُ الْكِتَابُ ﴿مَرْقُوْمٌ﴾ مَكْتُوْبٌ مِّنَ الرَّقْمِ.

یعنی رقیم کے معنی آیت مذکورہ میں ہیں نوشتہ اور مرقوم کے معنی ہیں لکھا ہوا مشتق ہے رقم سے ساتھ معنی لکھنے کے

فائدہ: رقیم کے معنی میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ غار ہے پہاڑ میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نام

ہے ایک وادی کا درمیان ایلہ اور غضبان کے اور ایلہ نزدیک فلسطین کے ہے اور اصحاب کہف اس وادی میں تھے کعب نے کہا کہ ان کے گاؤں کا نام ہے۔ (ت)

﴿رَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ﴾ أَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا ﴿لَوْلَا أَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِهَا﴾.

یعنی ربطنا علی قلوبهم کے معنی ہیں کہ ہم نے ان کو صبر الہام کیا یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿و ربطنا علی قلوبهم﴾ ﴿ لولا ان ربطنا علی قلبها﴾ یعنی اسی مادے سے ہے اس جگہ ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے واسطے موافقت اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ سورۂ قصص میں ہے۔

﴿شَطَطًا﴾ إِفْرَاطًا.

یعنی شططا کے معنی ہیں زیادتی۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿لقد قلنا اذا شططا﴾ یعنی البتہ کہی ہم نے بات زیادتی کی یعنی حق سے دور۔

اَلْوَصِيْدُ الْفِنَاءُ جَمْعُهٗ وَصَائِدُ وَوُصُدٌ وَّيُقَالُ الْوَصِيْدُ الْبَابُ ﴿مُؤْصَدَةٌ﴾ مُطْبَقَةٌ اٰصَدَ الْبَابَ وَأَوْصَدَ.

یعنی معنی وصید کے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿وکلبهم باسط ذراعيه بالوصيد﴾ صحن کے ہیں اور جمع اس کی وصائد اور وصد ہے اور کہا جاتا ہے کہ وصید کے معنی دروازے کے بھی ہیں اور موصدة کے معنی ہیں دروازہ بند کیا ہوا اور کہا جاتا ہے اصد الباب واوصده یعنی بند کیا اس نے دروازے کو۔

﴿بَعَثْنَاهُمْ﴾ أَحْيَيْنَاهُمْ.

یعنی بعثنا کے معنی ہیں ہم نے ان کو زندہ کیا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وکذلك بعثناهم ليتساءلوا بينهم﴾ یعنی اسی طرح ان کو زندہ کیا ہم نے تاکہ آپس میں پوچھیں اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے عکرمہ سے کہا کہ اصحاب کہف بادشاہزادے تھے گوشہ گیر ہوئے اپنی قوم سے پہاڑ کے غار میں سو جھگڑا کیا انہوں نے روح اور بدن میں کسی نے کہا کہ قیامت کے دن روح اور بدن دونوں اٹھائے جائیں گے اور کسی نے کہا کہ فقط روح ہی اٹھایا جائے گا اور بدن کو تو زمین کھا جاتی ہے سو اللہ نے ان کو مارا پھر زندہ کیا پھر اس نے باقی قصہ بیان کیا یعنی جو قرآن میں ہے۔ (فتح)

﴿أَزْكٰى﴾ أَكْثَرُ وَيُقَالُ أَحَلُّ وَيُقَالُ أَكْثَرُ رَيْعًا.

اور ازکی کے معنی ہیں اکثر یعنی جو شہر والوں کا زیادہ کھانا ہے وہ لائے اور بعض کہتے ہیں کہ ازکی کے معنی ہیں زیادہ حلال کھانا اور بعض کہتے ہیں کہ ازکی کے معنی

ہیں اکثر لطافت میں۔

فائدہ:ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معنی اس کے ہیں زیادہ تر حلال اور ان کا دستور تھا کہ بتوں کے واسطے جانور ذبح کرتے تھے یعنی اس آیت میں ﴿فلینظر ایھا ازکی طعاما﴾ یعنی سو چاہیے کہ غور کرے کہ کون سا کھانا اس شہر کا ستھرا ہے؟۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أُكُلَهَا﴾ ثَمَرُهَا.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اکلھا کے معنی ہیں پھل اس کا۔

فائدہ:اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿کلتا الجنتین آتت اکلھا﴾ یعنی دونوں باغ لائے اپنا پھل۔

﴿وَلَمْ تَظْلِمْ﴾ لَمْ تَنْقُصْ.

یعنی ولم تظلم کے معنی ہیں نہ گھٹایا۔

فائدہ:اللہ نے فرمایا﴿ولم تظلم منه شیئا﴾ یعنی نہ گھٹایا اس میں سے کچھ۔

وَقَالَ سَعِيدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الرَّقِيمُ اللَّوْحُ مِنْ رَّصَاصٍ كَتَبَ عَامِلُهُمْ أَسْمَآئَهُمْ ثُمَّ طَرَحَهُ فِيْ خِزَانَتِهِ.

یعنی اور کہا سعید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رقیم کے معنی ہیں تختی قلعی کی ان کے حاکم نے ان کے نام اس پر لکھ کر اس کو اپنے خزانے میں ڈال دیا تھا۔

فائدہ:شرح میں یہ عبارت بخاری کے قول الرقیم الکتاب کے ساتھ متصل ہے شاید متن میں یہاں قلم ناسخ سے سہوا لکھی گئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں رقیم کو نہ پہچانتا تھا کہ کیا ہے پھر میں نے اس سے پوچھا تو میرے واسطے کہا گیا کہ وہ اس گاؤں کا نام ہے جس سے وہ نکلے تھے اور اس کی سند ضعیف ہے۔(فتح)

فَضَرَبَ اللّٰهُ عَلٰى اٰذَانِهِمْ فَنَامُوْا.

یعنی اللہ نے ان کے کانوں پر پردہ ڈالا سو وہ سو گئے یعنی ﴿فضربنا علی آذانهم﴾ کے معنی ہیں کہ وہ سو گئے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ وَأَلَتْ تَئِلُ تَنْجُوْ.

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ والت تئل کے معنی ہیں نجات پائے۔

فائدہ:اللہ نے فرمایا﴿لن یجدوا من دونه موئلا﴾ یعنی بلکہ ان کے واسطے ایک وعدہ ہے کہ نہ پائیں گے اس سے علاوہ خلاصی کی جگہ۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَوْئِلًا﴾ مَحْرِزًا.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ موئلا کے معنی ہیں جگہ پناہ کی۔

فائدہ:مقصود یہ ہے کہ موئل مشتق ہے وال یئیل سے مثل ضرب یضرب کے اور یئل ساتھ معنی نجات پانے کے ہے پس موئل ساتھ معنی ملجا کے ہے یعنی پناہ کی جگہ اور اصل موئل کے معنی ہیں مرجع یعنی جگہ پھرنے کی۔(ت)

﴿لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا﴾ لَا يَعْقِلُوْنَ.

یعنی لا یستطیعون کے معنی ہیں نہیں سمجھتے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہے انسان سب چیز سے زیادہ جھگڑالو۔

٤٣٥٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهٗ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهٗ وَفَاطِمَةَ قَالَ أَلَا تُصَلِّيَانِ.

۴۳۵۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس کے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا تم دونوں تہجد کی نماز نہیں پڑھتے؟۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی مختصر ذکر کی اور مقصود باب کا ذکر نہیں یعنی جو خبر وحدیث کی اس ترجمہ کے مطابق تھی اس کو ذکر نہیں کیا تو یہ اس کی عادت کی بنا پر ہے کہ مطلب کو چھپا رکھتا ہے اور اشارہ کر دیتا ہے اور یہ اکثر اس کی عادت ہے اس کتاب میں جیسے کہ ناظر پر پوشیدہ نہیں اور اس حدیث کی پوری شرح رات کی نماز میں گزر چکی ہے اور اس میں ذکر ہے آیت مذکورہ کا اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے آخر میں کہ کیا تم نماز نہیں پڑھتے؟ زیادہ کیا ہے صنعانی کے نسخے میں اور ذکر کیا ہے حدیث اور آیت کو اس قول تک اکثر شیء جدلا۔ (فتح)

﴿رَجْمًا بِالْغَيْبِ﴾ لَمْ يَسْتَبِنْ.

یعنی رجما بالغیب کے معنی ہیں کہ ظاہر نہیں ہوا یعنی ان کو معلوم نہیں کہ اصحاب کہف کتنے مرد تھے بن دیکھے پتھر چلانا ہے۔

فائدہ: اور لوگوں کو اصحاب کہف کی تعداد میں اختلاف ہے بعض ان میں سے کہتے ہیں کہ تین ہیں چوتھا کتا ہے کہا گیا کہ یہ قول یہود کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ نصاریٰ نجران کے سردار کا قول ہے اور کہا نصاریٰ نے کہ پانچ ہیں چھٹا کتا ہے اور ان دونوں قولوں کے پیچھے اللہ نے رجما بالغیب فرمایا اور کہا مسلمانوں نے ساتھ خبر دینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ سات ہیں آٹھواں کتا ہے۔ (ق)

﴿فُرُطًا﴾ يُقَالُ نَدَمًا.

یعنی فرطا کے معنی ہیں پچھتانا۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وكان امره فرطا﴾ یعنی تھا کام اس کا پچھتانا، اور کہا ابو عبیدہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ فرطا کے معنی ہیں ضائع کرنا اور بے جا خرچ کرنا۔

﴿سُرَادِقُهَا﴾ مِثْلُ السُّرَادِقِ وَالْحُجْرَةِ

یعنی سرادق کے معنی ہیں قناتیں جیسے خیموں کی قناتیں

الَّتِي تُطِيفُ بِالْفَسَاطِيطِ.
ہوتی ہیں اور وہ ایک حجرہ ہے جس کا ارد گرد خیموں سے گھیرا گیا ہو۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿انا اعتدنا للظالمين نارا احاط بهم سرادقها﴾ یعنی ہم نے تیار کی ہے واسطے ظالموں کے آگ کہ گھیر رہی ہیں ان کو اس کی قناتیں، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد سرادق سے آگ کی دیوار ہے۔

﴿يُحَاوِرُهُ﴾ مِنَ الْمُحَاوَرَةِ.
یعنی یحاورہ مشتق ہے محاورہ سے۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وهو يحاوره﴾ اور وہ اس سے گفتگو کرنے لگا اور محاورہ کے معنی ہیں گفتگو کرنا۔

﴿لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ﴾ أَيْ لٰكِنْ أَنَا ﴿هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ﴾ ثُمَّ حَذَفَ الْأَلِفَ وَأَدْغَمَ إِحْدَى النُّوْنَيْنِ فِي الْأُخْرٰى.
یعنی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لكنا هو الله ربی﴾ اصل میں یوں تھا لکن انا هو الله ربی پھر حذف کیا الف کو اور ادغام کیا ایک نون دوسرے میں۔

﴿زَلَقًا﴾ لَا يَثْبُتُ فِيْهِ قَدَمٌ.
اور زلقا کے معنی ہیں جس میں قدم نہ ٹھہرے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿فتصبح صعيدا زلقا﴾ یعنی ہو جائے زمین میدان جس میں پاؤں نہ ٹھہرے۔

﴿هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ﴾ مَصْدَرُ الْوَلِيِّ.
یعنی ولایت اللہ کے قول ﴿هنالك الولاية﴾ میں مصدر ہے ولی کا یعنی وہاں سب اختیار اللہ کا ہے۔

فائدہ: یعنی ولی مشتق ہے ولایت سے اور جمہور کی قرأت ساتھ فتح واؤ کے ہے اور بعض زیر واؤ کے ساتھ پڑھتے ہیں اور انکار کیا ہے اس سے ابو عمر اور اصمعی نے اس واسطے کہ جو زیر کے ساتھ ہے اس کے معنی بادشاہی اور سرداری کے ہیں اور وہ اس جگہ ٹھیک نہیں آتے اور بعض نے کہا کہ دونوں کے ایک معنی ہیں خواہ زبر کے ساتھ ہو یا زیر کے۔ (فتح)

﴿عُقُبًا﴾ عَاقِبَةٌ وَّعُقْبٰى وَعُقْبَةٌ وَّاحِدٌ وَّهِيَ الْاٰخِرَةُ.
اور عقبا کے معنی ہیں عاقب یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿خير عقبا﴾ یعنی بہتر ہے از روئے بدلہ دینے کے اور عقبیٰ اور عقبہ کے ایک معنی ہیں اور وہ آخرت ہے۔

فائدہ: یعنی ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی آخرت۔

﴿قِبَلًا﴾ وَقُبُلًا وَّقَبَلًا اِسْتِئْنَافًا.
یعنی ان تینوں لفظوں کے معنی ہیں سامنے آنا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿او ياتيهم العذاب قبلا﴾ یعنی یا آئے ان کو عذاب سامنے۔

﴿لِيُدْحِضُوْا﴾ لِيُزِيْلُوْا الدَّحْضُ الزَّلَقُ.
یعنی لیدحضوا کے معنی ہیں تا کہ دور کریں۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿لیدحضوا به الحق﴾ یعنی تا کہ دور کریں ساتھ اس کے حق کو اور دحض کے معنی ہیں پھسلنا، کہا جاتا ہے مکان دحض یعنی مکان ہے پھسلانے والا اس میں کسی جانور کا قدم اور کھر نہیں ٹھہر سکتا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتّٰى أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا﴾ زَمَانًا وَّجَمْعُهُ أَحْقَابٌ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان کو کہ میں ہمیشہ چلتا رہوں گا یہاں تک کہ پہنچوں دو دریا کے ملاپ تک یا چلا جاؤں بہت زمانہ اور حقب کی جمع احقاب ہے۔

فائدہ: مجمع البحرین کی جگہ میں اختلاف ہے روایت کی ہے عبدالرزاق نے کہ وہ فارس اور روم کا سمندر ہے اور سدی سے روایت ہے کہ وہ دونوں کر اور رس ہیں جس جگہ سمندر میں گرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بحر اردن اور قلزم ہے اور محمد بن کعب قرظی نے کہا کہ مجمع البحرین طنجہ میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ارمینیہ کا سمندر ہے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ہے کہ افریقہ میں ہے اور یہ سخت اختلاف ہے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے قتادہ سے کہ حقب کے معنی ہیں زمانہ اور ابن منذر نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ اسی برس کا ہوتا ہے اور مجاہد سے روایت ہے کہ وہ ستر برس کا ہوتا ہے۔

٤٣٥٦ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوْسٰى صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوْسٰى صَاحِبَ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ مُوْسٰى قَامَ خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ إِنَّ لِيْ عَبْدًا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰى يَا رَبِّ فَكَيْفَ لِيْ بِهِ قَالَ تَأْخُذُ

۴۳۵۶۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی گمان کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کا ساتھی وہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کا ساتھی نہیں یعنی جو موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کے ساتھ رہا تھا وہ اور ہے اور جو موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں مشہور پیغمبر ہوئے ہیں وہ اور ہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ کا دشمن نوف جھوٹا ہے حدیث بیان کی مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی قوم میں کھڑے خطبہ پڑھتے تھے سو کسی نے پوچھا کہ آدمیوں میں کون بڑا عالم ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں ہوں، سو اللہ نے ان پر غصہ کیا اس واسطے کہ اس نے علم کو اللہ کی طرف نہ پھیرا یعنی یوں نہ کہا، واللہ اعلم۔ چونکہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ بیشک میرا ایک بندہ ہے دو سمندروں کے سنگم کے پاس وہ

مَعَكَ حُوْتًا فَتَجْعَلُهُ فِي مِكْتَلٍ فَحَيْثُمَا فَقَدْتَّ الْحُوْتَ فَهُوَ ثَمَّ فَأَخَذَ حُوْتًا فَجَعَلَهُ فِي مِكْتَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ بِفَتَاهُ يُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ حَتّٰى إِذَا أَتَيَا الصَّخْرَةَ وَضَعَا رُؤُوْسَهُمَا فَنَامَا وَاضْطَرَبَ الْحُوْتُ فِي الْمِكْتَلِ فَخَرَجَ مِنْهُ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ ﴿فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ وَأَمْسَكَ اللّٰهُ عَنِ الْحُوْتِ جِرْيَةَ الْمَآءِ فَصَارَ عَلَيْهِ مِثْلَ الطَّاقِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ صَاحِبُهُ أَنْ يُّخْبِرَهُ بِالْحُوْتِ فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتَهُمَا حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ قَالَ مُوْسٰى ﴿لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا﴾ قَالَ وَلَمْ يَجِدْ مُوْسَى النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَا الْمَكَانَ الَّذِيْ أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا أَنْسَانِيْهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا﴾ قَالَ فَكَانَ لِلْحُوْتِ سَرَبًا وَّلِمُوْسٰى وَلِفَتَاهُ عَجَبًا فَقَالَ مُوْسٰى ﴿ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِيْ فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ قَالَ رَجَعَا يَقُصَّانِ اٰثَارَهُمَا حَتّٰى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُّسَجًّى ثَوْبًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوْسٰى فَقَالَ الْخَضِرُ وَأَنّٰى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ قَالَ نَعَمْ أَتَيْتُكَ

تجھ سے زیادہ عالم ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب! میرا اور اس کا کیسے ملاپ ہو؟ اللہ نے فرمایا کہ تو اپنے ساتھ ایک بھنی ہوئی مچھلی کو لے پھر اس کو ایک زنبیل یعنی ٹوکری میں رکھ سو جہاں وہ مچھلی تجھ سے چھوٹ جائے تو وہ اسی جگہ میں ہوگا سو موسیٰ علیہ السلام نے ایک مچھلی لے کر ٹوکری میں رکھ لی پھر روانہ ہوئے اور اپنے خادم یوشع بن نون کو اپنے ساتھ لیا یہاں تک کہ جب سنگم کے پتھر کے پاس آئے تو دونوں سر ٹیک کر سو گئے اور مچھلی آب حیات کی تاثیر سے پھڑکی اور اس سے نکل کر سمندر میں گر پڑی اور اس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرنگ بنا کر اور اللہ نے جہاں سے مچھلی گئی تھی پانی کا بہاؤ بند کر رکھا سو وہ طاق سا ہو گیا پھر جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو ان کے ساتھی یعنی یوشع ان سے مچھلی کا قصہ کہنا بھول گئے سو وہ دونوں چلے جتنا کہ رات اور دن باقی رہا یہاں تک کہ جب دوسرا دن ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ لا ہمارے پاس ہمارا چاشت کا کھانا البتہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب تک اس جگہ سے جس کو اللہ نے فرمایا تھا نہ بڑھے نہ تھکے تھے ان کے خادم نے کہا یہ تو بتلایئے کہ جب ہم آئے تھے پتھر کے پاس تو میں مچھلی کا قصہ کہنا آپ سے بھول گیا اور نہیں بھلایا مجھ کو مچھلی کی یاد سے مگر شیطان نے اور راہ لی مچھلی نے دریا میں عجیب طرح یعنی بھنی مچھلی کا زندہ ہو کر دریا میں چلا جانا اور اس کی راہ میں دریا کے پانی کا خشک ہو جانا عجیب بات ہے کہ کبھی دیکھنے، سننے میں نہیں آئی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مچھلی نے تو راہ لی اور موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خادم کو تعجب ہوا سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہی تو ہم چاہتے تھے پھر الٹے قدموں پلٹے حضرت ﷺ

لِتُعَلِّمَنِيْ مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا قَالَ ﴿إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ يَا مُوْسٰى إِنِّيْ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ لَا تَعْلَمُهُ أَنْتَ وَأَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا أَعْلَمُهُ فَقَالَ مُوْسٰى ﴿سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَا أَعْصِيْ لَكَ أَمْرًا﴾ فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ ﴿فَإِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْأَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ سَفِيْنَةٌ فَكَلَّمُوْهُمْ أَنْ يَّحْمِلُوْهُمْ فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوْهُمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ لَمْ يَفْجَأْ إِلَّا وَالْخَضِرُ قَدْ قَلَعَ لَوْحًا مِنْ أَلْوَاحِ السَّفِيْنَةِ بِالْقَدُوْمِ فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى قَوْمٌ قَدْ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَّ إِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا ﴿لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ أَمْرِيْ عُسْرًا﴾ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتِ الْأُوْلٰى مِنْ مُّوْسٰى نِسْيَانًا قَالَ وَجَآءَ عُصْفُوْرٌ فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا عِلْمِيْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا مِثْلُ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنْ هٰذَا الْبَحْرِ ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِيْنَةِ فَبَيْنَا هُمَا يَمْشِيَانِ

نے فرمایا سو وہ دونوں پھرے قدم پر قدم ڈالتے یعنی اپنے قدموں کا نشان ڈھونڈتے یہاں تک کہ سنگم کے پتھر کے پاس پہنچے تو اچانک وہاں دیکھا کہ ایک مرد ہے کپڑا لپیٹے ہوئے سو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کہا تو خضر علیہ السلام نے کہا کہ تیرے ملک میں سلام کہاں؟ یعنی اس ملک میں سلام کی رسم نہیں تو نے سلام کیسے کہا؟ سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں، خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا تو قوم بنی اسرائیل کا موسیٰ ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہاں! میں تیرے پاس آیا ہوں تا کہ تو مجھ کو سکھلائے جو اللہ نے تجھ کو علم سکھلایا ہے، خضر علیہ السلام نے کہا کہ بیشک تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکے گا، اے موسیٰ! اللہ کے بے شمار علم سے مجھ کو ایک علم ہے کہ مجھ کو اللہ نے سکھلایا ہے کہ تو اس علم کو نہیں جانتا اور تجھ کو اللہ کے علم سے ایک علم ہے کہ تجھ کو اللہ نے سکھلایا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر اللہ نے چاہا تو تو مجھ کو ثابت پائے گا اور میں تیرے حکم کے برخلاف نہ کروں گا پھر خضر علیہ السلام نے کہا کہ اگر تو میری پیروی کرتا ہے تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا جب تک کہ میں اس کا ذکر نہ کروں پھر دونوں روانہ ہوئے دریا کے کنارے کنارے چلے جاتے تھے سو ادھر سے ایک کشتی گزری تو کشتی والوں سے تینوں آدمیوں کے چڑھا لینے کی بات چیت کی سو وہ پہچان گئے خضر علیہ السلام کو تو انہوں نے ان کو کرایہ لینے کے بغیر چڑھا لیا پھر جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو کچھ دیر نہ لگی کہ خضر علیہ السلام نے کلہاڑے سے کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا ان لوگوں نے ہم کو بے کرایہ چڑھا لیا تو نے ان کی کشتی کو قصد کر کے پھاڑ ڈالا تا کہ تو لوگوں کو ڈبو دے البتہ عجیب بات تجھ سے ہوئی

عَلَى السَّاحِلِ إِذْ أَبْصَرَ الْخَضِرُ غُلَامًا يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ رَأْسَهُ بِيَدِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى ﴿أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَّقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ قَالَ وَهٰذِهِ أَشَدُّ مِنَ الْأُولَى ﴿قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّي عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُّضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَّنْقَضَّ﴾ قَالَ مَائِلٌ فَقَامَ الْخَضِرُ فَأَقَامَهُ بِيَدِهِ فَقَالَ مُوسَى قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُونَا وَلَمْ يُضَيِّفُونَا ﴿لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿ذٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا أَنَّ مُوسَى كَانَ صَبَرَ حَتَّى يَقُصَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَّأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَكَانَ يَقْرَأُ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنِينَ.

خضر علیہ السلام نے کہا میں نے تجھ سے کہا تھا کہ بیشک تجھ سے میرے ساتھ رہا نہ جائے گا موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھ کو میری بھول چوک پر نہ پکڑ اور مجھ پر مشکل نہ ڈال یعنی میں نے بھولے سے کہا معاف کیجیے تنگی نہ پکڑیے ، راوی نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی بار کا پوچھنا موسیٰ علیہ السلام سے بھولے سے ہوا ، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ایک چڑیا آئی سو کشتی کے کنارے پر بیٹھی پھر اس نے ایک بار سمندر میں چونچ ڈبوئی سو خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ نہیں ہے میرا علم اور تیرا علم اللہ کے علم سے مگر اس کے برابر جتنا اس چڑیا نے اس سمندر سے پانی لیا یعنی اللہ کا علم مثل سمندر کے ہے اور ہمارا اور تمہارا علم قطرے کے برابر جتنا اس چڑیا نے اپنی چونچ میں اٹھایا پھر دونوں کشتی سے نکلے سو جس حال میں کہ وہ سمندر کے کنارے چلے جاتے تھے کہ یکا یک خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا ہے سو خضر علیہ السلام نے اس کے سر کو اپنے ہاتھ سے پکڑا پھر اس کا سر اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا سو اس کو مار ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کیا تو نے مار ڈالا معصوم جان کو بغیر کسی جان کے بدلے میں یعنی اس نے کسی کا خون نہ کیا تھا جس کے بدلے تو اس کو مارتا البتہ تجھ سے برا کام ہوا ہے، خضر علیہ السلام نے کہا بھلا میں نے تجھ سے نہ کہہ دیا تھا کہ تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکے گا ، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسرا عتاب پہلے سے بہت کڑا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر میں تجھ سے کوئی بات پوچھوں اسکے بعد تو مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھنا تو نے میرا عذر بہت مانا پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک بستی والوں کے پاس پہنچے ان لوگوں سے کھانا مانگا تو ان لوگوں نے ان کی مہمانی نہ کی سو دونوں نے ایک دیوار کو پایا

کہ گرنا چاہتی تھی، راوی نے کہا کہ وہ جھک رہی تھی سو خضر علیہ السلام نے اٹھ کر اس کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ قوم والے ہیں کہ ہم ان کے پاس آئے سوانہوں نے نہ ہم کو کھانا کھلایا نہ ہماری ضیافت کی اگر تو چاہتا تو دیوار کے سیدھے کر دینے کی مزدوری لیتا، خضر علیہ السلام نے کہا اسی وقت میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے سو اب میں بتلاؤں تجھ کو بیان ان تین باتوں کا جن پر تو صبر نہ کر سکا، پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے جی نے چاہا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے اور ہر بات کی وجہ نہ پوچھتے تو بہت قصہ ان کا ہم کو معلوم ہوتا اور اللہ کے کاموں کی حکمتیں بہت لوگوں کو معلوم ہوتیں، کہا سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ﴿ورائهم ملك﴾ کی جگہ امامهم ملك پڑھتے تھے اور اس میں صالحہ کا لفظ زیادہ کرتے تھے اور اگلی آیت کو یوں پڑھتے تھے واما الغلام فکان کافر او کان ابواہ مومنین یعنی اور قرآن میں مشہور قرأت یوں ہے ﴿واما الغلام فکان ابواہ مؤمنین﴾ اور پہلی قرأت شاذ ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آتی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ مَذْهَبًا يَسْرُبُ يَسْلُكُ وَمِنْهُ ﴿وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پھر جب پہنچے دو سمندروں کے ملاپ کی جگہ میں تو بھول گئے اپنی مچھلی کو سو اس نے اپنی راہ لی سمندر میں سرنگ بنا کر اور سربا کے معنی ہیں جگہ جانے کی یعنی راہ اور یسرب کے معنی ہیں چلتا ہے اور اسی باب سے ہے سارب بالنهار جو سورۂ رعد میں واقع ہے یعنی چلنے والا۔

۴۳۵۷ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ

۴۳۵۷۔ کہا سعید نے کہ البتہ ہم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے ان کے گھر میں جب کہ کہا مجھ سے پوچھو یعنی جو

قَالَ أَخْبَرَنِيْ يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَّ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيْدُ أَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ بَيْتِهِ إِذْ قَالَ سَلُوْنِيْ قُلْتُ أَيْ أَبَا عَبَّاسٍ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَآءَكَ بِالْكُوْفَةِ رَجُلٌ قَاصٌّ يُقَالُ لَهُ نَوْفٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ لَيْسَ بِمُوْسٰى بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ أَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ لِيْ قَالَ قَدْ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ وَأَمَّا يَعْلٰى فَقَالَ لِيْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِيْ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوْسٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ ذَكَّرَ النَّاسَ يَوْمًا حَتّٰى إِذَا فَاضَتِ الْعُيُوْنُ وَرَقَّتِ الْقُلُوْبُ وَلّٰى فَأَدْرَكَهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ فِي الْأَرْضِ أَحَدٌ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ لَا فَعَتَبَ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَى اللّٰهِ قِيْلَ بَلٰى قَالَ أَيْ رَبِّ فَأَيْنَ قَالَ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ قَالَ أَيْ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ عَلَمًا أَعْلَمُ ذٰلِكَ بِهِ فَقَالَ لِيْ عَمْرٌو قَالَ حَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوْتُ وَقَالَ لِيْ يَعْلٰى قَالَ خُذْ نُوْنًا مَيِّتًا حَيْثُ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَأَخَذَ حُوْتًا فَجَعَلَهُ فِيْ مِكْتَلٍ فَقَالَ لِفَتَاهُ لَا أُكَلِّفُكَ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنِيْ بِحَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوْتُ قَالَ مَا كَلَّفْتَ كَثِيْرًا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿وَإِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتَاهُ﴾

چاہو، میں نے کہا اے ابوالعباس! اللہ مجھ کو تجھ پر قربان کرے، کوفہ میں ایک مرد ہے واعظ جو لوگوں پر قصے بیان کرتا ہے اس کو نوف کہا جاتا ہے یعنی اس کا نام نوف ہے وہ گمان کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کا ساتھی وہ موسیٰ بنی اسرائیل کا ساتھی نہیں، عمرو نے تو مجھ کو کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے اور یعلی نے مجھ سے یوں کہا کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ کا پیغمبر ہے ایک دن انہوں نے لوگوں کو وعظ کیا یہاں تک کہ جب آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل نرم ہوئے تو پیٹھ دے کر چلے سو ایک مرد نے ان کو پایا سو اس نے کہا اے پیغمبر اللہ کے کیا زمین میں کوئی زیادہ تجھ سے عالم ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں! تو اللہ نے ان پر غصہ کیا اس واسطے کہ انہوں نے علم کو اللہ کی طرف نہ پھیرا اللہ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! تجھ سے زیادہ عالم بھی ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب! وہ کہاں ہے؟ فرمایا دو سمندروں کے ملاپ کی جگہ میں موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب! میرے واسطے کوئی نشانی ٹھہرا جس سے میں اس جگہ کو جانوں، یعنی جس جگہ میں ہیں طلب کروں، ابن جریج کہتا ہے سو عمرو نے مجھ سے کہا جس جگہ مچھلی تجھ سے جدا ہو یعنی تو وہ اس جگہ ہوگا اور یعلی نے مجھ سے کہا کہ اپنے ساتھ مری ہوئی مچھلی لے یعنی بھنی ہوئی مچھلی لے جس جگہ اس میں روح پھونکی جائے یعنی تو وہ اس جگہ ہوگا سو موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی لے کر ٹوکری میں رکھ لی اور اپنے خادم سے کہا کہ میں تجھ کو تکلیف نہیں دیتا مگر یہ کہ تو مجھ کو خبر کر دے اس جگہ کی جس جگہ تجھ سے مچھلی جدا ہو اس نے کہا کہ یہ کچھ بڑی بات نہیں سو یہی

يُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ لَيْسَتْ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ فِيْ ظِلِّ صَخْرَةٍ فِيْ مَكَانٍ ثَرْيَانَ إِذْ تَضَرَّبَ الْحُوْتُ وَمُوْسٰى نَآئِمٌ فَقَالَ فَتَاهُ لَا أُوْقِظُهُ حَتّٰى إِذَا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ أَنْ يُّخْبِرَهُ وَتَضَرَّبَ الْحُوْتُ حَتّٰى دَخَلَ الْبَحْرَ فَأَمْسَكَ اللّٰهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْبَحْرِ حَتّٰى كَأَنَّ أَثَرَهُ فِيْ حَجَرٍ قَالَ لِيْ عَمْرٌو هٰكَذَا كَأَنَّ أَثَرَهُ فِيْ حَجَرٍ وَّحَلَّقَ بَيْنَ إِبْهَامَيْهِ وَاللَّتَيْنِ تَلِيَانِهِمَا ﴿لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا﴾ قَالَ قَدْ قَطَعَ اللّٰهُ عَنْكَ النَّصَبَ لَيْسَتْ هٰذِهِ عَنْ سَعِيْدٍ أَخْبَرَهُ فَرَجَعَا فَوَجَدَا خَضِرًا قَالَ لِيْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ سُلَيْمَانَ عَلٰى طِنْفِسَةٍ خَضْرَآءَ عَلٰى كَبِدِ الْبَحْرِ. قَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ مُسَجًّى بِثَوْبِهِ قَدْ جَعَلَ طَرَفَهُ تَحْتَ رِجْلَيْهِ وَطَرَفَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوْسٰى فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ هَلْ بِأَرْضِيْ مِنْ سَلَامٍ مَّنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا شَأْنُكَ قَالَ جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِيْ مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا قَالَ أَمَا يَكْفِيْكَ أَنَّ التَّوْرَاةَ بِيَدَيْكَ وَأَنَّ الْوَحْيَ يَأْتِيْكَ يَا مُوْسٰى إِنَّ لِيْ عِلْمًا لَا يَنْبَغِيْ لَكَ أَنْ تَعْلَمَهُ وَإِنَّ لَكَ عِلْمًا لَا يَنْبَغِيْ لِيْ أَنْ أَعْلَمَهُ فَأَخَذَ طَآئِرٌ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا عِلْمِيْ وَمَا عِلْمُكَ فِيْ جَنْبِ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا

مطلب ہے اللہ کے اس قول کا قرآن میں کہ جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم یوشع بن نون سے یہ زیادتی سعید رضی اللہ عنہ سے نہیں ، یعنی ابن جریج نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کے خادم کا نام سعید کی روایت میں نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو جس حالت میں کہ وہ پتھر کے سائے میں لیٹے تھے تر جگہ میں کہ اچانک مچھلی پھڑکی اور موسیٰ علیہ السلام سوتے تھے تو ان کے خادم نے کہا کہ میں ان کو نہیں جگاتا یہاں تک کہ جب جاگے تو ان کا خادم ان کو مچھلی کی خبر دینا بھول گیا اور مچھلی پھڑکی یہاں تک کہ دریا میں داخل ہوئی سو اللہ نے اس سے پانی کا بہاؤ بند کر رکھا یہاں تک کہ گویا نشان اس کا پتھر میں ہے، ابن جریج کہتا ہے کہ عمرو نے مجھ سے کہا اور اس طرح جیسے نشان اس کا پتھر میں ہے اور اپنے دونوں انگوٹھے اور ان کے پاس والی دونوں انگلیوں کے درمیان حلقہ کیا البتہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی ، یوشع نے کہا کہ اللہ نے تجھ سے تکلیف دور کی، ابن جریج کہتا ہے کہ یہ زیادتی سعید کی روایت میں نہیں یوشع نے موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی سو دونوں پھرے تو دونوں نے خضر علیہ السلام کو پایا، ابن جریج کہتا ہے کہ عثمان نے مجھ سے کہا کہ سبز فرش پر دریا کے بیچ میں، کہا سعید نے کپڑا لپیٹے اس کی ایک طرف اپنے دونوں پاؤں کے نیچے کی ہے اور دوسری طرف اپنے سر کے نیچے سو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کیا سو اس نے اپنا منہ کھولا اور کہا کہ میری زمین میں سلام نہیں ، تو کون ہے؟ کہا کہ میں موسیٰ ہوں ، کہا قوم بنی اسرائیل کا موسیٰ ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں! کہا کیا حال ہے تیرا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں آیا ہوں تیرے پاس تا کہ تو مجھ کو سکھلا دے جو اللہ نے تجھ کو سکھلایا ہے راہنمائی سے خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا تجھ کو

كَمَا أَخَذَ هٰذَا الطَّآئِرُ بِمِنْقَارِهٖ مِنَ الْبَحْرِ حَتّٰى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ وَجَدَا مَعَابِرَ صِغَارًا تَحْمِلُ أَهْلَ هٰذَا السَّاحِلِ إِلٰى أَهْلِ هٰذَا السَّاحِلِ الْأٰخَرِ عَرَفُوْهُ فَقَالُوْا عَبْدُاللّٰهِ الصَّالِحُ قَالَ قُلْنَا لِسَعِيْدٍ خَضِرٌ قَالَ نَعَمْ لَا نَحْمِلُهٗ بِأَجْرٍ فَخَرَقَهَا وَوَتَدَ فِيْهَا وَتِدًا قَالَ مُوْسٰى ﴿أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ مُنْكَرًا ﴿قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ كَانَتِ الْأُوْلٰى نِسْيَانًا وَّالْوُسْطٰى شَرْطًا وَّالثَّالِثَةُ عَمْدًا ﴿قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ أَمْرِيْ عُسْرًا﴾ لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهٗ قَالَ يَعْلٰى قَالَ سَعِيْدٌ وَّجَدَ غِلْمَانًا يَّلْعَبُوْنَ فَأَخَذَ غُلَامًا كَافِرًا ظَرِيْفًا فَأَضْجَعَهٗ ثُمَّ ذَبَحَهٗ بِالسِّكِّيْنِ ﴿قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ﴾ لَمْ تَعْمَلْ بِالْحِنْثِ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَرَأَهَا زَكِيَّةً ﴿زَاكِيَةً﴾ مُسْلِمَةً كَقَوْلِكَ غُلَامًا زَكِيًّا فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا جِدَارًا يُّرِيْدُ أَنْ يَّنْقَضَّ فَأَقَامَهٗ قَالَ سَعِيْدٌ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَهٗ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَعْلٰى حَسِبْتُ أَنَّ سَعِيْدًا قَالَ فَمَسَحَهٗ بِيَدِهٖ فَاسْتَقَامَ ﴿لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا﴾ قَالَ سَعِيْدٌ أَجْرًا نَّأْكُلُهٗ ﴿وَكَانَ وَرَآءَهُمْ﴾ وَكَانَ أَمَامَهُمْ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَّزْعُمُوْنَ عَنْ غَيْرِ سَعِيْدٍ أَنَّهٗ هُدَدُ بْنُ

کفایت نہیں کرتا یہ کہ تیرے ہاتھ میں توارت ہے اور تیرے پاس وحی آتی ہے، اے موسیٰ! بیشک مجھ کو ایک علم ہے کہ تجھ کو لائق نہیں کہ تو اس کو جانے یعنی وہ سب علم اور بیشک تجھ کو ایک علم ہے کہ مجھ کو لائق نہیں کہ میں اس کو جانوں یعنی وہ سارا علم تو ایک پرندے نے اپنی چونچ میں سمندر سے پانی اٹھایا اور کہا خضر علیہ السلام نے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں میرا علم اور تیرا علم اللہ کے علم کے پاس مگر اس کے برابر جتنا اس پرندے نے اپنی چونچ میں سمندر سے پانی لیا یہاں تک کہ جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے یعنی انہوں نے چھوٹی چھوٹی کشتیاں پائیں کہ اس کنارے والوں کو اس دوسرے کنارے والوں کی طرف چڑھا لے جاتے ہیں تو وہ خضر علیہ السلام کو پہچان گئے یعنی اس واسطے کہ وہ لوگ پہلے سے اس کو جانتے تھے کہ یہ بزرگ ہیں سو انہوں نے کہا کہ یہ اللہ کا بندہ نیک ہے (راوی کہتا ہے کہ ہم نے سعید سے کہا انہوں نے کس کو نیک بندہ کہا؟ اس نے کہا کہ خضر علیہ السلام کو) ہم اس کو کرائے سے نہیں چڑھاتے یعنی بغیر کرایہ کے چڑھا لے گئے سو خضر علیہ السلام نے کشتی کو پھاڑ ڈالا اور اس میں میخ گاڑی کہا موسیٰ علیہ السلام نے کیا تو نے اس کو پھاڑ ڈالا تا کہ اس کے لوگوں کو ڈبو دے البتہ تجھ سے برا کام ہوا، کہا مجاہد نے کہ امرا کے معنی ہیں منکر خضر علیہ السلام نے کہا کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ بیشک تجھ سے میرے ساتھ رہا نہ جائے گا پہلا سوال بھولے سے تھا اور دوسرا شرط سے اور تیسرا جان بوجھ کر کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ مجھ کو میری بھول چوک پر نہ پکڑ اور مجھ پر میرا کام مشکل نہ بنا پھر دونوں ایک لڑکے سے ملے خضر علیہ السلام نے اس کو مار ڈالا، یعلی راوی کہتا ہے کہ سعید نے کہا کہ خضر علیہ السلام نے لڑکے کھیلتے پائے سو ایک لڑکے کافر معصوم کو

بُدَدَ وَالْغُلَامُ الْمَقْتُوْلُ اسْمُهٗ يَزْعُمُوْنَ جَيْسُوْرَ ﴿مَلِكٌ يَّأْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا﴾ فَأَرَدْتُ إِذَا هِيَ مَرَّتْ بِهٖ أَنْ يَّدَعَهَا لِعَيْبِهَا فَإِذَا جَاوَزُوْا أَصْلَحُوْهَا فَانْتَفَعُوْا بِهَا وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ سَدُّوْهَا بِقَارُوْرَةٍ وَّمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ بِالْقَارِ ﴿كَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ﴾ وَكَانَ كَافِرًا ﴿فَخَشِيْنَا أَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا﴾ أَنْ يَّحْمِلَهُمَا حُبُّهٗ عَلٰى أَنْ يُّتَابِعَاهُ عَلٰى دِيْنِهٖ ﴿فَأَرَدْنَا أَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكَاةً وَّأَقْرَبَ رُحْمًا﴾ هُمَا بِهٖ أَرْحَمُ مِنْهُمَا بِالْأَوَّلِ الَّذِيْ قَتَلَ خَضِرٌ وَّزَعَمَ غَيْرُ سَعِيْدٍ أَنَّهُمَا أُبْدِلَا جَارِيَةً وَّأَمَّا دَاوُدُ بْنُ أَبِيْ عَاصِمٍ فَقَالَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ إِنَّهَا جَارِيَةٌ.

پکڑ کر لٹایا پھر اس کو چھری سے ذبح کر ڈالا، کہا موسیٰ علیہ السلام نے کیا تو نے مار ڈالا معصوم جان کو بغیر بدلے جان کے کہ گناہ نہیں کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کو زکیۃ پڑھتے تھے یعنی ساتھ صیغہ مبالغہ کے اور زاکیہ اسم فاعل کے وزن پر ساتھ معنی مسلمۃ کے ہے یعنی مسلمان جان مانند قول تیرے کے غلاما زکیا یعنی نفس کو بھی زکیہ کہتے ہیں جیسے لڑکے کو زکیہ کہتے ہیں پھر دونوں چلے سو دونوں نے ایک دیورا پائی کہ گرا چاہتی ہے سو خضر علیہ السلام نے اس کو سیدھا کر دیا، کہا سعید نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اور اپنا ہاتھ اٹھایا سو سیدھی ہو گئی، یعلی کہتا ہے میں گمان کرتا ہوں کہ سعید نے کہا کہ خضر علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس پر پھیرا تو وہ سیدھی ہو گئی اگر تو چاہتا تو دیوار سیدھی کرنے کی مزدوی لے لیتا، کہا سعید نے مزدوری کہ ہم اس کو کھاتے اور وراءھم کے معنی ہیں کہ ان کے آگے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو پڑھا ہے امامھم ملك یعنی ان کے آگے ایک بادشاہ تھا گمان کرتے ہیں غیر سعید سے کہ اس بادشاہ کا نام ہدد بن بدد ہے اور جس لڑکے کو خضر علیہ السلام نے مارا تھا گمان کرتے ہیں کہ اس کا نام جیسور ہے ان کے آگے ایک بادشاہ ظالم تھا کہ ہر کشتی درست کو چھین لیتا تھا سو میں نے چاہا کہ جب وہ اس پر گزرے تو اس کو عیب والی ہونے کے سبب سے چھوڑ دے گا اور جب وہ اس سے آگے بڑھیں تو اس کو درست کر کے اس سے نفع اٹھائیں کہتے ہیں یعنی بدلے اصلحوا کے اس کو شیشے سے بند کر کے اس سے فائدہ اٹھائیں اور بعض کہتے ہیں کہ تارکول سے بند کر کے فائدہ اٹھائیں اس کے ماں باپ مسلمان تھے اور وہ لڑکا کافر تھا سو ہم ڈرے کہ ان کو عاجز کرے زبردستی یعنی یہ کہ اس کی

محبت ان کو باعث ہو اس پر کہ اس کے دین کی پیروی کریں سو
ہم نے چاہا کہ بدلہ دے ان کو ان کا رب اس سے بہتر ستھرائی
میں اور قریب تر محبت میں یعنی ان کو اس کے ساتھ زیادہ محبت
ہو گی پہلے لڑکے سے جس کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا اور گمان کیا
سعید راوی کے غیر نے کہ اللہ نے ان کو اس کے بدلے لڑکی
دی اور لیکن داؤد سو کہا اس نے بہت راویوں سے کہ وہ لڑکی
ہے یعنی اس نے صرف لڑکی کا نام ہی لیا بدلنے کا نام نہیں لیا۔

فائدہ: یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ سے پوچھو تو اس سے معلوم ہوا کہ عالم کو یہ کہنا جائز ہے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ خود پسندی کا ڈر نہ ہو یا اس کی ضرورت ہو جیسے کہ علم کے بھول جانے کا خوف ہو اور یہ جو راوی نے کہا کہ اللہ مجھ کو تجھ پر قربان کرے تو اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو اس کو جائز رکھتا ہے برخلاف اس کے جو اس کو منع کرتا ہے وسیاتی البحث فیہ فی کتاب الادب اور یہ جو راوی نے کہا کہ وہ گمان کرتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کا موسیٰ نہیں تو ابن اسحاق کی روایت میں نزدیک نسائی کے ہے کہ سعید نے کہا اے ابو عباس! (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) نوف کعب احبار سے گمان کرتا ہے کہ جس موسیٰ نے علم کی طلب کی تھی یعنی حضرت خضر علیہ السلام سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ موسیٰ ابن میشا بن افراثیم بن یوسف علیہ السلام ہے اور ابن اسحاق نے مبتداء میں لکھا ہے کہ موسیٰ بن میشا موسیٰ بن عمران سے پہلے بنی اسرائیل میں پیغمبر تھا اور اہل کتاب گمان کرتے ہیں کہ وہی خضر علیہ السلام کے ساتھ رہا تھا اور یہ جو کہا کہ لیکن عمرو سو اس نے مجھ سے کہا تو مراد ابن جریج کی یہ ہے کہ یہ کلمہ واقع ہوا ہے بیچ روایت عمرو بن دینار کے سوائے روایت یعلی کے اور یہ جو کہا کہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے تو یہ محمول ہے اوپر مبالغہ کے بیچ زجر اور تنبیہ کے اس گفتگو سے اور پہلے اس مسئلے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حر کے درمیان گفتگو ہوئی تھی اور دونوں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ جب آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل نرم ہوئے تو پیٹھ پھیری تو اس میں ہے کہ جب واعظ کا وعظ سے سننے والوں میں اثر پیدا ہوا اور ڈریں اور روئیں تو لائق ہے کہ تخفیف کی جائے وعظ میں تا کہ تھک نہ جائیں اور یہ جو کہا کہ ایک مرد نے اس کو پایا تو یہ چاہتا ہے کہ سائل نے یہ سوال موسیٰ علیہ السلام سے خطبے سے فارغ ہونے کے بعد کیا تھا اور ظاہر یہ ہے کہ سوال خطبے کے بعد واقع ہوا تھا لیکن موسیٰ علیہ السلام ابھی مجلس سے جدا نہ ہوئے تھے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حر بن قیس کے تنازع میں ہے کہ جس حالت میں کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی قوم میں تھے کہ اچانک ایک مرد ان کے پاس آیا الحدیث اور یہ جو کہا کہ زمین میں کوئی تجھ سے زیادہ عالم ہے کہا نہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا غیر ان سے زیادہ عالم نہیں سو مساوی ہونے کا احتمال باقی

ہے اور سفیان کی روایت میں ہے کہ کسی نے پوچھا کہ لوگوں میں زیادہ عالم کون ہے؟ کہا میں اس روایت میں جزم ہے ساتھ اعلمیت کے واسطے ان کے اور دونوں روایتوں میں فرق ہے اور اکثر روایتوں میں اعلمیت کی نفی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے پہل یہ سوال موسیٰ علیہ السلام کے دل میں گزرا تھا پھر اس کو منبر پر ذکر کیا اور یہ جو راوی نے کہا کہ **قال لی عمرو وقال لی یعلی** تو اس کا قائل ابن جریج ہے اور یہ جو کہا کہ مچھلی لی تو مسلم میں ابواسحاق کی روایت میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ خرچ راہ کے واسطے نمک دار مچھلی لے اور اس روایت سے مستفاد ہوتا ہے کہ مچھلی بھنی ہوئی تھی اس واسطے کہ زندہ مچھلی کو کوئی نمک نہیں لگاتا اور اس سے پہچانی جاتی ہے حکمت بیچ خاص کرنے مچھلی کے سوائے اور جاندار چیزوں کے اس واسطے کہ اس کے سوا کوئی جانور مردہ نہیں کھایا جاتا اور نہیں وارد ہوتی ٹڈی اس واسطے کہ کبھی وہ نہیں ملتی خاص کر مصر میں اور یہ جو کہا **لیست عن سعید** تو اس کا قائل بھی ابن جریج ہے اور مراد اس کی یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کا نام اس کے پاس سعید کی روایت میں نہیں اور احتمال ہے کہ اس نے صورت سیاق کی نفی کی ہے نہ نام کی اس واسطے کہ واقع ہوا ہے بیچ روایت سفیان کی عمرو بن دینار سے اور یوشع کے نسب کا بیان احادیث الانبیاء میں گزر چکا ہے اور یہ کہ وہ وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے مرنے کے بعد بنی اسرائیل میں قائم ہوا اور نقل کیا ہے ابن عربی نے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کا بھانجا تھا اور پہلے قول کی بنا پر جس کو نوف نے نقل کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اس قصے والا وہ عمران کا بیٹا نہیں پس نہ ہوگا خادم اس کا یوشع بن نون اور یہ جو کہا کہ مچھلی پھڑکی تو سفیان کی روایت میں ہے کہ مچھلی ٹوکری میں پھڑکی اور اس سے نکل کر سمندر میں گر پڑی اور مسلم کی روایت میں ہے کہ مچھلی پانی میں پھڑکی اور دونوں معنی کے درمیان کچھ مخالفت نہیں اس واسطے کہ وہ مچھلی دوبار پھڑکی پہلی بار ٹوکری میں پھڑکی پھر جب وہ سمندر میں گری تو پھر پھڑکی سو پہلی بار پھڑکنا اس کا زندہ ہونے کے ابتدا میں تھا اور دوسری بار پھڑکنا اس کا سمندر کی سیر میں تھا جب کہ اس نے دریا میں راہ لی اور اگلے باب کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس پتھر کے نیچے ایک نہر ہے اس کو آب حیات کہا جاتا ہے اگر مردے کو اس کے پانی سے کچھ چیز پہنچے تو زندہ ہو جاتا ہے سو مچھلی کو اس نہر کے پانی سے کچھ تراوت پہنچی سو وہ پھڑکی اور ٹوکرے سے سرک کر سمندر میں کود پڑی اور ایک روایت میں ہے کہ اس پانی سے ایک قطرہ اس مچھلی پر پڑا سو وہ زندہ ہوئی اور ٹوکری سے نکل کر دریا میں گر پڑی اور گمان کیا ہے داؤدی نے کہ جس پانی میں مچھلی داخل ہوئی تھی وہ نہر آب حیات کا پانی تھا حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ حدیثیں صریح ہیں اس میں کہ آب حیات کی نہر پتھر کے پاس تھی اور وہ سمندر کا غیر ہے یعنی اور وہ نہر اور تھی اور سمندر اور تھا اور شاید نہر آب حیات کی اگر ثابت ہو نقل بیچ اس کے سند اس شخص کے ہے جو گمان کرتا ہے کہ خضر علیہ السلام نے آب حیات کی نہر سے پانی پیا اور ہمیشہ زندہ رہ گئے اور یہ مذکور ہے وہب بن منبہ وغیرہ سے جو اسرائیلی کتابوں سے نقل کرتے تھے اور ابو جعفر مناوی نے اس باب میں ایک کتاب لکھی ہے اور ثابت کی اس نے یہ بات کہ جو اسرائیلی کتابوں میں سے نقل کیا

جائے اس کا اعتبار نہیں اور یہ جو کہا یہاں تک کہ جب جاگا تو بھول گیا موسیٰ علیہ السلام سے مچھلی کی خبر دینا تو اس کلام میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ جب جاگا تو چلا سو بھول گیا مچھلی کا قصہ کہنا اور اسی طرح تعالیٰ کا قول ﴿فنسیا حوتھما﴾ سو بعض کہتے ہیں کہ منسوب کیا گیا نسیان طرف دونوں کی واسطے تغلیب کے اور بھولنے والا صرف ان کا خادم تھا موسیٰ علیہ السلام سے مچھلی کا قصہ کہنا بھول گیا جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور ذکر کیا ہے ابن عطیہ نے کہ اس نے ایک مچھلی دیکھی اس کی ایک طرف میں کانٹا اور ہڈی اور پتلا چمڑا تھا اور دوسری طرف درست تھی اور اس جگہ والے ذکر کرتے تھے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی مچھلی کی نسل سے ہے واسطے اشارہ کے طرف اس بات کی کہ جب اس کی ایک طرف کا گوشت کھایا گیا تو بدستور رہی اس میں یہ صفت پھر اس کی نسل میں بھی اور یہ جو کہا ﴿لقد لقینا من سفرنا ھذا نصبا﴾ تو اس روایت میں اختصار ہے اور سفیان کی روایت میں ہے سو دونوں چلے جتنا کہ رات اور دن باقی رہا تھا جب دوسرا دن ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ ہم کو چاشت کا کھانا دے کہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی تو داؤدی نے کہا کہ یہ روایت وہم ہے اور شاید اس نے سمجھا ہے کہ نہیں خبر دی تھی خادم نے موسیٰ علیہ السلام کو مگر بعد ایک دن رات کے اور حالانکہ یہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ابتدا اس کی اس دن سے ہے جس دن اس کی تلاش کو نکلے تھے اور واضح کرتی ہے اس کو روایت مسلم کی کہ جب دونوں آگے بڑھے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ ہم کو چاشت کا کھانا دے البتہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی یعنی اس میں دن رات کا ذکر نہیں اور سفیان کی روایت مذکورہ میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جب تک اس جگہ سے جس کو اللہ نے فرمایا تھا نہ بڑھے تھے نہ تھکے تھے اور یہ جو کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کو تعجب ہوا یعنی تعجب کیا موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہ نمک لگی ہوئی مچھلی نے سمندر میں راہ لی اور یہ جو کہا کہ پھر دونوں پھرے اور خضر علیہ السلام کو پایا تو سفیان کی روایت میں ہے کہ کہا موسیٰ علیہ السلام نے یہی ہم چاہتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ یہی ہے ہماری حاجت اور یاد کیا موسیٰ علیہ السلام نے جو اللہ نے ان کو وصیت کی تھی مچھلی کے امر میں اور یہ جو کہا کہ دونوں پھرے اپنے قدموں کا نشان ڈھونڈتے تو یہ دلالت کرتا ہے کہ نہ خبر دی خادم نے موسیٰ علیہ السلام کو یہاں تک کہ کچھ زمانہ چلے اس واسطے کہ اگر جاگتے ہی ان کو خبر کر دیتا تو اپنے قدموں کے نشان ڈھونڈنے کے محتاج نہ ہوتے اور سفیان کی روایت میں ہے یہاں تک کہ پتھر کے پاس پہنچے تو اچانک دیکھا کہ ایک مرد ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں نے خضر علیہ السلام کو سمندر کے جزیرے میں پایا اور نہیں ہے مخالفت دونوں روایتوں میں اس واسطے کہ مراد یہ ہے کہ جب دونوں پتھر کے پاس پہنچے تو اس کو تلاش کرنے لگے یہاں تک کہ اس کو جزیرے میں پایا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ خادم نے ان کو مچھلی کی جگہ دکھلائی تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اسی جگہ کا مجھ کو حکم ہوا تھا سو اس کو تلاش کرنے لگے سو اچانک دیکھا کہ خضر علیہ السلام ہیں اور ابن ابی حاتم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مچھلی کی راہ سے پانی ہٹ گیا سو وہ طاق سا ہو گیا سو داخل ہوئے اس میں موسیٰ علیہ السلام مچھلی کے پیچھے تو اچانک دیکھا کہ خضر علیہ السلام ہیں اور یہ جو کہا کہ

اپنا کپڑا لپیٹے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد ہے کپڑا لپیٹے چت لیٹے اور احادیث الانبیاء میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ خضر علیہ السلام کا نام تو اسی واسطے خضر ہوا کہ صاف سفید زمین پر بیٹھے سو وہ ان کے نیچے سے سرسبز ہو گئی اور یہ جو کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو سلام کیا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خضر علیہ السلام نے جواب میں کہا وعلیکم السلام اور سفیان کی روایت میں ہے کہ خضر علیہ السلام نے کہا کہ تیری زمین میں سلام کہاں اور یہ استفہام استبعاد کا ہے دلالت کرتا ہے کہ اس ملک کے لوگ اس وقت مسلمان نہ تھے یعنی کسی پیغمبر کے دین پر نہ تھے اور تطبیق دونوں روایتوں میں یہ ہے کہ خضر علیہ السلام نے سلام کے جواب کے بعد موسیٰ علیہ السلام سے یہ پوچھا تھا اور روایت کی ہے عبد بن حمید نے انس رضی اللہ عنہ سے اس قصے میں کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا السلام علیك یا خضر تو خضر علیہ السلام نے کہا وعلیك السلام یاموسٰی ، کہا تجھ کو کیا معلوم ہے کہ میں موسیٰ ہوں؟ کہا کہ معلوم کروایا مجھ کو تیرا نام جس نے تجھ کو میرا نام بتلایا اور یہ اگر ثابت ہو تو یہ دلیل ہے اس پر کہ خضر علیہ السلام پیغمبر ہے لیکن بعید کرتا ہے اس کے ثابت ہونے کو قول اس کا اس روایت میں جو صحیح میں ہے کہ کہا من انت تو کون ہے؟ کہا میں موسیٰ ہوں، کہا موسیٰ بنی اسرائیل کا الحدیث، اور یہ جو کہا کہ اے موسیٰ! مجھ کو ایک علم ہے کہ لائق نہیں کہ تو اس کو جانے یعنی سارا وہ علم اور تجھ کو ایک علم ہے کہ نہیں لائق ہے مجھ کو میں اس کو جانوں یعنی سارا وہ علم اور اس کا مقدر کرنا متعین ہے اس واسطے کہ خضر علیہ السلام ظاہر علم سے بقدر حاجت کے پہچانتے تھے اور اسی طرح موسیٰ علیہ السلام بھی باطن علم سے پہچانتے تھے جو ان کو وحی کے طریق سے معلوم ہوتا تھا اور یہ جو کہا کہ تجھ سے میرے ساتھ رہا نہ جائے گا تو اسی طرح مطلق بولا ہے اس نے وہ صیغہ جو دلالت کرتا ہے اوپر ہمیشہ ہونے نفی کے واسطے اس چیز کے کہ اطلاع دی اس کو اللہ نے اوپر اس کے اس سے کہ موسیٰ علیہ السلام ترک انکار پر صبر نہ کر سکے گا جب کہ دیکھے گا جو شرع کے مخالف ہے اس واسطے کہ یہ شان ہے عصمت اس کی کی اور اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کوئی چیز دیانت کے امروں سے نہ پوچھی بلکہ اس کے ساتھ رہے تا کہ دیکھے اس سے وہ چیز کہ اطلاع ہوا اس کو ساتھ اس کے اوپر مرتبے اس کے اس علم میں کہ اس کے ساتھ خاص ہے اور قول اس کا کیف تصبر استفہام ہے سوال سے تقدیر اس کی یہ ہے کہ تو نے کیوں کہا کہ میں صبر نہ کر سکوں گا اور میں صبر کر سکوں گا اور قول موسیٰ علیہ السلام کا ﴿ستجدنی ان شاء اللہ صابرا ولا اعصی لك امرا﴾ بعض نے کہا کہ صبر میں ان شاء اللہ کہا تو صبر کیا اور نافرمانی میں ان شاء نہ کہا سو نافرمانی کی اور اس میں نظر ہے اور گویا کہ مراد ساتھ صبر کے یہ ہے کہ صبر کیا اس کی پیروی سے اور اس کے ساتھ چلنے سے اور سوائے اس کے نہ انکار اس پر اس امر میں جو ظاہر شرع کے مخالف ہے اور یہ جو کہا کہ ایک پرندے نے اپنی چونچ میں سمندر کا پانی لیا تو اس کی شرح کتاب العلم میں پہلے گزر چکی ہے اور ظاہر اس روایت کا یہ ہے کہ چونچ ماری پرندے نے سمندر میں پیچھے قول خضر علیہ السلام کے واسطے موسیٰ علیہ السلام کے جو متعلق ہے ساتھ علم ان دونوں کے اور روایت سفیان کی تقاضا کرتی ہے کہ واقع ہوا تھا یہ بعد پھاڑنے کشتی کے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ

پہلی بار کا پوچھنا موسیٰ علیہ السلام سے بھولے سے ہوا کہا اور ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھی اور سمندر میں ایک بار چونچ ماری سو تطبیق دونوں کے درمیان اس طور سے ہے کہ قول اس کا فاخذ طائر بمنقارہ اس سے پہلے کلام محذوف ہے اور وہ سوار ہونا ان کا ہے کشتی میں اس واسطے کہ سفیان نے کشتی کی تصریح کی ہے اور روایت کی ہے نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا تو جانتا ہے کہ یہ پرندہ کیا کہتا ہے؟ کہا نہیں! کہا کہتا ہے کہ نہیں علم تم دونوں کا اللہ کے علم کے آگے مگر جتنا میری چونچ نے اس سارے سمندر سے گھٹایا اور یہ جو کہا وجدا معابر تو یہ تفسیر ہے واسطے قول اس کے کی رکبا فی السفینۃ نہ یہ کہ وجد جواب ہے اذا کا اس واسطے کہ وجود معابر کا تھا پہلے سوار ہونے ان کے کشتی میں اور واقع ہوا ہے سفیان کی روایت میں سو دونوں سمندر کے کنارے کنارے چلے جاتے تھے سو ایک کشتی پر گزرے تو کشتی والوں سے تینوں آدمی کے چڑھانے کے لیے بات چیت کی اور یہ جو کہا کہ خضر علیہ السلام نے کشتی کو پھاڑ ڈالا اور اس میں میخ گاڑی تو سفیان کی روایت میں ہے کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو نہ خوف میں ڈالا ان کو کسی چیز نے مگر یہ کہ خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ اکھاڑ ڈالا اور اس کی جگہ میخ گاڑی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو تختہ اکھاڑتے موسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی نے نہ دیکھا اور اگر کشتی والے اس کو دیکھتے تو اس کو تختہ اکھاڑنے سے روکتے اور ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ حال دیکھا تو سخت غضبناک ہوئے اور اپنے کپڑے مضبوط باندھے اور کہا تو چاہتا ہے کہ کشتی والوں کو ہلاک کر ڈالے؟ تو جانے گا کہ تو ہی پہلے ہلاک ہوگا تو یوشع نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ کیا تجھ کو عہد یاد نہیں اور یہ جو کہا کہ خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کو مار ڈالا تو سفیان کی روایت میں ہے کہ خضر علیہ السلام نے اس کا سر اپنے ہاتھ سے پکڑ کر کاٹ ڈالا اور تطبیق دونوں روایتوں میں یوں ہے کہ پہلے اس کو ذبح کیا پھر اس کا سر کاٹا اور یہ جو کہا زاکیۃ مسلمۃ الخ تو یہ تفسیر ہے راوی سے اور یہ اشارہ ہے طرف دونوں قرأت کے یعنی قرأت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ صیغے مبالغہ کے ہے اور قرأت دوسری بلفظ اسم فاعل کے ساتھ معنی مسلمہ کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اطلاق کیا یہ موسیٰ علیہ السلام نے باعتبار ظاہر حال غلام کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام جلدی نہ کرتے تو بہت عجب چیزیں دیکھتے اور یہ جو کہا کہ ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے تو ایک روایت میں ہے کہ سب مجلسوں میں گھومے اور وہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا اور کہتے ہیں کہ یہ گاؤں ایلہ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ انطاکیہ تھا اور بعض کہتے ہیں آذربیجان اور ذکر کیا ہے ثعلبی نے کہ چوڑائی اس دیوار کی پچاس ہاتھ تھی سو ہاتھ میں ان کے ہاتھوں سے اور نیز ثعلبی نے ذکر کیا ہے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ کیا تو مجھ کو ملامت کرتا ہے اوپر پھاڑنے کشتی کے اور قتل کرنے لڑکے کے اور سیدھے کرنے دیوار کے اور تو نے اپنے آپ کو بھلایا جب کہ تو دریا میں ڈالا گیا اور قبطی کو قتل کیا اور جب تو نے شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کی بکریوں کو پانی پلایا ثواب کے واسطے یہ جو کہا کہ اس لڑکے کے ماں باپ مومن تھے اور وہ کافر تھا اور

وہب بن منبہ کے مبتداء میں ہے کہ اس کے باپ کا نام ملاس تھا اور اس کی ماں کا نام رحما تھا اور یہ جو کہا کہ ﴿خیرا منه زكوٰة﴾ تو ذکر کیا ہے لفظ زکوۃ کا واسطے مناسبت ﴿اقتلت نفسا زكية﴾ کے اور معنی رحم کے ساتھ زیر ح کے قرابت کے ہیں اور ساتھ جزم ح کے عورت کی شرم گاہ کو کہتے ہیں اور ساتھ ضمہ را پھر سکون کے رحمت کو کہتے ہیں اور یہ جو ابن جرج نے کہا کہ گمان کیا ہے سعید کے غیر نے کہ ان کو اس لڑکے کے بدلے لڑکی دی گئی اور نسائی کی روایت میں ہے کہ اس لڑکی کے پیٹ سے ایک پیغمبر پیدا ہوا اور ابن منذر نے روایت کی ہے کہ اس لڑکی سے کئی پیغمبر پیدا ہوئے اور ابن ابی حاتم نے سدی کے طریق سے روایت کی ہے کہ اس لڑکی کے پیٹ سے ایک پیغمبر پیدا ہوا اور یہ وہی پیغمبر ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوا تو لوگوں نے اس کو کہا کہ کھڑا کر ہمارے واسطے کوئی بادشاہ کہ ہم اس کے ساتھ اللہ کی راہ میں لڑیں اور اس پیغمبر کا نام شمعون ہے اور ابن کلبی کی تفسیر میں ہے کہ اس لڑکی کے پیٹ سے بہت پیغمبر پیدا ہوئے کہ اللہ نے ان کے سبب سے بہت امتوں کو ہدایت کی اور بعض کہتے ہیں کہ اس لڑکی کی اولاد سے ستر پیغمبر پیدا ہوئے اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں سوائے ان کے جو پہلے گزرے مستحب ہونا حرص کا اوپر زیادتی علم کے اور سفر کرنا واسطے اس کے اور ملنا مشائخ سے اور اٹھانا تکلیف کا واسطے اس کے اور مدد لینی اس میں تابعداروں اور خادموں سے اور یہ کہ جائز ہے بولنا فتی کا تابع پر اور یہ کہ جائز ہے خدمت لینا آزاد سے اور مطیع ہونا خادم کا واسطے مخدوم اپنے کے اور عذر پیروی کا اور قبول کرنا ہبہ کا غیر مسلم سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ خضر علیہ السلام پیغمبر ہیں واسطے کئی معانی کے کہ تنبیہ کی ہے میں نے ان پر پہلے اس سے مانند قول اس کی کے ﴿ما فعلته عن امری﴾ اور مانند پیروی کرنے موسیٰ علیہ السلام پیغمبر کے واسطے اس کے تا کہ اس سے علم سیکھیں اور مانند آگے بڑھنے اس کے کی اوپر قتل کرنے نفس کے واسطے اس کے کہ بیان کیا ہے اس کو بعد اس کے اور سوائے اس کے اور اسی طرح جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز دفع کرنے سخت ضرر کے ساتھ اخف کے اور چشم پوشی کرنے کے بعض منکر چیزوں پر واسطے اس خوف کے کہ اس سے زیادہ تر سخت پیدا نہ ہو اور فاسد کرنے بعض مال کے واسطے اصلاح اکثر اس کے کی مانند خصی کرنے جانور کے واسطے موٹا کرنے کے اور کاٹنے کان اس کے کی واسطے فرق کے اور اس قسم سے ہے مصالحت کرنا ولی یتیم کی بادشاہ سے یتیم کے بعض مال پر واسطے اس ڈر کے کہ اس کا سارا مال لے جائے پس صحیح ہے لیکن اس چیز میں کہ منصوص شرع کے معارض نہ ہو پس نہیں جائز ہے اقدام کرنا اوپر قتل کرنے کسی نفس کے اگرچہ اس سے اندیشہ ہو کہ وہ بہت جانوں کا خون کرے گا پہلے اس سے کہ کوئی چیز اپنے ہاتھ سے کر لے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا خضر علیہ السلام نے یہ اس واسطے کہ اللہ نے اس کو اس پر اطلاع دی ، کہا ابن بطال نے کہ خضر علیہ السلام کا یہ کہنا کہ یہ لڑکا کافر تھا وہ باعتبار اس چیز کے ہے کہ رجوع کرے اس کی طرف امر اس کا یعنی اگر بالغ ہونے تک زندہ رہتا تو انجام میں کافر ہوتا اور مستحب ہونا ایسے قتل کا نہیں جانتا ہے اس کو مگر اللہ اور جائز ہے

واسطے اللہ کے یہ کہ حکم کرے اپنی خلقت میں جو چاہے بالغ ہونے سے پہلے اور پیچھے انتہی ، اور احتمال ہے کہ لڑکے ممیز کی تکلیف بالغ ہونے سے پہلے اس شریعت میں جائز ہو پس دور ہو گا اشکال اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خبر دینا ساتھ تھکنے کے اور ملحق ہے ساتھ اس کے درد بیماری وغیرہ سے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ مقدر سے ناراض نہ ہو اور یہ کہ جو اپنے رب کی طرف متوجہ ہو اس کی مدد ہوتی ہے پس نہیں جلدی کرتے اس کی طرف تکلیف اور بھوک برخلاف اس شخص کے جو اللہ کے سوا کسی اور کی طرف متوجہ ہو جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ہے جب کہ وہ میقات کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ متوجہ ہونا ان کا اللہ کی بندگی میں تھا سو نہیں منقول ہوا کہ ان کو تکلیف ہوئی ہو یا کھانا مانگا ہو یا کسی کی رفاقت چاہی ہو اور اسی طرح جب مدین کی طرف متوجہ ہوئے تو اپنے نفس کی حاجت میں تھے سو ان کو بھوک پہنچی اور جب خضر علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے تو اس وقت بھی اپنی ذاتی حاجت میں تھے سو ان کو بھوک پہنچی اور تھک گئے اور اس حدیث میں جواز طلب کرنا قوت کا ہے اور طلب کرنا ضیافت کا اور اس میں قائم ہونا عذر کا ہے ساتھ ایک بار کے اور قائم ہونا حجت کا ساتھ دوسری بار کے اور اس میں حسن ادب ہے ساتھ اللہ کے اور یہ کہ نہ منسوب کیا جائے اس کی طرف جس کا بولنا قبیح ہے اگرچہ سب اللہ کی تقدیر سے اور اس کی پیدائش سے ہے واسطے دلیل قول خضر علیہ السلام کے کشتی کے بارہ میں سو میں نے چاہا کہ اس کو عیب دار کروں اور دیوار کے متعلق کہا کہ تیرے رب نے چاہا اور اسی طرح ہے قول حضرت ﷺ کا والخير بيديك والشر ليس اليك۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا قَالَ اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ﴾ اِلٰى قَوْلِهِ ﴿عَجَبًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب آگے بڑھے تو کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم کو کہ ہم کو چاشت کا کھانا دے کہ ہم نے اس سفر سے تکلیف پائی عجبا تک۔

﴿صُنْعًا﴾ عَمَلًا ﴿حِوَلًا﴾ تَحَوُّلًا.

یعنی صنعا کے معنی ہیں عمل یعنی اس آیت میں ﴿ويحسبون انهم يحسنون صنعا﴾ اور حولا کے معنی ہیں پھرنا یعنی ﴿لا يبغون عنها حولا﴾ میں یعنی نہ چاہیں گے اس جگہ سے پھرنا۔

﴿قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا﴾.

کہا موسیٰ علیہ السلام نے یہی تو ہم چاہتے تھے پھر الٹے قدموں پلٹے قدموں کا نشان ڈھونڈتے۔

﴿اِمْرًا﴾ وَ﴿نُكْرًا﴾ دَاهِيَةً.

یعنی امرا اور نکرا کے معنی ہیں عجب بات۔

فائدہ: اختلاف ہے کہ دونوں میں سے کون سا لفظ ابلغ ہے سو بعض کہتے ہیں کہ امرا ابلغ ہے نکرا سے اس

واسطے کہ کہا اس کو بسبب پھاڑ ڈالنے کشتی کے جو نوبت پہنچاتا ہے ہلاک کرنے کی طرف چند جانوں کی اور نکرا بسبب قتل کرنے ایک جان کے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نکرا ابلغ ہے اس واسطے کہ ضرر اس میں فی الحال موجود ہے برخلاف امرا کے کہ اس میں ضرر متوقع ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ کہا اس نے نکرا میں ﴿الم اقل لك﴾ اور امرا میں یہ نہ کہا۔ (فتح)

﴿يَنْقَضَّ﴾ يَنْقَاضُ كَمَا تَنْقَاضُ السِّنُّ.

یعنی ینقض اور ینقاض دونوں کے ایک معنی ہیں جیسے کہا جاتا ہے گرتا ہے دانت۔

﴿لَتَخِذْتَ﴾ وَاتَّخَذْتَ وَاحِدٌ.

یعنی لتخذت اور اتخذت کے ایک معنی ہیں۔

فائدہ: اور مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو لتخذت پڑھا ہے اور یہ قرأت ابوعمرو کی ہے اور اس کے غیر کی قرأت لاتخذت ہے۔

﴿رُحْمًا﴾ مِنَ الرُّحْمِ وَهِيَ أَشَدُّ مُبَالَغَةً مِّنَ الرَّحْمَةِ وَنَظُنُّ أَنَّهُ مِنَ الرَّحِيْمِ وَتُدْعٰى مَكَّةُ أُمَّ رُحْمٍ أَيِ الرَّحْمَةَ تَنزِلُ بِهَا.

یعنی رحما مشتق ہے رحم سے جس کے معنی قرابت کے ہیں اور وہ زیادہ ہے مبالغہ میں رحمت سے جس کے معنی نرمی دل کے ہیں یعنی اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے اس کو اکثر اوقات بغیر عکس کے اور گمان کیا جاتا ہے کہ وہ مشتق ہے اور بلایا جاتا ہے کہ مکہ ام الرحم یعنی ساتھ ضمہ را اور سکون حا کے یعنی رحمت اس میں نازل ہوتی ہے۔

فائدہ: اور اس میں تقویت ہے واسطے اس چیز کے کہ اختیار کیا ہے اس کو کہ رحم قرابت سے ہے نہ رقت سے۔ (فتح)

٤٣٥٨ ۔ حَدَّثَنِيْ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَوْفَ الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوْسٰى بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ لَيْسَ بِمُوْسَى الْخَضِرِ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَامَ مُوْسٰى خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ فَقِيْلَ لَهُ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ قَالَ أَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِذْ

۴۳۵۸۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی گمان کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کا نہیں وہ موسیٰ ساتھی خضر علیہ السلام کا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے اس واسطے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے فرمایا کہ موسیٰ بنی اسرائیل میں کھڑے خطبہ پڑھتے تھے تو کسی نے ان سے پوچھا کہ لوگوں میں بڑا عالم کون ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں ہوں، سو اللہ نے ان پر غصہ کیا اس واسطے کہ اس نے علم کو اللہ کی طرف نہ پھیرا اور اللہ نے

لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ وَأَوْحَى إِلَيْهِ بَلَى عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ أَيْ رَبِّ كَيْفَ السَّبِيلُ إِلَيْهِ قَالَ تَأْخُذُ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ فَحَيْثُمَا فَقَدْتَّ الْحُوتَ فَاتَّبِعْهُ قَالَ فَخَرَجَ مُوسَى وَمَعَهُ فَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ وَّمَعَهُمَا الْحُوتُ حَتَّى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَنَزَلَا عِنْدَهَا قَالَ فَوَضَعَ مُوسَى رَأْسَهُ فَنَامَ قَالَ سُفْيَانُ وَفِي حَدِيثِ غَيْرِ عَمْرٍو قَالَ وَفِي أَصْلِ الصَّخْرَةِ عَيْنٌ يُقَالُ لَهَا الْحَيَاةُ لَا يُصِيبُ مِنْ مَّائِهَا شَيْءٌ إِلَّا حَيِيَ فَأَصَابَ الْحُوتَ مِنْ مَّاءِ تِلْكَ الْعَيْنِ قَالَ فَتَحَرَّكَ وَانْسَلَّ مِنَ الْمِكْتَلِ فَدَخَلَ الْبَحْرَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ مُوسَى قَالَ ﴿لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَآءَنَا﴾ الْآيَةَ قَالَ وَلَمْ يَجِدِ النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَ مَا أُمِرَ بِهِ قَالَ لَهُ فَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ﴾ الْآيَةَ قَالَ فَرَجَعَا يَقُصَّانِ فِي آثَارِهِمَا فَوَجَدَا فِي الْبَحْرِ كَالطَّاقِ مَمَرَّ الْحُوتِ فَكَانَ لِفَتَاهُ عَجَبًا وَّلِلْحُوتِ سَرَبًا قَالَ فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ إِذْ هُمَا بِرَجُلٍ مُّسَجًّى بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى قَالَ وَأَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا

موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ کیوں نہیں میرے بندوں میں ایک بندہ ہے دوسمندروں کے ملنے کی جگہ میں وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے کہا اے رب! اس کی طرف کیسے راہ ملے؟ اللہ نے فرمایا کہ تو ایک مچھلی لے کر ٹوکرے میں رکھ لے سو جہاں وہ مچھلی تجھ سے جاتی رہے تو اس کو وہیں تلاش کر، حضرت ﷺ نے فرمایا سو موسیٰ علیہ السلام اپنے خادم یوشع بن نون کو ساتھ لے کر نکلے اور دونوں کے ساتھ مچھلی تھی یہاں تک کہ (سنگم کے) پتھر کے پاس پہنچے سو دونوں اس کے پاس اترے سو موسیٰ علیہ السلام اپنا سر ٹیک کر سو گئے کہا سفیان نے اور عمرو کی حدیث میں ہے کہا اور پتھر کی جڑ میں ایک چشمہ تھا اس کو آب حیات کا چشمہ کہا جاتا تھا نہیں پہنچتی تھی اس کے پانی سے کوئی چیز (مردہ) مگر کہ زندہ ہو جاتی تھی سو مچھلی کو اس چشمے کے پانی کی تراوت پہنچی کہا سو مچھلی پھڑکی اور ٹوکری سے نکل کر سمندر میں داخل ہوئی سو جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو اپنے خادم سے کہا کہ ہم کو چاشت کا کھانا دے اخیر آیت تک، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام جب تک اس جگہ سے جس کو اللہ نے فرمایا تھا نہ بڑھے نہ تھکے تھے تو ان کے خادم یوشع نے ان سے کہا یہ تو بتلایئے کہ جب ہم آئے تھے پتھر کے پاس سو میں بھول گیا آپ سے مچھلی کا قصہ کہنا اخیر آیت تک، کہا سو دونوں الٹے قدموں پلٹے اپنے قدموں کا نشان ڈھونڈتے سو دونوں نے سمندر میں طاق سا پایا جہاں سے مچھلی گئی تھی سو موسیٰ علیہ السلام کے خادم کو تعجب ہوا اور مچھلی کو راہ ملی سو جب پتھر کے پاس پہنچے تو اچانک دونوں نے دیکھا کہ ایک مرد ہے کپڑا لپیٹے ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کیا؛ خضر علیہ السلام نے کہا اور تیری زمین میں سلام کہاں؟ کہا کہ میں موسیٰ ہوں، کہا موسیٰ بنی اسرائیل

قَالَ لَهُ الْخَضِرُ يَا مُوْسٰى إِنَّكَ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا أَعْلَمُهُ وَأَنَا عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ اللّٰهُ لَا تَعْلَمُهُ قَالَ بَلٰى أَتَّبِعُكَ قَالَ ﴿فَإِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْأَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ فَمَرَّتْ بِهِمْ سَفِيْنَةٌ فَعُرِفَ الْخَضِرُ فَحَمَلُوْهُمْ فِيْ سَفِيْنَتِهِمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ يَقُوْلُ بِغَيْرِ أَجْرٍ فَرَكِبَا السَّفِيْنَةَ قَالَ وَوَقَعَ عُصْفُوْرٌ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ فَغَمَسَ مِنْقَارَهُ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوْسٰى مَا عِلْمُكَ وَعِلْمِيْ وَعِلْمُ الْخَلَائِقِ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا مِقْدَارُ مَا غَمَسَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنْقَارَهُ قَالَ فَلَمْ يَفْجَأْ مُوْسٰى إِذْ عَمَدَ الْخَضِرُ إِلٰى قَدُوْمٍ فَخَرَقَ السَّفِيْنَةَ فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا ﴿لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ﴾ الْآيَةَ فَانْطَلَقَا إِذَا هُمَا بِغُلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَقَطَعَهُ قَالَ لَهُ مُوْسٰى ﴿أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا إِلٰى قَوْلِهِ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُرِيْدُ أَنْ يَنْقَضَّ﴾ فَقَالَ بِيَدِهِ هٰكَذَا فَأَقَامَهُ فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى إِنَّا دَخَلْنَا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَلَمْ

کا؟ کہا ہاں! کیا میں تیرے ساتھ رہوں اس پر کہ تو مجھ کو سکھلائے جو اللہ نے تجھ کو سکھلایا رہنمائی سے؟ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے موسیٰ! اللہ نے تجھ کو اپنے بے شمار علم سے ایک ہی علم سکھلایا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا اور مجھ کو بھی اللہ نے اپنے علم سے ایک علم سکھلایا ہے کہ تو اس کو نہیں جانتا ، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں میں تیری پیروی کروں گا، خضر علیہ السلام نے کہا کہ اگر تو میری پیروی کرتا ہے تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا یہاں تک کہ میں تجھ سے اس کا ذکر کروں پھر دونوں روانہ ہوئے کنارے کنارے سمندر کے چلے جاتے تھے سو ادھر سے ایک کشتی گزری سو وہ پہچان گئے خضر علیہ السلام کو تو انہوں نے ان کو اپنی کشتی میں کرایہ کے بغیر چڑھا لیا سو دونوں کشتی میں سوار ہوئے سو ایک چڑیا کشتی کے کنارے پر آ بیٹھی تو اس نے سمندر میں اپنی چونچ ڈبوئی تو خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ نہیں میرا علم اور تیرا علم اور خلقت کا اللہ کے علم سے مگر جتنا اس چڑیا نے اپنی چونچ میں پانی اٹھایا سو کچھ دیر نہ لگی تھی کہ خضر علیہ السلام نے کلہاڑے سے کشتی کو پھاڑ ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ ان لوگوں نے ہم کو بے کرایہ چڑھا لیا تو نے ان کی کشتی کو قصد کر کے پھاڑ ڈالا تا کہ تو کشتی والوں کو ڈبو دے البتہ عجیب بات تجھ سے ہوئی پھر دونوں چلے سو اچانک دونوں نے ایک لڑکے کو دیکھا جو لڑکوں کے ساتھ کھیلتا تھا سو خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑ کر کاٹ ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کیا تو نے مار ڈالا معصوم جان کو بغیر بدلے جان کے البتہ تجھ سے برا کام ہوا، خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تجھ سے میرے ساتھ رہا نہ جائے گا اللہ کے اس قول تک، سو انہوں نے نہ ہماری ضیافت کی نہ ہم

يُضَيِّفُوْنَا وَلَمْ يُطْعِمُوْنَا ﴿لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا أَنَّ مُوْسٰى صَبَرَ حَتّٰى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا قَالَ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا.

کو کھانا کھلایا اگر تو چاہتا تو دیوار سیدھی کرنے کی مزدوری لیتا؟ کہا خضر علیہ السلام نے اس وقت میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے سو اب میں بتلاؤں تجھ کو تاویل ان تینوں باتوں کی جن پر تو صبر نہ کر سکا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے جی نے چاہا کہ موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تا کہ ان کا بہت قصہ ہم کو معلوم ہوتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما پڑھتے تھے وكان امامهم ملك ياخذ كل سفينة صالحة غصبا واما الغلام فكان كافرا یعنی ورائهم کی جگہ امامهم پڑھتے تھے اور سفینہ کے آگے صالحہ کا لفظ زیادہ کرتے تھے اور غلام کے آگے لفظ کافر کا زیادہ کرتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کیا ہم بتلائیں تم کو جو زیادہ تر خسارہ پانے والے ہیں عملوں میں۔

٤٣٥٩ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبِيْ ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا﴾ هُمُ الْحَرُوْرِيَّةُ قَالَ لَا هُمُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى أَمَّا الْيَهُوْدُ فَكَذَّبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا النَّصَارٰى فَكَفَرُوْا بِالْجَنَّةِ وَقَالُوْا لَا طَعَامَ فِيْهَا وَلَا شَرَابَ وَالْحَرُوْرِيَّةُ ﴿الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهِ﴾ وَكَانَ سَعْدٌ يُسَمِّيْهِمُ الْفَاسِقِيْنَ.

۴۳۵۹۔ مصعب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ یعنی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہہ کیا ہم بتلائیں تجھ کو جو زیادہ تر خسارہ پانے والے ہیں عملوں میں کہ کیا وہ لوگ حروریہ یعنی خارجی ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں وہ یہود و نصاریٰ ہیں، یہود نے تو محمد ﷺ کو جھٹلایا اور نصاریٰ نے بہشت سے انکار کیا کہا کہ بہشت میں نہ کھانا ہے نہ پینا اور حروریہ وہ لوگ ہیں جو توڑتے ہیں عہد اللہ کا پیچھے مضبوطی اس کی کے اور سعد ان کا نام فاسقین رکھتے تھے۔

فائدہ: حرورا ایک گاؤں کا نام ہے جس جگہ سے پہلے پہل خارجیوں نے علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جب حروریہ نے خروج کیا تو میں نے اپنے باپ سے کہا کیا یہی لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ نے یہ آیت

اتاری اور حاکم نے ابوطفیل سے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہروان والے یعنی خارجی انہیں لوگوں میں سے ہیں اور عبدالرزاق نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اہل حرورا ان میں سے ہیں اور شاید یہی سبب ہے پوچھنے مصعب رحمہ اللہ کے کا اپنے باپ کو اس آیت سے اور جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے وہ بعید نہیں اس واسطے کہ لفظ اس کو شامل ہے اگرچہ سبب مخصوص ہے اور نسائی کی روایت میں من بعد میثاقه کے بعد اتنا زیادہ ہے ویقطعون ما امر اللّٰه به ان یوصل الی الفاسقین کہا یزید نے اسی طرح میں نے یاد رکھا میں کہتا ہوں اور وہ خود اس کی غلطی ہے یا اس سے نیچے کے راوی کی غلطی ہے اور صواب خاسرون ہے اور یہ جو کہا کہ سعد ان کا نام فاسق رکھتے تھے تو شاید یہی سبب ہے غلطی مذکور کا اور حاکم کی روایت میں ہے الخوارج قوم زاغوا فازاغ اللّٰه قلوبهم یعنی خارجی وہ لوگ ہیں جو پھر گئے سو اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا اور یہی ہے وہ آیت جس کے اخیر میں فاسقین ہے اور شاید اختصار کرنے کی وجہ سے یہ غلطی ہوئی اور شاید سعد نے دونوں آیتوں کو اکٹھا ذکر کیا تھا اس کو جو بقرہ میں ہے اور اس کو جو صف میں ہے اور البتہ روایت کی ہے ابن مردویہ نے مصعب رحمہ اللہ سے کہ ایک خارجی نے سعد کی طرف نظر کی سو کہا کہ یہ کفر کے اماموں سے ہے تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تو جھوٹا ہے میں نے کفر کے اماموں سے لڑائی کی تو دوسرے نے کہا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے عمل اکارت ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تو جھوٹا ہے یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا۔

بَابُ ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ﴾ اَلْاٰيَةَ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ وہی ہیں جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیوں سے اور اس کے ملنے سے سو مٹ گئے عمل ان کے سو نہ کھڑا کریں گے ہم ان کے واسطے قیامت کے دن کوئی ترازو۔

۴۳۶۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهٗ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَاللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَّقَالَ اقْرَءُوْا ﴿فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾

۴۳۶۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حال یوں ہے کہ البتہ بڑا موٹا مرد قیامت کے دن آئے گا اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر اس کی قدر نہ ہوگی اور فرمایا کہ اس کی سند قرآن سے پڑھ لو کہ اللہ فرماتا ہے کہ نہ کھڑے کریں گے ہم ان کے واسطے ترازو اور روایت ہے یحییٰ بن بکیر سے اس نے روایت کی مغیرہ سے اس نے ابوزناد سے اس کی مثل۔

وَعَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ مِثْلَهُ.

فائدہ: اس سے پہلے باب میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے اس میں یہ بیان ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں اتری جن کے عمل اکارت ہوئے اور یہ جو کہا کہ پڑھو تو احتمال ہے کہ اس کا قائل صحابی ہو یا مرفوع ہو مانند باقی حدیث کے۔ (فتح)

سُوْرَةُ مَرْيَمَ
سورۂ مریم کی تفسیر کا بیان

فائدہ: روایت کی ہے حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کاف کریم سے ہے اور ہا ہادی سے ہے اور یا حکیم سے اور عین علیم سے اور صاد صادق سے اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کھٰیٰعٓصٓ قسم ہے اللہ نے اس کے ساتھ قسم کھائی ہے اور وہ اس کے ناموں میں سے ہے اور یہی روایت ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ اللہ کے ناموں میں سے ہے اور قتادہ سے روایت ہے کہ وہ قرآن کے ناموں میں سے ہے۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ﴾ اَللّٰهُ يَقُوْلُهُ وَهُمُ الْيَوْمَ لَا يَسْمَعُوْنَ وَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿فِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ﴾ يَعْنِيْ قَوْلَهُ ﴿أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ﴾ اَلْكُفَّارُ يَوْمَئِذٍ أَسْمَعُ شَيْءٍ وَّأَبْصَرُهُ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر ﴿اسمع بھم وابصر﴾ کی کہ اللہ کہے گا ان کو اور وہ آج نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں ظاہر گمراہی میں ہیں یعنی مراد ساتھ قول اس کے کے ﴿اسمع بھم وابصر﴾ کافر لوگ ہیں کہ قیامت کے دن سب چیزوں سے زیادہ سننے والے اور زیادہ دیکھنے والے ہوں گے۔

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن زیادہ سننے والے اور دیکھنے والے ہوں گے اور طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ سنیں گے جب کہ نہ نفع دے گا ان کو سننا اور دیکھیں گے جب کہ نہ نفع دے گا ان کو دیکھنا۔

﴿لَأَرْجُمَنَّكَ﴾ لَأَشْتِمَنَّكَ.

یعنی لارجمنك کے معنی ہیں کہ البتہ میں تجھ کو برا کہوں گا۔

فائدہ: یعنی اس آیت میں ﴿یا ابراھیم لان لم تنته لارجمنك﴾ یعنی اے ابراہیم! اگر تو باز نہ رہے گا تو میں تجھ کو گالی دوں گا۔

﴿وَرِءْيًا﴾ مَنْظَرًا.

یعنی ورءیا کے معنی ہیں دیکھنے والے۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وکم اھلکنا من قرن ھم احسن اثاثا ورءیا﴾ یعنی ہم نے ان سے پہلے بہت قرن ہلاک کیے جو بہتر تھے اسباب میں اور نمود میں۔

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿تَؤُزُّهُمْ أَزًّا﴾ تُزْعِجُهُمْ إِلَى الْمَعَاصِي إِزْعَاجًا.

یعنی اور کہا ابن عیینہ نے کہ تؤزهم کے معنی ہیں ابھارتے ہیں ان کو گناہوں کی طرف ابھارنا یعنی اس آیت میں ﴿انا ارسلنا الشياطين على الكافرين تؤزهم ازا﴾ یعنی ہم نے بھیجا ہے شیطانوں کو کافروں پر کہ ابھارتے ہیں ان کو ابھارنا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿إِدًّا﴾ عِوَجًا.

یعنی کہا مجاہد نے کہ اِدا کے معنی ہیں کج یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿لقد جئتم شيئا ادا﴾۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وِرْدًا﴾ عِطَاشًا.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وردا کے معنی ہیں پیاسے یعنی اس آیت میں ﴿ونسوق المجرمين الى جهنم وردا﴾ یعنی ہانکیں گے ہم گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے۔

﴿أَثَاثًا﴾ مَالًا.

یعنی اثاثا کے معنی ہیں مال۔

فائدہ: قتادہ سے روایت ہے ﴿احسن اثاثا ورئيا﴾ کی تفسیر میں کہ زیادہ مال میں اور زیادہ صورت میں۔

﴿إِدًّا﴾ قَوْلًا عَظِيمًا.

یعنی ادا کے معنی ہیں بڑی بات۔

﴿رِكْزًا﴾ صَوْتًا.

یعنی اور رکزا کے معنی ہیں آواز۔

﴿غَيًّا﴾ خُسْرَانًا.

یعنی غیا کے معنی ہیں خسارہ۔

﴿بُكِيًّا﴾ جَمَاعَةُ بَاكٍ.

یعنی بکیا جمع ہے اس کا واحد باك ہے اللہ نے فرمایا ﴿خروا سجدا وبكيا﴾۔

﴿صِلِيًّا﴾ صَلِيَ يَصْلَى.

یعنی صلیا بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿هم اولىٰ بها صليا﴾ مصدر ہے صلي يصلي کا ساتھ زیر لام کے ماضی میں اور زبر اس کی کے مضارع میں باب سمع يسمع سے۔

﴿نَدِيًّا﴾ وَالنَّادِيْ وَاحِدٌ مَجْلِسًا.

یعنی ندیا اور نادی کے معنی ہیں مجلس اللہ کے اس قول میں ﴿احسن نديا﴾ یعنی کون فرقہ دونوں میں سے ہے نیک مجلس میں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فَلْيَمْدُدْ﴾ فَلْيَدَعْهُ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ فليمدد کے معنی ہیں کہ اس کو چھوڑ

دیتا ہے یعنی مہلت دیتا ہے اس کو ایک مدت تک اور وہ ساتھ لفظ امر کے ہے اور مراد ساتھ اس کے خبر ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ ڈرا ان کو حسرت کے دن سے یعنی پچھتانے کے دن سے۔

٤٣٥١ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ فَيَقُوْلُ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَاٰهُ ثُمَّ يُنَادِيْ يَا أَهْلَ النَّارِ فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ فَيَقُوْلُ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَاٰهُ فَيُذْبَحُ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ﴾ وَهٰؤُلَاءِ فِيْ غَفْلَةٍ أَهْلُ الدُّنْيَا ﴿وَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾.

۴۳۵۱۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لائی جائے گی موت مانند صورت مینڈھے سفید اور سیاہ رنگ کی تو کوئی پکارنے والا پکارے گا اے بہشتیو! تو وہ گردنیں دراز کر کے دیکھیں گے سو وہ کہے گا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ تو وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے اور سب نے اس کو دیکھا ہے پھر پکارے گا اے دوزخیو! سو وہ گردنیں دراز کریں گے اور دیکھیں گے سو وہ کہے گا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ دوزخی کہیں گے ہاں یہ موت ہے اور سب نے اس کو دیکھا ہوا ہے پھر موت ذبح کی جائے گی پھر کہا جائے گا کہ اے بہشتیو! تم ہمیشہ بہشت میں رہو گے تم کو موت نہیں اور اے دوزخیو! تم ہمیشہ دوزخ میں رہو گے تم کو موت نہیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ ڈر سنا دے ان کو حسرت کے دن سے جب فیصل ہو چکے گا کام اور وہ غفلت میں ہوں گے اور یہ جو غفلت میں ہیں مراد اس سے اہل دنیا ہیں یعنی اس واسطے کہ آخرت غفلت کا گھر نہیں اور وہ ایمان نہیں لاتے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مینڈھا سفید اور سیاہ رنگ کی صورت پر تو حکمت اس میں یہ ہے کہ بہشتیوں اور دوزخیوں کی دونوں صفت کو یعنی سفیدی اور سیاہی کو جمع کیا جائے گا اور اس حدیث کی شرح رقاق میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اس کے بیچ ہے۔

فائدہ: قتادہ سے روایت ہے کہ ﴿مابین ایدینا﴾ سے مراد آخرت ہے اور ﴿ما خلفنا﴾ سے مراد دنیا ہے اور ﴿ما بین ذلك﴾ سے مراد وہ چیز ہے جو دو نفخوں کے درمیان ہے۔

٤٣٦٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيْلَ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُوْرَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا﴾.

۴۳۶۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ کیا چیز منع کرتی ہے تجھ کو یہ کہ تو ہم سے ملاقات کرے زیادہ اس سے کہ ملاقات کرتا ہے سو یہ آیت اتری کہ ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے۔

فائدہ: ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام چالیس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل! تو نہیں اترا یہاں تک کہ مجھ کو تیری طرف اشتیاق ہوا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو بھی آپ کا اشتیاق تھا لیکن میں مامور ہوں اللہ کے حکم کا تابع ہوں اور اللہ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ اس سے کہہ کہ ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے اور ابن اسحاق کے نزدیک ہے کہ جب قریش نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف کا حال پوچھا تو پندرہ دن وحی نہ اتری پھر جب جبرئیل علیہ السلام اترے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے دیر کی تو یہ آیت اتری اور حکایت کی ہے داؤدی نے اس جگہ میں کلام بیچ مشکل جاننے نزول وحی کے قضایا حادثہ میں باوجود اس کے کہ قرآن قدیم ہے اور جواب اس کا واضح ہے میں اس کے ساتھ مشغول نہیں ہوتا لیکن میں نے کتاب التوحید میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

تنبیہ: امر کے معنی اس آیت میں اذن کے ہیں ساتھ دلیل سبب نزول مذکور کے اور احتمال ہے کہ مراد حکم ہو یعنی اترتے ہیں ہم ساتھ اللہ کے حکم کے جو اپنے بندوں کو کرتا ہے ساتھ اس چیز کے جو ان پر واجب کی یا حرام کی اور احتمال ہے کہ مراد عام تر ہو نزدیک اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے محمول کرنے لفظ کے کو اپنے سب معنوں پر۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ بھلا تو نے دیکھا اس کو جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد۔

٤٣٦٣ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ

۴۳۶۳۔ مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے خباب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں عاص بن وائل کے پاس آیا اپنے حق کا تقاضا

مَسْرُوْقٍ قَالَ سَمِعْتُ خَبَّابًا قَالَ جِئْتُ الْعَاصَ بْنَ وَآئِلٍ السَّهْمِیَّ أَتَقَاضَاهُ حَقًّا لِّیْ عِنْدَهٗ فَقَالَ لَا أُعْطِيْكَ حَتّٰی تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا حَتّٰی تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَإِنِّیْ لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوْثٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ لِیْ هُنَاكَ مَالًا وَّوَلَدًا فَأَقْضِيْكَهٗ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْأٰيَةُ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا﴾ رَوَاهُ الثَّوْرِیُّ وَشُعْبَةُ وَحَفْصٌ وَّأَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ.

کرتا تھا جو اس کے ذمہ تھا اس نے کہا میں تجھ کو نہ دوں گا یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر ہو یعنی ان کی پیغمبری کو نہ مانے میں نے کہا میں کافر نہیں ہوں گا یہاں تک کہ تو مرے پھر زندہ ہو اس نے کہا البتہ میں مر جاؤں گا پھر زندہ ہوں گا ؟ میں نے کہا ہاں ! اس نے کہا کہ مجھ کو وہاں مال اور اولاد ملنا ہے سو میں تجھ کو تیرا قرض ادا کر دوں گا سو یہ آیت اتری بھلا تو نے دیکھا وہ جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد روایت کیا ہے اس کو ان پانچ راویوں نے اعمش سے۔

فائدہ: عاص والد ہے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ صحابی مشہور کا اس کی جاہلیت میں بڑی قدر تھی اس کو مسلمان ہونے کی توفیق نہیں ملی، کہا کلبی نے کہ وہ قریش کے حاکموں سے تھا اور پہلے گزر چکا ہے کہ اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پناہ دی جب کہ وہ مسلمان ہوئے اور وہ مکے میں مرا ہجرت سے پہلے اور وہ ایک ہے مستہزئین سے کہتے ہیں کہ وہ اپنے گدھے پر سوار تھا گدھے نے اس کو کانٹے پر ڈالا وہ کانٹا اس کے پاؤں میں لگا اس کا پاؤں سوج گیا پھر اسی سبب سے وہ مر گیا اور اس کا حق اس پر تھا کہ اس نے اس کے واسطے تلوار بنائی تھی، خباب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لوہار تھا یہ جو کہا یہاں تک کہ تو مرے پھر زندہ ہو تو مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر وہ مر کر زندہ ہو تو خباب رضی اللہ عنہ کافر ہو گا لیکن اس کی مراد یہ نہیں کہ جب تو مر کر زندہ ہو گا اس وقت میں کافر ہوں گا اس واسطے کہ اس وقت کفر متصور نہیں ہو سکتا بلکہ وہ تو جزا کا وقت ہے تو گویا کہ مراد اس کی یہ ہے کہ میں کبھی کافر نہیں ہوں گا اور نکتہ بیچ تعبیر کرنے اس کے ساتھ بعث کے عار دلانا عاص کا ہے ساتھ اس کے کیونکہ وہ اس کے ساتھ ایمان نہیں لاتا اور ساتھ اس تقدیر کے دور ہو گا اعتراض اس شخص کا جو مشکل جانتا ہے اس کے اس قول کو سو کہا اس نے معلق کیا ہے کفر کو اور جو کفر کو معلق کرے کافر ہو جاتا ہے اور جواب دیا اس نے ساتھ اس طور کے کہ خطاب کیا اس نے عاص کو ساتھ اس چیز کے کہ اس کا اعتقاد رکھتا تھا پس معلق کیا ساتھ اس چیز کے جو محال ہے اس کے گمان میں اور پہلی تقدیر بے پرواہ کرتی ہے اس جواب سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا﴾ قَالَ مَوْثِقًا.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ جھانک آیا ہے غیب پر یا لیا ہے اللہ کے نزدیک قرار۔

٤٢٦٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا

۴۳۶۴۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکے میں

سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا بِمَكَّةَ فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَآئِلٍ السَّهْمِيِّ سَيْفًا فَجِئْتُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قُلْتُ لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يُحْيِيَكَ قَالَ إِذَا أَمَاتَنِيَ اللّٰهُ ثُمَّ بَعَثَنِيْ وَلِيْ مَالٌ وَّوَلَدٌ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا﴾ قَالَ مَوْثِقًا لَمْ يَقُلِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ سَيْفًا وَّلَا مَوْثِقًا.

لوہار تھا سو میں نے عاص بن وائل کے واسطے تلوار بنائی تو میں اس کے پاس تقاضا کرنے آیا سو اس نے کہا کہ میں تجھ کو نہ دوں گا یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر ہو میں نے کہا میں محمد ﷺ کے ساتھ کافر نہیں ہوں گا یہاں تک کہ اللہ تجھ کو مارے پھر زندہ کرے، اس نے کہا کہ جب اللہ نے مجھ کو مارا پھر زندہ کیا اور میرے پاس مال اور اولاد ہو گا (تو میں تجھ کو وہاں ادا کر دوں گا) سو اللہ نے یہ آیت اتاری بھلا تو نے دیکھا جو کافر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے کیا غیب پر جھانک آیا ہے یا لیا ہے اللہ کے نزدیک قرار، نہیں کہا اشجعی نے سفیان سے سیفا اور نہ موثقا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے یوں نہیں یعنی یہ اس کو نہیں ملے گا ہم لکھ رکھیں گے جو کہتا ہے اور بڑھاتے جائیں گے اس کو عذاب میں لمبا۔

٤٣٦٥ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا الضُّحٰى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِيْ دَيْنٌ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَآئِلٍ قَالَ فَأَتَاهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَكْفُرُ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثَكَ قَالَ فَذَرْنِيْ حَتّٰى أَمُوْتَ ثُمَّ أُبْعَثَ فَسَوْفَ أُوْتٰى مَالًا وَّوَلَدًا فَأَقْضِيْكَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ

۴۳۶۵۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جاہلیت کے وقت میں لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرا قرضہ تھا سو میں اس کے پاس آیا تقاضا کرتا تھا سو اس نے کہا کہ میں تجھ کو نہ دوں گا یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر جائے، میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نہیں کافر ہوں گا یہاں تک کہ اللہ تجھ کو مارے پھر زندہ کرے اس نے کہا مجھ کو چھوڑ تا کہ میں مروں پھر زندہ کیا جاؤں سو عنقریب مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے یعنی مر کر جی اٹھنے کے بعد سو میں تجھ کو وہاں ادا کر دوں گا سو یہ آیت اتری بھلا تو نے دیکھا جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے۔

الْآيَةُ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا﴾.

بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الْجِبَالُ هَدًّا﴾ هَدْمًا.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور ہم لے لیں گے اس کے مرے پر جو بتاتا ہے اور آئے گا ہمارے پاس اکیلا مال اور اولاد سے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿وتخر الجبال هدا﴾ کے کہ هدا کے معنی ہیں گرنا یعنی گر پڑیں گے پہاڑ گر کر۔

٤٣٦٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لِي لَا أَقْضِيكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قَالَ قُلْتُ لَنْ أَكْفُرَ بِهِ حَتّٰى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَإِنِّي لَمَبْعُوثٌ مِّنْ بَعْدِ الْمَوْتِ فَسَوْفَ أَقْضِيكَ إِذَا رَجَعْتُ إِلٰى مَالٍ وَّوَلَدٍ قَالَ فَنَزَلَتْ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا وَّنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا﴾.

۴۳۶۶۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرا قرضہ تھا سو میں اس کے پاس تقاضا کرتا آیا سو اس نے کہا کہ میں تجھ کو نہیں ادا کروں گا یہاں تک کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کافر ہو میں نے کہا کہ میں اس کے ساتھ کبھی کافر نہیں ہوں گا یہاں تک کہ تو مرے پھر زندہ ہو اس نے کہا کیا البتہ میں زندہ ہوں گا مرنے کے بعد سو جب میں اپنے مال اور اولاد کی طرف پھروں گا تو تجھ کو ادا کر دوں گا، کہا خباب رضی اللہ عنہ نے سو یہ آیت اتری بھلا تو نے دیکھا جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے، کیا جھانک آیا ہے غیب پر یا لیا ہے اللہ کے نزدیک عہد یوں نہیں یعنی یہ اس کو نہیں ملے گا ہم لکھ رکھیں گے جو کہتا ہے اور بڑھاتے جائیں گے اس کو عذاب میں لمبا اور لے لیں گے ہم اس کے مرنے کے بعد جو کہتا ہے اور آئے گا ہمارے پاس اکیلا۔

فائدہ: بیان کی ہے اس میں بخاری نے حدیث مذکور وکیع کی روایت سے اور سیاق اس کا پورا ہے مانند سیاق ابو معاویہ کے اور لیا جاتا ہے اس سیاق سے جواب اس بات سے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ان آیتوں کو ان ابواب میں کیوں وارد کیا باوجود اس کے کہ قصہ ایک ہے سو شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ وہ سب آیتیں اس قصے میں اتریں ساتھ دلیل اس پچھلی روایت کے اور جو اس کے موافق ہے۔ (فتح)

سُوْرَةُ طٰهٰ

سورۂ طٰہٰ کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ بِالنَّبَطِيَّةِ أَيْ طٰهٰ يَا رَجُلُ.

کہا ابن جبیر نے نبطی زبان میں طٰہٰ کے معنی ہیں اے مرد

فائدہ: اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے بیچ تفسیر طٰہٰ کے کہا وہ مانند قول تیرے کی ہے اے محمد! حبش کی زبان میں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ نام ہے اللہ کے ناموں سے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے تو ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے تھے اور دوسرا اٹھائے رکھتے تھے سو اللہ نے یہ آیت اتاری طٰہٰ یعنی دونوں پاؤں زمین پر رکھ اور روایت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کلام کیا تو اللہ کے خوف سے اپنے پنجوں کے بل کھڑے ہوئے سو اللہ نے فرمایا طٰہٰ یعنی اطمینان سے کھڑا ہو اور بعض کہتے ہیں کہ طٰہٰ سورہ کے ناموں میں سے ہے۔ (فتح)

يُقَالُ كُلُّ مَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ أَوْ فِيهِ تَمْتَمَةٌ أَوْ فَأْفَأَةٌ فَهِيَ عُقْدَةٌ.

کہا جاتا ہے جو زبان سے حرف نہ بول سکے یا اس میں لکنت ہو یا صاف نہ بول سکے تو وہ عقدہ ہے یعنی اس کی زبان میں گرہ ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واحلل عقدة من لساني﴾ یعنی کھول دے گرہ میری زبان سے۔

﴿أَزْرِي﴾ ظَهْرِي.

یعنی ازری کے معنی ہیں میری پیٹھ اللہ نے فرمایا ﴿اشدد به ازري﴾ یعنی مضبوط کر اس کے ساتھ میری کمر کو۔

﴿فَيُسْحِتَكُمْ﴾ يُهْلِكَكُمْ.

یعنی فیسحتکم کے معنی ہیں تم کو ہلاک کرے گا اللہ نے فرمایا ﴿لا تفتروا على الله كذبا فيسحتكم﴾۔

﴿الْمُثْلٰى﴾ تَأْنِيثُ الْأَمْثَلِ يَقُولُ بِدِينِكُمْ يُقَالُ خُذِ الْمُثْلٰى خُذِ الْأَمْثَلَ.

یعنی مثلٰی تانیث ہے امثل کی اللہ نے فرمایا ﴿ويذهبا بطريقتكم المثلىٰ﴾ یعنی چاہتے ہیں کہ تمہارے عمدہ دین کو دور کریں کہا جاتا ہے پکڑ مثلٰی کو اور لے امثل کو یعنی دین کو۔

﴿ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا﴾ يُقَالُ هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ يَعْنِي الْمُصَلّٰى الَّذِي يُصَلّٰى فِيهِ.

یعنی اللہ نے فرمایا پھر آؤ تم صف میں کہا جاتا ہے کیا تو آج صف میں آیا تھا یعنی عید گاہ میں جہاں نماز پڑھی جاتی ہے یعنی صف کے معنی اللہ کے اس قول میں عید گاہ کے ہیں۔

﴿فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ﴾ أَضْمَرَ خَوْفًا فَذَهَبَتِ الْوَاوُ مِنْ ﴿خِيفَةً﴾ لِكَسْرَةِ الْخَاءِ.

یعنی فاوجس کے معنی ہیں اپنے دل میں خوف پایا سو دور ہوئی واؤ خیفہ سے واسطے زیر خ کے۔

فائدہ: یعنی خیفہ در اصل خوفا تھا سو بدل گئی واؤ ساتھ ی کے واسطے زیر ماقبل کے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿فاوجس منهم خيفة﴾۔

﴿فِي جُذُوعِ﴾ أَيْ عَلٰى جُذُوعِ النَّخلِ.

یعنی ﴿في جذوع النخل﴾ کے معنی ہیں میں سولی دوں گا تم کو کھجور کی شاخوں پر۔

﴿خَطْبُكَ﴾ بَالُكَ.

خطبك کے معنی ہیں بالك یعنی کیا حال ہے تیرا اے سامری!۔

﴿مِسَاسَ﴾ مَصْدَرُ مَاسَّهٗ مِسَاسًا.

یعنی مساس مصدر ہے ماسه کا یعنی اللہ کے قول میں ﴿فان لك في الحياة ان تقول لا مساس﴾ یعنی جا تجھ کو زندگی میں اتنا ہے کہ کہا چھونا ممکن نہیں۔

﴿لَنَنْسِفَنَّهٗ﴾ لَنَذْرِيَنَّهٗ.

یعنی لننسفنه کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿ثم لننسفنه في اليم نسفا﴾ یہ ہیں پھر پھینکیں گے ہم اس کو دریا میں اڑا کر۔

﴿قَاعًا﴾ يَعْلُوْهُ الْمَآءُ.

یعنی قاعا کے معنی ہیں اس کے اوپر پانی آتا ہے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿فيذرها قاعا صفصفا﴾ یعنی پس چھوڑے گا اس کا میدان برابر۔

وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِيْ مِنَ الْأَرْضِ.

اور صفصف کہتے ہیں برابر ہموار زمین کو۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَوْ زَارًا﴾ أَثْقَالًا ﴿مِنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ﴾ وَهِيَ الْحُلِيُّ الَّتِي اسْتَعَارُوْا مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ مراد ساتھ زینت قوم کے اس آیت میں ﴿او زار من زينة القوم﴾ کے زیور ہے جو انہوں نے فرعون کی قوم سے مانگ کر لیا تھا۔

فائدہ: روایت کیا ہے حاکم نے حدیث علی رضی اللہ عنہ کے سے کہ قصد کیا سامری نے اس چیز کی طرف کہ قادر ہوا اس پر زیور سے سو اس کو پگھلا کر بچھڑا بنایا پھر مٹی کی مٹھی اس کے پیٹ میں ڈالی پس اچانک وہ بچھڑا تھا کہ اس کے واسطے آواز تھی اور اسی حدیث میں ہے کہ پھر موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کی طرف قصد کیا اور اس کو جلا کر پانی میں پھینک دیا سو بچھڑے کے پوجنے والوں میں سے کسی نے اس سے پانی نہ پیا مگر کہ اس کا منہ زرد ہو گیا اور روایت کی ہے نسائی نے حدیث دراز میں جس کو حدیث فتنوں کی کہا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب متوجہ ہوئے موسیٰ علیہ السلام واسطے میقات رب اپنے کے تو ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل پر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ بیشک تم مصر سے نکلے اور فرعون کی قوم

کی تمھارے پاس امانتیں اور مانگی چیزیں ہیں اور میں مناسب جانتا ہوں کہ ایک گڑھا کھودا جائے اور جو اسباب ان کا تمہارے پاس ہے اس میں ڈال کر جلایا جائے اور سامری گائے پوجنے والوں میں سے تھا اور بنی اسرائیل کا ہمسایہ تھا سو ان کے ساتھ اٹھایا گیا سو اس نے ایک نشان دیکھا اس میں سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی پھر ہارون علیہ السلام پر گزرا تو ہارون علیہ السلام نے اس سے کہا کہ کیا تو نہیں پھینکتا جو تیرے ہاتھ میں ہے؟ اس نے کہا میں ان کو نہیں پھینکوں گا یہاں تک کہ تو دعا کرے اللہ سے یہ کہ ہو جائے جو میں چاہتا ہوں ہارون علیہ السلام نے اس کے واسطے دعا کی تو اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک بچھڑا ہو اس کے واسطے پیٹ سے آواز کرے، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اس کے واسطے جان نہ تھی یعنی بے جان تھا ہوا اس کی مقعد سے اس کے اندر داخل ہوتی تھی اور اس کے منہ سے نکلتی تھی سو وہ آواز اسی سبب سے تھی تو بنی اسرائیل اس وقت کئی فرقے ہو گئے، الحدیث۔ (فتح)

فَقَذَفْتُهَا فَأَلْقَيْتُهَا.

یعنی قذفتها کے معنی ہیں ہم نے اس کو ڈالا۔

﴿أَلْقَى﴾ صَنَعَ.

یعنی القی کے معنی ہیں بنایا اللہ کے اس قول میں ﴿كذلك القى السامرى﴾ یعنی اسی طرح بنایا واسطے ان کے سامری نے۔

﴿فَنَسِيَ﴾ مُوْسٰى هُمْ يَقُوْلُوْنَهٗ أَخْطَأَ الرَّبَّ.

یعنی اللہ کے قول ﴿فنسى موسٰى﴾ کے معنی ہیں کہ سامری اور اس کے تابعدار کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام چوک گیا اپنے رب سے کہ اس کو چھوڑ کر اور جگہ گیا۔

﴿لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا﴾ الْعِجْلُ.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ بھلا یہ نہیں دیکھتے کہ بچھڑا ان کو جواب نہیں دیتا۔

﴿هَمْسًا﴾ حِسُّ الْأَقْدَامِ.

یعنی اللہ کے اس قول ﴿فلا تسمع الا همسا﴾ میں همسا کے معنی ہیں کہ آواز اور آہٹ قدموں کی۔

﴿حَشَرْتَنِيْ أَعْمٰى﴾ عَنْ حُجَّتِيْ ﴿وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا﴾ فِي الدُّنْيَا.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ کیوں اٹھایا تو نے مجھ کو اندھا یعنی میری حجت سے اور میں تھا دیکھتا یعنی دنیا میں۔

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿أَمْثَلُهُمْ﴾ أَعْدَلُهُمْ طَرِيْقَةً.

یعنی اور کہا ابن عیینہ نے اللہ کے اس قول میں ﴿امثلهم طريقة﴾ کہ امثلهم کے معنی ہیں درمیانی راہ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَضْمًا﴾ لَا يُظْلَمُ فَيُهْضَمُ مِنْ حَسَنَاتِهٖ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں ﴿فلا يخاف ظلما و لا هضما﴾ هضما کے معنی ہیں کہ نہ ظلم

کیا جائے گا کہ اس کی نیکیوں سے کچھ گھٹایا جائے۔

﴿عِوَجًا﴾ وَادِيًا ﴿وَلَا أَمْتًا﴾ رَابِيَةً.

یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿لا ترى فيها عوجا ولا امتا﴾ عوجا کے معنی ہیں وادی اور امتا کے معنی ہیں بلندی۔

﴿سِيرَتَهَا﴾ حَالَتَهَا ﴿الْأُولٰى﴾.

یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿سيرتها الاولى﴾ سیرت کے معنی ہیں اس کی پہلی حالت۔

﴿النُّهٰى﴾ اَلتُّقٰى.

یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿ان في ذلك لايات لاولي النهى﴾ نُھی کے معنی ہیں تقویٰ یعنی اس میں نشانیاں ہیں واسطے پرہیز گاروں کے۔

﴿ضَنْكًا﴾ اَلشَّقَآءُ.

یعنی ضنکا کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿معيشة ضنكا﴾ بدبختی ہیں یعنی گزران میں۔

فائدہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث میں ہے کہ مراد معیشۃ ضنکا سے عذاب قبر کا ہے اور کہتے ہیں کہ ضنکا کے معنی تنگ ہیں۔ (فتح)

﴿هَوٰى﴾ شَقِيَ.

یعنی ھوی کے معنی ہیں اللہ کے اس قول میں ﴿ومن يحلل عليه غضبي فقد هوى﴾ بد بخت ہوا یعنی جس پر میرا غضب اترا وہ بد بخت ہوا۔

بِالْوَادِي الْمُقَدَّسِ الْمُبَارَكِ ﴿طُوًى﴾ اِسْمُ الْوَادِي.

یعنی مقدس کے معنی ہیں مبارک اللہ کے اس قول میں ﴿انك بالواد المقدس طوى﴾ نام وادی کا ہے۔

﴿بِمِلْكِنَا﴾ بِأَمْرِنَا.

یعنی بملکنا کے معنی ہیں اپنے حکم سے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿ما اخلفنا موعدك بملكنا﴾ بولے ہم نے خلاف نہیں کیا تیرا وعدہ اپنے اختیار سے۔

﴿مَكَانًا سُوًى﴾ مَنْصَفٌ بَيْنَهُمْ.

یعنی مکان سوی کے معنی ہیں کہ اس کی مسافت دونوں کے درمیان برابر ہو اللہ کے اس قول میں ﴿لا نخلفه نحن ولا انت مكانا سوى﴾ یعنی نہ خلاف کریں اس کو ہم اور نہ تو درمیان شہر کے۔

﴿يَبَسًا﴾ يَابِسًا.

اور یبسا کے معنی ہیں خشک یعنی اللہ کے اس قول میں

﴿فاضرب لهم طريقا فی البحر يبسا﴾ یعنی کر واسطے ان کے دریا میں راہ خشک۔

﴿عَلٰى قَدَرٍ﴾ مَوْعِدٍ.

یعنی قدر کے معنی ہیں اپنے وعدے کی جگہ میں اللہ کے اس قول میں ﴿ثم جئت على قدر يا موسٰى﴾۔

﴿لَا تَنِيَا﴾ تَضْعُفَا.

یعنی لا تنیا کے معنی ہیں نہ ضعیف ہو جاؤ اللہ کے اس قول میں ﴿ولا تنيا فی ذکری﴾۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ بنایا میں نے تجھ کو خاص اپنے واسطے۔

٤٣٦٧ ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَقٰى اٰدَمُ وَمُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى لِاٰدَمَ اَنْتَ الَّذِيْ اَشْقَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهٗ اٰدَمُ أَنْتَ مُوْسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَاصْطَفَاكَ لِنَفْسِهٖ وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ التَّوْرَاةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَجَدْتَهَا كُتِبَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَنِيْ قَالَ نَعَمْ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى.

۴۳۶۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملے آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ تو وہی ہے کہ تو نے آدمیوں کو بدبخت کیا اور ان کو بہشت سے نکالا کہا آدم علیہ السلام نے کہ تو ہی موسیٰ ہے کہ اللہ نے تجھ کو اپنی پیغمبری سے برگزیدہ کیا اور تجھ کو خاص اپنے واسطے چن لیا اور تجھ پر تورات اتاری، موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں! کہا کیا تو نے اس گناہ کو پایا کہ اللہ نے میری تقدیر میں لکھا تھا میرے پیدا کرنے سے پہلے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں! تو جیت گئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے۔

اَلْيَمُّ الْبَحْرُ.

اور یم کے معنی ہیں سمندر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلٰى مُوْسٰى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ وَأَضَلَّ

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی البتہ ہم نے حکم بھیجا موسیٰ علیہ السلام کو کہ لے نکل میرے بندوں کو رات میں پھر ڈال دے ان کو سمندر میں راہ خشک نہ خطرہ تجھ کو آ پکڑنے کا نہ ڈر پھر پیچھے لگا ان کے فرعون اپنے لشکر لے کر پھر گھیر لیا ان کو پانی نے جو گھیرا اور گمراہ کیا فرعون

فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدٰى﴾.

نے اپنی قوم کو اور راہ نہ دکھائی۔

٤٣٦٨ - حَدَّثَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَالْيَهُوْدُ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوْا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ ظَهَرَ فِيْهِ مُوْسٰى عَلٰى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْهُمْ فَصُوْمُوْهُ.

۴۳۶۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے اور یہود عاشورے کا روزہ رکھتے تھے تو ان سے اس روزے کا سبب پوچھا انہوں نے کہا یہ وہ دن ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم قریب تر ہیں ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے ان سے سو تم بھی عاشورے کا روزہ رکھو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے کے بیان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ نہ نکال دے تم دونوں کو بہشت سے یعنی شیطان سو تو بد بخت ہو جائے۔

٤٣٦٩ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ بْنُ النَّجَّارِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَاجَّ مُوْسٰى اٰدَمَ فَقَالَ لَهُ أَنْتَ الَّذِيْ أَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ وَأَشْقَيْتَهُمْ قَالَ قَالَ اٰدَمُ يَا مُوْسٰى أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ أَتَلُوْمُنِيْ عَلٰى أَمْرٍ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَنِيْ أَوْ قَدَّرَهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَنِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى.

۴۳۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بحث کی موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے سو آدم علیہ السلام سے کہا کہ تو وہی ہے کہ تو نے اپنے گناہ سے لوگوں کو بہشت سے نکالا اور ان کو بد بخت کیا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ! تو وہی موسیٰ ہے کہ اللہ نے تجھ کو اپنی کلام اور پیغمبری سے برگزیدہ کیا کیا تو مجھ کو ملامت کرتا ہے اس کام کے کرنے پر جو اللہ نے میری تقدیر میں لکھا تھا مجھے پیدا کرنے سے پہلے یا فرمایا کہ مقدر کیا تھا اس کو مجھ پر مجھے پیدا کرنے سے پہلے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو جیت گئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں آئے گی۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاءِ

سورۂ انبیاء کی تفسیر کا بیان

٤٢٧٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ وَالْكَهْفُ وَمَرْيَمُ وَطٰهٰ وَالْأَنْبِيَآءُ هُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِيْ.

۴۲۷۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورہ بنی اسرائیل اور کہف اور مریم اور طہ اور انبیاء وہ پہلی پرانی سورتوں سے ہیں اور وہ قدیم سے محفوظ ہیں یعنی یہ پانچوں سورتیں اول اس چیز سے ہیں کہ سیکھی گئی ہیں قرآن سے اور واسطے ان کے فضیلت ہے واسطے اس چیز کے کہ ان میں ہے پیغمبروں کے قصوں اور خبروں سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ بنی اسرائیل تو اصل سورہ بنی اسرائیل ہے سو حذف کیا گیا مضاف اور باقی رہا مضاف الیہ اپنی صورت پر اور اس کی شرح سبحان میں گزر چکی ہے اور زیادہ کیا ہے اس میں جو وہاں مذکور نہیں اور حاصل اس کا یہ ہے کہ یہ اس نے پانچ سورتیں پے در پے ذکر کیں اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ وہ سب مکے میں اتریں لیکن ان کی بعض آیتوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان کی بعض آیتیں مدنی ہیں اور نہیں ثابت ہوتی اس سے کوئی چیز اور جمہور اس پر ہیں کہ سب آیتیں مکی ہیں اور کم ہے جس نے اس کے برخلاف کہا۔ (فتح)

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿جُذَاذًا﴾ قَطَّعَهُنَّ.

اور کہا قتادہ نے کہ جذاذا کے معنی ہیں ان کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿فِيْ فَلَكٍ﴾ مِثْلِ فَلْكَةِ الْمِغْزَلِ ﴿يَسْبَحُوْنَ﴾ يَدُوْرُوْنَ.

یعنی اور کہا حسن بصری رحمہ اللہ علیہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿وكل في فلك يسبحون﴾ کے کہ گھومتے ہیں آسمان میں مانند بیڑے چرخے کی۔

فائدہ: اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ گھومتے ہیں گرد اس کے اور مجاہد سے روایت ہے کہ آسمان میں مانند چکی کے لوہے کی۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿نَفَشَتْ﴾ رَعَتْ لَيْلًا.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نفشت کے معنی ہیں چر گئیں اللہ نے فرمایا ﴿اذنفشت فی غنم القوم﴾ جب چر گئیں اس میں بکریاں ایک قوم کی رات کو۔

﴿يُصْحَبُوْنَ﴾ يُمْنَعُوْنَ.

اور یصحبون کے معنی ہیں منع کی جائیں گی اللہ نے فرمایا ﴿ولا هم منا يصحبون﴾ یعنی اور نہ ان کو کوئی

ہمارے عذاب سے بچائے گا، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ ہماری طرف سے مدد نہ کیے جائیں گے۔

﴿أُمَّتُكُمْ أُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ﴾ قَالَ دِيْنُكُمْ دِيْنٌ وَّاحِدٌ.

یعنی اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ تمہارا دین ایک ہے اللہ نے فرمایا ﴿ان هذه امتكم امة واحدة﴾.

وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿حَصَبُ﴾ حَطَبُ بِالْحَبَشِيَّةِ.

اور کہا عکرمہ نے کہ حصب کے معنی حبش کی زبان میں لکڑیاں ہیں اللہ نے فرمایا ﴿انكم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم﴾.

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿أَحَسُّوْا﴾ تَوَقَّعُوْا مِنْ أَحْسَسْتُ.

اور عکرمہ کے غیر نے کہا کہ احسوا کے معنی ہیں جب ان کو توقع ہوئی مشتق ہے احسست سے اللہ نے فرمایا ﴿فلما احسوا باسنا اذا هم منها يركضون﴾ یعنی جب آہٹ پائی انہوں نے ہماری آفت کی تو اچانک وہ وہاں دوڑنے لگے۔

﴿خَامِدِيْنَ﴾ هَامِدِيْنَ.

یعنی خامدین کے معنی ہیں بجھے پڑے اللہ نے فرمایا ﴿جعلنا هم حصيدا خامدين﴾ یعنی یہاں تک کہ کر دیا ہم نے ان کو کاٹ کر ڈھیر مانند آگ بجھی ہوئی کی۔

وَالْحَصِيْدُ مُسْتَأْصَلٌ يَقَعُ عَلَى الْوَاحِدِ وَالْإِثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ.

یعنی حصیدا کے معنی ہیں جڑ سے اکھاڑا گیا واقع ہوتا ہے واحد پر اور تثنیہ پر اور جمع پر۔

﴿لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ﴾ لَا يُعْيُوْنَ وَمِنْهُ ﴿حَسِيْرٌ﴾ وَحَسَرْتُ بَعِيْرِيْ.

اور یستحسرون کے معنی ہیں نہیں تھکتے اور اسی سے ماخوذ ہے حسیر یعنی تھکا ہوا اور حسرت بعیری یعنی میں نے اپنے اونٹ کو تھکایا اللہ نے فرمایا ﴿لا يستكبرون عن عبادته ولا يستحسرون﴾.

عَمِيْقٌ بَعِيْدٌ. (الحج:۲۷)

یعنی عمیق کے معنی ہیں دور تنہا۔

نُكِّسُوْا رُدُّوْا.

یعنی نکسوا کے معنی ہیں اوندھے ہوئے اپنے سروں پر اللہ نے فرمایا ﴿ثم نكسوا على رؤوسهم﴾.

﴿صَنْعَةَ لَبُوْسٍ﴾ اَلدُّرُوْعُ.

اور لبوس کے معنی ہیں زرہیں اللہ نے فرمایا ﴿وعلمناه

صنعة لبوس لكم﴾ یعنی سکھایا ہم نے داؤد کو بنانا زرہوں کا۔

﴿تَقَطَّعُوْا أَمْرَهُمْ﴾ اِخْتَلَفُوْا.

یعنی تقطعوا کے معنی ہیں کہ انہوں نے اختلاف کیا اور جدا جدا ہو گئے، اللہ نے فرمایا ﴿و تقطعوا امرهم بينهم﴾.

اَلْحَسِيْسُ وَالْحِسُّ وَالْجَرْسُ وَالْهَمْسُ وَاحِدٌ وَّهُوَ مِنَ الصَّوْتِ الْخَفِيِّ.

یعنی ان چاروں الفاظ کے ایک معنی ہیں اور وہ پوشیدہ آواز ہے اللہ نے فرمایا ﴿لا يسمعون حسيسها﴾ یعنی نہ سنیں گے بہشتی آہٹ دوزخ کی۔

﴿اٰذَنَّاكَ﴾ أَعْلَمْنَاكَ ﴿اٰذَنْتُكُمْ﴾ إِذَا أَعْلَمْتَهٗ فَأَنْتَ وَهُوَ ﴿عَلٰى سَوَآءٍ﴾ لَمْ تَغْدِرْ.

یعنی آذناك کے معنی ہیں ہم نے تجھ کو خبر کر دی اور آذنتکم اس وقت بولتے ہیں جب تو اس کو خبر کر دے سو تم اور وہ برابر ہیں تو نے دغا نہیں کیا اللہ نے فرمایا ﴿فان تولوا فقل آذنتكم على سواء﴾ یعنی اگر منہ موڑیں تو تو کہہ میں نے خبر کر دی تم کو دونوں طرف برابر۔

فائدہ: جب تو اپنے دشمن کو ڈرائے اور اس کو خبر کر دے اور لڑائی کو اس کی طرف پھینکے یہاں تک کہ تو اور وہ برابر ہوں تو تو نے اس کو خبردار کیا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُوْنَ﴾ تُفْهَمُوْنَ.

اور کہا مجاہد نے کہ تسئلون کے معنی اس آیت میں یہ ہیں کہ تم سمجھو۔

﴿اِرْتَضٰى﴾ رَضِيَ.

ارتضى کے معنی ہیں راضی ہوا اللہ نے فرمایا ﴿ولا يشفعون الا لمن ارتضى﴾ یعنی نہیں سفارش کرتے مگر جس کے واسطے وہ راضی ہوا۔

﴿اَلتَّمَاثِيْلُ﴾ اَلْأَصْنَامُ.

یعنی تماثیل کے معنی ہیں بت اللہ نے فرمایا ﴿ما هذه التماثيل التى انتم لها عاكفون﴾.

اَلسِّجِلُّ الصَّحِيْفَةُ.

سجل کے معنی ہیں اعمال نامہ۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیچ تفسیر آیت ﴿كطى السجل للكتب﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مانند لپیٹنے اعمال نامہ کی لکھی چیز کو کہا طبری نے معنی اس کے یہ ہیں مانند لپیٹنے صحیفے کی اس چیز پر کہ اس میں لکھی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لام ساتھ معنی من کے ہے یعنی واسطے سبب کتاب کے اس واسطے کہ اعمال نامہ لپیٹتا ہے اس کی نیکیوں کو واسطے

اس چیز کے کہ اس میں لکھی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سجل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب کا نام ہے اور سدی سے روایت ہے کہ سجل فرشتے کو کہتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ایک فرشتہ ہے دوسرے آسمان میں چوکیدار فرشتے ہر جمعرات اور سوموار کے دن اس کی طرف عمل کو اٹھاتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی جیسے ہم نے پہلی بار پیدا کیا پھر اس کو دوہرائیں گے۔

٤٣٧١ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ شَيْخٌ مِّنَ النَّخَعِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ إِلَى اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ﴾ ثُمَّ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُّكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيْمُ أَلَا إِنَّهُ يُجَآءُ بِرِجَالٍ مِّنْ أُمَّتِيْ فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أُصَيْحَابِيْ فَيُقَالُ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَأَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿شَهِيْدٌ﴾ فَيُقَالُ إِنَّ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ.

۴۳۷۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ بیشک تم اللہ کی طرف جمع کیے جاؤ گے ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ ہوئے جیسا کہ ہم نے پہلی بار پیدا کیا پھر اس کو دوہرائیں گے وعدہ لازم ہے ہم پر بیشک ہم کرنے والے ہیں پھر حال یوں ہے کہ قیامت کے دن پہلے پہل ابراھیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا خبردار! تحقیق شان یہ ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے سو ان کو بائیں راہ ڈالا جائے گا سو میں کہوں گا اے رب! یہ لوگ میرے اصحاب ہیں؟ تو کہا جائے گا کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد انہوں نے کیا نئی راہ نکالی یعنی مرتد ہو گئے سو میں کہوں گا جیسے نیک بندے یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اور میں ان پر نگہبان تھا جب تک ان میں رہا اللہ کے قول شہید تک سو کہا جائے گا کہ بیشک یہ لوگ ہمیشہ رہے مرتد اپنی ایڑیوں پر جب سے تو نے ان کو چھوڑا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں آئے گی۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ

سورۂ حج کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿الْمُخْبِتِيْنَ﴾ الْمُطْمَئِنِّيْنَ.

یعنی کہا ابن عیینہ نے کہ مخبتین کے معنی ہیں اطمینان پکڑنے والے اللہ نے فرمایا ﴿وبشر المخبتين﴾ یعنی خوشی سناؤ اطمینان والوں کو اور مجاہد سے روایت ہے کہ

نماز پڑھنے والے اور ضحاک سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں متواضعین ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ ﴿إِذَا تَمَنّٰى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِيْ أُمْنِيَّتِهِ﴾ إِذَا حَدَّثَ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِيْ حَدِيْثِهِ فَيُبْطِلُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ وَيُحْكِمُ اٰيَاتِهِ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر امنیتہ کے کہ جب اس نے کچھ بات کی تو شیطان نے اس میں کچھ ملا دیا پھر باطل کرتا ہے اللہ جو شیطان ڈالتا ہے اور پکی کرتا ہے اپنی آیتیں اللہ نے فرمایا ﴿وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته فينسخ الله ما يلقي الشيطان ثم يحكم الله آياته﴾.

فائدہ: کہا ابوجعفر نحاس نے کتاب معانی القرآن میں کہ یہ عمدہ اور بہتر چیز ہے جو کہی گئی اس آیت کی تاویل میں اور اجل اور اعلیٰ تاویل ہے۔

وَيُقَالُ أُمْنِيَّتُهُ قِرَآءَتُهُ ﴿إِلَّا أَمَانِيَّ﴾ يَقْرَؤُوْنَ وَلَا يَكْتُبُوْنَ.

اور کہا جاتا ہے کہ امنیتہ کے معنی قرأت کے ہیں اور الا امانی کے معنی ہیں پڑھتے ہیں اور لکھتے نہیں۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف جو سورہ بقرہ میں ہے ﴿لا يعلمون الكتاب الا اماني﴾ اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ واسطے شہادت لینے کے اس پر کہ تمنی ساتھ معنی قرأت کے ہے اس واسطے کہ ﴿الا اماني﴾ ساتھ معنی یقرؤن کے ہے اور روایت کی ہے طبری اور ابن ابی حاتم وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے میں سورہ نجم پڑھی سو جب اس آیت پر پہنچے ﴿افرأيتم اللات والعزى ومناة الثالثة الاخرى﴾ تو شیطان نے آپ کی زبان پر یہ لفظ ڈالے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سی آواز کے ساتھ یہ لفظ پڑھے تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى تو مشرکوں نے کہا کہ اس دن سے پہلے کبھی اس نے ہمارے بتوں کو بھلائی سے یاد نہیں کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور مشرکوں نے بھی سجدہ کیا کہا بزار نے اس حدیث کی سند میں کلبی ہے اور کلبی متروک ہے اس پر اعتماد نہیں کیا جاتا ۔ اور نحاس نے اس کو اور سند سے روایت کیا ہے اور اس میں واقدی ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن اسحاق اور طبری وغیرہ نے کئی طریقوں سے اور سب طریق اس کے سوائے طریق سعید بن جبیر کے یا ضعیف ہیں یا منقطع لیکن کثر طرق کی دلالت کرتی ہے کہ اس قصے کی کچھ اصل ہے باوجود اس کے کہ واسطے اس کے دو طریق اور ہیں مرسل ان کے راوی بخاری اور مسلم کی شرائط پر ہیں اور رد کیا ہے اس حدیث کو ابن عربی اور عیاض نے کہا ابن عربی نے کہا بزار نے اس میں بہت روایتیں ذکر کی ہیں لیکن وہ باطل ہیں ان کی کوئی اصل نہیں اور کہا عیاض نے کہ

نہیں نکالا اس حدیث کو کسی نے اہل صحت سے اور نہیں روایت کیا اس کو کسی ثقہ نے ساتھ سند سلیم متصل کے باوجود ضعیف ہونے راویوں کے اور مضطرب ہونے روایتوں کے اور منقطع ہونے سند اس کی کے اور کسی مفسر اور تابعی نے اس کو مرفوع نہیں کیا اور اکثر طریقے اس کے ضعیف اور واہی ہیں اور البتہ بیان کیا ہے بزار نے کہ نہیں پہچانی جاتی کسی طریق جائز سے اور اگر یہ بات واقع ہوتی تو بہت مسلمان مرتد ہو جاتے اور یہ سب جرح قدح قواعد پر مبنی نہیں اس واسطے کہ جب طریق بہت ہوں اور مخرج جدا جدا ہوں تو یہ دلالت کرتا ہے کہ اس کے واسطے کوئی اصل ہے اور میں نے ذکر کیا ہے کہ اس کی تین سندیں صحیح کی شرط پر ہیں اور وہ مرسل ہیں حجت پکڑتا ہے ساتھ مثل ان کی کے جو حجت پکڑتا ہے ساتھ مرسل کے اور اسی طرح جو نہیں حجت پکڑتا ساتھ مرسل کے واسطے قوت پانے بعض کے ساتھ بعض کے اور جب یہ مقرر ہوا تو متعین ہوئی تاویل اس چیز کی جو واقع ہوئی ہے بیچ اس کے اس قسم سے کہ بری معلوم ہوتی ہے اور وہ قول اس کا کہ شیطان نے آپ کی زبان پر ڈالا تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجيك؛ نہیں جائز ہے محمول کرنا اس کو اپنے ظاہر پر اس واسطے کہ محال ہے حضرت ﷺ پر کہ زیادہ کریں قرآن میں جان بوجھ کر جو قرآن سے نہیں اور اسی طرح بھولے سے بھی جائز نہیں جب کہ ہو مخالف واسطے اس چیز کے کہ لائے ہیں اس کو توحید سے واسطے مکان عصمت آپ کے کی اور البتہ علماء اس میں کئی راہ چلے ہیں بعض نے کہا کہ جاری ہوئے یہ کلمے آپ کی زبان پر جب کہ آپ کو اونگھ پہنچی اور آپ کو معلوم نہ ہوا پھر جب آپ کو معلوم ہوا تو اللہ نے اپنی آیتوں کو پکا کیا روایت کیا ہے اس کو طبری نے قتادہ سے اور رد کیا ہے اس کو عیاض نے ساتھ اس طور کے کہ یہ صحیح نہیں اس واسطے کہ ایسا ہونا حضرت ﷺ پر جائز نہیں اور نہیں قدرت شیطان کو آپ پر سونے کی حالت میں اور بعض نے کہا کہ بے بس کیا تھا آپ کو شیطان نے یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے بے اختیار ہو کر اس کو کہا اور رد کیا ہے اس کو ابن عربی نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے بطور حکایت کے شیطان سے ﴿وما كان عليكم من سلطان﴾ یعنی مجھ کو تم پر کچھ قدرت نہ تھی سو اگر شیطان کو اس پر قدرت ہوتی تو کسی کو بندگی کی قوت باقی نہ رہتی اور بعض نے کہا کہ مشرکین جب اپنے بتوں کو ذکر کرتے تھے تو تعریف کرتے تھے ان کی ساتھ اس کے سو یہ بات حضرت ﷺ کی یاد پر معلق رہی پھر جب حضرت ﷺ نے اس کو ذکر کیا تو سہوًا یہ بات آپ کی زبان پر جاری ہوئی اور رد کیا ہے اس کو عیاض نے اور خوب کیا اور بعض نے کہا کہ شاید حضرت ﷺ نے کافروں کو جھڑکنے کے واسطے یہ کلمات کہے تھے کہا عیاض نے اور یہ جائز ہے جب کہ ہو اس جگہ کوئی قرینہ جو دلالت کرتے مراد پر خاص کر اس وقت نماز میں کلام کرنا جائز تھا اور بعض نے کہا کہ جب حضرت ﷺ اس قول تک پہنچے ﴿ومناة الثالثة الاخرىٰ﴾ تو مشرکین ڈرے کہ کہ اس کے بعد کوئی چیز لائے کہ اس کے ساتھ ان کے بتوں کی مذمت کرے سو جلدی کی انہوں اس کلام کی طرف سو حضرت ﷺ کے تلاوت میں اس کو ملایا موافق عادت اپنی کے ان کے قول میں ﴿لا تسمعوا لهٰذا القرآن والغوا فيه﴾ اور نسبت

کیا گیا یہ طرف شیطان کی اس واسطے کہ وہ ان کو اس پر باعث ہوا یا مراد ساتھ شیطان کے شیطان آدمیوں کا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ غرانیق العلی کے فرشتے ہیں اور کفار کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کو پوجتے تھے پس بیان کیا گیا ذکر کل کا تا کہ رد کیا جائے اوپر ان کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کیا واسطے تمہارے بیٹے ہیں اور واسطے اللہ کے بیٹیاں سو جب اس کو مشرکوں نے سنا تو محمول کیا اس کو جمیع پر اور کہا کہ ہمارے بتوں کی تعظیم کی اور اس کے ساتھ راضی ہوئے پھر اللہ نے دونوں کلموں کو منسوخ کر دیا اور اپنی آیتوں کو پکا کیا اور بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ آرام کے ساتھ قرآن پڑھ رہے تھے تو شیطان نے آپ کے سکتوں سے ایک سکتے میں گھات لگائی اور بولا ساتھ ان کلموں کے حضرت ﷺ کی سی آواز بنا کر اس طور سے کہ آپ کے قریب والوں نے اس کو سنا اور اس کو آپ کا قول گمان کیا اور شائع کیا اور کہا یہ وجہ بہتر ہے سب وجوہ سے اور تائید کرتا ہے اس کی جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پہلے گزر چکا ہے کہ تمنی کے معنی تلاوت کے ہیں اور خوب کہا اس تاویل کو ابن عربی نے اور اس سے پہلے کہا کہ یہ نص ہے ہمارے مذہب میں بیچ پاک ہونے حضرت ﷺ کے اس چیز سے کہ نسبت کی گئی ہے طرف آپ کی اور کہا کہ معنی امنیتہ کے ہیں بیچ تلاوت آپ کی کے پس خبر دی اللہ نے اس آیت میں کہ رسولوں میں اللہ کا دستور جاری ہے کہ جب کوئی بات کہتے ہیں تو شیطان اس میں اپنی طرف سے کچھ ملا دیتا ہے پس یہ نص ہے کہ شیطان نے حضرت ﷺ کے قول میں کچھ ملا دیا تھا اور البتہ سبقت کی ہے اس معنی کی طرف طبری نے واسطے جلالت قدر اس کی کے اور فراخ ہونے اس کے علم کے۔

تنبیہ: اصل یہ سورۃ مکی ہے اور کچھ آیتیں اس کی مدنی ہیں۔ (فتح الباری)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَّشِيْدٌ بِالْقَصَّةِ جِصٌّ.

اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر اللہ کے اس قول کے ﴿وقصر مشید﴾ اور بہت محل مضبوط کیے گئے ساتھ گچ کے۔

فائدہ: اور قصہ قصر مشید کا ذکر کیا ہے اہل اخبار نے کہ وہ شداد بن عاد کا بنایا ہوا ہے پھر ہو گیا بے کار اور ویران بعد آبادی کے کوئی اس کے پاس نہ جا سکتا تھا کئی میل تک اس واسطے کہ اس میں سے جنوں کی خوفناک آواز سنی جاتی تھی۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿يَسْطُوْنَ﴾ يُفْرِطُوْنَ مِنَ السَّطْوَةِ وَيُقَالُ ﴿يَسْطُوْنَ﴾ يَبْطِشُوْنَ.

یعنی اور کہا اس کے غیر نے بیچ تفسیر قول اللہ کے ﴿یکادون یسطون﴾ کہ یسطون کے معنی ہیں قریب ہیں کہ زیادتی کریں مشتق ہے سطوہ سے اور اس کے معنی ہیں قہر اور غلبہ اور بعض کہتے ہیں کہ یسطون کے معنی ہیں سخت پکڑتے ہیں۔

فائدہ: کہا فراء نے کہ مشرکین قریش جب مسلمانوں کو قرآن پڑھتے سنتے، دیکھتے تھے تو قریب تھے کہ ان کو پکڑ لیں۔

﴿وَهُدُوْا إِلَى الطَّيِّبِ﴾ أُلْهِمُوْا.

یعنی ھدوا کے معنی اس آیت میں الہام کے ہیں یعنی الہام ہوا ان کو ستھری بات کا یعنی قرآن کا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بِسَبَبٍ﴾ بِحَبْلٍ إِلَى سَقْفِ الْبَيْتِ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ سبب کے معنی ہیں رسی اپنے گھر کی چھت کی طرف اللہ نے فرمایا ﴿فليمدد بسبب الى السمآء﴾ یعنی جس کو یہ گمان ہو کہ ہرگز نہ مدد کرے گا پیغمبر کو اللہ دنیا میں اور آخرت میں تو چاہیے کہ لٹکا دے رسی اپنے گھر کی چھت کی طرف اور اس کے ساتھ پھانسی لے لے۔

﴿تَذْهَلُ﴾ تُشْغَلُ.

تذھل کے معنی ہیں باز رہے اللہ نے فرمایا ﴿یوم تذھل کل مرضعه عما ارضعت﴾ یعنی جس دن باز رہے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پلانے والے سے بہ سبب وحشت اس دن کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تو دیکھے لوگوں کو مست ہوئے۔

۴۳۷۲ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا اٰدَمُ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيُنَادٰى بِصَوْتٍ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ قَالَ يَا رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ أُرَاهُ قَالَ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ فَحِيْنَئِذٍ تَضَعُ الْحَامِلُ حَمْلَهَا وَيَشِيْبُ الْوَلِيْدُ ﴿وَتَرَى

۴۳۷۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن فرمائے گا اے آدم! وہ کہے گا حاضر ہوں تیری خدمت میں اور اطاعت میں اے ہمارے رب! سو فرشتہ آواز سے پکارے گا کہ بیشک اللہ تجھ کو حکم کرتا ہے کہ اپنی اولاد سے دوزخ کا حصہ نکال یعنی دوزخیوں کو دوزخ کی طرف روانہ کر، آدم علیہ السلام کہیں گے الٰہی! کس قدر ہے حصہ دوزخ کا؟ اللہ فرمائے گا ہر ایک ہزار سے نو سو اور ننانوے یعنی ہر ہزار آدمی سے ایک بہشتی اور باقی دوزخی سو اس وقت ہر ایک حاملہ اپنے پیٹ کا بچہ گرا دے گی اور بوڑھا ہو جائے گا لڑکا اور تو دیکھے گا لوگوں کو بیہوش اور

النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى تَغَيَّرَتْ وُجُوْهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَّأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةٌ وَّتِسْعِيْنَ وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ ثُمَّ أَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَآءِ فِيْ جَنْبِ الثَّوْرِ الْأَبْيَضِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَآءِ فِيْ جَنْبِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ وَإِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا قَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ ﴿تَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى﴾ وَقَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ وَقَالَ جَرِيْرٌ وَّعِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ وَأَبُوْ مُعَاوِيَةَ ﴿سَكْرٰى وَمَا هُمْ بِسَكْرٰى﴾.

دیوانے اور حالانکہ وہ دیوانے نہیں لیکن اللہ کا عذاب سخت ہو گا سو یہ بات اصحاب پر نہایت سخت گزری یہاں تک کہ ان کے چہرے زرد ہوئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو اس واسطے کہ یاجوج اور ماجوج سے نو سو ننانوے دوزخی ہوں گے اور تم میں سے ایک بہشتی ہو گا پھر تمہاری مثل اور امتوں میں جیسے کالا بال سفید بیل کے پہلو میں یا جیسے سفید بال سیاہ بیل کے پہلو میں اور البتہ میں اس کی امید رکھتا ہوں کہ تم لوگ بہشتیوں کی چوتھائی ہو گے سو ہم نے اللہ اکبر کہا پھر فرمایا کہ تم بہشتیوں کے تہائی ہو گے سو ہم نے اللہ اکبر کہا پھر فرمایا کہ تم بہشتیوں کے آدھے ہو گے سو ہم نے اللہ اکبر کہا، کہا ابو اسامہ نے اعمش سے تو دیکھے لوگوں کو دیوانے اور حالانکہ نہیں وہ دیوانے یعنی موافقت کی ہے اس نے حفص کی بیچ روایت کرنے اس حدیث کے اعمش سے ساتھ اسناد اس کی کے اور متن اس کے، کہا اس نے ہر ہزار سے نو سو ننانوے یعنی اس نے جزم کیا ہے ساتھ اس کے برخلاف حفص کے کہ اس میں شک ہے کہ اس نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ ہر ہزار سے نو سو ننانوے اور کہا جریر اور عیسیٰ اور ابو معاویہ نے سَکْرٰی وماھم بسَکْرٰی یعنی ان تینوں راویوں نے اس لفظ میں مخالفت کی ہے کہ اس کو سَکْرٰی پڑھا ہے اور جمہور کی قرأت سکارٰی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ﴾ شَكٍّ ﴿فَإِنْ أَصَابَهٗ خَيْرُ اطْمَأَنَّ بِهٖ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور بعض شخص ہے کہ بندگی کرتا ہے اللہ کی کنارے پر یعنی شک پر پھر اگر اس کو نعمت مل گئی تو چین پکڑتا ہے اور اگر اس کو کوئی بلا پہنچے تو پھرتا ہے الٹا اپنے منہ پر خسارہ پایا دنیا اور آخرت میں

﴿ذٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيْدُ ﴿أَتْرَفْنَاهُمْ﴾ وَسَّعْنَاهُمْ.

یہی ہے صریح خسارہ اور اترفناھم کے معنی ہیں ہم نے ان کو وسعت دی دنیا اور آخرت میں۔

فائدہ: یہ کلمہ اگلی سورت میں ہے۔

٤٣٧٣ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ﴾ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْمَدِيْنَةَ فَإِنْ وَلَدَتِ امْرَأَتُهُ غُلَامًا وَّنُتِجَتْ خَيْلُهُ قَالَ هٰذَا دِيْنٌ صَالِحٌ وَّإِنْ لَّمْ تَلِدِ امْرَأَتُهُ وَلَمْ تُنْتَجْ خَيْلُهُ قَالَ هٰذَا دِيْنُ سُوْءٍ.

۴۳۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا بیچ تفسیر اس آیت کے بعض وہ شخص ہے جو بندگی کرتا ہے اللہ کی کنارے پر کہا کہ کوئی مرد مدینہ میں آتا تھا سو اگر اس کی عورت لڑکا جنتی اور اس کی سواری بچہ جنتی تو کہتا یہ دین نیک ہے اور اگر اس کی عورت نہ جنتی اور نہ اس کی سواری جنتی تو کہتا یہ دین برا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اگر پاتے سال ارزانی اور مینہ اور اولاد کا تو راضی ہوتے ساتھ اس کے اور اگر قحط سالی پاتے تو کہتے ہمارے اس دین میں بھلائی نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اگر اس کو مدینے کی بیماری پہنچتی اور اس کی عورت لڑکی جنتی اور صدقہ اس کو نہ پہنچتا تو شیطان اس کے پاس آتا اور کہتا قسم ہے اللہ کی تجھ کو اس دین میں بدی کے سوا کچھ نہیں پہنچا اور ایک روایت میں ہے اگر اس کا بدن بیمار ہوتا اور اس سے صدقہ روکا جاتا اور اس کو حاجت پہنچتی تو کہتا قسم ہے اللہ کی یہ دین نہیں میں ہمیشہ اپنے مال اور حال میں نقصان اٹھاتا ہوں اور روایت کی ہے ابن مردویہ نے ساتھ سند ضعیف کے کہ یہ آیت ایک یہودی کے حق میں اتری جو مسلمان ہوا تھا سو وہ اندھا ہو گیا اور اس کا مال اور اولاد ہلاک ہوا سو شگون بد لیا اس نے ساتھ اسلام کے سو کہا اس نے کہ میں اپنے دین میں بھلائی کو نہیں پہنچا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی یہ دو مدعی ہیں جھگڑتے ہیں اپنے رب کی شان میں۔

فائدہ: خصمان تثنیہ ہے خصم کا اور وہ بولا جاتا ہے واحد وغیرہ پر اور وہ شخص وہ ہے کہ واقع ہوا اس سے جھگڑا۔ (فتح)

٤٣٧٤ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ

۴۳۷۴۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ قسم کھاتے تھے اس آیت میں کہ اتری یہ آیت دو مدعیوں میں جھگڑتے

عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُقْسِمُ قَسَمًا إِنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾ نَزَلَتْ فِيْ حَمْزَةَ وَصَاحِبَيْهِ وَعُتْبَةَ وَصَاحِبَيْهِ يَوْمَ بَرَزُوْا فِيْ يَوْمِ بَدْرٍ رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ هَاشِمٍ وَقَالَ عُثْمَانُ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ قَوْلَهُ.

ہیں اپنے رب میں حمزہ اور اس کے دونوں ساتھیوں اور عتبہ اور اس کے دونوں ساتھیوں کے حق میں جب کہ تھے تنہا تنہا صف سے لڑنے کے واسطے نکلے جنگ بدر کے دن، روایت کیا ہے اس کو سفیان نے ابو ہاشم سے یعنی ساتھ سند اس کی کے اور متن اس کے کے اور کہا عثمان نے جریر سے اس نے منصور سے اس نے ابی ہاشم سے اس نے ابی مجلز سے قول اس کا یعنی موقوف اوپر اس کے۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے ہلال بن یساف سے کہ اتری یہ آیت ان لوگوں کے حق میں جو جنگ بدر کے دن اکیلے اکیلے صف سے لڑنے کے لیے نکلے۔

٤٢٧٥ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَّجْثُوْ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُوْمَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَيْسٌ وَفِيْهِمْ نَزَلَتْ ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾ قَالَ هُمُ الَّذِيْنَ بَارَزُوْا يَوْمَ بَدْرٍ عَلِيٌّ وَّحَمْزَةُ وَعُبَيْدَةُ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدُ بْنُ عُتْبَةَ.

۴۲۷۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن پہلے پہل میں ہی اللہ کے آگے جھگڑے کے واسطے دو زانو ہو کر بیٹھوں گا کہا قیس نے اور انہیں کے حق میں یہ آیت اتری یہ دو مدعی ہیں جو اپنے رب کے حق میں جھگڑتے ہیں کہا قیس نے وہ لوگ وہی ہیں جو جنگ بدر کے دن تنہا تنہا لڑنے کے واسطے نکلے وہ علی رضی اللہ عنہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہ اور شیبہ اور عتبہ اور ولید ہے۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ یہ آیت اہل کتاب اور مسلمانوں کے حق میں اتری اور حسن کے طریق سے کہ وہ کافر اور مسلمان ہیں اور مجاہد سے روایت ہے کہ وہ جھگڑنا مسلمان اور کافر کا ہے قیامت کے حق میں اور اختیار کیا ہے طبری نے ان اقوال کو بیچ عام ہونے اس آیت کے کہا اور نہیں مخالف ہے یہ اس چیز کو کہ مروی ہے علی رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے اس واسطے کہ جو جنگ بدر کے دن تنہا تنہا لڑنے کے واسطے نکلے تھے وہ دو گروہ تھے مسلمان اور کافر اس واسطے کہ آیت جب کسی سبب میں اترے تو نہیں منع ہے یہ کہ ہو عام اس سبب کی نظیر میں۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ

سورۂ مومنون کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿سَبْعَ طَرَآئِقَ﴾ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ.

کہا ابن عیینہ نے کہ سبع طرائق کے معنی ہیں سات آسمان اللہ نے فرمایا ﴿ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق﴾ یعنی البتہ ہم نے پیدا کیے اوپر تمہارے سات آسمان۔

﴿لَهَا سَابِقُوْنَ﴾ سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ.

یعنی سابقون کے معنی ہیں سبقت کی ہے واسطے ان کے نیک بختی نے اللہ نے فرمایا ﴿هم لها سابقون﴾ یعنی سبقت کی ہے واسطے ان کے سعادت نے یعنی پس اسی واسطے اس کی طرف جلدی کرتے ہیں۔

﴿قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ خَآئِفِيْنَ.

یعنی ﴿قلوبهم وجلة﴾ کے معنی ہیں ڈرنے والے۔

فائدہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا یا حضرت! اللہ کے اس قول میں ﴿قلوبهم وجلة﴾ کیا مراد اس سے وہ شخص ہے جو زنا کرتا ہے اور چوری کرتا ہے اور وہ باوجود اس کے اللہ سے ڈرتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ مراد وہ شخص ہے جو روزہ رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور وہ باوجود اس کے اللہ سے ڈرتا ہے۔ روایت کیا ہے اس کو ترمذی وغیرہ نے۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ﴾ بَعِيْدٌ بَعِيْدٌ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ﴿هيهات هيهات﴾ کے معنی ہیں دور ہے دور ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿هيهات هيهات لما توعدون﴾ یعنی دور ہے دور ہے جو تم وعدے دیے جاتے ہو۔

﴿فَاسْأَلِ الْعَآدِّيْنَ﴾ الْمَلَآئِكَةَ.

یعنی اللہ کے اس قول میں عادین سے مراد فرشتے ہیں اللہ نے فرمایا ﴿قالا لبثنا يوم او بعض يوم فسئل العادين﴾ یعنی کہا کفار نے ٹھہرے ہم ایک دن یا کچھ دن سے سو پوچھ فرشتوں سے۔

﴿لَنَاكِبُوْنَ﴾ لَعَادِلُوْنَ.

یعنی لناکبون کے معنی ہیں پھرنے والے اللہ نے فرمایا ﴿ان الذين لا يؤمنون بالآخرة عن الصراط لناكبون﴾ یعنی جو لوگ نہیں مانتے آخرت کو وہ سیدھی راہ سے پھرنے والے ہیں۔

﴿كَالِحُوْنَ﴾ عَابِسُوْنَ.

کالحون کے معنی بدشکل ہیں اللہ نے فرمایا ﴿وهم فيها كالحون﴾ یعنی کافر آگ میں بدشکل ہورہے ہیں۔

فائدہ: اور روایت کی ہے حاکم نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعا کہ بھون ڈالے گی ان کو آگ سوسکڑ جائے گی اس کے اوپر کی لب اور ڈھیلی ہو جائے گی نیچے کی لب۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿مِنْ سُلَالَةٍ﴾ الْوَلَدُ وَالنُّطْفَةُ السُّلَالَةُ.

یعنی سلالة کے معنی ہیں بچہ اور نطفہ، اللہ نے فرمایا ﴿ولقد خلقنا الانسان من سلالة﴾ یعنی پیدا کیا ہم نے انسان کو خلاصہ مٹی سے۔

فائدہ: نہیں مراد ہے تفسیر سلالۃ کی سے ساتھ ولد کے کہ وہ مراد ہے آیت میں بلکہ وہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ لفظ سلالہ کا مشترک ہے درمیان ولد اور نطفہ کے اور اس چیز کے کہ کھینچی جاتی ہے دوسری چیز سے اور یہی اخیر معنی مراد ہیں آیت میں اور نہیں ذکر کیا اس کو واسطے بے پرواہی کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے اور واسطے تنبیہ کرنے کے اس پر کہ یہ لفظ مذکور چیزوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ (فتح)

وَالْجِنَّةُ وَالْجُنُوْنُ وَاحِدٌ.

اور جنة اور جنون کے معنی ایک ہیں اللہ نے فرمایا ﴿ام يقولون به جنة﴾ یعنی کیا کہتے ہیں اس کو جنون ہے۔

وَالْغُثَآءُ الزَّبَدُ وَمَا ارْتَفَعَ عَنِ الْمَآءِ وَمَا لَا يُنْتَفَعُ بِهِ.

یعنی غثاء کے معنی ہیں جھاگ اور جو پانی کہ اوپر آئے اور جس کے ساتھ نفع نہ اٹھایا جائے اللہ نے فرمایا ﴿فجعلناهم غثاء﴾ یعنی کیا ہم نے ان کو جھاگ۔

سُوْرَةُ النُّوْرِ

سورۂ نور کی تفسیر کا بیان

﴿مِنْ خِلَالِهِ﴾ مِنْ بَيْنِ أَضْعَافِ السَّحَابِ.

یعنی من خلاله کے معنی ہیں بادل کے پردوں سے اللہ نے فرمایا ﴿فترى الودق يخرج من خلاله﴾ یعنی تو دیکھے مینہ کو کہ نکلتا ہے اس کے بیچ میں سے۔

﴿سَنَا بَرْقِهِ﴾ وَهُوَ الضِّيَآءُ.

سنا برقه کے معنی ہیں روشنی اس کی اللہ نے فرمایا ﴿يكاد سنا برقه يذهب بالابصار﴾ قریب ہے کہ بجلی کی چمک اس کی آنکھیں لے جائے۔

﴿مُذْعِنِيْنَ﴾ يُقَالُ لِلْمُسْتَخْذِيْ مُذْعِنٌ.

مذعنين کے معنی ہیں عاجزی کرنے والے جھکنے والے کہا جاتا ہے عاجزی کرنے والے کو مذعن اور کہا زجاج نے

کہ اذعان کے معنی ہیں بندگی میں جلدی کرنا اللہ نے فرمایا ﴿وان یکن لھم الحق یاتوا الیه مذعنین﴾ یعنی اگر ان کو کچھ پہنچتا ہو تو آئیں اس کی طرف عاجز ہو کر۔

﴿أَشْتَاتًا﴾ وَشَتّٰى وَشَتَاتٌ وَّشَتٌّ وَّاحِدٌ.

یعنی ان چاروں الفاظ کے ایک معنی ہیں اللہ نے فرمایا ﴿لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعا او اشتاتا﴾.

وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عِيَاضٍ الثُّمَالِيُّ الْمِشْكَاةُ الْكُوَّةُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ.

یعنی کہا سعد بن عیاض نے کہ مشکوٰۃ کے معنی ہیں طاق حبش کی زبان میں اللہ نے فرمایا ﴿کمشکوٰۃ فیھا مصباح﴾ مانند طاق کی کہ اس میں چراغ ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿سُوْرَةٌ أَنْزَلْنَاهَا﴾ بَيَّنَّاهَا.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں کہ انزلنا کے معنی ہیں ہم نے اس کو بیان کیا۔

فائدہ: بیناھا فرضناھا کے معنی ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهُ سُمِّيَ الْقُرْاٰنُ لِجَمَاعَةِ السُّوَرِ وَسُمِّيَتِ السُّوْرَةُ لِأَنَّهَا مَقْطُوْعَةٌ مِّنَ الْأُخْرٰى فَلَمَّا قُرِنَ بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ سُمِّيَ قُرْاٰنًا.

یعنی اس کے غیر نے کہا کہ نام رکھا گیا قرآن واسطے جمع ہونے سورتوں کے اور نام رکھا گیا سورہ اس واسطے کہ وہ جدا کی گئی ہے دوسرے سے سو جب بعض سورتوں کو بعض کے ساتھ جوڑا گیا تو نام رکھا گیا قرآن یعنی جوڑا گیا۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ﴾ تَأْلِيْفَ بَعْضِهٖ إِلٰى بَعْضٍ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ﴾ فَإِذَا جَمَعْنَاهُ وَأَلَّفْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ أَيْ مَا جُمِعَ فِيْهِ فَاعْمَلْ بِمَا أَمَرَكَ وَانْتَهِ عَمَّا نَهَاكَ اللّٰهُ وَيُقَالُ لَيْسَ لِشِعْرِهٖ قُرْاٰنٌ أَيْ تَأْلِيْفٌ وَّسُمِّيَ الْفُرْقَانَ لِأَنَّهٗ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَيُقَالُ لِلْمَرْأَةِ مَا قَرَأَتْ بِسَلًا قَطُّ أَيْ لَمْ تَجْمَعْ فِيْ بَطْنِهَا وَلَدًا.

اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿انا علینا جمعه﴾ یعنی مراد ساتھ اس آیت کے جوڑنا بعض قرآن کا طرف بعض کی اور مراد ساتھ ﴿فاذا قراناہ﴾ کے یہ ہے کہ جب ہم اس کو جمع کریں اور جوڑیں تو پیروی کر اس چیز کی کہ جمع کی گئی ہے بیچ اس کے سو عمل کر ساتھ اس چیز کے کہ حکم کیا ہے اللہ نے تجھ کو ساتھ اس کے اور باز رہ اس چیز سے کہ منع کیا ہے اللہ نے تجھ کو اس سے اور کہا جاتا ہے نہیں واسطے شعر اس کے کے قرآن یعنی اس کا شعر جڑا ہوا نہیں اور نام رکھا گیا ہے قرآن کا فرقان اس واسطے کہ وہ جدائی کرتا ہے درمیان حق اور باطل کے اور کہا جاتا ہے واسطے

عورت کے ما قرأت سلی قط یعنی اس نے کبھی اپنے پیٹ میں بچے کو جمع نہیں کیا۔

فائدہ: حاصل اس سب کلام کا یہ ہے کہ قرآن اس کے نزدیک قرأ سے ہے ساتھ معنی جمع کے نہ قرأ سے ساتھ معنی تلاوت کے۔

وَيُقَالُ فِيْ ﴿فَرَّضْنَاهَا﴾ أَنزَلْنَا فِيهَا فَرَائِضَ مُخْتَلِفَةً وَّمَنْ قَرَأَ ﴿فَرَضْنَاهَا﴾ يَقُولُ فَرَضْنَا عَلَيْكُمْ وَعَلَى مَنْ بَعْدَكُمْ.

اور فرضناها کے معنی ہیں ہم نے اس کو اتارا اس میں فرائض مختلف ہیں اور جو اس کو تخفیف کے ساتھ پڑھتا ہے وہ کہتا ہے معنی اس کے یہ ہیں کہ فرض کیا ہم نے تم پر اور تم سے پچھلوں پر یعنی قیامت تک۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوْا﴾ لَمْ يَدْرُوْا لِمَا بِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ ﴿أُولِي الْإِرْبَةِ﴾ مَنْ لَّيْسَ لَهُ أَرَبٌ وَّقَالَ طَاوُسٌ هُوَ الْأَحْمَقُ الَّذِيْ لَا حَاجَةَ لَهُ فِي النِّسَآءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَّا يُهِمُّهُ إِلَّا بَطْنُهُ وَلَا يَخَافُ عَلَى النِّسَآءِ.

یعنی کہا مجاہد نے اللہ کے قول ﴿او الطفل الذين لم يظهروا﴾ کے معنی ہیں نہیں جانتے کیا ہے شرمگاہ عورتوں کی واسطے اس چیز کے کہ ساتھ ان کے ہے لڑکپن سے اور کہا شعبی نے کہ اولی الاربۃ کے معنی ہیں جس کو حاجت نہ ہو اور کہا طاؤس نے کہ وہ احمق ہے جس کو عورتوں کی حاجت نہ ہو اور کہا مجاہد نے کہ اولی الاربة وہ ہے جس کو کھانے کے سوا کچھ مقصود نہ ہو اور نہ خوف کیا جائے عورتوں پر یا لڑکے پر جو نہیں واقف ہوئے عورتوں کی شرم گاہ پر واسطے کم عمر ہونے کے۔

فائدہ: یہ مشتق ہے ظہور سے ساتھ معنی ظاہر ہونے کے یا ظہور سے ساتھ معنی غلبے کے یعنی حد بلوغت کو نہیں پہنچے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ جو لوگ کہ عیب لگائیں اپنی عورتوں کو اور نہ ہوں ان کے پاس گواہ سوائے ان کی جان کے تو ایسے کسی کی گواہی یہ کہ چار بار گواہی دے ساتھ اللہ کے کہ بیشک وہ سچا ہے۔

٤٢٧٦ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ عُوَيْمِرًا

۴۲۷۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عویمر عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ قوم بنی عجلان کا سردار تھا سو اس نے کہا کہ تم کس طرح کہتے ہو اس مرد کے حق میں

أَتٰى عَاصِمَ بْنَ عَدِيٍّ وَكَانَ سَيِّدَ بَنِي عَجْلَانَ فَقَالَ كَيْفَ تَقُوْلُوْنَ فِيْ رَجُلٍ وَّجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا أَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ سَلْ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَتٰى عَاصِمٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ فَسَأَلَهٗ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَّاللّٰهِ لَا أَنْتَهِيْ حَتّٰى أَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَجَآءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَجُلٌ وَّجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا أَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَأَمَرَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُلَاعَنَةِ بِمَا سَمَّى اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ فَلَاعَنَهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ حَبَسْتُهَا فَقَدْ ظَلَمْتُهَا فَطَلَّقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً لِّمَنْ كَانَ بَعْدَهُمَا فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوْا فَإِنْ جَآءَتْ بِهٖ أَسْحَمَ أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيْمَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا وَإِنْ جَآءَتْ

جو اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد اجنبی کو پائے کیا اس کو مار ڈالے یعنی کیا جائز ہے قتل کرنا اس کا تو تم اس کو مار ڈالو گے؟ (یعنی ولی مقتول کے اس کے قصاص میں) یا کیا کرے؟ (یعنی صبر کرے عار پر یا کچھ اور کرے؟) میرے واسطے حضرت ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھو، سو عاصم رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! اس کا کیا حکم ہے؟ سو حضرت ﷺ نے اس سوال کو برا جانا تو عویمر رضی اللہ عنہ نے عاصم رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سوال کو برا جانا اور عیب کیا، کہا عویمر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی میں باز نہ آؤں گا یہاں تک کہ حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھوں، سو عویمر رضی اللہ عنہ لے آیا سو اس نے کہا یا حضرت! ایک مرد نے اپنی عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو پایا کیا اس کو مار ڈالے سو تم اس کو مار ڈالو گے یا کس طرح کرے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اللہ نے تیرے اور تیری عورت کے حق میں قرآن اتارا، سو حضرت ﷺ نے ان کو لعان کرنے کا حکم دیا ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں نام لیا سو عویمر رضی اللہ عنہ نے اس سے لعان کیا پھر کہا یا حضرت! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر ظلم کیا، یعنی اب میں اس کو اپنے پاس نہیں رکھوں گا، سو اس نے اس کو طلاق دی سو ہوا لعان کرنا سنت واسطے پچھلوں کے دو لعان کرنے والوں میں پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھتے رہو اگر جنے وہ لڑکا سیاہ رنگ کالی آنکھوں والا بڑے کولھوں والا موٹی پنڈلیوں والا تو میں نہیں گمان کرتا عویمر رضی اللہ عنہ کو مگر کہ اس نے اس پر سچ کہا اور اگر وہ بچے جنے سرخ رنگ جیسے وہ بہمن کے رنگ کا ہے تو میں نہیں گمان کرتا عویمر رضی اللہ عنہ کو مگر کہ اس نے

بِهٖ أُحَيْمِرَ كَأَنَّهٗ وَحَرَةٌ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا فَجَآءَتْ بِهٖ عَلَى النَّعْتِ الَّذِيْ نَعَتَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَصْدِيْقِ عُوَيْمِرٍ فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ إِلٰى أُمِّهٖ.

اس پر جھوٹ بولا سو اس نے بچہ جنا اس صفت پر کہ حضرت ﷺ نے بیان کی تھی تصدیق کرنے عویمر رضی اللہ عنہ کے سے یعنی اس نے اس زانی کی صورت کا بچہ جنا تو وہ اس کے بعد اپنی ماں کی طرف نسبت کیا جاتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب اللعان میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ پانچویں بار یہ گواہی دیں کہ اللہ کی لعنت ہو اس شخص پر اگر وہ جھوٹا ہو۔

٤٣٧٧ ـ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا رَأٰى مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا أَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِمَا مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْاٰنِ مِنَ التَّلَاعُنِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُضِيَ فِيْكَ وَفِي امْرَأَتِكَ قَالَ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا شَاهِدٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَارَقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً أَنْ يُّفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَكَانَتْ حَامِلًا فَأَنْكَرَ حَمْلَهَا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعٰى إِلَيْهَا ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمِيْرَاثِ أَنْ يَّرِثَهَا وَتَرِثَ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا.

۴۳۷۷۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! بھلا بتلاؤ تو کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد اجنبی کو پائے تو کیا اس کو مار ڈالے سوتم اس کو قتل کرو گے یا کس طرح کرے؟ سو اللہ نے ان دونوں کے حق میں اتارا جو قرآن میں لعان کا مذکور ہے تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ البتہ اللہ نے تیرے اور تیری عورت کے حق میں حکم کیا، سو دونوں نے لعان کیا اور میں حضرت ﷺ کے پاس موجود تھا سو جدا کیا اس نے عورت کو سو ہوئی سنت یہ کہ جدائی کی جائے درمیان دو لعان کرنے والوں کے اور وہ عورت حاملہ تھی سو اس شخص نے اس کے حمل سے انکار کیا کہ یہ میرا حمل نہیں اور اس عورت کا بیٹا اس کی طرف منسوب کیا جاتا تھا پھر جاری ہوئی سنت میراث میں یہ کہ وہ لڑکا اپنی ماں کا وارث ہو اور اس کی ماں اس کی وارث ہو جو اللہ نے اس کے واسطے مقرر کیا ہے۔

فائدہ: اور اقتصار کیا ہے بخاری نے اس جگہ اس چیز پر جو راجح ہے بیچ سبب اترنے آیتوں لعان کے سوائے احکام اس کے کے اور میں اس کو اپنے باب میں ذکر کروں گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ ہٹاتا ہے اس سے مار کو یہ کہ گواہی دے چار بار ساتھ اللہ کے کہ بیشک وہ جھوٹا ہے۔

٤٣٧٨ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيْكِ ابْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّنَةَ أَوْ حَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَى امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ فَقَالَ هِلَالٌ وَّالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّيْ لَصَادِقٌ فَلَيُنْزِلَنَّ اللّٰهُ مَا يُبَرِّئُ ظَهْرِيْ مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ فَقَرَأَ حَتّٰى بَلَغَ إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ﴾ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَجَآءَ هِلَالٌ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَّفُوْهَا وَقَالُوْا إِنَّهَا مُوْجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ لَا أَفْضَحُ

۴۳۷۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی عورت کو شریک سے حرام کاری کا عیب لگایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہ لا یا حد ماری جائے گی تیری پیٹھ پر، ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! جب کوئی اپنی عورت پر کسی مرد کو دیکھے یعنی حرام کرتے دیکھے تو بھلا اس وقت گواہ ڈھونڈتا پھرے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر وہی فرمانے لگے کہ گواہ لا نہیں تو تیری پیٹھ میں حد ماری جائے گی سو ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا کہ بیشک میں اپنے دعویٰ میں سچا ہوں سو البتہ اتارے گا اللہ جو میری پیٹھ کو حد سے بچائے سو جبرئیل علیہ السلام اترا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیتیں اتریں جو لوگ اپنی عورتوں کو حرام کاری کا عیب لگاتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیتیں پڑھیں یہاں تک کہ اللہ کے اس قول تک پہنچے اگر وہ سچا ہو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے اور اس عورت کو بلا بھیجا سو ہلال رضی اللہ عنہ آیا سو اس نے گواہی دی یعنی پانچ بار اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جاتے تھے کہ بیشک اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا تم دونوں میں کوئی توبہ بھی کرنے والا ہے پھر وہ عورت کھڑی ہوئی سو اس نے گواہی دی یعنی چار بار پھر جب پانچویں گواہی کی نوبت ہوئی تو لوگوں نے اس کو روکا اور کہا کہ بیشک یہ پانچویں گواہی واجب کرنے والی ہے یعنی تفریق کو تمہارے درمیان یا عذاب کو اگر جھوٹ بولے گی یعنی اگر تو جھوٹی ہے تو مت کہہ سو وہ عورت تھم گئی اور

قَوْمِیْ سَآئِرَ الْیَوْمِ فَمَضَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَبْصِرُوْهَا فَإِنْ جَآءَتْ بِهٖ أَكْحَلَ الْعَیْنَیْنِ سَابِغَ الْأَلْیَتَیْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَیْنِ فَهُوَ لِشَرِیْكِ ابْنِ سَحْمَآءَ فَجَآءَتْ بِهٖ كَذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَا مَضٰی مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِیْ وَلَهَا شَأْنٌ.

ہٹی یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ پلٹ جائے گی یعنی اپنے گناہ کا اقرار کرے گی پھر اس نے کہا کہ میں اپنی قوم کو ہمیشہ کے لیے رسوانہ کروں گی سو بدستور اس نے پانچویں گواہی بھی دی اور حضرت ﷺ نے فرمایا دیکھتے رہو اس عورت کو اگر وہ جنے سیاہ چشم لڑکا بھارے کولہوں والا موٹی پنڈلیوں والا تو وہ لڑکا شریک کا ہے سو اس نے اسی رنگ کا لڑکا جنا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر قرآن کا حکم اس پر جاری نہ ہو گیا ہوتا تو میں اس عورت پر کچھ حکم کرتا یعنی اس پر حد قائم کرتا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جبرئیل علیہ السلام اترا اور آپ پر یہ آیتیں اتاریں کہ جو لوگ عیب لگاتے ہیں اپنی عورتوں کو آخر تک تو اسی طرح ہے اس روایت میں کہ لعان کی آیتیں ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اتریں اور سعد کی حدیث میں جو پہلے گزری یہ ہے کہ وہ عویمر کے حق میں اتریں اس واسطے کہ حدیث مذکور میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے تیرے اور تیری عورت کے حق میں حکم اتارا سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ان کو لعان کرنے کا اور اماموں کو اس جگہ میں اختلاف ہے بعض نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ وہ عویمر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتریں اور بعض نے اس کو ترجیح دی ہے کہ وہ ہلال کے حق میں اتریں اور بعض نے ان کے درمیان تطبیق دی ہے ساتھ اس طور کے کہ پہلے یہ معاملہ ہلال رضی اللہ عنہ کے واسطے واقع ہوا اور اسی وقت عویمر رضی اللہ عنہ کے آنے کا اتفاق ہوا سو دونوں کے حق میں اتریں ایک وقت میں اور البتہ میل کی ہے نووی رحمہ اللہ نے اس کی طرف اور سبقت کی ہے اس کی طرف خطیب نے سو کہا اس نے کہ شاید ایک وقت میں ان دونوں کے آنے کا اتفاق ہوا اور نہیں مانع یہ کہ قصے متعدد ہوں اور نزول ایک ہو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِیْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ پانچویں گواہی یہ ہے کہ اللہ کا غضب آئے اس عورت پر اگر وہ مرد سچا ہے۔

٤٣٧٩ ۔ حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیٰی حَدَّثَنَا عَمِّی الْقَاسِمُ بْنُ یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا رَمٰی امْرَأَتَهٗ فَانْتَفٰی مِنْ وَلَدِهَا فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ

۴۳۷۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ کے وقت اپنی عورت کو حرام کاری کی تہمت دی سو اس کے بچے سے انکار کیا کہ میرا نہیں سو حضرت ﷺ نے دونوں کو لعان کرنے کا حکم دیا تو دونوں نے لعان کیا جیسا اللہ نے فرمایا پھر حکم دیا بچے کا واسطے عورت کے اور دونوں لعان کرنے والوں کے درمیان جدائی کرا دی۔

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلاعَنَا كَمَا قَالَ اللهُ ثُمَّ قَضٰى بِالْوَلَدِ لِلْمَرْأَةِ وَفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلاعِنَيْنِ.

فائدہ: اس کی شرح لعان میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسِبُوهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِىءٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلّٰى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾. أَفَّاكٌ كَذَّابٌ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ لائے ہیں طوفان تم ہی میں ایک جماعت ہیں تم اس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں ہر آدمی کو ان میں پہنچتا ہے جو اس نے کمایا گناہ اور جس نے اٹھایا ہے اس کا بڑا بوجھ اس کے واسطے بڑا عذاب ہے۔
افاک کے معنی ہیں بڑا جھوٹا۔

٤٣٨٠ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ﴿وَالَّذِي تَوَلّٰى كِبْرَهُ﴾ قَالَتْ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ.

۴۳۸۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جس نے اٹھایا طوفان کا بڑا بوجھ، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ وہ عبداللہ بن ابی بن سلول ہے سردار منافقوں کا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿الْكَاذِبُونَ﴾.

باب ہے کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو لائق نہیں کہ منہ پر لائیں یہ بات اللہ تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے کیوں نہ لائے وہ اس بات پر چار گواہ پھر جب نہ لائے گواہ تو وہ لوگ اللہ کے یہاں ہیں جھوٹے۔

فائدہ: یہی ہے معروف کہ مراد ساتھ قول اللہ کے ﴿والذی تولی کبرہ﴾ وہ عبداللہ بن ابی ہے اور ساتھ اسی کے متفق ہیں روایتیں عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو بہتان کے قصے میں اس سے مروی ہیں جیسا کہ اگلے باب میں ہے اور آئندہ آئے گا بیان اس شخص کا جو اس کے برخلاف کہتا ہے پھر بیان کی ہے بخاری نے حدیث افک کی ساتھ درازی کے لیث کے طریق سے اور نیز بیان کیا ہے اس کو ساتھ درازی کے شہادات میں فلیح کے طریق سے اور مغازی میں صالح کے طریق سے اور اس کے سوا اور کئی جگہوں میں اس کو اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے پہلے اس کو جہاد میں روایت کیا ہے پھر شہادات میں پھر تفسیر میں پھر ایمان میں اور اس کے سوا اور کئی جگہوں میں بھی۔ (فتح)

٤٣٨١ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا

۴۳۸۱۔ ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہا خبر دی مجھ

اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَّعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا اللهُ مِمَّا قَالُوْا وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَآئِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ وَبَعْضُ حَدِيْثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا وَّإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعٰى لَهُ مِنْ بَعْضٍ الَّذِيْ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهٖ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهٗ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِيْ فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَمَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَأَنَا أُحْمَلُ فِيْ هَوْدَجِيْ وَأُنْزَلُ فِيْهِ فَسِرْنَا حَتّٰى إِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهٖ تِلْكَ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَافِلِيْنَ اٰذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيْلِ فَقُمْتُ حِيْنَ اٰذَنُوْا بِالرَّحِيْلِ فَمَشَيْتُ حَتّٰى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا

کو عروہ اور سعید اور علقمہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کی حدیث سے جب کہ کہا طوفان باندھنے والوں نے ان کے حق میں جو کہا سو اللہ نے ان کو ان کے بہتان سے پاک کیا اور ان کی پاکی بیان کی، زہری کہتا ہے اور ہر ایک نے حدیث کا ایک ٹکڑا مجھ سے بیان کیا اور ان کی بعض حدیث بعض کو سچا کرتی ہے اگرچہ بعض ان میں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں اس کو بعض سے جو حدیث کہ بیان کی مجھ سے عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے سو جس کا نام قرعہ میں نکلتا اس کو ساتھ لے جاتے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا ایک جنگ (یعنی بنی مصطلق میں جس کا ارادہ کیا) سو میرا نام نکلا تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلی بعد اترنے حکم پردے کے سو مجھ کو کجاوے میں اٹھاتے تھے اور اسی میں اتارتے تھے سو ہم چلے یہاں تک کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جنگ سے فارغ ہوئے اور ہم پلٹ کر مدینے کے قریب پہنچے تو ایک رات کوچ کی خبر دی سو میں اس وقت اٹھ کر جائے ضرورت کو چلی یہاں تک کہ لشکر سے باہر گئی یعنی تا کہ تنہا حاجت روا کروں سو جب میں اپنی حاجت سے فارغ ہوئی تو میں اپنے کجاوے کی طرف متوجہ ہوئی یعنی جس جگہ میں اتری تھی سو اچانک میں نے دیکھا کہ میرا ہار یمنی نگینوں کا ٹوٹ کر گر پڑا سو میں اسی جگہ میں اس کی تلاش کو پھر گئی اور اس کی تلاش میں مجھ کو دیر ہو گئی اور جو لوگ میرے کجاوے کسنے پر مقرر تھے وہ آئے اور میرے کجاوے کو اٹھا کر میرے اونٹ پر کسا جس پر میں سوار

قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِي فَإِذَا عِقْدٌ لِّي مِنْ جَزْعِ ظَفَارِ قَدِ انْقَطَعَ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي وَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِينَ كَانُوا يَرْحَلُونَ لِي فَاحْتَمَلُوا هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ رَكِبْتُ وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يُثْقِلْهُنَّ اللَّحْمُ إِنَّمَا تَأْكُلُ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِينَ رَفَعُوهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَمَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَّلَا مُجِيبٌ فَأَمَمْتُ مَنْزِلِيَ الَّذِي كُنْتُ بِهِ وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَّرَآءِ الْجَيْشِ فَأَدْلَجَ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَاٰى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَّائِمٍ فَأَتَانِي فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي وَاللّٰهِ مَا كَلَّمَنِي كَلِمَةً وَّلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ حَتّٰى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئَ عَلَى يَدَيْهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُوْدُ بِيَ الرَّاحِلَةَ حَتّٰى أَتَيْنَا

ہوا کرتی تھی اور وہ گمان کرتے تھے کہ میں اس میں ہوں اور عورتیں اس وقت نہایت دبلی تھیں موٹی نہ تھیں جو کم کھاتی تھیں اس واسطے کجاوے والوں کو کجاوے کا ہلکا ہونا معلوم نہ ہوا جب کہ انہوں نے اس کو اٹھایا اور میں لڑکی کم عمر تھی سو وہ اونٹ کو اٹھا کر روانہ ہوئے سو مجھ کو لشکر چلے جانے کے بعد ہار ملا ان کی جگہ میں آئی اور حالانکہ وہاں نہ کوئی بلانے والا تھا اور نہ جواب دینے والا سو میں نے قصد کیا اپنی جگہ کا جس میں میں تھی اور میں نے گمان کیا کہ وہ عنقریب مجھ کو نہ پائیں گے تو پلٹ کر میرے لینے کو آئیں گے سو جس حالت میں کہ میں اپنی جگہ میں بیٹھی تھی کہ مجھ کو نیند آئی تو میں سو گئی اور صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ لشکر سے پیچھے تھا وہ پچھلی رات کو روانہ ہوا سو اس نے میری جگہ میں صبح کی سو اس نے ایک سوتے آدمی کا وجود دیکھا سو وہ میرے پاس آیا اور مجھ کو پہچانا جب کہ مجھ کو دیکھا اور اس نے مجھ کو پردے کے اترنے سے پہلے دیکھا تھا سو اس نے افسوس سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا میں اس کی آواز سے جاگ پڑی سو میں نے اپنی چادر سے اپنا منہ ڈھانکا قسم ہے اللہ کی نہ اس نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں نے اس کی کوئی بات سنی سوائے انا للہ الخ کہنے اس کے کی یہاں تک کہ اس نے اپنا اونٹ بٹھلایا اور اس کے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھا یعنی تا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آسانی سے سوار ہوں اور سوار ہونے کے وقت ان کے چھونے کی حاجت نہ پڑے سو میں اس پر سوار ہوئی سو وہ میری سواری کو لے کر چلا یہاں تک کہ ہم لشکر میں پہنچے اس کے بعد کہ اترے سخت گرمی میں یعنی دوپہر کے وقت سو ہلاک ہوا جو ہلاک ہوا یعنی تہمت کرنے والوں نے مجھ پر تہمت باندھی اور بانی مبانی اس

الْجَيْشَ بَعْدَمَا نَزَلُوْا مُوْغِرِيْنَ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِيْ تَوَلَّى الْإِفْكَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيِّ ابْنَ سَلُوْلَ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِيْنَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَّالنَّاسُ يُفِيْضُوْنَ فِيْ قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكِ لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ وَهُوَ يَرِيْبُنِيْ فِيْ وَجَعِيْ أَنِّيْ لَا أَعْرِفُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِيْ كُنْتُ أَرٰى مِنْهُ حِيْنَ أَشْتَكِيْ إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْلُ كَيْفَ تِيْكُمْ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذَاكَ الَّذِيْ يَرِيْبُنِيْ وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتّٰى خَرَجْتُ بَعْدَمَا نَقَهْتُ فَخَرَجَتْ مَعِيْ أُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ وَهُوَ مُتَبَرَّزُنَا وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلٰى لَيْلٍ وَّذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ نَّتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيْبًا مِنْ بُيُوْتِنَا وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ فِي التَّبَرُّزِ قِبَلَ الْغَائِطِ فَكُنَّا نَتَأَذّٰى بِالْكُنُفِ أَنْ نَّتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوْتِنَا فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَّهِيَ ابْنَةُ أَبِيْ رُهْمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَّأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِيْ وَقَدْ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِيْ مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ

تہمت کا عبداللہ بن ابی ابن سلول ہوا پھر ہم مدینے میں آئے اور میں مدینے میں آ کر بیمار ہوگئی اور ایک مہینہ بیمار رہی اور لوگ بہتان باندھنے والوں کی بات کا چرچا کرتے تھے اور مجھ کو اس تہمت کی کچھ خبر نہ تھی اور مجھ کو اپنی بیماری میں یہ شک پڑتا تھا کہ جو مہربانی حضرت ﷺ مجھ پر بیماری میں کیا کرتے تھے وہ اب میں آپ سے نہیں پہچانتی یعنی ویسی مہربانی اس بیماری میں نہ تھی صرف اتنا تھا کہ حضرت ﷺ میرے پاس اندر آتے اور سلام کرتے پھر فرماتے کہ اس عورت کا کیا حال ہے پھر پلٹ جاتے سو یہ نہ ہونا مہربانی کا مجھ کو شک میں ڈالتا تھا اور مجھ کو بدی کی کچھ خبر نہ تھی یہاں تک کہ مجھ کو افاقہ ہوا سو میں مسطح کی ماں کے ساتھ جائے ضرور کے واسطے میدان کی طرف نکلی اور وہ ہمارے پاخانے کی جگہ تھی اور نہ نکلتی تھیں ہم مگر راتوں رات اور یہ حال ہمارے گھروں کے پاس جائے پاخانے بننے سے پہلے تھا اور ہمارا دستور پہلے عربوں کا دستور تھا کہ پاخانے کے واسطے میدان کی طرف جاتے تھے ہم گھروں کے پاس جائے پاخانہ بننے سے ایذا پاتے تھے سو میں مسطح کی ماں کے ساتھ چلی اور وہ بیٹی ابورہم کی ہے اور اس کی ماں صخر کی بیٹی ہے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہے اور اس کا بیٹا مسطح رضی اللہ عنہ ہے پھر میں فراغت کر کے مسطح رضی اللہ عنہ کی ماں کے ساتھ اپنے گھر کو آئی سو مسطح رضی اللہ عنہ کی ماں کا پاؤں اپنی چادر میں الجھا (ایک روایت میں ہے کہ اس کا پاؤں کانٹے یا ہڈی پر پڑا) تو اس نے کہا کہ ہلاک ہو مسطح یعنی اس نے اپنے بیٹے کو بد دعا دی میں نے کہا تو نے برا کہا کیا تو برا کہتی ہے ایسے شخص کو جو جنگ بدر میں موجود تھا؟ اس نے کہا اے نادان عورت! کیا تو نے نہیں سنا جو اس نے کہا؟ میں نے کہا

أَتَسُبِّينَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا قَالَتْ أَيْ هَنْتَاهْ أَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قَالَ قَالَتْ قُلْتُ وَمَا قَالَ قَلْتَ كَذَا وَكَذَا فَأَخْبَرَتْنِيْ بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ فَازْدَدْتُّ مَرَضًا عَلٰى مَرَضِيْ فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلٰى بَيْتِيْ وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِيْ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تِيْكُمْ فَقُلْتُ أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ اٰتِيَ أَبَوَيَّ قَالَتْ وَأَنَا حِيْنَئِذٍ أُرِيْدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا قَالَتْ فَأَذِنَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ أَبَوَيَّ فَقُلْتُ لِأُمِّيْ يَا أُمَّتَاهْ مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ قَالَتْ يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِيْ عَلَيْكِ فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيْئَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا قَالَتْ فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتّٰى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ وَّلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ حَتّٰى أَصْبَحْتُ أَبْكِيْ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ وَّأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَأْمِرُهُمَا فِيْ فِرَاقِ أَهْلِهِ قَالَتْ فَأَمَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَشَارَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالَّذِيْ يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِيْ يَعْلَمُ لَهُمْ فِيْ نَفْسِهِ مِنَ الْوُدِّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اس نے کیا کہا؟ اس نے کہا ایسا ایسا کہا، سو اس نے مجھ کو بہتان باندھنے کی خبر دی سو مجھ کو بیماری پر بیماری زیادہ ہوئی سو جب میں اپنے گھر کی طرف پھری اور حضرت ﷺ میرے پاس اندر آئے پھر فرمایا کہ اس عورت کا کیا حال ہے؟ تو میں نے کہا کہ مجھ کو اجازت ہو تو میں اپنے ماں باپ کے گھر جاؤں، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور میرا اس وقت ارادہ یہ تھا کہ میں اس خبر کو ان کی طرف سے تحقیق کروں، حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی میں اپنے ماں باپ کے پاس آئی سو میں نے اپنی ماں سے کہا اے ماں! کیا بات ہے جس کا لوگ چرچا کرتے ہیں؟ اس نے کہا، اے بیٹی! تو مت گھبرا سو قسم ہے اللہ کی کہ کبھی کوئی عورت خوبصورت نہیں ہوئی جو اپنے خاوند کی پیاری ہو اور اس کے واسطے سوکنیں ہوں مگر کہ وہ اس کو اکثر تہمت لگاتی ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا اللہ پاک ہے کیا لوگ اس بات کی گفتگو کرتے ہیں، سو میں اس رات تمام رات روتی رہی صبح تک نہ میرے آنسو بند ہوئے اور نہ مجھ کو نیند آئی یہاں تک کہ میں نے صبح کی جب وحی کے اترنے میں بہت دیر ہوئی تو حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ سے میرے چھوڑ دینے میں مشورہ پوچھا، سو اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو حضرت ﷺ پر اشارہ کیا جو اس کو معلوم تھا آپ کے گھر والوں کی پاک دامنی سے اور جو اس کو معلوم تھا اپنی جی میں اہل بیت کی دوستی سے یعنی اس نے حضرت ﷺ کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی بیان کی سو کہا کہ یا حضرت! آپ کی بیوی ہیں نہیں جانتا میں مگر نیک اور لیکن علی رضی اللہ عنہ سو انہوں نے کہا یا حضرت! اللہ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں کی ان کے سوا اور بہت عورتیں ہیں اور اگر حضرت ﷺ

أَهْلَكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَّأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَآءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ وَّإِنْ تَسْأَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ قَالَتْ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيْرَةَ فَقَالَ أَيْ بَرِيْرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيْبُكِ قَالَتْ بَرِيْرَةُ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَّأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْذَرَ يَوْمَئِذٍ مِّنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ ابْنِ سَلُوْلَ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَّعْذِرُنِيْ مِنْ رَّجُلٍ قَدْ بَلَغَنِيْ أَذَاهُ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِيْ إِلَّا خَيْرًا وَّلَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَّمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلٰى أَهْلِيْ إِلَّا مَعِيْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا أَعْذِرُكَ مِنْهُ إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ قَالَتْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَّلٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدٍ

لونڈی سے پوچھیں تو وہ آپ کو سچ سچ بتلا دے گی سو حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی کو بلایا سو فرمایا کہ اے بریرہ! کبھی تو نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسی بات دیکھی ہے جس سے تجھ کو اس کی پاک دامنی میں شک پڑے؟ کہا بریرہ رضی اللہ عنہا نے قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا میں نے اس میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی جس سے میں اس پر عیب گیری کروں زیادہ اس سے کہ وہ کم عمر لڑکی ہے اپنے گھر والوں کے آٹے سے سو جاتی ہے اور بکری آ کر اس کو کھا جاتی ہے سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی سے اس دن انصاف چاہا سو حضرت ﷺ نے منبر پر فرمایا اے گروہ مسلمانوں کے کون ایسا ہے جو میرا بدلہ لے اس مرد سے جس کی ایذا میرے اہل بیت کو پہنچی؟ یعنی میری بیوی کو سو قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے اس مرد کو جس کو نہیں جانا میں نے مگر نیک وہ تو میری بیوی کے پاس کبھی نہیں جاتا تھا میرے ساتھ کے بغیر تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے سو کہا یا حضرت! میں آپ کا بدلہ لیتا ہوں اگر تہمت کرنے والا اوس یعنی ہماری قوم سے ہو تو میں اس کی گردن ماروں اور اگر ہمارے بھائیوں خزرج سے ہو تو جیسا حکم ہو ویسا کریں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑا ہو اور وہ قوم خزرج کا سردار تھا اور وہ اس سے پہلے نیک مرد تھا لیکن اس کو قوم کی حمیت اور عار نے غصہ دلایا سو اس نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا تو جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی تو اس کو نہ مارے گا اور تجھ کو اس کے مارنے کا کچھ مقدور نہیں پھر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑا ہو اور وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا چچیرا بھائی ہے سو اس نے سعد بن

كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلٰى قَتْلِهِ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَّهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِيْنَ فَتَثَاوَرَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتّٰى هَمُّوْا أَنْ يَّقْتَتِلُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا وَسَكَتَ قَالَتْ فَبَكَيْتُ يَوْمِيْ ذٰلِكَ لَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ وَّلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ قَالَتْ فَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِيْ وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ وَّلَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ يَّظُنَّانِ أَنَّ الْبُكَآءَ فَالِقٌ كَبِدِيْ قَالَتْ فَبَيْنَمَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِيْ وَأَنَا أَبْكِيْ فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِيْ مَعِيَ قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِيْ مُنْذُ قِيْلَ مَا قِيْلَ قَبْلَهَا وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوْحٰى إِلَيْهِ فِيْ شَأْنِيْ قَالَتْ فَتَشَهَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِيْ عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ

عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا تو جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی بقا کی البتہ ہم اس کو مار ڈالیں گے یعنی اگرچہ خزرج سے ہو جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو اس کا حکم کریں اور تم ہم کو اس سے منع نہیں کر سکتے سو بیشک تو منافق ہے جو منافقوں کی طرف سے لڑتا ہے سو دونوں گروہ اوس اور خزرج غصے سے ایک دوسرے کی طرف اٹھے یہاں تک کہ قصد کیا کہ آپس میں لڑیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے تھے سو ہمیشہ رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چپ کراتے یہاں تک کہ چپ ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی چپ ہوئے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں اس دن اسی حال میں رہی نہ میرے آنسو بند ہوتے تھے اور نہ مجھ کو نیند آتی تھی کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میرے ماں باپ نے میرے پاس صبح کی اور میں دو رات اور ایک دن روتی رہی نہ مجھ کو نیند آتی تھی اور نہ میرے آنسو بند ہوتے تھے اور میرے ماں باپ گمان کرتے تھے کہ رونا میرے جگر کو پھاڑ ڈالنے والا ہے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جس حالت میں کہ وہ دونوں میرے پاس بیٹھے تھے اور میں روتی تھی تو ایک انصاری عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت مانگی میں نے اس کو اجازت دی سو وہ بھی بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگی، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو جس حالت میں کہ ہم تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اندر آئے اور اسلام کر کے بیٹھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور اس سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس نہ بیٹھے تھے جب سے میرے حق میں کہا گیا جو کہا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینہ اسی حال میں رہے آپ کو میرے حق میں کچھ وحی نہ ہوئی، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد اور تعریف کی جب بیٹھے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ

بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ إِلَى اللّٰهِ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتّٰى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً فَقُلْتُ لِأَبِي أَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا قَالَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِأُمِّي أَجِيْبِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا أَدْرِي مَا أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِيْرًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ إِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ حَتّٰى اسْتَقَرَّ فِيْ أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّيْ بَرِيْئَةٌ وَّاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّيْ بَرِيْئَةٌ لَّا تُصَدِّقُوْنِيْ بِذٰلِكَ وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَّاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّيْ مِنْهُ بَرِيْئَةٌ لَّتُصَدِّقُنِّيْ وَاللّٰهِ مَا أَجِدُ لَكُمْ مَثَلًا إِلَّا قَوْلَ أَبِيْ يُوْسُفَ قَالَ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَّاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ قَالَتْ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ فَاضْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِيْ قَالَتْ وَأَنَا حِيْنَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّيْ بَرِيْئَةٌ وَّأَنَّ اللّٰهَ مُبَرِّئِيْ بِبَرَاءَتِيْ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ مُنْزِلٌ فِيْ شَأْنِيْ وَحْيًا يُتْلٰى وَلَشَأْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ

اے عائشہ! مجھ کو تیری ایسی ایسی بات پہنچی سو اگر تو گناہ سے پاک ہوگی تو اللہ تیری پاکی بیان کرے گا یعنی اس کے ساتھ وحی اتارے گا قرآن ہو یا غیر اس کا اور اگر تو گناہ سے آلودہ ہوئی ہے تو مغفرت مانگ اللہ سے اور اس کی طرف توبہ کر اس واسطے کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اس پر رحمت سے متوجہ ہوتا ہے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب حضرت ﷺ نے اپنی بات تمام کی تو میرے آنسو بند ہوئے یہاں تک کہ میں نے اس سے ایک قطرہ نہ پایا تو میں نے اپنے باپ سے کہا حضرت ﷺ کو جواب دو اس کا جو آپ نے فرمایا اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ سے کیا کہوں؟ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ حضرت ﷺ کو جواب دو اس کا جو آپ نے فرمایا اس نے کہا میں نہیں جانتی کہ حضرت ﷺ سے کیا کہوں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سو میں نے کہا اور میں لڑکی کم عمر تھی بہت قرآن نہ پڑھتی تھی قسم ہے اللہ کی البتہ مجھ کو معلوم ہے کہ آپ نے یہ بات سنی یہاں تک کہ آپ کے جی میں جم گئی اور آپ نے اس کو سچ جانا سو اگر میں آپ سے کہوں کہ میں اس عیب سے پاک ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس گناہ سے بری ہوں تو آپ مجھ کو اس میں سچا نہیں جانیں گے اور اگر میں ناکردہ گناہ کا اقرار کروں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے پاک ہوں تو آپ مجھ کو سچا جانیں گے قسم ہے اللہ کی میں اپنے اور آپ کے درمیان سوائے حضرت یعقوب علیہ السلام کے اور کوئی مثل نہیں پاتی کہ اس نے کہا فصبر جمیل یعنی اب صبر بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی مددگار ہے پھر میں منہ پھیر کر اپنے بچھونے پر لیٹی اور مجھ کو اس وقت معلوم تھا کہ میں عیب سے

يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلٰى وَلٰكِنْ كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَّرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِيَ اللّٰهُ بِهَا قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتّٰى أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَأَخَذَهٗ مَا كَانَ يَأْخُذُهٗ مِنَ الْبُرَحَآءِ حَتّٰى إِنَّهٗ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ وَهُوَ فِيْ يَوْمٍ شَاتٍ مِّنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِيْ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُرِّيَ عَنْهُ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ أَوَّلُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا يَا عَائِشَةُ أَمَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ بَرَّأَكِ فَقَالَتْ أُمِّيْ قُوْمِيْ إِلَيْهِ قَالَتْ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا أَقُوْمُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ﴾ الْعَشْرَ الْأٰيَاتِ كُلَّهَا فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِيْ بَرَآءَتِيْ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهٖ مِنْهُ وَفَقْرِهٖ وَاللّٰهِ لَا أُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِيْ قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا أَلَا

پاک ہوں اور یہ کہ بیشک اللہ میری پاکی بیان کرنے والا ہے میرے پاک ہونے کے سبب سے لیکن قسم ہے اللہ کی مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ اللہ میرے حق میں قرآن اتارے گا جو قیامت تک پڑھا جائے گا اور میں اپنے جی میں اپنے آپ کو حقیر تر جانتی تھی اس سے کہ میرے حق میں اللہ قرآن اتارے اور قرآن میں کلام کرے لیکن مجھ کو امید تھی کہ حضرت ﷺ کو سوتے خواب آئے گا جس کے ساتھ اللہ مجھ کو اس تہمت سے پاک کرے گا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو قسم ہے اللہ کی نہ حضرت ﷺ وہاں سے اٹھے اور نہ کوئی گھر والوں سے باہر نکلا یعنی جو اس وقت حاضر تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ پر وحی اتری سو عادت کے موافق آپ کو بخار کی شدت ہوئی یہاں تک کہ آپ کی پیشانی سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپکنے لگا سخت سردی کے دن میں بہ سبب بوجھ اس چیز کے کہ آپ پر اتاری جاتی سو جب وہ شدت حضرت ﷺ سے دور ہوئی اس حال میں کہ آپ ہنستے تھے سو پہلے پہل آپ نے یہ بات کی کہ اے عائشہ! اللہ نے تو تیری پاکی بیان کی سو میری ماں نے مجھ سے کہا کہ اٹھ کر حضرت ﷺ کا شکریہ ادا کر، میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں آپ کا شکر نہیں کرتی اور آپ کا احسان نہیں مانتی اور میں اللہ کے سوا کسی کا شکر نہیں کرتی جس نے میری پاکی بیان کی اور اللہ نے یہ دس آیتیں اتاریں جو لوگ لائے ہیں یہ طوفان ایک جماعت ہے تم میں سے سو جب اللہ نے میری پاکی میں یہ قرآن اتارا تو کہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے (اور حالانکہ وہ مسطح پر اپنی قرابت اور اس کی محتاجی کے سبب سے خرچ کیا کرتے تھے یعنی کچھ اللہ کے لیے اس کو دیا کرتے تھے) قسم ہے اللہ کی کہ میں مسطح رضی اللہ عنہ کو کبھی کچھ نہ دوں گا اس

تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ بَلٰى وَاللّٰهِ إِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِيْ فَرَجَعَ إِلٰى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِيْ كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِيْ فَقَالَ يَا زَيْنَبُ مَاذَا عَلِمْتِ أَوْ رَأَيْتِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَحْمِيْ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ وَهِيَ الَّتِيْ كَانَتْ تُسَامِيْنِيْ مِنْ أَزْوَاجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْإِفْكِ.

کے بعد کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں کہا جو کہا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ قسم نہ کھائیں فضیلت والے تم میں اور کشائش والے اس پر کہ دیں قرابت والوں کو اور محتاجوں کو اور مہاجرین کو اللہ کے راہ میں اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں؟ میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ کو بخشے سو جو چیز کہ مسطح کو اللہ کے لیے دیا کرتے تھے وہ پھر اس کی طرف جاری کی اور کہا قسم ہے اللہ کی میں اس کو اس سے کبھی بند نہیں کروں گا، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زینب رضی اللہ عنہا سے میرا حال پوچھتے تھے سو فرمایا اے زینب! تجھ کو کیا معلوم ہے؟ اس نے کہا یا حضرت! میں اپنے کان اور آنکھ پر نگاہ رکھتی ہوں یعنی سو نہیں منسوب کرتی میں اس کی طرف جو نہ میں نے سنا نہ دیکھا مجھ کو نیکی کے سوا کچھ معلوم نہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور وہی تھی جو مجھ سے برابری چاہتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے سو بچایا اس کو اللہ نے ساتھ پرہیز گاری کے یعنی ساتھ نگہبانی کرنے کے اپنے دین پر اور اس کی بہن حمنہ رضی اللہ عنہا اس کے واسطے جھگڑنے لگی اور چرچا کرنے لگی ساتھ قول طوفان باندھنے والوں کے تا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ کم ہو اور اس کی بہن کا مرتبہ بڑھے سو ہلاک ہوئی ان لوگوں میں جو ہلاک ہوئے تہمت باندھنے والوں سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہر ایک نے مجھ سے حدیث کا ایک ٹکڑا بیان کیا تو یہ قول زہری کا ہے یعنی بعض حدیث کا اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ کہا زہری نے ہر ایک نے بیان کیا مجھ سے ٹکڑا اس حدیث کا اور میں نے جمع کی ہے واسطے تیرے سب وہ چیز جو انہوں نے مجھ سے بیان کی اور یہ جو کہا کہ بعض حدیث ان کی سچا کرتی ہے بعض کو تو یہ مقلوب ہے اور مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے اور بعض کی حدیث بعض کی حدیث کو سچا کرتی ہے اور احتمال ہے کہ اپنے ظاہر پر ہو اور مراد یہ ہو کہ بعض حدیث ہر ایک کی ان میں سے دلالت کرتی ہے اوپر صدق راوی کے بیچ باقی

حدیث اپنی کے واسطے حسن سیاق اس کے کی اور عمدگی حفظ اس کے کی اور یہ جو کہا اگر چہ بعض راوی زیادہ تر یاد رکھنے والے ہیں بعض سے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ بعض راوی ان چاروں میں سے زیادہ تر تمیز کرنے والے ہیں بیچ سیاق حدیث کے بعض سے اس کے اکثر یاد رکھنے کی جہت سے نہ یہ کہ بعض بعض سے مطلق اضبط ہیں اسی واسطے کہا زیادہ تر یاد رکھنے والے اس کو یعنی حدیث مذکور کو خاص اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ساری حدیث ان سب سے مروی ہے نہ یہ کہ وہ ساری حدیث ہر ایک سے مروی ہے اور یہ جو کہا عروہ عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت تو نہیں ہے یہ مراد کہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہے اپنے نفس سے بلکہ معنی اس کے قول کے عن عائشہ یعنی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے بیچ قصے افک کے پھر اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کرنا شروع کی سو کہا کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے تو اس میں مشروع ہونا قرعہ کا ہے اور رد ہے اس شخص پر جو اس کو منع کرتا ہے اور یہ جو کہا بعد اترنے پردے کے یعنی بعد اترنے حکم پردے کے اور مراد حجاب کرنا عورتوں کا ہے مردوں کے دیکھنے سے یعنی مردوں سے پردہ کریں تا کہ مرد عورتوں کو نہ دیکھ سکیں اور اس سے پہلے ان کو اس بات سے روک نہ تھی اور یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا مانند تمہید کی ہے واسطے سبب کے بیچ ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا کے مستور کجاوے میں یہاں تک کہ نوبت پہنچائی اس نے طرف اٹھانے ان کے کی اور حالانکہ وہ اس میں نہ تھیں اور ان کو گمان تھا کہ وہ اس میں ہیں برخلاف اس کے کہ پہلے پردے سے تھیں سو شاید عورتیں اس وقت سواریوں کی پشت پر سوار ہوتی تھیں بغیر کجاوے کے یا سوار ہوتی تھیں کجاوے میں بغیر پردے کے سو نہ واقع ہوتا تھا واسطے ان کے جو واقع ہوا بلکہ ان کا اونٹ کسنے والا پہچانتا تھا کہ سوار ہوئی ہیں یا نہیں اور یہ جو کہا کہ میں کجاوے میں اٹھائی جاتی تھی اور اس میں اتاری جاتی تھی تو ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ جب میرے اونٹ کو کستے تھے تو میں کجاوے میں بیٹھ جاتی تھی پھر کجاوے کو نیچے سے پکڑ کر اونٹ کی پیٹھ پر رکھ دیتے تھے اور کجاوہ ایک محمل ہوتا ہے اس کے واسطے قبہ ہوتا ہے جو کپڑوں وغیرہ سے ڈھانکا جاتا ہے پھر اونٹ کی پشت پر رکھا جاتا ہے اس میں عورتیں سوار ہوتی ہیں تا کہ ان کے واسطے پردہ ہو اور یہ جو کہا کہ کجاوے کے اٹھانے والوں کو کجاوے کا ہلکا ہونا معلوم نہ ہوا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کجاوے پر مقرر تھے وہ ان کا نہایت ادب کرتے تھے اور کجاوے کا پردہ بالکل نہیں کھولتے تھے اس لیے کہ وہ گمان کرتے تھے کہ وہ اس میں ہیں اور حالانکہ وہ اس میں نہ تھیں اور شاید انہوں نے سوچا کہ وہ سوتی ہیں اور یہ جو کہا کہ میں لڑکی کم عمر تھی تو یہ اس واسطے کہ وہ ہجرت کے بعد شوال میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئیں اور وہ اس وقت نو برس کی تھیں اور جنگ مریسیع چھٹے سال ہجری میں تھی شعبان میں تو گویا اس وقت پوری پندرہ برس کی نہ ہوئی تھیں اور نیز اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ باوجود دبلی ہونے کے کم عمر تھیں پس یہ ابلغ ہے واسطے ہلکا ہونے ان کے کی اور اسی وجہ سے ان کو کجاوے کا ہلکا ہونا معلوم نہ ہوا اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو

عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس لفظ کے یعنی میں کم عمر تھی طرف بیان عذر اپنے کے اس چیز میں کہ کی حرص سے ہار پر اور سستی ہونے ان کے سے ہار کے ڈھونڈنے پر اس حال میں اور نہ خبر دینے ان کے سے اپنے گھر والوں کو ساتھ اس کے اور یہ بہ سبب کم عمر ہونے ان کے ہے اور نا تجربہ کاری ان کی کے برخلاف اس کے کہ اگر کم عمر نہ ہوتیں تو اس کے انجام کو سمجھ جاتیں اور نیز یہ ان کے واسطے ہار کے گم ہونے میں واقع ہوا کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی کہ میرا ہار گر پڑا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو روکا بغیر پانی پر یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہار ملا اور اس کے سبب سے تیمّم کی آیت اتری پس ظاہر ہوا تفاوت حال اس شخص کا جو تجربہ کار ہو اور جو تجربہ کار نہ ہو اور یہ جو کہا کہ نہ کوئی وہاں بلانے والا اور نہ جواب دینے والا سو اگر کہا جائے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی اور کو اپنے ساتھ کیوں نہ لیا تا کہ ان کو تنہا ہونے کی وحشت سے امن ہوتا اور جب ان کو ہار کے ڈھونڈنے میں دیر لگی تھی تو اپنی سہیلی کو بھیج دیتیں تا کہ ان کا انتظار کریں اگر کوچ کا ارادہ کریں اور جواب یہ ہے کہ یہ منجملہ اس چیز سے ہے کہ مستفاد ہوتی ہے قول اس کے سے کہ میں کم عمر تھی اس واسطے کہ ان کو ایسا تجربہ نہ تھا اور اس کے بعد ان کا یہ حال ہوا کہ جب باہر نکلتی تھیں تو کسی کو اپنے ساتھ لے کر نکلتی تھیں اور صفوان رضی اللہ عنہ لشکر سے پیچھے رہا کرتا تھا تا کہ تیر اور تھیلی وغیرہ گری پڑی چیز کو اٹھا لائے اور یہ جو کہا کہ میں اس کے انا للہ الخ پڑھنے سے جاگی تو تصریح کی ہے ساتھ اس کے ابن اسحاق نے کہ اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور شاید بھاری پڑی اس پر وہ چیز جو جاری ہوئی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے یا ڈرا یہ کہ واقع ہو جو واقع ہوا یا اکتفا کیا اس نے ساتھ پکار کر کہنے انا للہ الخ کے تا کہ ان کے ساتھ اور کلام کرنے کی حاجت نہ پڑے اور یہ جو کہا کہ مجھ سے کلام نہ کرتا تھا تو تعبیر کی ہے اس نے ساتھ لفظ مضارع کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ وہ بدستور چپ رہا اس واسطے کہ اگر ماضی کے صیغے کے ساتھ تعبیر کرتیں تو سمجھا جاتا اس سے خاص ہونا نفی کا ساتھ حالت جاگنے کے اور یہ جو کہا کہ میں نے اس سے انا للہ الخ کے سوا کوئی کلمہ نہیں سنا تو یہ مقید ہے ساتھ حالت بٹھانے اونٹ کے پس نہیں منع کرتا یہ کلام کرنے کو اونٹ بٹھانے سے پہلے اور پیچھے اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تو کس سبب سے پیچھے رہی؟ اور کہا کہ سوار ہو اور میرا حال پوچھا اور یہ جو کہا کہ ہلاک ہوا جو ہلاک ہوا تو اشارہ کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس کے ان لوگوں کی طرف جنہوں نے بہتان میں کلام کیا اور لیکن نام ان کے پس صحیح روایتوں میں عبداللہ بن ابی اور مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم ہیں اور زیادہ کیا ہے ان میں ابو الربیع نے عبداللہ اور ابو احمد کو جو دونوں جحش کے بیٹے ہیں اور ابن مردویہ کے نزدیک ابن سیرین کے طریق سے آیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ نہ خرچ کروں گا ان دو یتیموں پر جو ان کے پاس تھے اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت کلام ناشائستہ کی تھی ایک ان میں سے مسطح ہے، انتہی، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے مسطح کے رفیق کا نام معلوم نہیں ہوا اور یہ جو کہا کہ لوگ بہتان باندھنے والوں کے قول میں چرچا کرتے تھے تو ابن اسحاق کی

روایت میں ہے کہ یہ بات حضرت ﷺ کو اور میرے ماں باپ کو پہنچی اور وہ میرے واسطے کچھ ذکر نہیں کرتے تھے اور یہ جو مسطح کی ماں نے کہا کہ ہلاک ہوا مسطح تو احتمال ہے کہ مسطح کی ماں نے یہ کلمہ جان بوجھ کر کہا ہوتا کہ پہنچے طرف اخبار عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس چیز کے کہ کہا گیا ان کے حق میں اور وہ غافل ہے اور احتمال ہے کہ اللہ نے اتفاقا اس کی زبان پر یہ کلمہ جاری کیا ہوتا کہ بیدار ہو عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی غفلت سے جو اس کے حق میں کہا گیا ار یہ جو کہا کہ مجھ کو بیماری پر بیماری زیادہ ہوئی تو ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخار ہو گیا اور ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب مجھ کو بہتان باندھنے والوں کی تہمت کی خبر پہنچی تو میں نے قصد کیا کہ اپنے آپ کو کنوئیں میں گراؤں اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماں نے کہا کہ کبھی کوئی عورت خوبصورت نہیں ہوئی جس کے واسطے سوکنیں ہوں مگر کہ اس کو تہمت لگاتی ہیں تو اس کلام میں اس کی ماں کی سمجھ سے وہ چیز ہے جس پر زیادتی نہیں اس واسطے کہ اس نے معلوم کیا کہ یہ بات اس پر بھاری پڑے گی سو آسان کیا اس پر اس بات کو ساتھ اس طور کے کہ اس کو معلوم کروایا کہ وہ اس بات کے ساتھ منفرد نہیں اس واسطے کہ آدمی پیروی کرتا ہے ساتھ غیر اپنے کے اس چیز میں کہ واقع ہوتی ہے اس کے واسطے اور داخل کی اس نے اس میں وہ چیز جس سے اس کا دل خوش ہو کہ وہ فائق ہے خوبصورتی میں اور یہ اس قسم سے ہے کہ خوش لگتا ہے عورت کو کہ اس کے ساتھ صفت کی جائے باوجود اس چیز کے کہ اس میں اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ واقع ہوئی حمنہ رضی اللہ عنہا سے اور یہ کہ باعث اس کو اس پر یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی بہن کی سوکن تھیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی زینب رضی اللہ عنہا ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہی تھی جو مرتبے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی مشابہت چاہتی تھی اور یہ جو اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کی بیوی ہے یعنی اس کو پاس رکھیے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ آپ کی بیوی ہے یعنی عفیفہ ہے جو آپ کے لائق ہے اور احتمال ہے کہ کہا ہو واسطے پاک ہونے کے مشورے سے اور رائے کو حضرت ﷺ کے سپرد کیا پھر نہ کفایت کی ساتھ اس کے بلکہ خبر دی ساتھ اعتقاد اپنے کے سو کہا کہ نہیں جانتے ہم مگر نیک اور بیوی کو اہل کہنا شائع ہے اور جمع کا لفظ بولنا واسطے تعظیم کے ہے اور یہ جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عورتیں اس کے سوا بہت ہیں تو ایک روایت میں ہے کہ اس کو طلاق دیجیے اور دوسری سے نکاح کیجیے اور یہ کلام جو علی رضی اللہ عنہ نے کیا تو باعث ہوئی اس کو اس پر ترجیح جانب حضرت ﷺ کی واسطے اس چیز کے کہ دیکھی بے قراری اور غم حضرت ﷺ کے سے بسبب اس بات کے کہ کہی گئی اور حضرت ﷺ نہایت غیرت کرنے والے تھے سو علی رضی اللہ عنہ کی رائے میں یہ آیا کہ جب آپ اس کو چھوڑ دیں گے تو جو آپ کو غم اس کے سبب سے حاصل ہوا ہے وہ دور ہو جائے گا یہاں تک کہ ثابت ہو پاکی ان کی پھر ممکن ہوگا رجوع کرنا ان سے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے اختیار کرنا اس ضرر کا جو دونوں میں ہلکا ہو واسطے دور ہونے اشد ان کے، کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ علی رضی اللہ عنہ کی رائے میں یہ آیا کہ یہی ہے مصلحت حضرت ﷺ کے حق میں اس واسطے کہ دیکھا کہ حضرت ﷺ بے قرار ہیں سو خرچ کی انہوں نے کوشش اپنی خیر خواہی میں واسطے

ارادے خاطر حضرت ﷺ کے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ نہیں جزم کیا علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ اشارہ کرنے کے طرف چھوڑ دینے ان کے اس واسطے کہ انہوں نے اپنے قول کے پیچھے یہ بات کہی کہ آپ لونڈی سے پوچھیے وہ آپ سے سچ سچ کہہ دے گی سو سپرد کیا انہوں نے امر کو طرف رائے حضرت ﷺ کے سو گویا کہ انہوں نے کہا کہ اگر آپ جلدی راحت چاہتے ہیں تو اس کو چھوڑ دیجیے اور اگر آپ اس کا ارادہ نہیں رکھتے تو اس بات کی تحقیق کیجیے یہاں تک کہ آپ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی معلوم ہو اس واسطے کہ ان کو تحقیق معلوم تھا کہ نہ خبر دے گی آپ کو بریرہ رضی اللہ عنہا مگر ساتھ اس چیز کے کہ جو اس کو معلوم ہو اور وہ نہیں جانتی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مگر محض پاک دامنی اور علت بیچ خاص ہونے علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مشورے کے یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے نزدیک بجائے بیٹے کے تھے کہ آپ نے ان کو لڑکپن سے پرورش کیا تھا پھر نہ جدا ہوئے ان سے بلکہ زیادہ ہوا جوڑ ان کا ساتھ نکاح کرنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پس اسی واسطے تھے وہ خاص ساتھ مشورے کے واسطے زیادہ اطلاع ہونے کے حضرت ﷺ کے احوال پر اکثر غیر ان کے سے اور عام کاموں میں ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر اصحاب سے مشورہ لیتے تھے اور اسی طرح اسامہ رضی اللہ عنہ سو وہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مانند ہیں بیچ طول ہونے ملازمت کے اور زیادہ ہونے خصوصیت اور محبت کے اسی واسطے اصحاب کہتے تھے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے محبوب ہیں اور خاص کیا اس کو سوائے ماں باپ اس کے کی اس واسطے کہ وہ بھی علی رضی اللہ عنہ کی طرح جوان تھے اگرچہ علی رضی اللہ عنہ اس سے عمر میں بڑے تھے اور یہ اس واسطے ہے کہ جو جوان کے ذہن کی صفائی ہوتی ہے وہ دوسرے کے نہیں ہوتی اور اس واسطے کہ وہ بوڑھے سے جلدی جواب دیتا ہے کہ بوڑھا اکثر اوقات انجام کو سوچتا ہے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا تو ایک روایت میں ہے کہ کیا تو گواہی دیتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا میں تجھ سے ایک بات پوچھتا ہوں سو اس کو نہ چھپا تو اس نے کہا بہت خوب! فرمایا کیا تو نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی چیز دیکھی ہے جس سے پاک دامنی میں شک پڑے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لونڈی سے پوچھ، علی رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا اور کہا کہ اگر تو سچ نہ کہے گی تو تجھ کو ماروں گا اس نے سوائے نیکی کے کچھ نہ کہا پھر علی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر اس کو سخت مارا اور کہا کہ آپ سے سچ کہہ اس نے کہا قسم ہے اللہ کی مجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی کوئی برائی معلوم نہیں اور یہ جو کہا کہ وہ لڑکی کم عمر ہے اپنے گھر والوں کے آٹے سے سو جاتی ہے تو ایک روایت میں ہے کہ نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز جب سے اس کے پاس ہوں مگر یہ کہ میں آٹا گوندھتی ہوں اور اس کو کہتی ہوں کہ اس آٹے کو دیکھتی رہ یہاں تک کہ میں آگ جلاؤں سو وہ غفلت کرتی ہے اور بکری آ کر کھا جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پاک تر ہے سونے سے یعنی سونے کی طرح عیب سے پاک ہے اور اگر اس نے کیا ہے جو لوگ کہتے ہیں تو البتہ اللہ آپ کو خبر کر دے گا سو لوگوں نے اس کی فقاہت سے تعجب کیا اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اس دن عبداللہ بن ابی سے

انصاف چاہا تو کہا خطابی نے کہ اس کے معنی ہیں کہ کون ایسا ہے جو قائم ہو ساتھ عذر اس کے کی کہ اس نے میرے گھر والوں پر بری تہمت لگائی ہے اور کون ایسا ہے کہ قائم ہو ساتھ عذر میرے کے جب کہ میں اس کو اس تہمت باندھنے کی سزا دوں اور یہ جو کہا کہ تجھ کو اس کے مارنے پر مقدور نہیں تو نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ معنی اس کے قول کے کذب لا تقلته یہ ہیں کہ حضرت ﷺ تجھ کو اس کے مارنے کا اختیار نہیں دیں گے اسی واسطے تو اس کے مارنے پر قادر نہیں ہوگا اور اس کا باعث یہ ہے جو ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ سعد نے کہا کہ تو نے یہ بات اس واسطے کہی ہے کہ تو نے معلوم کیا کہ وہ خزرج سے ہے یعنی تجھ کو حضرت ﷺ کی مدد مقصود نہیں بلکہ تمہارے دلوں میں ہماری طرف سے قدیمی کینہ ہے اس کے سبب سے تو نے یہ بات کہی ، ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کو میری مراد خوب معلوم ہے کہا ابن تین نے کہ یہ جو ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر اوس سے ہوگا تو ہم اس کی گردن ماریں گے تو یہ اس واسطے کہ اوس قوم اس کی ہے اور نہیں کہی اس نے یہ بات بیچ حق خزرج کے واسطے اس چیز کے کہ تھی درمیان اوس اور خزرج کے کینہ اور عداوت سے پہلے اسلام کے سو دور ہوئی وہ عداوت ساتھ اسلام کے اور کچھ باقی رہی بحکم عار کے سو کلام کیا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ حکم عار کے اور انکار کیا اس سے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ان میں حکم کریں اور حالانکہ وہ قوم اوس سے ہیں اور نہیں ارادہ کیا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے راضی ہونا ساتھ اس چیز کے کہ منقول ہوئی عبداللہ بن ابی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معنی قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ وہ اس سے پہلے نیک مرد تھا یعنی نہیں گزری اس سے کوئی چیز کہ متعلق ہو ساتھ کھڑا ہونے کے عار حمیت سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ مراد نہیں کہ وہ منافقوں میں سے ہے اور یہ جو اُسید رضی اللہ عنہ نے معاذ بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو منافق ہے تو مازری نے اسید کے قول سے یہ عذر بیان کیا ہے کہ واقع ہوا ہے یہ اسید سے بطور غصے اور مبالغہ کے بیچ زجر سعد رضی اللہ عنہ کے جھگڑنے سے یعنی مراد اس کی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو جھڑکنا تھا کہ عبداللہ بن ابی کی طرف سے نہ جھگڑے اور اس کی مراد وہ نفاق نہیں جو ظاہر میں ایمان لانا اور باطن میں کافر رہنا ہے اور شاید حضرت ﷺ نے اسی وجہ سے اس پر انکار نہ کیا پس مراد اس کی یہ ہے کہ تو منافقوں کا سا کام کرتا ہے اور یہ جو کہا کہ میرے باپ نے میرے پاس صبح کی یعنی آئے وہ دونوں اس جگہ میں جس میں عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں ان کے گھر سے نہ یہ کہ وہ ان کے پاس سے اپنے گھر کی طرف پھر گئی تھیں اور یہ جو کہا کہ میں دو رات اور ایک دن روتی رہی یعنی ایک وہ رات جس میں مسطح کی ماں نے ان کو یہ خبر دی اور ایک وہ دن جس میں حضرت ﷺ نے خطبہ پڑھا اور اگلی رات اور یہ جو کہا کہ میرے آنسو بند ہوئے کہا قرطبی نے کہ سبب اس کا یہ ہے کہ جب غم اور غضب سے ایک چیز آدمی کو پکڑ لیتی ہے تو آنسو بند ہو جاتے ہیں واسطے زیادہ ہونے گرمی مصیبت کے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ سے کہا کہ حضرت ﷺ کو میری طرف سے جواب دو تو بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا یہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ سے باوجود اس کے کہ سوال واقع ہوا ہے باطن امر سے اور صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ جن کو اس پر اطلاع نہیں تھی لیکن کہا یہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ اس سے باطن میں ایسی کوئی چیز واقع نہیں ہوئی جو ظاہر کے مخالف ہو پس گویا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو پاک کرو جس طرح چاہو اور تم کو اعتماد ہے کہ میں سچ کہتی ہوں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جواب دیا اس کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ساتھ اپنے قول کے کہ میں نہیں جانتا کیا کہوں اس واسطے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت متبع تھے سو انہوں نے ایسا جواب دیا جو معنی میں اس کو اس کے سوال کے مطابق ہے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں بہت قرآن نہیں پڑھتی تھی تو یہ تمہید ہے واسطے عذر ان کے کی کہ اس وقت ان کو یعقوب علیہ السلام کا نام یاد نہ آیا اور ایک روایت میں یعقوب علیہ السلام کا نام صریح آچکا ہے لیکن وہ روایت بالمعنی ہے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم نے اس کو سچا جانا تو یہ قول ان کا بطور مقابلے کے ہے اگرچہ اس کی حقیقت مراد نہیں واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی مبالغہ سے بیچ تحقیق کرنے کے اور وہ اپنے پاک دامن ہونے کے سبب سے اعتقاد کرتی تھیں کہ لائق ہے کہ جو اس طوفان کو سنے وہ اس کو قطعی جھوٹ جانے لیکن عذر ان کا اس سے یہ ہے کہ انہوں نے چاہا کہ قائم کریں حجت کو ان لوگوں پر جنہوں نے اس میں کلام کیا اور نہیں کافی ہے اس میں مجرد نفی اس کی جو انہوں نے کہا اور چپ رہنا اوپر اس کے بلکہ متعین ہوئی تحقیق کرنا واسطے روشبہ ان کے یا مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس تہمت کو سچا جانا لیکن جن لوگوں نے ان کو نہ جھٹلایا وہ بھی تغلیباً ان کے ساتھ جوڑے گئے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اللہ کے سوا کسی کا شکر نہیں کرتی تو عذر اس کا ان کے مطلق بولنے میں غضبناک ہونا ان کا ہے ان سے کہ انہوں نے طوفان اٹھانے والوں کے جھٹلانے کی طرف کیوں جلدی نہ کی باوجود اس کے کہ چال چلن کا نیک ہونا ان کے نزدیک ثابت تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اشارہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے طرف افراد اللہ کے ساتھ قول اپنے کے کہ وہی ہے جس نے میری پاک دامنی اتاری پس مناسب ہوا مفرد کرنا ساتھ حمد کے فی الحال اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے بعد بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر نہ کریں اور یہ جو کہا کہ اللہ نے دس آیتیں اتاریں تو کہا زمخشری نے کہ نہیں واقع ہوئی قرآن میں تشدید سے کسی گناہ میں جو واقع ہوئی افک کے قصے میں ساتھ مختصر عبارت کے اور بہت معنی کے واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر وعید شدید کے اور عتاب بلیغ کے اور زجر سخت کے اور اس پر کہ یہ بات بہت بڑی اور بری ہے ساتھ مختلف طریقوں اور مضبوط سلیقوں کے کہ ہر ایک ان میں سے کافی ہے اپنے باب میں بلکہ نہیں واقع ہوئی وعید بت پرستوں کی مگر ساتھ اس چیز کے کہ کم ہے اس سے اور نہیں ہے یہ سب مگر واسطے ظاہر کرنے بلندی مرتبے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پاک کرنے اس شخص کے جو آپ سے کچھ تعلق رکھتا ہے اور یہ جو کہا کہ وہی تھی جو مجھ سے برابری چاہتی تھی یعنی طلب کرتی تھی بلندی اور رفعت سے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو میں طلب کرتی تھی یا اعتقاد کرتی تھی کہ میری قدر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کے برابر ہے اور اصحاب سنن نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جن لوگوں نے ان کو تہمت لگائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب

پر حد قائم کی اور اس کا بیان حدود میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے ان کے جو پہلے گزرے کہ جائز ہے روایت کرنا حدیث کی ایک جماعت سے ساتھ تلفیق کے یعنی کچھ کسی راوی سے لی اور کچھ کسی سے اور ساری کو اجمال کے ساتھ روایت کرے یعنی ایک کی روایت کو دوسرے کی روایت سے جدا نہ کرے اور یہ کہ جائز ہے قرعہ ڈالنا یہاں تک کہ عورتوں کے درمیان بھی اور ان کو سفر میں اپنے ساتھ لے جانا ہو تو اس میں بھی اور یہ کہ جائز ہے سفر کرنا ساتھ عورتوں کے یہاں تک کہ جہاد میں بھی اور یہ کہ جائز ہے حکایت کرنا اس چیز کی کہ واقع ہے واسطے مرد کے فضیلت سے اگرچہ اس میں بعض لوگوں کی مدح ہو اور بعض کی مذمت جب کہ شامل ہو یہ دور کرنے وہم نقص کے کو حکایت کرنے والے سے جب کہ ہو پاک عیب سے وقت قصد خیر خواہی اس شخص کے کہ پہنچے اس کو یہ تا کہ نہ واقع ہو اس چیز میں کہ واقع ہوا بیچ اس کے وہ شخص جو پہلے گزرا اور یہ کہ غیر کو گناہ میں پڑنے سے بچانے کے واسطے کوشش کرنا اولیٰ ہے ترک کرنے اس کے سے کہ وہ گناہ میں پڑے اور حاصل ہونا اجر کا واسطے موقوع فیہ کے یعنی جس کو تہمت لگائی گئی اور اس میں استعمال کرنا تمہید کا ہے اس چیز میں کہ محتاج ہے طرف اس کی کلام سے اور یہ کہ کجاوہ قائم مقام گھر کے ہے عورت کے پردہ کرنے میں اور یہ کہ جائز ہے سوار ہونا عورت کا کجاوے میں اونٹ کی پیٹھ پر اگرچہ یہ اس پر مشکل ہو جب کہ اس کو اس کی طاقت ہو اور یہ کہ جائز ہے خدمت اجنبی کی واسطے عورت کے پردے کے پیچھے سے اور یہ کہ جائز ہے پردہ کرنا واسطے عورت کے ساتھ اس چیز کے کہ جدا ہو بدن سے اور یہ کہ جائز ہے متوجہ ہونا عورت کا واسطے قضائے حاجت اپنی کے تنہا بغیر اذن خاص اپنے خاوند کے بلکہ واسطے اعتماد کے اذن عام پر جو مستند ہو طرف عام کی اور یہ کہ جائز ہے زیور پہننا عورت کا سفر میں ساتھ ہار کے اور مانند اس کی کے اور نگاہ رکھنا مال پر اگرچہ قلیل ہو واسطے وارد ہونے نہی کے اضاعت مال سے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار نہ موتیوں کا تھا اور نہ جواہر کا اور اس میں نحوست ہے حرص کی اوپر مال کے اس واسطے کہ اگر وہ اس کی تلاش میں دیر نہ کرتیں تو البتہ جلدی پلٹ آتیں جب اس کی تلاش میں قدر حاجت سے زیادہ رہیں تو یہ ماجرا واقع ہوا اور قریب ہے اس سے قصہ دو جھگڑنے والوں کا جب کہ اٹھایا گیا علم شب قدر کا یعنی تعیین اس کی ان کے سبب سے اس واسطے کہ انہوں نے قدر ضرورت پر کفایت نہ کی بلکہ زیادہ ہوئے جھگڑنے میں یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوئیں تو ان کی آوازوں کے بلند ہونے سے یہ ماجرا واقع ہوا اور یہ کہ موقوف ہے کوچ کرنا لشکر کا امام کی اجازت پر اور یہ کہ جائز ہے مقرر کرنا کسی آدمی کو لشکر میں سے ساقہ (ساقہ اس شخص کو کہتے ہیں جو لشکر سے پیچھے رہے تا کہ گری پڑی چیز کو اٹھا لائے) جو امین ہو کہ تھکے ماندے کو چڑھا لائے اور گری پڑی چیز کو اٹھا لائے اور سوائے اس کے مصالح سے اور یہ کہ لائق ہے کہ مصیبت کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہے اور یہ کہ عورت اپنے منہ کو اجنبی مرد سے ڈھانک لے اور فریاد رسی کرنا عاجز درماندے کی اور چھڑانا ضائع کا اور قدر

والے کی تعظیم کرنا اوران کو سواری میں مقدم کرنا اور تکلیف اٹھانا واسطے اس کے اور اجنبی کے ساتھ خوب ادب سے پیش آنا خاص کر عورتوں کو خاص کر خلوت اور تنہائی میں اور چلنا آگے عورت کے تا کہ برقرار رہے دل اس کا اور باامن ہو اس چیز سے کہ وہم کی جاتی ہے نظر کرنے اس کے سے واسطے اس چیز کے کہ قریب ہے کہ کھل جائے عورت سے وقت چلنے کے اور اس میں مہربانی کرنا مرد کی ہے عورت پر اور خوش گزران کرنا ساتھ اس کے اور کمی کرنا اس میں وقت مشہور ہونے اس چیز کے کہ تقاضا کرتی ہے نقص کو اگر چہ نہ متحقق ہو اور فائدہ اس کا یہ ہے کہ بوجھے وہ عورت حال کے متغیر ہونے کو پس عذر کرے یا اقرار کرے اور یہ کہ نہیں لائق ہے بیمار والوں کو کہ بیمار کو خبر دیں اس چیز کی کہ اس کے باطن کو ایذا دے تا کہ اس سے اس کی بیماری زیادہ نہ ہو جائے اور اس میں سوال کرنا ہے بیمار سے کہ اس کا کیا حال ہے؟ اور اشارہ ہے طرف مراتب ہجران کی ساتھ کلام اور مہربانی کے یعنی اس کے ساتھ کلام اور مہربانی نہ کرنا اور جب سبب ثابت ہو تو بالکل کلام کرنا چھوڑ دے اور اگر اس میں ظن ہو تو کم کرے اور اگر مشکوک فیہ یا محتمل ہو تو خوب ہے کم کرنا کلام کا نہ واسطے عمل کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ کہی گئی بلکہ تا کہ نہ گمان کیا جائے ساتھ ساتھی اس کے کی نہ پرواہ کرنا ساتھ اس چیز کے کہ کہی گئی ہے اس کے حق میں اور یہ کہ جب عورت کسی حاجت کے واسطے باہر نکلے تو کسی کو ساتھ لے جو اس کی غم خواری کرے یا خدمت کرے لیکن ایسے شخص کو ساتھ لے جس سے اس کو امن ہو اور اس میں ہٹانا مسلمان کا ہے مسلمان سے عیب کو خاص کر اس شخص سے جو اہل فضل ہو اور ہٹانا اس شخص کا جو ان کو ایذا دے اگر چہ اس سے کسی قسم کا تعلق رکھتا ہو اور اس میں بیان ہے زیادتی فضیلت اہل بدر کا یعنی جو اصحاب جنگ بدر میں حاضر تھے اور اطلاق سبّ وشتم سب کا بری دعا پر اور اس میں بحث کرنا ہے امر قبیح سے جب مشہور ہو جائے اور پہچاننا صحت اور فساد اس کے کا ساتھ کھولنے راز اس شخص کے جس کے حق میں کہا گیا کہ کیا اس سے پہلے بھی کبھی کوئی چیز ایسی واقع ہوئی ہے جو اس کے مشابہ ہو یا اس سے قریب ہو اور استصحاب اس شخص کا جو تہمت لگایا گیا ساتھ برائی کے جب کہ اس سے پہلے نیکی کے ساتھ مشہور ہو جب نہ ظاہر ہو اس سے ساتھ دریافت کرنے کے جو اس کے مخالف ہو اور اس میں فضیلت قوی ہے واسطے ام مسطح رضی اللہ عنہا کے اس واسطے کہ اس نے اپنے بیٹے کو درست نہ رکھا بسبب عیب لگانے اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا کو بلکہ قصد کیا اس کے برا کہنے کا اور اس میں قوی کرنا ہے ایک دو احتمالوں کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں جو آپ نے بدر والوں کے حق میں فرمایا ان اللہ قال لھم **اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم** یعنی اللہ نے ان سے کہا کہ کرو جو تمہارا جی چاہے سو البتہ میں تم کو بخش چکا اور یہ کہ راجح یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ گناہ ان سے واقع ہوتے ہیں لیکن وہ مقرون ہیں ساتھ مغفرت کے واسطے فضیلت دینے ان کے کی غیروں پر بسبب اس جنگ عظیم کے اور مرجوح ہونا دوسرے قول کا ہے کہ مراد یہ ہے کہ اللہ نے ان کو نگاہ رکھا ہے پس نہیں واقع ہوتا ان سے کوئی گناہ تنبیہ کی ہے اس پر شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے اور اس میں مشروعیت سبحان اللہ کہنے کی ہے وقت

سننے اس چیز کے جو سامع کے اعتقاد میں جھوٹ ہو اور توجیہ اس کی اس جگہ یہ ہے کہ اللہ پاک ہے یہ کہ حاصل ہو واسطے قرابت رسول ﷺ کے آلودگی پس مشروع ہے ذکر کرنا اس کا ایسی جگہ میں ساتھ پاکی کے اور یہ کہ موقوف ہے نکلنا عورت کا اپنے گھر سے اپنے خاوند کی اجازت پر یعنی اس کی اجازت کے بغیر نہ نکلے اگرچہ اپنے ماں باپ کے گھر کی طرف جانا ہو اور اس میں بحث کرنا ہے بات کہی گئی سے اس شخص سے جو مقول فیہ کو بتلائے اور توقف کرنا خبر واحد میں اگرچہ سچی ہو اور طلب کرنا ترقی کا مرتبہ ظن سے طرف مرتبے یقین کے اور یہ کہ خبر واحد جب کہ آگے پیچھے کچھ کچھ آئے تو یقین کا فائدہ دیتی ہے واسطے دلیل قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے تا کہ میں ماں باپ کی طرف سے اس خبر کی تحقیق کروں اور یہ کہ نہیں موقوف ہے یہ کسی عدد معین پر اور اس میں مشورہ لینا مرد کا ہے اپنے خواص سے جو اس کے ساتھ قرابت وغیرہ کے سبب سے پناہ پکڑتا ہو اور خاص کرنا اس شخص کا جس کی رائے کے صحیح ہونے کا تجربہ ہو چکا ہو اگرچہ اس کا غیر قریب تر ہو اور بحث کرنا حال اس شخص کے سے جس کو تہمت لگائی گئی اور حکایت کرنا اس کی واسطے کھولنے حال اس کے کی اور اس کو غیبت نہیں کہا جاتا اور اس میں استعمال کرنا ہے **لا نعلم الا خیرا** کا تزکیہ میں اور یہ کہ یہ کافی ہے اس شخص کے حق میں جس کی عدالت پہلے سے معلوم ہو اس شخص سے جو اس کے پوشیدہ راز سے واقف ہو اور اس میں ثابت رہنا ہے شہادت میں اور سمجھنا امام کا وقت پیدا ہونے امر مشکل کے اور مدد لینے خاصوں سے اجنبیوں پر اور تمہید عذر کے واسطے اس شخص کے کہ ارادہ کیا جاتا ہو اس کی سزا کا یا اس کی جھڑک کا اور مشورہ لینا اعلیٰ آدمی کا اس شخص سے جو اس سے کم درجہ ہو اور خدمت لینا اس شخص سے جو غلامی میں نہیں اور یہ کہ جو کسی کے حال سے پوچھا جائے پس بیان کرنا چاہے جو اس میں عیب ہے تو چاہیے کہ پہلے اس کا عذر بیان کرے اگر اس کو جانتا ہو جیسے بریرہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں کہا جب کہ اس کو آٹے سے سو جانے کا عیب لگایا سو اس کے پہلے یہ بات ذکر کی کہ وہ کم عمر لڑکی ہے اور یہ کہ حضرت ﷺ نہ تھے حکم کرتے واسطے نفس اپنے کے مگر بعد اترنے وحی کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس قصے میں کسی چیز کے ساتھ یقین نہ کیا پہلے اترنے وحی کے اور یہ کہ حمیت اللہ اور اس کے رسول کی مذمت نہیں کی جاتی اور اس حدیث میں فضیلتیں بہت ہیں واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور ان کے ماں باپ کے اور واسطے صفوان رضی اللہ عنہ کے اور علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے اور یہ کہ ناحق والوں کی مدد کرنے سے آدمی بدنام ہو جاتا ہے نیک نام نہیں رہتا اور جواز سبّ و شتم اس شخص کا جو تعرض کرے واسطے باطل والوں کے اور نسبت کرنا اس کا طرف اس چیز کی جو اس کو بری لگے اگرچہ درحقیقت وہ چیز اس میں موجود نہ ہو لیکن جب واقع ہو اس سے وہ چیز جو اس کے مشابہ ہو تو جائز ہے بولنا اس چیز کا اوپر اس کے واسطے تشدید کے اس کے حق میں اور بولنا جھوٹ کا خطا پر اور قسم ساتھ لفظ عمر اللہ کے اور بجھانا جوش فتنے کا اور بند کرنا اس کے ذریعہ کا اور فضیلت ایذا اٹھانے کی اور اس میں دور ہونا ہے اس شخص سے جو رسول کے مخالف ہو اگرچہ قرابت والا اور بھائی بند

ہو اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا دے قول سے یا فعل سے وہ قتل کیا جائے اس واسطے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ لفظ مطلق بولا اور حضرت ﷺ نے اس پر انکار نہیں کیا اور اس میں موافقت کرنا ہے اس شخص کی جو کسی مصیبت میں مبتلا ہو ساتھ آہ مارنے اور غمناک ہونے اور رونے کے اور اس میں ثابت رہنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے ان امور میں اس واسطے کہ نہیں منقول ہے ان سے اس قصے میں باوجود دراز ہونے حال کے بیچ اس کے مہینہ بھر ایک کلمہ یا اس سے کم مگر جوان سے حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ انہوں نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں کہا گیا ہے ہم کو یہ جاہلیت یعنی کفر کی حالت میں پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ کہا جائے ہم کو اس کے بعد کہ اللہ نے ہم کو اسلام کے ساتھ عزت دی اور اس میں شروع کرنا کلام کا ہے ساتھ تشہد اور حمد اور ثناء کے اور کہنا اما بعد کا اور توقیف اس شخص کی کہ نقل کیا گیا ہے اس سے گناہ اوپر اس چیز کے کہ کہی گئی ہے بیچ اس کے بعد بحث کے اس سے اور یہ کہ قول کذا وکذا کفایت کی جاتی ہے ساتھ اس کے احوال سے جیسے کہ کفایت کی جائے ساتھ اس کے اعداد سے اور نہیں خاص ہے یہ ساتھ اعداد کے اور اس میں مشروع ہونا توبہ کا ہے اور یہ کہ وہ قبول کی جائے معترف کنارہ کش مخلص سے اور یہ کہ مجرد اعتراف اس میں کافی نہیں اور یہ کہ نہیں جائز ہے اقرار کرنا ساتھ اس چیز کے کہ نہ واقع ہوئی ہو اس سے اگرچہ معلوم ہو کہ وہ اس میں تصدیق کیا جائے گا بلکہ لازم ہے اس پر یہ کہ سچ کہے یا چپ رہے اور یہ کہ صبر کی عاقبت خوب ہوتی ہے اور رشک کیا جاتا ہے صاحب اس کا اور اس میں مقدم کرنا بڑے کا ہے کلام میں اور توقف کرنا اس شخص کا کہ مشتبہ ہو اس پر امر کلام میں اور اس میں بشارت دینا ہے اس شخص کو جس کو تازہ نعمت ہاتھ آئے یا اس سے کوئی سختی دور ہو اور اس میں ہنسنا اور خوش ہونا ہے نزدیک اس کے اور اس میں ہے کہ جب سختی نہایت کو پہنچے تو اس کے بعد کشائش ہوتی ہے اور فضیلت ہے اس شخص کی جو اپنا کام اللہ کے سپرد کرے اور یہ کہ جو اس پر قوی ہو اس کا غم اور درد ہلکا ہو جاتا ہے اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر خرچ کرنے کے اللہ کی راہ میں خاص کر بیچ سلوک کرنے برادری کے اور واقع ہونا مغفرت کا واسطے اس شخص کے جو نیکی کرے ساتھ اس شخص کے کہ برا کیا ہو ساتھ اس کے یا درگزر کرے اس شخص سے اور یہ کہ جو قسم کھائے کہ فلاں بات نہ کرے گا تو مستحب ہے اس کو توڑنا قسم کا اور یہ کہ جائز ہے شہادت لینا قرآن کی آیتوں سے حادثوں میں اور پیروی کرنا اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے واسطے بڑے لوگوں کے پیغمبروں وغیرہ سے اور اس میں سبحان اللہ کہنا ہے وقت تعجب کے اور مذمت غیبت کی اور مذمت سننے اس کے کی اور جھڑکنا اس شخص کا جو اس کو لائے خاص کر اگر وہ متضمن ہو مسلمان کی تہمت کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واقع ہوئی اس سے اور مذمت مشہور کرنے بے حیائی کے اور حرام ہونا شک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی میں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل اوپر تمہارے اور رحمت اس کی البتہ تم اس بات کی

فِيمَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾.
وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَلَقَّوْنَهُ﴾ يَرْوِيهِ بَعْضُكُمْ عَنْ بَعْضٍ ﴿تُفِيضُونَ﴾ تَقُولُونَ.

وجہ سے جس میں تم نے خوض کیا بڑا عذاب بھیجتا۔
اور مجاہد نے کہا تلقونه کے معنی ہیں بعض تمھارا بعض سے روایت کرتا ہے تفیضون کے معنی ہیں تم کہتے ہو۔

٤٣٨٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ أُمِّ رُومَانَ أُمِّ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا رُمِيَتْ عَائِشَةُ خَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا.

۴۳۸۲۔ مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ روایت کرتا ہے ام رومان رضی اللہ عنہا سے جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں کہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا جب عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا گیا تو غش کھا کر گر پڑی تھیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيمٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ جب لینے لگے تم اس کو اپنی زبانوں سے اور بولنے لگے اپنے منہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہیں اور تم سمجھتے ہو اس کو ہلکی بات اور وہ اللہ کے یہاں بہت بڑی ہے۔

٤٣٨٣ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقْرَأُ إِذْ تَلِقُونَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ.

۴۳۸۳۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا پڑھتی تھیں ﴿اذ تَلِقُونَه بالسنتكم﴾ یعنی ساتھ کسرہ لام کے اور تخفیف قاف مضمومہ کے ولق سے جس کے معنی ہیں جھوٹ بولنا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو لائق نہیں کہ منہ پر لائیں یہ بات، اللہ تو پاک ہے یہ بڑا بہتان ہے۔

٤٣٨٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ اسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِهَا عَلٰى عَائِشَةَ وَهِيَ مَغْلُوبَةٌ قَالَتْ أَخْشٰى أَنْ يُّثْنِيَ عَلَيَّ فَقِيلَ ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ وُّجُوهِ الْمُسْلِمِينَ قَالَتْ ائْذَنُوا لَهُ

۴۳۸۴۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت مانگی ان کے مرنے سے تھوڑا سا پہلے اور وہ موت کی سختی سے بیہوش تھیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں ڈرتی ہوں کہ میری تعریف کرے جو خود پسندی کا موجب ہو یعنی اس خیال سے اجازت دینے میں توقف کیا سو کہا گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی ہیں اور مسلمانوں کے بزرگوں میں سے ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا

فَقَالَ كَيْفَ تَجِدِيْنَكِ قَالَتْ بِخَيْرٍ إِنِ اتَّقَيْتُ قَالَ فَأَنْتِ بِخَيْرٍ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ زَوْجَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْكِحْ بِكْرًا غَيْرَكِ وَنَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَآءِ وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهُ فَقَالَتْ دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَثْنٰى عَلَيَّ وَوَدِدْتُّ أَنِّيْ كُنْتُ نِسْيًا مَّنْسِيًّا.

کہ اس کو اجازت دو یعنی سو وہ اجازت لے کے اندر آئے سو کہا کیا حال ہے تیرا؟ کہا بہتر ہے اگر میں پرہیز گاروں سے ہوں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تیری عاقبت بہتر ہو گی ان شاء اللہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے سوا کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا اور تیری پاک دامنی آسمان سے اتری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نکلنے کے بعد ابن زبیر عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر گئے (یعنی پس موافق پڑا پھرنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے آنے کو) تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما میرے پاس اندر آئے سو انہوں نے میری تعریف کی اور میں چاہتی ہوں کہ ہو جاتی بھولی بسری۔

فائدہ: یہ جو کہا کیا حال ہے تیرا؟ تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اب تیرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملنے کے درمیان کچھ دیر نہیں مگر یہ کہ روح بدن سے نکلے اور یہ جو کہا کہ تیرا عذر آسمان سے اترا تو یہ اشارہ ہے طرف قصے افک کی اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے تیری پاک دامنی سات آسمان کے اوپر سے اتاری یعنی قرآن میں لائے اس کو جبرئیل علیہ السلام سو نہیں زمین پر کوئی مسجد مگر کہ وہ اس میں پڑھا جاتا ہے رات کو اور دن کو۔

فائدہ: نہیں ذکر کی اس جگہ خاص وہ چیز جو متعلق ہے ساتھ اس آیت کے جو ترجمہ میں مذکور ہے صریح اگرچہ داخل ہے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے عموم میں کہ تیرا عذر آسمان سے اترا اس واسطے کہ یہ آیت اعظم اس چیز سے ہے کہ متعلق ہے ساتھ اقامت عذر ان کے کی اور پاکی ان کی کے راضی ہو اللہ ان سے اور اس قصے میں دلالت ہے اوپر وسیع ہونے علم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور بڑے ہونے مرتبے ان کے کے درمیان اصحاب اور تابعین کے اور دلالت ہے اوپر تواضع عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور فضیلت ان کی کے اور کوشش کرنے ان کے کے امر دین میں اور یہ کہ نہیں داخل ہوتے تھے اصحاب امہات المؤمنین پر مگر ساتھ ان کی اجازت کے اور مشورہ دینا چھوٹے کا بڑے کو جب کہ دیکھے اس کو کہ پھرا ہے وہ اس چیز کی طرف کہ اولیٰ خلاف اس کا ہے اور تنبیہ اوپر رعایت جانب اکابر کے اہل علم اور دین سے اور یہ کہ نہ چھوڑا جائے جس کے وہ مستحق ہیں واسطے کسی معارض کے کہ کم ہو اس سے مصلحت میں۔ (فتح)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

قاسم سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی اور پہلی حدیث کی طرح ذکر کیا اور نسیا منسیا کا ذکر نہیں کیا۔

اسْتَأْذَنَ عَلٰى عَائِشَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ نَسِيًّا مَّنْسِيًّا.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهِ أَبَدًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ پھر نہ کرو ایسا کام کبھی۔

٤٣٨٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا قُلْتُ أَتَأْذَنِيْنَ لِهٰذَا قَالَتْ أَوَ لَيْسَ قَدْ أَصَابَهُ عَذَابٌ عَظِيْمٌ قَالَ سُفْيَانُ تَعْنِيْ ذَهَابَ بَصَرِهِ فَقَالَ حَصَانٌ رَّزَانٌ مَّا تُزَنُّ بِرِيْبَةٍ وَّتُصْبِحُ غَرْثٰى مِنْ لُّحُوْمِ الْغَوَافِلِ قَالَتْ لٰكِنْ أَنْتَ.

۴۳۸۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آ کر ان کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی مسروق کہتا ہے میں نے کہا کہ کیا تم اس کو اجازت دیتی ہو؟ یعنی (اور حالانکہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے طوفان اٹھایا اور اللہ نے فرمایا کہ جس نے اٹھایا بڑا بوجھ اس طوفان کا اس کے واسطے عذاب ہے بڑا) عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا اس کو بڑا عذاب نہیں پہنچا؟ کہا سفیان راوی نے کہ مراد اس کی آنکھوں کا اندھا ہونا ہے یعنی حسان رضی اللہ عنہ اخیر عمر میں اندھے ہو گئے تھے، کہا حسان رضی اللہ عنہ نے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعریف میں کہ عفیفہ ہیں کامل عقل نہیں تہمت کی جاتیں ساتھ کسی چیز شک والی کے اور صبح کرتی ہیں اس حال میں کہ خالی شکم ہوتی ہیں غافل عورتوں کے گوشت سے یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتیں، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے لیکن تو اس طرح نہیں کہ تو نے غیبت کی اور اہل افک کے ساتھ ہوا۔

فائدہ: غافل اس عورت کو کہتے ہیں جو بدی سے غافل ہو اور مراد پاکی بیان کرنا اس کی ہے لوگوں کی غیبت سے ساتھ کھانے گوشت ان کے کی غیبت سے اور مناسبت تسمیہ غیبت کی ساتھ کھانے گوشت کے یہ ہے کہ گوشت پردہ ہے ہڈی پر پس گویا کہ غیبت کرنے والا کھولتا ہے اس چیز کو جو ہے اس شخص پر جس کی غیبت کی گئی پردے سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْأٰيَاتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

٤٣٨٦ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ

۴۳۸۶۔ مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حسان رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر آیا سو اس نے غزل پڑھی اور کہا

عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ عَلٰى عَائِشَةَ فَشَبَّبَ وَقَالَ حَصَانٌ رَزَانٌ مَّا تُزَنُّ بِرِيْبَةٍ وَّتُصْبِحُ غَرْثٰى مِنْ لُّحُوْمِ الْغَوَافِلِ قَالَتْ لَسْتَ كَذَاكَ قُلْتُ تَدَعِيْنَ مِثْلَ هٰذَا يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ﴾ فَقَالَتْ وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمٰى وَقَالَتْ وَقَدْ كَانَ يَرُدُّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عفیفہ ہیں کامل العقل نہیں تہمت لگائی جاتیں ساتھ کسی چیز شک والی کے اور صبح کرتی ہیں اس حال میں کہ خالی پیٹ ہوتی ہیں غافل عورتوں کے گوشت سے کہا تو اس طرح نہیں ہے میں نے کہا تم ایسے کو اجازت دیتی ہو کہ تمہارے پاس اندر آئے اور حالانکہ اللہ نے طوفان اٹھانے والے کے حق میں یہ آیت اتاری اور جس نے بڑا بوجھ اٹھایا اس کا اس کے واسطے ہے عذاب بڑا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور کون سا عذاب ہے سخت تر اندھے ہونے سے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور تھا وہ جواب دیتا کافروں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَأَنَّ اللّٰهَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ. وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی جو لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں ان کو ہے دکھ کی مار دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور رحمت اس کی اور یہ کہ اللہ نرمی کرنے والا مہربان ہے اور اللہ نے فرمایا اور قسم نہ کھائیں بڑائی والے تم میں اور کشائش والے اس پر کہ دیں ناتے والوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِيْ ذُكِرَ. وَمَا عَلِمْتُ بِهٖ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيَّ خَطِيْبًا فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَشِيْرُوْا عَلَيَّ فِيْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ذکر کیا گیا میرے حال سے جو ذکر کیا گیا اور حالانکہ مجھ کو کچھ خبر نہ تھی تو کھڑے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے حق میں خطبہ پڑھنے کو سو اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ پڑھا اور اللہ کی حمد اور تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد مجھ کو مشورہ دو ان لوگوں

أُنَاسٍ أَبَنُوْا أَهْلِيْ وَايْمُ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِيْ مِنْ سُوْءٍ وَّأَبَنُوْهُمْ بِمَنْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَلَا يَدْخُلُ بَيْتِيْ قَطُّ إِلَّا وَأَنَا حَاضِرٌ وَّلَا غِبْتُ فِيْ سَفَرٍ إِلَّا غَابَ مَعِيْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ آئْذَنْ لِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ نَّضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ وَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ مِّنْ رَّهْطِ ذٰلِكَ الرَّجُلِ فَقَالَ كَذَبْتَ أَمَا وَاللّٰهِ أَنْ لَّوْ كَانُوْا مِنَ الْأَوْسِ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ تُضْرَبَ أَعْنَاقُهُمْ حَتّٰى كَادَ أَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ شَرٌّ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا عَلِمْتُ فَلَمَّا كَانَ مَسَآءُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِيْ وَمَعِيْ أُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ وَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ أَيْ أُمِّ تَسُبِّيْنَ ابْنَكِ وَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّانِيَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا أَتَسُبِّيْنَ ابْنَكِ فَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَانْتَهَرْتُهَا فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا أَسُبُّهُ إِلَّا فِيْكِ فَقُلْتُ فِيْ أَيِّ شَأْنِيْ قَالَتْ فَبَقَرَتْ لِيَ الْحَدِيْثَ فَقُلْتُ وَقَدْ كَانَ هٰذَا قَالَتْ نَعَمْ وَاللّٰهِ فَرَجَعْتُ إِلٰى بَيْتِيْ كَأَنَّ الَّذِيْ خَرَجْتُ لَهُ لَا أَجِدُ مِنْهُ قَلِيْلًا وَّلَا كَثِيْرًا وَّ وُعِكْتُ فَقُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْنِيْ إِلٰى بَيْتِ أَبِيْ فَأَرْسَلَ مَعِيَ

کے حق میں جنہوں نے میرے گھر والوں کو تہمت لگائی اور قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اپنے گھر والوں پر کچھ برائی اور انہوں نے ان کو تہمت لگائی ہے ساتھ اس شخص کے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اس پر کچھ برائی کبھی اور نہ داخل ہوتا تھا میرے گھر میں کبھی مگر کہ میں موجود ہوں اور نہیں غائب ہوا میں کسی سفر میں مگر کہ میرے ساتھ غائب ہوا سو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا حضرت! حکم ہو تو ہم ان کی گردنیں ماریں پھر ایک مرد قوم خزرج سے کھڑا ہوا اور حسان رضی اللہ عنہ کی ماں اس مرد کی قوم سے تھی سو اس نے کہا تو جھوٹا ہے خبردار اگر تہمت لگانے والے اوس کی قسم سے ہوتے تو تو ان کی گردنیں مارنا نہ چاہتا تھا یہاں تک کہ قریب تھا کہ اوس اور خزرج کے درمیان مسجد میں فساد ہو اور مجھ کو تب بھی خبر نہ ہوئی پھر جب اس دن کی شام ہوئی تو میں اپنی بعض حاجت کے واسطے ام مسطح کے ساتھ نکلی سو وہ گر پڑی اور کہا ہلاک ہوا مسطح میں نے کہا اے ماں اپنے بیٹے کو بد دعا دیتی ہے وہ چپ رہی پھر دوسری بار گری اور کہا ہلاک ہوا مسطح، میں نے اس سے کہا کہ کیا تو اپنے بیٹے کو برا کہتی ہے؟ یعنی پھر بھی وہ چپ رہی پھر تیسری بار گری سو اس نے کہا ہلاک ہوا مسطح سو میں نے اس کو منع کیا اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اس کو بددعا نہیں دیتی مگر تیرے سبب سے میں نے کہا میری کس بات میں سو اس نے مجھ سے بات بیان کی یعنی مجھ کو تہمت کی خبر کی میں نے کہا یہ بات تحقیق ہے اس نے کہا ہاں قسم ہے اللہ کی سو میں اپنے گھر کی طرف پھری گویا جس چیز کے واسطے میں نکلی تھی نہ اس سے تھوڑا پاتی ہوں نہ بہت یعنی غم سے جائے ضرورت کی حاجت باقی نہ رہی اور مجھ کو بخار ہو گیا

الْغُلَامَ فَدَخَلْتُ الدَّارَ فَوَجَدْتُ أُمَّ رُوْمَانَ فِي السُّفْلِ وَأَبَا بَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَقَالَتْ أُمِّي مَا جَآءَ بِكِ يَا بُنَيَّةُ فَأَخْبَرْتُهَا وَذَكَرْتُ لَهَا الْحَدِيْثَ وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مِثْلَ مَا بَلَغَ مِنِّيْ فَقَالَتْ يَا بُنَيَّةُ خَفِّفِي عَلَيْكِ الشَّأْنَ فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ حَسْنَآءُ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَآئِرُ إِلَّا حَسَدْنَهَا وَقِيْلَ فِيْهَا وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّيْ قُلْتُ وَقَدْ عَلِمَ بِهِ أَبِيْ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ فَسَمِعَ أَبُوْ بَكْرٍ صَوْتِيْ وَهُوَ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَنَزَلَ فَقَالَ لِأُمِّيْ مَا شَأْنُهَا قَالَتْ بَلَغَهَا الَّذِيْ ذُكِرَ مِنْ شَأْنِهَا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ قَالَ أَقْسَمْتُ عَلَيْكِ أَيْ بُنَيَّةُ إِلَّا رَجَعْتِ إِلٰى بَيْتِكِ فَرَجَعْتُ وَلَقَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِيْ فَسَأَلَ عَنِّيْ خَادِمَتِيْ فَقَالَتْ لَا وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا إِلَّا أَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتّٰى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَأْكُلَ خَمِيْرَهَا أَوْ عَجِيْنَهَا وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَقَالَ اصْدُقِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَسْقَطُوْا لَهَا بِهِ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّآئِغُ عَلٰى تِبْرِ الذَّهَبِ

تو میں نے حضرت ﷺ سے کہا مجھ کو اپنے باپ کے گھر بھیج دیجیے حضرت ﷺ نے میرے ساتھ غلام کو بھیجا میں گھر کے اندر داخل ہوئی سو میں نے ام رومان کو نیچے پایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اوپر گھر کے پڑھتے تھے سو میری ماں نے مجھ سے کہا اے بیٹی! تو کس سبب سے آئی ہے؟ میں نے اس کو خبر دی اور اس سے بہتان کی بات ذکر کی اور اچانک میں نے دیکھا کہ نہیں پہنچی اس سے وہ بات مانند اس کی کہ مجھ سے پہنچی نہیں پہنچی اس سے وہ بات مانند اس کی کہ مجھ سے پہنچی یعنی جس قدر وہ بات لوگوں سے مجھے پہنچی اس قدر میری ماں سے نہ پہنچی میری ماں نے کہا اے بیٹی! اس بات سے مت گھبرا یعنی تحقیق شان یہ ہے قسم ہے اللہ کی کم ہے ہونا عورت خوب صورت کا پاس کسی مرد کے کہ اس سے محبت رکھتا ہو اور اس کے واسطے سوکنیں ہوں مگر کہ اس پر حسد کرتی ہیں اور اس کی عیب جوئی کرتی ہیں میں نے کہا اور میرے باپ نے بھی اس کو جانا ہے اس نے کہا ہاں! اور حضرت ﷺ نے بھی؟ اس نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے بھی اور میرے آنسو جاری ہوئے اور میں روئی سو ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے باپ نے میری آواز سنی اور حالانکہ وہ گھر کے اوپر قرآن پڑھتے تھے سو اترے اور میری ماں سے کہا کیا حال ہے اس کا؟ اس نے کہا پہنچی اس کو وہ چیز جو اس کے حال سے ذکر کی گئی سو ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے بیٹی! میں تجھ کو قسم دیتا ہوں مگر کہ تو اپنے گھر کی طرف پلٹ جائے یعنی جس جگہ میں اپنے ماں باپ کے گھر سے رہتی تھی اور حضرت ﷺ میرے گھر میں آئے اور میری خادمہ سے میرا حال پوچھا اس نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اس پر کوئی عیب مگر یہ

الْأَحْمَرِ وَبَلَغَ الْأَمْرُ إِلَى ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كَشَفْتُ كَنَفَ أُنْثٰى قَطُّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُتِلَ شَهِيْدًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَتْ وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِيْ فَلَمْ يَزَالَا حَتّٰى دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَقَدِ اكْتَنَفَنِيْ أَبَوَايَ عَنْ يَّمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ إِنْ كُنْتِ قَارَفْتِ سُوْءًا أَوْ ظَلَمْتِ فَتُوْبِيْ إِلَى اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ مِنْ عِبَادِهٖ قَالَتْ وَقَدْ جَآءَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَهِيَ جَالِسَةٌ بِالْبَابِ فَقُلْتُ أَلَا تَسْتَحْيِيْ مِنْ هٰذِهِ الْمَرْأَةِ أَنْ تَذْكُرَ شَيْئًا فَوَعَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَفَتُّ إِلٰى أَبِيْ فَقُلْتُ لَهُ أَجِبْهُ قَالَ فَمَاذَا أَقُوْلُ فَالْتَفَتُّ إِلٰى أُمِّيْ فَقُلْتُ أَجِيْبِيْهِ فَقَالَتْ أَقُوْلُ مَاذَا فَلَمَّا لَمْ يُجِيْبَاهُ تَشَهَّدْتُّ فَحَمِدْتُّ اللّٰهَ وَأَثْنَيْتُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ قُلْتُ أَمَّا بَعْدُ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّيْ لَمْ أَفْعَلْ وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَشْهَدُ إِنِّيْ لَصَادِقَةٌ مَّا ذَاكَ بِنَافِعِيْ عِنْدَكُمْ لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ بِهٖ وَأُشْرِبَتْهُ قُلُوْبُكُمْ وَإِنْ قُلْتُ إِنِّيْ قَدْ فَعَلْتُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّيْ لَمْ أَفْعَلْ لَتَقُوْلُنَّ قَدْ بَآءَتْ اِعْتَرَفَتْ بِهٖ عَلٰى نَفْسِهَا وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا أَجِدُ لِيْ وَلَكُمْ

کہ وہ سویا کرتی ہے یہاں تک کہ بکری آ کر آٹا کھا جاتی ہے اور آپ کے بعض اصحاب نے اس کو ڈانٹا اور کہا کہ حضرت ﷺ سے سچ کہہ یہاں تک کہ افک کی بات اس سے کھولی یعنی پہلے اس لونڈی نے گمان کیا کہ وہ اس سے گھر والوں کا حال پوچھتے ہیں پھر جب انہوں نے اس کے واسطے تصریح کی تو اس نے کہا سبحان اللہ اور نہیں جانا میں نے اس سے مگر جو جانتا ہے سنار سرخ سونے کی ڈلی پر یعنی جس طرح کہ نہیں جانتا ہے سونار سرخ سونے سے مگر خالص ہونا عیب سے اسی طرح نہیں جانتی میں اس سے مگر خالص ہونا عیب سے اور پہنچی یہ خبر اس مرد کو جس کو کہا گیا سو اس نے کہا سبحان اللہ قسم ہے اللہ کی میں نے کبھی کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا یعنی حرام کاری نہیں کی کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور میرے ماں باپ نے میرے پاس صبح کی سو ہمیشہ رہے وہ پاس میرے یہاں تک کہ حضرت ﷺ میرے پاس آئے اس حال میں کہ عصر کی نماز پڑھ چکے تھے پھر داخل ہوئے اور میرے ماں باپ میرے دائیں بائیں بیٹھے تھے سو حضرت ﷺ نے اللہ کی حمد اور ثناء کی پھر فرمایا چنانچہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد اے عائشہ! اگر تو گناہ سے آلودہ ہوئی یا ظلم کیا تو اللہ کی طرف توبہ کر اس واسطے کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور ایک انصاری عورت آئی سو وہ دروازے پر بیٹھنے والی ہے سو میں نے حضرت ﷺ سے کہا کہ کیا آپ اس عورت سے نہیں شرماتے کہ ذکر کریں کچھ چیز جو لائق نہیں؟ سو حضرت ﷺ نے وعظ کیا تو میں نے اپنے باپ کی طرف دیکھا کہ حضرت ﷺ کو جواب دو اس نے کہا میں کیا جواب دوں پھر

مَثَلًا وَّالْتَمَسْتُ اسْمَ يَعْقُوبَ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ إِلَّا أَبَا يُوسُفَ حِيْنَ قَالَ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَّاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ وَأُنْزِلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَاعَتِهِ فَسَكَتْنَا فَرُفِعَ عَنْهُ وَإِنِّيْ لَأَتَبَيَّنُ السُّرُوْرَ فِيْ وَجْهِهِ وَهُوَ يَمْسَحُ جَبِيْنَهُ وَيَقُوْلُ أَبْشِرِيْ يَا عَائِشَةُ فَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ بَرَاءَتَكِ قَالَتْ وَكُنْتُ أَشَدَّ مَا كُنْتُ غَضَبًا فَقَالَ لِيْ أَبَوَايَ قُوْمِيْ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا أَقُوْمُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُهُ وَلَا أَحْمَدُكُمَا وَلٰكِنْ أَحْمَدُ اللّٰهَ الَّذِيْ أَنْزَلَ بَرَاءَتِيْ لَقَدْ سَمِعْتُمُوْهُ فَمَا أَنْكَرْتُمُوْهُ وَلَا غَيَّرْتُمُوْهُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ أَمَّا زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِدِيْنِهَا فَلَمْ تَقُلْ إِلَّا خَيْرًا وَّأَمَّا أُخْتُهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِيْ يَتَكَلَّمُ فِيْهِ مِسْطَحٌ وَّحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَّالْمُنَافِقُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ وَهُوَ الَّذِيْ كَانَ يَسْتَوْشِيْهِ وَيَجْمَعُهُ وَهُوَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهُ مِنْهُمْ هُوَ وَحَمْنَةُ قَالَتْ فَحَلَفَ أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ لَّا يَنْفَعَ مِسْطَحًا بِنَافِعَةٍ أَبَدًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ يَعْنِيْ أَبَا بَكْرٍ ﴿وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ﴾ يَعْنِيْ مِسْطَحًا إِلٰى قَوْلِهِ ﴿أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ

میں نے اپنی ماں کی طرف دیکھا میں نے کہا حضرت ﷺ کو جواب دو، اس نے کہا میں کی جواب دوں سو جب دونوں نے حضرت ﷺ کو کچھ جواب نہ دیا تو میں نے تشہد پڑھا سو میں نے اللہ کی حمد اور تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر میں نے کہا حمد اور صلوۃ کے بعد سو قسم ہے اللہ کی اگر میں تم سے کہوں کہ میں نے یہ کام نہیں کیا اور اللہ گواہ ہے کہ بیشک میں سچی ہوں تو یہ مجھ کو تمہارے پاس کچھ نفع نہیں دینے والا البتہ تم نے اس کے ساتھ بات چیت کی اور تمہارے دل میں وہ بات رچ بس گئی اور اگر میں کہوں کہ میں نے کیا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے نہیں کیا تو البتہ تم کہو گے کہ البتہ پھر آئی اپنی جان پر اس کے ساتھ اقرار کیا اور قسم ہے اللہ کی میں اپنے اور تمہارے درمیان حضرت یعقوب علیہ السلام کے سوا کوئی مثل نہیں پاتی (اور یعقوب علیہ السلام کا نام تلاش کیا سو میں اس پر قادر نہ ہوئی) جب کہ کہا انہوں نے کہ صبر بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ کی مدد درکار ہے اور اس وقت حضرت ﷺ پر وحی اتاری گئی سو ہم چپ ہوئے پھر وہ حالت آپ سے دور ہوئی اور بیشک میں آپ کے چہرے میں خوشی دیکھتی ہوں اور آپ پسینہ صاف کرتے تھے اور فرماتے تھے بشارت لے اے عائشہ! سو البتہ اللہ نے تیری پاکی اتاری اور میں سخت غضبناک تھی سو میرے ماں باپ نے مجھ سے کہا حضرت ﷺ کی طرف اٹھ کھڑی ہو یعنی آپ کا شکریہ ادا کر میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں حضرت ﷺ کی طرف نہیں اٹھتی اور نہ میں آپ کا شکر کرتی ہوں اور نہ میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں لیکن اللہ ہی کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے میری پاکی اتاری اس واسطے کہ تم نے اس کو سنا سو نہ تم نے اس سے انکار کیا

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ حَتّٰی قَالَ أَبُوْ بَکْرٍ بَلٰی وَاللّٰهِ یَا رَبَّنَا إِنَّا لَنُحِبُّ أَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَعَادَ لَهُ بِمَا کَانَ یَصْنَعُ.

اور نہ اس کو بدلا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ لیکن زینب رضی اللہ عنہا سو اللہ نے اس کو اس کے دین کے سبب سے بچایا سو نہ کہا اس نے مگر نیک اور لیکن اس کی بہن حمنہ سو ہلاک ہوئی ان لوگوں میں جو ہلاک ہوئے اور جو اس بہتان میں گفتگو کرتا تھا وہ مسطح رضی اللہ عنہ اور حسان رضی اللہ عنہ اور منافق عبداللہ بن ابی تھا اور وہی تھا جو چاہتا تھا کہ اس کو لوگوں میں مشہور کرے اور زیادہ کرے اور وہی اس طوفان کا بانی مبانی تھا، اور حمنہ سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ مسطح پر کبھی کچھ خرچ نہ کرے گا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ قسم کھائیں بڑائی والے تم میں، آخر آیت تک، مراد اولوالفضل سے ابوبکر ہیں اور مراد قرابت والوں اور محتاجوں سے مسطح ہیں یہاں تک کہ کہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیوں نہیں قسم ہے اے رب ہمارے! ہم چاہتے ہیں کہ تو ہم کو بخش دے اور جو اس کو دیا کرتے تھے اس کو اس کے واسطے پھر جاری کیا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُيُوْبِهِنَّ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور چاہیے کہ چھوڑیں عورتیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر۔

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَآءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلَ لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُيُوْبِهِنَّ﴾ شَقَقْنَ مُرُوْطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ رحم کرے اول مہاجر عورتوں پر جب اللہ نے یہ آیت اتاری کہ چاہیے کہ چھوڑیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر تو انہوں نے اپنی چادریں پھاڑیں اور اس سے اپنے سینوں کو ڈھانکا۔

فائدہ: یعنی اپنے مونہوں کو ڈھانکا اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اوڑھنی کو اپنے سر پر رکھے پھر اس کو دائیں طرف سے بائیں کندھے پر ڈالے اور اس کو تقنع کہتے ہیں کہا فراء نے کہ جاہلیت کے وقت دستور تھا کہ عورت اپنی اوڑھنی اپنی پچھلی طرف چھوڑتی اور اگلی طرف ننگی رہتی سو حکم ہوا پردہ کرنے کا اور یہ انصار کی عورتوں کا دستور ہے، کما سیاتی۔

٤٣٨٧ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْأٰيَةُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ أَخَذْنَ أُزْرَهُنَّ فَشَقَّقْنَهَا مِنْ قِبَلِ الْحَوَاشِيْ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا.

۴۳۸۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی تھیں کہ جب یہ آیت اتری کہ چاہیے کہ چھوڑیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر تو عورتوں نے اپنے تہہ بند لیے اور ان کو کناروں کی طرف سے پھاڑا اور اس کے ساتھ اپنے منہ کو ڈھانکا۔

فائدہ: ابن ابی حاتم نے ابن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ذکر کیا ہم نے نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریش کی عورتوں کو اور ان کی فضیلت کو تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قریش کی عورتیں البتہ فاضلہ ہیں لیکن قسم ہے اللہ کی نہیں دیکھی میں نے انصار کی عورتوں سے کوئی عورت سخت تر قرآن کی تصدیق میں البتہ اتاری گئی سورہ نور کہ اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر چھوڑیں تو ان کے مردان کی طرف پھرے اور پڑھا ان پر جو اللہ نے اتارا سو ان میں سے کوئی عورت نہ تھی مگر کہ اپنی چادر کی طرف اٹھی تو انہوں نے صبح کی نماز اپنا سر اور منہ ڈھانک کر پڑھی جیسے ان کے سروں پر کوے ہیں اور ممکن ہے تطبیق دونوں روایتوں میں ساتھ اس طور کے کہ انصار کی عورتوں نے اس طرف جلدی کی۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ

سورۂ فرقان کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَبَآءً مَّنْثُوْرًا﴾ مَا تَسْفِيْ بِهِ الرِّيْحُ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ﴿هباء منثورا﴾ کے معنی ہیں وہ چیز کہ ڈالتی ہے اس کو ہوا غبار وغیرہ سے۔

فائدہ: ابوعبیدہ نے کہا کہ ہباء منثورا وہ چیز ہے جو داخل ہوتی ہے گھر میں تابدان سے مثل غبار کی ساتھ سورج کے اور نہیں واسطے اس کے کوئی مس اور نہیں دیکھی جاتی سائے میں اور حسن بصری سے روایت ہے کہ اگر کوئی اس کو ہاتھ میں بند کرنا چاہے تو بند نہ کر سکے مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فجعلناه هباء منثورا﴾۔

﴿مَدَّ الظِّلَّ﴾ مَا بَيْنَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ إِلٰى طُلُوْعِ الشَّمْسِ.

مد الظل کے معنی ہیں آیت ﴿الم تر الی ربك كيف مد الظل﴾ میں وہ وقت جو طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان ہے اور آیت کے معنی یہ ہیں کہ تو نے نہ دیکھا اپنے رب کی طرف کہ کس طرح دراز کیا سائے کو۔

﴿سَاكِنًا﴾ دَآئِمًا.

یعنی ساکن کے معنی ہیں ہمیشہ اور اس آیت ﴿ولو شآء لجعله ساكنا﴾ یعنی اگر چاہتا تو کرتا اس کو ہمیشہ رہنے والا۔

﴿عَلَيْهِ دَلِيْلًا﴾ طُلُوْعُ الشَّمْسِ.

یعنی دلیل کے معنی ہیں چڑھنا آفتاب کا اس آیت میں ﴿ثم جعلنا الشمس علیه دلیلا﴾ یعنی پھر ٹھہرایا ہم نے سورج کو اس کا راہ بتلانے والا یعنی اگر سورج نہ ہوتا تو سایہ معلوم نہ ہوتا تو گویا سورج اس کا راہ بتلانے والا ہے۔

﴿خِلْفَةً﴾ مَنْ فَاتَهُ فِي اللَّيْلِ عَمَلٌ أَدْرَكَهُ بِالنَّهَارِ أَوْ فَاتَهُ بِالنَّهَارِ أَدْرَكَهُ بِاللَّيْلِ.

اور خلفة کے معنی ہیں کہ جس سے رات کے وقت عمل فوت ہو وہ اس کو دن میں پائے اور جس سے دن میں فوت ہو وہ اس کو رات میں پائے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وهو الذی جعل اللیل والنهار خلفة﴾۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا﴾ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ وَمَا شَيْءٌ أَقَرَّ لِعَيْنِ الْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْ يَّرٰى حَبِيْبَهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ.

اور کہا حسن نے بیچ تفسیر اس قول اللہ کے کہ بخش ہم کو ہماری عورتوں کی طرف سے یعنی اللہ کی بندگی میں اور نہیں کوئی چیز زیادہ تر ٹھنڈا کرنے والی مسلمان کی آنکھ کو اس سے کہ اپنے محبوب کو اللہ کی بندگی میں دیکھے۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿ربنا هب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرة اعین﴾ کسی نے حسن بصری سے پوچھا کہ مراد آنکھ کی ٹھنڈک سے کیا ہے دنیا میں ہے یا آخرت میں اس نے کہا بلکہ دنیا میں قسم ہے اللہ کی وہ یہ ہے کہ بندہ اپنی اولاد سے اللہ کی بندگی دیکھے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿ثُبُوْرًا﴾ وَيْلًا.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ثبورا کے معنی ہیں ویل اللہ نے فرمایا ﴿دعوا هنالك ثبورا﴾ پکاریں گے اس جگہ ویل کو موت کو۔

وَقَالَ غَيْرُهُ اَلسَّعِيْرُ مُذَكَّرٌ وَّالتَّسَعُّرُ وَالْاِضْطِرَامُ التَّوَقُّدُ الشَّدِيْدُ.

اور اس کے غیر نے کہا کہ سعیر مذکر ہے اور تسعر اور اضطرام کے معنی ہیں سخت جلانا آگ کا۔

﴿تُمْلٰى عَلَيْهِ﴾ تُقْرَأُ عَلَيْهِ مِنْ أَمْلَيْتُ وَأَمْلَلْتُ.

تملی علیه کے معنی ہیں لکھوائے جاتے ہیں اس پر صبح وشام مشتق ہے املیت اور امللت سے۔

اَلرَّسُّ الْمَعْدِنُ جَمْعُهُ رِسَاسٌ.

اور رس کے معنی ہیں کان اور وہ واحد ہے اس کی جمع رساس ہے۔

فائدہ: کہا خلیل نے کہ رس وہ کنواں ہے جو گول نہ ہو اور مجاہد سے روایت ہے کہ رس کنواں ہے اور قتادہ سے

روایت ہے کہ اصحاب الرس یمامہ میں تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کنواں ہے آذربیجان میں یعنی اس آیت میں ﴿وعاد وثمود واصحاب الرس﴾۔

﴿مَا يَعْبَأُ﴾ يُقَالُ مَا عَبَأْتَ بِهِ شَيْئًا لَا يُعْتَدُّ بِهِ.

ما یعبأ کے معنی ہیں نہیں اعتبار کرتا کہا جاتا ہے تو نے اس کا کچھ اعتبار نہیں کیا یعنی اس کا کچھ اعتبار نہیں کیا اللہ نے فرمایا ﴿قل مایعبأ بکم ربی﴾ یعنی کہ تمہاری کچھ پرواہ نہیں کرتا میرا اللہ۔

﴿غَرَامًا﴾ هَلَاكًا.

غراما کے معنی ہیں ہلاک اللہ نے فرمایا ﴿ان عذابها کان غراما﴾۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَعَتَوْا﴾ طَغَوْا.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ عتوا کے معنی ہیں سرکشی کی اللہ نے فرمایا ﴿وعتو عتوا کبیرا﴾۔

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿عَاتِيَةٍ﴾ عَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ.

اور کہا ابن عیینہ نے کہ عاتیۃ کے معنی ہیں سرکشی کی اس نے خازن یعنی خزانچی پر۔

فائدہ: یہ لفظ سورۂ الحاقہ میں ہے ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ واسطے موافقت قول اللہ کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿الَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلَى وُجُوْهِهِمْ إِلَى جَهَنَّمَ أُولَئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّأَضَلُّ سَبِيْلًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی جو لوگ اٹھائے جائیں گے اوندھے پڑے منہ پر دوزخ کی طرف انہیں کا برا درجہ ہے اور بہت بھٹکے ہیں راہ سے۔

٤٣٨٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَلَيْسَ الَّذِيْ أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُّمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلَى وَعِزَّةِ رَبِّنَا.

۴۳۸۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! کیا اٹھایا جائے گا کافر قیامت کے دن اپنے منہ پر؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اس کو دنیا میں اس کے دونوں پاؤں پر چلایا کیا وہ قادر نہیں اس پر کہ قیامت کے دن اس کو اس کے منہ کے بل چلائے؟ کہا قتادہ نے کیوں نہیں! اور قسم ہے ہمارے رب کی عزت کی۔

فائدہ: حاکم کی روایت میں ہے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ کیا دوزخی لوگ منہ کے بل اٹھائے جائیں گے؟ اور

بزار کے نزدیک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حشر ہوگا لوگوں کا تین قسم پر ایک قسم چوپایوں پر ہوں گے اور ایک قسم اپنے پاؤں پر چلیں گے اور ایک قسم اپنے مونہوں پر چلیں گے تو کسی نے کہا کہ کس طرح چلیں گے اپنے منہ پر؟ الحدیث اور لیا جاتا ہے مجموع حدیثوں سے کہ مقربین سوار ہو کر چلیں گے اور جوان سے کم درجہ مسلمان ہوں گے وہ اپنے قدموں پر چلیں گے اور کفار اپنے منہ کے بل چلیں گے اور یہ جو کہا قسم ہے ہمارے رب کی عزت کی تو ذکر کیا ہے اس کو قتادہ نے واسطے تصدیق قول اس کے کی الیس۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾ اَلْاَثَامُ الْعُقُوْبَةُ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو حرام کی ہے اللہ نے مگر ساتھ حق کے اور حرام کاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ ملے گناہ سے اور اثام کے معنی ہیں عقوبت یعنی گناہ کا بدلہ پائے گا۔

٤٣٨٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ وَّسُلَيْمَانُ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ أَبِيْ مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ح قَالَ وَحَدَّثَنِيْ وَاصِلٌ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ أَوْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللّٰهِ أَكْبَرُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ قَالَ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ تَصْدِيْقًا لِّقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾.

۴۳۸۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک کون سا گناہ بہت بڑا ہے؟ فرمایا کہ تو اللہ کے واسطے شریک ٹھہرائے اور حالانکہ تجھ کو اس نے پیدا کیا ہے میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنی اولاد کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ کھائے، میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے حرام کاری کرے، کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتری اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ اور معبود کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو اللہ نے حرام کی مگر ساتھ حق کے۔

النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾.

فائدہ: یہ جو کہا اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ کھائے یعنی جہت ایثار نفس اپنے سے اوپر اس کے وقت نہ ہونے اس چیز کے کہ نہ کفایت کرے یا جہت بخل سے ساتھ پانے کے اور حلیلہ سے مراد زوجہ ہے اور وہ ماخوذ ہے حل سے اس واسطے کہ حلال ہوتی ہے وہ واسطے اس کے اور بعض کہتے ہیں حلول سے اس واسطے کہ حلول کرتی وہ ساتھ اس کے اور حلول کرتا ہے وہ ساتھ اس کے اور قتل اور زنا آیت میں مطلق ہیں اور حدیث میں مقید ہیں اسی طرح قتل کرنا پس مقید ہے ساتھ اولاد کے واسطے خوف کھانے کے ہے ساتھ اپنے اور اسی طرح زنا پس مقید ہے ساتھ عورت ہمسائے کے اور استدلال کرنا واسطے اس کے ساتھ آیت کے جائز ہے اس واسطے کہ اگرچہ وارد ہوئی ہے وہ مطلق زنا اور قتل میں لیکن قتل کرنا اس کا اور حرام کاری کرنا ساتھ اس کے بہت بڑا گناہ اور فاحش تر ہے اور البتہ روایت کی ہے احمد نے مقداد بن اسود سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم حرام کاری کے باب میں کیا کہتے ہو؟ اصحاب نے عرض کی کہ حرام ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حرام کاری کرنا مرد کی ساتھ دس عورتوں کے آسان تر ہے اس پر ہمسائے کی عورت کے ساتھ حرام کاری کرنے سے۔ (فتح)

٤٢٩٠ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِيْ بَزَّةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِّنْ تَوْبَةٍ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ ﴿وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ فَقَالَ سَعِيْدٌ قَرَأْتُهَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتَهَا عَلَيَّ فَقَالَ هٰذِهِ مَكِّيَّةٌ أُرَاهُ نَسَخَتْهَا اٰيَةٌ مَدَنِيَّةٌ الَّتِيْ فِيْ سُوْرَةِ النِّسَآءِ.

۴۳۹۰۔ حضرت قاسم بن ابی بزہ سے روایت ہے کہ اس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جو مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے کیا اس کے واسطے بھی توبہ ہے؟ یعنی تو ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی توبہ نہیں تو میں نے اس پر یہ آیت پڑھی وہ لوگ جو نہیں خون کرتے جان کا مگر ساتھ حق کے کہ اس کے اخیر میں ہے کہ جو توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہے تو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے قاسم سے کہا کہ میں نے یہ آیت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر پڑھی جیسے تو نے اس کو مجھ پر پڑھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت مکی ہے میں گمان کرتا ہوں کہ منسوخ کیا ہے اس کو آیت مدنی نے جو سورہ نساء میں ہے۔

فائدہ: یعنی ﴿ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جهنم﴾ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورہ نساء سورہ فرقان سے چھ مہینے پیچھے اتری۔

٤٢٩١ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

۴۳۰۱۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوفے

غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اِخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي قَتْلِ الْمُؤْمِنِ فَرَحَلْتُ فِيهِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَزَلَتْ فِي اٰخِرِ مَا نَزَلَ وَلَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ.

والوں نے مسلمان کے مارنے میں جھگڑا کیا یعنی کیا اس کے قاتل کی توبہ قبول ہے یا نہیں؟ تو میں نے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف کوچ کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اتری اس چیز میں کہ اخیر اتری اور کسی چیز نے اس کو منسوخ نہیں کیا۔

فائدہ: اور وہ آیت یہ ہے ﴿فجزاءہ جھنم﴾۔

۴۳۹۲ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ قَالَ لَا تَوْبَةَ لَهُ وَعَنْ قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ﴾ قَالَ كَانَتْ هٰذِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

۴۳۹۲۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس قول کے معنی پوچھے ﴿فجزاؤہ جھنم﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کی توبہ قبول نہیں اور اللہ کے اس قول کے اور نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ حکم جاہلیت میں تھا۔

فائدہ: یعنی یہ حکم مکے کے مشرکوں کے حق میں ہے اور سورہ نساء کی آیت اہل اسلام کے حق میں ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد کسی مسلمان کو جان بوجھ کر ناحق مارے پس اس کی توبہ قبول نہیں برخلاف مشرکوں کے کہ ان کی توبہ قبول ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ دوگنا ہوا اس کو عذاب دن قیامت کے اور پڑا رہے خوار ہو کر۔

۴۳۹۳ ۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ أَبْزٰى سَلِ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا﴾ وَقَوْلِهِ ﴿وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ﴾ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ أَهْلُ مَكَّةَ فَقَدْ عَدَلْنَا بِاللّٰهِ وَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ

۴۳۹۳۔ ابن ابزی سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے معنی پوچھے اور جو مار ڈالے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر تو اس کا بدلہ دوزخ ہے اور اس آیت کے اور جو نہیں خون کرتے جان کا جو حرام کی ہے اللہ نے مگر ساتھ حق کے یہاں تک کہ پہنچے ﴿الا من تاب﴾ کو یعنی مگر جو توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہے سو میں نے اس سے پوچھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب یہ آیت اتری تو مکے والوں نے کہا کہ ہم نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا اور ناحق خون کیے اور آئے ہم بے حیایوں کو سو اللہ نے یہ حکم اتارا مگر جو توبہ

وَأَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾.

کرے اور ایمان لائے اور عمل کرے نیک غفورا رحیما تک۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور عمل کرے نیک سو ان کو بدل دے گا اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور اللہ ہے بخشنے والے مہربان۔

٤٣٩٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ أَمَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبْزٰى أَنْ أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ لَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ وَّعَنْ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ﴾ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ أَهْلِ الشِّرْكِ.

۴۳۹۴۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو عبدالرحمٰن نے یہ کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو آیتوں کے معنی پوچھوں اور جو مار ڈالے مسلمان کو جان بوجھ کر تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کسی چیز نے اس کو منسوخ نہیں کیا اور اس آیت کے اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ مشرکوں کے حق میں اتری۔

فائدہ: اور حاصل ان روایتوں کا یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کبھی دونوں آیتوں کو ایک محل میں ٹھہراتے تھے اسی واسطے ایک کو منسوخ بتلاتے تھے اور کبھی دونوں کا محل مختلف بتلاتے تھے اور ممکن ہے تطبیق اس کی دونوں کلام میں ساتھ اس طور کے عموم اس آیت کا جو فرقان میں ہے خاص کی گئی ہے اس سے مباشرت مسلمان کے قتل کو جان بوجھ کر اور بہت سلف تخصیص کو نسخ بولتے ہیں اور یہ اولیٰ ہے محمول کرنے کلام اس کی سے تناقض پر اور اولیٰ ہے اس دعویٰ سے کہ وہ نسخ کے ساتھ قائل ہوا پھر اس سے رجوع کیا اور قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ مسلمان جب کسی مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے تو اس کی توبہ نہیں مشہور ہے اس سے اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ چیز آئی ہے جو اس سے بھی صریح تر ہے چنانچہ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ آیت سورہ نساء کے اخیر اتری کسی چیز نے اس کو منسوخ نہیں کیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نہیں اتری، ایک مرد نے کہا کہ اگر توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے کہا کہ اس کی توبہ قبول نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے موافق بہت حدیثیں آئی ہیں ایک ان میں یہ حدیث ہے جو احمد اور نسائی نے معاویہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر گناہ امید ہے کہ اللہ بخشے مگر جو کافر مرے یا کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اور جمہور اور تمام اہل سنت

نے کہا کہ جو کچھ اس باب میں وارد ہوا ہے وہ تغلیظ اور تشدید پر محمول ہے یعنی یہ گناہ بہت بڑا ہے اور اس کی سزا بڑی سخت ہے اور کہتے ہیں کہ قاتل کی توبہ قبول ہے مانند اس کے غیر کے اور کہتے ہیں کہ معنی قول اللہ کے ﴿فجزاؤه جهنم﴾ یہ ہیں اگر چاہے کہ اس کو سزا دے تو اس کی سزا یہی ہے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ سورہ نساء ہی میں ہے کہ اللہ نہیں بخشتا شرک کو اور بخشتا ہے سوائے اس کے جس کے واسطے چاہے اور حجت اس میں بنی اسرائیل کے اس مرد کی حدیث ہے جس نے ننانوے خون کیے تھے پھر سو پورا کیا پھر کسی اور کے پاس گیا تو اس نے کہا تیری توبہ کو کون مانع ہوسکتا ہے؟ اور جب یہ حکم اگلی امتوں کے واسطے ثابت ہوا تو اس امت کے واسطے بطریق اولیٰ ثابت ہوگا اس واسطے کہ ہلکے کیے ہیں اللہ نے اس امت سے وہ بوجھ جو اگلی امتوں پر تھے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا﴾ أَيْ هَلَكَةً.

باب ہے تفسیر اس آیت میں کہ اللہ نے فرمایا سو ہوگا بدلہ اس کا لازم۔

فائدہ: یعنی جزا ہر عامل کو اپنے عمل کی کہ کیا اور اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ ہلاک ہوگا۔

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ

سورہ شعراء کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَعْبَثُوْنَ﴾ تَبْنُوْنَ.

اور کہا مجاہد نے کہ تعبثون کے معنی ہیں بناتے ہو اللہ نے فرمایا ﴿اتبنون بكل ريع آية تعبثون﴾ یعنی کیا بناتے ہو ہر ٹیلے پر ایک نشان کھیلنے کا۔

﴿هَضِيْمٌ﴾ يَتَفَتَّتُ إِذَا مُسَّ.

یعنی هضيم کے معنی ہیں گر پڑتا ہے جب کہ چھوڑا جائے اللہ نے فرمایا ﴿ونخل طلعها هضيم﴾ اور کھجوریں کہ ان کا گابھا ہے نازک اور ملائم۔

﴿مُسَحَّرِيْنَ﴾ اَلْمَسْحُوْرِيْنَ.

مسحرين کے معنی ہیں مسحورين یعنی جادو کیے گئے اللہ نے فرمایا ﴿انما انت من المسحرين﴾.

اَللَّيْكَةُ وَالْأَيْكَةُ جَمْعُ أَيْكَةٍ وَّهِيَ جَمْعُ شَجَرٍ.

اور ليكة اور ايكة جمع ہے ايكة کی اور وہ جمع شجر کی ہے۔

فائدہ: کہا عینی نے یہ صحیح نہیں اور صواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ ایکہ واحد ہے اس کی جمع ایک ہے یا ایکہ کی جمع ایک ہے اور اس کے معنی ہیں درخت باہم لپٹے ہوئے، اللہ نے فرمایا ﴿كذب اصحاب الايكة المرسلين﴾۔

﴿يَوْمِ الظُّلَّةِ﴾ إِظْلَالُ الْعَذَابِ إِيَّاهُمْ.

یوم الظلة کے معنی ہیں یعنی دن سایہ کرنے عذاب کے کی ان کو اللہ نے فرمایا ﴿فاخذهم عذاب يوم الظلة﴾

یعنی پکڑا ان کو عذاب نے دن سائبان کے یعنی آگ سائبان کی شکل میں ظاہر ہوئی۔

﴿مَوْزُوْنٍ﴾ مَعْلُوْمٍ. موزون کے معنی ہیں معلوم۔

فائدہ: یہ لفظ سورۂ حجر میں ہے ناسخ کی غلطی سے اس جگہ واقع ہوا ہے۔

﴿كَالطَّوْدِ﴾ كَالْجَبَلِ. کالطود کے معنی ہیں مانند پہاڑ کی اللہ نے فرمایا ﴿فکان کل فرق کالطود العظیم﴾ تو ہو گیا ہر ٹکڑا جیسے بڑا پہاڑ۔

وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿لَشِرْذِمَةٌ﴾ اَلشِّرْذِمَةُ طَآئِفَةٌ قَلِيْلَةٌ. اور شرذمة کے معنی ہیں گروہ تھوڑا اللہ نے فرمایا ﴿ان هؤلاء لشرذمة﴾.

فائدہ: مجاہد سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل اس دن چھ لاکھ تھے اور نہیں معلوم ہے گنتی فرعون کے لشکر کی۔ (فتح)

﴿فِي السَّاجِدِيْنَ﴾ اَلْمُصَلِّيْنَ. اور ساجدین کے معنی ہیں نمازی اللہ نے فرمایا ﴿وتقلبك في الساجدين﴾.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ﴾ كَأَنَّكُمْ. اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں ﴿لعلکم﴾ کانکم.

فائدہ: یعنی یہ تشبیہ کے واسطے ہے اور گویا کہ یہ ان کے گمان میں ہے اس واسطے کہ وہ عمارتوں کو مضبوط کرتے تھے واسطے اس گمان کے کہ وہ ان کو اللہ کے حکم سے بچائیں گے تو گویا کہ انہوں نے پتھر سے گھر بنائے جیسے کوئی اعتقاد کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ رہے گا۔

اَلرِّيْعُ اَلْيَفَاعُ مِنَ الْاَرْضِ وَجَمْعُهٗ رِيَعَةٌ وَّاَرْيَاعٌ وَّاحِدُهٗ رِيْعَةٌ. ریع کے معنی ہیں اونچی زمین مانند ٹیلے وغیرہ کی اور یہ واحد ہے اس کی جمع ریعة اور ارياع ہے اور واحد اس کا ریعة ہے اللہ نے فرمایا ﴿بكل ريعة﴾.

﴿مَصَانِعَ﴾ كُلُّ بِنَآءٍ فَهُوَ مَصْنَعَةٌ. مصانع ہر بناء ہے یعنی محل اور قلعے اور بعض کہتے ہیں محل مضبوط اللہ نے فرمایا ﴿وتتخذون مصانع﴾.

فَرِهِيْنَ مَرِحِيْنَ ﴿فَارِهِيْنَ﴾ بِمَعْنَاهُ وَيُقَالُ فَارِهِيْنَ حَاذِقِيْنَ. فرهين کے معنی ہیں خوش ہوتے اور فارهين کے بھی یہی معنی ہیں اور کہا جاتا ہے فارهين کے معنی ہیں تجربہ کار اور قتادہ وغیرہ سے روایت ہے کہ فرهين کے معنی

ہیں خود پسند اور بعض کہتے ہیں حریص اللہ نے فرمایا ﴿وتنحتون من الجبال بیوتا فارھین﴾.

﴿تَعْثَوْا﴾ هُوَ أَشَدُّ الْفَسَادِ عَاثَ يَعِيثُ عَيْثًا.

یعنی تعثوا کے مصدر کے معنی ہیں سخت فساد اللہ نے فرمایا ﴿ولا تعثوا فی الارض مفسدین﴾ اور یہ جو کہا عاث یعیث تو مراد اس کی یہ ہے کہ دونوں الفاظ کے ایک معنی ہیں یہ مراد نہیں کہ تعثوا مشتق ہے عیث سے اور تعثوا مشتق ہے باب عثی یعثوا سے ساتھ معنی افسد کے اور عثی یعثی باب سمع یسمع سے ہے۔

﴿الْجِبِلَّةَ﴾ اَلْخَلْقُ جُبِلَ خُلِقَ وَمِنْهُ جُبُلًا وَّجِبِلًا وَّجُبْلًا يَعْنِي الْخَلْقَ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ.

یعنی جبلة کے معنی ہیں خلق اللہ نے فرمایا ﴿والجبلة الاولین﴾ یعنی اگلی خلقت کو اور جبل کے معنی پیدا کیا گیا اور اس سے ماخوذ ہیں یہ تینوں لفظ ساتھ معنی خلقت کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور نہ رسوا کر مجھ کو جس دن جی کر اٹھیں۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَرٰى أَبَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ الْغَبَرَةُ وَالْقَتَرَةُ الْغَبَرَةُ هِيَ الْقَتَرَةُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کو دیکھیں گے کہ اس پر خاک دھول پڑی ہے سیاہی اس کو لپٹے ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ میں نے تجھ کو اس سے منع کیا تھا تو نے میرا کہا نہ مانا وہ کہے گا میں آج تیری نافرمانی نہ کروں گا اور معلوم ہوا ساتھ اس کے کہ تفسیر غبرة کی ساتھ قترة کے بخاری کی کلام سے ہے۔

٤٣٩٦ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَخِي عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

۴۳۹۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے ملیں گے پس کہیں گے اے میرے رب!

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلْقَى إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لَا تُخْزِيَنِي يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ إِنِّي حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ.

بے شک تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تو مجھ کو رسوا نہ کرے گا جس دن جی اٹھیں گے تو اللہ کہے گا کہ میں نے بہشت کو کافروں پر حرام کیا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کون سی رسوائی زیادہ ہے میرے باپ ابعد سے تو وصف کیا ابراہیم علیہ السلام نے نفس اپنے کو ساتھ ابعد کے بطور فرض کے کہ ان کی شفاعت اپنے باپ کے حق میں قبول نہ ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ ابعد صفت باپ کی ہے یعنی وہ بہت دور ہے اللہ کی رحمت سے اس واسطے کہ فاسق بعید ہے اس سے پس کافر ابعد ہو گا اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ہالک ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پکارا جائے گا کہ بہشت میں کوئی مشرک داخل نہ ہو گا اور ایک روایت میں ہے کہ پھر کہا جائے گا اے ابراہیم! دیکھ جو تیرے پاؤں کے نیچے ہے پس نظر کریں گے تو اچانک دیکھیں گے کہ ایک کفتار ہے اپنی گندگی میں آلودہ ہوا سو اس کو پاؤں سے پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ ان کے باپ کی صورت کو بدل کر کفتار کی صورت بنا ڈالے گا اور بعض نے کہا کہ حکمت بیچ مسخ کرنے اس کے کی کفتار کی صورت پر یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے نفس کو اس سے نفرت ہو اور تا کہ نہ باقی رہے آگ میں اپنی صورت پر کہ ابراہیم علیہ السلام کو رنج ہو اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی صورت کو بدل کر کفتار بنانے میں حکمت یہ ہے کہ کفتار سب حیوانوں سے احمق ہے اور آذر سب آدمیوں سے احمق تھا اس واسطے کہ بعد اس کے کہ اس نے اپنے بیٹے سے معجزے روشن دیکھے اپنے کفر پر جما رہا یہاں تک کہ مر گیا اور اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام نے مبالغہ کیا واسطے اس کے خضوع اور نرمی میں سو اس نے انکار کیا اور تکبر کیا پس معاملہ کیا گیا ساتھ صفت ذلت کی دن قیامت کے اور اس واسطے کفتار کے واسطے کجی ہے پس یہ اشارہ ہے اس طرف کہ آذر سیدھا نہ ہوا تا کہ ایمان لاتا بلکہ بدستور اپنی کجی پر رہا۔ اور اسماعیلی نے اس حدیث کی صحت اور اصل میں طعن کیا ہے سو کہا اس نے کہ اس کی صحت میں نظر ہے اس واسطے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تھا کہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا پس انہوں نے اپنے باپ کی ذلت کو اپنی رسوائی کس طرح ٹھہرائی اور اس کے غیر نے کہا کہ یہ حدیث مخالف ہے واسطے ظاہر اس آیت کے ﴿فلما تبین له انه عدو لله تبرأ منه﴾ انتہی۔ اور جواب یہ ہے کہ اختلاف کیا ہے اہل تفسیر نے اس وقت میں جس میں ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے بیزار ہوئے سو بعض نے کہا کہ یہ دنیا کی زندگی میں تھا جب کہ آذر شرک کی حالت میں مرا یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب مر گیا تو انہوں نے اس کے واسطے بخشش نہ مانگی اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بیزار ہوں گے اس سے دن قیامت کے جب کہ ناامید ہوں گے اس سے وقت صورت بدلنے اس کی کے یعنی جب اس کو کفتار کی صورت میں دیکھیں گے تو اس سے بیزار ہو جائیں گے

اور ممکن ہے تطبیق درمیان دونوں قول کے ساتھ اس طور کے کہ بیزار ہوئے اُن سے ابراہیم علیہ السلام جب کہ وہ شرک کی حالت میں مرا سوانہوں نے اس کے واسطے بخشش مانگنا چھوڑ دی لیکن جب انہوں نے اس کو قیامت کے دن دیکھا تو ان کو اس کے حال پر رحم آیا اور اس کے حق میں دعا مانگی پھر جب اس کو صورت بدلی دیکھا تو اس سے ناامید ہوئے اور بیزار ہوئے اس سے بیزار ہونا ہمیشہ کا اور بعض نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کو یہ یقین نہ تھا کہ آذر کفر پر مرا واسطے جائز ہونے اس بات کے کہ اپنے دل میں ایمان لایا ہو لیکن ابراہیم علیہ السلام کو اس کے ایمان پر اطلاع نہ ہوئی ہو اور ہو بیزار ہونا ان کا اس سے اس وقت بعد اس حال کے کہ واقع ہوا ہے اس حدیث میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ﴾ أَلِنْ جَانِبَكَ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ عذاب الٰہی سے ڈرا اے محمد! اپنے قریب برادری والوں کو اور اخفض جناحک کے معنی ہیں کہ اپنی جانب کو نرم کر یعنی شفقت اور مہربانی سے پیش آ اپنا ہو یا بیگانہ اور نرمی سے دعوت دے۔

٤٣٩٧ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَّخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُوْلًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَآءَ أَبُوْ لَهَبٍ وَّقُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ أَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا قَالَ فَإِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ أَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَّكَ سَآئِرَ الْيَوْمِ أَلِهٰذَا

۴۳۹۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ اتری کہ ڈر سنادے اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر چڑھے سو پکارنے لگے اے فہر کی اولاد! اے عدی کی اولاد! قریش کے قبیلوں کو یہاں تک کہ جمع ہوئے اور جو مرد آپ نہ نکل سکا اس نے اپنا ایلچی بھیجا تا کہ دیکھے کیا ہے وہ، سوابولہب اور قریش آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا بھلا بتلاؤ تو، کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ دشمن کا لشکر وادی میں ہے تم کو لوٹنا چاہتا ہے تو کیا تم مجھ کو سچا جانو گے؟ انہوں نے کہا ہاں! ہم نے تجھ پر سچ کے سوا کچھ تجربہ نہیں کیا یعنی ہم نے تجھ کو بارہا آزمایا ہے کہ تو کبھی جھوٹ نہیں کہتا فرمایا کہ میں ڈرانے والا ہوں تم کو عذاب سخت سے کہ تمہارے آگے ہے تو ابولہب نے کہا کہ ہلاکت ہو تجھ کو باقی دن کیا اسی بات کے واسطے تو نے ہم کو جمع کیا تھا؟ سو یہ آیت اتری کہ ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہو وہ آپ کام نہ آیا اس کو مال اس کا اور نہ جو کمایا۔

جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ مَا أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ﴾.

فائدہ: اس حدیث میں ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! محمد ﷺ کی بیٹی مانگ مجھ سے میرے مال سے جو چاہے میں تجھ سے اللہ کا عذاب کچھ نہیں ہٹا سکتا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے کہ نہیں داخل ہوتی ہے نیابت نیک عملوں میں یعنی کوئی کسی کی طرف سے نائب ہو کر نیک عمل نہیں کر سکتا اس واسطے کہ اگر یہ جائز ہوتا تو اٹھاتے حضرت ﷺ اس کی طرف سے وہ چیز جو اس کو خلاص کرتی اور جب خود آپ کا عمل اپنی بیٹی کی طرف سے نیابت واقع نہیں ہو سکتا تو پھر غیر کا عمل بطریق اولیٰ واقع نہیں ہوگا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تھا یہ حکم پہلے اس سے کہ اللہ آپ کو معلوم کروا دے کہ وہ سفارش کریں گے جس کی چاہیں گے اور آپ کی شفاعت قبول ہوگی یہاں تک کہ داخل کریں گے بہشت میں ایک قوم کو بغیر حساب کے اور بلند کریں گے درجے ایک قوم کے اور نکالیں گے آگ سے جو اس میں اپنے گناہوں کے سبب سے داخل ہوا یا وہ مقام تخویف اور تحذیر کا مقام تھا یا مراد آپ کی مبالغہ تھا رغبت دلانے میں عمل پر اور ہوگا آپ کے قول میں لا اغنی شیئا اضمار یعنی مگر یہ کہ اللہ میرے واسطے شفاعت کی اجازت دے اور یہ جو کہا بھلا بتلاؤ تو مراد آپ کی ساتھ اس کے تقریر ان کی ہے ساتھ اس کے کہ وہ آپ کے سچ کو جانتے ہیں جب کہ کسی امر غائب سے خبر دیں۔ (فتح)

٤٣٩٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَوْ كَلِمَةً نَّحْوَهَا اِشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِيْ مَا

۴۳۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ اے محمد اپنی قریب برادری والوں کو ڈرسنا تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ اے گروہ قریش کے یا اس کی مانند کوئی کلمہ فرمایا اپنی جانوں کو خرید لو میں تم سے اللہ کا عذاب کچھ نہیں ہٹا سکتا اے عبد مناف کی اولاد میں تم سے اللہ کا عذاب کچھ نہیں ہٹا سکتا، اے عباس عبدالمطلب کے بیٹے میں تجھ سے اللہ کا کچھ عذاب نہیں ہٹا سکتا، اور اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی میں تجھ سے اللہ کا کچھ عذاب نہیں ہٹا سکتا، اور اے فاطمہ محمد ﷺ کی بیٹی مانگ جو چاہے میرے مال سے میں تجھ سے اللہ کا عذاب کچھ نہیں ہٹا سکتا۔

شِئْتِ مِنْ مَّالِیْ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا
تَابَعَهٗ أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ
ابْنِ شِهَابٍ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ اپنی جانوں کو خرید لو یعنی باعتبار خلاص کرنے ان کے کی آگ سے گویا کہ فرمایا کہ اسلام لاؤ تا کہ عذاب سے بچو پس ہوگا یہ مانند خرید لینے کی گویا کہ ٹھہرایا انہوں نے بندگی کو قیمت نجات کی اور اسی طرح قول اللہ تعالیٰ کا کہ بیشک اللہ نے خرید لی ہیں مسلمانوں کی جانیں سو اس جگہ مسلمان بائع ہے باعتبار حاصل کرنے ثواب کے اور قیمت بہشت ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ سب جانیں اللہ کی ملک ہیں اور یہ کہ جو اس کی فرمانبرداری کرے اس کی بندگی میں اس کے حکموں کے بجالانے میں اس کی منع کی گئی چیزوں سے باز رہنے میں تو پوری دی اس نے جو اس پر ہے قیمت سے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور اس حدیث میں ہے کہ اقرب مرد کا وہ ہے جو جمع کرے اس کو وہ اور جد اعلیٰ اور ہر وہ شخص کہ جمع ہو ساتھ اس کے جد میں جو اس سے قریب درجے میں ہے تو ہوگا وہ قریب تر اس کی طرف اور اقربین کی بحث وصایا میں ہے اور راز پہلے اقربین کے ڈرانے میں یہ ہے کہ جب حجت ان پر قائم ہوگی تو ان کے سوا اور لوگوں کی طرف بڑھے گی نہیں تو ہوں گی وہ علت واسطے بعید تر لوگوں کے باز رہنے میں اور یہ کہ نہ پکڑے اس کو جو پکڑتا ہے قریب کو نرمی سے واسطے قریب کے پس حجت کرے ان سے دعوت اور تخویف میں اسی واسطے نص کی واسطے اس کے ان کے ڈرانے پر اور یہ کہ جائز ہے بلانا کافر کو ساتھ کنیت کے اور اس میں علماء کو اختلاف ہے اور اس اطلاق میں نظر ہے اس واسطے کہ جس نے منع کیا ہے تو اس نے صرف اس جگہ منع کیا ہے جس جگہ کہ سیاق تعظیم کا مشعر ہو بخلاف اس کے جب کہ ہو یہ واسطے مشہور ہونے اس کے کی سوائے غیر اس کے کی جیسا کہ اس جگہ ہے اور احتمال ہے کہ ترک کیا ہو ذکر اس کا ساتھ نام اس کے کی واسطے قبیح ہونے نام اس کے کی اس واسطے کہ اس کا نام عبدالعزیٰ تھا اور ممکن ہے جواب اور وہ یہ ہے کہ کنیت مجرد تعظیم پر دلالت نہیں کرتی بلکہ کبھی نام اشرف ہوتا ہے کنیت سے اسی واسطے اللہ نے پیغمبروں کو ان کے ناموں سے ذکر کیا ہے سوائے ان کی کنیتوں کے۔ (فتح)

سُوْرَةُ النَّمْلِ — سورہ نمل کی تفسیر کا بیان

وَالْخَبْأُ مَا خَبَأْتَ.

خبأ وہ چیز ہے جو چھپائے تو اللہ نے فرمایا ﴿الا یسجدوا للّٰہ الذی یخرج الخبأ﴾.

فائدہ: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جانتا ہے ہر چھپی چیز کو جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے کہا فراء نے کہ نکالتا ہے مینہ کو آسمان سے اور انگوری کو زمین سے۔ (فتح)

﴿لَا قِبَلَ﴾ لَا طَاقَةَ.

لا قبل کے معنی ہیں نہیں طاقت اللہ نے فرمایا

﴿فلناتینهم بجنود لا قبل لهم بها﴾.

اَلصَّرْحُ كُلُّ مِلَاطٍ اتُّخِذَ مِنَ الْقَوَارِيْرِ وَالصَّرْحُ الْقَصْرُ وَجَمَاعَتُهُ صُرُوْحٌ.

صرح ہر گارا ہے کہ پکڑا جائے شیشوں سے اور بعض کہتے ہیں کہ پتھر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر بلند عمارت ہے اور صرح محل کو کہتے ہیں یہ واحد ہے اس کی جمع صروح ہے۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے وہب بن منبہ سے کہ حکم کیا سلیمان علیہ السلام نے جنوں کو تو انہوں نے اس کے واسطے بلور سے محل بنایا جیسے وہ سفید پانی ہے پھر اس کے نیچے پانی چھوڑا اور اپنا تخت اس پر رکھا اور اس پر بیٹھے اور جانور اور جن اور انسان ان کے آگے حاضر ہوئے تا کہ دکھلا دیں بلقیس کو بادشاہی جو اس کی بادشاہی سے بڑی ہے جب بلقیس نے اس کو دیکھا تو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور اپنی پنڈلیاں کھولیں تا کہ اس میں بیٹھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس میں دریا کے جانور چھوڑے مچھلیاں اور مینڈک جب بلقیس نے اس کو دیکھا تو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھولیں تو اچانک دیکھا کہ اس کی پنڈلیاں سب لوگوں سے خوبصورت ہیں تو حکم دیا اس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تو اس نے اپنی پنڈلیاں ڈھانکیں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَلَهَا عَرْشٌ﴾ سَرِيْرٌ كَرِيْمٌ حُسْنُ الصَّنْعَةِ وَغَلَاءُ الثَّمَنِ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہ واسطے اس کے تخت تھا بیش قیمت خوب کاری گری والا اور بھاری قیمت والا۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ سونے سے تھا اور اس کے پائے جواہر اور موتیوں سے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ یاقوت اور زبرجد سے جڑا تھا اس کی درازی اسی ہاتھ تھی چالیس ہاتھ میں۔ (فتح)

﴿مُسْلِمِيْنَ﴾ طَآئِعِيْنَ.

مسلمین کے معنی ہیں فرمانبردار ہو کر، اللہ نے فرمایا ﴿وَأْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ﴾.

﴿رَدِفَ﴾ اِقْتَرَبَ.

ردف کے معنی ہیں قریب ہوا، اللہ نے فرمایا ﴿عسیٰ ان یکون ردف لکم﴾.

﴿جَامِدَةً﴾ قَآئِمَةً.

جامدة کے معنی ہیں قائم، اللہ نے فرمایا ﴿وتری الجبال تحسبها جامدة وهي تمر مر السحاب﴾.

﴿أَوْزِعْنِيْ﴾ اِجْعَلْنِيْ.

اوزعنی کے معنی ہیں کر مجھ کو، اللہ نے فرمایا ﴿اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت﴾.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿نَكِّرُوْا﴾ غَيِّرُوْا.

کہا مجاہد نے نکروا کے معنی ہیں بدل ڈالو روپ اس کا،

اللہ نے فرمایا ﴿نکروا لها عرشها﴾ کہا مجاہد نے کہ جو سرخ تھا اس کی جگہ سبز لگایا گیا اور جو سبز تھا اس کی جگہ زرد لگایا گیا اسی طرح ہر چیز اس کی اپنے حال سے بدلائی گئی۔

﴿وَأُوْتِيْنَا الْعِلْمَ﴾ يَقُوْلُهُ سُلَيْمَانُ.

یعنی ﴿و اوتینا العلم﴾ سلیمان علیہ السلام کا قول ہے۔

فائدہ: اور واحدی سے منقول ہے کہ وہ بلقیس کا قول ہے کہ اس نے ان کی پیغمبری کا اقرار کیا اور پہلا قول معتمد ہے۔ (فتح)

اَلصَّرْحُ بِرْكَةُ مَآءٍ ضَرَبَ عَلَيْهَا سُلَيْمَانُ ﴿قَوَارِيْرَ﴾ أَلْبَسَهَا إِيَّاهُ.

اور صرح کے معنی ہیں حوض پانی کا کہ سلیمان علیہ السلام نے اس پر شیشے جڑوائے تھے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ بلقیس نے اپنی پنڈلیاں کھولیں تو ان پر بہت بال تھے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی دوائی نورہ تجویز کی۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْقَصَصِ

سورۂ قصص کی تفسیر کا بیان

﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ إِلَّا مُلْكَهُ وَيُقَالُ إِلَّا مَآ أُرِيْدَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ.

اللہ نے فرمایا ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ یعنی ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر ملک اس کا یہ وجہہ کے پہلے معنی ہیں اور دوسرے معنی یہ ہیں اور کہا جاتا ہے مگر جس میں اللہ کی رضا مندی مقصود ہو یعنی جو عمل کہ محض اللہ کے واسطے کیا جائے وہ ہمیشہ اور باقی رہے گا۔

فائدہ: اور یہ دونوں قول مبنی ہیں خلاف پر کہ اطلاق شے کا اللہ پر جائز ہے یا نہیں سو جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ استثناء متصل ہے اور مراد ساتھ وجہہ کے ذات ہے اور عرب تعبیر کرتے ہیں ساتھ اشرف چیز کے تمام سے اور جو کہتا ہے کہ اطلاق شے کا اللہ پر جائز نہیں وہ کہتا ہے کہ استثناء منقطع ہے یعنی لیکن وہ اللہ تعالیٰ ہلاک نہیں ہوگا یا متصل ہے اور مراد ساتھ وجہہ کے وہ چیز ہے جو اس کے واسطے کی جائے۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَآءُ﴾ اَلْحُجَجُ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ انباء کے معنی اللہ کے اس قول میں حجتیں ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ تو راہ نہیں دکھلاتا جس کو چاہے لیکن اللہ راہ دکھلاتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

فائدہ: نہیں اختلاف ہے ناقلوں کا اس میں کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں اتری اور اس میں اختلاف ہے کہ احببت سے کیا مراد ہے؟ سو بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ تو جس کی ہدایت چاہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جس کو تو اپنی قرابت کے سبب سے راہ دکھلانا چاہے۔

٤٣٩٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبِ الْوَفَاةُ جَآءَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَّعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ فَقَالَ أَيْ عَمِّ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ أَتَرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيْدَانِهِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتّٰى قَالَ أَبُوْ طَالِبٍ اٰخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبٰى أَنْ يَّقُوْلَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾.

۴۳۹۹۔ حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب کو موت حاضر ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے سو اس کے پاس ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ کو پایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا لا الہ الا اللہ کہہ لے اس کلمہ کو کہ اللہ کے نزدیک اس کلمہ کے کہنے کے سبب سے تیرے واسطے میں جھگڑوں گا یعنی تیرے اسلام کی گواہی دے کر تجھ کو بخشواؤں گا تو ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتا ہے؟ سو ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کلمہ کہنے کو فرماتے رہے اور وہ دونوں اس کو بار بار یہی بات کہتے رہے کہ کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتا ہے؟ یہاں تک کہ ابو طالب نے ان سے آخری کلام میں یہی کہا کہ میں عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں اور کلمہ کہنے سے انکار کیا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اللہ کی کہ میں تیرے واسطے بخشش مانگے جاؤں گا جب تک مجھ کو تیری بخشش مانگنے سے روک نہ ہوگی پھر اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں لائق ہے پیغمبر کو اور ایمانداروں کو کہ مشرکوں کے واسطے دعا کریں مغفرت کی اگرچہ ان کے قرابتی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے حق میں حکم اتارا سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ بیشک تو نہیں راہ دکھلاتا جس کو چاہے لیکن اللہ راہ دکھلاتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب ابو طالب کو موت حاضر ہوئی تو کہا کرمانی نے کہ مراد یہ ہے کہ موت کی علامتیں حاضر ہوئیں نہیں تو اگر معائنہ تک نوبت پہنچے ہوتی تو اس کو ایمان کچھ فائدہ نہ دیتا اگر ایمان لاتا اور دلالت کرتا ہے اس پر جو واقع

ہو اور میان ان کے تکرار سے اور احتمال ہے کہ معائنہ تک نوبت پہنچی ہو لیکن حضرت ﷺ کو امید ہو کہ اگر وہ توحید کا اقرار کرے اگر چہ اسی حالت میں ہو تو اس کو یہ فائدہ دے گا خاص کر اور جائز ہو گی شفاعت اس کی واسطے قرابت اس کی کے حضرت ﷺ سے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ باوجود اس کے کہ وہ کفر پر مرا اور توحید کا اقرار نہ کیا پھر بھی حضرت ﷺ نے اس کی بخشش مانگنا نہ چھوڑی بلکہ اس کے واسطے شفاعت کی یہاں تک کہ تخفیف ہوا اس سے عذاب بہ نسبت غیر کی معلوم ہوا کہ یہ حکم خاص اسی کے ساتھ تھا اور کسی کے واسطے نہیں اور یہ جو کہا کہ اس نے کلمہ کہنے سے انکار کیا تو یہ تائید ہے راوی سے بیچ نفی واقع ہونے اس کی کے ابو طالب سے اور شاید سند اس کی یہ ہے کہ اس حال میں اس سے کلمہ سنا نہیں گیا اور اس قدر پر اطلاع ممکن ہے اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اطلاع دی ہو اور یہ جو کہا کہ میں تیرے واسطے بخشش مانگے جاؤں گا الخ تو کہا زین بن منیر نے کہ نہیں ہے مراد مغفرت عام اور بخشنا شرک کو بلکہ مراد تخفیف عذاب کی ہے اس سے میں کہتا ہوں اور یہ بڑی غفلت ہے اس واسطے کہ نہیں وارد ہوئی ہے شفاعت واسطے ابو طالب کے بیچ تخفیف عذاب کے اور نہ اس کی طلب سے روک ہوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوئی تھی طلب مغفرت عام سے کہ سب گناہوں کو شامل ہو یہاں تک کہ شرک کو بھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہوئی یہ طلب مغفرت کی حضرت ﷺ کو واسطے اقتدا کرنے کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے پھر اس کا حکم منسوخ ہوا اور اس حدیث میں اشکال ہے اس واسطے کہ وفات ابو طالب کی بالاتفاق مکے میں تھی ہجرت سے پہلے اور ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے جب عمرہ کیا تو اپنی ماں کے واسطے بخشش مانگنے کی اللہ سے اجازت مانگی تو یہ آیت اتری اور احتمال ہے کہ آیت پیچھے اتری ہو اگر چہ اس کا سبب مقدم ہو اور احتمال ہے کہ اس کے دو سبب ہوں ایک مقدم اور وہ ابو طالب کا امر ہے اور ایک متاخر اور وہ حضرت ﷺ کی ماں کا امر ہے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس نے کبھی کوئی نیکی نہ کی ہو اگر مرتے وقت کلمہ شہادت پڑھے یعنی لا الہ الا اللہ کے ساتھ گواہی دے تو حکم کیا جائے ساتھ اس کے اسلام کے اور جاری کیے جائیں اس پر احکام مسلمانوں کے اور اگر اس کی زبان کی گواہی اس کے دل کے عقد کے ساتھ مقرون ہو تو اس کو یہ اللہ کے نزدیک نفع دیتا ہے بشرطیکہ دنیا کی زندگی سے امید منقطع ہونے کی حد کو نہ پہنچا ہو اور فہم خطاب اور جواب دینے سے عاجز نہ ہوا ہو اور وہ وقت معائنہ کا ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ اس آیت کے ﴿ولیست التوبة للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الآن﴾ ، واللہ اعلم۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أُولِی الْقُوَّةِ﴾ لَا یَرْفَعُهَا الْعُصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اولی القوۃ کے معنی ہیں نہیں اٹھاتی تھی اس کو ایک جماعت مردوں کی ، اللہ نے فرمایا ﴿ان مفاتحه لتنوء بالعصبة اولی القوة﴾ .

﴿لَتَنُوْءُ﴾ لَتُثْقِلُ.

لتنوء کے معنی ہیں بھاری ہوتی تھیں۔

﴿فَارِغًا﴾ إِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوْسٰى.

فارغا کے معنی ہیں خالی ہر چیز سے مگر ذکر موسیٰ کے سے، اللہ نے فرمایا ﴿واصبح فؤاد ام موسٰى فارغا﴾.

﴿اَلْفَرِحِيْنَ﴾ اَلْمَرِحِيْنَ.

فرحین کے معنی ہیں مرحین یعنی خوشی کرنے والے، اللہ نے فرمایا ﴿ان الله لا يحب الفرحين﴾.

﴿قُصِّيْهِ﴾ اِتَّبِعِيْ أَثَرَهُ وَقَدْ يَكُوْنُ أَنْ يَّقُصَّ الْكَلَامَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ﴾.

قصيه کے معنی ہیں کہ اس کے پیچھے جا اور کبھی قص کے معنی بیان کرنے کے ہوتے ہیں، اللہ نے فرمایا ہم بیان کرتے ہیں تجھ پر، اللہ نے فرمایا ﴿وقالت لاخته قصيه﴾.

﴿عَنْ جُنُبٍ﴾ عَنْ بُعْدٍ عَنْ جَنَابَةٍ وَّاحِدٌ وَّعَنِ اجْتِنَابٍ أَيْضًا.

جنب کے معنی ہیں دور سے اور جنابۃ اور اجتناب کے بھی یہی معنی ہیں اللہ نے فرمایا ﴿فبصرت به عن جنب﴾.

نَبْطِشُ وَنَبْطُشُ.

یعنی دونوں لفظوں کے ایک معنی ہیں۔

﴿يَأْتَمِرُوْنَ﴾ يَتَشَاوَرُوْنَ.

یأتمرون کے معنی ہیں مشورہ کرتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿ان الملأ يأتمرون بك ليقتلوك﴾.

اَلْعُدْوَانُ وَالْعَدَاءُ وَالتَّعَدِّيْ وَاحِدٌ.

ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں زیادتی، اللہ نے فرمایا ﴿فلا عدوان﴾.

﴿آنَسَ﴾ أَبْصَرَ.

انس کے معنی ہیں دیکھی، اللہ نے فرمایا ﴿آنس من جانب الطور نارا﴾.

اَلْجَذْوَةُ قِطْعَةٌ غَلِيْظَةٌ مِّنَ الْخَشَبِ لَيْسَ فِيْهَا لَهَبٌ وَّالشِّهَابُ فِيْهِ لَهَبٌ.

جذوة کے معنی ہیں ٹکڑا موٹا لکڑی کا جلا ہوا جس میں لپٹ نہ ہو یعنی انگارا اور شہاب وہ انگارا ہے جس میں لپٹ ہو۔

وَالْحَيَّاتُ أَجْنَاسٌ اَلْجَانُّ وَالْأَفَاعِيْ وَالْأَسَاوِدُ.

اور سانپ کئی قسم ہیں ایک جان ایک افاعی اور ایک اساود، اللہ نے فرمایا ﴿كانها حية تسعى﴾ اس کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔

﴿رِدْءًا﴾ مُعِيْنًا.

ردءا کے معنی ہیں مددگار، اللہ نے فرمایا ﴿فارسله معي ردءا يصدقني﴾.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يُصَدِّقُنِي﴾.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یصدقنی کے معنی ہیں تا کہ میری تصدیق کرے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿سَنَشُدُّ﴾ سَنُعِينُكَ كُلَّمَا عَزَّزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضُدًا.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا بیچ تفسیر آیت ﴿سنشد عضدك باخيك﴾ کے کہ ہم تیری مدد کریں گے جب تو کسی کو زور دے تو تو نے اس کے واسطے عضد ٹھہرایا۔

﴿مَقْبُوحِينَ﴾ مُهْلَكِينَ.

مقبوحین کے معنی ہیں ہلاک کیے گئے، اللہ نے فرمایا ﴿ويوم القيامة هم من المقبوحين﴾.

﴿وَصَّلْنَا﴾ بَيَّنَّاهُ وَأَتْمَمْنَاهُ.

وصلنا کے معنی ہیں بیان کیا ہم نے اور پورا کیا ہم نے، اللہ نے فرمایا ﴿ولقد وصلنا لهم القول﴾.

﴿يُجْبَى﴾ يُجْلَبُ.

یجبی کے معنی ہیں کھینچے جاتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿يجبى اليه ثمرات كل شيء﴾.

﴿بَطِرَتْ﴾ أَشِرَتْ.

بطرت کے معنی ہیں سرکشی کی، اللہ نے فرمایا ﴿وكم اهلكنا من قرية بطرت معيشتها﴾ یعنی بہت ہلاک کیں ہم نے بستیاں جو حد سے بڑھ گئی تھیں گزران میں۔

﴿فِي أُمِّهَا رَسُولًا﴾ أُمُّ الْقُرٰى مَكَّةُ وَمَا حَوْلَهَا.

ام القریٰ سے مراد مکہ ہے اور جو اس کے گرد ہے، اللہ نے فرمایا ﴿حتى يبعث فى امها رسولا﴾.

﴿تُكِنُّ﴾ تُخْفِي أَكْنَنْتُ الشَّيْءَ أَخْفَيْتُهُ وَكَنَنْتُهُ أَخْفَيْتُهُ وَأَظْهَرْتُهُ.

تکن کے معنی ہیں جو چھپاتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿وربك يعلم ما تكن صدورهم﴾ کہا جاتا ہے اکننت الشی میں نے اس کو چھپایا اور کننته کے معنی بھی یہی ہیں کہ میں نے اس کو چھپایا اور اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ میں نے اس کو ظاہر کیا اور یہ لفظ اضداد سے ہے۔

﴿وَيْكَأَنَّ اللّٰهَ﴾ مِثْلُ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ ﴿يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ﴾ يُوَسِّعُ عَلَيْهِ وَيُضَيِّقُ عَلَيْهِ.

یعنی اللہ کے قول ﴿ويكأن الله﴾ کے معنی ہیں کیا تو نے نہیں جانا کہ اللہ فراخ کرتا ہے روزی جس پر چاہے اور تنگ کرتا ہے جس پر چاہے یعنی یبسط کے معنی ہیں

فراخ کرتا ہے اور یقدر کے معنی ہیں تنگ کرتا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ﴾ اَلْآيَةَ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ تحقیق جس اللہ نے اتارا تجھ پر قرآن وہ پھیرنے والا ہے تجھ کو پہلی جگہ کو۔

٤٤٠٠ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْعُصْفُرِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿لَرَادُّكَ إِلَى مَعَادٍ﴾ قَالَ إِلَى مَكَّةَ.

۴۴۰۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ وہ تجھ کو پھیرنے والا ہے پہلی جگہ کو کہا کہ پہلی جگہ سے مراد مکہ ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ بہشت کی طرف اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تجھ کو قیامت کے دن زندہ کرے گا۔

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ

سورۂ عنکبوت کی تفسیر کا بیان

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِيْنَ﴾ ضَلَلَةً.

کہا مجاہد نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿وکانوا مستبصرین﴾ کے معنی ہیں کہ تھے ہوشیار گمراہی میں کہا قتادہ نے کہ خوش تھے ساتھ گمراہی اپنی کے۔

﴿فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ﴾ عَلِمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ إِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ فَلِيَمِيْزَ اللّٰهُ كَقَوْلِهِ ﴿لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ﴾.

﴿فلیعلمن اللّٰہ﴾ کے معنی ہیں کہ اللہ نے جانا اس کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ قول بجائے اس قول کے ہے کہ چاہیے کہ اللہ جدا کرے مانند قول اللہ کے تا کہ اللہ جدا کرے ناپاک کو، اللہ نے فرمایا ﴿فلیعلمن اللّٰہ الذین آمنوا﴾۔

﴿أَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ﴾ أَوْزَارًا مَّعَ أَوْزَارِهِمْ.

یعنی اثقالھم کے معنی اللہ کے اس قول میں ہیں اپنے گناہ۔

فائدہ: قتادہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو کسی قوم کو گمراہی کی طرف لائے تو اس کو بھی اس کے برابر گناہ ہوتا ہے۔

سُوْرَةُ الرُّوْمِ

سورۂ روم کی تفسیر کا بیان

﴿فَلَا يَرْبُوْ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ مَنْ أَعْطَى عَطِيَّةً يَبْتَغِي أَفْضَلَ مِنْهُ فَلَا أَجْرَ لَهُ فِيْهَا.

فلا یربوا سے مراد یہ ہے کہ جو دے اس حال میں کہ چاہتا ہو افضل اس سے یعنی کسی کو قرض دے اس غرض

سے کہ اس کے بدلے میں اس سے عمدہ چیز لے تو اس کو اس میں ثواب نہیں، اللہ نے فرمایا ﴿وما آتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس﴾۔

فائدہ: ضحاک سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ یہ ہے سود حلال کرنا کچھ چیز کسی کو تحفہ بھیجتا ہے تا کہ اس کو اس سے افضل بدلہ ملے تو اس میں نہ اس کو ثواب ہے نہ گناہ اور بعض نے اس کے یہ معنی کیے ہیں کہ جو تم دو سود پر کہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں وہ نہیں بڑھتا اللہ کے ہاں۔

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يُحْبَرُوْنَ﴾ يُنَعَّمُوْنَ.

کہا مجاہد نے کہ یحبرون کے معنی ہیں نعمت دیے جائیں گے ، اللہ نے فرمایا ﴿فاما الذین آمنوا وعملوا الصالحات فهم فی روضة یحبرون﴾ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بہشت میں تعظیم کیے جائیں گے۔

﴿يَمْهَدُوْنَ﴾ يُسَوُّوْنَ الْمَضَاجِعَ.

یعنی یمهدون کے معنی ہیں کہ اپنے واسطے بچھونے بچھاتے ہیں اور برابر کرتے ہیں اور ان پر چلتے ہیں قبر میں یا بہشت میں ، اللہ نے فرمایا ﴿ومن عمل صالحا فلانفسهم یمهدون﴾۔

﴿اَلْوَدْقُ﴾ الْمَطَرُ.

اور ودق کے معنی ہیں مینہ، اللہ نے فرمایا ﴿وتری الودق یخرج من خلاله﴾۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَلْ لَّكُمْ مِّمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ فِي الْأٰلِهَةِ ۔ وَفِيْهِ ﴿تَخَافُوْنَهُمْ﴾ أَنْ يَّرِثُوْكُمْ كَمَا يَرِثُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں کہ کیا ہے کوئی واسطے تمہارے لونڈی غلاموں سے شریک کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ آیت بتوں وغیرہ کے حق میں ہے جن کو اللہ کے علاوہ پوجتے تھے اور ان کے حق میں تم ڈرتے ہو کہ تمہارے وارث بنیں جیسے بعض تمہارا بعض کا وارث ہوتا ہے۔

فائدہ: اور ضمیر اس کے قول فیہ میں واسطے اللہ کے ہے یعنی یہ مثل واسطے اللہ کے اور بتوں کے پس اللہ مالک ہے اور بت مملوک ہیں اور یہ معلوم ہے کہ مملوک مالک کے برابر نہیں ہوتا اور قتادہ سے روایت ہے کہ یہ مثل ہے بیان کیا ہے

اس کو اللہ نے واسطے اس شخص کے جو اللہ کی مخلوق میں سے کسی چیز کو اس کے برابر ٹھہرائے، فرماتا ہے کہ کیا تم میں سے کسی کا غلام اس کے بچھونے اور بیوی میں شریک ہے؟ اسی طرح نہیں راضی ہوتا اللہ یہ کہ اس کی مخلوق سے کسی کو اس کے برابر ٹھہرایا جائے۔ (فتح)

﴿يَصَّدَّعُوْنَ﴾ يَتَفَرَّقُوْنَ ﴿فَاصْدَعْ﴾.

یصدعون کے معنی ہیں جدا جدا ہوں گے، اللہ نے فرمایا ﴿یومئذ یصدعون﴾ اور رہا قول اس کا فاصدع سو یہ اشارہ ہے اللہ کے قول کی طرف ﴿فاصدع بما تؤمر﴾ یعنی فرق کر درمیان حق اور باطل کے ساتھ بلانے کے اللہ کی طرف۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ضُعْفٌ وَّضَعْفٌ لُّغَتَانِ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا ضُعْفٌ اور ضَعْفٌ دو لغتیں ہیں اور دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی ناطاقتی، اللہ نے فرمایا ﴿اللّٰہ الذی خلقکم من ضعف﴾.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَلسُّوْاٰى﴾ اَلْاِسَاءَةُ جَزَاءُ الْمُسِيْئِيْنَ.

اور کہا مجاہد نے کہ سوای کے معنی ہیں برائی یعنی برا کرنے والوں کا بدلہ برائی ہے، اللہ نے فرمایا ﴿ثم کان عاقبۃ الذین اساؤا لسوای ان کذبوا﴾ یعنی جنہوں نے کفر کیا ان کا بدلہ عذاب ہے۔

٤٤٠١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ وَّالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُّحَدِّثُ فِيْ كِنْدَةَ فَقَالَ يَجِيْءُ دُخَانٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ بِأَسْمَاعِ الْمُنَافِقِيْنَ وَأَبْصَارِهِمْ يَأْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ فَفَزِعْنَا فَأَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَّكَانَ مُتَّكِئًا فَغَضِبَ فَجَلَسَ فَقَالَ مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَّقُوْلَ لِمَا لَا يَعْلَمُ لَا أَعْلَمُ فَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ

۴۴۰۱۔ مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ایک مرد حدیث بیان کرتا تھا کندہ میں کہ نام ہے ایک جگہ کا کوفے میں سو اس نے کہا کہ قیامت کے دن دھواں آئے گا سو منافقوں کے کان اور آنکھ کو پکڑے گا ایماندار کو جیسے زکام سو ہم گھبرائے سو میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ تکیہ کیے تھے سو وہ سن کر غضبناک ہوئے اور سیدھے ہو بیٹھے اور کہا کہ جو جانے سو چاہیے کہ کہے اور جو نہ جانے تو چاہیے کہ کہے، اللہ اعلم یعنی اللہ خوب جانتا ہے اس واسطے کہ علم سے ہے یہ کہ کہے جس چیز کو نہ جانتا ہو میں نہیں جانتا اس واسطے کہ اللہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تو کہہ میں تم سے اس پر کوئی

لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ وَإِنَّ قُرَيْشًا أَبْطَأُوْا عَنِ الْإِسْلَامِ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَتّٰى هَلَكُوْا فِيْهَا وَأَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْعِظَامَ وَيَرَى الرَّجُلُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَجَآءَهٗ أَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ جِئْتَ تَأْمُرُنَا بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ فَقَرَأَ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿عَآئِدُوْنَ﴾ أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمْ عَذَابُ الْاٰخِرَةِ إِذَا جَآءَ ثُمَّ عَادُوْا إِلٰى كُفْرِهِمْ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى﴾ يَوْمَ بَدْرٍ وَ ﴿لِزَامًا﴾ يَوْمَ بَدْرٍ ﴿الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ﴾ إِلٰى ﴿سَيَغْلِبُوْنَ﴾ وَالرُّوْمُ قَدْ مَضٰى.

مزدوری نہیں مانگتا اور نہیں میں تکلف کرنے والوں سے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دخان کا قصہ بیان کیا اور اس کا بیان یوں ہے کہ کفار قریش نے اسلام لانے میں دیر کی (اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت تکلیف دی) تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بد دعا کی، سو فرمایا کہ الٰہی! میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط ڈال کر یوسف علیہ السلام کا سا قحط سات برس کا یعنی جیسا حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا سو ان کو قحط نے پکڑا یہاں تک کہ اس میں ہلاک ہوئے اور مردار اور ہڈیوں کو کھایا اور مرد آسمان اور زمین کے درمیان دھواں سا دیکھتا تھا سو ابو سفیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے محمد! تو آیا ہے برادری سے سلوک کرنے کا حکم کرتا ہے اور البتہ تیری قوم ہلاک ہوئی سو اللہ سے دعا مانگ کہ قحط دور ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی سو تو انتظار کر جس دن لائے آسمان دھواں صریح اللہ کے قول عائدون تک کیا پس کھولا جائے گا ان سے عذاب آخرت کا جب آیا پھر اپنے کفر کی طرف پھر گئے سو یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ یعنی مراد بڑی پکڑ کے دن سے جنگ بدر کا ہے اور مراد لزاما سے جنگ بدر کا دن ہے ﴿الم غلبت الروم﴾ الآیۃ اور روم کے معنی گزر چکے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح استسقاء میں گزر چکی ہے اور بیان دخان کا سورۂ دخان میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ علم سے ہے یہ کہ کہے جس کو نہ جانتا ہو میں نہیں جانتا یعنی جدا کرنا معلوم کا مجہول سے ایک قسم ہے علم سے اور یہ موافق ہے واسطے اس چیز کے کہ مشہور ہے کہ لا ادری آدھا علم ہے اور اس واسطے کہ قول غیر معلوم چیز میں قسم ہے تکلف سے۔ (فتح) مفسرین نے لکھا ہے کہ مراد دخان سے آیت میں وہ دھواں ہے جو قیامت کی نشانیوں میں سے ہے پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس سے انکار کرنا موجب تعجب ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾ لِدِيْنِ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں نہیں بدلنا ہے واسطے خلق

اللّٰهِ خُلُقُ الْأَوَّلِيْنَ دِيْنُ الْأَوَّلِيْنَ وَالْفِطْرَةُ الْإِسْلَامُ.

اللہ کے یعنی واسطے دین اللہ کے خلق الاولین سے مراد دین ہے اور فطرت سے مراد اسلام ہے، اللہ نے فرمایا ﴿انا هذا خلق الاولين﴾.

٤٤٠٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ إِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ أَوْ يُنَصِّرَانِهٖ أَوْ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَآءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَآءَ ثُمَّ يَقُوْلُ ﴿فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ﴾.

۴۴۰۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی لڑکا نہیں مگر کہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی کرتے ہیں یا نصرانی کرتے ہیں یا مجوسی کرتے ہیں جیسے جنتا ہے چوپایہ چوپائے کو درست اور صحیح الاعضاء کیا تم اس میں کن کٹا دیکھتے ہو یعنی اصل پیدائش میں کوئی کن کٹا نہیں ہوتا اس کے بعد اس کے مالک اس کا ناک کان کاٹ ڈالتے ہیں اسی طرح لڑکا بھی اول اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے بعد اس کا دین بدل جاتا ہے پھر یہ آیت پڑھی پیروی کر اللہ کے دین کی جس پر لوگوں کو پیدا کیا نہیں ہے بدلنا واسطے دین اللہ کے یہ ہے دین درست۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے۔

سُوْرَةُ لُقْمَانَ

سورۂ لقمان کی تفسیر کا بیان

بَابٌ ﴿لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔

٤٤٠٣ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا أَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ إِيْمَانَهٗ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهٗ لَيْسَ بِذَاكَ

۴۴۰۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کو نہ ملایا ان کو قیامت میں امن وایمان ہے تو یہ بات اصحاب پر بہت بھاری گزری اور انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں میں کون ایسا ہے جس نے اپنے ایمان میں ظلم کو نہیں ملایا؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب نہیں کیا تو نہیں سنتا جو لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹا! اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا بیشک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

أَلَا تَسْمَعُ إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهِ ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾.

فائدہ: اس کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر کے بیان میں کہ تحقیق اللہ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا یعنی وقت قائم ہونے اس کے کا۔

٤٤٠٤ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ يَمْشِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْإِيمَانُ قَالَ الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَلِقَائِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْآخِرِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ الْإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰكِنْ سَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الْمَرْأَةُ رَبَّتَهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا كَانَ الْحُفَاةُ الْعُرَاةُ رُؤُوسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ

۴۴۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں ظاہر بیٹھے تھے کہ اچانک ایک مرد چلتا آپ کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو دل سے مانے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کے پیغمبروں کو اور اس کے ملنے کو اور قیامت کو پھر اس نے کہا کہ یا حضرت! اسلام کی کیا حقیقت ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی بندگی کرے اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائے اور نماز کو قائم رکھے اور زکوٰۃ فرض دے اور رمضان کا روزہ رکھے پھر اس نے کہا کہ یا حضرت! احسان کی کیا حقیقت ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی اس طرح عبادت کرے جیسے کہ تو اس کو دیکھ رہا ہو سو اگر اس طرح کا دیکھنا تجھ سے نہ ہو سکے تو یوں جان کہ وہی تجھ کو دیکھتا ہے پھر اس نے کہا یا حضرت! قیامت کب ہو گی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جواب دینے والا پوچھنے والے سے اس کو زیادہ تر نہیں جانتا یعنی قیامت کے نہ جاننے میں، میں اور تم دونوں برابر ہیں لیکن میں تجھ کو اس کی کچھ نشانیاں بتلاتا ہوں اس کی نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے یعنی قیامت کے قریب کنیز زادوں کی کثرت ہو گی یہ ہے ایک

﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾ ثُمَّ انْصَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ رُدُّوْا عَلَيَّ فَأَخَذُوْا لِيَرُدُّوْا فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ جَآءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِيْنَهُمْ.

نشانی اس کی نشانیوں سے اور جب ننگے پاؤں، ننگے بدن والے لوگوں کے سردار ہوں تو یہ ہے دوسری نشانی اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں ہے ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا بیشک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ کو اور جانتا ہے جو عورتوں کے پیٹ میں ہے لڑکی ہے یا لڑکا پھر وہ مرد پھرا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس پھیر لاؤ سو اس کو تلاش کرنے لگے تا کہ اس کو پھیر لائیں تو انہوں نے کچھ چیز نہ دیکھی یعنی معلوم نہیں کہاں چلا گیا، حضرت ﷺ نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام تھے آئے تھے لوگوں کو دین سکھلانے کو۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، کہا شیخ ابو محمد نے کہ تعبیر کی ساتھ چابیوں کے واسطے قریب کرنے امر کے سامع پر یعنی تا کہ سامع کو خوب سمجھ میں آ جائے اس واسطے کہ جو چیز کہ تیرے اور اس کے درمیان پردہ ہے وہ تجھ سے غائب ہے اور پہنچنا طرف پہچان اس کی کے عادت میں دروازے سے ہوتا ہے پس جب دروازہ بند ہو تو چابی کی حاجت ہوتی ہے اور جب چابی کی جگہ معلوم نہیں جس کے ساتھ غیب پر اطلاع ہوتی ہے تو جو چیز چھپی ہے اس پر کیسے اطلاع ہو سکتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پانچ چیزیں ہیں کہ اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا اور زیادہ کیا جاتا ہے اس جگہ کہ یہ ممکن ہے کہ مستفاد ہو دوسری آیت سے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله﴾ پس مراد ساتھ غیب منفی کے بیچ اس کے وہی غیب ہے جو سورہ لقمان کی اس آیت میں مذکور ہے اور لیکن قول اللہ تعالیٰ کا ﴿عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احد الا من ارتضى من رسول﴾ پس ممکن ہے یہ کہ تفسیر کیا جائے ساتھ اس چیز کے کہ طیالسی کی حدیث میں ہے کہ تمہارے پیغمبر ﷺ کو غیب کی چابیاں دی گئیں مگر پانچ چیزیں پھر یہ آیت پڑھی اور چنانچہ جو ثابت ہو چکا ہے ساتھ نص قرآن کے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں تم کو خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو گھر میں جمع رکھتے ہو اور یہ کہ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں تم کو کھانے سے پہلے خواب کا مطلب بتلا دوں گا اور سوائے اس کے جو ظاہر ہوا ہے معجزوں اور کرامتوں سے سو کل یہ ممکن ہے کہ مستفاد ہو استثناء سے جو بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ہے ﴿الا من ارتضى من رسول﴾ اس واسطے کہ یہ تقاضا کرتا ہے اطلاع کو اوپر بعض غیب چیزوں کے اور ولی تابع ہے واسطے رسول کے ساتھ اس کے اکرام کیا جاتا ہے اور فرق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ پیغمبر مطلع ہوتا ہے اس پر ساتھ سب قسموں وحی کے اور

ولی نہیں واقف ہوتا اس پر مگر ساتھ خواب کے یا الہام کے، واللہ اعلم۔ اور دعویٰ کیا ہے طبری نے کہ حضرت ﷺ کی ہجرت سے پیچھے پانچ سو برس دنیا باقی رہے گی اور یہ قول اس کا مخالف ہے واسطے صریح قرآن اور حدیث کے اور کافی ہے بیچ رد کے اوپر اس کے یہ کہ واقع ہوا ہے امر برخلاف اس کے اس واسطے کہ پانچ سو برس سے تین سو برس اور زیادہ گزر چکا ہے اور قیامت قائم نہیں ہوئی اور معلوم ہوا کہ یہ قول اس کا غلط ہے اور طبری نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس امت کو مدت نصف یوم کی مہلت دے گا یعنی پانچ سو برس روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے لیکن نہیں ہے وہ صریح اس میں کہ اس کو اس سے زیادہ مہلت نہیں ملے گی اور باقی بحث اس کی کتاب الفتن میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٤٤٠٥ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾.

۴۴۰۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا چابیاں غیب کی پانچ ہیں پھر پڑھا تحقیق اللہ کے نزدیک ہے قیامت کا علم۔

سُوْرَةُ تَنْزِيْلِ السَّجْدَةِ

سورۂ تنزیل السجدہ کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَهِيْنٍ﴾ ضَعِيفٍ نُّطْفَةُ الرَّجُلِ.

اور کہا مجاہد نے کہ مهين کے معنی ہیں ضعیف، اللہ نے فرمایا ﴿من سلالة من ماء مهين﴾ کہا کہ مراد ماء مهين سے مرد کی منی ہے۔

﴿ضَلَلْنَا﴾ هَلَكْنَا.

ضللنا کے معنی ہیں ہلاک ہوئے ہم، اللہ نے فرمایا ﴿وقالوا أإذا ضللنا فی الارض﴾ یعنی کہتے ہیں کہ کیا جب ہلاک ہوئے ہم زمین میں تو پھر از سر نو پیدا ہوں گے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْجُرُزُ الَّتِي لَا تُمْطَرُ إِلَّا مَطَرًا لَا يُغْنِي عَنْهَا شَيْئًا.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جرز اس زمین کو کہتے ہیں جس پر مینہ نہ برسے مگر وہ مینہ کہ اس کے کچھ کام نہ آئے، اللہ نے فرمایا ﴿اولم یرو انا نسوق الماء الی الارض الجرز﴾.

﴿يَهْدِ﴾ يُبَيِّنْ.

یهد کے معنی ہیں کیا ظاہر نہیں ہوا، اللہ نے فرمایا ﴿اولم یهد لهم کم اهلکنا من قبلهم من القرون﴾.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا رکھا گیا ہے واسطے ان کے ٹھنڈک آنکھ کی سے۔

٤٤٠٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَعْدَدْتُّ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَّأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ اقْرَؤُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ قَالَ وَحَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اللّٰهُ مِثْلَهٗ قِيْلَ لِسُفْيَانَ رِوَايَةً قَالَ فَأَيُّ شَيْءٍ قَالَ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ قَرَأَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قُرَّاتِ أَعْيُنٍ.

۴۴۰۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں نے تیار کیا ہے اپنے نیک بندوں کے لیے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں خیال گزرا کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ اگر تم چاہو تو اس کا مطلب قرآن سے پڑھ لو کہ نہیں جانتا کوئی جی جو چھپا رکھا ہے واسطے ان کے اللہ نے ٹھنڈک آنکھ کی سے اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو زناد نے اعرج سے اس نے روایت کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ اللہ نے فرمایا مثل اس کی کہا گیا واسطے سفیان کے کہ تو روایت کرتا ہے یا اپنے پاس سے کہتا ہے؟ اس نے کہا کہ اگر روایت نہیں تو پھر اور کیا چیز ہے؟ کہا ابو معاویہ نے اعمش سے اس نے روایت کی ابو صالح سے پڑھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے قرأت یعنی قرة کی جگہ قرأت پڑھا ہے۔

٤٤٠٧ - حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَعْدَدْتُّ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَّأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا مِّنْ بَلْهِ مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ

۴۴۰۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں نے تیار کر رکھا ہے اپنے نیک بندوں کے لیے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں خیال گزرا کیا ہے میں نے واسطے ان کے ذخیرہ چھوڑو وہ چیز کہ اطلاع دی گئی تم کو اوپر اس کے کہ وہ کم ہے بہ نسبت اس چیز کے کہ تمہارے واسطے ذخیرہ کی گئی پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ

ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾.

آیت پڑھی سونہیں جانتا کوئی جی جو پوشیدہ کیا گیا ہے واسطے ان کے ٹھنڈک آنکھ کی سے بدلہ اس چیز کا جو عمل کرتے تھے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں جانتا اس کو کوئی فرشتہ مقرب اور نہ کوئی پیغمبر مرسل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا بشر اس واسطے کہ فرشتوں کے دل میں اس کا خیال گزرتا ہے اور اولیٰ ہے محمول کرنا نفی کا اپنے عموم پر اس واسطے کہ وہ اعظم ہے نفس میں اور یہ جو کہا من بله تو صحیح توجیہ واسطے خصوص سیاق حدیث باب کے ہے جس جگہ کہ واقع ہوا ہے ولا خطر علی قلب بشر ذخرا من بله کہ من بله ساتھ معنی غیر کے ہے یعنی سوائے اس چیز کے کہ اطلاع ہوئی ہے تم کو اوپر اس کے یعنی قرآن وغیرہ میں۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْأَحْزَابِ

سورۂ احزاب کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صَيَاصِيْهِمْ﴾ قُصُوْرِهِمْ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ صیاصیھم کے معنی ہیں محل ان کے، اللہ نے فرمایا ﴿وانزل الذين ظاهروهم من اهل الكتاب من صياصيهم﴾.

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کہ نبی ﷺ مومنوں کی جانوں سے بھی ان کے زیادہ قریب ہیں۔

٤٤٠٨ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اقْرَؤُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهٗ مَنْ كَانُوْا فَإِنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَلْيَأْتِنِيْ فَأَنَا مَوْلَاهُ.

۴۴۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایماندار نہیں مگر کہ میں اور لوگوں کی بہ نسبت اس سے قریب تر ہوں دنیا اور آخرت میں اگر تم چاہو تو اس کا مطلب قرآن سے پڑھ لو کہ پیغمبر قریب تر ہے مسلمانوں سے ان کی ذاتوں سے سو جو مسلمان کہ مال چھوڑے تو چاہیے کہ اس کے عصبے اس کے وارث ہوں جو ہوں اور اگر قرض یا عیال چھوڑ جائے تو چاہیے کہ میرے پاس آئے اور میں اس کا مولیٰ اور کارساز ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرائض میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ پکارو اپنے لے

أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾.

پالکوں کو ان کے باپ کے نام سے۔

٤٤٠٩ ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾.

۴۴۰۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام آزاد کردہ نہ بلاتے تھے ہم اس کو مگر زید بن محمد یعنی ہم اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہا کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن اترا کہ پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کے نام سے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے نزدیک۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پھر ان میں کوئی ہے کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے راہ دیکھتا اور بدلا نہیں ایک ذرہ۔

﴿نَحْبَهٗ﴾ عَهْدَهٗ.

نحبه کے معنی ہیں عہد اپنا۔

﴿أَقْطَارِهَا﴾ جَوَانِبُهَا.

اقطار کے معنی ہیں اس کے طرفین یعنی اس کے کنارے اللہ نے فرمایا ﴿ولو دخلت عليهم من اقطارها﴾.

اَلْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا لَأَعْطَوْهَا.

اتوا کے معنی ہیں اعطوا ، اللہ نے فرمایا ﴿ثم سئلو االفتنة لاتوها﴾ یعنی پھر طلب کیا جائے ان سے فتنہ تو دیں اس کو۔

٤٤١٠ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نُرٰى هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْ أَنَسِ بْنِ النَّضْرِ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾.

۴۴۱۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ آیت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری ہے کہ مسلمانوں میں سے بعض وہ مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا جس پر قول کیا تھا اللہ سے۔

٤٤١١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

۴۴۱۱۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ لَمَّا نَسَخْنَا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ فَقَدْتُّ آيَةً مِّنْ سُوْرَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ كَثِيْرًا أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهَا لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ إِلَّا مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِيْ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾.

نے قرآن کو صحیفوں میں نقل کیا تو میں نے سورۂ احزاب کی ایک آیت نہ پائی کہ میں حضرت ﷺ کو سنتا تھا کہ اس کو پڑھتے تھے زیادہ میں نے اس کو کسی کے پاس نہ پایا مگر پاس خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے جس کی گواہی حضرت ﷺ نے دو مردوں کی گواہی کے برابر ٹھہرائی تھی کہ مسلمانوں میں سے کوئی وہ ہے جس نے سچ کر دکھایا جس پر اللہ سے عہد کیا تھا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں حضرت ﷺ کو سنتا تھا کہ اس کو پڑھتے تھے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ زید رضی اللہ عنہ قرآن کے جمع کرنے میں اپنے علم پر اعتماد نہ کرتے تھے اور نہ اپنی یاد پر بس کرتے تھے یعنی بلکہ اور لوگوں سے بھی دریافت کرتے تھے لیکن اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ اس نے صرف خزیمہ رضی اللہ عنہ کی یاد پر کفایت کی اور قرآن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثابت ہوتا ہے ساتھ تواتر کے اور جو ظاہر ہوتا ہے جواب میں یہ ہے کہ جس چیز کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے یہ ہے کہ اس نے اس کو کسی کے پاس لکھا ہوا نہ پایا یہ مراد نہیں کہ اس کے سوا کسی کو یاد نہ تھی بلکہ اس کو بھی یاد تھی اور اس کے سوا اور لوگوں کو بھی یاد تھی اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اس کا کہ میں نے اس کو جمع کرنا شروع کیا چمڑے کے ٹکڑوں سے اور کندھے کی ہڈیوں سے اور یہ جو کہا کہ جس کی گواہی حضرت ﷺ نے دو مردوں کی گواہی کے برابر ٹھہرائی تھی تو یہ اشارہ ہے خزیمہ رضی اللہ عنہ کے قصے کی طرف اور اس کا بیان یوں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک گنوار سے گھوڑا خریدا پھر اس کو اپنے ساتھ لیا تا کہ اس کو گھوڑے کی قیمت ادا کریں سو حضرت ﷺ نے چلنے میں جلدی کی اور گنوار نے دیر کی سو لوگ گنوار سے راہ میں ملے کہ اس سے گھوڑے کی قیمت چکا دیں یہاں تک کہ انہوں نے اس کی قیمت پہلی قیمت سے زیادہ کی تو گنوار حضرت ﷺ سے کہنے لگا کہ گواہ لاؤ جو گواہی دے کہ میں نے اس کو تیرے ہاتھ بیچا ہے سو جو مسلمان آتا تھا کہتا تھا کہ حضرت ﷺ سچ کہتے ہیں یہاں تک کہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آیا اس نے دونوں کا تکرار سنا سو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے گھوڑا حضرت ﷺ کے ہاتھ بیچا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا تو کس سبب سے گواہی دیتا ہے اور حالانکہ تو حاضر نہ تھا اس نے کہا آپ کی تصدیق کے سبب سے کہ بیشک آپ سچ کے سوا کچھ نہیں کہتے، تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے

واسطے یا جس پر خزیمہ رضی اللہ عنہ گواہی دے پس یہی شہادت اس کے لیے کافی ہے، روایت کی یہ حدیث ابو داؤد وغیرہ نے کہا خطابی نے کہ محمول کیا ہے اس حدیث کو بہت بدعتیوں نے اس پر کہ جس کا سچ معروف ہو اس کے واسطے ہر چیز پر گواہی دینا جائز ہے جس کا وہ دعویٰ کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وجہ اس حدیث کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا گنوار پر اپنے علم سے اور جاری ہوئی گواہی خزیمہ رضی اللہ عنہ کی بجائے تاکید کے واسطے قول آپ کے کی اور مدد لینے کے اپنے خصم پر پس ہوگئی وہ گواہی تقدیر میں مانند گواہی دو مردوں کے اس کے سوا اور قضیوں میں اور اس میں فضیلت سمجھنے کی ہے امور میں اور یہ کہ وہ بلند کرتی ہے درجہ اپنے صاحب کا اس واسطے کہ جس سبب کو خزیمہ رضی اللہ عنہ نے ظاہر کیا تھا اس کو اور اصحاب بھی پہچانتے تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جب خاص ہوا ساتھ اس فضیلت کے واسطے سمجھنے اس کے کی اس چیز کو کہ غافل ہوا اس سے غیر اس کا باوجود ظاہر ہونے اس کے کی تو اس کا بدلہ اس کو یہ ملا کہ اس کی گواہی دو مردوں کے برابر ٹھہرائی گئی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ کہہ دے اپنی عورتوں کو کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اور اس کی زینت تو آؤ کچھ فائدہ دوں تم کو اور رخصت کروں اچھی طرح۔

وَقَالَ مَعْمَرٌ اَلتَّبَرُّجُ أَنْ تُخْرِجَ مَحَاسِنَهَا.

اور معمر نے کہا تبرج کے معنی ہیں کہ اپنی خوبیوں کو ظاہر کرے۔

﴿سُنَّةَ اللّٰهِ﴾ اِسْتَنَّهَا جَعَلَهَا.

سنة اللّٰه کا مطلب ہے اس نے اس کو سنت بنایا۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولىٰ﴾ کہا مجاہد نے کہ تھی عورت نکلتی اور مردوں کے درمیان چلتی تو یہ آیت اتری اور قتادہ سے روایت ہے کہ تھی واسطے ان کے چال اور تکسر اور تغنج جب گھروں سے نکلتیں سو ان کو اس سے منع ہوا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پہلے جاہلیت کا زمانہ ہزار برس تھا نوح علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام کے درمیان اور اس کی سند قوی ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان۔ (فتح) اور یہ جو کہا سنة اللّٰه تو یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿سنة اللّٰه الذين خلوا﴾ اور استنها کے معنی ہیں اس کو سنت ٹھہرائے یعنی استنها سنت سے مشتق ہے۔

٤٤١٢ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

۴۴۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب اللہ نے حضرت ﷺ کو حکم دیا کہ اپنی عورتوں کو اختیار دیں کہ یا دنیا اختیار کریں یا دین تو حضرت ﷺ میرے پاس آئے سو فرمایا

زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَهَا حِيْنَ أَمَرَهُ اللّٰهُ أَنْ يُّخَيِّرَ أَزْوَاجَهُ فَبَدَأَ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَّا تَسْتَعْجِلِيْ حَتّٰى تَسْتَأْمِرِيْ أَبَوَيْكِ وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهِ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ ﴿يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ﴾ إِلٰى تَمَامِ الْاٰيَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ فَفِيْ أَيِّ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّيْ أُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ.

کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سو تجھ کو اس کے جواب میں جلدی مناسب نہیں یہاں تک کہ تو اپنے ماں باپ سے صلاح لے اور البتہ آپ کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ مجھ کو آپ سے جدا ہونے کا حکم نہ کریں گے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ نے فرمایا اے پیغمبر! کہہ دے اپنی عورتوں سے دونوں آیت کے تمام ہونے تک سو میں نے آپ سے کہا کہ میں کس بات میں اپنے ماں باپ سے صلاح لوں؟ بیشک میں چاہتی ہوں اللہ کو اور اس کے رسول کو اور پچھلے گھر کو۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں اس تخییر کا سبب یہ واقع ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانا، کپڑا معمول سے زیادہ مانگا اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ ان سے علیحدہ ہو کر گوشہ گیری کی پھر آپ پر یہ آیت اتری اے پیغمبر! اپنی عورتوں سے کہہ دے یہاں تک کہ عظیماً کو پہنچے اور نکاح میں آئے گا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو عورتوں کے قصے میں جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنج کرنے پر اتفاق کیا اور اس کے اخیر میں ہے کہ جب کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو راز بتلایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں ان پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گا اس سبب سے کہ آپ ان پر سخت غضبناک ہوئے جس انتیس دن گزرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ایک مہینہ ہمارے پاس نہیں آئیں گے اور آج انتیس دن ہوئے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے اور وہ مہینہ انتیس دن کا تھا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر تخییر کی آیت اتری سو پہلے پہل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شروع کیا سو فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں، الحدیث۔ پس یہ دونوں حدیثیں متفق ہیں اس پر کہ اتری آیت تخییر کی بعد فارغ ہونے کے اس مہینے سے جس میں آپ نے ان سے گوشہ گیری کی اور مختلف ہیں دونوں حدیثیں بیش سبب گوشہ گیری کے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ دونوں قصے گوشہ گیری کا سبب ہیں اس واسطے کہ قصہ دو عورتوں کا جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج دینے پر اتفاق کیا تھا خاص ہے ساتھ ان دونوں کے اور قصہ خرچ مانگنے کا عام ہے سب عورتوں میں اور مناسبت آیت تخییر کی ساتھ قصے سوال خرچ کے لائق تر ہے اس سے ساتھ قصے دو عورتوں کے جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا پر اتفاق کیا تھا اور کہا ماوردی نے کہ

اختلاف ہے کہ اختیار دنیا یا آخرت میں تھا یا طلاق اور آپ کے پاس رہنے میں اس میں علماء کے دو قول ہیں زیادہ تر مشابہ ساتھ قول شافعی رحمہ اللہ کے دوسرا قول ہے پھر کہا کہ یہی ہے قول صحیح اور اسی طرح کہا ہے قرطبی نے اور جو ظاہر ہوتا ہے تطبیق ہے درمیان دونوں قول کے اس واسطے کہ ایک امر دوسرے کو مستلزم ہے اور گویا کہ اختیار دیا گیا ان کو درمیان دنیا کے سو طلاق دی جائیں اور درمیان آخرت کے سو ان کو اپنے پاس رہنے دیں اور یہ مقتضی سیاق آیت کا ہے پھر ظاہر ہوا واسطے میرے کہ محل دونوں قول کا یہ ہے کہ کیا طلاق کو ان کے سپرد کیا یا نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيْمًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر تم چاہتی ہو اللہ کو اور اس کے رسول کو اور پچھلے گھر کو تو بیشک اللہ نے تیار کر رکھا ہے واسطے نیکو کار عورتوں کے تم سے اجر بڑا۔

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ اَلْقُرْاٰنِ وَالْحِكْمَةُ السُّنَّةُ.

اور کہا قتادہ نے کہ مراد اس آیت میں آیات سے قرآن اور حکمت سے مراد سنت ہے۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا أُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَخْيِيْرِ أَزْوَاجِهٖ بَدَأَ بِيْ فَقَالَ إِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَّا تَعْجَلِيْ حَتّٰى تَسْتَأْمِرِيْ أَبَوَيْكِ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهٖ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ قَالَ ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا﴾ إِلٰى ﴿أَجْرًا عَظِيْمًا﴾ قَالَتْ فَقُلْتُ فَفِيْ أَيِّ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّيْ أُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ قَالَتْ ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حکم ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی عورتوں کے اختیار دینے کا تو بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شروع کیا سو فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سو تجھ کو اس کے جواب میں جلدی مناسب نہیں ہے یہاں تک کہ اپنے ماں باپ سے صلاح لے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ مجھ کو آپ سے جدا ہونے کی صلاح نہیں دیں گے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ اے پیغمبر! کہہ دے اپنی عورتوں سے کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اور اس کی رونق اجرا عظیما تک، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا میں کس بات میں اپنے ماں باپ سے صلاح لوں، بیشک میں چاہتی ہوں اللہ کو اور اس کے رسول کو اور پچھلے گھر کو، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے جیسا میں نے کہا یعنی انہوں نے بھی میری طرح اللہ اور رسول کو

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ تَابَعَهُ مُوْسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُوْ سُفْيَانَ الْمَعْمَرِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

اختیار کیا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ کہنا حضرت ﷺ کا ان کو طلاق نہ ہوا جب کہ آپ نے ان سے کہا اور انہوں نے آپ کو اختیار کیا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! اپنی کسی بیوی کو خبر نہ کیجئے کہ میں نے آپ کو اختیار کیا، حضرت ﷺ نے فرمایا جو عورت مجھ سے پوچھے گی میں اس کو بتلا دوں گا اللہ نے مجھ کو پہنچانے والا بھیجا ہے نہ بخیل اور اس حدیث میں بیان ہے حضرت ﷺ کی مہربانی کا اپنی عورتوں پر اور بیان ہے آپ کے حلم اور صبر کا ان سے اس چیز پر جو صادر ہوتی تھی ان سے ادلال وغیرہ سے جو ان کی غیرت کا باعث ہو اور اس میں بیان ہے فضیلت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واسطے شروع کرنے کے ساتھ اس کے اور اس سے معلوم ہوا کہ کم عمر ہونا جگہ گمان کی ہے واسطے ناقص ہونے رائے کے کہا علماء نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے یہ کہ اپنے ماں باپ سے صلاح لے واسطے اس ڈر کے کہ کم عمر ہونا اس کو دوسری شق پر باعث ہو اس احتمال سے کہ نہ ہو پاس اس کے ملکہ سے وہ چیز جو اس عارض کو دور کرے سو جب اپنے ماں باپ سے صلاح لے گی تو ظاہر کریں گے وہ واسطے اس کے جو اس میں ہے مفاسد سے اور جو اس کے مقابل میں ہے مصلحت سے اسی واسطے جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو سمجھا تو کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میرے ماں باپ مجھ کو آپ سے جدا ہونے کی صلاح نہیں دیں گے اور اس حدیث میں بڑی فضیلت ہے واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور بیان ہے کمال عقل اس کے کی کا اور صحت رائے اس کی کا باوجود کم عمر ہونے ان کے اور یہ کہ غیرت باعث ہوتی ہے عورت کامل عقل والی کو اوپر اختیار کرنے اس چیز کے کہ نہیں لائق ہے ساتھ حال اس کے واسطے سوال کرنے اس کے کی حضرت ﷺ سے کہ اپنی کسی بیوی کو خبر نہ دیں کہ میں نے آپ کو اختیار کیا لیکن جب حضرت ﷺ نے جانا کہ باعث واسطے اس کے اس پر وہ چیز ہے جس پر عورتیں پیدا ہوئیں غیرت سے اور محبت تنہا ہونے کی سے سوائے اپنی سوکنوں کے یعنی چاہتی ہیں کہ اپنے خاوند کے پاس اکیلی رہیں کوئی سوکن نہ ہو تو حضرت ﷺ نے ان کے سوال کو نہ مانا اور بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ تخییر امت کے حق میں طلاق ہے اور حضرت ﷺ کے حق میں طلاق نہیں یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور اس کا بیان طلاق میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور تو چھپاتا ہے اپنے دل میں ایک چیز جس کو اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے اور تو ڈرتا

تَخْشَاهُ﴾. تھا لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ تر چاہیے ڈرنا۔

فائدہ: راویوں کا اتفاق ہے اس پر کہ یہ آیت زید رضی اللہ عنہ اور زینب رضی اللہ عنہا کے قصے میں اتری۔

٤٤١٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ﴾ نَزَلَتْ فِيْ شَأْنِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَّزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.

۴۴۱۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت کہ تو چھپاتا ہے اپنے جی میں ایک چیز جس کو اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے زینب رضی اللہ عنہا اور زید رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری۔

فائدہ: اس جگہ بخاری نے اس قدر پر کفایت کی ہے اور توحید میں اس کو اس طور سے روایت کیا ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی یعنی زینب رضی اللہ عنہا کی کہ وہ مجھ کو برا کہتی ہے اور مجھ سے لڑتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈر اور اپنے پاس رہنے دے اپنی عورت کو، کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کو چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپاتے کہا اور زینب رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں پر فخر کرتی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں آئے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈر اور اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے، سو یہ آیت اتری اللہ کے اس قول تک کہ ہم نے زینب رضی اللہ عنہا کو تیرے نکاح میں دیا، اور ابن ابی حاتم نے اس قصے کو خوب سیاق سے نقل کیا ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ یہ آیت زینب رضی اللہ عنہا کے حق میں اتری اور اس کی ماں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح زید رضی اللہ عنہ سے کر دیں اور زید رضی اللہ عنہ آپ کا آزاد کردہ غلام تھا، زینب رضی اللہ عنہا نے اس بات کو مکروہ جانا پھر وہ راضی ہوئی ساتھ اس کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ سے اس کا نکاح کر دیا پھر اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم کروایا اس کے بعد کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے ہے وہ آپ کے نکاح میں آئے گی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرماتے تھے کہ زید رضی اللہ عنہ کو طلاق کا حکم کریں کہ اس کو طلاق دے اور ہمیشہ رہا زید رضی اللہ عنہ اور زینب رضی اللہ عنہا کے درمیان جھگڑا سو حکم کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے اور ڈرے اللہ سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈرتے تھے کہ لوگ آپ پر عیب کریں اور کہیں کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو متبنیٰ بنایا تھا اور حاصل یہ ہے کہ جس چیز کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دل میں چھپاتے تھے وہ خبر دینا اللہ کی ہے آپ کو کہ وہ آپ کے نکاح میں آئے گی اور آپ کی بیوی ہوگی اور جو چیز کہ آپ کو اس کے چھپانے پر باعث تھی وہ یہ ڈر تھا کہ لوگ کہیں گے کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کیا اور اللہ نے چاہا کہ

باطل کرے وہ چیز جس پر اہل جاہلیت تھے متبنیٰ کے احکام سے ساتھ ایسے امر کے کہ نہیں کوئی چیز بلیغ تر اس سے ابطال میں اور وہ نکاح کرنا ہے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے اور واقع ہونا اس کا مسلمانوں کے امام سے تا کہ ہو زیادہ تر بلانے والا واسطے قبول کرنے ان کے کی اور روایت کی ہے ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی سے کچھ چھپانے والے ہوتے تو البتہ اس آیت کو چھپاتے اور جب تو کہتا ہے واسطے اس شخص کہ کہ انعام کیا ہے اللہ نے اوپر اس کے یعنی ساتھ اسلام کے اور انعام کیا ہے تو نے اس پر ساتھ آزاد کرنے کے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے قدرا مقدورا تک اور یہ کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نکاح کیا تو لوگوں نے کہا کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کیا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ کسی کا تمہارے مردوں میں سے اور کہا ابن عربی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو کہ اپنی عورت کو اپنے پاس رہنے دے واسطے آزمانے اس چیز کے کہ نزدیک اس کے ہے رغبت سے بیچ اس کے یا روگردانی سے سو جب زید رضی اللہ عنہ نے آپ کو اطلاع دی اس چیز پر کہ نزدیک اس کے تھی نفرت سے جو پیدا ہوئی بڑائی کرنے زینب رضی اللہ عنہا کی سے اوپر اس کے اور بدگوئی اس کی سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کی طلاق کی اجازت دی اور نہیں بیچ مخالفت متعلق امر کے واسطے متعلق علم کے وہ چیز کہ منع کرے حکم کرنے کو ساتھ اس کے اور مسلم وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب زینب رضی اللہ عنہا کی عدت گزر چکی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میری طرف سے زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام کر زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں چلا سو میں نے کہا اے زینب! بشارت لے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تیرے پاس بھیجا ہے تجھ سے نکاح کی درخواست کرتے ہیں ، زینب رضی اللہ عنہا نے کہا میں کچھ نہیں کرنے والی یہاں تک کہ اپنے رب سے اجازت لوں سو وہ اپنی مسجد میں کھڑی ہوئی اور قرآن اترا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور بغیر اجازت کے اس کے پاس اندر آگئے اور یہ بھی ابلغ ہے اس چیز سے کہ واقع ہوئی بیچ اس کے اور وہ یہ ہے کہ جو اس کا خاوند تھا وہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کے پاس منگنی کا پیغام لے کر گیا تا کہ نہ گمان کرے کوئی کہ واقع ہوا ہے یہ قہر سے بغیر رضا مندی اس کی کے اور اس میں بھی آزمانا ہے اس چیز کا کہ تھی نزدیک اس کے کہ کیا اس کی طرف سے زید رضی اللہ عنہ کے دل میں کچھ محبت باقی ہے یا نہیں اور اس میں مستحب ہونا استخارہ کا ہے اور دعا کرنا اس کا نزدیک پیغام نکاح کے پہلے قبول کرنے کے اور یہ کہ جو کوئی اپنے کام کو اللہ کے سپرد کرے آسان کرتا ہے اللہ واسطے اس کے جو زیادہ فائدہ مند ہو اس کو دنیا اور آخرت میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ إِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پیچھے رکھ تو جس کو چاہے ان میں سے اور جگہ دے اپنے پاس جس کو چاہے اور جس کو چاہے جی تیرا ان میں سے جو کنارے کر دی تھیں تو کچھ گناہ نہیں تجھ پر اس میں۔

فائدہ: حکایت کی ہے واحدی نے مفسرین سے کہ یہ آیت تخییر کی آیت کے بعد اتری اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب تخییر اتری تو بعض بیویاں طلاق سے ڈریں سو انہوں نے تقسیم کے کام کو حضرت ﷺ کے سپرد کیا تو یہ آیت اتری کہ پیچھے رکھ جس کو چاہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿تُرْجِیْ﴾ تُؤَخِّرُ أَرْجِئْهُ أَخِّرْهُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ترجی کے معنی ہیں پیچھے رکھ اور ارجہ کے معنی ہیں مہلت دے اس کو۔

فائدہ: یہ دونوں لفظ سورۂ اعراف اور شعراء میں ہیں ذکر کیا ہے ان کو بخاری نے واسطے مناسبت ترجی کے۔

٤٤١٤ - حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَغَارُ عَلَى اللَّاتِيْ وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقُوْلُ أَتَهَبُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ إِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ قُلْتُ مَا أُرٰى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِيْ هَوَاكَ.

۴۴۱۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو غیرت آتی تھی ان عورتوں پر جنہوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی اور میں کہتی تھی کہ کیا عورت اپنی جان کو بخشتی ہے پھر جب اللہ نے یہ آیت اتاری کہ پیچھے رکھ جس کو تو چاہے اور جگہ دے اور جس کو چاہے جی تیرا ان میں سے جو کنارے کر دی تھیں تو کچھ گناہ نہیں تجھ پر میں نے کہا نہیں دیکھتی میں تیرے رب کو مگر کہ جلدی کرتا ہے تیری خواہش میں۔

فائدہ: یہ جو کہا جنہوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تو یہ ظاہر ہے کہ بخشنے والی ایک سے زیادہ عورتیں تھیں یعنی بہت عورتوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تھی اور نکاح میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ کہ ایک عورت نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میں نے آپ کو اپنی جان بخشی سو حضرت ﷺ نے وہ عورت ایک مرد کو نکاح کر دی اور اسی طرح اور بھی کئی حدیثوں میں ذکر آیا ہے کہ انہوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی اگرچہ حضرت ﷺ کو مباح تھا اس واسطے کہ یہ آپ کے ارادے پر موقوف ہے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿ان اراد النبی ان یستنکحها﴾ اور البتہ بیان کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث میں سبب نزول اس آیت کا ﴿ترجی من تشآء منهن﴾ اور اشارہ کیا ہے اللہ کے اس قول کی طرف ﴿وامرأة مؤمنة ان وهبت نفسها للنبی﴾ اور اس آیت کی طرف ﴿قد علمنا ما فرضنا علیهم فی ازواجهم﴾ اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا فرض کیا اللہ نے ان پر یہ کہ نہیں ہے نکاح مگر ساتھ ولی کے اور دو گواہوں کے اور یہ جو کہا ﴿ترجی من تشآء منهن﴾ یعنی پیچھے رکھ ان کو بغیر باری ٹھہرانے کے اور یہ قول جمہور کا ہے اور یہی مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رحمہ اللہ اور حسن رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ وغیرہ سے اور

حاصل یہ ہے کہ ترجی کی تاویل میں تین قول ہیں ایک یہ کہ جس کو چاہے طلاق دے اور جس کو چاہے اپنے پاس رکھ ، دوسرا یہ کہ کنارے ہو جس سے چاہے بغیر طلاق کے اور باری ٹھہرا جس کے واسطے چاہے، تیسرا یہ کہ قبول کر جس کو چاہے جان بخشنے والیوں سے اور رد کر جن کو چاہے اور حدیث باب کی اس قول کی تائید کرتی ہے اور جو اس سے پہلے اور لفظ تینوں اقوال کا احتمال رکھتا ہے اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلق اجازت دی کہ جس طرح چاہیں تقسیم کریں سو نہ تقسیم کی آپ نے مگر ساتھ برابری کے۔ (فتح)

٤٤١٥ ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰی أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ مُّعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَأْذِنُ فِيْ يَوْمِ الْمَرْأَةِ مِنَّا بَعْدَ أَنْ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْأٰيَةُ ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ إِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ فَقُلْتُ لَهَا مَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ قَالَتْ كُنْتُ أَقُوْلُ لَهُ إِنْ كَانَ ذَاكَ إِلَيَّ فَإِنِّيْ لَا أُرِيْدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ أُوْثِرَ عَلَيْكَ أَحَدًا تَابَعَهُ عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ سَمِعَ عَاصِمًا.

۴۴۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کسی عورت کی باری کے دن اجازت مانگتے تھے یعنی جب چاہتے کہ دوسری کی طرف متوجہ ہوں اس کے بعد کہ یہ آیت اتری کہ پیچھے رکھ جس کو چاہے تو ان میں سے الخ معاذہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے میں نے کہا تم کیا کہتی تھیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں آپ سے کہتی تھی کہ اگر یہ امر میرے اختیار میں ہے یعنی اجازت دینا تو میں نہیں چاہتی یا حضرت! یہ کہ مقدم کروں آپ پر کسی کو۔

فائدہ: ظاہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجازت لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی عورت سے کنارے نہیں ہوئے اور یہی قول ہے زہری کا۔

تکمیل: اگلی آیت میں ہے ﴿لا تحل لك النساء من بعد﴾ سو اس میں اختلاف ہے کہ اس آیت میں کس چیز کی نفی مراد ہے کیا اوصاف مذکورہ کے بعد ہے سو آپ کو ایک قسم حلال تھی اور ایک حلال نہ تھی یا بعد موجودہ عورتوں کے ہے وقت تخییر کے اس میں دو قول ہیں پہلا قول تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ہے اور دوسرا قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے ہاں واقع یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قصے مذکورہ کے بعد کسی عورت تازہ سے نکاح نہیں کیا لیکن یہ اختلاف کو ختم نہیں کر سکتا اور البتہ روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک کہ اللہ نے آپ کے واسطے سب عورتیں حلال کیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّآ أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ إِنَاهُ وَلٰكِنْ إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَأْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوْا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ مت جاؤ پیغمبر ﷺ کے گھروں میں مگر یہ کہ تم کو حکم ہو کھانے کے واسطے نہ راہ دیکھتے اس کے پکنے کی لیکن جب بلائے جاؤ تب اندر جاؤ پھر کھا چکو تو پھیل جاؤ اور نہ آپس میں جی لگائیں باتوں میں البتہ تمہاری اس بات سے پیغمبر ﷺ کو تکلیف تھی سو تم سے شرماتا تھا اور اللہ نہیں شرم کرتا حق بات کہنے سے اور جب مانگنا چاہو بیویوں سے کچھ چیز تو مانگو پردے کے باہر سے اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے دل کو اور ان کے دل کو اور تم کو لائق نہیں کہ تکلیف دو اللہ کے رسول کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی عورتوں سے اس کے بعد کبھی یہ کام اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔

يُقَالُ إِنَاهُ إِدْرَاكُهُ أَنٰى يَأْنِيْ أَنَاةً فَهُوَ اٰنٍ.

کہا جاتا ہے اناہ کے معنی ہیں پکنا اس کا مصدر ہے انی یانی کا۔

فائدہ: انی ساتھ فتح الف کے اور نون مقصور کے اور یانی ساتھ کسرہ نون کے اور اناۃ ساتھ فتح ہمزہ کے اور نون مخفف کے اور اس کے اخیر میں ہاء تانیث کی ہے بغیر مد کے مصدر ہے۔ (فتح)

﴿لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا﴾ إِذَا وَصَفْتَ صِفَةَ الْمُؤَنَّثِ قُلْتَ قَرِيْبَةً وَّإِذَا جَعَلْتَهُ ظَرْفًا وَّ بَدَلًا وَّ لَمْ تُرِدِ الصِّفَةَ نَزَعْتَ الْهَآءَ مِنَ الْمُؤَنَّثِ وَكَذٰلِكَ لَفْظُهَا فِي الْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ لِلذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى.

یعنی لفظ قریبا کا اللہ کے اس قول میں جب ٹھہرائے تو اس کو صفت مؤنث کی تو کہے قریبۃ اور جب تو اس کو ظرف اور بدل ٹھہرائے اور صفت مراد نہ رکھے تو دور کرے ہاء کو مؤنث سے اور اسی طرح لفظ اس کا واحد اور تثنیہ اور جمع میں واسطے مذکر اور مؤنث کے۔

فائدہ: خلاصہ یہ ہے قریبا کا لفظ اللہ کے اس قول میں ظرف واقع ہوا ہے ساعت کی صفت نہیں اور جب ظرف واقع ہو تو اس میں تثنیہ، جمع، مذکر و مؤنث برابر ہوتا ہے اسی واسطے قریبا بولا گیا اور بعض نے کہا جائز ہے کہ مراد ساتھ ساعت کے دن ہو یا مراد چیز قریب یا زمانہ قریب ہو یا تقدیر قیام الساعۃ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قریبا کا استعمال ہونا

ظرف میں بہت ہے پاس وہ ظرف ہے بیچ جگہ خبر کے۔(فتح)

٤٤١٦ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْحِجَابِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ الْحِجَابِ.

۴۴۱۶۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! داخل ہوتا ہے آپ کے گھر میں نیک اور گنہگار یعنی ہر قسم کا آدمی آپ کے گھر میں داخل ہوتا ہے سو اگر آپ مسلمانوں کی ماؤں یعنی اپنی بیویوں کو پردے کا حکم کریں تو خوب ہو سو اللہ نے پردے کی آیت اتاری۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا اول اس کا یہ ہے کہ میں اپنے رب سے تین باتوں میں موافق ہوا اور پوری حدیث نماز میں گزر چکی ہے۔

٤٤١٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا أَبُوْ مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوْا ثُمَّ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ وَإِذَا هُوَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُوْمُوْا فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ وَقَعَدَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوْا فَانْطَلَقْتُ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوْا فَجَآءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ﴾ الْاٰيَةَ.

۴۴۱۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا جحش کی بیٹی سے نکاح کیا تو لوگوں کو کھانا کھانے کے واسطے بلایا سو انہوں نے کھانا کھایا پھر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے اور اچانک رسول اللہ ﷺ جیسے اٹھنے کے واسطے تیار ہوتے ہیں سو لوگ نہ اٹھے اور حضرت ﷺ کا اشارہ نہ سمجھے سو جب حضرت ﷺ نے دیکھا کہ نہیں اٹھتے تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے سو جب آپ کھڑے ہوئے تو کھڑا ہوا جو کھڑا ہوا اور تین آدمی بیٹھے رہے پھر حضرت ﷺ آئے تا کہ اندر داخل ہوں سو اچانک دیکھا کہ وہ لوگ بیٹھے ہیں پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے سو میں نے جا کر حضرت ﷺ کو خبر دی کہ وہ چلے گئے پھر حضرت ﷺ آئے یہاں تک کہ اندر داخل ہوئے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ اندر داخل ہونے لگا، سو حضرت ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا سو اللہ نے یہ آیت اتاری، اے ایمان والو! نہ جاؤ پیغمبر ﷺ کے گھروں میں، الآیۃ۔

٤٤١٨ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

۴۴۱۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِهٰذِهِ الْأٰيَةِ اٰيَةِ الْحِجَابِ لَمَّا أُهْدِيَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ مَعَهُ فِي الْبَيْتِ صَنَعَ طَعَامًا وَّ دَعَا الْقَوْمَ فَقَعَدُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ ثُمَّ يَرْجِعُ وَهُمْ قُعُوْدٌ يَّتَحَدَّثُوْنَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ إِنَاهُ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ فَضُرِبَ الْحِجَابُ وَقَامَ الْقَوْمُ

لوگوں میں اس پردے کی آیت کو زیادہ جاننے والا ہوں جب زینب رضی اللہ عنہا زینت کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجی گئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گھر میں تھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تیار کیا یعنی دعوت ولیمہ کی اور لوگوں کو بلایا تو وہ کھانے سے فراغت کے بعد بیٹھ کر باتیں کرنے لگے سو شروع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلتے تھے اور اندر آتے تھے اور وہ بیٹھے باتیں کرتے تھے سو اللہ نے یہ آیت اتاری، اے ایمان والو! نہ جاؤ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں اس قول تک کہ پردے کے پیچھے سے پھر پردہ ڈالا گیا اور لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔

٤٤١٩ - حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بُنِيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ بِخُبْزٍ وَّ لَحْمٍ فَأُرْسِلْتُ عَلَى الطَّعَامِ دَاعِيًا فَيَجِيْءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُوْنَ وَيَخْرُجُوْنَ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُوْنَ وَيَخْرُجُوْنَ فَدَعَوْتُ حَتّٰى مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُوْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُوْهُ قَالَ ارْفَعُوْا طَعَامَكُمْ وَبَقِيَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ يَّتَحَدَّثُوْنَ فِي الْبَيْتِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ إِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ

۴۴۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنا کی گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کے روٹی اور گوشت سے یعنی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی تو ولیمہ کیا تو میں کھانے پر بلانے لوگوں کو بھیجا گیا سو کچھ لوگ آتے تھے اور کھا کر نکل جاتے تھے پھر اور لوگ آتے تھے اور وہ بھی کھا کر نکل جاتے تھے سو میں لوگوں کو بلاتا رہا یہاں تک کہ کوئی باقی نہ رہا جس کو میں بلاؤں میں نے کہا یا حضرت! اب میں کسی کو نہیں پاتا جس کو بلاؤں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا کھانا اٹھا لے جاؤ، یعنی اور سب آدمی اٹھ کر چلے گئے اور تین آدمی گھر میں باقی رہے بات کرتے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی طرف چلے سو فرمایا سلام تم کو اے گھر والو! اور اللہ کی رحمت، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور آپ کو

عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَقَالَتْ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ كَيْفَ وَجَدْتَّ أَهْلَكَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فَتَقَرّٰى حُجَرَ نِسَآئِهٖ كُلِّهِنَّ يَقُوْلُ لَهُنَّ كَمَا يَقُوْلُ لِعَائِشَةَ وَيَقُلْنَ لَهٗ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا ثَلَاثَةُ رَهْطٍ فِي الْبَيْتِ يَتَحَدَّثُوْنَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيْدَ الْحَيَآءِ فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَحْوَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَمَا أَدْرِيْ اَخْبَرْتُهٗ أَوْ أُخْبِرَ أَنَّ الْقَوْمَ خَرَجُوْا فَرَجَعَ حَتّٰى إِذَا وَضَعَ رِجْلَهٗ فِي أُسْكُفَّةِ الْبَابِ دَاخِلَةً وَّأُخْرٰى خَارِجَةً أَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ وَأُنْزِلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ.

بھی سلام اور اللہ کی رحمت ، آپ نے اپنی بیوی کو کس طرح پایا؟ اللہ آپ کو برکت دے، سو حضرت ﷺ اپنی سب بیویوں کے حجروں میں پھرے ان سے کہتے جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اور آپ کو کہتیں جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت ﷺ پھرے سو اچانک دیکھا کہ تینوں آدمی گھر میں باتیں کرتے ہیں اور حضرت ﷺ نہایت شرم والے تھے پھر نکل کر عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی طرف چلے سو میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو خبر دی یا کسی اور نے کہ لوگ نکل گئے سو حضرت ﷺ پھرے یہاں تک کہ جب اپنا پاؤں دروازے کی چوکھٹ میں رکھا اندر اور دوسرا باہر تو میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا اور پردے کی آیت اتاری گئی۔

٤٤٢٠ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَنٰى بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَأَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَّلَحْمًا ثُمَّ خَرَجَ إِلٰى حُجَرِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ صُبْحَةَ بِنَآئِهٖ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ وَيُسَلِّمْنَ عَلَيْهِ وَيَدْعُوْ لَهُنَّ وَيَدْعُوْنَ لَهٗ فَلَمَّا رَجَعَ إِلٰى بَيْتِهٖ رَاٰى رَجُلَيْنِ جَرٰى بِهِمَا الْحَدِيْثُ فَلَمَّا رَاٰهُمَا رَجَعَ عَنْ بَيْتِهٖ فَلَمَّا رَاٰى الرَّجُلَانِ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ عَنْ بَيْتِهٖ وَثَبَا

۴۴۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی تو ولیمہ کیا سو لوگوں کو روٹی اور گوشت سے پیٹ بھر کھلایا پھر اپنی بیویوں کے حجروں کی طرف نکلے جیسے دستور تھا اپنی خلوت کی صبح کو سو ان کو سلام کرتے اور ان کے واسطے دعا مانگتے اور وہ حضرت ﷺ کو سلام کرتیں اور آپ ﷺ کے واسطے دعا مانگتیں پھر جب اپنے گھر کی طرف پھرے تو دو مردوں کو دیکھا کہ بات کر رہے ہیں سو جب ان کو دیکھا تو اپنے گھر سے پھرے پھر جب دونوں مردوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنے گھر سے پھرے تو جلدی اٹھ کھڑے ہوئے سو میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو خبر دی ان کے نکلنے کی یا کسی اور نے پھر حضرت ﷺ پھرے اور گھر میں داخل ہوئے اور میرے

مُسْرِعَيْنِ فَمَا أَدْرِي أَنَا أَخْبَرْتُهُ بِخُرُوجِهِمَا أَمْ أُخْبِرَ فَرَجَعَ حَتّٰى دَخَلَ الْبَيْتَ وَأَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأُنْزِلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور اپنے بیچ میں پردہ ڈالا اور پردے کی آیت اتری، کہا ابن ابی مریم نے یعنی عنعنہ حمید کا اس حدیث میں قادح نہیں اس واسطے کہ وارد ہو چکی ہے اس سے تصریح ساتھ سماع کی واسطے اس حدیث کے اس سے۔

فائدہ: اور محصل قصے کا یہ ہے کہ جو لوگ ولیمہ میں حاضر ہوئے تھے وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے اور حضرت ﷺ شرمائے کہ ان کو نکلنے کا حکم کریں سو اٹھنے کو تیار ہوئے تا کہ وہ لوگ آپ کی مراد کو سمجھیں اور آپ کے اٹھنے کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں سو جب غافل کیا ان کو بات نے اس سے تو اٹھ کر باہر نکلے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ باہر نکلے مگر تین آدمی جنہوں نے حضرت ﷺ کی مراد کو نہ سمجھا واسطے سخت مشغول ہونے دل ان کے اس چیز میں کہ تھے بیچ اس کے بات سے اور حضرت ﷺ چاہتے تھے کہ وہ لوگ اٹھ جائیں بغیر اس کے کہ ان کو روبرو نکلنے کے ساتھ حکم کریں واسطے شدت شرم آپ کی کے پس دراز کرتے غیبت کو ان سے ساتھ مشغول ہونے کے ساتھ سلام کے اپنی عورتوں پر اور وہ اپنے حال کے شغل میں تھے اور اس کے درمیان ایک اپنی غفلت سے ہوش میں آیا اور باہر نکلا اور دو مرد باقی رہے پھر جب یہ حال دراز ہوا اور حضرت ﷺ اپنے گھر میں پہنچے اور ان کو دیکھا کہ بیٹھے ہیں تو پلٹ آئے سو جب دونوں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ پلٹ گئے تو اس وقت انہوں نے آپ کی مراد کو سمجھا اور باہر نکلے اور حضرت ﷺ داخل ہوئے اور پردے کی آیت اتاری گئی اور حضرت ﷺ نے اپنے اور اپنے خادم کے درمیان پردہ ڈالا اور حالانکہ اس کے ساتھ یہ عہد نہ کیا تھا۔

تنبیہ: ظاہر روایت دوسری سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت قوم کے اٹھنے سے پہلے اتری اور پہلی وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اٹھنے کے بعد اتری اور تطبیق دی جاتی ہے ساتھ اس طور کے کہ مراد یہ ہے کہ ان کے اٹھنے کے وقت اتری اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں مشروع ہونا حجاب کا ہے واسطے حضرت ﷺ کی بیویوں کے، کہا عیاض نے کہ فرض ہونا پردے کا واسطے ان کے اس قسم سے ہے کہ خاص کی گئی ہیں وہ ساتھ اس کے پس پردہ فرض ہے اوپر ان کے بغیر خلاف کے منہ اور دونوں ہتھیلی میں سو نہیں جائز ہے واسطے ان کے کھولنا اس کا گواہی میں اور نہ اس کے غیر میں اور ظاہر کرنا اپنے وجود کا اگرچہ ہوں مستور کپڑے میں مگر جس کی ضرورت ہو جائے ضرورت سے پھر استدلال کیا ہے عیاض نے ساتھ اس چیز کے کہ مؤطا میں ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے وجود کو ڈھانکا تا کہ ان کے وجود کو کوئی نہ دیکھے اور یہ کہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی لاش پر قبہ بنایا گیا تا کہ ان کے وجود کو کوئی نہ دیکھے

، انتہیٰ۔ اور نہیں ہے اس چیز میں کہ ذکر کی اس نے دلیل اس پر جو اس نے دعویٰ کیا ہے کہ وجود کا ڈھانکنا ان پر فرض ہے اور حالانکہ حضرت ﷺ کے بعد حج کرتی تھیں اور طواف کرتی تھیں اور اصحاب اور تابعین ان سے حدیث سنتے تھے اور ان کے بدن چھپے ہوتے تھے نہ وجود اور پہلے گزر چکا ہے حج میں قول ابن جریج کا واسطے عطا کے جب کہ ذکر کیا اس نے واسطے اس کے طواف عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ پردے کے اترنے سے پہلے تھا یا پیچھے اس نے کہا پایا میں نے اس کو بعد اترنے پردے کے وسیاتی مزید بیان لذلك ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٤٤٢١ ـ حَدَّثَنِيْ زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَمَا ضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيْمَةً لَّا تَخْفٰى عَلٰى مَنْ يَّعْرِفُهَا فَرَاٰهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ أَمَا وَاللّٰهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِيْ كَيْفَ تَخْرُجِيْنَ قَالَتْ فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ وَإِنَّهٗ لَيَتَعَشّٰى وَفِيْ يَدِهٖ عَرْقٌ فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِيْ فَقَالَ لِيْ عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرْقَ فِيْ يَدِهٖ مَا وَضَعَهٗ فَقَالَ إِنَّهٗ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ.

۴۴۲۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا جائے ضرورت کے واسطے باہر نکلیں بعد اترنے پردے کے اور تھیں عورت بھاری بدن والی نہ چھپ رہتیں پہچاننے والے پر یعنی جو ان کو جانتا تھا پہچان لیتا تھا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا سو کہا اے سودہ! خبردار قسم ہے اللہ کی ہم تجھ کو پہچانتے ہیں سو دیکھ تو کس طرح نکلتی ہے؟ یعنی باہر مت نکلا کر سو وہ الٹی پھریں اور حضرت ﷺ میرے گھر میں تھے رات کا کھانا کھاتے تھے اور آپ کے ہاتھ میں ہڈی تھی سو سودہ رضی اللہ عنہا اندر آئیں اور کہا کہ یا حضرت! میں اپنی حاجت کے واسطے باہر نکلی تھی سو عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ایسا ایسا کہا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت ﷺ پر وحی اتری پھر آپ سے موقوف ہوئی اور حالانکہ ہڈی آپ کے ہاتھ میں تھی اس کو رکھا نہیں تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کو اجازت ہوئی یہ کہ اپنی حاجت کے واسطے باہر نکلو یعنی تم کو جائے ضرورت کے واسطے باہر نکلنے کی اجازت ہوئی۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اگر تو کہے کہ واقع ہوا ہے اس جگہ کہ وہ بعد اترنے پردے کے تھا اور وضو میں پہلے گزر چکا ہے کہ وہ پردے سے پہلے تھا سو جواب یہ ہے کہ شاید واقع ہوا ہے یہ دو بار، میں کہتا ہوں بلکہ مراد ساتھ حجاب پہلے کے غیر حجاب دوسرے کا ہے اور حاصل یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں نفرت واقع ہوئی اس سے کہ اجنبی لوگ حضرت ﷺ کی بیویوں کو دیکھیں یہاں تک کہ حضرت ﷺ سے صریح کہا کہ اپنی عورتوں کو پردہ کرایئے اور اس کی تاکید کی یہاں تک کہ پردے کی آیت اتری پھر اس کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قصد کیا کہ ان کے وجود بھی بالکل

ظاہر نہ ہوں اگر چہ کپڑے میں چھپی ہوں سو انہوں نے اس میں مبالغہ کیا اور اس سے منع کیا اور ان کو حاجت کے واسطے نکلنے کی اجازت ہوئی واسطے ہٹانے مشقت کے اور دور کرنے حرج کے اور البتہ اعتراض کیا ہے بعض شارحین نے کہ یہ حدیث باب کے مطابق نہیں بلکہ اولیٰ وارد کرنا ہے اس کا عدم حجاب میں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اصل حدیث کا حوالہ دیا ہے اور اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے کہ دونوں حدیثوں میں تطبیق ممکن ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنْ تُبْدُوْا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوْهُ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا. لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْ اٰبَآئِهِنَّ وَلَا أَبْنَآئِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَآءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَآءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر ظاہر کرو تم کسی چیز کو یا چھپاؤ اس کو سو اللہ ہے ہر چیز کو جانتا گناہ نہیں ان عورتوں کو سامنے ہونے کا اپنے باپوں سے اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھتیجوں سے اور نہ اپنے بھانجوں سے اور اپنی عورتوں سے اور نہ اپنے ہاتھ کے مال سے اور ڈرتیں رہیں اللہ سے بیشک اللہ کے سامنے ہر چیز ہے۔

٤٤٢٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ أَخُوْ أَبِي الْقُعَيْسِ بَعْدَمَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ لَا اٰذَنُ لَهٗ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ فِيْهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ أَخَاهُ أَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِيْ وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ فَأَبَيْتُ أَنْ اٰذَنَ لَهٗ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَمْنَعُكِ أَنْ تَأْذَنِيْ عَمُّكِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ

۴۴۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پردہ اترنے کے بعد افلح ابو قعیس کا بھائی میرے دروازے پر آیا اور مجھ سے گھر میں آنے کی اجازت مانگی میں نے کہا میں اس کو اجازت نہ دوں گی یہاں تک کہ میں اس میں حضرت ﷺ سے اجازت لوں اس واسطے کہ اس کے بھائی ابو قعیس نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا بلکہ ابو قعیس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا ہے سو حضرت ﷺ میرے گھر میں تشریف لائے تو میں نے کہا یا حضرت! افلح ابو قعیس کے بھائی نے مجھ سے گھر میں آنے کی اجازت مانگی سو میں نے انکار کیا کہ اجازت دوں یہاں تک کہ آپ سے اجازت لوں، حضرت ﷺ نے فرمایا اور کیا چیز تجھ کو منع کرتی ہے کہ تو اپنے چچا کو اجازت دے؟ میں نے کہا یا حضرت! مرد نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا لیکن ابو قعیس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا ہے حضرت ﷺ نے

اللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِيْ وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَقَالَ إِئْذَنِيْ لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ قَالَ عُرْوَةُ فَلِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا تُحَرِّمُوْنَ مِنَ النَّسَبِ.

فرمایا کہ اس کو اجازت دے اندر آنے کی کہ وہ تیرا رضاعت کے رشتے سے چچا ہے، تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو، کہا عروہ نے سو اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ حرام کرو دودھ پینے سے جو حرام کرتے ہو نسب سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رضاعت کے بیان میں آئے گی اور مطابقت اس کی واسطے ترجمہ کے اللہ کے اس قول سے ہے کہ نہیں گناہ ان کو سامنے ہونے کا اپنے باپوں سے آخر تک اس واسطے کہ یہ بھی منجملہ دونوں آیتوں سے ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس کو اجازت دے کہ وہ تیرا چچا ہے باوجود قول آپ کے کی دوسری حدیث میں کہ چچا اور باپ ایک جڑ کی دو شاخیں ہیں اور ساتھ اس کے دور ہوگا اعتراض اس شخص کا جو گمان کرتا ہے کہ حدیث میں ترجمہ کی مطابقت بالکل نہیں اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے طرف رد کی اس شخص پر جو مکروہ جانتا ہے واسطے عورت کے یہ کہ رکھے اوڑھنی اپنی نزدیک چچا اپنے کے یا ماموں اپنے کے جیسا کہ عکرمہ اور شعبی سے روایت ہے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی افلح کے قصے میں رد کرتی ہے اوپر ان کے اور یہ ان باریک باتوں سے ہے جو بخاری رحمہ اللہ کے ترجموں میں ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَآئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ صَلَاةُ اللّٰهِ ثَنَآؤُهُ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَآئِكَةِ وَصَلَاةُ الْمَلَآئِكَةِ الدُّعَآءُ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں البتہ اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر اے ایمان والو! رحمت بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر، کہا ابو العالیہ نے کہ مراد اللہ کی صلوۃ سے ثنا کرنا اللہ کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نزدیک فرشتوں کے اور مراد فرشتوں کی صلوۃ سے دعا ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يُصَلُّوْنَ﴾ يُبَرِّكُوْنَ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یصلون کے معنی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے برکت کی دعا مانگتے ہیں۔

فائدہ: پس موافق ہوگا ابو العالیہ کے قول کو لیکن وہ خاص تر ہے اس سے اور کسی نے مجھ سے پوچھا کہ صلوۃ کو اللہ کی طرف منسوب کیا ہے سلام کو نہیں کیا اور حکم کیا ہے مسلمانوں کو ساتھ اس کے اور سلام کے اس کی کیا وجہ ہے؟ سو میں نے کہا کہ احتمال ہے کہ سلام کے دو معنی ہوں تحیہ اور فرمانبردار ہونا پس حکم کیا ساتھ اس کے مسلمانوں کو واسطے صحیح ہونے ان دونوں معنی کے ان سے اور اللہ اور اس کے فرشتوں کا فرمانبردار ہونا جائز نہیں پس نہیں منسوب کیا اس کو ان کی طرف واسطے دور کرنے وہم کے اور علم نزدیک اللہ کے ہے۔

﴿لَنُغْرِيَنَّكَ﴾ لَنُسَلِّطَنَّكَ.

یعنی لنغرینك کے معنی ہیں البتہ ہم غالب کریں گے تجھ کو اوپر ان کے ساتھ قتال کے اور اخراج کے، اللہ نے فرمایا ﴿والمرجفون فی المدینه لنغرینك بهم﴾۔

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس جگہ اور نہیں ہے اس کو تعلق ساتھ آیت کے اگرچہ جملہ سورہ سے ہے سو شاید ناقل کی غلطی ہے۔

٤٤٢٣ ـ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

۴۴۲۳۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے کہا یا حضرت! آپ کو سلام کرنا تو ہم نے جانا سو آپ پر درود بھیجنا کس طرح ہے یعنی آپ پر درود کس طرح بھیجیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درود یوں پڑھا کرو کہ الہی رحمت کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر تو تعریف کیا گیا بڑائی والا ہے، الہی! برکت کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بیشک تو تعریف کیا گیا بڑائی والا ہے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ سلام کے وہ چیز ہے جو سکھلائی ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات میں ان کے قول سے السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته اور مسلم کی روایت میں ہے کہ اللہ نے ہم کو حکم کیا ہے کہ آپ پر درود پڑھیں سو ہم کس طور سے آپ پر درود پڑھیں اور ترمذی وغیرہ میں ہے کہ جب یہ آیت اتری ﴿ان الله وملائکته﴾ الآیۃ تو ہم نے کہا یا حضرت! سلام کرنا تو ہم نے جانا سو ہم آپ پر درود کس طرح پڑھیں اور یہ جو کہا جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر یعنی پہلے گزر چکی ہے تجھ سے رحمت ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر سو ہم سوال کرتے ہیں تجھ سے رحمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر بطریق اولیٰ اس واسطے کہ جو چیز فاضل کے واسطے ہو وہ افضل کے واسطے بطریق اولیٰ ثابت ہوگی اور ساتھ اس تقریر کے حاصل ہوگی جدائی ایراد مشہور سے کہ شرط تشبیہ کی یہ ہے کہ مشبہ بہ قوی ہو اور محصل جواب کا یہ ہے کہ تشبیہ نہیں باب الحاق کامل کے ساتھ ساتھ اکمل کے بلکہ باب تہیج سے ہے اور مانند اس کی ہے یا از قسم بیان حال اس چیز کے کہ نہیں پہچانی جاتی ساتھ اس چیز کے کہ پہچانی جاتی ہے اس واسطے کہ وہ آئندہ زمانے میں ہے اور جو چیز کہ حاصل ہوتی ہے اس سے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اقویٰ اور

اکمل ہے اور علماء نے اس کا اور جواب بھی دیا ہے برتقدیر اس کے کہ وہ باب الحاق سے ہے اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ تشبیہ واقع ہوئی ہے واسطے مجموع کے اس واسطے کہ مجموع آل ابراہیم علیہ السلام کی افضل ہے مجموع آل محمد ﷺ کی سے اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام کی آل میں پیغمبر ہوئے ہیں برخلاف آل محمد ﷺ کے اور قدح کرتی ہے اس جواب میں تفصیل جو اس حدیث کے اکثر طرق میں واقع ہوئی ہے اور جواب میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ تھا یہ حکم پہلے اس سے کہ معلوم کرائے حضرت ﷺ کو اللہ کہ وہ افضل ہیں ابراہیم علیہ السلام وغیرہ پیغمبروں سے۔ (فتح)

٤٤٢٤ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا التَّسْلِيْمُ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ. قَالَ أَبُوْ صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ. حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ وَّالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَّزِيْدَ وَقَالَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ إِبْرَاهِيْمَ.

۴۴۲۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے کہا یا حضرت! سلام کرنا تو یہ ہے سو ہم آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا درود یوں پڑھا کرو، الٰہی! رحمت کر محمد ﷺ پر جو تیرا بندہ اور رسول ہے جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر اور برکت کر محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام پر، کہا ابو صالح نے لیث سے محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ اور یزید کی روایت میں ہے جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت کر محمد ﷺ اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر کو جیسے ذکر کیا ہے اس کو ابو صالح نے لیث سے، یعنی روایت کیا ہے اس کو ابو صالح اور یزید نے ساتھ سند لیث کے پس ذکر کیا یزید نے آل ابراہیم کو جیسے ذکر کیا ہے اس کو ابو صالح نے لیث سے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ پیغمبر کے سوا اور پر بھی صلوۃ کے ساتھ دعا کرنا درست ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا وعلی آل محمد اور جو منع کرتا ہے وہ یہ جواب دیتا ہے کہ جائز اس وقت ہے جب کہ بالتبع واقع ہو اور منع اس وقت ہے جب کہ مستقل واقع ہو اور حجت اس میں یہ ہے کہ یہ حضرت ﷺ کا شعار ہو چکا ہے پس نہ کہا جائے گا ابوبکر ﷺ اگرچہ اس کے معنی صحیح ہیں اور کہا جاتا ہے صلی اللہ علی النبی وعلی صدیقه او خلیفته اور مانند اس کی اور قریب ہے اس سے کہ نہیں کہا جاتا قال محمد عزوجل

اگرچہ اس کے معنی صحیح ہیں اس واسطے کہ یہ ثناء اللہ کے واسطے شعار ہو چکا ہے سو کوئی اس کو اس میں شریک نہ ہوگا اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا اللھم صل علی آل ابی اوفی تو نہیں حجت ہے اس میں واسطے اس شخص کے جو اس کو مستقل جائز رکھتا ہے اس واسطے کہ حق دار کو جائز ہے کہ جس کو چاہے اپنے حق میں سے کچھ دے دے اور نہیں جائز ہے اس میں تصرف کرنا غیر کو مگر اس کی اجازت سے اور حضرت ﷺ سے اجازت اس میں ثابت نہیں اور قوی کرتا ہے منع کو کہ صلوٰۃ غیر نبی پر ہو گیا ہے شعار واسطے اہل اہوا کے کہ صلوۃ بھیجتے ہیں اس پر جس کی تعظیم کرتے ہیں اہل بیت وغیرہم سے اور یہ منع حرام ہے یا مکروہ یا خلاف اولیٰ صحیح کہا ہے دوسری وجہ کو نووی رحمہ اللہ نے اور اسماعیل بن اسحاق نے احکام القرآن میں عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی کہ اس نے لکھا اما بعد یعنی بعد حمد اور صلوٰۃ کے بات تو یوں ہے کہ بعض لوگ تلاش کرتے ہیں عمل دنیا کا ساتھ عمل آخرت کے اور یہ کہ بعض قصے خوانوں نے بدعت نکالی ہے درود میں کہ اپنے خلیفوں اور سرداروں پر حضرت ﷺ کے برابر درود پڑھتے ہیں سو جب میرا یہ خط تیرے پاس پہنچے تو ان کو حکم کر کہ ان کا درود حضرت ﷺ پر ہو اور مسلمانوں کے واسطے دعا کریں اور جو اس کے سوا ہو اس کو چھوڑ دیں پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نہیں لائق ہے درود پڑھنا کسی پر سوائے حضرت ﷺ کے لیکن مسلمانوں کے واسطے استغفار ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ ہو جاؤ ان لوگوں کی طرح جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی۔

٤٤٢٥ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَّخِلَاسٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا وَّذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا﴾.

۴۴۲۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام شرمیلے مرد تھے اور یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا اے ایمان والو! نہ ہو جاؤ مثل ان لوگوں کی جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی سو پاک کیا ان کو اللہ نے اس سے جو انہوں نے کہا اور تھا اللہ کے یہاں آبرومند۔

فائدہ: یہ حدیث پوری ساتھ شرح اپنی کے احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور طبری وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پہاڑ پر چڑھے ہارون علیہ السلام وہاں مر گئے بنی اسرائیل نے کہا کہ تو نے اس کو مار ڈالا ہے وہ تجھ سے نرم تھا اور ہم سے زیادہ محبت رکھتا تھا سو انہوں نے اس کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا وہ اس کے جنازے کو اٹھا کر بنی اسرائیل کی مجلس پر گزرے تب بنی اسرائیل کو معلوم ہوا کہ وہ اپنی

موت سے مرے، کہا طبری نے احتمال ہے کہ ہو یہ مراد ساتھ ایذا کے بیچ اس آیت کے ﴿لا تکونوا کالذین آذوا موسی﴾ میں کہتا ہوں جو صحیح میں ہے وہ صحیح تر ہے لیکن نہیں مانع ہے یہ کہ ہوں واسطے ایک چیز کے دو سبب یا زیادہ کما تقدم غیر مرۃ .

سُوْرَةُ سَبَإٍ

سورۂ سبا کی تفسیر کا بیان

فائدہ: سبا ایک قوم کا نام ہے ملک یمن میں رہتے تھے۔

يُقَالُ ﴿مُعَاجِزِيْنَ﴾ مُسَابِقِيْنَ ﴿بِمُعْجِزِيْنَ﴾ بِفَآئِتِيْنَ مُعَاجِزِيَّ مُسَابِقِيَّ ﴿سَبَقُوْا﴾ فَاتُوْا ﴿لَا يُعْجِزُوْنَ﴾ لَا يَفُوْتُوْنَ ﴿يَسْبِقُوْنَا﴾ يُعْجِزُوْنَا وَقَوْلُهُ ﴿بِمُعْجِزِيْنَ﴾ بِفَآئِتِيْنَ وَمَعْنَى ﴿مُعَاجِزِيْنَ﴾ مُغَالِبِيْنَ يُرِيْدُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا أَنْ يُّظْهِرَ عَجْزَ صَاحِبِهٖ مِعْشَارٌ عُشْرٌ يُقَالُ الْأُكُلُ الثَّمَرُ ﴿بَاعِدْ﴾ وَبَعِّدْ وَاحِدٌ وَّقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَا يَعْزُبُ﴾ لَا يَغِيْبُ ﴿سَيْلَ الْعَرِمِ﴾ السُّدُّ مَآءٌ أَحْمَرُ أَرْسَلَهُ اللّٰهُ فِي السُّدِّ فَشَقَّهٗ وَهَدَمَهٗ وَحَفَرَ الْوَادِيَ فَارْتَفَعَتَا عَنِ الْجَنْبَتَيْنِ وَغَابَ عَنْهُمَا الْمَآءُ فَيَبِسَتَا وَلَمْ يَكُنِ الْمَآءُ الْأَحْمَرُ مِنَ السُّدِّ وَلٰكِنْ كَانَ عَذَابًا أَرْسَلَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَيْثُ شَآءَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيْلَ الْعَرِمُ الْمُسَنَّاةُ بِلَحْنِ أَهْلِ الْيَمَنِ وَقَالَ غَيْرُهٗ الْعَرِمُ الْوَادِي ﴿اَلسَّابِغَاتُ﴾ اَلدُّرُوْعُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿نُجَازِيْ﴾ يُعَاقَبُ ﴿أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ﴾ بِطَاعَةِ اللّٰهِ

کہا جاتا ہے کہ معاجزین کے معنی اللہ کے قول ﴿والذین یسعون فی آیاتنا معاجزین﴾ میں سابقین ہیں یعنی آگے بڑھنے والے اور معجزین کے معنی ہیں فوت ہونے والے کہ ہمارے قابو میں نہ آو اللہ نے فرمایا ﴿وما انتم بمعجزین فی الارض ولا فی السماء﴾ یہ کلمہ سورۂ عنکبوت میں ہے اور سبقوا کے معنی ہیں فاتوا یعنی ہم سے فوت ہوئے اللہ نے سورۂ انفال میں فرمایا ﴿ولا تحسبن الذین کفروا سبقوا انھم لا یعجزون﴾ اور لا یعجزون کے معنی ہیں نہ فوت ہوں گے ہم سے اور یسبقونا کے معنی ہیں ہم کو عاجز کریں، اللہ نے فرمایا ﴿ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا﴾ اور معنی معاجزین کے مغالبین کے ہیں ہر ایک دونوں میں سے چاہتا ہے کہ اپنے ساتھی کا عجز ظاہر کرے اور معشار کے معنی ہیں دسواں حصہ، اللہ نے فرمایا ﴿وما بلغوا معشار ما آتینھم﴾ ای عشر ما اتیناھم اور اکل کے معنی ہیں پھل، اللہ نے فرمایا ﴿ذواتی اکل خمط واثل﴾ اور باعد اور بعد کے معنی ایک ہیں یعنی دور کر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قالوا ربنا باعد بین اسفارنا﴾ اور کہا مجاہد نے لا یعزب کے معنی ہیں نہیں چھپتا، اللہ نے فرمایا ﴿لا یعزب عنه

﴿مَثْنٰی وَفُرَادٰی﴾ وَاحِدٌ وَّاثْنَيْنِ ﴿اَلتَّنَاوُشُ﴾ اَلرَّدُّ مِنَ الْاٰخِرَةِ إِلَى الدُّنْيَا ﴿وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ﴾ مِنْ مَّالٍ أَوْ وَلَدٍ أَوْ زَهْرَةٍ ﴿بِأَشْيَاعِهِمْ﴾ بِأَمْثَالِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كَالْجَوَابِ﴾ كَالْجَوْبَةِ مِنَ الْأَرْضِ اَلْخَمْطُ الْأَرَاكُ وَالْأَثَلُ الطَّرْفَاءُ الْعَرِمِ الشَّدِيْدُ.

مثقال ذرہ﴾ اور عرم کے معنی ہیں بند جو پانی کو روک رکھے سرخ پانی تھا جس کو اللہ نے بند میں بھیجا سو اس نے بند کو پھاڑ ڈالا اور گرا دیا اور وادی کو کھودا پس اکھڑ گئے دونوں طرف سے یعنی دونوں باغ پانی سے بہہ گئے اور ویران بیابان ہو گئے اور غائب ہوا ان سے پانی سو دونوں سوکھ گئے اور نہ تھا پانی سرخ بند میں لیکن وہ عذاب تھا جس کو اللہ نے ان پر بھیجا جس جگہ سے چاہا اور کہا عمرو بن شرحبیل نے کہ عرم بند ہے اہل یمن کی زبان میں اور اس کے غیر نے کہا کہ عرم کے معنی ہیں وادی، اور سابغات کے معنی ہیں زرہیں، اللہ نے فرمایا ﴿ان اعمل سابغات﴾ ای دروعا واسعة طویلة اور کہا مجاہد نے کہ نجازی کے معنی ہیں سزا دیتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿هل نجازی الا الکفور﴾ اور ﴿اعظکم بواحدة﴾ بطاعة اللّٰه یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں اللہ کی بندگی کی اور مثنی وفرادی کے معنی ہیں ایک ایک اور دو دو، اللہ نے فرمایا ﴿ان تقوموا للّٰه مثنی وفرادی﴾ اور تناوش کے معنی ہیں پھرنا آخرت سے طرف دنیا کی، اللہ نے فرمایا ﴿وانی لهم التناوش من مکان بعید﴾ یعنی آخرت سے طرف دنیا کی، اور بین ما یشتھون کے معنی ہیں جدائی ڈالی گئی درمیان ان کے اور درمیان اس چیز کے کہ ان کے جی چاہتے تھے مال سے اور اولاد سے اور دنیا کی رونق سے اور باشیاعهم کے معنی ہیں ان کی مثالوں سے، اللہ نے فرمایا ﴿کما فعل باشیاعهم﴾ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جواب کے معنی ہیں مانند گڑھے کے

زمین سے، اللہ نے فرمایا ﴿وجفان کالجواب﴾ اور خمط کے معنی ہیں پیلو اور اثل کے معنی ہیں جھاؤ اور عرم کے معنی ہیں سخت۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ مراد ساتھ مسناۃ کے وہ چیز ہے جو بنائی جاتی ہے وادی کی چوڑائی میں تا کہ بلند ہو پانی اور زمین پر بہے اور کہا فراء نے کہ وہ بند تھا اس کے تین دروازے تھے سو اول یہ پانی پہلے دروازے سے لیتے تھے پھر دوسرے سے پھر تیسرے سے اور نہیں تمام ہوتا تھا آئندہ سال تک اور وہ لوگ بہت آسودہ تھے سو جب انہوں نے پیغمبر کی تصدیق سے منہ پھیرا اور ان پر ایمان نہ لائے تو اللہ نے ان کا وہ بند توڑ ڈالا سو ان کی زمین غرق ہوئی اور ریت نے ان کے گھروں کو بھر دیا اور ٹکڑے ہوئے یہاں تک کہ ان کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا عرب کے نزدیک ضرب المثل ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ عرم گھونس (بڑا چوہا، چھچھوندر) کا نام ہے جس سے اس بند کو خراب کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ یہاں تک کہ جب گھبراہٹ دور کی جاتی ہے ان کے دلوں سے تو کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے؟ اوپر والے کہیں حق فرمایا اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا۔

٤٤٢٦ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَآءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ كَأَنَّهٗ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ فَإِذَا ﴿فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا﴾ لِلَّذِيْ قَالَ ﴿الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُ السَّمْعِ هٰكَذَا بَعْضُهٗ فَوْقَ بَعْضٍ وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِكَفِّهٖ فَحَرَفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيْهَا إِلٰى مَنْ

۴۴۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ آسمان میں کوئی حکم کرتا ہے تو فرشتے اپنے پر مارتے ہیں عاجزی کرتے ہوئے واسطے اللہ کے حکم کے یعنی دہشت سے گھبرا جاتے ہیں کہ شاید قیامت کے قائم ہونے کا حکم ہو، ہوتی ہے وہ آواز مسموع مانند آواز زنجیر کی پتھر پر پھر جب دور کی جاتی ہے گھبراہٹ ان کے دل سے تو کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے؟ کہتے ہیں اس کو جس نے پوچھا کہ اللہ نے حق فرمایا اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا سو سنتا ہے اس کو چوری سننے والا اور چوری سننے والا شیطان اس طرح ایک پر ایک اور بیان کیا اس کو سفیان نے اپنے ہاتھ سے اور اس کو ترچھا کیا اور اپنی انگلیوں کو کشادہ کیا سو وہ اس کلمے کو سنتا ہے پھر اس کو اپنے نیچے

تَحْتَهُ ثُمَّ يُلْقِيهَا الْآخَرُ إِلَى مَنْ تَحْتَهُ حَتَّى يُلْقِيَهَا عَلَى لِسَانِ السَّاحِرِ أَوِ الْكَاهِنِ فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا وَرُبَّمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُقَالُ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِي سَمِعَ مِنَ السَّمَآءِ.

والے کی طرف ڈالتا ہے پھر سو دوسرا اس کو اپنے سے نیچے والے کی طرف ڈالتا ہے یہاں تک کہ اس کو ساحر یا کاہن کے منہ میں ڈالتا ہے سو اکثر اوقات پاتا ہے اس کو انگارا پہلے اس سے کہ اس کو دوسرے کی طرف ڈالے یعنی جیسا کہ اکثر رات کے وقت تارا ٹوٹتا نظر آتا ہے سو وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے سو کہا جاتا ہے کہ کیا اس نے فلاں فلاں دن ہم سے ایسا نہیں کہا تھا یعنی سو ہم نے اس کو حق پایا سو لوگ اس کو سچا جانتے ہیں اس ایک بات کے سبب سے جس کو آسمان سے سنا تھا۔

فائدہ: طبرانی نے مرفوع روایت کی ہے کہ جب اللہ کوئی بات کرتا ہے تو آسمان اللہ کے خوف سے سخت کانپتے ہیں پھر جب آسمان والے اس کو سنتے ہیں تو بیہوش ہو کر سجدے میں گر پڑتے ہیں پھر سب سے پہلے پہل جبرئیل علیہ السلام اپنا سر اٹھاتا ہے سو اللہ اس کو پیغام دیتا ہے جو چاہتا ہے جبرئیل علیہ السلام اس کو لے فرشتوں کے پاس پہنچتے ہیں جب کسی پر گزرتا ہے تو آسمان والے پوچھتے ہیں کہ ہمارے رب نے کیا فرمایا؟ جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں حق سو اس کو پہنچاتا ہے جہاں حکم ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ کسی آسمان پر نہیں گزرتا مگر کہ آسمان والے بیہوش ہو جاتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نہیں وہ مگر ڈرانے والا تم کو سخت عذاب سے۔

٤٤٢٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ يَا صَبَاحَاهُ فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ قَالُوا مَا لَكَ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ يُصَبِّحُكُمْ أَوْ يُمَسِّيكُمْ أَمَا كُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي قَالُوا بَلَى قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَّكُمْ

۴۴۲۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صفا پہاڑ پر چڑھے سو فرمایا خبردار ہو جاؤ کہ دشمن آ پہنچا سو قریش آپ کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ کیا حال ہے تیرا کہ تو نے فریاد کی؟ فرمایا بھلا بتلاؤ تو کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ دشمن تم کو لوٹنا چاہتا ہے صبح کو یا شام کو کیا تم مجھ کو سچا نہیں جانو گے؟ انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں؟ فرمایا سو میں تم کو ڈرانے والا ہوں سخت عذاب سے، ابولہب نے کہا تجھ کو ہلاکت ہو کیا اسی واسطے تو نے ہم کو جمع کیا تھا سو اللہ نے یہ سورت اتاری کہ ہلاک ہوئے دونوں ہاتھ ابولہب کے اور

بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ فَقَالَ أَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَّكَ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿تَبَّتْ یَدَا أَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾.

ہلاک ہوا وہ خود۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ کہ پارہ انیسواں صحیح بخاری کا تمام ہوا۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

❀ ...... ❀ ...... ❀

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۰

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَهٰذِهٖ تَرْجَمَةُ لِلْجُزْءِ الْوَاحِدِ وَعِشْرِيْنَ مِنْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَفَّقَنَا اللّٰهُ لِانْتِهَآئِهٖ كَمَا وَفَّقَنَا لِابْتِدَآئِهٖ.

سُوْرَةُ الْمَلَائِكَةِ

سورۂ ملائکہ کی تفسیر کا بیان

قَالَ مُجَاهِدٌ اَلْقِطْمِيْرُ لِفَافَةُ النَّوَاةِ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ قطمیر کے معنی ہیں چھلکا گٹھلی کا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والذین تدعون من دونه مایملکون من قطمیر﴾ یعنی جن کو تم پکارتے ہو اس کے سوا مالک نہیں ایک چھلکے کے۔

﴿مُثْقَلَةٌ﴾ مُثَقَّلَةٌ.

یعنی مثقلة مخفف ساتھ معنی مثقله مشدد کے ہے یعنی بھاری بوجھ والا اول اثقال سے ہے اور دوسرا تثقیل سے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وان تدع مثقلة الی حملها لا یحمل منه شیء﴾.

وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿اَلْحَرُوْرُ﴾ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ.

اور مجاہد کے غیر نے کہا کہ حرور دن میں ہے ساتھ سورج کے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْحَرُوْرُ بِاللَّيْلِ وَالسَّمُوْمُ بِالنَّهَارِ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حرور رات میں ہے اور سموم دن میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والظل والحرور﴾ یعنی نہیں برابر ہے سایہ اور نہ لو۔

فائدہ: مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ ہے کہ حرور اس لو کو کہتے ہیں جو رات کو چلتی ہے اور سموم اس ہوا کو کہتے ہیں جو دن کو چلتی ہے۔

﴿وَغَرَابِيْبُ﴾ اَشَدُّ سَوَادِ الْغِرْبِيْبُ الشَّدِيْدُ السَّوَادِ.

یعنی غرابیب کے معنی ہیں نہایت سیاہ اور غربیب نہایت سیاہ گھاٹی۔

سُوْرَةُ يٰسٓ

سورۂ یٰس کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فَعَزَّزْنَا﴾ شَدَّدْنَا.

یعنی کہا مجاہد نے کہ عززنا کے معنی ہیں ہم نے زور دیا تیسرے سے۔

﴿يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ﴾ كَانَ حَسْرَةً عَلَيْهِمْ اِسْتِهْزَآؤُهُمْ بِالرُّسُلِ.

یعنی مراد حسرت سے اس آیت میں یہ ہے کہ کافر لوگ قیامت کے دن اپنے حال پر افسوس کریں گے اس سبب سے کہ انہوں نے پیغمبروں کے ساتھ ٹھٹھا کیا۔

فائدہ: اور یا یہ افسوس ہے فرشتوں اور مسلمانوں سے کافروں کے حال پر کہ انہوں نے پیغمبروں کے ساتھ ٹھٹھا کیا۔

﴿أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ﴾ لَا يَسْتُرُ ضَوْءُ أَحَدِهِمَا ضَوْءَ الْاٰخَرِ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهُمَا ذٰلِكَ.

یعنی اللہ تعالیٰ کے قول ﴿لا الشمس ینبغي لها ان تدرك القمر﴾ کے معنی ہیں ایک کی روشنی دوسرے کی روشنی کو نہیں چھپاتی اور نہ ان کو یہ لائق ہے کہ ایک دوسرے کو ڈھانکیں۔

﴿سَابِقُ النَّهَارِ﴾ يَتَطَالَبَانِ حَثِيْثَيْنِ.

یعنی سابق النہار کے معنی ہیں کہ نہ رات آگے بڑھے دن سے ایک دوسرے کو طلب کرنے میں کوشش سے۔

﴿نَسْلَخُ﴾ نُخْرِجُ أَحَدَهُمَا مِنَ الْاٰخَرِ وَيَجْرِيْ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا.

یعنی معنی نسلخ کے اللہ کے اس قول میں ﴿نسلخ منه النهار﴾ یہ ہیں کہ ہم نکالتے ہیں ایک کو دوسرے سے اور چلتا ہے ہر ایک ان دونوں میں سے۔

﴿مِنْ مِّثْلِهٖ﴾ مِنَ الْأَنْعَامِ.

یعنی مراد اللہ تعالیٰ کے قول من مثله سے چوپائے ہیں یعنی مثل چوپایوں کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿من مثله ما یرکبون﴾۔

فائدہ: کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد ساتھ مثل کے اس جگہ کشتیاں ہیں اور ترجیح دی گئی ہے اس قول کو واسطے دلیل اس آیت کے جو اس کے بعد ہے کہ ﴿وان نشأنغرقهم﴾ اس واسطے کہ غرق چوپایوں میں نہیں ہوتا۔

﴿فَكِهُوْنَ﴾ مُعْجَبُوْنَ.

یعنی فکھون کے معنی ہیں خوش ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان اصحاب الجنة اليوم في شغل فكهون﴾۔

﴿جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ﴾ عِنْدَ الْحِسَابِ.

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ وہ بت ان کے واسطے ایک فوج ہے حاضر کی گئی یعنی وقت حساب

کے کہا۔

فائدہ: ابن کثیر نے کہ مراد یہ ہے کہ بت اکٹھے کیے جائیں گے دن قیامت کے حاضر کیے جائیں وقت حساب کرنے ان کے پوجنے والوں کے تاکہ ہو یہ ابلغ بیچ غمگین ہونے ان کے اور قوی تر بیچ قائم کرنے حجت کے اوپر ان کے۔

وَيُذْكَرُ عَنْ عِكْرِمَةَ ﴿الْمَشْحُوْنِ﴾ الْمُوْقَرُ.

ذکر کیا جاتا ہے عکرمہ سے کہ مشحون کے معنی ہیں بھرے ہوئے بوجھ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿طَآئِرُكُمْ﴾ مَصَائِبُكُمْ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ طائرکم کے معنی ہیں تمہاری مصیبتیں تمہارے ساتھ ہیں۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں آیا ہے کہ طائرکم کے معنی ہیں عمل تمہارے۔

﴿يَنْسِلُوْنَ﴾ يَخْرُجُوْنَ.

ینسلون کے معنی ہیں نکلیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فاذاهم من الاجداث الٰی ربهم ینسلون﴾ یعنی پس اچانک وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف نکل پڑیں گے۔

﴿مَرْقَدِنَا﴾ مَخْرَجِنَا.

مرقدنا کے معنی ہیں ہمارے نکلنے کی جگہ سے، اللہ نے فرمایا ﴿من بعثنا من مرقدنا﴾۔

﴿أَحْصَيْنَاهُ﴾ حَفِظْنَاهُ.

احصیناہ کے معنی ہیں ہم نے اس کو نگاہ رکھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وكل شیء احصیناه فی امام مبین﴾ یعنی ہر چیز ہم نے نگاہ میں رکھی ہے کتاب ظاہر میں۔

مَكَانَتُهُمْ وَمَكَانُهُمْ وَاحِدٌ.

یعنی ان دونوں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی اپنی جگہ میں

فائدہ: کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿ولا نشاء لمسخناهم﴾ میں کہ اگر ہم چاہیں تو ان کو ہلاک کر ڈالیں اپنے گھروں میں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور سورج چلا جاتا ہے اپنے ٹھہرنے کی راہ پر یہ اندازہ ہے اللہ غالب دانا کا۔

٤٤٢٨ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوْبِ

۴۴۲۸۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں تھا سورج ڈوبتے وقت سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر کیا تو جانتا ہے کہ سورج کہاں ڈوبتا ہے؟ یعنی غروب ہونے کے بعد کہاں جاتا ہے؟

الشَّمْسِ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَدْرِي أَيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾.

میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول دانا تر ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک وہ جاتا ہے یہاں تک کہ سجدہ کرتا ہے عرش کے نیچے سو یہی مطلب ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ سورج چلتا ہے اپنی قرار گاہ تک یہ اندازہ ٹھہرایا ہوا ہے عزت والے دانا کا۔

فائدہ: یہ روایت مختصر ہے اور نسائی کی روایت میں ہے کہ جاتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے پہنچتا ہے اپنے رب کے پاس، پھر اجازت مانگتا ہے کہ چڑھے پھر اس کو اجازت ملتی ہے اور قریب ہے کہ وہ اجازت مانگے گا اور اس کو اجازت نہیں ملے گی اور سفارش کروا دے گا سو جب یہاں نوبت پہنچے گی تو اس کو کہا جائے گا کہ اپنے ڈوبنے کی جگہ سے چڑھ سو یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا کہ سورج چلتا ہے اپنی قرار گاہ تک۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ جاتا ہے اور سجدہ کرنے کی اجازت مانگتا ہے پھر اس کو اجازت ملتی ہے اور گویا کہ اس کو کہا جاتا ہے کہ چڑھ جدھر سے تو آتا ہے سو پچھم کی طرف سے نکلے گا، پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ یہ ہے اندازہ اس کا اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ قرار گاہ اس کی یہ ہے کہ چڑھتا ہے سو آدمیوں کے گناہ اس کو پھیر دیتے ہیں پھر جب ڈوبتا ہے تو سجدہ کرتا ہے اور اجازت مانگتا ہے سو اس کو اجازت نہیں ملتی پھر ٹھہرا رہے گا جب تک کہ اللہ چاہے گا پھر اس کو کہا جائے گا کہ چڑھ جہاں تو غروب ہوا تھا۔ کہا اور اس دن قیامت تک کسی جی کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گا اور بہر حال قول اس کا تحت العرش سو بعضوں نے کہا کہ یہ وقت مقابل ہونے اس کے ہے اور نہیں مخالف ہے یہ اللہ کے اس قول کے ﴿وجدها تغرب فی عین حمئة﴾ یعنی پایا اس کو ذوالقرنین نے ڈوبتا ہوا دلدل کی نہر میں اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے نہایت پہنچنے نظر کی ہے طرف اس کی وقت غروب ہونے کے اور سجدہ کرنا اس کا عرش کے نیچے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ بعد غروب ہونے کے ہے اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مراد ساتھ قرار گاہ اس کے غایت اس چیز کی ہے کہ پہنچتا ہے اس کی طرف بلندی میں اور یہ دراز تر دن ہے سال میں اور بعضوں نے کہا کہ طرف انتہا اپنے امر کے وقت منتہی ہونے دنیا کے اور کہا خطابی نے کہ احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ استقرار اس کے نیچے عرش کے یہ کہ وہ قرار پکڑتا ہے نیچے اس کے ایسا استقرار کہ ہم اس کا احاطہ نہیں کر سکتے، میں کہتا ہوں اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ مراد ساتھ استقرار کے واقع ہونا اس کا ہے ہر دن رات میں وقت سجدہ کرنے اس کے کی اور مقابل استقرار کے وہ مسیر دائم ہے جو تعبیر کیا گیا ہے ساتھ جریان کے۔ (فتح)

٤٤٢٩ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ

۴۴۲۹۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا﴾ قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ.

حضرت ﷺ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی اور سورج چلتا ہے اپنی قرار گاہ تک حضرت ﷺ نے فرمایا اس کی قرار گاہ عرش کے نیچے ہے۔

سُوْرَةُ الصَّآفَّاتِ

سورۂ صافات کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ﴾ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ ﴿وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ﴾ يُرْمَوْنَ ﴿وَاصِبٌ﴾ دَآئِمٌ لَّازِبٌ لَازِمٌ.

اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر قول اس کے ﴿ویقذفون﴾ کہ پھینکتے ہیں ساتھ غیب کے مکان دور سے ہر مکان سے یعنی کہتے ہیں کہ وہ ساحر ہے، وہ کاہن ہے، وہ شاعر ہے یہ بن دیکھے تیر پھینکتے ہیں اور معنی ﴿یقذفون﴾ کے یرمون ہیں، یعنی پھینکتے جاتے ہیں ہر طرف سے واسطے ہانکنے کے اور واصب کے معنی ہیں دائم یعنی اس آیت میں ﴿ولھم عذاب واصب﴾ اور لازب کے معنی ہیں چپکتے یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿من طین لازب﴾.

﴿تَأْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ﴾ يَعْنِي الْحَقَّ الْكُفَّارُ تَقُوْلُهُ لِلشَّيْطَانِ.

یعنی مراد یمین سے اللہ کے اس قول میں حق ہے کافر لوگ اس کو شیطان کے واسطے کہیں گے یعنی کہیں گے تم ہی تھے کہ آتے تھے ہمارے پاس جہت حق سے اور اس کو ہم پر ملاتے تھے یعنی ہم کو حق میں شبہ ڈالتے تھے۔

﴿غَوْلٌ﴾ وَجَعُ بَطْنٍ.

غول کے معنی ہیں درد پیٹ۔

﴿يُنْزَفُوْنَ﴾ لَا تَذْهَبُ عُقُوْلُهُمْ.

یعنی ینزفون کے معنی ہیں کہ ان کے عقل دور نہیں ہوں گے اللہ نے فرمایا ﴿ولا هم عنها ینزفون﴾.

﴿قَرِيْنٌ﴾ شَيْطَانٌ.

اور قرین سے مراد شیطان ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان کان لی قرین﴾.

﴿يُهْرَعُوْنَ﴾ كَهَيْئَةِ الْهَرْوَلَةِ.

یعنی یھرعون کے معنی ہیں دوڑائے جاتے ہیں جلد چلنے والے کی صورت پر اللہ پاک نے فرمایا ﴿فھم علی

آثارھم یھرعون ﴾.

﴿يَزِفُّوْنَ﴾ النَّسَلَانُ فِي الْمَشْيِ.

یعنی یزفون کے معنی ہیں جلد چلنا ساتھ قریب قریب رکھنے پاؤں کے ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فاقبلوا الیه یزفون﴾.

﴿وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا﴾ قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ وَأُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ﴾ سَتُحْضَرُ لِلْحِسَابِ.

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ کفار قریش نے کہا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کی مائیں سردار جنوں کی بیٹیاں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور البتہ جانا ہے جنوں نے کہ بیشک وہ حاضر کیے جائیں گے واسطے حساب کے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ﴾ الْمَلَائِكَةُ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ قول فرشتوں کا ہے۔

﴿صِرَاطِ الْجَحِيْمِ﴾ ﴿سَوَآءِ الْجَحِيْمِ﴾ وَوَسَطِ الْجَحِيْمِ.

یعنی مراد اللہ تعالیٰ کے قول ﴿صراط الجحیم﴾ سے راہ دوزخ کی ہے اور وسط دوزخ کا یا ان تینوں کے ایک معنی ہیں یعنی راہ دوزخ کی۔

﴿لَشَوْبًا﴾ يُخْلَطُ طَعَامُهُمْ وَيُسَاطُ بِالْحَمِيْمِ.

لشوبا کے معنی ہیں کہ ان کا کھانا گرم پانی سے ملایا جائے گا ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ثم ان لھم علیھا لشوبا من حمیم﴾ یعنی پھر ان کو اس کے اوپر ملونی جلتے پانی کی۔

﴿مَدْحُوْرًا﴾ مَطْرُوْدًا.

مدحورا کے معنی ہیں بچھاڑا ہوا۔

فائدہ: بعض روایتوں میں یہ سب الفاظ نہیں اور بعض نے کہا کہ اس نے چاہا تھا کہ دحورا تفسیر کرے جو صافات میں ہے سو اس نے مدحورا کو تفسیر کیا۔

﴿بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ﴾ اَللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُوْنُ.

یعنی مراد ساتھ بیض کے موتی ہیں یعنی موتی ہیں چھپے دھرے، اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿کانھن بیض مکنون﴾.

﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ﴾ يُذْكَرُ بِخَيْرٍ.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ نیکی سے یاد کیا جاتا ہے۔

وَيُقَالُ ﴿يَسْتَسْخِرُوْنَ﴾ يَسْخَرُوْنَ.

یعنی ان دونوں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی ٹھٹھا کرتے ہیں۔

﴿بَعْلًا﴾ رَبًّا.

یعنی بعلا کے معنی ہیں رب، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اتدعون بعلا﴾.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ یونس علیہ السلام بے پیغمبروں میں سے۔

٤٤٣٠ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ أَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى.

۴۴۳۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لائق نہیں کسی کو کہ یونس بن متیٰ علیہ السلام سے بہتر بنے۔

٤٤٣١ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ.

۴۴۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کہے کہ میں بہتر ہوں یونس علیہ السلام پیغمبر متی کے بیٹے سے تو وہ جھوٹا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔

سُوْرَةُ صٓ

سورۂ ص کی تفسیر کا بیان

٤٤٣٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَوَّامِ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنِ السَّجْدَةِ فِيْ صٓ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ ﴿أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْجُدُ فِيْهَا.

۴۴۳۲۔ حضرت عوام رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے مجاہد رحمہ اللہ سے سورۂ ص کے سجدہ کا حکم پوچھا اس نے کہا کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اس کا کیا حکم ہے؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یعنی یہ آیت پڑھی کہ یہ لوگ ہیں جن کو ہدایت دی اللہ نے سو تو چل ان کی راہ یعنی جب داؤد علیہ السلام نے سجدہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے ان کی پیروی کرنے کا تو اس سورۂ میں سجدہ کرنا چاہیے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس میں سجدہ کیا کرتے تھے۔

٤٤٣٣ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ الطَّنَافِسِيُّ عَنِ الْعَوَّامِ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنْ سَجْدَةٍ فِيْ صٓ فَقَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ أَيْنَ سَجَدْتَ فَقَالَ أَوَ مَا تَقْرَأُ ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ﴾ ﴿أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ فَكَانَ دَاوٗدُ مِمَّنْ أُمِرَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّقْتَدِيَ بِهٖ فَسَجَدَهَا دَاوٗدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَجَدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۴۳۳۔حضرت عوام رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے مجاہد رحمہ اللہ سے سورہ ص کے سجدے کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ تو نے کہاں سے سجدہ کیا ہے، یعنی کس دلیل سے؟ تو اس نے کہا کہ کیا تو نہیں پڑھتا یہ آیت اور ہدایت دی ہم نے اس کی اولاد سے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کو یہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی سو تو چل ان کی راہ سو داؤد علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں کہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی پیروی کا حکم ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سجدہ کیا۔

فائدہ: سورۂ ص کے سجدے کا بیان سجدہ تلاوت کی کتاب میں ہو چکا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اگلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے اور یہ مسئلہ مشہور ہے اصول میں اور ہم نے اس کو دوسری جگہ میں بیان کیا ہے۔ (فتح)

﴿عُجَابٌ﴾ عَجِيْبٌ.

یعنی عجاب کے معنی ہیں عجیب، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان هذا لشيء عجيب﴾.

اَلْقِطُّ الصَّحِيْفَةُ هُوَ هَا هُنَا صَحِيْفَةُ الْحِسَابِ.

یعنی قط کے معنی ہیں صحیفہ اور وہ اس جگہ صحیفہ حساب کا ہے یعنی نامہ حساب کا۔

فائدہ: قط کے اصل معنی ہیں نوشتہ اور وہ ماخوذ ہے قط الشيء سے جب کہ اس کو کاٹے اور معنی یہ ہیں کہ ایک ٹکڑا اس چیز سے کہ وعدہ کیا ہے تم نے ہم سے اس کا اور نوشتہ پر بھی قط بولا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ بھی ایک حصہ ہے کہ جدا کیا جاتا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فِيْ عِزَّةٍ﴾ مُعَازِّيْنَ.

اور کہا مجاہد نے کہ فی عزة کے معنی ہیں کہ وہ سرکشی کرنے والے ہیں۔

فائدہ: اور اس کے غیر نے کہا کہ تکبر میں ہیں حق سے یعنی نہیں کافر ہوا جو کافر ہوا ساتھ اس کے واسطے کسی خلل کے کہ اس میں پایا ہو بلکہ کفر کیا ساتھ اس کے واسطے تکبر کے اور حمیت جاہلیت کے، اللہ نے فرمایا ﴿بل الذين كفروا في عزة وشقاق﴾.

﴿اَلْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ﴾ مِلَّةُ قُرَيْشٍ. یعنی مراد ملة آخرة سے دین قریش کا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿ما سمعنا بهذا فی الملة الآخرة﴾۔

اَلْاِخْتِلَاقُ الْكَذِبُ. اختلاق کے معنی ہیں جھوٹ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿ان هذا الا اختلاق﴾۔

اَلْأَسْبَابُ طُرُقُ السَّمَآءِ فِیْ أَبْوَابِهَا. یعنی اسباب کے معنی ہیں آسمان کے راہ اس کے دروازوں میں، اللہ نے فرمایا﴿فليرتقوا فى الاسباب﴾ یعنی پس چاہیے کہ چڑھ جائیں آسمان کی راہوں میں۔

قَوْلُهٗ ﴿جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ﴾ يَعْنِيْ قُرَيْشًا. یعنی مراد جند سے اس جگہ کفار قریش ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک لشکر ہے اس جگہ شکست دیا گیا۔

فائدہ: اور جند خبر ہے مبتدا محذوف کی اے ھم اور ما زائدہ ہے یا صفت ہے واسطے جند کے اور ھنا لک اشارہ ہے طرف مکان مراجعت کے اور مھزوم صفت ہے واسطے جند کے یعنی شکست دیئے جائیں گے اس مکان میں اور وہ خبر ہے غیب کی اس واسطے کہ شکست ہوئی ان کو اس کے بعد مکے میں لیکن وارد ہوتا ہے اس پر جو طبرانی نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو وعدہ دیا اور حالانکہ آپ مکے میں تھے کہ مشرکوں کی فوج کو شکست ہوگی سو مطابق اس کے واقع ہوا کہ جنگ بدر میں ان کو شکست ہوئی اس بنا پر پس ھنا لک ظرف ہے واسطے مراجعت کے فقط اور شکست کا مکان مذکور نہیں ہوا۔ (فتح)

﴿أُولٰٓئِكَ الْأَحْزَابُ﴾ اَلْقُرُوْنُ الْمَاضِيَةُ. یعنی مراد اولٰئك الاحزاب سے امتیں ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں۔

﴿فَوَاقٍ﴾ رُجُوْعٍ. اور فواق کے معنی ہیں رجوع، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مالها من فواق﴾۔

فائدہ: اور سدی سے روایت ہے کہ نہیں واسطے ان کے افاقہ اور نہ پھرنا طرف دنیا کے۔

﴿قِطَّنَا﴾ عَذَابَنَا. اور قطنا کے معنی ہیں ہمارا عذاب۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿عجل لنا قطنا قبل یوم الحساب﴾ اور نہیں مخالفت ہے درمیان اس کے اور درمیان ماتقدم کے اس واسطے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ مراد ساتھ قول ان کے قطنا یعنی حصہ ہمارا ہے عذاب سے اور اسی طرح روایت کی ہے عبدالرزاق نے قتادہ رحمہ اللہ سے اور وہ مشابہ ہے ان کے اس قول کو ﴿واذ قالوا اللهم ان كان هذا هو الحق من عندك﴾ الآیۃ اور قول دوسروں کا ﴿فأتنا بما تعدنا ان كنت من الصادقين﴾ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ مراد حصہ ہمارا ہے بہشت سے اور کہا طبری نے کہ سب اقوال ہیں قریب تر طرف صواب کے یہ قول ہے کہ سوال کیا انہوں نے کہ ان کو اپنا لکھا حصہ ملے نیکی یا بدی سو جو وعدہ دیا ہے اللہ نے اپنے بندوں کو آخرت میں یہ کہ جلدی دیا جائے گا ان کو یہ دنیا میں واسطے ٹھٹھا کرنے کے ان سے اور عناد کے۔ (فتح)

﴿اَتَّخَذْنَاهُمْ سُخْرِيًّا﴾ أَحَطْنَا بِهِمْ.

یعنی اتخذناھم کے معنی ہیں احاطہ کیا ہم نے ان کو ٹھٹھے سے۔

﴿أَتْرَابٌ﴾ أَمْثَالٌ.

اتراب کے معنی ہیں ہم مثل اور ہم عمر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وعندھم قاصرات الطرف اتراب﴾ یعنی ان کے پاس عورتیں ہیں نیچی نظر والیاں ہم عمر۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْأَيْدُ الْقُوَّةُ فِي الْعِبَادَةِ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد اید سے قوت ہے عبادت میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿داؤد ذا الاید﴾.

اَلْأَبْصَارُ الْبَصَرُ فِي أَمْرِ اللّٰهِ.

یعنی مراد ابصار سے نظر کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے کام میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اولی الایدی والابصار﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد اہل قوت ہیں عبادت میں اور سوچ والے ہیں دین میں۔

﴿حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ﴾ مِنْ ذِكْرٍ.

یعنی حرف عن اس قول میں ساتھ معنی من کے ہے اور مراد ساتھ خیر کے گھوڑے ہیں۔

طَفِقَ مَسْحًا يَّمْسَحُ أَعْرَافَ الْخَيْلِ وَعَرَاقِيْبَهَا.

یعنی اللہ تعالیٰ کے قول طفق مسحا کے معنی ہیں کہ لگے ہاتھ پہنچانے گھوڑوں کی گردن کے بالوں کو اور ان کی کوچوں کو یعنی گھوڑوں کو ذبح کر ڈالا۔

﴿اَلْأَصْفَادِ﴾ الْوَثَاقِ.

یعنی اصفاد کے معنی ہیں زنجیر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وآخرین مقرنین فی الاصفاد﴾.

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ کہا سلیمان علیہ السلام نے کہ اے رب میرے! دے مجھ کو ایسی بادشاہی کہ میرے بعد پھر ویسی کسی کو نہ ملے بیشک تو ہے سب بخشنے والا۔

فائدہ: اس کی شرح سلیمان علیہ السلام کے ترجمہ میں احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔

٤٤٣٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَّمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عِفْرِيْتًا مِّنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ أَوْ كَلِمَةً نَّحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلَاةَ فَأَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْهُ وَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تُصْبِحُوْا وَتَنْظُرُوْا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ ﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ﴾ قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهُ خَاسِئًا.

۴۴۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنوں میں سے ایک سرکش آج رات کو میرے آگے کود پڑا یا کوئی اور کلمہ اس کی مانند فرمایا تا کہ میری نماز کو توڑ دے سو اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے قابو میں کر دیا سو میں نے چاہا کہ اس کو مسجد کے کسی ستون میں باندھ دوں تا کہ تم سب لوگ اس کو صبح کے وقت دیکھو پھر مجھ کو یاد آئی اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا وہ یہ دعا تھی کہ اے رب میرے! بخش مجھ کو ایسی بادشاہی کہ میرے بعد پھر ویسی کسی کو نہ ملے کہا روح نے کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دھکیل دیا ذلیل کر کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ پھر مجھ کو یاد آئی اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا تو اس کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور روایت کی ہے طبری نے قتادہ سے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ نہ چھین مجھ سے بادشاہی جیسے تو نے مجھ سے پہلی بار چھینی اور ظاہر حدیث کا اس تاویل کو رد کرتا ہے اور شاید قتادہ کی اس تاویل کا سبب یہ ہے جو بعض ملحدوں نے سلیمان علیہ السلام پر طعن کیا ہے اور نسبت کیا ہے اس کو اس میں طرف حرص کے اوپر مستقبل اور اکیلے ہونے کے ساتھ نعمت دنیا کے اور پوشیدہ رہا اس پر یہ کہ یہ حرص ان کی اللہ کی اجازت سے تھی اور بیشک تھا یہ معجزہ واسطے ان کے جیسا کہ خاص کیا گیا ہے ہر پیغمبر ساتھ ایک معجزے کے سوائے غیر اپنے کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں میں تکلف کرنے والوں سے یعنی بغیر تحقیق کے وحی کا دعویٰ کروں۔

٤٤٣٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ يٰأَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَّقُوْلَ لِمَا لَا يَعْلَمُ اللّٰهُ

۴۴۳۵۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس داخل ہوئے اس نے کہا کہ اے لوگو! جو کچھ چیز جانے سو چاہیے کہ اس کو کہے اور جو نہ جانے سو چاہیے کہ کہے اللہ تعالیٰ زیادہ تر جاننے والا ہے اس واسطے کہ علم سے ہے یہ کہ کہے جو نہ جانے کہ اللہ تعالیٰ دانا تر ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ میں تم سے اس پر کچھ

أَعْلَمُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنِ الدُّخَانِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا قُرَيْشًا إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَبْطَأُوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ فَحَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى أَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْجُلُوْدَ حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ يَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ دُخَانًا مِّنَ الْجُوْعِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ قَالَ فَدَعَوْا ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُوْنَ أَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ. ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ. إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيْلًا إِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ﴾ أَفَيُكْشَفُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ فَكُشِفَ ثُمَّ عَادُوْا فِيْ كُفْرِهِمْ فَأَخَذَهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى إِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ﴾.

مزدوری نہیں مانگتا اور نہیں میں تکلف کرنے والوں سے اور میں تم سے بیان کرتا ہوں حال دخان کا، اس کا بیان یوں ہے کہ حضرت ﷺ نے کفار قریش کو اسلام کی دعوت دی سو انہوں نے اسلام کے قبول کرنے میں آپ پر دیر کی حضرت ﷺ نے ان پر بد دعا کی سو فرمایا کہ الٰہی! میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط ڈال یوسف علیہ السلام کا سا قحط سات برس کا سو ان پر قحط پڑا کہ اس نے ہر چیز کو فنا کیا یہاں تک کہ انہوں نے مردار اور چمڑوں کو کھایا یہاں تک کہ مرد اپنے اور آسمان کے درمیان بھوک کے سبب سے دھواں دیکھنے لگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو تو راہ دیکھ جس دن کہ لائے آسمان دھواں صریح جو گھیرے لوگوں کو یہ ہے دکھ کی مار، کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سو انہوں نے دعا کی کہ اے ہمارے رب! کھول دے ہم سے عذاب ہم ایمان لاتے ہیں کہاں ہے ان کو نصیحت لینی اور آ چکا ان کے پاس رسول کھول کر سنانے والا پھر پیٹھ پھیری انہوں نے اس سے اور کہنے لگے سکھایا ہوا ہے باؤلا، ہم کھولتے ہیں عذاب تھوڑے دنوں تم پھر وہی کرتے ہو کیا پس کھولا جائے گا ان سے عذاب قیامت کے دن پھر اپنے کفر کی طرف پھرے سو اللہ تعالیٰ نے ان کو جنگ بدر کے دن پکڑا، اللہ نے فرمایا جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

فائدہ: اس کی شرح کچھ پہلے گزر چکی ہے اور کچھ آئندہ آئے گی۔ (فتح)

سُوْرَةُ الزُّمَرِ

سورۂ زمر کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ﴾ يُجَرُّ عَلٰى وَجْهِهٖ فِي النَّارِ وَهُوَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿أَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَّنْ

اور کہا مجاہد نے کہ اللہ کے قول یتقی بوجھہ کے معنی ہیں آگ میں اپنے منہ پر کھینچا جائے گا اور وہ مانند قول اس کے کی ہے کیا جو آگ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا

﴿يَأْتِي آمِنًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ﴾. جو امن کے ساتھ آئے گا۔

فائدہ: اور مراد اس کی ساتھ ہم مثل ہونے کے یہ ہے کہ دونوں میں حذف ہے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے بشر سے کہ یہ آیت ابوجہل اور عمار کے حق میں اتری مراد ﴿افمن يلقى فى النار﴾ سے ابوجہل ہے اور ﴿امن ياتى امنا﴾ سے عمار ہے اور ذکر کیا ہے طبری نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس کو دوزخ کی طرف لایا جائے گا اس حال میں کہ اس کے دونوں ہاتھ مونڈھوں پر جکڑے ہوں گے پھر اس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا سو پہلے پہل آگ اس کے منہ کو لگے گی اور ذکر کیا ہے عربی والوں نے کہ من افمن میں موصولہ ہے بیچ محل رفع کے مبتدا ہونے کی بنا پر اور اس کی خبر محذوف ہے تقدیر اس کی یہ ہے أهو كمن أمن العذاب ۔ (فتح)

﴿غَيْرَ ذِىْ عِوَجٍ﴾ لَبْسٍ. یعنی عوج کے معنی لبس کے ہیں۔

فائدہ: اور یہ تفسیر ہے ساتھ لازم کے اس واسطے کہ جس میں لبس ہو وہ مستلزم ہے کجی کے معنی میں، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد ساتھ غير ذی عوج کے یہ ہے کہ وہ مخلوق نہیں۔

﴿وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ﴾ مَثَلٌ لِآلِهَتِهِمُ الْبَاطِلِ وَالْإِلٰهِ الْحَقِّ. یعنی اللہ تعالیٰ کا قول ﴿ورجلا سلما لرجل﴾ مثال ہے ان کے جھوٹے خداؤں کی اور سچے خدا کی یعنی جس غلام کے چند مالک ہوں وہ ضائع ہو جاتا ہے کوئی اس کی پوری خبر نہیں لیتا اسی طرح جو بہت معبودوں کو پوجتا ہے وہ ضائع ہو جاتا ہے اور جو خالص ایک کا ہو وہ اس کے سب کاموں کی خبر لیتا ہے۔

﴿وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهِ﴾ بِالْأَوْثَانِ. یعنی ڈراتے ہیں تجھ کو کافر ساتھ ان لوگوں کے جو اللہ کے سوا ہیں یعنی بتوں کے مراد الذين من دونه سے اللہ کے اس قول میں بت ہیں۔

﴿خَوَّلْنَا﴾ أَعْطَيْنَا. یعنی خولنا کے معنی ہیں اعطینا ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ثم اذا خولناه نعمة منا﴾ یعنی پھر جب ہم اس کو نعمت دیتے ہیں۔

﴿وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ﴾ اَلْقُرْاٰنُ ﴿وَصَدَّقَ بِهٖ﴾ اَلْمُؤْمِنُ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ هٰذَا الَّذِىْ أَعْطَيْتَنِىْ یعنی مراد ساتھ صدق کے اللہ کے اس قول میں قرآن ہے اور مراد صدق بہ سے ایماندار ہے کہ قیامت کے دن آئے گا کہے گا یہ ہے جو کچھ تو نے مجھ کو دیا عمل کیا میں

عَمِلْتُ بِمَا فِيهِ.

نے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ مراد ساتھ اللہ کے اس قول کے وہ شخص ہے جو قیامت کے دن قرآن کے ساتھ آئے گا سو کہے گا کہ یہ ہے جو تو نے ہم کو دیا عمل کیا ہم نے اس چیز کے ساتھ کہ اس میں ہے اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مراد ساتھ ﴿والذی جآء بالصدق﴾ کے حضرت محمد ﷺ ہیں اور مراد ساتھ ﴿والذی صدق به﴾ کے ایماندار ہیں، روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ صدق کے لا الہ الا اللہ ہے اور صدق بہ کے معنی ہیں کہ رسول کو سچا جانا اور سدی سے روایت ہے کہ مراد ﴿الذی جآء بالصدق﴾ سے جبرئیل علیہ السلام ہے اور مراد صدق سے قرآن ہے اور مراد ساتھ ﴿والذی صدق به﴾ کے محمد ﷺ ہیں اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ﴿والذی جآء بالصدق﴾ سے محمد ﷺ ہیں اور مراد ﴿والذی صدق به﴾ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿مُتَشَاكِسُوْنَ﴾ الرَّجُلُ الشَّكِسُ الْعَسِرُ لَا يَرْضٰى بِالْإِنْصَافِ وَرَجُلًا سِلْمًا وَّيُقَالُ ﴿سَالِمًا﴾ صَالِحًا.

یعنی شکس وہ مرد ہے جو انصاف کے ساتھ راضی نہ ہو اللہ نے فرمایا ﴿ضرب اللّٰه مثلا رجلا فيه شركاء متشاكسون﴾ یعنی بیان کی اللہ نے ایک مثال ایک مرد ہے اس میں کئی شریک ہیں جو انصاف کے ساتھ راضی نہیں ہوتے مراد یہ ہے کہ شکس جو صفت مشبہ ہے وہ بھی اسی باب سے ہے اور قرآن میں باب تفاعل سے آیا ہے جو ساتھ معنی مشترک ہونے کے ہے قوم میں اور بعض نے سلما کو سالما پڑھا ہے دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی پورا۔

﴿اِشْمَأَزَّتْ﴾ نَفَرَتْ.

اور اشمازت کے معنی ہیں نفرت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿واذا ذكر اللّٰه وحده اشمأزت قلوب الذين لا يؤمنون﴾ یعنی جب اکیلے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے تو نفرت کرتے ہیں دل بے ایمانوں کے۔

﴿بِمَفَازَتِهِمْ﴾ مِنَ الْفَوْزِ.

بمفازتهم ماخوذ ہے فوز سے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وينجي اللّٰه الذين اتقوا بمفازتهم﴾ یعنی بنجاتهم یعنی بچائے گا اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کو ساتھ

ان کی نجات کے۔

﴿حَآفِّيْنَ﴾ أَطَافُوْا بِهِ مُطِيْفِيْنَ بِحِفَافَيْهِ بِجَوَانِبِهِ.

اور حافین کے معنی ہیں کہ عرش کے گرد اگرد ہو رہے ہیں اور حفافیه کے معنی ہیں اس کی طرفوں میں۔

﴿مُتَشَابِهًا﴾ لَيْسَ مِنَ الْاِشْتِبَاهِ وَلٰكِنْ يُّشْبِهُ بَعْضُهُ بَعْضًا فِي التَّصْدِيْقِ.

یعنی متشابها ، اللہ تعالیٰ کے قول ﴿الله نزل احسن الحدیث کتاب متشابها﴾ میں ماخوذ ہے اشتباہ سے یعنی اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کتاب میں شبہ ہے بلکہ اس کے معنی ہیں کہ مشابہ ہے اس کا بعض بعض کو تصدیق میں یعنی بعض قرآن بعض کی تصدیق کرتا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اے میرے بندو! جنہوں نے زیادتی کی اپنی جانوں پر نہ آس توڑو اللہ کی رحمت سے بیشک اللہ تعالیٰ بخشتا ہے سب گناہ تحقیق وہی ہے گناہ بخشنے والا مہربان۔

٤٤٣٦ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ يَعْلٰى إِنَّ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ كَانُوْا قَدْ قَتَلُوْا وَأَكْثَرُوْا وَزَنَوْا وَأَكْثَرُوْا فَأَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا إِنَّ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَتَدْعُوْ إِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾ وَنَزَلَتْ ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾.

۴۴۳۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چند مشرکوں نے لوگوں کو قتل کیا تھا اور بہت قتل کیا تھا اور زنا کیا تھا اور بہت زنا کیا تھا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ جو آپ کہتے ہیں اور جس کی طرف بلاتے ہیں البتہ خوب ہے اگر آپ ہم کو خبر دیں کہ جو ہم نے گناہ کیا اس کا کفارہ ہے یعنی وہ ہمارے سر سے اتر جائیں گے سو یہ آیت اتری کہ جو لوگ نہیں پکارتے اللہ کے سوا اور اللہ کو اور نہیں قتل کرتے جان کو جو حرام کی ہے اللہ نے مگر ساتھ حق کے اور نہیں زنا کرتے اور یہ آیت بھی اتری کہ اے میرے بندو! جنہوں نے زیادتی کی اپنی جانوں پر نہ آس توڑو اللہ کی رحمت سے۔

فائدہ: طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وحشی نے یہ حضرت ﷺ سے پوچھا تھا جو حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل تھا اور یہ کہ جب اس نے یہ سوال کیا تو یہ آیت اتری ﴿الا من تاب و آمن وعمل عملا صالحا﴾ تو اس نے کہا کہ یہ شرط سخت ہے پھر یہ آیت اتری ﴿قل یا عبادی الذین اسرفوا﴾ اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ لوگوں نے کہا کہ یا حضرت! ہم نے کیا جو وحشی نے کیا یعنی ناحق خون کیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ سب مسلمانوں کے واسطے عام ہے اور طبرانی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ ہو واسطے میرے بدلے اس آیت کے ساری دنیا اور جو دنیا میں ہے وہ آیت یہ ہے ﴿قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم﴾ تو ایک مرد نے کہا کہ جو شرک کرتے تو حضرت ﷺ ایک گھڑی خاموش رہے پھر فرمایا اور جو شرک کرے وہ بھی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ عموم اس آیت کے اوپر معاف ہونے تمام گناہوں کے کبیرہ ہوں یا صغیرہ اور برابر ہے کہ بندوں کے حق کے ساتھ متعلق ہوں یا نہ ہوں اور مشہور اہل سنت کے نزدیک یہ ہے کہ سب گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں اور یہ کہ اللہ بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے اگرچہ توبہ کے بغیر مرے لیکن بندوں کے حق جب کہ توبہ کرے آدمی کہ پھر کسی کا حق نہ کھائے گا تو نفع دیتی ہے اس کو توبہ پھر کرنے سے اور بہرحال خاص وہ چیز جو واقع ہوئی ہے تو ضروری ہے کہ وہ مالک کو پھیر دے یا اس سے معاف کروائے، ہاں اللہ کے فراخ رحمت میں وہ چیز ہے جو ممکن ہے یہ کہ حق دار اپنے حق سے منہ پھیرے اور گنہگار کو اس کے بدلے عذاب نہ کیا جائے اور ارشاد کرتا ہے اس کے عموم کی طرف اللہ تعالیٰ کا یہ قول ﴿ان اللہ لا یغفر ان یشرك به ویغفر ما دون ذلك لمن یشآء﴾ واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نہیں پہچانا انہوں نے اللہ کو حق پہچاننے اس کے کا۔

٤٤٣٧ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ حَبْرٌ مِّنَ الْأَحْبَارِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّا نَجِدُ أَنَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ السَّمٰوَاتِ عَلٰى إِصْبَعٍ وَّالْأَرَضِيْنَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَّالشَّجَرَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَّالْمَآءَ وَالثَّرٰى عَلٰى إِصْبَعٍ وَّسَآئِرَ الْخَلَائِقِ عَلٰى

۴۴۳۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود کا ایک عالم حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے محمد! ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر کرے گا اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی کو ایک انگلی پر اور مٹی کو ایک انگلی پر اور ساری مخلوق کو ایک انگلی پر پھر کہے گا کہ میں ہوں بادشاہ، سو حضرت ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے اگلے دانت ظاہر ہوئے واسطے سچا جاننے قول اس عالم کے پھر حضرت ﷺ نے

إِصْبَعٍ فَيَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَصْدِيْقًا لِقَوْلِ الْحَبْرِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾.

یہ آیت پڑھی اور نہیں پہچانا انہوں نے اللہ کو حق پہچاننے اس کے کا۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ ہنسنا حضرت ﷺ کا واسطے تعجب اور انکار کے تھا یہودی کے قول سے اور کہا نووی نے کہ ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ اس کی تصدیق کے واسطے ہنسے ساتھ دلیل اس آیت کے جو دلالت کرتی ہے اوپر صدق قول عالم کے اور اولیٰ ان چیزوں میں باز رہنا ہے تاویل سے باوجود اعتقاد پاک جاننے اللہ کے اس واسطے کہ جو چیز کہ مستلزم ہو ظاہر اس کا نقص کو وہ مراد نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں اور زمین ساری اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان لپیٹے جائیں گے اس کے دائیں ہاتھ میں وہ پاک ہے اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بناتے ہیں۔

فائدہ: جب واقع ہوا ذکر زمین کا مفرد تو خوب ہوئی تاکید اس کی ساتھ قول اس کے جمیعا واسطے اشارہ دینے کے اس کی طرف کہ مراد سب زمینیں ہیں۔

٤٤٣٨ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِي السَّمٰوَاتِ بِيَمِيْنِهِ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوْكُ الْأَرْضِ.

۴۴۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ مٹھی میں لے گا اللہ زمین کو اور لپیٹے گا آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں پھر کہے گا میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح توحید میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور پھونکا جائے گا صور پھر بیہوش ہو جائے گا جو کوئی ہے آسمانوں میں اور زمین میں پھر پھونکا جائے گا دوسری بار سو اچانک وہ کھڑے ہوں گے۔

فائدہ: اختلاف ہے بیچ تعیین اس شخص کے جس کو اللہ نے مستثنیٰ کیا ہے اور اشارہ کیا ہے میں نے اس کی طرف موسیٰ علیہ السلام کے ترجمہ میں۔

٤٤٣٩ ـ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ زَكَرِيَّآءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ يَّرْفَعُ رَأْسَهُ بَعْدَ النَّفْخَةِ الْأٰخِرَةِ فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى مُتَعَلِّقٌ بِالْعَرْشِ فَلَا أَدْرِيْ أَكَذٰلِكَ كَانَ أَمْ بَعْدَ النَّفْخَةِ.

۴۴۳۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں پہلے سر اٹھاؤں گا دوسری بار صور پھونکنے کے بعد پھر یکایک دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کو لپٹے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ اسی طرح تھے یعنی بدستور ہوش میں رہے یا صور پھونکنے کے بعد ہوش میں آئے یعنی مجھ سے پہلے۔

فائدہ: اور مستثنیٰ بعض کہتے ہیں کہ جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام ہیں کہ بیشک وہ اس کے بعد مریں گے اور بعض کہتے ہیں کہ حاملان عرش ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ رضوان اور حوریں اور زبانیہ کذا فی القسطلانی اور عینی نے کہا کہ یہ شہید لوگ ہیں اور کعب احبار سے روایت ہے کہ بارہ شخص ہیں آٹھ حاملان عرش ہیں اور چار فرشتے جبرائیل اور اسرافیل علیہما السلام، میکائیل اور ملک الموت علیہما السلام۔ (تیسیر) اور یہ جو کہا کہ یا صور پھونکنے کے بعد ہوش میں آئے تو داؤدی سے منقول ہے کہ یہ لفظ وہم ہے اور اس کی سند یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام مردہ ہیں قبر میں مدفون ہیں اور صور پھونکنے کے بعد زندہ ہوں گے سو کس طرح ہوں گے مستثنیٰ اور البتہ پہلے گزر چکا ہے بیان وجہ رد کا اوپر اس کے کہ جس کے دوہرانے کی حاجت نہیں اور واسطے اللہ کے ہے حمد۔ (فتح)

٤٤٤٠ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُوْنَ قَالُوْا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعُوْنَ يَوْمًا

۴۴۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو پھونکوں کے درمیان چالیس ہیں لوگوں نے کہا کہ اے ابو ہریرہ! دونوں میں چالیس دن کا فرق ہو گا؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں مانتا، سائل نے کہا کہ چالیس برس کا فرق ہو گا؟ کہا میں نہیں مانتا، پھر سائل نے کہا چالیس

قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ شَهْرًا قَالَ أَبَيْتُ وَيَبْلٰی كُلُّ شَیْءٍ مِّنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا عَجْبَ ذَنَبِهٖ فِيْهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ.

مہینے کا فرق ہوگا؟ کہا میں نہیں مانتا اور آدمی کا تمام بدن گل جاتا ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے اور اسی میں آدمی کا بدن جوڑا جائے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں نہیں مانتا یعنی میں اس کو متعین نہیں کر سکتا اس واسطے کہ نہیں نزدیک میرے اس میں توقیف اور بعض شارحین نے گمان کیا ہے کہ مسلم میں چالیس برس کا ذکر آ چکا ہے اور نہیں ہے وجود واسطے اس کے ہاں، ابن مردویہ نے چالیس برس کو روایت کیا ہے اور وہ شاذ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد چالیس برس ہیں اور وہ ضعیف ہے اور یہ جو کہا کہ آدمی کا تمام بدن گل جاتا ہے تو ایک روایت میں ہے کہ آدمی کے بدن میں ایک ہڈی ہے کہ اس کو مٹی کبھی نہیں کھاتی قیامت کے دن اسی میں اس کا بدن جوڑا جائے گا، لوگوں نے عرض کیا کہ وہ کون سی ہڈی ہے؟ فرمایا عجب الذنب، اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ لوگوں نے کہا عجب الذنب کیا ہے؟ فرمایا کہ رائی کے دانے کے برابر اور عجب ساتھ زبرعین کے ایک ہڈی ہے لطیف پیٹھ کی جڑ میں اور وہ راس ہے عصعص کا اور وہ مکان راس ذنب کا ہے چوپایوں سے، کہا ابن عقیل نے کہ واسطے اللہ کے بیچ اس کے راز ہے کہ اللہ کے سوا اس کو کوئی نہیں جانتا اس واسطے کہ جو ظاہر کرتا ہے وجود کو عدم سے نہیں محتاج ہوتا ہے طرف کسی چیز کے کہ بنیاد رکھے اوپر اس کے اور احتمال ہے کہ ٹھہرائی گئی ہو یہ نشانی واسطے فرشتوں کے اوپر زندہ کرنے ہر آدمی کے اپنے جوہر سے اور نہیں حاصل ہوتا علم واسطے فرشتوں کے ساتھ اس کے مگر ساتھ باقی رکھنے ہڈی ہر شخص کے تاکہ معلوم ہو کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے دوہرانا روحوں کا ان ذاتوں کی طرف جن کی وہ جز ہے اور اگر کوئی چیز اس کی باقی نہ رہتی تو البتہ جائز رکھتے فرشتے کو دوہرانا طرف امثال بدنوں کے ہے نہ طرف نفس بدنوں کے اور یہ جو کہا کہ آدمی کے بدن کی تمام چیز گل جاتی ہے تو مراد یہ ہے کہ فنا ہو جاتی ہے یعنی اس کی جز سارے بالکل معدوم ہو جاتے ہیں اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ ہر چیز اس کی تحلیل ہو کر اس کی صورت معہودہ دور ہو جاتی ہے پس ہو جاتا ہے مٹی کے جسم کی صورت پر پھر جب مر گیا ہوگا تو اپنی اگلی صورت پر دوہرایا جائے گا اور کہا علماء نے کہ یہ حدیث عام ہے خاص کیے گئے ہیں اس سے پیغمبر اس واسطے کہ مٹی ان کے بدنوں کو نہیں کھاتی اور ابن عبدالبر نے کہا کہ شہید لوگ بھی ان کے ساتھ ملحق ہیں اور کہا قرطبی نے کہ جو ثواب کے واسطے اذان دے وہ بھی ان کے ساتھ ملحق ہے یعنی ان کے بدنوں کو بھی مٹی نہیں کھاتی، کہا عیاض نے پس تاویل حدیث کی یہ ہے کہ ہر آدمی اس قسم سے ہے کہ اس کو مٹی کھاتی ہے اگرچہ مٹی بہت بدنوں کو نہیں کھاتی مانند پیغمبروں کے اور یہ جو کہا کہ مگر ریڑھ کی ہڈی نہیں گلتی تو لیا ہے اس کے ظاہر کو جمہور نے سو کہا کہ ریڑھ کی ہڈی نہیں گلتی اور خلاف کیا ہے مزنی نے سو کہا اس نے کہ وہ بھی سارے بدن کے ساتھ گل جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس سے بنایا گیا ہے سو یہ چاہتا ہے اس کو کہ وہ ہڈی آدمی کے

سارے بدن سے پہلے پیدا ہوتی ہے اور نہیں معارض ہے اس کو حدیث سلمان رضی اللہ عنہ کی کہ پہلے پہل آدم علیہ السلام کا سر پیدا ہوا اس واسطے کہ تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ یہ آدم علیہ السلام کے حق میں ہے اور یہ اس کی اولاد کے حق میں ہے یا مراد ساتھ قول سلمان رضی اللہ عنہ کے پھونکنا روح کا ہے بدن میں نہ پیدا کرنا بدن کا۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ

سورۂ مومن کی تفسیر کا بیان

قَالَ الْمُجَاهِدُ وَيُقَالُ حٰمٓ مَجَازُهَا مَجَازُ أَوَآئِلِ السُّوَرِ.

اور کہا امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حم تاویل اور حکم اس کا حکم اول سورتوں کا ہے یعنی حروف مقطعہ کہ سورتوں کے اول میں ہیں سب کا ایک حکم ہے سو جو تاویل، مثلاً: الم کی ہے وہی حم کی ہے اور تحقیق اختلاف کیا گیا ہے بیچ ان حروف مقطعہ کے جو سورتوں کے اول میں ہیں زیادہ تیس قول سے نہیں ہے جگہ بسط کرنے اس کے کی۔

وَيُقَالُ بَلْ هُوَ اِسْمٌ لِقَوْلِ شُرَيْحِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الْعَبْسِيِّ يُذَكِّرُنِي حٰمٓ وَالرُّمْحُ شَاجِرٌ فَهَلَّا تَلَا حٰمٓ قَبْلَ التَّقَدُّمِ.

یعنی اور کہا جاتا ہے کہ بلکہ وہ نام ہے قرآن کا واسطے دلیل قول شریح کے کہ یاد دلاتا ہے مجھ کو حم اس حال میں کہ نیزہ نیزوں کے ساتھ ملنے والا ہے سو کیوں نہیں پڑھا اس نے حم کو لڑائی میں آگے بڑھنے سے پہلے۔

فائدہ: اور اس کا قصہ یوں ہے کہ جنگ جمل کے دن محمد بن طلحہ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سیاہ عمامہ والے کو مت قتل کرو اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکالا ہے اس کو بھلائی اس کی نے ساتھ باپ اپنے کے یعنی چونکہ اس کا باپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں ہے تو اپنے باپ کی خاطر یہ بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں آیا ہے ورنہ نہ آتا سو شریح اس کو ملا اور اس کی طرف نیزہ نہ جھکایا تو اس نے حم پڑھی اور قسطلانی نے نقل کیا ہے کہ مراد محمد بن طلحہ کی ساتھ قول اس کے حم حم عسق ہے کہ اس میں واقع ہوا ہے ﴿قل لا اسألكم عليه اجرا الا المودة فی القربیٰ﴾ اور حاصل یہ ہے کہ ذکر کرنا محمد بن طلحہ کا حم کو واسطے روکنے کے تھا قتل سے یا مراد یہ ہے کہ مسلمان کو لائق نہیں کہ کسی مسلمان کو ناحق مارے اور ذکر کیا ہے حسن بن مظفر نے کہ جنگ جمل کے دن علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کی نشانی حم تھی اور شریح علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سو جب شریح نے محمد بن طلحہ کو نیزہ مارا تو اس نے کہا حم یعنی گویا اشارہ کیا کہ وہ بھی علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں سے ہے تو اس وقت شریح نے یہ شعر پڑھا اور بعض کہتے ہیں کہ بلکہ جب شریح نے محمد کو نیزہ مارا تو اس نے یہ آیت پڑھی ﴿اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ﴾ پس یہ معنی ہیں قول اس کے کہ یاد دلاتا ہے مجھ کو حم یعنی ساتھ تلاوت آیت مذکورہ کے اس واسطے کہ وہ حم سے ہے اور کہا طبری نے کہ صواب قرأت سے نزدیک ہمارے بیچ تمام

حرفوں کے جو سورتوں کے اول میں ہیں سکون ہے یعنی جزم کے ساتھ پڑھنا چاہیے اس واسطے کہ وہ حروف ہجا کے ہیں نہ اسم مسمیات کے۔ (فتح وغیرہ)

﴿الطَّوْلِ﴾ اَلتَّفَضُّلُ.

یعنی طول کے معنی تفضل کے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ذی الطول﴾.

فائدہ: اور کہا بعضوں نے کہ صاحب فراخی اور مالداری کا اور کہا بعض نے کہ صاحب نعمتوں کا۔

﴿دَاخِرِيْنَ﴾ خَاضِعِيْنَ.

اور داخرین کے معنی ہیں ذلیل ہو کر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿سیدخلون جھنم داخرین﴾.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿إِلَى النَّجَاةِ﴾ اَلْإِيْمَانُ.

اور کہا مجاہد نے کہ مراد نجات سے ایمان ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ویاقوم ادعوکم الی النجاۃ﴾.

﴿لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ﴾ يَعْنِي الْوَثَنَ.

یعنی مراد اللہ کے اس قول میں بت ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لیس له دعوة فی الدنیا ولا فی الآخرۃ﴾ یعنی نہیں ہے واسطے اس کے قبول کرنا دعا کا نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔

﴿يُسْجَرُوْنَ﴾ تُوْقَدُ بِهِمُ النَّارُ.

یعنی یسجرون کے معنی ہیں کہ ان کے ساتھ آگ جلائی جائے گی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ثم فی النار یسجرون﴾.

﴿تَمْرَحُوْنَ﴾ تَبْطَرُوْنَ.

تمرحون کے معنی ہیں اتراتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿بما کنتم تمرحون﴾.

وَكَانَ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ يُذَكِّرُ النَّارَ فَقَالَ رَجُلٌ لِمَ تُقَنِّطِ النَّاسَ قَالَ وَأَنَا أَقْدِرُ أَنْ أُقَنِّطَ النَّاسَ وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ وَيَقُوْلُ ﴿وَأَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ﴾ وَلٰكِنَّكُمْ تُحِبُّوْنَ أَنْ تُبَشَّرُوْا بِالْجَنَّةِ عَلٰى مَسَاوِيْ أَعْمَالِكُمْ وَإِنَّمَا بَعَثَ اللّٰهُ

یعنی اور علاء بن زیاد لوگوں کو آگ یاد دلاتے تھے یعنی وعظ میں ان کو آگ سے ڈراتے تھے سو ایک مرد نے کہا کہ تو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید کیوں کرتا ہے اس نے کہا کیا میں قادر ہوں اس پر کہ لوگوں کو ناامید کروں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جان پر زیادتی کی نہ آس توڑو اللہ کی رحمت سے اور فرماتا ہے کہ زیادتی کرنے والے وہی ہیں دوزخی لیکن تم چاہتے ہو کہ بشارت دیئے جاؤ ساتھ بہشت کے اپنے

مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ لِمَنْ أَطَاعَهُ وَمُنْذِرًا بِالنَّارِ مَنْ عَصَاهُ.

برے عملوں پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بھیجا ہے اللہ نے محمد ﷺ کو بشارت دینے والا ساتھ بہشت کے اس کو جو ان کا حکم مانے اور ڈرانے والے ساتھ آگ کے اس کو جو ان کا حکم نہ مانے۔

فائدہ: مراد ساتھ ذکر کرنے پہلی آیت کے اشارہ ہے دوسری آیت کی طرف سو پہلی آیت میں لوگوں کو نا امید ہونے سے منع کیا ہے اور دوسری آیت میں ان سے استدعا ہے کہ زیادتی کرنے سے رجوع کریں اور مرنے سے پہلے توبہ کی طرف جلدی کریں۔ (فتح) خلاصہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسرفون کو دوزخی ٹھہرایا تو ان کو دوزخ سے ڈرانا چاہیے اور امیدوار ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اسراف سے رجوع کریں اور توبہ کی طرف جلدی کریں۔

٤٤٤١ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَخْبِرْنِيْ بِأَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِيْ مُعَيْطٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوٰى ثَوْبَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ فَخَنَقَهٗ بِهٖ خَنْقًا شَدِيْدًا فَأَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِهٖ وَدَفَعَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ﴿أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ﴾.

۴۴۴۱۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خبر دے مجھ کو ساتھ سخت تر اس چیز کے کہ مشرکوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ کی اس نے کہا جس حالت میں کہ حضرت ﷺ خانے کعبے کے صحن میں نماز پڑھتے تھے کہ اچانک عقبہ سامنے سے آیا سو اس نے حضرت ﷺ کا مونڈھا پکڑا اور اپنا کپڑا حضرت ﷺ کی گردن میں ڈال کر مروڑا اور آپ کا گلا سخت گھونٹا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ سامنے سے آئے اور اس کے مونڈھے کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ سے ہٹایا اور کہا کیا تم مار ڈالتے ہو ایک مرد کو اس سبب سے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور البتہ لایا تمہارے پاس کھلی نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ

سورۂ حم السجدہ کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا﴾ أَعْطِيَا ﴿قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ﴾ أَعْطَيْنَا.

یعنی اور کہا طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ معنی ائتیا کے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہیں دونوں نے کہا کہ ہم آئے خوشی سے یعنی دیا ہم نے خوشی سے۔

فائدہ: کہا عیاض نے نہیں اتی اس جگہ ساتھ معنی اعطی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ماخوذ ہے اتیان سے اور وہ آنا ہے ساتھ معنی اثر قبول کرنے کے واسطے وجود کے ساتھ دلیل اسی آیت کے اور ساتھ اس کے تفسیر کیا ہے اس کو مفسرین نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آؤ تم دونوں ساتھ اس چیز کے کہ پیدا کی ہے بیچ تمہارے اور ظاہر کرو اس کو تو انہوں نے کہا کہ ہم نے حکم قبول کیا اور مروی ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور البتہ مروی ہے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مانند اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے لیکن وہ بطور تقریب معنی کے ہے کہ جب وہ دونوں حکم کیے گئے ساتھ نکالنے اس چیز کے کہ بیچ ان کے ہے سورج اور چاند اور نہر اور سبزہ سے اور جو اس کے سوائے ہے تو ہوگا یہ معنی مانند اعطا کے پس تعبیر کی گئی ساتھ اعطا کے آنے سے ساتھ اس چیز کے کہ امانت تھی ان دونوں میں۔ (فتح)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ائتيا طوعا او كرها قالتا اتينا طائعين﴾ یعنی آؤ تم دونوں خوشی سے یا ناخوشی سے کہا ان دونوں نے کہ آئے ہم خوشی سے۔

وَقَالَ الْمِنْهَالُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنِّي أَجِدُ فِي الْقُرْاٰنِ أَشْيَاءَ تَخْتَلِفُ عَلَيَّ قَالَ ﴿فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآئَلُوْنَ﴾ ﴿وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآئَلُوْنَ﴾ ﴿وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا﴾ ﴿وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ﴾ فَقَدْ كَتَمُوْا فِي هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَقَالَ ﴿أَمِ السَّمَآءُ بَنَاهَا﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿دَحَاهَا﴾ فَذَكَرَ خَلْقَ السَّمَآءِ قَبْلَ خَلْقِ الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ ﴿أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْأَرْضَ فِيْ

اور کہا منہال نے سعید سے کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں پاتا ہوں قرآن میں کئی چیزیں کہ مختلف ہوتی ہیں اوپر میرے یعنی مجھ کو قرآن کی بعض آیتیں بظاہر ایک دوسرے کے مخالف معلوم ہوتی ہیں ان میں سے اول جگہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، پس نہیں نسبتیں درمیان ان کے اور نہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں گے اور دوسری جگہ فرمایا کہ بعض بعضوں کو سامنے ہو کر پوچھنے لگے اور ان میں دوسری جگہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہ چھپائیں گے اور دوسری جگہ میں ہے کہ مشرکین کہیں گے اے رب ہمارے! نہ تھے ہم شرک کرنے والے سو انہوں نے اس آیت میں شرک کو چھپایا اور ان میں سے تیسری جگہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

﴿يَوْمَيْنِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿طَآئِعِيْنَ﴾ فَذَكَرَ فِيْ هٰذِهٖ خَلْقَ الْأَرْضِ قَبْلَ خَلْقِ السَّمَآءِ وَقَالَ ﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ ﴿عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾ ﴿سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾ فَكَأَنَّهٗ كَانَ ثُمَّ مَضٰى فَقَالَ ﴿فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ﴾ فِي النَّفْخَةِ الْأُوْلٰى ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ وَلَا يَتَسَآئَلُوْنَ ثُمَّ فِي النَّفْخَةِ الْأٰخِرَةِ ﴿أَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآئَلُوْنَ﴾ وَأَمَّا قَوْلُهٗ ﴿مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ﴾ ﴿وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا﴾ فَإِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ لِأَهْلِ الْإِخْلَاصِ ذُنُوْبَهُمْ وَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ تَعَالَوْا نَقُوْلُ لَمْ نَكُنْ مُّشْرِكِيْنَ فَخَتَمَ عَلٰى أَفْوَاهِهِمْ فَتَنْطِقُ أَيْدِيْهِمْ فَعِنْدَ ذٰلِكَ عُرِفَ أَنَّ اللّٰهَ لَا يُكْتَمُ حَدِيْثًا وَّعِنْدَهٗ ﴿يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ اَلْاٰيَةَ وَخَلَقَ الْأَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَآءَ ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَآءِ فَسَوَّاهُنَّ فِيْ يَوْمَيْنِ اٰخَرَيْنِ ثُمَّ دَحَا الْأَرْضَ وَدَحْوُهَا أَنْ أَخْرَجَ مِنْهَا الْمَآءَ وَالْمَرْعٰى وَخَلَقَ الْجِبَالَ وَالْجِمَالَ وَالْأٰكَامَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ يَوْمَيْنِ اٰخَرَيْنِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ ﴿دَحَاهَا﴾

فرمایا آسمان کو بنایا اپنے قول دحاھا تک سو اس آیت میں آسمان کا پیدا کرنا زمین کے پیدا کرنے سے پہلے بیان کیا، پھر فرمایا کہ کیا تم منکر ہو اس سے جس نے پیدا کیا زمین کو دو دن میں طائعین تک سو اس آیت میں زمین کا پیدا کرنا آسمان کے پیدا کرنے سے پہلے بیان کیا اور ان میں سے چوتھی جگہ یہ ہے کہ اللہ بہت بخشنے والا، رحم کرنے والا، غالب حکمت والا، سننے والا ہے، اور دیکھنے والا سو گویا کہ اللہ موصوف تھا ساتھ ان صفتوں کے بیچ زمانے ماضی کے پھر گزر گیا یعنی اب ان اوصاف کے ساتھ موصوف نہیں، سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ جو کہا کہ نہیں نسبتیں درمیان ان کے تو یہ پہلی بار صور پھونکنے میں ہے پھر پھونکا جائے صور میں سو بیہوش ہو کر گرے گا جو کوئی ہے آسمان میں اور زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے، پس نہیں نسبتیں درمیان ان کے نزدیک اس کے اور نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔ پھر دوسری بار پھونکنے میں سامنے ہو کر ایک دوسرے کو پوچھیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا قول کہ ہم شرک نہ کرتے تھے اور نہ چھپائیں گے اللہ سے کوئی بات سو بیشک اللہ بخشے گا اخلاص والوں کو گناہ ان کے تو مشرکین کہیں گے کہ آؤ ہم بھی کہیں کہ ہم شرک نہ کرتے تھے سو ان کے منہ پر مہر لگائی جائے گی پھر ان کے ہاتھ بولیں گے سو اس وقت پہچانا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپائی جاتی اور اس وقت دوست رکھیں گے کافر، الآیۃ اور پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو دن میں پھر پیدا کیا آسمان کو پھر قصد کیا آسمان کی طرف سو برابر کیا ان کو دوسرے دو دن میں پھر

وَقَوْلُهُ ﴿خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ﴾ فَجُعِلَتِ الْأَرْضُ وَمَا فِيهَا مِنْ شَيْءٍ فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ وَّخُلِقَتِ السَّمٰوَاتُ فِي يَوْمَيْنِ ﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ سَمّٰى نَفْسَهُ ذٰلِكَ وَذٰلِكَ قَوْلُهُ أَيْ لَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُرِدْ شَيْئًا إِلَّا أَصَابَ بِهِ الَّذِي أَرَادَ فَلَا يَخْتَلِفْ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنُ فَإِنَّ كُلًّا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ.

بچھایا زمین کو اور اس کا بچھانا یہ ہے کہ باہر نکالا اس سے پانی کو اور چراگاہ کو اور پیدا کیا پہاڑوں کو اور اونٹوں کو اور ٹیلوں کو اور جو ان کے درمیان ہے اور دو دن میں سو یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا دحاھا اور قول اس کا کہ پیدا کیا زمین کو دو دن میں سو پیدا کی گئی زمین اور جو چیز کہ اس میں ہے چار دنوں میں اور پیدا کیے گئے آسمان دو دن میں اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تھا اللہ بخشنے والا تو اللہ تعالیٰ نے یہ اپنا نام رکھا ہے اور یہ ہے قول اس کا یعنی ہمیشہ سے اسی طرح اس واسطے کہ بیشک اللہ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اپنی مراد کو پہنچتا ہے سو نہ مختلف ہو تجھ پر قرآن کہ بیشک سب قرآن اللہ کی طرف سے ہے۔

فائدہ: اور حاصل اس چیز کا کہ واقع ہوا ہے سوال بیچ حدیث باب کے چار جگہیں ہیں پہلی جگہ نفی سوال کی ہے دن قیامت اور ثابت کرنا اس کا اور دوسری جگہ چھپانا مشرکوں کا ہے اپنے حال کو اور ظاہر کرنا اس کا اور تیسری جگہ پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا ہے کہ دونوں میں سے پہلے کون پیدا ہوا؟ چوتھی جگہ لانا ہے حرف کان کو جو دلالت کرتا ہے اوپر ماضی کے باوجود اس کے کہ صفت لازم ہے اور حاصل جواب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا پہلے سوال سے یہ ہے کہ نفی سوال کی دوسری بار پھونکنے سے پہلے ہے اور ثابت کرنا اس کا اس کے بعد ہے اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ وہ چھپائیں گے شرک کو اپنی زبانوں سے تو ان کے ہاتھ پاؤں بولیں گے اور تیسری سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا اس حال میں کہ غیر مدحوہ تھی، پھر پیدا کیا آسمان کو سو برابر کیا اس کو دو دن میں پھر بچھایا زمین کو اس کے بعد اور ڈالے اس میں پہاڑ وغیرہ دو دن میں پس یہ ہیں چار دن واسطے زمین کے پس یہ ہے جو تطبیق دی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے درمیان اس آیت کے اور درمیان قول اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ﴿والارض بعد ذلك دحاها﴾ یہی ہے معتمد اور چوتھے سوال کا جواب یہ ہے کہ حرف کان اگرچہ ہے واسطے ماضی کے لیکن نہیں مستلزم ہے وہ منقطع ہونے کو بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ہے موصوف ساتھ ان صفتوں کے اور پہلے سوال کا اور بھی جواب آیا ہے کہ نفی سوال کے وقت مشغول ہونے ان کے ہے ساتھ بیہوشی کے اور حساب اور گزرنے کے پل صراط پر اور ثابت کرنا اس کا بیچ اس وقت کے ہے کہ سوائے اس کے ہے اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ مراد ساتھ نفی

سوال کے طلب کرنا بعضوں کا ہے بعضوں سے معافی کو اور تیسرے سوال کے اور بھی کئی جواب ہیں ایک یہ کہ ثم ساتھ معنی واؤ کے ہے پس نہیں وارد ہوتا ہے کوئی اعتراض اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ترتیب خبر کی ہے نہ مخبر بہ کی اور بعض کہتے ہیں کہ خلق ساتھ معنی مقدر کے ہے اور چوتھا سوال اور اس کا جواب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اس سے پس احتمال ہے کہ مراد اس کی یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نام غفور رحیم رکھا ہے اور یہ نام رکھنا گزر چکا ہے اس واسطے کہ تعلق منقضی ہوا اور بہر حال دونوں صفتیں سو ہمیشہ ہے وہ موصوف ساتھ ان کے نہیں منقطع ہوتی ہیں کبھی اس واسطے کہ اللہ جب مغفرت اور رحمت چاہتا ہے تو اس کی مراد واقع ہوتی ہے کہا ہے اس کو کرمانی نے اور احتمال ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دو جواب دیئے ہوں ایک یہ کہ تسمیہ ہی ہے جو پہلے تھا اور گزر چکا ہے اور صفت کو کوئی نہایت نہیں اور دوسرا یہ کہ معنی کان کے دوام ہیں اس واسطے کہ وہ ہمیشہ سے موصوف ہے ساتھ اس کے اور احتمال ہے کہ حمل کیا جائے سوال دو مسلکوں پر اور جواب ان کے اٹھانے پر مانند اس کے کہ کہا جائے کہ یہ لفظ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ زمانے ماضی میں غفور رحیم تھا باوجود اس کے کہ نہ تھا اس جگہ کوئی جس کو بخشا جائے یا رحم کیا جائے اور ساتھ اس طور کے کہ نہیں ہے وہ فی الحال اس طرح واسطے اس کے کہ مشعر ہے ساتھ اس کے لفظ کان کا اور جواب پہلے سوال سے یہ ہے کہ وہ زمانے ماضی میں نام رکھا جاتا تھا ساتھ اس کے یعنی زمانے ماضی میں صرف یہ نام اس کا رکھا گیا ہے اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ کان ہمیشگی اور دوام کے معنی دیتا ہے اور کہا نحویوں نے کہ لفظ کان کا واسطے ثابت ہونے خبر کے ہے زمانے ماضی میں ہمیشہ ہو یا منقطع ہو۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ﴾ مَحْسُوْبٍ.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ممنون کے معنی ہیں محسوب، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لهم اجر غیر ممنون﴾ یعنی واسطے ان کے اجر ہے بے حساب۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ کم کیا گیا اور وہ ساتھ معنی قول مجاہد کے ہے اور مراد یہ ہے کہ وہ حساب کیا جائے گا اور گنا جائے گا پس نہ کم کیا جائے گا اس سے کچھ۔ (فتح)

﴿أَقْوَاتَهَا﴾ أَرْزَاقَهَا.

اور اقواتها کے معنی ہیں روزی ان کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وقدر فيها اقواتها﴾ یعنی اندازہ کی اس میں روزی ان کی اور میوے ان کے۔

﴿فِي كُلِّ سَمَآءٍ أَمْرَهَا﴾ مِمَّا أَمَرَ بِهِ.

یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿واوحی فی کل سماء امرها﴾ یعنی اتارا ہر آسمان میں اس کا حکم۔

فائدہ: یعنی جو حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے اور ارادہ کیا ہے پیدا کرنے کا آلات رجوم اور چنگاڑوں سے اور

سوائے اس کے۔ (فتح)

﴿نَحِسَاتٍ﴾ مَشَآئِیمَ.
اور نحسات کے معنی ہیں نامبارک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ایام نحسات﴾ یعنی بھیجی ہم نے ان پر آندھی سخت نا مبارک دنوں میں۔

﴿وَقَیَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ﴾ قَرَنَّاهُمْ بِهِمْ ﴿تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَآئِكَةُ﴾ عِنْدَ الْمَوْتِ.
یعنی اللہ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ معین کیے ہم نے واسطے ان کے ہم نشین اور ﴿تتنزل علیهم الملآئكة﴾ سے مراد یہ ہے موت کے وقت ان پر فرشتے اترتے ہیں۔

فائدہ: نہیں ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿تتنزل علیهم الملآئكة﴾ تفسیر واسطے قول اس کے کہ ﴿وقیضنا﴾ بلکہ وہ آیت جدا ہے اور پہلی آیت جدا ہے اور مراد دوسرے قول سے یہ آیت ہے ﴿تتنزل علیهم الملآئكة ان لا تخافوا ولا تحزنوا﴾ تو مراد یہ ہے کہ اترتے ہیں ان پر فرشتے موت کے وقت۔

﴿اِهْتَزَّتْ﴾ بِالنَّبَاتِ ﴿وَرَبَتْ﴾ اِرْتَفَعَتْ.
یعنی اهتزت کے معنی ہیں کہ تازہ ہوئی سبزوں سے اور ربت کے معنی ہیں کہ ابھری اور اونچی ہوئی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فاذا انزلنا علیها المآء اهتزت وربت﴾.

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿مِنْ أَكْمَامِهَا﴾ حِينَ تَطْلُعُ.
یعنی اور اس کے غیر نے کہا مراد اکمامها سے یہ ہے کہ جب نکلتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما تخرج من ثمرات من اکمامها﴾.

﴿لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ﴾ أَيْ بِعَمَلِيْ أَنَا مَحْقُوْقٌ بِهٰذَا.
اللہ کے اس قول کے معنی کہ البتہ کہتا ہے یہ واسطے میرے ہے یعنی بہ سبب نیک ہونے عمل میرے کے ہے میں مستحق ہوں ساتھ اس کے۔

﴿سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ﴾ قَدَّرَهَا سَوَآءً.
یعنی اللہ کے قول ﴿سواء للسائلین﴾ کے معنی ہیں کہ برابر ہے اندازہ اس کا واسطے پوچھنے والوں کے یعنی بیان واضح ہے واسطے ان کے۔

﴿فَهَدَيْنَاهُمْ﴾ دَلَلْنَاهُمْ عَلَى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَقَوْلِهِ ﴿وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ﴾ وَكَقَوْلِهِ ﴿هَدَيْنَاهُ السَّبِيْلَ﴾ وَالْهُدٰى
یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ راہ بتلائی ہم نے ان کو نیکی اور بدی کی مانند قول اللہ تعالیٰ کے دکھلائی ہم نے ان کو دونوں راہیں یعنی نیکی اور بدی کی اور مانند

الَّذِیْ هُوَ الْإِرْشَادُ بِمَنْزِلَةِ أَصْعَدْنَاهُ وَمِنْ ذٰلِكَ قَوْلُهٗ ﴿أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾.

قول اس کے کی اور دکھلائی ہم نے اس کو راہ یعنی ہدایت کی معنی ان آیتوں میں مطلق راہ دکھلانے کے ہیں اور ہدایت جو ساتھ معنی ارشاد کے ہے بجائے اصعدنا کے ہے یعنی پہنچانا طرف مطلوب کے اور اسی قبیل سے ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ یہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی سو تو چل ان کی راہ۔

﴿يُوْزَعُوْنَ﴾ يُكَفُّوْنَ.

یعنی یوزعون کے معنی ہیں روکے جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فهم يوزعون﴾.

﴿مِنْ أَكْمَامِهَا﴾ قِشْرُ الْكُفُرّٰى هِيَ الْكُمُّ.

یعنی اکمام جمع ہے کم کی اور کم کے معنی ہیں گابھے کے اوپر کا چھلکا جس میں گابھا ہوتا ہے۔

فائدہ: اور کفری ساتھ ضمہ کاف کے اور فتح فا کے اور راء مشدد مکسورہ کے وہ غلاف ہے گابھے کا اور چھلکا اوپر کا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما تخرج من ثمرات من اكمامها﴾۔

﴿وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾ اَلْقَرِيْبُ.

یعنی حمیم کے معنی ہیں قریب، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿كانه ولي حميم﴾.

﴿مِنْ مَّحِيْصٍ﴾ حَاصَ عَنْهُ أَيْ حَادَ.

یعنی محیص مشتق ہے حاص سے یعنی پھرا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مالهم من محيص﴾.

﴿مِرْيَةٍ﴾ وَمُرْيَةٌ وَّاحِدٌ أَيْ اِمْتِرَآءٌ.

یعنی دونوں لفظ کے ایک معنی ہیں یعنی شک۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ﴾ هِيَ وَعِيْدٌ.

یعنی کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اعملوا ماشئتم﴾ وعید ہے یعنی یہ معنی نہیں کہ تم کفر کرو بلکہ یہ وعدہ ہے عذاب کا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ﴾ اَلصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْإِسَآءَةِ فَإِذَا فَعَلُوْهُ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ ﴿كَأَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ادفع بالتي هي احسن﴾ میں صبر کرنا ہے وقت غضب کے اور معاف کرنا ہے وقت برا کرنے کے سو جب یہ کریں تو بچاتا ہے ان کو اللہ بدی دشمن کی سے اور جھکاتا ہے واسطے ان کے دشمن ان کے کو جیسے وہ دوست

ہے قریبی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ تم کو بتا دیں گے تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہارے چمڑے لیکن تم کو یہ خیال تھا کہ اللہ نہیں جانتا بہت چیزیں جو تم کرتے ہو۔

٤٤٤٢ ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَّوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ﴾ اَلْآيَةَ قَالَ كَانَ رَجُلَانِ مِنْ قُرَيْشٍ وَّخَتَنٌ لَّهُمَا مِنْ ثَقِيْفٍ أَوْ رَجُلَانِ مِنْ ثَقِيْفٍ وَخَتَنٌ لَّهُمَا مِنْ قُرَيْشٍ فِيْ بَيْتٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَتَرَوْنَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ حَدِيْثَنَا قَالَ بَعْضُهُمْ يَسْمَعُ بَعْضَهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَئِنْ كَانَ يَسْمَعُ بَعْضَهُ لَقَدْ يَسْمَعُ كُلَّهُ فَأُنْزِلَتْ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ﴾ اَلْآيَةَ.

۴۴۴۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ تم کو بتا دیں گے تمہارے کان، الآیۃ، کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ دو قریشی اور ان کا داماد ثقفی یا دو مرد ثقفی اور ان کا داماد قریشی خانے کعبے میں بیٹھے تھے سو بعضوں نے بعضوں سے کہا کیا تم دیکھتے ہو کہ اللہ ہماری بات سنتا ہے؟ بعضوں نے کہا کہ بعض بات سنتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر بعض کو سنتا ہے تو البتہ سب کو سنتا ہے تو یہ آیت اتری کہ تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ گواہی دیں گے تم پر تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں، آخر آیت تک۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ اس تمہارے گمان نے جو تم نے اپنے رب کے ساتھ رکھا ہلاک کیا تم کو سو ہو گئے تم خسارہ پانے والوں سے۔

فائدہ: اشارہ بیچ قول اللہ تعالیٰ کے وذلکم طرف اس چیز کے ہے جو پہلے گزر چکا ہے فعل استتار سے واسطے خیال کرنے ان کے اور ان کا عمل اللہ کو معلوم نہیں ہے اور وہ مبتدا ہے اور خبر اردا کم ہے اور ظنکم بدل ہے اس سے۔

٤٤٤٣ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ

۴۴۴۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمع ہوئے پاس خانے کعبے کے دو قریشی اور ایک ثقفی یا دو ثقفی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَیْتِ قُرَشِیَّانِ وَثَقَفِیٌّ أَوْ ثَقَفِیَّانِ وَقُرَشِیٌّ كَثِیْرَةٌ شَحْمُ بُطُوْنِهِمْ قَلِیْلَةٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَتُرَوْنَ أَنَّ اللّٰهَ یَسْمَعُ مَا نَقُوْلُ قَالَ الْاٰخَرُ یَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا یَسْمَعُ إِنْ أَخْفَیْنَا وَقَالَ الْاٰخَرُ إِنْ كَانَ یَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهٗ یَسْمَعُ إِذَا أَخْفَیْنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ یَّشْهَدَ عَلَیْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ﴾ اَلْاٰیَةَ وَكَانَ سُفْیَانُ یُحَدِّثُنَا بِهٰذَا فَیَقُوْلُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ أَوِ ابْنُ أَبِیْ نَجِیْحٍ أَوْ حُمَیْدٌ أَحَدُهُمْ أَوِ اثْنَانِ مِنْهُمْ ثُمَّ ثَبَتَ عَلٰی مَنْصُوْرٍ وَتَرَكَ ذٰلِكَ مِرَارًا غَیْرَ مَرَّةٍ وَّاحِدَةٍ.

اور ایک قریشی موٹے بدن والے کم عقل والے سو ان میں سے ایک نے کہا کہ کیا تم دیکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ سنتا ہے جو ہم کہتے ہیں؟ دوسرے نے کہا کہ اگر ہم پکار کر کہیں تو سنتا ہے اور اگر ہم آہستہ کہیں تو نہیں سنتا اور تیسرے نے کہا کہ اگر سنتا ہے جب ہم پکار کے کہیں تو البتہ وہ سنتا ہے جب ہم آہستہ کہتے ہیں سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ گواہی دیں گے تم پر تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہارے چمڑے۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ اگر ہماری بعض بات کو سنتا ہے تو سب بات کو سنتا ہے تو یا اس واسطے ہے کہ نسبت تمام مسموع چیزوں کی طرف اس کی ایک شان ہے سو تخصیص تحکم ہے اور یہ مشعر ہے کہ اس کا قائل اپنے ساتھیوں سے زیادہ بوجھ والا تھا اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ موٹے آدمی میں عقل کم ہوتی ہے کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ میں نے کوئی موٹا آدمی عقلمند نہیں دیکھا سوائے محمد بن حسن کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَإِنْ یَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًی لَّهُمْ وَإِنْ یَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِیْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اگر وہ صبر کریں تو ان کا گھر آگ ہے اور اگر وہ معافی چاہیں تو نہیں وہ معاف کیے گئے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ حَدَّثَنَا یَحْیٰی حَدَّثَنَا سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ أَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِنَحْوِهٖ.

یعنی حدیث بیان کی ہے معمر نے ساتھ اس سند کے مانند حدیث سابق کے۔

سُوْرَۃُ حٰمٓ عٓسٓقٓ

سورۂ حم عسق کی تفسیر کا بیان

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿عَقِيْمًا﴾ اَلَّتِي لَا تَلِدُ.

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے کہ عقیم کے معنی ہیں وہ عورت جو نہ جنے یعنی بانجھ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ویجعل من یشآء عقیما﴾ یعنی کرتا ہے جس کو چاہے بانجھ۔

﴿رُوْحًا مِّنْ أَمْرِنَا﴾ اَلْقُرْاٰنُ.

یعنی مراد روح سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں قرآن ہے

فائدہ: اور حسن سے روایت ہے کہ روح سے مراد رحمت ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ﴾ نَسْلٌ بَعْدَ نَسْلٍ.

یعنی کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یذروکم کے معنی ہیں کہ بکھیرتا ہے تم کو بیچ اس کے یعنی پیدا کرتا ہے تم کو اس میں نسل بعد نسل کے۔

﴿لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ لَا خُصُوْمَةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ.

یعنی مراد اللہ تعالیٰ کے اس قول میں حجت سے خصومت ہے، یعنی نہیں ہے جھگڑا ہمارے اور تمہارے درمیان۔

﴿مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ﴾ ذَلِيْلٍ.

یعنی خفی کے معنی ہیں ذلیل، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ینظرون من طرف خفی﴾ یعنی دیکھتے ہیں ذلیل نظر سے اور سدی سے روایت ہے کہ نظر چرا کر دیکھتے ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ﴾ يَتَحَرَّكْنَ وَلَا يَجْرِيْنَ فِي الْبَحْرِ.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے غیر نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ اگر اللہ چاہے تو روک دے ہوا کو پس رہ جائیں کھڑے اس کی پیٹھ پر حرکت کریں موج سے اور نہ چلیں دریا میں۔

فائدہ: یعنی بہ سبب بند ہو جانے ہوا کے اور ساتھ اس تقریر کے دفع ہوتا ہے اعتراض اس شخص کا جو گمان کرتا ہے کہ یتحرکن سے پہلے لا ساقط ہے یعنی اور وجہ دفع کی یہ ہے کہ مراد حرکت کرنا کشتیوں کا بہ سبب موج دریا کے ہے اور نہ چلنا ان کا دریا میں بہ سبب بند ہونے ہوا کے ہے پس نہیں ہے مخالفت درمیان قول اس کے یتحرکن و لا یجرین کے اور سکون اور حرکت اس میں نسبتی امر ہے۔ (فتح)

﴿شَرَعُوْا﴾ اِبْتَدَعُوْا.

یعنی شرعوا کے معنی ہیں کیا نئی راہ نکالی ہے انہوں نے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ام لهم شركآء شرعوا

لهم من الدين ما لم يأذن به الله﴾.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تو کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مگر دوستی چاہیے رشتے داروں میں۔

٤٤٤٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ طَاوُسًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قُرْبٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَجِلْتَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِّنْ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ فَقَالَ إِلَّا أَنْ تَصِلُوْا مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ.

۴۴۴۴۔ حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر پوچھی مگر دوستی چاہیے رشتے داروں میں تو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہ اس وقت مجلس میں موجود تھے کہا کہ مراد قربیٰ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو نے جلدی کی یعنی تفسیر میں بیشک قریش کا کوئی قبیلہ نہ تھا مگر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ان میں قرابت تھی سو فرمایا کہ مگر یہ کہ جوڑو تم جو میرے اور تمہارے درمیان ہے قرابت سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ قریش کا کوئی قبیلہ نہ تھا مگر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ان میں قرابت تھی تو یہ بجائے تمہید کے ہے اس کے قول سے کہ مگر یہ کہ جوڑو تم جو میرے اور تمہارے درمیان قرابت سے ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ مگر یہ کہ دوستی رکھ مجھ سے بہ سبب قرابت میری کے سو نگہبانی کرو میری۔ اور خطاب اس میں خاص قریش کے واسطے ہے اور قربیٰ عصوبت اور رحم کی ہے تو گویا کہ کہا کہ نگہبانی کرو میری واسطے قرابت کے اگر نہیں پیروی کرتے تم میری واسطے پیغمبری کے اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد قربیٰ سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت مفسرین کا اور اس کے شان نزول میں ایک اور قول بھی ہے اور قوی ترجیح سبب نزول اس کے وہ ہے جو قتادہ سے مروی ہے کہ مشرکوں نے کہا کہ شاید محمد صلی اللہ علیہ وسلم مزدوری مانگتا ہے اس پر جو کہتا ہے سو یہ آیت اتری اور گمان کیا ہے بعضوں نے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور رد کیا ہے اس کو ثعلبی نے ساتھ اس کے کہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر امر کے ساتھ دوستی کے کرنے کے طرف اللہ کے ساتھ بندگی اس کی کے یا ساتھ پیروی کرنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس کے یا صلہ رحمی اس کی کے ساتھ ترک کرنے ایذا اس کی کے یا صلہ رحمی کرنے کے ساتھ قرابتیوں اس کے کی اس کے سبب سے اور ان سب امروں کا حکم بدستور جاری ہے منسوخ نہیں اور حاصل یہ ہے کہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور اس کے موافقوں نے حمل کیا ہے آیت کو اوپر حکم کرنے مخاطبوں کے ساتھ اس کے کہ دوستی رکھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتیوں سے اور ابن

عباس رضی اللہ عنہما نے حمل کیا ہے اس کو اس پر کہ دوستی رکھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ سبب قرابت کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان کے درمیان ہے سو پہلی وجہ کی بنا پر خطاب عام ہے واسطے سب مکلفوں کے اور دوسری وجہ کی بنا پر خطاب خاص ہے واسطے قریش کے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ یہ سورت مکی ہے اور بعض نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے، ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قل ما اسألكم عليه من اجر﴾ اور احتمال ہے کہ ہو یہ عام خاص کیا گیا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر آیت باب کی اور معنی یہ ہیں کہ دستور تھا کہ قریش ناتے واروں سے سلوک کیا کرتے تھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبری عطا ہوئی تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قطع رحمی کی سو فرمایا کہ جوڑو مجھ سے جیسا کہ جوڑتے ہو اپنی برادری سے اور قول اللہ تعالیٰ کا قربیٰ مصدر ہے مانند زلفیٰ اور بشریٰ کے ساتھ معنی قرابت کے اور مراد بیچ اہل قرابت کے ہے اور تعبیر کیا گیا ہے ساتھ لفظ فی کے سوائے لام گویا کہ ٹھہرایا ہے ان کو مکان واسطے دوستی کے اور جگہ قرار اس کے کی اور احتمال ہے کہ فی واسطے سببیت کے ہو اور یہ اس بنا پر ہے کہ استثناء متصل ہے سو اگر منقطع ہو تو معنی یہ ہے کہ نہیں مانگتا میں تم سے اس پر مزدوری کبھی لیکن میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ دوستی رکھو مجھ سے بہ سبب قرابت میری کے بیچ تمہارے۔ (فتح)

سُوْرَةُ حٰمٓ الزُّخْرُفِ
سورۂ حم زخرف کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿عَلٰی اُمَّةٍ﴾ عَلٰی إِمَامٍ.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ امۃ کے معنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں امام کے ہیں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انا وجدنا آباء نا علی امة وانا علی آثارهم مقتدون﴾ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت میں آیا ہے کہ امت کے معنی ہیں ملت اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امۃ کے معنی ہیں دین یعنی پایا ہم نے اپنے باپ اور دادوں کو ایک دین پر اور ہم انہیں کی راہ چلتے ہیں۔

﴿وَقِيْلِهٖ يَا رَبِّ﴾ تَفْسِيْرُهٗ أَيَحْسِبُوْنَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَلَا نَسْمَعُ قِيْلَهُمْ.

یعنی اللہ کے قول وقیله یا رب کی تفسیر یہ ہے کہ کیا گمان کرتے ہیں کہ ہم نہیں سنتے راز ان کا اور سرگوشی ان کی اور نہیں سنتے ان کا قول۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ بعضوں نے اس تفسیر سے انکار کیا ہے اور اس واسطے کہ یہ اس وقت صحیح ہوتی ہے جب کہ ہو قرأت وقیلهم کہا طبری نے اور پڑھا ہے جمہور نے وقیله ساتھ نصب کے واسطے عطف ڈالنے کے اللہ کے اس قول پر ﴿ام يحسبون انا لا نسمع سرهم ونجواهم﴾ اور تقدیر یہ ہے ونسمع قيله يا رب اور ساتھ اس کے دفع ہوگا اعتراض ابن تین کا اور الزام اس کا بلکہ صحیح ہوگا اور قرأت وقیله ہے ساتھ افراد کے ہے اور قرأت کوفیوں کی ساتھ زیر کے ہے اس معنی کی بنا پر وعنده علم الساعة وعلم قيله کہا اور یہ دونوں قرأتیں صحیح ہیں اور دونوں کے

معنی صحیح ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَلَوْلَا أَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً﴾ لَوْلَا أَنْ جَعَلَ النَّاسَ كُلَّهُمْ كُفَّارًا لَّجَعَلْتُ لِبُيُوْتِ الْكُفَّارِ ﴿سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ﴾ مِنْ فِضَّةٍ وَّهِيَ دَرَجٌ وَّسُرُرُ فِضَّةٍ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر یہ احتمال نہ ہوتا کہ لوگ ہو جائیں ایک گروہ یعنی اگر یہ احتمال نہ ہوتا کہ ٹھہراؤں میں سب لوگوں کو کافر تو البتہ کرتا میں واسطے گھروں کفار کے چھت چاندی کے اور سیڑھیاں چاندی کی اور مراد معارج سے سیڑھیاں اور تخت چاندی کے ہیں۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے حسن سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿ولولا ان یکون الناس امة واحدة﴾ کہا کہ مراد امت واحدہ سے کافر ہیں کہ دنیا کی طرف جھکیں اور اکثر لوگ دنیا کی طرف جھک گئے ہیں اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام نہیں کیا سو کیا حال ہوتا اگر کرتا۔

﴿مُقْرِنِيْنَ﴾ مُطِيْقِيْنَ.

یعنی مقرنین کے معنی ہیں طاقت والے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما کنا له مقرنین﴾ یعنی نہ تھے ہم واسطے اس کے طاقت والے اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نہ زور میں اور نہ ہاتھوں میں۔

﴿اٰسَفُوْنَا﴾ أَسْخَطُوْنَا.

یعنی آسفونا کے معنی ہیں کہ غصہ دلایا ہم کو اللہ نے فرمایا ﴿فلما آسفونا﴾.

﴿يَعْشُ﴾ يَعْمٰى.

یعش کے معنی ہیں اندھا ہو۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿ومن یعش عن ذکر الرحمٰن﴾ یعنی جو اندھا ہو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تو متعین کرتے ہیں ہم اس کے واسطے شیطان کو۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ﴾ أَيْ تُكَذِّبُوْنَ بِالْقُرْاٰنِ ثُمَّ لَا تُعَاقَبُوْنَ عَلَيْهِ.

یعنی کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کیا پھیر دیں گے ہم تمہاری طرف سے یہ نصیحت موڑ کر یعنی تم قرآن کو جھٹلاتے ہو پھر تم کو اس پر عذاب نہیں ہو گا یعنی تم کو اس پر عذاب ہوگا۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کیا تم نے گمان کیا ہے کہ ہم تم سے درگزر کریں گے اور حالانکہ تم نے ہمارا حکم نہیں مانا۔

﴿وَمَضَى مَثَلُ الْأَوَّلِيْنَ﴾ سُنَّةُ الْأَوَّلِيْنَ. یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں گزر چکا ہے پہلوں کا طریقہ۔

﴿وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ﴾ يَعْنِي الْإِبِلَ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ. یعنی مراد ساتھ له کے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿له مقرنين﴾ اونٹ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے ہیں۔

﴿يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ﴾ اَلْجَوَارِيْ جَعَلْتُمُوْهُنَّ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا فَكَيْفَ تَحْكُمُوْنَ. یعنی مراد اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ينشو فی الحلية﴾ سے لڑکیاں ہیں یعنی ٹھہرایا ہے تم نے ان کو واسطے اللہ کے اولاد پس کس طرح حکم کرتے ہو کہ تم خود لڑکیوں کے ساتھ راضی نہیں ہوتے۔

فائدہ: مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ انکار کیا اللہ تعالیٰ نے کافروں پر جنہوں نے گمان کیا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں سو فرمایا کہ کیا ٹھہرائی ہیں اللہ سبحانہ نے اپنے واسطے اپنی پیدائش میں سے بیٹیاں اور چن لیے تمہارے واسطے بیٹے اور تم غضبناک ہوتے ہو بیٹیوں سے اور نفرت کرتے ہو ان سے یہاں تک کہ تم نے اس میں مبالغہ کیا سو تم نے ان کو زندہ زمین میں گاڑا سو کس طرح اختیار کرتے ہو تم اپنے آپ کو ساتھ اعلیٰ چیز کے دو چیزوں میں سے اور ٹھہراتے ہو تم واسطے اس کے جز ادنیٰ کو باوجود اس کے کہ صفت اس قسم کی کہ وہ بیٹیاں ہیں یہ ہے کہ وہ پلتی ہیں زیور اور زینت میں جو نوبت پہنچاتی ہے طرف نقص عقل کے اور نہ قائم ہونے کے ساتھ حجت کے اور روایت ہے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں کہ مراد بیٹیاں ہیں ﴿وهو فی الخصام غير مبين﴾ کہا کہ نہیں کلام کرتی عورت کہ ارادہ کرے یہ کہ کلام کرے ساتھ حجت کے مگر کہ کلام کرتی ہے ساتھ ایسی بات کے کہ حجت ہوتی ہے اس کے اوپر۔

﴿لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ﴾ يَعْنُوْنَ الْأَوْثَانَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ﴾ أَيِ الْأَوْثَانُ إِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ. یعنی ضمیر هم کی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿ما عبدناهم﴾ بتوں کی طرف راجع ہے یعنی اور کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم بتوں کو نہ پوجتے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ نہیں ان کو علم یعنی بتوں کو یعنی بیشک وہ نہیں جانتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مالهم بذلك من علم ان هم الا يخرصون﴾ اور ضمیر بیچ قول اس کے ﴿مالهم بذلك من علم﴾ کافروں کی طرف پھرتی ہے یعنی نہیں ان کو علم ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے انہوں نے اس کو مشیت سے اور نہیں کوئی دلیل واسطے

ان کے اور پر اس کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محض اٹکل سے کہتے ہیں یا ضمیر بتوں کی طرف پھرتی ہے اور اتار ان کا بجائے ذوی العقول کے اور نفی کی ان سے علم اس چیز کی کہ کرتے ہیں مشرکین عبادت ان کی سے یعنی بتوں کو مطلق کچھ علم نہیں اس کا کہ مشرکین ان کو پوجتے ہیں۔

﴿فِيْ عَقِبِهِ﴾ وَلَدِهِ.

یعنی مراد عقبہ سے اس کی اولاد ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وجعلها كلمة باقية في عقبه﴾ یعنی کیا اللہ تعالیٰ نے کلمہ توحید کو باقی اس کی اولاد میں۔

﴿مُقْتَرِنِيْنَ﴾ يَمْشُوْنَ مَعًا.

یعنی مقترنین کے معنی ہیں اکٹھے چلتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿او جآء معه الملآئكة مقترنين﴾.

﴿سَلَفًا﴾ قَوْمُ فِرْعَوْنَ سَلَفًا لِّكُفَّارِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی مراد سلفا سے اللہ کے اس قول میں قوم فرعون کی ہے کہ وہ پیشوا ہیں واسطے کفار امت محمد ﷺ کے۔

﴿وَمَثَلًا﴾ عِبْرَةً.

اور مثلا سے مراد عبرت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فجعلناهم سلفا ومثلا للآخرين﴾.

﴿يَصِدُّوْنَ﴾ يَضِجُّوْنَ.

اور یصدون کے معنی ہیں یضجبون یعنی چلاتے ہیں اور خوشی سے آواز کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اذا قومك منه يصدون﴾ یعنی اچانک تیری قوم عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر سے چلاتے ہیں۔

﴿مُبْرِمُوْنَ﴾ مُجْمِعُوْنَ.

یعنی مبرمون کے معنی ہیں اتفاق اور پکا قصد کرنے والے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فانا مبرمون﴾.

﴿أَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ﴾ أَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ.

یعنی مراد اول العابدین سے یہ ہے کہ میں ہوں پہلا ایمان لانے والا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿إِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ﴾ اَلْعَرَبُ تَقُوْلُ نَحْنُ مِنْكَ الْبَرَآءُ وَالْخَلَاءُ وَالْوَاحِدُ وَالْاِثْنَانِ وَالْجَمِيْعُ

اور کہا اس کے غیر نے کہ لفظ براء جو اللہ تعالیٰ کے اس قول میں واقع ہے عرب کی کلام میں واحد اور تثنیہ اور جمع اور مذکر اور مؤنث سب کے واسطے بولا جاتا ہے یہ نہیں

مِنَ الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤَنَّثِ يُقَالُ فِيهِ بَرَآءٌ لِأَنَّهُ مَصْدَرٌ وَّلَوْ قَالَ بَرِيْءٌ لَّقِيْلَ فِي الْإِثْنَيْنِ بَرِيْئَانِ وَفِي الْجَمِيْعِ بَرِيْئُوْنَ وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّنِيْ بَرِيْءٌ بِالْيَآءِ.

کہ واحد کے واسطے اور کلمہ اور تثنیہ، جمع کے واسطے اور کہا جاتا ہے اس میں براء اس واسطے کہ وہ مصدر ہے یعنی واحد اور تثنیہ اور جمع اور مذکر اور مونث سب کے واسطے فقط یہی لفظ بولا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ مصدر ہے یعنی اسم جنس ہے تھوڑا اور بہت اس میں برابر ہے اور اگر بری پڑھا جائے تو تثنیہ میں بریئان کہا جائے گا اور جمع میں بریئوں اور پڑھا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اننی بری کو ساتھ یا کے۔

وَالزُّخْرُفُ الذَّهَبُ.

یعنی مراد زخرف سے سونا ہے۔

مَلَائِكَةً يَّخْلُفُوْنَ يَخْلُفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا.

یعنی یخلفون کے معنی ہیں کہ بعض بعض کا خلیفہ ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ولو نشآء لجعلنا منكم ملآئكة فى الارض يخلفون﴾ یعنی اگر ہم چاہتے تو زمین میں فرشتے بناتے کہ بعض بعض کا خلیفہ ہوتا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَّاكِثُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اور پکاریں گے کے اے مالک تیرا رب ہم کو موت دے۔

٤٤٤٥ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ ﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾.

۴۴۴۵۔ حضرت یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا منبر پر پڑھتے تھے کہ پکاریں گے کہ اے مالک! چاہیے کہ موت دے ہم کو تیرا رب۔

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿مَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ﴾ عِظَةً لِّمَنْ بَعْدَهُمْ.

یعنی اور کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مثلا کے معنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں نصیحت ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿مُقْرِنِيْنَ﴾ ضَابِطِيْنَ يُقَالُ فُلَانٌ مُّقْرِنٌ لِّفُلَانٍ ضَابِطٌ لَّهُ.

اور کہا قتادہ کے غیر نے کہ مقرنین کے معنی ہیں قابو کرنے والے کہا جاتا ہے فلانا مقرن ہے واسطے اس کے یعنی قابو کرنے والا ہے واسطے اس کے۔

وَالْأَكْوَابُ الْأَبَارِيقُ الَّتِي لَا خَرَاطِيمَ لَهَا.

یعنی اباریق وہ کوڑے ہیں جن کا ناک نہ ہو یعنی جس میں سے پانی ڈالا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿یطاف علیھم بصحاف من ذھب واکواب﴾۔

﴿أَوَّلُ الْعَابِدِينَ﴾ أَيْ مَا كَانَ فَأَنَا أَوَّلُ الْأَنِفِينَ وَهُمَا لُغَتَانِ رَجُلٌ عَابِدٌ وَّعَبِدٌ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین﴾ یعنی کلمہ ان کا اللہ تعالیٰ کے اس قول میں نافیہ ہے یعنی نہیں ہے اللہ کے واسطے اولاد سو میں اول عار کرنے والا ہوں اور وہ دونوں لغتیں ہیں کہا جاتا ہے مرد ہے عابد اور عبد۔

فائدہ: اور سدی سے روایت ہے کہ ان ساتھ معنی لو کے ہے یعنی اگر اللہ کی اولاد ہوتی تو ہوتا میں پہلے پہل بندگی کرنے والا اس کو ساتھ اس کے لیکن نہیں ہے واسطے اس کے کوئی اولاد اور ترجیح دی ہے اس کو طبری نے اور کہا ابوعبیدہ نے کہ ان اس آیت میں ساتھ معنی ما کے ہے اور فا ساتھ معنی واؤ کے یعنی نہیں واسطے اللہ کے کوئی اولاد اور میں پہلا عبادت کرنے والا ہوں اور کہا اور لوگوں نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر ہے واسطے اللہ کے اولاد تمہارے قول میں تو میں پہلا کفر کرنے والا ہوں ساتھ اس کے اور انکار کرنے والا تمہارے قول سے۔ (فتح)

وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ.

یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ﴿وقیله یا رب﴾ کی جگہ وقال الرسول یارب پڑھا ہے اور قرأۃ عامہ کی یہ ہے ﴿وقیله یا رب﴾۔

وَيُقَالُ ﴿أَوَّلُ الْعَابِدِينَ﴾ الْجَاحِدِينَ مِنْ عَبِدَ يَعْبَدُ.

اور کہا جاتا ہے کہ عابدین کے معنی ہیں انکار کرنے والے مشتق ہے عبد یعبد سے۔

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿فِي أُمِّ الْكِتَابِ﴾ جُمْلَةِ الْكِتَابِ أَصْلِ الْكِتَابِ.

یعنی کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اللہ کے قول ﴿وانه فی ام الکتاب﴾ کے معنی یہ ہیں کہ جملہ کتاب میں اور اصل کتاب میں۔

﴿أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ﴾ مُشْرِكِيْنَ.

یعنی مراد مسرفین سے اس آیت میں مشرکین ہیں۔

وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ رُفِعَ حَيْثُ رَدَّهُ أَوَائِلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ لَهَلَكُوْا.

یعنی قسم ہے اللہ کی کہ اگر یہ قرآن اٹھایا جاتا جس جگہ رد کیا ہے اس کو اس امت کے پہلے لوگوں نے یعنی قرآن

کو جھٹلایا تو البتہ ہلاک ہو جاتے لیکن دوہرایا اللہ نے اپنی رحمت کو اوپر ان کے سو دعوت دی ان کو اس کی طرف۔

﴿فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْأَوَّلِيْنَ﴾ عُقُوْبَةُ الْأَوَّلِيْنَ.

یعنی مراد مثل سے اس آیت میں عقوبت ہے یعنی گزر چکی ہے عقوبت پہلوں کی۔

﴿جُزْءًا﴾ عِدْلًا.

یعنی جزء کے معنی ہیں برابر اور شریک، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وجعلوا له من عباده جزءا﴾.

فائدہ: اور کہا بعض نے کہ جزء کے معنی ہیں حصہ اور بعض کہتے ہیں کہ جزء سے مراد عورتیں ہیں۔

سُوْرَةُ الدُّخَانِ

سورۂ دخان کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿رَهْوًا﴾ طَرِيْقًا يَابِسًا.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ رھوا کے معنی ہیں خشک راستہ۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿واترك البحر رهوا﴾ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مڑے موسیٰ علیہ السلام کہ ماریں لاٹھی دریا کو تا کہ مل جائے اور جاری ہو اور ڈرے کہ فرعون اور اس کی فوج ان کے پیچھے پڑے سو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ چھوڑ دے دریا کو تھم رہا یعنی بدستور خشک راہ بیشک وہ فوج ہے غرق ہونے والی۔ (فتح)

﴿عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِيْنَ﴾ عَلٰى مَنْ بَيْنَ ظَهْرَيْهِ.

یعنی مراد عالمین سے ان کے زمانے کے لوگ ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ولقد اخترناهم على العالمين﴾ یعنی پسند کیا ہم نے ان کو ان کے زمانے کے لوگوں پر۔

﴿فَاعْتُلُوْهُ﴾ ادْفَعُوْهُ.

یعنی فاعتلوا کے معنی ہیں کہ ہانکو اس کو دوزخ کی طرف

﴿وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ﴾ أَنْكَحْنَاهُمْ حُوْرًا عِيْنًا يَحَارُ فِيْهَا الطَّرْفُ.

یعنی زوجناهم کے معنی ہیں کہ بیاہ دیں ہم ان کو گوریاں بڑی آنکھ والیاں کہ حیران ہوتی ہیں ان میں آنکھ ان کی پنڈلیوں کا گودا ان کے کپڑوں کے پیچھے سے نظر آتا ہے اور دیکھنے والا اپنے چہرے کو ان کے جگر میں دیکھتا ہے شیشے کی طرح چمڑے کے پتلا ہونے اور رنگ کے صاف ہونے کے سبب سے۔ (فتح)

وَيُقَالُ ﴿أَنْ تَرْجُمُوْنِ﴾ الْقَتْلُ.

یعنی ترجمون کے معنی ہیں قتل کرنا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وانی عذت بربی وربکم ان ترجمون﴾.

فائدہ: اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رجم کے معنی یہاں سنگسار کرنا ہے۔

وَيُقَالُ ﴿رَهْوًا﴾ سَاكِنًا.

اور رھوا کے معنی ہیں تھم رہا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كَالْمُهْلِ﴾ أَسْوَدُ كَمُهْلِ الزَّيْتِ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مھل کی تفسیر میں کہ سیاہ ہے مانند تلچھٹ کے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿کالمھل یشوی الوجوہ﴾ کہ وہ ایک چیز ہے گاڑھی مثل تلچھٹ کے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک قسم ہے مثل تانبے پگھلے کے مشابہ ہے زیت کے مائل ہے طرف زردی کے اور کہا اصمعی نے کہ مھل پیپ ہے اور جو بہتا ہے مردے سے اور صاحب محکم نے کہا کہ میل ہے سونے چاندی وغیرہ جواہر کی اور بعض کہتے ہیں کہ سیسہ ہے پگھلا ہوا یا لوہا یا چاندی۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿تُبَّعٍ﴾ مُلُوْكُ الْيَمَنِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ يُسَمَّى تُبَّعًا لِأَنَّهُ يَتْبَعُ صَاحِبَهُ وَالظِّلُّ يُسَمَّى تُبَّعًا لِأَنَّهُ يَتْبَعُ الشَّمْسَ.

اور کہا غیر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد تبع سے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿اھم خیر ام قوم تبع﴾ یمن کے بادشاہ ہیں اور نام رکھا جاتا ہے ہر ایک ان میں سے تبع اس واسطے کہ وہ پیچھے آتا ہے اپنے ساتھی کے اور سایہ کا نام بھی تبع رکھا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ تابع ہے آفتاب کے۔

فائدہ: یہ قول ابوعبیدہ کا ہے اور زیادہ کیا ہے اس نے کہ مرتبہ تبع کا جاہلیت میں یعنی زمانہ کفر میں بجائے خلیفہ کے ہے اسلام میں اور وہ بادشاہ ہیں عرب کے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تبع نیک مرد تھا اور وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا کہنے تبع کے سے اور ایک روایت میں ہے کہ مت برا کہو تبع کو کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا کہا وہب نے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھا۔ (فتح)

بَابُ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ قَالَ قَتَادَةُ فَارْتَقِبْ فَانْتَظِرْ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں سو انتظار کر جس دن کہ لائے آسمان دھواں ظاہر، قتادہ نے کہا کہ فارتقب کے معنی ہیں انتظار کر۔

٤٤٤٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُّسْلِمٍ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَضٰى خَمْسٌ اَلدُّخَانُ وَالرُّوْمُ وَالْقَمَرُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ.

۴۴۴۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پانچ چیزیں گزر چکی ہیں یعنی واقع ہو چکی ہیں دخان اور روم اور قمر اور بطشہ اور لزام۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ڈھانکے لوگوں کو یہ

أَلِيمٌ﴾.

عذاب ہے درد دینے والا۔

٤٤٤٧ - حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّمَا كَانَ هٰذَا لِأَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اسْتَعْصَوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِيْنَ كَسِنِي يُوْسُفَ فَأَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَّجَهْدٌ حَتّٰى أَكَلُوا الْعِظَامَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَآءِ فَيَرٰى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ قَالَ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْلَ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَسْقِ اللّٰهَ لِمُضَرَ فَإِنَّهَا قَدْ هَلَكَتْ قَالَ لِمُضَرَ إِنَّكَ لَجَرِيْءٌ فَاسْتَسْقٰى لَهُمْ فَسُقُوْا فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ﴾ فَلَمَّا أَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ عَادُوْا إِلٰى حَالِهِمْ حِيْنَ أَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى إِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ﴾ قَالَ يَعْنِي يَوْمَ بَدْرٍ.

۴۴۴۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ قحط اس واسطے پڑا کہ کفار قریش نے جب حضرت ﷺ کی نافرمانی کی اور آپ کا حکم نہ مانا تو حضرت ﷺ نے ان پر قحط کی بد دعا کی سو پہنچی ان کو قحط سالی اور سختی یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیوں کو کھایا سو مرد آسمان کی طرف دیکھنے لگا سو اپنے اور اس کے درمیان دھواں سا دیکھتا سختی بھوک کے سبب سے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ انتظار کر جس دن کہ لائے آسمان دھواں صریح جو ڈھانکے لوگوں کو یہ ہے عذاب دکھ دینے والا کہا اس نے سو کوئی مرد یعنی ابوسفیان حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے عرض کی کہ یا حضرت! آپ اللہ سے مضر کے واسطے مینہ کی دعا کیجئے کہ تحقیق وہ ہلاک ہوئے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو حکم کرتا ہے کہ میں مضر کے واسطے مینہ کی دعا مانگوں باوجود اس چیز کے کہ وہ اس پر ہیں نافرمانی اور شرک کرنے سے بیشک تو بڑا دلیر ہے سو حضرت ﷺ نے بارش کے لیے دعا کی سو اللہ نے ان پر مینہ برسایا پھر یہ آیت اتری کہ بیشک تم پھر وہی کرنے والے ہو پھر جب ان کو آسودگی اور فراخی پہنچی تو اپنے پہلے حال کی طرف پھر گئے سو اللہ نے یہ آیت اتاری جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ ہم بدلہ لینے والے ہیں، کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ مراد بڑی پکڑ سے جنگ بدر کا دن ہے۔

فائدہ: سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا واسطے مضر کے اس واسطے کہ اکثر ان میں سے حجاز کے پانیوں کے قریب تھے اور قحط کی بد دعا قریش پر تھی اور وہ مکے میں رہتے تھے سو قحط نے ان کے آس پاس والوں کی طرف سرایت کی سو بہتر ہوا کہ ان کے واسطے دعا کی جائے اور شاید سائل نے قریش کا نام نہ لیا تا کہ ان کا گانہ حضرت ﷺ کو نہ یاد آ جائے

ہو اس نے کہا کہ مضر کے واسطے دعا کیجئے تا کہ وہ بھی ان میں درج ہوں اور نیز اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ غیر یدعو علیھم ہلاک ہوئے ان کے پاس ہونے کے سبب سے اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ کی قوم ہلاک ہوئی اور نہیں ہے مخالفت درمیان دونوں کے اس واسطے کہ مضر بھی آپ کی قوم ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اے ہمارے رب! کھول ہم سے عذاب کو ہم ایمان لانے والے ہیں۔

٤٤٤٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ إِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اَللّٰهُ أَعْلَمُ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ إِنَّ قُرَيْشًا لَّمَّا غَلَبُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ قَالَ اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ أَكَلُوْا فِيْهَا الْعِظَامَ وَالْمَيْتَةَ مِنَ الْجَهْدِ حَتّٰى جَعَلَ أَحَدُهُمْ يَرٰى مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجُوْعِ قَالُوْا ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُوْنَ﴾ فَقِيْلَ لَهٗ إِنْ كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَادُوْا فَدَعَا رَبَّهٗ فَكَشَفَ عَنْهُمْ فَعَادُوْا فَانْتَقَمَ اللّٰهُ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿إِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ﴾.

۴۴۴۸۔ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا سو اس نے کہا کہ علم سے ہے یہ کہ کہے تو واسطے اس چیز کے کہ نہ جانے کہ اللہ خوب جاننے والا ہے بیشک اللہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میں نہیں مانگتا تم سے کچھ مزدوری اور نہیں میں تکلف کرنے والوں سے اس کا بیان یوں ہے کہ جب قریش نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرکشی کی اور آپ کا حکم نہ مانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بد دعا کی الٰہی! میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط ڈال کر یوسف علیہ السلام کا سا قحط سات برس کا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے ان پر قحط پڑا کہ انہوں نے اس میں ہڈیوں اور مردار کو کھایا شدت بھوک کے سبب سے یہاں تک کہ کوئی ان میں اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں سا دیکھنے لگا شدت بھوک کے سبب سے انہوں نے کہا کہ الٰہی! کھول ہم سے عذاب کو ہم ایمان لانے والے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا کہ اگر ہم ان سے عذاب کو کھول دیں تو وہ پھر وہی کریں گے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی تو اللہ نے ان سے عذاب کو کھول دیا وہ پھر وہی کام کرنے لگے تو اللہ نے ان سے جنگ بدر کے دن بدلہ لیا سو یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا جس دن لائے گا آسمان دھواں صریح، منتقمون تک۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے سبب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کا سورۂ روم میں اور وجہ سے اعمش کے طریق سے اور اس

کا لفظ یہ ہے کہ کہا مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جس حالت میں کہ ایک مرد وعظ کرتا تھا قبیلہ کندہ میں تو اس نے کہا کہ قیامت کے دن دھواں آئے گا سو منافقوں کے کان اور ناک کو پکڑے گا اور ایماندار کو زکام سا ہو جائے گا سو ہم گھبرائے تو میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ تکیہ کیے تھے سو غضبناک ہوئے سو کہا کہ جو جانے سو کہے اور جو نہ جانے سو چاہیے کہ کہے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور البتہ جاری ہوا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی عادت پر اوپر اختیار کرنے خفی کے واضح پر اس واسطے کہ یہ سورت اولیٰ ہے ساتھ وارد کرنے اس سیاق کے سورۂ روم سے واسطے اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو ذکر دھویں کے سے لیکن یہ ہے عادت اس کی کہ ذکر کرتا ہے حدیث کو ایک جگہ میں پھر ذکر کرتا ہے اس کو اس جگہ میں کہ لائق ہے ساتھ اس کے خالی زیادتی سے واسطے کفایت کرنے کے ساتھ ذکر اس کے دوسری جگہ میں واسطے خبردار کرنے ذہنوں کے اور باعث ہونے کے زیادتی یاد کرنے پر اور یہ بات جس کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے انکار کیا ہے یعنی دھویں کا البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کا ثبوت آچکا ہے سو عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا انہوں نے کہ دھویں کی نشانی ابھی نہیں گزری مسلمان کو زکام سا ہو جائے گا اور کافر پھول جائے گا اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا ابن ابی ملیکہ نے کہ میں ایک دن ابن عباس رضی اللہ عنہما پر داخل ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں آج رات کو نہیں سویا صبح تک لوگوں نے کہا کہ دُم دار تارا نکلا سو ہم ڈرے دخان کی علامت سے اور شاید یہ تصحیف ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صحیح دخان کی جگہ دجال ہے اور تائید کرتی ہے اس کو کہ دخان کی نشانی ابھی نہیں گزری وہ چیز جو روایت کی ہے مسلم نے ابی شریح کی حدیث سے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ تم دس نشانیاں دیکھو، نکلنا سورج کا پچھم کی طرف سے اور دھواں اور دابۃ الارض، آخر حدیث تک اور روایت کی ہے طبری نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیچ نکلنے نشانیوں کے دھویں کو کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یا حضرت! کیا ہے دخان؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی فرمایا بہر حال ایماندار سو اس کو زکام سا ہو جائے گا اور بہر حال کافر سو اس کے ناک اور کانوں اور دبر سے نکلے گا اور اس کی سند ضعیف ہے اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مانند اس کے اور اس کی سند بھی ضعیف ہے اور روایت کی ہے اس کو مرفوع طور سے ساتھ سند کے کہ وہ اس سے اصح ہے اور طبری نے ابو مالک سے مرفوع روایت کی ہے کہ بیشک تمہارے رب نے تم کو تین چیزوں کو ڈرایا ہے ایک دخان سے کہ ایماندار کو زکام سا ہو جائے گا اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مانند اس کے لیکن دونوں کی سند ضعیف ہے لیکن کثرت ان حدیثوں کی دلالت کرتی ہے کہ اس کے واسطے کوئی اصل ہے اور اگر حذیفہ رضی اللہ عنہ کا طریق ثابت ہو تو احتمال ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واعظ سے وہی مراد ہو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ﴾ اَلذِّكْرُ

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہاں ہے ان کو نصیحت لینا اور آچکا ان کے پاس رسول کھول کر سنانے والا اور

وَالذِّكْرٰى وَاحِدٌ.

ذکر اور ذکریٰ کے ایک معنی ہیں۔

٤٤٤٩ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَعَا قُرَيْشًا كَذَّبُوْهُ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ يَعْنِيْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى كَانُوْا يَأْكُلُوْنَ الْمَيْتَةَ فَكَانَ يَقُوْمُ أَحَدُهُمْ فَكَانَ يَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ مِثْلَ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ وَالْجُوْعِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيْلًا إِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ﴾ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ وَالْبَطْشَةُ الْكُبْرٰى يَوْمَ بَدْرٍ.

۴۴۴۹۔ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا پھر انہوں نے کہا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کا کہنا نہ مانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعا کی الٰہی! میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط ڈال کر یوسف علیہ السلام کا سا قحط سات برس کا سو ان پر قحط پڑا جس نے ہر چیز کو فنا کیا یہاں تک کہ مردار کو کھاتے تھے سو کوئی ان میں سے کھڑا ہوتا تھا اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں سا دیکھتا تھا سختی اور بھوک کے سبب سے پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی سو انتظار کر جس دن لائے آسمان دھواں صریح جو ڈھانکے لوگوں کو یہ ہے عذاب دکھ دینے والا یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچے ہم کھولتے ہیں عذاب تھوڑے دنوں تم پھر وہی کرتے ہو، کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کیا پس کھولا جائے گا ان سے عذاب دن قیامت کے اور مراد بڑی پکڑ سے دن بدر کا ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پھر پیٹھ پھیری انہوں نے اس سے اور کہا کہ سکھایا ہوا ہے باؤلا۔

٤٤٥٠ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ فَإِنَّ

۴۴۵۰۔ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ بیشک اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر بنایا اور کہا کہ کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری اور نہیں میں تکلف کرنے والوں سے سو بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قریش کو دیکھا کہ انہوں نے آپ کا کہنا نہ مانا تو ان پر بددعا کی کہ الٰہی! میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط ڈال کر

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأٰى قُرَيْشًا اِسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَأَخَذَتْهُمُ السَّنَةُ حَتّٰى حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى أَكَلُوا الْعِظَامَ وَالْجُلُوْدَ فَقَالَ أَحَدُهُمْ حَتّٰى أَكَلُوا الْجُلُوْدَ وَالْمَيْتَةَ وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَأَتَاهُ أَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ أَيْ مُحَمَّدُ إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّكْشِفَ عَنْهُمْ فَدَعَا ثُمَّ قَالَ تَعُوْدُوْنَ بَعْدَ هٰذَا فِيْ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ إِلٰى ﴿عَآئِدُوْنَ﴾ أَنَكْشِفُ عَنْهُمْ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ فَقَدْ مَضَى. الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَقَالَ أَحَدُهُمُ الْقَمَرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ وَالرُّوْمُ.

یوسف علیہ السلام کا سات برس کا قحط سو ان پر قحط پڑا یہاں تک کہ اس نے ہر چیز کو فنا کیا یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیوں اور چمڑوں کو کھایا اور کہا ایک راوی نے یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیوں اور مرداروں کو کھایا اور زمین سے دھواں سا نکلنے لگا سو ابو سفیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے محمد! بیشک تیری قوم ہلاک ہوئی سو اللہ سے دعا مانگ کہ ان سے قحط کو کھول دے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی پھر فرمایا اس کے بعد یہ لوگ وہی کام کریں گے (یعنی اگرچہ فی الحال تو مخالفت سے پشیمان ہو رہے ہیں لیکن عذاب کے رفع ہونے کے بعد پھر وہی کام کرنے لگیں گے) منصور کی حدیث میں ہے پھر پڑھی یہ آیت کہ انتظار کر جس دن لائے آسمان دھواں صریح، عائدون تک کیا کھولا جائے گا ان سے عذاب آخرت کا سو البتہ گزر چکا ہے دخان اور بطشہ اور لزام اور ایک راوی نے کہا کہ چاند کا پھٹنا بھی گزر چکا ہے اور ایک نے کہا کہ روم کا غالب ہونا بھی گزر چکا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ زمین سے دھواں سا نکلنے لگا تو پہلی روایت میں ہے کہ مرد اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں سا دیکھنے لگا اور نہیں مخالفت ہے درمیان دونوں کے اس واسطے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ اس کی ابتدا زمین سے تھی اور اس کی انتہا زمین اور آسمان کے درمیان تھی اور نہیں تعارض ہے نیز درمیان قول اس کے کہ زمین سے نکلنے لگا اور قول اس کے کہ دھواں سا واسطے احتمال وجود دونوں امروں کے ساتھ اس طور کے کہ نکلے زمین سے بخار دھویں کی صورت پر زمین کی گرمی کی شدت اور جوش سے نہ مینہ برسنے کے سبب سے اور تھے دیکھتے اپنے اور آسمان کے درمیان مانند دھویں کے بھوک کی بہت گرمی سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى إِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ ہم کھولتے ہیں عذاب تھوڑے دنوں تم پھر وہی کرتے ہو اس کے قول تک کہ ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

٤٤٥١ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ

۴۴۵۱۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کہا عبداللہ بن

الْأَعْمَشِ عَنْ مُّسْلِمٍ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ اللِّزَامُ وَالرُّوْمُ وَالْبَطْشَةُ وَالْقَمَرُ وَالدُّخَانُ.

مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ پانچ چیزیں گزر چکی ہیں لزام اور روم اور بطشہ اور قمر اور دخان۔

سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ

سورۂ جاثیہ کی تفسیر کا بیان

جَاثِيَةٌ مُسْتَوْفِزِيْنَ عَلَى الرُّكَبِ.

جاثیة کے معنی ہیں کھڑے زانو بیٹھنے والے۔

فائدہ: کہا جاتا ہے استوفز فی قعدته جب کہ بیٹھے کھڑے زانو پر بغیر اطمینان اور آرام کے، اللہ نے فرمایا ﴿وترىٰ كل امة جاثية﴾۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿نَسْتَنْسِخُ﴾ نَكْتُبُ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں ہم تھے لکھتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انا كنا نستنسخ ما كنتم تعملون﴾۔

﴿نَنْسَاكُمْ﴾ نَتْرُكُكُمْ.

اور ننساکم کے معنی ہیں ہم چھوڑ دیں گے تم کو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فاليوم ننساكم كما نسيتم﴾ یعنی ہم چھوڑ دیں گے تم کو جیسا تم نے چھوڑا اور یہاں اطلاق ملزوم کا ہے اور ارادہ لازم کا ہے اس واسطے کہ جو بھلایا گیا وہ چھوڑا گیا بغیر عکس کے۔

بَابٌ ﴿وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ﴾ اَلْاٰيَةَ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور نہیں ہلاک کرتا ہم کو مگر زمانہ۔

٤٤٥٢ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْذِيْنِيْ ابْنُ اٰدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِيَ الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.

۴۴۵۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آدمی مجھ کو ایذا دیتا ہے کہ زمانے کو برا کہتا ہے اور میں ہوں زمانے کے پھیرنے والا میرے ہاتھ میں ہے سب اختیار پلٹتا ہوں رات اور دن کو۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے کہ لوگ کفر کی حالت میں کہتے تھے کہ ہم کو تو رات اور دن ہلاک کرتا ہے وہی ہم کو مارتا ہے وہی زندہ کرتا ہے سو اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا اور کہتے ہیں کہ نہیں وہ مگر زندگی دنیا کی، الآیۃ کہا سو برا

کہتے ہیں زمانے کو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایذا دیتا ہے مجھ کو آدمی کہا قرطبی نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ خطاب کرتا ہے مجھ سے ساتھ اس چیز کے کہ ایذا پاتا ہے اس سے وہ شخص کہ جائز ہے بیچ حق اس کے ایذا پانی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ پاک ہے اس سے کہ پہنچے طرف اس کی ایذا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ توسع کے قبیل سے ہے کلام میں اور مراد اس سے یہ ہے کہ جس شخص سے یہ واقع ہو تعرض کیا اس نے واسطے اللہ تعالیٰ کے غضب کے اور یہ جو کہا کہ میں ہوں زمانہ تو کہا خطابی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں ہوں صاحب اور مالک زمانے کا اور مدبر کاموں کا کہ منسوب کرتے ہیں ان کو زمانے کی طرف سو جو زمانے کو برا کہے اس سبب سے کہ وہ فاعل ہے ان کاموں کا تو پھرتا ہے برا کہنا اس کا اس کے رب کی طرف کہ فاعل اس کا ہے یعنی اس واسطے کہ زمانہ اللہ کی قدرت میں ہے اس کا پھیرنے والا اللہ ہے اور زمانے کو برا کہنا اللہ تعالیٰ کو برا کہنا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ زمانہ ظرف ہے واسطے واقع ہونے ان کاموں کے اور ان کی عادت تھی کہ جب ان کو کوئی مکروہ چیز پہنچتی تو اس کو زمانے کی طرف منسوب کرتے اور کہتے کہ کم بختی زمانے کی اور کہا امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ان کی عادت تھی کہ گردش اور مصیبت کے وقت زمانے کو برا کہتے تھے سو فرمایا کہ اس کو برا مت کہو اس واسطے کہ اس کا فاعل اللہ ہے سو گویا کہ فرمایا اس کے فاعل کو برا مت کہو اس واسطے کہ جب تم نے اس کو برا کہا تو مجھ کو برا کہا۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ

سورۂ احقاف کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تُفِيْضُوْنَ﴾ تَقُوْلُوْنَ.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ تفیضون کے معنی ہیں کہ تم کہتے ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿هو اعلم بما تفيضون فيه﴾.

وَقَالَ بَعْضُهُمْ أَثَرَةٍ وَّأُثْرَةٍ وَّأَثَارَةٍ بَقِيَّةٌ مِّنْ عِلْمٍ.

اور کہا بعض نے کہ ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی بقیہ علم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿او اثارة من علم﴾.

فائدہ: یعنی جو کچھ علم جو چلا آتا ہے اور ابو عبدالرحمٰن سلمی نے اس کو اثرۃ پڑھا ہے یعنی کوئی خاص علم جو فقط تم ہی کو ملا اور ان کو نہیں ملا اور ساتھ اسی کے تفسیر کیا ہے اس کو حسن اور قتادہ نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ مراد اثارۃ سے خط ہے کہ اس کو عرب زمین میں لکھتے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ﴾ لَسْتُ بِأَوَّلِ الرُّسُلِ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ میں پہلا رسول نہیں بلکہ مجھ سے پہلے بھی بہت رسول گزر چکے ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿أَرَأَيْتُمْ﴾ هٰذِهِ الْأَلِفُ إِنَّمَا هِيَ تَوَعُّدٌ إِنْ صَحَّ مَا تَدَّعُوْنَ لَا

یعنی اور کہا اس کے غیر نے کہ ہمزہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں واسطے وعید کے ہے اگر صحیح ہو جس کو تم پکارتے

يَسْتَحِقُّ أَنْ يُعْبَدَ وَلَيْسَ قَوْلُهُ أَرَأَيْتُمْ بِرُؤْيَةِ الْعَيْنِ إِنَّمَا هُوَ أَتَعْلَمُوْنَ أَبَلَغَكُمْ أَنَّ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ خَلَقُوْا شَيْئًا.

ہوتو نہیں مستحق ہے کہ پوجا جائے اور اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ارأیتم﴾ میں آنکھ کا دیکھنا مراد نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ کیا تم جانتے ہو کیا تم کو پہنچی یہ بات کہ جن کو تم اللہ کے سوائے پکارتے ہو انہوں نے کوئی چیز پیدا کی۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قل ارأیتم ما تدعون من دون اللہ ارونی ما ذا خلقوا من الارض ام لهم شرك فی السموات﴾ یعنی بھلا بتلاؤ تو جس چیز کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا مجھے دکھلاؤ تو سہی انہوں نے زمین میں سے کون سی چیز کو پیدا کیا یا آسمان میں ان کی کچھ شرکت ہے مراد یہ ہے عبادت خالق کا حق ہے اور تم جو بتوں کی عبادت کرتے ہو ان کی خالقیت ثابت کرو۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِیْ أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ وَهُمَا يَسْتَغِيْثَانِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَا إِلَّا أَسَاطِيْرُ الْأَوَّلِيْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور جس شخص نے کہا اپنے ماں باپ کو میں بیزار ہوں تم سے کیا مجھ کو وعدہ دیتے ہو کہ میں نکالا جاؤں گا قبر سے اور گزر چکے ہیں کئی طبقے آدمیوں کے مجھ سے پہلے یعنی کوئی ان میں سے اب تک زندہ نہیں ہوا اور وہ دونوں فریاد کرتے ہیں اللہ کی جناب میں کہتے ہیں ہائے خرابی تجھ کو ایمان لا بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے پھر وہ کہتا ہے کہ نہیں یہ مگر کہانیاں پہلوں کی۔

٤٤٥٣ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِیْ بِشْرٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ قَالَ كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِيَةُ فَخَطَبَ فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ لِكَیْ يُبَايَعَ لَهُ بَعْدَ أَبِيْهِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِیْ بَكْرٍ شَيْئًا فَقَالَ خُذُوْهُ فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوْا فَقَالَ مَرْوَانُ إِنَّ هٰذَا الَّذِیْ أَنْزَلَ

۴۴۵۳۔ حضرت یوسف بن ماہک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کہا مروان مدینے پر حاکم تھا یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حاکم بنایا تھا اس کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے (اور معاویہ نے چاہا کہ اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنائے سو اس نے یہ بات مروان کی طرف لکھی کہ لوگوں سے یزید کی بیعت لے مروان نے لوگوں کو جمع کیا) پھر خطبہ پڑھا سو یزید کو ذکر کرنے لگا (یعنی لوگوں کو اس کی بیعت کی طرف بلایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے معاویہ کے دل میں خوب بات ڈالی کہ اپنے بیٹے کو اپنا خلیفہ بنا دے

اللّٰهُ فِيهِ ﴿وَالَّذِىْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِىْ﴾ فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَّرَآءِ الْحِجَابِ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْنَا شَيْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ عُذْرِىْ.

سو البتہ خلیفہ بنایا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے) تا کہ اس کے باپ کے بعد اس کی بیعت ہو سو عبدالرحمٰن نے اس کو کچھ کہا یعنی کہا کہ یہ ہرقل اور قیصر کا طریقہ ہے کیا تم اپنی اولاد کے واسطے بیعت چاہتے ہو؟ یعنی یہ رسم کفار کی ہے کہ اپنے بیٹوں کو خلیفہ کرتے ہیں، کہا مروان نے کہ یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی سنت ہے، عبدالرحمٰن نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں ٹھہرایا اس کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کسی کے حق میں اپنی اولاد سے کہا مروان نے کہ اس کو پکڑو عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے تو لوگ ان کو پکڑ نہ سکے (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہیبت اور رعب کے سبب سے کوئی ان کے گھر میں داخل نہ ہو سکا، سو مروان نے کہا کہ یہ ہے جس کے حق میں اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جس نے کہا اپنے ماں باپ کو کہ میں بیزار ہوں تم سے (یعنی اور پھر مروان منبر سے اتر کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر آیا اور ان سے کلام کرنے لگا) تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں کچھ چیز قرآن سے نہیں اتاری سوائے اس کے کہ اللہ نے میرا عذر اتارا۔

فائدہ: یعنی جو آیت کہ سورہ نور میں ہے اہل افک کے قصے میں اور پاک ہونے ان کے میں اس چیز سے کہ عیب لگایا ان کو بہتان باندھنے والوں نے اور ایک روایت میں ہے کہ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مروان جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی نہیں اتاری گئی یہ آیت مگر فلانے فلانے کے حق میں لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی مروان کے باپ کو اور حالانکہ مروان اس کی پشت میں تھا اور البتہ شور کیا ہے بعض رافضیوں نے سو کہا کہ یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا دلالت کرتا ہے کہ اللہ کا قول ثانی اثنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نہیں ہے اور نہیں ہے اس طرح جیسا کہ اس رافضی نے سمجھا بلکہ مراد ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کے فینا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں پھر یہ استثناء عموم نفی سے ہے نہیں تو مقام تخصیص کرتا ہے اور جو آیتیں کہ ان کے عذر میں ہیں وہ ان کی نہایت مدح میں ہیں اور مراد نفی اس چیز کے اتارنے کی ہے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے ذم جیسا کہ بیچ قصے قول اس کے کی ہے اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ میں

بیزار ہوں تم سے، آخر تک۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿عَارِضٌ﴾ اَلسَّحَابُ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں پھر جب دیکھا انہوں نے اس کو ابر سامنے آیا ان کے نالوں کے تو بولے کہ یہ ابر ہے ہم پر برسنے والا کوئی نہیں بلکہ درحقیقت یہ وہ چیز ہے جس کو جلدی طلب کرتے تھے تم ہوا ہے جس میں عذاب ہے درد دینے والا، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ عارض کے معنی ہیں بادل۔

٤٤٥٤ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهٗ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَاحِكًا حَتّٰى أَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ قَالَتْ وَكَانَ إِذَا رَأٰى غَيْمًا أَوْ رِيْحًا عُرِفَ فِيْ وَجْهِهٖ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوْا رَجَآءَ أَنْ يَّكُوْنَ فِيْهِ الْمَطَرُ وَأَرَاكَ إِذَا رَأَيْتَهٗ عُرِفَ فِيْ وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا يُؤْمِنِّيْ أَنْ يَّكُوْنَ فِيْهِ عَذَابٌ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيْحِ وَقَدْ رَأٰى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوْا ﴿هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾.

۴۴۵۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنستے نہیں دیکھا یہاں تک کہ میں آپ کے تالو کا کوا دیکھوں یعنی جو گوشت کہ تالو کی نہایت بلندی میں لٹکا ہوا ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تبسم فرماتے تھے کہا اور دستور تھا کہ جب بادل یا ہوا دیکھتے تو آپ کے چہرے میں ملال پہچانا جاتا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! لوگ جب بادل کو دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اس امید سے کہ اس میں مینہ ہو اور میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ جب آپ اس کو دیکھتے ہیں تو آپ کے چہرے میں ناخوشی پہچانی جاتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! میں بے خوف نہیں اس سے کہ اس میں عذاب ہو عذاب ہوا ایک قوم کو ساتھ آندھی کے اور ایک قوم نے عذاب کو دیکھا سو کہنے لگے کہ یہ ابر ہم پر برسے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تبسم فرماتے تھے تو نہیں منافی ہے یہ اس چیز کو کہ آئی ہے دوسری حدیث میں کہ آپ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے اگلے دانت ظاہر ہوئے اس واسطے کہ ظاہر ہونا اگلے دانتوں کا نہیں مستلزم ہے ظاہر ہونے گوشت تالو کے کو اور یہ جو کہا کہ آپ کے چہرے میں ناخوشی پہچانی جاتی تو تعبیر کی گئی ہے اس چیز سے کہ ظاہر ہے چہرے میں ساتھ کراہیت کے اس واسطے کہ وہ ثمرہ اس کا ہے اور واقع ہوا ہے بیچ روایت عطا کے عائشہ رضی اللہ عنہا

سے اس حدیث کے اول میں کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب آندھی چلتی تو یہ دعا پڑھتے ((اللھمَّ انی اسألك خَيْرَها وَخير ما فيها وخير ما اُرسلت به واعوذ بك من شرها وشر ما فيها وشر ما ارسلت به)) اور جب آسمان برابر ہوتا تو آپ کا رنگ بدل جاتا اور اندر جاتے اور باہر آتے اور آتے اور جاتے پھر جب مینہ برجاتا تو آپ سے وہ حالت دور ہوتی اور یہ جو کہا کہ عذاب ہوا ایک قوم کو آندھی سے تو ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو آندھی سے عذاب ہوا تھا وہ لوگ اور ہیں اور جنہوں نے یہ کہا تھا کہ یہ ابر ہم پر برسے گا وہ لوگ اور ہیں اس واسطے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ جب نکرہ دوہرایا جائے نکرہ کر کے تو وہ اول کا غیر ہوتا ہے لیکن ظاہر آیت باب کا یہ ہے کہ جن کو آندھی سے عذاب ہوا وہی ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ یہ ابر ہم پر برسے گا سو اسی سورہ میں ہے ﴿واذكر اخاعاد اذ انذر قومه بالاحقاف﴾ الآیۃ اور ان میں یہ بھی ہے کہ جب دیکھا انہوں نے اس کو کہ سامنے آیا ان کے نالوں کے تو کہنے لگے کہ یہ مینہ ہے ہم پر برسنے والا نہیں بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ جلدی مانگتے تھے تم اس کو ہوا ہے جس میں عذاب ہے درد دینے والا، اور کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ عاد دو قومیں ہوں ایک قوم احقاف والی اور وہ عارض والے ہیں جن کے سامنے ابر آیا تھا اور ایک قوم ان کے سوائے اور ہوں۔ میں کہتا ہوں اور نہیں پوشیدہ ہے بعد اس احتمال کے لیکن حدیث اس کا احتمال رکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نجم میں فرمایا ہے ﴿وانه اهلك عادًا الاولٰى﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا عاد پہلے کو اس واسطے کہ یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اس جگہ دوسری قوم عاد کی یہی ہے اور البتہ روایت کیا ہے قصہ دوسرے عاد کا احمد نے ساتھ سند حسن کے حارث بن حسان سے کہ میں اور علا حضرمی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کی طرف چلے، الحدیث۔ اور اس میں ہے کہ میں نے کہا کہ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی اور اس کے رسول کی کہ عاد کے ایلچیوں کی طرح ہو فرمایا اور کیا حال ہے عاد کے ایلچیوں کا اور وہ زیادہ تر جاننے والے تھے حدیث کو لیکن وہ مجھ سے سننا چاہتے تھے سو میں نے کہا کہ عاد کی قوم پر قحط پڑا تو انہوں نے قیل کو معاویہ بن بکر کی طرف کے میں بھیجا کہ ان کے واسطے مینہ مانگے سو وہ ایک مہینہ اس کی مہمانی میں رہا دو لونڈیاں اس کے آگے گاتی تھیں پھر اس نے ان کے واسطے مینہ مانگا تو ان کے اوپر کئی بدلیاں گزریں انہوں نے کالی بدلی کو اختیار کیا سو ندا آئی کہ لے اس کو کہ نہ چھوڑے قوم عاد سے کسی کو اور ظاہر یہ ہے کہ یہ دوسرے عاد کا قصہ ہے اور اس بنا پر لازم آتا ہے کہ مراد ساتھ اللہ تعالیٰ کے قول کے اخاد عاد کوئی اور پیغمبر ہے سوائے ھود علیہ السلام کے اور اللہ خوب جانتا ہے۔ (فتح)

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سورۂ محمد ﷺ کی تفسیر کا بیان

﴿أَوْزَارَهَا﴾ اٰثَامَهَا حَتّٰى لَا يَبْقٰى إِلَّا مُسْلِمٌ.

یعنی اوزارھا کے معنی ہیں گناہ اپنے یہاں تک کہ نہ باقی رہے کوئی مگر مسلمان۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿حتى تضع الحرب اوزارها﴾ کہا ابن تین نے کہ اوزار کے معنی گناہ

بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سوا اور کسی نے نہیں کیے اور معروف یہ ہے کہ مراد ساتھ اوزار کے ہتھیار ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں اور ابن تین نے جس کی نفی کی ہے اس کے غیر نے اس کو جانا ہے کہا ابن قرقول نے کہ یہ تفسیر محتاج ہے طرف تفسیر کے اور یہ اس واسطے ہے کہ حرب کے واسطے کوئی گناہ نہیں سو شاید وہ فراء کے قول کے موافق ہے کہ مراد آثام اهلها ہے یعنی گناہ لڑائی والوں کے پھر حذف کیا گیا مضاف اور باقی رکھا گیا مضاف الیہ اور لفظ فراء کا یہ ہے کہ ہا اوزارھا میں واسطے اہل حرب کے ہے یعنی گناہ ان کہا نحاس نے یہاں تک کہ رکھے اہل آثام کو سو نہ باقی رہے کوئی مشرک اور احتمال ہے کہ حرب کی طرف پھرے اور مراد ساتھ اوزار کے ہتھیار اس کے ہیں سو جس چیز کو ابن تین نے مشہور بتلایا تھا اس کو اس نے احتمال ٹھہرایا۔ (فتح) اور یہ جو کہا آثامھا یعنی یا ہتھیار اپنے اور بوجھ اپنے اور یہ مجاز حذف کے قبیل سے ہے یعنی یہاں تک کہ رکھے امت لڑائی والی یا فرقہ لڑائی کرنے والا ہتھیار اپنے اور مراد یہ ہے کہ لڑائی بالکل موقوف ہو جائے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ نہ باقی رہے کوئی مگر مسلمان تو معنی یہ ہیں یہاں تک کہ رکھیں اہل حرب اپنے گناہوں کو اور شرک کو اور وہ غایت ہے واسطے حرب کے یا شد کے یا من اور فدا کے یا واسطے مجموع کے یعنی یہ احکام جاری ہیں بیچ ان کے یہاں تک کہ نہ باقی رہے لڑائی مشرکوں سے ساتھ دور ہونے شوکت ان کی کے۔ (ق)

﴿عَرَّفَهَا﴾ بَيَّنَهَا.

عرفها کے معنی ہیں بیان کیا اس کو اللہ نے فرمایا ﴿عرفها لهم﴾ یعنی بیان کیا واسطے ان کے ان کی جگہوں کو بہشت میں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ وَلِيُّهُمْ.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس قول میں کہ مراد مولیٰ سے دوست اور کارساز ہے۔

﴿فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ﴾ أَيْ جَدَّ الْأَمْرُ.

عزم الامر کے معنی ہیں جب پکا ہو قصد کام کا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فاذا عزم الامر﴾.

﴿فَلَا تَهِنُوْا﴾ لَا تَضْعُفُوْا.

یعنی لا تهنوا کے معنی ہیں نہ سست ہو جاؤ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَضْغَانَهُمْ﴾ حَسَدَهُمْ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اضغانهم کے معنی ہیں حسد اور کینہ ان کا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان لن يخرج الله اضغانهم﴾.

﴿آسِنٍ﴾ مُتَغَيِّرٍ.

آسن کے معنی ہیں بگڑا ہوا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اور توڑو اپنی

برادری سے۔

٤٤٥٥ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَهُ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَذَاكِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ اقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ﴾.

۴۴۵۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو بنایا پھر جب ان کے بنانے سے فارغ ہوا تو آدمیوں کی قرابت نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کا دامن کرم پکڑا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا کہ باز رہ یا یوں؟ اس نے (زبان حال سے) کہا کہ یہ مقام اس کا ہے جو قطع برادری سے فریاد چاہے یعنی میں اس واسطے کھڑی ہوں کہ قطع برادری سے پناہ چاہتی ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو راضی نہیں اس بات سے کہ میں اس سے جوڑوں جو تجھ سے جوڑے اور اس سے توڑوں جو تجھ سے توڑے، قرابت نے کہا کیوں نہیں! اب میں راضی ہوں، کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ اگر چاہو تو اس کی سند قرآن سے پڑھ لو، اللہ تعالیٰ منافقوں سے فرماتا ہے کہ اگر تم حاکم ہو تو زمین میں فساد کرو اور توڑو ناتے۔

فائدہ: اس حدیث سے تو معلوم ہوا کہ برادری سے سلوک کرنا فرض ہے جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بنائی اور فرغ کے معنی ہیں تمام اور پورا کیا اور یہ جو کہا کہ آدمیوں کی قرابت کھڑی ہوئی تو احتمال ہے کہ ہو حقیقت پر اور جائز ہے کہ اعراض جسم پکڑیں اور کلام کریں ساتھ ان کے اور جائز ہے کہ ہو حذف پر یعنی فرشتہ کھڑا ہوا اور قرابت کے حال کے مطابق کلام کیا اور احتمال ہے کہ ہو بطور ضرب المثل اور استعارہ کے اور مراد تعظیم شان اس کے کی ہے اور فضیلت جوڑنے والی اس کے کی اور گناہ توڑنے والے اس کے کا اور یہ جو کہا کہ اس نے اللہ کا دامن کرم پکڑا تو بعض شارحین حذف پر چلے ہیں یعنی اس نے عرش کا پایا پکڑا اور کہا عیاض نے کہ حقو کے معنی ہیں جگہ باندھنے تہہ بند کی یعنی کمر اور وہ جگہ ہے کہ پناہ پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے عرب کی عادت کی بنا پر پس استعارہ کیا گیا یہ واسطے رحم کے بطور مجاز کے بیچ پناہ مانگنے اس کے کی ساتھ اللہ کے قطع کرنے سے انتہی۔ اور کبھی خود تہہ بند کو بھی حقو کہا جاتا ہے جیسے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنا تہہ بند دیا اور فرمایا کہ اس کو کفن کے نیچے پہناؤ اور یہی معنی مراد ہیں اس جگہ اور یہی ہے کہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ پنجہ مارنے کے ساتھ اس کے وقت پیچھا کرنے کے پناہ پکڑنے میں اور طلب کے اور معنی اس بنا پر صحیح ہیں باوجود پاک جاننے اللہ کے ہاتھ پاؤں وغیرہ سے کہا طیبی نے

کہ یہ قول مبنی ہے استعارہ تمثیلی پر گویا کہ تشبیہ دی حضرت ﷺ نے حالت رحم کو اور جس چیز پر کہ وہ ہے محتاج ہونے سے طرف جوڑنے کے ساتھ حال پناہ مانگنے والے کے کہ پکڑتا ہے تہہ بند مستجار یہ کا پھر منسوب کی بطور استعارہ تخیلی کے وہ چیز کہ لازم ہے مشبہ بہ کو قیام سے پس ہوگا قرینہ مانع ارادے حقیقت کے سے پھر ترشیح کیا گیا ساتھ قول کے اور پکڑنے کے اور ساتھ لفظ حقو کے پس وہ استعارہ اور ہے اور یہ جو کہا کہ یہ مقام اس کا ہے جو قطع برادری سے فریاد چاہے تو یہ اشارہ ہے طرف مقام کے یعنی قیام میرا اس میں بجائے اس شخص کے ہے جو تیری پناہ مانگے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي أَبُو الْحُبَابِ سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهٰذَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ﴾.

حدیث بیان کی سعید نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس کے یعنی اس حدیث کے جو پہلے ہے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میری اس بات کی سند قرآن سے پڑھ لو۔

فائدہ: حاصل اس کا یہ ہے کہ جس چیز کو سلیمان نے موقوف بیان کیا ہے حاتم نے اس کو مرفوع بیان کیا ہے۔

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي الْمُزَرِّدِ بِهٰذَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ﴾.

حاصل اس کا یہ ہے کہ موافقت کی ہے عبداللہ نے حاتم کی اوپر مرفوع کرنے اس کلام اخیر کے ساتھ اس اسناد اور متن کے۔

تنبیہ: اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ تاویل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿ان تولیتم﴾ سو اکثر علماء اس پر ہیں کہ وہ مشتق ہے ولایت سے یعنی اگر تم حاکم ہو اور بعض کہتے ہیں کہ ساتھ معنی پیٹھ پھیرنے کے ہے اور معنی یہ ہیں کہ اگر تم حق کے قبول کرنے سے منہ پھیرو تو شاید واقع ہو تم سے جو ذکر کیا گیا ہے اور پہلے معنی مشہور ہیں۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْفَتْحِ

سورۂ فتح کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ﴾ اَلسَّحْنَةُ.

یعنی کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں سیما کے معنی ہیں نرمی چہرے کی یا ہیئت یا حال، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿سیماهم فی وجوههم من اثر السجود﴾ یعنی نشانی نیک ہونے کی ان کے کی نرم ہونا ان کے چمڑے کا ہے ان کے چہرے میں سجدے کے اثر سے۔

وَقَالَ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُّجَاهِدٍ اَلتَّوَاضُعُ.

یعنی اور کہا منصور نے مجاہد سے کہ سیما کے معنی ہیں

تواضع اور عاجزی۔

﴿شَطْأَهُ﴾ فِرَاخَهُ ﴿فَاسْتَغْلَظَ﴾ غَلُظَ ﴿سُوْقِهِ﴾ اَلسَّاقُ حَامِلَةُ الشَّجَرَةِ.

یعنی شطأه کے معنی ہیں سبزہ اور فاستغلظ على سوقه کے معنی ہیں موٹی ہوئی نالی اس کی اور ساق نالی درخت کی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿كزرع اخرج شطأه فازره فاستغلظ فاستوىٰ على سوقه﴾.

وَيُقَالُ ﴿دَآئِرَةُ السَّوْءِ﴾ كَقَوْلِكَ رَجُلُ السَّوْءِ وَدَآئِرَةُ السُّوْءِ الْعَذَابُ.

اور کہا جاتا ہے دائرة السوء مانند قول تیرے کے مرد بد اور مراد دائرة السُّوء سے عذاب ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿عليهم دائرة السوء﴾ یعنی ان پر پھیر مصیبت کا پڑے۔

﴿تُعَزِّرُوْهُ﴾ تَنْصُرُوْهُ.

یعنی تعزروه کے معنی ہیں کہ اس کی مدد کرو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه﴾.

﴿شَطْأَهُ﴾ شَطْئُ السُّنْبُلِ تُنْبِتُ الْحَبَّةُ عَشْرًا أَوْ ثَمَانِيًا وَّسَبْعًا فَيَقْوٰى بَعْضُهُ بِبَعْضٍ فَذَاكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿فَآزَرَهُ﴾ قَوَّاهُ وَلَوْ كَانَتْ وَاحِدَةً لَّمْ تَقُمْ عَلٰى سَاقٍ وَّهُوَ مَثَلٌ ضَرَبَهُ اللّٰهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ خَرَجَ وَحْدَهُ ثُمَّ قَوَّاهُ بِأَصْحَابِهِ كَمَا قَوَّى الْحَبَّةَ بِمَا يُنْبِتُ مِنْهَا.

یعنی مراد شطأه سے پٹھا بالی کا ہے پھر تفسیر کیا ہے اس کو سو کہا کہ اگاتا ہے دانہ دس بالیوں کو اور آٹھ کو اور سات کو پھر مضبوط ہوتا ہے بعض بعض سے سو یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے فآزره یعنی مضبوط کیا اس کو اور اگر صرف ایک ہی ہوتا تو نالی پر قائم نہ ہوتا اور یہ مثل ہے کہ بیان کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے واسطے پیغمبر کے جب کہ اکیلے نکلے یعنی جب پہلے پیغمبر ہوئے اس وقت اکیلے تھے پھر زور دیا ان کو اللہ نے ان کے اصحاب سے جیسے قوی کیا دانے کو ساتھ اس چیز کے کہ اگتی ہے اس سے۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ جب حضرت ﷺ ہجرت کر کے مکے سے نکلے اس وقت اکیلے تھے پھر زور دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے انصار سے۔ (فتح)

بَابُ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہم نے فتح کر دی تیرے واسطے صریح فتح۔

٤٤٥٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ

۴۴۵۶۔ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار

مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيْرُ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهٖ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيْرُ مَعَهٗ لَيْلًا فَسَأَلَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَكِلَتْ أُمُّ عُمَرَ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يُجِيْبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِيْ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيْتُ أَنْ يُّنْزَلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَّصْرُخُ بِيْ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَّكُوْنَ نَزَلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَّهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾.

حضرت ﷺ اپنے کسی سفر میں چلے جاتے تھے یعنی سفر عمرہ حدیبیہ میں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ چلتے تھے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کچھ پوچھا سو حضرت ﷺ نے ان کو جواب نہ دیا پھر حضرت ﷺ سے پوچھا پھر بھی حضرت ﷺ نے ان کو کچھ جواب نہ دیا پھر پوچھا پھر بھی آپ ﷺ نے ان کو کچھ جواب نہ دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر کی ماں روئے تو نے حضرت ﷺ کا تین بار پیچھا کیا آپ نے ہر بار تجھ کو جواب نہیں دیا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں اپنا اونٹ چھیڑ کر لوگوں کے آگے بڑھا اور میں ڈرا کہ میرے حق میں قرآن اترے سو مجھ کو کچھ دیر نہ ہوئی کہ میں نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ مجھ کو پکارتا ہے میں نے کہا البتہ میں ڈرا کہ میرے حق میں قرآن اترا ہو سو میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ آج کی رات مجھ پر ایسی سورت اتری کہ میرے نزدیک تمام دنیا سے بہتر ہے پھر حضرت ﷺ نے ﴿انا فتحنا﴾ کی سورت پڑھی یعنی سورہ ﴿انا فتحنا﴾ اتری ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کچھ پوچھا سو حضرت ﷺ نے ان کو کچھ جواب نہ دیا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ہر کلام کے واسطے جواب نہیں بلکہ بعض کلام کا جواب سکوت ہوتا ہے اور دوہرنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سوال کو یا تو اس واسطے تھا کہ وہ ڈرے کہ حضرت ﷺ نے نہ سنا ہو یا جو بات پوچھتے تھے وہ ان کے نزدیک مہم تھی اور شاید حضرت ﷺ نے ان کو اس کے بعد جواب دیا ہوگا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے پہلی بار جواب نہ دیا واسطے مشغول ہونے آپ کے ساتھ اس چیز کے کہ تھے بیچ اس کے اترنے وحی کے سے اور یہ جو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی ماں روئے تو دعا کی عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس پر بہ سبب اس چیز کے کہ واقع ہوئی اس سے الحاح سے اور احتمال ہے کہ نہ ارادہ کیا ہو عمر رضی اللہ عنہ نے بد دعا کا اپنی جان پر حقیقتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ان لفظوں سے ہے کہ بولے جاتے

ہیں وقت غصے کے اور ان کے معنی مقصود نہیں ہوتے اور یہ جو کہا کہ وہ سورت میرے نزدیک تمام دنیا سے بہتر ہے یعنی واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے بشارت سے ساتھ مغفرت کے اور فتح کے کہا ابن عربی نے کہ یہ جو فرمایا کہ یہ سورت جو مجھ کو ملی افضل ہے میرے نزدیک تمام دنیا سے یعنی اس چیز کو ساری دنیا سے افضل کہا تو شرط مفاضلہ کی یہ ہے کہ دونوں چیزیں اصل معنی میں برابر اور مساوی ہوں پھر ایک دوسرے پر زیادہ ہو اور نہیں ہے برابر درمیان اس مرتبے کے اور دنیا کے بالکل اور جواب دیا ہے ابن عربی نے جس کا حاصل یہ ہے کہ کبھی افعل التفضیل سے ایک دوسرے سے افضل ہونا مراد نہیں ہوتا بلکہ مراد اصل فعل کے معنی ہوتے ہیں مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿خیر مستقر واحسن مقیلا﴾ اور نہیں ہے کم وبیش ہونا درمیان بہشت اور دوزخ کے یا واقع ہوا ہے خطاب اس چیز پر کہ قرار گیر ہے اکثر لوگوں کے جی میں اس واسطے کہ اکثر لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ دنیا کے برابر کوئی چیز نہیں یا یہ کہ وہ مقصود ہے سو خبر دی ساتھ اس کے کہ وہ نزدیک آپ کے بہتر ہے اس چیز سے کہ گمان کرتے ہیں کہ کوئی چیز اس سے افضل نہیں اور احتمال ہے کہ مراد مفاضلہ ہو درمیان اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر یہ آیت اور درمیان اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر اور آیتیں جو متعلق ہیں ساتھ اس کے سو ترجیح دی اس کو اور تمام آیتیں اگرچہ امور دنیا سے نہیں ہیں لیکن وہ اہل دنیا کے واسطے اتری ہیں پس داخل ہوئیں سب اس چیز میں کہ چڑھتا ہے اس پر سورج۔ (فتح)

٤٤٥٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ قَالَ الْحُدَيْبِيَةُ.

۴۴۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ﴿انا فتحنا لك فتحا مبينا﴾ میں صلح سے صلح حدیبیہ کی ہے۔

فائدہ: اکثر اس پر ہیں کہ مراد صلح سے اس آیت میں صلح حدیبیہ کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد فتح مکہ ہے۔ (ق)

٤٤٥٨ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ سُوْرَةَ الْفَتْحِ فَرَجَّعَ فِيهَا قَالَ مُعَاوِيَةُ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَحْكِيَ لَكُمْ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَفَعَلْتُ.

۴۴۵۸۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن سورہ فتح پڑھی سو اس میں ترجیع کی (یعنی آواز کو قرأت کے ساتھ دوہرایا جیسے اونٹ والے دوہراتے ہیں) کہا معاویہ راوی نے کہ اگر میں چاہوں کہ حضرت ﷺ کی قرأت کو تمہارے واسطے حکایت کروں تو کر سکتا ہوں یعنی حضرت ﷺ کی قرأت مجھ کو خوب یاد ہے۔

فائدہ: توحید میں اس حدیث کو اس طور سے روایت کیا ہے کہ راوی نے پوچھا کہ آپ کی ترجیع کس طرح تھی کہا آ آ آ تین بار کہا قرطبی نے کہ یہ محمول ہے اوپر اشباع مد کے اس کی جگہ میں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ تھا کہ آپ

سوار تھے سو حاصل ہوئی ترجیع ہلانے اونٹنی کے سے اور اس تاویل میں نظر ہے اس واسطے کہ اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ آپ نرم اور آہستہ قرأت پڑھتے تھے سو فرمایا کہ اگر اس کا ڈر نہ ہوتا کہ لوگ ہمارے گرد جمع ہو جائیں گے تو میں اسی آواز سے پڑھتا اور میں اس مسئلے کو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح میں لکھوں گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور وہ حدیث یہ ہے لیس منا من لم یتغن بالقرآن۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں تا کہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے گزرے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے اور پوری کرے تجھ پر اپنی نعمتیں اور دکھائے تجھ کو سیدھی راہ۔

٤٤٥٩ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا زِيَادٌ هُوَ ابْنُ عِلَاقَةَ أَنَّهٗ سَمِعَ الْمُغِيْرَةَ يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهٗ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا.

۴۴۵۹۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز میں کھڑے ہوئے یہاں تک کہ آپ کے قدم سوج گئے سو کسی نے آپ سے کہا کہ اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں یعنی آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح صلوۃ اللیل میں گزر چکی ہے یہ جو کہا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں یعنی میری یہ عبادت گناہ بخشوانے کے واسطے نہیں ہے میں اپنے رب کے احسان کا شکر کرتا ہوں کہ میری مغفرت کا وعدہ کیا مجھ کو سب پیغمبروں سے افضل کیا معلوم ہوا کہ بندہ کسی طرح اپنے رب کی بندگی سے بے حاجت نہیں ہوسکتا اگر مغفرت ہوئی تو اس کی شکر گزاری واجب ہے اور یہ جو بعض جاہل بے دین فقیر کہتے ہیں کہ جب آدمی کامل ہو جائے تو اس کو عبادت کی کچھ حاجت نہیں سو اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ یہ بات نہایت غلط ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کامل کون ہے جس کو عبادت کی حاجت نہ ہو۔

٤٤٦٠ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ سَمِعَ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا

۴۴۶۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کی نماز کے واسطے کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ آپ کے قدم پھٹ گئے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت! آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں اور حال یہ ہے کہ البتہ اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ سب بخش دیئے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں نہیں چاہتا کہ شکر گزار بندہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا فَلَمَّا كَثُرَ لَحْمُهُ صَلّٰى جَالِسًا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ.

بنوں پھر جب آپ کا گوشت بہت ہوا یعنی آپ کا بدن بھاری ہوا تو آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی یعنی قرأت پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو اٹھ کھڑے ہوئے سو قرأت پڑھی پھر رکوع کیا۔

فائدہ: کہا ابن جوزی نے کہ نہیں وصف کیا کسی نے حضرت ﷺ کو ساتھ موٹا ہونے کے یعنی یہ کسی نے نہیں کہا کہ حضرت ﷺ اخیر عمر میں موٹے ہو گئے تھے اور البتہ حضرت ﷺ فوت ہوئے اور حالانکہ آپ نے جو کی روٹی سے ایک دن میں دوبار پیٹ بھر کے نہیں کھایا اور میں گمان کرتا ہوں کہ بعض راویوں نے بدن کے لفظ کو دیکھ کر گوشت کا بہت ہونا سمجھ لیا اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ مراد بدن سے عمر کا بڑا ہونا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ خلاف ظاہر کا ہے اور استدلال کرنا ساتھ اس کے کہ آپ نے جو کی روٹی سے پیٹ بھر کے نہیں کھایا ٹھیک نہیں اس واسطے کہ ہو گا یہ جملہ معجزات سے جیسا کہ کثرت جماع میں ہے اور گھومنے آپ کے ایک رات میں نو عورتوں اور گیارہ عورتوں پر باوجود نہ سیر ہونے کے تنگی گزران کے اور کیا فرق ہے درمیان بہت ہونے منی کے باوجود نہ سیر ہونے کے اور درمیان بہت ہونے گوشت کے بدن میں باوجود کم کھانے کے اور مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ جسیم ہوئے اور ثقیل ہوئے تو اکثر اوقات بیٹھے نماز پڑھا کرتے تھے لیکن ممکن ہے تاویل ثقل کی ساتھ اس کے کہ ثقیل ہوا آپ پر اٹھانا گوشت کا اگرچہ کم تھا واسطے داخل ہونے آپ کے بڑھاپے میں اور یہ جو کہا کہ جب رکوع کا ارادہ کرتے تو اٹھ کھڑے ہوتے تو ایک روایت میں ہے کہ پھر بقدر تیس یا چالیس آیت کے پڑھتے پھر رکوع کرتے اور ایک روایت میں ہے کہ جب بقدر تیس یا چالیس آیتوں کے قرأت باقی رہتی تو اٹھ کر پڑھتے پھر رکوع کرتے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب کھڑے ہو کر قرأت پڑھتے تو رکوع اور سجدہ بھی قیام سے کرتے اور جب بیٹھے قرأت پڑھتے تو رکوع اور سجدہ بھی بیٹھے کرتے اور یہ محمول ہے پہلی حالت پر پہلے اس سے کہ داخل ہوں بڑھاپے میں واسطے تطبیق کے حدیثوں میں اور باقی بحث اس کی صلوۃ اللیل میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بیشک ہم نے بھیجا ہے تجھ کو شاهد یعنی اپنی امت پر جو کرتے ہیں اور خوشخبری سنانے والا یعنی ساتھ ثواب کے اس شخص کو جو تیرا حکم قبول کرے اور ڈرانے والا ساتھ عذاب کے اس شخص کو جو تیرا کہا نہ مانے۔

٤٤٦١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا

۴۴۶۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ

عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ الَّتِيْ فِي الْقُرْاٰنِ ﴿يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا﴾ قَالَ فِي التَّوْرَاةِ يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّحِرْزًا لِّلْأُمِّيِّيْنَ أَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ بِالْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَصْفَحُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَآءَ بِأَنْ يَّقُوْلُوْا لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا.

آیت جو قرآن میں ہے کہ اے نبی! ہم نے تجھ کو بھیجا شاہد اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اللہ نے توراۃ میں فرمایا کہ اے نبی! ہم نے تجھ کو بھیجا شاہد اور مبشر، پناہ واسطے ان پڑھوں کے یعنی عرب کے تو بندہ میرا ہے اور پیغمبر میرا، میں نے تیرا نام متوکل رکھا نہیں سخت خو اور نہ سخت دل اور نہ شور کرنے والا بازاروں میں اور نہیں ہٹاتا بدی کو ساتھ بدی کے یعنی نہیں بدلہ لیتا بدی کا ساتھ بدی کے لیکن معاف کرتا اور درگزر کرتا ہے اور ہرگز اللہ اس کے روح کو قبض نہ کرے گا یہاں تک کہ سیدھا کرے ساتھ اس کے دین ٹیڑھے کو ساتھ اس طور کے کہ لوگ کلمہ توحید یعنی لا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ) کہیں سو کھولے گا ساتھ کلمہ توحید کے آندھی آنکھوں کو اور بہرے کانوں کو اور پردے والے یعنی غفلت والے دلوں کو۔

فائدہ: حرز کے معنی ہیں قلعہ متوکل یعنی اللہ پر توکل کرنے والا واسطے قناعت کرنے آپ کے کی تھوڑی چیز پر اور صبر کرنے کے مکروہ پر اور یہ جو کہا کہ نہیں سخت خو اور نہ سخت دل تو یہ موافق ہے واسطے اس آیت قرآن کے ﴿فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك﴾ اور نہیں معارض ہے یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کو ﴿واغلظ عليهم﴾ اس واسطے کہ نفی محمول ہے آپ کی پیدائشی طبع پر اور امر محمول ہے معالجے پر یا نفی بہ نسبت مسلمانوں کے ہے اور امر بہ نسبت کافروں اور منافقوں کے جیسے کہ آئی ہے تصریح اس کی نفس آیت میں اور یہ جو کہا یہاں تک کہ سیدھا کرے ساتھ اس کے دین ٹیڑھے کو یعنی یہاں تک کہ دور کرے شرک کو اور ثابت کرے توحید کو اور مراد ٹیڑھے دین سے کفر کا دین ہے اندھی آنکھوں کو یعنی جو حق سے اندھے ہیں اور مراد اس سے حقیقتا اندھا ہونا نہیں اور اسی طرح کلام ہے کانوں میں اور دلوں میں اور کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جگہ پیدا ہونے اس کے کی مکہ ہے اور جگہ ہجرت اس کے کی مدینہ ہے اور بادشاہی اس کی شام میں ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿هُوَ الَّذِيْ أَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ وہی ہے جس نے اتارا چین مسلمانوں کے دل میں۔

٤٤٦٢ ۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ

۴۴۶۲۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں

إِسْرَآئِيلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَفَرَسٌ لَّهُ مَرْبُوْطٌ فِي الدَّارِ فَجَعَلَ يَنْفِرُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ فَنَظَرَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا وَّجَعَلَ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلسَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ.

کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے قرآن پڑھتا تھا اور اس کا گھوڑا گھر میں بندھا تھا سو گھوڑا کودنے لگا سو مرد نے نکل کر نظر کی سو کچھ چیز نہ دیکھی اور گھوڑا کودنے لگا پھر جب صبح ہوئی تو اس نے یہ حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ سکینت یعنی چین ہے جو قرآن کے پڑھنے کے سبب سے اترا۔

فائدہ: اس کی شرح فضائل قرآن میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب بیعت کرتے ہیں تجھ سے درخت کے نیچے، آخر آیت تک۔

٤٤٦٣ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَّأَرْبَعَ مِائَةٍ.

۴۴۶۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم دن حدیبیہ کے چودہ سو آدمی۔

٤٤٦٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهْبَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ إِنِّيْ مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيَّ فِي الْبَوْلِ فِي الْمُغْتَسَلِ يَأْخُذُ مِنْهُ الْوَسْوَاسُ.

۴۴۶۴۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو بیعت درخت میں موجود تھے منع کیا حضرت ﷺ نے کنکر پھینکنے سے اور عقبہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے سنا کہا کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے پیشاب کرنے سے غسل خانے میں۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں مرفوع اور موقوف کو اس آیت کے ساتھ کچھ تعلق نہیں بلکہ اس سورت کے ساتھ بھی کچھ تعلق نہیں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی حدیث کو اس جگہ واسطے قول راوی کے بیچ اس کے کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو درخت کی بیعت میں موجود تھے پس یہ قدر ہے جو متعلق ہے ساتھ ترجمے کے اور مثل اس کی ہے وہ چیز جو کہ ذکر کی ہے اس کے بعد ثابت سے اور ذکر کرنا متن کا بالتبع ہے نہ بطور قصد

کے اور بہر حال حدیث دوسری سو وارد کیا ہے اس کو واسطے بیان تصریح کے ساتھ سماع عقبہ کے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے اور یہ کاری گری بخاری رحمہ اللہ کی نہایت باریک بینی سے ہے پس واسطے اللہ کے ہے نیکی اس کی۔ (فتح)

٤٤٦٥ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ.

۴۴۶۵۔ روایت ہے ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے اور تھا وہ درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے موضع حاجت کو ذکر کیا اور متن کو ذکر نہیں کیا سو مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ نہیں چلتا ہے وہ ایک طرز پر بیچ وارد کرنے چیزوں تابع کے بلکہ کبھی حدیث سے صرف موضع حاجت کو ذکر کرتا ہے اور کبھی ساری حدیث کو بیان کرتا ہے۔

٤٤٦٦ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنَا يَعْلٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ سِيَاهٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ قَالَ أَتَيْتُ أَبَا وَآئِلٍ أَسْأَلُهُ فَقَالَ كُنَّا بِصِفِّيْنَ فَقَالَ رَجُلٌ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ يُدْعَوْنَ إِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ عَلِيٌّ نَعَمْ فَقَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ اِتَّهِمُوْا أَنْفُسَكُمْ فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ يَعْنِي الصُّلْحَ الَّذِيْ كَانَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ نَرٰى قِتَالًا لَّقَاتَلْنَا فَجَآءَ عُمَرُ فَقَالَ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلٰى قَالَ فَفِيْمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِيْ دِيْنِنَا وَنَرْجِعُ وَلَمَّا يَحْكُمِ اللّٰهُ بَيْنَنَا فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَنْ يُّضَيِّعَنِي اللّٰهُ أَبَدًا فَرَجَعَ مُتَغَيِّظًا فَلَمْ يَصْبِرْ حَتّٰى

۴۴۶۶۔ حضرت حبیب سے روایت ہے کہ میں ابو وائل کے پاس آیا اس حال میں کہ پوچھتا تھا (ان لوگوں سے جن کو علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا) یعنی خارجیوں سے تو اس نے کہا کہ ہم صفین (نام ہے ایک پرانے شہر کا جو دریائے فرات کے کنارے پر واقع ہے وہاں معاویہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان لڑائی واقع ہوئی تھی اس کا نام جنگ صفین ہے) میں تھے سو ایک مرد نے کہا کہ کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کی طرف (یعنی علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی) کہ بلائے جاتے ہیں قرآن کی طرف تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں (یعنی میں لائق تر ہوں ساتھ قبول کرنے کے جب کہ بلایا جاؤں طرف عمل کے ساتھ کتاب اللہ کے یعنی میں قرآن کی منصفی پر راضی ہوتا ہوں اس واسطے کہ میں یقین جانتا ہوں کہ حق میرے ہاتھ میں ہے) تو خارجیوں نے (جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے) کہا کہ ہم صلح نہیں کرتے ہم ان سے لڑیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے) تو سہل بن حنیف نے کہا کہ اپنی جانوں کو عیب لگاؤ کہ تمہارا ارادہ لڑنے

جَآءَ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَنْ يُّضَيِّعَهُ اللّٰهُ أَبَدًا فَنَزَلَتْ سُوْرَةُ الْفَتْحِ.

کا ہے اور حالانکہ لڑنا ٹھیک نہیں سو ہم نے اپنے آپ کو جنگ حدیبیہ کے دن دیکھا یعنی دن صلح کے جو حضرت ﷺ کے اور مشرکوں کے درمیان واقع ہوئی اور اگر ہم لڑائی کو دیکھتے تو البتہ لڑتے یعنی ہماری رائے یہ تھی کہ مشرکوں سے لڑیں سو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے سو کہا کہ کیا نہیں ہم حق پر اور مشرکین باطل پر کیا نہیں ہمارے مقتول بہشت میں اور ان کے مقتول دوزخ میں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں کہا پس کس سبب سے دیں ہم خصلت خسیس کو اپنے دین میں یعنی ہم ایسی شرطوں کے ساتھ صلح کیوں قبول کریں جس میں ہماری ذلت ہے اور اپنے دین میں اس طرح کی ذلت کیوں اختیار کریں کہ اگر کوئی کافر مسلمان ہو کر حضرت ﷺ کے پاس آ جائے تو حضرت ﷺ اس کو کافروں کے حوالے کر دیں اور اگر مسلمان کافروں کے پاس جائے تو کافر اس کو نہ پھیر دیں اور ہم پھیریں یعنی مدینہ کو اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور ان کے درمیان حکم نہیں کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے خطاب کے بیٹے! میں بیشک اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں اور اللہ مجھ کو ہرگز کبھی ضائع نہیں کرے گا سو پھرے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس حال میں کہ غضبناک تھے سو نہ صبر کیا یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو کہا کہ اے ابو بکر! کیا ہم نہیں حق پر اور مشرکین ناحق پر؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے خطاب کے بیٹے! بیشک وہ اللہ کے پیغمبر ہیں اور اللہ ان کو کبھی ضائع نہیں کرے گا، پس سورۂ فتح اتری۔

فائدہ: اس کا سبب یہ ہے کہ جب اہل شام نے دیکھا کہ عراق والے یعنی علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ ان پر غالب ہونے والے ہیں تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے جو معاویہ رضی اللہ عنہ کا مصاحب تھا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ قرآن اٹھا کر

علی رضی اللہ عنہ کے سامنے لاؤ اوران کواس کے ساتھ عمل کرنے کی طرف بلاؤ اور ارادہ کیا اس نے ساتھ اس کے یہ کہ واقع ہو مطاولۃ اور راحت پائیں اس سختی سے کہ واقع ہوئی ہے بیچ اس کے سو جس طرح کہ اس نے گمان کیا تھا اسی طرح ہوا سو جب انہوں نے قرآن کو اٹھایا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب منصف ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر والوں نے سنا اوران میں سے اکثر لوگ نہایت دیانتدار تھے تو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا جو مذکور ہوا سو راضی ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ طرف منصفی کے واسطے موافقت ان کی کے اس یقین سے کہ حق ان کے ہاتھ میں ہے اور نسائی کی روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے بعد قول اس کے کہ ہم صفین میں تھے کہ پھر جب گرم ہوئی لڑائی ساتھ اہل شام کے یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر مغلوب ہوا تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ قرآن کو علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج اور اس کو قرآن کی طرف بلاؤ کہ وہ اس سے ہرگز انکار نہیں کرے گا سو ایک آدمی قرآن کو لایا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان منصف قرآن ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لائق تر ہوں ساتھ اس کے ہمارے تمہارے درمیان قرآن منصف رہا تو خارجی لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ہم ان کو اس دن قاری نام رکھتے تھے اور ان کی تلواریں ان کے مونڈھوں پر تھیں سو انہوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! نہیں انتظار کرتے ہم ساتھ ان لوگوں کے مگر یہ کہ اپنی تلواروں سے ان کی طرف چلیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے یعنی ہم صلح نہیں کرتے تو کہا سہل نے کہ اپنی جانوں کو تہمت کرو یعنی اس رائے میں اس واسطے کہ بہت لوگوں نے ان میں سے منصفی سے انکار کیا اور کہا کہ نہیں حکم مگر واسطے اللہ تعالیٰ کے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کلمہ حق ہے اور مراد ساتھ اس کے ناحق ہے اور مشورہ دیا ان کو بڑے بڑے اصحاب نے ساتھ مطاوعت علی رضی اللہ عنہ کے اور یہ کہ نہ مخالف ہوں اس چیز کو کہ مشورہ دیں ساتھ اس کے حضرت علی رضی اللہ عنہ واسطے ہونے ان کے کی اعلم ساتھ مصلحت کے اور ذکر کیا واسطے ان کے سہل نے جو واقع ہوا واسطے ان کے حدیبیہ میں اور یہ اس دن ان کی رائے یہ تھی کہ بدستور لڑائی میں جاری رہیں اور مخالفت کریں اس چیز کی کہ بلائے جاتے ہیں اس کی طرف صلح سے پھر ظاہر ہوا کہ بہتر بات وہی تھی جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوئے اور اس کا بیان آئندہ آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ ایک مرد نے کہا کہ کیا نہیں دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کی کہ بلائے جاتے ہیں طرف کتاب اللہ کے تو یہ مرد علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھا تو مقصود یہ ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے تمہارے درمیان قرآن منصف ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قبول نہ کیا اور لڑائی سے باز نہ آئے یعنی لائق ہے کہ علی رضی اللہ عنہ قرآن کی منصفی کو قبول کریں اور لڑائی سے باز آئیں سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی موافقت کے واسطے قرآن کو قبول کیا اور حبیب کے سوال کا حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ کون ہیں جن کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ یہ لوگ خارجی ہیں جو امام بحق سے باغی ہوئے اور اس کا مقابلہ کیا اس واسطے کہ وہ لوگ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ سے باغی ہو گئے تھے۔

سُوْرَةُ الْحُجُرَاتِ

سورۂ حجرات کی تفسیر کا بیان

فائدہ: حجرات جمع حجرہ کی ہے اور مراد حضرت ﷺ کی بیویوں کے گھر ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَا تُقَدِّمُوْا﴾ لَا تَفْتَاتُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِهٖ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ لا تقدموا کے معنی ہیں نہ آگے بڑھو پیغمبر ﷺ پر یہاں تک کہ اللہ اس کی زبان پر حکم کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿یاایها الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللّٰه ورسوله﴾ اور کہا بعضوں نے کہ مراد یہ ہے کہ نہ عمل کرو اس کے حکم کے بغیر۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر اللہ اس طرح کا حکم اتارے تو خوب ہو تو اللہ نے یہ آیت اتاری اور کہا حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد وہ مسلمان لوگ ہیں جنہوں نے عید قربانی کے دن عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر قربانی کریں۔ (فتح)

﴿اِمْتَحَنَ﴾ أَخْلَصَ.

امتحن کے معنی خالص کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اولئك الذین امتحن اللّٰه قلوبهم للتقویٰ﴾ یعنی خالص کیا اللہ نے ان کے دلوں کو واسطے تقویٰ کے۔

﴿وَلَا تَنَابَزُوْا﴾ يُدْعٰى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ.

یعنی تنابزوا کے معنی ہیں کہ نہ پکارو ساتھ کفر کے پیچھے اسلام کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ولا تنابزوا بالالقاب﴾ یعنی مسلمان دوسرے مسلمان کو کفر کے ساتھ نہ بلائے۔

فائدہ: قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿ولا تلمزوا انفسکم﴾ یعنی نہ طعن کرو ایک دوسرے پر ﴿ولا تنابزوا بالالقاب﴾ کہا اس نے کہ نہ کہہ اپنے بھائی مسلمان کو اے فاسق! اے منافق! اور حسن سے روایت ہے کہ یہودی مسلمان ہوتا تھا تو لوگ اس کو کہتے تھے اے یہودی! سو اس سے منع کیے گئے۔

﴿يَلِتْكُمْ﴾ يَنْقُصْكُمْ أَلَتْنَا نَقَصْنَا.

یلتکم کے معنی ہیں گھٹائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لا یلتکم من اعمالکم شیئا﴾ اور التنا کے معنی ہیں گھٹایا ہم نے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما التنا من عملهم من شیء﴾ ہم نے ان کے عمل سے کچھ نہیں گھٹایا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ اونچا کرو اپنی آواز

صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ اَلْاٰيَةَ. ﴿تَشْعُرُوْنَ﴾ تَعْلَمُوْنَ وَمِنْهُ الشَّاعِرُ.

کو پیغمبر ﷺ کی آواز سے، اور تشعرون کے معنی ہیں تم جانو اور اسی سے ماخوذ ہے شاعر یعنی جاننے والا۔

٤٤٦٧ ۔ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيْلٍ اللَّخْمِيُّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَادَ الْخَيِّرَانِ أَنْ يَّهْلِكَا أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَفَعَا أَصْوَاتَهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ عَلَيْهِ رَكْبُ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَأَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ أَخِيْ بَنِيْ مُجَاشِعٍ وَّأَشَارَ الْاٰخَرُ بِرَجُلٍ اٰخَرَ قَالَ نَافِعٌ لَّا أَحْفَظُ اِسْمَهٗ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِّعُمَرَ مَا أَرَدْتَّ إِلَّا خِلَافِيْ قَالَ مَا أَرَدْتُّ خِلَافَكَ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فِيْ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ﴾ اَلْاٰيَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَمَا كَانَ عُمَرُ يُسْمِعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هٰذِهِ الْاٰيَةِ حَتّٰى يَسْتَفْهِمَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ ذٰلِكَ عَنْ أَبِيْهِ يَعْنِيْ أَبَا بَكْرٍ.

۴۴۶۷۔ حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریب تھا کہ دو بہت نیکی کرنے والے ہلاک ہوں یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کہ دونوں نے اپنی آواز حضرت ﷺ کے پاس اونچی کی جب کہ قوم بنی تمیم کے سوار حضرت ﷺ کے پاس آئے سو دونوں میں سے ایک نے یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے اقرع بن حابس کی طرف اشارہ کیا یعنی اس کو اپنی قوم پر حاکم کیجیے اور دوسرے یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اور مرد کی طرف اشارہ کیا یعنی اس کو حاکم نہ کیجیے دوسرے کو کیجیے، کہا نافع رحمہ اللہ نے کہ مجھ کو اس کا نام یاد نہیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نہیں ارادہ کیا تو نے مگر میری مخالفت کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری مراد تیری مخالفت نہیں سو اس بات میں ان کی آواز اونچی ہوئی سو اللہ نے یہ آیت اتاری، اے ایمان والو! نہ اونچی کرو اپنی آواز پیغمبر ﷺ کی آواز سے، آخر آیت تک، کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی آواز حضرت ﷺ کو نہ سناتے تھے یعنی آہستہ بات کہتے تھے یہاں تک کہ حضرت ﷺ ان سے پوچھتے اور نہیں ذکر کیا یہ اپنے باپ سے یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت اتری ﴿یاایها الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی الله ورسوله﴾ الی قوله ﴿ولو انهم صبروا﴾ اور البتہ مشکل جانا ہے اس کو ابن عطیہ نے کہا اس نے صحیح یہ ہے کہ اتری یہ آیت بیچ کلام بے عقل گنواروں کے میں کہتا ہوں کہ نہیں ہے یہ معارض اس حدیث کو اس واسطے کہ جو متعلق ہے ساتھ قصے شیخین کے بیچ مخالف ہونے کے حاکم بنانے میں وہ ابتدا سورت کا ہے یعنی لا تقدموا لیکن جب کہ متصل ہے ساتھ اس کے قول اس کا لا ترفعوا تو تمسک کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے ساتھ پست کرنے آواز اپنی کے اور بے عقل گنوار جن کے حق میں اتری وہ بنی تمیم سے ہیں اور جو خاص ہے ساتھ ان کے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿ان الذین ینادونك من ورآء

الحجرات﴾ اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے قتادہ رحمہ اللہ سے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا اے محمد! میری مدح زینت ہے اور مجھ کو برا کہنا عیب ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ ہے اور یہ آیت اتری میں کہتا ہوں اور نہیں ہے مانع یہ کہ اتری آیت واسطے کئی اسباب کے جو اس سے پہلے گزرے ہوں سو نہ عدول کیا جائے گا واسطے ترجیح کے باوجود ظاہر ہونے تطبیق کے اور صحیح ہونے طریقوں کے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اس کو معلوم کر لیا ہے سو وارد کیا اس نے قصہ ثابت بن قیس کا اس کے بعد تا کہ بیان کرے جو اشارہ کیا میں نے اس کی طرف جمع سے پھر پیچھے لایا ان سب کے ساتھ ترجمے باب کے قول اللہ کا ﴿ولو انهم صبروا حتى تخرج اليهم لكان خيرا لهم﴾ واسطے اشارہ کرنے کے طرف قصے گنوار لوگوں کے بنی تمیم سے اور نہیں ذکر کی اس نے ترجمے میں کوئی حدیث جیسا کہ میں عنقریب بیان کروں گا اور شاید اس نے ذکر کیا حدیث ثابت کو اس واسطے کہ وہی تھا خطیب جب کہ واقع ہوئی کلام مفاخرت میں درمیان بنی تمیم کے جو مذکور ہیں كما ذكره ابن اسحاق مطولا.

٤٤٦٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ أَنْبَأَنِي مُوْسَى بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِيْ بَيْتِهِ مُنَكِّسًا رَّأْسَهُ فَقَالَ لَهُ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوْسٰى فَرَجَعَ إِلَيْهِ الْمَرَّةَ الْاٰخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيْمَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنَّكَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

۴۴۶۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو نہ پایا یعنی چند روز اس کو نہ دیکھا تو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! میں معلوم کرتا ہوں آپ کے سبب سے علم اس کا سو وہ مرد اس کے پاس آیا سو اس کو اپنے گھر میں سر نیچے ڈالے بیٹھے پایا تو اس سے کہا کہ کیا ہے حال تیرا؟ کہا بد حال ہے کہ اپنی آواز حضرت ﷺ کی آواز سے اونچی کرتا تھا سو اس کا عمل ضائع ہوا اور وہ دوزخی ہے سو وہ مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی کہ اس نے ایسا ایسا کہا موسیٰ راوی نے کہا کہ پھر وہ دوسری بار اس کی طرف بڑی بشارت لے کر پھرا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ تو دوزخی نہیں لیکن تو بہشتی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو لوگ پکارتے ہیں

﴿وَرَآءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾.

تجھ کو حجروں کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے۔

٤٤٦٩ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِّنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدٍ وَّقَالَ عُمَرُ بَلْ أَمِّرِ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَّا أَرَدْتَّ إِلَى أَوْ إِلَّا خِلَافِي فَقَالَ عُمَرُ مَا أَرَدْتُّ خِلَافَكَ فَتَمَارَيَا حَتّٰى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِي ذٰلِكَ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ وَرَسُوْلِهِ﴾ حَتّٰى انْقَضَتِ الْاٰيَةُ.

۴۴۶۹۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم بنی تمیم کے چند سوار یعنی ایلچی حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے سو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قعقاع کو سردار کیجیے اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے بلکہ اقرع بن حابس کو سردار کیجیے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں ارادہ کیا تو نے مگر میری مخالفت کا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری اور تیری مخالفت نہیں سو دونوں آپس میں جھگڑے یہاں تک کہ ان کی آواز بلند ہوئی تو اس امر یہ آیت اتری ، اے ایمان والو! نہ آگے بڑھو رو برو اللہ اور رسول کے یہاں کہ آیت تمام ہوئی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو ان کی طرف نکلتا تو ان کے واسطے بہتر ہوتا۔

فائدہ: اس باب میں کوئی حدیث نہیں ہے اور روایت کی ہے طبری اور بغوی وغیرہ نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہ حدیث بیان کی مجھ سے اقرع نے وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا سو کہا اے محمد! ہماری طرف نکلو، سو یہ آیت اتری کہ جو لوگ کہ پکارتے ہیں تجھ کو حجروں کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے کہا ابن مندہ نے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور بیان کیا ہے ابن اسحاق نے قصہ قوم بنی تمیم کے ایلچیوں کا مطول ساتھ انقطاع کے۔ (فتح)

سُوْرَةُ قٓ

سورۂ قٓ کی تفسیر کا بیان

﴿رَجْعٌ بَعِيْدٌ﴾ رَدٌّ.

رجع کے معنی ہیں پھرنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ذلك رجع بعید﴾.

﴿فُرُوْجٍ﴾ فُتُوْقٍ وَّاحِدُهَا فَرْجٌ.

یعنی فروج کے معنی ہیں سوراخیں اور یہ جمع ہے اس کا واحد فرج ہے اور مجاہد سے روایت ہے کہ فرج کے معنی ہیں پھٹنا۔

﴿مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾ وَرِيْدَاهُ فِيْ حَلْقِهٖ وَالْحَبْلُ حَبْلُ الْعَاتِقِ.

یعنی ورید رگ ہے حلق میں اور حبل رگ گردن کی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ونحن اقرب الیہ من حبل الورید﴾ سو مضاف کیا اس کو ورید کی طرف جیسے مضاف کی گئی ہے حبل عاتق کی طرف اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد گردن کی رگ ہے۔

فائدہ: اور مراد رگ جان کی ہے جس کے کٹنے سے آدمی مر جاتا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ﴾ مِنْ عِظَامِهِمْ.

یعنی اور کہا مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ مراد منھم سے ان کی ہڈیاں ہیں اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو کھاتی ہے زمین ان کے گوشت اور ہڈیوں اور بالوں سے۔

﴿تَبْصِرَةً﴾ بَصِيْرَةً.

یعنی تبصرة کے معنی ہیں بصیرة یعنی راہ دکھانا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿تبصرة و ذکریٰ لکل عبد منیب﴾۔

﴿حَبَّ الْحَصِيْدِ﴾ اَلْحِنْطَةُ.

اور مراد حب الحصید سے گندم ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿جنات و حب الحصید﴾۔

﴿بَاسِقَاتٍ﴾ اَلطِّوَالُ.

یعنی باسقات کے معنی ہیں دراز، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والنخل باسقات﴾۔

﴿أَفَعَيِيْنَا﴾ أَفَأَعْيَا عَلَيْنَا.

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کیا دشوار ہوا ہم پر یعنی جب کہ پیدا کیا تم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿افعیینا بالخلق الاول﴾۔

﴿وَقَالَ قَرِيْنُهٗ﴾ اَلشَّيْطَانُ الَّذِيْ قُيِّضَ لَهٗ.

یعنی مراد قرین سے شیطان ہے جو اس پر متعین ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وقال قرینہ﴾۔

﴿فَنَقَّبُوْا﴾ ضَرَبُوْا.

یعنی فنقبوا کے معنی ہیں پھرے شہروں میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فنقبوا فی البلاد﴾ اور کہا ابو عبیدہ نے کہ نقبوا کے معنی ہیں گھومے اور دور ہوئے۔

﴿أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ﴾ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهٗ

یعنی او القی السمع کے معنی ہیں کہ نہ بات کرے اپنے

بِغَيْرِهِ. جی سے ساتھ غیر اس چیز کے یعنی حضور دل سے سنے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿او القی السمع وهو شهيد﴾ اور قتادہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ وہ ایک مرد ہے اہل کتاب سے اس نے قرآن کو سنا اور وہ گواہ ہے اس چیز پر جو اس کے ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کہ وہ حضرت محمد ﷺ کو اپنی کتاب میں لکھا پاتا ہے اور کہا حسن نے کہ وہ منافق ہے کہ سنتا ہے اور فائدہ نہیں اٹھاتا۔

﴿رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ رَصَدٌ. یعنی رقیب عتید کے معنی ہیں حافظ اور ناصر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿الا لديه رقيب عتيد﴾۔

﴿سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ﴾ اَلْمَلَكَانِ كَاتِبٌ وَّشَهِيْدٌ ﴿شَهِيْدٌ﴾ شَاهِدٌ بِالْغَيْبِ. یعنی مراد سائق وشهيد سے دو فرشتے ہیں ایک لکھنے والا اعمال کا اور ایک گواہ اور شہید شاہد ہے ساتھ دل کے یعنی دل سے گواہی دیتا ہے۔

﴿مِنْ لُّغُوْبٍ﴾ اَلنَّصَبُ. یعنی لغوب کے معنی ہیں تھکنا اور ماندگی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما مسنا من لغوب﴾۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿نَضِيْدٌ﴾ اَلْكُفُرّٰى مَا دَامَ فِيْ أَكْمَامِهِ وَمَعْنَاهُ مَنْضُوْدٌ بَعْضُهُ عَلٰى بَعْضٍ فَإِذَا خَرَجَ مِنْ أَكْمَامِهِ فَلَيْسَ بِنَضِيْدٍ. یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ کے غیر نے کہ نضید کے معنی ہیں گابھا جب تک کہ اپنے غلاف اور پردے میں ہے اور اس کے معنی ہیں تہ بہ تہ اور جب اپنے غلاف سے نکلے تو پھر اس کو نضید نہیں کہتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والنخل باسقات لها طلع نضيد﴾۔

﴿وَإِدْبَارِ النُّجُوْمِ﴾ ﴿وَأَدْبَارِ السُّجُوْدِ﴾ كَانَ عَاصِمٌ يَفْتَحُ الَّتِيْ فِيْ قٓ وَيَكْسِرُ الَّتِيْ فِي الطُّوْرِ وَيُكْسَرَانِ جَمِيْعًا وَّيُنْصَبَانِ. یعنی لفظ ادبار کا دو جگہ واقع ہوا ہے ﴿ادبار السجود﴾ اس سورہ میں ہے اور ﴿ادبار النجوم﴾ سورۂ طور میں ہے اور تھے عاصم زبر دیتے اس کلمے کو کہ سورۂ قٓ میں ہے یعنی حرف الف کو اور زیر دیتے اس کلمے کو کہ سورۂ طور میں ہے اور دونوں کو زیر دی جاتی ہے اور زبر دی جاتی ہے یعنی زیر بھی جائز ہے اور زبر بھی۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمَ الْخُرُوْجِ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ إِلَى الْبَعْثِ مِنَ الْقُبُوْرِ. یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد ﴿يوم الخروج﴾ سے وہ دن ہے جس دن قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ذلك يوم الخروج﴾

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ دوزخ کہے گی کیا کچھ اس سے زیادہ بھی ہے؟۔

٤٤٧٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُلْقٰى فِي النَّارِ ﴿وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾ حَتّٰى يَضَعَ قَدَمَهٗ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ.

۴۴۷۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ڈالا جائے گا دوزخ میں (کافروں کو) اور وہ (دوزخ) کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی زیادہ ہے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم رکھے گا تو دوزخ کہے گی کہ بس بس۔

٤٤٧١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا أَبُوْ سُفْيَانَ الْحِمْيَرِيُّ سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهٗ وَأَكْثَرُ مَا كَانَ يُوْقِفُهٗ أَبُوْ سُفْيَانَ يُقَالُ ﴿لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾ فَيَضَعُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدَمَهٗ عَلَيْهَا فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ.

۴۴۷۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے اور ابو سفیان اس کو اکثر موقوف بیان کرتا تھا کہ دوزخ کو کہا جائے گا کہ کیا تو بھر چکی ہے؟ تو وہ کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی ہے؟ سو اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھے گا تو وہ کہے گی بس بس۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بس بس تیری عزت کی قسم پھر آپس میں سمٹ جائے گی اور ایک روایت میں ہے سو نہ پر ہو گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھے گا تو وہ کہے گی بس بس بس سو اس جگہ پر ہو گی اور آپس میں سمٹ جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ دوزخ زیادہ طلب کرے گی یہاں تک کہ اللہ اس میں اپنا قدم رکھے گا تو وہ آپس میں سمٹ جائے گی اور کہے گی بس بس اور ایک روایت میں کہ دوزخی لوگ دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو وہ کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی زیادہ ہے؟ پھر اس میں اور بھی دوزخی ڈالے جائیں گے اور وہ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آ کر اس پر اپنا قدم رکھے گا سو وہ سمٹ جائے گی اور کہے گی بس اور اختلاف ہے اس میں کہ قدم سے کیا مراد ہے سو طریق سلف اس میں اور اس کے غیر میں مشہور ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کو ظاہر معنی پر رکھا جائے گا اس میں تاویل نہ کی جائے یعنی اس کے ظاہر معنی پر ایمان لائے اور اس کی مراد کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے بلکہ اعتقاد کرے کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ کے حق میں نقص کا وہم پیدا ہو وہ اللہ کے حق میں محال ہے اور بہت اہل علم نے اس کی تاویل میں بحث شروع کی ہے سو کہا کہ مراد ذلیل کرنا دوزخ کا ہے اس واسطے کہ جب وہ

سرکشی میں زیادتی کرے گی اور وہ زیادہ مانگے گی تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرڈالے گا سو اس کو اپنے قدم کے نیچے رکھے گا اور نہیں مراد ہے حقیقت قدم کی اور عرب لوگ استعمال کرتے ہیں اعضاء کے الفاظ کو ضرب امثال میں اور وہ ہو بہو مراد نہیں ہوتی اور کہا بعض نے کہ مراد ساتھ قدم کے بعض مخلوق کا قدم ہے پس ضمیر واسطے مخلوق کے ہے یا اس جگہ کوئی مخلوق ہوگی کہ نام اس کا قدم ہے یا مراد ساتھ قدم کے اخیر ہے اس واسطے کہ قدم آخر اعضاء کا ہے تو معنی یہ ہوں گے کہ یہاں تک کہ رکھے گا اللہ تعالیٰ دوزخ میں آخر دوزخیوں کو اور ہوگا ضمہ واسطے مزید کے اور کہا ابن حبان نے اپنی صحیح مین بعد روایت کرنے اس حدیث کے کہ یہ ان حدیثوں سے ہے جو بولی گئی ہیں ساتھ تمثیل مجاورت کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ ڈالا جائے گا دوزخ میں قیامت کے دن امتوں سے اور مکانوں سے جن میں اللہ کی نافرمانی ہوئی سو ہمیشہ زیادہ طلب کرے گی یہاں تک کہ رکھے گا اللہ تعالیٰ ایک جگہ مذکور جگہوں سے تو وہ بھر جائے گی اور کہا داؤدی نے کہ مراد قدم کے قدم صدق کا ہے اور وہ محمد ﷺ ہیں اور اشارہ ہے ساتھ اس کے طرف شفاعت ان کی کے اور وہ مقام محمود ہے سو نکالا جائے گا آگ سے جس کے دل میں کچھ بھی ایمان ہوگا اور تعاقب کی گئی یہ تاویل ساتھ اس کے کہ وہ مخالف ہے واسطے نص حدیث کے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ اپنا قدم رکھے گا بعد اس کے کہ دوزخ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ اور اس کے قول کا مقتضی یہ ہے کہ اس سے کچھ گھٹایا جائے گا اور صریح حدیث ہے کہ وہ آپس میں سمٹ جائے گی ساتھ اس چیز کے کہ ڈالی جائے گی بیچ اس کے نہ ساتھ اس چیز کے کہ نکلے گی اس سے۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ اس کی یہ توجیہ کی جائے کہ جو اس میں سے نکالا جائے گا اس کا بدلہ اس میں کافر ڈالا جائے گا جیسا کہ حمل کیا ہے علماء نے اوپر ابوموسیٰ کی حدیث کے جو صحیح مسلم میں ہے کہ ہر مسلمان کو ایک یہودی اور نصرانی دیا جائے گا کہ یہ ہے چھوڑائی تیری آگ سے اس واسطے کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ واقع ہوگا یہ وقت نکالنے موحدین کے آگ سے اور ان میں ہر ایک کے بدلے ایک کافر اس میں ڈالا جائے گا ساتھ اس طور کے کہ اس کا بدن بڑا موٹا کیا جائے گا یہاں تک کہ بند کرے اپنی جگہ کو اور اس کی جگہ کو جو اس سے نکلا اور اس وقت پس قدم سبب ہے واسطے عظم مذکور کے اور جب واقع ہوگا عظم تو حاصل ہوگا پر ہونا جس کو وہ طلب کرتے تھے اور کہا ابو الوفاء نے کہ پاک ہے اللہ تعالیٰ اس سے کہ آگ میں اس کے حکم پر عمل نہ ہو اور حالانکہ وہ کہتا ہے ﴿یانار کونی بردا و سلاما﴾ سو جو آگ کے احراق کو فقط حکم سے دور کرسکتا ہے وہ کس طرح محتاج ہوتا ہے طرف مدد لینے کی اور سمجھا جاتا ہے جواب اس کا اس تفصیل سے جو باب کی تیسری حدیث میں واقع ہے اس واسطے کہ اس میں کہا کہ تم دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے پر ہونا ہے بہر حال آگ پس ذکر کی ساری حدیث اور کہا اس میں کہ نہیں ظلم کرتا اللہ کسی پر اپنی مخلوق سے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے کہ واقع ہوگی بھرتی بہشت کی ساتھ ان لوگوں کے کہ پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ ان کو واسطے بھرنے اس کے کی اور لیکن آگ پس نہ پیدا کرے گا واسطے اس کے کوئی مخلوق بلکہ

کرے گا اس میں وہ چیز کہ تعبیر کی گئی ہے اس سے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی جو تقاضا کرتی ہے کہ آپس میں سمٹ جائے سو ہو جائے گی پر اور نہ محتاج ہو گی زیادتی کی اور اس میں دلالت ہے کہ ثواب نہیں موقوف ہے عمل پر بلکہ انعام کرے گا اللہ ساتھ بہشت کے اس کو جس نے کبھی نیکی نہیں کی۔ (فتح)

٤٤٧٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ أُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ وَالْمُتَجَبِّرِيْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ مَا لِيْ لَا يَدْخُلُنِيْ إِلَّا ضُعَفَآءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحْمَتِيْ أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَآءُ مِنْ عِبَادِيْ وَقَالَ لِلنَّارِ إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابِيْ أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَآءُ مِنْ عِبَادِيْ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا مِلْؤُهَا فَأَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتّٰى يَضَعَ رِجْلَهٗ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ وَّلَا يَظْلِمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ خَلْقِهٖ أَحَدًا وَّأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا.

۴۴۷۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں جھگڑا کیا بہشت اور دوزخ نے سو دوزخ نے کہا کہ خاص ہوئی میں ساتھ تکبر کرنے والوں اور گردن کشوں کے یعنی مجھ میں یہ لوگ داخل ہوں گے تو بہشت نے کہا کہ کیا حال ہے میرا کہ مجھ میں غریب اور مسکین لوگ ہی داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ نے بہشت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے رحم کروں گا تیرے سبب سے جس پر کہ چاہوں گا اپنے بندوں سے اور دوزخ سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے تیرے سبب سے عذاب کروں گا جس کو میں چاہوں گا اپنے بندوں سے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے بھرتی ہے سو آگ تو پر نہ ہو گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس میں رکھے گا تو وہ کہے گی کہ بس بس بس سو اس جگہ پر ہو جائے گی اور اس میں سمٹ جائے گی اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے کسی پر ظلم نہیں کرتا یعنی جس نے بدی نہ کی ہو اور بہر حال بہشت سو اس کے واسطے اللہ اور مخلوق کو پیدا کرے گا یعنی جس نے کوئی نیکی نہیں کی۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ سقطهم یعنی وہ لوگ کہ حقیر گنے جاتے ہیں درمیان لوگوں کے گرے پڑے ہیں ان کی آنکھوں سے یہ بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ اکثر لوگوں کے نزدیک ہے اور بہر حال بہ نسبت اس چیز کے کہ اللہ کے نزدیک ہے سو وہ بہت بزرگ ہیں اونچے درجے والے لیکن وہ بہ نسبت اس چیز کے کہ نزدیک نفس ان کے ہے واسطے عظمت اللہ کے نزدیک ان کے اور جھکنے ان کے کی واسطے اس کے بیچ نہایت تواضع کے ہیں واسطے اللہ کے اور ذلیل ہونے کے اس کے بندوں میں سو وصف کرنا ان کو ساتھ ضعیف اور ساقط ہونے کے ساتھ اس معنی کے صحیح ہے اور مراد ساتھ حصر کے بیچ قول بہشت کے الا ضعفاء الناس اکثر ہیں کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے اور یہ کہ اللہ پیدا کرتا ہے

بہشت اور دوزخ میں تمیز اس کے ساتھ تمیز کر سکتے ہیں اور قادر ہوتے ہیں ساتھ اس کے تکرار اور جھگڑنے پر اور احتمال ہے کہ ہو یہ جھگڑا ان کا ساتھ زبان حال کے اور زیادہ بیان اس کا آئندہ آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور پاکی بول اپنے رب کی تعریف سے سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے۔

٤٤٧٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا لَيْلَةً مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ﴾.

۴۴۷۳۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے یعنی چودھویں رات کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دیکھا سو فرمایا کہ بیشک تم قیامت میں اپنے رب کو دیکھو گے جیسا تم اس کو دیکھتے ہو یعنی چاند کو ہجوم نہ کر سکو گے اس کے دیکھنے میں یعنی ہجوم سے اس کے دیکھنے میں کچھ حجاب اور آڑ نہ ہوگی جیسے چاند کے دیکھنے میں ہجوم خلل نہیں ڈالتا سو اگر تم سے ہو سکے کہ غافل نہ ہو نماز سے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے تو کیا کرو، پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ پاکی بول اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے۔

فائدہ: ابو ذر رضی اللہ عنہ کے نسخہ میں اس آیت کے اخیر میں وقبل غروبها ہے اور یہ آیت سورہ طٰہ میں ہے کہا کرمانی نے کہ مناسب واسطے اس سورہ کے وقبل الغروب ہے نہ قبل غروبها حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں نہیں ہے کوئی راہ طرف تصرف کرنے کے حدیث کے لفظ میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے حدیث کو اس جگہ واسطے ایک ہونے معنی دونوں آیتوں کے خاص کر ایک نسخہ میں تو قبل الغروب بھی آچکا ہے۔

٤٤٧٤ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَرَهٗ أَنْ يُّسَبِّحَ فِيْ أَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا يَعْنِيْ قَوْلَهٗ ﴿وَإِدْبَارَ السُّجُوْدِ﴾.

۴۴۷۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وادبار السجود﴾ کی تفسیر میں کہ حکم کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سب نمازوں کے پیچھے پاکی بولیعنی مراد سجود سے سب نمازیں ہیں۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے عباس کے بیٹے شام کی نماز کے بعد دو رکعتیں ادبار السجود ہیں اور اس کی سند ضعیف ہے لیکن روایت کی ابن مندہ نے کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں وادبار السجود کہ وہ دو رکعتیں ہیں مغرب کے بعد۔

سُوْرَةُ الذَّارِيَاتِ

سورۂ ذاریات کی تفسیر کا بیان

قَالَ عَلِيٌّ ﴿اَلذَّارِيَاتُ﴾ اَلرِّيَاحُ. وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿تَذْرُوْهُ﴾ تُفَرِّقُهُ.

یعنی کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ مراد ذاریات سے ہوا میں ہیں۔ یعنی اس کے غیر نے کہا کہ تذروہ کے معنی ہیں کہ اس کو بکھیرے اور پراگندہ کرے۔

فائدہ: یہ لفظ سورۂ کہف میں ہے۔

﴿وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾ تَأْكُلُ وَتَشْرَبُ فِيْ مَدْخَلٍ وَّاحِدٍ وَّيَخْرُجُ مِنْ مَّوْضِعَيْنِ.

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ خود تمہاری ذات میں بھی نشانیاں ہیں کہ آدمی ایک راہ سے کھاتا، پیتا ہے اور دو راہ سے نکلتا ہے یعنی آگے پیچھے سے آگے سے پیشاب اور پیچھے سے پاخانہ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو عار دلائی سو فرمایا کیا تم کو سوجھ نہیں۔

﴿فَرَاغَ﴾ فَرَجَعَ.

یعنی راغ کے معنی ہیں کہ پھرا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فراغ الی اهله﴾ اور یہ جو کہا قتل الخراصون لعنت کیے گئے۔

﴿فَصَكَّتْ﴾ فَجَمَعَتْ أَصَابِعَهَا فَضَرَبَتْ بِهٖ جَبْهَتَهَا.

یعنی فصکت کے معنی ہیں کہ اپنی انگلیوں کو جمع کر کے اپنے ماتھے پر مارا یعنی تعجب سے اپنے منہ پر طمانچہ مارا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فصكت وجهها وقالت عجوز عقيم﴾ اور کہا ثوری نے کہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھا تعجب سے۔

وَالرَّمِيْمُ نَبَاتُ الْاَرْضِ إِذَا يَبِسَ وَدِيْسَ.

اور رمیم کے معنی ہیں سبزہ زمین کا جب کہ خشک ہو جائے اور روندا جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿الا جعلته كالرميم﴾.

﴿لَمُوْسِعُوْنَ﴾ اَیْ لَذُوْ سَعَةٍ وَّكَذٰلِكَ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ يَعْنِي الْقَوِيَّ.

یعنی ہم وسعت والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انا لموسعون﴾ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ وسعت والے پر ہے اندازہ حال اس کے کا یعنی قوی پر اور کہا بعض نے کہ مراد یہ ہے کہ ہم وسعت والے ہیں کہ

ان کی مانند اور آسمان پیدا کریں۔

﴿خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ﴾ اَلذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى وَاخْتِلَافُ الْأَلْوَانِ حُلْوٌ وَّحَامِضٌ فَهُمَا زَوْجَانِ.

یعنی مراد زوجین سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿ومن كل شيء خلقنا زوجين﴾ نر اور مادہ ہے یعنی کہا اللہ تعالیٰ نے کہ ہر چیز کے بنائے ہم نے جوڑے یعنی اور یہ نر اور مادہ ہونا جاندار چیزوں میں ہے اور جو چیز ان کے سوائے ہے تو اس میں مراد زوجین سے مختلف ہونا سبزوں کے رنگوں اور میووں کے مزے کا ہے بعض میٹھے ہیں اور بعض کھٹے ہیں سو وہ دونوں جوڑا ہیں اور کہا بعضوں نے کہ ایمان اور کفر اور نیک بختی اور بدبختی اور ہدایت اور گمراہی اور رات اور دن اور زمین اور آسمان اور جن اور انسان۔

﴿فَفِرُّوْا إِلَى اللّٰهِ﴾ مَعْنَاهُ مِنَ اللّٰهِ إِلَيْهِ.

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ بھاگو اللہ سے طرف اس کی یعنی اس کی نافرمانی سے طرف بندگی اس کی کے یا اس کے عذاب سے اس کی رحمت کی طرف۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ مَا خَلَقْتُ أَهْلَ السَّعَادَةِ مِنْ أَهْلِ الْفَرِيْقَيْنِ إِلَّا لِيُوَحِّدُوْنِ.

یعنی اللہ تعالیٰ کے قول الا لیعبدون کے معنی ہیں کہ نہیں پیدا کیا میں نے نیک بختوں کو دونوں فرقے والوں میں سے مگر اس واسطے کہ مجھ کو ایک جانیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون﴾ اور سبب حمل کا تخصیص پر موجود ہونا اس شخص کا ہے کہ نہیں بندگی کرتا ہے اس کی پس اگر ظاہر پر حمل کیا جائے تو واقع ہوگی مخالفت درمیان علت اور معلول کے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ خَلَقَهُمْ لِيَفْعَلُوْا فَفَعَلَ بَعْضٌ وَّتَرَكَ بَعْضٌ وَّلَيْسَ فِيْهِ حُجَّةٌ لِأَهْلِ الْقَدَرِ.

اور کہا بعض نے کہ پیدا کیا ان کو تا کہ عبادت کریں سو بعض نے کی اور بعضوں نے نہ کی اور نہیں اس آیت میں حجت واسطے اہل قدر کے یعنی فرقہ معتزلہ کے۔

فائدہ: اور حاصل دونوں تاویلوں کا یہ ہے کہ اول محمول ہے اس پر کہ مراد لفظ عام سے خصوص ہے اور یہ کہ مراد نیک بخت ہیں جنوں اور آدمیوں سے اور دوسری تاویل کا حاصل یہ ہے کہ یہ آیت اپنے عموم پر باقی ہے لیکن ساتھ معنی

استعداد کے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان میں استعداد اور قابلیت عبادت کرنے کی پیدا کی لیکن بعضوں نے ان میں سے کہا مانا اور بعض نے کہا نہ مانا اور یہ مانند قول ان کے کی ہے کہ اونٹ کھیتی کرنے کے واسطے پیدا ہوئے ہیں یعنی کھیتی کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں اس واسطے کہ بعض اونٹ کھیتی نہیں کرتے اور یہ جو کہا کہ نہیں ہے اس میں حجت واسطے اہل قدر کے تو مراد اس کی اس سے معتزلہ ہیں اس واسطے محصل جواب کا یہ ہے کہ مراد ساتھ پیدا کرنے کے پیدا کرنا تکلیف کا ہے نہ پیدا کرنا جبلت کا سو جس کو اللہ نے توفیق دی تو عمل کیا اس نے واسطے اس چیز کے کہ پیدا ہوا واسطے اس کے اور جس کو اللہ نے گمراہ کیا اس نے مخالفت کی اور معتزلوں نے حجت پکڑی ہے ساتھ آیت مذکورہ کے اس پر کہ نہیں متعلق ہوتا ہے ارادہ اللہ پاک کا مگر ساتھ عبادت کے یعنی معتزلہ کہتے ہیں کہ نہیں متعلق ہوتا ہے ارادہ اللہ کا مگر ساتھ خیر کے اور بدی جو کہ بندوں سے واقع ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے نہیں ہوتی اس واسطے کہ منطوق آیت کا یہ ہے کہ ارادہ متعلق نہیں ہوتا مگر ساتھ خیر کے کہ عبادت ہے اور جواب یہ ہے کہ اگر کوئی چیز کسی چیز کے ساتھ معلل ہو جیسا کہ پیدا کرنا معلل ہے اور عبادت کرنا اس کی علت ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہی چیز یعنی عبادت مراد ہو اور اس کے سوائے اور چیز مراد نہ ہو اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قول بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کہ نہیں اس میں حجت واسطے اہل قدر کے کہ وہ حجت پکڑتے ہیں ساتھ اس کے اس پر کہ اللہ کے افعال ضروری ہے کہ معلول ہوں یعنی اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں کہ افعال اللہ کے معلول ہیں ساتھ غرض کے سو جواب دیا گیا کہ ایک جگہ میں تعلیل واقع ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر جگہ میں تعلیل واجب ہو اور ہم قائل ہیں ساتھ جائز ہونے تعلیل کے نہ ساتھ واجب ہونے اس کے کی یا اس واسطے کہ حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے اس پر کہ افعال بندوں کے مخلوق ہیں واسطے ان کے یعنی کہتے ہیں کہ بندے اپنے افعال کے خود خالق ہیں اللہ ان کا پیدا کرنے والا نہیں واسطے منسوب کرنے عبادت کے ان کی طرف سو جواب دیا کہ ان کے واسطے اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ نسبت عبادت کی ان کی طرف کسب اور محلیت کی جہت سے ہے اور آیت میں اور بھی کئی تاویلیں ہیں جن کا ذکر دراز ہوتا ہے اور سدی سے روایت ہے کہ پیدا کیا ان کو واسطے عبادت کے سو بعض عبادت نفع دیتی ہے اور بعض نہیں دیتی۔ (فتح)

وَالذَّنُوْبُ الدَّلْوُ الْعَظِيْمُ.

اور ذنوب کے معنی ہیں بڑا ڈول، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فنا للذين ظلموا ذنوبا﴾.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صَرَّةٍ﴾ صَيْحَةٍ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ صرۃ کے معنی ہیں آواز سخت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿واقبلت امرأته في صرة﴾.

﴿ذَنُوْبًا﴾ سَبِيْلًا.

یعنی اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذنوبا کے معنی ہیں راہ۔

اَلْعَقِيْمُ الَّتِيْ لَا تَلِدُ.

یعنی عقیم اس کو کہتے ہیں جو نہ جنے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿وقالت عجوز عقیم﴾.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّالْحُبُكُ اسْتِوَآؤُهَا وَحُسْنُهَا.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حبک کے معنی ہیں برابر ہونا اس کا اور خوبصورت ہونا اس کا ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والسمآء ذات الحبك﴾.

﴿فِي غَمْرَةٍ﴾ فِي ضَلَالَتِهِمْ يَتَمَادَوْنَ. وَقَالَ غَيْرُهُ تَوَاصَوْا تَوَاطَئُوْا.

في غمرة کے معنی ہیں اپنی گمراہی میں گزارتے ہیں۔ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہ تواصوا کے معنی ہیں کہ موافقت کی انہوں نے اوپر اس کے اور لیا اس کو بعض نے بعض سے۔

فائدہ: جب کوئی خصلت کسی قوم پر غالب ہو تو کہا جاتا ہے کہ گویا انہوں نے ایک دوسرے کو وصیت کی ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اتوا صوا به بل هم قوم طاغون﴾.

وَقَالَ ﴿مُسَوَّمَةً﴾ مُعَلَّمَةً مِّنَ السِّيْمَا.

اور کہا کہ مسومة کے معنی ہیں نشان کیے گئے ماخوذ ہے سیما سے ساتھ معنی علامت کے ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لنرسل عليهم حجارة من طين مسومة﴾.

سُوْرَةُ وَالطُّوْرِ

سورۂ طور کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿مَسْطُوْرٍ﴾ مَكْتُوْبٍ.

اور کہا قتادہ رحمہ اللہ نے کہ مسطور کے معنی ہیں لکھا گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وكتاب مسطور﴾.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلطُّوْرُ الْجَبَلُ بِالسُّرْيَانِيَّةِ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ طور پہاڑ کو کہتے ہیں سریانی زبان میں۔

﴿رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ﴾ صَحِيْفَةٍ.

یعنی رق کے معنی ہیں ورق کشادہ۔

﴿وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ﴾ سَمَآءٌ.

اور مراد سقف مرفوع سے آسمان ہے۔

﴿اَلْمَسْجُوْرِ﴾ اَلْمُوْقَدِ.

یعنی مسجور کے معنی ہیں بھڑکایا گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والبحرا لمسجور﴾.

فائدہ: طبری نے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے کہا کہ کہاں ہیں دوزخ تو اس نے کہا کہ دریا، کہا نہیں دیکھتا میں اس کو مگر صادق پھر یہ آیت پڑھی ﴿والبحر المسجور﴾۔

وَقَالَ الْحَسَنُ تُسْجَرُ حَتّٰى يَذْهَبَ

اور کہا حسن رحمہ اللہ نے کہ بھڑکایا جائے گا آگ سے یہاں

مَآؤُهَا فَلَا يَبْقَى فِيهَا قَطْرَةٌ.

تک کہ اس کا پانی خشک ہو جائے گا تو اس میں ایک قطرہ باقی نہ رہے گا یعنی یہ قیامت کے دن واقع ہوگا اور بہر حال آج کے دن سو مراد ساتھ مسجور کے بھرا ہوا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَلَتْنَاهُمْ﴾ نَقَصْنَا.

یعنی التنا کے معنی ہیں نہیں گھٹایا ہم نے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿تَمُورُ﴾ تَدُورُ.

اور اس کے غیر نے کہا کہ تمور کے معنی ہیں گھومے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿يوم تمور السمآء مورا﴾.

﴿أَحْلَامُهُمْ﴾ اَلْعُقُولُ.

یعنی احلام کے معنی ہیں عقلیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ام تأمرهم احلامهم﴾.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اَلْبَرُّ﴾ اَللَّطِيفُ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بر کے معنی ہیں باریک بین، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿هوا لبر الرحيم﴾.

﴿كِسْفًا﴾ قِطَعًا.

اور کسفا کے معنی ہیں قطعہ اور ٹکڑا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وان يرو كسفامن السمآء﴾.

اَلْمَنُونُ اَلْمَوْتُ.

اور منون کے معنی ہیں موت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿نتربص به ريب المنون﴾.

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿يَتَنَازَعُونَ﴾ يَتَعَاطَوْنَ.

اور اس کے غیر نے کہا کہ یتنازعون کے معنی ہیں کہ ایک دوسرے سے شراب کے پیالے لیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿يتنازعون فيها كأسا﴾.

٤٤٧٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ طُوفِي مِنْ وَرَآءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّورِ

۴۴۷۵۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی یعنی حج میں کہ میں بیمار ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو طواف کر لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر سو میں نے طواف کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانے کعبے کے پہلو میں نماز پڑھتے تھے اس میں سورۂ طور پڑھتے تھے۔

وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ.

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ وہ ضعیف تھیں پیادہ طواف نہ کر سکتی تھیں اور باقی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

٤٤٧٦ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثُوْنِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ فَلَمَّا بَلَغَ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿أَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ أَمْ خَلَقُوا السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُسَيْطِرُوْنَ﴾ قَالَ كَادَ قَلْبِيْ أَنْ يَّطِيْرَ قَالَ سُفْيَانُ فَأَمَّا أَنَا فَإِنَّمَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ وَلَمْ أَسْمَعْهُ زَادَ الَّذِيْ قَالُوْا لِيْ.

۴۴۷۶۔ حدیث بیان کی ہم سے حمیدی نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے کہا اس نے حدیث بیان کی مجھ سے میرے یاروں نے زہری سے اس نے روایت کی محمد بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس نے اپنے باپ سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھتے تھے سو جب آپ اس آیت پر پہنچے کہ کیا وہ پیدا ہوئے بغیر کسی پیدا کرنے والے کہ یا وہی ہیں پیدا کرنے والے یا پیدا کیا ہے انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پر یقین نہیں کرتے کیا ان کے پاس ہیں خزانے تیرے رب کے یا وہی ہیں داروغے؟ تو قریب تھا کہ میرا دل اڑے یعنی خوف سے کہا سفیان نے کہ میں نے تو سوائے اس کے کچھ نہیں سنا ہے زہری سے کہ حدیث بیان کرتا تھا محمد بن جبیر سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ وہ شام کی نماز میں سورہ طور پڑھتے تھے یعنی صرف اسی قدر میں نے زہری سے سنا ہے نہیں سنا میں نے اس سے اس زیادتی کو جو یاروں نے مجھ سے کہی اور وہ زیادتی یہ ہے کہ جب اس آیت پر پہنچے، الخ۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے یاروں نے زہری سے تو اعتراض کیا ہے اس پر اسماعیلی نے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ہے عبدالجبار اور ابن ابی عمر کے طریق سے دونوں نے روایت کی ہے ابن عیینہ سے کہا اس نے سنا میں نے زہری سے کہا اس نے سو دونوں نے تصریح کی ہے ساتھ سماع کے اس سے اور وہ دونوں ثقہ ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ اعتراض ساقط ہے اس واسطے کہ نہیں وارد کیا دونوں نے حدیث سے مگر اسی قدر کہ ذکر کیا ہے اس کو حمیدی نے سفیان سے کہ سنا ہے اس نے اس کو زہری سے برخلاف اس زیادتی کے کہ تصریح کی ہے حمیدی نے اس سے کہ نہیں سنا اس نے اس کو زہری سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہنچی ہے اس کو وہ زیادتی اس سے ساتھ واسطہ

کے اور یہ جو کہا کہ قریب تھا کہ میرا دل اڑے تو کہا خطابی نے کہ گویا وہ بے چین ہوا وقت سننے اس آیت کے واسطے سمجھنے اس کے اس کے معنی کو اور پہچاننے اس کے اس چیز کو کہ شامل ہے اس کو آیت سو سمجھا حجت کو سو پایا اس کو ساتھ باریک طبع اپنی کے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ہے کیا وہ پیدا ہوئے بغیر خالق کے بعضوں نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں ہے پیدائش ان کی سخت تر زمین اور آسمان کی پیدائش سے اس واسطے کہ وہ پیدا ہوئے ہیں بغیر خالق کے یعنی کیا پیدا ہوئے ہیں بے فائدہ نہ حکم کیے جائیں اور نہ منع ہوں اور کہا بعضوں نے کہ معنی یہ ہیں کہ کیا وہ پیدا ہوئے ہیں بغیر خالق کے اور یہ جائز نہیں سو ضروری ہے کہ ان کا کوئی خالق ہے اور جب خالق سے انکار کریں تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے اپنے آپ کو خود پیدا کیا اور یہ فساد اور باطل ہونے میں سخت تر ہے اس واسطے کہ جس چیز کا وجود نہیں وہ کس طرح پیدا کر سکتی ہے اور جب دونوں وجہ باطل ہوئیں تو قائم ہوئی حجت اوپر ان کے ساتھ اس کے کہ ان کے واسطے کوئی پیدا کرنے والا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا پیدا کیا ہے انہوں نے آسمانوں اور زمین کو یعنی اگر جائز ہے واسطے ان کے کہ اپنے آپ کے پیدا کرنے کا دعویٰ کریں تو چاہیے کہ زمین اور آسمان کے پیدا کرنے کا دعویٰ کریں اور یہ ان کو ممکن نہیں پس قائم ہوئی حجت پھر فرمایا کہ بلکہ یقین نہیں کرتے سو ذکر کیا علت کو جس نے روکا ان کو ایمان سے اور وہ نہ ہونا یقین کا ہے جو اللہ کی طرف سے بخشش ہے اور نہیں حاصل ہوتا مگر اس کی توفیق سے اسی واسطے بے چین ہوا جبیر یہاں تک کہ قریب تھا کہ اس کا دل اڑے اور مائل ہوا اسلام کی طرف، انتہی۔ اور مستفاد ہوتا ہے قول اس کے سے کہ جب اس آیت پر پہنچے کہ آپ نے سورہ کو اول سے شروع کیا تھا اور ظاہر سیاق کا ہے کہ آپ نے اس کو اخیر تک پڑھا اور باقی بحث اس کی نماز میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

سُوْرَةُ النَّجْمِ

سورۂ نجم کی تفسیر کا بیان

فائدہ: مراد نجم سے ثریا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿ذُوْ مِرَّةٍ﴾ ذُوْ قُوَّةٍ.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذو مرہ کے معنی ہیں صاحب قوت کا یعنی جبرائیل علیہ السلام اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ خوب پیدائش والا۔

﴿قَابَ قَوْسَيْنِ﴾ حَيْثُ الْوَتَرُ مِنَ الْقَوْسِ.

یعنی مراد قاب قوسین سے اللہ کے اس قول میں جگہ وتر کی ہے کمان سے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ﴿فكان قاب قوسين او ادنیٰ﴾ یعنی پس رہ گیا فرق بقدر دونوں زہ کمان کے یعنی جس قدر کمان کے ایک سرے سے دوسرے تک فاصلہ ہے اتنا فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے

بھی نزدیک تر یہ منقول ہے مجاہد سے اور یہی قول ہے
عام مفسرین کا اور کہا ابوعبیدہ نے کہ مراد بقدر دو کمان کے
ہے یعنی رہ گیا فرق بقدر دو کمان کے یا قریب تر اس
سے بھی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد قوس
سے گز ہے ماپنے کا بقدر دو گز کے۔

﴿ضِيْزٰى﴾ عَوْجَآءُ.
اور ضیزیٰ کے معنی ہیں ٹیڑھی ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا
﴿تلك اذا قسمة ضيزى﴾ یعنی یہ اس وقت قسمت
ہے ٹیڑھی اور کہا ابوعبیدہ نے کہ یہ قسمت ہے ناقص۔

﴿وَأَكْدٰى﴾ قَطَعَ عَطَآءَهٗ.
اور اکدی کے معنی ہیں اپنی بخشش کو قطع کیا، اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ﴿افرأيت الذى تولى واعطى قليلا
واكدى﴾ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اعطی
قلیلا کے معنی ہیں کہ کہا مانا پھر حکم ماننے سے ٹوٹا اور ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے
حق میں اتری۔

﴿رَبُّ الشِّعْرٰى﴾ هُوَ مِرْزَمُ الْجَوْزَآءِ.
یعنی مراد شعری سے وہ تارا ہے جو پیچھے ہے جوزا کے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ شعریٰ وہ تارا ہے جو جوزا کے پیچھے ہے اس کو کافر پوجتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت خزاعہ کے حق میں اتری کہ وہ شعری کو پوجتے تھے اور وہ ایک ستارہ ہے جو جوزا کے پیچھے ہے اور عذرہ اور شعری اور جوزا مشہور تارے ہیں ایک نسق میں۔ (فتح)

﴿اَلَّذِیْ وَفّٰی﴾ وَفّٰی مَا فُرِضَ عَلَيْهِ.
یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وابراهيم الذين وفى﴾.

فائدہ: اور ابن منذر نے عمرو بن اوس سے روایت کی ہے کہ تھا مرد پکڑا جاتا ساتھ گناہ غیر اپنے کے یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام آئے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جو ابراہیم علیہ السلام کے ورقوں میں ہے جنہوں نے پورا کیا جوان پر فرض ہوا اٹھاتا نہیں کوئی جی بوجھ کسی دوسرے کا اور ایک روایت میں ہے کہ وفا کیا یعنی عمل کیا ساتھ چار رکعتوں کے دن کے اول میں۔ (فتح)

﴿أَزِفَتِ الْأٰزِفَةُ﴾ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ.
یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ قریب ہوئی
قیامت۔

﴿سَامِدُوْنَ﴾ اَلْبَرْطَمَةُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ يَتَغَنَّوْنَ بِالْحِمْيَرِيَّةِ.

کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿افمن هذا الحديث تعجبون﴾ کہا کہ مراد اس حدیث سے قرآن ہے اور کہا اس قول کی تفسیر میں ﴿وانتم سامدون﴾ کہ مراد برطمہ ہے اور وہ ایک قسم ہے کھیل کی یعنی تم کھیلتے ہو اور کہا عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ راگ کرتے ہو حمیری زبان میں۔

فائدہ: مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کھیلتے گزرے تھے اور کہا بعض نے کہ سامدون کے معنی ہیں غافل اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ منہ پھیرنے والا۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ ﴿أَفَتُمَارُوْنَهُ﴾ أَفَتُجَادِلُوْنَهُ وَمَنْ قَرَأَ أَفَتَمْرُوْنَهُ يَعْنِي أَفَتَجْحَدُوْنَهُ.

اور کہا ابراہیم نخعی نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کیا پس جھگڑتے ہو تم اس سے اور جو اس کو افتمرونہ بغیر الف کے پڑھتے ہیں یعنی کیا پس انکار کرتے ہو اس سے۔

وَقَالَ ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ﴾ بَصَرُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی مراد آنکھ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ما زاغ البصر وما طغى﴾ یعنی بہکی نہیں آنکھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور نہ مقصد سے بڑھی اور کہا محمد بن کعب نے کہ دیکھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو فرشتے کی صورت میں۔

﴿وَمَا طَغٰى﴾ وَمَا جَاوَزَ مَا رَأٰى.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ نہ بڑھی اس چیز سے جو دیکھی۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿ما زاغ البصر﴾ یعنی نہ گئی دائیں اور نہ بائیں ﴿وما طغى﴾ یعنی نہ بڑھی اس چیز سے کہ حکم ہوا ان کو اس کے ساتھ۔

﴿فَتَمَارَوْا﴾ كَذَّبُوْا.

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ جھٹلایا انہوں نے۔

فائدہ: یہ کلمہ اس سورت میں نہیں اس سے اگلی سورت میں ہے اور شاید یہ کسی ناقل کی غلطی ہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿إِذَا هَوٰى﴾ غَابَ.

کہا حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ھوی کے معنی ہیں غائب ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والنجم اذا هوى﴾۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَغْنٰى وَأَقْنٰى﴾

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں

أَعْطَى فَأَرْضَى.

﴿وانه اغنی واقنی﴾ کہ اس نے دیا اور راضی کیا یعنی حاصل ہوئی واسطے اس کے پونجی رضا کی۔

٤٤٧٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا يَا أُمَّتَاهُ هَلْ رَاٰى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ فَقَالَتْ لَقَدْ قَفَّ شَعَرِيْ مِمَّا قُلْتَ أَيْنَ أَنْتَ مِنْ ثَلَاثٍ مَّنْ حَدَّثَكَهُنَّ فَقَدْ كَذَبَ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿يٰأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ اَلْاٰيَةَ وَلٰكِنَّهُ رَاٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ صُوْرَتِهٖ مَرَّتَيْنِ.

۴۴۷۷۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اے ماں! کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ یعنی معراج میں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ میرے رونگٹے کھڑے ہوئے اس چیز سے جو تو نے کہی یعنی گھبراہٹ سے واسطے اس چیز کے کہ حاصل ہوئی نزدیک اُن کے ہیبت اللہ پاک کی سے اور اعتقاد کیا اس کو پاک ہونے اللہ کے سے اور محال ہونے وقوع اس کے سو کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کہاں ہے تو تین چیز سے یعنی کس طرح غائب ہوتا ہے فہم تیرا ان تین چیزوں سے؟ اور لائق تھا واسطے تیرے کہ ان کو یاد رکھا ہوتا اور اس کے وقوع کے مدعی کو جھوٹا اعتقاد کرتا جو تجھ سے وہ تینوں بیان کرے وہ جھوٹا ہے جو تجھ سے بیان کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو وہ جھوٹا ہے پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی کہ نہیں پاتی اس کو آنکھیں اور وہ پاتا ہے آنکھوں کو اور وہ باریک بین ہے خبر رکھتا ہے اور نہیں واسطے کسی بندے کے کہ کلام کرے اس سے اللہ مگر ساتھ واسطے وحی کے یا پردے کے پیچھے سے اور جو تجھ سے بیان کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں جو کل ہوگا تو وہ بھی جھوٹا ہے پھر یہ آیت پڑھی اور نہیں جانتا کوئی جی کہ کیا کمائے گا کل اور جو بیان کرے تجھ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن سے کچھ چیز چھپائی ہے تو وہ بھی جھوٹا ہے پھر یہ آیت پڑھی اے پیغمبر! پہنچا دے جو اتارا گیا ہے تیری طرف تیرے رب کی طرف سے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو اپنی اصلی صورت میں دو بار دیکھا۔

فائدہ: ترمذی وغیرہ میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما عرفات میں کعب رضی اللہ عنہ سے ملے اور اس سے کچھ چیز پوچھی تو کعب رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم بنی ہاشم ہیں تو کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ہے؟ تو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دیکھنے اور کلام کو موسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تقسیم کیا سو موسیٰ علیہ السلام نے دو بار اللہ سے کلام کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار اللہ کو دیکھا، کہا مسروق رحمہ اللہ نے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ الحدیث، اور ساتھ اس کے ظاہر ہوا سبب پوچھنے مسروق رحمہ اللہ کے کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور یہ جو کہا کہ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی کہ نہیں پاتی اس کو آنکھیں، کہا نووی رحمہ اللہ نے واسطے پیروی غیر اپنے کے کہ نہیں نفی کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے وقوع رؤیت کی ساتھ حدیث مرفوع کے کہ اگر ان کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو اس کو ذکر کرتیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اعتماد کیا ہے استنباط پر ظاہر آیت سے اور البتہ مخالفت کی ہے اس کی اور اصحاب نے اور جب صحابی کوئی بات کہے اور کوئی دوسرا صحابی اس کی مخالفت کرے تو وہ قول بالاتفاق حجت نہیں ہوتا اور مراد ساتھ ادراک کے آیت میں احاطہ کرنا ہے اور یہ نہیں منافی ہے دیکھنے کو اور یہ جو نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نفی رؤیت کی کسی حدیث مرفوع سے نہیں کی تو یہ عجیب ہے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے یہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح مسلم میں جس کی خود نووی رحمہ اللہ نے شرح لکھی ہے سو نزدیک اس کے طریق سے داؤد بن ابی ہند کے ہے اس کی سند روایت کی شعبی نے اس نے مسروق رحمہ اللہ سے اس طریق میں جو مذکور ہے کہا مسروق رحمہ اللہ نے میں تکیہ کیے تھا پھر میں سیدھا ہو بیٹھا تو میں نے کہا کہ نہیں کہا اللہ نے ﴿ولقد راه نزلة اخرى﴾ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس امت میں سے پہلے پہل میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جبرائیل علیہ السلام ہے یعنی میں نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا حضرت! کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، میں نے تو صرف جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا ہاں یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت مذکور کے ساتھ حجت پکڑی ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس میں اس کی مخالفت کی ہے سو روایت کی ہے ترمذی نے حکم بن ابان کے طریق سے اس نے روایت کی ہے عکرمہ سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا کہ نہیں پاتی اس کو آنکھیں؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تجھ کو خرابی یہ اس وقت ہے جب کہ تجلی کرے ساتھ نور اپنے کے جو نور اس کا ہے اور البتہ آپ نے اپنے رب کو دو بار دیکھا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ مراد ساتھ آیت کے نفی احاطہ کی ہے ساتھ اس کے وقت رویا اس کی کے نہ نفی اصل رؤیا اس کے کی کہا قرطبی نے کہ ابصار آیت میں جمع ہے محلی ساتھ الف اور لام کے پس قبول کرے گی تخصیص کو اور البتہ ثابت ہو چکی ہے دلیل اس کی بطور سماع کے اللہ کے اس قول میں ﴿کلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون﴾ سو ہوں

گے مراد کفار ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے دوسری آیت میں ﴿وجوہ یومئذ ناضرة الی ربها ناضرة﴾ اور جب آخرت میں اللہ کا دیدار جائز ہے تو دنیا میں بھی جائز ہوگا واسطے برابر ہونے دونوں وقت کے بہ نسبت مرے کے یعنی اللہ کے اور یہ استدلال کھرا ہے اور کہا عیاض نے کہ دیدار اللہ کا دنیا میں جائز ہے عقلا کو اور ثابت ہو چکی ہے اخبار صحیحہ مشہورہ ساتھ واقع ہونے اس کے کی واسطے مسلمانوں کے آخرت میں لیکن دنیا میں سو کہا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں دیکھا جاتا اللہ تعالیٰ دنیا میں اس واسطے کہ وہ باقی ہے اور باقی نہیں دیکھا جاتا ساتھ فانی کے اور جب آخرت ہو گی اور ان کو باقی رہنے والی آنکھیں عطا ہوں گی تو یہ دیکھیں گی باقی کو ساتھ باقی کے کہا عیاض نے نہیں اس کلام میں محال ہونا رؤیت کا مگر باعتبار قدرت کے اور جب قادر کرے اللہ اس پر جس کو چاہے اپنے بندوں سے تو نہیں منع ہے میں کہتا ہوں کہ واقع ہوا ہے صحیح مسلم میں جو تائید کرتا ہے اس فرق کی حدیث مرفوع میں اور وہ حدیث یہ ہے کہ جان لو کہ بیشک تم اپنے رب کو ہرگز نہ دیکھ سکو گے یہاں تک کہ مرو سو اگر دنیا میں اللہ کا دیدار عقلا جائز ہے تو دلیل سماعی سے ممتنع معلوم ہوتا ہے لیکن جس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ثابت کیا ہے اس کے واسطے جائز ہے کہ کہے کہ متکلم نہیں داخل ہوتا ہے اپنی کلام کے عموم میں اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا یا نہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کیا ہے اور ایک جماعت نے سلف میں سے اس کو ثابت کیا ہے اور حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس نے قسم کھائی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اور روایت کیا ہے ابن خزیمہ نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اثبات اس کا اور تھا دشوار گزرتا اس پر انکار عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سب ساتھیوں کا اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے کعب احبار رضی اللہ عنہ اور زہری اور معمر اور اور لوگوں نے اور یہی ہے قول اشعری کا اور اس کے تابعداروں کا پھر اختلاف کیا ثابت کرنے والوں نے کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا یا دل سے؟ میں کہتا ہوں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کچھ روایتیں مطلق آئی ہیں یعنی ان میں ذکر نہیں کہ آنکھ سے دیکھا یا دل سے جیسے کہ ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور کچھ روایتیں مقید آئی ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو خاص دل سے دیکھا اور صریح تر یہ حدیث ہے جو ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فقط اس کو اپنے دل سے دیکھا اس بنا پر پس ممکن ہے تطبیق درمیان نفی عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور اثبات ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ اس طور کے کہ حمل کیا جائے نفی اوپر رؤیت آنکھ کے اور اثبات اس کا اوپر رؤیت دل کے پھر مراد ساتھ رؤیت فواد کے رؤیت دل کی ہے یعنی دیکھنا ساتھ دل کے نہ مجرد حاصل ہونا علم کا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمیشہ عالم تھے بلکہ جو ثابت کرتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو مراد اس کی یہ ہے کہ جو دیکھنا آپ کو حاصل ہوا وہ آپ کے دل میں پیدا کیا گیا جیسے کہ پیدا کرتا ہے دیکھنے کو ساتھ آنکھ کے واسطے غیر آپ کے کی

اور نہیں شرط ہے واسطے دیکھنے کے کوئی چیز مخصوص از روئے عقل کے اگرچہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ پیدا کرنے رؤیت کے آنکھ میں اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے نور کو دیکھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو دل سے دیکھا آنکھ سے نہیں دیکھا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مراد ساتھ قول اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نور کو دیکھا یعنی نور آپ کو آنکھ کے ساتھ دیکھنے سے مانع ہوا اور آنکھ کو اللہ تعالیٰ کے دیدار سے روکا اور ترجیح دی ہے قرطبی نے قول وقف کو اس مسئلے میں یعنی کہا کہ اس مسئلے میں توقف کرنا راجح ہے اور منسوب کیا ہے اس کو طرف ایک جماعت اہل تحقیق کی اور قوی کیا ہے اس کو ساتھ اس طور کے کہ نہیں ہے باب میں کوئی دلیل قاطع اور غایت اس چیز کی کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے دونوں گروہ کے ظاہر دلیلوں کا ہے جو معارض ہے قابل ہے واسطے تاویل کے اور نہیں ہے مسئلہ عملیات سے کہ کفایت کی جائے اس میں ساتھ دلائل ظنی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ مسئلہ اعتقادی مسئلوں سے ہے سو نہ کفایت کی جائے گی اس میں مگر ساتھ دلیل قطعی کے اور میل کی ہے ابن خزیمہ نے طرف ترجیح اثبات کے اور اطناب کیا ہے واسطے اس کے استدلال میں ساتھ اس چیز کے کہ وراز ہوتا ہے ذکر اس کا اور حمل کیا ہے اس نے اس چیز کو کہ وارد ہوئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس پر کہ دیدار دو بار واقع ہوا ایک بار اپنی آنکھ سے اور ایک بار اپنے دل سے اور اس چیز میں کہ وارد کی ہے میں نے کفایت ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رؤیت کو ثابت کیا ہے اور ظاہر حدیثوں کا جو معراج میں وارد ہوئی ہیں یہ ہے کہ معراج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدن اور روح دونوں سے ہوئی اور دونوں کے ساتھ حقیقتا آسمان پر چڑھائے گئے اور بیداری میں ہوئی نہ خواب میں اور نہ استغراق میں اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی کہ نہیں ہے واسطے کسی بندے کے کہ کلام کرے اس سے اللہ مگر ساتھ واسطہ وحی کے یا پردے کے پیچھے سے تو یہ دلیل دوسری ہے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مذہب کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو نہیں دیکھا اور استدلال کی تقریر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حصر کیا ہے اپنے کلام کرنے کو واسطے غیر اپنے کے تین وجھوں میں اور وہ وحی ہے بایں طور کہ ڈالے آپ کے دل میں جو چاہے یا کلام کرے اس سے ساتھ واسطہ کے پردے کے پیچھے سے یا بھیجے طرف اس کے رسول کو سو پہنچا دے اس کو اپنی طرف سے سو مستلزم ہے یہ نفی رؤیت کو اس سے حالت کلام کرنے میں اور جواب یہ ہے کہ یہ نہیں مستلزم ہے نفی رؤیت کو مطلق کہا ہے اس کو قرطبی نے کہا اور رغبت اس چیز کی کہ تقاضا کرتی ہے نفی کلام اللہ کی ہے اوپر غیر ان تین احوال کے سو جائز ہے کہ نہ واقع ہو کلام بیچ حالت دیکھنے کے اور یہ جو کہا کہ لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو اس کی اصلی صورت میں دو بار دیکھا تو یہ جواب ہے اصل سوال سے جو مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تھا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا اور وہ قول اس کا ہے ﴿ما کذب الفؤاد ما رای﴾ اور قول اس کا ہے ﴿ولقد راہ نزلة اخری﴾ اور مسلم میں مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام اس

بار اپنی اصلی صورت میں آئے سو آسمان کا کنارہ ڈھانکا اور نسائی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى﴾ حَيْثُ الْوَتَرُ مِنَ الْقَوْسِ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پس پہنچے مسافت کو بقدر دونوں زہ کمان کے کہ مراد قوس سے جگہ وتر کی ہے قوس سے یعنی جگہ باندھنے تانت کی اور قاب اس کو کہتے ہیں جو قبضے اور وتر کی جگہ کے درمیان ہے۔

فائدہ: کہا واحدی نے کہ یہ قول جمہور مفسرین کا ہے کہ مراد قوس سے کمان ہے جس کے ساتھ تیر پھینکا جاتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے گز ہے جس کے ساتھ ماپا جاتا ہے اس واسطے کہ قیاس کی جاتی ہے ساتھ اس کے چیز صاحب فتح کہتا کہ لائق ہے کہ یہی قول راجح ہو اس واسطے کہ روایت کی ہے ابن مردویہ نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مراد قاب سے مقدار ہے اور مراد قوسین سے دو ہاتھ یا دو گز ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ اگر مراد تیر پھینکنے کی کمان ہوتی تو نہ تمثیل دی جاتی ساتھ اس کے کہ تثنیہ لانے کی حاجت پڑتی سو مثلا کہا جاتا قاب رمح یا مانند اس کے اور بعضوں نے کہا یہ مقلوب ہے اور مراد قابی قوس ہے اس واسطے کہ قاب اس کو کہتے ہیں جو قبضے اور جگہ وتر کے درمیان ہے سو ہر کمان کے واسطے دو قاب ہیں یعنی ایک قبضے سے ایک طرف اور ایک اس سے دوسری طرف اور یہ جو کہا ﴿او ادنی﴾ یعنی اقرب کہا زجاج نے کہ خطاب کیا ہے اللہ نے عرب کو ساتھ اس چیز کے کہ جس کی ان کو الفت تھی اور معنی یہ ہیں کہ اس چیز میں کہ قادر ہو تم اوپر اس کے اور اللہ جاننے والا ہے چیزوں کو ان کی اصلی حقیقت سے نہیں متردد ہوتیں نزدیک اس کے اور بعضوں نے کہا کہ او ساتھ معنی بل کے ہے یعنی قریب تر ہے قدر مذکور سے۔ (فتح)

٤٤٧٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ زِرًّا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰى﴾ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ أَنَّهٗ رَأٰى جِبْرِيْلَ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ.

۴۴۷۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان دونوں آیتوں کی تفسیر میں کہ رہ گیا فرق بقدر دو گز یا دو ہاتھ کے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ اس کے واسطے چھ سو پر ہیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰى﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پھر پیغام بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا۔

٤٤٧٩ ـ حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ حَدَّثَنَا زَآئِدَةُ

۴۴۷۹۔ حضرت شیبانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے زر

عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ زِرًّا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهِ مَا أَوْحٰى﴾ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى جِبْرِيْلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ.

سے اس آیت کے معنی پوچھے کہ پس رہ گیا فرق بقدر دو ہاتھ کے یا قریب تر سو حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا، کہا زر نے جواب میں کہ خبر دی ہم کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ اس کے واسطے چھ سو پر ہیں۔

فائدہ: یہ حدیث واضح تر ہے مراد میں اور حاصل یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جیسے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذہب ہے اور تقدیر آیت کی اس کی رائے پر یہ ہے کہ حکم پہنچایا جبرئیل علیہ السلام نے طرف بندے اللہ کی ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس واسطے کہ اس کی رائے یہ ہے کہ جو قریب ہوا اور اتر آیا وہ جبرئیل علیہ السلام ہے اور وہی ہے جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام پہنچایا اور کلام اکثر مفسرین کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ جس نے حکم بھیجا وہ اللہ ہے یعنی فاوحی میں کہ حکم بھیجا اس نے طرف بندے اپنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بعضوں نے کہا کہ جبرئیل علیہ السلام کی طرف اور ایک روایت میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے پروں سے موتی اور یاقوت جھڑتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَقَدْ رَأٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ دیکھی اس نے اپنے رب کی بعض بڑی نشانیاں۔

فائدہ: اختلاف ہے نشانیوں مذکور میں سو بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ ان کے تمام وہ چیزیں ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں دیکھیں اور حدیث باب کی دلالت کرتی ہے کہ مراد صفت جبرئیل علیہ السلام کی ہے۔

٤٤٨٠ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ﴿لَقَدْ رَأٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى﴾ قَالَ رَأٰى رَفْرَفًا أَخْضَرَ قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ.

۴۴۸۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی بعض بڑی نشانیاں دیکھیں کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ دیکھا پردے سبز کو کہ آسمان کا کنارہ ڈھانکا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا ظاہر مخالف ہے تفسیر پہلی کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا لیکن واضح کرتی ہے مراد کو جو نسائی وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا رفرف سبز پر کہ پر کیا ہے اس کو جو زمین اور آسمان کے درمیان ہے پس جمع ہوتا ہے دونوں حدیثوں سے کہ موصوف جبرئیل علیہ السلام ہے اور جس صفت پر کہ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا اس کے واسطے چھ سو پر ہیں

آسمان کے کنارے کو ڈھانکا ہے اور مراد یہ ہے کہ جس چیز نے کنارہ ڈھانکا وہ رفرف ہے جس میں جبرئیل علیہ السلام تھے سو جبرئیل علیہ السلام کی طرف کنارے کا ڈھانکنا بطور مجاز کے منسوب ہوا اور نسائی وغیرہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا رفرف کے جوڑے میں کہ زمین اور آسمان کا درمیان بھر دیا اور ساتھ اس روایت کے پہچانی جاتی ہے مراد ساتھ رفرف کے اور یہ کہ وہ حلہ ہے یعنی جوڑا ہے رفرف کا اور اصل میں رفرف اس کو کہتے ہیں جو ریشم سے باریک ہو خوب بنا ہوا یعنی باریک ریشم کو کہتے ہیں جو خوب بنا ہوا ہو پھر مشہور ہوا استعمال اس کا پردے میں۔ (فتح) اور رفرف فرش کو بھی کہتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کیا دیکھا ہے تم نے لات اور عزیٰ کو؟۔

٤٤٨١ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوْزَآءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِهٖ ﴿اَللَّاتَ وَالْعُزّٰى﴾ كَانَ اللَّاتُ رَجُلًا يَلُتُّ سَوِيْقَ الْحَآجِّ.

۴۴۸۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ لات ایک مرد تھا کہ حاجیوں کے واسطے ستو گھولتا تھا یعنی ستو سے ان کی مہمان نوازی کرتا تھا۔

فائدہ: اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ نام اس مرد کے سو روایت کی ہے مجاہد رحمہ اللہ نے فاکہی کے طریق سے کہ تھا ایک مرد جاہلیت میں ایک پتھر پر طائف میں اور اس کے پاس بکریں تھیں سو بکریوں کا دودھ لیتا اور طائف کی کھجوریں اور پنیر لے کر حیس بناتا یعنی حلوہ اور جو راستے میں اس پر گزرتا اس کو کھلاتا پھر جب وہ مر گیا تو اس کو پوجنے لگے اور کہا بعضوں نے کہ عمرو بن لحی ہے اور صحیح یہ ہے کہ لات اور ہے اور عمرو بن لحی اور ہے کہ البتہ روایت کی ہے فاکہی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب لات مر گیا تو عمرو بن لحی نے لوگوں سے کہا کہ وہ مرا نہیں لیکن وہ پتھر میں گھس گیا ہے تو لوگوں نے اس کو پوجنا شروع کیا اور اس پر ایک گھر بنایا اور پہلے گزر چکا ہے مناقب قریش میں کہ پہلے پہل عمرو بن لحی نے ہی عرب کو بت پرستی سکھلائی اور تھا لات طائف میں کہا ہشام کلبی نے کہ مناۃ لات سے پرانا تھا سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو فتح مکہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ڈھایا اور لات منات سے پیچھے بنایا گیا تھا سو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ڈھایا جب کہ قوم ثقیف مسلمان ہوئی اور عزیٰ لات سے بھی پیچھے بنایا تھا سو اس کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے فتح مکہ کے دن ڈھایا۔ (فتح)

٤٤٨٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

۴۴۸۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لات اور عزیٰ کی قسم کھائے تو

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهٖ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ.

چاہیے کہ اس کے بعد لا الہ الا اللہ کہے اور جو اپنے ساتھی سے کہے کہ آ میں تجھ سے جوا کھیلوں تو چاہیے کہ خیرات کرے۔

فائدہ: نسائی اور ابن ماجہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم نومسلم تھے تازہ اسلام لائے تھے سو میں نے لات اور عزیٰ کی قسم کھائی تو میرے ساتھیوں نے مجھ سے کہا کہ برا ہے جو تو نے کہا تو میں نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، الحدیث، کہا خطابی نے کہ قسم سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتی ہے ساتھ معبود اعظم کے سو جب کوئی لات کی قسم کھائے تو وہ کافروں کے مشابہ ہوا سو حکم کیا کہ تدارک کرے اس کو ساتھ کلمہ توحید کے اور کہا ابن عربی نے کہ اگر قسم کھائے ساتھ اس کے قصد سے تو کافر ہو جاتا ہے اور جو نہ جانتا ہو یا غافل ہو تو کہے لا الہ الا اللہ اتارے گا اللہ تعالیٰ اس سے گناہ اس کا اور پھیر دے گا دل اس کے کو بھول سے طرف ذکر کی اور زبان اس کی کو طرف حق کی اور جو لغو اس کی زبان سے جاری ہوا اس کو دور کرے گا اور یہ جو کہا کہ چاہیے کہ صدقہ کرے تو کہا خطابی نے ساتھ اس مال کے کہ اس کے ساتھ جوا کھیلنے کا ارادہ کرتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ کوئی صدقہ کرے تا کہ کفارہ ہو اس سے اس بات کا جو اس کی زبان پر جاری ہوئی کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہی ہے صواب دلالت کرتی ہے اس پر جو مسلم کی روایت میں ہے سو چاہیے کہ کچھ چیز کے ساتھ خیرات کرے اور گمان کیا ہے بعضوں نے کہ لازم آتا ہے اس پر کفارہ قسم کا اور اس میں ہے جو ہے، کہا عیاض نے کہ اس حدیث میں حجت ہے واسطے جمہور کے کہ قصد گناہ کا جب قرار پکڑے دل میں تو ہوتا ہے گناہ جو لکھا جاتا ہے او پر اس کے برخلاف وسوسے کے جو دل میں قرار نہیں پکڑتا۔ میں کہتا ہوں میں نہیں جانتا کہ کہاں سے لیا ہے اس نے اس کو باوجود تصریح کے حدیث میں ساتھ صادر ہونے قول کے جس جگہ کہ کلام کیا اس نے ساتھ قول اپنے کے آ میں تجھ سے جوا کھیلوں سو اس نے اس کو گناہ کی طرف بلایا اور جوا بالاتفاق حرام ہے تو اس کی طرف بلانا بھی حرام ہوا سو اس جگہ محض قصد نہیں اور اس مسئلے میں بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ مناۃ تیسرا پچھلا۔

٤٤٨٣ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ إِنَّمَا كَانَ

۴۴۸۳۔ حضرت عروہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا یعنی صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کا حکم پوچھا باوجود اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ان الصفا والمروۃ من شعائر

مَنْ أَهَلَّ بِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي بِالْمُشَلَّلِ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ فَطَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ قَالَ سُفْيَانُ مَنَاةُ بِالْمُشَلَّلِ مِنْ قُدَيْدٍ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ نَزَلَتْ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوْا هُمْ وَغَسَّانُ قَبْلَ أَنْ يُّسْلِمُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ مِثْلَهُ وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ لِمَنَاةَ وَمَنَاةُ صَنَمٌ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ قَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كُنَّا لَا نَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ تَعْظِيْمًا لِمَنَاةَ نَحْوَهُ.

اللہ﴾ کے تو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو لوگ احرام باندھتے تھے واسطے مناہ طاغیہ کے جو مشلل میں ہے جو ایک جگہ ہے قدید میں وہ صفا اور مروہ کے درمیان نہ دوڑتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں سو طواف کیا درمیان ان کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے، کہا سفیان نے کہ مناۃ مشلل میں ہے قدید سے، کہا عبدالرحمن بن خالد نے ابن شہاب سے کہا عروہ نے کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ یہ آیت انصار کے حق میں اتری کہ وہ اور قوم غسان مسلمان ہونے سے پہلے مناۃ کے واسطے احرام باندھتے تھے مانند اس کے اور کہا معمر نے زہری سے اس نے روایت کی عروہ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انصار کے چند مرد مناۃ کے واسطے احرام باندھتے تھے اور مناۃ ایک بت تھا درمیان مکے اور مدینے کے انہوں نے کہا یا حضرت! ہم صفا اور مروہ کے درمیان طواف نہ کرتے تھے واسطے تعظیم مناۃ کے مثل اس کی۔

فائدہ: مشلل ایک جگہ کا نام ہے قدید سے دریا کے کنارے پر اور قدید ایک جگہ معروف ہے درمیان مکے اور مدینے کے اور روایت کی ہے فاکہی نے ابن اسحاق کے طریق سے کہ کھڑا کیا عمرو بن لحی نے مناۃ کو اوپر کنارے دریا کے جو قدید کے متصل ہے اس کا حج کرتے تھے اور اس کی تعظیم کرتے تھے جب خانے کعبے کا طواف کرتے اور عرفات سے پھرتے اور منیٰ سے فارغ ہوتے تو مناۃ کے پاس آتے اور اس کے واسطے احرام باندھتے اور جو اس کے واسطے احرام باندھتا تو صفا اور مروہ کے درمیان طواف نہ کرتا اور یہ جو کہا کہ مناۃ کی تعظیم کے واسطے تو باقی حدیث طبری کی روایت میں اس طرح ہے کہ انہوں نے پوچھا کہ کیا ہم پر کچھ گناہ ہے کہ ہم صفا اور مروہ کا طواف کریں تو یہ آیت اتری اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں گروہ کے حق میں جو طواف کرتے تھے اور جو طواف نہیں کرتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ سجدہ کرو واسطے اللہ کے اور بندگی کرو۔

٤٤٨٤ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۴۴۸۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سجدہ کیا

الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ تَابَعَهُ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَيُّوْبَ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ عُلَيَّةَ ابْنَ عَبَّاسٍ.

حضرت ﷺ نے سورۂ نجم میں اور سجدہ کیا ساتھ آپ کے مسلمانوں اور مشرکوں اور جنوں اور آدمیوں نے متابعت کی ہے عبدالوارث کی ابن طہمان نے ایوب سے اور نہیں ذکر کیا ابن علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جب یہ سورت اتری جس میں نجم کا ذکر ہے تو سجدہ کیا واسطے اس کے آدمیوں اور جنوں نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دہرایا جن اور انسان کو باوجود داخل ہونے ان کے مسلمانوں میں واسطے نفی وہم خاص ہونے اس کے کی ساتھ آدمیوں کے اور جو اس میں کلام ہے اس کو میں اگلی حدیث میں ذکر کروں گا کہا کرمانی نے کہ سجدہ کیا مشرکوں نے ساتھ مسلمانوں کے اس واسطے کہ وہ پہلا سجدہ ہے جو اترا سو ارادہ کیا انہوں نے مسلمانوں کے معارضہ کا ساتھ سجدے کے واسطے معبود اپنے کے یا واقع ہوا ان سے یہ بلا قصد یا خوف کیا انہوں نے اس مجلس میں اپنے مخالفوں سے میں کہتا ہوں کہ تینوں احتمال میں نظر ہے پہلا احتمال واسطے عیاض کے ہے اور دوسرا احتمال مخالف ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سیاق کو اس واسطے کہ اس میں زیادہ ہے کہ جس کو اس نے مستثنیٰ کیا ہے اس نے کنکریوں کی لپ لے کر اس پر اپنا ماتھا رکھا اس واسطے کہ یہ ظاہر ہے قصد میں اور تیسرا احتمال بعید تر ہے اس واسطے کہ مسلمان لوگ ہی اس وقت مشرکوں سے ڈرتے تھے نہ عکس اور یہ جو کہا گیا ہے کہ یہ بہ سبب ڈالنے شیطان کے تھا حضرت ﷺ کی قرأت میں نہیں صحیح ہے وہ عقل سے اور نہ نقل سے اور جو تأمل کرے اس میں جو وارد کیا ہے میں نے اس کو سورہ حج کی تفسیر میں تو پہچانے گا وجہ صواب کی مسئلے میں اللہ کی حمد کے ساتھ۔ (فتح)

٤٤٨٥ ـ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ أَحْمَدَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَوَّلُ سُوْرَةٍ أُنْزِلَتْ فِيْهَا سَجْدَةٌ وَّالنَّجْمِ قَالَ فَسَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَجَدَ مَنْ خَلْفَهُ إِلَّا رَجُلًا رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِّنْ تُرَابٍ فَسَجَدَ عَلَيْهِ فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ قُتِلَ كَافِرًا وَّهُوَ أُمَيَّةُ

۴۴۸۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پہلے سورت جس میں سجدہ اترا سورۂ نجم ہے کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سو سجدہ کیا حضرت ﷺ نے اور سجدہ کیا اس نے جو آپ کے پیچھے تھا مگر ایک مرد نے کہ میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے مٹی کی ایک مٹھی لی اور اس پر سجدہ کیا سو میں نے اس کو اس کے بعد دیکھا کہ کفر کی حالت میں مارا گیا اور وہ امیہ بن خلف تھا۔

بْنُ خَلَفٍ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے سجدہ کیا یعنی جب اس کی قرأت سے فارغ ہوئے اور میں نے اس کا بیان سورہ حج میں کر دیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور سبب بیچ اس کے اور ایک روایت میں اس حدیث کے اول میں ہے کہ پہلی سورت جس کو حضرت ﷺ نے ظاہر کیا اور اس کو لوگوں پر کھلم کھلا پڑھا سورہ نجم ہے اور یہ جو کہا کہ مگر ایک مرد تو ایک روایت میں ہے سو نہ باقی رہا قوم میں سے کوئی مگر کہ اس نے سجدہ کیا اور قوم میں سے ایک شخص نے کنکروں کی مٹھی لی اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ سب نے سجدہ کیا لیکن نسائی نے مطلب سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے مکے میں سورہ نجم پڑھی اور سجدہ کیا اور سجدہ کیا اس نے جو آپ کے پاس تھا اور میں نے انکار کیا کہ سجدہ کروں اور وہ اس دن مسلمان نہ ہوا تھا کہ مطلب نے سو میں اس میں کبھی سجدہ نہیں چھوڑتا سو محمول ہو گی تعمیم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس پر کہ وہ بہ نسبت اس شخص کے ہے جس پر ان کو اطلاع ہوئی اور بعض کہتے ہیں جس نے سجدہ نہیں کیا تھا وہ ولید بن مغیرہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سعید بن عاص ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ابولہب ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ منافق ہے اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ واقع ہوا ہے یہ قصہ مکے میں بغیر خلاف کے اور اس وقت ابھی نفاق ظاہر نہیں ہوا تھا اور جزم کیا ہے واقدی نے کہ یہ قصہ پانچویں سال میں تھا اور پہلی ہجرت حبشہ کی طرف رجب کے مہینے میں تھی سو جب ان کو یہ حال پہنچا کہ مشرکوں نے مسلمانوں کے ساتھ سجدہ کیا ہے تو وہ مکے میں پھر آئے یعنی اس گمان سے کہ کافر مسلمان ہو گئے سو ان کو بدستور کفر پر پایا پھر انہوں نے دوسری بار مدینے کی طرف ہجرت کی اور احتمال ہے کہ چاروں نے نہ سجدہ کیا ہو اور تعمیم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت اطلاع ان کی کے ہے جیسا کہ میں نے کہا۔ (فتح)

سُوْرَةُ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ

سورۂ اقتربت الساعۃ کی تفسیر کا بیان

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مُسْتَمِرٌّ﴾ ذَاهِبٌ.

یعنی کہا مجاہد نے کہ مستمر کے معنی ہیں جانے والا اور باطل ہونے والا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ویقولوا سحر مستمر﴾.

﴿مُزْدَجَرٌ﴾ مُتَنَاهٍ.

یعنی مزدجر کے معنی ہیں نہایت کو پہنچنے والا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ولقد جآء هم من الانباء ما فيه مزدجر﴾ یعنی یہ قرآن اور متناہی ساتھ صیغہ فاعل کے ہے یعنی نہایت کو پہنچنے والا جھڑک میں نہیں متصور ہے اس پر اور زیادتی۔

﴿وَازْدُجِرَ﴾ فَاسْتُطِيْرَ جُنُوْنًا.

یعنی ازدجر کے معنی ہیں دراز ہوا جنون اس کا۔

فائدہ: سو ہوگا کلام ان کی سے معطوف ان کے قول پر مجنون، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قالوا مجنون و ازدجر﴾ اور کہا بعض نے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ان کے فعل سے کہ انہوں نے اس کو جھڑکا۔

﴿دُسُرٍ﴾ أَضْلَاعُ السَّفِينَةِ.

دسر کے معنی ہیں اطراف کشتی کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کشتی کی میخیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وحملناه علی ذات الواح ودسر﴾.

﴿لِمَنْ كَانَ كُفِرَ﴾ يَقُولُ كُفِرَ لَهُ جَزَآءً مِّنَ اللّٰهِ.

یعنی کفر کے معنی ہیں کفر کیا گیا واسطے اس کے یعنی نوح علیہ السلام کے کہ کافروں نے اس کو جھٹلایا اور اس کی قدر نہ جانی۔

فائدہ: اور موصول کیا ہے اس کو فریابی نے ساتھ اس لفظ کے لمن کان کفر باللّٰہ اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ وہ اس کو ماضی معلوم کے صیغہ پر پڑھتا تھا بدلہ ہے اللہ سے ہم نے ساتھ نوح علیہ السلام کے اور اس کی قوم کے جو کیا بدلہ تھا اس چیز کا کہ کیا گیا ساتھ نوح علیہ السلام کے اور ساتھیوں اس کے کی کہتا ہے کہ غرق کیے گئے بہ سبب نوح علیہ السلام کے اور حاصل معنی کا یہ ہے کہ جو واقع ہوا ساتھ ان کے غرق سے تھا بدلہ نوح علیہ السلام کا کافروں سے اور وہی تھا جو کفر کیا گیا یعنی انکار کیا گیا اور جھٹلایا گیا کہ کافروں نے اس کو جھٹلایا تھا اور حمید اعرج نے کفر کو ساتھ لفظ معلوم کے پڑھا ہے پس لام اس کے قول لمن میں اس بنا پر واسطے قوم نوح کے یعنی یہ بدلہ ہے واسطے قوم نوح کے یعنی کافروں کے کہ انہوں نے اس کو جھٹلایا۔ (فتح)

﴿مُحْتَضَرٌ﴾ يَحْضُرُوْنَ الْمَآءَ.

یعنی محتضر کے معنی ہیں کہ حاضر ہوتے ہیں پانی پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کل شرب محتضر یعنی حاضر ہوتے ہیں پانی پر جب غائب ہوتی ہے اونٹنی اور جب اونٹنی کی باری ہوتی تو وہ پانی پر حاضر ہوتی۔

وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ ﴿مُهْطِعِيْنَ﴾ اَلنَّسَلَانُ الْخَبَبُ السِّرَاعُ.

کہا ابن جبیر نے کہ مھطعین کے معنی ہیں نسلان یعنی خبب یعنی جلد چلنا پاس پاس قدم رکھ کر اور سراع اس کی تاکید ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مهطعين الى الداع﴾.

وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿فَتَعَاطٰى﴾ فَعَاطَهَا بِيَدِهٖ فَعَقَرَهَا.

یعنی اس کے غیر نے کہا کہ اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ پس دست درازی کی سو اس کی کونچیں کاٹیں۔

فائدہ: کہ ابن تین نے کہ نہیں جانتا میں واسطے قول اس کے کی کہ عاطھا کوئی وجہ مگر یہ کہ مقلوب ہے یعنی لام کو عین

پر مقدم کیا ہو اس واسطے کہ عطو کے معنی ہیں پکڑنا ہاتھ سے۔

﴿اَلْمُحْتَظِرِ﴾ كَحِظَارٍ مِّنَ الشَّجَرِ مُحْتَرِقٍ.

یعنی اللہ کے قول ﴿کھشیم المحتضر﴾ کے معنی ہیں مانند باڑ درخت کے جو جلے ہوئے ہوں۔

فائدہ: طبری نے زید بن اسلم کے طریق سے روایت کی ہے کہ اونٹوں اور مواشی کے واسطے خش کانٹوں کی باڑ بناتے تھے کہ مواشی اس کے اندر رہیں سو یہی مراد ہے اللہ کے اس قول سے ﴿کھشیم المحتضر﴾ اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ مراد مٹی ہے جو دیوار سے گرتی ہے اور قتادہ سے روایت ہے کہ مانند راکھ جلی ہوئی کے۔ (فتح)

﴿اُزْدُجِرَ﴾ اُفْتُعِلَ مِنْ زَجَرْتُ.

یعنی ازدجر افتعال ہے زجرت سے یعنی تا افتعال کو دال سے بدل کیا۔

﴿كُفِرَ﴾ فَعَلْنَا بِهٖ وَبِهِمْ مَا فَعَلْنَا جَزَآءً لِّمَا صُنِعَ بِنُوْحٍ وَّاَصْحَابِهٖ.

یعنی آیت ﴿جزآء لمن کان کفر﴾ کے یہ معنی ہیں کہ کیا ہم نے نوح علیہ السلام اور ان کی قوم سے جو معاملہ کیا واسطے جزا اس کام کے جو نوح علیہ السلام اور اس کی قوم سے کیا گیا۔

﴿مُسْتَقِرٌّ﴾ عَذَابٌ حَقٌّ.

یعنی مستقر کے معنی ہیں عذاب حق، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿عذاب مستقر﴾۔

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ قرار گیر ہے ساتھ اس کے دوزخ کی آگ تک اور روایت ہے مجاہد سے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ ﴿وکل امر مستقر﴾ کہا دن قیامت کا اور ابن جریج سے روایت ہے کہ قرار گیر ہے ساتھ اہل اپنے کے۔

يُقَالُ الْاَشَرُ الْمَرَحُ وَالتَّجَبُّرُ.

کہا جاتا ہے کہ اشر کے معنی ہیں اترانا اور بڑائی مارنا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿سیعلمون غدا من الکذاب الاشر﴾ اور مراد ساتھ کل کے دن قیامت کا ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پھٹ گیا چاند اور اگر وہ دیکھیں کوئی نشانی تو کہیں یہ جادو ہے قوی۔

٤٤٨٦ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ

۴۴۸۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور ایک ٹکڑا نیچے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہی دو اس معجزے پر یا گواہ رہو اس معجزے پر۔

وَفِرْقَةٌ دُوْنَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْهَدُوْا.

٤٤٨٧ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ فَقَالَ لَنَا اِشْهَدُوْا اِشْهَدُوْا.

۴۴۸۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پھٹ گیا چاند اور حالانکہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو ہو گیا دو ٹکڑے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ گواہی دو، گواہی دو۔

٤٤٨٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرٌ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۴۸۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پھٹ گیا چاند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔

٤٤٨٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلَ أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ.

۴۴۸۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکے والوں نے سوال کیا کہ ان کو کوئی نشانی دکھلائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چاند کا پھٹنا دکھلایا۔

٤٤٩٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فِرْقَتَيْنِ.

۴۴۹۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔

فائدہ: چاند پھٹنے کا بیان اول سیرت نبویہ میں گزر چکا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ وَلَقَدْ تَّرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بہتی ہے ہماری آنکھوں کے سامنے بدلہ واسطے اس کے جس کو جھٹلایا گیا یعنی نوح علیہ السلام کو اور ہم نے رہنے دیا اس کشتی کو نشانی کیا پس کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا۔

فائدہ: مناسب واسطے قول قتادہ رحمہ اللہ کے پچھلی آیت ہے اور قول قتادہ رحمہ اللہ کا یہ ہے۔

قَالَ قَتَادَةُ أَبْقَى اللّٰهُ سَفِينَةَ نُوحٍ حَتّٰى أَدْرَكَهَا أَوَائِلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ.

یعنی کہا قتادہ رحمہ اللہ نے کہ اللہ نے نوح علیہ السلام کی کشتی کو باقی رکھا یہاں تک کہ اس امت کے پہلے لوگوں نے اس کو پایا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جودی پہاڑ پر اور اس کے بعد بہت کشتیاں راکھ ہوگئیں۔

٤٤٩١ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾.

۴۴۹۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ﴿فهل من مدكر﴾۔

فائدہ: یعنی ساتھ دال مہملہ کے اور اس کا سبب یہ ہے کہ بعض سلف نے اس کو ذال معجمہ کے ساتھ پڑھا ہے اور وہ بھی قتادہ ہی سے منقول ہے پھر بخاری نے اس حدیث کے واسطے پانچ باب باندھے ہیں ہر ترجمہ میں اس سورہ کی ایک آیت ہے اور سب بابوں میں حدیث مذکور کو بیان کیا تا کہ بیان کرے کہ لفظ مدکر سب میں ایک ہے یعنی ساتھ دال کے ہے سب سورتوں میں اور البتہ مکرر آیا ہے لفظ مدکر کا اس سورت میں باعتبار مکرر ہونے قصوں کے پہلی امتوں کے خبروں سے واسطے استدعاء افہام سامعین کے تا کہ نصیحت پکڑیں اور کہا پہلی حدیث میں کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ یسرنا کے معنی ہیں کہ ہم نے اس کی قرأت کو آسان کیا اور کہا دوسرے میں ابو اسحاق سے کہ ایک مرد نے اسود سے پوچھا مدکر دال کے ساتھ ہے یا ذال کے ساتھ یعنی معجمہ کے ساتھ ہے یا مہملہ کے پھر ذکر کی ساری حدیث اور اس کے اخیر میں ہے کہ دال کے ساتھ ہے اور لفظ تیسری اور چوتھی کا مثل اول کے ہے اور پانچویں حدیث کا لفظ یہ ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مذکر پڑھا یعنی ذال معجمہ سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دال مہملہ کے ساتھ ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ يَسَّرْنَا هَوَّنَّا قِرَاءَتَهٗ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ ہم نے آسان کیا قرآن کو سو کیا کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا، کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ یسرنا کے معنی ہیں کہ آسان کیا ہم نے اس کی قرأت کو۔

٤٤٩٢ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۴۹۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ﴿فهل من مدكر﴾ پڑھتے تھے۔

وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جیسے وہ ٹہنیاں ہیں کھجور کی اکھڑی پڑی پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔

٤٤٩٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا سَأَلَ الْأَسْوَدَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ أَوْ مُذَّكِرٍ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَقْرَؤُهَا ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ قَالَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهَا ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ دَالًا.

۴۴۹۳۔ حضرت ابو اسحاق سے روایت ہے کہ اس نے سنا ایک مرد کو اسود سے پوچھا کہ مدکر ہے یا مذکر یعنی ساتھ مہملہ کے ہے یا معجمہ کے تو اسود نے کہا کہ میں نے سنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہ پڑھتا تھا اس آیت کو فھل من مدکر یعنی ساتھ مہملہ کے کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اس کو ﴿فھل من مدکر﴾ یعنی مہملہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ سو ہو گئی جیسے روندی باڑ کانٹوں کی اور البتہ ہم نے آسان کیا ہے قرآن کو سو کیا کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا۔

٤٤٩٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ الْآيَةَ.

۴۴۹۴۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ﴿فھل من مدکر﴾ یعنی ساتھ دال مہملہ کے آخر آیت تک۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور پڑا ان پر صبح کو سویرے عذاب جو ٹھہرا تھا اب چکھو میرا عذاب اور میرا ڈر۔

٤٤٩٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾.

۴۴۹۵۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ﴿فھل من مدکر﴾ یعنی ساتھ دال مہملہ کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ ہم نے ہلاک کیا تمہاری شکلوں کو سو کیا کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا؟۔

٤٤٩٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَآئِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ مِنْ مُّذَّكِرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾.

۴۴۹۶۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پڑھا میں نے حضرت ﷺ پر ﴿فهل من مذكر﴾ یعنی ساتھ ذال معجمہ کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ﴿فهل من مدكر﴾ ہے یعنی ساتھ دال مہملہ کے یعنی بغیر نقطہ کے۔

فائدہ: مدکر کا اصل مذتکر ہے ساتھ تا کہ بعد ذال معجمہ کے پھر بدلائی گئی ت ساتھ دال ہملہ کے پھر ذال کو بھی دال کے ساتھ بدل دیا گیا واسطے قریب ہونے ایک کے دوسرے سے پھر ایک کو دوسرے میں ادغام کیا گیا اور معجمہ اس حرف کو کہتے ہیں جس پر نقطہ ہو اور مہملہ اس حرف کو کہتے ہیں جو بلا نقطہ ہو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اب شکست کھائے گی یہ جماعت اور بھاگے گی پیٹھ دے کر۔

٤٤٩٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ وُهَيْبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ إِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَخَذَ أَبُوْ بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ﴾.

۴۴۹۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے دن فرمایا اور آپ ایک خیمے میں تھے کہ الٰہی! میں تجھ کو تیرا قول یاد دلاتا ہوں یعنی کمال عاجزی سے تیرے عہد و پیمان کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں، الٰہی! اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری بندگی نہ ہوگی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ کفایت کرتا ہے آپ کو جو کہا یعنی آپ کو اتنی دعا کفایت کرتی ہے آپ نے اپنے رب کی پرلے سرے کی التجا کی اور حضرت ﷺ زرہ میں کودتے تھے سو خیمے سے باہر نکلے اور حالانکہ فرماتے تھے کہ اب کافروں کا لشکر بھاگے گا اور پیٹھ پھیرے گا بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کا وقت اور قیامت سخت تر اور بہت کڑوی ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرسل حدیثوں سے ہے اور شاید اٹھایا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ﴾ يَعْنِي مِنَ الْمَرَارَةِ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کی جگہ اور قیامت سخت تر اور بہت کڑوی ہے اور امر ماخوذ ہے مرارت سے ساتھ معنی کڑوا ہونے کے۔

فائدہ: معنی اس کے یہ ہیں کہ سخت تر ہے اوپر ان کے عذاب جنگ بدر سے۔

٤٤٩٨ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهَكٍ قَالَ إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ لَقَدْ أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَإِنِّي لَجَارِيَةٌ أَلْعَبُ ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ﴾.

۴۴۹۸۔ حضرت یوسف بن ماھک سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اس نے کہا کہ البتہ اتاری گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت مکے میں اور حالانکہ میں لڑکی تھی کھیلتی بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کی جگہ اور قیامت سخت تر اور بہت کڑوی ہے۔

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور پوری حدیث فضائل قرآن میں آئے گی۔

٤٤٩٩ ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ لَهُ يَوْمَ بَدْرٍ أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ أَبَدًا فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ وَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ وَهُوَ فِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ﴾.

۴۴۹۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن فرمایا اور حالانکہ آپ ایک خیمے میں تھے کہ الٰہی! میں تجھ کو تیرا قول قرار یاد دلاتا ہوں الٰہی! اگر تو چاہے تو آج کے بعد کبھی تیری بندگی نہ ہوگی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ یا حضرت! آپ کو اتنی دعا کفایت کرتی ہے آپ نے اپنے رب کی دعا میں بہت مبالغہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زرہ پہنے تھے سو خیمے سے باہر نکلے اور کہتے تھے کہ اب کافروں کا لشکر بھاگ جائے گا اور پیٹھ پھیرے گا بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کی جگہ اور قیامت سخت تر اور بہت کڑوی ہے۔

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ

سورۂ رحمٰن کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اکثر علماء نے الرحمٰن کو آیت گنا ہے اور وہ مبتدا ہے اس کی خبر محذوف ہے اور وہ علم القرآن ہے۔

﴿وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ﴾ يُرِيدُ لِسَانَ

یعنی مراد وزن سے اللہ کے اس قول میں ترازو کی زبان

الْمِيْزَانِ.

ہے یعنی سیدھی رکھو زبان ترازو کی یعنی انصاف سے تولو اور مت گھٹاؤ تول میں۔

وَالْعَصْفُ بَقْلُ الزَّرْعِ إِذَا قُطِعَ مِنْهُ شَيْءٌ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَ فَذٰلِكَ الْعَصْفُ ﴿وَالرَّيْحَانُ﴾ رِزْقُهُ ﴿وَالْحَبُّ﴾ الَّذِيْ يُؤْكَلُ مِنْهُ وَالرَّيْحَانُ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ الرِّزْقُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَالْعَصْفُ يُرِيْدُ الْمَأْكُوْلَ مِنَ الْحَبِّ وَالرَّيْحَانُ النَّضِيْجُ الَّذِيْ لَمْ يُؤْكَلْ وَقَالَ غَيْرُهُ الْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَقَالَ الضَّحَّاكُ الْعَصْفُ التِّبْنُ وَقَالَ أَبُوْ مَالِكٍ الْعَصْفُ أَوَّلُ مَا يَنْبُتُ تُسَمِّيْهِ النَّبَطُ هَبُوْرًا وَّقَالَ مُجَاهِدٌ الْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَالرَّيْحَانُ الرِّزْقُ.

اور عصف اللہ کے اس قول ﴿والحب ذو العصف والریحان﴾ سبزہ کھیتی کا ہے جب کاٹی جائے اس سے کوئی چیز پہلے پکنے اس کے سے سو یہ ہے عصف اور ریحان اپنے اس کے ہیں اور حب وہ ہے جو کھایا جاتا ہے یعنی اناج اور ریحان عرب کی کلام میں رزق کو کہتے ہیں، عرب کہتے ہیں نکلے ہم عصف کرتے کھیتی کو جب کہ کاٹیں اس سے کوئی چیز پکنے سے پہلے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عصف سبز کھیتی کے پتوں کو کہتے ہیں جو اوپر سے کاٹے جائیں سو وہ عصف ہے جب کہ خشک ہو جائے اور کہا بعض نے کہ عصف سے مراد وہ چیز ہے جو کھائی جاتی ہے اناج سے اور ریحان نضیج ہے جو نہیں کھایا جاتا اور اس کے غیر نے کہا کہ عصف گندم کے پتوں کو کہتے ہیں اور کہا ضحاک نے کہ عصف بھسی ہے اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت کی ہے کہ وصف گندم اور جو ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ریحان وہ ہے جب سیدھی ہو کھیتی اپنی نالی پر اور بالی نہ نکلی ہو اور کہا ابو مالک نے کہ عصف وہ چیز ہے جو پہلے پہل اگتا ہے اور کسان اس کا نام بور رکھتے ہیں یعنی نہایت باریک سبزہ کھیتی کا جو پہلے پہل اُگتا ہے اور کہا مجاہد نے کہ عصف گندم کے پتے ہیں اور ریحان رزق ہے۔

وَالْمَارِجُ اللَّهَبُ الْأَصْفَرُ وَالْأَخْضَرُ الَّذِيْ يَعْلُو النَّارَ إِذَا أُوْقِدَتْ.

یعنی مارج کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿و خلق الجان من مارج من نار﴾ لپٹ ہے زرد اور سرخ جو آگ کے

اوپر آتی ہے جب کہ جلائی جائے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ مُجَاهِدٍ ﴿رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ﴾ لِلشَّمْسِ فِي الشِّتَآءِ مَشْرِقٌ وَّمَشْرِقٌ فِي الصَّيْفِ ﴿وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ﴾ مَغْرِبُهَا فِي الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ﴿رب المشرقين ورب المغربين﴾ میں یعنی واسطے سورج کے ایک مشرق یعنی چڑھنے کی جگہ جاڑے میں اور ایک مشرق گرمی میں ہے اور اسی طرح سورج کے واسطے ایک مغرب یعنی ڈوبنے کی جگہ جاڑے میں اور ایک گرمی میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿رب المشارق والمغارب﴾ کہ واسطے اس کے ہر دن میں ایک مشرق ہے اور ایک مغرب ہے۔

﴿لَا يَبْغِيَانِ﴾ لَا يَخْتَلِطَانِ.

یعنی لا يبغيان کے معنی ہیں کہ آپس میں ملتے نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿بينهما برزخ لا يبغيان﴾.

فائدہ: روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ان کے درمیان بعد سے ہے وہ چیز کہ نہیں تعدی کرتا ہر ایک دونوں میں سے اپنے ساتھی پر اس قول کی بنا پر کہ اس کے یلتقیان میں ان مقدر ہے اور یہ قوی کرتا ہے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مراد ساتھ بحرین کے اللہ تعالیٰ کے قول میں دریا فارس کا اور دریا روم کا ہے اس واسطے کہ دونوں کے درمیان مسافت بہت دراز ہے اور میٹھا یعنی دریائے نیل مثلاً گرتا ہے تلخ میں پس کس طرح جائز ہے نفی آپس میں ملنے ان کے کی یا کہا جائے گا کہ ان کے درمیان دوری ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا قول ﴿وهو الذين مرج البحرين هذا عذب فرات سائغ شرابه وهذا ملح اجاج﴾ وارد ہوتا ہے اوپر اس کے سو شاید مراد ساتھ بحرین کے دونوں جگہ میں مختلف ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اس جگہ میں ﴿يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان﴾ اس واسطے کہ لؤلؤ دریا فارس سے نکلتے ہیں اور مرجان بحر روم ہے اور لیکن نیل سو نہ اس سے موتی نکلتے ہیں اور نہ مرجان اور جو کہتا ہے کہ مراد دونوں آیتوں میں بحرین سے ایک ہے اور دونوں دریا میٹھا اور کڑوا ہے تو اس نے جواب دیا ہے کہ معنی قول اس کے منهما یعنی ایک سے اور معنی یہ ہیں کہ نکلتے ہیں موتی اور مرجان کڑوے سے اس جگہ سے کہ پہنچتا ہے طرف اس کی میٹھا اور وہ معلوم ہے غوطہ مارنے والوں کو سو گویا کہ جب دونوں مل کر ایک چیز ہو گئے تو کہا کہ دونوں سے نکلتے ہیں اور البتہ اختلاف ہے کہ مرجان سے کیا مراد ہے سو بعض کہتے ہیں مرجان وہی ہیں جو لوگوں کے درمیان آب معروف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لؤلؤ بڑے موتی ہیں اور مرجان چھوٹے ہیں اور اس بنا پر پس ہوگی مراد دریا فارس کا اس واسطے کہ اسی سے موتی نکلتے ہیں اور سیپ جگہ پکڑتا ہے طرف اس مکان کے کہ گرتا ہے

اس میں پانی میٹھا، کما تقدم، واللہ اعلم۔ (فتح)

﴿اَلْمُنْشَاٰتُ﴾ مَا رُفِعَ قِلْعُهٗ مِنَ السُّفُنِ فَأَمَّا مَا لَمْ يُرْفَعْ قَلْعُهٗ فَلَيْسَ بِمُنْشَاَةٍ.

معنی المنشات کے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿وله الجوار المنشئات فی البحر کالاعلام﴾ وہ کشتی ہے جو اٹھایا گیا بادبان اس کا اور بہر حال کشتی کہ نہیں اٹھایا گیا بادبان اس کا تو اس کو منشئات نہیں کہتے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَنُحَاسٌ﴾ اَلنُّحَاسُ اَلصُّفْرُ يُصَبُّ عَلٰى رُؤُوْسِهِمْ فَيُعَذَّبُوْنَ بِهٖ.

یعنی کہا مجاہد نے اللہ کے اس قول میں ﴿یرسل علیکما شواظ من نار ونحاس فلا تنتصران﴾ کہ نحاس کے معنی ہیں پیتل کہ ڈالا جائے گا ان کے سر پر عذاب ہوگا ان کو اس کے ساتھ۔

﴿خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ﴾ يَهُمُّ بِالْمَعْصِيَةِ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَيَتْرُكُهَا.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے سے اپنے رب کے آگے اس کے لیے ہیں دو باغ یعنی اللہ سے ڈرنے کے یہ معنی ہیں کہ آدمی گناہ کا قصد کرتا ہے پھر اس کو اللہ یاد آتا ہے تو اس کو چھوڑ دیتا ہے۔

اَلشُّوَاظُ لَهَبٌ مِّنْ نَّارٍ.

یعنی شواظ کے معنی ہیں لپٹ آگ کی۔

﴿مُدْهَآمَّتَانِ﴾ سَوْدَاوَانِ مِنَ الرِّيِّ.

یعنی نہایت سبزے سے سیاہ نظر آتے ہیں۔

﴿صَلْصَالٍ﴾ طِيْنٌ خُلِطَ بِرَمْلٍ فَصَلْصَلَ كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ وَيُقَالُ مُنْتِنٌ يُرِيْدُوْنَ بِهٖ صَلَّ يُقَالُ صَلْصَالٌ كَمَا يُقَالُ صَرَّ الْبَابُ عِنْدَ الْإِغْلَاقِ وَصَرْصَرَ مِثْلُ كَبْكَبْتُهٗ يَعْنِيْ كَبَبْتُهٗ.

اللہ نے فرمایا ﴿خلق الانسان من صلصال کالفخار﴾ یعنی معنی صلصال کے اللہ کے اس قول میں یہ ہیں کہ مٹی ریت سے ملائی گئی سو کھنکناتی ہے جیسے کھنکناتی ہے ٹھیکری اور بعض کہتے ہیں کہ صلصال کے معنی ہیں بدبودار یعنی اس کے معنی ہیں صل کہا جاتا ہے صلصال جیسے کہا جاتا ہے کہ آواز کی دروازے نے وقت بند کرنے کے اور صرصر مثل ان دونوں لفظوں کے یعنی جیسے صرصر کو صرا اور کبکبتہ کو کببتہ پڑھنا جائز ہے اس طرح صلصل کو صل پڑھنا جائز ہے

فائدہ: اس کا بیان بدء الخلق کے ابتدا میں گزر چکا ہے۔

﴿فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ﴾ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ الرُّمَّانُ وَالنَّخْلُ بِالْفَاكِهَةِ وَأَمَّا الْعَرَبُ فَإِنَّهَا تَعُدُّهَا فَاكِهَةً كَقَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى﴾ فَأَمَرَهُمْ بِالْمُحَافَظَةِ عَلٰى كُلِّ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ أَعَادَ الْعَصْرَ تَشْدِيْدًا لَّهَا كَمَا أُعِيْدَ النَّخْلُ وَالرُّمَّانُ وَمِثْلُهَا ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ ثُمَّ قَالَ ﴿وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ﴾ وَقَدْ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ أَوَّلِ قَوْلِهٖ ﴿مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فیهما فاكهة ونخل ورمان﴾ یعنی ان دونوں بہشت میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں اور کہا بعضوں نے کہ کھجوریں اور انار میوے میں داخل نہیں یعنی اس کو فاکھہ نہیں کہتے اور اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف ضعیف ہونے اس کے ساتھ قول اپنے کے سو کہا کہ بہر حال عرب سو وہ ان کو فاکہہ گنتے ہیں مانند قول اللہ تعالیٰ کے کہ نگہبانی کرو نمازوں پر اور بیچ کی نماز پر سو حکم کیا ان کو ساتھ محافظت کے سب نمازوں پر پھر دوبار دوہرایا عصر کو واسطے تاکید اس کی کے جیسے کہ دوہرایا گیا نخل اور رمان اور مثل اس کی ہے یہ آیت کہ کیا نہیں دیکھا تو نے کہ سجدہ کرتا ہے واسطے اللہ کے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں پھر فرمایا اور بہت لوگوں پر ثابت ہوا عذاب اور البتہ ذکر کیا ان کو بیچ اول قول اپنے کے کہ جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔

فائدہ: اور حاصل یہ ہے کہ وہ عطف خاص کا ہے عام پر جیسا کہ ان دونوں آیتوں میں ہے جن کو ذکر کیا اور اعتراض کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ قول اس کا فاکہہ نکرہ ہے بیچ سیاق اثبات کے سو نہیں ہے عموم اور جواب یہ ہے کہ وہ بیان کیا گیا ہے بیچ مقام احسان کے پس عام ہوگا یا مراد ساتھ عام کے اس جگہ وہ چیز ہے کہ شامل ہو واسطے اس چیز کے کہ مذکور ہو اس کے بعد۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿أَفْنَانٍ﴾ أَغْصَانٍ.

یعنی افنان کے معنی ہیں شاخیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ذواتا افنان﴾۔

﴿وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ﴾ مَا يُجْتَنٰى قَرِيْبٌ.

یعنی میوہ دونوں بہشت کا قریب ہے یعنی جو چنا جائے قریب ہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ﴾ نِعَمِهٖ.

اور کہا حسن نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿فبای آلاء ربکما تکذبان﴾ کہ مراد آلاء سے نعمتیں ہیں۔

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ يَعْنِي

یعنی کہا قتادہ نے کہ مراد کما سے اللہ کے اس قول میں

الْجِنَّ وَالْإِنْسَ.

جن اور آدمی ہیں۔

وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَآءِ ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ﴾ يَغْفِرُ ذَنْبًا وَّيَكْشِفُ كَرْبًا وَّيَرْفَعُ قَوْمًا وَّيَضَعُ اٰخَرِيْنَ.

یعنی کہا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ اللہ ہر دن ایک حال میں ہے یعنی گناہ کو بخشتا ہے اور مشکل کو آسان کرتا ہے اور ایک قوم کو اونچا کرتا ہے اور ایک قوم کو نیچا کرتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بَرْزَخٌ﴾ حَاجِزٌ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ برزخ کے معنی ہیں پردہ یعنی روکنے والا اللہ کے اس قول میں ﴿بينهما برزخ﴾.

اَلْأَنَامُ الْخَلْقُ.

یعنی انام کے معنی ہیں خلق۔

﴿نَضَّاخَتَانِ﴾ فَيَّاضَتَانِ.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں جوش مارتے۔

﴿ذُو الْجَلَالِ﴾ ذُو الْعَظَمَةِ.

اور ذو الجلال کے معنی ہیں صاحب عظمت کا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ مَارِجٌ خَالِصٌ مِّنَ النَّارِ يُقَالُ مَرَجَ الْأَمِيْرُ رَعِيَّتَهُ إِذَا خَلَّاهُمْ يَعْدُوْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّيُقَالُ مَرَجَ أَمْرُ النَّاسِ ﴿مَرِيْجٍ﴾ مُلْتَبِسٌ ﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ﴾ اِخْتَلَطَ الْبَحْرَانِ مِنْ مَّرَجْتَ دَآبَّتَكَ تَرَكْتَهَا.

یعنی اس کے غیر نے کہا کہ مارج کے معنی ہیں خالص آگ سے یعنی پیدا کیا جنوں کو خالص آگ سے اور کہا جاتا ہے یعنی مرج کے اور بھی کئی معنی ہیں کہا جاتا ہے مرج الامر رعیته جب کہ چھوڑے ان کو کہ بعض بعض پر تعدی کریں اور ایک معنی یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہا جاتا ہے مرج امر الناس یعنی مل گیا آپس میں کام لوگوں کا اور مریج کے معنی ہیں ملتبس مرج یعنی مل گئے دو دریا ماخوذ ہے اس قول سے کہ تو نے اپنے چوپائے کو چھوڑا۔

﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ﴾ سَنُحَاسِبُكُمْ لَا يَشْغَلُهُ شَيْءٌ عَنْ شَيْءٍ وَّهُوَ مَعْرُوْفٌ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ يُقَالُ لَأَتَفَرَّغَنَّ لَكَ وَمَا بِهِ شُغْلٌ يَّقُوْلُ لَاٰخُذَنَّكَ عَلٰى غِرَّتِكَ.

یعنی اللہ کے قول ﴿سنفرغ لكم﴾ کے معنی ہیں کہ ہم تمہارا حساب کریں گے نہیں مشغول کرتی اس کو کوئی چیز کسی چیز سے اور وہ مشہور ہے عرب کی کلام میں کہا جاتا ہے البتہ میں تیرے واسطے فارغ ہوں گا اور حالانکہ اس کو کوئی شغل نہیں ہوتا مراد یہ ہے کہ پکڑوں گا میں تجھ کو غفلت پر۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ان دو باغ کے سوا اور

دو باغ ہیں۔

فائدہ: کہا حکیم ترمذی نے کہ مراد ساتھ دونوں کے اس جگہ قرب ہے یعنی وہ قریب تر ہیں طرف عرش کے اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ وہ افضل ہیں پہلے دونوں سے اور کہا اس کے غیر نے کہ معنی دون کے ہیں کہ قریب ان کے اور نہیں ہے اس میں تفضیل اور مذہب حلیمی کا یہ ہے کہ پہلے دونوں افضل ہیں پچھلے دونوں سے اور دلالت کرتا ہے اس پر تفاوت چاندی اور سونے کا اور روایت کی ہے ابن مردویہ نے ابوعمران سے کہ سونے کے باغ پہلوں کے واسطے ہیں اور چاندی کے باغ پچھلوں کے واسطے ہیں۔ (فتح)

٤٥٠٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَّنْظُرُوْا إِلٰى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَآءُ الْكِبْرِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ.

۴۵۰۰۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو بہشت چاندی کے ہیں ان کے برتن اور جو چیز ان میں ہے سب چاندی کی ہے اور دو بہشت سونے کے ہیں ان کے برتن اور جو چیز کہ ان میں ہے سب سونے کی ہے اور اس قوم کے درمیان اور اپنے رب کے دیکھنے کے درمیان کوئی مانع نہیں سوائے ایک جلال کی چادر کے کہ اس کی ذات پاک پر ہے عدن کے بہشت میں یعنی اس حال میں کہ عدن کے بہشت میں ہوں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی بحث توحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابٌ ﴿حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِي الْخِيَامِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ حوریں روکی گئیں خیموں میں۔

فائدہ: اسی واسطے بڑے گھر کو قصر کہتے ہیں اس واسطے کہ روکا جاتا ہے جو اس میں ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْحُوْرُ السُّوْدُ الْحَدَقِ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حور کہتے ہیں کالی پتلی والی کو یعنی جس کی آنکھ کی پتلی کالی ہو۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَّقْصُوْرَاتٌ مَّحْبُوْسَاتٌ قُصِرَ طَرْفُهُنَّ وَأَنْفُسُهُنَّ عَلٰى أَزْوَاجِهِنَّ قَاصِرَاتٌ لَّا يَبْغِيْنَ غَيْرَ أَزْوَاجِهِنَّ.

یعنی کہا مجاہد نے کہ مقصورات کے معنی ہیں روکی گئیں یعنی روکی گئی آنکھ ان کی اور جان ان کی اپنے خاوندوں پر اور قاصرات کے معنی ہیں کہ اپنے خاوندوں کے سوا اور کو نہیں چاہتیں۔

٤٥٠١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ خَيْمَةً مِّنْ لُؤْلُؤَةٍ مُّجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا سِتُّوْنَ مِيْلًا فِيْ كُلِّ زَاوِيَةٍ مِّنْهَا أَهْلٌ مَّا يَرَوْنَ الْآخَرِيْنَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَجَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ كَذَا آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَّنْظُرُوْا إِلٰى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَآءُ الْكِبْرِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ.

۴۵۰۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں ایک خیمہ ہے ایک نرم موتی کا اس کی چوڑائی ساٹھ کوس کی ہے اور اس کے ہر گوشت میں مسلمانوں کی بیویاں ہوں گی کہ ایک دوسری کو نہ دیکھیں گی ایماندار ان پر گھومیں گے دو بہشت چاندی کے ہیں ان کے برتن اور جو چیز ان میں ہے سب چاندی کی ہے اور دو بہشت سونے کے ہیں ان کے برتن اور جو چیز کہ ان میں ہے سب سونے کی ہے اس قوم کے اور اپنے رب کے دیکھنے کے درمیان کوئی مانع نہیں سوائے جلال کی چادر کے کہ اس کی ذات پاک پر ہے اور حالانکہ وہ بہشت میں ہوں گے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ بہشت میں ایک خیمہ ہے نرم موتی کا یعنی یہی مراد ہے اس قول کے ساتھ کہ آیت میں فی الخیام اور مذکور حدیث میں صفت ان کی ہے اور یہ جو کہا کہ ایماندار لوگ ان پر گھومیں گے تو بعض نے کہا کہ صواب مومن ہے ساتھ افراد کے اور جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ ہو مقابلہ مجموع سے ساتھ مجموع کے۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ

سورۂ واقعہ کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ رُجَّتْ زُلْزِلَتْ.

اور کہا مجاہد نے کہ رجت کے معنی ہیں کہ جب ہلائی جائے زمین۔

بُسَّتْ فُتَّتْ لُتَّتْ كَمَا يُلَتُّ السَّوِيْقُ.

اور بست کے معنی ہیں کہ ریزہ ریزہ کیے جائیں گے پہاڑ اور ہو جائیں مثل ستو بھگوئے ہوئے کے۔

اَلْمَخْضُوْدُ الْمُوْقَرُ حَمْلًا وَّيُقَالُ أَيْضًا لَا شَوْكَ لَهٗ.

یعنی مخضود بھاری بوجھ والا حمل سے یعنی میوہ سے بھاری ہوگا اور نیز مخضود اس کو بھی کہا جاتا ہے جس کو کانٹا نہ ہو۔

﴿مَنْضُوْدٍ﴾ اَلْمَوْزُ.

یعنی مراد منضود سے کیلے کا درخت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فی سدر مخضود وطلح منضود﴾.

وَالْعُرُبُ الْمُحَبَّبَاتُ إِلَى أَزْوَاجِهِنَّ. یعنی عرب اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے خاوند کی پیاری ہو۔

فائدہ: اس کا بیان صفت اہل جنت میں بھی ہو چکا ہے اور ابن عیینہ نے اپنی تفسیر میں کہا کہ ابن ابی نجیح نے مجاہد سے ہمیں حدیث سنائی اللہ تعالیٰ کے قول ﴿عربا اترابا﴾ کی تفسیر میں کہ وہ ایسی عورت ہے جو اپنے خاوند کی محبوبہ ہو۔

﴿ثُلَّةٌ﴾ أُمَّةٌ. یعنی ثلة کے معنی ہیں امت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ثلة من الاولین﴾۔

﴿يَحْمُوْمٍ﴾ دُخَانٌ أَسْوَدُ. یحموم کے معنی ہیں سیاہ دھواں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وظل من یحموم﴾۔

﴿يُصِرُّوْنَ﴾ يُدِيْمُوْنَ. یصرون کے معنی ہیں ہمیشگی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وکانوا یصرون علی الحنث العظیم﴾۔

اَلْهِيْمُ اَلْإِبِلُ الظِّمَآءُ. هیم کہتے ہیں پیاسے اونٹ کو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فشاربون شرب الهیم﴾۔

﴿لَمُغْرَمُوْنَ﴾ لَمَلُوْمُوْنَ. یعنی مغرمون کے معنی ہیں کہ البتہ ہم الزام دیئے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انا لمغرمون﴾۔

﴿رَوْحٌ﴾ جَنَّةٌ وَّرَخَآءٌ. اور روح کے معنی ہیں بہشت۔

فائدہ: اس کا بیان بہشت کی صفت میں گزر چکا ہے۔

﴿وَرَيْحَانٌ﴾ اَلرَّيْحَانُ الرِّزْقُ. اور ریحان کے معنی ہیں رزق، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فروح وریحان وجنة نعیم﴾۔

﴿وَنُنْشِئَكُمْ فِيْمَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ فِيْ أَيِّ خَلْقٍ نَّشَآءُ. یعنی اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وننشئكم فيما لا تعلمون﴾ کے معنی ہیں کہ پیدا کریں ہم تم کو جس صورت میں کہ چاہیں جو تم نہیں جانتے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿تَفَكَّهُوْنَ﴾ تَعْجَبُوْنَ. اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے غیر نے کہ تفکھون کے معنی ہیں کہ رہ جاؤ تعجب میں، یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿فظلتم تفکھون﴾۔

﴿عُرُبًا﴾ مُثَقَّلَةً وَّاحِدُهَا عَرُوْبٌ مِّثْلُ یعنی لفظ عرب آیت ﴿عربا اترابا لاصحاب

صُبُوْرٍ وَّصُبرٍ يُسَمِّيهَا أَهْلُ مَكَّةَ الْعَرِبَةَ وَأَهْلُ الْمَدِيْنَةِ الْغَنِجَةَ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّكِلَةَ.

الیمین﴾ میں مثقل ہے یعنی اس کا عین کلمہ متحرک مضموم ہے اور واحد اس کا عروب ہے جیسے صبور اور صبر یعنی صبور واحد ہے اور صبر جمع ایسی عورت کو اہل عرب مکہ والے عربا کہتے ہیں اور اہل مدینہ غنجہ اور اہل عراق شکلہ۔

وَقَالَ فِي ﴿خَافِضَةٌ﴾ لِقَوْمٍ إِلَى النَّارِ وَ ﴿رَافِعَةٌ﴾ إِلَى الْجَنَّةِ.

یعنی کہا اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿خافضة رافعة﴾ کہ نیچا کرنے والی ہے ایک قوم کو آگ کی طرف اور اونچا کرنے والی ہے ایک قوم کو بہشت کی طرف۔

﴿مَوْضُوْنَةٍ﴾ مَنْسُوْجَةٍ وَّمِنْهُ وَضِيْنُ النَّاقَةِ.

یعنی موضونة کے معنی علی سرر موضونة میں سونے سے بنی ہوئی زرہیں اور اسی سے ماخوذ ہے یہ قول جس کے معنی ہیں تنگ اونٹنی کا۔

وَالْكُوْبُ لَا اٰذَانَ لَهُ وَلَا عُرْوَةَ وَالْأَبَارِيْقُ ذَوَاتُ الْأٰذَانِ وَالْعُرٰى.

یعنی اللہ تعالیٰ کے قول ﴿باكواب واباريق﴾ میں کوب اس کو کہتے ہیں کہ جس کی نہ ٹوٹی ہو نہ دستی یعنی گلاس اور ابریق اس کو کہتے ہیں جس کو ٹوٹی ور دستاویز ہو۔

﴿مَسْكُوْبٍ﴾ جَارٍ.

یعنی معنی مسکوب کے اللہ کے قول ﴿وماء مسكوب﴾ میں جاری ہے۔

﴿وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ﴾ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ بچھونے اونچے کیے گئے یعنی ایک دوسرے کے اوپر بچھائے گئے۔

﴿مُتْرَفِيْنَ﴾ مُمَتَّعِيْنَ.

یعنی مترفین کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿انهم كانوا قبل ذلك مترفين﴾ آسودہ اور ناز پر وردہ ہیں یعنی وہ اس سے پہلے آسودہ تھے۔

﴿مَا تُمْنُوْنَ﴾ مِنَ النُّطَفِ يَعْنِي هِيَ النُّطْفَةُ فِي أَرْحَامِ النِّسَآءِ.

یعنی مراد تمنون سے اللہ کے اس قول میں ﴿افرأيتم ما تمنون﴾ منی ہے جو عورتوں کے رحموں میں ڈالتے ہو یعنی کیا اس نطفے کو تم پیدا کرتے ہو یا ہم؟۔

﴿لِلْمُقْوِيْنَ﴾ لِلْمُسَافِرِيْنَ وَالْقِيُّ الْقَفْرُ.

یعنی مقوین کے معنی ہیں واسطے مسافروں کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ومتاعا للمقوين﴾ اور مقوین مشتق ہے

قے سے اور قے کے معنی ہیں بیابانو۔

﴿بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ﴾ بِمُحْكَمِ الْقُرْاٰنِ وَيُقَالُ بِمَسْقِطِ النُّجُوْمِ إِذَا سَقَطْنَ وَمَوَاقِعُ وَمَوْقِعٌ وَّاحِدٌ.

یعنی معنی بمواقع النجوم کے آیت ﴿فلا اقسم بمواقع النجوم﴾ میں قرآن کی محکم آیتیں ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ساتھ جگہ ڈوبنے تاروں کے جب کہ ڈوبیں اور مواقع اور موقع کے ایک معنی ہیں۔

فائدہ: اور کہا کلبی نے کہ مراد قرآن ہے کہ حصہ حصہ اترا کئی سالوں میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سارا قرآن شب قدر میں آسمان کی طرف اترا پھر جدا جدا کئی سالوں میں اترا اور دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی دونوں کا مفاد ایک ہے اگر چہ ایک جمع ہے اور ایک مفرد۔

﴿مُدْهِنُوْنَ﴾ مُكَذِّبُوْنَ مِثْلُ ﴿لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ﴾.

یعنی مدھنون کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿افبھذا الحدیث انتم مدھنون﴾ جھٹلانے والے ہے مثل اللہ کے اس قول کے کہ اگر تو کفر کرے تو وہ بھی کفر کریں گے۔

﴿فَسَلَامٌ لَّكَ﴾ أَيْ مُسَلَّمٌ لَّكَ إِنَّكَ ﴿مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِيْنِ﴾ وَأُلْغِيَتْ إِنَّ وَهُوَ مَعْنَاهَا كَمَا تَقُوْلُ أَنْتَ مُصَدَّقٌ مُّسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ إِذَا كَانَ قَدْ قَالَ إِنِّيْ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ وَّقَدْ يَكُوْنُ كَالدُّعَآءِ لَهٗ كَقَوْلِكَ فَسَقْيًا مِّنَ الرِّجَالِ إِنْ رَّفَعْتَ السَّلَامَ فَهُوَ مِنَ الدُّعَآءِ.

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں یعنی تجھ کو مسلم ہے کہ تو دائیں والوں سے ہے اور ڈالا گیا لفظ ان کا لک سے اور وہ معنی میں مراد ہے جیسے تو کہتا ہے کہ تو سچا کیا گیا ہے تو مسافر ہے بعد تھوڑی دیر کے جب کہ اس نے کہا ہو کہ میں مسافر ہوں تھوڑی دیر کے بعد اور تقدیر یہ ہے کہ انت مسافر انك مسافر اور تائید کرتی ہے اس کو جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آئیں گے اس کے پاس فرشتے اللہ کی طرف سے سلام تجھ کو تو دائیں طرف والوں سے ہے اس کو خبر دیں گے کہ تو دائیں طرف والوں سے ہے اور کبھی ہوتا ہے یہ لفظ واسطے دعا کے مانند تیری قول مردوں کو پانی ملے اگر تو سلام کو رفع دے تو وہ دعا ہے جس طرح سقیا زبر کے ساتھ دعا کے واسطے ہے اسی طرح سلام پیش کے ساتھ دعا کے واسطے ہے۔

﴿تُوْرُوْنَ﴾ تَسْتَخْرِجُوْنَ أَوْرَيْتُ أَوْقَدْتُّ.

یعنی تورون کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿افرأیتم النار التی تورون﴾ یہ ہیں کہ نکالتے ہو اور ریت کے معنی ہیں میں نے جلایا۔

﴿لَغْوًا﴾ بَاطِلًا ﴿تَأْثِيْمًا﴾ كَذِبًا.

لغو کے معنی ہیں باطل اور تاثیما کے معنی ہیں جھوٹ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لغوا و لا تاثیما﴾۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں اور سایہ دراز

٤٥٠٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَاقْرَؤُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ﴾.

۴۵۰۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک بہشت میں ایک درخت ہے کہ اچھے گھوڑے تیز قدم کا سوار اس کے سائے میں سو برس چلے اس کو تمام نہ کر سکے اگر تم چاہو تو اس کا مطلب قرآن سے پڑھ لو، ﴿وظل ممدود﴾۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بہشت کے بیان میں گزر چکی ہے۔

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ

سورۂ حدید کی تفسیر کا بیان

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ﴾ مُعَمَّرِيْنَ فِيْهِ.

اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ کیا تم کو آباد بیچ اس کے۔

﴿مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ﴾ مِنَ الضَّلَالَةِ إِلَى الْهُدٰى.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ اندھیرے سے روشنی کی طرف یعنی گمراہی سے ہدایت کی طرف۔

﴿فِيْهِ بَأْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ﴾ جُنَّةٌ وَّسِلَاحٌ.

یعنی مراد منافع سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ڈھال اور ہتھیار ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فیه بأس شدید ومنافع للناس﴾۔

﴿مَوْلَاكُمْ﴾ أَوْلٰى بِكُمْ.

مولاکم کے معنی ہیں کہ لائق تر ہے تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مأواكم النار هو مولاكم﴾۔

﴿لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ﴾ لِيَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ.

یعنی اللہ کے اس قول میں کلمہ لا زائدہ ہے اور معنی یہ ہیں کہ تا کہ جانیں اہل کتاب۔

يُقَالُ ﴿اَلظَّاهِرُ﴾ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿وَالْبَاطِنُ﴾ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا.

یعنی کہا جاتا ہے اللہ کے اس قول میں ﴿والظاهر والباطن﴾ کہ مراد ظاہر اور باطن ہونا باعتبار علم کے ہے۔

﴿أَنظِرُوْنَا﴾ اِنتَظِرُوْنَا.

یعنی انظرونا کے معنی ہیں کہ ہمارا انتظار کرو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انظرونا نقتبس من نورکم﴾.

سُوْرَةُ الْمُجَادِلَةِ

سورۂ مجادلہ کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يُحَآدُّوْنَ﴾ يُشَآقُّوْنَ.

کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یحادون کے معنی ہیں مخالفت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان الذین یحادون اللہ ورسولہ﴾.

﴿كُبِتُوْا﴾ أُخْزُوْا مِنَ الْخِزْيِ.

کبتوا کے معنی ہیں رسوا کیے گئے مشتق ہے خزی سے ساتھ معنی رسوائی کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿کبتوا کما کبت الذی من قبلهم﴾ کہا ابو عبیدہ نے کہ ہلاک ہوئے جیسے ہلاک ہوئے پہلے لوگ۔

﴿اِسْتَحْوَذَ﴾ غَلَبَ.

استحوذ کے معنی ہیں غالب ہوا، اللہ نے فرمایا ﴿استحوذ علیهم الشیطان﴾.

تنبیہ: نہیں ذکر کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدید کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ نہ تھا درمیان سلام ہمارے کے اور درمیان اس کے کہ عتاب کیا ہم کو اللہ نے ساتھ اس آیت کے ﴿الم یأن للذین آمنوا ان تخشع قلوبهم لذکر اللہ﴾ مگر چار سال روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور اسی طرح مجادلہ کی تفسیر میں بھی کوئی حدیث بیان نہیں کی اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث اس شخص کی جس نے اپنی عورت سے ظہار کیا تھا اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ایک ٹکڑا توحید میں معلق بیان کیا ہے۔

سُوْرَةُ الْحَشْرِ

سورۂ حشر کی تفسیر کا بیان

﴿الْجَلَاءَ﴾ اَلْإِخْرَاجُ مِنْ أَرْضٍ إِلٰى أَرْضٍ.

جلا کے معنی ہیں نکال دینا ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف۔

٤٥٠٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ

۴۵۰۳۔ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تو سورہ توبہ کو کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا کیا توبہ یعنی توبہ مت کہو وہ سورہ فاضحہ ہے کہ رسوا کرتی

قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُوْرَةُ التَّوْبَةِ قَالَ التَّوْبَةُ هِيَ الْفَاضِحَةُ مَا زَالَتْ تَنْزِلُ وَمِنْهُمْ وَمِنْهُمْ حَتّٰى ظَنُّوْا أَنَّهَا لَنْ تُبْقِيَ أَحَدًا مِّنْهُمْ إِلَّا ذُكِرَ فِيْهَا قَالَ قُلْتُ سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ بَدْرٍ قَالَ قُلْتُ سُوْرَةُ الْحَشْرِ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ بَنِي النَّضِيْرِ.

اور فضیحت کرتی ہے کافروں کو اور بیان کرتی ہے ان کے عیبوں کو ہمیشہ رہا اترتا اس میں ومنھم ومنھم یعنی کافروں میں بعض ایسے ہیں اور بعض ایسے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے گمان کیا کہ وہ کسی کو ان میں سے باقی نہ چھوڑے گی مگر کہ اس میں ذکر کیا جائے گا یعنی سب کے عیبوں کو بیان کر دے گی، میں نے کہا سورۂ انفال کس کے حق میں اتری؟ کہا کہ جنگ بدر والوں کے حق میں اتری، کہا میں نے کہ سورۂ حشر کس کے حق میں اتری؟ اس نے کہا کہ بنی نضیر کے حق میں اتری (جو یہود کی قوم تھی اور ان کو وطن سے نکال دینے کا حکم ہوا یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں ان کو وطن سے یعنی عرب سے ملک شام کی طرف نکال دیا)۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہمیشہ راہ اترتا منھم منھم یعنی مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿ومنهم من عاهدوا الله ومنهم من يلمزك في الصدقات ومنهم الذين يوذوا النبي﴾۔

٤٥٠٤ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سُوْرَةُ الْحَشْرِ قَالَ قُلْ سُوْرَةُ النَّضِيْرِ.

۴۵۰۴۔ حضرت سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ سورہ حشر، کہا کہ سورہ بنی نضیر۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے شاید اس کو سورہ حشر کہنا اس واسطے مکروہ جانا کہ نہ گمان کیا جائے کہ مراد دن قیامت کا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس کے اس جگہ نکال دینا یہود بنی نضیر کا ہے وطن سے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ﴾ نَخْلَةٍ مَّا لَمْ تَكُنْ عَجْوَةً أَوْ بَرْنِيَّةً.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو کاٹ ڈالا تم نے کھجور کا درخت اور لینہ کھجور کے درخت کو کہتے ہیں جو عجوہ اور برنی کے سوائے ہے۔

فائدہ: عجوہ اور برنی کھجوروں کی قسمیں ہیں۔

٤٥٠٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَّافِعٍ

۴۵۰۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى أُصُوْلِهَا فَبِإِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِيْنَ﴾.

نے بنی نضیر کے کھجور کے درختوں کو جلایا اور کاٹ ڈالا اور وہ بویرہ ہے سو اللہ نے اس کے حق میں یہ آیت اتاری کہ جو کاٹ ڈالا تم نے کھجور کا درخت یا چھوڑ دیا اس کو کھڑا اپنی جڑ پر سو اللہ کے حکم سے تھا اور تا کہ رسوا کرے بدکاروں کو۔

فائدہ: بویرہ ایک جگہ کا نام ہے نزدیک مدینے کے کہ وہاں بنی نضیر کے کھجوروں کے باغ تھے اور بنی نضیر یہود کا ایک قبیلہ تھا ان کے گڑھی مدینے کے پاس تھی ان میں اور حضرت ﷺ کے درمیان عہد و پیمان تھا جب جنگ خندق ہوئی تو وہ عہد و پیمان توڑ کر کافروں کے ساتھ شریک ہوئے اور حضرت ﷺ کے مارنے کا قصد کیا حضرت ﷺ کو یہ حال وحی سے معلوم ہوا حضرت ﷺ نے ان کو وطن سے نکال دیا اور ان کے گھروں کو گرا دیا اور ان کے باغوں کو جلا دیا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿مَا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو عطا کیا اللہ نے اپنے رسول کو۔

٤٥٠٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَمْ يُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهِ مِنْهَا نَفَقَةَ سَنَتِهِ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ.

۴۵۰۶۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اموال بنی نضیر اس قسم سے تھے کہ عطا کیا تھا اللہ۔ نے اپنے رسول کو کہ نہیں دوڑائے تھے اس پر مسلمانوں نے گھوڑے اور نہ اونٹ سو وہ مال حضرت ﷺ کے واسطے خاص ہوا اپنے گھر والوں کو اس سے سال بھر کا خرچہ دیتے اور جو باقی رہتا اس کو ہتھیاروں اور چارپایوں میں خرچ کر دیتے واسطے سامان کرنے کے اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے لیے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جو تم کو رسول دے سو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔

٤٥٠٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوْتَشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَأَةً مِّنْ بَنِيْ أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوْبَ فَجَاءَتْ فَقَالَتْ إِنَّهُ بَلَغَنِيْ عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ وَمَا لِيْ أَلْعَنُ مَنْ لَّعَنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ هُوَ فِيْ كِتَابِ اللهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُّ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ قَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِّيْهِ أَمَا قَرَأْتِ ﴿وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَإِنَّهُ قَدْ نَهٰى عَنْهُ قَالَتْ فَإِنِّيْ أَرٰى أَهْلَكَ يَفْعَلُوْنَهُ قَالَ فَاذْهَبِيْ فَانْظُرِيْ فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا فَقَالَ لَوْ كَانَتْ كَذٰلِكَ مَا جَامَعْتُهَا.

۴۵۰۷۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا اللہ لعنت کرے اس عورت پر جو دوسری عورت کا بدن گودے اور نیل بھرے اور اس عورت پر جو اپنا بدن گودوائے اور اس عورت پر جو اپنے چہرے پر سے بال چنے اور اس عورت پر جو اگلے دانتوں میں سوہن کرے یعنی بتکلف دانتوں میں فرق کرے واسطے حسن کے جو بدلنے والی ہیں اللہ کی پیدائش کو سو یہ قول عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بنی اسد کی ایک عورت کو پہنچا جس کو ام یعقوب کہا جاتا تھا وہ آئی یعنی عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس سو کہا کہ مجھ کو یہ بات پہنچی کہ تو نے عورتوں کو ایسے ایسے لعنت کی ؟ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو کیا ہے کہ میں نہ لعنت کروں جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور جو ملعون ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تو اس نے کہا کہ البتہ میں نے پڑھا جو درمیان دو گتوں کے ہے یعنی سارا قرآن پڑھا سو نہیں پایا میں نے اس میں جو تو کہتا ہے کہا کہ اگر تو نے اس کو پڑھا ہوتا تو البتہ تو اس کو پاتی کیا تو نے نہیں پڑھا جو تم کو رسول دے اس کو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو؟ اس نے کہا کیوں نہیں! کہا سو بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے اس عورت نے کہا سو میں بیشک تیرے گھر والوں کو دیکھتی ہوں کہ یہ کام کرتی ہیں؟ کہا جا اور دیکھ سو وہ گئی اور دیکھا سو اپنی حاجت سے کچھ چیز نہ دیکھی سو کہا کہ اگر اس طرح ہوتی تو ہمارے ساتھ جمع نہ ہوتی۔

فائدہ: عورت کو اپنے چہرے سے بالوں کا اکھیڑنا حرام ہے مگر جو اس کو داڑھی اور موچھوں سے اگے اس کا منڈانا اور اکھاڑنا حرام نہیں بلکہ اس کا اکھاڑنا مستحب ہے اور متفلجہ اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے اگلے دانتوں میں بتکلف فرق کرے واسطے ظاہر کرنے حسن جوانی کے اور وہ بوڑھی ہے اس واسطے کہ یہ اکثر اوقات جوان عورتوں کے واسطے ہوتا ہے یعنی اس واسطے کہ عرب کے نزدیک دانتوں میں فرق ہونا پسندیدہ ہے اور اکثر جوان عورتوں کے دانت ایسے

ہوتے ہیں اور جب عورت بوڑھی ہو جاتی ہے اور دانت بڑے ہوتے ہیں تو یہ فرق نہیں رہتا تو بتکلف فرق کرتی ہیں واسطے ظاہر کرنے جوانی کے اور یہ حرام ہے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اس جواب میں نظر ہے اس واسطے کہ مشکل جانا تھا اس عورت نے لعنت کو اور نہیں لازم آتی مجرد نہی سے لعنت اس شخص کی جو حکم کو بجا نہ لائے لیکن حمل کیا جائے گا اس پر کہ مراد اس آیت میں واجب ہونا امتثال قول رسول کے کا ہے اور البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل سے منع کیا ہے سو جو یہ فعل کرے وہ ظالم ہے اور قرآن میں ظالموں پر لعنت آئی ہے اور احتمال ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے لعنت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو جیسا کہ اس کے بعض طریقوں میں ہے اور یہ جو کہا سوا اپنی حاجت سے کچھ چیز نہ دیکھی یعنی جو گمان کیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی اس کو کرتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس عورت نے اس کام کو عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں سچ مچ دیکھا تھا لیکن ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو اس سے ہٹایا اسی واسطے جب وہ عورت اس کے گھر میں داخل ہوئی تو نہ دیکھا جو پہلے دیکھا تھا اور یہ جو کہا کہ ہمارے ساتھ جمع نہ ہوتی تو احتمال ہے کہ اجتماع سے مراد جماع ہو یعنی میں اس سے جماع نہ کرتا اور احتمال ہے کہ مراد جمع ہونا ہو اور یہ ابلغ ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر جائز ہونے لعنت اس شخص کے جو موصوف ہو ساتھ صفت کے کہ لعنت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو موصوف ہو ساتھ اس کے اس واسطے کہ نہیں اطلاق کرتے وہ اس کو مگر اس پر جو اس کا مستحق ہو اور بہر حال جو حدیث کہ مسلم نے روایت کی ہے تو قید کیا ہے اس میں ساتھ قول اپنے کے کہ نہیں وہ اہل یعنی نزدیک تیرے اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لعنت کی اس کو اس واسطے کہ جو ظاہر ہوا واسطے اس کے مستحق ہونے اس کے سے اور کبھی ہوتا ہے اللہ کے نزدیک برخلاف اس کے پہلی وجہ کی بنا پر حمل کیا جائے گا اس کا قول کہ کر اس کو واسطے اس کے رحمت اور زکوۃ اور دوسری وجہ کی بنا پر پس ہوگی لعنت آپ کی زیادتی بیچ بدبختی اس کی کے اور اس حدیث میں ہے کہ گناہ پر مدد کرنے والا شریک ہوتا ہے اس کے فاعل کو گناہ میں۔ (فتح)

اور لفظ المغیرات صفت ہے عورتوں مذکورہ کی یعنی یہ عورتیں مذکورہ ایسی ہیں جو بدلنے والی ہیں اللہ کی پیدائش کو اور لفظ خلق اللہ مفعول ہے مغیرات کا اور یہ جملہ مانند تعلیل کے ہے واسطے واجب ہونے لعنت کے اور علت بیچ حرمت مثلہ اور منڈانے داڑھی کے بھی یہی ہے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما اتاکم الرسول﴾ تو اس کے معنی ہیں **وما امرکم به فافعلوا** یعنی جو رسول تم کو حکم دے اس کو کرو اس واسطے کہ مقابلہ کیا ہے اس کو ساتھ اس قول کے ﴿**وما نهاکم عنه فانتهوا**﴾ یعنی جب بندوں کو حکم ہے کہ باز رہیں اس چیز سے کہ منع کیا ہے ان کو رسول نے اور منع کیا ہے ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشیاء مذکورہ سے اس حدیث وغیرہ میں تو ہوئیں تمام منع چیزیں ان کی ذکر کی گئیں قرآن میں اور کہا طیبی نے کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ لعنت کرنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واشمات وغیرہ کو مانند لعنت کرنے اللہ تعالیٰ کے کی ہے پس واجب ہے عمل کرنا اوپر اس کے۔

٤٥٠٨ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيْثَ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنَ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ مِثْلَ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ.

۴۵۰۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لعنت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو جو دوسری عورت کے بالوں میں بال کو جوڑے تو عبدالرحمٰن نے کہا کہ سنا میں نے اس کو ایک عورت سے جس کو ام یعقوب کہا جاتا تھا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث منصور کی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر میں یعنی مدینے میں اور ایمان میں مہاجرین سے پہلے۔

فائدہ: یعنی وطن ٹھہرایا ہے انہوں نے مدینے کو اور بعض نے کہا جو مدینے میں اتری ہیں پہلی وجہ کی بنا پر خاص ہوگا یہ قول اللہ تعالیٰ کا ساتھ انصار کے اور یہی ثابت ہوتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ظاہر قول سے اور دوسری وجہ پر شامل ہوگا انصار کو بھی اور مہاجرین سابقین کو بھی۔

٤٥٠٩ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُوْصِي الْخَلِيْفَةَ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَأُوْصِي الْخَلِيْفَةَ بِالْأَنْصَارِ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُّهَاجِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَعْفُوَ عَنْ مُسِيْئِهِمْ.

۴۵۰۹۔ حضرت عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ میں وصیت کرتا ہوں خلیفے کو یعنی جو میرے بعد ہو مہاجرین سابقین کے مقدمے میں کہ ان کا حق پہچانے اور میں وصیت کرتا ہوں خلیفے کو انصار کے مقدمے میں جنہوں نے جگہ پکڑی ہے اس گھر میں یعنی مدینے میں اور ایمان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے سے پہلے یہ کہ ان کے نیکوں کی نیکی کو قبول کرے اور ان کے بدکاروں سے درگزر کرے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری مناقب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ﴾ اَلْأٰيَةَ اَلْخَصَاصَةُ الْفَاقَةُ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور اول رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے، الآیۃ اور خصاصہ کے معنی ہیں فاقہ، یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿ولو كانا بهم خصاصة﴾.

﴿اَلْمُفْلِحُوْنَ﴾ اَلْفَآئِزُوْنَ بِالْخُلُوْدِ وَالْفَلَاحُ اَلْبَقَآءُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ عَجِّلْ وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿حَاجَةً﴾ حَسَدًا.

یعنی مفلحون کے معنی ہیں مراد کو پہنچنے والے ساتھ ہمیشہ رہنے کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ومن يوق شح نفسه فاولئك هم المفلحون﴾ اور فلاں کے معنی ہیں باقی رہنا یعنی ہمیشہ کی زندگی حی علی الفلاح کے معنی ہیں جلدی آؤ طرف بقا کی اور کہا حسن نے کہ حاجت کے معنی ہیں حسد اللہ نے فرمایا ﴿لا يجدون في صدورهم حاجة﴾.

٤٥١٠ - حَدَّثَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَصَابَنِيَ الْجَهْدُ فَأَرْسَلَ إِلٰى نِسَآئِهٖ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا رَجُلٌ يُضَيِّفُهٗ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَهَبَ إِلٰى أَهْلِهٖ فَقَالَ لِامْرَأَتِهٖ ضَيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدَّخِرِيْهِ شَيْئًا قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا عِنْدِيْ إِلَّا قُوْتُ الصِّبْيَةِ قَالَ فَإِذَا أَرَادَ الصِّبْيَةُ الْعَشَآءَ فَنَوِّمِيْهِمْ وَتَعَالَيْ فَأَطْفِئِي السِّرَاجَ وَنَطْوِيْ بُطُوْنَنَا اللَّيْلَةَ فَفَعَلَتْ ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ ضَحِكَ مِنْ فُلَانٍ وَّفُلَانَةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى

۴۵۱۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! مجھ کو تکلیف پہنچی یعنی میں نہایت بھوکا ہوں تو حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو کہلا بھیجا سو ان کے پاس کھانے کی کچھ چیز نہ پائی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا کوئی ایسا مرد ہے کہ اس رات اس کی مہمانی کرے؟ اللہ اس پر رحمت کرے تو ایک انصاری مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! میں اس کی مہمانی کرتا ہوں، سو وہ اپنے گھر والوں کے پاس گیا اور اپنی عورت سے کہا کہ حضرت ﷺ کے مہمان کی عزت کرنہ جمع رکھ اس سے کسی چیز کو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں میرے پاس کچھ مگر کھانا لڑکوں کا کہا کہ جب لڑکے رات کا کھانا مانگیں تو ان کو سلا دے اور چراغ کو بجھا دے اور ہم آج رات خالی پیٹ گزاریں گے سو عورت نے کیا جو اس نے کہا پھر وہ مرد صبح کو حضرت کے پاس آیا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اللہ تعالیٰ نہایت راضی ہوا فلانے مرد اور فلانی عورت سے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور مقدم رکھتے ہیں اپنی جانوں پر غیروں کو اگرچہ ان کو تنگی اور حاجت ہو۔

أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾.

فائدہ: جو مرد بھوکا آیا تھا وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے اور جنہوں نے اس کی مہمانی کی تھی وہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تھے، کہا خطابی نے کہ اطلاق عجب کا اللہ پر محال ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ راضی ہوا تو گویا کہ کہا یہ فعل اثر ہے رضا سے نزدیک اللہ کے اترنا تعجب کا اور کبھی ہوتی ہے مراد ساتھ عجب کے اس جگہ کہ اللہ تعجب دلاتا ہے اپنے فرشتوں کو ان کے فعل سے واسطے کامیاب ہونے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے ان سے عادت میں اور خطابی نے کہا کہ تاویل الضحک کے ساتھ رضا کے اقرب ہے تاویل اس کی سے ساتھ رحمت کے اس واسطے کہ ضحک بزرگوں سے دلالت کرتا ہے اوپر رضا کے، میں کہتا ہوں رضا اللہ کی مستلزم ہے رحمت کو اور وہ اس کو لازم ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ
سورۂ ممتحنہ کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً﴾ لَا تُعَذِّبْنَا بِأَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ هٰؤُلَاءِ عَلَى الْحَقِّ مَا أَصَابَهُمْ هٰذَا.

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ نہ عذاب کر ہم کو ان کے ہاتھ سے سو کہیں گے کہ اگر یہ حق پر ہوتے تو ان کو یہ مصیبت کیوں پہنچتی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لا تجعلنا فتنة للذين كفروا﴾.

فائدہ: قتادہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ غالب کر ان کو ہم پر وہ خیال کریں گے کہ اپنے حق ہونے کے سبب سے ہم پر غالب ہوئے اور یہ مشابہ ہے مجاہد رحمہ اللہ کی تاویل کو۔ (فتح)

﴿بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾ أُمِرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِ نِسَآءِهِمْ كُنَّ كَوَافِرَ بِمَكَّةَ.

اللہ نے فرمایا ﴿ولا تمسكوا بعصم الكوافر﴾ یعنی قبضے میں نہ رکھو دستاویز کافر عورتوں کی حکم ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو کہ اپنی عورتوں کو چھوڑ دیں جو مکے میں کافر رہیں یعنی ان کو طلاق دے دیں اور نکاح میں نہ رکھیں۔

بَابٌ ﴿لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست۔

فائدہ: اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿تلقون اليهم بالمودة﴾ تفسیر ہے واسطے دوستی مذکور کے اور احتمال ہے کہ ہو حال یا صفت اور اس میں کچھ چیز ہے اس واسطے کہ اللہ نے ان کو ان کی دوستی سے مطلق منع کیا ہے اور قید کرنی ساتھ صفت یا حال کے وہم دلاتی ہے جواز کو وقت نہ ہونے دونوں کے لیکن قواعد سے معلوم ہو چکا ہے کہ مطلق منع ہے سو نہیں مفہوم ہے واسطے ان دونوں کے اور احتمال ہے کہ ہو ولایت مستلزم دوستی کو سو نہ تمام ہوگی ولایت مودت کے بغیر سو وہ لازم ہے۔ (فتح)

٤٥١١ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ أَبِي رَافِعٍ كَاتِبَ عَلِيٍّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا فَذَهَبْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِمَّنْ بِمَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذَا يَا حَاطِبُ قَالَ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مِنْ قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَصْطَنِعَ إِلَيْهِمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ كُفْرًا وَلَا

۴۵۱۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ کو بھیجا سو فرمایا کہ چلو یہاں تک کہ خاخ کے باغ میں پہنچو سو البتہ وہاں ایک عورت شتر سوار ہے اس کے پاس ایک خط ہے سو اس سے اس خط کو لے لو سو ہم چلے گھوڑے دوڑاتے یہاں تک کہ ہم اس باغ میں پہنچے تو اچانک ہم نے ایک عورت سوار دیکھی تو ہم نے کہا خط نکال اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہم نے کہا کہ البتہ خط نکال یا کپڑے اتار تو اس نے اس کو اپنی زلف گوندی سے نکالا تو ہم اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے سو اچانک دیکھا کہ اس میں لکھا ہے کہ یہ خط حاطب رضی اللہ عنہ کا ہے مشرکین مکہ کے چند لوگوں کی طرف اس حال میں کہ خبر دیتا ہے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض کاموں سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب! اس خط کے لکھنے کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا یا حضرت! مجھ پر جلدی نہ کیجیے میں ایک مرد قریش کا حلیف ہوں اور میں ان کا رشتہ دار نہیں ہوں اور نہ کوئی ان میں سے قریبی ہے جو آپ کے ساتھ مہاجرین ہیں ان کے واسطے مکے میں قرابت ہے کہ اس کے سبب سے ان کے گھر والوں اور مالوں کو نگاہ رکھتے ہیں یعنی ان کے وہاں بھائی بند ہیں جو ان کے بال بچوں کی خبر گیری کرتے ہیں اور جب میرا ان میں کوئی قرابتی اور اور بھائی بند نہیں جو میرے اہل اور مال کی خبر گیری کرے تو میں نے چاہا کہ ان کی طرف کوئی احسان کروں تا کہ وہ میرے بال بچوں کو نگاہ رکھیں اور نہیں کیا میں نے یہ کام کفر سے اور نہ اپنے دین سے مرتد ہو کر یعنی میں مسلمان ہوں مرتد نہیں ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اس نے تم سے سچ کہا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! حکم

اِرْتَدَادًا عَنْ دِيْنِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ إِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَّمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ عَمْرٌو وَنَزَلَتْ فِيْهِ ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ﴾ قَالَ لَا أَدْرِي الْاٰيَةَ فِي الْحَدِيْثِ أَوْ قَوْلُ عَمْرٍو.

ہوتو اس کی گردن ماروں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ جنگ بدر میں موجود تھا تجھ کو کیا معلوم شاید کہ اللہ تعالیٰ بدر والوں کے ایمان کو خوب جان چکا ہے سو فرمایا کہ کرو جو تمہارا جی چاہے میں تو تم کو بخش چکا، کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اس میں یہ آیت اتری ، اے ایمان والو! نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست، سفیان نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ آیت حدیث میں ہے یا عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

فائدہ: سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ نے اس کی تصدیق کی اس میں جو اس نے عذر کیا واسطے اس چیز کے کہ تھی نزدیک عمر رضی اللہ عنہ کے قوت سے دین میں اور بغض رکھنے سے ساتھ اس شخص کے جو نفاق کی طرف منسوب ہو اور گمان کیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جو حضرت ﷺ کے حکم کی مخالفت کرے وہ قتل کا مستحق ہوتا ہے لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ یقین نہ کیا اسی واسطے حضرت ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت مانگی اور اس کو منافق کہا اس واسطے کہ اس کا ظاہر باطن کے مخالف نکلا اور عذر کیا حاطب رضی اللہ عنہ نے جو ذکر کیا کہ اس نے یہ کام تاویل سے کیا نہ یہ کہ اس میں کوئی ضرور ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ جنگ بدر میں موجود تھا تو یہ اشارہ ہے طرف نہ قتل کرنے اس کے کی سو گویا کہا گیا کہ کیا جنگ بدر میں حاضر ہونا اس کا اس بڑے گناہ کو دور کرتا ہے؟ سو جواب دیا ساتھ قول اپنے کے کہ تجھ کو کیا معلوم الخ، اور اکثر روایتوں میں ساتھ صیغہ ترجی کے ہے یعنی لعل کے اور یہ اللہ سے واقع ہے اور اس کا مفصل بیان کتاب المغازی میں گزر چکا ہے اور یہ جو کہا فقد غفرت لکم تو ایک روایت میں ہے فانی غافر لکم اور دلالت کرتا ہے کہ مراد ساتھ اس کے قول کے غفرت اغفر ہے یعنی میں تجھ کو بخشوں گا بطور تعبیر آئندہ کے ساتھ واقع کے واسطے مبالغہ کے اس کی تحقیق میں اور مراد بخشنا ان کے گناہوں کا آخرت میں ہے نہیں تو اگر ان میں سے کسی پر مثلاً حد واجب ہو تو دنیا میں ساقط نہ ہوگی اور کہا ابن جوزی نے کہ نہیں یہ استقبال پر سوائے اس کے کچھ نہیں وہ ماضی پر ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ کرو جو تمہارا جی چاہے جو عمل تمہارا تھا سو بخشا گیا یعنی اگلا پچھلا اس واسطے کہ اگر استقبال کے واسطے ہوتا تو ہوتا جواب اس کا کہ میں تم کو بخشوں گا اور اگر اس طرح ہوتا تو یہ گناہوں میں کھلی باگ چھوڑنے کی اجازت ہوتی اور حالانکہ یہ صحیح نہیں اور باطل کرتا ہے ابن جوزی کے اس قول کو یہ امر کہ بدری صحابیوں نے اس کے بعد عقوبت سے خوف کیا یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اے حذیفہ! قسم ہے اللہ

کی کیا میں ان میں سے ہوں اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس کے کہ اعملوا صیغہ امر کا ہے اور وہ موضوع ہے واسطے استقبال کے اور نہیں وضع کیا ہے عرب نے صیغہ امر کا واسطے ماضی کے نہ ساتھ قرینہ کے اور نہ ساتھ غیر اس کے اس واسطے کہ صیغہ امر کا ساتھ معنی انشاء اور ابتداء کے ہے اور قول اس کا کرو جو تمہارا جی چاہے حمل کیا جائے گا اوپر طلب فعل کے اور نہیں صحیح ہے کہ ہو ساتھ معنی ماضی کے اور نہیں ممکن ہے کہ حمل کیا جائے اوپر ایجاب کے پس متعین ہوا واسطے اباحت کے کہا اس نے اور البتہ ظاہر ہوا واسطے میرے کہ یہ خطاب اکرام اور تشریف کا ہے بغل گیر ہے اس کو کہ ان کے واسطے ایک حالت حاصل ہوئی ہے کہ اس کے سبب سے ان کے پہلے گناہ بخشے گئے اور لائق ہوئی اس کے سبب سے اس بات کے کہ بخشی جائے واسطے ان کے وہ چیز کہ از سر نو ہو ان کے آئندہ گناہوں سے اور اگر کسی چیز میں ایک چیز کی صلاحیت ہو تو اس سے اس کا واقع ہونا لازم نہیں آتا اور البتہ ظاہر کیا اللہ نے سچا ہونے رسول اپنے کا ہر اس شخص میں جو خبر دے اس سے ساتھ کسی چیز کے اس سے اس واسطے کہ ہمیشہ رہے وہ بہشتیوں کے عملوں پر یہاں تک کہ انہوں نے دنیا کو چھوڑا اور اگر فرضا ان میں سے کسی سے کوئی گناہ صادر ہوا بھی تو اس نے توبہ کی طرف جلدی کی اور سیدھی راہ کو لازم پکڑا اور جانتا ہے یہ ان کے احوال سے ساتھ یقین کے جو مطلع ہو ان کے عمری حالات پر انتہی۔ اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ اس کے قول کے فقد غفرت لکم یعنی واقع ہوں گے تمہارے گناہ اس حال میں کہ بخشے گئے ہیں یہ مراد نہیں کہ ان سے گناہ صادر نہیں ہوگا اور حالانکہ مسطح صحابی جنگ بدر میں موجود تھا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں اہل افک کے ساتھ شریک ہوا، کما تقدم فی سورۃ النور سو گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی کرامت کے سبب سے بشارت دی ان کو اپنے پیغمبر کی زبان پر کہ ان کے گناہ بخشے گئے اگرچہ واقع ہو ان سے جو واقع ہوا اور کچھ شرح اس حدیث کی پہلے گزر چکی ہے اور کچھ آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

حَدَّثَنَا عَلِیٌّ قَالَ قِیْلَ لِسُفْیَانَ فِیْ هٰذَا فَنَزَلَتْ ﴿لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ أَوْلِیَآءَ﴾ الْاٰیَةَ قَالَ سُفْیَانُ هٰذَا فِیْ حَدِیْثِ النَّاسِ حَفِظْتُهٗ مِنْ عَمْرٍو مَا تَرَکْتُ مِنْهُ حَرْفًا وَّمَا أُرٰی أَحَدًا حَفِظَهٗ غَیْرِیْ.

حدیث بیان کی ہم سے علی نے کسی نے سفیان سے کہا کہ کیا یہ آیت حاطب رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری کہ اے ایمان والو! نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست کہا سفیان نے کہ یہ لوگوں کی حدیث میں ہے یعنی جزم کرنا ساتھ مرفوع ہونے اس زیادتی کے لوگوں کی حدیث میں ہے میں نے اس کو عمرو سے یاد رکھا ہے یعنی یہ عمرو کا قول ہے میں نے اس سے کوئی حرف نہیں چھوڑا اور میں نہیں جانتا کہ کسی نے میرے سوا اس کو یاد رکھا ہو اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ سفیان کو اس کے مرفوع ہونے کا یقین نہ تھا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اجازت مانگنے عمر رضی اللہ عنہ کے اوپر قتل حاطب رضی اللہ عنہ کے واسطے مشروعیت قتل کرنے جاسوس کے اگرچہ مسلمان ہو اور یہ قول مالک کا اور اس کے موافقوں کا ہے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ برقرار رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو قتل کے ارادے پر اگر مانع نہ ہوتا اور بیان کیا مانع کو اور وہ حاضر ہونا حاطب رضی اللہ عنہ کا ہے جنگ بدر میں اور یہ حاطب رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی میں پایا نہیں جاتا سو اگر ہوتا اسلام مانع اس کے قتل سے تو نہ علت بیان کرتے ساتھ خاص تر چیز کے اس سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِذَا جَآئَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب آئیں تمہارے پاس ایمان والی عورتیں ہجرت کر کے۔

فائدہ: اتفاق ہے اس پر کہ یہ آیت صلح حدیبیہ کے بعد اتری اور یہ کہ سبب اس کا وہ چیز ہے جو پہلے گزر چکی ہے صلح سے درمیان قریش کے اور مسلمانوں کے اس پر کہ اگر قریش کا آدمی مسلمان ہو کر مسلمانوں کے پاس آئے تو اس کو قریش کی طرف پھیر دیں پھر مستثنیٰ کیا اللہ نے اس شرط سے عورتوں کو ساتھ شرط امتحان کے۔ (فتح)

٤٥١٢ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهٰذِهِ الْأَيَةِ بِقَوْلِ اللّٰهِ ﴿يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ أَقَرَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا وَّلَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ مَا يُبَايِعُهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهِ قَدْ بَايَعْتُكِ عَلٰى ذٰلِكَ تَابَعَهُ يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

۴۵۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم امتحان کرتے جو مسلمان عورت ان کی طرف ہجرت کرتی ساتھ اس آیت کے اللہ کے قول سے کہ اے پیغمبر! جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں تجھ سے بیعت کرنے کو اللہ کے قول غفور رحیم تک ، عروہ کہتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو جو مسلمان عورتوں سے اس شرط کے ساتھ اقرار کرتی اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے میں نے تجھ سے بیعت کی فقط کلام سے قسم ہے اللہ کی کہ بیعت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بیعت نہ کرتے مگر ساتھ قول کے یعنی زبان سے فرماتے کہ میں نے تجھ سے اس پر بیعت کی ، متابعت کی ہے ابن اخی ابن شہاب کی یونس اور معمر اور عبدالرحمٰن نے زہری سے اور کہا اسحاق بن راشد نے زہری سے اس نے روایت کی عروہ اور عمرہ سے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ
رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ.

فائدہ: یہ جو کہا میں نے تجھ سے بیعت کی کلام سے فقط یہ کلام سے فقط کلام کرتے ہاتھ سے مصافحہ نہ کرتے جیسے کہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ مصافحہ مردوں کے وقت بیعت کے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی تو اس میں قسم کھائی ہے واسطے تاکید خبر کے یعنی اس سے معلوم ہوا کہ تاکید خبر کے واسطے قسم کھانی جائز ہے اور شاید کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف رد کے اس چیز پر جو ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے آئی ہے سو ابن حبان اور ابن خزیمہ کے نزدیک ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیعت کے قصے میں کہ حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ گھر کے باہر سے دراز کیا اور ہم نے اپنے ہاتھ گھر کے اندر سے دراز کیے پھر فرمایا الٰہی! گواہ رہ اور اسی طرح ہے اس حدیث میں جو اس کے بعد ہے جس جگہ اس میں کہا کہ ہم میں سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ روکا اس واسطے کہ وہ مشعر ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے بیعت کرتی تھیں اور ممکن ہے جواب پہلی حدیث سے ساتھ اس طور کے کہ دراز کرنا ہاتھ کا پردے کے پیچھے سے اشارہ ہے طرف واقع ہونے مبایعت کی اگرچہ نہ واقع ہو مصافحہ اور جواب دوسری حدیث سے ساتھ اس طور کے ہے کہ مراد ساتھ روکنے ہاتھ کے باز رہنا ہے قبول سے یا واقع ہوتی تھی بیعت ساتھ کسی حائل کے اس واسطے کہ ابوداؤد نے مراسیل میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے جب بیعت کی عورتوں سے تو لائی گئی ایک چادر قطری سو اس کو اپنے ہاتھ میں رکھا اور فرمایا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ اپنا ہاتھ ایک برتن میں ڈبوتے تھے پھر عورت اپنا ہاتھ اس میں ڈبوتی اور احتمال ہے تعدد کا اور روایت کی ہے طبری نے کہ بیعت کی ان سے حضرت ﷺ نے ساتھ واسطے عمر کے اور طبری وغیرہ نے امیمہ سے روایت کی ہے کہ وہ چند عورتوں کے ساتھ آئے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! اپنا ہاتھ دراز کیجیے ہم آپ سے مصافحہ کریں تو حضرت ﷺ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا لیکن تم سے قول قرار لیتا ہوں، سو حضرت ﷺ نے ان سے قول وقرار لیا یعنی آیت ﴿یا ایها النبی اذا جآءك المؤمنات﴾ پڑھی یہاں تک کہ پہنچے اس قول پر ﴿ولا یعصینك فی معروف﴾ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو تم سے ہو سکے تو انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر رحم کرنے والا ہے ساتھ ہمارے رحم کرنے سے اپنی جانوں پر اور طبری کی روایت میں ہے کہ فرمایا نہیں قول میرا واسطے سو عورت کے مگر مانند قول میرے کے واسطے ایک عورت کے اور دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ عورتیں بیعت کے وقت اوپر سے کپڑا پکڑتی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ ایک برتن میں ہاتھ ڈبوتے پھر عورتیں اس میں ڈبوتیں اور اس حدیث میں ہے کہ جو امتحان کہ اللہ کے قول فامتحنوھن میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ بیعت کریں عورتیں ساتھ اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو آیت مذکورہ اور عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ تھے حضرت ﷺ امتحان کرتے جو

عورت ہجرت کرتی ساتھ اس کے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں نکلی میں مگر واسطے رغبت کے اسلام میں اور واسطے محبت اللہ اور اس کے رسول کے اور نہیں لے نکلا مجھ کو عشق کسی مرد کا ہم میں سے اور نہ بھاگنا اپنے خاوند سے اور طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب کوئی عورت مشرکوں کی اپنے خاوند پر غصے ہوتی تو کہتی قسم ہے اللہ کی البتہ میں محمد ﷺ کی طرف ہجرت کروں گی تو یہ آیت اتری کہ ان کا امتحان کر لیا کرو۔ (فتح)

بَابُ ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں تجھ سے بیعت کریں۔

٤٥١٣ - حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْنَا ﴿أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتْ امْرَأَةٌ يَدَهَا فَقَالَتْ أَسْعَدَتْنِيْ فُلَانَةُ أُرِيْدُ أَنْ أَجْزِيَهَا فَمَا قَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَانْطَلَقَتْ وَرَجَعَتْ فَبَايَعَهَا.

۴۵۱۳۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تو حضرت ﷺ نے ہم پر یہ آیت پڑھی کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم کو منع کیا نوحہ کرنے سے تو ہم میں سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ روکا یعنی بیعت کرنے سے سو کہا کہ فلانی عورت نوحہ کرنے میں میرے ساتھ شریک ہوئی تھی میں چاہتی ہوں کہ اس کو بدلہ دوں تو حضرت ﷺ نے اس کو کچھ نہ کہا سو وہ گئی اور پھر پھری پھر حضرت ﷺ نے اس سے بیعت کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک عورت نے اپنا ہاتھ روکا تو ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ مگر فلانے کے گھر والے کہ وہ جاہلیت کے زمانے میں نوحہ میں میرے ساتھ شریک ہوئی تھی سو ضروری ہے کہ میں اس کو بدلہ دوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مگر فلانے کے گھر والے یعنی جا اور اس کو بدلہ دے، اور نسائی کی روایت میں ہے سو وہ گئی اور بدلہ دے کر پھر آئی اس نے حضرت ﷺ سے بیعت کی، کہا نووی رحمہ اللہ نے یہ محمول ہے اس پر کہ اجازت دینی واسطے ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے فلاں کی آل میں خاص ہے اور نہیں حلال ہے نوحہ کرنا واسطے اس کے اور نہ واسطے اس کے غیر کے بیچ غیر آل فلاں کے جیسا کہ ظاہر حدیث کا ہے اور جائز ہے واسطے شارع کے کہ خاص کرے عموم سے جس کو چاہے ساتھ جس چیز کے کہ چاہے سو یہ ہے صواب حکم کا اس حدیث میں اسی طرح کہا ہے نووی نے اور اس میں نظر ہے مگر یہ کہ دعویٰ کیا جائے کہ جن کو اس نے نوحہ کا بدلہ دیا تھا وہ مسلمان نہ تھے اور اس میں بعد ہے پس چاہیے کہ دعویٰ کیا جائے کہ وہ لوگ بھی اس خصوصیت میں اس کے ساتھ شریک تھے اور میں بیان کروں گا جو قادح ہے بیچ خاص ہونے ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس کے پھر نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ مشکل جانا ہے اس حدیث کو قاضی وغیرہ نے اور اس میں انہوں نے عجیب

قول کہے ہیں اور مقصود میرا ڈرانا ہے مغرور ہونے سے ساتھ ان کے اس واسطے کہ بعض مالکیوں نے کہا کہ نوحہ کرنا حرام نہیں واسطے دلیل اس حدیث کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام تو وہ چیز ہے کہ ہو ساتھ اس کے کوئی چیز افعال جاہلیت سے جیسے پھاڑنا گریبان کا ہے اور چھیلنا رخساروں کا اور مانند اس کے اور ٹھیک وہ چیز ہے جو ہم نے پہلے ذکر کی اور یہ کہ نوحہ کرنا مطلق حرام ہے اور یہی مذہب ہے سب علماء کا اور پہلے گزر چکی ہے جنازوں میں نقل غیر اس مالکی سے کہ نوحہ کرنا حرام نہیں اور یہ شاذ مردود ہے اور رد کیا ہے اس کو قرطبی نے ساتھ صحیح حدیثوں کے جو وارد ہیں وعید میں نوحہ کرنے پر اور وہ دلالت ہے اوپر سخت حرام ہونے کے لیکن نہیں منع ہے یہ کہ وارد ہوئی ہو پہلے نہی ساتھ کراہت تنزیہ کے پھر جب عورتوں کی بیعت تمام ہو چکی تو واقع ہوئی تحریم سو واقع ہوا ہوگا اذن واسطے اس شخص کے کہ مذکور ہوا پہلے حالت میں واسطے بیان جواز کے پھر واقع ہوئی تحریم سو وارد ہوئی اس وقت وعید شدید اور چھانٹا ہے قرطبی نے باقی اقوال کو جن کی طرف نووی رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ان میں ایک یہ دعویٰ کہ یہ حکم نوحہ حرام ہونے سے پہلے تھا کہا اور یہ فاسد ہے واسطے سیاق ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے اس حدیث کے اور اگر ام عطیہ رضی اللہ عنہا اس کا حرام ہونا نہ سمجھتیں تو نہ مستثنیٰ کرتیں میں کہتا ہوں کہ تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ تصریح کی ہے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس کے کہ وہ از قسم نافرمانی کرنے کے ہے نیک کام میں اور یہ وصف حرام چیز کی ہے اور ان میں سے ایک یہ قول ہے کہ قول اس کا مگر فلانے کے گھر والے نہیں ہے اس میں نص کہ وہ نوحہ میں ان کی موافقت کرے گی اور ممکن ہے کہ موافقت کرے ان سے ساتھ ملنے اور رونے کے جس ساتھ نوحہ نہ ہو کہا اور یہ مشابہ تر ہے اس قول سے کہ اس کے پہلے ہے۔ میں کہتا ہوں بلکہ وارد ہوتا ہے اس پر وارد ہونا تصریح کا ساتھ نوحہ کے جیسا کہ میں اس کو بیان کروں گا اور اس پر یہ بھی وارد ہوتا ہے کہ مجرد رونا منع نہیں اور نہی میں داخل نہیں ہے، **كما تقدم فى الجنائز تقريره** سو اگر واقع ہوتا اختصار اوپر اس کے تو نہ حاجت پڑتی طرف تاخیر بیعت کی یہاں تک کہ اس کو کرے اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے اور یہ فاسد ہے اس واسطے کہ نہیں خاص ہے وہ ساتھ حلال کرنے کسی چیز کے حرام چیزوں سے اور نیز قدح کرتا ہے بیچ دعویٰ تخصیص اس کی کے ثابت ہونا اس کا واسطے غیر اس کے کی جیسے کہ ترمذی وغیرہ نے خود اور اسماء بنت یزید وغیرہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بھی بیعت کے وقت یہی کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی اور نیز پہچانا جاتا ہے اس سے خدشہ پہلے جوابوں میں اور ظاہر ہوا اس سب بیان سے کہ اقرب جوابوں کا یہ ہے کہ پہلے نوحہ مباح تھا پھر مکروہ تنزیہ ہوا پھر حرام ہوا، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٥١٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ الزُّبَيْرَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۴۵۱۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ نہ بے حکمی کریں تیری نیک کام میں کہا کہ وہ شرط ہے کہ اس کو عورتوں کے واسطے شرط کیا۔

فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ﴾ قَالَ إِنَّمَا هُوَ شَرْطٌ شَرَطَهُ اللّٰهُ لِلنِّسَآءِ.

فائدہ: یعنی عورتوں پر شرط کی اور قول اللہ کا سو بیعت کران سے تو اس سیاق میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ اگر بیعت کریں اوپر اس کے یا شرط کریں اپنی جانوں پر تو بیعت کران سے اور اختلاف ہے شرط میں کہ کیا مراد ہے سو اکثر اس پر ہیں کہ مراد نوحہ کرنا ہے کما سبق اور ایک روایت میں ہے کہ مراد نافرمانی کرنے سے نیک کام میں ہے کہ مرد اجنبی عورت کے ساتھ اکیلا نہ ہو اور طبری نے ایک عورت سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم سے جو قول وقرار لیا تھا ان میں یہ بھی تھا کہ ہم کسی نیک کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں اور اپنا منہ نہ چھیلیں اور اپنے بال نہ نوچیں اور اپنے گریبان نہ پھاڑیں اور ویل نہ پکاریں۔ (فتح)

٤٥١٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَاهُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ سَمِعَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتُبَايِعُوْنِيْ عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَزْنُوْا وَلَا تَسْرِقُوْا وَقَرَأَ اٰيَةَ النِّسَآءِ وَأَكْثَرُ لَفْظِ سُفْيَانَ قَرَأَ الْاٰيَةَ فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ أَصَابَ مِنْهَا شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَهُوَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ وَإِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ تَابَعَهٗ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فِي الْاٰيَةِ.

۴۵۱۵۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے سو فرمایا کہ کیا تم مجھ سے بیعت کرتے ہو اس پر کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور حرام کاری نہ کرو اور چوری نہ کرو اور پڑھی آیت عورتوں کی اور اکثر لفظ سفیان کا یہ ہے کہ آیت پڑھی کہ جو پورا کرے تم سے قول وقرار کو تو اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو ان میں سے کسی چیز کو پہنچے پھر اس کو اس کی سزا ملے تو وہ اس کے واسطے کفارہ ہے اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچے پھر اللہ اس کا عیب چھپا دے یعنی دنیا میں اس کا عیب کسی کو معلوم نہ ہو تو وہ اللہ کے سپرد ہے اگر چاہے تو اس کو عذاب کرے اور اگر چاہے تو اس کو بخش دے۔

فائدہ: پڑھی آیت عورتوں کی یعنی عورتوں کی بیعت کی آیت اور وہ ﴿یاایھا النبی اذا جآءك المؤمنات﴾ الآیۃ ہے اور کتاب الایمان میں اس بیعت کے وقت کا بیان ہو چکا ہے اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچے یعنی ان چیزوں سے کہ حد کو واجب کرتی ہیں اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿ببھتان یفترینه بین ایدیھن وارجلھن﴾ تو اس کی تفسیر میں چند

قول ہیں ایک یہ کہ مراد ساتھ مابین الایدی وہ چیز ہے کہ کمائے مرد ساتھ ان کے اور اسی طرح پھیر اور ایک یہ کہ مراد دنیا اور آخرت سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اعمال ظاہرہ اور باطنہ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ماضی اور مستقبل اور بعض کہتے ہیں کہ مراد مابین الایدی سے بندے کا اپنا کسب ہے جو آپ کمائے اور مراد ساتھ ارجل کے کسب اس کا ہے ساتھ اس کے غیر کے۔ (فتح)

٤٥١٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ شَهِدْتُ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْفِطْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدُ فَنَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِيْنَ يُجَلِّسُ الرِّجَالَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتّٰى أَتَى النِّسَآءَ مَعَ بِلَالٍ فَقَالَ ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِيْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ﴾ حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا ثُمَّ قَالَ حِيْنَ فَرَغَ أَنْتُنَّ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَّاحِدَةٌ لَّمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا يَدْرِي الْحَسَنُ مَنْ هِيَ قَالَ فَتَصَدَّقْنَ وَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ فَجَعَلْنَ يُلْقِيْنَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيْمَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ.

۴۵۱۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حاضر ہوا میں نماز میں عید فطر کے دن ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے سو وہ سب اس کو خطبے سے پہلے پڑھتے تھے پھر خطبہ پڑھتے تھے اس کے بعد سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اترے سو جیسے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا ہوں جب لوگوں کو اپنے ہاتھ سے بٹھاتے ہیں پھر ان کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ عورتوں کے پاس آئے سو یہ آیت پڑھی کہ اے پیغمبر! جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں کہ تجھ سے بیعت کریں اس پر کہ نہ شریک ٹھہرائیں ساتھ اللہ کے کسی کو اور نہ چوریں کریں اور نہ حرام کاری کریں اور نہ اپنی اولاد کو ماریں اور نہ لائیں طوفان باندھ کر اپنے ہاتھ پاؤں میں یہاں تک کہ ساری آیت سے فارغ ہوئے پھر جب آیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کیا تم کو یہ منظور ہے؟ ایک عورت نے کہا کہ یا حضرت! ہاں اس کے سوائے کسی عورت نے آپ کو جواب نہ دیا نہیں جانتا حسن کہ وہ عورت کون ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیرات کرو اور بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلایا تو وہ بالیوں اور انگوٹھیوں کو بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عیدین میں گزر چکی ہے۔

سُوْرَةُ الصَّفِّ
سورۂ صف کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَنْ أَنْصَارِيْ إِلَى اللّٰهِ﴾ مَنْ يَّتَّبِعُنِيْ إِلَى اللّٰهِ.

کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کون ہے کہ میری پیروی کرے اللہ کی طرف اور کہا ابو عبیدہ نے کہ الی ساتھ معنی فی کے ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مَرْصُوْصٌ﴾ مُلْصَقٌ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مرصوص کے معنی ہیں ملا ہوا بعض اس کا ساتھ بعض کے اور جڑا ہوا یعنی نہایت مضبوط۔

وَقَالَ غَيْرُهُ بِالرَّصَاصِ.

اور اس کے غیر نے کہا کہ اس کے معنی ہیں سیسہ پلائی۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿مِنْ بَعْدِى اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ کہا عیسیٰ علیہ السلام نے کہ میں تم کو خوشخبری سناتا ہوں ایک رسول کی جو آئے گا مجھ سے پیچھے اس کا نام احمد ہے۔

٤٥١٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ لِيْ أَسْمَآءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَّأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِيَ الَّذِيْ يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ وَأَنَا الْعَاقِبُ.

۴۵۱۷۔ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میرے کئی نام ہیں میں محمد ہوں، اور احمد ہوں، اور میں مٹانے والا ہو جس کے سبب سے اللہ کفر کو مٹا دے گا اور میں حاشر ہوں کہ سب لوگ میرے قدموں پر جمع ہوں گے یعنی قیامت کے دن اور میں سب پیغمبروں کے بعد آنے والا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سیرت نبویہ میں گزر چکی ہے۔

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ
سورۂ جمعہ کی تفسیر کا بیان

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ وَقَرَأَ عُمَرُ فَامْضُوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ اور دوسروں کے واسطے ان میں سے جو ابھی نہیں ملے ان میں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آیت ﴿فاسعوا الی ذکرا للہ﴾ کو

فامضوا الی ذکر اللہ پڑھا ہے یعنی فاسعوا کی جگہ فامضوا پڑھا ہے۔

٤٥١٨ ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ ﴿وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتّٰى سَأَلَ ثَلَاثًا وَّفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِّنْ هٰٓؤُلَاءِ.

۴۵۱۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے تو آپ پر سورہ جمعہ کی یہ آیت اتاری گئی اور واسطے اور دن کے ان میں سو جو ابھی نہیں ملے ان کو میں نے کہا یا حضرت! وہ لوگ کون ہیں جو ابھی ہم کو نہیں ملے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب نہ دیا یہاں تک کہ اس نے تین بار پوچھا اور ہم میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک سلمان پر رکھا یعنی وہ لوگ یہ ہیں پھر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر ہوتا تو بھی ان فارسیوں سے ایک مرد یا بہت مرد اس کو پا جاتے یعنی اگر ایمان نہایت دور ہوتا جہاں نظر کام نہیں کرتی تو بھی فارسیوں کو نصیب ہوتا۔

فائدہ: ثریا ان چند ستاروں کا نام ہے جو نہایت متصل ہیں جیسے گلدستہ اس حدیث میں فارسیوں کی باریک بینی اور استعداد ایمانی بیان فرمائی سو حقیقت میں ملک فارس میں بڑے بڑے کمال والے امام محدث پیدا ہوئے جیسے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ اور مسلم رحمہ اللہ وغیرہ جنہوں نے اپنے کمال اور باریک بینی سے صحیح صحیح حدیثوں کو چھانٹا اور دین میں ایسا کمال حاصل کیا کہ اس کے سبب سے تمام دنیا میں پیشوا اور مقتدا سمجھے گئے کہا قرطبی نے کہ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اسی طرح ظاہر واقع ہوا اس واسطے کہ ان میں ایسے لوگ پائے گئے جو مشہور ہوا ذکر ان کا حدیث کے حافظوں اور ناقدوں سے اور یہ ایسا کمال ہے کہ ان کے سوائے بہت لوگ ان کو اس میں شریک نہیں اور اختلاف ہے اہل نسب کا فارس کے اصل میں بعض کہتے ہیں ان کی نسب کیومرث تک پہنچتی ہے اور وہ آدم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یافث بن نوح کی اولاد سے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ لاوی بن سام بن نوح کی اولاد سے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ فارس بن یاسور بن سام کی اولاد سے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مدرام بن ارفخش بن سام کی اولاد سے ہے کہ اس کے دس اور چند بیٹے تھے سب سوار بہادر تھے تو نام رکھا گیا ان کا فارس واسطے سواری کرنے ان کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یوسف بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور زیادہ تر مشہور پہلا قول ہے اور ان کے علاوہ دوسروں کے نزدیک دوسرا قول راجح ہے اور کہا سعد نے طبقات میں کہ اول شخص ان کا نوح علیہ السلام کے دین پر تھا

پھر صائبین کے دین میں داخل ہوئے طہمورث کے زمانے میں سو دو ہزار برس سے زیادہ اس پر ہے پھر زردشت کافر کے ہاتھ پر مجوسی ہوئے اور بت پرستی سیکھنے لگے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ أَخْبَرَنِي ثَوْرٌ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَالَهُ رِجَالٌ مِّنْ هٰٓؤُلَاءِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے بہت لوگ اس کو پا جاتے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے فارسیوں کی اولاد سے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب دیکھتے ہیں سودا یا کھیل تو چلے جاتے ہیں اس کی طرف۔

فائدہ: کہا ابن عطیہ نے کہ لایا گیا ضمیر تجارت کا سوائے ضمیر لہو کے واسطے اہتمام کے ساتھ اہم کے اس واسطے کہ وہی سبب ہے کھیل کا بغیر عکس کے۔

٤٥١٩ ـ حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ وَعَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلَتْ عِيرٌ يَّوْمَ الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَثَارَ النَّاسُ إِلَّا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَانِ انْفَضُّوْا إِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا﴾.

۴۵۱۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن قافلہ آیا اور ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے سو لوگ چلے گئے مگر بارہ مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جب دیکھتے ہیں سودا یا کھیل تو چلے جاتے ہیں اس کی طرف۔

سُوْرَةُ الْمُنَافِقُوْنَ

سورۂ منافقون کی تفسیر کا بیان

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ﴾ إِلٰى ﴿لَكَاذِبُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب آئیں تیرے پاس منافق لوگ تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک تو اللہ کا رسول ہے، کاذبون تک۔

٤٥٢٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ

۴۵۲۰۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک جنگ میں تھا یعنی جنگ بنی مصطلق میں سو میں نے عبداللہ بن

أَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ فِي غَزَاةٍ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ يَقُولُ لَا تُنفِقُوا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتّٰى يَنفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ وَلَئِنْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّي أَوْ لِعُمَرَ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِي فَحَدَّثْتُهُ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا فَكَذَّبَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهُ فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ لِي عَمِّي مَا أَرَدْتَّ إِلٰى أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَكَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ فَبَعَثَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدُ.

ابی (منافقوں کے سردار) سے سنا کہتا تھا کہ حضرت ﷺ کے ساتھیوں کو خرچ نہ دو تا کہ وہ اس کے گرد سے پھوٹ پھٹک جائیں اور جب ہم مدینے کو پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا (عزت والا اپنے آپ کو کہا اور ذلیل حضرت ﷺ کو یعنی ہم حضرت ﷺ کو مدینے سے نکال دیں گے) تو میں نے اس کی یہ بات اپنے چچا یا عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر کی اس نے اس کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا حضرت ﷺ نے مجھ کو بلایا میں نے آپ سے بیان کیا جو سنا تھا تو حضرت ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا انہوں نے آکر حضرت ﷺ کے سامنے قسم کھائی کہ ہم نے یہ نہیں کہا تو حضرت ﷺ نے مجھ کو جھوٹا جانا اور اس کو سچا جانا سو اس بات سے مجھ کو ایسا رنج پہنچا کہ ویسا کبھی نہیں پہنچا سو میں غمناک ہو کر گھر میں بیٹھا تو میرے چچا نے کہا کہ تو نے کیا چاہا یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو جھٹلایا (یعنی کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اوپر اس بات کے اور تجھ پر ناراض ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اتاری کہ جب منافقین تیرے پاس آئیں تو کہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک تو اللہ کا رسول ہے سو حضرت ﷺ نے مجھ کو بلا بھیجا اور یہ سورہ پڑھی اور فرمایا کہ اے زید! بیشک اللہ نے تجھ کو سچا کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مت خرچ کرو ان پر جو پاس رہتے ہیں حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ چلے جائیں اس کے گرد سے تو یہ کلام عبداللہ بن ابی کا ہے اور نہیں قصد کیا راوی نے ساتھ سیاق اس کے تلاوت کا اور بعض شارحین نے غلطی کی ہے سو کہا کہ یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے اور نہیں ہے قرآن متفق علیہ میں پس ہوگا یہ بطور بیان کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر عبداللہ بن ابی نے اس کو پہلے کہا ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اترے قرآن ساتھ حکایت جمیع کلام اس کی کے اور یہ جو کہا کہ میں گھر میں بیٹھا یعنی اس ڈر سے کہ اگر مجھ کو لوگ دیکھیں گے تو کہیں گے تو جھوٹا ہے اور اس حدیث کی شرح تین بابوں کے بعد آئے گی اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ترک مواخذہ

قوم کے رئیسوں کا ساتھ مفوات کے تا کہ اعلیٰ تابعدار نفرت نہ کریں اور فقط ان کے عتاب پر اقتصار کرنا اور قبول کرنا ان کے عذر کا اور تصدیق کرنی ان کی قسموں کی اگرچہ قرینوں سے اس کا خلاف معلوم ہوتا ہو واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے تانیس اور تالیف سے اور اس میں جواز تبلیغ اس چیز کا ہے کہ نہیں جائز ہے واسطے مقول فیہ کے اور نہیں گنی جاتی ہے یہ چغلی مذموم مگر یہ کہ قصد کیا جائے ساتھ اس کے فساد مطلق اور بہر حال جب کہ ہو اس میں مصلحت جو مفسرین پر راجح ہو تو نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اِتَّخَذُوْا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً﴾ يَجْتَنُّوْنَ بِهَا.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ٹھہرایا ہے انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال کہ اس کے ساتھ اپنی جان مال کو بچاتے ہیں۔

٤٥٢١ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّيْ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيِّ ابْنَ سَلُوْلَ يَقُوْلُ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَقَالَ أَيْضًا لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّيْ فَذَكَرَ عَمِّيْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوْا مَا قَالُوْا فَصَدَّقَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَّبَنِيْ فَأَصَابَنِيْ هَمٌّ لَّمْ يُصِبْنِيْ مِثْلُهٗ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِيْ بَيْتِيْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ

۴۵۲۱۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا تو میں نے عبداللہ بن ابی سے سنا کہتا تھا کہ مت خرچ کرو ان پر جو پاس رہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تا کہ چلے جائیں اور یہ بھی اس نے کہا کہ جب ہم مدینے کو پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو میں نے یہ قول اس کا اپنے چچا سے ذکر کیا اور میرے چچا نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا تو انہوں نے آ کر قسم کھائی کہ ہم نے یہ نہیں کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سچا جانا اور مجھ کو جھوٹا جانا سو مجھ کو ایسا غم پہنچا کہ ویسا کبھی نہیں پہنچا سو میں اپنے گھر میں بیٹھا تو اللہ نے یہ سورت اتاری کہ جب آئیں تیرے پاس منافق لوگ تو کہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک تم اللہ کے رسول ہو، اللہ کے اس قول تک کہ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ مت خرچ کرو ان پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے ہیں یہاں تک کہ چلے جائیں اور کہتے ہیں کہ جب ہم مدینے میں پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلا بھیجا اور اس کو مجھ پر پڑھا پھر فرمایا

مِنْهَا الْأَذَلَّ﴾ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهَا عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ.

کہ اللہ نے تجھ کو سچا کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ یہ اس سبب سے ہے کہ وہ ایمان لائے پھر کافر ہوئے سو مہر کی گئی ان کے دل پر سو اب وہ نہیں سمجھتے۔

٤٥٢٢ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ﴿لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ﴾ وَقَالَ أَيْضًا ﴿لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ﴾ أَخْبَرْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَامَنِي الْأَنْصَارُ وَحَلَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ مَا قَالَ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ إِلَى الْمَنْزِلِ فَنِمْتُ فَدَعَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ وَنَزَلَ ﴿هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا﴾ اَلْاٰيَةَ وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۵۲۲۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی نے کہا کہ مت خرچ کرو ان پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے ہیں اور نیز کہا کہ جب ہم مدینے کی طرف پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی (یعنی اپنے چچا کی زبان سے واسطے تطبیق کے درمیان دونوں روایتوں کے اور احتمال ہے کہ خود اس نے بھی خبر دی ہو اس کے بعد کہ عبداللہ بن ابی نے اس سے انکار کیا) تو انصاریوں نے مجھ کو ملامت کی اور ابن ابی نے قسم کھائی کہ میں نے یہ نہیں کہا سو میں اپنے گھر کی طرف پھرا اور سو یا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا میں آپ کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ نے تجھ کو سچا کیا اور یہ آیت اتری کہ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ نہ خرچ کرو، آخر آیت تک اور کہا ابن زید نے اعمش سے اس نے روایت کی ہے عمرو سے اس نے زید سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ يَّحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب تو ان کو دیکھے تو خوش لگیں تجھ کو ان کے بدن اور اگر بات کہیں تو سنے تو ان کی بات کیسے ہیں جیسے لکڑی لگا دے دیوار سے ہر سخت آواز کو اپنی ہلاکت جانیں وہی ہیں دشمن ان سے

قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾.

بچارہ اللہ نے ان کو لعنت کی کہاں پھیرے جاتے ہیں۔

۴۵۲۳ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيْهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ لِأَصْحَابِهِ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهِ وَقَالَ لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَرْسَلَ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ فَسَأَلَهُ فَاجْتَهَدَ يَمِيْنَهُ مَا فَعَلَ قَالُوْا كَذَبَ زَيْدٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ مِمَّا قَالُوْا شِدَّةٌ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيْقِيْ فِيْ ﴿إِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ﴾ فَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ فَلَوَّوْا رُؤُوْسَهُمْ وَقَوْلُهُ ﴿خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ﴾ قَالَ كَانُوْا رِجَالًا أَجْمَلَ شَيْءٍ.

۴۵۲۳۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر کو نکلے کہ اس میں لوگوں کو سختی پہنچی یعنی بھوک تو ابن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مت خرچ کرو ان پر جو رہتے ہیں پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تا کہ آپ کے گرد سے چلے جائیں اور کہا انہوں نے کہ جب ہم مدینے کی طرف پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی کو بلا بھیجا اور اس سے پوچھا اس نے کوشش سے قسم کھائی کہ میں نے یہ نہیں کہا لوگوں نے کہا کہ زید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ بولا سو ان کی اس بات سے میرے دل میں نہایت رنج پیدا ہوا یہاں تک کہ اللہ نے میری تصدیق اتاری سورہ ﴿اذا جاء ك المنافقون﴾ میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا تا کہ ان کے واسطے بخشش مانگیں تو انہوں نے اپنے سر پھیرے اور قول اللہ کا خشب مسندة کہا کہ تھے مرغوب تر چیز یعنی ان کی ڈیل ڈول بہت خوب تھی۔

فائدہ: یہ تفسیر ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے قول کے کہ تجھ کو ان کے بدن خوش لگیں اور خشب مسندہ تمثیل ہے ان کے بدنوں کی اور واقع ہوا ہے یہ نفس حدیث میں اور نہیں ہے مدرج۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُؤُوْسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے کہ آؤ بخشش مانگیں واسطے تمہارے رسول تو پھیرتے ہیں اپنے سر اور تو دیکھے کہ وہ رکتے ہیں اور غرور کرتے ہیں۔

حَرَّكُوْا اِسْتَهْزَؤُوْا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُقْرَأُ بِالتَّخْفِيفِ مِنْ لَوَيْتُ.

اور لووا کے معنی ہیں کہ ہلاتے ہیں اپنے سر ٹھٹھا کرتے ہیں حضرت مَلَّاتِیْمُ سے اور پڑھا جاتا ہے ساتھ تخفیف کے لویت سے۔

فائدہ: اور تعاقب کیا ہے اس کا اسماعیلی نے ساتھ اس طور کے کہ یہ سیاق حدیث کا ترجمہ باب کے مطابق نہیں اور جواب یہ ہے کہ اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے طرف اصل حدیث کے اور حسن کے مرسل حدیث میں ہے کہ لوگوں نے ابن ابی سے کہا کہ اگر تو حضرت مَلَّاتِیْمُ کے پاس جائے تو تیرے واسطے بخشش مانگیں تو اس نے اپنا سر پھیرا تو یہ آیت اتری اور اسی طرح عکرمہ سے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن ابی کے حق میں اتری۔ (فتح)

٤٥٢٤ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّيْ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ ابْنَ سَلُوْلَ يَقُوْلُ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَلَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّيْ فَذَكَرَ عَمِّيْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِيْ فَحَدَّثْتُهُ فَأَرْسَلَ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوْا مَا قَالُوْا وَكَذَّبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهُمْ فَأَصَابَنِيْ غَمٌّ لَمْ يُصِبْنِيْ مِثْلُهُ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِيْ بَيْتِيْ وَقَالَ عَمِّيْ مَا أَرَدْتَ إِلٰى أَنْ كَذَّبَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ﴾ وَأَرْسَلَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهَا وَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ.

۴۵۲۴۔ حضرت زید بن ارقم رٹائٹنؤ سے روایت ہے کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا سو میں نے عبداللہ بن ابی کو سنا کہتا ہے کہ نہ خرچ کرو ان پر جو رہتے ہیں پاس حضرت مَلَّاتِیْمُ کے تا کہ پراگندہ ہو جائیں آپ مَلَّاتِیْمُ کے گرد سے اور جب ہم مدینے کی طرف پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو میں نے ابن ابی کی یہ بات اپنے چچا سے ذکر کی اور میرے چچا نے حضرت مَلَّاتِیْمُ سے ذکر کی حضرت مَلَّاتِیْمُ نے مجھ کو بلا کر پوچھا میں نے آپ سے بیان کیا یعنی جو سنا تھا حضرت مَلَّاتِیْمُ نے ابن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا تو انہوں نے قسم کھائی کہ ہم نے یہ نہیں کیا سو حضرت مَلَّاتِیْمُ نے مجھ کو جھوٹا جانا اور ان کو سچا جانا سو مجھ کو ایسا غم پہنچا کہ ویسا کبھی نہیں پہنچا تھا تو میں غم کے مارے اپنے گھر میں بیٹھا اور میرے چچا نے کہا کہ تو نے کیا چاہا یہاں تک کہ حضرت مَلَّاتِیْمُ نے تجھ کو جھوٹا جانا اور تجھ سے ناراض ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ اتاری کہ جب منافق لوگ تیرے پاس آئیں تو کہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ نے اس کو پڑھا اور فرمایا کہ اللہ نے تجھ کو سچا کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ برابر ہے اوپر ان کے کہ تو ان کے واسطے بخشش مانگے یا نہ مانگے ہرگز نہ بخشے گا ان کو اللہ بیشک اللہ نہیں راہ دیتا فاسقوں کو۔

فائدہ: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اتری یہ آیت اس آیت کے بعد جو سورہ توبہ میں ہے ﴿استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم﴾۔

٤٥٢٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا فِيْ غَزَاةٍ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فِيْ جَيْشٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ دَعُوْهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ فَقَالَ فَعَلُوْهَا أَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِيْ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ أَكْثَرَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ

۴۵۲۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک جنگ میں تھے یعنی جنگ بنی المصطلق میں اور کہا سفیان نے ایک بار لشکر میں تو ایک مہاجر نے ایک انصاری کو چوتڑ پر لات ماری تو انصاری نے کہا کہ اے انصاریو! دوڑو میری فریاد رسی کرو اور مہاجر نے بھی اسی طرح مہاجرین کو بلایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فریاد سنی تو فرمایا کہ کیا حال ہے کفر کے بول کا لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! ایک مہاجر نے ایک انصاری کو چوتڑ پر لات ماری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑو اس بات کو یعنی کفر کے بول کو کہ وہ بات گندی ہے یعنی اس طرح فریاد رسی چاہنی گندی بات ہے تو عبداللہ بن ابی نے اس کو سنا سو کہا کہ کیا انہوں نے کیا ہے یعنی تقدیم کو یعنی شریک کیا ہم نے ان کو اس چیز میں کہ ہم اس میں ہیں تو انہوں نے چاہا کہ ہم پر مستقل ہوں خبردار! قسم ہے اللہ کی کہ جب ہم مدینے کی طرف پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے سو کہا کہ یا حضرت! حکم ہو تو میں اس منافق کی گردن مار دوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ اور مت مار لوگ یہ چرچا نہ کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے اور جب مہاجرین مدینے میں آئے تو

ثُمَّ إِنَّ الْمُهَاجِرِيْنَ كَثُرُوْا بَعْدُ قَالَ سُفْيَانُ فَحَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرًا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس وقت انصاری لوگ مہاجرین سے بہت تھے پھر اس کے بعد مہاجرین انصار سے بہت ہو گئے، کہا سفیان نے یاد رکھا میں نے اس کو عمرو سے کہا عمرو نے سنا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ تھے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں ہے کہ دولڑ کے آپس میں لڑے ایک مہاجر اور ایک انصاری تو مہاجر نے کہا کہ اے مہاجرو! دوڑو اور انصاری نے کہا کہ اے انصاریو! دوڑو تو حضرت ﷺ نکلے سو فرمایا کہ کیا حال ہے کفر کے بول کا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ دولڑکے آپس میں لڑے تھے ایک نے دوسرے کو لات ماری تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں اور چاہیے کہ مدد کرے مرد اپنے بھائی کی ظالم ہو یا مظلوم اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں تو مستفاد ہوتا ہے آپ کے قول سے اس کا کچھ نہیں جواز قول مذکور کا ساتھ قصہ مذکور کے اور تفصیل مبین کے نہ اس بنا پر کہ تھے جاہلیت میں اس پر مدد کرتی اس شخص کے سے کہ ہو قبیلے سے مطلق اور یہ جو کہا کہ اپنے بھائی کی مدد کر تو اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور یہ جو ابن ابی نے کہا کہ انہوں نے کیا ہے یعنی اثرت کو تو ایک روایت میں ہے کہ ان میں سے ایک بڑے منافق نے کہا کہ نہیں ہے مثل ہماری اور ان کی مگر جیسے کسی نے کہا کہ کتا پال تجھ کو کھائے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر حضرت ﷺ نے کوچ کا حکم دیا تو ایک گھڑی چلے کہ دوپہر کے بعد اس میں چلا کرتے تھے پھر اسید حضرت ﷺ کو ملے اور آپ سے یہ حال پوچھا حضرت ﷺ نے اس کو خبر دی اس نے کہا کہ یا حضرت! عزت والے آپ ہو اور ذلیل وہی ہے اور ابن ابی کے بیٹے کو کہ اس کا نام بھی عبداللہ رضی اللہ عنہ تھا اپنے باپ کا حال پہنچا تو وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یا حضرت! مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ آپ میرے باپ کے مار ڈالنے کا ارادہ کرتے ہیں اس چیز میں کہ آپ کو اس سے پہنچی سو اگر آپ یہ کام کرنے والے ہیں تو مجھ کو حکم ہو کہ میں آپ کے پاس اس کا سر کاٹ لاؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ تو اس کی رفاقت کر اور اس کی خدمت کر اور اس کے بعد یہ حال ہوا کہ جب کوئی واقعہ ہوتا تو اس کی قوم خود اسی کو جھوٹا کہتی اور اس پر انکار کرتی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا﴾ يَنْفَضُّوْا يَتَفَرَّقُوْا ﴿وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ مت خرچ کرو ان پر جو حضرت ﷺ کے پاس رہتے ہیں تاکہ ان کے پاس سے چلے جائیں اور واسطے اللہ کے ہیں خزانے آسمانوں اور زمین کے لیکن منافق لوگ نہیں سمجھتے۔

فائدہ: واقع ہوا ہے بیچ روایت زبیر رضی اللہ عنہ کے سبب عبداللہ بن ابی کے قول کا اور وہ قول روای کا ہے کہ ہم ایک سفر

میں نکلے کہ اس میں لوگوں کو شدت پہنچی سو ظاہر یہ ہے کہ قول اس کا لاتنفقوا سبب ہے واسطے سختی کے جو پہنچی ان کو اور قول اس کا کہ عزت والا ذلیل کو نکال دے گا سبب ہے مہاجر اور انصاری کے جھگڑے کا، کما تقدم۔ (فتح)

۴۵۲۶ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ حَزِنْتُ عَلٰى مَنْ أُصِيْبَ بِالْحَرَّةِ فَكَتَبَ إِلَيَّ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَ بَلَغَهُ شِدَّةُ حُزْنِيْ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَآءِ الْأَنْصَارِ وَشَكَّ ابْنُ الْفَضْلِ فِيْ أَبْنَآءِ أَبْنَآءِ الْأَنْصَارِ فَسَأَلَ أَنَسًا بَعْضُ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَقَالَ هُوَ الَّذِيْ يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الَّذِيْ أَوْفَى اللّٰهُ لَهُ بِأُذُنِهِ.

۴۵۲۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں غمناک ہوا ان لوگوں پر جو جنگ حرہ میں شہید ہوئے تو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے میری طرف لکھا اور حالانکہ اس کو میرے سخت غمناک ہونے کی خبر پہنچی ذکر کرتا تھا کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ الٰہی! بخش دے انصار کو اور انصار کے بیٹوں کو اور ذکر کیا ہے ابن فضل نے انصار کے پوتوں میں یعنی اس کو شک ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لفظ بھی فرمایا ہے یا نہیں سو جو لوگ انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ان میں سے بعضوں نے ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا تو کہا اس نے کہ وہ شخص وہ ہے جس کے حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے کہ پورا کیا اللہ نے واسطے اس کے کان اس کے کو۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ جو جنگ حرہ میں شہید ہوئے تو جنگ حرہ تریسٹھویں سال میں واقع ہوئی اور اس کا سبب یہ ہے کہ مدینے والوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت اتاری جب کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ وہ فسادی اور فاسق ہے تو انصار نے اپنے اوپر عبداللہ بن حنظلہ کو سردار کیا اور مہاجرین نے اپنے اوپر عبداللہ بن مطیع کو سردار بنایا تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو بہت لشکر دے کر بھیجا سو اس نے مدینے والوں کو شکست دی اور مدینے میں کشت وخون وغیرہ کرنے کو مباح جانا اور انصاریوں سے بہت لوگ شہید ہوئے اور انس رضی اللہ عنہ اس وقت بصریٰ میں تھے ان کو یہ خبر پہنچی تو وہ غمناک ہوئے ان لوگوں پر جو انصاریوں سے شہید ہوئے سو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا اور وہ اس وقت کوفے میں تھے تسلی دی اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جو اللہ کی مغفرت کی طرف پھرے نہیں سخت ہوتا ہے غم اوپر اس کے تو ہوئے یہ ماتم پرسی واسطے انس رضی اللہ عنہ کے حق میں ہے اور ترمذی میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے انس رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا ماتم پرسی کرتے تھے ان کی ان لوگوں میں جو شہید ہوئے ان کے گھر والوں سے دن جنگ حرہ کے سو اس کی طرف لکھا کہ میں تجھ کو بشارت دیتا ہوں اللہ کی بشارت سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ الٰہی! بخش دے انصار کو اور انصار کے بیٹوں کو اور نصار کے پوتوں کو اور یہ جو کہا کہ پورا کیا اللہ نے اس کے کان کو یعنی ظاہر کیا سچ اس کے کو اس چیز

میں کہ خبر دی اس نے ساتھ اس کے حضرت ﷺ کو یعنی پورا کیا سچ اس کے کو اور حسن کی مرسل میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کا کان پکڑا اور فرمایا کہ اے لڑکے! اللہ نے تیرے کان کو پورا کیا گویا کہ ٹھہرایا کان اس کے کو ضامن ساتھ اس چیز کے کہ اس نے سنی پھر جب قرآن اس کی تصدیق کے ساتھ اترا تو ہو گیا وہ جیسے پورا کرنے والا ہے اپنی ضمانت کو تکمیل واقع ہوا ہے بیچ روایت اسماعیلی کے اس حدیث کے اخیر میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے ایک منافق سے سنا کہتا تھا اور حضرت ﷺ خطبہ پڑھتے تھے کہ اگر یہ سچا ہے تو ہم گدھے سے بدتر ہیں تو زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ وہ سچا ہے اور البتہ تو بدتر ہے گدھے سے اور یہ مقدمہ حضرت ﷺ کی طرف اٹھایا گیا اس نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ پر یہ آیت اتاری ﴿یحلفون باللہ ما قالوا﴾ الآیۃ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں زید رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی اور یہ مرسل جید ہے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے حذف کیا ہے اس کو واسطے نہ ہونے کے اور پر شرط اس کی کے اور نہیں ہے کوئی مانع کہ دو آیتیں دو قصوں میں زید رضی اللہ عنہ کی تصدیق کے واسطے اتریں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ کہتے ہیں کہ اگر پھر جائیں ہم طرف مدینے کی البتہ نکال دیں گے عزت والے ان میں سے ذلت والوں کو اور واسطے اللہ کے ہے عزت اور واسطے رسول اس کے اور واسطے ایمان والوں کے لیکن منافق نہیں جانتے۔

٤٥٢٧ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ كُنَّا فِيْ غَزَاةٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ فَسَمَّعَهَا اللّٰهُ رَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا هٰذَا فَقَالُوْا كَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۵۲۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک جنگ میں تھے اور ایک مہاجر نے ایک انصاری کو چوتڑ پر لات ماری تو انصار نے کہا کہ اے انصاریو! میری فریاد رسی کرو اور مہاجر نے کہا اے مہاجرو! میری فریاد رسی کرو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ و کہ وہ گندی بات ہے کہا جابر رضی اللہ عنہ نے اور جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو اس وقت انصار زیادہ تھے پھر اس کے بعد مہاجرین بہت ہو گئے تو عبداللہ بن ابی نے کہا کہ انہوں نے کیا ہے قسم ہے اللہ کی اگر ہم مدینے کی طرف پلٹ جائیں تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! حکم ہو تو اس منافق کی گردن ماروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دے لوگ یہ چرچا نہ

وَسَلَّمَ دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ قَالَ جَابِرٌ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ حِيْنَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ ثُمَّ كَثُرَ الْمُهَاجِرُوْنَ بَعْدُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ أَوَقَدْ فَعَلُوْا وَاللّٰهِ لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ.

کریں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے باب میں گزر چکی ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ترجمہ کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے اس حدیث کے اخیر میں اس واسطے کہ ترمذی کی روایت میں اس حدیث کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ ابن ابی کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہ پھرے گا میرا باپ طرف مدینے کی یہاں تک کہ تو کہے کہ تو ذلیل ہے اور حضرت ﷺ عزت والے ہیں تو اس نے یہ کام کیا اور روایت کیا ہے اس زیادتی کو ابن اسحاق نے مغازی میں۔ (فتح)

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ

سورۂ تغابن کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ عَلْقَمَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهُ﴾ هُوَ الَّذِيْ إِذَا أَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ رَضِيَ وَعَرَفَ أَنَّهَا مِنَ اللّٰهِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ التَّغَابُنُ غَبْنُ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَهْلَ النَّارِ.

یعنی کہا علقمہ نے عبداللہ سے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو اللہ کے ساتھ ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت کرتا ہے کہا وہ شخص ہے کہ جب اس کو کوئی مصیبت پہنچی تو راضی ہوتا ہے اور پہچانتا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے یعنی راہ پاتا ہے طرف تسلیم کی پس صبر کرتا ہے اور شکر کرتا ہے اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے ﴿ذلك يوم التغابن﴾ کی تفسیر میں دن غبن بہشتیوں کا ہے دوزخیوں سے اس واسطے کہ بہشتیوں نے بیعت کی ساتھ بہشت کے تو انہوں نے فائدہ پایا اور دوزخی اسلام سے باز رہے تو

انہوں نے گھاٹا پایا سوتشبیہ دی گئی ساتھ دو مردوں کے جو ایک دوسرے سے خرید وفروخت کرتے ہیں کہ غبن کرے ایک دوسرے سے بیع میں اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو رقاق میں آئے گی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہ داخل ہو گا کوئی بہشتی بہشت میں مگر کہ دکھایا جائے گا اس کو ٹھکانا اس کا دوزخ سے اگر بدی کرتا ہے تا کہ زیادہ شکر کرے اور نہیں داخل ہوگا کوئی آگ میں مگر کہ دکھایا جائے گا اس کو ٹھکانا اس کا بہشت سے اگر نیکی کرتا تا کہ ہو عمل اس کا افسوس اوپر اس کے۔ (فتح)

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ

سورۂ طلاق کی تفسیر کا بیان

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَبَالَ أَمْرِهَا﴾ جَزَآءَ أَمْرِهَا.

کہا مجاہد نے کہ وبال امرھا کے معنی بدلہ عمل اپنے کا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فذاقت وبال امرھا﴾.

٤٥٢٨ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ كَمَا أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ.

۴۵۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے اپنی عورت کو طلاق دی حیض کی حالت میں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں غضبناک ہوئے پھر فرمایا کہ چاہیے کہ اپنی عورت سے رجوع کرے پھر اس کو اپنے گھر میں رکھے یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو پھر اس کو دوسرا حیض آئے پھر حیض سے پاک ہو پھر اگر اس کے واسطے ظاہر ہو کہ اس کو طلاق دے تو چاہیے کہ اس کو طلاق دیں حیض سے پاکی کی حالت میں صحبت کرنے سے پہلے سو یہی عدت ہے جس کا اللہ نے حکم دیا کہ عورتوں کی طلاق ہوا کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابٌ ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جن کے پیٹ میں بچہ

يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا﴾ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ وَاحِدُهَا ذَاتُ حَمْلٍ.

٤٥٢٩ ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَّأَبُوْ هُرَيْرَةَ جَالِسٌ عِنْدَهُ فَقَالَ أَفْتِنِي فِي امْرَأَةٍ وَّلَدَتْ بَعْدَ زَوْجِهَا بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آخِرُ الْأَجَلَيْنِ قُلْتُ أَنَا ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ فَأَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ غُلَامَهُ كُرَيْبًا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا فَقَالَتْ قُتِلَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ وَهِيَ حُبْلَى فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهِ بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَخُطِبَتْ فَأَنْكَحَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُو السَّنَابِلِ فِيمَنْ خَطَبَهَا وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَّأَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى وَكَانَ أَصْحَابُهُ يُعَظِّمُوْنَهُ فَذَكَرُوْا لَهُ فَذَكَرَ آخِرَ الْأَجَلَيْنِ فَحَدَّثْتُ بِحَدِيثِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ فَضَمَّزَ لِي بَعْضُ أَصْحَابِهِ قَالَ مُحَمَّدٌ فَفَطِنْتُ لَهُ فَقُلْتُ إِنِّي إِذًا لَجَرِيءٌ إِنْ كَذَبْتُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

ہے ان کی عدت یہ ہے کہ جن لیں پیٹ کا بچہ اور جو کوئی ڈرے اللہ سے کہ کر دے وہ اس کے کام میں آسانی اور اولات الاحمال جمع ہے اس کا واحد ذات حمل ہے۔

۴۵۲۹۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھے تھے تو اس نے کہا کہ مجھ کو فتویٰ دو اس عورت کے باب میں جو اپنے خاوند کے مرنے سے چالیس دن کے بعد بچہ جنے یعنی اس کی عدت کیا ہے؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کی عدت وہ ہے جو دونوں مدت سے دراز تر ہو یعنی چار مہینے دس دن عدت کاٹے اگرچہ اس سے پہلے جنے، میں نے کہا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حمل والی عورتوں کی عدت یہ ہے کہ بچے جنے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنے بھتیجے یعنی ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوں یعنی میں اس کے اس قول میں موافق ہوں سو حاملہ عورت کی عدت بچہ جننا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام کریب کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی کے پاس بھیجا اس سے پوچھنے کو تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ شہید ہوا خاوند سبیعہ کا اور حالانکہ وہ حاملہ تھی سو اس نے اپنے خاوند کے مرنے سے چالیس دن کے بعد بچہ جنا سو لوگوں نے اس کو نکاح کا پیغام بھیجا تو حضرت ﷺ نے اس کو نکاح کر دیا اور ابو سنابل بھی نکاح کے پیغام کرنے والوں میں سے تھا اور کہا سلیمان بن حرب اور ابو نعمان نے حدیث بیان کی ہم سے حماد نے ایوب سے اس نے روایت کی محمد سے کہا کہ میں ایک مجلس میں تھا کہ اس میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ تھے اور اس کے ساتھی اس کی تعظیم کرتے تھے یعنی تو لوگوں نے اس کے واسطے حاملہ کا ذکر کیا جو اپنے خاوند کے مرنے کے بعد بچے کو جنم دے تو

عُتْبَةَ وَهُوَ فِيْ نَاحِيَةِ الْكُوْفَةِ فَاسْتَحْيَا وَقَالَ لٰكِنْ عَمُّهُ لَمْ يَقُلْ ذَاكَ فَلَقِيْتُ أَبَا عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ فَسَأَلْتُهُ فَذَهَبَ يُحَدِّثُنِيْ حَدِيْثَ سُبَيْعَةَ فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ فِيْهَا شَيْئًا فَقَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ أَتَجْعَلُوْنَ عَلَيْهَا التَّغْلِيْظَ وَلَا تَجْعَلُوْنَ عَلَيْهَا الرُّخْصَةَ لَنَزَلَتْ سُوْرَةُ النِّسَآءِ الْقُصْرٰى بَعْدَ الطُّوْلٰى ﴿وَأُوْلَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾.

اس نے کہا کہ اس کی عدت وہ ہے جو دونوں عدت سے دراز تر ہو تو بیان کی میں نے حدیث سبیعہ کی عبداللہ بن عتبہ سے تو اس کے بعض ساتھیوں نے میری طرف اشارہ کیا کہ چپ رہو کہا محمد نے سو میں اس کو سمجھ گیا سو میں نے کہا کہ البتہ میں اس وقت دلیر ہوں کہ عبداللہ بن عتبہ پر جھوٹ مارا اور حالانکہ وہ کوفے کے گوشتے میں ہے یعنی زندہ ہے سو عبدالرحمٰن کا ساتھی شرمندہ ہوا یعنی اس چیز سے کہ واقع ہوئی اس سے اور کہا عبدالرحمٰن نے لیکن اس کے چچا یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کیا (محمد کہتا ہے) سو میں ابو عطیہ سے ملا اور اس سے یہ مسئلہ پوچھا تو وہ مجھ سے سبیعہ کی حدیث بیان کرنے لگا مثل اس کی کہ حدیث بیان کی ساتھ اس کے عبداللہ بن عتبہ نے اس سے تو میں نے کہا کہ کیا تو نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اس عورت کے حق میں کچھ چیز سنی ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہم عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اس نے کہا کہ کیا تم اس پر سختی ٹھہراتے ہو اور اس کے واسطے رخصت نہیں ٹھہراتے البتہ اتری سورہ نساء چھوٹی بعد دراز کے یعنی سورہ طلاق سورہ بقرہ کے بعد اتری اور حمل والی عورتوں کی عدت یہ ہے کہ بچہ جنیں۔

فائدہ: یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عدت اس کی وہ ہے جو دونوں مدت سے دراز ہو یعنی اس کی عدت چار مہینے دس دن ہیں اگرچہ اس سے پہلے بچہ جنے اور اگر چار مہینے دس دن گزر جائیں اور بچہ نہ جنے تو وہ انتظار کرے بچہ جننے تک اور جو قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے یہی قول ہے محمد بن عبدالرحیم کا اور سحنون سے بھی یہی منقول ہے اور واقع ہوا ہے نزدیک اسماعیلی کے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا اس عورت کے باب میں جو اپنے خاوند کے مرنے سے بیس دن پیچھے بچہ جنے کیا اس کو درست ہے کہ نکاح کرے؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نہ اس کی عدت آخر الاجلین ہے یعنی جو مدت دراز تر ہو ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کہتا ہے میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حمل والیوں کی عدت بچہ جننا ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ طلاق کے باب میں ہے یعنی اگر طلاق والی عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت بچہ جننا ہے اور

جس کا خاوند مر گیا ہو اور وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت یہ نہیں اور یہ سیاق واضح تر ہے واسطے مقصود ترجمہ کے لیکن جاری ہوا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی عادت پر بیچ اختیار کرنے اخفی کے اجلی پر اور روایت کی ہے طبری اور ابن ابی حاتم نے ساتھ طرق متعددہ کے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آیت ﴿واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن﴾ تین طلاق والی عورت کے باب میں ہے یا اس کے حق میں جس کا خاوند مر گیا ہو؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں کے حق میں خواہ مطلقہ ہو خواہ مرے خاوند والی اور اس حدیث مرفوع کی سندوں میں اگرچہ کلام ہے لیکن اس کے طریقوں کا بہت ہونا دلالت کرتا ہے کہ اس کی کوئی اصل ہے اور قوی کرتا ہے اس کو قصہ سبیعہ کا اور یہ جو کہا کہ کریب کو بھیجا تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ لیا ہے اس حدیث کو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کریب سے اس سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور یہ جو کہا کہ لیکن اس کے چچا یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا تو اسی طرح نقل کیا ہے اس سے عبدالرحمن نے اور مشہور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ وہ قائل تھے ساتھ خلاف اس چیز کے کہ نقل کیا ہے اس کو اس سے عبدالرحمن نے سو شاید پہلے اس کے قائل ہوں گے پھر اس سے رجوع کیا ہوگا یا ناقل نے وہم کیا ہے اور یہ جو محمد نے کہا کہ پھر میں ابوعطیہ سے ملا تو شاید اس نے ضعیف جانا اس چیز کو کہ نقل کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ابن ابی لیلیٰ نے تو ثبوت چاہا اس نے اس میں اس کے غیر سے اور ایک روایت میں ابن سیرین سے ہے سو میں نے نہ جانا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول اس میں کیا ہے سو میں چپ رہا پھر جب میں اٹھا تو ابوعطیہ سے ملا اور یہ جو کہا کیا تو نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کچھ چیز سنی ہے تو ارادہ کیا اس نے نکالنے اس چیز کا کہ پاس اس کے ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے واسطے اس کے کہ واقع ہوا نزدیک اس کے توقف سے اس چیز میں کہ خبر دی اس کو ابن ابی لیلیٰ نے اور یہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ٹھہراتے ہو تم واسطے اس کے سختی کو تو ایک روایت میں ہے کہ ذکر کیا گیا یہ نزدیک ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تو اس نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر چار مہینے دس دن گزر جائیں اور بچہ نہ جنے تو کیا وہ حلال ہو جاتی ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں تو انہوں نے کہا جو حدیث کے اخیر میں مذکور ہے اور تم اس کے واسطے رخصت نہیں ٹھہراتے یعنی لینے سے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر سورہ طلاق اور یہ جو کہا کہ اتری سورہ نساء چھوٹی بعد لمبی کے اور مراد بعض کل کا ہے سو سورہ بقرہ سے یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿والذين يتوفون منكم ويذرون ازواجا يتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشرا﴾ اور سورہ طلاق سے یہ آیت ہے ﴿واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن﴾ اور مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ اگر اس جگہ نسخ ہے تو متاخر یعنی سورہ طلاق کی آیت ناسخ ہے ورنہ تحقیق یہ ہے کہ اس جگہ نسخ نہیں بلکہ سورہ بقرہ کی آیت کا عموم سورہ طلاق کی آیت سے مخصوص ہے اور ابوداؤد نے مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ دراز تر مدت عدت بیٹھے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو چاہے میں اس سے مباہلہ کرتا ہوں کہ البتہ سورہ نساء چھوٹی سورہ بقرہ کے بعد اتری پھر یہ آیت پڑھی ﴿واولات

الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن﴾ اور پہچانی گئی ساتھ اس کے مراد اس کی ساتھ سورۂ نساء چھوٹی کے یعنی سورۂ طلاق ہے اور اس حدیث میں جواز وصف سورہ کا ہے ساتھ اس کے اور داؤدی سے محکی ہے کہ یہ قرآن کی سورتوں میں چھوٹی بڑی نہ کہی جائے اور یہ قول اس کا مردود ہے ساتھ حدیثوں کے جو ثابت ہیں بغیر کسی سند کے اور چھوٹا ہونا اور لمبا ہونا نسبتی امر ہے اور پہلے گزر چکا ہے صفت نماز میں قول زید رضی اللہ عنہ کا طول الطولیین اور یہ کہ مراد اس کی ساتھ اس کے سورۂ اعراف تھی۔ (فتح)

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ

سورۂ تحریم کی تفسیر کا بیان

بَابٌ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاةَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا ہے اللہ نے تیرے واسطے چاہتا ہے رضا مندی اپنی عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

٤٥٣٠ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنِ ابْنِ حَكِيْمٍ هُوَ يَعْلَى بْنُ حَكِيْمٍ الثَّقَفِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فِي الْحَرَامِ يُكَفِّرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾.

۴۵۳۰۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حرام میں کفارہ دے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ البتہ واسطے تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بہتر چال چلنی ہے۔

فائدہ: یعنی جب کوئی مرد اپنی عورت سے کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے تو اس پر طلاق نہیں پڑتی اور اس پر قسم کا کفارہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب اپنی عورت کو حرام کہے تو یہ کچھ چیز نہیں اور فقط ابن سکن کی روایت میں ہے کہ قسم کا کفارہ دے اور یہ واضح تر ہے مراد میں اور غرض ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے قول اللہ کا ہے بیچ اس کے کہ البتہ تم کو رسول میں بہتر چال چلنی ہے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف سبب نزول اول اس سورت کے اور اشارہ ہے طرف قول اس کے بیچ اس کے کہ البتہ شروع کیا ہے اللہ نے واسطے تمہارے کھولنا تمہاری قسموں کا اور البتہ واقع ہوا ہے بیچ بعض حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے عمر رضی اللہ عنہ سے اس قصے میں جو آئندہ باب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر عتاب کیا اور آپ کے واسطے کفارہ قسم کا ٹھہرایا اور اختلاف ہے اس میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرام کرنے سے کیا مراد ہے؟ سو عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث یعنی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا اس واسطے کہ اس کے اخیر میں ہے کہ میں پھر کبھی نہیں پیئوں گا اور اس میں قسم کھا چکا ہوں اور اس کا بیان کتاب الطلاق میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور سعید بن منصور نے مسروق سے روایت کی ہے کہ

حضرت ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے واسطے قسم کھائی کہ اپنی لونڈی سے صحبت نہ کریں گے اور فرمایا کہ وہ مجھ پر حرام ہے سو آپ کی قسم کا کفارہ اترا اور آپ کو حکم ہوا کہ نہ حرام کریں جو اللہ نے آپ کے واسطے حلال کیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ کسی کو خبر مت کر کہ ابراہیم کی ماں مجھ پر حرام ہے سو حضرت ﷺ نے اس سے صحبت نہ کی یہاں تک کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ مشروع کیا ہے اللہ نے تمہارے واسطے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ماریہ سے صحبت کی اور پیچھے سے حفصہ آئیں اور حضرت ﷺ کو اس کے ساتھ صحبت کرتے پایا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! آپ میرے گھر میں مجھ کو چھوڑ کر اور عورتوں سے کیوں صحبت کرتے ہیں؟ اور یہ طرق ہیں بعض بعض کو قوی کرتا ہے سو احتمال ہے کہ آیت دونوں سبب میں اتری ہو۔ (فتح)

٤٥٣١ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَّيَمْكُثُ عِنْدَهَا فَوَاطَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ عَلٰى أَيَّتُنَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلْتَقُلْ لَهٗ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ إِنِّيْ أَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرَ قَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ أَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَلَنْ أَعُوْدَ لَهٗ وَقَدْ حَلَفْتُ لَا تُخْبِرِيْ بِذٰلِكَ أَحَدًا.

۴۵۳۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا کرتے تھے اور اس کے پاس ٹھہرتے تھے سو میں اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے اتفاق کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس حضرت ﷺ آئیں تو چاہیے کہ آپ سے کہے کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے بیشک میں آپ سے مغافیر کی بو پاتی ہوں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا میں نے مغافیر نہیں کھایا لیکن میں زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیتا تھا سو میں یہ کبھی نہیں پیوں گا اور میں قسم کھا چکا ہوں آپ کو اس کی خبر مت دینا۔

فائدہ: مغافیر ایک درخت کے میوے کا نام ہے کہ مشابہ گوند کے ہوتا ہے اور اس کی بو بری ہوتی ہے اور ایک طرح شہد کی بو کے مشابہ ہوتی ہے حاصل یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو شہد مرغوب تھا جب حضرت ﷺ دورہ میں زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ آپ کو شہد پلایا کرتی تھیں اور اسی سبب سے حضرت ﷺ ان کے پاس زیادہ ٹھہرتے تھے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار گزری اور انہوں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کی وہ بھی حضرت ﷺ کی بیوی تھیں مشورہ کر کے یہ بات حضرت ﷺ سے کہی تا کہ حضرت ﷺ شہد پینا اور ان کے پاس ٹھہرنا چھوڑ دیں چنانچہ ایسا ہی ہوا، کما مر۔

بَابٌ ﴿تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ﴾ ﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللّٰهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ مشروع کیا ہے اللہ نے واسطے تمہارے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا اور اللہ ہے صاحب تمہارا اور وہی ہے سب جانتا حکمت والا۔

٤٥٣٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّهُ قَالَ مَكَثْتُ سَنَةً أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ آيَةٍ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَسْأَلَهُ هَيْبَةً لَّهُ حَتّٰى خَرَجَ حَآجًّا فَخَرَجْتُ مَعَهُ فَلَمَّا رَجَعْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَدَلَ إِلَى الْأَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَّهُ قَالَ فَوَقَفْتُ لَهُ حَتّٰى فَرَغَ ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَزْوَاجِهِ فَقَالَ تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ قَالَ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ هٰذَا مُنْذُ سَنَةٍ فَمَا أَسْتَطِيعُ هَيْبَةً لَّكَ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ مَا ظَنَنْتَ أَنَّ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَاسْأَلْنِي فَإِنْ كَانَ لِي عِلْمٌ خَبَّرْتُكَ بِهِ قَالَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَآءِ أَمْرًا حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِنَّ مَا أَنْزَلَ وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا فِي أَمْرٍ أَتَأَمَّرُهُ إِذْ قَالَتِ امْرَأَتِي لَوْ صَنَعْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقُلْتُ لَهَا مَا لَكِ وَلِمَا هَا هُنَا وَفِيمَ تَكَلُّفُكِ فِي أَمْرٍ أُرِيدُهُ فَقَالَتْ

۴۵۳۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک سال دیر کی میں نے چاہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کا مطلب پوچھوں میں ہیبت کے مارے ان سے نہ پوچھ سکا یہاں تک کہ حج کو نکلے سو میں بھی ان کے ساتھ نکلا سو جب ہم حج سے پھرے اور ہم بعض راستے میں تھے تو عمر رضی اللہ عنہ اپنی حاجت کے واسطے پیلو کے درختوں کی طرف پھرے یعنی راستے سے الگ ہوئے سو میں ان کے واسطے ٹھہرا یہاں تک کہ حاجت سے فارغ ہوئے پھر میں ان کے ساتھ چلا تو میں نے کہا اے سردار مسلمانوں کے کون ہیں وہ دو عورتیں جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنج دینے میں اتفاق کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں سے؟ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ دونوں حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں میں نے کہا قسم ہے اللہ کی بے شک مدت ایک سال سے میرا ارادہ تھا کہ میں تجھ سے یہ بات پوچھوں سو میں تمہاری ہیبت کے مارے نہ پوچھ سکا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا سو ایسا مت کرنا جو تو نے گمان کیا کہ مجھ کو یہ معلوم ہے سو مجھ سے پوچھ سو اگر میرے پاس اس کا علم ہوا تو میں تجھ کو خبر دوں گا ساتھ اس کے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کرنی شروع کی پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کفر کی حالت میں عورتوں کا کچھ اختیار نہ گنتے تھے کہ کسی کام میں دخل دیں یہاں تک کہ اللہ نے ان کے حق میں اتارا جو اتارا اور بانٹا ان کے واسطے جو بانٹا کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سو جس حالت میں کہ میں ایک کام میں فکر کرتا تھا کہ اچانک میری

لِی عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ مَا تُرِيدُ أَنْ تُرَاجَعَ أَنْتَ وَإِنَّ ابْنَتَكَ لَتُرَاجِعُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ رِدَآئَهُ مَكَانَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ فَقَالَ لَهَا يَا بُنَيَّةُ إِنَّكِ لَتُرَاجِعِينَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَاللّٰهِ إِنَّا لَنُرَاجِعُهُ فَقُلْتُ تَعْلَمِينَ أَنِّي أُحَذِّرُكِ عُقُوبَةَ اللّٰهِ وَغَضَبَ رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّةُ لَا يَغُرَّنَّكِ هٰذِهِ الَّتِي أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا يُرِيدُ عَائِشَةَ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِي مِنْهَا فَكَلَّمْتُهَا فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ دَخَلْتَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى تَبْتَغِيَ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ فَأَخَذَتْنِي وَاللّٰهِ أَخْذًا كَسَرَتْنِي عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ أَجِدُ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا وَكَانَ لِي صَاحِبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غِبْتُ أَتَانِي بِالْخَبَرِ وَإِذَا غَابَ كُنْتُ أَنَا آتِيهِ بِالْخَبَرِ وَنَحْنُ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِنْ مُلُوكِ غَسَّانَ ذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَسِيرَ إِلَيْنَا فَقَدِ امْتَلَأَتْ صُدُورُنَا مِنْهُ فَإِذَا صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَدُقُّ الْبَابَ فَقَالَ

عورت نے مجھ سے کہا کہ اگر تو ایسا ایسا کرتا تو خوب ہوتا تو میں نے اس سے کہا کہ کیا ہے تجھ کو اور اس چیز کو کہ اس جگہ ہے یعنی تو میرے اس کام میں کیوں دخل دیتی ہے اور تجھ کو اس سے کیا مطلب، کس چیز میں ہے تکلف تیرا اس کام میں جس کا میں ارادہ کرتا ہوں یعنی اس کام میں عورتوں کو دخل نہیں تو اس میں کیوں دخل دیتی ہے؟ تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں تجھ سے متعجب ہوں اے خطاب کے بیٹے! تو نہیں چاہتا کہ میں تجھ سے بات دوہراؤں اور بیشک تیری بیٹی حضرت ﷺ سے تکرار کرتی ہے یعنی حفصہ رضی اللہ عنہا یہاں تک کہ تمام دن خفا رہتے ہیں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اسی وقت اپنی چادر لی یہاں تک کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر گئے سو اس سے کہا کہ اے بیٹی! بیشک تم حضرت ﷺ سے تکرار کرتی ہو یہاں تک کہ حضرت ﷺ تمام دن خفا رہتے ہیں؟ تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ ہم حضرت ﷺ سے تکرار کرتی ہیں میں نے کہا تو جانتی ہے میں تجھ کو ڈراتا ہوں اللہ کے عذاب سے اور پیغمبر ﷺ کے غضب سے اے بیٹی! نہ مغرور کرے تجھ کو یہ عورت یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا جس کو اپنی خوبی خوش لگی ہے محبت حضرت ﷺ کی اس سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نکلا یہاں تک کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس داخل ہوا واسطے قرابت اپنی کے اس سے سو میں نے ان سے کلام کیا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں تجھ سے تعجب کرتی ہوں اے خطاب کے بیٹے! تو ہر چیز میں داخل ہوا یہاں تک کہ تو چاہتا ہے کہ حضرت ﷺ اور آپ کی بیویوں کے درمیان داخل ہو کہا سو قسم ہے اللہ کی اس نے مجھ کو ایسا پکڑا کہ توڑا مجھ کو بعض اس چیز سے کہ میں پاتا تھا یعنی میرا

اُفْتَحْ افْتَحْ فَقُلْتُ جَآءَ الْغَسَّانِيُّ فَقَالَ بَلْ أَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ اعْتَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْوَاجَهٗ فَقُلْتُ رَغِمَ أَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ فَأَخَذْتُ ثَوْبِي فَأَخْرُجُ حَتّٰى جِئْتُ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهٗ يَرْقٰى عَلَيْهَا بِعَجَلَةٍ وَّغُلَامٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوَدُ عَلٰى رَأْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ لَهٗ قُلْ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَذِنَ لِيْ قَالَ عُمَرُ فَقَصَصْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَلَمَّا بَلَغْتُ حَدِيْثَ أُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهٗ لَعَلٰى حَصِيْرٍ مَّا بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ شَيْءٌ وَّتَحْتَ رَأْسِهٖ وِسَادَةٌ مِّنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ وَّإِنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَظًا مَّصْبُوْبًا وَّعِنْدَ رَأْسِهٖ أَهَبٌ مُّعَلَّقَةٌ فَرَأَيْتُ أَثَرَ الْحَصِيْرِ فِيْ جَنْبِهٖ فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ كِسْرٰى وَقَيْصَرَ فِيْمَا هُمَا فِيْهِ وَأَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةُ.

غصہ جاتا رہا پھر میں ان کے پاس سے نکلا اور ایک انصاری میرا ساتھی تھا جب میں حضرت ﷺ کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو میرے پاس خبر لاتا یعنی جو حضرت ﷺ کی مجلس میں واقع ہوتا اور جب وہ حضرت ﷺ کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو میں اس کے پاس خبر لاتا اور ہم غسان کے ایک بادشاہ سے ڈرتے تھے کہ ہمارے واسطے ذکر کیا گیا کہ وہ چاہتا ہے کہ ہماری طرف چلے ہمارے سینے اس سے بھرے تھے یعنی ڈر سے سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ میرا ساتھی انصاری دروازے پر دستک دیتا ہے سو کہا کہ دروازہ کھول! دروازہ کھول! تو میں نے کہا کہ کیا غسانی آ گیا؟ سو اس نے کہا کہ بلکہ سخت تر اس سے حضرت ﷺ اپنی بیویوں سے الگ ہوئے سو میں نے کہ کہ خاک میں ملا ناک حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا تو میں اپنا کپڑا لے کر نکلا یہاں تک کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ اپنے ایک بالا خانے میں ہیں کہ سیڑھی سے اس پر چڑھا جاتا ہے اور حضرت ﷺ کا ایک کالا غلام سیڑھی پر ہے یعنی آپ کا دربان ہے سو میں نے اس سے کہا کہ عرض کر کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ ہے اجازت مانگتا ہے اور حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سو میں نے حضرت ﷺ پر یہ حدیث بیان کی سو جب میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو پہنچا تو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا اور بیشک آپ ایک چٹائی پر تھے کہ آپ کے اور چٹائی کے درمیان کچھ چیز نہ تھی یعنی کوئی کپڑا نہ بچھا تھا اور آپ کے سر کے نیچے ایک تکیہ ہے چمڑے کا کہ اس کی روئی کھجور کا پوست تھا یعنی روئی کے بدلے اس کے اندر کھجور کی چھیل بھری تھی اور آپ ﷺ کے پاؤں کے نزدیک ڈھیر ہے سلم کے پتوں کا

جس کے ساتھ چمڑوں کو رنگا جاتا ہے اور آپ کے سر کے پاس کچے چمڑے لٹکے ہیں سو میں نے چٹائی کا نشان آپ کے پہلو میں دیکھا تو میں رویا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کس سبب سے روتا ہے؟ میں نے کہا یا حضرت! بے شک فارس اور روم کے بادشاہ عیش اور آرام میں ہیں اور آپ اللہ کے رسول، سو فرمایا کیا تو اس سے راضی نہیں کہ ان کے واسطے دنیا ہو اور ہمارے واسطے آخرت۔

فائدہ: حب رسول اللہ ﷺ ساتھ رفع ب کے ہے اس بنا پر کہ وہ بدل ہے اعجب کے فاعل سے اور اس کی زبر بھی جائز ہے اس بنا پر کہ وہ مفعول ہے یعنی بہ سبب محبت حضرت ﷺ کے ان سے اور اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ﴾ فِيهِ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب پیغمبر ﷺ نے اپنی عورت سے ایک بات چھپائی پھر جب اس نے اس بات کو ظاہر کیا اور اللہ نے پیغمبر ﷺ کو اس پر مطلع کیا تو جتا دی پیغمبر نے اس میں سے کچھ اور ٹال دی کچھ پھر جب وہ جتایا عورت کو تو بولی تجھ کو کس نے بتایا کہا مجھ کو بتایا اس خبر والے واقف نے اس باب میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جو پہلے مذکور ہوئی۔

٤٥٣٣ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا أَتْمَمْتُ كَلَامِي حَتَّى قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ.

۴۵۳۳۔ مراد ابو عبداللہ سے خود امام بخاری رحمہ اللہ ہیں اور اس کا قائل ان کا شاگرد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے چاہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھوں کہ اے امیر المؤمنین! کون ہیں وہ دو عورتیں جنہوں نے حضرت ﷺ کے رنج دینے پر اتفاق کیا تھا سو میں نے اپنی کلام تمام نہ کی یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنْ تَتُوْبَآ إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر تم دونوں توبہ کرو تو اللہ خوش ہو سو البتہ جھک پڑے ہیں تمہارے دل۔

صَغَوْتُ وَأَصْغَيْتُ مِلْتُ ﴿لِتَصْغٰى﴾ لِتَمِيْلَ.

یعنی ان دونوں لفظوں کے معنی ہیں میں جھک پڑا یعنی ثلاثی اور رباعی کے ایک معنی ہیں اور تصغی کے معنی ہیں جھکیں۔

فائدہ: یہ لفظ سورہ انعام میں ہے ذکر اس کا اس جگہ میں تقریبی ہے، یہ قول ابوعبیدہ کا ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿ولتصغى اليه افئدة الذين لا يؤمنون بالآخرة﴾۔

﴿وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ﴾ عَوْنٌ تَظَاهَرُوْنَ تَعَاوَنُوْنَ.

اس آیت کی تفسیر میں اور اگر تم اتفاق کرو حضرت ﷺ کے رنج دینے پر تو البتہ اللہ ہے اس کا کارساز اور جبرئیل علیہ السلام اور نیک ایماندار اور فرشتے اس کے پیچھے مددگار ہیں اور ظہیر کے معنی ہیں مددگار اور تظاہرون کے معنی ہیں تم مدد کرتے ہو اور بعض نسخوں میں ہے کہ تظاہرا کے معنی ہیں کہ تم دونوں ایک دوسرے کی مدد کرو

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ﴾ أَوْصُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَأَدِّبُوْهُمْ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے یعنی وصیت کرو ان کو اللہ کے تقویٰ کے ساتھ اور ان کو ادب سکھلاؤ۔

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ حکم کرو ان کو ساتھ بندگی اللہ کی کے اور منع کرو ان کو گناہ سے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ سکھلاؤ ان کو نیکی۔

٤٥٣٤ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ كُنْتُ أُرِيْدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَكَثْتُ سَنَةً فَلَمْ أَجِدْ لَهٗ مَوْضِعًا حَتّٰى خَرَجْتُ مَعَهٗ حَاجًّا فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرَانَ ذَهَبَ عُمَرُ لِحَاجَتِهٖ فَقَالَ

۴۵۳۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں چاہتا تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پوچھوں ان دو عورتوں کے بارے میں جنہوں نے حضرت ﷺ کو رنج دینے پر اتفاق کیا سو مجھ کو ایک سال دیرگی میں نے اس کے پوچھنے کا کوئی موقع نہ پایا یہاں تک کہ میں اس کے ساتھ حج کو نکلا سو جب ہم ظہران میں تھے یعنی حج سے پلٹتے وقت تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی حاجت کے واسطے گئے اور کہا کہ مجھ کو وضو کا پانی لے کر ملنا سو میں ان کو ایک چھاگل لے کر ملا سو میں اس پر پانی ڈالنے لگا اور میں

أَدْرِكْنِي بِالْوَضُوْءِ فَأَدْرَكْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ فَجَعَلْتُ أَسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَآءَ وَرَأَيْتُ مَوْضِعًا فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَمَا أَتْمَمْتُ كَلَامِيْ حَتّٰى قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ.

نے موقع دیکھا سو میں نے کہا اے امیر المؤمنین! کون ہیں وہ دو عورتیں جنہوں نے حضرت ﷺ کو رنج دینے پر اتفاق کیا تھا؟ سو میں نے اپنی کلام کو تمام نہ کیا تھا کہ کہا وہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿عَسٰى رَبُّهٗ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُّبْدِلَهٗ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَآئِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَآئِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَّأَبْكَارًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر پیغمبر تم سب کو طلاق دے تو قریب ہے کہ اس کا رب بدلے میں دے اس کے عورتیں تم سے بہتر حکم بردار یقین رکھتیاں نماز میں کھڑی ہونے والیاں، توبہ کرنے والیاں، بندگی بجا لانے والیاں، روزے دار، شادی شدہ اور کنواریاں۔

٤٥٣٥ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِجْتَمَعَ نِسَآءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ ﴿عَسٰى رَبُّهٗ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُّبْدِلَهٗ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ﴾ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ.

۴۵۳۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جمع ہوئیں حضرت ﷺ کی عورتیں بیچ غیرت کرنے کے اوپر آپ کے اور میں نے ان سے کہا کہ اگر پیغمبر تم سب کو چھوڑ دے تو قریب ہے کہ اس کا رب بدلے میں دے اس کو عورتیں تم سے بہتر سو یہ آیت اتری۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ہے اس چیز میں جس میں اللہ نے ان کے قول کے موافق آیت اتاری اور غیرت کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

سُوْرَةُ الْمُلْكِ

سورۂ ملک کی تفسیر کا بیان

﴿تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ اَلتَّفَاوُتُ اَلْإِخْتِلَافُ وَالتَّفَاوُتُ وَالتَّفَوُّتُ وَاحِدٌ.

تفاوت کے معنی ہیں اختلاف، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ما ترى في خلق الرحمن من تفاوت﴾ اور تفاوت اور تفوت دونوں کے ایک معنی ہیں۔

﴿تَمَيَّزُ﴾ تَقَطَّعُ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿تميز من الغيظ﴾ یعنی قریب ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے آگ ان پر غصے سے۔

﴿مَنَاكِبِهَا﴾ جَوَانِبِهَا.

یعنی مناکبھا کے معنی ہیں اس کے اطراف ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فامشوا فی مناکبھا﴾ یعنی چلو اس کے اطراف میں۔

﴿تَدَّعُوْنَ﴾ وَتَدْعُوْنَ وَاحِدٌ مِّثْلُ تَذَّكَّرُوْنَ وَتَذْكُرُوْنَ.

یعنی تدعون مشدد اور تدعون مخفف دونوں کے ایک معنی ہیں مثل ان دونوں لفظوں کے۔

فائدہ: یہ قول فراء کا ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿هذا الذی کنتم به تدعون﴾ اور اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ اس نے اس کو تخفیف کے ساتھ نہیں پڑھا۔

﴿وَيَقْبِضْنَ﴾ يَضْرِبْنَ بِأَجْنِحَتِهِنَّ.

اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ پر مارتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿صافات ویقبضن﴾ یعنی کبھی اپنے پر اکٹھے کرتے ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صَافَّاتٍ﴾ بَسْطُ أَجْنِحَتِهِنَّ وَنُفُوْرٌ اَلْكُفُوْرُ.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صافات کے معنی ہیں اپنے پر کھولے اور تفور کے معنی ہیں کفور، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿بل لجو فی عتو ونفور﴾ یعنی جو اڑے ہیں سرکشی اور نفرت میں وہ کافر ہیں۔

فائدہ: اور کہا جاتا ہے کہ غورا کے معنی ہیں جس میں ڈول نہ پہنچے ابن کلبی سے روایت ہے کہ آیت ﴿قل افرأیتم ان اصبح ماء کم غورا﴾ زمزم اور میمون کے کنوئیں میں اتری کہا اور مکے کے کنوئیں جلدی خشک ہو جاتے تھے۔ (فتح)

سُوْرَةُ نٓ وَالْقَلَمِ — سورۂ ن والقلم کی تفسیر کا بیان

فائدہ: مشہور ن میں یہ ہیں کہ حکم اس کا حکم اوائل سورتوں کا بیچ حروف مقطع کے اور اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے فراء نے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے مچھلی ہے اور آیا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے بطور رفع کے کہا کہ پہلے پہل اللہ نے قلم کو پیدا کیا اور فرمایا کہ لکھ اس نے کہا کہ کیا لکھوں؟ فرمایا جو چیز قیامت ہونے والی ہے پھر یہ آیت پڑھی ن والقلم سونون سے مراد مچھلی ہے اور قلم سے مراد قلم ہے۔ (فتح) اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مچھلی وہ ہے کہ جس کے سر پر زمین ہے۔

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿حَرْدٍ﴾ جِدٍّ فِيْ اَنْفُسِهِمْ.

کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حرد کے معنی ہیں اپنے جی میں کوشش کرنی ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وغدوا علی حرد قادرین﴾.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَضَآلُّوْنَ﴾ أَضْلَلْنَا مَكَانَ جَنَّتِنَا.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ ہم نے اپنے باغ کی جگہ کو گم کیا یعنی ہم راہ بھول گئے یہ ہمارا باغ نہیں۔

فائدہ: عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص تھا اس کا ایک باغ تھا اس کا دستور تھا کہ جب میوہ کاٹتا تو اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر کا خرچ رکھ لیتا اور جو زیادہ ہوتا اس کو اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتا اور اس کے بیٹے اس کو خیرات کرنے سے منع کیا کرتے تھے سو جب ان کا باپ مر گیا تو سویرے باغ میں گئے اور کہا کہ آج اس میں تمہارے پاس کوئی مسکین نہ آئے اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ لوگ حبشے کے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿كَالصَّرِيْمِ﴾ كَالصُّبْحِ انْصَرَمَ مِنَ اللَّيْلِ وَاللَّيْلِ انْصَرَمَ مِنَ النَّهَارِ وَهُوَ أَيْضًا كُلُّ رَمْلَةٍ انْصَرَمَتْ مِنْ مُّعْظَمِ الرَّمْلِ وَالصَّرِيْمُ أَيْضًا الْمَصْرُوْمُ مِثْلُ قَتِيْلٍ وَّمَقْتُوْلٍ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿فاصبحت کالصریم﴾ کہ ہو گیا وہ باغ صبح کو جیسے کٹی کھیتی مانند صریم کے یعنی مانند صبح کی کہ جدا ہوتی ہے رات سے اور رات کی کہ جدا ہوتی ہے دن سے اور وہ نیز ہر ڈھیر ریت کا ہے کہ جدا ہو بڑے ٹیلے ریت کے سے اور نیز صریم ساتھ معنی مصروم کے ہے مانند قتیل کے ساتھ معنی مقتول کے۔

فائدہ: اور حاصل اس کا یہ ہے کہ صریم مشترک ہے کئی معنوں میں کہ حاصل سب کا جدا ہونا ایک چیز کا ہے دوسری چیز سے اور فعل پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے پس کہا جاتا ہے کہ صریم ساتھ معنی مصروم کے۔

تکمیل: عبدالرزاق نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ باغ ایک زمین ہے ملک یمن میں اس کو صرفان کہا جاتا ہے اس کے اور صنعاء کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ سخت رو ان سب کے پیچھے بدنام ملا ہوا ساتھ قوم کے نہ ان کے اصل سے۔

٤٥٣٦ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ﴾ قَالَ رَجُلٌ

۴۵۳۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ سخت سب کے پیچھے بدنام کہا کہ وہ ایک مرد ہے قریش سے واسطے اس کے نشانی ہے مثل نشانی بکری کے۔

مِّنْ قُرَيْشٍ لَهُ زَنَمَةٌ مِّثْلُ زَنَمَةِ الشَّاةِ.

فائدہ: اختلاف ہے کہ یہ آیت کس شخص کے حق میں اتری بعضوں نے کہا کہ وہ ولید بن مغیرہ کے حق میں اتری اور بعضوں نے کہا وہ اسود بن عبد یغوث ہے اور بعضوں نے کہا کہ اخنس ہے اور یہ جو کہا کہ اس کے واسطے نشانی ہے مثل نشانی بکری کے کہ پہچانا جاتا ہے ساتھ اس کے اور کہا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہ پہچانا جاتا ہے ساتھ بدی کے جیسے پہچانی جاتی ہے بکری ساتھ زنمہ کے اور طبرانی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس کی نشانی بیان ہوئی سو نہ پہچانا گیا یہاں تک کہ کہا گیا زنیم سو پہچانا گیا اور تھی واسطے اس کے نشانی اس کی گردن میں پہچانا جاتا تھا اس کے ساتھ اور کہا ابو عبیدہ نے کہ زنیم وہ معلق ہے قوم میں نہیں ان میں سے اور کہا شاعر نے کہ زنیم وہ ہے جس کا کوئی باپ معلوم نہ ہو۔ (فتح)

٤٥٣٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَّعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُّتَضَعِّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُّسْتَكْبِرٍ.

۴۵۳۷۔ حضرت حارث بن وہب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو بہشتی لوگ ہر بیچارہ غریب ہے لوگوں کی نظروں میں حقیر اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کی قسم کو سچا کر دے، کیا نہ بتلاؤں میں تم کو دوزخی لوگ ہر اجڈ موٹا حرام خور گھمنڈ والا یعنی بہشت غریب بے زور لوگوں کا مقام ہے اور دوزخ شکم پرور بد خلق غرور لوگوں کا مقام ہے۔

فائدہ: مراد ساتھ ضعیف کے وہ شخص ہے جس کا نفس ضعیف ہے واسطے تواضع اس کی کے اور ضعیف ہونے حال اس کے دنیا میں اور متضعف وہ شخص ہے جو حقیر ہے واسطے غیر مشہور ہونے اس کے کی دنیا میں اور کہا فراء نے کہ عتل کے معنی ہیں سخت جھگڑالو اور بعض نے کہا کہ خالی نصیحت ہے اور بعض نے کہا کہ سخت بدخو ہر چیز سے اور وہ اس جگہ کافر ہے اور کہا داؤدی نے کہ موٹا بڑی گردن اور بڑے پیٹ والا اور بعض نے کہا کہ جمع کرنے والا اور روکنے والا اور بعض کہتے ہیں کہ بہت کھانے والا اور جواظ کے معنی ہیں موٹا اترا کر چلنے والا اور بعض نے کہا کہ جو بیمار نہ ہو اور بعض نے کہا کہ جو تعریف چاہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جس دن کھولی جائے پنڈلی اور بلائے جائیں طرف سجدے کے سو نہ کر سکیں۔

فائدہ: ابو یعلی نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جس دن کھولے پنڈلی یعنی نور عظیم سو سب سجدہ میں گر پڑیں اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مراد ساق سے شدت امر کی ہے اور حاکم نے ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ دن مشکل اور شدت کا ہے کہا خطابی نے سو معنی یہ ہوں گے کہ کھولی جائے گی قدرت اس کی سے جو کھلے گی شدت اور سختی سے اور سوائے اس کے تاویلوں سے جیسا کہ کتاب الرقاق میں آئے گا اور نہ گمان کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے اعضاء اور جوڑ ہیں اس واسطے کہ اس میں مخلوق کی مشابہت لازم آتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے بلند اور پاک ہے نہیں مثل اس کی کوئی چیز۔ (فتح)

٤٥٣٨ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهٖ فَيَسْجُدُ لَهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ فَيَبْقٰى كُلُّ مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَآءً وَّسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهٗ طَبَقًا وَّاحِدًا.

۴۵۳۸۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا رب اپنی پنڈلی کھولے گا تو ہر ایماندار مرد اور عورت اس کو سجدہ کریں گے اور باقی رہے گا جو دنیا میں دکھانے یا سنانے کے واسطے سجدہ کرتا تھا تو وہ سجدہ کرنے لگے گا تو اس کی پیٹھ ایک تختہ ہو جائے گی یعنی تو وہ سجدہ نہ کر سکے گا۔

سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ

سورۂ حاقہ کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ ﴿عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ﴾ يُرِيْدُ فِيْهَا الرِّضَا.

یعنی اللہ کے اس قول سے مراد یہ ہے کہ اس میں رضا ہو گی۔

فائدہ: چونکہ راضیہ عیش کی صفت نہیں بن سکتی اس واسطے یہ تاویل کی کہ مراد رضا والی عیش ہے اور درحقیقت راضیہ صفت صاحب عیش کی ہے یعنی وہ گزران میں راضی ہوگا اور ثابت کیا ہے اس کو واسطے عیش کے تو یہ استعارہ بالکنایہ ہے۔

﴿اَلْقَاضِيَةَ﴾ اَلْمَوْتَةَ الْاُوْلَى الَّتِيْ مُتُّهَا لَمْ اُحْيَ بَعْدَهَا.

یعنی مراد ساتھ قاضیۃ کے اللہ کے اس قول میں ﴿یالیتها كانت القاضیة﴾ پہلی موت ہے کہ میں اس کے ساتھ مرا کہ میں اس کے بعد زندہ نہ ہوتا اور عذاب نہ دیکھتا۔

﴿مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ﴾ أَحَدٌ يَّكُوْنُ لِلْجَمْعِ وَلِلْوَاحِدِ.

یعنی حاجزین اللہ کے اس قول میں احد کی صفت واقع ہوا ہے تو یہ اس واسطے کہ احد جمع اور واحد سب کے واسطے آتا ہے یعنی اس میں واحد اور جمع سب برابر ہیں اسی واسطے حاجزین احد کی صفت واقع ہوا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الْوَتِينَ﴾ نِيَاطُ الْقَلْبِ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وتین کے معنی ہیں رگ جان کی، اللہ نے فرمایا ﴿ثم لقطعنا منه الوتين﴾ پھر کاٹ ڈالتے ہم اس کی رگ دل کی۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿طَغٰى﴾ كَثُرَ.

اور طغی کے معنی ہیں بہت ہوا پانی یہاں تک کہ پہاڑوں وغیرہ کے اوپر چڑھ گیا پندرہ ہاتھ یعنی طوفان نوح کے وقت میں اللہ نے فرمایا ﴿انا لما طغى المآء حملناكم في الجارية﴾۔

وَيُقَالُ ﴿بِالطَّاغِيَةِ﴾ بِطُغْيَانِهِمْ وَيُقَالُ طَغَتْ عَلَى الْخُزَّانِ كَمَا طَغَى الْمَآءُ عَلٰى قَوْمِ نُوحٍ.

یعنی کہا جاتا ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿فاهلكوا بالطاغية﴾ کہ بہر حال قوم ثمود کی سو ہلاک ہوئے بہ سبب سرکشی اپنی کے یعنی طغی ان معنی کے ساتھ بھی آیا ہے کہا جاتا ہے کہ سرکشی کی آندھی نے خزانچی پر یعنی اتنا زور کیا کہ قابو میں نہ رہی اور قوم عاد کو ہلاک کیا جیسے کہ سرکشی کی پانی نے نوح کی قوم پر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ہے ﴿لما طغى المآء﴾ کہ سرکشی کی پانی نے خزانچی پر سو اترا بغیر ماپ اور تول کے یعنی بے حساب اترا۔

فائدہ: اور معنی غسلین کے وہ چیز ہے کہ دوزخیوں کی پیپ سے جاری ہو، اللہ کے اس قول میں ﴿ولا طعام الا من غسلين﴾۔

فائدہ: نہیں ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ تفسیر حاقہ کے کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو حکم ہوا کہ میں حدیث بیان کروں ایک فرشتے کی حاملین عرش میں سے کہ اس کی کنپٹی اور مونڈھے کے درمیان سات سو برس کی راہ ہے روایت کی ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے اور اس کی سند اوپر شرط صحیح کے ہے۔ (فتح)

سُوْرَةُ سَأَلَ سَآئِلٌ

سورۂ سأل سائل کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اس سورہ کا نام سورہ معارج ہے۔

اَلْفَصِيْلَةُ أَصْغَرُ اٰبَآئِهِ الْقُرْبٰى إِلَيْهِ يَنْتَمِي

فصیلته یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿وفصيلته التي

مَنِ انتمٰى.

تؤويه﴾ وہ ہے جو قریبی باپ دادوں میں قریب تر ہو اس کی طرف منسوب ہوتا ہے جو منسوب ہو یعنی مراد فصیلہ سے قریبی ناتے دار ہیں جن کی طرف منسوب ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد فصیلہ سے ماں ہے جس نے دودھ پلایا ہو۔

﴿لِلشَّوٰى﴾ اَلْيَدَانِ وَالرِّجْلَانِ وَالْأَطْرَافُ وَجِلْدَةُ الرَّأْسِ يُقَالُ لَهَا شَوَاةٌ وَّمَا كَانَ غَيْرَ مَقْتَلٍ فَهُوَ شَوًى.

یعنی مراد شوی، اللہ کے قول ﴿نزاعة للشوى﴾ میں دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور اطراف بدن اور کھال سر کی ہے اور ان سب اعضاء کو شواۃ کہا جاتا ہے اور جو عضو کہ غیر مقتل ہے اس کو شوی کہتے ہیں۔

فائدہ: شوی جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد شواۃ ہے اور وہ دونوں ہاتھ اور پاؤں اور سر آدمی کا ہے۔ (فتح)

﴿عِزِيْنَ﴾ وَالْعِزُوْنَ الْحِلَقُ وَالْجَمَاعَاتُ وَوَاحِدُهَا عِزَةٌ.

یعنی عزین اور عزون کے معنی ہیں حلقے اور جماعتیں اور یہ جمع کا لفظ ہے اس کا واحد عزۃ ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وعن الشمال عزين﴾ یعنی دوڑتے آتے ہیں دائیں اور بائیں سے گروہ گروہ ہو کر۔

سُوْرَةُ نُوْحٍ

سورۂ نوح کی تفسیر کا بیان

﴿أَطْوَارًا﴾ طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا.

یعنی معنی طورا کے اللہ کے قول ﴿وخلقكم اطوارا﴾ میں ہیں اور پیدا کیا تم کو ایسے طور پر اور ایسے طور پر یعنی مختلف طور سے کہ پہلے منی پیدا کی پھر علقہ پھر مضغہ۔

يُقَالُ عَدَا طَوْرَهٗ أَيْ قَدْرَهٗ.

اور کہا جاتا ہے بڑھا اپنے طور سے یعنی قدر سے یعنی طور ساتھ معنی قدر کے بھی آیا ہے۔

وَالْكُبَّارُ أَشَدُّ مِنَ الْكِبَارِ وَكَذٰلِكَ جُمَّالٌ وَّجَمِيْلٌ لِأَنَّهَا أَشَدُّ مُبَالَغَةً وَّكُبَّارٌ الْكَبِيْرُ وَكُبَارًا أَيْضًا بِالتَّخْفِيْفِ وَالْعَرَبُ تَقُوْلُ رَجُلٌ حُسَّانٌ وَّجُمَّالٌ وَّحُسَانٌ مُّخَفَّفٌ وَّجُمَالٌ مُّخَفَّفٌ.

یعنی لفظ کبارا کا جو اللہ کے قول ﴿ومکرو مکرا کبارا﴾ میں واقع ہے سخت تر ہے کبار مخفف سے یعنی اس میں مبالغہ زیادہ ہے اور اسی طرح جمال و جمیل اس واسطے کہ اس میں مبالغہ زیادہ ہے یعنی لفظ جمال میں زیادہ مبالغہ ہے لفظ جمیل سے اور کبار کے معنی ہیں کبیر اور کبار تخفیف کے ساتھ بھی جائز ہے اور عرب کہتے ہیں

حسان اور جمال یعنی ساتھ تشدید کے اور حسان اور جمال تخفیف کے ساتھ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ: کہا ابوعبیدہ نے کہ کبار کا حکم کبیر کا ہے اور عرب لوگ کبیر کو فِعّال مخفف کی طرف پھیرتے ہیں یعنی اس کو کبار بناتے ہیں پھر اس کو تشدید دیتے ہیں تا کہ اس میں زیادہ مبالغہ ہو کبار مخفف سے۔

﴿دَيَّارًا﴾ مِنْ دَوْرٍ وَّلٰكِنَّهٗ فَيْعَالٌ مِّنَ الدَّوَرَانِ كَمَا قَرَأَ عُمَرُ الْحَيُّ الْقَيَّامُ وَهِيَ مِنْ قُمْتُ.

اللہ نے فرمایا ﴿لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا﴾ یعنی لفظ دیارا کے اللہ کے اس قول میں مشتق ہے دور سے لیکن وہ اوپر وزن فیعال کے ہے دوران سے۔

فائدہ: یعنی اصل اس کا دیوار ہے پھر واؤ کو یا کے ساتھ بدل کر یا کو یا میں ادغام کیا جیسا کہ پڑھا ہے عمر نے الحی القیوم کو الحی القیام اور وہ مشتق ہے قمت سے۔

فائدہ: ابوعبیدہ نے فضائل قرآن میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عشاء کی نماز پڑھی سو اس میں سورہ آل عمران شروع کی سو پڑھا لا الہ الاھو الحی القیام اور یہ نظیر دیار کی ہے یعنی قیام فعال کے وزن پر نہیں بلکہ فیعال کے وزن پر جیسے کہ دیار۔

وَقَالَ غَيْرُهٗ دَيَّارًا أَحَدًا.

اور اس کے غیر نے کہا کہ دیارا کے معنی ہیں کسی کو۔

﴿تَبَارًا﴾ هَلَاكًا.

اور تبارا کے معنی ہیں ہلاک ہونا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ولا تزد الظالمین الا تبارا﴾.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مِدْرَارًا﴾ يَتْبَعُ بَعْضُهَا بَعْضًا.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مدرارا کے معنی ہیں ایک دوسرے کے پیچھے آئے یعنی لگا تار اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿یرسل السمآء علیکم مدرارا﴾ .

﴿وَقَارًا﴾ عَظَمَةً.

یعنی اللہ کے قول ﴿لا ترجون للہ وقارا﴾ کے معنی ہیں یعنی کہ تم اللہ کی عظمت کا حق نہیں پہچانتے۔

بَابٌ ﴿وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ چھوڑو ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو اور نہ نسر کو۔

۴۵۳۹ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَّقَالَ عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا صَارَتِ الْأَوْثَانُ

۴۵۳۹۔ اور کہا عطا نے یہ معطوف ہے محذوف پر اور بیان کیا ہے اس کو فاکہی نے ابن جریج سے کہ اس نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ یہ سب بت تھے نوح علیہ السلام کی قوم میں ان کو

الَّتِیْ کَانَتْ فِیْ قَوْمِ نُوْحٍ فِی الْعَرَبِ بَعْدُ أَمَّا وَدٌّ کَانَتْ لِکَلْبٍ بِدَوْمَةِ الْجَنْدَلِ وَأَمَّا سُوَاعٌ کَانَتْ لِھُذَیْلٍ وَأَمَّا یَغُوْثُ فَکَانَتْ لِمُرَادٍ ثُمَّ لِبَنِیْ غُطَیْفٍ بِالْجَوْفِ عِنْدَ سَبَإٍ وَأَمَّا یَعُوْقُ فَکَانَتْ لِھَمْدَانَ وَأَمَّا نَسْرٌ فَکَانَتْ لِحِمْیَرَ لِآلِ ذِی الْکَلَاعِ أَسْمَآءُ رِجَالٍ صَالِحِیْنَ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ فَلَمَّا ھَلَکُوْا أَوْحَی الشَّیْطَانُ إِلٰی قَوْمِھِمْ أَنِ انْصِبُوْا إِلٰی مَجَالِسِھِمُ الَّتِیْ کَانُوْا یَجْلِسُوْنَ أَنْصَابًا وَسَمُّوْھَا بِأَسْمَآئِھِمْ فَفَعَلُوْا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتّٰی إِذَا ھَلَكَ أُولٰٓئِكَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ.

پوجتے تھے اور کہا عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جو بت نوح علیہ السلام کی قوم میں تھے وہ اس کے بعد عرب کے لوگوں کے ہاتھ آئے اور عرب کی قومیں ان کو پوجنے لگیں بہر حال ودسو قوم کلب کے واسطے تھا دومۃ الجندل میں کہ ایک شہر ہے شام میں متصل عراق کے اور بہر حال سواع سو قوم ہذیل کے واسطے تھا اور وہ مکے کے پاس رہتے تھے اور وہ بت ان کے ایک مکان میں تھا جس کو رہاط کہا جاتا تھا اور بہر حال یغوث سو قوم مراد کے واسطے تھا پھر غطیف کی اولاد کے واسطے جرف میں کہ نام ہے ایک جگہ کا نزدیک سبا کے اور بہر حال یعوق سو قوم ہمدان کے واسطے تھا اور بہر حال نسر سو تھا واسطے حمیر کے یعنی آل ذی کلاع کے یہ سب نام ہیں نیک مردوں کے نوح علیہ السلام کی قوم سے سو جب وہ مر گئے تو شیطان نے ان کی قوم سے کہا کہ اپنے بیٹھنے کی مجلسوں میں بت کھڑے کرو اور نام رکھو ان کا ان کے نام پر سو انہوں نے یہ کام کیا سو ان کو کسی نے نہ پوجا یہاں تک کہ جب یہ لوگ مر گئے اور بدلہ علم ساتھ ان کے یعنی ان کے حال کا علم کسی کو نہ رہا تو پوجے گئے۔

فائدہ: عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ یہ سب بت تھے جن کو نوح علیہ السلام کی قوم پوجتی تھی پھر عرب نے ان کو پوجنا شروع کیا اور کہا ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ طوفان میں غرق ہوئے پھر جب پانی ان سے ہٹا تو شیطان نے ان کو نکال کر زمین میں پھیلایا اور کہا سہیلی نے تعریف میں کہ یغوث ابن شیث بن آدم ہے اور اسی طرح سواع وغیرہ بھی اور لوگ ان کی دعا سے برکت چاہتے تھے پھر جب کوئی ان میں سے مر جاتا تو اس کی صورت بنا کر اس پر ہاتھ پھیرتے مہلائیل کے زمانے تک پھر آہستہ آہستہ شیطان نے ان کو ان سے پوجوایا پھر ہوگئی یہ عادت پکی عرب میں سو میں نہیں جانتا کہ یہ نام ان کو ہند کی طرف سے پہنچے کہ نوح علیہ السلام کے بعد پہلے پہل بت پرستی ملک ہند میں ہوئی یا شیطان نے ان کو یہ نام سکھلائے اور ایک روایت میں ہے کہ عمرو بن لحی نے ان ناموں کو عرب میں داخل کیا اور ایک روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے انہوں نے ان کے یہ نام رکھے اور وہ بڑی عبادت کرنے والے تھے سو ایک مرد ان میں سے مر گیا تو لوگ اس پر غمناک ہوئے سو شیطان نے آ کر ان کو اس کی صورت بنا دی پھر دوسرے سے کہا اخیر قصے تک

اور اس میں ہے سو وہ ان کو پوجنے لگے یہاں تک کہ اللہ نے نوح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ بت ہیں جو نوح علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام کے زمانے میں پوجے گئے پھر طوفان نے ان کو اس جگہ پھینکا اور اس پر ریت ڈالی پھر عمرو بن لحی نے ان کو عرب کی طرف نکالا اور عرب کو ان کے پوجنے کی رغبت دلائی لوگوں نے اس کا کہا مانا اور بتوں کو پوجنے لگے اور فاکہی نے روایت کی ہے کہ پہلے پہل نوح علیہ السلام کے زمانے میں بت پرستی شروع ہوئی اور بیٹے اپنے باپوں کے ساتھ نیکی کیا کرتے تھے سو ایک مرد ان میں سے مر گیا تو اس کا بیٹا اس پر غمناک ہوا اس پر صبر نہ کر سکا سو اس نے اس کی صورت بنائی جب مشتاق ہوتا تو اس کی صورت کو دیکھتا پھر وہ مر گیا تو کیا گیا ساتھ اس کے جیسا کہ کیا اس نے پھر اسی طرح پے در پے ہوتا رہا سو جب باپ مر گیا تو بیٹوں نے کہا ہمارے باپوں نے ان کو نہیں بنایا مگر اسی واسطے کہ ان کے رب تھے سو ان کو پوجنے لگے اور حاصل ان سب روایتوں کا یہ ہے کہ قصہ نیک مردوں کا تھا مبتدا پوجنے قوم نوح علیہ السلام کی کا ان بتوں کو پھر پیروی کی ان کی اس پر جو ان سے پیچھے ہوئے۔ (فتح)

سُوْرَةُ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ

سورۂ جن کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿جَدُّ رَبِّنَا﴾ غِنَا رَبِّنَا وَقَالَ عِكْرِمَةُ جَلَالُ رَبِّنَا وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ اَمْرَ رَبِّيْ.

اور کہا حسن نے کہ ﴿جد ربنا﴾ کے معنی بلند ہے مالداری ہمارے رب کی اور کہا عکرمہ نے کہ بلند ہے بزرگی ہمارے رب کی اور کہا ابراہیم نے کام ہمارے رب کا۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لِبَدًا﴾ أَعْوَانًا.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لبدا کے معنی ہیں مددگار۔

فائدہ: اور اصل لبد کے معنی ہیں تہ بہ تہ ہونا اور معنی یہ ہیں کہ قریب تھے جن کہ ہجوم کریں اوپر آپ کے گروہ گروہ ایک پر ایک اور بعض کہتے ہیں کہ ضمہ لام کے ساتھ معنی یہ ہیں کہ جن بہت تھے اور حاصل معنی کا یہ ہے کہ جنوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہجوم کیا جب کہ قرآن کو سنا۔ (فتح)

٤٥٤٠ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَآئِفَةٍ مِّنْ أَصْحَابِهٖ عَامِدِيْنَ إِلٰى سُوْقِ عُكَاظٍ وَّقَدْ حِيْلَ بَيْنَ الشَّيَاطِيْنِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ

۴۵۴۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی ایک جماعت میں سوق عکاظ کی طرف قصد کرتے چلے (جو نام ہے عرب کے ایک مشہور بازار کا اور وہ ایک کھجوروں کا باغ ہے درمیان مکے اور طائف کے اس کے اور طائف کے درمیان دس میل کا فاصلہ ہے) اور حالانکہ جن آسمان کی خبر سے روکے گئے اور ان پر انگارے بھیجے گئے سو جن پھرے یعنی آسمان سے اپنی قوم کی طرف تو

الشَّيَاطِيْنُ فَقَالُوْا مَا لَكُمْ فَقَالُوْا حِيْلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالَ مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ إِلَّا مَا حَدَثَ فَاضْرِبُوْا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوْا مَا هٰذَا الْأَمْرُ الَّذِيْ حَدَثَ فَانْطَلَقُوْا فَضَرَبُوْا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَنْظُرُوْنَ مَا هٰذَا الْأَمْرُ الَّذِيْ حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ قَالَ فَانْطَلَقَ الَّذِيْنَ تَوَجَّهُوْا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلَةَ وَهُوَ عَامِدٌ إِلَى سُوْقِ عُكَاظٍ وَّهُوَ يُصَلِّيْ بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْاٰنَ تَسَمَّعُوْا لَهُ فَقَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ فَهُنَالِكَ رَجَعُوْا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوْا يَا قَوْمَنَا ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَهْدِيْ إِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا﴾ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ﴾ وَإِنَّمَا أُوْحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ.

انھوں نے کہا کہ کیا حال ہے تمھارا کہ پھر آئے تو انھوں نے کہا کہ ہم آسمان کی خبر سے روکے گئے اور ہم پر انگارے بھیجے گئے، کہا ابلیس نے کہ نہیں روکا تم کو آسمان کی خبر سے کسی چیز نے مگر جوئی پیدا ہوئی سو چلو زمین کے مشرق اور مغرب میں سو دیکھو کہ کیا ہے یہ چیز جوئی پیدا ہوئی سو جن چلے اور زمین کے مشرق اور مغرب میں پھرے دیکھتے تھے کہ کیا ہے یہ امر جس نے ان کو آسمان کی خبر سے روکا سو جو جن کہ تہامہ اور حضرت ﷺ سوق عکاظ کی طرف قصد کرنے والے تھے اور اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھاتے تھے سو جب انہوں نے قرآن سنا تو اس کی طرف کان لگائے سو انہوں نے کہا کہ یہی ہے وہ چیز جس نے ہم کو آسمان کی خبر سننے سے روکا سو اسی جگہ سے اپنی قوم کی طرف پلٹ گئے اور جا کر کہا کہ اے ہماری قوم! ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب راہ دیکھاتا ہے نیک راہ اور ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز نہ شریک بنائیں گے اپنے رب کا کسی کو اور اللہ نے اپنے پیغمبر پر یہ آیت اتاری تو کہہ کہ ہم کو وحی ہوئی کہ سن گئے کتنے لوگ جنوں سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ وحی بھیجی گئی طرف آپ کی قول جنوں کا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت میں تو ابن اسحاق اور ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ یہ قصہ حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے دسویں سال میں تھا جب کہ حضرت ﷺ طائف کی طرف نکلے پھر پھرے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا اس حدیث میں کہ جنوں نے آپ کو دیکھا کہ اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھاتے ہیں اور فرض کی نماز سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معراج کی رات میں مشروع ہوئی اور معراج راجح قول پر ہجرت سے دو یا تین برس پہلے تھا تو ہوگا یہ قصہ بعد معراج کے لیکن وہ مشکل ہے اور وجہ سے اس واسطے کہ محصل اس کا جو صحیح میں ہے اور جو

ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ طائف کی طرف نکلے تو آپ کے ساتھ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی صحابی نہ تھا اور اس جگہ کہا کہ آپ کے ساتھ اصحاب کی ایک جماعت تھی اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ جب آپ طائف سے پھرے تو بعض اصحاب آپ کو راہ میں جا ملے اور آپ کے ساتھ ہوئے اور سوق عکاظ ایک بازار تھا کہ کفر کی حالت میں لوگ شوال کا سارا مہینہ اس میں ٹھہرتے اور آپس میں خرید وفروخت کرتے اور فخر کرتے اور شعر پڑھتے اور جس جگہ میں جمع ہوتے تھے اس کو ابتدا کہا جاتا تھا اور اس جگہ کئی پتھر تھے ان کے گرد گھومتے تھے پھر بازار مجنہ میں آتے اور وہاں بیس دن ٹھہرتے ذی قعد کے مہینے سے پھر بازار ذوالمجاز میں آتے اور وہ عرفات کے پیچھے ہے سو اس میں حج کے وقت تک ٹھہرتے اور یہ جو کہا کہ ہم آسمان کی خبر سے روکے گئے اور ہم پر انگارے بھیجے گئے تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ روکنا اور انگاروں کا بھیجنا دونوں اس زمانہ میں واقع ہوئے جس کا ذکر پہلے گزرا یعنی حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے دس سال پیچھے اور بہت حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کے واسطے حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے کے ابتدا میں واقع ہوا اور یہ تائید کرتا ہے اس کی کہ دونوں قصوں کا زمانہ مختلف ہے اور یہ کہ آنا جنوں کا واسطے سننے قرآن کے حضرت ﷺ کے طائف کی طرف نکلنے سے دو سال پہلے تھا اور نہیں مخالف ہے اس کو کوئی چیز مگر قول اس کا اس حدیث میں کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھاتے ہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ہو پہلے نماز کے فرض ہونے سے رات معراج کی اس واسطے کہ حضرت ﷺ معراج سے پہلے بھی قطعاً نماز پڑھتے تھے اور اسی طرح اصحاب آپ کے لیکن اختلاف ہے کہ کیا پانچ نمازوں سے پہلے بھی کوئی نماز فرض تھی یا نہیں پس صحیح ہوگا اس پر قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ پہلے فقط دو نمازیں فرض تھیں ایک سورج نکلنے سے پہلے اور ایک سورج ڈوبنے سے پہلے اور حجت اس میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿فسبح باسم ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها﴾ اور مانند اس کی آیتوں سے پس ہوگا اطلاق نماز فجر کا باب کی حدیث میں باعتبار زمانے کے نہ واسطے ہونے اس کے ایک پانچ فرض نمازوں میں سے جو معراج کی رات میں فرض ہوئیں سو ہوگا قصہ جنوں کا متقدم حضرت ﷺ کی بعثت کے اول سے اور اس جگہ میں کسی شارع نے تنبیہ نہیں کی اور البتہ روایت کیا ہے ترمذی نے باب کی حدیث کو ساتھ سیاق کے جو سالم ہے اس اشکال سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جن پہلے آسمان کی طرف چڑھتے تھے اور وحی کو سنتے تھے سو جب کوئی بات سن پاتے تو اس میں کئی گنا جھوٹ ملاتے سو وہ ایک بات سچ ہوتی اور باقی سب جھوٹ ہوتا سو جب حضرت ﷺ پیغمبر ہوئے تو اپنے ٹھکانوں سے منع کیے گئے اور اس سے پہلے ستاروں سے انگارے نہ پھینکے جاتے تھے اور روایت کیا ہے اس کو طبری وغیرہ نے مطول اور اس کے اول میں ہے کہ جنوں کے واسطے آسمان میں ٹھکانے تھے وہاں بیٹھ کر وحی کو سن آتے تھے سو جس حالت میں کہ اسی طرح تھے کہ اچانک حضرت ﷺ کو پیغمبری عنایت ہوئی سو روکے گئے شیطان آسمان سے پھینکے گئے ساتھ انگاروں

کے سو کوئی ان میں آسمان پر نہ چڑھتا تھا مگر کہ جل جاتا تھا اور گھبرائے زمین والے جب کہ دیکھا انہوں نے تاروں اور انگاروں کو اور اس سے پہلے نہ تھے تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہوئے آسمان والے اور پہلے پہل طائف والوں نے اس کو معلوم کیا سو اپنے مالوں اور غلاموں کو آزاد کر دیا تو ایک مرد نے ان کو کہا کہ تم کو خرابی اپنے مالوں کو کیوں ہلاک کرتے ہو کہ تمہارے نشان ستاروں سے جن کے ساتھ تم راہ پاتے ہو ان میں سے کوئی چیز نہیں گری سو باز رہو اور کہا شیطان نے کہ زمین میں کوئی چیز پیدا ہوئی ہے تو اس نے ہر چیز کی مٹی لا کر سونگھی اور تہامہ کی مٹی سے کہا کہ اس جگہ کوئی نئی چیز پیدا ہوئی ہے تو اس نے چند جنوں کو اس کی طرف روانہ کیا سو وہی ہیں جنہوں نے قرآن کو سنا اور اسی طرح اور بھی کئی حدیثیں ہیں پس یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ یہ قصہ پیغمبری کی ابتدا میں واقع ہوا اور یہی ہے معتمد اور قاضی عیاض وغیرہ نے کہا کہ اس حدیث میں ایک اشکال ہے اور وہ یہ ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انگاروں کا مارنا حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے تھا بہ سبب اس کے کہ شیطانوں نے اس سے انکار کیا اور اس کا سبب طلب کیا اسی واسطے عرب میں کہانت عام تھی اور ہر کام میں اس کی طرف رجوع کیا جاتا تھا یہاں تک کہ اس کا سبب قطع ہوا ساتھ اس طور کے کہ شیطانوں کو آسمان کی خبر سننے سے روکا گیا جیسا کہ اللہ نے اس سورہ میں فرمایا اور یہ کہ ہم نے ٹٹول دیکھا آسمان کو سو ہم نے اس کو پایا بھرا ہوا سخت چوکیداروں اور انگاروں سے اور یہ کہ ہم بیٹھتے تھے آسمان کے ٹھکانوں میں سننے کو سو جو کوئی اب سننا چاہے تو پائے اپنے واسطے ایک انگارا گھات میں اور البتہ وارد ہوئے ہیں اشعار عرب کے ساتھ اچنبا ہونے اس کے اور انگارا اس کے اس واسطے کہ یہ انہوں نے کبھی دیکھا سنا نہ تھا اور تھی یہ ایک دلیل حضرت ﷺ کی پیغمبری کی اور تائید کرتا ہے اس کو جو مذکور ہے حدیث میں شیطانوں کے انکار سے اور کہا بعضوں نے کہ ہمیشہ انگارے پھینکے جاتے رہے ستاروں سے جب سے دنیا پیدا ہوئی اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے عرب کے شعروں میں اور یہ مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور زہری رحمہ اللہ سے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ہے مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس نے روایت کی ہے انصاری چند مردوں سے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ستارہ پھینکا گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کفر کی حالت میں ستارہ پھینکا جاتا تھا تو تم اس کو کیا کہا کرتے تھے، آخر حدیث تک اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے معمر سے کہ کسی نے زہری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا کفر کی حالت میں بھی ستارہ پھینکا جاتا تھا اس نے کہا ہاں لیکن جب اسلام آیا تو اس میں بندش اور سختی زیادہ ہوئی اور یہ تطبیق خوب ہے اور کہا قرطبی نے کہ تطبیق یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے ایسی پھینک نہ تھی کہ شیطان چوری سننے بند ہوں لیکن کبھی انگارا پھینکا جاتا تھا اور کبھی نہیں پھینکا جاتا تھا اور ایک جانب سے پھینکا جاتا تھا اور سب طرفوں میں نہ پھینکا جاتا تھا اور شاید اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ اس آیت کے ﴿ویقذفون من کل جانب﴾ پھر پایا میں نے وہب بن منبہ سے دور کرتا ہے اس اشکال کو اور جمع کرتا ہے مختلف

حدیثوں کو کہا کہ ابلیس سب آسمانوں کی طرف چڑھتا تھا اوران میں جس طرح چاہتا تھا پھرتا تھا منع نہ کیا جاتا تھا جس دن سے آدم علیہ السلام بہشت سے نکلے یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے پس روکا گیا اس وقت چار آسمانوں سے پھر جب ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوئے تو باقی تین آسمانوں سے بھی روکا گیا پھر اس کے بعد وہ اور اس کی فوج چوری سننے لگے اور ان پر ستاروں سے انگارے پڑنے لگے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ فترۃ کے زمانے میں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان) آسمان پر چوکیدار نہ تھے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبری عنایت ہوئی تو آسمان پر سخت چوکیدار بیٹھے اور شیطانوں کو انگارے پڑنے لگے تو جنوں کو یہ بات غیر معروف معلوم ہوئی اور سدی کے طریق سے روایت ہے کہ آسمان پر چوکیدار نہ بیٹھے تھے مگر یہ کہ زمین میں کوئی پیغمبر یا دین ظاہر ہوتا ہے اور شیطانوں نے ٹھکانے بنائے ہوئے تھے کہ اس میں سنتے جو چیز نئی پیدا ہوتی پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبری عنایت ہوئی تو ان پر انگارے پھینکے گئے اور کہا ابن منیر نے کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے ستاروں سے انگارے نہ پڑتے تھے اور حالانکہ اسی طرح نہیں واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث مسلم کی اور لیکن قول اللہ تعالیٰ کا کہ جو کوئی اب سنے تو پائے اپنے واسطے انگارا گھات میں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ پہلے بھی ستاروں میں انگار پھینکے جاتے تھے سو کبھی جن چوری سننے والے کو پاتا اور کبھی نہ پاتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے کے بعد ایسی پھینک مار جاری ہوئی کہ کوئی انگارا نہ چوکتا تھا اسی واسطے انہوں نے اس کو گھات کے ساتھ موصوف کیا اس واسطے کہ جو کسی چیز کے واسطے گھات لگاتا ہے وہ اس سے نہیں چوکتا سو ہوگا متجدد ہونا اصابت کا نہ اصل اس کا یعنی اصل انگاروں کا پڑنا تو پہلے بھی تھا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے کے بعد تو ایسا ہوا کہ کوئی انگارا جن چوری سننے والے سے نہ چوکتا تھا اور عقیلی اور ابن مندہ وغیرہ نے مالک لیثی سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہانت کا ذکر ہوا تو میں نے کہا کہ پہلے پہل میں نے ہی آسمانوں کی چوکیداری اور انگاروں کا پھنکنا پہچانا اور میں نے جانا کہ وہ چوری سننے سے روکے گئے اور اس کا بیان یوں ہے کہ ہم اپنے ایک کاہن کے پاس جمع ہوئے جس کا نام خطر بن مالک تھا اور وہ بہت بوڑھا تھا اس کی عمر دو سو اسی برس کی تھی تو ہم نے کہا اے خطر! کیا تجھ کو ان ستاروں کا بھی کچھ حال معلوم ہے کہ ہم اس سے گھبرائے ہیں اور اپنی بد عاقبت سے ڈرے ہیں، الحدیث۔ اور اس میں ہے سو ایک بڑا تارا آسمان سے ٹوٹا تو وہ کاہن اونچی آواز سے چلایا اور کہا انگارے نے اس کو پایا اور اس کو پایا اور اس کو جلایا اور نیز اس نے کہا کہ سرکش جن آسمان کی خبر سننے سے روکے گئے ساتھ انگارے کے جو جلاتا ہے بہ سبب پیغمبر ہونے ایک بڑی شان والے کے اور یہی اپنی قوم کے واسطے دیکھتا ہوں جو اپنے نفس کے واسطے دیکھتا ہوں یہ کہ آدمیوں کے بہتر پیغمبر کی پیروی کریں اور اس حدیث کی سند نہایت ضعیف ہے اور اگر اس میں حکم نہ ہوتا تو میں اس کو ذکر کرتا واسطے ہونے اس کے کی نشانی پیغمبری کی نشانیوں سے اور اگر کوئی کہے کہ جب وحی

اترنے کے سبب سے انگاروں کے پھینکنے کی تاکید اور تشدید زیادہ ہوئی تو پھر حضرت ﷺ کے انتقال کے بعد بند کیوں نہ ہوئی اس واسطے کہ زیادہ بندش کا سبب اترنا وحی کا تھا حضرت ﷺ پر اور اترنا وحی کا حضرت ﷺ کے فوت ہونے سے بند ہوا اور حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ستارے اب بھی پھینکے جاتے ہیں اور اس کا جواب پکڑا جاتا ہے زہری کی حدیث سے سو پہلے گزری کہ اس میں ہے نزدیک مسلم کے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ آج کوئی بڑا مرد مرا یا پیدا ہوا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کسی کے مرنے جینے کے سبب سے نہیں پھینکے جاتے لیکن اللہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو آسمانوں والے بعض بعضوں کو خبر دیتے ہیں یہاں تک کہ پہلے آسمان پر خبر پہنچتی ہے تو جن سن کر اس کو لے بھاگتا ہے اور اس کو اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ نگہبانی اور بندش کا سبب موقوف نہیں ہوا اس واسطے کہ روز بروز اس عالم میں نیا کام ہوتا ہے اور تازہ واقعہ پیدا ہوتا ہے جس کا حکم فرشتوں کو ہوتا ہے کہ شیاطین باوجود سخت بندش کے اوپر ان کے اس باب میں بعد پیغمبر ہونے حضرت ﷺ کے نہیں بند ہوئی امید ان کی آسمان کی خبر چرانے میں بیچ زمانے حضرت ﷺ کے اور جب حضرت ﷺ کے زمانے میں ان کی یہ امید بند نہیں تو پھر آپ ﷺ کے بعد کیونکر بند ہو اور البتہ عمر نے غیلان بن سلمہ سے کہا جب کہ اس نے اپنی عورتوں کو طلاق دی کہ میں گمان کرتا ہوں کہ جو شیطان چوراتے ہیں اس میں ہے کہ میں نے سنا کہ تو کل مر جائے گا تو یہ ظاہر ہے اس میں کہ جنوں کا چوری سننا حضرت ﷺ کے بعد بھی بدستور جاری رہا سو قصد کرنے سننے کا اس چیز کے کہ نئی پیدا ہوئی سو نہ پہنچتی طرف اس کی مگر یہ کہ کوئی ان میں سے اپنی خفت حرکت سے کچھ سن کر لے بھاگتا اور انگار چمکتا اس کے پیچھے پڑتا سو اگر اس کو پاتا پہلے اس سے کہ اپنے ساتھی کے کان میں ڈالے تو فوت ہوتا نہیں تو اس کو سنتے اور آپس میں ایک دوسرے کو بتلاتے اور یہ جن جنہوں نے حضرت ﷺ کو نخلہ میں فجر کی نماز پڑھتے دیکھا جن کا ذکر اوپر ہوا ہے بعضوں نے کہا کہ یہ لوگ یہود کے دین پر تھے اسی واسطے انہوں نے کہا کہ اتارا گیا ہے بعد موسیٰ علیہ السلام کے بعض کہتے ہیں کہ نو جن تھے اور بعض کہتے ہیں کہ سات تھے اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ بارہ ہزار تھے موصل کے جزیرہ سے تو حضرت ﷺ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرا انتظار کر یہاں تک کہ میں تیرے پاس آؤں اور حضرت ﷺ نے اس کے گرد ایک خط کھینچا، آخر حدیث تک اور تطبیق یہ ہے کہ یہ قصے دو ہیں اس واسطے کہ جو جن پہلی بار آئے تھے ان کے آنے کا سبب وہ ہے جو حدیث میں مذکور ہوا انگاروں کے پڑنے سے اور جن کا ذکر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے ان کے آنے کا سبب یہ ہے کہ وہ مسلمان ہونے اور قرآن سننے اور احکام دین پوچھنے کے واسطے آئے تھے اور بہتر احکام جنوں کے بدء الخلق میں گزر چکے ہیں اور یہ جو انہوں نے کہا کہ اے قوم ہماری! ہم نے عجیب قرآن سنا تو کہا ماوردی نے کہ اس کا ظاہر یہ ہے کہ وہ قرآن سننے کے وقت ایمان لائے اور ایمان واقع ہوتا ہے ساتھ ایک دو امروں کے یا تو اعجاز کی حقیقت اور معجزے کی شرطوں کو پہچانے تو اس کو رسول کا سچا

ہونا معلوم ہوا اور جانے کہ یہ رسول سچا ہے اور یا اس کے پاس پہلی کتابوں کا علم ہو کہ اس میں دلائل ہوں اس پر کہ وہ پیغمبر ہے جس کی بشارت دی گئی اور جنوں میں دونوں امروں کا احتمال ہے اور یہ جو کہا کہ وحی بھیجی گئی طرف آپ کے قول جنوں کا تو یہ کلام ابن عباس رضی اللہ عنہما کا گویا کہ ثابت کیا اس نے اس میں اس چیز کو کہ پہلے ان کا مذہب تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنوں کے ساتھ جمع نہیں ہوئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وحی بھیجی اللہ نے آپ کی طرف کہ جن آپ کا قرآن سن گئے لیکن نہیں لازم آتا عدم ذکر اجتماع ان کی سے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سننے قرآن کے یہ کہ نہ جمع ہوئے ہوں ساتھ آپ کے اس کے بعد اور اس حدیث میں ثابت کرنا شیطانوں اور جنوں کے وجود کا ہے اور یہ کہ وہ دونوں نام ایک مسمی کے واسطے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہو گئی دو قسمیں باعتبار کفر اور ایمان کے سو جو ان میں سے ایماندار ہو اس کو شیطان نہیں کہا جاتا اور اس میں ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہجرت سے پہلے مشروع ہوا اور نیز اس میں مشروع ہونا اس کا ہے سفر میں اور فجر کی نماز میں پکار کر قرأت پڑھنی اور یہ کہ اعتبار ساتھ اس چیز کے ہے کہ مقدر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے بندے کے نیک خاتمہ سے نہ ساتھ اس چیز کے کہ ظاہر ہو بدی اس کی سے اگرچہ کہاں تک پہنچے اس واسطے کہ یہ جن جو مجرد قرآن کے سننے سے جلدی ایمان لائے اگر شیطان کے نزدیک ان کا رتبہ زیادہ تر نہ ہوتا تو نہ اختیار کرتا ان کو واسطے اس جہت کے کہ ظاہر ہوا واسطے اس کے کہ جو چیز نئی پیدا ہوئی وہ اس طرف ہے اور باوجود اس کے پس غالب ہوئی اوپر ان کے وہ چیز کہ مقدر ہو چکی تھی واسطے ان کے نیک بختی سے ساتھ نیک ہونے خاتمہ کے اور مانند اس کے ہے قصہ فرعون کے جادو گروں کا اور مفصل بیان اس کا کتاب القدر میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ — سورۂ مزمل کی تفسیر کا بیان

فائدہ: مزمل ساتھ تشدید کے اصل اس کا تتزیل ہے سو ادغام کی گئی تا زا میں اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس کو اصل پر پڑھا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَتَبَتَّلْ﴾ أَخْلِصْ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ تبتل کے معنی ہیں کہ خالص ہو واسطے عبادت اس کی کے۔

فائدہ: اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ خالص کر واسطے اس کے دعا اور عبادت کو اور عطا سے مروی ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وتبتل اليه تبتيلا﴾ کہ الگ ہو طرف اس کی الگ ہونا۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿أَنْكَالًا﴾ قُيُوْدًا.

اور کہا حسن نے انکالا کے معنی ہیں بیڑیاں اللہ نے فرمایا ﴿ان لدينا انكالا﴾.

﴿مُنْفَطِرٌ بِهِ﴾ مُثْقَلَةٌ بِهِ.

یعنی منفطر به کے معنی ہیں کہ بھاری ہونے والا ہے

ساتھ اس کے بھاری ہونا کہ سبب ہے پھٹنے کا دن قیامت کے بوجھ سے۔

فائدہ: یعنی اللہ تعالیٰ کے بوجھ سے بھاری ہوگا اس بنا پر ضمیر بہ کی اللہ کی طرف پھرے گی اور احتمال ہے کہ ضمیر بہ کی دن قیامت کی طرف پھرتی ہو اور کہا ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ضمیر مذکر ہے اور مرجع مؤنث ہے اس واسطے کہ تاویل آسمان کی تاویل چھت کی ہے یعنی مراد ضمیر منفطر کی ہے اور احتمال ہے کہ حذف پر ہو اور تقدیر شی منفطر ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كَثِيبًا مَّهِيلًا﴾ اَلرَّمْلُ السَّآئِلُ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ کثیبا مهیلا کے معنی ہیں ریت پھسلتی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وكانت الجبال كثيبا مهيلا﴾

﴿وَبِيلًا﴾ شَدِيْدًا.

اور وبیلا کے معنی ہیں سخت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فاخذناه اخذا وبيلا﴾ یعنی پکڑا ہم نے فرعون کو پکڑنا سخت۔

تنبیہ: نہیں وارد کی بخاری نے سورۂ مزمل میں کوئی حدیث مرفوع اور روایت کی ہے مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس چیز میں کہ متعلق ہے اس سے ساتھ قیام رات کے اور اس میں قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے تو ہوگئی نماز تہجد کی نفل بعد فرض ہونے کے اور ممکن ہے کہ داخل ہو بیچ قول اللہ تعالیٰ کے جو اس کے اخیر میں ہے ﴿وما تقدموا لانفسكم﴾ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مال تمہارا وہ ہے جو تم نے آگے بھیجا اور تمہارے وارثوں کا مال وہ ہے جو تم نے پیچھے چھوڑا و سیاتی فی الرقاق۔

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ

سورۂ مدثر کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اس کی تعلیل بھی وہی ہے جو مزمل میں گزری۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿عَسِيْرٌ﴾ شَدِيْدٌ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ عسیر کے معنی ہیں سخت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فذلك يوم عسير﴾.

﴿قَسْوَرَةٌ﴾ رِكْزُ النَّاسِ وَأَصْوَاتُهُمْ وَكُلُّ شَدِيْدٍ قَسْوَرَةٌ وَّقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ اَلْقَسْوَرَةُ قَسْوَرٌ اَلْأَسَدُ الرِّكْزُ الصَّوْتُ.

اور قسورة کے معنی ہیں لوگوں کا شوروغل یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿كانهم حمر مستنفرة فرت من قسورة﴾ اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ قسورہ کے معنی ہیں شیر اور ہر سخت چیز کو قسورہ کہتے ہیں۔

فائدہ: کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ عربی میں اسد کہتے ہیں اور فارسی میں شیر کہتے ہیں اور حبش کی زبان میں مستفرۃ۔

﴿مُسْتَنْفِرَةٌ﴾ نَافِرَةٌ مَّذْعُوْرَةٌ.

یعنی مستنفرة کے معنی ہیں ڈرنے والے اور بھڑکنے والے

۴۵۴۱ - حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ ﴿يَاۤأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ قُلْتُ يَقُوْلُوْنَ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ فَقَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهٗ مِثْلَ الَّذِيْ قُلْتَ فَقَالَ جَابِرٌ لَّا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَآءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِيْ هَبَطْتُ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَّمِيْنِيْ فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَّنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِيْ فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَّنَظَرْتُ أَمَامِيْ فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَّنَظَرْتُ خَلْفِيْ فَلَمْ أَرَ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ فَرَأَيْتُ شَيْئًا فَأَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِيْ وَصُبُّوْا عَلَيَّ مَآءً بَارِدًا قَالَ فَدَثَّرُوْنِيْ وَصَبُّوْا عَلَيَّ مَآءً بَارِدًا قَالَ فَنَزَلَتْ ﴿يَاۤأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾.

۴۵۴۱۔ حضرت یحییٰ بن کثیر سے روایت ہے کہ میں نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ پہلے پہل قرآن کی کون سی آیت اتری؟ اس نے کہا کہ ﴿یا ایها المدثر﴾ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ ﴿اقرأ باسم ربك الذی خلق﴾ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور میں نے اس سے کہا جیسے تو نے کہا تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں حدیث بیان کرتا ہوں میں تجھ سے مگر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حرا کے پہاڑ میں اعتکاف کیا سو جب میں اپنا اعتکاف پورا کر چکا تو میں نالی کے اندر اترا تو کسی نے مجھ کو پکارا تو میں نے اپنے دائیں دیکھا تو میں نے کچھ چیز نہ دیکھی اور میں نے اپنے بائیں دیکھا سو میں نے کچھ چیز نہ دیکھی اور میں نے اپنے آگے دیکھا سو کچھ چیز نہ پائی اور میں نے اپنے پیچھے دیکھا سو کچھ چیز نہ پائی پھر میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے ایک چیز دیکھی سو میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے کہا مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ اور مجھ پر سرد پانی چھڑکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو انہوں نے مجھ کو کپڑا اوڑھایا اور مجھ پر سرد پانی چھڑکا، کہا جابر رضی اللہ عنہ نے سو یہ آیتیں اتریں کہ اے اپنے اوپر کپڑا لپیٹنے والے! اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرا یعنی مکے والوں کو آگ سے اگر نہ ایمان لائیں اور اپنے رب کی بڑائی بول۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿قُمْ فَأَنْذِرْ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرا۔

۴۵۴۲ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهٗ قَالَا حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيرٍ

۴۵۴۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حرا کے پہاڑ میں اعتکاف کیا مثل حدیث عثمان کے علی بن مبارک سے۔

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَآءٍ مِّثْلَ حَدِيْثِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ.

فائدہ: بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان بن عمر کی حدیث کو روایت نہیں کیا جس پر حرب کی روایت کا حوالہ دیا اور وہ محمد بن بشار کے پاس ہے جو بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا استاذ ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں اور اپنے رب کی بڑائی بول۔

٤٥٤٣ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَيُّ الْقُرْاٰنِ أُنْزِلَ أَوَّلُ فَقَالَ ﴿يَآأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ فَقُلْتُ أُنْبِئْتُ أَنَّهٗ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ فَقَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَيُّ الْقُرْاٰنِ أُنْزِلَ أَوَّلُ فَقَالَ ﴿يَآأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ فَقُلْتُ أُنْبِئْتُ أَنَّهٗ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ فَقَالَ لَا أُخْبِرُكَ إِلَّا بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاوَرْتُ فِيْ حِرَآءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِيْ هَبَطْتُ فَاسْتَبْطَنْتُ الْوَادِيَ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ أَمَامِيْ وَخَلْفِيْ وَعَنْ يَّمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ فَأَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِيْ وَصُبُّوْا عَلَيَّ مَآءً بَارِدًا وَّأُنْزِلَ عَلَيَّ ﴿يَآأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ

۴۵۴۳۔ حضرت یحییٰ سے روایت ہے کہ میں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ پہلے پہل قرآن کی کون سے آیت اتاری گئی؟ تو اس نے کہا کہ ﴿یا ایها المدثر﴾ میں نے کہا کہ مجھے کو خبر ہوئی کہ ﴿اقرأ باسم ربك الذی خلق﴾ ہے تو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کون قرآن پہلے اترا اور اس نے کہا کہا ﴿یا ایها المدثر﴾ تو میں نے کہا کہ مجھ کو خبر دی گئی کہ ﴿اقرأ باسم ربك الذی خلق﴾ تو اس نے کہا کہ نہیں خبر دیتا میں تجھ کو مگر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حرا کے پہاڑ میں اعتکاف کیا سو جب میں اپنا اعتکاف پورا کر چکا تو میں نالی کے اندر اترا سو کسی نے مجھ کو پکارا سو میں نے اپنے آگے اور پیچھے اور دائیں اور بائیں دیکھا تو اچانک وہی فرشتہ یعنی جبرئیل علیہ السلام زمین اور آسمان کے درمیان تخت پر بیٹھا ہے سو میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ اور مجھ پر سرد پانی چھڑکو تو مجھ پر یہ آیتیں اتاری گئیں، اے کپڑا اوڑھنے والے! اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بول۔

فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾.

فائدہ: یہ جو کہا کہ مجھ کو خبر دی گئی کہ وہ ﴿اقرأ باسم ربك الذي خلق﴾ ہے تو ابو داؤد طیالسی رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ ﴿اقرأ باسم ربك الذي خلق﴾ اتری اور نہیں بیان کیا یحییٰ بن کثیر نے کہ کس نے اس کو خبر دی اور شاید مراد ساتھ اس کے عروہ ہے جیسے نہیں بیان کیا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہ کس نے اس کو خبر دی اور شاید مراد اس کی عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اس واسطے کہ یہ حدیث مشہور ہے عروہ سے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کما تقدم في بدء الوحي اور پہلے گزر چکا ہے وہاں کہ روایت زہری کی ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے جابر رضی اللہ عنہ سے دلالت کرتی ہے کہ مراد ساتھ اولیت کے بیچ قوک اس کے کی کہ اول سورہ مدثر اتری اولیت مخصوص ہے ساتھ اس چیز کے کہ بعد بند ہونے وحی کے ہے یا خاص ہے ساتھ امر ڈرانے کے نہ یہ کہ مراد اولیت مطلق ہے تو گویا کہ جس نے کہا کہ اول سورۂ اقرأ اتری تو مراد اس کی اولیت مطلق ہے اور جس نے کہا کہ مدثر ہے تو اس کی مراد ساتھ قید تصریح بالا رسال کے ہے اور کہا کرمانی نے کہ یہ جو کہا کہ اول یاایها المدثر اتری تو یہ جابر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے اور نہیں ہے اس کی روایت سے اور صحیح وہ چیز ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں واقع ہوئی اور عطاء سے منقول ہے کہ سورہ مزمل مدثر سے پہلے اتری اور یہ روایت معضل ہے اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوا ملنا اس کا کسی صحابی معین سے اور ظاہر صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ مزمل مؤخر ہے مدثر سے اس واسطے کہ اس میں ذکر ہے قیام لیل کا اور سوائے اس کے جو بہت دیر پیچھے ہے ابتداء نزول وحی سے برخلاف مدثر کے کہ اس میں ہے کہ اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرا اور مشکل یحییٰ بن کثیر کی روایت سے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ میں نے حرا کے پہاڑ میں ایک مہینہ اعتکاف کیا پھر جب میں اپنا اعتکاف پورا کر چکا تو میں نالی کے اندر اترا سو مجھ کو کسی نے پکارا یہاں تک کہ کہا سو میں نے اپنا سر اٹھایا تو اچانک دیکھا کہ جبرئیل علیہ السلام فرشتہ ہوا میں تخت پر بیٹھا ہے سو میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ اور دور کرتا ہے اشکال کو ایک دو امروں کا یا تو ساقط ہوا ہے یحییٰ اور اس کی استاد پر قصے سے آنا جبرئیل علیہ السلام کا حرا میں ساتھ ﴿اقرأ باسم ربك الذي خلق﴾ کے اور تمام جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا اور یا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرا میں اور مہینہ اعتکاف کیا ہوگا سو پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال میں ایک مہینہ اعتکاف کرتے تھے یعنی رمضان کا مہینہ اور یہ بند ہونے وحی کی مدت میں تھا سو اعتکاف گزرنے کے بعد پھر وحی کا اترنا شروع ہوا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور اپنے کپڑے پاک رکھ۔

٤٥٤٤ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح

۴۵۴۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان

وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِي حَدِيْثِهٖ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَآءَ نِي بِحِرَآءٍ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ فَجَئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِي زَمِّلُوْنِي فَدَثَّرُوْنِي فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى ﴿يَآأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ إِلٰى ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ وَهِيَ الْأَوْثَانُ.

کرتے تھے بند ہونے وحی کی سے سو فرمایا آپ ﷺ نے حدیث میں کہ جس حالت میں کہ میں چلا جاتا تھا کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی تو میں نے اپنے سر کو اٹھایا تو اچانک جو فرشتہ کہ حرا میں میرے پاس آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے سو میں اس سے کانپا خوف کے مارے پھر میں پلٹ آیا یعنی گھر کی طرف تو میں نے کہا کہ مجھ کو کمبل اوڑھاؤ! مجھ کو کمبل اوڑھاؤ! سو اللہ نے یہ آیتیں اتاریں کہ اے کپڑے اوڑھنے والے! ﴿والرجز فاهجر﴾ تک پہلے اس سے کہ نماز فرض ہو اور مراد رجز سے بت ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا پہلے اس سے کہ نماز فرض ہو تو گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ کپڑوں کے پاک کرنے کا حکم نماز فرض ہونے سے پہلے تھا اور ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ان کو پانی سے دھوؤ اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ مراد یہ ہے کہ پاک کپڑے میں نماز پڑھ اور پہلا قول زیادہ تر قوی ہے اور تائید کرتی ہے اس کی جو روایت کی ہے ابن منذر نے بیچ سبب نزول اس کے کی زید بن مرثد کے طریق سے کہ حضرت ﷺ پر اونٹ کی اوجڑھی ڈالی گئی تو یہ آیت اتری اور جائز ہے کہ سب مراد ہو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ يُقَالُ الرِّجْزُ وَالرِّجْسُ الْعَذَابُ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور دور کر پلیدی کو کہا جاتا ہے کہ رجز اور رجس عذاب ہے۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ رجز بتوں کو کہتے ہیں اور وہ تفسیر بطور معنی کے ہے یعنی دور کر اسباب عذاب کے اور وہ بت ہیں کہا کرمانی نے کہ تفسیر کیا ہے مفرد کو ساتھ جمع کے اس واسطے کہ وہ اسم جنس ہے اور باب کی روایت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر رجز کی ساتھ بتوں کے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے قول سے ہے اور مجاہد رحمہ اللہ وغیرہ سے روایت ہے کہ ضمہ کے ساتھ بت کا نام ہے اور زیر کے ساتھ عذاب کو کہتے ہیں۔

٤٥٤٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ قِبَلَ السَّمَآءِ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَآءَنِيْ بِحِرَآءٍ قَاعِدٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ فَجَئِثْتُ مِنْهُ حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَجِئْتُ أَهْلِيْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْنِيْ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿يَاۤأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَاهْجُرْ﴾ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ وَالرِّجْزَ الْأَوْثَانَ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ.

۴۵۴۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا حدیث بیان کرتے تھے بند ہونے وحی کے سے سو فرمایا آپ نے جس حالت میں کہ میں چلا جاتا تھا کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی تو میں نے آسمان کی طرف اپنی آنکھ اٹھائی سو اچانک وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے تو میں اس سے کانپا خوف کے مارے یہاں تک کہ میں زمین کی طرف جھکا سو میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ مجھ کو کمبل اوڑھاؤ! کمبل اوڑھاؤ! تو انہوں نے کپڑا اوڑھایا پس اللہ نے یہ آیتیں اتاریں ﴿یاایہا المدثر﴾ اللہ کے قول ﴿والرجز فاهجر﴾ تک کہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہ رجز کے معنی ہیں بت پھر وحی گرم ہوئی اور پے در پے اترنی شروع ہوئی۔

سُوْرَةُ الْقِيَامَةِ

سورۂ قیامہ کی تفسیر کا بیان

فائدہ: لا اقسم کی شرح سورہ حجر میں پہلے گزر چکی ہے اور یہ کہ جمہور اس پر ہیں کہ لا زائدہ ہے اور تقدیر اقسم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ حروف تنبیہ کا ہے مثل الا کی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں کہ نہ ہلا تو اس کے پڑھنے میں اپنی زبان کو کہ جلدی اس کو سیکھ لے۔

فائدہ: نہیں اختلاف ہے سلف کو اس میں کہ مخاطب ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بیچ شان نزول وحی کے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث باب کی اور حکایت کی ہے فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے کہ کہا قفال نے کہ جائز ہے کہ اتری ہو یہ آیت اس آدمی کے حق میں جو مذکور ہے پہلے اس سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے کہ خبر دیا جائے گا آدمی اس دن ساتھ اس چیز کے کہ آگے بھیجی اور پیچھے چھوڑی کہا کہ اس کا اعمال نامہ اس کے سامنے کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اپنا اعمال نامہ پڑھ تو وہ کانپے گا خوف سے سو جلدی کرے گا پڑھنے میں سو کہا جائے گا کہ نہ ہلا اپنی زبان کو تا کہ جلدی کرے ساتھ اس کے ہم پر ہے جمع کرنا اس کا یعنی یہ کہ تیرے عمل کو جمع کریں اور تجھ پر پڑھا جائے سو جب ہم

اس کو تجھ پر پڑھیں تو پیروی کر قرأت اس کی کی یعنی ساتھ اقرار کے کہ تو نے یہ کام کیا پھر ہم پر ہے بیان کرنا امر انسان کا اور جو متعلق ہے ساتھ اس کی کے کہا اس نے اور یہ وجہ خوب ہے نہیں عقل میں جو اس کے مخالف ہو اگرچہ کوئی حدیث اس میں وارد نہیں ہوئی اور باعث اس کا مشکل ہونا بیان مناسبت کا ہے درمیان اس آیت کے اور جو اس سے پہلے ہے احوال قیامت کے سے یہاں تک کہ بعض رافضیوں نے گمان کیا ہے کہ اس سورۂ سے کوئی چیز رہ گئی ہے اور یہ دعویٰ ان کے باطل دعووں سے ہے اور اماموں نے کئی طور سے اس کی مناسبت بیان کیا ہے ایک یہ کہ جب اللہ پاک نے قیامت کو ذکر کیا اور جو اس کے واسطے عمل کرنے سے قاصر رہے تھے شان اس کی سے محبت دنیا کی اور تھا اصل دین سے کہ نیک کام کی طرف جلدی کرنی مطلوب ہے سو تنبیہ کی اللہ نے اس پر کہ کبھی عارض ہوتا ہے اس مطلوب پر جو اجل ہے اس سے اور وہ کان لگاتا ہے طرف وحی کی اور اس کا سمجھنا اور حفظ کے ساتھ مشغول ہونا کبھی اس سے روکتا ہے سو حکم کیا کہ نہ جلدی کرے طرف حفظ کرنے کی اس واسطے کہ یاد کرانا اس کا اللہ کے ذمہ ہے اور چاہیے کہ کان رکھے جو اس پر وارد ہوتا ہے وحی سے یہاں تک کہ تمام ہو سو پیروی کرے اس کی جو اس پر شامل ہے پھر جب جملہ معترضہ تمام ہوا تو پھرا کلام طرف اس چیز کی کہ متعلق ہے ساتھ آدمی کے جس کا ذکر شروع ہے اور جو اس کی جنس سے ہے سو فرمایا کلا یعنی نہیں گویا کہ فرمایا کہ بلکہ تم اے آدمیو! واسطے ہونے تمہارے کے کہ پیدا ہوئے جلدی سے جلدی کرتے ہو ہر کام میں اور اسی واسطے تم دنیا کو دوست رکھتے ہو اور ایک ان میں سے یہ ہے کہ عادت قرآن کی ہے کہ جب ذکر کی جائے کتاب جو مشتمل ہے اوپر عمل بندے کے جب قیامت کو پیش ہوگی تو اس کے پیچھے اس کتاب کا ذکر ہوتا ہے جو شامل ہے احکام دینی پر دنیا میں کہ پیدا ہوتا ہے اس سے حساب کرنا از روئے عمل کے اور ترک کر کے جیسا کہ سورہ کہف میں فرمایا ﴿**فتری المجرمین مشفقین مما فیه**﴾ یہاں تک کہ ﴿**ولقد صرفنا فی هذا القرآن من کل مثل وکان الانسان اکثر شیء جدلا**﴾ اور اسی طرح ہے طٰہ میں اور ایک یہ کہ جب یہ سورہ اللہ کے قول ﴿**ولا القی معاذیره**﴾ تک اتری تو جلدی کی حضرت ﷺ نے طرف یاد کرنے اس چیز کے کہ جو اتری اور ہلایا ساتھ اس کے زبان اپنی کو جلدی سے واسطے خوف کے بھول جانے اس کے سے سو یہ آیت اتری کہ نہ ہلا اپنی زبان کو اس قول تک کہ پھر ہم پر ہے بیان کرنا اس کا پھر دوہرایا کلام کو طرف پورا کرنے اس چیز کے کہ شروع کیا ساتھ اس کے، کہا فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اور مانند اس کی ہے کہ جب مدرس طالب پر مثلاً ایک مسئلہ ڈالے سو مشغول ہو طالب ساتھ کسی چیز کے کہ عارض ہو واسطے اس کے تو مدرس اس کو کہے کہ میری طرف دل کو لگا اور سمجھ جو میں کہتا ہوں پھر پورا کرے مسئلے کو سو جو سبب کو نہ پہچانتا ہو وہ کہے گا کہ یہ کلام مسئلے کے مناسب نہیں برخلاف اس شخص کے جو اس کو پہچانتا ہو اور ایک یہ کہ جب نفس کا ذکر سورہ کے اول میں گزرا تو عدول کیا گیا طرف ذکر نفس حضرت ﷺ کے کی گویا کہ کہا گیا کہ یہ حال ہے نفسوں کا اور تیرا نفس اے محمد سب نفسوں سے اشرف ہے سو چاہیے کہ

تو اکمل احوال کو پکڑے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿سُدًى﴾ هَمَلًا.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ سدی کے معنی ہیں مہمل بے قید کہ نہ اس کو کسی چیز کا حکم کیا جائے اور نہ منع کیا جائے، اللہ نے فرمایا ﴿ایحسب الانسان ان یترك سدی﴾.

﴿لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ﴾ سَوْفَ أَتُوبُ سَوْفَ أَعْمَلُ.

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ میں عنقریب توبہ کروں گا اور عمل کروں گا۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ مراد امید ہے کہتا ہے میں عمل کروں گا پھر توبہ کروں گا اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ کافر ہے جو قیامت کو جھٹلاتا ہے اور مراد ﴿یفجر امامه﴾ سے یہ ہے کہ ہمیشگی کرتا ہے گناہ پر بغیر توبہ کے۔

﴿لَا وَزَرَ﴾ لَا حِصْنَ.

یعنی لا وزر کے معنی ہیں کہ نہیں کوئی جگہ پناہ کی اللہ نے فرمایا ﴿کلا لا وزر﴾.

٤٥٤٦ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ وَكَانَ ثِقَةً عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ حَرَّكَ بِهِ لِسَانَهُ وَوَصَفَ سُفْيَانُ يُرِيْدُ أَنْ يَّحْفَظَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾.

۴۵۴۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری تھی تو اپنی زبان کو اس کے ساتھ ہلاتے تھے بیان کیا سفیان راوی نے لب ہلانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کرتے تھے کہ اس کو یاد کریں سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو تا کہ اس کو جلدی سیکھ لے۔

بَابٌ ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہمارے ذمہ ہے جمع کرنا اس کا اور آسان کرنا پڑھنے اس کے کا۔

٤٥٤٧ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ﴾ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقِيلَ لَهُ

۴۵۴۷۔ حضرت موسیٰ بن ابی عائشہ سے روایت ہے کہ اس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ کے اس قول کی تفسیر پوچھی کہ نہ ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو کہا اس نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں لب اس کے ساتھ ہلاتے تھے جب کہ قرآن آپ پر اترتا سو اللہ نے آپ سے فرمایا کہ

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ﴾ يَخْشٰى أَنْ يَّنْفَلِتَ مِنْهُ ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْاٰنَهُ﴾ أَنْ نَّجْمَعَهُ فِيْ صَدْرِكَ وَقُرْاٰنَهُ أَنْ تَقْرَأَهُ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ﴾ يَقُوْلُ أُنْزِلَ عَلَيْهِ ﴿فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ أَنْ نُّبَيِّنَهُ عَلٰى لِسَانِكَ.

مت ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو واسطے اس خوف کے کہ کوئی چیز اس سے ضائع نہ ہو جائے بیشک ہمارا ذمہ ہے جمع کرنا اس کا تیرے سینے میں اور پڑھنا اس کا یہ کہ پڑھیں ہم اس کو سو جب ہم اس کو پڑھیں یعنی جب تجھ پر اتارا جائے تو ساتھ رہ اس کے پڑھنے کے پھر ہمارا ذمہ ہے بیان کرنا اس کا یہ کہ بیان کریں ہم اس کو تیری زبان پر۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ پہچانتے تھے ختم ہونا سورت کا یہاں تک کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اتری۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهُ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿قَرَأْنَاهُ﴾ بَيَّنَّاهُ ﴿فَاتَّبِعْ﴾ اِعْمَلْ بِهٖ.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جب ہم اس کو پڑھیں تو اس کے پڑھنے کی پیروی کر اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ قرأناہ کے معنی ہیں کہ ہم اس کو بیان کریں اور پیروی کر یعنی اس کے ساتھ عمل کر۔

٤٥٤٨ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ﴾ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيْلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهٖ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْاٰيَةَ الَّتِيْ فِيْ لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْاٰنَهُ﴾ قَالَ عَلَيْنَا أَنْ نَّجْمَعَهُ فِيْ صَدْرِكَ وَقُرْاٰنَهُ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهُ﴾ فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ عَلَيْنَا أَنْ نُّبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ قَالَ فَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيْلُ أَطْرَقَ فَإِذَا

۴۵۴۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ مت چلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو تا کہ جلدی سیکھ لے کہا کہ جب جبرئیل علیہ السلام وحی کے ساتھ اترتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان اور دونوں لب کو اس کے ساتھ ہلاتے تھے سو یہ آپ پر سخت ہوتا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں نہایت تکلیف ہوتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حال پہچانا جاتا تھا یعنی جو اس وقت آپ کے پاس ہوتا تھا وہ پہچان جاتا تھا کہ وحی اترتی ہے سو اللہ نے یہ آیت اتاری جو سورہ قیامہ میں ہے کہ مت ہلا اپنی زبان کو ساتھ قرآن کے تا کہ اس کو جلدی سیکھ لے ہمارا ذمہ ہے جمع کرنا اس کا تیرے سینے میں اور پڑھنا اس کا یعنی وعدہ ہے ہم پر یہ کہ جمع کریں ہم اس کو تیرے سینے میں اور پڑھنا اس کا اور جب ہم اس کو پڑھیں تو اس کی قرأت کی پیروی کر یعنی جب ہم اس کو اتاریں تو کان لگا کر سن پھر ہم پر ہے بیان کرنا اس کا یعنی ہمارا ذمہ ہے کہ بیان کریں ہم

ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿أَوْلٰى لَكَ فَأَوْلٰى﴾ تَوَعُّدٌ.

اس کو تیری زبان سے کہا سو جب آپ ﷺ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آتا تو سر نیچے ڈالتے یعنی چپ رہتے پھر جب جبرئیل علیہ السلام چلا جاتا تو اس کو پڑھتے جیسا اللہ نے ان سے وعدہ کیا پھر ہم پر ہے بیان کرنا اس کا یعنی یہ کہ بیان کریں ہم اس کو تیری زبان سے اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿اولی لك فاولی﴾ تو یہ وعدہ عذاب کا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں صرف دونوں لب کا ذکر ہے اور ایک روایت میں صرف زبان کا ذکر ہے اور مراد سب ہیں یا اس واسطے کہ دونوں تحریکیں ایک دوسرے کو لازم ہیں اور یا مراد یہ ہے کہ ہلاتے تھے منہ اپنا جو مشتمل ہے اوپر دونوں لب اور زبان کے لیکن چونکہ زبان نطق میں اصل ہے تو آیت میں اس پر اقتصار کیا اور یہ جو کہا کہ یہ حضرت ﷺ پر سخت ہوتا تھا تو ظاہر اس سیاق کا یہ ہے کہ سبب جلدی کرنے کا حاصل ہونا مشقت کا ہے جو پاتے اس کو وقت اترنے کے سو اس کے سیکھنے کے ساتھ جلدی مشقت دور ہو اور اسرائیل کی روایت میں ہے کہ یہ اس خوف سے تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بھول جائیں اس واسطے کہ اس میں ہے سو حضرت ﷺ سے کہا گیا کہ مت ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو تو ڈرتا ہے کہ تجھ سے چھوٹ رہے اور طبری کی روایت میں ہے کہ جب آپ پر قرآن اترتا تو اس کے ساتھ جلدی بولتے واسطے محبت آپ کی کے اس سے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ تھے حضرت ﷺ بولتے ساتھ اس چیز کے کہ ڈالی جاتی طرف آپ کی اس سے اول پس اول سو حضرت ﷺ کو حکم ہوا کہ جلدی نہ کریں یہاں تک کہ نزول پورا ہو اور نہیں ہے کوئی بعد بیچ متعدد ہونے سبب کے اور یہ جو کہا کہ سو اللہ نے یہ آیت اتاری یعنی اس سبب سے اور حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے جس نے جائز رکھا ہے اجتہاد حضرت ﷺ کا اور جائز رکھا ہے رازی رحمہ اللہ نے یہ کہ اجازت دی گئی ہو آپ کو جلدی کرنے میں نہی وارد ہونے کے وقت تک پس نہیں لازم آتا واقع ہونا اجتہاد کا بیچ اس کے اور ضمیر بہ میں عائد ہے طرف قرآن کے اگرچہ اس کا ذکر پہلے گزرا نہیں لیکن قرآن راہ دکھاتا ہے طرف اس کی بلکہ دلالت کرتا ہے اس پر سیاق آیت کا اور یہ جو کہا ﴿وقرآنه﴾ تو ایک روایت میں ہے کہ تو اس کو پڑھے اور طبری کی روایت میں ہے کہ تو اس کو اس کے بعد پڑھے اور یہ جو فرمایا ﴿فاذا قرأناه﴾ یعنی جب فرشتہ اس کو تجھ پر پڑھے اور قول اس کا ﴿فاتبع قرآنه﴾ یعنی جب ہم اس کو اتاریں تو اس کی طرف کان لگا یہ تاویل دوسری ہے واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوائے اس تاویل کے کہ منقول ہے اس سے ترجمہ میں اور ایک روایت میں ہے کہ سن اور چپ رہ اور نہیں شک ہے اس میں کہ استماع خاص تر ہے انصات سے اس واسطے کہ استماع کے معنی ہیں کان لگا کر سننا اور انصات کے معنی ہیں چپ رہنا اور نہیں لازم آتا چپ رہنے سے سننا اور وہ مثل اس آیت کے ہے ﴿فاستمعوا له وانصتوا﴾ اور

حاصل یہ ہے کہ واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اللہ کے اس قول کی تاویل ﴿انزلناہ﴾ اور بیچ قول اس کے ﴿فاستمع﴾ کے دو قول ہیں اور ضمیر بیچ قول اس کے ﴿فاتبع قرآنہ﴾ واسطے جبریل علیہ السلام کے ہے یعنی جب جبریل علیہ السلام کی قرأت تمام ہو تو تو اس کو پڑھ اور یہ جو کہا کہ پھر ہم پر ہے بیان کرنا اس کا یہ کہ بیان کریں ہم اس کو تیری زبان سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز تاخیر بیان کے وقت خطاب سے جیسا کہ مذہب جمہور اہل سنت کا ہے اور نص کی ہے اس پر شافعی رحمہ اللہ نے واسطے اس کے کہ تقاضا کرتا ہے اس کو ثم تراخی اور دیر سے اور نہیں تمام ہوتا یہ مگر اوپر تاویل بیان کے ساتھ بیان کرنے معنی کے نہیں تو اگر حمل کیا جائے اس پر کہ مراد ہمیشہ یاد رکھنا اس کا ہے اور ظاہر کرنا اس کا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر تو نہیں کہا آمدی نے جائز ہے کہ مراد بیان سے اظہار ہو نہ بیان کرنا مجمل کا اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ مراد تمام قرآن ہے اور مجمل فقط بعض ہے اور نہیں ہے کوئی خصوصیت واسطے بعض اس کے کی ساتھ امر مذکور کے سوائے بعض کے اور کہا ابوالحسین بصری نے کہ جائز ہے کہ مراد بیان تفصیلی ہو اور نہیں لازم آتا اس سے جواز تاخیر بیان اجمالی کا سو نہ تمام ہوگا استدلال اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ دونوں معنی مراد ہوں اظہار بھی اور تفصیل بھی اور جو سوائے اس کے ہے اس واسطے کہ قول اس کا بیانہ جنس مضاف ہے پس عام ہوگا اس کی سب قسموں کو اظہار سے اور تبیین احکام سے اور جو اس کے متعلق ہے تخصیص تقیید اور نسخ وغیرہ سے اور اس حدیث کی اکثر شرح بدء الوحی میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

سُوْرَۃ هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ

یُقَالُ مَعْنَاہُ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ وَهَلْ تَکُوْنُ جَحْدًا وَّتَکُوْنُ خَبَرًا وَّهٰذَا مِنَ الْخَبَرِ.

سورہ هل أتی علی الانسان کی تفسیر کا بیان

کہا جاتا ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ آیا ہے آدمی پر ایک زمانہ کہ نہ تھا کچھ چیز ذکر کی جاتی اور کلمہ هل کا کبھی واسطے نفی کے ہوتا ہے یعنی واسطے استفہام انکاری کے اور کبھی خبر یعنی اثبات کے واسطے ہوتا ہے یعنی اس کے ساتھ خبر دی جاتی ہے اور اس جگہ ساتھ معنی اثبات کے ہے۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ تو کہتا ہے کہ کیا میں نے تجھ کو نصیحت کی کیا میں نے تجھ کو دیا یعنی تو ثابت کرتا ہے اس بات کو کہ تو نے اس کو نصیحت کی اور دیا اور نفی یہ ہے کہ تو کہے کہ کیا کوئی ایسی چیز پر قادر ہے یعنی نہیں اور اصل یہ ہے کہ هل واسطے استفہام کے ہے لیکن کبھی واسطے تقریر کے ہوتا ہے اور کبھی واسطے انکار کے سو یہ دعویٰ کرنا کہ یہ زیادہ ہے اس کی کچھ حاجت نہیں اور کہا ابوعبیدہ نے کہ هل ساتھ معنی قد کے ہے اور نہیں واسطے واستفہام کے اور کہا اس کے غیر نے کہ بلکہ وہ واسطے استفہام تقریری کے ہے گویا کہ کہا گیا ہے واسطے اس شخص کے جو قیامت کا منکر ہے کیا آیا ہے آدمی پر کوئی زمانہ کہ نہ تھا وہ کچھ چیز ذکر کی جاتی سو کہتا ہے ہاں سو کہا جاتا ہے کہ جس نے پیدا کیا ہے اس کو اس کے بعد کہ

کچھ نہ تھا قادر ہے وہ اس کے پھر پیدا کرنے پر۔(فتح)

يَقُوْلُ كَانَ شَيْئًا فَلَمْ يَكُنْ مَّذْكُوْرًا وَّذٰلِكَ مِنْ حِيْنِ خَلَقَهُ مِنْ طِيْنٍ إِلٰى أَنْ يُّنْفَخَ فِيْهِ الرُّوْحُ.

کہتا ہے تھا کچھ چیز اور نہ تھا مذکور ساتھ انسان کے اور یہ وقت پیدا ہونے اس کے سے مٹی سے یہاں تک کہ اس میں روح پھونکی جائے۔

فائدہ: یہ کلام فراء کا ہے اور حاصل اس کا منفی ہونا موصوف کا ہے ساتھ منفی ہونے صفت کے اور نہیں حجت ہے اس میں واسطے معتزلوں کے ان کے دعویٰ میں کہ معدوم چیز ہے۔(فتح) اور مراد ساتھ انسان کے آدم علیہ السلام ہیں اور مراد دھر سے چالیس برس ہیں کہ ان کا بدن روح پھونکنے سے پہلے چالیس برس مکے اور طائف کے درمیان پڑا رہا ہے اور یا مراد ساتھ انسان کے جنس ہے اور مراد دھر سے مدت حمل کی ہے۔(ق)

﴿أَمْشَاجٍ﴾ اَلْأَخْلَاطُ مَآءُ الْمَرْأَةِ وَمَآءُ الرَّجُلِ الدَّمُ وَالْعَلَقَةُ وَيُقَالُ إِذَا خُلِطَ مَشِيْجٌ كَقَوْلِكَ خَلِيْطٌ وَّمَمْشُوْجٌ مِّثْلُ مَخْلُوْطٍ.

یعنی امشاج کے معنی ہیں ملی ہوئی چیز یعنی عورت اور مرد کی منی سے خون سے پھر خون کی پھٹکی سے پھر بوٹی سے پھر گوشت سے پھر ہڈیوں سے اور کہا جاتا ہے مشیج اوپر وزن فعیل کے ساتھ معنی ممشوج کے جب کہ ایک چیز دوسری چیز سے ملائی جائے مثل قول تیرے کے خلیط ساتھ معنی مخلوط کے۔

فائدہ: یہ قول فراء کا ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿امشاج نبتلیه﴾ اور عکرمہ سے روایت ہے کہ مرد کی منی سے کھال اور ہڈیاں پیدا ہوتی ہیں اور عورت کی منی سے بال اور گوشت پیدا ہوتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امشاج کے معنی ہیں مختلف رنگوں سے اور مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سرخ اور سیاہ سے۔(فتح)

وَيُقَالُ ﴿سَلَاسِلًا وَّأَغْلَالًا﴾ وَلَمْ يُجْرِ بَعْضُهُمْ.

اور کہا جاتا ہے سلاسلا یعنی ساتھ تنوین لام کے اور بعض نے اس کو منصرف نہیں پڑھا۔

فائدہ: اور حاصل یہ ہے کہ بعض نے سلاسلا کو تنوین کے ساتھ پڑھا ہے یہ قول کسائی اور نافع وغیرہ کا ہے اور بعض نے اس کو بغیر تنوین کے پڑھا ہے پھر جو لوگ اس کو بغیر تنوین کے پڑھتے ہیں ان میں سے بعض اس پر الف کے ساتھ وقت کرتے ہیں اور بعض بغیر الف کے۔

﴿مُسْتَطِيْرًا﴾ مُمْتَدًّا الْبَلَاءُ.

یعنی مستطیرا کے معنی ہیں کہ اس کی بدی دراز ہے، ا[illegible] نے فرمایا ﴿ویخافون یوما کان شره مستطیرا﴾

وَالْقَمْطَرِيْرُ الشَّدِيْدُ يُقَالُ يَوْمٌ قَمْطَرِيْرٌ

یعنی قمطریر کے معنی ہیں سخت، اللہ نے فرمایا ﴿[illegible]

وَيَوْمٌ قُمَاطِرٌ وَّالْعَبُوْسُ وَالْقَمْطَرِيْرُ وَالْقُمَاطِرُ وَالْعَصِيْبُ أَشَدُّ مَا يَكُوْنُ مِنَ الْأَيَّامِ فِي الْبَلَاءِ.

عبوسا قمطريرا﴾ کہا جاتا ہے یوم قمطریر الخ یعنی ان سب لفظوں کے معنی ہیں دن سخت مصیبت والا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿أَسْرَهُمْ﴾ شِدَّةُ الْخَلْقِ وَكُلُّ شَيْءٍ شَدَدْتَهُ مِنْ قَتَبٍ وَّغَبِيْطٍ فَهُوَ مَأْسُوْرٌ.

یعنی اسرھم کے معنی ہیں مضبوطی پیدائش کی اور جو چیز کہ مضبوط کرے تو اس کو اونٹ کے پالان سے تو وہ ماسور ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿نحن خلقناهم وشددنا اسرهم﴾ اور کہا جاتا ہے واسطے گھوڑے کے شدید الاسر یعنی مضبوط بدن والا

فائدہ: اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نضرۃ یعنی تازگی منہ میں ہوتی ہے اور سرور دل میں ہوتا ہے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿ولقاهم نضرة وسرورا﴾ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ارائک کے معنی ہیں تخت اور کہا براء رضی اللہ عنہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿وذللت قطوفها﴾ کہ توڑیں گے جس طرح چاہیں گے یعنی کھائیں گے بہشت کے میوے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اور جس حال پر چاہیں گے اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ سلسبیلا کے معنی ہیں تیز بہنے والا۔

تنبیہ: نہیں وارد کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ انہوں نے اس کو جمعہ کے دن فجر کی نماز میں پڑھا اور وہ نماز کے بیان میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

سُوْرَةُ وَالْمُرْسَلَاتِ — سورۂ مرسلات کی تفسیر کا بیان

فائدہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ﴿والمرسلات عرفا﴾ سے فرشتے ہیں جو معروف کے ساتھ بھیجے گئے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿جِمَالَاتٌ﴾ حِبَالٌ.

جمالات کے معنی ہیں موٹی رسیاں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿كانه جمالات صفر﴾ اور مراد ساتھ کسر جیم کے ہے اور بعض اس کو پیش کے ساتھ پڑھتے ہیں اس کے معنی ہیں اونٹ کالے۔

﴿ارْكَعُوْا﴾ صَلُّوْا ﴿لَا يَرْكَعُوْنَ﴾ لَا يُصَلُّوْنَ.

ارکعوا کے معنی ہیں نماز پڑھو اور لا یرکعون کے معنی ہیں نہیں نماز پڑھتے، اللہ نے فرمایا ﴿واذا قيل لهم اركعوا لا يركعون﴾۔

وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَا يَنْطِقُوْنَ﴾ ﴿وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ﴾ ﴿اَلْيَوْمَ

یعنی کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ان آیتوں کے کیا معنی ہیں کہ یہ دن ہے کہ نہ بولیں گے اور قسم ہے

نَخْتِمُ عَلٰى أَفْوَاهِهِمْ﴾ فَقَالَ إِنَّهُ ذُو الْوَانٍ مَرَّةً يَّنْطِقُوْنَ وَمَرَّةً يُّخْتَمُ عَلَيْهِمْ.

اللہ کہ ہم شرک نہ کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج ہم مہر کر دیں گے ان کے منہ پر بعض آیتوں سے مفہوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن کلام کریں گے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام نہیں کریں گے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قیامت کا دن کئی رنگ کا ہے اور اس میں کئی جگہیں مختلف ہیں ایک بار بولیں گے اور ایک بار ان کے منہ پر مہر کی جائیں گی یعنی وہ دن دراز ہے آدمی کے واسطے اس میں کئی حالات ہوں گے ایک حال میں بولیں گے اور ایک حال میں نہ بولیں گے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قیامت کا دن بہت دراز ہے اس میں کئی جگہ وقفہ ہوگا ایک گھڑی ان پر آئے گی کہ اس میں نہ بولیں گے پھر ان کو اجازت ہوگی سو وہ جھگڑیں گے پھر قسمیں کھائیں گے اور انکار کریں گے اور جب ایسا کریں گے تو اللہ ان کے منہ پر مہر کر دے گا اور ان کے ہاتھ پاؤں کو حکم ہوگا وہ ان پر گواہی دیں گے جو کیا پھر ان کی زبان کلام کرے گی سو گواہی دیں گے اپنی جانوں پر جو انہوں نے کیا سو یہی مراد ہے اللہ کے اس قول سے ﴿ولا یکتمون اللہ حدیثا﴾۔ (فتح)

٤٥٤٩ - حَدَّثَنِي مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَإِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا فَدَخَلَتْ جُحْرَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيْتُمْ شَرَّهَا.

۴۵۴۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو آپ پر سورہ والمرسلات اتاری گئی اور بیشک ہم اس کو آپ کے منہ سے سیکھتے تھے اور یاد کرتے تھے سو ایک سانپ نکلا تو ہم اس کی طرف جھپٹے سو وہ ہم سے آگے بڑھا اور اپنی بل میں گھسا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے شر سے بچایا گیا جیسا کہ تم اس کے شر سے بچائے گئے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو اور حاصل یہ ہے کہ اصحاب نے چاہا کہ اس سے آگے بڑھیں سو وہ ان سے آگے بڑھ گیا۔

حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا وَعَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهٗ وَتَابَعَهٗ أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ.

مراد یہ ہے کہ زیادہ کیا ہے یحییٰ بن آدم نے اس میں واسطے اسرائیل کے اور شیخ کو اور وہ اعمش ہے۔

وَقَالَ حَفْصٌ وَّأَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَسُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ.

مراد یہ ہے کہ مخالفت کی ہے ان تینوں نے اسرائیل کی روایت کو اعمش سے ابراھیم کے شیخ میں سو اسرائیل کہتا ہے کہ عن الاعمش عن علقمۃ اور یہ کہتے ہیں اسود سے۔

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ.

مراد یہ ہے موافق ہوا مغیرہ اسرائیل کو ابراہیم کے شیخ میں اور یہ کہ وہ علقمہ ہے۔

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ.

مراد یہ ہے کہ واسطے اس حدیث کے اصل ہے سوائے طریق اعمش اور منصور کے۔

٤٥٥٠ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ فَتَلَقَّيْنَاهَا مِنْ فِيْهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ اقْتُلُوْهَا قَالَ فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا قَالَ فَقَالَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيْتُمْ شَرَّهَا.

۴۵۵۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں یعنی منیٰ میں تھے کہ اچانک آپ پر سورہ مرسلات اتری سو ہم نے اس کو آپ کے منہ سے سیکھا اور حالانکہ آپ کا منہ اس کے ساتھ تر تھا یعنی آپ اس کو پڑھتے تھے کہ اچانک ایک سانپ نکلا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے آپ کو بچاؤ اس کو مار ڈالو ہم اس کے پیچھے دوڑے سو وہ ہم سے آگے بڑھ گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہارے شر سے بچایا گیا جیسا کہ تم اس کے شر سے بچائے گئے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ بیشک وہ آگ پھینکتی ہے چنگاریاں جیسے قصر یعنی بقدر قصر کے۔

٤٥٥١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا

۴۵۵۱۔ حضرت ابن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی

سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ إِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصَرِ قَالَ كُنَّا نَرْفَعُ الْخَشَبَ بِقَصَرٍ ثَلَاثَةَ أَذْرُعٍ أَوْ أَقَلَّ فَنَرْفَعُهُ لِلشِّتَآءِ فَنُسَمِّيْهِ الْقَصَرَ.

تفسیر میں کہ بیشک وہ آگ پھینکتی ہے چنگاڑیاں بقدر قصر کے کہا کہ تھے ہم اٹھاتے لکڑی بقدر تین ہاتھ کے یا کم تر سو ہم اس کو جاڑے کے واسطے اٹھاتے یعنی واسطے گرم کرنے اس کے سو ہم اس کا نام قصر رکھتے۔

فائدہ: قصر ساتھ فتح صاد کے جمع ہے قصرہ کی یعنی اونٹوں کی گردن کی مانند اور بعض کہتے ہیں کہ وہ کھجور کے ٹھنڈ ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عرب جاہلیت کے وقت میں کہتے تھے اقصروا لنا الحطب سو کاٹی جاتی لکڑی بقدر ہاتھ اور دو ہاتھ کے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں وہ مانند درختوں اور پہاڑوں کے لیکن وہ مثل شہروں اور قلعوں کے ہے حاصل یہ ہے کہ اونچی ہوتی ہیں چنگاڑیاں بقدر تین ہاتھ کے یا کم تر یا مانند گردن اونٹوں کے یا مانند کھجور کے درختوں کے یا مانند محل کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿كَأَنَّهُ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جیسے وہ اونٹ ہیں زرد۔

٤٥٤٢ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصَرِ قَالَ كُنَّا نَعْمِدُ إِلَى الْخَشَبَةِ ثَلَاثَةَ أَذْرُعٍ أَوْ فَوْقَ ذٰلِكَ فَنَرْفَعُهُ لِلشِّتَآءِ فَنُسَمِّيْهِ الْقَصَرَ ﴿كَأَنَّهُ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ﴾ حِبَالُ السُّفُنِ تُجْمَعُ حَتّٰى تَكُوْنَ كَأَوْسَاطِ الرِّجَالِ.

۴۵۴۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ وہ پھینکتی ہے چنگاڑیاں کہا کہ تھے ہم قصد کرتے طرف لکڑی تین ہاتھ یا اس سے زیادہ کے سو اٹھاتے ہم اس کو واسطے جاڑے کے جیسے وہ رسیاں ہیں کشتی کی کہ جمع کی جائیں یعنی بعض کو بعض کے ساتھ جوڑا جائے تاکہ مضبوط ہو یہاں تک کہ ہو مانند درمیان مرد کے یعنی موٹی ہو جائیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ یہ دن ہے کہ نہ بولیں گے۔

٤٥٤٣ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۵۴۳۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ اچانک آپ پر سورۂ مرسلات اتری سو بیشک آپ اس کو پڑھتے تھے اور البتہ میں اس کو لیتا ہوں آپ کے منہ سے اور آپ کا منہ

فِیْ غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ فَإِنَّهُ لَيَتْلُوْهَا وَإِنِّيْ لَأَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوْهَا فَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيْتُمْ شَرَّهَا قَالَ عُمَرُ حَفِظْتُهُ مِنْ أَبِيْ فِيْ غَارٍ بِمِنًى.

اس کے ساتھ تر ہے یعنی اس کو ذوق سے پڑھتے ہیں کہ اچانک ایک سانپ ہم پر کودا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو سو ہم اس کے پیچھے دوڑے سو وہ ہم سے آگے بڑھ گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہارے شر سے بچا جیسا کہ تم اس کے شر سے بچے، کہا عمر نے یاد رکھا ہے میں نے اس کو اپنے باپ سے کہ یہ واقعہ منٰی کی غار میں تھا۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ زیادہ کیا ہے اس کے باپ نے بعد قول اس کے حدیث میں کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک غار میں تھے منٰی میں یعنی منٰی کا لفظ اس نے زیادہ کیا ہے۔

سُوْرَةُ عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ

سورۂ عم کی تفسیر کا بیان

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا﴾ لَا يَخَافُوْنَهُ.

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ لا یرجون حسابا کے معنی ہیں کہ اس سے نہیں ڈرتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انهم كانوا لا يرجون حسابا﴾۔

﴿لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا﴾ لَا يُكَلِّمُوْنَهُ إِلَّا أَنْ يَّأْذَنَ لَهُمْ.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں نہ کلام کریں گے اس سے مگر یہ کہ ان کو اجازت ہو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَهَّاجًا﴾ مُضِيْئًا.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وھاجا کے معنی ہیں چمکتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وجعلنا سراجا وهاجا﴾۔

﴿عَطَآءً حِسَابًا﴾ جَزَآءً كَافِيًا أَعْطَانِيْ مَا أَحْسَبَنِيْ أَيْ كَفَانِيْ.

اور ﴿عطاء حسابا﴾ کے معنی ہیں بدلہ کافی تو کہتا ہے دیا مجھ کو جو کافی ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ ﴿عطاء حسابا﴾ کے معنی ہیں بہت۔

فائدہ: اور ﴿صوابا﴾ کے معنی ہیں کہ جس نے حق کہا دنیا میں اور عمل کیا ساتھ اس کے اور ﴿ثجاجا﴾ کے معنی ہیں بہنے والا اور ﴿دهاقا﴾ کے معنی ہیں بھرا ہوا اور ﴿كواعب﴾ کے معنی ہیں جوان عورتیں اور ﴿غساق﴾ کے معنی ہیں دوزخیوں کے آنسو کہا جاتا ہے جاری ہوا زخم اور غساق اور غسیق دونوں کے ایک معنی ہیں۔ (فتح) اور بعض کہتے ہیں کہ دوزخیوں کی پیپ ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جس دن پھونکا

﴿فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا﴾ زُمَرًا.

جائے گا صور میں سو تم چلے آ ؤ گے گروہ گروہ ہو کے۔

٤٥٤٤ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ قَالَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ شَهْرًا قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ أَبَيْتُ قَالَ ثُمَّ يُنْزِلُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ لَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلَى إِلَّا عَظْمًا وَّاحِدًا وَّهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۴۵۴۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو پھونکوں کے درمیان چالیس ہیں ، راوی نے پوچھا کہ چالیس دن فرق ہوگا کہا میں نے انکار کیا پھر راوی نے کہا کہ چالیس مہینے فرق ہوگا کہا میں نے انکار کیا پھر راوی نے کہا کہ چالیس برس ہوگا کہا میں نے انکار کیا یعنی تعین مجھ کو معلوم نہیں ، کہا پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی اتارے گا سو اگیں گے جیسے گھاس اگتی ہے آدمی کے بدن کی کوئی چیز نہیں مگر کہ گل جاتی ہے مگر ایک ہڈی نہیں گلتی اور وہ ریڑھ کی ہڈی ہے جہاں سے جانور کی دم نکلتی ہے اور قیامت کے دن اسی ہڈی سے مخلوق بنائی جائے گی اور یہ جو کہا کہ میں نے انکار کیا یعنی یہ کہ کہوں جو نہیں سنا۔

سُورَةُ وَالنَّازِعَاتِ

سورۂ نازعات کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْآيَةَ الْكُبْرٰى﴾ عَصَاهُ وَيَدُهُ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد آیۃ الکبریٰ سے لاٹھی اور چمکتا ہاتھ کا ہے ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فاراہ الآیۃ الکبریٰ﴾۔

يُقَالُ النَّاخِرَةُ وَالنَّخِرَةُ سَوَآءٌ مِّثْلُ الطَّامِعِ وَالطَّمِعِ وَالْبَاخِلِ وَالْبَخِيْلِ.

اور کہا جاتا ہے کہ نخرۃ اور ناخرۃ کے ایک معنی ہیں مانند طامع اور طمع اور باخل اور بخل کی۔

فائدہ: یعنی برابر ہے اصل معنی میں نہیں تو جو نخرہ میں مبالغہ ہے وہ ناخرہ میں نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿أإذا كنا عظاما نخرة﴾۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَلنَّخِرَةُ الْبَالِيَةُ وَالنَّاخِرَةُ الْعَظْمُ الْمُجَوَّفُ الَّذِيْ تَمُرُّ فِيْهِ الرِّيْحُ فَيَنْخَرُ.

اور کہا بعض نے کہ نخرۃ گلی ہڈی ہے اور ناخرۃ کھوکھلی ہڈی ہے جو اندر سے خالی ہو جس میں ہوا گزرے سو آواز کرے یہاں تک کہ اس کے واسطے آواز سنی جائے۔

﴿اَلطَّآمَّةُ﴾ تَطِمُّ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ.

اور طامۃ وہ ہنگامہ ہے جو سب سے اوپر ہو۔

فائدہ: کہا فراء نے بیچ قول اللہ کے ﴿فاذا جاءت الطامۃ الکبریٰ﴾ یعنی جب آئے بڑا ہنگامہ جو سب ہنگاموں

سے اوپر ہے یعنی قیامت۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الْحَافِرَةِ﴾ الَّتِيْ أَمْرُنَا الْأَوَّلُ إِلَى الْحَيَاةِ.

اور حافرۃ سے مراد پہلی حالت ہے یعنی زندگی دنیا کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وانا لمردودون فی الحافرۃ﴾ یعنی کیا ہم پھیرے جائیں گے زندگی کی طرف۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿أَيَّانَ مُرْسَاهَا﴾ مَتٰى مُنْتَهَاهَا وَمُرْسَى السَّفِيْنَةِ حَيْثُ تَنْتَهِيْ.

یعنی کہا اس کے غیر نے کہ ﴿ایان مرساھا﴾ کے معنی ہیں کہاں ہے نہایت اس کی اور مرسی سفینہ کا وہ ہے جس جگہ آخر کو کشتی پہنچی اللہ نے فرمایا ﴿ایان مرساھا﴾۔

فائدہ: اور ﴿راجفۃ﴾ کے معنی ہیں پہلی بار صور کا پھونکنا اور ﴿رادفۃ﴾ کے معنی ہیں دوسری بار اس کا پھونکنا یعنی جب خلقت قبروں سے جی کر اٹھے گی۔

٤٥٤٥ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِإِصْبَعَيْهِ هٰكَذَا بِالْوُسْطٰى وَالَّتِيْ تَلِي الْإِبْهَامَ بُعِثْتُ وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ.

۴۵۴۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنی دونوں انگلیوں یعنی بیچ کی انگلی اور کلمے کی انگلی سے اشارہ کیا اس طرح میں رسول ہوا متصل قیامت کے جیسے یہ دونوں متصل ہیں یعنی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں آئے گی۔

سُوْرَةُ عَبَسَ

سورۂ عبس کی تفسیر کا بیان

﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰى﴾ كَلَحَ وَأَعْرَضَ.

عبس کے معنی ہیں تیوڑی چڑھائی اور منہ کھٹا کیا اور تولی کے معنی ہیں منہ موڑا۔

فائدہ: نہیں اختلاف ہے سلف کو بیچ اس کے کہ فاعل عبس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ موڑا اس سبب سے کہ اس کے پاس اندھا آیا، ترمذی وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ یہ آیت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اندھے کے حق میں اتری کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو سکھلایئے جو اللہ نے آپ کو سکھلایا ہے اور ان کے پاس قریش کا ایک رئیس تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منہ موڑ کر اس رئیس کی طرف متوجہ ہوئے تو یہ آیت اتری۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿مُطَهَّرَةٍ﴾ لَا يَمَسُّهَا إِلَّا

اور اس کے غیر نے کہا کہ مطهرة کے معنی ہیں نہیں ہاتھ

الْمُطَهَّرُوْنَ وَهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَهٰذَا مِثْلُ قَوْلِهٖ ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا﴾ جَعَلَ الْمَلَائِكَةَ وَالصُّحُفَ مُطَهَّرَةً لِأَنَّ الصُّحُفَ يَقَعُ عَلَيْهَا التَّطْهِيْرُ فَجَعَلَ التَّطْهِيْرَ لِمَنْ حَمَلَهَا أَيْضًا.

لگاتے ان کو مگر پاک لوگ اور وہ فرشتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿في صحف مكرمة مرفوعة مطهرة﴾ اور یہ مثل اللہ کے اس قول کی ہے کہ قسم ہے ان فرشتوں کی جو کام کی تدبیر کرتے ہیں یعنی فرشتوں کو پاک کہنا باوجود اس کے کہ پاک ہونا صحف کی صفت ہے اس قول کے قبیل سے ہے کہ تدبیر واقع میں صفت محمول کی ہے حامل یعنی فرشتے کو مدبر کہا گیا چنانچہ بخاری نے خود کہا کہ اللہ نے فرشتوں اور صحیفوں کو پاک ٹھہرایا اس واسطے کہ صحیفوں پر پاک ہونا واقع ہوتا ہے یعنی ان کو پاک کہا جاتا ہے سو ان کے حامل یعنی اٹھانے والے کو بھی پاک کہا گیا۔

﴿سَفَرَةٍ﴾ اَلْمَلَائِكَةُ وَاحِدُهُمْ سَافِرٌ سَفَرْتُ أَصْلَحْتُ بَيْنَهُمْ وَجُعِلَتِ الْمَلَائِكَةُ إِذَا نَزَلَتْ بِوَحْيِ اللّٰهِ وَتَأْدِيَتِهٖ كَالسَّفِيْرِ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ الْقَوْمِ.

سفرۃ کے معنی ہیں فرشتے، اللہ نے فرمایا ﴿بايدى سفرة كرام بررة﴾ اور سفرۃ جمع کا لفظ ہے اس کا واحد سافر ہے کہا جاتا ہے سفرت یعنی میں نے ان کے درمیان صلح کی اور ٹھہرائے گئے فرشتے جب اترے ساتھ وحی اللہ کے اور پہنچانے اس کے طرف پیغمبروں کی مانند سفیر کے جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے۔

فائدہ: اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ تمام فرشتے اللہ کے رسول ہیں اور علماء کے اس میں دو قول ہیں صحیح قول یہ ہے کہ بعض ان میں پیغمبر ہیں اور بعض نہیں جیسے کہ آدمیوں میں اللہ نے فرمایا ﴿اللہ يصطفى من الملآئكة رسلا ومن الناس﴾۔

وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿تَصَدّٰى﴾ تَغَافَلَ عَنْهُ.

اور اس کے غیر نے کہا کہ تصدی کے معنی ہیں اس سے غافل ہوا۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ تصدی کے معنی ہیں تعرض کیا اور متوجہ ہوا اور یہی لائق ہے ساتھ تفسیر آیت کے اس واسطے کہ نہیں غافل ہوئے حضرت ﷺ مشرکوں سے بلکہ صرف اندھے سے غافل ہوئے تھے جس پر عتاب ہوا، اللہ نے فرمایا ﴿اما من استغنى فانت له تصدى﴾۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَمَّا يَقْضِ﴾ لَا يَقْضِيْ

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں ادا کرتا کوئی جس کا ہم کو حکم

أَحَدٌ مَّآ أُمِرَ بِهٖ.

ہوا یعنی آدم علیہ السلام کے وقت سے آج تک اس واسطے کہ قصور سے کوئی خالی نہیں، اللہ نے فرمایا ﴿لما یقض ما امرہ﴾ یعنی لما ساتھ معنی لا نفی کے ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿تَرْهَقُهَا﴾ تَغْشَاهَا شِدَّةٌ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿ترھقھا﴾ کے معنی ہیں کہ ڈھانکے گی ان کو شدت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ترھقھا قترۃ﴾۔

﴿مُسْفِرَةٌ﴾ مُشْرِقَةٌ.

مسفرۃ کے معنی ہیں روشن، اللہ نے فرمایا ﴿وجوہ یومئذ مسفرۃ﴾۔

﴿بِأَيْدِىْ سَفَرَةٍ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَتَبَةٍ ﴿أَسْفَارًا﴾ كُتُبًا.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں کہ سفرہ کے معنی ہیں لکھنے والے اور اسفار سے مراد کتابیں ہیں یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿کمثل الحمار یحمل اسفارا﴾ اور اسفار جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد سفر ہے۔

﴿تَلَهّٰى﴾ تَشَاغَلَ.

﴿تلھی﴾ کے معنی ہیں مشغول ہوا، اللہ نے فرمایا ﴿فانت عنہ تلھی﴾۔

يُقَالُ وَاحِدُ الْأَسْفَارِ سِفْرٌ.

اور کہا گیا کہ اسفار کا واحد سفر ہے۔

٤٥٤٦ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ أَوْفٰى يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِىْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهٗ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَمَثَلُ الَّذِىْ يَقْرَأُ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهٗ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيْدٌ فَلَهٗ أَجْرَانِ.

۴۵۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی مثل جو قرآن کو پڑھے اور حالانکہ وہ اس کا حافظ ہے بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور مثل اس کے جو اس کو پڑھے اور حالانکہ وہ اس کی خبر گیری کرتا ہے اور وہ اس پر سخت ہے تو اس کو دوہرا ثواب ہے۔

فائدہ: مراد مثل سے اس جگہ صفت ہے مانند اس قول اللہ کے مثل الجنۃ کہا خطابی نے گویا کہ فرمایا کہ صفت اس کی اور حالانکہ وہ اس کا حافظ ہے گویا کہ فرشتوں کے ساتھ ہے اور صفت اس کی حالانکہ وہ اس پر سخت ہے یہ ہے کہ اس کو دوہرا ثواب ہے اور کہا ابن تین نے کہ مثل ساتھ معنی تشبیہ کے ہے یعنی جو حافظ قرآن کی مانند اور مشابہ ہے وہ

فرشتوں کے ساتھ ہوگا سو کیا حال ہے خود حافظ کا اور یہ جو کہا کہ اس کو دوہرا ثواب ہے تو کہا ابن تین نے کہ اختلاف ہے اس میں کہ کیا اس کو دوہرا ثواب ہے اس شخص کا جو قرآن کو پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ ہے یا اس کو دوہرا ثواب ہے اور ثواب پہلے کا یعنی حافظ کا زیادہ تر ہے اور یہ ظاہر تر ہے اور جائز ہے واسطے اس کے جو پہلے کو ترجیح دیتا ہے یہ کہ کہے کہ ثواب بقدر مشقت کے ہے۔ (فتح) لیکن ہم نہیں مانتے کہ حافظ ماہر مشقت سے خالی ہو اس واسطے کہ نہیں ہوتا وہ حافظ مگر بعد محنت بہت اور مشقت سخت کے غالبًا۔ (ق)

سُوْرَةُ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

سورۂ تکویر کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اس کو سورۂ تکویر بھی کہا جاتا ہے۔

﴿اِنْكَدَرَتْ﴾ اِنْتَثَرَتْ.

انکدرت کے معنی ہیں جب ستارے زمین پر گر پڑیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿واذا النجوم انكدرت﴾.

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿سُجِّرَتْ﴾ ذَهَبَ مَآؤُهَا فَلَا يَبْقٰى قَطْرَةٌ.

اور کہا حسن نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿واذ البحار سجرت﴾ کہ سجرت کے معنی ہیں کہ جب دریاؤں کا پانی دور ہو سو ایک قطرہ باقی نہ رہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْمَسْجُوْرُ الْمَمْلُوْءُ.

اور مسجور کے معنی ہیں بھرا ہوا۔

وَقَالَ غَيْرُهٗ سُجِّرَتْ أَفْضٰى بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ فَصَارَتْ بَحْرًا وَّاحِدًا.

اور کہا اس کے غیر نے کہ سجرت کے معنی ہیں جوش مارا بعض اس کے نے طرف بعض کی پس ہو گیا ایک ہی دریا۔

وَالْخُنَّسُ تَخْنِسُ فِيْ مُجْرَاهَا تَرْجِعُ وَتَكْنِسُ تَسْتَتِرُ كَمَا تَكْنِسُ الظِّبَآءُ.

یعنی خنس کے معنی اس آیت کی تفسیر میں پھرنا ہے اور تخنس کے معنی ہیں کہ اپنی جگہ میں پھرتے ہیں اور تکنس کے معنی ہیں چھپتا ہے جیسے چھپتا ہے ہرن کا بچہ اپنے گھر میں جو درختوں کی شاخوں میں بناتا ہے اور مراد پانچ ستارے ہیں بہرام اور زحل اور عطارد اور زہرہ اور مشتری۔

﴿تَنَفَّسَ﴾ اِرْتَفَعَ النَّهَارُ.

اور تنفس کے معنی ہیں بلند ہوا دن، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والصبح اذا تنفس﴾.

وَالظَّنِيْنُ اَلْمُتَّهَمُ وَالضَّنِيْنُ يَضَنُّ بِهٖ.

یہ اشارہ ہے طرف دونوں قرأتوں کی سو جس نے اس کو ظ کے ساتھ پڑھا ہے تو اس کے معنی ہیں کہ کسی نے اس کو تہمت نہیں کی اور ضاد کے ساتھ بخیل کو کہتے ہیں۔

فائدہ: ورقا اس کو ظا کے ساتھ پڑھتا تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اس کو ضاد کے ساتھ پڑھتے تھے کہا ابن ابی حاتم نے کہ دونوں برابر ہیں اس کے معنی ہیں کہ نہیں وہ جھوٹا۔

وَقَالَ عُمَرُ ﴿النُّفُوسُ زُوِّجَتْ﴾ يُزَوَّجُ نَظِيْرَهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿احْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَأَزْوَاجَهُمْ﴾.

کہا عمر نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿النفوس زوجت﴾ کہ جوڑا کیا جائے گا مرد ساتھ نظیر اپنی کے بہشتیوں سے اور دوزخیوں سے پھر یہ آیت پڑھی کہ جمع کیے جائیں ظالم لوگ اور ان کے جوڑے یعنی واسطے سند اس بات کے کہ یہ آیت ان معنوں پر دلالت کرتی ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ وہ دو مرد ہیں کہ عمل کرتے ہیں ایک اپنے عمل سے بہشت میں داخل ہوتا ہے اور ایک دوزخ میں گنہگار ساتھ گنہگار کے اور نیک ساتھ نیک کے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ اگر دنیا میں نیک آدمی کے ساتھ تھا تو بہشت میں بھی اسی کے ساتھ رہے گا اور اگر بد کے ساتھ تھا تو دوزخ میں بھی اسی بد کے ساتھ ہو جو بد کام میں اس کی مدد کرتا تھا۔ (فتح)

﴿عَسْعَسَ﴾ أَدْبَرَ.

عسعس کے معنی ہیں جب رات پیٹھ پھیرے اور جائے

فائدہ: نہیں وارد کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سورہ کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث جید جو روایت کی ہے احمد اور ترمذی وغیرہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ جس کو خوش لگے کہ قیامت کے دن کو دیکھے جیسے آنکھ سے دیکھتا ہے تو چاہیے کہ پڑھے ﴿اذا الشمس کورت﴾ و ﴿اذا السماء انفطرت﴾۔ (فتح)

سُوْرَةُ إِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ

سورۂ انفطار کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ الرَّبِيْعُ بْنُ خُثَيْمٍ ﴿فُجِّرَتْ﴾ فَاضَتْ.

اور کہا ربیع نے کہ جب دریا جاری ہوں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے کہ بعثرت کے معنی ہیں کہ نکلے جو اس میں مردہ ہے۔

وَقَرَأَ الْأَعْمَشُ وَعَاصِمٌ ﴿فَعَدَلَكَ﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَقَرَأَهُ أَهْلُ الْحِجَازِ بِالتَّشْدِيْدِ وَأَرَادَ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ وَمَنْ خَفَّفَ يَعْنِيْ ﴿فِيْ أَيِّ صُوْرَةٍ﴾ شَآءَ إِمَّا حَسَنٌ وَّإِمَّا قَبِيْحٌ أَوْ طَوِيْلٌ أَوْ قَصِيْرٌ.

اور اعمش اور عاصم نے فعدلك کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے یعنی ساتھ تخفیف دال مہملہ کے اور حجاز والوں نے اس کو تشدید دال کے ساتھ پڑھا ہے اس کے معنی تشدید کے ساتھ معتدل پیدائش ہے یعنی سب اعضاء آپس میں مناسب اور برابر ہیں ایسا نہیں کہ ایک ہاتھ لمبا ہو اور

ایک چھوٹا اور ایک آنکھ بڑی ہو اور ایک چھوٹی اور جو اس کو تخفیف دال کے ساتھ پڑھتا ہے تو اس کی مراد یہ ہے کہ وہ پھیرا تجھ کو جس صورت میں چاہا خوبصورت یا بد صورت، لمبا یا چھوٹا۔

فائدہ: اور حاصل دونوں قرأتوں کا یہ ہے کہ جو تشدید کے ساتھ ہے وہ تعدیل سے ہے اور مراد مناسب ہونا ہے اعضاء میں اور جو تخفیف کے ساتھ ہے وہ عدل سے ہے اور وہ پھیرنا ہے جس صورت میں کہ چاہا۔

فائدہ: اس سورت میں بھی وہی حدیث داخل ہوتی ہے جو پہلی سورت میں گزری۔ (فتح)

سُوْرَةُ وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِيْنَ

سورۂ مطففین کی تفسیر کا بیان

فائدہ: نسائی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو وہ لوگ ماپ میں سب لوگوں سے بدتر تھے یعنی کم ماپتے تھے تو اللہ نے یہ سورت اتاری تو اس کے بعد انہوں نے کیل اور ماپ کو درست کیا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بَلْ رَانَ﴾ ثَبْتُ الْخَطَايَا.

کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿بل ران علی قلوبھم﴾ کہا کہ ثابت ہوئے ان کے دل پر گناہ یہاں تک کہ اس کو ڈھانکا۔

فائدہ: حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک نکتہ پڑ جاتا ہے سو اگر وہ اس گناہ سے الگ ہو کر توبہ کرے تو وہ گناہ اس کے دل سے دور ہو جاتا ہے اور اگر وہ اس گناہ کو پھر کرے تو وہ نکتہ زیادہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اس کے دل پر غالب ہو جاتا ہے سو یہی مراد ہے ران سے جو اللہ کے اس قول میں ہے اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ لوگ ران کو مہر جانتے تھے۔

﴿ثُوِّبَ﴾ جُوْزِيَ.

ثوب کے معنی ہیں بدلہ دیا گیا، اللہ نے فرمایا ﴿ھل ثوب الکفار ما کانوا یفعلون﴾.

وَقَالَ غَيْرُهُ اَلْمُطَفِّفُ لَا يُوَفِّي غَيْرَهُ.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے غیر نے کہ مطفف وہ ہے جو پورا نہ تولے

بَابٌ ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

یہ باب فیض الباری میں نہیں ہے۔

٤٥٤٧ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ

۴۵۴۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس دن کھڑے ہوں گے لوگ

اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ حَتّٰى يَغِيْبَ أَحَدُهُمْ فِيْ رَشْحِهِ إِلٰى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ.

رب العالمین کے واسطے یہاں تک کہ ڈوب جائے گا بعض آدمی اپنے پسینے میں آدھے کانوں تک۔

فائدہ: الی انصاف اذنیہ یہ اضافت جمع کی ہے طرف جمع کے حقیقۃ اور معنی اس واسطے کہ ہر آدمی کے دون کان ہیں اور مسلم میں مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سورج خلق سے قریب کیا جائے گا یہاں تک کہ ان سے میل کے برابر ہو جائے گا تو لوگ بقدر اپنے اعمال کے پسینے میں ہوں گے سو ان میں سے بعض شخص ایسے ہوں گے کہ ان کے دونوں ٹخنوں تک پسینہ ہوگا اور ان میں سے بعض کی کمر تک ہوگا اور ان میں سے بعض لوگوں کو پسینہ لگام دے گا یعنی منہ میں گھس جائے گا۔

فائدہ: اور مراد میل سے یا کوس ہے یا سرمہ لگانے کی سلائی۔

سُوْرَةُ إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ

سورۂ انشقاق کی تفسیر کا بیان

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ﴾ يَأْخُذُ كِتَابَهُ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهِ.

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿واما من اوتی کتابه وراء ظهره﴾ کہ پکڑے گا اپنا اعمال نامہ اپنی پیٹھ کے پیچھے سے یعنی اس کا ہاتھ پیٹھ کے پیچھے سے کیا جائے گا پھر اس کے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا۔

﴿وَسَقَ﴾ جَمَعَ مِنْ دَآبَّةٍ.

یعنی وسق کے معنی ہیں اللہ کے اس قول میں ﴿واللیل وما وسق﴾ جو جمع کیا زمین پر چلنے والی چیز سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو اس میں داخل ہوا۔

﴿ظَنَّ أَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ﴾ لَا يَرْجِعَ إِلَيْنَا.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ اس نے گمان کیا کہ وہ ہماری طرف نہیں پھرے گا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يُوْعُوْنَ﴾ يُسِرُّوْنَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یوعون کے معنی ہیں چھپاتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿واللہ اعلم بما یوعون﴾۔

بَابٌ ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا﴾.

یہ باب فیض الباری میں نہیں ہے۔

٤٥٤٨ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيّ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي يُونُسَ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ إِلَّا هَلَكَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ جَعَلَنِيَ اللَّهُ فِدَآئَكَ أَلَيْسَ يَقُوْلُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِيْنِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا﴾ قَالَ ذَاكَ الْعَرْضُ يُعْرَضُوْنَ وَمَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ.

۴۵۴۸۔ ان تینوں سندوں کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہیں کہ جس کا حساب ہو مگر کہ ہلاک ہوگا ، میں نے کہا یا حضرت! اللہ مجھ کو آپ پر قربان کرے کیا اللہ نہیں فرماتا کہ جس کو ملا اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں تو اس کا حساب آسان ہوگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عرض ہے یعنی ایمانداروں کو ان کے اعمال نامے صرف دکھلائے جائیں گے اس میں کچھ گفتگو نہیں ہوگی اور جس کے حساب میں جھگڑا پڑا وہ ہلاک ہوا یعنی فلانا کام کیوں کیا اور فلانا کام کیوں نہ کیا یعنی بندے کا بال بال گنہگار ہے کیا طاقت ہے کہ جواب دے سکے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ تم کو پہنچنا ہے ایک حال سے دوسرے حال میں۔

٤٥٤٩ ـ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ النَّضْرِ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ جَعْفَرُ بْنُ إِيَاسٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ﴾ حَالًا بَعْدَ حَالٍ قَالَ هٰذَا نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۵۴۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اس کے معنی ہیں کہ پہنچو گے تم ایک حال سے دوسرے حال میں کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ خطاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے۔

فائدہ: یہ بنا بر فتح ب موحدہ کے ہے جیسے کہ اعمش اور ابن کثیر کی قرأت ہے کہا طبری نے کہ یہی قرأت ہے ابن

مسعود رضی اللہ عنہ اور عام قاریوں کوفے کی اور باقی لوگوں نے اس کو ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے اس بنا پر کہ وہ امت کے واسطے خطاب ہے اور ترجیح دی ہے اس کو ابو عبیدہ نے واسطے سیاق ماقبل اور مابعد اس کے کی اور روایت کی ہے طبری نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ مراد آسمان ہیں کہ ایک بار تلچھٹ کی طرح ہو جائیں گے اور ایک دفعہ پھٹ جائیں گے پھر سرخ ہو جائیں گے پھر پھٹ جائیں گے اور ترجیح دی ہے طبری نے پہلی وجہ کو اور اصل معنی طبق کے ہیں شدت اور مراد اس جگہ وہ چیز ہے جو واقع ہو گی سختیوں اور شدتوں سے قیامت کے دن اور قول اس کا حال بعد حال یعنی حال جو مطابق ہے واسطے پہلے حال کے شدت میں یا وہ جمع ہے طبقہ کی اور اس کے معنی ہیں مرتبہ یعنی وہ کئی طبقہ ہیں بعض سخت تر ہیں بعض سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد مختلف ہونا احوال مولود کا ہے ابتدا اس وقت سے کہ نطفہ ہوتا ہے یہاں تک کہ نہایت عمر کو پہنچتا ہے سو جننے سے پہلے اس کو جنین کہا جاتا ہے پھر جب پیدا ہو تو اس کو صبی کہا جاتا ہے پھر جب وہ دودھ چھوڑے تو اس کو غلام کہا جاتا ہے اور جب سات برس کا ہو تو اس کو بالغ کہا جاتا ہے اور جب دس برس کا ہو تو اس کو خرد کہا جاتا ہے اور جب پندرہ برس کا ہو تو اس کو قمد کہا جاتا ہے وعلی ھذا القیاس اخیر عمر تک اس کے کئی نام ہیں۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ
سورۂ بروج کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْأُخْدُوْدِ﴾ شَقٌّ فِي الْأَرْضِ.

یعنی کہا مجاہد رحمہ اللہ علیہ کہ اخدود کھائیوں کو کہتے ہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک کھائی تھی نجران میں کہ اس میں لوگوں کو عذاب کرتے تھے اور روایت کیا ہے مسلم اور ترمذی وغیرہ نے صہیب کی حدیث سے قصہ اصحاب اخدود کا دراز اور اس میں قصہ ہے اس لڑکے کا جو جادوگر سے جادو سیکھتا تھا ایک درویش پر گزرا سو اس کے تابع ہوا اور اس کا دین قبول کیا سو بادشاہ نے چاہا کہ اس لڑکے کو مار ڈالے واسطے مخالف ہونے اس کے دین اس کے کو تو اس نے کہا کہ تو مجھ کو کبھی نہیں مار سکے گا یہاں تک کہ تو کہے جب کہ تو مجھ کو تیر مارے بسم اللہ رب الغلام تو بادشاہ نے اسی طرح کیا جس طرح اس نے کہا تو لوگوں نے کہا کہ ایمان لائے ہم لڑکے کے رب کے ساتھ تو بادشاہ نے ان کے واسطے کوچوں میں کھائیاں کھدوائیں اور ان میں آگ جلائی تاکہ لوگ اس کے دین کی طرف پھریں اور ترمذی میں اس قصے کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قتل اصحاب الاخدود ۔ العزیز الحمید﴾ تک۔

﴿فَتَنُوْا﴾ عَذَّبُوْا.

اور فتنوا کے معنی ہیں عذاب کیا انہوں نے۔

سُوْرَةُ الطَّارِقِ
سورۂ طارق کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿ذَاتِ الرَّجْعِ﴾ سَحَابٌ

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ علیہ نے کہ رجع کے معنی ہیں اللہ کے اس

تَرْجِعُ بِالْمَطَرِ ﴿ذَاتِ الصَّدْعِ﴾ تَتَصَدَّعُ بِالنَّبَاتِ.

قول میں بادل جو پھرتا ہے ساتھ مینہ کے یعنی بار بار برستا ہے اور ذات الصدع کے معنی ہیں پھٹتی ہے زمین ساتھ سبزوں کے یعنی اس سے سبزے اگتے ہیں۔

فائدہ: اللہ کے اس قول میں ﴿والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع﴾ اور اللہ نے فرمایا ﴿علیها حافظ﴾ تو اس میں لا ساتھ معنی الا کے ہے۔

تنبیہ: نہیں وارد کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور البتہ واقع ہوائی ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی معاذ رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو فتنہ انگیز ہے اے معاذ! تجھ کو کفایت کرتا ہے یہ کہ پڑھے تو ﴿والسماء والطارق﴾ ﴿والشمس وضحاها﴾۔

سُوْرَةُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى

سورۂ اعلیٰ کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اس کو سورہ اعلیٰ بھی کہا جاتا ہے اور سعید بن منصور نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا سبحان ربی الاعلٰی الذی خلق فسوی۔

فائدہ: اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿قدر فهدی﴾ یعنی مقدر کیا واسطے آدمی کے نیک بختی اور بدبختی کو اور راہ دکھایا چوپایوں کو واسطے چراگاہ اپنی کے۔

٤٥٦٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَجَعَلَا يُقْرِئَانِنَا الْقُرْاٰنَ ثُمَّ جَآءَ عَمَّارٌ وَّبِلَالٌ وَّسَعْدٌ ثُمَّ جَآءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِيْنَ ثُمَّ جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِهِ حَتّٰى رَأَيْتُ الْوَلَآئِدَ وَالصِّبْيَانَ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَآءَ فَمَا جَآءَ حَتّٰى قَرَأْتُ سَبِّحِ

۴۵۶۰۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے پہلے پہل مصعب رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے یعنی مدینے میں سو دونوں ہم کو قرآن پڑھانے لگے پھر بلال رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ آئے پھر بیس آدمیوں میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سو نہیں دیکھا میں نے مدینے والوں کو کہ کبھی کسی چیز سے خوش ہوئے ہوں جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے خوش ہوئے یہاں تک کہ میں نے لڑکیوں اور لڑکوں کو دیکھا کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پیغمبر تشریف لائے سو نہ تشریف لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک کہ میں نے ﴿سبح اسم ربك الاعلٰی﴾ اور اس کے برابر کئی سورتیں پڑھیں۔

اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى فِيْ سُوَرٍ مِّثْلِهَا.

فائدہ: واقع ہوا اس حدیث کے آخر میں اس جگہ یقولون هذا رسول الله صلی الله علیه وسلم اور یہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساقط ہے کہا اس واسطے کہ صلوۃ کہنی حضرت ﷺ پر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مشروع ہوئی ہے پانچویں سال میں اور شاید یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿یاایها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما﴾ اس واسطے کہ یہ سورہ احزاب کی آیت ہے اور تھا نزول اس کا اس سال میں صحیح قول پر لیکن نہیں ہے کوئی مانع کہ مقدم ہو آیت مذکورہ اکثر سورہ پر پھر یہ اس کو کہاں سے معلوم ہوا کہ لفظ ﷺ اصل روایت سے ہے صحابی کے لفظ سے اور کیا چیز مانع ہے کہ صادر ہوا ہو یہ لفظ اس سے نیچے کے راوی سے اور تصریح کی ہے علماء نے کہ مستحب ہے کہ حضرت ﷺ پر ﷺ پڑھا جائے اور صحابی کو رضی اللہ عنہ کہا جائے اگرچہ یہ روایت میں وارد نہیں ہوا۔ (فتح)

سُوْرَةُ هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ — سورۂ غاشیہ کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اور اس کو سورہ غاشیہ بھی کہتے ہیں اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ غاشیہ قیامت کے ناموں میں سے ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ﴾ اَلنَّصَارٰى.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عاملۃ ناصبۃ سے مراد نصاریٰ ہیں یعنی محنت کرتے تھکتے، اللہ نے فرمایا ﴿وجوہ یومئذ خاشعة عاملة ناصبة﴾۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿عَيْنٍ اٰنِيَةٍ﴾ بَلَغَ إِنَاهَا وَحَانَ شُرْبُهَا.

کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿تسقی من عین آنیة﴾ کہ آنیہ کے معنی ہیں پہنچا ہے نہایت وقت اپنے کو گرمی میں اور قریب ہوا ہے پینا اس کا۔

﴿حَمِيْمٍ اٰنٍ﴾ بَلَغَ إِنَاهُ.

اور حمیم آن کے معنی ہیں پہنچا ہے اپنی گرمی کے وقت کو

﴿لَا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً﴾ شَتْمًا.

لاغیۃ کے معنی ہیں اللہ کے اس قول میں گالی۔

وَيُقَالُ الضَّرِيْعُ نَبْتٌ يُّقَالُ لَهُ الشِّبْرِقُ يُسَمِّيْهِ أَهْلُ الْحِجَازِ الضَّرِيْعَ إِذَا يَبِسَ وَهُوَ سُمٌّ.

ضریع اللہ کے اس قول میں ﴿لیس لهم طعام الا من ضریع﴾ ایک سبزہ ہے اس کو شبرق کہا جاتا ہے اور حجاز والے اس کو ضریع کہتے ہیں جب کہ خشک ہو اور وہ زہر ہے

فائدہ: اور کہا خلیل نے کہ وہ ایک گھاس ہے سبز بدبودار دریا اس کو پھینکتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ضریع ایک درخت ہے آگ کا۔ (فتح)

﴿بِمُسَيْطِرٍ﴾ بِمُسَلَّطٍ وَّيُقْرَأُ بِالصَّادِ وَالسِّيْنِ.

بمسیطر کے معنی ہیں نہیں تو ان پر قابو پانے والا یعنی گماشتہ اور داروغہ ، اللہ نے فرمایا ﴿لست علیھم بمسیطر﴾ .

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ اصل اس کا سطر ہے اور اس کے معنی یہ ہیں نہیں بڑھتا اس چیز سے کہ اس میں ہے کہا اس نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا یہ حکم اس وقت جب کہ حضرت ﷺ مکے میں تھے پہلے اس سے کہ ہجرت کریں اور آپ کو لڑنے کا حکم ہو۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿إِيَابَهُمْ﴾ مَرْجِعَهُمْ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ایابھم کے معنی ، اللہ کے اس قول میں ﴿ان الینا ایابھم﴾ ہیں ان کا پھرنا۔

فائدہ: نہیں ذکر کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سورت میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ مجھ کو حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا ، آخر حدیث تک اور اس کے اخیر میں ہے کہ ان کا حساب اللہ پر ہے پھر پڑھی یہ آیت ﴿انما انت مذکر لست علیھم بمسیطر﴾ ۔ (فتح)

سُوْرَةُ وَالْفَجْرِ

سورۂ فجر کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْوَتْرُ اَللّٰهُ.

کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے وتر اللہ ہے۔

﴿إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ﴾ يَعْنِي الْقَدِيْمَةَ وَالْعِمَادُ أَهْلُ عَمُوْدٍ لَا يُقِيْمُوْنَ.

اللہ نے فرمایا ﴿الم تر کیف فعل ربك بعاد ارم ذات العماد﴾ کہ ارم کے معنی ہیں قدیم یعنی پہلے عاد کے ساتھ اور عماد کے معنی ہیں خیموں والے یعنی کسی شہر میں ٹھہرتے نہ تھے جس جگہ پانی گھاس دیکھتے اس جگہ تنبو لگاتے۔

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ ارم عاد کے ایک قبیلے کا نام ہے اور ارم بن سام بن نوح ہے اور عاد بن عوص بن ارم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نام ہے ایک شہر کا اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ عماد کے قوت ہے ان کے بدنوں کی یعنی بہت زور والے اور بہت دراز قد تھے اور ابن مردویہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں فرمایا کہ ان میں سے کوئی مرد پتھر بڑا اٹھا لاتا اور اس کو جس قبیلے پر چاہتا ڈال دیتا اور ان کو ہلاک کر ڈالتا اور جدا ہوا ہے عاد واسطے مضاف ہونے اس کے کی طرف ارم کے عاد اخیر سے اور صحیح پہلا قول ہے کہ ارم قبیلے کا نام ہے اور البتہ روایت کیا ہے ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ کے طریق سے عبداللہ بن ابی قلابہ سے قصہ دراز کہ وہ اپنے ایک اونٹ کی تلاش کو نکلا اور یہ کہ وہ عدن کے جنگلوں میں واقع ہوا اور یہ کہ اس نے ان جنگلوں میں ایک شہر دیکھا سو ذکر

کیں اس نے عجیب چیزیں جو اس میں دیکھیں اور یہ کہ جب معاویہ کو اس کی خبر پہنچی تو اس کو دمشق میں بلوایا اور کعب رضی اللہ عنہ سے اس کا حال پوچھا سو خبر دی اس نے اس کو ساتھ قصے اس کے کی اور بنانے والے اس کے کی اور کیفیت اس کی کے نہایت دراز اور اس میں الفاظ منکر ہیں اور اس کا راوی عبداللہ بن قلابہ نہیں پہچانا جاتا اور اس کی سند میں عبداللہ بن امیہ ہے۔ (فتح)

﴿سَوْطَ عَذَابٍ﴾ اَلَّذِیْ عُذِّبُوْا بِهٖ.

یعنی سوط عذاب وہ چیز ہے کہ عذاب ہوا ان کو اس کے ساتھ۔

﴿أَكْلًا لَّمًّا﴾ اَلسَّفُّ وَ ﴿جَمًّا﴾ اَلْكَثِيْرُ.

اکلا لما کے معنی ہیں سمٹ کر کھا جانا بغیر اس کے کہ سیر ہو اور جما کے معنی ہیں بہت، اللہ نے فرمایا ﴿و تاكلون التراث اكلا لما و تحبون المال حبا جما﴾.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ فَهُوَ شَفْعٌ السَّمَآءُ شَفْعٌ وَّالْوَتْرُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.

کہا مجاہد نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿والشفع والوتر﴾ کہ جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ شفع ہے یعنی اس کے مقابل کوئی چیز ہے آسمان شفع ہے یعنی اس کا کوئی جوڑا ہے یعنی زمین اور مراد وتر سے اللہ ہے۔

فائدہ: ترمذی نے روایت کی ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ شفع اور وتر کی کیا مراد ہے فرمایا مراد اس سے نماز ہے کہ بعض جفت ہے اور بعض طاق اور نسائی میں روایت ہے کہ عشر سے مراد عید الاضحیٰ کی دس راتیں ہیں اور شفع سے مراد عید الاضحیٰ کا دن ہے اور وتر سے مراد عرفہ کا دن ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد فجر سے دن کی فجر ہے۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿سَوْطَ عَذَابٍ﴾ كَلِمَةٌ تَقُوْلُهَا الْعَرَبُ لِكُلِّ نَوْعٍ مِّنَ الْعَذَابِ يَدْخُلُ فِيْهِ السَّوْطُ.

اور کہا اس کے غیر نے سوط عذاب ایک کلمہ ہے کہ کہتے ہیں اس کو عرب واسطے ہر قسم عذاب کے کہ داخل ہو اس میں کوڑا۔

فائدہ: یہ کلام فراء کا ہے اور اس کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے جاری ہوا ہے کلام ساتھ اس کے اس واسطے کہ سوط اصل ہے جس کے ساتھ عذاب کیا کرتے تھے سو جاری ہوا واسطے ہر قسم عذاب کے اس واسطے کہ ان کے نزدیک وہی غایت تھی۔

﴿لَبِالْمِرْصَادِ﴾ إِلَيْهِ الْمَصِيْرُ.

لبالمرصاد کے معنی ہیں کہ اسی کی طرف ہے پھرنا اللہ نے فرمایا ﴿ان ربك لبالمرصاد﴾.

فائدہ: اور تاویل اس کی ساتھ اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ جلال اللہ تعالیٰ کے واضح ہے سو تکلف کی کچھ حاجت

نہیں اور حسن سے روایت ہے کہ مراد مرصاد سے اعمال بنی آدم کے ہیں۔

﴿تَحَآضُّوْنَ﴾ تَحَافِظُوْنَ وَتَحُضُّوْنَ تَأْمُرُوْنَ بِإِطْعَامِهِ.

اور تحاضون کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿ولا تحاضون علی طعام المسکین﴾ یہ ہیں کہ نہیں حفاظت کرتے تم آپس میں مسکین کے کھانے پر۔

فائدہ: یہ معنی اعمش وغیرہ کی قرأت کی بنا پر ہے کہ وہ اس کو الف کے ساتھ پڑھتے ہیں اور جو اس کو بغیر الف کے پڑھتے ہیں یعنی تحضون تو اس کے معنی ہیں کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو کھلانے کا حکم نہیں کرتے اور اصل تحاضون کا تتحاضون ہے سو ایک تا حذف کی گئی اور معنی یہ ہیں کہ تم ایک دوسرے کو کھلانے کی رغبت نہیں دلاتے۔

﴿الْمُطْمَئِنَّةُ﴾ الْمُصَدِّقَةُ بِالثَّوَابِ.

اور مطمئنة کے معنی ہیں سچا جاننے والا ثواب کو یعنی آرام پکڑنے والا ہے ساتھ ایمان کے تصدیق کرنے والا ہے ثواب اور قیامت کو، اللہ نے فرمایا ﴿یا ایتها النفس المطمئنة﴾۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿يَآأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ﴾ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَبْضَهَا اطْمَأَنَّتْ إِلَى اللّٰهِ وَاطْمَأَنَّ اللّٰهُ إِلَيْهَا وَرَضِيَتْ عَنِ اللّٰهِ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَأَمَرَ بِقَبْضِ رُوْحِهَا وَأَدْخَلَهَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَجَعَلَهُ مِنْ عِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ.

اور کہا حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر ﴿یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی﴾ میں کہ جب اللہ اس کے قبض کا ارادہ کرتا ہے تو چین پکڑتا ہے اللہ کی طرف اور چین پکڑتا ہے اللہ اس کی طرف اور وہ اللہ سے راضی ہوتا ہے اور اللہ اس سے راضی ہوتا ہے سو حکم کرتا ہے ساتھ قبض کرنے اس کی روح کے اور داخل کرتا ہے اس کو بہشت میں اور ٹھہراتا ہے اس کو اپنے نیک بندوں سے۔

فائدہ: منسوب کرنا اطمینان کا اللہ کی طرف قبیل مجاز مشاکلت کے ہے اور مراد ساتھ اس کے لازم ہونا اس کا ہے پہنچانے خیر کے سے اور مانند اس کے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿جَابُوْا﴾ نَقَبُوْا مِنْ جِيْبِ الْقَمِيْصِ قُطِعَ لَهُ جَيْبٌ يَجُوْبُ الْفَلَاةَ يَقْطَعُهَا.

اور جابوا کے معنی ہیں کریدا انہوں نے پتھروں کو اور اصل جب کے معنی ہیں قطع کرنا ماخوذ ہے عرب کے اس قول سے جیب القمیص جب کہ اس کے واسطے جیب کاٹی جائے اور یجوب الفلاة کے معنی ہیں کہ بیابان کو کاٹتا ہے۔

﴿لَمًّا﴾ لَمَمْتُهُ أَجْمَعَ أَتَيْتُ عَلٰى اٰخِرِهِ.

اور کہا جاتا ہے لما کی تفسیر میں لممتہ اجمع یعنی میں اس کے اخیر کو پہنچا یعنی سب کو۔

فائدہ: نہیں وارد کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سورہ میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع جو اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ہے ﴿وجیء یومئذ بجهنم﴾ فرمایا کہ قیامت کے دن دوزخ لائی جائے گی اس کے واسطے ستر ہزار بھاگیں ہوں گی ہر باگ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اس کو کھینچتے ہوں گے، روایت کیا ہے اس کو مسلم نے۔ (فتح)

سُوْرَةُ لَا اُقْسِمُ

سورۂ بلد کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اور نیز اس کو سورہ بلد بھی کہا جاتا ہے اور اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ مراد ساتھ بلد کے مکہ مکرمہ ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَأَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ﴾ بِمَكَّةَ لَيْسَ عَلَيْكَ مَا عَلَى النَّاسِ فِيْهِ مِنَ الْإِثْمِ.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد بلد سے اللہ کے اس قول میں ﴿وانت حل بهذا البلد﴾ میں مکہ مکرمہ ہے نہیں تجھ پر جو لوگوں پر ہے اس میں گناہ سے۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حلال کیا ہے اللہ نے واسطے آپ کے یہ کہ کریں اس میں جو چاہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حلال ہے واسطے تیرے لڑنا بیچ اس کے اور اس بنا پر پس صیغہ واسطے وقت حاضر کے ہے اور مراد آنے والا ہے واسطے تحقق وقوع اس کے کی اس واسطے کہ سورہ مکی ہے اور فتح مکہ آٹھ برس ہجرت سے پیچھے ہے۔

﴿وَوَالِدٍ﴾ اٰدَمَ ﴿وَمَا وَلَدَ﴾.

یعنی مراد والد سے اللہ کے اس قول میں آدم علیہ السلام ہے۔

﴿لُبَدًا﴾ كَثِيْرًا.

لبدا کے معنی ہیں بہت، اللہ کے اس قول میں ﴿مالا لبدا﴾۔

وَ﴿النَّجْدَيْنِ﴾ اَلْخَيْرُ وَالشَّرُّ.

اور مراد نجدین سے نیکی اور بدی ہے، اللہ کے اس قول میں ﴿وهديناه النجدين﴾ یعنی دکھایا ہم نے اس کو راہ نیکی اور بدی کا۔

﴿مَسْغَبَةٍ﴾ مَجَاعَةٍ.

مسغبة کے معنی ہیں بھوک اللہ کے اس قول میں ﴿فی یوم ذی مسغبة﴾۔

﴿مَتْرَبَةٍ﴾ اَلسَّاقِطُ فِي التُّرَابِ.

متربة کے معنی ہیں مٹی میں گرا پڑا یعنی جس کا کوئی گھر نہ ہو

يُقَالُ ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴾ فَلَمْ يَقْتَحِمِ الْعَقَبَةَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ فَسَّرَ الْعَقَبَةَ فَقَالَ

کہا جاتا ہے کہ اللہ کے قول ﴿فلا اقتحم العقبة﴾ کے معنی ہیں نہیں آیا گزرگاہ سخت میں دنیا میں لا ساتھ معنی لم

﴿وَمَآ أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ﴾.

کے ہے پھر تفسیر کیا عقبہ کو سو کہا تجھ کو کیا خبر ہے کہ کیا ہے گھاٹی چھڑانا گردن کا ہے یا کھلانا بھوک کے دن میں۔

فائدہ: یعنی مراد گزرگاہ سخت میں آنا دنیا میں ہے۔

فائدہ: نہیں ذکر کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث براء رضی اللہ عنہ کی کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! مجھ کو ایسا عمل سکھلایئے جو مجھ کو بہشت میں داخل کرے فرمایا جان آزاد کر یا گردن چھوڑا اس نے کہا کہ کیا دونوں ایک کام نہیں فرمایا نہیں جان کا آزاد کرنا یہ ہے کہ تو تنہا اس کو آزاد کرے اور چھوڑانا گردن کا یہ ہے کہ تو اس کے چھوڑانے میں مدد کرے، روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور ابن مردویہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے۔ (فتح)

سُوْرَةُ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا

سورۂ شمس کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِطَغْوَاهَا﴾ بِمَعَاصِيهَا.

کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے قول ﴿کذبت ثمود بطغواها﴾ کہ طغواها کے معنی ہیں اپنی نافرمانی کے سبب سے اور احتمال ہے کہ ہو با واسطے استعانت کے اور سبب کے یا معنی یہ ہیں کہ جھٹلایا قوم ثمود نے عذاب کو جو پیدا ہونے والا ہے ان کی سرکشی سے۔

﴿وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا﴾ عُقْبَى أَحَدٍ.

اللہ نے فرمایا ﴿ولا یخاف عقباها﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نہیں ڈرتا کسی کے بدلہ لینے سے کہ کوئی اس سے اپنا بدلہ لے سکے۔

٤٥٦١ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَمْعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِيْ عَقَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا﴾ انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيْزٌ عَارِمٌ مَنِيْعٌ فِيْ رَهْطِهِ مِثْلُ أَبِيْ زَمْعَةَ وَذَكَرَ النِّسَآءَ فَقَالَ يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا

۴۵۶۱۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا خطبہ پڑھتے تھے اور ذکر کیا حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو اور جس نے اس کی کونچیں کاٹیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اونٹنی کی کوچیں کاٹنے کو ثمود کا بڑا بد بخت اٹھا اس کے طرف ایک مرد اٹھا جو اپنی قوم میں بڑا سردار بڑا شریر قوی صاحب قوم کا ابو زمعہ کے برابر اور ذکر کیا عورتوں کو یعنی اپنے خطبے میں سو فرمایا کہ کوئی تم میں سے اپنی عورت کو مارتا ہے غلام کا سا مارنا سو شاید کہ وہ اپنے دن کے آخر میں ان کے ساتھ لیٹے پھر نصیحت کی ان کو ہنسنے میں گوز

مِنْ اٰخِرِ يَوْمِهٖ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِيْ ضَحِكِهِمْ مِّنَ الضَّرْطَةِ وَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ وَقَالَ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ أَبِيْ زَمْعَةَ عَمِّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ.

سے اور فرمایا کہ کیوں ہنستا ہے کوئی اس چیز سے جو خود کرتا ہے؟۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ ابو زمعہ کے برابر تو کہا قرطبی نے کہ احتمال ہے کہ مراد ابو زمعہ سے صحابی ہو اور وجہ تشبیہ کی ساتھ اس کے اگر اس طرح ہو یہ ہے کہ وہ صاحب عزت اور قوت کا اپنی قوم میں جیسے کہ یہ کافر تھا اور احتمال ہے کہ اس کے سوائے کوئی اور مراد ہو اور اس شخص سے جس کی کنیت ابو زمعہ ہے یعنی احتمال ہے کہ ابو زمعہ کوئی کافر ہو اور یہی دوسرا احتمال معتمد ہے اور وہ غیر مذکور اسود ہے اور وہ داوا ہے عبداللہ بن زمعہ کا جو راوی اس حدیث کا ہے اور تھا اسود ایک ٹھٹھا کرنے والوں میں سے اور مکے میں کفر کی حالت میں مرا۔ (فتح)

سُوْرَةُ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى

سورۂ لیل کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى﴾ بِالْخَلَفِ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد حسنیٰ سے اللہ کے اس قول میں ﴿وکذب بالحسنی﴾ بدلہ ہے یعنی نہیں یقین کرتا کہ اللہ اس کو بدلہ دے گا اس چیز کا کہ اس کی راہ میں خرچ کی۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَرَدّٰى﴾ مَاتَ وَ ﴿تَلَظّٰى﴾ تَوَهَّجُ وَقَرَأَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ تَتَلَظّٰى.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ تردی کے معنی ہیں مر گیا یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿اذا تردی﴾ اور تلظی کے معنی ہیں جوش مارتی یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿نارا تلظی﴾ اور عبید نے اس کو تتلظی پڑھا ہے۔

بَابٌ ﴿وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ قسم ہے دن کی جب روشن ہو۔

٤٥٦٢ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ دَخَلْتُ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِ

۴۵۶۲۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے چند ساتھیوں سے شام میں داخل ہوا سو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ہم کو سنا اور ہمارے پاس آئے سو کہا کہ کیا

عَبْدِ اللّٰهِ الشَّامَ فَسَمِعَ بِنَا أَبُو الدَّرْدَآءِ فَأَتَانَا فَقَالَ أَفِيكُمْ مَنْ يَقْرَأُ فَقُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَأَيُّكُمْ أَقْرَأُ فَأَشَارُوْا إِلَيَّ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَرَأْتُ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى﴾ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى قَالَ أَأَنْتَ سَمِعْتَهَا مِنْ فِيْ صَاحِبِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا سَمِعْتُهَا مِنْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰؤُلَاءِ يَأْبَوْنَ عَلَيْنَا.

تم میں کوئی قاری ہے؟ ہم نے کہا ہاں! کہا تم میں بڑا قاری کون ہے؟ سو انہوں نے میری طرف اشارہ کیا، کہا کہ پڑھ سو میں نے پڑھا ﴿والليل اذا يغشى والنهار اذا تجلى والذكر والانثى﴾ یعنی مخالف مشہور قرأت کے کہ وہ ﴿وما خلق الذكر والانثى﴾ ہے تو کہا تو نے اس کو اپنے ساتھ کے منہ سے سنا ہے؟ میں نے کہا ہاں! ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے سنا ہے اور یہ لوگ ہم پر انکار کرتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ قسم ہے ساتھ پیدا کرنے نر اور مادہ کے۔

٤٥٦٣ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ قَدِمَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ عَلٰى أَبِي الدَّرْدَآءِ فَطَلَبَهُمْ فَوَجَدَهُمْ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَقْرَأُ عَلٰى قِرَآءَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُلُّنَا قَالَ فَأَيُّكُمْ أَحْفَظُ فَأَشَارُوْا إِلٰى عَلْقَمَةَ قَالَ كَيْفَ سَمِعْتَهٗ يَقْرَأُ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ قَالَ عَلْقَمَةُ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى قَالَ أَشْهَدُ أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ هٰكَذَا وَهٰؤُلَاءِ يُرِيْدُوْنِيْ عَلٰى أَنْ أَقْرَأَ ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى﴾ وَاللّٰهِ لَا أُتَابِعُهُمْ.

۴۵۶۳۔ حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھی ابو درداء رضی اللہ عنہ پاس آئے یعنی ملک شام میں سو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ان کو تلاش کیا سو ان کو پایا سو کہا کہ تم میں سے کون ایسا ہے جو قرآن کو عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت پر پڑھے؟ ہم نے کہا ہم سب اسی کی قرأت پر پڑھتے ہیں، کیا تم میں زیادہ تر یاد رکھنے والا کون ہے؟ تو سب نے علقمہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہم سب میں زیادہ یاد رکھنے والا ہے کہا کہ تو نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کس طرح پڑھتے سنا ہے ﴿والليل اذا يغشى﴾ کہا علقمہ رضی اللہ عنہ نے ﴿والذكر والانثى﴾ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا اس طرح پڑھتے تھے اور یہ لوگ یعنی اہل شام چاہتے ہیں کہ میں پڑھوں ﴿وما خلق الذكر والانثى﴾ قسم ہے اللہ کی میں ان کی پیروی نہیں کروں گا۔

فائدہ: اور اس میں بیان واضح ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت ﴿والذكر والانثى﴾ ہے اور ایک روایت میں اس سے ﴿والذى خلق الذكر والانثى﴾ آیا ہے اور یہ قرأت شاذ ہے اور یہ جو کہا قسم ہے اللہ کی میں اس کی

پیروی نہیں کروں گا تو یہ زیادہ تر ظاہر ہے پہلی روایت سے کہ اس میں ہے کہ یہ لوگ ہم پر انکار کرتے ہیں پھر یہ قرأت نہیں منقول ہے مگر اس شخص سے جو اس جگہ مذکور ہے یعنی ابو درداء رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اور ان کے سوا سب لوگوں کی یہ قرأت ہے ﴿وما خلق الذکر والانثی﴾ اور اسی پر قرار پا چکا ہے امر باجود قوی ہونے سند اس کی کے ابو درداء رضی اللہ عنہ تک اور جو اس کے ساتھ مذکور ہے اور شاید یہ اس شخص سے مروی ہے جس کی قرأت منسوخ ہو چکی ہے اور نہیں پہنچا ہے منسوخ ہونا ابو درداء رضی اللہ عنہ کو اور جو اس کے ساتھ مذکور ہے اور عجب یہ ہے کہ کوفے کے قاریوں نے اس قرأت کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور علقمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور کوفے والوں کی قرأت انہیں دونوں کی طرف پہنچتی ہے پھر کوفے والوں میں سے کسی نے قرآن کو اس قرأت سے نہیں پڑھا اور اسی طرح شام والوں نے قرأت کو ابودرداء رضی اللہ عنہ سے لیا ہے اور کسی نے ان میں سے اس کو اس قرأت سے پڑھا ہے پس یہ قوی کرتا ہے اس کو کہ یہ قرأت منسوخ ہے، یعنی ﴿والذکر والانثی﴾۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں سو بہر حال جس نے دیا اور ڈر رکھا۔

٤٥٦٤ - حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فِيْ جَنَازَةٍ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ فَقَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَاَ ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى﴾.

۴۵۶۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بقیع الغرقد (مقبرہ اہل مدینہ) میں ایک جنازے میں تھے سو فرمایا کہ تم میں سے ایسا کوئی نہیں مگر کہ اس کا ٹھکانہ جنت سے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ سے لکھا گیا ہے یعنی بہشتی لوگ اور دوزخی اللہ کے نزدیک مقرر ہو چکے ہیں، تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! ہم اپنے لکھے پر کیوں نہ اعتماد کریں یعنی تقدیر کے روبرو عمل کرنا بے فائدہ ہے جو قسمت میں ہے سو ہو گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر آدمی کو وہی آسان معلوم ہو گا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا سو بہر حال جو نیک بختوں سے ہو گا تو وہ جلدی نیک کام کے واسطے مستعد ہو جائے گا اور جو بدبختوں سے ہو گا تو وہ جلدی سے بد کام پر تیار ہو جائے گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس کلام کی سند قرآن سے پڑھی کہ اللہ فرماتا ہے جس نے خیرات کی اور ڈر رکھا اور بہتر بات یعنی اسلام کو سچا جانا تو

اس پر ہم آسان کر دیں گے نیکی کرنا اور جو بخیل ہوا اور بے پرواہ بنا اور اس نے نیک دین کو جھٹلایا تو اس پر ہم آسان کر دیں گے کفر کی سخت راہ۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب القدر میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں اور سچا جانا بہتر بات کو۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ نَحْوَهُ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے پھر ذکر کی ساری حدیث۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں سو ہم اس پر آسان کر دیں گے نیکی کرنا۔

٤٥٦٥ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ عُوْدًا يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ قَالَ اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى﴾ اَلْآيَةَ قَالَ شُعْبَةُ وَحَدَّثَنِيْ بِهِ مَنْصُوْرٌ فَلَمْ أُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ.

۴۵۶۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں تھے سو ایک لکڑی لے کر زمین کھودنے لگے سو فرمایا کہ کوئی تم میں سے ایسا نہیں مگر کہ اس کا ٹھکانہ بہشت یا دوزخ سے لکھا گیا ہے لوگوں نے عرض کیا یا حضرت! کیا ہم لکھے پر اعتماد نہ کریں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کیے جائے اس واسطے کہ ہر آدمی کو وہی کام آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا ہوا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو بہر حال جس نے خیرات کی اور ڈر رکھا اور سچا جانا بھلی بات کو، اخیر آیت تک لکھا شعبہ نے اور حدیث بیان کی مجھ سے ساتھ اس کے منصور نے سو میں نہیں انکار کرتا اس کو سلیمان کی حدیث سے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى﴾.

باب ہے اللہ اس قول کی تفسیر میں کہ اور جو بخیل ہوا اور بے پرواہ بنا۔

٤٥٦٦ - حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ قَالَ لَا اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى﴾.

۴۵۶۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے سو فرمایا کہ تم میں کوئی نہیں مگر کہ اس کا ٹھکانہ بہشت سے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ سے لکھا گیا ہے ہم نے کہا یا حضرت! کیا پس ہم اپنے عملوں پر اعتماد نہ کریں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہ عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر شخص کو وہی آسان معلوم ہو گا جس کے واسطے وہ پیدا ہوا پھر حضرت ﷺ نے اس کلام کی سند قرآن سے پڑھی سو جس نے خیرات کی اور ڈر رکھا اور سچا جانا نیک بات کو تو اس پر ہم آسان کر دیں گے نیکی کرنا، آخر آیت تک۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں اور اس نے جھوٹا جانا نیک بات کو۔

٤٥٦٧ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَأَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ وَّمَا مِنْ نَّفْسٍ مَّنْفُوْسَةٍ إِلَّا كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَإِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيْدَةً قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا

۴۵۶۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بقیع غرقد میں ایک جنازے میں تھے سو ہمارے پاس حضرت ﷺ آئے سو بیٹھے اور ہم آپ کے ارد گرد بیٹھے اور آپ ﷺ کے پاس پشت خار تھی سو آپ نے سر نیچے ڈالا اور اپنے پشت خار سے زمین کھودنے لگے پھر فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں مگر کہ اس کا مکان بہشت اور دوزخ سے لکھا گیا ہے اور مگر کہ لکھا گیا ہے نیک بخت یا بد بخت تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! کیا ہم اپنے لکھے پر اعتماد نہ کریں اور عمل چھوڑیں سو سو جو نیک بختوں میں سے ہو گا تو وہ نیک بختوں کی طرف پھرے گا اور جو بد بختوں میں سے ہو گا وہ بد بختوں کی طرف پھرے گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا سو جو نیک بختوں میں سے ہو گا تو اس

وَنَدَعُ الْعَمَلَ فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلٰى عَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَسَيَصِيرُ إِلٰى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ قَالَ أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاءِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى﴾ اَلْآيَةَ.

کو نیک بختوں کے عمل آسان معلوم ہوں گے اور جو بد بختوں میں سے ہوگا تو اس کے واسطے بد بختوں کے عمل آسان معلوم ہوں گے پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی سو جس نے خیرات کی اور ڈر رکھا اور سچا جانا بھلی بات کو۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں تو ہم اس پر آسان کر دیں گے کفر کی سخت راہ۔

٤٥٦٨ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ الْأَرْضَ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى﴾ اَلْآيَةَ.

۴۵۶۸۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں تھے سو حضرت ﷺ نے کچھ چیز لی اور اس کے ساتھ زمین کو کھودنے لگے سو فرمایا کہ تم میں سے کوئی نہیں مگر کہ اس کا ٹھکانہ دوزخ سے اور اس کا ٹھکانہ بہشت سے لکھا گیا ہے لوگوں نے کہا یا حضرت! کیا ہم اپنے لکھے پر اعتماد نہ کریں اور عمل چھوڑ دیں؟ فرمایا عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا اور بہر حال جو نیک بختوں میں سے ہوگا تو اس کو نیک بختوں کے عمل آسان معلوم ہوں گے اور جو بد بختوں میں سے ہوگا تو اس کو بد بختوں کے عمل آسان معلوم ہوں گے پھر یہ آیت پڑھی سو جس نے خیرات کی اور ڈر رکھا اور سچا جانا بھلی بات کو، آخر آیت تک۔

سُوْرَةُ وَالضُّحٰى

سورۂ ضحیٰ کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿إِذَا سَجٰى﴾ اِسْتَوٰى وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿سَجٰى﴾ أَظْلَمَ وَسَكَنَ.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں اور قسم ہے رات کی کہ سجی کے معنی ہیں جب برابر ہو ساتھ دن کے اور اس کے غیر نے کہا کہ اس کے معنی ہیں جب اندھیرا کرے اور آرام پکڑے۔

﴿عَآئِلًا﴾ ذُوْ عِيَالٍ.

عائلا کے معنی ہیں عیال دار اور کہا فراء نے کہ ضحی کے معنی ہیں سب دن اور عائلا کے معنی ہیں فقیر۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں چھوڑا تجھ کو تیرے رب نے اور نہ دشمن رکھا۔

٤٥٦٩ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبَ بْنَ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَجَآءَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ يَكُوْنَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ لَمْ أَرَهٗ قَرِبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى﴾.

۴۵۶۹۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے سو دو تین رات نہ اٹھے تو ایک عورت آئی تو اس نے کہا کہ اے محمد! بیشک میں امید رکھتی ہوں کہ تیرے شیطان یعنی جبرئیل علیہ السلام نے تجھ کو چھوڑ دیا ہو میں اس کو نہیں دیکھتی کہ دو تین رات سے تیرے پاس آیا ہو سو اللہ نے یہ آیت اتاری قسم ہے دن کی اور رات کی جب چھا جائے نہیں چھوڑا تجھ کو تیرے رب نے اور نہ دشمن جانا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى﴾

تُقْرَأُ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ بِمَعْنًى وَّاحِدٍ مَّا تَرَكَكَ رَبُّكَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَّا تَرَكَكَ وَمَا أَبْغَضَكَ.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں جو باب میں مذکور ہے اور پڑھا جاتا ہے ماودعک ساتھ تشدید دال اور تخفیف اس کی کے اور دونوں کے معنی ایک ہیں اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اس کے معنی ہیں نہیں چھوڑا تجھ کو اللہ نے اور نہ دشمن رکھا۔

٤٥٧٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

۴۵۷۰۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا الْبَجَلِيَّ قَالَتِ امْرَأَةٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا أُرٰى صَاحِبَكَ إِلَّا أَبْطَأَكَ فَنَزَلَتْ ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى﴾.

نے کہا یا حضرت! میں نہیں دیکھتی تیرے ساتھی کو مگر کہ گردانا ہے تجھ کو دیر کرنے والا قرأت میں یعنی اس واسطے کہ دیر کرنا اس کا پڑھانے میں لازم پکڑتا ہے دیر دوسرے کی کو قرأت میں یعنی تیرے پاس قرآن نہیں لاتا سو یہ آیت اتری ﴿ما ودعك ربك وما قلى﴾۔

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ سبب نزول اس کے حدیث جندب رضی اللہ عنہ کی اور یہ کہ یہی ہے سبب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کا اور اس کے سوائے نزول کے سبب اور کئی وارد ہوئے ہیں لیکن کوئی روایت ان میں سے ثابت نہیں اور حق یہ ہے کہ فترت یعنی وحی کا چند روز نہ آنا جو مذکور ہے بیچ سبب نزول والضحیٰ کے غیر اس فترت کا ہے جو مذکور ہے بیچ ابتدا وحی کے اس واسطے کہ اس وقت بہت مدت تک بیچ میں وحی نہ آئی تھی اور اس وقت تو صرف دو یا تین رات نہ آئی تھی سو بعض راویوں نے دونوں کو ایک سمجھ لیا اور حقیقت حال وہ ہے جو میں نے بیان کی اور ابن اسحاق نے سیرہ میں والضحیٰ کے نزول کا اور سبب بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب مشرکوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذوالقرنین اور روح وغیرہ کا حال پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جواب کا وعدہ کیا اور انشاء اللہ نہ کہا تو جبریل علیہ السلام بارہ یا تیرہ دن نہ آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ تنگ ہوا اور مشرکوں نے کلام کیا تو اترے جبریل علیہ السلام ساتھ سورہ والضحیٰ کے اور جواب اس چیز کے کہ انہوں نے پوچھے اور ذکر سورہ والضحیٰ کا اس جگہ بعید ہے لیکن جائز ہے کہ دونوں قصوں کا زمانہ آپس میں قریب قریب ہو سو اس سبب سے بعض راویوں نے ایک قصے کو دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا ہے اور نہ تھا بیچ ابتدا پیغمبری کے دونوں میں سے کوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ بہت مدت اس سے پیچھے تھا مناسب ہے کہ مراد عورت سے پہلی حدیث میں ابولہب کی عورت ہو جس کا خطاب حمالة الحطب ہے اور مراد عورت سے دوسری حدیث میں خدیجہ رضی اللہ عنہا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اور ظاہر یہ ہے کہ دونوں نے یہ بات کہی ہوگی لیکن ابولہب کی بیوی چونکہ کافرہ تھی اس واسطے اس نے فرشتے کو شیطان سے تعبیر کیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مسلمان ہونے کی جہت سے اس کو صاحب سے تعبیر کیا لیکن ابولہب کی عورت نے یہ بات خوش ہونے کے سبب سے کہی اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے غم خواری کے سبب سے کہی اور جائز ہے یہ سب تصرف راویوں کا ہو یعنی کسی راوی نے اس کو شیطان سے تعبیر کیا ہو اور کسی نے صاحب سے اس واسطے کہ مخرج دونوں طریق کا ایک ہے۔ (فتح)

سُوْرَةُ أَلَمْ نَشْرَحْ

سورۂ انشراح کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وِزْرَكَ﴾ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ وزرک سے مراد وہ بوجھ ہے جو جاہلیت کے وقت میں یعنی پیغمبر ہونے سے پہلے تھا۔

فائدہ: اور لفظ فی الجاہلیت کا متعلق ہے ساتھ وزر کے یعنی وہ وزر کہ کائن ہے جاہلیت میں اور نہیں متعلق ہے ساتھ وضع کے کہا کرمانی نے کہ مراد ترک افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بھول چوک ہے۔

﴿أَنْقَضَ﴾ أَثْقَلَ.

انقض کے معنی ہیں جس نے بھاری کی تیری پیٹھ یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿انقض ظهرك﴾.

﴿مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ أَيْ مَعَ ذٰلِكَ الْعُسْرِ يُسْرًا اٰخَرَ كَقَوْلِهٖ ﴿هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ﴾ وَلَنْ يَّغْلِبَ عُسْرٌ يُّسْرَيْنِ.

کہا ابن عیینہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿ان مع العسر یسرا﴾ کہ مراد ہے کہ اس مشکل کے ساتھ اور آسانی ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ نہیں انتظار کرتے تم ساتھ ہمارے مگر ایک دو بھلائیوں میں سے اور نہیں غالب ہوتی کبھی ایک مشکل دو آسانیوں پر۔

فائدہ: اور یہ مصیر ہے ابن عیینہ سے طرف قاعدہ نحویوں کی کہ جب نکرہ دوہرایا جائے تو ہوتا ہے غیر پہلے کا اور موقع تشبیہ کا یہ ہے کہ جیسے ثابت ہوا ہے واسطے مسلمانوں کے متعدد ہونا نیکیوں کا اس طرح کہ ثابت ہوا ہے واسطے ان کے متعدد ہونا آسانیوں کا یا اس کا مذہب یہ ہے کہ مراد ساتھ ایک آسانی کے ظفر ہے اور ساتھ دوسری کے ثواب، پس ضروری ہے واسطے ایماندار کے ایک دونوں میں سے اور یہ جو کہا کہ نہیں غالب ہوتی کبھی ایک مشکل دو آسانیوں پر تو یہ حدیث مرفوع ہے روایت کیا ہے اس کو ابن مردویہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اللہ نے میری طرف وحی بھیجی کہ بیشک ساتھ ہر مشکل کے آسانی ہے اور کبھی غالب نہیں ہوتی ایک مشکل دو آسانیوں پر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مشکل کسی سوراخ میں ہوتی تو آسانی اس میں بھی داخل ہوتی یہاں تک کہ اس کو باہر نکالتی اور ہرگز نہیں غالب ہوگی ایک مشکل دو آسانیوں پر اور دونوں کی سند ضعیف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذکر کیا گیا ہے واسطے ہمارے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو اس آیت کے ساتھ بشارت دی اور فرمایا کہ کبھی غالب نہیں ہوگی ایک مشکل دو آسانیوں پر اگر اللہ نے چاہا۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فَانْصَبْ﴾ فِيْ حَاجَتِكَ إِلٰى رَبِّكَ.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے اس قول میں ﴿فاذا فرغت فانصب﴾ کہ جب تو دنیا کے کام وکاج سے فارغ ہو تو محنت کر اپنی حاجت میں اپنے رب کی طرف یعنی عبادت میں محنت کر۔

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ

اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہ کیا نہیں کھولا ہم نے واسطے تیرے سینہ تیرا کہ کھولا

لِلْاِسْلَامِ. اللہ نے سینہ آپ واسطے اسلام کے۔

فائدہ: نہیں ذکر کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں وہ حدیث جو روایت کی ہے طبری نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے ابو سعید کی حدیث سے ساتھ رفع کے کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آیا سو کہا کہ تیرا رب کہتا ہے کہ کیا تو جانتا ہے کہ میں نے تیرا ذکر کس طرح بلند کیا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ خوب جانتا ہے، کہا کہ جب میں ذکر کیا جاؤں تو میرے ساتھ تو بھی ذکر کیا جائے گا اور ذکر کیا ہے ترمذی نے اس کی تفسیر میں قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کھولنے کا رات معراج کی رات۔ (فتح)

سُوْرَةُ وَالتِّيْنِ

سورۂ تین کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ هُوَ التِّيْنُ وَالزَّيْتُوْنُ الَّذِیْ يَأْكُلُ النَّاسُ

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد ہے تین اور زیتون سے جو لوگ کھاتے ہیں اور تین کے معنی ہیں انجیر یعنی وہ میوہ جو لوگ کھاتے ہیں۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تین سے مراد مسجد نوح علیہ السلام کی ہے جو جودی پہاڑ پر بنی ہوئی ہے اور ربیع بن انس سے روایت ہے کہ تین سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر تین ہے اور زیتون سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر زیتون ہے اور محمد بن کعب سے روایت ہے کہ تین مسجد اصحاب کہف کی ہے اور زیتون سے مراد مسجد بیت المقدس کی ہے۔ (فتح)

يُقَالُ ﴿فَمَا يُكَذِّبُكَ﴾ فَمَا الَّذِیْ يُكَذِّبُكَ بِأَنَّ النَّاسَ يُدَانُوْنَ بِأَعْمَالِهِمْ كَأَنَّهٗ قَالَ وَمَنْ يَّقْدِرُ عَلٰى تَكْذِيْبِكَ بِالثَّوَابِ وَالْعِقَابِ.

کہا جاتا ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿فما يكذبك﴾ کہ کیا چیز ہے جو باعث ہے تجھ کو اس کے جھٹلانے پر کہ لوگ اپنے عملوں کا بدلہ پائیں گے گویا کہ کہا کہ کون ہے قادر اس پر کہ باعث ہو تجھ کو اس پر کہ تو ثواب اور عقاب کو جھوٹا جانے۔

فائدہ: کہا جاتا ہے کہ مخاطب ساتھ اس کے انسان مذکور ہے کہا گیا کہ یہ بطور التفات کے ہے اور یہ مروی ہے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یعنی کسی چیز نے ٹھہرایا ہے تجھ کو کاذب اس واسطے کہ جب تو نے جزا کو جھٹلایا تو تو جھوٹا ہو گیا اس واسطے کہ ہر حق کو جھٹلانے والا جھوٹا ہے اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿اسفل سافلين الا الذين آمنوا﴾ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو قرآن کو پڑھے وہ نکمی عمر کی طرف نہیں پھیرا جاتا اور یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا کہ پھر پھیرا ہم نے اس کو نیچوں سے نیچے مگر جو ایمان لائے یعنی جنہوں نے قرآن کو پڑھا۔ (فتح)

٤٥٧١ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عَدِیٌّ قَالَ سَمِعْتُ

۴۵۷۱۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے تو آپ نے نماز عشاء کی ایک رکعت میں

الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَآءِ فِيْ إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ﴿تَقْوِيْم﴾ اَلْخَلْقِ.

سورۂ تین پڑھی یعنی پہلی رکعت میں سورۂ تین پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۂ قدر پڑھی۔

سُوْرَةُ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ

سورۂ اقرأ کی تفسیر کا بیان

فائدہ: صاحب کشاف نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ سب قرآن سے پہلے پہلے یہ سورت اتری اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ پہلے پہل سورت فاتحہ اتری اور اکثر اماموں کا مذہب پہلا ہے اور جس کو منسوب کیا ہے صاحب کشاف نے طرف اکثر کے وہ نہایت کم اور تھوڑے لوگوں کا قول ہے بہ نسبت پہلوں کے جو سورہ اقرأ کے اول اترنے کے قائل ہیں۔

وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ عَتِيْقٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اُكْتُبْ فِي الْمُصْحَفِ فِيْ أَوَّلِ الْإِمَامِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاجْعَلْ بَيْنَ السُّوْرَتَيْنِ خَطًّا.

یعنی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہا کہ لکھ قرآن میں سورہ فاتحہ سے اول بسم اللہ الرحمٰن الرحیم درمیان ہر دو سورتوں کے لکیر یعنی علامت کہ دو سورتوں کے درمیان فرق اور جدائی کرے۔

فائدہ: کہا داودی نے اور قول اس کا کہ لکیر ڈال اگر مراد فقط لکیر بسم اللہ کے بغیر ہے تو یہ ٹھیک نہیں واسطے اتفاق اصحاب کے اوپر لکھنے بسم اللہ کے درمیان ہر دو سورتوں کے سوائے سورہ برأت کے اور اگر مراد ساتھ امام کے اول ہر سورت کے ہے سو ڈالی جائے لکیر ساتھ بسم اللہ کے تو یہ خوب ہے سو لائق تھا کہ سورہ براۃ کو مستثنیٰ کیا جاتا کہا کرمانی نے معنی اس کے یہ ہیں کہ فقط سورت فاتحہ کے اول میں بسم اللہ لکھ اور ڈال درمیان ہر دو سورتوں کے لکیر واسطے فاصلہ کے اور یہ مذہب حمزہ کا ہے ساتھ قاریوں سے میں کہتا ہوں کہ منقول یہ حمزہ سے قرأت میں ہے یعنی پڑھنے میں سے نہ لکھنے میں اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ جب مشروع کیا گیا ہے اول اس سورت کا ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ پڑھ اپنے رب کے نام سے تو ارادہ کیا اس نے یہ کہ بیان کرے کہ نہیں واجب ہے بسم اللہ بیچ اول ہر سورت کے بلکہ جو قرآن کے اول ابتدا میں ایک بار بسم اللہ پڑھ لے تو کفایت کرتا ہے اس کو یہ بیچ بجا لانے اس امر کے ہاں استنباط کیا ہے سہیلی نے اس امر سے ثابت ہونا بسم اللہ کا بیچ ابتدا فاتحہ کے کہ یہ امر قرآن سے پہلے پہل اترا سو اول جگہ بجا لانے حکم اس کے کی اول قرآن کا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿نَادِيَهُ﴾ عَشِيْرَتَهُ.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نادیہ سے مراد قریبی رشتہ دار ہیں

فائدہ: اور یہ تفسیر بالمعنی ہے اس واسطے کہ مدعو اہل نادی ہیں اور نادی مجلس ہے جو پکڑی جاتی ہے واسطے بات چیت کرنے کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فلیدع نادیه سندع الزبانیه﴾ ۔

﴿اَلزَّبَانِيَةَ﴾ اَلْمَلَائِكَةَ.

الزبانية کے معنی ہیں فرشتے۔

وَقَالَ مَعْمَرٌ ﴿اَلرُّجْعٰى﴾ اَلْمَرْجِعُ.

اور کہا معمر نے کہ رجعی کے معنی ہیں مرجع یعنی اس آیت میں ﴿ان الی ربك الرجعی﴾ ۔

﴿لَنَسْفَعَنْ﴾ قَالَ لَنَأْخُذَنْ وَلَنَسْفَعَنْ بِالنُّوْنِ وَهِيَ الْخَفِيْفَةُ سَفَعْتُ بِيَدِهٖ أَخَذْتُ.

یعنی لنسفعا کے معنی ہیں البتہ ہم پکڑیں گے اور لنسفعا ساتھ نون خفیفہ کے ہے کہا جاتا ہے سفعت بیدہ یعنی میں نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

٤٥٧٢ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ أَبِيْ رِزْمَةَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ صَالِحٍ سَلْمَوَيْهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ أَوَّلَ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا إِلَّا جَآءَ تْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَلْحَقُ بِغَارِ حِرَآءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ قَالَ وَالتَّحَنُّثُ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَّرْجِعَ إِلٰى أَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ بِمِثْلِهَا حَتّٰى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَآءٍ فَجَآءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ

۴۵۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پہلے پہل جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی ہوئی سچی خوابیں تھیں سونے میں (یعنی بیچ اول ان چیزوں کے جو ابتدا کی گئیں تھیں ایجاد وحی سے اور لیکن مطلق وہ چیز جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر دلالت کرتی ہے تو اس کے واسطے کئی چیزیں پہلے گزر چکی تھیں جیسے پتھر کا سلام کرنا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے اور سوائے اس کے) سو کوئی خواب نہ دیکھتے تھے مگر کہ صبح روشن کی طرح دیکھتے تھے پھر آپ کو خلوت پیاری لگی (یہ ظاہر ہے اس میں کہ تھیں سچی خوابیں پہلے اس سے کہ آپ کو گوشہ گیری پیاری لگے) سو تھے گوشہ گیری کرتے پہاڑ حرا کی غار میں اور کئی کئی راتیں عبادت کرتے اور تحنث کے معنی ہیں چند معدود راتیں عبادت کرتے (اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ ہر سال ماہ رمضان میں اعتکاف کرتے تھے اور نہیں وارد ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت اس میں کس قسم کی تھی بعض کہتے ہیں کہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے اور بعض نے کہا کہ آپ کی عبادت فکر سے تھی اور احتمال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے محض گوشہ گیری کو عبادت کہا ہو اس واسطے کہ لوگوں سے

اِقْرَأْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِیْ فَغَطَّنِي حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اِقْرَأْ قُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اِقْرَأْ قُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾ اَلْاٰيَاتِ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجُفُ بَوَادِرُهٗ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ قَالَ لِخَدِيْجَةَ أَىْ خَدِيْجَةُ مَا لِيْ لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ فَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ قَالَتْ خَدِيْجَةُ كَلَّا أَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا فَوَاللّٰهِ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَآئِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِيْجَةُ حَتّٰى أَتَتْ بِهٖ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ وَّهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيْجَةَ أَخِيْ أَبِيْهَا وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ وَيَكْتُبُ مِنَ الْاِنْجِيْلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا

الگ ہونا خاص کر جو باطل پر ہوں جملہ عبادت سے ہے جیسا کہ واقع ہوا ہے واسطے ابراہیم علیہ السلام کے جس جگہ کہا کہ میں جانے والا ہوں اپنے رب کی طرف اور یہ التفات کرنا ہے طرف مسئلہ اصول کے اور وہ یہ ہے کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی آنے سے پہلے کسی اگلے پیغمبر کی شریعت کے طور پر عبادت کرتے تھے جمہور نے کہا کہ نہیں اس واسطے کہ اگر تابع ہوتے تو بعید تھا کہ متبوع ہوتے اس واسطے کہ اگر ہوتا تو منقول ہوتا جس کی طرف منسوب ہوتے اور بعض کہتے ہیں کہ ہاں اور اختیار کیا ہے اس کو ابن حاجب نے اور اختلاف کیا ہے اس کے تعین میں آٹھ قول پر بعض نے کہا کہ آدم علیہ السلام کی شریعت کے تابع تھے اور بعض کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کے تابع تھے اور بعض نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کے تابع تھے اور بعض نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے تابع تھے اور بعض نے کہا کہ سب پیغمبروں کے تابع تھے اور بعض کچھ اور کہتے ہیں اور قوی تیسرا قول ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے تابع تھے خاص کر جو منقول ہوا ہے لازم پکڑنے آپ کے سے واسطے حج اور طواف کے اور مانند اس کی کے جو باقی نزدیک ان کے شریعت ابراہیم علیہ السلام کی سے اور اللہ خوب جانتا ہے اور یہ پیغمبر ہونے سے پہلے ہے اور بہر حال پیغمبر ہونے سے پیچھے سو ان کا بیان ہو چکا ہے) پہلے اس سے کہ اپنے گھر والوں کی طرف پھریں اور اس کے واسطے خرچ لیتے (یہ جملہ معطوف ہے جملہ فکان یخلو بغار حرا پر) پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف پھرتے (خاص کیا خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ ذکر کے اس کے بعد کہ تعبیر کیا ساتھ اہل کے تو یہ تفسیر ہے بعد ابہام کے اور یا اشارہ ہے طرف خاص ہونے خرچ کے ساتھ ہونے اس کے نزدیک اس کے سے سوائے غیر اس

شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ يَا ابْنَ عَمِّ اِسْمَعْ مِنَ ابْنِ أَخِيْكَ قَالَ وَرَقَةُ يَا ابْنَ أَخِيْ مَاذَا تَرٰى فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَاٰى فَقَالَ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلٰى مُوْسٰى لَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعًا لَيْتَنِيْ أَكُوْنُ حَيًّا ذَكَرَ حَرْفًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ قَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ بِمَا جِئْتَ بِهٖ إِلَّا أُوْذِيَ وَإِنْ يُّدْرِكْنِيْ يَوْمُكَ حَيًّا أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً حَتّٰى حَزِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فِيْ حَدِيْثِهٖ بَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَآءَنِيْ بِحِرَآءٍ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ فَفَرِقْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَدَثَّرُوْهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يٰأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ قَالَ أَبُوْ

کے) یعنی بعد تمام ہونے خرچ کے پھر اتنی راتوں کے برابر کا خرچ لیتے یہاں تک کہ آپ کے پاس حق آیا یعنی وحی اور حالانکہ آپ حرا پہاڑ کی غار میں تھے سو آپ ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام فرشتہ آیا سو اس نے کہا کہ پڑھ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تو پڑھا نہیں ، حضرت ﷺ نے فرمایا پھر اس نے مجھ کو پکڑا اور سخت دبایا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا کہ میں تو پڑھا نہیں سو اس نے مجھ کو پکڑ کر دوسری بار دبایا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا میں تو پڑھا نہیں سو اس نے مجھ کو پکڑ کر تیسری بار دبایا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو لہو کے لوتھڑے سے پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے اللہ کے اس قول تک اور سکھلایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا یعنی مجھ کو یہ آیتیں پڑھائیں سو حضرت ﷺ ان کے ساتھ پھرے حضرت ﷺ کا دل کانپتا تھا یہاں تک کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو فرمایا کہ مجھ کو اوڑھاؤ اور مجھ کو اوڑھاؤ تو گھر والوں نے آپ کو کپڑا اوڑھایا یہاں تک کہ آپ سے گھبراہٹ دور ہوئی سو حضرت ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے خدیجہ! مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے اور اس کو سب حال کی خبر دی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ نہیں ہو سکتا آپ خوش ہو جائیے، اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ برادر پرور ہیں راست گو ہیں، محتاج کو دیتے ہیں، عاجز کا کام کر دیتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں حق مصیبتوں میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں سو خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ساتھ چلی یہاں تک کہ

سَلَمَةَ وَهِيَ الْأَوْثَانُ الَّتِي كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَعْبُدُونَ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ الْوَحْيُ.

آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لائیں اور وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا چچیرا بھائی تھا یعنی حقیقی چچا کا بیٹا اور وہ ایک مرد تھا کہ جاہلیت کے وقت میں نصرانی ہو گیا تھا اور عربی کتاب لکھتا تھا اور جو اللہ چاہتا انجیل سے عربی میں لکھتا یعنی اس کو اس قدر قوت اور استعداد حاصل ہو گئی تھی کہ انجیل سے جو جگہ چاہتا عربی اور عبرانی میں لکھتا (کہا داؤدی نے کہ اس نے انجیل سے جو عبرانی زبان میں ہے یہ کتاب لکھی جو عربی میں ہے) اور وہ بہت بوڑھا اور اندھا ہو گیا تھا خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے سے سن جو کہتا ہے کہا ورقہ نے اے بھتیجے! تو کیا دیکھتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خبر دی جو دیکھا تو کہا ورقہ نے کہ یہ فرشتہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا یعنی جبریل علیہ السلام کاش میں دعوت کے دنوں میں جوان ہوتا! میں زندہ ہوتا! ذکر کیا ورقہ نے ایک حرف یعنی جس وقت تیری قوم تجھ کو نکالے گی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میری قوم مجھ کو نکال دے گی ورقہ نے کہا ہاں نہیں لایا کوئی مرد جو تو لایا مگر کہ اس نے ایذا پائی اور اگر مجھ کو تیرے دن یعنی وقت اخراج کے نے زندہ پایا یعنی اگر میں اظہار دعوت کے وقت زندہ رہا تو میں تیری قوی مدد کروں گا پھر کچھ دیر نہ ہوئی کہ ورقہ فوت ہوا اور وحی بند ہوئی یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غمناک ہوئے اور کہا محمد بن شہاب نے یعنی ساتھ سند مذکور کے کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو خبر دی کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ انصاری نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور حالانکہ آپ حدیث بیان کرتے تھے وحی کے بند ہونے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں چلا جاتا تھا کہ اچانک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی

تو میں نے اپنے سر کو اٹھایا تو اچانک وہی فرشتہ جو حرا پہاڑ کی غار میں آیا تھا آسمان وزمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے تو میں اس سے کانپا خوف کے مارے پھر میں پلٹ آیا یعنی گھر کی طرف تو میں نے کہا کہ مجھ کو کمبل اوڑھاؤ ! کمبل اوڑھاؤ! پھر گھر والوں نے آپ کو کمبل اوڑھایا سو اللہ نے یہ آیتیں اتاریں، اے لحاف میں لپٹے ! کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بول یعنی اللہ اکبر کہہ کے نماز پڑھ اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور پلیدی کو چھوڑ ، کہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہ پلیدی سے مراد بت ہے جن کو جاہلیت کے وقت کافر پوجتے تھے پھر بدستور وحی اترنی شروع ہوئی۔

فائدہ: ان کے برابر اور راتوں کا خرچ لیتے احتمال ہے کہ ضمیر راتوں کے واسطے ہو یا خلوت کے یا عبادت کے یا پہلی باریوں کے پھر احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ خرچ لیتے اور چند دن خلوت کرتے پھر پھر کر خرچ لے جاتے اور چند دن خلوت کرتے پھر پھرتے اور خلوت کرتے چند دن یہاں تک کہ سارا مہینہ گزر جاتا اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اتنی راتوں کے برابر کا خرچ لیتے جب کہ سال گزر جاتا اور وہ مہینہ آتا جس میں حضرت کی خلوت کرنے کی عادت جاری تھی اور یہ ظاہر تر ہے نزدیک میرے اور لیا جاتا ہے اس سے تیار کرنا خرچ کا واسطے گوشہ گیر کے جب کہ ہو اس طور سے کہ دشوار ہو اس پر حاصل کرنا اس کا واسطے دور ہونے مکان گوشے اس کے شہر سے مثلا اور یہ کہ نہیں ہے یہ مخالف توکل کے واسطے واقع ہونے اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد حاصل ہونے پیغمبری کے ساتھ سچی خوابوں کے اگرچہ بیداری کے وحی سے اس سے دیر کے بعد آنی شروع اور جب معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں حرا پہاڑ کی غار میں اعتکاف کیا کرتے تھے تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ ماہ رمضان میں پیغمبری حاصل ہوئی اور یہ جو کہا کہ پڑھ تو احتمال ہے کہ ہو یہ امر واسطے تنبیہ اور بیدار کرنے کے واسطے اس چیز کے کہ ڈالی جاتی ہے طرف آپ کی اور احتمال ہے کہ اپنے باپ پر ہو طلب سے پس استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر تکلیف مالا یطاق کے فی الحال اگرچہ قادر ہو اس پر اس کے بعد اور یہ جو کہا کہ میں پڑھا نہیں تو ایک روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس ایک ریشمی ٹکڑا لائے جس میں لکھا ہوا تھا تو کہا کہ پڑھ میں میں نے کہا کہ میں پڑھا نہیں ، کہا سہیلی نے کہ بعض مفسرین نے کہا کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿الم ذلك الكتاب لا ريب فيه﴾ اس میں اشارہ ہے جس کو جبریل علیہ السلام لائے تھے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو دبایا تو حکمت اس دبانے میں منہ پھیرنا آپ کا ہے التفات کرنے سے ساتھ اور چیز کے

یا واسطے ظاہر کرنے شدت اور کوشش کے امر میں واسطے تنبیہ کرنے کے اوپر بھاری ہونے قول کے جو ڈالا جائے گا آپ کی طرف پھر جب ظاہر ہوا کہ حضرت ﷺ نے اس پر صبر کیا تو آپ کی طرف ڈالا گیا یعنی قرآن اور یہ اگرچہ بہ نسبت علم اللہ کے حاصل تھا لیکن شاید مراد ظاہر کرنا اس کا ہے واسطے ظاہر کے بہ نسبت حضرت ﷺ کے اور بعض کہتے ہیں تاکہ آزمائے کہ حضرت ﷺ اپنی طرف سے کچھ کہتے ہیں سو جب حضرت ﷺ کچھ نہ لائے تو دلالت کی اس نے کہ وہ اس پر قادر نہیں اور بعض نے کہا کہ ارادہ کیا اللہ نے کہ معلوم کروائے حضرت ﷺ کو کہ پڑھنا آپ کی قدرت سے نہیں اگرچہ کراہ کیے جائیں اوپر اس کے اور بعض نے کہا کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ خیال اور وہم اور وسوسہ جسم کی صفتوں سے نہیں سو جب واقع ہوا یہ واسطے جسم حضرت ﷺ کے تو حضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ یہ اللہ کے حکم سے ہے اور بعض نے ذکر کیا کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اس واسطے کہ کسی پیغمبر سے منقول نہیں کہ ایسا حال اس کے ساتھ ابتداوحی کے نزدیک گزرا ہو اور یہ جو کہا کہ پھر اس نے مجھ کو تیسری بار دبایا تو اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جو ارادہ کرے کسی امر کی تاکید کا اور ظاہر کرنے بیان کا تو وہ اس کو تین بار دوہرائے اور حضرت ﷺ اس طرح کیا کرتے تھے اور شاید حکمت بیچ دوہرانے اس کے کی اشارہ ہے طرف بند ہونے ایمان کے جس کے سبب سے وحی پیدا ہوتی ہے تین باتوں میں قول میں اور عمل میں اور نیت میں اور یہ کہ وحی شامل ہے تین باتوں پر توحید پر اور احکام پر اور قصوں پر اور بیچ مکرر دبانے کے اشارہ ہے طرف تین سختیوں کے جو حضرت ﷺ کے واسطے واقع ہوئیں اور وہ بند کرنا آپ کا ہے پہاڑ کے درے میں اور نکلنا آپ کا ہجرت میں اور جو واقع ہوا واسطے آپ کے دن جنگ احد کے اور بیچ تین بار چھوڑنے کے اشارہ ہے طرف حاصل ہونے آسانی کے واسطے آپ کے پیچھے تین بار مذکور کے دنیا میں اور برزخ میں اور آخرت میں اور یہ جو کہا کہ پڑھ اپنے رب کے نام اللہ کے اس قول تک کہ سکھلایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا تو یہی آیتیں ہیں جو پہلے پہل اتریں برخلاف باقی سورہ کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کچھ زمانہ اس کے بعد اتری اور اس میں اختلاف ہے کہ پہلے پہل قرآن کی کون سی آیت اتری، **كما تقدم بيانه في تفسير المدثر** اور حکمت اس اولیت میں یہ ہے کہ یہ پانچ آیتیں شامل ہیں اوپر مقاصد قرآن کے تو ان میں براعت استہلال ہے اور یہ لائق ہیں اس کے کہ قرآن کا عنوان نام رکھے جائیں اس واسطے کہ عنوان کتاب کا وہ ہے جو جامع ہو اس کے مقاصد کو ساتھ عبارت مختصر کے اس کے اول میں اور بیان اس کا کہ وہ شامل ہیں اوپر مقاصد قرآن کے یہ ہے کہ قرآن کے علوم منحصر ہیں توحید میں اور احکام میں اور اخبار میں اور البتہ شامل ہیں آیتیں اوپر امر قرأت کے اور شروع کرنے کے بیچ اس کے ساتھ بسم اللہ کے اور اس میں اشارہ ہے طرف احکام کے اور ان میں وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ توحید رب کے اور ثابت کرنے ذات اس کی کے اور صفتوں اس کی کے صفت ذات سے اور صفت فعل سے اور ان میں اشارہ ہے طرف اصول دین کے اور ان میں وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ اخبار پیغمبروں کے اللہ کے اس قول

سے کہ سکھلایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا اور یہ جو کہا کہ پڑھ اپنے رب کے نام سے تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے سہیلی نے اس پر کہ حکم کیا جائے ساتھ پڑھنے بسم اللہ کے اول ہر سورت کے لیکن نہیں لازم آتا اس سے کہ ہو آیت ہر سورت سے اور یہ ٹھیک ہے اس واسطے کہ اگر ہر سورت کی آیت ہوتی تو لازم آتا کہ ہو آیت پہلے ہر آیت کے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور ابوالحسن بن قصار سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ اس قصے میں رد ہے شافعی پر اس کے اس قول میں کہ بسم اللہ آیت ہے ہر سوت سے اس واسطے کہ یہ پہلی سورت ہے جو اتری اور نہیں اس کے اول میں بسم اللہ لیکن تعاقب کیا گیا ہے یہ قول ابن قصار کا ساتھ اس کے کہ اس میں حکم ہے ساتھ بسم اللہ پڑھنے کے اگرچہ متاخر ہے اتارنا اس کا کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سورت کی آیتوں کا باترتیب اترنا شرط نہ تھا اور البتہ آیت اترتی تھی سو رکھی جاتی تھی مکان میں پہلے اس آیت کے جو اس سے اول اتری پھر اور آیت اترتی تو اس سے پہلے رکھی جاتی یہاں تک کہ قرار پایا امر نے حضرت ﷺ کی اخیر عمر میں اس ترتیب پر اور محفوظ یہ ہے کہ پہلے پہلی سورت ﴿اقرأ باسم ربك﴾ اتری پھر اس کے بعد سورہ فاتحہ اتری اور یہ جو کہا کہ مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ تو کہا حضرت ﷺ نے یہ واسطے شدت ہول اس چیز کے لاحق ہوا آپ کو خوف اس امر کے سے اور جاری ہوئی ہے عادت ساتھ دور ہونے لرزہ کے کپڑا لپیٹنے سے اور ایک مرسل روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نکلے اور آسمان سے آواز سنی کہتا ہے اے محمد! تو پیغمبر ہے اور میں جبریل علیہ السلام ہوں سو میں کھڑا ہو کر اس کو دیکھنے لگا سو نہ میں آگے بڑھا اور میں پیچھے ہٹا اور میں آسمان کے کنارے میں دیکھنے لگا سو میں آسمان کی طرف میں نہ دیکھتا تھا مگر کہ اس کو دیکھا اور یہ جو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ خوش ہو جایئے تو ایک روایت میں ہے کہ اے میرے چچا کے بیٹے خوش ہو جایئے اور ثابت رہیے سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ میں امیدوار ہوں کہ آپ اس امت کے پیغمبر ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے چچا کے بیٹے! کیا تجھ سے ہو سکتا ہے کہ تو مجھ کو اپنے ساتھی کی خبر دے جب کہ آئے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! سو جب جبریل علیہ السلام آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے خدیجہ! یہ جبریل علیہ السلام ہے، خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ اٹھ کر میری بائیں ران پر بیٹھ جائیں پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ جبریل علیہ السلام کو دیکھتے ہیں؟ فرمایا ہاں! خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر کر میری دائیں ران پر بیٹھیں پھر اسی طرح پوچھا حضرت ﷺ نے اسی طرح جواب دیا پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر کر میری گود میں بیٹھیں پھر اسی طرح پوچھا حضرت ﷺ نے اسی طرح جواب دیا پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی اوڑھنی اپنے بدن سے اتار ڈالی اور بدن کو ننگا کیا اور حالانکہ حضرت ﷺ ان کی گود میں تھے اور کہا خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہ اب بھی آپ جبریل علیہ السلام کو دیکھتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا، نہیں! خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ثابت رہیں سو قسم ہے اللہ کی کہ بیشک وہ فرشتہ ہے اور شیطان نہیں اور دلائل بیہقی میں ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کو عداس کے پاس لے گئیں اور وہ نصرانی تھا تو اس سے جبریل علیہ السلام کا حال کہا تو اس نے کہا کہ وہ

امین اللہ کا ہے درمیان اس کے اور درمیان پیغمبروں کے پھر آپ کو ورقہ کے پاس لے گئیں اور یہ جو ورقہ نے کہا کہ یہ فرشتہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اترا تو ایک روایت میں ہے کہ ورقہ نے کہا کہ تجھ کو بشارت ہو سو میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ بے شک آپ وہی پیغمبر ہیں جن کی عیسیٰ علیہ السلام بن مریم نے بشارت دی اور بے شک آپ اوپر مثل ناموس موسیٰ علیہ السلام کے ہیں اور بے شک آپ پیغمبر مرسل ہیں اور یہ روایت صریح تر ہے ورقہ کے اسلام میں انجیل میں بھی احکام شرعیہ ہیں اگرچہ اکثر توارۃ کے موافق ہیں لیکن بہت چیزیں اس سے منسوخ ہو گئی ہیں ساتھ دلیل اس آیت کے ﴿ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم﴾ اور یہ جو کہا کہ میں اپنی آنکھ کو آسمان کی طرف اٹھایا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ آسمان کی طرف دیکھنا جائز ہے وقت وجود حادثہ کے اس کی طرف سے اور مستثنیٰ ہے اس سے اٹھانا آنکھ کا طرف آسمان کی نماز میں واسطے ثابت ہونے نہی کے اس سے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو کمبل اوڑھاؤ تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مجھ پر ٹھنڈا پانی چھڑکو اور تزمیل اور تدثیر دونوں اصل ہیں مشترک ہیں اگرچہ ان کے درمیان صورت میں مغایرت ہے اور شاید حکمت بیچ ٹھنڈا پانی چھڑکنے کے بعد کمبل اوڑھنے کے طلب حصول سکون کی ہے واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے باطن میں خوف سے یا عادت ہے کہ کانپنے کے بعد بخار آتا ہے اور پہچانا گیا ہے طب نبوی سے علاج اس کا ساتھ پانی ٹھنڈے کے اور یہ جو کہا کہ یہ آیتیں اتری ﴿یاایھا المدثر﴾ الخ تو پہچانا جاتا ہے دونوں حدیث کے ایک ہونے سے بیچ نزول ﴿یاایھا المدثر﴾ کے پیچھے قول اس کے دثرونی وزملونی کہ مراد ساتھ زملونی کے دثرونی ہے اور اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ﴿یا ایھا المزمل﴾ اس وقت اتری اس واسطے کہ اترنا اس کا متاخر ہے ﴿یاایھا المدثر﴾ کے اترنے سے بالاتفاق اس واسطے کہ اول ﴿یاایھا المدثر﴾ کا امر ہے ساتھ ڈرانے کے اور یہ پیغمبری کی ابتدا میں تھا اور اول مزمل کا حکم ہے ساتھ قیام لیل کے اور ترتیل قرآن کے سو یہ چاہتا ہے کہ بہت قرآن اس سے پہلے اترا ہو اور پہلے گزر چکا ہے کہ پہلے پہل سورۂ مدثر کی پہلی آیتیں اتریں ﴿والرجز فاھجر﴾ تک اور اس میں محصل ہے اس چیز کا کہ متعلق ہے ساتھ پیغمبری کے سو پہلی آیت میں لگاؤ ہے ساتھ اس حالت کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تھے کپڑا اوڑھنے سے واسطے اعلام کے ساتھ بڑی ہونے قدر ان کے اور دوسرے میں امر ہے ساتھ ڈرانے کے کھڑے ہو کر اور حکمت بیچ اختصار کے انذار پر اگرچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشارت کے واسطے بھی مبعوث ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صرف ڈرانے کو ذکر کیا بشارت کو ذکر نہیں فرمایا تو یہ اس واسطے کہ یہ اول اسلام میں تھا سو متعلق انذار کا محقق ہے سو جب کہا مانا جس نے کہا مانا تو یہ آیت اتری ﴿انا ارسلناك شاھدا ومبشرا ونذیرا﴾ اور تیسری آیت میں بڑائی بیان کرنا ہے رب کی از روئے تمجید اور تعظیم کے اور پانچویں آیت میں دور رہنا ہے اس چیز سے کہ مخالف ہے توحید کو اور جو پھیرے طرف عذاب کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾ باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پیدا کیا آدمی کو جمے

ہوئے خون سے۔

٤٥٧٣ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فَجَآءَ هُ الْمَلَكُ فَقَالَ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ﴾.

۴۵۷۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اول وہ چیز کہ شروع کیے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی سے سچی خوابیں تھیں پھر آپ کے پاس فرشتہ آیا سو اس نے کہا کہ پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو جمے ہوئے خون سے پڑھ اور تیرا رب بزرگ تر ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں پڑھ اور تیرا رب کریم تر ہے۔

٤٥٧٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِىْ عُقَيْلٌ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنِىْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ جَآءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾.

۴۵۷۴۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اللہ وہ ہے جس نے علم سکھلایا قلم کی مدد سے۔

٤٥٧٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَدِيْجَةَ

۴۵۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف پھرے اور فرمایا کہ مجھ کو اوڑھاؤ! مجھ کو اوڑھاؤ! اور ذکر کی حدیث۔

فَقَالَ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہرگز نہیں کہ اگر باز نہ آئے گا تو ہم گھسیٹیں گے چوٹی پکڑ کر جیسے چوٹی جھوٹے گنہگار کی۔

٤٥٧٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُوْ جَهْلٍ لَئِنْ رَّأَيْتُ مُحَمَّدًا يُّصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَأَطَأَنَّ عَلٰى عُنُقِهِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ فَعَلَهُ لَأَخَذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ.

۴۵۷۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوجہل نے کہا کہ اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبے میں نماز پڑھتے دیکھوں تو اپنے پاؤں سے اس کی گردن کچل ڈالوں گا سو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا کہ اگر وہ ایسا کرتا یعنی بے ادبی تو اس کو فرشتے پکڑ لیتے۔

فائدہ: یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرسل ہے اس واسطے کہ اس نے ابوجہل کے اس قول کا زمانہ نہیں پایا اس لیے کہ وہ ہجرت سے تین برس پہلے پیدا ہوئے اور عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن مسجد میں تھا تو ابوجہل آیا سو اس نے کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر نذر ہے کہ اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ میں دیکھوں گا تو اس کی گردن کچل ڈالوں گا، الحدیث اور یہ جو کہا کہ فرشتے اس کو پکڑ لیتے تو ایک روایت میں ہے کہ بارہ فرشتے زبانیہ میں سے اترے ان کے سر آسمان پر تھے اور پاؤں زمین پر اور ایک روایت میں ہے کہ اگر یہود موت کو چاہتے تو مر جاتے اور اگر نکلتے وہ لوگ جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مباہلہ کا ارادہ کیا تھا تو البتہ پھرتے یعنی اپنے گھروں کی طرف نہ اپنے گھر والوں کو پاتے نہ مال کو اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پس نہ گھبراہٹ میں ڈالا ان کو کسی چیز نے مگر کہ ابوجہل اپنی ایڑیوں پر پیچھے ہٹتا ہے اور اپنے ہاتھ سے بچتا ہے تو کسی نے کہا کہ کیا ہے واسطے تیرے؟ تو اس نے کہا کہ میرے اور اس کے درمیان آگ کی بھری ہوئی خندق ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابوجہل میرے پاس آتا تو فرشتے اس کے جوڑ جوڑ کو اچک لیتے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سخت ہوا امر بیچ حق ابوجہل کے اور نہیں واقع ہوا مثل اس کی بیچ حق عقبہ بن ابی معیط کے جب کہ اس نے اونٹ کی اوجھڑی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر ڈالی اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے، کما تقدم شرحه في كتاب الطهارة اس واسطے کہ اگرچہ وہ دونوں شریک ہیں مطلق ایذا دینے میں وقت پڑھنے نماز کے لیکن زیادہ ہوا ہے ابوجہل ساتھ تہدید کے اور ساتھ دعوے اہل اطاعت

اپنی کے اور ساتھ روندنے گردن شریک کے اور اس میں مبالغہ ہے جو چاہتا ہے کہ اس کو جلدی سزا ملے اگر یہ کام کرے اور اس واسطے کہ اونٹ کی اوجھڑی کی ناپاکی تحقیق نہیں ہوئی اور البتہ سزا پائی عقبہ نے ساتھ بددعا کرنے حضرت ﷺ کے اس پر اور جو شریک ہوا اس کو اس کے فعل میں سو مارے گئے جنگ بدر کے دن۔ (فتح)

سُوْرَةُ اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ

سورۂ قدر کی تفسیر کا بیان

يُقَالُ اَلْمَطْلَعُ هُوَ الطُّلُوْعُ وَالْمَطْلِعُ الْمَوْضِعُ الَّذِیْ يُطْلَعُ مِنْهُ.

کہا جاتا ہے کہ مطلع کے معنی ہیں چڑھنا جو ساتھ فتح لام کے ہے اور جو ساتھ زیر لام کے ہے اس کے معنی ہیں وہ جگہ جس سے سورج نکلتا ہے اور مراد اس جگہ پہلے معنی ہیں۔

﴿اَنْزَلْنَاهُ﴾ اَلْهَآءُ كِنَايَةٌ عَنِ الْقُرْاٰنِ ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ﴾ خَرَجَ مَخْرَجَ الْجَمِيْعِ وَالْمُنْزِلُ هُوَ اللّٰهُ وَالْعَرَبُ تُوَكِّدُ فِعْلَ الْوَاحِدِ فَتَجْعَلُهٗ بِلَفْظِ الْجَمِيْعِ لِيَكُوْنَ اَثْبَتَ وَاَوْكَدَ.

یعنی اللہ کے قول انا انزلناہ میں ھا سے مراد قرآن ہے یعنی یہ ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے اگرچہ اس کا پہلے ذکر نہیں ہوا اور انا انزلناہ لفظ جمع کا ہے اور اتارنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور عرب تاکید کرتے ہیں فعل واحد کو سو اس کو جمع کے لفظ سے بولتے ہیں تا کہ اس میں زیادہ تر ثبوت اور تاکید ہو یعنی واحد متکلم کی جگہ جمع متکلم کا لفظ بولا واسطے زیادہ تر ثبوت اور تاکید کے۔

فائدہ: نہیں ذکر کی امام بخاری رحمہ اللہ نے بیچ تفسیر سورہ قدر کے کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں یہ حدیث من قام ليلة القدر وقد تقدم فى اواخر الصيام۔

سُوْرَةُ لَمْ يَكُنْ

سورۂ بینہ کی تفسیر کا بیان

﴿مُنْفَكِّيْنَ﴾ زَآئِلِيْنَ.

منفکین کے معنی ہیں دور ہونے والے اپنی راہ و رسم سے

﴿قَيِّمَةٌ﴾ اَلْقَآئِمَةُ ﴿دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ اَضَافَ الدِّيْنَ اِلَى الْمُؤَنَّثِ.

القيمة کے معنی ہیں قائم اور یہ جو کہا کہ دین القیمۃ تو مضاف کیا ہے دین کو مؤنث کی طرف۔

٤٥٧٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُبَيٍّ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ قَالَ

۴۵۷۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تیرے آگے ﴿لم يكن الذين كفروا﴾ کی سورت پڑھوں تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! سو ابی بن

وَسَمَّانِيْ قَالَ نَعَمْ فَبَكٰى.

کعب رضی اللہ عنہ خوشی کے مارے رونے لگے۔

٤٥٧٨ ـ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيٍّ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ أُبَيٌّ أَاللّٰهُ سَمَّانِيْ لَكَ قَالَ اَللّٰهُ سَمَّاكَ لِيْ فَجَعَلَ أُبَيٌّ يَبْكِيْ قَالَ قَتَادَةُ فَأُنْبِئْتُ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَيْهِ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾.

۴۵۷۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تیرے آگے قرآن کو پڑھوں، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے میرا نام لیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے تیرا نام لیا ہے تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ خوشی کے مارے رونے لگے، قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے آگے ﴿لم یکن الذین کفروا﴾ کی سورت پڑھی۔

٤٥٧٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ جَعْفَرٍ الْمُنَادِيْ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أُقْرِئَكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ أَاللّٰهُ سَمَّانِيْ لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ.

۴۵۷۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تجھ کو قرآن پڑھاؤں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا اللہ نے آپ کے واسطے میرا نام لیا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا اور اللہ کے نزدیک میرا ذکر ہوا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! تو اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔

فائدہ: ایک روایت میں مطلق قرآن کا ذکر ہے اور ایک روایت میں ﴿لم یکن الذین﴾ کا ذکر ہے اور تطبیق دونوں روایتوں میں حمل کرنا مطلق کا ہے مقید پر واسطے پڑھنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ﴿لم یکن الذین﴾ کو سوائے غیر اس کے کی سو بعض نے کہا کہ حکمت بیچ خاص کرنے اس کے کی ساتھ ذکر کے یہ ہے کہ اس میں ہے ﴿یتلوا صحفا مطھرۃ﴾ اور بیچ خاص کرنے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے تنبیہ ہے ساتھ اس کے کہ وہ اصحاب میں قرآن کے بڑے قاری ہیں اور جب پڑھیں اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود بڑے ہونے درجے آپ کے تو ہوگا غیر اس کا بطور تابع کے واسطے اس کے اور یہ جو کہا کہ میں تجھ کو قرآن پڑھاؤں یعنی میں تیرے آگے قرآن پڑھتا ہوں تا کہ تجھ کو سکھلاؤں کہ تو کس طرح پڑھا کرے۔ (فتح)

سُوْرَةُ إِذَا زُلْزِلَتِ

سورۂ زلزال کی تفسیر کا بیان

يُقَالُ ﴿أَوْحٰى لَهَا﴾ أَوْحٰى إِلَيْهَا وَوَحٰى

ان چاروں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی اللہ نے اس کی

لَهَا وَوَحٰى إِلَيْهَا وَاحِدٌ.

طرف وحی بھیجی مجرد اور مزید فیہ دونوں کے ایک معنی ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ حکم بھیجا زمین کو ٹھہرنے کا سو وہ ٹھہر گئی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں سو جس نے کی ذرہ بھر بھلائی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

٤٥٨٠ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذٰلِكَ فِي الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَّسْقِيَ بِهِ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ فَهِيَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِئَاءً وَنِوَاءً فَهِيَ عَلٰى ذٰلِكَ وِزْرٌ فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِيْهَا إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ

۴۵۸۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑے تین آدمیوں کے واسطے ہیں ایک مرد کے واسطے تو ثواب ہیں اور دوسرے مرد کے واسطے پردہ ہیں اور تیسرے مرد پر وبال ہیں سو بہر حال وہ شخص کہ اس کے واسطے ثواب ہیں سو وہ مرد ہے جس نے گھوڑوں کو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے واسطے باندھ رکھا پھر اس کو لمبی رسی میں باندھا کسی چراگاہ یا باغ کے چمن میں سو وہ اپنی رسی کے اندر چراگاہ یا چمن میں جہاں تک کہ پہنچی اور جتنی گھاس کہ چریں تو اس مرد کے واسطے اتنی نیکیاں ہوں گی اور اگر گھوڑے اپنے رسی توڑ کر پھر ایک یا دو بار زقند ماریں تو اس مرد کے واسطے اس کے پاؤں کی متی اور لید نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی دریا پر گزریں سو ان میں سے پانی پئیں اگرچہ مالک نے ان کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو بھی ان کے واسطے نیکیاں ہوں گی تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے ثواب کا باعث ہیں اور جو مرد کہ گھوڑوں کو باندھے اس نیت سے کہ ان کی سوداگری سے فائدہ اٹھائے اور بیگانی سواری کے مانگنے سے بچے پھر وہ اللہ کا حق جو گھوڑوں کی گردنوں اور پیٹھوں میں ہے نہ بھولے یعنی ان کی زکوۃ ادا کرے اور ضعیفوں کو ان کی سواری سے نہ روکے تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے پردہ ہیں یعنی باعزت رہا ذلت سے بچا اور جو مرد

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ﴾.

کہ گھوڑوں کو باندھے اترانے اور نمود کے لیے اور اہل اسلام کی بدخواہی اور عداوت کے واسطے یعنی کفر کی کمک کو تو ایسے گھوڑے اس مرد پر وبال ہیں اور پوچھے گئے حضرت ﷺ گدھوں کی زکوۃ سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اتارا مجھ پر اللہ نے ان کے باب میں کچھ سوائے اس آیت کے جو اکیلی اور جامع ہے یعنی بیان میں دوسری آیت کی محتاج نہیں کہ جو کرے ذرہ برابر بھلائی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو کرے ذرہ برابر برائی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو کرے ذرہ برابر برائی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

٤٥٨١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ﴾.

۴۵۸۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پوچھے گئے حضرت ﷺ گدھوں کے حکم سے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اتاری گئی مجھ پر ان کے باب میں کچھ چیز سوائے اس آیت کے جو جامع اور تنہا ہے کہ جو کرے ذرہ برابر نیکی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو کرے ذرہ برابر برائی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

سُوْرَةُ وَالْعَادِيَاتِ

سورۂ عادیات کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اور مراد ساتھ عادیات کے گھوڑے ہیں اور بعض نے کہا کہ اونٹ ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْكَنُوْدُ الْكَفُوْرُ.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کنود کے معنی ہیں بہت کفر کرنے والا۔

يُقَالُ ﴿فَأَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا﴾ رَفَعْنَا بِهٖ غُبَارًا.

کہا جاتا ہے فاثرن به نقعا کے معنی ہیں کہ اٹھاتے ہیں اس وقت گرد۔

فائدہ: اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو گھوڑے کہ صبح کو لوٹ کرتے ہیں اٹھاتے ہیں ساتھ اس کے گرد کو اور ضمیر بہ میں واسطے صبح کے ہے یعنی اٹھاتے ہیں اس کو وقت صبح کے اور بعض کہتے ہیں واسطے مکان کے اگرچہ پہلے مکان کا ذکر نہیں لیکن گرد کا اڑانا اس پر دلالت کرتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ضمیر واسطے دشمن کے ہے جس پر عادیات دلالت کرتے ہیں۔ (فتح)

﴿لِحُبِّ الْخَيْرِ﴾ مِنْ أَجْلِ حُبِّ الْخَيْرِ.

اور لام اللہ تعالیٰ کے اس قول میں لحب الخير واسطے تعلیل کے ہے یعنی اس واسطے کہ وہ بہ سبب محبت مال کے بخیل ہے۔

﴿لَشَدِيْدٌ﴾ لَبَخِيْلٌ وَيُقَالُ لِلْبَخِيْلِ شَدِيْدٌ.

اور شدید کے معنی ہیں بخیل اور کہا جاتا ہے واسطے بخیل کے شدید۔

﴿حُصِّلَ﴾ مُيِّزَ.

اور حصل کے معنی ہیں جدا کیا جائے اللہ نے فرمایا ﴿وحصل ما في الصدور﴾ اور بعض کہتے ہیں کہ جو جمع کیا جائے اور بعض کہتے ہیں نکالا جائے۔

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ

سورۂ قارعہ کی تفسیر کا بیان

﴿كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ﴾ كَغَوْغَاءِ الْجَرَادِ يَرْكَبُ بَعْضُهُ بَعْضًا كَذٰلِكَ النَّاسُ يَجُوْلُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ.

اور اللہ کے قول ﴿کالفراش المبثوث﴾ کے معنی ہیں مانند چھوٹی ٹڈی کے کہ آپس میں اکٹھی ہوتی ہے اور ایک دوسرے پر چڑھتی ہے تہ بہ تہ یعنی ہجوم کرتی ہے اسی طرح آدمی آپس میں اکٹھے ہوں گے۔

فائدہ: اور مبثوث کے معنی ہیں جدا جدا اور حمل کرنا فراش کا اوپر حقیقت کے اولیٰ ہے اور بیچ تشبیہ دینے لوگوں کے ساتھ پتنگوں کے دن قیامت کے بہت مناسبتیں ہیں مانند طیش اور بکھرنے اور کثرت اور ضعف اور ذلت کے اور آنے کے بغیر رجوع کے اور قصد کے طرف داعی کے اور جلدی کرنے کے اور جمع ہونے کے ایک دوسرے پر۔

﴿كَالْعِهْنِ﴾ كَأَلْوَانِ الْعِهْنِ وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ كَالصُّوْفِ.

اور معنی عہن کے اللہ کے اس قول میں ﴿کالعهن المنفوش﴾ کہ ہو جائیں گے پہاڑ مانند رنگوں ان کے اور پڑھا ہے عبداللہ نے کالصوف یعنی بجائے کالعهن کے یعنی پہاڑ اس دن ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے یہاں تک کہ ہو جائیں گے مانند اون کے جو دھننے کے وقت

اڑتی ہے اور جب ہو گی یہ تاثیر قیامت کے بیچ حق بڑے پہاڑوں کے جو سخت ہیں تو کیا حال ہو گا آدمی ضعیف کا وقت سننے آواز قیامت کے۔ (ق)

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ

سورۂ تکاثر کی تفسیر کا بیان

فائدہ: حضرت ﷺ کے اصحاب اس سورہ کا نام سورۂ مقربہ رکھتے تھے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اَلتَّكَاثُرُ﴾ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد تکاثر سے بہتات مال اور اولاد کی ہے۔

فائدہ: نہیں ذکر کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے جو رقاق میں آئے گی۔

سُوْرَةُ وَالْعَصْرِ

سورۂ عصر کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ يَحْيَى اَلْعَصْرُ اَلدَّهْرُ اَقْسَمَ بِهِ.

یعنی مراد عصر سے زمانہ ہے کہ قسم کھائی ہے اللہ اس کے ساتھ۔

فائدہ: عصر دن ہے یا رات اور حسن سے روایت ہے کہ مراد عصر سے وہ وقت ہے جو آفتاب ڈھلنے کے بعد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک ساعت ہے دن کی ساعتوں سے اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ جس کی عصر کی نماز فوت ہوئی، الحدیث۔

سُوْرَةُ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ

سورۂ ویل لکل همزہ کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اور اس کو سورہ همزہ بھی کہا جاتا ہے اور مراد همزہ سے بہت عیب کرنے والا ہے اور اسی طرح لمزہ سے مراد بہت غیبت کرنے والا اور کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ همزہ کے کیا معنی ہیں تو انہوں نے کہا کہ چغلی کرنے والا بھائیوں میں جدائی ڈالنے والا۔

﴿اَلْحُطَمَةُ﴾ اِسْمُ النَّارِ مِثْلُ ﴿سَقَرَ﴾ وَ ﴿لَظٰى﴾.

حطمة نام ہے دوزخ کا مانند سقر اور لظی کے، اللہ نے فرمایا ﴿كلا لينبذن في الحطمة﴾.

سُوْرَةُ الْفِيْلِ

سورۂ فیل کی تفسیر کا بیان

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَبَابِيْلَ﴾ مُتَتَابِعَةً مُجْتَمِعَةً.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد ابابیل سے پے در پے آنے والے اور ہجوم کرنے والے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿وارسل عليهم طيرا ابابيل﴾.

فائدہ: یہ لفظ جمع کا ہے اس کا واحد نہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جانور اونٹوں کی شکل کے تھے اور ان کے دانت درندوں کی طرح تھے ایسے جانور کسی نے نہ اس سے پہلے دیکھے ہیں اور نہ پیچھے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مِنْ سِجِّيلٍ﴾ هِيَ سَنْكِ وَكِل.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر اللہ کے اس قول کے ﴿بحجارة من سجيل﴾ کہ مراد سجیل سے پتھر اور مٹی ہے یعنی کھنگر۔

فائدہ: اور طبری نے نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ وہ جانور ان کو پتھر مارتے تھے ان کے ساتھ آگ تھی جب وہ پتھر کسی کو پہنچتا تھا تو اس کو چیچک نکل آتی تھی اور وہ پہلا دن ہے جس میں چیچک دیکھی گئی۔

سُوْرَةُ لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ

سورۂ قریش کی تفسیر کا بیان

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ لام متعلق ہے ساتھ اس قصے کے جو اس سے پہلی سورت میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ متعلق ہے ساتھ چیز مقدر کے یعنی تعجب کر واسطے نعمت میری کے جو قریش پر ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لِإِيلَافِ﴾ أَلِفُوْا ذٰلِكَ فَلَا يَشُقُّ عَلَيْهِمْ فِي الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ﴿وَاٰمَنَهُمْ﴾ مِنْ كُلِّ عَدُوِّهِمْ فِي حَرَمِهِمْ.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے **لايلاف** کی تفسیر میں کہ الفت دی گئی کوچ کی پس نہیں دشوار اوپر ان کے کوچ کرنا جاڑے میں طرف یمن کے اور گرمی میں طرف شام کی اور امن دیا ان کو ان کے ہر دشمن سے حرم میں قتل وغیرہ سے۔

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿لِإِيلَافِ﴾ لِنِعْمَتِيْ عَلٰى قُرَيْشٍ.

اور کہا ابن عیینہ نے کہ **لايلاف** کے معنی ہیں کہ واسطے نعمت میری کے قریش پر۔

فائدہ: اور کہا خلیل نے کہ داخل ہوئی فا بیچ قول اس کے ﴿فليعبدوا﴾ اس واسطے کہ اس کے سیاق میں شرط کے معنی ہیں یعنی اگر نہ عبادت کریں اس گھر کے رب کی واسطے شکر گزاری پہلی نعمت اس کی کے تو چاہیے کہ عبادت کریں اس کی واسطے نعمت مذکور کے۔

فائدہ: ان دونوں سورتوں میں کوئی حدیث مرفوع مذکور نہیں اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ﴿يحسب ان ماله اخلده﴾ روایت کی ہے یہ حدیث ابن حبان نے اور بہر حال سورہ فیل سو داخل ہوتی ہے اس میں حدیث مسور کی سے جو صلح حدیبیہ میں ہے اس میں ہے کہ روکا اونٹنی کو ہاتھی کے روکنے والے نے اور ایک روایت میں ہے کہ بے شک اللہ نے مکے سے ہاتھی والوں کو روکا تھا اور اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع نہیں۔

سُوْرَةُ أَرَأَيْتَ

سورۂ ارأیت کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اس کو سورۂ ماعون بھی کہتے ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يَدُعُّ﴾ يَدْفَعُ عَنْ حَقِّهِ يُقَالُ هُوَ مِنْ دَعَعْتُ ﴿يُدَعُّوْنَ﴾ يُدْفَعُوْنَ.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے یدع کے معنی ہیں ہٹاتا ہے مسکین کو اس کے حق سے کہا جاتا ہے وہ مشتق ہے دععت ماضی سے اور یدعون کے معنی ہیں ہٹائے جاتے ہیں آگ کی طرف یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿يوم يدعون الى نار جهنم﴾۔

﴿سَاهُوْنَ﴾ لَاهُوْنَ.

ساھون کے معنی ہیں غافل ہیں اللہ کے اس قول میں ﴿الذين هم عن صلاتهم ساهون﴾ یعنی جو نماز کو بے وقت پڑھے۔

وَ﴿الْمَاعُوْنَ﴾ اَلْمَعْرُوْفُ كُلُّهُ وَقَالَ بَعْضُ الْعَرَبِ اَلْمَاعُوْنُ الْمَآءُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ أَعْلَاهَا الزَّكَاةُ الْمَفْرُوْضَةُ وَأَدْنَاهَا عَارِيَّةُ الْمَتَاعِ.

اور ماعون ہر نیک کام ہے اور کہا بعض نے کہ ماعون پانی ہے اور کہا عکرمہ نے کہ اعلیٰ درجہ اس کا زکوٰۃ فرض ہے اور کم تر درجہ اس کا عاریت دینا اسباب کا ہے۔

فائدہ: کہا فراء نے کہ کہا بعض نے کہ ماعون ہر نیک کام ہے یہاں تک کہ پیالہ اور ڈول اور بسولے اور شاید مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے اور ایک روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ ماعون وہ اسباب ہیں جس کو لوگ آپس میں لیتے دیتے ہیں اور روایت کی ہے ابوداؤد اور نسائی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ تھے ہم گنتے ماعون کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عاریت دینا ڈول اور ہانڈی کا اور نہیں ذکر کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابن سعود رضی اللہ عنہ کی جو پہلے مذکور ہوئی۔ (فتح)

سُوْرَةُ اِنَّآ اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

سورۂ کوثر کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿شَانِئَكَ﴾ عَدُوَّكَ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے شانئک کے معنی ہیں دشمن تیرا، اللہ نے فرمایا ﴿ان شانئك هو الابتر﴾ کہ بے شک تیرا دشمن وہی ہے پیچھا کٹا۔

فائدہ: اور کوثر فوعل ہے کثرت سے نام رکھی گئی ہے ساتھ اس کے نہر واسطے بہت ہونے پانی اس کے کی اور برتنوں اس کے اور بڑے ہونے قدر اس کے کی اور خیر اس کی کے اور اختلاف کیا ہے لوگوں نے اس میں کہ دشمن مذکور کون تھا بعض نے کہا کہ عاص بن وائل تھا اور بعض نے کہا کہ ابو جہل تھا اور بعض نے کہا کہ عقبہ تھا۔

٤٥٨٢ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا

۴۵۸۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب

قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَآءِ قَالَ أَتَيْتُ عَلٰى نَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُوِ مُجَوَّفًا فَقُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ.

حضرت ﷺ کو معراج ہوا تو فرمایا کہ میں ایک نہر پر پہنچا کہ اس کے دونوں کناروں پر نرم موتیوں کے خیمے تھے تو میں نے جبریل علیہ السلام سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ حوض کوثر ہے جو اللہ نے تجھ کو دیا تو فرشتے نے اپنا ہاتھ جھکایا اور اس کی مٹی سے مشک اذفر نکالی۔

٤٥٨٣ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ سَأَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿إِنَّآ أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ قَالَتْ نَهَرٌ أُعْطِيَهُ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُّجَوَّفٌ اٰنِيَتُهٗ كَعَدَدِ النُّجُوْمِ رَوَاهُ زَكَرِيَّآءُ وَأَبُو الْأَحْوَصِ وَمُطَرِّفٌ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ.

۴۵۸۳۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ ہم نے تجھ کو کوثر دیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک نہر ہے کہ تمہارے پیغمبر ﷺ دیئے گئے اس کے دونوں کناروں پر نرم موتی کے خیمے ہیں اس کے برتن ستاروں کی گنتی کے برابر ہیں۔

٤٥٨٤ ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ فِي الْكَوْثَرِ هُوَ الْخَيْرُ الَّذِيْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ قَالَ أَبُوْ بِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَإِنَّ النَّاسَ يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيْدٌ اَلنَّهَرُ الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِيْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ.

۴۵۸۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کوثر کی تفسیر میں اس نے کہا کہ وہ خیر ہے جو اللہ نے آپ کو دی ابو بشر کہتا ہے کہ میں نے سعید سے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ ایک نہر ہے بہشت میں کہا سعید نے وہ نہر کہ بہشت میں ہے خیر کثیر ہے جو اللہ نے آپ کو دی۔

فائدہ: یہ تاویل سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی ہے تطبیق دی ہے اس نے ساتھ اس کے درمیان حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور شاید مراد ابو بشر کی ناس سے ابو اسحاق اور قتادہ وغیرہ ہیں جن سے صریح مروی ہے کہ کوثر نہر ہے

اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے قول کا حاصل یہ ہے کہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ وہ خیر کثیر ہے نہیں مخالف ہے اس کے غیر کے قول کو کہ مراد ساتھ اس کے ایک نہر ہے بہشت میں اس واسطے کہ نہر ایک فرد ہے افراد خیر کثیر کے سے اور شاید سعید رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے کہ تاویل ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اولیٰ ہے واسطے عام ہونے اس کے کی لیکن ثابت ہو چکی ہے تخصیص اس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ سے پس نہیں ہے کوئی جگہ پھرنے کی اس سے اور مفسرین نے کوثر کی تفسیر میں ان دو قولوں کے سوائے اور بھی بہت قول نقل کیے ہیں جو دس سے زیادہ ہیں کہا عکرمہ نے کہ کوثر سے مراد نبوت ہے اور کہا حسن نے کہ کوثر قرآن ہے اور بعض نے کہا کہ اسلام ہے اور بعض نے کہا کہ توحید ہے اور بعض نے کہا کہ بلند ہونا ذکر کا ہے اور بعض نے کہا کہ شفاعت ہے اور بعض نے کہا کہ معجزات ہیں اور بعض نے کہا کہ پانچ نمازیں ہیں اور بعض نے کہا کہ قبول کرنا دعا کا ہے اور زیادہ بیان اس کا کتاب الرقاق میں آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا چیز ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، فرمایا وہ ایک نہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا مجھ سے وعدہ کیا اس پر خیر کثیر ہے وارد ہوگی اس پر امت میری دن قیامت کے۔ (فتح)

سُوْرَۃ قل یَآیُّھَا الْکَافِرُوْنَ

سورۂ کافرون کی تفسیر کا بیان

یُقَالُ ﴿لَکُمْ دِیْنُکُمْ﴾ اَلْکُفْرُ ﴿وَلِیَ دِیْنِ﴾ اَلْإِسْلَامُ وَلَمْ یَقُلْ دِیْنِیْ لِأَنَّ الْاٰیَاتِ بِالنُّوْنِ فَحُذِفَتِ الْیَآءُ کَمَا قَالَ ﴿یَھْدِیْنِ﴾ وَ ﴿یَشْفِیْنِ﴾.

کہا جاتا ہے کہ واسطے تمہارے ہے دین تمہارا یعنی کفر اور واسطے میرے ہے دین میرا یعنی اسلام یعنی اللہ کے قول ﴿دینکم﴾ میں دین سے مراد کفر ہے اور ﴿ولی دین﴾ میں دین سے مراد دین اسلام ہے اور نہیں کہا اللہ تعالیٰ نے دینی یعنی ساتھ یائے متکلم کے اس واسطے کہ فواصل آیتوں کے ساتھ نون کے ہیں یعنی اس سورت کی سب آیتوں کے اخیر میں نون ہے سو حذف کی گئی یا واسطے موافقت فواصل کے جیسے کہ اللہ کے اس قول میں ہے ﴿فھو یھدین ویشفین﴾ یعنی جیسے ان آیتوں میں یا محذوف ہے اسی طرح یہاں بھی حذف کی گئی۔

وَقَالَ غَیْرُہٗ ﴿لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ﴾ اَلْاٰنَ وَلَا أُجِیْبُکُمْ فِیْمَا بَقِیَ مِنْ عُمُرِیْ ﴿وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَآ أَعْبُدُ﴾ وَھُمْ

یعنی اور کہا اس کے غیر نے کہ اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ میں نہیں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو اب اور نہیں قبول کرتا میں حکم تمہارا اپنی باقی عمر میں یعنی یہ صیغہ

الَّذِيْنَ قَالَ ﴿وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا﴾.

مضارع کا حال اور استقبال دونوں کے واسطے ہے اور نہیں تم پوجنے والے جس کو میں پوجتا ہوں اور وہ یعنی مخاطب ساتھ لفظ انتم کے وہ لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعنی جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور البتہ زیادہ کرے بہت لوگوں کو ان میں سے جو اتاری گئی تیری طرف تیرے رب کی طرف سے نافرمانی اور کفر۔

فائدہ: یعنی گویا حضرت ﷺ کو کہا کہ تم ہمارے بتوں کو پوجو اور ہم تمہارے اللہ کو پوجتے ہیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو جاہلیت میں اور اسلام میں اور نہیں میں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو اب یعنی نہیں پوجتا میں اب جس کو تم پوجتے ہو اور نہیں مانتا میں کہا تمہارا اپنی باقی عمر میں یہ کہ پوجوں میں جس کو تم پوجتے ہو اور نہیں پوجتے تم جس کو میں پوجتا ہوں اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کفار قریش نے حضرت ﷺ سے کہا کہ ہمارے بتوں سے باز رہ سوان کو برامت کہہ اور اگر تو اس طرح نہ کرے تو ایک سال تو ہمارے بتوں کی پوجا کر اور ایک سال ہم تیرے رب کی پوجا کریں گے تو یہ آیت اتری اور یہ حدیث ضعیف ہے اور نہیں وارد کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت ﷺ نے طواف کی دو رکعتوں میں سورہ ﴿قل یاایها الکافرون﴾ اور ﴿قل هو الله احد﴾ پڑھی۔ (فتح) اور یہ جو کہا کہ مخاطب ساتھ اس کے وہ لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ نے یہ آیت اتاری تو اس میں دفع کرنا شبہ کا ہے کہ بعض کافر مسلمان ہو گئے تھے سو دفع کیا اس کو ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ ان کے اڑ رہنے والے ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کی اس واسطے کہ وہ جس طرح نزول کے وقت ایمان نہ لائے اسی طرح استقبال میں بھی ایمان نہ لائے۔ (ق)

سُوْرَةُ إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ — سورۂ نصر کی تفسیر کا بیان

فائدہ: نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ سورت قرآن کی سب سورتوں سے پیچھے اتری اور سورۂ برأت کی تفسیر میں پہلے گزر چکا ہے کہ سب سے پہلے سورۂ برأت اتری اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ مراد ساتھ آخریت سورہ نصر کے اترنا اس کا ہے کامل طور سے برخلاف برأت کے کہ وہ کچھ پہلے اتری اور کچھ پیچھے۔

٤٥٨٥ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

۴۵۸۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں پڑھی حضرت ﷺ نے کوئی نماز بعد اترنے سورہ ﴿اذا جآء نصر الله﴾ کے اوپر آپ کے مگر کہ اس میں یہ دعا پڑھتے پاک ہے

عَنهَا قَالَتْ مَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً بَعْدَ أَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ﴾ إِلَّا يَقُوْلُ فِيْهَا سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ.

تو اے اللہ! رب ہمارے! اور میں تعریف کرتا ہوں ساتھ حمد تیرے الٰہی! مجھ کو بخش دے۔

٤٥٨٦ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَّقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ يَتَأَوَّلُ الْقُرْاٰنَ.

۴۵۸۶۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں اکثر یہ دعا پڑھتے تھے پاک ہے تو اے اللہ! اے ہمارے رب! اور میں تعریف کرتا ہون ساتھ حمد تیری کے الٰہی! مجھ کو بخش دے بجا لاتے اللہ کے اس حکم کو ﴿فسبح بحمد ربك واستغفره﴾ یعنی کرنے جو حکم کیے گئے ساتھ اس کے تسبیح اور تحمید اور استغفار سے اشرف اوقات اور احوال میں۔

فائدہ: ذکر کی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیچ ہمیشگی کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر تسبیح اور تحمید اور استغفار کے اپنے رکوع اور سجود میں اور روایت کیا ہے اس کو ابن مردویہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور اتنا اس میں زیادہ ہے کہ میری امت میں ایک نشانی ہے اللہ نے مجھ کو حکم کیا ہے کہ جب میں اس کو دیکھوں تو یہ دعا بہت پڑھوں سبحان اللّٰہ وبحمدہ واستغفر اللّٰہ واتوب الیہ سو میں نے دیکھا کہ آئی مدد اللہ کی اور فتح سے مراد فتح مکہ کی ہے اور میں نے دیکھا لوگوں کو کہ داخل ہوتے ہیں اللہ کے دین میں فوجیں فوجیں کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ شاید لیا ہے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے اس قول سے واستغفرہ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام کے پیچھے استغفار پڑھا کرتے تھے سو جب نماز سے سلام پھیرتے تو تین بار کہتے استغفر اللّٰہ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ تو دیکھے لوگوں کو داخل ہوتے اللہ کے دین میں فوج فوج۔

٤٥٨٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَأَلَهُمْ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ

۴۵۸۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اصحاب کو اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی پوچھے کہ جب آئے اللہ کی مدد اور فتح اصحاب نے کہا کہ مراد فتح ہونا شہروں اور محلوں کا ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابن عباس! تو کیا کہتا ہے؟ کہا کہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ہے

اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ قَالُوْا فَتْحُ الْمَدَآئِنِ وَالْقُصُوْرِ قَالَ مَا تَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ أَجَلٌ أَوْ مَثَلٌ ضُرِبَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُعِيَتْ لَهُ نَفْسُهُ.

یا مثال ہے کہ حضرت ﷺ کے واسطے بیان کی گئی آپ کو اپنی موت کی خبر دی گئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اگلے باب میں آتی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ تَوَّابٌ عَلَى الْعِبَادِ وَالتَّوَّابُ مِنَ النَّاسِ التَّآئِبُ مِنَ الذَّنْبِ.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ سو پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں اور بخشش مانگ اس سے بے شک وہ ہے معاف کرنے والا یعنی پھرنے والا ہے بندوں پر ساتھ قبول کرنے توبہ کے اور تواب آدمیوں سے وہ شخص ہے جو گناہ سے توبہ کرے۔

٤٥٨٨ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِيْ مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ فَكَأَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهِ فَقَالَ لِمَ تُدْخِلُ هٰذَا مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَآءٌ مِّثْلُهُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّهُ مَنْ قَدْ عَلِمْتُمْ فَدَعَاهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُمْ فَمَا رُئِيْتُ أَنَّهُ دَعَانِيْ يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ قَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقَالَ بَعْضُهُمْ أُمِرْنَا أَنْ نَّحْمَدَ اللّٰهَ وَنَسْتَغْفِرَهُ إِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَقَالَ لِيْ أَكَذَاكَ تَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَمَا تَقُوْلُ قُلْتُ هُوَ أَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ لَهُ قَالَ ﴿إِذَا

۴۵۸۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھ کو بدری بزرگوں کے ساتھ داخل کیا کرتے تھے یعنی ساتھ ان لوگوں کے جو جنگ بدر میں موجود تھے مہاجرین اور انصار سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ عادت تھی کہ ہر آدمی کو اپنے اپنے درجہ کے موافق جگہ دیتے تو گویا کہ بعض ان میں سے اپنے دل میں غصے ہوئے سو کہا کہ تو اس کو ہمارے ساتھ کیوں داخل کرتا ہے اور اس کی مانند ہمارے بھی لڑکے ہیں؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کو تم جانتے ہو سو ایک دن عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو بلایا اور ان کے ساتھ داخل کیا سو نہیں جانا میں نے کہ انہوں نے مجھ کو بلایا مگر تا کہ دکھائیں ان کو مجھ سے مثل اس کے جو دیکھا انہوں نے میرے علم سے سو کہا کہ خبر دار ہو میں تم کو آج دکھلاتا ہوں وہ چیز جس کے ساتھ تم اس کی فضیلت کو پہچانو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم کیا کہتے ہو اللہ کے اس قول میں کہ جب آئے مدد اللہ کی اور فتح؟ یعنی اس سے کیا مراد ہے؟ سو

جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ وَذٰلِكَ عَلَامَةُ أَجَلِكَ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ فَقَالَ عُمَرُ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَقُوْلُ.

بعض نے کہا کہ اللہ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم اللہ کی حمد کریں اور اس سے بخشش مانگیں جب کہ ہماری مدد اور فتح ہو اور بعض چپ رہے سو کچھ چیز نہ کہی تو پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے ابن عباس! کیا تو بھی اسی طرح کہتا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں کہا سو تو کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا کہ مراد اس سے حضرت ﷺ کی موت ہے کہ اللہ نے آپ کو معلوم کروائی، اللہ نے فرمایا کہ جب آئے مدد اللہ کی اور فتح تو یہ نشانی ہے تیری موت کی سو پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں اور اس سے بخشش مانگ بے شک وہ ہے توبہ قبول کرنے والا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں جانتا میں اس سے مگر جو تو کہتا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ نہ کلام کرے یہاں تک کہ اور لوگو کلام کریں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے کچھ پوچھا انہوں نے کچھ جواب نہ دیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو جواب دیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم عاجز ہوئے کہ اس لڑکے کے برابر ہو اور یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اس جگہ سے ہے جو تم جانتے ہو تو ایک روایت میں ہے کہ وہ اس جگہ سے ہے کہ ہم جانتے ہیں اور اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف قرابت اس کی کے حضرت ﷺ اور طرف معرفت اس کی کے اور دانائی اس کی کے اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب سورہ ﴿اذا جآء نصر اللّٰه﴾ اتری تو حضرت ﷺ کو موت کی خبر دی گئی تو حضرت ﷺ نے آخرت کے کام میں نہایت کوشش کرنی شروع کی اور اس حدیث میں فضیلت ظاہر ہے واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور تاثیر ہے واسطے قبول ہونے دعا حضرت ﷺ کی کہ اللہ اس کو تاویل کا علم سکھا دے اور دین میں بوجھ دے، کما تقدم فی کتاب العلم اور یہ کہ جائز ہے مرد کو بیان کرنا حال اپنے نفس کا ساتھ مثل اس کی کے واسطے ظاہر کرنے نعمت اللہ کے اوپر اس کے اور معلوم کروانا اس شخص کو جو نہ پہچانتا ہو قدر اس کے کو تا کہ اتارے اس کو اس کی جگہ میں اور سوائے اس کے مقاصد صالحہ سے نہ واسطے فخر اور برائی کے اور یہ کہ جائز ہے تاویل قرآن کی ساتھ اس چیز کے کہ سمجھی جائے اشاروں سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قادر ہوتا ہے اس پر وہ شخص جو مضبوط ہے قدم اس کا علم میں اسی واسطے علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا سمجھ کہ اللہ کسی مرد کو قرآن میں دے۔ (فتح)

سُوْرَةُ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ
سورۂ تبت یدا ابی لھب کی تفسیر کا بیان

فائدہ: ابولہب عبدالمطلب کا بیٹا ہے اور اس کا نام عبدالعزی ہے اور کنیت رکھا گیا ابولہب یا بہ سبب بیٹے اپنے کے یا

بہ سبب بہت سرخ ہونے دونوں رخساروں اس کے کی اور روایت کی ہے فاکہی نے عبداللہ بن کثیر سے کہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نام رکھا گیا ابولہب اس واسطے کہ اس کا منہ حسن سے چمکتا تھا اور موافق ہوا یہ اس کی عاقبت کو کہ وہ نہ داخل ہوگا آگ شعلہ مارنے والی میں اسی واسطے ذکر کیا گیا ہے قرآن میں ساتھ کنیت اپنی کے سوائے نام اپنے کے اور واسطے ہونے اس کے مشہور ساتھ کنیت اپنی کے اور اس واسطے کہ بیچ نام اس کے نسبت ہے طرف بت کی اور نہیں حجت ہے بیچ اس کے اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ جواز کنیت رکھنے مشرک کے مطلق بلکہ محل جواز کا وہ ہے جب کہ نہ تقاضا کرے یہ تعظیم اس کی کو یا اس کی حاجت پڑے کہا واقدی نے کہ وہ حضرت ﷺ کا نہایت دشمن تھا اور اس کا سبب یہ ہے کہ ابوطالب اور ابولہب دونوں آپس میں جھگڑے تو ابولہب ابو طالب کے سینے پر بیٹھا سو حضرت ﷺ آئے اور ابولہب کے دونوں مونڈھوں سے پکڑ کر زمین پر مارا تو ابولہب نے حضرت ﷺ سے کہا کہ ہم دونوں تیرے چچا ہیں سو تو نے یہ کام میرے ساتھ کیوں کیا، قسم ہے اللہ کی میرا دل تجھ کو کبھی نہ چاہے گا اور یہ واقعہ پیغمبر ہونے سے پہلے ہے اور جب ابوطالب مر گیا تو اس کے بھائیوں نے کہا کہ اگر تو اپنے بھیجتے کی مدد کرتا تو سب لوگوں میں لائق تھا ساتھ اس کے پھر وہ حضرت ﷺ کو ملا اور آپ سے اپنے دادوں کا حال پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بے دین تھے سو وہ غضبناک ہوا اور دشمنی میں بدستور رہا اور ابولہب جنگ بدر کے بعد فوت ہوا اور نہ حاضر ہوا جنگ بدر میں بلکہ اپنی طرف سے بدیل کو بھیجا پھر جب اس کو قریش کے ماجرا کی خبر پہنچی تو غم سے مر گیا۔

تَبَابٌ خُسْرَانٌ تَتْبِيْبٌ تَدْمِيْرٌ.

اور تب کے معنی ہیں ٹوٹے میں پڑا اور تباب کے معنی ہیں ٹوٹا یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿وما كيد فرعون الا في تباب﴾ یعنی ہلاکت میں اور تتبیب کے معنی ہیں ہلاکت، اللہ کے اس قول میں ﴿وما زادوهم غير تتبيب﴾.

٤٥٨٩ ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ يَا صَبَاحَاهُ فَقَالُوْا مَنْ هٰذَا فَاجْتَمَعُوْا إِلَيْهِ فَقَالَ

۴۵۸۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ عذاب الٰہی سے ڈرا اے محمد! اپنے قریب برادری والوں کو اور خاص کر اپنی قوم کو ان میں سے (یہ تفسیر ہے قول سابق کی اور یہ قرأت شاذ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوخ التلاوت ہے) تو حضرت ﷺ نکلے یہاں تک کہ صفا پہاڑ پر چڑھے اور چلانے لگے کہ اے لوگو خبردار ہو جاؤ کہ دشمن آ پہنچا تو لوگوں نے کہا کہ یہ کون ہے سو لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے سو فرمایا بھلا بتلاؤ تو کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ

أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا قَالَ فَإِنِّي نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ قَالَ أَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَّكَ مَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهٰذَا ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ ﴿تَبَّتْ يَدَآ أَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾ وَقَدْ تَبَّ هٰكَذَا قَرَأَهَا الْأَعْمَشُ يَوْمَئِذٍ.

دشمن کا لشکر اس پہاڑ کے نیچے سے نکلتا ہے تو کیا تم مجھ کو سچا جاننے والے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے تجھ سے کبھی جھوٹ نہیں سنا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو ڈراتا ہوں سخت عذاب سے تو ابولہب نے کہا کہ تجھ کو ہلاکت ہو کیا تو نے ہم کو اسی واسطے جمع کیا تھا پھر اٹھ کھڑا ہو سو یہ آیت اتری کہ ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے اور البتہ ہلاک ہوا وہ اسی طرح پڑھا ہے اعمش نے اس دن یعنی اس نے تب سے پہلے وقد کا لفظ زیادہ کیا ہے اور قرآن میں یہ لفظ نہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَتَبَّ مَآ أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ کام نہ آیا اس کو مال اس کا اور نہ جو اس نے کمایا یعنی اس کی اولاد۔

٤٥٩٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْبَطْحَآءِ فَصَعِدَ إِلَى الْجَبَلِ فَنَادٰى يَا صَبَاحَاهْ فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ حَدَّثْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ مُصَبِّحُكُمْ أَوْ مُمَسِّيْكُمْ أَكُنْتُمْ تُصَدِّقُوْنِيْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ أَبُوْ لَهَبٍ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا تَبًّا لَّكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿تَبَّتْ يَدَآ أَبِيْ لَهَبٍ﴾ إِلٰى اٰخِرِهَا.

۴۵۹۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ پتھریلی زمین کی طرف نکلے سو پہاڑ پر چڑھے اور پکارا ارے لوگو! خبر دار ہو جاؤ کہ دشمن آ پہنچا تو کفار قریش آپ کے پاس جمع ہوئے سو فرمایا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر میں تم کو خبر دوں صبح یا شام ہوتے ہی دشمن کا لشکر تم پر ٹوٹ پڑے گا تو کیا تم مجھ کو سچا جانو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! فرمایا سو بے شک میں تم کو ڈرانے والا ہوں سخت عذاب سے تو ابولہب نے کہا کہ تجھ کو ہلاکت ہو کیا تو نے ہم کو اسی واسطے جمع کیا تھا تو اللہ نے یہ سورت اتاری کہ ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے، آخر تک۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ داخل ہو گا آگ شعلہ مارنے والی میں۔

٤٥٩١ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ

۴۵۹۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابولہب

حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ ﴿تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ﴾ اِلٰی اٰخِرِهَا.

نے حضرت ﷺ سے کہا کہ تجھ کو ہلاکت ہو کیا تو نے ہم کو اسی واسطے جمع کیا تھا تو اتری یہ آیت کہ ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو یہاں مختصر کر دیا ہے اور میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ بخاری کی اکثر عادت یہ ہے کہ جب حدیث کے واسطے کئی طریقے ہوں تو ان کو ایک باب میں جمع نہیں کرتا بلکہ ہر ایک طریق کے واسطے جدا باب باندھتا ہے جو اس کے مناسب ہو اور کبھی باب باندھتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ شامل ہو اس پر حدیث اگرچہ نہ بیان کرے اس کو اس باب میں واسطے کفایت کرنے کے ساتھ اشارہ کے اور یہ باب بھی اسی قبیل سے ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور اس کی عورت سر پر لیے پھرتی ایندھن۔

فائدہ: ابولہب کی عورت کا نام عوراء تھا اور اس کی کنیت ام جمیل تھی اور وہ بیٹی ہے حرب کی اور بہن ہے ابوسفیان کی جو معاویہ کا باپ ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ اس کا نام اروی ہے اور عورا اس کا لقب ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا اس کو یہ واسطے خوبصورتی اس کی کے اور روایت کی ہے بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب سورہ تبت اتری تو ابولہب کی عورت آئی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اگر آپ الگ ہو جائیں تو بہتر ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے اور اس کے درمیان پردہ حائل ہو جائے گا سو وہ سامنے سے آئی اور کہا اے ابوبکر! تیرے ساتھی نے میری ہجو کی ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی اس نے تیری ہجو نہیں کی وہ شعر نہیں کہتا اس نے کہا البتہ تو سچا کیا گیا ہے پھر جب اس نے پیٹھ پھیری تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اس نے آپ کو نہیں دیکھا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ رہا فرشتہ مجھ کو سایہ کیے یہاں تک کہ اس نے پیٹھ پھیری اور حاکم نے روایت کی ہے کہ جب سورت ﴿تبت یدا ابی لهب﴾ اتری تو کسی نے ابولہب کی عورت سے کہا کہ محمد ﷺ نے تیری ہجو کی ہے تو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ کیا تو نے مجھ کو لکڑیوں کا گٹھا اٹھاتے دیکھا ہے یا میری گردن میں رسی دیکھی ہے؟۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ حَمَّالَةُ الْحَطَبِ تَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد حمالة الحطب سے یہ ہے کہ چغلی لے چلتی تھی۔

فائدہ: یعنی مشرکوں کے آگے حضرت ﷺ کی چغلی کرتی تھی، کہا فراء نے کہ اس کی عورت چغل خوری کرتی تھی اور

دشمنی کی آگ کو بھڑکاتی تھی اوران کے درمیان فتنہ وفساد ڈالتی تھی تو اس واسطے اس کو حمالة الحطب کہا گیا۔

﴿فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾ يُقَالُ مِنْ مَّسَدٍ لِيفِ الْمُقْلِ وَهِيَ السِّلْسِلَةُ الَّتِي فِي النَّارِ.

اس کی گردن میں رسی ہے مونج کی کہا جاتا ہے کہ مسد کہتے ہیں درخت مقل کے پوست کو اور مراد رسی سے زنجیر ہے جو دوزخ میں ہے یعنی جس کی درازی ستر ہاتھ ہے۔

فائدہ: یہ دو قول ہیں ایک یہ کہ مراد حبل سے زنجیر ہے جو دوزخ میں ہے اور دوسرا یہ کہ مراد حبل سے رسی ہے پوست درخت صمغ کی۔ (فتح)

سُوْرَةُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

سورۂ قل ھو اللہ احد کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اور اس کو سورہ اخلاص بھی کہا جاتا ہے اور آیا ہے بیچ سبب نزول ہونے اس کے کی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ مشرکوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے آگے اپنے رب کی نسبت بیان کر تو یہ آیت اتری روایت کیا ہے اس کو ترمذی اور طبری نے اور اس کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے نہ کسی کو اس نے جنا اور نہ کسی نے اس کو جنا اس واسطے کہ نہیں کوئی چیز جو پیدا ہو مگر کہ مر جائے گی اور کوئی چیز نہیں مرتی مگر کہ کوئی اس وارث ہوتا ہے اور نہیں واسطے اس کے کوئی کفو یعنی مشابہ اور نہ برابر۔

يُقَالُ لَا يُنَوَّنُ ﴿أَحَدٌ﴾ أَيْ وَاحِدٌ.

کہا جاتا ہے اللہ کے اس قول میں ﴿قل هو الله احد﴾ کہ احد پر تنوین نہیں پڑھی جاتی یعنی احد پڑھا جاتا ہے ساتھ وقف کے اور احد اور واحد کے ایک معنی ہیں یعنی اللہ ایک ہے۔

فائدہ: ہمزہ احد کا بدل ہے واؤ سے اس واسطے کہ وہ مشتق ہے وحدة سے اور یہ برخلاف ہے اس احد کے کہ مراد ساتھ اس کے عموم ہے کہ اس کا ہمزہ اصلی ہے، کہا فراء نے کہ جو اس کو بغیر تنوین کے پڑھتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ نون اعراب کا ہے جب اس کے بعد الف اور لام آئے تو حذف کیا جاتا ہے اور یہ لازم نہیں اور نصر بن عاصم اور یحییٰ بن ابی اسحاق نے بھی اس کو بغیر تنوین کے پڑھا ہے۔ (فتح) اور کبھی تنوین کو حذف نہیں کرتے یعنی اللہ احدٌ کہتے ہیں اور وقف نہیں کرتے۔

٤٥٩٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِي ابْنُ اٰدَمَ

۴۵۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ آدمی نے مجھ کو جھٹلایا اور کو یہ جائز نہ تھا اور مجھ کو گالی دی اور یہ اس کو لائق نہ تھا سو اس کا مجھ کو جھٹلانا تو اس کے اس قول میں ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ مجھ

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِيْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ ذٰلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيْبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لَنْ يُّعِيْدَنِيْ كَمَا بَدَأَنِيْ وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَّأَنَا الْأَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِّيْ كُفُوًا أَحَدٌ.

کو کبھی دوسری بار پیدا نہ کرے گا جیسا اس نے مجھ کو پہلی بار پیدا کیا اور حالانکہ اول بار پیدا کرنا مجھ پر بہت آسان نہیں دوسری بار پیدا کرنے سے یعنی دونوں بار پیدا کرنا مجھ کو برابر ہے یہ نہیں کہ اول بار کا پیدا کرنا آسان ہو اور دوسری بار کا مشکل اور بہر حال گالی دینا اس کا مجھ کو تو اس کے اس قول میں ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ نے بیٹا بنایا اور حالانکہ میں ایسا اکیلا پاک ہوں جو نہ کسی سے جنا اور نہ کسی کو جنا اور نہیں میرے جوڑ کا کوئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اللّٰهُ الصَّمَدُ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اللہ بے پرواہ ہے سب اس کے محتاج ہیں۔

وَالْعَرَبُ تُسَمِّيْ أَشْرَافَهَا الصَّمَدَ.

اور عرب اپنے سرداروں کو صمد کہتے ہیں۔

فائدہ: صمد اس کو کہتے ہیں جس کی طرف سب کو حاجت پڑے اور سب سے اوپر ہو کوئی اس سے اوپر نہ ہو۔

وَقَالَ أَبُوْ وَآئِلٍ هُوَ السَّيِّدُ الَّذِي انْتَهٰى سُؤْدَدُهُ.

اور کہا ابو وائل نے صمد وہ سردار ہے جس کی سرداری نہایت کو پہنچے۔

٤٥٩٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِيْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ ذٰلِكَ أَمَّا تَكْذِيْبُهُ إِيَّايَ أَنْ يَّقُوْلَ إِنِّيْ لَنْ أُعِيْدَهُ كَمَا بَدَأْتُهُ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ أَنْ يَّقُوْلَ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَّأَنَا الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِّيْ كُفُوًا أَحَدٌ ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ كُفُوًا وَّكَفِيْئًا وَّكِفَاءً وَّاحِدٌ.

۴۵۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ آدمی نے مجھ کو جھٹلایا اور اس کو یہ جائز نہ تھا اور مجھ کو گالی دی اور یہ اس کو لائق نہ تھا سو جھٹلانا اس کا مجھ کو تو اس کے اس قول میں ہے کہ آدمی کہتا ہے کہ میں اس کو کبھی دوسری بار پیدا نہ کروں گا جیسا کہ میں نے اس کو پہلی بار پیدا کیا اور بہر حال گالی دینا اس کا مجھ کو سو اس کے اس قول میں ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ نے بیٹا بنایا اور حالانکہ میں تو ایسا اکیلا پاک ہوں کہ نہ میں نے کسی کو جنا اور نہ میں کسی سے جنا اور نہیں میرے جوڑ کا کوئی اور کفوا اور کفیا اور کفاء تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ آدمی نے مجھ کو جھٹلایا اور گالی دی تو مراد بعض آدمی ہیں اور وہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے قیامت سے انکار کیا عرب وغیرہ بت پرستوں سے اور دہریہ سے اور نیز جس نے عرب میں سے دعویٰ کیا کہ اللہ کی اولاد ہے اور یہود اور نصاریٰ سے اور چونکہ اللہ تعالیٰ پاک بذات خود واجب الوجود قدیم اور موجود تھا پہلے سب چیزوں کے اور ہر جنی چیز محدث ہے تو منتفی ہوئی اس سے والدیت اور جب کہ نہیں مشابہ ہے اس کو کوئی مخلوق اس کی سے اور نہ تھا واسطے اس کے کوئی جنس اس کی سے تاکہ ہو واسطے اس کے بیوی جنس اس کی سے جو جنے تو نفی ہوئی اس سے ولدیت کی اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿انی یکون له ولد ولم یکن له صاحبة﴾ اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ نہ اس کا کوئی ہم مثل ہے اور نہ کوئی ہم شکل اور یا مراد نفی کفاءت کی ہے نکاح میں واسطے نفی کرنے مصاحبت کے اور پہلی وجہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ سیاق کلام کا واسطے نفی مکافاءت کے ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے۔ (فتح)

سُوْرَۃ قل اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

سورۂ فلق کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿غَاسِقٍ﴾ اَللَّيْلُ ﴿إِذَا وَقَبَ﴾ غُرُوْبُ الشَّمْسِ

یعنی اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ تفسیر ﴿ومن شر غاسق اذا وقب﴾ کے کہ غاسق کے معنی ہیں رات اور اذا وقب کے معنی ہیں جب سورج ڈوب جائے۔

يُقَالُ أَبْيَنُ مِنْ فَرَقِ وَفَلَقِ الصُّبْحِ.

کہا جاتا ہے کہ وہ ظاہر تر ہے فرق صبح سے اور فلق صبح سے یعنی فرق اور فلق دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی پھٹنا صبح کا اور مراد فلق سے آیت ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ میں صبح ہے۔

﴿وَقَبَ﴾ إِذَا دَخَلَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ وَّأَظْلَمَ.

اذا وقب کے معنی ہیں جب داخل ہو ہر چیز میں اور اندھیرا ڈالے۔

فائدہ: اور مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ غاسق سے مراد چاند ہے یعنی آیت میں روایت کی اسے اس کو ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی طرف نظر کی سو فرمایا اے عائشہ! پناہ مانگ اللہ کی اس کی بدی سے فرمایا کہ یہ ہے غاسق جب کہ چھا جائے اور اس کی سند حسن ہے۔

٤٥٩٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ وَّعَبْدَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فَقَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۵۹۴۔ حضرت زر سے روایت ہے کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو معوذتین سے پوچھا یعنی کیا یہ دونوں سورتیں ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ قرآن میں داخل ہیں؟ تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں

فَقَالَ قِيلَ لِي فَقُلْتُ فَنَحْنُ نَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے کہا گیا سو میں نے کہا سو ہم کہتے ہیں جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔

فائدہ: یہ حدیث پورے سیاق سے ساتھ شرح اپنی کے آئندہ سورۂ کی تفسیر میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

سُوْرَةُ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ

سورۂ ناس کی تفسیر کا بیان

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿الْوَسْوَاسِ﴾ إِذَا وُلِدَ خَنَسَهُ الشَّيْطَانُ فَإِذَا ذُكِرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ذَهَبَ وَإِذَا لَمْ يُذْكَرِ اللهُ ثَبَتَ عَلَى قَلْبِهِ.

یعنی ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وسواس کی تفسیر میں کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کو چوکتا ہے پھر جب اللہ کا نام ذکر کیا جائے تو چلا جاتا ہے اور جب اللہ کا نام ذکر نہ کیا جائے تو اس کے دل پر ثابت رہتا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ دکھلائے اس کو جگہ شیطان کی آدمی سے کہ کہاں رہتا ہے سو اللہ نے اس کو اس کہ جگہ دکھلائی سو اچانک دیکھا کہ سر اس کا مثل سر سانپ کے ہے رکھنے والا ہے اپنے سر کو دل کے منہ پر سو بندہ جب اپنے رب کو یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے تو اس کو آرزو دلاتا ہے اور اس سے بات چیت کرتا ہے اور کہا ابن تین نے کہ لغت میں خنس کے معنی ہیں پلٹ آنا اور منقبض ہونا اس بنا پر پس خنس الشیطان کی توجیہ یہ ہے کہ اس سے منقبض ہو جاتا ہے اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وسواس سے مراد شیطان ہے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور شیطان اس کے دل پر ہے سو وہ اس کو پھیرتا ہے جس طرف چاہتا ہے سو جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب اللہ کے ذکر سے غافل ہو تو اس کے دل پر بیٹھ جاتا ہے اور وسواس ڈالتا ہے۔ (فتح) اور اس جگہ سے معلوم ہوئی حکمت مشروع ہونے اذان کے کی لڑکے کے کان میں اس واسطے کہ شیطان اس کو سن کر بھاگ جاتا ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔

٤٥٩٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ ح وَحَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ زِرٍّ قَالَ سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ قُلْتُ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ إِنَّ أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ أُبَيٌّ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ قِيلَ لِي فَقُلْتُ قَالَ فَنَحْنُ نَقُوْلُ كَمَا

۴۵۹۵۔ حضرت زر سے روایت ہے کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا میں نے کہا اے ابا المنذر (یہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) تیرا بھائی ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایسا ایسا کہتا ہے تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مجھ کو کہا گیا کہ کہو سو میں نے کہا، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم کہتے ہیں جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے یہ لفظ مبہم یعنی یہ بیان نہیں ہوا کہ اس نے کیا کہا اور شاید بعض راویوں نے اس کو مبہم بیان کیا ہے واسطے برا جاننے اس کے اور میں گمان کرتا ہوں کہ یہ سفیان راوی نے کہا ہے اور ابن حبان وغیرہ نے اس کو اس لفظ سے روایت کیا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین یعنی ان دونوں سورتوں کو اپنے قرآن میں نہ دیکھتے تھے اور طبرانی اور ابن مردویہ نے عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ حکایت کرتے تھے معوذتین کو اپنے قرآن سے اور کہتے تھے کہ وہ دونوں سورتیں قرآن میں سے نہیں ہیں اور البتہ روایت کیا ہے اس کو بزار نے اور اس کے اخیر میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ پناہ مانگی جائے ساتھ ان کے کہا بزار نے کہ نہیں پیروی کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس پر کسی صحابی نے اور البتہ صحیح اور ثابت ہو چکا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے ان دونوں کو نماز میں پڑھا میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث مسلم میں ہے اور ابن حبان نے اس کے اخیر میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ اگر تجھ سے ہو سکے کہ تو ان کو نماز میں پڑھا کرے تو کیا کر اور احمد نے ایک صحابی سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معوذین یعنی سورہ ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ پڑھائیں اور اس سے فرمایا کہ جب تو نماز پڑھے تو ان کو پڑھا کر اور اس کی سند صحیح ہے اور سعید بن منصور نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی اور اس میں معوذتین کو پڑھا اور البتہ تاویل کی ہے قاضی ابوبکر باقلانی نے اور پیروی کی ہے اس کی عیاض وغیرہ نے جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے محکی ہے سو کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ان دونوں سورتوں کے قرآن میں سے ہونے سے انکار نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کیا اس نے ثابت رکھنے ان دونوں کے سے مصحف میں اور شاید ان کی رائے یہ تھی کہ نہ لکھی جائے مصحف میں کوئی چیز مگر جس کے لکھنے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور شاید اس کو اس کے لکھنے کی اجازت نہیں پہنچی سو یہ تاویل ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور نہیں ہے انکار قرآن ہونے ان کے سے اور یہ تاویل خوب ہے لیکن روایت صحیح صریح جو میں نے ذکر کی اس کو دفع کرتی ہے اس واسطے کہ اس میں صریح ہے کہ وہ دونوں سورتیں قرآن میں سے نہیں ہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے مہذب میں کہ اجماع ہے مسلمانوں کا اس پر کہ معوذتین اور سورہ فاتحہ قرآن میں سے ہیں اور جو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرے وہ کافر ہے اور جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ باطل ہے صحیح نہیں اور اس سے پہلے یہ بات ابن حزم رحمہ اللہ نے کہی ہے اور اسی طرح کہا ہے فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اوائل تفسیر میں کہ غالب تر یہ گمان ہے کہ یہ نقل ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کذب اور باطل ہے سو اس میں نظر ہے اور طعن کرنا صحیح روایتوں میں بغیر سند کے مقبول نہیں بلکہ روایت صحیح ہے اور تاویل کا احتمال ہے اور جو اجماع کہ نووی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے اگر مراد اس کی شامل ہونا اس کا ہے واسطے ہر زمانے کے تو یہ مخدوش ہے اور اگر مراد اس کی قرار پانا اس کا ہے تو یہ مقبول ہے

اور البتہ کہا ابن صباغ نے بیچ کلام کے زکوٰۃ کے منع کرنے والوں پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لڑائی کی ان سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کے منع کرنے پر اور یہ نہ کہا کہ وہ اس کے سبب سے کافر ہوئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ کافر ٹھہرائے گئے اس واسطے کہ اجماع قرار نہ پا چکا تھا اور اب ہم کافر جانتے ہیں جو اس سے انکار کرے اور اسی طرح جو منقول ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یعنی نہیں ثابت ہوا نزدیک اس کے قطع ساتھ اس کے پھر حاصل ہوا اتفاق اس کے بعد اور کہا فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس جگہ ایک اشکال ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ہم کہیں کہ ہونا ان دونوں سورتوں کا قرآن میں سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں متواتر تھا تو لازم آئے گی تکفیر اس کی جو اس سے انکار کرے یعنی جو اس سے انکار کرے اس کو کافر کہنا ضروری ہوگا اور اگر ہم کہیں کہ ان کا قرآن سے ہونا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں متواتر نہ تھا تو آئے گا کچھ قرآن متواتر نہیں اور یہ عقیدہ سخت ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی متواتر ہوں لیکن فقط ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک درجہ تواتر کو نہ پہنچی ہوں پس حل ہوا یہ عقدہ ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے اور یہ جو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے کہا گیا تو نہیں ہے ابی رضی اللہ عنہ کے جواب میں تصریح ساتھ مراد کے مگر یہ کہ بیچ اجماع کے اوپر ہونے ان دونوں کے قرآن میں سے بے پرواہی ہے تکلیف اسانید کے سے ساتھ اخبار احاد کے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (فتح) اور کہا عینی نے کہ اصحاب کو معوذتین کے قرآن ہونے میں اختلاف تھا میرا اختلاف دور ہوا اور اجماع ہوا اس پر کہ وہ دونوں قرآن میں سے ہیں اور اگر اب کوئی معوذین کے قرآن ہونے سے انکار کرے تو کافر ہو جاتا ہے اور کہا بزار نے کہ جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور اصحاب سے سنا کہ وہ قرآن میں سے ہیں تو اپنے قول سے رجوع کی۔ (عینی)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ

کتاب ہے فضائل قرآن کے بیان میں

بَابُ كَيْفَ نَزَلَ الْوَحْيُ وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ.

باب ہے بیان میں کیفیت اترنے وحی کے اور بیان میں اس چیز کے کہ پہلے اتری۔

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے صحیح بخاری کے ابتدا میں بحث بیچ کیفیت اترنے وحی کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ حارث نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کو وحی کس طرح آتی ہے؟ اور اسی طرح اول اترنا اس کا عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ اول وہ چیز کہ شروع کی گئی ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی سے سچی خوابیں تھیں لیکن تعبیر ساتھ اول ما نزل کے خاص تر ہے تعبیر کرنے سے ساتھ اول ما بدئ کے اس واسطے کہ اترنا تقاضا کرتا ہے اس شخص کے وجود کو جو اس کو لے کر اترے اور اول اس کا آنا فرشتے کا ہے کھلم کھلا اس حال میں کہ پیغام پہنچانے والا تھا اللہ کی طرف سے ساتھ اس چیز کے کہ چاہی وحی سے اور بھیجنا وحی کا عام تر ہے اس سے کہ ہو ساتھ اتارنے کے یا ساتھ الہام کے برابر ہے کہ واقع ہو یہ خواب میں یا بیداری میں اور بہر حال نکالانا اس بات کا باب کی حدیثوں سے سو ذکر کریں گے ہم اس کو انشاء اللہ تعالیٰ نزدیک شرح ہر حدیث کے اس سے۔ (فتح) یہ ترجمہ واسطے بیان کیفیت نزول کے ہے اور جو ترجمہ کہ کتاب کے ابتدا میں ہے وہ واسطے بیان کیفیت ابتدا اور شروع ہونے وحی کے تھا اور وہ خاص تر ہے اس ترجمے سے جو اس جگہ مذکور ہے اور بہر حال اول ما نزل سو ساتھ رفع لام کے ہے پس وہ اوا سطے بیان اس چیز کے ہے کہ پہلے اتری پس نیز ہوگا یہ ترجمہ مغایر واسطے بیان کیفیت ابتدا وحی کے اور حاصل یہ ہے کہ وہ واسطے سوال کے ہے اور جواب اس کا وہ ہے جو حدیث میں ہے اور قیاس کر اس پر اس کی نظیروں کو (خیر جاری)۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْمُهَيْمِنُ الْأَمِيْنُ الْقُرْآنُ أَمِيْنٌ عَلٰى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهٗ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت سورہ مائدہ کے جو قرآن کی فضیلت میں وارد ہے ﴿وانزلنا عليك الكتاب بالحق مصدقا لما بين يديه من الكتاب ومهيمنا عليه﴾ کہ مهیمن کے معنی ہیں امین قرآن امین ہے ہر اگلی کتاب پر۔

فائدہ: اس اثر کا بیان سورہ مائدہ میں ہو چکا ہے اور وہ متعلق ہے ساتھ اصل ترجمہ کے اور وہ قرآن کے فضائل ہیں

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کلام کی توجیہ یہ ہے کہ قرآن بغل گیر ہے تصدیق تمام اس چیز کی کو کہ اس سے پہلے اتری اس واسطے کہ جو احکام کہ اس میں ہیں یا تو برقرار رکھنے والے ہیں اس چیز کو کہ اس سے پہلے گزری اور یا ناسخ ہیں اور یہ تقاضا کرتا ہے اثبات منسوخ کو اور یا جدید احکام ہیں اور یہ سب دلالت کرتا ہے اوپر تفضیل مجدد کے۔ (فتح)

٤٥٩٦ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا لَبِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ.

۴۵۹۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا دونوں نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مکے میں ٹھہرے یعنی بعد پیغمبر ہونے کے آپ پر قرآن اترتا تھا اور دس سال مدینے میں ٹھہرے۔

فائدہ: ایک روایت میں صرف عشرا کا لفظ آیا ہے ساتھ ابہام معدود کے اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ سال زندہ رہے جب جوڑا جائے ساتھ مشہور قول کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کے سرے پر پیغمبر ہوئے لیکن ممکن ہے کہ راوی نے کسر کو چھوڑ دیا کما تقدم فی الوفاة النبوية اس واسطے کہ ہر شخص جس سے یہ روایت آئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ سال یا تریسٹھ سال سے زیادہ زندہ رہے اسی سے یہ روایت بھی آئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تریسٹھ سال زندہ رہے پس معتمد یہ قول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تریسٹھ سال زندہ رہے اور جو اس کے مخالف ہے یا تو محمول ہے اوپر چھوڑ دینے کسر کے سالوں میں یعنی جتنے سال ساٹھ سے زیادہ تھے ان کو راوی نے چھوڑ دیا اور یا محمول ہے اوپر جبر کرنے کسر کے مہینوں میں اور بہر حال حدیث باب کی سو ممکن ہے یہ کہ تطبیق دی جائے درمیان اس کے اور درمیان مشہور قول کے ساتھ اور وجہ کے اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کے سرے پر پیغمبر ہوئے سو خواب کے وحی کے مدت چھ مہینے تھی یہاں تک کہ اترا آپ پر فرشتہ رمضان کے مہینے میں بغیر بند ہونے وحی کے درمیان اس کے پھر بند ہوئی وحی پھر بدستور جاری ہوئی اور پے در پے اترنے لگی سو تھی مدت پے در پے اترنے وحی کی اور بدستور جاری رہنے اس کے کی مکے میں دس سال بغیر بند ہونے وحی کے درمیان اس کے یا یہ کہ چالیس سال کے سرے پر میکائیل علیہ السلام یا اسرافیل علیہ السلام آپ کے ساتھ تعین کیا گیا سو مدت تین سال کی وہ آپ کی طرف کوئی بات یا کچھ چیز ڈالتا رہا جیسا کہ ایک حدیث مرسل میں آیا ہے پھر جبریل علیہ السلام آپ کے ساتھ تعین ہوا سو وہ آپ پر مکے میں دس سال قرآن اتارتا رہا اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے اس چیز سے کہ متعلق ہے ساتھ ترجمہ کے کہ قرآن ایک بار نہیں اترا بلکہ متفرق اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اترا مدت دراز میں یعنی ایک آیت کبھی اور ایک آیت کبھی اور چند آیتیں کبھی اور چند آیتیں کبھی اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ روایت کی ہے نسائی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اتارا

گیا قرآن اکٹھا ایک بار طرف پہلے آسمان کے شب قدر کی رات میں پھر اس کے بعد بیس سال کی مدت میں تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا گیا اور یہ آیت پڑھی ﴿وقرآنا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث﴾ الآیۃ یعنی بھیجا ہم نے قرآن کو ساتھ تفریق کے یعنی بانٹ کرتا کہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر آخر آیت تک اور حاکم کی روایت میں ہے کہ دنیا کے آسمان میں بیت العزت میں رکھا گیا پھر جبریل علیہ السلام اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارنے لگا اور اس کی سند صحیح ہے اور واقع ہوا ہے بیچ منہاج حلیمی کے کہ جبریل علیہ السلام تھا اتارتا قرآن کو لوح محفوظ سے شب قدر کی رات میں طرف پہلے آسمان کے بقدر اس کے کہ اتارتا اس کو اس سال میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آئندہ شب قدر کی رات تک یہاں تک کہ اتارا سب قرآن کو بیس شب قدروں میں بیس سال سے لوح محفوظ سے طرف آسمان دنیا کے اور وارد کیا ہے اس کو ابن انباری نے ساتھ طریق ضعیف اور منقطع کے اور صحیح اور معتمد وہ بات ہے جو پہلے گزری کہ قرآن اول ایک بار اکٹھا لوح محفوظ سے پہلے آسمان کی طرف اترا پھر اس کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا اور حکایت کی ہے ماوردی نے کہ قرآن لوح محفوظ سے ایک بار اکٹھا اترا اور چوکیدار فرشتوں نے اس کو جبریل علیہ السلام پر بیس راتوں میں تقسیم کیا اور جبریل علیہ السلام نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیس سال میں تقسیم کیا اور یہ روایت بھی غریب ہے اور معتمد یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام تھے دور کرتے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماہ رمضان میں ساتھ اس چیز کے کہ اتارتے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سال کے دورانیے میں اسی طرح جزم کیا ہے ساتھ اس کے شعبی نے اور بدء الوحی میں پہلے گزر چکا ہے کہ اول اترنا جبریل علیہ السلام کا ساتھ قرآن کے رمضان کے مہینے میں تھا اور اس کتاب میں آئندہ آئے گا کہ جبریل علیہ السلام تھے دور کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ قرآن کے رمضان کے مہینے میں اور اس میں دو حکمتیں ہیں ایک خبر گیری اس کی دوسری باقی رکھنا اس چیز کا کہ نہیں منسوخ ہوئی اس سے اور اٹھانا اس چیز کا کہ منسوخ ہوئی سو تھا رمضان کا مہینہ ظرف واسطے اتارنے اس کے کی اکٹھا اور از روئے تفصیل کے اور عرض کے اور احکام کے اور احمد اور بیہقی نے واثلہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتاری گئی تورات رمضان کی چھٹی کو اور انجیل تیرھویں کو اور زبور اٹھارویں کو اور قرآن چوبیسویں کو اور یہ سب مطابق ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿شهر رمضان الذى انزل فيه القرآن﴾ اور واسطے قول اللہ کے ﴿انا انزلناه فى ليلة القدر﴾ سو احتمال ہے کہ اس سال شب قدر یہی رات ہو سو اتارا گیا اس میں قرآن اکٹھا طرف پہلے آسمان کے پھر اتارا گیا چوبیسویں دن اول ﴿اقرأ باسم ربك﴾ اور مستفاد ہوتا ہے باب کی حدیث سے کہ سب قرآن خاص کر کے اور مدینے میں اترا اور وہ اس طرح ہے لیکن بہت قرآن غیر حرمین میں اترا جس جگہ کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر حج یا عمرہ یا جہاد میں لیکن اصطلاح یہ ہے کہ جو ہجرت سے پہلے اترا وہ مکی ہے اور جو ہجرت سے پیچھے اترا وہ مدنی ہے برابر ہے کہ اترا شہر میں بیچ حال اقامت کے یا غیر اس کے سفر کی حالت میں اور زیادہ بیان اس کا آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٤٥٩٧ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ أُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هٰذَا أَوْ كَمَا قَالَ قَالَتْ هٰذَا دِحْيَةُ فَلَمَّا قَامَ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ حَتّٰى سَمِعْتُ خُطْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ خَبَرَ جِبْرِيلَ أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ أَبِيْ قُلْتُ لِأَبِيْ عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

۴۵۹۷۔ حضرت ابوعثمان سے روایت ہے کہا کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے پاس ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں سو بات کرنے لگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ کون ہے؟ یا جیسے فرمایا، راوی کہتا ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ دحیہ کلبی صحابی ہیں (دحیہ کلبی مشہور صحابی ہیں بہت خوبصورت تھے جب جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو اکثر اس کی صورت پر آتے) سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے یعنی مسجد کو جانے کے لیے تو نہیں گمان کیا میں نے جبریل علیہ السلام کو مگر دحیہ (یہ کلام ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ہے) یہاں تک کہ سنا میں نے خطبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ خبر جبریل علیہ السلام کے یا جیسے کہا معتمر کہتا ہے کہ میرے باپ نے ابوعثمان سے کہا کہ تو نے یہ حدیث کس سے سنی اس نے کہا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہ کون ہے؟ تو مراد یہ ہے کہ پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس شخص کے حال سے جس سے بات کرتے تھے کہ انہوں نے اس کو فرشتہ سمجھا یا نہیں اور یہ جو کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی طرف جانے کو کھڑے ہوئے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ نہ انکار کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر اس چیز سے جو انہوں نے گمان کیا کہ وہ دحیہ ہیں واسطے کفایت کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو گی آپ سے خطبے میں جو ظاہر کرے گی واسطے ان کے مقصود کو اور یہ جو کہا جیسے کہا تو مراد یہ ہے کہ شک کیا ہے راوی نے لفظ میں باوجود باقی رہنے معنی کے اس کے ذہن میں اور بہت ہوتی ہے استعمال محدثین کی ساتھ اس کلمے کے ایسی جگہ میں اور احتمال ہے کہ یہ سوال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جبریل علیہ السلام کے جانے کے بعد واقع ہوا ہو یا اس سے پہلے اس میں دونوں امر کا احتمال ہے اور یہ جو کہا کہ تو نے یہ حدیث کس سے سنی؟ تو اس میں استفسار ہے اس شخص کے حال سے جو مبہم چھوڑا گیا راویوں سے اگرچہ جو مبہم چھوڑا گیا ثقہ معتمد اور فائدہ اس کا احتمال ہے کہ سامع کے نزدیک اس طرح نہ ہو تو اس کے بیان کرنے میں اٹھانا ہے واسطے اس احتمال کے، کہا عیاض وغیرہ نے کہ اس حدیث میں سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے فرشتے کہ یہ کہ شکل پکڑے آدمی کی صورت پر اور یہ کہ اس کی اصلی اور ذاتی صورت اور ہے آدمی اس کو اس میں دیکھ نہیں سکتا واسطے ضعیف ہونے قوی بشریہ کے مگر جس کو اللہ چاہے کہ اس کو

اس کے دیکھنے کی قوت دے اسی واسطے اکثر اوقات جبریل علیہ السلام مرد کی صورت بن کے حضرت ﷺ کے پاس آتے تھے کما تقدم فی بدء الوحی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کبھی میرے پاس فرشتہ مرد کی صورت بن کے آتا ہے اور نہیں دیکھا حضرت ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو اس کی پیدائشی صورت میں مگر دو بار جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے بخاری اور مسلم میں اور اس جگہ سے ظاہر ہوئی وجہ داخل ہونے اس حدیث کے کی اس باب میں اور کہا بعض نے کہ اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور دحیہ رضی اللہ عنہ کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اکثر اصحاب نے جبریل علیہ السلام کو مرد کی صورت میں دیکھا جب کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس مرد کی صورت میں آیا اور آپ سے اسلام اور ایمان اور احسان کی حقیقت پوچھی اور اس واسطے کہ اتفاق شبہ کا نہیں مستلزم ہے اثبات فضیلت معنوی کو اور غایت اس کی یہ ہے کہ اس کو خوبصورتی میں زیادتی ہوگی اور بس اور البتہ حضرت ﷺ نے ابن قطن سے کہا جب کہ فرمایا کہ دجال سب لوگوں میں زیادہ تر مشابہ ہے ساتھ اس کے تو اس نے کہا کہ کیا اس کا مشابہ ہونا مجھ کو ضرر کرتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ (فتح)

٤٥٩٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ الْأَنْبِيَآءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ أُوْتِيْتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللّٰهُ إِلَيَّ فَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ.

۴۵۹۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیغمبروں میں سے کوئی پیغمبر نہیں مگر کہ اس کو معجزے دیئے گئے اس قدر کہ آدمی اس پر ایمان لائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مجھ کو تو وہ چیز دی گئی جو وحی ہے یعنی قرآن جس کو میری طرف اللہ نے بھیجا سو میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن سب پیغمبروں سے زیادہ تر میرے تابعدار ہوں گے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ کوئی پیغمبر نہیں مگر اس کو معجزے دیئے گئے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ پیغمبر کے واسطے معجزے کا ہونا ضروری ہے جو تقاضا کرے ایمان اس شخص کے کو جو اس کو مشاہدہ کرے اس حال میں کہ اس کو سچا کرے اور نہیں ضرر کرتا اس کو جو اصرار کرے عناد پر اور یہ جو کہا اس قدر کہ آدمی اس پر ایمان لائیں تو مراد مثل سے عین شے کا ہے اور جو اس کے مساوی ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر پیغمبر کو ایک یا زیادہ معجزہ دیا گیا کہ جو آدمی اس کو دیکھے تو اس کی شان سے ہے کہ ایمان لائے ساتھ اس کے، اس کے سبب سے اور علیہ ساتھ معنی لام کے ہے یا با موحدہ کے اور نکتہ بیچ تعبیر کرنے کے ساتھ اس کے بغل گیر ہونا اس کا ہے غلبے کے معنی کے یعنی ایمان لاتا ہے ساتھ اس کے اس حال میں کہ مغلوب ہوتا ہے اس طور سے کہ اس کو اپنی جان سے ہٹا نہیں سکتا لیکن کبھی انکار کرتا ہے سو معاند ہوتا ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ﴿وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلما﴾ اور کہا طیبی نے کہ موقع مثل کا موقع اس کا ہے اللہ

کے اس قول سے ﴿فاتوا بسورة من مثله﴾ یعنی اس کے صنعت پر بیان سے اور بلند طبقہ ہونے سے بلاغت میں اور یہ جو فرمایا کہ مجھ کو تو وہ چیز دی گئی جو وحی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی یعنی بے شک معجزہ میرا جس کے ساتھ میں نے کفار کا مقابلہ کیا وہ وحی ہے جو مجھ پر اتاری گئی یعنی قرآن واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے اس پر اعجاز واضح سے اور یہ مراد نہیں کہ حضرت ﷺ کو اس کے سوائے اور کوئی معجزہ نہیں ملا اور نہ یہ مراد ہے کہ نہیں دیئے گئے حضرت ﷺ معجزوں سے جو اگلے پیغمبروں کو ملے بلکہ مراد یہ ہے کہ یہ بڑا معجزہ ہے جو خاص حضرت ﷺ ہی کو ملا آپ کے سوائے اور کسی کو نہیں ملا اس واسطے کہ ہر پیغمبر کو ایک خاص معجزہ دیا گیا ہے جو بعینہ اس کے سوائے اور کسی کو نہ ملا کہ مقابلہ کیا اس نے ساتھ اس کے اپنی قوم سے اور ہر پیغمبر کو اس کی قوم کے حال کے مناسب معجزہ عنایت ہوتا تھا چنانچہ فرعون کے وقت میں جادو کا بہت چرچا تھا تو موسیٰ علیہ السلام کو بھی اسی قسم کا معجزہ ملا اس صورت پر جو جادوگر بناتے تھے عصا سانپ بن جاتا تھا لیکن وہ نگل گیا جو انہوں نے بنایا اور یہ معجزہ ہو بہو ان کے سوائے کسی پیغمبر کو نہیں ملا اور اسی طرح زندہ کرنا عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو اور اچھا کرنا اندھوں اور کوڑوں کو اس واسطے کہ اس زمانے میں طبیبوں اور حکیموں کا بہت زور تھا سو عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو اسی قسم کا معجزہ دکھلایا جس پر وہ قادر نہ ہوئے اور اسی واسطے جب کہ عرب لوگ فصاحت اور بلاغت میں نہایت کو پہنچے ہوئے تھے تو حضرت ﷺ ان کے پاس قرآن لائے کہ مقابلہ کیا ان کو کہ اسکی مثل سورۃ بنا لائیں سو نہ قادر ہوئے اوپر اس کے اور بعض نے کہا کہ قرآن کے واسطے کوئی مثل نہیں نہ ظاہر میں نہ حقیقت میں برخلاف اور معجزوں کے کہ وہ نہیں خالی ہیں مثل سے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ہر پیغمبر دیا گیا معجزوں سے جو تھے مثل اس کی واسطے اس شخص کے جو اس سے آگے تھا صورت میں یا حقیقت میں اور نہیں دیا گیا کوئی مثل قرآن کے پہلے آپ سے سو اسی واسطے آپ نے اس کے پیچھے یہ فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے تابعدار سب سے زیادہ ہوں گے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ جو مجھ کو ملا اس کی طرف تخییل کو راہ نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کلام معجز ہے نہیں قادر ہے کوئی کہ لائے وہ چیز کہ خیال کیا جائے اس سے تشبیہ کا ساتھ اس کے برخلاف غیر آپ کے اس واسطے کہ کبھی واقع ہوتا ہے ان کے معجزوں میں جو قادر ہوتا ہے جادوگر یہ کہ لائے جس سے اس شبہ کا خیال ہے سو جو ان کے درمیان فرق کرنا چاہے وہ نظر کا محتاج ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ گزر چکے ہیں معجزے پیغمبروں کے ساتھ گزر جانے ان کے زمانوں کے سو نہیں دیکھا ان کو مگر جو اس وقت موجود تھے اور معجزہ قرآن کا بدستور قائم اور دائم ہے قیامت تک اور خارق ہے واسطے عادت کے اپنی طرز میں اور بلاغت میں اور خبر دینے اس کے کی ساتھ چھپی چیزوں کے سو نہیں گزرے گا کوئی زمانہ زمانوں سے مگر کہ ظاہر ہوگی اس میں کچھ چیز اس قسم سے کہ خبر دی ساتھ اس کے کہ ہوگی جو دلالت کرے اوپر صحیح ہونے دعویٰ آپ کے کی اور یہ احتمال قوی تر ہے سب احتمالوں سے اور تکمیل اس کی اس چیز میں ہے جو اس کے بعد ہے اور بعض نے کہا کہ معنی یہ

ہیں کہ اگلے پیغمبروں کے معجزے حسی تھے سر کی آنکھ سے دیکھے جاتے تھے مانند اونٹنی صالح علیہ السلام کے اور عصا موسیٰ علیہ السلام کے اور معجزہ قرآن کا دیکھا جاتا ہے ساتھ دل اور بوجھ کے سو جو اس سبب سے اس کے تابع ہوتا ہے وہ زیادہ ہوگا اس واسطے کہ جو سر کی آنکھ سے دیکھا جاتا ہے وہ موقوف ہو جاتا ہے ساتھ گزرنے مشاہد اس کے کی یعنی دیکھنے والے اس کے کی اور جو عقل کی آنکھ سے دیکھا جاتا ہے وہ باقی رہتا ہے ہمیشہ دیکھتا ہے اس کو ہر شخص جو پہلے کے بعد آتا ہے میں کہتا ہوں اور ممکن ہے جوڑنا ان سب اقوال کا ایک کلام میں اس واسطے کہ محصل اس کا نہیں منافی ہے بعض اس کا بعض کو اور یہ جو کہا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے تابعدار بہت ہوں گے تو مرتب کیا اس کلام کو اس چیز پر جو گزر چکی ہے پہلے معجزے قرآن کے سے جو ہمیشہ رہنے والا قیامت تک واسطے بہت ہونے فائدہ اس کے کی اور عام ہونے نفع اس کی کے واسطے شامل ہونے اس کے اوپر دعوت اور حجت کے اور خبر دینے کے ساتھ حالات آئندہ کے یعنی پیشین گوئیوں کے سو عام ہوا نفع اس کا حاضر کو اور غائب کو اور موجود کو اور جو آئندہ پیدا ہوگا سو خوب ہوا مرتب کرنا امید مذکور کا اوپر اس کے اور یہ امید تحقیق ہو چکی ہے اس واسطے کہ آپ کے تابعدار سب پیغمبروں سے بہت ہیں وسیاتی بیانہ واضحا فی کتاب الرقاق انشاء اللہ تعالیٰ اور تعلق اس حدیث کا ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ قرآن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اترا ساتھ وحی کے جس کو فرشتہ لایا نہ ساتھ خواب کے اور نہ ساتھ الہام کے اور البتہ جمع کیا ہے بعض نے قرآن کے اعجاز کو چار چیزوں میں ایک خوب ہونا تالیف اس کی کا ہے اور پیوند ہونا کلموں اس کے کا ساتھ اختصار اور بلاغت کے دوم صورت سیاق اور طرز اس کے کی ہے جو مخالف ہے کلام اہل بلاغت کی طرزوں کو عرب سے نثر میں اور نظم میں یہاں تک کہ حیران ہوئیں اس میں عقلیں ان کی اور نہ راہ پائی انہوں نے طرف اس کی کہ اس کی مانند کچھ چیز لاسکیں باوجود بہت ہونے باعثوں کے اوپر حاصل کرنے اس کے کی باوجود اس کے کہ قرآن نے ان کے کانوں کو ٹھوکا ساتھ اس کے کہ وہ اس سے عاجز ہوئے، سوم وہ چیز ہے جو شامل ہے اس پر قرآن خبر دینے سے پہلے امتوں کے حالات سے اور پرانی شریعتوں سے اس قسم سے کہ نہیں جانتے تھے بعض اس کے کو مگر کم لوگ اہل کتاب سے، چہارم خبر دینی ہے اس چیز سے کہ آئندہ آئے گی واقعات سے یعنی پیش گوئیوں سے کہ بعض ان میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں واقع ہوئیں اور بعض آپ کے بعد اور سوائے ان چار کے اور بہت آیتیں ہیں جو وارد ہوئیں ساتھ عاجز کرنے قوم کے بعض کاموں میں کہ وہ ان کو نہ کر سکیں گے سو عاجز ہوئے وہ اس سے باوجود بہت ہونے باعثوں کے اوپر جھٹلانے اس کے مانند تمنا کرنے یہود کے کی موت کو اور ایک ان میں سے خوف ہے جو حاصل ہوتا ہے واسطے سننے والے اس کے کی اور ایک یہ کہ اس کا پڑھنے والا اور تلاوت کرنے والا نہیں تھکتا ہے اس کے تکرار سے اور نہیں ناخوش ہوتا ہے سامع اس کا اور نہیں زیادہ ہوتی ساتھ بہت تکرار کے مگر تازگی اور لذت اور ایک یہ کہ وہ ایک نشانی ہے باقی اور دائم رہنے والی نہیں معدوم ہوگی جب تک کہ دنیا باقی ہے اور ایک یہ کہ وہ جامع

ہے علوم اور معارف کو کہ نہیں کم ہوتے عجائب اس کے اور نہیں ختم ہوتے فوائد اس کے۔ (فتح)

٤٥٩٩ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى تَابَعَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ حَتّٰى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيُ ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ.

۴۵۹۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ نے اپنے رسول پر بہت وحی بھیجی آپ کی وفات سے پہلے یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے وحی بہت کثرت سے اتاری یہاں تک کہ آپ کی روح قبض کی زیادہ اس سے کہ پہلے اترتی تھی یعنی جس زمانے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات واقع ہوئی اس میں وحی کا اترنا بہ نسبت اور زمانوں کے زیادہ تھا پھر اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت وحی اتاری آپ کی وفات سے پہلے تو اس کا راز یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد کہ ایلچیوں کی آمد ورفت بہت ہوئی اور احکام دین کی بہت پوچھ ہوئی تو اس سبب سے وحی کا اترنا بہت ہوا اور واقع ہوا ہے واسطے میرے سبب حدیث بیان کرنے انس رضی اللہ عنہ کی کا ساتھ اس کے دراوردی کی روایت سے زہری سے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے وحی بند ہوئی تھی؟ تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں بلکہ اس میں بہ نسبت اور زمانوں کے زیادہ وحی اتری اور یہ جو کہا کہ پھر اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو اس میں ظاہر کرنا ہے اس چیز کا کہ بغل گیر ہے اس کو غایت بیچ قول اس کے کی یہاں تک کہ اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض کی اور یہ حال جو اخیر میں واقع ہوا برخلاف اس حال کے ہے کہ پہلے واقع ہوا اس واسطے کہ پیغمبری کی ابتدا میں کچھ دنوں وحی بند ہوئی پھر اس کا اترنا بہت ہوا اور بیچ درمیان نزول کے مکے میں نہ اتری دراز سورتوں سے مگر کم پھر اتریں بعد ہجرت کے سورتیں دراز جو مشتمل ہیں اوپر غالب احکام کے مگر یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے اخیر زمانے میں بہت قرآن اترا بہ نسبت اور زمانوں کے ساتھ اس سبب کے پہلے گزر چکا ہے اور ساتھ اس وجہ کے ظاہر ہوگئی وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس واسطے کہ وہ بغل گیر ہے اشارت کو طرف کیفیت اترنے کے۔ (فتح)

٤٦٠٠ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَّقُوْلُ اِشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ فَأَتَتْهُ اِمْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ مَا أُرٰى شَيْطَانَكَ إِلَّا قَدْ تَرَكَكَ

۴۶۰۰۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے سو ایک یا دو رات نہ اٹھے تو ایک عورت یعنی ام جمیل ابولہب کی بیوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نہیں گمان کرتی مگر یہ کہ تیرے ساتھی نے تجھ کو چھوڑ دیا سو اللہ نے یہ سورت اتاری قسم ہے دن کی اور رات کی جب

فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى﴾. کہ چھا جائے نہیں چھوڑا تجھ کو اللہ نے اور نہ بیزار ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ والضحیٰ میں گزر چکی ہے اور وجہ وارد کرنے اس کے کی اس باب میں اشارہ ہے کہ کبھی قرآن کے اترنے میں دیر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کسی حکمت کے واسطے واقع ہوتی تھی جو اس کا تقاضا کرتی تھی نہ واسطے قصد ترک کرنے اس کے بالکل سو اس کا اترنا مختلف طور سے تھا کبھی پے در پے اترتا تھا اور کبھی دیر کے ساتھ اور اس کے اترنے میں جدا جدا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کئی حکمتیں ہیں ایک سہل کرنا حفظ اس کے کا ہے اس واسطے کہ اگر اترتا اکٹھا ایک بار ان پڑھ امت پر کہ ان میں اکثر پڑھے لکھے نہ تھے تو البتہ دشوار ہوتا ان پر یاد کرنا اس کا اور اشارہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ساتھ قول اپنے کے جو کفار کے رد میں اتارا اور کہا انہوں نے کہ کیوں نہیں اتارا گیا اس پر قرآن اکٹھا ایک بار اسی طرح یعنی اتارا اس کو ہم نے ٹکڑے ٹکڑے اور تھوڑا تھوڑا کر کے تا کہ ثابت رکھیں ساتھ اس کے تیرے دل کو اور ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہم نے قرآن کو تا کہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور ایک وہ ہے جو مستلزم ہے اس کو شرف سے واسطے اس کے اور کوشش سے ساتھ اس کے واسطے بہت آنے جانے ایلچیوں رب کے کی طرف آپ کے اس حال میں کہ سکھلاتا تھا آپ کو احکام جو واقع ہوتے واسطے آپ کے اور جواب اس چیز کے کہ پوچھے جاتے تھے آپ سے احکام اور حوادث سے اور ایک یہ کہ اتارا گیا ہے قرآن سات حرفوں پر سو مناسب ہوا کہ اتارا جائے ٹکڑے ٹکڑے ہو کے اس واسطے کہ اگر اکٹھا ایک بار اترتا تو البتہ دشوار ہوتا بیان اس کا عادت میں اور ایک یہ کہ اللہ نے تقدیر میں لکھا تھا کہ منسوخ کرے اس کے احکام سے جو چاہے سو اسی واسطے جدا جدا اتارا گیا تا کہ جدا جدا ہو جائے ناسخ منسوخ سے سو ہوا جدا جدا اتارنا اس کا اولیٰ اتارنے اس کے سے اکٹھا اور البتہ ضبط کیا ہے ناقلوں نے سورتوں کے نزول کی ترتیب کو کما سیاتی فی باب تالیف القرآن اور نہیں یاد رکھی انہوں نے ترتیب اترنے آیتوں کے کی اور پہلے گزر چکا ہے بیچ تفسیر اقرأ باسم ربك کے کہ وہ پہلی سورت ہے جو اتری اور باوجود اس کے سو اول اس کے پہلے پانچ آیتیں اتریں پھر باقی اس کے بعد اتری اور یہی حال ہے سورۂ مدثر کا جو اس کے بعد اتری کہ پہلے اس کا اول اترا پھر باقی سورت اس کے بعد اتری اور واضح تر اس سے وہ چیز ہے جو روایت کی ہے اصحاب سنن ثلاثہ نے عثمان سے کہ حضرت ﷺ پر چند آیتیں اترتی تھیں سو فرماتے کہ اس کو فلاں فلاں سورت میں رکھو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور سوائے اس کے جس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ وَّالْعَرَبِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا﴾ ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ﴾.

اترا قرآن بیچ زبان قریش اور عرب کے اللہ نے فرمایا کہ ہم نے ٹھہرایا قرآن کو عربی اور فرمایا کہ ہم نے اتارا قرآن کو عربی زبان میں جو ظاہر ہے۔

فائدہ: بہر حال اترنا اس کا ساتھ زبان قریش کے سو مذکور ہے باب میں عثمان رضی اللہ عنہ کے قول سے اور البتہ روایت کی ہے ابو داؤد نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ بے شک قریش کی زبان میں اترا سو پڑھا لوگوں کو قریش کی زبان میں نہ ہذیل کی زبان میں اور بہر حال عطف عرب کا اوپر اس کے سو عطف عام کا ہے خاص پر اس واسطے کہ قریش بھی عرب میں سے ہیں اور بہر حال جو ذکر کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں آیتوں سے سو وہ حجت ہے واسطے اس کے اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب تم زبان میں اختلاف کرو تو اس کو مضر کی زبان میں لکھو اور مضر وہ بن نزار بن معد بن عدنان ہے اور اس کی طرف تمام ہوتی ہے نسبت قریش اور قیس اور ہذیل وغیرہ کی کہا قاضی ابو بکر باقلانی نے کہ یہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اترا قرآن قریش کی زبان میں تو مراد اس سے اکثر اس کا ہے یعنی اکثر قریش کی زبان میں اترا اور کچھ دوسرے عربوں کی زبان میں اور یہ کہ نہیں قائم ہوئی دلالت قاطع اس پر کہ تمام قرآن قریش کی زبان میں ہے اس واسطے کہ ظاہر اللہ کے اس قول سے ﴿انا جعلناہ قرآنا عربیا﴾ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب عرب کی زبان میں اترا اور جو گمان کرے کہ مراد عرب سے فقط قوم مضر ہے سوائے ربیعہ کے یا دونوں ہیں سوائے یمن کے یا قریش ہیں سوائے غیر ان کے کی تو لازم ہے اس پر بیان کرنا اس واسطے کہ نام عرب کا شامل ہے سب کو شمول ایک اور اگر جائز ہو یہ دعویٰ تو جائز ہے واسطے دوسرے کہ یہ کہ کہے کہ وہ مثلا بنی ہاشم کی زبان میں اترا اس واسطے کہ وہ نسب میں قریب تر ہیں طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب قریش سے اور کہا ابو شامہ نے احتمال ہے کہ ہو قول عثمان رضی اللہ عنہ کا نزل بلسان قریش یعنی ابتدا نزول اس کے کا قریش کی زبان میں تھا پھر مباح ہوا کہ ان کے سوائے لوگوں کی زبان میں بھی پڑھا جائے کما سیاتی تقریرہ انشاء اللہ تعالی انتہی اور تکملہ اس کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ اترا پہلے قریش کی زبان میں ایک حرف پر سات حرفوں میں سے پھر اترا ساتھ سات حرفوں کے کہ اجازت دی گئی ہے ان کی قرأت میں واسطے آسانی اور سہولت کے کما سیاتی بیانہ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک حرف پر جمع کیا تو انہوں نے مصلحت یہ دیکھی کہ جس حرف میں پہلے قرآن اترا تھا وہی اولیٰ ہے سب حرفوں سے سو جمع کیا لوگوں کو اوپر اس کے واسطے ہونے اس کے زبان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور واسطے اس چیز کے کہ ہے واسطے اس کے اولیت مذکورہ سے اور اسی پر محمول ہوگی کلام عمر رضی اللہ عنہ کی واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

٤٦٠١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ فَأَمَرَ عُثْمَانُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنْ

۴۶۰۱۔ اور خبر دی مجھ کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سعید بن عاص رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ سورتوں یا آیتوں کو قرآنوں میں لکھیں اور نقل کریں اور ان سے کہا کہ جب تم اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قرآن کے کسی لفظ کی عربیت میں اختلاف

يَنْسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ لَهُمْ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِيْ عَرَبِيَّةٍ مِّنْ عَرَبِيَّةِ الْقُرْاٰنِ فَاكْتُبُوْهَا بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّ الْقُرْاٰنَ أُنْزِلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا.

کرو تو اس کو قریش کی زبان میں لکھو اس واسطے کہ قرآن قریش کی زبان میں اترا تو انہوں نے اسی طرح کیا۔

فائدہ: یہ جو زہری نے کہا اور خبر دی مجھ کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ معطوف ہے او پر شے محذوف کے جس کا بیان آئندہ باب میں آئے گا اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث سے صرف حاجت کی جگہ کو لیا ہے اور وہ قول عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اس کو قریش کی زبان میں لکھو اور ضمیر ینسخوھا میں واسطے سورتوں کے ہے یا آیتوں کے یا ان صحیفوں کے یعنی اجزا کے جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے منگوائے گئے تھے جن میں قرآن لکھا تھا۔ (فتح)

٤٦٠٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَآءٌ وَّقَالَ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ يَعْلٰى كَانَ يَقُوْلُ لَيْتَنِيْ أَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ عَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ عَلَيْهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ إِذْ جَآءَهُ رَجُلٌ مُّتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِيْ رَجُلٍ أَحْرَمَ فِيْ جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِطِيْبٍ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً فَجَآءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلٰى يَعْلٰى أَنْ تَعَالَ فَجَآءَ يَعْلٰى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا هُوَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذٰلِكَ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ أَيْنَ الَّذِيْ يَسْأَلُنِيْ عَنِ الْعُمْرَةِ اٰنِفًا فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ

۴۶۰۲۔ حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتا تھا کہ کاش میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھوں جب کہ آپ پر وحی اترتی ہے یعنی مجھ کو کمال آرزو ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت وحی اترنے کے وقت دیکھوں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام جعرانہ میں جو مکے کے پاس ہے اترے اور آپ پر کپڑے سے سایہ کیا گیا تھا اور آپ کے ساتھ چند اصحاب تھے کہ اچانک ایک شخص خوشبو سے لتھڑا ہوا آپ کے پاس آیا تو اس نے پوچھا کہ یا حضرت! آپ اس شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں جس نے جبہ میں احرام باندھا بعد اس کے کہ خوشبو لگائی ہو؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھڑی دیکھا پھر آپ کے پاس وحی آئی سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یعلیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کی یعنی آ اب دیکھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت سو یعلی رضی اللہ عنہ آیا اور اپنے سر کو کپڑے میں داخل کیا یعنی جس کپڑے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سایہ کیا گیا تھا سو اچانک دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہو گیا ہے آواز کرتے ہیں اسی طرح ایک گھڑی رہے پھر وہ حالت آپ سے دور ہوئی جو پاتے تھے بوجھ وحی سے پھر فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے جس نے مجھ

فَجِیْءَ بِهٖ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَّا الطِّيْبُ الَّذِيْ بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ.

سے ابھی عمرے کا حال پوچھا تھا؟ سو لوگ اس کو تلاش کر کے حضرت ﷺ کے پاس لائے سو آپ نے فرمایا کہ جو خوشبو لگی ہے سو اس کو تین بار دھو ڈال اور جبہ کو تو اتار ڈال پھر کر تو اپنے عمرے میں جیسا کہ تو اپنے حج میں کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح حج میں گزر چکی ہے اور البتہ پوشیدہ رہی ہے وجہ داخل ہونے اس حدیث کے کی اس باب میں بہت اماموں پر یہاں تک کہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں کہا کہ ظاہر تر یہ ہے کہ اس حدیث کو پہلے باب میں ذکر کیا جاتا ہے اور شاید یہ کسی ناقل کی غلطی ہے اور کہا ابن بطال نے کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے ترجمے کے یہ ہے کہ کل وحی متلو ہو یا غیر متلو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عرب کی زبان میں اترا اور اس پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ حضرت ﷺ سب آدمیوں کی طرف پیغمبر ہیں عرب ہوں یا عجم یعنی جو لوگ عرب کے سوائے ہیں اس واسطے کہ جس زبان میں حضرت ﷺ پر قرآن اترا وہ عربی ہے اور حضرت ﷺ اس کو عرب کے گروہوں کی طرف پہنچائیں گے اور وہ ترجمہ کریں گے اس کو واسطے غیر عرب کے ان کی زبان میں اور اسی واسطے ابن منیر نے کہا کہ اس حدیث کا پہلے باب میں داخل کرنا لائق تر تھا اور شاید مقصود اس کا تنبیہ کرنی ہے اس پر کہ وحی ساتھ قرآن اور سنت کے تھی اوپر صفت ایک کے اور زبان ایک کے۔ (فتح)

بَابُ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ.

باب ہے جمع کرنے قرآن کے۔

فائدہ: مراد ساتھ جمع کے اس جگہ جمع مخصوص ہے اور وہ جمع کرنا اس کے ٹکڑوں کا ہے اجزا اور کاغذوں میں یعنی بغیر ترتیب سورتوں کے پھر جمع کیے گئے اجزا ایک مصحف میں ساتھ ترتیب سورتوں کے اور تین بابوں کے بعد باب تالیف القرآن آئے گا اور مراد اس کے ساتھ اس جگہ جوڑنا آیتوں کا ہے ایک سورت میں یا ترتیب سورتوں کی مصحف میں اور حاصل یہ ہے کہ قرآن پہلے ٹکڑے ٹکڑے تھا چند آیتیں کہیں تھی اور چند آیتیں کہیں اور کچھ کسی کے پاس تھا اور کچھ کسی کے پاس اور کچھ شانے کی ہڈیوں پر لکھا تھا اور کچھ کھجور کی چھڑیوں پر اور کچھ پتھروں پر پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم سے سب قرآن کو تلاش کر کے کاغذوں میں لکھ کر ایک جگہ اکٹھا کیا لیکن اس میں آیتوں اور سورتوں کی ترتیب نہ تھی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب قرآن کو باترتیب سورتوں کے جیسا کہ اب موجود ہے کئی مصحفوں میں نقل کروا کے ملکوں کی طرف بھیجا لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو مختلف زبانوں میں جمع کیا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو اور زبانوں سے چھانٹ کر صرف قریش کی زبان میں لکھوایا اور کہا قسطلانی نے کہ سب قرآن حضرت ﷺ کے زمانے میں لکھا ہوا تھا لیکن ایک جگہ میں جمع نہ تھا اور نہ سورتوں کی ترتیب تھی اور حضرت ﷺ نے اس کو ایک مصحف میں جمع نہ کیا اس واسطے کہ بعض قرآن پر نسخ وارد ہوتا تھا سو اگر جمع کیا جاتا پھر بعض کی تلاوت اٹھائی

جاتی تو البتہ اختلاف کی نوبت پہنچتی سو نگاہ رکھا اس کو اللہ نے دلوں میں زمانہ نسخ کے تمام ہونے تک۔

٤٦٠٣ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهٗ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِيْ فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّآءِ الْقُرْاٰنِ وَإِنِّيْ أَخْشٰى أَنْ يَّسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّآءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيْرٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَإِنِّيْ أَرٰى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِذٰلِكَ وَرَأَيْتُ فِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ رَاٰى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَّا نَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفُوْنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِيْ بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ أَبُوْ بَكْرٍ يُرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ

۴۶۰۳۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو یمامہ والوں کی لڑائی کے بعد بلا بھیجا سو اچانک میں نے دیکھا کہ ان کے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیشک عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے سو کہا کہ بے شک یمامہ کی لڑائی کے دن قرآن کے بہت حافظ مارے گئے اور میں ڈرتا ہوں کہ گرم ہو قتل ساتھ قاریوں کے لڑائی کی جگہوں میں یعنی جن میں کہ کافروں کے ساتھ لڑائی واقع ہو پس جاتا رہے اور ضائع ہو بہت قرآن اور میں مصلحت دیکھتا ہوں یہ کہ تو قرآن کے جمع کرنے کا حکم کرے یعنی کاغذوں میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو کس طرح کرتا ہے وہ کام جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ بہتر ہے سو ہمیشہ رہے عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے گفتگو اور تکرار کرتے یہاں تک کہ اللہ نے اس کے واسطے میرا سینہ کھولا اور میں نے اس میں مصلحت دیکھی جو عمر نے دیکھی زید رضی اللہ عنہ کہتا ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک تو مرد جوان ہے عاقل ہے ہم تجھ کو کوئی تہمت نہیں کرتے اور تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وحی کو لکھا کرتا تھا سو قرآن کو تلاش کر کے ایک جگہ جمع کر سو قسم ہے اللہ کی اگر مجھ کو کسی پہاڑ کے اٹھا لے جانے کی تکلیف دی جاتی تو نہ ہوتا یہ مجھ پر زیادہ تر بھاری اس چیز سے کہ حکم کیا اس نے مجھ کو ساتھ اس کے جمع کرنے قرآن کے سے میں نے کہا تم کس طرح کرتے ہو وہ کام جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی وہ بہتر ہے سو ہمیشہ رہے ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے تکرار کرتے یہاں تک کہ کھولا

صَدْرِیْ لِلَّذِیْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ أَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ أَجْمَعُهٗ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰی وَجَدْتُّ اٰخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِیْ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِیِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهٖ ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ حَتّٰی خَاتِمَةِ بَرَآءَةَ فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِیْ بَكْرٍ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهٗ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ.

اللہ نے سینہ میرا واسطے اس کے جس کے واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا سو میں نے قرآن کو تلاش کیا اس حال میں کہ جمع کرتا تھا میں اس کو کھجور کی چھڑیوں سے اور پتلے پتھروں سے اور لوگوں یعنی حافظوں کے سینوں سے یہاں تک کہ پایا میں نے اخیر سورہ توبہ کا پاس ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ انصاری کے کہ میں نے اس کو اس کے سوائے کسی کے پاس نہ پایا وہ اخیر سورہ توبہ کا یہ ہے ﴿لقد جآئکم رسول من انفسکم﴾ سورہ برأت کے خاتمہ تک سو وہ صحیفہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہا یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح قبض کی پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا ان کی زندگی تک پھر ان کے بعد حفصہ رضی اللہ عنہا ان کی بیٹی کے پاس رہا۔

فائدہ: یہ جو کہا مقتل اہل یمامہ یعنی بعد قتل ہونے اہل یمامہ کے اور مراد ساتھ اہل یمامہ کے اس جگہ وہ لوگ ہیں جو شہید ہوئے اصحاب میں سے اس لڑائی میں جو مسیلمہ کذاب کے ساتھ واقع ہوئی اور اس کا حال یوں ہے کہ مسیلمہ نے پیغمبری کا دعوی کیا اور قوی ہوا یہ دعوی اس کا بعد فوت ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مرتد ہونے بہت عرب کے سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر تیار کر کے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس کی طرف بھیجا اور اس کے ساتھ نہایت سخت لڑائی ہوئی یہاں تک کہ اللہ نے اس کو رسوا کیا اور قتل کیا اور اس لڑائی میں اصحاب کی ایک بہت بڑی جماعت شہید ہوئی بعض کہتے ہیں کہ سات سو تھے اور بعض نے کہا کہ زیادہ اور یہ جو کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ بہت قرآن ضائع ہو تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے مگر یہ کہ اس کو جمع کریں پہلے اس سے کہ باقی قاری شہید ہوں اور یہ دلالت کرتا ہے کہ بہت لوگ جو یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے وہ قرآن کے حافظ اور قاری تھے یعنی ان میں سے ہر ایک قرآن کا حافظ تھا لیکن ممکن ہے کہ مراد یہ ہو کہ تمام کو سارا قرآن یاد تھا نہ یہ کہ ہر شخص قرآن کا حافظ تھا اور اس کا زیادہ بیان آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالی اور یہ جو کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تو یہ کلام ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہے واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے حکایت کیا ہے اس کو دوسری بار واسطے زید رضی اللہ عنہ کے واسطے اس چیز کے کہ اس کو بھیجا اور یہ کلام اس شخص کا ہے جو اتباع کو اختیار کرے اور بدعت سے نفرت کرے اور جو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو کس طرح کرتا ہے اس کام کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تو ایک روایت میں ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سے نفرت کی اور کہا کہ میں کس طرح کروں

جو حضرت ﷺ نے نہیں کیا؟ خطابی وغیرہ نے کہا کہ احتمال ہے کہ نہ جمع کیا ہو حضرت ﷺ نے قرآن کو مصحف میں واسطے اس چیز کے کہ تھے منتظر اس کے وارد ہونے ناسخ کے سے واسطے بعض احکام اس کے یا تلاوت اس کی کے پھر جب ختم ہوا اترنا اس کا ساتھ فوت ہونے حضرت ﷺ کے تو الہام کیا اللہ تعالیٰ نے خلفائے راشدین کو ساتھ اس کے واسطے پورا کرنے وعدہ صادق کے ساتھ ضامن ہونے حفاظت اس کی کے اس امت محمدی ﷺ پر زیادہ کرے اس کو اللہ بزرگی سو ہوئی ابتدا اس کی اوپر ہاتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مشورے عمر رضی اللہ عنہ کے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو روایت کی ابوداؤد نے مصاحف میں ساتھ سند حسن کے عبد خیر سے کہ سنا میں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قرآن کے اجر میں سب سے زیادہ ہیں اللہ کی رحمت ہو ابوبکر رضی اللہ عنہ پر وہی ہیں جنہوں نے پہلے پہل قرآن کو جمع کیا اور لیکن جو مسلم نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کے سوا مجھ سے کچھ نہ لکھو سو یہ اس کے مخالف نہیں اس واسطے کہ کلام بیچ کتابت مخصوص کے ہے اوپر صفت مخصوص کے اور البتہ سب قرآن حضرت ﷺ کے زمانہ میں لکھا گیا تھا لیکن ایک جگہ میں جمع نہ تھا اور نہ سورتوں کی ترتیب تھی اور کہا بعض رافضیوں نے کہ وارد ہوتا ہے اعتراض اوپر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس چیز کے کہ کیا اس کو جمع کرنے قرآن کے سے مصحف میں سو کہا اس نے کہ کس طرح جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ کرے وہ چیز جو حضرت ﷺ نے نہیں کی اور جواب یہ ہے کہ نہیں کیا اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مگر بطور اجتہاد کے جو جائز اور پیدا ہونے والا ہے خیر خواہی ان کی سے واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور اس کی کتاب کے اور واسطے مسلمانوں کے سرداروں کے اور عام مسلمانوں کے اور البتہ حضرت ﷺ نے قرآن کے لکھنے کی اجازت دی تھی اور منع کیا یہ کہ اس کے ساتھ کچھ اور لکھا جائے سو نہ حکم کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مگر ساتھ لکھنے اس چیز کے کہ پہلے لکھی ہوئی تھی اور اسی واسطے توقف کیا زید رضی اللہ عنہ نے سورہ براۃ کے اخیر کی آیت لکھنے سے یہاں تک کہ اس کو لکھا ہوا پایا باوجود اس کے کہ وہ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو یاد تھی یعنی جو اس کے ساتھ مذکور ہوئے اور جب غور کرے منصف اس میں جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تو یقین جانے گا کہ وہ اس کے فضائل سے گنا جاتا ہے اور خبر دیتا ہے ساتھ بڑے ہونے مرتبے اس کے کی واسطے ثابت ہونے قول حضرت ﷺ کے کہ جو اچھی راہ نکالے تو اس کو ثواب ملے گا اور جو اس کے بعد اس کے ساتھ عمل کرے گا اس کا ثواب ہے اس کو ملے گا سو نہیں جمع کیا قرآن کو کسی نے بعد آپ کے مگر کہ آپ کو اس کے برابر ثواب ملے گا قیامت ک اور البتہ تھی واسطے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کوشش سے ساتھ پڑھنے قرآن کے وہ چیز کہ اختیار کیا انہوں نے ساتھ اس کے یہ کہ پھیر دیں ابن دغنہ کو پناہ اس کی اور راضی ہوں ساتھ پناہ اللہ اور اس کے رسول کے اور یہ قصہ مفصل طور سے ان کے فضائل میں پہلے گزر چکا ہے اور البتہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں معلوم کروایا کہ وہ جمع کیا گیا ہے کاغذوں میں اللہ کے اس قول میں ﴿یتلوا صحفا مطهرة﴾ اور سب قرآن صحیفوں میں لکھا ہوا تھا پھر جدا جدا تھا کچھ کہیں تھا

اور کچھ کہیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک جگہ میں جمع کیا پھر ان کے بعد محفوظ رہا یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے نقل کرنے کا حکم دیا سو اس کے چند قرآن نقل کروا کر شہروں کی طرف بھیجے، کما سیاتی بیان ذلك اور یہ جو زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا تو نوجوان مرد ہے، الخ تو ذکر کیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس کے واسطے چار صفتیں جو تقاضا کرتیں ہیں خصوصیت کو ساتھ اس کے ہونا اس کا جوان پس ہوگا خوش دل واسطے اس چیز کے کہ طلب کی جاتی ہے اس سے اور ہونا اس کا عاقل سو ہوگا زیادہ تر باعث واسطے اس کے اور نہ ہونا اس کا متہم سو مائل کرے گا نفس اس کی طرف اور ہونا اس کا کہ وحی کو لکھتا تھا سو ہوگا اکثر تجربہ کار واسطے اس کے اور یہ چار دن صفتیں کہ اس کے واسطے جمع ہوئیں کبھی پائے جاتے ہیں اس کے غیر میں لیکن متفرق اور واقع ہوا ہے بیچ روایت سفیان کے کہ کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ جب تو نے اس کا قصد کیا ہے تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا بھیج کہ وہ نوجوان ہے وحی کو لکھتا تھا سو اس کو بلا بھیج تا کہ ہمارے ساتھ اس کو جمع کرے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا سو دونوں نے مجھ کو بلا بھیجا تو میں ان کے پاس آیا تو دونوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم قرآن کو کسی چیز میں اکٹھا کریں سو تو ہمارے ساتھ مل کر اس کو جمع کر اور ایک روایت میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ بے شک اس نے یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو ایک کام کی طرف بلایا ہے اور تو وحی کو لکھتا تھا سو اگر تو اس کے ساتھ ہو تو میں بھی تمہاری پیروی کروں گا اور اگر تو میری موافقت کرے تو میں یہ کام نہیں کروں گا پھر اس نے عمر رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا تو میں اس سے بھڑکا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم دونوں یہ کام کرو تو اس میں کچھ حرج نہیں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے غور کیا تو معلوم کیا کہ ہم پر کچھ گناہ نہیں، کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نفرت کی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلی بار پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے دوسری بار اس واسطے کہ دونوں نے خیال کیا کہ حضرت ﷺ نے اس کو نہیں کیا تو انہوں نے برا جانا کہ اتاریں اپنی جان کو جگہ اس شخص کی جو زیادہ کرے احتیاط اپنی کو واسطے دین کے اوپر احتیاط رسول کے پھر جب تنبیہ کی ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے اوپر فائدہ اس کے کی اور یہ کہ وہ ڈر ہے اس کا کہ متغیر ہو حال آئندہ زمانے میں اگر نہ جمع کرے قرآن کو سو پھر جائے طرف حالت خفا کے بعد مشہور ہونے کے تو دونوں نے اس کی طرف رجوع کیا کہا اس نے اور دلالت کی اس نے اس پر کہ فعل رسول کا جب خالی ہو قرینوں سے اور اسی طرح ترک کرنا آپ کا نہیں دلالت کرتا وجوب پر اور نہ تحریم پر اور نہیں ہے یہ زیادتی اوپر احتیاط رسول کے بلکہ وہ نکالا گیا ہے ان قاعدوں سے کہ حضرت ﷺ نے ان کی بنیاد رکھی، کہا باقلانی نے کہ شاید جو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا ہو فرض کفایہ ہے ساتھ دلالت قول حضرت ﷺ کے کہ نہ لکھو مجھ سے کچھ سوائے قرآن کے ساتھ قول اللہ کے کہ ہم پر ہے جمع کرنا اس کا اور قول اس کے ﴿ان هذا لفى الصحف الاولى﴾ اور قول اس کے ﴿رسول من الله يتلوا صحفا مطهرة﴾ سو ہر کام کہ رجوع کیا جائے واسطے یاد رکھنے اس کے کی تو وہ فرض کفایہ ہے اور ہوگا یہ خیر خواہی سے واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور اس کی کتاب کے اور مسلمانوں

کے سرداروں کے اور عام مسلمانوں کے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کو ترک کیا تو اس میں منع پر دلالت نہیں اور رجوع کیا اس کی طرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس واسطے کہ اس میں وجہ صواب کی دیکھی اور یہ کہ نہیں ہے منقول میں اور نہ معقول میں جو اس کے مخالف ہو اور جو مترتب ہوتا ہے اوپر نہ جمع کرنے اس کے کی ضائع ہونے بعض قرآن کے سے پھر پیروی کی ان دونوں کی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور باقی اصحاب نے اوپر ٹھیک ہونے اس رائے کے اور یہ جو کہا کہ میں نے قرآن کو تلاش کیا سو ابوداؤد نے مصاحف میں روایت کی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے یعنی لوگوں میں سو کہا کہ جس نے قرآن کی کوئی چیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی ہو تو چاہیے کہ ہمارے پاس لائے اور تھے لکھتے اس کو کاغذوں میں اور تختیوں پر اور کھجور کی چھڑیوں پر اور نہ قبول کرتے تھے کسی سے کچھ چیز یہاں تک کہ گواہی دیں دو گواہ اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ تھے زید رضی اللہ عنہ نہ کفایت کرتے ساتھ پانے اس کے کی کہ لکھا ہوا یہاں تک کہ گواہی دی ساتھ اس کے جس نے اس کو کانوں سے سن کر سیکھا ہے باوجود اس کے کہ زید رضی اللہ عنہ کو وہ یاد ہوتے اور کرتے تھے یہ واسطے مبالغہ کرنے کے احتیاط میں اور نیز ابوداؤد نے ہشام بن عروہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم دونوں مسجد کے دروازے پر بیٹھ جاؤ سو جو تمہارے پاس دو گواہ لائے اوپر کسی چیز کے قرآن سے تو اس کو لکھ لو اور اس کے راوی معتبر ہیں باوجود منقطع ہونے اس کے کی اور شاید مراد ساتھ دو گواہوں کے حفظ اور کتابت ہے یا مراد یہ ہے کہ دو مرد گواہی دیں کہ یہ مکتوب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو لکھا گیا یا گواہی دیں اس پر کہ یہ ان وجہوں سے ہے جن کے ساتھ قرآن اترا اور ان کی غرض یہ تھی کہ نہ لکھا جائے مگر ہو بہو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو لکھا گیا نہ محض یاد داشت سے اور یہ جو کہا کہ حافظوں کے سینوں سے یعنی جس جگہ کہ میں نے اس کو لکھا ہوا نہ پایا واؤ ساتھ معنی مع کے ہے یعنی لکھتا تھا میں اس کو مکتوب سے جو موافق ہوتا اس چیز کو کہ محفوظ ہوتی سینوں میں اور یہ جو کہا کہ میں نے اس کو اس کے سوائے کسی کے پاس نہ پایا یعنی لکھی ہوئی واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے کہ نہ کفایت کرتے تھے وہ ساتھ حفظ کے سوائے لکھے کے اور زید رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت نہ پایا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ متواتر ہوئی ہو نزدیک اس شخص کے جس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سیکھا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھے زید رضی اللہ عنہ طلب کرتے زیادہ ثبوت کو اس شخص سے کہ سیکھا اس کو بغیر واسطہ کے اور شاید جب زید رضی اللہ عنہ نے اس کو ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پایا تو اس کو لوگوں نے یاد کیا جیسے کہ یاد کیا اس کو زید رضی اللہ عنہ نے اور فائدہ تلاش کا مبالغہ ہے ظاہر کرنے میں اور وقوف کے نزدیک اس چیز کے کہ لکھی گئی روبرو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا خطابی نے یہ اس قسم سے ہے کہ پوشیدہ رہتے ہیں معنی اس کے اور وہم پیدا کرتا ہے کہ تھے وہ کفایت کرتے بیچ اثبات آیات کے ساتھ خبر ایک شخص کے اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ جمع ہوئے اس میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور حکایت کی ہے ابن تین نے داؤدی سے کہا اس نے کہ نہیں

اکیلا ہوا ساتھ اس کے ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ بلکہ شریک ہوا ہے اس کو اس پر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس بنا پر پس ثابت ہوگی ساتھ دو مردوں کے اور شاید اس نے گمان کیا ہے کہ قول ان کا کہ نہیں ثابت ہوتا قرآن ساتھ خبر واحد کے یعنی ایک شخص کے اور نہیں جیسا کہ گمان کیا اس نے بلکہ مراد ساتھ خبر واحد کے خلاف خبر متواتر کا ہے سو اگر پہنچیں راوی خبر کے بہت عدد کو اور متواتر کے شرطوں سے کوئی چیز نہ پائی جائے تو نہیں نکلتی ہونے اس کے سے خبر واحد اور حق یہ ہے کہ مراد ساتھ نفی کے نفی وجود اس کے کی ہے مکتوب یعنی وہ کسی کے پاس لکھی ہوئی نہ پائی نہ یہ کہ وہ کسی کو یاد نہ تھی یعنی تا کہ عدم تواتر ان دونوں آیت کا لازم نہ آئے اور البتہ واقع ہوا ہے نزدیک ابوداؤد کے یحییٰ بن عبدالرحمٰن کی روایت سے کہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آیا تو اس نے کہا کہ میں نے تم کو دیکھا کہ تم نے دو آیتوں کو چھوڑ دیا سو تم نے ان کو نہیں لکھا، انہوں نے کہا کہ وہ کون سی ہیں؟ کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا ﴿لقد جآء کم رسول من انفسکم﴾ آخر سورہ تک سو تھے صحیفے یعنی جن کو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جمع کیا اور یہ جو کہا کہ پھر وہ صحیفے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے تو مؤطا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن کو کاغذوں میں جمع کیا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اس کا سوال کیا اس نے کہا نہ مانا یہاں تک کہ مدد لی اس پر عمر رضی اللہ عنہ سے اور موسیٰ بن عقبہ کے مغازی میں ابن شہاب سے ہے کہ جب مسلمان یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ گھبرائے اور ڈرے کہ ہلاک ہو ایک گروہ حافظوں کا سو لائے لوگ جو ان کے پاس تھا قرآن سے یہاں تک کہ جمع کیا گیا بیچ خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ورقوں میں سو پہلے پہل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کو مصحف میں جمع کیا اور یہ سب نہایت صحیح ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا قرآن چمڑے میں اور کھجور کی چھڑیوں میں پہلے اس سے کہ جمع کیا جائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پھر جمع کیا گیا بیچ صحیفوں کے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جیسے کہ دلالت کرتی ہیں اس پر اخبار صحیحہ جو ہم معنی ہیں اور یہ جو کہا کہ پھر وہ صحیفے حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے یعنی عمر رضی اللہ عنہ کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یہاں تک کہ شروع کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے مصحف کے لکھنے میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے اس واسطے کہ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وصیت تھی سو بدستور رہی وہ چیز جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھی نزدیک حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تک کہ طلب کیا اس کو اس سے اس شخص نے جس کو اس کا طلب کرنا پہنچتا تھا۔ (فتح)

٤٦٠٤ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ أَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلٰی عُثْمَانَ وَكَانَ يُغَازِیْ أَهْلَ الشَّامِ فِیْ فَتْحِ إِرْمِيْنِيَةَ وَأَذْرَبِيْجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةَ

۴۶۰۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور شام والے اور عراق والے دونوں ساتھ ہو کر جہاد کرتے تھے بیچ فتح ارمینیہ اور آذر بائیجان کے یعنی اور حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی جہاد میں ان کے ساتھ تھے سو گھبراہٹ میں ڈالا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو مختلف ہونے ان کے

اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَدْرِكْ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلٰى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلٰى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَّعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا حَتّٰى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلٰى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ إِلٰى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِّمَّا نَسَخُوا وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْاٰنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ فَقَدْتُّ اٰيَةً مِّنَ الْأَحْزَابِ حِيْنَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾ فَأَلْحَقْنَاهَا فِي

نے قرأت میں تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ پا اس امت کو یعنی انتظام کر ان کا پہلے اس سے کہ مختلف ہوں قرآن میں مثل مختلف ہونے یہود اور نصاریٰ کے سو عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی کو حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا کہ صحیفوں کو ہماری طرف بھیج دو کہ ہم ان کو مصحفوں میں نقل کریں پھر ہم ان کو تمہاری طرف بھیج دیں گے سو حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان کو عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تو انہوں نے زید رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے ان کو مصحفوں میں نقل کیا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے تینوں قریشیوں کی جماعت سے کہا کہ جب تم اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قرآن کی کسی چیز میں اختلاف کرو تو اس کو قریش کی زبان میں لکھنا سو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قرآن قریش کی زبان میں اترا تو انہوں نے اسی طرح کیا یہاں تک کہ جب انہوں نے صحیفوں کو مصحف میں نقل کیا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ صحیفے حفصہ رضی اللہ عنہا کو پھیر دیئے اور ہر طرف ایک قرآن بھیجا اس سے کہ انہوں نے نقل کیا اور حکم کیا کہ جو اس کے سوائے ہے قرآن سے ہر صحیفے یا مصحف میں یہ کہ جلا دیا جائے۔ کہا ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ خبر دی مجھ کو خارجہ بن زید بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس نے سنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نہ پائی میں نے ایک آیت سورہ احزاب سے جب کہ نقل کیا ہم نے مصحف کو کہ البتہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا کہ اس کو پڑھتے تھے سو ہم نے اس کو تلاش کیا تو ہم نے اس کو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پایا وہ آیت یہ ہے کہ ایمان والوں میں سے کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں نے جس پر قول کیا تھا اللہ سے سو ہم نے اس کو قرآن میں اس کی سورت سے ملایا۔

سُوْرَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ.

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے موسیٰ نے اور یہ سند ابن شہاب تک بعینہ وہی سند ہے جو پہلے گزری دوہرایا ہے اس کو واسطے اشارے کے طرف اس کی کہ وہ دونوں حدیثیں ہیں مختلف اگرچہ مختلف ہیں بیچ لکھنے قرآن کے اور جمع کرنے اس کے کی اور ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے تیسرا قصہ بھی مروی ہے جیسا کہ بیان کیا ہے اس کو ہم نے خارجہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے بیچ قصے آیت احزاب کے اور ذکر کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ بیچ اخیر اس قصے کے اور روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ متفرق طور کے پس روایت کیا ہے پہلے قصے کو بیچ تفسیر سورہ توبہ کے اور روایت کیا ہے دوسرے قصے کو اس سے پہلے باب میں لیکن ساتھ اختصار کے اور روایت کیا ہے تیسرے قصے کو بیچ سورہ احزاب کے کما تقدم اور یہ جو کہا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور شام اور عراق والے دونوں ساتھ ہو کر جہاد کرتے تھے بیچ فتح آرمینیہ اور آذر بیجان کے تو مراد یہ ہے کہ آرمینیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتح ہوا اور عراق والوں کے لشکر کا سردار سلمان بن ربیعہ تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شام اور عراق والوں کو حکم دیا تھا کہ اس جہاد میں اکٹھے ہو جائیں اور دونوں لشکر جمع ہو کر جہاد کریں اور شام والوں کے لشکر کا سردار حبیب بن مسلمہ تھا اور اس جنگ میں حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ غازیوں میں تھے اور وہ مدائن والوں پر عامل تھے اور وہ منجملہ اعمال عراق سے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور تھے جہاد کرتے وہ ساتھ اہل عراق کے طرف آرمینیہ کے ان کے جہاد میں ساتھ ان لوگوں کے کہ جمع ہوئے اہل شام اور اہل عراق سے اور آرمینیہ ایک بڑا شہر ہے نواح اخلاط سے شامل ہے بہت شہروں پر اور وہ شمال کی طرف ہے اور کہا سمعانی نے کہ وہ روم کے شہروں کی جہت میں ہے اور بعض نے کہا کہ وہ ارمین کی بنا سے ہے جو نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے اور آذر بیجان بھی ایک بڑا شہر ہے عراق کے پہاڑوں کی جہت میں اور وہ اب تبریز ہے اور قصبات اس کے اور وہ پچھم کی طرف سے آرمینیہ کے ساتھ لگتا ہے اور متفق ہوا ہے جہاد ان کا ایک سال میں اور جمع ہوئے بیچ جہاد ہر ایک کے دونوں میں سے اہل شام اور اہل عراق اور تھا یہ قصہ پچیسویں سال میں ہجرت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دوسرے یا تیسرے سال میں اور تھی خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کی بعد شہید ہونے عمر رضی اللہ عنہ کے اور تھا شہید ہونا عمر رضی اللہ عنہ کا بیچ اخیر ذی الحجہ کے تیسویں سال میں ہجرت سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تیرہ برس پیچھے اور یہ جو کہا کہ گھبراہٹ میں ڈالا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو مختلف ہونے ان کے نے قرأت میں تو ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے قرآن کو ذکر کیا سو اس میں جھگڑے یہاں تک کہ قریب تھا کہ ان کے درمیان فتنہ وفساد واقع ہو اور ایک روایت میں ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک جہاد سے پھرے سو نہ داخل ہوئے اپنے گھر میں یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو کہا اے سردار مسلمانوں کے! پا اس امت کو انہوں نے کہا یہ کیا چیز ہے؟ کہا کہ جہاد کیا میں نے ارمینیہ کا سو اچانک میں نے دیکھا کہ شام والے

قرآن کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت پر پڑھتے ہیں سو لاتے ہیں جو عراق والوں نے نہیں سنا اور اچانک میں نے دیکھا کہ عراق والے قرآن کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت پر پڑھتے ہیں سو لاتے ہیں جو شام والوں نے نہیں سنا سو بعض بعض کو کافر کہتے ہیں اور نیز ابن ابی داؤد نے یزید بن معاویہ نخعی سے روایت کی ہے کہ البتہ میں ولید بن عقبہ کے زمانے میں مسجد میں ایک مجلس میں بیٹھا تھا جس میں کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی تھے سو اس نے ایک مرد سے سنا کہتا تھا کہ قرآن کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت سے پڑھنا چاہیے اور دوسرے کو سنا کہتا تھا کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت سے پڑھنا چاہیے سو حذیفہ رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے سو اللہ کی حمد اور ثناء کی اور ان کی دونوں آنکھیں سرخ ہو گئیں پھر کہا کہ اسی طرح تم سے پہلوں نے اختلاف کیا تھا قسم ہے اللہ کی کہ میں امیر المؤمنین کی طرف سوار ہوں گا اور ایک روایت میں اس سے ہے کہ دو مردوں نے سورہ بقرہ کی آیت میں اختلاف کیا ایک نے پڑھا ﴿واتموا لحج والعمرة لله﴾ اور دوسرے نے پڑھا ﴿واتموا الحج والعمرة للبيت﴾ سو حذیفہ رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے اور ان کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور ایک روایت میں ہے کہ کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ کوفے والے کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت بہتر ہے اور بصریٰ والے کہتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت بہتر ہے قسم ہے اللہ کی کہ اگر میں امیر المؤمنین کے پاس گیا تو ان سے عرض کروں گا کہ اس کو ایک قرأت ٹھہرا دیں اور ایک روایت میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ کو تجھ سے ایسی ایسی خبر پہنچی ہے اس نے کہا ہاں! میں نے برا جانا کہ کہا جائے کہ یہ قرأت فلانے کی ہے اور یہ قرأت فلانے کی سو اختلاف کریں جیسا اہل کتاب نے اختلاف کیا اور یہ قصہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ وہ متقدم ہے اس قصے پر جو واقع ہوا واسطے اس کے قرأت میں اور یہ قصہ شاید حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جب اہل شام اور اہل عراق کے درمیان بھی اختلاف دیکھا تو ان کو سخت ہوا سو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سوار ہو کر آئے اور موافق پڑے اس بات کو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے بھی اس طرح واقع ہوا ہے سو ابن داؤد نے مصاحف میں روایت کی ہے ابو قلابہ سے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت ہوئی تو کوئی معلم کسی قاری کی قرأت سے پڑھاتا اور کوئی معلوم کسی قاری کی قرأت سے پڑھاتا سو لڑکے اول سے سیکھنے لگے سو اختلاف کرنے لگے یہاں تک کہ اس کی نوبت معلموں تک پہنچی یہاں تک کہ بعض نے بعض کو کافر کہا سو یہ خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی سو خطبہ پڑھا اور کہا کہ تم میرے پاس ہو کر جھگڑتے ہو سو جو مجھ سے دور ہیں شہروں سے وہ زیادہ اختلاف کریں گے سو شاید اللہ جانتا ہے کہ جب حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو شہروں کا اختلاف معلوم کروایا تو تحقیق ہوا نزدیک ان کے جو انہوں نے گمان کیا تھا اور مصعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے سو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم قرأت میں شک کرتے ہو تم کہتے ہو کہ قرأت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اور قرأت ابی رضی اللہ عنہ کی ہے اور کوئی کہتا ہے کہ تیری قرأت ٹھیک نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی مرد پڑھتا تھا یہاں تک کہ کوئی مرد اپنے ساتھی سے کہتا کہ کفر کیا میں نے ساتھ اس کے جو تو کہتا ہے سو یہ معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

کی طرف اٹھایا گیا تو ان کو اپنے جی میں یہ بات بہت بھاری معلوم ہوئی اور لوگوں سے کلام کیا اور یہ جو کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو کہلا بھیجا کہ صحیفوں کو ہماری طرف بھیج دیں کہ ہم ان کو مصاحف میں نقل کروا دیں اور فرق صحف اور مصحف کے درمیان یہ ہے کہ صحف خالی ورقوں کو کہا جاتا ہے جن میں قرآن جمع کیا گیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور سورتیں جدا جدا بے ترتیب تھیں ہر سورت اپنی آیتوں سے علیحدہ مرتب تھی لیکن باترتیب ایک دوسرے کے آگے پیچھے نہ تھیں پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے نقل کی گئیں اور باترتیب ایک دوسری کے آگے پیچھے رکھی گئیں تو ہو گیا مصحف یعنی اس کو مصحف کہا گیا اور البتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ انہوں نے یہ کام اصحاب کے مشورے سے کیا سو روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے ساتھ سند صحیح کے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہ کہو عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں مگر بہتر سو قسم ہے اللہ کی نہیں کیا اس نے مصاحف میں جو کیا مگر ہمارے مشورے سے کہا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ تم کیا کہتے ہو اس امر میں کہ بعض کہتے ہیں کہ میری قرأت تیری قرأت سے بہتر ہے اور یہ قریب ہے کہ ہو کفر ہم نے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ کہا میں مصلحت دیکھتا ہوں کہ لوگوں کو ایک قرآن پر جمع کروں سو نہ رہے کچھ اختلاف ہم نے کہا خوب ہے جو تم نے مصلحت دیکھی اور یہ جو کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے زید رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا سو ایک روایت میں ہے کہ جمع کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے بارہ مرد کو قریش اور انصار سے ان میں سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں میں زیادہ تر لکھنے والا کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب ہیں، پھر پوچھا کہ لوگوں میں بہت عربی زبان کون جانتا ہے اور کون زیادہ تر فصیح ہے؟ لوگوں نے کہا کہ سعید بن عاص رضی اللہ عنہ، کہا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ سو چاہیے کہ سعید رضی اللہ عنہ لکھوائے اور زید رضی اللہ عنہ لکھتا جائے اور یہ سعید بن عاص رضی اللہ عنہ بڑے مقبول صحابی ہیں ان کا نسخہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھا اور واقع ہوا ہے تسمیہ باقی لوگوں کا جنہوں نے لکھا یا لکھوایا نزدیک ابن ابی داؤ کے متفرق طور سے ان میں سے ہیں مالک بن ابی عامر اور کثیر بن افلح اور ابی بن کعب اور انس بن مالک اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم پس یہ تو آدمی ہیں جن کے نام ہم نے پہچانے بارہ آدمیوں میں سے اور گویا کہ ابتدا اس کام کی زید رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ کے لیے تھی واسطے ان معنی کے جو مذکور ہوئے پھر اور لکھنے والوں کی بھی حاجت پڑی اس واسطے کہ کئی قرآنوں کی ضرورت ہوئی جو ملکوں کی طرف بھیجے جائیں سو زیادہ کیا انہوں نے ساتھ زید رضی اللہ عنہ کے ان کو جو مذکور ہوئے پھر مدد لی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے لکھوانے میں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو جو قرآن کے لکھنے اور لکھوانے میں شریک نہ کیا گیا تو یہ بات ان کو بہت ناگوار گزری سو کہا کہ اے گروہ مسلمانوں کے میں قرآن کے لکھنے سے الگ کیا جاؤں اور تعین ہو اس کے لکھنے پر وہ شخص کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ میں مسلمان ہوا اور بے شک وہ البتہ کافر مرد کی پیٹھ میں تھا یعنی ابھی پیدا نہیں ہوا تھا مراد زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے ستر سورتیں سیکھیں اور البتہ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ لڑکوں میں کھیلتے تھے اور عثمان رضی اللہ عنہ کا عذر اس میں یہ ہے کہ انہوں نے یہ کام مدینے میں کیا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ اس وقت کوفے میں تھے اور نہ دیر کی انہوں نے اس چیز میں جس کا قصد کیا یہاں تک کہ ان کو بلوائیں اور وہ حاضر ہوں اور نیز عثمان رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا تھا صحیفوں کے نقل کروانے کا جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع ہوئے تھے اور یہ کہ ان کو ایک مصحف بنا دیں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی زید رضی اللہ عنہ ہی نے اس کو نقل کیا تھا کما تقدم اس واسطے کہ وہ وحی کے کاتب تھے سو ان کے واسطے اس امر میں اولیت تھی جو ان کے سوائے اور کسی کو نہ تھی اور ترمذی نے اس حدیث کے اخیر میں روایت کی ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس بات کو بہت اصحاب نے برا جانا اور یہ جو کہا کہ جب تم اور زید رضی اللہ عنہ قرآن کی کسی چیز میں اختلاف کرو تو ایک روایت میں ہے کہ جب تم قرآن کے کسی لفظ کی عربیت میں اختلاف کرو تو اس کو قریش کی زبان میں لکھو تو ترمذی کے ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے سو اس دن انہوں نے تابوت کے لفظ میں اختلاف کیا بعض نے کہا کہ تابوت ہے اور بعض نے کہا کہ تابوہ ہے تو قریشیوں نے کہا کہ تابوت ہے اور زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تابوہ ہے سو یہ اختلاف عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اٹھایا گیا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو تابوت لکھو اور یہ جو کہا کہ جب انہوں نے صحیفوں کو قرآنوں میں نقل کیا تو وہ صحیفے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو پھیر دیے تو ابن ابی داؤد نے اس میں اتنا زیادہ کیا ہے کہا ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ خبر دی مجھ کو سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مروان نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو کہلا بھیجا یعنی جب معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینے کا حاکم تھا ان سے صحیفے مانگے جن سے قرآن نقل ہوا تھا تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان کو صحیفے نہ دیئے کہا سالم رضی اللہ عنہ نے پھر جب حفصہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں اور ہم ان کے دفن سے پھرے تو مروان نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو قسم دے بھیجی کہ ان صحیفوں کو اس کی طرف بھیج دیں تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو مروان کے پاس بھیج دیا تو مروان نے ان کو لے کر جلایا اور کہا کہ میں نے یہ کام اس واسطے کیا ہے کہ میں ڈرا کہ زمانہ دراز ہو اور شک کرنے والا قرآن کے حق میں شک کرے اور یہ جو کہا کہ ہر طرف ایک قرآن بھیجا تو اختلاف ہے مصحفوں کی گنتی میں جن کو عثمان رضی اللہ عنہ نے اطراف میں بھیجا سو مشہور یہ ہے کہ وہ پانچ تھے اور حمزہ زیات سے روایت ہے کہ چار تھے اور ابن ابی داؤد نے کہا کہ میں نے ابو حاتم سجستانی سے سنا کہتا تھا کہ سات قرآن لکھوائے گئے ایک مکے کی طرف بھیجا گیا اور ایک شام کی طرف اور ایک یمن کی طرف اور ایک بحرین کی طرف اور ایک بصریٰ کی طرف اور ایک کوفے کی طرف اور ایک مدینے میں رکھا گیا اور یہ جو کہا کہ حکم کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ جو چیز کہ قرآن کے سوا ہے ہر صحیفے میں یا مصحف میں یہ کہ جلائی جائے تو ایک روایت میں ہے کہ حکم دیا کہ جلا ڈالیں ہر قرآن کو مخالف ہو اس قرآن کو جو بھیجا گیا کہا پس یہ زمانہ ہے کہ عراق میں قرآن آگ سے جلائے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ کہو بیچ حق عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن کے جلانے میں مگر نیک اور مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ نے

مصاحف کو جلایا اس وقت عام لوگ موجود تھے سو یہ بات ان کو خوش لگی یا کہا کہ کسی نے ان میں سے اس پر انکار نہ کیا اور جب فارغ ہوئے عثمان رضی اللہ عنہ مصحف سے تو شہروں والوں کی طرف لکھا کہ میں نے ایسا ایسا کیا اور مٹایا جو میرے پاس تھا سو مٹاؤ تم جو تمہارے پاس ہے اور مٹانا عام ہے اس سے کہ ہو ساتھ دھو ڈالنے یا جلا دینے کے اور اکثر روایتیں صریح ہیں جلا ڈالنے میں سو یہی ہے جو واقع ہوا اور احتمال ہے وقوع ہر ایک کا دونوں میں سے باعتبار اس کے کہ مصلحت دیکھی اس شخص نے جس کے پاس قرآن کی کچھ چیز تھی اور البتہ جزم کیا ہے عیاض نے کہ انہوں نے اس کو اول پانی سے دھویا پھر اس کو جلایا واسطے مبالغہ کے اس کے دور کرنے میں کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے جلانا ان کتابوں کا جس میں اللہ کا نام ہو ساتھ آگ کے اور یہ کہ یہ اکرام ہے واسطے اس کے اور نگاہ رکھنا ہے اس کا قدموں کے ساتھ روندنے سے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے طاؤس سے کہ وہ جلا ڈالتا تھا خطوط اور رسائل کو جن میں اللہ کا نام ہوتا جب کہ جمع ہو جاتے اور اسی طرح کیا ہے عروہ نے اور مکروہ جانا ہے اس کو ابراہیم نے اور کہا ابن عطیہ نے کہ یہ حکم ہے جو اس وقت میں واقع ہوا اور اب دھو ڈالنا بہتر ہے جب کہ اس کے دور کرنے کی حاجت پڑے اور یہ جو کہا کہ حکم کیا ساتھ اس چیز کے کہ سوائے اس کے ہے یعنی سوائے اس مصحف کے جس کو نقل کروایا اور ان مصحفوں کے جو اس سے نقل کیے گئے اور سوائے ان صحیفوں کے کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے اور اس کو پھیر دیا اسی واسطے استدراک کیا مروان نے امر کو بعد حفصہ رضی اللہ عنہا کے اور ان کو بھی معدوم کیا واسطے اس خوف کے کہ کسی کو ان کے دیکھنے سے وہم پیدا ہو کہ جو اس میں ہے وہ مخالف ہے اس مصحف کو جس پر امر قرار پایا کما تقدم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ جلا ڈالنے عثمان رضی اللہ عنہ کے صحیفوں کو ان لوگوں پر جو قائل ہیں ساتھ قدیم ہونے حرفوں اور آوازوں کے اس واسطے کہ نہیں لازم آتا ہونے کلام اللہ کے قدیم یہ کہ ہوں سطریں جو ورقوں میں لکھی ہیں قدیم اگر یہ ہو بہو اللہ کا کلام ہوتا تو اس کے جلا ڈالنے کو اصحاب جائز نہ رکھتے ، واللہ اعلم ۔ (فتح)

اور یہ جو ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہا کہ خبر دی مجھ کو خارجہ نے تو یہی ہے تیسرا قصہ اور وہ موصول ہے طرف ابن شہاب رحمہ اللہ کی ساتھ سند مذکور کے کما تقدم بیانہ واضحا اور پہلے گزر چکا ہے بطور موصول ہونے کے جہاد میں اور سورہ احزاب کی تفسیر میں اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نہ پائی اس نے آیت احزاب کی ان صحیفوں میں جن کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نقل کیا تھا یہاں تک کہ اس کو خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پایا اور ایک روایت میں ہے واقع ہوا ہے کہ نہ پانا اس کا اس آیت کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تھا اور صحیح وہ ہے جو صحیح میں ہے اور جس کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نہ پایا تھا وہ دو آیتیں ہیں سورہ براۃ کے آخر سے اور بہر حال جو آیت کہ سورہ احزاب میں ہے سو نہ پایا اس کو جب کہ لکھا مصحف کو بیچ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور کہا ابن تین نے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جمع کرنے کے درمیان فرق یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس خوف سے

جمع کیا تھا کہ قرآن کی کوئی چیز جاتی نہ رہے اس کے حافظوں کے مر جانے کے سبب سے اس واسطے کہ وہ ایک جگہ جمع نہ تھا سو جمع کیا اس کو صحیفوں میں اس حال میں کہ اس کی ہر سورت کی آیتوں کو باترتیب رکھا اس چیز پر جس پر ان کو حضرت ﷺ نے ٹھہرایا اور جمع کرنا عثمان رضی اللہ عنہ کا قرآن کو تھا جب کہ بہت ہوا اختلاف بیچ وجوہ قرآن کے جب کہ پڑھا اس کو لوگوں نے اپنی اپنی زبان میں بولیوں کے فراخ ہونے کی وجہ سے سو اس نے یہاں تک نوبت پہنچائی کہ بعض نے بعض کو خطا کار کہا اور چوک کی نسبت کی سو ڈرے اختلاف کرنے ان کے سے بیچ اس کے سو نقل کروایا ان صحیفوں کو ایک مصحف میں باترتیب سورتوں اس کی کے کما سیاتی فی باب تالیف القرآن اور فقط اس کو قریش کی زبان میں لکھا اور اس کے سوائے اور بولیوں کو چھوڑ دیا اس دلیل سے کہ وہ ان کی زبان میں اترا اگرچہ وسعت دیئے گئے تھے بیچ پڑھنے اس کے اوروں کی زبان میں واسطے دور کرنے حرج اور مشقت کے بیچ ابتدائے اسلام کے سو انہوں نے دیکھا کہ اب ان کی حاجت باقی نہ رہی پس اقتصار کیا ایک زبان پر اور قریش کی زبان سب زبانوں سے بہتر تھی سو فقط قرآن کو اسی میں لکھا اور زیادہ بیان اس کا ایک باب کے بعد آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ، کہا ابن معین نے کہ نہیں روایت کیا کسی نے جمع قرآن کی حدیث کو بہت عمدہ سیاق سے ابراہیم بن سعد کے۔ (فتح)

بَابُ كَاتِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. باب ہے حضرت ﷺ کے کاتب کے بیان میں۔

فائدہ: کہا ابن کثیر نے کہ باب باندھا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب النبی ﷺ اور باب میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث کے سوائے کچھ ذکر نہیں کیا اور یہ عجیب ہے اور شاید اس کو اس کے سوائے کوئی حدیث اپنی شرط کے موافق نہیں ملی پھر اشارہ کیا کہ اس نے سیرۃ نبویہ میں پورے طور سے بیان کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں واقف ہوا میں بیچ کسی چیز کے نسخوں سے مگر ساتھ لفظ کاتب کے ساتھ افراد کے اور وہ مطابق ہے واسطے حدیث باب کے ہاں! زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سوائے اور اصحاب نے بھی وحی کو لکھا لیکن جو قرآن کہ مکے میں اترا سو وہ تو تمام اور ہی لوگوں نے لکھا ہے اس واسطے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تو ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے اور بہر حال جو قرآن کہ مدینے میں اترا سو اس کو اکثر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی لکھتے تھے اور واسطے بہت لکھنے ان کے کی بولا اس کو الکاتب ساتھ لام عہد کے یعنی وہی کاتب جو معلوم ہے جیسا کہ باب کی دوسری حدیث میں ہے اور اسی واسطے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تو وحی کو لکھتا تھا اور کبھی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حاضر نہ ہوئے تو ان کے سوائے کوئی اور وحی کو لکھتا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت ﷺ کے واسطے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وحی کو لکھا کرتے تھے اور مدینے میں بھی پہلے پہل وحی کو اسی نے لکھا اور مکے میں پہل پہل قریش میں سے عبداللہ بن سعد نے لکھا پھر مرتد ہو گیا پھر فتح مکہ کے دن مسلمان ہوا اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے فی الجملہ لکھا چاروں خلیفے ہیں اور زید بن عوام اور خالد اور ابن دونوں سعید کے بیٹے اور حنظلہ بن

ربیع اسدی اور معیقیب بن ابی فاطمہ اور عبداللہ بن ارقم زہری اور شرحبیل اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم اور لوگوں میں اور اصحاب سنن نے عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک زمانہ آتا کہ اس میں چند معدود سورتیں اترتیں سو جب آپ پر کوئی چیز اترتی تو بعض لکھنے والوں کو بلاتے سو فرماتے کہ اس کو فلانی سورت میں رکھو جس میں ایسا ذکر ہے، الحدیث۔ (فتح)

٤٦٠٥ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ ابْنَ السَّبَّاقِ قَالَ إِنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّبِعِ الْقُرْاٰنَ فَتَتَبَّعْتُ حَتّٰى وَجَدْتُ اٰخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ اٰيَتَيْنِ مَعَ أَبِيْ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهٖ ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ إِلٰى اٰخِرِهٖ.

۴۶۰۵۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلا بھیجا سو کہا کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وحی کو لکھا کرتا تھا سو قرآن کو تلاش کر سو میں نے تلاش کیا یہاں تک کہ میں نے سورہ توبہ کے اخیر کی دو آیتوں کو ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پایا کہ میں نے ان کو اس کے سوائے کسی کے پاس نہ پایا وہ دونوں آیتیں یہ ہیں ﴿لقد جاء کم رسول من انفسکم﴾ آخر تک۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے کہنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے واسطے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کہ تو وحی کو لکھا کرتا تھا اور باقی شرح اس حدیث کی پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

٤٦٠٦ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ﴿وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْعُ لِيْ زَيْدًا وَّلْيَجِئْ بِاللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ وَالْكَتِفِ أَوِ الْكَتِفِ وَالدَّوَاةِ ثُمَّ قَالَ اُكْتُبْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ﴾ وَخَلْفَ ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرُو

۴۶۰۶۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہیں برابر ہیں بیٹھنے والے مسلمان اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زید رضی اللہ عنہ کو میرے واسطے بلا لاؤ اور چاہیے کہ لائے تختی اور دوات اور مونڈھے کی ہڈی یا فرمایا کہ مونڈھے کی ہڈی اور دوات پھر فرمایا کہ لکھ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمان اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ کے پیچھے عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اندھے بیٹھے تھے اس نے عرض کی کہ یا حضرت! مجھ کو کیا حکم ہے، میں اندھا ہوں؟ تو اتری اسی لکھنے کی جگہ یعنی اسی وقت فی الحال پہلے اس سے کہ

بْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمٰى قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَأْمُرُنِيْ فَإِنِّيْ رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ﴿وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾.

قلم خشک ہو نہیں برابر ہیں بیٹھنے والے مسلمان سوائے ضرر والوں کے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے۔

بَابُ أُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ.

باب ہے اس حدیث کی تفسیر میں کہ اتارا گیا قرآن سات حرفوں پر۔

فائدہ: یعنی سات وجہوں پر کہ ان میں سے ہر وجہ کے ساتھ پڑھنا جائز ہے اور یہ مراد نہیں کہ ہر کلمہ یا ہر جملہ اس کا ساتھ وجہوں پر پڑھا جاتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ نہایت وہ چیز کہ پہنچا ہے طرف اس کی عدد قرأتوں کا ایک کلمے میں طرف سات کی ہے یعنی جس کلمے کو کہ کئی قرأتوں سے پڑھنا جائز ہے ان کی حد سات قرأتوں تک ہے سات سے زیادہ قرأتوں کے ساتھ اس کو پڑھنا جائز نہیں اور اگر کوئی کہے کہ ہم بعض کلموں کو پاتے ہیں کہ سات سے زیادہ وجہوں سے پڑھے جاتے ہیں تو جواب یہ ہے کہ اکثر تو زیادتی ثابت نہیں ہوتی اور یا ہوتا ہے قسم اختلاف سے بیچ کیفیت ادا کے جیسا کہ مد اور امالہ میں ہے اور مانند ان کے اور بعض نے کہا کہ سات سے حقیقت عدد کی مراد نہیں بلکہ مراد سہل اور آسان کرنا ہے اور لفظ سات کا بولا جاتا ہے اوپر ارادے کثرت کے احاد میں اور نہیں ہے مراد عدد معین اور اس کی طرف مائل کی ہے عیاض نے اور جو اس کے تابع ہے اور ذکر کیا ہے قرطبی نے ابن حبان سے کہ سات حرفوں کے معنی میں پینتیس قول تک اختلاف ہے اور میں ذکر کروں گا جو پہنچا ہے طرف میری اقوال علماء سے بیچ اس کے ساتھ بیان کرنے مقبول قول کے ان میں سے اور مردود کے انشاء اللہ اس باب کے اخیر میں۔ (فتح) اور کہا عینی نے کہ مراد سات بولیاں ہیں کہ ان میں سے جس بولی میں قرآن کو پڑھے جائز ہے۔

٤٦٠٧ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقْرَأَنِيْ جِبْرِيْلُ عَلٰى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيْدُهُ وَيَزِيْدُنِيْ

۴۶۰۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ کو ایک وجہ پر قرآن پڑھایا سو میں نے اس سے تکرار کیا کہ اس کو میری امت پر آسان کر کہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی سو ہمیشہ رہا میں اس سے زیادتی طلب کرتا کہ طلب کرے اللہ سے زیادتی حرفوں میں واسطے سہولت کے اور وہ مجھ کو زیادہ کرتا رہا یہاں تک کہ سات حرفوں تک پہنچا۔

حَتَّى انْتَهٰى إِلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ.

فائدہ: اور مسلم میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں تھا ایک مرد نماز کے واسطے مسجد کے اندر آیا سو اس نے قرأت پڑھی کہ میں نے اس سے انکار کیا پھر ایک اور مرد اندر آیا تو اس نے اور طرح سے قرأت پڑھی پھر جب ہم نماز پڑھ چکے تو ہم سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے سو میں نے عرض کی کہ بے شک اس نے قرأت پڑھی کہ میں نے اس کو اس پر انکار کیا پھر ایک اور مرد داخل ہوا تو اس نے اور طرح سے نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو فرمایا کہ پڑھو دونوں نے پڑھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو خوب کہا پھر فرمایا کہ اے اُبی! مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں قرآن کو ایک وجہ پر پڑھوں، آخر حدیث تک اور یہ جو کہا ہمیشہ رہا میں اس سے زیادہ سہولت چاہتا تو ایک روایت میں ہے کہ پھر جبریل علیہ السلام آپ کے پاس دوسری بار آیا اور کہا کہ پڑھ قرآن کو دو وجہ سے پھر تیسری بار آپ کے پاس آیا اور کہا کہ قرآن کو تین وجہ سے پڑھ پھر چوتھی بار آیا سو کہا قرآن کو سات وجہ پر پڑھ اور اپنی امت کو حکم کر کہ قرآن کو سات وجہ سے پڑھیں سو جس وجہ سے پڑھیں ٹھیک ہے، اور طبری کی روایت میں ہے کہ پڑھ سات حرفوں پر بہشت کے سات دروازوں سے اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ نہیں اس سے کچھ مگر کافی شافی یہ کہ تو کہے ﴿سمیعا علیما﴾ ﴿عزیزا حکیما﴾ یعنی ان چاروں میں سے کوئی پڑھے درست ہے جب تک کہ نہ ختم کرے آیت عذاب کی ساتھ رحمت کے اور آیت رحمت کی ساتھ عذاب کے اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبریل! میں ان پڑھ امت کا رسول ہوں ان میں بہت بوڑھے اور لڑکے اور وہ لوگ ہیں جنہوں نے کبھی کچھ نہیں پڑھا اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں احمد کے نزدیک یہ ہے کہ سب کلمے کافی شافی ہیں مانند قول تیرے کے هلم و تعالٰی الحدیث اور یہ حدیثیں قوی کرتی ہیں اس کو کہ مراد ساتھ حرفوں کے بولیاں ہیں یا قرأتیں یعنی اتارا گیا ہے قرآن سات بولیوں یا قرأتوں پر اور احرف جمع ہے حرف کی پس بنا بر پہلی وجہ کے معنی یہ ہوں گے کہ سات وجہوں پر بولیوں سے اور دوسرے معنی کی بنا پر ہوگی مراد اطلاق حرف کے سے اوپر کلمے کے مجاز واسطے ہونے اس کے کی بعض اس کا۔ (فتح)

٤٦٠٨ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيِّ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ

۴۶۰۸۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورہ فرقان پڑھتے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تو میں نے اس کی قرأت کی طرف کان لگایا سو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ اس کو پڑھتا ہے کئی وجہوں پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نہیں پڑھائیں سو میں قریب تھا کہ نماز میں اس کو جھپٹ لوں سو میں نے زور سے صبر کیا یہاں تک کہ اس نے نماز سے سلام پھیرا سو میں نے اس کی چادر اس کے

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَآئَتِهٖ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُّ أُسَاوِرُهٗ فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهٗ بِرِدَآئِهٖ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ كَذَبْتَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَقْرَأَنِيْهَا عَلٰى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ أَقُوْدُهٗ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ بِسُوْرَةِ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْهُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَآءَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهٗ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ الْقِرَآءَةَ الَّتِيْ أَقْرَأَنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.

گلے میں ڈالی اور میں نے کہا کہ کس نے تجھ کو یہ سورت پڑھائی ہے جو میں نے تجھ کو پڑھتے سنا؟ اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو پڑھائی ہے میں نے کہا تو جھوٹا ہے سو بے شک حضرت ﷺ نے مجھ کو وہ سورت پڑھائی برخلاف اس کے کہ تو نے پڑھی سو میں اس کو کھینچتا حضرت ﷺ کی طرف چلا میں نے کہا کہ بے شک میں اسے سنا سورہ فرقان پڑھتا تھا کئی وجھوں پر جو آپ نے ہم کو نہیں پڑھائیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے اے ہشام! پڑھ سو اس نے اس کو حضرت ﷺ کے سامنے پڑھا جس طرح میں نے اس کو پڑھتے سنا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح اتری پھر فرمایا کہ اے عمر! تو پڑھ سو میں نے اس کو پڑھا جس طرح مجھ کو حضرت ﷺ نے پڑھائی تھی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح اتاری گئی بے شک یہ قرآن اتارا گیا عرب کی سات بولیوں میں سو اس میں سے پڑھو جو تم کو سہل معلوم ہو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں نے اس کی چادر اس کے گلے میں ڈالی تا کہ مجھ سے چھوٹ نہ جائے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ امر معروف میں بہت سخت گرفت کرتے تھے اور یہ کام انہوں نے اپنے اجتہاد سے کیا واسطے اس گمان کے کہ ہشام صواب کے برخلاف ہے اس واسطے حضرت ﷺ نے ان پر انکار نہ کیا بلکہ فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے اور یہ جو کہا کہ تو جھوٹا ہے تو اس میں اطلاق جھوٹ کا ہے اوپر ظن غالب کے اور یا مراد جھوٹ سے یہ ہے کہ تو نے خطا کی اور یہ جو عمر

فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پڑھائی تھی تو کہا اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے واسطے استدلال کرنے کے اپنے مذہب پر جھٹلانے ہشام کے سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہوا واسطے ان کے واسطے مضبوط ہونے قدم ان کے کی اسلام میں اور سابق ہونے ان کے کی بیچ اس کے برخلاف ہشام کے کہ وہ تازہ مسلمان ہوا تھا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خوف ہوا کہ شاید اس کو قرأت پکی طرح یاد نہ ہو برخلاف اپنے آپ کے کہ ان کو پکی طرح یاد تھا جو انہوں نے سنا اور ان کی قرأت کو اختلاف کا سبب یہ تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سورت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قدیم میں یاد کیا ہوا تھا پھر نہ سنا انہوں نے جو اس کے بعد اترا برخلاف اس چیز کے کہ یاد رکھی اور آنکھ سے دیکھی اور نیز ہشام رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہے جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس طرح پڑھائی تھی کہ اخیر میں اتری سو پیدا ہوا اختلاف ان دونوں کا اس سبب سے اور جلدی کرنا عمر رضی اللہ عنہ کا واسطے انکار کے محمول ہے اس پر کہ انہوں نے یہ حدیث نہ سنی تھی کہ یہ قرآن اتارا گیا سات بولیوں پر مگر اس واقعہ میں اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتارا گیا یہ قرآن سات بولیوں پر تو وارد کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اطمینان دلانے عمر رضی اللہ عنہ کے تاکہ نہ انکار کریں دو چیز مختلف کے ٹھیک کہنے سے اور طبری نے اسحاق بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے قرآن پڑھا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس پر غیرت آئی تو دونوں جھگڑتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو اس مرد نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ نے مجھ کو اس طرح نہ پڑھایا تھا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کیوں نہیں! تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سینے میں کچھ شک پیدا ہوا جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے میں پہچانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے میں ہاتھ مارا اور فرمایا کہ دور کر شیطان کو یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا پھر فرمایا اے عمر! سب ٹھیک ہے جب تک کہ نہ کرے تو رحمت کو عذاب اور عذاب کو رحمت اور واقع ہوئی ہے واسطے ایک جماعت اصحاب کے نظیر اس کی جو واقع ہوئی واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہشام رضی اللہ عنہ کے ایک یہ ہے کہ جو واقع ہوا واسطے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے **کما تقدم فی النحل** اور ایک وہ ہے جو روایت کی ہے احمد نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ ایک مرد نے قرآن کی ایک آیت پڑھی تو عمرو رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ وہ ایسی ایسی ہے دونوں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک یہ قرآن سات بولیوں پر اتارا گیا ہے سو جس وجہ پر اس کو تم پڑھو ٹھیک ہے سو اس میں جھگڑا مت کرو اور واسطے طبری کے ہے ابوجہم کی حدیث سے کہ دو مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتے آئے قرآن کی ایک آیت میں ہر ایک گمان کرتا تھا کہ اس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا ہے پھر ذکر کی مثل حدیث عمرو رضی اللہ عنہ کے اور طبرانی نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھ کو ایک سورت پڑھائی جو زید رضی اللہ عنہ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مجھ کو پڑھائی سو ان کی قرأت مختلف ہوئی سو ہم کس کی قرأت کو لیں؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہے اور علی رضی اللہ عنہ ان کے پہلو میں تھے سو فرمایا کہ چاہیے کہ

پڑھے آدمی جو جانتا ہو یعنی جس طرح اس کو یاد ہو کہ وہ بہتر اور خوب ہے اور اسی طرح واقع ہوا ہے واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مرد کے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا اور فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہلاک کیا تم سے پہلوں کو اختلاف نے پھر علی رضی اللہ عنہ کو کان میں کچھ فرمایا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم کو حکم کرتے ہیں کہ پڑھے ہر مرد جس طرح جانتا ہو سو ہم چلے اور ہر مرد ہم میں سے پڑھتا تھا کئی طرح پر کہ اس کا ساتھی ان کو نہیں پڑھتا تھا اور اصل اس کا اخیر حدیث میں ہے کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور البتہ علماء کو سات حرفوں کے مطلب میں اختلاف ہے بہت قولوں پر پہنچا ہے ان کو ابو حاتم پینتیس اقوال تک کہا منذری نے کہ اکثر ان میں غیر مختار ہیں اور یہ جو فرمایا کہ سو پڑھو جو تم کو اس سے آسان معلوم ہو تو ضمیر منہ کی منزل کی طرف پھرتی ہے یعنی اس چیز سے جو اتاری گئی اور اس میں اشارہ ہے طرف حکمت کی تعدد میں جو مذکور ہے اور یہ کہ وہ واسطے آسانی کرنے کے ہے پڑھنے والے پر اور یہ قوی کرتا ہے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مراد ساتھ حرفوں کے ادا کرنا معنی کا ہے ساتھ ایسے لفظ کے جو اس کے ہم معنی ہو اگرچہ ایک بولی سے ہو اس واسطے کہ ہشام رضی اللہ عنہ کی زبان قریش کی زبان ہے اور اس طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اور باوجود اس کے پس مختلف ہوئی قرأت ان کی تنبیہ کی ہے اس پر ابن عبدالبر نے اور نقل کیا ہے اس نے اکثر اہل علم سے کہ یہی ہے مراد ساتھ سات حرفوں کے اور ابو عبیدہ اور لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ مراد مختلف ہونا بولیوں کا ہے اور یہی مختار ہے نزدیک ابن عطیہ کے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا کہ عرب کی بولیاں سات سے زیادہ ہیں اور جواب دیا گیا ہے کہ مراد ان میں سے فصیح بولیاں ہیں اور عرب کی سات بولیاں جن میں قرآن اترا یہ ہیں، پہلی ہذیل کی بول، دوسری کنانہ کی بولی، تیسری قیس کی بولی، چوتھی ضبہ کی بولی، پانچویں تیم رباب کی بولی، چھٹی اسد بن خزیمہ کی بولی، ساتویں قریش کی بولی۔ پس یہ سب قبیلے مضر کے ہیں جو سب بولیوں کو حاوی ہیں اور کہا بعض نے کہ سات بولیاں قریش کی بطنوں میں ہیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابو علی اہوازی نے اور نقل کیا ہے ابو شامہ نے بعض شیخوں سے کہ اس نے کہا کہ اتارا گیا قرآن اول قریش کی زبان میں اور جو ہمسایہ ان کا ہے فصیح عربوں میں سے پھر مباح ہوا واسطے سب عرب کے کہ پڑھیں اس کو اپنی زبانوں میں کہ جاری ہوئی ہے عادت ان کی ساتھ استعمال کرنے ان کے، ان کے الفاظ اور اعراب کے مختلف ہونے کی بنا پر اور نہ تکلیف دی گئی کسی کو ان میں سے ساتھ انتقال کرنے کے ایک زبان سے دوسری زبان کی طرف واسطے مشقت کے اور واسطے اس چیز کے کہ تھی ان میں حمیت سے اور واسطے طلب آسان کرنے فہم مراد کے جائز ہوا یہ سبب اختلاف ساتھ ایک ہونے معنی کے اور اسی پر اتارا جائے گا اختلاف ان کا بیچ قرأت کے کما تقدم اور ٹھیک فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک کو ان میں سے۔ میں کہتا ہوں اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ اباحت مذکورہ نہیں واقع ہوئی ساتھ مجرد خواہش نفس کے یعنی ہر ایک بدلے کلمے کو ساتھ لفظ ہم معنی اس کے کی کسی بولی میں بلکہ معتبر اس میں وہ چیز ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی گئی اور اشارہ کرتا

ہے اس کی طرف قول ہر ایک کا عمر رضی اللہ عنہ اور ہشام رضی اللہ عنہ سے باب کی حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو پڑھائی لیکن ثابت ہو چکا ہے بہت اصحاب سے کہ انہوں نے اس کو ہم معنی لفظ سے پڑھا اگرچہ اس نے اس کو حضرت ﷺ سے نہیں سنا تھا اسی واسطے انکار کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر جب کہ اس نے عتی حین پڑھا بدلے حتی حین کے اور اس کی طرف لکھا کہ قرآن ہذیل کی بولی میں نہیں اترا سو پڑھا لوگوں کو قریش کی بولی میں اور نہ پڑھا ان کو ہذیل کی بولی میں اور تھا یہ حال پہلے اس سے کہ جمع کریں عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کو ایک قرأت پر اور کہا ابن عبدالبر نے اس کے بعد کہ روایت کیا اس کو ابوداؤد کے طریق سے اس کی سند سے احتمال ہے کہ ہو یہ عمر رضی اللہ عنہ سے بطور اختیار کے یعنی ان کے نزدیک مختار یہی بات ہو نہ یہ کہ جس طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑھا ہے اس طرح جائز نہیں اور جب مباح ہے قرأت سات وجھوں سے جو اتاری گئیں تو جائز ہے اختیار اس چیز میں کہ اتاری گئی یعنی ہر وجہ سے پڑھنا جائز ہو گا کہا ابو شامہ نے احتمال ہے کہ ہو مراد عمر رضی اللہ عنہ کی پھر عثمان رضی اللہ عنہ کی ساتھ قول اپنے کے کہ قرآن قریش کی زبان میں اترا یہ کہ یہ حکم اس کے ابتدا اترنے کے وقت میں تھا پھر اللہ نے اس کو لوگوں پر آسان کیا سو ان کے واسطے جائز کیا کہ اس کو اپنی بولیوں میں پڑھیں اس شرط پر کہ یہ عرب کی زبان سے نہ نکلے واسطے ہونے اس کے عربی زبان میں جو ظاہر ہے اور جو عرب کے سوائے اور لوگوں میں سے اس کو پڑھنا چاہیے تو اس کے واسطے مختار یہ ہے کہ اس کو قریش کی زبان میں پڑھے اس واسطے کہ وہ اولیٰ ہے اور اسی پر محمول ہو گا جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو لکھا اس واسطے کہ بہ نسبت غیر عربی کے سب بولیاں برابر ہیں تعبیر میں سو ضروری ہے کہ ایک بولی ہو سو چاہیے کہ حضرت ﷺ کی زبان میں ہو اور بہر حال عربی جو پیدا کیا گیا ہے اپنی بولی پر اگر تکلیف دی جائے اس کو ساتھ پڑھنے اس کے کی قریش کی زبان میں تو البتہ دشوار ہو اس پر پڑھنا باوجود مباح کرنے اللہ کے واسطے اس کے یہ کہ پڑھے اس کو اپنی زبان میں اور اشارہ کرتا ہے اس کی طرف قول حضرت ﷺ کا اُبی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ آسان کر میری امت پر اور قول حضرت ﷺ کا کہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی اور شاید پہنچے آپ سات تک اور اس سے زیادہ فراخی طلب نہ کی واسطے معلوم کرنے آپ کے کی کہ بے شک شان یہ ہے کہ نہیں محتاج ہوتا کوئی لفظ قرآن کے لفظوں سے طرف زیادہ کے اس عدد سے اکثر اور نہیں مراد ہے کما تقدم کہ اس کا ہر لفظ سات وجھوں سے پڑھا جاتا ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ اس پر اجماع ہے بلکہ وہ ممکن نہیں ہے بلکہ نہیں پایا جاتا ہے قرآن میں کوئی لفظ کہ پڑھا جائے سات وجھوں پر مگر کم چیز مثل عبدالطاغوت کے اور کہا ابو عبید نے کہ نہیں ہے مراد یہ کہ ہر لفظ اس کا پڑھا جاتا ہے سات بولیوں پر بلکہ ساتوں بولیاں گندھی ہوئی ہیں قرآن میں کوئی کہیں اور کوئی کہیں سو بعض لفظ قرآن کا قریش کی زبان میں ہے اور کوئی ہذیل کی زبان میں اور کوئی ہوازن کی زبان میں اور کوئی یمن وغیرہ کی زبان میں اور بعض بولیاں عمدہ ہیں بعض سے اور انکار کیا ہے ابن قتیبہ نے کہ ہو قرآن میں کوئی ایسا لفظ جو پڑھا جائے سات وجھوں سے

اور رد کیا ہے اس پر انباری نے ساتھ مثل عبدالطاغوت اور لا تقل لهما اف اور جبرئیل کے اور دلالت کرتا ہے
اس پر جو اس نے تقریر کی کہ قرآن اول قریش کی زبان میں اترا پھر آسان کیا گیا امت پر یہ کہ پڑھیں اس کو ساتھ
غیر زبان قریش کے اور یہ بعد اس کے تھا کہ عرب کی بہت قومیں اسلام میں داخل ہوئیں سو ثابت ہو چکا ہے کہ تخفیف
ہجرت کے بعد واقع ہوئی کما تقدم اور حاصل ان لوگوں کے مذہب کا یہ ہے کہ معنی حضرت ﷺ کی اس حدیث کے
کہ اتارا گیا قرآن سات حرفوں پر یعنی اتارا گیا اس حال میں کہ فراخ کیا گیا ہے قاری پر کہ پڑھے اس کو سات
وجہوں پر یعنی پڑھے ساتھ جس حرف کے کہ چاہے ان میں سے بطور بدل کے اس کے ساتھی سے گویا کہ فرمایا کہ اتارا
گیا ہے اس شرط پر یا اس وسعت پر اور یہ واسطے سہل کرنے قرأت اس کی کے ہے اس واسطے کہ اگر ان کو فقط ایک ہی
حرف کے پڑھنے کا حکم ہوتا تو ان پر دشوار ہوتا اور ابن قتیبہ نے کہا کہ اللہ کے آسانی دینے سے یہ مراد ہے کہ حکم کیا
اپنے پیغمبر کو کہ پڑھے ہر قوم قرآن کو اپنی زبان میں پس ہذلی پڑھے عتی حین بدلے حتی حین کے اور پڑھے اسدی
تعلمون ساتھ کسر اول کے اور پڑھے تمیمی ساتھ ہمزہ کے اور قریشی بغیر ہمزہ کے اور اگر ارادہ کرتا ہر گروہ ان میں سے
یہ کہ دور ہو اپنی زبان سے اور جو جاری ہوا ہے اوپر زبان اس کی کے لڑکپن میں اور جوانی میں اور بڑھاپے میں تو البتہ
دشوار ہوتا اوپر ان کے سو آسان کیا ان پر اللہ نے ساتھ احسان اپنے کے اور اگر ہوتی یہ مراد کہ ہر لفظ اس کا پڑھا جاتا
ہے سات وجہوں سے تو کہا جاتا مثلاً کہ اتارے گئے سات حرف اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ آئے
لفظ میں ایک وجہ یا دو وجہیں یا تین یا اکثر تک کہا ابن عبدالبر نے کہ انکار کیا ہے اکثر اہل علم نے کہ ہوں معنی حرفوں
کے بولیاں واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے مختلف ہونے ہشام رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی سے اور حالانکہ دونوں کی
بولی ایک ہے کہا انہوں نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد سات وجہیں ہیں معنوں سے جو متفق ہیں ساتھ مختلف
لفظوں کے مثل اقبل اور تعال اور هلم کے پھر بیان کیا ان حدیثوں کو جو پہلے گزریں جو دلالت کرتی ہیں ان معنی پر۔
میں کہتا ہوں اور ممکن ہے تطبیق دونوں قولوں میں ساتھ اس طور کے کہ ہو مراد ساتھ احرف کے مغائر ہونا لفظوں کا
باوجود متفق ہونے معنی کے باوجود بند ہونے ان کے کی سات بولیوں میں لیکن دونوں قول کے اختلاف کا ایک اور
فائدہ ہے اور وہ یہ ہے جس پر تنبیہ کی ہے ابو عمر دانی نے کہ سب ساتوں حرف قرآن میں متفرق نہیں ہیں اور نہ اس
میں موجود ہیں ایک ختم میں سو جب قاری قرآن کو ایک قرأت سے پڑھے تو اس نے ساتوں حرف میں سے بعض
حرف پڑھے سب نہیں پڑھے اور یہ حاصل ہوتا ہے اوپر قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ مراد حرفوں سے بولیاں ہیں اور
بہر حال جو لوگ دوسرے قول کے ساتھ قائل ہیں تو حاصل ہوتا ہے یہ ایک ختم میں بغیر شک کے بلکہ ممکن ہے اس قول
پر یہ کہ حاصل ہوں ساتوں وجہ بعض قرآن میں کما تقدم اور البتہ حمل کیا ہے ابن قتیبہ وغیرہ نے عدد مذکور کو ان وجہوں
پر کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ ان کے تغایر سات چیزوں میں اول وہ چیز ہے کہ متغیر ہو حرکت اس کی اور نہ متغیر ہوں معنی

اس کے اور نہ صورت اس کی مثل ﴿ولا یضار کاتب ولا شهید﴾ ساتھ زبر را کے اور پیش اس کے کی ، دوسری وہ ہے جو متغیر ہو ساتھ متغیر ہونے فعل کے مثل بعد بین اسفارنا اور باعد بین اسفارنا ساتھ صیغے طلب کے اور فعل ماضی کے، تیسری وہ ہے جو متغیر ہو ساتھ نقطے بعض حرفوں کے جن پر نقطہ نہ ہو مثل ﴿لم ننشزها﴾ ساتھ را اور زا کے، چوتھی وہ ہے کہ متغیر ہو ساتھ بدلنے حرف کے ساتھ اس حرف کے جو قریب المخرج ہو مثل طلح منضود وطلع منضود ، پانچویں وجہ یہ ہے جو متغیر ہو ساتھ آگے کرنے اور پیچھے کرنے کے مثلا وجاء ت سکرت الموت بالحق اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غیرہ کی قرأت میں ہے وجآء سکرت الحق بالموت، چھٹی وہ ہے جو متغیر ہو ساتھ زیادتی یا نقصان کے ، کما تقدم فی التفسیر ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو الدارداء رضی اللہ عنہ سے واللیل اذا یغشی والنهار اذا تجلی والذکر والانثی یہ مثال نقصان کی ہے اور بہر حال زیادتی اس کی مثال وہ ہے جو سورہ تبت کی تفسیر میں گزر چکی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وانذر عشیرتك الاقربین ورہطك منهم المخلصین، ساتویں وہ ہے کہ متغیر ہو بدل کرنے ایک کلمے کے سے ساتھ دوسرے کلمے کے جو اس کا ہم معنی ہو مثل العهن المنفوش کے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ کی قرأت میں ہے کالصوف النفوش اور یہ وجہ خوب ہے اور نہیں مراد ہے یہ کہ ہر لفظ پڑھا جاتا ہے سات وجھوں پر بلکہ ظاہر حدیثوں کا یہ ہے کہ کلمہ ایک پڑھا جاتا ہے دو وجھوں پر اور تین پر اور چار پر سات تک اور کہا ابو شامہ نے کہ اختلاف ہے سلف کو بیچ سات حرفوں کے کہ اترا ہے قرآن ساتھ ان کے کہ کیا وہ سب جمع ہیں اس قرآن میں جو اب لوگوں کے ہاتھ میں موجود ہے یا نہیں ہیں اس میں مگر ایک حرف ان میں سے مائل کی ہے باقلانی نے طرف پہلے قول کی اور تصریح کی ہے طبری اور ایک جماعت نے ساتھ دوسری کے اور یہی ہے معتمد اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے مصاحف میں ابو طاہر سے کہ پوچھا میں نے ابن عیینہ سے مختلف ہونے قرأت مدنیوں اور عراقیوں کی سے کہ یہی ہیں سات جو حدیث میں آئی ہیں؟ کہا نہیں بلکہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سات حرف مثل هلم اور تعال اور اقبل کے ہیں کہ جس کو تو ان میں سے کہے جائز ہے اور حق یہ ہے کہ جو چیز کہ جمع کی گئی ہے قرآن میں اتفاق کیا گیا ہے اوپر اتارنے اس کے کی قطعی ہے جو لکھا گیا ہے ساتھ حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس میں سات حرفوں میں سے بعض ہیں سب نہیں ہیں جیسا کہ واقع ہوا ہے بیچ مصحف مکی کے سورۂ برأت کے اخیر میں تجری من تحتها الانهار اور اس کے سوائے اور مصحفوں میں مِنْ نہیں ہے اور اسی طرح ہے جو واقع ہوا ہے مختلف ہونے مصاحف شہروں کے سے چند واؤں سے جو ثابت ہیں بعض میں سوائے بعض کے اور چند ہاؤں اور چند لاموں سے اور ساتھ اس کے اور یہ محمول ہے اس پر کہ دونوں طور سے اترا اور حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ لکھنے اس کے کی دو شخصوں کو یا معلوم کروایا یہ ایک شخص کو اور حکم دیا اس کو ساتھ ثابت رکھنے دونوں کے دو وجھوں پر اور جو قرأتیں کہ سوائے اس کے ہیں جو رسم خط کے موافق نہیں تو وہ اس قسم سے ہیں کہ تھی قرأت ساتھ ان کے جائز رکھی گئی واسطے وسعت اور سہولت کے لوگوں پر سو

جب رجوع کیا حال نے طرف اس چیز کے کہ واقع ہوئی اختلاف سے بیچ زمانے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور کافر کہا بعض نے بعض کو تو اختیار کیا اقتصار کو اس لفظ پر کہ اجازت دی گئی تھی اس کے لکھنے میں اور چھوڑا باقی کو اور ہو گیا جس پر اقتصار کیا اصحاب نے مانند اس شخص کے کہ اقتصار کرے اس چیز سے کہ اختیار دیا گیا ہے بیچ اس کے ایک خصلت پر اس واسطے کہ حکم کرنا ان کو ساتھ وجہوں مذکورہ کے نہ تھا بطور ایجاب کے بلکہ بطور رخصت کے۔ میں کہتا ہوں اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باب کی حدیث میں کہ پڑھو قرآن سے جو تم کو آسان معلوم ہو اور طبری نے اس تقریر کو بہت طول کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس کے مخالف کو واہی کہا ہے اور موافقت کی ہے اس کی اس پر ایک جماعت نے ان میں سے ہیں ابو العباس اور کہا صحیح تر جس پر حاذق لوگ ہیں یہ ہے کہ جو قرآن کہ اب پڑھا جاتا ہے یہ بعض حرف ہیں سات حرفوں میں سے جن کے پڑھنے کی اجازت ہوئی نہ سب اور ضابط اس کی وہ چیز ہے جو رسم خط کے موافق ہو اور جو اس کے مخالف ہو مثل ان تبتغوا فضلا من ربکم فی مواسم الحج اور مثل اذا جآء فتح اللّٰہ والنصر تو یہ ان قرأتوں سے ہے جو چھوڑی گئیں اگر صحیح ہو سند ساتھ اس کے اور نہیں کافی ہے صحیح ہونا سند اس کے کا بیچ اثبات ہونے اس کے کی قرأت خاص کر بہت لفظ ان میں سے اس قسم سے ہیں کہ احتمال ہے کہ ہوں اس تاویل سے جو جوڑی گئی ہے ساتھ قرآن کے تو لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ یہ بھی قرآن ہے اور کہا بغوی نے شرح السنہ میں کہ یہ مصحف جس پر امر قرار پا چکا ہے یہ اخیر دور ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا سو حکم کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے ساتھ نقل کرنے اس کے کی مصاحف میں اور جمع کیا لوگوں کو اوپر اس کے اور جو سوائے اس کے ہے اس کو دور کیا واسطے کاٹنے مادے خلاف کے سو ہو گیا جو خط مصحف کے مخالف ہے بیچ حکم منسوخ کے مانند باقی منسوخ آیتوں کے سو نہیں جائز ہے کسی کو کہ تجاوز کرے لفظ میں طرف اس چیز کے کہ خارج ہے خط سے کہا ابو شامہ نے کہ گمان کیا ہے ایک قوم نے کہ سات قرأتیں جو اب موجود ہیں یہی ہیں مراد حدیث میں اور یہ خلاف ہے اجماع سب اہل علم کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ بعض جاہلوں کا گمان ہے کہا ابو بکر بن عربی نے کہ نہیں ساتوں قرأتیں مقرر واسطے جواز کے کہ ان کے سوائے اور قرأتیں جائز نہ ہوں مانند قرأت ابو جعفر اور شیبہ اور اعمش وغیرھم کے اس واسطے کہ یہ سب امام ان کے برابر ہیں یا ان سے زیادہ ہیں اور اسی طرح کہا ہے اور اماموں نے ان میں سے ہیں مکی بن ابو طالب اور ابو العلاء وغیرہ قرأت کے اماموں سے کہا ابن ابی ہاشم نے کہ سبب بیچ اختلاف سات قرأتوں کے اور جو سوائے ان کے ہے یہ ہے کہ جن طرفوں میں قرآن بھیجے گئے وہاں بعض اصحاب تھے کہ اس طرف کے لوگوں نے ان سے قرآن سیکھا اور قرآن نقطوں اور شکلوں سے خالی تھا سو ثابت رہے ہر طرف کے لوگ اس پر جس کو اصحاب سے سن کر سیکھا تھا ساتھ شرط موافق ہونے خط کے اور چھوڑا جو خط کے مخالف تھا واسطے بجا لانے حکم عثمان رضی اللہ عنہ کے جس پر اصحاب نے اس کی موافقت کی واسطے اس چیز کے کہ اس میں قرآن کے واسطے احتیاط دیکھی اور اسی واسطے واقع ہوا اختلاف درمیان

قاریوں شہروں کے باوجود ہونے ان کے کی تمسک کرنے والا ساتھ ایک حرف کے سات حرفوں میں سے جن کا بیان باب کی حدیث میں ہے اور کہا مکی بن ابی طالب نے کہ یہ قرأتیں جواب پڑھی جاتی ہیں اور صحیح ہوئی روایت ان کی اماموں سے وہ ایک جزو ہے سات حرفوں سے جن کے ساتھ قرآن اترا اور جو گمان کرے کہ قرأت ان قاریوں کی مانند نافع اور عاصم کے یہی ہے سات حرف جو حدیث میں مذکور ہیں تو اس نے بڑی غلطی کی اور لازم آتا ہے اس سے کہ جو ان ساتوں قرأتوں سے باہر ہے اس قسم سے ہے کہ ثابت ہو چکا ہے اور اماموں سے اور خط مصحف کے موافق ہے کہ قرآن نہ ہو اور یہ بڑی غلطی ہے اس واسطے کہ جنہوں نے قرأت کو تصنیف کیا ہے متقدمین اماموں سے مثل ابو عبید قاسم اور ابو حاتم سجستانی اور ابو جعفر طبری اور اسماعیل بن اسحاق اور قاضی کے تو انہوں نے اور اماموں کو ان لوگوں سے کئی گنا زیادہ ذکر کیا ہے اور سبب بیچ اقتصار کے سات پر باوجود یہ قرأت کے اماموں میں وہ امام ہیں جو قدر میں ان سے زیادہ ہیں یا مثل ان کے جو ان سے گنتی میں اکثر ہیں یہ ہے کہ راوی اماموں سے نہایت بہت ہوئے سو جب ہمتیں کم ہوئیں تو اختیار کیا انہوں نے اس قسم سے کہ خط کے موافق ہے اس چیز پر کہ آسان ہو یاد کرنا اس کا اور ضبط ہو قرأت ساتھ اس کے سو نظر کی انہوں نے طرف اس شخص کے کہ مشہور ہے ساتھ ثقاہت اور امانت اور طول ہونے عمر کے بیچ لازم پکڑنے قرأت کے اور اتفاق ہونے کے اوپر سیکھنے کے اس سے تو انہوں نے ہر شہر سے ایک امام کو چھانٹا اور باوجود اس کے نہ چھوڑا انہوں نے نقل کرنے اس چیز کے کہ قرأتوں سے جس پر اور امام ہیں سوائے ان لوگوں کے اور نہ چھوڑا قرأت کو ساتھ اس کے مانند قرأت یعقوب اور عاصم اور ابو جعفر اور شیبہ وغیرہ کے اور کہا سمعانی نے کہ تمسک کرنا ساتھ قرأتوں ساتوں کے سوائے غیر ان کے کی نہیں ہے اس میں کوئی اثر اور نہ سنت اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جمع بعض متاخرین کی سے ہے اور اس کے غیر نے بھی سات قرأتوں میں بھی تصنیف کی ہے سو ذکر کیا اس نے بہت روایتوں کو ان سے سوائے اس کے کہ اس کی کتاب میں ہے سو کسی نے نہیں کہا کہ اس کے ساتھ قرأت جائز نہیں واسطے خالی ہونے اس مصحف کے اس سے اور اصل معتمد علیہ بیچ اس کے نزدیک امامون کے یہ ہے کہ ہر وہ چیز کہ صحیح ہو سند اس کی سماع میں اور مستقیم ہو وجہ اس کی عربیت میں اور موافق ہے لفظ اس کا خط مصحف کو جو امام ہیں تو وہ بھی ساتوں قرأتوں میں داخل ہیں پس اسی اصل پر مبنی ہے قبول کرنا قرأت کا خواہ سات اماموں سے ہو یا ہزار سے یعنی ان ساتوں کی کوئی شرط نہیں اور جب کوئی شرط ان تینوں شرطوں سے نہ پائی جائے تو وہ شاذ ہے اور اس تقریر سے رد ہوا گمان اس شخص کا جو گمان کرتا ہے کہ مشہور قرأتیں بند ہیں تیسیر اور شاطبی جیسے کتابوں میں اور سخت انکار کیا ہے اس علم کے اماموں نے اس شخص پر جو یہ گمان کرتا ہے مانند ابو شامہ اور ابو حیان کے اور اخیر جس نے اس کے ساتھ تصریح کی ہے سبکی ہے اور اس سورہ میں یعنی سورہ فرقان میں ایک سو تیس جگہ ہیں کہ اختلاف کیا ہے اس میں قاریوں نے اصحاب کے زمانے سے اور جو ان کے بعد ہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ

پڑھو جو تم کو اس سے آسان معلوم ہو اور پر جائز ہونے قرأت کے ساتھ ہر اس چیز کے کہ ثابت ہو قرآن سے ساتھ ان شرطوں کے جو پہلے گزر چکی ہیں اور یہ ایسی شرطیں ہیں کہ ضروری ہے اعتبار کرنا ان کا اور جب ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو وہ قرأت معتمد نہ ہوگی اور ابو شامہ نے الوجیز میں اس کی نہایت عمدہ تقریر کی ہے اور کہا کہ نہ یقین کیا جائے ساتھ کسی قرأت کے کہ وہ اللہ کی اتاری گئی ہے مگر جب کہ متفق ہوں سب طریقے اس امام سے کہ قائم ہوا ہے ساتھ امامت مصر کے ساتھ قرأت کے اور اجماع کیا ہے اس کے زمانے والوں نے اور جو ان کے بعد ہیں اوپر امامت اس کی کے علم میں کہا اور جب مختلف ہوں طریقے تو نہیں ہے یقین اور اگر شامل ہو ایک آیت مختلف قرأتوں پر باوجود پائے جانے شرط مذکور کے تو جائز ہے قرأت پڑھنی ساتھ اس کے بشرطیکہ معنی میں خلل نہ ہو اور نہ اعراب بدلے۔ (فتح)

بَابُ تَأْلِيفِ الْقُرْاٰنِ. باب ہے بیچ بیان تالیف قرآن کے۔

فائدہ: یعنی ایک سورت کی آیتوں کو جمع کرنا یا سورتوں کو باترتیب قرآن میں جمع کرنا۔

٤٦٠٩ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ وَأَخْبَرَنِي يُوْسُفُ بْنُ مَاهَكٍ قَالَ إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِذْ جَآءَ هَا عِرَاقِيٌّ فَقَالَ أَيُّ الْكَفَنِ خَيْرٌ قَالَتْ وَيْحَكَ وَمَا يَضُرُّكَ قَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَرِيْنِي مُصْحَفَكِ قَالَتْ لِمَ قَالَ لَعَلِّي أُوَلِّفُ الْقُرْاٰنَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُقْرَأُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ قَالَتْ وَمَا يَضُرُّكَ أَيَّهُ قَرَأْتَ قَبْلُ إِنَّمَا نَزَلَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُوْرَةٌ مِّنَ الْمُفَصَّلِ فِيْهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ حَتّٰى إِذَا ثَابَ النَّاسُ إِلَى الْإِسْلَامِ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ وَلَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوْا لَا نَدَعُ الْخَمْرَ أَبَدًا وَّلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوْا لَقَالُوْا لَا نَدَعُ الزِّنَا أَبَدًا لَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۶۰۹۔ حضرت یوسف بن ماہک سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا کہ اچانک ایک عراق آیا سو اس نے کہا کون کفن بہتر ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہائے تجھ کو اور کیا چیز ضرر کرتی ہے تجھ کو یعنی ہر قسم کا کفن جائز ہے پھر اس نے کہا کہ اے ماں مسلمانوں کی! مجھ کو اپنا مصحف دکھلا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیوں؟ اس نے کہا شاید کہ میں قرآن کو باترتیب جمع کروں کہ وہ پڑھا جاتا ہے اس حال میں کہ نہیں جمع کیا ہوا ہے باترتیب یعنی اس میں سورتوں کی ترتیب نہیں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور نہیں ضرور کرتا تجھ کو جس سورت کو تو پہلے پڑھے جائز ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہلے پہل قرآن سے مفصل میں سے ایک سورت اتری جس میں کہ بہشت اور دوزخ کا ذکر ہے یہاں تک کہ جب لوگوں نے اسلام کی طرف رجوع کیا یعنی اسلام میں بہت لوگ داخل ہوئے تو پھر حلال اور حرام اترا اور اگر پہلے پہل اترتا کہ شراب نہ پیو تو کہتے کہ ہم شراب کو کبھی نہیں چھوڑیں گے اور اگر اترتا کہ حرام کاری نہ کرو تو کہتے کہ ہم حرام کاری کو کبھی نہیں چھوڑیں گے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّي لَجَارِيَةٌ أَلْعَبُ ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ﴾ وَمَا نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَالنِّسَآءِ إِلَّا وَأَنَا عِنْدَهُ قَالَ فَأَخْرَجَتْ لَهُ الْمُصْحَفَ فَأَمْلَتْ عَلَيْهِ آيَ السُّوَرِ.

اور البتہ مکے میں حضرت ﷺ پر یہ آیت اتری اور میں لڑکی تھی کھیلتی بلکہ قیامت ہے وعدہ کی جگہ ان کی اور قیامت بہت سخت اور بہت کڑوی ہے اور نہیں اتری سورہ بقرہ اور سورہ نساء اور حالانکہ میں حضرت ﷺ کے پاس تھی، کہا راوی نے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے واسطے مصحف کو نکالا اور اس پر سورتوں کی آیتوں کو لکھوایا۔

فائدہ: ایک عراقی یعنی ایک مرد عراق والوں میں سے اور یہ جو کہا کہ کون سا کفن بہتر ہے؟ تو شاید اس عراقی نے حدیث سمرہ رضی اللہ عنہ کی جو مرفوع ہے سنی ہوگی کہ اپنے کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنا کرو اور انہیں میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو کہ وہ بہت پاک اور ستھرے ہیں اور یہ حدیث ترمذی میں ہے اور شاید عراقی نے اس کو سنا تو اس نے چاہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا زیادہ ثبوت چاہے اور تھے اہل عراق مشہور ساتھ تعنت کے سوال میں اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا کہ کیا چیز تجھ کو ضرر کرتی ہے یعنی جس کفن میں تو کفنائے کفایت کرتا ہے اور قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا واسطے اس شخص کے جس نے اس کو مچھر کے مارنے سے پوچھا تھا مشہور ہے جب کہ انہوں نے کہا کہ دیکھو عراق والوں کو مچھر کے مارنے سے پوچھتے ہیں اور حالانکہ انہوں نے حضرت ﷺ کے نواسے کو مار ڈالا اور یہ جو اس نے کہا کہ شاید میں قرآن کو باترتیب جمع کروں تو ظاہر یہ ہے کہ یہ عراقی ان لوگوں میں سے تھا جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کو لیتے تھے اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو کوفے کی طرف بھیجا تو نہ موافقت کی ان کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ساتھ رجوع کرنے کے اپنی قرأت سے اور نہ اوپر گم کرنے مصحف ان کے کی جیسا کہ آئندہ باب میں آئے گا سو ان کے قرآن کی ترتیب عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن کی ترتیب کے مخالف تھی اور نہیں شک ہے کہ مصحف عثمانی رضی اللہ عنہ کی ترتیب اکثر مناسبت میں اس کے غیر سے پس اسی واسطے عراقی نے کہا کہ وہ باترتیب جمع نہیں ہوا اور یہ سب تقریر اس بنا پر ہے کہ سوال سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے سورتوں کی ترتیب سے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ نہیں ضرر کرتا تجھ کو جو سورہ کہ تو پہلے پڑھے اور احتمال ہے کہ مراد اس کی ہر سورت کی آیتوں کی تفصیل ہو واسطے قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے حدیث کے آخر میں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پر سورتوں کی آیتوں کو لکھوایا گویا اس کو کہتی تھیں کہ فلانی سورت مثلا ایسی ایسی ہے پہلی آیت اس طرح ہے اور دوسری اس طرح اور یہ رجوع کرتا ہے طرف اختلاف عدد آیتوں کے اور اس میں اختلاف ہے درمیان مدنی اور شامی اور بصری کے اور نہایت کوشش کی ہے قرأت کی اماموں نے ساتھ جمع کرنے اس کے کی اور بیان کرنے اختلاف کے بیچ اس کے اور پہلا احتمال ظاہر تر ہے۔ اور احتمال ہے کہ واقع ہوا ہو سوال دونوں امر سے اور اللہ خوب جانتا ہے کہا ابن بطال نے میں نہیں جانتا کہ کسی نے

سورتوں کی ترتیب کو قرأۃ میں واجب کہا ہو نہ نماز کے اندر اور نہ اس سے باہر بلکہ جائز ہے کہ پڑھے سورہ کہف کو پہلے سورہ بقرہ کے اور حج کو پہلے کہف کے مثلا اور بہر حال جو سلف سے آیا ہے کہ قرآن کو الٹا پڑھنا منع ہے تو مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ سورہ کو اخیر سے اول کی طرف پڑھے اور ایک جماعت کرتی تھی اس کو قصیدہ میں شعر میں واسطے مبالغہ کے اس کے یاد کرنے میں اور واسطے ذلیل کرنے زبان اپنی کے اس کے پڑھنے میں سو منع کیا اس کو سلف نے قرآن میں سو وہ حرام ہے اور کہا قاضی عیاض نے بیچ شرح حذیفہ رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رات کی نماز میں سورہ نساء پڑھی آل عمران سے پہلے اور وہ اسی طرح ہے بیچ مصحف ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے اور اس میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ ترتیب سورتوں کی اجتہادی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیف سے نہیں اور یہ قول جمہور علماء کا ہے اور اختیار کیا ہے اس کو قاضی باقلانی نے کہا اس نے اور ترتیب سورتوں کی نہیں ہے واجب تلاوت میں اور نہ نماز میں اور نہ درس میں اور نہ تعلیم میں پس اسی واسطے مختلف ہوئے مصاحف پھر مصحف عثمان رضی اللہ عنہ کا لکھا گیا تو مرتب کیا انہوں نے اس کو اس ترتیب پر جس پر کہ اب موجود ہے پھر کہا کہ ہر سورت کی آیتوں کی ترتیب اس بنا پر ہے کہ اس پر اب قرآن موجود ہے اللہ کی طرف سے توقیفی ہے یعنی اس میں اجتہاد کو دخل نہیں اور اس پر نقل کیا ہے اس کو امت نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ جو کہا کہ پہلے پہل مفصل سے سورت اتری کہ اس میں بہشت اور دوزخ کا ذکر ہے تو ظاہر اس کا مخالفت ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزری کہ پہلے پہل سورت اقرأ باسم ربک اتری اور نہیں ہے اس میں ذکر بہشت اور دوزخ کا سو شاید من مقدر ہے یعنی اس چیز میں سے کہ اول اتری یا مراد سورت مدثر ہے اس واسطے کہ بند ہونے وحی کے بعد پہلے پہل وہی اتری اور اس کے اخیر میں بہشت اور دوزخ کا ذکر ہے سو شاید کہ اترا تھا آخر اس کا پہلے اترنے باقی سورت اقرأ کے اس واسطے کہ اول سورت اقرأ سے فقط پانچ آیتیں اتری تھیں اور یہ جو کہا کہ پھر حلال اور حرام اترا تو اس میں اشارہ ہے طرف حکمت الٰہی کے بیچ ترتیب نزول کے اور یہ کہ اول جو چیز کہ قرآن سے پہلے اتری بلانا تھا طرف توحید کے اور بشارت دینا واسطے ایماندار اور فرمانبردار کے ساتھ بہشت کے اور ڈرانا کافر اور نافرمان کو ساتھ آگ کے پھر جب نفسوں نے اس کے ساتھ چین پکڑا تو اتارے گئے اور احکام اور اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر اول یہ اترتا کہ نہ پیو شراب کو تو کہتے ہم اس کو کبھی نہ چھوڑیں گے اور یہ واسطے اس چیز کے ہے کہ پیدا ہوئے ہیں اس پر نفس نفرت کرنے سے مالوف چیزوں سے اور مفصل کی مراد چوتھی حدیث میں آئے گی اور یہ جو کہا کہ البتہ مکے میں اتری الخ تو اس میں اشارہ ہے طرف تقویت کرنے اس چیز کے کہ ظاہر ہوئی واسطے ان کے حکمت مذکورہ سے اور پہلے گزر چکا ہے نزول سورہ قمر کا اور نہیں اس میں کوئی چیز احکام سے اوپر نزول سورہ بقرہ اور نساء کے باوجود بہت ہونے اس چیز کے کہ شامل ہیں اس پر دونوں سورتیں احکام سے اور اشارہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ قول اپنے کے اور میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تھی یعنی مدینے میں اس واسطے کہ داخل ہونا

عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا بعد ہجرت کے اتفاقا اور پہلے گزر چکا ہے ان کے مناقب میں اور اس حدیث میں رد ہے نحاس پر جو اس نے گمان کیا ہے کہ سورہ نساء مکی ہے ساتھ سند اس آیت کے کہ اللہ حکم کرتا ہے تم کو یہ کہ ادا کرو امانتوں کو طرف مالکوں ان کے کی کہ اتری یہ آیت مکے میں اتفاقا بیچ قصے چابی کعبے کے لیکن یہ حجت واہی ہے اس واسطے کہ نہیں لازم آتا اترنے ایک آیت یا بہت آیتوں کسی لمبی سورت کے سے مکے میں جب کہ اکثر اس کا مدینے میں اترا ہو یہ کہ ہو مکی بلکہ راجح تر یہ ہے کہ جو ہجرت کے بعد اترا وہ مدنی ہیں معدود ہے اور البتہ کوشش کی ہے بعض اماموں نے ساتھ بیان کرنے اس چیز کے کہ اتری آیتوں سے مدینے میں مکی سورتوں میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو سورتیں کہ مدینے میں اتریں یہ ہیں ، سورہ بقرہ پھر آل عمران پھر انفال پھر احزاب پھر مائدہ پھر ممتحنہ اور نساء پھر اذا زلزلت پھر حدید پھر قتال پھر رعد پھر رحمٰن پھر انسان پھر طلاق پھر اذا جآء نصر اللہ پھر نور پھر منافقون پھر مجادلہ پھر حجرات پھر تحریم پھر جاثیہ پھر تغابن پھر صف پھر فتح پھر براۃ اور ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں کہ سورہ کوثر مدنی ہے پھر چند آیتوں کو ذکر کیا پھر ان کے بعد کہا کہ پس یہ آیتیں ہیں جو مدینے میں اتریں ان سورتوں میں سے جو مکے میں اتر چکی تھیں اور البتہ بیان کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث نے جو عثمان رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت آیتیں اترتیں سو فرماتے کہ اس کو فلانی فلانی سورت میں رکھو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور بہر حال عکس اس کا اور وہ اترنا کسی آیت کا ہے کسی سورہ سے مکے میں جو متاخر ہوا ہے اترنا اس کا طرف مدینے کی سو یہ بہت کم ہے ہاں اترا مدنی سورتوں سے جو پہلے گزر چکا ہے ذکر ان کا مکے میں پھر اتری سورت انفال بعد ہجرت کے عمرے میں اور فتح اور حج میں اور بہت جگہوں میں جہادوں میں اور مانند تبوک وغیرہ کی بہت چیزیں کہ سب کا نام مدنی رکھا جاتا ہے اصطلاح میں۔ (فتح)

٤٦١٠ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ بْنِ قَيْسٍ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ فِیْ بَنِیْ إِسْرَآئِيْلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ وَطٰهٰ وَالْأَنْبِيَآءِ إِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِیْ.

۴۶۱۰۔ حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے کہ میں نے سنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے ان پانچ سورتوں کے حق میں کہ یہ پانچوں اول قدیمی سورتوں میں سے ہیں یا جودت میں نہایت کو پہنچی ہیں اور وہ قدیمی محفوظ خبروں میں سے ہیں۔

فائدہ: مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ یہ سورتیں اول اس چیز سے ہیں کہ سیکھی گئیں قرآن سے اور یہ کہ ان کے لیے فضیلت ہے واسطے اس چیز کے کہ ان میں ہے قصوں سے اور پیغمبروں اور اگلی امتوں کی خبروں سے اور باقی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ ہے کہ یہ سورتیں مکے میں اتریں اور یہ کہ یہ جس ترتیب سے عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف میں ہے اسی ترتیب سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں ہیں اور باوجود متقدم ہونے ان کے کی نزول میں پس

وہ مؤخر ہیں ترتیب مصاحف میں اور مراد ساتھ عتاق کے یہ ہے کہ وہ قدیمی اس چیز سے ہیں کہ پہلے اتری۔ (فتح)

٤٦١١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنْبَأَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَعَلَّمْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى قَبْلَ أَنْ يَّقْدَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۶۱۱۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیکھی میں نے سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ پہلے اس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ہجرت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ یہ سورت اترنے میں متقدم ہے اور وہ باوجود اس کے قرآن کے اخیر میں ہے۔ (فتح)

٤٦١٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَقَدْ تَعَلَّمْتُ النَّظَآئِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهُنَّ اثْنَيْنِ اثْنَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ وَدَخَلَ مَعَهُ عَلْقَمَةُ وَخَرَجَ عَلْقَمَةُ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ عِشْرُوْنَ سُوْرَةً مِّنْ أَوَّلِ الْمُفَصَّلِ عَلٰى تَأْلِيْفِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اٰخِرُهُنَّ الْحَوَامِيْمُ حٰمٓ الدُّخَانِ وَعَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ.

۴۶۱۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ البتہ میں نے جانا ہم مثل سورتوں کو جن میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو دو کو ایک رکعت میں پڑھتے تھے پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور علقمہ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ داخل ہوئے پھر علقمہ رضی اللہ عنہ نکلے سو ہم نے ان کو پوچھا یعنی ان سورتوں سے کہ ہم مثل ہیں تو اس نے کہا کہ بیس سورتیں اول مفصل سے بنا بر تالیف ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ان میں سے پچھلی سورتیں حا میموں میں سے ہیں حم الدخان اور عم یتسآءلون۔

فائدہ: یہ جو کہا میں نے جانا ہم مثل سورتوں کو تو اس کی شرح صفۃ الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور اس میں نام ہیں ان سب سورتوں کے جو مذکور ہیں اور اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب کے مخالف ہے اور اول اس کے سورۂ فاتحہ ہے پھر بقرہ پھر نساء پھر آل عمران اور نہیں اوپر ترتیب نزول کے اور کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کا مصحف نزول کی ترتیب پر ہے اول اس کا اقرأ ہے پھر مدثر پھر ن والقلم پھر مزمل پھر تبت پھر تکویر پھر سبح اور اسی طرح آخر مکی تک، پھر مدنی، واللہ اعلم۔ اور بہر حال ترتیب قرآن کی اوپر اس چیز کے کہ اب اس پر موجود ہے سو کہا قاضی ابوبکر باقلانی نے کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی ترتیب کا حکم دیا ہو اور احتمال ہے کہ ہو اجتہاد اصحاب کے سے پھر ترجیح دی پہلی وجہ کو ساتھ اس چیز کے کہ آئندہ باب میں آئے گی کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دور کرتے ساتھ اس کے جبریل علیہ السلام سے ہر سال میں سو ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دور کیا اس سے

ساتھ اس کے اسی طرح اس ترتیب پر کہ ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن انباری نے اور راس میں نظر ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ تھے حضرت ﷺ دور کرتے جبریل علیہ السلام سے ساتھ اس کے اوپر ترتیب نزول کے ہاں ترتیب بعض سورتوں کی بعض پر یا اکثر سورتوں کی نہیں منع ہے کہ ہو توقیفی اگرچہ بعض ترتیب بعض اصحاب سے ہے اور البتہ روایت کی ہے احمد اور اصحاب سنن نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا چیز باعث ہوئی تم کو کہ تم نے قصد کیا طرف انفال کے اور وہ مثانی میں سے اور طرف براۃ کے اور وہ مئین میں سے ہے سو تم نے ان دونوں کو جوڑ دیا اور تم ان کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سطر نہیں لکھی اور تم نے ان دونوں کو سبع طوال میں رکھا یعنی سات لمبی سورتوں میں تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بہت وقت حضرت ﷺ پر ایسی سورت اترتی جس میں بہت آیتیں ہوتیں سو جب آپ ﷺ پر اس سے کوئی چیز اترتی تو بعض لکھنے والوں کو بلاتے اور فرماتے کہ ان آیتوں کو فلانی سورت میں رکھو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور تھی انفال ان سورتوں میں سے جو پہلے پہل مدینے میں اتریں اور براۃ آخر قرآن کے تھی اترنے میں اور اس کا قصہ اس کے ساتھ مشابہ تھا سو میں نے گمان کیا کہ وہ اس میں سے ہے پھر حضرت ﷺ نے انتقال فرمایا اور نہ بیان کیا ہمارے واسطے کہ وہ اس میں سے ہے پس یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ترتیب آیتوں کی ہر سورت میں توقیفی ہے یعنی اللہ کے حکم سے ہے سو جب نہ بیان کیا حضرت ﷺ نے حال سورت براۃ کا تو جوڑا اس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے طرف انفال کی اپنے اجتہاد سے اور بعض نے نقل کیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں براۃ کے ابتدا میں بسم اللہ موجود ہے اور نہیں لیا جاتا ہے اس کو اور ابتدا سورہ کی نشانی بسم اللہ کا اترنا تھا پہلے پہل بسم اللہ اتری اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نہ معلوم ہوتا تھا حضرت ﷺ کو ختم ہونا سورت کا یہاں تک کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اترتی سو جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اترتی تو معلوم کرتے کہ سورہ ختم ہو چکی ہے اور ابوداؤد نے اس سے روایت کی ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے اصحاب سے پوچھا کہ تم قرآن کا کس طرح وظیفہ پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ پڑھتے ہیں ہم تین سورتیں اور پانچ سورتیں اور سات سورتیں اور نو سورتیں اور گیارہ سورتیں اور بارہ سورتیں اور وظیفہ مفصل کا ق سے اخیر قرآن تک۔ میں کہتا ہوں سو یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ ترتیب سورتوں کی کہ اب قرآن میں موجود ہے اسی طرح حضرت ﷺ کے زمانے میں تھی اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ فقط مفصل کا وظیفہ مرتب تھا برخلاف باقی قرآن کے اور مستفاد ہوتا ہے اوس کی اس حدیث سے کہ راجح قول مفصل میں یہ ہے کہ وہ سورہ ق سے اخیر قرآن تک ہے لیکن وہ مبنی ہے اس پر کہ فاتحہ پہلے تین سورتوں میں نہیں گنی جاتی اس واسطے کہ لازم آتا ہے اس شخص کے قول پر جو اس کو گنتا ہے کہ ہو اول مفصل کا حجرات سے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے اماموں کی ایک جماعت نے اور باقی شرح اس کی صفۃ الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

اور سلف نے قرآن مجید کی سورتوں کو اس طرح سے تقسیم کیا ہے کہ سورت بقرہ سے سورت یونس تک کو طوال کہتے ہیں

اور عربی میں طوال لمبی کو کہتے ہیں اور یہ سورتیں بھی بہت لمبی لمبی ہیں اور سورت یونس سے شعراء تک کومئین کہتے ہیں اور مئین جمع مائۃ کی ہے اور مائۃ سو کو کہتے ہیں اور یہ سورتیں سو سو آیتوں سے زیادہ ہیں اس لیے ان کو مئین کہتے ہیں اور سورت شعراء سے سورت حجرات تک کو مثانی کہتے ہیں وہ سو آیتوں سے کم کم کی ہیں اور قصے ان میں مکرر ہیں اس واسطے ان کو مثانی کہتے ہیں اور سورت حجرات سے آخر قرآن تک کو مفصل کہتے ہیں اس واسطے کہ ان سورتوں کے درمیان بسم اللہ کا فاصلہ نزدیک نزدیک ہے پھر مفصل کو تین قسم کیا ہے ایک طوال مفصل دوسری اوساط تیسری قصار سورت حجرات سے سورت بروج تک کو طوال مفصل کہتے ہیں اور سورت بروج سے لم یکن الذین تک کو اوساط مفصل کہتے ہیں اور لم یکن سے آخر قرآن تک کو قصار مفصل کہتے ہیں سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ انفال مثانی میں سے ہے اس واسطے کہ سو آیتوں سے کم کی ہے اور سورت براۃ مئین میں سے ہے اس واسطے کہ سو آیتوں سے زیادہ کی ہے سو ان کو آپس میں نزدیک کر کے طوال میں کیوں رکھا لائق تھا کہ انفال کو مثانی میں لکھتے اور براۃ کو مئین میں اور خیر یہ بھی کیا پھر ان کے درمیان بسم اللہ کیوں نہ لکھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب یہ دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ ان دونوں سورتوں کے درمیان ایک قسم سے اشتباہ ہے تو یہ دونوں سورتیں ایک سورت ہیں اس سبب سے رکھنا اس کا سات لمبی سورتوں میں اور نہ لکھنا بسم اللہ کا درمیان ان کے درست ہوا اور ایک وجہ سے دو سورتیں ہیں اس لیے ان کے درمیان فاصلہ چھوڑا۔ (ع، ح)

بَابُ كَانَ جِبْرِيْلُ يَعْرِضُ الْقُرْاٰنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اس بیان میں کہ تھے پڑھتے جبریل علیہ السلام قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یعنی طلب کرتے اس بات کو کہ پڑھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے جبریل علیہ السلام کے جو جبریل علیہ السلام نے آپ کر پڑھایا۔

وَقَالَ مَسْرُوْقٌ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ فَاطِمَةَ أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِيْ بِالْقُرْاٰنِ كُلَّ سَنَةٍ وَّإِنَّهٗ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِيْ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کان میں کہا کہ جبریل علیہ السلام مجھ سے ہر سال قرآن کا ایک بار دور کیا کرتے تھے اور یہ اس نے مجھ سے اب کے سال دو بار قرآن کا دور کیا ہے اور نہیں جانتا میں اس کو مگر میری موت حاضر ہوئی۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جو پوری علامات النبوۃ میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح وفات نبوی میں گزری اور گزر چکا ہے فائدہ دور کرنے کا پہلے باب میں اور معارضہ مفاعلہ ہے دونوں طرف سے گویا کہ ہر ایک دونوں میں

سے ایک بار پڑھتا تھا اور دوسرا سنتا تھا۔ (فتح)

۴۶۱۳ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَأَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ لِأَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ حَتّٰى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ فَإِذَا لَقِيَهٗ جِبْرِيْلُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ.

۴۶۱۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ تر سخی تھے ساتھ بھلائی کے اور بہت سخاوت کرتے تھے رمضان کے مہینے میں بہ نسبت اور دنوں کے اس واسطے کہ جبریل علیہ السلام آپ سے رمضان کی ہر رات میں ملتے تھے یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ تمام ہوتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو جبریل علیہ السلام کے سامنے پڑھتے پھر جب جبریل علیہ السلام سے ملتے تو ہوتے آپ زیادہ تر سخاوت کرنے والے ہوا چھوڑی گئی سے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ تر سخی تھے تو اس میں احتراس بلیغ ہے تا کہ نہ خیال کیا جائے قول آپ کے سے کہ آپ رمضان کے مہینے میں بہت سخاوت کرتے تھے کہ بہت سخاوت کرنا آپ کا خاص ہے ساتھ رمضان کے سو ثابت کیا واسطے آپ کے اجودیت مطلق کو پہلے پھر عطف کیا اس پر کہ اس کی زیادتی کو رمضان کے مہینے میں اور یہ جو کہا کہ اس واسطے کہ جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے تھے تو اس میں بیان ہے اجودیت مذکورہ کے سبب کا اور یہ جو کہا یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ ختم ہوتا تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ وہ اسی طرح ہمیشہ ہر رمضان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے تھے جس دن سے آپ پر قرآن اترنا شروع ہوا اور نہیں خاص ہے یہ ساتھ رمضانوں ہجرت کے اگرچہ رمضان کے مہینے کا روزہ ہجرت کے بعد فرض ہوا اس واسطے کہ اس مہینے کا روزہ فرض ہونے سے پہلے بھی اس کا نام رمضان ہی تھا اور یہ جو کہا کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے سامنے قرآن کو پڑھتے تھے تو یہ عکس اس کا ہے کہ واقع ہوا ہے ترجمہ میں اس واسطے کہ اس میں ہے کہ جبریل علیہ السلام قرآن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھتے تھے پس یہ محمول ہوگا اس پر کہ دونوں میں سے ہر ایک اس کو دوسرے پر پڑھتا تھا اور تائید کرتا ہے اس کی جو باب کے اخیر کی حدیث میں واقع ہوا ہے اور اس حدیث میں اطلاق قرآن کا ہے بعض قرآن پر اور اکثر پر اس واسطے کہ پیغمبر ہونے کے بعد اول رمضان میں نہ اترا تھا قرآن سے مگر بعض اس کا پھر اسی طرح ہر رمضان اس کے بعد اخیر رمضان تک کہ اس وقت تک سب اتر چکا تھا مگر جو رمضان مذکور سے پیچھے اترا اور یہ دسویں سال میں تھا یہاں تک کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیچ مہینے ربیع الاول کے گیارہویں سال میں اور اس چیز سے کہ اس مدت میں اتری یہ قول اللہ تعالیٰ کا

ہے ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ اس واسطے کہ یہ آیت عرفہ کے دن اتری اور حضرت ﷺ بالاتفاق عرفات میں تھے اور گویا کہ جو ان دنوں میں اترا جب کہ تھا قلیل بہ نسبت اس قرآن کے کہ پہلے اترا تو معاف سمجھا گیا امر دور اس کے کا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ قرآن بطور مجاز کے بعض پر بھی بولا جاتا ہے اور اسی واسطے نہیں حانث ہوتا جو قسم کھائے کہ قرآن کو پڑھے گا پھر بعض قرآن کو پڑھے سارا قرآن نہ پڑھے مگر یہ کہ سب کا قصد کیا ہو اور اختلاف ہے بیچ اخیر دور کے کہ کیا تمام حرفوں کے ساتھ تھا جن کے پڑھنے کی اجازت ہوئی یا ان میں سے ایک حرف کے ساتھ تھا اور دوسرے احتمال کی بنا پر سو کیا وہ حرف وہ ہے جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب لوگوں کو جمع کیا یا کوئی اور حرف ہے اور البتہ روایت کی ہے احمد اور ابن ابی داؤد اور طبری نے عبیدہ بن عمر سلمانی کے طریق سے اور جس پر عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا وہ اخیر دور ہے اور سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری قرأت اخیر دور ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت اخیر دور ہے اور یہ محمول ہے اس پر کہ ممکن ہے کہ اخیر کے دونوں دور دونوں حرف سے واقع ہوئے ہوں تو دونوں کو اخیر کا دور کہنا صحیح ہوگا اور یہ جو کہا کہ زیادہ تر سخاوت کرنے والے تھے ہوا چھوڑی گئی سے تو اس میں جواز مبالغہ کا ہے تشبیہ میں اور جواز تشبیہ معنوی کا ہے ساتھ محسوس کے تاکہ قریب ہو طرف فہم سامع کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ اول آپ کے واسطے اجودیت کے وصف کو ثابت کیا پھر ارادہ کیا کہ اس سے زیادہ آپ کی توصیف کریں سو آپ کی سخاوت کو ہوا چھوری گئی کے ساتھ تشبیہ دی بلکہ ٹھہرایا اس کو ابلغ اس سے اس واسطے کہ ہوا کبھی تھم بھی جاتی ہے اور اس میں اختر اس ہے اس واسطے کہ بعض ہوا بانجھ بھی ہوتی ہے جو ضرر پہنچاتی ہے اور بعض ہوا مینہ کی خوشی سناتی ہے پس موصوف کیا اس کو ساتھ چھوڑی گئی کے تاکہ معین کرے دوسرے قسم کو اور اشارہ کیا طرف قول اللہ تعالیٰ کے کہ وہی اللہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دینے والیاں اور مانند اس کے پس ہوا چھوڑی گئی بدستور رہتی ہے مدت چھوڑنے اپنے کے اور اسی طرح تھا عمل آپ ﷺ کا رمضان کے مہینے میں دائم جاری نہیں بند ہوتا تھا اور اس میں استعمال افعل کا ہے اسناد حقیقی اور مجازی میں اس واسطے کہ سخاوت حضرت ﷺ سے حقیقتا ہے اور ہوا سے مجازا تو گویا کہ استعارہ کیا واسطے ہوا کہ جود کو باعتبار لانے اس کے خبر کو اس واسطے کہ وہ اتاری گئی ہے بڑی سخاوت کرنے والے سے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے تعظیم ہے رمضان کے مہینے کے واسطے خاص ہونے اس کے کی ساتھ شروع ہونے نزول قرآن کے بیچ اس کے پھر دور کرنے اس کے بیچ اس کے اور لازم آتا ہے اس سے بہت اترنا جبریل علیہ السلام کا بیچ اس کے اور بیچ بہت اترنے اس کے کی وارد ہونے خیر اور برکتوں سے ہے وہ چیز جس کا کچھ حساب نہیں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ فضیلت زمانہ کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتی ہے ساتھ زیادہ ہونے عبادت کے بیچ اس کے اور اس میں ہے کہ تلاوت قرآن کی ہمیشگی واجب کرتی ہے خیر کے زیادہ ہونے کو اور اس میں ہے کہ مستحب ہے بہت کرنا عبادت کا

اخیر عمر میں اور باہم ذکر کرنا فضیلت والوں کا خیر اور علم کو اگرچہ نہ پوشیدہ ہو یہ اوپر اس کے واسطے زیادتی یاداشت اور نصیحت پکڑنے کے اور یہ کہ رات رمضان کی افضل ہے دن اس کے سے اور یہ کہ مقصود تلاوت سے حضور اور فہم ہے اس واسطے کہ رات اس کا وقت ہے واسطے اس چیز کے کہ دن میں ہے شواغل اور عوارض دینی اور دنیاوی سے اور احتمال ہے کہ تقسیم کرتے ہوں حضرت ﷺ اس چیز کو کہ اترتی آپ ﷺ پر ہر سال میں رمضان کی راتوں پر کئی حصے سو ہر رات کو ایک حصہ پڑھتے رات کے ایک حصے میں اور سبب اس میں وہ چیز ہے کہ تھے مشغول ہوتے ساتھ اس کے ہر رات میں سوائے اس کے تہجد سے اور بدن کے آرام سے اور گھر والوں کی خبر گیری سے اور شاید کہ تھے دوہراتے آپ اس جزء کو کئی بار موافق گنتی حرفوں کے جن کے پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی اور تا کہ جمع کرے برکت قرآن کی سارے مہینے کو اور اگر یہ تصریح نہ ہوتی کہ تھے حضرت ﷺ دور کرتے اس سے ہر سال ایک بار اور دور کیا حضرت ﷺ نے اخیر سال میں دو بار تو البتہ جائز ہوتا یہ کہنا کہ تھے دور کرتے حضرت ﷺ تمام قرآن اترے ہوئے کو ہر رات میں پھر دوہراتے اس کو باقی راتوں میں اور البتہ روایت کی ہے ابو عبید نے داؤد بن ابی ہند کے طریق سے کہ میں نے شعبی سے کہا کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مہینہ رمضان کا وہ ہے کہ اس میں قرآن اتارا گیا کیا باقی گیارہ مہینوں میں آپ پر قرآن نہ اترتا تھا اس نے کہا کیوں نہیں! لیکن تھے جبریل علیہ السلام دور کرتے ساتھ حضرت ﷺ کے رمضان کے مہینے میں ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری سو پکا کرتا اللہ جس کو چاہتا اور ثابت رکھتا جو چاہتا اور اس میں اشارہ ہے طرف حکمت کے قسطوں کے ٹھہرانے میں جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے واسطے تفصیل اس چیز کے کہ ذکر کیا اس کو محکم اور منسوخ سے اور نیز تائید کرتی ہے وہ روایت جو بدء الخلق میں گزر چکی ہے ساتھ اس لفظ کے **فیدارسه القرآن** اس واسطے کہ اس کا ظاہر یہ ہے کہ ہر ایک اس کو دوسرے پر پڑھتا تھا اور یہ موافق ہے واسطے اس کے قول کے **فیعارضه** سو یہ استدعا کرتا ہے زمانے زائد کو اس پر جب کہ تنہا پڑھے اور نہیں مخالف ہے اللہ کے اس قول کے ﴿**سنقرئك فلا تنسى**﴾ جب کہ ہم کہیں لا نافیہ ہے جیسا کہ مشہور اور قول اکثر کا ہے اس واسطے کہ معنی یہ ہیں کہ جب اللہ آپ کو پڑھا دے گا تو آپ نہیں بھولیں گے جو آپ کو اللہ نے پڑھایا اور جبریل علیہ السلام کا دور کرنا بھی منجملہ پڑھانے کے ہے یا مراد یہ ہے کہ منفی ساتھ قول اللہ کے ﴿**فلا تنسى**﴾ وہ بھولنا ہے جس کے بعد بھولی چیز یاد نہ آئے نہ وہ بھولنا کہ اس کے بعد اسی وقت بھولی چیز یاد آ جائے یہاں تک کہ اگر فرض کیا جائے کہ آپ کوئی چیز بھول گئے تو اللہ تعالیٰ اسی وقت آپ کو یاد دلا دیتا تھا اور باقی فوائد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بدء الوحی میں گزر چکے ہیں۔ (فتح)

٤٦١٤ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ

۴۶۱۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام ہر سال حضرت ﷺ کے سامنے ایک بار قرآن پڑھا کرتے

هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ يَعْرِضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ كُلَّ عَامٍ مَّرَّةً فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ فِي الْعَامِ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ.

تھے سو جس سال آپ ﷺ کی روح قبض ہوئی اس سال جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کے سامنے دو بار قرآن پڑھا اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ ہر سال دس دن اعتکاف کرتے تھے سو جس سال آپ کی روح قبض ہوئی اس سال آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

فائدہ: کان یعرض مجہول صیغہ ہے اور بعض نسخوں میں معلوم کے صیغہ کے ساتھ ہے اور اس کا فاعل جبریل علیہ السلام ہے تصریح کی ہے ساتھ اس کے اسرائیل نے اپنی روایت میں اور اس کا لفظ یہ ہے کہ تھے جبریل علیہ السلام پڑھتے قرآن کو سامنے حضرت ﷺ کے ہر رمضان میں اور طرف اسی روایت کے اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں اور پہلے گزر چکی ہے حکمت بیچ دو بار دور کرنے کے اخیر سال میں اور احتمال ہے کہ ہو راز بیچ اس کے کہ پہلے سال کے رمضان میں دور نہ واقع ہوا تھا اس واسطے کہ رمضان میں قرآن کا اترنا شروع ہوا پھر وحی بند ہوئی پھر بدستور جاری ہوئی تو واقع ہوا دور اخیر سال میں دو بار تا کہ سالوں اور دوروں کی گنتی برابر ہو اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اخیر سال میں بیس دن اعتکاف کیا تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے رمضان کے بیس دن اعتکاف کیا اور یہ مناسب ہے واسطے فعل جبریل علیہ السلام کے کہ اس نے ہر سال میں قرآن کا دو بار دور کیا اور احتمال ہے کہ ہو سبب اس کا جو پہلے گزرا ہے اعتکاف میں کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے سو ایک سال حضرت ﷺ نے سفر کیا اور اعتکاف نہ کیا تو آئندہ سال میں بیس دن اعتکاف کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے یہ اس سفر میں کہ رمضان کے مہینے واقع ہوا ہو اور نویں سال رمضان کا مہینہ داخل ہوا اور حالانکہ حضرت ﷺ جنگ تبوک میں تھے اور یہ برخلاف اس قصے کے ہیں جو گزر چکا ہے کتاب الصیام میں کہ حضرت ﷺ نے پچھلی دس راتوں کے ابتدا میں اعتکاف شروع کیا پھر جب آپ نے دیکھا کہ آپ کی بیویوں نے خیمے گاڑے تو اعتکاف کو چھوڑ دیا پھر شوال کے مہینے میں دس دن اعتکاف کیا اور احتمال ہے کہ قصہ ایک ہو اور احتمال ہے کہ جو قصہ کہ باب کی حدیث میں ہے یہی ہو جس کو مسلم نے روایت کیا ہے اور اصل اس کا بخاری میں ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ تھے حضرت ﷺ اعتکاف کرتے بیچ کی دس راتوں میں پھر جب اکیسواں دن آتا تو اعتکاف سے پھرتے سو ایک مہینہ حضرت ﷺ نے اعتکاف کیا بیچ کی دس راتوں میں پھر جب اکیسواں دن ہوا تو اعتکاف کی جگہ سے باہر نہ آئے بلکہ اسی میں ٹھہرے رہے اور فرمایا کہ میں بیچ کے دس دن اعتکاف کیا کرتا تھا پھر میرے واسطے ظاہر ہوا کہ اخیر کے دس دنوں میں اعتکاف کروں سو آپ نے پچھلے دس دنوں میں اعتکاف کیا سو ہوگی مراد بیس دنوں سے دس بیچ کے اور دس اخیر کے۔ (فتح)

بَابُ الْقُرَّآءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں قاریوں کے حضرت ﷺ کے اصحاب سے۔

فائدہ: یعنی جو مشہور ہوئے ساتھ یاد کرنے قرآن کے اور درپے ہونے کے واسطے تعلیم اس کی کے اور سلف کی عرف میں اس شخص کو بھی قاری بولا جاتا ہے جو قرآن میں بوجھ حاصل کرے۔

٤٦١٥ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ ذَكَرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خُذُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَالِمٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَّأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ.

۴۶۱۵۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یاد کیا سو کہا کہ میں ہمیشہ اس سے محبت رکھتا ہوں میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ سیکھو قرآن کو چار شخصوں سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور سالم رضی اللہ عنہ سے اور معاذ رضی اللہ عنہ سے اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: سالم رضی اللہ عنہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے اور معاذ رضی اللہ عنہ وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں اور پہلے دو مہاجرین میں سے ہیں اور پچھلے دو انصار میں سے اور مستفاد ہوتی ہے اس سے محبت رکھنی اس شخص سے کہ ہو ماہر قرآن میں اور یہ کہ پہلے ذکر کرنا ایک مرد کا اس کے غیر سے ایک کام میں کہ اس میں اس کا غیر اس کو شریک ہو دلالت کرتا ہے اوپر متقدم ہونے اس کے کی بیچ اس کے اور باقی شرح اس کی پہلے گزر چکی ہے۔ کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ ارادہ کیا ہو حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے خبر دینے کا ساتھ اس چیز کے کہ ہو بعد آپ کے یعنی یہ چاروں باقی رہیں گے یہاں تک کہ اکیلے ہوں گے ساتھ اس کے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ نہیں اکیلے ہوئے وہ ساتھ اس کے بلکہ جن لوگوں نے مہارت پیدا کی بیچ تجوید وقرأت کے بعد زمانے حضرت ﷺ کے وہ کئی گنا زیادہ ہیں ان چاروں سے جو مذکور ہوئے اور البتہ شہید ہوا سالم رضی اللہ عنہ غلام آزاد ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بعد حضرت ﷺ کے یمامہ کی لڑائی میں جو مسیلمہ کذاب سے ہوئی اور فوت ہوئے معاذ رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور فوت ہوئے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیچ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور پیچھے رہے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ختم ہوئی ان کی طرف ریاست قرأت کی اور ان کے بعد بہت زمانہ جیتے رہے سو ظاہر یہ ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ سیکھنے کے ان سے اس وقت میں کہ صادر ہوا یہ قول بیچ اس کے اور نہیں لازم آتا اس سے یہ کہ نہ ہو کوئی اس وقت میں جو شریک ہو ان کو بیچ ضبط کرنے قرآن کے بلکہ اصحاب کی ایک جماعت کو ان کے برابر بلکہ ان سے بھی زیادہ یاد تھا اور غزوہ بئر معونہ میں پہلے گزر چکا ہے کہ جو وہاں اصحاب مارے گئے ان کو قاری کہا جاتا تھا وہ ستر مرد تھے۔

٤٦١٦ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيْقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ خَطَبَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَّسَبْعِيْنَ سُوْرَةً وَّاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ مِنْ أَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَمَا أَنَا بِخَيْرِهِمْ قَالَ شَقِيْقٌ فَجَلَسْتُ فِي الْحِلَقِ أَسْمَعُ مَا يَقُوْلُوْنَ فَمَا سَمِعْتُ رَادًّا يَقُوْلُ غَيْرَ ذٰلِكَ.

۴۶۱۶۔ حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہم پر خطبہ پڑھا سو کہا قسم ہے اللہ کی کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے چند اور ستر سورتیں سیکھیں اور قسم ہے اللہ کی البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو معلوم ہے کہ میں ان میں اللہ کی کتاب کو زیادہ تر جانتا ہوں اور میں ان میں بہتر نہیں ہوں فضیلت میں، کہا شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے سو میں حلقے میں بیٹھا سنتا جو لوگ کہتے ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول میں سو میں نے نہیں سنا کسی رد کرنے والے کو کہ اس کے سوائے اور کچھ کہتا ہوں۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے چند اور ستر سورتیں سیکھیں تو ایک روایت میں ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کا سبب یہ مذکور ہے کہ جب حکم کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ساتھ بدل ڈالنے قرآنوں کے تو یہ بات ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بری معلوم ہوئی سو کہا کہ میں چھوڑ دوں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ اور ایک روایت میں ہے کہا کہ میں اپنے قرآن کی خیانت کرنے والا ہوں سو جس سے ہو سکے کہ اپنے قرآن میں خیانت کرے تو چاہیے کہ کرے اور ابو میسرہ سے روایت ہے کہ میں صبح کو گیا تو اچانک میں نے اشعری اور حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اپنے قرآن کو نہیں چھوڑوں گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پڑھایا اور یہ جو کہا کہ میں ان میں کتاب اللہ کو زیادہ جانتا ہوں تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر میں جانتا کہ کوئی مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو میں اس کی طرف کوچ کرتا اور یہ حدیث نہیں نفی کرتی اثبات مساوات کو اس واسطے کہ اس نے نفی اعلمیت کی کی ہے اور نہیں نفی کی مساوات کی اور یہ جو کہا کہ میں ان میں بہتر نہیں ہوں تو مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ زیادتی بیچ ایک صفت کی فضیلت کی صفتوں میں سے نہیں تقاضا کرتی ہے فضیلت مطلق کو پس قرآن کو زیادہ جاننا نہیں مستلزم ہے مطلق زیادہ تر جاننے کو بلکہ احتمال ہے کہ اس کے سوائے اور کوئی اس سے زیادہ عالم ہو اور علموں میں اسی واسطے کہا کہ میں ان میں بہتر نہیں ہوں اور یہ جو کہا کہ میں نے نہیں سنا کسی رد کرنے والے کو کہ اس کے سوائے کچھ کہتا ہو یعنی نہیں سنا میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کسی مخالف سے کہ اس کے سوائے اور کچھ کہے یا مراد وہ شخص ہے کہ اس کے اس قول کو رد کرے اور واقع ہوا ہے بیچ روایت مسلم کے کہ کہا شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے حلقے میں بیٹھا سو میں نے نہیں سنا کہ کسی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کو رد کیا ہو یا عیب کیا ہو اور مراد

اصحاب محمد ﷺ سے فقط وہی اصحاب ہیں جو کوفے میں تھے اور نہیں معارض ہے اس کو وہ چیز جو روایت کی ہے ابن داؤد نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث باب کے اور اس میں ہے کہا زہری نے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کو بہت اصحاب نے برا جانا اس واسطے کہ یہ محمول ہے اس پر کہ جن لوگوں نے ان کے اس قول کو برا جانا تھا وہ اور اصحاب تھے سوائے ان کے جن کو شقیق رحمہ اللہ نے کوفے میں دیکھا اور مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ساتھ خیانت کرنے قرآن کے چھپانا اس کا ہے اور پوشیدہ کرنا اس کا تا کہ نہ نکلے سو معدوم ہو اور تھی رائے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی برخلاف رائے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور ان کے موافقوں کے اوپر بند کرنے قرآن کے ایک قرأت پر اور چھوڑ دینے اس چیز کے کہ سوائے اس کے ہے یا ان کو ایک قرأت پر اقتصار کرنے سے انکار نہ تھا واسطے اس چیز کے کہ عدم اقتصار میں ہے اختلاف سے بلکہ ان کا ارادہ یہ تھا کہ انہیں کی قرأت معتبر ہو اس کے سوائے اور قرأت معتبر نہ ہو اس واسطے کہ ان کے لیے زیادتی ہے بیچ اس کے جو اس کے غیر کے واسطے نہیں جیسا کہ لیا جاتا ہے یہ ظاہر اس کی کلام سے سو جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بات فوت ہوئی اور ان کی رائے میں آیا کہ فقط زید رضی اللہ عنہ کی قرأت پر اقتصار کرنا ترجیح بلا مرجح ہے نزدیک ان کے تو بدستور رہے اپنی قرأت پر علاوہ اس کے ابن ابی داؤد نے باب باندھا ہے باب ہے بیچ بیان راضی ہونے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ فعل عثمان رضی اللہ عنہ لیکن نہیں وارد کی اس نے وہ چیز کہ ترجمہ کے صریح مطابق ہو۔ (فتح)

٤٦١٧ - حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا بِحِمْصَ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُوْرَةَ يُوْسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مَا هٰكَذَا أُنْزِلَتْ قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحْسَنْتَ وَوَجَدَ مِنْهُ رِيْحَ الْخَمْرِ فَقَالَ أَتَجْمَعُ أَنْ تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ.

۴۶۱۷۔ حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم شہر حمص میں تھے سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ یوسف پڑھی تو ایک مرد نے کہا کہ اس طرح نہیں اتری، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ پر پڑھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے خوب پڑھی اور اس سے شراب کی بو پائی سو کہا کیا تو جمع کرتا ہے یہ کہ قرآن کو جھٹلا دے اور شراب کو پیئے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو حد ماری۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو حد ماری تو کہا نووی رحمہ اللہ نے یہ محمول ہے اس پر کہ تھی واسطے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ولایت اقامت حد کی بطور نائب ہونے کے امام کی طرف سے یا بطور عموم کے یا بطور خصوص کے اور محمول ہے اس پر کہ اقرار کیا اس مرد نے ساتھ پینے اس کے عذر کے بغیر نہیں تو نہیں واجب ہے حد ساتھ مجرد بو اس کی کے اور اس پر کہ جھٹلانا اس کا قرآن کو تھا ساتھ انکار بعض اس کے بوجہ بے علمی کے یعنی اس کو اس

کا علم نہ تھا اس واسطے کہ اگر اس کو حقیقتا جھٹلاتا تو کافر ہو جاتا کہ اتفاق ہے اس پر کہ جو انکار کرے ایک حرف کو جس پر اجماع ہو چکا ہے قرآن سے تو کافر ہو جاتا ہے انتہی۔ اور احتمال اول کھرا ہے اور نیز احتمال ہے کہ ہو قول اس کا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو حد ماری یعنی اس کو حاکم کے پاس لے گئے تو اس نے اس کو حد ماری سو منسوب کیا حد کو طرف ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بطور مجاز کے واسطے ہونے ان کے کی سبب بیچ اس کے اور کہا قرطبی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قائم کی اس پر حد اس واسطے کہ حاکم نے اس کو اس کا اختیار دیا تھا یا انہوں نے دیکھا کہ وہ قائم ہوئے امام کی طرف سے ساتھ واجب کے اور یا اس واسطے کہ وہ اس زمانے میں کوفے کے حاکم تھے کہ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کوفے کے حاکم رہے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتدا میں بھی، انتہی۔ اور احتمال دوسرا باوجہ ہے اور اخیر احتمال میں غفلت ہے اس چیز سے کہ حدیث کے اول میں ہے کہ یہ واقعہ حمص میں ہوا اور نہیں حاکم ہوئے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اس میں جہاد کرنے کے وقت داخل ہوئے تھے اور یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تھا اور بہر حال جواب دوسرا نووی رحمۃ اللہ علیہ کا بوسے سو رد کرتی ہے اس کو نقل ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ تھے وہ واجب جانتے وجوب حد کو ساتھ مجرد پائی جانے بو کے اور البتہ واقع ہوا ہے مثل اس کی واسطے عثمان رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے ولید بن عقبہ کے اور واقع ہوا ہے نزدیک اسماعیلی کے پیچھے اس حدیث کے علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر اس بات سے انکار کیا کہ اس نے ایک مرد کو مجرد بو کے پانے سے حد ماری جب کہ نہ اقرار کیا اس نے اور نہ اس پر کوئی گواہ گزرا، کہا قرطبی نے اس حدیث میں حجت ہے اس پر جو منع کرتا ہے واجب ہونے حد کے کو ساتھ مجرد بو کے مانند حنفیوں کے اور حالانکہ قائل ہوئے ہیں ساتھ اس کے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور یاران کے اور ایک جماعت اہل حجاز سے، میں نے کہا اور اس مسئلے میں اختلاف مشہور ہے اور واسطے مانع کے ہے یہ کہ کہے کہ جب احتمال ہے کہ اس نے اقرار کیا ہو تو ساقط ہوا استدلال کرنا ساتھ اس کے اور جب حکایت کیا موفق نے مغنی میں اختلاف کو بیچ واجب ہونے حد کے ساتھ مجرد پانے بو کے تو اختیار کیا اس نے کہ نہ مارا جائے حد ساتھ مجرد بو کے بلکہ ضروری ہے کہ اس کے ساتھ کوئی قرینہ ہو جیسے پایا جائے مست یا قے کرتا ہو اس کو اور مانند اس کی ہے کہ پائی جائے ایک جماعت جو مشہور ہوں ساتھ گناہ کرنے کے اور پایا جائے ساتھ ان کے شراب اور ان میں کسی ایک سے شراب کی بو پائی جائے اور حکایت کی ہے ابن منذر نے بعض سلف سے کہ جو شخص کہ واجب ہوتی ہے اس پر حد ساتھ مجرد بو کے وہ شخص وہ ہے کہ ہو مشہور ساتھ پینے شراب کے اور کہا گیا ہے مثل اس تفصیل کے اس شخص کے حق میں جو شک کرے اور حالانکہ وہ نماز میں ہو کہ کیا اس سے ہوا نکلی یا نہیں سو اگر اس کے ساتھ بو بھی پائی جائے تو دلالت کرے گا یہ اوپر ٹوٹ جانے وضو کے سو وضو کرے اور اگر نماز میں ہو تو چاہیے کہ پھرے اور جو وارد ہوا ہے کہ شک سے وضو نہیں جاتا تو یہ محمول ہے اس پر جب کہ صرف ظن ہو کوئی قرینہ نہ ہو اور اس کی بحث حدود میں آئے گی انشاء

اللہ تعالیٰ اور نووی رحمۃ اللہ علیہ کا تیسرا جواب بھی کھرا ہے لیکن احتمال ہے کہ نہ دیکھتے ہوں ابن مسعود رضی اللہ عنہ مؤاخذہ ساتھ اس کلام کے کہ صادر ہوتی ہے مست سے نشے کی حالت میں، کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ اس مرد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو جھٹلایا ہو اور قرآن کو نہ جھٹلایا ہو اور یہی ظاہر ہوتا ہے اس کے قول سے کہ اس طرح نہیں اتری کہ ظاہر اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ثابت کیا اس نے اترنے اس کے کو اور انکار کیا اس کیفیت سے کہ وارد کیا اس کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور کہا اس مرد نے یہ یا بے علمی سے یا کم یاد رکھنے سے یا نہ ثابت ہونے سے کہ باعث ہوا اس کو اوپر اس کے نشہ اور باقی بحث اس کی کتاب الطلاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۶۱۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ مَا أُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ أَيْنَ أُنْزِلَتْ وَلَا أُنْزِلَتْ آيَةٌ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ فِيْمَ أُنْزِلَتْ وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تُبَلِّغُهُ الْإِبِلُ لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ.

۴۶۱۸۔ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں کہ نہیں کوئی سورت کتاب اللہ میں سے مگر کہ میں جانتا ہوں کہ کہاں اتری اور نہیں اتاری گئی کوئی آیت کتاب اللہ میں سے مگر کہ میں جانتا ہوں کہ کس چیز کے حق میں اتری اور اگر میں جانتا کہ کوئی قرآن کو مجھ سے زیادہ تر جانتا ہے جس کے پاس اونٹ پہنچیں تو البتہ میں اس کی طرف سوار ہو جاتا۔

فائدہ: یہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے ساتھ قرآنوں کے جو کیا تو کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے الخ اور یہ جو کہا کہ البتہ میں اس کی طرف سوار ہو کر جاتا تو ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ اگر میں کسی کو جانتا جس کی طرف مجھ کو اونٹ پہنچا سکیں کہ وہ قریب تر ہے زمانے میں ساتھ دور اخیر کے مجھ سے تو میں تکلیف اٹھا کر اس کے پاس پہنچتا اور شاید کہ احتراز کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ساتھ قول اپنے کے کہ مجھ کو اونٹ اس کی طرف پہنچائیں اس شخص سے جو سواریوں پر اس کے پاس نہ پہنچ سکے یا تو اس واسطے کہ سوار ہوتے تھے وہ دریا میں پس قید کی ساتھ خشکی کے یا اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ کوئی آدمی ان سے اس بات میں زیادہ نہیں پس احتراز کیا آسمان کے رہنے والوں سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے آدمی کے کہ یاد کرے اپنے آپ کو ساتھ اس چیز کے کہ اس میں فضیلت ہے بقدر حاجت کے اور جو اس کی مذمت میں وارد ہوا ہے تو محمول ہے اس شخص کے حق میں کہ واقع ہوا یہ اس سے بطور فخر اور خود پسندی کے۔ (فتح)

۴۶۱۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا

۴۶۱۹۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے انس

هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِّنَ الْأَنْصَارِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَّمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّأَبُوْ زَيْدٍ تَابَعَهُ الْفَضْلُ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ.

بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کس نے سارے قرآن کو زبانی حفظ کیا تھا ؟ کہا چار شخصوں نے سب انصار میں سے ہیں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اور ابو زید رضی اللہ عنہ نے ، متابعت کی اس کی فضل نے حسین سے اس نے ثمامہ سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے سعید بن ابی عروبہ کے طریق سے اس نے روایت کی ہے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے اول میں کہ فخر کیا ایک دوسرے پر دونوں گروہ اَوس اور خزرج نے سو اَوس نے کہا کہ ہم میں سے چار شخص ہیں ایک وہ شخص ہے جس کے واسطے عرش نے جنبش کیا یعنی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور ایک وہ شخص ہے جس کی گواہی دو گواہوں کے برابر گنی گئی اور وہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک وہ شخص ہے جس کو فرشتوں نے نہلایا اور وہ حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ ہے اور ایک وہ شخص ہے جس کو شہد کی مکھیوں نے کافروں سے بچایا اور وہ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ ہے تو خزرج نے کہا کہ ہم میں سے چار شخص ہیں جنہوں نے قرآن کو جمع کیا یعنی ہر ایک کو سارا قرآن زبانی یاد تھا ان کے سوائے اوروں کو یاد نہ تھا اور ابو زید انس کا چچا ہے اور اس کا نام قیس ہے اور جائز رکھا ہے میں نے مناقب میں کہ نہ ہو واسطے قول انس رضی اللہ عنہ کے اربعہ مفہوم میں لیکن روایت سعید کی جس کو میں نے اب ذکر کیا ہے صریح ہے حصر میں یعنی ان چاروں کے سوائے اور کسی کو سارا قرآن یاد نہ تھا اور باوجود اس کے احتمال ہے کہ مراد انس رضی اللہ عنہ کی یہ ہو کہ ان کے سوا اور لوگوں کو یاد نہ تھا یعنی قبیلہ اَوس میں سے ساتھ قرینے مفاخرہ مذکورہ کے کہ ایک نے دوسرے پر فخر کیا اور نہیں مراد ہے انس رضی اللہ عنہ کی نفی کرنی اس کی مہاجرین سے یعنی انس رضی اللہ عنہ کی یہ مراد نہیں کہ مہاجرین میں بھی قرآن کا کوئی حافظ نہیں تھا اور قاضی ابو بکر باقلانی وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے کئی جواب دیئے ہیں اول یہ کہ نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اس کے سو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے سوائے اور کسی کو سارا قرآن حفظ نہ ہو، دوم یہ کہ مراد یہ ہے کہ نہیں جمع کیا اس کو کسی نے اوپر تمام وجہوں اور قرأتوں کے جن کے ساتھ قرآن اترا مگر انہیں چار شخصوں نے ، سوم یہ کہ نہیں جمع کیا اس چیز کو کہ منسوخ ہوئی اس سے بعد تلاوت کے اور جو منسوخ نہیں ہوئے مگر انہیں چاروں نے اور یہ دوسرے جواب کے قریب ہے، چہارم یہ کہ مراد ساتھ جمع کرنے اس کے سیکھنا اس کا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے بغیر واسطہ کے برخلاف غیر ان کے کی اس واسطے کہ احتمال ہے کہ بعض قرآن واسطے سے سیکھا گیا ہو، پنجم یہ کہ درپے ہوئے وہ واسطے سکھلانے اس کے کی اور تعلیم اس کی کے پس مشہور ہوئے ساتھ اس کے اور پوشیدہ رہا

حال غیر ان کے کا اس شخص سے کہ پہچانے حال ان کے کو پس حصر کیا اس نے اس کو بیچ ان کے موافق علم اپنے کے اور حالانکہ درحقیقت اس طرح نہیں یا سبب بیچ چھپانے ان کے کی یہ ہے کہ ڈرے وہ آفت ریا اور خود پسندی کے سے اور نڈر ہوئے اس سے جنہوں نے اس کو ظاہر کیا۔ چھٹی یہ کہ مراد ساتھ جمع کے لکھنا ہے تو اس سے اس کی نفی نہیں آتی کہ ان کے سوائے اور لوگوں کو زبانی یاد ہو۔ ساتویں یہ کہ مراد یہ ہو کہ نہیں تصریح کی ہے کسی نے کامل کیا ہے اس نے حفظ اس کے کو بیچ زمانے حضرت ﷺ مگر انہیں چار شخصوں نے برخلاف غیر ان کے کہ نہیں تصریح کی کسی نے ساتھ اس کے اس واسطے کہ نہیں حفظ کیا اس کو کسی نے مگر نزدیک وفات حضرت ﷺ کے اور ان میں سے اکثر احتمالوں میں تکلف ہے اور اشارہ کیا ہے میں نے اس سے پہلے طرف اور احتمال کے اور وہ یہ ہے کہ مراد ثابت کرنا اس کا ہے واسطے خزرج کے فقط سوائے اَوس کے تو نہیں نفی آتی اس سے ان لوگوں کی جو ان دونوں قبیلوں کے سوائے ہیں مہاجرین سے اور جو ان کے بعد پیدا ہوئے اور جو ظاہر ہوتا ہے بہت حدیثوں سے یہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کے زمانے میں سارا قرآن زبانی یاد تھا اور اسی طرح پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی سارا قرآن زبانی حفظ تھا موافق ترتیب نزول کے اور اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی سارا قرآن یاد تھا روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور اگلی حدیث میں گزر چکا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور سالم رضی اللہ عنہ کو بھی سارا قرآن زبانی حفظ تھا اور یہ سب مہاجرین میں سے ہیں اور ذکر کیا ہے ابو عبید نے قاریوں کو حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے سو گنا اس نے مہاجرین میں سے چاروں خلیفوں کو اور طلحہ رضی اللہ عنہ کو اور سعید کو اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اور سالم رضی اللہ عنہ کو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اور عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کو اور عبادلہ کو اور عورتوں میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو لیکن ان میں بعض نے اس کو حضرت ﷺ کے بعد کامل کیا ہے پس نہ وارد ہوگا یہ اس حصر پر جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے اور نیز گنا ہے ابن ابی داؤد نے مہاجرین میں سے تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ کو اور عقبہ رضی اللہ عنہ کو اور انصار میں سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو اور معاذ رضی اللہ عنہ کو جس کی کنیت ابو حلیمہ ہے اور مجمع بن حارثہ کو اور فضالہ بن عبید کو اور مسلمہ بن مخلد وغیرہ کو اور تصریح کی ہے کہ بعض نے اس کو حضرت ﷺ کے بعد حفظ کیا ہے اور اسی طرح ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی سارا قرآن یاد تھا اور اسی طرح عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو بھی سارا قرآن یاد تھا۔ (فتح)

۴۶۲۰ ۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِي ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ وَثُمَامَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَجْمَعِ الْقُرْاٰنَ

۴۶۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فوت ہوئے اور حالانکہ چار شخصوں کے سوا کسی نے سارے قرآن کو زبانی یاد نہ کیا تھا یعنی سوائے ابو درداء رضی اللہ عنہ کے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اور ابو

غَيْرُ أَرْبَعَةٍ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّأَبُو زَيْدٍ قَالَ وَنَحْنُ وَرِثْنَاهُ. زید رضی اللہ عنہ کے، کہا انس رضی اللہ عنہ نے اور ہم اس کے وارث ہوئے یعنی ابوزید رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: یہ حدیث پہلی حدیث کو دو وجہ سے مخالف ہے ایک تصریح ہے ساتھ صیغہ حصر کے چار میں دوسرے یہ کہ اس میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بدلے ابو درداء رضی اللہ عنہ واقع ہوا ہے سو پہلی مخالفت کا جواب تو کئی وجہ سے گزر چکا ہے کہا مازری نے کہ نہیں آتا قول انس رضی اللہ عنہ کے سے کہ ان چاروں کے سوائے اور کسی کو سارا قرآن یاد نہ تھا کہ نفس الامر میں اسی طرح واقع ہوا اس واسطے کہ تقدیر یہ ہے کہ اس کو معلوم نہیں کہ ان کے سوا کسی نے اس کو یاد کیا ہو نہیں تو کس طرح ممکن ہے احاطہ کرنا ساتھ اس کے باوجود بہت ہونے اصحاب کے اور پھیل جانے ان کے شہروں میں اور یہ نہیں ہوتا مگر یہ کہ ان میں ہر ہر ایک کو الگ الگ ملا ہو اور اس نے اس کو اپنے حال سے خبر دی ہو کہ نہیں کامل ہوا واسطے اس کے یاد کرنا سارے قرآن کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور یہ عادت میں نہایت بعید ہے اور جب ہوا مرجع اس کا اس کے علم کی طرف تو نہ لازم آیا کہ واقع میں بھی اسی طرح ہو کہا اس نے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس قول انس رضی اللہ عنہ کے ملحدوں کی ایک جماعت نے اور نہیں ہے سند واسطے ان کے بیچ اس کے اس واسطے کہ ہم نہیں مانتے کہ وہ ظاہر پر محمول ہے ہم نے مانا لیکن کہاں سے ثابت ہوسکتا ہے واسطے ان کے یہ کہ حقیقت میں بھی اسی طرح ہو ہم نے مانا کہ جم غفیر میں سے ہر ایک کو سارا قرآن یاد نہ تھا لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کل جم غفیر کو سارا قرآن یاد نہ ہو اور نہیں شرط تواتر کی یہ کہ ہر فرد کو سارا قرآن یاد ہو بلکہ جب کل کو کل قرآن یاد ہو اگرچہ بطور منقسم ہونے کے ہو تو کافی ہے اور استدلال کیا ہے اس پر قرطبی نے ساتھ بعض اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے کہ جنگ یمامہ کے دن ستر قاری مارے گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بئر معونہ میں اسی قدر مارے گئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے انس رضی اللہ عنہ نے ان چاروں کو ساتھ ذکر کے واسطے سخت ہونے تعلق کے ساتھ ان کے یا اس واسطے کہ وہی اس کے ذہن میں تھے سوائے غیر ان کے کی اور لیکن دوسری وجہ مخالفت کی سو کہا اسماعیلی نے کہ یہ دونوں حدیثیں آپس میں مخالف ہیں اور نہیں جائز کہ ہوں صحیح میں باوجود مخالف ہونے ان کے کی اور جزم کیا ہے بیہقی نے کہ ذکر ابو درداء رضی اللہ عنہ کا اس حدیث میں وہم ہے اور ٹھیک اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ ہے لیکن نہیں برابر ہے یہ حدیث قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کو جو اس سے پہلے ہے اور ترجیح دیتی ہے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی بیچ ذکر اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے اور وہ خاتمہ ہے باب کی حدیثوں کا اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ روایت کرنے کے طرف اس بات کے واسطے تصریح کرنے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ترجیح دینے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے قرأت میں اس کے غیر پر اور احتمال ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث دو بار دو وقتوں میں بیان کی ہو ایک بار اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا ہو اور ایک بار اس کے بدلے ابو درداء رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا ہو اور کہا کرمانی نے شاید سامع اس کا اعتقاد کرتا تھا کہ ان چاروں نے قرآن کو یاد نہیں کیا اور ابو درداء رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں

سے تھے جو قرآن کے حافظ تھے تو کہا انس رضی اللہ عنہ نے یہ واسطے رد کرنے کے اوپر اس کے اور لائے ساتھ صیغے حصر کے واسطے ادعا اور مبالغہ کے اور نہیں لازم آتی اس سے نفی غیر ان کے سے بطور حقیقت کے اور یہ جو کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ہم اس کے وارث ہوئے یعنی جب کہ وہ مر گیا اس واسطے کہ اس کی اولاد نہ تھی۔ (فتح)

٤٦٢١ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ أُبَيٌّ أَقْرَؤُنَا وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ لَّحَنِ أُبَيٍّ وَأُبَيٌّ يَقُوْلُ أَخَذْتُهُ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَتْرُكُهُ لِشَيْءٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا﴾.

۴۶۲۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ ہم سب میں زیادہ تر حکم کرنے والے علی رضی اللہ عنہ ہیں اور زیادہ تر قاری قرآن کے ہم میں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور البتہ ہم چھوڑتے ہیں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے قول سے اور اُبی رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ میں نے قرآن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے سیکھا ہے سو میں اس کو کسی چیز کے واسطے نہیں چھوڑوں گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو منسوخ کرتے ہیں ہم آیتوں سے یا بھلاتے ہیں اس کو تو لاتے ہیں بہتر اس سے یا مانند اس کے۔

فائدہ: اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جو چیز قرآن کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے سیکھی تھی اس کو چھوڑتے نہیں تھے اگرچہ کوئی غیر ان کو خبر دیتا کہ اس کی تلاوت منسوخ ہوئی اس واسطے کہ جب اس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سنا تو حاصل ہوا اس کو یقین ساتھ اس کے سو نہ دور ہوگا وہ اس سے ساتھ خبر دینے کسی غیر کے کہ منسوخ ہوئی تلاوت اس کی اور البتہ استدلال کیا اس پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ساتھ آیت کے جو دلالت کرتی ہے اوپر نسخ کے اور یہ زیادہ تر ظاہر دلیل ہے اوپر اس کے اور باقی شرح اس کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

اَلْحَمدُ لِلّٰہ کہ صحیح بخاری کے بیسویں پارے کا ترجمہ تمام ہوا وما توفیقی الا باللّٰہ.

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَهٰذِهٖ تَرْجَمَةٌ لِلْجُزْءِ الْوَاحِدِ وَعِشْرِيْنَ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَفَّقَنَا اللّٰهُ لِانْتِهَآئِهٖ كَمَا وَفَّقَنَا لِابْتِدَآئِهٖ.

بَابُ فَضْلِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

٤٦٢٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ فَدَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ كُنْتُ أُصَلِّيْ قَالَ أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ ﴿اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ قُلْتَ لَأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ أُوْتِيْتُهٗ.

باب ہے سورۂ فاتحہ کی فضیلت میں۔

۴۶۲۲۔ حدیث بیان کی ہم سے علی بن عبداللہ نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ بن سعید نے کہا اس نے کہ حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے خبیب نے حفص بن عاصم سے اس نے روایت کی سعید بن معلٰی سے اس نے کہا کہ میں نماز پڑھتا تھا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو بلایا میں نے آپ کو جواب نہ دیا یعنی اور جب میں نماز سے فارغ ہوا تو میں نے کہا یا حضرت! میں نماز پڑھتا تھا یعنی اس واسطے میں نے آپ کو جواب نہیں دیا حضرت ﷺ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ حکم قبول کرو اللہ کا اور رسول کا جب کہ تم کو بلائے پھر فرمایا کیا میں تجھ کو ایک سورت نہ سکھلاؤ جو قرآن کی سب سورتوں سے بڑی ہے پہلے اس سے کہ تو مسجد سے نکلے پھر حضرت ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا پھر جب ہم نے مسجد سے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ البتہ میں تجھ کو ایک سورت سکھلاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے بڑی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ الحمد ہے جس کا نام سبع مثانی ہے اور قرآن عظیم ہے جو مجھ کو ملی۔

فائدہ: اور مراد ساتھ بڑی ہونے کے بڑا ہونا قدر ثواب کا ہے جو حاصل ہوتا ہے اس کے پڑھنے پر اگرچہ اس کے

سوا اور سورتیں اسی سے زیادہ تر دراز ہیں اور یہ واسطے اس چیز کے ہے کہ شامل ہے اس کو فاتحہ معنون سے جو اس کے واسطے مناسب ہیں اور باقی شرح اس کی پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

٤٦٢٣ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا فِي مَسِيْرٍ لَنَا فَنَزَلْنَا فَجَآءَتْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيْمٌ وَّإِنَّ نَفَرَنَا غَيْبٌ فَهَلْ مِنكُمْ رَاقٍ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مَّا كُنَّا نَأْبُنُهُ بِرُقْيَةٍ فَرَقَاهُ فَبَرَأَ فَأَمَرَ لَهُ بِثَلَاثِيْنَ شَاةً وَّسَقَانَا لَبَنًا فَلَمَّا رَجَعَ قُلْنَا لَهُ أَكُنْتَ تُحْسِنُ رُقْيَةً أَوْ كُنْتَ تَرْقِي قَالَ لَا مَا رَقَيْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْكِتَابِ قُلْنَا لَا تُحْدِثُوْا شَيْئًا حَتّٰى نَأْتِيَ أَوْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَكَرْنَاهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَمَا كَانَ يُدْرِيْهِ أَنَّهَا رُقْيَةٌ اِقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ بِسَهْمٍ وَقَالَ أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ حَدَّثَنِيْ مَعْبَدُ بْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ بِهٰذَا.

۴۶۲۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں تھے سو ہم اترے سو ایک لونڈی آئی تو اس نے کہا کہ اس قوم کا سردا کاٹا گیا یعنی اس کو سانپ نے کاٹا اور ہمارے مرد موجود نہیں کہ اس کا علاج کریں سو کیا تم میں سے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے تو ایک مرد اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور ہم اس کو منتر پڑھنے کی تہمت نہ دیتے تھے یعنی ہم جانتے تھے کہ اس کو منتر نہیں آتا سو اس نے اس کو جھاڑ پھونک کیا اور وہ اچھا ہو گیا تو اس نے اس کے واسطے تیس بکریوں کے دینے کا حکم دیا یعنی اس کو تیس بکریاں دی گئیں اور اس نے ہم کو دودھ پلایا پھر جب وہ پھرا تو ہم نے اس سے پوچھا کہ کیا تو منتر خوب جانتا تھا یا کہا کیا جھاڑ پھونک جانتا تھا اس نے کہا نہیں اور نہیں جھاڑ پھونک کی میں نے مگر سورۂ فاتحہ سے ہم نے کہا کوئی نئی چیز نہ نکالو یعنی اس اجرت کی اباحت اور کراہت میں یہاں تک کہ ہم پہنچیں یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں پھر جب ہم مدینے میں آئے تو ہم نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کیا معلوم تھا کہ وہ منتر کیا ہے بکریوں کو آپس میں بانٹ لو اور میرا حصہ بھی نکالو، کہا ابو معمر نے حدیث بیان کی ہم سے عبدالوارث نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے محمد نے الخ یعنی سماع ہشام کا محمد سے اور محمد کا معبد سے ثابت ہے جو پہلی سند میں مذکور نہ تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اجارہ میں گزر چکی ہے اور اس کی دلالت ظاہر ہے اوپر فضیلت فاتحہ کے کہا قرطبی نے کہ

کرنے اس کے سے ساتھ سچ بولنے کے بیچ قول اپنے کے کہ اس نے تجھ سے کہا تو استدراک کیا نفی صدق کو اس سے ساتھ صیغہ مبالغہ کے اور معنی یہ ہیں کہ اس نے تجھ سے اس بات میں سچ بولا باوجود اس کے کہ اس کی عادت ہمیشہ جھوٹ بولنا ہے اور یہ جو کہا کہ یہ شیطان ہے تو واقع ہوا ہے وکالت میں بیچ اس جگہ کے ذاک الشیطان ساتھ لام کے اور لام اس میں واسطے جنس کے ہے یا عہد ذہنی ہے اس واسطے کہ وارد ہوا ہے کہ ہر آدمی کے واسطے شیطان ہے جو اس کے ساتھ مقرر کیا گیا ہے یا لام بدل ہے ضمیر سے۔ گویا کہ کہا کہ یہ تیرا شیطان ہے یا مراد وہ شیطان جو دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ تیرے پاس شیطان نہیں آئے گا اور کہا طیبی نے کہ قول اس کا کہ تیرے نزدیک شیطان نہیں آئے گا مطلق ہے شائع ہے اس کے جنس میں اور دوسرا ایک فرد ہے اس جنس کے افراد میں سے اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے جو کہ نماز کے باب میں گزر چکا ہے کہ باز رہے حضرت ﷺ شیطان کے پکڑنے سے بسبب دعا سلیمان علیہ السلام کے کہ انہوں نے کہا کہ الٰہی! دے مجھ کو ایسی بادشاہی کہ میرے بعد پھر ایسی کسی کو نہ ملے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تابع کیا واسطے اس کے ہوا کو پھر فرمایا اور جنوں کو اور باب کی حدیث میں ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے شیطان کو پکڑا جس کو دیکھا اور چاہا کہ اس کو حضرت ﷺ کے پاس پکڑ کر لے جائے اور جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد وہ شیطان ہے جس کے باندھنے کا حضرت ﷺ نے ارادہ کیا اور وہ سردار ہے سب شیطانوں کا کہ لازم آتا ہے اس کے قابو کرنے سے قابو کرنا سب شیطانوں کا تو متشابہ ہوگا یہ اس وقت اس چیز کو کہ حاصل ہوئی واسطے سلیمان علیہ السلام کے تابع ہونے شیطانوں کے سے اور باندھنے ان کے سے اور مراد ساتھ شیطان کے باب کی حدیث میں یا خاص شیطان اس کا ہے جو ہر وقت اس کے ساتھ مقرر ہے اور یا کوئی اور ہے اس واسطے کہ اس کے قابو کرنے سے اور شیطانوں کا قابو ہونا لازم نہیں آتا یا جس شیطان کے باندھنے کا حضرت ﷺ نے ارادہ کیا تھا ظاہر ہوا تھا وہ واسطے آپ کے اپنی اصلی صورت میں جس پر پیدا ہوا اور اسی طرح سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں تھے اپنی اصلی صورت پر اور بہر حال جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے ظاہر ہوا تھا تو وہ آدمیوں کی صورت میں ظاہر ہوا تھا تو اس کے پکڑنے میں سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی کی مشابہت نہ تھی اور علم اللہ کے نزدیک ہے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ.

باب ہے سورۂ کہف کی فضیلت کے بیان میں۔

٤٦٢٥ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَّقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَإِلٰى جَانِبِهٖ حِصَانٌ مَّرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ وَتَدْنُوْ

۴۶۲۵۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد سورۂ کہف پڑھتا تھا اور اس کے پاس گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا تو اس کو ایک بدلی نے ڈھانک لیا تو وہ آہستہ آہستہ قریب ہونے لگی اور اس کا گھوڑا بدکنے لگا تو اس نے صبح کو یہ حال حضرت ﷺ سے کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ

وَجَعَلَ فَرَسُهٗ يَنفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ.

سکینت تھی جو قرآن پڑھنے کے سبب سے اتری۔

فائدہ: اور بہت جگہ وارد ہوا ہے لفظ سکینہ کا قرآن اور حدیث میں سے روایت کی ہے طبری وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ایک ہوا ہے کہ اس کے واسطے منہ ہے مانند منہ آدمی کے اور بعض نے کہا کہ اس کے واسطے دو سر بھی ہیں اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس کا سر بلی کے سر کی مانند ہے اور ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کی آنکھ کے واسطے روشنی ہے اور سدی سے روایت ہے کہ یہ ایک طشت ہے سونے کا بہشت میں کہ اس میں پیغمبروں کے دل دھوئے جاتے ہیں اور ابو مالک سے روایت ہے کہ وہ طشت وہی ہے کہ ڈالا اس میں موسیٰ علیہ السلام نے تختیوں اور توراۃ اور عصا کو اور وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ وہ اللہ کی روح ہے اور ضحاک سے روایت ہے کہ وہ رحمت ہے اور اسی سے روایت ہے کہ وہ اطمینان دل کا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے طبری نے اور بعض نے کہا کہ وہ طمانیت ہے اور بعض نے کہا کہ وہ وقار ہے اور بعض نے کہا کہ وہ فرشتے ہیں ذکر کیا ہے اس کو صنعانی نے اور ظاہر ہے کہ وہ محمول ہے ساتھ اشتراک کے ان سب معنوں پر جو معنی جس جگہ کے مناسب ہو گا اس پر محمول کیا جائے گا اور مناسب ساتھ حدیث باب کے پہلے معنی ہیں اور بہر حال قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فانزل اللّٰه سكينته عليه﴾ اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿هو الذى انزل السكينة فى قلوب المؤمنين﴾ سو احتمال رکھتا ہے پہلے معنی کا اور احتمال رکھتا ہے قول وہب اور ضحاک کے کا اور بہر حال قول اللہ تعالیٰ کا فیہ سکینۃ من ربکم سو احتمال ہے کہ سدی اور ابو مالک کے معنی اس میں مراد ہوں اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مختار یہ ہے کہ وہ ایک چیز ہے مخلوقات میں سے اس میں طمانیت اور رحمت ہے اور اس کے ساتھ فرشتے ہیں اور یہ جو کہا کہ ایک مرد سورۂ کہف پڑھتا تھا تو بعض نے کہا کہ وہ اُسید بن حضیر صحابی ہے چنانچہ خود اس کی حدیث تین باب کے بعد آئے گی لیکن اس میں ہے کہ وہ سورۂ بقرہ پڑھتا تھا اور اس میں ہے کہ سورۂ کہف پڑھتا تھا اور اس کا ظاہر تعدد ہے یعنی دو واقعہ کا ذکر ہے اور اسی طرح ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے واسطے بھی واقع ہوا ہے اور روایت کی ہے ابو داؤد نے طریق مرسل سے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا آپ نے نہیں دیکھا ثابت بن قیس کو کہ آج رات کو اس کا گھر چراغوں سے روشن رہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید اس نے سورۂ بقرہ پڑھی ہو گی پھر اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے سورۂ بقرہ پڑھی تھی اور احتمال ہے کہ اس نے دونوں سورتیں پڑھیں ہوں یا کچھ سورۂ بقرہ سے پڑھا ہو اور کچھ سورۂ کہف سے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْفَتْحِ.

باب ہے سورۂ فتح کی فضیلت میں۔

٤٦٢٦ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ

۴۶۲۶۔ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار

ثُلُثُ الْقُرْاٰنِ. ضحاک مشرقی سے مسند۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ روایت ابراہیم نخعی کی ابو سعید سے منقطع ہے اور روایت ضحاک کی اس سے متصل ہے اور ابو عبداللہ مذکور وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہے جو اس کتاب صحیح بخاری کا مصنف ہے اور شاید فربری نے خود یہ کلام اس سے نہیں سنی سوا ٹھایا اس کو ابو جعفر سے اس نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے یعنی نقل کیا ہے اس نے اس کلام کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ساتھ واسطہ ابو جعفر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کاتب تھا ان کے واسطے حدیثوں کو نقل کرتا جاتا تھا اور ہر وقت ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے حال کو خوب پہنچانتا تھا اور تھا ان لوگوں میں سے جنہوں نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بہت علم سیکھا اور البتہ ذکر کیے ہیں فربری نے ابو جعفر سے حج اور مظالم اور اعتصام میں بہت فائدے جن کو اس نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا اور لیا جاتا ہے اس کلام سے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ منقطع حدیث کو مرسل کہتا تھا اور متصل کو مسند بولتا تھا اور مشہور استعمال یہ ہے کہ مرسل اس کو کہتے ہیں کہ منسوب کرے اس کو تابعی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مسند وہ ہے کہ منسوب کرے اس کو صحابی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بشرطیکہ ظاہر اسناد کا اتصال ہو اور یہ دوسری قسم نہیں مخالف ہے اس چیز کو کہ مطلق چھوڑا اس کو مصنف نے اور یہ جو کہا کہ سورہ قل ھو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے تو حمل کیا ہے اس کو بعض علماء نے اس کے ظاہر پر سو کہا یہ وہ تہائی ہے باعتبار معنوں قرآن کے اس واسطے کہ قرآن میں تین چیزیں ہیں احکام اور اخبار اور توحید اور البتہ شامل ہے یہ سورت تیسری قسم پر سو وہ اس اعتبار سے قرآن کی تہائی ہے اور مدد لی جاتی ہے واسطے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ہے ابو عبیدہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو تین حصے کیا سو قل ھو اللہ احد کی سورت کو ایک حصہ ٹھہرایا اور کہا قرطبی نے کہ شامل ہے یہ سورت اوپر دو ناموں کے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے جو بغل گیر ہیں تمام اوصاف کمال کو کہ وہ دونوں اس کے سوا کسی سورت میں نہیں پائے گئے اور وہ احد اور صمد ہیں اس واسطے کہ وہ دونوں دلالت کرتے ہیں اور ایک ہونے ذات پاک کے جو موصوف ہے ساتھ تمام اوصاف کمال کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ احد خبر دیتا ہے ساتھ وجود خاص اس کے کی کہ نہیں شریک ہے اس میں اس کو کوئی اور صمد خبر دیتا ہے ساتھ تمام اوصاف کمال کے اس واسطے کہ اس کی طرف ختم ہوتی ہے سرداری اس کی سو ہو گا مرجع طلب کا اس سے اور طرف اس کے اور نہیں پورا ہوتا یہ اوپر وجہ تحقیق کے مگر واسطے اس شخص کے جو گھیرے تمام اوصاف کمال کو اور یہ نہیں لائق ہے مگر واسطے اللہ تعالیٰ کے سو جب شامل ہوئی یہ سورت اوپر پہچاننے ذات پاک کے تو ہوگی بہ نسبت تمام معرفت کے ساتھ صفات ذات کے اور صفات فعل کی تہائی اور محمول کیا ہے اس کو بعض نے اوپر حاصل کرنے ثواب کے سو کہا کہ اس کے تہائی قرآن ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حاصل ہوتا ہے ثواب واسطے پڑھنے والے اس کے مثل ثواب اس شخص کے جو تہائی قرآن پڑھے اور بعض کہتے ہیں کہ مثل اس کی بغیر دو گنا ہونے کے اور یہ دعویٰ ہے بغیر دلیل کے اور تائید کرتی ہے اطلاق کو جو روایت کی ہے مسلم نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مانند حدیث ابو

سعید رضی اللہ عنہ کے اور اس میں ہے کہ قل ھو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے اور نیز مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمع ہو جاؤ کہ میں تم پر تہائی قرآن پڑھوں گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور سورت قل ھو اللہ احد پڑھی پھر فرمایا کہ خبردار ہو بے شک وہ تہائی قرآن کے برابر ہے اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے سورت قل ھو اللہ احد پڑھی اس نے تہائی قرآن پڑھا اور جب یہ اپنے ظاہر پر محمول ہوا تو کیا وہ قرآن کی تہائی معین کے برابر ہے یا ہر تہائی کہ فرض کی جائے اس میں نظر ہے اور لازم آتا ہے دوسری وجہ پر کہ جو اس کو پڑھے تین بار تو ہو گا وہ مثل اس شخص کے جو کامل ختم پڑھے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جو شخص عمل کرے اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو یہ سورت اخلاص سے اور توحید سے تو ہو گا وہ مثل اس شخص کے کہ پڑھے تہائی قرآن کو اور دعویٰ کیا ہے بعض نے کہ یہ خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ جس کے حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی اور کہا ابن عبدالبر نے کہ جس نے اس حدیث کی تاویل نہیں کی خلاصی پائی اس نے اس شخص سے کہ جواب دیا اس نے ساتھ رائے کے اور اس حدیث میں ثابت کرنا فضیلت قل ھو اللہ احد کا ہے اور البتہ بعض علماء نے کہا کہ وہ مشابہ ہے کلمہ توحید کو واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے اس پر جملوں سے جو ثابت کرنے والے ہیں اور نفی کرنے والے ہیں ساتھ زیادتی تعلیل کے اور معنی نفی کے اس میں یہ ہیں کہ وہ خالق رازق ہے معبود ہے اس واسطے کہ نہیں کوئی اوپر اس کے جو اس کو منع کرے مانند باپ کے اور نہ اس کو اس میں کوئی برابر ہے مانند کفو کے اور نہ وہ شخص ہے کہ مدد کرے اس کو اوپر اس کے مثل بیٹے کے اور اس میں ڈالنا عالم کا ہے مسائل کو اپنے ساتھیوں پر اور استعمال لفظ کا غیر اس چیز میں کہ جلدی کرتا ہے فہم طرف اس کے اس واسطے کہ متبادر تہائی قرآن کے اطلاق سے یہ ہے کہ مراد تہائی سے تہائی حجم اس کی ہے جو لکھا ہوا ہے مثلاً اور البتہ ظاہر ہوا کہ یہ مراد نہیں۔

تنبیہ: روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بطور رفع کے کہ اذا زلزلت کی سورت آدھے قرآن کے برابر ہے اور سورۂ کافرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورۂ نصر بھی چوتھائی قرآن کے برابر ہے اور اسی طرح آیۃ الکرسی بھی چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الْمُعَوِّذَاتِ. باب ہے بیان میں ان سورتوں کے جن کے ابتدا میں اعوذ کا لفظ ہے یعنی پناہ مانگی گئی ساتھ ان کے۔

فائدہ: مراد معوذات سے سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس ہیں میں نے باب الوفاۃ النبویہ میں جائز رکھا تھا کہ جمع بیچ اس کے اس بنا پر ہے کہ ادنیٰ درجہ جمع کا دو ہیں پھر ظاہر ہوا اس باب کی حدیث سے کہ وہ ظاہر پر ہے اور یہ کہ مراد ساتھ معوذات کے یہ ہے کہ وہ تینوں سورتوں کو پڑھتے تھے اور ذکر سورۂ قل ھو اللہ احد کا ساتھ ان دونوں کے بطور تغلیب کے ہے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے وہ اوپر اس کے صفت رب کی سے اگرچہ اس میں صریح اعوذ کا

وَحَدَّثَنِيْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خَبَّابٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ.

دیکھا حضرت ﷺ نے فرمایا تو جانتا ہے کہ وہ بدلی کیا چیز تھی؟ انہوں نے کہا نہیں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرشتے تھے تیرے قرآن پڑھنے کی آواز سننے کو قریب ہوئے تھے اور اگر تو پڑھے جاتا تو فجر کو لوگ فرشتوں کو دیکھتے فرشتے ان سے نہ چھپتے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ وہ رات کو سورۂ بقرہ پڑھتا تھا تو ایک روایت میں ہے کہ جس حالت میں ایک سورت کو پڑھتا تھا سو جب میں اس کے اخیر تک پہنچا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اس نے جس سورت کو شروع کیا تھا اس کو ختم کیا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اس مکان میں تھا جس میں کھجوریں تھیں اور یہ جو کہا کہ پڑھ اے حضیر کے بیٹے! یعنی تجھ کو لائق تھا کہ تو بدستور اس کو پڑھے جاتا اور نہیں ہے یہ امر واسطے اس کے ساتھ پڑھنے کے بیچ حالت بیان کرنے اس حال کے اور گویا کہ حاضر کیا حضرت ﷺ نے سورت حال کو سو ہو گیا وہ گویا کہ حاضر ہے نزدیک اس کے جب کہ اس نے دیکھا جو دیکھا سو گویا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بدستور اس کو پڑھے جاتا کہ ہمیشہ رہے واسطے تیرے برکت ساتھ اترنے فرشتوں کے اور سننے ان کے کی واسطے قرأت تیری کے اور اُسید رضی اللہ عنہ نے اس کو سمجھا سو جواب دیا ساتھ عذر اپنے کے بیچ قطع کرنے قرأت کے اور وہ قول اس کا ہے کہ میں ڈرا کہ کہیں لڑکے کو کچل نہ ڈالے یعنی میں ڈرا کہ اگر میں بدستور رہا تو کہیں گھوڑا میرے لڑکے کو کچل نہ ڈالے اور دلالت کرتا ہے سیاق حدیث کا اوپر محافظت کرنے اسید کے اوپر خشوع اپنے کے اپنی نماز میں اس واسطے کہ جب اول گھوڑا بدکا تو اسی وقت اس کو ممکن تھا کہ اپنے سر کو اٹھاتا اور شاید اس کو نہی کی حدیث پہنچی ہو گی کہ نمازی نماز کی حالت میں اپنے سر کو آسمان کی طرف نہ اٹھائے سو نہ اٹھایا اس نے اپنے سر کو یہاں تک کہ سخت ہوئی ساتھ اس کے مہم اور احتمال ہے کہ اس نے نماز تمام کرنے کے بعد اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھایا ہو اسی واسطے دراز ہوا ساتھ اس کے یہی حال تین بار اور یہ جو کہا کہ فرشتے تیری آواز کو سننے کے واسطے قریب ہوئے تھے تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پڑھ اے اسید کے تجھ کو داؤد علیہ السلام کے لوگوں سے بانسری ملی اور اس زیادتی میں اشارہ ہے طرف باعث کے اوپر سننے فرشتوں کے قرأت اس کی کو اور ایک روایت میں ہے کہ اگر تو صبح تک پڑھے جاتا تو عجب چیزیں دیکھتا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے دیکھنا احاد امت کا فرشتوں کو اور یہ صحیح ہے لیکن جو ظاہر ہوتا ہے قید کرنا ہے ساتھ نیک بخت یا خوش آواز وغیرہ کے اور اس حدیث میں فضیلت ہے قرأت کی اور یہ کہ وہ سبب ہے اترنے رحمت کے کا اور حاضر ہونے فرشتوں کے کا۔ میں کہتا ہوں کہ حکم مذکور عام ہے دلیل سے سو جو روایت میں ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پیدا ہوا ہے قرأت خاص سے صورت خاص سے ساتھ صفت خاص کے اور احتمال ہے خصوصیت سے جو مذکور نہیں ہوا تو اگر ہوتا اطلاق پر تو حاصل ہوتا

اواسطے ہر قاری کے اور البتہ اشارہ کیا بیچ آخر اس حدیث کے ساتھ قول اپنے کے کہ فرشتے ان سے نہ چھپتے طرف اس بات کے کہ فرشتے واسطے استغراق ان کے کی قرآن کے سننے میں بدستور رہتے نہ پوشیدہ ہونے میں کہ ان کے شان سے پوشیدہ ہونا ہے اور اس میں فضیلت ہے واسطے اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے اور فضیلت پڑھنے سورۂ بقرہ کے رات کی نماز میں اور فضیلت عاجزی کرنے کی نماز میں اور یہ کہ مشغول ہونا کسی کام میں دنیا کے کاموں سے اگرچہ مباح ہو کبھی فوت کرتا ہے بہت نیکی کو پس کیا حال ہے جب کہ مشغول ہو ایسے کام میں جو مباح نہ ہو۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مگر جو دو تختیوں کے درمیان ہے۔

فائدہ: یعنی جو مصحف میں ہے اور یہ مراد نہیں کہ چھوڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو مجموع درمیان دو تختیوں کے اس واسطے کہ یہ مخالف ہے اس چیز کو جو پہلے گزر چکی ہے جمع کرنے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سے پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے سے اور غرض اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ بہت قرآن جاتا رہا واسطے جاتے رہنے حاملوں اس کے اور وہ ایک چیز ہے جو رافضیوں نے از خود پیدا کی ہے واسطے صحیح کرنے دعوے اپنے کے کہ تنصیص کرنا اوپر امامت علی رضی اللہ عنہ کے اور مستحق ہونے ان کے خلافت کو وقت فوت ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا ثابت بیچ قرآن کے اور یہ کہ اصحاب نے اس کو چھپا ڈالا اور یہ دعویٰ باطل ہے اس واسطے کہ نہیں چھپایا انہوں نے مثل اس حدیث کے کہ تو میرے نزدیک بجائے ہارون علیہ السلام کے ہے موسیٰ علیہ السلام سے اور سوائے اس کے ظاہر حدیثوں سے کہ استدلال کرتا ہے کبھی ساتھ ان کے جو دعویٰ کرتا ہے خلافت ان کی کا جیسے نہ چھپایا انہوں نے جو اس کے معارض ہے یا خاص کیا جائے گا عموم اس کا یا مقید کیا جائے گا مطلق اس کا اور البتہ باریک بینی کی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ استدلال کرنے کے رافضیوں پر ساتھ اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو ان کے ایک امام نے جس کی امامت کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ محمد بن حنفیہ ہے اور وہ بیٹا ہے علی رضی اللہ عنہ کا سو اگر ہوتی اس جگہ کوئی چیز جو متعلق ہے ساتھ باپ اس کے تو ہوتے وہ لائق تر سب لوگوں میں ساتھ اطلاع کے اوپر اس کے اور اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اس واسطے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی ہیں اور سب لوگوں سے زیادہ ان کے ساتھ رہتے تھے اور ان کو ان کے حال پر زیادہ اطلاع تھی۔ (فتح)

٤٦٣١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَهُ شَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ أَتَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۶۳۱۔ حضرت عبدالعزیز سے روایت ہے کہ میں اور شداد بن معقل دونوں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے تو شداد نے ان سے کہا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز چھوڑی؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں چھوڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مگر جو دو تختیوں کے درمیان ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے سوا

مِنْ شَیْءٍ قَالَ مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ قَالَ وَدَخَلْنَا عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ.

کچھ نہیں چھوڑا، عبدالعزیز نے کہا کہ پھر ہم محمد بن حنفیہ کے پاس گئے سو ہم نے ان سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے کچھ چھوڑا؟ انہوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے کچھ نہیں چھوڑا مگر جو دو تختیوں کے درمیان ہے۔

فائدہ: واقع ہوا ہے نزدیک اسماعیلی کے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے کچھ مگر جو اس قرآن میں ہے یعنی نہیں چھوڑا قرآن سے جو پڑھا جاتا ہے مگر جو داخل ہے اس مصحف میں جو لوگوں کے ہاتھ میں موجود ہے اور نہیں وارد ہوتا اس پر جو پہلے گزرا علی رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں ہمارے پاس مگر اللہ کی کتاب اور جو اس کاغذ میں ہے اس واسطے کہ مراد علی رضی اللہ عنہ کی وہ احکام ہیں جن کو انہوں نے حضرت ﷺ سے لکھا اور نہیں نفی کی اس کی کہ ہوں ان کے پاس اور احکام جن کو انہوں نے نہیں لکھا تھا اور بہر حال جواب ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن حنفیہ کا سو ان کی مراد تو صرف وہ قرآن ہے جو پڑھا جاتا ہے یا مراد اس قسم سے ہے جو امامت کے ساتھ متعلق ہے یعنی نہیں چھوڑی کچھ چیز جو امامت کے متعلق ہو مگر وہ چیز جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے اور تائید کرتا ہے اس کو جو ثابت ہو چکا ہے ایک جماعت اصحاب سے ذکر بہت چیزوں کے سے جو قرآن میں اتریں پھر ان کی تلاوت منسوخ ہوئی اور ان کا حکم باقی رہا یا نہ باقی رہا مثل حدیث عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت جب حرام کاری کریں تو ان دونوں کو سنگسار کرو اور مثل حدیث انس رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے قاریوں کے جو بئر معونہ میں مارے گئے کہا سو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں قرآن اتارا بلغوا عنا قومنا انا قد لقینا ربنا یعنی ہماری قوم کو ہماری طرف سے خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے ملے اور مثل حدیث اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے کہ سورۂ احزاب سورۂ بقرہ کے برابر تھی اور حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہیں پڑھتے براۃ کی چوتھائی کو اور یہ سب صحیح حدیثیں ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مکروہ جانتے تھے کہ کوئی مرد کہے کہ میں نے سارا قرآن پڑھا اور کہتے تھے کہ اس میں سے بعض قرآن منسوخ ہوا اور نہیں ان میں کوئی چیز جو باب کی حدیث کے معارض ہو اس واسطے کہ یہ سب قرآن اس قسم سے ہے کہ منسوخ ہوئی تلاوت اس کی حضرت ﷺ کی زندگی میں۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الْقُرْاٰنِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ.

باب ہے قرآن کو سب کلاموں پر فضیلت کے بیان میں

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کے معنی کو ترمذی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کہتا ہے کہ جس شخص کو قرآن کے شغل نے میرے ذکر سے اور میرے سوال سے باز رکھا تو میں دیتا ہوں اس کو افضل اس چیز سے جو دیتا ہوں مانگنے والوں کو اور قرآن کی فضیلت تمام کلاموں پر جیسے اللہ تعالیٰ کو فضیلت ہے اپنی تمام مخلوق پر اور اس کے راوی معتبر ہیں مگر عطیہ کہ اس میں ضعف ہے اور ابن عدی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ کی کلام کی فضیلت تمام کلاموں پر جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت اپنی مخلوق پر اور اس کی سند میں بھی

ایک راوی ضعیف ہے۔ (فتح)

٤٦٣٢ ـ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ أَبُوْ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّرِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّالَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّلَا رِيْحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ وَّمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَّلَا رِيْحَ لَهَا.

۴۶۳۲۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ایماندار کی مثل کہ قرآن پڑھا کرتا ہے ترنج یعنی میٹھے لیموں کی مثل ہے کہ اس کی بو بھی اچھی اور اس کا مزہ بھی اچھا اور اس ایماندار کی مثل جو قرآن کو نہیں پڑھا کرتا چھوہارے کی سی مثل ہے کہ اس کا مزہ اچھا ہے اور اس میں بو نہیں اور اس گنہگار کی مثل جو قرآن پڑھا کرتا ہے وہ نیاز بو کی سی مثل ہے کہ اس کی بو اچھی ہے اور اس کا مزہ کڑوا ہے اور اس فاجر کی مثل جو قرآن کو نہیں پڑھتا اندر رائن کے پھل کی سی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور اس کا مزہ کڑوا ہے۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ خاص کی گئی صفت ایمان کی ساتھ مزے کے اور صفت تلاوت کی ساتھ بو کے اس واسطے کہ ایمان لازم تر ہے واسطے ایماندار کے قرآن سے اس واسطے کہ ممکن ہے حاصل ہونا ایمان کا قرأت کے بغیر اور اسی طرح مزہ لازم ہے واسطے جوہر کے بو سے سوالبتہ کبھی بو جاتی رہتی ہے اور اس کا مزہ باقی رہتا ہے پھر کہا گیا کہ حکمت بیچ خاص کرنے ترنج کے ساتھ تمثیل کے سوائے اور کسی میوے کے جو جامع ہوتا ہے اچھے مزے اور اچھی بو کو مانند سیب اور ناشپاتی کے اس واسطے کہ دوا کی جاتی ہے ساتھ اس کے چھلکے کے اور وہ مفرح ہوتا ہے ساتھ خاصیت کے اور نکالا جاتا ہے تیل اس کے دانوں سے کہ اس میں بہت منافع ہیں اور اس کے واسطے اور بھی بہت فائدے ہیں جو مفردات میں مذکور ہیں اور یہ جو کہا کہ اس ایماندار کی مثل جو قرآن کو پڑھتا ہے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور اس کے ساتھ عمل کرتا ہے اور یہ زیادتی تفسیر کرتی ہے مراد کو اور یہ کہ تمثیل واقع ہوئی ہے ساتھ اس شخص کے جو قرآن کو پڑھے اور نہ مخالفت کرے اس چیز کی کہ شامل ہے اس پر قرآن امر اور نہی سے نہ مطلق تلاوت اور اگر کہا جائے کہ اگر اس طرح ہوتا تو تقسیم بہت ہو جاتی مثل اس کے کہ کہا جاتا کہ جو پڑھے اور اس پر عمل کرے اور عکس اس کا جو عمل کرے اور نہ پڑھے اور عکس اس کا اور یہ چاروں قسم ممکن ہیں غیر منافق میں اور بہر حال منافق سو اس کے واسطے فقط دو ہی قسمیں ہیں اس واسطے کہ نہیں اعتبار واسطے عمل اس کے کی جب کہ ہو نفاق اس کا نفاق کفر کا اور گویا کہ جواب اس کا یہ ہے کہ دو قسمیں تمثیل سے حذف کی گئیں ہیں ایک وہ جو پڑھتا ہے اور نہیں عمل کرتا ساتھ اس کے دوسرا وہ جو نہ

پڑھتا ہے اور نہ عمل کرتا ہے اور یہ دونوں قسم مشابہ ہیں ساتھ حال منافق کے پس ممکن ہے تشبیہ اول قسم کی ساتھ ریحانہ کے اور دوسری قسم کے ساتھ پھل اندرائن کے سوا اکتفا کیا ساتھ ذکر منافق کے اور دوسری دونوں قسمیں مذکور ہیں اور اس حدیث میں فضیلت ہے حال قرآن کی اور بیان کرنا مثل کا ہے واسطے قریب کرنے کے طرف فہم کے اور یہ کہ مقصود قرآن کی تلاوت سے عمل کرنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر اس کے۔ (فتح)

۴۶۳۳ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِيْ أَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَمَغْرِبِ الشَّمْسِ وَمَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ نِّصْفِ النَّهَارِ إِلَى الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى ثُمَّ أَنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ بِقِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ قَالُوْا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَّأَقَلُّ عَطَاءً قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ قَالُوْا لَا قَالَ فَذَاكَ فَضْلِيْ أُوْتِيْهِ مَنْ شِئْتُ.

۴۶۳۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کوئی مثل نہیں ہو سکتی کہ عمر اور مدت تمہاری اے مسلمانوں اگلی امتوں کی عمر اور مدت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے کہ عصر کی نماز سے شام تک یعنی اگلی امتوں کی زندگی زیادہ تھی جیسے صبح سے عصر تک اور مسلمانوں کی عمر کم ہے جیسے عصر سے شام تک اور نہیں ہے مثل تمہاری اے مسلمانوں مثل یہود اور نصاریٰ کے مگر جیسے مثل اس مرد کی جس نے مزدور ٹھہرائے سو اس نے کہا کہ کون ہے جو میرا کام کرے صبح سے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر سو کام کیا یہود نے دوپہر تک پھر اس مرد نے کہا کہ کون ایسا ہے جو میرا کام کرے دوپہر سے عصر تک سو کام کیا نصاریٰ نے پھر تم اے مسلمانوں عمل کرتے ہو عصر سے شام تک دو دو قیراط پر تو یہود اور نصاریٰ قیامت میں کہیں گے کہ ہم کام میں تو زیادہ ہیں اور مزدوری میں کم یعنی یہ عجیب بات ہے کہ کام بہت اور اجرت کم، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو مزدوری کہ ٹھہر گئی تھی اس سے کچھ کم کر دیا؟ کہیں گے نہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا سو یہ یعنی دگنی مزدوری دینا میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور مطابقت حدیث اول کی واسطے ترجمہ قرآن پڑھنے والے کی فضیلت ثابت ہونے کی جہت سے ہے پس لازم آتا ہے اس سے کہ قرآن کو فضیلت ہے سب کلاموں پر جیسے کہ فضیلت دی گئی ترنج کو تمام میووں پر اور مناسبت حدیث دوسری کی اس جہت سے ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس امت کو اور امتوں پر فضیلت ہے اور ثابت ہونا فضیلت کا واسطے اس کے بسبب اس چیز کے ہے کہ ثابت

ہو چکی ہے فضیلت کتاب اس کی سے جس کے ساتھ ان کو عمل کرنے کا حکم ہوا۔ (فتح)

بَابُ الْوَصِيَّةِ بِكِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

باب ہے بیچ بیان وصیت کرنے کے ساتھ قرآن کے۔

٤٦٣٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفَى أَوْصَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أُمِرُوْا بِهَا وَلَمْ يُوْصِ قَالَ أَوْصٰى بِكِتَابِ اللهِ.

۴۶۳۴۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں تو میں نے کہا کہ پھر لوگوں پر وصیت کس طرح لکھی گئی یا کس طرح حکم ہوا ان کو وصیت کا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت نہیں کی؟ اس نے کہا کہ وصیت کی ساتھ کتاب اللہ کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الوصایا میں گزر چکی ہے اور یہ جو اس نے پہلے کہا کہ وصیت نہیں کی اور پھر اخیر میں کہا کہ کتاب اللہ کے ساتھ وصیت کی تو ان دونوں اقوال میں ظاہرًا مخالفت ہے اور جواب یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان مخالفت نہیں اس واسطے کہ نفی کی ہے اس نے اس چیز کی کہ متعلق ہے ساتھ خلاف کے اور مانند اس کے کہ نہ مطلق وصیت اور کتاب اللہ کے ساتھ وصیت کرنے سے مراد اس کی نگہبانی کرنی ہے ظاہر میں اور باطن میں پس تعظیم کی جائے اس کی اور حفاظت کی جائے اور نہ سفر کیا جائے ساتھ اس کے طرف زمین دشمن کے اور پیروی کی جائے اس کی جو اس میں ہے سو عمل کیا جائے ساتھ حکموں اس کے کی اور پرہیز کی جائے اس کی منع کی چیزوں سے اور ہمیشگی کی جائے اس کی تلاوت پر اور اس کے سیکھنے پر اور سکھلانے پر۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ.

باب ہے بیان میں جو قرآن کے ساتھ بے پرواہ نہ ہو۔

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جس کو بخاری رحمہ اللہ نے احکام میں روایت کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو قرآن کے ساتھ بے پرواہ ہو تو وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ سنن میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ﴾.

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا نہ کفایت کرتا ان کو یہ کہ بے شک ہم نے تجھ پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس آیت کے طرف ترجیح تفسیر ابن عیینہ کے کہ مراد یتغنی سے یہ ہے کہ بے پرواہ ہوئے کما سیاتی فی ھذا الباب عنه اور البتہ بیان کیا ہے اسحاق بن راھویہ نے یہ ابن عیینہ سے کہ وہ استغناء خاص ہے اور اسی طرح کہا احمد نے وکیع سے کہ استغناء کیا جاتا ہے ساتھ اس کے پہلی امتوں کی خبروں سے اور البتہ روایت کی ہے طبری نے یحییٰ بن جعدہ سے کہ بعض مسلمان کچھ کتابیں لائے اور البتہ لکھا تھا انہوں نے

بیچ ان کے جو سنا تھا یہود سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کفایت کرتی ہے قوم کو گمراہی یہ کہ منہ پھیریں اس چیز سے کہ لایا ان کے پاس پیغمبر ان کا اور رغبت کریں اس چیز کی طرف کہ لایا ہے غیر اس کا طرف غیر ان کے تو یہ آیت اتری کیا نہیں کافی ہے ان کو یہ کہ کتاب اتاری ہم نے اوپر تیرے جو پڑھی جاتی ہے اوپر ان کے اور البتہ پوشیدہ رہی ہے وجہ مناسبت اس آیت کی بہت لوگوں پر مانند ابن کثیر وغیرہ کے سوا اس نے کہا اس آیت کے ذکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں علاوہ اس کے ابن بطال نے باوجود متقدم ہونے کے اشارہ کیا ہے طرف مناسبت کے کہا کہ مراد ساتھ آیت کے استغناء اور بے پرواہ ہونا ہے اگلی امتوں کی خبروں سے اور نہیں مراد ہے وہ استغناء جو ضد ہے فقر کی کہا اس نے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو اس آیت کو ترجمہ کے پیچھے لایا ہے تو یہ دلالت کرتا ہے کہ اس کا مذہب بھی یہی ہے اور کہا ابن تین نے سمجھا جاتا ہے ترجمہ سے کہ مراد ساتھ تغنی کے استغناء ہے اس واسطے کہ پیچھے لایا ہے وہ آیت کو جو بغل گیر ہے انکار کو اس شخص پر جو نہ بے پرواہ ہو ساتھ قرآن کے غیر اس کے کی سے پس حمل کرنا اس کا اوپر کفایت کرنے کے ساتھ اس کے اور نہ محتاج ہونے کے طرف غیر اس کے اور حمل کرنا اس کا اوپر ضد فقر کے منجملہ اس کے ہے۔ (فتح)

٤٦٣٥ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَأْذَنِ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَّا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَّتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَّهُ يُرِيْدُ يَجْهَرُ بِهِ.

۴۶۳۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کسی پیغمبر کی قرأت رضا مندی سے نہیں سنی پیغمبر ﷺ کی قرأت کے برابر جب کہ پیغمبر ﷺ خوش آوازی سے قرآن پڑھے اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی یعنی عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ مراد یتغنی سے یہ ہے کہ قرآن کو پکار کر پڑھے۔

فائدہ: اور ظاہر اس کا اللہ کے حق میں مراد نہیں بلکہ مراد ساتھ اس کے اللہ کے حق میں اکرام قاری کا ہے اور بہت کرنا ثواب اس کے کا اس واسطے کہ یہی ہے ثمرہ سننے کا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز رضا مندی سے نہیں سنی، الخ۔ (فتح)

٤٦٣٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَّا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَّتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ قَالَ سُفْيَانُ

۴۶۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی چیز رضا مندی سے نہیں سنی پیغمبر ﷺ کی قرأت کے برابر جب کہ پکار کے قرآن پڑھے، کہا سفیان نے تفسیر اس کی یہ ہے کہ بے پرواہ ہو ساتھ اس کے۔

تَفْسِيرُهُ يَسْتَغْنِي بِهِ.

فائدہ: اور ممکن ہے یہ کہ تائید لی جائے واسطے اس کے اس کے ساتھ اس چیز کے جو عبداللہ بن ابی نہیک سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور میں بازار میں تھا سو فرمایا کہ تو سوداگر ہے کماتا ہے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں ہم میں سے جو نہ غنی ہو ساتھ قرآن کے اور البتہ راضی ہوا ہے ابو عبید ساتھ تفسیر یتغنی کے ساتھ غنی ہونے کے اور کہا کہ وہ جائز ہے عرب کی کلام میں اس بنا پر کہ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جو نہ غنی ہو ساتھ قرآن کے بہتات دنیا کی سے تو نہیں وہ ہم میں سے یعنی ہمارے طریقے پر اور کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ معنی قول اس کے کی یتغنی چار قول پر ایک خوش آوازی ہے دوسرا استغنا ہے، تیسرا غمناک ہونا، چوتھا مشغول ہونا اور تائید کرتا ہے چوتھے قول کی بیت اعشیٰ کا جو پہلے گزر چکا ہے یعنی خفیف المناخ طویل التغنی اس واسطے کہ مراد اس کی ساتھ قول س کے کی طویل التغنی طول اقامت ہے نہ استغناء اس واسطے کہ وہ لائق تر ہے ساتھ وصف طول کے یعنی تھا وہ ملازم واسطے وطن اپنے کے اپنے گھر والوں کے درمیان یعنی اپنے وطن سے باہر نہیں جاتا تھا اور اس بات کو اہل عرب موجب مدح کہتے تھے پس ہوں گے معنی حدیث کے رغبت دلانا اوپر لازم پکڑنے قرآن کے اور یہ کہ نہ تجاوز کیا جائے طرف غیر اس کے کی اور وہ باعتبار معنی کے رجوع کرتا ہے طرف اس چیز کے کہ اختیار کیا ہے اس کو بخاری نے خاص کرنے استغناء کے سے اور یہ کہ استغناء کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اور کتابوں سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جس کو نہ نفع دے قرآن بیچ ایمان اس کے کی اور نہ سچا جانے اس چیز کو کہ اس میں ہے وعدے اور وعید سے اور نہیں مراد ہے جو اختیار کیا ہے ابو عبید نے کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے غنی سوائے فقر کے لیکن جو اختیار کیا ہے ابو عبید نے وہ مدفوع نہیں جب کہ ارادہ کیا جائے ساتھ اس کے غنی معنوی اور وہ قناعت ہے نہ غنی محسوس جو ضد فقر کی ہے اس واسطے کہ نہیں حاصل ہوتی یہ ساتھ مجرد ملازمت قرأت کے مگر یہ کہ ہو یہ ساتھ خاصیت کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ مراد خوش آوازی سے قرآن پڑھنا ہے اور ساتھ اس کے تفسیر کیا ہے ابن ابی ملیکہ اور عبداللہ بن مبارک اور نضر بن شمیل نے کہا شافعی نے کہ اگر مراد غنی ہوتا تو فرماتے لم یستغن اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ مراد حسن ترنم ہے ساتھ قرآن کے کہا طبری نے کہ ترنم نہیں ہوتا مگر ساتھ آواز کے جب کہ قاری خوش آواز نکالے اور اچھے لہجے سے پڑھے اور اگر اس کے معنی استغناء ہوتے تو البتہ نہ ہوتے واسطے ذکر صوت کے اور جہر کے کوئی معنی اور حاصل کلام کا یہ ہے کہ جو تفسیر کیا ہے اس کو ابن عیینہ نے وہ مدفوع نہیں اگرچہ ظاہر حدیثوں کا اس کو ترجیح دیتا ہے کہ مراد پڑھنا قرآن کا ہے خوش آوازی سے لیکن ابن عیینہ کا قول بھی بے سند نہیں اور حاصل یہ ہے کہ ممکن ہے تطبیق درمیان اکثر تاویلوں مذکورہ کے اور وہ یہ ہے کہ پڑھے اس کو خوش آوازی سے پکار کے اچھے لہجے سے طریقے غمناک ہونے کے بے پرواہی چاہنے والا اس کے سوائے

اور اخبار سے طلب کرنے والا ساتھ اس کے غنی نفس اور خوش آوازی قرآن پڑھنے کی بحث علیحدہ باب میں آئے گی اور نہیں شک ہے اس میں کہ نفس رغبت کرتے ہیں طرف سننے قرأت کے ساتھ خوش آوازی کے زیادہ رغبت کرنے ان کے سے واسطے اس شخص کے کہ نہ پڑھے اس کو خوش آوازی سے اس واسطے کہ خوش آوازی کو تاثیر ہے بیچ نرم کرنے دل کے اور جاری کرنے آنسو کے اور تھا درمیان سلف کے اختلاف بیچ جواز پڑھنے قرآن کے ساتھ الحان کے اور بہر حال پڑھنا قرآن کا خوش آوازی سے اور مقدم کرنا خوش آواز کا اوپر غیر اس کے کی سو نہیں ہے کوئی جھگڑا بیچ اس کے سو حکایت کی ہے عبدالوہاب مالکی نے مالک سے کہ حرام ہے پڑھنا قرآن کو ساتھ راگ کے اور حکایت کیا ہے اس کو طبری وغیرہ نے ایک جماعت اہل علم سے اور حکایت کی ہے ابن بطال اور عیاض اور قرطبی نے مالکیوں میں سے اور ماوردی نے اور بندنیجی اور غزالی نے شافعیوں میں سے اور صاحب ذخیرہ نے حنفیہ میں سے کراہت کو اور اسی کو اختیار کیا ہے ابویعلی اور ابن عقیل نے حنبلیوں میں سے اور حکایت کی ابن بطال نے ایک جماعت اصحاب اربعین سے کہ جائز ہے اور ساتھ اسی کے نص کی ہے شافعی نے اور نقل کیا ہے اس کو طحاوی نے حنفیہ سے اور کہا فوازنی شافعی نے کہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور محل ان اختلافات کا وہ ہے جب کہ حرف اپنے مخرج سے نہ نکلے اور اگر کوئی حرف متغیر ہو تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اجماع ہے اس کے حرام ہونے پر اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اجماع ہے علماء کا اس پر کہ مستحب ہے پڑھنا قرآن کا خوش آوازی سے جب کہ نہ نکلے حد قرأت سے پس اگر نکلے یہاں کہ زیادہ ہو کوئی حرف یا پوشیدہ کرے کسی حرف کو تو حرام ہے اور جو حاصل ہوتا ہے دلیلوں سے یہ ہے کہ پڑھنا قرآن کا خوش آوازی سے مطلوب ہے اور اگر اس کی آواز خوش نہ ہو تو چاہیے کہ اس کو خوش آوازی سے پڑھے جہاں تک ہو سکے اور منجملہ تحسین اس کی سے یہ ہے کہ خوش آوازی کے قواعد کی رعایت کرے اس واسطے کہ خوش آواز کے آواز اس سے زیادہ خوش ہوتی ہے اور اگر اس سے نکلے تو اثر کرتا ہے یہ اس کی خوش آوازی میں اور جو خوش آواز نہ ہو وہ اکثر اوقات ان کی رعایت سے پورا ہو جاتا ہے جب تک کہ نہ نکلے شرط ادا کی سے جو معتبر ہے نزدیک قرأت والوں کے اور اگر ان قواعد سے نکلے تو نہیں وفا کرتا خوش ہونا آواز کا ساتھ بڑی ادا کے اور شاید یہی سند ہے اس شخص کی جو مکروہ جانتا ہے قرأت کو ساتھ نغمہ کے اس واسطے کہ غالب یہ ہے کہ جو نغمہ کی رعایت کرتا ہے وہ ادا کی رعایت نہیں کرتا اور اگر کوئی دونوں کی رعایت کرے تو نہیں شک ہے کہ وہ راجح تر ہے غیر سے اس واسطے کہ وہ لاتا ہے اس چیز کو جو مطلوب ہے خوش آوازی سے اور پرہیز کرتا ہے ممنوع کو حرمت ادا سے۔ (فتح)

بَابُ اِغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ. باب ہے بیان میں کہ رشک کرنا قرآن والے کا۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کتاب العلم میں باب رشک کرنے کا علم اور حکمت میں اور ذکر کی ہے میں نے اس جگہ تفسیر غبطہ کی اور فرق درمیان اس کے اور درمیان حسد کے اور یہ کہ حسد حدیث میں بطور مجاز کے بولا گیا ہے اور کہا اسماعیلی

نے کہ اس جگہ ترجمہ باب کا یہ ہے کہ اغتباط صاحب القرآن اور یہ فعل صاحب قرآن کا ہے سو وہی ہے جو رشک کرتا ہے اور جب وہ خود اپنے کام سے رشک کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ خوش ہوتا ہے اور راحت پاتا ہے اپنے کام سے اور نہیں ہے یہ مطابق میں کہتا ہوں اور ممکن ہے جواب ساتھ اس طور کے کہ مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ جب حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ غیر صاحب قرآن کا رشک کرتا ہے صاحب قرآن سے بسبب اس چیز کے کہ دیا گیا وہ عمل کرنے سے ساتھ قرآن کے تو رشک کرنا صاحب قرآن کا ساتھ عمل نفس اپنے کے اولیٰ ہے جب کہ سنے اس بشارت کو جو سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں وارد ہے۔ (فتح)

٤٦٣٧ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَقَامَ بِهٖ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهٖ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ.

۴۶۳۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ حسد کرنا لائق نہیں مگر دو آدمیوں پر ایک تو وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہے سو وہ اس کو رات کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے اور دوسرا وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا سو وہ اس کو رات اور دن کی ساعتوں میں خیرات کیا کرتا ہے۔

فائدہ: نہیں حسد یعنی نہیں رخصت بیچ حسد کرنے کے مگر دو خصلتوں میں یا نہیں خوب ہے حسد اگر خوب ہو یا بولا حسد کو واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ ترغیب کے بیچ حاصل کرنے دونوں خصلتوں کے گویا کہ کہا گیا کہ اگر نہ حاصل ہوں یہ دونوں مگر ساتھ بد طریق کے تو البتہ ہوگی وہ چیز جو ان میں ہے فضیلت سے باعث اوپر حاصل کرنے دونوں کے ساتھ اس کے پس کیا حال ہے اور حالانکہ ممکن ہے حاصل کرنا ان دونوں کا ساتھ طریقے خوب کے اور وہ اس آیت کی جنس سے ہے ﴿فاستقبوا الخیرات﴾ اس واسطے کہ حقیقت سبقت کی یہ ہے کہ آگے بڑھے اپنے غیر سے مطلوب میں اور پہلے گزر چکا ہے کتاب العلم میں کہ مراد ساتھ قیام کے عمل کرنا ہے ساتھ اس کے ساتھ تلاوت کے اور بندگی کے۔ (فتح)

٤٦٣٨ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِيْ

۴۶۳۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حسد کرنا مگر دو آدمیوں میں ایک تو وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن سکھلایا ہے سو وہ اس کو رات کی اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے سو اس

اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ فَسَمِعَهُ جَارٌ لَّهُ فَقَالَ لَيْتَنِيْ اُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِيَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُهْلِكُهُ فِي الْحَقِّ فَقَالَ رَجُلٌ لَّيْتَنِيْ اُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِيَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ.

کے ہمسائے نے اس کو سنا تو کہا کہ کاش مجھ کو قرآن آتا جیسے فلاں کو آتا ہے تو میں بھی عمل کرتا جیسے وہ عمل کرتا ہے اور دوسرا وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا تو وہ اس کو بے جا خرچ کرتا ہے تو دوسرے مرد نے کہا کہ کاش کہ مجھ کو مال ملتا جیسے فلاں کو ملا ہے تو میں عمل کرتا جیسے فلانا کرتا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہلاک کرتا ہے اس کو حق میں تو اس میں احتراس بلیغ ہے گویا کہ جب وہم پیدا ہوا بے جا خرچ کرنے کا اہلاک کے عام ہونے کی جہت سے تو قید کیا اس کو ساتھ حق کے۔ (فتح)

بَابُ خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهُ.

باب ہے اس بیان میں کہ تم لوگوں میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے۔

فائدہ: اسی طرح باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حدیث کے اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ روایت راجح واؤ کے ساتھ ہے۔

٤٦٣٩ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهُ قَالَ وَاَقْرَاَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيْ إِمْرَةِ عُثْمَانَ حَتّٰى كَانَ الْحَجَّاجُ قَالَ وَذَاكَ الَّذِيْ اَقْعَدَنِيْ مَقْعَدِيْ هٰذَا.

۴۶۳۹۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر وہ ہے جو خود قرآن کو سیکھے اور غیروں کو سکھلائے، کہا سعد نے اور پڑھا ابوعبدالرحمٰن نے قرآن کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یہاں تک کہ حاکم ہوا حجاج عراق پر کہا ابوعبدالرحمٰن نے اور یہی حدیث ہے جس نے مجھ کو اس جگہ بٹھایا یعنی جگہ تعلیم قرآن کی۔

فائدہ: روایت ابوعبدالرحمٰن کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے معنعن ہے اور البتہ واقع ہوئی ہے بعض طریقوں میں تصریح ساتھ تحدیث عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے ابوعبدالرحمٰن کے لیکن اس کی سند میں کلام ہے لیکن ظاہر ہوا واسطے میرے کہ بخاری رحمہ اللہ نے اعتماد کیا ہے اس کے موصول ہونے پر اور بیچ ترجیح ملاقات ابوعبدالرحمٰن کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس زیادتی کی بنا پر کہ واقع ہوئی ہے بیچ روایت شعبہ کے سعد بن عبیدہ سے اور وہ یہ ہے کہ ابوعبدالرحمٰن عثمان رضی اللہ عنہ

کے زمانے سے حجاج کے زمانے تک لوگوں کو قرآن پڑھاتا رہا اور البتہ جو چیز کہ اس کو باعث ہوئی وہ یہی حدیث ہے جو مذکور ہے پس دلالت لی ان نے کہ سنا ہے اس کو اس زمانے میں اور جب اس نے اس کو اس زمانے میں سنا اور نہیں موصوف ہے ساتھ تدلیس کے تو اس نے تقاضا کیا کہ اس نے اس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا ہے خاص کر باوجود اس چیز کے کہ مشہور ہوئی قاریوں میں کہ ابو عبدالرحمٰن نے قرآن کو عثمان رضی اللہ عنہ سے پڑھا اور سند لی ہے انہوں نے اس کی ان سے پس ہوگا یہ اولیٰ قول اس شخص کے سے جو کہتا ہے کہ اس نے عثمان رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا اور یہ جو کہا کہ من تعلم القرآن وعلمه تو ایک روایت میں واؤ کی جگہ اَو واقع ہوا ہے اور ظاہر باعتبار معنی کے روایت واؤ کی ہے اس واسطے کہ جو روایت کہ اَو کے ساتھ ہے وہ تقاضا کرتی ہے اثبات خیریت مذکورہ کو واسطے اس شخص کے جو دونوں امروں سے ایک کام کرے سو لازم آتا ہے کہ جو قرآن کو سیکھے اگر اپنے غیر کو نہ سکھلائے یہ کہ ہو بہتر اس شخص سے کہ عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے مثلا اگرچہ اس کو نہ سیکھے اور اگر کوئی کہے کہ واؤ کی روایت پر بھی لازم آتا ہے کہ جو اس کو سیکھے اور غیر کو سکھلائے یہ کہ ہو افضل اس شخص سے کہ عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے سوائے اس کے کہ اس کو سیکھے اور نہ غیر کو سکھلائے تو جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ خیریت کے جہت حصول تعلیم سے بعد علم کے اور جو غیر کو سکھلاتا ہے اس کے واسطے نفع متعدی حاصل ہوتا ہے برخلاف اس شخص کے جو فقط عمل کرتا ہے بلکہ اشرف علم غیر کا سکھلانا ہے اور جو کوئی غیر کو قرآن سکھلائے مستلزم ہے کہ اس نے خود اس کو سیکھا ہو اور سکھلانا اس کا غیر اپنے کو عمل ہے اور حاصل کرنا ہے نفع متعدی کا اور اگر کوئی کہے کہ ہوتے معنی حاصل ہونا نفع متعدی کا تو البتہ شریک ہوتا ہر شخص کہ اپنے غیر کو کوئی علم سکھلائے بیچ اس کے تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ قرآن سب علموں سے اشرف ہے تو جو اس کو پڑھے اور اپنے غیر کو پڑھائے وہ اشرف ہوگا اس شخص سے جو قرآن کے سوائے اور علم سیکھے اگرچہ اس کو پڑھائے پس ثابت ہوگا مدعی اور نہیں شک ہے اس میں کہ جو قرآن کے سیکھنے اور سکھلانے کے درمیان ہو وہ کامل کرنے والا ہے اپنے نفس کو اور اپنے غیر کو جامع ہے درمیان نفع قاصر اور نفع متعدی کے اسی واسطے ہوا افضل اور وہ ان لوگوں میں ہے جن کو مراد رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ساتھ قول اپنے کے ﴿ومن احسن قولا ممن دعا الی اللّٰه وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین﴾ اور اللہ کی طرف بلانا مختلف طور سے ہوتا ہے منجملہ ان کے قرآن کا سکھلانا ہے اور وہ اشرف ہے سب سے اور عکس اس کا کافر ہے جو مانع ہے اپنے غیر کو اسلام سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ومن اظلم ممن کذب بآیات اللّٰه وصدف عنها﴾ اور اگر کوئی کہے کہ اس بنا پر پڑھانے والا افضل ہو فقیہ سے تو ہم کہتے ہیں کہ نہیں اس واسطے کہ جو لوگ کہ اس کے ساتھ مخاطب تھے وہ فقیہ تھے اس واسطے کہ وہ اہل زبان تھے سو جانتے تھے وہ قرآن کے معنوں کو ساتھ سلیقہ کے اکثر اس چیز سے کہ جانا اس کو ان لوگوں نے جو ان کے بعد آئے ساتھ کسب کرنے کے تو فقہ ان کا دستور تھا سو جو ان کے سے حال میں ہو وہ

ان کو اس میں شریک ہے نہ جو محض پڑھنے والا یا پڑھانے والا ہو نہ سمجھتا ہو کچھ معنوں اس چیز کے سے کہ اس کو پڑھتا ہے یا پڑھاتا ہے پھر اگر کوئی کہے کہ پس لازم آتا ہے یہ کہ ہو پڑھانے والا افضل اس شخص سے جو اعظم ہے از روئے غناء کے اسلام میں ساتھ مجاہدے کے اور رباط کے اور امر بالمعروف کے اور نہی عن المنکر کے مثلا تو ہم کہتے ہیں کہ حرف سلہ کا گھومتا ہے اوپر نفع متعدی کے سو جو شخص کہ ہو حصول اس کا نزدیک اس کے اکثر ہوگا وہ افضل سو شاید من مضمر ہے خبر میں اور ضروری ہے باوجود اس کے رعایت اخلاص کی ہر قسم میں ان سے اور احتمال ہے کہ خیریت اگرچہ مطلق ہے لیکن وہ مقید ہے ساتھ خاص لوگوں کے خطاب کیے گئے ساتھ اس کے کہ تھا یہ لائق ساتھ حال ان کے کی یا مراد یہ ہے کہ بہتر سیکھنے والوں میں وہ ہے جو اپنے غیر کو سکھلائے نہ وہ جو خود سیکھ لے اور بس اور رعایت حیثیت کی ہے اس واسطے کہ قرآن سب کلاموں سے بہتر ہے سو سیکھنے والا اس کا بہتر ہے اس کے غیر کے سیکھنے والے سے بہ نسبت خیریت قرآن کے اور بہر حال وہ مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے کہ قرآن سکھائے اور سیکھے ساتھ اس حیثیت کے کہ جانا ہو جو اس پر فرض عین ہے اور یہ جو کہا کہ پڑھایا ابو عبدالرحمٰن نے قرآن کو عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہاں تک کہ حاکم ہوا حجاج عراق پر میں کہتا ہوں کہ درمیان اول خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور اخیر حکومت حجاج کے بہتر سال کا فاصلہ ہے مگر تین مہینے کم اور درمیان اخیر خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور اول حکومت حجاج کے عراق پر اڑتیس سال کا فاصلہ ہے اور مجھ کو معلوم نہیں ہوا کہ ابو عبدالرحمٰن نے کب پڑھانا شروع کیا اور کب چھوڑا ان کی اس کلام کے واسطے بیان طول مدت پڑھانے اس کے کی ہے قرآن کو یعنی اس نے کتنی مدت لوگوں کو قرآن پڑھایا اور اللہ خوب جانتا ہے اس کی مقدار کو اور جو میں نے ذکر کیا اس سے نہایت مدت اور ادنیٰ پہچانی جاتی ہے اور اشارہ ساتھ قول اس کے کی ذلک طرف حدیث مرفوع کے ہے یعنی وہ حدیث کہ بیان کیا ہے اس کو عثمان رضی اللہ عنہ نے بیچ افضلیت اس شخص کے جو قرآن کو سیکھے اور سکھلائے باعث ہوئی ابو عبدالرحمٰن کو اس پر کہ لوگوں کو قرآن پڑھانے کے واسطے بیٹھا واسطے حاصل کرنے اس فضیلت کے اور یہ مطلب ایک روایت میں صریح آچکا ہے یعنی سکھلاتا رہا ابو عبدالرحمٰن قرآن کو عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہاں تک کہ حجاج کا زمانہ پہنچا۔ (فتح)

٤٦٤٠ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ.

۴۶۴۰۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل تم لوگوں میں وہ ہے جو قرآن کو سیکھے یا اس کو سکھلائے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں رغبت دلاتا ہے اوپر تعلیم قرآن کے اور البتہ کسی نے ثوری سے پوچھا کہ جہاد کرنا افضل

ہے یا قرآن کا پڑھانا تو اس نے کہا قرآن کا پڑھانا اور حجت پکڑی اس نے ساتھ اس حدیث کے کہ روایت کیا ہے اس کو ابن ابی داود نے۔ (فتح)

٤٦٤١ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِيْ فِي النِّسَآءِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيْهَا قَالَ أَعْطِهَا ثَوْبًا قَالَ لَا أَجِدُ قَالَ أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَاعْتَلَّ لَهُ فَقَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

۴۶۴۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی جان اللہ اور اس کے رسول کو بخشی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو تو عورتوں کی کچھ حاجت نہیں تو ایک مرد نے کہا کہ میرا نکاح اس سے کر دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کپڑا دے اس نے کہا کہ میں کپڑا نہیں پاتا تو فرمایا کہ اس کو کچھ دے اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو تو اس نے آپ سے عذر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہے تیرے پاس قرآن سے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلاں فلاں سورت یاد ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا ہم نے تیرا نکاح اس عورت سے کر دیا قرآن کے یاد کرا دینے پر۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ وجہ داخل کرنے اس کے کی اس باب میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد کا نکاح اس سے کر دیا واسطے تعظیم قرآن کے اور اس کے غیر نے کہا کہ وجہ داخل کرنے اس کے کی یہ ہے کہ فضیلت قرآن کی ظاہر ہوا اس کے صاحب پر دنیا میں ساتھ اس طور کے کہ قائم ہوا واسطے اس کے مقام مال کے کہ پہنچتا ہے آدمی ساتھ اس کے طرف غرض کے اور بہر حال نفع اس کا آخرت میں سو ظاہر ہے اس میں کچھ پوشیدگی نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْقِرَاءَةِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ.

باب ہے بیان میں کہ قرآن کو زبانی پڑھنا بغیر دیکھنے کے۔

٤٦٤٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَآءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِيْ فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۶۴۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو اس نے کہا یا حضرت! میں آئی ہوں تا کہ اپنی جان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نظر کی سو نظر کو اس کی طرف اٹھایا اور جھکایا پھر اپنے سر کو نیچے ڈالا جب عورت نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں کچھ حکم نہیں دیا تو بیٹھ گئی

فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيْهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اذْهَبْ إِلٰى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ وَّلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِيْ قَالَ سَهْلٌ مَّا لَهُ رِدَآءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَّبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَّإِنْ لَّبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَآءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ مَعِيَ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّهَا قَالَ أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

تو ایک مرد آپ ﷺ کے اصحاب میں سے اٹھ کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے تو اس نے کہا نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت! فرمایا اپنے گھر والوں کے پاس جا سو دیکھ کیا تو کچھ پاتا ہے سو وہ گیا پھر پھرا تو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! میں نے کچھ نہیں پایا فرمایا تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو پھر وہ گیا پھر پھرا تو اس نے کہا یا حضرت! قسم ہے مجھ کو اللہ کی مجھ کو لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ملی لیکن میرے پاس یہ ایک تہہ بند ہے، کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کہ اس کے پاس چادر نہ تھی سو آدھا تہہ بند اس کے واسطے ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنے تہہ بند سے کیا کرے گا اگر تو اس کو پہنے گا تو اس عورت پر کچھ نہ رہے گا اور اگر عورت اس کو پہنے گی تو تجھ پر کچھ نہ رہے گا پھر وہ مرد بیٹھا یہاں تک کہ بہت دیر بیٹھا رہا پھر اٹھا تو حضرت ﷺ نے اس کو پیٹھ پھیرتے دیکھا سو حکم دیا اس کے بلانے کا وہ بلایا گیا پھر جب آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا ہے پاس تیرے قرآن سے؟ اس نے کہا میرے پاس فلانی فلانی سورت ہے اور ان کو گنا حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو ان کو یاد پڑھتا ہے اس نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو اس عورت کا مالک کر دیا قرآن کے بدلے جو تم کو یاد ہے یعنی عورت کو وہ قرآن یاد کروا دینا۔

فائدہ: یہ حدیث شریف ظاہر ہے اس چیز میں کہ باب باندھا ساتھ اس کے امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے قول حضرت ﷺ کے بیچ اس کے کہ کیا تو ان کو یاد پڑھتا ہے اس نے کہا ہاں پس دلالت کی اس نے اوپر فضیلت پڑھنے قرآن کے یاد حفظ سے اس واسطے کہ اس سے تعلیم کی طرف پہنچنا زیادہ ممکن ہے کہا ابن کثیر نے کہ اگر مراد امام

بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ حدیث کے دلالت کرتا ہے اس پر کہ تلاوت قرآن کی یاد سے افضل ہے تلاوت اس کی سے قرآن سے دیکھ کر کے تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سو احتمال ہے کہ وہ خوب نہ لکھ سکتا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جانا ہو تو نہیں دلالت کرتا یہ کہ زبانی قرآن پڑھنا افضل ہے اس شخص کے حق میں کہ خوب جانتا ہو اور خوب نہ جانتا ہو اور نیز پس سیاق حدیث کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ واسطے طلب ثبوت اس بات کے ہے کہ وہ اول سورتوں کو زبانی یاد رکھتا ہے تا کہ قادر ہو اس کی تعلیم پر واسطے عورت اپنی کے اور نہیں مراد ہے کہ قرآن کو دیکھ کر پڑھنا افضل ہے میں کہتا ہوں اور نہیں وارد ہوتی بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی چیز اس قسم سے جو مذکور ہوئی اس واسطے کہ مراد ساتھ قول اس کے کی کہ باب القرآءۃ عن ظہر القلب مشروع ہونا اس کا ہے یا مستحب ہونا اس کا اور حدیث مطابق ہے واسطے اس چیز کے کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس کے اور نہیں تعرض کیا اس نے واسطے ہونے اس کے افضل دیکھ کر کے پڑھنے سے اور البتہ تصریح کی ہے بہت علماء نے کہ قرآن کو دیکھ کر پڑھنا افضل ہے زبانی یاد پڑھنے سے اور ابو عبید نے بعض اصحاب سے روایت کی ہے کہ دیکھ کر قرآن پڑھنے والے کی فضیلت اس شخص پر جو اس کو یاد پڑھے جیسے فضیلت فرضوں کی ہے نفلوں پر اور اس کی سند ضعیف ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن کو ہمیشہ دیکھ کے پڑھا کرو اور اس کی سند صحیح ہے اور باعتبار معنی کے یہی افضل ہے اس واسطے کہ قرآن کو دیکھ کر پڑھنے میں غلطی نہیں ہوتی لیکن زبان پڑھنا بعید تر ہے ریا سے اور زیادہ قدرت دینے والا ہے اوپر خشوع کے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے احوال اور اشخاص کے اور روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے ساتھ سند صحیح کے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے کہ پڑھو قرآن کو اور نہ مغرور کریں تم کو یہ قرآن جو لٹکے ہوئے ہیں اور بے شک اللہ نہیں عذاب کرتا کسی دل کو جس نے قرآن کو یاد رکھا اور گمان کیا ابن بطال نے کہ بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کیا تو ان کو زبانی پڑھتا ہے رد ہے واسطے اس چیز کے کہ تاویل کیا ہے اس کو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ نکاح کر دینے مرد کے اس پر کہ مہر اس عورت کا اجرت تعلیم اس کی ہے اور نہیں دلالت ہے بیچ اس کے واسطے اس چیز کے کہ ذکر کی بلکہ ظاہر سیاق کا یہ ہے کہ آپ نے اس سے ثبوت چاہا، کما تقدم۔ (فتح)

بَابُ اِسْتِذْكَارِ الْقُرْاٰنِ وَتَعَاهُدِهٖ.

باب ہے بیان میں یاد کرنے قرآن کے اور ہمیشہ پڑھنے اس کے کی۔

فائدہ: استذکار القرآن کے معنی ہیں طلب کرنا نفس اپنے سے یاد کرنے قرآن کے کو اور تعاہد کے معنی ہیں خبر گیری کرنی اس کی یعنی تجدید عہد کی ساتھ اس کے ساتھ ہمیشہ پڑھتے رہنے اس کے کی۔

٤٦٤٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

۴۶۴۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صاحب قرآن کی مثل

عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ.

ساتھ قرآن کے بند ہے اونٹ والے کی سی مثل ہے اگر اس کا مالک اس کی خبر گیری کرتا رہا تو اس کو اپنے قابو میں بند رکھا اور اگر اس کو رسی سے چھوڑا تو جاتا رہا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ صاحب کے وہ ہے جس کو قرآن کی الفت ہو یعنی اس کو تلاوت کی الفت ہو اس کو ہمیشہ پڑھتا رہتا ہو اور یہ عام تر ہے اس سے کہ قرآن سے دیکھ کر پڑھتا ہو یا زبانی پڑھتا ہو اس واسطے کہ جو اس پر ہمیشگی کرتا ہے ذلیل ہوتی ہے واسطے اس کے زبان اس کی اور آسان ہوتا ہے اس پر پڑھنا اس کا اور جب اس کو چھوڑ دے تو بھاری ہوتی ہے اس پر تلاوت اس کی اور مشکل ہوتی ہے اور قول اس کا انما تقاضا کرتا ہے حصر کو راجح پر لیکن وہ حصر مخصوص ہے بہ نسبت یاد کرنے اور بھول جانے کے ساتھ تلاوت کرنے اور چھوڑ دینے کے اور یہ جو کہا مثل اونٹ والے کی ہے یعنی ساتھ اونٹ کے اور معقلہ یعنی بندھا ہوا عقال سے اور وہ رسی ہے جو اونٹ کے گھٹنے میں باندھی جاتی ہے تشبیہ دی قرآن کے پڑھنے والے کو اور اس کی تلاوت ہمیشہ کرنے کو ساتھ باندھنے اونٹ کے کہ خوف کیا جاتا ہے اس سے بھاگنا سو جب تک کہ خبر گیری موجود ہے اس کی نگہبانی بھی موجود ہے جیسے کہ اونٹ بندھا ہو قابو میں رہتا ہے اور خاص کیا اونٹ کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ گھر کے پلے ہوئے جانداروں میں زیادہ تر بھڑکنے والا ہے اور وہ بھاگنے کے بعد قابو میں مشکل آتا ہے اور یہ جو کہا کہ اگر اس کو رسی سے چھوڑا تو جاتا رہا تو ایک روایت میں ہے کہ جب قرآن والا کھڑا ہوا اور اس کے رات اور دن میں پڑھا تو اس کو یاد کیا اور اگر نہ کھڑا ہوا تو اس کو بھول گیا۔ (فتح)

٤٦٤٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يَّقُوْلَ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ نُسِّيَ وَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْاٰنَ فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ.

۴۶۴۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بری بات ہے ہر ایک مسلمان کے حق میں کہ یوں کہے کہ میں فلاں فلاں آیت قرآن کی بھول گیا بلکہ یوں کہے کہ وہ شخص بھلا دیا گیا اور یاد کرتے رہا کرو قرآن کو اس واسطے کہ قرآن مردوں کے سینے سے جلد نکل جاتا ہے ان اونٹوں سے بھی زیادہ جو اپنے زانو بند رسی سے چھوٹ بھاگیں۔

فائدہ: نسی ایک روایت میں نسی ساتھ تشدید کے آیا ہے اور ایک روایت میں تخفیف کے ساتھ آیا ہے کہا قرطبی نے کہ معنی مشدد کے یہ ہیں کہ وہ سزا دیا گیا ساتھ واقع ہونے بھول کے اوپر اس کے واسطے قصور کرنے اس کے کی بیچ خبر گیری اس کی کے اور یاد کرنے اس کے کی اور معنی مخفف کے یہ ہیں کہ مرد نے اس کو چھوڑا ہے بطور عدم التفات

کے اور اختلاف ہے بیچ متعلق ذم کے اس کے قول بئس سے کئی وجھوں پر یعنی اس کو برا کیوں کہا اور کس سبب سے کہا؟ اول وجہ یہ ہے بعض نے کہا کہ وہ اس بنا پر ہے کہ آدمی نے اپنی بھول کو اپنی جان کی طرف منسوب کیا اور حالانکہ وہ اس کا کام نہیں اور جب اس نے اس کو اپنے نفس کی طرف منسوب کیا تو اس نے وہم دلایا کہ وہ منفرد ہوا ہے ساتھ فعل اس کے کی اللہ کو اس کے فعل میں کچھ دخل نہیں اور لائق یہ تھا کہ یوں کہتا کہ میں بھلایا گیا ساتھ صیغہ مجہول کے یعنی اللہ ہی نے مجھ کو بھلایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمی﴾ اور ساتھ اسی وجہ کے جزم کیا ہے ابن بطال نے سو اس نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ جاری ہو بندوں کی زبان پر نسبت افعال کی طرف خالق ان کے کی یعنی ہر کام میں یہی کہنا لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا اس واسطے کہ اقرار ہے واسطے اس کے ساتھ عبودیت کے یعنی بندہ ہونے کے اور مان لینا ہے اس کی قدرت کو اور یہ اولیٰ ہے اس سے کہ افعال کو ان کے کمانے والے کی طرف منسوب کیا جائے باوجود اس کے کہ ان کے کمانے والے کی طرف منسوب کرنا بھی جائز ہے ساتھ دلیل قرآن اور حدیث کے پس منسوب کرنا ان کو اللہ کی طرف ان معنوں سے ہے کہ وہ ان کا خالق ہے اور منسوب کرنا ان کو نفس کی طرف ان معنوں میں ہے کہ آدمی اس کا کمانے والا ہے، کہا قرطبی نے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ منسوب کیا حضرت ﷺ نے بھول کو اپنے نفس کی طرف کما سیاتی اور اسی طرح منسوب کیا اس کو یوشع نے اپنے نفس کی طرف جب کہ کہا انہوں نے کہ میں مچھلی کا قصہ کہنا آپ سے بھول گیا اور اسی طرح منسوب کیا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نفس کی طرف جب کہ کہا مجھ کو نہ پکڑ میری بھول پر اور البتہ بیان کیا ہے قول اصحاب کا ﴿ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا﴾ جگہ مدح کی اور اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ سے فرمایا ﴿سنقرئك فلا تنسی الا ما شآء اللّٰہ﴾ سو جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ذم اس کے متعلق نہیں اور مائل کی ہے اس نے دوسری وجہ کی طرف اور وہ مانند پہلی وجہ کے ہے لیکن سبب ذم کا وہ چیز ہے کہ بیچ اس کے ہے اشعار سے ساتھ نہ کوشش کرنے کے ساتھ قرآن کے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوتا ہے نسیان مگر ساتھ نہ خبر گیری کرنے اس کے کی اور بہت غفلت کے پس اگر خبر گیری کرے اس کی ساتھ تلاوت اس کی کے اور قائم ہونے کے ساتھ اس کے نماز میں تو اس کو ہمیشہ یاد رہے سو جب آدمی کہے کہ میں فلانی آیت کو بھول گیا تو گویا کہ اس نے شہادت دی اپنے نفس پر ساتھ قصور کے سو ہوگا متعلق ذم کا ترک استذکار اور خبر گیری کا اس واسطے کہ وہی ہے جو بھول کو پیدا کرتا ہے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ کہا اسماعیلی نے کہ احتمال ہے کہ برا جانا ہو اس کو کہ کہے آدمی بھول گیا ساتھ ان معنوں کے کہ میں نے چھوڑ دیا نہ ساتھ معنی بھول جانے کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿نسو اللّٰہ فنسیھم﴾ اور اسی وجہ کو اختیار کیا ہے ایک جماعت اور ابو عبید نے اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ نیز اسماعیلی نے کہا احتمال ہے کہ ہوں فاعل نسیت کے حضرت ﷺ گویا کہ فرمایا کہ نہ کہے کوئی میری طرف سے کہ میں کوئی آیت بھول گیا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے مجھ کو بھلائی ہے واسطے حکمت منسوخ کرنے اس کے اور اٹھا دینے

تلاوت اس کی کے اور مجھ کو اس میں کوئی دخل نہیں بلکہ اللہ ہی ہے جو مجھ کو بھلاتا ہے سو بھلاتا ہے اللہ اپنے پیغمبر ﷺ کو وہ چیز کہ ارادہ کرتا ہے منسوخ کرنے اس کے کا، پانچویں وجہ یہ ہے کہ کہا خطابی نے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ منع خاص ساتھ زمانے حضرت ﷺ کے اور تھا قسم نسخ سے بھول جانا چیز کا جو اتاری گئی پھر منسوخ ہوئی بعد اترنے کے پس جاتی رہی رسم اس کی اور اٹھائی جائے تلاوت اس کی اور ساقط ہو حفظ اس کی یاد رکھنے والوں سے سو کوئی کہنے والا کہے کہ میں فلانی آیت کو بھول گیا سو منع کیے گئے اس سے تا کہ نہ وہم پیدا ہو اوپر محکم قرآن کے ضائع ہونے کا اور اشارہ کیا طرف اس کے کی جوان کے واسطے واقع ہوتا ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اللہ کے حکم سے ہے واسطے اس کے کہ اس میں مصلحت دیکھی اور راجح تر سب وجہوں میں دوسری وجہ ہے اور تائید کرتا ہے اس کی عطف امر کا ساتھ یاد رکھنے قرآن کے اوپر اس کے کہا عیاض نے اولیٰ وہ چیز ہے کہ تاویل کی جائے اوپر اس کے ذم حال کی سے نہ ذم قول کی یعنی برا ہے حال اس شخص کا کہ اس کو یاد کرے پھر اس سے غافل ہو یہاں تک کہ اس کو بھول جائے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کراہت اس میں واسطے تنزیہ کے ہے اور یہ جو کہا کہ یاد کرتے رہا کرو قرآن کو یعنی ہمیشہ اس کو پڑھتے رہو اور طلب کرو اپنے نفسوں سے اس کی مذاکرہ کو کہا طیبی نے کہ وہ عطف ہے باعتبار معنوں کے اوپر قول اس کے کی **بئس مالاحدهم** یعنی نہ قصور کرو اس کی خبر گیری میں اور یاد رکھنے میں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ قرآن وحشی ہے یعنی وحشی کی مانند ہے اور اس حدیث میں زیادتی ہے اوپر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس واسطے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں تشبیہ ایک امر کی ہے ساتھ دوسرے کے اور اس میں ہے کہ قرآن چھوٹ بھاگنے میں اونٹ سے زیادہ تر ہے اسی واسطے تصریح کی ساتھ باب کے تیسری حدیث میں جس جگہ کہا کہ البتہ وہ سخت تر ہے چھوٹ بھاگنے میں اونٹ سے اپنی رسی میں اس واسطے کہ اونٹ کی شان یہ ہے کہ چاہتا ہے کہ چھوٹ بھاگے جہاں تک کہ ہو سکے سو جب تک اس کو رسی میں نہ باندھے رکھے چھوٹ بھاگتا ہے پس اسی طرح حافظ قرآن کا اگر اس کی خبر گیری نہ کرے تو چھوٹ بھاگتا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث موافق ہے دو آیتوں کے ﴿انا سنلقی علیك قولا ثقیلا﴾ ﴿ولقد یسرنا القرآن﴾ سو جو متوجہ ہو اس کی طرف ساتھ محافظت اور خبر گیری کے تو آسان ہوتا ہے واسطے اس کے اور جو اس سے غافل ہو اس سے چھوٹ بھاگتا ہے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ مِّثْلَهٗ تَابَعَهٗ بِشْرٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ شَقِيْقٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حدیث بیان کی ہم سے عثمان نے کہا کہ اس نے حدیث بیان کہ ہم سے جریر نے اس نے روایت کی منصور سے مثل اس کے یعنی مثل حدیث کے جو اس سے پہلے ہے اور یہ شعر ہے کہ سیاق جریر کا مساوی ہے واسطے سیاق شعبہ کے متابعت کی ہے اس کی بشر نے ابن مبارک سے اس نے شعبہ سے یعنی

عبداللہ بن مبارک نے متابعت کی محمد بن عرعرہ کی بیچ روایت اس حدیث کے شعبہ سے اور متابعت کی ہے اس کی ابن جریج نے عبدہ سے اس نے روایت کی شقیق سے اس نے کہا سنا میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا سنا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور شاید مراد ساتھ اس متابعت کے دفع کرنا ہے اس شخص کی علت کا جو معلول ٹھہراتا ہے خبر کو ساتھ روایت حماد بن زید کے اور ابو الاحوص کے واسطے اس کے منصور سے موقوف ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر۔ (فتح)

٤٦٤٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَاهَدُوا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنَ الْإِبِلِ فِيْ عُقُلِهَا.

۴۶۴۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ پڑھتے رہا کرو قرآن کو سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ قرآن زیادہ تر چھوٹ بھاگنے والا ہے ان اونٹوں سے جو اپنی رسی میں بندھے ہیں۔

فائدہ: اونٹ جہاں اپنی رسی سے چھوٹا بھاگا اسی طرح حافظ قرآن نے جب دور چھوڑا بھولا۔

فائدہ: حاصل یہ ہے کہ تشبیہ واقع ہوئی درمیان تین چیزوں کے ساتھ تین چیزوں کے پس حافظ قرآن کا تشبیہ دیا گیا ہے ساتھ اونٹنی والے کے اور قرآن ساتھ اونٹنی کے اور یاد رکھنا ساتھ باندھنے کے کہا طیبی نے کہ نہیں درمیان قرآن کے اور اونٹنی کے کوئی مناسبت اس واسطے کہ قرآن قدیم ہے اور اونٹنی حادث لیکن واقع ہوئی ہے تشبیہ معنی میں اور ان حدیثوں میں رغبت دلانا ہے اوپر یاد کرنے قرآن کے ساتھ ہمیشہ پڑھتے رہنے اس کے کی اور تکرار تلاوت اس کی کے اور دور اس کے کی اور بیان کرنا مثلوں کا ہے واسطے واضح کرنے مقاصد کے اور اخیر حدیث میں قسم کھانی ہے نزدیک دینے خبر کے جس کے سچے ہونے کا یقین ہو واسطے مبالغہ کرنے کے اس کے ثابت کرنے میں سننے والوں کے سینے میں اور حکایت کی ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے کہ دعویٰ کیا گیا اس پر ساتھ مال کے وہ منکر ہوا اور قسم کھائی اس نے پھر اس پر گواہ قائم ہوئے تو اس نے کہا کہ میں بھول گیا تھا تو اس کو اس میں معذور رکھا جائے۔ (فتح)

بَابُ الْقِرَاءَةِ عَلَى الدَّابَّةِ.

باب ہے سواری پر قرآن پڑھنا۔

فائدہ: یعنی واسطے اس کے کہ اس پر سوار ہو اور شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص کے جو اس کو مکروہ جانتا

ہے چنانچہ نقل کیا ہے اس کو ابن ابی داؤد نے بعض سلف سے اور پہلے گزر چکی ہے یہ بحث بیچ قرأت قرآن کے حمام وغیرہ میں کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد بخاری کی ساتھ اس ترجمہ کے یہ ہے کہ بیچ پڑھنے قرآن کے سواری پر سنت موجود ہے اور اصل اس سنت کا اللہ کا یہ قول ہے ﴿لتستوا علی ظهوره ثم تذكروا نعمة ربكم اذا استويتم﴾۔

٤٦٤٦ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ إِيَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ سُوْرَةَ الْفَتْحِ.

۴۶۴۶۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن اور حالانکہ آپ اپنی سواری پر سورۂ فتح پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ فتح میں گزر چکی ہے اور آئندہ بھی آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ تَعْلِيْمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْاٰنَ.

چھوٹے لڑکوں کو قرآن سکھلانے کا بیان۔

فائدہ: شاید اشارہ ہے طرف رد کے اس شخص پر جو اس کو مکروہ جانتا ہے اور مروی ہے کراہت اس کی سعید بن جبیر رحمہ اللہ اور ابراہیم نخعی سے اور لفظ ابراہیم کا یہ ہے کہ تھے مکروہ جانتے قرآن سکھلانا چھوٹے لڑکے کو یہاں تک کہ سمجھے بوجھے اور کلام سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا دلالت کرتا ہے کہ مکروہ ہونا اس کا اس جہت سے ہے کہ اس کو ملال حاصل ہوتا ہے اور روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے ساتھ سند صحیح کے اشعث بن قیس سے کہ اس نے ایک لڑکے کو آگے کیا تو لوگوں نے اس پر عیب کیا تو اس نے کہا نہیں آگے کیا میں نے اس کو مگر یہ کہ آگے کیا ہے اس کو قرآن نے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ وہ زیادہ تر باعث ہے طرف ثبوت اس کے کی اور مضبوط ہونے اس کے کی بیچ دل اس کے کی جیسے کہا جاتا ہے کہ لڑکپن میں پڑھنا مانند نقش کے ہے پتھر پر اور کلام سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا دلالت کرتا ہے کہ پہلے لڑکے کو آرام میں چھوڑا جائے پھر اس کو آہستہ آہستہ پکڑا جائے اور یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ اشخاص کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٦٤٧ ـ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ إِنَّ الَّذِيْ تَدْعُوْنَهُ الْمُفَصَّلَ هُوَ الْمُحْكَمُ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ

۴۶۴۷۔ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جس چیز کو تم مفصل کہتے ہو وہ محکم ہے اس نے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حالانکہ میں دس برس کا تھا اور البتہ میں محکم پڑھ چکا تھا۔

عَشْرِ سِنِيْنَ وَقَدْ قَرَأْتُ الْمُحْكَمَ.

فائدہ:اسی طرح ہے اس میں تفسیر مفصل کی ساتھ محکم کے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کی کلام سے اور یہ دلالت کرتا ہے کہ دوسری روایت میں ضمیر لہ کا سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف پھرتی ہے اور فاعل قلت کا ابو بشر ہے برخلاف ظاہر متبادر کے کہ ضمیر واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہے اور فاعل قلت کا سعید رحمۃ اللہ علیہ ہے اور احتمال ہے کہ ہر ایک نے یہ اپنے شیخ سے پوچھا ہو اور مراد ساتھ محکم کے وہ قرآن ہے جس میں کچھ منسوخ نہیں اور بولا جاتا ہے محکم اوپر ضد متشابہ کے اور یہ اصطلاح اہل اصول کی ہے اور مراد ہے ساتھ مفصل کے وہ سورتیں ہیں جن میں بسم اللہ کے ساتھ فصل بہت ہے اور وہ سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک ہیں صحیح قول پر اور شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ترجمے میں طرف قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ تفسیر مجھ سے پوچھا کرو کہ میں نے قرآن کو یاد کر لیا تھا چھوٹی عمر میں اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے وقت دس برس کے تھے اور نماز کے باب میں گزر چکا ہے کہ وہ حجۃ الوداع میں قریب بلوغت کے پہنچے تھے اور یہ بھی آیا ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے وقت پندرہ برس کے تھے تو کہا عیاض نے احتمال ہے کہ یہ قول ان کا کہ میں دس برس کا تھا راجع ہو طرف یاد کرنے قرآن کے نہ طرف وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہوگی تقدیر کلام کی یہ کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حالانکہ میں محکم قرآن کو پڑھ چکا تھا اور میں دس برس کا تھا سو اس میں تقدیم وتاخیر ہے اور ایک روایت میں تیرہ برس کا ذکر آیا ہے اور ایک میں چودہ برس کا سو تطبیق یہ ہے کہ تیرہ برس کی عمر میں احتلام کے قریب پہنچے پھر بالغ ہوئے جب کہ ان کو کامل کیا اور داخل ہوئے چودھویں سال میں سو اطلاق پندرہ برس کا بنظر اعتبار دونوں کسر کے ہے اور اطلاق تیرہ برس کا ساتھ لغو کرنے کسر کے ہے اور اطلاق چودہ کا ساتھ لغو کرنے ایک کسر کے ہے اور اختلاف ہے بیچ اول مفصل کے باوجود اتفاق ہونے کے اس پر کہ وہ قرآن کا اخیر حصہ ہے دس قول پر۔ (فتح)

٤٦٤٨ - حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ وَمَا الْمُحْكَمُ قَالَ الْمُفَصَّلُ.

۴۶۴۸۔ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جمع کیا میں نے محکم قرآن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ابو بشر کہتا ہے میں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ کیا ہے محکم کہا کہ مفصل۔

بَابُ نِسْيَانِ الْقُرْاٰنِ وَهَلْ يَقُوْلُ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى

باب ہے بھول جانے قرآن کے اور کیا جائز ہے کہ کہے کہ میں فلاں آیت کو بھول گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى إِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾. ہم تجھ کو پڑھائیں گے سو تو نہیں بھولے گا مگر جو اللہ چاہے۔

فائدہ: شاید مراد یہ ہے کہ نہی اس قول سے کہ میں فلانی آیت کو بھول گیا نہیں واسطے زجر کے ہے اس لفظ سے بلکہ واسطے زجر کے ہے اسباب زجر کے لین دین کرنے سے جو تقاضا کرتے ہیں اس لفظ کے بولنے کو اور احتمال ہے کہ منع اور اباحت کو دو حالتوں پر اتارا جائے سو جو شخص کہ پیدا ہو نسیان اس کا مشغول ہونے سے ساتھ امر دینی کے مانند جہاد کے تو اس کے واسطے یہ کہنا منع نہیں اس واسطے کہ نہیں پیدا ہوا ہے بھولنا دینی کام کے چھوڑنے سے اور اس پر محمول ہوگا جو وارد ہوا ہے حضرت ﷺ سے منسوب کرنے بھول کے سے طرف نفس اپنے کے اور جو شخص کہ پیدا ہو نسیان اس کا مشغول ہونے اس کے سے ساتھ کام دنیاوی کے خاص کر جو حرام کام ہو تو اس کو یہ کہنا منع ہے واسطے لین دین کرنے اس کے ساتھ اسباب بھول کے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تجھ کو پڑھائیں گے سو تو نہیں بھولے گا تو یہ پھرنا ہے اس سے طرف اختیار کرنے اس چیز کے کہ جس پر اکثر علماء ہیں کہ لا اللہ تعالیٰ کے قول فلا تنسی میں واسطے نفی کے ہے اور یہ کہ اللہ نے آپ کو خبر دی کہ حضرت ﷺ نہیں بھولیں گے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو پڑھایا اور بعض نے کہا کہ لا واسطے نہی کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے اشباع سین میں واسطے تناسب سر آیتوں کے اور اختلاف ہے استثناء میں یعنی بیچ قول اللہ تعالیٰ الا ماشآء اللہ سو فراء نے کہا کہ وہ تبرک کے واسطے ہے اور یہاں کوئی چیز مستثنیٰ نہیں اور حسن اور قتادہ سے روایت ہے کہ مگر جو مقدر کیا اللہ نے کہ اس کی تلاوت اٹھائی جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مگر جو ارادہ کیا اللہ نے یہ کہ تجھ سے بھلا دے تا کہ اس کو بھول جائے اور بعض نے کہا کہ فلا تنسی کے معنی ہیں کہ نہ چھوڑے تو عمل کو ساتھ اس کے مگر جو چاہا اللہ نے کہ اس کو منسوخ کرے سو اس کے ساتھ عمل کے تو چھوڑے۔ (فتح)

٤٦٤٩ ـ حَدَّثَنَا رَبِيْعُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا اٰيَةً مِّنْ سُوْرَةِ كَذَا.

۴۶۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو مسجد میں پڑھتے سنا سو فرمایا کہ اللہ اس پر رحمت کرے البتہ اس نے مجھ کو فلانی فلانی آیت فلانی سورت سے یاد دلائی اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ جس آیت کو میں نے فلانی فلانی سورت سے نسیان کے سبب سے ساقط کیا تھا یعنی مجھ کو بھول گئی تھی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا عِيْسٰى عَنْ هِشَامٍ وَّقَالَ أَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ

روایت ہے محمد بن عبید بن میمون سے کہا حدیث بیان کی مجھ سے عیسیٰ نے ہشام سے اور کہا ساقط کیا تھا میں نے ان کو

سُوْرَةِ كَذَا تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَّعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ.

فلاں سورۂ سے تابع ہوا علی بن مسہر اور عبدہ ہشام سے۔

٤٦٥٠ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَآءٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَّقْرَأُ فِي سُوْرَةٍ بِاللَّيْلِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أُنْسِيْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا.

۴۶۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو رات میں قرآن پڑھتے سنا سو فرمایا کہ اللہ اس پر رحمت کرے کہ البتہ اس نے مجھ کو فلانی آیت یاد دلائی جو مجھ کو فلانی فلانی سورت سے بھول گئی تھی۔

فائدہ: یہ حدیث مفسر ہے واسطے قول آپ کے کی کہ میں نے اس کو ساقط کیا تھا سو گویا کہ فرمایا کہ ساقط کیا تھا میں نے اس کو بھول سے نہ کہ جان بوجھ کر، کہا اسماعیلی نے کہ بھول جانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے کسی چیز کے قرآن سے دو قسموں پر ہے ایک وہ قسم ہے جو تھوڑی دیر کے بعد آپ کو یاد آ جاتا ہے اور یہ قائم ہے ساتھ طبع بشری کے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں بھی آدمی ہوں بھول جاتا ہوں جیسا تم بھول جاتے ہو دوسرا قسم یہ ہے کہ اٹھاتا ہے اس کو اللہ آپ کے دل سے اوپر ارادے منسوخ کرنے تلاوت اس کی کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ استثناء کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿سنقرئك فلا تنسى الا ما شآء اللّٰه﴾ بہرحال پہلی قسم سو عارض ہے جلدی دور ہو جاتی ہے واسطے دلیل ظاہر اس آیت کے ﴿انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون﴾ اور دوسری قسم سو داخل ہے اس آیت میں ﴿ماننسخ من آية او ننسها﴾ اس شخص کی قرأت کی بنا پر جو اس کو ضمہ اول کے ساتھ پڑھتا ہے بغیر ہمزہ کے اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے بھول کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس چیز میں کہ نہیں طریق اس کا پہنچانا مطلق اور اسی طرح اس چیز میں کہ طریق اس کا پہنچانا ہے لیکن ساتھ دو شرطوں کے ایک یہ کہ وہ اس کے بعد ہے کہ واقع ہو آپ سے تبلیغ اس کی دوسرے یہ کہ نہیں رہتے قائم اپنی بھول پر ہمیشہ بلکہ یا تو خود بخود آپ کو یاد آ جاتا ہے یا کوئی غیر آپ کو یاد دلا دیتا ہے اور کہا اس میں فوری بھی شرط ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں بہرحال اس کی تبلیغ سے پہلے سو اس میں آپ کو بھول جانا اس میں بالکل جائز نہیں اور بعض صوفیوں نے یہ گمان کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھول جانا بالکل واقع نہیں ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صواب نسیان کی واقع ہوتی ہے، کہا عیاض نے کہ اس کا کوئی قائل نہیں مگر ابو المظفر اور یہ قول ضعیف ہے اور نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بلند کرنا آواز کا ساتھ پڑھنے قرآن کے رات کو اور مسجد

میں اور دعا واسطے اس شخص کے کہ جس کی جہت سے خیر حاصل ہوا اگرچہ نہ قصد کیا ہو اس شخص نے جس کی طرف سے نیکی حاصل ہوئی اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ بھول جانے قرآن کے سو بعض نے اس کو کبیرہ گناہ ٹھہرایا ہے اور ان کی حجت ایک یہ حدیث ہے جو ترمذی وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ میری امت کے گناہ میرے سامنے لائے گئے سو نہیں دیکھا میں نے کوئی گناہ بہت بڑا اس سے کہ ایک مرد کو قرآن کی سورت ملی سو وہ اس کو بھول گیا اور اس کی سند ضعیف ہے اور ابو العالیہ سے روایت ہے کہ ہم بہت بڑا گناہ دیکھتے تھے کہ آدمی قرآن کو سیکھے پھر اس کو بھول جائے اور اس کی سند جید ہے اور اسی طرح روایت ہے ابن سیرین سے اور ابوداؤد نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو قرآن کو پڑھے پھر اس کو بھول جائے تو ملے گا اللہ تعالیٰ کو اس حالت میں کہ وہ اجذم ہو گا یعنی اس کا ہاتھ کٹا ہو گا یا اس کا ہاتھ خیر سے خالی ہو گا یا حقیقۃ کوڑھی ہو گا اور ساتھ اس کے قائل ہے ابو المکارم اور رویانی شافعیوں میں سے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ تلاوت سے منہ پھیرنا سبب ہے واسطے بھول جانے قرآن کے اور بھول جانا اس کا دلالت کرتا ہے اوپر نہ کوشش کے ساتھ اس کے اور سستی کے ساتھ امر اس کے کی اور کہا قرطبی نے کہ جس نے سارے قرآن یا بعض کو یاد کیا تو بلند ہوا رتبہ اس کا بہ نسبت اس شخص کے جس نے اس کو یاد نہ کیا ہو سو جب اس نے اس مرتبے میں قصور کیا باوجود دینی ہونے کے یہاں تک کہ دور ہوا اس سے تو مناسب ہوا کہ اس کو اس پر عذاب کیا جائے اس واسطے کہ قرآن کی خبر گیری کو چھوڑ دینا پہنچاتا ہے طرف رجوع کرنے کے طرف جہل کی اور رجوع کرنا طرف جہل کے بعد علم کے بہت سخت ہے اور کہا اسحاق نے مکروہ ہے کہ چالیس دن مرد پر گزریں کہ ان میں قرآن کو نہ پڑھے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ کہے فلانی آیت کو فلانی سورت سے میں نے ساقط کر ڈالا یعنی بھول گیا جب کہ واقع ہو یہ اس سے۔ (فتح)

٤٦٥١ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ يَقُوْلُ نَسِيْتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ.

۴۶۵۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بری بات ہے واسطے ہر ایک مسلمان کے یہ کہ کہے میں فلانی فلانی آیت کو بھول گیا بلکہ یوں کہے کہ میں بھلایا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرَ بَأْسًا أَنْ يَّقُوْلَ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَسُوْرَةُ كَذَا وَكَذَا.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو نہیں دیکھتا ڈر اس کہنے کا کہ سورۂ بقرہ اور فلاں سورۃ۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے طرف رد کرنے کے اس شخص پر جو اس کو مکروہ جانتا ہے اور کہتا

ہے کہ نہ کہا جائے مگر یوں کہ وہ سورۂ جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور پہلے گزر چکا ہے حج میں اعمش کے طریق سے کہ اس نے سنا حجاج بن یوسف کو کہ کہتا ہے منبر پر وہ سورہ جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور یہ کہ رد کیا اس نے اوپر اس کے ساتھ حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کے کہا قاضی عیاض نے کہ حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی حجت ہے بیچ جواز کہنے سورۂ بقرہ کے اور مانند اس کی کے اور البتہ اس میں اختلاف ہے بعض نے اس کو جائز رکھا ہے اور بعض نے اس کو مکروہ جانا ہے اور کہا کہ کہا جائے وہ سورہ جس میں بقرہ کا ذکر ہے، میں کہتا ہوں اور حج میں گزر چکا ہے کہ ابراہیم نخعی نے انکار کیا حجاج کے اس قول پر کہ مت کہو سورہ بقرہ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ وہ سنت ہے اور وارد کی حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی اور قوی تر اس سے حجت میں وہ چیز ہے جس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وارد کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ سے اور وارد ہوئی ہیں اس میں بہت حدیثیں صحیحہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ سے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اذکار میں جائز ہے یہ کہ کہے سورۂ بقرہ اور سورۂ عنکبوت اور اسی طرح باقی سورتوں کو بھی اور اس میں کوئی کراہت نہیں اور بعض سلف نے کہا کہ یہ مکروہ ہے اور ٹھیک بات پہلی ہے کہ یہ کہنا جائز ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور جو حدیثیں کہ اس میں وارد ہوئی ہیں زیادہ ہیں اس سے کہ گنی جائیں اور اسی طرح اصحاب سے ہے اور جو ان کے بعد ہیں، میں کہتا ہوں اور ان بعض کے قول کے موافق بھی ایک حدیث مرفوع آ چکی ہے اور وہ انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ کہا کرو سورۂ بقرہ اور نہ سورۂ آل عمران اور نہ سورۂ نساء اور اسی طرح سارا قرآن روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اوسط میں اور اس کی سند میں عبیس راوی ہے اور وہ ضعیف ہے اور وارد کیا ہے اس کو ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے موضوعات میں اور منقول ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ وہ حدیث منکر ہے میں کہتا ہوں اور باب تالیف القرآن میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اس آیت کو فلانی سورت میں رکھو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے کہا ابن کثیر نے نہیں شک ہے اس میں کہ یہ احوط ہے لیکن قرار پا چکا ہے اجماع اوپر جواز کے مصاحف اور تفاسیر میں، میں کہتا ہوں اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ احتیاط مذکور کے ایک جماعت مفسرین نے اور ان میں سے ہیں ابو محمد اور متقدمین میں سے ہیں کلبی اور نقل کیا ہے اس کو قرطبی نے حکیم ترمذی سے کہ عزت قرآن کی سے ہے یہ کہ نہ کہا جائے سورۂ بقرہ اور سورۂ نحل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا جائے کہ وہ سورت جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس طور کے کہ حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی اس کے معارض ہے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ نہیں ہے تعارض باوجود ممکن ہونے تطبیق کے سو حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی جواز پر دلالت کرے گی اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی اگر ثابت ہو تو محمول ہو گی خلاف اولیٰ پر۔

٤٦٥٢ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ عَنْ عَلْقَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِيْ

۴۶۵۲۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رات کو سورۂ بقرہ کی اخیر کی دو آیتیں پڑھے گا تو وہ اس کو کفایت کرتی ہیں۔

مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاٰيَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَاَ بِهِمَا فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ.

فائدہ: اس کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔

٤٦٥٣ ـ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ حَدِيْثِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ اَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَاُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَآئَتِهِ فَاِذَا هُوَ يَقْرَؤُهَا عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ اُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَانْتَظَرْتُهُ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ فَقُلْتُ مَنْ اَقْرَاَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَاُ قَالَ اَقْرَاَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ كَذَبْتَ فَوَاللّٰهِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُوَ اَقْرَاَنِيْ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ فَانْطَلَقْتُ بِهِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقُوْدُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَاُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا وَاِنَّكَ اَقْرَاْتَنِيْ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فَقَالَ يَا هِشَامُ اقْرَاْهَا فَقَرَاَهَا

۴۶۵۳۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۂ فرقان پڑھتے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تو میں نے اس کی قرأت کی طرف کان لگایا سو اچانک دیکھا کہ وہ اس کو پڑھتا ہے بہت حرفوں پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نہیں پڑھائے سو میں قریب تھا کہ نماز میں اس پر اچھل پڑوں سو میں نے اس کو مہلت دی یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا تو میں نے اس کو گلے میں چادر ڈال کر کھینچا میں نے کہا کہ تجھ کو یہ سورت کس نے پڑھائی جو میں نے تجھ کو پڑھتے سنا؟ اس نے کہا کہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی تو میں اس کو کھینچتا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا تو میں نے کہا یا حضرت! میں نے اس کو سنا سورۂ فرقان پڑھتا تھا کئی وجھوں پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نہیں پڑھائیں اور بے شک آپ نے مجھ کو سورۂ فرقان پڑھائی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ہشام! اس کو پڑھ سو اس نے اس کو پڑھا جس طور سے میں نے اس کو پڑھتے سنا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح اتاری گئی پھر فرمایا پڑھ اے عمر! سو میں نے اس کو پڑھا جس طور سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پڑھائی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح اتاری گئی پھر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بے شک یہ قرآن اتارا گیا سات وجھوں پر سو ان میں سے پڑھو جو تم کو سہل معلوم ہو۔

الْقِرَآءَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اِقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُهَا الَّتِيْ أَقْرَأَنِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْقُرْاٰنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٤٦٥٤ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ اٰدَمَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَارِئًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا اٰيَةً أَسْقَطْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا.

۴۶۵۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو مسجد میں رات کو قرآن پڑھتے سنا سو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے کہ البتہ اس نے مجھ کو یاد دلائی فلانی فلانی آیت جس کو میں نے نسیان کے سبب ساقط کر ڈالا تھا فلانی فلانی سورت سے۔

فائدہ: یہ تینوں حدیثیں ترجمہ کے واسطے شہادت دیتی ہیں اور مناسب ہیں واسطے اس کے۔

بَابُ التَّرْتِيْلِ فِي الْقِرَآئَةِ.

قرأت کو کھول کھول کر پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی ظاہر کرنا حرفوں اس کے کا اور آہستگی کرنی بیچ ادا کرنے ان کے کی تا کہ وہ زیادہ تر بلانے والا طرف سمجھنے معنی ان کے کی۔

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پڑھ قرآن کو کھول کھول کر صاف۔

فائدہ: گویا یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے سلف سے بیچ تفسیر اس کی کے سو مجاہد سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ پڑھ بعض کو پیچھے بعض کے ٹھہر ٹھہر کر اور قتادہ سے روایت ہے کہ بیان کر اس کو بیان کرنا اور یہ امر اگر وجوب کے واسطے نہ ہو تو مستحب ہو گا۔

وَقَوْلِهٖ ﴿وَقُرْاٰنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهٗ عَلَى

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور قرآن کو جدا جدا بھیجا ہم

النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ﴾. نے تا کہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر۔

فائدہ: اس کی توجیہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

وَمَا يُكْرَهُ أَنْ يُهَذَّ كَهَذِّ الشِّعْرِ. اور جو مکروہ ہے یہ کہ نہایت جلد پڑھے بغیر تامل کے جیسے شعر پڑھا جاتا ہے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ مستحب ہونا ترتیل کا نہیں لازم پکڑتا ہے جلدی پڑھنے کی کراہت کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ نہایت جلدی پڑھنا ہے اس طور سے کہ بہت حرف پوشیدہ رہیں یا اپنے مخرجوں سے نہ نکلیں اور البتہ ذکر کیا گیا ہے باب میں انکار ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس شخص پر جو قرآن کو نہایت جلد جلد پڑھے جیسا کہ شعر پڑھا جاتا ہے اور دلیل جلدی پڑھنے کے جواز کی وہ حدیث ہے جو احادیث الانبیاء میں پہلے گزر چکی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہلکا اور آسان ہو گیا تھا قرآن داؤد علیہ السلام پر سو وہ اپنی سواریوں کے کسنے کا حکم کرتے تھے تو قرآن کو زین کسنے سے پہلے پڑھ چکتے تھے۔ (فتح)

﴿فِيهَا يُفْرَقُ﴾ يُفَصَّلُ. یفرق کے معنی ہیں تفصیل کیا جاتا ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فَرَقْنَاهُ﴾ فَصَّلْنَاهُ. کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فرقناہ کے معنی ہیں تفصیل کیا ہم نے اس کو۔

فائدہ: مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ایک مرد ہے جو سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کو پڑھتا ہے اور ایک مرد ہے کہ فقط سورۂ بقرہ کو پڑھتا ہے دونوں کا قیام بھی برابر ہے اور رکوع بھی ایک اور سجدہ بھی ایک تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پڑھنا میرا سورۂ بقرہ کو فقط افضل ہے پھر یہ آیت پڑھی اور قرآن کو ہم نے تفریق کے ساتھ اتارا تا کہ پڑھے تو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور ایک روایت میں ہے ابو حمزہ سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں بہت جلد پڑھتا ہوں اور البتہ میں تین دن میں قرآن پڑھتا ہوں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ پڑھنا میرا سورۂ بقرہ کو ساتھ ترتیل اور تدبر کے بہتر ہے یہ کہ پڑھوں جیسے تو کہتا ہے اور ایک روایت میں ہے ابو حمزہ سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں بہت جلد پڑھتا ہوں البتہ میں ایک رات میں قرآن کو پڑھتا ہوں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ پڑھنا میرا ایک سورۂ کو بہتر ہے اگر تو ضرور پڑھنے والا ہو تو ایسے طور سے پڑھ کہ تیرے کان اس کو سنیں اور تیرا دل اس کو یاد رکھے اور تحقیق یہ ہے کہ ایک جہت سے جلدی پڑھنے کو فضیلت ہے اور ایک جہت سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کو فضیلت ہے بشرطیکہ جلدی پڑھنے والا نہ چھوڑے کسی چیز کو حروف اور حرکات اور سکون سے جو واجب ہیں سو نہیں منع ہے کہ ایک دوسرے سے زیادہ ہو اگرچہ برابر ہیں اس واسطے کہ جو کھول کھول کر پڑھے اور غور کرے اس شخص کی مانند ہے جو ایک موتی قیمتی خیرات کرے اور جو جلد پڑھے تو وہ مثل اس شخص کے جو

چند موتی خیرات کرے لیکن ان کی قیمت اس ایک موتی کے برابر ہو اور کبھی ایک موتی کی قیمت دوسروں سے زیادہ ہوتی ہے اور کبھی عکس۔ (فتح)

٤٦٥٥ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ غَدَوْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ رَجُلٌ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ الْبَارِحَةَ فَقَالَ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ إِنَّا قَدْ سَمِعْنَا الْقِرَآئَةَ وَإِنِّيْ لَأَحْفَظُ الْقُرَنَآءَ الَّتِيْ كَانَ يَقْرَأُ بِهِنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ سُوْرَةً مِّنَ الْمُفَصَّلِ وَسُوْرَتَيْنِ مِنْ اٰلِ حٰمٓ.

۴۶۵۵۔ حضرت ابو وائل سے روایت ہے کہ ہم ایک دن صبح کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو ایک مرد نے کہا کہ میں نے آج رات سب مفصل کو پڑھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نے قرآن کو نہایت جلدی پڑھا بغیر تامل کے جیسے شعر پڑھا جاتا ہے البتہ ہم نے قرأت کو سنا اور البتہ میں یاد رکھتا ہوں ہم مثل سورتوں کو جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے وہ اٹھارہ سورتیں ہیں مفصل سے اور دو سورتیں آل حم سے۔

فائدہ: یہ روایت مختصر ہے اور روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ہم ایک دن صبح کو فجر کی نماز پڑھنے کے بعد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے سو ہم نے دروازے پر سلام کیا تو ہم کو اجازت ملی پھر ہم تھوڑی دیر دروازے پر ٹھہرے تو لونڈی نکلی سو اس نے کہا کہ کیا اندر نہیں جاتے؟ سو ہم اندر گئے تو اچانک ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیٹھے سبحان اللہ پڑھتے تھے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کس چیز نے تم کو منع کیا اندر آنے سے اور حالانکہ تم کو اجازت ہو چکی تھی؟ ہم نے کہا ہم نے گمان کیا تھا کہ بعض گھر والے سوتے ہوں گے، کہا گمان کیا تم نے ام عبد کو غافل پھر ساری حدیث بیان کی، کہا خطابی نے کہ ھذًّا کے معنی ہیں نہایت جلدی پڑھنا بغیر تامل کے جیسے شعر پڑھا جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ اٹھارہ سورتیں مفصل سے تو ایک روایت میں ہے کہ بیس سورتیں اول مفصل سے اور تطبیق یہ ہے کہ مراد اٹھارہ سورتیں سوائے سورۂ دخان کے ہیں اور جو اس کے ساتھ ہے اور سب کو مفصل کہا بطور تغلیب کے ہے نہیں تو دخان مفصل میں سے نہیں راجح قول پر لیکن جائز ہے کہ ہو تالیف ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی برخلاف ترتیب عثمانی کے اس واسطے کہ اعمش کی روایت کے اخیر میں ہے کہ آخران کا حم دخان ہے اور عم بنا بر اس کے تغلیب نہیں اور یہ جو کہا کہ آل حم سے تو مراد وہ سورتیں ہیں جن کے اول میں حم ہے اور بعض نے کہا کہ خود حم مراد ہے اور غریب بات کہی ہے داؤدی نے سو کہا اس نے کہ قول اس کا من آل حم ابو وائل کی کلام سے ہے نہیں تو اول مفصل کا نزدیک ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اول جاثیہ سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوتا ہے یہ اگر ترتیب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترتیب عثانی کے موافق ہو اور حالانکہ امر اس کے برخلاف ہے اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب کے مخالف ہے سو شاید یہ بھی اسی سے ہو اور ہو اول مفصل کا نزدیک اس کے اول جاثیہ کا اور دخان متاخر اس کی

ترتیب میں جاثیہ سے نہیں ہے کوئی مانع اس سے۔ (فتح)

٤٦٥٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِهِ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيْلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْاٰيَةَ الَّتِيْ فِيْ لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ﴾ فَإِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نَّجْمَعَهُ فِيْ صَدْرِكَ ﴿وَقُرْاٰنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهُ﴾ فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ قَالَ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نُّبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ قَالَ وَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيْلُ أَطْرَقَ فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ.

۴۶۵۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ نہ ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو تا کہ تو جلدی کرے ساتھ اس کے کہا کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اترتے جبریل علیہ السلام ساتھ وحی کے یعنی لاتے قرآن کو اور ہلاتے ساتھ اس کے اپنی زبان کو اور دونوں ہونٹوں کو تو آپ پر مشکل ہوتا اور یہ آپ سے پہچانا جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری جو سورۂ لا اقسم میں ہے کہ نہ ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو تا کہ جلدی کرے تو اس کے ساتھ بے شک ہمارا ذمہ ہے جمع کرنا اس کا اور پڑھنا اس کا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مراد یہ ہے کہ ہمارا ذمہ ہے یہ کہ ہم اس کو تیرے سینے میں جمع کریں اور پڑھنے اس کے کو یہ کہ پڑھیں ہم اس کو اور جب ہم اس کو پڑھیں تو پیروی کر اس کے پڑھنے کی یعنی جب ہم اس کو تجھ پر اتاریں تو کان لگا کر سنا کر پھر ہمارا ذمہ ہے بیان کرنا اس کا یعنی ضروری ہے ہم پر کہ ہم بیان کریں اس کو تیری زبان پر کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پھر اس کے بعد یہ دستور تھا کہ جب جبریل علیہ السلام آتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر نیچے ڈالتے پھر جب جبریل علیہ السلام چلا جاتا تو اس کو پڑھتے جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ قیامہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور مما یحرک کی توجیہ بدء الوحی میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ممن یحرك آیا ہے اور متعین ہے کہ من واسطے تبعیض کے ہو اور من موصولہ، واللہ اعلم اور شاہد ترجمہ کا اس سے منع کرتا ہے جلد پڑھنے سے سو یہ تقاضا کرتا ہے کہ مستحب ہے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا اور یہی مناسب ہے واسطے ترتیل کے اور اس باب میں حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھول کھول کر پڑھتے تھے سورت کو یہاں تک کہ نہایت دراز تر ہو جاتے اور روایت ہے کہ علقمہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر قرآن پڑھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کھول کر پڑھا تو نے میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں اس واسطے کہ وہ زینت ہے قرآن کی۔ (فتح)

بَابُ مَدِّ الْقِرَآءَةِ.

باب ہے بیچ بیان کھینچنے آواز کے ساتھ قرأت قرآن کے۔

فائدہ: قرآن پڑھنے کے وقت آواز کو کھینچنا دو طور پر ہے ایک اصلی ہے اور وہ دراز کر کے پڑھنا اس حرف کا ہے جس کے بعد الف یا واؤ یا یا ہو اور ایک غیر اصلی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے حرف کے بعد جس کی یہ صفت ہے ہمزہ لایا جائے اور وہ متصل ہے اور منفصل سو متصل وہ ہے جو نفس کلمے سے ہو اور منفصل وہ ہے جو دوسرے کلمے سے ہو سو لایا جاتا ہے پہلے میں الف اور واؤ اور یا پورے طور سے ادا کیا ہو بغیر زیادتی کے اور دوسرا زیادہ کی جاتی بیچ تمکین الف اور واؤ اور یا کے زیادتی اوپر اس کے کہ نہیں ممکن ہے بولنا ساتھ اس کے مگر ساتھ مد کے اور مذہب اعدل یہ ہے کہ کھینچا جائے ہر حرف ان میں سے دوگنا اس سے کہ پہلے کھینچا جاتا تھا اور کبھی تھوڑا سا اس سے زیادہ کیا جاتا ہے اور جو اس سے زیادہ ہو وہ محمود نہیں اور مراد ترجمہ میں پہلی قسم ہے۔ (فتح)

٤٦٥٧ ۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قِرَآئَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يَمُدُّ مَدًّا.

۴۶۵۷۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تھے کھینچتے یعنی قرأت کو۔

٤٦٥٨ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَآءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ.

۴۶۵۸۔ کسی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کس طرح تھی؟ انہوں نے کہا کہ تھے کھینچتے آواز اپنی کو ساتھ قرأت کے پھر پڑھتے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو کھینچتے بسم اللہ کو پھر کھینچتے رحمٰن کو پھر کھینچتے الرحیم کو۔

فائدہ: ظاہر ہوا پہلی روایت سے کہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ راوی خود ہی سائل ہے اور یہ جو پہلی روایت میں کہا کہ تھے کھینچتے لام کے جو ہا سے پہلے ہے اسم اللہ سے اور ساتھ کھینچنے میم کے جو پہلے نون سے ہے رحمٰن میں اور ساتھ کھینچنے حا کے رحیم سے اور کانت مدا کے معنی ہیں ذات مد یعنی صاحب کھینچنے کے اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی آواز کو کھینچتے تھے اور روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے قطبہ بن مالک کے طریق سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فجر کی نماز میں سورۂ ق پڑھی سو گزرے اس لفظ پر طلع نضید سو کھینچا آواز اپنی کو ساتھ نضید کے اور یہ شاہد جید ہے واسطے حدیث انس رضی اللہ عنہ کے اور اصل اس کی مسلم میں ہے۔

تنبیہ: استدلال کیا ہے بعض نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ حضرت ﷺ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نماز میں پڑھتے تھے اور مقصود اس کا ساتھ اس کے معارضہ کرنا ہے نیز انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جو مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ بسم اللہ کو نماز میں نہیں پڑھتے تھے اور اس استدلال میں نظر ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ یہ جو کہا کہ جب بسم اللہ کو پڑھتے تو اپنی آواز کو اس کے ساتھ کھینچتے تھے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو نماز کی ہر رکعت میں سورۂ الحمد کی ابتدا میں پڑھتے تھے اور نیز سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوتی ہے یہ حدیث بصورت مثال کے سو نہ متعین ہوگی بسم اللہ اور علم اللہ کے پاس ہے۔

بَابُ التَّرْجِيعِ. باب ہے بیچ بیان ترجیع کے۔

فائدہ: اور وہ قریب ہونا اقسام حرکتوں کا ہے اور اس کی اصل تردید ہے یعنی پھیرنا آواز کا حلق میں جیسا کہ توحید میں اس حدیث میں اس کی تفسیر آئے گی ساتھ قول اس کے کی کہ اٰ اٰ ساتھ ہمزہ مفتوح کے کہ اس کے بعد الف ساکن ہے پھر دوسرا ہمزہ ہے پھر انہوں نے کہا کہ اس میں دو امروں کا احتمال ہے ایک یہ کہ پیدا ہوا یہ ہلنے اونٹنی کے سے دوسرا یہ کہ اشباع کیا حضرت ﷺ نے مد کو اپنی جگہ میں تو اس سے یہ پیدا ہوا اور یہ دوسرا احتمال مشابہ تر ہے ساتھ سیاق کے کہ اس کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ جمع ہو جائیں گے تو میں تمہارے لیے اس آواز سے پڑھتا اور البتہ اس جگہ کے سوائے اور جگہ میں بھی ترجیع ثابت ہو چکی ہے سو روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے کہ میں نے حضرت ﷺ کی آواز کو سنا قرآن کو ترجیع کے ساتھ پڑھتے تھے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ترجیع میں کچھ قدر زیادتی ہے ترتیل پر یعنی کھول کھول کر پڑھنے پر اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ معنی ترجیع کے خوش آوازی سے قرآن کو پڑھنا نہ ترجیع راگ کی اس واسطے کہ پڑھنا قرآن کا ساتھ ترجیع راگ کے مخالف ہے خشوع کو جو مقصود ہے تلاوت قرآن کی سے اور اس حدیث میں ثابت ہونا ملازمت حضرت ﷺ کی کا ہے واسطے عبادت کے یعنی ہر وقت حضرت ﷺ عبادت میں رہتے تھے اس واسطے کہ باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور وہ چلتے تھے آپ نے عبادت کو نہیں چھوڑا اور اس کو پکار کر پڑھنے میں ارشاد ہے طرف اس کے کہ عبادت کو ظاہر کرنا کبھی ہوتا ہے افضل پوشیدہ کرنے سے اور وہ وقت تعلیم کا ہے اور جگانے غافل کے اور مانند اس کے۔ (فتح)

٤٦٥٩ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِيَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ أَوْ جَمَلِهِ وَهِيَ

۴۶۵۹۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو پڑھتے دیکھا اور حالانکہ آپ اپنی اونٹنی یا اونٹ پر تھے اور وہ چلتی تھی اور وہ سورۂ فتح یا سورۂ فتح اسے پڑھتے تھے قرأت نرم پڑھتے تھے ساتھ ترجیع کے۔

تَسِیرُ بِهٖ وَهُوَ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ أَوْ مِنْ سُوْرَةِ الْفَتْحِ قِرَآئَةً لَيِّنَةً يَقْرَأُ وَهُوَ يُرَجِّعُ.

بَابُ حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَآءَةِ لِلْقُرْاٰنِ. خوش آوازی سے قرآن مجید کو پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: باب من لم یتغن بالقرآن میں مذکور ہو چکا ہے کہ اجماع ہے اوپر استحباب سننے قرآن کے خوش آواز سے یعنی خوش آواز سے قرآن سننا مستحب ہے اور روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ خوش آواز جوان کو خوش آوازی کے سبب سے امام بناتے تھے۔ (فتح)

٤٦٦٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ أَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ يَا أَبَا مُوْسٰى لَقَدْ أُوْتِيْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِيْرِ اٰلِ دَاوٗدَ.

۴۶۶۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے ابو موسیٰ! البتہ تجھ کو بانسری دی گئی داؤد علیہ السلام کی بانسریوں سے۔

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور روایت کیا ہے اس کو مسلم نے ساتھ اس لفظ کے کہ اگر تو مجھ کو دیکھتا اور حالانکہ میں تیرے قرآن پڑھنے کو آج رات سنتا تھا اور روایت کی ہے ابو یعلی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں رات کے وقت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پر گزرے اور وہ اپنے گھر میں قرآن پڑھتے تھے سو دونوں اس کی قرأت کے سننے کو کھڑے ہوئے پھر وہاں سے گزرے پھر صبح کے وقت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تجھ پر گزرا تھا سو ذکر کی ساری حدیث اور دارمی نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے اور وہ نہایت خوش آواز تھے کہ البتہ اس کو بانسری دی گئی داؤد علیہ السلام کی بانسریوں سے سو شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی اس طریق کی طرف اور مراد ساتھ بانسری کے خوب اور خوش ہونا آواز کا ہے اور اصل مزمار آلہ کو کہتے ہیں بولا گیا ہے نام اس کا آواز پر واسطے مشابہت کے اور اس حدیث میں دلالت ظاہر ہے اس پر کہ قرأت غیر اس چیز کے ہے جو پڑھی گئی اور باقی بحث اس کی توحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّسْمَعَ الْقُرْاٰنَ مِنْ غَيْرِهٖ. جو چاہے کہ اپنے غیر سے قرآن کو سنے اس کا بیان۔

٤٦٦١ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِيْ

۴۶۶۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آگے قرآن پڑھ

إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْاٰنَ قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّي اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ.

میں نے کہا یا حضرت! میں آپ کے آگے قرآن پڑھوں اور حالانکہ قرآن آپ پر اترا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ قرآن کو اپنے غیر سے سنوں۔

فائدہ: وارد کیا ہے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بطور اختصار کے پھر وارد کیا ہے اس کو دوسرے باب میں ساتھ درازی کے باب ہے قول مقری کا واسطے قاری کے کہ تجھ کو کفایت کرتا ہے اور مراد ساتھ قرآن کے بعض قرآن کا ہے کہ اکثر روایتوں میں لفظ قرآن کا نہیں بلکہ مطلق ہے پاس صادق آتا ہے بعض قرآن پر کہا ابن بطال نے احتمال ہے کہ قرآن کو اپنے غیر سے اس واسطے سننا چاہتے ہوں کہ ہو دور قرآن کا سنت اور احتمال ہے کہ اس واسطے ہو کہ اس کو سمجھیں اور سوچیں اس واسطے سننے والا قوی تر ہے اوپر سوچنے کے اور نفس اس کا خالی ہے اور خوش دل ہے واسطے اس کے قاری سے واسطے مشغول ہونے اس کے کی ساتھ قرأت کے اور احکام اس کے کی اور یہ برخلاف اس چیز کے ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ پر پڑھا جیسا کہ مناقب وغیرہ میں گزر چکا ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ارادہ کیا تھا کہ سکھلائیں اس کو کیفیت اور قرأت کے اور مخارج حروف کے اور مانند اس کے اور باقی شرح اس کی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الْمُقْرِي لِلْقَارِي حَسْبُكَ.

کہنا پڑھوانے والے کا پڑھنے والے کو کہ تجھ کو اسی قدر کافی ہے اس کا بیان۔

٤٦٦٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ نَعَمْ فَقَرَأْتُ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰى اَتَيْتُ اِلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ قَالَ حَسْبُكَ الْاٰنَ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ

۴۶۶۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آگے قرآن کو پڑھ، میں نے کہا یا حضرت! میں آپ کے آگے پڑھوں اور حالانکہ قرآن آپ پر اترا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! سو میں نے سورۂ نساء پڑھی یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا کہ کیا حال ہو گا اس وقت جب کہ ہم ہر امت کے گواہ یعنی پیغمبر کو لائیں گے اور تجھ کو اس امت پر گواہ لائیں گے فرمایا بس اب تجھ کو اسی قدر کفایت کرتا ہے تو میں نے آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو اچانک آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

فَإِذَا عَيَنَاهُ تَذْرِفَانِ.

بَابُ فِي كَمْ يُقْرَأُ الْقُرْاٰنُ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾

کتنے دنوں میں قرآن پڑھا جائے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پڑھ جو تم کو آسان معلوم ہو قرآن سے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ کم سے کم جو چیز کہ ہر دن رات میں کفایت کرتی ہے قرآن کا چالیسواں حصہ ہے یعنی ہر دن رات میں اس سے کم نہ پڑھے اور یہ منقول ہے اسحاق بن راھویہ سے اور حنابلہ سے اس واسطے کہ عموم قول اللہ تعالیٰ کا کہ پڑھو جو تم کو آسان معلوم ہو قرآن سے اس سے کم کو بھی شامل ہے سو جو قرآن کے کچھ حصے کی تعیین کا دعویٰ کرے تو لازم ہے اس پر بیان کرنا اور روایت کی ہے ابو داؤد نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے کہ چالیس دن میں قرآن پڑھا جائے پھر کہا کہ مہینے میں اور نہیں ہے اس میں دلالت مطلوب پر۔ (فتح)

٤٦٦٣ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ لِي ابْنُ شُبْرُمَةَ نَظَرْتُ كَمْ يَكْفِي الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ أَجِدْ سُوْرَةً أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ اٰيَاتٍ فَقُلْتُ لَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ أَنْ يَّقْرَأَ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ اٰيَاتٍ قَالَ عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ أَخْبَرَهُ عَلْقَمَةُ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ وَلَقِيْتُهُ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْ قَرَأَ بِالْاٰيَتَيْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ.

۴۶۶۳۔ حدیث بیان کی ہم سے علی نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے کہ ابن شبرمہ نے مجھ سے کہا کہ میں نے سوچا کہ آدمی کو کتنا قرآن کفایت کرتا ہے یعنی نماز میں سو میں نے تین آیتوں سے کم تر کوئی سورت نہ پائی تو میں نے کہا کہ نہیں لائق کسی شخص کو کہ تین آیتوں سے کم تر پڑھے، کہا سفیان نے خبر دی ہم کو منصور نے ابراہیم سے اس نے روایت کی عبدالرحمٰن سے خبر دی اس کو علقمہ نے ابو مسعود سے کہا عبدالرحمٰن نے اور میں ابو مسعود سے ملا اور وہ خانے کعبے کا طواف کرتا تھا سو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رات کو سورۂ بقرہ کے اخیر کی دو آیتیں پڑھے تو وہ اس کو کفایت کرتی ہیں۔

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے کہ کفایت کرنے سے کیا مراد ہے اور جو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے سفیان بن عیینہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ ایک وجہ کی بنا پر ہے جو دونوں آیتوں کے کفایت کرنے کی تاویل میں کہی گئی ہے یعنی بیچ قیام رات کی نماز کے اور البتہ پوشیدہ رہی ہے وجہ مناسبت حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ساتھ ترجمہ کے ابن کثیر پر اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ اس جہت سے ہے کہ جس آیت کے ساتھ ترجمہ باندھا گیا ہے وہ مناسب ہے اس چیز کو کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابن عیینہ نے ابو مسعود کی حدیث سے اور جامع درمیان دونوں کے یہ ہے کہ ہر

ایک آیت اور حدیث سے دلالت کرتی ہے اور کافی ہونے کے برخلاف اس کے جو ابن شبرمہ نے کہا۔ (فتح)

٤٦٦٤ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَنْكَحَنِيْ أَبِيْ اِمْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنَّتَهٗ فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا فَتَقُوْلُ نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَّجُلٍ لَّمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا وَّلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُنْذُ أَتَيْنَاهُ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْقَنِيْ بِهٖ فَلَقِيْتُهٗ بَعْدُ فَقَالَ كَيْفَ تَصُوْمُ قَالَ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ وَكَيْفَ تَخْتِمُ قَالَ كُلَّ لَيْلَةٍ قَالَ صُمْ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةً وَّاقْرَإِ الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ قَالَ قُلْتُ أُطِيْقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْجُمُعَةِ قُلْتُ أُطِيْقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ أَفْطِرْ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا قَالَ قُلْتُ أُطِيْقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوُدَ صِيَامَ يَوْمٍ وَّإِفْطَارَ يَوْمٍ وَّاقْرَأْ فِيْ كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَّرَّةً فَلَيْتَنِيْ قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَاكَ أَنِّيْ كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ فَكَانَ يَقْرَأُ عَلٰى بَعْضِ أَهْلِهِ السُّبُعَ مِنَ الْقُرْاٰنِ بِالنَّهَارِ وَالَّذِيْ يَقْرَؤُهٗ يَعْرِضُهٗ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُوْنَ أَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّتَقَوّٰى أَفْطَرَ أَيَّامًا وَّأَحْصٰى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَّتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

۴۶۶۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے باپ نے میرا نکاح ایک عورت عمدہ نسب والی سے کروایا یعنی قریش میں سے سو وہ بہو یعنی اپنے بیٹے کی بیوی کی خبر گیری کرتا تھا سو اس سے اس کے خاوند کا حال پوچھتا سو وہ کہتی کہ خوب مرد ہے وہ مرد کہ نہ اس نے ہمارے بستر پر پاؤں رکھا اور نہ اس نے ہمارا پردہ ڈھونڈا جس دن سے ہم اس کے پاس آئے سو جب یہ حال عمر رضی اللہ عنہ پر دراز ہوا تو اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا یعنی اپنے بیٹے کی شکایت کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھ کو مل پھر میں اس کے بعد آپ سے اتفاقا ملا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کس طرح روزہ رکھتا ہے؟ کہا ہر دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کو کس طرح ختم کرتا ہے؟ کہا ہر رات میں، فرمایا ہر مہینے میں تین روزے رکھا کر اور ہر مہینے میں ایک بار قرآن پڑھا کر میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا ہر جمعے میں تین روزے رکھا کر میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا ایک دن روزہ رکھا کر اور دو دن نہ رکھا کر میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا روزہ رکھا کر افضل روزہ داؤد علیہ السلام کا ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا اور پڑھ قرآن کو ہر ہفتے میں ایک بار سو کاش کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت کو قبول کیا ہوتا اور یہ تمنا اس سبب سے ہے کہ میں بوڑھا اور ضعیف ہوا ہوں سو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما دن کو اپنے بعض گھر والوں پر ساتواں حصہ قرآن کا پڑھتے اور جو پڑھتے اس کا دور دن سے کرتے تا کہ ہلکا ہو اوپر ان کے پڑھنا اس کا رات کو اور جب

وَسَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِيْ ثَلَاثٍ وَّفِيْ خَمْسٍ وَّأَكْثَرُهُمْ عَلٰى سَبْعٍ.

چاہتے کہ قوت حاصل کریں تو چند دن روزہ نہ رکھتے اور گنتے اور ان کے برابر اور دن روزہ رکھتے واسطے برا جاننے اس بات کو کہ چھوڑیں کچھ چیز جس پر حضرت ﷺ کو چھوڑا، کہا ابو عبداللہ یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا بعض نے تین دن میں اور پانچ دن میں اور اکثر راوی سات دن پر ہیں۔

فائدہ: ہمارے بستر پر کبھی پاؤں نہیں رکھا یعنی ہمارے ساتھ کبھی نہیں لیٹا تا کہ ہمارے بستر کو روندے اور نہ اس نے ہمارا پردہ ڈھونڈا یعنی اس نے مجھ سے کبھی جماع نہیں کیا اور یہ جو کہا کہ جب اس پر یہ حال دراز ہوا گویا کہ اس نے دیر کی اس کی شکایت میں واسطے اس امید کے کہ باز آ جائے اور تدارک کرے پھر جب وہ بدستور رہا اپنے حال پر تو ڈرے یہ کہ لاحق ہو اس کو گناہ بسبب ضائع کرنے حق بیوی اپنی کے سو حضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی اور واقع ہوا ہے اس روایت میں بعد قول اس کے کہ ایک دن روزہ رکھا کر اور ایک دن نہ رکھا کر کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں اور شاید اس میں تقدیم و تاخیر واقع ہوئی ہے یعنی راوی نے اس کلام کو مؤخر کر دیا ہے ورنہ درحقیقت یہ کلام مقدم ہے اور پڑھ قرآن کو ہر ہفتے میں ایک بار یعنی ہر ہفتہ میں قرآن کا ایک بار ختم کیا کر اور یہ جو کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بعض گھر والوں پر قرآن کا ساتواں حصہ پڑھتے تھے یعنی جس پر ان میں سے میسر ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ کام دن کو کرتے تھے تا کہ یاد کریں وہ چیز جس کو رات کی نماز میں پڑھیں اس خوف سے کہ کوئی چیز ان سے پوشیدہ رہے بسبب بھول جانے کے اور یہ جو کہا کہ جب چاہتے کہ قوت حاصل کریں تو چند دن روزہ نہ رکھتے، الخ تو اس سے لیا جاتا ہے کہ افضل واسطے اس شخص کے کہ روزہ رکھنا چاہے داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے ہمیشہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس فعل سے لیا جاتا ہے کہ جو اس سے افطار کرے پھر اتنے روزے اور دنوں میں رکھے تو کفایت کرتا ہے اس کو روزہ رکھنا ایک دن کا اور نہ رکھنا ایک دن کا اور یہ جو کہا کہ کہا بعض نے کہ تین دن میں یا سات دن میں تو شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف روایت شعبہ کے مغیرہ سے ساتھ اس اسناد کے سو فرمایا کہ پڑھو قرآن کو ہر مہینے میں کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں سو ہمیشہ رہے وہ یہی کہتے یہاں تک کہ کہا تین دن میں اس واسطے کہ پانچ پکڑے جاتے ہیں اس سے بطور تضمن کے پھر پایا میں نے مسند دارمی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ میں نے کہا یا حضرت! میں کتنے دن میں قرآن ختم کیا کروں؟ فرمایا کہ مہینے میں اس کو ختم کیا کر میں نے کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا پچیس دن میں ختم کیا کر میں نے کہا کہ میں اسے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا کہ اس کو بیس دن میں ختم کیا کر میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا کہ قرآن کو پندرہ دن میں ختم کیا کر میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا

پانچ دن میں اس کو ختم کر میں نے کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا نہ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو تین دن میں ختم کیا کر اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں سمجھتا جو قرآن کو تین دن سے کم تر میں پڑھے اور شاھد اس کا نزدیک سعید بن منصور کے ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ قرآن کو تین دن سے کم تر میں ختم نہ کر اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو تین دن سے کم تر میں ختم نہ کرتے تھے اور اسی کو اختیار کیا ہے احمد اور اسحاق بن راھویہ وغیرھم نے اور ثابت ہو چکا ہے بہت سلف سے کہ انہوں نے قرآن کو تین دن سے کم تر میں پڑھا، کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مختار یہ بات ہے کہ یہ مختلف ہے اشخاص کے ساتھ سو جو شخص کہ ہو اہل فہم اور تدقیق فکر سے تو مستحب ہے واسطے اس کے یہ کہ اسی قدر پڑھے کہ نہ خلل انداز ہو مقصود میں تدبر سے اور استخراج معانی کے سے اور اسی طرح جو شخص کہ ہو واسطے اس کے شغل ساتھ علم کے یا ساتھ غیر اس کے مہمات دین سے اور عام مسلمانوں کی بھلائیوں سے تو مستحب ہے اس کو کہ قرآن کو اسی قدر پڑھا کرے جو نہ خلل انداز ہو ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس میں ہے اور جو اس طرح نہ ہو یعنی فارغ البال ہو تو اولیٰ واسطے اس کے بہت پڑھنا قرآن کا ہے جہاں تک کہ ہو سکے سوائے نکلنے کے طرف ماندگی کے اور یہ جو کہا کہ اکثر راوی سات پر ہیں تو یہ اشارہ ہے طرف روایت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے جو اس کے بعد موصول آتی ہے کہ اس کے اخیر میں ہے کہ اس سے زیادہ نہ کرے یعنی نہ بدلے حال مذکور کو طرف حالت دوسرے کے اور یہاں لفظ زیادت کا بولا ہے اور مراد کمی ہے اور زیادتی اس جگہ بطور تدلی کے ہے یعنی نہ پڑھے قرآن سات دن سے کم تر میں اور ترمذی وغیرہ کی روایت میں ساری حدیث کے بعد یہ لفظ ہے کہ سات سے کم نہ کر اور یہ اگر محفوظ ہو تو احتمال ہے کہ قصہ متعدد ہو نہیں مانع ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دو بار فرمایا ہو بطور تاکید کے اور شاید نہی زیادتی سے نہیں ہے واسطے تحریم کے جیسا کہ امر ان سب میں نہیں واسطے وجوب کے اور پہچانا گیا ہے یہ حال کہ قرینوں سے جن کی طرف سیاق راہ دکھاتا ہے اور وہ نظر کرنا ہے طرف عاجز ہونے ان کے کی غیر اس کے سے حال میں یا انجام میں اور غریب بات کہی ہے بعض ظاہر یہ نے سو کہا کہ قرآن کو تین دن سے کم تر میں پڑھنا حرام ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اکثر علماء اس پر ہیں کہ اس کا کوئی اندازہ معین نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ باعتبار خوش دلی اور قوت کے ہے اس بنا پر پس مختلف ہے یہ ساتھ اختلاف احوال اور اشخاص کے۔ (فتح)

٤٦٦٥ ۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ.

۴۶۶۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ قرآن کو کتنے دن میں پڑھتا ہے۔

٤٦٦٦ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰى بَنِي زُهْرَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ وَأَحْسِبُنِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَإِ الْقُرْاٰنَ فِي شَهْرٍ قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً حَتّٰى قَالَ فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَّلَا تَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ.

۴۶۶۶۔ اور دوسری روایت میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کو ایک مہینے میں پڑھا کر میں نے کہا میں قوت پاتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو سات دن میں پڑھا کر اور اس سے کم نہ کر۔

فائدہ: مراد ساتھ قرآن کے باب کی حدیث میں تمام قرآن ہے اور نہیں وارد ہوتا ہے اوپر اس کے کہ واقع ہوا ہے یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے بہت مدت پہلے اور تھا یہ واقع پہلے اس سے کہ اترے بعض قرآن جو پیچھے اترا اس واسطے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہم نے مانا لیکن عبرت ساتھ اس چیز کے ہے جس پر اطلاق دلالت کرتا ہے اور یہی ہے جس کو صحابی نے سمجھا سو کہتا تھا کہ کاش کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت کو قبول کیا ہوتا اور نہیں شک ہے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہے گویا کہ جوڑا اس نے اس چیز کو کہ پیچھے اتری ساتھ اس چیز کے کہ اول اتری پس مراد ساتھ قرآن کے تمام وہ چیز ہے جو اس وقت اتر چکی تھی اور وہ اکثر قرآن ہے اور واقع ہوا اشارہ طرف اس چیز کے کہ اس کے بعد اتری تقسیم کی جائے گی ساتھ حصے اس کے۔ (فتح)

بَابُ الْبُكَاءِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ. قرآن پڑھنے کے وقت رونے کا بیان۔

فائدہ: کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ قرآن پڑھنے کے وقت رونا عارفوں کی صفت ہے اور صالحین کی نشانی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر روتے اور حدیثیں اس میں بہت ہیں، کہا غزالی نے کہ مستحب ہے رونا وقت پڑھنے قرآن کے اور نزدیک اس کے یعنی جب خود پڑھتا ہو یا کوئی اس کے نزدیک پڑھتا ہو اور طریق حاصل کرنے اس کے کا یہ ہے کہ حاضر کرے دل اپنے میں غم اور خوف کو ساتھ تامل کرنے اس چیز کے کہ اس میں ہے تہدید اور وعید شدید سے اور عہد و پیمان سے پھر نظر کرے قصور اپنے کو بیچ اس کے اور اگر اس کو غم حاضر نہ ہو تو چاہیے کہ روئے اس کے نہ ہونے پر اور یہ کہ وہ بڑی مصیبت ہے۔ (فتح)

٤٦٦٧ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَحْيٰى بَعْضُ

۴۶۶۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آگے قرآن پڑھ، میں نے کہا یا حضرت! میں آپ کے آگے قرآن پڑھوں اور

الْحَدِيْثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ الْأَعْمَشُ وَبَعْضُ الْحَدِيْثِ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ وَعَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَيَّ قَالَ قُلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّيْ أَشْتَهِيْ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ قَالَ فَقَرَأْتُ النِّسَآءَ حَتّٰى إِذَا بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ قَالَ لِيْ كُفَّ أَوْ أَمْسِكْ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذْرِفَانِ.

حالانکہ قرآن آپ پر اترا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ قرآن کو اپنے غیر آدمی سے سنوں، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سو میں نے سورہ نساء پڑھی یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا کہ کیا حال ہوگا اس وقت جب کہ ہم امت کے گواہ کو لائیں گے اور تجھ کو اس امت پر گواہ لائیں گے حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا بس سو میں نے دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

فائدہ: اور پہچانی گئی اس جگہ سے مراد ساتھ قول اس کے کہ بعض حدیث عمرو بن مرہ سے ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ سنا ہے اعمش نے حدیث مذکور کو ابراہیم نخعی سے اور سنا ہے بعض حدیث کو عمرو بن مرہ سے اس نے ابراہیم سے اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ جو قدر کہ اس حدیث سے اعمش بن مرہ سے سنا ہے وہ اس کے قول (سو میں نے سورۂ نساء پڑھی) سے اخیر حدیث تک ہے اور بہر حال جو اس سے پہلے ہے حضرت ﷺ کے اس قول تک کہ میں اس کو اپنے غیر سے سنوں تو یہ اعمش نے ابراہیم سے سنا ہے جیسا کہ اس باب کے دوسرے طریق میں ہے اور روایت کی ہے ابن مبارک نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہ نہیں آتا کوئی دن مگر کہ حضرت ﷺ کی امت آپ کے سامنے لائی جاتی ہے صبح کو اور شام کو سو پہچانتے ہیں ان کو حضرت ﷺ ان کی نشانیوں سے اور عملوں سے سو اسی واسطے گواہی دیں گے اوپر ان کے اور یہ حدیث مرسل ہے اور اس حدیث میں ہے وہ چیز کہ اٹھاتی ہے اس اشکال کو کہ بغل گیر ہے اس کو حدیث فضالہ کی، واللہ اعلم۔ کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روئے حضرت ﷺ وقت پڑھنے اس آیت کے اس واسطے کہ صورت بنائی گئی واسطے نفس آپ کے کی اہوال دن قیامت کے کی اور شدت حال کے جو داعی ہے آپ کو طرف گواہی دینے کے واسطے امت اپنی کے ساتھ تصدیق کے اور سوال کرنے آپ کے کی شفاعت کو

واسطے لوگوں کے اور یہ امر ایسا ہے کہ حق ہے واسطے اس کے بہت رونا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حضرت ﷺ روئے واسطے رحم کرنے کے اپنی امت پر اس واسطے کہ آپ نے جانا کہ ضرور ہے کہ گواہی دیں حضرت ﷺ اوپر ان کے ساتھ عمل ان کے کی اور عمل ان کے کبھی سیدھے اور درست نہیں ہوں گے تو نوبت پہنچائے گا یہ طرف عذاب کرنے ان کے کی، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٦٦٨ ـ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ.

۴۶۶۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا مجھ سے نبی ﷺ نے مجھ پر قرآن پڑھ عرض کی کہ میں آپ پر پڑھوں اور حالانکہ آپ پر اتارا گیا؟ فرمایا حضرت ﷺ نے کہ مجھ کو بہت پسند ہے یہ کہ میں قرآن کو اپنے غیر سے سنوں۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ رَّآئٰى بِقِرَآءَةِ الْقُرْاٰنِ أَوْ تَأَكَّلَ بِهٖ أَوْ فَخَرَ بِهٖ.

جو دکھلانے اور نمود کے واسطے قرآن پڑھے یا طلب کرے روزی کو ساتھ اس کے یعنی وہ اس کو اپنی روزی کا وسیلہ ٹھہرائے یا اس کے ساتھ گناہ کرے۔

٤٦٦٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيٌّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَأْتِيْ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَآءُ الْأَسْنَانِ سُفَهَآءُ الْأَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِّمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۴۶۶۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ عنقریب ایک قوم پیدا ہو گی آخر زمانے میں کم عمر ناقص عقل تمسک کریں گے ساتھ بہترین چیز کے کہ تمسک کرتے ہیں ساتھ اس کے لوگ یعنی پڑھیں گے قرآن کو نکل جائیں گے اسلام سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکاری جانور سے ایمان نہ اترے گا ان کے حلقوں کے نیچے یعنی گلے کے نیچے یعنی ان کے دل میں ایمان کا کچھ اثر نہ ہوگا سو جہاں کہیں تم ان سے ملو تو ان کو قتل کرو سو البتہ ان کے قتل کرنے میں قتل کرنے والے کو ثواب ہے قیامت کے دن تک۔

فائدہ: اور مراد یہ ہے کہ ایمان ان کے دلوں میں مضبوط نہ ہوگا اس واسطے کہ جو چیز گلے میں ٹھہر جائے اور حلق سے نیچے

نہ اترے وہ دل تک نہیں پہنچتی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان کے دلوں میں ایمان کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ (فتح)

٤٦٧٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَخْرُجُ فِيْكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَّعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَّعَ صِيَامِهِمْ وَعَمَلَكُمْ مَّعَ عَمَلِهِمْ وَيَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا وَّيَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا وَّيَنْظُرُ فِي الرِّيْشِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا وَّيَتَمَارٰى فِي الْفُوْقِ.

۴۶۷۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ تم میں ایک قوم پیدا ہوگی کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ حقیر جانو گے اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے ساتھ ناچیز سمجھو گے اور اپنے عمل کو ان کے عملوں کے ساتھ کچھ نہ جانو گے وہ لوگ قرآن کو پڑھیں گے ان کے گلے کی ہنسلیوں سے نیچے نہ اترے گا یعنی دل میں قرآن کا کچھ اثر نہ ہوگا وہ لوگ نکل جائیں گے اسلام سے جیسے جانور سے تیر پار ہو جاتا ہے اس کے پھالے کو دیکھے گا تو خون کا کچھ اثر نہ پائے گا پھر تیر کی لکڑی کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے پھر تیر کے پر کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے اور شک کیا جاتا ہے سوفار میں کہ کیا اس میں بھی کوئی چیز ہے یا نہیں یا راوی کو شک ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لفظ فرمایا ہے یا نہیں۔

فائدہ: مراد اس حدیث میں خارجی لوگ ہیں جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا اور امام بحق سے بغاوت کی اور اس کی شرح مرتدوں کے باب میں آئے گی اور مناسبت ان دونوں حدیثوں کی ترجمہ سے یہ ہے کہ جب قرآن کا پڑھنا غیر اللہ کے واسطے ہو تو وہ ریا کے واسطے ہے یا واسطے طلب رزق کے ساتھ اس کے اور مانند اس کے سو تینوں حدیثیں دلالت کرتی ہیں واسطے رکنوں ترجمہ کے اس واسطے کہ بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اس کو ریا اور نمود کے واسطے پڑھا اور اس کی طرف اشارہ ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور بعض نے اس کو طلب رزق کے واسطے پڑھا اور یہ بھی اسی کی حدیث سے نکالا گیا ہے اور بعض نے اس کے ساتھ گناہ کیا اور وہ علی رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نکالا گیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ سیکھو قرآن کو اور مانگو اللہ تعالیٰ سے ساتھ اس کے پہلے اس سے کہ سیکھے اس کو ایک قوم جو مانگیں ساتھ اس کے دنیا اس واسطے کہ قرآن کو تین آدمی سیکھتے ہیں ایک مرد اس کو فخر کے واسطے پڑھتا ہے اور ایک مرد ساتھ اس کے مال طلب کرتا ہے اور ایک مرد اس کو اللہ کے واسطے پڑھتا ہے۔ (فتح)

٤٦٧١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ

۴۶۷۱۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُؤْمِنُ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَعْمَلُ بِهٖ كَالْاُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّرِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّالْمُؤْمِنُ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَعْمَلُ بِهٖ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّلَا رِيْحَ لَهَا وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَالرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ وَّمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَالْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ أَوْ خَبِيْثٌ وَّرِيْحُهَا مُرٌّ.

نے فرمایا کہ جو ایماندار کہ قرآن کو پڑھتا ہے اور اس کے ساتھ عمل کرتا ہے وہ مثل ترنج کے ہے کہ اس کا مزہ بھی اچھا اور اس کی بو بھی اچھی اور جو ایماندار کہ قرآن کو نہیں پڑھتا اور اس کے ساتھ عمل کرتا ہے وہ مثل چھوہارے کے ہے کہ اس کا مزہ اچھا ہے اور اس کی بو نہیں اور اس منافق کی مثل جو قرآن کو پڑھتا ہے نیاز بو کی سے مثل ہے کہ اس کی بو اچھی ہے اور اس کا مزہ کڑوا اور اس منافق کی مثل جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن کے پھل کی سی مثل ہے کہ اس کا مزہ بھی کڑوا خبیث ہے اور اس کی بو بھی کڑوی ہے۔

فائدہ: مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ اِقْرَءُ وا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ.

پڑھو قرآن کو جب تک تمہارے دل جمع ہوں۔

٤٦٧٢ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقْرَءُ وا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ.

۴۶۷۲۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑھو قرآن کو جب تک تمہارے دل جمع ہوں اور جب کہ تم اس کے معنوں کو سمجھنے میں اختلاف کرو تو اس سے اٹھ کھڑے ہو۔

فائدہ: یعنی تا کہ نہ کھینچے تم کو اختلاف طرف فتنے وفساد کے کہا عیاض نے احتمال ہے کہ ہو نہی خاص ساتھ زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تا کہ نہ ہو یہ سبب واسطے اترنے اس چیز کے کہ ان کو بری لگے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے مت پوچھو بہت چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر کی جائیں تو تم کو بری لگیں اور احتمال ہے کہ معنی یہ ہوں کہ پڑھو اور لازم پکڑو اتفاق کو اس چیز پر کہ دلالت کرے اوپر اس کے قرآن اور کھینچے طرف اس کے اور جب واقع ہو اختلاف یا عارض ہو کوئی شبہ جو تقاضا کرے جھگڑے کو جو بلانے والا ہے طرف جدائی کے تو چھوڑ دو قرأت کو اور تمسک کرو ساتھ حکم کے جو موجب ہے واسطے الفت کے اور اعراض کرے متشابہ سے جو نوبت پہنچانے والا ہے طرف جدائی کے اور احتمال ہے کہ ہو نہی قرأت سے جب کہ واقع ہو اختلاف بیچ کیفیت ادا کے ساتھ اس طور کے کہ جدا جدا

ہوں وقت اختلاف کے اور بدستور رہے ہر ایک اپنی اپنی قرأت پر اور مثل اس کے وہ چیز ہے جو پہلے گزر چکی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب کہ واقع ہوا درمیان اس کے اور درمیان اور اصحاب کے اختلاف بیچ ادا کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑے کو لے گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب خوب پڑھتے ہو اور ساتھ اس نکتہ کے ظاہر ہو گی حکمت بیچ ذکر کرنے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیچھے حدیث جندب رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

٤٦٧٣ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِيْ مُطِيْعٍ عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ وَّسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَأَبَانُ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَوْلَهٗ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُمَرَ قَوْلَهٗ وَجُنْدَبٌ أَصَحُّ وَأَكْثَرُ.

۴۶۷۳۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑھو قرآن کو جب تک تمہارے دل جمع ہوں اور الفت پکڑیں اور جب تم اختلاف کرو تو اس سے اٹھ کھڑے ہو متابعت کی ہے سلام کی حارث اور سعید نے ابو عمران سے یعنی اس حدیث کے مرفوع کرنے میں اور نہیں مرفوع کیا اس کو حماد اور ابان نے اور کہا غندر نے شعبہ سے اس نے روایت کی ابو عمران سے اس نے کہا سنا میں نے جندب سے قول اس کا اور کہا ابن عون نے ابو عمران سے اس نے روایت کی عبداللہ بن صامت سے عمر سے قول اس کا اور جندب اصح اور اکثر ہے یعنی صحیح ہے سند میں اور اکثر ہے باعتبار طریقوں کے یعنی اس واسطے کہ جم غفیر نے اس کو جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

٤٦٧٤ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ اٰيَةً سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ فَاقْرَاٰ أَكْبَرُ عِلْمِيْ قَالَ فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوْا فَأَهْلَكُوْا.

۴۶۷۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک مرد کو ایک آیت پڑھتے سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا خلاف سنا تھا سو میں نے اس کا ہاتھ پکڑا تو میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے چلا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں خوب پڑھتے ہو سو تم دونوں پڑھو، شعبہ راوی کہتا ہے کہ میرا اکبر علم یہی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلوں نے اختلاف کیا تھا سو اختلاف نے ان کو ہلاک کر ڈالا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ تم سے پہلوں کو اختلاف ہی نے ہلاک کیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جس سورۂ

میں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اختلاف کیا تھا وہ آل حم سے تھی اور خطیب کے مبہمات میں ہے کہ وہ احقاف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اختلاف ان کا اس کے عدد میں تھا کہ کیا وہ پینتیس آیتیں ہیں یا چھتیس ہیں اور اس حدیث میں اور جو اس سے پہلے ہے رغبت دلانا ہے جماعت پر اور الفت پر اور ڈرانا ہے فرقت اور جدائی سے اور اختلاف سے اور نہی ہے جھگڑنے سے قرآن میں ناحق اور اس کے شر سے یہ ہے کہ ظاہر ہو دلالت آیت کی اوپر کسی چیز کے جو رائے کے مخالف ہو سو توسل کیا جائے ساتھ نظر کے اور باریک بینی اس کے کی طرف تاویل اس کی کے اور حمل کرنا اس کا اس رائے پر اور واقع ہوتی ہے کجی بیچ اس کے۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ النِّكَاحِ — کتاب ہے نکاح کے بیان میں

فائدہ: نکاح کے معنی لغت میں ہیں جوڑنا اور ایک دوسرے میں داخل ہونا اور کہا فراء نے کہ بہت ہوئی ہے استعمال اس کی بیچ وطی کے اور نام رکھا گیا ہے ساتھ اس کے عقد واسطے ہونے اس کے سبب اس کا اور شرع میں حقیقت ہے عقد میں مجاز ہے وطی میں صحیح قول پر اور حجت اس میں بہت وارد ہونا اس کا ہے قرآن اور حدیث میں واسطے عقد کے یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ نہیں وارد ہوا ہے قرآن میں مگر واسطے عقد کے اور ایک قول شافعیوں کا یہ ہے کہ وہ حقیقت ہے وطی میں مجاز ہے عقد میں اور یہی قول ہے حنفیوں کا اور بعض نے کہا کہ وہ محمول ہے ساتھ اشتراک کے اوپر ایک کے دونوں میں سے اور یہی ہے جو راجح ہے بیچ نظر میری کے اگرچہ بہت ہوا ہے استعمال اس کا عقد میں اور البتہ جمع کیا ہے نکاح کے ناموں کو ابن قطان نے سو زیادہ ہوئے ہزار سے۔ (فتح)

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي النِّكَاحِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ﴾ الْأٰيَةَ.

باب ہے بیچ بیان رغبت دلانے کے نکاح میں واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے کہ نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتوں سے۔

فائدہ: وجہ استدلال کی یہ ہے کہ وہ صیغہ امر کا ہے تقاضا کرتا ہے طلب کو اور ادنیٰ درجہ اس کا استحباب ہے پس ثابت ہوا رغبت دلانا کہا قرطبی نے کہ نہیں ہے دلالت بیچ اس کے اس واسطے کہ آیت بیان کی گئی ہے واسطے بیان کرنے اس چیز کے کہ جائز ہے جمع کرنا درمیان اس کے عورتوں کی گنتی سے اور احتمال ہے کہ نکالا ہو اس کو بخاری رحمہ اللہ نے امر کرنے سے ساتھ نکاح طیب کے باوجود وارد ہونے نہی کے ترک کرنے طیب کے سے اور منسوب کرنے فاعل اس کے طرف اعتداء کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لا تحرموا طيبات ما احل الله لكم ولا تعتدوا﴾ اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے نکاح میں سو کہا شافعیوں نے کہ نہیں ہے عبادت اسی واسطے اگر اس کی نذر مانی تو منعقد نہیں ہوتا اور حنفیوں نے کہا کہ وہ عبادت ہے اور تحقیق یہ ہے کہ جس صورت میں کہ نکاح مستحب ہے کما سیاتی بیانہ مستلزم ہے کہ یہ کہ ہو اس وقت عبادت سو جس نے اس کی نفی کی ہے اس نے اس کی حد ذات کی طرف نظر کی ہے اور جس نے اس کو ثابت کیا ہے اس نے اس کی صورت مخصوص کی طرف نظر کی ہے۔ (فتح)

٤٦٧٥ ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ

۴۶۷۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین آدمی

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ الطَّوِيْلُ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ جَآءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلٰى بُيُوْتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أُخْبِرُوْا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَحَدُهُمْ أَمَّا أَنَا فَإِنِّيْ أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا وَّقَالَ اٰخَرُ أَنَا أَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ وَقَالَ اٰخَرُ أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لٰكِنِّيْ أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّيْ وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ.

حضرت ﷺ کی بیویوں کے گھروں کی طرف آئے حضرت ﷺ کی عبادت کا حال پوچھتے تھے سو جب وہ خبر دیئے گئے تو گویا انہوں نے اس کو کم جانا سو انہوں نے کہا کہ ہم کہاں اور حضرت ﷺ کہاں آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ سب بخشے گئے یعنی ہم کو اپنا خاتمہ معلوم نہیں تو ہم کو زیادہ عبادت کرنا چاہیے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں تو ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا اور دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا کبھی نہ چھوڑا کروں گا اور تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے الگ ہوتا ہوں سو میں کبھی نکاح نہیں کروں گا سو حضرت ﷺ ان کے پاس آئے سو فرمایا کہ تم ہی ہو جنہوں نے ایسا ایسا کہا ہے خبردار! قسم ہے اللہ کی البتہ میں تم سے زیادہ تر اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سے زیادہ تر اللہ کا پرہیز گار ہوں لیکن میں تو روزہ رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا اور نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے صحبت بھی کرتا ہوں سو جو میری سنت اور راہ سے پھرا وہ میرا نہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ وہ تینوں صاحب یہ ہیں علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے چاہا کہ خواہشوں کو حرام کریں سو سورہ مائدہ کی آیت اتری اور ایک روایت میں ہے کہ وہ دس اصحاب تھے اور وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابوذر رضی اللہ عنہ اور سالم رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ وغیرہ ہیں سو اگر یہ محفوظ ہو تو احتمال ہے کہ تین آدمی وہ ہوں جنہوں نے خاص یہ پوچھا سو کبھی خاص ان تین کی طرف منسوب ہوا اور کبھی سب کی طرف واسطے شریک ہونے سب کے بیچ طلب اس کی کے اور تائید کرتی ہے اس کی کہ وہ تین سے زیادہ تھے جو مسلم نے روایت کی ہے کہ چھ آدمیوں نے حضرت ﷺ کی زندگی میں اس بات کا ارادہ کیا تھا سو ان کو اس سے منع ہوا اور یہ جو کہا کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ سب بخشے گئے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کے گناہ بخشے گئے یا نہیں تو اس کو چاہیے کہ

عبادت میں مبالغہ کرے اور بہت عبادت کرے امید ہے کہ حاصل ہو برخلاف اس شخص کے کہ حاصل ہو چکا ہے واسطے اس کے یہ لیکن حضرت ﷺ نے بیان کر دیا کہ یہ لازم نہیں سو اشارہ کیا اس کی طرف اس کے ساتھ کہ آپ بہ نسبت ان کے گناہوں سے زیادہ ڈرتے تھے اور یہ نسبت مقام عبودیت کی ہے ربوبیت کی جانب میں اور اشارہ کیا ہے بیچ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے طرف اور معنی کے کہ کیا میں بندہ شکر گزار نہ ہوں اور یہ جو کہا کہ میں رات بھر ہمیشہ نماز پڑھا کروں گا تو اس میں ابدا قید اصلی کی نہیں بلکہ رات کی قید ہے اور یہ جو کہا کہ میں کبھی نکاح نہیں کروں گا تو مصلی اور عورتوں سے الگ ہونے والا ساتھ ہمیشگی کے تاکید کیا گیا ہے اور نہیں تاکید کیا گیا ہے روزہ ساتھ اس کے اس واسطے کہ ضروری ہے کھولنا روزے کا رات کو اور اسی طرح عید کے دنوں میں بھی اور واقع ہوا ہے مسلم کی روایت میں کہ بعض نے کہا کہ میں عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا اور بعض نے کہا کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا اور بعض نے کہا کہ میں بستر پر نہیں لیٹوں گا اور ظاہر اس کا تاکید کرنا ہے کہ اس کے قائل تین سے زیادہ تھے اس واسطے کہ گوشت کو نہ کھانا خاص تر ہے ہمیشہ روزہ رکھنے سے اور رات بھر نماز پڑھنا خاص تر ہے ترک سونے سے بستر پر اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس اختیار کرنے کسی قسم کے مجاز سے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا جنہوں نے ایسا ایسا کہا اور تطبیق یہ ہے کہ پہلے ان کو عموما ظاہر میں منع کیا بغیر تعیین کے پھر ان کو خاص کر منع کیا پوشیدہ طور سے اور یہ جو کہا کہ البتہ میں بہ نسبت تمہاری اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہوں اور زیادہ اللہ تعالیٰ کا پرہیز گار ہوں تو اس میں اشارہ ہے رد کرنے کی طرف اس چیز کے جس پر انہوں نے اپنے کام کو بنا کیا کہ جس کے گناہ بخشے گئے ہوں اس کو زیادہ عبادت کی حاجت نہیں برخلاف اس کے غیر کے سو آپ نے ان کو معلوم کروایا باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ عبادت میں نہایت مبالغہ کرتے ہیں زیادہ تر ڈرنے والے ہیں اللہ سے اور زیادہ تر پرہیز گار ہیں بہ نسبت ان لوگوں کے جو سختی کرتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اسی طرح ہوا اس واسطے کہ سختی کرنے والا نہیں بے خوف ہے تھکنے سے برخلاف میانہ رو کے کہ وہ زیادہ تر قادر ہے اس کے ہمیشہ کرنے پر اور بہتر وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اور یہ جو کہا لیکن میں تو یہ استدراک ہے چیز محذوف سے دلالت کرتا ہے اس پر سیاق یعنی میں اور تم بہ نسبت عبودیت کے برابر ہیں لیکن میں ایسا عمل کرتا ہوں اور یہ جو کہا کہ میرے طریقے سے پھرا تو مراد سنت سے طریقہ ہے نہ وہ جو فرض کے مقابل ہے اور رغبت ایک چیز سے منہ پھیرنا ہے اس سے طرف اس کے غیر کے اور مراد یہ ہے کہ جس نے میرا طریقہ چھوڑا اور غیر کا طریقہ لیا تو وہ مجھ سے نہیں اور اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف طریقے رہبانیت کے اس واسطے کہ وہی ہیں جنہوں نے تشدید کو نکالا جیسا کہ اللہ نے ان کو اس کے ساتھ موصوف کیا اور اللہ نے ان پر عیب کیا ساتھ اس کے کہ جس چیز کو اپنے اوپر لازم کیا تھا اس کو پورا نہ کیا اور طریقہ حضرت ﷺ کا حنیف اور آسان

ہے سو افطار کرے تا کہ قوت حاصل کرے روزے پر اور سوئے تا کہ قوت حاصل کرے کھڑے ہونے پر اور نکاح کرے واسطے توڑنے شہوت کے اور بچانے نفس کے حرام سے اور زیادہ کرنے نسل کے اور یہ جو کہا کہ وہ مجھ سے نہیں اگر ہو منہ پھیرنا اس سے ساتھ کسی قسم کے تاویل سے تو اس شخص کو معذور رکھا جائے بیچ اس کے سو معنی لیس منی کے یہ ہیں کہ وہ میرے طریقہ پر نہیں اور نہیں لازم آتا کہ دین سے نکل جائے اور اگر ہو منہ پھیرنا بطور اعراض اور تنطع کے یعنی سخت پرہیز گاری کے جو پہنچائے نوبت طرف راجح تر ہونے عمل اس کے کی تو معنی لیس منی کے یہ ہیں کہ نہیں میری ملت اور دین پر اس واسطے کہ یہ اعتقاد ایک قسم کا کفر ہے اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر فضیلت نکاح کے اور ترغیب کے بیچ اس کے اور اس میں ڈھونڈنا حال بزرگوں کا ہے واسطے پیروی کرنے کے ساتھ کاموں ان کے کی اور یہ کہ جو پکا قصد کرے کسی کام نیک پر جو محتاج ہو طرف ظاہر کرنے اس کے کی کہ جس جگہ ریا سے بے خوف ہو تو یہ منع نہیں اور اس میں مقدم کرنا حمد وثناء کا ہے اللہ پر وقت بتلانے مسائل علم کے اور بیان ہے واسطے احکام مکلفوں کے اور دور کرنا شبہے کے مجتہدوں سے اور یہ کہ مباح چیزیں کبھی پلٹ جاتی ہیں ساتھ قصد کے طرف کراہت اور استحباب کے کہا طبری نے اس میں رد ہے اس شخص پر جو منع کرتا ہے حلال کے استعمال کو کھانے کی چیزوں اور پہننے کی چیزوں سے اور اختیار کرتا ہے موٹے کپڑوں اور سخت کھانوں کو کہا عیاض نے کہ سلف نے اس میں اختلاف کیا ہے بعض طبری کے قول کی طرف مائل ہوئے ہیں اور بعض اس کے برعکس ہیں اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس آیت کے ﴿اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا﴾ یعنی لے گئے تم اپنی ستھری چیزوں کو دنیا کی زندگی میں کہا اور حق یہ ہے کہ یہ آیت کافروں کے حق میں ہے اور حضرت ﷺ نے دونوں امر کو لیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں دلالت کرتا یہ واسطے کسی ایک کے دونوں فرقوں سے اگر ہمیشگی کرنی اوپر ایک صفت کے اور حق یہ ہے کہ ملازمت استعمال ستھری چیزوں کی نوبت پہنچاتی ہے طرف خواہش عیش اور اترانے کے اور نہیں بے خوف ہوتا پڑنے سے شبہے کی چیزوں میں اس واسطے کہ جس کی یہ عادت ہو وہ کبھی اس کو نہیں پاتا اور اس سے پھر نہیں سکتا تو حرام چیز میں پڑتا ہے جیسا کہ منع تناول اس کا کبھی نوبت پہنچاتی ہے طرف سخت پرہیز گاری کے جو منع ہے اور وارد ہوتا ہے اس پر صریح قول اللہ تعالیٰ کا ﴿قل من حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق﴾ جیسے کہ عبادت میں سختی کرنی نوبت پہنچاتا ہے طرف تھک جانے کے جو قاطع ہے واسطے اصل اس کے کی اور مثلا ہمیشہ فقط فرضوں کا پڑھنا اور نفلوں کا چھوڑنا نوبت پہنچاتا ہے طرف بطالت اور نہ خوش دلی کے طرف عبادت کے اور بہتر وہ کام ہے جو متوسط ہو اور نیز اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ اللہ تعالیٰ کو جاننا اور پہچاننا اس چیز کا کہ واجب ہے حق اس کے سے بڑا درجہ ہے مجرد عبادت بدنی سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٦٧٦ - حَدَّثَنَا عَلِیٌّ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ

۴۶۷۶۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے

إِبْرَاهِيمَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ أَدْنَى أَلَّا تَعُوْلُوْا﴾ قَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ مَالِهَا وَجَمَالِهَا يُرِيْدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِأَدْنَى مِنْ سُنَّةِ صَدَاقِهَا فَنُهُوْا أَنْ يَّنْكِحُوْهُنَّ إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ فَيُكْمِلُوا الصَّدَاقَ وَأُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَآءِ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ اگر تم ڈرو کہ انصاف نہ کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار اور اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کر سکو گے تو نکاح کرو ایک عورت سے یا جو تمہارے ہاتھ کا مال ہے یہ نزدیک تر ہے اس کے کہ نہ ظلم کرو، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے بھتیجے! یتیم لڑکی اپنے ولی کی گود میں ہوتی سو رغبت کرتا وہ اس کے مال میں اور جمال میں اور چاہتا کہ نکاح کرے اس سے ساتھ کم تر مہر کے اس کے مہر کے دستور سے سو منع کیے گئے یہ کہ نکاح کریں ان سے مگر یہ کہ انصاف کریں واسطے ان کے سو ان کو مہر پورا دیں اور حکم کیے گئے ساتھ نکاح کرنے کے ان عورتوں سے جو سوائے ان کے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَآءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ لِأَنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ.

باب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے بیان میں کہ جو تم میں سے نکاح اور خانہ داری کی طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ نکاح کرے اس واسطے کہ نکاح نظر کا بڑا روکنے والا اور شرم گاہ کا بڑا بچانے والا ہے۔

فائدہ: بعض نسخوں میں منکم کا لفظ نہیں اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ مخاطب اس حکم کے ساتھ خاص نہیں اور اس پر اتفاق ہے اور اختلاف تو صرف اس میں ہے کہ عام بطور نص کے ہوتا ہے یا استنباط سے۔

وَهَلْ يَتَزَوَّجُ مَنْ لَّا أَرَبَ لَهُ فِي النِّكَاحِ.

اور کیا نکاح کرے جس کو نکاح کی حاجت نہیں؟۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیان واقع ہوئی سو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک عورت سے نکاح کرنے کو کہا سو جواب دیا اس نے اس کو ساتھ اس حدیث کے سو احتمال ہے کہ ان کو اس کی حاجت نہ ہو تو انہوں نے اس کی موافقت نہ کی اور احتمال ہے کہ موافقت کی اگرچہ یہ منقول نہیں اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ اختلاف ہے درمیان علماء کے اس شخص کے حق میں جس کو نکاح کی طرف شوق نہ ہو کہ کیا وہ اس کی طرف بلایا جائے یا نہیں اس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٤٦٧٧ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِیْمُ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ فَلَقِيَهٗ عُثْمَانُ بِمِنًى فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ لِيْ إِلَيْكَ حَاجَةً فَخَلَوَا فَقَالَ عُثْمَانُ هَلْ لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيْ أَنْ نُزَوِّجَكَ بِكْرًا تُذَكِّرُكَ مَا كُنْتَ تَعْهَدُ فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللّٰهِ أَنْ لَيْسَ لَهٗ حَاجَةٌ إِلٰى هٰذَا أَشَارَ إِلَيَّ فَقَالَ يَا عَلْقَمَةُ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَآءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهٗ لَهٗ وِجَآءٌ.

۴۶۷۷۔حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منیٰ میں ان سے ملے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! (یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) مجھ کو تجھ سے کچھ کام ہے سو دونوں الگ ہوئے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! کیا تم کو حاجت ہے اس میں کہ میں تجھ کو ایک کنواری عورت نکاح کر دوں جو تجھ کو تیری جوانی کا زمانہ یاد دلا دے یا تجھ کو تیرا گزرا زمانہ یاد دلا دے سو جب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا یہ کہ اس کو حاجت نہیں تو میری طرف اشارہ کیا سو کہا اے علقمہ! آ گے آ! سو میں اس کے پاس پہنچا اور حالانکہ وہ کہتے تھے یعنی عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ اگر تو نے یہ کہا تو البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ اے جوانوں کے گروہ! جو تم سے نکاح اور خانہ داری کی طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ نکاح کرے اور جو خانہ داری کی طاقت نہ رکھے تو لازم ہے اس پر روزہ رکھنا اس واسطے کہ اس کے حق میں روزہ رکھنا خصی کرنا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تجھ کو تیری جوانی کا زمانہ یاد دلا دے تو ایک روایت میں ہے کہ یاد دلا دے تجھ کو جو تجھ سے فوت ہوا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ معاشرت جوان عورت کی قوت اور نشاط کو زیادہ کرتی ہے برخلاف عکس اس کے کہ وہ بالعکس ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح تر اور مختار یہ بات ہے کہ شاب اس کو کہتے ہیں جو بالغ ہو اور تیس برس سے آگے نہ بڑھے اور جب تیس برس سے آگے بڑھے تو اس کو کہل کہتے ہیں یہاں تک کہ آگے بڑھے چالیس برس سے پھر اس کو شیخ کہتے ہیں اور خاص کیا ہے جوانوں کو ساتھ خطاب کے اس واسطے کہ جو قوت کہ نکاح کی طرف بلاتی ہے غالب انہیں میں پائی جاتی ہے برخلاف بوڑھوں کے اگرچہ معنی معتبر ہیں یعنی جب بوڑھوں میں سبب پایا جائے تو ان کا بھی یہی حکم ہے اور یہ جو کہا من استطاع منکم الباءۃ تو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ مراد کے باءۃ سے اس جگہ دو قول پر یعنی باءۃ سے کیا مراد ہے؟ صحیح تر یہ قول ہے کہ مراد اس کے معنی لغوی ہیں اور وہ جماع ہیں پس تقدیر اس کی یہ ہے کہ جو طاقت رکھے تم میں جماع کی واسطے قادر ہونے کے اس کے خرچ پر اور وہ نکاح کے خرچ ہیں تو چاہیے کہ نکاح کرے اور جو نہ طاقت رکھے جماع کی واسطے عاجز ہونے اس کے اس کے خرچ سے تو لازم ہے

اس پر روزہ رکھنا تا کہ دفع کرے اس کی شہوت کو اور کاٹے اس کی منی کے شر کو جیسا کہ کاٹتا ہے اس کو خصی ہونا اور اسی قول کی بنا پر واقع ہوا ہے خطاب ساتھ جوانوں کے جن میں عورتوں کی شہوت کا گمان ہے کہ اکثر اس سے جدا نہیں ہوتے اور دوسرا قول یہ ہے کہ مراد ساتھ باءۃ کے اس جگہ نکاح کے خرچ ہیں یعنی جو نکاح کے خرچ کی طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ نکاح کرے اور جو نہ طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے واسطے دفع کرنے شہوت اپنی کے اور جو لوگ کہ اس دوسرے قول کے ساتھ قائل ہیں تو ان کو اس پر باعث یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ جو طاقت نہ رکھے تو لازم ہے اس پر روزہ رکھنا کہا انہوں نے جو جماع سے عاجز ہو وہ نہیں محتاج ہے طرف روزہ رکھنے کے واسطے دفع کرنے شہوت اپنی کے پس واجب ہے تاویل باءۃ کی ساتھ خرچ نکاح کے اور نہیں مانع ہے کہ عام تر معنی مراد ہوں ساتھ اس طور کے کہ ارادہ کیا جائے ساتھ باءۃ کے قدرت جماع کی اور خرچ نکاح کے اور جواب دوسرے قول کی تعلیل سے یہ ہے کہ جائز ہے کہ ارشاد کیا جائے اس شخص کو جو نہیں طاقت رکھتا جماع کی جوانوں سے واسطے بہت ہونے شرم کے یا نہ ہونے شہوت کے یا نامردی کے مثلاً طرف اس چیز کے کہ میسر ہو اس کو بدستور رہنا اس حالت کا اس واسطے کہ جوانی جگہ گمان جوش مارنے شہوت کے کی ہے جو بلاتی ہے طرف جماع کے سو اس کی ایک حالت میں توڑنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ بدستور ٹوٹی رہے پس اسی واسطے ارشاد کیا طرف اس چیز کے کہ بدستور رہے ساتھ اس کے کسر مذکور سو جوان دو قسم کے ہوں گے ایک وہ ہیں کہ ان کو نکاح کی خواہش ہے اور ان کو قدرت ہے سو بلایا ان کو طرف نکاح کرنے کے واسطے دفع کرنے اس خوف کے بخلاف دوسرے لوگوں کے کہ ان کو ایک ایسے امر کی طرف بلایا کہ جس کے ساتھ ان کی حالت بدستور رہے اس واسطے کہ یہ ارفق ہے ساتھ ان کے واسطے اس علت کے کہ مذکور ہوئی اور وہ علت یہ ہے کہ وہ کچھ چیز نہیں پاتے تھے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو نکاح کا سامان نہ پائے اور اس کو اس کی خواہش ہو تو مستحب ہے اس کو نکاح کرنا واسطے دفع کرنے محذور کے اور یہ جو کہا کہ نکاح نظر کا بڑا روکنے والا اور شرم گاہ کا بڑا بچانے والا ہے یعنی منع کرنے والا ہے واقع ہونے سے بیچ حرام کاری کے اور کیا باریک بینی ہے جو مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے تھوڑا سا پیچھے واقع ہوا ہے کہ اس نے اس حدیث کے پیچھے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ذکر کیا ہے کہ جب کسی کو تم میں سے کوئی عورت خوش لگے سو اس کے دل میں واقع ہو تو چاہیے کہ اپنی عورت کی طرف قصد کرے اس واسطے کہ یہ دور کر دے گا جو اس کے دل میں واقع ہوا اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف مراد کے باب کی حدیث سے اور یہ جو فرمایا کہ لازم ہے اس پر روزہ رکھنا تو روزے کے بدلے بھوک کا لفظ نہ بولا اور عدول کیا کم کرنے اس چیز کے سے جو شہوت کو اٹھائے اور استدعا کرے منی کے جوش کو کھانے اور پینے سے اس واسطے کہ نہیں آیا ہے یہ واسطے حاصل کرنے عبادت کے جو دراصل مطلوب ہو اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ مطلوب روزے سے اصل میں توڑنا شہوت کا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جو جماع کی طاقت

نہ رکھتا ہو تو مطلوب اس سے یہ ہے کہ وہ نکاح نہ کرے اس واسطے کہ ارشاد کیا ہے اس کو حضرت ﷺ نے طرف اس چیز کے جو اس کے مخالف ہے اور اس کے باعثوں کو کمزور کرتی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ اس کے حق میں مطلق مکروہ ہے اور تقسیم کیا ہے علماء نے مرد کو نکاح میں کئی قسموں پر اول وہ شخص ہے کہ اس کو غلبۂ شہوت ہو اور وہ اس کے خرچ پر قادر ہو اور اپنے نفس پر زنا کا خوف کرنے والا ہو تو مستحب ہے واسطے اس کے نکاح نزدیک سب علماء کے اور حنبلیوں کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ واجب ہے اور ساتھ اس کے قائل ہے ابوعوانہ شافعیوں میں سے اور یہی قول ہے داؤد کا اور اس کے تابداروں کا اور کہا ابن حزم نے کہ جو جماع پر قادر ہو اس پر فرض ہے اگر پائے جو نکاح کرے ساتھ اس کے یا لونڈی پکڑے یہ کہ ایک دونوں میں سے کرے اور اگر اس سے عاجز ہو تو چاہیے کہ بہت روزے رکھے اور یہ قول ایک جماعت کا ہے سلف میں سے اور کہا ابن بطال نے کہ جو نکاح کرنے کو واجب نہیں کہتا اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس قول حضرت ﷺ کے کہ جو جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو تو لازم ہے اس پر روزہ رکھنا کہا اس نے سو جب روزہ جو اس کا بدل ہے واجب نہ ہوا تو اسی طرح اس کا مبدل بھی واجب نہ ہوگا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ امر ساتھ روزے کے مرتب ہے اوپر نہ ہونے طاقت کے اور نہیں محال ہے یہ کہ کہے قائل کہ میں نے تجھ پر ایسا واجب کیا اور اگر تو اس کی طاقت نہیں رکھتا تو میں تجھ کو ایسے امر کی طرف بلاتا ہوں اور مشہور احمد سے یہ ہے کہ نہیں واجب ہے واسطے قادر غلبہ شہوت والے کے مگر جب کہ خوف کرے گناہ کا اور کہا ماوردی نے کہ مذہب مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ نکاح کرنا مستحب ہے اور کبھی واجب ہوتا ہے نزدیک ہمارے اس شخص کے حق میں جو نہ باز آئے زنا سے مگر ساتھ اس کے اور کہا قرطبی نے کہ اس وقت اس کے واجب ہونے میں کچھ اختلاف نہیں اور کہا ابن دقیق نے کہ واجب ٹھہرایا ہے اس کو بعض علماء نے اس وقت جب کہ گناہ سے خوف کرے اور نکاح پر قادر ہو اور لونڈی نہ مل سکے اور حرام ہے اس کے حق میں جو خلل ڈالے بیچ جماع اپنی بیوی کے اور خرچ کرنے کے باوجود نہ قدرت ہونے کے اوپر اس کے اور نہ غلبہ شہوت ہونے اس کے کی طرف اس کے اور مکروہ اس شخص کے حق میں ہے جس جگہ بیوی کو ضرر نہ ہو اور اگر منقطع ہو ساتھ اس کے کوئی چیز بندگی کے کاموں سے عبادت ہو یا علم کے ساتھ مشغول ہونا ہو تو سخت ہوتی ہے کراہت اور مستحب اس وقت ہے جب کہ حاصل ہو ساتھ اس کے معنی مقصود توڑنے شہوت کے سے اور بچانے نفس کے سے اور نگاہ رکھنے شرم گاہ کے سے اور مانند اس کے اور مباح اس وقت ہے جب کہ نہ باقی رہے کوئی باعث اور مانع اور بعض بدستور استحباب پر رہے ہیں اس شخص کے حق میں جس کی یہ صفت ہو واسطے ظاہر حدیثوں کے جو وارد ہوئی ہیں بیچ اس کے، کہا عیاض نے کہ وہ مستحب ہے اس شخص کے حق میں جس نے نسل کی امید کی ہو اگرچہ اس کو جماع میں شہوت نہ ہو واسطے قول حضرت ﷺ کے **فانی مکاثر بکم** اور واسطے ظواہر ترغیب کے اور اس طرح اس شخص کے حق میں جس کو عورتوں کے نفع اٹھانے کی رغبت ہو اور بہر حال جس کی نسل نہ ہو اور نہ اس کو

عورتوں کی خواہش ہو اور نہ عورتوں سے متعہ کی تو یہ اس کے حق میں مباح ہے جب کہ عورت اس کو جان لے اور اس کے ساتھ راضی ہو جائے اور کبھی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مستحب ہے واسطے عام ہونے قول حضرت ﷺ کے کہ نہیں ہے درویشی اسلام میں یعنی عورتوں سے الگ رہنا اور کہا غزالی نے احیاء میں کہ جس شخص کے واسطے نکاح کے فائدے جمع ہوں اور آفات دور ہوں تو مستحب ہے اس کے حق میں نکاح کرنا اور جو ایسا نہ ہو تو اس کے حق میں ترک افضل ہے اور جس کے حق میں امر معارض ہو تو چاہیے کہ کوشش کرے اور راجح پر عمل کرے۔ میں کہتا ہوں کہ اس باب میں حدیثیں بہت وارد ہو چکی ہیں ان میں سے ایک حدیث یہ ہے تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم یوم القیامة اور ایک یہ حدیث ہے تناکحوا تکاثروا فانی اباھی بکم الامم اور ایک یہ ہے تزوجوا فانی مکاثر بکم الامم ولا تکونوا کرھبانیة النصاری اور ایک حدیث یہ ہے من کان موسرا فلم ینکح فلیس منا اور ایک حدیث میں ہے جس کو نیک عورت ملے تو آدھا دین بچانے میں اس کی اعانت کی پس چاہیے کہ باقی آدھے میں ڈرے اور یہ حدیثیں اگرچہ اکثر ان میں ضعیف ہیں لیکن مجموع ان کا دلالت کرتا ہے اوپر اس چیز کے کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے مقصود ترغیب سے نکاح کرنے میں لیکن یہ اس شخص کے حق میں ہے جس سے نسل حاصل ہو اور نیز اس حدیث میں ارشاد ہے اس شخص کو جو نکاح سے عاجز ہو طرف روزے کی اس واسطے کہ شہوت نکاح کی تابع ہے واسطے شہوت کھانے کے قوی ہوتی ہے اس کے قوی ہونے سے اور ضعیف ہوتی ہے اس کے ضعیف ہونے سے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے خطابی نے اوپر جائز ہونے علاج کے واسطے قطع کرنے شہوت نکاح کے ساتھ دواؤں کے اور لائق ہے کہ حمل کیا جائے اس دوا پر جو شہوت کو کم کرے اور ساکن کرے نہ ہو وہ اس کو بالکل قطع کر ڈالے اس واسطے کہ وہ کبھی اس کے بعد قادر ہوتا ہے سو نادم ہوتا ہے واسطے فوت ہونے اس کے کی اس کے حق میں اور البتہ تصریح کی ہے شافعیوں نے ساتھ اس کے کہ نہ توڑے اس کو ساتھ کافور کے اور حجت اس میں یہ ہے کہ اتفاق کیا ہے انہوں نے اوپر منع ہونے کاٹنے سے ذکر کے اور خصی ہونے کے پس ملحق ہوگا ساتھ اس کے جو اس کے معنی میں ہے دوا کرنے سے ساتھ قطع کرنے شہوت کے بالکل اور نیز استدلال کیا ہے ساتھ اس کے خطابی نے اس پر کہ مقصود نکاح سے وطی ہے اس واسطے کہ مشروع ہوا ہے خیار نامردی میں اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر روکنے نظر کے اور بچانے شرم گاہ کے ساتھ ہر چیز کے کہ ممکن ہو اور نہ تکلیف دینے کے ساتھ اس شخص کے جو طاقت نہیں رکھتا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ حظوظ نفسوں اور شہوتوں کے نہیں مقدم ہوتے احکام شرع پر بلکہ دائر ہیں ساتھ ان کے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے اوپر حرام ہونے مشت زنی کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے نکاح سے عاجز ہونے کے وقت روزے کی طرف ارشاد کیا ہے جو شہوت کو کاٹے سو اگر مشت زنی مباح ہوتی تو ہوتا امر طرف سہل تر کے اور تعاقب کیا گیا ہے دعوے اس کے آسان تر ہونے کا اس واسطے کہ ترک سہل تر ہے فعل سے اور البتہ مباح جانا اور

جائز رکھا ہے مشت زنی کو ایک گروہ نے علماء سے اور وہ نزدیک حنابلہ اور بعض حنفیہ کے ہے واسطے تسکین شہوت کے اور یہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ کو جوان عورت سے نکاح کروا دوں تو اس میں مستحب ہونا نکاح جوان عورت کا ہے خاص کر جب کہ کنواری ہو اور مفصل شرح اس کی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَسْتَطِعِ الْبَآءَةَ فَلْيَصُمْ.

جو جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو تو چاہیے کہ روزے رکھے

٤٦٧٨ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لَّا نَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَآءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَآءٌ.

۴۶۷۸۔ حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے کہ میں علقمہ اور اسود کے ساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حالت جوانی میں کچھ چیز نہ پاتے تھے یعنی جس سے نکاح کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا اے جوانوں کے گروہ! جو طاقت رکھتا ہو تم میں سے جماع کی اور خانہ داری کی تو چاہیے کہ نکاح کرے اس واسطے کہ نکاح بڑا نظر کا روکنے والا ہے اور شرم گاہ کا بڑا بچانے والا ہے اور جو جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو تو لازم جانے اپنے اوپر روزہ رکھنا اس واسطے کہ روزہ رکھنا اس کے حق میں خصی کرنا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ كَثْرَةِ النِّسَآءِ.

بہت عورتوں سے نکاح کرنا یعنی چار تک۔

فائدہ: یعنی اس شخص کے واسطے جو ان کے درمیان عدل کر سکے۔ (فتح)

٤٦٧٩ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَآءٌ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جِنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ بِسَرِفَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهٖ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا وَارْفُقُوْا فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعٌ كَانَ يَقْسِمُ

۴۶۷۹۔ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مقام سرف میں میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازے میں حاضر ہوئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے سو جب تم اس کے جنازے کو اٹھاؤ تو اس کو نہ جنبش دو نہ ہلاؤ اور آرام سے چلو سو تحقیق شان یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو بیویاں تھیں آٹھ بیویوں کے واسطے باری تقسیم کرتے تھے اور ایک کے واسطے نہ کرتے تھے۔

لِثَمَانٍ وَّلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ.

فائدہ: سرف ایک جگہ کا نام ہے بارہ میل مکہ سے اور نعش اس چار پائی کو کہتے ہیں جس پر مردہ رکھا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دفنایا ہم نے میمونہ رضی اللہ عنہا کو سرف میں اس قبے میں جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خلوت کی تھی اور ان کی قبر میں عبدالرحمٰن بن خالد اترا اور یہ جو کہا کہ آرام سے چلو یعنی میانہ روی سے چلو اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ایماندار کی عزت اور تعظیم مرنے کے بعد بھی باقی ہے جیسے کہ اس کی زندگی میں تھی اور اس میں ایک حدیث ہے کہ مسلمان کے مردے کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہے جیسے اس کو زندگی میں توڑنا اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو بیویاں تھیں یعنی وقت وفات پانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کی اور وہ یہ ہیں سودہ رضی اللہ عنہا، عائشہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا، زینب رضی اللہ عنہا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، جویریہ رضی اللہ عنہا، صفیہ رضی اللہ عنہا اور میمونہ رضی اللہ عنہا اور اس ترتیب کی بنا پر ہے جس ترتیب سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے حالانکہ وہ سب آپ کے نکاح میں تھیں اور اختلاف ہے ریحانہ رضی اللہ عنہا میں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں یا لونڈی اور آپ سے پہلے فوت ہوئی یا پیچھے اور یہ جو کہا کہ ایک اس کے واسطے تقسیم نہ کرتے تھے تو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس کے واسطے باری تقسیم نہیں کرتے تھے وہ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں، کہا طحاوی نے یہ وہم ہے اور ٹھیک سودہ رضی اللہ عنہا ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی تھی اور روایت کی ہے ابن سعید نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفیہ رضی اللہ عنہا کے واسطے باری تقسیم کیا کرتے تھے لیکن اس کی سند میں واقدی ہے اور وہ حجت نہیں اور تعقب کیا ہے مغلطائی نے واسطے تقویت واقدی کے سو جس نے اس کو ثقہ کہا ہے اس کی کلام کو اس نے نقل کیا اور جس نے اس کو واہی اور متہم کہا ہے اس سے چپ رہا اور حالانکہ اس کو ضعیف کہنے والے اکثر ہیں گنتی میں اور سخت تر ہیں مضبوطی میں اور قوی تر ہیں معرفت میں پہلوں سے اور راجح نزدیک میرے وہ چیز ہے جو صحیح میں ثابت ہو چکی ہے یعنی سودہ رضی اللہ عنہا اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے حذف کیا ہے اس زیادتی کو جان بوجھ کر اور زندہ رہیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا یہاں تک کہ شہید ہوئیں وہ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہ عاشورے کے دن سنہ ۶۱ میں۔ (فتح)

٤٦٨٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَآءِهٖ فِيْ لَيْلَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّلَهٗ تِسْعُ نِسْوَةٍ.

۴۶۸۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کبھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں اپنی سب عورتوں پر گھومتے تھے اور حالانکہ آپ کی نو بیویاں تھیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور وہ ظاہر ہے اس چیز میں کہ ترجمہ باندھا ساتھ اس کے یعنی مطابقت اس کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے اور اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاصہ سے ہے کہ آپ کو چار

سے زیادہ عورتوں سے نکاح میں لانا اور جمع کرنا درست تھا اور اختلاف ہے کہ کیا زیادتی کے واسطے کوئی انتہا بھی ہے یا نہیں اور اس میں دلالت ہے تقسیم حضرت ﷺ پر واجب نہ تھی۔ (فتح)

وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

مراد ساتھ اس کے بیان کرنا تصریح قتادہ کا ہے ساتھ تحدیث انس رضی اللہ عنہ کے واسطے اس کے۔ (فتح)

٤٦٨١ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ رَّقَبَةَ عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ لِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ لَا قَالَ فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَآءً.

۴۶۸۱۔ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں کہا کہ نکاح کر اس واسطے کہ بہتر اس امت کا اکثر ہے از روئے عورتوں کے۔

فائدہ: قید کی ساتھ اس امت کے تا کہ نکل جائیں سلیمان علیہ السلام کہ ان کی بہت عورتیں تھیں کما تقدم اور اسی طرح ان کے باپ داؤد علیہ السلام کی بھی بہت عورتیں تھیں اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ خیر کے حضرت ﷺ ہیں اور مراد ساتھ امت کے خاص اصحاب ہیں اور اشارہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے طرف اس بات کے کہ نکاح نہ کرنا مرجوح بات ہے اس واسطے کہ اگر راجح ہوتا تو نہ اختیار کرتے حضرت ﷺ غیر اس کے کو اور حضرت ﷺ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ سے سب لوگوں سے زیادہ ڈرتے تھے اور سب سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ جانتے تھے مگر تاہم بہت ہی نکاح کرتے تھے واسطے مصلحت پہنچانے ان احکام کے کہ نہیں اطلاع پاتے ان پر مرد اور واسطے ظاہر کرنے بڑے معجزے کے خرق عادت میں اس واسطے کہ اکثر اوقات نہ پاتے تھے جو پیٹ بھریں ساتھ اس کے اور اگر پاتے تو اکثر کو خیرات کر ڈالتے اور بہت روزے رکھتے اور طے کے روزے رکھتے اور باوجود اس کے ایک رات میں اپنی سب عورتوں پر گھومتے اور نہیں حاصل ہوتی ہے طاقت اس کی مگر ساتھ قوت بدن کے اور قوت بدن کی تابع ہے واسطے اس چیز کے کہ قائم ہو ساتھ اس کے بدن استعمال کرنے قوت دینے والی چیزوں کے کھانے اور پینے کے چیز سے اور وہ حضرت ﷺ کے پاس نہایت کم تھیں بلکہ معدوم تھیں اور واقع ہوا ہے شفا میں کہ عرب مدح کرتے تھے ساتھ بہت نکاح کرنے کے واسطے دلالت کرنے اس کے کی اوپر کمال مردی کے اور نہ مشغول کرنا آپ کو بہت ہونا ان کا اپنے رب کی عبادت سے بلکہ آپ کی عبادت اس سے زیادہ ہوئی واسطے بچانے ان کے اور قائم ہونے آپ کے کی ساتھ حقوق ان کے کی اور کسب کرنے آپ کے کی واسطے ان کے اور ہدایت کرنے آپ کے کی ان کو اور شاید مراد ساتھ تحصین کے بند کرنا آنکھ ان کی کا ہے اوپر آپ کے سو نہ جھانکیں طرف غیر آپ کے برخلاف نہ خاوند والی عورت کے اس واسطے کہ عفیفہ بھی طبع

بشری کے سبب سے نکاح کرنے کی طرف جھانکتی ہے اور یہ وصف لائق ہے ساتھ ان کے اور جو حاصل ہوتا ہے کلام اہل علم کی سے بیچ حکمت نکاح کرنے حضرت ﷺ کے بہت عورتوں سے دس وجہ ہیں ایک وجہ یہ کہ تا کہ بہت ہو جو آپ کے حال باطن کا مشاہدہ کرے سو دور ہو آپ سے وہ چیز جس کا مشرکین گمان کرتے ہیں کہ وہ جادوگر ہے یا غیر اس کا، دوم یہ کہ تا کہ مشرف ہوں بسبب اس کے قبیلے عرب کے ساتھ سسرال ہونے آپ کے کی بیچ ان کے، سوم واسطے زیادتی کے بیچ الفت پیدا ہونے ان کے کی واسطے اس کے، چہارم واسطے زیادتی کے تکلیف میں اس واسطے کہ تکلیف دی گئی ساتھ اس کے کہ نہ مشغول کرے آپ کو جو آپ کو ان میں زیادہ محبوب ہے مبالغہ کرنے سے حکم پہنچانے میں، پنجم واسطے بہت کرنے قرابتیوں کے اپنی عورتوں کی طرف سے سو زیادہ ہوں مددگار آپ کے۔ چھٹی نقل کرنا احکام شرع کا جن پر مرد اطلاع نہیں پاتے اس واسطے کہ اکثر جو بیوی کے ساتھ واقع ہوتا ہے وہ اس قسم سے ہوتا ہے کہ ویسا پوشیدہ رہتا ہے۔ ساتویں اطلاع پانی ہے اوپر محاسن اخلاق باطنہ کے سو البتہ نکاح کیا حضرت ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اور حالانکہ اس کا باپ اس وقت آپ کا دشمن تھا اور نکاح کیا صفیہ رضی اللہ عنہا سے بعد قتل ہونے اس کے باپ اور خاوند کے سو اگر حضرت ﷺ خوش خلقی میں سب خلقت سے افضل اور کامل تر نہ ہوتے تو البتہ وہ آپ سے نفرت کرتیں بلکہ واقع یہ ہے کہ حضرت ﷺ ان کے نزدیک اپنے سب گھر والوں سے بہت پیارے تھے۔ آٹھویں خرق عادت کا ہے واسطے آپ کے بیچ بہت جماع کرنے کے باوجود نہایت کم کھانے پینے کے اور بہت روزے رکھنے کے اور وصال کے اور البتہ حکم کیا کہ جو نکاح کے خرچ کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے اور اشارہ کیا کہ بہت روزے رکھنا شہوت کو توڑ ڈالتا ہے سو یہ آپ کے حق میں خرق عادت ہوا۔ نواں اور دسواں وہ ہے جو پہلے گزر چکی ہے نقل اس کی صاحب شفا سے اپنی بیویوں کے بچانے سے اور قائم ہونے سے ساتھ حقوق ان کے کی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ هَاجَرَ أَوْ عَمِلَ خَيْرًا لِتَزْوِيجِ امْرَأَةٍ فَلَهُ مَا نَوٰى.

جو ہجرت کرے یا نیک عمل کرے واسطے نکاح کسی عورت کے تو واسطے اس کے ہے جو اس نے نیت کی۔

٤٦٨٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَمَلُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهُ

۴۶۸۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمل کا اعتبار نیت سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہر آدمی کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی سو جس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کے واسطے ہو چکی یعنی اس کا ثواب پائے گا اور جس کہ ہجرت دنیا کے واسطے ہو کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی

إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

ہجرت اس کے واسطے ہوئی جس کے واسطے اس نے ہجرت کی یعنی دنیا یا عورت۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول کتاب میں گزر چکی ہے اور جو بخاری رحمہ اللہ نے ہجرت کا باب باندھا سو وہ تو اس میں صریح موجود ہے اور نیک عمل کرنے والا اس سے مستنبط ہے اس واسطے کہ ہجرت نیک عملوں میں سے ہے سو جس طرح کہ عام کیا اس کو خیر میں مطلوب کے شق میں اور تمام کیا اس کو اس لفظ سے سو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوئی جس کی طرف اس نے ہجرت کی تو اسی طرح طلب کی شق بھی شامل ہے سب نیک عملوں کو ہجرت ہو یا حج مثلاً یا نماز ہو یا خیرات ہو اور قصہ مہاجر ام قیس کا روایت کیا ہے اس کو طبری نے ساتھ مسند کرنے کے اور داخل ہوتا ہے بیچ قول اس کے کی اور عمل خیر جو واقع ہوا ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہ وہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کرنے سے باز رہیں یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوا اور وہ اس حدیث میں ہے کہ روایت کیا ہے اس کو نسائی نے ساتھ سند صحیح کے انس رضی اللہ عنہ سے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام دیا تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے ابوطلحہ! تجھ سا مرد نہیں پھیرا جاتا لیکن تو کافر مرد ہے اور میں مسلمان عورت ہوں اور مجھ کو حلال نہیں کہ میں تجھ سے نکاح کروں سو اگر تو مسلمان ہو جائے تو یہی ہے مہر میرا سو ابوطلحہ مسلمان ہو گئے اور اس کا مسلمان ہونا مہر قرار پایا اور وجہ داخل اس کے کی یہ ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں رغبت کی لیکن اس کے کفر نے اس کو اس کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کیا سو وہ اپنی غرض کی طرف پہنچ گئی ساتھ خرچ کرنے نفس اپنے کے سو ظفریاب ہوئی ساتھ دونوں نیکیوں کے۔ (فتح)

بَابُ تَزْوِيْجِ الْمُعْسِرِ الَّذِيْ مَعَهُ الْقُرْاٰنُ وَالْإِسْلَامُ فِيْهِ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نکاح کرنا تنگ دست کا جس کے ساتھ قرآن اور اسلام ہو اس حکم میں حدیث سہل رضی اللہ عنہ کی ہے جو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

فائدہ: مراد حدیث سہل رضی اللہ عنہ کی ہے اس عورت کے قصے میں جس نے اپنی جان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشی تھی اور ترجمہ ماخوذ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ تلاش کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو سو اس نے تلاش کی سو کچھ چیز نہ پائی اور باوجود اس کے اس کو نکاح کر دیا۔ (فتح)

٤٦٨٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ

۴۶۸۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے ہمارے واسطے عورتیں نہ تھیں سو ہم نے کہا یا حضرت! کیا ہم خصی نہ ہو جائیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے منع کیا۔

لَنَا نِسَآءٌ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا نَسْتَخْصِي فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ.

فائدہ: اور البتہ باریک بینی کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ استنباط کرنے حکم کے گویا کہتا ہے کہ جب حضرت ﷺ نے ان کو خصی ہونے سے منع کیا باوجود اس کے کہ ان کو عورتوں کی حاجت تھی اور باوجود اس کے کہ ان کے پاس کچھ نہ تھا جیسا کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے نفس اس حدیث میں اور ہر ایک کو ان میں سے کچھ قرآن ضرور یاد تھا تو متعین ہوا نکاح کر دینا ساتھ اس چیز کے کہ ساتھ ان کے ہے قرآن سے سو حکم ترجمہ کا سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نص کے ساتھ ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کے ساتھ ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی معسر سے وہ شخص ہے جس کے پاس مال نہ ہو ساتھ دلیل قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ ہمارے پاس کچھ چیز نہ تھی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِأَخِيْهِ انْظُرْ أَيَّ زَوْجَتَيَّ شِئْتَ حَتّٰى أَنْزِلَ لَكَ عَنْهَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ.

مرد اپنے بھائی مسلمان سے کہے کہ دیکھ تو میری کس بیوی کو چاہتا ہے تاکہ میں اس سے تیرے واسطے اتروں یعنی اس کو طلاق دے دوں، روایت کیا ہے اس کو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: یہ باب لفظ حدیث عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا ہے جو بیع میں گزری۔

٤٦٨٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيِّ وَعِنْدَ الْأَنْصَارِيِّ امْرَأَتَانِ فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُّنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّوْنِيْ عَلَى السُّوْقِ فَأَتَى السُّوْقَ فَرَبِحَ شَيْئًا مِّنْ أَقِطٍ وَّشَيْئًا مِّنْ سَمْنٍ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَيَّامٍ وَّعَلَيْهِ وَضَرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهْيَمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ تَزَوَّجْتُ

۴۶۸۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے یعنی مکہ سے ہجرت کر کے حضرت ﷺ نے اس کو اور سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کو آپس میں بھائی بنایا اور انصاری کی دو عورتیں تھیں سو اس نے اس کے آگے عرض کیا کہ اس کو آدھا اہل اور مال بانٹ دے سو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے اہل اور مال میں برکت دے مجھ کو بازار کی راہ بتلا سو وہ بازار میں آیا سو اس نے کچھ پنیر اور کچھ گھی نفع پایا تو حضرت ﷺ نے اس کو چند دنوں کے بعد دیکھا اور اس پر زردی کا نشان تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا حال ہے اے عبدالرحمٰن! یعنی اس زردی کا کیا سبب ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا، حضرت ﷺ نے فرمایا تو نے اس کو کیا مہر دیا؟ اس نے

أَنْصَارِيَّةً قَالَ فَمَا سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

کہا کہ گٹھلی کے برابر سونا حضرت مَلَّاتِیْمِ نے فرمایا کہ ولیمہ کر اگر چہ ایک بکری ہی سہی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ دیکھ تو میری دونوں عورتوں میں سے کس کو پسند کرتا ہے؟ سو اس کا نام لے کر میں اس کو طلاق دوں سو جب اس کی عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کر لینا اور اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ تھے اصحاب اوپر اس کے اختیار غیر کے سے اوپر اپنے یہاں تک کہ اپنی جان اور اہل سے اور اس میں جائز ہونا نظر مرد کا ہے طرف عورت کے وقت ارادے نکاح کرنے کے اس سے اور جائز ہے وعدہ کرنا ساتھ طلاق عورت کے اور ساقط ہونا غیرت کا بیچ اس کے اور دور رکھنا مرد کو اپنے نفس کو اس چیز سے کہ خرچ کرے وہ واسطے اس کے اس قسم سے اور راجح ہونا کسب بنفسہ کا ساتھ تجارت کے یا کسی اور پیشے کے اور اس میں تجارت کرنا بزرگوں کا ہے خود اپنے ہاتھ سے باوجود میسر ہونے اس شخص کے کہ ان کو کفایت کرے وکیل وغیرہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت مَلَّاتِیْمِ کے زمانے میں تجارت کے واسطے بصرہ کو گئے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالْخِصَاءِ.

جو مکروہ ہے ترک کرنے نکاح کے سے اور خصی ہونے سے۔

فائدہ: مراد ساتھ تبتل کے اس جگہ ترک کرنا نکاح کا ہے اوپر اس کے جو اس کے تابع ہے ملازمت سے طرف عبادت کے اور بہر حال مامور اللہ کے اس قول میں ﴿وتبتل اليه تبتيلا﴾ سو البتہ تفسیر کیا ہے اس کو مجاہد رحمہ اللہ نے سو کہا کہ اخلاص کرو واسطے اس کے اخلاص کرنا اور یہ تفسیر بالمعنی ہیں نہیں تو اصل میں معنی تبتل کے منقطع ہونا ہے اور یہ جو کہا کہ جو مکروہ ہے تبتل اور خصی ہونے سے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو مکروہ ہے تبتل سے وہی ہے جو پہنچائے طرف سخت پرہیز گاری کے اور حرام کرنے اس چیز کے جو اللہ نے حلال کی اور تبتل اصل میں مکروہ نہیں اور معطوف کیا ہے خصی ہونے کو اوپر اس کے اس واسطے کہ بعض اس کا جائز ہے اس حیوان میں جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ (فتح)

٤٦٨٥ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُوْلُ رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا.

۴۶۸۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو تبتل کی اجازت دی یعنی بلکہ اس کو منع کیا اور اگر حضرت مَلَّاتِیْمِ اس کو اجازت دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ لَقَدْ رَدَّ ذٰلِكَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ وَّلَوْ أَجَازَ لَهُ التَّبَتُّلَ لَاخْتَصَيْنَا.

حضرت ﷺ نے تبتل کی اجازت نہ دی اور اگر حضرت ﷺ اس کے واسطے تبتل کو جائز رکھتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبرانی نے عثان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا یا حضرت! میں مرد ہوں کہ مشکل ہے مجھ پر مجرد رہنا سو حکم ہو تو میں خصی ہو جاؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن روزے رکھ سو احتمال ہے کہ جو عثان رضی اللہ عنہ نے طلب کیا تھا وہ حقیقتاً خصی ہونا ہو اور تعبیر کیا راوی نے اس سے ساتھ تبتل کے اس واسطے کہ وہ اس سے پیدا ہوتا ہے اور اسی واسطے کہا کہ اگر اس کو اجازت دیتے تو ہم خصی ہو جاتے اور احتمال ہے کہ اس کا عکس ہو اور وہ یہ ہے کہ مراد ساتھ قول اس کے کی کہ ہم خصی ہو جاتے البتہ ہم کرتے فعل اس شخص کا سا جو خصی ہوتا ہے اور وہ الگ ہونا ہے عورتوں سے کہا طبری نے کہ جو تبتل کہ عثان رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا تھا وہ حرام کرنا عورتوں اور ستھری چیزوں کا ہے اور جو چیز کہ لذت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے اسی واسطے اترا اس کے حق میں یہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ اے ایمان والوں! نہ حرام کرو پاک چیزیں جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں اور پہلے گزر چکا ہے نام ان لوگوں کا جنہوں نے یہ ارادہ کیا تھا اور کہا طیبی نے کہ حقیقتاً خصی ہونا مراد نہیں بلکہ مراد مبالغہ ہے یعنی ہم مبالغہ کرتے تبتل میں یہاں تک کہ نوبت پہنچتا امر ساتھ ہمارے طرف خصی ہونے کے اور بعض نے کہا کہ ظاہر یہ ہے یعنی حقیقتاً خصی ہونا مراد ہے اور تھا یہ حکم پہلے منع کرنے سے خصی ہونے سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوئی تعبیر ساتھ خصی ہونے بلیغ تر تعبیر کرنے سے ساتھ تبتل کے اس واسطے کہ وجود آلت کا تقاضا کرتا ہے ہمیشہ موجود رہنے شہوت کے کو اور وجود شہوت کا مخالف ہے اس چیز کو کہ مراد ہے تبتل سے پس متعین ہو گا خصی ہونا طریق طرف حاصل کرنے مطلوب کے غایت یہ کہ اس میں سر دست بڑا درد ہے دنیا میں معاف ہے بیچ پہلو اس چیز کے کہ دور ہوتی ہے ساتھ اس کے آخرت میں سو وہ مانند قطع کرنے انگلی کے ہے جب کہ واقع ہو ہاتھ میں گوشت خورہ واسطے بچانے باقی ہاتھ کے اور نہیں ہے ہلاک ساتھ خصی ہونے کے محقق بلکہ نادر ہے اور شہادت دیتا ہے واسطے اس کے بہت موجود ہونا چوپایوں میں باوجود زندہ رہنے ان کے کی بنا بر اس کے سو شاید راوی نے تعبیر کیا ہے ساتھ خصی ہونے کے آلت کے کاٹنے سے اس واسطے کہ وہی ہے جو حاصل کرتا ہے مقصود کو اور حکمت بیچ منع کرنے ان کے خصی ہونے سے ارادہ ہے بہت پیدا ہونے نسل کے کا تا کہ ہمیشہ رہے جہاد کافروں کا اور نہیں تو اگر اجازت دیتے تو قریب تھا پے در پے وارد ہونا ان کا اوپر اس کے پس قطع ہوتی نسل اور کم ہو جاتے مسلمان بسبب قطع ہونے اس کے اور بہت ہو جاتے کفار سو وہ خلاف مقصود کا ہے

حضرت ﷺ کی پیغمبری سے۔ (فتح)

٤٦٨٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ لَنَا شَيْءٌ فَقُلْنَا أَلَا نَسْتَخْصِيْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَّنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾.

۴۶۸۶۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے تھے اور ہمارے پاس کچھ چیز نہ تھی یعنی دنیا کے مال سے سو ہم نے کہا کہ کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ تو حضرت ﷺ نے ہم کو اس سے منع فرمایا پھر ہم کو اجازت دی کہ نکاح کریں عورت سے کپڑے پر پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ہم پر یہ آیت پڑھی، اے ایمان والو! نہ حرام کرو پاک چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے حلال کیں اور نہ حد سے بڑھو اس واسطے کہ اللہ نہیں چاہتا حد سے بڑھنے والوں کو۔

فائدہ: کیا ہم خصی نہ ہو جائیں یعنی کیا ہم نہ بلائیں اس کو جو ہم کو خصی کرے یا ہم خود اپنے آپ کو علاج سے خصی کریں اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے ہم کو منع کیا تو یہ نہی بالاتفاق حرام کرنے کے واسطے ہے آدمیوں میں کما تقدم اور نیز اس میں مفاسد سے عذاب کرنا نفس کا اور تشویہ ساتھ داخل کرنے ضرر کے جو نوبت پہنچتا ہے طرف ہلاک کے اور اس میں باطل کرنا رجولیت کے معنی کا ہے اور تغیر کرنا اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو اور کفر نعمت کا اس واسطے کہ آدمی کو مرد پیدا کرنا ایک نعمت ہے بڑی نعمتوں سے اور جب یہ دور ہو تو البتہ مشابہ ہوا ساتھ عورتوں کے اور اختیار کیا نقص کو کمال پر کہا قرطبی نے کہ خصی ہونا آدمیوں کے سوائے اور حیوانوں میں منع ہے مگر واسطے مصلحت کے کہ اس کے ساتھ حاصل ہو مانند ستھرا کرنے گوشت کے یا قطع کرنے ضرر کے اس سے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حرام ہے خصی کرنا غیر ماکول میں مطلق اور بہر حال ماکول میں یعنی جس چیز کا گوشت کھایا جاتا ہے تو جائز ہے چھوٹی عمر میں نہ بڑی عمر میں لیکن اگر کسی ضرور کے دور کرنے کے واسطے ہو تو بڑی عمر میں بھی جائز ہے اور یہ جو کہا کہ نکاح کریں ہم عورتیں سے کپڑے پر یعنی ایک مدت معین تک متعہ کے نکاح میں اور ظاہر شہادت لینا ابن مسعود کا ساتھ اس آیت کے اس جگہ مشعر ہے کہ وہ نکاح متعہ کو جائز رکھتے تھے، کہا قرطبی نے شاید ان کو اس وقت ناسخ نہ پہنچا تھا پھر ان کو ناسخ پہنچا تو انہوں نے اس سے رجوع کیا اور تائید کرتا ہے اس کی جو ذکر کیا ہے اس کو اسماعیلی نے کہ ایک روایت میں واقع ہوا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا پھر اس کو چھوڑ دیا اور ایک روایت میں ہے کہ پھر اس کا حرام ہونا آیا۔ (فتح)

وَقَالَ أَصْبَغُ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! میں جوان ہوں اور میں اپنے نفس پر زنا سے ڈرتا ہوں اور میں

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ رَجُلٌ شَآبٌّ وَّأَنَا أَخَافُ عَلٰى نَفْسِي الْعَنَتَ وَلَا أَجِدُ مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَآءَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِ عَلٰى ذٰلِكَ أَوْ ذَرْ.

نہیں پاتا جس کے ساتھ عورتوں سے نکاح کروں تو حضرت ﷺ مجھ سے چپ رہے اور مجھ کو کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے اسی طرح کہا پھر بھی حضرت ﷺ چپ رہے اور کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے اسی طرح کہا پھر بھی حضرت ﷺ مجھ سے چپ رہے پھر میں نے اسی طرح کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! خشک ہو چکا قلم جس سے تو ملنے والا ہے سو خصی بن اس بات پر یا چھوڑ دے خصی ہونے کو۔

فائدہ: یعنی جو تیری قسمت میں ہونا ہے سو قلم تقدیر اس کو لکھ چکا تیرا خیال بے فائدہ ہے تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہیں چلتی قلم خشک ہو چکا یعنی تمام ہو چکا مقدور ساتھ اس چیز کے کہ لکھی گئی لوح محفوظ میں سو باقی رہا قلم جس کے ساتھ لکھا گیا خشک اس میں سیاہی نہیں عیاض نے کہا کہ لکھنا اللہ کا اور اس کی لوح اور اس کا قلم اس کے غیب کے علم سے ہے جس کے ساتھ ہم ایمان لائے ہیں اور اس کے علم کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں اور یہ جو کہا کہ اس پر خصی بن یا اس کو چھوڑ دے تو اس کے معنی یہ ہیں سو کر جو تو نے ذکر کیا یا اس کو چھوڑ دے اور پیروی کر اس کی جو میں نے تجھ کو حکم دیا اور نہیں ہے امر اس میں واسطے طلب فعل کے بلکہ وہ تہدید کے واسطے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قال الحق من ربكم فمن شآء فليؤمن ومن شآء فليكفر﴾ اور معنی اس کے یہ ہیں کہ اگر تو کرے یا نہ کرے سو ضروری ہے جاری ہونا تقدیر کا اور نہیں ہے اس میں تعرض واسطے حکم خصی ہونے کے اور محصل جواب کا یہ ہے کہ سب کام اللہ کی تقدیر سے ہیں جو ازل میں لکھے گئے سو خصی ہونا اور نہ ہونا برابر ہے اس واسطے کہ جو مقدر ہو چکا ہے وہ ضرور واقع ہونے والا ہے اور قول اس کا علی ذلک وہ متعلق ہے ساتھ مقدر کے یعنی خصی ہو حال بلندی چاہنے کے علم پر کہ ہر چیز اللہ کی قضا اور قدر سے ہے اور نہیں ہے یہ اذن خصی ہونے میں بلکہ اس میں اشارہ ہے طرف منع کرنے کے اس سے گویا کہ فرمایا کہ جب تو نے جانا کہ ہر چیز اللہ کی تقدیر سے ہے تو نہیں ہے کوئی فائدہ خصی ہونے میں اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو اس سے منع کیا جب کہ اس نے آپ سے اجازت مانگی اور اس کا مرنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہجرت کرنے سے بہت مدت پہلے تھا اور روایت کی ہے طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے مجرد ہونے کا گلہ کیا سو اس نے کہا کہ کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہم میں سے جو خصی ہو یا خصی کرے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خصی ہونا برا ہے وقد تقدم ما فيه اور یہ کہ تقدیر جب جاری ہو چکی تو حیلے کچھ فائدہ نہیں دیتے اور یہ کہ جائز ہے شکایت کرنا شخص کا آگے بڑے کے جو واقع ہو

واسطے اس کے اگر چہ قبیح ہو اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو مہر نہ پائے وہ نکاح کے واسطے کسی کو نہ کہے اور یہ کہ جائز ہے شکایت کرنی تین بار اور جواب دینا واسطے اس شخص کے جو نہ قناعت کرے ساتھ چپ رہنے کے اور یہ کہ جائز ہے چپ رہنا جواب سے واسطے اس شخص کے جو گمان کیا جائے کہ سمجھتا ہے مراد کو مجرد سکوت سے اور یہ مستحب ہے کہ حاجت والا اپنی حاجت سے پہلے اپنا عذر بیان کرے سوال میں اور کہا شیخ ابی محمد بن ابی جمرہ نے کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ جب تک مکلف اسباب شرع سے کسی چیز کو کر سکے تو نہ توکل کرے مگر بعد عمل اس کے تاکہ حکمت کے مخالفت نہ ہو اور جب اس پر قادر نہ ہو تو ٹھہرائے اپنے نفس کو اوپر راضی ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ مقدر کی ہے اس پر اس کے اللہ نے اور نہ تکلف کرے اسباب سے جس کی اس کو طاقت نہیں اور اس میں ہے کہ جب اسباب تقدیر کے موافق نہ پڑیں تو کچھ فائدہ نہیں دیتے اور اگر کہا جائے کہ کیوں نہ حکم کیے گئے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ساتھ روزہ رکھنے کے واسطے توڑنے شہوت اپنی کے جیسا کہ حکم کیا گیا غیر اس کا تو جواب یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اکثر حال یہ تھا کہ وہ روزہ رکھتے تھے اس واسطے کہ وہ اصحاب صفہ میں سے تھے، میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنی ہو کہ اے جوانوں کے گروہ! جو تم میں سے جماع کی طاقت رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ نکاح کرے، الحدیث لیکن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تو یہ جہاد کے وقت میں پوچھا تھا جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے واقع ہوا اور تھے جہاد کی حالت میں اختیار کرتے روزہ نہ رکھنے کو روزہ رکھنے پر یعنی جہاد میں روزہ نہیں رکھتے تھے سو پہنچایا ان کو ان کے اجتہاد نے طرف اکھاڑنے مادے شہوت کی کے کو ساتھ خصی ہونے کے جیسا کہ ظاہر ہوا واسطے عثمان رضی اللہ عنہ کے سو منع کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ ارشاد کیا اس کو طرف متعہ کی جس میں اس کے غیر کو رخصت دی اس واسطے کہ اس نے ذکر کیا کہ وہ کچھ چیز نہیں پاتا اور جو بالکل کچھ چیز نہ پائے نہ کپڑا اور نہ غیر اس کا تو کس طرح متعہ کرے اور جس کے ساتھ متعہ کیا جاتا ہے اس کے واسطے کچھ چیز کا ہونا ضروری ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مجھ کو اجازت ہو تو میں خصی ہو جاؤں اور ساتھ اس کے مطابق ہوگا جواب سوال سے۔ (فتح)

بَابُ نِكَاحِ الْأَبْكَارِ. باب ہے بیچ بیان نکاح کرنے کنواریوں کے۔

فائدہ: کنواری وہ ہے جس سے کسی مرد نے جماع نہ کیا ہو اور اپنی پہلی حالت میں بدستور ہو۔

وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَائِشَةَ لَمْ يَنْكِحِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكْرًا غَيْرَكِ. یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے سوا کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری سورۂ نور کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

٤٦٨٧ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ۴۶۸۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا

قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِيًا وَّفِيْهِ شَجَرَةٌ قَدْ أُكِلَ مِنْهَا وَوَجَدْتَ شَجَرًا لَّمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا فِي أَيِّهَا كُنْتَ تُرْتِعُ بَعِيْرَكَ قَالَ فِي الَّذِي لَمْ يُرْتَعْ مِنْهَا تَعْنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا.

حضرت! بھلا بتلاؤ تو کہ اگر آپ کسی نالے میں اتریں اور اس میں ایک درخت ہو کہ اس سے کھایا گیا ہو یعنی کوئی اس کو چر گیا ہو اور آپ ایک درخت پائیں کہ اس سے کسی نے نہ چرا ہو تو آپ اپنے اونٹ کو کس میں چرائیں گے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس درخت میں جس میں کوئی نہیں چرا، مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کے سوا کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے سو میں وہ ہوں اور اس حدیث میں مشروع ہونا ضرب المثل کا ہے اور تشبیہ دینا ہے ایک چیز کو جو موصوف ہے ایک صفت ہے ساتھ ایسی چیز کے کہ وہ مثل اس کے ہے اور اس میں وہ صفت نہیں اور اس میں بلاغت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور خوبی نرمی ان کے کی کاموں میں اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس میں جس میں کوئی نہیں چرا یعنی مقدم کروں گا اس کو اختیار میں غیر پر سو نہ ہوگا وارد یہ اعتراض کہ واقع حضرت ﷺ سے یہ ہے کہ آپ نے بیوہ عورتوں سے نکاح کیا اور احتمال ہے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس سے محبت ہو۔ (فتح)

٤٦٨٨ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ إِذَا رَجُلٌ يَّحْمِلُكِ فِي سَرَقَةِ حَرِيْرٍ فَيَقُوْلُ هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَأَكْشِفُهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُوْلُ إِنْ يَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ يُمْضِهِ.

۴۶۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی دو بار کہ اچانک تجھ کو ایک مرد یعنی فرشتہ ریشمی ٹکڑے میں اٹھاتا ہے سو وہ کہتا ہے کہ یہ تیری عورت ہے سو میں اس کو کھولتا ہوں تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہے سو میں کہتا ہوں کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ یوں ہی کرے گا یعنی تو میرے نکاح میں آئے گی۔

فائدہ: ترمذی کی روایت میں ہے کہ وہ فرشتہ جبریل علیہ السلام تھا جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت کو لایا تھا اور اس کی شرح چھ باب کے بعد آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ تَزْوِيْجِ الثَّيِّبَاتِ.

بیوہ عورتوں سے نکاح کرنے کا بیان۔

وَقَالَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ

یعنی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نکاح کرنے کو مجھ سے

بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ.

نہ کہا کرو۔

فائدہ: یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور استنباط کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے قول حضرت ﷺ کے سے اپنی بیٹیوں کو اس واسطے کہ خطاب کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے اپنی بیویوں کو تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ ان کے واسطے بیٹیاں ہوں اور خاوند سے سوائے حضرت ﷺ کے اور یہ مستلزم ہے اس کے کہ وہ بیوہ ہوں جیسا کہ وہ اکثر اور غالب ہے۔(فتح)

٤٦٨٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَفَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ فَتَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ لِّيْ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِّنْ خَلْفِيْ فَنَخَسَ بَعِيْرِيْ بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ فَانْطَلَقَ بَعِيْرِيْ كَأَجْوَدِ مَا أَنْتَ رَآءٍ مِّنَ الْإِبِلِ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يُعْجِلُكَ قُلْتُ كُنْتُ حَدِيْثَ عَهْدٍ بِعُرُسٍ قَالَ أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ أَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا أَيْ عِشَآءً لِّكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ.

۴۶۸۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک جنگ سے پلٹے تو میں نے جلدی کی اپنے اونٹ پر جو سست قدم تھا تو ایک سوار مجھ کو پیچھے سے ملا تو اس نے میرے اونٹ کو اپنے نیزے سے چھیڑا سو میرا اونٹ چلا کہ جیسے کہ تو نہایت تیز قدم اونٹ دیکھے تو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ ہیں سو فرمایا کہ تیرے جلدی چلنے کا کیا سبب ہے؟ میں نے کہا کہ میری شادی کا زمانہ قریب ہے یعنی میں نے تازہ شادی کی ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے؟ میں نے کہا کہ بیوہ سے فرمایا کہ تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ کو ہنساتی اور تو اس کو ہنساتا پھر جب ہم مدینے میں داخل ہونے لگے تو فرمایا کہ ٹھہر جاؤ تا کہ عشاء کو داخل ہونا تا کہ کنگھی کرے عورت پریشان بال والی اور زیر ناف کے بال صاف کر لے غائب خاوند والی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کیا ہے واسطے تیرے اور کنواریوں کے اور لب اس کے کی اس میں اشارہ ہے طرف چوسنے زبان اس کی کے اور دونوں ہونٹ اس کے کی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میرا باپ فوت ہوا اور اس نے سات بیٹیاں چھوڑیں سو میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان کو جمع رکھے اور ان کو کنگھی کرے اور ان کی کارساز ہو اور میں نے مکروہ جانا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان کی طرح بے وقوف ہو اور اس حدیث میں ترغیب ہے بیچ نکاح کرنے کے کنواری عورت سے اور اس سے صریح تر یہ حدیث ہے کہ لازم جانو اپنے اوپر کنواریوں کو اس واسطے کہ ان کی کلام میٹھی ہوتی ہے اور ان کی رحم پاک ہوتی ہے اور تھوڑی چیز سے راضی ہو جاتی ہیں

اور نہیں معارض ہے اس کو حدیث سابق کہ بہت جننے والی عورتوں سے نکاح کرو اس واسطے کہ کنواری ہونے سے اس کا بہت اولاد والی ہونا معلوم نہیں ہوتا اور جواب یہ ہے کہ کنواری جگہ ظن کی ہے واسطے بہت ہونے اولاد کے تو مراد ساتھ ولود کے یہ ہے کہ بہت اولاد والی ہو ساتھ تجربہ کے یا گمان کے اور بہر حال جو تجربہ سے بانجھ ظاہر ہو تو دونوں حدیثیں متفق ہیں اوپر مرجوع ہونے اس کے کی اور اس میں فضیلت ہے واسطے جابر رضی اللہ عنہ کے واسطے شفقت اس کی کے اپنی بہنوں پر اور واسطے مقدم کرنے مصلحت ان کی کے اوپر حظ نفس اپنے کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جب دو مصلحتیں جمع ہوں تو اہم کو مقدم کیا جائے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ کے فعل کو اچھا جانا اور اس کے واسطے دعا کی اور اس سے لیا جاتا ہے دعا کرنا واسطے اس شخص کے کہ نیک کام کرے اگرچہ کام داعی سے متعلق نہ ہو اور اس میں سوال امام کا ہے اپنے یاروں کو ان کے کاموں سے اور تلاش کرنا ان کے احوال کو اور ان کو انکی بھلائیوں کی طرف راہ دکھلانا اور تنبیہ کرنی ان کو اوپر وجہ مصلحت کے اگرچہ نکاح کے باب میں ہو اور اس چیز میں کہ اس کے ذکر سے شرم آتی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے عورت کے خدمت کرنا اپنے خاوند کی اور اس شخص کی کہ اس کو اس سے کچھ تعلق ہو مانند بھائی اور بیٹے اس کے کی اور یہ کہ اگر مرد اپنی عورت سے اس کام کا قصد کرے تو کچھ حرج نہیں کہ جابر رضی اللہ عنہ نے قصد کیا کہ وہ اس کی بہنوں کی خدمت کرے اگرچہ یہ عورت پر واجب نہیں لیکن پکڑا جاتا ہے اس سے کہ عادت جاری ہے ساتھ اس کے اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نہ کیا اور دوسری روایت میں خرقاء کا لفظ آیا ہے اور خرقاء اس عورت کو کہا جاتا ہے جو اپنے ہاتھ سے کچھ کام نہ کرے نہ اپنی بھلائی کو جانے نہ اپنے غیر کی بھلائی کو اور تستحد کے معنی ہیں استعمال کرے لوہے کو یعنی استرے کو اور مراد دور کرنا بال زیر ناف کا ہے اور تعبیر کیا ساتھ استعمال کرنے استرے کے اس واسطے کہ غالب ہوا ہے استعمال اس کا بیچ دور کرنے بالوں کے اور نہیں ہے اس میں دلیل کہ استرے کے سوا اور چیز سے بالوں کا دور کرنا منع ہے اور یہ جو کہا تا کہ داخل ہو رات کو تو یہ مخالف ہے اس حدیث کو جو طلاق میں آئے گی کہ کوئی رات کو اپنے گھر والوں کے پاس نہ آئے اور تطبیق یہ ہے کہ جو باب میں ہے یہ اس شخص کے واسطے ہے جس کے آنے کی خبر معلوم ہو اور اس کے آنے کی خبر پہنچ جائے اور جو حدیث آئندہ آتی ہے وہ اس شخص کے حق میں ہے جو اچانک آ پہنچے اور اس کے گھر والوں کو کچھ خبر معلوم نہ ہو۔ (فتح)

٤٦٩٠ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَارِبٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ تَزَوَّجْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَزَوَّجْتَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا فَقَالَ مَا لَكَ

۴۶۹۰۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نکاح کیا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے کیسی عورت سے نکاح کیا؟ پس میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ) میں نے بیوہ عورت سے نکاح کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کنواریوں (کے نکاح کرنے) سے اور ان کے ساتھ

وَلِلْعَذَارَى وَلِعَابِهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ فَقَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ.

کھیلنے سے تجھے کیا (مانع درپیش) ہوا۔ شعبہ راوی کہتا ہے میں نے عمرو بن دینار سے اس بات کا ذکر کیا تو عمر نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے نوجوان لڑکی سے کیوں نکاح نہ کیا؟ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا۔

بَابُ تَزْوِيْجِ الصِّغَارِ مِنَ الْكِبَارِ.

چھوٹی لڑکیوں کو بڑوں سے نکاح میں دینا جو عمر میں بڑا ہو یعنی اس شخص کے نکاح میں دینا۔

٤٦٩١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ عَائِشَةَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّمَا أَنَا أَخُوْكَ فَقَالَ أَنْتَ أَخِيْ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَكِتَابِهِ وَهِيَ لِيْ حَلَالٌ.

۴۶۹۱۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی درخواست کی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ میں تو آپ کا بھائی ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو میرا بھائی ہے اللہ کے دین میں اور اس کی کتاب میں اور تیری بیٹی مجھ کو حلال ہے۔

فائدہ: کہا اسماعیلی نے کہ یہ حدیث ترجمہ کے موافق نہیں اور جواب یہ ہے کہ ممکن ہے یہ کہ پکڑا جائے قول ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سے کہ میں تو تمہارا بھائی ہوں اس واسطے کہ اکثر اوقات یہی حال ہے کہ بھائی کی بیٹی اپنے چچا سے چھوٹی ہوتی ہے اور نیز پس کافی ہے جو ذکر کیا اس نے بیچ موافق ہونے حدیث کے واسطے ترجمہ کے اگرچہ خارج معلوم ہو یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کا کم عمر ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے سوائے اور حدیث سے معلوم ہے کہا ابن بطال نے کہ جائز ہے نکاح کر دینا چھوٹی لڑکی کا بڑی عمر والے مرد سے بالا جماع اگرچہ ہنڈولے میں ہو لیکن نہ قابو دیا جائے اوپر اس کے یہاں تک کہ لڑکی جماع کے لائق ہو سو اشارہ کیا اس نے اس طرف کہ نہیں ہے کوئی فائدہ واسطے ترجمہ کے اس واسطے کہ اس امر پر اجماع ہو چکا ہے کہا اس نے اور لیا جاتا حدیث سے کہ باپ نکاح کر دے چھوٹی لڑکی کنواری کو بغیر اذن لینے کے اس سے میں کہتا ہوں شاید لیا ہے اس نے اس کو نہ مذکور ہونے سے اور نہیں ہے یہ ظاہر دلالت میں بلکہ احتمال ہے کہ ہو یہ حکم پہلے وارد ہونے حکم کے ساتھ اجازت مانگنے کے کنواری سے اور یہی ظاہر ہے اس واسطے کہ واقع ہوا یہ قصہ مکے میں پہلے ہجرت سے اور یہ جو کہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہ میں تو تمہارا بھائی ہوں تو یہ حصر مخصوص ہے بہ نسبت حرام ہونے نکاح بھائی کی بیٹی کے اور یہ جو کہا کہ میں تمہارا بھائی ہوں اللہ کی کتاب میں تو یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کے ﴿انما المؤمنون اخوۃ﴾ اور جو اس کے مانند ہے اور جو فرمایا کہ وہ مجھ کو حلال ہے

تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ باوجود یہ کہ میرے بھائی کی بیٹی ہے حلال ہے واسطے میرے نکاح کرنا ساتھ اس کے اس واسطے کہ جو برادری کہ نکاح سے مانع ہے وہ برادری نسب اور رضاعت کی ہے نہ برادری دین کی اور کہا مغلطائی نے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے پیغام کے واسطے خولہ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور یہ حدیث اس کے مخالف ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ پہلے اس کو بھیجا پھر اس کے بعد خود بھی حضرت ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سامنے ہو کر کہا۔ (فتح)

بَابُ إِلٰى مَنْ يَّنْكِحُ وَأَيُّ النِّسَآءِ خَيْرٌ وَّمَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَّتَخَيَّرَ لِنُطَفِهٖ مِنْ غَيْرِ إِيْجَابٍ.

باب ہے بیان میں اس کے کہ کس سے نکاح کرے اور کون قوم کی عورتوں سے نکاح کرنا بہتر ہے اور کیا مستحب ہے کہ اختیار کرے واسطے نطفے اپنے کے بغیر اس کے واجب کرنے کے۔

فائدہ: باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ ارادہ نکاح کا کرے منتہی ہوتا ہے امر اس کا کہ کس عورت سے نکاح کرے (تنبیہ) شامل ہے یہ بات تین احکام پر اور لینا اول اور دوسرے حکم کا باب کی حدیث سے ظاہر ہے اور یہ کہ جو شخص کہ ارادہ نکاح کرنے کا رکھتا ہو اس کو لائق ہے کہ قریش میں نکاح کرے اس واسطے کہ ان کی عورتیں بہتر ہیں سب عورتوں سے اور یہ حکم دوسرا ہے اس پر تیسرا سو لیا جاتا ہے اس سے بطور لزوم کے اس واسطے کہ جب ثابت ہوا کہ وہ بہتر ہیں اپنے غیر سے تو مستحب ہوا اختیار کرنا ان کا واسطے اولاد کے اور البتہ وارد ہو چکی ہے تیسرے حکم میں حدیث صریح روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے کہ اختیار کرو اپنے نطفے کے واسطے اور نکاح کرو ہم کفو سے۔ (فتح)

٤٦٩٢ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَآءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ صَالِحُ نِسَآءِ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِيْ صِغَرِهٖ وَأَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ.

۴۶۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عورتیں کہ اونٹ کی سواری کرتی ہیں ان میں قریشیوں کی نیک عورتیں بہتر ہیں یعنی سب عرب کی عورتوں سے قوم قریش کی عورتیں بہتر ہیں نہایت مہربان چھوٹے لڑکوں پر اور بڑی نگہبانی کرنے والی اپنے خاوند کے مال کی۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مریم عمران کی بیٹی اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئیں سو شاید اس نے ارادہ کیا نکالنے اس کے کا اس تفضیل سے اس واسطے کہ وہ کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں سو نہ ہوگی اس میں تفضیل واسطے عورتوں قریش کے اوپر اس کے اور نہیں شک ہے کہ مریم کے واسطے فضیلت ہے اور وہ افضل ہے قریش کی سب

عورتوں سے اگر ثابت ہو کہ وہ پیغمبر ہے یا ان کی اکثر عورتوں سے اگر پیغمبر نہ ہو اور مناقب میں پہلے گزر چکا ہے کہ سب عورتوں میں بہتر مریم ہے اور سب عورتوں میں بہتر خدیجہ رضی اللہ عنہا ہے اور یہ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک دونوں میں سے بہتر ہے دنیا کی عورتوں سے اپنے زمانے میں اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ ظاہر یہ ہے کہ حدیث بیان کی ہے بیچ جگہ ترغیب کے قریشی عورتوں کے نکاح میں سو نہیں ہے اس میں تعرض واسطے مریم کے اور نہ واسطے غیر اس کے کی ان عورتوں میں سے جن کا زمانہ گزر چکا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ قریش کی نیک عورتیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ قریش کی عورتیں تو یہ مطلق محمول ہے مقید پر سو قریش کی بہتر عورتیں وہ ہیں جو نیک ہیں نہ عام عورتیں اور مراد ساتھ اصلاح کے اس جگہ صلاح دین کی ہے اور حسن معاشرت کی ساتھ خاوند کے اور اپنے خاوند کے مال کی نگہبانی کرنے والے یعنی ساتھ امانت کے اور صیانت کے اور بے جا خرچ کرنے کے اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اوپر نکاح اشراف عورتوں کے خاص کر قریش کی عورتوں سے اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ عورت کا نسب جس قدر اعلیٰ ہو اتنا ہی زیادہ مستحب ہے اور پکڑا جاتا ہے اس سے اعتبار کفو کا نسب میں اور یہ کہ جو قریش کے سوائے عورتیں ہیں وہ ان کے کفو نہیں ہیں اور فضیلت ہے مہربانی اور شفقت کے اور خوب پالنے کے اور قائم ہونے کے اولاد پر اور خاوند کے مال کی نگہبانی کرنے اور اس میں نیک تدبیر کرنی ہے اور لیا جاتا ہے اس سے خرچ کرنا خاوند کا بیوی پر اور اس حدیث کا سبب آئندہ آئے گا۔ (فتح)

بَابُ اتِّخَاذِ السَّرَارِيِّ وَمَنْ أَعْتَقَ جَارِيَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا.

رکھنا لونڈیوں کا اور جو لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کرے۔

فائدہ: سراری جمع ہے سریہ کی اور سریہ ماخوذ ہے سِرّ سے اور سر جماع کو کہتے ہیں اور نام رکھا گیا ہے لونڈی کا سریہ اس واسطے کہ اکثر اوقات چھپایا جاتا ہے امر اس کا بیوی سے اور مراد ساتھ اتخاذ کے اقتناء ہے یعنی رکھنا اور البتہ وارد ہو چکا ہے امر ساتھ اس کے صریح ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ لازم پکڑو اپنے اوپر لونڈیوں کو اس واسطے کہ ان کے رحموں میں برکت ہے اور عطف کیا ہے آزاد کرنے کو اوپر اقتناء کے اس واسطے کہ کبھی واقع ہوتا ہے بعد لونڈی رکھنے کے اور کبھی پہلے اس کے اور باب کی پہلی حدیث موافق ہے ساتھ اس شق دوسری کے۔

٤٦٩٣ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ

۴۶۹۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس مرد کے پاس لونڈی ہو سو اس کو شرع کے حکم بتلائے اور اس کی اچھی تعلیم کرے اور اس کو ادب سکھلائے سو بہت اچھی طرح ادب سکھلائے پھر اس کو آزاد کرے اس کے بعد اس سے نکاح کرے تو اس کو دوہرا ثواب ہے اور جو مرد اہل کتاب

كَانَتْ عِنْدَهُ وَلِيْدَةٌ فَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا وَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهِ وَاٰمَنَ بِيْ فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا مَمْلُوْكٍ أَدّٰى حَقَّ مَوَالِيْهِ وَحَقَّ رَبِّهٖ فَلَهُ أَجْرَانِ قَالَ الشَّعْبِيُّ خُذْهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ قَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيْمَا دُوْنَهَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَهَا ثُمَّ أَصْدَقَهَا.

میں سے یعنی یہودی اور نصرانی اپنے پیغمبر کے ساتھ ایمان لائے اور میرے ساتھ ایمان لائے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور جو غلام کہ اپنے مالکوں کا حق اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے۔ کہا شعبی راوی نے اپنے شاگرد صالح سے کہ لے اس کو بغیر عوض کسی چیز کے یعنی میں نے تجھ کو یہ حدیث مفت سکھلا دی اور البتہ مرد اس سے کم کے واسطے مدینے کی طرف کوچ کرتا تھا اور کہا ابو بکر نے ابو حصین اس نے روایت کی ابو بردہ سے اس نے اپنے باپ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت ﷺ سے اس کو آزاد کرے پھر اس کو مہر دے۔

فائدہ: اس حدیث میں تین قسم کے لوگ مذکور ہیں جن کو دوہرا ثواب ہے اور ان کے سوا اور بھی بہت لوگ ایسے ہیں جن کو دوہرا ثواب ہے چنانچہ پہلے گزر چکا ہے کہ جو قرآن پڑھے اور وہ اس پر دشوار ہو تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور جب کوئی حاکم اجتہاد کرے سو ٹھیک بات کو پا جائے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور جو تیمّم کر کے نماز پڑھے پھر پانی پائے پھر نماز کو دوہرائے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور جو اسلام میں نیک راہ نکالے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور تلاش کرنے سے اور بھی کئی آدمی پائے جاتے ہیں اور یہ سب دلالت کرتا ہے کہ نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے عدد کے جو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو فقط تین ہی آدمیوں کا ذکر ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان تین کے سوا کسی اور کو دوہرا ثواب نہ ہو اور اس میں دلیل ہے اوپر زیادہ فضیلت اس شخص کے جو اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کرے برابر ہے کہ اس کو ابتدا کے واسطے آزاد کرے یا کسی اور سبب سے اور بعض نے اس کو مکروہ جانا ہے سو شاید ان کو یہ حدیث نہیں پہنچی یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر لونڈی کو آزاد کرے تو پھر اس سے نکاح نہ کرے یہی روایت ہے سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم نخعی سے اور عطاء اور حسن سے روایت ہے کہ اس کا کچھ ڈر نہیں اور یہ جو دوسری روایت میں کہا کہ اس کو آزاد کرے پھر اس کو مہر دے تو شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس روایت کے کہ مراد تزویج سے دوسری روایت میں یہ ہے کہ واقع ہو ساتھ مہر جدید کے سوائے آزاد کرنے کے نہ جیسا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں واقع ہوا ہے سو اس طریق نے مہر کو ثابت کیا اس واسطے کہ نہیں واقع ہوئی تصریح ساتھ اس کے پہلے طریق میں بلکہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ آزاد کرنا نفس مہر ہے اور یہ لفظ ایک روایت میں صریح آ چکا ہے چنانچہ ابو داؤد طیالسی نے روایت کی ہے کہ جب مرد اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اس کو

نکاح میں لائے اور مہر جدید دے تو اس کو دوہرا ثواب ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ لونڈی کا آزاد کرنا نفس مہر نہیں ہوتا اور نہیں ہے دلالت بیچ اس کے بلکہ وہ شرط ہے واسطے اس چیز کے کہ مترتب ہوتا ہے اس پر ثواب دوہرا جو مذکور ہے اور نہیں ہے قید جواز میں۔ (فتح)

٤٦٩٤ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُّحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُّحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيْمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ بَيْنَمَا إِبْرَاهِيْمُ مَرَّ بِجَبَّارٍ وَّمَعَهُ سَارَةُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَأَعْطَاهَا هَاجَرَ قَالَتْ كَفَّ اللّٰهُ يَدَ الْكَافِرِ وَأَخْدَمَنِي اٰجَرَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَتِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِيْ مَآءِ السَّمَآءِ.

۴۶۹۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام پیغمبر کبھی ایسی بات نہیں بولے جو حقیقت میں سچی ہو اور ظاہر میں جھوٹی سوائے تین بار کے جس حالت میں کہ ابراہیم علیہ السلام ایک ظالم پر گزرے اور ان کے ساتھ ان کی بیوی سارہ تھیں پھر ذکر کی ساری حدیث تو اس بادشاہ نے ان کو خدمت کے لیے ہاجرہ دی تو سارہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کا ہاتھ روکا اور اس نے مجھ کو آجر خدمت کے لیے دی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو یہ تمہاری ماں ہے اے آسمان کے پانی کی اولاد! یعنی اے عرب۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے، کہا ابن منیر نے کہ مطابقت حدیث ہاجرہ کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ وہ مملوکہ تھیں اور البتہ صحیح ہو چکا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کو جنوایا بعد اس کے کہ اس کے مالک ہوئے سو وہ لونڈی تھیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اس کی مراد یہ ہے کہ یہ واقع ہوا ہے صحیح میں صریح تو یہ صحیح نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو صحیح میں ہے کہ سارہ اس کی مالک ہوئیں اور اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نطفے سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جنا اور یہ کہنا کہ نہیں جائز ہے اپنی عورت کی لونڈی سے اولاد طلب کرنی مگر ساتھ مالک ہونے کے تو یہ حکم اس حدیث کے سوا اور حدیث سے لیا گیا ہے چنانچہ فاکہی نے روایت کی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے سارہ سے چاہا کہ ہاجرہ کو ہبہ کر دیں تو سارہ نے ھاجرہ ابرہیم علیہ السلام کو ہبہ کر دی اور شرط کی سارہ نے کہ اس سے صحبت نہ کریں پھر ان کو اس پر رشک آیا سو ہوا یہ بہ سبب بیچ جلا وطنی اس کی کے ساتھ بیٹے اس کے اسماعیل علیہ السلام کی طرف مکے کے۔ (فتح) اور آسمان کے پانی کی اولاد عرب کو اس واسطے کہا کہ اکثر وہ لوگ جنگلوں اور بیابانوں میں رہتے تھے اور اکثر گزران ان کی آسمان کے پانی پر تھی اور بعض نے کہا کہ یہ نام اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کا ہے واسطے پاک

ہونے نسب ان کی کے اور شرافت ذاتی ان کی کے۔

٤٦٩٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى وَلِيْمَتِهِ فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ أُمِرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأَلْقٰى فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيْمَتَهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهُ فَقَالُوْا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطّٰى لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ.

۴۶۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے اور خیبر کے درمیان تین دن ٹھہرے صفیہ رضی اللہ عنہا زینت کر کے آپ کے پاس لائی گئیں سو میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمہ کی طرف بلایا سو نہ اس میں روٹی تھی اور نہ گوشت تھا حکم کیا چمڑے کے دستر خوان بچھانے کا اور ڈالا گیا اس میں کچھ کھجوروں میں سے اور پنیر سے اور گھی سے سو یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا تو مسلمانوں نے کہا کہ یہ مسلمانوں کی ایک ماں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے آزاد عورتوں سے یا لونڈی ہے اور اگر آپ نے اس کو پردہ نہ کیا تو وہ لونڈی ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کیا تو اس کے واسطے اپنے پیچھے اونٹ پر بیٹھنے کی جگہ تیار کی اور اس کے اور لوگوں کے درمیان پردہ ڈالا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نکاح کیا یا اس کو لونڈی بنایا اور شاید ترجمہ کا اس سے تردد کرنا اصحاب کا ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا بیوی ہے یا لونڈی سو مطابق ہوگی یہ حدیث ترجمہ کے ایک رکن کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر صحیح ہونے نکاح کے بغیر گواہوں کے اس واسطے کہ اگر صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں گواہ ہوتے تو نہ پوشیدہ رہتا یہ اصحاب پر تاکہ تردد کرتے اور اس میں اس پر دلالت نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ جو نکاح کے وقت حاضر تھے وہ اور لوگ ہوں اور جنہوں نے تردد کیا تھا وہ اور لوگ ہوں اور اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ سب نے تردد کیا تو یہ مذکور ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے کہ نکاح کریں بغیر ولی اور گواہوں کے جیسا کہ زینب رضی اللہ عنہا کے قصے میں واقع ہوا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ جَعَلَ عِتْقَ الْأَمَةِ صَدَاقَهَا.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو لونڈی کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرائے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں کسی حکم کے ساتھ جزم نہیں کیا اور لیا ہے اس کے ظاہر کو اگلے لوگوں سے سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے اور ابراہیم نخعی نے اور طاؤس نے اور زہری نے اور شہروں کے فقہاء سے ثوری نے اور ابو یوسف

نے اور احمد نے اور اسحاق نے ان سب کا یہ قول ہے کہ جب کوئی اپنی لونڈی کو آزاد کرے اس شرط پر کہ اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرائے تو صحیح ہو جاتا ہے نکاح اور آزاد کرنا اور مہر بنا بر ظاہر حدیث کے اور باقی لوگوں نے ظاہر حدیث سے کئی طرح جواب دیا ہے قریب تر طرف لفظ حدیث کے یہ جواب دیا ہے کہ آزاد کیا اس کو حضرت ﷺ نے اس شرط پر کہ اس سے نکاح کریں تو واجب ہوئی واسطے حضرت ﷺ کے اوپر صفیہ رضی اللہ عنہا کے قیمت اس کی اور وہ معلوم تھی سو نکاح کیا اس سے اوپر اس کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا عبدالعزیز کی روایت میں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو قیدیوں میں پکڑا سو اس کو آزاد کیا اور اس سے نکاح کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا تو کہا عبدالعزیز نے ثابت ہے کہ اے ابو محمد تو نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ حضرت ﷺ نے اس کو مہر کیا دیا؟ اس نے کہا کہ اس کا نفس اس کو مہر دیا تو اس نے تبسم کیا سو یہ ظاہر ہے کہ جو مہر ٹھہرایا گیا تھا وہ نفس کا آزاد کرنا ہے سو پہلی تاویل کا کچھ ڈر نہیں اس واسطے کہ اس کے اور قواعد کے درمیان کوئی مخالفت نہیں یہاں تک کہ اگر اس کی قیمت مجہول ہو اس واسطے کہ بیع صحیح ہونے عقد کے ساتھ شرط مذکور کے ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ نفس آزاد کرنا مہر ٹھہرایا گیا لیکن وہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ماوردی نے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو آزاد کیا پھر اس سے نکاح کیا یعنی ساتھ مہر جدید کے اور جب انس رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ ہوا کہ حضرت ﷺ نے اس کو مہر دیا تو کہا کہ اس کا نفس اس کے مہر میں دیا یعنی میرے علم میں حضرت ﷺ نے اس کو کچھ چیز مہر میں نہیں دی اور نہیں نفی کی اس نے اصل صداق کی اور اسی واسطے ابو الطیب طبری شافعی اور ابن مرابط مالکی نے کہا کہ یہ قول انس رضی اللہ عنہ کا مرفوع نہیں بلکہ یہ انہوں نے گمان کے ساتھ اپنی طرف سے کہا ہے اور اکثر اوقات تائید لی جاتی ہے واسطے اس کے اس حدیث سے جو بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس کو نکاح کیا اور اس کو مہر میں لونڈی دی جس کا نام رزینہ تھا اور یہ حدیث ضعیف ہے اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی اور اس سے معارض ہے جو خود صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو آزاد کیا اور میری آزادی کو میرا مہر ٹھہرایا روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور یہ موافق ہے واسطے حدیث انس رضی اللہ عنہ کے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ یہ انس رضی اللہ عنہ نے اپنے گمان سے کہا اور نیز یہ حدیث مخالف ہے اس چیز کو جس پر سب اہل سیر ہیں کہ صفیہ رضی اللہ عنہا خیبر کے دن بندیوں میں تھیں اس واسطے کہ اس حدیث میں ہے وہ قریظہ کے بندیوں میں سے تھیں اور احتمال ہے کہ اس کو آزاد کیا ہو اس شرط پر کہ اس سے مہر کے بغیر نکاح کریں سو لازم ہوا صفیہ کو وفا کرنا ساتھ اس کے اور یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے آپ کے سوا اور کسی کو جائز نہیں اور بعض نے کہا کہ احتمال ہے کہ آزاد کیا ہو اس کو بغیر عوض کے اور نکاح کیا ہو اس سے بغیر مہر کے فی الحال اور نہ انجام میں کہا ابن صلاح نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آزاد کرنا اترتا ہے جگہ مہر کے اگرچہ مہر نہیں اور یہ وجہ صحیح تر

ہے سب وجہوں سے اور قریب تر ہے طرف لفظ حدیث کے اور شافعیوں میں سے ابن حبان بھی احمد کے ساتھ ہے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ ظاہر حدیث کا ساتھ احمد کے ہے اور جو اس کے موافق ہے اور قیاس ساتھ دوسروں کے ہے سو متردد ہے حال درمیان اس گمان کے کہ ظاہر حدیث سے پیدا ہوا اور اس گمان کے کہ قیاس سے پیدا ہوا باوجود اس کے کہ واقعہ خصوصیت کا احتمال رکھتا ہے اور یہ احتمال خصوصیت کا اگرچہ اصل کے خلاف ہے لیکن قوی ہوتا ہے یہ حضرت ﷺ کے خصائص سے نکاح میں خاص کر خصوصیت آپ کی ساتھ نکاح کرنے اس عورت کے جس نے حضرت ﷺ کو جان بخشی اللہ کے اس قول سے کہ اگر کوئی عورت اپنی جان پیغمبر ﷺ کو بخشے ، الآیۃ اور اسی طرح نقل کیا ہے اس کو مزنی نے شافعی سے کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے آپ کے سوا اور کسی کو جائز نہیں کہا اس نے اور جگہ خصوصیت یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو آزاد کیا مطلق اور نکاح کیا اس سے مہر کے بغیر اور بغیر ولی کے اور بغیر گواہوں کے اور یہ حضرت ﷺ کے سوا اور کسی کو جائز نہیں اور روایت کیا ہے جائز ہونا اس کا عبدالرزاق نے علی سے اور ایک جماعت تابعین سے اور ابراہیم نخعی کے طریق سے کہ تھے مکروہ جانتے یہ کہ آزاد کرے لونڈی کو پھر نکاح کرے اس سے اور کہتے تھے کہ اس میں کوئی ڈر نہیں کہ اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرا دے اور کہا قرطبی نے کہ منع کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے واسطے محال ہونے اس کے کی اور تقریر محال ہونے کی دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ اگر نکاح کرے اس سے اس کے نفس پر تو یہ یا تو واقع ہوگا اس کے آزاد کرنے سے پہلے اور یہ محال ہے واسطے معارض ہونے دو حکموں کے آزادی اور غلامی کے اس واسطے کہ آزادی کا حکم مستقل ہونا ہے اور غلامی اس کی ضد ہے اور یا یہ واقع ہوگا عقد بعد آزاد کرنے کے اور یہ بھی محال ہے واسطے دور ہونے حکم مہر کے اس سے ساتھ آزاد ہونے کے سو جائز ہے کہ نہ راضی ہو اور اس وقت نہ نکاح کی جائے مگر اس کی رضا مندی سے وجہ دوسری یہ ہے کہ جب ہم آزادی کو مہر ٹھہرائیں تو یا قرار پائے گا عتق حالت غلامی کی اور وہ محال ہے واسطے معارض ہونے ان کے کی یا بیچ حالت آزاد ہونے کے تو لازم آئے گا آگے بڑھنا اس کا نکاح سے پس لازم آئے گا وجود آزاد ہونے کا حالت فرض کرنے اس کے عدم کے اور وہ محال ہے اس واسطے کہ ضروری ہے کہ متقدم ہو تقرر مہر کا خاوند پر یا نصاً یا حکماً تا کہ مالک ہو وہ بیوی اس کے طلب کرنے کی اور اگر علت بیان کریں ساتھ نکاح تفویض کے تو پرہیز کی ہے ہم نے اس سے ساتھ قول اپنے کے حکماً اس واسطے کہ اگرچہ نہیں متعین ہوئی واسطے عورت کے بیچ حالت عقد کے کوئی چیز لیکن وہ مالک ہے مطالبہ کی سو ثابت ہوا کہ ثابت ہے واسطے اس کے حالت عقد کے کوئی چیز کہ مطالبہ کرے ساتھ اس کے خاوند سے اور ایسا مہر میں میسر نہیں ہو سکتا پس محال ہے کہ ہو مہر اور تعاقب کیا گیا ہے جو دعوی کیا ہے اس نے محال ہونے کا ساتھ جائز ہونے تعلیق مہر کے شرط پر کہ جب پائی جائے تو مستحق ہوتی ہے اس کو عورت جیسے کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اس چیز پر کہ مستحق ہوگی واسطے میرے نزدیک فلانے کے اور وہ ایسی ہے سو جب میسر ہو مال جس پر

عقد واقع ہوا ہے تو مستحق ہوتی ہے اس کو عورت اور تائید کرتی ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جو طحاوی نے جویریہ کے قصے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کے آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سردار کو نکاح کرنا اپنی لونڈی سے ساتھ اپنے جب کہ آزاد کر دے اس کو اور نہیں حاجت ہے اس کو طرف ولی کے اور نہ حاکم کے، کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ اگر کہا جائے کہ آزاد کرنے کا ثواب بڑا ہے تو حضرت ﷺ نے کس طرح اس کو فوت کیا اور حالانکہ اور چیز کا مہر ٹھہرانا ممکن تھا اور جواب یہ ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا بادشاہ کی بیٹی تھی اور ویسی عورت نہیں قناعت کرتی ہے مگر ساتھ بہت مہر کے اور حضرت ﷺ کے پاس اس قدر مال نہ تھا جس سے اس کو راضی کریں اور نہ مناسب جانا آپ نے کہ اس کو کم مہر دیں سو اس کی جان کو اس کا مہر ٹھہرایا اور یہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک اشرف تھا بہت مال سے۔ (فتح)

٤٦٩٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَّشُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا.

۴۶۹۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور آزاد کرنے کو اس کا مہر مقرر کیا۔

بَابُ تَزْوِيْجِ الْمُعْسِرِ.

باب ہے بیان میں نکاح کرنے تنگ دست کے۔

فائدہ: نکاح کی ابتدا میں یہ ترجمہ گزر چکا ہے نکاح کرنا تنگ دست کا جس کے ساتھ قرآن اور اسلام ہو اور یہ باب اس سے خاص تر ہے۔

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿إِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾.

واسطے دلیل اس آیت کے کہ اگر محتاج ہوں گے تو اللہ ان کو مال دار کر دے گا۔

فائدہ: یہ تعلیل ہے واسطے حکم ترجمہ کے اور محصل اس کا یہ ہے کہ محتاج ہونا بالفعل نہیں مانع ہے نکاح کرنے کو واسطے حاصل ہونے مال کے انجام میں، واللہ اعلم۔

٤٦٩٧ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ أَهَبُ لَكَ نَفْسِيْ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۶۹۷۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میں آئی ہوں تا کہ اپنی جان آپ کو بخشوں سو حضرت ﷺ نے اس کی طرف نظر کی اور اس کے اوپر اور نیچے کے دھڑ کو دیکھا یعنی اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا پھر اپنے سر کو نیچے ڈالا سو جب اس عورت نے دیکھا کہ حضرت ﷺ نے اس

وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا فَقَالَ وَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ اذْهَبْ إِلٰى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ وَّلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِيْ قَالَ سَهْلٌ مَّا لَهُ رِدَآءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَّبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَّإِنْ لَّبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَآءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ مَعِيَ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا فَقَالَ تَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

کے حق میں کچھ حکم نہیں کیا تو بیٹھ گئی تو ایک مرد حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا اور کیا تیرے پاس کچھ چیز ہے؟ یعنی واسطے مہر کے اس نے کہا نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت! تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس جا سو دیکھ کیا تو کچھ چیز پاتا ہے سو وہ گیا اور پھر پھرا سو کہا کہ قسم ہے اللہ کی یا حضرت! میں نے کچھ چیز نہیں پائی، حضرت ﷺ نے فرمایا تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو وہ گیا پھر پھرا سو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! اور میں نے لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پائی لیکن میرا یہ تہہ بند ہے میں اس کو آدھا تہہ بند دیتا ہوں، کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کہ اس کے پاس چادر نہ تھی سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کیا کرے گا اپنے تہہ بند کو اگر وہ اس کو پہنے گی تو تیرے پاس اس سے کچھ نہ رہے گا اور اگر تو اس کو پہنے گا تو اس پر کچھ نہ رہے گا پھر وہ مرد بیٹھ گیا یہاں تک کہ جب بہت دیر بیٹھا رہا تو اٹھ کھڑا ہوا سو جب حضرت ﷺ نے اس کو پیٹھ پھیرتے دیکھا تو حکم دیا اس کے بلانے کا سو بلایا گیا جب آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا ہے تیرے پاس قرآن سے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلانی فلانی سورت یاد ہے، اس نے ان کو گنا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان کو یاد پڑھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا میں نے تجھ کو اس عورت کا مالک کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ الْاَكْفَآءِ فِي الدِّيْنِ. باب ہے بیچ معتبر ہونے کفو کے دین میں۔

فائدہ: اکفاء جمع کفو کی ہے اس کے معنی ہیں مثل اور نظیر اور اعتبار کفو کا دین میں متفق علیہ ہے سو مسلمان عورت کو کافر کے واسطے بالکل حلال نہیں۔ (فتح)

وَقَوْلُهُ ﴿وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَّكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا﴾. اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور وہی ہے جس نے پیدا کیا پانی سے آدمی پھر ٹھہرایا واسطے اس کے نسب اور سسرال کو اور ہے رب تیرا قادر۔

فائدہ: کہا فراء نے نسب اس کو کہتے ہیں جس سے نکاح حلال نہ ہو اور صہر وہ ہے جس کے ساتھ نکاح کرنا حلال ہو۔ سو گویا کہ جب بخاری رحمہ اللہ نے دیکھا کہ حصر واقع ہوا ہے ساتھ دو قسموں کے تو صحیح ہوا تمسک کرنا ساتھ عموم کے واسطے موجود ہونے صلاحیت کے مگر جس کے معتبر ہونے پر دلیل دلالت کرے اور وہ مستثنیٰ ہونا کافر کا ہے اور بعض نے کہا کہ اعتبار کفو کا خاص ہے ساتھ دین کے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے مالک نے اور منقول ہے یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اور تابعین میں سے محمد بن سیرین اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے اور کہا جمہور نے کہ نسب میں بھی کفو معتبر ہے ان کے نزدیک کفو نسبی کا اعتبار کرنا ضروری ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ قریش آپس میں ایک دوسرے کی نسب ہیں اور اسی طرح عرب بھی ایک دوسرے کے کفو ہیں اور نہیں کوئی عرب میں سے کفو واسطے قریش کے جیسا کہ کوئی غیر عرب میں سے عرب کے کفو نہیں اور وہ ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور صحیح یہ ہے کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب مقدم ہیں غیروں پر اور جو ان کے سوائے ہیں اور وہ ایک دوسرے کے کفو ہیں اور کہا ثوری نے کہ جب نکاح کرے غلام آزاد عربی عورت کو توڑا جائے نکاح اور یہی قول ہے احمد کا اور میانہ روی اختیار کی ہے شافعی نے سو کہا کہ نہیں نکاح کرنا غیر کفو میں حرام کہ میں اس کے ساتھ نکاح کو پھیروں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ تقصیر ہے ساتھ عورت کے اور ولیوں کے سو جب سب راضی ہوں تو صحیح ہوتا ہے نکاح اور ان کا حق ہے جس کو انہوں نے چھوڑا اور اگر سب راضی ہوں اور ایک نہ ہو تو جائز ہے واسطے اس کے فسخ کرنا اور ذکر کیا گیا ہے کہ معنی بیچ شرط ہونے ولایت کے نکاح میں یہ ہیں کہ تا کہ نہ ضائع کرے عورت نفس اپنے کو غیر کفو میں انتہیٰ۔ اور کفو نسبی کے معتبر ہونے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور لیکن جو بزار نے روایت کی ہے کہ عرب آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں اور غلام آزاد ایک دوسرے کے کفو ہیں سو اس کی سند ضعیف ہے اور حجت پکڑی ہے بیہقی نے ساتھ حدیث واثلہ رضی اللہ عنہ کے جو مرفوع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے بنی کنانہ کو اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے اور یہ حدیث صحیح ہے لیکن یہ حدیث اس کے واسطے حجت نہیں ہو سکتی لیکن بعض نے اس کے ساتھ اس حدیث کو جوڑا ہے کہ قریش کو آگے کرو اور پیچھے نہ کرو اور نقل کیا ہے ابن منذر نے بویطی سے کہ کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ اعتبار کفو دینی کا ہے۔

٤٦٩٨ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ وَّكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَنّٰى سَالِمًا وَّأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيْهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَّكَانَ مَنْ تَبَنّٰى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِّيْرَاثِهِ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿ادْعُوْهُمْ لِآبَائِهِمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿وَمَوَالِيْكُمْ﴾ فَرُدُّوْا إِلٰى آبَائِهِمْ فَمَنْ لَّمْ يُعْلَمْ لَهٗ أَبٌ كَانَ مَوْلًى وَّأَخًا فِي الدِّيْنِ فَجَآءَ تْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيِّ وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِيْ حُذَيْفَةَ بْنِ عُتْبَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا نَرٰى سَالِمًا وَّلَدًا وَّقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

۴۶۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے (اور وہ ان لوگوں میں سے ہے جو جنگ بدر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے) سالم کو بیٹا لے پالک بنایا اور اس کا نکاح اپنی بھتیجی ہند بنت ولید سے کروایا اور وہ غلام آزاد تھا ایک انصاری عورت کا جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو بیٹا بنایا اور جاہلیت کے زمانے کا دستور تھا کہ جو کوئی کسی مرد کو لے پالک بناتا لوگ اس کو اس کا بیٹا کہتے اور وہ اس کے بعد اس کی میراث کا وارث ہوتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری پکارو لے پالکوں کو اپنے باپ یعنی ان کو ان کے باپوں کی طرف نسبت کرو اللہ کے اس قول تک اور تمہارے غلام آزاد سو رد کے گئے اپنے باپوں کی طرف یعنی اپنے باپوں کی طرف منسوب کیے گئے اور جس کا باپ معلوم نہ تھا تو اس کو مولیٰ یعنی غلام آزاد اور دین کا بھائی پکارا جاتا سو سہلہ رضی اللہ عنہا سہیل رضی اللہ عنہ کی بیٹی ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! ہم سالم رضی اللہ عنہ کو بیٹا اعتقاد کرتے تھے اور البتہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں اتارا جو آپ کو معلوم ہے پس ذکر کی ساری حدیث۔

فائدہ: اور یہ جو کہا غلام آزاد اور دینی بھائی تو اس میں اشارہ ہے طرف قول ان کے کی کہ کہتے تھے مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا اس واسطے کہ اس کا باپ معلوم نہ تھا اور یہ جو کہا کہ جو آپ کو معلوم ہے یعنی جو آیت کہ پہلے بیان کی اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے پکارو لے پالکوں کو اپنے باپ کا اور قول اللہ تعالیٰ کا کہ لے پالکوں کو تمہارے بیٹے نہیں ٹھہرایا اور باقی حدیث ابو داؤد نے اس طرح سے بیان کی ہے سو آپ کیا فرماتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اپنا دودھ پلا دے تو اس نے اس کو پانچ گھونٹ دودھ پلایا تو وہ بجائے اس کے رضاعی بیٹے کے ہوا سو عائشہ رضی اللہ عنہا

کا دستور تھا کہ اپنے بھتیجوں اور بھانجوں کو حکم کرتیں یہ کہ دودھ پلائیں جس کو عائشہ رضی اللہ عنہا چاہیں یہ کہ اس کو دیکھیں اور اس پر داخل ہوں اگرچہ بڑا ہو پانچ گھونٹ پھر وہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوتا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی بیویوں نے انکار کیا کہ کوئی آدمی اس رضاعت سے ان پر داخل ہو یہاں تک کہ لڑکپن میں دودھ پیئے یعنی دو برس کے اندر اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہ رخصت خاص سالم رضی اللہ عنہ کے واسطے تھی اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! بے شک سالم رضی اللہ عنہ بالغ ہو چکا ہے اور البتہ وہ ہم پر داخل ہوتا ہے اور میں ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں اس سے کچھ چیز دیکھتی ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اپنا دودھ پلا دے اس پر حرام ہو جاتو اس نے کہا کہ یا حضرت! وہ داڑھی والا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور کہا کہ مجھ کو معلوم ہے اس کو دودھ پلا دے اس سے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی غیرت جاتی رہے گی اس نے کہا قسم ہے اللہ کی سو میں نے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں کچھ چیز نہیں پہچانی اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی بیویوں نے اس سے انکار کیا تو حفصہ رضی اللہ عنہا اس عموم سے مخصوص ہیں اور یہ مسئلہ بڑے مرد کو دودھ پلانے کا آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٤٦٩٩ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا لَعَلَّكِ أَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللهِ لَا أَجِدُنِيْ إِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّيْ وَاشْتَرِطِيْ وَقُوْلِيْ اَللّٰهُمَّ مَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ.

۴۶۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضباعہ زبیر رضی اللہ عنہ کی بیٹی پر داخل ہوئے تو اس سے فرمایا کہ شاید تو نے حج کا ارادہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج کر اور شرط کر لے اور یوں کہہ کہ الٰہی! جہاں تو مجھ کو روک دے گا یعنی جہاں بیماری غالب ہو جائے گی تو میں وہیں احرام اتار ڈالوں گی اور وہ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں جواز قسم کا ہے درج کلام میں بغیر قصد کے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نہیں واجب ہے عورت پر یہ کہ اجازت مانگے اپنے خاوند سے حج کے فرض میں اس طرح کہا گیا ہے اور یہ جو حکم ہے کہ نہیں جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ منع کرے اپنی بیوی کو حج سے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا استئذان بھی ساقط ہو جائے اور مرد سے اجازت مانگنے کی حاجت نہ ہو اور یہ جو حدیث کے اخیر میں کہا کہ وہ مقداد رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی تو ظاہر سیاق حدیث کا یہ ہے کہ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کلام سے ہے اور یہی مقصود ہے اس حدیث سے اس باب میں اس واسطے کہ مقداد بن عمر کندی ہے منسوب ہے طرف اسود کے اس واسطے کہ اس نے اس کو لے پالک بیٹا بنایا تھا سو وہ قریش کے حلیفوں میں تھا اور نکاح کیا اس نے ضباعہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ ہاشم کی

اولاد سے تھی سو اگر کفونسبی کا اعتبار ہوتا تو مقداد رضی اللہ عنہ کو اس سے نکاح کرنا جائز نہ ہوتا یعنی تو پس ثابت ہوا کہ کفونسبی کا اعتبار نہیں اس واسطے کہ ضباعہ رضی اللہ عنہا نسب میں اس سے اوپر ہے اور جو کفونسبی کو معتبر جانتا ہے اس کے واسطے جائز ہے یہ کہ کہے وہ خود بھی راضی ہو گئی تھی اور اس کے ولی لوگ بھی راضی ہو گئے تھے پس ساقط ہوا حق ان کا کفارت سے اور یہ جواب صحیح ہے اگر ثابت ہو اصل اعتبار کفوء کا نسب میں لیکن وہ ثابت نہیں۔ (فتح)

۴۷۰۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ.

۴۷۰۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کیا جاتا ہے چار سبب سے اس کے مال کے سبب سے اور اس کے حسب نسب کے سبب سے اور اس کی خوبصورتی کے سبب سے اور اس کی دینداری کے سبب سے سو تو دیندار عورت کو طلب کر تیرے ہاتھوں میں خاک آ گر تو نے دیندار کو چھوڑا۔

فائدہ: حسب کے معنی ہیں شرافت اور بزرگی اور اس حدیث سے لیا جاتا ہے کہ شریف نسب والا مستحب ہے واسطے اس کے یہ کہ نکاح کرے شریف نسب والی عورت کو مگر یہ کہ معارض ہو نسب والی جو دیندار نہ ہو اور غیر نسب جو دیندار ہو سو مقدم کی جائے دیندار اور اسی طرح ہے ہر صفت میں اور کہا بعض شافعیوں نے کہ مستحب ہے قریبی رشتہ کی عورت سے نکاح نہ کرے سو اگر اس کی سند ہے تو اس کو کوئی اصل نہیں اور اگر تجربہ سے ہے کہ دو قریبیوں کے درمیان جو لڑکا پیدا ہو وہ احمق ہوتا ہے تو یہ باوجہ ہے اور احمد اور نسائی نے روایت کی ہے کہ دینداروں کی نسب مال ہے سو احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ مال نسب ہے اس شخص کی جس کی کوئی نسب نہیں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس نے جو اعتبار کرتا ہے کفو کو ساتھ مال کے اور یہ جو کہا اور اس کی خوبصورتی کے سبب سے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ مستحب ہے نکاح کرنا خوب صورت عورت سے مگر یہ کہ معارض ہو خوبصورت بے دین اور دیندار جو خوبصورت نہ ہو ہاں اگر دونوں دین میں مساوی ہوں تو خوبصورت اولیٰ ہے اور ملحق ہے ساتھ خوبصورت کے وہ عورت جس کی صفتیں خوب ہوں اور اس قسم سے ہے جس کا مہر تھوڑا ہو اور یہ جو فرمایا کہ تو دیندار کو طلب کر تو اس کے معنی یہ ہیں لائق ساتھ دیندار کے یہ ہے کہ اس کو ہر چیز میں دین مدنظر ہو خاص کر اس چیز میں جس کی صحبت دراز ہو سو حکم کیا اس کو ساتھ حاصل کرنے دیندار عورت کے جو نہایت مقصود ہے اور ابن ماجہ میں ہے کہ نہ نکاح کرو عورتوں سے ان کی خوبصورتی کے سبب سے پس قریب ہے کہ ان کی خوبصورتی ان کو ہلاک کر دے اور نہ نکاح کرو ان سے ان کے مال کے سبب سے اس واسطے کہ قریب ہے کہ ان کا مال ان کو سرکشی اور گمراہی میں ڈالے لیکن نکاح کرو دیندار عورتوں سے اور البتہ کالی لونڈی دیندار افضل ہے اور یہ جو کہا کہ تیرا ہاتھ خاک میں ملے تو مراد فقر اور محتاجی سے ہے اور وہ خبر ہے ساتھ معنی دعا کے لیکن اس کی حقیقت مراد نہیں اور

ساتھ اس کے جزم کیا ہے صاحب عمدہ نے اور اس کے غیر نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ صادر ہونا اس کا حضرت ﷺ سے مسلمان کے حق میں قبول نہیں ہوتا اور کہا قرطبی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ دستور ہے کہ عورت کے نکاح کی رغبت انہیں چار خصلتوں کے سبب سے ہوتی ہے سو یہ خبر ہے واقع سے یہ معنی نہیں کہ اس کے ساتھ امر واقع ہوا ہے بلکہ ظاہر اس کا مباح ہونا نکاح کا ہے واسطے ہر ایک کے ان خصلتوں میں سے لیکن قصد کرنا دین کا اولیٰ ہے کہا اس نے کہ نہ گمان کیا جائے اس حدیث سے کہ ان چار خصلتوں سے کفو پکڑی جاتی ہے یعنی کفو منحصر ہے بیچ ان کے اس واسطے کہ اس کا کوئی قائل نہیں میرے علم میں اگرچہ اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کفارت ہے کہا مہلب نے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے خاوند کو فائدہ اٹھانا ساتھ مال بیوی کے سو اگر عورت کا دل خوش ہو تو مرد کو وہ مال حلال ہوتا ہے نہیں تو جائز ہے اس کو اس قدر کہ خرچ کرے واسطے مہر کے اور تعاقب کیا گیا ہے کہ نہیں ہے یہ تفصیل حدیث میں اور نہیں منحصر ہے قصد نکاح عورت کا اس کے مال کے سبب سے بیچ فائدہ اٹھانے خاوند کے بلکہ کبھی قصد کرتا ہے مالدار عورت کے نکاح کا واسطے اس چیز کے کہ امید رکھتا ہے کہ حاصل ہو واسطے اس کے اس سے اولاد سو عود کرے طرف اس کے یہ مال بطور وراثت کے اگر واقعہ ہو یا اس واسطے کہ بے پرواہ ہو عورت ساتھ اپنے مال کے بہت مطالبہ کرنے اس چیز کے سے جو محتاج ہوتی ہے طرف اس کے عورت اور مانند اس کے۔ (فتح)

٤٧٠١ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا قَالُوْا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ يُسْتَمَعَ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ فَمَرَّ رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا قَالُوْا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَّا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَّا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَّا يُسْتَمَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِّلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا.

۴۷۰۱۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ پر گزرا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کے حق میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا لائق ہے کہ اگر نکاح کا پیغام کرے تو نکاح کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول ہو اور اگر بات کہے تو اس کی بات سنی جائے پھر حضرت ﷺ چپ رہے پھر ایک مرد ان کے محتاجوں میں سے گزرا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کے حق میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ لائق ہے اس کے کہ اگر نکاح کا پیغام کرے تو نہ نکاح کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ ہو اور اگر بات کہے تو اس کی بات کوئی نہ سنے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ فقیر بہتر ہے پر ہونے زمین کے سے ساتھ مثل اس مال دار کے یعنی اگر زمین ایسے مال داروں سے بھر جائے تو یہ فقیر ان سب سے بہتر ہے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اگر پہلا مرد کافر تھا تو اس کی وجہ ظاہر ہے اور اگر مسلمان تھا تو یہ حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا ہوگا میں کہتا ہوں کہ پہچانی جاتی ہے مراد دوسرے طریق سے جو کتاب الرقاق میں ہے کہ ایک مرد نے رئیسوں میں سے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ لائق ہے الخ، سو حاصل جواب کا یہ ہے کہ اس نے مطلق فضیلت دی محتاج مذکور کو اوپر مال دار مذکور کے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر فقیر کو ہر مالدار پر فضیلت ہو اور اس مسئلے کی بحث رقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ الْأَكْفَاءِ فِي الْمَالِ وَتَزْوِيجِ الْمُقِلِّ الْمُثْرِيَةَ.

مال میں کفو کا بیان اور نکاح کرنا مفلس مرد کا مال دار عورت سے۔

فائدہ: بہر حال اعتبار کفو کا مال میں سو یہ مختلف فیہ ہے نزدیک ان لوگوں کے جو شرط کرتے ہیں کفو کو اور مشہور تر نزدیک شافعیوں کے یہ ہے کہ وہ معتبر نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ کفو معتبر ہے دین میں اور مال میں اور نسب میں اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابو الطیب اور ایک جماعت نے اور اعتبار کیا ہے اس کو ماوردی نے شہروں کے لوگوں میں اور خاص کیا ہے اس نے خلاف کو جنگلوں اور دیہات کے لوگوں میں جو باہم فخر کرنے والے ہیں ساتھ نسب کے سوائے مال کے۔

٤٧٠٢ ـ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى﴾ قَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِيْ هٰذِهِ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيْدُ أَنْ يَّنْتَقِصَ صَدَاقَهَا فَنُهُوْا عَنْ نِّكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا فِيْ إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ قَالَتْ وَاسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ إِلٰى ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ

۴۷۰۲۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کے معنی پوچھے کہ اگر تم خوف کرو کہ نہ عدل کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے بھتیجے! مراد یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو سو وہ رغبت کرتا ہے اس کے جمال میں اور مال میں اور چاہتا ہے کہ اس کو کم مہر دے سو منع کیے گئے ان کے نکاح سے مگر یہ کہ ان کو پورا مہر دیں اور حکم کیے گئے ساتھ نکاح کرنے ان عورتوں سے جو ان کے سوائے ہیں یعنی تو لوگوں نے اس سے مطلق منع سمجھ کر یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنا چھوڑ دیا، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو لوگوں نے اس کے بعد حضرت ﷺ سے اجازت مانگی یعنی اس بنا پر کہ اس سے مطلق منع سمجھ لیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اجازت مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے مقدمے میں اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ تم

لَهُمْ أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَّمَالٍ رَغِبُوْا فِيْ نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَسُنَّتِهَا فِيْ إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوْبَةً عَنْهَا فِيْ قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوْهَا وَأَخَذُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَآءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَّنْكِحُوْهَا إِذَا رَغِبُوْا فِيْهَا إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهَا وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا الْأَوْفٰى فِي الصَّدَاقِ.

رغبت کرتے ہو کہ ان سے نکاح کرو تو اللہ نے ان کے واسطے یہ حکم اتارا کہ یتیم لڑکی جب خوبصورت اور مالدار ہو تو اس کے نکاح اور نسب میں رغبت کرتے ہیں کہ اس کو پورا مہر مثل دیں اور جب اس کی رغبت نہیں ہوتی تو بسبب کم اس کے مال اور جمال کے تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور ان کے سوائے اور عورتوں سے نکاح کرتے ہیں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو جس طرح کہ رغبت نہ ہونے کے وقت اس سے نکاح نہیں کرتے اسی طرح ان کو اس میں رغبت کرنے کے وقت بھی اس سے نکاح کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ اس کے واسطے انصاف کریں اور اس کو پورا مہر دیں۔

فائدہ: اور لیا جاتا ہے یہ مسئلہ اس حدیث سے عام ہونے تقسیم کے سے بیچ اس کے واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر مالدار اور مفلس مرد کے اور مالدار اور مفلس عورت کے سو یہ دلالت کرتا ہے اس کے جائز ہونے پر اور نہیں وارد ہوتا اس شخص پر جو اس کو شرط کرتا ہے واسطے احتمال پوشیدہ ہونے رضا مندی عورت کے اور ولیوں کے اور اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے واسطے ولی کے یہ کہ نکاح کرے اپنی پرورش کردہ یتیم لڑکی سے اور اس کی بحث عنقریب آئے گی اور اس سے ثابت ہوا کہ واسطے ولی کے حق ہے نکاح کر دینے میں اس واسطے کہ اللہ نے اولیاء کو اس کے ساتھ خطاب کیا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْأَةِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ﴾.

جو پرہیز کی جاتی ہے عورت کی بے برکتی اور نحوست سے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری بیویاں اور اولاد میں تمہارے دشمن ہیں۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف خاص ہونے بے برکتی کے ساتھ بعض عورتوں کے سوائے بعض کے اس واسطے کہ آیت بعض پر دلالت کرتی ہے کہ حرف من کا واسطے تبعیض کے ہے۔

٤٧٠٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

۴۷۰۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نحوست اور بے برکتی عورت میں ہے اور گھر میں اور گھوڑے میں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلشُّؤْمُ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ.

٤٧٠٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْقَلَانِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرُوا الشُّؤْمَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ.

۴۷۰۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نا مبارکی کا ذکر کیا یعنی کس چیز میں نحوست ہے اور کس میں نہیں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نامبارکی کسی چیز میں ہے تو گھر میں ہے اور عورت میں اور گھوڑے میں۔

٤٧٠٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ.

۴۷۰۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نامبارکی کسی چیز میں ہو تو گھوڑے میں ہے اور عورت میں اور گھر میں۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے بعض حدیثوں میں وہ چیز جو شاید کہ اس کی تفسیر ہو اور وہ یہ حدیث ہے جس کو روایت کیا ہے احمد نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے سعد کی حدیث سے مرفوعا کہ آدمی کی نیک بختی تین چیزیں ہیں عورت نیک اور گھر نیک اور گھوڑا نیک اور آدمی کی بدبختی تین چیزیں ہیں عورت بد اور گھر بد اور گھوڑا بد اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ بدبختی آدمی کی دنیا میں بد ہونا گھر کا ہے اور عورت کا اور چوپائے اور گھر کی بدی اس کی صحن کا تنگ ہونا اور اس کے ہمسائیوں کا خبیث ہونا اور بدی چوپائے کی یہ ہے کہ شریر ہو اور کسی کو اپنے اوپر سوار نہ ہونے دے اور عورت کی بدی یہ ہے کہ بانجھ اور بدخو ہو۔ (فتح)

٤٧٠٦ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى

۴۷۰۶۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں چھوڑا میں نے اپنے بعد کوئی فتنہ جو زیادہ ضرر پہنچانے والا ہو مردوں پر عورتوں سے۔

الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ.

فائدہ: یعنی مردوں کے حق میں عورتوں کے برابر کوئی فتنہ نہیں اس واسطے کہ ان کا گھورنا اور حرام کاری اور ان کی اطاعت دین میں خلل ڈالتی ہے۔

فائدہ: کہا شیخ تقی الدین سبکی نے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس حدیث کو ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد ذکر کیا تو اس میں اشارہ ہے طرف خاص کرنے نامبارکی کے ساتھ اس شخص کے کہ حاصل ہوا اس سے دشمنی اور فتنہ نہ جیسا سمجھا ہے بعض نے نامبارکی سے ساتھ نکلنے اس کے کی یا یہ کہ واسطے اس کے بیچ اس کے تاثیر ہے اور یہ ایسی چیز ہے کہ کوئی علماء میں سے اس کا قائل نہیں اور جو کہتا ہے کہ وہ اس کا سبب ہے تو وہ جاہل ہے اور جو مینہ کو ستاروں کی تاثیر سے جانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کافر کہا سو کیا حال ہے اس شخص کو جو بدی کو کہ واقع ہو عورت کی طرف منسوب کرے اس قسم سے کہ نہیں ہے اس کو اس میں کوئی دخل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قضاء اور قدر اتفاقاً آپس میں موافق پڑتے ہیں سو نفرت کرتا ہے نفس اس سے سو جس کے واسطے یہ واقع ہو تو نہیں کوئی ضرر اس کے چھوڑ دینے میں اس کے اعتقاد کے بغیر کہ یہ فعل اس کا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ فتنہ عورتوں کا سخت تر ہے ان کے غیر کے فتنے سے اور شہادت دیتا ہے واسطے اس کے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿زین للناس حب الشهوات من النسآء﴾ سو ٹھہرایا ان کو اللہ تعالیٰ نے عین شہوتوں کا اور شروع کیا ساتھ ان کے پہلے سب قسموں سے واسطے اشارہ کے طرف اس کے کہ وہی ہیں اصل بیچ اس کے اور مشاہدے میں واقع ہوا ہے کہ جو عورت مرد کے پاس موجود ہو اس کی اولاد سے مرد کو زیادہ محبت ہوتی ہے بہ نسبت اس اولاد کے کہ اس کے سوائے اور عورت سے ہے اور اس کی مثال میں سے قصہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا ہبہ کے باب میں ہے اور بعض حکماء نے کہا کہ عورتیں کامل فتنہ ہیں اور زیادہ تر بد چیز ان میں یہ ہے کہ ان سے بے پرواہی نہیں ہو سکتی اور باوجود اس کے کہ وہ کم عقل اور ناقص دین ہوتی ہیں باعث ہوتی ہیں مرد کو اس چیز کے کرنے پر کہ اس میں توڑنا عقل اور دین کا ہے مانند مشغول ہونے اس کے کی دین کے کاموں سے اور باعث ہونے اس کے کی اوپر ہلاک ہونے کے دنیا کے طلب میں اور یہ سخت تر فساد ہے اور مسلم نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ بچو عورتوں سے کہ پہلا فتنہ جو قوم بنی اسرائیل میں واقع ہوا عورتوں ہی میں ہوا۔ (فتح)

بَابُ الْحُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ. عورت کا غلام کے نکاح میں ہونا۔

فائدہ: یعنی جائز ہے نکاح کرنا غلام کا آزاد عورت سے اور وارد کیا ہے اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ٹکڑا بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے جب کہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا بعد آزاد ہونے کے اور یہ پھرنا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے طرف اس کی کہ جب بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی آزاد ہوئی تو اس وقت اس کا خاوند غلام تھا اور اس کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٤٧٠٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ عَتَقَتْ فَخُيِّرَتْ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبُرْمَةٌ عَلَى النَّارِ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَّأُدْمٌ مِّنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَلَمْ أَرَ الْبُرْمَةَ فَقِيْلَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ.

۴۷۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں شرع کے تین حکم تھے یعنی اس کی تقریب سے شرع کے تین حکم معلوم ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو آزاد کیا تو وہ اختیار دی گئی یعنی خواہ اپنے خاوند کے نکاح میں رہے یا نہ رہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آزاد کرنے کا حق اسی کا ہے جس نے آزاد کیا اور حضرت ﷺ اندر تشریف لائے اور ہانڈی آگ پر تھی سو روٹی اور گھر کا سالن آپ کے آگے لایا گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں ہانڈی نہیں دیکھتا؟ سو کسی نے کہا کہ وہ گوشت ہے جو بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا اور آپ صدقہ نہیں کھاتے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس پر خیرات ہے اور ہمارے واسطے اس کی طرف سے ہدیہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ لَا يَتَزَوَّجُ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعٍ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾.

نہ نکاح کرے چار سے زیادہ عورتوں کو واسطے دلیل اس آیت کے کہ نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتیں دو دو اور تین تین اور چار چار۔

فائدہ: بہر حال حکم ترجمہ سو اجماع سے ثابت ہے یعنی اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح کرنا جائز نہیں مگر قول اس شخص کا کہ نہیں اعتبار کیا جاتا ساتھ خلاف اس کے کی رافضی سے اور مانند اس کے سے اور لیکن نکالنا اس کا آیت سے سو اس واسطے کہ ظاہر اس سے اختیار دینا ہے درمیان عدد مذکور کے ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے خود اسی آیت سے کہ اگر تم ڈرو کہ انصاف نہ کرو گے تو ایک ہی بس ہے اور اسی واسطے کہ جو کہے کہ آئی قوم مثنیٰ مثنیٰ وثلاث ورباع تو اس کی مراد یہ ہے کہ آئے دو دو اور تین تین اور چار چار سو مراد ان کے آنے کی حقیقت کا بیان کرنا ہے اور یہ کہ وہ اکٹھے نہیں آئے اور نہ اکیلے اکیلے اس بنا پر پس معنی آیت کے یہ ہیں کہ نکاح کرو دو دو اور تین تین اور چار چار سو مراد جمع ہیں نہ مجموع اور اگر اعداد مذکورہ کا مجموع ہونا مراد رکھا جائے تو البتہ ہوتا قول اس کا مثلا تسعا نہایت مناسب اور بلیغ تر اور نیز پس لفظ مثنیٰ کا معدول ہے اثنین اثنین سے یعنی جیسا کہ علم نحو میں مذکور ہے سو دلالت کرتا ہے وارد کرنا اس کا کہ مراد اختیار دینا ہے درمیان اعداد مذکور کے اور حجت پکڑنی ان کی ساتھ اس کے کہ واؤ

واسطے جمع کے ہے فائدہ نہیں دیتی باوجود قرینہ کے جو دلالت کرتا ہے اوپر نہ جمع ہونے کے اور نیز حجت پکڑنی اس کی ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے نو عورتوں کو اکٹھا کیا معارض ہے ساتھ حکم حضرت ﷺ کے اس واسطے سنن میں ثابت ہو چکا ہے کہ جب غیلان مسلمان ہوا تو اس کے نکاح میں دس عورتیں تھیں تو حضرت ﷺ نے اس کو حکم فرمایا کہ چار عورتوں کو رکھ لے اور جو چار سے زیادہ ہوں ان کو چھوڑ دے سو اس نے دلالت کی اس پر کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے حضرت ﷺ کے سوا اور کسی کو چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح میں اکٹھا کرنا جائز نہیں۔

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ يَعْنِي مَثْنٰى أَوْ ثُلَاثَ أَوْ رُبَاعَ.

یعنی کہا علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے کہ واؤ اللہ کے اس قول میں ساتھ معنی او کے ہے سو وہ واسطے نوع نوع کرنے کے ہے۔

فائدہ: اور یہ بڑی خوب دلیل ہے رافضیوں کے رد میں اس واسطے کہ یہ تفسیر امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور وہ ان کے اماموں میں سے ہیں کہ رجوع کرتے ہیں طرف قول ان کے کی اور اعتقاد رکھتے ہیں ان کے معصوم ہونے کا۔ (فتح)

وَقَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿أُولِيْ أَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ يَعْنِي مَثْنٰى أَوْ ثُلَاثَ أَوْ رُبَاعَ.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بنایا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو دو دو پر والے اور تین تین پر والے اور چار چار پر والے یعنی دو دو پر والے یا تین تین پر والے یا چار چار پر والے۔

فائدہ: اور یہ ظاہر ہے کہ مراد ساتھ اس کے نوع نوع کرنا عددوں کا ہے نہ یہ کہ ہر ایک فرشتے کے واسطے مجموع عدد مذکور کا ہے۔

۴۷۰۸ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى﴾ قَالَتِ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ وَهُوَ وَلِيُّهَا فَيَتَزَوَّجُهَا عَلٰى مَالِهَا وَيُسِيْءُ صُحْبَتَهَا وَلَا يَعْدِلُ فِيْ مَالِهَا فَلْيَتَزَوَّجْ مَا طَابَ لَهٗ مِنَ النِّسَآءِ سِوَاهَا مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ.

۴۷۰۸۔ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مراد یتیم لڑکی ہے کہ ایک مرد کے پاس ہوتی ہے اور وہ اس کا ولی ہے سو نکاح کرتا ہے اس کے مال کے واسطے اور برا کرتا ہے اس کی صحبت کو یعنی اس کے ساتھ سختی کرتا ہے اور نہیں انصاف کرتا اس کے مال میں یعنی سو اس کو حکم ہوا کہ نکاح کرے جو خوش لگے اس کو اس کے سوائے اور عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ﴾ وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور تمہاری مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا اور حرام ہو جاتا ہے نکاح دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہے رشتہ داری سے۔

فائدہ: یہ باب اور تین باب جو اس کے بعد ہیں یہ رضاعت کے احکام کے ساتھ متعلق ہیں اور یہ جو کہا کہ حرام ہوتا ہے رضاعت سے، الخ تو اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس قول کے طرف اس کے جو آیت میں ہے وہ بیان ہے بعض شخص کا جو دودھ پینے سے حرام ہو جاتا ہے اور البتہ بیان کیا ہے اس کو سنت نے۔ (فتح)

٤٧٠٩ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ فَقَالَ نَعَمْ اَلرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ.

۴۷۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے اور یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرد کی آواز سنی جو حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر آنے کی اجازت مانگتا ہے میں نے کہا یا حضرت! یہ مرد آپ کے گھر آنے کی اجازت مانگتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس کو گمان کرتا ہوں فلانا مرد اور کہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے چچا سے جو دودھ کے رشتہ سے تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر فلانا زندہ ہوتا اپنے رضاعی چچا سے تو مجھ پر داخل ہوتا؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! دودھ پینا حرام کرتا ہے جو رشتہ حرام کرتا ہے۔

فائدہ: یعنی اور مباح کرتا ہے دودھ پینا جو مباح کرتا ہے رشتہ اور وہ ساتھ اجماع کے ہے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ حرام کرنے نکاح کے اور جو اس کے تابع ہے اوپر پھیلنے حرمت کے درمیان رضیع یعنی لڑکے دودھ پینے والے کے اور درمیان اولاد اس عورت کے جو دودھ پلاتی رہے اور اتارنے ان کے جگہ قریبی رشتہ داروں کی بیچ جائز ہونے نظر کے اور خلوت کے اور سفر کرنے کے لیکن نہیں مترتب میں ان پر باقی احکام ماں ہونے کے باہم وارث ہونے سے اور وجوب انفاق سے اور عتق سے ساتھ مالک ہونے کے اور گواہی دینے سے اور دیت سے اور ساقط کرنے قصاص کے سے اور ایک روایت میں ہے کہ حرام ہوتا ہے نکاح دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہو جاتا ہے نسب سے ماموں سے یا چچا سے یا بھائی سے کہا قرطبی نے کہ حدیث میں دلالت ہے کہ دودھ پینا پھیلا دیتا ہے حرمت کو درمیان

رضیع یعنی دودھ پینے والے لڑکے کے اور درمیان دودھ پلانے والی کے اور اس کے خاوند کے یعنی وہ شخص کہ واقع ہوا ہے دودھ پلانا ساتھ دودھ لڑکے اس کے کی یا سردار کے سو حرام ہو جاتی ہے وہ عورت اس لڑکے پر اس واسطے کہ وہ اس کی ماں ہو جاتی ہے اور مرضعہ کی ماں بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس لڑکے کی نانی ہے اور اسی طرح جو اوپر ہے یعنی پڑنانی وغیرہ اور اسی طرح دودھ پلانے والی عورت کی بہن بھی اس لڑکے پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس کی خالی ہوئی اور اس کی بیٹی بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس کی بہن ہوئی اور س کی نواسی بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور جو اس سے نیچے کے درجے کی ہے اس واسطے کہ وہ اس کی بھانجی ہوئی اور دودھ والے مرد کی بیٹی بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ بھی اس کی بہن ہے اور اس کی نواسی بھی اور جو اس سے نیچے ہے اس واسطے کہ وہ اس کی بھانجی ہے اور وہ دودھ کی ماں بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور جو اس سے اوپر ہے اس واسطے کہ وہ اس کی دادی ہوئی اور اس کی بہن بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس کی پھوپھی ٹھہری اور نہیں بڑھتی حرمت طرف کسی کے رضیع کے قرابتیوں سے جو اس کی رضاعی بہن ہے یعنی جو اوپر گزری وہ اس کے بھائی کی بہن نہیں اور نہ اس کے باپ کی بیٹی اس واسطے کہ ان کے درمیان دودھ کا حکم جاری نہیں ہو سکتا اور حکمت اس میں یہ ہے کہ سبب نکاح کے حرام ہونے کا وہ چیز ہے جو جدا ہوتی ہے عورت کے بدن سے اور اس کے خاوند سے اور وہ دودھ ہے سو جب دودھ پینے والے لڑکے نے اس کے ساتھ غذا پائی تو ہو گیا وہ ایک جزء ان دونوں کی جزوں سے سو حکم حرمت کا ان کے درمیان پھیل گیا بر خلاف رضیع کے قرابتیوں کے اس واسطے کہ ان کے اور دودھ پلانے والی عورت اور اس کے خاوند کے درمیان نہ کوئی نسب ہے اور نہ کوئی سبب، واللہ اعلم۔

٤٧١٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَتَزَوَّجُ ابْنَةَ حَمْزَةَ قَالَ إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَقَالَ بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ مِثْلَهٗ.

۴۷۱۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کیا آپ حمزہ کی بیٹی سے نکاح نہیں کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو مجھ کو حلال نہیں اس واسطے کہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے کہا بشر نے حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے اس نے کہا سنا میں نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے کہا سنا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے یعنی سماع شعبہ کا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور سماع قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا جابر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

فائدہ: جس نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یہ علی رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے کہا کہ یا حضرت! کیا ہے واسطے آپ کے کہ آپ قریش کو اختیار کرتے ہیں اور ہم کو چھوڑتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کیا آپ اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے

نکاح نہیں کرتے کہ وہ قریش کی سب جوان لڑکیوں سے خوبصورت ہے اور علی رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم نہ تھا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ شریک بھائی ہیں یا جائز رکھا انہوں نے خصوصیت کو یا حکم کی تقریر سے پہلے تھا، کہا قرطبی نے اور بعید ہے یہ کہ کہا جائے کہ علی رضی اللہ عنہ کو اس کا حرام ہونا معلوم نہ تھا اور یہ جو کہا کہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نکاح حرام ہو جاتا ہے دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہو جاتا ہے رشتہ داری سے اور اسی طرح ہے نزدیک مسلم کے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہی ہے مطابق واسطے لفظ ترجمہ کے کہا علماء نے کہ یہ جو فرمایا کہ حرام ہو جاتا ہے نکاح دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہو جاتا ہے رشتہ سے تو اس حدیث کے عموم سے چار عورتیں مخصوص ہیں کہ وہ نسب کے سبب سے مطلق حرام ہیں اور دودھ پینے میں کبھی حرام نہیں ہوتیں اول بھائی کی ماں ہے کہ وہ نسب میں حرام ہے اس واسطے کہ یا تو وہ ماں ہے یا باپ کی بیوی ہے اور رضاعت میں کبھی اجنبی ہوتی ہے سو دودھ پلاتی ہے بھائی کو سو نہیں حرام ہوتا ہے نکاح اس کا اس کے بھائی پر دوسرے نواسے کی ماں حرام ہے نسب میں اس واسطے کہ یا تو بیٹی ہے یا بیٹے کی بیوی اور رضاعت میں کبھی اجنبی ہوتی ہے سو نواسے کو دودھ پلاتی ہے سو نہیں حرام ہوتی اس کے دادا پر تیسری لڑکی کی جدہ نسب میں حرام ہے اس واسطے کہ یا تو ماں ہے یا بیوی کی ماں اور رضاعت میں کبھی اجنبی ہوتی ہے اور لڑکے کو دودھ پلاتی ہے سو اس کے باپ کو جائز ہے کہ اس سے نکاح کرے چوتھی بہن لڑکے کی حرام ہے نسب میں اس واسطے کہ ہو یا تو بیٹی ہے یا ربیبہ یعنی بیوی کی لڑکی دوسرے خاوند سے اور رضاعت میں کبھی کوئی اجنبی عورت دودھ پلاتی ہے لڑکے کو سو نہیں حرام ہوتی داماد پر اس کی بیٹی اور بعض نے کہا کہ چچا کی ماں اور پھوپھی کی ماں اور ماموں کی ماں اور خالہ کی ماں کا بھی یہی حکم ہے اس واسطے کہ وہ نسب میں حرام ہیں اور رضاعت میں حرام نہیں اور نہیں ہے یہ عموم پر اور ثویبہ نے یعنی جس کا ذکر آئندہ حدیث میں آئے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا اس کے بعد اس نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا پھر اس نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا اور حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا نام امامہ تھا۔ (فتح)

٤٧١١ ـ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ أَبِيْ سُفْيَانَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ انْكِحْ أُخْتِيْ بِنْتَ أَبِيْ سُفْيَانَ فَقَالَ أَوَتُحِبِّيْنَ ذٰلِكِ فَقُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَّأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِيْ فِيْ خَيْرٍ أُخْتِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۷۱۱۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے نکاح کیجئے یعنی جس کا نام درہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو اس بات کو چاہتی ہے؟ میں نے کہا ہاں! نہیں میں تنہا ساتھ آپ کے اور نہ خالی سوکن سے یعنی جب میں سوکن سے خالی نہیں ہوں تو پھر رشک کرنا بے فائدہ ہے اور محبوب تر نزدیک میرے جو مجھ کو خیر میں شریک ہو میری بہن ہے یعنی اس کا میری سوکن ہونا مجھ کو بہت پیارا ہے اور

وَسَلَّمَ إِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِي قُلْتُ فَإِنَّا نُحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ قَالَ عُرْوَةُ وثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِأَبِي لَهَبٍ كَانَ أَبُو لَهَبٍ أَعْتَقَهَا فَأَرْضَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بِشَرِّ حِيبَةٍ قَالَ لَهُ مَاذَا لَقِيتَ قَالَ أَبُو لَهَبٍ لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ أَنِّي سُقِيتُ فِي هٰذِهِ بِعَتَاقَتِي ثُوَيْبَةَ.

سوکنوں سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک یہ مجھ کو حلال نہیں میں نے کہا ہم گفتگو سنتے ہیں کہ آپ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے؟ میں نے کہا ہاں! سو فرمایا کہ اگر میری بیوی کی لڑکی میری گود میں پالی نہ ہوتی تو بھی میرے واسطے حلال نہ ہوتی بے شک وہ تو میرے دودھ بھائی کی بیٹی ہے مجھ کو اور اس کے باپ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو ثویبہ ابو لہب کی لونڈی نے دودھ پلایا تھا، سوائے میری بیویوں! اپنی لڑکیوں اور بہنوں کے نکاح کرنے کو مجھ سے نہ کہا کرو، کہا عروہ رحمہ اللہ نے اور ثویبہ ابو لہب کی لونڈی آزاد کی ہوئی تھی ابو لہب نے اس کو آزاد کر دیا ہوا تھا سو اس نے حضرت ﷺ کو دودھ پلایا پھر جب ابو لہب مر گیا تو اس کے بعد گھر والوں نے اس کو خواب میں بدتر حال میں دیکھا سو اس سے کہا کہ مرنے کے بعد تجھ کو کیا چیز پیش آئی تو ابو لہب نے کہا کہ میں نے تمہارے بعد کچھ آرام نہیں پایا سوائے اس کے کہ مجھ کو پانی ملا اس میں (اور اشارہ کیا طرف گڑھے کی کہ انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان ہے) بسبب آزاد کرنے میرے ثویبہ کو۔

فائدہ: مراد خیر سے حضرت ﷺ کی ذات شریف ہے اور یہ جو کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تو یہ استفہام ثبوت مانگنے کے واسطے ہے یا استفہام انکاری ہے کہ اور معنی یہ ہیں کہ اگر ہو وہ بیٹی ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ سے تو وہ دو وجہ سے مجھ پر حرام ہے کما سیاتی اور اگر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوا اور عورت سے ہو تو وہ ایک وجہ سے حرام ہے اور شاید ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اس کے حرام ہونے کی خبر نہ ہوئی تھی یا تو اس واسطے کہ تھا یہ واقعہ پہلے اترنے آیت تحریم کے اور یا بعد اس کے اور گمان کیا اس نے اس کو حضرت ﷺ کے خصائص سے اسی طرح کہا ہے کرمانی نے اور دوسرا احتمال معتمد ہے اور پہلے احتمال کو سیاق حدیث کا رد کرتا ہے اور شاید ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے استدلال کیا اوپر جواز جمع کرنے دو بہنوں کے ساتھ جمع کرنے کے درمیان عورت کے اور بیٹی اس کی کے بطریق اولیٰ اس واسطے کہ ربیبہ ہمیشہ کے واسطے حرام ہے اور بہن فقط جمع کرنے کی صورت میں حرام ہے سو حضرت ﷺ نے اس کو جواب دیا کہ یہ مجھ کو حلال نہیں

اور جو چیز کہ اس کو پہنچی وہ حق نہیں اور یہ کہ وہ آپ پر دو وجہ سے حرام ہے اور یہ جو فرمایا کہ اگر میری بیوی کی لڑکی میری گود میں پالی نہ ہوتی تو بھی میرے واسطے حلال نہ ہوتی تو ظاہر یہ ہے کہ یہ تنبیہ ہے اس پر کہ اگر ہوتا ساتھ اس کے ایک مانع تو البتہ کفایت کرتا حرام ہونے میں سو کیا حال ہے اور مجھ کو کیونکر حلال ہوئی حالانکہ اس کے ساتھ دو مانع ہیں یعنی اول تو میری ربیبہ ہے یعنی میری بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے دوسرے دودھ کے رشتے کی میری بھتیجی ہے اور نہیں ہے یہ معلوم ساتھ دو علتوں کے اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ حرام ہونا ساتھ ربیبہ کے سخت تر ہے حرام ہونے سے ساتھ رضاعت کے اور یہ جو کہا کہ میری گود میں تو اس میں آیت کے لفظ کی رعایت کی ہے نہیں تو جمہور کے نزدیک اس کا کوئی مفہوم نہیں یعنی اگر ربیبہ گود میں نہ ہو تو بھی حرام ہے اور یہ جو کہا کہ ثویبہ نے تو سیر النبی میں ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تکریم کیا کرتے تھے اور وہ مدینے سے اس کو تحفہ بھیجا کرتے تھے اور یہ جو کہا کہ اس کے بعض گھر والوں نے اس کو خواب میں دیکھا تو ذکر کیا ہے سہیلی نے کہ کہا عباس نے کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے اس کو ایک سال کے بعد خواب میں دیکھا بدتر حال میں تو ابولہب نے کہا کہ میں نے تمہارے بعد کوئی آرام نہیں پایا سوائے اس کے کہ سوموار کے دن مجھ سے عذاب ہلکا کیا جاتا ہے اور یہ اس سبب سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوموار کے دن پیدا ہوئے اور ثویبہ نے ابولہب کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی تھی سو اس نے اس کو آزاد کر دیا تھا اور اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ کبھی نفع دیتا ہے عمل نیک کافر کو آخرت میں لیکن یہ مخالف ہے واسطے ظاہر قرآن کے اللہ نے فرمایا اور متوجہ ہوئے ہم طرف اس چیز کے کہ عمل کیا انہوں نے سو ہم نے کر دیا اس کو اڑتی خاک اور جواب دیا گیا ہے اول ساتھ اس طور کے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور بر تقدیر موصول ہونے کے کہا جائے گا کہ یہ خواب کا واقعہ ہے سو نہیں ہے اس میں حجت اور ثانی بر تقدیر قبول کے احتمال ہے کہ جو چیز کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق رکھتی ہے وہ اس سے مخصوص ہو ساتھ دلیل قصے ابو طالب کے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ ابو طالب سے عذاب ہلکا کیا گیا کہا بیہقی نے جو وارد ہوا ہے کہ کافروں کے نیک عمل باطل ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے واسطے آگ سے خلاصی نہ ہوگی اور نہ ان کو بہشت میں داخل ہونا نصیب ہوگا اور جائز ہے کہ ہلکا کیا جائے ان سے عذاب جس کے وہ مستحق ہیں اس چیز کی بنا پر کہ اختیار کی انہوں نے گناہوں سے سوائے کفر کے بسبب اس چیز کے کہ کیا انہوں نے نیکیوں سے اور کہا عیاض نے کہ اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ نہ فائدہ دیں گے کافروں کو عمل ان کے اور نہ ثواب پائیں گے او پر اس کے ساتھ نعمتوں کے اور نہ ساتھ ہلکا کرنے عذاب کے اگرچہ بعض کو بعض سے سخت تر عذاب ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں اور نہیں رد کرتا یہ اس احتمال کو بیہقی نے ذکر کیا ہے اس واسطے کہ کل جو چیز کہ وارد ہوئی ہے اس قسم سے اس چیز میں ہے کہ تعلق رکھتی ہے ساتھ گناہ کفر کے اور بہر حال جو گناہ کہ کفر کے سوائے ہے نہیں ہے کوئی مانع اس کے ہلکا ہونے کو کہا قرطبی نے کہ یہ تخفیف خاص ہے ساتھ اس کے اور

ساتھ اس شخص کے کہ وارد ہوئی ہے اس میں نص، کہا ابن منیر نے کہ اس جگہ دو حکم ہیں ایک تو محال ہے اور وہ معتبر ہونا کافر کی بندگی کا ہے باوجود کفر اس کے کی اس واسطے کہ شرط بندگی کی یہ ہے کہ قصہ صحیح سے واقع ہو اور یہ امر کافر میں پایا نہیں جاتا دوسرا ثواب دینا ہے کافر کو بعض عملوں پر بطور فضل کے اللہ کی طرف سے اور اس کو عقل محال نہیں جانتی اور جب یہ بات قرار پائی تو ابولہب کا ثویبہ کو آزاد کرنا قربت معتبرہ نہ ہوگی اور جائز ہے کہ فضل کرے اللہ اوپر اس کے جو چاہے جیسا کہ فضل کیا ابو طالب پر اور پیروی اس میں توقیف ہے نفی میں اور اثبات میں، میں کہتا ہوں اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ واقع ہو فضل مذکور واسطے اکرام اس شخص کے کہ واقع ہوئی ہے کافر سے نیکی واسطے اس کے اور مانند اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَالَ لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں ہے رضاعت بعد دو برس کے واسطے دلیل اس آیت کے کہ دو برس پورے واسطے اس شخص کے کہ ارادہ کرے یہ کہ پورا کرے رضاعت کو۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے طرف قول حنفیوں کے کہ نہایت مدت دودھ پلانے کی تیس مہینے ہیں اور ان کی دلیل اللہ کا یہ قول ہے ﴿وحمله وفصاله ثلاثون شهرا﴾ یعنی مدت مذکور واسطے ہر ایک کے ہے حمل اور دودھ چھڑانے سے یعنی حمل کی مدت بھی تیس مہینے ہیں اور دودھ چھڑانے کی مدت بھی تیس مہینے ہیں اور یہ تاویل ضعیف ہے اور مشہور نزدیک جمہور کے یہ ہے کہ وہ اندازہ ادنیٰ مدت حمل اور اکثر مدت رضاع کا ہے اور اس کی طرف رجوع کیا ہے ابو یوسف اور محمد بن حسین نے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نہایت مدت حمل کی اڑھائی برس ہیں اور مالکیوں کی ایک روایت بھی حنفیوں کے قول کے موافق ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ دو برس کے بعد ایک مدت چھوڑی جائے جس میں لڑکا طعام کھانے کا عادی ہو اور وہ مدت بھی دو برس کے ساتھ ملحق ہے یہ بعض نے کہا کہ وہ آدھا سال ہے اور بعض نے کہا کہ وہ دو مہینے اور بعض نے کہا کہ ایک مہینہ اور بعض نے کہا کہ دو برس سے زیادہ نہ کی جائے اور یہی ایک روایت ہے مالک سے اور یہی قول جمہور کا ہے اور ان کی دلیل یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے رضاعت مگر جو دو برس میں ہو یعنی اگر دو برس کے بعد دودھ پیئے تو حکم رضاعت کا ثابت نہیں ہوتا اور دو برس کے اندر ثابت ہوتا ہے روایت کیا ہے اس کو دار قطنی نے اور کہا کہ نہیں مسند کیا اس کو ابن عیینہ سے مگر ہیثم نے اور وہ ثقہ حافظ ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن عدی نے اور کہا کہ ہیثم کے سوائے اور راویوں نے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف بیان کیا ہے اور یہی ہے محفوظ اور ان کے نزدیک جب واقع ہو دودھ پینا دو برس کے بعد اگرچہ ایک لحظہ ہو تو نہیں مترتب ہوتا اس پر کوئی حکم اور شافعیوں کے نزدیک ہے کہ

اگر مہینے کے درمیان بچہ جنے تو جتنے دن اس مہینے سے کم ہوں اتنے دن اور مہینے سے پورے کیے جائیں اور کہا زفر نے کہ بدستور تین برس تک حکم رضاعت کا ثابت ہوتا ہے جب کہ دودھ کے ساتھ کفایت کرے اور طعام کے ساتھ کفایت نہ کرے اور اوزاعی سے اسی طرح مروی ہے لیکن شرط ہے کہ چھوڑے نہیں سو جب بیچ میں چھوڑ دے اگر چہ دو برس سے پہلے ہو تو اس کے بعد اگر پھر دودھ پیئے تو نہیں ہوتی ہے رضاعت اور نہیں ثابت ہتا ہے حکم رضاعت کا۔

وَمَا يُحَرِّمُ مِنْ قَلِيلِ الرَّضَاعِ وَكَثِيرِهِ. اور جو حرام ہے تھوڑی رضاعت سے اور بہت سے۔

فائدہ: اور یہ پھرنا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے طرف تمسک کے ساتھ عموم کے جو وارد ہے حدیثوں میں مثل حدیث باب وغیرہ کے اور یہی ہے قول مالک اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری اور اوزاعی اور لیث کا اور یہی مشہور ہے نزدیک احمد کے اور دوسرے لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ حرام وہ ہے جو ایک گھونٹ سے زیادہ ہو پھر اختلاف ہے سو عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس گھونٹ پینے کی روایت آئی ہے اور انہیں سے سات بار پینے کی بھی روایت آئی ہے اور انہیں سے پانچ بار پینے کی روایت بھی آئی ہے کہ پانچ بار سے کم پینا حرام نہیں کرتا اور یہی مذہب ہے شافعی کا اور یہی ہے ایک روایت احمد سے اور ساتھ اسی کے قائل ہوا ہے ابن حزم اور اسحاق اور ابو عبید اور ابو ثور اور ابن منذر اور داؤد اور اس کے تابعداروں کا یہ مذہب ہے کہ تین بار پینا حرام کرتا ہے اس سے کم نہیں واسطے دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہیں حرام کرتا ہے ایک بار چوسنا اور دو بار چوسنا اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ تین بار چوسنا حرام کرتا ہے اور ثابت حدیثوں سے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے پانچ بار چوسنے میں اور بہر حال یہ حدیث کہ نہیں حرام کرتا ایک گھونٹ اور دو گھونٹ سو شاید یہ مثال ہے واسطے اس چیز کے کہ پانچ سے کم ہے نہیں تو حرام ہوتا ہے ساتھ تین بار چوسنے کے اور جو اس سے زیادہ ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لیا جاتا ہے حدیث سے ساتھ مفہوم کے اور البتہ معارض ہے اس کو مفہوم حدیث دوسری کا جو مسلم میں ہے اور وہ پانچ ہیں سو مفہوم لاتحرم المصة ولا المصتان کا یہ ہے کہ تین بار چوسنا حرام کرتا ہے اور مفہوم خمس رضعات کا یہ ہے کہ چار بار سے کم چوسنا حرام نہیں کرتا سو یہ دونوں مفہوم آپس میں معارض ہیں سو رجوع کیا جائے گا طرف ترجیح کے اور حدیث پانچ بار کے چوسنے کی صحیح طریقوں سے آئی ہے اور حدیث المصتان کی بھی صحیح طریقوں سے آئی ہے لیکن کہا بعض نے کہ یہ مضطرب ہے لیکن نہیں قدح کیا اس اضطراب نے نزدیک مسلم کے کہا قرطبی نے کہ یہ بڑی نص ہے باب میں مگر ممکن ہے حمل کرنا اس کا اس پر جب کہ نہ تحقیق ہو پہنچنا اس کا رضیع کے پیٹ میں اور توی کیا ہے اس نے جمہور کے مذہب کو ساتھ اس طور کے کہ حدیثیں عدد میں مختلف ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا جس نے اس کو روایت کیا ہے البتہ اس پر اختلاف کیا گیا ہے اس چیز میں کہ معتبر ہے اس سے سو واجب ہوا رجوع کرنا طرف اول اس چیز کے کہ بولا جاتا ہے اس پر اسم او، قوی کرتا ہے اس کو باعتبار نظر کے یہ کہ وہ ایک معنی ہیں عارض تائید کرنے میں تحریم کی سو نہ شرط ہوگا اس میں عدد مانند سسرال کے یا کہا جائے ایک پتلی چیز ہے پیٹ میں داخل

ہوتی ہے سو حرام کرتی ہے سو نہ شرط کیا جائے گا اس میں عدد مانند منی کے، واللہ اعلم۔ اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پہلے دس بار پینا معلوم تھا پھر پانچ پینے سے منسوخ ہوا تو یہ حجت پکڑنے کے واسطے قائم نہیں ہوسکتا بنابر صحیح قول اہل اصول کے اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوتا ہے قرآن مگر ساتھ تواتر کے اور راوی نے یہ روایت کی ہے کہ یہ قرآن ہے نہ خبر سو نہ ثابت ہوگا ہونا اس کا قرآن اور نہ خبر۔ (فتح)

٤٧١٢ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ فَكَأَنَّهُ تَغَيَّرَ وَجْهُهُ كَأَنَّهُ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ إِنَّهُ أَخِي فَقَالَ انْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ.

۴۷۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے اور ان کے پاس کوئی مرد تھا تو حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا گویا آپ ﷺ نے اس کو برا جانا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ میرا بھائی ہے دودھ کے رشتے سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوچا کرو اور تامل کیا کرو کہ کون ہیں تمہارے بھائی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دودھ پینا حرام نہیں کرتا مگر بھوک سے۔

فائدہ: اور معنی اس کے یہ ہیں کہ تامل کرو جو واقع ہوا اس سے کہ کیا وہ رضاعت صحیح ہے ساتھ شرط اپنی کے واقع ہونے اس کے رضاعت کے زمانے میں اور اندازے دودھ پینے کے سے اس واسطے کہ جو حکم کہ پیدا ہوتا ہے دودھ پینے سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے جب کہ واقع ہو رضاعت ساتھ شرط کے کہا مہلب نے معنی اس کے یہ ہیں کہ سوچو کیا سبب ہے اس برادری کا اس واسطے کہ حرام ہونا رضاعت کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ چھوٹی عمر میں ہوتا ہے یہاں تک کہ بند کرے دودھ پینا بھوک کو اور یہ جو کہا کہ رضاعت بھوک سے ہے تو یہ علت ہے جو باعث ہے اوپر سوچنے اور غور کرنے کے اس واسطے کہ رضاعت ثابت کرتی ہے نسب کو اور کرتی ہے رضیع کو حرام اور قول اس کا من المجاعۃ یعنی وہ رضاعت کہ ثابت ہوتی ہے ساتھ اس کے حرمت اور حلال ہوتی ہے ساتھ اس کے خلوت وہ اسی وقت ہے جب کہ ہو رضیع چھوٹا بچہ کہ بند کرے دودھ اس کی بھوک کو اس واسطے کہ اس کا معدہ ضعیف ہے اس کو دودھ کفایت کرتا ہے اور اس کے ساتھ اس کا گوشت اگتا ہے سو ہوتا ہے مانند جزء کے دودھ پلانے والے سے سو یہ شریک ہوتا ہے حرمت میں ساتھ اولاد اس کی کے سو گویا کہ نہیں ہے رضاع معتبر مگر جو بے پرواہ کرے بھوک سے اور اس کے شواہد سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نہیں ہے رضاع مگر جو مضبوط کرے ہڈی کو اور اگائے گوشت کو اور ممکن ہے یہ کہ استدلال کیا جائے ساتھ اس کے اس پر کہ ایک بار دودھ چوسنا حرام نہیں کرتا اس واسطے کہ وہ بھوک سے بے پرواہ نہیں کرتا اور جب کہ وہ ایک اندازے کے طرف محتاج ہوا تو اولیٰ لائق عمل کرنے کے وہ چیز ہے جس کا اندازہ شریعت نے ٹھہرایا ہے اور وہ پانچ بار دودھ پینا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ عورت کے دودھ

کے ساتھ غذا کھانی حرام کرتی ہے برابر ہے کہ ہو ساتھ پینے کے یا کھایا جائے جس طور سے کہ ہو یہاں تک کہ ساتھ نسوار وغیرہ کے بھی جب کہ واقع ہو یہ ساتھ شرط مذکور کے عدد سے اس واسطے کہ یہ مٹاتا ہے بھوک کو اور وہ موجود ہے ہر طور میں پس موافق ہوگا جز اور معنی کو اور یہی قول ہے جمہور کا لیکن استثناء کیا ہے حنفیوں نے حقنہ کو کہ اس سے حرمت رضاعت کی ثابت نہیں ہوتی اور خلاف کیا ہے اس میں اہل ظاہر اور لیث نے سو انہوں نے کہا کہ رضاعت حرام کرنے والی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتی ہے جب کہ رضیع عورت کے پستان کو اپنے منہ سے پکڑے اور اس سے دودھ چوسے اور وارد کیا گیا ہے ابن حزم پر یہ کہ لازم آتا ہے ان کے قول پر اشکال اور وہ یہ ہے کہ سالم نے سہلہ رضی اللہ عنہا کے پستان کو اپنے منہ میں لیا اور حالانکہ وہ اس سے اجنبی تھے سو البتہ عیاض نے جواب دیا ہے اشکال سے ساتھ اس طور کے کہ احتمال ہے کہ سہلہ رضی اللہ عنہا نے اپنے پستان سے دوہا ہو پھر سالم رضی اللہ عنہ نے اس کو پیا ہو بغیر اس کے کہ اس کے پستان کو چھوا ہو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ احتمال خوب لیکن نہیں فائدہ دیتا ابن حزم کو اس واسطے کہ نہیں کفایت کرتا وہ رضاع میں مگر ساتھ منہ میں لینے پستان کے لیکن جواب دیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس طور کے کہ اس میں حاجت کے واسطے معاف ہو گیا تھا اور بہر حال ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ سو استدلال کیا ہے اس نے ساتھ قصے سالم رضی اللہ عنہ کے اس پر کہ جائز ہے واسطے اجنبی مرد کے کہ بیگانی عورت کے پستان کو ہاتھ لگائے اور اس کے پستان کو منہ میں لے جب کہ ارادہ کرے کہ اس کا دودھ پیئے مطلق اور استدلال کیا اس نے ساتھ اس کے اس پر کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رضاعت کا اعتبار تو چھوٹی عمر میں ہے اس واسطے کہ وہ حال ہے کہ ممکن ہے اس میں بند کرنا بھوک کا ساتھ دودھ کے برخلاف حال بڑی عمر کے اور اس کا ضابطہ دو برس ہیں کما تقدم فی الترجمۃ وعلیہ دل حدث ابن عباس المذکور، کہا قرطبی نے کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رضاعت بھوک سے ہے کہ اس میں ثابت کرنا ہے ایک قاعدہ کلیہ کا جو صریح ہے بیچ اعتبار ہونے رضاع کے اس زمانے میں کہ بے پرواہ ہوتا ہے ساتھ اس کے رضیع طعام کھانے سے ساتھ دودھ کے اور قوی ہوتا ہے یہ ساتھ اس قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لمن اراد یتم الرضاعۃ﴾ اس واسطے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ مدت نہایت مدت رضاع کی ہے جس کی عادت میں حاجت پڑتی ہے اور شرع میں معتبر ہے اور جو اس پر زیادہ ہو تو اس کی عادۃً حاجت نہیں ہوتی تو شرع میں اس کا اعتبار نہ ہوگا اس واسطے کہ نہیں ہے حکم واسطے نادر کے اور بیچ اعتبار کرنے رضاع بڑی عمر والے مرد کے توڑنا ہے عورت کی حرمت کا ساتھ دودھ پینے اجنبی مرد کے اس سے واسطے جھانکنے اس کے کی اوپر چھپی چیز عورت کے اگرچہ اس کے پستان کو منہ میں پکڑنے کے ساتھ ہو اور یہ اخیر بنا بر غالب کے ہے اور اس شخص کے مذہب پر جو شرط کرتا ہے پستان کے منہ میں لینے کو اور پانچ باب سے پہلے گزر چکا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نہیں فرق کرتی تھیں بیچ حکم رضاع کے درمیان چھوٹی عمر اور بڑی عمر کے اور مشکل ہے یہ باوجود اس کے کہ یہ حدیث اس کی روایت سے ہے یعنی باب کی حدیث اور حجت پکڑی

ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ قصے سالم کے جو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مولیٰ تھا سو شاید عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے کہ رضاعت معتبر بھوک سے ہے اعتبار کرنا مقدار اس چیز کا کہ بند کرے بھوک مرضعہ کے دودھ سے واسطے اس کے جو اس سے پیئے اور یہ عام تر ہے اس سے کہ دودھ پینے والا چھوٹا ہو یا بڑا سو نہ ہوگی حدیث نص بیچ منع ہونے اعتبار رضاع کبیر کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث بر تقدیر ثابت ہونے اس کے کی نہیں ہے نص بیچ اس کے اور نہ حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی یعنی نہیں ہے رضاع مگر جو انتڑیوں کو کھولے اور ہو بعد فطام کے واسطے جائز ہونے اس بات کے کہ مراد یہ ہو کہ رضاع بعد دودھ چھوڑنے کے منع ہے پھر اگر واقع ہو تو مرتب ہوگا اس پر حکم تحریم کا سو نہیں ہے حدیث مذکور میں جو دفع کرے اس احتمال کو اس واسطے عمل کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس کے اور نقل کیا ہے قرطبی نے داؤد ظاہری سے کہ رضاع بڑی عمر والے مرد کا فائدہ دیتا ہے اس کا کہ اس سے پردہ نہ کیا جائے اور اس نقل میں نظر ہے اس واسطے کہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے داؤد سے کہ وہ اس مسئلے میں جمہور کے ساتھ ہے اور وہ زیادہ پہچاننے والا ہے ساتھ مذہب اپنے کے غیر سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں جس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے مذہب کی مدد کی ہے وہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ ہے اور روایت کیا ہے اس نے اس کو علی رضی اللہ عنہ سے اور اس کی سند میں حارث اعور ہے اسی واسطے ضعیف کہا ہے اس کو ابن عبدالبر نے اور کہا عبدالرزاق نے ابن جریج سے کہ ایک مرد نے عطاء سے کہا کہ ایک عورت نے مجھ کو دودھ پلایا تھا بعد اس کے کہ میں بڑا ہوا سو کیا میں اس سے نکاح کروں؟ اس نے کہا نہ، ابن جریج نے کہا کہ میں نے اس سے کہا کہ یہ تیری رائے ہے؟ اس نے کہا ہاں! عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ حکم کرتی تھیں اپنی بھتیجیوں کو اور یہ قول لیث بن سعد کا ہے اور ذکر کیا ہے طبری نے تہذیب الآثار میں اس مسئلے کو اور بیان کیا ہے ساتھ سند صحیح کے حفصہ رضی اللہ عنہا سے مثل قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور وہ اس مسئلے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہیں برخلاف باقی سب بیویوں کے کہ وہ سب انکار کرتی تھیں کہ اس رضاعت کے سبب سے کوئی ان پر داخل ہو اور یہی قول ہے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور قاسم بن محمد اور عروہ کا اور لوگوں میں کہ بڑی عمر میں دودھ پینے سے حرمت رضاعت کی ثابت نہیں ہوتی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ رضاع محرم وہی ہے جو چھوٹی عمر میں ہو اور سالم کے قصے سے انہوں نے کئی طور سے جواب دیا ہے ایک یہ ہے کہ یہ منسوخ ہے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے محب طبری نے لیکن یہ دعویٰ ضعیف ہے اس واسطے کہ نہیں لازم آتا متاخر ہونے اسلام راوی کے سے اور چھوٹی ہونے عمر اس کی سے یہ کہ نہ ہو جو روایت کی ہے اس نے متقدم اور نیز سالم کے قصے کے سیاق میں وہ چیز ہے جو مشعر ہے ساتھ اس کے کہ حولین کے اعتبار کرنے کا حکم متقدم ہے واسطے قول ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی عورت کے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ اس کو دودھ پلائے کہ وہ داڑھی والا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو معلوم ہے اس کو دودھ پلائے اور یہ مشعر ہے کہ وہ عورت پہچانتی تھی کہ رضاع حرام میں چھوٹی عمر کا ہونا معتبر ہے اور ایک یہ دعویٰ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ سالم کے اور عورت اس کی کے اور اصل اس

میں قول ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا ہے کہ ہم نہیں دیکھتے مگر یہ رخصت ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص سالم رضی اللہ عنہ کو دی اور بعض نے کہا کہ یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سو اس میں خصوصیت کا احتمال ہے سو واجب ہے توقف کرنا بیچ استدلال کرنے کے ساتھ اس کے اور نیز اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر عورت اعتراف کرے کہ فلانے شخص نے اس کے ساتھ دودھ پیا ہے تو اس مرد کو اس پر داخل ہونا جائز ہے اور یہ کہ وہ بھائی ہو جاتا ہے اور قبول کرنا عورت کے قول کا اس شخص کے حق میں کہ اقرار کرے ساتھ اس کے اور یہ کہ اگر کوئی مرد کسی مرد کے گھر میں داخل ہو تو گھر والے کو چاہیے کہ اپنی عورت سے پوچھے کہ یہ مرد گھر میں کس سبب سے داخل ہوا (کہ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے؟) اور احتیاط کرنی بیچ اس کے اور اس میں نظر کرنی اور سالم رضی اللہ عنہ کے قصے میں جائز ہونا ارشاد کا ہے طرف حیلوں کے اور اس سے لیا جاتا ہے جواز لین دین اس چیز کا کہ حاصل ہو ساتھ اس کے حلت آئندہ زمانے میں اگرچہ حال میں حلال نہ ہو۔ (فتح)

بَابُ لَبَنِ الْفَحْلِ. نر کا دودھ یعنی مرد کا۔

فائدہ: اور نسبت دودھ کی طرف اس کے مجازی ہے یعنی اس کو مرد کا دودھ کہنا بطور مجاز کے ہے اس واسطے کہ وہ اس کے سبب سے اترا اور نہ درحقیقت اس کی عورت کا دودھ ہے۔

٤٧١٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَآءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ أَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ فَلَمَّا جَآءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ آذَنَ لَهُ.

۴۷۱۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک افلح ابو القعیس کا بھائی آیا عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت مانگتا تھا بعد اترنے آیت پردے کے اور وہ ان کا دودھ کے سبب سے چچا تھا سو میں نے اس کو اجازت دینے سے انکار کیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ کو خبر دی اس کی جو میں نے کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا کہ میں اس کو اجازت دوں۔

فائدہ: ابو قعیس کی عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دودھ پلایا تو ابو قعیس ان کا رضاعی باپ ہوا اور افلح ابو قعیس کا سگا بھائی تھا تو وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا چچا ہوا ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ میں اجازت نہیں دوں گی یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھوں اس واسطے کہ اس کے بھائی نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا بلکہ ابو القعیس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے کہ وہ تیرا چچا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے پردہ نہ کر اس واسطے کہ حرام ہو جاتا ہے نکاح دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہو جاتا ہے رشتے سے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ دودھ مرد کا حرام کرتا ہے سو پھیل جاتی ہے حرمت

واسطے اس شخص کے جس کا دودھ چھوٹا بچہ پیئے سو جس عورت نے اس کو دودھ پلایا ہو اس کے خاوند کی لڑکی اس لڑکے پر حرام ہو جاتی ہے جو اس کے سوائے اور عورت سے ہو مثلا اور اس میں قدیم سے اختلاف ہے حکایت کیا گیا ہے یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے اور زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور تابعین میں سے سعید بن مسعیب رحمۃ اللہ علیہ اور ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور قاسم سے او سالم سے اور سلیمان بن یسار سے اور عطاء بن یسار اور شعبی سے اور ابراہیم نخعی سے اور ابو قلابہ سے اور ایاس سے روایت کیا ہے ان اقوال کو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق وغیرہ نے اور زینب بنت ام سلمہ سے روایت ہے کہ اس نے سوال کیا اور حالانکہ اصحاب بہت تھے اور امہات المؤمنین بھی موجود تھیں سو اصحاب نے کہا کہ دودھ پینا مرد کی طرف سے کسی چیز کو حرام نہیں کرتا اور اس کے ساتھ قائل ہے فقہاء سے ربیعہ اور ابراہیم بن علیہ اور ابن بنت شافعی اور داؤد ظاہری اور اس کے تابعداروں سے اور حجت ان کی بیچ اس کے یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وامھاتکم الاتی ارضعنکم﴾ اور نہیں ذکر کیا ہے پھوپھی اور بیٹی کو اور ان کا جواب دیا گیا ہے ان کو یہ کہ خاص کرنا چیز کا ساتھ ذکر کے نہیں دلالت کرتا او پر نفی کرنے حکم کے اس چیز سے کہ اس کے سوائے ہے خاص کر یہ کہ صحیح حدیثیں آ چکی ہیں اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ قیاس کے بایں طور کے دودھ نہیں جدا ہوتا ہے مرد سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جدا ہوتا ہے عورت سے سو کس طرح پھیلے گی حرمت طرف مرد کے اور جواب یہ ہے کہ یہ قیاس ہے بیچ مقابلے نص کے سو نہ التفات کیا جائے گا اس کی طرف اور نیز پس سبب دودھ کا وہ منی مرد اور عورت دونوں کی ہے سو واجب ہے کہ دودھ پینا بھی دونوں سے ہو مانند دادا کے جب کہ تھا وہ سبب ولد کا تو اس نے پوتے کو حرام ہونے کو واجب کیا واسطے تعلق اس کے کی ساتھ بیٹے اپنے کے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ قول اپنے کے اس مسئلے میں کہ لقاح ایک ہے اور نیز پس وطی جاری کرتی ہے دودھ کو مرد کے واسطے بھی اس میں حصہ ہے اور مذہب جمہور اصحاب اور تابعین اور فقہاء امصار کا مانند اوزاعی کے اہل شام میں اور ثوری اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے دونوں ساتھیوں کے اہل کوفہ میں اور ابن جریج کے اہل مکہ میں اور مالک کے مدینہ والوں میں اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور ابوثور اور ان کے تابعداروں کا یہ ہے کہ دودھ مرد کا حرام کرتا ہے اور ان کی حجت یہ حدیث صحیح ہے اور الزام دیا ہے شافعی نے مالکیوں کو ساتھ رد کرنے ان کے اصل کے اور ان کا اصل یہ ہے کہ مدینے والوں کا عمل مقدم ہے اگرچہ صحیح حدیث کے مخالف ہو جب کہ ہو احاد سے واسطے اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو عبدالعزیز بن محمد سے اس نے روایت کی ہے ربیعہ سے کہ دودھ مرد کا حرام نہیں کرتا کہا عبدالعزیز نے کہ یہ ہے رائے ہمارے فقہاء کی یعنی اہل مدینہ کی سوائے زہری کے کہا شافعی نے کہ نہیں جانتا میں کوئی چیز علم خاصہ سے لائق تر ہو یہ کہ ہو عام ظاہر اس سے یعنی اہل مدینہ کا عمل یہ ہے کہ حرام نہیں دودھ مرد کا اور حالانکہ چھوڑا ہے انہوں نے اس کو واسطے حدیث وارد کے سو بنا بر اس کے لازم ہے او پر ان کے کہ یا تو اس حدیث کو رد کریں اور حالانکہ انہوں نے اس کو رد نہیں کیا یا رد کریں اس چیز کو

کہ حدیث کے مخالف ہو اور ہر حال میں مطلوب حاصل ہے کہا قاضی عبدالوہاب نے کہ مرد کے دودھ کی صورت یہ ہے کہ ایک مرد ہے کہ اس کی دو عورتیں ہیں ایک عورت ایک لڑکے کو دودھ پلاتی ہے اور دوسری عورت ایک لڑکی کو دودھ پلاتی ہے سو جمہور کہتے ہیں کہ حرام ہے اس لڑکے پر نکاح کرنا اس لڑکی سے اور جو ان کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ جائز ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تھوڑا دودھ پینا بھی حرام کرتا ہے جیسا کہ بہت پینا حرام کرتا ہے واسطے نہ تفصیل طلب کرنے کے بیچ اس کے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ عدم ذکر نہیں دلالت کرتا اوپر عدم محض کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کسی حکم میں شک کرے تو توقف کرے وہ عمل سے یہاں تک کہ علماء سے اس کا حکم پوچھے اور یہ کہ جس شخص پر کوئی چیز مشتبہ ہو وہ مدعی سے اس کے بیان کا مطالبہ کرے تا کہ ایک دونوں میں سے اس کی طرف رجوع کرے اور یہ کہ عالم جب پوچھا جائے تو سچا کرے اس کو جو اس میں ٹھیک کہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو بیگانے مردوں سے پردہ کرنا واجب ہے اور محرم کا اپنے محرم سے اندر آنے کے لیے اجازت مانگنا مشروع ہے اور یہ کہ عورت کسی مرد کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دے مگر اپنے خاوند کی اجازت سے اور یہ کہ جائز ہے نام رکھنا ساتھ افلح کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مسئلہ پوچھنے والا جب جلدی کرے ساتھ تعلیل کے فتویٰ سننے سے پہلے تو اس پر انکار کیا جائے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ تیرا دائیاں ہاتھ خاک میں ملے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر حق یہ تھا کہ فقط حکم سے سوال کرتیں اور علت بیان نہ کرتیں کہ ابو قعیس نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا بلکہ اس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا اور الزام دیا ہے ساتھ اس کے بعض نے حنفیوں کو جو قائل ہیں کہ جب صحابی حضرت ﷺ سے کوئی حدیث روایت کرے اور صحیح ہو جائے وہ حدیث اس سے پھر صحیح ہوا اس سے عمل برخلاف اس حدیث کے تو عمل کیا جائے ساتھ رائے اس کی کے نہ ساتھ اس حدیث کے جو اس نے روایت کی اس واسطے کہ صحیح ہو چکا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں ہے اعتبار ساتھ دودھ مرد کے ذکر کیا ہے اس کو مالک نے مؤطا میں اور مذہب جمہور علماء کا اور حنفیوں کا برخلاف اس کے ہے اور عمل کیا ہے انہوں نے ساتھ روایت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ابو قعیس کے بھائی کے قصے میں اور حرام کیا ہے انہوں نے نکاح کو ساتھ دودھ مرد کے ان کے قاعدے کے موافق ان پر لازم تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے عمل کی پیروی کرتے اور اس کی روایت سے منہ پھیرتے اور اگر اس حدیث کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی اور نے روایت کیا ہوتا تو ان کے واسطے عذر ہوتا لیکن اس کے سوائے کسی نے اس کو روایت نہیں کیا اور یہ الزام پکا ہے۔ (فتح)

بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ. باب ہے بیان میں شہادت دودھ پلانے والی کے۔

فائدہ: یعنی فقط اسی کی گواہی کافی ہے دودھ پلانے کے باب میں اس سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور جو اس میں اختلاف ہے اس کا بیان شہادات میں گزر چکا ہے اور عجب بات کہی ہے ابن بطال نے اس جگہ سو کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ رضاعت میں اکیلی عورت کی گواہی جائز نہیں اور یہ بات اس کی عجیب ہے اس واسطے کہ یہی قول

ایک جماعت کا ہے سلف سے یہاں تک کہ مالکیہ کے نزدیک ایک روایت یہ ہے کہ اکیلی عورت کی گواہی قبول کی جائے لیکن بشرط مشہور ہونے اس کے کی ہمسائیوں میں۔ (فتح)

٤٧١٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ لٰكِنِّي لِحَدِيْثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ أَرْضَعْتُكُمَا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ لِيْ إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا وَهِيَ كَاذِبَةٌ فَأَعْرَضَ عَنِّيْ فَأَتَيْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ قُلْتُ إِنَّهَا كَاذِبَةٌ قَالَ كَيْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ أَنَّهَا قَدْ أَرْضَعَتْكُمَا دَعْهَا عَنْكَ وَأَشَارَ إِسْمَاعِيلُ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى يَحْكِيْ أَيُّوبَ.

۴۷۱۴۔ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ایک سیاہ عورت ہمارے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نے تم دونوں میاں بیوی کو دودھ پلایا ہے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو میں نے کہا کہ میں نے فلانی عورت فلانی کی بیٹی سے نکاح کیا تھا پھر ایک سیاہ عورت ہمارے پاس آئی سو اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے تم دونوں میاں بیوی کو دودھ پلایا ہے اور حالانکہ وہ جھوٹی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے منہ پھیرا سو میں آپ کے منہ کی طرف سے آپ کے سامنے آیا میں نے کہا کہ وہ جھوٹی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس عورت کے ساتھ کس طرح رہے گا اور حالانکہ وہ کہتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے اس عورت کو اپنے نکاح سے چھوڑ دے اشارہ کیا اسماعیل نے اپنی دونوں انگلیوں شہادت اور بیچ کی انگلی سے حکایت کرتا تھا ایوب سے۔

فائدہ: یعنی حکایت کرتا تھا ایوب کہ اشارے کی اور قائل اس کا علی ہے اور حکایت کرنے والا اسماعیل ہے اور مراد حکایت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی ہے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور زبان سے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے تو ہر راوی نے اپنے ماتحت کے واسطے اس کو حکایت کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ رضاعت میں کوئی عدد شرط نہیں کہ اتنی بار اتنے گھونٹ ہو اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہ ذکر کرنے سے نہ شرط ہونا لازم نہیں آتا اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ حکم شرط عدد کے مقرر کرنے سے پہلے ہو یا بعد مشہور ہونے اس کے کی سو نہ حاجت تھی ذکر کرنے اس کے کی ہر واقعہ میں اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے نزدیک اس شخص کے جو قائل ہے کہ حکم ساتھ جدا کرنے اس کے نہ تھا واسطے حرام ہونے اس کے اوپر اس کے ساتھ قول دودھ پلانے والی عورت کے بلکہ واسطے احتیاط کے یہ کہ احتیاط کرے جو نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو یا نکاح کرے پھر مطلع ہو کسی امر پر تو اس میں

علماء کو اختلاف ہے مانند اس شخص کے کہ اس کے ساتھ زنا کرے یا شہوت کے ساتھ اس کے بدن سے بدن لا گئے یا زنا کرے ساتھ اس کے اصل اس کی یا فرع اس کی یا پیدا ہوئی ہو زنا کرنے اس کے سے ساتھ ماں اس کی کے یا شک کرے بیچ حرام ہونے اس کے اوپر اپنے سسرال کی جہت سے یا قرابت سے اور مانند اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَآءِ وَمَا يَحْرُمُ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَتَيْنِ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾.

باب ہے بیچ بیان ان عورتوں کے جو حلال ہیں اور جو حرام ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں دونوں آیتوں کے اخیر تک یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول تک بے شک اللہ ہے جاننے والا حکمت والا۔

فائدہ: اور یہ شامل ہے دونوں آیتوں کو اس واسطے کہ پہلی آیت غفور رحیما تک ہے۔

وَقَالَ أَنَسٌ ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ﴾ ذَوَاتُ الْأَزْوَاجِ الْحَرَآئِرُ حَرَامٌ ﴿إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يَّنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهٗ مِنْ عَبْدِهٖ.

اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ مراد اللہ تعالیٰ کے قول ﴿والمحصنات﴾ سے خاوند والیاں آزاد عورتیں ہیں اور ﴿الا ما ملکت ایمانکم﴾ کی تفسیر میں نہ دیکھتے تھے ڈر یہ کہ کھینچے مرد اپنی لونڈی کو اپنے غلام سے یعنی مراد ﴿ما ملکت ایمانکم﴾ سے اپنی لونڈی ہے جو اپنے غلام کے نکاح میں ہو کہ اس کو اس سے صحبت کرنی جائز ہے۔

فائدہ: اور کہتے تھے کہ اس کا بیچ ڈالنا اس کی طلاق ہے اور اکثر اس پر ہیں کہ مراد محصنات سے خاوند والیاں ہیں یعنی ان سے نکاح کرنا حرام ہے اور یہ کہ مراد ساتھ استثناء کے اللہ تعالیٰ کے قول میں ﴿الا ما ملکت ایمانکم﴾ وہ عورتیں ہیں جو بندیوں میں پکڑی آئیں جب کہ خاوند والیاں ہوں یعنی ان کے اگلے خاوند موجود ہوں کہ وہ بھی حلال ہیں واسطے اس کے جوان کو قید کر کے لائے۔

وَقَالَ ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ﴾.

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ نکاح کرو مشرک عورتوں سے یہاں تک کہ ایمان لائیں۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف تنبیہ کے اس عورت پر کہ حرام ہے نکاح اس سے زیادہ ان عورتوں پر جو دونوں آیتوں میں مذکور ہیں یعنی علاوہ ان عورتوں کے جو ان دونوں آیتوں میں مذکور ہیں مشرکہ عورتوں سے بھی نکاح

کرنا حرام ہے اور کتابیہ یعنی یہود اور نصاریٰ کی عورتیں مشرکہ سے مستثنیٰ ہیں اور اسی طرح جو چار سے زیادہ ہو وہ بھی حرام ہے سو اس نے دلالت کی اس پر کہ جو عدد کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آئندہ قول میں مذکور ہے اس کے واسطے کوئی مفہوم نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس کی حصر کرنا ان عورتوں کا ہے جو دونوں آیتوں میں ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا زَادَ عَلٰی أَرْبَعٍ فَهُوَ حَرَامٌ كَأُمِّهِ وَابْنَتِهِ وَأُخْتِهِ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو چار سے زیادہ ہو تو وہ حرام ہے مانند ماں اس کی کے اور بیٹی اس کی کے اور بہن اس کی کے۔

وَقَالَ لَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي حَبِيبٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَرُمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَّمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ الْآيَةَ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ سات عورتیں نسب سے حرام ہیں اور سات سسرال سے حرام ہیں پھر پڑھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت کہ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اخیر آیت تک۔

فائدہ: اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دونوں آیتیں پڑھیں اور اسی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں کہ کہا علیما حکیما تک اس واسطے کہ وہ اخیر ہے دونوں آیتوں کا۔

فائدہ: اور طبرانی میں اس حدیث کے اخیر میں اس طرح واقع ہوا ہے کہ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی کہ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں یہاں تک کہ جب بنات الاخت پر پہنچے تو کہا یہ کہ عورتیں نسب کے سبب سے حرام ہیں پھر پڑھا اور تمہاری مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا یہاں تک کہ پہنچے اللہ تعالیٰ کے اس قول پر اور یہ کہ جمع کرو دو بہنوں کو اور پڑھا اور نہ نکاح کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے پھر کہا کہ یہ عورتیں سسرالی کے علاقے سے حرام ہیں اور جب دونوں روایتوں کو جمع کیا جائے تو مکمل پندرہ عورتیں ہوں گی اور جو رضاع کے سبب سے حرام ہیں اس کو صہر کہنا بطور مجاز کے ہے اور اس طرح غیر کی عورت کو صہر کہنا بطور مجاز کے ہے اور یہ سب عورتیں ہمیشہ کو حرام ہیں مگر دو بہنوں کو جمع کرنا اور اسی طرح غیر کی عورت بھی ملحق ہے ساتھ ان عورتوں کے جو مذکور ہوئیں وہ عورت جس سے دادا نے وطی کی اگرچہ اوپر کے درجے کا ہو اور نانی اگرچہ اوپر کے درجے کی ہو اور اسی طرح دادی اور پوتی اگرچہ نیچے کے درجہ کی ہو اور اسی طرح نواسی اور بھانجی کی بیٹی اگرچہ نیچے کے درجہ کی ہو اور اسی طرح ربیب کی بیٹی اور پوتے کی بیوی اور نواسے کی بیوی اور اسی طرح بھتیجی کی بیٹی اور بھتیجے کی بیٹی اور بھانجے کی بیٹی اور باپ کی پھوپھی اگرچہ اوپر کے درجہ کی ہو اور اسی طرح ماں کی پھوپھی اور ماں کی خالہ اگرچہ اوپر کے درجے کی ہو اور اسی طرح باپ کی خالہ اور بیوی کی دادی اگرچہ اوپر کے درجے کی ہو اور ربیبہ کی بیٹی اگرچہ نیچے کے درجے کی ہو اور جمع کرنا درمیان عورت کے اور اس کی پھوپھی کے اور

اس کی خالہ کے وسیاتی فی باب مفرد و یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب.

وَجَمَعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ بَيْنَ ابْنَةِ عَلِيٍّ وَّامْرَأَةِ عَلِيٍّ. اور جمع کیا عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے علی کی بیٹی اور اس کی عورت کو یعنی دونوں کو اپنے نکاح میں اکٹھا کیا۔

فائدہ: شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف رد کرنے کے اس شخص پر جو خیال کرتا ہے کہ علت بیچ منع جمع کرنے کے درمیان دونوں بہنوں کے وہ چیز ہے جو واقع ہوتی ہے درمیان دونوں کے قطعیت سے یعنی ناتے کے توڑنے سے پس عام ہوگا یہ حکم ہر دو عورتوں کو جو رشتے میں قریب ہوں اگرچہ سسرال کے علاقہ سے ہو سو اسی قسم سے ہے جمع کرنا درمیان عورت کے اور اس کے خاوند کی بیٹی کے اور ان کی بیٹی کا نام زینب تھا اور ان کی عورت کا نام لیلیٰ تھا۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ لَا بَأْسَ بِهِ. اور کہا ابن سیرین نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے

فائدہ: عکرمہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن صفوان نے نکاح کیا ایک ثقفی مرد کی عورت سے اور اس کی بیٹی سے جو اس کے سوائے اور عورت سے تھی سو یہ مسئلہ ابن سیرین سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں اور کہا کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ ایک مرد مصر میں تھا اس نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ. اور حسن بصری رحمہ اللہ نے ایک بار اس کو مکروہ جانا پھر کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں۔

فائدہ: اور سلیمان بن یسار اور مجاہد اور شعبی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس میں کچھ ڈر نہیں۔

وَجَمَعَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَيْنَ ابْنَتَيْ عَمٍّ فِيْ لَيْلَةٍ. اور جمع کیا حسن حسن بن علی نے دو چچیری بہنوں کو ایک رات میں یعنی وہ دونوں عورتیں آپس میں چچیری بہنیں تھیں ایک بیٹی محمد بن علی کی اور ایک بیٹی عمر بن علی کی۔

وَكَرِهَهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ لِلْقَطِيْعَةِ. اور مکروہ جانا ہے اس کو جابر بن زید نے واسطے قطعیت کے کہ۔

فائدہ: اس میں رشتہ توڑنا لازم آتا ہے اس واسطے کہ عادت ہے کہ سوکنوں کے درمیان حسد ہوتا ہے جو واجب کرتا ہے رشتہ توڑنے کو اور آئندہ آئے گی تصریح ساتھ اس علت کے بیچ حدیث نہی کے جمع کرنے سے درمیان عورت کے اور پھوپھی اس کی کے بلکہ آئی ہے یہ علت منصوص سب قرابتوں میں سو روایت کی ابو داؤد نے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نکاح کی جائے عورت اپنے رشتہ دار عورت پر واسطے خوف قطعیت کے اور اسی طرح روایت کی ہے خلال نے ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے کہ مکروہ جانتے تھے وہ جمع کرنے کو درمیان قرابتیوں کے واسطے خوف

کینے کے اور اسی کے ساتھ منقول ہے عمل ابن ابی لیلیٰ اور زفر سے لیکن منعقد ہو چکا ہے اجماع اس کے خلاف پر یعنی جائز ہے جمع کرنا نکاح میں دو عورتوں کو جو آپس میں رشتہ دار ہوں نقل کیا ہے اس کو ابن عبدالبر وغیرہ نے۔ (فتح)

وَلَيْسَ فِيْهِ تَحْرِيْمٌ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾.

اور نہیں ہے اس صورت میں حرام ہونا واسطے دلیل اللہ تعالیٰ کے اس قول کے کہ حلال ہیں تم کو جو سوائے ان عورتوں کے ہیں۔

فائدہ: یہ تفقہ ہے بخاری رحمہ اللہ کا کہا ابن منذر نے کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس نکاح کو باطل کہا ہو اور جو اس میں قیاس کے داخل ہونے کا قائل ہے اس پر لازم آتا ہے کہ اس کو حرام کرے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا زَنٰى بِأُخْتِ امْرَأَتِهٖ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهٗ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جب اپنی عورت کی بہن سے زنا کرے تو اس کی عورت اس پر حرام نہیں ہوتی۔

فائدہ: یہ پھرنا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طرف اس کی کہ یہ جو آیا ہے کہ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے تو مراد اس نہی سے جمع کرنا ان کا اس وقت ہے جب کہ ہو جمع کرنا ان کا ساتھ عقد نکاح کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور مخالفت کی ہے اس میں ایک گروہ نے کما سیاتی۔ (فتح)

وَيُرْوٰى عَنْ يَّحْيَى الْكِنْدِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَأَبِيْ جَعْفَرٍ فِيْمَنْ يَّلْعَبُ بِالصَّبِيِّ إِنْ أَدْخَلَهٗ فِيْهِ فَلَا يَتَزَوَّجَنَّ أُمَّهٗ وَيَحْيٰى هٰذَا غَيْرُ مَعْرُوْفٍ وَّلَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ.

اور مروی ہے یحییٰ کندی سے اس نے روایت کی ہے شعبی اور ابو جعفر سے اس شخص کے حق میں جو لڑکے سے کھیلتا ہے کہ اگر آلت کو اس کی دبر میں داخل کرے یعنی اس سے لواطت کرے تو وہ اس کی ماں سے نکاح نہ کرے اور یہ یحییٰ غیر معروف ہے کسی نے اس کی اس پر متابعت نہیں کی۔

فائدہ: یعنی اس کی عدالت معروف نہیں نہ یہ کہ مجہول ہے اور یہ قول جس کو یحییٰ نے روایت کیا ہے البتہ منسوب کیا گیا ہے طرف سفیان ثوری اور اوزاعی کے اور ساتھ اسی کے قائل ہے احمد اور اسی طرح اگر لواطت کرے اپنے سسر سے یا سالے سے یا کسی شخص سے پھر اس شخص کی لڑکی ہو تو ہر ایک ان میں سے حرام ہوتی ہے لواطت کرنے والے پر واسطے ہونے اس کے کی بیٹی یا بہن اس شخص کی جس سے اس نے لواطت کی اور مخالفت کی ہے اس کی جمہور نے سو خاص کیا ہے انہوں نے اس کو ساتھ اس عورت کے جس سے نکاح کیا جائے اور یہی ثابت ہوتا ہے ظاہر قرآن سے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وامهات نسآء کم وان تجمعوا بين الاختين﴾ اور مرد عورتوں میں سے نہیں ہے اور نہ بہن اور جو شخص کہ نکاح کرے کسی عورت سے سو لواطت کرے ساتھ اس کے تو کیا اس مرد پر اس عورت کی بیٹی

حرام ہوتی ہے یا نہیں سو شافعیوں کے اس میں دو قول ہیں، واللہ اعلم۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا زَنٰى بِهَا لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ.

اور کہا عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب اپنی عورت کی ماں سے حرام کاری کرے تو اس کی عورت اس پر حرام نہیں ہوتی۔

فائدہ: اور اس باب میں ایک حدیث مرفوع ہے روایت کیا ہے اس کو دارقطنی اور طبرانی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد سے کہ ایک عورت زنا کرے پھر اس کی بیٹی سے نکاح کرے یا بیٹی سے زنا کرے پھر اس کی ماں سے نکاح کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حرام کرتا حرام حلال کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام کرتی ہے وہ چیز جو حلال نکاح سے ہو اور اس کی سند میں ایک راوی متروک ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں حرام کرتا حرام حلال کو اور اس کی سند پہلی حدیث سے اصح ہے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي نَصْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَرَّمَهُ وَأَبُوْ نَصْرٍ هٰذَا لَمْ يُعْرَفْ بِسَمَاعِهِ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ.

اور ذکر کیا جاتا ہے ابو نصر سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں نے اس کو حرام کہا اور اس ابو نصر کا سماع ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت نہیں۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو ثوری نے اپنی جامع میں کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی مرد اپنی ساس سے زنا کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کی عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے اور ابن ابی شیبہ نے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت کی ہے کہ جو کسی عورت کی شرم گاہ کی طرف دیکھے تو اس مرد کو نہ اس کی ماں حلال ہوتی ہے اور نہ اس کی بیٹی کہا بیہقی نے کہ اس کی سند مجہول ہے۔

وَيُرْوٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَّالْحَسَنِ وَبَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ تَحْرُمُ عَلَيْهِ.

اور روایت کی گئی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے اور جابر بن زید اور حسن اور بعض اہل عراق سے کہ اس کی عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

فائدہ: عبدالرزاق نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی ساس سے زنا کرے تو دونوں اس پر حرام ہو جاتی ہیں اور قتادہ نے کہا کہ حرام نہیں ہوتی لیکن اس سے صحبت نہ کرے جب تک کہ نہ گزرے عدت اس عورت کی جس سے زنا کیا اور کہا یحییٰ بن یعمر نے شعبی سے کہ قسم ہے اللہ کی کہ حرام نے کبھی حلال کو حرام نہیں کیا تو کہا شعبی نے کیوں نہیں! اگر تو شراب کو پانی میں ڈالے تو اس پانی کا پینا حرام ہو جاتا ہے اور شاید مراد ساتھ بعض اہل عراق کے ثوری ہے کہ وہ بھی اسی قول کے ساتھ قائل ہے اور کہا شعبی نے کہ اگر کوئی کسی عورت کی ماں سے زنا کرے تو دونوں اس پر حرام ہو جاتی ہیں اور یہی ہے قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ اور ان کے ساتھیوں کا کہا انہوں نے کہ جب کوئی مرد کسی عورت

سے زنا کرے تو اس عورت کی ماں اور بیٹی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور ساتھ اس کے قائل ہے اوزاعی اور احمد اور عطاء اور یہی ہے ایک روایت مالک سے اور جمہور نے اس سے انکار کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ عورت اس پر حرام نہیں ہوتی اور جمہور کی حجت یہ ہے کہ نکاح شرع میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بولا جاتا ہے عقد پر نہ محض وطی پر اور نیز زنا میں نہ مہر ہے اور نہ عدت اور نہ میراث ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ اجماع کیا ہے اہل فتویٰ نے شہروں سے اس پر کہ نہیں حرام ہے زانی پر نکاح کرنا اس عورت سے جس سے زنا کیا ہو سو اس کی ماں اور بیٹی کا نکاح بطریق اولیٰ جائز ہو گا۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا تَحْرُمُ حَتّٰى يُلْزِقَ بِالْأَرْضِ يَعْنِيْ يُجَامِعَ.

اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں حرام ہوتی اوپر اس کے یہاں تک کہ زمین سے ملائی جائے یعنی جماع کیا جائے ساتھ اس کے۔

فائدہ: اور شاید یہ اشارہ ہے طرف خلاف حنفیوں کے اس واسطے کہ انہوں نے کہا کہ حرام ہوتی ہے اس پر عورت اس کی ساتھ مجرد چھونے ماں اس کی کے اور نظر کرنے کے طرف شرم گاہ اس کی کے سو حاصل یہ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کلام کا ظاہر یہ ہے کہ وہ حرام نہیں ہوتی مگر یہ کہ واقع ہو جماع سو اس مسئلے میں تین قول ہوں گے سو جمہور کا مذہب یہ ہے کہ نہیں حرام ہوتی مگر ساتھ جماع کے جو عقد شرعی سے ہو اور حنفیہ کا قول یہ ہے کہ جو مباشرت کہ شہوت سے ہو وہ بھی جماع کے ساتھ ملحق ہے واسطے ہونے اس کے نفع اٹھانا اور محل اس کا یہ ہے کہ جب کہ ہو مباشرت ساتھ سبب مباح کے اور بہر حال حرام سبب سو وہ اثر نہیں کرتا مانند زنا کے اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ جب واقع ہو جماع حلال یا زنا تو اثر کرتا ہے بخلاف مقدمات اس کے۔ (فتح)

وَجَوَّزَهُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ وَالزُّهْرِيُّ.

اور جائز رکھا ہے اس کو ابن مسیب رحمہ اللہ علیہ اور عروہ رحمہ اللہ علیہ اور زہری رحمہ اللہ علیہ نے۔

فائدہ: یعنی جائز رکھا ہے انہوں نے واسطے مرد کے یہ کہ رہے ساتھ اپنی عورت کے اگرچہ زنا کیا ہو اس کی ماں سے یا بہن سے برابر ہے کہ جماع کیا ہو یا جماع کے مقدمات کو کیا ہو اسی واسطے جائز رکھا ہے انہوں نے یہ کہ نکاح کرے اس عورت کی ماں یا بیٹی سے جس کے ساتھ زنا کیا ہو اور عروہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ کسی نے اس سے پوچھا کہ اگر کوئی مرد کسی سے زنا کرے تو اس کی ماں اس کو حلال ہے یا نہیں؟ عروہ رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں حرام کرتا حرام حلال کو۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عَلِيٌّ لَا تَحْرُمُ وَهٰذَا مُرْسَلٌ.

زہری رحمہ اللہ علیہ کہتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی عورت اس پر حرام نہیں ہوتی یعنی اپنی ساس کے ساتھ زنا کرنے سے اور یہ منقطع ہے۔

بَابٌ ﴿وَرَبَآئِبُكُمُ اللَّاتِيْ فِيْ

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ تمہاری بیویوں کی

حُجُوْرِ کُمْ مِّنْ نِّسَآئِکُمُ اللَّاتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾.

لڑکیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں ان عورتوں سے جن سے تم نے دخول کیا۔

فائدہ: یہ ترجمہ معقود ہے واسطے تفسیر ربیبہ کے اور یہ کہ دخول سے کیا مراد ہے بہر حال ربیبہ سو مرد کی عورت کی بیٹی ہے اور خاوند سے کہا گیا اس کو یہ اس واسطے کہ یہ مربوبہ ہے اور بہر حال دخول سو اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مراد ساتھ اس کے جماع ہے اور یہ صحیح تر قول شافعی کا ہے اور دوسرا قول اور وہ قول تین اماموں کا ہے کہ مراد ساتھ اس کے خلوت ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلدُّخُوْلُ وَالْمَسِيْسُ وَاللِّمَاسُ هُوَ الْجِمَاعُ

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد دخول اور مسیس اور لماس سے جماع ہے اور اسی طرح مباشرت اور رفث اور افضاء۔

وَمَنْ قَالَ بَنَاتُ وَلَدِهَا مِنْ بَنَاتِهٖ فِي التَّحْرِيْمِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُمِّ حَبِيْبَةَ لَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ.

اور بیان ہے اس شخص کا جو کہتا ہے کہ عورت کی پوتیاں وہ اس کی بیٹیاں ہیں حرام ہونے میں یعنی اپنی عورت کی پوتی سے بھی نکاح کرنا حرام ہے جیسے کہ اس کی بیٹی سے جس کو ربیبہ کہا جاتا ہے واسطے دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے اے بیویوں! اپنی بیٹیوں اور بہنوں کا نکاح مجھ سے کرنے کو نہ کہا کرو۔

فائدہ: اور یہ وجہ دلالت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے عموم سے ہے کہ اپنی بیٹیوں کو اس واسطے کہ بیٹے کی بیٹی بھی بیٹی ہے۔

وَكَذٰلِكَ حَلَائِلُ وَلَدِ الْاَبْنَآءِ هُنَّ حَلَائِلُ الْاَبْنَآءِ.

اور اسی طرح تمہارے پوتوں کی عورتیں وہ بیٹوں کی عورتیں ہیں یعنی وہ بھی ان کی طرح حرام ہیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے اور اسی طرح بیٹوں کی بیٹیاں اور بیٹیوں کی بیٹیاں۔

وَهَلْ تُسَمَّى الرَّبِيْبَةَ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ فِيْ حَجْرِهٖ.

اور کیا نام رکھا جاتا ہے ربیبہ اگرچہ اس کی گود میں نہ ہو۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس بات کے کہ تقیید ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے فی حجورکم کیا وہ غالب کے واسطے ہے یا اس میں مفہوم مخالف معتبر ہے اور جمہور کا مذہب پہلا ہے اور اس مسئلے میں قدیم سے اختلاف ہے اور صحیح

ہو چکا ہے علی رضی اللہ عنہ سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے فتویٰ دیا کہ اگر لڑکی گود میں نہ ہو تو اس سے نکاح کرنا درست ہے روایت کیا ہے اس کو ابن منذر وغیرہ نے اور یہ مسئلہ اگرچہ جمہور اس کے مخالف ہیں سو البتہ حجت پکڑی ہے ابو عبید نے واسطے جمہور کے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اپنی بیٹیوں کا نکاح کرنے کو میرے ساتھ نہ کہا کرو اس واسطے کہ یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عام ہے حجر کے ساتھ مقید نہیں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ مطلق محمول ہے مقید پر اور اگر نہ ہوتا اجماع حادث اس مسئلے میں اور کم یاب ہونا مخالف کا تو البتہ اس کو لینا اولیٰ ہوتا اس واسطے کہ حرام ہونا مشروط ہے ساتھ دو امروں کے یہ کہ ہو پرورش میں اور یہ کہ جو نکاح کا ارادہ رکھتا ہے اس نے اس کی ماں کے ساتھ دخول کیا ہو سو نہ حرام ہوگی ساتھ پائی جانے ایک شرط کے اور حدیث کے اکثر طریقوں میں بھی حجر کی قید آ چکی ہے جیسے کہ قرآن میں ہے سو قوی ہوا اعتبار کرنا اس کا۔ (فتح)

وَدَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِيْبَةً لَهُ إِلٰى مَنْ يَكْفُلُهَا.

اور دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ربیبہ اس شخص کو جو اس کو پالے۔

فائدہ: زینب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نوفل کو دی اور فرمایا کہ اس کو پرورش کر سو وہ اس کو لے گیا پھر آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکی کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ اپنی ماں رضاعی کے پاس ہے۔

وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ ابْنَتِهِ ابْنًا.

اور نام رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کے بیٹے کو بیٹا۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جو مناقب میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف قوی کرنے اس چیز کے جس کو ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ بیوی کی پوتی اس کی بیٹی کے حکم میں ہے۔ (فتح)

٤٧١٥ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لَكَ فِيْ بِنْتِ أَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ فَأَفْعَلُ مَاذَا قُلْتُ تَنْكِحُ قَالَ أَتُحِبِّيْنَ قُلْتُ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَّأَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِيْ فِيْكَ أُخْتِيْ قَالَ إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِيْ قُلْتُ بَلَغَنِيْ أَنَّكَ تَخْطُبُ قَالَ ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِيْ

۴۷۱۵۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ کو ابو سفیان کی بیٹی کی رغبت ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کیا کروں؟ میں نے کہا نکاح کیجئے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو چاہتی ہے؟ میں نے کہا ہاں! میں آپ کے پاس اکیلی نہیں ہوں اور میں سوکنوں سے خالی نہیں ہوں اور محبوب تر جو مجھ کو آپ کی ذات میں شریک ہو میری بہن ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مجھ کو حلال نہیں میں نے کہا مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ آپ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے

مَا حَلَّتْ لِيْ أَرْضَعَتْنِيْ وَأَبَاهَا ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ دُرَّةُ بِنْتُ أَبِيْ سَلَمَةَ.

جس درہ نام ہے نکاح کرنا چاہتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کہ اگر وہ میری گود میں پالی نہ ہوتی تو بھی مجھ کو حلال نہ ہوتی کہ مجھ کو اور اس کے باپ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا سو اپنی بیٹیوں اور بہنوں کا نکاح کرنے کو مجھ سے نہ کہا کرو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابٌ ﴿وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں یہ کہ جمع کرو دو بہنوں کو مگر جو پہلے گزر چکا۔

٤٧١٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ انْكِحْ أُخْتِيْ بِنْتَ أَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ وَتُحِبِّيْنَ قُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِيْ فِيْ خَيْرٍ أُخْتِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِيْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ إِنَّا لَنَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيْدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ فِيْ حَجْرِيْ مَا حَلَّتْ لِيْ إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِيْ وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ.

۴۷۱۶۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! میری بہن ابو سفیان کی بیٹی سے نکاح کیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو چاہتی ہے؟ میں نے کہا ہاں! میں آپ کے پاس تنہا نہیں ہوں اور محبوب تر جو مجھ کو خیر میں شریک ہو میری بہن ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ مجھ کو حلال نہیں میں نے کہا یا حضرت! البتہ ہم چرچا سنتے ہیں کہ آپ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے جس کا نام درہ ہے نکاح کرنا چاہتے ہیں فرمایا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا قسم ہے اللہ کی اگر وہ میری گود میں پالی نہ ہوتی تو بھی مجھ کو حلال نہ ہوتی اس واسطے کہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے مجھ کو اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا، سوائے میری بیویو! اپنی بیٹیوں اور بہنوں کا نکاح کرنے کو میرے ساتھ نہ کہا کرو۔

فائدہ: دو بہنوں کا نکاح میں ساتھ ہی جمع کرنا بالا جماع حرام ہے برابر ہے کہ دونوں بہنیں عینی ہوں یعنی دونوں کا ماں باپ ایک ہو یا صرف باپ کی طرف سے ہوں یا صرف ماں کی طرف سے ہوں اور برابر ہے کہ نسب کے سبب

ہوں یا دودھ کے سبب سے اور اگر دو سگی بہنیں لونڈیاں ہوں تو بعض سلف نے اس کو جائز رکھا ہے اور جمہور اور شہروں کے فقہاء اس پر ہیں کہ منع ہے اور اس کی نظیر جمع کرنا ہے درمیان عورت اور پھوپھی اس کی کے اور خالہ اس کی کے اور حکایت کیا ہے اس کو ثوری نے شیعہ سے۔ (فتح)

بَابُ لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا.

نہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر یعنی اور نہ اس کی خالہ پر۔

٤٧١٧ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا وَقَالَ دَاوُدُ وَابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

۴۷۱۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر یا اس کی خالہ پر اور کہا داؤد اور ابن عون نے شعبی سے اس نے روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: بہرحال روایت داؤد کی سو موصول کیا ہے اس کو ترمذی اور دارمی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر یا اس کی خالہ پر یا پھوپھی اور اپنی بھتیجی پر یا خالہ کا اپنی بھانجی پر نہ چھوٹی کا بڑی پر اور نہ بڑی کا چھوٹی پر اور یہ حدیث بہت طریقوں سے آئی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے مکروہ جانا یہ کہ جمع کیا جائے درمیان پھوپھی اور خالہ کے اور درمیان دو پھوپھیوں اور دو خالاؤں کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو تم نے اپنا ناتا توڑ ڈالا کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ حرام ہونا جمع کا درمیان عورت کے اور پھوپھی اس کی کے یا خالہ اس کی کے یہی قول ہے جس کو میں بلا مفتیوں سے یعنی سب عالموں کا یہی قول ہے ان کو اس میں اختلاف نہیں اور کہا ترمذی رحمہ اللہ نے بعد روایت کرنے اس حدیث کے کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے ہم ان کے درمیان اختلاف نہیں جانتے کہ نہیں حلال ہے واسطے مرد کے یہ کہ نکاح میں عورت اور اس کی پھوپھی یا خالہ کو ایک ساتھ جمع کرے اور نہ یہ کہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر یا خالہ پر کہا ابن منذر نے کہ میں اس کے منع ہونے میں اب کچھ اختلاف نہیں جانتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خارجیوں کے ایک فرقے نے اس کو جائز رکھا ہے اور جب ثابت ہو حکم ساتھ سنت کے اور اتفاق کریں اہل علم اوپر قائل ہونے کے ساتھ اس کے تو نہیں ضرر کرتا اس کو خلاف مخالف کا اور اسی طرح نقل کیا ہے اجماع کو ابن عبدالبر اور ابن حزم اور قرطبی وغیرہ نے لیکن استثناء کیا ہے اس نے ایک گروہ کو خارجیوں سے اور شیعہ سے اور نقل کیا ہے ابن دقیق العید نے اس کو جمہور سے اور نہیں معین کیا اس نے مخالف کو۔ (فتح)

٤٧١٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا.

۴۷۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح میں ایک عورت کو اور اس کی پھوپھی کو ایک ساتھ جمع نہ کیا جائے اور نہ بھانجی اور اس کی خالہ کو جمع کیا جائے۔

٤٧١٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي قَبِيصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةُ وَخَالَتُهَا فَنُرٰى خَالَةَ أَبِيهَا بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ لِأَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

۴۷۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر اور عورت کا اس کی خالہ پر سو ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے باپ کی خالہ کا بھی یہی حکم ہے اس واسطے کہ عروہ نے حدیث بیان کی مجھ سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ حرام جانو رضاعت سے جو حرام ہے نسب سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کی پھوپھی پر تو ظاہر اس کا خاص کرنا منع کا ہے ساتھ اس کے جب کہ ایک کو دوسرے پر نکاح کرے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ دونوں سے اکٹھا نکاح کرنا بھی منع ہے سو اگر دونوں کو نکاح میں اکٹھا کرے تو دونوں کا نکاح باطل ہو جاتا ہے یا با ترتیب نکاح کرے تو دوسرا باطل ہو جاتا ہے اور تری کے معنی ہیں کہ ہم اعتقاد کرتے ہیں اور یہ جو کہا کہ اس کے باپ کی خالہ کا بھی یہی حکم ہے یعنی حرام ہے تو یہ حکم اس حدیث سے لینا مشکوک فیہ ہے اور شاید اس نے ارادہ کیا ہے کہ الحاق کرے جو حرام ہے سسرال کے علاقے سے ساتھ اس کے جو حرام ہے نسب سے جیسا کہ حرام ہوتا ہے دودھ پینے سے جو حرام ہوتا ہے نسب سے اور جب باپ کی خالہ رضاعی سے نکاح کرنا حلال نہیں تو اسی طرح باپ کی خالہ نکاح میں اس کو اور اس کی بھانجی کی بیٹی کو ایک ساتھ جمع نہ کیا جائے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ ان حدیثوں کے اور خاص کیا ہے انہوں نے ساتھ ان کے عموم قرآن کو یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے عموم کو ﴿واحل لکم ما ورآء ذلکم﴾ یعنی اور حلال ہوئیں تم کو جو سوائے ان کے ہیں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے خاص کرنا عموم قرآن کا ساتھ خبر واحد کے اور جدا ہوا ہے صاحب ہدایہ حنفیہ میں سے اس بات کے ساتھ اس طور کے کہ یہ حدیث مشہور حدیثوں سے ہے جن کے ساتھ کتاب اللہ پر زیادتی جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ الشِّغَارِ.

باب ہے بیچ بیان کرنے شغار کے۔

٤٧٢٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ أَنْ يُّزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهٗ عَلٰى أَنْ يُّزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ ابْنَتَهٗ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ.

۴۷۲۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح شغار سے منع فرمایا اور شغار یہ ہے کہ مرد اپنی بیٹی دوسرے کو نکاح کر دے اس شرط پر کہ وہ دوسرا اپنی بیٹی کو اس کو نکاح کر دے ان کے درمیان کوئی مہر نہ ہو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ شغار یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد سے کہے کہ تو اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دے اور میں اپنی بیٹی کا نکاح تجھ سے کر دیتا ہوں اور تو اپنی بہن مجھ کو نکاح کر دے اور میں اپنی بہن تجھ کو نکاح کر دیتا ہوں، روایت کیا ہے مسلم نے اور ایک روایت میں ہے کہ شغار یہ ہے کہ نکاح کیا جائے اس عورت کا بدلے اس عورت کے بغیر مہر کے کہ اس کا فرج اس کا مہر ہو اور اس کا فرج اس کا مہر ہو کہا قرطبی نے کہ تفسیر شغار کی صحیح ہے موافق ہے واسطے قول اہل لغت کے سو اگر مرفوع ہو تو یہی ہے مقصود اور اگر صحابی کا قول ہو تو بھی قبول ہے اس واسطے کہ وہ زیادہ تر جاننے والا ہے ساتھ کلام کے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کیا اعتبار کیا جائے شغار ممنوع میں ظاہر حدیث کا بیچ تفسیر اس کی کے اس واسطے کہ اس میں دو صفتیں ہیں ایک یہ کہ ہر ایک ولی دونوں میں سے اپنی بیٹی یا بہن دوسرے کو نکاح کر دے بشرطیکہ دوسرا اس کو اپنی بیٹی یا بہن نکاح کر دے دوسری خالی ہونا ہر ایک کی فرج کا ہے مہر سے سو بعض نے تو دونوں کو اکٹھا اعتبار کیا ہے یہاں تک کہ نہیں ہے منع مثلا جب کہ ہر ایک دونوں میں سے دوسرے کو نکاح کر دے بغیر شرط کے اگرچہ مہر کو ذکر نہ کرے یا ہر ایک دوسرے کو شرط نکاح کر دے اور مہر کو ذکر کرے اور اکثر شافعیوں کا یہ مذہب ہے کہ علت نہی کی شریک ہونا ہے بضع میں اس واسطے کہ فرج ہر ایک کا دونوں میں سے ہوتا ہے مورد عقد کا اور ٹھہرانا بضع کا مہر مخالف ہے واسطے دراز کرنے عقد نکاح کے اور مہر کا ذکر نہ کرنا نہیں تقاضا کرتا بطلان کو اس واسطے کہ نکاح بغیر مہر مقرر کرنے کے بھی صحیح ہوتا ہے اور اختلاف ہے جب کہ نہ ذکر کریں دونوں بضع یعنی شرم گاہ کو صریح سو صحیح نزدیک ان کے صحیح ہونا نکاح کا ہے لیکن نص شافعی کی اس کے برخلاف پائی گئی ہے کہ اس نے کہا کہ یہی ہے وہ شغار جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور یہ منسوخ ہے اور مختلف ہے نص شافعی کے جب کہ مقرر کرے ساتھ اس کے مہر کو سو نص کی ہے اس نے املا میں بطلان پر اور نص کی ہے اس نے مختصر میں صحت پر اور کہا قفال نے کہ علت بطلان میں تعلیق ہے اور توقیف سو گویا کہ کہتا ہے کہ نہیں منعقد ہوگا نکاح میری بیٹی کا واسطے تیرے یہاں تک کہ منعقد ہو نکاح بیٹی تیری کا واسطے میرے اور خطابی نے کہا کہ ابن ابی ہریرہ تشبیہ دیتا تھا ساتھ اس مرد کے جو کسی عورت سے نکاح کرے اور کسی عضو کو اس

کے اعضاء سے مستثنیٰ کرے اور تقریر اس کی یہ ہے کہ نکاح کر دے اپنی بیٹی کو اور مستثنیٰ کرے اس کی شرم گاہ کو جب کہ ٹھہرائے اس کو مہر واسطے دوسرے کے کہا غزالی نے وسیط میں کہ اس کی پوری صورت یہ ہے کہ میں نے تجھ کو اپنی بیٹی نکاح کر دی اس شرط پر کہ تو مجھ کو اپنی بیٹی نکاح کر دے اس شرط پر کہ دونوں میں سے ہر ایک کا بضع دوسری کا مہر ہو اور جب میری بیٹی کا نکاح منعقد ہوگا تو اس وقت تیری بیٹی کا نکاح بھی منعقد ہو جائے گا اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ لائق ہے کہ اتنا اور زیادہ کیا جائے یہ کہ نہ ہو ساتھ بضع کے کوئی چیز اور تا کہ بالاتفاق حرام ہو مذہب میں اور نقل کیا ہے خرقی نے کہ احمد نے نص کی ہے کہ علت نکاح شغار کے باطل ہونے کی نہ ذکر کرنا مہر کا ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ اجماع ہے علماء کا اس پر کہ نکاح شغار کا جائز نہیں لیکن اختلاف ہے اس کی صحت میں کہ صحیح ہوتا ہے یا نہیں جمہور علماء کے نزدیک باطل ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت ہے کہ فسخ کیا جائے پہلے دخول کے نہ بعد اس کے اور حکایت کیا ہے ابن منذر نے اوزاعی سے اور حنفیوں کا مذہب یہ ہے کہ نکاح شغار صحیح ہے اور واجب ہے مہر مثل کا اور یہ قول زہری اور مکحول اور ثوری اور لیث کا ہے اور ایک روایت ہے احمد اور اسحاق اور ابوثور سے اور یہ قول ہے اوپر مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے مختلف ہونے جہت کے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عورتیں حرام ہیں مگر جو حلال کیں اللہ تعالیٰ نے یا لونڈی سو جب وارد ہوئی نکاح سے تو پکی ہو جاتی ہے تحریم، کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اجماع ہے کہ بہنوں اور بھتیجیوں وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِأَحَدٍ.

کیا جائز ہے واسطے کسی عورت کے کہ اپنی جان کسی کو بخشے۔

فائدہ: یعنی پس حلال ہو واسطے اس کے نکاح اس عورت کا اور یہ شامل ہے دو صورتوں کو ایک مجرد ہبہ کرنا اپنی جان کو بغیر ذکر مہر کے اور دوسرا عقد ساتھ لفظ ہبہ کے سو پہلی صورت میں جمہور کا مذہب یہ ہے کہ نکاح باطل ہے اور کہا حنفیوں نے کہ جائز ہے اور یہی قول ہے اوزاعی کا لیکن انہوں نے کہا کہ واجب ہوتا ہے مہر مثل کا اور کہا اوزاعی نے کہ اگر نکاح کرے لفظ ہبہ سے اور شرط کرے کہ مہر نہیں تو نکاح صحیح نہیں ہوتا اور حجت جمہور کی یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿خالصة لك من دون المؤمنين﴾ سو انہوں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے گنا ہے اور یہ کہ جائز ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح کرنا بغیر مہر کے حال میں اور انہ انجام میں اور جو اس کو جائز رکھتے ہیں وہ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جان بخشنے والی خاص ہوتی ہے ساتھ آپ کے نہ مطلق ہبہ اور لیکن دوسری صورت سو شافعیوں اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ نہیں صحیح ہوتا ہے نکاح مگر ساتھ لفظ نکاح کے تزویج کے اس واسطے کہ وہ دونوں لفظ صریح ہیں جن کے ساتھ وارد ہوا ہے قرآن اور حدیث اور اکثر کا مذہب یہ ہے کہ صحیح ہوتا ہے نکاح کنایات سے اور محبت پکڑی ہے واسطے ان کے طحاوی نے ساتھ قیاس کے طلاق پر کہ وہ جائز ہے صریح لفظوں سے اور کنایات سے ساتھ قصد کے۔ (فتح)

٤٧٢١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيْمٍ مِّنَ اللَّائِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَمَا تَسْتَحِي الْمَرْأَةُ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرَّجُلِ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿ تُرْجِىْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ ﴾ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أُرٰى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِيْ هَوَاكَ رَوَاهُ أَبُوْ سَعِيْدِ الْمُؤَدِّبُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَّعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ يَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ.

۴۷۲۱۔ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ کہا خولہ بنت حکیم ان عورتوں میں سے تھی جنہوں نے اپنی جان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا عورت نہیں شرماتی یہ کہ اپنی جان مرد کو بخشے؟ سو جب یہ آیت اتری کہ پیچھے ہٹا تو جس کو چاہے عورتوں میں سے، میں نے کہا یا حضرت! نہیں دیکھتی میں آپ کے رب کو مگر کہ آپ کی رضا مندی میں جلدی کرتا ہے۔

اور روایت کیا ہے اس کو ابوسعید مؤدب اور محمد بن بشر اور عبدہ نے ہشام سے اس نے روایت کی ہے اپنے باپ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بعض بعض پر زیادہ کرتے تھے۔

فائدہ: یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا نے غیرت کے سبب سے کہا نہیں تو منسوب کرنا ھوی کا طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر پر محمول نہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما ینطق عن الھوی﴾ اور اگر عائشہ رضی اللہ عنہا رضا کا لفظ بولتیں تو لائق تر ہوتا لیکن غیرت کے سبب سے ایسے لفظ کا بولنا معاف ہے۔ (فتح)

بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ.

باب ہے بیچ نکاح کرنے محرم کے۔

فائدہ: شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ حجت پکڑتا ہے طرف جواز کے یعنی احرام کی حالت میں نکاح کرنا جائز ہے اس واسطے کہ اس نے باب میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی سوائے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور نہیں روایت کیا اس نے منع کی حدیث کو شاید وہ اس کی شرط کے موافق صحیح نہیں ہوئی۔ (فتح)

٤٧٢٢ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۴۷۲۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنے امر کو عباس رضی اللہ عنہ کی طرف گردانا تو عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح اس سے کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ خلوت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے اس حال میں کہ وہ حلال تھیں اور فوت ہوئیں سرف میں کہا اثرم نے میں نے احمد سے کہا کہ ابوثور کہتا ہے کہ کس طرح دفع کیا

جائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو باوجود صحیح ہونے اس کے کی تو کہا اس نے اللہ ہے مددگار، ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وہم کیا اور حالانکہ میمونہ رضی اللہ عنہا خود کہتی ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا اور آپ حلال تھے یعنی احرام میں نہ تھے اور البتہ معارض ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کی کہ نہ نکاح کرے محرم اپنا اور نہ نکاح کرے کسی دوسرے کا، روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور تطبیق یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث محمول ہے اس پر یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ حدیثیں اس حکم میں مختلف آئی ہیں لیکن حلال ہونے کی حالت میں نکاح کرنے کی راویت بہت طریقوں سے آئی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن احتمال ہے وہم کا ایک کی طرف قریب تر ہے وہم سے طرف جماعت کے سوا ادنیٰ درجہ دونوں حدیثوں کا یہ ہے کہ معارض ہوں سو طلب کی جائے حجت ان کے غیر سے یعنی کوئی اور حدیث طلب کی جائے جو ان دونوں کا فیصلہ کرے اور حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کی محرم کے نکاح کے منع ہونے میں صحیح ہے پس اسی پر ہے اعتماد اور ترجیح دی جاتی ہے عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ساتھ اس طور کے کہ وہ ایک قاعدہ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اس میں کئی قسم کے احتمالات ہیں ایک یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے یہ ہے کہ جو ہدی کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈالے وہ محرم ہو جاتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عمرے میں میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس میں ہدی کے گلے میں ہار ڈالا تھا تو اس کے اس قول سے کہ نکاح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت احرام میں یہ مراد ہے عقد کیا اس سے اس کے بعد کہ ہدی کے گلے میں ہار ڈالا اگرچہ ابھی احرام نہ باندھا تھا اور اس کا سبب یوں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع کو نکاح کا پیغام دے کر میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تو اس نے اپنی طرف سے عباس رضی اللہ عنہ کو مختار کیا عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا اور روایت کی ہے ابن خزیمہ اور ابن حبان اور ترمذی نے ابو رافع سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا میمونہ رضی اللہ عنہا سے اور حالانکہ آپ حلال تھے اور بنا کی اس سے اس حال میں کہ حلال تھے اور میں دونوں کے درمیان قاصد تھا اور ایک یہ کہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محرم ہونے سے یہ ہے یعنی داخل ہونے والے تھے حرم یا مہینے حرام میں اور اس تاویل کی طرف مائل کی ہے ابن حبان نے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے معارض ہے حدیث یزید بن اصم کی کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا اور حالانکہ حلال تھے اور وہ میری خالہ تھیں اور کہا طبری نے ٹھیک بات ہمارے نزدیک یہ ہے کہ نکاح محرم کا فاسد ہے واسطے صحیح ہونے حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کے اور بہر حال قصہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا سو اس میں حدیثیں متعارض ہیں پھر بیان کیا اس نے ایوب کے طریق سے کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں اختلاف اس وجہ سے واقع ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا تھا تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح میمونہ رضی اللہ عنہا سے کر دیں سو عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح اس سے کر دیا سو بعض نے کہا کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام سے پہلے نکاح کر دیا

اور بعض نے کہا کہ احرام کی حالت میں اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ عمر اور علی رضی اللہ عنہما وغیرہ اصحاب نے جدا کیا ایک مرد کو اس کی عورت سے جس نے احرام کی حالت میں نکاح کیا تھا اور نہیں ہوتا یہ مگر ثبوت سے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے مطابق عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے روایت کیا ہے اس کو نسائی اور دار قطنی نے اور اس میں رد ہے ابن عبدالبر پر کہ اس نے کہا کہ اصحاب میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوائے کسی نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور مجاہد اور شعبی سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے روایت کیا ہے اس کو طحاوی نے اور شاید انس رضی اللہ عنہ کو عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث نہیں پہنچی کہ احرام کی حالت میں نکاح کرنا حلال نہیں۔ (فتح)

بَابُ نَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ اٰخِرًا.

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح متعہ سے اخیر میں منع فرمایا۔

فائدہ: نکاح متعہ یہ ہے کہ کہے مرد اس عورت کو کہ موانع سے خالی ہو کہ فائدہ اٹھاؤں گا میں ساتھ تیرے مدت دس روز تک مثلاً یا کہے کہ چند روز یا نہ ذکر کے دنوں کا بدلے اتنے مال کے خواہ مدت دراز ہو یا کم پھر جب وہ مدت گزر جائے تو واقع ہو جدائی درمیان مرد اور عورت کے اور یہ جو ترجمہ میں کہا اخیراً تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ پہلے مباح تھا اور یہ کہ اس سے نہی اخیر زمانے میں واقع ہوئی اور باب کی حدیثوں میں اس کی تصریح نہیں کہ نہی اخیر زمانے میں واقع ہوئی لیکن باب کے اخیر میں کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نکاح متعہ منسوخ ہو چکا ہے اور البتہ وارد ہو چکی ہیں چند حدیثیں صحیحہ جو صریح ہیں اس میں کہ پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی پھر اس کے بعد اس سے منع فرمایا اور جو نہایت قریب تر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ہے وہ یہ حدیث ہے جو ابو داؤد نے زہری کے طریق سے روایت کی ہے کہ ہم عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھے سو ہم نے آپس میں نکاح متعہ کا ذکر کیا تو ایک مرد نے جس کو ربیع بن سبرہ کہا جاتا تھا کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اپنے باپ پر کہ اس نے حدیث بیان کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں نکاح متعہ سے منع کیا۔ (فتح)

٤٧٢٣ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَأَخُوْهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِمَا أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

۴۷۲۳۔ حضرت محمد بن علی سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن نکاح متعہ اور گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے منع کیا۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کسی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نکاح متعہ میں کچھ ڈر نہیں دیکھتے کما سیاتی فی الحیل اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما پر گزرے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فتویٰ دیتے تھے نکاح متعہ میں کہ اس کا کچھ ڈر نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھہرا اے ابن عباس! اور علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں ایک اشکال ہے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ نکاح متعہ سے خیبر کے دن ممانعت واقع ہوئی اور حالانکہ اس بات کو کوئی اہل سیر نہیں پہنچاتا سو ظاہر یہ ہے کہ زہری کے لفظ میں تقدیم وتاخیر واقع ہوئی ہے اور مسند حمیدی میں اس حدیث کے روایت کرنے کے بعد یہ ہے کہ ابن عیینہ نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے منع کیا اور نکاح متعہ سے اس دن منع نہیں کیا یعنی بلکہ دن جنگ خیبر کے سوائے اور دن میں منع کیا کہا ابن عبدالبر نے کہ اسی پر ہیں اکثر لوگ، کہا بیہقی نے لائق ہے کہ ہو جیسا ابن عیینہ نے کہا واسطے صحیح ہونے حدیث کے بیچ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے بعد نکاح متعہ کی رخصت دی پھر اس سے منع کیا سو نہ تمام ہوگی حجت پکڑنی علی رضی اللہ عنہ کی مگر جب کہ واقع ہو نہی اخیر تاکہ قائم ہو ساتھ اس کے حجت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اور ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں کہا کہ میں نے اہل علم سے سنا کہ علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معنی یہ ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے منع کیا اور نکاح متعہ سے چپ رہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکاح متعہ فتح مکہ کے دن منع کیا اور ان لوگوں کو باعث اس پر یہ چیز ہوئی ہے کہ خیبر کی جنگ کے بعد بھی نکاح متعہ کی اجازت ثابت ہو چکی ہے جیسا کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف بیہقی نے لیکن ممکن ہے کہ کہا جائے کہ شاید علی رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن نکاح متعہ کی اجازت نہیں پہنچی واسطے واقع ہونے نہی کے اس سے عنقریب اور کہا ماوردی نے کہ نکاح متعہ کئی بار مباح ہوا اسی واسطے اخیر بار میں کہا قیامت تک واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کے کہ تحریم ماضی تھی خبر دینے والی کہ اس کے بعد مباح ہوگا برخلاف اس بار کے کہ وہ تحریم مؤبد یعنی قیامت تک حرام ہے اس کے بعد کبھی مباح نہیں ہوگا اور یہی معتمد ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ٹھیک بات یہ ہے کہ نکاح متعہ دو بار مباح ہوا اور دو بار حرام ہوا سو جنگ خیبر سے پہلے مباح تھا پھر اس میں حرام ہوا پھر مباح ہوا دن فتح مکہ کے اور وہ سال جنگ اوطاس کا ہے پھر حرام ہوا قیامت تک اور نہیں ہے کوئی مانع کہ کئی بار مباح ہوا ہو اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ نکاح متعہ دو بار منسوخ ہوا اور پہلے گزر چکی ہے اول نکاح میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیچ سبب اجازت کے نکاح متعہ میں اور یہ کہ جب وہ جنگ کرتے تھے تو ان پر مجرد رہنا مشکل ہوتا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نکاح متعہ کی اجازت دی سو شاید نہی دوہرائی جاتی تھی ہر جگہ میں اجازت کے بعد سو جب اخیر بار میں واقع ہوا

کہ نکاح متعہ قیامت تک حرام ہوا تو اس کے بعد اجازت واقع نہ ہوئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں امر کی رخصت دیتے تھے نکاح متعہ کی بھی اور گدھوں کے گوشت کی بھی کما سیاتی سو یہی حکم ہے اس میں کہ علی رضی اللہ عنہ نے دونوں امروں کو جمع کیا اور دونوں حکم میں ان پر رد کیا اور یہ کہ یہ خیبر کے دن واقع ہوا سو یا تو یہ حدیث ظاہر پر محمول ہوگی اور یہ کہ دونوں ایک وقت میں منع ہوئے اور یا جواذن کہ فتح مکہ کے دن واقع ہوا وہ علی رضی اللہ عنہ کو نہیں پہنچا واسطے چھوٹے ہونے مدت اجازت کے اور وہ تین دن ہیں کما تقدم اور مسلم میں سمرہ بن معبد سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! البتہ میں نے تم کو اجازت دی تھی عورتوں سے متعہ کرنے کی اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اس متعہ کو حرام کیا ہے قیامت تک سو جس کے پاس کوئی متعہ والی عورت ہو تو چاہیے کہ اس کو چھوڑ دے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ہم کو حکم دیا ساتھ نکاح متعہ کے جب کہ ہم کے میں داخل ہوئے پھر نہ نکلے کے سے یہاں تک کہ ہم کو اس سے منع کیا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا وہ حرام ہے تمہارے اس دن سے قیامت تک اور سبب مباح ہونے متعہ کا حاجت جماع کی ہے باوجود نہ میسر ہونے کسی چیز کے اور سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح متعہ میں اس واسطے کہ لوگوں پر مجرد رہنا مشکل ہوا پھر اس سے منع کیا پھر جب خیبر فتح ہوا اور مال اور بندیوں کی فراخی ہوئی تو مناسب ہوا منع کرنا متعہ سے واسطے دور ہونے سبب مباح ہونے کے اور تھا یہ تمامی شکر سے اللہ کی نعمت پر کہ اللہ نے لوگوں کو تنگی کے بعد وسعت دی یا اباحت صرف ان جنگوں میں واقع ہوتی تھی جن میں مسافت دور ہوتی اور مشقت ہوتی اور خیبر مدینے سے قریب ہے سو واقع ہوئی نہی متعہ سے بیچ اس کے واسطے اشارہ کے طرف اس کے بغیر متقدم ہونے اجازت کے بیچ اس کے پھر جب پھرے طرف سفر دور دراز مدت والے کے اور وہ جنگ فتح مکہ کا تھا اور ان پر مجرد رہنا دشوار ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فقط تین دن متعہ کی اجازت دی واسطے دفع کرنے حاجت کے پھر تین دن کے گزرنے کے بعد ان کو اس سے منع کیا اور اسی طرح جواب دیا جاتا ہے ہر سفر سے کہ ثابت ہوئی ہے اس میں نہی اجازت کے بعد اور راجح تر یہ بات ہے کہ نکاح متعہ فتح مکہ کے دن حرام ہوا۔ (فتح)

٤٧٢٤ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَرَخَّصَ فَقَالَ لَهُ مَوْلًى لَهُ إِنَّمَا ذٰلِكَ فِي الْحَالِ الشَّدِيْدِ وَفِي النِّسَاءِ قِلَّةٌ أَوْ نَحْوَهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ.

۴۷۲۴۔ حضرت ابو جمرہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ کسی نے ان سے نکاح متعہ کا حکم پوچھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی رخصت دی سو ان کے غلام آزاد نے ان سے کہا کہ یہ حکم سخت حال میں تھا اور عورتیں کم تھیں یا مانند اس کے کہا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ یہ رخصت جہاد میں تھی اور عورتیں کم تھیں اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں تو ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا متعہ رخصت بیچ ابتدا اسلام کے واسطے اس شخص کے جو اس کی طرف بے بس ہو مانند مردار کے اور خون کے اور سور کے گوشت کے اور تائید کرتی ہے اس کی جو خطابی اور فاکہی نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ البتہ چلے تیرے فتوے کے ساتھ سوار اور اس میں شاعروں نے شعر کہے یعنی نکاح متعہ میں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں نے اس کے ساتھ فتویٰ نہیں دیا اور نہیں ہے وہ مگر مانند مردار کے نہیں حلال ہے مگر بے بس کو اور ایک روایت میں ہے کہ خبردار ہو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مانند مردار اور لہو اور سور کے گوشت کے ہے اور یہ آثار قوی کرتے ہیں بعض بعض کو اور حاصل ان کا یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اجازت دی گئی ہے نکاح متعہ میں بسبب مجرد ہونے کے حالت سفر میں اور یہ موافق ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حدیث کو جو ابتدا نکاح میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٤٧٢٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَا كُنَّا فِيْ جَيْشٍ فَأَتَانَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوْا فَاسْتَمْتِعُوْا وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنِيْ إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ وَّامْرَأَةٍ تَوَافَقَا فَعِشْرَةُ مَا بَيْنَهُمَا ثَلَاثُ لَيَالٍ فَإِنْ أَحَبَّا أَنْ يَّتَزَايَدَا أَوْ يَتَتَارَكَا تَتَارَكَا فَمَا أَدْرِيْ أَشَيْءٌ كَانَ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَبَيَّنَهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْسُوْخٌ.

۴۷۲۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک لشکر میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایلچی ہمارے پاس آیا سو اس نے کہا کہ بے شک تم کو اجازت ہوئی کہ تم فائدہ اٹھاؤ سو تم فائدہ اٹھاؤ یعنی عورتوں سے متعہ کرو اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مرد اور عورت موافقت کریں نکاح میں یعنی مطلق بغیر ذکر مدت کے تو عشرت ان دونوں کے درمیان تین دن ہیں پھر اگر تین دن گزرنے کے بعد چاہیں کہ زیادہ کریں مدت میں زیادہ کریں اور اگر چاہیں کہ جدا جدا ہوں تو جدا جدا ہوں سو میں نہیں جانتا کہ کیا یہ چیز ہمارے واسطے خاص تھی یا سب لوگوں کے واسطے عام تھی ۔ کہا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بیان کیا ہے اس کو علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نکاح متعہ منسوخ ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم ایک لشکر میں تھے تو اس سے تعیین معلوم نہیں لیکن روایت کی ہے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اوطاس کے سال تین دن متعہ کی اجازت دی پھر اس سے منع کیا اور ایک وایت میں جابر رضی اللہ عنہ

سے آیا ہے کہ متعہ کیا ہم نے حضرت ﷺ کے زمانے میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور ایک روایت میں اس کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ یہاں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا عمرو بن حریث کے حال میں اور اس کا قصہ یوں ہے کہ کہا جابر رضی اللہ عنہ نے کہ عمرو بن حریث کوفے میں آیا اور ایک لونڈی آزاد سے متعہ کیا سو وہ اس سے حاملہ ہوئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا اس نے اقرار کیا کہا سو اسی وقت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا اور یہ نہی عمر رضی اللہ عنہ کی موافق ہے حضرت ﷺ کی نہی کو۔ میں کہتا ہوں اور جابر رضی اللہ عنہ اور سلمہ رضی اللہ عنہ وغیرہ جو لوگ کہ حضرت ﷺ کے بعد نکاح متعہ کے جواز پر بدستور رہے تو شاید ان کو نہی نہیں پہنچی یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو منع کیا اور نیز مستفاد ہوتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے اجتہاد کے ساتھ منع نہیں کیا بلکہ منع کیا ان کو ساتھ سند کے حضرت ﷺ سے اور البتہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے اس حدیث میں کہ روایت کیا ہے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو خطبہ پڑھا اور کہا کہ حضرت ﷺ نے ہم کو نکاح متعہ کی تین دن اجازت دی پھر اس کو حرام کر ڈالا اور ایک روایت میں ہے کہ حمد و ثناء کے بعد کہا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ نکاح متعہ کرتے ہیں بعد منع کرنے حضرت ﷺ کے اس سے روایت کیا ہے اس کو بیہقی وغیرہ نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ڈھا دیا ہے متعہ کو نکاح اور طلاق اور عدت اور میراث نے روایت کیا ہے اس کو ابن حبان نے۔ (فتح) اور یہ جو کہا کہ مرد اور عورت موافقت کریں نکاح پر تو ان کی گزران تین دن ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مدت کا مطلق ہونا محمول ہے مقید پر ساتھ تین دنوں کے سمیت ان کی راتوں کے اور یہ جو کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا یہ چیز ہمارے واسطے خاص تھی یا عام لوگوں کے واسطے تھی تو واقع ہوئی ہے تصریح ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ خاص ہونے کے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے اس سے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حلال ہوا واسطے ہمارے یعنی واسطے اصحاب حضرت ﷺ کے متعہ کرنا عورتوں سے تین دن پھر حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور یہ جو کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت ﷺ سے بیان کیا ہے کہ وہ منسوخ ہے تو مراد اس کی ساتھ اس کے تصریح علی رضی اللہ عنہ کی ہے حضرت ﷺ سے ساتھ نہی کے اس سے بعد اجازت دینے کے بیچ اس کے اور اس کا بیان بسط کے ساتھ پہلی حدیث میں گزر چکا ہے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ منسوخ کیا رمضان نے ہر روزے کو اور منسوخ متعہ کو طلاق اور عدت اور میراث نے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ نکاح متعہ کے کہا ابن منذر نے کہ پہلوں سے اس کی رخصت آئی ہے اور میں نہیں جانتا کہ کوئی اس کو اب جائز رکھتا ہو مگر بعض رافضی اور نہیں ہیں کوئی معنی واسطے اس قول کے جو قرآن اور حدیث کے مخالف ہو اور کہا عیاض نے کہ پھر واقع ہوا ہے اجماع سب علماء کا اوپر حرام ہونے اس کے مگر رافضیوں نے اس کو جائز رکھا ہے اور بہر حال ابن عباس رضی اللہ عنہما سو مروی ہے اس سے مباح ہونا اس کا اور کبھی مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے رجوع کیا کہا ابن بطال نے کہ روایت رجوع کی اس سے ضعیف

سندوں کے ساتھ آئی ہے اور اجازت متعہ کی اس سے صحیح تر ہے اور یہی ہے مذہب شیعہ کا اور اجماع ہے علماء کا اس پر کہ جب واقع ہو جواب تو باطل کیا جائے برابر ہے کہ دخول سے پہلے ہو یا پیچھے مگر قول زفر کا کہ ٹھہرایا اس نے اس کو مانند شرط فاسد کے اور رد کرتا ہے اس کو قول حضرت ﷺ کا کہ جس شخص کے پاس کوئی متعہ والی عورت ہو تو چاہیے کہ اس کو چھوڑ دے اور یہ حدیث مسلم میں ہے، کہا خطابی نے کہ حرام ہونا نکاح متعہ کا مانند اجماع کے ہے مگر بعض شیعہ سے اور نہیں صحیح ہے ان کے قاعدے پر اس واسطے کہ ان کا قاعدہ یہ ہے کہ مختلف مسئلوں میں علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت کی طرف رجوع کیا جائے سو البتہ صحیح ہو چکا ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ متعہ منسوخ ہوا اور نقل کیا ہے بیہقی نے جعفر بن محمد سے کہ وہ متعہ سے پوچھے گئے تو کہا کہ وہ ہو بہو زنا ہے کہا ابن دقیق العید نے کہ جو بعض حنفیوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا جواز نقل کیا ہے تو وہ خطا ہے اس واسطے کہ مبالغہ کیا ہے مالکیوں نے بیچ منع کرنے نکاح موقت کے یہاں تک کہ باطل کہا ہے انہوں نے توقیت حل کو اس کے سبب سے سو کہا انہوں نے کہ اگر معلق کرے ایسے وقت پر کہ اس کا آنا ضرور ہے تو واقع ہوتی ہے طلاق اب اس واسطے کہ یہ توقیت ہے واسطے حل کے یعنی موقت کرنا پس ہو گا بیچ منع متعہ نکاح کے کہا عیاض نے اور اجماع ہے اس پر کہ شرط بطلان کی تصریح کرتی ہے ساتھ شرط کے سو اگر نیت کرے وقت عقد کے یہ کہ چھوڑے بعد مدت کے تو صحیح ہو جاتا ہے نکاح مگر اوزاعی نے اس کو باطل کہا ہے اور اختلاف ہے کہ اگر کوئی نکاح متعہ کرے تو اس کو حد ماری جائے یا تعزیر اس میں دو قول ہیں ماخذ ان کا یہ ہے کہ اتفاق بعد خلاف کے کیا اٹھا دیتا ہے خلاف پہلے کو اور کہا قرطبی نے کہ سب روایتوں کا اتفاق ہے اس پر کہ زمانہ اباحت متعہ کا دراز نہیں ہوا اور یہ کہ وہ حرام ہوا پھر اجماع کیا ہے سلف اور خلف نے اس کے حرام ہونے پر مگر جس کی طرف التفات نہیں کیا جاتا رافضیوں سے اور جزم کیا ہے ایک جماعت نے کہ اکیلے ہوئے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما ساتھ مباح جاننے اس کے کی سو وہ مسئلہ مشہورہ سے ہے اور وہ کمیاب ہونا مخالف کا ہے فقط ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی نے اس کو مباح کہا ہے ان کے سوائے کسی نے اس کو مباح نہیں کہا لیکن کہا ابن عبدالبر نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھی مکے والوں اور یمن والوں سے اس کو مباح کہتے ہیں پھر اتفاق کیا ہے شہروں کے فقہاء نے اس پر کہ وہ حرام ہے اور کہا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ثابت ہو چکی ہے اباحت اس کی بعد حضرت ﷺ کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ سے لیکن اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اس کی سند صحیح نہیں اور باوجود اس کے کہ اعتراف کیا ہے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ حرام ہونے اس کے کی واسطے ثابت ہونے اس کے کی حضرت ﷺ سے کہ وہ حرام ہے قیامت تک۔ (فتح)

بَابُ عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ الصَّالِحِ

جائز ہے واسطے عورت کے پیش کرنا اپنی جان کا نیک مرد پر۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے حاشیہ میں کہ بخاری کے لطائف سے ہے جب اس نے معلوم کیا خصوصیت کو بیچ قصے اس

عورت کے جس نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تھی تو استنباط کی حدیث سے وہ چیز جس میں خصوصیت نہیں اور وہ جواز عرض کرنا عورت کا ہے اپنی جان کو نیک مرد پر واسطے رغبت کے اس کی پرہیز گاری اور نیکو کاری میں سو یہ عورت کو جائز ہے اور جب رغبت کرے مرد بیچ اس کے تو نکاح کرے اس سے ساتھ شرط اس کی کے۔ (فتح)

٤٧٢٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَرْحُوْمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَنَسٍ وَّعِنْدَهُ ابْنَةٌ لَّهُ قَالَ أَنَسٌ جَآءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَكَ بِيْ حَاجَةٌ فَقَالَتْ بِنْتُ أَنَسٍ مَا أَقَلَّ حَيَآئَهَا وَا سَوْأَتَاهُ وَا سَوْأَتَاهُ قَالَ هِيَ خَيْرٌ مِّنْكِ رَغِبَتْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا.

۴۷۲۶۔ حضرت ثابت بنانی سے روایت ہے کہ میں انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور ان کے پاس ان کی ایک بیٹی تھی کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی عرض کرتی تھی کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی کہا یا حضرت! کیا آپ کو میری حاجت ہے؟ تو انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا کہ کیا کم شرم تھی اے فعل بد! اے فعل بد! انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تجھ سے بہتر تھی کہ اس نے حضرت ﷺ کے نکاح کی رغبت کی سو اپنی جان حضرت ﷺ پر عرض کی۔

فائدہ: میں اس عورت کی تعیین پر واقف نہیں ہوا اور شاید یہ ان عورتوں میں ہے جنہوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تھی اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ کہ یہ عورت اور ہے جس عورت کا سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر ہے اور وہ اور ہے۔ (فتح)

٤٧٢٧ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ قَالَ اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْتُّ شَيْئًا وَّلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ وَّلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِيْ وَلَهَا نِصْفُهُ

۴۷۲۷۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی سو ایک مرد نے کہا یا حضرت! مجھ کو نکاح کر دیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ ہے اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں فرمایا جا اور تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو وہ مڑ گیا پھر پھرا سو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نے کچھ چیز نہیں پائی اور نہ لوہے کی ایک انگوٹھی لیکن میرا یہ تہہ بند ہے میں اس کو آدھا دیتا ہوں سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے پاس چادر نہ تھی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کیا کرے گا تہہ بند سے اگر تو اس کو پہنے گا تو

قَالَ سَهْلٌ وَّمَا لَهُ رِدَآءٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَّبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَّإِنْ لَّبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ أَوْ دُعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ مَعِيَ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ يُعَدِّدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْلَكْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

اس عورت پر کچھ نہ رہے گا اور اگر وہ اس کو پہنے گی تو تجھ پر اس سے کچھ نہ رہے گا سو وہ مرد بیٹھ گیا یہاں تک کہ جب اس کو بیٹھے بہت دیر ہوئی تو اٹھ کھڑا ہوا سو حضرت ﷺ نے اس کو دیکھ کر بلایا یا آپ کے پاس بلایا گیا سو فرمایا کہ کیا ہے تیرے پاس قرآن سے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلاں فلاں سورت یاد ہے اس نے چند سورتوں کو گنا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے تجھ کو اس کا مالک کر دیا قرآن (یاد کروانے) کے بدلے جو تیرے پاس ہے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے عورت کہ کہ مرد کو کہے کہ تو مجھ سے نکاح کر لے یا میں نے اپنی جان نکاح کر دی اور اس کو معلوم کروانا کہ مجھ کو تجھ سے رغبت ہے اور یہ کہ نہیں ہے کوئی نقص اس پر بیچ اس کے اور یہ کہ جس مرد پر عورت اپنی جان کو پیش کرے اس کو اختیار ہے نکاح کرنے اور نہ کرنے میں لیکن مرد کو لائق نہیں کہ اس کو صریحا کہے کہ میں تجھ سے نکاح نہیں کرتا یا مجھ کو تیری حاجت نہیں بلکہ کافی ہے چپ رہنا اور اس میں چپ رہنا عالم کا ہے اور جو کسی حاجت سے سوال کیا جائے جب کہ نہ ارادہ کرے اسعاف کا اور یہ نرم تر ہے سائل کے پھیرنے میں۔ (فتح)

بَابُ عَرْضِ الْإِنْسَانِ ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتَهُ عَلٰى أَهْلِ الْخَيْرِ.

عرض کرنا آدمی کا اپنی بیٹی یا بہن کو نیک لوگوں پر۔

٤٧٢٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِيْنَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ

۴۷۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی یعنی میری بہن خنیس سے بیوہ ہوئی یعنی ان کا خاوند مر گیا اور وہ حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے تھا سو مدینے میں فوت ہوا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو میں نے اس سے کہا کہ تو حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لے سو اس نے کہا کہ میں اپنے کام یعنی اس بات میں سوچوں گا سو میں چند دن ٹھہرا پھر مجھ سے ملا

أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقَالَ سَأَنْظُرُ فِيْ أَمْرِيْ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِيْ فَقَالَ قَدْ بَدَا لِيْ أَنْ لَّا أَتَزَوَّجَ يَوْمِيْ هٰذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ أَبُوْ بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا وَّكُنْتُ أَوْجَدَ عَلَيْهِ مِنِّيْ عَلٰى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَّ عَلَيَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ عُمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فَإِنَّهٗ لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيْمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ إِلَّا أَنِّيْ كُنْتُ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِلْتُهَا.

سو اس نے کہا مجھ کو مناسب معلوم ہوا کہ میں آج نکاح نہ کروں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھ کو اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دوں سو ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی چپ رہے اور مجھ کو کچھ جواب نہ دیا سو مجھ کو ان پر عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ غصہ تھا (کہ اس نے مجھ کو صاف جواب دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو مطلق کچھ جواب نہ دیا) پھر میں چند دن ٹھہرا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے اس کا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا پھر مجھ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے سو کہا کہ جب تو نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کرنے کو میرے ساتھ کہا تھا اور میں نے تجھ کو کچھ جواب نہ دیا تو شاید تو مجھ پر غصے ہوا ہوگا؟ میں نے کہا ہاں! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ شان یہ ہے کہ نہ منع کیا مجھ کو کسی چیز نے تیرے جواب دینے سے اس چیز میں کہ تو نے مجھ پر عرض کی مگر اس نے کہ البتہ میں نے جانا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ذکر کیا سو مجھ کو لائق نہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر کروں اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو قبول کرتا۔

فائدہ: اس حدیث میں عرض کرنا بیٹی کا ہے نیک مرد پر اور یہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ کہ مجھ کو مناسب معلوم ہوا کہ میں آج نکاح نہ کروں تو شاید عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی وہ خبر پہنچی ہوگی جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہنچی ذکر کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے واسطے حفصہ رضی اللہ عنہا کے سو کیا اس نے جس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا راز کے ظاہر نہ کرنے سے اور جواب دیا عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ خوب طرح کے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر زیادہ غضبناک ہونا دو وجہ سے تھا ایک یہ کہ ان کو آپس میں نہایت دوستی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو آپس میں بھائی بنایا ہوا تھا دوم یہ کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلی

بار جواب دیا اور دوسری بار عذر کیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مطلق کچھ جواب نہ دیا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ میں سخت غضبناک تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے غضب سے عثمان رضی اللہ عنہ پر اور یہ جو کہا کہ اگر حضرت اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو نکاح کرتا تو ایک روایت میں ہے کہ اگر یہ عذر نہ ہوتا تو میں اس کو قبول کرتا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے عذر اس کا بیچ اس کے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نہ کہا جیسے عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو ظاہر ہوا کہ میں آج نکاح نہ کروں اور اس حدیث میں فضیلت ہے راز کے چھپانے کی اور جب خود راز والا اس کو ظاہر کر دے تو سامع سے اس کا جرح اٹھ جاتا ہے اور اس میں عتاب کرنا مرد کا ہے واسطے بھائی اپنے کے اور عذر کرنا اس کا ہے طرف اس کی اور یہ آدمی کی پیدائشی بات ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جو اس راز کو چھپایا تو احتمال ہے کہ وہ ڈرے ہوں اس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر ہو کہ اس سے نکاح نہ کریں تو اس سے عمر رضی اللہ عنہ کا دل ٹوٹ جائے اور شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کی خبر دی ہوگی کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا چاہتا ہوں یا بطور مشورے کے یا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کوئی چیز نہ چھپاتے تھے جس کا ارادہ کرتے یہاں تک کہ وہ چیز بھی جس پر عادت میں نقص ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں تھی اور اس بات کو بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نہ چھپایا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا کہ وہ آپ کو اپنی جان پر مقدم کرتے ہیں اور اسی واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے اس پر اطلاع ہوئی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ نہیں لائق ہے چھوٹے کو یہ کہ نکاح کا پیغام کرے اس عورت کو جس سے کوئی بزرگ نکاح کرنا چاہتا ہو اگرچہ اس کی طرف سے نکاح کا پیغام نہ واقع ہوا ہو چہ جائیکہ اس طرف جھکے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نکاح اس عورت سے جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام کیا ہو یا اس سے نکاح کا ارادہ کیا ہو واسطے قول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو قبول کرتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے آدمی کے یہ کہ عرض کرے اپنی بیٹی وغیرہ کو جس کا وہ ولی ہو اس شخص پر کہ اعتقاد رکھتا ہو اس کی خیر اور بزرگی کا واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے نفع سے جو پھرنے والا ہے طرف اس عورت کے جس کو عرض کیا گیا اور یہ کہ اس میں شرم کرنی لائق نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے عرض کرنا اس کا اس مرد پر اگرچہ اس کے نکاح میں آگے کوئی عورت ہو اس واسطے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں اس وقت عورت تھی اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ فلانے کا راز ظاہر نہیں کرے گا پھر راز والا خود اپنا راز ظاہر کر دے پھر وہ قسم کھانے والا اس کو ظاہر کرے تو وہ حانث نہیں ہوتا اور اس پر کفارہ قسم کا نہیں آتا اس واسطے کہ راز والے نے خود اپنا راز ظاہر کیا ہے قسم کھانے والے نے ظاہر نہیں کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوہ کے نکاح کا پیغام اس کے باپ کو کیا جائے جیسا کہ کنواری کے نکاح کا پیغام اس کے باپ کو کیا جاتا ہے اور خود اس عورت کو نکاح کا پیغام نہ کیا جائے اور نہیں ہے حدیث میں وہ چیز جو دلالت کرے اس پر کہ خود عورت کو نکاح کا پیغام نہ کیا جائے کہا ابن بطال نے کہ جائز ہے واسطے باپ کے یہ کہ نکاح کر دے اپنی بیٹی کو جو بیوہ

ہو بغیر اس کے مشورے کے جب کہ جانتا ہو کہ وہ اس بات کو برا نہیں جانتی اور پیغام کرنے والا اس کے کفو سے ہو اور نہیں ہے حدیث میں تصریح ساتھ نفی مذکور کے مگر یہ کہ لیا جاتا ہے یہ اس کے غیر سے اور البتہ باب باندھا ہے واسطے اس کے نسائی نے کہ نکاح کر دینا مرد کا اپنی بیٹی کو جو بڑی ہو یعنی بالغہ ہو سو اگر مراد ساتھ رضا مندی کے ہے تو نہیں مخالف ہے قواعد کے اور اگر مراد اس کے ساتھ خبر کرنے کے ہے تو منع کیا جائے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٧٢٩ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ نَاكِحٌ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ لَوْ لَمْ أَنْكِحْ أُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِيْ إِنَّ أَبَاهَا أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ.

۴۷۲۹۔ حضرت زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ سے کہا کہ البتہ ہم نے آپس میں چرچا کیا کہ بے شک آپ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے جس کا نام درہ ہے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر اگر میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح نہ کیا ہوتا تو بھی وہ مجھ کو حلال نہ تھی کہ بے شک اس کا باپ میرا دودھ شریک بھائی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور نہیں ذکر کیا مقصود ترجمہ کو یعنی جو جملہ اس کا ترجمہ کے موافق ہے اس کو ذکر نہیں کیا واسطے بے پرواہ ہونے کے ساتھ اشارے کے طرف اس کے اور وہ قول ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ میری بہن سے نکاح کر لیجیے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ ﴿ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِيْ أَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللّٰهُ﴾ اَلْأَيَةَ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ گناہ نہیں تم پر کہ پردہ میں کہو پیغام نکاح کا عورتوں کو یا چھپا رکھو اپنے دل میں اللہ کو معلوم ہے غفور حلیم تک۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ شامل ہے یہ آیت چار احکام کو دو مباح ہیں تعریض یعنی کنایت کرنا اور چھپانا اپنے جی میں اور دو منع ہیں نکاح عدت میں اور وعدہ کرنا بیچ اس کے۔

﴿أَوْ أَكْنَنْتُمْ﴾ أَضْمَرْتُمْ وَكُلُّ شَيْءٍ صُنْتَهُ وَأَضْمَرْتَهُ فَهُوَ مَكْنُوْنٌ.

او اکننتم کے معنی ہیں چھپا رکھو تم اپنے دل میں اور ہر چیز کہ نگاہ رکھے تو اس کو سو وہ مکنون ہے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ یہ دونوں صورتیں عورت کی عدت کے دنوں میں مباح ہیں کچھ حرج نہیں۔

وَقَالَ لِيْ طَلْقٌ حَدَّثَنَا زَآئِدَةُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول

عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ﴾ يَقُوْلُ إِنِّي أُرِيْدُ التَّزْوِيْجَ وَلَوَدِدْتُ أَنَّهُ تَيَسَّرَ لِي امْرَأَةٌ صَالِحَةٌ.

کی تفسیر میں فیما عرضتم کہا کہ کہے میں نکاح کا ارادہ رکھتا ہوں اور میں دوست رکھتا ہوں کہ مجھ کو کوئی نیک عورت میسر ہو۔

فائدہ: یہ تفسیر ہے واسطے تعریض کے جو مذکور ہے آیت میں کہا زمخشری نے کہ تعریض یہ ہے کہ ذکر کرے متکلم کسی چیز کو کہ دلالت کرے ساتھ اس کے دوسری چیز پر جس کو ذکر نہیں کیا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ تعریف مجاز کو نہیں نکالتی اور جواب دیا ہے سعد الدین نے کہ اس نے تعریف کا قصد نہیں کیا پھر تحقیق کیا ہے اس نے تعریض کو ساتھ اس کے کہ وہ ذکر کرنا ہے ایک چیز مقصود کا ساتھ لفظ حقیقی یا مجازی یا کنائے کے کہ دلالت کرے ساتھ اس کے دوسری چیز پر جو کلام میں مذکور نہیں مثل اس کے کہ ذکر کرے کہ میں سلام کو آیا ہوں اور مقصد اس کا تقاضا کرنا ہو اور اقتصار کیا ہے بخاری نے اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث موقوف پر اور باب میں حدیث مرفوع بھی آئی ہے اور وہ فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے کہ جب تو عدت سے حلال ہو تو مجھ کو خبر کرنا اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ مراد ساتھ اس حکم کے وہ عورت ہے جس کا خاوند مر گیا ہو اور جو عورت کہ طلاق بائن کی عدت میں ہو تو اس میں اختلاف ہے اور اسی طرح جس کا نکاح موقوف ہو اور بہر حال رجعی طلاق والی عورت تو کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے اس کو عدت میں نکاح کی تعریض کرے اور حاصل یہ ہے کہ صریح نکاح کا پیغام ب عدت والی عورتوں کو حرام ہے اور تعریض مباح ہے واسطے پہلی کے حرام ہے پچھلی میں مختلف ہے بائن میں۔ (فتح)

وَقَالَ الْقَاسِمُ يَقُوْلُ إِنَّكِ عَلَيَّ كَرِيْمَةٌ وَإِنِّي فِيْكِ لَرَاغِبٌ وَإِنَّ اللّٰهَ لَسَآئِقٌ إِلَيْكِ خَيْرًا أَوْ نَحْوَ هٰذَا.

اور کہا قاسم نے کہ کہے کہ بے شک تو مجھ پر بزرگ ہے اور البتہ میں تجھ میں رغبت کرنے والا ہوں اور اللہ ہانکنے والا ہے تیری طرف خیر کو یا مانند اس کے۔

فائدہ: یہ دوسری تفسیر ہے واسطے تعریض کے اور یہ سب مثالیں ہیں اسی واسطے اس کے اخیر میں کہا یا مانند اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ اس کے خاوند کی موت میں کہے اور یہ جو مثالوں میں کہا کہ البتہ میں تجھ میں رغبت کرنے والا ہوں تو یہ دلالت کرتا ہے کہ اگر عدت میں صریح رغبت کا لفظ بولے تو منع نہیں اور نہیں ہوتا ہے صریح اس کے نکاح کے پیغام میں یہاں تک کہ تصریح کرے ساتھ متعلق رغبت کے جیسے کہے میں تیرے نکاح میں رغبت کرنے والا ہوں اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو قاسم نے ذکر کیا ہے یہ تعریض کی صورت ہے اور تصریح کی صورتوں میں سے یہ ہے کہ کہے کہ اپنی جان کو مجھ سے آگے نہ بڑھا کہ میں تجھ سے نکاح کرنے والا ہوں اور اگر یہ نہ کہے کہ میں تجھ سے نکاح کرنے والا ہوں تو یہ تعریض کی صورت ہے۔

وَقَالَ عَطَآءٌ يُعَرِّضُ وَلَا يَبُوْحُ يَقُوْلُ إِنَّ لِيْ حَاجَةً وَّأَبْشِرِيْ وَأَنْتِ بِحَمْدِ اللّٰهِ نَافِقَةٌ وَّتَقُوْلُ هِيَ قَدْ أَسْمَعُ مَا تَقُوْلُ وَلَا تَعِدُ شَيْئًا وَّلَا يُوَاعِدُ وَلِيُّهَا بِغَيْرِ عِلْمِهَا وَإِنْ وَاعَدَتْ رَجُلًا فِيْ عِدَّتِهَا ثُمَّ نَكَحَهَا بَعْدُ لَمْ يُفَرَّقْ بَيْنَهُمَا.

یعنی اور کہا عطاء نے کہ تعریض کرے اور صریح نہ کہے یعنی یوں کہے کہ مجھ کو حاجت ہے اور تو ساتھ حمد اللہ کے ہر شخص کو محبوب ہے اور تجھ کو ہر شخص چاہتا ہے اور وہ عورت کہے کہ البتہ میں سنتی ہوں جو تو کہتا ہے اور نہ وعدہ کرے کچھ اور نہ وعدہ کرے اس کا ولی بغیر اس کے علم کے اور اگر عورت اپنی عدت میں کسی شخص سے نکاح کا وعدہ کرے پھر وہ مرد اس کے بعد یعنی عدت گزرنے کے بعد اس سے نکاح کرے تو ان کے درمیان تفریق نہ کی جائے۔

فائدہ: یعنی نکاح کے صحیح ہونے میں کچھ نقصان نہیں آتا اگرچہ گناہ واقع ہوتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ بہتر ہے واسطے تیرے یہ کہ تو اس سے جدا ہو جائے اور اگر عدت میں نکاح کا پیغام صریح کرے لیکن عقد عدت گزرنے کے بعد کرے تو اس میں اختلاف ہے سو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس سے جدا ہو جائے اس کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نکاح صحیح ہو جاتا ہے اگرچہ مرتکب ہوا ہے نہی کو ساتھ تصریح مذکور کے واسطے مختلف ہونے جہت کے اور کہا مہلب نے کہ علت منع کی تصریح سے عدت میں یہ ہے کہ یہ ذریعہ ہے طرف جماع کے عدت میں اور وہ رد کی گئی ہے اس میں مردے کے پانے پر یا مطلق اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ یہ علت صرف عقد کے منع ہونے کی قابلیت رکھتی ہے مجرد تصریح کی نہیں رکھتی مگر یہ کہ کہا جائے کہ تصریح ذریعہ ہے عقد کا اور عقد ذریعہ ہے جماع کا اور اگر عقد عدت میں واقع ہو اور دخول کرے تو اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ ان کے درمیان تفریق کی جائے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور لیث اور اوزاعی نے کہ نہیں حلال ہے اس کو نکاح کرنا اس عورت سے اس کے بعد اور باقی لوگوں نے کہا کہ اس کو حلال ہے کہ جب عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کرے جب چاہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿لَا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا﴾ اَلزِّنَا.

یعنی اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مراد سرًّا سے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ولا تواعدوهن سرًّا﴾ میں زنا ہے۔

فائدہ: اور قول اس کا سرًّا کہا قتادہ نے اس کی تفسیر میں کہ عدت میں عورت سے عہد و پیمان نہ لے یہ کہ عورت اس کے سوائے کسی اور کو نکاح نہ کرے اور یہ احسن ہے اس شخص کے قول سے جو اس کو زنا کے ساتھ تفسیر کرتا ہے اس واسطے کہ کلام کا ماقبل اور مابعد اس پر دلالت نہیں کرتا اور جائز ہے لغت میں یہ کہ نام رکھا جائے جماع کا سرًّا اور اس واسطے جائز ہے اطلاق اس کا عقد پر اور نہیں شک ہے کہ وعدہ کرنا زیادہ ہے تعریض ماذون فیہ سے اور استدلال کیا گیا

ہے ساتھ آیت کے اس پر کہ تعریض قذف میں نہیں واجب کرتی حد کو اس واسطے کہ عدت والی عورت کو نکاح کا پیغام کرنا حرام ہے اور اس میں تصریح اور تعریض کے ساتھ فرق کیا گیا ہے سو تصریح منع ہے اور تعریض جائز ہے باوجود اس کے کہ مقصود مفہوم ہے دونوں سے پس اسی واسطے فرق کیا جاتا ہے بیچ واجب کرنے حد قذف کے درمیان تصریح اور تعریض کے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ﴾ تَنْقَضِيَ الْعِدَّةُ.

اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مراد اللہ تعالیٰ کے قول حتی یبلغ الکتاب اجلہ سے یہ ہے کہ عدت گزر جائے یعنی نہ قصد کرو نکاح کا یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔

بَابُ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ قَبْلَ التَّزْوِيجِ.

باب ہے نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا۔

فائدہ: استنباط کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس کا جائز ہونا باب کی دونوں حدیثوں سے اس واسطے کہ جن حدیثوں سے اس بات کی تصریح ہے وہ بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں اگرچہ صحیح ہیں اور اس باب میں بہت حدیثیں آچکی ہیں ان میں زیادہ ترصحیح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کا ارادہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے اس کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا اس کو دیکھ لے اس واسطے کہ انصاریوں کی آنکھ میں کچھ چیز ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور مراد چیز سے آنکھ کا چھوٹا ہونا ہے اور مراد مرد سے احتمال ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ ہو اس واسطے کہ ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ اس نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو دیکھ لے اس واسطے کہ یہ لائق تر ہے کہ الفت ڈالے درمیان تمہارے اور ابو داؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے سو اگر اس سے ہو سکے کہ نظر کرے اس چیز کی طرف یعنی اس کے اعضاء کے جو اس کو اس کے نکاح کی باعث ہو تو چاہیے کہ کرے اور اس کی سند حسن ہے اور واسطے اس کے شاہد ہے محمد بن سلمہ کی حدیث سے صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے۔ (فتح)

٤٧٣٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُكِ فِي الْمَنَامِ يَجِيءُ بِكِ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيرٍ فَقَالَ لِي

۴۷۳۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے کہ میں نے تجھ کو خواب میں دیکھا کہ فرشتہ تجھ کو میرے پاس لاتا ہے ریشمی ٹکڑے میں سو وہ یوں کہتا ہے کہ یہ تیری بیوی ہے سو میں نے تیرے چہرے سے کپڑا کھولا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہے سو میں کہتا

هٰذِهٖ امْرَأَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ إِنْ يَّكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ.

ہوں کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو واقع کرے گا یعنی تو میرے نکاح میں آئے گی یعنی اگر اس خواب کی کوئی تعبیر نہیں ہوئی تو بے شک نکاح ہوگا اس واسطے کہ پیغمبر ﷺ کی خواب میں کچھ شک اور تردد نہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں اکشفا ساتھ لفظ مضارع کے ہے اور تعبیر لفظ مضارع کی واسطے حاضر کرنے صورت حال کے ہے کہا ابن منیر نے کہ احتمال ہے کہ دیکھی ہو حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اعضاء سے وہ چیز جس کا خاطب کو دیکھنا جائز ہے اور ضمیر اکشفھا میں واسطے سرقہ کے ہے اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے محمول کیا ہے اس کو اس پر کہ پیغمبروں کا خواب وحی ہے اور یہ کہ وہ جس طرح جاگتے معصوم ہیں اسی طرح خواب میں بھی معصوم ہیں اور نیز اس نے کہا کہ اس حدیث سے ترجمہ پر استدلال کرنا ٹھیک نہیں بلکہ اس میں نظر ہے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت لڑکپن کی عمر میں تھیں سو البتہ ان میں کوئی مستور چیز نہ تھی لیکن لگاؤ طلب کیا جاتا ہے ساتھ اس کے فی الجملہ کہ نکاح سے پہلے عورت کے دیکھنے میں ایک مصلحت ہے جو راجع ہے طرف عقد کے اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کو واقع کرے گا تو کہا عیاض نے احتمال ہے کہ یہ واقعہ پیغمبر ہونے سے پہلے ہو سو اس میں کچھ اشکال نہیں اور اگر پیغمبر ہونے کے بعد ہو تو اس میں تین احتمال ہیں ایک تردد ہے اس میں کہ کیا وہ دنیا اور آخرت دونوں میں آپ کی بیوی ہے یا فقط دنیا میں؟ دوسرا یہ شک ہے اس کا ظاہر مراد نہیں، تیسرا وجہ تردد کی یہ ہے کہ آیا وہ خواب وحی ہے اپنے ظاہر اور حقیقت پر ہے یا خواب وحی ہے کہ اس کے واسطے کوئی تعبیر ہے اور دونوں کام پیغمبروں کے حق میں جائز ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اخیر احتمال معتمد ہے اور اس کے سوائے کوئی احتمال ٹھیک نہیں اور پہلے احتمال کو رد کرتا ہے سیاق حدیث کا اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں کہ ظاہر حضرت ﷺ کے اس قول کا کہ اچانک وہ صورت تیری تھی مشعر ہے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کے پہلے دیکھا ہو اور پہچانا تھا اور واقع یہ ہے کہ وہ پیغمبر ہونے کے بعد پیدا ہوئیں اور تین احتمال کے پہلے احتمال کو رد کرتی ہے حدیث ابن حبان کی کہ وہ تیری بیوی ہے دنیا اور آخرت میں اور دوسرا احتمال بعید ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٧٣١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِيْ فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۴۷۳۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے عرض کیا کہ یا حضرت! میں آئی ہوں تا کہ اپنی جان آپ کو بخشوں سو حضرت ﷺ نے اس کی طرف نظر کی یعنی اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا پھر اپنے سر کو نیچے ڈالا سو جب اس عورت نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ لَّمْ تَكُنْ لَّكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ وَّلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِيْ قَالَ سَهْلٌ مَّا لَهُ رِدَآءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَّبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَّإِنْ لَّبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَآءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا قَالَ أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اِذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

دیکھا کہ حضرت ﷺ نے اس کے حق میں کچھ حکم نہیں کیا تو بیٹھ گئی پھر ایک مرد حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے اٹھا سو اس نے کہا یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! میں نے کچھ چیز نہیں پائی فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس جا سو تلاش کر کیا تو کچھ پاتا ہے سو وہ گیا پھر پھرا سو کہا کہ قسم ہے اللہ کی یا حضرت! میں نے کچھ چیز نہیں پائی، حضرت ﷺ نے فرمایا جا اور تلاش کر اگر چہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو وہ گیا پھر پھرا سو کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! اور میں نے لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں پائی لیکن میرا تہہ بند ہے سو آدھا اس کو دیتا ہوں سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے پاس چادر نہ تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کیا کرے گا اپنے اس تہہ بند کو اگر تو اس کو پہنے گا تو اس پر اس سے کچھ نہ رہے گا اور اگر وہ اس کو پہنے گی تو تجھ پر کچھ نہ رہے گا سو وہ مرد بیٹھ گیا یہاں تک کہ اس کو بیٹھے بہت دیر ہوئی پھر اٹھا سو حضرت ﷺ نے اس کو پیٹھ پھیرتے دیکھا تو حضرت ﷺ نے اس کے بلانے کا حکم کیا سو وہ بلایا گیا پھر جب آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلانی فلانی سورت یاد ہے اس نے ان کو گنا فرمایا کہ کیا تو ان کو یاد پڑھ سکتا ہے؟ اس نے کہ ہاں، حضرت ﷺ نے فرمایا جا کہ ہم نے تجھ کو اس عورت کا مالک کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: اور شاہد ترجمہ کا اس حدیث سے یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو پاؤں تک دیکھا اور اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور کہا جمہور نے کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ دیکھے اس عورت کو جس کو نکاح کا پیغام بھیجا ہو کہا انہوں نے اور اس کی دونوں ہتھیلیوں اور منہ کے سوا اور کسی چیز کو نہ دیکھے اور کہا اوزاعی نے

کہ اس کا جو عضو چاہے دیکھے سوائے شرم گاہ کے اور کہا ابن حزم نے کہ جائز ہے کہ اس کے آگے پیچھے کو دیکھے اور احمد کی اس میں تین روایتیں ہیں پہلی مانند جمہور کے ہے دوسری یہ کہ جو عضو اکثر اوقات کھلا رہتا ہے اس کو دیکھے تیسری یہ ہے کہ اس کو ننگی دیکھے اور نیز جمہور نے کہا کہ جائز ہے کہ اس کو دیکھے جب چاہے اس کی اجازت کے بغیر اور مالک سے ایک روایت ہے کہ اس کی اجازت شرط ہے اور نقل کیا ہے طحاوی نے ایک قوم سے کہ نکاح سے پہلے مخطوبہ عورت کو دیکھنا کسی حال میں درست نہیں اس واسطے کہ وہ اس وقت ابھی بیگانی ہے اور رد کیا ہے اس نے اوپر ان کے ساتھ حدیثوں مذکورہ کے۔ (فتح) اور یہی مذہب ہے ابوحنیفہ اور ان کے دونوں ساتھیوں کا اور یہی قول ہے شافعی کا۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ. باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں ہے نکاح مگر ساتھ ولی کے۔

فائدہ: استنباط کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حکم کو آیتوں اور حدیثوں سے جن کو اس باب میں بیان کیا ہے اس واسطے کہ جس حدیث میں ترجمہ کا لفظ وارد ہوا ہے وہ اس کی شرط پر نہیں اور مشہور اس میں حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع ساتھ لفظ اس کے کی روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم اور ابن حبان نے لیکن کہا ترمذی نے اس کے بعد کہ ذکر کیا اختلاف کو کہ منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے اس کو موصول کیا ہے اسرائیل ہے ابواسحاق سے اس نے روایت کی ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے اس نے اپنے باپ سے اور منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے اس کو مرسل روایت کیا ہے شعبہ اور سفیان ہے ابواسحاق سے اس نے روایت کی ہے ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے اس میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور جس نے اس کو موصول کیا ہے وہ صحیح تر ہے اس واسطے کہ سنا ہے انہوں نے اس کو مختلف اوقات میں اور شعبہ اور سفیان اگرچہ زیادہ تر حافظ ہیں سب راویوں سے جنہوں نے اس کو ابواسحاق سے روایت کیا ہے لیکن دونوں نے اس کو ایک وقت میں سنا ہے پھر بیان کیا ابوداؤد طیالسی کے طریق سے اس نے روایت کی شعبہ سے کہا سنا میں سفیان ثوری سے کہ ابواسحاق سے پوچھتا تھا کہ کیا تو نے ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح نہیں ہے مگر ساتھ ولی کے؟ اس نے کہا ہاں اور اسرائیل ثابت ہے ابواسحاق میں پھر بیان کیا مہدی کے طریق سے اور اس نے کہا کہ نہیں فوت ہوا مجھ سے جو فوت ہوا مجھ سے ثوری کی حدیث سے ابواسحاق سے مگر اس واسطے کہ اعتماد کیا میں نے اسرائیل پر اس واسطے کہ وہ اس کو پورے طور سے بیان کرتا تھا اور روایت کی ہے ابن عدی نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے کہ اسرائیل ابواسحاق میں اثبت ہے شعبہ اور سفیان سے اور مسند کیا ہے حاکم نے علی بن مدینی اور بخاری اور ذہلی وغیرہم کی حدیث سے کہ انہوں نے اسرائیل کی حدیث کو صحیح کہا ہے اور جو تامل کرے جو میں میں نے ذکر کیا تو پہچان لے کہ جنہوں نے اس کے موصول ہونے کو صحیح کہا ہے تو ان کی سند فقط یہی نہیں ہے کہ وہ زیادتی ثقہ کی ہے بلکہ واسطے قرینوں کے جو تقاضا کرتی ہیں واسطے ترجیح روایت اسرائیل کے کہ موصول کیا ہے اس کو

اس کے غیر پر اور اس حدیث کے باقی طریقوں کی طرف آئندہ اشارہ آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ علاوہ یہ ہے کہ استدلال کرنا ساتھ لا نکاح کے اوپر منع ہونے نکاح کے بغیر ولی کے منظور فیہ ہے اس واسطے کہ وہ محتاج ہے طرف تقدیر کے سو جو نفی صحت کی مقدر کرتا ہے تو قائم ہوتا ہے واسطے اس کے یہ استدلال اور جو نفی کمال کی مقدر کرتا ہے اس پر اعتراض ہوتا ہے سو وہ محتاج ہے طرف تائید احتمال اول کے ساتھ ان دلیلوں کے جو باب میں مذکور ہیں اور جو اس کے مابعد ہیں۔ (فتح)

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ﴾ فَدَخَلَ فِيْهِ الثَّيِّبُ وَكَذٰلِكَ الْبِكْرُ.

یعنی نہیں صحیح ہے نکاح بغیر ولی کے واسطے دلیل اس آیت کے کہ جب طلاق دو تم عورتوں کو سو پہنچ جائیں اپنی عدت کو تو نہ روکو ان کو یہ کہ نکاح کر لیں اپنے خاوندوں سے سو داخل ہوئی اس میں عورت شوہر دیدہ اور اسی طرح کنواری۔

فائدہ: اور یہ ظاہر ہے واسطے عام ہونے لفظ نساء کے اور وجہ حجت پکڑنے کی آیت سے واسطے ترجمہ کے آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

وَقَالَ ﴿وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ نکاح کر دو مشرکوں کو یہاں تک کہ ایمان لائیں۔

فائدہ: وجہ حجت پکڑنے کی اس آیت سے اور جو اس کے بعد ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خطاب کیا ساتھ نکاح کر دینے کے مردوں کو اور نہیں خطاب کیا ساتھ اس کے عورتوں کو سو گویا کہا کہ نہ نکاح کر دو اے ولیو! مشرکوں کو وہ عورتیں جن کے تم ولی ہو۔

وَقَالَ ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ﴾.

یعنی اور نکاح کر دو اپنی بیوہ عورتوں کو۔

٤٧٣٢ ـ قَالَ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النِّكَاحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَنْحَاءٍ فَنِكَاحٌ مِّنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهٗ أَوِ

۴۷۳۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں نکاح چار قسم پر تھا اس میں سے ایک قسم یہ نکاح ہے جو آجکل لوگ کرتے ہیں ایک مرد دوسرے مرد کو اس کی ولیہ یا بیٹی کے نکاح کا پیغام بھیجتا سو اس کے مہر کو معین کرتا (اور اس کی تعداد کا نام لیتا) پھر اس سے نکاح کرتا دوسری قسم یہ ہے کہ دستور تھا کہ کوئی مرد اپنی عورت سے کہتا جب وہ اپنے حیض سے پاک ہوتی کہ فلانے مرد کو بلائے اور اس سے جماع طلب کر یعنی اس کو کہہ کہ تجھ

ابْنَتَهُ فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا وَنِكَاحٌ اٰخَرُ كَانَ الرَّجُلُ يَقُوْلُ لِاِمْرَأَتِهٖ إِذَا طَهُرَتْ مِنْ طَمْثِهَا أَرْسِلِيْ إِلٰى فُلَانٍ فَاسْتَبْضِعِيْ مِنْهُ وَيَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا وَلَا يَمَسُّهَا أَبَدًا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِيْ تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ فَإِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا أَصَابَهَا زَوْجُهَا إِذَا أَحَبَّ وَإِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ رَغْبَةً فِيْ نَجَابَةِ الْوَلَدِ فَكَانَ هٰذَا النِّكَاحُ نِكَاحَ الْاِسْتِبْضَاعِ وَنِكَاحٌ اٰخَرُ يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ مَا دُوْنَ الْعَشَرَةِ فَيَدْخُلُوْنَ عَلَى الْمَرْأَةِ كُلُّهُمْ يُصِيْبُهَا فَإِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ وَمَرَّ عَلَيْهَا لَيَالٍ بَعْدَ أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا أَرْسَلَتْ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِّنْهُمْ أَنْ يَّمْتَنِعَ حَتّٰى يَجْتَمِعُوْا عِنْدَهَا تَقُوْلُ لَهُمْ قَدْ عَرَفْتُمُ الَّذِيْ كَانَ مِنْ أَمْرِكُمْ وَقَدْ وَلَدْتُ فَهُوَ ابْنُكَ يَا فُلَانُ تُسَمِّيْ مَنْ أَحَبَّتْ بِاسْمِهٖ فَيَلْحَقُ بِهٖ وَلَدُهَا لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ وَنِكَاحُ الرَّابِعِ يَجْتَمِعُ النَّاسُ الْكَثِيْرُ فَيَدْخُلُوْنَ عَلَى الْمَرْأَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَآءَهَا وَهُنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلٰى أَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُوْنُ عَلَمًا فَمَنْ أَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ فَإِذَا حَمَلَتْ إِحْدَاهُنَّ وَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جُمِعُوْا لَهَا وَدَعَوْا لَهُمُ الْقَافَةَ ثُمَّ أَلْحَقُوْا وَلَدَهَا بِالَّذِيْ يَرَوْنَ فَالْتَاطَ بِهٖ وَدُعِيَ ابْنَهُ لَا

سے جماع کرے اور اس کا خاوند اس سے الگ ہو جاتا اور اس سے کبھی صحبت نہ کرتا یہاں تک کہ ظاہر ہوتا حمل اس کا اس مرد سے جس سے جماع کرانا چاہتی پھر جب اس کا حمل ظاہر ہوتا تو اس کا خاوند اس سے صحبت کرتا جب چاہتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کرتا وہ مرد یہ کام واسطے رغبت کے اولاد کی شرافت اور نجابت میں یعنی واسطے حاصل کرنے کے مرد کی منی سے اس واسطے کہ تھے طلب کرتے اس کو اپنے سرداروں اور رئیسوں سے دلاوری اور سخاوت وغیرہ سے تا کہ اولاد نجیب اور شریف ہو تو اس نکاح کا نام نکاح استبضاع تھا تیسری قسم یہ ہے کہ دس سے کم مرد جمع ہوتے پھر ایک عورت پر داخل ہوتے اور سب اس سے صحبت کرتے سو جب وہ حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی اور اس پر چند روز گزرتے بچہ جننے کے بعد تو ان مردوں کو بلا بھیجتی سو کوئی مرد ان میں سے باز نہ رہ سکتا یہاں تک کہ اس کے پاس جمع ہوتے وہ ان سے کہتی کہ البتہ تم نے اپنے کام کو پہچانا جو تم نے کیا اور البتہ میں نے بچہ جنا سوائے فلانے وہ تیرا بیٹا ہے نام لیتی جس کا چاہتی سو اس عورت کا بیٹا اس مرد کے ساتھ لاحق ہوتا یعنی وہ اسی کا بیٹا سمجھا جاتا وہ مرد اس سے انکار نہ کرسکتا، چوتھی قسم یہ ہے کہ بہت لوگ جمع ہو کر ایک عورت پر داخل ہوتے نہ باز رہتی اس شخص سے جو اس کے پاس آتا اور وہ حرام کار عورتیں تھیں کہ اپنے دروازوں پر جھنڈے کھڑے کرتی تھیں یعنی تا کہ ان کو ہر کوئی پہچانے سو جو ان کا ارادہ کرتا ان پر داخل ہوتا پھر جب کوئی ان میں سے حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو وہ سب اس کے پاس جمع کیے جاتے اور اپنے واسطے قیافہ شناس کو بلاتے سو لاحق کرتے اس کے بچے کو جس کے ساتھ اس کی

يَمْتَنِعُ مِنْ ذٰلِكَ فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ إِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ.

مشابہت دکھلائی جاتی سو وہ اس کے ساتھ لاحق ہوتا اور اس کا بیٹا بلایا جاتا اس سے ہٹ نہ سکتا پھر جب حضرت ﷺ سچے پیغمبر ہوئے تو جاہلیت کے سب نکاحوں کو ڈھا دیا گیا مگر جو نکاح کہ لوگ آج کرتے ہیں۔

فائدہ: یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ جاہلیت کے زمانے میں نکاح چار قسم تھا تو کہا داؤدی نے کہ چند قسمیں نکاح کی باقی رہیں ان کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر نہیں کیا ایک نکاح خدن ہے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿ولا متخذات اخدان﴾ کہتے تھے کہ جو چھپے یاری لگائے اس کا کچھ ڈر نہیں اور جو ظاہر ہو وہ ملامت ہے دوسرا نکاح متعہ کا وقد تقدم بیانہ تیسرا نکاح بدل ہے اور روایت کی دارقطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نکاح بدل جاہلیت کے زمانے میں تھا ایک مرد دوسرے مرد کو کہتا کہ تو میرے واسطے اپنی عورت کو چھوڑ دے اور میں تیرے واسطے اپنی عورت کو چھوڑ دیتا ہوں اور کچھ زیادہ دیتا ہوں اور اس کی سند ضعیف ہے۔ میں کہتا ہوں اور پہلا قسم وارد نہیں ہوتا اس واسطے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی اُن عورتوں کا بیان کرنا ہے جن کے خاوند تھے یا جس کو خاوند نے اس کی اجازت دی تھی اور احتمال ہے کہ دوسرا قسم بھی وارد نہ ہو اس واسطے کہ ممنوع اس سے ہونا اس کا ہے مقدمہ ساتھ وقت معین کے نہ یہ کہ ولی کا نہ ہونا اس میں شرط ہے اور نہ وارد ہونا تیسرے کا سب سے زیادہ تر ظاہر ہے اور یہ جو کہا کہ جب حیض سے پاک ہوتی تو راز اس میں یہ ہے کہ تا کہ اس کو جلدی سے اس کا نطفہ ٹھہر جائے اور یہ جو کہا کہ یہ تیرا بیٹا ہے یعنی جب لڑکا نرینہ ہو اور جب لڑکی ہوتی تو کہتی یہ تیری بیٹی ہے لیکن احتمال ہے کہ نہ کرتی ہو یہ کام مگر جب کہ لڑکا ہوتا ہو اس واسطے کہ معلوم ہے کہ وہ بیٹی کو برا جانتے تھے اور بعض بیٹیوں کو مار ڈالتے تھے اور قافہ اس شخص کو کہتے ہیں جو پہچانے مشابہت بچے کی ساتھ والد کے پوشیدہ نشانیوں سے اور یہ جو کہا سب نکاحوں کو ڈھا ڈالا تو داخل ہے اس میں جس کو ذکر کیا اور جس کو نہ ذکر کیا اور یہ جو کہا مگر یہ نکاح جو لوگ آج کل کرتے ہیں یعنی جس کو میں نے اول ذکر کیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے کو نکاح کا پیغام بھیجے اور حجت پکڑی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے اوپر شرط ہونے ولی کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا جو اس حدیث کی راوی ہیں وہ بغیر ولی کے نکاح کو جائز رکھتی ہیں جیسے کہ مالک نے روایت کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھتیجی یعنی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو نکاح کر دیا اور وہ موجود نہ تھا اور جواب یہ دیا گیا ہے کہ حدیث میں اس کی تصریح وارد نہیں ہوئی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود اپنی زبان سے عقد نکاح کروایا تھا البتہ احتمال ہے کہ ان کی وہ بھتیجی شوہر دیدہ ہو اور کفو کی طرف بلایا ہو اور اس کا باپ موجود نہ تھا سو منتقل ہوئی ولایت طرف ولی ابعد کے یا طرف بادشاہ کے اور البتہ صحیح ہو چکا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کروایا ایک مرد کو اپنے بھائی کی اولاد سے سو ان کے درمیان پردہ ڈالا پھر کلام کیا یہاں تک کہ جب عقد کے سوائے کچھ باقی نہ رہا تو انہوں نے ایک

مرد کو حکم کیا اس نے نکاح پڑھا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عورتوں کو نکاح باندھنے کا اختیار نہیں روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے۔ (فتح)

٤٧٣٣ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ ﴿ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِيْ يَتَامَى النِّسَآءِ اللَّاتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ ﴾ قَالَتْ هٰذَا فِي الْيَتِيْمَةِ الَّتِيْ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَعَلَّهَا أَنْ تَكُوْنَ شَرِيْكَتَهُ فِيْ مَالِهِ وَهُوَ أَوْلٰى بِهَا فَيَرْغَبُ عَنْهَا أَنْ يَنْكِحَهَا فَيَعْضُلَهَا لِمَالِهَا وَلَا يُنْكِحَهَا غَيْرَهُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَشْرَكَهُ أَحَدٌ فِيْ مَالِهَا.

۴۷۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں اور جو پڑھا جاتا ہے تم پر کتاب میں یتیم لڑکیوں کے حق میں کہ نہیں دیتے تم ان کو جوان کے واسطے لکھا گیا ہے اور تم چاہتے ہو کہ تم ان کے نکاح کرو، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ یہ آیت یتیم لڑکی کے حق میں ہے جو کسی مرد یعنی ولی کی گود میں ہو شاید وہ اس کو اس کے مال میں شریک ہوتی ہو اور وہ قریب تر ہے طرف اس کے یعنی اور ولیوں سے بیچ نکاح کرنے اس کے ساتھ اپنے سو منہ پھیرتا ہے کہ اس کے ساتھ نکاح کرے سو روکتا ہے اس کو اس کے مال کے سبب سے اور اس کو غیر کے نکاح میں نہیں دیتا واسطے برا جانتے ہوئے اس بات کو کہ کوئی اس کو اس کے مال میں شریک ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٤٧٣٤ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ حِيْنَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنَ ابْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ تُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ عُمَرُ لَقِيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ فَقَالَ سَأَنْظُرُ فِيْ أَمْرِيْ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِيْ فَقَالَ بَدَا لِيْ أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِيْ هٰذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ

۴۷۳۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی خنیس سے بیوہ ہوئیں اور وہ ان اصحاب میں سے تھا جو جنگ بدر میں موجود تھے مدینے میں فوت ہوا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس پر عرض کیا سو میں نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نکاح کر دوں؟ اس نے کہا کہ میں اپنے کام میں سوچوں گا، سو میں چند دن ٹھہرا پھر مجھ کو ملا سو اس نے کہا مجھ کو ظاہر ہوا کہ میں آج نکاح نہ کروں پھر میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نکاح کر دوں۔

إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ.

فائدہ: دلالت کی اس حدیث نے اعتبار کرنا ولی کا فی الجملہ اور اس کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔ (فتح)

٤٧٣٥ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ ﴿ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ ﴾ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيهِ قَالَ زَوَّجْتُ أُخْتًا لِّي مِنْ رَّجُلٍ فَطَلَّقَهَا حَتّٰى إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَآءَ يَخْطُبُهَا فَقُلْتُ لَهُ زَوَّجْتُكَ وَفَرَشْتُكَ وَأَكْرَمْتُكَ فَطَلَّقْتَهَا ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَا لَا وَاللّٰهِ لَا تَعُوْدُ إِلَيْكَ أَبَدًا وَّكَانَ رَجُلًا لَّا بَأْسَ بِهٖ وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تُرِيْدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ ﴾ فَقُلْتُ الْآنَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ.

۴۷۳۵۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ روکو ان کو یہ کہ نکاح کریں اپنے خاوندں سے کہا حسن بصری رحمہ اللہ نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہ یہ آیت اس کے حق میں اتری کہا کہ میں نے اپنی بہن ایک مرد کو نکاح کر دی اور اس نے اس کو طلاق دی یہاں تک کہ جب اس کی عدت گزر چکی تو آیا اس کے نکاح کا پیغام کرتا یعنی اس کے ولی سے کہ وہ میں تھا تو میں نے کہا میں نے تجھ کو اپنی بہن نکاح کر دی اور میں نے اس کو تیرا بچھونا ٹھہرایا اور میں نے تجھ کو اکرام کیا سو تو نے اس کو طلاق دی پھر تو اس کے نکاح کے پیغام کو آیا قسم ہے اللہ کی وہ تیری طرف کبھی نہیں پھرے گی یعنی میں تجھ کو کبھی نکاح نہیں کروں گا اور وہ کھرا آدمی تھا یا نیک آدمی تھا اور وہ عورت بھی چاہتی تھی کہ اس کی طرف پلٹ جائے یعنی مرد کو اس کی حاجت تھی اور عورت کو اس کی حاجت تھی سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ان کو نہ روکو سو میں نے کہا کہ میں اب کرتا ہوں یا حضرت! سو اسی سے اس کا نکاح کر دیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حدیث بیان کی مجھ کو معقل رضی اللہ عنہ نے تو یہ صریح ہے اس حدیث کے مرفوع اور موصول ہونے میں اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری تو یہ صریح ہے کہ یہ آیت اس قصے میں اتری اور نہیں منع کرتا اس کو یہ کہ ظاہر خطاب کا سیاق سے خاوندوں کے واسطے ہو جس جگہ واقع ہوا ہے اس میں کہ جب تم عورتوں کو طلاق دو لیکن قول اللہ تعالیٰ کا باقی آیت میں ان ینکحن ازواجھن ظاہر ہے اس میں کہ عضل ولیوں کے ساتھ متعلق ہے اور پہلے گزر چکی ہے تفسیر عضل کی جو متعلق ہے ساتھ ولیوں کے اس آیت کی تفسیر میں ﴿لا یحل لکم ان ترثو النساء کرھا﴾ الآیۃ اور یہ جو کہا کہ پھر اس نے اس کو نکاح کر دیا یعنی پلٹ دیا اس کو طرف اس کی ساتھ عقد جدید کے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور یہ قول اکثر مفسرین کا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ آیت جابر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری کہ

اس سے بھی اسی طرح واقع ہوا تھا کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے ولی میں سو کہا جمہور نے اور انہیں میں سے ہیں مالک اور لیث اور ثوری اور شافعی وغیرہ کہ ولی نکاح میں عصبہ ہیں یعنی باپ بیٹا بھائی چچا وغیرھم اور نہیں واسطے ماموں کے اور نہ واسطے نانے کے اور نہ واسطے بھائیوں کے جو ماں کی طرف سے ہوں اور نہ واسطے ان کے جو ان کے مانند ہوں ولایت اور حنفیوں کا یہ قول ہے کہ یہ بھی ولیوں میں سے ہیں اور حجت پکڑی ہے ابہری نے ساتھ اس طور کے کہ جو ولا یعنی آزادی کے حق کے وارث ہوتے ہیں وہ عصبہ ہیں سوائے ذوی الاحلام کے پس اسی طرح عقد نکاح اور اختلاف ہے اس میں کہ جب باپ مر جائے اور ایک مرد کو اپنی اولاد پر وصیت کر جائے تو کیا ہوتا ہے افضل ولی قریب عقد نکاح میں یا مثل اس کی یا نہیں ولایت اس کی سو ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ربیعہ نے کہا کہ وصی اولیٰ ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ شرط ہونے ولی کے نکاح میں سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نکاح میں ولی کا ہونا شرط ہے اور کہا انہوں نے کہ عورت اپنے آپ کا بالکل نکاح نہ کرے یعنی عورت کو جائز نہیں کہ خود اپنا نکاح کسی مرد سے کر دے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ احادیث مذکورہ کے اور ان میں قوی تر یہ سبب ہے جو مذکور ہے بیچ نازل ہونے آیت مذکورہ کے اور یہ صریح تر دلیل ہے اوپر معتبر ہونے ولی کے نہیں تو اس کے روکنے کے کوئی معنی نہ ہوں گے اور اس واسطے کہ اگر عورت کو خود اپنا نکاح کرنا جائز ہوتا تو اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی اور جس کو خود اپنا اختیار ہو تو اس کے حق میں یہ نہیں کہا جاتا کہ اس کے غیر نے اس کو منع کیا اور ذکر کیا ہے ابن منذر نے کہ اصحاب میں سے کوئی اس کا مخالف نہیں پہچانا جاتا اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر شریف نہ ہو تو اپنے آپ کا نکاح کر دے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ نکاح میں ولی کا ہونا بالکل شرط نہیں اور جائز ہے واسطے عورت کے کہ خود آپ اپنا نکاح کر لے بغیر ولی کے اگرچہ ولی کی اجازت نہ ہو جب کہ کفو میں نکاح کرے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قیاس کرنے کے بیع پر کہ عورت اس کو مستقل کر سکتی ہے اور جو حدیثیں کہ ولی کے شرط ہونے میں وارد ہوئی ہیں انہوں نے ان کو چھوٹی لڑکی کے حق میں محمول کیا ہے اور خاص کیا ہے اس نے ساتھ قیاس کے ان حدیثوں کے عموم کو اور یہ عمل جائز ہے اصول میں اور وہ جائز ہونا تخصیص عموم کا ہے ساتھ قیاس کے لیکن معقل رضی اللہ عنہ کی حدیث نے جو مذکور ہوئی اس قیاس کو اٹھا دیا ہے اور دلالت کرتی ہے اوپر شرط ہونے ولی کے نکاح میں سوائے غیر اس کے کی تاکہ دفع کرے اپنی ولایت والی عورت سے عار کو ساتھ اختیار کرنے کفو کے اور جدا ہوئے ہیں بعض ان کے اس ایراد سے ساتھ اس کے کہ انہوں نے ولی کے شرط ہونے کو مان لیا ہے لیکن یہ اس کو مانع نہیں کہ وہ خود اپنا نکاح کر لے اور موقوف ہے یہ ولی کی اجازت پر جیسا کہ انہوں نے بیع میں کہا اور یہ مذہب اوزاعی کا ہے اور معقل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوا کہ جب ولی روکے تو نہ نکاح کرے اس کا بادشاہ مگر اس کے بعد کہ حکم کرے اس کو ساتھ رجوع کے روکنے سے سو اگر وہ اس بات کو قبول کرے تو فبہا نہیں تو حاکم اس کو کسی سے نکاح کر دے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا كَانَ الْوَلِيُّ هُوَ الْخَاطِبَ.

جب خود ولی نکاح کا پیغام کرنے والا ہو۔

فائدہ: یعنی نکاح میں جو ولی ہو تو کیا خود اپنا آپ نکاح کر لے یا اور ولی کی حاجت ہے جو اس کا نکاح اس سے کر دے کہا ابن منیر نے کہ ذکر کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ وہ چیز جو دلالت کرتی ہے جواز اور منع دونوں پر تا کہ سپرد کرے اس میں امر کو طرف مجتہد کے اسی طرح کہا ہے اس نے اور شاید لیا ہے اس نے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حکم کے ساتھ جزم نہیں کیا لیکن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کاری گری سے ظاہر ہوتا ہے کہ جواز کا قائل ہے کہ اس کو خود اپنی ولی سے اپنا نکاح کر لینا جائز ہے اور کسی ولی کی حاجت نہیں اس واسطے کہ وہ آثار جن میں حکم ولی کا ہے اپنے غیر کو کہ وہ اس کو نکاح کر دے نہیں ہے اس میں تصریح اس کی کہ اس کو خود اپنا نکاح کرنا منع ہے اور البتہ وارد کیا ہے اس نے ترجمہ اثر عطاء کا جو دلالت کرتا ہے اوپر جواز کے اگرچہ اولیٰ اس کے نزدیک یہ ہے کہ متولی ہو کسی طرف کا عقد کے دونوں طرف سے اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ اس کے سو کہا اوزاعی اور ربیعہ اور ثوری اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے اکثر اصحاب اور لیث نے کہ جائز ہے ولی کو کہ اپنی ولیہ سے خود اپنا نکاح کر لے اور موافقت کی ہے ابوثور نے اور مالک سے ہے کہ اگر شوہر دیدہ عورت اپنے ولی سے کہے کہ نکاح کر دے تو میرا جس سے مناسب دیکھے اور وہ خود آپ اس سے نکاح کر لے یا کسی سے تو اور اس عورت پر لازم ہو جاتا ہے اگرچہ نہ پہچانتی ہو ہو بہو خاوند کو اور کہا شافعی نے کہ نکاح کر دے اس کو بادشاہ یا کوئی اور ولی مثل اس کے یا کم تر اس سے اور موافقت کی اس کی زفر نے اور ان کی حجت یہ ہے کہ ولایت شرط ہے عقد میں سو نہ ہو گا ناکح اپنا نکاح کرنے والا جس طرح نہیں بیچتا اپنے نفس سے۔ (فتح)

وَخَطَبَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ امْرَأَةً هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِهَا فَأَمَرَ رَجُلًا فَزَوَّجَهُ.

اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا جس سے کہ وہ بہ نسبت اور لوگوں کے قریب تھا سو اس نے ایک مرد کو حکم دیا سو اس نے اس کا نکاح باندھا۔

فائدہ: اور روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے شعبی کے طریق سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی چچیری بہن سے نکاح کا ارادہ کیا سو اس نے عبداللہ بن ابی عقیل کو بلا بھیجا اور کہا کہ اس کا نکاح مجھ سے کر دے اس نے کہا میں یہ نہیں کرنے والا تو شہر کا سردار ہے اور اس کا چچیرا بھائی ہے پھر مغیرہ رضی اللہ عنہ نے عثمان بن ابی العاص کو بلا بھیجا تو اس نے اس کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا اور یہ عثمان اس کو پردادا میں ملتا ہے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ بہ نسبت اس کی اس عورت سے قریب تر تھا سو ظاہر ہوئی مراد ساتھ قول اس کے اولی الناس بھا۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لِأُمِّ حَكِيمٍ بِنْتِ قَارِظٍ أَتَجْعَلِينَ أَمْرَكِ إِلَيَّ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكِ.

یعنی اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ام حکیم قارظ کی بیٹی سے کہا کہ کیا تو مجھ کو اپنے نکاح کا اختیار دیتی ہے؟ اس نے کہا ہاں! تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میر

نے تجھ سے نکاح کیا۔

فائدہ: روایت ہے کہ ام حکیم نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ کو لوگوں نے نکاح کا پیغام بھیجا ہے سو تو میرا نکاح جس سے چاہے کر دے تو اس نے کہا کیا تو مجھ کو اپنے نکاح کا اختیار دیتی ہے؟ اس نے کہا ہاں! اس نے کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا سو اس کا نکاح جائز رہا۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَآءٌ لِّيُشْهِدْ أَنِّيْ قَدْ نَكَحْتُكِ أَوْ لِيَأْمُرْ رَجُلًا مِّنْ عَشِيْرَتِهَا.

اور کہا عطاء نے چاہیے کہ گواہ کرے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا یا کسی مرد کو عورت کی برادری سے حکم کرے کہ وہ اس کا نکاح اس سے کر دے۔

فائدہ: عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ ایک عورت کو اس کے چچیرے بھائی نے نکاح کا پیغام بھیجا اس کے سوائے اس عورت کا کوئی مرد نہیں عطاء نے کہا کہ چاہیے کہ گواہی کرے کہ فلانے یعنی اس کے چچیرے بھائی نے اس کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے اور وہ مرد کہے کہ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس سے نکاح کیا یا عورت کے رشتہ داروں سے کسی مرد کو حکم کرے جو اس کو نکاح کر دے۔ (فتح)

وَقَالَ سَهْلٌ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَبُ لَكَ نَفْسِيْ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ لَّمْ تَكُنْ لَّكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا.

اور کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں آپ کو اپنی جان بخشتی ہوں تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے واہبہ کی حدیث کا جو پہلے گزری۔

٤٧٣٦ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ قَوْلِهٖ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَتْ هِيَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ الرَّجُلِ قَدْ شَرِكَتْهُ فِيْ مَالِهٖ فَيَرْغَبُ عَنْهَا أَنْ يَّتَزَوَّجَهَا وَيَكْرَهُ أَنْ يُّزَوِّجَهَا غَيْرَهٗ فَيَدْخُلَ عَلَيْهِ فِيْ مَالِهٖ فَيَحْبِسُهَا فَنَهَاهُمُ اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ.

۴۷۳۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ اجازت مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے بارے میں تو کہہ کہ اللہ اجازت دیتا ہے تم کو آخر آیت تک، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مراد اس سے یتیم لڑکی ہے جو ایک مرد کی گود میں ہو اس کے مال میں اس کی شریک ہو سو نہیں چاہتا کہ اس سے نکاح کرے اور برا جانتا ہے کہ اس کو غیر کے نکاح میں دے سو وہ اس کے مال میں دخل کرے سو اس کو روک رکھتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے اس سے ان کو منع کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ قول اس کا سونہیں چاہتا کہ اس سے نکاح عام تر ہے اس سے کہ خود آپ اپنا نکاح کرے یا کسی غیر کو حکم کرے وہ اس کو نکاح کر دے اور حجت پکڑی ہے محمد بن حسن نے ساتھ اس کے جواز پر اس واسطے کہ جب عتاب کیا اللہ نے ولیوں کو اس عورت کے نکاح کرنے پر جو مالدار اور خوبصورت ہو بغیر پورا دینے اس کے مہر کے اور عتاب کیا ان کو اوپر ترک کرنے نکاح اس عورت کے جو کم مال دار اور کم خوبصورت ہو تو اس نے دلالت کی اس پر کہ جائز ہے ولی کو نکاح کرنا اس سے بغیر واسطہ اور مرد کے اس واسطے کہ نہیں عتاب کیا جاتا کوئی اوپر ترک کرنے اس چیز کے جو اس پر حرام ہے اور دلالت کی اس نے کہ وہ اس سے نکاح کرے اگرچہ چھوٹی ہو اس واسطے کہ خاوند نے حکم کیا ہے کہ اس کو پورا مہر دے اور اگر بالغ ہوتی تو البتہ نہ منع کرتا اس کو یہ کہ نکاح کرے اس سے ساتھ اس چیز کے جس پر دونوں راضی ہوں سو معلوم ہوا کہ مراد وہ عورت ہے جس کو اپنی جان کا اختیار نہیں اور البتہ جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ مراد بیوقوف عورت ہو سونہیں ہے واسطے رضامندی اس کی کے مہر کے بغیر مانند کنواری کے۔ (فتح)

٤٧٣٧ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسًا فَجَآءَتْهُ امْرَأَةٌ تَعْرِضُ نَفْسَهَا عَلَيْهِ فَخَفَّضَ فِيهَا النَّظَرَ وَرَفَعَهُ فَلَمْ يُرِدْهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ زَوِّجْنِيهَا يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ أَعِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا عِنْدِيْ مِنْ شَيْءٍ قَالَ وَلَا خَاتَمٌ مِّنْ حَدِيْدٍ قَالَ وَلَا خَاتَمٌ مِّنْ حَدِيْدٍ وَّلٰكِنْ أَشُقُّ بُرْدَتِيْ هٰذِهٖ فَأُعْطِيْهَا النِّصْفَ وَآخُذُ النِّصْفَ قَالَ لَا هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ اِذْهَبْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

۴۷۳۷۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک عورت آئی اس نے اپنی جان حضرت ﷺ کو دی حضرت ﷺ نے اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا سو اس کو نہ چاہا تو ایک مرد نے آپ کے اصحاب میں سے کہا کہ یا حضرت! مجھ کو نکاح کر دیجیے! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں! حضرت ﷺ نے فرمایا اور لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں؟ اس نے کہا اور لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں لیکن میں اپنی چادر کو پھاڑ ڈالتا ہوں سو آدھی اس کو دیتا ہوں اور آدھی آپ رکھتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تجھ کو کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا کہ جا ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا قرآن کے یاد کروانے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: وجہ دلالت کی اس سے بھی اطلاق ہے لیکن جو اس کو منع کرتا ہے وہ یہ جواب دیتا ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے خصائص سے گنا جاتا ہے کہ خود آپ اپنا نکاح آپ کر لیں اور نکاح کریں بغیر ولی کے اور بغیر گواہوں کے اور بغیر

اجازت مانگنے کے اور ساتھ لفظ ہبہ کے کما یاتی تقریرہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ إِنْكَاحِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ الصِّغَارَ لِقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿وَاللَّائِيْ لَمْ يَحِضْنَ﴾ فَجَعَلَ عِدَّتَهَا ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ قَبْلَ الْبُلُوْغِ.

نکاح کر دینا مرد کا اپنی چھوٹی اولاد کو واسطے دلیل اس آیت کے اور جن کو حیض نہیں آیا (تو عدت تین مہینے ہیں) سوٹھہرائی اللہ تعالیٰ نے عدت اس کی تین مہینے بالغ ہونے سے پہلے۔

فائدہ: یعنی سو اس نے دلالت کی کہ بالغ ہونے سے پہلے لڑکی کا نکاح کر دینا جائز ہے اور یہ استنباط خوب ہے لیکن نہیں ہے آیت میں تخصیص اس کی ساتھ والد کے اور نہ ساتھ کنواری کے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اصل شرم گاہوں میں حرام ہونا ہے مگر جس کے حلال ہونے پر دلیل دلالت کرے اور وارد ہو چکی ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا اور وہ بالغ نہیں تھیں سو باقی رہا اپنے اصل پر جو اس کے سوائے ہے اور واسطے اسی راز کے وارد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو کہا مہلب نے اجماع ہے اس پر کہ جائز ہے واسطے باپ کے یہ کہ نکاح کر دے اپنی چھوٹی بیٹی کنواری کو اگرچہ ویسی سے جماع نہ کیا جاتا ہو مگر یہ کہ طحاوی نے ابن شبرمہ سے نقل کیا ہے کہ جس سے جماع نہ کیا جاتا ہو اس کو نکاح کر دینا منع ہے اور حکایت کی ہے ابن حزم نے ابن شبرمہ سے مطلق کہ نہیں جائز ہے واسطے باپ کے یہ کہ اپنی چھوٹی بیٹی کو نکاح کر دے یہاں تک کہ بالغ ہو اور اجازت دے اور گمان کیا ہے اس نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے چھ برس کی عمر میں نکاح کیا تو یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور مقابل اس کے ہے قول حسن اور نخعی کا کہ جائز ہے واسطے باپ کے یہ کہ اپنی بیٹی کو جبرًا نکاح کر دے برابر ہے کہ چھوٹی ہو یا بڑی کنواری ہو یا شوہر دیدہ۔ (فتح)

٤٧٣٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ وَأُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا.

۴۷۳۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا اور حالانکہ وہ چھ برس کی لڑکی تھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں لائی گئیں اس حال میں کہ نو برس کی تھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو برس رہیں یعنی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔

بَابُ تَزْوِيْجِ الْأَبِ ابْنَتَهُ مِنَ الْإِمَامِ.

باب ہے اس بیان میں کہ باپ اپنی بیٹی کا نکاح امام سے کر دے۔

فائدہ: اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ ولی خاص مقدم ہے ولی عام پر اور اس میں مالکیوں کا اختلاف ہے۔

وَقَالَ عُمَرُ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ حَفْصَةَ فَأَنْكَحْتُهُ.

کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام کیا سو میں نے اس کا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔

٤٧٣٩ ۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ قَالَ هِشَامٌ وَّأُنْبِئْتُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهُ تِسْعَ سِنِيْنَ.

۴۷۳۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا اور حالانکہ وہ چھ برس کی لڑکی تھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں لائی گئیں اس حال میں کہ نو برس کی لڑکی تھیں، کہا ہشام نے مجھ کو خبر پہنچی کو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو برس رہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ باب کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ باپ اولیٰ ہے بیچ نکاح کر دینے اپنی بیٹی کے امام سے اور یہ کہ بادشاہ اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو اور یہ کہ ولی کا ہونا نکاح کی شرط میں سے ہے میں کہتا ہوں اور نہیں ہے دونوں حدیثوں میں دلالت اوپر شرط ہونے کسی چیز کے اس سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں واقع ہونا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو اس کے سوا ہے وہ منع ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اور دلیلوں سے لیا جاتا ہے اور کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ منع ہے نکاح کر دینا کنواری کو یہاں تک کہ اس سے اجازت لی جائے تو یہ خاص ہے ساتھ بالغ کے یہاں تک کہ متصور ہو اس سے اجازت اور لیکن چھوٹی لڑکی سو اس کے واسطے تو کوئی اجازت ہی نہیں ہے، کما سیاتی تقریرہ ان شاء اللہ تعالٰی۔

بَابُ السُّلْطَانُ وَلِيٌّ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

بادشاہ ولی ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا قرآن پڑھانے کے بدلے پر جو تجھ یاد ہے۔

٤٧٤٠ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّيْ وَهَبْتُ مِنْ نَفْسِيْ فَقَامَتْ طَوِيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيْهَا إِنْ لَّمْ تَكُنْ لَّكَ بِهَا حَاجَةٌ قَالَ هَلْ عِنْدَكَ

۴۷۴۰۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی سو وہ بہت دیر تک کھڑی رہی تو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ ہے جو اس کو مہر دے؟ اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں سوائے

مِنْ شَیْءٍ تُصْدِقُهَا قَالَ مَا عِنْدِیْ إِلَّا إِزَارِیْ فَقَالَ إِنْ أَعْطَيْتَهَا إِيَّاهُ جَلَسْتَ لَا إِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَيْئًا فَقَالَ مَا أَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَلَمْ يَجِدْ فَقَالَ أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَیْءٌ قَالَ نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا فَقَالَ قَدْ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

میرے اس تہہ بند کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو تہہ بند اس کو دے گا تو تیرے پاس کچھ نہ رہے گا سو تو کچھ چیز تلاش کر، اس نے کہا کہ میں کچھ نہیں پاتا فرمایا تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو اس نے لوہے کی انگوٹھی بھی نہ پائی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ قرآن ہے؟ اس نے کہا ہاں! فلانی فلانی سورت واسطے چند سورتوں کے کہ ان کا نام لیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں صریح آ چکا ہے کہ بادشاہ ولی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مرفوع میں ہے کہ جو عورت نکاح کرے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر تو اس کا نکاح باطل ہے، الحدیث اور اس میں ہے کہ بادشاہ ولی ہے اس کا جس کا کوئی ولی نہیں روایت کیا ہے ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے اور کہا کہ حسن ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ابوعوانہ اور ابن حبان اور ابن خزیمہ وغیرہ نے لیکن چونکہ یہ حدیث بخاری کی شرط پر نہیں تو اس کو واہبہ کے قصے سے استنباط کیا۔ (فتح)

بَابُ لَا يُنْكِحُ الْأَبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ وَالثَّيِّبَ إِلَّا بِرِضَاهَا.

نہ نکاح کر دے باپ وغیرہ کنواری کو اور شوہر دیدہ کو مگر اس کی رضا مندی سے۔

فائدہ: اس ترجمہ میں چار صورتیں ہیں ایک نکاح کر دینا باپ کا اپنی کنواری بیٹی کو دوسری نکاح کر دینا باپ کا شوہر دیدہ کو تیسری نکاح کر دینا غیر باپ کا شوہر دیدہ کو چوتھی نکاح کر دینا غیر باپ کا کنواری کو اور جب چھوٹی اور بڑی کو اعتبار کیا جائے تو صورتیں زیادہ ہو جائیں گی پس شوہر دیدہ بالغ کو نہ باپ نکاح کر دے اور نہ غیر اس کا مگر اس کی رضا مندی سے اتفاقاً مگر جس نے اجماع کا خلاف کیا کما تقدم اور کنواری چھوٹی کو اس کا باپ نکاح کر دے اتفاقاً مگر جو اجماع کے مخالف ہے اور جو شوہر دیدہ کہ بالغ نہ ہو اس میں اختلاف ہے مالک رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کا باپ اس کو نکاح کر دے جیسے کنواری کو نکاح کر دیتا ہے اور شافعی رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کو نکاح نہ کر دے جب کہ دور ہوئی ہو بکارت ساتھ وطی کے نہ ساتھ غیر اس کے اور علت ان کے نزدیک یہ ہے کہ دور ہونا بکارت کا دور کرتا ہے شرم کو جو کنواری میں ہے اور اگر کنواری بالغ ہو تو اس کا باپ نکاح کر دے اور اسی طرح اس کے اور ولی بھی اور اختلاف ہے اس کے امر طلب کرنے میں اور حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ نہیں جائز ہے باپ کو جبر کرنا اوپر اس کے جب وہ انکار کرے اور حکایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اکثر اہل علم سے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ دادا کا بھی یہی حکم ہے اور کہا ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اوزاعی نے کہ اگر شوہر دیدہ ہو اور چھوٹی ہو تو اس کو

ہر ولی نکاح کر دے اور جب بالغ ہو تو ثابت ہوتا ہے واسطے اس کے اختیار یعنی خواہ نکاح رکھے خواہ فسخ کر دے اور کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب نو برس سے آگے بڑھے تو جائز ہے واسطے ولیوں کے جو باپ کے سوائے ہوں نکاح اس کا اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو باپ کا وصی ہو وہ بھی ساتھ اس کے ملحق ہے سوائے باقی ولیوں کے اس واسطے کہ اس نے اس کو اپنا قائم مقام کیا ہے پھر ترجمہ معقود ہے واسطے شرط ہونے رضا مندی عورت کے برابر ہے کہ کنواری ہو یا شوہر دیدہ اور خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اور اسی کو تقاضا کرتا ہے ظاہر حدیث کا لیکن چھوٹی مستثنیٰ ہے باعتبار معنی کے اس واسطے کہ اس کے واسطے کوئی عبارت نہیں۔

۴۷۴۱ ۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ.

۴۷۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح نہ کیا جائے بیوہ عورت کا مگر یہاں تک کہ اس سے امر طلب کیا جائے اور نہ نکاح کیا جائے کنواری عورت کا یہاں تک کہ اس کی اجازت لی جائے، اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! کنواری کی اجازت کس طرح ہو؟ یعنی وہ شرم سے نہیں بتلاتی فرمایا کہ اس کا چپ رہنا ہی اجازت ہے۔

فائدہ: استیمار کے معنی ہیں طلب کرنا امر کا سو معنی یہ ہیں کہ نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس سے امر طلب کیا جائے اور لیا جاتا ہے اس کے قول تستامر سے کہ نہ عقد کرے مگر اس کے بعد کہ وہ اس کا حکم دے اور نہیں ہے اس میں دلالت اوپر نہ شرط ہونے ولی کے اس کے حق میں بلکہ اس میں اشعار ہے ساتھ شرط ہونے اس کے کی اور یہ جو کہا کہ نہ نکاح کیا جائے کنواری کا یہاں تک کہ اس کی اجازت لی جائے تو اسی طرح واقع ہوا ہے تفرقہ درمیان شوہر دیدہ اور کنواری کے شوہر دیدہ کے واسطے امر طلب کرنے کا لفظ بولا گیا اور کنواری کے واسطے اجازت لینے کا لفظ بولا گیا سو لیا جاتا ہے اس سے فرق درمیان دونوں کے اس جہت سے کہ استیمار دلالت کرتا ہے اوپر تاکید مشورے کے اور ٹھہرانے اختیار کے طرف امر طلب کی گئی عورت کے اسی واسطے ولی محتاج ہے طرف صریح اجازت اس کی کے عقد میں اور جب صریح منع کرے تو نکاح کرنا بالاتفاق منع ہے اور کنواری اس کے برخلاف ہے اور اجازت دائر ہے درمیان قول اور سکوت کے یعنی دونوں کو شامل ہے برخلاف امر کے کہ وہ صریح ہے قول میں کہ صریح زبان سے کہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا چپ رہنا اجازت بیچ حق کنواری کے اس واسطے کہ وہ شرماتی ہے صریح اجازت دینے سے۔ (فتح)

۴۷۴۲ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيْعِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ

۴۷۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! کنواری شرماتی ہے صریح اجازت دینے سے

أَبِیْ عَمْرٍو مَوْلٰی عَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْبِکْرَ تَسْتَحِیْ قَالَ رِضَاهَا صَمْتُهَا.

حضرت ﷺ نے فرمایا اس کا چپ رہنا ہی اس کی اجازت ہے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ جاریہ کے مسلم کی روایت میں کنواری ہے سوائے شوہر دیدہ کے کہا ابن منذر نے کہ مستحب ہے کنواری کو معلوم کروانا یہ کہ اس کا چپ رہنا اجازت ہے لیکن اگر وہ عورت نکاح کے بعد کہے کہ میں نے نہیں جانا کہ میرا چپ رہنا اجازت ہے تو نہیں باطل ہوتا اس کے ساتھ نکاح نزدیک جمہور کے اور بعض مالکیوں نے کہا کہ باطل ہے اور کہا ابن شعبان نے مالکیوں میں سے کہ یہ اس کو تین بار کہا جائے کہ اگر تو راضی ہے تو چپ رہ اور اگر تو ناراض ہے تو بول اور بعض نے کہا کہ اس کے پاس بہت دیر تک ٹھہرا جائے تا کہ نہ شرمسار ہو سو نہ منع کرے اس کو یہ جلد جواب دینے سے اور اختلاف ہے جب کہ نہ کلام کرے بلکہ ظاہر ہو اس سے قرینہ غصے کا یا رضا کا ساتھ ہنسنے کے مثلاً یا رونے کے سو مالکیوں کے نزدیک اگر بھڑکے یا روئے یا اٹھ کھڑی ہو یا ظاہر ہو اس سے جو دلالت کرے کراہت پر تو نہ نکاح کیا جائے اور شافعیوں کے نزدیک ان میں سے کسی چیز کو منع میں اثر نہیں مگر یہ کہ متصل ہو ساتھ رونے کے چلانا اور مانند اس کے اور فرق کیا ہے بعض نے درمیان رونے آنسو کے سو اگر آنسو گرم ہوں تو یہ منع کی دلیل ہے اور اگر ٹھنڈے ہوں تو یہ رضا مندی کی دلیل ہے اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ کنواری عورت جس کی اجازت لینے کا حکم ہوا ہے مراد اس سے بالغ ہے اس واسطے کہ جو نہ جانتی ہو کہ اجازت کیا چیز ہے اس سے اجازت لینے کے کیا معنی اور اسی طرح جس کا چپ رہنا اور ناراض ہونا برابر ہو اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ چپ رہنا کنواری یتیم کا پہلے اجازت اور تفویض اس کی کے اس کی رضا مندی نہیں برخلاف اس کے کہ ہو بعد تفویض اس کی کے طرف ولی اپنے کے اور خاص کیا ہے بعض شافعیوں نے اکتفا کو ساتھ چپ رہنے بکر بالغہ کے بہ نسبت باپ اور دادے کے سوائے غیر ان کے کی اس واسطے کہ وہ بہ نسبت اور لوگوں کے ان دونوں سے زیادہ شرماتی ہے اور صحیح قول جس پر جمہور ہیں استعمال کرنا حدیث کا ہے سب کنواریوں میں بہ نسبت سب ولیوں کے اور اختلاف باپ میں کہ نکاح کر دے کنواری بالغ کو بغیر اجازت اس کی کے سو کہا اوزاعی اور ثوری اور حنفیہ نے اور ابو ثور نے اور جو ان کے موافق ہیں کہ شرط ہے اجازت لینا اس کا سو اگر اجازت لینے کے بغیر اس کا نکاح کر دے تو نکاح صحیح نہیں ہوتا اور اور لوگوں نے کہا کہ جائز ہے واسطے باپ کے کہ اس کو نکاح کر دے بغیر اجازت کے اگرچہ بالغ ہو اور یہ قول ابن ابی لیلیٰ اور مالک اور شافعی اور احمد اور اسحاق کا ہے اور ان کی حجت باب کی حدیث کا مفہوم ہے اس واسطے کہ ٹھہرایا ہے حضرت ﷺ شوہر دیدہ کو لائق تر ساتھ نفس اپنے کے اپنے ولی سے سو اس نے دلالت کی کہ کنواری کا ولی زیادہ حق دار ہے ساتھ اس کے اس سے اور یہ جو کہا کہ امر طلب کیا جائے اس سے تو داخل ہوتا ہے اس میں باپ

اور غیر اس کا پس نہیں تعارض درمیان روایتوں کے اور باقی رہے گی نظر اس میں کہ امر طلب کرنا کیا وہ شرط ہے بیچ صحیح ہونے عقد کے یا مستحب ہے بطور دل خوش کرنے کے دونوں امروں کا احتمال ہے اور زیادہ بحث آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ چھوٹی لڑکی شوہر دیدہ ہو تو نہیں جائز جبر کرنا اوپر اس کے واسطے عام ہونے قول حضرت ﷺ کے کہ وہ زیادہ حق دار ہے اپنی جان کی بہ نسبت اپنے ولی کے اور اس پر کہ جس عورت کی بکارت وطی سے دور ہوئی ہو اگرچہ زنا سے کسی کو جبر کرنا اس پر نہیں پہنچتا نہ اس کے باپ کو اور نہ اس کے غیر کو واسطے عام ہونے حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ بیوہ زیادہ تر حق دار ہے اپنی جان کی بہ نسبت اپنے ولی کے اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ مانند بکر کے ہے اور اس کے دونوں ساتھی اس کے مخالف ہیں اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اس کے کہ علت کفایت کرنے کی ساتھ چپ رہنے کنواری کے شرم ہے اور وہ باقی ہے بیچ اس کے اس واسطے کہ مسئلہ مفروض ہے اس عورت کے حق میں جس کی بکارت وطی سے دور ہوئی ہو نہ اس کے حق میں جس کا پیشہ اور عادت زنا ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حدیث نے نص کی ہے اس پر کہ حیا متعلق ہوتا ہے ساتھ کنواری کے اور مقابلہ کیا ہے اس کا ساتھ شوہر دیدہ کے سو دلالت کی اس نے کہ حکم اس کا مختلف ہے اور یہ بیوہ ہے شرع میں بھی اور باعتبار لغت کے بھی اس واسطے کہ اگر وصیت کرے ساتھ آرزو ہونے ہر شوہر دیدہ کے جو اس کے ملک میں ہے تو داخل ہوتی ہے یہ اجماعًا اور بہر حال باقی رہنا اس کے حیا کا مانند بکر کے سو ممنوع ہے اس واسطے کہ وہ شرماتی ہے ذکر وقوع گناہ کے سے اس سے اور بہر حال ثابت ہونا حیا کا اصل نکاح سے سو نہیں اس میں مانند کنواری کے جس نے اس کو کبھی تجربہ نہیں کیا، واللہ اعلم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ جائز ہے واسطے بیوہ کے کہ نکاح کرے بغیر ولی کے لیکن خود اپنی زبان کے ساتھ نکاح نہ کرے بلکہ اپنے نکاح کا کسی مرد کو اختیار دے وہ اس کو نکاح کر دے حکایت کیا ہے اس کو ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے داؤد سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ جو عورت کہ نکاح کرے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر تو اس کا نکاح باطل ہے اور یہ حدیث صحیح ہے، کما تقدم اور وہ بیان کرتی ہے کہ حضرت ﷺ کے اس قول کے معنی احق بنفسها من ولیها یہ ہیں کہ نہیں جاری ہوتا عورت پر حکم مرد کا اس کی اجازت کے بغیر اور نہ جبر کرے اور جب عورت نکاح کا ارادہ کرے تو نہیں جائز اس کو نکاح مگر اپنے ولی کی اجازت سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جب کنواری کھل کھلا منع کرے تو نہیں جائز ہے نکاح اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں اور اگر صریحًا راضی ہو جائے تو بطریق اولیٰ جاری ہوتا ہے اور بعض اہل ظاہر نے کہا کہ جائز نہیں ہوتا واسطے ٹھہر جانے کے اس قول پر اور اس کا چپ رہنا ہی اجازت ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ — جب باپ اپنی بیٹی کا نکاح کر دے اور وہ اس نکاح سے

فَنِكَاحُهُ مَرْدُوْدٌ. ناخوش ہو تو اس کا نکاح مردود ہے۔

فائدہ: اس طرح مطلق بولا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے سو شامل ہو گا کنواری اور بیوہ کو لیکن باب کی حدیث تصریح کرنے والی ہے ساتھ بیوہ عورت کے سو شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کے کہ اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے جیسا کہ میں عنقریب اس کو بیان کروں گا اور جب عورت بیوہ ہو اور اس کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کیا جائے تو اس نکاح کے مردود ہونے پر اجماع ہے مگر جو منقول ہے حسن سے کہ اس نے کہا کہ جائز ہے باپ کو جبر کرنا شوہر دیدہ عورت پر اگرچہ وہ ناخوش ہو کما تقدم اور جو نخعی سے منقول ہے کہ اگر اس کے عیال میں ہو تو جائز ہے نہیں تو مردود ہے اور جب واقع ہو عقد اس کی رضامندی کے بغیر سو کہا حنفیوں نے کہ اگر عورت جائز رکھے تو جائز ہے اور مالکیوں سے ہے کہ جب عنقریب ہو تو جائز ہے نہیں تو نہیں اور باقی لوگوں نے اس کو مطلق مردود کہا ہے۔ (فتح)

٤٧٤٣ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيْدَ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ خَنْسَآءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهُ.

۴۷۴۳۔ حضرت خنساء خذام کی بیٹی سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا اور وہ شوہر دیدہ تھی سو اس نے اس کو ناخوش جانا سو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئی تو حضرت ﷺ نے اس کا نکاح رد کر دیا۔

فائدہ: عبدالرزاق نے روایت کی ہے کہ خذام نے اپنی بیٹی کا نکاح ایک مرد سے کر دیا وہ حضرت ﷺ کے پاس آئی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان پر جبر نہ کرو سو اس نے اس کے بعد ابولبابہ سے نکاح کیا اور وہ شوہر دیدہ تھی اور روایت کی ہے طبرانی نے ساتھ سند حسن کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مانند اس قصے کے اور اس میں ہے کہ اس کو اس کے خاوند سے کھینچا اور وہ بیوہ تھی سو اس نے اس کے بعد ابولبابہ سے نکاح کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا پہلا خاوند جنگ احد میں شہید ہوا پھر اس کے باپ نے اس کا نکاح ایک مرد سے کر دیا تو حضرت ﷺ نے اس کا نکاح جائز نہ رکھا اور یہ سب حدیثیں ایک دوسری کو قوی کرتی ہیں اور سب دلالت کرتی ہیں اس پر کہ وہ عورت بیوہ تھی اور نسائی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور وہ کنواری تھی تو حضرت ﷺ نے ان کے درمیان تفریق کر دی اور اسی طرح روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لیکن اس حدیث میں ضعف ہے اور کہا بیہقی نے کہ اگر ثابت ہو حدیث بکر میں تو حمل کی جائے گی اس پر کہ اس کا نکاح غیر کفو میں ہوا تھا، واللہ اعلم۔ میں کہتا ہوں اور یہی جواب ہے معتمد اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سو اس میں تعمیم ثابت نہیں ہو گی۔ (فتح)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا يَحْيٰى أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ وَمُجَمِّعَ بْنَ يَزِيدَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَجُلًا يُدْعٰى خِذَامًا أَنْكَحَ ابْنَةً لَهُ نَحْوَهُ.

عبدالرحمٰن اور مجمع سے روایت ہے کہ ایک مرد نے جس کو خذام کہا جاتا تھا اپنی بیٹی کو نکاح کر دیا مانند اس کے۔

بَابُ تَزْوِيجِ الْيَتِيمَةِ لِقَوْلِهِ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوا﴾.

باب ہے یتیم لڑکی کے نکاح کر دینے کے بیان میں واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کرو گے یتیم عورتوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتوں سے۔

وَإِذَا قَالَ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِي فُلَانَةَ فَمَكُثَ سَاعَةً أَوْ قَالَ مَا مَعَكَ فَقَالَ مَعِي كَذَا وَكَذَا أَوْ لَبِثَا ثُمَّ قَالَ زَوَّجْتُكَهَا فَهُوَ جَائِزٌ فِيهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جب ولی سے کہا کہ مجھ کو فلانی عورت نکاح کر دے اور وہ ایک گھڑی دیر کرے یا کہے کیا ہے تیرے پاس وہ کہے میرے پاس ایسی ایسی چیز ہے پھر دونوں دیر کریں پھر ولی کہے کہ میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا تو وہ جائز ہے اس حکم میں سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یعنی حدیث واہبہ کی جو کئی بار گزر چکی ہے کہ ایک عورت نے اپنی جان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشی اور مراد اس کی اس سے یہ ہے کہ ایجاب اور قبول کے درمیان فرق کرنا جب ایک مجلس میں ہوں تو ضرر نہیں کرتا لیکن اس حدیث سے اس پر استدلال کرنا ٹھیک نہیں اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سو احتمال ہے کہ اس نے ایجاب کے پیچھے قبول کیا ہو۔ (فتح)

٤٧٤٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ لَهَا يَا أُمَّتَاهُ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامٰى﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا ابْنَ أُخْتِي هٰذِهِ الْيَتِيمَةُ

۴۷۴۴۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا یعنی اس آیت کی تفسیر سے کہ اگر انصاف نہ کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں ماملکت ایمانکم تک عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے میری بہن کے بیٹے! مراد اس آیت سے یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی گود میں ہو سو اس کے مال اور اس کی خوبصورتی میں رغبت کرتا ہے اور ارادہ کرتا ہے کہ اس کو مہر مثل سے کم دے سو منع کیا گئے ان کے نکاح سے مگر یہ

تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيْدُ أَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ صَدَاقِهَا فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ فِيْ إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَآءِ قَالَتْ عَائِشَةُ اِسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ فِيْ هٰذِهِ الْأٰيَةِ أَنَّ الْيَتِيْمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ مَالٍ وَّجَمَالٍ رَغِبُوْا فِيْ نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَالصَّدَاقِ وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوْبًا عَنْهَا فِيْ قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوْهَا وَأَخَذُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَآءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَّنْكِحُوْهَا إِذَا رَغِبُوْا فِيْهَا إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهَا وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا الْأَوْفٰى مِنَ الصَّدَاقِ.

کہ انصاف کریں واسطے ان کے مہر پورا دینے میں اور حکم کیے گئے ساتھ نکاح ان عورتوں کے جو ان کے سوائے ہیں پس لوگ اس سے بالکل ہٹ گئے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر اس کے بعد لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اجازت مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے حق میں ترغبون تک سو اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے اس آیت میں یہ حکم اتارا کہ جب یتیم لڑکی مالدار اور خوبصورت ہوتی ہے تو اس کے نکاح اور نسب اور مہر میں رغبت کرتے ہیں یعنی کم تر مہر مثل سے اور جب اس کی رغبت نہ ہو بسبب کم ہونے مال کے تو اس سے نکاح نہیں کرتے اور اس کے سوائے اور عورتوں کو نکاح کرتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو جس طرح کہ رغبت نہ ہونے کے وقت اس سے نکاح نہیں کرتے تو اسی طرح نہیں جائز ہے واسطے ان کے یہ کہ نکاح کریں اس سے جب کہ اس میں رغبت کریں مگر یہ کہ واسطے اس کے انصاف کریں اور اس کو اس کا مہر پورا دیں۔

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیچ تفسیر آیت مذکورہ کے اور اس کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ باپ کے سوا ولی کو بھی جائز ہے کہ نکاح کر دے اس عورت کو جو بالغ نہ ہو برابر ہے کہ کنواری ہو یا شوہر دیدہ اس واسطے کہ حقیقت میں یتیم لڑکی وہ ہے جو بالغ نہ ہو اور نہ اس کا باپ ہو اور البتہ اجازت دی گئی ہے اس کے نکاح کر دینے میں بشرطیکہ اس کے مہر میں کمی نہ کرے سو جو اس کو منع کرتا ہے وہ دلیل کا محتاج ہے اور البتہ حجت پکڑی ہے بعض شافعیوں نے ساتھ اس حدیث کے کہ نکاح نہ کی جائے یتیم لڑکی یہاں تلک اس سے امر طلب کیا جائے اور اگر کہا جائے کہ نہیں امر طلب کیا جاتا چھوٹی سے تو ہم کہتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے طرف تاخیر کر دینے اس کے کی یہاں تک کہ بالغ ہو اور امر طلب کرنے کے لائق ہو سو اگر کہا جائے کہ بالغ ہونے کے بعد یتیم نہیں ہوتی تو ہم کہتے ہیں تقدیر یہ ہے کہ نکاح نہ کیا جائے یتیم لڑکی کا یہاں تک کہ بالغ ہو پھر اس کا امر

طلب کیا جائے واسطے تطبیق کے درمیان دلیلوں کے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ الْخَاطِبُ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِي فُلَانَةَ فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَ بِكَذَا وَكَذَا جَازَ النِّكَاحُ وَإِنْ لَّمْ يَقُلْ لِلزَّوْجِ أَرَضِيتَ أَوْ قَبِلْتَ.

جب نکاح کا پیغام کرنے والا عورت کے ولی سے کہے کہ مجھ کو فلانی عورت نکاح کر دے اور وہ کہے میں نے تجھ کو ایسی ایسی چیز کے بدلے نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہے اگرچہ ولی خاوند سے نہ کہے کہ کیا تو راضی ہوا یا تو نے قبول کیا۔

فائدہ: یہ ترجمہ معقود ہے واسطے اس مسئلے کے کہ کیا نکاح کی درخواست قبول کے قائم مقام ہوتی ہے سو ہو جیسے مقدم ہو قبول ایجاب پر جیسے کہے کہ میں نے فلانی عورت سے اتنے پر نکاح کیا اور ولی کہے کہ میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا اس کے بدلے پر یا ضروری ہے دوہرانا قبول کا سو استنباط کیا بخاری رحمہ اللہ نے واہبہ کے قصے سے کہ جب حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے تیرا نکاح کر دیا اس عورت سے قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تیرے ساتھ ہے حضرت ﷺ کے اس قول کے بعد یہ منقول نہیں ہوا کہ اس مرد نے کہا کہ میں نے قبول کیا اور اعتراض کیا ہے اس پر مہلب نے کہ نکاح سے پہلے اس مرد نے اس کی درخواست کی اور آپس میں تکرار ہوا اور جس کا یہ حال ہو اس کو قبول کے ساتھ تصریح کرنے کی حاجت نہیں اور غایت اس کی یہ ہے کہ تسلیم کیا ہے اس نے استدلال کو لیکن خاص کرتا ہے وہ اس کو ساتھ ایک خاطب کے سوائے دوسرے کے اور میں نے پہلے بیان کی ہے وجہ خدشہ کی اصل استدلال میں۔ (فتح)

٤٧٤٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَ مَا لِي الْيَوْمَ فِي النِّسَآءِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيهَا قَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ فَمَا عِنْدَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

۴۷۴۵۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے حضرت ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو عورتوں کی آج کچھ حاجت نہیں تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! مجھ کو نکاح کر دیجیے، حضرت ﷺ نے فرمایا تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا اسے کچھ دے اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا کیا ہے تیرے پاس قرآن سے؟ اس نے کہا فلانی فلانی سورت حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں نے تجھ کو اس کا مالک کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ مجھ کو آج عورتوں کی کچھ حاجت نہیں تو اس میں اشکال ہے اس جہت سے کہ اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نکاح کا ارادہ رکھتے تھے اگر آپ کو پسند آتی سو معنی حدیث کے یہ ہوں گے کہ جو عورت اس صفت سے ہو اس کی مجھ کو حاجت نہیں اور احتمال ہے کہ مطلق نظر کرنا حضرت ﷺ کا خاصہ ہو اگرچہ نکاح کا ارادہ نہ رکھتے ہو اور ہو گا فائدہ اس کا یہ احتمال کہ آپ کو خوش لگی سو اس سے نکاح کریں باوجود بے پرواہ ہونے آپ کے اس وقت زیادتی سے عورتوں پر جو آپ کے پاس تھیں۔ (فتح)

بَابٌ لَّا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتّٰى يَنْكِحَ أَوْ يَدَعَ.

نہ منگنی کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی پر یہاں تک کہ نکاح کرے یا چھوڑ دے۔

٤٧٤٦ ـ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُّحَدِّثُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّبِيْعَ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَّلَا يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتّٰى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ أَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ.

۴۷۴۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ تم میں سے کوئی اپنا مال دوسرے کے بیچتے ہوئے پر بیچے اور پیغام نکاح کا نہ کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی پر یہاں تک کہ چھوڑ دے جس نے پہلے نکاح کا پیغام کیا یا اس کو خاطب اجازت دے۔

فائدہ: باب میں یدع کا لفظ ہے اور حدیث میں یترک کا لفظ ہے اور ایک روایت میں یدع کا لفظ بھی آ چکا ہے اور اس کی سند صحیح ہے تو مراد بھائی سے بھائی مسلمان ہے جیسا کہ بیوع میں گزر چکا ہے اور یہ لفظ اس کے معارض نہیں اس واسطے کہ مخاطب ساتھ اس کے مسلمان لوگ ہیں۔

٤٧٤٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَأْثُرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَكُوْنُوْا إِخْوَانًا وَّلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتّٰى

۴۷۴۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو بدگمانی سے اس واسطے کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے یعنی بے تحقیق صرف اپنے گمان پر کسی مسلمان سے بدظن ہونا نہایت بے اصل بات ہے اور نہ لوگوں کی بات کی طرف کان لگاؤ اور نہ عیب جوئی کرو اور نہ آپس میں بغض اور عداوت رکھو اور بھائی بن جاؤ (اے اللہ کے بندو) اور نہ منگنی کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی پر یہاں

يَنۡكِحَ أَوۡ يَتۡرُكَ. تک کہ نکاح کرے یا چھوڑ دے۔

فائدہ: کہا جمہور نے کہ یہ نہی واسطے تحریم کے ہے اور کہا خطابی نے کہ یہ نہی واسطے تادیب کے ہے تحریم کے واسطے نہیں اور باطل کرتی ہے عقد کو نزدیک اکثر فقہاء کے اور نہیں ہے ملازمہ درمیان ہونے اس کے کی واسطے تحریم کے اور درمیان بطلان کے نزدیک جمہور کے بلکہ وہ ان کے نزدیک تحریم کے واسطے ہے اور نہیں باطل ہوتی ہے عقد بلکہ حکایت کی ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس میں نہی بالا جماع تحریم کے واسطے ہے لیکن اس کی شرطوں میں اختلاف ہے سو کہا شافعیہ اور حنابلہ نے کہ محل تحریم کا وہ ہے جب کہ تصریح کرے مخطوبہ یا ولی اس کا جس کو اس نے اجازت دی ہے جس جگہ ہو اجازت اس کی معتبر ساتھ اجابت کے سو اگر رد کے ساتھ تصریح واقع ہو تو حرام نہیں سو اگر نہ جانے دوسرا ساتھ حال کے تو جائز ہے ہجوم کرنا اوپر منگنی کے اس واسطے کہ اصل اباحت ہے اور حنبلیوں کی اس میں دو روایتیں ہیں اور اگر واقع ہو اجابت ساتھ تعریض کے مانند قول عورت کے کی کہ نہیں منہ پھیرنا تجھ سے تو اس میں شافعیہ کے نزدیک دو قول ہیں صحیح تر یہ ہے کہ یہ بھی حرام نہیں اور یہی قول ہے مالکیہ اور حنفیہ کا اور اگر نہ رد کرے اور نہ قبول کرے تو جائز ہے اور حجت اس میں قول فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ مجھ کو معاویہ اور ابوجہم نے نکاح کا پیغام بھیجا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں پر اس بات کا انکار نہ کیا بلکہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے واسطے اس کو نکاح کا پیغام کیا اور اشارہ کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہ اس میں حجت نہیں اس لیے کہ احتمال ہے کہ دونوں نے اکٹھا نکاح کا پیغام بھیجا ہو یا دوسرے کو پہلے کا خطبہ معلوم نہ ہوا ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ کیا اور نکاح کا پیغام نہیں کیا اور بر تقدیر اس کے کہ نکاح کا پیغام کیا ہو تو شاید جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہم اور معاویہ رضی اللہ عنہما کا عیب بیان کیا تو معلوم ہوا کہ اس نے ان دونوں سے منہ پھیرا سو اس کو اسامہ رضی اللہ عنہ کے واسطے نکاح کا پیغام کیا اور حکایت کی ہے ترمذی نے شافعی سے کہ معنی باب کی حدیث کے یہ ہیں کہ جب مرد عورت کو نکاح کا پیغام کرے اور وہ اس کے ساتھ راضی ہو جائے تو نہیں جائز ہے کسی کو کہ اس کی منگنی پر منگنی کرے اور جب اس کی رضا مندی معلوم نہ ہو تو نہیں کوئی ڈر کہ اس کو نکاح کا پیغام کرے اور حجت اس میں قصہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا ہے اس واسطے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ دی کہ وہ دونوں میں سے کس پر راضی ہے اور اگر وہ اس کی خبر دیتی کہ میں دونوں میں سے فلانے کے ساتھ راضی ہوں تو نہ اشارہ کرتے اس پر ساتھ کسی شخص کے سوائے اس کے جس کو اس نے اختیار کیا اور اگر نہ پائی جائے اس سے اجابت اور نہ رد تو کہا بعض شافعیوں نے کہ جائز ہے اور بعض نے دونوں قول کو جائز رکھا ہے اور نص کی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کنواری میں کہ اس کا چپ رہنا رضا مندی ہے ساتھ خاطب کے اور بعض مالکیوں سے ہے کہ نہیں منع ہے منگنی کرنی مگر اس شخص کی منگنی پر جن کے درمیان مہر پر رضا مندی واقع ہو اور جب پائی جائیں شرطیں تحریم کی اور واقع ہو عقد دوسرا تو کہا جمہور نے کہ نکاح صحیح ہے باوجود ارتکاب تحریم کے اور کہا داؤد نے کہ فسخ کیا جائے نکاح پہلے دخول کے اور بعد اس کے اور نزدیک مالکیہ کے

خلاف ہے مانند دونوں قول کے اور کہا بعض نے فسخ کیا جائے پہلے دخول کے نہ بعد اس کے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ منع نکاح کا پیغام ہے اور پیغام نکاح کا نہیں شرط ہے عقد کے صحیح ہونے میں سو نہ فسخ ہوگا نکاح ساتھ نہ صحیح واقع ہونے پیغام نکاح کے اور حکایت کی ہر طبری نے بعض علماء سے کہ یہ نہی منسوخ ہے ساتھ قصے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے پھر رد کیا اس پر ساتھ اس کے کہ وہ مشورے کو آئی تھی سو مشورہ دیا گیا اس کو اس چیز کے ساتھ کہ وہ اولیٰ ہے اور نہ تھی وہاں منگنی منگنی پر پھر ایسے مسئلوں میں نسخ کا دعویٰ کرنا غلط ہے اس واسطے کہ اشارہ کیا ہے طرف علت نہی کے عقد کی حدیث میں ساتھ اخوۃ کے اور وہ صف لازمہ ہے اور علت مطلوب ہے واسطے دوام کے سو نہیں صحیح ہے کہ لاحق ہو اس کو دعویٰ نسخ کا، واللہ اعلم۔ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جب پہلا خاطب یعنی نکاح کا پیغام کرنے والا دوسرے خاطب کو اجازت دے تو دور ہو جاتی ہے تحریم لیکن کیا یہ اجازت فقط اس کے ساتھ خاص ہے جس کو اجازت دی گئی یا اس کے سوائے اور شخص کو بھی جائز ہے اس واسطے کہ مجرد اجازت جو صادر ہے پہلے خاطب سے دلالت کرتی ہے اس پر کہ اس نے اس عورت کے نکاح سے منہ پھیرا اور جب اس نے منہ پھیرا تو اس کے غیر کے واسطے جائز ہوگا کہ اس کو نکاح کا پیغام کرے ظاہر دوسری بات ہے یعنی نکاح کا پیغام فقط اس شخص کے ساتھ خاص نہیں جس کو اس نے اجازت دی بلکہ اس کے سوائے اور شخص کو بھی نکاح کا پیغام کرنا جائز ہے سو جس کو اس نے اجازت دی اس کے واسطے تو نص سے جائز ہوگا اور اس کے سوائے اور شخص کو الحاق کے ساتھ ہوگا اور تائید کرتا ہے اس کو قول آپ کا باب کی دوسری حدیث میں او یترك یعنی یا چھوڑ دے اور تصریح کی ہے رویانی نے شافعیہ میں سے ساتھ اس کے کہ محل تحریم کا وہ ہے جو خطبہ اول سے جائز اور اگر وہ منع ہو جیسے کہ عدت میں اس کو نکاح کا پیغام کرے تو نہیں ضرر کرتا دوسرے کو یہ کہ عدت گزرنے کے بعد اس کو خطبہ کرے اور یہ ظاہر ہے اس واسطے کہ اوّل کا حق عدت کی وجہ سے ثابت نہیں ہوا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اس کے کہ اپنے بھائی کے خطبے پر کہ محل تحریم کا وہ ہے جب کہ نکاح کا پیغام کرنے والا مسلمان ہو سو اگر نکاح کا پیغام کرے ذمی مرد ذمی عورت کو پھر ارادہ کرے مسلمان کہ اس کو نکاح کا پیغام کرے تو اس کو یہ مطلق جائز ہے اور یہ قول اوزاعی کا ہے اور موافقت کی ہے اس کی شافعیہ میں سے ابن منذر اور خطابی وغیرہ نے اور تائید کرتی ہے اس کو حدیث مسلم کی کہ ایماندار بھائی ہے دوسرے ایماندار کا سو نہیں حلال ہے واسطے ایماندار کے یہ کہ بیچے اپنے بھائی کی بیع پر اور نہ منگنی کرے اس کی منگنی پر کہا خطابی نے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان اور کافر کی برادری توڑ ڈالی ہے سو خاص ہوگی نہی ساتھ مسلمان کے کہا ابن منذر نے کہ اصل اس میں اباحت ہے یہاں تک کہ وارد ہو منع اور البتہ وارد ہوئی ہے منع مقید ساتھ مسلم کے سو باقی راہ جو اس کے سوائے ہے اصل اباحت پر اور مذہب جمہور کا یہ ہے کہ ذمی کافر اس میں ملحق ہے ساتھ مسلم کے اور یہ کہ تعبیر ساتھ بھائی کے نکلی ہے بنا بر غالب کے سو نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اس کے اور وہ مانند اس آیت کے ہے ﴿ولا تقتلوا اولادکم وربائکم اللاتی

فی حجور کم﴾ اور مانند اس کے اور بنا کیا ہے اس کو بعض نے اس پر کہ یہ چیز ممنوع کیا عقد کے حقوق سے ہے یا متعاقدین کے حقوق سے بنا بر پہلی وجہ کے راجح وہ ہے جو خطابی نے کہا اور بنا بر دوسری وجہ کے راجح وہ ہے جو اس کے غیر نے کہا اور قریب ہے اس بنا سے اختلاف ان کا بیچ ثابت ہونے شفعہ کے واسطے کافر کے سو جس نے اس کو ملک کے حقوق سے ٹھہرایا ہے اس نے اس کے واسطے ثابت کیا ہے اور جس نے اس کو حقوق مالک سے ٹھہرایا ہے اس نے منع کیا ہے اور قریب اس بحث سے ہے جو منقول ہے ابن قاسم مالک کے ساتھ سے کہ پہلا خاطب جب فاسق ہو تو جائز ہے واسطے پرہیز گار کے یہ کہ منگنی کرے اس کی منگنی پر اور ترجیح دی ہے اس کو ابن عربی نے ان میں سے اور وہ باوجہ ہے جب کہ ہو مخطوبہ پاک دامن سو ہوگا فاسق غیر کفو واسطے اس کے سو اس کا نکاح پیغام کالعدم ہوگا اور نہیں اعتبار کیا ہے اس کو جمہور نے جب کہ صادر ہو عورت سے علامت قبول کی اور بعض نے کہا کہ اس قول کے خلاف پر اجماع ہے اور ملحق ہے ساتھ اس کے جو حکایت کی بعض نے جائز ہونے سے جب کہ نہ ہو پہلا خاطب لائق عادت میں واسطے منگنی اس عورت کے جیسا کہ ساقی بادشاہ کی بیٹی کو نکاح کا پیغام کرے اور یہ راجع ہے طرف ہم کفو ہونے کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر حرام ہونے منگنی عورت کے دوسری عورت کی منگنی پر واسطے لاحق کرنے حکم عورتوں کے ساتھ حکم مردوں کے اور اس کی صورت یہ ہے کہ ایک عورت ایک مرد کے نکاح میں رغبت کرتی ہے اور اس کو اپنے نکاح کی طرف بلاتی ہے کہ وہ مرد اس سے نکاح کرے پھر ایک اور عورت آتی ہے اور وہ اس مرد کو اپنی طرف بلاتی ہے اور اپنے نکاح کی رغبت دلاتی ہے اور اس کو پہلے سے الگ کرواتی ہے اور البتہ تصریح کی ہے علماء نے ساتھ مستحب ہونے خطبہ اہل فضل کے مردوں سے اور نہیں ہے پوشیدہ کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ مخطوب مرد نے قصد کیا ہو کہ ایک عورت کے سواء اور نکاح نہ کرے گا لیکن اگر دونوں کو جمع کرے تو حرام نہیں اور یہ جو کہا کہ حتی ینکح یعنی یہاں تک کہ نکاح کرے خاطب پہلا سو حاصل ہو ناامیدی محض یا چھوڑ دے یعنی خاطب اول نکاح کرنے کو سو جائز ہوگا اس وقت واسطے دوسرے کے خطبہ سو دونوں غایتیں مختلف ہیں پہلی ناامیدی کی طرف راجع ہے اور دوسری رجا کی طرف راجع ہے۔

بَابُ تَفْسِیْرِ تَرْكِ الْخِطْبَةِ. ترک خطبہ کی تفسیر۔

فائدہ: یعنی خطبہ کے قبول کرنے سے عذر کرنے کے طریق کا بیان جیسا کہ حدیث میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے شارح تراجم نے کہا کہ بخاری کی یہی مراد ہے۔

٤٧٤٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

۴۷۴۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئیں کہا عمر رضی اللہ عنہ نے سو میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا میں نے کہا اگر تو چاہے تو میں تجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نکاح کر دوں

عَنهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِيْنَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ قَالَ عُمَرُ لَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيْمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا تَابَعَهُ يُوْنُسُ وَمُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

پھر میں چند روز ٹھہرا پھر حضرت ﷺ نے اس کے نکاح کا پیغام بھیجا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے سو کہا کہ نہیں منع کیا مجھ کو کسی چیز نے یہ کہ میں تجھ کو جواب دوں اس چیز کا جو تو نے عرض کی مگر یہ کہ البتہ میں نے جانا تھا کہ حضرت ﷺ نے اس کا ذکر کیا ہے سو نہ تھا میں کہ حضرت ﷺ کا راز ظاہر کروں اور اگر حضرت ﷺ اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو قبول کرتا متابعت کی ہے شعیب کی یونس اور موسیٰ سے اور ابن ابی عتیق نے زہری سے۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا اور اس کے اخیر میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر حضرت ﷺ اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو قبول کرتا اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے باب میں ترک خطبہ کی تفسیر صریح گزر چکی ہے حضرت ﷺ کے یہ قول حتى ينكح او يترك میں اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو حفصہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں ہے اس ترک خطبہ کی تفسیر ظاہر نہیں ہوتی اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ تھا کہ حضرت ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام کیا ہے لیکن قصد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے معنی دقیق کو جو دلالت کرتا ہے اوپر تیز ہونے ذہن اس کے کی اور مضبوط ہونے کے استنباط میں اور اس کا بیان یوں ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ جب حضرت ﷺ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نکاح کا پیغام کریں گے تو وہ آپ کو رد نہیں کریں گے بلکہ اس میں رغبت کریں گے اور شکر کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام کیا ہے سو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا علم ساتھ اس حال کے قائم ہوا مقام جھکنے اور تراضی کے سو گویا کہ کہتا ہے کہ جو جانتا ہو کہ نہ پھیرا جائے جب کہ نکاح کا پیغام کرے تو کسی کو لائق نہیں کہ اس کی منگنی پر منگنی کرے اور کہا ابن منیر نے جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہے کہ تحقیق کرے منع ہونا منگنی کا منگی پر مطلق اس واسطے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ باز رہے اور نہ قطع ہوا تھا امر درمیان خاطب اور ولی کے سو کیا حال ہے جب کہ پکا ہو اور دونوں آپس میں جھکیں سو شاید استدلال ہے ساتھ اولیٰ کے میں کہتا ہوں جو ابن بطال نے ظاہر کیا اور وہ ادق اور اولیٰ ہے۔ (فتح)

بَابُ الْخُطْبَةِ.

باب ہے بیان میں خطبہ پڑھنے کے وقت عقد نکاح کے

٤٧٤٩ ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ جَآءَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا.

۴۷۴۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو مرد پورب سے آئے تو دونوں نے خطبہ پڑھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بعض بیان تو جادو ہوتا ہے یعنی جیسے جادو سے آدمی لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے ایسے ہی بعض آدمی کی تقریر ہوتی ہے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری ساتھ شرح اپنی کے طب میں آئے گی کہا ابن تین نے داخل کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو کتاب النکاح میں اور حالانکہ وہ اس کی جگہ نہیں ہے کہا اور بیان دو قسم ہے اول وہ ہے جو بیان کرے ساتھ اس کے مراد کو دوسرا خوش آوازی سے پڑھنا ہے تا کہ سننے والوں کے دل مائل کریں اور دوسرا قسم ہے جو جادو کے مشابہ ہے اور مذموم اس سے وہ ہے جس کے ساتھ باطل کا قصد کیا جائے اور تشبیہ دی اس کو ساتھ جادو کے اس واسطے کہ سحر پھیرنا چیز کا ہے اپنی حقیقت سے۔ میں کہتا ہوں اور اسی جگہ سے لی جاتی ہے مناسبت اور پہچانا جاتا ہے کہ اس نے اس کو اپنی جگہ میں ذکر کیا ہے گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے کہ خطبہ اگرچہ مشروع ہے نکاح میں لیکن لائق ہے کہ متوسط ہو اور نہ ہو اس میں وہ چیز جو تقاضا کرے حق کے پھیرنے کو طرف باطل کے ساتھ خوش تقریر کے اور البتہ وارد ہو چکی ہیں خطبہ نکاح کی تفسیر میں بہت حدیثیں ان میں سے مشہور تر یہ ہے جو اصحاب سنن نے روایت کی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعا الحمد للّٰہ نحمدہ و نستعینه و نستغفرہ ، الحدیث کہا ترمذی نے کہ اہل علم نے کہا کہ نکاح جائز ہے بغیر خطبہ کے اور یہ قول ثوری وغیرہ اہل علم کا ہے اور کہا بعض اہل ظاہر نے کہ وہ شرط ہے نکاح میں اور یہ قول شاذ ہے۔ (فتح)

بَابُ ضَرْبِ الدُّفِّ فِي النِّكَاحِ وَالْوَلِيمَةِ.

بجانا دف کا نکاح اور ولیمہ کے وقت میں۔

فائدہ: اور ولیمہ معطوف ہے نکاح پر یعنی بجانا دف کا ولیمہ میں اور وہ عام ہے بعد خاص کے اور احتمال ہے کہ مراد خاص ولیمہ نکاح کا ہو اور یہ کہ بجانا دف کا مشروع ہے نکاح میں وقت عقد کے اور وقت دخول کے مثلا اور وقت ولیمہ کے اسی طرح اور اول اشبہ ہے اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کے جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہو چکی ہے، کما سیاتی انشاء اللّٰہ تعالٰی۔

٤٧٥٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ قَالَ قَالَتِ الرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَآءَ جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ

۴۷۵۰۔ حضرت ربیع معوذ کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے گھر میں آئے جب کہ میں اپنے خاوند کے گھر میں لائی گئی اور مجھ سے خلوت ہوئی سو میرے بچھونے پر بیٹھے جیسے تو میرے بچھونے پر بیٹھا ہے اور

بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَآئِيْ يَوْمَ بَدْرٍ إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ.

ہماری چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دف بجا کر ہمارے باپوں کی جو جنگ بدر کے دن مارے گئے خوبیاں اور بہادرے کے قصے بیان کرنے لگیں کہ اچانک ان میں سے ایک نے کہا کہ ہمارے بیچ میں ایک پیغمبر ہیں کہ جانتے ہیں جو کل ہوگا حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دے اور جو پہلے کہتی تھی وہی کہہ۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جسے تو بیٹھا ہے تو یہ اس نے اس شخص سے کہا جس نے اس حدیث کی روایت کی اور بنا کے معنی ہیں دخول ساتھ بیوی کے اور یہ جو کہا کہ جیسے تو میرے بچھونے پر بیٹھا ہے تو یہ محمول ہے اس پر کہ یہ خطاب پردے کے پیچھے سے تھا یعنی دونوں کے درمیان پردہ تھا یا یہ حکم پردے کی آیت اترنے سے پہلے تھا یا جائز ہے دیکھنا واسطے حاجت کے یا وقت امن کے فتنے سے اور اخیر قول معتمد ہے یعنی فتنے سے امن تھا اور جو ظاہر ہوا ہے واسطے ہمارے قوی دلیلوں سے یہ ہے کہ بیگانی عورت کے ساتھ خلوت کرنی اور اس کو دیکھنا حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور یہی ہے جواب صحیح قصے ام حرام کے سے کہ حضرت ﷺ اس کے گھر میں تشریف لے گئے اور اس کے پاس سو گئے اور اس نے آپ کو کنگھی کی اور حالانکہ وہ نہ آپ کی منکوحہ تھی اور نہ محرم اور ندبہ کے معنی ہیں ذکر کرنا مردے کے اوصاف کا ساتھ ثناء کے اوپر اس کے اور گننا اس کی خوبیوں کا ساتھ سخاوت اور بہادری کے اور مانند اس کے اور یہ جو فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے یعنی چھوڑ دے اس چیز کو جو متعلق ہے ساتھ مدح میری کے جس میں حد سے زیادہ تعریف ہے جو منع ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں جانتا کوئی جو کل ہوگا سوائے اللہ تعالیٰ کے سو یہ اشارہ ہے طرف علت منع کے اور یہ جو فرمایا کہ جو پہلے کہتی تھی تو اس میں اشارہ ہے طرف جواز سننے مدح کے اور مرثیہ کے اس قسم سے کہ نہ ہو اس میں مبالغہ جو نوبت پہنچاتا ہے طرف غلو کی اور کہا مہلب نے اس حدیث میں اعلان نکاح کا ہے ساتھ دف کے اور راگ مباح کے اور اس میں آنا امام کا ہے طرف شادی کے اگرچہ اس میں کھیل ہو جب تک حد مباح سے نہ نکلے اور یہ کہ مرد کے سامنے تعریف کرنی جائز ہے جب تک کہ نہ نکلے طرف اس چیز کے جو اس میں نہیں اور غریب بات کہی ہے ابن تین نے سو کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا اس کو حضرت ﷺ نے کہ مدح آپ کی حق ہے اور مطلوب نکاح میں کھیل ہے سو جب داخل کیا گیا امر حق کھیل میں تو اس کو منع فرمایا اسی طرح کہا ہے اس نے اور تمام خبر کا جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے رد کرتا ہے اوپر اس کے اور سیاق قصے کا مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اگر وہ مرثیوں پر بدستور رہتیں تو ان کو منع نہ کرتے اور اکثر اچھے مرثیوں میں قصد ہوتا ہے نہ کھیل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کیا حضرت ﷺ نے اوپر اس کے واسطے اس کے جو ذکر کیا گیا ہے بے حد تعریف کرنے سے جب کہ اس نے حضرت ﷺ کے واسطے غیب کا علم مطلق ثابت کیا اور وہ ایک صفت ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿قل لا يعلم من في السماوات والارض الغيب الا الله﴾ اور فرمایا﴿ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير﴾ اور جس جس چیز کی حضرت ﷺ غیب سے خبر دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ آپ کو معلوم کروا دیتا تھا نہ یہ کہ وہ اس کے معلوم کرنے میں مستقل تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول﴾ اور راگ کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ وَكَثْرَةِ الْمَهْرِ وَأَدْنٰى مَا يَجُوْزُ مِنَ الصَّدَاقِ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَاٰتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا﴾ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿أَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً﴾ وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ.

باب ہے بیچ بیان اس آیت کے اور دو عورتوں کو ان کے مہر خوش سے اور بیچ بیان بہت باندھنے مہر کے اور کم سے کم کتنا مہر جائز ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور دیا ہو تم نے ایک عورت کو ڈھیر مال تو نہ پھیر لو اس میں سے کچھ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا مقرر کر چکے ہو واسطے ان کے مہر، اور کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو۔

فائدہ: یہ ترجمہ معقود ہے واسطے اس کے کہ کم سے کم مہر کا کوئی اندازہ معین نہیں اور خلاف کیا ہے اس میں مالکیوں اور حنفیوں نے اور وجہ استدلال کی اس چیز سے کہ ذکر کی مطلق ہونا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا﴿صدقاتهن نحلة﴾ اور قول اس کے کا﴿فريضة﴾ اور قول حضرت ﷺ کے کہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ اگر چہ لوہے کی انگوٹھی ہو اور بہر حال قول اس کا كثرة المهر سو وہ ساتھ زبر کے عطف ہے اوپر اس آیت کے کہ پڑھا اس کو اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿و آتيتم احداهن قنطارا﴾ اس میں اشارہ ہے طرف بہت ہونے مہر کے اور البتہ استدلال کیا ساتھ اس کے اس عورت نے جس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا اور اس کا بیان یوں ہے کہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے عبدالرحمٰن سلمی کے طریق سے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ عورتوں کا مہر زیادہ مت باندھو تو ایک عورت نے کہا کہ اے عمر! یہ کہنا تجھ کو نہیں پہنچتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم نے ایک عورت کو ڈھیر سونا دیا ہو تو اس سے پھیر نہ لو اور اسی طرح ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں یعنی اس میں من ذھب کا لفظ زیادہ ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک عورت نے عمر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا تو وہ اس پر غالب ہوگئی اور حاصل اس کا یہ ہے کہ کم تر درجہ مہر وہ چیز ہے کہ مال ٹھہرائی جائے یعنی جس کو مال سمجھا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ کم تر وہ ہے جس میں ہاتھ کاٹنا واجب ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس درہم یا پچاس درہم اور جس میں ہاتھ کاٹنا واجب ہوتا ہے اس میں بھی اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ تین درہم اور بعض کہتے ہیں پانچ اور بعض کہتے ہیں دس درہم۔ (فتح)

٤٧٥١ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ فَرَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَاشَةَ الْعُرْسِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنِّيْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ.

۴۷۵۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا کھجور کی گٹھلی کے برابر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شادی کی خوشی کا نشان دیکھا سو اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا گٹھلی کے برابر سونے پر اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا گٹھلی کے بربر سونے پر یعنی من ذھب کا لفظ زیادہ کیا ہے۔

فائدہ: مراد بخاری رحمہ اللہ کی دوسری روایت سے یہ ہے کہ عبدالعزیز نے انس رضی اللہ عنہ سے نواۃ کا لفظ مطلق ذکر کیا ہے اور قتادہ رحمہ اللہ نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ گٹھلی کے برابر سونے پر۔

بَابُ التَّزْوِيجِ عَلَى الْقُرْاٰنِ وَبِغَيْرِ صَدَاقٍ.

نکاح کرنا قرآن پر اور بغیر مہر کے۔

٤٧٥٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ يَقُوْلُ إِنِّيْ لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَ فِيْهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَ فِيْهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَ فِيْهَا رَأْيَكَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْكِحْنِيْهَا قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا قَالَ اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ

۴۷۵۲۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک میں لوگوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک ایک عورت آ کھڑی ہوئی تو اس نے کہا یا حضرت! میں نے اپنی جان آپ کو بخشی سو دیکھیے اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ جواب نہ دیا پھر کھڑی ہوئی سو اس نے کہا یا حضرت! بے شک اس نے اپنی جان آپ کو بخشی سو دیکھیے آپ کی اس میں کیا رائے ہے؟ پھر بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ جواب نہ دیا سو وہ عورت تیسری بار کھڑی ہوئی سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی سو دیکھیے آپ کی اس میں کیا رائے ہے؟ پس ایک مرد اٹھا اور کہا یا حضرت! مجھ کو نکاح کر دیجیے! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا نہیں فرمایا تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو وہ گیا اور تلاش کیا پھر آیا اور کہا کہ میں نے

حَدِيْدٍ فَذَهَبَ فَطَلَبَ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَّلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ مَعِيَ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا قَالَ اِذْهَبْ فَقَدْ أَنْكَحْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

کچھ چیز نہیں پائی اور لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا تجھ کو کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلاں فلاں سورت یاد ہے فرمایا جا میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میں نے اپنی جان آپ کو بخشی حضرت ﷺ نے فرمایا بیٹھ جا وہ بیٹھ گئی اور ایک گھڑی بیٹھی رہی پھر وہ اٹھی فرمایا بیٹھ جا اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت کرے ہم کو تیری حاجت نہیں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اس عورت نے آپ کا بہت ادب کیا باوجود اس کے کہ اس کو نہایت رغبت تھی اس واسطے کہ نہ مبالغہ کیا اس نے طلب میں اور اس نے حضرت ﷺ کے چپ رہنے سے سمجھ لیا کہ آپ کو رغبت نہیں لیکن جب وہ رد سے نا امید نہ ہوئی تو بیٹھ گئی واسطے انتظار کشادگی کے اور حضرت ﷺ کا چپ رہنا یا تو اس وجہ سے تھا کہ آپ اس کو سامنے جواب دینے سے شرمائے اور حضرت ﷺ نہایت شرم کرنے والے تھے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ کو کنواریوں سے زیادہ شرم تھی اور یا واسطے انتظار وحی کے اور یا واسطے فکر کرنے کے جواب میں جو مقام کے مناسب ہو اور ایک روایت میں اعتل کا لفظ آیا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے عذر کیا کہ میں نے لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پائی اور یہ جو کہا کہ هل معك من القرآن شيء تو ایک روایت میں ہے کہ کیا ہے تیرے پاس قرآن سے تو یہ بعد اس قول کے ہے هل معك من القرآن شيء یعنی کیا تجھ کو کچھ قرآن یاد ہے پھر اس کا اندازہ پوچھا کہ کتنا ہے چنانچہ فرمایا ما ذا معك من القرآن یعنی تجھ کو کتنا قرآن یاد ہے اور معمر کی روایت میں دونوں لفظ واقع ہوئے ہیں سو فرمایا کہ تو کچھ قرآن پڑھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا کیا ہے؟ اس نے کہا فلانی فلانی سورت اور پہچانی گئی ساتھ اس کے مراد ساتھ معیت کے اور یہ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کیا تجھ کو حفظ یاد ہے اور یہ جو کہا فلانی فلانی سورت تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کا نکاح ایک عورت سے کر دیا قرآن کی دو سورتوں پر کہ اس کو سکھلا دے، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تجھ کو قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا ہاں! سورہ بقرہ اور جو اس کے ساتھ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کا نکاح کر دیا سورہ بقرہ پر اور اس کے پاس اور کچھ چیز نہ تھی اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کا نکاح ایک عورت سے کر دیا ایک سورت پر مفصل سے اور اس کو اس کا مہر ٹھہرایا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ اس کو بیس آیتیں سکھلا دے اور وہ تیری عورت ہوئی اور جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو کچھ قرآن پڑھتا ہے؟ اس نے کہا

ہاں مجھ کو سورۂ ﴿انا اعطیناك الكوثر﴾ یاد ہے فرمایا یہی اس کو مہر میں پڑھا دے اور تطبیق ان الفاظ میں یہ ہے کہ یا قصہ متعدد ہے یا بعض راویوں کو یاد رہا اور بعض کو نہیں رہا اور اس حدیث میں اور بہت فائدے ہیں سوائے اس کے جو باب باندھا ہے ساتھ اس کے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الوکالہ اور فضائل قرآن میں اور چند باب نکاح میں اور بیان کی ہے میں نے ہر ایک میں توجیہ ترجمہ کے واسطے حدیث کے اور وجہ استنباط کی اس سے اور توحید اور لباس میں بھی اس پر ترجمہ باندھا ہے کما سیاتی تقریرہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کم سے کم مہر کی کوئی حد نہیں کہا ابن منذر نے کہ اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ کم تر درجہ مہر کا دس درہم ہیں اور اسی طرح اس پر جو چوتھائی دینار کی کہتا ہے اس واسطے کہ لوہے کی انگوٹھی اس کے مساوی نہیں اور کہا مازری نے کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس شخص پر جو جائز رکھتا ہے نکاح کو ساتھ کم تر کے چوتھائی دینار سے اس واسطے کہ وہ نکلا ہے طرف تعلیل کی لیکن قیاس کیا ہے اس کو مالک نے ہاتھ کاٹنے پر چوری میں اور کہا عیاض نے اکیلا ہوا ہے ساتھ اس کے مالک حجاز والوں سے سند اس کی یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿ان تبتغوا باموالكم﴾ اور ﴿ومن لم يستطع منكم طولا﴾ اس واسطے کہ یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ واسطے اس کے قدر ہے مال سے اور ادنیٰ درجہ اس کا وہ چیز ہے کہ مباح ہوتا ہے ساتھ اس کے قطع کرنا عضو ادب والے کا کہا عیاض نے اور جائز رکھا ہے اس کو تمام علماء نے ساتھ اس چیز کے کہ راضی ہوں اس پر دونوں میاں بیوی یا عقد ہو ساتھ اس چیز کے کہ اس میں منفعت ہے مانند کوڑے اور جوتی کے اگرچہ اس کی قیمت ایک درہم سے بھی کم تر ہو اور یہی قول ہے یحییٰ بن سعید اور ابوالزناد اور ربیعہ اور ابن ابی ذئب وغیرھم اہل مدینہ کا (سوائے مالک کے اور اس کے تابعداروں کے) اور ابن جریج اور مسلم بن خالد وغیرہ کا اہل مکہ سے اوزاعی کا اہل شام میں اور لیث کا اہل مصر میں اور ثوری اور ابن ابی لیلیٰ عراقیوں کا (سوائے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے تابعداروں کے) اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور داؤد اور فقہاء اہل حدیث کا اور ابن وہب کا مالکیوں سے اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کم تر درجہ اس کا دس درہم ہیں اور کہا ابن شبرمہ نے کہ کم تر درجہ اس کا پانچ درہم ہے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ کہ کم تر درجہ اس کا تین درہم ہیں یا چوتھائی دینار کی بنا پر اپنے اختلاف کے بیچ اندازے اس چیز کے کہ واجب ہوتا ہے ساتھ اس کے کاٹنا ہاتھ کا کہا قرطبی نے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جس نے قیاس کیا ہے اس کو ساتھ نصاب سرقہ کے ساتھ اس طور کے کہ وہ عضو آدمی کا ادب والا ہے تو اس سے کم تر کے ساتھ مباح نہ ہوگا واسطے قیاس کرنے کے چور کے ہاتھ پر اور تعاقب کیا ہے اس کا جمہور نے ساتھ اس طور کے کہ یہ قیاس ہے نص کے مقابلے میں سو نہ صحیح ہوگا اور ساتھ اس طور کے کہ ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور جدا ہوتا ہے اور نہیں ہے اس طرح شرم گاہ اور ساتھ اس طور کے کہ واجب ہوتا ہے چور پر پھیر دینا چرائی ہوئی چیز کا باوجود کاٹ ڈالنے ہاتھ کے اور نہیں ہے اس طرح مہر اور مالکیوں کی ایک جماعت نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے سو کہا ابوالحسن لخمی نے کہ قیاس قدر مہر کا ساتھ نصاب چوری

کے ظاہر نہیں اس واسطے کہ ہاتھ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کاٹا گیا ہے بیچ چوتھائی دینار کے واسطے غیرت نافرمانی کے اور نکاح مباح کیا گیا ہے ساتھ وجہ جائز کے ہاں قول اللہ تعالیٰ کا ﴿ومن لم یستطع منکم طولا﴾ دلالت کرتا ہے کہ مہر آزاد عورت کا ضروری ہے کہ ہو وہ چیز کہ بولا جاتا ہے اس پر نام مال کا جس کی کوئی قدر ہو تا کہ حاصل ہو فرق درمیان اس کے اور درمیان مہر لونڈی کے اور بہر حال قول اللہ تعالیٰ کا ﴿ان تبغوا باموالکم﴾ تو یہ دلالت کرتا ہے اوپر شرط ہونے اس چیز کے کہ نام رکھا جاتا ہے مال فی الجملہ تھوڑا ہو یا بہت اور بعض مالکیوں نے اس کی حد مقرر کی ہے ساتھ اس چیز کے کہ واجب ہے اس میں زکوٰۃ اور یہ قوی ہے قیاس کرنے اس کے سے اوپر نصاب چوری کے اور قوی تر اس سے رد کرنا اس کا ہے طرف رواج کے اور کہا ابن عربی نے کہ لوہے کی انگوٹھی کا وزن چوتھائی دینار کے برابر نہیں ہوتا اور یہ اس قسم سے ہے کہ اس کا کوئی جواب نہیں اور نہ کوئی اس میں عذر ہے لیکن ہمارے ساتھیوں سے تحقیق والوں نے نظر کی ہے طرف قول اللہ تعالیٰ کے ﴿ومن لم یستطع منکم طولا﴾ یعنی جو تم میں سے مالداری کی طاقت نہ رکھتا ہو سو اللہ تعالیٰ نے منع کیا اس کو جو مالداری کی طاقت رکھتا ہو کہ لونڈی سے نکاح نہ کرے سو اگر مالداری ایک وہم ہوتا تو کسی پر مشکل نہ ہوتا پھر تعاقب کیا ہے اس نے اس کا ساتھ اس کے کہ تین درہموں کا بھی یہی حال ہے یعنی سو نہیں ہے حجت بیچ اس کے واسطے حد مقرر کرنے کے اور خاص کر یہ کہ اختلاف ہے کہ طول سے کیا مراد ہے؟ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہبہ نکاح میں خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے واسطے کہنے اس مرد کے کہ مجھ کو نکاح کر دیجیے اور اس نے یہ نہ کہا کہ مجھ کو بخش دیجیے اور واسطے قول اس عورت کے حضرت ﷺ سے کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی اور حضرت ﷺ اس پر چپ رہے تو دلالت کی اس پر کہ ہبہ کا جائز ہونا ساتھ حضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہے باوجود قول اللہ تعالیٰ کے ﴿خالصة لك من دون المؤمنین﴾ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہبہ کے لفظ سے حضرت ﷺ کے نکاح کا منعقد ہونا جائز ہے اور حضرت ﷺ کے سوا اور کسی کا نکاح امت میں سے جائز نہیں یہ ایک وجہ ہے نزدیک شافعیوں کے اور ایک وجہ یہ کہ ضروری ہے لفظ نکاح اور تزویج کا وسیاتی البحث فیہ اور یہ کہ امام نکاح کر دے جس کا کوئی خاص ولی نہ ہو ساتھ اس شخص کے جس کو اس کا کفو دیکھے لیکن ضروری ہے کہ عورت کی رضا مندی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس عورت سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس مرد کے ساتھ تیرا نکاح کر دوں اگر تو راضی ہو؟ اس نے کہا جو آپ نے میرے واسطے پسند کیا میں اس سے راضی ہوں اور یہ کہ جائز ہے سوچنا اور غور کرنا عورت کی خوبیوں میں واسطے ارادے نکاح اس کے کی اگرچہ نہ واقع ہوئی ہو اول رغبت بیچ نکاح کرنے اس کے کی اور نہ واقع ہوا ہو پیغام نکاح اس کے کا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور وہ صیغہ مبالغہ پر دلالت کرتا ہے اور اس سے پہلے نہ حضرت ﷺ نے اس کو پیغام نکاح کا کیا تھا اور نہ اس میں رغبت واقع ہوئی تھی پھر فرمایا کہ مجھ کو عورتوں کی حاجت نہیں اور اگر نہ قصد ہوتا یہ کہ جب اس سے کوئی

چیز دیکھیں جو آپ کو خوش لگے تو اس کو قبول کریں تو اس کے تامل میں مبالغہ کرنے کے کوئی معنی نہ ہوتے اور ممکن ہے خلاص ہونا اس سے ساتھ دعویٰ خصوصیت کے واسطے آپ کے واسطے محل عصمت کے اور جو ہمارے نزدیک ثابت ہوا ہے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے واسطے بیگانی مسلمان عورتوں کو دیکھنا حرام نہ تھا برخلاف آپ کے غیر کے اور یہ کہ نہیں پورا ہوتا ہے ہبہ مگر ساتھ قبول کے اس واسطے کہ جب اس عورت نے کہا کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی اور حضرت ﷺ نے قبلت نہ فرمایا یعنی نہ فرمایا کہ میں نے قبول کیا تو نہ پورا ہوا مقصود اس کا اور اگر اس کو قبول فرماتے تو وہ حضرت ﷺ کی بیوی ہو جاتی اسی واسطے نہ انکار کیا حضرت ﷺ نے اس شخص پر جس نے کہا کہ مجھ کو نکاح کر دیجیے اور یہ کہ جائز ہے نکاح کا پیغام کرنا اس شخص کی منگنی پر جس نے نکاح کا پیغام بھیجا ہو جب کہ نہ واقع ہو درمیان دونوں کے مائل خاص کر جب کہ رد کی نشانیاں ظاہر ہوئی ہوں اور تعاقب کیا ہے اس کا عیاض وغیرہ نے ساتھ اس طور کے کہ نہیں پہلے گزرا ہے اس پر کوئی خطبہ یعنی پیغام نکاح کا واسطے کسی کے اور مائل بلکہ اس نے ارادہ کیا کہ حضرت ﷺ سے نکاح کریں تو حضرت ﷺ نے اس کو قبول کیا اور جب حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو حاجت نہیں تو اس مرد نے پہچانا کہ آپ نے اس کو قبول نہیں کیا، میں کہتا ہوں احتمال ہے یہ کہ اشارہ ہو طرف اس کے کہ جو حکم ذکر کیا ہے اس نے اس کو استنباط کیا ہو اس قصے سے اس واسطے کہ اگر صحابی سمجھتا کہ حضرت ﷺ کو اس کی رغبت ہے تو اس کو طلب نہ کرتا سو اسی طرح جو سمجھے کہ اس کو رغبت ہے کسی عورت کے نکاح میں تو نہیں لائق ہے واسطے غیر اس کے کی کہ اس کو نکاح کا پیغام کرے یہاں تک کہ ظاہر ہو کہ اس کو اس میں رغبت نہیں یا ساتھ تصریح کے یا ساتھ اس چیز کے کہ اس کے حکم میں ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح میں مہر کا ہونا ضروری ہے واسطے دلیل حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے جو اس کو مہر دے اور البتہ اجماع ہے اس پر کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ جماع کرے کسی فرج میں کہ بخشا گیا ہو واسطے اس کے سوائے مملوکہ کے بغیر مہر کے اور اولیٰ یہ ہے کہ ذکر کرے مہر کو بیچ عقد کے اس واسطے کہ وہ زیادہ تر کاٹنے والا ہے واسطے جھگڑے کے اور بہت نفع دینے والا ہے واسطے عورت کے اور اگر عقد کرے بغیر ذکر مہر کے تو عقد صحیح ہو جاتا ہے اور واجب ہوتا ہے مہر مثل ساتھ دخول کے صحیح قول پر اور عورت کا اس میں زیادہ نفع اس واسطے ہے کہ ثابت ہوتا ہے واسطے اس کے آدھا مہر مقرر اگر اس کو دخول سے پہلے طلاق ملے اور یہ کہ مستحب ہے اس کو جلدی سپرد کرنا مہر کا اور یہ کہ جائز ہے قسم کھانی بغیر طلب کرنے قسم کے واسطے تاکید کے لیکن مکروہ ہے بغیر ضرورت کے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے اور اس نے کہا کہ نہیں تو اس میں دلیل ہے اوپر خاص کرنے عموم کے ساتھ قرینے کے اس واسطے کہ لفظ شے کا شامل ہے بہت اور تھوڑی چیز کو اور تھوڑی چیز تو اس کے پاس پائی جاتی تھی جیسے گٹھلی کھجور کی اور مانند اس کے لیکن اس نے سمجھا کہ مراد وہ چیز ہے جس کے واسطے فی الجملہ قیمت ہے اسی واسطے اس نے نفی کی کہ اس کے پاس ہو اور نقل کیا ہے عیاض

نے اجماع اس پر کہ جو چیز کہ مال نہ سمجھی جاتی ہو اور نہ اس کی کوئی قیمت ہو تو وہ مہر نہیں ہوسکتی ہے اور نہیں حلال ہوتا ہے ساتھ اس کے نکاح سو اگر ثابت ہو نقل اس کی تو خلاف کیا اس اجماع کا ابن حزم رحمہ اللہ نے سو اس نے کہا کہ جائز ہے نکاح ساتھ ہر چیز کے جس کو شے کہا جائے اگرچہ جو کا ایک دانہ ہو اور تائید کرتا ہے سب علماء کی قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو اس واسطے کہ وارد کیا ہے اس کو جگہ تقلیل کے بہ نسبت اس چیز کے کہ اس سے اوپر ہے اور نہیں شک ہے اس میں کہ لوہے کی انگوٹھی کے واسطے قیمت ہے اور وہ اعلیٰ ہے گٹھلی سے اور جو کے دانہ سے اور سیاق حدیث کا دلالت کرتا ہے کہ نہیں ہے کوئی چیز کم تر اس سے کہ حلال ہو ساتھ اس کے فرج اور البتہ وارد ہوئی ہیں چند حدیثیں کم تر مہر میں کہ ان میں سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی ایک روایت میں ہے کہ جس نے ایک درہم پر نکاح کیا اس نے حلال کیا اور ایک روایت میں ہے کہ جو عورت کو ستو یا کھجوریں دے البتہ اس نے حلال کیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھا نکاح ایک عورت کا دو جوتیوں پر اور ایک روایت میں ہے کہ اگرچہ پیلو کی مسواک ہو اور قوی تر اس باب میں یہ حدیث ہے جو مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک مٹھی کھجور اور آٹے سے نکاح متعہ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا کہا بیہقی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مدت معین تک نکاح کرنے کو منع کیا تھا نہ مقدار مہر سے اور یہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے کہا اور اس حدیث میں دلیل ہے واسطے جمہور کے اس پر کہ جائز ہے نکاح کرنا لوہے کی انگوٹھی پر اور جو اس کی قیمت کی نظیر ہے کہا ابن عربی نے مالکیوں میں سے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ نہیں شک ہے کہ لوہے کی انگوٹھی چوتھائی دینار کے برابر نہیں اس کا جواب کسی کے پاس اور نہ کوئی اس میں عذر ہے اور بعض مالکیوں نے اس کا جواب کئی طور سے دیا ہے باوجود اس کے کہ یہ اعتراض ابن عربی کا بڑا پکا ہے ان میں سے ایک یہ جواب ہے کہ قول اس کا اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو نکلا ہے جگہ مبالغے کی بیچ طلب کرنے آسانی کے اوپر اس کے یعنی مراد اس پر آسانی کرنی ہے اور ہو بہو لوہے کی انگوٹھی مراد نہیں اور نہ اندازہ قیمت اس کی کا حقیقۃ اس واسطے کہ جب اس نے کہا کہ میں کچھ چیز نہیں پاتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا کہ اس نے سمجھا ہے کہ مراد ساتھ شے کے وہ چیز ہے جس کی کوئی قیمت ہو سو کہا گیا واسطے اس کے کہ اگرچہ کم تر ہو جس کی کچھ قیمت نہ ہو مانند لوہے کی انگوٹھی کے اور مثل اس کی ہے یہ حدیث کہ خیرات کرو اگرچہ گھر جلا ہوا ہو باوجود اس کے کہ نہیں نفع اٹھایا جاتا ساتھ اس کے اور نہ خیرات کی جاتی ہے ساتھ اس کے اور ایک جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ طلب کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وہ چیز جو جلدی دی جاتی ہے نقد پہلے دخول کے نہ یہ کہ تمام مہر یہی تھا اور یہ جواب ابن قصار کا ہے اور لازم آتا ہے اس سے رد اوپر ان کے جس جگہ کہ مستحب رکھا ہے انہوں نے اول دینا چوتھائی دینار کا یا اس کی قیمت کا پہلے دخول کے نہ کم تر اور ایک جواب یہ ہے کہ یہ مقدار خاص ہے ساتھ مرد مذکور کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ

خصوصیت محتاج ہے طرف دلیل خاص کے اور ایک یہ جواب ہے کہ احتمال ہے کہ اس وقت لوہے کی انگوٹھی کی قیمت تین درہم یا چوتھائی دینار کی ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہو بنوانا لوہے کی انگوٹھی کا اور پہننا اس کا وسیاتی بحثه فی کتاب اللباس اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ واجب ہے دینا مہر کا پہلے دخول کے اس واسطے کہ اگر اس کی تاخیر جائز ہوتی تو البتہ اس سے سوال کرتے کہ کیا قادر ہے اوپر حاصل کرنے اس چیز کے کہ اس کو مہر دے بعد اس کے کہ اس پر داخل ہو اور برقرار رہے یہ اس کے ذمے میں اور ممکن ہے خلاص ہونا اس سے ساتھ اس طور کے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اولیٰ کے ساتھ اشارہ کیا اور باعث اس تاویل پر ثابت ہونا جواز نکاح مفوضہ کا اور ثابت ہونا جواز نکاح کا اوپر مہر معین کے جو ذمہ میں ہو، واللہ اعلم۔ اور اس حدیث میں ہے کہ مہر دینا اس چیز کا کہ مال سمجھی جاتی ہے نکالتا ہے اس کو اس کے مالک کے ہاتھ سے یہاں تک کہ جو کسی لونڈی کو مثلا مہر دے تو حرام ہوتی ہے اس پر وطی اس کی اور اسی طرح خدمت لینی اس سے بغیر اجازت اس شخص کے کہ جو کو اس نے مہر دیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز ٹھہرانے منفعت کے مہر اگرچہ ہو تعلیم قرآن کی کہا مازری نے کہ یہ مبنی ہے اس پر کہ با واسطے عوض کے ہے جیسے کہ تو کہے کہ میں نے تیرے ہاتھ اپنا کپڑا بیچا ساتھ ایک دینار کے اور یہی ظاہر ہے نہیں تو اگر ہوتی با ساتھ معنی لام کے بنا بر معنی تکریم اس کی کے واسطے ہونے اس کے کی حامل قرآن کا تو ہو جاتی عورت ساتھ معنی موہوبہ کے اور موہوبہ عورت خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے اور کہا طحاوی وغیرہ نے کہ یہ حکم اس مرد کے ساتھ خاص ہے اس واسطے کہ جائز تھا حضرت ﷺ کو نکاح کرنا ساتھ واہبہ کے جس نے حضرت ﷺ کو اپنی جان بخشی اسی طرح حضرت ﷺ کو یہ بھی جائز تھا کہ جس کے ساتھ چاہیں اس کا نکاح کر دیں بغیر مہر کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ قریب تر ہیں ساتھ مسلمانوں کے ان کی جانوں سے یعنی حضرت ﷺ کو مسلمانوں کی جانوں پر زیادہ شفقت ہے بہ نسبت شفقت ان کی کے اپنی جانوں پر اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو اس کا مالک کر دیا تو نہ اس عورت سے مشورہ لیا اور نہ اس سے اجازت مانگی اور یہ قول طحاوی کا ضعیف ہے اس واسطے کہ اول اس عورت نے اپنی جان کا اختیار حضرت ﷺ کو دے دیا تھا جیسا کہ باب کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ اس نے کہا کہ آپ دیکھیں آپ کی میرے حق میں کیا رائے ہے؟ اور سوائے اس کے اور الفاظ سے جن کو ہم نے ذکر کیا اسی واسطے نہ حاجت ہوئی پھر پوچھنے کی اس سے بیچ مقرر کرنے مہر کے اور ہو گئی جیسے کوئی عورت اپنے ولی سے کہے کہ نکاح کر دے تو میرا ساتھ اس چیز کے کہ چاہے مہر سے کم ہو یا زیادہ اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اس قول کے ساتھ اس کے جو نعمان ازدی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نکاح کیا ایک عورت کا قرآن کی ایک سورت پر اور فرمایا کہ تیرے بعد یہ کسی کا مہر نہ ہوگا اور باوجود مرسل ہونے اس کے کی اس میں ایک راوی ہے جو غیر معروف ہے اور کہا عیاض نے کہ یہ جو فرمایا کہ بما معك من القرآن یعنی بدلے اس چیز کے کہ تجھ کو

یاد ہے قرآن سے تو اس میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ مراد یہ ہے کہ سکھلا دے اس جو اس کو یاد ہو قرآن سے یعنی قرآن غیر معین تھوڑا ہو یا بہت اور یہ احتمال ظاہر تر ہے اور یا مراد قرآن معین ہے اور ہو یہ مہر اس کا اور روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کو پوچھا کہ اے فلانے! کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں! اور نہیں میرے پاس کچھ جس کے ساتھ میں نکاح کروں فرمایا کیا نہیں تیرے پاس قل هو الله احد الحدیث اور یہ حدیث تائید کرتی ہے اس کی کہ با واسطے عوض کے ہے اور استدلال کیا ہے طحاوی نے واسطے قول دوسرے کے یعنی مراد مقدار معین ہے طریق نظر سے ساتھ اس طور کے کہ جب واقع ہو نکاح مجہول چیز پر تو ہوگا جیسے معین نہ کیا پس حاجت ہوگی رجوع کرنے کی طرف معلوم کے اور اصل مجمع علیہ یہ ہے کہ اگر مرد کوئی مرد کو مزدور ٹھہرائے اس پر کہ اس کو قرآن کی ایک سورت سکھلا دے بدلے ایک درہم کے تو صحیح نہ ہوگا اس واسطے کہ اجارہ نہیں صحیح ہے مگر عمل معین پر مانند دھونے کپڑے کے یا وقت معین پر اور تعلیم کے وقت کی مقدار معلوم نہیں کبھی تھوڑے زمانے میں سیکھ لیتا ہے اور کبھی دراز زمانہ کی حاجت پڑتی ہے اسی واسطے اگر گھر بیچے اس پر کہ اس کو قرآن کی سورت سکھلا دے تو نہیں صحیح ہوتی ہے بیع اور جب تعلیم کے آدمی ساتھ اعیان کا مالک نہیں ہوتا تو اس کے ساتھ منافع کا بھی مالک نہیں ہوگا اور جواب اس چیز سے کہ ذکر کی یہ ہے کہ مشروط تعلیم معین ہے جیسا کہ اس کے بعض طریقوں میں آ چکا ہے اور بہر حال حجت پکڑنی ساتھ اس کے کہ تعلیم کی مدت مجہول ہے تو احتمال ہے کہ کہا جائے کہ یہ معاف ہے زوجین کے باب میں اس واسطے کہ اصل بدستور رہنا ان کی عشرت کا ہے اور اس واسطے کہ بیس آیتوں کی تعلیم کے مقدار میں عورتوں کی فہم غالبا مختلف نہیں ہوتی خاص کر باوجود ہونے اس عورت کے عربی اہل زبان سے جو اس کو نکاح کرتا ہے اور بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ نکاح کر دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا اس عورت سے بسبب اس چیز کے کہ اس کو یاد تھی قرآن سے اور چپ رہے مہر سے سو ہوگا مہر ثابت اس کے ذمہ میں جب میسر ہو ادا کرے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تجھ کو روزی دے تو اس کا معاوضہ دے سو اگر یہ حدیث ثابت ہو تو ہوگی اس میں تقویت واسطے اس قول کے لیکن وہ ثابت نہیں سو اگر کہا جائے کہ کس طرح صحیح ہے ٹھہرانا تعلیم قرآن کا مہر اور حالانکہ کبھی وہ نہیں سیکھتی جواب یہ ہے کہ جس طرح لکھنا سکھانا مہر ہوسکتا ہے اسی طرح یہ بھی ہوسکتا ہے اور حالانکہ کبھی وہ لکھنا نہیں سیکھتی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے اختلاف نزدیک اس شخص کے جائز رکھتا ہے ٹھہرانا منفعت کا مہر یعنی جو منفعت کو مہر ٹھہراتا ہے کیا شرط ہے کہ جانے ذکاوت سیکھنے والے کی یا نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ہونا اجارے کا مہر اور اگر وہ عورت مہر باندھی گئی مستاجرہ ہو سو قائم ہوگی منفعت اجارے سے مقام مہر کے اور یہی قول ہے شافعی رحمہ اللہ علیہ اور اسحاق رحمہ اللہ علیہ اور حسن رحمہ اللہ علیہ کا اور مالکیوں کے نزدیک اس میں اختلاف ہے اور منع کیا ہے اس کو حنفیوں نے آزاد مرد میں اور جائز رکھا ہے غلام میں مگر تعلیم قرآن کے اجارے میں سو انہوں نے اس کو

مطلق منع کیا ہے بنا بر اپنے اصل کے کہ قرآن کی تعلیم پر اجرت لینی جائز نہیں اور البتہ نقل کیا ہے عیاض نے سب علماء سے سوائے حنفیوں کے کہ قرآن کی تعلیم کے واسطے اجرت لینا جائز ہے اور روایت کی ہے یحییٰ نے مالک سے کہ یہ اجرت ہے اس کی تعلیم پر اور ساتھ اس کے جائز ہے لینا اجرت کا قرآن کی تعلیم پر اور ساتھ دونوں وجہوں کے کہا ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور جب قرآن کا عوض لینا جائز ہے تو جائز ہے کہ قرآن خود عوض ہو اور جائز رکھا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جہت سے تو لازم ہے کہ اس کو دوسری جہت سے بھی جائز رکھے اور کہا قرطبی نے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علمها یعنی سکھلا اس کو نص ہے بیچ امر کرنے کے ساتھ تعلیم کے اور سیاق شہادت دیتا ہے کہ یہ سبب نکاح کے ہے سو نہیں ہے التفات اس شخص کے قول کی طرف جو کہتا ہے کہ یہ واسطے اکرام اس مرد کے تھا اس واسطے کہ حدیث تصریح کرنے والی ہے ساتھ برخلاف اس کے کی اور یہ جو بعض کہتے ہیں کہ با ساتھ معنی لام کے ہے تو یہ صحیح نہیں نہ باعتبار لغت کے اور نہ باعتبار سیاق کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو کسی کو کہے کہ میرا نکاح فلانی عورت سے کر دے اور وہ کہے کہ میں نے تیرا نکاح اس سے اتنے مہر کے بدلے کر دیا تو یہ کفایت کرتا ہے اور اس کی حاجت نہیں کہ خاوند کہے کہ میں نے قبول کیا کہا ہے اس کو ابو بکر رازی نے حنفیہ میں سے اور بعض نے اس کو مشکل جانا ہے اس جہت سے کہ ایجاب وقبول کے درمیان بہت فاصلہ ہو گیا تھا وہ شخص اٹھ کر اس مجلس سے چلا گیا تھا واسطے تلاش کرنے اس چیز کے جو اس کو مہر دے اور جواب دیا ہے مہلب نے ساتھ اس کے کہ سیاق قصے کا اس سے بے پرواہ کرتا ہے اور اسی طرح ہر رغبت کرنے والا نکاح میں جب جواب مانگے اور جواب دیا جائے ساتھ کسی شے معین کے اور وہ چپ رہے تو کفایت کرتا ہے جب کہ نہ ظاہر ہو اس سے قرینہ قبول کا نہیں تو شرط پہچاننا اس کی رضا مندی کا ساتھ قدر مذکور کے یعنی ساتھ اس کے کہ خاوند کہے میں نے قبول کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے نکاح کرنا تزویج اور نکاح کے لفظ کے بغیر اور خلاف کیا ہے اس کا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور مالکیوں میں سے ابن دینار وغیرہ نے اور مشہور مالکیوں سے جواز اس کا ہے ساتھ ہر لفظ کے جو اس کے معنی پر دلالت کرے جب کہ مقرون ہو ساتھ ذکر مہر کے یا قصد کرے نکاح کا مانند تملیک کے اور ہبہ کے اور صدقہ کے اور بیع کے اور نہیں صحیح ہے نزدیک ان کے ساتھ لفظ اجارے کے اور نہ عاریت کے اور نہ وصیت کے اور اختلاف ہے نزدیک ان کے اباحت اور احلال میں اور جائز رکھا ہے اس کو حنفیوں نے ساتھ ہر لفظ کے کہ تقاضا کرے تائید کا ساتھ قصد کے اور جگہ دلیل کی اس حدیث سے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ میں نے تجھ کو اس کا مالک کر دیا لیکن ایک روایت میں اس کے بدلے یہ لفظ آیا ہے زوجتکھا، کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ لفظ ایک ہے قصے ایک میں اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ اس کے باوجود ایک ہونے مخرج حدیث کے پس ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ایک لفظ واقع ہوا ہے سو ٹھیک باقی ایسی جگہ میں یہ کہ ترجیح کی طرف نظر کی جائے اور منقول ہے دارقطنی سے کہ ٹھیک روایت ان راویوں کی

ہے جنہوں نے لفظ زوجتکھا کا روایت کیا ہے اس واسطے کہ وہ اکثر ہیں اور زیادہ یاد رکھنے والے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے اس کو ساتھ لفظ تزویج کے روایت کیا ہے خاص کر ان میں حفاظ ہیں مثل مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اور کہا بغوی نے شرح سنہ میں کہ نہیں حجت ہے اس حدیث میں واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ جائز ہے منعقد ہونا نکاح کا ساتھ لفظ تملیک کے اس واسطے کہ عقد ایک تھا سو نہ تھا لفظ مگر ایک اور اختلاف کیا ہے راویوں نے اس لفظ میں جو واقع ہوا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ ساتھ لفظ تزویج کے تھا موافق قول مخاطب کے اور اس نے کہ زوجنیھا اس واسطے کہ یہی غالب ہے عقود کے امر میں اس واسطے کہ اس میں میاں بیوی کے لفظ کا اختلاف کم ہوتا ہے اور جس نے تزویج کے لفظ کے سوا اور لفظ سے اس کو روایت کیا ہے نہیں قصد کی اس نے روایت لفظ کی جس کے ساتھ عقد ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کیا ہے اس نے خبر دینے کا جاری ہونے عقد کے سے اوپر تعلیم قرآن کے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ منعقد ہوتا ہے نکاح ساتھ لفظ کے کہ دلالت کرتا ہے اوپر اس کے اور یہی قول ہے حنفیہ اور مالکیہ کا اور ایک روایت احمد کی اور اکثر نصوص احمد کے دلالت کرتے ہیں اوپر موافقت جمہور کے اور استدلال کیا ہے ابن عقیل نے ان میں سے واسطے صحیح ہونے پہلی روایت کے ساتھ اس حدیث کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا اس واسطے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے نص کی ہے اس پر کہ جو کہے کہ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا تو اس کا نکاح اس سے منعقد ہو جاتا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو رغبت کرے بیچ نکاح اس عورت کے جو قدر میں اس سے زیادہ ہو تو نہیں کچھ ملامت اوپر اس کے اس واسطے کہ وہ در پے اس کے ہیں کہ اس کی بات مانی جائے گی مگر یہ کہ ہو اس قسم سے کہ یقین ہو عادت میں ساتھ رد کرنے اس کے کی جیسے کوئی بازاری بادشاہ کی بیٹی کے نکاح کا پیغام کرے اور یہ کہ جو عورت کہ رغبت کرے بیچ نکاح اس شخص کے جو اس سے قدر میں اونچا ہو اس پر بالکل کوئی عار نہیں خاص کر جب کہ ہو وہاں کوئی غرض صحیح یا قصد نیک یا واسطے فضیلت دینی کے مخطوب میں یا واسطے خواہش کے کہ اس میں ہے کہ خوف ہے کہ اگر اس سے چپ رہے تو گناہ میں واقع ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر صحیح ہونے قول اس شخص کے جو ٹھہراتا ہے لونڈی کی آزادی کو عوض اس کی شرم گاہ کے کذا ذکرہ الخطابی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چپ رہنا اس عورت کا جس پر عقد کیا گیا اور وہ چپ ہو لازم ہے جب کہ نہ منع کرے کلام اس کی سے خوف یا حیا یا غیر ان کا اور یہ کہ جائز ہے نکاح عورت کا بغیر اس کے کہ سوال کیا جائے اس سے کہ کیا وہ کسی مرد کی عصمت میں ہے یا اس کی عدت میں ۔ میں کہتا ہوں کہ اس حکم کا اس حدیث سے نکالنا ٹھیک نہیں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی حقیقت حال پر اطلاع ہو گئی ہو یا کسی نے حاضرین مجلس میں سے آپ کو اس کی خبر دی ہو اور باوجود اس احتمال کے نہیں قائم ہوتی حجت اور نص کی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کہ نہیں جائز واسطے حاکم کے کہ نکاح کر دے کسی عورت کا یہاں تک کہ گواہی دیں دو گواہ عادل کہ اس کا کوئی ولی خاص

نہیں اور نہ کسی مرد کی عصمت میں ہے اور نہ عدت میں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نہیں شرط ہے بیچ صحیح ہونے عقد کے پہلے ہونا خطبے کا اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے اس حدیث کے کسی طریق میں حمد اور نہ تشہد اور نہ کوئی چیز سوائے ان کے ارکان خطبے سے اور ظاہر یہ اس میں مخالف ہیں سو انہوں نے اس خطبے کو واجب ٹھہرایا ہے اور شافعیوں میں سے ابوعوانہ بھی ان کے موافق ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہم کفو ہونا آزادی اور دین اور نسب میں ہے مال میں نہیں اس واسطے کہ مرد کے پاس کچھ چیز نہ تھی اور حالانکہ وہ عورت اس کے ساتھ راضی ہوئی اسی طرح کہا ہے ابن بطال نے اور میں نہیں جانتا کہ اس کو کہاں سے معلوم ہوا کہ عورت مالدار تھی اور یہ کہ جو کسی حاجت کا طالب ہو اس کو یہ لائق نہیں کہ اس کا پیچھا کرے بلکہ طلب کرے اس کو نرمی اور رفق سے اور داخل ہوتا ہے اس میں طالب دنیا اور دین کا جو فتویٰ پوچھنے والا ہو اور سائل ہو اور علم کی بحث کرنے والا ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے فقیر کے نکاح کرنا اس عورت سے جو اس کے حال کو جانے اور اس کے ساتھ راضی ہو جائے جب کہ ہو پانے والا مہر کا اور اس کے سوائے اور حقوق سے عاجز ہو اس واسطے کہ تکرار واقع ہوا تھا بیچ پانے مہر کے اور نہ پانے اس کے کی نہ قدر زائد میں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو اس مرد کے حال پر اطلاع ہوئی ہو کہ وہ اپنی قوت اور اپنی عورت کی قوت کمانے پر قادر ہے خاص کر باوجود اس کے کہ اس زمانے کے لوگ تنگدست تھے اور تھوڑی چیز پر قناعت کرتے تھے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ صحیح ہے نکاح بغیر گواہوں کے اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ یہ نکاح صحابہ کی ایک جماعت کے موجود ہونے کے وقت ہوا **کما تقدم ظاهرا في اول الحديث** اور کہا ابن حبیب نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے **لا نكاح الا بولي وشاهدي عدل** اور تعاقب کیا گیا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ صحیح ہے نکاح بغیر ولی کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ اس کا کوئی ولی خاص نہ ہو اور جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی امام ہے اور اس حدیث میں نظر کرنی امام کی ہے اپنی رعیت کی بھلائیوں میں اور ان کو راہ بتلانا طرف اس چیز کے جو ان کو سنوارے اور نیز اس حدیث میں تکرار کرنا ہے مہر میں اور منگنی کرنا مرد کی واسطے نفس اپنے کے اور یہ کہ نہیں واجب ہے بچانا مسلمان کا حرام سے ساتھ نکاح کے جیسے کہ اس کو کھلانا اور پلانا واجب ہے اور واقع ہوئی ہے تخصیص اس پر کہ حضرت ﷺ نے نکاح کر دیا ایک مرد کا ایک عورت سے لوہے کی انگوٹھی پر اور یہی ہے نکتہ بیچ ذکر کرنے اس کے لوہے کی انگوٹھی کو سوائے غیر اس کے کی عروض سے روایت کی بغوی نے معجم صحابہ میں کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت فلاں عورت مجھ کو نکاح کر دیجیے! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مہر کیا دے گا؟ اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں فرمایا لوہے کی انگوٹھی کس کی ہے؟ اس نے کہا میری فرمایا: یہ اس کو دے دے سو اس کو نکاح کر دیا اور اس حدیث کی سند اگرچہ ضعیف ہے لیکن داخل ہوتی ہے ایسی امہات میں۔ (فتح الباری)

بَابُ الْمَهْرِ بِالْعُرُوْضِ وَخَاتَمٍ مِّنْ حَدِيْدٍ.

مہر باندھنا ساتھ اسباب کے اور لوہے کی انگوٹھی کے۔

فائدہ: عروض جمع عرض کی ہے اور عرض وہ چیز ہے کہ نقد کے مقابل ہو یعنی اقسام متاع اور اسباب سوائے چاندی سونے کے یہ جو کہا لوہے کی انگوٹھی تو یہ ذکر خاص کا ہے بعد عام کے اس واسطے کہ لوہے کی انگوٹھی بھی منجملہ عروض کے ہے اور ترجمہ ماخوذ ہے باب کی حدیث سے واسطے انگوٹھی کے ساتھ تخصیص کے اور عروض کے ساتھ الحاق کے۔ (فتح)

٤٧٥٣ - حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ تَزَوَّجْ وَلَوْ بِخَاتَمٍ مِّنْ حَدِيْدٍ.

۴۷۵۳۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرد کو نکاح کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی سے ہو۔

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو رخصت دی کہ نکاح کریں ہم عورت سے کپڑے پر اور پہلے باب میں چند حدیثیں گزر چکی ہیں۔

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي النِّكَاحِ.

باب ہے بیچ بیان شرطوں کے نکاح میں یعنی جو شرطیں کہ حلال اور معتبر ہیں۔

وَقَالَ عُمَرُ مَقَاطِعُ الْحُقُوْقِ عِنْدَ الشُّرُوْطِ.

یعنی کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ حقوق کے قطع ہونے کی جگہ یا ان کا قطع ہونا شرطوں کے موجود ہونے کے وقت ہے۔

فائدہ: سعید بن منصور رحمہ اللہ نے عبدالرحمن بن غنم سے روایت کی ہے کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا سو ایک مردان کے پاس آیا تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین! میں نے اس عورت سے نکاح کیا اور شرط کیا تھا میں نے واسطے اس کے گھر اس کا یعنی وہ اپنے گھر میں رہے گی دوسری جگہ نہیں جائے گی اور میرا پکا ارادہ ہے کہ میں فلانی فلانی زمین کی طرف انتقال کروں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واسطے اس کے ہے شرط اس کی یعنی تجھ کو اس شرط کا پورا کرنا لازم ہے کہ اس کو کسی اور جگہ نہ لے جائے تو اس مرد نے کہا کہ مرد ہلاک ہوئے اس واسطے کہ جو عورت ان سے چاہے گی اپنے خاوند کو طلاق دے دے گی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں نزدیک جگہ قطع ہونے اپنے حقوق کے۔

وَقَالَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صِهْرًا لَّهُ فَأَثْنٰى عَلَيْهِ فِيْ مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ قَالَ

اور کہا مسور نے کہ سنا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اپنے ایک داماد کو ذکر کیا سو اس داماد کی تعریف کی سو خوب تعریف کی فرمایا اس نے مجھے بات کہی سو سچ کہا اور مجھ

حَدَّثَنِیْ فَصَدَقَنِیْ وَوَعَدَنِیْ فَوَفٰی لِیْ. سے وعدہ کیا سو پورا کیا۔

فائدہ: مراد صہر سے ابو العاص رضی اللہ عنہ ہے اور اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور غرض اس سے اس جگہ تعریف کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اوپر اس کے اس سبب سے کہ اس نے جو شرط حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی اس کو پورا کیا تھا۔

٤٧٥٤ ۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحَقُّ مَا اَوْفَيْتُمْ مِنَ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ.

۴۷۵۴۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب شرطوں میں سے جن کا تم کو پورا کرنا چاہیے اس شرط کا زیادہ تر پورا کرنا لازم ہے جس سبب سے تم نے عوروں کی شرم گاہیں حلال کیں۔

فائدہ: یعنی سب شرطوں سے زیادہ تر پورا کرنے کے لائق نکاح کی شرطیں ہیں اس واسطے کہ امر اس کا احوط ہے اور دروازہ اس کا تنگ ہے کہا خطابی نے کہ نکاح میں شرطیں مختلف ہیں سو بعض تو ان میں سے ایسی ہیں جن کا پورا کرنا بالاتفاق واجب ہے اور وہ شرط وہ ہے جو حکم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ساتھ اس کے کہ رکھنا موافق دستور کے یا چھوڑ دینا ساتھ اچھی طرح کے اور اسی پر حمل کیا ہے بعض نے اس حدیث کو اور بعض ایسی شرطیں ہیں کہ ان کا پورا کرنا بالاتفاق جائز نہیں جیسے عورت شرط کرے کے مرد پہلی عورت کو طلاق دے اور بعض ان میں سے وہ ہیں جن میں اختلاف ہے جیسے کہ شرط کرنا کہ اس پر کوئی اور عورت نکاح نہ کرے یا لونڈی نہ رکھے یا نہ نقل کرے اس کی اس کی جگہ سے دوسری جگہ کی طرف اور شافعیوں کے نزدیک نکاح کی شرطیں دو قسم ہیں ان میں سے بعض ایسی ہیں جو مہر کی طرف پھرتی ہیں سو ان کو پورا کرنا واجب ہے اور بعض وہ ہیں جو اس سے خارج ہیں سو ان میں حکم مختلف ہوتا ہے سو ان میں سے بعض وہ شرط ہے جو خاوند کے حق کے ساتھ متعلق ہے وسیاتی بیانہ اور بعض وہ ہے جو شرط کرتا ہے عاقد اپنے نفس کے واسطے خارج مہر سے اور بعض اس کا نام حلوان یعنی شیرینی رکھتے ہیں سو بعض نے کہا کہ وہ مطلق عورت کے واسطے ہے اور یہ قول عطاء اور ایک جماعت تابعین کا ہے اور یہی قول ہے ثوری کا اور بعض نے کہا کہ وہ اس کے واسطے ہے جس نے شرط کی (یعنی نکاح باندھنے والے کے واسطے) یہ قول مسروق اور علی بن حسین کا ہے اور بعض نے کہا کہ خاص ہے یہ ساتھ عورت کے باپ کے اس کے سوائے اور کسی ولی کے واسطے نہیں اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر نفس عقد میں واقع ہو تو واجب ہے واسطے عورت کے مہر مثل اور اگر عقد سے خارج واقع ہو تو نہیں واجب ہے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر عقد کی حالت میں واقع ہو تو منجملہ مہر کے ہے یا اس سے خارج ہے تو وہ اس شخص کے لیے ہے جس کو ہبہ ہوئی اور آیا ہے یہ مرفوع حدیث میں کہ روایت کیا ہے اس کو نسائی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت کہ نکاح کی

جائے اوپر مہر کے یا حباء کے یا وعدہ کے پہلے عقد نکاح کے تو وہ واسطے عورت کے ہے اور جو بعد نکاح کے ہو تو وہ واسطے اس شخص کے ہے جو دیا گیا اور زیادہ تر لائق اکرام کے سسر ہے یا سالہ، کہا ترمذی نے بعد روایت کرنے اس کے کہ عمل اسی پر ہے نزدیک بعض اہل علم کے اصحاب میں سے ان میں سے ہیں عمر رضی اللہ عنہ کہا جب نکاح کرے مرد عورت سے اور شرط کرے کہ اس کو باہر نہ لے جائے تو یہ شرط لازم ہو جاتی ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور نقل میں شافعی رحمہ اللہ سے غریب ہے بلکہ ان کے نزدیک یہ حدیث محمول ہے ان شرطوں پر جو عقد کے مخالف نہ ہوں بلکہ اس کے مقاصد سے ہوں مانند شرط ہونے عشرت کے موافق دستور کے اور خرچ کرنے کے اور لباس کے اور گھر کے اور یہ کہ نہ قصور کرے اس کے حق میں سے کچھ باری وغیرہ سے اور جیسے مرد اس پر شرط کرے کہ نہ نکلے اپنے گھر سے مگر اس کی اجازت سے اور نہ منع کرے اس کو اپنی جان سے اور نہ دست اندازی کرے اس کے مال میں مگر اس کی رضا مندی سے اور بہر حال جو شرط کہ مقتضی نکاح کے مخالف ہو جیسے کہ اس کے واسطے باری نہ ٹھہرائے یا اس پر لونڈی نہ رکھے اور اس پر خرچ نہ کرے اور مانند اس کے تو نہیں واجب ہے پورا کرنا اس کا بلکہ اگر نفس عقد میں واقع ہو تو لغو ہو جاتی ہے اور صحیح ہو جاتا ہے نکاح ساتھ مہر مثل کے اور کہا احمد رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے کہ واجب ہے پورا کرنا شرط کا مطلق اور مشکل جانا ہے ابن دقیق العید نے حمل کرنے اس حدیث کے کو ان شرطوں پر جو نکاح کے مقتضی سے ہوں اور کہا کہ نہیں اثر کرتی ہیں شرطیں ان امروں کے واجب کرنے میں سو نہ سخت ہوگی حاجت طرف تعلیق حکم کے ساتھ شرط ہونے ان کے کی اور سیاق حدیث کا اس کے خلاف کو تقاضا کرتا ہے اس واسطے کہ لفظ احق الشروط کا تقاضا کرتا ہے کہ بعض شرطیں وفا کا تقاضا کرتی ہیں اور بعض سخت ہیں بعض سے تقاضا میں اور جو شرطیں کہ عقد کے مقتضاء سے ہیں ان سب کا پورا کرنا برابر واجب ہے نہ یہ کہ ایک کا پورا کرنا زیادہ واجب ہے دوسرے سے اور کہا ترمذی رحمہ اللہ نے کہ کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ آگے بڑھ گئی ہے شرط اللہ کی عورت کی شرط سے اور یہی قول ہے ثوری اور بعض اہل کوفہ کا اور مراد حدیث میں جائز شرطیں ہیں نہ وہ جو منع ہیں اور کہا لیث اور ثوری اور جمہور نے ساتھ قول علی رضی اللہ عنہ کے یہاں تک کہ اگر اس کا مہر مثل سو روپیہ ہو اور وہ پچاس کے ساتھ راضی ہو جائے اس شرط پر کہ اس کو گھر سے نہ نکالے تو جائز ہے اس کو نکالنا اس کا اور نہیں آتا واسطے عورت کے مگر مہر مقرر اور کہا حنفیوں نے کہ عورت کے واسطے جائز ہے کہ رجوع کرے اوپر اس کے ساتھ اس چیز کے کہ کم کیا ہے اس نے واسطے مرد کے مہر سے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نکاح صحیح ہوتا ہے اور شرط لغو ہو جاتی ہے اور لازم ہے اس پر مہر مثل اور البتہ اجماع ہے اس پر کہ اگر شرط کرے عورت اوپر اس کے کہ اس سے جماع نہ کرے تو اس کا پورا کرنا واجب نہیں اور اسی طرح یہ بھی اور حدیث محمول ہے ندب پر اور قوی کرتا ہے اس حمل کو جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں آئے گا کہ جو شرط کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہ ہو وہ باطل ہے اور جماع کرنا اور بسانا وغیرہ حقوق زوج سے جب شرط کی جائے

مرد پر کہ کوئی چیز ان میں سے عورت سے ساقط کرے تو ہوگی یہ شرط جو کتاب اللہ میں نہیں سو باطل ہوگی اور پہلے گزر چکا ہے بیوع میں اشارہ اس حدیث کی طرف کہ مسلمان لوگ اپنی شرطوں پر ہیں مگر جو شرط کہ حلال کو حرام کرے اور حرام کو حلال کرے اور فرمایا کہ مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں جو حق کے موافق ہو۔ (فتح)

بَابُ الشُّرُوْطِ الَّتِیْ لَا تَحِلُّ فِی النِّكَاحِ.

بیان ہے ان شرطوں کا جو نکاح میں حلال نہیں۔

فائدہ: اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف خاص کرنے حدیث ماضی کے جو عام ہے بیچ عموم ترغیب پورا کرنے شرط کے ساتھ اس چیز کے کہ مباح ہو نہ ساتھ اس چیز کے کہ منع ہے اس واسطے کہ فاسد شرطوں کا پورا کرنا واجب نہیں سو نہیں مناسب ہے رغبت دلانی اوپر اس کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَا تَشْتَرِطُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا.

اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نہ شرط کرے عورت اپنی بہن کی طلاق کا۔

٤٧٥٥ ۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ زَكَرِيَّآءَ هُوَ ابْنُ أَبِیْ زَآئِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا.

۴۷۵۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال واسطے کسی عورت کے مانگے اپنی بہن کی طلاق کو تاکہ انڈیل لے جو اس کے پیالے میں ہے یعنی جو اس کو خاوند سے ملتا ہے سو آپ لے سو اس کو تو وہی ملے گا جو اس کی قسمت میں ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور چاہیے کہ نکاح کرے خاوند مذکور سے بغیر اس شرط کے کہ اگلی کو طلاق دے اور یہ جو کہا کہ نہیں حلال ہے تو یہ ظاہر ہے اس کے حرام ہونے میں اور یہ محمول ہے اس پر کہ جب کہ نہ ہو وہاں کوئی سبب جو اس کو جائز رکھے مانند رشک کے عورت میں کہ نہیں لائق ہے ساتھ اس کے کہ مرد کے نکاح میں بدستور رہے اور ہو یہ بطور محض نصیحت کے یا واسطے کسی ضرر کے کہ حاصل ہو اس کو خاوند سے یا خاوند کو اس سے یا ہو سوال اس کا ساتھ اس کے ساتھ عوض کے اور مرد کو اس کی رغبت ہو سو ہو مانند خلع کے ساتھ اجنبی کے اور سوائے اس کے مقاصد مختلفہ سے کہا ابن حبیب نے کہ حمل کیا ہے علماء نے اس نہی کو ندب پر سو اگر کرے تو نکاح نہیں ٹوٹتا اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن بطال نے ساتھ اس کے کہ نفی حل کی صریح ہے تحریم میں لیکن لازم آتا ہے اس سے فسخ ہونا نکاح کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں تغلیظ اور سختی ہے عورت پر یہ کہ اپنی بہن کی طلاق کو مانگے اور چاہیے کہ راضی ہو ساتھ اس چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں لکھی اور یہ جو کہا اپنی بہن تو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجنبی عورت کو کسی مرد سے کہے کہ اپنی اگلی عورت کو طلاق دے اور اس سے

نکاح کر لے اور جو خرچ کہ مطلقہ کو ملتا تھا سو اس کو ملے سو تعبیر کیا ساتھ قول اپنے کے کہ انڈیل لے جو اس کے پیالے میں ہے اور مراد بہن سے غیر ہے برابر ہے کہ اس کی بہن نسبت سے ہو یا رضاعت کے علاقہ سے یا دین سے اور ملحق ہے ساتھ اس کے کافرہ عورت حکم میں اگرچہ دین میں بہن نہ ہو یا اس واسطے کہ وہ غالب ہے یا اس واسطے کہ بہن اس کی ہے آدمی کی جنس سے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اُخت سے مراد سوکن ہے اور یہ ممکن ہے اس روایت میں جس میں لاتسأل کا لفظ آیا ہے اور جس میں شرط کا لفظ آیا ہے تو اور ظاہر ہے کہ مراد اجنبی عورت ہے جو ابھی نکاح میں نہی آئی ہو اور تائید کرتا ہے اس کی یہ لفظ کہ چاہیے کہ نکاح کرے مرد مذکور سے بغیر اس شرط کے بنا پر اس کے سو مراد بہن سے بہن دینی ہے اور کہا بعض شافعیوں نے کہ یہ حدیث مخصوص ہے ساتھ مسلمان عورت کے اور ابن قاسم نے کہا کہ اگر پہلی عورت فاسقہ ہو تو وہ مستثنیٰ ہے اور جمہور کے نزدیک کوئی فرق نہیں اور یہ جو کہا کہ چاہیے کہ نکاح کرے تو احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ چاہیے کہ نکاح کرے وہ عورت اس مرد کو بغیر اس کے کہ درخواست کرے واسطے نکالنے اپنی سوکن کے اس کے نکاح سے بلکہ سپرد کرے کام کو اس چیز کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں لکھی ہے واسطے اشارہ کے طرف اس کے کہ اگرچہ وہ اس کا سوال کرے اور شرط کر لے لیکن نہیں واقع ہوگا مگر جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہے پس لائق ہے کہ نہ خواہش کرے وہ عورت واسطے اس گناہ کے کہ نہیں واقع ہوتی ہے کوئی چیز اس سے ساتھ مجرد ارادے اس کے کی اور یہ تائید کرتا ہے اس کی کہ نسبی اور رضاعی بہن اس میں داخل نہیں ہوتی اس واسطے کہ اگر اخت سے مراد بہن ہوتی تو اس سے نکاح کرنا جائز نہ ہوتا اور حالانکہ اس کو حکم کیا کہ اس کو نکاح کرے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس مرد کو چھوڑ دے اور کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے یا مراد وہ معنی ہیں جو دونوں امر کو شامل ہوں اور معنی یہ ہیں کہ چاہیے کہ نکاح کرے جو میسر ہو سو اگر اگلی عورت اجنبی ہو تو چاہیے کہ اس مرد سے نکاح کرے اور اگر اس کی بہن ہو تو اس کو چھوڑ کر اور مرد کو نکاح کرے۔ (فتح)

بَابُ الصُّفْرَةِ لِلْمُتَزَوِّجِ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

زردی لگانا واسطے نکاح کرنے والے کے روایت کیا ہے اس بات کو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: اسی طرح قید کیا ہے اس کو ساتھ نکاح کرنے والے کے اور اس میں اشارہ ہے طرف تطبیق کے درمیان حدیث باب کے اور حدیث نہی کی کہ مردوں کو زردی لگانی منع ہے۔ (فتح)

٤٧٥٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ

۴۷۵۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس پر زردی کا نشان تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَآءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهٖ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَأَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

خبر دی کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے فرمایا تو نے اس کو کتنا مہر دیا؟ اس نے عرض کیا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا حضرت ﷺ نے فرمایا ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری سے۔

٤٧٥٧ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ فَأَوْسَعَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا فَخَرَجَ كَمَا يَصْنَعُ إِذَا تَزَوَّجَ فَأَتٰى حُجَرَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ يَدْعُوْ وَيَدْعُوْنَ لَهٗ ثُمَّ انْصَرَفَ فَرَاٰى رَجُلَيْنِ فَرَجَعَ لَا أَدْرِيْ أَخْبَرْتُهٗ أَوْ أُخْبِرَ بِخُرُوْجِهِمَا.

۴۷۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا سو مسلمان کو روٹی اور گوشت پیٹ بھر کر کھلایا پھر نکلے جیسے کہ آپ کا نیا نکاح کرنے کے وقت عادت تھی سو اپنی بیویوں کے حجروں میں آئے دعا کرتے اور وہ دعا کرتیں پھر پلٹے سو دو مردوں کو دیکھا میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو خبر دی یا کسی نے خبر دی ان کے نکلنے کے ساتھ۔

فائدہ: اور مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح کرنے کے قصے میں زردی کا ذکر واقع نہیں سو گویا کہ وہ کہتا ہے کہ نکاح کرنے والے کے واسطے زردی جائز ہے نہ یہ کہ شرط ہے واسطے ہر نکاح کرنے والے کے۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ يُدْعٰى لِلْمُتَزَوِّجِ.

کس طرح دعا کی جائے واسطے نکاح کرنے والے کے

٤٧٥٨ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ قَالَ مَا هٰذَا قَالَ إِنِّيْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ

۴۷۵۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا اثر دیکھا فرمایا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونے پر، فرمایا اللہ تجھ پر برکت کرے ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہو۔

اللّٰهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس باب کے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے رد کرنا عام لوگوں کے قول کو جو شادی کے وقت کہتے تھے بالرفاء والبنین اور رفاء کے معنی ہیں پیوند یا یہ دعا ہے واسطے خاوند کے ساتھ میل اور الفت کے یعنی اللہ تعالیٰ تم دونوں کو آپس میں جوڑے اور یہ ایک کلمہ تھا کہ کفر کی حالت میں لوگ اس کو کہا کرتے تھے پھر جب اسلام آیا تو منع ہوا چنانچہ ایک مرد تمیمی سے روایت ہے کہ ہم جاہلیت کے وقت میں کہتے تھے بالرفاء والبنین پھر جب اسلام آیا تو حضرت ﷺ نے ہم کو سکھلایا فرمایا یوں کہا کرو بارك الله لكم وبارك فيكم وبارك عليكم اور اختلاف ہے بیچ علت نہی کے کہ اس کے منع ہونے کا کیا سبب ہے سو کہا بعض نے اس واسطے کہ نہ اس میں حمد ہے نہ ثناء اور نہ ذکر اللہ کا اور بعض نے کہا اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف بغض بیٹیوں کے واسطے خاص کرنے بیٹوں کے ساتھ ذکر کے کہا ابن منیر نے ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس لفظ کو مکروہ جانا اس واسطے کہ اس میں جاہلیت کے قول کی موافقت ہے اس واسطے کہ وہ اس کو بطور فال لینے کے کہتے تھے نہ بطور دعا کے سو ظاہر ہوتا ہے کہ اگر بطور دعا کے کہا جائے تو اس میں کچھ کراہت نہیں جیسے اللهم الف بينهما وارزقهما بنين صالحين مثلا یا مانند اس کے اور دلالت کرتا ہے فعل بخاری رحمہ اللہ کا اس پر کہ دعا واسطے نکاح کرنے والے کے ساتھ برکت کے مشروع ہے اور نہیں ہے کوئی شک کہ یہ لفظ برکت کا جامع ہے داخل ہوتا ہے اس میں ہر مقصود اولاد وغیرہ سے اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی جو پہلے گزری کہ حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا بارك الله لك اور حدیثیں اس باب میں معروف ہیں۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ لِلنِّسَآءِ اللَّاتِي يَهْدِينَ الْعَرُوْسَ وَلِلْعَرُوْسِ.

باب ہے بیچ بیان دعا کرنے کے واسطے ان عورتوں کے جو راہ دکھلاتی ہیں دلہن کی طرف خاوند کے اور دعا واسطے دولہا اور دلہن کے۔

فائدہ: يهدين ساتھ فتح اول کے ہدایت سے ہے اور ساتھ ضمہ اس کے ہدیہ سے اور چونکہ دلہن تیار کی جاتی ہے اپنے گھر والوں کے نزدیک سے طرف خاوند کی تو محتاج ہوئی طرف اس شخص کے جو اس کو خاوند کی طرف راہ دکھلائے یا اطلاق کیا گیا ہے اس پر کہ وہ ہدیہ ہے اور بہر حال قول اس کا واسطے عروس کے سو یہ اسم ہے واسطے دولہا اور دلہن کے وقت اول جمع ہونے ان کے کی شامل ہے مرد اور عورت کو اور وہ داخل ہے بیچ قول عورتوں کے على الخير والبركة اس واسطے کہ یہ شامل ہے مرد کو اور اس کو بیوی کو اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو وارد ہوئی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے بعض طریقوں میں اور اس میں ہے کہ اس کی ماں نے جب اس کو حضرت ﷺ کی گود میں بٹھلایا تو کہا یہ آپ کی بیوی ہے اللہ آپ کو ان میں برکت کرے۔ (فتح)

٤٧٥٩ ـ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْنِي أُمِّي فَأَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلٰى خَيْرِ طَآئِرٍ.

۴۷۵۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا سو میری ماں میرے پاس آئی تو اس نے مجھ کو حضرت ﷺ کے گھر میں داخل کیا سو اچانک میں نے دیکھا کہ انصار کی چند عورتیں گھر میں تھیں سو انہوں نے دعا کی خیر اور برکت ہو اور بہتر نصیب پر۔

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور پورے طور سے پہلے گزر چکی ہے اور ظاہر اس حدیث کا مخالف ہے واسطے ترجمے کے اس واسطے کہ اس میں دعا ہے عورتوں کی جس کے لیے دلہن ہدیہ کی گئی یعنی خاوند نہ دعا واسطے ان کے کہا کرمانی نے کہ ماں ہے راہ دکھانے والی واسطے دلہن کے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو تیار کی گئی ہے سو انہوں نے دعا کی واسطے ماں کے اور واسطے اس کے جو اس کے ساتھ تھی اور واسطے دلہن کے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے جب کہ انہوں نے کہ تم خیر پر آئے ہو اور یہ جواب خوب ہے حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے مناسبت واسطے ترجمہ کے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ عورتوں کے وہ عورت ہے جو راہ دکھلائے دلہن کو برابر ہے کہ تھوڑی ہوں یا بہت اور یہ کہ جو وہاں موجود ہو وہ دعا کرے واسطے اس کے جو دلہن کو حاضر کرے اور نہیں ہے مراد اس کی دعا کرنی واسطے ان عورتوں کے جو گھر میں حاضر ہوں دلہن کے آنے سے پہلے اور احتمال ہے کہ ہو لام ساتھ معنی با کے اور پر حذف کے یعنی دعا جو خاص کی گئی ہے ساتھ عورتوں کے اور احتمال ہے کہ وہ الف لام بدل ہو مضاف الیہ سے اور تقدیر یہ ہے کہ دعا داعی عورتوں کے واسطے مھدی عورتوں کے اور احتمال ہے کہ ہو لام ساتھ من کے یعنی دعا جو صادر ہے عورتوں سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نبی جدرہ کی چند لڑکیوں میں گزرے جو کہتی تھیں فحیونا نحییکم نبی ﷺ نے فرمایا یوں کہو حیانا اللہ وحیاکم پس اس میں دعا ہے واسطے ان عورتوں کے جو دلہن کو راہ دکھلاتی ہیں یا اس کو بطور تحفہ کے آپ کے خاوند کے پاس بھیجتی ہیں۔ (فتح) اور خیر طائر سے مراد فال نیک ہے اور طائر آدمی کا عمل ہے جو اس کے گلے کا ہار ہے اور ابن سیرین نے کہا کہ طائر آدمی کا وہ ہے جو اس کو علم میں حاصل ہے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ الْبِنَآءَ قَبْلَ الْغَزْوِ.

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو دوست رکھتا ہے اپنی عورت کی صحبت کو جس سے اس نے صحبت نہیں کی جہاد سے پہلے یعنی جب کہ حاضر ہو جہاد میں تا کہ اس کا دل جمع ہو۔

٤٧٦٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَآءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ لَا يَتْبَعْنِيْ رَجُلٌ مَّلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَّهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يَّبْنِيَ بِهَا وَلَمْ يَبْنِ بِهَا.

۴۷۶۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد کیا پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر نے سو اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ میرے ساتھ وہ مرد نہ چلے جس نے نکاح کیا اور وہ چاہتا ہو کہ اپنی عورت سے صحبت کرے اور ابھی تک اس نے صحبت نہیں کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزر چکی ہے اور اختلاف ہے اس پیغمبر کے نام میں کہ داؤد علیہ السلام تھے یا یوشع علیہ السلام؟ کہا ابن منیر نے کہ مستفاد ہوتا ہے اس سے رد عام لوگوں پر اس امر میں کہ حج کو نکاح میں مقدم کرتے ہیں اس گمان سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تعفف پکا ہوتا ہے بعد حج کے بلکہ اولیٰ یہ ہے کہ تعفف اختیار کرے پھر حج کرے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ بَنٰى بِامْرَأَةٍ وَّهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو عورت سے صحبت کرے اور حالانکہ وہ نو برس کی لڑکی ہو۔

٤٧٦١ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ وَبَنٰى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَّمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا.

۴۷۶۱۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور حالانکہ وہ چھ برس کی تھیں اور ان سے صحبت کی اور حالانکہ وہ نو برس کی تھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو برس رہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الْبِنَآءِ فِي السَّفَرِ.

سفر میں شادی کرنے کا بیان۔

٤٧٦٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلَاثًا يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى وَلِيْمَتِهٖ

۴۷۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر اور مدینے کے درمیان تین دن ٹھہرے صفیہ رضی اللہ عنہا زینت کر کے آپ کے پاس لائی گئیں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خلوت کی سو میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمہ کی طرف بلایا سو نہ اس میں روٹی تھی اور نہ گوشت چمڑے کے دستر خوان

فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأُلْقِيَ فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيمَتَهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَقَالُوا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّى لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ.

بچھانے کا حکم کیا سو اس میں کچھ کھجوریں اور پنیر اور گھی ڈالا گیا سو یہ آپ ﷺ کا ولیمہ ہوا تو مسلمانوں نے کہا صفیہ رضی اللہ عنہا مسلمانوں کی ایک ماں ہے یعنی حضرت ﷺ کی ایک بیوی ہے آزاد عورتوں میں سے یا لونڈی؟ سو انہوں نے کہا کہ اگر حضرت ﷺ نے اس کو پردہ کیا تو وہ حضرت ﷺ کی بیویوں میں سے ہے اور اگر اس کو پردہ نہ کیا تو وہ لونڈیوں میں سے ہے سو جب حضرت ﷺ نے کوچ کیا تو اس کے واسطے اپنے پیچھے اونٹ پر بیٹھنے کی جگہ تیار کی اور اس کے اور لوگوں کے درمیان پردہ ڈالا۔

فائدہ: اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ سنت اقامت کی پاس شوہر دیدہ عورت کے نہیں خاص ہے ساتھ وطن کے اور نہیں مقید ہے ساتھ اس شخص کے کس کی کوئی اور عورت بھی ہو اور اس سے لیا جاتا ہے جواز تاخیر اشغال عامہ کا واسطے شغل خاص کے جب کہ اس کے ساتھ کوئی غرض فوت نہ ہوتی ہو اور اہتمام ساتھ کھانے شادی کے اور قائم کرنا سنت نکاح کا ساتھ خبر دینے اس کے کی اور سوائے اس کے اس قسم سے جو پہلے گزرا۔ (فتح)

بَابُ الْبِنَآءِ بِالنَّهَارِ بِغَيْرِ مَرْكَبٍ وَّلَا نِيْرَانٍ.

لانا دلہن کا خاوند کے گھر میں یا داخل ہونا دولہا کا دلہن پر دن کو بغیر سواری اور آگ جلانے کے۔

٤٧٦٣ - حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْنِي أُمِّي فَأَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى.

۴۷۶۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا سو میری ماں میرے پاس آئی سو وہ مجھ کو گھر میں لائی سو اچانک نہ پایا اور ڈرایا مجھ کو مگر حضرت ﷺ نے یعنی اچانک میرے پاس اندر آئے چاشت کے وقت۔

فائدہ: یہ جو کہا دن کو تو اشارہ کیا ساتھ اس کے کہ بیوی پر داخل ہونا نہیں خاص ہے ساتھ رات کے اور یہ جو کہا بغیر مرکب ولا نیران تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو روایت کی ہے سعید بن منصور نے کہ عبداللہ بن قرظ پر اور وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے حمص پر عامل تھا دولہا اور دلہن گزرے اور لوگ ان کے آگے آگ جلاتے تھے یعنی مشعلیں سو ان کو دُرّے مارے سے مارا یہاں تک کہ لوگ دولہا دلہن سے جدا ہوئے پھر خطبہ پڑھا سو کہا کہ تم دولہا

دلہن کے آگے آگ جلاتے ہو اور کافروں کی مشابہت کرتے ہو اور اللہ ان کی روشنی کو بجھانے والا ہے۔ (فتح) اور مطابقت ترجمہ کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ دن کو عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے بغیر سواری اور آگ کے۔ (فتح)

بَابُ الْاَنْمَاطِ وَنَحْوِهَا لِلنِّسَآءِ. پکڑنا انماط کو اور جو اس کے مانند ہو واسطے عورتوں کے۔

فائدہ: انماط جمع نمط کی ہے اور نمط ایک قسم کا کپڑا اور فرش ہوتا ہے بہت باریک اور نفیس کبھی اس کو کجاوے پر ڈالتے ہیں اور کبھی اس کا پردہ بناتے ہیں۔

فائدہ: انماط کا بیان علامات النبوۃ میں گزر چکا ہے اور مراد نحوہ سے کلال اور پردے اور فرش ہیں اور جو ان کے معنی میں ہے۔

٤٧٦٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلِ اتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَأَنّٰى لَنَا أَنْمَاطٌ قَالَ إِنَّهَا سَتَكُوْنُ.

۴۷۶۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم نے انماط کو پکڑا ہے؟ میں نے کہا یا حضرت! ہم کو انماط کہاں میسر ہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ میسر ہوں گے۔

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے وجہ استدلال کی اس حدیث سے جواز پر اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف جو روایت کی ہے مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت ﷺ ایک جنگ میں تھے سو میں نے نمط لیا اور اس کو دروازے پر لٹکایا یعنی زینت کے واسطے سو جب حضرت ﷺ تشریف لائے اور پردے کو دیکھا تو میں نے آپ کے چہرہ مبارک میں ناخوشی پہچانی سو حضرت ﷺ نے اس کو کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کا حکم نہیں کیا کہ ہم پتھر اور مٹی کو کپڑا لپیٹیں سو میں نے اس کو کاٹ کر دو تکیے بنائے پس حضرت ﷺ نے مجھ پر عیب نہ کیا سو اس سے لیا جاتا ہے کہ نہیں مکروہ ہے پکڑنا انماط واسطے ذات اس کی کے بلکہ واسطے اس چیز کے کہ کی جاتی ہے ساتھ اس کے اور استدلال کیا ہے جابر رضی اللہ عنہ کی عورت نے ساتھ اس کے اوپر جواز کے۔ (فتح)

بَابُ النِّسْوَةِ اللَّاتِيْ يَهْدِيْنَ الْمَرْأَةَ إِلٰى زَوْجِهَا وَدُعَآئِهِنَّ بِالْبَرَكَةِ. باب ہے بیچ بیان میں ان عورتوں کے جو عورت کو تیار کر کے خاوند کے پاس پہنچاتی ہیں۔

٤٧٦٥ ـ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا زَفَّتِ

۴۷۶۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو ایک انصاری مرد یعنی اس کے خاوند کے پاس سنوار کے بھیجا یعنی بعد نکاح کر دینے کے تو حضرت ﷺ نے

امْرَأَةً إِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ.

فرمایا کہ اے عائشہ! تمہارے پاس کھیل نہ تھا اس واسطے کہ انصاریوں کو کھیل خوش معلوم ہوتا ہے یعنی دف بجانا اور شعر گانا جس میں خلاف شرع مضمون نہ ہو۔

فائدہ: ابوالشیخ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک یتیم لڑکی کی ایک انصاری سے شادی کر دی اور میں بھی ان میں تھی جنہوں نے اس کو تیار کر کے خاوند کے پاس پہنچایا سو جب ہم پھرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ! تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا ہم نے سلام کیا اور برکت کی دعا کی پھر ہم پھرے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کیوں نہ بھیجا تم نے ساتھ اس کے لونڈی کو جو دف بجاتی اور گاتی؟ میں نے کہا کیا گاتی فرمایا یہ گاتی:

اتیناکم اتیناکم فحیانا وحیاکم ولولا الحنطة السمراء لم تسمن غدارا کم

اور نسائی نے عامر بن سعد سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو رخصت دی ساتھ کھیل کے وقت شادی کے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے اور طبرانی نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے اس نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سو کسی نے عرض کیا کہ یا حضرت! آپ اس میں اجازت دیتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! یہ نکاح ہے زنا نہیں پکا کرو نکاح کو اور حام کی روایت میں ہے کہ مشہور کرو نکاح کرو اور اس پر دف بجاؤ اور ترمذی وغیرہ میں ہے کہ حلال اور حرام کے درمیان فرق دف بجانا ہے اور یہ جو فرمایا کہ دف بجاؤ تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ عورتوں کے لیکن یہ ضعیف ہے اور قوی حدیثوں سے صرف عورتوں کے واسطے اجازت ہے سو نہ ملحق ہوں گے ساتھ ان کے مرد واسطے عام ہونے نہی کے ان کے ساتھ مشابہت کرنے سے۔ (فتح)

بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْعُرُوْسِ.

دلہن کو ہدیہ اور تحفہ بھیجنے کا بیان یعنی جس دن وہ اپنے خاوند کے گھر میں لائی جائے۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ وَاسْمُهُ الْجَعْدُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرَّ بِنَا فِيْ مَسْجِدِ بَنِيْ رِفَاعَةَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ بِجَنَبَاتِ أُمِّ سُلَيْمٍ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوْسًا بِزَيْنَبَ فَقَالَتْ لِيْ أُمُّ سُلَيْمٍ لَوْ أَهْدَيْنَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ

ابو عثمان سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ ہم پر گزرے بنی رفاعہ کی مسجد میں یعنی بصرے میں سو میں نے ان سے سنا کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر کے پاس گزرتے تو اس پر داخل ہوتے اور اس کو سلام کرتے پھر انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ دولہا تھا یعنی اور زینب رضی اللہ عنہا دلہن تھی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح زینب رضی اللہ عنہا سے ہوا تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر ہم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً فَقُلْتُ لَهَا
اِفْعَلِيْ فَعَمَدَتْ إِلٰى تَمْرٍ وَّسَمْنٍ وَّأَقِطٍ
فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِيْ بُرْمَةٍ فَأَرْسَلَتْ بِهَا
مَعِيْ إِلَيْهِ فَانْطَلَقْتُ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لِيْ
ضَعْهَا ثُمَّ أَمَرَنِيْ فَقَالَ ادْعُ لِيْ رِجَالًا
سَمَّاهُمْ وَادْعُ لِيْ مَنْ لَقِيْتَ قَالَ
فَفَعَلْتُ الَّذِيْ أَمَرَنِيْ فَرَجَعْتُ فَإِذَا
الْبَيْتُ غَاصٌّ بِأَهْلِهِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى تِلْكَ
الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِهَا مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ
جَعَلَ يَدْعُوْ عَشَرَةً عَشَرَةً يَّأْكُلُوْنَ مِنْهُ
وَيَقُوْلُ لَهُمْ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَأْكُلْ
كُلُّ رَجُلٍ مِّمَّا يَلِيْهِ قَالَ حَتّٰى تَصَدَّعُوْا
كُلُّهُمْ عَنْهَا فَخَرَجَ مِنْهُمْ مَّنْ خَرَجَ
وَبَقِيَ نَفَرٌ يَّتَحَدَّثُوْنَ قَالَ وَجَعَلْتُ أَغْتَمُّ
ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَحْوَ الْحُجُرَاتِ وَخَرَجْتُ فِيْ إِثْرِهِ
فَقُلْتُ إِنَّهُمْ قَدْ ذَهَبُوْا فَرَجَعَ فَدَخَلَ
الْبَيْتَ وَأَرْخَى السِّتْرَ وَإِنِّيْ لَفِي
الْحُجْرَةِ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّآ أَنْ يُّؤْذَنَ
لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ إِنَاهُ وَلٰكِنْ
إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَإِذَا طَعِمْتُمْ
فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَأْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ إِنَّ
ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِيْ

حضرت ﷺ کے پاس کچھ تحفہ بھیجیں تو خوب ہو تو میں
نے اس سے کہا کہ کر جو کہتی ہے تو اس نے کھجور اور گھی
اور پنیر کی طرف قصد کیا سو ان کا ہانڈی میں حلوہ بنایا اور
مجھ کو دے کر آپ ﷺ کی طرف بھیجا سو میں اس کو لے
کر حضرت ﷺ کی طرف چلا یعنی سو جب میں
حضرت ﷺ کے پاس پہنچا تو حضرت ﷺ نے فرمایا
کہ اس کو رکھ دے پھر مجھ کو حکم دیا سو فرمایا کہ مردوں کو
میرے پاس بلا آپ نے ان کا نام لیا اور فرمایا میرے
پاس بلا لا جس سے تو ملے، کہا انس رضی اللہ عنہ نے میں نے کیا
جو آپ ﷺ نے مجھ کو حکم دیا پھر میں پھرا سو اچانک میں
نے دیکھا کہ گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے سو میں نے
حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنے دونوں ہاتھ اس حلوے
پر رکھے پھر کلام کیا جو اللہ نے چاہا یعنی اس کے واسطے
برکت کی دعا کی پھر دس دس مرد کو بلانے لگے اس سے
کھاتے تھے اور ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو
اور چاہیے کہ ہر مرد اپنے قریب طرف سے کھائے یعنی
برتن کے بیچ سے نہ کھائے اور نہ دوسرے کی طرف سے
یہاں تک کہ سب جدا جدا ہوئے سو نکلا ان میں سے جو
نکلا اور باقی رہے چند مرد بات کرتے، انس رضی اللہ عنہ نے کہا
سو میں غمناک ہونے لگا پھر حضرت ﷺ اپنی بیویوں
کے حجروں کی طرف نکلے اور میں بھی آپ کے پیچھے نکلا
سو میں نے کہا کہ وہ چلے گئے سو حضرت ﷺ پھرے اور
گھر میں داخل ہوئے اور پردہ ڈالا ور البتہ میں حجرے
میں تھا اور حضرت ﷺ فرماتے تھے یعنی آیت پڑھتے
تھے کہ اے ایمان والو! مت جاؤ پیغمبر ﷺ کے گھروں

مِنكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِىْ مِنَ الْحَقِّ﴾ قَالَ أَبُوْ عُثْمَانَ قَالَ أَنَسٌ إِنَّهٗ خَدَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ.

میں مگر یہ کہ تم کو اجازت ہو کھانے کے واسطے نہ انتظار کرتے اس کے پکنے کا لیکن جب تم بلائے جاؤ تب جاؤ پھر جب تم کھا چکو تو چلے جائے اور نہ آپس میں جی لگاتے باتوں میں بے شک تمہاری یہ بات ایذا دیتی تھی پیغمبر ﷺ کو سو وہ تم سے شرماتا تھا اور اللہ تعالیٰ نہیں شرماتا حق بات سے، کہا ابوعثمان نے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کی دس برس خدمت کی۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے علامات النبوۃ میں بیان معجزے آپ کے کا بیچ بہت ہونے کھانے کے اور مشکل جانا ہے عیاض نے اس چیز کو جو واقع ہوئی ہے اس حدیث میں کہ زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ حلوے کے ساتھ تھا جو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کی طرف تحفہ بھیجا سو حضرت ﷺ نے اس پر دعا کی اور دس دس کو بلا کر کھلایا یہاں تک کہ سب جدا جدا ہوئے اور مشہور یہ روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ روٹی اور گوشت سے کیا اور نہیں واقع ہوا ہے اس قصے میں بہت ہونا طعام کا بلکہ اس میں صرف اتنا ہے کہ مسلمانوں کو روٹی اور گوشت پیٹ بھر کر کھلایا اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس کے کہ تطبیق دونوں روایتوں میں ممکن ہے ساتھ اس طور کے کہ جنہوں نے روٹی گوشت پیٹ بھر کر کھایا تھا وہ اور تھے اور جنہوں نے حلوہ کھایا تھا وہ اور لوگ تھے جو اس کے بعد بلائے تھے اور اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے حلوے کا آنا اور روٹی گوشت کا موجود ہونا ایک وقت میں واقع ہوا تھا سو سب لوگوں نے سب کھانے سے کھایا روٹی گوشت سے بھی اور حلوے سے بھی اور بڑا تعجب ہے کہ عیاض روٹی گوشت کے قصے میں طعام کے بہت ہونے سے کس طرح انکار کرتا ہے باوجود اس کے کہ انس رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس پر بکری کے ساتھ ولیمہ کیا اور کہتا ہے کہ مسلمانوں کو روٹی گوشت پیٹ بھر کر کھلایا اور بکری کی کیا قدر ہوتی ہے تا کہ سب مسلمان پیٹ بھر کر کھائیں اور سب سیر ہو جائیں اور حالانکہ وہ اس وقت ہزار کے برابر تھے اگر نہ ہوتی برکت حاصل ہوئی منجملہ آپ کے معجزوں کے بیچ بہت ہونے طعام کے اور یہ جو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں غمناک ہونے لگا تو اس کا سبب وہ چیز ہے جو سمجھی حضرت ﷺ نے شرم کی کہ ان کو اٹھنے کے ساتھ حکم کریں اور غافل ہونے ان کے سے ساتھ بات کرنے کے عمل کرنے سے ساتھ اس چیز کے کہ لائق ہے اس وقت تخفیف سے۔ (فتح)

بَابُ اِسْتِعَارَةِ الثِّيَابِ لِلْعَرُوْسِ وَغَيْرِهَا.

دولہا دلہن کے واسطے کپڑے وغیرہ مانگ کے لینے کا بیان۔

٤٧٦٦ - حَدَّثَنِیْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ

۴۷۶۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَآءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِّنْ أَصْحَابِهِ فِيْ طَلَبِهَا فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا ذٰلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَّجُعِلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةٌ.

اسماء سے ہار مانگ کر لیا وہ گم ہوا تو حضرت ﷺ نے چند اصحاب کو اس کی تلاش کے واسطے بھیجا سو ان کو نماز کا وقت ہوا تو انہوں نے بے وضو نماز پڑھی پھر جب حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی سو تیمّم کی آیت اتری تو اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو نیک بدلہ دے قسم ہے اللہ کی کہ تجھ پر کبھی کوئی مصیبت نہیں اتری مگر کہ اللہ تعالیٰ نے واسطے تیرے اس سے خلاصی ٹھہرائی اور مسلمانوں کے واسطے اس میں برکت کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التیمم میں گزر چکی ہے اور وجہ استدلال کی ساتھ اس کے معنی کی جہت سے ہے جو جامع ہے درمیان ہار کے اور غیر اس کے اقسام لباس سے کہ زینت کی جاتی ہے ساتھ اس کے واسطے زوج کے عام تر اس سے کہ شادی کے وقت ہو یا بعد اس کے اور کتاب الہبہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث گزر چکی ہے جو اس سے خاص تر ہے اور وہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں میرے پاس ایک روئی کی چادر تھی سو نہ تھی کوئی عورت مدینے میں جو زینت کی جاتی کہ اس کو مجھ سے منگوا بھیجتی اور ترجمہ باندھا ہے اس پر بخاری رحمہ اللہ نے الاستعارة للعرس عند البناء اور لائق ہے کہ اس ترجمہ کو اور اس کی اس حدیث کو اس جگہ دل میں حاضر رکھا جائے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ إِذَا أَتٰى أَهْلَهُ.

جب مرد اپنی بیوی سے صحبت کرے تو کیا کہے؟۔

٤٧٦٧ ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَقُوْلُ حِيْنَ يَأْتِيْ أَهْلَهُ بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِيْ ذٰلِكَ أَوْ قُضِيَ وَلَدٌ لَّمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا.

۴۷۶۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبردار کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی جب اپنی بیوی سے صحبت کرے اور یہ دعا پڑھے بسم اللہ اللّٰھم سے۔ مارزقتنا تک یعنی شروع اللہ کے نام سے الٰہی! بچائے رکھ مجھ کو شیطان سے اور دور رکھ شیطان کو ہماری اولاد سے سو اگر بیوی، خاوند کے درمیان اس صحبت سے کوئی لڑکا قسمت میں ہو گا تو اس کو شیطان کبھی ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔

فائدہ: ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جب کوئی اپنی عورت سے صحبت کا ارادہ کرے اور یہ مفسر ہے واسطے اور روایتوں کے اور دلالت کرتا ہے کہ قول پہلے شروع کے ہے اور اختلاف ہے بیچ ضرر کے جس کی نفی کی گئی کہ اس سے کیا مراد ہے بعد اتفاق کے اس پر کہ یہ ضرور عموم پر محمول نہیں کہ ہر قسم کے ضرر کو شامل ہو اگر چہ ہے وہ ظاہر بیچ حمل کرنے کے اوپر عموم احوال کے صیغے نفی کے سے ساتھ تائید کے اور اس کا سبب وہ ہے جو بدء الخلق میں پہلے گزر چکا ہے کہ شیطان ہر آدمی کو پیدا ہونے کے وقت پیٹ میں چوکتا ہے مگر جو اس سے مستثنیٰ ہے اس واسطے کہ یہ چوکنا بھی ایک قسم کا ضرر ہے باوجود اس کے کہ وہ سبب ہے اس کے چلانے کا پھر اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ نہیں قابو پاتا ہے اوپر اس کے بسبب برکت بسم اللہ پڑھنے کے بلکہ ہوتا ہے منجملہ ان بندوں کے جس کے حق میں کہا گیا **ان عبادی لیس لك علیھم سلطان** اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اس کو بیہوش نہیں کرتا اور بعض نے کہا کہ نہیں ضرر کرتا اس کو بدن میں اور کہا ابن دقیق العید نے کہ احتمال ہے کہ اس کو دین میں بھی ضرر نہ کرے لیکن بعید کرتا ہے اس کو انتفا عصمت کا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ خاص ہونا اس شخص کا کہ خاص کیا گیا ہے ساتھ عصمت کے بطریق وجوب کے ہے نہ بطور جواز کے سو نہیں ہے کوئی مانع کہ پایا جائے وہ شخص کہ نہ صادر ہو اس سے گناہ جان بوجھ کے اگر چہ اس کے واسطے واجب نہیں اور کہا داؤد نے کہ معنی **لم یضرہ** کے یہ ہیں کہ نہیں فتنے میں ڈالتا اس کو اس کے دین سے طرف کفر کی اور یہ مراد نہیں کہ وہ گناہ سے معصوم ہے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ نہیں ضرر کرتا اس کو یعنی نہیں شریک ہوتا اس کے باپ کو اس کی ماں کے جماع میں اور مجاہد سے روایت ہے کہ جو جماع کرے اور بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اس کی احلیل پر لیٹ جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہو کر جماع کرتا ہے اور شاید یہ قریب تر ہے سب جوابوں سے اور تائید کرتا ہے پہلے جواب کی کہ بہت لوگ جو اس فضیلت عظیم کو پہنچانتے ہیں جماع کے وقت اس سے غافل ہوتے ہیں اور تھوڑے جو اس کو کرتے ہیں تو اس کے ساتھ حمل واقع نہیں ہوتا سو جب یہ نادر ہے تو نہیں ہے بعید اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں مستحب ہونا بسم اللہ اور دعا کا ہے اور محافظت کرنا اوپر اس کے یہاں تک کہ جماع کی حالت میں بھی اور اس میں پنجہ مارنا ہے ساتھ ذکر اللہ کے اور دعا اس کی کے شیطان سے اور برکت ساتھ نام اس کے اور پناہ مانگنے ساتھ اس کے سب بدیوں سے اور اس میں اشعار ہے کہ وہی ہے آسان کرنے والا اس عمل کو اور مدد دینے والا اوپر اس کے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ شیطان ملازم ہے واسطے آدمی کے نہیں ہٹتا اس سے مگر جب اللہ کا ذکر کرے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ بے وضو اللہ کا ذکر کرنا منع ہے۔ (فتح)

بَابُ الْوَلِيمَةِ حَقٌّ. ولیمہ یعنی شادی بیاہ کا کھانا کرنا حق ہے۔

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جو طبرانی نے روایت کی ہے بطور رفع کے کہ ولیمہ حق ہے اور دوسرے دن کا کھانا موافق دستور کے ہے اور تیسرے دن کا کھانا فخر ہے اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدتر کھانوں میں

ولیمہ کا کھانا ہے کہ مالدار کو بلایا جائے اور مسکین کو چھوڑ دیا جائے اور وہ حق ہے اور طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ولیمہ حق اور سنت ہے سو جو اس کی طرف بلایا جائے اور وہ دعوت قبول نہ کرے تو اس نے نافرمانی کی، اور احمد نے بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام بھیجا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شادی کا کھانا کرنا ضروری ہے کہا ابن بطال نے کہ ولیمہ حق ہے یعنی باطل نہیں ہے بلکہ اس کی طرف بلایا جائے اور یہ سنت فضیلت کی ہے اور حق سے مراد وجوب نہیں پھر کہا اس نے کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کو واجب کہا ہو اور کہا بعض شافعیوں نے کہ وہ واجب ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اس کا حکم دیا اور اس واسطے کہ اس کا قبول کرنا واجب ہے تو واجب ہوگا اور جواب یہ ہے کہ وہ کھانا واسطے خوشی کے ہے جو نئی پیدا ہوئی سو مشابہ ہوگا باقی طعاموں کو اور وہ محمول ہے اوپر استحباب کے ساتھ دلیل اس چیز کے جو ہم نے ذکر کی اور اس واسطے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ بکری کے اور بکری بالاتفاق واجب نہیں اور اہل ظاہر کا یہی مذہب ہے کہ ولیمہ واجب ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

اور کہا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری سہی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور مراد اس سے وارد کرنا امر کے صیغے کا ہے ساتھ ولیمہ کے اور یہ کہ اگر اس کے ترک کرنے کی رخصت ہوتی تو البتہ نہ واقع ہوتا ساتھ پورا کرنے اس کے بعد گزر جانے دخول کے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ وقت اس کے کہ کیا وہ وقت عقد کے ہے یا بعد اس کے یا وقت دخول کے یا بعد اس کے یا فراخ ہے وقت اس کا ابتداء عقد سے انتہاء دخول تک اس میں کئی قول ہیں صحیح تر مالکیوں کے مستحب ہونا اس کا ہے بعد دخول کے اور مالکیوں کی ایک جماعت سے یہ روایت ہے کہ وقت عقد کے ہے اور کہا ابن حبیب نے کہ وہ عقد کے وقت ہے اور بعد دخول کے اور کہا ابن سبکی نے کہ ہمارے ساتھیوں کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وقت فراخ ہے عقد کے وقت سے پہلے اور پیچھے کہا اس نے اور منقول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے یہ ہے کہ وہ دخول کے بعد ہے شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف قصے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی اس باب میں صریح ہے اس میں کہ وہ دخول کے بعد ہے واسطے قول اس کے بیچ اس کے صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت عروسی میں ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کے سو لوگوں کو بلایا اور کہا بعض مالکیوں نے کہ مستحب ہے کہ ہو وقت بنا کے اور واقع ہو دخول بعد اس کے اور اسی پر ہے عمل لوگوں کا آج کے دن، پس حاصل یہ ہے کہ وہ وقت دخول کے ہے اور بعد اس کے۔ (فتح)

٤٧٦٨ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِيْنَ مَقْدَمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ أُمَّهَاتِي يُوَاظِبْنَنِي عَلٰى خِدْمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَدَمْتُهُ عَشْرَ سِنِيْنَ وَتُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ عِشْرِيْنَ سَنَةً فَكُنْتُ أَعْلَمَ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِيْنَ أُنْزِلَ وَكَانَ أَوَّلَ مَا أُنْزِلَ فِي مُبْتَنٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا عَرُوْسًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوْا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوْا وَبَقِيَ رَهْطٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطَالُوا الْمُكْثَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ لِكَيْ يَخْرُجُوْا فَمَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَشَيْتُ حَتّٰى جَآءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتّٰى إِذَا دَخَلَ عَلٰى زَيْنَبَ فَإِذَا هُمْ جُلُوْسٌ لَمْ يَقُوْمُوْا فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ

۴۷۶۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ دس برس کا تھا وقت آنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے میں سو میری مائیں اور خالہ وغیرہ ہمیشہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رکھتی تھیں یا مجھ کو خدمت پر رغبت دیتی تھیں سو میں نے دس برس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور حالانکہ میں بیس برس کی عمر کا تھا اور میں پردے کا حال سب لوگوں سے زیادہ تر جانتا تھا جب کہ اتارا گیا اور تھا پہلے پہل اترنا اس کا بیچ وقت بنا کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کے صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اس حال میں کہ دولہا تھے سو لوگوں کو بلایا سو انہوں نے کھانا کھایا پھر باہر نکلے اور ان میں سے ایک جماعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باقی رہی سو وہ بہت دیر تک بیٹھے رہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر باہر نکلے اور میں بھی آپ کے ساتھ نکلا تاکہ وہ نکلیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر آئے پھر آپ نے گمان کیا کہ وہ نکل گئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پلٹے اور میں بھی آپ کے ساتھ پلٹا یہاں تک کہ جب زینب رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے تو اچانک دیکھا کہ وہ بیٹھے ہیں اٹھے نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھرا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر پہنچے اور گمان کیا کہ وہ باہر نکلے سو پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھرا سو اچانک دیکھا کہ وہ نکل گئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور میرے درمیان پردہ ڈالا اور پردے کا حکم اتار گیا۔

خَرَجُوْا فَضَرَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ بِالسِّتْرِ وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ احزاب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْوَلِیْمَةِ وَلَوْ بِشَاةٍ.

ولیمہ کرنا اگرچہ ایک بکری ہو یعنی واسطے اس شخص کے جو مالدار ہو۔

٤٧٦٩ ـ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ حَدَّثَنِیْ حُمَیْدٌ أَنَّهٗ سَمِعَ أَنَسًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَّتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ كَمْ أَصْدَقْتَهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّعَنْ حُمَیْدٍ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِیْنَةَ نَزَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ عَلَی الْأَنْصَارِ فَنَزَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَلٰی سَعْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ فَقَالَ أُقَاسِمُكَ مَالِیْ وَأَنْزِلُ لَكَ عَنْ إِحْدَی امْرَأَتَیَّ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ فَخَرَجَ إِلَی السُّوْقِ فَبَاعَ وَاشْتَرٰی فَأَصَابَ شَیْئًا مِّنْ أَقِطٍ وَّسَمْنٍ فَتَزَوَّجَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

۴۷۶۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور اس نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا تھا کہ تو نے اس کو کتنا مہر دیا؟ اس نے کہا کہ گٹھلی کے برابر سونا، اور حمید سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہتا تھا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہجرت کر کے مدینے میں آئے تو مہاجرین انصاریوں کے پاس اترے سو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس اترا تو اس نے کہا کہ میں تجھ کو اپنا آدھا مال بانٹ دیتا ہوں اور میں اپنی ایک عورت کو تیرے لیے طلاق دیتا ہوں اس نے کہا کہ اللہ تیرے اہل اور مال میں برکت کرے سو وہ بازار کی طرف نکلا سو اس نے خرید و فروخت کی سو حاصل کی کچھ چیز پنیر اور گھی سے پھر نکاح کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہو۔

فائدہ: طبرانی میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش یعنی مہاجرین اور انصاریوں کے درمیان برادری کرائی سو سعد رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو آپس میں بھائی بنایا سو سعد رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر لے گیا اور کھانا منگوایا اور دونوں نے مل کر کھایا پھر کہا کہ انصاریوں کو معلوم ہے کہ میں ان میں زیادہ مالدار ہوں سو میں تجھ کو اپنا آدھا مال بانٹ دیتا ہوں اور میری دو عورتیں ہیں سو دیکھ تو کس کو پسند کرتا ہے کہ میں اس کو طلاق دوں پھر جب اس کی عدت گزر جائے تو تو اس سے نکاح کر لینا سو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے واسطے تیرے اہل اور مال میں برکت کرے مجھ کو بازار کی راہ بتلا اور ایک روایت میں ہے کہ کیا کوئی بازار ہے جس میں سوداگری ہوتی ہو؟ اس نے کہا ہاں بازار

قینقاع کا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر ہم ٹھہرے جتنا اللہ نے چاہا پھر وہ آیا اور اس پر زردی کا داغ تھا اور وضر کے معنی ہیں اثر اور صفرۃ سے مراد زردی خلوق کی ہے اور خلوق ایک قسم کی خوشبو ہے جو زعفران وغیرہ سے بنتی ہے اور ایک روایت میں ودغ زعفران کا لفظ آیا ہے یعنی وہبہ زعفران کا اور ایک روایت میں یہ لفظ آیا ہے کہ مہیم اور اس کے معنی ہیں کیا حال ہے تیرا کیا ہے یہ؟ اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں خبر دے اور یہ جو کہا کہ نواۃ کے برابر سونا تو اس میں اختلاف ہے کہ نواۃ سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کھجور کی ایک گٹھلی مراد ہے اور یہ کہ اس کی قیمت اس وقت پانچ درہم تھی اور بعض نے کہا کہ اس وقت اس کا اندازہ چوتھائی دینار کے برابر تھا اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ کھجور کی گٹھلی مختلف ہوتی ہے کوئی بڑی ہوتی ہے اور کوئی چھوٹی سو یہ معیار نہیں ہو سکتی اور بعض نے کہا کہ نواۃ ذہب اس چیز سے مراد ہے جس کی قیمت چاندی کے پانچ درہم ہوں اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے خطابی نے اور نقل کیا ہے اس کو عیاض نے اکثر علماء سے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ بیہقی کی روایت میں ہے کہ کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے نواۃ ذہب کی قیمت پانچ درہم ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد سونے کے پانچ درہم ہیں اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن فارس نے اور بعض نے کہا کہ اس کی قیمت پونے چار درہم ہیں اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے احمد نے اور بعض نے کہا کہ ساڑھے تین درہم بعض نے کہا کہ سوا تین درہم اور بعض مالکیوں سے روایت ہے کہ نواۃ مدینے والوں کے نزدیک چوتھائی دینار کی ہے اور اس کی تائید کرتا ہے جو طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس کا وزن چوتھائی دینار کی ہے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد چوتھائی نش کی ہے اور نش آدھا اوقیہ ہے اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو نواۃ کا وزن پانچ درہم ہوگا اور اس کے ساتھ جزم کیا ہے ابوعوانہ اور دوسرے لوگوں نے اور یہ جو فرمایا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہو تو یہ استثناعیہ نہیں ہے بلکہ واسطے تقلیل کے ہے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ تیرے اہل اور مال میں برکت کرے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اگر میں پتھر اٹھاتا تو امید رکھتا تھا کہ اس کے نیچے سے سونا یا چاندی پاؤں تو گویا کہ اشارہ کیا اس نے اس کی طرف جو دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں کی تھی کہ اس کے مال میں برکت ہو سو قبول ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ میں نے اس کو دیکھا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی ہر ایک بیوی کو لاکھ لاکھ آیا یعنی درہم یا دینار، میں کہتا ہوں کہ وہ چار عورتیں چھوڑ مرا تھا سو ہوگا سارا ترکہ بتیس لاکھ اور یہ ترکہ بہ نسبت ترکہ زبیر رضی اللہ عنہ کے جس کی شرح فرض خمس میں گزر چکی ہے نہایت تھوڑا ہے سو احتمال ہے کہ مراد عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے ترکے میں اشرفیاں ہوں اور مراد زبیر رضی اللہ عنہ کے ترکے میں درہم ہوں اس واسطے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے مال کا بہت ہونا نہایت مشہور ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مؤکد ہونے امر ولیمہ کے وقد تقدم البحث فیہ اور اس پر کہ وہ دخول کے بعد ہو اور نہیں دلالت ہے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس میں تو صرف اتنا ہے کہ اگر فوت ہو تو دخول کے بعد اس کو قضا کیا جائے اور اس پر کہ بکری ادنیٰ درجہ

اس چیز کا ہے جو کفایت کرتی ہے مالدار سے اور اگر اس کا ثبوت نہ ہوتا کہ حضرت ﷺ نے اپنی بعض بیویوں پر بکری سے کم کے ساتھ ولیمہ کیا ہے تو البتہ ممکن تھا استدلال کیا جاتا ساتھ اس کے اس پر کہ بکری ادنیٰ درجہ ہے اس چیز کا کہ کفایت کرتی ہے ولیمہ میں اور باوجود اس کے پس ضروری ہے قید کرنا اس کا ساتھ اس شخص کے جو اس پر قادر ہو اور مستفاد ہوتا ہے سیاق سے جو قادر ہو وہ ولیمہ میں بہت کھانا پکائے اور بہت لوگوں کو کھلائے، کہا عیاض نے اجماع ہے اس پر کہ ولیمہ کے اکثر اور کم تر کی کوئی حد نہیں جو میسر ہو کفایت کرتا ہے خواہ بہت ہو یا تھوڑا اور مستحب یہ ہے کہ وہ موافق حال خاوند کے ہے اور البتہ میسر ہوئی ہے واسطے مالدار کے بکری اور اس سے زیادہ اور نیز اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اپنی جان پر مقدم کیا اور واسطے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے اپنے آپ کو دور کھینچا اس چیز سے کہ اس سے پرہیز کرنا حیا اور مروت کو مستلزم ہے اگرچہ اس کی طرف محتاج ہو اور اس حدیث میں ہے کہ مستحب ہے آپس میں بھائی بننا اور خوبی مقدم کرنے مالدار کی واسطے محتاج کے یہاں تک کہ اپنی ایک بیوی سے بھی اور مستحب ہے پھیر دینا ایسی چیز کا اس پر جو مقدم کرے ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ غالب ہے عادت میں ایسے تکلف سے اور اگر تحقیق ہو کہ وہ تکلف نہیں کرتا تو جائز ہے اور یہ کہ جو چھوڑ دے اس کو ساتھ قصد صحیح کے اس کو اللہ اس کا بہتر بدلہ دیتا ہے اور یہ کہ مستحب ہے کسب کرنا اور یہ کہ نہیں ہے نقص اس شخص پر جو لے دے اس قسم سے ساتھ مروت مثلاً اس کی کے اور مکروہ ہے قبول کرنا اس چیز کا کہ اس سے ذلت کی توقع ہو ہبہ وغیرہ سے اور یہ کہ گزران مرد کی ساتھ تجارت یا پیشہ کے اولیٰ ہے واسطے پاک ہونے اخلاق کے گزران سے ساتھ ہبہ وغیرہ کے اور اس حدیث میں مستحب ہونا دعا کا ہے واسطے نکاح کرنے والے کے اور یہ پوچھنا امام کا اپنے یاروں اور تابعداروں کو ان کے احوال سے خاص کر جب ان سے کوئی بات غیر معروف دیکھے اور یہ کہ جائز ہے باہر نکلنا دولہا کا اس حال میں کہ اس پر شادی کا نشان ہو خلوق وغیرہ سے یعنی زردی وغیرہ سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے لگانا زعفران یعنی کیسر کا واسطے دولہا دلہن کے اور خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے عموم نہی کا کہ مردوں کو زعفران لگانا منع ہے کما سیاتی فی کتاب اللباس اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ یہ زردی اس کے کپڑوں میں ہو نہ اس کے بدن میں اور یہ جواب مالکیوں کا بنا بر ان کے طریق کے ہے کہ کپڑے میں زردی کا لگانا جائز ہے اور بدن میں زردی لگانا جائز نہیں اور البتہ نقل کیا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مدینے کے علماء سے اور وارد ہوئی ہے اس میں حدیث مرفوع کہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے بدن پر زردی وغیرہ سے کچھ چیز ہو روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو بدن کے سوائے ہے اس کو وعید شامل نہیں اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں نے اس کو کپڑے میں بھی منع کیا ہے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیثوں کے جو اس میں وارد ہیں اور وہ صحیح ہیں اور ان میں وہ چیز ہے جو صریح ہے

مدعا میں کما سیاتی بیانہ اور اس بنا پر عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے قصے سے کئی طرح پر جواب دیا گیا ہے ایک یہ کہ یہ واقعہ نہی سے پہلے تھا اور یہ محتاج ہے طرف تاریخ کے دوم یہ کہ جو زردی کا نشان عبدالرحمن رضی اللہ عنہ پر تھا وہ اس کی بیوی کی جہت سے لگ گیا تھا نہ یہ کہ اس نے خود قصداً زردی لگائی تھی یعنی یہ استفہام انکاری ہے یعنی تو نے زردی کیوں لگائی تو اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ زردی قصداً نہیں لگائی بلکہ مجھ کو عورت کے بدن سے لگ گئی اور ترجیح دی ہے اس کو نووی رحمہ اللہ علیہ نے اور منسوب کیا ہے اس کو طرف اہل تحقیق کے اور ٹھہرایا ہے اس کو بیضاوی نے اصل کہ رد کیا ہے اس نے طرف اس کی ایک احتمال کو اور دوسرا احتمال ہے کہ معنی مبہم کے یہ ہیں کہ کیا سبب ہے اس زردی کے لگنے کا میں جو تجھ پر دیکھتا ہوں؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے نکاح کیا ہے، سوم یہ کہ البتہ حاجت ہوئی تھی اس کو خوشبو لگانے کی واسطے داخل ہونے کے اپنی بیوی پر سو اس وقت اس نے مردوں کی خوشبو سے کچھ چیز نہ پائی تو اس نے عورت کی خوشبو لگائی اور اتفاقاً اس میں زردی پائی تو اس نے تھوڑی زردی کو اس سے مباح جانا وقت نہ ہونے غیر اس کے کی واسطے تطبیق کے دونوں دلیلوں میں اور وارد ہوا ہے امر ساتھ خوشبو لگانے کے دن جمعہ کے اگرچہ عورت کی خوشبو سے ہو سو اس کا اثر اس پر باقی رہا، چہارم یہ کہ وہ خوشبو نہایت کم تھی اور نہ باقی رہا تھا مگر اس کا اثر اسی واسطے اس پر انکار نہ کیا، پنجم یہ کہ وہ وہ ہے جو خوشبو ہو مانند زعفران وغیرہ اقسام خوشبو کے اور جس میں خوشبو نہ ہو وہ مکروہ نہیں، چھٹی یہ کہ تھی لگانی زعفران کی خوشبو واسطے مردوں کے تحریم کے واسطے نہیں دلالت ساتھ برقرار رکھنے اس کے واسطے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے اس حدیث میں، ساتویں یہ کہ دولہا اس سے مستثنیٰ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس سے پوچھا تو اس میں دلالت ہے کہ یہ شادی نکاح کے ساتھ خاص نہیں کہ دولہا کو اس سے مستثنیٰ کیا جائے اور ایک روایت میں بشاشۃ العروس کا لفظ آیا ہے تو اس کے معنی ہیں اثر اس کا اور خوبی اس کی یا فرح اور خوشی اس کی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نکاح میں مہر کا ہونا ضروری ہے واسطے پوچھنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے اندازے سے نہ اس کے ہونے اور نہ ہونے سے اور اس میں نظر ہے احتمال ہے کہ مراد خبر پوچھنی ہے بہت ہونے اور تھوڑے ہونے سے تا کہ خبر دیں اس کو اس کے بعد ساتھ اس چیز کے کہ اس کے حال کے موافق ہے سو جب اس نے اندازہ کے موافق کہا تو اس پر انکار نہ کیا بلکہ اس کو برقرار رکھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز وعدہ کرنے کے واسطے اس شخص کے جو ارادہ کرتا ہے کہ عورت سے نکاح کرے جب کہ اس کا خاوند اس کو طلاق دے اور عدت پوری کرے واسطے قول سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے کہ دیکھ تو میری کسی عورت کو پسند کرتا ہے کہ میں اس کو طلاق دوں پھر جب اس کی عدت گزر جائے تو تو اس سے نکاح کر لے اور واقع ہوئی ہے تقریر اس کی لیکن اطلاع اوپر احوال ان کے کی اس وقت تقاضا کرتی ہے کہ اس کی دونوں عورتوں نے اس بات کو جان لیا تھا اس واسطے کہ یہ واقعہ آیت پردے کے اترنے سے پہلے تھا اور اکٹھے تھے اور اگر سعد رضی اللہ عنہ کو ان کی رضامندی کا اعتماد نہ ہوتا تو اس کے ساتھ یقین نہ کرتا اور

کہا ابن منیر نے کہ دو مردوں کا آپس میں وعدہ کرنا اس کو مستلزم نہیں کہ عورت اور اجنبی مرد کے درمیان وعدہ واقع ہو اس واسطے کہ جب عدت میں اس کو نکاح کا صریح پیغام کرنا منع ہے تو اس میں بطریق اولیٰ منع ہوگا اس واسطے کہ جب اس کو طلاق ملے تو وہ قطعا عدت میں داخل ہوئی لیکن اگر عورت کو اس کی اطلاع ہو تو اس کو عدت گزارنے کے بعد اختیار ہے اور نہی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوئی ہے درمیان اجنبی مرد اور عورت کے یا ولی اس کے کی نہ ساتھ اور اجنبی کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے دیکھنا مرد کا عورت کو نکاح کرنے سے پہلے۔

٤٧٧٠ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ نِّسَآئِهٖ مَا أَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ أَوْلَمَ بِشَاةٍ.

۴۷۷۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں ولیمہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت کا اپنی عورتوں میں جو زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا ایک بکری سے ولیمہ کیا۔

فائدہ: اور یہ باعتبار اتفاق کے ہے نہ بطور حد مقرر کرنے کے اور لیا جاتا ہے صاحب تنبیہ کی عبارت سے جو شافعیوں میں سے ہے کہ بکری حد ہے واسطے اکثر ولیمہ کے یعنی اس کا اعلیٰ درجہ ہے لیکن نقل کیا ہے عیاض نے اجماع اس پر کہ اکثر ولیمہ کی کوئی حد مقرر نہیں اور کہا ابن ابی عصرون نے کہ ادنیٰ درجہ اس کا واسطے مالدار کے ایک بکری ہے اور یہ قول عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی حدیث کے موافق ہے۔

٤٧٧١ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا وَأَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَيْسٍ.

۴۷۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس سے نکاح کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا اور حیس سے اس کا ولیمہ کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ چمڑے کے دستر خوان پر کچھ کھجوریں اور پنیر اور گھی ڈالا گیا اور ان دونوں کے درمیان مخالفت نہیں اس واسطے کہ یہ حیس کے اجزاء میں سے ہیں لغت والوں نے کہا کہ حیس بنایا جاتا ہے اس طور سے کہ کھجوروں کی گٹھلی نکالی جاتی ہے اور اس کو پنیر یا آٹے یا ستو سے ملایا جاتا ہے اور اگر اس میں گھی ڈالا تو حیس کے نام سے نہیں نکلتا یعنی تو بھی اس کو حیس ہی کہا جاتا ہے۔ (فتح)

٤٧٧٢ ۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ بَيَانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَّقُوْلُ بَنَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ فَأَرْسَلَنِيْ فَدَعَوْتُ رِجَالًا إِلَى الطَّعَامِ.

۴۷۷۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت یعنی زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بھیجا میں نے لوگوں کو کھانے کے واسطے بلایا۔

بَابُ مَنْ أَوْلَمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَآئِهٖ أَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ.

بیان اس شخص کا جو ولیمہ کرتا ہے اپنی بعض عورتوں پر زیادہ بعض سے۔

٤٧٧٣ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ ذُكِرَ تَزْوِيجُ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسٍ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَمَ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْ نِّسَآئِهٖ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا أَوْلَمَ بِشَاةٍ.

۴۷۷۳۔ حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا گیا نکاح کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زینب رضی اللہ عنہا سے نزدیک انس رضی اللہ عنہ کے تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کسی عورت کا ولیمہ کیا ہو جو ولیمہ کیا زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا اس کا ایک بکری سے۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے اس چیز میں کہ باب باندھا ہے اس نے ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ تقاضا کرتا ہے اس کو سیاق اس کا اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے کہ نہیں واقع ہوا ہے یہ ساتھ قصد فضیلت دینے بعض عورتوں کے بعض پر بلکہ یہ اتفاقًا واقع ہوا ہے اور یہ کہ اگر ان میں سے ہر ایک کے واسطے بکری پائی جاتی تو البتہ اس کے ساتھ ولیمہ کرتے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ ترسخی تھے لیکن نہ مبالغہ کرتے تھے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ امر دنیا کے رونق میں اور کہا اس کے غیر نے کہ احتمال ہے کہ یہ بیان جواز کے واسطے کیا ہو میں کہتا ہوں کہ نفی کرنی انس رضی اللہ عنہ کی محمول ہے اس چیز پر کہ جس کا اس کو علم پہنچا یا واسطے اس چیز کے واقع ہوئی برکت سے بیچ ولیمہ اس کے کی جب کہ مسلمانوں کو روٹی گوشت پیٹ بھر کر کھلایا ایک بکری سے نہیں تو جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمرہ قضا میں میمونہ رضی اللہ عنہا حارث کی بیٹی سے نکاح کیا تو اس کا ولیمہ کیا اور مکے والوں کو بلایا اور وہ حاضر نہ ہوئے کہ اس کا ولیمہ ایک بکری سے زیادہ کیا ہو کیونکہ اس وقت آپ کا ہاتھ کشادہ تھا اس واسطے کہ خیبر کے فتح ہونے کے بعد تھا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بہت کشائش کی تھی جب سے وہ فتح ہوا، کہا ابن منیر نے لے جاتی ہے تفضیل بعض عورتوں کی سے بعض پر ولیمہ میں جواز تخصیص بعض ان کی کے سوائے بعض کے ساتھ تحفوں اور ہدیوں کے اور اس کی بحث ہبہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ أَوْلَمَ بِأَقَلَّ مِنْ شَاةٍ.

بیان اس شخص کا جو بکری سے کم تر کے ساتھ ولیمہ کرے

فائدہ: اس ترجمے کا حکم اگرچہ مستفاد ہے پہلے ترجمے سے لیکن جو اس میں واقع ہوا ہے وہ تصریح کے ساتھ ہے۔

٤٧٧٤ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَّنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهٖ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَآئِهٖ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ.

۴۷۷۴۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا شیبہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض عورتوں کا ولیمہ دو مد جو سے کیا۔

فائدہ: احتمال ہے کہ مراد بعض عورتوں سے یہاں ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہو اس واسطے کہ واقدی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پیغام کیا اور مجھ سے نکاح کیا سو مجھ کو زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل کیا سو اچانک اس میں ایک تھیلا تھا اس میں کچھ جو تھے سو میں نے اس کو بھگویا پھر اس کو ہانڈی میں ڈالا پھر میں نے کچھ چربی لے کر سالن بنایا سو تھا یہ کھانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور احتمال ہے کہ مراد عورتوں سے عام تر ہوں بیویوں سے یعنی جو منسوب ہے طرف آپ کی عورتوں میں سے فی الجملہ سو البتہ طبرانی نے اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث سے روایت کیا ہے کہا کہ البتہ ولیمہ کیا علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سو اس زمانے میں کوئی ولیمہ ان کے ولیمہ سے افضل نہیں اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس گروہ رکھی کے بدلے آدھے صاع جو کے پس موافق نہ ہوگا اس قصے کو جو باب میں ہے اور ہوگی نسبت ولیمہ کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجازی یا تو اس واسطے کہ جو کی قیمت یہودی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے پاس سے دیا یا کسی اور سبب کے واسطے۔ (فتح)

بَابُ حَقِّ إِجَابَةِ الْوَلِيْمَةِ وَالدَّعْوَةِ. باب ہے بیچ بیان وجوب قبول کرنے ولیمہ اور دعوت کے۔

فائدہ: عطف کیا ہے دعوت کو اوپر ولیمہ کے سو اشارہ کیا ساتھ اس کے کہ ولیمہ خاص ہے ساتھ کھانے بیاہ اور نکاح کے یعنی ولیمہ صرف اسی کھانے کو کہتے ہیں جو شادی نکاح کے وقت کھایا جاتا ہے پس یہ عطف عام کا ہے خاص پر اور لیکن خاص کر اس کھانے کا نام ولیمہ ہونا سو یہ قول اہل لغت کا ہے نقل کیا ہے اس کو ان سے ابن عبدالبر نے اور یہی منقول ہے خلیل وغیرھم سے کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ واقع ہوتا ہے ولیمہ ہر دعوت پر جو پکڑی جاتی ہے واسطے خوشی حادث یعنی نو پیدا ہونے والی کے نکاح ہو یا ختنہ یا غیر ان کا لیکن مشہور تر استعمال اس کا وقت اطلاق کے نکاح میں ہے اور اس کے واسطے اور چیز میں مقید کیا جاتا ہے پس کہا جاتا ہے ولیمہ ختان کا اور ذکر کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے پیروی عیاض کے کہ ولیمہ آٹھ قسم کا ہے ایک اعذار ہے اور وہ واسطے ختنہ کے ہے اور عقیقہ ہے واسطے لڑکا پیدا ہنے کے اور خرس واسطے سلامتی عورت کے ہے دردزہ سے اور عقیقہ ساتویں دن ہے اور نقیعہ واسطے آنے مسافر کے ہے اور وکیرہ واسطے سکونت اختیار کرنے کے ہے نئے گھر میں اور وضیمہ واسطے مصیبت کے ہے اور یہ وہ دعوت ہے جو بلا سبب ہو اور یہ جو کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حق اجابۃ تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کے دعوت ولیمہ کا قبول کرنا واجب ہے اور البتہ نقل کیا ہے ابن عبدالبر اور نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اتفاق اس پر کہ دعوت ولیمہ کا قبول کرنا واجب ہے اور اس میں نظر ہے ہاں مشہور علماء کے اقوال سے وجوب ہے اور تصریح کی ہے جمہور شافعیوں اور حنبلیوں نے کہ وہ فرض عین ہے اور بعض شافعیہ وغیرہ سے ہے کہ وہ مستحب ہے اور صاحب ہدایہ کا کلام تقاضا کرتا ہے کہ وہ واجب ہے باوجود تصریح کرنے اس کے کی کہ وہ سنت ہے تو شاید اس کی مراد یہ ہے کہ اس کا واجب ہونا سنت سے ثابت ہوا ہے اور نہیں ہے فرض

جیسا کہ ان کے قاعدے سے معلوم ہے اور بعض شافعیوں اور حنبلیوں سے ہے کہ وہ فرض کفایہ ہے اور حکایت کی ہے ابن دقیق العید نے شرح المام میں کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ دعوت عام ہو یعنی اس وقت فرض کفایہ ہے اور جب خاص کیا جائے ہر ایک ساتھ دعوت کے تو قبول کرنا متعین ہوتا ہے اور شرط واجب ہونے اس کے کی یہ ہے کہ ہو دعوت کرنے والا مسلمان مکلّف آزاد رشید اور یہ کہ نہ خاص کرے مالداروں کو سوائے فقیروں کے اور یہ کہ نہ ظاہر کرے قصد دوستی کا کسی خاص سے واسطے رغبت کرنے کے بیچ اس کے یا ڈرنے کے اس سے اور یہ کہ خاص ہو ساتھ دن پہلے کے مشہور قول پر اور یہ کہ پہلے اور کسی نے اس کی دعوت نہ کی ہو سو جو پہلے دعوت کرے متعین ہوتا ہے قبول کرنا اس کا سوائے دوسرے کے اور اگر دونوں آئیں تو ناتے دار کو مقدم کیا جائے قریب تر ہمسائے پر اور اگر برابر ہوں تو قرعہ ڈالا جائے اور یہ کہ نہ ہو وہاں وہ شے کہ ایذا ہوتی ہو اس کے حاضر ہونے سے منکر وغیرہ سے اور یہ کہ اس کو کوئی عذر نہ ہو اور ضبط کیا ہے ماوردی نے ساتھ اس چیز کے کہ رخصت دی جاتی ہے ساتھ اس کے بیچ چھوڑ دینے نماز جماعت کے اور یہ سب شادی کے ولیمے میں ہے اور دعوت کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

وَمَنْ أَوْلَمَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَّنَحْوَهُ. اور جو ولیمہ کرے سات دن اور مانند اس کے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے حفصہ بنت سیرین سے کہ جب میرے باپ نے نکاح کیا تو اصحاب کو سات دن بلایا سو جب انصار کا دن ہوا تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ایک روایت میں آٹھ دن کا ذکر آیا ہے اور طرف اسی کے اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول اپنے کے. ونحوہ اور بخاری رحمہ اللہ نے اس کو اگرچہ ذکر نہیں کیا لیکن مائل کی ہے طرف ترجیح اس کی کے واسطے مطلق ہونے امر کے ساتھ قبول کرنے دعوت کے بغیر قید کرنے کے جیسے کہ تصریح کی اس نے ساتھ اس کے تاریخ میں۔ (فتح)

وَلَمْ يُوَقِّتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَّلَا يَوْمَيْنِ.

یعنی اور نہیں وقت مقرر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کا ایک دن اور نہ دو دن یعنی نہیں ٹھہرایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ولیمے کے کوئی وقت معین کہ خاص ہو ساتھ اس کے ایجاب یا استحباب اور لیا ہے اس نے اس کو اطلاق سے۔

فائدہ: کہا بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی دعوت ولیمہ کی طرف بلایا جائے تو چاہیے کہ قبول کرے اور نہیں خاص کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کو اور نہ اس کے غیر کو اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے اپنا ولیمہ سات دن کیا اور اس میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بلایا اس نے دعوت قبول کی اور یہ حدیث صحیح تر ہے زہیر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولیمہ کرنا پہلے دن حق ہے اور دوسرے دن معروف ہے اور تیسرے دن ریا اور سنانا ہے اور اسی طرح روایت کی ہے ترمذی اور

طبرانی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اور ان حدیثوں کا اگرچہ کوئی طریقہ کلام سے خالی نہیں لیکن مجموع ان کا دلالت کرتا ہے کہ اس حدیث کی اصل ہے اور البتہ عمل کیا ہے ساتھ اس کے شافعیوں اور حنبلیوں نے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اگر تین دن ولیمہ کرے تو تیسرے دن دعوت قبول کرنا مکروہ ہے اور دوسرے دن قطعا واجب نہیں اور نہیں ہے مستحب ہونا اس کا مانند مستحب ہونے اس کے کی پہلے دن میں اور صاحب تحجیز نے کہا کہ دوسرے دن بھی واجب ہے اور ساتھ اس کے یقین کیا ہے جرجانی نے واسطے وصف کرنے اس کے کی ساتھ معروف کے اور سنت کے اور کہا حنبلیوں نے کہ پہلے دن واجب ہے اور دوسرے دن قبول کرنا سنت ہے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ ظاہر حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے دوسرے دن کی اجابت کو سنت کہا ہے اور بہر حال قبول کرنا اس کا تیسرے دن میں سو بعض نے تو اس کو بنا بر ظاہر حدیث کے مطلق مکروہ کہا ہے اور کہا بعض نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ تو اس وقت ہے جب کہ بلائے تیسرے دن میں اور نہیں لوگوں کو جن کو پہلے دن بلایا تھا اور یہ بعید نہیں اس واسطے کہ اس کا مطلق ریا اور سمعہ ہونا مشعر ہے کہ یہ کام اس نے فخر کے واسطے کیا ہے اور جب لوگ بہت ہوں اور ہر دن میں اور لوگوں کو بلائے جن کو آگے نہیں بلایا تو اس میں غالبا فخر نہیں ہوتا اور جس طرف بخاری رحمہ اللہ نے مائل کی ہے یہی مذہب ہے مالکیوں کا، کہا عیاض نے کہ ہمارے ساتھی کہتے ہیں کہ مالداروں اور کشائش والوں کو مستحب ہے کہ سات دن ولیمہ کریں ساتھ دن لگا تار لوگوں کو کھانا کھلائیں اور کہا بعض نے کہ محل اس کا وہ ہے کہ جب بلائے ہر دن ان لوگوں کو جن کو آگے نہیں بلایا اور مشابہ ہے اس کے جو پہلے گزرا اور جب حمل کریں ہم امر کو تیسرے دن کی کراہت میں اس پر کہ جب کہ ہو وہاں ریا اور سنانا اور فخر کرنا تو اس طرح چوتھے دن اور اس کے پیچھے بھی مکروہ ہوگا سو جو سلف سے دو دن سے زیادہ ولیمہ کرنا واقع ہوا ہے تو یہ محمول ہے اس وقت پر جب کہ اس سے امن ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تیسرے دن کی دعوت کو مکروہ کہا واسطے ہونے اس کے کی غالب، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٧٧٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا.

۴۷۷۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شادی کے کھانے کے واسطے بلایا جائے تو چاہیے کہ جائے یعنی اس کی جگہ میں۔

فائدہ: اس کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٤٧٧٦ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

۴۷۷۶۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھڑاؤ قیدی کو اور دعوت قبول کرو دعوت کرنے

سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُوْرٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُكُّوا الْعَانِيَ وَأَجِيْبُوا الدَّاعِيَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ .

والے کی اور خبر پوچھو بیمار کی۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ مراد دعوت کرنے والے سے ولیمہ کی دعوت کرنے والا ہے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو پہلے گزری یعنی بیچ خاص کرنے امر اتیان کے ساتھ بلانے کے طرف ولیمہ کے اور کہا کرمانی نے کہ قول اس کا داعی عام ہے اور کہا جمہور نے کہ واجب ہے قبول کرنا ولیمہ میں اور مستحب ہے اس کے غیر میں پس لازم آئے گا استعمال کرنا لفظ کا ایجاب اور ندب میں اور یہ منع ہے اور جواب یہ ہے کہ شافعی رحمہ اللہ نے اس کو جائز رکھا ہے اور اس کے غیر نے اس کو عموم مجاز پر حمل کیا ہے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ اگرچہ یہ لفظ عام ہے لیکن مراد ساتھ اس کے خاص ہے یعنی وجوب اور ولیمہ کے سوا اور دعوت کا مستحب ہونا تو یہ اور دلیل سے ثابت ہے۔ (فتح)

٤٧٧٧ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجِنَازَةِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَإِفْشَآءِ السَّلَامِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيْمِ الذَّهَبِ وَعَنْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِّيَّةِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ تَابَعَهُ أَبُوْ عَوَانَةَ وَالشَّيْبَانِيُّ عَنْ أَشْعَثَ فِيْ إِفْشَآءِ السَّلَامِ.

۴۷۷۷۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات چیزوں کا حکم کیا اور سات چیزوں سے منع کیا ہم کو حکم دیا بیمار کی تیمار داری کرنے کا اور جنازے کے ساتھ جانے کا اور چھینکنے والے کو جواب دینے کا اور قسم کے سچا کرنے کا اور مظلوم کی مدد کرنے کا اور سلام کے عام کرنے کا اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے کا اور ہم کو منع کیا سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور چاندی کے برتن اور زین پوش اور قسی کے کپڑے اور دیباج اور اطلس کے استعمال کرنے سے متابعت کی ہے اس کی ابوعوانہ اور شیبانی نے اشعث سے بیچ افشاء السلام کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالی اور البتہ روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اور جگہ سوائے روایت ان تینوں کے اس میں افشاء السلام کے بدلے رد السلام کا لفظ آیا ہے پس یہی نکتہ ہے بیچ اقتصار کے۔

٤٧٧٨ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَعَا أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُرْسِهِ وَكَانَتِ امْرَأَتُهُ يَوْمَئِذٍ خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعَرُوْسُ قَالَ سَهْلٌ تَدْرُوْنَ مَا سَقَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعَتْ لَهُ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتْهُ إِيَّاهُ.

۴۷۷۸۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو اسید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی میں بلایا اور اس کی عورت یعنی دلہن اس دن ان کی خادمہ تھی اور وہی دلہن تھی اور کہا سہل رضی اللہ عنہ نے تم جانتے ہو کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا؟ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رات کو کھجوریں بھگو رکھیں تھیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا چکے تو اس نے وہ شربت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ.

جس نے دعوت چھوڑی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

٤٧٧٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۷۷۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ بدتر کھانا ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور محتاجوں کو نہ بلایا جائے اور جس نے دعوت چھوڑی یعنی قبول نہ کیا اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

فائدہ: اور لام الدعوۃ میں واسطے عہد کے ہے ولیمہ مذکورہ سے اور پہلے گزر چکا ہے کہ جب دعوت مطلق ہو تو مراد اس سے ولیمہ ہوتا ہے برخلاف اور دعوتوں کے کہ وہ مقید ہوتی ہیں اور یہ جو کہا کہ وہ بدتر کھانا ہے تو مراد یہ ہے کہ وہ بدتر اس وقت ہے جب کہ ہو ساتھ اس صفت کے اسی واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو حکم ہے کہ جب مالداروں کو خاص کیا جائے اور محتاجوں کو چھوڑ دیا جائے تو ہم دعوت قبول نہ کریں اور کہا ابن بطال نے کہ اگر مالداروں کو محتاجوں سے الگ کر کے کھانا کھلائے تو اس کا کچھ ڈر نہیں اور کہا طیبی نے کہ الف لام الولیمہ میں عہد خارجی ہے اس واسطے کہ جاہلیت کی رسم تھی کہ مالداروں کو بلاتے تھے اور محتاجوں کو نہیں بلاتے تھے اور و من ترك الدعوة الخ حال ہے یعنی

بلایا جاتا ہے مالداروں کو اور حالانکہ اجابت واجب ہے سو ہوگا بلانا سبب واسطے کھانے مدعو کے شر الطعام کو اور یہ جو کہا کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تو یہ دلیل ہے واسطے وجوب اجابت کے اس واسطے کہ عصیان نہیں بولا جاتا مگر اوپر ترک واجب کے اور جملہ یدعی بھی حال ہے طعام الولیمۃ سے اور بیان ہے واسطے ہونے اس کے بدتر طعام اور اگر داعی دعوت عام کرے تو پھر وہ کھانا بدتر نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَجَابَ إِلٰى كُرَاعٍ.

جو بکری کے ہاتھ کی دعوت کو قبول کرتا ہے۔

٤٧٨٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ دُعِيْتُ إِلٰى كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ.

۴۷۸۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں دعوت میں بکری کے دست پاچہ کی طرف بلایا جاؤں تو البتہ قبول کروں، اور اگر بکری کے ہاتھ یا پاؤں کا مجھ کو تحفہ دیا جائے تو البتہ میں قبول کروں۔

فائدہ: اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مراد کراع سے اس جگہ دست پاچہ بکری کا ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر حسن خلق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تواضع آپ کی کے اور جبر کرنے آپ کے کی واسطے دل لوگوں کے اور اوپر قبول کرنے ہدیہ کے اور قبول کرنے دعوت اس شخص کی کے جو آدمی کو اپنے گھر کی طرف بلائے اگرچہ مدعو کو معلوم ہو کہ وہ تھوڑی چیز ہے، کہا مہلب نے کہ نہیں باعث ہوتا اوپر دعوت کے مگر سچا ہونا محبت کا اور خوش ہونا داعی کا ساتھ کھانے مدعو کے اس کے طعام سے اور محبت پیدا کرنی طرف اس کے ساتھ باہم کھانے کے اور پکا کرنا حق دوستی کا ساتھ اس کے ولیمہ کے سبب سے اسی واسطے ترغیب دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کرنے کی اور اس میں ترغیب ہے باہم ملنے پر اور محبت اور الفت کرنے پر اور دعوت کے قبول کرنے پر کم ہو یا بہت اور اسی طرح ہدیہ کا قبول کرنا بھی۔ (فتح)

بَابُ إِجَابَةِ الدَّاعِيْ فِي الْعُرُسِ وَغَيْرِهٖ.

دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنا شادی وغیرہ میں

٤٧٨١ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجِيْبُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيْتُمْ لَهَا قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَأْتِي الدَّعْوَةَ فِي

۴۷۸۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبول کرو اس دعوت کو جب تم اس کی طرف بلائے جاؤ، کہا نافع رحمہ اللہ نے اور تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ آتے دعوت میں شادی میں اور غیر شادی میں اور حالانکہ وہ روزے دار ہوتے۔

الْعُرْسِ وَغَيْرِ الْعُرْسِ وَهُوَ صَآئِمٌ.

فائدہ: لام الدعوۃ میں احتمال ہے کہ ہو واسطے عہد کے اور مراد ولیمہ عرس کا ہے اور تائید کرتی ہے اس کو دوسری روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ جب کوئی ولیمہ کی طرف بلایا جائے تو چاہیے کہ وہاں جائے اور مقرر ہو چکا ہے کہ جب ایک حدیث کے الفاظ مختلف ہوں اور بعض کا بعض پر حمل کرنا ممکن ہو تو یہ متعین ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو لام واسطے عموم کے اور یہی ہے جس کو حدیث کے راوی نے سمجھا ہے سو وہ ہر دعوت میں جاتے تھے ولیمہ کی ہو یا کوئی اور دعوت ہوتی اور یہ جو نافع رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر دعوت میں جاتے تھے شادی کی دعوت ہو یا اس کے سوا کوئی اور دعوت ہو تو ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ جب کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو بلائے اور دعوت کرے تو چاہیے کہ اس کو قبول کرے بیاہ شادی کی دعوت ہو یا اس کے سوائے کوئی اور دعوت ہو اور یہ حدیث تائید کرتی ہے اس کی جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سمجھا اور یہ کہ دعوت قبول کرنے کا حکم نہیں خاص ہے ساتھ کھانے شادی کے اور البتہ لیا ہے ساتھ ظاہر حدیث کے بعض شافعیوں نے سو کہا انہوں نے کہ واجب ہے قبول کرنا دعوت کا مطلق شادی کی دعوت ہو یا کوئی اور ساتھ شرط اس کی کے اور نقل کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے عبیداللہ بن حسن عنبری سے اور گمان کیا ہے ابن حزم رحمہ اللہ نے کہ وہ قول جمہور اصحاب اور تابعین کا ہے لیکن وارد ہوتا ہے اس پر جو ہم نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے نقل کیا اور وہ مشہور اصحاب میں سے ہے کہ اس نے کہا فتنے کی دعوت میں کہ اس کے واسطے بلائے نہ جاتے تھے لیکن ممکن ہے خلاص ہونا اس سے ساتھ اس طور کے کہ یہ نہیں منع کرتا وجوب کے ساتھ قائل ہونے کو اگر بلائے جائیں اور حنفیہ اور مالکیہ اور جمہور شافعیہ کا یہ مذہب ہے کہ ولیمہ کے سواء اور دعوت کا قبول کرنا واجب نہیں اور مبالغہ کیا ہے سرخسی نے ان میں سے سو کہا اس نے کہ اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ ولیمہ کے سوا کسی دعوت کا قبول کرنا واجب نہیں اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ اگر اس کو قبول نہ کرے تو میرے نزدیک وہ گنہگار نہیں جیسا کہ ولیمہ میں گنہگار ہے اور یہ جو کہا کہ وہ روزے دار ہوتے تو ایک روایت میں ہے کہ اگر روزے دار ہو تو چاہیے کہ نماز پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ چاہیے کہ دعا کرے اور حمل کیا ہے اس کو بعض نے اس کے ظاہر پر سو کہا کہ اگر روزے دار ہو تو چاہیے کہ مشغول ہو ساتھ نماز کے تا کہ حاصل ہو واسطے اس کے فضیلت اس کی اور واسطے گھر والوں کے اور حاضرین کے برکت اس کی اور اس میں نظر ہے واسطے عام ہونے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہیں نماز ہوتی ہے وقت موجود ہونے کھانے کے لیکن ممکن ہے تخصیص اس کی ساتھ غیر روزے دار کے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ ولیمہ میں حاضر ہوئے اور وہ روزے دار تھے تو ثناء کہی اور دعا کی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ دعوت میں بلائے جاتے تو دعوت قبول کرتے پھر اگر روزے دار نہ ہوتے تو کھانا کھاتے اور اگر روزے دار ہوتے تو ان کے واسطے دعا کرتے اور برکت مانگتے پھر پھرتے اور حضور میں اور بہت فائدے ہیں مانند تبرک کے ساتھ مدعو کے اور رونق حاصل کرنے

کے ساتھ اس کے اور فائدہ اٹھانے کے ساتھ اشارے اس کے اور نگہبانی اس چیز کی سے کہ نہ حاصل ہوتی تھی نگہبانی اس کی اگر وہ حاضر نہ ہوتا اور دعوت نہ قبول کرنے میں یہ سب فائدے فوت ہو جاتے ہیں اور نہیں پوشیدہ ہے جو واقع ہوتا ہے واسطے داعی کے تشویش سے اور یہ جو کہا کہ پس چاہیے کہ دعا کرے واسطے ان کے تو اس سے پہچانا جاتا ہے حاصل ہونا مقصود کا دعوت قبول کرنے سے اور یہ کہ نہیں واجب ہے کھانا اوپر مدعو کے اور اگر اس کا روزہ نفلی ہو تو کیا مستحب ہے کہ اس کو کھول ڈالے؟ کہا اکثر شافعیہ اور بعض حنبلیوں نے کہ اگر دعوت والے پر اس کا روزہ دشوار گزرے تو افضل ہے کہ روزہ کھول ڈالے نہیں تو روزہ افضل ہے اور کہا رویانی وغیرہ نے کہ مستحب ہے مطلق اور یہ بنا بررائے اس شخص کی ہے جو جائز رکھتا ہے نفلی روزے کے کھول ڈالنے کو اور بہر حال جو اس کو واجب کہتا ہے تو اس کے نزدیک روزہ توڑنا جائز نہیں جیسا کہ فرض روزے میں ہے خاص کر جب کہ افطار کا وقت قریب ہو اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فعل سے لیا جاتا ہے کہ روزہ نہیں عذر ہے بیچ نہ قبول کرنے دعوت کے خاص کر باوجود وارد ہونے امر کے واسطے روزے دار کے ساتھ حاضر ہونے کے دعوت میں ہاں اگر عذر کرے ساتھ اس کے مدعو دعوت والا اس کے عذر کو قبول کرے واسطے ہونے اس کے کہ دشوار ہو اس پر کہ نہ کھائے جب حاضر ہو یا کسی اور سبب سے تو ہوگا یہ عذر بیچ پیچھے رہنے کے اور واقع ہوا ہے مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے کہ جب کوئی کھانے کی طرف بلایا جائے تو چاہیے کہ قبول کرے پھر اگر چاہے تو کھائے اور چاہے تو نہ کھائے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ جو روزے دار نہ ہو اس پر کھانا واجب نہیں اور یہ صحیح تر قول ہے نزدیک شافعیہ کے اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے حنبلیوں نے اور اختیار کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے وجوب کو اور ساتھ اسی کے قائل ہیں اہل ظاہر اور حجت ان کی قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے مسلم کی ایک روایت میں کہ اگر روزے دار نہ ہو تو چاہیے کہ کھائے اور جابر رضی اللہ عنہ کی روایت روزے دار پر محمول ہے اور تائید کرتی ہے اس کو روایت ابن ماجہ کی کہ جو کھانے کی طرف بلایا جائے اور وہ روزے دار ہو تو چاہیے کہ قبول کرے پھر اگر چاہے تو کھائے اور چاہے تو نہ کھائے اور متعین ہے حمل اس کا نفل روزے دار پر اور ہوگی اس میں حجت واسطے اس شخص کے کہ جو مستحب جانتا ہے واسطے اس کے یہ کہ اپنے روزے کو توڑ ڈالے اور تائید کرتی ہے اس کو جو طیالسی اور طبرانی نے اوسط میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے دعوت کی تو ایک مرد نے کہا کہ میں روزے دار ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بھائی نے تمہارے واسطے تکلف کیا روزہ کھول ڈال اور اس کے بدلے ایک دن روزہ رکھ اگر تو چاہے تو اس کی سند میں ضعف ہے لیکن اس کی متابعت کی گئی ہے۔ (فتح)

بَابُ ذَهَابِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ إِلَى الْعُرُسِ. عورتوں اور لڑکوں کا شادی کی طرف جانا۔

فائدہ: شاید بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے کہ نہ خیال کرے کوئی اس کے مکروہ ہونے کا سو مراد اس کی یہ ہے کہ یہ جائز ہے بغیر کراہت کے۔ (فتح)

٤٧٨٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَبْصَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءً وَّصِبْيَانًا مُّقْبِلِيْنَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ مُمْتَنًّا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ.

۴۷۸۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور لڑکوں کو دیکھا سامنے لوٹے آتے شادی سے سو کھڑے ہوئے ان کی طرف قوت سے یعنی جلدی واسطے خوش ہونے کے ساتھ ان کے سو فرمایا الٰہی! گواہ رہنا تم میرے نزدیک سب لوگوں سے محبوب تر ہو۔

فائدہ: اور تقدیم اللّٰھم کی واقع ہوتی ہے واسطے تبرک کے یا واسطے گواہ کرنے اللہ کے۔

بَابُ هَلْ يَرْجِعُ إِذَا رَاٰى مُنْكَرًا فِي الدَّعْوَةِ.

جب کوئی دعوت میں برا کام دیکھے تو کیا پلٹ آئے؟۔

فائدہ: اسی طرح وارد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے باب کو ساتھ صورت استفہام کے اور پکا حکم نہیں کیا واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے احتمال سے، کما سیاتی ان شاء اللہ تعالٰی۔

وَرَاٰى أَبُوْ مَسْعُوْدٍ صُوْرَةً فِي الْبَيْتِ فَرَجَعَ.

یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کسی کے گھر میں تصویر دیکھی سو پلٹ آئے اور اس کے گھر میں داخل نہ ہوئے۔

فائدہ: روایت کی ہے بیہقی نے کہ ایک مرد نے کھانا پکایا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بلایا تو انہوں نے کہا کہ کیا گھر میں کوئی تصویر ہے؟ اس نے کہا ہاں! سو کہا کہ میں گھر میں داخل نہیں ہوتا یہاں تک کہ توڑی جائے۔

وَدَعَا ابْنُ عُمَرَ أَبَا أَيُّوْبَ فَرَاٰى فِي الْبَيْتِ سِتْرًا عَلَى الْجِدَارِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ غَلَبَنَا عَلَيْهِ النِّسَآءُ فَقَالَ مَنْ كُنْتُ أَخْشٰى عَلَيْهِ فَلَمْ أَكُنْ أَخْشٰى عَلَيْكَ وَاللّٰهِ لَا أَطْعَمُ لَكُمْ طَعَامًا فَرَجَعَ.

اور دعوت کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی تو اس نے گھر میں ایک دیوار پر پردہ دیکھا (سو اس پر انکار کیا) تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا عورتیں اس کام میں ہم پر غالب ہوئیں یعنی یہ کام عورتوں نے ہم سے زور کے ساتھ کیا ہے ہمارا کہا نہیں مانتیں تو ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اس کام میں کسی پر ڈرتا تھا تو تم پر نہیں ڈرتا تھا یعنی میں نہیں مانتا کہ عورتیں اس کام میں تم پر غالب ہو سکیں اور تم مجبور ہو جاؤ بلکہ تم ان کو منع کر سکتے ہو قسم ہے اللہ کی میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا پھر ابو ایوب رضی اللہ عنہ پلٹ آئے اور کھانا نہ کھایا۔

فائدہ: اور البتہ واقع ہوا ہے مانند اس کے واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بعد اس کے سو انہوں نے اس پر انکار کیا اور دور کیا

برے کام کو اور نہ پھرے جیسا کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کیا، احمد کی کتاب الزھد میں روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک مرد کے گھر میں داخل ہوئے جس نے ان کو دعوت شادی کے واسطے بلایا تھا سو اچانک دیکھا کہ اس کا گھر نقش دار کپڑوں سے مزین ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اے فلانے! کب سے خانہ کعبہ تیرے گھر میں بدل آیا؟ پھر جو اصحاب ان کے ساتھ تھے ان کو حکم دیا کہ چاہیے کہ پھاڑ ڈالے ہر مرد اپنے قریب طرف سے۔

٤٧٨٣ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهِ مَاذَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ فَقُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ.

۴۷۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصویریں تھیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اور اندر داخل نہ ہوئے تو میں نے آپ کے چہرے میں ناخوشی پہچانی میں نے کہا یا حضرت! میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے، آپ گھر میں داخل نہیں ہوتے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا حال ہے اس تکیہ کا، کہاں سے آیا؟ میں نے کہا میں نے اس کو آپ کی خاطر خریدا ہے تا کہ اس پر بیٹھیں اور اس پر تکیہ کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ان تصویروں کے بنانے والوں پر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ان سے کہا جائے گا کہ زندہ کرو جن کو تم نے بنایا اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں آئے گی اور جگہ ترجمہ کی اس سے قول اس کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر کھڑے رہے اور اندر نہ آئے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے داخل ہونا اس دعوت میں جس میں برا کام ہو جس سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے اس واسطے کہ اس میں دلالت ہے اوپر رضامندی اس کی کے ساتھ اس کے اور نقل کیا ہے اس نے قدماء کے مذاہب کو بیچ اس کے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر وہاں کوئی حرام کام ہو اور اس کے دور کرنے پر قادر ہو اور اس کو دور کر دے تو اس کا کچھ ڈر نہیں اور اگر اس کے دور کرنے

پر قادر نہ ہو تو چاہیے کہ پلٹ جائے اور اگر وہ کام اس قسم سے ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے تو نہیں حرام اور پرہیز گاری یہی ہے کہ نہ بیٹھے اور تائید کرتا ہے اس کی جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قصے میں واقع ہوا ہے کہ اصحاب نے اختلاف کیا بیچ داخل ہونے کے اس گھر میں جس کی دیواریں کپڑے سے ڈھانکی گئیں تھیں یعنی اور اصحاب اس گھر میں داخل ہوئے اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ داخل نہ ہوئے اور اگر حرام ہوتا تو نہ بیٹھتے وہ اصحاب جو بیٹھے اور نہ اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کرتے سو ہو گا فعل ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا محمول کراہت تنزیہی پر واسطے تطبیق کے درمیان دونوں فعل کے اور احتمال ہے کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ اس کو حرام جانتے ہوں اور جن اصحاب نے اس پر انکار نہ کیا وہ اس کو مباح جانتے ہوں اور البتہ تفصیل کیا ہے اس کو علماء نے انہوں نے کہا کہ اگر ہو کھیل اس قسم سے کہ اس میں اختلاف ہے تو جائز ہے حاضر ہونا اور اولیٰ ترک ہے اور اگر ہو حرام جیسے شراب کا پینا تو نظر کی جائے سو اگر ہو مدعو ان لوگوں میں سے کہ اگر حاضر ہو گا تو وہ اس کے سبب سے دور ہو جائے گا تو چاہیے کہ حاضر ہو اور اگر اس طرح نہ ہو تو اس میں شافعیوں کے دو قول ہیں ایک یہ کہ حاضر ہو اور بحسب قدرت انکار کرے اگرچہ اولیٰ یہ ہے کہ حاضر نہ ہو اور یہی ہے ظاہر نص شافعی کی اور کہا صاحب ہدایہ نے حنفیوں میں سے کہ نہیں ڈر ہے کہ بیٹھے اور کھائے جب کہ اس کے ساتھ پیروی نہ کی جاتی ہو اور اگر وہ مقتدا ہو اور نہ قادر ہو ان کے منع کرنے پر تو چاہیے کہ نکلے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے دین کے عیب سے اور گناہ کا دروازہ کھولنے سے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے محکی ہے کہ وہ بیٹھے اور یہ محمول ہے اس پر کہ واقع ہوا یہ واسطے ان کے پہلے اس سے کہ مقتدا بنیں اور یہ سب بعد حاضر ہونے کے ہے اور اگر اس کو پہلے سے معلوم ہو تو نہیں لازم ہے اس پر قبول کرنا دعوت کا اور دوسرا قول شافعیوں کا یہ ہے کہ حاضر ہونا حرام ہے اس واسطے کہ وہ مانند راضی ہونے کے ہے ساتھ برے کام کے اور اگر اس کو پہلے سے معلوم نہ ہو یہاں تک کہ حاضر ہو تو چاہیے کہ ان کو منع کرے اور اگر نہ باز رہیں تو چاہیے کہ نکلے مگر کہ اپنی جان پر ڈرتا ہو اور یہی قول ہے حنبلیوں کا اور اسی طرح اعتبار کیا ہے مالکیوں نے بیچ واجب ہونے اجابت کے اور اگر نہ ہو وہاں کوئی برا کام اور اگر پرہیز گار ہو تو اس کو ایسی جگہ میں حاضر ہونا بالکل لائق نہیں، حکایت کیا ہے اس کو ابن بطال نے مالک سے اور تائید کرتی ہے منع حضور کو حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اوسط میں اور تائید کرتی ہے اس کو باوجود امر حرام کے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ جو اللہ اور پچھلے دن کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نہ بیٹھے اس دستر خوان پر جس پر شراب گھومتی ہو روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور اس کی سند جید ہے اور بہر حال گھروں اور دیواروں کے ڈھانکنے کا حکم سو اس کے جائز ہو۔ نے میں قدیم سے اختلاف ہے جمہور شافعیہ کے نزدیک مکروہ ہے اور تصریح کی ہے شیخ ابو نصر نے ان میں سے ساتھ تحریم کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم نہیں کیا کہ ہم پتھر اور مٹی کو کپڑا لپیٹیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

کپڑے کو کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور روایت کیا ہے اس کو مسلم نے کہا بیہقی نے یہ لفظ دلالت کرتا ہے اس پر کہ دیوار کو کپڑے سے ڈھانکنا مکروہ ہے اگرچہ حدیث کے بعض الفاظ میں ہے کہ منع بسبب صورت کے تھا اور اس کے غیر نے کہا کہ نہیں ہے سیاق میں وہ چیز جو دلالت کرے تحریم پر اس میں تو صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کا حکم نہیں کیا یعنی امر کی نفی کی ہے اور نفی امر کی نہیں دلالت کرتی ہے اوپر ثابت ہونے نہی کے لیکن ممکن ہے کہ استدلال کیا جائے ساتھ فعل حضرت ﷺ کے کہ آپ نے اس کو پھاڑ ڈالا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں دیواروں کے ڈھانکنے کی صریح نہی آ چکی ہے اور نہ ڈھانکو دیواروں کو کپڑے سے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور اس کی سند میں ضعف ہے اور واسطے اس کے شاہد مرسل ہے سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے موقوف کہ انہوں نے انکار کیا ڈھانکنے گھر سے اور کہا کہ کیا خانہ کعبہ تمہارے گھر میں آ گیا ہے میں اس میں داخل نہیں ہوں گا یہاں تک کہ پھاڑا جائے اور محمد بن کعب سے روایت ہے کہ کیا حال ہوگا تمہارا جب تم اپنے گھروں کو ڈھانکو گے۔ (فتح)

بَابُ قِيَامِ الْمَرْأَةِ عَلَى الرِّجَالِ فِي الْعُرْسِ وَخِدْمَتِهِمْ بِالنفسِ.

قائم ہونا عورت مردوں پر شادی میں اور خود آپ اپنی جان سے ان کی خدمت کرنی۔

٤٧٨٤ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ لَمَّا عَرَّسَ أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ فَمَا صَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا وَّلَا قَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ إِلَّا امْرَأَتُهُ أُمُّ أُسَيْدٍ بَلَّتْ تَمَرَاتٍ فِي تَوْرٍ مِّنْ حِجَارَةٍ مِّنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الطَّعَامِ أَمَاثَتْهُ لَهُ فَسَقَتْهُ تُتْحِفُهُ بِذٰلِكَ.

۴۷۸۴۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو اسید رضی اللہ عنہ نے شادی کی دعوت کی تو حضرت ﷺ کو اور آپ کے اصحاب کو بلایا سو نہ ان کے واسطے کھانا تیار کیا اور نہ ان کے آگے رکھا مگر اس کی عورت نے جس نام ام اسید رضی اللہ عنہا تھا اس نے رات کے وقت کھجوروں کو پتھر کے ایک برتن میں بھگویا سو جب حضرت ﷺ کھانے سے فارغ ہوئے تو اس نے اس کو آپ کے واسطے ملا اور آپ کو پلایا بطور تحفہ دینے کے ساتھ اس کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے عورت کے خدمت کرنی اپنے خاوند کی اور جس کو وہ دعوت کے واسطے بلائے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل اس کا وقت امن کے ہے فتنے سے ساتھ رعایت کرنے اس چیز کے کہ واجب ہے اس پر پردے سے اور جائز ہے مرد کو خدمت لینی اپنی عورت سے ایسے کام میں اور پینا اس چیز کا کہ نہیں نشہ لاتی ولیمہ میں اور یہ کہ جائز ہے خاص کرنا قوم کے سردار کا ولیمے میں ساتھ ایک چیز کے سوائے ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ ہوں۔ (فتح)

بَابُ النَّقِيعِ وَالشَّرَابِ الَّذِي لَا يُسْكِرُ فِي الْعُرُسِ.

باب ہے بیچ بیان نقیع اور شراب کے جو مسکر نہ ہو ولیمے میں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ مسکر ہو تو استنباط کیا ہے اس کو قریب ہونے وقت بھگونے کے سے واسطے قول اس کے کی کہ اس نے اس کو رات سے بھگویا اس واسطے کہ وہ ایسی مدت میں رات سے دن تک شراب نہیں ہوتا اور جب شراب نہ ہو تو مسکر بھی نہیں ہوگا۔ (فتح)

فائدہ: اور نقیع یہ ہے کہ انگور یا کھجور پانی میں ڈال دے بغیر پکانے کے تا کہ اس کی شیرینی پانی میں آ جائے یعنی شربت بن جائے وہ نہایت لذیذ اور نافع بدن ہوتا ہے۔

٤٧٨٥ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُرْسِهٖ فَكَانَتِ امْرَأَتُهٗ خَادِمَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّهِيَ الْعَرُوْسُ فَقَالَتْ أَوْ قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَا أَنْقَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعْتُ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ فِيْ تَوْرٍ.

۴۷۸۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو اسید رضی اللہ عنہ نے اپنے ولیمے کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا سو اس دن ان کی خادم اس کی عورت تھی اور وہی دلہن تھی اس عورت نے کہا یا سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس چیز کا نقوع پلایا تھا؟ اس نے آپ کے واسطے رات کو ایک برتن میں کھجوریں بھگو رکھی تھیں۔

بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النِّسَآءِ.

بیان نیک ونرمی کا ساتھ عورتوں کے۔

فائدہ: اصل مداراۃ کے معنی ہیں الفت اور دلوں کو اپنی طرف جھکانا۔

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عورت مانند پسلی کے ہے۔

٤٧٨٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ إِنْ أَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ.

۴۷۸۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت مانند پسلی کی ہے یعنی ٹیڑھی ہے اگر تو اس کو سیدھا کرے تو توڑ ڈالے اور اگر تو چاہے کہ اس کے ساتھ فائدہ اٹھائے تو تو فائدہ اٹھا اس حال میں کہ ہو اس میں کجی۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے ہرگز نہیں سیدھی ہوگی وہ واسطے تیرے ایک راہ پر یعنی ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہتی کبھی کسی حالت میں ہو جاتی ہے اور کبھی کسی حالت میں، کبھی شکر کرتی ہے اور کبھی ناشکری یعنی عورتوں کو نرمی سے پیش آ ؤ ان پر سختی نہ کرو اور یہ توقع نہ رکھو کہ بالکل درست ہو جائیں۔

بَابُ الْوَصَاةِ بِالنِّسَآءِ.

عورتوں کے مقدمے میں وصیت کرنے کا بیان۔

٤٧٨٧ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَآئِدَةَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْأٰخِرِ فَلَا يُؤْذِيْ جَارَهُ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَّإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا.

۴۷۸۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایمان رکھتا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور قیامت کے دن کے تو اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور وصیت قبول کرو عورتوں کے مقدمے میں بھلائی کی اس واسطے کہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی اور پسلی میں زیادہ تر کجی اور ٹیڑھا پن اوپر کی طرف میں ہے سو اگر تو اس کو سیدھا کرنا چاہے تو توڑ ڈالے گا اور اگر تو اس کو چھوڑ دے گا تو ہمیشہ کجی میں رہے گی سو نصیحت مانو عورتوں کے مقدمے میں بھلائی کی۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت حواء حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئی تھیں اور وہ سوتے تھے روایت کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے مبتدا میں تو معنی یہ ہوں گے کہ پیدا ہوئیں ہیں عورتیں اس اصل سے کہ ٹیڑھی چیز سے پیدا ہوئی یعنی حوا سے کہ وہ آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئیں اور نہیں مخالف ہے یہ حدیث پہلی حدیث کے کہ عورت مانند پسلی کے ہے بلکہ مستفاد ہوتا ہے اس سے نکتہ تشبیہ کا اور یہ کہ وہی پسلی کسی طرح ٹیڑھی ہے اس واسطے کہ وہ اصل اس کی ہے اور یہ جو کہا کہ پسلی کی اوپر کی طرف زیادہ ٹیڑھی ہے تو ذکر کیا ہے اس کو واسطے تاکید منع توڑنے کے اس واسطے کہ سیدھا ہونا امر اس کا ظاہر تر ہے اوپر کی طرف میں یا یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ یہ پسلی کی زیادہ ٹیڑھی جزء سے پیدا ہوئیں واسطے مبالغہ کے بیچ ثابت کرنے اس صفت کے واسطے ان کے اور ضمیر کسرتہ اور کسرتھا میں پسلی کی طرف پھرتی ہے اور احتمال ہے کہ مراد کسر سے طلاق ہو اور استوصوا کے معنی یہ ہیں کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی سو قبول کرو میری نصیحت کو ان کے حق میں اور عمل کرو ساتھ اس کے اور یہ جو کہا کہ بھلائی کرنے کی تو اس میں اشارہ ہے طرف سیدھا کرنے کے ساتھ نرمی کے کہ نہ ایسا مبالغہ کرے کہ ٹوٹ جائے اور نہ اس سے بالکل غافل ہو جائے کہ بدستور اپنی کجی پر بنی رہے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کہ اس کے بعد یہ باب باندھا قوا انفسکم واھلیکم نارا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ نہ چھوڑے اس کو اپنی کجی پر

جب کہ بڑھ جائے اس چیز سے کہ پیدا ہوئی ہے اوپر اس کے نقص سے طرف لینے دینے نافرمانی کے سے ساتھ مباشرت اس کی کے یا ترک کرنے واجب کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ چھوڑے ان کو اپنی کجی پر مباح کاموں میں اور اس حدیث میں بلاتا ہے طرف مداراۃ اور نرمی کرنے کے واسطے استمالت نفوس اور الفت دلوں کے اور اس میں سیاست عورتوں کی ہے ساتھ لینے عفو کے ان سے یعنی ان سے درگزر کرے اور ان کی کجی پر صبر کرے اور یہ کہ جو ان کے سیدھا کرنے کا قصد کرے فوت ہوتا ہے اس سے فائدہ اٹھانا ساتھ ان کے باوجود اس کے کہ نہیں ہے کوئی چارہ واسطے مرد کے عورت سے کہ اس کی طرف آرام پکڑے اور مدد لے ساتھ اس کے اپنی معاش پر سو گویا کہ فرمایا کہ فائدہ اٹھانا ساتھ ان کے نہیں تمام ہوتا مگر ساتھ صبر کرنے کے اوپر بدمزاجی ان کی کے۔ (فتح) حاصل یہ ہے کہ عورت کی اصل پسلی ہے وہ پسلی سے پیدا ہوئی اور پسلی کا بالکل سیدھا ہونا ممکن نہیں تو عورت کا بھی بالکل سیدھا ہونا اور اس کی سب عادتوں کا بدل جانا محال ہے اس واسطے حضرت ﷺ نے اپنی امت کو ان کے حق میں وصیت کی کہ مرد عاقل کو لازم ہے کہ عورت سے اپنا مطلب نکالے اور اس کی بدمزاجی پر صبر کرے اور ٹال جایا کرے حکمت کی چال چلے نہ اس سے بالکل غافل ہو جائے کہ بدستور کجی ہی بنی رہے نہ ہر بات میں مؤاخذہ کرے کہ زندگی تلخ ہو اس واسطے کہ اگر اس کو ہر بات میں سیدھا کرنا چاہے تو یہ ممکن نہیں پس آخر کو طلاق کی نوبت پہنچے گی خلاصہ یہ ہے کہ مقدمات خانہ داری میں ان کی رعایت کرے اور ان سے اچھی طرح معاملہ رکھے لیکن کفر شرک اور ترک فرائض اور کبیرے گناہوں میں ان کی رعایت ہرگز نہ کرے۔

٤٧٨٨ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالْاِنْبِسَاطَ إِلٰى نِسَآئِنَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَيْبَةَ أَنْ يَّنْزِلَ فِيْنَا شَيْءٌ فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا.

۴۷۸۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانہ میں ہم عورتوں سے کلام اور ان کے ساتھ زیادہ میل جول رکھنے سے پرہیز کرتے تھے اس ڈر سے کہ ہمارے حق میں کچھ چیز اترے سو جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو ہم نے کلام کیا یعنی جو چاہا اور میل جول میں فراخی کی جس طرح سے چاہی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو اس میں اشارہ ہے کہ وہ جس چیز کو چھوڑتے تھے مباح کام تھا لیکن داخل تھا برأت اصلی میں سو ڈرتے تھے کہ اس میں منع یا تحریم اترے اور حضرت ﷺ کے فوت ہونے کے بعد اس سے بے خوف ہوئے سو اس کو کیا واسطے تمسک کرنے کے ساتھ برأت اصلی کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر

نَارًا﴾.

والوں کو آگ سے۔

٤٧٨٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ وَّالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى أَهْلِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ وَّالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ وَّالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ.

۴۷۸۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک رعیت اور زیر دست سے پوچھا جائے گا سو بادشاہ سب ملک پر حاکم ہے تو اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم اور مرد حاکم ہے اپنے گھر والوں پر تو وہ بھی پوچھا جائے اور بیوی اپنے خاوند کے گھر کی حاکم ہے تو وہ بھی پوچھی جائے گی اور غلام اور نوکر حاکم ہے اپنے آقا کے مال میں تو وہ بھی پوچھا جائے گا، خبردار ہو تم میں ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک پوچھا جائے گا۔

فائدہ: اور مطابقت اس حدیث کی واسطے ترجمہ کے ظاہر ہے اس واسطے کہ مرد کے گھر والے اور اس کا نفس منجملہ اس کی رعیت کے ہیں اور وہ ان سے پوچھا جائے گا اس واسطے کہ وہ حکم کیا گیا ہے کہ حرص کرے ان کے بچانے پر آگ سے اور بجا لانے حکموں اللہ تعالیٰ کے اور پرہیز کرنے کے اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ حُسْنِ الْمُعَاشَرَةِ مَعَ الْأَهْلِ.

گھر والوں کے ساتھ نیک صحبت رکھنا اور اچھا برتاؤ کرنا

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ تنبیہ کی بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس باب کے اس پر کہ وارد کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حکایت کو یعنی ام زرع کی حدیث کو نہیں خالی ہے فائدے شرعیہ سے اور وہ احسان ہے بیچ معاشرت اہل کے، میں کہتا ہوں کہ نہیں ہے اس چیز میں کہ بیان کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے تصریح ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وارد کیا ہے حکایت کو۔

٤٧٩٠ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَلَسَ إِحْدٰى عَشْرَةَ امْرَأَةً فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَّا يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ

۴۷۹۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ گیارہ عورتیں بیٹھیں سو انہوں نے اس کا قول و قرار کیا (یعنی لازم کیا انہوں نے اپنے نفس پر عہد کو اور قول اقرار کیا سچ بولنے پر اپنے دل سے) کہ اپنے خاوندوں کی خبریں کچھ بھی نہ چھپائیں یعنی انہوں نے اس پر بیعت کی پہلی عورت نے کہا کہ میرا خاوند جیسے دبلے اونٹ کا گوشت پہاڑ کی چوٹی پر جس کی چڑھائی

أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا قَالَتِ الْأُوْلٰى زَوْجِيْ لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ عَلٰى رَأْسِ جَبَلٍ لَّا سَهْلٍ فَيُرْتَقٰى وَلَا سَمِيْنٍ فَيُنْتَقَلُ قَالَتِ الثَّانِيَةُ زَوْجِيْ لَا أَبُثُّ خَبَرَهٗ إِنِّيْ أَخَافُ أَنْ لَّا أَذَرَهٗ إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهٗ وَبُجَرَهٗ قَالَتِ الثَّالِثَةُ زَوْجِي الْعَشَنَّقُ إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ قَالَتِ الرَّابِعَةُ زَوْجِيْ كَلَيْلِ تِهَامَةَ لَا حَرٌّ وَّلَا قُرٌّ وَّلَا مَخَافَةَ وَلَا سَآمَةَ قَالَتِ الْخَامِسَةُ زَوْجِيْ إِنْ دَخَلَ فَهِدَ وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ قَالَتِ السَّادِسَةُ زَوْجِيْ إِنْ أَكَلَ لَفَّ وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ وَلَا يُوْلِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ قَالَتِ السَّابِعَةُ زَوْجِيْ غَيَايَآءُ أَوْ عَيَايَآءُ طَبَاقَآءُ كُلُّ دَآءٍ لَّهٗ دَآءٌ شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَّكِ قَالَتِ الثَّامِنَةُ زَوْجِي الْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ وَّالرِّيْحُ رِيْحُ زَرْنَبٍ قَالَتِ التَّاسِعَةُ زَوْجِيْ رَفِيْعُ الْعِمَادِ طَوِيْلُ النِّجَادِ عَظِيْمُ الرَّمَادِ قَرِيْبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ قَالَتِ الْعَاشِرَةُ زَوْجِيْ مَالِكٌ وَّمَا مَالِكٌ مَّالِكٌ خَيْرٌ مِّنْ ذٰلِكِ لَهٗ إِبِلٌ كَثِيْرَاتُ الْمَبَارِكِ قَلِيْلَاتُ الْمَسَارِحِ وَإِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ قَالَتِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ زَوْجِيْ أَبُوْ زَرْعٍ وَّمَا أَبُوْ زَرْعٍ أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ

سخت ہو نہ راہ آسان ہے اور نہ زمین برابر ہے کہ چڑھ جائے اور نہ موٹا گوشت ہے کہ لایا جائے۔

دوسری عورت نے کہا کہ میں اپنے خاوند کی خبر ظاہر نہ کروں گی میں ڈرتی ہوں خبر کے چھوٹ رہنے سے یعنی بڑا قصہ ہے مجھ سے بیان نہ ہو سکے گا اگر بیان کروں تو اس کے ظاہر باطن کے سب عیب بیان کروں۔

تیسری عورت نے کہا کہ میرا خاوند لمبا ہے اگر بولوں تو طلاق پاؤں اور اگر چپ رہوں تو ادھڑ ڈالے جاؤں نہ روٹی دے نہ کپڑا۔

چوتھی عورت نے کہا کہ میرا خاوند جیسے تہامہ کے ملک کی رات نہ گرمی نہ سردی نہ خوف نہ اداسی۔

پانچویں عورت نے کہا کہ اگر میرا خاوند گھر میں آئے تو چیتے کی طرح سو رہے اور اگر باہر نکلے تو شیر بن جائے اور نہ پوچھے عہد شکنی سے یعنی حلیم اور کریم ہے عہد شکنی کا مواخذہ نہیں کرتا۔

چھٹی عورت نے کہا کہ میرا خاوند اگر کھائے تو سب سمیٹ جائے اور اگر پیئے تو بالکل پی جائے اور اگر لیٹے تو اپنا بدن لپیٹے اور نہ میرے غلاف کے اندر ہاتھ ڈالے کہ میرے دکھ درد کو جانے یعنی بیل کی طرح اس کو سوائے کھانے اور پینے اور سونے کے کچھ خبر نہیں ہوتی یعنی بہت بے حد کھاتا پیتا ہے اور اس میں شفقت نہیں اگر مجھ کو بیمار دیکھے تو میری خبر نہیں پوچھتا یا مجھ سے جماع نہیں کرتا اپنے گھر والوں سے اچھی صحبت نہیں رکھتا۔

ساتویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند نامرد ہے یا شریر نہایت احمق ہے کہ کلام نہیں کر جانتا سب جہان بھر کے عیب اس میں

عَضُدَیَّ وَبَجَّحَنِیْ فَبَجِحَتْ إِلَیَّ نَفْسِیْ وَجَدَنِیْ فِیْ أَهْلِ غُنَیْمَةٍ بِشِقٍّ فَجَعَلَنِیْ فِیْ أَهْلِ صَهِیْلٍ وَّأَطِیْطٍ وَّدَآئِسٍ وَّمُنَقٍّ فَعِنْدَهٗ أَقُوْلُ فَلَا أُقَبَّحُ وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ أُمُّ أَبِیْ زَرْعٍ فَمَا أُمُّ أَبِیْ زَرْعٍ عُكُوْمُهَا رَدَاحٌ وَّبَیْتُهَا فَسَاحٌ ابْنُ أَبِیْ زَرْعٍ فَمَا ابْنُ أَبِیْ زَرْعٍ مَّضْجَعُهٗ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ وَّیُشْبِعُهٗ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ أَبِیْ زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ أَبِیْ زَرْعٍ طَوْعُ أَبِیْهَا وَطَوْعُ أُمِّهَا وَمِلْءُ كِسَآئِهَا وَغَیْظُ جَارَتِهَا جَارِیَةُ أَبِیْ زَرْعٍ فَمَا جَارِیَةُ أَبِیْ زَرْعٍ لَا تَبُثُّ حَدِیْثَنَا تَبْثِیْثًا وَّلَا تُنَقِّثُ مِیْرَتَنَا تَنْقِیْثًا وَّلَا تَمْلَأُ بَیْتَنَا تَعْشِیْشًا قَالَتْ خَرَجَ أَبُوْ زَرْعٍ وَّالْأَوْطَابُ تُمْخَضُ فَلَقِیَ امْرَأَةً مَّعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَیْنِ یَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَیْنِ فَطَلَّقَنِیْ وَنَكَحَهَا فَنَكَحْتُ بَعْدَهٗ رَجُلًا سَرِیًّا رَكِبَ شَرِیًّا وَّأَخَذَ خَطِّیًّا وَّأَرَاحَ عَلَیَّ نَعَمًا ثَرِیًّا وَّأَعْطَانِیْ مِنْ كُلِّ رَآئِحَةٍ زَوْجًا وَّقَالَ كُلِیْ أُمَّ زَرْعٍ وَّمِیْرِیْ أَهْلَكِ قَالَتْ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَیْءٍ أَعْطَانِیْهِ مَا بَلَغَ أَصْغَرَ اٰنِیَةِ أَبِیْ زَرْعٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكِ كَأَبِیْ زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَعِیْدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامٍ وَّلَا تُعَشِّشُ بَیْتَنَا تَعْشِیْشًا

موجود ہیں یا اس کا ہر عیب نہایت کو پہنچا ہے ایسا ظالم ہے کہ تیرا سر پھوڑے یا ہاتھ توڑے یا سر اور ہاتھ دونوں مروڑے۔

آٹھویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند چھونے میں نرم جیسے خرگوش اور اس کی خوشبو جیسے زرنب کی خوشبو زرنب ایک خوشبو دار گھاس کا نام ہے یعنی میرا خاوند ظاہر کا بھی اچھا ہے اور باطن کا بھی اچھا یعنی نیک خو ہے اور نرم طبیعت ہے ساتھ اس طور کے کہ اس کا پسینہ خوشبودار ہے واسطے بہت ہونے ستھرائی اس کی کے اور استعمال کرنے اس کے خوشبو کو یا وہ خوش کلام ہے اور شریں زبان ہے۔

نویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند اونچے محل لمبے پر تلے والا یعنی قد آور بڑی راکھ والا یعنی سخی ہے اس کا باورچی خانہ ہمیشہ گرم رہتا ہے تو راکھ بہت نکلتی ہے اس کا گھر نزدیک ہے مجلس اور مسافر خانے سے یعنی سردار اور سخی ہے اس کا لنگر ہمیشہ جاری ہے اور دستور ہے کہ اشراف لوگ اپنے گھروں کو اونچا کرتے ہیں اور اونچی جگہوں میں بناتے ہیں تا کہ راہی لوگ اور ایلچی ان کا قصد کریں پس ان کے گھروں کا اونچا ہونا بسبب زیادہ ہونے شرافت کے ہے یا بسبب دراز ہونے قد ان کے کی یا مراد یہ ہے کہ وہ بلند قد والا ہے اور اس کی کلام کا حاصل یہ ہے کہ وصف کیا اس نے اس کو ساتھ سرداری کے اور کرم کے اور حسن خلق کے اور خوش گزران اور برتاؤ کے۔

دسویں عورت نے کہا کہ میرے خاوند کا نام مالک ہے اور کیا خوب مالک یعنی کیا کریم اور عظیم ہے مالک افضل ہے میری اس تعریف سے اس کے اونٹوں کے بہت شتر خانے ہیں اور کم تر چراگاہیں یعنی چونکہ اکثر اوقات مہمانوں کی ضیافت کے واسطے ان کے ذبح کرنے کی حاجت پڑتی ہے تو اس واسطے

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَأَتَقَمَّحُ بِالْمِيمِ وَهٰذَا أَصَحُّ.

نہیں جاتے طرف چراگاہوں کی مگر تھوڑے ان میں سے اور باقی اس کے صحن میں چھوڑے جاتے ہیں کہ اگر اچانک کوئی مہمان آ جائے تو ان کو ذبح کر کے ان کی ضیافت کرے یا مراد یہ ہے کہ مہمان اکثر آتے ہیں سو جس دن کوئی مہمان آئے اس دن وہ چرنے کو نہیں جاتے یہاں تک کہ مہمان کی حاجت اس سے پوری ہو اور جس دن کوئی مہمان نہ آئے یا وہ خود موجود نہ ہو تو اس دن سب چرنے کو چلے جاتے ہیں سو مہمان کے آنے کے دن اکثر ہیں ان کے نہ آنے کے دنوں سے اسی واسطے وہ کم چرنے کو جاتے ہیں یا مراد یہ ہے کہ اصل میں اونٹ بہت تھے اسی واسطے ان کے مبارک یعنی بیٹھنے کی جگہ بھی بہت تھی پھر جب چرنے کو جاتے تو تھوڑے ہو جاتے بسبب ان اونٹوں کے کہ ان میں جاتے یا مراد یہ ہے کہ جب اکٹھے ہو کے بیٹھتے ہیں تو بہت ہوتے ہیں اور جب تنہا تنہا چرتے ہیں تو بہ نسبت ان کے کم ہوتے ہیں جب کہ اونٹ باجے کی آواز سنتے ہیں تو اپنے ذبح ہونا کا یقین کر لیتے ہیں یعنی ضیافت میں راگ اور باجے کا معمول تھا اس سبب سے باجے کی آواز سن کے اونٹوں کو ذبح ہونے کا یقین ہو جاتا تھا۔

گیارھویں عورت نے کہا کہ میرے خاوند کا نام ابوزرع ہے سو واہ کیا خوب ابوزرع ہے اس نے زیور سے میرے دونوں کان جھلائے اور چربی سے میرے دونوں بازو بھرے یعنی میرے بدن کو چربی سے موٹا کیا اور مجھ کو خوش کیا سو میری جان بہت چین میں رہی مجھ کو اس نے بھیڑ بکری والوں میں پایا جو پہاڑ کے کنارے رہتے تھے سو اس نے مجھ کو گھوڑے اور اونٹ اور کھیت اور خرمن کا مالک کر دیا یعنی میں نہایت ذلیل اور محتاج تھی اس نے مجھ کو باعزت اور مالدار کر دیا سو میں اس

کے پاس بات کرتی ہوں تو مجھ کو برانہیں کہتا اور میری بات کو نہیں پھیرتا اور سوتی ہوں تو فجر کر دیتی ہوں یعنی کچھ کام کاج نہیں کرنا پڑتا لونڈی غلام کام کرتے ہیں اور پیتی تو تو سیراب ہو جاتی ہوں یعنی نہیں قطع ہوتا مجھ پر مشروب میرا یہاں تک کہ میری خواہش پوری ہوا ان ابوزرع کی سو کیا خوب ماں ہے ابو زرع کی اس کی بڑی بڑی گٹھریاں اور کشادہ گھر بیٹا ابوزرع کا سو کیا خوب ہے بیٹا ابو زرع کا اس کو خواب گاہ جیسے تلوار کا میان یعنی نرم و نازک بدن ہے اس کو آسودہ کر دیتا ہے حلوان کا ہاتھ یعنی کم خور ہے، بیٹی ابوزرع کی سو کیا خوب ہے بیٹی ابو زرع کی اپنے ماں باپ کی تابعدار اپنے لباس کی بھرنے والی یعنی خوب موٹی اور اپنی سوکن کی رشک یعنی اپنے خاوند کی پیاری ہے اس واسطے کہ اس کی سوکن اس سے جلتی ہے لونڈی اور ابوزرع کی سو کیا خوب ہے لونڈی ابوزرع کی ہماری بات مشہور نہیں کرتی ظاہر کر کے اور ہمارا کھانا نہیں لے جاتی اٹھا کر اور ہمارا گھر گندہ نہیں رکھتی کوڑے سے ابوزرع باہر نکلا جب کہ اپنے دودھ کے برتنوں میں دودھ متھا جاتا تھا یعنی رڑکا جاتا تھا واسطے گھی نکالنے کے یعنی صبح کے وقت یا ارزانی کے دنوں میں سو وہ ایک عورت سے ملا جس کے ساتھ اس کے دو لڑکے تھے جیسے دو چیتے اس کی گود میں دو اناروں سے کھیلتے تھے سو ابوزرع نے مجھ کو طلاق دی اور اس عورت سے نکاح کیا پھر میں نے اس کے بعد ایک سردار مرد سے نکاح کیا عمدہ گھوڑے کا سوار اور نیزہ باز اس نے مجھ کو چوپائے جانور بہت دیئے اور اس نے مجھ کو ہر ایک مویشی سے جوڑا جوڑا یعنی بہت مال دیا اور اس نے مجھ کو کہا اے ام زرع! کھا اور اپنے لوگوں کو کھلا یعنی اپنے ناتے داروں سے سلوک کر اور جو

چاہے کھا اور جس کو چاہے کھلا، ام زرع نے کہا سو اگر میں جمع کروں جو کچھ مجھ کو دوسرے خاوند نے دیا تو ابو زرع کے چھوٹے برتن کے برابر بھی نہ پہنچے یعنی دوسرے خاوند کا احسان پہلے خاوند کے احسان سے نہایت کم تر ہے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیرے حق میں ایسا ہوں جیسے ابو زرع تھا ام زرع کے حق میں۔

فائدہ: تشبیہ دی ہے اس نے دو چیزوں کو ساتھ دو چیزوں کے تشبیہ دی اس نے اپنے خاوند کو ساتھ گوشت دبلے کے اور تشبیہ دی اس کی بدخوئی کو ساتھ پہاڑ کے جس کی چڑھائی سخت ہو پھر اس اجمال کی تفسیر کی سو گویا کہ اس نے کہا کہ نہ پہاڑ آسان ہے تا کہ آسان ہو چڑھنا اوپر اس کے واسطے لینے گوشت کے اگرچہ دبلا ہو اس واسطے کہ جس چیز کی رغبت نہ ہو کبھی لی جاتی ہے جب کہ ہاتھ آئے بغیر مشقت کے پھر اس نے کہا کہ نہ گوشت موٹا ہے تا کہ اٹھائی جائے مشقت بیچ چڑھنے پہاڑ کے واسطے حاصل کرنے اس کے کہا علماء نے کہ وصف کیا ہے اس کو عورت نے ساتھ کم ہونے خیر کے اور دور ہونے اس کے کی باوجود کم ہونے کے سو تشبیہ دی اس نے اس کو ساتھ اس گوشت کے کہ خالی ہو گئی ہوں ہڈیاں اس کی گودے سے اور ناپاک ہو گیا ہے مزہ اس کا اور بو اس کی باوجود ہونے اس کے کی بلند جگہ میں کہ وہاں پہنچنا مشکل ہے سو نہیں رغبت کرتا اس کے طلب کرنے میں تا کہ اس کو وہاں سے لے آئے باوجود بہت ہونے باعث لوگوں کے اوپر لینے چیز ردی کے مفت، کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ تفسیر کیا ہے اس کو جمہور نے کہ اس میں بھلائی نہیں کئی وجہ سے ایک ہونا اس کا مانند اونٹ کے گوشت کے نہ مانند بھیڑ کے گوشت کے اور ایک یہ کہ وہ باوجود اس کے مہزول اور ردی ہے اور ایک یہ کہ مشکل ہاتھ آتا ہے نہیں پہنچا جاتا ہے طرف اس کی مگر ساتھ سخت مشقت کے اور کہا خطابی نے مراد یہ ہے کہ وہ بدخو ہے اور یہ کہ تکبر کرتا ہے اور اپنے آپ کو اونچا جانتا ہے۔ (فتح)

فائدہ: یعنی میں ڈرتی ہوں یہ کہ نہ چھوڑوں اس کی خبر سے کچھ چیز پس ضمیر اوزہ واسطے خبر کے ہے یعنی واسطے دراز ہونے اور بہت ہونے اس کے کہ اگر میں اس کو شروع کروں تو نہیں قادر میں اس کے پورا کرنے پر سو کفایت کی اس نے ساتھ اشارے کے طرف عیبوں اس کے کی واسطے اس خوف کے کہ دراز ہو قصہ ساتھ وارد کرنے تمام عیبوں کے اور بعض نے کہا کہ ضمیر اس کے خاوند کی طرف پھرتی ہے اور اسی طرح ضمیر عجرہ و بجرہ کی یعنی گویا کہ وہ ڈری کہ جب اس کے عیبوں کو بیان کرے اور یہ خبر اس کے خاوند کو پہنچ جائے تو وہ اس کو چھوڑے تو گویا کہ اس نے کہا کہ میں ڈرتی ہوں کہ اس کے چھوڑنے پر قادر نہ ہوں واسطے علاقے میرے کے ساتھ اس کے اور اولاد میری کے اس سے سو کفایت کی اس نے ساتھ اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ اس کے واسطے بہت عیب ہیں واسطے پورا کرنے اس چیز

کے کہ اس کا التزام کیا تھا سچ بولنے سے اور چپ رہی اس کی تفسیر سے واسطے ان معنی کے کہ عذر کیا اس نے ساتھ ان کے اور یہ جو کہا عجرہ وبجرہ خطابی نے کہا کہ مراد اس کے عیب ظاہرہ اور باطنہ ہیں اور شاید وہ ظاہر میں مستور الحال تھا باطن میں ردی تھا اور کہا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ اس کے خاوند میں بہت عیب ہیں اس کو اچھے کاموں سے نفرت ہے۔ (فتح)

فائدہ: کہا ابوعبید اور ایک جماعت نے کہ عشنق کے معنی ہیں لمبا اور کہا ثعلبی نے لمبا بے ڈول اور کہا خلیل نے کہ لمبی گردن والا اور بعض نے کہا مراد اس کی یہ کہ بدخو ہے اور کہا اصمعی نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ نہیں نزدیک اس کے اکثر طول اس کے سے بغیر نفع کے اور بعض نے کہا کہ مذمت کی اس نے اس کی ساتھ لمبا ہونے کے اس واسطے کہ اکثر اوقات لمبا آدمی بے وقوف ہوتا ہے اور کہا ابن انباری نے کہ احتمال ہے کہ مراد اس عورت کی یہ ہو کہ اس کی خواچھی ہے اور اس کی ڈول ڈیل بری ہے کہا ابوسعید ضریر نے کہ صحیح یہ ہے کہ عشنق لمبا نجیب ہے کہ اپنے نفس کا مالک ہو عورتیں اس میں حکم نہ کرسکیں بلکہ حکم کرے وہ ان میں جو چاہے سو اس کی عورت اس سے ڈرتی ہے کہ اس کے سامنے بولے سو وہ چپ رہتی ہے اور یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ میں اس سے ڈرتی ہوں، کہا زمخشری نے کہ یہ شکایت بلیغ ہے اور یہ جو کہا کہ اگر بولوں تو طلاق پاؤں اور اگر چپ رہوں تو معلق چھوڑی جاؤں یعنی اگر میں اس کے عیبوں کو ظاہر کروں اور اس کو ان کی خبر پہنچے تو طلاق دے اور اگر چپ رہوں تو میں اس کے نزدیک معلق ہوں نہ خاوند والی کہ اس سے فائدہ اٹھاؤں اور نہ مطلقہ کہ غیر کے واسطے خالی ہوں تو میں بلندی اور پستی کے درمیان لٹکی ہوئی ہوں اور میری نزدیک دوسری شق میں نظر ہے اس واسطے کہ اگر اس کی مراد یہ ہوتی تو البتہ بولتی تا کہ وہ اس کو طلاق دیتا اور راحت پاتی اور ظاہر یہ ہے کہ اس نے ارادہ کیا کہ میں اس کے نزدیک بدحال میں ہوں سو اشارہ کیا طرف بدخوئی اس کے کی اور یہ کہ وہ اس کی کلام کا متحمل نہیں ہوتا اور وہ جانتی ہے کہ اگر کوئی چیز اس کے پاس ذکر کرے تو وہ اس کو طلاق دے دے گا اور وہ نہیں اختیار کرتی اس کی طلاق کو واسطے محبت عورت کے بیچ اس کے پھر تعبیر کی ساتھ جملے دوسرے کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کے کہ اگر وہ چپ رہے صبر کرتی اس حال میں تو ہوگی وہ نزدیک اس کے مانند معلق عورت کے نہ خاوند والی ہے اور نہ بیوہ۔ (فتح)

فائدہ: تہامہ ملک عرب میں اس زمین کا نام ہے جس میں مکہ ہے وہاں کی رات مشہور ہے وصف کیا اس نے اپنے خاوند کو ساتھ خوب عشرت کے اور اعتدال حال کے اور سلامتی باطن کے یعنی نہیں ایذا نزدیک اس کے اور نہ مکروہ اور میں اس سے نہ ڈروں سو میں اس کے فساد سے نہیں ڈرتی اور نہیں ملال نزدیک اس کے کہ میری صحبت سے اس کو اور اسی ہو سو میں خوش گزران ہوں نزدیک اس کے جیسے اہل تہامہ اپنی رات معتدل سے خوش ہوتے ہیں۔

فائدہ: وصف کیا اس نے اپنے خاوند کو ساتھ غفلت کے وقت داخل ہونے کے گھر میں اور کہا ابن حبیب نے کہ تشبیہ

دی اس نے اس کو بیچ نرم ہونے اس کے کی ساتھ چیتے کے اس واسطے کہ وہ وصف کیا جاتا ہے ساتھ شرم کے اور کم ہونے شر کے اور بہت سونے کے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب گھر میں داخل ہوتا ہے تو کودتا ہے مجھ پر جیسے چیتا کودتا ہے اور جب نکلتا ہے تو شیر کی طرح چلتا ہے بنا بر اس کے پس کہا جا سکتا ہے کہ مراد اس کی مدح اور مذمت دونوں ہوں پس اول اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ اس سے بہت جماع کرتا یعنی یہ عورت اس کو نہایت محبوب ہے جب اس کو دیکھتا ہے تو صبر نہیں کر سکتا اور مذمت اس جہت سے ہو سکتی ہے کہ وہ کڑے مزاج کا ہے اس کے پاس ملاعبت نہیں یعنی جماع سے پہلے مجھ سے بوس و کنار نہیں کرتا وحشی جانوروں کی طرح مجھ سے جماع کرتا ہے یا بد خو ہے مجھ کو مارتا پیٹتا ہے اور جب نکلتا ہے تو سخت ہوتا ہے امر اس کا جرأت اور اقدام اور ہیبت میں اور اسی طرح لا یسئل عما عہد بھی مدح اور ذم دونوں کا احتمال رکھتا ہے مدح ان معنی سے ہے کہ وہ بہت کریم ہے اور نہایت چشم پوش ہے اگر اس کا کچھ مال جاتا رہے تو اس کی پڑتال نہیں کرتا اگر گھر میں کوئی عیب دیکھے تو اس کی طرف التفات نہیں کرتا بلکہ درگزر کرتا ہے اور مذمت ان معنوں سے ہے کہ وہ عورت کے حال کی پرواہ نہیں کرتا یہاں تک کہ اگر پہچانے کہ عورت بیمار ہے تو بھی اس کا حال نہیں پوچھتا اور نہ اس کو اپنے اہل و مال کی کچھ خبر ہے لیکن اکثر شارحوں نے اس کو مدح پر حمل کیا ہے۔ (فتح)

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس نے تو ام زرع کو طلاق دے دی تھی اور میں تجھ کو طلاق نہیں دیتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا بلکہ آپ میرے حق میں ابو زرع سے بھی بہتر ہوا اور یہ ایک گاؤں تھا ملک یمن میں جس جگہ کی عورتیں تھیں اور اس حدیث کا سبب نسائی میں یوں واقع ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اپنے باپ کے مال کا فخر کیا اور وہ دس ہزار اوقیہ تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! چپ رہ کہ میں تیرے حق میں ایسا ہوں جیسا کہ ابو زرع ام زرع کے حق میں تھا اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے نیک صحبت رکھنی اپنے اہل سے ساتھ لگاؤ کے اور باہم بات چیت کرنے کے ساتھ مباح امروں کے جب تک کہ ممنوع چیز کی طرف نوبت نہ پہنچے اور یہ کہ جائز ہے خوش طبعی کرنی کبھی کبھی اور کھولنا نفس کا ساتھ اس کے اور کھیلنا مرد کا اپنی بیوی سے اور اس کو معلوم کروانا کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں جب تک کہ نہ مرتب ہو اس پر کوئی مفسدہ جیسے کہ عورت اس سے منہ پھیرے اور یہ کہ منع ہے فخر کرنا ساتھ مال کے اور بیان جواز فضل کا ساتھ کام دین کے اور خبر دینا مرد کا اپنے گھر والوں کو ساتھ صورت حال اس کے کی ساتھ ان کے اور یاد دلانا ان کو ساتھ اس کے خاص کر وقت موجود ہونے اس چیز کے کہ پیدا ہوئی ہیں عورتیں اوپر اس کے کفران احسان سے اور اس میں ذکر کرنا عورت کا ہے اپنے خاوند کے احسان کو اور یہ کہ جائز ہے اکرام کرنا مرد کا اپنی بعض عورتوں کو سامنے اس کی سوکنوں کے ساتھ اس چیز کے کہ خاص کرے اس کو ساتھ اس کے قول سے یا فعل سے محل اس کا وقت سلامت ہونے کے ہے جھکنے سے جو پہنچتا ہے طرف

ظلم کے اور پہلے گزر چکا ہے ہبہ کے بابوں میں جواز تخصیص بعض عورتوں کا ساتھ تحفے اور لطف کے جب کہ پورا کیا جائے واسطے دوسرے کے حق اس کا اور یہ کہ جائز ہے بات چیت کرنا ساتھ اپنی بیوی اپنی کے اس کی غیر نوبت میں اور یہ کہ جائز ہے حدیث بیان کرنا پہلی امتوں سے اور بیان کرنا مثالوں کا ساتھ ان کے واسطے عبرت کے اور یہ کہ جائز ہے دل لگانا ساتھ ذکر اخبار کے اور کم یاب چیزوں کے واسطے خوش کرنے دلوں کے اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے عورتوں کو ساتھ وفا کرنے کے اپنے خاوندوں کے واسطے اور بند کرنا آنکھ کا اوپر ان کے اور شکر کرنا واسطے ان کی خوبی کے اور وصف کرنا عورت کا اپنے خاوند کو ساتھ اس چیز کے کہ پہچانی ہے اس کو خوب اور ناخوب سے اور جائز ہونا مبالغہ کا اوصاف میں اور محل اس کا یہ ہے کہ جب کہ نہ ہو عادت اس واسطے کہ وہ نوبت پہنچاتی ہے طرف خرابی مروت کے اور اس میں تفسیر ہے اس چیز کی کہ جس کو مجمل کرتا ہے مخبر خبر سے اور یہ کہ جائز ہے ذکر کرنا مرد کا ساتھ اس چیز کے کہ ہو اس میں عیب سے جب کہ ہو مقصود نفرت دلانا اس فعل سے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابو عبداللہ تیمی نے ساتھ اس طور کے استدلال کرنا ساتھ اس کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمام ہوتا ہے جب کہ حضرت ﷺ نے سنا ہو اپنے خاوند کی غیبت کرتی اور اس کو اس پر برقرار رکھا ہو اور بہر حال حکایت اس شخص کی جو حاضر نہ ہو تو یہ غیبت نہیں اور شاید یہی مراد ہے خطابی کی اور کہا مازری نے کہ بعض نے کہا کہ ان میں سے بعض عورتوں نے اپنے خاوندوں کی وہ چیز ذکر کی جس کو وہ برا جانیں اور نہ ہوئی یہ غیبت اس واسطے کہ نہ پہچانی جاتی تھی وہ اپنے خاص شخصوں اور ناموں سے کہا مازری نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس عذر کی حاجت اس وقت ہے اگر اس شخص نے جس کے نزدیک حدیث بیان ہوئی سنا ہو ان کی کلام کو بیچ غیبت کرنے اپنے خاوندوں کے اور ان کو اس پر برقرار رکھا ہو اور بہر حال حالانکہ واقع اس کے برخلاف ہے اور وہ یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکایت کی مجہول عورتوں کی جو غائب ہیں تو یہ غیبت نہیں اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی وہ چیز بیان کرے کہ جس کو وہ برا جانے تو البتہ ہوگی یہ غیبت حرام اس پر جو اس کو کہے اور سنے مگر یہ کہ ہو بیچ جگہ شکایت کے اس سے نزدیک حاکم کے اور یہ معین شخص کے حق میں ہے اور بہر حال مجہول آدمی جو نہ پہچانا جاتا ہو تو نہیں حرج اس کی غیبت سننے میں اس واسطے کہ وہ نہیں ایذا پاتا مگر جب کہ پہچانتا ہو کہ جس کے سامنے اس کی شکایت ہوئی وہ اس کو پہچانتا ہے پھر یہ سب مرد مجہول ہیں نہ ان کے نام پہچانے جاتے ہیں اور نہ ان کے اشخاص چہ جائیکہ ان کے نام معلوم ہوں اور نہیں ثابت ہوا واسطے ان عورتوں کے اسلام تاکہ جاری ہو ان پر حکم غیبت سو باطل ہوا استدلال کرنا ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ مذکور ہوئی اور اس میں تقویت ہے اس شخص کے قول کی جو مکروہ جانتا ہے نکاح کرنا اس عورت سے جس کا خاوند ہو یعنی شوہر دیدہ ہو واسطے اس چیز کے کہ ظاہر ہوئی اعتراف ام زرع کے سے کہ دوسری خاوند نے اس کو بقدر اپنی طاقت کے اکرام کیا اور باوجود اس کے حقیر اور ناچیز جانا اس نے اس کو بہ نسبت پہلے خاوند کے اور اس حدیث میں ہے کہ محبت برائی کو چھپا دیتی ہے اس واسطے کہ باوجود

اس کے کہ ابوزرع نے ام زرع سے ساتھ برائی کی تھی کہ اس کو طلاق دے دی تھی نہ منع کیا اس کو اس نے مبالغہ کرنے سے اس کے وصف میں یہاں تک کہ پہنچی حد افراط اور غلو کو اور اس کے بعض طریقوں میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ابوزرع اس کے طلاق دینے پر پشیمان ہوا اور یہ کہ جائز ہے وصف کرنی عورتوں اور ان کی خوبیوں کی واسطے مرد کے لیکن محل اس کا وہ ہے جب کہ مجہول ہوں لیکن منع تو صرف وصف کرنی عورت معین کی ہے سامنے مرد کے یا ذکر کرے اس کے وصف سے وہ چیز کہ نہیں جائز ہے واسطے مردوں کے دیکھنا اس کی طرف ساتھ قصد کے اور یہ کہ تشبیہ مستلزم ہے اس کو کہ مشبہ مشبہ بہ کے ساتھ مساوی ہو ہر وجہ سے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ میں تیرے حق میں ایسا ہوں جیسے ابوزرع تھا ام زرع کے حق میں اور مراد وہ چیز ہے کہ بیان کیا اس کو ہیثم کی روایت میں الفت میں نہ ہر چیز میں کہ موصوف تھا ساتھ اس کے ابوزرع مالداری زائدہ اور بیٹے اور خادم سے اور جو نہیں مذکور ہے دین کے سب کاموں سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کنایت سے طلاق نہیں پڑتی مگر ساتھ نیت کے اس واسطے کہ تشبیہ دی حضرت ﷺ نے اپنے آپ کو ساتھ ابوزرع کے اور حالانکہ اس نے طلاق دی ہوئی تھی تو اس سے طلاق کا واقع ہونا لازم نہ آیا اس واسطےکہ حضرت ﷺ نے اس کا قصد نہ کیا تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے پیروی کرنی ساتھ اہل فضل کے ہرامت سے اس واسطے کہ ام زرع نے ابوزرع کی معاشرت کی خوبی بیان کی اور حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور اس کو اچھا جانا اور اس میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اس واسطے کہ خبر دی ام زرع نے ساتھ حال ابوزرع کے اور حضرت ﷺ اس کو بجا لائے یعنی اس کو اس پر برقرار رکھا اور اس پر انکار نہ کیا اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کہ کہنا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، وسیاتی تقریرہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور یہ کہ جائز ہے مدح کرنا مرد کا سامنے اس کے جب کہ جانے کہ یہ اس کو فاسد نہیں کرتا اور یہ کہ جائز ہے کہنا واسطے نکاح کرنے والے کے بالرفاء والبنین کما تقدم اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا یہ حال ہے کہ جب آپس میں بات چیت کرتی ہیں تو اکثر اوقات ان کی بات مردوں ہی کے حق میں ہوتی ہے اور یہ برخلاف حال مردوں کے ہے کہ اکثر ان کی باتیں نہیں ہوتیں مگر اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ کاموں معاش کے اور یہ کہ جائز ہے کلام کرنا ساتھ الفاظ غریبہ کے اور استعمال کرنا سجع کا کلام میں جب کہ نہ ہو اس میں تکلف اور کہا عیاض نے کہ بیچ کلام ان عورتوں کے فصاحت الفاظ سے اور بلاغت عبارت سے اور بدیع سے وہ چیز ہے کہ اس پر کوئی زیادتی نہیں خاص کر ام زرع کی کلام میں اس واسطے کہ وہ باوجود کثرت فصلوں کے اور قلت فضول کی اس کے کلمے مختصر ہیں۔ (فتح)

٤٧٩١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الْحَبَشُ

۴۷۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حبشی اپنی برچھیوں سے کھیلتے تھے سو حضرت ﷺ نے مجھ کو پردہ کیا اور میں ان کی طرف دیکھتی تھی سو ہمیشہ رہی میں دیکھتی یہاں تک

يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ فَسَتَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَنْظُرُ فَمَا زِلْتُ أَنْظُرُ حَتّٰى كُنْتُ أَنَا أَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ تَسْمَعُ اللَّهْوَ.

کہ میں خود پھری سو اندازہ کرو قدر کم عمر لڑکی کا کہ کھیل کو سنے یعنی بہت دیر تک کھڑی رہی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عیدین میں گزر چکی ہے اور میں نے وہاں بیان کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت پندرہ برس کی تھیں۔

بَابُ مَوْعِظَةِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ لِحَالِ زَوْجِهَا.

نصیحت کرنا مرد کا اپنی بیٹی کو اس کے خاوند کے واسطے یعنی بسبب اس کے خاوند کے۔

٤٧٩٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ أَزَلْ حَرِيْصًا عَلٰى أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ حَتّٰى حَجَّ وَحَجَجْتُ مَعَهُ وَعَدَلَ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِإِدَاوَةٍ فَتَبَرَّزَ ثُمَّ جَآءَ فَسَكَبْتُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنْهَا فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ قَالَ وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ هُمَا عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيْثَ يَسُوْقُهُ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِّيْ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيْ

۴۷۹۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ کو ہمیشہ اس کی حرص اور آرزو تھی کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھوں اور ایک روایت میں ہے کہ میں ایک سال ٹھہرا ارادہ کرتا تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھوں سو میں اس کی ہیبت کے مارے اس سے نہ پوچھ سکا نام دو عورتوں کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم دونوں توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی طرف تو خوش ہو سو البتہ ٹیڑے ہوئے ہیں تمہارے دل یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور میں نے بھی ان کے ساتھ حج کیا اور وہ راہ سے پھرے یعنی جس میں لوگ چلتے ہیں طرف اس راہ کے جس میں غالبا کوئی نہیں چلتا یعنی پاخانے کے واسطے اور میں بھی ان کے ساتھ چھاگل لے کے پھرا پھر پاخانے سے فراغت کر کے آئے سو میں نے اس سے ان کے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا انہوں نے وضو کیا تو میں نے کہا اے مسلمانوں کے سردار! کون ہیں وہ دونوں عورتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ اگر تم دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کر تو خوش ہو سو البتہ ٹیڑھے ہو گئے ہیں تمہارے دل

بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهُمْ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَّأَنْزِلُ يَوْمًا فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِمَا حَدَثَ مِنْ خَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ أَوْ غَيْرِهِ وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَّغْلِبُ النِّسَآءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْأَنْصَارِ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَآؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَآؤُنَا يَأْخُذْنَ مِنْ أَدَبِ نِسَآءِ الْأَنْصَارِ فَصَخِبْتُ عَلَى امْرَأَتِي فَرَاجَعَتْنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي قَالَتْ وَلِمَ تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللّٰهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهُ وَإِنَّ إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَأَفْزَعَنِي ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهَا قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكِ مِنْهُنَّ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا أَيْ حَفْصَةُ أَتُغَاضِبُ إِحْدَاكُنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ قَدْ خِبْتِ وَخَسِرْتِ أَفَتَأْمَنِينَ أَنْ يَّغْضَبَ اللّٰهُ لِغَضَبِ رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَهْلِكِيْ لَا تَسْتَكْثِرِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُرَاجِعِيْهِ فِي شَيْءٍ وَّلَا تَهْجُرِيْهِ وَسَلِيْنِيْ مَا بَدَا لَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا تجھ کو عجب ہے اے عباس کے بیٹے! وہ دونوں عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک برس سے میرا ارادہ تھا کہ میں تجھ سے یہ پوچھوں سو تمہاری ہیبت کے مارے تم سے نہ پوچھ سکا، کہا پھر ایسا مت کر جو تجھ کو گمان ہو کہ میرے پاس علم ہے تو مجھ سے پوچھ لینا اگر مجھ کو خبر ہو گی تو میں تجھ کو خبر دوں گا پھر سامنے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حدیث کے اس کو بیان کرتے یعنی اس قصے کو جو سبب ہے اس آیت کے اترنے کا کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ میں اور میرا ایک انصاری ہمسایہ دونوں قبیلے بنی امیہ میں رہتے تھے اور وہ مدینے کی بلندی کی طرف بستیوں میں رہتے تھے عوالی وہ گاؤں ہیں جو مدینے کے قریب ہیں مشرق کی طرف کہ وہ بلندی میں واقع ہیں اور ہم باری باری سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے جاتے تھے ایک دن وہ آتا تھا اور ایک دن میں آتا تھا سو جب میں آتا تو اس کے پاس اس دن کی خبر لاتا جو نیا پیدا ہوتا وحی وغیرہ سے یعنی ان حادثوں سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیدا ہوتے اور جب وہ اترتا تو اسی طرح کرتا اور ہم گروہ قریش کے عورتوں پر غالب تھے یعنی حکم کرتے تھے اور وہ ہم پر نہ کرتی برخلاف انصار کے کہ وہ برعکس تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم عورتوں سے کچھ اختیار نہ گنتے تھے اور نہ ان کو اپنے کاموں میں داخل کرتے تھے سو جب ہم مدینے میں انصار کے پاس آئے تو اچانک دیکھا کہ وہ ایک قوم ہیں کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں سو ہماری عورتیں بھی انصار کی عورتوں کی خو بو سیکھنے لگیں سو میں اپنی عورت پر چلایا اور میں نے اس کو غصے سے جھڑکا سو اس نے مجھ سے تکرار کیا سو میں نے انکار کیا کہ مجھ سے تکرار کرے اور

يُرِيْدُ عَائِشَةَ قَالَ عُمَرُ وَكُنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّ غَسَّانَ تُنعِلُ الْخَيْلَ لِغَزْوِنَا فَنَزَلَ صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهِ فَرَجَعَ إِلَيْنَا عِشَآءً فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيْدًا وَّقَالَ أَثَمَّ هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ حَدَثَ الْيَوْمَ أَمْرٌ عَظِيْمٌ قُلْتُ مَا هُوَ أَجَآءَ غَسَّانُ قَالَ لَا بَلْ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَأَهْوَلُ طَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآئَهُ وَقَالَ عُبَيْدُ بْنُ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ فَقَالَ اِعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْوَاجَهُ فَقُلْتُ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هٰذَا يُوْشِكُ أَنْ يَّكُوْنَ فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَصَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشْرُبَةً لَّهُ فَاعْتَزَلَ فِيْهَا وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ مَا يُبْكِيْكِ أَلَمْ أَكُنْ حَذَّرْتُكِ هٰذَا أَطَلَّقَكُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا أَدْرِي هَا هُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ فِي الْمَشْرُبَةِ فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَّبْكِي بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِي فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَهُ أَسْوَدَ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ الْغُلَامُ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

جھگڑے اس نے کہا اور تو کیوں برا مانتا ہے یہ کہ میں تجھ سے تکرار کروں (اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کیا ہے تکلف تیرا اس کام میں کہ میں اس کا ارادہ کرتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ جب اسلام آیا تو ہم نے جانا کہ ان کے واسطے ہم پر حق ہے سوائے اس کے کہ ہم ان کو اپنے کسی کام میں داخل کریں اور میری اور میری عوت کے درمیان کچھ گفتگو تھی سو میں نے اس کو سخت کہا اور میں نے اس کو چھڑی ماری) سو قسم ہے اللہ کی بے شک حضرت ﷺ کی بیویاں آپ سے تکرار کرتی ہیں اور البتہ ایک ان میں سے سارا دن حضرت ﷺ سے کلام نہیں کرتی اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا تو کب ہمارے کام میں دخل دیتی تھی تو اس نے کہا اے خطاب کے بیٹے! کوئی تجھ سے کلام نہیں کر سکتا اور حالانکہ تیری بیٹی حضرت ﷺ سے کلام کرتی ہے یہاں تک کہ سارا دن غضبناک رہتے ہیں تو میں اس سے گھبرایا اور میں نے اس سے کہا کہ ناامید اور خراب ہوئی جس نے یہ ان میں سے کیا پھر میں نے اپنے سب کپڑے پہنے اور چلا سو میں اترا اور اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا میں نے اس سے کا اے حفصہ! کیا تم میں سے کوئی حضرت ﷺ کو غصہ دلاتی ہے تمام دن رات تک؟ اس نے کہا، ہاں! میں نے کہا البتہ ناامید ہوئی اور خسارے میں پڑی کیا تم نڈر ہو اس سے کہ غضبناک ہو اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے غضب کے سبب سے سو تو ہلاک ہو حضرت ﷺ سے بہت نہ مانگا کر اور نہ کسی چیز میں آپ سے تکرار اور مقابلہ کیا کر اور نہ آپ سے ترک کلام کیا کر یعنی اگر چہ حضرت ﷺ تجھ سے کلام نہ کریں اور مانگ مجھ سے جو تجھ کو ظاہر ہو اور نہ فریب دے تجھ کو یہ کہ تیری سوکن تجھ سے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ كَلَّمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ اِسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اِسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا قَالَ إِذَا الْغُلَامُ يَدْعُوْنِيْ فَقَالَ قَدْ أَذِنَ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ مِّنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَطَلَّقْتَ نِسَآئَكَ فَرَفَعَ إِلَيَّ بَصَرَهُ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَسْتَأْنِسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَأَيْتَنِيْ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَآءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَآؤُهُمْ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَأَيْتَنِيْ وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا لَا

زیادہ خوبصورت اور حضرت ﷺ کو بہت پیاری ہے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نہ دھوکا کھانا ساتھ ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ کرتی ہے جس سے میں نے تجھ کو منع کیا اور حضرت ﷺ اس کو اس سبب سے مؤاخذہ نہیں کرتے اس واسطے کہ وہ گھمنڈ کرتی ہے اپنی خوبصورتی سے اور حضرت ﷺ کی محبت سے کہ آپ کو اس کے ساتھ ہے سو نہ مغرور ہو تو ساتھ اس کے واسطے اس احتمال کے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک تیرا یہ مرتبہ ہو سو تجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح گھمنڈ کرنا جائز نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ پھر میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا سو میں نے اس سے کہا جو حفصہ رضی اللہ عنہا کو کہا تو اس نے کہا عجب ہے اے خطاب کے بیٹے! داخل ہوا تو ہر چیز میں یعنی لوگوں کے کاموں میں یہاں تک کہ تو چاہتا ہے کہ حضرت ﷺ اور آپ کی بیویوں کے درمیان داخل ہو کیا حضرت ﷺ اپنی بیویوں کو نصیحت نہیں کر سکتے تا کہ تو ان کو وعظ کرتا ہے سو قسم ہے اللہ کی اس نے مجھ کو روکا اس سے جو میں ارادہ کرتا تھا توڑا اس نے مجھ کو بعض اس چیز سے کہ میں پاتا تھا یعنی اس نے مجھ کو اپنی زبان سے ایسا پکڑا کہ مجھ کو اپنے مقصد اور کلام سے ہٹایا کہا عمر رضی اللہ عنہ نے ہم چرچا کرتے تھے کہ غسان کا بادشاہ گھوڑوں کو نعلیں باندھتا ہے تا کہ ہم سے لڑے یعنی ہم کو اس کا خوف تھا سو میرا ساتھی انصاری اپنی باری کے دن اترا یعنی حضرت ﷺ کے پاس گیا سو عشاء کو ہماری طرف پھرا اور اس نے میرے دروازے کو سخت دستک دی اور کہا کہ کیا وہ یعنی عمر رضی اللہ عنہ یہاں ہے تو میں گھبرا کر اس کی طرف نکلا یعنی واسطے سخت دستک دینے اس کے دروازے کو برخلاف عادت کے تو اس نے کہا کہ آج ایک بڑا امر پیدا ہوا میں نے کہا وہ کیا ہے کیا غسانی آیا؟ اس

يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمَةً أُخْرٰى فَجَلَسْتُ حِيْنَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ فِيْ بَيْتِهِ فَوَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ فِيْ بَيْتِهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلَاثَةٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَأُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَوَفِيْ هٰذَا أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنَّ أُولٰٓئِكَ قَوْمٌ عُجِّلُوْا طَيِّبَاتِهِمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِيْ فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآئَهُ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ حِيْنَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلٰى عَائِشَةَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَّكَانَ قَالَ مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهٖ عَلَيْهِنَّ حِيْنَ عَاتَبَهُ اللّٰهُ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ كُنْتَ قَدْ أَقْسَمْتَ أَنْ لَّا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَّإِنَّمَا أَصْبَحْتَ مِنْ تِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً أَعُدُّهَا عَدًّا فَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً فَكَانَ ذٰلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ

نے کہا نہیں بلکہ اس سے بھی بہت بڑا اور بہت ہولناک یعنی بہ نسبت عمر رضی اللہ عنہ کے کہ ان کی بیٹی حضرت ﷺ کے نکاح میں تھی حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی تو میں نے کہا نا امید ہوئی حفصہ رضی اللہ عنہا اور خسارے میں پڑی البتہ مجھ کو گمان تھا کہ عنقریب یہ ہوگا تو میں نے اپنے سب کپڑے اپنے اوپر پہنے سو میں نے فجر کی نماز حضرت ﷺ کے ساتھ پڑھی پھر حضرت ﷺ اپنے ایک بالا خانے میں داخل ہوئے اور اس میں گوشہ گیر ہوئے اور میں حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا تو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ روتی ہے میں نے کہا کہ تو کس سبب سے روتی ہے، کیا میں نے تجھ کو اس سے نہ ڈرایا تھا، کیا حضرت ﷺ نے تم کو طلاق دی ہے؟ اس نے کہا میں نہیں جانتی یعنی تو میں نے کہا کہ حضرت ﷺ کہاں ہیں؟ اس نے کہا خبردار وہ بالا خانے میں گوشہ گیر ہیں سو میں نکلا اور منبر کے پاس آیا تو اچانک دیکھا کہ اس کے گرد ایک جماعت ہے ان میں سے بعض روتے ہیں سو میں تھوڑا سا ان کے ساتھ بیٹھا پھر مجھ پر غالب ہوا جو پاتا تھا یعنی مشغول ہونے دل کے سے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو پہنچی کہ حضرت ﷺ اپنی بیویوں سے الگ ہوئے اور یہ نہ ہوگا مگر حضرت ﷺ کے غصے سے اور واسطے احتمال صحیح ہونے اس چیز کے کہ مشہور ہوئی کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی اور منجملہ ان کے حفصہ رضی اللہ عنہا تھی عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تو ان کے درمیان علاقہ ٹوٹ جائے گا (اور اس میں جو مصیبت ہے سو پوشیدہ نہیں) سو میں اس بالا خانے میں آیا جس میں حضرت ﷺ تھے اور ایک روایت میں ہے کہ اچانک حضرت ﷺ ایک بالا خانے میں تھے جس پر سیڑھی سے چڑھا جاتا تھا اور آپ کا ایک غلام کالا

لَیْلَةً قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی اٰیَةَ التَّخْیِیْرِ فَبَدَأَ بِیْ أَوَّلَ امْرَأَةٍ مِّنْ نِّسَآئِهٖ فَاخْتَرْتُهٗ ثُمَّ خَیَّرَ نِسَآئَهٗ کُلَّهُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ.

سیڑھی کے سر پر بیٹھا تھا اس کا نام رباح تھا تو میں نے آپ کے کالے غلام سے کہا کہ اجازت مانگ عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے، سو وہ غلام داخل ہوا سو اس نے حضرت ﷺ سے کلام کیا پھر پھرا سو اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے کلام کیا اور تیرا ذکر حضرت ﷺ سے کیا سو آپ چپ رہے سو میں پھرا یہاں تک کہ بیٹھا میں ساتھ اس جماعت کے جو منبر کے پاس بیٹھے تھے پھر غالب ہوا مجھ پر جو پاتا تھا پھر میں آیا سو میں نے غلام سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے اجازت مانگ، سو وہ اندر گیا پھر پھرا سو اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کے پاس تیرا ذکر کیا تھا حضرت ﷺ چپ رہے سو میں پھرا اور بیٹھا ساتھ ان لوگوں کے جو منبر کے پاس تھے پھر مجھ پر غالب ہوا جو پاتا ہوں تو میں غلام کے پاس آیا یہی اس سے کہا میرے واسطے اجازت مانگ سو وہ اندر گیا پھر پھرا تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کے پاس تیرا ذکر کیا تھا لیکن آپ چپ رہے سو جب میں پھرا پیٹھ دے کر تو اچانک دیکھا کہ غلام مجھ کو بلاتا ہے سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو اجازت دی سو میں حضرت ﷺ کے پاس اندر گیا سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ چٹائی پر لیٹے ہیں آپ کے اور اس کے درمیان کوئی بستر نہیں چٹائی نے آپ کے پہلو میں اثر کیا ہے یعنی آپ کے پہلو میں چٹائی کے نقش پڑ گئے ہیں تکیہ کیے ہیں چمڑے کے ایک تکیہ پر کہ بجائے روئی کے اس کے اندر کھجور کی چھیل بھری ہے سو میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا پھر میں نے کہا اور حالانکہ میں کھڑا تھا کہ یا حضرت! کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی ہے؟ سو حضرت ﷺ نے اپنی آنکھ میری طرف اٹھائی اور فرمایا نہیں، میں نے اللہ اکبر کہا یعنی

اس خبر کے بے اصل ہونے سے تعجب کیا یا بطور شکریہ کے اللہ اکبر کہا یعنی اس کا شکریہ ادا کیا کہ حضرت ﷺ نے طلاق نہیں دی پھر میں نے کہا اور حالانکہ میں کھڑا تھا لگاؤ چاہتا تھا یا حضرت! اگر آپ مجھ کو دیکھتے اور ہم گروہ قریش کے تھے عورتوں پر غالب تھے سو جب ہم مدینے میں آئے تو اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ ایک قوم ہیں کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں تو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا پھر میں نے عرض کیا کہ یا حضرت! اگر آپ مجھ کو دیکھیں اور میں حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا تو میں نے اس سے کہا کہ نہ دھوکا دے تجھ کو یہ کہ تیری سوکن تجھ سے زیادہ خوبصورت ہے اور حضرت ﷺ کے نزدیک بہت پیاری ہے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا تو حضرت ﷺ نے دوسری بار تبسم فرمایا سو میں بیٹھا جب کہ یعنی دیکھا کہ آپ نے تبسم فرمایا پھر میں نے اپنے کو آپ گھر میں آنکھ کو اٹھایا سو قسم ہے اللہ کی نہیں دیکھی میں نے اس میں کچھ چیز جو آنکھ کو رد کرے سوائے تین کچی کھالوں کے سو میں نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے اللہ آپ کی امت پر روزی کشادہ کرے سو بے شک فارس اور روم والوں پر روزی کشادہ کی گئی ہے اور ان کو دنیا ملی اور حالانکہ وہ اللہ کو نہیں پوجتے یعنی ہم اللہ کو پوجتے ہیں تو ہم کو بطریق اولیٰ دنیا ملنی چاہیے سو حضرت ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھے اور پہلے تکیہ کیے بیٹھے تھے سو فرمایا کہ کیا تجھ کو اس میں شک ہے اے خطاب کے بیٹے کہ آخرت کی کشائش بہتر ہے دنیا کی کشائش سے بے شک ان کافروں کے واسطے ستھری اور عیش کی چیزیں جلد دی گئیں دنیا کی زندگی میں کیا تو راضی نہیں کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت سو میں نے کہا یا حضرت! میرے لیے بخشش مانگیے یعنی میری جرأت سے کہ

میں نے آپ کے سامنے کہی یا میرے اس اعتقاد سے کہ دنیا کی چیزیں مرغوب فیھا ہیں سو حضرت ﷺ اپنی بیویوں سے الگ ہوئے بسبب اس بات کے جب کہ ظاہر کیا اس کو حفصہ رضی اللہ عنہا نے طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کی انتیس رات اور حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں ان پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گا بسبب سخت غضبناک ہونے آپ کے کی اوپر ان کے جب اللہ نے آپ کو عتاب کیا سو جب انتیس راتیں گزر چکیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے اور اس سے شروع کیا سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا کہ یا حضرت! آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ایک مہینہ ہم پر داخل نہیں ہوں گے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں نے صبح کی انتیس راتوں سے میں ان کو گنتی رہی ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے اور وہ مہینہ انتیس دن کا تھا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر اللہ نے تخییر کی آیت اتاری سو حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں میں سے پہلے پہل مجھ سے شروع کیا میں نے آپ کو اختیار کیا پھر آپ نے سب عورتوں کو اختیار دیا سو انہوں نے کہا جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پاخانے کے واسطے پیلو کے درختوں میں داخل ہوئے اور اپنی حاجت پوری کی تو اس سے لیا جاتا ہے کہ مسافر جب قضاء حاجت کے واسطے خالی میدان نہ پائے تو پردہ کرے ساتھ اس چیز کے کہ ممکن ہو اس کو پردہ کرنا ساتھ اس کے جنگل کے درختوں سے اور یہ جو کہا کہ تجھ کو تعجب ہے اے ابن عباس! تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تعجب کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باوجود مشہور ہونے اس کے کی ساتھ علم تفسیر کے کس طرح پوشیدہ رہا اس پر یہ قدر باوجود مشہور ہونے اس کے کی اور عظمت اس کی کے عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں اور مقدم کرنے اس کے علم میں اس کے غیر پر اور باوجود اس کے کہ تھا ابن عباس رضی اللہ عنہما مشہور ساتھ اس کے حرص سے اوپر طلب علم کے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی تو شاید جزم کرنا ساتھ اس کے واقع ہوا ہے مشہور کرنے بعض منافقوں کے سے سو لوگوں نے اس کو ایک دوسرے سے نقل کیا ہے اور اس کی اصل وہ چیز ہے جو واقع ہوئی حضرت ﷺ کے الگ ہونے سے اپنی عورتوں سے اور حضرت ﷺ کی یہ عادت نہ تھی سو انہوں نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ نے ان کو طلاق

دی اسی واسطے نہ عتاب کیا عمر رضی اللہ عنہ نے انصاری کو اس چیز پر کہ جزم کیا اس نے ساتھ واقع ہونے اس کے پس مراد ساتھ اذاعت کے اللہ کے قول ﴿اذاعوا به﴾ یہ قول ان کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دی بغیر تحقیق کے یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حقیقت حال پر اطلاع پائی اور یہ جو کہا نا امید ہوئی حفصہ رضی اللہ عنہا اور خسارے میں پڑی تو اس کو اس واسطے خاص کیا کہ وہ اس کی بیٹی تھی اور تھوڑے دن ہوئے تھے کہ اس کو اس سے ڈرایا تھا اور یہ جو کہا کہ مجھ کو گمان تھا کہ عنقریب یہ ہو گا تو یہ واسطے اس چیز کے ہے کہ پہلے گزر چکی تھی واسطے ان کے کہ ان کا تکرار کبھی پہنچاتا ہے طرف غضب کی جو نوبت پہنچانے والا ہے طرف جدائی کے اور جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا تو ایک روایت میں ہے کہ میں پہلے عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا تو میں نے اس کو کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی! تیری شان اس حد کو پہنچی کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتی ہے؟ تو اس نے کہا اے خطاب کے بیٹے! تجھ کو مجھ سے کیا ہے تو اپنی بیٹی کو سمجھا اور عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہونے سے پردہ کا اٹھانا لازم نہیں آتا اس واسطے کہ آدمی دروازے سے داخل ہوتا ہے اور پردے کے پیچھے سے بات کرتا ہے اور یہ جو کہا کہ میں نے تجھ کو نہیں ڈرایا تھا تو ایک روایت میں ہے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ مجھ کو معلوم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے محبت نہیں رکھتے اور اگر میں نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو طلاق دیتے تو حفصہ رضی اللہ عنہا سخت روئیں واسطے اس چیز کے کہ جمع ہوئی نزدیک اس کے غم سبب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پر اور واسطے اس چیز کے کہ اس کو توقع تھی کہ اس کا باپ اس پر سخت غضبناک ہو گا اور ایک روایت میں ہے کہ کہا اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو طلاق دی تو میں تجھ سے کبھی نہیں بولوں گا اور یہ جو کہا رمال حصیر تو مراد یہ ہے کہ آپ کی چارپائی بنی ہوئی تھی ساتھ اس چیز کے کہ بنی جاتی ہے ساتھ اس کے چٹائی اور یہ جو کہا کہ اگر آپ مجھ کو دیکھیں تو یہ استفہام ہے بطور اجازت مانگنے کے یعنی میں بات کرنے کی اجازت مانگتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کچھ کھالوں کو دیکھ کر روئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے رونے کا کیا سبب ہے؟ میں نے کہا قیصر اور کسریٰ نہروں اور میووں میں عیش کرتے ہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں آپ کا یہ حال ہے اور یہ جو کہا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے آگے ظاہر کیا تو نہیں ہے مذکور اس حدیث میں جو چیز حفصہ رضی اللہ عنہا نے ظاہر کی تھی عتاب سے اللہ کا یہ قول ہے ﴿یاایها النبی لم تحرم ما احل الله لك﴾ الآیات اور اختلاف ہے اس چیز میں کہ حرام کیا تھا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان پر یعنی وہ کیا چیز تھی جس کے حرام کرنے پر آپ کو عتاب ہوا جیسا کہ اختلاف بیچ سبب قسم کھانے آپ کے کی اس پر کہ اپنی عورتوں پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گے چند اقوال پر سو جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے یہ ہے کہ وہ شہد تھا کما مضی فی سورۃ التحریم اور ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ کسی نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو شہد کا چھتہ تحفہ بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس ٹھہرتے تھے اور شہد پیتے تھے اور باقی سب بیویوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس آئیں تو کہنا کہ ہم آپ سے مغافیر کی بو پاتی ہیں جب

حضرت ﷺ ان کے پاس آئے تو سب بیویوں نے اسی طرح کہا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ شہد ہے قسم ہے اللہ کی میں اس کو کبھی نہیں کھاؤں گا اور ابن سعد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر سے نکلیں تو حضرت ﷺ اپنی لونڈی کو جس کا نام ماریہ قبطیہ تھا لے کر حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے اس کے بعد حفصہ رضی اللہ عنہا آئیں وہ چپکے سے دیکھتی رہیں یہاں تک کہ لونڈی اندر سے نکلی حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ خبردار البتہ میں نے دیکھا جو آپ نے کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ حال کسی سے مت کہنا اور وہ مجھ پر حرام ہوئی تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ خبر عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے دن میں آپ قبطیہ سے صحبت کرتے ہیں اور آپ کی باقی عورتوں کے دن سلامت رہتے ہیں تو یہ آیت اتری اور آیا ہے بیچ سبب غصے ہونے حضرت ﷺ کے اوپر ان کے اور قسم کھانے کے کہ ان پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گے قصہ اور روایت کی ہے ابن سعد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت ﷺ کو کسی نے تحفہ بھیجا حضرت ﷺ نے اس کو بیویوں میں تقسیم کیا اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو اس کا حصہ بھیجا اس نے تھوڑا دیکھ کے پھیر دیا حضرت ﷺ نے دوسری بار دگنا کر کے بھیجا پھر بھی اس نے پھیر دیا حضرت ﷺ نے تین گنا کر کے بھیجا پھر بھی اس نے پھیر دیا تو حضرت ﷺ نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ ان پر داخل نہیں ہوں گے اور مسلم میں ہے کہ آپ کی بیویوں نے آپ سے زیادہ خرچ مانگا تو حضرت ﷺ ایک مہینہ ان سے الگ ہوئے اور تخییر کی آیت اتری اور احتمال ہے کہ یہ سب چیزیں حضرت ﷺ کے الگ ہونے کا سبب ہوں اور یہی لائق ہے ساتھ مکارم اخلاق حضرت ﷺ کے اور یہ کہ نہیں واقع ہوتا یہ حضرت ﷺ سے یہاں تک کہ مکرر ہو ان سے موجب اس کا اور راجح سب اقوال میں سے قصہ ماریہ کا ہے واسطے خاص ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس کے برخلاف شہد کے اس واسطے کہ اس میں سب بیویاں جمع تھیں اور احتمال ہے کہ سب اسباب جمع ہوئے ہوں سو اشارہ کیا گیا طرف اہم کی اور تائید کرتا ہے اس کی شامل ہونا قسم کا واسطے سب کے اور اگر فقط مثلا ماریہ کے قصے میں ہوتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص ہوتا اور اس کی باقی شرح طلاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور اس حدیث میں سوال کرنا عالم سے ہے اس کے گھر والوں کے بعض کاموں سے اگرچہ اس پر اس میں کچھ نقص ہو جب کہ ہو اس میں کوئی سنت جو نقل کی جائے یا مسئلہ جو یاد رکھا جائے اور اس میں عزت کرنی عالم کی ہے اور ڈرنا اس سے پوچھنے اس چیز کے سے جس کے ذکر سے اس کے تغیر کا ڈر ہو اور انتظار کرنا عالم کی خلوت اور تنہائی کا تاکہ پوچھے اس سے وہ چیز کہ اگر اس کو لوگوں کے سامنے پوچھے تو شاید سائل پر اس کا انکار کرے اور لی جاتی ہے رعایت مروت کی اور اس میں ہے کہ عورتوں پر سخت پابندی کرنی مذموم ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے لیا انصاریوں کی خصلت کو ان کی عورتوں کے حق میں اور اپنی قوم کی خصلت چھوڑ دی اور اس میں ادب دینا مرد کا ہے اپنی بیٹی کو اور اپنی قرابت والی عورت کو ساتھ قول کے بسبب سنوارنے اس کے کی واسطے خاوند اس کے کی اور اس میں بیان کرنا قصے کا ہے اپنے

طور پر اگر چہ سائل نے اس سے نہ پوچھا ہو جب کہ ہو اس میں کوئی مصلحت زیادتی شرح اور بیان سے خاص کر جب کہ عالم جانے کہ طالب اس کو اختیار کرتا ہے اور اس میں ڈرنا طالب کا ہے عالم سے اور تواضع کرنی عالم کی واسطے اس کے اور صبر کرنا اس کا اوپر مسئلے کے کی اگر چہ اس سے کسی چیز میں اس پر نقص اور عار ہو اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مارنا دروازے کو اور کوٹنا اس کا جب کہ اندر والا بغیر اس کے نہ سنے اور داخل ہونا باپوں کا بیٹیوں پر اگر چہ ہو بغیر اجازت خاوند کے اور کریدنا ان کے احوال سے خاص کر جو متعلق ہو ساتھ نکاح والیوں کے اور اس میں حسن تلطف ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اور شدت حرص اس کے کی اوپر اطلاع پانے کے فنون تفسیر پر اور اس میں طلب کرنا علو سند کا ہے اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک دراز مدت ٹھہرے رہے انتظار کرتے عمر رضی اللہ عنہ کی خلوت کو تا کہ ان سے یہ حدیث سیکھیں اور ان کے واسطے ممکن تھا کہ سیکھتے اس کو عمر رضی اللہ عنہ سے ساتھ واسطہ اس شخص کے جو اس سے سوال میں نہیں ڈرتا جیسا وہ عمر رضی اللہ عنہ سے ڈرتے تھے اور اس میں حرص اصحاب رضی اللہ عنہم کی ہے اوپر طلب علم کے اور ضبط کرنے اور یاد رکھنے احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس میں ہے کہ ٹھہرائے طالب علم واسطے نفس اپنے کے ایک وقت کہ فارغ ہو اس میں واسطے امر معاش کے اور حال اپنے گھر والوں کے اور اس میں بحث کرنا ہے علم کی راہوں میں اور خلوتوں میں اور بیٹھے اور چلتے اور اس میں اختیار کرنا ڈھیلے لینے کا ہے سفروں میں اور باقی رکھنا پانی کا واسطے وضو کے اور اس میں ذکر کرنا عالم کا ہے اس چیز کو کہ واقع ہو اس کے نفس سے اور اس کے اہل سے ساتھ اس چیز کے کہ مرتب ہو اس پر فائدہ دینی اگر چہ ہو اس کی حکایت میں وہ چیز کہ مکروہ ہے اور جواز امر صالح کا واسطے بیان کرنے حدیث کے اپنے طور پر یعنی بتمامہ اور بیان ذکر وقت اٹھانے کے اور اس میں صبر کرنا ہے عورتوں پر اور چشم پوشی کرنی ان کے خطاب سے اور درگزر کرنی اس چیز سے کہ ان سے واقع ہو زلل سے مرد کے حق میں سوائے اس چیز کے کہ اللہ کے حق میں ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے حاکم کے وقت خلوت کے ٹھہرانا دربان کا کہ منع کرے جو بغیر اجازت کے اس پر داخل ہو اور جنازے کے بیان میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو وعظ کیا اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچانا پھر وہ سن کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کے واسطے کوئی دربان نہ پایا تو یہ محمول ہے ان وقتوں پر جن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے واسطے بیٹھے تھے اور اس میں ہے کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ پردہ کرے اپنے رفیقوں اور خاص لوگوں سے وقت کسی کام کے کہ راہ پائے طرف اس کی گھر والوں کی طرف سے یہاں تک کہ اس کا غصہ جاتا رہے اور نکلے طرف لوگوں کی اور حالانکہ وہ کشادہ پیشانی ہو سو بے شک اگر بڑا شخص پردہ کرے تو نہیں اچھا ہے داخل ہونا طرف اس کے بغیر اجازت کے اگر چہ ہو جو ارادہ کرتا ہے اس پر داخل ہونے کا جلیل القدر عظیم مرتبہ نزدیک اس کے اور اس میں نرمی کرنی ہے ساتھ سسر کے اور شرمانا ان سے جب کہ واقع ہو واسطے مرد کے اس کے گھر والوں سے وہ چیز جو تقاضا کرتی ہے ان کے عتاب کو اور اس میں ہے کہ چپ رہنا کبھی ابلغ ہوتا ہے کلام سے اور افضل ہے بعض

وقتوں میں اس واسطے کہ اگر حضرت ﷺ غلام کو حکم کرتے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو رد کر دے تو عمر رضی اللہ عنہ کو بار بار اجازت مانگنا جائز نہ ہوتا سو جب حضرت ﷺ چپ رہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ حضرت ﷺ نے مطلق اس کے رد کرنے کو اختیار نہیں کیا اور اس میں ہے کہ جب دربان اجازت کا منع ہونا جانے محجوب کے چپ رہنے سے تو نہ اجازت دے اور اس میں مشروع ہونا استئذان کا ہے یعنی مشروع ہے اجازت لینا آدمی پر اگرچہ اکیلا ہو واسطے اس احتمال کے کہ ایسی حالت پر ہو کہ برا جانتا ہو اطلاع پانے کو اوپر اس کے اور یہ کہ جائز ہے مکرر اجازت مانگنا جس کو اجازت نہ ہو جب اس کو اجازت کے حاصل ہونے کی امید ہو اور یہ کہ تین بار اجازت مانگنے سے آگے نہ بڑھے اور یہ کہ جس لذت اور شہوت کو آدمی دنیا میں پورا کر لے وہ اس کو جلدی دی گئی ہے آخرت کی نعمتوں سے اور یہ کہ اگر وہ اس کو چھوڑتا تو وہ اس کے واسطے آخرت میں جمع رہتی اور استنباط کیا ہے اس سے بعض نے اختیار کرنا فقر کا مالدار پر اور خاص کیا ہے اس کو طبری نے ساتھ اس شخص کے جو خرچ کرے اس کو بیچ وجہوں اس کی کے اور خرچ کرے اس کو اس کی راہوں میں کہ حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ رکھنے اس کے کی بیچ اس کے کہا عیاض نے کہ حجت پکڑتا ہے ساتھ اس کے جو فضیلت دیتا ہے فقیر کو غنی پر واسطے مفہوم اس قول کے کہ جو دنیا میں نعمت دیا جائے اس قدر اس سے آخرت میں فوت ہو جاتی ہے اور کہا اور لوگوں نے کہ مراد آیت سے یہ ہے کہ حصہ کافروں کا وہ ہے جو پایا انہوں نے دنیا کی نعمتوں سے اس واسطے کہ آخرت میں ان کا حصہ نہیں اور اس مسئلے میں سلف اور خلف کو اختلاف ہے اور اس کا دامن دراز ہے اور اس کی کچھ بحث رقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور یہ کہ جب مرد اپنے ساتھی کو غمناک دیکھے تو مستحب ہے کہ بیان کرے اس سے جو اس کے غم کو دور کر دے اور اس کے جی کو خوش کر دے واسطے قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ البتہ میں ایسی چیز کہتا ہوں جو حضرت ﷺ کو ہنسا دے اور مستحب ہے یہ کہ ہو بعد اس کے کہ بزرگ سے اس کی اجازت ملے جیسے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کیا اور یہ کہ جائز ہے مدد لینی وضو میں ساتھ پانی ڈالنے کے وضو کرنے والے پر اور خدمت کرنی چھوٹے کی بڑے کو اگرچہ چھوٹا نسب میں بڑے سے اشرف ہو اور اس میں تجمل اور زینت کرنا ہے ساتھ کپڑے اور عمامے کے وقت ملنے اکابر کے اور یہ کہ قسم کھانے والے کو اس کی قسم یاد دلائے جب کہ واقع ہو اس سے وہ چیز کہ ظاہر اس کا بھولنا ہے خاص اس شخص سے کہ اس کو اس کے ساتھ تعلق ہو اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خوف کیا کہ حضرت ﷺ محلوف علیہ کی مقدار ہو گئے ہوں اور وہ مہینہ ہے اور مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے یا انتیس دن کا اور اس میں تقویت ہے واسطے قول اس شخص کے کہ حضرت ﷺ کی قسم اتفاقاً مہینے کی ابتدا میں واقع ہوئی تھی اسی واسطے انتیس دن پر اقتصار کیا نہیں تو اگر مہینے کے بیچ میں قسم کھانے کا اتفاق ہوتا تو جمہور اس پر ہیں کہ نہیں حاصل ہوتی ہے برأت مگر ساتھ تیس دن کے اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ انتیس دن ہی کافی ہیں واسطے لینے کے ساتھ کم تر اس چیز کے کہ صادق آتا ہے اس پر نام اور شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ کے نزدیک یہ قصہ محمول

ہے اس پر کہ مہینے کے ابتدا میں داخل ہوئے اور یہ کہ جائز ہے رہنا سیڑھیاں والے بالا خانوں میں اور بنانا خزانے کا واسطے اسباب اور اشیاء گھر کے اور اس میں باری باری سے آنا ہے عالم کی مجلس میں جبکہ نہ میسر ہو ہمیشگی اوپر حضور اس کے کی واسطے کسی شغل شرعی کے دینی امر ہو یا دنیاوی اور اس میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اگرچہ لینے والا فاضل ہو اور جس سے لی گئی وہ مفضول ہو اور روایت بڑے کی چھوٹے سے اور یہ کہ جو خبریں کہ مشہور ہوتی ہیں اگرچہ اس کے ناقل بہت ہوں اگر نہ ہو مرجع اس کا طرف امر حسی کے مشاہدے سے یا سماع سے نہیں مستلزم ہے صدق کو اس واسطے کہ جزم کرنا انصاری کا ایک روایت میں ساتھ واقع ہونے طلاق کے اور اسی طرح یقین کرنا ان لوگوں کا جن کو عمر رضی اللہ عنہ نے منبر کے پاس دیکھا محمول ہے اس پر کہ مشہور ہوا ہو درمیان ان کے یہ ایک شخص ہے جس نے اس کو توہم پر بنا کیا اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں سے الگ ہوئے سو اس نے گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق دی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت اس کے ساتھ جاری نہ تھی سو اس نے شائع کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق دی سو یہ مشہور ہوا اور لوگوں نے اس کے ساتھ چرچا کیا اور اس میں اکتفا کرنا ہے ساتھ معرفت حکم کے ساتھ لینے اس کے کی ساتھی سے باوجود امکان لینے اس کے کی اس شخص سے جس سے ساتھی نے سیکھا ہے اور اس میں وہ چیز ہے کہ تھے اصحاب رضی اللہ عنہم اوپر اس کے محبت اطلاع سے اوپر حالت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑی ہو یا کم اور اہتمام کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ اہتمام کرتے واسطے اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے مطلق کہنے انصاری کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں سے الگ ہوئے مشعر ہوا نزدیک اس کے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کو طلاق دی جو تقاضا کرتا ہے واقع ہونے غم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کو ساتھ اس کے بہت بڑا آنے بادشاہ غسانی کے سے ساتھ لشکر اپنے کے مدینے میں واسطے لڑنے کے اس شخص سے جو مدینے میں ہے اور تھا یہ بنظر اس کے کہ انصاری کو تحقیق تھا کہ ان کا دشمن اگرچہ ان پر آپڑے مغلوب ہوگا اور شکست کھائے گا اور اس کے خلاف کا احتمال ضعیف ہے برخلاف اس چیز کے کہ واقع ہوئی ساتھ اس چیز کے کہ وہم کیا اس کو طلاق دینے سے جو تحقیق ہے ساتھ اس کے حاصل ہونا غم کا اور ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر کی رعایت نہایت منظور تھی یہ کہ آپ کو تشویش ہو اگرچہ کم ہو اور بے قرار ہوتے تھے واسطے اس چیز کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بے قرار کرے اور غمناک ہوتے تھے واسطے اس چیز کے جو آپ کو غمناک کرے اور اس میں ہے کہ غصہ اور غم باعث ہوتے ہیں مرد باوقار کو اوپر ترک کرنے نرمی کے جو اس کی عادت ہو واسطے قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ پھر غالب ہوئی مجھ پر وہ چیز جو میں پاتا ہوں تین بار اور اس میں شدت جزع اور فزع کی ہے واسطے اہم کاموں کے اور جائز ہے واسطے آدمی کے نظر کرنی اپنے ساتھی کے گھر کی طرفوں میں جب کہ جانے کہ وہ اس کو برا نہیں جانتا اور اس میں کراہت سخت نعمت کی ہے اور حقیر جاننے اس چیز کے کی کہ انعام کی اللہ نے اوپر اس کے اگرچہ کم ہو اور بخشش مانگنی اس کے واقع ہونے سے اور طلب کرنا استغفار کا اہل فضل سے اور اختیار کرنا قناعت کا اور نہ دیکھنا طرف اس

چیز کی کہ خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے غیر اس کا دنیا فانی کی چیزوں سے اور اس میں عتاب ہے اوپر ظاہر کرنے راز ظاہر کرنے والے کے ساتھ لاحق ہو۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ الْمَرْأَةِ بِإِذْنِ زَوْجِهَا تَطَوُّعًا.

عورت کو اپنے خاوند کی اجازت سے نفلی روزہ رکھنا جائز ہے۔

فائدہ: نہیں ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس اصل کو کتاب الصیام میں۔

٤٧٩٣ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُوْمُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ.

۴۷۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت نفلی روزہ نہ رکھے اور حالانکہ اس کا خاوند موجود ہو مگر اس کی اجازت سے۔

فائدہ: یہ لفظ خبر کا ہے یعنی لا تصوم اور مراد ساتھ اس کے نہی ہے اور ایک روایت میں صریح لفظ نہی کا آچکا ہے، لاتصم۔

بَابُ إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا.

جب عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر سوئے یعنی بغیر کسی سبب کے تو اس کو یہ جائز نہیں۔

٤٧٩٤ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ أَنْ تَجِيْءَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ.

۴۷۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مرد اپنی عورت کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے انکار کرے اور نہ آئے تو اس عورت کو فرشتے صبح تک لعنت کرتے ہیں۔

فائدہ: کہا ابن ابی جمرہ نے کہا ظاہر یہ ہے کہ مراد فراش سے جماع ہے اور کنایت ان چیزوں سے کہ شرم کی جاتی ہے ان سے بہت ہیں قرآن اور حدیث میں اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لعنت خاص ہے ساتھ اس کے جب کہ یہ اس سے رات کے وقت واقع ہو واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ صبح تک اور شاید راز مؤکد ہونا اس حال کا ہے رات میں اور قوی ہونا باعث کا اوپر اس کے رات میں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو دن میں خاوند سے انکار کرنا درست ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے رات کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہ جگہ ظن کی ہے واسطے اس کے اور مسلم میں ہے کہ یہ حدیث اس لفظ سے آئی ہے کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ

کوئی مرد نہیں جو اپنی عورت کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ اس سے انکار کرے مگر کہ جو آسمان میں ہے اس پر غضبناک ہوتا ہے یعنی اللہ اور اس کے فرشتے یہاں تک کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ ان کی کوئی نیکی آسمان پر چڑھتی ہے ایک غلام بھاگا ہوا یہاں تک کہ پھر آئے اور دوسرا مست نشے سے یہاں تک کہ ہوش میں آئے تیسری عورت جس کا خاوند اس پر ناراض ہو یہاں تک کہ راضی ہو سو یہ حدیثیں مطلق ہیں رات اور دن دونوں کو شامل ہیں اور یہ جو کہا کہ وہ آنے سے انکار کرے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خاوند رات بھر غصے میں رہا اور ساتھ اس زیادتی کے باوجہ ہوگا واقع ہونا لعنت کا اس واسطے کہ اس وقت اس کی نافرمانی کا ثبوت تحقیق ہوگا برخلاف اس کے جب کہ وہ اس سے غصے نہ ہو اس واسطے کہ یہ یا تو اس واسطے ہوتا ہے کہ اس نے اس کو معذور جانا اور یا اس واسطے کہ اس نے اپنا حق چھوڑا اور یہ جو کہا کہ اس کو فرشتے صبح تک لعنت کرتے ہیں تو ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ رجوع کرے اور اس کا فائدہ زیادہ ہے اور پہلا لفظ محمول ہے غالب پر کہا مہلب نے کہ یہ حدیث واجب کرتی ہے کہ منع حقوق کا بدنوں میں ہو یا مالوں میں اس قسم سے ہے جو واجب کرتا ہے اللہ کے غضب کو مگر یہ کہ اللہ اس کو اپنی معافی سے ڈھانکے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے لعنت کرنا مسلمان گنہگار پر جب کہ ہو بطور ڈرانے کے اوپر اس کے تاکہ نہ واقع کرے فعل کو اور جب اس کو واقع کرے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دعا کی جائے واسطے اس کے ساتھ توبہ اور ہدایت کے میں کہتا ہوں کہ یہ قید نہیں مستفاد ہے اس حدیث سے بلکہ اور دلیلوں سے اور یہ جو استدلال کیا ہے مہلب نے ساتھ اس حدیث کے اوپر جواز لعن عاصی معین کے تو اس میں نظر ہے اور حق یہ ہے کہ جو لعنت کو منع کرتا ہے اس کی مراد اس کے لغوی معنی ہیں یعنی دور کرنا رحمت سے اور یہ لائق نہیں ہے کہ دعا کی جائے ساتھ اس کے اوپر مسلمان کے بلکہ طلب کی جائے واسطے اس کے توبہ اور ہدایت اور رجوع کرنا گناہ سے اور جس نے اس کو جائز رکھا ہے اس کی مراد اس کے عرفی معنی ہیں اور وہ مطلق گالی دینا ہے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ ہو ساتھ اس حیثیت کے کہ باز رہے گنہگار ساتھ اس کے اور باب کی حدیث میں تو صرف اتنا ہے کہ فرشتے یہ کرتے ہیں اور اس سے اس کا مطلق جائز ہونا لازم نہیں آتا اور اس حدیث میں ہے کہ فرشتے بد دعاء کرتے ہیں گنہگار دن پر جب تک کہ وہ گناہوں میں نہ ہوں اور یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ بندگی کرنے والوں کے واسطے دعا مانگتے ہیں جب تک کہ بندگی میں ہوں اسی طرح کہا ہے مہلب نے اور اس میں بھی نظر ہے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ کیا جو فرشتے لعنت کرتے ہیں وہ محافظ ہیں یا کوئی اور ہیں اس میں دونوں احتمال ہیں۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ بعض اس پر مؤکل ہوں اور راہ دکھاتا ہے طرف تعمیم کی قول حضرت ﷺ کا **الذی فی السماء** اگر ہوں مراد ساتھ اس کے رہنے والے اس کے اور اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کی دعا قبول ہے نیک ہو یا بد اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس سے ڈرایا اور اس میں

اشارہ ہے طرف موافقت خاوند کی اور اس کی مرضی طلب کرنا اور یہ کہ صبر کرنا مرد کا اوپر ترک جماع کے ضعیف تر ہے صبر عورت کے سے اور اس میں ہے کہ مرد پر سب تشویشوں سے زیادہ تر نکاح کی تشویش ہے اور اسی واسطے خاص کیا ہے شارع نے عورتوں کو اوپر موافق ہونے مردوں کے بیچ اس کے یا سبب بیچ اس کے رغبت دلانا ہے تناسل اور یاور راہ دکھلاتی ہیں طرف اس کی وہ حدیثیں جو اس میں وارد ہیں کما تقدم فی النکاح اور اس اشارہ ہے طرف ملازمت کے اللہ کی بندگی پر اور صبر کرنا اس کی عبادت پر بدلہ اس کی رعایت کرنے کا واسطے بندے اپنے کے اس سبب سے کہ اللہ نے نہیں چھوڑی حق اس کے سے کوئی چیز مگر کہ ٹھہرایا واسطے اس کے جو اس کے ساتھ قائم ہو یہاں تک کہ ٹھہرایا فرشتوں کو کہ لعنت کریں اس شخص کو جس پر اس کا بندہ غضبناک ہو جو منع کرے ایک شہوت کو اس کی شہوتوں میں سے پس لازم ہے بندے پر یہ کہ اپنے رب کے حقوق کو پورا دے جو اس نے اس سے طلب کیے نہیں تو کیا بدتر بدسلوکی ہے فقیر محتاج سے طرف مالدار بہت احسان کرنے والے کی ملخصا من کلام ابی جمرۃ۔ (فتح)

٤٧٩٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تَرْجِعَ.

۴۷۹۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات کاٹے عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر تو اس کو فرشتے لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ رجوع کرے طرف خاوند کی۔

بَابُ لَا تَأْذَنُ الْمَرْأَةُ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا لِأَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ.

عورت اپنے خاوند کے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت نہ دے اس کے حکم کے بغیر۔

فائدہ: مراد خاوند کے گھر سے وہ مکان ہے جس میں وہ رہتا ہو برابر ہے کہ اس کے ملک میں ہو یا نہ ہو۔

٤٧٩٦ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذَنَ فِيْ بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤَدّٰى إِلَيْهِ شَطْرُهُ وَرَوَاهُ أَبُو الزِّنَادِ أَيْضًا عَنْ مُوْسٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ

۴۷۹۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال نہیں کسی عورت کو نفل روزہ رکھنا خاوند کے ہوتے ہوئے اس کے حکم کے بغیر اور اس کے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت نہ دے مگر اس کے حکم سے اور جو خاوند کی کمائی سے بغیر اس کے حکم کے اللہ کی راہ میں دے گی تو خاوند کو اس کا آدھا ثواب ملے گا۔

هُرَيْرَةَ فِي الصَّوْمِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا خاوند ملحق ہے ساتھ اس کے سردار بہ نسبت لونڈی کے جس کی صحبت اس کو حلال ہے اور یہ جو کہا کہ بغیر اس کے حکم کے روزہ نہ رکھے یعنی رمضان کے روزوں کے سوائے اور روزوں میں اور اسی طرح بیچ غیر رمضان کے واجب ہے کہ جب تک ہو وقت اور البتہ خاص کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمہ میں جو اس باب سے پہلے گزر چکا ہے ساتھ نفل روزے کے اور شاید لیا ہے اس کو حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے جس کو عبدالرزاق نے روایت کیا ہے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ نہ روزہ رکھے عورت غیر رمضان کا اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ خاوند کے حق سے بیوی پر یہ ہے کہ نفل روزہ نہ رکھے مگر اس کی اجازت سے اور اگر روزہ رکھے تو اس کا روزہ قبول نہیں ہوتا اور دلالت کرتی ہے روایت باب کی اوپر حرام ہونے روزے مذکور کے اوپر اس کے اور یہ قول جمہور کا ہے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مہذب میں کہ ہمارے بعض ساتھی کہتے ہیں کہ مکروہ ہے اور صحیح پہلا قول ہے سو اگر بغیر اس کے حکم کے روزہ رکھے تو صحیح ہو جاتا ہے روزہ اور گنہگار ہوتی ہے وہ عورت واسطے مختلف ہونے جہت کے اور اس کا قبول ہونا نہ ہونا اللہ کی طرف ہے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور تقاضا مذہب کا نہ ہونا ثواب کا ہے اور تاکید کرتا ہے حرام ہونے کو ثابت ہونا حدیث کا ساتھ لفظ نہی کے اور وارد ہونا اس کا ساتھ لفظ خبر کے اس کو منع نہیں کرتا بلکہ وہ بلیغ تر ہے اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر مؤکد ہونے امر کے ساتھ اس کے سو ہوگا تاکد اس کا ساتھ حمل کرنے اس کے کی اوپر تحریم کے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں کہ سبب اس تحریم کا یہ ہے کہ واسطے خاوند کے حق فائدہ اٹھانے کا ہے ساتھ اس کے ہر وقت میں اور حق اس کا واجب ہے فوراً سو نہ فوت ہوگا اس سے ساتھ نفل کے اور نہ ساتھ واجب کے کہ اس کا ادا کرنا مہلت کے ساتھ ہے اور جب اس کے ساتھ فائدہ اٹھانا چاہے تو جائز ہے اور فاسد کرے روزہ اس کا اس واسطے کہ عادت مسلمانوں کی یہ ہے کہ ڈرتا ہے پھاڑنے روزے کے ساتھ فاسد کرنے کے اور نہیں شک ہے اس میں کہ یہ خلاف اولیٰ ہے اگر نہ ثابت ہو دلیل کراہت کی ہاں اگر مسافر ہو تو حدیث کا مفہوم بیچ مقید کرنے اس کے کی ساتھ شاہد کے تقاضا کرتا ہے کہ عورت کو نفل روزہ رکھنا جائز ہے جب کہ اس کا خاوند مسافر ہو پھر اگر اس نے روزہ رکھا اور روزے کے بیچ ہی اس کا خاوند آ گیا تو اس کو اس کے روزے کا توڑ ڈالنا جائز ہے بغیر کراہت کے اور غائب ہونے کے معنی نہیں ہے یہ کہ بیمار ہو ساتھ اس طور کے کہ جماع نہ کر سکتا ہو اور کہا مہلب نے کہ یہ حدیث محمول ہے نہی تنزیہی پر سو کہا کہ وہ از قسم حسن معاشرت ہے اور جائز ہے واسطے عورت کے کہ کرے فرضوں کے سوا بغیر اس کے حکم کے جو نہ ضرر کرے اس کو اور نہ منع کرے اس کو اس کی واجب چیزوں سے اور نہیں واسطے اس کے یہ کہ باطل کرے اللہ کی بندگی سے کچھ چیز جب کہ داخل ہو بیچ اس کے بغیر اس کے حکم کے اور یہ قول مہلب کا خلاف ہے ظاہر حدیث کا اور اس حدیث میں ہے کہ حق خاوند کا زیادہ موکد ہے عورت پر نفل سے اس واسطے

کہ اس کا حق واجب ہے اور واجب مقدم ہے اوپر قائم ہونے کے ساتھ نفل کے اور یہ جو کہا کہ کسی کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت نہ دے تو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اور اس کا خاوند موجود ہو بغیر اس کے حکم کے اور اس قید کا کوئی مفہوم نہیں بلکہ باعتبار غالب کے ہے نہیں تو خاوند کا غائب ہونا نہیں تقاضا کرتا اس کو کہ جائز ہے واسطے عورت کے کہ کسی کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت دے بلکہ اس وقت اس کا منع ہونا زیادہ مؤکد ہے واسطے ثابت ہونے حدیثوں کے جو وارد ہیں بیچ نہی کے اوپر ان عورتوں کے جن کا خاوند ان سے غائب ہے اور احتمال ہے کہ اس کے واسطے مفہوم ہو اور وہ یہ ہے کہ جب وہ موجود ہو تو اس کی اجازت میسر ہوتی ہے اور اگر موجود نہ ہو تو دشوار ہوتی ہے سو اگر اس پر داخل ہونے کی ضرورت پڑے تو اس کے حکم کی حاجت نہیں واسطے دشوار ہونے اس کے کی اور یہ سب متعلق ہے ساتھ داخل ہونے کے عورت پر اور بہر حال مطلق داخل ہونا گھر میں ساتھ اس طور کے کہ اجازت دے کسی شخص کو بیچ داخل ہونے کسی جگہ کے گھر کے حقوق سے جس میں وہ رہتی ہے یا اس گھر میں جو اس کے رہنے سے علیحدہ ہو تو ظاہر ہے کہ یہ بھی پہلے کے ساتھ ملحق ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ محمول ہے اس چیز پر جس کے ساتھ خاوند کی رضا مندی معلوم نہ ہو اور بہر حال اگر خاوند کی رضا مندی معلوم ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں مانند اس شخص کی کہ جاری ہو عادت اس کے ساتھ داخل کرنے مہمانوں کی اس جگہ میں کہ ان کے واسطے تیار کی ہوئی ہو برابر ہے کہ حاضر ہو یا غائب سو ان کے داخل کرنے کے واسطے خاص اجازت کی حاجت نہیں بلکہ اجازت سابق کافی ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اس کی اجازت لینا ضروری ہے اجمالا ہو یا تفصیلا اور یہ جو کہا بغیر اس کے حکم کے یعنی بغیر اس کے حکم صریح کے اور کیا رضا مندی کی علامت بھی صریح اجازت کے قائم مقام ہوتی ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے اور مراد شطر سے نصف ہے یعنی آدھا اور مراد آدھا ثواب ہے جیسا کہ دوسری روایت میں صریح آ چکا ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یعنی بغیر اس کے حکم صریح کے اس قدر معین میں اور نہیں نفی کرتا یہ وجود اجازت سابق کو جو شامل ہو اس قدر کو اور جو اس کے سوائے ہے یا صریح یا ساتھ عرف کے اور معین کرتا ہے اس تاویل کو یہ کہ ثواب کو دونوں کے درمیان آدھا آدھا ٹھہرایا اور یہ معلوم ہے کہ جب خرچ کرے عورت بغیر اس کے صریح حکم کے اور بغیر اجازت عرف کے تو اس کو اجر نہیں ہوتا بلکہ اس کو گناہ ہوتا ہے پس متعین ہوگی یہ تاویل اور جاننا چاہیے کہ یہ سب فرض کیا گیا ہے اس چیز کے حق میں جس کی مقدار تھوڑی ہو اور باعتبار عرف کے خاوند کی رضا مندی اس کے ساتھ معلوم ہو اور اگر اس پر زیادہ کرے تو جائز نہیں اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو بیوع میں گزر چکی ہے کہ جب خرچ کرے عورت اپنے گھر کے کھانے سے اس حال میں کہ نہ فاسد کرنے والی ہو سو اشارہ کیا اس کی طرف کہ اس قدر کے ساتھ خاوند کی رضا مندی عرف سے معلوم ہے اور نیز تنبیہ کی ساتھ طعام کے اوپر اس کے اس واسطے کہ سہولت کی جاتی ہے ساتھ اس کے عادت میں برخلاف نقدی کے یعنی چاندی، سونے کے بہت لوگوں کے حق میں

بہت احوال میں اور میں نے اس کا بیان زکوٰۃ میں بسط سے کیا ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ آدھا آدھا کرنے کے باب کی حدیث میں حمل کرنا ہو اس مال پر کہ دے مرد عورت کو خرچ میں سو جب خرچ کرے اس کو عورت بغیر اس کے علم کے تو اس کا ثواب دونوں کے درمیان آدھا آدھا ہوگا اس واسطے کہ وہ اصل میں مرد کی کمائی سے ہے اور اس واسطے کہ مرد کو ثواب ملتا ہے اس پر جو خرچ کرتا ہے اس کو اپنے گھر والوں پر اور ایک روایت میں تر چیز کا ذکر آیا ہے سو مراد یہ ہے کہ جو چیز ذخیرہ نہ کھا سکے اس کو خرچ کرے اور جو طعام ذخیرہ کہا سکتا ہو اس کو خرچ نہ کرے اور یہ جو کہا کہ روایت کیا ہے اس کو نیز ابو زناد نے موسیٰ سے اس نے اپنے باپ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ روایت شعیب کی ابو زناد سے اعرج سے شامل ہے تین حکموں پر اور یہ کہ واسطے ابو زناد کے بیچ ایک تین احکام کے اور وہ روزہ عورت کا ہے اور سند ہے اور اس حدیث میں حجت ہے مالکیوں پر کہ وہ کہتے ہیں کہ جائز ہے واسطے باپ کے اور اس کی مانند کے داخل ہونا عورت کے گھر میں بغیر اجازت اس کے خاوند کے اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیث سے ساتھ اس کے کہ یہ معارض ہے صلہ رحمی کو اور یہ کہ دونوں حدیثوں کے درمیان من وجہ عموم خصوص ہے پس حاجت ہے طرف مرجح کی اور ممکن ہے کہ کہا جائے بیچ جواب مالکیوں کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صلہ رحمی مستحب ہے ساتھ اس چیز کے کہ اصل اس کا مالک ہو اور دست اندازی خاوند کی گھر میں نہیں مالک ہے اس کی عورت مگر خاوند کی اجازت سے سو جس طرح کہ نہیں جائز ہے واسطے عورت کے یہ کہ سلوک کرے اپنے گھر والوں سے اپنے خاوند کے مال سے بغیر اس کے حکم کے تو اسی طرح ان کو گھر میں آنے کے واسطے اجازت دینا بھی جائز نہیں ہوگا۔ (فتح)

۴۷۹۷ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ أَخْبَرَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَآءُ.

۴۷۹۷۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بہشت کے دروازے پر کھڑا ہوا سو اس کے داخل ہونے والوں میں اکثر محتاج لوگ تھے اور دولت مند عیش والے بہشت کے داخل ہونے سے روکے گئے ہیں مگر دوزخ والوں کو دوزخ کی طرف جانے کا حکم ہوا اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا سو اچانک میں نے دیکھا کہ اس کے داخل ہونے والے اکثر عورتیں تھیں۔

فائدہ: اور مناسبت اس کی پہلے باب سے اس جہت سے ہے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ عورتیں اکثر اوقات اس نہی مذکورہ کی مرتکب ہوتی ہیں اسی واسطے اکثر دوزخی بھی ہوئیں۔

بَابُ كُفْرَانِ الْعَشِيْرِ وَهُوَ الزَّوْجُ وَهُوَ الْخَلِيْطُ مِنَ الْمُعَاشَرَةِ فِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیچ بیان کفران نعمت عشیر کے اور عشیر سے مراد خاوند ہے اور عشیر خلیط یعنی شریک کو بھی کہتے ہیں ماخوذ ہے معاشرت سے اس میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یعنی لفظ عشیر کا دو چیزوں پر بولا جاتا ہے اور مراد ساتھ عشیر کے اس جگہ خاوند ہے اور مراد ساتھ اس کے آیت میں یعنی ﴿ولبئس العشير﴾ میں مخالط ہے۔

٤٧٩٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهٗ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِّنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ

۴۷۹۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کو گہن لگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور لوگ آپ کے ساتھ تھے سو قیام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کرنا دراز یعنی بہت دیر سیدھے کھڑے رہے بقدر سورۂ بقرہ پڑھنے کے پھر رکوع کیا رکوع دراز پھر رکوع سے سر اٹھایا سو قیام کیا قیام دراز وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر رکوع کیا رکوع دراز اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا پھر کھڑے ہوئے اور قیام کیا قیام دراز اور وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر رکوع کیا رکوع دراز اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر رکوع سے سر اٹھایا سو قیام کیا قیام دراز اور وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر رکوع کیا رکوع دراز وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر رکوع سے سر اٹھایا پھر سجدہ کیا پھر نماز سے پھرے اور حالانکہ سورج روشن ہو چکا تھا پھر فرمایا کہ سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں میں سے کسی کے مرنے جینے سے ان میں گہن نہیں پڑتا سو جب تم اس کو دیکھا کرو تو اللہ کو یاد کیا کرو لوگوں نے کہا یا حضرت! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے کوئی چیز پکڑی پھر ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے، سو فرمایا کہ بے شک میں نے بہشت کو دیکھا یا فرمایا کہ مجھ کو بہشت دکھائی گئی تو میں نے اس میں سے انگور کا ایک گچھا لیا اور اگر میں اس کو

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَّلَوْ أَخَذْتُهٗ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَآءَ قَالُوْا لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيْلَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلٰى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ.

پکڑتا تو البتہ تم اس میں سے ہمیشہ کھائے جاتے جب تک کہ دنیا باقی رہتی اور میں نے دوزخ کو دیکھا سو میں نے ایسی بد شکل چیز کبھی نہیں دیکھی جیسے آج دیکھی اور میں نے اس کے رہنے والی اکثر عورتیں دیکھیں لوگوں نے کہا یا حضرت! کس سبب سے عورتیں دوزخ میں زیادہ ہوں گی؟ فرمایا کہ ان کے کفر کے سبب سے کہا گیا کہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ فرمایا کہ خاوندوں کی نعمت کا کفر کرتی ہیں اور ان کا احسان نہیں مانتیں اگر تو ان میں سے کسی کے ساتھ ہمیشہ نیکی کرتا رہے پھر وہ تجھ سے کچھ چیز دیکھے یعنی بدی تو کہتی ہے کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کسوف میں گزر چکی ہے اور قول لو احسنت الخ اس میں اشارہ ہے وجود سبب تہذیب کی اس واسطے کہ یہ سبب اس کے مانند اصرار کرنے والے کی ہے او پر کفر نعمت کے اور گناہ پر اصرار کرنا عذاب کرنے کے سبب سے ہے۔

٤٧٩٩ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِيْ رَجَآءٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَآءَ تَابَعَهٗ أَيُّوْبُ وَسَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ.

۴۷۹۹۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بہشت میں جھانکا تو میں نے اس کے اکثر لوگ محتاج دیکھے اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو اس کے اکثر لوگ عورتیں دیکھیں، متابعت کی اس کی ایوب اور اسلم نے۔

بَابُ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ قَالَهٗ أَبُوْ جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں کہ تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے کہا ہے اس کو ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٤٨٠٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ

۴۸۰۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ! کیا مجھ کو خبر نہیں ہوئی کہ تو

يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللهِ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا.

دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نماز پڑھا کرتا ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں! یا حضرت! حضرت ﷺ نے فرمایا سو ایسا نہ کیا کر سو کبھی روزہ رکھ اور کبھی نہ رکھ اور رات کو نماز پڑھ اور سویا بھی کر اس واسطے کہ تیرے بدن کا تجھ پر حق ہے اور تیری جان کا تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ جب پہلے باب میں خاوند کا حق بیوی پر ذکر کیا تو اس میں اس کے برعکس ذکر کیا اور یہ کہ نہیں لائق ہے کہ سختی کرے اپنی جان پر عبادت میں تا کہ ضعیف ہو جائے قائم ہونے سے ساتھ حق اس کے کی جماع سے اور کمائی سے اور اختلاف ہے علماء کو اس شخص کے حق میں جو اپنی بیوی کے جماع سے باز رہے اگر بغیر ضرورت کے ہو تو اس کو اس پر لازم کیا جائے یا ان کے درمیان تفریق کی جائے اور اسی طرح احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے اور مشہور نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ یہ اس پر واجب نہیں اور بعض نے کہا کہ یہ ہر چار راتوں میں ایک بار واجب ہے اور بعض نے کہا کہ ہر چار راتوں میں ایک بار اور بعض نے کہا کہ ہر طہر میں ایک بار۔ (فتح)

بَابُ الْمَرْأَةِ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا.

عورت حاکم ہے اپنے خاوند کے گھر میں۔

٤٨٠١ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهِ وَالْأَمِيْرُ رَاعٍ وَّالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهِ.

۴۸۰۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک آدمی حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا بادشاہ حاکم ہے سب ملک پر اور مرد حاکم ہے اپنے گھر والوں پر اور عورت حاکم ہے اپنے خاوند کے گھر پر اور اس کی اولاد پر سو تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احکام میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ مرد حاکم ہیں عورتوں پر بہ سبب اس کے کہ بڑائی دی ہے اللہ نے ایک کو ایک پر اللہ کے اس قول تک بے شک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا۔

فائدہ: ساری آیت کا ترجمہ یہ ہے اور بہ سبب اس کے کہ خرچ کیا ہے انہوں نے اپنے مال سے پھر جو نیک بخت عورتیں ہیں سو حکم بردار ہیں خبر داری کرتی ہیں پیٹھ پیچھے اللہ کی خبر داری سے اور جن کی بدخوئی کا تم کو ڈر ہو تو ان کو سمجھاؤ اور جدا کرو ان کو سونے میں پھر اگر تمہارا حکم مانیں تو مت تلاش کرو ان پر راہ الزام کا بے شک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا۔

فائدہ: اور ساتھ سیاق کے آیت کے ظاہر ہوتی ہے مطابقت ترجمہ کی اس واسطے کہ مراد اس جگہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اور جدا کرو ان کو سونے میں پس یہی ہے جو مطابق ہے حضرت ﷺ کے قول کو کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک مہینہ قسم کھائی اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے کہ حضرت ﷺ نے ان سے ہجرت کی اور ان سے جدا ہوئے۔ (فتح)

٤٨٠٢ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اٰلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَآئِهٖ شَهْرًا وَّقَعَدَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهٗ فَنَزَلَ لِتِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ اٰلَيْتَ عَلٰى شَهْرٍ قَالَ إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ.

۴۸۰۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں سے ایک مہینہ قسم کھائی یعنی ان سے جدا ہوئے اور اپنے ایک بالا خانے میں بیٹھے پھر انتیس دن کے بعد بالا خانے سے اترے تو کسی نے کہا کہ یا حضرت! آپ نے ایک مہینے کی قسم کھائی تھی فرمایا مہینہ کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے یعنی اور یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

فائدہ: اور قائل اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، کما تقدم اور پوشیدہ رہی ہے اسماعیلی پر وجہ مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے سو اس نے کہا نہیں ظاہر ہوا داخل ہونا اس حدیث کا اسی باب میں اور نہ تفسیر آیت کی جس کو ذکر کیا ہے۔

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآئَهٗ فِيْ غَيْرِ بُيُوْتِهِنَّ.

جدا ہونا حضرت ﷺ کا اپنی بیویوں سے ان کے گھروں کے سوائے اور جگہ میں۔

فائدہ: گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف قول اللہ تعالیٰ کے کہ ﴿واهجروهن في المضاجع﴾ نہ کہ اس کا کوئی مفہوم نہیں ہے اور یہ کہ جائز ہے جدا ہونا زیادہ اس سے جیسا کہ واقع ہوا واسطے حضرت ﷺ کے کہ آپ اپنی عورتوں سے بالا خانے میں جدا ہوئے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے، کما سیأتی۔

وَيُذْكَرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَفْعُهُ غَيْرَ أَنْ لَا تُهْجَرَ إِلَّا فِي الْبَيْتِ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ.

اور ذکر کیا جاتا ہے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بطور رفع کے لیکن نہ جدا ہو اس سے مگر گھر میں اور اول زیادہ ترصیح ہے۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا کہ روایت کیا ہے اس کو احمد اور ابو داؤد وغیرہ نے اور اس میں ہے کہ کیا حق ہے عورت کا مرد پر فرمایا اس کو کھلائے جب وہ کھائے اور اس کو پہنائے جب کہ پہنے اور نہ مارے اس کو منہ پر اور نہ اس کو برا کہے اور نہ جدا ہو اس سے مگر گھر میں اور اول یعنی انس رضی اللہ عنہ کی حدیث زیادہ ترصیح ہے اور یہ اس طرح ہے لیکن تطبیق ممکن ہے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کاری گری تقاضا کرتی ہے کہ یہ طریق صلاحیت رکھتا ہے واسطے حجت پکڑنے کے اگرچہ صحت میں اس سے کم ہے، کہا ابن منیر نے کہ مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ عورت سے جدا ہونا جائز ہے کہ ہو گھر میں اور غیر گھر میں اور یہ کہ جو حصر کہ مذکور ہے معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہیں عمل کیا گیا ہے ساتھ اس کے بلکہ گھروں کے سوائے اور جگہ میں بھی جدا ہونا جائز ہے جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اور حق یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ اختلاف احوال کے سو بہت وقت گھر میں جدا رہنا سخت تر ہوتا ہے جدا ہونے سے بیچ غیر گھر کے اور بالعکس بلکہ غالب یہ ہے کہ گھر کے سوا اور جگہ میں جدا ہونا زیادہ تر درد پہنچانے والا ہے واسطے نفوس کے اور خاص کر عورتوں کے واسطے ضعیف ہونے ان کے دل کے اور اختلاف کیا ہے تفسیر والوں نے کہ آیت میں ہجران سے کیا مراد ہے سو جمہور اس پر ہیں کہ وہ ترک کرنا دخول کا ہے اوپر ان کے اور ٹھہرنے کا نزدیک ان کے یعنی نہ ان پر داخل ہو اور نہ ان پر ٹھہرو بنا بر ظاہر آیت کے اور وہ ماخوذ ہے ہجران سے ساتھ معنی دور ہونے کے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ نہ لیٹے اور بعض نے کہا کہ لیٹے اور اس سے اپنی پیٹھ پھیرے اور بعض نے کہا کہ اس کے ساتھ جماع نہ کرے اور بعض نے کہا کہ اس سے جماع کرے لیکن اس کے ساتھ کلام نہ کرے اور بعض نے کہا کہ ان سے سخت بات کہے اور بعض سے کہا کہ ان کو گھروں میں باندھو اور مارو یہ قول طبری کا ہے۔ (فتح)

٤٨٠٣ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَفَ لَا يَدْخُلُ عَلٰى بَعْضِ أَهْلِهِ شَهْرًا فَلَمَّا مَضٰى تِسْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا

۴۸۰۳۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ اپنی بعض عورتوں پر ایک مہینہ داخل نہ ہوں سو جب انتیس دن گزر چکے تو صبح کو یا دوپہر سے پیچھے ان کے پاس گئے تو کسی نے کہا یا حضرت! آپ نے قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ ان پر داخل نہیں ہوں گے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

عَلَيْهِنَّ أَوْ رَاحَ فَقِيْلَ لَهُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ حَلَفْتَ أَنْ لَّا تَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا قَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ يَوْمًا.

٤٨٠٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ يَعْفُوْرٍ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ أَبِي الضُّحٰى فَقَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَصْبَحْنَا يَوْمًا وَّنِسَآءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْنَ عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِّنْهُنَّ أَهْلُهَا فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا هُوَ مَلْآنُ مِنَ النَّاسِ فَجَآءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَصَعِدَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ غُرْفَةٍ لَّهُ فَسَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ فَنَادَاهُ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَطَلَّقْتَ نِسَآئَكَ فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ اٰلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا فَمَكَثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلٰى نِسَآئِهِ.

۴۸۰۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن ہم نے صبح کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں روتی تھیں ان میں سے ہر عورت کے پاس اس کے گھر والے تھے سو میں مسجد کی طرف نکلا سو اچانک میں نے دیکھا کہ مسجد آدمیوں سے بھری ہے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چڑھے اور وہ اپنے بالا خانے میں تھے سو کسی نے ان کو جواب نہ دیا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سلام کیا سو کسی نے ان کو جواب نہ دیا پھر سلام کیا پھر بھی کسی نے ان کو سلام کا جواب نہ دیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پکارا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اندر داخل ہوئے سو عرض کیا کہ کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں! لیکن میں نے ان سے ایک مہینہ قسم کھائی ہے کہ ان پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انتیس دن ٹھہرے پھر اپنی عورتوں پر داخل ہوئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں مسجد کی طرف نکلا تو مسجد آدمیوں سے بھری تھی تو اس سے معلوم ہوا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس قصے میں موجود تھے اور اس کی دراز حدیث جو پہلے گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں پہچانا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس قصے کو مگر عمر رضی اللہ عنہ سے لیکن احتمال ہے کہ اس کو مجمل طور سے پہچانا ہو پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو مفصل بیان کیا جب کہ انہوں نے دو عورتوں کا حال پوچھا جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھائی کی تھی۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ضَرْبِ النِّسَآءِ وَقَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَاضْرِبُوْهُنَّ﴾ أَيْ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ.

باب ہے بیان اس چیز کے کہ مکروہ ہے مارنے عورتوں کے سے اور بیان میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے کہ ان کو مارو یعنی ایسی مار جو سخت نہ ہو یعنی مراد مارنے سے آیت میں وہ مار ہے جو سخت نہ ہو۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ ان کو مارنا مطلق مباح نہیں بلکہ بعض مار مکروہ تنزیہی ہے اور بعض مکروہ تحریمی کما سیاتی انشاء اللہ تعالی اور یہ جو کہا یعنی ایسی مار جو سخت نہ ہو تو یہ تفسیر نکالی گئی ہے حضرت ﷺ کے اس قول سے ضرب العبد کما سیاتی اور البتہ آیا ہے یہ صریح عمرو بن احوص کی حدیث میں کہ وہ حجۃ الوداع میں حضرت ﷺ کے ساتھ حاضر تھا سو ذکر کی اس نے حدیث دراز اس میں ہے کہ اگر ایسا کریں تو جدائی کرو ان سے خواب گاہوں میں اور مارو ان کو ایسی مار جو سخت نہ ہو، الحدیث روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ کی دراز حدیث میں ہے کہ اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسی مار مارو جو ان کو ہلاک نہ کر ڈالے میں کہتا ہوں پہلے گزر چکا ہے کہ منہ کو مارنا منع ہے۔ (فتح)

۴۸۰۵ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ.

۴۸۰۵۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنی عورت کو نہ مارے جیسے غلام کو مارتا ہے پھر اس سے صحبت کرے دن کے آخر میں۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں ہے جیسے لونڈی کو مارتا ہے اور ایک روایت میں ہے جیسے اونٹ کو مارتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ شاید دن کے آخر میں اس سے صحبت کرے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ادب سکھانا غلام کو ساتھ مار سخت کے اور اشارہ ہے طرف اس کے کہ عورتوں کو اس سے کم مارنا جائز ہے اور طرف اسی کے اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول اپنے کے غیر مبرح اور سیاق میں بعید جاننا وقوع دونوں امروں کا ہے یعنی ان دونوں امروں کا عاقل سے واقع ہونا بعید ہے کہ اپنی عورت کے مارنے میں مبالغہ کرے پھر اس سے صحبت کرے اسی دن یا اسی رات کے آخر میں اور صحبت اور باہم لیٹنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خوب ہوتی ہے ساتھ میل نفس کے اور رغبت کے بیچ عشرت کے اور جس کو مار پڑے وہ اکثر نفرت کرتا ہے مارنے والے سے سو واقع ہوا اشارۃ طرف برائی اس کی کے اور یہ کہ اگر مارنے کی ضرورت ہو تو چاہیے کہ تھوڑی مار مارے ساتھ اس طور کے کہ نہ حاصل ہو اس سے نفرت پوری سو نہ زیادتی کرے مار میں اور نہ زیادتی کرے تادیب میں کہا مہلب نے بیان کیا حضرت ﷺ نے ساتھ قول اپنے کے جیسے غلام کو مارتا ہے کہ غلام کی مار زیادہ ہے آزاد کی مار سے واسطے جدا جدا ہونے حالت دونوں کے اور اس واسطے کہ مارنا عورت کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مباح ہوا ہے اس سبب سے کہ اس نے اپنے خاوند کی نافرمانی کی اس چیز میں جو واجب تھی اس کے حق میں اوپر اس کے اور وارد ہوئی ہے نہی مارنے عورتوں کے سے مطلق سو احمد اور ابوداؤد اور نسائی میں عبداللہ بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ مارو اللہ کی

لونڈیوں کو یعنی عورتوں کو سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے عرض کیا کہ عورتوں نے اپنے خاوندوں پر سرکشی کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مارنے کی اجازت دی مردوں نے ان کو مارا سو بہت عورتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد گھومیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ پیغمبر کے گرد ستر عورتیں گھومیں سب اپنے خاوندوں کا گلہ کرتی ہیں یہ لوگ تم میں بہتر نہیں ہیں کہا شافعی رحمہ اللہ نے احتمال ہے کہ نہی بنا بر اختیار کے ہو اور اجازت واسطے اباحت کے ہو اور احتمال ہے کہ پہلے مارنا منع ہو پھر مارنے کی آیت اتری تو مارنے کی اجازت دی اور یہ جو فرمایا کہ جو تم میں بہت بہتر ہے وہ نہیں مارتا تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ ان کا مارنا فی الجملہ مباح ہے اور محل اس کا یہ ہے کہ مارے اس کو واسطے تادیب کے جب اس سے مکروہ چیز دیکھے اس چیز میں جو عورت پر واجب ہے کہ اگر جھڑکے وغیرہ کے ساتھ کفایت کرے تو افضل ہے اور جب تک کہ ممکن ہو پہنچا طرف غرض کے ساتھ وہم دلانے کے تو نہ عدول کیا جائے اس سے طرف فعل کے واسطے اس چیز کے کہ بیچ واقع ہونے اس کے کی ہے نفرت سے جو ضد ہے واسطے حسن معاشرت کے جو مطلوب ہے نکاح اور زوجیت میں مگر اس وقت جب کہ ہو بیچ ایسے کام کے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ متعلق ہے اور روایت کی ہے نسائی نے باب میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کبھی کسی اپنی عورت کو مارا اور نہ غلام کو اور نہ اپنے ہاتھ سے کسی کو مارا مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جب اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کی حرمت نہ رہے سو اللہ تعالیٰ کے واسطے بدلہ لیتے۔ (فتح)

بَابٌ لَّا تُطِيعُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا فِي مَعْصِيَةٍ.

عورت اپنے خاوند کا کہنا نہ مانے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں۔

فائدہ: چونکہ پہلا باب مشعر ہے ساتھ بلانے عورت کے طرف فرمانبرداری اپنے خاوند کی کے ہر چیز میں کہ اس کو مکروہ جانے تو خاص کیا اس کو ساتھ اس چیز کے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو سو اگر مرد اپنی عورت کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف بلائے تو واجب ہے اس پر کہ باز رہے سو اگر اس پر مارے تو مرد کو گناہ ہوگا۔ (فتح)

٤٨٠٦ ـ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ زَوَّجَتِ ابْنَتَهَا فَتَمَعَّطَ شَعَرُ رَأْسِهَا فَجَآءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجَهَا أَمَرَنِيْ أَنْ أَصِلَ فِيْ شَعَرِهَا فَقَالَ لَا إِنَّهُ قَدْ لُعِنَ

۴۸۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک ایک انصاری عورت نے اپنی بیٹی نکاح کر دی یعنی ایک مرد کو تو اس کے سر کے بال گر پڑے تو وہ عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو کہا کہ اس کے خاوند نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں اس کے بالوں میں اور بال جوڑوں یعنی اس کا کیا حکم ہے، درست ہے یا نہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں تحقیق شان یہ ہے کہ

الْمُوْصِلَاتُ.

لعنت کی گئیں وہ عورتیں جو دوسری عورت کے بال میں بال کو جوڑیں یا جو اپنے بال میں بال جوڑائیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباب میں آئے گی اور مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اس طور سے ہے کہ ساس کا بال جوڑنا بھی بجائے جوڑنے عورت کے ہے تو گویا کہ یہ بھی اپنے خاوند کا حکم ماننا ہے اس واسطے کہ وہ اس کے خاوند کے حکم سے اس پر آمادہ ہوئی تھی سو ایسے کام میں خاوند کی فرمانبرداری جائز نہیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کی سرکشی سے یا جی بھر جانے سے۔

فائدہ: یہ باب اور اس کی حدیث سورہ نساء کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور اس کا سیاق اس جگہ بہت پورا ہے اور میں نے ذکر کیا ہے اس جگہ سبب اترنے اس کے کا اور کس کے حق میں اتری اور جب دونوں راضی ہو جائیں اس پر کہ عورت کے واسطے باری نہیں تو کیا عورت کے واسطے جائز ہے کہ اس میں رجوع کرے؟ سو کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور علی رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہ اگر رجوع کرے یعنی اپنی باری مانگے تو لازم ہے مرد پر کہ اس کے واسطے باری تقسیم کرے اور اگر چاہے تو اس سے جدا ہو اور حسن سے روایت ہے کہ نہیں ہے واسطے عورت کے کہ قول اقرار توڑے اور یہ قیاس قول مالک کا ہے۔ (فتح)

٤٨٠٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ قَالَتْ هِيَ الْمَرْأَةُ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَا يَسْتَكْثِرُ مِنْهَا فَيُرِيْدُ طَلَاقَهَا وَيَتَزَوَّجُ غَيْرَهَا تَقُوْلُ لَهُ أَمْسِكْنِيْ وَلَا تُطَلِّقْنِيْ ثُمَّ تَزَوَّجْ غَيْرِيْ فَأَنْتَ فِيْ حِلٍّ مِّنَ النَّفَقَةِ عَلَيَّ وَالْقِسْمَةِ لِيْ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَّالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾.

۴۸۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی سرکشی یا روگردانی سے ڈرے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مراد وہ عورت ہے جو مرد کے پاس ہو کہ وہ اس سے بہت صحبت نہیں رکھتا اور ارادہ کرتا ہے کہ اس کو طلاق دے اور اس کے سوائے اور عورت سے نکاح کرے وہ کہتی ہے کہ مجھ کو اپنے پاس رہنے دے اور طلاق نہ دے اور میرے سوائے اور عورت سے نکاح کر لے میں نے تجھ کو اپنا خرچ اور اپنی باری معاف کر دی سو یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے سو نہیں گناہ ان پر کہ دونوں آپس میں صلح کریں اور صلح بہتر ہے۔

بَابُ الْعَزْلِ.

باب ہے عزل کے بیان میں۔

فائدہ: عزل یہ ہے کہ عورت سے صحبت کرے جب منی نکلنے کا وقت ہو تو عورت کی شرم گاہ سے ذکر کو باہر نکال کے

منی ڈالے۔

۴۸۰۸ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۸۰۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے۔

فائدہ: ایک روایت ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ عزل کے حکم سے پوچھے گئے تو تب انہوں نے یہ کہا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عزل کرتے تھے اور حالانکہ قرآن اترتا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عزل کرتے تھے اور قرآن اترتا تھا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا سفیان نے جب کہ اس حدیث کو روایت کیا کہ اگر حرام ہوتا تو اس میں قرآن اترتا اور یہ سفیان کا استنباط ہے اور بعض نے اس کو جابر رضی اللہ عنہ کا قول ٹھہرایا ہے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ استدلال جابر رضی اللہ عنہ کا ساتھ تقریر کے اللہ تعالیٰ سے غریب ہے اور ممکن ہے کہ استدلال کیا جائے ساتھ تقریر رسول کے لیکن یہ شرط ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جانا ہو انتہیٰ، اور کافی ہے بیچ جاننے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کو قول صحابی کا کہ اس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کیا یعنی صحابہ کا یہ کہنا کافی ہے واسطے ثابت کرنے اس بات کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جانا اور یہ مسئلہ مشہور ہے اصول میں اور حدیث کے علم میں کہ صحابی جب اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی طرف منسوب کرے تو اس کے واسطے حکم رفع کا ہے نزدیک اکثر کے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا واسطے بہت ہونے باعث ان کے اوپر پوچھنے احکام کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اگر اس کو منسوب نہ کرے تو اس کے واسطے حکم رفع کا ہے اور نزدیک ایک قوم کے اس واسطے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے تصریح کی ہے ساتھ واقع ہونے اس کے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور البتہ وارد ہوئی ہیں چند حدیثیں جن میں تصریح ہے اس کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع ہوئی اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ جس نے اس کو استنباط کیا خواہ جابر رضی اللہ عنہ ہو یا سفیان رضی اللہ عنہ ارادہ کیا ہے اس نے ساتھ اترنے قرآن کے جو پڑھا جائے عام تر اس سے کہ ہو جس کی تلاوت عبادت ہے غیر اس کا اس قسم سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی ہوتی تھی سو گویا

کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے اس کو تشریع کے زمانے میں کیا اور اگر حرام ہوتا تو ہم اس پر برقرار نہ رکھے جاتے اور نیز روایت کی ہے مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے سو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ہم کو منع نہ کیا اور مسلم کی ایک روایت میں جابر رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میری ایک لونڈی ہے میں اس سے صحبت کرتا ہوں اور میں برا جانتا ہوں کہ اس کو حمل ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عزل کر اس سے اگر تو چاہے سو جو اس کی تقدیر میں لکھا ہے اس کو ہوگا پھر کچھ دن کے بعد وہ مرد آیا سو اس نے کہا کہ لونڈی کو حمل ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھ کو خبر دی تھی سو ان طریقوں میں وہ چیا ہے جو بے پرواہ کرتی ہے استنباط سے اس واسطے کہ ایک میں تو تصریح ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع ہوئی اور دوسری میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی اگرچہ سیاق مشعر ہے کہ خلاف اولیٰ ہے۔ (فتح)

۴۸۰۹ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَّالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَصَبْنَا سَبْيًا فَكُنَّا نَعْزِلُ فَسَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَوَإِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا مَا مِنْ نَّسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ.

۴۸۰۹۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے غزوہ بنی مصطلق میں قیدی پائے یعنی کافرون کی عورتیں بندی پکڑی آئیں سو ہم عزل کیا کرتے تھے سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کرتے ہو یہ آپ نے تین بار فرمایا کوئی روح ہونے والی قیامت تک نہیں مگر کہ وہ اس جہان میں پیدا ہوگی۔

فائدہ: اور سبب عزل کا دو چیزیں ہیں ایک مکروہ جاننا اس بات کا کہ لونڈی سے اولاد پیدا ہو اور وہ یا عار ہے اس سے اور یا تا کہ نہ دشوار ہو بیع لونڈی کے جب کہ ہو ام ولد دوسرے یہ کہ حاملہ ہو وہ عورت جو صحبت کی جاتی ہو اور حالانکہ وہ دودھ پلاتی ہے سو یہ لڑکے شیر خوار کو ضرر کرے اور ایک روایت میں ہے **لا علیکم ان لا تفعلوا** تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں گناہ تم پر عزل کرنے میں یا نہیں واجب تم پر چھوڑنا اس کا اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں کوئی حرج تم پر اس کے نہ کرنے میں سو اس میں نفی حرج کی ہے عدم فعل سے پس مفہوم ہوا ثبوت حرج کا عزل کے کرنے میں اور اگر ہو مراد نفی جرح کی فعل سے تو فرماتے **لا علیکم ان تفعلوا** خلاصہ یہ ہے کہ یہ تمہارا خیال عام ہے جو روح ہونے والی ہے وہ ضرور پیدا ہوگی اور تمہاری تدبیر کچھ نہ چلے گی سو عزل کرنے میں کچھ فائدہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس روح کا پیدا ہونا مقرر کیا ہے اس کو عزل روک نہیں سکتا سو کبھی سبقت کرتی ہے منی اور عازل کو مطلق کچھ خبر نہیں ہوتی پس حاصل ہوتا ہے علوق اور لاحق ہوتا ہے اس کو ولد اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھا ہے اس کو کوئی پھیرنے والا نہیں اور اولاد کے حصول سے بھاگنا بہت اسباب کے واسطے ہوتا ہے ایک خوف علوق اس

بیوی کا جو لونڈی ہوتا کہ نہ ہو اولاد غلام یا داخل ہونا ضرر کا اوپر بچے شیر خوار کے جب کہ موطورہ دودھ پلانے والی ہو یا واسطے بھاگنے کے بہت ہونے عیال کے سے جب کہ ہو مرد تنگ گزران اور کوئی چیز ان میں سے اللہ کی تقدیر کو نہیں روک سکتی اور احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے عزل کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس پانی سے اولاد پیدا ہوگی اگر تو اس کو پتھر پر ڈالے تو البتہ اللہ اس سے اولاد نکالے اور نہیں سب صورتوں میں جن کے سبب سے عزل واقع ہوتا ہے وہ چیز کہ عزل اس میں راجح ہو سوائے پہلی صورت کے جو مسلم کی حدیث میں ہے اور وہ یہ خوف ہے کہ دودھ پلانے والی کو حمل ہو جائے اور حمل شیر خوار بچے کو ضرر کرے اس واسطے کہ وہ اس قسم سے ہے کہ تجربہ کیا گیا ہے سو اس نے غالبا ضرر کیا لیکن واقع ہوا ہے باقی حدیث میں نزدیک مسلم کہ اس سبب سے عزل کرنا فائدہ نہیں دیتا واسطے اس احتمال کے کہ واقع ہو حمل بغیر اختیار کے اور مسلم میں ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں اپنی عورت سے عزل کرتا ہوں واسطے شفقت کرنے کے اس کے بچے پر تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس طرح ہے تو نہ عزل کر نہیں ضرر کرتا یہ فارس اور روم والوں کو اور نیز عزل میں داخل کرنا ضرر کا ہے عورت پر اس واسطے کہ اس میں اس کی لذت کا فوت کرنا ہے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ حکم عزل کے کہا ابن عبدالبر نے کہ علماء کو اس میں اختلاف نہیں یعنی علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ نہ عزل کرے آزاد بیوی سے مگر اس کی اجازت سے اس واسطے کہ جماع اس کا حق ہے اور واسطے اس کے مطالبہ ہے ساتھ اس کے اور نہیں ہے جماع معروف مگر وہ چیز کہ نہ لاحق ہو اس کو عزل اور موافق ہوا ہے اس کو اجماع کے نقل کرنے میں ابن ہبیرہ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ معروف شافعیوں کے نزدیک یہ ہے کہ عورت کے واسطے جماع میں بالکل حق نہیں پھر خاص اس مسئلے میں نزدیک شافعیوں کے خلاف مشہور ہے بیچ جائز ہونے عزل کے آزاد عورت سے بغیر اس کی اجازت کے، کہا غزالی وغیرہ نے کہ جائز ہے اور یہی صحیح ہے نزدیک متاخرین کے اور حجت پکڑی ہے جمہور نے واسطے اس کے ساتھ حدیث عمر رضی اللہ عنہ کے کہ منع کیا حضرت ﷺ نے عزل آزاد عورت سے مگر اس کی اجازت سے اور اس کی سند ضعیف ہے اور وجہ دوسری واسطے شافعیہ کے جزم ہے ساتھ منع کے جب کہ باز رہے اور جب راضی ہو تو صحیح تر قول جواز ہے اور یہ سب اختلاف آزاد عورت میں ہے اور لیکن لونڈی سو اگر بیوی ہو تو وہ مرتب ہے آزاد عورت پر اگر اس میں جائز ہے تو لونڈی میں بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور اگر باز رہے تو دو وجہ ہیں صحیح تر جواز ہے واسطے پرہیز کرنے کے غلام بنانے اولاد کے سے اور اگر سریہ ہو تو ان کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے مگر ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مطلق منع ہے اور اگر لونڈی سے اولاد طلب کی گئی ہو تو اس میں راجح جواز ہے مطلق اور اتفاق ہے تینوں مذہبوں کا اس پر کہ نہ عزل کیا جائے آزاد عورت سے مگر اس کی اجازت سے اور اگر لونڈی ہو تو اس کی اجازت کے بغیر بھی عزل کرنا جائز ہے اور اختلاف ہے اس لونڈی میں جو نکاح کی گئی ہو سو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کے سردار سے

اجازت لینے کی حاجت ہے اور یہ قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور راجح نزدیک احمد کے اور ابو یوسف اور محمد نے کہا کہ اجازت اس عورت کے واسطے ہے یعنی اس کے اختیار میں ہے اور یہ ایک روایت میں ہے احمد سے اور ایک روایت اس سے یہ ہے کہ دونوں کی اجازت لے اور ایک روایت میں ہے کہ عزل موؤدخفی ہے لیکن مراد اس سے نہی تنزیہی ہے اور اختلاف بیچ علت نہی کے عزل سے کہ منع کیوں ہے سو بعض کے کہا کہ واسطے فوت کرنے حق عورت کے اور بعض نے کہا کہ واسطے معاندہ اور مقابلہ تقدیر کے اور اسی کو تقاضا کرتی ہیں اکثر حدیثیں جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں اور قول اول مبنی ہے اوپر صحیح ہونے حدیث کے جو فرق کرنے والی ہے درمیان آزاد عورت اور لونڈی کے اور کہا امام الحرمین نے کہ اگر اتفاقاً بغیر قصد کے عورت کے فرج سے باہر انزال کرے تو اس کے ساتھ نہی متعلق نہیں ہوتی اور عزل کے حکم سے نکالا جاتا ہے حکم اس عورت کا جو نطفے کے گرانے کے واسطے علاج کرے پہلے پھونکنے روح کے سو جو اس جگہ منع کرتا ہے وہ اس جگہ بطریق اولیٰ منع کرتا ہے اور جو عزل کو جائز کہتا ہے تو ممکن ہے کہ لاحق ہو ساتھ اس کے یہ اور ممکن ہے کہ فرق کیا جائے ساتھ اس طور کے کہ عمل کرنا مستحب تر ہے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے عزل میں استعمال کرنا اسباب کا اور معالجہ نطفے کے گرانے کا واقع ہوتا ہے بعد استعمال کرنے اسباب کے اور ملحق ہے ساتھ اس مسئلے کے استعمال کرنا عورت کا اس چیز کو جو بالکل حمل کو قطع کر ڈالے کہ کبھی حمل نہ ٹھہرے اور فتویٰ دیا ہے بعض متاخرین شافعیوں نے ساتھ منع کے اور وہ مشکل ہے اوپر قول ان کے کی ساتھ مباح ہونے عزل کے مطلق اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے عمدہ عورتیں عرب کی پائیں اور دراز ہوا ہم پر مجرد رہنا اور ہم نے چاہا کہ متعہ کریں اور ہم نے فداء چاہا تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے عرب لوگوں کی لونڈی غلام بنانے کو، وقد تقدم بیانہ فی العتق اور واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے مشرک عورت کی صحبت ساتھ ملک یمین کے اگرچہ اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ میں سے نہ ہو اس واسطے کہ قوم بنی مصطلق بت پرست تھی لیکن احتمال ہے کہ قید عورتیں صحبت سے پہلے مسلمان ہوگئی ہوں اور مراد فداء سے ارادہ قیمت کا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْقُرْعَةِ بَيْنَ النِّسَآءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا.

عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالنا جب کہ سفر کا ارادہ کرے۔

٤٨١٠ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَآئِهِ فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۸۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالتے سو حاصل ہوا قرعہ واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے یعنی قرعہ ان کے نام پر نکلا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب رات ہوتی تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ چلتے اس کے ساتھ بات چیت کرتے تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے

وَحَفْصَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ أَلَا تَرْكَبِيْنَ اللَّيْلَةَ بَعِيْرِيْ وَأَرْكَبُ بَعِيْرَكِ تَنْظُرِيْنَ وَأَنْظُرُ فَقَالَتْ بَلٰى فَرَكِبَتْ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ سَارَ حَتّٰى نَزَلُوْا وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلُوْا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الْإِذْخِرِ وَتَقُوْلُ يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِيْ وَلَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَقُوْلَ لَهٗ شَيْئًا .

کہا کہ کیا تو نہیں سوار ہوتی آج رات میرے اونٹ پر اور سوار ہوں میں تیرے اونٹ پر تو میرے اونٹ کو دیکھے اور میں تیرے اونٹ کو دیکھوں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیوں نہیں! سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی طرف بڑھے اور اس پر حفصہ رضی اللہ عنہا تھیں سو ان کو سلام کیا پھر چلے یہاں تک کہ اترے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گم کیا یعنی اتفاقاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا پڑیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گفتگو میسر نہ ہوئی پھر جب اترے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے دونوں پاؤں اذخر کے گھاس میں ڈالے اور کہتی تھی الٰہی! غالب کر مجھ پر کسی بچھو یا سانپ کو جو مجھ کو کاٹے اور میں اس کو کہہ نہ سکوں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بچھو مجھ کو کاٹے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے ہوں اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ نہ کہہ سکوں پس اس پر محمول ہوگا اس کا قول کہ میں آپ کو کچھ کہہ نہ سکتی یعنی میں اپنا واقعہ ان کے پاس حکایت نہ کر سکوں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اس میں معذور نہ جانتے اور میرا عذر قبول نہ کرتے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو مفہوم اس کا خاص ہونا قرعہ کا ساتھ حالت سفر کے اور نہیں اپنے عموم پر بلکہ تا کہ مقرر کرے قرعہ اس عورت کو جس کو سفر میں ساتھ لے جائے اور نیز جاری ہوتا ہے قرعہ جب کہ ارادے کرے تقسیم کا درمیان اپنے بیویوں کے سو ایسا نہ کرے کہ جس کے ساتھ چاہے شروع کرے بلکہ ان کے درمیان قرعہ ڈالے جس کے نام پر قرعہ نکلے اس سے شروع کرے مگر یہ کہ کسی چیز کے ساتھ راضی ہوں تو بغیر قرعہ کے ہی جائز ہے اور ایک روایت میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب قرعہ میرے سوائے کسی اور کے نام پر نکلتا تو آپ کے چہرے میں ناخوشی پہچانی جاتی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے قرعہ کے بیچ قسمت کے درمیان شریکوں کے اور سوائے اس کے اور مشہور مالکیوں اور حنفیوں سے یہ ہے کہ قرعہ کا اعتبار نہیں، کہا عیاض نے یہی مشہور ہے مالک رحمہ اللہ اور اس کے ساتھیوں سے اس واسطے کہ وہ از قسم جوا ہے اور حنفیوں سے اس کی اجازت بھی محکی ہے اور البتہ کہا ہے انہوں نے باب کے مسئلے میں اور حجت پکڑی ہے جو منع کرتا ہے مالکیوں میں سے کہ بعض عورتیں زیادہ فائدہ پہنچانے والی ہیں سفر میں بعض سے سو اگر قرعہ اس عورت کے نام پر نکلے جس میں نفع نہیں تو مرد کے حال کو ضرر کرے اور اسی طرح بالعکس بعض عورتیں خانہ داری میں زیادہ ہوشیار ہوتی ہیں بعض سے اور طارت کے معنی ہیں حاصل ہوا اور

جنائز میں گزر چکا ہے قول ام العلاء کا طار لنا عثمان بن مظعون یعنی حاصل ہوا ہمارے حصے میں مہاجرین میں سے عثمان رضی اللہ عنہ اور یہ جو کہا کہ جب رات ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ملتے اس کے ساتھ گفتگو کرتے تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے مہلب نے اس پر کہ نوبت ٹھہرانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب نہ تھا اور نہیں ہے دلالت بیچ اس کے اس واسطے کہ وطن میں نوبت ٹھہرانے کی جگہ رات ہے اور سفر میں اترنے کا وقت ہے اور بہر حال چلنے کا وقت سو وہ اس قسم سے نہیں نہ رات کو نہ دن کو اور ابوداؤد نے اور بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ کم دن مگر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب پر گھومتے سو بوسہ لیتے اور بدن سے بدن لگاتے سوائے جماع کے پھر جب نوبت والی کے پاس آتے تو اس کے پاس رات کاٹتے اور یہ جو کہا کہ کیا تو میرے اونٹ پر سوار نہیں ہوتی الخ، تو گویا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا کہنا قبول کیا واسطے اس چیز کے کہ شوق دلایا اس کو حفصہ رضی اللہ عنہا طرف اس کے دیکھنے اس چیز کے سے کہ وہ نہ دیکھتی تھیں اور یہ مشعر ہے کہ وہ دونوں چلتے وقت پاس پاس نہ چلتی تھیں بلکہ ہر ایک دونوں میں سے ایک طرف ہوتی جیسے کہ عادت ہے کہ سفر میں قطاریں باندھ کر چلتے ہیں نہیں تو اگر دونوں اکٹھی ہوتیں تو نہ خاص ہوتی ایک دونوں میں سے ساتھ دیکھنے اس چیز کے کہ اس کو دوسری نہ دیکھتی تھی اور احتمال ہے کہ دیکھنے سے مراد اونٹ کی چال ہو یعنی میں دیکھوں کہ تیرا اونٹ کیسا چلتا ہے اور میرا کیسا چلتا ہے اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو سلام کیا تو حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کلام کی اور احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کا الہام ہوا ہو یا اتفاقاً واقع ہوا ہو اور احتمال ہے کہ کلام کیا ہو اور منقول نہ ہوا ہو اور یہ جو کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دونوں پاؤں کو گھاس میں ڈالا تو شاید اس نے جب پہچانا کہ یہ قصور میرا ہے کہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا کہنا قبول کیا تو اس قصور پر اپنی جان کو ملامت کی اور اذخر ایک گھاس ہے اس میں اکثر سانپ بچھو وغیرہ کاٹنے والے کیڑے ہوتے ہیں، کہا داؤدی نے کہ احتمال ہے کہ ہو باہم چلنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا رات میں اس واسطے غالب ہوئی اس پر حیرت اور اپنی جان پر موت کے ساتھ بددعا کی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ لازم آتا ہے اس سے کہ واجب ہو نوبت مقرر کرنی باہم چلنے میں اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ اگر اس طرح ہوتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو باہم چلنے کے ساتھ خاص نہ کرتے سوائے حفصہ رضی اللہ عنہا کے تا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا اس حیلے کی محتاج ہوئیں اور نہیں باوجہ ہے قسم چلنے کی حالت میں مگر جب کہ ہو خلوت نہ حاصل ہوتی مگر بیچ اس کے ساتھ اس طور کے کہ اس کے ساتھ کجاوے میں سوار ہو اور اترنے کے وقت خیمے میں سب جمع ہوتے ہیں سو اس وقت نوبت کی جگہ سیر ہوگا نہ باہم چلنا اور یہ سب مبنی ہے اس پر کہ نوبت مقرر کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھا اور یہی ہے جس پر اکثر حدیثیں دلالت کرتی ہیں اور تائید کرتا ہے قول قرعہ ڈالنے کی یہ کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ سفر کی مدت حساب میں نہیں آتی اور جو عورت گھر میں مقیم ہو اس کو مجرا نہیں دی جاتی بلکہ جب سفر سے پھرے تو آئندہ کے واسطے از سر نو باری شروع کرے اور اگر کسی کو بغیر

قرعہ کے اپنے ساتھ لے جائے اور بعض کو نوبت میں مقدم کرے تو اس سے لازم آتا ہے کہ جب پھرے تو پچھلی تو اس کا حق پورا دے اور البتہ نقل کیا ہے ابن منذر نے اجماع کو اس پر کہ واجب نہیں پس ظاہر ہوا کہ قرعہ کے واسطے فائدہ ہے اور وہ یہ کہ نہ اختیار کرے بعض عورتوں کو ساتھ خواہش کے مترتب ہوتا ہے اس پر ترک کرنا عدل کا درمیان ان کے اور کہا شافعی نے قدیم قول میں کہ اگر مسافر پچھلی کے واسطے نوبت تقسیم کرتا تو قرعہ کے کوئی معنی نہ تھے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ دن خالص اس کے واسطے ہوں جس کا نام قرعہ میں نکلا اور پوشیدہ ہے کہ محل اطلاق کا بیچ ترک کرنے قضاء کے سفر میں ہے تب تک ہے جب تک نام سفر کا موجود ہو سو اگر سفر کرے کسی شہر کی طرف اور اس میں بہت زمانہ ٹھہرے پھر سفر کرے تو پلٹتا تو لازم ہے اس پر قضاء کرنا مدت اقامت کا اور رجوع کی مدت میں شافعیہ کو اختلاف ہے اور معنی بیچ ساقط ہونے قضاء کے یہ ہیں کہ جتنی اس عورت نے خاوند کی صحبت پائی ہے اتنی سفر کی مصیبت اور مشقت بھگتی ہے اور جو عورت گھر میں مقیم ہے وہ دونوں امروں میں اس کے برعکس ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمَرْأَةِ تَهَبُ يَوْمَهَا مِنْ زَوْجِهَا لِضَرَّتِهَا وَكَيْفَ يَقْسِمُ ذٰلِكَ.

عورت اپنی نوبت کا دن اپنے خاوند سے اپنی سوکن کو بخشے اور کس طرح نوبت مقرر کرے یعنی کس طرح باری مقرر کرے؟۔

فائدہ: من متعلق ہے ساتھ یومہا کے نہ ساتھ تھب کے یعنی اپنا دن اس کے ساتھ خاص ہے کہا علماء نے کہ جب عورت اپنی باری کا دن اپنی سوکن کو بخش دے تو خاوند اس کے واسطے اس کی باری کا دن بانٹے سو اگر اس کی باری کے ساتھ متصل ہو تو باری کے ساتھ بانٹے نہیں تو نہ مقدم کرے اس کو اس کے رتبے سے نوبت بانٹنے میں مگر باقی عورتوں کی رضامندی سے اور انہوں نے کہا کہ جب وہ اپنی نوبت کا دن اپنی سوکن کو بخش دے پھر اگر خاوند قبول کر لے تو نہیں ہے واسطے موہوبہ کے کہ باز رہے اور اگر نہ قبول کرے تو اس کو اس پر جبر نہ کیا جائے اور جب اپنی نوبت کا دن اپنے خاوند کو بخشے اور سوکن کا نام نہ لے تو کیا خاوند کو جائز ہے کہ ایک کو خاص کرے اگر اس کے پاس دو یا زیادہ عورتیں ہو یا اس کو باقی عورتوں کے درمیان بانٹے اور جائز ہے واسطے بخشنے والی کے سب احوال میں رجوع کرنا اس سے جب چاہے لیکن آئندہ زمانے میں نہ ماضی میں۔ (فتح)

٤٨١١ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ بِيَوْمِهَا وَيَوْمِ سَوْدَةَ.

۴۸۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی نوبت کا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا یعنی واسطے چاہنے رضامندی حضرت ﷺ کے سو حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے دو دن بانٹتے تھے ایک دن اس کا اور ایک دن سودہ رضی اللہ عنہا کا۔

فائدہ: سودہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میں تھے یعنی ہجرت سے پہلے اس سے نکاح کیا تھا بعد فوت ہونے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اور دخول کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے اور ہجرت کی سودہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ آپ کے اور ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بعد اس سے نکاح کیا تھا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ عقد کیا اس پر بعد اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عقد کیا اور بہر حال داخل ہونا او پر اس کے سو عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہونے سے بالاتفاق پہلے تھا اور اس کا سبب یہ ہے جو ابوداؤد کی روایت میں آیا ہے کہ جب سودہ رضی اللہ عنہا بوڑھی ہوئی اور ڈریں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو طلاق دیں تو کہا کہ یا حضرت! میں اپنا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخشتی ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کیا سو اس کے اور اس کی مانند عورتوں کے حق میں یہ آیت اتری ﴿وان امرأة خافت من بعلها نشوزا﴾ الآیۃ اور ایک روایت میں ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا مجھ کو مرد کی حاجت نہیں لیکن میں چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن آپ کی بیویوں کے ساتھ اٹھائی جاؤں۔ (فتح)

بَابُ الْعَدْلِ بَيْنَ النِّسَآءِ ﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا أَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَاسِعًا حَكِيْمًا﴾.

عورتوں کے درمیان انصاف کرنا اور تم سے کبھی نہیں ہو سکے گا کہ عورتوں کے درمیان انصاف کرو واسعا حکیما تک۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر کرنے آیت کے طرف اس کے کہ آیت میں نفی عدل کی ہے جو ہر وجہ سے ہو اور ساتھ حدیث کے طرف اس کے کہ مراد ساتھ عدل کے ان کے درمیان برابری کرنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ ہر ایک کے ان میں سے سو جب پورا دے ہر ایک کو ان میں سے کپڑا ان کا اور خرچ ان کا اور ٹھکانا پکڑنے کو طرف اس کے تو نہیں ضرر کرتا جو اس پر زیادہ ہو ان کی محبت سے یا احسان سے ساتھ تحفہ کے اور ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں کے درمیان نوبت بانٹتے سو عدل کرتے اور فرماتے الٰہی! یہ میری تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں سو نہ ملامت کر مجھ کو اس میں جس کا میں مالک نہیں ترمذی نے کہا کہ مراد محبت ہے اور ساتھ اسی کے تفسیر کیا ہے اس کو اہل علم نے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ.

جب نکاح کرے کنواری سے شوہر دیدہ پر تو کس طرح کرے؟

٤٨١٢ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُوْلَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ قَالَ السُّنَّةُ إِذَا

۴۸۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں چاہوں تو کہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن کہا سنت ہے کہ جب کنواری سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن رہے اور جب شوہر دیدہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن رہے۔

تَزَوَّجَ الْبِكْرَ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا.

بَابُ إِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ.

جب نکاح کرے شوہر دیدہ سے کنواری پر تو کس طرح کرے؟۔

٤٨١٣ ـ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَخَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَقَسَمَ وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَسَمَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ إِنَّ أَنَسًا رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۸۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نکاح کرے مرد کنواری عورت سے شوہر دیدہ پر تو اس کے پاس سات دن رہے پھر اس کے بعد نوبت تقسیم کرے اور جب نکاح کرے شوہر دیدہ سے کنواری پر تو اس کے پاس تین دن رہے پھر نوبت بانٹے کہا ابو قلابہ نے اگر میں چاہوں تو کہوں کہ انس رضی اللہ عنہ نے اس کو مرفوع کیا ہے یعنی اگر میں اس کے مرفوع ہونے کے ساتھ تصریح کرتا تو اس میں سچا ہوتا اور ہوتی روایت بالمعنی اور یہ اس کے نزدیک جائز ہے لیکن اس نے دیکھا کہ محافظت لفظ پر اولیٰ ہے یا اس نے گمان کیا کہ اس نے اس کو انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع سنا ہے لیکن بوجہ تقویٰ کے اس سے پرہیز کیا۔

وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ وَخَالِدٍ قَالَ خَالِدٌ وَلَوْ شِئْتُ قُلْتُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کہا خالد نے کہ اگر میں چاہوں تو کہوں انس رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کیا ہے۔

فائدہ: شاید مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ بیان کرے کہ روایت سفیان ثوری سے مختلف ہے بیچ منسوب ہونے اس قول کے کہ کیا وہ ابوقلابہ کا قول ہے یا خالد کا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ زیادتی خالد کی روایت میں ابوقلابہ سے ہے سوائے روایت ایوب کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عدل خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ واسطے اس کے بیوی ہو پہلے جدید عورت سے کہا ابن عبدالبر نے کہ جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ یہ حق ہے واسطے عورت کے بسبب زفاف کے برابر ہے کہ آگے اس کے پاس بیوی ہو یا نہ ہو حکایت کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے کہ مستحب ہے جب کہ اس کے پاس اس کے سوائے کوئی بیوی نہ ہو نہیں تو واجب ہے اور اختیار کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے کہ کوئی فرق نہیں اور اطلاق شافعی رحمہ اللہ کا اس کو قوی کرتا ہے اور راجح قول جمہور کا ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا باب کی حدیث میں ثم

قسم اس واسطے کہ نوبت بانٹنا نہیں ہوتا مگر واسطے اس کے جس کی آگے اور بیوی ہو اور اس میں حجت ہے کوفیوں پر کہ وہ کہتے ہیں کہ کنواری اور شوہر دیدہ برابر ہیں تین دن میں یعنی سب کے پاس تین تین دن رہے تین دن سے زیادہ نہ رہے اور حجت ہے اوزاعی پر کہ وہ کہتا ہے کہ کنواری کے واسطے تین دن ہیں اور شوہر دیدہ کے واسطے دو دن ہیں اور خاص کیا ہے باب کی حدیث کے عموم سے جب کہ ارادہ کرے شوہر دیدہ کہ اس کے پاس پورے سات دن رہے اس واسطے کہ اگر خاوند اس کا کہنا قبول کرے تو ساقط ہوتا ہے حق عورت کا تین دن سے یعنی تین دن اس کے واسطے خاص تھے وہ بھی اس کے باطل ہوئے واسطے اس حدیث کے کہ روایت کیا ہے مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس سے نکاح کیا تو اس کے پاس تین دن رہے اور فرمایا کہ البتہ تیرے خاوند پر کچھ تیری خواری اور بے قدری نہیں سو اگر تو چاہے تو سات دن تیرے پاس رہوں اور اگر تیرے پاس سات دن رہوں گا تو اور بیویوں کے پاس بھی سات دن رہوں گا اور ایک روایت میں ہے کہ اگر تو چاہے تو تین دن تیرے پاس رہوں پھر گھوموں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ تین دن رہیں اور یہی قول ہے اکثر کا کہ اگر عورت سات دن اختیار کرے تو سب کو قضاء کرے اور اگر بغیر اس کے اختیار کے رہے تو چار دن جو زیادہ ہیں ان کو قضاء کرے۔

تنبیہ: مکروہ ہے یہ کہ تاخیر کرے سات دن میں یا تین دن میں جماعت کی نماز سے اور تمام نیکی کے عملوں سے جن کو کرتا تھا کہا ہے یہ شافعی رحمہ اللہ نے اور کہا رافعی نے یہ دن میں ہے رات میں نہیں اس واسطے کہ نفل کے واسطے واجب نہیں چھوڑا جاتا اور ہمارے اصحاب نے کہا کہ اگر تو جماعت کی طرف نکلے تو سب کی باریوں میں نکلے نہیں تو بالکل نہ نکلے اور کہتے ہیں کہ یہ عذر ہے واسطے چھوڑنے جماعت کے اور واجب ہے موالاۃ سات میں یا تین یعنی پے در پے رہے بیچ میں کوئی دن نہ چھوڑے اور اگر فرق کرے تو نہیں حساب کیا جائے گا راجح قول پر یعنی جو دن کہ اس کے پاس رہا وہ محسوب نہیں ہوگا پھر از سر نو سارے دن پورے کرے اور نہیں فرق ہے درمیان آزاد عورت اور لونڈی کے اور بعض نے کہا کہ لونڈی کے واسطے آدھا آزاد کا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ طَافَ عَلٰی نِسَآئِهٖ فِیْ غُسْلٍ وَّاحِدٍ.

جو اپنی سب عورتوں پر گھومے ایک غسل میں۔

٤٨١٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰی نِسَآئِهٖ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهٗ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ.

۴۸۱۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں اپنی سب بیویوں پر گھومتے تھے یعنی ان سے صحبت کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دن نو بیویاں تھیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الغسل میں گزر چکی ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ نوبت بانٹنا حضرت ﷺ پر واجب نہ تھا اور نقل کیا ہے ابن عربی نے کہ عصر کے بعد ایک گھڑی تھی اس میں تقسیم حضرت ﷺ پر واجب نہ تھی اور رد کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا کہ آپ اپنی عورتوں پر ایک رات میں گھومتے تھے اور ذکر کیا ہے عیاض نے شفا میں کہ حضرت ﷺ جو ایک رات میں اپنی سب بیویوں پر گھومتے تھے تو حکمت اس میں یہ ہے کہ وہ ان کے احصان کرنے کے واسطے تھا اور شاید ارادہ کیا ہے اس نے نہ جھانکنے ان کے کا واسطے نکاح کرنے کے اس واسطے کہ احصان کے معنی ہیں اسلام اور آزاد ہونا اور عفت اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ تھا یہ واسطے ارادے عدل کے درمیان ان کے اگرچہ یہ واجب نہیں ، **كما تقدم شي من ذلك** اور جو تعلیل اس نے ذکر کیا ہے اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کے بعد ان کو دوسرا نکاح کرنا حرام ہے اور ان میں سے بعض بیوی حضرت ﷺ کے بعد پچاس برس تک زندہ رہی۔ (فتح)

بَابُ دُخُولِ الرَّجُلِ عَلٰى نِسَآئِهٖ فِي الْيَوْمِ.

داخل ہونا مرد کا اپنی عورتوں پر دن میں۔

٤٨١٥ ـ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلٰى نِسَآئِهٖ فَيَدْنُوْ مِنْ إِحْدَاهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحْتَبِسُ.

۴۸۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب عصر کی نماز سے پھرتے تو اپنی عورتوں پر داخل ہوتے سو ان میں سے ہر ایک کے قریب ہوتے یعنی بغیر جماع کے سو حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو رکے رہے زیادہ معمولی رکنے سے۔

بَابُ إِذَا اسْتَأْذَنَ الرَّجُلُ نِسَآئَهٗ فِيْ أَنْ يُمَرَّضَ فِيْ بَيْتِ بَعْضِهِنَّ فَأَذِنَّ لَهٗ.

جب اجازت مانگے مرد اپنی عورتوں سے اس کی کہ بیمار داری کیا جائے یعنی خدمت کیا جائے اپنی بیماری میں ان میں سے بعض کے گھر میں اور وہ اس کو اجازت دیں تو ان کی نوبت ساقط ہو جاتی ہے۔

٤٨١٦ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْأَلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ أَيْنَ أَنَا

۴۸۱۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنی مرض الموت میں پوچھتے تھے کہ میں کل کہاں ہوں گا میں کل کہاں ہوں گا مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی نوبت کا دن تھا یعنی اس کی باری کب ہے سو آپ کی بیویوں نے آپ کو اجازت دی کہ رہیں جس جگہ چاہیں سو حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر

غَدًا أَيْنَ أَنَا غَدًا يُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَأَذِنَ لَهُ أَزْوَاجُهُ يَكُوْنُ حَيْثُ شَآءَ فَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ كَانَ يَدُوْرُ عَلَيَّ فِيْهِ فِيْ بَيْتِيْ فَقَبَضَهُ اللّٰهُ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَبَيْنَ نَحْرِيْ وَسَحْرِيْ وَخَالَطَ رِيْقُهُ رِيْقِيْ.

میں رہے یہاں تک کہ اس کے نزدیک فوت ہوئے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوفوت ہوئے اس دن جس میں مجھ پر گھومتے تھے یعنی میری باری کے دن میں میرے گھر میں سو اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کی اور بے شک آپ کا سر میرے سینے اور ہنسلی کے درمیان تھا اور آپ کی تھوک مبارک میری تھوک سے ملی۔

فائدہ: اورغرض اس سے یہ ہے کہ ان کی نوبت ان کی اجازت سے ساقط ہو جاتی ہے سو گویا کہ انہوں نے اپنا دن بخش دیا اس عورت کو جس کے گھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور بعض طریقوں میں اس کی تصریح آ چکی ہے۔

بَابُ حُبِّ الرَّجُلِ بَعْضَ نِسَآئِهِ أَفْضَلَ مِنْ بَعْضٍ.

اگر مرد اپنی بعض بیوی کے ساتھ بعض سے زیادہ محبت رکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

٤٨١٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ فَقَالَ يَا بُنَيَّةِ لَا يَغُرَّنَّكِ هٰذِهِ الَّتِيْ أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَقَصَصْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ.

۴۸۱۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ وہ حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو کہا اے بیٹی نہ فریب دے تجھ کو یہ عورت جس کو اپنی خوبصورتی خوش لگی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے محبت رکھنا یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا سو میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور مسکرائے۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يَنَلْ وَمَا يُنْهٰى مِنَ افْتِخَارِ الضَّرَّةِ.

اپنے آپ کو آراستہ کرنے والا ساتھ اس چیز کے جو نہیں ملی یعنی خلاف نمائی کرنے والا اور منع ہے فخر کرنے سوکن کے سے۔

٤٨١٨ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۸۱۸۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا یا حضرت! میری ایک سوکن ہے سو کیا مجھ پر اس بات میں کچھ گناہ ہے کہ میں کہوں کہ میرے خاوند نے مجھ کو دی ہے جو

ح حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ هِشَامٍ حَدَّثَتْنِیْ فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَآءَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِیْ ضَرَّةً فَهَلْ عَلَیَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِیْ غَیْرَ الَّذِیْ یُعْطِیْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ یُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ.

چیز درحقیقت نہیں دی یعنی اپنے خاوند کی طرف سے اس چیز کا دینا ظاہر کروں جو حقیقت میں اس نے نہیں دی یعنی تا کہ سوکن جلے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ ملی چیز سے اپنے آپ کو آسودہ دکھلانے والا جیسے مکر کا جوڑا پہننے والا یعنی یہ صاف مکاری اور خلاف نمائی ہے یہ ہرگز درست نہیں کہ ظاہر میں کچھ اور باطن میں کچھ اور۔

فائدہ: اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو ابو عبید نے اس حدیث کی تفسیر میں بیان کی ہے کہ متشبع سے مراد زینت کرنے والا ساتھ اس چیز کے جو اس کے پاس نہیں اپنے آپ کو آسودہ دکھلانے والا اور زینت کرنے والا ساتھ باطل کے مثل عورت کے ہے کہ مرد کے پاس ہو اور اس کے واسطے سوکنیں ہوں سو وہ ظاہر کرے کہ مجھ کو خاوند سے یہ چیز ملی اور درحقیقت نہ ملی ہو مراد اس کی سوکن کا جلانا ہو اور بہر حال قول اس کا کلابس ثوبی زور تو وہ ایک مرد ہے کہ پہنتا ہے کپڑے جو مشابہ ہوتے ہیں زاہدوں کے کپڑوں کے لوگوں کو وہم دلاتا ہے کہ وہ ان میں سے ہے اور مراد ساتھ اس کے نفس مرد کا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد جھوٹے گواہ ہیں کہ عمدہ کپڑے پہن کر گواہی دیتے ہیں تو کپڑوں کی خوبی سے اس کی گواہی قبول ہوتی ہے اور پہلے معنی لائق تر ہیں کہا ابن تین نے کہ وہ یہ ہے کہ پہلے کپڑے امانت یا عاریت کے گمان کریں لوگ کہ یہ خود اس کے اپنے کپڑے ہیں اور وہ ہمیشہ نہیں رہتے اور رسوا ہوتا ہے اپنے جھوٹ سے اور مراد ساتھ اس کے نفرت دلانا عورت کا ہے اس چیز سے کہ ذکر کی واسطے خوف فساد کے درمیان اپنے خاوند کے اور سوکن کے، اور ان کے درمیان عداوت کو پیدا کرے سو ہو جائے مانند جادو کے جو جدائی کرتا ہے درمیان مرد کے اور اس کی بیوی کے اور کہا زمخشری نے کہ متشبع کے معنی ہیں کہ اپنے آپ کو دکھلاتا ہے کہ اس کا پیٹ بھرا ہے اور حالانکہ اس کا پیٹ بھرا نہیں اور استعارہ کیا گیا واسطے متزین ہونے کے ساتھ فضیلت کے جو اس کو نہیں ملی اور تشبیہ دی ساتھ اس کے جو مکر کے کپڑے پہنے یعنی مکار کے اور وہ شخص وہ ہے جو اپنے آپ کو نیکیوں کی شکل بنائے اور اپنے آپ کو نیکیوں کی صورت میں دکھلائے واسطے ریا کے اور منسوب کیا دونوں کپڑوں کو طرف اس کی اس واسطے کہ وہ مانند ملبوس کے ہیں اور ارادہ کیا ہے ساتھ تشبیہ کے زینت کرنے والا ساتھ اس چیز کے جو اس میں نہیں مانند اس شخص کے ہے جو مکر کے دو کپڑے پہنے ایک کی چادر بنا دے ایک کا تہ بند پس اشارہ ساتھ تہہ بند اور چادر کے طرف اس کے ہے کہ وہ سر سے پاؤں تک مکر کے ساتھ متصف ہے اور احتمال ہے کہ ہو تثنیہ اشارہ طرف اس کے کہ حاصل ہوئی ہیں واسطے متشبع کے دو حالتیں مذموم ایک نہ ہونا اس چیز کا جس کے ساتھ اپنے آپ کو آسودہ دکھلاتا ہے دوسرا باطل کا ظاہر کرنا اور بعض

نے کہا کہ وہ شخص وہ ہے جو اپنے آپ کو دکھلاتا ہے کہ وہ سیر ہے اور حالانکہ وہ اس طرح نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ الْغَيْرَةِ. باب ہے غیرت کے بیان میں۔

فائدہ: کہا عیاض وغیرہ نے کہ وہ مشتق ہے دل کے بدلنے سے اور غضب کے جوش مارنے سے بسبب مشارکت کے اس چیز میں کہ اس کے ساتھ خاص ہوتا ہے اور سخت تر غیرت میاں بیوی کی درمیان ہوتی ہے یہ تو آدمی کے حق میں ہے اور بہر حال اللہ تعالیٰ کے حق میں سو یہ خوب تر یہ ہے کہ تفسیر کیا جائے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ تفسیر کی گئی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو آئندہ آتی ہے اور وہ قول اس کا کہ غیرت اللہ تعالیٰ کی یہ ہے کہ کرے ایماندار وہ چیز جو حرام کی ہے اللہ تعالیٰ نے اوپر اس کے اور کہا عیاض نے احتمال ہے کہ ہو غیرت اللہ تعالیٰ کے حق میں اشارہ طرف تفسیر حال فاعل اس کے کی اور بعض نے کہا کہ غیرت دراصل حمیت اور عار ہے اور یہ تفسیر ہے ساتھ لازم تغیر کے پس رجوع کرے گا طرف غضب کے اور البتہ منسوب کیا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں غضب اور رضا طرف نفس اپنے کے اور کہا ابن عربی نے کہ تغیر محال ہے اللہ تعالیٰ پر ساتھ دلالت قطعی کے پس لازم ہے تاویل اس کی ساتھ لازم کے مانند وعید کے اور واقع کرنے عقوبت کے ساتھ فاعل کے اور سب آدمیوں میں زیادہ غیرت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھی اسی واسطے غیرت کرتے تھے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور اس کے دین اور اپنی جان کے واسطے کسی سے بدلہ نہ لیتے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ وَرَّادٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَّعَ امْرَأَتِيْ لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّيْ.

کہا وراد نے مغیرہ سے کہ کہا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہ اگر میں کسی مرد کو اپنی عورت کے ساتھ دیکھوں تو اس کو تلوار سے مار ڈالوں نہ مارنے والا اس کو اس کی چوڑائی سے واسطے ڈرانے اور جھڑکنے کے بلکہ مارنے والا اس کو اس کی دھار اور تیزی سے واسطے قتل کرنے کے یا نہ گزر کرنے والا اس سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم تعجب نہیں کرتے سعد رضی اللہ عنہ کی غیرت سے البتہ میں اس سے زیادہ تر غیرت کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ تر غیرت کرنے والا ہے۔

فائدہ: مسلم میں روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو پاؤں تو اس کو مہلت دوں یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اور حاکم نے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت اتری ﴿والذین یرمون المحصنات﴾ الآیۃ تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا اس طرح اتری سو اگر میں کسی مرد کو اپنی عورت کے ساتھ پاؤں تو اس کو نہ بلاؤں یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں سو قسم ہے اللہ کی جب تک میں چار گواہ لاؤں

تب تک وہ اپنی حاجت پوری کر لے گا حضرت ﷺ نے فرمایا اے گروہ انصار کے کیا تم نہیں سنتے جو تمہارا سردار کہتا ہے اصحاب نے کہا یا حضرت! اس کو ملامت نہ کیجیے اس واسطے کہ یہ مرد بڑا غیرت کرنے والا ہے اس نے کبھی کوئی عورت نکاح نہیں کی مگر کنواری اور نہ کسی کو طلاق دی کہ کوئی مرد ہم میں سے اس کے نکاح کی جرأت کرے اس کے سخت غیرت کے سبب سے سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! قسم ہے اللہ کی البتہ میں جانتا ہوں کہ وہ حق ہے اور وہ اللہ کے نزدیک ہے لیکن میں تعجب کرتا ہوں کہ گواہوں کے لانے تک وہ اپنی حاجت پوری کر لے۔ (فتح)

٤٨١٩ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ.

۴۸۱۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ تر کوئی شخص غیرت کرنے والا نہیں اور اسی سبب سے اس نے بے حیائی کے سب کام منع کیے اور اور اللہ سے زیادہ تر کوئی نہیں جس کو اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو۔

٤٨٢٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَرٰى عَبْدَهُ أَوْ أَمَتَهُ تَزْنِي يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا.

۴۸۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ کی امت! اللہ تعالیٰ سے زیادہ تر غیرت کرنے والا کوئی شخص نہیں یہ کہ اپنے غلام یا لونڈی کو زنا کرتے دیکھے اے محمد ﷺ کی امت! اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ رویا کرتے بہت اور ہنستے تھوڑا۔

فائدہ: اس کی شرح کسوف میں گزر چکی ہے۔

٤٨٢١ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ أَسْمَاءَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا شَيْءَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ.

۴۸۲۱۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے زیادہ تر غیرت کرنے والی نہیں۔

٤٨٢٢ ـ وَعَنْ يَحْيٰى أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى

۴۸۲۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ أَنْ يَّأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ.

اور اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ کرے ایماندار جو چیز اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کی ہے۔

٤٨٢٣ ـ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَا لَهُ فِي الْأَرْضِ مِنْ مَّالٍ وَّلَا مَمْلُوْكٍ وَّلَا شَيْءٍ غَيْرَ نَاضِحٍ وَّغَيْرَ فَرَسِهِ فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهُ وَأَسْتَقِي الْمَآءَ وَأَخْرِزُ غَرْبَهُ وَأَعْجِنُ وَلَمْ أَكُنْ أُحْسِنُ أَخْبِزُ وَكَانَ يَخْبِزُ جَارَاتٌ لِّيْ مِنَ الْأَنْصَارِ وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ وَّكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوٰى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِيْ أَقْطَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَأْسِيْ وَهِيَ مِنِّيْ عَلٰى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ فَجِئْتُ يَوْمًا وَّالنَّوٰى عَلٰى رَأْسِيْ فَلَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَدَعَانِيْ ثُمَّ قَالَ إِخْ إِخْ لِيَحْمِلَنِيْ خَلْفَهُ فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسِيْرَ مَعَ الرِّجَالِ وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ وَكَانَ أَغْيَرَ النَّاسِ فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ قَدِ اسْتَحْيَيْتُ فَمَضٰى فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتُ لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۴۸۲۳۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے نکاح کیا اور اس کے واسطے زمین نہ مال تھا نہ غلام نہ کچھ اور چیز سوائے اونٹ پانی سینچنے والے کے اور سوائے اس کے گھوڑے کے سو میں اس کے گھوڑے کو گھاس کھلاتی تھی اور پانی لاتی تھی اور اس کے ڈول کو سیتی تھی اور آٹا گوندھتی تھی اور میں اچھی طرح روٹی نہ پکا سکتی تھی اور میری ایک ہمسائی عورت روٹی پکاتی تھی اور انصاری عورتیں سچ کی عورتیں تھیں (منسوب کیا ان کو طرف سچ کے واسطے مبالغہ کے بیچ تلبس ان کے کی ساتھ اس کے حسن معاشرت میں اور وفا کرنے کے ساتھ عہد کے) اور میں کھجور کی گٹھلیوں کو اپنے سر پر اٹھاتی تھی زبیر رضی اللہ عنہ کی زمین سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جاگیر دی تھی اور وہ میرے گھر سے ایک میل پر تھی سو میں ایک دن آئی اور گٹھلیاں میرے سر پر تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کے ساتھ چند انصاری تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا پھر اپنی اونٹنی سے کہا کہ بیٹھ جا بیٹھ جا اخ اخ ایک کلمہ ہے کہ اونٹ کے بٹھلانے کے واسطے بولتے ہیں تا کہ مجھ کو اپنے پیچھے سوار کریں سو میں شرمائی کہ میں مردوں کے ساتھ چلوں اور میں نے زبیر رضی اللہ عنہ اور اس کی غیرت کو یاد کیا اور وہ لوگوں میں زیادہ غیرت کرنے والا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا کہ میں شرمائی سو گزرے سو میں زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی میں نے کہا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى رَأْسِي النَّوٰى وَمَعَهٗ نَفَرٌ مِّنْ أَصْحَابِهٖ فَأَنَاخَ لِأَرْكَبَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَحَمْلُكِ النَّوٰى كَانَ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوْبِكِ مَعَهٗ قَالَتْ حَتّٰى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ بِخَادِمٍ تَكْفِيْنِيْ سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَنِيْ.

حضرت ﷺ مجھ سے ملے تھے اور میرے سر پر کھجور کی گٹھلیاں تھیں اور آپ کے ساتھ چند انصاری تھے سو آپ نے اونٹنی بٹھلائی تا کہ میں سوار ہوں سو میں آپ سے شرمائی اور میں نے تیری غیرت پہچانی تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ اٹھانا تیرا گٹھلیوں کو مجھ پر سخت تر تھا تیرے سوار ہونے سے ساتھ حضرت ﷺ کے اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد میرے پاس خادم بھیجا جو کفایت کرے مجھ کو گھوڑے کی نگہبانی سے سو گویا کہ اس نے مجھ کو آزاد کر دیا۔

فائدہ: عطف مملوک کا مال پر بنا بر اس کے کہ مراد ساتھ مال کے اونٹ یا زمینیں ہیں جن میں کھیتی کی جاتی ہے اور مراد ساتھ مملوک کے لونڈی غلام ہیں اور قول اس کا لاشیء عطف عام کا ہے خاص پر شامل ہے ہر چیز کو جو ملک میں آ سکتی ہو یا مال بن سکتی ہو لیکن ظاہر یہ ہے کہ نہیں ارادہ کیا اس نے داخل کرنے اس چیز کے کا کہ نہیں کوئی چارا اس سے گھر اور کپڑے اور کھانے سے اور راس مال تجارت کے سے اور دلالت کرتا ہے سیاق اس کا کہ جس زمین کا آگے ذکر آتا ہے وہ زبیر رضی اللہ عنہ کی ملکیت نہ تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جاگیر تھی سو وہ اس کے منافع کا مالک تھا نہ اس کے رقبہ کا اسی واسطے نہ استثناء کیا اس نے اس کو جیسے کہ مستثنیٰ کیا گھوڑے اور اونٹ کو اور یہ جو کہا کہ میری ایک ہمسائی انصاری روٹی پکاتی تھی تو یہ محمول ہے اس پر کہ اس کی کلام میں حذف ہے اس کی تقدیر یہ ہے کہ نکاح کیا مجھ سے زبیر رضی اللہ عنہ نے مکے میں اور حالانکہ وہ ساتھ صفت مذکور کے تھا اور بدستور اس پر رہا یہاں تک کہ ہم مدینے میں آئے اور میں اس طرح کرتی تھی آخر حدیث تک اس واسطے کہ انصار کی عورتیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہمسائی ہوئیں ان کے بعد آنے ان کے مدینے میں قطعا اور جو زمین حضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو جاگیر دی تھی یہ یہود بنی نضیر کے مالوں میں سے تھی جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ پر عطاء کی تھی بغیر دوڑانے گھوڑوں کے اور یہ جو کہا کہ تا کہ مجھ کو اپنے پیچھے سوار کریں تو شاید سمجھا اس کو اسماء رضی اللہ عنہا نے قرینے حال کے سے نہیں تو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کی مراد یہ ہو کہ اسماء رضی اللہ عنہا تنہا اس پر سوار ہوں اسی واسطے شرمائیں نہیں تو دوسرے احتمال پر رفاقت متعین نہیں اور یہ جو کہا کہ زبیر رضی اللہ عنہ لوگوں میں زیادہ تر غیرت کرنے والا تھا تو یہ بہ نسبت اس کے علم کے ہے یعنی ارادہ کیا اس نے کہ اس کو اپنے جنس کے لوگوں پر فضیلت دے یا من محذوف ہے یعنی زیادہ غیرت کرنے والوں میں سے تھا اور یہ جو کہا کہ تیرا حضرت ﷺ کے ساتھ سوار ہونا الخ تو وجہ ایک دوسرے پر سخت ہونے کی ہے کہ تیرے حضرت ﷺ کے ساتھ سوار

ہونے میں بڑا امر غیرت کا پیدا نہیں ہوتا یعنی کچھ ایسی بڑی بات نہیں اس واسطے کہ وہ حضرت ﷺ کی سالی تھی سو اس حالت میں آپ کو اس سے نکاح کرنا جائز نہیں اگرچہ خاوند سے خالی ہو سو نہ باقی رہا مگر یہ احتمال کہ واقع ہو واسطے اس کے بعض مردوں سے مزاحمت بغیر قصد کے اور یہ کہ ظاہر ہو واسطے اس کے وقت بیٹھنے کے وہ چیز جس کے ظاہر ہونے کا وہ ارادہ نہیں کرتی اور مانند اس کے اور یہ سب ہلکا ہے اس چیز سے کہ تحقیق ہوئی اس کی ذلت سے ساتھ اٹھانے گٹھلیوں کے اپنے سر پر دور جگہ سے اس واسطے کہ یہ وہم دلاتی ہے نفس کی خست کو اور وفاءت ہمت کو اور قلت غیرت کو لیکن تھا سبب باعث او پر صبر کرنے کے اس پر مشغول ہونا اس کے خاوند اور باپ کا ساتھ جہاد وغیرہ کے اس قسم سے کہ حکم کرتے تھے ان کو حضرت ﷺ ساتھ اس کے اور نہیں فارغ ہوتے تھے واسطے کارسازی گھروں کے کہ اس کو خود کریں اور واسطے تنگی کے کہ ان کے پاس لونڈی غلام نہ تھے جو ان کو اس سے کفایت کریں سو بند ہوا امر ان کی عورتوں میں سو وہ کفایت کرتی تھیں ان کو گھر کے کاموں سے واسطے بہت ہونے اس چیز کے کہ تھے بیچ اس کے مدد اسلام کی سے باوجود اس کے کہ یہ عادت میں عار نہیں سمجھی جاتی تھی اور استدلال کیا گیا ساتھ اس قصے کے اس پر کہ لازم ہے عورت پر قائم ہونا ساتھ تمام اس چیز کے کہ محتاج ہوتا ہے طرف اس کی خاوند خدمت سے اور یہی مذہب ہے ابوثور کا اور حمل کیا ہے اس کو باقی لوگوں نے اس پر کہ اس نے یہ کام بطور نفل کے کیا اور یہ لازم نہ تھا اشارہ کیا ہے طرف اس کے مہلب نے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ واقع اور جو اس کے مانند ہے ضرورت کے وقت میں تھا پس نہ عام ہوگا حکم اس کے غیر میں جس کا حال اس کے مثل نہ ہو اور پہلے گزر چکا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چکی کی شکایت کی اور اپنے باپ سے خادم مانگا سو حضرت ﷺ نے ان کو وہ چیز بتلائی جو اس سے بہتر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور راجح یہ ہے کہ یہ محمول ہے شہروں کی عادتوں پر اس واسطے کہ وہ مختلف ہیں اس باب میں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ حجاب حضرت ﷺ کی بیویوں کے ساتھ خاص تھا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ قصہ تھا پہلے اترنے حجاب کے سے اور مشروع ہونے اس کے سے اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب سورہ نور اتری ﴿ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن﴾ تو عورتوں نے اپنی چادروں کو کناروں سے پکڑ کر پھاڑا ان کے ساتھ اپنے گریبان کو ڈھانکا اور ہمیشہ رہی عادت عورتوں کی پہلے زمانے میں اور پچھلے زمانے میں کہ اپنے منہ کو بیگانے مردوں سے ڈھانکتی تھیں اور اس میں غیرت کرنی مرد کی ہے اپنے گھر والوں پر وقت خراب اور میلے ہونے ان کے حال کے اس چیز میں کہ دشوار ہے خدمت سے اور اس میں عار ہے اس کے نفس کی ایسے کام سے خاص کر جب کہ شریف نسب ہو اور اس میں فضیلت ہے واسطے اسماء رضی اللہ عنہا کے اور زبیر رضی اللہ عنہ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور انصاری عورتوں کے۔ (فتح)

٤٨٢٤ ۔ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَیَّةَ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ

۴۸۲۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنی بعض بیویوں کے پاس تھے تو مسلمانوں کی ایک ماں یعنی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَآئِهٖ فَأَرْسَلَتْ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِصَحْفَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ الَّتِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِلَقَ الصَّحْفَةِ ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيْهَا الطَّعَامَ الَّذِيْ كَانَ فِي الصَّحْفَةِ وَيَقُوْلُ غَارَتْ أُمُّكُمْ ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰى أُتِيَ بِصَحْفَةٍ مِّنْ عِنْدِ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيْحَةَ إِلَى الَّتِيْ كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا وَأَمْسَكَ الْمَكْسُوْرَةَ فِيْ بَيْتِ الَّتِيْ كَسَرَتْ.

زینب رضی اللہ عنہا نے ایک رکابی بھیجی جس میں کھانا تھا سو مارا اس بیوی نے جس کے گھر میں حضرت ﷺ تھے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نے خادم کے ہاتھ کو سو رکابی گر پڑی اور ٹکڑے ٹکڑے ہوئی سو حضرت ﷺ نے رکابی کے ٹکڑوں کو اکٹھا کیا پھر اس میں کھانا جمع کرنے لگے جو رکابی میں تھا اور فرماتے تھے کہ تمہاری ماں کو غیرت آئی پھر خادم کو روکا یہاں تک کہ لائے رکابی ثابت اس عورت کے پاس سے جس کے گھر میں تھے سو ثابت رکابی اس کو دی جس کی رکابی توڑی گئی تھی اور ٹوٹی رکابی کو توڑنے والی کے گھر میں رکھا۔

فائدہ: غارت امکم یہ خطاب ساتھ حاضرین کے ہے اور مراد ساتھ ماں کے وہ بیوی ہے جس نے رکابی توڑی تھی اور وہ ایک مسلمانوں کی ماؤں میں سے ہے اور اسی پر حمل کیا ہے اس کو تمام لوگوں نے جنہوں نے اس حدیث کی شرح کی ہے اور انہوں نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے طرف عدم مواخذہ غیرت دار عورت کے ساتھ اس چیز کے کہ صادر ہو اس سے اس واسطے کہ اس حالت میں اس کی عقل پردے میں ہوتی ہے ساتھ شدت غضب کے کہ اٹھایا ہے اس کو غیرت اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے کہ غیرت دار عورت نالے کی اوچان نوان کو نہیں دیکھتی اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر غیرت لکھی ہے سو جو صبر کرے اس کو شہید کا ثواب ہوگا اور کہا داؤدی نے کہ مراد ساتھ قول اس کے کی انکم سارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی ہے تو گویا کہ معنی یہ ہیں کہ تعجب کرو اس سے جو واقع ہوا ہے اس سے غیرت سے سو اس سے پہلے تمہاری ماں کو غیرت آئی یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو اس کی ماں کے ساتھ اس نالے کی طرف نکالا جس میں کھیتی نہیں ہوتی اور یہ اگرچہ اچھی توجیہ ہے لیکن رکابی توڑنے والی اور نیز مخاطبین ہاجر کی اولاد سے ہیں نہ سارہ کی اولاد سے۔ (فتح)

٤٨٢٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

۴۸۲۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بہشت میں داخل ہوا سو میں نے ایک محل دیکھا تو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أَتَيْتُ الْجَنَّةَ فَأَبْصَرْتُ قَصْرًا فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا قَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهٗ فَلَمْ يَمْنَعْنِیْ إِلَّا عِلْمِیْ بِغَيْرَتِكَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِیْ أَنْتَ وَأُمِّیْ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ أَوَعَلَيْكَ أَغَارُ.

نے کہا کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا محل ہے سو میں نے ارادہ کیا کہ اس میں داخل ہوں یعنی اس کے اندر جا کر دیکھوں سو نہ منع کیا مجھ کو مگر جاننے میرے نے تیری غیرت کو یعنی مجھ کو تیری غیرت یاد آئی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے اللہ کے پیغمبر! کیا میں آپ پر غیرت کرتا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے۔

۴۸۲۶ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ أَخْبَرَنِی ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِیْ فِی الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكٰى عُمَرُ وَهُوَ فِی الْمَجْلِسِ ثُمَّ قَالَ أَوَعَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغَارُ.

۴۸۲۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو بہشت میں دیکھا سو اچانک دیکھا کہ ایک عورت محل کے پاس وضو کرتی ہے میں نے کہا یہ کس کا محل ہے؟ کہا یہ محل عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے سو مجھ کو تیری غیرت یاد آئی سو میں پھر آیا پشت دے کر سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور وہ مجلس میں تھے پھر کہا یا حضرت! کیا میں آپ پر غیرت کرتا۔

فائدہ: پہلی حدیث میں دو احتمال تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہشت میں خواب میں داخل ہوتے ہوں یا بیدار میں سو اس حدیث نے بیان کیا کہ یہ واقعہ خواب میں تھا اور خطابی وغیرہ نے گمان کیا ہے کہ لفظ تتوضأ تصحیف ہے یعنی بدلا ہوا ہے اصل میں کچھ اور تھا پھر بدل کر کچھ اور ہو گیا اس واسطے کہ حوریں پاک ہیں ان پر وضو نہیں اور اسی طرح جو بہشت میں داخل ہو اس میں طہارت نہیں اور میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں خطابی کی ساتھ اس کے بہت بحث کی ہے جس کے دوہرانے کی حاجت نہیں اور استدلال کیا ہے داؤد نے ساتھ اس کے کہ حوریں بہشت میں وضو کرتی ہیں اور نماز پڑھتی ہیں میں کہتا ہوں یہ جو آیا ہے کہ بہشت تکلیف کی جگہ نہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ صادر ہو کسی سے کچھ عبادت ساتھ اختیار اپنے کے جو چاہے انواع عبادت سے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث سے لیا جاتا ہے کہ جانے اپنے

ساتھی سے خلق کو تو نہیں لائق ہے کہ تعرض کرے واسطے اس چیز کے کہ اس کو نفرت دلائے اور اس میں ہے کہ جو نسبت کرے طرف اس شخص کی جو موصوف ہو ساتھ صفت صلاح کے جو اس کے مخالف ہو تو اس پر انکار کیا جائے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بہشت اب موجود ہے اور حوریں بی اور باقی شرح اس کی بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ غَيْرَةِ النِّسَآءِ وَوَجْدِهِنَّ.

باب ہے بیان میں غیرت عورتوں کے اور ان کے غصے کے۔

فائدہ: یہ باب خاص تر پہلے باب سے ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں کوئی پکا حکم نہیں کیا اس واسطے کہ یہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے احوال اور اشخاص کے اور اصل غیرت عورتوں کی کسبی نہیں لیکن جب زیادتی کرے اس میں ساتھ قدر زائد کے اوپر اس کے تو ملامت کی جائے اور ضابط اس کا یہ ہے کہ جو جابر بن عتیک کی حدیث میں آ چکا ہے کہ بعض غیرت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور بعض غیرت وہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ دشمنی رکھتا ہے سو جو غیرت اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے وہ غیرت شک میں ہے اور جس غیرت کو دوست نہیں رکھتا وہ غیرت غیر شک میں ہے اور یہ تفصیل محض مردوں کے حق میں ہے واسطے ضرورت منع ہونے دو خاوندوں کے واسطے عورت کے ساتھ طریق حلال ہونے کے اور بہر حال عورت سو جب غیرت کرے اپنے خاوند سے بیچ اختیار کرنے حرام چیز کے یا ساتھ زنا کے مثلاً یا ساتھ کم کرنے حق اس کے اور ظلم کرنے اس کے کی اوپر اس کے واسطے سوکن اس کی کے اور اختیار کرنے اس کے کی اوپر اس کے سو جب یہ تحقیق ہو یا ظاہر ہو قرینہ تو یہ غیرت مشروع ہے اور اگر واقع ہو یہ مجرد وہم سے بغیر دلیل سے تو یہ غیرت غیر شک میں ہے اور بہر حال جب کہ ہو خاوند انصاف کرنے والا عادل اور دونوں سوکنوں میں سے ہر ایک کا حق ادا کرے تو غیرت ان دونوں سے اگر ہو واسطے طبیعت بشری کے جس سے کوئی عورت سلامت نہیں تو اس میں اس کو معذور رکھا جائے جب تک نہ بڑھے طرف اس چیز کے کہ حرام ہے اس پر قول سے یا فعل سے اور بہر حال محمول ہے جو سلف صالح کی عورتوں سے اس میں آیا ہے۔ (فتح)

٤٨٢٧ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى قَالَتْ فَقُلْتُ مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ فَقَالَ أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّكِ تَقُولِينَ لَا

۴۸۲۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ البتہ میں جانتا ہوں کہ جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے اور جب تو مجھ سے ناراض ہوتی ہے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے کہا کہ بھلا آپ اس کو کس طرح پہچانتے ہیں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے تو بات چیت میں یوں قسم کھاتی ہے کہ میں قسم کھاتی ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی اور جب تو ناخوش ہوتی ہے

وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَّإِذَا كُنتِ عَلَيَّ غَضبى قُلْتِ لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ قَالَتْ قُلْتُ أَجَلْ وَاللَّهِ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ.

تو بات چیت میں یوں کہتی ہے کہ میں قسم کھاتی ہوں ابراہیم علیہ السلام کے رب کی میں نے کہا کہ ہاں سچ ہے میں ناخوشی میں آپ کا نام لینا زبان سے چھوڑ دیتی ہوں یعنی دل سے نہیں چھوڑتی۔

فائدہ: لیا جاتا ہے اس سے استقراء مرد کا عورت کے حال کو اس کے فعل اور قول سے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ مائل کرنے کے طرف اس مرد کے اور نہ مائل ہونے کے اور حکم کرنا ساتھ اس چیز کے کہ تقاضا کریں اس کے قرینے بیچ اس کے اس واسطے کہ جزم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ راضی ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور ناراض ہونے اس کے کی ساتھ مجرد ذکر کرنے عائشہ رضی اللہ عنہا کے آپ کے نام شریف کو سو بنا کیا دو حالتوں کو یعنی ذکر اور سکوت کے تغیر دو حالتوں کے کو راضی ہونے اور ناخوش ہونے کو اور احتمال ہے کہ جوڑی گئی ہو طرف اس کے کوئی اور چیز جو اس سے صریح تر ہو لیکن نہ منقول ہوئی ہو اور قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ میں آپ کا نام لینا زبان سے چھوڑ دیتی ہوں کہا طیبی نے کہ یہ نہایت لطیف ہے اس واسطے کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ جب وہ غصے کی حالت میں ہوتی ہے جو عاقل کے اختیار کو دور کرتا ہے تو اس وقت بھی محبت مستقرہ سے متغیر نہیں ہوتی اور کہا ابن منیر نے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ ہے کہ وہ لفظی نام چھوڑ دیتی تھیں اور نہ چھوڑتا تھا دل ان کا اس تعلق کو جو اس کو حضرت ﷺ کی ذات مبارک کے ساتھ تھا دوستی اور محبت سے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابراہیم علیہ السلام کا نام لیا کسی اور پیغمبر کا نام نہ لیا تو اس میں دلالت ہے اوپر زیادہ ہونے باوجیہ اس کی کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ ابراہیم علیہ السلام سے قریب تر ہیں بہ نسبت اور لوگوں کے جیسا کہ نص کی ہے اس پر قرآن نے سو جب نہ تھا واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے کوئی چارہ آپ کے اسم شریف چھوڑنے کا تو بدلہ اس کو ساتھ اس شخص کے جس کے ساتھ آپ کو کچھ تعلق ہے تاکہ فی الجملہ تعلق کے دائرے سے خارج نہ ہو۔ (فتح) اور کہا مہلب نے کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس پر کہ اسم مسمی کا غیر ہے یعنی اسم اور چیز ہے اور مسمی اور چیز ہے اس واسطے کہ اگر اسم مسمی کا عین ہوتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کے چھوڑنے سے ذات کا چھوڑنا لازم آتا اور حالانکہ اس طرح نہیں اور اس مسئلے کی بحث توحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٤٨٢٨ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِرَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا غِرْتُ عَلَى خَدِيْجَةَ لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُوْلِ

۴۸۲۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت ﷺ کی کسی بیوی پر غیرت نہیں آئی جیسے مجھ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت آئی اس واسطے کہ حضرت ﷺ اس کو بہت یاد کرتے تھے اور اس کی ثناء کرتے تھے اور البتہ حضرت ﷺ کو وحی ہوئی کہ بشارت دیں اس کو ایک گھر کی

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا وَثَنَآئِهِ عَلَيْهَا وَقَدْ أُوْحِيَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ لَّهَا فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ.

بہشت میں جو موتیوں اور یاقوت سے بنا ہو۔

فائدہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس غیرت کا سبب یہ ہے کہ حضرت ﷺ اس کو بہت یاد کرتے تھے اور باوجود اس کے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا موجود نہ تھیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا بے خوف تھیں اس سے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ان کو حضرت ﷺ کی ذات میں شریک ہوں اس واسطے کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے ہی فوت ہو چکی تھیں لیکن حضرت ﷺ کا اس کو بہت یاد' نا تقاضا کرتا ہے ترجیح ان کی کو نزدیک حضرت ﷺ کے سو یہی ہے وہ چیز جو غضب کی باعث ہوئی ہے جس نے غیرت کو جوش دلایا، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں پہلے گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس چیز سے بہتر بدلا دیا مراد رکھتی تھیں عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے نفس کو سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس سے بہتر بدلا نہیں دیا اور باوجود اس کے منقول نہیں کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر مواخذہ کیا ہو واسطے قائم ہونے عذر اس کے کی ساتھ غیرت کے جس پر عورتیں پیدا ہوئیں۔ (فتح)

بَابُ ذَبِّ الرَّجُلِ عَنِ ابْنَتِهِ فِي الْغَيْرَةِ وَالْإِنْصَافِ.

دفع کرنا اور دور کرنا مرد کا غیرت کو اپنی بیٹی سے اور طلب کرنا انصاف کا اس کے واسطے۔

٤٨٢٩ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ إِنَّ بَنِيْ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ اسْتَأْذَنُوْا فِيْ أَنْ يُّنْكِحُوْا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ فَلَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ إِلَّا أَنْ يُّرِيْدَ ابْنُ أَبِيْ طَالِبٍ أَنْ يُّطَلِّقَ ابْنَتِيْ وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَإِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ يُرِيْبُنِيْ مَا أَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا هٰكَذَا قَالَ.

۴۸۲۹۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا منبر پر فرماتے تھے کہ بے شک ہشام بن مغیرہ کی اولاد مجھ سے اس کی اجازت مانگتے ہیں کہ اپنی بیٹی کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیں سو میں ان کو اجازت نہیں دیتا پھر بھی میں ان کو اجازت نہیں دیتا پھر بھی میں ان کو اجازت نہیں دیتا مگر یہ کہ ابو طالب کا بیٹا یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ چاہے کہ میری بیٹی کو طلاق دے اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میری بیٹی میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے مجھ کو وہی چیز رنج دیتی ہے جو اس کو رنج دیتی ہے اور مجھ کو تکلیف دیتی ہے جو اس کو تکلیف دیتی ہے۔

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس روایت میں کہ سبب خطبے کا ہشام کی اولاد کا اجازت مانگنا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا پر سو یہ خبر فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آپ اپنی بیٹیوں کے واسطے غصہ نہیں کرتے اور یہ علی رضی اللہ عنہ ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں اسی طرح بولا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے علی رضی اللہ عنہ کے حق میں صیغہ اسم فاعل کا بطور مجاز کے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس کے نکاح کا پکا ارادہ کیا تھا سو اتارا اس کو جگہ اس شخص کی جو فعل کرے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام کیا تو اس کے گھر والوں نے کہا کہ ہم تجھ کو فاطمہ رضی اللہ عنہا پر نکاح نہیں کر دیں گے میں کہتا ہوں شاید یہی سبب تھا ان کے اجازت مانگنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے خود ہی اجازت مانگی اور شاید علی رضی اللہ عنہ نے خطبے کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تھی اور خطبے کے وقت علی رضی اللہ عنہ حاضر نہ تھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت نہ دی تو نہ تعرض کیا علی رضی اللہ عنہ نے بعد اس کے واسطے طلب اس کی کے اسی واسطے آیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام چھوڑ دیا اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار کہا کہ میں ان کو اجازت نہیں دیتا تو یہ واسطے تاکید کے ہے اور اس میں اشارہ طرف اس کے کہ میں ان کو کبھی اجازت نہیں دوں گا اور شاید مراد اٹھانا احتمال کا ہے واسطے اسی احتمال کے کہ محمول کی جائے نفی اوپر مدت معین کے سو فرمایا کہ پھر بھی میں ان کو اجازت نہ دوں گا یعنی اگرچہ گزر جائے مدت فرض کی گئی تقدیرا میں اس کے بھی اجازت نہ دوں گا پھر اسی طرح ہمیشہ تک اور یہ جو کہا کہ مگر یہ کہ ابو طالب کا بیٹا چاہے کہ میری بیٹی کو طلاق دے الخ تو یہ محمول ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے بعض دشمنوں نے کہا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ کا پکا ارادہ نکاح کرنے کا ہے نہیں تو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ گمان نہیں کیا جاتا کہ وہ بدستور رہے منگنی پر بعد اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو منع کریں اور زہری کی روایت میں ہے فرمایا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ حلال چیز کو حرام کروں اور حرام کو حلال کروں لیکن قسم ہے اللہ کی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کی بیٹی اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کی بیٹی ایک مرد کے نکاح میں کبھی جمع نہ ہوں گی یا ایک مکان میں کبھی جمع نہ ہوں گی کہا ابن تین نے کہ صحیح تر وہ چیز ہے جس پر یہ قصہ محمول کیا جائے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ پر حرام کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور ابو جہل کی بیٹی کو اپنے نکاح میں جمع کرے اس واسطے کہ اس کی علت یہ بیان کی کہ یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا بالاتفاق حرام ہے اور معنی **لا احرم حلالا** کے یہ ہیں کہ یہ اس کے واسطے حلال ہے اگر اس کے نکاح میں فاطمہ رضی اللہ عنہا نہ ہو اور بہر حال دونوں کو جمع کرنا جو مستلزم ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایذا کو واسطے ایذا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تو نہیں اور یہ جو فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے تو اس کا سبب یہ ہے کہ پہلے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ماں مر گئی تھی پھر ان کی بہنیں ایک کے بعد دوسری سو نہ باقی رہا ان کا کوئی جس کے ساتھ وہ دل لگا دیں اور تسلی پکڑیں اور اپنا راز اس کے آگے ظاہر کریں وقت حاصل ہونے غیرت کے اور نہیں بعید ہے کہ یہ

حضرت ﷺ کا خاصہ ہو کہ آپ کی بیٹیوں پر نکاح نہ کیا جائے اور احتمال ہے کہ یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص ہو اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے کہ اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ راضی ہوتیں تو علی رضی اللہ عنہ کو اس کے نکاح کرنے سے منع نہ کیا جاتا اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حرام ہے ایذا دینا اس شخص کو جس کے ایذا دینے سے حضرت ﷺ کو ایذا پہنچے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کو ایذا دینا بالاتفاق حرام ہے تھوڑی ہو یا بہت اور حضرت ﷺ نے جزم کیا کہ آپ کو تکلیف دیتی ہے وہ چیز جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف دیتی ہے سو جس شخص سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حق میں ایسی چیز واقع ہو جس کے ساتھ ان کو تکلیف ہو تو وہ حضرت ﷺ کو تکلیف دیتی ہے ساتھ شہادت اس حدیث صحیح کے اور نہیں ہے کوئی چیز بڑی بیچ ایذا دینے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس کے بیٹے کو قتل کرنے سے یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے یعنی اس سے بڑی کوئی چیز نہیں جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایذا دے اور اسی واسطے استقرار سے پہچانا گیا ہے کہ جس شخص نے ان کے قتل کرنے میں دست اندازی کی اس کو سزا جلدی دی گئی دنیا کی زندگی میں اور وہ دنیا کے اندر جیسے جی بلا میں مبتلا ہوا اور البتہ عذاب آخرت کا سخت تر ہے اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ بند کرنے ذریعہ کے اس واسطے کہ ایک سے زیادہ نکاح کرنا درست ہے جب تک کہ نہ بڑھے چار سے اور باوجود اس کے پس منع کیا اس سے حال میں واسطے اس کے کہ مرتب ہوتا ہے اس پر ضرر انجام میں اور اس حدیث میں باقی رہنا عار باپوں کا ہے ان کی پشتوں میں واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ اللہ کے دشمن کی بیٹی سو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ واسطے وصف کے تاثیر ہے منع میں باوجود اس کے کہ وہ مسلمان تھی پکے اسلام والی اور البتہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو منع کرتا ہے کفو اس شخص کی کو جس کے باپ کو غلامی پہنچی پھر آزاد ہو ساتھ اس شخص کے جس کے باپ کو غلام ہونا نہیں پہنچا اور جس کو غلامی پہنچی ساتھ اس کے جس کو وہ نہیں پہنچی بلکہ فقط اس کے باپ کو پہنچی اور اس میں ہے کہ جب غیرت دار عورت پر خوف ہو کہ اس کے دین میں فتنہ ڈالا جائے تو اس کے ولی کو لائق ہے کہ اس کے دور کرنے میں کوشش کرے اور ممکن ہے کہ اس میں یہ شرط زیادہ کی جائے کہ نہ ہو اس کے پاس جس کے ساتھ وہ تسلی پکڑے اور اس سے بوجھ ہلکا ہو اور اس سے لیا جاتا ہے جواب اس شخص کا جو مشکل جانتا ہے خاص ہونے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کو ساتھ اس کے باوجود اس کے کہ غیرت حضرت ﷺ پر قریب تر ہے طرف خوف فتنے کے دین میں اور باوجود اس کے پس حضرت ﷺ بہت نکاح کرتے تھے اور ان سے غیرت پائی جاتی تھی جیسا کہ ان حدیثوں میں ہے اور باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ نے ان کے حق کی رعایت کی جیسے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حق میں اس کی رعایت کی اور محصل جواب کا یہ ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اس وقت کوئی بہن بھائی وغیرہ نہ تھا جس کے ساتھ وہ دل لگائیں اور ان کی وحشت دور ہو ماں سے یا بہن سے برخلاف امہات المؤمنین کے کہ ان سب کے بہن بھائی تھے کہ وہ دل لگانے اور تسلی پکڑنے کے واسطے ان کی طرف رجوع کرتی تھیں اور اس پر زیادتی یہ کہ حضرت ﷺ ان کے خاوند تھے جو سب خلقت سے زیادہ

مہربان تھے اور آپ کے لطف اور تطییب قلوب سے غیرت جلدی دور ہو جاتی ہے اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ آزاد عورت اور لونڈی کو نکاح میں جمع کرنا منع ہے اور پکڑا جاتا ہے حدیث سے اکرام اس شخص کا جو منسوب ہو طرف خیر کے یا شرافت کے یا دیانت کے۔ (فتح)

بَابُ يَقِلُّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرُ النِّسَآءُ وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرَى الرَّجُلَ الْوَاحِدَ يَتْبَعُهٗ أَرْبَعُوْنَ امْرَأَةً يَّلُذْنَ بِهٖ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَآءِ.

مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی یعنی اخیر زمانے میں اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھا جائے گا ایک مرد اس کے ساتھ چالیس عورتیں ہوں گی اس کے ساتھ پناہ ڈھونڈیں گی بسبب کم ہونے مردوں کے اور بہت ہونے عورتوں کے یعنی اس واسطے کہ وہ عورتیں اس کے نکاح میں ہوں گی اور اس کی لونڈیاں ہوں گی اور یا اس کی رشتہ دار ہوں گی یا سب سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پچاس عورتیں ہوں گی کہیں گی اسے بندے اللہ کے! مجھ کو ڈھانک مجھ کو جگہ دے۔

۴۸۳۰ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهٖ أَحَدٌ غَيْرِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَآءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ.

۴۸۳۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ میں تم کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں کہ میرے سوائے کوئی تم کو وہ حدیث بیان نہیں کرے گا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھایا جائے گا یعنی علماء مر جائیں گے اور جہالت اور بے علمی ظاہر ہو گی اور حرام کاری بہت ہو گی اور شراب پی جائے گی اور مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں بہت ہو جائیں گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا ایک خبر لینے والا مرد رہ جائے گا۔

فائدہ: اس یہ حدیث نہیں مخالف ہے پہلی حدیث کو اس واسطے کہ پچاس میں چالیس بھی داخل ہیں اور شاید عدد معین مراد نہیں بلکہ مراد مبالغہ ہے عورتوں کے بہت ہو جانے میں بہ نسبت مردوں کے اور قیم سے مراد وہ شخص ہے جو ان

کے کام کے ساتھ قائم ہو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ طلب نکاح کے واسطے اس کے ساتھ ہوں گی کہ ان سے نکاح کر لے حلال ہو یا حرام اور اس حدیث میں خبر دینا ہے ساتھ اس چیز کے کہ آئندہ واقع ہو گی سو واقع ہوا جیسے حضرت ﷺ نے خبر دی اور صحیح اس سے وہ چیز ہے جو وارد ہوئی ہے مطلق بغیر تعین وقت کے اور جس میں تعیین وقت کی ہے وہ صحیح نہیں۔

بَابُ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا ذُو مَحْرَمٍ وَّالدُّخُولِ عَلَى الْمُغِيبَةِ.

نہ اکیلا ہو مرد ساتھ بیگانی عورت کے مگر محرم اور داخل ہونا اس عورت پر جس کا خاوند غائب ہو۔

فائدہ: پہلا حکم باب میں صریح موجود ہے اور دوسرا حکم باب کی حدیثوں سے بطور استنباط کے لیا جاتا ہے اور ترمذی نے مرفوع روایت کی ہے کہ مت اندر جاؤ پاس ان عورتوں کے جن کا خاوند موجود نہ ہو اس واسطے کہ شیطان آدمی کے بدن میں خون کی جگہ چلتا ہے اور ایک روایت میں ہے مگر ایک یا دو مرد اس کے ساتھ ہوں۔

٤٨٣١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ.

۴۸۳۱۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو عورتوں کے پاس جانے سے تو ایک انصاری مرد نے پوچھا کہ یا حضرت! بھلا خاوند کے رشتہ داروں کا حال تو فرمائیے کہ یہ لوگ عورت کے پاس جائیں یا نہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مرد کے رشتہ داروں کا عورت کے پاس جانا موت ہے۔

فائدہ: ایاکم ساتھ نصب کے ہے تحذیر پر اور وہ تنبیہ ہے واسطے مخاطب کے محذور پر تا کہ اس سے پرہیز کرے اور ایک روایت میں ہے کہ عورتوں کے پاس اندر مت جایا کرو اور بغل گیر ہے منع ہونا دخول کا منع ہونے خلوت کو ساتھ اس کے بطریق اولیٰ اور یہ جو کہا کہ حمو موت ہے تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حمو خاوند کے رشتہ دار ہیں سوائے اس کے باپ اور بیٹوں کے اس واسطے کہ وہ عورت کے محرم ہیں جائز ہے واسطے ان کے خلوت کرنی ساتھ اس کے اور نہیں وصف کیے جاتے ساتھ موت کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد خاوند کا بھائی ہے یعنی دیور، جیٹھی اور بھتیجا اور چچا اور چچا کا بیٹا اور بھانجا اور جو ان کے مانند ہیں ان لوگوں میں سے کہ حلال ہے واسطے اس کے نکاح کرنا اس کا اگر اس کے نکاح میں نہ ہو اور جاری ہوئی ہے عادت عورتوں کی ساتھ سستی کے بیچ اس کے سو خلوت کرنا بھائی کا ساتھ بھائی کی بیوی کے سو تشبیہ دی اس کو ساتھ موت کے اور وہ اولیٰ ہے ساتھ منع کے اجنبی سے اور یہ جو کہا کہ حمو موت ہے تو بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ خلوت کرنا ساتھ دیور، جیٹھ کے کبھی نوبت پہنچاتا ہے طرف ہلاکت دین کے اگر واقع ہو گناہ یا طرف موت کے حقیقۃً اگر واقع ہو گناہ اور واجب ہو سنگسار کرنا یا طرف ہلاک ہونے عورت کے ساتھ جدا

ہونے کے اپنے خاوند سے جب کہ باعث ہو اس کو غیرت اوپر طلاق دینے اس کے کی اشارہ کیا ہے طرف ان سب معنوں کے قرطبی نے اور کہا طبریؒ نے کہ معنی یہ ہیں کہ مرد کا اپنے بھائی کی عورت کے ساتھ خلوت کرنا اتارا جاتا ہے بجائے موت کے اور عرب مکروہ چیز کو موت کے ساتھ موصوف کرتے ہیں اور کہا صاحب مجمع الغرائب نے کہ احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ عورت جب تنہا ہو تو وہ محل آفت کا ہے اور نہیں امن ہے اس پر کسی سے پس چاہیے کہ ہو دیور اس کا موت یعنی نہیں جائز ہے کسی کو کہ اس کے ساتھ خلوت کرے مگر موت جیسا کہ کہا گیا ہے کہ بہتر سسرال قبر ہے اور یہ لائق ہے ساتھ کمال غیرت کے اور کہا ابو عبیدہ نے کہ معنی حموالموت کے یہ ہیں کہ چاہیے کہ مر جائے اور یہ نہ کرے اور تعاقب کیا ہے اس کا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے سو کہا کہ یہ کلام فاسد ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ خاوند کے رشتہ داروں کے ساتھ خلوت کرنی اکثر ہے خلوت کرنے سے ساتھ غیر ان کے کی اور یہ نسبت غیر کی بدی کے امید اس سے زیادہ ہے اور فتنہ ساتھ اس کے زیادہ ممکن ہے واسطے قادر ہونے اس کے کی اوپر پہنچنے کے پاس عورت کے بغیر انکار کے اس پر بخلاف اجنبی مرد کے کہ اس سے یہ بات متصور نہیں اور کہا عیاض نے معنی یہ ہیں کہ خاوند کے رشتہ داروں کے ساتھ خلوت کرنا پہنچانے والا ہے طرف فتنے کے اور ہلاکت دین کے پس ٹھہرایا اس کو مانند ہلاک موت کے اور وارد کیا کلام کو جگہ تشدید کے اور کہا قرطبی نے کہ معنی یہ ہیں کہ خاوند کے رشتہ داروں کا عورت پر داخل ہونا مشابہ ہے موت کے قباحت اور مفسدے میں یعنی پس وہ حرام ہے اس کا حرام ہونا معلوم ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مبالغہ کیا بیچ زجر کے اس سے اور تشبیہ دی اس کو ساتھ موت کے واسطے آسان جاننے لوگوں کے ساتھ اس کے خاوند اور بیوی کے جہت سے واسطے الفت ان کی کے ساتھ اس کے یہاں تک کہ گویا وہ عورت سے اجنبی نہیں پس نکلا ہے یہ قول جگہ نکلنے قول عرب کے کہ شیر موت ہے اور حرب موت ہے یعنی اس کا ملنا موت کی طرف نوبت پہنچاتا ہے اور اسی طرح عورت پر داخل ہونا کبھی پہنچاتا ہے طرف موت دین کے یا موت اس کی کے ساتھ طلاق اس کی کے وقت غیرت خاوند کے یا طرف سنگسار کرنے کے اگر واقع ہو فاحشہ۔

تنبیہ: عورت کا محرم وہ مرد ہے جس کے ساتھ عورت کا نکاح کبھی درست نہ ہو جیسے باپ بھائی چچا بھتیجا بھانجا بیٹا نواسہ پوتا مگر ماں اس عورت کی جس کی وطی شبہ سے ہوئی ہو اور لعان کرنے والی کہ وہ دونوں ہمیشہ کے واسطے حرام ہیں اور نہیں محرم ہونا اس جگہ اور اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بھی ہمیشہ کے واسطے حرام ہیں اور ہمیشہ کی قید لگانے سے عورت کی بہن اور پھوپھی اور خالہ نکل گئی اور اسی طرح اس کی بیٹی بھی نکل گئی جب کہ نکاح کرے ماں کو اور اس کے ساتھ دخول نہ کیا ہو۔ (فتح)

٤٨٣٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ

۴۸۳۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز خلوت نہ کرے کوئی مرد ساتھ

عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ امْرَأَتِيْ خَرَجَتْ حَاجَّةً وَّاكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ.

کسی عورت کے مگر ساتھ محرم کے سو ایک مرد کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! میری عورت حج کو نکلی ہے اور میرا نام فلاں فلاں جنگ میں لکھا گیا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پلٹ جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا يَجُوْزُ أَنْ يَّخْلُوَ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ عِنْدَ النَّاسِ.

جو جائز ہے یہ کہ خلوت کرے مرد ساتھ بیگانی عورت کے پاس لوگوں کے۔

فائدہ: یعنی نہ خلوت کرے ساتھ اس کے اس طور سے کہ دونوں کے بدن لوگوں سے چھپ جائیں بلکہ اس طور سے کہ لوگ ان کی کلام کو نہ سنیں جب کہ ہو ساتھ اس چیز کے جو چھپائی جاتی ہے مانند اس چیز کہ کہ شرماتی ہے عورت ذکر کرنے اس کے سے درمیان لوگوں کے اور لیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے قول اپنے کو نزدیک لوگوں کے اس کے قول سے جو بعض طریقوں میں ہے کہ تنہا ہوئے حضرت ﷺ ساتھ اس کے بعض راہوں یا کوچوں میں جو نہیں خالی ہوتے اکثر اوقات لوگوں کے چلنے سے۔

۴۸۳۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلَا بِهَا فَقَالَ وَاللّٰهِ إِنَّكُنَّ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ.

۴۸۳۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو حضرت ﷺ اس کے ساتھ اکیلے ہوئے سو فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ تم میرے نزدیک سب لوگوں سے پیاری ہو۔

فائدہ: شرح کی روایت مین انکم ہے کہا مہلب نے کہ نہیں ارادہ کیا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ تنہا ہوئے ساتھ اس کے اس طور سے کہ اپنے ساتھ والوں کی آنکھ سے غائب ہوئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اکیلے ہوئے ساتھ اس کے اس طور سے کہ اس کے گلے کو حاضرین نہ سن سکیں اور نہ جو ان کے درمیان بات چیت ہوتی اس واسطے کہ انس رضی اللہ عنہ نے اخیر کلام کو سنا اور اس کو نقل کیا اور جو ان کے درمیان بات ہوئی اس کو نقل نہ کیا اس واسطے کہ اس کو نہ سنا اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت تھی اس کی عقل میں کچھ چیز تھی سو اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو آپ سے کچھ کام ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا اے ماں فلانے کی دیکھ جو کچھ تو چاہے کہ میں تنہا ہو کے تیری حاجت

ادا کروں اور اس حدیث سے وسیع ہونا آپ کی برداشت اور تواضع کا ہے اور آپ کے صبر کا اور پھر ادا کرنے حاجت چھوٹی اور بڑی کے اور یہ کہ بات چیت کرنا ساتھ عورت بیگانی کے چھپ کر نہیں قدح کرتا ہے اس کے دین میں وقت امن ہونے کے فتنے کے سے لیکن یہ اس طرح ہے جس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم میں کوئی ہے کہ اپنی حاجت کا مالک ہو؟ جیسے حضرت ﷺ اپنی حاجت کے مالک تھے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنْ دُخُوْلِ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَآءِ عَلَى الْمَرْأَةِ.

جو مرد کہ اپنے آپ کو بہ تکلف عورتوں کے مشابہ کرے اس کو عورت کے پاس اندر آنا منع ہے یعنی بغیر اس کے خاوند کے اور جس جگہ مثلا وہ عورت مسافر ہو۔

٤٨٣٤ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ الْمُخَنَّثُ لِأَخِيْ أُمِّ سَلَمَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أُمَيَّةَ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ لَكُمُ الطَّآئِفَ غَدًا أَدُلُّكَ عَلٰى بِنْتِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هٰذَا عَلَيْكُنَّ.

۴۸۳۴۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ان کے پاس تھے اور ان کے گھر میں یعنی جس گھر میں وہ رہتی تھیں ایک زنانہ مرد تھا سو مخنث نے عبداللہ بن ابی امیہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی سے کہا کہ اگر کل اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے طائف کو فتح کیا کہ میں تم کو بتلاؤں گا غیلان کی بیٹی اس واسطے کہ بے شک وہ آتی ہے ساتھ چار کے اور جاتی ہے ساتھ آٹھ کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز اندر نہ آیا کرے تمہارے پاس یہ یعنی زنانہ مرد۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ایک زنانہ مرد تھا وہ حضرت ﷺ کی بیویوں کے پاس اندر آتا تھا اور حضرت ﷺ کو یہ گمان نہ تھا کہ وہ عورتوں کی کوئی چیز جانتا ہے جو مرد جانتے ہیں اور نہ یہ گمان تھا کہ اس کو عورتوں کی حاجت ہے سو جب حضرت ﷺ نے یہ بات سنی تو فرمایا مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ یہ خبیث جانتا ہے جو میں سنتا ہوں پھر آپ ﷺ نے بیویوں سے فرمایا کہ یہ تمہارے پاس اندر نہ آیا کرے سو وہ حضرت ﷺ کے گھر میں آنے سے بند کیا گیا اور ابوداؤد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک زنانہ مرد لایا گیا اس نے اپنے دونوں ہاتھ اور پاؤں مہندی سے رنگے تھے تو کسی نے کہا یا حضرت! یہ شخص عورتوں کے مشابہ ہوتا ہے تو حضرت ﷺ نے اس کو نقیع کی طرف نکال دیا تو کسی نے کہا کیا ہم اس کو مار نہ ڈالیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو منع ہوا نمازیوں کے مارنے سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے ہے کہ سخت غضب ہوا اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں پر جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی پیدائش سے منہ پھیرا اور بہ تکلف اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ کیا اور مخنث اس کو کہتے ہیں کہ مشابہ ہو ساتھ عورتوں

کے عادات اور کلام میں اور حرکات وسکنات میں جس کو یہاں زنانہ کہتے ہیں اور عورتوں کے مشابہ ہونا کبھی پیدائشی ہوتا ہے سو اگر پیدائشی ہو تو اس پر کچھ ملامت نہیں اور اس پر لازم ہے کہ اس کے دور کرنے میں تکلف کرے اور کبھی مشابہ ہونا تکلف اور قصد سے ہوتا ہے سو یہ برا ہے اور بولا جاتا ہے اس پر نام مخنث کا برابر ہے کہ بے حیائی کرے یا نہ کرے اور اس مخنث کا نام اسیت تھا اور یہ کہا کہ وہ آتی ہے ساتھ چار کے اور جاتی ہے ساتھ آٹھ کے تو کہا خطابی نے کہ مراد یہ ہے کہ اس کے پیٹ میں چار شکن ہیں جب سامنے سے آتی ہے تو معلوم ہوتے ہیں اور جب پیٹھ پھیرتی ہے تو ان شکنوں کے سرے دونوں پہلو کی طرف سے معلوم ہوتے ہیں چار ایک طرف سے اور چار ایک طرف سے اور حاصل یہ ہے کہ وہ بڑی موٹی اور فربہ ہے اور فربہ عورت کی طرف عرب کے مردوں کو بہت رغبت ہوتی ہے، کہا مہلب نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روکا حضرت ﷺ نے اس کو داخل ہونے سے عورتوں پر واسطے اس کے کہ سنا اس کو کہ صفت کرتا ہے عورت کی ساتھ اس صفت کے جو جوش دلاتی ہے مردوں کے دل کو سو اس کو اندر آنے سے منع کیا کہ حضرت ﷺ کی بیویوں کو لوگوں کے آگے بیان نہ کرے پس ساقط ہوں معنی حجاب کے اور اس حدیث میں وہ چیز ہے جو مشعر ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو ذات کے واسطے بھی منع کیا واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ یہ پہچانتا ہے جو اس جگہ ہے اور واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ لوگ گمان کرتے تھے کہ اس کو عورتوں کی حاجت نہیں جب اس نے وصف مذکور کو ذکر کیا تو اس نے دلالت کی کہ وہ حاجت یعنی شہوت والوں میں سے ہے سو اس کو اس واسطے نکال دیا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے پردہ کرنا عورتوں کا اس شخص سے جو عورتوں کی خوبیوں کو جانے اور یہ حدیث اصل ہے بیچ دور کرنے اس شخص کے جس سے کسی کام میں شک پڑے، کہا مہلب نے اور اس میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے ذات موصوف کی بیع کو واسطے قائم ہونے صفت کے مقام دیکھنے کے جب کہ وصف اس کی سب حالات کو حاوی ہو اور نکالنا اس کا اس حدیث سے ظاہر ہے اور نیز اس حدیث میں تعزیر ہے واسطے اس شخص کے جو بہ تکلف عورتوں کے مشابہ ہو ساتھ نکال دینے کے گھروں سے اور نفی کی جب کہ متعین ہو یہ بطریق واسطے منع کرنے اس کے کی اور ظاہر امر سے اس کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے اور مشابہ ہونا عورتوں کا ساتھ مردوں کے اور مشابہ ہونا مردوں کا ساتھ عورتوں کے قصد اور اختیار سے اتفاقا حرام ہے، وسیاتی فی اللباس۔ (فتح) اور خصی مرد اور مجبوب کا بھی یہی حکم ہے خصی وہ مرد ہے جس کے خصیوں کو کوٹ کر خصی کیا گیا ہو اور مجبوب وہ ہے جس کا ذکر کاٹا گیا ہو۔

بَابُ نَظَرِ الْمَرْأَةِ إِلَى الْحَبَشِ وَنَحْوِهِمْ مِنْ غَيْرِ رِيْبَةٍ

دیکھنا عورت کا طرف حبشیوں کے اور جوان کی مانند ہیں بغیر شک کے یعنی جائز ہے۔

فائدہ: ظاہر ترجمہ کا یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ عورت کو بیگانے مرد کی طرف دیکھنا جائز ہے برخلاف

عکس اس کے اور یہ مسئلہ مشہور ہے اختلاف کیا گیا ہے اس کی ترجیح میں اور حدیث باب کی موافق ہے اس شخص کے جو اس کو جائز رکھتا ہے اور جو اس کو منع کرتا ہے اس کی حجت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جو مشہور ہے کہ کیا تم دونوں اندھے ہو اور قوی کرتا ہے جواز کو ہمیشہ بدستور رہنا عمل اس پر کہ جائز ہو نکلنا عورتوں کو طرف مسجدوں اور بازاروں اور سفروں کے نقاب ڈال کر تا کہ مرد ان کو نہ دیکھیں اور مردوں کو نقاب ڈالنے کا کبھی حکم نہیں ہوا تا کہ ان کو عورتیں نہ دیکھیں تو اس نے دلالت کی کہ وہ دونوں گروہ کے حکم جدا جدا ہیں اور ساتھ اس کے حجت پکڑی ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اوپر جواز کے سو کہا کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ مرد کا منہ عورت کے حق میں چھپانے کی چیز ہے جیسے کہ عورت کا منہ مرد کے حق میں چھپانے کی چیز ہے بلکہ وہ مانند منہ بے ریش کے ہے مرد کے حق میں پس حرام ہے نظر وقت خوف فتنے کے اور نہیں تو نہیں اور ہمیشہ قدیم زمانے سے دستور چلا آتا ہے کہ مرد کھلے منہ ہوتے ہیں اور عورتوں کے منہ پر نقاب ہوتے ہیں سو اگر دونوں گروہ برابر ہوتے تو مردوں کو نقاب کا حکم ہوتا یا عورتوں کو نکلنے سے منع کیا جاتا۔

٤٨٣٥ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ عِيسٰى عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَآئِهٖ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا الَّتِيْ أَسْأَمُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ الْحَرِيْصَةِ عَلَى اللَّهْوِ.

۴۸۳۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مجھ کو اپنی چادر سے چھپاتے تھے اور میں حبشیوں کو دیکھتی تھی مسجد میں برچھیوں سے کھیلتے یہاں تک کہ میں خود ہی طول اور دل گیر ہوتی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو نہ فرماتے کہ بس کر بلکہ میں خود ہی جب تھک جاتی تو بس کرتی سو اندازہ کرو کم سن لڑکی کے مقدار کو جو کھیل پر حرص کرنے والی ہو کہ کتنی دیر تک دیکھتی رہتی ہے یعنی میں بہت دیر تک دیکھتی رہتی تھی۔

بَابُ خُرُوْجِ النِّسَآءِ لِحَوَآئِجِهِنَّ.

عورتوں کو اپنی حاجتوں کے لیے باہر نکلنا جائز ہے۔

٤٨٣٦ - حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ لَيْلًا فَرَآهَا عُمَرُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ إِنَّكِ وَاللّٰهِ يَا سَوْدَةُ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَرَجَعَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ وَهُوَ فِيْ حُجْرَتِيْ يَتَعَشّٰى وَإِنَّ فِيْ

۴۸۳۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا زمعہ کی بیٹی رات کو قضاء حاجت کے واسطے باہر نکلیں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا اور پہچانا سو کہا قسم ہے اللہ کی اے سودہ! بے شک تو ہم پر چھپی نہیں رہتی سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پلٹ آئیں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے میں تھے رات کا کھانا کھاتے تھے اور البتہ آپ کے ہاتھ میں ہڈی تھی

يَدِهٖ لَعَرْقًا فَأُنْزِلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَرُفِعَ عَنْهُ وَهُوَ يَقُوْلُ قَدْ أَذِنَ اللّٰهُ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَآئِجِكُنَّ.

سو آپ پر وحی اتاری گئی پھر آپ سے وہ حالت موقوف ہوئی اور حالانکہ آپ فرماتے تھے کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اجازت دی کہ اپنی حاجتوں کے واسطے باہر نکلا کرو۔

فائدہ: البتہ پہلے گزر چکی ہے شرح اس کی اور وجہ تطبیق کی درمیان اس کے اور درمیان دوسری حدیث اس کی کے بیچ اترنے حجاب کے سورۂ احزاب کی تفسیر میں اور ذکر کیا ہے میں نے وہاں تعاقب عیاض پر کہ اس نے گمان کیا ہے کہ حضرت ﷺ کی بیویوں پر اپنے جسم کا ظاہر کرنا حرام تھا اگرچہ منہ پر نقاب ڈالے ہوں اور چادریں لپیٹی ہوں اور حاصل بیچ رد کرنے قول اس کے بہت ہونا حدیثوں کا ہے جو وارد ہیں اس میں کہ وہ حج کرتی تھیں اور طواف کرتی تھیں اور مسجدوں کی طرف نماز کے واسطے نکلتی تھیں حضرت ﷺ کی زندگی میں بھی اور آپ کے بعد بھی۔ (فتح)

بَابُ اِسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي الْخُرُوْجِ إِلَى الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهٖ.

اجازت مانگنا عورت کا اپنے خاوند سے مسجد وغیرہ کی طرف نکلنے کے واسطے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ نکلنے کے طرف مسجد وغیرہ کے یعنی ترجمہ عام ہے مسجد وغیرہ کو اور باب کی حدیث میں صرف مسجد کا ذکر ہے اور جواب دیا ہے کرمانی نے کہ اس نے مسجد کے غیر کو مسجد پر قیاس کیا ہے اور جامع ان کے درمیان ظاہر ہے اور سب میں یہ شرط ہے کہ فتنے سے امن ہو۔ (فتح)

٤٨٣٧ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَتْ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا.

۴۸۳۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی عورت نماز کے واسطے مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو اس کو اجزت دے اور منع نہ کرے۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ الدُّخُوْلِ وَالنَّظَرِ إِلَى النِّسَآءِ فِي الرَّضَاعِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ جائز ہے داخل ہونے اور نظر کرنے سے طرف عورتوں کے رضاعت کے سبب سے

٤٨٣٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ جَآءَ عَمِّيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ اٰذَنَ لَهٗ حَتّٰى أَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

۴۸۳۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ میرا چچا رضائی آیا اور اس نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی سو میں نے انکار کیا کہ اس کو اجازت دوں یہاں تک کہ حضرت ﷺ سے پوچھوں سو حضرت ﷺ آئے سو میں نے آپ سے اس کا حکم پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَأْذَنِيْ لَهُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ قَالَتْ عَائِشَةُ وَذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.

وہ تیرا چچا ہے سو اس کو اجازت دے میں نے کہا یا حضرت! مجھ کو تو صرف عورت نے دودھ پلایا ہے مجھ کو مرد نے دودھ نہیں پلایا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ تیرا چچا ہے سو اس کو تیرے پاس اندر آنا جائز ہے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور یہ حال بعد اس کے تھا کہ ہم پر پردہ اتارا گیا یعنی یہ واقعہ پردہ اترنے کے بعد تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حرام ہوتا ہے دودھ پینے سے جو حرام ہوتا ہے جننے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب النکاح کے اول میں گزر چکی ہے اور یہ حدیث اصل ہے اس میں کہ رضاعت کے واسطے نسب کا حکم ہے کہ جائز ہے عورتوں کے پاس اندر جانا اور سوائے اس کے احکام سے۔ (فتح)

بَابُ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا.

نہ لگائے بدن ایک عورت دوسری عورت سے پھر بیان کرے اس کی صورت کو اپنے خاوند سے۔

فائدہ: استعمال کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے لفظ حدیث کا ترجمہ میں بغیر زیادتی کے اور ذکر کیا ہے حدیث کو دو طریقوں سے۔

٤٨٣٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا.

۴۸۳۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بدن لگائے ایک عورت دوسری عورت سے پھر بیان کرے اس کی شکل اور صورت کو اپنے خاوند سے اس طرح کہ جیسے اس کو دیکھا ہے۔

٤٨٤٠ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا.

۴۸۴۰۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک کپڑے میں کہا قابسی نے کہ یہ حدیث اصل ہے واسطے مالک کے بیچ

بند کرنے ذریعوں کے اس واسطے کہ حکمت بیچ اس نہی کے خوف ہے اس بات کا کہ خوش لگے خاوند کو وصف مذکور سو نوبت پہنچائے یہ طرف طلاق دینے اس عورت کے جو صفت کرتی ہے یا مفتون ہونے کے ساتھ اس عورت کے جس کی صفت کی گئی اور واقع ہوا ہے بیچ روایت نسائی کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ نہ بدن لگائے ایک عورت دوسری عورت کے بدن سے اور نہ بدن لگائے مرد دوسرے مرد کے بدن سے اور مسلم اور اصحاب سنن نے یہ حدیث اس لفظ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور ایک عورت دوسری عورت کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ اکٹھا ہو ایک مرد ساتھ دوسرے مرد کے ایک کپڑے میں اور نہ جمع ہو ایک عورت ساتھ دوسری عورت کے ایک کپڑے میں کہا نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مرد کو دوسرے مرد کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے اور اسی طرح عورت کو بھی دوسری عورت کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے اور یہ اس قسم سے ہے کہ اس میں کچھ اختلاف نہیں اور اسی طرح دیکھنا مرد کو طرف ستر عورت کے اور عورت کے طرف ستر مرد کے حرام ہے بالا جماع اور تنبیہ کی حضرت ﷺ نے ساتھ دیکھنے مرد کے طرف ستر مرد کے اور دیکھنے عورت کے طرف ستر عورت کے اوپر اس کے ساتھ طریق اولیٰ کے یعنی یہ بطریق اولیٰ حرام ہے اور مستثنیٰ ہیں اس سے میاں بیوی کہ ایک کو اپنے ساتھی کا ستر دیکھنا جائز ہے مگر شرم گاہ میں اختلاف ہے اور صحیح تر قول ہے کہ جائز ہے لیکن بغیر سبب کے مکروہ ہے اور بہر حال جو محرم ہیں پس صحیح یہ ہے کہ ایک کو دوسرے کی ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے دیکھنا جائز ہے اور یہ سب حرام جو ہم نے ذکر کیا اس جگہ ہے جس جگہ حاجت نہ ہو اور جائز اس جگہ ہے جس جگہ شہوت نہ ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام ہے مرد کو بدن لگانا دوسرے مرد کے بدن سے بغیر پردے کے مگر وقت ضرورت کے اور مستثنیٰ ہے اس سے مصافحہ اور حرام ہے چھونا غیر کے ستر کو جس جگہ سے ہو اس کے بدن میں سے بالاتفاق کہا نووی رحمہ اللہ نے اور اس قسم سے ہے کہ عام لوگ اس میں مبتلا ہیں اور بہت لوگ اس سے سستی کرتے ہیں جمع ہونا ہے حمام میں سو واجب ہے اس شخص پر جو اس میں ہو یہ کہ بچائے اپنی نظر اور ہاتھ وغیرہ کو غیر کے ستر سے اور یہ کہ بچائے اپنے ستر کو غیر کی نظر سے اور واجب ہے انکار اس کے فاعل پر واسطے اس شخص کے جو اس پر قادر ہو اور نہیں ساقط ہوتا انکار ساتھ گمان عدم قبول کے مگر یہ کہ اپنی جان پر فتنے سے ڈرے اور بہت مسئلے اس باب کے طہارت میں گزر چکے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى نِسَآئِي.

مرد کا یہ کہنا کہ میں آج رات اپنی سب عورتوں پر گھوموں کا یعنی سب سے صحبت کروں گا۔

فائدہ: کتاب الطہارۃ میں پہلے گزر چکا ہے من دار علی نسائہ فی غسل واحد اور وہ قریب ہے اس ترجمہ کے معنی سے اور حکم شریعت محمدی میں یہ ہے کہ نہیں جائز ہے یہ بیویوں میں مگر یہ کہ شروع کرے نوبت بانٹنے کو بایں طور کے سب سے ایک بار اکٹھا نکاح کرے یا سفر سے آئے اور اسی طرح جائز ہے جب کہ اس کو اجازت دیں اور اس

کے ساتھ راضی ہو جائیں۔

٤٨٤١ - حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامِ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ قُلْ إِنْ شَآءَ اللَّهُ فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ فَأَطَافَ بِهِنَّ وَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ نِّصْفَ إِنْسَانٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَ إِنْ شَآءَ اللَّهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ أَرْجَى لِحَاجَتِهِ.

۴۸۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا کہ میں آج کی رات سو عورت پر گھوموں گا یعنی ان سے صحبت کروں گا ان میں سے ہر ایک عورت لڑکا جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا تو فرشتے نے اس سے کہا کہ انشاء اللہ کہہ یعنی اگر اللہ چاہے گا سو اس نے انشاء اللہ نہ کہا اور کہنا بھول گیا پھر ان سو عورتوں پر گھوما سو ان میں سے کوئی نہ جنی مگر ایک عورت آدھا آدمی جنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتا تو اس کی بات پوری ہوتی اور اپنے مطلب کا زیادہ تر امیدوار ہوتا۔

فائدہ: جب لوگوں نے جہاد میں سستی کی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کثرت اولاد کی آرزو کی جہاد میں غیروں کی حاجت نہ رہے مگر انشاء اللہ کہنا بھول گئے پس مراد پوری نہ ہوئی معلوم ہوا کہ جس کسی کام کا ارادہ کرے تو انشاء اللہ ضرور کہہ لے اس واسطے کہ اللہ کی مدد کے بغیر آدمی سے کوئی کام نہیں ہو سکتا پیغمبر ہو یا ولی یا حکیم ہو یا بادشاہ اور یہ جو کہا لم یحنث تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی مراد پوری ہوتی اس واسطے کہ حانث نہیں ہوتا مگر قسم سے اور احتمال ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے اس پر قسم کھائی ہو۔ میں کہتا ہوں اتاری گئی تاکید جو مستفاد ہے قول اس کے سے لاطوفن بجائے قسم کے، کہا ابن رفعہ نے کہ مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ متصل ہونا استثناء کا ساتھ قسم کے تاثیر کرتا ہے بیچ اس کے اگرچہ نہ قصد کرے اس کو پہلے فارغ ہونے کے قسم سے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا إِذَا أَطَالَ الْغَيْبَةَ مَخَافَةَ أَنْ يُخَوِّنَهُمْ أَوْ يَلْتَمِسَ عَثَرَاتِهِمْ.

جب کوئی سفر میں گھر سے بہت مدت غائب رہا ہو تو اپنے گھر والوں کے پاس رات کو نہ آئے بسبب اس خوف کے کہ ان کو خیانت کی طرف نسبت کرے یا ان کی لغزشوں اور عیبوں کو تلاش کرے۔

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جو باب کی حدیث کے بعض طریقوں میں آ چکا ہے چنانچہ صحیح مسلم میں واقع ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔

٤٨٤٢ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا

۴۸۴۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ طُرُوْقًا.

حضرت ﷺ مکروہ جانتے تھے کہ مرد اپنے گھر والوں کے پاس رات کو آئے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ رات کو گھر میں نہ آتے بلکہ دو پہر سے پہلے آتے یا پیچھے کہا لغت والوں نے کہ طروق کے معنی ہیں رات کو آنا سفر وغیرہ سے بے خبر۔

۴۸۴۳ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلًا.

۴۸۴۳۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی گھر سے بہت مدت غائب رہا ہو تو رات کو گھر والوں کے پاس نہ آئے۔

فائدہ: قید کرنا ساتھ دراز ہونے غیبت کے اشارہ کرتا ہے طرف اس کے کہ علت نہی کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پائی جاتی ہے اس وقت پس حکم دائر ہے ساتھ علت اپنی کے وجودا و عدما سو جب تھا وہ شخص جو اپنی حاجت کے واسطے مثلا دن کو باہر نکلے اور رات کو پھر آئے نہ حاصل ہوتا تھا واسطے اس کے جو خوف کیا جاتا ہے اس شخص سے جو بہت مدت اپنے گھر سے غائب رہے تو ہوگا دراز ہونا غیبت کا جگہ گمان امن کی ہجوم سے پس واقع ہوگا واسطے اس شخص کے جو ہجوم کرے بعد دراز ہونے غیبت کے اکثر اوقات جو برا لگے اس کو یا تو پائے گا اپنی عورت کو بغیر ستھرائی اور زینت کے جو مطلوب ہے عورت سے تو ہوگا یہ سبب نفرت کا درمیان دونوں کے اور البتہ اشارہ کیا طرف اس کے ساتھ قول اپنے کے آئندہ باب کی حدیث میں کہ تاکہ زیر ناف کے بال لے جس کا خاوند غائب ہے اور کنگھی کرے پراگندہ بالوں والی اور اس سے لی جاتی ہے کراہت مباشرت عورت کی اس حال میں جس میں ستھری نہ ہو تاکہ نہ مطلع ہو اس سے اس چیز پر جو ہو سبب نفرت کا عورت سے اور یا اس کو مکروہ حالت پر پائے اور شرع رغبت دلانے والی ہے اوپر پردہ پوشی کے اور البتہ اشارہ کیا طرف اس کے ساتھ قول اپنے کے کہ ان کو خیانت کی طرف منسوب کرے یا ان کے عیبوں کو ڈھونڈے بنا بر اس کے پس جو شخص کہ اپنے گھر والوں کو اپنے آنے کی اطلاع دے اور یہ کہ وہ فلانے فلانے وقت میں پہنچے گا تو اس کو نہی شامل نہیں یعنی اس کو رات کے وقت گھر آنا درست ہے کہ وہ پہلے اطلاع کر چکا ہے اور تصریح کی ہے ساتھ اس کے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں پھر روایت کی اس نے کہ حضرت ﷺ ایک جنگ سے پلٹ کر آئے تو ایک شخص کو اطلاع کے واسطے آگے بھیج دیا کہ وہ آتے ہیں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث سے

معلوم ہوا کہ مسافر کو رات کے وقت بے خبر اپنے گھر والوں کے پاس آنا منع ہے جب کہ پہلے ان کو اپنے آنے کی خبر نہ کی ہو اور سبب اس کا وہ ہے جس کی طرف حدیث میں اشارہ واقع ہوا ہے اور بعض نے اس حکم کا خلاف کیا یعنی بے خبر رات کو اپنے گھر میں آئے سو اپنی عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو پایا سو اس کو مخالفت کی سزا ملی چنانچہ ابن خزیمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ دو مرد رات کو اپنے گھر میں آئے سو دونوں نے اپنی عورت کے ساتھ مرد کو پایا اور اس حدیث میں رغبت دلاتا ہے باہم دوستی اور محبت رکھنے پر خاص کر میاں بیوی کے درمیان اس واسطے کہ اکثر اوقات ایک کو دوسرے کا کوئی عیب پوشیدہ نہیں ہوتا اور باوجود اس کے آنے سے منع کیا تا کہ نہ مطلع ہو اس چیز پر جس کے سبب سے اس کو عورت سے نفرت ہو تو اس کی رعایت غیر زوجین میں بطریق اولیٰ ہو گی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ زیر ناف کے بال لینا اور مانند اس کے اس قسم سے کہ زینت کرتی ہے ساتھ اس کے عورت نہیں داخل ہے نہی میں اللہ تعالیٰ کی پیدائش کے بدلنے سے اور اس میں رغبت دلاتا ہے اوپر ترک تعرض کے واسطے اس چیز کے کہ واجب کرے بدگمانی کو ساتھ مسلمان کے۔ (فتح)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ ترجمہ اکیسویں پارے صحیح بخاری کا تمام ہوا۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین، آمین.

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

كتاب النكاح

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی رحمہ اللہ

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ

شرح صحیح بخاری

۲۲، ۲۳، ۲۴

مکتبہ اصحاب الحدیث

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

شرح صحیح بخاری

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور

www.KitaboSunnat.com

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۲

تصدیر

حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم

حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام

عبد اللطیف ربانی مدیر

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ مچھلی منڈی

نیو اردو بازار لاہور

042-37321823

0301-4227379

پکڑ اپنے اوپر طلب اولاد کو اے جابر!۔

فائدہ: اور یہ جو کہا عشاء کے وقت تو یہ تفسیر ہے بیچ نفس خبر کے اور اس میں اشارہ ہے طرف تطبیق کے درمیان اس حکم کے ساتھ داخل ہونے کے رات کو اور درمیان نہی کے رات کو گھر میں آنے سے ساتھ اس طور کے کہ مراد ساتھ حکم دخول کے اول رات میں ہے یعنی مراد ساتھ حکم دخول کے اس باب کی حدیث میں اول رات کو گھر میں آنا ہے اور جس حدیث میں رات کو گھر میں آنا منع ہے تو مراد اس سے گھر میں آنا ہے رات کے درمیان میں اور البتہ پہلے گزر چکا ہے عمرے کے بابوں میں تطبیق دینا درمیان ان دونوں کے ساتھ اس طور کے کہ رات کو آنے کی اجازت اس شخص کے واسطے ہے جو اپنے گھر والوں کو اپنے آنے کی خبر کر دے کہ فلانے وقت پہنچے گا تا کہ اس کے واسطے تیار ہو رہیں اور نہا دھو کر صفائی حاصل کریں اور منع اس شخص کے واسطے ہے جو اپنے گھر والوں کو اپنے آنے کی اطلاع نہ دے اور بے خبر گھر میں آ پہنچے۔ (فتح)

٤٨٤٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا فَلَا تَدْخُلْ عَلٰى أَهْلِكَ حَتّٰى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَيْكَ بِالْكَيْسِ الْكَيْسِ تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَيْسِ.

۴۸۴۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو رات کو شہر میں آئے تو اپنے گھر والوں پر داخل نہ ہو یہاں تک کہ زیر ناف کے بال لے وہ عورت جس کا خاوند غائب ہے اور کنگھی کرے پراگندہ بالوں والی، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لازم پکڑ اپنے اوپر اولاد کو لازم پکڑ اپنے اوپر اولاد کو متابعت کی ہے اس کی عبیداللہ نے وہب سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیس میں۔

فائدہ: پہلے دخول کے معنی یعنی اذا دخلت میں قدوم کے ہیں یعنی جب تو شہر میں آئے تو گھر میں داخل نہ ہو اور متابع درحقیقت وہ وہب ہے لیکن منسوب کیا ہے اس کو طرف عبیداللہ کی واسطے اکیلے ہونے اس کے وہب سے ہاں البتہ روایت کی ہے محمد بن اسحاق نے وہب بن کیسان سے یہ حدیث دراز طور پر اور اس میں مقصود باب کا ہے لیکن ساتھ اور لفظ کے کما سیاتی، اور عبیداللہ کی روایت بیوع میں پہلے گزر چکی ہے اس کے اول میں ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں تھا سو میرے اونٹ نے چلنے میں سستی کی پھر حدیث کو اونٹ کے قصے میں درازی کے ساتھ بیان کیا اور اس میں جابر رضی اللہ عنہ کے نکاح کرنے کا قصہ ہے اور اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھی ہے کیا پس تو نے

کنواری سے نکاح کیوں نہ کہ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا؟ اور اس میں یہ بھی ہے کہ خبردار ہو جا کہ البتہ تو گھر میں آنے والا ہے سو جب گھر میں آ ؤ تو ہوشیاری کیجیے ہوشیاری کیجیے، اور زبر کیس پر اغرا کے بنا پر ہے اور بعض نے کہا کہ واسطے ڈرانے کے ترک جماع سے خطابی نے کہا کہ کیس کے معنی اس جگہ ڈرنے کے ہیں اور کبھی اس کے معنی نرمی کے ہوتے ہیں اور کہا ابن اعرابی نے کہ کیس کے معنی ہیں عقل اور بعض نے کہا کہ مراد ڈرانا ہے عاجز ہونے سے جماع سے سو گویا رغبت دلائی ہے جماع پر کہا عیاض نے کہ تفسیر کیا ہے بخاری وغیرہ نے کیس کو ساتھ طلب اولاد کے اور وہ صحیح ہے اور اصل میں کیس عقل کو کہتے ہیں کما ذکرہ الخطابی لیکن نہیں ہے مجرد مراد اس جگہ اور یہ جو حدیث آئی ہے کل شيء بقدر حتی العجز والکیس تو مراد اس سے اس حدیث میں دانائی اور بوجھ ہے۔ (فتح)

بَابُ تَسْتَحِدُّ الْمُغِيْبَةُ وَتَمْتَشِطُ الشَّعِثَةُ.

زیر ناف کے بال لے وہ عورت جس کا خاوند غائب ہو اور کنگھی کرے۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

٤٨٤٦ ـ حَدَّثَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا كُنَّا قَرِيْبًا مِّنَ الْمَدِيْنَةِ تَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ لِّيْ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِّنْ خَلْفِيْ فَنَخَسَ بَعِيْرِيْ بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهٗ فَسَارَ بَعِيْرِيْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَآءٍ مِّنَ الْإِبِلِ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ أَتَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ أَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا أَيْ عِشَآءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ

۴۸۴۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں تھے سو جب ہم وہاں سے پلٹ کر مدینے کے قریب پہنچے تو میں نے جلدی کی اپنے اونٹ سست چال پر تو ایک سوار مجھ کو پیچھے سے ملا اور میرے اونٹ کو اپنے نیزے سے چھیڑا سو میرا اونٹ چلا جیسے کہ تو نے بہت اچھے اونٹ دیکھے ہوں سو میں نے مڑ کر دیکھا تو اچانک دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو میں نے کہا یا حضرت! میری شادی کا زمانہ قریب ہے یعنی میں نے تازہ نکاح کیا ہے، فرمایا کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کیا کنواری سے نکاح کیا ہے یا شوہر دیدہ سے؟ میں نے کہا بلکہ شوہر دیدہ سے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا؟ کہا جابر رضی اللہ عنہ نے سو جب ہم مدینے پہنچے تو ہم اندر گھسنے لگے سو فرمایا کہ ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ رات کو داخل ہونا تا کہ کنگھی کرے پراگندہ بالوں والی اور استعمال کرے استرے کو بیچ دور کرنے

الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ.

بال زیر ناف کے وہ عورت جس کا خاوند غائب ہے۔

بَابُ ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَآءِ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نہ دکھلائیں اپنا سنگھار مگر اپنے خاوندوں کو اس قول تک کہ یا لڑکوں سے جو نہیں مطلع ہوئے عورتوں کی شرم گاہ پر۔

فائدہ: اور ساتھ اس زیادتی کے یعنی ﴿لم یظهروا علی عورات النساء﴾ کے ظاہر ہوگئی مطابقت درمیان حدیث کے اور ترجمہ کے۔

٤٨٤٧ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ اخْتَلَفَ النَّاسُ بِأَيِّ شَيْءٍ دُوْوِيَ جُرْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَسَأَلُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ وَكَانَ مِنْ اٰخِرِ مَنْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ وَمَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ كَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ وَعَلِيٌّ يَأْتِيْ بِالْمَآءِ عَلٰى تُرْسِهٖ فَأُخِذَ حَصِيْرٌ فَحُرِّقَ فَحُشِيَ بِهٖ جُرْحُهُ.

۴۸۴۷۔ حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے اختلاف کیا اس میں کہ جنگ اُحد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کی دوا کس چیز سے ہوئی؟ سو انہوں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے اصحاب میں سے تھا جو مدینے میں باقی تھے سو سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں باقی رہا لوگوں میں سے کوئی جو مجھ سے زیادہ تر اس بات کو جانتا ہو اس کا بیان یوں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خون کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے دھوتی تھیں اور علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے سو چٹائی لے کر جلائی گئی اور اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زخم بھرا گیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ لوگوں نے اختلاف کیا تو اس میں ہے کہ اصحاب اور تابعین تھے تحقیق کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کی ہر چیز میں یہاں تک کہ ایسی چیز میں بھی اس واسطے کہ جس چیز کے ساتھ زخم کی دوا کی جائے اس میں حکم مختلف نہیں ہوتا جب کہ پاک ہو اور باوجود اس کے انہوں نے اس میں تردد کیا یہاں تک کہ پوچھا انہوں نے اس شخص سے جو وہاں موجود تھا اور یہ جو کہا کہ لوگوں میں کوئی باقی نہیں رہا جو مجھ سے زیادہ تر اس کو جانتا ہو تو ظاہر اس کا اعلم کی نفی ہے اور اس میں اس کی نفی نہیں کہ اس کے برابر جاننے والا کوئی باقی ہو لیکن زیادہ ہوئی ہے استعمال اس کی بیچ نفی مثل کے بھی اور اس حدیث کی شرح جنگ اُحد کے بیان میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ یہ ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خود اپنے ہاتھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوا کی سو آیت کے مطابق ہوگی اور وہ جواز ظاہر کرنا عورت کا اپنی زینب کو اپنے باپ کے واسطے اور باقی لوگوں کے واسطے جو آیت میں مذکور ہیں اور کہا مغلطائی نے کہ حجت پکڑنی ساتھ اس قصے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مشکل ہے اس واسطے کہ وہ پردے کے اترنے سے پہلے کا واقعہ ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے

کہ یہ تمسک ہے ساتھ اصحاب کے اور اترنا آیت کا اس سے پیچھے تھا اور البتہ واقع ہوا ہے مطابق اور اگر کہا جائے کہ نہیں ذکر کیا گیا ہے آیت میں چچا اور ماموں اور جواب یہ ہے کہ بے پرواہ ہوا ہے وہ ذکر کرنے ان کے سے ساتھ اشارہ کرنے کے طرف ان کی اس واسطے کہ چچا بجائے باپ کے ہے اور ماموں بجائے ماں کے ہے اور بعض نے کہا کہ منع ہے اس واسطے کہ وہ اس کی شکل بیان کرتے ہیں اپنے بیٹوں کے واسطے اور کہا عکرمہ اور شعبی نے کہ مکروہ ہے واسطے عورت کے یہ کہ اپنے چچا اور ماموں کے پاس اپنی اوڑھنی اتارے اور مخالفت کی ہے دونوں نے جمہور کی۔ (فتح)

بَابُ ﴿وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں اور جو نہیں پہنچے حد احتلام کو یعنی بلوغت کو۔

فائدہ: اور مراد بیان کرنا ان کے حکم کا ہے کہ ان کو عورتوں کے پاس اندر جانا اور ان کو دیکھنا جائز ہے۔

٤٨٤٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَأَلَهُ رَجُلٌ شَهِدْتَّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيْدَ أَضْحًى أَوْ فِطْرًا قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَكَانِيْ مِنْهُ مَا شَهِدْتُّهُ يَعْنِيْ مِنْ صِغَرِهِ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَّلَا إِقَامَةً ثُمَّ أَتَى النِّسَآءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِيْنَ إِلٰى اٰذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ يَدْفَعْنَ إِلٰى بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ إِلٰى بَيْتِهِ.

۴۸۴۸۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عابس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا ایک مرد نے اس سے پوچھا کہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بقرہ عید یا عید فطر میں حاضر ہوا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں! اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک میری عزت اور منزلت نہ ہوتی تو میں آپ کے ساتھ حاضر نہ ہوتا یعنی اپنے کم عمر ہونے سے، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے یعنی عید کی نماز کے واسطے سو آپ نے نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا اور نہیں ذکر کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اذان اور اقامت کو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس آئے سو ان کو وعظ کیا اور نصیحت کی اور حکم کیا ان کو خیرات کرنے کا سو میں نے ان کو دیکھا کہ اپنے کانوں اور حلقوں یعنی انگوٹھیوں کی طرف قصد کرتیں یعنی زیور نکالتیں اس کو بلال رضی اللہ عنہ کی طرف ڈالتیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بلال رضی اللہ عنہ اپنے گھر کی طرف پھرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عید میں گزر چکی ہے اور حجت اس سے اس جگہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مشاہدہ کرنا ہے اس چیز کو کہ اس وقت عورتوں سے واقع ہوئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت کم عمر تھے سو عورتوں نے اس سے پردہ نہ کیا اور بہر حال بلال رضی اللہ عنہ سو وہ غلام تھے اسی طرح جواب دیا ہے بعض شارحوں نے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ بلال رضی اللہ عنہ

اس وقت آزاد تھے اور جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ اس وقت بلال رضی اللہ عنہ نے ان کو نہ دیکھا ہو کھلے منہ اور بعض ظاہر یہ نے اس حدیث کے ظاہر کو لیا ہے کہا انہوں نے کہ مرد کو بیگانی عورت کا منہ دیکھنا جائز ہے اور اسی طرح دونوں ہتھیلیاں بھی اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور بلال رضی اللہ عنہ نے ان سے لینے کے واسطے کپڑے کو پھیلایا اور ظاہر حال کا یہ ہے کہ نہیں حاصل ہوتا ہے یہ مگر ساتھ ظاہر ہونے ان کے منہ اور ہتھیلیوں کے۔ (فتح) اور قول اس کا من صغرہ نفی کے ساتھ متعلق ہے یعنی ما شھدتہ کے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر میں کم عمر نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر نہ ہوتا۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ هَلْ اَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ وَطَعْنِ الرَّجُلِ ابْنَتَهٗ فِي الْخَاصِرَةِ عِنْدَ الْعِتَابِ.

مرد کا اپنے ساتھی سے کہنا کہ کیا تم نے آج رات صحبت کی ہے؟ اور چوکنا مرد کا اپنی بیٹی کو کوکھ میں وقت جھڑکنے کے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیچ قصے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کے اور وہ مطابق ہے واسطے رکن اول کے ترجمہ سے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے رکن دوسرا اس جہت سے کہ دونوں کے درمیان جامع ہے کہ دونوں امر بعض حالات میں مستثنیٰ ہیں سو چوکنا مرد کا اپنی بیٹی کی کوکھ کو منع ہے بیچ غیر حال ادب سکھلانے کے اور سوال مرد کا اس چیز سے کہ جاری ہوئی واسطے اس کے ساتھ اہل اپنے کے منع ہے بیچ غیر حالت فراخ کلامی کے یا تسلی دینے کے یا بشارت دینے کے۔ میں کہتا ہوں کہ جو میرے واسطے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے سفید جگہ چھوڑی تا کہ لکھے اس میں حدیث کو جس کی طرف اس نے اشارہ کیا اور وہ ھل اعرستم ہے یا کوئی اور چیز جو اس پر دلالت کرے اور البتہ واقع ہوا ہے بیچ قصے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کے وقت مرنے لڑنے ان کے کی اور چھپانے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے اس کو اس سے یہاں تک کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے رات کا کھانا کھایا اور اس کے ساتھ رات کاٹی سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے آج صحبت کی ہے؟ اس نے کہا، ہاں!۔ (فتح)

٤٨٤٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ عَاتَبَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ.

۴۸۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتاب کیا مجھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یعنی بیچ قصے گم ہونے ہار کے اور رکنے لوگوں کے بغیر پانی کے اور اپنے ہاتھ سے مجھ کو میری کوکھ میں چوکنے لگے سو نہ منع کرتا تھا مجھ کو ہلنے سے مگر ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری ران پر تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الطَّلَاقِ — کتاب ہے طلاق کے بیان میں

فائدہ: طلاق کے معنی ہیں لغت میں کھولنا بیڑیوں کا مشتق ہے اطلاق سے اور وہ چھوڑ دینا ہے اور شرع میں کھولنا گرہ نکاح کا ہے فقط اور وہ موافق ہے واسطے بعض افراد لغوی معنی کے، کہا امام الحرمین نے کہ یہ لفظ جاہلی ہے وارد ہوئی ہے شرع ساتھ برقرار رکھنے اس کے کی پھر طلاق کبھی حرام ہوتی ہے اور کبھی مکروہ اور کبھی واجب اور کبھی مستحب اور کبھی جائز سو حرام تو اس وقت ہے جب کہ بدعی ہو اور اس کے واسطے کئی صورتیں ہیں اور لیکن دوسری قسم سو وہ اس وقت ہے جب کہ واقع ہو بغیر کسی سبب کے باوجود مستقیم ہونے حال کے اور بہر حال تیسری قسم سو کئی صورتوں میں ہے ایک ان میں سے مخالفت ہے درمیان عورت اور خاوند کے جب کہ اس کو دو منصف مناسب جانیں اور بہر حال چوتھی قسم سو اس وقت ہے جب کہ ہو عورت غیر عفیفہ اور بہر حال پانچویں قسم سو نفی کی ہے اس کی نووی رحمہ اللہ نے اور اس کے غیر نے اس کی صورت یہ بیان کی ہے جب کہ اس کو نہ چاہتا ہو اور نہ اس کے نفس کو یہ بات خوش لگتی ہو کہ اس کے خرچ کو اٹھائے بغیر حصول غرض فائدہ اٹھانے کے سو تصریح کی ہے امام نے ساتھ اس کے کہ طلاق ان صورتوں میں مکروہ نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ﴾.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیغمبر! جب ارادہ کرو تم عورتوں کے طلاق دینے کا تو طلاق دو ان کو ان کی عدت کے اول میں اور گنتے رہو عدت کو۔

فائدہ: یہ جو فرمایا ﴿إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ﴾ تو یہ خطاب ہے واسطے پیغمبر کے ساتھ لفظ جمع کے واسطے تعظیم کے یا مراد حضرت ﷺ اور ساری امت ہے اور تقدیر یہ ہے اے نبی! اور اس کی امت اور بعض نے کہا کہ یہاں قل محذوف ہے یعنی اے پیغمبر! اپنی امت سے کہہ دے اور دوسرے معنی لائق تر ہیں پس خاص کیے گئے حضرت ﷺ ساتھ ندا کے اس واسطے کہ وہ امام ہیں اپنی امت کے واسطے اعتبار کرنے تقدم ان کے کی اور عام کیا خطاب کو جب کہ قوم کے سردار سے کہا جاتا ہے کہ اے فلانے ایسا کرو اور قول اس کا ﴿إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ﴾ یعنی جب تم طلاق دینے کا پکا ارادہ کرو اور نہیں ممکن ہے حمل کرنا اس کا اپنے ظاہر پر اور قول اس کا لعدتھن یعنی وقت ابتدا شروع ہونے ان کے کی عدت میں اور لام واسطے وقت معین کرنے کے ہے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اللہ کے قول لعدتھن کے معنی یہ ہیں بیچ ابتدا عدت ان کی کے روایت کیا ہے اس کو طبری نے ساتھ سند صحیح کے اور بعض اصحاب کی قرأت فی قبل عدتھن

ہے اور مراد یہ ہے کہ عورت کو اس طہر میں طلاق دو جس میں ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو۔ (فتح الباری)

أَحْصَيْنَاهُ حَفِظْنَاهُ وَعَدَدْنَاهُ. احصیناہ کے معنی ہیں ہم نے اس کو یاد رکھا اور گنا۔

فائدہ: روایت کیا ہے اس کے معنی کو طبری نے سدی سے اور مراد ساتھ یاد رکھنے ابتداء وقت عدت کے ہے تا کہ نہ ملتبس ہو امر ساتھ دراز ہونے عدت کے پس تکلیف پائے ساتھ اس کے عورت۔

وَطَلَاقُ السُّنَّةِ أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ وَيُشْهِدَ شَاهِدَيْنِ. اور طلاق سنت یہ ہے کہ طلاق دے اس کو اس حال میں جب کہ حیض سے پاک ہو بغیر صحبت کے اور گواہ رکھے دو گواہ۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے ساتھ سند صحیح کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیچ تفسیر اللہ کے اس قول کے ﴿فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ کہا طہر میں بغیر جماع کے اور روایت کیا ہے اس کو ایک جماعت نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے اور جو ان کے بعد ہیں اس طرح اور یہ جو کہا کہ دو گواہ رکھے تو یہ ماخوذ ہے اللہ کے اس قول سے ﴿وَاَشْهِدُوْا ذَوَىْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾ اور یہ واضح ہے اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو روایت کی ہے ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ چند مہاجرین بغیر عدت کے طلاق دیتے تھے اور بغیر گواہوں کے رجوع کرتے تھے تو یہ آیت اتری اور البتہ تقسیم کیا فقہاء نے طلاق کو طرف سنی اور بدعی کے اور طرف قسم تیسری کے کہ اس کے واسطے کوئی وصف نہیں سو پہلی قسم تو پہلے گزر چکی ہے اور دوسری قسم یہ ہے کہ طلاق دے حیض میں یا طہر میں جس میں اس سے صحبت کی ہو اور نہ ظاہر ہوا ہو امر اس کا کہ حاملہ ہوئی یا نہیں اور ان میں بعض نے زیادہ کیا ہے واسطے اس کے یہ کہ ایک طلاق سے زیادہ دے اور بعض نے اضافہ کیا ہے واسطے اس کے خلع کو اور تیسری قسم طلاق دینا ہے چھوٹی کو اور اس عورت کو جو حیض سے ناامید ہو چکی ہو اور حاملہ کو جس کے جننے کا وقت قریب ہو اور اسی طرح جب کہ واقع ہو عورت سے سوال کسی وجہ میں بشرطیکہ امر کو جانتی ہو اور اسی طرح جب کہ واقع ہو خلع اس کے سوال سے اور ہم کہیں کہ وہ طلاق ہے اور مستثنیٰ ہیں تحریم طلاق حیض والی سے کئی صورتیں یعنی بعض صورتوں میں حیض والی کو طلاق دینی حرام نہیں ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ حاملہ ہو اور خون کو دیکھے اور ہم قائل ہیں اس کے کہ حاملہ کو حیض آتا ہے سو اس کی طلاق بدعی نہیں ہوتی خاص کر جب کہ واقع ہو قریب ولادت کے اور ان میں سے ایک قسم یہ ہے کہ طلاق دے حاکم غلام آزاد پر اور اتفاق پڑے واقع ہونے اس کے کا حیض میں اور اسی طرح ہے بیچ صورت دو منصفوں کے جب کہ متعین ہو یہ طریق واسطے دور کرنے شقاق کے اور اسی طرح خلع۔ (فتح)

٤٨٥٠ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ

۴۸۵۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اپنی عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی یعنی ایک طلاق سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کا حکم

وَهِيَ حَائِضٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ إِنْ شَآءَ أَمْسَكَ بَعْدُ وَإِنْ شَآءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَّمَسَّ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ.

حضرت ﷺ سے پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو حکم کر کہ اپنی عورت سے رجوع کرے یعنی طلاق کو باطل جان کر پھر اس کو اپنی بیوی بنائے پھر چاہیے کہ اس کو اپنے پاس رکھے یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو یعنی اس حیض سے جس میں اس نے اس کو طلاق دی تھی پھر اس کو دوسرا حیض آئے پھر دوسرے حیض سے پاک ہو پھر اس کے بعد اگر چاہے تو اس کو اپنے پاس رکھے اور چاہے تو اس کو صحبت کرنے سے پہلے طلاق دے سو یہی عدت ہے جس کا حکم اللہ نے کیا کہ عورتوں کی طلاق اس میں ہوا کرے یعنی اس وقت۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ اس میں غصے ہوئے اور اس میں اشعار ہے کہ حیض میں طلاق دینا پہلے منع ہو چکا تھا نہیں تو نہ واقع ہوتا غصہ ایسے کام پر جس سے پہلے ممانعت نہیں ہوئی اور نہیں وارد ہوتا اس پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اس سے پوچھنا احتمال ہے کہ وہ اس بات کو پہچانتے ہوں کہ حیض میں طلاق دینا منع ہے اور نہ پہچانتے ہوں کہ کیا کرے جس کے واسطے یہ معاملہ واقع ہو کہا ابن عربی نے سوال عمر رضی اللہ عنہ کا محتمل ہے واسطے اس کے کہ انہوں نے اس سے پہلے ایسا واقعہ نہ دیکھا ہو سو پوچھا تا کہ معلوم کرے اور احتمال ہے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قرآن میں دیکھا ﴿فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ اور قول اس کا ﴿يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ﴾ تو ارادہ کیا کہ جانیں کہ یہ قرء ہے یا نہیں اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ سے نہی سنی ہو سو اس کے بعد حکم پوچھنے کو آئے ہوں، اور ابن دقیق العید نے کہا کہ حضرت ﷺ اس واسطے غصے ہوئے کہ مقتضی حال کا یہ تھا کہ اس میں حضرت ﷺ سے مشورہ لیتے جب کہ اس کا پکا قصد کیا یا جو معنی کہ منع کو تقاضا کرتے تھے وہ ظاہر تھے سو تھا مقتضی حال کا ثابت رہنا بیچ اس کے اور یہ جو فرمایا کہ اس کو حکم کر کہ اپنی عورت سے رجوع کرے تو کہا ابن دقیق العید نے کہ متعلق ہے ساتھ اس کے مسئلہ اصول کا اور وہ یہ ہے کہ امر ساتھ امر بالشیء کے کیا وہ حکم ہے ساتھ اس کے یا نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کو حکم کر سو اس کو حکم کیا ساتھ اس کے کہ اس کو حکم کرے رجعت کا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ خطاب جب متوجہ ہو واسطے مکلّف کے یہ کہ حکم کرے دوسرے مکلّف کو ساتھ کرنے کسی چیز کے تو پہلا مکلّف محض مبلغ یعنی پہنچانے والا ہو گا اور دوسرا مامور ہے شارع کی طرف سے اور یہ مانند قول حضرت ﷺ کے ہے واسطے مالک بن حویرث اور اس کے ساتھیوں کے اور حکم کرو ان کو ساتھ نماز ایسی کے ایسے وقت میں اور مانند قول آپ کے کی واسطے ایلچی بیٹی اپنی کے کہ اس کو حکم کر سو چاہیے کہ صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے اور اس کی نظریں بہت ہیں سو جب اول مکلّف دوسرے کو

اس کا حکم کرے اور وہ اس کو بجا نہ لائے تو ہوتا ہے گنہگار اور اگر متوجہ ہو خطاب شارع سے واسطے مکلّف کے کہ حکم کرے غیر مکلّف کو یا متوجہ ہو خطاب غیر شارع سے ساتھ امر اس شخص کے کہ اس کے واسطے اس پر امر ہے یہ کہ حکم کرے اس شخص کو کہ نہیں امر واسطے پہلے کے اوپر اس کے تو نہیں ہوتا امر ساتھ امر بالشیء کے امر ساتھ شیء کے سو پہلی صورت یہی ہے جس سے اختلاف پیدا ہوا اور وہ حکم لڑکوں کے ولیوں کو ہے کہ لڑکوں کو حکم کریں اور صورت دوسری وہی ہے کہ متصور ہوتا ہے اس میں کہ ہو امر متعدی ساتھ امر کرنے اس کے واسطے پہلے کے یہ کہ حکم کرے دوسرے کو پس یہی ہے فیصلہ اس مسئلے میں اور اللہ ہے مدد دینے والا اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ واجب ہونے رجعت کے سو واجب کیا ہے اس کو مالک اور احمد نے ایک روایت میں اور جمہور کا قول یہ ہے کہ وہ مستحب ہے اور یہی مشہور روایت ہے امام احمد سے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ ابتداء نکاح کے واجب نہیں سو اسی طرح اس پر ہمیشہ رہنا بھی واجب نہیں ہوگا لیکن حنفیوں میں سے صاحب ہدایہ نے کہا کہ واجب ہے اور جو اس کو واجب کہتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ وارد ہوا ہے امر ساتھ اس کے اور اس واسطے کہ جب حیض کی حالت میں طلاق دینی حرام ہوئی تو اس میں نکاح پر قائم رہنا واجب ہوگا سو اگر بدستور رہے عدم رجوع پر جس نے حیض میں طلاق دی یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو جائے تو کہا مالک اور اس کے اکثر اصحاب نے کہ نیز رجعت پر جبر کیا جائے اور کہا اشہب نے ان میں سے کہ جب حیض سے پاک ہو تو ختم ہوا امر ساتھ رجعت کے اور اتفاق کیا ہے انہوں نے اس پر کہ جب اس کی عدت گزر جائے تو نہیں ہے رجعت اور یہ کہ اگر طلاق دے اس طہر میں جس میں اس کو ہاتھ لگایا ہو تو نہ حکم کیا جائے ساتھ رجعت اس کی کے اس طرح نقل کیا ہے اس کو ابن بطال وغیرہ نے لیکن اختلاف اس میں ثابت ہے اور اتفاق ہے اس پر کہ اگر دخول سے پہلے طلاق دے اور وہ حیض سے ہو تو نہ حکم کیا جائے ساتھ رجعت کے مگر جو منقول ہے زفر سے اور یہ جو کہا پھر چاہیے کہ اس کو پاس رکھے یعنی بدستور رکھے اس کو اپنے نکاح میں اور مسلم کا لفظ سالم رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ ہے کہ پس چاہیے کہ اس سے رجعت کرے پھر چاہیے کہ اس کو طلاق دے طہر میں یا حمل کی حالت میں اور اختلاف ہے کہ اس میں کیا حکمت ہے سو کہا شافعی رحمہ اللہ نے احتمال ہے کہ ارادہ کیا ہو ساتھ اس کے یعنی ساتھ اس چیز کے کہ نافع رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ استبراء کرے اس سے بعد اس حیض کے جس میں اس کو طلاق دی ساتھ طہر پورے کے پھر حیض پورے کے تا کہ ہو طلاق اور وہ اپنی عدت کو جانے یا ساتھ حمل کے یا ساتھ حیض کے یا تا کہ ہو طلاق اس کی بعد علم اس کے کی ساتھ حمل کے اور وہ غیر جاہل ہو ساتھ اس چیز کے کہ کی پس رکھے اس کو واسطے حمل کے یا تا کہ ہو اگر سوال کیا ہو اس نے طلاق کا غیر حامل یہ کہ باز رہے اس سے اور بعض نے کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ نہ ہو رجعت واسطے غرض طلاق کے سو جب اس کو کچھ زمانہ اپنے پاس رکھے کہ اس میں اس کو طلاق دینی حلال ہو تو ظاہر ہوگا فائدہ رجعت کا اس واسطے کہ کبھی دراز ہوتا ہے مقام اس کا ساتھ اس کے سو اس سے صحبت

کرتا ہے تو جاتا رہتا ہے جو اس کے نفس میں ہو سبب طلاق اس کی سے سو اس کو اپنے پاس رکھتا ہے اور بعض نے کہا کہ جو طہر کہ متصل ہے حیض کے جس میں اس نے اس کو طلاق دی وہ مانند ایک حیض کی ہے سو اگر اس میں اس کو طلاق دی تو ہوگا جیسے اس کو حیض میں طلاق دی اور حیض میں طلاق دینی منع ہے سو لازم ہے کہ تاخیر کرے دوسرے طہر تک اور اختلاف ہے بیچ جواز طلاق دینے اس کے کی اس طہر میں کہ متصل حیض کے ہے جس میں طلاق واقع ہوئی اور رجعت اور اس میں شافعیوں کے واسطے دو وجہیں ہیں زیادہ ترصحیح منع ہے اور ساتھ اسی کے قطع کیا ہے متولی نے اور اسی کو تقاضا کرتا ہے ظاہر زیادتی کا جو حدیث میں ہے اور عبارت غزالی کی وسیط میں کہ کیا جائز ہے کہ طلاق دے اس طہر میں؟ اس میں دو وجہیں ہیں اور کلام مالکیوں کا تقاضا کرتا ہے کہ تاخیر مستحب ہے اور کہا ابن تیمیہؒ نے محرر میں کہ نہ طلاق دے اس کو طہر میں جو پیچھے آنے والا ہے واسطے اس کے کہ وہ بدعت ہے اور احمد رحمہ اللہ سے جواز اس کا ہے اور حنفیوں کی کتابوں میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے جائز ہونا اس کا ہے اور ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ سے منع ہے اور وجہ جواز کی یہ ہے کہ حرام ہونا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حیض کے سبب سے تھا سو جب حیض سے پاک ہوئی تو تحریم کا موجب دور ہوا سو جائز ہوئی طلاق اس کی اس طہر میں جیسے کہ جائز ہے اس طہر میں جو اس کے بعد ہے اور جیسے کہ جائز ہے طلاق اس کی طہر میں اگر نہ مقدم ہو طلاق حیض میں اور البتہ ذکر کیا ہم نے مانعین کی حجتوں کو اور ان میں سے ایک یہ ہے اگر طلاق دے اس کو پیچھے اس حیض کے تو البتہ اس سے رجوع کیا ہوگا تا کہ اس کو طلاق دے اور یہ عکس ہے مقصود رجعت کا اس واسطے کہ وہ مشروع ہوئی ہے واسطے جگہ دینے عورت کے اسی واسطے نام رکھا ہے اس کا امساک سو اس کو حکم کیا کہ اس کو اس طہر میں اپنے پاس رکھے اور یہ کہ اس کو اس میں طلاق نہ دے یہاں تک کہ اس کو دوسرا حیض آئے پھر حیض سے پاک ہو تا کہ ہو رجعت واسطے امساک کے یعنی اپنے پاس رکھنے کے نہ واسطے طلاق کے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ مؤکد کیا ہے اس کو شارع نے جس جگہ کہ حکم کیا ساتھ اس کے کہ اپنے پاس رکھے اس کو اس طہر میں جو متصل ہے اس حیض کے جس میں اس کو طلاق دی واسطے قول حضرت ﷺ کے عبدالحمید کی روایت میں کہ اس سے کہہ دے کہ اپنی عورت سے رجعت کرے پھر جب حیض سے پاک ہو تو اس کو ہاتھ لگائے یہاں تک کہ جب دوسرے حیض سے پاک ہو تو پھر چاہے اس کو طلاق دے اور چاہے اپنے پاس رکھے سو جب اس کو حکم کیا کہ اس کو اپنے پاس رکھے اس طہر میں تو کس طرح جائز ہوگا واسطے اس کے یہ کہ اس کو اس میں طلاق دے اور البتہ ثابت ہو چکی ہے نہی طلاق دینے سے اس طہر میں جس میں اس سے صحبت کی ہو اور یہ جو کہا کہ پھر اگر چاہے تو طلاق دے اس کو پہلے صحبت سے تو ایک روایت میں ہے کہ جب حیض سے پاک ہو تو چاہیے کہ طلاق دے اس کو پہلے اس سے کہ اس سے صحبت کرے یا اس کو اپنے پاس رکھے اور ایک روایت میں سالم رحمہ اللہ سے ہے کہ پھر چاہیے کہ اس کو طلاق دے طہر کی حالت میں یا حمل کی حالت میں اور تمسک کیا ہے ساتھ اس زیادتی کے اس شخص نے کہ مستثنٰی کیا ہے اس

نے تحریم طلاق سے اس طہر میں جس میں جماع کیا ہو اس صورت کو جب کہ ظاہر ہو حمل اس واسطے کہ وہ حرام نہیں اور حکمت اس میں یہ ہے کہ جب ظاہر ہو حمل تو آگے بڑھا وہ اس پر جان بوجھ کر پس نہ پشیمان ہوگا طلاق پر اور نیز پس زمانہ حمل کا زمانہ رغبت کا ہے وطی میں سو آگے بڑھنا اس کا طلاق پر بیچ اس کے دلالت کرتا ہے اوپر منہ پھیرنے اس کے کی اس سے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ ہو حمل طلاق دینے والے سے اور اگر اس کے غیر سے ہو ساتھ اس طرح کے کہ نکاح کیا ہو اس عورت سے جو زنا سے حامل ہو اور اس سے صحبت کی پھر اس کو طلاق دی یا وطی کی گئی منکوحہ ساتھ شبہ کے پھر اس سے حاملہ ہوئی پھر اس کے خاوند نے اس کو طلاق دی تو ہوگی طلاق بدعی اس واسطے کہ عدت طلاق کی واقع ہوتی ہے بعد جننے حمل کے اور پاک ہونے کے نفاس سے پس نہ مشروع ہوگی پیچھے طلاق کے عدت میں جیسے کہ بیچ حامل کے ہے اس سے، کہا خطابی نے کہ یہ جو فرمایا پھر اگر چاہے تو اس کو اپنے پاس رکھے اور چاہے تو اس کو طلاق دے تو اس میں دلیل ہے اس پر کہ جو شخص اپنی بیوی سے کہے حیض کی حالت میں کہ جب تو حیض سے پاک ہو تو تجھ کو طلاق ہے تو یہ طلاق سنت کے موافق نہیں اس واسطے کہ سنت کے موافق طلاق دینے والا وہ شخص ہے کہ ہو اختیار دیا گیا وقت وقوع طلاق کے درمیان واقع کرنے طلاق کے اور ترک اس کی کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے پہلے صحبت کرنے سے اس پر کہ جس طہر میں صحبت کی ہو اس میں طلاق دینی حرام ہے اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے جمہور نے سو اگر طلاق دے تو کیا جبر کیا جائے رجعت پر جیسا کہ جبر کیا جاتا ہے جب کہ طلاق دے اس کو حیض کی حالت میں بعض مالکیوں نے تو اس کو دونوں صورتوں میں عام کیا ہے یعنی دونوں صورتوں میں اس کو جبر کیا جائے اور مشہور ان سے یہ ہے کہ حائض میں جبر کیا جائے طہر میں جبر نہ کیا جائے اور کہا انہوں نے کہ جب اس کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو رجعت پر مجبور کیا جائے اور اگر باز رہے تو حاکم اس کو سزا دے اور اگر باز رہے تو حاکم اس کو مجبور کرے اور کیا جائز ہے اس کو صحبت کرنی اس سے ساتھ اس رجعت کے اس میں دو روایتیں ہیں صحیح تر یہ روایت ہے کہ جائز ہے اور داؤد سے مروی ہے کہ مجبور کیا جائے رجعت پر جب کہ طلاق دے اس کو حیض کی حالت میں اور اگر اس کو نفاس کی حالت میں طلاق دے تو مجبور نہ کیا جائے اور یہ جمود ہے یعنی جمنا ہے ظاہر پر اور واقع ہوا ہے مسلم کی روایت میں سالم رحمہ اللہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ پھر چاہیے کہ طلاق دے اس کو طہر میں یا حمل میں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ اگر اس کے واسطے ظاہر ہو کہ اس کو طلاق دے تو چاہیے کہ اس کو طلاق دے اس وقت جب کہ حیض سے پاک ہو اور اختلاف کیا ہے فقہاء نے اس میں کہ کیا مراد طاہرًا سے بند ہو جانا خون کا ہے یا پاک ہونا ساتھ نہانے کے حیض سے اس میں دو قول ہیں اور یہ دو روایتیں ہیں احمد رحمہ اللہ سے اور راجح ثانی ہے واسطے اس حدیث کے کہ روایت کی ہے نسائی نے نافع سے اس قصے میں کہ حکم کر عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کہ اپنی عورت سے رجعت کرے پھر جب اپنے دوسرے حیض سے غسل کرے تو اس سے حجت نہ کرے یہاں تک کہ اس کو طلاق دے اور اگر اس کو اپنے

پاس رکھنا چاہے تو پاس رکھے اور یہ مفسر ہے واسطے قول اس کے کہ جب پاک ہو پس چاہیے کہ حمل کیا جائے اوپر اس کے اور متفرع ہوتا ہے اس سے یہ کہ کیا گزر جاتی ہے عدت ساتھ بند ہونے خون کے اور دور ہوتی ہے رجعت یا ضروری ہے غسل کرنا اس میں اختلاف ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو احکام کہ حیض پر مرتب ہیں دو قسم پر ہیں پہلی قسم دور ہوتی ہے ساتھ بند ہونے خون کے مانند صحیح ہونے غسل اور روزے کے اور مرتب ہونے نماز کے ذمہ میں اور دوسری قسم نہیں دور ہوتی مگر ساتھ نہانے کے مانند صحیح ہونے نماز اور طواف کے اور جواز ٹھہرنے کے سو کیا ہوتی ہے طلاق پہلی قسم سے یا دوسری قسم سے اور یہ جو کہا کہ پھر چاہیے کہ طلاق دے اس کو طہر کی حالت میں یا حمل میں تو اس سے تمسک کیا ہے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ طلاق حامل کی سنی ہے اور وہ قول جمہور کا ہے اور احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نہ وہ طلاق سنی ہے نہ بدعی اور یہ جو فرمایا سو یہی عدت ہے جس کا اللہ نے حکم کیا کہ عورتوں کی طلاق اس میں ہوا کرے تو یہ بیان ہے واسطے مراد آیت کے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دینے کا ارادہ کرو تو ان کو ان کی عدت کے اول میں طلاق دو اور تصریح کی ہے معمر نے نافع رحمہ اللہ سے کہ یہ کلام حضرت ﷺ کا ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جس کا مذہب یہ ہے کہ اقراء سے مراد طہر ہیں اس واسطے کہ طہر میں طلاق دینے کا حکم کیا اور قول حضرت ﷺ کا **فطلقوهن لعدتهن** یعنی وقت ابتداء عدت ان کی کے اور البتہ ٹھہرایا ہے واسطے طلاق والی کے انتظار کرنا تین قروء تک سو جب نہی کی گئی طلاق دینے سے حیض میں اور کہا کہ اجازت اس طلاق کی ہے جو طہر میں ہو تو معلوم ہوا کہ مراد قروء سے طہر ہیں یہ ابن عبدالبر نے کہا ہے اور باقی فوائد اس حدیث کے آئندہ آئیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ إِذَا طُلِّقَتِ الْحَائِضُ تَعْتَدُّ بِذٰلِكَ الطَّلَاقِ.

جب عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی جائے تو اس طلاق کو حساب کیا جائے یعنی وہ طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

فائدہ: اسی طرح قطع کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے اس مسئلے میں اور اس میں قدیم سے اختلاف ہے چنانچہ طاؤس اور فلاس وغیرہ سے ہے کہ وہ واقع نہیں ہوتی اور اسی واسطے پیدا ہوا سوال اس شخص کا جس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کا سوال کیا۔ (فتح)

٤٨٥١ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيُرَاجِعْهَا قُلْتُ تُحْتَسَبُ قَالَ

۴۸۵۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حال حضرت ﷺ سے بیان کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چاہیے کہ اپنی عورت سے رجوع کرے میں نے کہا وہ طلاق شمار ہوگی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر شمار نہ ہو تو اور کیا چیز

فَمَهْ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا قُلْتُ تُحْتَسَبُ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيقَةٍ.

ہوگی؟ یعنی ضرور یہ طلاق شمار ہوگی اور روایت ہے قتادہ رحمہ اللہ سے اس نے روایت کی یونس سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا اس کو حکم کر سو چاہیے کہ اپنی عورت سے رجوع کرے میں نے کہا یہ طلاق شمار کی جائے گی؟ فرمایا بھلا بتلا تو کہ اگر عاجز ہو اور احمق بنے اور کہا ابومعمر نے کہ حدیث بیان کی ہم سے عبدالوارث نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ایوب نے اس نے روایت کی سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ شمار کی گئی مجھ پر ایک طلاق اور ایک روایت میں آیا ہے فرمایا کہ ہاں شمار ہوگی۔

فائدہ: اور یہ جو کہا فمہ تو یہ استفہام ہے یعنی اگر شمار نہ ہو تو اور کیا چیز ہوگی اور یہ کلمہ زجر کے واسطے کہا جاتا ہے یعنی باز رہ اس کلام سے کہ نہیں ہے کوئی چارہ واقع ہونے طلاق کے سے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کیا چیز ہوگی اگر نہ شمار کی جائے واسطے انکار کرنے قول سائل کے کہ کیا اس کو حساب کیا جائے گا سو گویا کہ کہا کہ کیا اس سے کوئی چارہ ہے اور یہ جو فرمایا کہ بھلا بتلا تو کہ اگر عاجز ہو اور احمق بنے یعنی اگر عاجز ہو کسی فرض سے سو نہ قائم کرے اس کو یا احمق بنے سو اس کو ادا نہ کرے تو کیا یہ اس کے واسطے عذر ہوگا اور کہا خطابی نے کہ کلام میں حذف ہے یعنی بھلا بتلا تو کہ اگر عاجز ہو یا احمق بنے تو کیا ساقط کرتا ہے اس سے طلاق کو حمق اس کا یا باطل کرتا ہے اس کو عجز اس کا اور حذف کیا جواب کو واسطے دلالت کرنے کلام کے اوپر اس کے اور کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ ان نافیہ ہو ساتھ معنی ما کے یعنی نہیں عاجز ہوا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور نہ احمق ہوا اس واسطے کہ نہ وہ لڑکا ہے نہ دیوانہ کہا اس نے کہ اگر ہو روایت ساتھ فتح الف اَنْ کے تو اس کے معنی ظاہر ہیں اور تا استحمق میں مفتوح ہے اور کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے ایسا کام کیا ہے جو اس کو احمق عاجز بنا دے پس ساقط کرے اس سے حکم طلاق کو عجز اس کا یا حمق اس کا اور سین اور تا اس میں واسطے اشارہ کے ہے طرف اس کی کہ اس نے زور کے ساتھ اپنے آپ کو احمق بنایا ہے بسبب اس کام کے کہ اس نے اپنی عورت کو حیض میں طلاق دی اور بعض اصول میں مجہول کا صیغہ واقع ہوا ہے یعنی لوگوں نے اس کو احمق جانا بہ سبب اس چیز کے کہ اس نے کی اور یہ باوجہ ہے اور کہا مہلب نے کہ معنی قول اس کے کی ان عجز واستحمق کے یہ ہیں یعنی عاجز ہوا رجعت میں جس کا اس کو حکم ہوا تھا واقع کرنے طلاق کے سے یا گم ہوئی عقل اس کی پس نہ قادر ہوا رجعت پر، کیا باقی رہے گی عورت معلقہ نہ خاوند والی اور نہ مطلقہ اور البتہ اللہ نے اس سے منع کیا ہے پس ضروری ہے کہ اس طلاق کو شمار کیا جائے جس کو اس نے بے وجہ واقع کیا ہے جیسا کہ اگر کسی اور فرض اللہ کے

سے عاجز ہو سو نہ قائم کرے اس کو اور احمق بنے سو اس کو نہ لائے تو اس کو معذور نہیں سمجھا جاتا اور نہ اس سے فرض ساقط ہوتا ہے، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ خلاف کیا ہے بعض اہل ظاہر نے سو کہا کہ جب حیض والی کو طلاق دی جائے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اس واسطے کہ شارع نے اس کی اجازت نہیں دی تو مشابہ ہوئی یہ بیگانی عورت کی طلاق کو یعنی جیسے کوئی کہے کہ میں نے بیگانی عورت کو طلاق دی اور حکایت کیا ہے اس کو خطابی نے خارجیوں اور رافضیوں سے، کہا ابن عبدالبر نے کہ نہیں مخالف ہیں اس میں مگر بدعی اور گمراہ لوگ یعنی اب کہا اور مروی ہے مانند اس کی بعض تابعین سے اور وہ خلاف ہے اور حکایت کیا ہے اس کو ابن عربی وغیرہ نے ابن علیہ یعنی ابراہیم بن اسماعیل بن علیہ سے کہ جس کے حق میں امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ ابراہیم گمراہ ہے گمراہ کرتا ہے لوگوں کو اور تھا مصر میں اور واسطے اس کے چند مسئلے ہیں جس میں وہ اکیلا ہوا ہے اور تھا فقہاء معتزلہ سے اور مراد نووی رحمہ اللہ کی ساتھ بعض اہل ظاہر کے ابن حزم رحمہ اللہ ہے کہ وہ اکیلا قائل ہوا ہے ساتھ اس کے اور مبالغہ کیا ہے اس نے بیچ اس کے۔ اور جواب دیا ہے ابن حزم رحمہ اللہ نے امر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سے ساتھ رجعت کرنے کے ساتھ اس طور کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فقط اپنی عورت سے الگ ہوئے تھے یعنی طلاق نہیں دی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ اس کو پھر اپنے پاس لائے اور بدستور سابق اس کے ساتھ معاشرت کرے سو حمل کیا ہے اس نے مراجعت کو اس کے لغوی معنی پر اور تعاقب کیا گیا اس کا ساتھ اس کے کہ حقیقت شرعی مقدم ہے حقیقت لغوی پر اتفاقا اور جواب دیا ہے ابن حزم رحمہ اللہ نے قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سے کہ شمار کی گئی مجھ پر ایک طلاق ساتھ اس طور کے کہ نہیں تصریح کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ کس نے اس کو شمار کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سواء کسی کے قول میں حجت نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ قول صحابی کا کہ ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح حکم کیا پھرتا ہے طرف اس شخص کے جس کے واسطے امر ہے اس وقت یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کہا ہے بعض شارحین نے اور میرے نزدیک یہ ہے کہ نہیں لائق ہے کہ آئے اس میں خلاف جو صحابی کے قول میں ہے کہ حکم کیا ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس طرح کے اس واسطے کہ محل اس کا اس جگہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع اس پر صریح نہ ہو اور نہیں اس طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قصے میں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ حکم کرنے والے ہیں ساتھ رجعت کے اور وہی راہ دکھلانے والے ہیں واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس چیز میں کہ کرے جب کہ اس کے بعد اس کی طلاق کا ارادہ کرے اور جب خبر دی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جو چیز کہ اس سے واقع ہوئی وہ اس پر ایک طلاق شمار کی گئی تو یہ احتمال نہایت بعید ہوگا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور نے اس کو اس پر طلاق شمار کیا ہو باوجود گھیرنے قرینوں کے اس قصے میں ساتھ اس کے اور کس طرح خیال کیا جاتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس قصے میں کوئی چیز اپنی رائے سے کریں اور وہ خود نقل کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اس فعل سے غصے ہوئے کیوں نہ مشورہ لیا آپ سے اس چیز میں کہ کرتا ہے قصے مذکورہ میں اور البتہ موافقت کی ہے ابن حزم رحمہ اللہ کی اس پر ابن

تیمیہ رحمہ اللہ نے متاخرین میں سے یعنی اس کا بھی یہی قول ہے کہ اگر حیض کی حالت میں طلاق دے تو طلاق نہیں پڑتی اور بڑی حجت ان کی وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے بیچ روایت ابی الزبیر کے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نزدیک مسلم اور ابو داؤد وغیرہ کے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ چاہیے کہ اس سے رجوع کرے سو اس کو پھیر دیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کو مجھ پر رد کیا اور ابو داؤد نے زیادہ کیا ہے کہ اس طلاق کو کچھ چیز نہ دیکھا کہا ابو داؤد نے کہ روایت کیا اس حدیث کو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک جماعت نے اور ان کی سب حدیثیں برخلاف اس چیز کے ہیں کہ ابو الزبیر نے کہی ہیں کہا ابن عبدالبر نے کہ قول اس کا و لم یرھا شیئا یعنی اس کو کچھ چیز نہ دیکھا منکر ہے ابو زبیر کے سوائے کسی نے اس کو نہیں کہا اور نہیں ہے حجت اس چیز میں کہ مخالف ہو اس کو اس میں مثل اس کا سو کیا حال ہے بیچ مقابلے اس شخص کے جو اس سے زیادہ تر ثابت ہو اور اگر صحیح ہو تو اس کے معنی میرے نزدیک یہ ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ نہ دیکھا اس کو کوئی چیز مستقیم واسطے نہ واقع ہونے اس کے موافق سنت کے کہا خطابی نے کہا اہل حدیث نے کہ نہیں روایت کی ابو زبیر نے کوئی حدیث زیادہ تر منکر اس سے اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ نہ دیکھا اس کو کچھ چیز کہ حرام ہو ساتھ اس کے رجعت یا نہ دیکھا اس کو کوئی چیز جائز سنت میں اگرچہ لازم ہے واسطے اس کے ساتھ کراہت کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہ گنا اس کو کوئی چیز صواب سوائے خطا کے بلکہ حکم کیا جائے صاحب اس کا کہ اس پر قائم نہ ہو اس واسطے کہ حکم کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ رجعت کے اور اگر اس کو طہر میں طلاق دی ہوتی تو اس کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو حکم نہ ہوتا کہا ابن عبدالبر نے کہ حجت پکڑی ہے بعض اس شخص نے جس کا مذہب یہ ہے کہ طلاق حیض میں واقع نہیں ہوتی ساتھ اس چیز کے جو مروی ہے شعبی سے کہا کہ جب مرد اپنی عورت کو حیض میں طلاق دے تو نہ شمار کرے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول میں ابن عبدالبر نے کہا کہ اس کے معنی وہ نہیں جو اس کا مذہب ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ حساب کرے عورت اس حیض کو عدت میں جیسا کہ اس سے صریح آچکا ہے کہ اس نے کہا کہ واقع ہوتی ہے اس پر طلاق اور نہ گنے اس حیض کو اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے اپنی عورت کو حیض میں طلاق دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کچھ چیز نہیں اور یہ متابعین ہیں واسطے ابو زبیر کے لیکن سب قائل ہیں واسطے تاویل کے اور وہ اولیٰ ہے لغو کرنے صریح کے سے بیچ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ وہ مجھ پر ایک طلاق گنی گئی اور یہ تطبیق جو ابن عبدالبر وغیرہ نے کی ہے متعین ہے اور وہ اولیٰ ہے بعض راویوں کے غلط گو کہنے سے اور بہر حال قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا کہ وہ اس پر ایک طلاق گنی گئی سو البتہ اگرچہ نہیں تصریح کی اس نے ساتھ مرفوع کرنے کے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیکن اس میں تسلیم ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ اس پر ایک طلاق شمار کی گئی سو کس طرح جمع ہوگا ساتھ اس کے قول اس کا کہ اس نے اس کو نہ شمار کیا اور کچھ چیز نہ دیکھا اس معنی کے بنا پر جو مخالف کا مذہب ہے اس واسطے کہ اگر ضمیر کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے

ٹھہرایا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مخالفت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خاص اس قصے میں اس واسطے کہ کہا اس نے کہ وہ مجھ پر ایک طلاق گنی گئی سو جس نے اس کو شمار کیا اس نے اس کی مخالفت کی کہ اس نے اس کو کچھ چیز نہ دیکھا اور کس طرح گمان کیا جائے یہ ساتھ اس کے باوجود اہتمام اس کے کی اور اس کے باپ کے ساتھ سوال کرنے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تا کہ کریں جو حکم کریں ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر ٹھہرایا جائے ضمیر بیچ **لم یعتد بها ولم یرها شیئا** واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے تو لازم آتا ہے اس سے تناقض ایک قصے میں سو حاجت ہوگی طرف ترجیح کے اور نہیں کہ اکثر راویوں کی روایت کو لینا اولیٰ ہے مقابل اس کے سے وقت دشوار ہونے تطبیق کے نزدیک جمہور کے، واللہ اعلم۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے بے شک رجعت مستقل ہے ساتھ اس کے خاوند سوائے ولی کے اور رضا مندی عورت کی کے اس واسطے کہ یہ اس کے اختیار میں دیا گیا ہے اس کے سوائے اور کسی کو اس کا اختیار نہیں اور وہ مانند قول اللہ کے کی ہے ﴿وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ﴾ اور اس حدیث میں ہے کہ باپ قائم ہوتا ہے اپنے بیٹے بالغ رشید کی طرف سے ان کاموں میں کہ واقع ہوں واسطے اس کے اس قسم سے کہ شرماتا ہے بیٹا اس کے ذکر سے اور لیتا ہے اس سے وہ چیز کہ شاید لاحق ہو اس کو عتاب سے اس کے فعل پر واسطے شفقت کے اس سے اور اس میں ہے کہ جو عورت کہ حیض سے پاک ہو اس کو طلاق دینا مکروہ نہیں اس واسطے کہ انکار کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقع کرنے اس کے کو حیض میں نہ اس کے غیر میں اور واسطے قول آپ کے کی اس حدیث کے آخر میں پھر اگر اس کو چاہے تو اپنے پاس رکھے اور چاہے تو طلاق دے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ حاملہ کو حیض نہیں آتا واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک طریق میں کہ پھر چاہیے کہ طلاق دے اس کو طہر میں یا حمل میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض کے دنوں میں طلاق دینے کو حرام ٹھہرایا اور اس کو حمل کے دنوں میں مباح ٹھہرایا سو دلالت کی اس نے کہ وہ دونوں جمع نہیں ہوتے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جب کہ نہیں ہے تاثیر واسطے حیض حامل کے بیچ دراز کرنے عدت کے اور نہ تخفیف کرنے اس کے کی اس واسطے کہ وہ ساتھ بچہ جننے کے ہے تو مباح کیا شارع نے اس کی طلاق کو حمل کی حالت میں مطلق اور لیکن غیر حامل سو فرق کیا گیا ہے درمیان حائض اور طاہر کے اس واسطے کہ حیض تاثیر کرتا ہے عدت میں سو فرق درمیان حامل کے اور غیر اس کے کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ بہ سبب حمل کے ہے نہ بہ سبب حیض کے اور نہ طہر کے اور اس میں ہے کہ اقراء عدت میں طہر ہیں، **کما سیاتی بیانه** اور اس سے معلوم ہوا کہ حرام ہے طلاق دینی اس طہر میں جس میں صحبت کی ہو اور یہی قول ہے جمہور کا اور مالکیوں نے کہا کہ حرام نہیں اور ایک روایت مانند جمہور کی ہے اور ترجیح دی ہے اس کو فاکہانی نے واسطے ہونے اس کے کہ شرط کی ہے اس نے بیچ اذن کے طلاق میں نہ چھونا اور معلق ساتھ شرط کے معدوم ہے وقت نہ ہونے اس کی کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ طَلَّقَ وَهَلْ يُوَاجِهُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ بِالطَّلَاقِ.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو طلاق دے اور کیا مرد اپنی عورت کو روبرو طلاق دے۔

فائدہ: اور حذف کیا ہے ابن بطال نے ترجمہ سے قول اس کا من طلق سو شاید نہیں ظاہر ہوئی واسطے اس کے وجہ اس کی اور میں گمان کرتا ہوں کہ قصد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ثابت کرنا جواز طلاق کے مشروع ہونے کا اور حمل کیا ہے اس نے اس حدیث کو کہ مبغوض تر حلال میں سے اللہ کے نزدیک طلاق ہے اس چیز پر جب کہ واقع ہو بغیر کسی سبب کے اور وہ حدیث ہے کہ روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے اور معلول ہے ساتھ ارسال کے اور بہر حال روبرو ہو کے طلاق دینی سو اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس کی کہ وہ خلاف اولیٰ کا ہے اس واسطے کہ پس پشت طلاق دینے میں زیادہ نرمی اور مہربانی ہے مگر یہ کہ اس کے ذکر کی حاجت ہو۔ (فتح)

٤٨٥٢ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ أَيُّ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَاذَتْ مِنْهُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّا أُدْخِلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَنَا مِنْهَا قَالَتْ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ لَهَا لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيْمِ الْحَقِيْ بِأَهْلِكِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ رَوَاهُ حَجَّاجُ بْنُ أَبِيْ مَنِيْعٍ عَنْ جَدِّهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ

۴۸۵۲۔ حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ کس بیوی نے حضرت ﷺ سے پناہ مانگی تھی؟ اس نے کہا کہ خبر دی مجھ کو عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ بے شک جون کی بیٹی جب حضرت ﷺ کے پاس لائی گئی اور حضرت ﷺ اس سے قریب ہوئے تو اس نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں تم سے تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تو نے بڑے مالک کی پناہ مانگی اپنے لوگوں میں جا مل، کہا ابوعبداللہ رحمہ اللہ نے کہ روایت کیا ہے اس کو حجاج نے اپنے جد سے اس نے زہری سے کہ عروہ نے اس کو خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔

فائدہ: اور صحیح یہ ہے کہ نام اس کا امیمہ بنت نعمان ہے اور بعض نے کہا کہ نام فاطمہ ہے یا اسماء، اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے پناہ مانگی حضرت ﷺ نے اس کو طلاق دی سو اس کا دستور تھا کہ وہ مینگنی اٹھاتی اور کہتی کہ میں بد بخت ہوں اور کہا ابن سعد نے کہ صحیح یہ ہے کہ جس نے حضرت ﷺ سے پناہ مانگی تھی وہ جوینہ ہے اور روایت کی ہے ابن سعد نے سعید بن عبدالرحیم سے کہ اس کے سوا اور کسی عورت نے حضرت ﷺ سے پناہ نہیں مانگی۔ میں کہتا ہوں کہ یہی ہے غالب گمان پر اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے واسطے پناہ مانگنے والے کے ساتھ فریب مذکور کے سو بعید ہے کہ فریب کھائے اور کوئی عورت اس کے بعد جس طرح اس نے

فریف کھایا بعد مشہور ہونے اس خبر کے، کہا ابن عبدالبر نے کہ اجماع ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے جوینہ سے نکاح کیا اور اختلاف ہے بیچ سبب جدا ہونے اس کے سو کہا قتادہ نے کہ جب حضرت ﷺ اس پر داخل ہوئے تو اس کو بلایا اس نے کہا کہ تم آؤ یعنی اس نے حضرت ﷺ کا کہا نہ مانا سو حضرت ﷺ نے اس کو طلاق دی اور بعض نے کہا کہ اس کو داغ تھا مثل عامریہ کی کہا اس نے اور بعض نے گمان کیا ہے کہ اس نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں تم سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے بڑے مالک کی پناہ مانگی اور البتہ اللہ تجھ کو مجھ سے پناہ دے سو حضرت ﷺ نے اس کو طلاق دی اور یہ باطل ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا تھا یہ ایک عورت نے بنی عنبر کی قوم سے اور وہ خوبصورت تھی سو حضرت ﷺ کی بیویوں نے خوف کیا کہ وہ ان پر غالب ہو سو انہوں نے اس سے کہا کہ حضرت ﷺ کو خوش لگتا ہے کہ آپ کے واسطے کہا جائے کہ ہم تم سے پناہ مانگتے ہیں سو اس نے اسی طرح کیا حضرت ﷺ نے اس کو طلاق دی اسی طرح کہا ہے ابن عبدالبر نے اور میں نہیں جانتا کہ کیوں حکم کیا ہے اس نے ساتھ باطل ہونے اس کے کی باوجود بہت ہونے روایتوں کے جو وارد ہیں بیچ اس کے کی اور ثابت ہونے اس کے بیچ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے بخاری میں اور زیادہ شرح اس کی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٤٨٥٣ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَسِيْلٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِيْ أُسَيْدٍ عَنْ أَبِيْ أُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْطَلَقْنَا إِلٰى حَآئِطٍ يُقَالُ لَهُ الشَّوْطُ حَتّٰى انْتَهَيْنَا إِلٰى حَآئِطَيْنِ فَجَلَسْنَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسُوْا هَا هُنَا وَدَخَلَ وَقَدْ أُتِيَ بِالْجَوْنِيَّةِ فَأُنْزِلَتْ فِيْ بَيْتٍ فِيْ نَخْلٍ فِيْ بَيْتِ أُمَيْمَةَ بِنْتِ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَاحِيْلَ وَمَعَهَا دَايَتُهَا حَاضِنَةٌ لَهَا فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَبِيْ نَفْسَكِ لِيْ قَالَتْ وَهَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوْقَةِ قَالَ فَأَهْوٰى بِيَدِهٖ يَضَعُ يَدَهٗ عَلَيْهَا لِتَسْكُنَ فَقَالَتْ أَعُوْذُ

۴۸۵۳۔ حضرت ابو اُسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ایک احاطے والے باغ کی طرف چلے جس کو شوط کہا جاتا تھا یہاں تک کہ ہم دو باغوں کی طرف پہنچے اور دونوں کے درمیان بیٹھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہاں بیٹھو اور آپ باغ کے اندر داخل ہوئے اور البتہ آپ کے پاس جوینہ یعنی امیمہ نعمان کی بیٹی لائی گئی اور کھجوروں کے باغ میں ایک گھر میں اتاری گئی اور اس کے ساتھ اس کے دودھ پلانے والی تھی اس کے پالنے والی سو جب حضرت ﷺ اس کے پاس اندر گئے تو فرمایا کہ اپنی جان مجھ کو بخش دے اس نے کہا کہ کیا بخشتی ہے بادشاہ عورت اپنی جان رعیت کو پھر حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ کو اس کی طرف بڑھایا کہ اپنا ہاتھ اس پر رکھیں تا کہ آرام پکڑے تو اس نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں تم سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ تو نے اپناہ پکڑی ساتھ اس

بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ قَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ يَا أَبَا أُسَيْدٍ اكْسُهَا رَازِقِيَّتَيْنِ وَأَلْحِقْهَا بِأَهْلِهَا وَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ الْوَلِيْدِ النَّيْسَابُوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيْهِ وَأَبِيْ أُسَيْدٍ قَالَا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَيْمَةَ بِنْتَ شَرَاحِيْلَ فَلَمَّا أُدْخِلَتْ عَلَيْهِ بَسَطَ يَدَهُ إِلَيْهَا فَكَأَنَّهَا كَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ أَنْ يُجَهِّزَهَا وَيَكْسُوَهَا ثَوْبَيْنِ رَازِقِيَّيْنِ.

چیز کے جس کے ساتھ پناہ پکڑی جاتی ہے یعنی اللہ کی پھر ہماری طرف نکلے سو فرمایا کہ اے ابو اُسید! اس کو السی کے کپڑے کا جوڑا پہنا اور اس کو اس کے گھر والوں میں پہنچا دے اور کہا حسین بن ولید نے عبدالرحمٰن سے اس نے عباس رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی اپنے باپ سہل سے اور ابو اُسید سے دونوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیمہ سے نکاح کیا سو جب وہ آپ کے پاس لائی گئی تو آپ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو گویا اس نے اس کو برا جانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو اسید کو حکم دیا کہ اس کا سامان درست کرے اور اس کو السی کے دو کپڑے پہنا دے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں داخل ہوئے تو ابن سعد نے ابو اسید سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی جون کی قوم میں سے ایک عورت سے نکاح کیا اور مجھ کو حکم دیا کہ میں اس کو آپ کے پاس لاؤں سو میں اس کو آپ کے پاس لایا سو میں نے اس کو شوط میں اتارا پہاڑ کے پیچھے ایک قلعے میں پھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر چلے اور ہم آپ کے ساتھ تھے اور ابن سعد کی ایک روایت میں ہے کہ نعمان بن جون کندی مسلمان ہو کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ کیا نہ نکاح کروں میں آپ کا ایک شوہر دیدہ عورت سے جو عرب کی سب عورتوں سے زیادہ خوب صورت ہے؟ سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح اس سے کر دیا اور اس کے ساتھ ابو اسید کو بھیجا، کہا ابو اسید نے سو میں نے اس کو بنی ساعدہ کے قبیلے میں اتارا سو قوم کی عورتیں اس کے پاس آئیں اس کے ساتھ خوش ہوئیں اور نکلیں اور ذکر کیا انہوں نے کہ بہت خوب صورت ہے اور سوقہ کے معنی ہیں رعیت بولا جاتا ہے واحد اور جمع پر کہا گیا ان کو سوقہ اس واسطے کہ بادشاہ ان کو ہانکتا ہے سو وہ ہانکے جاتے ہیں طرف اس کی اور پھیرتا ہے ان کو اپنی مراد پر اور بہر حال اہل سوق پس واحد ان کا سوقی ہے، کہا ابن منیر نے کہ یہ بقایا اس چیز سے ہے کہ تھی اس میں جاہلیت کی خو بو سے اور سوقہ نزدیک ان کے وہ شخص ہے جو بادشاہ نہ ہو خواہ کوئی ہو سو شاید اس عورت نے بعید جانا اس کو کہ نکاح کرے بادشاہ عورت اس شخص سے جو بادشاہ نہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا تھا کہ بادشاہ پیغمبر ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا کہ بندے پیغمبر ہوں واسطے تواضع کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے رب کے لیے اور نہ مواخذہ کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کلام پر واسطے معذور رکھنے اس کے کی واسطے قریب ہونے زمانے اس کے کی ساتھ جاہلیت کے اور کتاب الاشربہ کے اخیر میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے

حدیث آئے گی کہ ذکر کی گئی واسطے حضرت ﷺ کے ایک عورت عرب میں سے سو حضرت ﷺ نے ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کو کہلا بھیجے سو وہ آئی اور بنی ساعدہ کے قلعے میں اتری سو حضرت ﷺ نکلے یہاں تک کہ اس کے پاس اندر داخل ہوئے سو اچانک دیکھا کہ ایک عورت ہے نیچے سر ڈالے سو جب حضرت ﷺ نے اس سے کلام کیا تو اس نے کہا کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں نے تجھ کو آپ سے پناہ دی تو لوگوں نے کہا کہ کیا تو جانتی ہے کہ یہ کون ہے، یہ اللہ کے رسول ہیں تیرے پاس نکاح کے پیغام کو آئے تھے؟ اس نے کہا کہ میری بدبختی اور یہ محمول ہے تعدد پر یعنی دونوں قصے جدا جدا ہیں اور قوی کرتا ہے اس کو یہ کہ جس عورت کا ابو اسید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر ہے اس کا نام امیمہ ہے اور جس کا ذکر سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اس کا نام اسماء ہے، واللہ اعلم۔ اور حضرت ﷺ نے امیمہ سے نکاح کیا تھا پھر اس کو چھوڑ دیا اور اس عورت سے حضرت ﷺ نے نکاح نہیں کیا تھا بلکہ اس سے نکاح کا پیغام کرنے کو آئے تھے کہا ابن تین نے کہ جوڑا دیا اس کو حضرت ﷺ نے یا بطور وجوب کے یا بطور احسان کے اور حکم متعہ کا نفقات میں آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ کہا ابن بطال نے کہ نہیں ہے اس حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے اس کو روبرو طلاق دی اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو باب کی پہلی حدیث ہے سو محمول ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اپنے گھر والوں میں جا مل پھر جب ابو اسید رضی اللہ عنہ کی طرف نکلے تو اس سے فرمایا کہ اس کو اس کے گھر والوں میں پہنچا دے پس نہیں ہے کوئی مخالفت پس مراد پہلی سے طلاق ہے اور دوسری سے حقیقت لفظ کی اور وہ یہ ہے کہ اس کو اس کے گھر والوں کی طرف پھر بھیجیں اس واسطے کہ ابو اسید رضی اللہ عنہ ہی اس کو لایا تھا ،کما ذکرناہ اور البتہ واقع ہوا ہے بیچ روایت ابن سعد کے کہ کہا ابو اُسید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم دیا سو میں نے اس کو پھیر دیا سو جب میں اس کے ساتھ پہنچا تو وہ چلائی اور کہا کہ البتہ تو تو مبارک ہے سو کس چیز نے تجھ کو بہکایا؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فریب دیا گیا سو وہ عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئی اور ابن سعد نے عروہ سے روایت کی ہے کہ عبدالملک نے اس کو لکھا اس حال میں کہ اس کو پوچھتا تھا سو اس نے خط اس کی طرف لکھا کہ حضرت ﷺ نے کسی کندی عورت سے نکاح نہیں کیا مگر بنی جون کی بہن سے سو اس کے مالک ہوئے سو جب وہ مدینے میں آئے تو حضرت ﷺ نے اس کو دیکھا اور اس کو طلاق دی سو قول اس کا کہ اس کو طلاق دی احتمال ہے کہ ہو ساتھ لفظ کے جو پہلے مذکور ہے اور احتمال ہے کہ اس کو روبرو طلاق دی ہو ساتھ لفظ طلاق کے اور شاید یہی راز ہے بیچ وارد کرنے ترجمہ کے ساتھ لفظ استفہام کے سوائے قطع کرنے حکم کے اور اعتراض کیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے اس سے نکاح نہیں کیا اس واسطے کہ نہیں جاری ہوا ذکر صورت عقد کا اور وہ باز رہی کہ حضرت ﷺ کو اپنی جان بخشے سو حضرت ﷺ نے اس کو کس طرح طلاق دی اور جواب یہ ہے کہ جائز تھا واسطے حضرت ﷺ کے کہ نکاح کریں اپنا

بغیر عورت کی اجازت کے اور بغیر اس کے ولی کی اجازت کے سو ہوگا مجرد بلا بھیجنا حضرت ﷺ کا اس کو اور حاضر کرنا اس کا اور رغبت کرنا بیچ اس کے کافی اور ہوگا قول حضرت ﷺ کا کہ اپنی جان مجھ کو بخش دے واسطے خوش کرنے خاطر اس کی کے اور مائل کرنے دل اس کے کو اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا ابن سعد کی روایت میں کہ حضرت ﷺ متفق ہوئے ساتھ باپ اس کے کی بیچ مقدار مہر اس کے کی اور یہ کہ اس کے باپ نے کہا کہ وہ آپ کی طرف راغبت ہے اور آپ سے نکاح کا پیغام کرتی ہے۔ (فتح) اور اس حدیث میں ہے کہ جو اپنی عورت سے کہا کہ تو اپنے گھر والوں میں جامل اور طلاق کا ارادہ کرے تو طلاق پڑ جاتی ہے اور اگر طلاق کا ارادہ نہ ہو تو طلاق نہیں پڑتی اس بنا پر واقع ہوا ہے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث دراز میں جو اس کی توبہ کے قصے میں ہے کہ جب حضرت ﷺ نے اس کو کہلا بھیجا کہ اپنی عورت سے الگ ہو جائے تو اس نے اس سے کہا کہ اپنے گھر والوں میں جامل اور ان میں رہ یہاں تک کہ اللہ اس کام میں حکم کرے اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَمْزَةَ عَنْ أَبِيْهِ وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ بِهٰذَا.

حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن محمد نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابراہیم نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبدالرحمٰن نے حمزہ سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے اور عباس بن سہل بن سعد سے اس نے اپنے باپ سے ساتھ اس کے۔

٤٨٥٤ ۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ غَلَّابٍ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ تَعْرِفُ ابْنَ عُمَرَ إِنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتٰى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَأَمَرَهٗ أَنْ يُّرَاجِعَهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَأَرَادَ أَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا قُلْتُ فَهَلْ عَدَّ ذٰلِكَ طَلَاقًا قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ.

۴۸۵۴۔ حضرت یونس بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو حیض میں طلاق دی یعنی اس کا کیا حکم ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کو پہچانتا ہے کہ بے شک ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور یہ حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا سو آپ نے اس کو حکم کیا کہ اس سے رجعت کرے پھر جب حیض سے پاک ہو اور ارادہ کرے کہ اس کو طلاق دے تو چاہیے کہ اس کو طلاق دے میں نے کہا کہ کیا شمار کی گئی یہ طلاق؟ اس نے کہا بھلا بتلا تو کہ اگر عاجز ہو یا احمق بنے تو کیا اس سے یہ طلاق ساقط ہو جائے گی؟ یعنی ساقط نہیں ہوگی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور یہ جو اس نے اس روایت میں کہا کہ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کو پہچانتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا اس نے یہ باوجود اس کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جانتا تھا کہ وہ اس کو پہچانتا ہے اور وہی تھا جس کے ساتھ روبرو بات کرتا ہے تا کہ ثابت کرے اس کو سنت کی پیروی پر اور اوپر قبول کرنے کے اس کے ناقل سے اور یہ کہ لازم ہے عام لوگوں کو پیروی کرنا ساتھ مشہور عالموں کے ہو اس کو مقرر کیا اس چیز پر کہ لازم ہے اس کو اس سے نہ یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے گمان کیا کہ وہ اس کو نہیں پہچانتا، کہا ابن منیر نے اس حدیث میں یہ نہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی عورت کے روبرو ہو کے طلاق دی لیکن ظاہر حال اس کے سے یہ ہے کہ اس نے اس کو سامنے ہو کے طلاق دی اس واسطے کہ طلاق دی اس نے اس کو مخالفت اور دشمنی سے انتہی ، اور نہیں ذکر کیا اس نے اپنی سند کو شقاق مذکور میں احتمال ہے کہ یہ طلاق شقاق سے نہ ہو بلکہ کسی اور سبب سے ہو اور البتہ روایت کی ہے احمد اور اربعہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی میں اس سے محبت رکھتا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ اس کو برا جانتے تھے سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو طلاق دے دے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے باپ کا کہا مان سو احتمال ہے کہ وہ عورت یہی ہو اور شاید جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس کی طلاق کے ساتھ حکم دیا اور اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیا اور اس کا حکم بجا لایا تو اتفاقا طلاق حیض میں واقع ہوئی سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو جانا سو تھا یہی راز بیچ سوال کرنے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس سے اس واسطے کہ وہ اس کی طرف سے واقع ہوئی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَجَازَ طَلَاقَ الثَّلَاثِ. بیان ہے اس شخص کا جو تین طلاق کو جائز رکھتا ہے۔

فائدہ: اور ترجمہ میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ سلف میں سے بعض شخص وہ ہے جو تین طلاق کے واقع ہونے کو جائز نہیں رکھتا، سو احتمال ہے کہ مراد اس کی ساتھ منع کے وہ شخص ہو جو مکروہ جانتا ہے بیونت کبریٰ کو یعنی جدا ہونا بڑا اور وہ ساتھ واقع کرنے تین طلاق کے ہے عام تر اس سے کہ تین طلاقیں اکٹھی ہوں یا جدا جدا اور ممکن ہے کہ تمسک کیا جائے واسطے اس کے ساتھ اس حدیث کے کہ مبغوض تر حلال اللہ کے نزدیک طلاق ہے اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ جب کوئی مرد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لایا جاتا جس نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دی ہوتیں تو اس کی پیٹھ پر مارتے اور اس کو درد پہنچاتے اور اس کی سند صحیح ہے اور احتمال ہے کہ ہو مراد اس کی ساتھ عدم جواز کے وہ شخص جو قائل ہے کہ نہیں واقع ہوتی ہے طلاق جب کہ اس کو اکٹھی واقع کرے ایک مجلس میں واسطے نہی کے اس سے اور یہ قول شیعہ کا ہے اور بعض اہل ظاہر کا اور عام کیا ہے اس کو بعض نے ہر طلاق میں جس سے منع کیا گیا ہے مانند طلاق حیض والی کے اور یہ خلاف ہے اجماع کا اور ان میں سے بہت لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ واقع ہو جاتی ہے باوجود منع ہونے جواز اس کے کی اور حجت پکڑی ہے واسطے اس کے بعض نے ساتھ حدیث محمود بن لبید کے کہا کہ خبر دیئے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد سے کہ اس نے اپنی عورت کو تین طلاقیں اکٹھی دیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو

کراٹھے سو فرمایا کہ کیا کھیلتا ہے اللہ کی کتاب سے اور حالانکہ میں تمہارے درمیان ہوں، الحدیث روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن محمود حضرت ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوا اور نہیں ثابت ہوا ہے واسطے اس کے سماع حضرت ﷺ سے اور برتقدیر صحیح ہونے اس کے کی پس نہیں ہے اس میں بیان اس کا کہ کیا حضرت ﷺ نے تین طلاق کو اس پر جائز رکھا باوجود انکار کرنے آپ اوپر اس کے کہ اس نے تین طلاقیں اکٹھی کیوں دیں پس نہیں سو اقل احوال اس کا یہ ہے کہ دلالت کرے اس کے حرام ہونے پر اگرچہ لازم کی گئی اور پہلے گزر چکا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی شرح میں کہ اس نے کہا اس شخص کو جس نے تین طلاقیں اکٹھی دیں تھیں کہ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری عورت تجھ سے جدا ہوئی اور واسطے اس کے اور الفاظ ہیں مثل اس کی اور روایت کی ہے ابوداؤد نے ساتھ سند صحیح کے مجاہد کے طریق سے کہا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا سو ایک مرد ان کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما چپ رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا وہ اس کو اس کی عورت پھیر دیں گے سو کہا کہ کوئی تم میں سے چلتا ہے پس سوار ہوتا ہے حماقت پر پھر کہتا ہے اے ابن عباس! بے شک اللہ نے فرمایا کہ جو ڈرے اللہ سے وہ کر دے واسطے مخلصی اور بے شک تو اللہ سے نہیں ڈرا سو میں تیرے واسطے کوئی مخلصی نہیں پاتا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری عورت تجھ سے جدا ہوئی اور جو تحریم اور لزوم کے قائل ہیں ان میں سے بعض شخص وہ ہے جو کہتا ہے کہ جب تین طلاقیں اکٹھی دے تو ایک ہی واقع ہوتی ہے اور یہ قول محمد بن اسحاق صاحب مغازی کا ہے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ رکانہ نے اپنی عورت کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں پھر اس پر سخت غضبناک ہوا تو حضرت ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تو نے اس کو کس طرح طلاق دی؟ اس نے کہا کہ تین طلاقیں ایک مجلس میں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک طلاق ہے سو اس سے رجعت کر اس نے اس سے رجعت کی اور یہ حدیث نص ہے مسئلے میں نہیں قبول کرتی ہے تاویل کو جو اس کے سوائے اور حدیثوں میں کی جاتی ہے جن کا ذکر آنے والا ہے اور البتہ علماء نے اس حدیث سے چار طرح پر جواب دیا ہے ایک یہ کہ محمد بن اسحاق مختلف فیہ ہے اور جواب دیا گیا ہے کہ حجت پکڑی ہے انہوں نے چند احکام میں ایسی سند سے مانند اس حدیث کی کہ پھیر دیا حضرت ﷺ نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو ابوالعاص پر ساتھ نکاح پہلے کے اور نہیں ہے ہر مختلف مردود، دوسرا جواب معارضہ ہے ساتھ فتویٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ انہوں نے فتویٰ دیا کہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں **کما تقدم من روایة مجاهد وغیره** سو نہیں گمان کیا جاتا ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ تھا پاس اس کے یہ حکم حضرت ﷺ سے پھر فتویٰ دیں برخلاف اس کے مگر ساتھ کسی ترجیح دینے والی چیز کے کہ ان کے واسطے ظاہر ہوئی اور راوی حدیث کا زیادہ تر خبر رکھنے والا ہے ساتھ روایت اپنی کے غیر سے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اعتبار ساتھ روایت راوی کے ہے نہ ساتھ رائے اس

کی کے اس واسطے کہ اس کی رائے میں احتمال ہے بھول وغیرہ کا اور بہر حال ہونا اس کا کہ تمسک کیا ہے اس نے ساتھ کسی ترجیح دینے والی چیز کے سو نہیں منحصر ہے مرفوع میں کہ مرجح صرف مرفوع حدیث سے ہوتی ہے احتمال ہے کہ تمسک کیا ہو اس نے ساتھ تخصیص کے یا تقیید کے یا تاویل کے اور ایک مجتہد کا قول دوسرے مجتہد پر حجت نہیں، تیسرا جواب یہ ہے کہ ابو داؤد نے ترجیح دی ہے کہ رکانہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اپنی عورت کو بتہ طلاق دے یعنی طلاق بائن جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو رکانہ کے گھر والوں کے طریق سے اور یہ تعلیل قوی ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ بعض راویوں نے بتہ کو تین طلاق پر حمل کیا ہو سو کہا کہ اس نے اس کو تین طلاقیں دیں اور ساتھ اس نکتہ کے موقوف ہوگا استدلال ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ مذہب شاذ ہے پس نہ عمل کیا جائے گا ساتھ اس کے اور جواب دیا گیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح منقول ہے نقل کیا ہے اس کو ابن مغیث نے کتاب الوثائق میں اور نقل کیا ہے غنوی نے اس کو ایک جماعت مشائخ قرطبہ سے مانند محمد بن تقی اور محمد بن عبدالسلام خشنی وغیرہ کے اور نقل کیا ہے اس کو ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھیوں سے مانند عطا اور طاؤس اور عمرو بن دینار کے اور تعجب ہے ابن تین سے کہ اس نے جزم کیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں اختلاف بیچ لازم ہونے تین طلاق کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو صرف تحریم میں ہے اور وجہ تعجب کی یہ ہے کہ اس میں اختلاف ثابت ہے جیسا کہ تو دیکھتا ہے اور قوی کرتی ہے ابن اسحاق کی حدیث مذکور کو جو مسلم نے روایت کی ہے طاؤس سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ تھی طلاق بیچ زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور دو برس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے تین طلاقیں ایک طلاق سو کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ لوگوں نے جلدی کی ایک کام میں کہ ان کے واسطے اس میں مہلت اور آہستگی تھی یعنی حکم تھا کہ ہر طہر میں ایک طلاق دیں یکبارگی نہ دیں سو اگر ہم اس کو ان پر جاری کریں تو خوب ہو سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو ان پر جاری کیا اور روایت کی ہے اس نے ابن جریج کے طریق سے اس نے روایت کی طاؤس سے کہ ابو صہباء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تین طلاقیں ایک طلاق ٹھہرائی جاتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور تین برس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں! اور روایت کی ہے اس نے حماد بن زید کے طریق سے کہ ابو صہباء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کیا نہ تھی تین طلاقیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ تھا یہ یعنی ایک ہی طلاق شمار کی جاتی تھی سو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا تو لوگوں نے بہت کثرت سے طلاق دینا شروع کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو ان پر جائز رکھا اور روایت کیا اس اخیر طریق کو ابو داؤد نے اور لفظ اس کا یہ ہے کہ جب کوئی مرد اپنی عورت کو تین طلاقیں دیتا تھا پہلے صحبت کرنے سے تو اس کو ایک ٹھہراتے تھے، الحدیث۔ سو تمسک کیا ہے ساتھ اس سیاق کے جس نے معلول کیا

ہے حدیث کو اور کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تو یہ صرف اس عورت کے حق میں کہا ہے جس کو صحبت کرنے سے پہلے طلاق دی ہو اور یہ ایک جواب ہے اس حدیث سے اور سوائے اس کے اور بھی بہت جواب ہیں اور یہ جواب اسحق بن راھویہ اور ایک جماعت کا ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے زکریا ساجی نے شافعیوں میں سے اور انہوں نے اس کی وجہ یہ بیان کیا ہے کہ جس عورت سے صحبت نہ کی ہو وہ بائن ہو جاتی ہے جب کہ اس کا خاوند اس کو کہے انت طالق سو جب کہے کہ تین تو لغو ہو جاتا ہے عدد واسطے واقع ہونے اس کے کی بعد جدا ہونے کے اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس کے کہ قول اس کا انت طالق ثلاثا کلام متصل ہے جدا جدا نہیں سو کس طرح صحیح ہے اس کے دو کلمے ٹھہرانا کہ ہر کلمہ ایک حکم دے، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ قول اس کا انت طالق اس کے معنی یہ ہیں کہ کہ تو طلاق والی ہے اور صحیح ہے تفسیر اس لفظ کی ساتھ ایک طلاق کے بھی اور تین کی بھی اور سوائے اس کے اور جواب دوسرا دعویٰ ہے کہ طاؤس کی روایت شاذ ہے اور یہ طریقہ بیہقی کا ہے یعنی یہ حدیث مخالف ہے اکثر علماء کے سو اکثر علماء کے قول کو لینا اولیٰ ہے ایک کے قول سے جب کہ ان کے مخالف ہو اور کہا ابن عربی نے کہ اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے پس کس طرح مقدم کی جائے گی اجماع پر اور معارض ہے اس کو حدیث محمود بن لبید کی جو نسائی سے پہلے منقول ہو چکی ہے اس واسطے کہ اس میں تصریح ہے کہ اس مرد نے تین طلاقیں اکٹھی دیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رد نہ کیا بلکہ اس کو اس پر جاری کیا اور نہیں ہے حدیث کے سیاق میں تعرض واسطے جائز رکھنے اس کے کی اور نہ واسطے رد کرنے اس کے کی اور جواب تیسرا دعویٰ نسخ کا ہے نقل کیا ہے بیہقی نے شافعی سے کہا مشابہ ہے یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کوئی چیز جانی ہو جس نے اس کو منسوخ کیا ہو اور قوی کرتی ہے اس کو وہ حدیث جو روایت کی ہے ابو داؤد نے کہ دستور تھا کہ جب مرد اپنی عورت کو طلاق دیتا تو اس کی رجعت کے ساتھ لائق ہوتا اگرچہ اس کو تین طلاقیں دیتا پھر یہ حکم منسوخ ہوا اور البتہ انکار کیا ہے مازری نے دعویٰ نسخ سے سو کہا اس نے کہ بعض نے گمان کیا ہے کہ یہ حکم منسوخ ہے اور یہ غلط ہے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ منسوخ نہیں کرتے اور اگر منسوخ کرتے اور اللہ کی پناہ اس کو تو البتہ جلدی کرتے اصحاب طرف انکار اس کے کی اور اگر مراد قائل کی یہ ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں منسوخ ہوا تو یہ منع نہیں لیکن خارج ہے ظاہر حدیث سے اس واسطے کہ اگر اس طرح ہوتا تو نہ جائز ہوتا واسطے راوی کے یہ کہ خبر دے ساتھ باقی رہنے حکم کے بیچ خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور کچھ خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پس اگر کہا جائے کہ کبھی اجماع کرتے ہیں اصحاب اور قبول کیا جاتا ہے ان سے یہ ہم کہتے ہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قبول کیا جاتا ہے ان سے اس واسطے کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اجماع ان کے کی اوپر ناسخ کے اور بہر حال یہ کہ وہ اپنی طرف سے اس کو منسوخ کریں سو ان کو اللہ کی پناہ ہے اس واسطے کہ یہ اجماع ہے خطاء پر اور وہ خطاء سے معصوم ہیں اور اگر کہا جائے کہ شاید ناسخ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ظاہر ہوا ہو ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی غلط ہے اس واسطے

کہ حاصل ہوا ہو گا اجماع خطاء پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور نہیں گزرنا زمانے کا بیچ شرط صحیح ہونے اجماع کے راجح قول پر میں کہتا ہوں کہ نقل کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں اس فصل کو اور برقرار رکھا ہے اس کو اور حالانکہ پیچھا کیا گیا ہے اس کا کئی جگہ میں ایک یہ کہ جس نے نسخ حکم کا کیا ہے اس نے یہ نہیں کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو منسوخ کیا تا کہ لازم آئے اس سے جو مذکور ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا جو پہلے گزرا مشابہ ہے یہ کہ اس نے کوئی چیز جانی ہو یعنی خبردار ہوا ہو اوپر ناسخ کے واسطے حکم کے جس کو مرفوع روایت کیا اسی واسطے فتویٰ دیا اس نے برخلاف اس کے اور البتہ تسلیم کیا ہے بارزی نے اپنی کلام کے بیچ میں کہ اجماع ان کا دلالت کرتا ہے ناسخ پر اور یہی مراد ہے جو نسخ کا دعویٰ کرتا ہے دوسرا انکار کرنا اس کا یہ ظاہر سے نکلنا ہے عجیب ہے اس واسطے کہ جو قصد کرتا ہے تطبیق کا ساتھ تاویل کے وہ ضرور خلاف ظاہر کا مرتکب ہوتا ہے، تیسرا غلط ٹھہرانا اس شخص کو جو کہتا ہے کہ مراد ظاہر ہونا ناسخ کا ہے نیز عجیب ہے اس واسطے کہ مراد ساتھ ظاہر ہونے نسخ کے عام اور مشہور ہونا اس کا ہے اور کلام ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کیا جاتا ہے یہ محمول ہے اس پر کہ کرتا تھا اس کو وہ شخص جس کو نسخ نہیں پہنچا تھا پس نہیں لازم آتا جو ذکر کیا ہے اس نے اجماع کرنے اس کے سے خطا پر اور جو اشارہ کیا ہے اس نے اس کی طرف مسئلہ گزرنے عصر کے سے نہیں آتا ہے اس جگہ اس واسطے کہ عصر اصحاب کا نہیں گزرا تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور نہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس واسطے کہ مراد ساتھ عصر کے ایک طبقہ ہے مجتہدین سے اور وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بلکہ اور ان کے بعد بھی ایک طبقہ ہے اور جواب چوتھا دعویٰ اضطراب کا ہے کہا قرطبی نے ہضم میں واقع ہوا ہے بیچ اس کے ساتھ اختلاف کے ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اضطراب بیچ لفظ اس کے اور ظاہر سیاق کا تقاضا کرتا ہے نقل کو ان سب سے کہ ان میں سے اکثر کی رائے یہی تھی اور ایسے امر میں عادت یہ ہے کہ مشہور ہو حکم اور عام پس کس طرح تنہا ہو گا ایک ایک سے کہا پس یہ وجہ تقاضا کرتی ہے توقف کو عمل کرنے سے ساتھ ظاہر اس کے کی اگرچہ نہیں تقاضا کرتی قطع کو ساتھ بطلان اس کے کی، پانچواں جواب یہ دعویٰ کہ وہ وارد ہوئی ہے صورت خاص میں سو کہا ابن شریح وغیرہ نے کہ مشابہ ہے یہ کہ وارد ہوئی ہو بیچ دوہرانے لفظ کے جیسے کہے انت طالق، انت طالق، انت طالق اور ابتدا میں ان کے سینے صاف تھے قبول کیا جاتا تھا ان سے کہ انہوں نے تاکید کا ارادہ کیا ہے پھر جب بہت ہوئے لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور بہت ہوئی ان میں دغابازی اور مانند اس کی اس قسم سے کہ منع کرتی ہے قبول کرنے کو اس شخص سے جو دعویٰ کرتا ہے تاکید کا تو حمل کیا عمر رضی اللہ عنہ نے لفظ کو اوپر ظاہر تکرار کے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو ان پر جاری کیا اور یہ جواب راضی ہوا ہے ساتھ اس کے قرطبی اور قوی کیا ہے اس کو ساتھ قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ بے شک لوگوں نے جلدی طلب کی ایک امر میں کہ تھی واسطے ان کے بیچ اس کے مہلت اور اسی طرح کہا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ جواب صحیح تر ہے سب جوابوں میں، جواب چھٹا تاویل قول اس کے کی ہے واحدۃ اور وہ یہ ہے کہ

یہ جو کہا کان الثلاث واحدة تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک طلاق دیتے تھے پھر جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا تو تین طلاقیں دیتے تھے اور اس کا محصل یہ ہے کہ معنی یہ ہیں کہ بے شک جو طلاق کہ واقع کی گئی بیچ زمانے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے تین تھی واقع کی جاتی اس سے پہلے ایک اس واسطے کہ وہ تین کو بالکل استعمال نہ کرتے تھے یا استعمال کرتے تھے اس کو نہایت کم بہر حال عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس کو بہت ہوئی استعمال واسطے ان کے اور یہ جو کہا فامضاہ علیھم واجازہ وغیر ذلك تو اس کا معنی یہ ہے کہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیچ اس کے حکم کرنے سے ساتھ واقع کرنے طلاق کے جو کیا جاتا تھا پہلے اس کے اور ترجیح دی ہے اس تاویل کو ابن عربی نے اور اسی طرح وارد کیا ہے اس کو بیہقی نے ساتھ سند صحیح کے ابوزرعہ سے کہ اس نے کہا کہ معنی حدیث کے نزدیک میرے یہ ہیں کہ جس چیز کو تم تین طلاقیں بولتے ہو اس کو ایک طلاق بولتے تھے، کہا نووی رحمہ اللہ نے اس بنا پر پس ہوگی خبر واقع ہوئی مختلف ہونے عادت لوگوں کے سے خاص کر نہ بدلنے حکم کے سے اور اللہ خوب جانتا ہے اور جواب ساتواں دعویٰ وقف اس کے کا ہے سو کہا بعض نے کہ نہیں ہے سیاق میں کہ یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا اور حجت تو آپ کی تقریر میں ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ قول صحابی کا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس طرح کرتے تھے بیچ حکم رفع کے ہے راجح قول پر واسطے حمل کرنے کے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا واسطے بہت ہونے ان کے سوال پر بڑے احکام سے اور چھوٹے سے، جواب آٹھواں حمل کرنا قول اس کے کا ہے ثلاثا اس پر کہ مراد ساتھ اس کے طلاق بتہ ہے، کما تقدم فی حدیث رکانة اور وہ نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے ہے اور یہ جواب قوی ہے اور تائید کرتا ہے اس کی داخل کرنا بخاری رحمہ اللہ کا اس باب میں آثار کو جن میں البتہ کا لفظ ہے اور ان حدیثوں کو جن میں تین کی تصریح ہے شاید اس نے اشارہ کیا ہے کہ ان دونوں کے درمیان کچھ فرق نہیں اور یہ کہ بتہ کا لفظ جب مطلق بولا جاتا ہے تو حمل کیا جاتا ہے تین طلاق پر مگر یہ کہ بولنے والے کی مراد ایک ہو پس قبول ہوگی تو شاید بعض راویوں نے بتہ کے لفظ کو تین طلاق پر محمول کیا ہے واسطے مشہور ہونے برابری کے درمیان ان کے پس روایت کیا اس کو ساتھ لفظ ثلاث کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد البتہ یعنی طلاق بتہ ہے اور تھے پہلے زمانے میں قبول کرتے اس شخص سے جو کہتا ہے کہ ارادہ کیا ہے میں نے ساتھ البتہ کے ایک طلاق کو سو جب عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا تو جائز رکھا تین طلاق کو ظاہر حکم میں، کہا قرطبی نے اور حجت جمہور کی لزوم میں باعتبار نظر کے نہایت ظاہر ہے اور وہ یہ ہے کہ تین طلاق والی عورت نہیں حلال ہوتی واسطے طلاق دینے والے کے یہاں تک کہ اس کے سوائے اور خاوند سے نکاح کرے اور نہیں فرق ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دے یا جدا جدا دے نہ لغت میں اور نہ شرع میں اور جو خیال کیا جاتا ہے فرق سے باعتبار صورت کے ہے باطل کیا ہے اس کو شرع نے اتفاقاً نکاح میں اور عتق میں اور اقراروں میں سو اگر کہے ولی کہ میں نے تیرا نکاح ان تین عورتوں سے کر

دیا ایک بات میں تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے جیسے کہے کہ میں نے تیرا نکاح کر دیا اس عورت سے اور اس عورت سے اور اس عورت سے اور اسی طرح عتق اور اقرار وغیرہ احکام میں اور جو کہتا ہے کہ جب تین طلاقیں اکٹھی واقع ہوں تو حمل کی جاتی ہیں ایک پر تو حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ جو کہے کہ میں اللہ کی تین قسمیں کھاتا ہوں تو نہیں شمار کی جاتی قسم اس کی مگر ایک قسم تو چاہیے کہ طلاق دینے والا بھی اسی طرح ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ دونوں صیغے مختلف ہوں اس واسطے کہ طلاق دینے والا اپنی عورت کی طلاق کو پیدا کرتا ہے اور البتہ اس نے اس کی طلاق کی حد کو تین طلاق ٹھہرایا ہے سو گویا کہ اس نے کہا کہ تو طلاق والی ہے ساتھ تمام طلاق کے اور بہر حال جو قسم کھانے والا ہے سو اس کے قسم کے عدد کی کوئی حد نہیں سو جدا جدا ہوئی اور حاصل کلام کا جو واقع ہوا ہے اس مسئلے میں نظیر ہے اس چیز کی جو واقع ہوئی ہے بیچ مسئلے متعہ کے برابر مراد قول جابر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ متعہ کہا جاتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور بیچ ابتدا خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ہم کو اس سے منع کیا سو ہم باز رہے سو راجح دونوں جگہوں میں حرام ہونا متعہ کا ہے اور واقع کرنا تین طلاقوں کا واسطے اس اجماع کے جو منعقد ہوا بیچ زمانے عمر رضی اللہ عنہ کے اوپر اس کے اور نہیں محفوظ ہے کہ مخالف ہوا ہو فاروق رضی اللہ عنہ کو کوئی ان کے زمانے میں بیچ ایک مسئلے کے ان دونوں میں سے اور البتہ دلالت کی ان کے اجماع نے اوپر وجود ناسخ کے اگرچہ پوشیدہ رہا بعض سے پہلے اس کے یہاں تک کہ ظاہر ہوا واسطے سب کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پس مخالف بعد اس اجماع کے خارق ہے واسطے اس کے اور جمہور اس پر ہیں کہ جو اتفاق کے بعد اختلاف پیدا کرے اس کا اعتبار نہیں ، واللہ اعلم ۔ اور البتہ چھوڑا ہے میں نے باگ کو اس جگہ میں واسطے التماس اس شخص کے جس نے مجھ سے التماس کی اور اللہ سے ہے مدد طلب کی گئی ۔ (فتح)

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ تَسْرِيْحٌ بِإِحْسَانٍ﴾.

واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ طلاق رجعی دو بار ہے پھر نگاہ رکھنا ہے موافق دستور کے یا رخصت کرنا ہے نیکی سے۔

فائدہ: البتہ مشکل جانی گئی ہے وجہ استدلال بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس آیت کے ترجمہ باب پر کہ وہ جائز رکھنا تین طلاق کا ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ اگر ہو مراد اس کی ساتھ ترجمہ کے مطلق وجود تین طلاق کا جدا جدا ہوں یا اکٹھی ہوں تو آیت وارد ہے اوپر مانع کے اس واسطے کہ وہ دلالت کرتی ہے اوپر مشروع ہونے اس کے کی بغیر انکار کے اور اگر ہو مراد اس کی جائز رکھنا تین اکٹھی کا اور یہی ظاہر تر ہے تو اشارہ کیا ہے ساتھ آیت کے طرف اس کی کہ وہ اس قسم سے ہے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے مخالف نے واسطے منع کے واقع ہونے سے اس واسطے کہ ظاہر آیت کا یہ ہے کہ طلاق مشروع نہیں ہوتی ساتھ تین طلاق اکٹھی کے بلکہ اوپر ترتیب مذکور کے سو اشارہ کیا اس نے طرف اس کی کہ استدلال ساتھ اس کے اوپر منع جمیع تین کے باوجہ نہیں اس واسطے کہ نہیں ہے سیاق میں منع غیر

کیفیت مذکور سے بلکہ منعقد ہوا ہے اجماع اس پر کہ واقع کرنا دو طلاق کا نہیں ہے شرط اور نہ راجح بلکہ اتفاق ہے اس پر کہ واقع کرنا ایک کا راجح تر ہے واقع کرنے دو طلاق کے سے، کما تقدم پس حاصل یہ ہے کہ مراد اس کی دفع کرنا ہے مخالف کی دلیل کا ساتھ آیت کے نہ حجت پکڑنی ساتھ اس کے واسطے جائز رکھنے تین طلاق کے یہی ہے راجح نزدیک میرے اور کہا کرمانی نے کہ وجہ استدلال اس کے کی ساتھ آیت کے یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ طلاق رجعی دو بار ہے سو دلالت کی اس نے اوپر جواز طلاق کے اور جب جائز ہے جمع کرنا دو طلاق کا ایک بار تو تین طلاق کا ایک بار جمع کرنا بھی جائز ہوگا اسی طرح کہا ہے اور یہ قیاس ہے باوجود ظاہر ہونے خارق کے اس واسطے کہ جمع کرنا دو طلاق کا لازم پکڑتا ہے بیونت کبریٰ کو بلکہ باقی رہتی ہے واسطے اس کے رجعت اگر ہو رجعی اور تازہ کرنا عقد کا بغیر انتظار عدت کے اگر ہو بائن برخلاف جمع کرنے تین طلاق کے پھر کہا کرمانی نے کہ اللہ کا قول ﴿اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ﴾ عام ہے شامل ہے تین طلاق دینے کو ایک بار اور اس کے ساتھ کچھ ڈر نہیں لیکن تسریح بیچ سیاق آیت کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ بعد واقع کرنے دو طلاق کے ہے پس نہ شامل ہوگی تین طلاق کے واقع کرنے کو اس واسطے کہ معنی اللہ کے قول ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ کے اس چیز کے بنا پر کہ ذکر کی ہے اہل تفسیر نے کہ اکثر طلاق کہ ہوتا ہے بعد اس کے امساک یا رخصت کرنا دو بار ہے پھر اس وقت یا تو اختیار کرے نکاح کے بدستور رہنے کو پس رکھے بیوی کو یا جدائی کو پس چھوڑ دے اس کو ساتھ تیسری طلاق کے اور اس تاویل کو نقل کیا ہے طبری وغیرہ نے جمہور سے اور نقل کیا ہے انہوں نے سدی اور ضحاک سے کہ مراد ساتھ تسریح کے آیت میں ترک کرنا رجعت کا ہے یعنی رجعت نہ کرے یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے اور حاصل ہو جائے بینونت اور ترجیح دیتی ہے اول معنی کو جو روایت کی ہے طبری نے ابو رزین سے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! طلاق دو بار ہے پس کہاں ہے تیسری؟ فرمایا نگاہ رکھنا ہے موافق دستور کے یا چھوڑ دینا ہے ساتھ نیکی کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فِيْ مَرِيْضٍ طَلَّقَ لَا أَرٰى أَنْ تَرِثَ مَبْتُوْتَتُهٗ.

یعنی کہا ابن زبیر نے ایک بیمار کے حق میں جس نے اپنی عورت کو طلاق دی تھی یعنی طلاق بائن میں نہیں دیکھتا کہ وارث ہو عورت طلاق بائن والی۔

فائدہ: پورا یہ اثر اس طور سے ہے کہ کہا ابن ابی ملیکہ نے کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پوچھا اس مرد کے حال سے جو اپنی عورت کو طلاق بائن دے پھر مر جائے اور عورت اس کی عدت میں ہو اس نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے تو اس کو وارث کیا تھا اور میں تو اس کو وارث نہیں کرتا واسطے بائن کرنے اس کے کی اس کو۔ (فتح)

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ تَرِثُهٗ.

اور کہا شعبی نے کہ وہ اس کی وارث ہوتی ہے یعنی جب تک کہ اس کی عدت میں ہو اور اس کی عدت چار مہینے

دس دن ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ تَزَوَّجُ إِذَا انْقَضَتِ الْعِدَّةُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ مَاتَ الزَّوْجُ الْاٰخَرُ فَرَجَعَ عَنْ ذٰلِكَ.

اور کہا ابن شبرمہ نے کہ کیا نکاح کرے جب عدت گزر جائے؟ کہا شعبی نے یا اس کے غیر نے ہاں بھلا بتلا تو کہ اگر دوسرا خاوند مر جائے تو اس نے اس سے رجوع کیا۔

فائدہ: یہ ظاہر ہے اس میں کہ خطاب دائر ہوا درمیان شعبی اور ابن شبرمہ کے لیکن سعید بن منصور کی سنن میں ہے کہ وہ اس کے غیر کے ساتھ تھا ابو ہاشم سے روایت ہے کہ اس مرد کے حق میں جو اپنی عورت کو طلاق دے بیماری کی حالت میں اگر اسی بیماری میں مر جائے تو عورت اس کی وارث ہوتی ہے تو ابن شبرمہ نے کہا بھلا بتلا تو اگر عدت گزر جائے اور ایک روایت میں ہے کہ کہا ابن شبرمہ نے کیا نکاح کرے؟ اس نے کہا ہاں! اس نے کہا کہ اگر یہ خاوند بھی مر جائے اور پہلا بھی مر جائے تو کیا دونوں خاوندوں کی وارث ہوگی اس نے کہا کہ نہیں سو رجوع کیا اس نے طرف عدت کی سو کہا کہ وارث ہوتی ہے جب تک کہ عدت میں ہو اور مبتوتہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کو کہا جائے انت طالق البتة اور بولا جاتا ہے اس عورت پر جو بائن ہو ساتھ تین طلاق کے۔ (فتح)

٤٨٥٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَآءَ إِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيِّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ يَا عَاصِمُ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَآئِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلٰى أَهْلِهِ جَآءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ

۴۸۵۵۔ حضرت سہل بن سعد بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عویمر عجلانی عاصم بن عدی انصاری کے پاس آیا سو اس نے اس سے کہا اے عاصم! خبر دے مجھ کو اس مرد کے حکم سے جو اپنی عورت کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے تو کیا اس کو مار ڈالے؟ یعنی کیا جائز ہے قتل کرنا اس کا سو تم اس کو مار ڈالو گے یا کس طرح کرے اے عاصم! میرے واسطے یہ مسئلہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ، تو عاصم نے اس قضیہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلے کو برا جانا اور اس کو عیب کیا یہاں تک کہ بھاری گزرا عاصم پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا سو جب عاصم اپنے گھر والوں کی طرف پھرا تو عویمر آیا سو کہا اے عاصم! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے کیا کہا؟ تو عاصم نے کہا کہ تو میرے پاس خیر نہیں لایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا جانا اس مسئلے کو جو تو نے پوچھا، عویمر نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نہیں باز رہوں گا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھوں، سو

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَّاللّٰهِ لَا أَنْتَهِي حَتّٰى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسْطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَّأْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ تِلْكَ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

عویمر آگے بڑھا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے پاس آیا درمیان لوگوں کے سو کہا یا حضرت! بھلا خبر دو مجھ کو حکم اس مرد کے سے جو عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو پائے تو کیا اس کو مار ڈالے؟ یعنی کیا جائز ہے قتل کرنا اس کو سو تم اس کو قتل کرو گے، یعنی قاتل کو اس کے قصاص میں یا کس طرح کرے؟ یعنی صبر کرے عار پر یا کچھ اور کرے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ وحی اتاری گئی تیرے اور تیری عورت کے قضیہ میں سو جا اور اپنی عورت کو بلا لا، کہا سہل رضی اللہ عنہ نے سو دونوں نے لعان کیا یعنی مرد اور عورت نے اور میں لوگوں کے ساتھ حضرت ﷺ کے پاس تھا پھر جب دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر نے کہا یا حضرت! اگر میں اس کو رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا پھر اس نے اس کو تین طلاقیں دیں پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ اس کو حکم کریں، کہا ابن شہاب نے سو ہوا یہ قضیہ طریقہ اور دستور واسطے دو لعان کرنے والوں کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں آئے گی اور غرض اس سے قول اس کا ہے حدیث کے آخر میں کہ اس نے اس کو تین طلاقیں دیں پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ اس کو حکم کریں، الحدیث اور البتہ تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جدائی لعان میں واقع ہوئی ہے ساتھ نفس لعان کے سو اس کو اس کا تین طلاق دینا بے موقع تھا اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حجت پکڑنی ساتھ اس کے اس جہت سے ہے کہ اس نے اس کو تین طلاقیں اکٹھی دیں اور حضرت ﷺ نے اس پر انکار نہ کیا اور اگر منع ہوتا تو اس پر انکار کرتے اور اگرچہ واقع ہوئی تھی فرقت ساتھ نفس لعان کے۔ (فتح)

٤٨٥٦ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ

۴۸۵۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک رفاعہ قرظی کی عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! بے شک رفاعہ نے مجھ کو طلاق بتہ دی یعنی تین

عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ امْرَأَةَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ جَآئَتْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِيْ فَبَتَّ طَلَاقِيْ وَإِنِّيْ نَكَحْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزُّبَيْرِ الْقُرَظِيَّ وَإِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ.

طلاقیں دیں سو میں نے اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے ساتھ کپڑے کی ہمل اور پھندے کی طرح ہے یعنی نامرد ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شاید تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کے نکاح میں پھر پلٹ جائے یہ درست نہیں یہاں تک کہ دوسرا خاوند تیرا شہد چکھے اور تو اس کا شہد چکھے یعنی بغیر صحبت دوسرے کے اول خاوند سے نکاح درست نہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور شاید ترجمہ کا اس سے قول اس کا ہے کہ مجھ کو طلاق بتہ دی اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے اس میں کہ اس نے اس سے کہا انت طالق البتة اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس نے اس کو ایسی طلاق دی کہ حاصل ہوا ساتھ اس کے قطع ہونا نکاح اس کے کا اس سے اور وہ عام تر ہے اس سے کہ اس نے اس کو تین طلاقیں اکٹھی دیں ہوں یا جدا جدا اور تائید کرتی ہے دوسرے احتمال کی وہ چیز کہ کتاب الادب میں آئے گی اور وجہ سے کہ کہا اس نے کہ طلاق دی اس نے مجھ کو آخر تین طلاق کے اور یہ ترجیح دیتا ہے اس کو کہ مراد ساتھ ترجمہ کے بیان اس شخص کا ہے جو جائز رکھتا ہے تین طلاق کو اور نہیں مکروہ جانتا اس کو اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ ترجمہ کے عام تر اس سے اور ہر حدیث دلالت کرے او پر حکم ایک فرد کے اس سے۔ (فتح)

٤٨٥٧ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ قَالَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ.

۴۸۵۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں پھر اس نے دوسرے خاوند سے نکاح کیا سو اس نے طلاق دی یعنی صحبت سے پہلے سو کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ کیا حلال ہوتی ہے واسطے پہلے کے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہلے خاوند کے واسطے درست نہیں یہاں تک کہ دوسرا خاوند اس کا شہد چکھے جیسا پہلے نے چکھا۔

بَابُ مَنْ خَيَّرَ نِسَآءَهُ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو اپنی عورتوں کو اختیار دے کہ خواہ اپنے نفس کو اختیار کرو اور جہاں چاہو چلی جاؤ اور یا مجھ کو اختیار کرو اور میرے پاس رہو اور اللہ نے

وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا﴾.

فرمایا کہ اے نبی کہہ دے اپنی عورتوں سے کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اور اس کی زینت تو آؤ کچھ فائدہ دوں تم کو اور رخصت کروں بھلی طرح سے رخصت کرنا۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے بیچ تفسیر سورۂ احزاب کے سبب تخییر مذکور کا اور اس چیز میں کہ جب واقع ہو تخییر اور تخییر کب تھی اور ذکر کرتا ہوں میں اس جگہ بیان حکم اس شخص کا جو اپنی عورت کو اختیار دے کہ چاہے اس کے پاس رہے چاہے چلی جائے ساتھ باقی شرح حدیث باب کے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا أُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَخْيِيْرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِيْ فَقَالَ إِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَّا تَعْجَلِيْ حَتّٰى تَسْتَأْمِرِيْ أَبَوَيْكِ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهِ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ قَالَ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا﴾ إِلٰى ﴿أَجْرًا عَظِيْمًا﴾ قَالَتْ فَقُلْتُ فَفِيْ أَيِّ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّيْ أُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَتْ ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی سے روایت ہے کہ جب حکم ہوا حضرت ﷺ کو اپنی عورتوں کے اختیار دینے کا تو حضرت ﷺ نے اختیار دینا پہلے پہل مجھ سے شروع کیا سو فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سو تجھ کو اس کے جواب میں جلدی کرنی مناسب نہیں یہاں تک کہ اپنے ماں باپ سے مشورہ کر لے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ مجھ کو حضرت ﷺ کی جدائی کا حکم نہ کریں گے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت ﷺ نے کہا کہ اللہ نے فرمایا کہ اے نبی! کہہ دے اپنی عورتوں سے کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اجرا عظیما تک یعنی یہ اختیار دیا کہ خواہ نبی کے پاس رہنا اختیار کریں یا دنیا کو اختیار کریں، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا کہ میں کس امر میں اپنے ماں باپ سے مشورہ لوں یعنی اس میں ماں باپ کی کچھ حاجت نہیں، میں نے اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو اختیار کیا پھر حضرت ﷺ کی باقی بیویوں نے اسی طرح کیا جس طرح میں نے کیا۔

۴۸۵۸ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَّسْرُوْقٍ

۴۸۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو اختیار دیا سو ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرْنَا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَلَمْ يَعُدَّ ذٰلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا.

سو نہ شمار کیا گیا یہ ہم پر کچھ یعنی اقسام طلاق سے نہ رجعی نہ بائن۔

٤٨٥٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْخِيَرَةِ فَقَالَتْ خَيَّرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَكَانَ طَلَاقًا قَالَ مَسْرُوْقٌ لَا أُبَالِيْ أَخَيَّرْتُهَا وَاحِدَةً أَوْ مِائَةً بَعْدَ أَنْ تَخْتَارَنِيْ.

۴۸۵۹۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اختیار دینے کا حکم پوچھا یعنی اگر مرد اپنی عورت کو طلاق اور عدم طلاق میں اختیار دے تو کیا طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اختیار دیا کیا پس تھی طلاق یعنی وہ طلاق نہ تھی یہ بھی طلاق نہیں ہوگی، کہا مسروق رحمہ اللہ نے میں کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ اختیار دوں میں عورت کو ایک بار یا سو بار بعد اس کے کہ اختیار کرے مجھ کو یعنی اختیار دینے میں طلاق نہیں پڑتی اگرچہ سو بار اختیار دے۔

فائدہ: اور یہی قول ہے جمہور اصحاب اور تابعین اور فقہاء امصار کا اور وہ یہ ہے کہ جو اپنی عورت کو اختیار دے اور وہ اپنے خاوند کو اختیار کرے تو اس بات سے اس پر طلاق نہیں پڑتی لیکن اختلاف ہے کہ اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو کیا واقع ہوتی ہے ایک طلاق رجعی یا بائن یا واقع ہوتی ہیں تین طلاقیں اور حکایت کی ہے ترمذی رحمہ اللہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو واقع ہوتی ہے ایک طلاق بائن اور اگر اپنے خاوند کو اختیار کرے تو ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں اور اگر اپنے خاوند کو اختیار کرے تو ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور ایک روایت میں رجعی ہے اور اگر اپنے خاوند کو اختیار کرے تو کچھ چیز نہیں اور تائید کرتا ہے اس کو قول جمہور کا باعتبار معنی کے کہ تخییر تردید ہے درمیان دو چیزوں کے سو اگر ہوتا اختیار کرنا عورت کا اپنے خاوند کو طلاق تو البتہ دونوں چیزیں ایک ہوتیں سو دلالت کی اس نے اس پر کہ عورت کا اپنے نفس کو اختیار کرنا ساتھ معنی جدا ہونے کے ہے اور اختیار کرنا اس کا اپنے خاوند کو ساتھ معنی بقا کے ہے یعنی باقی رہنے کے اس کے نکاح میں اور لیا ہے مالک رحمہ اللہ نے ساتھ قول زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کہ اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو تین طلاقیں پڑتی ہیں اور لیا ہے ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ساتھ قول عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ جب اپنے نفس کو اختیار کرے تو ایک طلاق بائن پڑتی ہے اور نہیں وارد ہوتا اس پر ایراد سابق اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ تخییر کنایت ہے سو

جب خاوند اپنی عورت کو اختیار دے اور ارادہ کرے ساتھ اس کے اختیار دینے اس کے کا درمیان اس کے کہ طلاق کو اختیار کرے یا اس کے نکاح میں بدستور رہے اور وہ اپنے نفس کو اختیار کرے اور ارادہ کرے عورت ساتھ اس کے طلاق کا تو اس پر طلاق پڑ جاتی ہے اور اگر عورت کہے کہ میں نے جو اپنے نفس کو اختیار کیا تو مراد میری اس سے طلاق نہیں تو اس کی تصدیق کی جائے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اگر واقع ہو تصریح تخییر میں ساتھ طلاق کے تو واقع ہوتی ہے ساتھ اس کے طلاق یقیناً۔ تنبیہ کی ہے اس پر حافظ وقت ابوالفضل عراقی نے بیچ شرح ترمذی کے اور تنبیہ کی ہے صاحب ہدایہ نے حنفیوں میں سے اوپر شرط ہونے ذکر نفس کے تخییر میں یعنی تخییر میں نفس کا ذکر کرنا شرط ہے سو اگر کہے مثلاً اختیار کر یعنی بغیر ذکر کسی اور چیز نفس وغیرہ کے اور کہے کہ میں نے اختیار کیا تو نہیں ہوتی تخییر درمیان طلاق کے اور عدم اس کے اور وہ ظاہر ہے لیکن محل اس کا اطلاق ہے سو اگر قصد کرے اس کو ساتھ اس لفظ کے تو جائز ہے اور نیز صاحب ہدایہ نے کہا کہ اگر کہے خاوند اختیار کر نیت کرے ساتھ اس کے طلاق کی تو عورت کے واسطے جائز ہے کہ اپنے نفس کو طلاق دے اور واقع ہوتی ہے طلاق بائن اور اگر نہ نیت کرے تو وہ باطل ہے اور اسی طرح اگر کہے اختیار کر اور عورت کہے میں نے اختیار کیا سو اگر نیت کرے اور عورت کہے کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو واقع ہوتی ہے طلاق رجعی اور خطابی نے کہا کہ لیا جاتا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کیا سو نہ ہوا یہ طلاق یہ کہ اگر وہ اپنے نفس کو اختیار کرتیں تو البتہ یہ طلاق ہوتی اور موافقت کی ہے اس کی قرطبی نے مفہم میں سو کہا اس نے اس حدیث میں ہے کہ اگر خاوند اپنی عورت کو اختیار دے اور وہ اپنے نفس کو اختیار کرے تو نفس اس اختیار کا ہوتا ہے طلاق بغیر حاجت کے طرف بولنے کے ساتھ ایسے لفظ کے جو دلالت کرے طلاق پر کہا اور یہ نکالا گیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے جو مذکور ہے۔ میں کہتا ہوں لیکن ظاہر آیت کا دلالت کرتا ہے کہ یہ مجرد طلاق نہیں ہوتا بلکہ ضروری ہے کہ خاوند اس کو صریح طلاق دے اس واسطے کہ آیت میں ہے کہ آؤ میں تم کو چھوڑ دوں اور طلاق دوں یعنی بعد اختیار کے اور دلالت منطوق کی مقدم ہے اوپر طلاق مفہوم کے اور اختلاف ہے تخییر میں کہ کیا وہ ساتھ معنی تملیک کے ہے یا ساتھ معنی توکیل کے اور شافعی رحمہ اللہ کے اس میں دو قول ہیں صحیح ان کے ساتھیوں کے نزدیک یہ ہے کہ وہ تملیک ہے اور یہ قول مالکیوں کا ہے ساتھ شرط جلدی کرنے عورت کے واسطے اس کے یہاں تک کہ اگر دیر کرے بقدر اس کے کہ منقطع ہو قبول ایجاب سے عقد میں پھر طلاق دی جائے تو نہیں واقع ہوتی اور ایک وجہ میں نہیں ضرر کرتی ہے تاخیر جب تک کہ دونوں مجلس میں ہوں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن قاص نے اور اسی کو ترجیح دی ہے مالکیوں اور حنفیوں نے اور یہی ہے قول ثوری اور لیث اور اوزاعی کا اور کہا ابن منذر نے راجح یہ ہے کہ وہ مقید نہیں کیا جاتا اور نہیں شرط ہے اس میں فور کہ فی الفور ہو بلکہ جب طلاق دی جائے جاری ہوتی ہے اور یہی قول ہے حسن اور زہری کا اور ساتھ اسی کے قائل ہے ابو عبید اور محمد بن نصر شافعیوں میں سے اور طحاوی حنفیوں میں سے اور تمسک کیا

ہے انہوں نے ساتھ حدیث باب کے جس جگہ واقع ہوا ہے بیچ اس کے کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سو تجھ کو اس کے جواب میں جلدی کرنا مناسب نہیں یہاں تک کہ اپنے ماں باپ سے مشورہ لے اس واسطے کہ یہ حدیث ظاہر ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو مہلت دی جب کہ اس کو خبر دی یہ کہ نہ اختیار کرے کسی چیز کو یہاں تک کہ اپنے ماں باپ سے اجازت لے پھر کرے جس کی وہ صلاح دیں اور یہ تقاضا کرتا ہے عدم اشتراط فور کو بیچ جواب تخییر کے۔ میں کہتا ہوں ممکن ہے یہ کہ کہا جائے کہ فور شرط ہے یا جب تک کہ دونوں مجلس میں ہوں وقت اطلاق کے اور بہر حال اگر تصریح کرے خاوند ساتھ مہلت کے اس کی تاخیر میں ساتھ کسی سبب کے کہ تقاضا کرے اس کو تو دیر کی جائے اور یہ وہ ہے جو واقع ہوا ہے بیچ قصے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور نہیں لازم آتا اس سے کہ ہر خیار اس طرح ہو۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ فَارَقْتُكِ أَوْ سَرَّحْتُكِ أَوِ الْخَلِيَّةُ أَوِ الْبَرِيَّةُ أَوْ مَا عُنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ فَهُوَ عَلٰى نِيَّتِهِ.

جب کہے کہ میں نے تجھ کو جدا کیا یا چھوڑ دیا یا تو خلاص کی گئی ہے یا بیزار کی گئی ہے یا بولے وہ لفظ کہ مراد رکھی جاتی ہے ساتھ اس کے طلاق تو وہ اپنی نیت پر ہے یعنی اگر ان لفظوں سے طلاق کی نیت کرے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اگر نیت نہ کرے تو واقع نہیں ہوتی۔

فائدہ: اسی طرح قطع کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حکم کو اس مسئلے میں سو یہ تقاضا کرتا ہے کہ نہیں صریح ہے نزدیک اس کے مگر لفظ طلاق کا یا جو پھیرا جائے اس سے اور یہ قدیم قول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور نص کی ہے جدید میں کہ صریح لفظ طلاق اور فراق اور سراح کا ہے واسطے وارد ہونے ان الفاظ کے قرآن میں ساتھ معنی طلاق کے اور حجت قدیم کے یہ ہے کہ وارد ہوا ہے قرآن میں لفظ فراق اور سراح کا واسطے غیر طلاق کے برخلاف طلاق کے کہ وہ نہیں وارد ہوا ہے مگر واسطے طلاق کے اور البتہ ترجیح دی ہے ایک جماعت نے قدیم قول کو مانند طبری اور محاملی وغیرہ کی اور یہی ہے قول حنفیہ کا اور اختیار کیا ہے اس کو قاضی عبدالوہاب مالکی نے اور حکایت کی ہے دارمی نے ابن خیر سے کہ جو نہ پہچانے مگر طلاق کو تو وہ صریح ہے اس کے حق میں فقط اور یہ تفصیل قوی ہے اور مانند اس کی کہا ہے رویانی نے کہ اس نے کہا کہ اگر عربی کہے کہ میں نے تجھ کو جدا کیا اور نہ پہچانتا ہو کہ وہ صریح ہے اس کے حق میں تو نہیں ہوتی صریح اس کے حق میں اور اتفاق ہے اس پر کہ لفظ طلاق کا اور جو اس سے پھیرا جائے مانند طلق اور یطلق وغیرہ کے صریح ہے لیکن روایت کی ہے ابو عبید نے غریب الحدیث میں کہ ایک مرد عمر فاروق رضی اللہ عنہ پاس لایا گیا کہ اس کی عورت نے اس سے کہا مجھ کو تشبیہ دے ساتھ کسی چیز کے تو اس نے کہا جیسے تو ہرنی ہے عورت نے کہا نہیں پھر اس نے کہا جیسے تو کبوتر ہے اس نے کہا میں راضی نہیں یہاں تک کہ تو کہے انت خلیة طالق سو اس نے یہی لفظ کہہ دیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اس کا ہاتھ پکڑ لے کہ وہ تیری عورت ہے یعنی اس کو طلاق نہیں پڑی، کہا ابو عبید نے یہ جو اس نے کہا انت خلیة

طالق یعنی اونٹنی رسی سے بندھی تھی پھر اپنی رسی سے چھوڑی گئی اور اس سے خلاص کی گئی پس نام رکھی جاتی ہے خلیہ اس لیے کہ وہ خالی کی گئی عقال سے اور طالق اس کو اس واسطے کہا گیا کہ وہ اس سے چھوڑی گئی سو اس مرد نے ارادہ کیا کہ وہ اونٹنی کے مشابہ ہے اور نہ قصد کیا تھا اس نے طلاق کا ساتھ معنی فراق کے بالکل سو ساقط کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے طلاق کو کہا ابو عبید نے اور یہ اصل ہے واسطے ہر شخص کے جو کلام کرے ساتھ کسی چیز کے الفاظ طلاق سے اور نہ ارادہ کرے فراق کا بلکہ ارادہ کرے اس کے غیر کا تو قبول کیا جائے قول اس کا بیچ اس چیز کے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان ہے اور یہی مذہب ہے جمہور کا لیکن مشکل عمر رضی اللہ عنہ کے قصے سے یہ ہے کہ وہ ان کے پاس لایا اور وہ حاکم تھے سو اگر انہوں نے اس کو بجائے فتویٰ جاری کیا ہو اور وہاں حکم نہ ہو تو موافق ہوگا نہیں تو وہ نادر چیزوں سے ہے اور نقل کیا ہے خطابی نے اجماع کو برخلاف اس کے لیکن ثابت کیا ہے اس کے غیر نے خلاف کو واسطے داؤد کے اور حکایت کیا ہے اس کو رویانی نے لیکن تاویل کی ہے اس کی جمہور نے اور شرط کیا ہے انہوں نے قصد لفظ طلاق کا واسطے معنی طلاق کے تاکہ نکل جائے عجمی مثلا جب کہ سیکھے کلمہ طلاق کا اور اس کو کہے اور اس کے معنی کو نہ پہچانتا ہو یا عربی بالعکس اور شرط کیا ہے انہوں نے کہ لفظ طلاق کا زبان سے قصدا بولے واسطے احتراز کرنے کے اس چیز سے کہ سبقت کرتی ہے ساتھ اس کے زبان اور شرط کیا ہے انہوں نے اختیار کو تاکہ نکل جائے زبردستی کیا گیا لیکن اگر زبردستی کیا جائے سو کہے اس کو ساتھ قصد طلاق کے تو اصح قول میں واقع ہوتی ہے۔ (فتح)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾. اور اللہ نے فرمایا کہ رخصت کرو ان کو رخصت کرنا اچھی طرح سے۔

فائدہ: شاید اشارہ ہے طرف اس کی کہ لفظ تسریح کا اس آیت میں ساتھ معنی ارسال یعنی رخصت کرنے کے ہے نہ ساتھ معنی طلاق کے اس واسطے کہ اللہ نے حکم کیا اس شخص کو جو طلاق دے پہلے دخول کے یہ کہ متعہ دے پھر رخصت کرے اور نہیں مراد ہے آیت سے طلاق دینا اس کا بعد طلاق دینے کے قطعا۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾. اور فرمایا اور رخصت کروں میں تم کو رخصت کرنا اچھی طرح۔

فائدہ: مراد یہ آیت ہے ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾ اور لفظ تسریح کا اس آیت میں محتمل ہے واسطے طلاق دینے کے اور چھوڑنے کے اور جب دونوں امر کا محتمل ہے تو صریح طلاق کے واسطے نہ ہوا اور یہ راجع ہے طرف اختلاف کی اس چیز میں کہ اختیار دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے اپنی بیویوں کو کہ کیا اختیار دینا طلاق اور اقامت میں تھا سو جب اپنے نفس کو اختیار کرے تو طلاق پڑے اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنے کو اختیار کرے تو طلاق نہ پڑے، كما تقدم تقريره في

الباب قبله ، یا تھا اختیار دینے میں درمیان دنیا اور آخرت کے سو جو دنیا کو اختیار کرے اس کو طلاق دیں پھر اس کو متعہ دیں پھر اس کو چھوڑ دیں اور جو آخرت کو اختیار کرے اس کو اپنے نکاح میں رکھیں۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ تَسْرِيْحٌ بِإِحْسَانٍ﴾. اور اللہ نے فرمایا کہ پھر نگاہ رکھنا ہے موافق دستور کے یا رخصت کرنا ہے اچھی طرح سے۔

فائدہ: گزر چکا ہے پہلے باب میں بیان اختلاف کا کہ تسریح سے اس جگہ کیا مراد ہے اور راجح یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے طلاق دینا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿أَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ﴾. اور اللہ نے فرمایا جدا کرو ان کو ساتھ دستور کے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ وارد ہوئی ہے یہ آیت اس جگہ میں ساتھ لفظ فراق کے اور وارد ہوئی ہے بقرہ میں ساتھ لفظ سراح کے اور حکم دونوں میں ایک ہے اس واسطے کہ وہ وارد ہوا ہے دونوں جگہوں میں بعد واقع ہونے طلاق کے سو نہیں ہے مراد ساتھ اس کے طلاق بلکہ رخصت کرنا اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے اگلے زمانے اور پچھلے زمانے میں اس مسئلے میں سو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بریہ اور خلیہ اور بائن اور حرام تین تین طلاقیں ہیں اور ساتھ اس کے قائل ہے مالک رحمہ اللہ علیہ اور ابن ابی لیلیٰ اور اوزاعی لیکن اس نے خلیہ میں کہا کہ وہ ایک طلاق رجعی ہے اور نقل کیا ہے اس کو زہری سے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ہے کہ بریہ اور بتہ اور حرام تین تین طلاقیں ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے خلیہ اور بریہ میں ہے کہ وہ تین طلاقیں ہیں اور یہ قول قتادہ کا ہے اور مثل اس کی ہے زہری سے فقط بریہ میں سو راجح یہ ہے کہ الفاظ مذکورہ اور جو ان کے معنی میں ہیں کنایات ہیں نہیں واقع ہوتی ہے ان سے طلاق مگر ساتھ قصد کے اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ ہر کلام جس سے جدائی مفہوم ہو اگرچہ ساتھ وقت کے ہو تو واقع ہوتی ہے ساتھ اس کے طلاق ساتھ قصد کے اور بہر حال جب نہ مفہوم ہو جدائی لفظ سے تو نہیں واقع ہوتی ہے طلاق اگرچہ اس کا قصد کرے جیسے کہے کھا اور پی اور مانند اس کی اور یہ بیان مذہب شافعی کا ہے اس مسئلے میں اور یہی قول ہے شعبی اور عطاء اور عمرو بن دینار وغیرہم کا اور ساتھ اسی کے قائل ہے اوزاعی اور یہی قول ہے اصحاب رائے کا اور حجت پکڑی ہے واسطے ان کے طحاوی نے ساتھ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جس کا ذکر قریب آتا ہے کہ اللہ نے معاف کیا ہے میری امت سے جو خیال کہ ان کے دل میں گزرے جب تک کہ اس کے ساتھ عمل نہ کریں یا نہ بولیں اس واسطے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ نیت تنہا نہیں اثر کرتی جب کہ خالی ہو کلام سے یا فعل سے اور کہا مالک رحمہ اللہ علیہ نے کہ جب خطاب کرے عورت کو ساتھ کسی لفظ کے کہ ہو اور قصد کرے طلاق کا تو طلاق پڑ جاتی ہے یہاں تک کہ اگر کہے اے فلاں اور مراد رکھے ساتھ اس کے طلاق کو تو واقع ہوتی ہے ساتھ اس کے طلاق اور ساتھ اسی کے قائل ہے حسن بن صالح۔ (فتح)

وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ عَلِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ.

یعنی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ مجھ کو آپ کے فراق کا حکم نہ کریں گے۔

فائدہ: اور مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی ساتھ فراق کے اس جگہ طلاق ہے جزما اور نہیں ہے نزاع بیچ حمل کرنے کے اوپر اس کے جب کہ اس کا قصد کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نزاع تو اطلاق میں ہے، کما تقدم۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ أَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ وَقَالَ الْحَسَنُ نِيَّتُهُ.

جب اپنی عورت سے کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے، کہا حسن رحمہ اللہ نے اس کی نیت پر ہے۔

فائدہ: یعنی حمل کیا جائے گا اس کی نیت پر اگر قسم کی نیت کرے تو قسم ہوگی اور اگر طلاق کی نیت کرے تو طلاق ہوگی اور ساتھ اسی کے قائل ہے شافعی رحمہ اللہ اور نخعی رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور مروی ہے مانند اس کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور طاؤس رحمہ اللہ سے اور ساتھ اسی کے قائل ہے نووی رحمہ اللہ لیکن کہا اس نے کہ اگر ایک کی نیت کرے تو ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور حنفیہ بھی اسی طرح کہتے ہیں لیکن انہوں نے کہا کہ اگر دو کی نیت کرے تو ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور اگر طلاق کی نیت نہ کرے تو وہ قسم ہے اور ہوتا ہے ایلا کرنے والے اور یہ قول عجیب تر ہے اور کہا ابو ثور اور اوزاعی رحمہ اللہ نے کہ حرام میں قسم کا کفارہ دے اور مروی ہے مانند اس کی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور عطاء رحمہ اللہ اور طاؤس رحمہ اللہ سے اور حجت پکڑی ہے ابو ثور نے ساتھ ظاہر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾ اور اس کا بیان آئندہ باب میں آئے گا، اور کہا ابو قلابہ اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہ جو اپنی عورت سے کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے تو لازم آتا ہے اس پر کفارہ ظہار کا اور مثل اس کی ہے احمد رحمہ اللہ سے کہا طحاوی رحمہ اللہ نے احتمال ہے کہ ان کی مراد یہ ہو کہ جو ارادہ کرے ساتھ اس کے ظہار کا ہوتا ہے ظہار کرنے والا اور اگر ظہار کی نیت نہ کرے تو اس پر کفارہ قسم کا آتا ہے اور وہ کفارہ ظہار کا ہے نہ یہ کہ وہ حقیقۃً ظہار ہوتا ہے اور اس میں بعد ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین نے کہ نہیں ہوتا ہے ظہار اگرچہ اس کا ارادہ کرے اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور حکم رضی اللہ عنہ سے اور ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے کہ حرام میں تین طلاقیں ہیں اور نہ سوال کیا جائے اس کی نیت سے اور ساتھ اسی کے قائل ہے مالک رحمہ اللہ اور مسروق رحمہ اللہ اور شعبی رحمہ اللہ اور ربیعہ سے ہے کہ اس میں کچھ چیز نہیں اور یہی قول ہے اصبغ کا مالکیوں میں سے اور اس مسئلے میں اختلاف ہے سلف سے پہنچا ہے اس کو قرطبی اٹھارہ قول تک اور مالک رحمہ اللہ کے مذہب میں بھی اس میں تفصیل ہے جس کا ذکر طویل ہے، کہا قرطبی نے ہمارے بعض علماء نے کہا کہ سبب اختلاف کا یہ ہے کہ نہیں واقع ہوا ہے قرآن صریح اور نہ سنت میں نص ظاہر صحیح کہ اعتماد کیا جائے اس پر اس مسئلے میں پس اختلاف کیا اس میں علماء نے سو جس نے تمسک

کیا ہے ساتھ برأت اصلی کے اس نے کہا کہ نہیں لازم آتی اس کو کچھ چیز اور جس نے کہا کہ وہ قسم ہے اس نے پکڑا ہے ساتھ ظاہر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ﴾ بعد اللہ کے اس قول کے ﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ اور جس نے کہا کہ واجب ہے کفارہ اور قسم نہیں بناء کیا ہے اس نے اس کو اس پر کہ معنی قسم کے حرام کرنا ہیں پس واقع ہوا ہے کفارہ معنی پر اور جس نے کہا کہ واقع ہوتی ہے ساتھ اس کے طلاق رجعی حمل کیا ہے اس نے لفظ کو اوپر اقل وجہ اس کی کے جو ظاہر ہے اور اقل وہ چیز کہ حرام ہوتی ہے ساتھ اس کے عورت طلاق ہے کہ حرام کرے وطی کو جب تک کہ رجوع نہ کرے اور جو کہتا ہے کہ بائن ہے تو واسطے بدستور رہنے تحریم کے ساتھ عورت کے جب تک کہ تازہ عقد نہ کرے اور جو کہتا ہے کہ تین طلاقیں ہیں حمل کیا ہے اس نے لفظ کو اوپر منتہی وجہ کے اور جو کہتا ہے کہ ظہار ہے نظر کی ہے اس نے طرف معنی تحریم کے اور قطع کیا نظر کو طلاق سے پس بند ہوا امر نزدیک اس کے بیچ ظہار کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ إِذَا طَلَّقَ ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ فَسَمَّوْهُ حَرَامًا بِالطَّلَاقِ وَالْفِرَاقِ.

اور کہا اہل علم نے کہ جب تین طلاقیں دے تو حرام ہوتی ہے عورت اوپر اس کے سو انہوں نے اس کا نام حرام رکھا ساتھ طلاق کے اور فراق کے۔

فائدہ: یعنی پس ضروری ہے کہ تصریح کرے قائل ساتھ طلاق کے یا قصد کرے طرف اس کی اور اگر مطلق بولے یا نیت کرے سوائے طلاق کے تو وہ محل نظر کا ہے۔

وَلَيْسَ هٰذَا كَالَّذِيْ يُحَرِّمُ الطَّعَامَ لِأَنَّهُ لَا يُقَالُ لِطَعَامِ الْحِلِّ حَرَامٌ وَّيُقَالُ لِلْمُطَلَّقَةِ حَرَامٌ وَّقَالَ فِي الطَّلَاقِ ثَلَاثًا لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

اور نہیں حرام کرنا مثل اس شخص کی کہ حرام کرے طعام کو اس واسطے کہ نہیں کہا جاتا واسطے طعام حلال کے حرام اور کہا جاتا ہے واسطے طلاق والی کے حرام اور کہا تین طلاقوں میں کہ نہیں حلال ہوتی واسطے اس کے یہاں تک کہ اس کے سوائے اور خاوند سے نکاح کرے۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ اللہ کی نعمتوں سے اس مت پر اس چیز میں کہ تخفیف کی اول سے یہ ہے کہ ان سے اگلے لوگ جب کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کرتے تھے تو وہ چیز ان پر حرام ہو جاتی تھی جیسے کہ واقع ہوا واسطے یعقوب علیہ السلام کے سو ہلکا کیا اللہ نے یہ بوجھ اس امت سے اور ان کو منع کیا کہ حرام کریں اپنے اوپر کوئی چیز اس قسم سے کہ حلال کی ہے اللہ نے سو اللہ نے فرمایا کہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو نہ حرام کرو پاک چیزیں جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں اور میں گمان کرتا ہوں کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس چیز کی طرف کہ پہلے گزری ہے اصبغ وغیرہ سے جو عورت کو کھانے پینے کے ساتھ برابر کرتے ہیں، كما تقدم نقله عنهم، سو اس نے بیان کیا کہ دونوں چیزیں اگرچہ ایک

جہت سے برابر ہیں سوکبھی جدا جدا ہوتی ہیں اور جہت سے سوعورت جب حرام کرے اس کو مرد اپنی جان پر اور ارادہ کرے ساتھ اس کے طلاق اس کی کا تو حرام ہو جاتی ہے اور کھانے پینے کو اگر اپنے اوپر حرام کرے تو نہیں حرام ہوتا اسی واسطے حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اتفاق ان کے اس پر کہ عورت تیسری طلاق سے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ نہیں حلال ہوتی ہے واسطے اس کے یہاں تک کہ اور خاوند سے نکاح کرے اور وارد ہوئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ چیز جو اس کی تائید کرتی ہے سو روایت کی ہے بیہقی وغیرہ نے کہ ایک گنوار ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو اپنے اوپر حرام کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تجھ پر حرام نہیں تو اس نے کہا خبر دے مجھ کو اللہ کے اس قول سے کہ کل طعام بنی اسرائیل کے واسطے حلال تھا مگر جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یعقوب علیہ السلام کو عرق النساء کی بیماری تھی تو انہوں نے یہ نذر مانی کہ اگر مجھے اللہ تعالیٰ نے شفا دی تو نہ کھاؤں گا گوں کو ہر چیز سے اور حالانکہ وہ حرام نہیں ہیں یعنی اس امت پر اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں جو اپنے اوپر کسی چیز کو حرام کرے سو کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ اگر حرام کرے اپنی بیوی کو یا لونڈی کو اور نہ قصد کرے ساتھ اس کے طلاق کا اور نہ ظہار کا اور نہ آزاد کرنے کا تو لازم ہے اس پر کفارہ قسم کا اور اگر حرام کرے کھانے کو یا پینے کو تو لغو ہے اور کہا احمد رحمہ اللہ نے کہ واجب ہے اس پر سب میں کفارہ قسم کا، اور کہا بیہقی نے اس کے بعد کہ روایت کیا حدیث کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے ایلاء کیا اور حرام کیا سو ٹھہرایا حرام کو حلال اور کیا قسم میں کفارہ، کہا سو اس حدیث میں تقویت ہے واسطے قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ لفظ حرام کا مطلق نہیں ہوتا ہے طلاق اور نہ ظہار اور نہ قسم۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا قَالَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهٰذَا فَإِنْ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا حَرُمَتْ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ.

اور کہا لیث نے نافع رحمہ اللہ سے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جب پوچھے جاتے اس شخص کے حکم سے جو اپنی عورت کو تین طلاقیں دے تو کہتے کہ اگر تو ایک بار یا دو بار طلاق دیتا تو تیرے واسطے رجعت جائز ہوتی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس کا حکم کیا اور اگر اس کو تین طلاقیں دے تو تجھ پر حرام ہو جاتی ہے یہاں تک کہ تیرے سوائے اور خاوند سے نکاح کرے۔

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قصے سے کہ اس نے اپنی عورت کو طلاق دی اور اس کی شرح طلاق کے اول میں گزر چکی ہے اور گمان کیا ہے ابن تین نے کہ یہ جملہ حدیث کا ہے سو اس نے مشکل جانا اوپر مذہب مالک رحمہ اللہ کے ان کے قول کو کہ دو طلاقیں اکٹھی دینی بدعت ہیں کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدعت کے ساتھ حکم نہیں کرتے اور اس کا

جواب یہ ہے کہ اشارہ بیچ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اس کا حکم کیا طرف اس چیز کی ہے کہ حکم کیا اس کو اپنی عورت کی رجعت سے حدیث کے آخر میں اور نہیں ارادہ کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ وہ اپنی عورت کو ایک یا دو بار طلاق دے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کلام ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے سو بیان کیا واسطے سائل اس کے کی حال طلاق دینے والے کا اور کہا کرمانی نے کہ قول اس کا لو طلقت اس کی جزا محذوف ہے تقدیر اس کی یہ ہے لکان خیرا یعنی البتہ بہتر ہوتا یا وہ واسطے تمنی کے ہے پس نہیں محتاج ہے طرف جواب کی اور نہیں ہے جیسے اس نے کہا بلکہ جواب یہ ہے **لکان لك الرجعة** یعنی البتہ تیرے واسطے رجعت جائز ہوتی واسطے قول اس کے کی کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اس کا حکم کیا اور تقدیر یہ ہے سو اگر طلاق ایسے طہر میں ہے جس میں اس سے صحبت نہ کی ہو تو یہ طلاق سنت کے موافق ہوتی ہے اور اگر حیض میں واقع ہو تو وہ طلاق بدعت ہوتی ہے اور جو بدعی طلاق دے تو اس کو لائق ہے کہ جلدی کرے طرف رجعت کے اسی واسطے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم کیا یعنی ساتھ رجعت کے جب کہ اس نے اپنی عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی اور اس کے مقابل پر قول اس کا ہے کہ اگر تو تین طلاق دے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے الحاق کیا تھا دو بار اکٹھی کہنے کو ساتھ ایک بار کہنے کے سو ان کے درمیان برابری کی یعنی دونوں کا ایک حکم ہے کہ دونوں میں رجعت جائز ہے نہیں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تو فقط ایک ہی طلاق واقع ہوئی تھی، **كما تقدم بيانه صريحا هناك** اور ارادہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ وارد کرنے اس کے کی اس جگہ شہادت طلب کرنا ساتھ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ تیری عورت تجھ پر حرام ہوئی سو نام رکھا اس کا حرام ساتھ تین طلاق دینے کے شاید مراد اس کی یہ ہے کہ نہیں ہوتی ہے عورت حرام ساتھ مجرد قول اس کے کی کہ تو مجھ پر حرام ہے یہاں تک کہ ارادہ کرے ساتھ اس کے طلاق کا یا طلاق دے اس کو بائن اور پوشیدہ رہا ہے یہ مطلب شیخ مغلطائی پر اور جو اس کے تابع ہے سو انہوں نے کہا کہ اس حدیث کو ترجمہ کے ساتھ مناسبت نہیں۔ (فتح)

٤٨٦٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَطَلَّقَهَا وَكَانَتْ مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ تَصِلْ مِنْهُ إِلَى شَيْءٍ تُرِيدُهُ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ طَلَّقَهَا فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ زَوْجِي طَلَّقَنِي وَإِنِّي تَزَوَّجْتُ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِي وَلَمْ

۴۸۶۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو طلاق دی سو اس عورت نے اور خاوند سے نکاح کیا پھر اس نے اس کو طلاق دی اور اس کے ساتھ کپڑے کے نیبل کی مثل تھا سو وہ اس سے اپنی کسی مراد کو نہ پہنچے سو کچھ دیر نہ ہوئی کہ اس نے اس کو طلاق دی سو وہ عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ یا حضرت! میرے خاوند نے مجھ کو طلاق دی پھر میں نے اس کے سوائے اور خاوند سے نکاح کیا سو وہ میرے پاس داخل ہوا اور نہ تھا

يَكُنْ مَّعَهُ إِلَّا مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ يَقْرَبْنِي إِلَّا هَنَةً وَّاحِدَةً لَمْ يَصِلْ مِنِّي إِلٰى شَيْءٍ فَأَحِلُّ لِزَوْجِي الْأَوَّلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحِلِّيْنَ لِزَوْجِكِ الْأَوَّلِ حَتّٰى يَذُوْقَ الْآخَرُ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ.

ساتھ اس کے کچھ مگر مثل پھندنے کی اور نہیں قریب ہوا مجھ سے مگر ایک بار یعنی نہیں وطی کی اس نے مجھ سے مگر ایک بار اور نہیں پہنچا مجھ سے طرف کسی چیز کی یعنی اس نے مجھ سے صحبت نہیں کی سو کیا میں پہلے خاوند کے واسطے حلال ہوتی ہوں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو پہلے خاوند کے واسطے حلال نہیں ہو گی یہاں تک کہ دوسرا خاوند تیرا شہد چکھے اور تو اس کا شہد چکھے۔

فائدہ: اور ظاہر بخاری رحمہ اللہ کے مذہب سے یہ ہے کہ لفظ حرام کا پھرتا ہے طرف نیت قائل کی اسی واسطے شروع کیا اس نے باب کو ساتھ قول حسن بصری رحمہ اللہ کے اور یہ عادت اس کی ہے بیچ جگہ اختلاف کے جو چیز کہ شروع کرے ساتھ اس کے نقل صحابی یا تابعی کے قول سے تو وہی ہے اختیار اس کا اور اللہ کی پناہ بخاری رحمہ اللہ کو یہ کہ استدلال کرے ساتھ ہونے تین طلاق کے کہ حرام کرتی ہے کہ ہر تحریم کے واسطے حکم تین طلاق کا ہے باوجود ظاہر ہونے منع حصر کے اس واسطے کہ ایک طلاق حرام کرتی ہے غیر مدخول بہا کو مطلق اور طلاق بائن حرام کرتی ہے مدخول بہا کو مگر بعد عقد جدید کے اور اسی طرح طلاق رجعی جب کہ اس کی عدت گزر جائے پس نہیں بند ہے تحریم تین طلاق میں اور نیز پس تحریم عام تر ہے تین بار طلاق دینے سے پس کس طرح استدلال کیا جائے گا ساتھ عام تر کے خاص تر پر اور اس قسم سے کہ تائید کرتا ہے اس کو جو ہم نے اختیار کیا اول پیچھے لانا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ ترجمہ کے ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ اور بیان کیا اس میں قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ جب حرام کرے اپنی عورت کو تو کچھ چیز نہیں، کما سیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول میں کہ کیوں حرام کرتا ہے تو اے نبی! جو حلال کیا ہے اللہ نے تیرے واسطے۔

٤٨٦١ - حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ سَمِعَ الرَّبِيْعَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَّحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ يَّعْلَى بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ إِذَا حَرَّمَ امْرَأَتَهُ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَقَالَ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

۴۸۶۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ جب اپنی عورت کو حرام کرے تو کچھ چیز نہیں اور اکثر روایت میں لیست ہے یعنی نہیں کلمہ اور وہ قول اس کا ہے کہ تو مجھ پر حرام ہے کچھ چیز، اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے استدلال کرتے اپنے مذہب پر ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ البتہ تم کو رسول اللہ میں نیک چال چلنی ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾.

فائدہ: اشارہ کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے طرف قصے تحریم کی اور مفصل بیان اس کا سورہ تحریم کی شرح میں ہو چکا ہے اور ذکر کیا ہے میں نے کتاب النکاح میں بیان اختلاف کا کہ کیا حرام کرنا شہد کا ہے یا ماریہ کا اور یہ کہ اس کے سبب میں اس کے سوائے کچھ اور بھی کہا گیا ہے اور میں نے تمام بیان کیا ہے جو متعلق ہے ساتھ تطبیق ان اقوال کے ساتھ حمد اللہ کے اور البتہ روایت کی ہے نسائی نے ساتھ سند صحیح کے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لونڈی تھی اس سے صحبت کیا کرتے تھے سو ہمیشہ لپٹتی رہیں ساتھ آپ کے حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حرام کر ڈالا سو اللہ نے یہ آیت اتاری ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا ہے اللہ نے واسطے تیرے اور یہ صحیح تر طریق اس سبب کا ہے اور واسطے اس کے شاہد مرسل ہے روایت کیا ہے اس کو طبری نے ساتھ سند صحیح کے زید بن اسلم رحمہ اللہ تابعی سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی ماں سے اپنی کسی بیوی کے گھر میں صحبت کی سو گھر والی بیوی نے کہا یا حضرت! میرے گھر میں اور میرے بچھونے پر اور سے صحبت کرتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے اوپر حرام کیا تو اس نے کہا یا حضرت! کس طرح حرام کرتے ہیں اپنے اوپر حلال کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی قسم کھائی کہ اس سے صحبت نہ کریں گے سو یہ آیت اتری اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے تو جو حلال کیا ہے اللہ نے واسطے تیرے، کہا زید بن اسلم رحمہ اللہ نے سو مرد کا اپنی عورت سے کہنا کہ تو مجھ پر حرام ہے لغو ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لازم آتا ہے اس کو کفارہ قسم کا اگر قسم کھائے اور یہ جو اس نے کہا کچھ چیز نہیں تو احتمال ہے کہ مراد ساتھ نفی کے طلاق دینا ہو اور احتمال ہے کہ مراد اس سے عام تر ہو اور اول احتمال قریب تر ہے اور تائید کرتا ہے اس کی جو پہلے گزر چکا ہے تفسیر میں ہشام کے طریق سے ساتھ اس سند کے کہ حرام میں کفارہ دے اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ جب مرد اپنی عورت کو حرام کرے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ قسم ہے کفارہ دے پس معلوم ہوا کہ مراد ساتھ قول اس کے لیس بشیء یعنی نہیں ہے طلاق اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی عورت اپنے اوپر حرام کی، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو جھوٹا ہے پھر کہ آیت پڑھی اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے تو جو حلال کیا ہے اللہ نے واسطے تیرے پھر کہا کہ لازم ہے تجھ پر آزاد کرنا ایک غلام کا اور شاید انہوں نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی ساتھ آزاد کرنے غلام کے اس واسطے کہ انہوں نے پہچانا کہ یہ مالدار ہے سو ارادہ کیا کہ سخت کفارہ دے کفارہ قسم کے سے نہ یہ کہ متعین ہے اس پر آزاد کرنا غلام کا اور دلالت کرتا ہے جو پہلے گزرا ہے اس سے تصریح کرنا ساتھ کفارے قسم کے۔ (فتح)

٤٨٦٢ - حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ زَعَمَ عَطَآءٌ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ إِنِّيْ أَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرَ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ فَدَخَلَ عَلٰى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُوْدَ لَهُ فَنَزَلَتْ ﴿يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ إِلٰى ﴿إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ﴾ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلٰى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ﴾ لِقَوْلِهِ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْمَغَافِيْرُ شَبِيْهٌ بِالصَّمْغِ يَكُوْنُ فِي الرِّمْثِ فِيْهِ حَلَاوَةٌ أَغْفَرَ الرِّمْثُ إِذَا ظَهَرَ فِيْهِ وَاحِدُهَا مَغْفُوْرٌ وَّيُقَالُ مَغَاثِيْرُ.

۴۸۶۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہرتے اور اس کے پاس شہد پیتے سو اتفاق کیا میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہم میں سے جس کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئیں تو چاہیے کہ کہے کہ میں آپ سے مغافیر کی بو پاتی ہوں آپ نے مغافیر کھایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ایک پر داخل ہوئے سو اس نے آپ سے یہ کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں نے زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا ہے اور میں پھر کبھی نہ پیوں گا سو یہ آیت اتری اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے تو جو حلال کیا ہے اللہ نے واسطے تیرے، اللہ کے اس قول تک کہ اگر تم دونوں اللہ کی طرف توبہ کرو یعنی اول سورت سے اس جگہ تک پڑھا، واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے یعنی یہ خطاب ان دونوں کے واسطے ہے یعنی اللہ نے فرمایا اور جب چپکے سے کہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کو ایک بات بسبب قول آپ کے کی بلکہ میں نے شہد پیا ہے یعنی مراد اللہ کے اس قول سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ بلکہ میں نے شہد پیا ہے (اور نکتہ اس میں یہ ہے کہ یہ آیت داخل ہے پہلی آیتوں میں اس واسطے کہ وہ اللہ کے اس قول سے پہلے ہے کہ اگر تم دونوں توبہ کرو)۔

کہا امام بخاری رحمہ اللہ نے کہ مغافیر ایک چیز ہے مشابہ گوند کے پیدا ہوتی ہے ان درختوں میں جن کو اونٹ چرتے ہیں اس میں شیرینی ہوتی ہے کہا جاتا ہے اغفر الرمث جب کہ ظاہر ہو اس میں گوند واحد اس کا مغفور ہے اور کہا جاتا ہے مغاثیر۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں پھر کبھی نہیں پیوں گا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ البتہ میں نے قسم کھائی کسی کو ان کے ساتھ خبر نہ کرنا اور ساتھ اس زیادتی کے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اور استدلال کیا ہے قرطبی وغیرہ

نے حضرت ﷺ کے اس قول سے کہ البتہ میں نے قسم کھائی اس پر کہ جو کفارہ کہ اشارہ کیا گیا ہے طرف اس کی بیچ قول اللہ کے ﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ﴾ وہ قسم ہے ہے کہ اشارہ کیا ہے طرف اس کی ساتھ قول اپنے کے میں نے قسم کھائی سو ہوگا کفارہ واسطے قسم کے نہ واسطے مجرد تحریم کے اور وہ استدلال قوی ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ تحریم لغو ہے نہیں ہے کفارہ بیچ اس کے ساتھ مجرد ہونے اس کے کی یعنی فقط تحریم میں کفارہ نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ قسم نہ ہو اور حمل کیا ہے بعض نے حضرت ﷺ کے قول حلفت کو اوپر تحریم کے اور نہیں پوشیدہ ہے بعد اس کا اور اس حدیث میں ہے کہ شہد کا پینا زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اور آئندہ حدیث میں ہے کہ شہد کا پینا حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اور ایک روایت میں ہے کہ شہد کا پینا سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اور طریق تطبیق کا اس اختلاف میں یہ ہے کہ یہ محمول ہے تعدد پر یعنی یہ قصہ متعدد ہے کئی بار واقع ہوا ہے پس نہیں منع تعدد سبب کا واسطے ایک امر کے پس اگر مائل کی جائے ترجیح کی تو روایت عبید بن عمیر کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ شہد کا پینا زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تھا زیادہ تر ہے بسبب موافقت کرنے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے اس کے کہ آپس میں دونوں اتفاق کرنے والیاں حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اس بنا پر جو کہ پہلے گزر چکا ہے تفسیر میں اور طلاق میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ جزم کیا سو اگر حفصہ رضی اللہ عنہا شہد والی ہوتیں تو نہ جوڑی جاتیں اتفاق کرنے میں ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیکن ممکن ہے متعدد ہونا قصے کا بیچ پینے شہد کے اور حرام کرنے اس کے کی اور خاص ہونا نزول کا ساتھ اس قصے کے جس میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے اتفاق کیا اور ممکن ہے کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پینے کا قصہ مقدم ہو اور نیز راجح یہ ہے کہ شہد پلانے والی زینب رضی اللہ عنہا ہے نہ سودہ رضی اللہ عنہا، کہا قرطبی نے جس روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا اور سودہ رضی اللہ عنہا تینوں نے اتفاق کیا تھا تو وہ روایت صحیح نہیں اس واسطے کہ وہ مخالف ہے واسطے تلاوت کے کہ وہ تثنیہ کے ساتھ ہے اور اگر اس طرح ہوتا تو البتہ آتی آیت ساتھ خطاب جمع مؤنث کے پھر نقل کیا اس نے اصیلی وغیرہ سے کہ روایت عبید بن عمیر کی اصح اور اولی ہے اور کیا مانع ہے کہ ہو قصہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا سابق سو جب کہا گیا حضرت ﷺ سے جو کہا گیا تو چھوڑ دیا آپ نے پینا شہد کا بغیر تصریح کے ساتھ تحریم کے اور نہ اتری اس میں کچھ چیز پھر جب حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں شہد پیا تو حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس قول پر اتفاق کیا سو حرام کیا حضرت ﷺ اس وقت شہد کو سو اتری آیت۔ (فتح)

٤٨٦٣ - حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۸۶۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ شہد اور حلوا کو دوست رکھتے تھے اور معمول تھا کہ جب عصر کی نماز سے فارغ ہو کے پھرتے تو اپنی بیویوں پر داخل ہوتے اور ان میں سے ایک کے قریب ہوتے یعنی سو بوسہ لیتے اور

يُحِبُّ الْعَسَلَ وَالْحَلْوَآءَ وَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلٰى نِسَآئِهٖ فَيَدْنُو مِنْ إِحْدَاهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ فَغِرْتُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيْلَ لِيْ أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِّنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِّنْ عَسَلٍ فَسَقَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ أَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهٗ فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ إِنَّهٗ سَيَدْنُوْ مِنْكِ فَإِذَا دَنَا مِنْكِ فَقُوْلِيْ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ فَإِنَّهٗ سَيَقُوْلُ لَكِ لَا فَقُوْلِيْ لَهٗ مَا هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِيْ أَجِدُ مِنْكَ فَإِنَّهٗ سَيَقُوْلُ لَكِ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُوْلِيْ لَهٗ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَأَقُوْلُ ذٰلِكِ وَقُوْلِيْ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذَاكِ قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَأَرَدْتُّ أَنْ أُبَادِيَهٗ بِمَا أَمَرْتِنِيْ بِهٖ فَرَقًا مِّنْكِ فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا قَالَتْ لَهٗ سَوْدَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ قَالَ لَا قَالَتْ فَمَا هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِيْ أَجِدُ مِنْكَ قَالَ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقَالَتْ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَارَ إِلَيَّ قُلْتُ لَهٗ نَحْوَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَارَ إِلٰى صَفِيَّةَ قَالَتْ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَارَ إِلٰى حَفْصَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا أَسْقِيْكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قُلْتُ لَهَا

بدن سے بدن لگاتے بغیر جماع کے سو حضرت ﷺ عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس داخل ہوئے اور اس کے پاس معمول سے زیادہ ٹھہرے سو مجھ کو غیرت آئی تو میں نے اس کا سبب پوچھا سو مجھ کو کہا گیا اس کی قوم سے ایک عورت نے اس کو شہد کی کپی تحفہ بھیجی تھی سو اس نے اس میں سے حضرت ﷺ کو شربت پلایا تو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ میں حضرت ﷺ کے واسطے کوئی حیلہ کروں گی تو میں نے سودہ رضی اللہ عنہا زمعہ کی بیٹی سے کہا کہ بے شک حضرت ﷺ عنقریب تجھ سے قریب ہوں گے یعنی بوسہ لیں گے سو جب تجھ سے قریب ہوں تو آپ سے کہنا کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے کہ حضرت ﷺ تجھ سے کہیں کہ نہیں سو تو آپ سے کہنا کہ کیا ہے یہ بو جو میں پاتی ہوں حضرت ﷺ تجھ سے کہیں گے کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو شہد کا شربت پلایا تو آپ سے کہنا کہ اس کی مکھی نے عرفط کے درخت کو چرا ہے اور میں بھی یہ کہوں گی اور اے صفیہ! تو بھی یہی کہنا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سودہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ نہ دیر ہوئی کچھ مگر یہ کہ حضرت ﷺ دروازے پر کھڑے ہوئے سو میں نے چاہا کہ آپ کو پکاروں ساتھ اس چیز کے جو تو نے مجھ کو حکم کیا واسطے ڈر کے تجھ سے سو جب حضرت ﷺ اس سے قریب ہوئے تو سودہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا یا حضرت! آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، کہا سو کیا ہے یہ بو جو میں آپ سے پاتی ہوں فرمایا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو شہد کا شربت پلایا ہے سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کی مکھی نے عرفط کے درخت کو چرا ہے پھر جب حضرت ﷺ میری طرف گھومے تو میں نے بھی آپ سے اسی طرح کہا پھر جب صفیہ رضی اللہ عنہا کی طرف

اسْکُتِیْ.

گھومے تو اس نے بھی آپ ﷺ سے اسی طرح کہا پھر جب حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف گھومے یعنی دوسرے دن میں تو اس نے کہا یا حضرت! کیا میں آپ کو اس سے شہد نہ پلاؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سودہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں قسم ہے اللہ کی البتہ ہم نے حضرت ﷺ کو شہد پینے سے روکا میں نے اس سے کہا چپ رہ یعنی تا کہ یہ بات مشہور نہ ہو جائے پس ظاہر ہوا جو انہوں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے واسطے مکر کیا۔

فائدہ: عرفط ایک درخت کا نام ہے جس کی مغافیر گوند ہے اور کہا ابن قتیبہ نے کہ وہ ایک درخت ہے اس کے پتے چوڑے ہوتے ہیں زمین پر بچھے ہوتے ہیں اور واسطے اس کے کانٹا ہوتا ہے اور پھل سفید کپاس کی طرح اس کی بو بد ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ پر بھاری ہوتا تھا کہ آپ سے بد بو آئے اس واسطے کہ آپ کے پاس فرشتہ آتا تھا اور یہ جو فرمایا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں تو شاید پرہیز کی حضرت ﷺ نے اس سے واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی نزدیک آپ کے پے در پے کہنے تین عورتوں کے سے کہ پیدا ہوئی پینے اس کے سے واسطے آپ کے بو منکر سو چھوڑا حضرت ﷺ نے اس کو واسطے اکھاڑنے مادے کے اور اس حدیث میں بہت فائدے ہیں وہ چیز ہے جو پیدا ہوئی ہیں اس پر عورتیں غیرت سے یعنی یہ ان کی پیدائشی بات ہے اور یہ کہ غیرت کرنے والی عورت معذور رکھی جائے اس چیز میں کہ واقع ہو اس سے حیلہ گری سے اس چیز میں کہ دفع کرے ساتھ اس کے سوکن کی انچائی کو اپنے اوپر سے جس وجہ سے کہ ہو اور اس حدیث میں لینا ہے پکی بات کو اور چھوڑ دینا اس چیز کا کہ مشتبہ ہو اس میں امر مباح سے واسطے خوف واقع ہونے کے منع چیز میں اور اس میں وہ چیز ہے جو شہادت دیتی ہے ساتھ بلند ہونے مرتبہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ اس کی سوکن اس سے ڈرتی تھی اور ہر بات میں اس کی فرمانبرداری کرتی تھی یہاں تک کہ ایسے امر میں ساتھ خاوند کے جو قدر میں سب لوگوں سے زیادہ ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف تقویٰ سودہ رضی اللہ عنہا کی واسطے اس چیز کے کہ ظاہر ہوئی اس سے پشیمان ہونے سے اس کام پر کہ کیا اس واسطے کہ موافقت کی اس نے اول اوپر دفع کرنے انچائی حفصہ رضی اللہ عنہا کے جو اس کو ان پر تھی ساتھ زیادہ بیٹھنے کے نزدیک اس کے بسبب شہد کے اور اس نے دیکھا کہ پہنچنا طرف مراد کی اس سے واسطے اکھاڑنے مادے پینے شہد کے ہے جو سبب ہے ٹھہرنے کا نزدیک حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیکن برا جانا اس نے اس کے بعد اس بات کو کہ مرتب ہوا اس پر منع ہونا حضرت ﷺ کا اس چیز سے جس کو آپ چاہتے تھے اور وہ پہنا شہد کا تھا باوجود اس چیز کے جو پہلے گزر چکی ہے

اعتراف عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہے جس نے اس کو اس کے ساتھ حکم کیا تھا بیچ ابتدا حدیث کے سو تعجب کرنے لگیں سودہ رضی اللہ عنہا اس چیز سے جو واقع ہوئی ان بیویوں سے بیچ اس کے اور نہ دلیری کی اوپر تصریح کے ساتھ انکار کے اور نہ تکرار کیا اس نے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد اس کے جب کہ کہا اس نے واسطے اس کے کہ چپ رہ بلکہ اس نے اس کا کہا مانا اور چپ رہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے عذر اس کے سے اس میں کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ڈرتی تھی اس واسطے کہ جانتی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سب بیویوں سے زیادہ محبت ہے سو وہ ڈری کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کی مخالفت کریں تو وہ اس پر غضبناک ہوں اور جب وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو غصہ دلائے تو نہیں بے خوف ہے اس سے کہ اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بدل جائے اور وہ اس کی متحمل نہیں سو یہی معنی ہیں ڈرنے اس کے کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور اس حدیث میں ہے کہ عماد قسم ہے یعنی باری مقرر کرنے کا رات ہے اور یہ کہ جائز ہے دن میں جمع ہونا ساتھ سب کے لیکن ساتھ اس شرط کے کہ نہ واقع ہو صحبت مگر ساتھ اس عورت کے کہ وہ اس کی باری میں ہے، **کما تقدم تقریرہ**، اور اس حدیث میں استعمال کرنا کنایات کا ہے اس چیز میں کہ شرم کی جاتی ہے ذکر کرنے اس کے سے واسطے قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے حدیث میں کہ وہ ان سے قریب ہوتے تھے اور مراد یہ ہے کہ بوسہ لیتے تھے اور مانند اس کی اور ثابت کرتا ہے اس کو قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا واسطے سودہ رضی اللہ عنہا کے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر داخل ہوں تو عنقریب تجھ سے قریب ہوں گے سو کہنا کہ میں آپ سے بو پاتی ہوں اور سوائے اس کے کچھ نہیں یہ تحقیق ہوتا ہے ساتھ قریب ہونے منہ کے ناک سے خاص کر جب کہ نہ بو پھیلنے والی ہو بلکہ مقام تقاضا کرتا ہے کہ بو پھیلنے والی نہ تھی۔ (فتح الباری)

بَابُ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾.

نہیں ہے طلاق نکاح سے پہلے اور اللہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! جب نکاح کرو تم ایماندار عورتوں سے پھر طلاق دو ان کو پہلے اس سے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ تو نہیں واسطے تمہارے ان پر کچھ عدت کہ تم اس کو گنو سو متعہ دو ان کو اور چھوڑ دو ان کو بھلی طرح سے اور متعہ دے یعنی ایک جوڑا پوشاک دے اور اگر چاہے تو اسی وقت اور نکاح کر لے عدت نہیں۔

فائدہ: کہا ابن تین نے حجت پکڑی بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس آیت کے اوپر واقع ہونے طلاق کے نہیں دلالت بیچ اس کے اور کہا ابن منیر نے کہ نہیں ہے اس آیت میں دلیل اس واسطے کہ وہ خبر دیتی ہے ایک صورت سے کہ واقع ہوئی ہے اس میں طلاق بعد نکاح کے اور نہیں ہے حصر اس جگہ اور نہیں سیاق میں وہ چیز جو اس کو تقاضا کرے۔ میں کہتا ہوں کہ حجت پکڑنے والا ساتھ اس آیت کے واسطے اس حکم کے بخاری رحمہ اللہ سے پہلے ترجمان القرآن ہے یعنی ابن

عباس رضی اللہ عنہما، کما ساذکرہ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ جَعَلَ اللّٰهُ الطَّلَاقَ بَعْدَ النِّكَاحِ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ ٹھہرایا ہے اللہ نے طلاق کو نکاح کے بعد۔

فائدہ: یعنی آیت مذکورہ میں اور روایت کی ہے حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نہیں کہا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور اگر اس کو کہا ہے تو یہ پھسل جانا ہے عالم کا ایک مرد کے حق میں کہ کہے کہ اگر میں فلانی عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے اللہ نے فرمایا اے ایمان والو! جب تم نکاح کرو مسلمان عورتوں سے پھر ان کو طلاق دو اور اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ جب تم ان کو طلاق دو پھر ان سے نکاح کرو اور روایت کی ہے ابن خزیمہ اور بیہقی نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کہ پوچھے گئے ابن عباس رضی اللہ عنہما اس مرد کے حکم سے جو کہے کہ جب میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ کہنا اس کا کچھ چیز نہیں اور نکاح کرے تو طلاق نہیں پڑتی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ طلاق تو اس عورت کے واسطے ہے جس کا مالک ہو لوگوں نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب وقت معین کرے تو طلاق پڑ جاتی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ رحم کرے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر اگر ہوتا جس طرح وہ کہتا ہے تو اللہ فرماتا کہ جب تم طلاق دو مسلمان عورتوں کو پھر ان سے نکاح کرو اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مروان نے اس سے پوچھا کہ اگر عورت کو معین کرے سو کہے کہ اگر میں اس سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ہے طلاق یہاں تک کہ نکاح کرے اور نہیں آزاد کرنا یہاں تک کہ مالک ہو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ جَعَلَ اللّٰهُ الطَّلَاقَ بَعْدَ النِّكَاحِ. وَيُرْوٰى فِيْ ذٰلِكَ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَأَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ وَأَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَعَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ وَشُرَيْحٍ وَسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَالْقَاسِمِ وَسَالِمٍ وَطَاوُسٍ وَالْحَسَنِ وَعِكْرِمَةَ وَعَطَآءٍ وَعَامِرِ بْنِ سَعْدٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَنَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَمُجَاهِدٍ وَالْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

اور روایت کی گئی ہے اس میں علی رضی اللہ عنہ سے اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے اور عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابو بکر بن عبدالرحمٰن سے اور عبیداللہ بن عبداللہ سے اور ابان بن عثمان سے اور علی بن حسین سے اور شریح سے اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے اور قاسم سے اور سالم سے اور طاؤس اور حسن سے اور عکرمہ سے اور عطاء سے اور عامر بن سعید سے اور جابر بن زید سے اور نافع بن جبیر سے اور محمد بن کعب سے اور سلیمان بن یسار سے اور مجاہد سے اور قاسم بن عبدالرحمٰن سے اور عمرو بن ہرم سے اور شعبی سے کہ اس پر طلاق نہیں پڑتی یعنی اگر کہے کہ جب میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے اور پھر

وَعَمْرِو بْنِ هَرِمٍ وَالشَّعْبِيِّ أَنَّهَا لَا تَطْلُقُ. اس سے نکاح کرے تو اس پر طلاق واقع نہیں ہوتی۔

فائدہ: میں کہتا ہوں کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں فقط آثار کو نقل کیا ہے اور اس میں کوئی حدیث مرفوع صریح ذکر نہیں کی واسطے رمز کرنے کے طرف اس چیز کی جس کو ہم بیان کریں گے یعنی ان لوگوں سے مرفوع روایتیں بھی اس باب میں آ چکی ہیں روایت کی ہے ابوداؤد اور بیہقی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھا کہ نہیں ہے طلاق مگر بعد نکاح کے اور نہیں ہے یتیم ہونا بعد احتلام یعنی بالغ ہونے کے اور عروہ سے بھی مرفوع روایت آئی ہے سو ذکر کیا ہے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے محلل میں کہ اس نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اس باب میں کون سی حدیث زیادہ ترصحیح ہے اس نے کہا کہ حدیث عمرو بن شعیب کی اپنے باپ سے اس کے دادا سے کہ نہ طلاق دے کوئی مرد جب تک کہ نکاح کرے اور نہ آزاد کرے جب تک کہ نہ مالک ہو اور روایت کی ہے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں حدیث عمرو بن شعیب کی اور کہا کہ نہیں ہے صحیح اور اس باب میں علی رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور فوت ہوا ہے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ وارد ہوئی ہے یہ حدیث مسور بن مخرمہ کی روایت سے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابو ثعلبہ خشنی سے اور روایت کی ہے بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے حکم سے کہ کہے جس دن میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلاق دی اس نے اس کو جس کا وہ مالک نہیں اور اس حدیث کی سند میں ابو خالد واسطی ہے اور وہ واہی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے واسطے اور طریق ہے روایت کیا ہے اس کو ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع کہ نہیں طلاق ہے مگر بعد نکاح کے کہا ابن عدی نے کہ کہا ابن صاعد نے کہ میں اس حدیث کے واسطے کوئی علت نہیں جانتا اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے معمر سے کہا کہ ولید بن یزید نے انصار کے حاکموں کی طرف لکھا کہ اس کی طرف لکھیں کہ نکاح سے پہلے طلاق دینے کا کیا حکم ہے اور البتہ وہ اس کے ساتھ مبتلا ہوا تھا تو اس نے اپنے عامل کی طرف یمن میں لکھا سو اس نے ابن طاؤس اور اسماعیل بن شروس اور سماک کو بلایا سو خبر دی ان کو ابن طاؤس نے اپنے باپ سے اور اسماعیل نے عطاء سے اور سماک نے وہب بن منبہ سے کہ انہوں نے کہا نہیں طلاق ہے پہلے نکاح سے کہا سماک نے اپنی طرف سے کہ نکاح تو گرہ ہے جو باندھی جاتی ہے اور طلاق اس کو کھول ڈالتی ہے اور جب پہلے گرہ ہی نہ باندھی گئی ہو تو کس چیز کو کھولے گا اور البتہ روایت کی ہے حاکم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے طلاق مگر بعد نکاح کے اور نہیں ہے آزاد کرنا مگر بعد مالک ہونے کے اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور عروہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے طلاق پہلے نکاح کے اور نہیں ہے آزاد کرنا پہلے مالک ہونے کے اور اسی طرح روایت کی ہے طبرانی نے عطاء سے اس نے روایت کی ہے جابر رضی اللہ عنہ سے اور روایت کی ہے بیہقی نے صدقہ بن عبداللہ کے طریق سے کہ میں محمد بن منکدر کے پاس آیا اور میں غضبناک تھا اور میں نے کہا تو نے حلال کیا

ہے واسطے ولید کے ام سلمہ کو اس نے کہا کہ میں نے حلال نہیں کی لیکن حضرت ﷺ نے حلال کی، حدیث بیان کی مجھ سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے نہیں طلاق واسطے اس کے جو نہ نکاح کرے اور نہیں آزاد کرنا واسطے اس کے جو نہ مالک ہو اور اسی طرح روایت ہے قتادہ اور مجاہد اور عمر بن عبدالعزیز سے اور شعبی سے روایت ہے کہ اگر کہے کہ جس عورت سے میں نکاح کروں اس کو طلاق ہے تو یہ کچھ چیز نہیں اور اگر معین کرے تو واقع ہوتی ہے جیسے کہے کہ اگر میں فلانی عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے اور یہی ہے قول ابراہیم نخعی کا کہ معین عورت میں طلاق پڑ جاتی ہے اور تعمیم میں نہیں پڑتی اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے پیروی کی ہے امام احمد رحمہ اللہ کی بیچ تکثیر نقل کے تابعین سے سو البتہ امام احمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ پوچھے گئے امام احمد رحمہ اللہ طلاق دینے سے پہلے نکاح کے تو امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ مروی ہے حضرت ﷺ سے اور علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور علی بن حسین اور ابن مسیب رحمہ اللہ سے اور چند اور بیس تابعین سے کہ انہوں نے کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں یعنی اس کہنے سے طلاق نہیں پڑتی۔ میں کہتا ہوں اور البتہ مجاز اختیار کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کہ منسوب کیا اس نے ان سب مذکورین کی طرف عدم وقوع کو مطلق باوجود اس کے کہ بعض تفصیل کرتے ہیں اور بعض اس میں اختلاف کرتے ہیں اور شاید یہی نکتہ ہے اس میں شروع کیا ہے اس نے نقل کو ساتھ صیغے تمریض کے اور یہ مسئلہ ان مسئلوں میں سے ہے جن میں اختلاف مشہور ہے اور علماء کے اس میں کئی مذہب ہیں سو بعض کہتے ہیں کہ واقع ہوتی ہے طلاق مطلق اور بعض کہتے ہیں نہیں واقع ہوتی طلاق مطلق اور بعض تفصیل کرتے ہیں درمیان اس کے کہ معین کرے یا عام کرے اور بعض نے توقف کیا ہے سو جمہور کا تو یہ مذہب ہے کہ طلاق نہیں واقع ہوتی، کما تقدم اور یہ قول شافعی رحمہ اللہ اور ابن مہدی اور احمد اور اسحاق اور داؤد اور اس کے اتباع اور جمہور اہل حدیث کا ہے اور کہا ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اس کے ساتھیوں نے کہ واقع ہوتی ہے طلاق مطلق اور قائل ہوا ہے ساتھ تفصیل کے ربیعہ اور ثوری اور لیث اور اوزاعی اور ابن ابی لیلیٰ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور اس کے تابعدار اور مالک رحمہ اللہ مشہور قول میں اور ایک روایت اس سے ہے کہ مطلق واقع نہیں ہوتی اگرچہ معین کرے اور مروی ہے قاسم سے مثل اس کی اور اس سے توقف بھی مروی ہے اور اسی طرح ثوری اور ابوعبید سے اور قائل ہیں جمہور مالکیہ ساتھ تفصیل کے سو اگر نام لے ایک عورت کا یا ایک گروہ کا یا قبیلے کا یا مکان کا یا زمان کا کہ اس وقت تک اس کا زندہ رہنا ممکن ہو تو لازم آتی ہے اس کو طلاق اور آزادی اور آیا ہے عطاء سے ایک اور مذہب مفصل درمیان اس کے کہ شرط کرے اس کو اپنی عورت کے عقد نکاح میں یا نہ شرط کرے سو اگر شرط کرے تو نہیں صحیح ہوتا ہے نکاح کرنا اس عورت سے جس کو معین کرے نہیں تو صحیح ہو جاتا ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور تاویل کیا ہے زہری نے اور اس کے تابعداروں نے حدیث **لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ** کو کہ یہ محمول ہے اس شخص پر جو بالکل نکاح نہ کرے سو جب اس کو مثلاً کہا جائے کہ فلانی عورت سے نکاح کر اور وہ کہے کہ اس کو طلاق ہے

البتہ تو نہیں واقع ہوتی ساتھ اس کے کچھ چیز اور یہی ہے جس کے حق میں وارد ہوئی ہے حدیث اور اگر کہے کہ اگر میں فلانی عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے تو جب اس کو نکاح کرے گا طلاق واقع ہو گی اور جو دعویٰ کیا ہے اس نے تاویل سے رد کرتے ہیں اس کو آثار صریحہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ وغیرہ مشائخ زہری سے کہ مراد ان کے نہ واقع ہونا طلاق کا ہے اس شخص سے جو کہے کہ اگر میں نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے برابر ہے کہ خاص کرے یا عام کرے طلاق واقع نہیں ہوتی اور واسطے مشہور ہونے اختلاف کے مکروہ جانا ہے احمد رحمہ اللہ نے مطلق اور کہا کہ اگر نکاح کرے تو میں نہیں حکم کرتا کہ جدا ہو اور اسی طرح کہا ہے ابن اسحاق نے معینہ میں اور کہا بیہقی نے اس کے بعد کہ روایت کیا ہے بہت حدیثوں کو پھر آثار کو جو وارد ہونے والے ہیں بیچ نہ واقع ہونے طلاق کے کہ یہ آثار دلالت کرتے ہیں اس پر کہ اکثر اصحاب اور تابعین نے سمجھا ہے حدیثوں سے کہ طلاق اور عتاق جو معلق کے جائیں پہلے نکاح اور ملک کے تو نہیں عمل کرتے۔ بعد واقع ہونے ان دونوں کے اور یہ تاویل مخالف کی بیچ حمل کرنے اس کے عدم وقوع کو اس پر جب کہ واقع ہو قبل ملک کے اور وقوع کو اس چیز میں جب کہ واقع ہو اس کے بعد نہیں ہے کچھ چیز اس واسطے کہ ہر ایک جانتا ہے ساتھ عدم وقوع کے پہلے وجود عقد نکاح کے یا ملک کے پس نہیں باقی رہتا ہے ان اخبار میں کوئی فائدہ برخلاف اس کے جب کہ ہم اس کو اپنے ظاہر پر حمل کریں کہ اس میں فائدہ ہے اور وہ خبر دینا ہے ساتھ عدم وقوع کے اگر بعد موجود ہونے عقد کے ہو پس یہ ترجیح دیتا ہے اس چیز کو جو ہمارا مذہب ہے، حمل کرنے حدیثوں کے سے اپنے ظاہر پر اور اللہ خوب جانتا ہے اور اشارہ کیا ہے بیہقی نے ساتھ اس کے طرف اس چیز کے جو پہلے گزر چکی ہے زہری سے اور طرف اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے موطا میں کہ مدینے میں کچھ لوگ تھے جو کہتے تھے کہ جب قسم کھائے مرد ساتھ طلاق عورت کے پہلے اس سے کہ اس سے نکاح کرے پھر حانث ہو تو لازم آتی ہے اس کو جب کہ نکاح کرے حکایت کیا ہے اس کو ابن بطال نے اور تاویل کی ہے انہوں نے حدیث **لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ** کی اس شخص پر جو کہے کہ فلانے کی عورت کو طلاق ہے اور معارضہ کیا گیا ہے جو اس کو لازم کرتا ہے ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جو کسی عورت سے کہے کہ جب فلانا آئے تو اپنے ولی کو اجازت دیجیے یہ کہ تیرا نکاح مجھ سے کر دے تو اس عورت نے کہا کہ جب فلانا آیا تو میں نے اپنے ولی کو اجازت دی تو فلانا جب آئے نہیں منعقد ہوتا نکاح یہاں تک کہ پیدا کرے عقد جدید کو اور ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جب بیچے ایک اسباب کو جس کا وہ مالک نہیں پھر وہ اس کے ملک میں داخل ہو تو نہیں لازم آتی ہے اس کو یہ بیع اور اگر اپنی عورت سے کہے کہ اگر میں تجھ کو طلاق دوں تو میں نے تجھ سے رجعت کی پھر اس کو طلاق دی تو نہیں ہوتی ہے رجعت پس اسی طرح ہے طلاق کہ وہ بھی نکاح سے پہلے نہیں پڑتی اور جو طلاق کو واقع کرتا ہے اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ اور تعلیق بھی عقد ہے جس کا اس نے التزام کیا ہے اپنے قول سے اور معلق کیا ہے اس کو شرط سے سو اگر شرط

پائی گئی تو مشروط بھی پایا جائے گا اور بعض نے اللہ کے اس قول سے حجت پکڑی ہے ﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ﴾ اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ مشروع ہونے وصیت کے اور نہیں ہے بیچ کسی کے اس سے حجت اس واسطے کہ طلاق نہیں ہے عقود میں سے اور نذر ردہ ہے کہ قربت ڈھونڈی جاتی ہے ساتھ اس کے طرف اللہ کی نجات طلاق کے کہ وہ مبغوض تر ہے حلال میں طرف اللہ کی اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ جو کہے کہ واسطے اللہ کے مجھ پر آزاد کرنا ہے تو لازم آتا ہے اس پر آزاد کرنا اور اگر کہے کہ واسطے اللہ کے مجھ پر طلاق ہے تو ہوتا ہے یہ قول اس کا لغو بے فائدہ اور وصیت سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جاری ہوتی ہے بعد موت کے اور اگر معلق کرے زندہ آدمی طلاق کو ساتھ مابعد موت کے تو نہیں جاری ہوتی اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ صحیح ہونے تعلیق طلاق کے کہ جو اپنی عورت سے کہے کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگی تو تجھ پر طلاق ہے اور وہ داخل ہو تو اس پر طلاق پڑ جاتی ہے اور جواب یہ ہے کہ طلاق حق ملک خاوند کا ہے سو جائز ہے واسطے اس کے کہ اس کو فی الحال دے یا مہلت کے ساتھ دے اور یہ کہ معلق کرے اس کو ساتھ شرط کے اور یہ کہ گردانے اس کو غیر کے ہاتھ میں جیسے تصرف کرتا ہے مالک اپنے ملک میں اور جب خاوند نہ ہوا تو کس چیز کا مالک ہوگا تا کہ تصرف کرے اور کہا ابن عربی نے مالکیوں میں سے کہ اصل طلاق میں یہ ہے کہ ہو بیچ منکوحہ کے جو مقید ہے ساتھ قید نکاح کے اور وہی ہے جو تقاضا کرتا ہے مطلق لفظ لیکن پرہیز گاری تقاضا کرتی ہے توقف کو اس عورت سے جس کے حق میں یہ کہا جائے اگرچہ ہے اصل جائز رکھنا اس کا اور لغو کرنا تعلیق کا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهِ وَهُوَ مُكْرَهٌ هٰذِهِ أُخْتِيْ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ لِسَارَةَ هٰذِهِ أُخْتِيْ وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

جب کوئی اپنی عورت سے کہے اور وہ جبر کیا گیا ہو کہ یہ میری بہن ہے تو نہیں ہے اس پر کوئی چیز یعنی اس سے اس عورت پر طلاق نہیں پڑتی، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے سارہ سے کہا کہ یہ میری بہن ہے اور یہ کہنا ان کا اللہ کی راہ یا ان کے دین میں تھا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو برا جانتا ہے یہ کہ کہے مرد اپنی عورت سے اے میرے بہن اور البتہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے کہ حضرت ﷺ ایک مرد پر گزرے اور وہ اپنی عورت سے کہتا تھا اے میری بہن! تو حضرت ﷺ نے اس کو جھڑکا، کہا ابن بطال نے اور اسی واسطے علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ ہو جاتا ہے ساتھ اس کے مظاہر جب کہ اس کا قصد کرے سو اشارہ کیا اس کو حضرت ﷺ نے طرف پرہیز کرنے کی لفظ مشکل سے اور اس حدیث اور ابراہیم علیہ السلام کے قصے کے درمیان تعارض نہیں اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام کی مراد تو فقط یہ تھی کہ وہ اس کی بہن ہے دین میں سو جو یہ کہے اور اس کی نیت یہ ہے کہ وہ دین میں بہن ہے تو وہ اس کو ضرر نہیں کرتی اور البتہ قید کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس کو ساتھ اکراہ کے یعنی جب جبر کی حالت میں کہے

تو اس سے طلاق نہیں پڑتی اور تعاقب کیا ہے اس کا بعض شارحوں نے کہ نہیں واقع ہوا ہے بیچ قصے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے اکراہ اور وہ اسی طرح ہے لیکن نہیں اعتراض ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر اس واسطے کہ ارادہ کیا ہے اس نے ساتھ ذکر قصے ابراہیم علیہ السلام کے استدلال کرنا اس پر کہ جو اکراہ کی حالت میں یہ کہے وہ اس کو ضرر نہیں کرتا واسطے قیاس کرنے کے اس چیز پر جو واقع ہوئی ہے ابراہیم علیہ السلام کے قصے میں اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام نے تو بادشاہ کے خوف سے کہا تھا کہ غالب ہوا اس پر واسطے سارہ رضی اللہ عنہا کے اور ان کا حال یہ تھا کہ نہیں قریب ہوتے تھے بے خاوند والی عورت سے مگر ساتھ منگنی اور رضا مندی کے برخلاف خاوند والی کے کہ اس کو اس کے خاوند سے جبرا چھین لیتے تھے جب اس کو چاہتے ، کما تقدم تقریرہ پس واسطے خوف کرنے کے سارہ رضی اللہ عنہا پر ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ یہ میری بہن ہے اور مراد رکھی برادری دین کی۔ (فتح)

بَابُ الطَّلَاقِ فِي الْإِغْلَاقِ وَالْكُرْهِ وَالسَّكْرَانِ وَالْمَجْنُونِ وَأَمْرِهِمَا وَالْغَلَطِ وَالنِّسْيَانِ فِي الطَّلَاقِ وَالشِّرْكِ وَغَيْرِهِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى.

باب ہے حکم طلاق کا زبردستی میں یا غصے کی حالت میں اور حکم جبر کیے گئے کے اور حکم نشے والی کے اور مجنون کے اور امروں ان کے کی کہ کیا دونوں کا حکم ایک ہے یا مختلف اور غلط اور بھول کی طلاق اور شرک وغیرہ میں واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ عملوں کا اعتبار ساتھ نیت کے ہے اور ہر ایک آدمی کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔

فائدہ: شامل ہے یہ ترجمہ کئی احکام پر جمع کرتا ہے ان کو یہ کہ حکم سوائے اس کے کچھ نہیں کہ متوجہ ہوتا ہے اس آدمی پر جو عاقل ہو مختار ہو جان بوجھ کر کرنے والا ہو یاد کرنے والا ہو یعنی نہ بھولے سے اور شامل ہے اس کو استدلال ساتھ حدیث کے اس واسطے کہ جو عاقل مختار نہ ہو نہیں ہے واسطے اس کے کوئی نیت اس میں جو کہتا ہے یا کرتا ہے اور اسی طرح غلطی کرنے والا اور بھولنے والا اور جو جبر کیا گیا ہو کسی چیز پر اور اکراہ کے معنی ہیں زبردستی کرنا کہا گیا ہے اس کو یہ اس واسطے کہ بند کیا جاتا ہے اوپر اس کے کام اس کا اور تنگ کیا جاتا ہے اس پر تصرف اس کا اور کہا بعض نے کہ وہ عمل کرنا ہے غصے کی حالت میں اور رد کیا ہے فارسی نے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ اغلاق کے معنی غصے کے ہیں اور کہا کہ اکثر لوگوں کی طلاق سوائے اس کے کچھ نہیں کہ غصے ہی کی حالت میں ہوتی ہے اور اگر جائز رکھا جائے نہ واقع ہونا طلاق کا غصے کی حالت میں تو البتہ جائز ہوتا واسطے ہر ایک کے کہ کہے ہر قصور میں کہ غصے کی حالت میں تھا اور مراد اس کی ساتھ اس کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ غصے کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی اور وہ مروی ہے بعض متاخرین حنابلہ سے اور نہیں پایا گیا ہے یہ ان کے کسی متقدم سے پھر کہا گیا ہے کہ معنی اس کے یہی ہیں یعنی بدعی طلاق

دینی مطلق منع ہے اور مراد نفی ہے اس کے فعل سے نہ نفی اس کے حکم کی گویا کہ وہ کہتا ہے کہ طلاق دے واسطے سنت کے جیسا کہ حکم کیا ہے اس کو اللہ نے اور قول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا والکرہ تو اس کو اغلاق پر معطوف کرنا ٹھیک نہیں مگر یہ کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہو کہ اغلاق کے معنی غضب کے ہیں اور احتمال ہے کہ یہ لفظ مکرہ ہو ساتھ صیغے مفعول کے تو تقدیر یہ ہوگی باب **حکم الطلاق فی الاغلاق وحکم المکرہ والسکران والمجنون** الخ اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ طلاق اس شخص کے جو جبر کیا گیا ہو سو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے کہ طلاق واقع ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ ایک چیز ہے کہ بدلہ دیا ہے اس نے ساتھ اس کے اپنی جان اور یہی قول ہے اہل رائے کا اور ابراہیم نخعی سے اور بھی تفصیل آئی ہے کہ اگر مکرہ توریہ کرے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر توریہ نہ کرے تو واقع ہو جاتی ہے کہا شعبی نے کہ اگر جبر کرے اس پر چور تو طلاق واقع ہوتی ہے اور اگر زبردستی کرے اس پر بادشاہ تو واقع نہیں ہوتی اور روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور وجہ اس کی یہ ہے اس واسطے کہ چوروں کا حال یہ ہے کہ جو ان کی مخالفت کرے وہ اکثر اوقات اس کو مار ڈالتے ہیں برخلاف بادشاہ کے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جو طلاق حالت اکراہ میں واقع ہو اس کا اعتبار نہیں ہے اور حجت پکڑی ہے عطاء نے ساتھ آیت نحل کے ﴿اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ﴾ کہا عطاء نے کہ شرک بڑا ہے طلاق سے روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے ساتھ سند صحیح کے اور تقریر کی ہے اس کی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طور سے کہ جب اللہ نے معاف کیا کفر کو اس شخص سے کہ بولے اس کو وقت مجبور ہونے کے اور ساقط کیا احکام کفر کو تو اسی طرح ساقط ہوگی مکرہ سے وہ چیز جو کفر سے کم ہے اس واسطے کہ جب بڑی چیز ساقط ہو تو ساقط ہوتی ہے وہ چیز جو اس سے کم تر ہے بطریق اولیٰ اور طرف اسی نکتہ کی اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ عطف شرک کے طلاق پر ترجمہ میں اور نشے والی کا حکم آئندہ آئے گا اور کبھی لاتا ہے نشے والا اپنی کلام اور کام جو نہیں لاتا ہے اس کو حالت صحت میں واسطے دلیل اس آیت کے ﴿حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾ کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ وہ شخص کہ جانے جو کہتا ہے تو نہیں ہوتا ہے وہ نشے کی حالت میں اور مجنون کا حکم بھی آئندہ آئے گا اور یہ جو کہا کہ غلط اور بھول طلاق اور شرک وغیرہ میں یعنی جب واقع ہو مکلف سے وہ چیز کہ تقاضا کرتی ہے شرک کو ساتھ غلطی کے یا بھول کے تو کیا حکم کیا جائے اس پر اس کے ساتھ اور جب کہ نہیں حکم کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر اس کے تو چاہیے کہ طلاق بھی اسی طرح ہو اور یہ جو کہا وغیرہ یعنی سوائے شرک کے جو اس سے کم ہے اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ طلاق بھولے سے دینے والے کے سو کہا حسن نے کہ طلاق پڑ جاتی ہے جیسے جان بوجھ کر طلاق دینے سے طلاق پڑ جاتی ہے مگر یہ کہ شرط کرے سو کہا مگر یہ کہ بھولا جائے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور نیز روایت کی ہے اس نے عطاء سے کہ وہ اس کو کچھ چیز نہیں دیکھتا تھا اور حجت پکڑتا تھا ساتھ حدیث مرفوع کے جس کا ذکر آئندہ آتا ہے جیسے کہ ہم اس کی تقریر کریں گے اور یہی قول ہے جمہور کا کہ بھول کر کہنے سے طلاق نہیں

پڑتی اور اسی طرح اختلاف کیا گیا ہے بیچ طلاق مخطی کے یعنی چوک جانے والے کے سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ واقع نہیں ہوتی اور حنفیوں کا یہ قول ہے کہ جو ارادہ کرے اپنی عورت سے کچھ چیز کہنے کا اور اس کی زبان سبقت کرے سو کہا کہ مجھ کو طلاق ہے تو لازم آتی ہے اس کو طلاق یعنی اس پر طلاق پڑ جاتی ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول اپنے کے الغلط والنسیان طرف حدیث کی جو وارد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعا کہ بے شک اللہ نے معاف کیا ہے میری امت سے بھول چوک کو اور جس پر مجبور کیے جائیں اس واسطے کہ برابری کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ تجاوز کے تینوں سے سو جس نے حمل کیا ہے تجاوز کو اوپر معاف ہونے گناہ کے خاص کر سوائے واقع ہونے کے اکراہ میں تو لازم آتا ہے یہ کہ کہے مثل اس کی بھول میں اور شرک کی طلاق میں بھی اختلاف ہے سو حسن اور قتادہ اور ربیعہ سے ہے کہ واقع نہیں ہوتی اور منسوب ہے یہ طرف مالک رحمہ اللہ اور داؤد رحمہ اللہ کی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ واقع ہوتی ہے جیسا کہ صحیح ہے نکاح اس کا اور آزاد کرنا اس کا۔ (فتح)

وَتَلَا الشَّعْبِيُّ ﴿لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾.

اور پڑھا شعبی نے اللہ کے اس قول کو اے رب ہمارے! نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا چوکیں یعنی یہ آیت ظاہر ہے اس میں کہ بھول یا چوک سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

وَمَا لَا يَجُوزُ مِنْ إِقْرَارِ الْمُوَسْوِسِ.

اور جو نہیں جائز ہے اقرار وسوسے والی کی سے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّذِي أَقَرَّ عَلٰى نَفْسِهِ أَبِكَ جُنُونٌ.

اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے جس نے اپنی جان پر زنا کا اقرار کیا تھا کہ کیا تو دیوانہ ہے؟۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث دراز کا جس کی شرح آئندہ آئے گی۔

وَقَالَ عَلِيٌّ بَقَرَ حَمْزَةُ خَوَاصِرَ شَارِفَيَّ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْمُ حَمْزَةَ فَإِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ مُحْمَرَّةً عَيْنَاهُ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيْدٌ لِأَبِيْ فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ ثَمِلَ فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ.

یعنی اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے میرے دونوں اونٹنیوں کی کوکھ چیر ڈالی سو شروع ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو ملامت کریں سو اچانک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ شراب سے مست ہے پھر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں تم مگر غلام میرے باپ کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا کہ البتہ وہ نشے میں ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے۔

فائدہ: اور یہ قوی تر دلیل ہے واسطے اس شخص کے جو نہیں مواخذہ کرتا نشے والے کو ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو اس سے حالت نشے میں طلاق وغیرہ سے اور اعتراض کیا ہے مہلب نے ساتھ اس طور کے کہ شراب اس وقت مباح تھی

پس اسی واسطے ساقط ہوا اس سے حکم اس چیز کا جس کے ساتھ وہ اس حال میں بولا اور اس کے اس اعتراض میں نظر ہے اس واسطے کہ حجت پکڑنی اس قصے سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ساتھ عدم مؤاخذہ نشے والے کے ہے ساتھ اس چیز کے کہ صادر ہو اس سے اور نہیں فرق ہے اس میں کہ شراب مباح ہو یا نہ ہو۔

وَقَالَ عُثْمَانُ لَيْسَ لِمَجْنُوْنٍ وَلَا لِسَكْرَانَ طَلَاقٌ.

اور کہا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں ہے واسطے دیوانہ کے اور نہ نشے والے کے طلاق۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلَاقُ السَّكْرَانِ وَالْمُسْتَكْرَهِ لَيْسَ بِجَائِزٍ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نشے والے اور جبر کیے گئے کی طلاق واقع نہیں ہوتی یعنی اس واسطے کہ نہیں عقل سکران کے جس کی عقل مغلوب ہے اور نہیں ہے اختیار واسطے مجبور کے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اثر عثمان رضی اللہ عنہ کا پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا واسطے مدد چاہنے کے اس چیز پر جس پر علی رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے جو حمزہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے یعنی نشے کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی اور یہی مذہب ہے عطاء اور ابوشعثاء اور طاؤس اور عکرمہ اور قاسم اور عمر بن عبدالعزیز کا ذکر کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ان سے ساتھ سند صحیح کے اور ساتھ اسی کے قائل ہے ربیعہ اور لیث اور اسحاق اور مزنی اور اختیار کیا ہے اس کو طحاوی نے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ اجماع ہے اس پر کہ طلاق معتوہ کی واقع نہیں ہوتی اور سکران معتوہ ہے اپنے نشے سے اور ایک جماعت تابعین کا یہ مذہب ہے کہ طلاق پڑ جاتی ہے یہ قول سعید بن مسیب رحمہ اللہ کا اور حسن اور ابراہیم اور زہری اور شعبی کا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہے اوزاعی اور ثوری اور مالک رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے اس میں دو قول ہیں صحیح واقع ہونا اس کا ہے اور حنبلیوں کے نزدیک اختلاف ہے لیکن ترجیح عکس میں ہے اور کہا ابن مرابط نے کہ جب یقین ہو کہ نشے والے کی عقل جاتی رہی تو نہیں لازم ہے اس کو طلاق نہیں تو لازم آتی ہے اور البتہ ٹھہرائی ہے اللہ نے حد نشے کی کہ باطل ہوتی ہے ساتھ اس کے نماز یہ کہ نہ جانے جو کہتا ہے اور نہیں انکار کرتا ہے اس تفصیل سے جو قائل ہے ساتھ عدم وقوع طلاق اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ استدلال کیا ہے اس نے جو کہتا ہے کہ واقع ہوتی ہے طلاق مطلق ساتھ اس طور کے کہ وہ گنہگار ہے ساتھ فعل اپنے کے نہیں دور ہوا اس سے خطاب ساتھ اس کے اور نہ گناہ اس واسطے کہ حکم کیا جاتا ہے وہ ساتھ قضا کرنے نمازوں وغیرہ کے اس قسم سے کہ واجب ہے اس پر پہلے واقع ہونے اس کے کی نشے میں اور جواب دیا ہے ابن منذر نے حجت پکڑنے سے ساتھ قضا نمازوں کے اس طرح کہ جو آدمی سوتا ہو اس پر نماز کا قضا کرنا واجب ہے اور نہیں واقع ہوتی ہے طلاق اس کی سو دونوں جدا جدا ہو گئے اور کہا ابن بطال نے کہ اصل سکران میں عقل ہے اور نشہ ایک چیز ہے

کہ اس کی عقل پر عارض ہوئی ہے سو جب تک کہ واقع ہو اس سے کوئی کلام مفہوم تو وہ محمول ہے اصل پر یہاں تک کہ ثابت ہو دور ہونا اس کی عقل کا۔ (فتح)

وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ لَا يَجُوزُ طَلَاقُ الْمُوَسْوِسِ.

یعنی اور کہا عقبہ نے کہ نہیں جائز ہے طلاق وسوسہ والی کے یعنی نہیں واقع ہوتی اس واسطے کہ وسوسہ بات نفس کی ہے اور نہیں مواخذہ ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوتی ہے نفس میں کما سیاتی۔

وَقَالَ عَطَآءٌ إِذَا بَدَا بِالطَّلَاقِ فَلَهُ شَرْطُهُ.

اور کہا عطاء نے کہ جب شروع کرے ساتھ طلاق کے تو واسطے اس کے ہے شرط اس کی۔

فائدہ: یعنی جیسے کہے ان دخلت الدار فانت طالق سو جب وہ گھر میں داخل ہو تو واقع ہوتی ہے طلاق جیسا کہ اس کے عکس میں ہے یعنی شرط کے مقدم مؤخر کرنے میں کچھ فرق نہیں۔

وَقَالَ نَافِعٌ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ إِنْ خَرَجَتْ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ إِنْ خَرَجَتْ فَقَدْ بُتَّتْ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ تَخْرُجْ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ.

کہا نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو بتہ طلاق دی اگر باہر نکلے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر باہر نکلے گی تو اس سے جدا ہو جائے گی اور اگر نہ نکلے تو کچھ چیز نہیں۔

فائدہ: اور مناسبت ذکر کرنے اس کے کی اس جگہ اگرچہ جو مسائل کہ البتہ کے ساتھ متعلق ہیں پہلے گزر چکے ہیں موافق ہونا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے واسطے جمہور کے اس میں کہ نہیں فرق ہے شرط میں کہ پہلے ہو یا پیچھے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت اثر عطا کے کی اور اسی طرح جو اس کے بعد ہے اور البتہ روایت کی ہے سعید نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے کہا خلیہ اور بتہ میں کہ تین تین طلاق پڑتی ہے۔

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيمَنْ قَالَ إِنْ لَمْ أَفْعَلْ كَذَا وَكَذَا فَامْرَأَتِي طَالِقٌ ثَلَاثًا يُسْأَلُ عَمَّا قَالَ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِينَ حَلَفَ بِتِلْكَ الْيَمِينِ فَإِنْ سَمَّى أَجَلًا أَرَادَهُ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِينَ حَلَفَ جُعِلَ ذٰلِكَ فِي دِينِهِ وَأَمَانَتِهِ.

اور کہا زہری نے اس شخص کے حق میں جو کہے کہ اگر میں ایسا نہ کروں تو میری عورت کو تین طلاقیں ہیں پوچھا جائے اس سے جو اس نے کہا اور گرہ دے اس پر اپنے دل کو جب اس نے یہ قسم کھائی سو اگر نام لے کسی مدت کا جو ارادہ کی ہو اور اس پر اپنے دل کو گرہ دی ہے یعنی اس کو اپنے دل میں پکی طرح سے ٹھہرایا ہو جب کہ اس نے قسم کھائی تو ٹھہرایا جائے یہ اس کے دین اور امانت میں یعنی اس کی تصدیق کی جائے اور اس کا معاملہ اللہ پر رہا۔

وَقَالَ الزُّهْرِیُّ فِیْمَنْ قَالَ إِنْ لَمْ أَفْعَلْ كَذَا وَكَذَا فَامْرَأَتِیْ طَالِقٌ ثَلَاثًا يُسْأَلُ عَمَّا قَالَ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِیْنَ حَلَفَ بِتِلْكَ الْيَمِیْنِ فَإِنْ سَمّٰی أَجَلًا أَرَادَهُ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِیْنَ حَلَفَ جُعِلَ ذٰلِكَ فِیْ دِیْنِهِ وَأَمَانَتِهِ.

اور کہا زہری نے اس شخص کے حق میں جو کہے کہ اگر میں ایسا نہ کروں تو میری عورت کو تین طلاقیں ہیں پوچھا جائے اس سے جو اس نے کہا اور گرہ دے اس پر اپنے دل کو جب اس نے یہ قسم کھائی سو اگر نام لے کسی مدت کا جو ارادہ کی ہو اور اس پر اپنے دل کو گرہ دی ہے یعنی اس کو اپنے دل میں پکی طرح سے ٹھہرایا ہو جب کہ اس نے قسم کھائی تو ٹھہرایا جائے یہ اس کے دین اور امانت میں یعنی اس کی تصدیق کی جائے اور اس کا معاملہ اللہ پر رہا۔

وَقَالَ إِبْرَاهِیْمُ إِنْ قَالَ لَا حَاجَةَ لِیْ فِیْكِ نِیَّتُهُ.

اور کہا ابراہیم نے کہ اگر کہے کہ تجھ میں حاجت نہیں تو مراد اس کی نیت پر یعنی اگر اس کی طلاق کی نیت ہو تو واقع ہوتی ہے طلاق نہیں تو واقع نہیں ہوتی۔

وَطَلَاقُ كُلِّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ.

اور طلاق ہر قوم کی اپنی زبان سے ہے۔

فائدہ: ابراہیم سے روایت ہے کہ طلاق عجمی کی اپنی زبان سے جائز ہے اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ اگر مرد فارسی زبان میں طلاق دے تو اس کو لازم ہوتی ہے۔

وَقَالَ قَتَادَةُ إِذَا قَالَ إِذَا حَمَلْتِ فَأَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا يَغْشَاهَا عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ مَرَّةً فَإِنِ اسْتَبَانَ حَمْلُهَا فَقَدْ بَانَتْ مِنْهُ.

کہا قتادہ نے کہ جب کہے کہ جب تو حاملہ ہو تو تجھ کو تین طلاقیں ہیں تو صحبت کرے اس سے نزدیک ہر طہر کے یعنی اس کو جائز ہے کہ ہر طہر میں اس سے ایک بار صحبت کرے پھر جب اس کا حمل ظاہر ہو تو بائن ہو جاتی ہے یعنی اس پر طلاق پڑ جاتی ہے۔

فائدہ: روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے قتادہ سے مثل اس کی لیکن اس میں ہے کہ صحبت کرے اس سے ہر طہر میں ایک بار پھر اس سے باز رہے یہاں تک کہ پاک ہو اور ذکر کیا باقی کو مثل اس کی اور حسن سے مروی ہے کہ صحبت کرے اس سے جب پاک ہو حیض سے پھر باز رہے اس سے دوسرے حیض سے پاک ہونے تک و علی ھذا القیاس اور کہا ابن سیرین نے کہ جائز ہے واسطے خاوند کے صحبت کرنے اس سے یہاں تک کہ حاملہ ہو اور یہی قول ہے جمہور کا اور مختلف ہے روایت مالک رحمہ اللہ سے سو قاسم کی روایت میں ہے کہ اگر تعلیق کے بعد ایک بار اس سے صحبت کرے تو اس کو طلاق پڑ جاتی ہے برابر ہے کہ اس کے ساتھ اس کا حمل ظاہر ہو یا نہ ہو اور اگر صحبت کرے اس

طہر میں جس میں یہ اس کو کہا ہے بعد وطیء کے تو اسی وقت طلاق پڑ جاتی ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا طحاوی نے ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جب واقع مثل اس کی بیچ تعلیق عتق کے تو نہیں واقع ہوتا ہے عتق مگر جب کہ پائی جائے شرط اور طلاق بھی اسی طرح ہے سو چاہیے کہ اسی طرح ہو۔

وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا قَالَ الْحَقِي بِأَهْلِكِ نِيَّتُهُ.

اور کہا حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب کہے اپنی عورت سے کہ اپنے گھر والوں میں جامل تو اعتبار اس کی نیت کا ہے یعنی اگر طلاق کی نیت کرے تو طلاق واقع ہوتی ہے نہیں تو نہیں۔

فائدہ: اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے اس مرد کے حق میں جو اپنی عورت سے کہے باہر نکل جا اپنے رحم کو پاک کر چلی جا مجھ کو تیری حاجت نہیں تو یہ طلاق ہے اگر طلاق کی نیت کرے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلطَّلَاقُ عَنْ وَطَرٍ وَالْعَتَاقُ مَا أُرِيْدَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ طلاق حاجت اسے اور عتاق وہ چیز ہے کہ اس کے ساتھ اللہ کی رضا مندی سے مقصود ہے یعنی نہیں لائق ہے واسطے کسی مرد کے کہ طلاق دے اپنی عورت کو مگر وقت حاجت کے مانند نشوز یعنی سرکشی کے برخلاف غلام آزاد کرنے کے کہ وہ ہمیشہ مطلوب ہے۔

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ إِنْ قَالَ مَا أَنْتِ بِامْرَأَتِي نِيَّتُهُ وَإِنْ نَوٰى طَلَاقًا فَهُوَ مَا نَوٰى.

یعنی اور کہا زہری نے کہ اگر کہے کہ تو میری عورت نہیں تو اس کی نیت معتبر ہے اور اگر طلاق کی نیت کرے تو جو اس نے نیت کی یعنی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

فائدہ: اور [illegible] سے روایت ہے کہ جب اس کو روبرو کہے اور مراد طلاق رکھے تو ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور ابراہیم سے روایت ہے کہ اگر مکرر کہے تو نہیں۔ کہتا ہوں اس کو مگر طلاق اور توقف کیا ہے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا لیث نے کہ وہ جھوٹ ہے اور کہا ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں واقع ہوتی ساتھ اس کے طلاق۔ (فتح)

وَقَالَ عَلِيٌّ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ

اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ کیا تو نے نہیں جانا کہ اٹھایا گیا ہے قلم تین آدمیوں سے ایک مجنون سے یہاں تک کہ ہوش میں آئے اور دوسرے لڑکے سے یہاں تک کہ بالغ ہو تیسرے سونے والے سے یہاں تک کہ جاگے۔

فائدہ: اور [illegible] عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مجنون عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا اور

وہ حاملہ تھی سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس کو سنگسار کریں تو علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ کیا تجھ کو خبر نہیں پہنچی کہ تین شخصوں سے قلم اٹھایا گیا اور لیا ہے ساتھ مقتضی اس حدیث کے جمہور نے لیکن اختلاف کیا ہے انہوں نے بیچ طلاق لڑکے کے سو ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ لازم ہوتی ہے اس کو طلاق جب کہ اس کو تمیز ہو اور حد اس کی نزدیک احمد رحمۃ اللہ علیہ کے یہ ہے کہ روزہ رکھ سکے اور نماز کی گنتی کو یاد رکھے اور عطاء سے ہے کہ جب بارہ برس کو پہنچے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب احتلام کے قریب ہو۔

وَقَالَ عَلِيٌّ وَّكُلُّ الطَّلَاقِ جَآئِزٌ إِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوْهِ.

یعنی اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ طلاق جائز ہے یعنی واقع ہو جاتی ہے مگر طلاق معتوہ کی۔

فائدہ: اور مراد ساتھ معتوہ کے کم عقل اور بے وقوف ہے پس داخل ہوگا اس میں لڑکا اور دیوانہ اور مست شراب سے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جو اس سے صادر ہو اس کا اعتبار نہیں اور اس میں قدیم سے اختلاف ہے اور شعبی اور ابراہیم وغیرہ سے بھی یہی روایت ہے کہ معتوہ کی طلاق واقع ہوتی ہے۔

٤٨٦٤ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِيْ مَا حَدَّثَتْ بِهٖ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَتَكَلَّمْ قَالَ قَتَادَةُ إِذَا طَلَّقَ فِيْ نَفْسِهٖ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ.

۴۸۶۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے معاف کیا ہے میری امت سے جو خیال کہ ان کے دل میں گزرے جب تک کہ اس پر عمل نہ کرے یا اس کو نہ بولے یعنی جس برے کام کا خطرہ دل میں گزرے سو معاف ہے اس کا گناہ ثابت نہیں ہوتا اور اگر اس کو منہ سے نکالا یا ویسا کام کیا تو گناہ ثابت ہوا، قتادہ نے کہا کہ جب اپنے جی میں طلاق دے تو وہ کچھ چیز نہیں۔

فائدہ: اور یہ حدیث حجت ہے اس میں کہ نہیں واقع ہوتی ہے طلاق وسوسہ والے کی اور مجنون اور معتوہ کی طلاق بطریق اولیٰ واقع نہیں ہوگی اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ اس حدیث کے واسطے جمہور کے اس شخص کے حق میں جو اپنی عورت سے کہے انت طالق تو طلاق والی ہے اور اپنے جی میں تین طلاق کی نیت کرے تو نہیں واقع ہوتی ہے مگر ایک طلاق برخلاف شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور جو اس کے موافق ہے کہا طحاوی نے اس واسطے کہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ نہیں جائز ہے واقع ہونا طلاق کا ساتھ نیت کے کہ نہ ہو ساتھ اس کے لفظ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس نے زبان سے طلاق کا لفظ بولا ہے اور نیت کی ہے اس نے جدائی پوری کی پس وہ نیت ہے کہ اس کے ساتھ لفظ بھی ہے اور نیز حجت پکڑی گئی ہے ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے اس شخص کے حق میں جو اپنی

عورت سے کہے اے فلانی اور نیت کرے ساتھ اس کے طلاق کی کہ اس پر طلاق نہیں پڑتی خلاف ہے واسطے مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے اس واسطے کہ طلاق نہیں واقع ہوتی ہے ساتھ نیت کے سوائے لفظ کے اور نہیں لایا ہے کوئی صیغہ طلاق کا نہ صریح اور نہ کنایہ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو طلاق کو لکھے اس کی عورت پر طلاق پڑ جاتی ہے اس واسطے کہ اس نے دل سے نیت کی ہے اور لکھنے کے ساتھ عمل کیا ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور شرط کیا ہے مالک نے گواہ کرنا اوپر اس کے اور حجت پکڑی گئی ہے ساتھ اس حدیث کے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ جب اپنے دل میں طلاق دے تو طلاق پڑ جاتی ہے گو زبان سے نہ بولے اور یہ مروی ہے ابن سیرین اور زہری سے اور ایک روایت مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور قوی کیا ہے اس کو ابن عربی نے ساتھ اس طور کے کہ جو اپنے دل میں کفر کا اعتقاد کرے کافر ہو جاتا ہے اور جو گناہ پر اصرار کرے گنہگار ہوتا ہے اور اسی طرح اپنے عمل کو دکھلانے والا اور خود پسند اور اسی طرح جو مسلمان کو اپنے دل میں حرام کاری کی تہمت لگائے اور یہ سب دل کے عمل ہیں سوائے زبان کے یعنی پس چاہیے کہ طلاق بھی اسی طرح ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ دل کے خیال کا معاف ہونا اس امت کے فضائل سے ہے اور جو کفر پر اصرار کرے وہ ان میں سے نہیں ہے یعنی اس امت میں داخل نہیں اور ساتھ اس طور کے کہ گناہ پر اصرار کرنے والا گنہگار وہ شخص ہے جو پہلے کر چکا ہو نہ وہ شخص جس نے کبھی گناہ نہیں کیا اور بہر حال ریا اور خود پسندی وغیرہ پس سب یہ عملوں کے متعلق ہیں اور حجت پکڑی ہے خطابی نے ساتھ اجماع کے اس پر کہ جو دل میں ظہار کی نیت کرے وہ مظاہر نہیں ہوتا اور اسی طرح طلاق ہے اور اسی طرح خیال کرے اپنے دل میں تہمت لگانے کا تو نہیں ہوتا ہے قاذف اور اگر دل کا خیال تاثیر کرنے والا ہوتا تو البتہ باطل کرتا نماز کو اور البتہ دلالت کی ہے حدیث صحیح نے اس پر کہ ترک کرنا خیال کا مستحب ہے سو اگر واقع ہو تو نہیں باطل ہوتی ہے نماز اور پہلے گزر چکی ہے بحث اس کی نماز میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول میں کہ میں نماز کے اندر اپنے لشکر کا سامان درست کرتا ہوں یعنی نماز کے اندر میرے دل میں لشکر کے سامان کا خیال گزرتا ہے اور یہ جو قتادہ نے کہا کہ جو اپنی عورت کو دل میں طلاق دے اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی تو یہی قول ہے جمہور کا اور مخالف ہوا ہے ان کو ابن سیرین اور ابن شہاب۔ (فتح)

۴۸۶۵۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ زَنٰى فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لِشِقِّهِ الَّذِي أَعْرَضَ

۴۸۶۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد قبیلہ اسلم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حالانکہ آپ مسجد میں تھے سو کہا میں نے زنا کیا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیرا سو قصد کیا اس نے جس طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیرا تو اس نے اپنے اوپر چار بار گواہی دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ کیا تجھ کو جنون ہے، کیا تو شادی شدہ

فَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَدَعَاهُ فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُوْنٌ هَلْ أَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهٖ أَنْ يُّرْجَمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى أُدْرِكَ بِالْحَرَّةِ فَقُتِلَ.

ہے؟ اس نے کہا ہاں سو حکم کیا حضرت ﷺ نے اس کو عید گاہ میں سنگسار کیا جائے سو جب اس کو پتھر لگے تو بھاگا یہاں تک کہ پتھریلی زمین میں پایا گیا اور مارا گیا۔

فائدہ: أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ یعنی پہنچے اس کو پتھر اپنی تیزی سے۔

٤٨٦٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَتٰى رَجُلٌ مِّنْ أَسْلَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْأٰخِرَ قَدْ زَنٰى يَعْنِيْ نَفْسَهٗ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ أَعْرَضَ قِبَلَهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْأٰخِرَ قَدْ زَنٰى فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ أَعْرَضَ قِبَلَهٗ فَقَالَ لَهٗ ذٰلِكَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى* لَهُ الرَّابِعَةَ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ وَكَانَ قَدْ أُحْصِنَ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ كُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهٗ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰى بِالْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى أَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ حَتّٰى مَاتَ.

۴۸۶۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد اسلم کے قبیلے سے حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حالانکہ آپ ﷺ مسجد میں تھے سو اس نے حضرت ﷺ کو پکارا سو کہا یا حضرت! بدبخت نے زنا کیا ہے مراد رکھتا تھا وہ اپنے آپ کو سو حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا سو قصد کیا اس نے اس جہت کا جس طرف حضرت ﷺ نے منہ پھیرا سو کہا کہ یا حضرت! کمینے نے زنا کیا ہے تو حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا تو قصد کیا اس نے اس طرف کا جس طرف آپ نے منہ پھیرا اور یہ آپ سے کہا پھر حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا سو قصد کیا اس نے طرف حضرت ﷺ کی چوتھی بار سو جب اس نے اپنے اوپر چار بار گواہی دی تو حضرت ﷺ نے اس کو بلایا سو فرمایا کیا تجھ کو جنون ہے؟ اس نے کہا نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور پتھروں سے مار ڈالو اور وہ شادی شدہ تھا۔ زہری سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو جس نے سنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے کہا تھا میں ان لوگوں میں جنہوں نے اس کو سنگسار کیا سو ہم نے اس کو مدینے کی عید گاہ میں سنگسار کیا سو جب اس کو پتھر لگے تو بھاگا یہاں تک کہ ہم نے اس کو پتھریلی زمین میں پایا سو ہم نے اس کو سنگسار کیا یہاں تک کہ مر گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حدود میں آئے گی اور مراد اس سے وہ چیز ہے جس کی طرف ترجمہ میں اشارہ کیا ہے آپ کے اس قول سے کہ کیا تجھ کو جنون ہے؟ اس واسطے کہ اس کا مقتضی یہ ہے کہ اگر وہ دیوانہ ہوتا تو اس کے اقرار کے ساتھ عمل نہ کیا جاتا اور معنی استفہام کے یہ ہیں کہ کیا تجھ کو جنون تھا یا تو کبھی دیوانہ ہو جاتا ہے اور کبھی ہوش میں ہوتا ہے اور یہ اس واسطے کہا کہ وہ گفتگو کے وقت ہوش میں تھا اور احتمال ہے کہ خطاب اس کو کیا ہو اور مراد استفہام عام لوگوں سے ہو جو موجود تھے اور اس کے حال کو پہچانتے تھے وسیاتی بسطہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ الْخُلْعِ. باب ہے خلع کے بیان میں۔

فائدہ: خلع ساتھ ضمہ خا اور جزم لام کے جدا ہونا عورت کا ہے مال پر یعنی عورت سے طلاق دینے کے عوض میں مال لینا ماخوذ ہے خلع ثوب سے یعنی اتارنے کپڑے کے سے اس واسطے کہ عورت لباس ہے مرد کا معنی میں اور ضمہ دیا گیا ہے مصدر اس کا واسطے تفرقہ کے درمیان حسی اور معنوی کے اور اجماع کیا ہے علماء نے اوپر مشروع ہونے اس کے کی مگر بکر بن عبداللہ مزنی تابعی مشہور اس واسطے کہ اس نے کہا ہے کہ نہیں حلال ہے واسطے مرد کے یہ کہ لے اپنی عورت سے اس کے چھوڑنے کے بدلے میں کچھ چیز واسطے دلیل اس قول کے ﴿فَلَا تَأْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا﴾ کہ اس میں سے کچھ نہ لے سو وارد کیا ہے علماء نے اس پر یہ قول اللہ کا ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ﴾ کہ نہیں گناہ دونوں پر اس چیز میں کہ بدلا ئے ساتھ اس کے عورت سے اس نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ منسوخ ہے ساتھ آیت نساء کے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اور تعاقب کیا گیا ہے باوجود شاذ ہونے اس کے کی ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ نیز سورۂ نساء میں ہے ﴿فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَكُلُوْهُ﴾ وبقوله ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا﴾ الآیۃ اور ساتھ حدیث کے اور شاید وہ اس کے نزدیک ثابت نہیں ہوئی یا اس کو نہیں پہنچی اور قرار پایا ہے اجماع نے اس کے بعد اوپر معتبر ہونے اس کے کی اور یہ کہ آیت نساء کی مخصوص ہے ساتھ آیت بقرہ کے اور ساتھ پچھلی دونوں آیتوں نساء کے جو اوپر مذکور ہیں اور ضابطہ اس کا شرع میں جدا ہونا مرد کا ہے اپنی بیوی سے ساتھ خرچ کرنے کے جو قابل ہے واسطے عوض کے کہ حاصل ہوتا ہے واسطے جہت خاوند کے اور وہ مکروہ ہے مگر بیچ خوف کرنے کے اس سے کہ نہ قائم رکھیں گے دونوں ایک ان میں سے جس کے ساتھ وہ مامور ہے اور کبھی پیدا ہوتا ہے یہ کراہت عشرہ سے یا بسبب بد خوئی کے یا بسبب بدصورتی کے اور اسی طرح دور ہوتی ہے کراہت جب کہ دونوں کو خلع کی حاجت ہو واسطے اس خوف کے کہ انجام کو بینونت کبریٰ تک نوبت پہنچے۔ (فتح)

وَكَيْفَ الطَّلَاقُ فِيْهِ. اور کس طرح ہے طلاق بیچ اس کے۔

فائدہ: یعنی کیا واقع ہوتی ہے طلاق ساتھ مجرد خلع کے یا نہیں واقع ہوتی یہاں تک کہ ذکر کرے طلاق کو یا ساتھ لفظ کے یا ساتھ نیت کے اور جب واقع ہو خلع مجرد طلاق سے لفظا یا نیۃ تو اس میں علماء کے تین قول ہیں اور یہ قول ہیں

واسطے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک جس پر اس کی اکثر جدید کتابوں میں نص ہے یہ ہے کہ خلع طلاق ہے اور یہی ہے قول جمہور کا پس جب واقع ہو ساتھ لفظ خلع کے اور جو لفظ اس سے نکلتا ہے تو ناقص ہوتا ہے عدد اور اسی طرح اگر واقع ہو ساتھ غیر لفظ اس کے کی مقرون ساتھ نیت کے اور البتہ نص کی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے املاء میں کہ وہ صریح طلاق میں سے ہے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ وہ ایک لفظ ہے نہیں مالک ہے اس کا مگر خاوند سو ہوگا طلاق اور اگر فسخ ہوتا تو البتہ نہ جائز ہوتا اوپر غیر طلاق کے مانند اقالہ کی لیکن جمہور کا یہ قول ہے کہ جائز ہے ساتھ ہر چیز کے خواہ تھوڑی ہو یا بہت سو دلالت کی اس نے اس پر کہ وہ طلاق ہے دوسرا اور یہ شافعی کا قدیم قول ہے کہ وہ فسخ ہے اور طلاق نہیں اور صحیح ہو چکا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور مروی ہے یہ عثمان رضی اللہ عنہ سے اور علی رضی اللہ عنہ اور عکرمہ اور طاؤس سے اور یہ مذہب مشہور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اور بیان کریں گے ہم باب کی حدیث میں شرح جو اس کو قوی کرتا ہے اور مشکل جانا ہے اس کو اسماعیل قاضی نے ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جو عورت کے اختیار کو اس کے ہاتھ میں دے اور نیت طلاق کی کرے اور عورت اپنے آپ کو طلاق دے اس پر طلاق پڑ جاتی ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ محل خلاف کا وہ ہے جب کہ نہ واقع ہو لفظ طلاق کا اور نہ نیت اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے لفظ خلع کا صریح جو قائم مقام ہے اس کے الفاظ سے ساتھ نیت کے کہ وہ نہیں ہوتا ہے فسخ کہ واقع ہو ساتھ اس کے جدائی اور نہیں واقع ہوتی ہے ساتھ اس کے طلاق اور اختلاف کیا ہے شافعیوں نے اس میں جب کہ نیت کرے ساتھ خلع کے طلاق کی اور فرع کریں ہم اس پر کہ وہ فسخ ہے کہ کیا طلاق واقع ہے یا نہیں اور ترجیح دی ہے امام نے عدم وقوع کو اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ وہ صریح ہے اپنے باب میں پایا گیا ہے نافذ ہونے والا اپنے محل میں سو نہ منصرف ہوگا ساتھ نیت کے طرف غیر اس کے کی اور تصریح کی ہے ابو حامد اور اکثر نے ساتھ واقع ہونے طلاق کے اور نقل کیا ہے اس کو خوارزمی نے نص قدیم سے کہا وہ فسخ ہے نہیں کم کرتا طلاق کے عدد کو مگر یہ کہ نیت کریں دونوں ساتھ اس کے طلاق کی اور خدشہ کرتا ہے اس چیز میں جو اختیار کیا ہے امام نے یہ کہ نقل کیا ہے طحاوی نے اجماع کو اس پر کہ جب خلع کے ساتھ طلاق کی نیت کرے تو طلاق واقع ہوتی ہے اور محل خلاف کا اس صورت میں ہے جب کہ نہ تصریح کرے ساتھ طلاق کے اور نہ اس کی نیت کرے، تیسرا قول یہ ہے کہ اگر طلاق کی نیت نہ کرے تو اس کے ساتھ بالکل جدائی واقع نہیں ہوتی اور نص کی ہے اس پر شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ام میں اور قوی کیا ہے اس کو سبکی نے متاخرین میں سے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا إِلَّآ أَنْ يَّخَافَآ أَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿الظّٰلِمُوْنَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں حلال ہے واسطے تمہارے یہ کہ لو تم اس چیز سے کہ دی ہے تم نے عورتوں کو کچھ ظالمون تک۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے الایۃ یعنی اخیر آیت تک اور ساتھ ذکر کرنے اس کے کی ظاہر ہو گی تمام مراد اور وہ ساتھ قول اللہ کے ہے ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ﴾ اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ﴾ تو تمسک کیا ہے ساتھ اس شرط کے جو کہتا ہے کہ خلع منع ہے مگر جب کہ حاصل ہو خلاف میاں بیوی دونوں سے اور اس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

وَأَجَازَ عُمَرُ الْخُلْعَ دُوْنَ السُّلْطَانِ. اور جائز رکھا ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلع کو بغیر بادشاہ کے

فائدہ: یعنی بغیر اجازت اس کے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ اس میں اختلاف ہے سو حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نہیں جائز ہے خلع بغیر بادشاہ کے اور رد کیا ہے اس کو طحاوی نے ساتھ اس کے کہ یہ قول شاذ ہے مخالف ہے واسطے اس چیز کے جس پر جم غفیر ہے اور باعتبار قیاس کے بھی کہ طلاق جائز ہے سوائے حاکم کے پس اسی طرح خلع بھی جائز ہو گا پھر یہ قول جس کی طرف حسن بصری رحمہ اللہ گیا ہے مبنی ہے اس پر کہ وجود خلاف کا شرط ہے خلع میں اور جمہور اس کے برخلاف ہیں اور لیا ہے اس بات کو حسن رحمہ اللہ نے زیاد سے جب کہ وہ معاویہ کی طرف سے کوفے کا حاکم تھا، میں کہتا ہوں اور زیادہ اس لائق نہیں کہ اس کی پیروی کی جائے۔

وَأَجَازَ عُثْمَانُ الْخُلْعَ دُوْنَ عِقَاصِ رَأْسِهَا. اور جائز رکھا ہے واسطے مرد کے یہ کہ لے عورت سے خلع میں ہر چیز سوائے ڈوری کے جس سے سر کے بالوں کو باندھا جاتا ہے۔

فائدہ: ربیع بنت معوذ سے روایت ہے کہ خلع کیا میں نے اپنے خاوند سے ساتھ ہر چیز کے سوائے عقاص سر اپنے کے یعنی سب چیزیں اس کو دے دی کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھی اور مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لے مرد خلع والی عورت سے ہر چیز یہاں تک کہ اس کے سر کے بال باندھنے کا دھاگا بھی اور قبیصہ بن ذویب سے روایت ہے کہ جب کوئی عورت سے خلع کرے تو اس کو جائز ہے کہ لے اس سے زیادہ اس چیز سے کہ دے پھر پڑھی یہ آیت ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ﴾ اور اس کی سند صحیح ہے اور ربیع معوذ کی بیٹی سے روایت ہے کہ میرے اور میرے خاوند کے درمیان کچھ گفتگو تھی اور وہ میرے چچا کا بیٹا تھا سو میں نے اس سے کہا کہ واسطے تیرے سب چیز ہے اور مجھ کو چھوڑ دے اس نے کہا کہ میں نے کیا جو تو کہتی ہے سو اس نے سب چیز لے لی یہاں تک کہ میرا بستر بھی سو میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور وہ گھر میں گھیرے ہوئے تھے یعنی وقت بلوے کے سو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شرط لازم ہے پکڑ ہر چیز سوائے عقاص سر اس کے کی کہا ابن بطال نے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ لے خلع میں اکثر اس چیز سے کہ اس کو دے، کہا مالک رحمہ اللہ نے میں نہیں جانتا کہ کوئی اس کو منع کرتا ہے جس کی پیروی کی جاتی ہے لیکن خصلتوں میں سے نہیں اور جو کہتا ہے کہ زیادہ نہ لے اس کا بیان آئندہ آئے گا۔

وَقَالَ طَاوُسٌ ﴿إِلَّا أَنْ يَّخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ﴾ فِيمَا افْتَرَضَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ فِي الْعِشْرَةِ وَالصُّحْبَةِ وَلَمْ يَقُلْ قَوْلَ السُّفَهَآءِ لَا يَحِلُّ حَتّٰى تَقُوْلَ لَا أَغْتَسِلُ لَكَ مِنْ جَنَابَةٍ.

یعنی کہا طاؤس نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں مگر یہ کہ دونوں ڈریں کہ قائم نہ رکھ سکیں گے اللہ کے احکام کو یعنی اس چیز میں کہ فرض کی گئی ہے واسطے ہر ایک کے دونوں میں سے اپنے ساتھی پر گزران اور ساتھ رہنے میں اور نہیں کہا طاؤس نے قول بے وقوفوں کا کہ نہیں حلال ہے خلع یہاں تک کہ کہے عورت کہ نہیں نہاؤں گی میں واسطے تیری جنابت کے سبب سے یعنی خاوند کو صحبت کرنے سے منع کرے یعنی بلکہ جائز رکھا ہے طاؤس نے خلع کو جب کہ نہ قائم ہو عورت ساتھ اس چیز کے کہ فرض کی گئی ہے اوپر اس کے واسطے خاوند اس کے کی گزران اور صحبت میں۔

فائدہ: لم یقل کا قائل ابن طاؤس ہے اور جس سے نفی محکی ہے وہ اس کا باپ ہے طاؤس، اور اشارہ کیا ہے ابن طاؤس نے ساتھ اس کے طرف اس چیز کی کہ آئی ہے غیر طاؤس سے کہ بدلہ لینا جائز نہیں یہاں تک کہ بے فرمانی کرے عورت مرد کی اس چیز میں کہ مطلوب ہے اس کو اس سے یہاں تک کہ کہے کہ نہیں نہاؤں گی میں واسطے تیرے جنابت کے سبب سے اور وہ منقول ہے شعبی سے اور اسی طرح مروی ہے حسن سے اس آیت کی تفسیر میں اور ظاہر یہ ہے کہ جو حسن رحمہ اللہ وغیرہ سے منقول ہے وہ بطور مثال کے ہے نہ یہ کہ وہ شرط ہے جواز خلع میں اور قاسم سے بھی طاؤس کے قول کے موافق مروی ہے اور عروہ سے روایت ہے کہ نہیں حلال ہے واسطے اس کے بدلہ لینا یہاں تک کہ فساد عورت کی طرف سے ہو اور شعبی کے قول کے موافق نہ کہتا تھا۔ (ف)

٤٨٦٧ ـ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَّلَا دِيْنٍ وَّلٰكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۴۸۶۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میں اس کی خوش خلقی اور دینداری میں عیب نہیں کرتی لیکن میں اسلام میں کفر کو برا جانتی ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو اس کا باغ اس کو پھیر دے گی؟ یعنی جو باغ اس نے تجھ کو مہر میں دیا ہے؟ اس نے کہا ہاں! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبول کر لے باغ کو اور اس کو چھوڑ دے طلاق

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يُتَابَعُ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

دے کر۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں اس کی خوش خلقی اور دینداری میں عیب نہیں کرتی یعنی نہیں چاہتی کہ میں اس کی جدائی کو واسطے بدخوئی اس کی کے اور نہ واسطے نقصان دین اس کے کی لیکن مجھ کو اس سے عداوت اور بغض ہے اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس نے کوئی ایسی چیز نہیں کی ہے جو شکایت کو تقاضا کرے لیکن نسائی کی روایت میں ہے کہ اس نے اس کا ہاتھ توڑ ڈالا تھا سو محمول ہوگا اس پر کہ اس نے ارادہ کیا تھا کہ وہ بدخو ہے لیکن وہ اس کو اس کے سبب سے عیب نہیں کرتی بلکہ اور چیز ہے اور اسی طرح واقع ہوا ہے بیچ قصے حبیبہ بنت سہل کے نزدیک ابو داؤد کے کہ اس نے اس کو مارا سو اس کا کوئی جوڑ توڑ ڈالا لیکن دونوں میں سے کسی نے اس سبب سے شکایت نہ کی بلکہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اور سبب کے اور وہ یہ ہے کہ ثابت پست قد اور ٹھنگنے تھے سو ابن ماجہ میں ہے کہ حبیبہ سہل کی بیٹی ثابت بن قیس کے نکاح میں تھی اور وہ مرد پس قد تھے سو اس عورت نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا تو جب مجھ پر داخل ہوتا تو میں اس کے منہ پر تھوک دیتی اور عبدالرزاق نے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ یا حضرت! آپ میری خوبصورتی کو دیکھتے ہیں اور ثابت ٹھنگنا مرد ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پہلا خلع جو اسلام میں ہوا یہ ہے کہ ثابت بن قیس کی عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میرا اور ثابت کا سر کبھی جمع نہیں ہوگا میں نے خیمہ کا کنارہ اٹھایا سو میں نے اس کو دیکھا سامنے سے آیا چند آدمیوں میں ان سب میں زیادہ تر سیاہ تھا اور زیادہ تر ٹھنگنا اور زیادہ تر بدصورت تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اسکا باغ اس کو پھیر دے گی؟ اس نے کہا ہاں! اور اگر چاہے تو میں زیادہ بھی دیتی ہوں، سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کرائی اور یہ جو کہا کہ میں اسلام میں کفر کو برا جانتی ہوں یعنی میں برا جانتی ہوں یہ کہ اگر اس کے پاس رہوں یہ کہ واقع ہوں اس چیز میں کہ تقاضا کرے کفر کو اور منفی ہوئی یہ بات کہ اس نے ارادہ کیا ہو کہ باعث ہو ثابت اس کو کفر پر اور حکم کرے اس کو ساتھ اس کے نفاق سے ساتھ قول اس عورت کے کہ میں اس کی خوش خلقی اور دینداری میں عیب نہیں کرتی پس متعین ہوگا حمل کرنا اس چیز پر جو ہم نے کہی اور روایت جریر بن حازم کی باب کے اخیر میں اس کی تائید کرتی ہے اس واسطے کہ اس میں آیا ہے کہ مگر میں کفر سے ڈرتی ہوں گویا کہ اس نے اشارہ کیا طرف اس کی کہ البتہ باعث ہوا اس کو سخت مکروہ جاننا اس کا ثابت کو اوپر ظاہر کرنے کفر کے تاکہ ٹوٹ جائے نکاح اس کا اس سے اور وہ پہچانتی تھی کہ یہ حرام ہے لیکن وہ ڈری کہ باعث ہو اس کو

شدت بغض کی اوپر واقع ہونے کے بیچ اس کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد اس کی ساتھ کفر کے ناشکری خاوند کی اس واسطے کہ وہ تقصیر ہے عورت کی خاوند کے حق میں اور کہا طیبی نے معنی یہ ہیں کہ میں ڈرتی ہوں اپنے اوپر اسلام میں اس چیز کو جو اس کے حکم کے مخالف ہے نشوز وغیرہ سے اس قسم سے کہ امید کی جاتی ہے جوان عورت خوبصورت سے جو اپنے خاوند سے دشمنی رکھتی ہو جبکہ ہو ساتھ ضد کے عورت کی طرف سے سو جو مقتضی اسلام کے مخالف ہے اس نے اس کو کفر بولا اور احتمال ہے کہ اس کی کلام میں اضمار ہو یعنی میں برا جانتی ہوں کفر کے لوازم کو عداوت اور خلاف اور جھگڑے سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس نے کھجوروں کے باغ پر نکاح کیا تھا اور یہ جو کہا کہ قبول کر باغ کو تو یہ امر ارشاد اور اصلاح کے واسطے ہے نہ واسطے ایجاب کے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے اس کو وہ باغ پھیر دیا اور حکم کیا حضرت ﷺ نے اس کو ساتھ جدائی عورت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ خلع طلاق نہیں ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں ہے حدیث میں وہ چیز جو اس کو ثابت کرے یا اس کی نفی کرے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا قول کہ اس کو طلاق دے احتمال ہے کہ ارادہ کیا جائے طلاق اس کی کا اوپر اس کے پس ہوگی طلاق صریح اوپر عوض کے اور نہیں ہے بحث بیچ اس کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو اس صورت میں ہے کہ جب واقع ہو الفظ خلع کا یا جو اس کے حکم میں ہو بغیر تعرض کے واسطے طلاق کے صراحت سے یا کنایت سے کیا ہوتی ہے طلاق یا فسخ؟ اور اسی طرح نہیں ہے اس میں تصریح ساتھ اس کے کہ خلع طلاق ہے پہلے واقع ہوا تھا یا پیچھے یا بالعکس ہاں باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ اس نے اس کو پھیر دیا اور حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا اس نے اس کو طلاق دی اور نہیں ہے صریح بیچ مقدم کرنے عطیہ کے اوپر حکم طلاق کے بلکہ یہ بھی احتمال رکھتا ہے کہ ہو مراد کہ اگر تجھ کو باغ پھیر دے تو اس کو طلاق دے دے۔ (فتح)

٤٨٦٨ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّآءِ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أُخْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ بِهٰذَا وَقَالَ تَرُدِّيْنَ حَدِيْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ فَرَدَّتْهَا وَأَمَرَهٗ يُطَلِّقُهَا وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلِّقْهَا وَعَنْ أَيُّوْبَ بْنِ أَبِيْ تَمِيْمَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

۴۸۶۸۔ حدیث بیان کی ہم سے اسحاق واسطی نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے خالد نے خالد حذاء سے اس نے روایت کی عکرمہ سے کہ عبداللہ بن اُبی منافق کی بہن ساتھ حدیث مذکور کے پھر بیان کیا اختلاف کو کہ حدیث کے متن میں ہے اور فرمایا کہ کیا تو اس کے باغ کو پھیر دے گی اس نے کہا ہاں سو اس نے وہ باغ اس کو پھیر دیا اور حکم کیا اس کو حضرت ﷺ نے کہ اس کو طلاق دے اور کہا ابراہیم بن طہمان نے خالد سے اس نے روایت کی عکرمہ سے اس نے حضرت ﷺ سے اور اس کو طلاق دی اور روایت ہے ابن ابی

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَا أَعْتِبُ عَلٰى ثَابِتٍ فِيْ دِيْنٍ وَّلَا خُلُقٍ وَّلٰكِنِّيْ لَا أُطِيْقُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ.

تمیمہ سے اس نے روایت کی عکرمہ سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے کہا کہ ثابت بن قیس کی عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میں نہیں عیب کرتی ہوں ثابت کے دین اور خلق میں لیکن نہیں طاقت رکھتی میں اس کے بغض سے یعنی میری اور اس کی موافقت نہیں ہو سکتی، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس کا باغ پھیر دے گی؟ اس نے کہا ہاں۔

٤٨٦٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ حَدَّثَنَا قُرَادٌ أَبُوْ نُوْحٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوْبَ. عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَنْقِمُ عَلٰى ثَابِتٍ فِيْ دِيْنٍ وَّلَا خُلُقٍ إِلَّا أَنِّيْ أَخَافُ الْكُفْرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ فَقَالَتْ نَعَمْ فَرَدَّتْ عَلَيْهِ وَأَمَرَهٗ فَفَارَقَهَا.

۴۸۶۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس کی عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ نہیں عیب لگاتی میں ثابت کو دین میں اور نہ خلق میں مگر میں کفر سے ڈرتی ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس کو اس کا باغ پھیر دے گی؟ اس نے کہا ہاں! سو اس نے اس کو باغ پھیر دیا اور حکم کیا اس کو سو اس نے اس کو جدا کر دیا۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ جَمِيْلَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

حدیث بیان کہ ہم سے سلیمان نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حماد نے ابو ایوب سے اس نے روایت کی عکرمہ سے کہ جمیلہ، پس ذکر کی ساری حدیث۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس بات کی کہ اختلاف کیا گیا ہے نیز بیچ موصول ہونے اس حدیث کے اور مرسل ہونے اس کے کی سو متفق ہوا ہے ابراہیم بن طہمان اور جریر اوپر موصول کرنے اس کے کی اور مخالفت کی ہے ان دونوں کی حماد بن زید نے سو کہا ایوب نے عکرمہ سے مرسلا اور بخاری رحمہ اللہ نے جو اس حدیث کو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے تو اس سے کئی فائدے نکلتے ہیں ایک یہ کہ جب وصل کرنے والے راوی بہت ہوں اور مرسل بیان

کرنے والے تھوڑے ہوں تو مقدم کیا جاتا ہے وصل کرنے والا اگرچہ مرسل بیان کرنے والا زیادہ تر حافظ ہو اور نہیں لازم آتا اس سے مقدم ہونا روایت واصل کا مرسل بیان کرنے والے پر ہمیشہ اور ایک یہ کہ جب نہ ہو راوی ضبط کے اعلیٰ درجے میں اور موافقت کرے اس کی جو اس کی مثل ہو تو قوت پا جاتا ہے اور دونوں روایتیں متقن کی روایت کے برابر ہو جاتی ہیں اور ایک یہ کہ صحیح کی حدیثوں میں تفاوت ہے بعض حدیث صحیح ہے اور بعض اصح اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے کہ جب فقط عورت کی طرف سے مخالفت پیدا ہو تو جائز ہے خلع اور فدیہ اور یہ کہ نہیں مقید ہے یہ ساتھ اس کے کہ دونوں کی طرف سے مخالفت پائی جائے اور یہ کہ مشروع ہے یہ جب کہ برا جانے عورت مرد کے ساتھ رہنے کو اگرچہ مرد اس کو برا نہ جانے اور نہ دیکھے عورت سے وہ چیز جو تقاضا کرے اس کے فراق کو اور کہا ابو قلابہ اور محمد بن سیرین نے کہ نہیں جائز ہے واسطے مرد کے بدلہ لینا عورت سے مگر یہ کہ اس کے پیٹ پر کسی اجنبی مرد کو دیکھے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ان سے اور شاید یہ حدیث ان کو نہیں پہنچی اور استدلال کیا ہے ابن سیرین نے ساتھ ظاہر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِلَّا اَنْ يَّأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بقرہ کی آیت نے تفسیر کیا ہے مراد کو ساتھ اس کے باوجود اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث پھر ظاہر ہوئی واسطے میرے توجیہ اس کی جو ابن سیرین نے کہا اور وہ خاص کرنا ہے اس کا ساتھ اس صورت جب کہ ہو مخالف مرد کی طرف سے ساتھ اس طور کے کہ مرد اس کو برا جانے اور عورت اس کو برا نہ جانے پس تنگ کرے اس کو تا کہ اس سے بدلے میں مال لے سو واقع ہوئی نہی اس سے مگر یہ کہ اس کو بے حیائی پر دیکھے اور نہ پائے گواہ اور نہ چاہے کہ اس کو لوگوں میں رسوا کرے پس جائز ہے اس وقت کہ بدلہ لے اس سے اور لے اس سے جس پر دونوں راضی ہوں اور اس کو طلاق دے سو نہیں ہے اس میں مخالفت حدیث کی اس واسطے کہ حدیث وارد ہوئی ہے اس صورت میں جب کہ ہو کراہت عورت سے اور اختیار کیا ہے ابن منذر نے کہ نہیں جائز ہے یہاں تک کہ واقع ہو خلاف دونوں سے اور اگر واقع ہو ایک سے تو نہیں دفع ہوتا ہے گناہ اور یہ قول موافق ہے واسطے دونوں آیتوں کے اور نہیں مخالف ہے اس چیز کو کہ وارد ہوئی ہے بیچ اس کے اور ساتھ اس کے قائل ہے طاؤس اور شعبی اور ایک جماعت تابعین کی اور جواب دیا ہے طبری وغیرہ نے ظاہر آیت سے ساتھ اس کے کہ جب نہ قائم ہو عورت ساتھ حقوق خاوند کے کہ حکم کی گئی ہے ساتھ ان کے تو ہوگا یہ نفرت دلانے والا واسطے خاوند کے اس سے اکثر اوقات اور تقاضا کرنے والا بغض مرد کے کو واسطے اس کے سو منسوب کیا گیا خوف کرنا طرف دونوں کی اور جواب دیا ہے اس نے حدیث سے ساتھ اس کے کہ نہیں طلب کی حضرت ﷺ نے تفسیر ثابت سے کہ کیا تو بھی اس کو برا جانتا ہے جیسے وہ تجھ کو برا جانتی ہے یا نہیں اور اس حدیث میں ہے کہ جب عورت خاوند سے مال کے عوض میں طلاق مانگے اور وہ اس کو طلاق دے تو واقع ہوتی ہے طلاق اور اگر نہ واقع ہو طلاق صریح اور نہ دونوں نے اس کی نیت کی ہو تو اس میں اختلاف ہے جو پہلے

گزرا اور استدلال کیا گیا ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ خلع فسخ ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے حدیث باب کی بعض طریقوں میں زیادتی سے پس بیچ روایت عکرمہ کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نزدیک ابوداؤد کے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ حکم کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک حیض عدت کاٹے اور نزدیک ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ کے ہے حدیث ربیع معوذ کی بیٹی سے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو حکم کیا کہ ایک حیض عدت گزارے اور پیروی کی ہے عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی ثابت کی عورت کے حق میں اور نسائی اور طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ ثابت بن قیس نے اپنی عورت کو مارا پھر ذکر کی مثل حدیث باب کے اور اس کے اخیر میں ہے فرمایا کہ لے جو اس کے واسطے ہے اور اس کی راہ چھوڑ دے اس نے کہا بہت اچھا سو حکم کیا اس کو کہ ایک حیض عدت گزارے اور اپنے گھر والوں میں جا ملے کہا خطابی نے اس میں دلیل قوی ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ خلع فسخ ہے اور طلاق نہیں اس واسطے کہ اگر طلاق ہوتی تو نہ کفایت کرتی ساتھ ایک حیض کے واسطے عدت کے یعنی بلکہ تین حیض عدت کاٹنے کو فرماتے اور کہا امام احمد رحمہ اللہ نے کہ خلع فسخ ہے اور کہا ایک روایت میں اور یہ کہ وہ اپنے خاوند کے سوا اور کسی کے واسطے حلال نہیں ہوتی یہاں تک کہ تین حیض گزریں سو نہ تھا نزدیک اس کے درمیان ہونے اس کے کی فسخ اور درمیان کم ہونے کے عدت سے لزوم اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں ہوتا یہ بدلہ دینا مگر ساتھ ہو بہو اس چیز کے کہ مرد عورت کو دے یا بقدر اس کے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کیا تو اس کا باغ اس کو پھیر دے گی؟ اور ابن ماجہ اور بیہقی کی روایت میں اس حدیث کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ حکم کیا اس کو کہ اس سے بدلہ لے اور جو دیا تھا اسے زیادہ نہ لے لیکن نہیں ہے اس میں دلالت شرط پر سو کبھی یہ واقع ہوتا ہے بطور اصلاح کے واسطے سہولت عورت کے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ نہ لے عورت سے زیادہ اس چیز سے کہ دے اور عطاء اور طاؤس سے بھی مروی ہے اور یہ قول احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور مقابل اس کے ہے جو روایت کی ہے عبدالرزاق نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے کہ میں نہیں چاہتا کہ لے اس سے جو اس کو دیا تھا تاکہ اس کے واسطے کچھ چیز چھوڑے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ میں ہمیشہ سے سنتا ہوں کہ بدلہ لینا جائز ہے ساتھ مہر کے اور ساتھ زیادہ کے اس سے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ﴾ اور واسطے حدیث حبیبہ سہل کی بیٹی کے سو جب خلاف عورت کی طرف سے ہو تو حلال ہے واسطے خاوند کے جو لے عورت سے ساتھ رضا مندی اس کی کے اور اگر مرد کی طرف سے ہو تو نہیں حلال ہے واسطے اس کے کچھ اور پھیر دے مرد اس کو جو اس سے لیا ہو اور واقع ہوتی ہے جدائی اور کہا امام شافعی رحمہ اللہ نے کہ اگر عورت مرد کے حق کو ادا نہ کرتی ہو اس کو برا جانتی ہو تو اس کے واسطے حلال ہے کہ بدلہ لے اس واسطے کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ لے اس سے وہ چیز جس کے ساتھ اس کا دل خوش ہو بغیر سبب کے سو سبب کے ساتھ لینا اولیٰ ہے اور کہا اسماعیل قاضی نے کہ دعویٰ کیا ہے بعض نے کہ مراد ساتھ قول اللہ

تعالیٰ کے ﴿فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ﴾ مہر ہے اور یہ دعویٰ مردود ہے اس واسطے کہ نہیں قید کی گئی ہے آیت میں ساتھ اس کے اور اس میں ہے کہ خلع جائز ہے حیض میں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس سے تفصیل نہ پوچھی کہ کیا حیض کی حالت میں ہے یا نہیں لیکن جائز ہے یہ کہ چھوڑا ہو اس کو اس واسطے کہ یہ آپ کو پہلے سے معلوم ہو یا ہو پہلے برقرار رکھنے اس کے پس نہیں دلالت ہے اس میں واسطے اس شخص کے جو خاص کرتا ہے اس کو منع کرنے طلاق حیض والی کے اور یہ سب تفریع ہے اس پر کہ خلع طلاق ہے اور یہ کہ جو حدیث کہ آئی ہے کہ عورت کو اپنے خاوند سے طلاق مانگنی منع ہے تو یہ محمول ہے اس صورت پر جب کہ نہ ہو ساتھ کسی سبب کے جو اس کو تقاضا کرے واسطے حدیث ثوبان کے کہ جو عورت اپنے خاوند سے طلاق مانگے اس پر بہشت کی بو حرام ہے اور دلالت کرتا ہے اس کی تخصیص پر قول اس کا اس کے بعض طریقوں میں من غیر ما باس یعنی بغیر کسی سبب کے اور اس حدیث میں ہے کہ صحابی جب فتویٰ دے بر خلاف روایت اپنی کے تو معتبر وہ چیز ہے جو اس نے روایت کی نہ رائے اس کی اور نہ فتویٰ اس کا اس واسطے کہ ابن عربی نے ثابت بن قیس کی عورت کا قصہ روایت کیا جو دلالت کرنے والا ہے اس پر کہ خلع طلاق ہے اور حالانکہ فتویٰ یہ دیتے تھے کہ خلع طلاق نہیں ہے لیکن دعویٰ کیا ہے ابن عبدالبر نے شاذ ہونے اس کے کا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس واسطے کہ نہیں پہچانا جاتا ہے کوئی جس نے اس سے نقل کیا ہو کہ وہ فسخ ہے اور طلاق نہیں ہے مگر طاؤس نے اور ابن عبدالبر کے اس قول میں نظر ہے اس واسطے کہ طاؤس ثقہ ہے حافظ ہے فقیہ ہے اور نہیں ضرر کرتا اس کو تنہا ہونا اس کا اور لیا ہے علماء نے اس کو ساتھ قبول کے اور نہیں جانتا میں اس شخص کو کہ ذکر کیا اختلاف کو اس مسئلے میں مگر کہ جزم کیا ہے اس نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کو فسخ جانتے تھے لیکن قصہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا صریح ہے بیچ ہونے خلع کے طلاق۔

تکمیل: نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے مالک رحمہ اللہ سے کہ مختلعہ وہ عورت ہے جو اپنے سارے مال سے خلع کرے، مفتد یہ وہ ہے جو کچھ مال بدلہ دے، اور مبارأۃ وہ ہے جو برأت کرے اپنے خاوند سے پہلے دخول کے کہا ابن عبدالبر نے کہ کبھی یہ ایک دوسرے کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔ (فتح)

بَابُ الشِّقَاقِ وَهَلْ يُشِيْرُ بِالْخُلْعِ عِنْدَ الضَّرُوْرَةِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿خَبِيْرًا﴾.

باب ہے عداوت اور خلاف کے بیان میں یعنی جو اس آیت میں واقع ہوا ہے ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا﴾ اور کیا اشارہ کرے ساتھ خلع کے وقت ضرر کے اور اللہ نے فرمایا کہ اگر ڈرو تم مخالفت سے درمیان مرد اور عورت کے تو معین کرو ایک منصف مرد کے گھر والوں میں سے اللہ کے قول خبیرا تک۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے اجماع ہے علماء کا اس پر کہ خطاب اللہ کے اس قول میں ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا﴾

حاکموں کو ہے اور یہ کہ مراد ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَاِنْ یُّرِیْدَا اِصْلَاحًا﴾ دونوں منصف ہیں اور یہ کہ ایک منصف مرد کی طرف سے ہو اور ایک عورت کی طرف سے مگر یہ کہ نہ پایا جائے ان دونوں کے گھر والوں میں جو صلح کروائے پس جائز ہے کہ کوئی اجنبی شخص ہو جو اس کے لائق ہو اور یہ کہ اگر دونوں مختلف ہوں تو ان کا قول جاری نہیں ہوتا اور اگر دونوں متفق ہوں تو جاری ہوتا ہے بیچ صلح کرنے کے درمیان ان کے بغیر وکیل کرنے کے اور اگر دونوں جدائی پر اتفاق کریں تو اس میں اختلاف ہے سو کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نافذ ہوتا ہے بغیر وکیل کرنے کے اور بغیر اجازت کے عورت اور خاوند سے اور کہا کوفیوں اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ محتاج ہیں طرف اجازت کی اور بہر حال مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے تابعداروں نے سو ملحق کیا ہے اس کو ساتھ نامرد اور ایلاء کرنے والے کے کہ حاکم ان دونوں کو طلاق دیتا ہے پس اسی طرح یہ ہے اور نیز جب مخاطب ساتھ اس کے حاکم ہیں اور منصفوں کا معین کرنا ان کے سپرد ہے تو دلالت کی اس نے اس پر کہ پہنچنا غایت کا جمع سے یا تفریق سے ان کے اختیار میں ہے اور چلے ہیں باقی لوگ اصل پر اور وہ یہ ہے کہ طلاق خاوند کے ہاتھ میں ہے سو اگر اجازت دے تو فبہا نہیں تو حاکم اس کی طرف سے طلاق دے۔ (فتح)

۴۸۷۰ ـ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ الزُّهْرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ بَنِی الْمُغِیْرَةِ اسْتَأْذَنُوْا فِیْ اَنْ یَّنْکِحَ عَلِیٌّ ابْنَتَهُمْ فَلَا اٰذَنُ.

۴۸۷۰۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک مغیرہ رضی اللہ عنہ کی اولاد مجھ سے اجازت مانگتے ہیں اس کی کہ علی رضی اللہ عنہ ان کی بیٹی سے نکاح کرے سو میں اجازت نہیں دوں گا۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث مسور کا جس میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا اور اعتراض کیا ہے اس پر ابن تین نے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے حدیث میں وہ چیز جو ترجمہ باب کے موافق ہو اور کہا ابن منیر نے حاشیہ میں کہ ممکن ہے کہ لیا جائے یہ اس سے کہ اشارہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قول اپنے کے کہ میں اجازت نہیں دوں گا اس کی طرف کہ علی رضی اللہ عنہ پیغام نکاح کا چھوڑ دے اور جب جائز ہے اشارہ ساتھ عدم نکاح کے تو ملحق ہو گا ساتھ اس کے قطع کرنے نکاح کے اور کہا کرمانی نے پکڑی جاتی ہے مطابقت ترجمہ کی اس وجہ سے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ راضی نہ ہوتیں سو امید تھی کہ ان کے اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان ضد پیدا ہوتی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ اس کے وقوع کو دفع کریں ساتھ منع کرنے علی رضی اللہ عنہ کے اس سے بطور ایماء اور اشارہ کے اور یہ مناسبت عمدہ ہے اور لیا جاتا ہے آیت اور حدیث سے عمل کرنا ساتھ سد ذرائع کے اس واسطے کہ حکم کیا اللہ نے ساتھ معین کرنے دو منصفوں کے وقت خوف شقاق کے پہلے واقع ہونے اس کے اس طرح کہا ہے مہلب نے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ وجود

علامات شقاق کے جو تقاضا کرتا ہے واسطے بدستور رہنے بدی اور بدگزران کے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَكُوْنُ بَيْعُ الْأَمَةِ طَلَاقًا.

نہیں ہوتا بیچ ڈالنا لونڈی کا طلاق۔

۴۸۷۱ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ إِحْدَى السُّنَنِ أَنَّهَا أُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِيْ زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَّأُدْمٌ مِّنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَلَمْ أَرَ الْبُرْمَةَ فِيْهَا لَحْمٌ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ.

۴۸۷۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں تین حکم تھے یعنی اس کے سبب سے شرع کے تین حکم معلوم ہوئے ایک حکم یہ ہے کہ وہ آزاد کی گئی پس اختیار دی گئی اپنے خاوند میں کہ خواہ اس کے پاس رہے یا نہ رہے۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آزاد کرنے کا حق اسی کا ہے جس نے آزاد کیا یعنی جس نے لونڈی یا غلام کو آزاد کیا اگر غلام کچھ چھوڑ کر مر جائے تو اس کے مال کا وارث آزاد کرنے والا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور ہانڈی گوشت سے جوش مارتی تھی سو روٹی اور گھر کا کچھ سالن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا سو فرمایا کہ کیا میں ہانڈی نہیں دیکھتا کہ جس میں گوشت ہے؟ گھر والوں نے کہا کہ کیوں نہیں! لیکن یہ گوشت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا یعنی کسی نے اس کو یہ گوشت صدقہ دیا ہے اور آپ صدقہ نہیں کھاتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے واسطے صدقہ ہے اور ہمارے واسطے تحفہ ہے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے نہیں ہے باب میں وہ چیز جو دلالت کرے اوپر ترجمہ کے لیکن اگر اس کا نکاح باقی ہوتا تو اس کو آزاد کرنے کے بعد اختیار نہ دیا جاتا اس واسطے کہ خریدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا آزاد کرنا تھا مقابل اس کے اور یہ قول اس کا عجیب ہے اول اس وجہ سے کہ حدیث مطابق ہے واسطے ترجمہ کے اس واسطے کہ آزاد کرنا جب نہیں لازم پکڑتا ہے طلاق کو تو بیع بطریق اولیٰ اس کو مستلزم نہ ہوگی اور نیز اختیار دینا جو نوبت پہنچاتا ہے طرف جدائی کے نہیں واقع ہوتا ہے مگر بسبب آزاد کرنے کے نہ بسبب بیع کے۔ دوم اس وجہ سے کہ اگر وہ طلاق دی جاتی ساتھ مجرد بیع کے تو نہ ہوتا واسطے اختیار دینے کے کچھ فائدہ۔ سوم اس وجہ سے کہ اس کے کلام کا آخر اس کے کلام کے اول کو رد کرتا ہے اس واسطے کہ وہ ثابت کرتا ہے مطابقت کو جس کی اس نے نفی کی ہے۔ کہا ابن بطال نے اختلاف کیا ہے سلف نے کہ کیا لونڈی کا بیچ ڈالنا طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟ سو جمہور نے کہا ہے کہ اس کا بیچ ڈالنا طلاق نہیں ہوتا اور مروی ہے یہ ابن

مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور تابعین میں سے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے کہا کہ طلاق نہیں ہوتا اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ ظاہر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ اور حجت جمہور کی باب کی حدیث ہے اور وہ یہ ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا آزاد کی گئی سو اپنے خاوند میں اختیار دی گئی سو اگر واقع ہوتی طلاق اس کے ساتھ مجرد بیع کے تو نہ ہوتی واسطے اختیار دینے کے کوئی معنی اور باعتبار قیاس کے کہ وہ عقد ہے منفعت پر پس نہیں باطل کرتا اس کو بیچ ڈالنا گردن کا جیسا کہ بیچ عین موجرہ کے ہے اور آیت نازل ہوئی ہے قیدی عورتوں کے حق میں سو وہی ہے مراد ساتھ ایک یمین کے بنا بر اس کے کہ ثابت ہوا ہے صحیح میں سبب نزول اس کے سے اور روایت کی ہے حماد بن سلمہ نے ہشام بن عروہ سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ جب اپنے غلام کا نکاح اپنی لونڈی سے کر دے تو طلاق غلام کے ہاتھ میں ہے اور جب خاوند والی لونڈی کو خریدے تو طلاق خریدار کے ہاتھ میں ہے اور یہ جو کہا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے سبب سے تین حکم معلوم ہوئے تو ابوداؤد وغیرہ کی روایت میں ہے کہ چار حکم معلوم ہوئے اور اس میں اتنا زیادہ ہے اور حکم کیا اس کو یہ کہ عدت کاٹے عدت آزاد عورت کی یعنی تین حیض اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ساتھ صحیح سندوں کے عثمان رضی اللہ عنہ سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اور دوسرے لوگوں سے کہ لونڈی جب غلام کے نکاح میں ہو اور آزاد کی جائے تو اس کی طلاق غلام کی طلاق ہے اور اس کی عدت آزاد عورت کی عدت ہے اور میں نے پہلے بیان کیا ہے عتق میں کہ علماء نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں اور یہ کہ بعض نے اس کو چار سو فائدے تک پہنچایا ہے اور نہیں مخالف ہے یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کو کہ تین حکم معلوم ہوئے اس واسطے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ چیز ہے کہ واقع ہوئی ہے احکام سے بیچ اس کے مقصود خاص لیکن چونکہ تھا ہر حکم ان میں سے شامل اوپر جمانے ایک قاعدے کے کہ استنباط کرتا ہے اس سے عالم بوجھ والا فائدے بہت تو واقع ہوئی بہتایت اس حیثیت سے اور جوڑا گیا طرف اس کی جو واقع ہوا ہے بیچ سیاق قصے کے غیر مقصود اس واسطے کہ اس میں بھی فائدے ہیں جو لیے جاتے ہیں بطور تنصیص کے یا استنباط کے یا اقتصار کے اوپر تین یا چار کے واسطے ہونے ان کے ظاہر تر اور جو ان کے سوا ہیں وہ بطور استنباط کے لیے جاتے ہیں اور یہ جو کہا کہ حق آزادی کا واسطے اس شخص کے ہے جس نے آزاد کیا اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ کلمہ انما کا فائدہ دیتا ہے حصر کا نہیں تو البتہ نہ لازم آتا ثابت کرنے ولاء کے سے واسطے آزاد کرنے والے کے نفی اس کی غیر اس کے سے اور یہی مراد ہے حدیث سے یعنی مراد حصر ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ نہیں ولا ہے واسطے انسان کے کسی پر بغیر آزاد کرنے کے پس نفی ہوگی اس شخص کی جس کے ہاتھ پر کوئی مسلمان ہو اور یہ کہ نہیں ہے ولا واسطے گرے پڑے لڑکے اٹھانے والے کے برخلاف اسحاق کے اور نہ واسطے اس شخص کے جو ہم قسم ہو ساتھ کسی آدمی کے برخلاف ایک گروہ سلف کے اور یہی قول ہے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور لیا جاتا ہے اس کے عموم

سے کہ اگر عربی کافر غلام کو آزاد کرے پھر دونوں مسلمان ہو جائیں تو بدستور رہتا ہے ولا واسطے اس کے اور ساتھ اس کے قائل ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور کہا ابن عبدالبر نے کہ وہ قیاس قول مالک رحمہ اللہ کا ہے اور موافق ہوا ہے اس پر ابو یوسف رحمہ اللہ اور مخالفت کی ہے اس نے اپنے ساتھیوں کی اس واسطے کہ انہوں نے کہا کہ واسطے غلام آزاد کے ہے اس صورت میں کہ جس کو چاہے متولی کرے اور اس کے فائدوں کا بیان بابوں کے بعد آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ خِيَارِ الْأَمَةِ تَحْتَ الْعَبْدِ. اختیار لونڈی کا غلام کے نکاح میں۔

فائدہ: یعنی جب آزاد کی جائے اور پھرنا ہے بخاری رحمہ اللہ سے طرف ترجیح قول اس شخص کے کی جو کہتا ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند غلام تھا اور البتہ باب باندھا ہے اس نے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصہ میں باب المرأة تحت العبد اور یہ بھی اس سے جزم ہے کہ وہ غلام تھا **ویاتی بیان ذلك فی باب الآتی** اور اعتراض کیا ہے اس پر اس جگہ ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے باب کی حدیث میں کہ اس کا خاوند غلام تھا اور ثابت کرنا خیار کا واسطے اس کے نہیں دلالت کرتا اس واسطے کہ مخالف دعویٰ کرتا ہے کہ نہیں فرق ہے اس میں درمیان آزاد اور غلام کے اور جواب یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ چلا ہے اپنی عادت پر اشارہ کرنے سے طرف اس چیز کے کہ حدیث کے بعض طریقوں میں ہے جس کو وارد کرے گا اور نہیں شک ہے کہ قصہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا متعدد نہیں اور البتہ راجح نزدیک اس کے یہ ہے کہ اس کا خاوند غلام تھا اسی واسطے جزم کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اور تقاضا کرتا ہے ترجمہ بطور مفہوم کے کہ لونڈی جب آزاد مرد کے نکاح میں ہو اور آزاد کی جائے تو نہیں ہوتا ہے واسطے اس کے اختیار اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ اس کے سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جب غلام کے نکاح میں آزاد ہو تو اس کو اختیار ہے اور آزاد کے نکاح میں اختیار نہیں ہے اور کوفیوں کا یہ مذہب ہے کہ ثابت ہوتا ہے خیار واسطے اس عورت کے کہ آزاد کی جائے برابر ہے کہ آزاد مرد کے نکاح میں ہو یا غلام کے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث اسود بن یزید کے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ اس کا خاوند آزاد مرد تھا اور کہا ابراہیم نے جیسے کہ روایت کی ہے اس سے بیہقی نے کہ خلاف کیا ہے اسود نے سب لوگوں کا بریرہ رضی اللہ عنہا کے خاوند میں اور کہا امام احمد رحمہ اللہ نے کہ اس کے خاوند کا آزاد مرد ہونا فقط اسود راوی سے ثابت ہوا ہے اور صحیح ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے کہ وہ غلام تھا اور روایت کیا ہے اس کو مدینے کے علماء نے اور جب روایت کریں مدینے کے علماء کسی چیز کو اور عمل کریں ساتھ اس کے تو وہ اصح چیز ہے اور جب لونڈی آزاد مرد کے نکاح میں ہو اور آزاد کی جائے تو عقد اس کا جس کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے نہیں فسخ ہوتا ہے ساتھ امر مختلف فیہ کے **وسیاتی مزید لهذا بعد بابين** اور کہا ہے بعض حنفیوں نے کہ روایت اس شخص کی جو کہتا ہے کہ اس کا خاوند آزاد مرد تھا راجح ہے اس شخص کی روایت پر جو کہتا ہے کہ اس کا خاوند غلام تھا سو انہوں نے کہا غلامی کے پیچھے آزادی آتی ہے بغیر عکس کے لیکن محل طریق جمع کا وہ ہے جب برابر ہوں روایتیں قوت میں اور بہر حال مع تفرد کے

بیچ مقابلے اجماع کے سوا کیلی روایت شاذ ہوگی اور شاذ مردود ہے اور اسی واسطے نہیں اعتبار کیا ہے جمہور نے طریق تطبیق کے درمیان دونوں روایتوں کے باوجود قول ان کے کی کہ نہیں رجوع کیا جاتا ہے طرف ترجیح کی باوجود ممکن ہونے تطبیق کے اور جو حاصل ہوتا ہے ان کے محققوں کی کلام سے اور بہت لیا ہے اس کو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور اس کے تابعداروں نے کہ محل تطبیق کا وہ ہے جب کہ نہ ظاہر ہو غلط ایک روایت میں دونوں میں سے اور بعض نے شرط کی ہے کہ قوت میں برابر ہوں، کہا ابن بطال نے کہ اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ لونڈی جب آزاد ہو غلام کے نکاح میں تو اس کے واسطے اختیار ہے اور اس کے معنی ظاہر ہیں اس واسطے کہ غلام نہیں برابر ہے آزاد کے اکثر احکام میں سو جب وہ آزاد کی جائے تو ثابت ہوتا ہے واسطے اس کے خیار باقی رہنے سے اس کے نکاح میں یا جدائی سے اس واسطے کہ وہ وقت عقد کرنے کے ساتھ اس کے نہ تھے اختیار والوں میں سے اور حجت پکڑی ہے اس نے جو کہتا ہے کہ اس کے واسطے خیار ہے اگرچہ آزاد مرد کے نکاح میں ہو ساتھ اس طور کے کہ نکاح کرنے کے وقت اس کے واسطے کوئی رائے نہ تھی واسطے اتفاق علماء کے اس پر کہ جائز ہے واسطے مالک اس کے کہ یہ کہ نکاح کر دے اس کا بغیر رضا مندی اس کی کے سو جب آزاد کی گئی تو پیدا ہوا واسطے اس کے جدید حال جو پہلے نہ تھا اور معارضہ کیا ہے اس کا اور لوگوں نے ساتھ اس کے کہ اگر یہ مؤثر ہوتا تو البتہ ثابت ہوتا خیار واسطے کنواری کے جب کہ نکاح کر دے اس کو باپ اس کا پھر بالغ ہو اس حال میں کہ عاقلہ ہو اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح پس اسی طرح ہے لونڈی جو آزاد کے نکاح میں ہو کہ نہیں پیدا ہوا واسطے اس کے ساتھ آزاد کرنے کے وہ حال جو بند ہو ساتھ اس کے آزاد مرد سے پس ہوگی مانند کتابی عورت کی جو مسلمان کے نکاح میں ہو اور اختلاف ہے اس میں عیب اختیار کرے جدائی کو کہ کیا طلاق ہوتی ہے یا فسخ؟ سو کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور لیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہوتی ہے طلاق بائن اور ثابت ہوا ہے مثل اس کی حسن رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے اور کہا باقی لوگوں نے کہ یہ فسخ ہے طلاق نہیں۔ (فتح)

٤٨٧٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَيْتُهُ عَبْدًا يَعْنِيْ زَوْجَ بَرِيْرَةَ.

۴۸۷۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے اس کو غلام یعنی بریرہ رضی اللہ عنہا کے خاوند کو۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اس کو روتے دیکھا بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے چلتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند کالا غلام تھا اس کا نام مغیث تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار دیا اور حکم کیا کہ عدت کاٹے۔

٤٨٧٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذَاكَ مُغِيْثٌ عَبْدُ بَنِيْ

۴۸۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ مغیث تھا غلام بنی فلاں کا یعنی بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند جیسے میں اس کو دیکھتا ہوں کہ اس کے پیچھے پھرتا ہے مدینے کی گلیوں میں اس

فُلَانٍ يَعْنِيْ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتْبَعُهَا فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ يَبْكِيْ عَلَيْهَا.

کی جدائی میں روتا ہے۔

فائدہ: بنی فلاں کا یعنی بنی مغیرہ کا غلام تھا۔

٤٨٧٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ عَبْدًا أَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ مُغِيْثٌ عَبْدًا لِبَنِيْ فُلَانٍ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوْفُ وَرَآئَهَا فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ.

۴۸۷۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند کالا غلام تھا اس کو مغیث کہا جاتا تھا بنی فلاں کا غلام تھا جیسے میں اس کو دیکھتا ہوں کہ مدینے کی گلیوں میں اس کے پیچھے گھومتا ہے۔

بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ زَوْجِ بَرِيْرَةَ.

سفارش کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بریرہ رضی اللہ عنہا کے خاوند میں۔

فائدہ: یعنی پاس بریرہ رضی اللہ عنہا کے تا کہ اس کے نکاح میں پھر آئے، کہا ابن منیر نے موقع اس ترجمہ کا فقہ سے جائز کرنا سفارش کا ہے واسطے حاکم کے نزدیک خصم کے اس کے خصم میں یہ کہ اس سے معاف کرے یا ساقط کرے اور مانند اس کی۔

٤٨٧٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيْثٌ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوْفُ خَلْفَهَا يَبْكِيْ وَدُمُوْعُهُ تَسِيْلُ عَلٰى لِحْيَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبَّاسٍ يَا عَبَّاسُ أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيْثٍ بَرِيْرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيْرَةَ مُغِيْثًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَاجَعْتِهِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَأْمُرُنِيْ قَالَ إِنَّمَا أَنَا أَشْفَعُ قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ.

۴۸۷۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند غلام تھا اس کو مغیث کہا جاتا تھا جیسے میں اس کو دیکھتا ہوں کہ وہ اس کے پیچھے گھومتا ہے روتا ہے اس کے آنسو اس کی داڑھی پر بہتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے عباس! کیا تم کو تعجب نہیں آتا، مغیث کی محبت سے بریرہ کو اور بریرہ کے بغض سے مغیث کو؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اگر تو اس کی طرف پھر رجعت کرے تو خوب ہو اس نے کہا یا حضرت! کیا آپ مجھ کو حکم کرتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ میں اس کی سفارش کرتا ہوں سو اس نے کہا مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں۔

فائدہ: میں تو سفارش کرتا ہوں یعنی یہ بطورِ سفارش کے کہتا ہوں نہ بطورِ لزوم کے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں یعنی جب آپ مجھ کو یہ بات لازم نہیں کرتے تو میں اس کی طرف رجوع نہیں کرتی اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہ قصہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا نویں یا دسویں سال میں تھا اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ جن کو حضرت ﷺ نے خطاب کیا وہ جنگ طائف کے بعد مدینے میں آ کر رہے تھے۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب پہلے باب کے متعلق ہے۔

٤٨٧٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَآءٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَائِشَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَأَبٰى مَوَالِيْهَا إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطُوا الْوَلَاءَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيْهَا وَأَعْتِقِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقِيْلَ إِنَّ هٰذَا مَا تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ.

۴۸۷۶۔ حضرت اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی کو خریدیں سو اس کے مالکوں نے نہ مانا مگر یہ کہ شرط کریں ولا کی کہ ولا ان کے لیے ہو تو میں نے یہ حال حضرت ﷺ سے کہا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے اس واسطے کہ آزاد کرنے کا حق اسی کا ہے جو آزاد کرے اور حضرت ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا سو کہا گیا کہ یہ گوشت اس چیز سے ہے کہ صدقہ کی گئی بریرہ رضی اللہ عنہا پر سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس کے واسطے صدقہ ہے اور ہمارے واسطے ہدیہ ہے۔

حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَزَادَ فَخُيِّرَتْ مِنْ زَوْجِهَا.

حدیث بیان کی ہم سے آدم نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے اور اس میں اتنا زیادہ ہے سو اس کو اختیار دیا گیا اس کے خاوند سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ روایت کی اسود رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کا خاوند آزاد مرد تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اسود رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کا خاوند آزاد تھا کہا بخاری رحمہ اللہ نے قول اسود کا منقطع ہے اور قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ میں نے اس کو غلام دیکھا صحیح تر ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ اصل تخییر بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں ثابت ہے اور طریق سے اور کہا دار قطنی نے علل میں کہ نہیں اختلاف ہے عروہ پر عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ غلام تھا اور اسی طرح کہا ہے جعفر بن محمد نے اپنے باپ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ابوالاسود اور اسامہ بن زید نے قاسم سے اور ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ وہ آزاد تھا کہا دار قطنی نے کہ کہا عمران بن حدیر نے عکرمہ رحمہ اللہ سے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ

آزاد تھا اور یہ وہم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ وہم دو چیز میں ہے ایک اس کے قول میں کہ وہ آزاد تھا دوسرا اس کے قول میں عن عائشۃ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ روایت کرتا ہے عکرمہ سے وہ روایت کرتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور نہیں ہے اختلاف ابن عباس رضی اللہ عنہما پر کہ وہ غلام تھا اور اسی طرح جزم کیا ہے ساتھ اس کے ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور روایتیں جو پہلے بیان ہوئیں دلالت کرتی ہیں کہ یہ لفظ جو بعض روایت میں دیا ہے کہ آزاد تھا تو یہ مدرج ہے اسود راوی کے قول سے یا جو اس سے نیچے ہے اور بر تقدیر اس کے کہ موصول ہو تو جس روایت میں غلام ہونے کا ذکر ہے اس روایت کو ترجیح دی جائے گی ساتھ کثرت کے کہ اس کے راوی بہت ہیں اور نیز پس آل آدمی کی زیادہ جاننے والے ہیں ساتھ حدیث اس کی کے اس واسطے کہ قاسم عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا ہے اور عروہ اس کا بھانجا ہے اور متابعت کی ان دونوں کی ان کے غیر نے پس روایت ان کی اولیٰ ہے اسود کی روایت سے کہ وہ دونوں اس کی حدیث کو خوب جانتے ہیں اور نیز ترجیح دی جاتی ہے اس کو ساتھ اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذہب یہ تھا کہ لونڈی جب آزاد کے نکاح میں اور آزاد کی جائے تو اس کے واسطے خیار نہیں اور یہ برخلاف اس چیز کے ہے کہ روایت کی ہے اس سے عراق والوں نے ان کے اصل مذہب پر لازم ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کو لیں اور اس کی روایت کو چھوڑ دیں خاص کر یہ کہ اس کی روایت میں اختلاف ہے اور دعویٰ کیا ہے بعض نے کہ ممکن ہے تطبیق دونوں روایتوں میں ساتھ حمل کرنے قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ اس کا خاوند غلام تھا اوپر اختیار کرنے اس چیز کے کہ ہے پہلے اوپر اس کے پھر آزاد کیا گیا پس اسی واسطے کہا جس نے کہا کہ وہ آزاد تھا اور رد کرتا ہے اس تطبیق کو قول عروہ کا کہ وہ غلام تھا اور اگر آزاد ہوتا تو اس کو اختیار نہ دیا جاتا اور روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے ساتھ اس لفظ کے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند تھا غلام کالا جس دن آزاد ہوا پس یہ معارض ہے اسود کی روایت کو جو پہلے گزری اور معارض ہے احتمال مذکور کو یہ احتمال کہ جس نے کہا آزاد تھا اس نے ارادہ کیا ہو اس کے انجام کار کا اور جب دونوں روایتوں میں تعارض واقع ہوا باعتبار سند کے اور احتمال کے تو حاجت ہوئی ترجیح کی اور اکثر کی روایت کو ترجیح ہوتی ہے اور اسی طرح احفظ کی حدیث کو اور اسی طرح الزم کی حدیث کو اور یہ سب امر موجود ہیں اس شخص کی جانب میں جو کہتا ہے کہ غلام تھا اور بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں بہت فائدے ہیں بہت ان میں عتق میں گزر چکے ہیں اور بعض مساجد اور زکوۃ میں جواز مکاتب کا ساتھ سنت کے واسطے برقرار رکھنے حکم کتاب کے اور لیا جاتا ہے مشروع ہونے قسطوں کتابت کے سے بیع کرنا مدت معین تک اور قرض لینا اور مانند اس کی اور اس میں لاحق کرنا لونڈیوں کا ہے ساتھ غلاموں کے اس واسطے کہ آیت ظاہر ہے مردوں میں اور اس میں جائز ہونا کتابت ایک کا ہے تو درمیان بیویوں سے جو غلام ہوں اور ملحق ہے ساتھ اس کے جائز ہونا بیع ایک کا دونوں میں سے سوائے دوسرے کے اور جواز کتابت اس شخص کا جس کے پاس نہ کوئی مال ہو اور نہ کوئی پیشہ جانتا ہو اسی طرح کہا گیا ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اس نے جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے

اپنے حال پر مدد چاہی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے پاس کوئی مال نہ ہو اور نہ اس کا کوئی پیشہ ہو اور اس میں جائز ہونا بیع مکاتب کا ہے جب کہ راضی ہو اور نہ عاجز کرنے اپنے آپ کو جب کہ واقع ہو رضا مندی ساتھ اس کے اور جو منع کرتا ہے حمل کیا ہے اس نے اس کو اس پر کہ وہ عاجز ہو گئے تھے پہلے بیع سے اور محتاج ہے طرف دلیل کی اور بعض کہتے ہیں کہ واقع ہوئی تھی بیع اوپر قسطوں کتابت کے اور یہ بہت بعید ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مکاتب غلام ہے جب تک کہ اس پر کچھ چیز ہو اور متفرع ہوتا ہے اس پر جاری کرنا سب احکام غلام کا نکاح میں اور جنایتوں میں اور حدود وغیرہ میں اور یہ کہ جو اکثر قسطیں ادا کرے وہ آزاد نہیں ہوتا واسطے غالب کرنے حکم اکثر کے اور یہ کہ جو ادا کرے قسطوں سے بقدر قیمت اپنی کے وہ آزاد نہیں ہوتا اور یہ کہ جو بعض قسطیں ادا کرے نہیں آزاد ہوتا اس سے بقدر اس کے کہ ادا کیا اس واسطے اجازت دی حضرت ﷺ نے بیع خریدنے بریرہ رضی اللہ عنہا کے بغیر تفصیل پوچھنے کے اور اس میں جواز بیع مکاتب کا ہے اور غلام کا ساتھ شرط آزاد کرنے کے اور یہ کہ جو لونڈی کہ خاوند والی ہو اس کا بیچنا طلاق نہیں اور یہ کہ آزاد کرنا اس کا نہیں ہے طلاق اور نہ فسخ واسطے ثابت ہونے تخییر کے سو اگر طلاق دی جائے ساتھ اس کے ایک تو اس کے خاوند کو رجعت کرنا درست ہے اور نہیں موقوف ہے اس کی اجازت پر یا تین طلاقیں دے تو نہ کہے واسطے اس کے کہ کاش میں اس سے رجعت کرتا اس واسطے کہ وہ اس کے واسطے حلال نہیں ہوتی مگر بعد دوسرے خاوند کے اور یہ کہ بیچ ڈالنا اس کا نہیں مباح کرتا واسطے خریدار اس کے صحبت اس کی کو اس واسطے کہ اختیار دینا اس کا دلالت کرتا ہے اوپر باقی رہنے علاقے نکاح کے اور یہ کہ مالک مکاتب کا نہ منع کرے اس کو کمانے سے اور یہ کہ کمائی اس کی کتابت کے وقت سے اسی کے واسطے ہوگی اور جواز سوال مکاتب کا اس شخص سے جو اس کو اس کی بعض قسطوں پر مدد دے اگرچہ وعدے کا وقت نہ آیا ہو اور یہ نہیں تقاضا کرتا اس کے عاجز کرنے کو اور جائز ہے مانگنا اس چیز کا کہ نہیں بے قرار ہے سائل طرف اس کی حال میں اور جواز مدد مانگنے کا خاوند والی عورت سے اور یہ کہ جائز ہے تصرف اس کا بیچ مال اپنے کے بغیر اجازت اپنے خاوند کے اور خرچ کرنا مال کا بیچ طلب کرنے ثواب کے یہاں تک کہ بیچ خریدنے کے ساتھ زیادتی کے اوپر قیمت مثل کے ساتھ قصد تقرب کے ساتھ عتق کے اور لیا جاتا ہے اس سے یہ کہ جائز ہے خریدنا اس شخص کا جو ہو مطلق التصرف اسباب کو ساتھ زیادہ کے اس کی قیمت سے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نقد دیا جس کو انہوں نے نو برس میں ادھار ٹھہرایا تھا واسطے حاصل ہونے رغبت کے بیچ نقد کے اکثر ادھار سے اور یہ کہ جائز ہے سوال کرنا فی الجملہ واسطے اس شخص کے کہ متوقع ہو محتاج ہونا اس کی طرف یعنی جب توقع ہو کہ حاجت پڑے گی تو اس کو سوال کرنا کسی سے درست ہے اگرچہ حال میں محتاج نہ ہو سو جو حدیثیں کہ وارد ہوئی ہیں اس میں کہ سوال کرنا منع ہے تو وہ محمول ہیں الویت پر اور یہ کہ جائز ہے سعی کرنا غلام کا بیچ چھوڑانے گردن اپنی کے اگرچہ ہو ساتھ سوال کے اس شخص سے جو اس کو خریدے تا کہ آزاد کرے اگرچہ یہ اس کے مالک کو ضرر کرے واسطے رغبت

کرنے شارع کے طرف آزاد کرنے کی اور اس میں باطل ہونا فاسد شرطوں کا ہے معاملات میں اور صحیح ہونے شرط مشروع کے واسطے مفہوم قول حضرت ﷺ کے کہ جو شرط کہ کتاب اللہ میں نہ ہو وہ باطل ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو استثناء کرے خدمت غلام کی وقت بیچنے اس کے کی تو نہیں صحیح ہے شرط اس کی اور یہ کہ جو شرط کرے شرط باطل وہ عقوبت کا مستحق نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس کے حرام ہونے کو جانتا ہو اور اس پر اصرار کرے اور یہ کہ مالک مکاتب کا نہ منع کرے اس کو کوشش کرنے سے بیچ تحصیل مال کتابت کے اگرچہ ہو حق اس کا خدمت میں ثابت اور یہ کہ جب غلام مکاتب اپنی قسطیں صدقے سے ادا کرے تو اس کا مالک اس کو رد نہ کرے اور اسی طرح جب اپنی قسطیں وعدے کے آنے سے پہلے ادا کرے تو بھی اس کو مالک رد نہ کرے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ وہ آزاد ہو جاتا ہے واسطے لینے کے بریرہ رضی اللہ عنہا کے مالکوں کے قول سے کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا چاہے تو ثواب کا ارادہ کرے اس واسطے کہ ظاہر اس کا بیچ قبول کرنے تعمیل اس چیز کے ہے کہ اتفاق کیا انہوں نے اوپر ادھار کرنے اس کے کی اور آزادی کا حاصل ہونا اس کو لازم ہے اور اس سے لیا جاتا ہے نیز کہ جو احسان کرے مکاتب پر ساتھ اس چیز کے کہ اس پر ہے تو آزاد ہو جاتا ہے اور استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر نہ واجب ہونے معاف کرنے کے مکاتب سے واسطے قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ میں گن دوں ان کو گننا ایک بار اور نہ انکار کیا حضرت ﷺ نے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہے کہ وہ قبض کرنے کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا کو پھیر دیں اور یہ کہ جائز ہے باطل کرنا کتابت کا اور فسخ کرنا عقد اس کے کا جب کہ آپس میں راضی ہوں دونوں مالک اور غلام اگرچہ ہو اس میں باطل کرنا تحریر کا واسطے برقرار رکھنے بریرہ رضی اللہ عنہا کے اوپر کوشش کے درمیان عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور بریرہ رضی اللہ عنہا کے مالکوں کے بیچ فسخ کرنے کتابت اس کی کے تاکہ خریدیں اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اس میں ثابت ہونا ولاء کا ہے واسطے آزاد کرنے والے کے اور رد کرنا اوپر اس کے جو اس کے مخالف ہو اور لیے جاتے ہیں اس سے چند مسئلے مانند آزاد کرنے سائبہ کے اور لقیط کے اور حلیف کے اور مانند اس کی اور اس میں مشروع ہونا خطبہ کا ہے امر مہم میں اور کھڑا ہونا بیچ اس کے اور حمد اور ثناء کو پہلے کہنا اور کہنا اما بعد کا وقت شروع کرنے کلام کے حاجت میں اور یہ کہ جس سے منکر کام واقع ہو تو مستحب ہے نہ معین کرنا اس کا اور یہ کہ نہیں مکروہ ہے تک بندی کلام میں مگر جب کہ اس کا قصد کیا ہو اور واقع ہو مکلف اور یہ کہ جائز ہے قسم کرنی اس چیز میں کہ نہیں واجب ہے بیچ اس کے خاص کر وقت قصد کرنے ایک چیز کے کرنے پر اور یہ کہ جو قسم لغو ہو اس میں کفارہ نہیں اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے قسم کھائی کہ نہ خریدیں پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شرط کر لے اور نہیں منقول ہے کفارہ اور یہ کہ جائز ہے کان میں بات کرنا دو آدمیوں کا تیسرے کے سامنے ایسے کام میں کہ کان میں بات کرنے والا اس سے شرماتا ہو اور جانتا ہو کہ جس کے ساتھ کانا پھوسی کرتا ہے وہ تیسرے کو بتلا دے گا اور مستثنیٰ ہے یہ نہی سے جو وارد ہے بیچ اس کے اور یہ کہ جائز ہے پوچھنا تیسرے کا کانا پھوسی مذکور سے جب کہ گمان کرے کہ اس کو اس کے

ساتھ تعلق ہے اور یہ کہ جائز ہے ظاہر کرنا راز کا بیچ اس کے خاص کر جب کہ ہو اس میں مصلحت واسطے کانا پھوسی کرنے والے کے اور یہ کہ جائز ہے قیمت چکانا معاملہ میں اور وکیل بیچ اس کے اگرچہ غلام کے واسطے ہو اور خدمت لینی غلام سے اس کام میں کہ اس کے مالکوں کے متعلق ہے اگرچہ انہوں نے خاص کر اس کی اجازت نہ دی ہو اور اس میں ثابت ہونا ولاء کا ہے واسطے عورت آزاد کرنے والی کے پس مستثنیٰ ہے یہ اس حدیث کے عموم سے الولاء لحمة کلحمة النسب اس واسطے کہ ولاء نہیں منتقل ہوتا عورت کی طرف ساتھ وراثت کے برخلاف نسب کے اور یہ کہ کافر وارث ہوتا ہے اپنے غلام آزاد مسلمان کا اگرچہ نہیں وارث ہوتا ہے کافر اپنے قرابتی مسلمان کا اور یہ کہ ولاء نہ بیچا جائے نہ ہبہ کیا جائے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو دوسری روایت میں آیا ہے الولاء لمن اعطی الورق تو مراد ساتھ معطی کے مالک ہے نہ جو مباشر ہو ساتھ دینے کے مطلق سو نہ داخل ہوگا اس میں وکیل اور اس میں ثابت ہونا خیار کا ہے واسطے لونڈی کے جب آزاد کی جائے بنا بر تفصیل پہلی کے اور یہ کہ خیار اس کا ہوتا ہے فور پر یعنی فقط اسی وقت اختیار ہے پھر نہیں واسطے قول راوی کے اس کے بعض طریقوں میں کہ وہ آزاد کی گئی سو حضرت ﷺ نے اس کو بلایا اور اختیار دیا سو اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور واسطے علماء کے اس میں چند قول ہیں ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا وہ فور ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دراز ہوتا ہے خیار اس کا تین دن تک اور بعض نے کہا کہ ساتھ اٹھ کھڑے ہونے اس کے کی حاکم کی مجلس سے اور بعض نے کہا کہ اپنی مجلس سے اور یہ قول اہل رائے کا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کو ہمیشہ اختیار رہتا ہے اور یہ قول مالک رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کا ہے اور ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا اور اتفاق ہے اس پر کہ اگر قدرت دے اس کو اپنی صحبت کرنے پر تو ساقط ہوتا ہے خیار اس کا اور اس قول کی دلیل یہ ہے جو ایک روایت میں ہے کہ اگر تیرے قریب ہو تو تجھ کو کچھ اختیار نہیں اور یہی مروی ہے حفصہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا ابن عبدالبر نے کہ میں نہیں جانتا کہ اصحاب میں سے کوئی ان کا مخالف ہو اور یہی قول ہے ایک جماعت تابعین کا ان میں ہیں فقہائے سبعہ اور اختلاف ہے اس میں کہ اگر صحبت کرے ساتھ اس کے پہلے اس سے کہ وہ جانے اس بات کو کہ اس کے واسطے اختیار ہے تو کیا ساقط ہوتا ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں اصح حنابلہ کے نزدیک یہ قول ہے کہ کوئی فرق نہیں اور نزدیک شافعی رحمہ اللہ کے معذور ہے ساتھ نہ جاننے کے اور دار قطنی کی روایت میں ہے کہ اگر تجھ سے صحبت کرے تو تجھ کو کچھ اختیار نہیں اور لیا جاتا ہے اس زیادتی سے کہ عورت جب اپنے خاوند کے ساتھ کچھ عیب پائے پھر اس کو اپنی صحبت پر قدرت دے تو اس کا اختیار باطل ہو جاتا ہے اور یہ کہ خیار فسخ ہے خاوند اس میں رجعت کا مالک نہیں اور جو کہتا ہے کہ وہ رجعت کا مالک ہے اس نے تمسک کیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ اگر وہ اس سے رجعت کرتے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے کہ نہیں تو بریرہ رضی اللہ عنہا کے واسطے اختیار نہ ہوتا پس متعین ہوا حمل کرنا مراجعت کا حدیث میں اس کے لغوی معنی پر اور مراد پھرنا اس کا ہے طرف نکاح اس کے کی اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالیٰ

کا ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا﴾ باوجود اس کے کہ وہ تین طلاقیں دینے والے کے حق میں ہے اور اس حدیث سے باطل ہوا قول اس شخص کا جو گمان کرتا ہے یعنی محال جانتا ہے کہ ایک شخص دوسرے سے محبت رکھے اور دوسرا اس سے بغض رکھے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ کیا تو تعجب نہیں کرتا مغیث کی محبت سے بریرہ رضی اللہ عنہا کو اور بغض بریرہ رضی اللہ عنہا کے سے مغیث سے؟ ہاں اس سے لیا جاتا ہے کہ اکثر اغلب یہی ہے اسی واسطے واقع ہوا تعجب اس واسطے کہ وہ برخلاف عادت کے ہے اور جائز رکھا ہے ابو محمد بن حمزہ نے نفع دے اللہ ساتھ اس کے یہ کہ ظاہر ہوا ہو یہ کثرت استعمال مغیث کے سے واسطے اس کے ساتھ کئی قسم استعمال کے مانند ظاہر کرنے اس کے کی اس کی محبت کو اور پھرنے اس کے پیچھے اس کے کی اور رونے اس کے کی اوپر اس کے باوجود اس کے جو جوڑا جاتا ہے ساتھ اس کے استمالہ مغیث کے سے واسطے بریرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بات خوب کے اور دعویٰ خوب کے اور اس میں عادت یہ ہے کہ دل مائل کرتا ہے اگرچہ نفرت کرنے والا ہو سو جب مخالت کی تو واقع ہوا تعجب اور نہیں لازم آتا اس سے جو پہلوں نے کہا اور یہ کہ جب آدمی کو دو مباح چیزوں میں اختیار دیا جائے اور وہ نفع والی چیز کو اختیار کرے تو اس کو ملامت نہ کی جائے اگرچہ اس کے رفیق کو ضرر کرے اور اس میں اعتبار کرنا کفو کا ہے آزادی میں یعنی آزاد آدمی کی کفو آزاد آدمی ہے اور اس میں ساقط ہونا کفاءت کا ہے عورت کی رضا مندی سے جس کا کوئی ولی نہ ہو اور یہ جو اپنی عورت کو اختیار دے اور وہ اس کی جدائی کو اختیار کرے تو واقع ہوتی ہے جدائی اور ٹوٹ جاتا ہے نکاح درمیان ان کے اور یہ کہ اگر اختیار کرے عورت رہنے کو ساتھ اس کے تو نہیں کم ہوتا ہے شمار طلاق کا اور جو لوگوں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی شرح کی ہے انہوں نے تخییر کی بہت تفریعات بیان کی ہیں اور اس حدیث میں ہے کہ جب ثابت ہو واسطے عورت کے خیار اور وہ کہے کہ مجھ کو تیری کچھ حاجت نہیں تو مترتب ہوتا ہے اس پر حکم فراق کا اور یہ مبنی ہے اس پر کہ واقع ہوا ہے یہ پہلے اختیار کرنے اس کے فراق کو اور نہیں واقع ہوا ہے یہ مگر ساتھ اس کلام کے اور اس میں نظر ہے جو پہلے گزری اور اس حدیث میں جواز دخول اجنبی عورتوں کا ہے مرد کے گھر میں برابر ہے کہ وہ اس میں ہو یا نہ ہو اور اس میں ہے کہ کتابت والی عورت نہیں لاحق ہوتی اس کو آزاد ہونے میں اولاد اس کی اور نہ خاوند اس کا اور نہ حرام ہونا صدقہ کا ہے حضرت ﷺ پر مطلق اور جائز ہونا صدقہ نفل کا اس شخص پر جو ملحق ہے ساتھ حضرت ﷺ کے بیچ حرام ہونے صدقہ فرض کے جیسے آپ ﷺ کی بیویاں اور غلام آزاد کردہ اور یہ کہ حضرت ﷺ کی بیویوں کے غلام آزاد کردہ پر صدقہ حرام نہیں اگرچہ حرام ہے بیویوں پر اور یہ کہ جائز ہے کھانا واسطے غنی کے جو صدقہ کیا جائے فقیر پر جب کہ اس کو تحفہ بھیجے اور ساتھ بیع کے بطریق اولیٰ جائز ہے اور یہ کہ جائز ہے واسطے مالدار کے قبول کرنا محتاج کے صدقہ کا اور یہ کہ صدقہ اور ہدیہ کے درمیان حکم میں فرق ہے اور اس میں خیر خواہی کرنا مرد کے گھر والوں کے واسطے اس کے ہر کام میں اور جائز ہے واسطے آدمی کے کھانا اس شخص کے طعام سے کہ اس کے کھانے سے وہ خوش ہو اگرچہ اس

نے اس کو خاص کر اس کے کھانے کی اجازت نہ دی ہو اور یہ کہ جب لونڈی آزاد کی جائے تو خود اس کو اپنے کاموں میں تصرف کرنا جائز ہے اور نہیں بندش ہے واسطے آزاد کرنے والے اس کے کی اوپر اس کے جب کہ ہوشیار ہو اور یہ کہ تصرف کرے اپنی کمائی میں بغیر اجازت اپنے خاوند کے اگر اس کے واسطے خاوند ہو اور اس حدیث میں جائز ہونا صدقہ کا ہے اس شخص پر جس کو اور کوئی شخص خرچ دیتا ہو اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بریرہ رضی اللہ عنہا کو خرچ دیتی تھیں اور نہ انکار کیا حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا پر بیچ قبول کرنے اس کے صدقہ کو اور یہ کہ جس کے گھر والوں کو کوئی چیز ہدیہ دی جائے اس کے واسطے جائز ہے کہ شریک کرے اپنے آپ کو ساتھ ان کے اس کی خبر دینے سے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ وہ ہمارے واسطے ہدیہ ہے اور یہ کہ جس پر صدقہ حرام ہو جائز ہے واسطے اس کے کھانا ہو بہو اس صدقہ کا جب کہ بدل جائے اس کا حکم اور یہ کہ جائز ہے واسطے عورت کے یہ کہ داخل کرے اپنے خاوند کے گھر میں وہ چیز جس کا وہ مالک نہیں بغیر اس کے علم کے اور یہ کہ تصرف کرے اس کے گھر میں ساتھ پکانے وغیرہ کے اس کے آلات سے اور ایندھن سے اور جائز ہے کھانا مرد کا اس چیز کو جس کو اپنے گھر میں پائے جب کہ غالب ہو حلال عادت میں اور یہ کہ لائق ہے تعریف کرنی اس کے ساتھ اس چیز کے کہ خوف ہو توقف کرنے اس کے کا اس سے اور مستحب ہونا سوال کا اس چیز سے کہ مستفاد ہوتا ہو اس سے علم یا ادب یا بیان حکم کا یا دور کرنا شبہ کا اور کبھی واجب ہوتا ہے اور سوال کرنا مرد کا اس چیز سے کہ اس کو اپنے گھر میں معلوم نہ ہو اور یہ کہ ہدیہ ادنیٰ کا واسطے اعلیٰ کے نہیں مستلزم ہے بدلہ دینے کو مطلق اور یہ کہ قبول کرنا ہدیہ کا اگرچہ تھوڑا ہی ہو ہدیہ دینے والے کی خوش دلی کا سبب ہے اور یہ کہ ہدیہ ملک میں آجاتا ہے ساتھ رکھنے اس کے مہدی کے گھر میں اور نہیں حاجت ہے صریح قبول کرنے کی اور یہ کہ جس پر صدقہ کیا جائے جائز ہے واسطے اس کے تصرف بیچ اس کے جس طرح چاہے اور نہیں کم ہوتا ثواب صدقہ کرنے والے کا اور یہ کہ نہیں واجب ہے سوال اصل مال سے جو کہیں سے نہ پہنچے جب کہ نہ ہو اس میں کوئی شبہ اور نہ ذبح کی ہوئی چیز سے جب کہ ذبح کی جائے درمیان مسلمانوں کے اور یہ کہ جس شخص پر کم چیز صدقہ کی جائے اس پر غصے نہ ہو اور اس میں مشورہ عورت کا اپنے خاوند سے تصرفات میں اور سوال کرنا عالم کا دینی کاموں سے اور خبردار کرنا عالم کا ساتھ حکم کے واسطے اس شخص کے کہ دیکھے کہ اس کے اسباب کو استعمال کرتا ہے اگرچہ نہ سوال کرے اور مشورہ عورت کا جب ثابت ہو واسطے اس کے حکم تخییر کا بیچ جدا ہونے کے اپنے خاوند سے یا اس کے پاس رہنے کے اور یہ کہ جس سے مشورہ کیا جائے لازم ہے اس پر خرچ کرنا خیر خواہی کا اور یہ کہ جائز ہے مخالفت کرنا مشورہ دینے والے کا اس چیز میں کہ اشارہ کرے ساتھ اس کے بیچ غیر واجب کے اور مستحب ہے سفارش کرنا حاکم کا بیچ نرمی کرنے کے ساتھ خصم کے جس جگہ کہ ضرر نہ ہو اور نہ الزام اور نہیں ہے ملامت اس شخص پر جو مخالفت کرے اور نہیں ہے غضب اگرچہ سفارش کرنے والا عظیم الشان ہو اور باب باندھا ہے واسطے اس کے نسائی نے سفارش حاکم کی جھگڑے میں پہلے فیصل کرنے

حکم کے اور نہیں واجب ہے سفارش کی گئی پر قبول کرنا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ تقسیم سفارش میں نہیں جائز ہے اس چیز میں کہ دشوار ہو قبول کرنا اس کا مسئول پر بلکہ ہو یہ بطور عرض اور ترغیب کے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے سفارش کرنی پہلے اس سے کہ سوال کرے جس کے واسطے سفارش کی گئی اس واسطے کہ منقول نہیں ہے کہ مغیث نے حضرت ﷺ سے سوال کیا ہو کہ اس کے واسطے سفارش کریں اور اس حدیث کے بعض طریق میں ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا سوال حضرت ﷺ سے کیا تھا سو احتمال ہے کہ انہوں نے مغیث پر شفقت کرنے کے واسطے حضرت ﷺ سے سوال کیا ہو کہ حضرت ﷺ اس کی سفارش کریں یا شاید مغیث نے عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی درخواست کی ہو اور لیا جاتا ہے اس سے استحباب داخل کرنا خوشی کا اوپر دل ایماندار کے کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے نفع دے اللہ ساتھ اس کے اس میں ہے کہ سفارش کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اگرچہ نہ حاصل ہو قبول کرنا اس کا اور سفارش کیا گیا جب سفارش کرنے والے کی قدر سے کم ہو تو نہیں منع ہوتی ہے سفارش اور اس میں تنبیہ ساتھی کو کی ہے اپنے ساتھی اوپر اعتبار کرنے کے ساتھ نشانیوں اللہ کے اور احکام اس کے کی واسطے تعجیب حضرت ﷺ کے عباس رضی اللہ عنہ کو حب مغیث کی سے بریرہ رضی اللہ عنہا کو کہا اس نے اور لیا جاتا ہے کہ حضرت ﷺ کے سب نظر حضور اور فکر سے تھی اور یہ کہ جو عادت کے مخالف ہو اس سے تعجب کیا جاتا ہے اور عبرت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے اور اس حدیث میں خوبی ادب بریرہ رضی اللہ عنہا کی ہے اس واسطے کہ نہ تصریح کی اس نے ساتھ رد کرنے سفارش کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے کہا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں اور یہ کہ زیادہ محبت حیا اور شرم کو دور کر ڈالتی ہے واسطے اس چیز کے کہ ذکر کی گئی ہے مغیث کے حال سے اور غلبہ وجد کے سے اوپر اس کے یہاں تک کہ وہ اس کی محبت کو چھپا نہ سکا اور اس پر انکار جو نہ کیا تو اس میں بیان ہے جواز قبول عذر اس شخص کے کا کہ ہو ویسے حال میں اس شخص سے کہ واقع ہو اس سے جو نہیں لائق ہے ساتھ منصب اس کی کے جب کہ واقع ہو بغیر اختیار اس کے کی اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے عذر اللہ کی محبت کرنے والوں کا جب کہ حاصل ہو ان کے واسطے وجد سننے اس چیز کے سے کہ سمجھتے ہیں اس سے اشارہ طرف احوال اپنے کے جب کہ ظاہر ہوتی ان سے وہ چیز جو نہیں صادر ہوتی اختیار سے رقص یعنی ناچنے کودنے سے اور مانند اس کی سے اور اس میں مستحب ہونا اصلاح کا یعنی دو نفرت کرنے والوں کی آپس میں صلح کرانی مستحب ہے برابر ہے کہ دونوں میاں بیوی ہوں یا نہ اور تاکید حرمت کی درمیان بیوی کے جب کہ ہو درمیان ان کے اولاد واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ وہ تیری اولاد کا باپ ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ سفارش کرنے والا ذکر کرے واسطے سفارش کی گئی کے اس چیز کو کہ باعث ہو اوپر قبول کرنے اس کے کی مقتضی سفارش کے سے اور حامل سے اوپر اس کے اور یہ کہ جائز ہے خریدنا لونڈی کا سوائے اولاد اس کی کے اور یہ کہ اولاد ثابت ہوتی ہے ساتھ فراش کے اور حکم کرنا ساتھ ظاہر ہر امر کے بیچ اس کے اور یہ کہ جائز ہے نسبت اولاد کی طرف اس کی ماں کے اور یہ کہ نہیں ہے جبر اوپر عورت

شوہر دیدہ کے اگر چہ آزاد کی گئی ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے کبیر اور شریف کے پیغام نکاح کا بھیجنا واسطے اس شخص کے جو اس سے کم ہو اور اس میں خوبی ادب کی ہے آپس میں سامنے گفتگو کے یہاں تک کہ اعلیٰ سے ساتھ ادنیٰ کے اور خوبی نرمی کی سفارش میں اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے واسطے غلام کے یہ کہ نکاح کا پیغام بھیجے بغیر حکم اپنے مالک کے اور طلاق والی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجنا اجنبی شخص پر حرام نہیں جب کہ نکاح کا پیغام کرے اس کو واسطے طلاق دینے والے اس کے کی اور یہ کہ نکاح کے فسخ ہونے میں رجعت نہیں مگر جدید نکاح سے اور یہ کہ اگر میاں بیوی کے درمیان محبت یا بغض ہو تو نہیں ملامت ہے اس میں کسی پر دونوں میں سے اس واسطے کہ وہ بغیر اختیار کے ہے اور یہ کہ جائز ہے رونا محب کا اپنے یار کی جدائی میں اور اگر کوئی دینی یا دنیاوی کام ہو تو اس پر رونا بطریق اولیٰ جائز ہے اور یہ کہ نہیں عار ہے مرد پر بیچ ظاہر کرنے محبت اپنی کے واسطے بیوی اپنی کے اور یہ کہ جب عورت خاوند سے دشمنی رکھے تو نہیں ہے واسطے ولی اس کے کی جبر کرنا اس کا واسطے عشرت اس کی کے اور اسی طرح اگر اس سے محبت رکھے تو نہیں ہے واسطے ولی اس کے کی جدائی کرنی درمیان دونوں کے اور یہ کہ جائز ہے مائل کرنی مرد کی طرف اس عورت کی کہ امید رکھتا ہو اس کے نکاح میں یا رجعت میں اور یہ کہ جائز ہے واسطے مرد کے کلام کرنا اپنی طلاق والی عورت سے راہوں میں اور گھومنا پیچھے اس کے جس جگہ چلے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل جواز کا وقت امن کے ہے فتنے سے اور جائز ہے خبر دینا اس چیز سے کہ ظاہر ہو حال مرد کے سے اگر چہ نہ تصریح کرے ساتھ اس کے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے عباس رضی اللہ عنہ کو جو فرمایا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا نے جانا کہ حضرت ﷺ کا حکم واجب الامتثال ہے سو جب عرض کیا حضرت ﷺ نے اس پر جو عرض کیا تو اس نے تفصیل پوچھی کہ کیا وہ حکم ہے پس واجب ہے بجا لانا اس کا یا مشورہ ہے کہ اس میں اس کو اختیار ہے اور یہ کہ کلام حاکم کا درمیان جھگڑنے والوں کے مشورے میں اور سفارش میں نہیں ہے حکم اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے واسطے اس شخص کے کہ سوال کیا جائے قضائے حاجت سے یہ کہ شرط کرے طالب پھر وہ چیز جس کا نفع اس کی طرف پھرے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے شرط کی کہ ولاء اس کے واسطے ہو جب کہ سب قیمت اکٹھی ادا کرے اور اس حدیث میں جواز ادائے دین کا ہے مدین پر اور یہ کہ وہ بری ہو جاتا ہے جب کہ کوئی غیر اس کی طرف سے ادا کر دے اور فتویٰ دینا مرد کا اپنی بیوی کو اس چیز میں کہ اس کے واسطے اس میں حظ اور غرض ہے جب کہ ہو حق اور جواز حکم حاکم کے واسطے بیوی اپنی کے ساتھ حق کے اور جواز قول غلام کے خریدار کا کہ میں اس کو خریدتا ہوں تا کہ آزاد کروں واسطے رغبت دلانے بائع کے بیچ آسان کرنے بیع کے اور جائز ہونا معاملہ کا ساتھ درہموں اور اشرفیوں کے جب کہ ہو قدر اس کی معلوم واسطے قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ میں ان کو اکٹھا گن دوں اور واسطے قول اس کے کہ نو اوقیے اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے جائز ہونا بیع معاطاۃ کا اور اس میں جواز عقد بیع کا ہے ساتھ کنایت کے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ اس کو لے لے اور مثل اس کی قول

حضرت ﷺ کا ہے واسطے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کہ میں نے اس کو قیمت سے لیا اور یہ کہ حق اللہ کا مقدم ہے آدمی کے حق پر واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ شرط اللہ کی احق ہے اور یہ کہ جائز ہے شریک ہونا غلام میں واسطے مکرر ہونے ذکر اہل بریرہ رضی اللہ عنہا کے حدیث میں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ چند انصاریوں کے تھے اور احتمال ہے کہ ایک کی ہو اور اطلاق حدیث کا بطور مجاز کے ہو اور یہ کہ ہاتھ ظاہر ہیں ملک میں اور یہ کہ اسباب کا خریدار اس کے اصل سے نہ پوچھے جب کہ نہ ہو شک اور اس میں استحباب اظہار احکام عقد کا ہے واسطے عالم کے جب کہ عقد باندھنے والا اس کو نہ جانتا ہو اور یہ کہ حکم حاکم کا نہیں بدلتا حکم شرعی کو سو نہ حلال کو حرام کرتا ہے اور نہ اس کے عکس کو اور اس میں قبول کرنا خبر واحد ثقہ کا ہے اور خبر غلام اور لونڈی کا اور روایت ان کی اور اس میں ہے کہ بیان ساتھ فعل کے قوی تر ہے قول سے اور جواز تاخیر بیان کا وقت حاجت تک اور جلدی کرنا اس کی طرف وقت حاجت کے اور یہ کہ جب تقاضا کرے حاجت بیان حکم عام کو تو واجب ہے اعلان اس کا یا مستحب ہے بحسب حال کے اور یہ کہ جائز ہے روایت کرنا حدیث کا ساتھ معنی کے اور اختصار حدیث سے اور اقتصار بعض پر بحسب حاجت کے اس واسطے کہ واقع واحد ہے اور البتہ روایت کی گئی ہے ساتھ الفاظ مختلف کے اور زیادہ کیا ہے بعض راویوں نے جو نہیں ذکر کیا دوسرے نے اور نہیں قادح ہے اس کی صحت میں نزدیک کسی کے علماء سے اور اس حدیث میں ہے کہ عدت ساتھ عورتوں کے ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ اس کو حکم ہوا کہ عدت کاٹے عدت آزاد عورت کی اور اگر ہوتے ساتھ مردوں کے تو البتہ حکم ہوتا اس کو کہ عدت کاٹے عدت لونڈیوں کی کہ اس کا خاوند غلام تھا اور یہ کہ عدت لونڈی کی جب آزاد کی جائے غلام کے نکاح میں اور وہ اپنے آپ کو اختیار کرے تین حیض ہیں اور جو واقع ہوا ہے بعض روایتوں میں کہ عدت بیٹھے ساتھ ایک حیض کے تو یہ روایت مرجوح ہے اور اس میں نام رکھنا احکام کا سنن اگرچہ بعض واجب ہوں اور واجب سے کم کو سنت کہنا اصطلاح عادت ہے اور یہ کہ جائز ہے جبر کرنا سردار کا اپنی لونڈی پر اوپر نکاح کرنے کے اس شخص سے جس کو وہ اختیار نہ کرے یا اس کی بدخوئی کے سبب سے یا اس کی بدصورتی کے سبب سے اور وہ لونڈی ساتھ ضد کے ہو اس سے سو کہا گیا ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا خوبصورت تھی کالی نہ تھی برخلاف اس کے خاوند کے اور حالانکہ نکاح کی گئی تھی ساتھ اس کے ظاہر ہوا عدم اختیار اس کا واسطے اس کے بعد آزاد ہونے اس کے کی اور اس میں ہے کہ کبھی میاں بیوی سے ایک دوسرے سے بغض رکھتا ہے اور نہیں ظاہر ہوتا ہے واسطے اس کے یہ اور احتمال ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا باوجود عداوت رکھنے اس کے کی مغیث سے صبر کرتی ہو اللہ کے حکم پر جو اللہ نے اس پر اس میں کیا اور نہ معاملہ کرتی تھی ساتھ اس چیز کے جو تقاضا کرے بغض کو یہاں تک کہ اللہ نے اس کی مشکل آسان کی اور اس میں تنبیہ حق دار کی ہے اس چیز پر کہ واجب ہے واسطے اس کے جب کہ اس کو معلوم نہ رہے اور مستقل ہونا مکاتب کا ساتھ عاجز کرنے اپنے نفس کے اور اطلاق اہل کا سرداروں پر اور اطلاق عبید کا ارقاء پر اور جواز نام رکھنا غلام کا

مغیث اور یہ کہ کتابت کے مال کی کوئی حد نہیں اور یہ کہ جائز ہے واسطے آزاد کرنے والے کے یہ کہ قبول کرے ہدیہ کو اپنے آزاد کیے ہوئے سے اور نہیں نقصان کرتا ہے یہ بیچ ثواب آزاد کرنے کے اور یہ کہ جائز ہے ہدیہ بھیجنا مرد کے گھر والوں کو بغیر اجازت لینے اس کے کی اور قبول کرنا عورت کا اس کو جس جگہ شک نہ ہو اور اس میں سوال کرنا مرد کا ہے اس چیز سے کہ گھر میں دیکھے اور اس کو معلوم ہو کہ وہ گھر میں نہ تھی کہ یہ کہاں سے آئی اور نہیں وارد ہوتا ہے اس پر جوام زرع کے قصے میں پہلے گزر چکا ہے مدح کے تحت میں کہ نہیں پوچھتا اس چیز سے کہ عہد کی اس واسطے کہ اس کے معنی یہ ہیں، کما تقدم کہ نہیں پوچھتا اس چیز سے کہ عہد کی اور فوت ہوئی سو نہیں کہتا اپنے گھر والوں سے کہ کہاں جاتی رہی اور اس جگہ سوال کیا ان کو حضرت ﷺ نے ایک چیز سے کہ دیکھا اس کو اپنے گھر میں اور اس کو معائنہ کیا اور اس کے سبب سے پوچھا اس واسطے کہ حضرت ﷺ جانتے تھے کہ گھر والے اس کو آپ کے پاس حاضر کریں گے آپ سے چھپا نہیں رکھیں گے واسطے حرص کے اوپر اس کے بلکہ واسطے وہم حرام ہونے اس کے کی سو حضرت ﷺ نے ارادہ کیا کہ ان کے واسطے جواز کو بیان کریں۔ (فتح الباری)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نہ نکاح کرو شرک والی عورتوں سے یہاں تک کہ ایمان لائیں اور البتہ لونڈی مسلمان بہتر ہے شرک والی عورت سے اگرچہ تم کو خوش آئے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس مسئلے میں پکا حکم کوئی نہیں کیا واسطے قائم ہونے احتمال کے نزدیک اس کے اس کی تاویل میں سو اکثر علماء اس پر ہیں کہ وہ عموم پر ہے اور یہ کہ وہ خاص کی گئی ہے ساتھ آیت مائدہ کے یعنی اہل کتاب کی عورتیں اس سے مخصوص ہیں کہ مسلمانوں کو ان سے نکاح کرنا جائز ہے اگرچہ ایمان نہ لائیں اور بعض سلف سے ہے کہ مراد ساتھ مشرکات کے اس جگہ بت پرست اور مجوس عورتیں ہیں حکایت کیا ہے اس کو ابن منذر وغیرہ نے۔ (فتح)

٤٨٧٧ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ نِّكَاحِ النَّصْرَانِيَّةِ وَالْيَهُوْدِيَّةِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْمشرِكَاتِ عَلَى المؤمِنِينَ وَلا اعلم مِنَ الْإِشْرَاكِ شَيْئًا أَكْبَرَ مِنْ أَنْ تَقُوْلَ الْمَرْأَةُ رَبُّهَا عِيْسٰى وَهُوَ عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ.

۴۸۷۷۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب کوئی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عیسائی یا یہودی عورت کے نکاح کا حکم پوچھتا تو کہتے تھے کہ اللہ نے شرک والی عورتوں کو مسلمانوں پر حرام کیا ہے اور نہیں جانتا میں شرک کرنے سے کوئی چیز زیادہ اس سے کہ عورت کہے کہ میرا رب عیسیٰ ہے اور حالانکہ وہ ایک بندہ ہے اللہ کے بندوں میں سے۔

فائدہ: اور یہ پھرنا ہے بخاری رحمہ اللہ سے طرف استمرار حکم عموم آیت بقرہ کے یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ سورہ بقرہ کی آیت کے عموم کا حکم بدستور ہے اور مائدہ کی آیت منسوخ ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابراہیم حربی نے اور رد کیا ہے اس کو نحاس نے سو حمل کیا ہے اس کو تقویٰ پر کما سیاتی اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ عموم آیت بقرہ کا خاص کیا گیا ہے ساتھ آیت مائدہ کے اور وہ آیت یہ ہے ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ سو ان کے سوا باقی شرک والی عورتیں اصل تحریم پر ہیں اور شافعی رحمہ اللہ سے اور قول ہے کہ عموم آیت بقرہ کا مراد اس سے خصوص آیت مائدہ کا ہے اور مطلق کہا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ آیت بقرہ کی منسوخ ہے ساتھ آیت مائدہ کے اور البتہ کہا گیا ہے کہ اکیلا ہوا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما ساتھ اس کے یعنی اس مسئلے میں کوئی ان کا موافق نہیں ہے سو کہا ابن منذر نے کہ نہیں محفوظ ہے کسی پہلے سے کہ اس نے اس کو حرام کہا ہو لیکن روایت کی ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند حسن کے کہ عطاء نے مکروہ جانا ہے یہودی اور عیسائی عورتوں کے نکاح کو کہا اس نے اور یہ حکم اس وقت تھا جب کہ مسلمان عورتیں کم تھیں اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ خاص کیا ہے اس نے اباحت کو ساتھ ایک حال کے سوائے دوسرے حال کے اور کہا ابو عبید نے کہ مسلمان آج رخصت پر ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اس کو مکروہ جانتے تھے حرام نہیں جانتے تھے لیکن وہ چیز کہ حجت پکڑی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے تقاضا کرتی ہے اس کو کہ منع خاص ہے ساتھ اس شخص کے جو مشرک ہو اہل کتاب میں سے نہ وہ جو اللہ کو ایک جانتا ہو اور جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ حمل کرے حل کی آیت کو اس شخص پر جس نے ان میں سے اپنے دین کو بدل نہیں کیا اور البتہ تفصیل کی ہے بہت علماء نے درمیان ان عورتوں کے جن کے باپ دادا اس دین میں داخل ہوئے پہلے نسخ یا تحریف سے یا اس کے بعد اور یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مذہب کی جنس سے ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مجوسی عورتیں مسلمانوں پر حرام ہیں اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے مجوسی عورت کو لونڈی بنایا روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور نیز روایت کیا ہے اس کو ابن مسیب رحمہ اللہ اور ایک گروہ نے اور یہی قول ہے ابو ثور کا اور کہا ابن بطال نے کہ وہ محجوج ہے ساتھ جماعت اور قرآن کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے اجماع باوجود ثابت ہونے خلاف کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعین سے اور بہر حال قرآن سو ظاہر اس کا یہ ہے کہ مجوسی اہل کتاب نہیں واسطے اس آیت کے ﴿اَنْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اُنْزِلَ الْكِتَابُ عَلٰى طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا﴾ لیکن جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس سے جزیہ لیا تو دلالت کی اس نے کہ وہ بھی اہل کتاب ہیں پس قیاس چاہتا ہے کہ اہل کتاب کے باقی احکام بھی ان پر جاری ہوں لیکن مجوس سے جزیہ لیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تابع کیے گئے بیچ ان کے خبر کے اور نہیں وارد ہوا مثل اس کی نکاح اور ذبح کے جانوروں میں وسیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالٰی۔ (فتح)

بَابُ نِكَاحِ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكَاتِ جو شرک والی عورتوں میں سے اسلام لائیں ان کے نکاح

وَعِدَّتِهِنَّ.
اور عدت کا بیان۔

فائدہ: یعنی ان کی عدت کی مقدار اور جمہور اس پر ہیں کہ آزاد عورت کی عدت کاٹے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ کفایت کرتا ہے کہ استبرا کرے ساتھ ایک حیض کے۔

٤٨٧٨ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ عَلٰى مَنْزِلَتَيْنِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ كَانُوْا مُشْرِكِيْ أَهْلِ حَرْبٍ يُقَاتِلُهُمْ وَيُقَاتِلُوْنَهُ وَمُشْرِكِيْ أَهْلِ عَهْدٍ لَا يُقَاتِلُهُمْ وَلَا يُقَاتِلُوْنَهُ وَكَانَ إِذَا هَاجَرَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْحَرْبِ لَمْ تُخْطَبْ حَتّٰى تَحِيْضَ وَتَطْهُرَ فَإِذَا طَهُرَتْ حَلَّ لَهَا النِّكَاحُ فَإِنْ هَاجَرَ زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ تَنْكِحَ رُدَّتْ إِلَيْهِ وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ مِّنْهُمْ أَوْ أَمَةٌ فَهُمَا حُرَّانِ وَلَهُمَا مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ مِثْلَ حَدِيْثِ مُجَاهِدٍ وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ أَهْلِ الْعَهْدِ لَمْ يُرَدُّوْا وَرُدَّتْ أَثْمَانُهُمْ وَقَالَ عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَتْ قَرِيْبَةُ بِنْتُ أَبِيْ أُمَيَّةَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ وَكَانَتْ أُمُّ الْحَكَمِ بِنْتُ أَبِيْ سُفْيَانَ تَحْتَ عِيَاضِ بْنِ غَنْمٍ الْفِهْرِيِّ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ الثَّقَفِيُّ.

۴۸۷۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مشرک لوگ بہ نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مسلمانوں کے دو قسم تھے ایک اہل حرب اور ایک اہل عہد مشرکین اہل حرب سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑتے تھے اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے تھے اور مشرکین اہل عہد سے نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑتے تھے اور نہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے تھے اور دستور تھا کہ جب حربی کافروں میں سے کوئی عورت ہجرت کر کے دار الاسلام میں آتی تو نکاح کا پیغام نہ کی جاتی یہاں تک کہ اس کو حیض آئے اور حیض سے پاک ہو اور جب حیض سے پاک ہوتی تو اس کے واسطے نکاح کرنا حلال ہوتا پھر اگر ہجرت کرتا خاوند اس کا پہلے اس سے کہ نکاح کی جائے تو پھیری جاتی اس کی طرف اور اگر اہل یمن سے کوئی غلام یا لونڈی ہجرت کرتی تو وہ دونوں آزاد ہو جاتے اور ہوتا واسطے ان کے جو مہاجرین کے واسطے ہوتا حرمت اور حریت سے پھر ذکر کیا اہل عہد سے مثل حدیث مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی اور اگر مشرکین اہل عہد کا کوئی لونڈی یا غلام ہجرت کرتا تو نہ پھیرے جاتے طرف مشرکوں کی اور ان کی قیمت پھیری جاتی اور کہا عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یعنی ساتھ سند مذکور کے کہ قریبہ ابی امیہ کی بیٹی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی سو انہوں نے اس کو طلاق دی پھر معاویہ بن ابوسفیان نے اس سے نکاح کیا اور ام الحکم ابوسفیان کی بیٹی عیاض بن غنم کے نکاح میں تھی سو اس نے اس کو طلاق دی تو اس کے بعد عبداللہ بن عثمان نے

اس سے نکاح کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ اس کو حیض آئے اور حیض سے پاک ہو تو تمسک کیا ہے ساتھ ظاہر اس کے کی حنفیوں نے کہ اس کی عدت ایک حیض ہے اور جواب دیا ہے جمہور نے ساتھ اس کے کہ مراد تین حیض ہیں اس واسطے کہ وہ اپنے اسلام اور ہجرت کے سبب آزاد عورتوں میں سے ہو گئی ہے برخلاف اس صورت کے کہ بندیوں میں پکڑی آتی اور یہ جو کہا کہ مثل حدیث مجاہد رحمہ اللہ کی تو احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ حدیث مجاہد رحمہ اللہ کے کہ موصوف کیا ہے اس کو ساتھ ہم مثل ہونے کے وہ کلام جو اس کے بعد مذکور ہے اور وہ قول اس کا ہے اگر مشرکین اہل عہد کا کوئی لونڈی غلام ہجرت کرے الخ اور احتمال ہے کہ مراد اس کی ساتھ اس کے کوئی اور کلام ہو جو متعلق ہے اہل عہد کی عورتوں سے اور یہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ اس نے مشرکین کو دو قسم پر تقسیم کیا ہے ایک اہل حرب اور ایک اہل عہد اور ذکر کیا حکم اہل حرب کی عورتوں کا پھر حکم ان کے غلاموں کا سو گویا کہ حوالہ کیا ہے اہل عہد کی عورتوں کے حکم کو مجاہد رحمہ اللہ کی حدیث پر پھر اس کے بعد ان کے غلاموں کا حکم ذکر کیا اور حدیث مجاہد رحمہ اللہ کی اس میں موصول کیا ہے اس کو عبد بن حمید نے اس سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿وَاِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَی الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ﴾ یعنی اگر پاؤ تم غنیمت کو قریش سے تو دو ان کو جن کی عورتیں جاتی رہیں مثل اس چیز کی کہ انہوں نے خرچ کی بطور عوض کے و سیاتی بسط هذا فی الباب الذی یلیه انشاء الله تعالیٰ اور اختلاف ہے بیچ نہ پھیر دینے عورتوں کے طرف مکے والوں کی باوجود واقع ہونے صلح کے ان کے اور مسلمانوں کے درمیان اس پر کہ جو ان میں سے مسلمانوں کی طرف آئے اس کو مسلمان پھیر دیں اور جو مسلمانوں میں سے ان کی طرف جائے وہ اس کو نہ پھیر دیں کہ کیا عورتوں کا حکم اس سے منسوخ ہو گیا تھا سو منع کیے گئے مسلمان ان کے پھیر دینے سے یا عورتیں اصل صلح میں داخل نہ ہوئی تھیں یا وہ عام ہے کہ مراد اس سے خصوص ہے اور بیان کیا ہے اس کو وقت اترنے آیت کے اور جو دوسرے قول کے ساتھ قائل ہے اس نے تمسک کیا ہے ساتھ اس چیز کے جو اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوئی ہے کہ اگر ہم میں سے کوئی مرد تمہارے پاس آئے تو اس کو پھیر دینا کہ مفہوم اس کا یہ ہے کہ عورتیں صلح میں داخل نہیں ہیں اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حبان کے طریق سے کہ مشرکوں نے حضرت ﷺ سے کہا کہ ہماری جن عورتوں نے ہجرت کی وہ ہم کو پھیر دو اس واسطے کہ ہماری شرط ہے کہ جو ہم میں سے آپ کی طرف آئے اس کو پھیر دیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شرط مردوں میں تھی عورتوں میں نہ تھی اور یہ حدیث اگر ثابت ہو تو ہو گی کاٹنے والی واسطے جھگڑے کے لیکن تائید کرتا ہے اول اور تیسرے قول کو جو شروط میں پہلے گزر چکا ہے کہ ام کلثوم عقبہ کی بیٹی نے جب ہجرت کی تو اس کے گھر والوں نے آ کر سوال کیا کہ اس کو پھیر دیں تو حضرت ﷺ نے اس کو نہ پھیر دیا جب کہ اتری یہ آیت کہ جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں اور مراد یہ قول اللہ کا ہے کہ تو ان کو کافروں کی طرف مت پھیر دو اور ایک روایت میں ہے کہ

سبیعہ اسلمیہ نے ہجرت کی اور اس کا خاوند اس کی طلب کے واسطے آیا سو آیت اتری تو اس کو اس کا مہر پھیر دیا گیا اور عورت نہ پھیر دی گئی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَسْلَمَتِ الْمُشْرِكَةُ أَوِ النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الذِّمِّيِّ أَوِ الْحَرْبِيِّ.

جب اسلام لائے شرک والی اور عیسائی عورت ذمی یا حربی کافر کے نکاح میں۔

فائدہ: اسی طرح اقتصار کیا ہے اوپر ذکر عیسائی عورت کے اور وہ مثال ہے نہیں تو یہودی عورت کا بھی یہی حکم ہے سو اگر تعبیر کرتا ساتھ کتابیہ کے تو شامل تر ہوتا اور شاید اس نے رعایت کی ہے اثر کی جو منقول ہے بیچ اس کے اور نہیں جزم کیا ساتھ حکم کے واسطے مشکل ہونے اس کے کی بلکہ وارد کیا ترجمہ کو جگہ سوال کی فقط اور البتہ جاری ہے عادت اس کی کہ دلیل حکم کی جب محتمل ہو تو نہیں جزم کرتا ساتھ حکم کے اور مراد ساتھ ترجمہ کے بیان حکم اسلام لانے عورت کا ہے اپنے خاوند سے پہلے کہ کیا واقع ہوتی ہے جدائی درمیان دونوں کے مجرد اسلام لانے عورت کے سے یا ثابت ہوتا ہے واسطے اس کے خیار یا ٹھہرایا جائے عدت میں سو اگر اس کا خاوند اسلام لائے تو نکاح بدستور رہے نہیں تو دونوں کے درمیان جدائی واقع ہو اور اس میں خلاف مشہور ہے جس کی شرح دراز ہے اور مائل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس طرف ہے کہ جدائی واقع ہوتی ہے مجرد اسلام سے، کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا أَسْلَمَتِ النَّصْرَانِيَّةُ قَبْلَ زَوْجِهَا بِسَاعَةٍ حَرُمَتْ عَلَيْهِ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اسلام لائے عیسائی عورت اپنے خاوند سے ایک گھڑی پہلے تو اس پر حرام ہو جاتی ہے

فائدہ: اور یہ عام ہے مدخول بہا اور غیر مدخول بہا میں لیکن یہ جو کہا کہ اس پر حرام ہو جاتی ہے تو نہیں ہے یہ صریح مراد میں اور واقع ہوا ہے ابن ابی شیبہ کی روایت میں کہ وہ اپنے نفس کی زیادہ تر مالک ہے اور روایت کی ہے طحاوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہودیہ اور نصرانیہ میں کہ یہودی اور نصرانی کے نکاح میں ہو سو مسلمان ہو جائے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اسلام دونوں کے درمیان جدائی کر ڈالتا ہے اسلام اونچا ہوتا ہے اور پست نہیں ہوتا۔

وَقَالَ دَاوُدُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الصَّائِغِ سُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ امْرَأَةٍ مِّنْ أَهْلِ الْعَهْدِ أَسْلَمَتْ ثُمَّ أَسْلَمَ زَوْجُهَا فِي الْعِدَّةِ أَهِيَ امْرَأَتُهُ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَشَآءَ هِيَ بِنِكَاحٍ جَدِيْدٍ وَّصَدَاقٍ.

ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ پوچھے گئے عطاء عہد والوں کی عورت سے کہ اسلام لائے پھر عدت میں اس کا خاوند بھی مسلمان ہو جائے کہ کیا وہ اس کی عورت ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں مگر یہ کہ چاہے عورت نکاح جدید اور مہر سے

فائدہ: اور یہ قول عطاء کا ظاہر ہے اس میں کہ ہوتی ہے جدائی یعنی نکاح ٹوٹ جاتا ہے ساتھ اسلام لانے ایک کے

دونوں میاں بیوی سے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ إِذَا أَسْلَمَ فِي الْعِدَّةِ يَتَزَوَّجُهَا.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ جب اس کا خاوند عدت میں اسلام لائے تو عورت سے نکاح کرے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ﴾.

اللہ نے فرمایا کہ نہ وہ عورتیں ان مردوں کے واسطے حلال ہیں اور نہ وہ مردان عورتوں کے واسطے حلال ہیں۔

فائدہ: یہ ظاہر ہے اس میں کہ اختیار کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے قول کو جو پہلے گزرا اس واسطے کہ یہ کلام بخاری رحمہ اللہ کا ہے اور یہ استدلال کرتا ہے اس سے واسطے قوی کرنے قول عطاء رحمہ اللہ کے جو مذکور ہے باب میں اور وہ معارض ہے ظاہر میں واسطے روایت بس کی کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پہلے باب میں اور وہ قول اس کا ہے کہ اس کو نکاح کا پیغام نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس کو حیض آئے پھر حیض سے پاک ہو اور ممکن ہے تطبیق درمیان دونوں کے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد حیض آنے اور پاک ہونے سے اس کے خاوند کے اسلام کی انتظار ہو جب تک کہ اس کی عدت میں ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ تاخیر کرنا پیغام نکاح کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اس واسطے ہے کہ عدت والی عورت کو نکاح کا پیغام نہیں کیا جاتا جب تک کہ عدت میں ہو پس بنا بر دوسرے احتمال کے نہیں باقی رہتا ہے دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض اور جو قول کہ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء رحمہ اللہ کا ہے یہی قول ہے طاؤس اور ثوری اور فقہاء کوفہ کا اور موافق ہوا ہے ان کو ابوثور اور اختیار کیا ہے اس کو ابن منذر نے اور اسی طرف مائل کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے اور شرط کی ہے اہل کوفہ نے اور جو ان کے موافق ہیں کہ عرض کیا جائے اس کے خاوند پر اسلام کو اس مدت میں اور وہ باز رہے اگر ہوں دونوں دار الاسلام میں اور ساتھ قول مجاہد رحمہ اللہ کے قائل ہے قتادہ رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق اور ابو عبید اور حجت پکڑی ہے شافعی رحمہ اللہ نے ساتھ قصے ابوسفیان کے جب کہ اسلام لایا وہ دن فتح مکہ کے جس رات کو مسلمان مکے میں داخل ہوئے، **کما تقدم فی المغازی** اس واسطے کہ جب وہ مکے میں داخل ہوا تو اس کی عورت نے جس کا نام ہند تھا اس کی داڑھی پکڑی اور کہا کہ تو مسلمان کیوں ہو گیا ہے؟ ابوسفیان نے اس کو اسلام کی طرف بلایا وہ بھی اس کے بعد مسلمان ہو گئی اور نہ جدائی کی گئی درمیان ان دونوں کے اور نہیں ذکر کیا عقد جدید کو اور اسی طرح واقع ہوا ہے واسطے ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم کے کہ ان کی عورتیں ان سے پہلے اسلام لائیں مانند حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ وغیرہ کی اور نہیں منقول ہے کہ ان کے نکاح جدید باندھے گئے اور یہ مشہور ہے نزدیک اہل مغازی کے نہیں اختلاف ہے درمیان ان کے بیچ اس کے مگر یہ محمول ہے نزدیک اکثر کے اس پر کہ اسلام مرد کا واقع ہوا پہلے گزرنے عدت عورت کے جو اس سے پہلے اسلام لائے اور موطا میں زہری سے روایت ہے کہ نہیں پہنچا ہم کو کہ کسی عورت نے ہجرت کی ہو اور اس کا خاوند دار الحرب میں مقیم ہو مگر کہ ہجرت نے ان دونوں کے درمیان جدائی ڈال دی

سو یہ قول محتمل ہے واسطے دونوں قول کے اس واسطے کہ جدائی احتمال ہے کہ ہو قاطعہ اور احتمال ہے کہ ہو موقوف اور البتہ روایت کی ہے عبدالرزاق وغیرہ نے عبداللہ بن یزید خطمی سے کہ ایک عیسائی کی عورت مسلمان ہوگئی سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اختیار دیا کہ اگر چاہے تو اس سے جدا ہو جائے اور چاہے تو اس کے پاس رہے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ فِيْ مَجُوْسِيَّيْنِ أَسْلَمَا هُمَا عَلٰى نِكَاحِهِمَا وَإِذَا سَبَقَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ وَأَبَى الْاٰخَرُ بَانَتْ لَا سَبِيْلَ لَهٗ عَلَيْهَا.

کہا حسن رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ نے دو مجوسیوں کے حق میں کہ دونوں اسلام لائیں کہا کہ دونوں کا نکاح بدستور قائم ہے اور جب ایک اپنے ساتھی سے پہلے اسلام لائے اور دوسرا نہ مانے تو عورت اس سے جدا ہو جاتی ہے نہیں کوئی راہ واسطے اس کے اوپر اس کے۔

فائدہ: ابن ابی شیبہ نے حسن رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ جب ایک دوسرے ساتھی سے پہلے اسلام لائے تو ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَآءٍ امْرَأَةٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ جَآءَتْ إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ أَيُعَاوَضُ زَوْجُهَا مِنْهَا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَاٰتُوْهُمْ مَّآ أَنْفَقُوْا﴾ قَالَ لَا إِنَّمَا كَانَ ذَاكَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَهْلِ الْعَهْدِ.

کہا ابن جریج نے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ مشرکوں کی ایک عورت مسلمانوں کے پاس آئی یعنی مسلمان ہوئی تو کیا اس کے خاوند کو اس کا معاوضہ دیا جائے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ دو ان کو جو انہوں نے خرچ کیا اس نے کہا کہ نہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ حکم صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد والے کافروں کے درمیان تھا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ هٰذَا كُلُّهٗ فِيْ صُلْحٍ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ قُرَيْشٍ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ یہ سب حکم صلح میں تھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان تھی۔

فائدہ: وصل کیا ہے اس روایت کو ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿وَاسْئَلُوْا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَا أَنْفَقُوْا﴾ کہا اس نے جو مسلمانوں کی عورتوں میں سے کافروں کی طرف جائیں تو چاہیے کہ کافر مسلمانوں کو ان کا مہر دیں اور چاہیے کہ اپنے پاس رکھیں ان کو اور جو کافروں کی عورتوں میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرف آئے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ مسلمان ان کا مہر کافروں کو پھیر دیں یہ سب اس صلح میں تھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان تھی اور زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ کافروں نے جب انکار کیا کہ پھیر دیں جو خرچ کیا مسلمانوں نے اپنی بیویوں پر یعنی انکار کیا انہوں نے یہ کہ عمل کریں ساتھ حکم کے جو مذکور ہے آیت میں اور وہ یہ ہے کہ جب کوئی عورت کافروں کی مسلمان ہو کے مسلمانوں کے پاس آئے تو نہ پھیر دیں اس کو

مسلمان طرف خاوند اس کے کی جو کافر ہے بلکہ دیں اس کے خاوند کو جو خرچ کیا اس نے اس پر مہر وغیرہ سے اور اسی طرح برعکس سو مسلمان لوگ تو یہ حکم بجا لائے اور ان کو دیا جو انہوں نے خرچ کیا تھا اور کافروں نے اس کے بجا لانے سے انکار کیا سو انہوں نے روکا جو عورت کہ ان کی طرف مرتد ہو کے آئے اور نہ دیا انہوں نے اس کے خاوند مسلمان کو جو اس نے اس پر خرچ کیا تھا سو اس واسطے یہ آیت اتری ﴿وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ﴾ کہا اور عقب وہ چیز ہے جو ادا کریں مسلمان طرف اس شخص کی جس کی عورت کافرہ نے کافروں کی طرف ہجرت کی اور روایت کیا ہے اس اثر کو طبری نے زہری سے اور اس میں ہے سو اگر چلی جائے کوئی عورت مسلمانوں کی عورتوں سے طرف کافروں کی تو پھیر دیں مسلمان لوگ طرف خاوند اس کے کی اس چیز کو جو اس پر اس نے خرچ کی عقب میں سے جو ان کے ہاتھ میں ہے جس کا ان کو حکم ہوا کہ اس کو مشرکوں کی طرف پھیر دیں اس خرچ سے جو انہوں نے اپنی بیویوں پر کیا جنہوں نے مسلمان ہو کے ہجرت کی پھر جو کچھ اس میں سے باقی رہے وہ مشرکوں کو پھیر دیں اور واقع ہوا ہے اصل میں کہ پس حکم ہوا یہ کہ دیا جائے وہ مسلمان جس کی عورت کافروں کی طرف چلی گئی جو خرچ کیا اس نے کفار کی عورتوں کے مہر سے جنہوں نے مسلمان ہو کے دار الاسلام کی طرف ہجرت کی اور معنی اس کے یہ ہیں کہ عقب جو مذکور ہے اللہ کے قول میں **فعاقبتم** یعنی پاؤ تم مشرک عورتوں کے مہر پہ بدلے اس چیز کے کہ فوت ہوئی مسلمان عورتوں کے مہر سے اور یہ تفسیر زہری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے پاؤ تم غنیمت کو تو اس سے اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے ایک جماعت نے تابعین میں سے جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو طبری نے لیکن حمل کیا ہے اس نے اس کو اس صورت پر جب کہ نہ حاصل ہو جہت پہلی سے کوئی چیز اور یہ حمل خوب ہے اور قول اس کا خبر مذکور کے آخر میں کہ نہیں معلوم ہے کہ مہاجر عورتوں میں سے کوئی عورت مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہوئی ہو اور نہیں رد کرتا اس نفی کو ظاہر اس چیز کا کہ دلالت کرتی ہے اس پر آیت اور قصہ اس واسطے کہ مضمون قصے کا یہ ہے کہ مسلمانوں کی بعض عورتیں اپنے کافر خاوند کی طرف چلی گئیں تو اس نے انکار کیا یہ کہ دے اس کے خاوند مسلمان کو جو خرچ کیا اس نے اوپر اس کے سو بر تقدیر اس کے کہ مسلمان ہو تو نفی مخصوص ہے ساتھ مہاجرات کے سو احتمال ہے کہ جس عورت سے یہ واقع ہوا وہ مہاجر عورتوں کے سوا اور عورتوں سے ہو مانند گنوار عورتوں کی مثلاً اور حصر اپنے عموم پر ہو سو یہ آیت مشرک عورت کے حق میں اتری ہوگی جب کہ مثلاً مسلمان کے نکاح میں ہو اور اس کو چھوڑ کر کفار کی طرف بھاگ جائے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ روایت جو پہلے گزری طبری سے اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے حسن سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ﴾ کہا اس نے کہ اتری یہ آیت بیچ حق ام الحکم بنت ابوسفیان کے کہ وہ مرتد ہوگئی تو نکاح کیا اس سے ایک ثقفی مرد نے اور قریش میں سے اس کے سوا اور کوئی عورت مرتد نہیں ہوئی پھر مسلمان ہوئی ساتھ ثقیف کے جب وہ مسلمان ہوئے پس اگر ثابت ہو یہ تو مستثنیٰ ہوگی حصر سے جو مذکور ہے زہری

کی حدیث میں اس واسطے کہ ام الحکم بہن ہے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے۔
تنبیہ: استطراد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اصل ترجمہ سے طرف اس چیز کی جو متعلق ہے ساتھ شرح آیت امتحان کے سو ذکر کیا اس نے اثر عطاء رحمہ اللہ کا اس چیز میں جو متعلق ہے ساتھ معاوضہ کے کہ اشارہ کیا گیا ہے طرف اس کی بیچ آیت کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ﴾ پھر ذکر کیا مجاہد رحمہ اللہ کے اثر کو جو قوی کرتا ہے عطاء کے دعویٰ کو کہ تھا یہ خاص ساتھ اس زمانے کے کہ اس میں مسلمانوں اور قریش کے درمیان صلح واقع ہوئی اور بند ہوا یہ دن فتح مکہ کے اور گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے طرف اس کی کہ جو واقع ہوا ہے اس وقت میں ثابت رکھنے مسلمان عورت کے مشرک کے نکاح میں واسطے انتظار اسلام اس کے کی جب تک کہ عدت میں ہو منسوخ ہے واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتے ہیں اس پر یہ آثار خاص ہونے اس کے سے ساتھ انہیں لوگوں کے اور یہ کہ حکم بعد اس کے اس عورت کے حق میں جو مسلمان ہو یہ ہے کہ نہ ثابت رکھی جائے مشرک کے نکاح میں بالکل اگر چہ اسلام لائے مرد اور عورت عدت میں ہو اور البتہ وارد ہوئی ہیں اصل مسئلے میں دو حدیثیں جو آپس میں دونوں معارض ہیں ایک وہ ہے کہ روایت کیا ہے اس کو امام احمد رحمہ اللہ نے محمد بن اسحاق کے طریق سے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے داؤد بن حصین نے عکرمہ رحمہ اللہ سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ پھیر دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو ابوالعاص پر اور زینب رضی اللہ عنہا اس سے چھ برس پہلے مسلمان ہوئی تھی ساتھ نکاح اول کے اور کوئی نئی چیز پیدا نہ کی اور روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے اور کہا ترمذی نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ سند اس کی کے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے اور بعض روایتوں میں دو یا تین برس کا ذکر آیا ہے اور تطبیق یہ ہے کہ مراد ساتھ چھ برس کے وہ مدت ہے جو زینب رضی اللہ عنہا کے اسلام اور ہجرت کے درمیان ہے اور مراد ساتھ دو یا تین برس کے وہ مدت ہے جو درمیان اترنے قول اللہ تعالیٰ ﴿لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ﴾ کے اور درمیان آنے ابوالعاص کے ہے مسلمان ہو کے اس واسطے کہ ان دونوں کے درمیان دو برس اور کچھ مہینے ہیں دوسری حدیث یہ ہے جو روایت کی ہے ترمذی رحمہ اللہ اور ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حجاج بن ارطاۃ کی روایت سے اس نے روایت کی عمرو بن شعیب سے اس نے اپنے باپ سے اس نے دادا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھیر دیا اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو ابوالعاص بن ربیع پر ساتھ مہر جدید اور نکاح جدید کے کہا ترمذی رحمہ اللہ نے کہ اس کی سند میں کلام ہے پھر روایت کی اس نے یزید بن ہارون سے کہ بیان کیا اس نے دونوں حدیثوں کو ابن اسحاق سے اور حجاج بن ارطاۃ سے پھر یزید نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث قوی ہے باعتبار سند کے اور عمل عمرو بن شعیب کی حدیث پر ہے یعنی عمل اہل عراق کا اور کہا ترمذی رحمہ اللہ نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی وجہ نہیں پہچانی جاتی اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے طرف اس کی کہ پھیر دینا زینب رضی اللہ عنہا کا طرف خاوند اس کے کی بعد چھ برس کے یا تین برس کے مشکل ہے واسطے بعید جاننے اس بات کو کہ باقی رہے

عدت میں بیچ اس مدت کے اور نہیں گیا ہے کوئی طرف جواز تقریر مسلمان عورت کے مشرک کے نکاح میں جب کہ متاخر ہو اسلام مرد کا اسلام عورت کے سے یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے اجماع کو بیچ اس کے اور اشارہ کیا ہے اس نے کہ بعض اہل ظاہر اس کے جواز کے ساتھ قائل ہیں اور روایت کیا ہے ان کو ساتھ اجماع مذکور کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ ثابت ہونے خلاف کے قدیم زمانے سے اور یہی منقول ہے علی رضی اللہ عنہ سے اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ طرق قویہ کے اور ساتھ اس کے فتویٰ دیا ہے حماد رحمۃ اللہ علیہ نے جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا استاد ہے کہ نکاح جدید کی کچھ حاجت نہیں اور جواب دیا ہے خطابی نے اشکال سے کہ باقی رہنا عدت کا اس مدت میں ممکن ہے اگرچہ نہیں جاری ہے عادت ساتھ اس کے غالبا خاص کر جب کہ مدت دو برس اور کچھ مہینے اس واسطے کہ حیض کبھی رک جاتا ہے حیض والیوں سے واسطے عارض ہونے بیماری کے اور یہی جواب دیا ہے بیہقی نے اور یہ اولیٰ ہے جس پر اعتماد کیا جاتا ہے اور حکایت کی ہے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے علل مفرد میں بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی صحیح تر ہے عمرو بن شعیب کی حدیث سے اور علت اس کی تدلیس حجاج بن ارطاۃ کی ہے اور واسطے اس کے ایک اور علت ہے جو اس سے سخت تر ہے اور وہ یہ ہے جو ابو عبید نے کتاب النکاح میں یحییٰ بن قطان سے ذکر کیا ہے کہ حجاج نے عمرو بن شعیب سے نہیں سنا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اٹھایا ہے اس نے اس کو عزرمی سے اور عزرمی نہایت ضعیف ہے اور اسی طرح کہا ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بعد روایت کرنے اس کے کی اور کہا اور عزرمی کی حدیث کچھ چیز نہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ دونوں پہلے نکاح پر برقرار رکھے گئے اور مائل کی ہے ابن عبدالبر نے طرف ترجیح اس چیز کی کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عمرو بن شعیب کی کہا اس نے اور تطبیق دونوں حدیثوں میں ممکن ہے اور معتمد ترجیح اسناد حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے اوپر حدیث عمرو بن شعیب کے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزری اور واسطے ممکن ہونے حمل حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اوپر وجہ ممکن کے اور دعویٰ کیا ہے طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی منسوخ ہے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھیر دیا اپنی بیٹی کو ابو العاص پر بعد پھرنے اس کے جنگ بدر سے جب کہ اس میں قید ہوا پھر چھوڑوائی دے کر چھوڑا گیا اور مسند کیا ہے اس کو طرف زہری کی اور اس میں نظر ہے اور اگر ثابت ہو تو وہ مؤول ہے اس واسطے کہ وہ قرار گیر تھی نزدیک اس کے مکے میں اور اسی نے اس کا بدلہ بھیجا تھا کما هو مشهور فی المغازی سو یہ جو کہا کہ اس کو رد کیا یعنی اس کو برقرار رکھا اور تھا یہ پہلے تحریم کے اور ثابت اس سے یہ ہے کہ جب وہ چھوڑا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شرط کی کہ زینب رضی اللہ عنہا کو بھیج دے تو اس نے اس کو بھیجا دیا کما تقدم اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پھیر دیا اس کو طرف اس کی حقیقۃً بعد اسلام کے کی اور حکایت کی ہے طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہ اس نے اور طرح سے دونوں حدیثوں میں تطبیق دی اور وہ یہ ہے کہ البتہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اطلاع ہوئی تھی اوپر حرام ہونے نکاح کفار کے بعد اس کے کہ جائز تھا پس اسی واسطے کہا کہ

پھیر دیا اس کوطرف اس کی ساتھ نکاح جدید کے اور نہیں اطلاع ہوئی اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پس اسی واسطے کہا کہ پھیر دیا اس کو ساتھ نکاح پہلے کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں گمان کیا جاتا ہے ساتھ اصحاب کے کہ جزم کریں ساتھ حکم کے بنا بر اس کے کہ بنا ساتھ کسی چیز کے بھی ہوتا ہے امر برخلاف اس کے اور کسی طرح گمان کیا جائے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ مشتبہ ہوا اس پر اترنا آیت سورہ ممتحنہ والی کا اور منقول اس سے ساتھ بہت طریقوں کے تقاضا کرتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حکم مذکور پر اطلاع تھی اور وہ حرام ہونا استقرار مسلمان عورت کا ہے کافر کے نکاح میں سو اگر فرض کیا جائے اس پر مشتبہ رہنا اس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو نہیں ہے بدستور رہنا اشتباہ کا اوپر اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ حدیث بیان کریں ساتھ اس کے بعد زمانے دراز کے اور جس دن انہوں نے حدیث بیان کی قریب ہے کہ اس دن اپنے سب اہل عصر سے اعلم ہوں اور خوب مسلک ان دونوں حدیثوں میں ترجیح دینا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو جیسے کہ ترجیح دی ہے اس کو اماموں نے اور حمل کرنا اس کا اوپر دراز ہونے عدت کے اس مدت میں کہ نزول آیت تحریم اور اسلام ابوالعاص کے درمیان تھی اور نہیں ہے کوئی مانع اس عادت میں چہ جائیکہ مطلق جواز سے اور بعض نے کہا کہ وہ بیوی ہے اس کی جب تک کہ نکاح نہ کرے اور دلیل اس کی وہ چیز ہے جو باب کی حدیث میں واقع ہوئی ہے بیچ عموم قول اس کے کی فان هاجر زوجها قبل ان تنكح ردت اليه یعنی اگر ہجرت کرے خاوند اس کا پہلے اس سے کہ نکاح کرے تو اس کی طرف پھیری جاتی۔ (فتح)

٤٨٧٩ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَتِ الْمُؤْمِنَاتُ إِذَا هَاجَرْنَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ أَقَرَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ أَقَرَّ بِالْمِحْنَةِ

۴۸۷۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مسلمان عورتیں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرتیں تو اس آیت سے ان کا امتحان کرتے کہ اے ایمان والو! جب آئیں تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تو ان کو امتحان کرو یعنی ان کو جانچ لو آخر آیت تک یعنی غفور رحیم تک، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو جو مسلمان عورتوں میں سے اس شرط یعنی شرط ایمان کے ساتھ اقرار کرتی تو البتہ اس نے محنت کے ساتھ اقرار کر لیا سو جب وہ اس کے ساتھ زبان سے اقرار کرتیں، تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے چلے جاؤ سو البتہ میں نے تم سے بیعت کی قسم ہے اللہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کلام کی ساتھ بیعت کے قسم اللہ کی نہیں عہد لیا

فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْرَرْنَ بِذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ قَالَ لَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلِقْنَ فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ لَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ غَيْرَ أَنَّهُ بَايَعَهُنَّ بِالْكَلَامِ وَاللّٰهِ مَا أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النِّسَآءِ إِلَّا بِمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ يَقُوْلُ لَهُنَّ إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ قَدْ بَايَعْتُكُنَّ كَلَامًا.

حضرت ﷺ نے عورتوں سے مگر ساتھ اس چیز کے جو اللہ نے آپ کو حکم کی جب ان سے قول قرار لیتے تو ان سے فرماتے میں نے تم سے بیعت کی ساتھ کلام کے جو کہتے۔

فائدہ: جب مسلمان عورتیں ہجرت کرتیں یعنی مکے سے طرف مدینے کے فتح مکہ سے پہلے اور یہ جو کہا کہ امتحان کرتے ان کو یعنی جانچتے ان کو اس چیز میں کہ ایمان کے ساتھ معلق ہے اس چیز میں کہ راجع ہے طرف ظاہر حال کے سوائے اطلاع کے اس چیز پر جو دلوں میں ہے اور اس کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ﴾ اور اصل ہجرت کا نکلنا بدوی کا ہے بادیہ سے طرف گاؤں کی اور ٹھہرنا بیچ اس کے اور مراد اس جگہ نکلنا عورتوں کا ہے مکے سے طرف مدینے کی مسلمان ہو کے اور یہ جو کہا کہ جو اس شرط کے ساتھ اقرار کرتی تو وہ محنت کے ساتھ اقرار کرتی تو ہذا اشارہ ہے طرف شرط ایمان کی اور زیادہ تر واضح اس سے وہ چیز ہے جو روایت کی ہے طبری نے عوفی کے طریق سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ عورتوں کو جانچتے تھے یہ کہ گواہی دیں اس کی کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نیز روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ ان کا امتحان لیتے تھے ساتھ اس کے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں نکلی خاوند کے بغض سے قسم ہے اللہ کی نہیں نکلی واسطے منہ پھیرنے کے ایک زمین سے طرف دوسری زمین کی قسم ہے اللہ کی نہیں نکلی واسطے طلب تلاش دنیا کے قسم ہے اللہ کی نہیں نکلی مگر اللہ اور اس کے رسول کی محبت سے اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے ہے کہ ان کی محنت یہ تھی کہ ان سے اللہ کی قسم لی جائے کہ نہیں نکالا تم کو خلاف اور ضد نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں نکالا تم کو مگر اسلام اور مسلمانوں کی محبت نے سو جب یہ کہیں تو قبول کیا جائے ان سے اور یہ سب عوفی کی روایت کے مخالف نہیں واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر زیادتی کے اور یہ جو کہا کہ اس نے محنت کے ساتھ اقرار کر لیا تو اس سے مراد یہ ہے کہ جس عورت نے شرط مذکور کے ساتھ اقرار کر لیا تو اب اس نے تکلیف اور ابتلاء بالشرع کو مان لیا اور اس کی بیعت اسلام کے واسطے بھی اقرار زبانی کافی ہو گیا اس کے بعد ہاتھ کے ساتھ بیعت کرنے کی ضرورت

نہیں رہی اور یہ جو کہا کہ چلی جاؤ البتہ میں نے تم سے بیعت کی تو بیان کیا ہے اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آخر حدیث میں ساتھ قول اپنے کے کہ میں نے تم سے بیعت کی ساتھ کلام کے کہ اس کو کہتے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ بیعت کرتے ساتھ مارنے ہاتھ کے ہاتھ پر جیسے کہ مردوں سے بیعت کرتے اور البتہ واضح کیا اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ قول اپنے کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا اور ایک روایت میں ہے کہ لیکن ان سے کلام کے ساتھ بیعت کرتے اور اختلاف ہے بیچ بدستور رہنے حکم امتحان اس عورت کے جو ہجرت کرے مسلمان عورتوں میں سے سو بعض نے کہا کہ منسوخ ہے اور بلکہ بعض نے اس کے منسوخ ہونے پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآؤُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾. ﴿فَاِنْ فَآؤُوْا﴾ رَجَعُوْا.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں واسطے ان لوگوں کے کہ قسم کھا بیٹھیں اپنی عورتوں سے کہ ان سے جماع نہ کریں انتظار کرنا چار مہینے ہے سمیع علیم تک اور لفظ فاؤا (جو اس آیت میں واقع ہوا ہے) کے معنی ہیں رجوع کریں یعنی قسم سے۔

فائدہ: ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ فے کے معنی ہیں رجوع کرنا ساتھ زبان کے اور مثل اس کی مروی ہے ابو قلابہ رحمہ اللہ سے اور سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور حسن رحمہ اللہ اور عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ فے کے معنی ہیں رجوع کرنا ساتھ دل کے اور زبان کے واسطے اس شخص کے کہ مانع ہو ساتھ اس کے جماع سے اور اس کے غیر میں ساتھ جماع کے اور نیز سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر قسم کھائے کہ نہ کلام کرے اپنی عورت سے ایک دن یا ایک مہینہ تو وہ ایلاء ہے مگر یہ کہ اس سے جماع کرتا ہو اور کلام نہ کرتا ہو تو نہیں ہے وہ ایلاء کرنے والا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فے کے معنی ہیں جماع کرنا اور اسی طرح مسروق سے اور سعید بن جبیر سے اور شعبی سے اور سندیں ان سب کی قوی ہیں اور کہا طبری نے کہ اختلاف ان کا بیچ اس کے اختلاف ان کے سے ہے بیچ تعریف ایلاء کے سو جس نے خاص کیا ہے اس کو ساتھ ترک جماع کے کہا نہیں رجوع کرتا مگر ساتھ فعل جماع کے اور جو کہتا کہ ایلاء قسم کھانی ہے اوپر نہ کلام کرنے کے عورت سے یا اس پر کہ اس سے غضبناک رہے یا اس کو رنج دے یا مانند اس کی نہیں شرط کیا اس نے رجوع میں جماع کو بلکہ رجوع اس کا ساتھ کرنے اس چیز کے ہے کہ اس نے قسم کھائی کہ اس کو نہ کرے اور نقل کیا گیا ابن شہاب رحمہ اللہ سے کہ نہیں ہوتا ہے ایلاء مگر یہ کہ قسم کھائے مرد ساتھ اللہ کے اس چیز میں کہ ارادہ کرتا ہے کہ ضرر کرے ساتھ اس کے اپنی عورت کو الگ ہونے اس کے سے اور اگر نہ قصد کرے ضرر کرنے کا تو نہیں ہوتا ہے ایلاء اور علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حسن رحمہ اللہ اور ایک گروہ سے مروی ہے کہ نہیں ہے ایلاء مگر غصے میں سو جب قسم کھائے کہ نہ صحبت کرے اس سے ساتھ کسی سبب کی مانند خوف کی بچے پر جو اس کا دودھ پیتا ہے غیلہ سے تو نہیں ہے

ایلاء اور شعبی کے طریق سے روایت کی ہے یعنی طبری نے کہ جو قسم کہ عورت اور مرد کے درمیان مانع ہو تو وہ ایلاء ہے اور روایت کی ہے اس نے قاسم اور سالم کے طریق سے اس شخص کے حق میں جو اپنی عورت سے کہے کہ اگر کلام کروں میں تجھ سے ایک برس تو تجھ کو طلاق ہے کہ اگر چار مہینے گزر جائیں اور وہ اس سے کلام نہ کرے تو اس پر طلاق پڑ جاتی ہے اور اگر برس سے پہلے اس کے ساتھ کلام کرے تو بھی اس کو طلاق پڑ جاتی ہے اور روایت کی ہے اس نے یزید بن اصم سے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کہ تیری عورت کا کیا حال ہے کہ میں نے اس کو بدخو دیکھا تھا اس نے کہا کہ البتہ میں باہر نکلا اور میں اس سے کلام نہیں کرتا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کلام کر اس سے پہلے اس سے کہ چار مہینے گزریں سو اگر چار مہینے گزر گئے تو وہ ایک طلاق ہے اور روایت کی اس نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ اس آیت میں یؤلون کے معنی ہیں قسم کھا بیٹھیں کہا فراء نے تقدیر یہ ہے علی نسائھم یعنی من ساتھ معنی علی کے ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ بلکہ اس میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے قسم کھا بیٹھیں اوپر باز رہنے کے عورتوں سے اور ایلاء مشتق ہے البتہ ساتھ تشدید کے اور اس کے معنی ہیں قسم۔ (فتح)

٤٨٨٠ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ عَنْ أَخِيْهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ آلَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَآئِهِ وَكَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهُ فَأَقَامَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهُ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ.

۴۸۸۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایلاء کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے اور آپ کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا سو اپنے بالا خانے میں انتیس دن ٹھہرے پھر اترے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے ایک مہینہ قسم کھائی تھی فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

فائدہ: داخل کرنا اس حدیث کا اس باب میں اوپر طریقے اس شخص کے ہے جو نہیں شرط کرتا ایلاء میں ذکر جماع کا اسی واسطے کہا ابن عربی نے نہیں ہے اس باب میں یعنی مرفوع سے سوائے آیت اور اس حدیث کے اور انکار کیا ہے ہمارے شیخ نے تدریب میں داخل کرنے اس حدیث کے سے اس باب میں سو کہا کہ جس ایلاء کا باب باندھا گیا ہے وہ حرام ہے گنہگار ہوتا ہے ساتھ اس کے جو اس کے حال کو جانے سو نہیں جائز ہے نسبت کرنی اس کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ مبنی ہے اوپر شرط ہونے ترک جماع کے بیچ اس کے اور میں نے اوائل نماز میں مطلق کہا ہے کہ مراد ساتھ قول انس رضی اللہ عنہ کے آلے قسم کھانی ہے اور نہیں مراد ہے ایلاء عرفی جو فقہ کی کتابوں میں ہے اتفاقاً پھر ظاہر ہوا واسطے میرے کہ اس میں اختلاف ہے قدیم سے پس چاہیے کہ قید کیا جائے اس کو ساتھ اس کے کہ وہ اکثر فقہاء کی رائے پر ہے اس واسطے کہ نہیں منقول ہے کسی سے فقہاء امصار سے اگرچہ منعقد ہوتا ہے حکم ایلاء کا بغیر ذکر ترک جماع کے مگر حماد بن ابی سلیمان ابو

حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد سے اگر چہ وارد ہوا ہے یہ بعض اس شخص سے جو اس سے پہلے گزرا اور اس کے حرام ہونے میں بھی اختلاف ہے اور البتہ جزم کیا ہے ابن بطال اور ایک جماعت نے کہ باز رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں اپنی بیویوں کی صحبت سے اور نہیں واقع ہوا میں اوپر نقل صریح کے بیچ اس کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ایک مہینہ ان پر داخل نہ ہوئے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ داخل ہوئی ہو آپ کے پاس کوئی بیوی آپ کے اس مکان میں جس میں آپ الگ ہوئے تھے مگر یہ کہ ہو مکان مذکور مسجد سے سو تمام ہوگا استلزام عدم دخول عورتوں کا نزدیک آپ کے باوجود بدستور رہنے اقامت کے مسجد میں واسطے حرام ہونے جماع کے مسجد میں اور ایک روایت میں ہے کہ ایلاء کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے اور حرام کیا پس ٹھہرایا حلال کو حرام اور تمسک کیا ساتھ قول اس کے کی کہ حرام کیا اس شخص نے جو دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جماع سے باز رہے لیکن پہلے گزر چکا ہے یہاں واضح کہ مراد ساتھ تحریم کے تحریم شرب شہد کے ہے یا حرام کرنا ماریہ قبطیہ کا اور قوی تر چیز کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے لفظ اعتزل کا ہے یعنی الگ ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہے۔ (فتح)

٤٨٨١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ فِي الْإِيْلَاءِ الَّذِيْ سَمَّى اللّٰهُ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدَ الْأَجَلِ إِلَّا أَنْ يُمْسِكَ بِالْمَعْرُوْفِ أَوْ يَعْزِمَ بِالطَّلَاقِ كَمَا أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ لِيْ إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ يُوْقَفُ حَتّٰى يُطَلِّقَ وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ حَتّٰى يُطَلِّقَ وَيُذْكَرُ ذٰلِكَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَعَائِشَةَ وَاثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۸۸۱۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے ایلاء میں کہ نام لیا ہے اس کا اللہ نے کہ نہیں حلال ہے واسطے کسی کے بعد مدت معین کے (یعنی جس پر قسم کھاتا ہے کہ اس میں اپنی بیویوں سے الگ رہے گا) مگر یہ کہ نگاہ رکھے موافق دستور کے یا قصد کرے طلاق کا جب اللہ نے اس کو حکم کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور نیز ایلاء کے احکام میں سے جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ قسم کھائے چار مہینے یا زیادہ تر اور اگر اس سے کم تر مدت پر قسم کھائے تو وہ ایلاء نہیں اور کہا اسحاق نے کہ اگر قسم کھائے کہ ایک دن یا زیادہ اس سے وطی نہ کرے گا پھر اس سے وطی نہ کی یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو ہوتا ہے ایلاء اور آیا ہے

بعض تابعین سے مثل اس کی اور انکار کیا ہے اس سے اکثر نے اور کاری گری بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بیچ داخل کرنے حدیث انس رضی اللہ عنہ کے ایلاء کے باب میں تقاضا کرتی ہے کہ وہ اس میں اسحاق کے موافق ہے اور حمل کیا ہے ان لوگوں نے اللہ کے قول ﴿تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ﴾ کو اوپر اس مدت کے جو مقرر کی جاتی ہے واسطے ایلاء کرنے والے کے سو اگر اس کے بعد رجوع کرے تو فبہا نہیں تو لازم کیا جائے ساتھ طلاق کے اور البتہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے عطاء سے کہ جب کوئی قسم کھائے کہ اپنی عورت کے قریب نہ جائے مدت کا نام لے یا نہ لے سو اگر چار مہینے گزر جائیں تو لازم کیا جائے حکم ایلاء کا اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے حسن بصری سے کہ جب اپنی عورت سے کہے قسم ہے اللہ کی میں آج رات اس کے قریب نہ جاؤں گا پھر اس کو اپنی قسم کے سبب سے چار مہینے چھوڑے تو وہ ایلاء ہے اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جاہلیت کے وقت کا ایلاء ایک برس اور دو برس تھا سو اللہ نے ان کے واسطے چار مہینے مقرر کیے سو جس کا ایلاء چار مہینے سے کم ہو وہ ایلاء نہیں اور یہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مدت کے بعد یا اس کو نگاہ رکھے یا طلاق کا قصد کرے تو یہی ہے قول جمہور کا کہ جب مدت گزر جائے تو قسم کا کھانے والے کو اختیار دیا جائے یا رجوع کرے یا طلاق دے اور کوفیوں کا یہ مذہب ہے کہ اگر رجوع کرے ساتھ جماع کے پہلے گزرنے مدت کے تو بدستور رہتا ہے نکاح اس کا اور اگر مدت گزر جائے تو واقع ہوتی ہے طلاق ساتھ نفس گزرنے مدت کے واسطے قیاس کرنے کے عدت پر اس واسطے کے نہیں ہے انتظار کرنا عورت پر بعد گزارنے عدت کے اور تعاقب کیا گیا ان کا ساتھ اس کے کہ ظاہر قرآن کا تفصیل ہے ایلاء میں بعد گزرنے مدت کے برخلاف عدت کے اس واسطے کہ وہ مشروع ہے اصل میں واسطے طلاق والی کے اور جس کا خاوند مر گیا ہو بعد ٹوٹ جانے نکاح اس کے کی سو نہ باقی رہے بعد گزرنے عدت کے کوئی تفصیل اور روایت کی ہے طبری نے ساتھ سند صحیح کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور ساتھ دوسری سند کے جس کے ساتھ کچھ ڈر نہیں علی رضی اللہ عنہ سے کہ اگر چار مہینے گزر جائیں اور رجعت نہ کرے تو اس پر طلاق بائن پڑ جاتی ہے اور ساتھ سند حسن کے علی رضی اللہ عنہ سے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مثل اس کی اور ایک جماعت تابعین سے کوفیوں وغیرھم سے مثل ابن حنیفہ اور قبیصہ اور عطاء اور حسن اور ابن میرین سے مثل اس کی اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور ربیعہ اور مکحول اور زہری اور اوزاعی سے روایت ہے کہ طلاق پڑ جاتی ہے لیکن طلاق رجعی اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے جابر بن زید سے کہ جب ایلاء کرے پس چار مہینے گزر جائیں تو اس پر طلاق بائن پڑ جاتی ہے لیکن اس پر عدت نہیں نہ اسی طرح اسماعیل قاضی نے احکام القرآن میں صحیح سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے مسروق سے جب چار مہینے گزر جائیں تو وہ جدا ہوتی ہے ایک طلاق سے اور تین حیض عدت گزارے اور روایت کی ہے اسماعیل نے ساتھ دوسری وجہ کے مسروق سے اور اس نے روایت کی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح اور ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ ابو قلابہ سے

روایت کی ہے کہ نعمان بن شبیر نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا تو فرمایا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب چار مہینے گزر جائیں گے تو البتہ اس کی عورت اس سے جدا ہو جائے گی ساتھ ایک طلاق سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب چار مہینے گزر جائیں تو ٹھہرایا جائے ایلاء کرنے والا یہاں تک کہ طلاق دے اور نہیں واقع ہوتی اس پر طلاق یہاں تک کہ طلاق دے اور ذکر کیا جاتا ہے یہ ٹھہرانا عثمان رضی اللہ عنہ سے اور علی رضی اللہ عنہ سے اور ابودرداء رضی اللہ عنہ سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ اصحاب سے۔

فائدہ: روایت کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ثابت بن عبید سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ اصحاب سے انہوں نے کہا کہ ایلاء نہیں ہوتا ہے طلاق یہاں تک کہ ٹھہرایا جائے اور روایت کی ہے ابوصالح نے کہ پوچھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ اصحاب سے اس مرد کے حکم سے کہ ایلاء کرے تو انہوں نے کہا کہ نہیں اس پر کچھ چیز یہاں تک کہ چار مہینے گزر جائیں پھر ٹھہرایا جائے اگر رجوع کرے تو فبہا۔ اور نہیں تو طلاق دے اور روایت کی ہے اسماعیلی نے سلیمان بن یسار سے کہا کہ ہم نے لوگوں کو پایا ٹھہراتے تھے ایلاء کرنے والے کو جب چار مہینے گزر جائیں اور یہی ہے قول شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور تمام اہل حدیث کا مگر واسطے مالکیوں اور شافعیوں کے بعد اس کے فروعات ہیں جن کی شرح دراز ہے ایک ان میں سے یہ ہے کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ طلاق اس میں رجعی ہوتی ہے لیکن کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ نہیں صحیح ہوتی ہے رجعت اس کی مگر یہ کہ جماع کرے عدت میں اور کہا امام شافعی رحمہ اللہ نے کہ ظاہر کتاب اللہ کا یہ ہے کہ اس کے واسطے چار مہینے ہیں اور جس کی چار مہینے مہلت ہو تو نہیں ہے کوئی راہ اس کی طرف بیچ اس کے یہاں تک کہ اس کی مہلت گزر جائے اور جب اس کی مدت گزر جائے تو جب ہے اس پر ایک امر دو میں سے یا رجعت کرے یا طلاق دے اس واسطے ہم کہتے ہیں کہ نہیں لازم ہے اس پر طلاق ساتھ مجرد گزرنے مدت کے یہاں تک کہ پیدا کرے رجوع کو یا طلاق کو پھر ترجیح دی ہے اس نے ٹھہرانے کے قول کو ساتھ اس کے کہ اکثر اصحاب کا یہی قول ہے اور ترجیح کبھی واقع ہوتی ہے ساتھ اکثر کے باوجود موافق ہونے ظاہر قرآن کے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے بعض اماموں سے کہا کہ نہیں پایا گیا کسی دلیل میں کہ عزیمت طلاق پر ہوتی ہے طلاق اور اگر جائز ہوتا تو البتہ ہوتا عزم رجوع پر رجوع اور نہیں ہے کوئی قائل ساتھ اس کے اور اسی طرح نہیں ہے کسی لغت کی کتاب میں کہ جس قسم کے ساتھ طلاق کی نیت نہ ہو تو تقاضا کرتی ہے وہ طلاق کو اور اس کے غیر نے کہا کہ عطف اربعة اشهر پر ساتھ فا کے دلالت کرتا ہے اس پر کہ تخییر بعد گزرنے مدت کے ہے اور جو متبادر ہے لفظ تربص سے یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے وہ مدت ہے جو بیان کی گئی تا کہ واقع ہو تخییر بعد اس کے اور اس کے سوا اور نے کہا کہ ٹھہرایا ہے اللہ نے فے اور طلاق کو معلق ساتھ فعل ایلاء کرنے والے کے بعد مدت کے اور وہ اللہ کے اس قول سے ہے فَاِنْ فَاۗءُوْ، وَاِنْ عَزَمُوْا پس نہیں ہے باوجہ قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ واقع ہوتی ہے طلاق ساتھ مجرد گزرنے مدت کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

فائدہ: ایلاء یہ ہے کہ مرد قسم کھائے کہ اپنی عورت سے صحبت نہیں کرے گا چار مہینے یا زیادہ اس سے سو اگر صحبت نہ کی اور گزر گئے چار مہینے تو نہیں پڑتی ہے طلاق مجرد گزرنے چار مہینے کے نزدیک اکثر اصحاب کے بلکہ مدت گزر جانے کے بعد ایلاء کرنے والے کو ٹھہرایا جائے یعنی حبس کرے اس کو حاکم اور کہے یا تو رجوع کر یا طلاق دے۔

بَابُ حُكْمِ الْمَفْقُوْدِ فِيْ أَهْلِهٖ وَمَالِهٖ. باب ہے بیچ بیان حکم اس شخص کے جو غائب ہے اس کے اہل اور مال میں۔

فائدہ: اسی طرح مطلق کہا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اور نہیں بیان کیا حکم کو اور دخول حکم اہل کا متعلق ہے ساتھ ابواب طلاق کے برخلاف مال کے کہ اس کو اس جگہ کچھ تعلق نہیں ہے لیکن ذکر کیا ہے واسطے موافقت باب کے۔

وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ إِذَا فُقِدَ فِي الصَّفِّ عِنْدَ الْقِتَالِ تَرَبَّصُ امْرَأَتُهٗ سَنَةً.

یعنی کہا ابن مسیب رحمہ اللہ نے کہ جب غائب ہو صف میں وقت لڑائی کے تو اس کی عورت ایک سال انتظار کرے یعنی اور اس کے بعد اس کو دوسرے مرد سے نکاح کرنا جائز ہے اور جب غائب ہو غیر صف میں تو چار برس انتظار کرے۔

فائدہ: اور یہی ہے قول مالک رحمہ اللہ کا لیکن اس نے فرق کیا ہے درمیان اس کے کہ واقع ہو لڑائی دار الحرب میں یا دار الاسلام میں۔ (فتح)

وَاشْتَرَى ابْنُ مَسْعُوْدٍ جَارِيَةً وَّالْتَمَسَ صَاحِبَهَا سَنَةً فَلَمْ يَجِدْهُ وَفُقِدَ فَأَخَذَ يُعْطِي الدِّرْهَمَ وَالدِّرْهَمَيْنِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَنْ فُلَانٍ فَإِنْ أَتٰى فُلَانٌ فَلِيْ وَعَلَيَّ وَقَالَ هٰكَذَا فَافْعَلُوْا بِاللُّقَطَةِ.

اور خریدا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے لونڈی کو اور اس کا مالک غائب ہوا سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک سال تلاش کیا سو نہ پایا اور گم ہوا سو ایک ایک اور دو دو درہم محتاجوں کو دینا شروع کیا اور کہا کہ الٰہی! یہ فلانے کی طرف سے ہے یعنی اس کا ثواب اس کو پہنچے سو اگر آیا تو واسطے میرے ہے ثواب اور مجھ پر ہے ڈانڈ یعنی بدلہ اور کہا کہ اسی طرح کیا کرو ساتھ گری پڑی چیز کے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ نکالا ہے اس نے اپنے فعل کو لفظ کے حکم سے اس واسطے کہ حکم ہے کہ ایک سال اس کو مشہور کرے اور اس کے بعد اس میں تصرف کرے سو اگر اس کا مالک آئے تو واسطے اس کے ہے بدلہ اس کا سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس کو صدقہ کریں سو اگر اس کے مالک نے اس کو جائز رکھا جب کہ آیا تو حاصل ہوگا ثواب واسطے اس کے اور اگر اس نے اس کو جائز نہ رکھا تو ہوگا ثواب واسطے صدقہ کرنے والے کے اور اس پر ہے

بدلہ واسطے مالک اس کے کی اور طرف اس کی اشارہ کیا ساتھ قول اپنے کے کہ واسطے میرے ہے اور مجھ پر ہے یعنی ثواب اور مجھ پر ہے بدلہ۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مثل اس کی۔

فائدہ: سعید بن منصور نے رفیع سے روایت کی ہے کہ اس نے مکے میں ایک مرد سے کپڑا خریدا سو وہ اس سے گم ہوا ہجوم میں اس نے کہا سو میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو انہوں نے کہا جب آئندہ سال آئے تو اس کو تلاش کر اس مکان میں جس میں تو نے اس سے کپڑا خریدا تھا سو اگر تو اس پر قادر ہو تو فبہا نہیں تو اس کو صدقہ کر پھر اگر اس کے بعد آئے تو اس کو اختیار دے درمیان صدقے اور لینے درہموں کے۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْأَسِيْرِ يُعْلَمُ مَكَانُهُ لَا تَتَزَوَّجُ امْرَأَتُهُ وَلَا يُقْسَمُ مَالُهُ فَإِذَا انْقَطَعَ خَبَرُهُ فَسُنَّتُهُ سُنَّةُ الْمَفْقُوْدِ.

اور کہا زہری نے قیدی کے حق میں جس کا مکان معلوم ہو کہ نہ نکاح کی جائے عورت اس کی اور نہ تقسیم کیا جائے مال اس کا اور جب اس کی خبر بند ہو جائے اور معلوم نہ ہو کہ زندہ ہے یا مر گیا تو اس کا حکم مفقود کا حکم ہے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اوزاعی کے طریق سے کہا کہ میں نے زہری سے پوچھا حکم قیدی کا دشمن کی زمین میں کہ کب نکاح کرے عورت اس کی سو اس نے کہا کہ نہ نکاح کرے جب تک جانے کہ وہ زندہ ہے اور ایک روایت میں اس سے آیا ہے کہ ٹھہرایا جائے مال قیدی کا اور اس کی عورت یہاں تک کہ دونوں مسلمان ہوں یا مر جائیں اور بہر حال یہ جو کہا کہ اس کا حکم مفقود کا حکم ہے تو مذہب زہری کا مفقود کی عورت کے حق میں یہ ہے کہ وہ چار برس انتظار کرے اور البتہ روایت کیا ہے عبدالرزاق اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے ساتھ صحیح سندوں کے عمر رضی اللہ عنہ سے ان میں سے وہ چیز ہے جو روایت کی ہے عبدالرزاق نے زہری کے طریق سے اس نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ حکم کیا اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے ساتھ سند صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دونوں نے کہا کہ انتظار کرے عورت مفقود کی چار برس اور نیز ثابت ہوا ہے یہ عثمان رضی اللہ عنہ سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے اور ایک جماعت تابعین سے مانند نخعی اور عطاء اور زہری اور مکحول اور شعبی کے اور اتفاق کیا ہے ان میں سے اکثر نے کہ مدت ٹھہرانی اس دن سے ہے کہ اٹھایا جائے قضیہ اس کا طرف حاکم کی اور اس پر کہ عدت کاٹے عدت وفات کے بعد گزر جانے چار برس کے اور نیز اتفاق کیا ہے انہوں نے اس پر کہ اگر نکاح کرے پھر پہلا خاوند آ جائے تو اختیار دیا جائے درمیان بیوی اپنی کے اور مہر کے کہ چاہے بیوی کو لے چاہے مہر کو اور ان میں سے اکثر نے کہا کہ جب پہلا خاوند مہر کو اختیار کرے تو دوسرا خاوند اس کو مہر دے اور نہیں فرق کیا ہے اکثر نے ان میں سے درمیان احوال فقد کے مگر جو پہلے گزر چکا ہے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے

اور فرق کیا ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے درمیان اس شخص کے جو لڑائی میں غائب ہو پس مقرر کی جائے واسطے اس کے مدت مذکور اور درمیان اس شخص کے جو گم ہو غیر حرب میں یعنی لڑائی کے سوا کہیں اور طرف گم ہو جائے تو اس کے واسطے مدت نہ ٹھہرائی جائے بلکہ انتظار کرے اتنی عمر کہ گمان غالب ہو کہ وہ اس سے زیادہ نہیں زندہ رہے گا اور کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق نے کہ جو غائب ہوا اپنے گھر والوں سے سو نہ معلوم ہو خبر اس کی کہ زندہ ہے یا مردہ تو اس کے واسطے کوئی مدت نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مدت تو اس شخص کے واسطے ہے جو گم ہو لڑائی میں یا دریا میں یا مانند اس کی میں اور آیا ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ جب عورت کا خاوند غائب ہو تو نہ نکاح کرے یہاں تک کہ آئے یا مر جائے روایت کیا ہے اس کو ابو عبید نے کتاب النکاح میں اور کہا عبدالرزاق نے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی علی رضی اللہ عنہ کے موافق ہے مفقود کی عورت میں کہ وہ تمام عمر انتظار کرے اور نیز ابو عبید نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اگر وہ عورت کسی سے نکاح کرے تو وہ پہلے کی عورت ہے اور دوسرا خاوند اس کے ساتھ صحبت کرے یا نہ کرے اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے شعبی سے کہ جب نکاح کرے پھر اس کو خبر پہنچے کہ پہلا خاوند زندہ ہے تو اس عورت اور دوسرے خاوند کے درمیان تفریق کرائی جائے اور اس سے عدت کاٹے اور اگر پہلا مر جائے تو اس سے بھی عدت بیٹھے اور اس کی وارث ہوتی ہے اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نہ نکاح کرے یہاں تک کہ ظاہر ہو امر اس کا کہ زندہ ہے یا مردہ اور یہ قول فقہاء کوفہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض اہل حدیث کا ہے اور اختیار کیا ہے ابن منذر نے تاجیل یعنی مدت معین کرنے کو واسطے اتفاق پانچ اصحاب کے اوپر اس کے۔ (فتح) مترجم کہتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے جو روایت آئی ہے تو اس کی سند ضعیف ہے۔

٤٨٨٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَغَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ وَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا الْحِذَآءُ وَالسِّقَآءُ تَشْرَبُ الْمَآءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ وِكَآئَهَا وَعِفَاصَهَا وَعَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَآءَ

۴۸۸۲۔ حضرت یزید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیگانی بھولی بھٹکی بکری کا حال پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پکڑ لے اس کو سو وہ تو تیرے واسطے ہے یا کسی اور تیرے بھائی کے واسطے ہے یا بھیڑیئے کے واسطے ہے اور کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیگانے بھولے بھٹکے اونٹ کا حکم پوچھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں رخسار سرخ ہو گئے سو فرمایا کہ کیا ہے تیرے واسطے اور کیا ہے اس کے واسطے یعنی بیگانے اونٹ گم ہونے سے تجھ کو کیا کام ہے چھوڑ اس کو اس واسطے کہ اس کے ساتھ اس کا جوتا اور مشک موجود ہے پانی پیتا ہے اور درخت کو

مَنْ يَعْرِفُهَا وَإِلَّا فَاخْلِطْهَا بِمَالِكَ قَالَ سُفْيَانُ فَلَقِيْتُ رَبِيْعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سُفْيَانُ وَلَمْ أَحْفَظْ عَنْهُ شَيْئًا غَيْرَ هٰذَا فَقُلْتُ أَرَأَيْتَ حَدِيْثَ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ فِيْ أَمْرِ الضَّالَّةِ هُوَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَحْيٰى وَيَقُوْلُ رَبِيْعَةُ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سُفْيَانُ فَلَقِيْتُ رَبِيْعَةَ فَقُلْتُ لَهُ.

کھاتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو ملے اور کسی نے حضرت ﷺ سے گری پڑی چیز کا حکم پوچھا فرمایا کہ اس کے باندھنے کے دھاگے اور تھیلی کو پہچان رکھ اور اس کو ایک برس شہرت دے سو اگر کوئی اس کا پہچاننے والا آئے تو فبہا نہیں تو اپنے مال میں ملا، کہا سفیان نے کہ میں ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے ملا کہا سفیان نے اور نہیں یاد رکھتا میں اس سے کوئی چیز سوائے اس کے کہ میں نے کہا خبر دے مجھ کو حدیث یزید کی سے جو تابعی ہے بیچ حق بیگانی گم ہوئی چیز کے کیا وہ زید بن خالد سے جو صحابی ہے یعنی کیا حدیث موصول ہے؟ اس نے کہا، ہاں! کہا یحییٰ نے اور ربیعہ کہتا ہے یعنی روایت کرتا ہے یزید سے وہ زید بن خالد سے کہا سفیان نے سو میں ربیعہ سے ملا اور میں نے اس سے کہا یعنی کلام مذکور اور وہ یہ ہے کہ خبر دے مجھ کو حدیث یزید کی سے، الخ۔

فائدہ: اور حاصل اس کا یہ ہے کہ یحییٰ بن سعید نے حدیث بیان کی ہے ساتھ اس کے یزید مولیٰ منبعث کی سے مرسل پھر ذکر کیا واسطے سفیان کے کہ ربیعہ حدیث بیان کرتا ہے ساتھ اس کے یزید سے وہ روایت کرتا ہے زید بن خالد سے سو موصول کرتا ہے اس کو پس باعث ہوا یہ سفیان کو اس پر کہ وہ ربیعہ کو ملا اور اس کو اس سے پوچھا تو اقرار کیا اس نے واسطے اس کے ساتھ اس کے کہ میں اس کو موصول کرتا ہوں اور حدیث کی پوری شرح لقطہ میں گزر چکی ہے اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ ذکر کرنے اس کے کی اس جگہ اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ تصرف غیر کے مال میں جب غائب ہو جائز ہے جب تک کہ نہ ہو مال اس قسم سے کہ اس کے ضائع ہونے کا خوف ہو جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر تفصیل درمیان اونٹ اور بکری کے اور کہا ابن منیر نے کہ جب معارض ہوئے آثار اس مسئلے میں تو واجب ہوا رجوع کرنا طرف حدیث مرفوع کے اور حدیث میں ہے کہ بیگانی گم ہوئی بکری جائز ہے تصرف بیچ اس کے پہلے تحقیق ہونے موت اس کے مالک کی سو ہوگا الحاق کرنا کل مفقود کا ساتھ اس کے باوجہ اور اس میں ہے کہ بیگانے گم ہوئے اونٹ کو نہیں پکڑنا چاہیے واسطے مستقل ہونے اس کے کی ساتھ کام اپنے کے تو اس نے تقاضا کیا کہ اسی طرح گم ہوئے مرد کی بیوی کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ تحقیق ہو خبر موت خاوند اس کے کی پس ضابطہ یہ ہے کہ جس چیز کے ضائع ہونے کا خوف ہو جائز ہے تصرف کرنا بیچ اس کے واسطے نگاہ رکھنے اس کے کی ضائع ہونے سے اور جو

اس طرح نہ ہواس میں تصرف کرنا جائز نہیں اور اکثر اہل علم اس پر ہیں کہ حکم بیگانی گم ہوئی بکری کا حکم مال کا ہے بیچ واجب ہونے اس بات کے کہ اس کے مالک کو اس کا عوض دیا جائے جب کہ حاضر ہو، واللہ اعلم ۔ (فتح)

بَابُ الظِّهَارِ. باب ہے ظہار کے بیان میں ۔

فائدہ: ظِہار ساتھ کسرہ معجمہ کے وہ کہنا مرد کا ہے اپنی عورت سے انت علی کظھر امی یعنی تو مجھ پر ہے جیسے پیٹھ میری ماں کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی پیٹھ ساتھ اس کے سوائے باقی اعضاء کے اس واسطے کہ وہ جگہ سوار ہونے کی ہے غالبًا اسی واسطے نام رکھا گیا ہے سواری کا ظہر سو تشبیہ دی گئی بیوی ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ سواری ہے مرد کی کہ مرد اس پر سوار ہوتا ہے اور اگر پیٹھ کے سوا کسی اور عضو کی طرف منسوب کرے جیسے پیٹ مثلا تو ہوتا ہے ظہار اظہر قول پر نزدیک شافعیہ کے اور اختلاف ہے اس صورت میں جب کہ نہ معین کرے ماں کو جیسے کہے کہ تو مجھ پر جیسے پیٹھ میری بہن کی مثلا تو شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے قدیم قول میں ہے کہ وہ ظہار نہیں ہوتا بلکہ خاص ہے ساتھ ماں کے جیسے کہ وارد ہوا ہے قرآن میں اور اسی طرح ہے خولہ کی حدیث میں جس سے اس نے ظہار کیا تھا اور کہا جدید قول میں کہ ہوتا ہے ظہار اور یہی ہے قول جمہور کا لیکن اختلاف کیا ہے انہوں نے اس عورت کے حق میں جو ہمیشہ کے واسطے حرام نہیں یعنی اگر ایسی عورت کے عضو کے ساتھ تشبیہ دے ہمیشہ کے واسطے حرام نہیں تو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں ہوتا ہے ظہار اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ ظہار ہے اور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتیں ہیں مانند دونوں مذہب کے سو اگر کہے کہ تو مجھ پر جیسے پیٹھ میرے باپ کی تو نہیں ہے ظہار نزدیک جمہور کے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ ظہار ہے اور جاری کیا ہے اس نے اس کو ہر اس شخص میں جس کی وطی اس پر حرام ہے یہاں تک کہ چوپائے میں بھی اور واقع ہوتا ہے ظہار ساتھ ہر لفظ کے کہ دلالت کرے اوپر حرام کرنے بیوی کے لیکن بشرط مقرون ہونے اس کے کی ساتھ نیت کے اور واجب ہے کفارہ اس کے قائل پر جیسے کہ اللہ نے فرمایا لیکن بشرط رجعت کرنے کے طرف زوجہ کی نزدیک جمہور کے اور ثوری کے اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ واجب ہے کفارہ ساتھ مجرد ظہار کے ۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِىْ تُجَادِلُكَ فِىْ زَوْجِهَا﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا﴾.

یعنی اور بیچ بیان اس آیت کے البتہ سن لی اللہ نے بات اس عورت کی جو جھگڑتی ہے تجھ سے اپنے خاوند کے حق میں اللہ کے اس قول تک پھر جو کوئی نہ کر سکے تو کھانا دینا ہے ساٹھ محتاجوں کا۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَإِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا﴾ اس پر کہ ظہار حرام ہے اور البتہ ذکر کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب میں آثار کو اقتصار کیا ہے آیت پر اور ان پر اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر آیت کے طرف حدیث مرفوع کی جو وارد ہے اس کے سبب میں اور البتہ ذکر کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے

اس کے بعض طریقوں کو ساتھ تعلیق کے کتاب التوحید میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے وسیاتی ذکرہ اور اس میں نام ہے اس شخص کا جس نے ظہار کیا اور نام اس عورت کا جس نے جھگڑا کیا اور وہی ہے جس سے ظہار کیا اور یہ کہ راجح یہ ہے کہ وہ خولہ ثعلبہ کی بیٹی ہے اور وہ پہلا ظہار ہے جو اسلام میں ہوا جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو طبرانی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ تھا ظہار جاہلیت میں حرام کرنا عورتوں کو سو پہلے پہل اسلام میں جس نے ظہار کیا اوس بن صامت ہے اور اس کی عورت خولہ تھی اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سنا میں نے اہل علم بالقرآن سے کہتے تھے کہ جاہلیت کے زمانے میں لوگ تین چیز سے طلاق دیتے تھے ظہار سے اور ایلاء سے اور طلاق سے سو اللہ نے طلاق کو طلاق برقرار رکھا اور حکم کیا ظہار اور ایلاء میں ساتھ اس چیز کے جو قرآن میں بیان کیا اور ابوداؤد میں خولہ سے ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ میرے خاوند اوس بن صامت نے مجھ سے ظہار کیا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی آپ کی طرف شکایت کرتی اور ابوداؤد اور ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے ظہار کیا سو اس نے اس سے جماع کیا کفارہ دینے سے پہلے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے الگ رہ یہاں تک کہ تو اپنی طرف سے کفارہ دے اور ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ تو کرے جو اللہ نے تجھ کو حکم کیا اور ان حدیثوں کی سندیں حسن ہیں اور حکم کفارے ظہار کا منصوص ہے ساتھ قرآن کے اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس کے احکام میں کئی جگہوں میں کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طرف بعض احکام کی آثار میں جن کو باب میں وارد کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ آیت ظہار اور آیت لعان کے اور اوپر قول کے ساتھ عموم کے اگرچہ وارد ہو سبب خاص میں اور اتفاق کیا ہے انہوں نے اوپر دخول سبب کے اور یہ کہ شامل ہے حکم ظہار کا اوس بن صامت کو اور مشکل کیا ہے اس کو سبکی نے اس بہت سے کہ سبب مقدم ہے اور نزول متاخر ہے سو کس طرح پھرے گا اس چیز پر جو پہلے گزری باوجود اس کے کہ نہیں شامل ہے آیت مگر اس شخص کو جس سے ظہار پایا جائے بعد اترنے اس کے اس واسطے کہ بیچ قول اللہ تعالیٰ کے **فتحریر رقبة** دلالت کرتی ہے اس پر کہ مبتدا شامل ہے معنی شرط کو اور غیر شامل ہے بمعنی جزا کو اور معنی شرط کے مستقبل ہیں اور جواب دیا ہے اس نے کہ داخل ہونا فا کا خبر میں استدعا کرتا ہے عموم کو ہر ظہار کرنے والے میں اور یہ شامل ہے حاضر اور مستقبل کو کذا قال اور ممکن ہے کہ حجت پکڑی جائے الحاق پر ساتھ اجماع کے۔ (فتح)

وَقَالَ لِيْ إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ أَنَّهٗ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ ظِهَارِ الْعَبْدِ فَقَالَ نَحْوَ ظِهَارِ الْحُرِّ قَالَ مَالِكٌ وَّصِيَامُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ.

اور کہا مجھ سے اسماعیل نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کسی نے ابن شہاب سے غلام کے ظہار کا حکم پوچھا اس نے کہا کہ آزاد مرد کے ظہار کی مانند ہے کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ غلام کے روزے دو مہینے ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ غلام کا ظہار آزاد مرد کے ظہار کے مانند ہے تو احتمال ہے کہ تشبیہ سب احکام میں ہو یعنی سب

احکام میں آزاد کی مانند ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ تشبیہ کے مطلق صحیح ہونا ظہار کا ہو جیسے کہ صحیح ہے آزاد مرد سے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے سب احکام میں اس کی مانند ہو لیکن نقل کیا ہے ابن بطال نے اجماع کو اس پر کہ غلام جب ظہار کرے تو اس پر لازم ہو جاتا ہے اور یہ کہ کفارہ اس کا ساتھ روزے کے دو مہینے ہیں مانند آزاد مرد کی ہاں اختلاف کیا ہے کھانا کھلانے اور آزاد کرنے میں سو کہا کوفیوں اور شافعی رحمہ اللہ نے کہ نہیں کفایت کرتا اس کو مگر روزہ فقط اور کہا ابن قاسم نے مالک رحمہ اللہ سے کہ اگر کھانا کھلائے اپنے مالک کی اجازت سے تو اس کو کفایت کرتا ہے اور جو دعویٰ کیا ہے اس نے اجماع کا مردود ہے سو نقل کیا ہے شیخ موفق نے مغنی میں بعض سے کہ نہیں صحیح ہے ظہار غلام کا اس واسطے کہ اللہ نے فرمایا ﴿فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ﴾ اور غلام نہیں مالک ہے گردن کا اور پیچھا کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ آزاد کرنا غلام کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس پر ہے جو اس کو پائے سو ہوگا مانند معسر کی سو فرض اس کا روزہ ہے اور لیکن جو ذکر کیا ہے اس نے مقدار روزے کے سے سو البتہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے ابراہیم سے کہ اگر ایک مہینہ روزہ رکھے تو کفایت کرتا ہے اور اسی طرح روایت ہے عطاء سے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ ظِهَارُ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ مِنَ الْحُرَّةِ وَالْأَمَةِ سَوَآءٌ.

یعنی کہا حسن بصری رحمہ اللہ نے کہ ظہار آزاد مرد اور غلام کا آزاد عورت اور لونڈی سے برابر ہے۔

فائدہ: ابن اعرابی نے ہمام سے روایت کی ہے کہ پوچھے گئے قتادہ رحمہ اللہ اس مرد سے جو اپنی لونڈی سے ظہار کرے سو اس نے کہا کہ کہا حسن رحمہ اللہ اور ابن مسیب رحمہ اللہ اور عطاء رحمہ اللہ اور سلیمان رحمہ اللہ نے کہ مثل ظہار آزاد عورت کی ہے اور یہ قول فقہاء سبعہ کا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہے مالک رحمہ اللہ اور ربیعہ رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ اور لیث رحمہ اللہ اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس طور کے کہ وہ فرج حلال ہے سو حرام ہوتا ہے ساتھ حرام کرنے کے اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے ساتھ سند صحیح کے حسن سے کہ اگر اس سے وطی کی ہو تو وہ ظہار ہے اور اگر وطی نہ کی ہو تو ظہار نہیں اور یہ قول اوزاعی کا ہے۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ إِنْ ظَاهَرَ مِنْ أَمَتِهِ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ إِنَّمَا الظِّهَارُ مِنَ النِّسَآءِ.

کہا عکرمہ رحمہ اللہ نے کہ اگر ظہار کرے اپنی لونڈی سے تو کچھ نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ظہار تو عورتوں سے ہوتا ہے۔

فائدہ: اور یہی ہے قول جمہور کا اور شافعی رحمہ اللہ اور کوفیوں کا اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مِنْ نِّسَآئِهِمْ﴾ اور نہیں ہے لونڈی نساء میں سے یعنی اس کو عورت نہیں کہا جاتا لونڈی کہا جاتا ہے اور نیز حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ ظہار طلاق تھا پھر حلال ہوا ساتھ کفارے کے سو جس طرح لحاظ کیا واسطے لونڈی کے طلاق میں اسی طرح لحاظ کیا واسطے اس کے ظہار میں اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے داؤد بن

ابی ہند سے کہا کہ میں نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کو لونڈی سے ظہار کرنے کا حکم پوچھا تو گویا اس نے اس کو کچھ چیز نہ دیکھا میں نے کہا کہ کیا اللہ نے نہیں فرمایا ﴿مِنْ نِسَآئِهِمْ﴾ کیا نہیں ہے لونڈی نساء میں سے اس نے کہا کہ اللہ نے فرمایا ہے ﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ﴾ کیا نہیں غلام مردوں میں سے کیا پس جائز ہے گواہی غلام کی اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا خلاف بھی مروی ہے اور احتمال ہے کہ جو منقول عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے لونڈی منکوحہ کے حق میں سو نہ ہو گا درمیان قول اس کے کی اختلاف۔ (فتح)

وَفِي الْعَرَبِيَّةِ لِمَا قَالُوْا أَيْ فِيْمَا قَالُوْا.

یعنی استعمال کیا جاتا ہے کلام عرب میں عاد لکذا ساتھ معنی عاد فیه کے یعنی اس میں رجوع کیا اور اس کو باطل کیا اللہ نے فرمایا ﴿ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا﴾ یعنی پھر اپنے قول میں رجوع کریں اور اس کو باطل کریں۔

وَفِيْ نَقْضِ مَا قَالُوْا.

یعنی اور بیچ توڑنے اس چیز کے کہ انہوں نے کہی۔

فائدہ: اور معنی یہ ہیں کہ لائے ساتھ فعل کے جو توڑ ڈالے اس کے پہلے قول کو اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کیا شرط ہے فعل کہ نہ جائز ہو واسطے اس کے وطی اس کی مگر بعد اس کے کہ کفارہ دے یا کفایت کرتا ہے قصد کرنا اس کی وطی پر یا قصد کرنا اس کے رکھنے پر اور نہ جدا کرنے پر پہلا قول لیث کا ہے اور دوسرا قول حنفیوں اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اور اس سے محکی ہے کہ وہ بعینہ وطی ہے بشرطیکہ مقدم ہو اس پر کفارہ اور تیسر قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور جو اس کے تابع ہیں اور چوتھا قول آئندہ آتا ہے۔

وَهٰذَا أَوْلٰى لِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَدُلَّ عَلَى الْمُنْكَرِ وَقَوْلِ الزُّوْرِ.

اور یہ معنی اولیٰ ہیں اس واسطے کہ اللہ نے نہیں دلالت کی منکر اور جھوٹ بات پر۔

فائدہ: یہ کلام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور مراد اس کی رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ شرط عود کی اس جگہ یہ ہے کہ واقع ساتھ قول کے اور وہ دوہرا لفظ ظہار کا ہے اور اشارہ کیا طرف اس قول کی اور جزم کیا ساتھ اس کے کہ یہ قول مرجوح ہے اگرچہ ظاہر آیت کا ہے اور یہ قول اہل ظاہر کا ہے اور رالبتہ مروی ہے یہ ابوالعالیہ اور بکیر بن اشج تابعین سے اور ساتھ اسی کے قائل ہے فراء نحوی اور اللہ کے قول ﴿لِمَا قَالُوْا﴾ کے معنی یہ ہیں الی قول ما قالوا یعنی طرف کہنے اس چیز کی جو انہوں نے پہلے کہی اور البتہ مبالغہ کیا ہے ابن العربی نے بیچ انکار کرنے اس کے کی اور منسوب کیا ہے اس نے اس کے قائل کو طرف جہل کی اس واسطے کہ بیان کیا ہے اس کو اللہ نے کہ وہ نامعقول بات اور جھوٹ ہے سو کس طرح کہا جائے گا کہ جب دوہرائے قول حرام منکر کو تو واجب ہے اس پر یہ کہ کفارہ دے پھر حلال ہوتی ہے واسطے اس کے عورت اور طرف اسی کی اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ قول اپنے کے اس واسطے کہ نہیں دلالت کی

اللہ نے اوپر نامعقول اور جھوٹ بات کے اور کہا اسماعیل قاضی نے کہ جب اللہ کے قول ﴿ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ﴾ کے بعد ﴿فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ﴾ واقع ہوا تو اس نے دلالت کی اس پر کہ مراد ضد اس چیز کی ہے کہ واقع ہوئی اس سے مظاہرۃ سے اور اختلاف ہے اس میں کہ اللہ کے قول ﴿لِمَا قَالُوْا﴾ میں لام کے کیا معنی ہیں سو بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں پھر پھرتے ہیں طرف جماع کی پس آزاد کرنا گردن کا ہے یعنی پس لازم ہے ان پر آزاد کرنا غلام کا بسبب اس کے کہ انہوں نے کہا کہ سو انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ لام متعلق ہے ساتھ محذوف کے اور وہ قول اس کا علیہم ہے اور بعض نے کہا لام ساتھ معنی عن کے ہے یعنی رجوع کرتے ہیں اپنے قول سے اور یہ موافق ہے واسطے اس شخص کے جو واجب کرتا ہے کفارے کو ساتھ مجرد وقوع کلمے ظہار کے اور کہا ابن بطال نے مشابہ تر ہے یہ کہ ہو ما ساتھ معنی من کے یعنی وہ عورتیں جن کے واسطے انہوں نے کہا کہ تم ہم پر جیسے ہماری ماؤں کی پیٹھ۔ (فتح)

بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الطَّلَاقِ وَالْأُمُوْرِ.

باب ہے بیچ بیان اشارہ کرنے کے طلاق میں اور امور میں یعنی حکمیہ وغیرہ میں۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعَذِّبُ اللّٰهُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلٰكِنْ يُّعَذِّبُ بِهٰذَا فَأَشَارَ إِلٰى لِسَانِهٖ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نہیں عذاب کرتا آنکھ کے آنسو سے لیکن عذاب کرتا ہے اس سے اور اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔

فائدہ: یہ حدیث جنازوں کے بیان میں گزر چکی ہے۔

وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَيْ خُذِ النِّصْفَ وَقَالَتْ أَسْمَآءُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكُسُوْفِ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا شَأْنُ النَّاسِ وَهِيَ تُصَلِّيْ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى الشَّمْسِ فَقُلْتُ آيَةٌ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ وَقَالَ أَنَسٌ أَوْمَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ أَنْ يَّتَقَدَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَوْمَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ لَا حَرَجَ وَقَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ قَالَ النَّبِيُّ

اور کہا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اشارہ کیا کہ آدھا قرض لے اور آدھا معاف کر دے (یہ حدیث ملازمت میں گزر چکی ہے) اور کہا اسماء رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کے گہن میں نماز پڑھی تو میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا حال ہے لوگوں کا؟ اور وہ نماز پڑھتی تھی تو اس نے اپنے سر سے سورج کی طرف اشارہ کیا سو میں نے کہا کیا نشانی ہے؟ تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں! یعنی جیسے کہ کتاب الایمان اور صلوۃ الکسوف میں گزر چکا ہے اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا کہ لوگوں کا امام بنے اور

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ أَأَحَدٌ مِّنْكُمْ أَمَرَهُ أَنْ يَّحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا.

ان کو نماز پڑھائے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کچھ حرج نہیں جیسا کہ علم میں گزر چکا ہے اور کہا ابو قتادہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محرم کے شکار کرنے کے حق میں کیا کوئی تم میں سے ہے جس نے اس کو حکم کیا ہو کہ حملہ کرے اوپر اس کے یا اس کی طرف اشارہ کیا ہو؟ اصحاب نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا پس کھاؤ جیسے کہ حج میں گزر چکا ہے۔ (فتح)

٤٨٨٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَكَانَ كُلَّمَا أَتٰى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ وَكَبَّرَ وَقَالَتْ زَيْنَبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُتِحَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَعَقَدَ تِسْعِيْنَ.

۴۸۸۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ طواف کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانے کعبے کا اپنے اونٹ پر جب رکن کے پاس آتے تھے تو اس کی طرف اشارہ کرتے تھے اور اللہ اکبر کہتے تھے اور کہا زینب رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھولا گیا یاجوج ماجوج کی دیوار سے مانند اس کی اور گرہ باندھی نوے کی یعنی بیچ کی انگلی کے سر اور انگوٹھے کے سر کو جوڑا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الانبیاء میں گزر چکی ہے اور وجہ داخل کرنے اس کے کی ترجمہ میں یہ ہے کہ گرہ کرنی اوپر صفت مخصوص کے واسطے ارادے عدد معلوم کے بجائے اشارے کے ہے جو سمجھانے والا ہے اور جب کفایت کی ساتھ اس کے نطق یعنی بولنے سے باوجود قادر ہونے کے اوپر بولنے کے تو دلالت کی اس نے اوپر معتبر ہونے اشارے کے اس شخص سے جو نہیں قادر ہے بولنے پر بطریق اولیٰ۔ (فتح)

٤٨٨٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ قَائِمٌ

۴۸۸۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ساعت ہے کہ مسلمان کھڑا نماز پڑھتا اللہ سے بھلائی مانگے اور اس ساعت کے موافق پڑ جائے تو اللہ اس کو ضرور دے اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اور اپنی انگلیوں کے سر بیچ کی انگلی اور چھوٹی انگلی کے

يُصَلِّيْ فَسَأَلَ اللّٰهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ وَقَالَ بِيَدِهٖ وَوَضَعَ أُنْمُلَتَهٗ عَلٰى بَطْنِ الْوُسْطٰى وَالْخِنْصِرِ قُلْنَا يُزَهِّدُهَا.

درمیان رکھے ہم نے کہا اس کے کم ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں یعنی وہ ساعت تھوڑی دیر رہتی ہے۔

فائدہ: اور البتہ بعض نے کہا کہ مراد ساتھ رکھنے سر انگلیوں کے ہتھیلی کے بیچ میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ ساعت جمعہ کے دن کے بیچ میں ہے اور ساتھ رکھنے ان کے کی چھوٹی انگلی پر اشارہ ہے طرف اس کی کہ دن کی پچھاڑی میں ہے اس واسطے کہ خنصر ہاتھ کی سب انگلیوں سے پچھاڑی میں ہے۔

وَقَالَ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ عَدَا يَهُوْدِيٌّ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَارِيَةٍ فَأَخَذَ أَوْضَاحًا كَانَتْ عَلَيْهَا وَرَضَخَ رَأْسَهَا فَأَتٰى بِهَا أَهْلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ فِيْ آخِرِ رَمَقٍ وَقَدْ أُصْمِتَتْ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَكِ فُلَانٌ لِغَيْرِ الَّذِيْ قَتَلَهَا فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَّا قَالَ فَقَالَ لِرَجُلٍ آخَرَ غَيْرِ الَّذِيْ قَتَلَهَا فَأَشَارَتْ أَنْ لَّا فَقَالَ فَفُلَانٌ لِقَاتِلِهَا فَأَشَارَتْ أَنْ نَّعَمْ فَأَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضِخَ رَأْسُهٗ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک لڑکی پر تعدی کی سو اس نے اس کا زیور لے لیا اور اس کا سر کچل ڈالا سو اس لڑکی کے گھر والے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور حالانکہ وہ اخیر دم میں تھی اور اس کی زبان بند ہوگئی تھی یعنی لیکن اس کی عقل و ہوش باقی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کس نے تجھ کو مارا؟ کیا فلاں نے جس نے اس کو مارا تھا اس کے سوا اور کا نام لیا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں نے مارا؟ مارنے والے کے سوا اور مرد کا نام لیا سو اس نے اشارہ کیا کہ نہیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مارنے والے کا نام لیا سو فرمایا کہ کیا فلاں نے تجھ کو مارا؟ سو اس نے اشارہ کیا کہ ہاں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مارنے کا حکم کیا سو اس کا سر دو پتھروں میں کچلا گیا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں ہے کہ پہلی بار اشارہ کیا کہ نہیں پھر اشارہ کیا کہ ہاں۔

٤٨٨٥ - حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْفِتْنَةُ مِنْ هَا هُنَا وَأَشَارَ إِلَى الْمَشْرِقِ.

۴۸۸۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ فتنہ فساد ادھر سے ہے اور اشارہ کیا پورب کی طرف۔

٤٨٨٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفَى قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَوْ أَمْسَيْتَ ثُمَّ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَوْ أَمْسَيْتَ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا ثُمَّ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّآئِمُ.

۴۸۸۶۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے سو جب آفتاب ڈوبا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد سے فرمایا کہ اتر سو ہمارے واسطے ستو گھول اس نے کہا یا حضرت! اگر شام کریں تو خوب ہو پھر فرمایا اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول اس نے کہا یا حضرت! اگر آپ شام کریں تو خوب ہو بے شک آپ کے اوپر تو دن ہے یعنی آپ روزے دار ہیں اور ابھی دن باقی ہے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو وہ اترا اور اس نے آپ کے واسطے ستو گھولے تیسرے بار میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستو پیا پھر اپنے ہاتھ سے پچھم کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ رات آئے ادھر سے یعنی سیاہی پورب سے نمود ہو تو روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت آیا۔

فائدہ: اور مراد اس جگہ یہ قول آپ کا ہے پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا پورب کی طرف۔

٤٨٨٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ نِدَآءُ بِلَالٍ أَوْ قَالَ أَذَانُهُ مِنْ سَحُوْرِهِ فَإِنَّمَا يُنَادِيْ أَوْ قَالَ يُؤَذِّنُ لِيَرْجِعَ قَآئِمَكُمْ وَلَيْسَ أَنْ يَقُوْلَ كَأَنَّهُ يَعْنِي الصُّبْحَ أَوِ الْفَجْرَ وَأَظْهَرَ يَزِيْدُ يَدَيْهِ ثُمَّ مَدَّ إِحْدَاهُمَا مِنَ الْأُخْرٰى.

۴۸۸۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ روکے کسی کو بلال کی اذان اس کی سحری کھانے سے اس واسطے کہ بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتا ہے یا راوی نے کہا کہ بانگ دیتا ہے رات سے تاکہ تم میں سے جو نماز تہجد پڑھتا ہو وہ آرام کرے اور نہیں جو اشارہ کرے اس طرح گویا کہ مراد آپ کی صبح یا فجر ہے (یہ راوی کا شک ہے) یعنی وہ فجر نہیں جو اس طرح اشارہ کرے یعنی جو اونچی لمبی روشنی اول ہوتی ہے اس کا نام صبح نہیں اور یزید راوی نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اونچا کیا پھر ایک کو دوسرے سے دائیں بائیں کھینچا یعنی صبح وہ ہے جس کی روشنی چوڑی ہو۔

فائدہ: اور واقع ہوئی ہے یہ حدیث مسلم میں ساتھ اس لفظ کے کہ نہیں ہے فجر معترض لیکن مستطیل اور ساتھ اس کے

ظاہر ہوگی مراد اشارے مذکور سے۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ مِّنْ لَدُنْ ثَدْيَيْهِمَا إِلٰى تَرَاقِيْهِمَا فَأَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ شَيْئًا إِلَّا مَادَّتْ عَلٰى جِلْدِهٖ حَتّٰى تُجِنَّ بَنَانَهٗ وَتَعْفُوَ أَثَرَهٗ وَأَمَّا الْبَخِيْلُ فَلَا يُرِيْدُ يُنْفِقُ إِلَّا لَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا فَهُوَ يُوْسِعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ وَيُشِيْرُ بِإِصْبَعِهٖ إِلٰى حَلْقِهٖ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل اور خیرات کرنے والے کی مثل جیسے دو مردوں کی مثل جن پر دو کرتے ہوں لوہے کے ان کے پستان کے قریب سے ان کی گردن تک بہر حال خیرات کرنے والا سو نہیں خیرات کرتا کچھ چیز مگر کہ زرہ اس کے بدن پر دراز اور لمبی چوڑی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کے پاؤں کی انگلیوں کے سر کو چھپا لیتی ہے اور اس کے قدم کے نشان پر گھسٹتی جاتی ہے اور بہر حال بخیل سو نہیں ارادہ کرتا ہے خیرات کرنے کا مگر کہ ہر ایک حلقہ زرہ کا اپنی جگہ میں چمٹ جاتا ہے اور جدا نہیں ہوتا سو وہ اس کو کشادہ کرتا ہے اور وہ کشادہ نہیں ہوتی اور اپنی انگلی سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

فائدہ: اور موضع ترجمہ کی اس سے یہ قول اس کا ہے کہ اپنی انگلی سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتا ہے کہا ابن بطال نے کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اشارہ جب ہو سمجھانے والا تو وہ بجائے بولنے کے ہے اور خلاف کیا ہے اس کا حنفیوں نے بعض صورتوں میں اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے رد کیا ہے اوپر ان کے ساتھ ان حدیثوں کے جن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے کو بولنے کے قائم مقام ٹھہرایا ہے اور جب جائز ہوا اشارہ احکام مختلفہ میں دیانت میں تو وہ واسطے اس شخص کے جو بولنے پر قادر نہ ہو زیادہ تر جائز ہوگا کہا ابن منیر نے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہے کہ اشارہ ساتھ طلاق وغیرہ کے گونگے وغیرہ سے کہ سمجھا جائے اس سے اصل اور عدد جاری ہوتا ہے مانند لفظ کی اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ بخاری رحمہ اللہ نے وارد کیا ہے اس ترجمہ کو اور اس کی حدیثوں کو طوطیہ واسطے اس چیز کے کہ ذکر کرے گا بحث سے آئندہ باب میں ساتھ اس شخص کے جس نے فرق کیا ہے درمیان لعان اخرس کے اور طلاق اس کی کے، واللہ اعلم اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ اشارے سمجھانے والے کے بہر حال اللہ کے حقوق میں سو کہا انہوں نے کہ کفایت کرتا ہے اگرچہ اس شخص سے ہو جو بولنے پر قادر ہو اور بہر حال آدمیوں کے حقوق میں مانند عقود اور اقرار اور وصیت کے اور مانند اس کی کے تو اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں جس کی زبان گونگی ہو تیسرا قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہے کہ اگر بولنے سے ناامید ہو تو جائز ہے اور بعض حنابلہ سے ہے کہ اگر متصل ہو ساتھ موت کے اور ترجیح دی ہے اس کی طحاوی نے اور اوزاعی سے روایت ہے کہ اگر پہلے کلام کیا ہو جائز ہے اور نقل کیا گیا ہے مکحول سے

اگر کہا کہ فلانا آزاد ہے پھر چپکا کیا گیا یعنی اس کی زبان بند ہوئی سو اس سے کہا گیا کہ فلانا بھی اور اس نے اشارہ کیا تو صحیح ہے اور جو بولنے پر قادر ہو تو اکثر کے نزدیک اس کا اشارہ بولنے کے قائم مقام نہیں ہوتا اور اختلاف ہے کہ کیا اس سے قائم مقام نہیں ہوتا اور اختلاف ہے کہ کیا اس سے قائم مقام نیت کے ہوتا ہے جیسے کہ اپنی عورت کو طلاق دے سو اس سے کہا جائے کہ کتنی طلاقیں اور وہ اپنی انگلی سے اشارہ کرے۔ (فتح)

بَابُ اللِّعَانِ. باب ہے لعان کے بیان میں۔

فائدہ: اور لعان ماخوذ ہے لعن سے اس واسطے کہ لعان کرنے والا کہتا ہے کہ اللہ کی لعنت اوپر اس کے اگر ہوں جھوٹوں میں سے اور اختیار کیا گیا ہے لفظ لعن کا سوائے غضب کے تسمیہ میں اس واسطے کہ وہ قول مرد کا ہے اور اس کے ساتھ شروع کیا گیا ہے آیت میں اور نیز وہی اس کو شروع کرتا ہے اور جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ رجوع کرے اس سے پس ساقط ہوتا ہے عورت سے بغیر عکس کے اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا ہے لعان اس واسطے کہ لعن کے معنی ہے دور کرنا اور وہ دونوں کے درمیان مشترک ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی عورت ساتھ لفظ غضب کے واسطے بڑے ہونے گناہ کے بہ نسبت اس کی اس واسطے کہ مرد جب جھوٹا ہو تو اس کا گناہ اس حد کو نہیں پہنچتا کہ قذف سے زیادہ ہو اور اگر جھوٹی ہو تو اس کا گناہ بہت بڑا ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے آلودہ کرنے فراش کے سے اور تعرض ہے واسطے الحاق کرنے اس شخص کے جو نہیں ہے خاوند سے سو پھیل جائے گی محرمیت اور ثابت ہو گی ولایت اور میراث واسطے اس شخص کے جو ان کا مستحق نہیں اور اجماع ہے اوپر مشروع ہونے لعان کے اور اس پر کہ جائز ہے باوجود عدم تحقیق کے اور اختلاف ہے اس کے واجب ہونے میں خاوند پر لیکن اگر ثابت ہو کہ بچا اس سے نہیں ہے تو قوی ہوتا ہے وجوب۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ﴾.

اور اللہ نے فرمایا جو لوگ کہ عیب لگائیں اپنی بیویوں کو اور نہ ہو ان کے واسطے گواہ اللہ کے قول صادقین تک۔

فائدہ: اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے تمسک کیا ہے ساتھ عموم یرمون کے عیب لگاتے ہیں اس واسطے کہ وہ عام تر ہے اس سے کہ ہو ساتھ لفظ کے یا اشارے کے جو سمجھانے والا ہو اور البتہ تمسک کیا ہے اس کے غیر نے واسطے جمہور کے ساتھ اس آیت کے اس میں کہ نہیں شرط ہے لعان کرنے میں یہ کہ کہے مرد کہ میں نے اس کو زنا کرتے دیکھا اور نہ یہ کہ اس کے حمل سے انکار کرے اگر حاملہ ہو یا اس کے بچے کا اگر اس نے جنا ہو برخلاف مالک کے بلکہ کفایت کرتا ہے یہ کہ کہے کہ وہ زانیہ ہے یا اس نے زنا کیا ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ مشروع کی ہے اللہ نے قذف کی اجنبی شخص

پر جو بے عیب عورت کو تہمت دے پھر شروع کیا لعان میں ساتھ عیب لگانے بیوی کے سوا اگر کوئی اجنبی مرد کہے کہ اے زانیہ! تو واجب ہوتی ہے اس پر حد قذف کی اور اسی طرح ہے حکم لعان کا اور وارد کیا ہے انہوں نے مالکیوں پر اتفاق کو اوپر مشروع ہونے لعان کے واسطے اندھے کے سو جدا ہوا ہے اس سے ابن قصار ساتھ اس کے کہ اس کی شرط یہ ہے کہ کہے کہ میں نے اس کی شرم گاہ کو اس کی شرم گاہ میں چھوا، واللہ اعلم۔ (فتح)

فَإِذَا قَذَفَ الْأَخْرَسُ امْرَأَتَهٗ بِكِتَابَةٍ أَوْ إِشَارَةٍ أَوْ بِإِيْمَآءٍ مَّعْرُوْفٍ فَهُوَ كَالْمُتَكَلِّمِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَازَ الْإِشَارَةَ فِي الْفَرَآئِضِ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِلْمِ.

اور جب تہمت لگائے گونگا اپنی عورت کو ساتھ لکھنے کے یا اشارے کے یا ایماء معروف کے تو وہ مانند کلام کرنے والے کے ہے اس واسطے کہ جائز رکھا ہے حضرت ﷺ نے اشارے کو فرض کاموں میں اور یہ قول بعض اہل حجاز اور اہل علم کا ہے یعنی سوائے اہل حجاز کے۔

فائدہ: اور خلاف کیا ہے حنفیہ اور اوزاعی اور اسحاق نے اور یہ ایک روایت ہے احمد سے اختیار کیا ہے اس کو بعض متاخرین نے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سو اشارہ کیا مریم علیہا السلام نے طرف عیسیٰ علیہ السلام کی انہوں نے کہا ہم کس طرح بات کریں اس شخص سے جو ہو پنگھوڑے میں لڑکا۔

فائدہ: روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے کہ جب انہوں نے مریم علیہا السلام سے کہا کہ البتہ تو لائی یہ چیز طوفان تو اس نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے کلام کرو تو انہوں نے کہا کیا تو ہم کو حکم کرتی ہے کہ ہم کلام کریں اس شخص سے جو ہو گود میں لڑکا زیادتی اس پر جو لائی تو طوفان سے اور وجہ استدلال کی یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نے نذر مانی تھی کہ نہ بولے سو ہوئی وہ گونگے کے حکم میں سو اشارہ کیا اس نے اشارہ سمجھانے والا کہ کفایت کی انہوں نے ساتھ اس کے پھر پوچھنے مریم علیہا السلام کے سے اگرچہ انہوں نے انکار کیا تھا اس پر جس کی طرف اس نے اشارہ کیا اور ثابت ہو چکا ہے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں بیچ معنی قول اللہ تعالیٰ کے ﴿إِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا﴾ یعنی نہ بولنے کی۔

وَقَالَ الضَّحَّاكُ ﴿إِلَّا رَمْزًا﴾ إِلَّا إِشَارَةً.

یعنی کہا ضحاک نے بیچ تفسیر اللہ کے اس قول کے ﴿آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا﴾ کہ رمز کے معنی ہیں اشارہ کرنا۔

فائدہ: سو مخصوص اور مستثنیٰ کیا ہے اللہ نے رمز کو کلام سے پس دلالت کی اس نے کہ واسطے اس کے ہے حکم اس کا اور اسی طرح مروی ہے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا حَدَّ وَلَا لِعَانَ ثُمَّ زَعَمَ أَنَّ الطَّلَاقَ بِكِتَابٍ أَوْ إِشَارَةٍ أَوْ إِيْمَآءٍ جَائِزٌ وَلَيْسَ بَيْنَ الطَّلَاقِ وَالْقَذْفِ فَرْقٌ فَإِنْ قَالَ الْقَذْفُ لَا يَكُوْنُ إِلَّا بِكَلَامٍ قِيْلَ لَهُ كَذٰلِكَ الطَّلَاقُ لَا يَجُوْزُ إِلَّا بِكَلَامٍ وَإِلَّا بَطَلَ الطَّلَاقُ وَالْقَذْفُ وَكَذٰلِكَ الْعِتْقُ.

یعنی اور کہا بعض لوگوں نے کہ نہیں ہے حد اور نہ لعان یعنی ساتھ اشارے کے گونگے وغیرہ سے پھر گمان کیا اس نے کہ اگر طلاق دے ساتھ لکھنے کے یا اشارے کے یا ایماء کے تو جائز ہے اور حالانکہ طلاق اور قذف میں کچھ فرق نہیں اور اگر کہے کہ قذف نہیں ہوتی ہے مگر کلام سے تو اس سے کہا جائے گا کہ اسی طرح طلاق نہیں ہوتی ہے مگر کلام سے یعنی اور حالانکہ تو نے موافقت کی ہے اوپر واقع ہونے طلاق کے بغیر کلام کے سو لازم آئے گا تجھ کو مثل اس کی لعان اور حد میں بھی نہیں تو باطل ہو گی طلاق اور قذف اور اسی طرح آزاد کرنا ہے یعنی حکم اس کا حکم قذف کا ہے سو واجب ہے کہ اس کا اشارہ آزاد کرنے کے ساتھ بھی باطل ہو لیکن وہ قائل ہے ساتھ صحیح ہونے عتق اس کے کی۔

فائدہ: یعنی لازم ہے کہ یا تو ان سب کاموں میں اشارے کا اعتبار کیا جائے اور یا سب میں نہ کیا جائے سو باطل ہوں گے سب ساتھ اشارے کے نہیں تو دونوں کے درمیان فرق کرنا بغیر دلیل کے تحکم ہے اور بعض حنفیوں نے اس بحث میں بخاری رحمہ اللہ کی موافقت کی ہے اور کہا کہ قیاس یہی چاہتا ہے کہ سب کام باطل ہوں لیکن عمل کیا ہم نے ساتھ اس کے بیچ غیر لعان اور حد کے واسطے استحسان کے اور ان میں سے بعض نے کہا منع کرتے ہیں ہم اس کو لعان اور حد میں واسطے شبہ کے اس واسطے کہ وہ متعلق ہے ساتھ صریح زنا کے یعنی کہے کہ تو نے زنا کیا مانند قذف کی وہ بھی متعلق ہے ساتھ صریح زنا کے سو نہ کفایت کی جائے گی بیچ اس کے ساتھ اشارے کے اس واسطے کہ وہ صریح نہیں اور یہ عمدہ دلیل ہے اس شخص کی جو موافق ہوا ہے حنفیوں کو حنابلہ وغیرہ سے اور رد کیا ہے اس کو ابن تین نے ساتھ اس طور کے کہ مسئلہ مفروض ہے اس صورت میں جب کہ ہو اشارہ سمجھانے والا سمجھانا واضح طور سے کہ اس کے ساتھ کچھ شک باقی اور نیز ان کی حجت یہ ہے کہ قذف متعلق ہے ساتھ صریح زنا کے سوائے اس کے معنی کے بدلیل اس کے کہ جو دوسرے سے کہے کہ تو نے وطی کی وطی حرام تو نہیں ہوتا ہے قذف احتمال ہے کہ اس نے شبہ سے وطی کی ہو اور قائل نے اعتقاد کیا ہو کہ وہ حرام ہے اور نہیں واضح ہوتی ہے ساتھ اشارے کے تفصیل دونوں معنوں میں اسی واسطے نہیں واجب ہے حد تعریض میں اور جواب دیا ہے ابن قصار نے ساتھ نقض کے اوپر ان کے ساتھ نافذ ہونے قذف کے

بغیر زبان عربی کے اور وہ ضعیف ہے اور نقض کیا ہے اس کے غیر نے ساتھ قتل کے اس واسطے کہ قتل تقسیم ہوتی ہے طرف عمد کی اور شبہ عمد کی اور خطا کی اور جدا ہوتی ہے ساتھ اشارے کے اور یہ قوی ہے اور نیز حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ لعان گواہی ہے اور گواہی گونگے کی مردود ہے بالا جماع اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ذکر کیا ہے مالک رحمہ اللہ نے اس کے قبول ہونے کو پس نہیں ہے اجماع اور ساتھ اس کے کہ لعان اکثر کے نزدیک قسم ہے کما سیاتی البحث فیہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

وَكَذٰلِكَ الْأَصَمُّ يُلَاعِنُ. اور اسی طرح بہرہ لعان کرتا ہے اور اس کا بہرہ ہونا لعان کو مانع نہیں۔

فائدہ: یعنی جب کہ اشارہ کیا جائے اس کی طرف یہاں تک کہ سمجھے، کہا مہلب نے کہ اس کے کام میں اشکال ہے لیکن کبھی دور ہوتا ہے ساتھ مکرر کرنے اشارے کے یہاں تک کہ معلوم ہو کہ اس نے اس کو سمجھ لیا ہے، میں کہتا ہوں کہ اطلاع اوپر معرفت اس کی کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ پہچانی جاتی ہے اس کے بولنے سے۔

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَقَتَادَةُ إِذَا قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ فَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ تَبِيْنُ مِنْهُ بِإِشَارَتِهِ. اور کہا شعبی اور قتادہ نے کہ جب کہے کہ تجھ کو طلاق ہے اور اپنی انگلیوں سے اشارہ کرے تو جدا ہوتی ہے اس سے عورت اس کی اشارے سے۔

فائدہ: وصل کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ اس لفظ کے کہ پوچھا گیا شعبی تو اس نے کہا کہ پوچھا گیا ایک مرد ایک بار کیا تو نے اپنی عورت کو طلاق دی؟ تو اس نے اپنے ہاتھ کی چار انگلیوں سے اشارہ کیا اور نہ کلام کیا سو اپنی عورت کو جدا کیا کہا ابن تین نے اس کے معنی یہ ہیں کہ تعبیر کی اس نے اس چیز سے کہ نیت کی اس نے عدد سے ساتھ اشارے کے تو انہوں نے اس پر اس کا اعتبار کیا۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ الْأَخْرَسُ إِذَا كَتَبَ الطَّلَاقَ بِيَدِهِ لَزِمَهُ. اور کہا ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہ جب گونگا اپنے ہاتھ سے طلاق لکھے تو اس پر لازم ہوتی ہے۔

فائدہ: اور نقل کیا ہے ابن تین نے مالک رحمہ اللہ سے کہ گونگا جب لکھے طلاق کو یا اس کی نیت کرے تو لازم ہوتی ہے اس کو طلاق اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہوتی ہے طلاق یعنی ہر ایک دونوں میں سے علیحدہ طلاق نہیں ہوتی لیکن اگر دونوں کو جمع کرے تو شافعی رحمہ اللہ کہتا ہے کہ واقع ہو جاتی ہے برابر ہے کہ گونگا ہو یا بولنے والا۔

وَقَالَ حَمَّادٌ الْأَخْرَسُ وَالْأَصَمُّ إِنْ قَالَ بِرَأْسِهِ جَازَ. اور کہا حماد نے یعنی ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے استاد نے کہ گونگا اور بہرہ اگر سر سے اشارہ کرے تو جائز ہے۔

فائدہ: شاید بخاری رحمہ اللہ کی مراد الزام دینا ہے کوفیوں کو ساتھ قول ان کے کی اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل جواز کا وہ

صورت ہے جب کہ سابق ہو وہ چیز کہ منطبق ہو اس پر جواب سر کے اشارے سے۔ (فتح) اور یہ جو کہا کہ نہیں ہے حد اور نہ لعان یعنی گونگے کی قذف میں نہ حد ہے اور نہ لعان ہے یعنی اس کی قذف کا اعتبار نہیں اور اس سے لعان بھی ثابت نہیں ہوتا ہدایہ میں ہے کہ نہیں متعلق ہوتا ہے لعان ساتھ قذف گونگے کے اس واسطے کہ لعان متعلق ہے ساتھ صریح زنا کے یعنی صریح زنا کا نام لے جیسے کہ حد قذف متعلق ہے ساتھ صریح زنا کے اور یہ اس واسطے کہ وہ شبہ سے خالی نہیں اور حد ساقط ہوتی ہے شبہ سے اور طلاق گونگے کی واقع ہوتی ہے اس واسطے کہ اشارہ طلاق کا معہود اور معلوم ہے پس قائم کیا گیا مقام عبادت کے واسطے دفع حاجت کے یہ حاصل ہے بعض الناس کے قول کا جس کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ قول اپنے کے کہ نہیں ہے حد اور نہ لعان۔

٤٨٨٨ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْأَنْصَارِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُوْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُوْ سَاعِدَةَ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهٖ فَقَبَضَ أَصَابِعَهٗ ثُمَّ بَسَطَهُنَّ كَالرَّامِيْ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ.

۴۸۸۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ ایک محلے کے جو انصاریوں کے سب محلوں سے بہتر ہے؟ اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، کیوں نہیں، یا حضرت! فرمایا سب میں بہتر نجار کی اولاد کا محلّہ ہے پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں یعنی حارث کی اولاد پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں یعنی ساعدہ کی اولاد پھر اشارہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے سو اپنی انگلیوں کو بند کیا پھر ان کو کھولا جیسے کوئی کچھ اپنے ہاتھ سے پھینکتا ہے پھر فرمایا کہ انصار کے سب محلوں میں خیر اور خوبی ہے۔

فائدہ: اور مقصود حدیث سے اس جگہ یہ قول ہے کہ پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا سو اپنی انگلیوں کو بند کیا پھر ان کو کھولا اور دراز کیا اور یہ جو کہا کہ الرامی بیدہ یعنی مانند اس شخص کی جس کے ہاتھ میں کچھ چیز ہو اپنی انگلیوں کو اس پر جوڑا ہو پھر اس کو پھینک دے پس انگلیاں کھل جائیں۔

٤٨٨٩ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ

۴۸۸۹۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور قیامت دونوں متصل ہیں جیسے کہ اس انگلی کو اس انگلی سے نسبت ہے یا فرمایا جیسے یہ دونوں یعنی کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی۔

كَهٰذِهٖ مِنْ هٰذِهٖ أَوْ كَهَاتَيْنِ وَقَرَنَ بَيْنَ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ، کہا کرمانی نے کہ البتہ گزر چکا ہے حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے آج تک یعنی سات سو ستاٹھ تک سات سو اور اسی برس سو کس طرح ہوگا آپس میں قریب ہونا دونوں کا اور جواب دیا ہے خطابی نے ساتھ اس کے کہ مراد یہ ہے کہ جو زمانہ باقی ہے وہ بہ نسبت گزرے زمانے کی بقدر زیادتی بیچ کی انگلی کے ہے کلمے کی انگلی سے۔ (فتح) کہا عینی نے کہ مراد شدت قرب کی ہے اور بعید نہیں کہ کہا جائے کہ جب قیامت کی نشانیوں کا ظاہر ہونا حضرت ﷺ کی پیغمبری کے زمانے سے قریب ہے تو ممکن ہے کہ کہا جائے کہ قیامت قریب ہے اسی واسطے حضرت ﷺ کو نبی آخر الزمان کہتے ہیں اور قریب ہونا بھی نسبتی امر ہے کہ بہ نسبت بعثت نوح علیہ السلام وغیرہ پیغمبروں کی اور قریب ہونے ان کے کی کہہ سکتے ہیں کہ حضرت ﷺ کی پیغمبری کا زمانہ قیامت کے ساتھ متصل ہے۔ (تیسیر)

٤٨٩٠ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ ثَلَاثِيْنَ ثُمَّ قَالَ وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ يَقُوْلُ مَرَّةً ثَلَاثِيْنَ وَمَرَّةً تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ.

۴۸۹۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ اس طرح ہے اور اس طرح اور اس طرح اشارہ کیا اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے تین بار یعنی مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے پھر فرمایا اور اس طرح اور اس طرح اور اس طرح یعنی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے یعنی مہینہ کبھی تیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی انتیس دن کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔

٤٨٩١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ وَأَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْيَمَنِ الْإِيْمَانُ هَا هُنَا مَرَّتَيْنِ أَلَا وَإِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ.

۴۸۹۱۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کیا کہ ایمان تو ادھر ہے اور خبردار ہو کہ کڑا پن اور دلوں کی سختی ان لوگوں میں ہے جو چلایا کرتے ہیں اونٹوں کے دم پاس جس جگہ شیطان کے دو سینگ نکلتے ہیں ربیعہ اور مضر کی قوم میں۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور یمن والوں کی تعریف کی اس واسطے کہ وہاں کے لوگ بہت جلد ایمان لائے

تھے اور پورب والوں کی طرف اشارہ کیا یعنی ربیعہ اور مضر کی مذمت کی اس واسطے کہ وہ اسلام کے بہت مخالف تھے۔

٤٨٩٢ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا.

۴۸۹۲۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور یتیم کا پرورش کرنے والا بہشت میں ایسے ہوں گے جیسے یہ دونوں انگلیاں اور اشارہ کیا طرف کلمے کی انگلی کی اور بیچ کی انگلی کی اور دونوں کے درمیان کچھ فرق کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ إِذَا عَرَّضَ بِنَفْيِ الْوَلَدِ.

جب تعریض کرے ساتھ نفی ولد کے۔

فائدہ: نفی ولد کے یہ معنی ہیں کہ کہنا کہ یہ میرا نہیں اور تعریض ذکر کرنا ایک چیز کا ہے کہ سمجھی جائے اس سے چیز دوسری جو مذکور نہ ہو اور فرق تعریض اور کنایت میں یہ ہے کہ کنایت ذکر کرنا ایک چیز کا ہے ساتھ غیر لفظ موضوع کے کہ اس کے قائم مقام ہو اور باب باندھا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے اس حدیث کے حدود میں ما جاء فی التعریض اور شاید لیا ہے اس نے اس کو اس کے قول سے جو اس کے بعض طریقوں میں ہے یعرض بنفیه یعنی تعریض کرتا تھا ساتھ نفی ولد کے اور البتہ اعتراض کیا ہے اس پر ابن منیر نے سو کہا اس نے کہ ذکر کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ تعریض کا پیچھے ترجمہ اشارے کے واسطے مشترک ہونے دو کے بیچ سمجھانے مقصود کے لیکن کلام اس کا مشعر ہے ساتھ لغو کرنے حکم تعریض کے سو متناقض ہوگا مذہب اس کا اشارے میں اور جواب یہ ہے کہ اشارہ معتبرہ وہی ہے کہ نہ سمجھے جائیں اس سے مگر معنی مقصود برخلاف تعریض کے کہ احتمال اس میں یا راجح ہے یا مساوی سو دونوں جدا جدا ہوں گے۔ کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ام میں کہ ظاہر قول گنوار کا یہ ہے کہ اس نے اپنی عورت کو عیب لگایا لیکن جب کہ تھی واسطے قول اس کے وجہ سوائے قذف کے تو نہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ساتھ حکم قذف کے سو دلالت کی اس پر کہ نہیں ہے حد تعریض میں اور اس قسم سے کہ دلالت کرتا ہے کہ تعریض کے واسطے حکم تصریح کا نہیں اجازت ساتھ منگنے عدت والی عورت کے ساتھ تعریض کے نہ ساتھ تصریح کے پس نہ جائز ہوگی، واللہ اعلم۔

٤٨٩٣ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ وُلِدَ لِي غُلَامٌ أَسْوَدُ فَقَالَ هَلْ

۴۸۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! میرے یہاں ایک کالا لڑکا پیدا ہوا یعنی اور میں گورا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا ان کا کیا رنگ ہے؟ اس نے کہا، سرخ، فرمایا کہ کیا ان میں

لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنّٰى ذٰلِكَ قَالَ لَعَلَّهٗ نَزَعَهٗ عِرْقٌ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهٗ.

کوئی خاکستری رنگ کا بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا یہ رنگ مخالف کہاں سے آیا؟ اس نے کہا شاید کسی رگ نے ان کو کھینچا یعنی ان کی اصل میں کوئی اونٹ اس رنگ کا ہوگا یہ بھی ان کے مشابہ ہوا فرمایا شاید تیرے اس بیٹے کو بھی کسی رگ نے کھینچا ہوگا۔

فائدہ: یہ جو کہا اس نے کہ میرے یہاں ایک کالا لڑکا پیدا ہوا تو ایک روایت میں ہے کہ کہا اس نے کہ انکار کیا میں نے اس سے یعنی برا جانا میں نے اس کو اپنے دل میں اور اس کی یہ مراد نہیں کہ انکار کیا اس نے ہونے اس کے سے بیٹا اس کا اپنی زبان میں نہیں تو ہوتی تصریح ساتھ نفی ولد کے نہ تعریض اور وجہ تعریض کی یہ ہے کہ میری عورت نے کالا لڑکا جنا یعنی اور میں گورا ہوں سو وہ مجھ سے کیونکر ہوگا اور واقع ہوا ہے مسلم کی روایت میں کہ وہ اس وقت تعریض کرتا تھا ساتھ اس کے کہ اس کی نفی کرے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ تعریض ساتھ قذف کے نہیں ہے قذف اور یہی قول ہے جمہور کا اور استدلال کیا ہے شافعی رحمہ اللہ نے واسطے اس کے ساتھ اس حدیث کے اور مالکیوں سے ہے کہ واجب ہے حد جب کہ ہو مفہوم **واجابوا عن الحديث بما سياتي بيانه في آخر شرحه** کہا ابن دقیق العید نے کہ اس حدیث کے ساتھ استدلال کرنے میں نظر ہے اس واسطے کہ سائل پر نہ حد واجب ہے اور نہ تعزیر۔ میں کہتا ہوں اور اس اطلاق میں نظر ہے اس واسطے کہ کبھی سوال کرتا ہے ساتھ ایسے لفظ کے جو قذف کو تقاضا نہیں کرتا اور کبھی سوال ایسے لفظ کے ساتھ ہوتا ہے جو اس کو تقاضا کرتا ہو پہلی قسم سے ہے یہ کہ کہے مثلا جب کہ خاوند عورت کا گورا ہو اور عورت کالا لڑکا جنے کیا حکم ہے اور دوسری قسم سے ہے یہ کہ کہے مثلا کہ میری عورت نے کالا لڑکا جنا اور میں گورا ہوں پس ہوگی تعریض یا زیادہ کرے اس میں مثلا کہ کہے کہ اس نے زنا کیا پس ہوگی تصریح اور جو وارد ہوا ہے باب کی حدیث میں دوسرا قسم ہے پس تمام ہوگا استدلال اور البتہ تنبیہ کی ہے خطابی نے اس کے عکس پر سو کہا اس نے کہ جب تصریح کرے خاوند ساتھ اس کے کہ جو لڑکا اس کی عورت نے جنا وہ اس کا نہیں تو اس سے خاوند پر حد قذف لازم نہیں آتی واسطے اس احتمال کے کہ مراد اس کی یہ ہو کہ وہ وطی کی گئی شبہ سے یا اس نے پہلے خاوند سے جنا ہو جب کہ ہو ممکن اور اورق وہ ہے جس میں سیاہی ہو پر سخت سیاہی نہ ہو بلکہ غبار کی طرف مائل ہو اور یہ جو کہا کہ یہ رنگ مخالف کہاں سے آیا یعنی کہاں سے آیا اس کو یہ رنگ جو ان کے مخالف ہے کیا وہ بسبب نر کے ہے جو ان کے رنگ کے سوا کسی اور رنگ کا ہو جو ان پر عارض ہوا یا کسی اور وجہ سے اور یہ جو کہا شاید کسی رگ نے اس کو کھینچا ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ شاید ہو ان کے اصل نسب میں کوئی شخص اس رنگ مذکور کا یعنی کالا ہو سو اس نے اس کو اپنی طرف کھینچا ہو سو وہ اس کے رنگ پر آیا اور مراد ساتھ رگ کے اصل ہے نسب سے تشبیہ دی ہے اس کو ساتھ جڑ درخت کے اور نزع کے معنی جذب

ہیں اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے اوپر مائل کے اور اس حدیث میں بیان کرنا مثل کا ہے اور تشبیہ دینی مجہول کی ساتھ معلوم کے واسطے سمجھنے سائل کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے صحت عمل بالقیاس کے کہا خطابی نے کہ وہ اصل ہے بیچ قیاس شبہ کے کہا ابن عربی نے کہ اس میں دلیل ہے اوپر صحیح ہونے قیاس کے اور اعتبار کے ساتھ نظیر کے اور توقف کیا ہے اس میں ابن دقیق العید نے سو اس نے کہا کہ وہ تشبیہ ہے بیچ امر وجودی کے اور جھگڑا تو صرف احکام شرعیہ کے تشبیہ دینے میں ہے طریق واحد قوی سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے انکار کرنا اپنے بیٹے سے ساتھ مجرد گمان کے اور یہ کہ لڑکا لاحق ہوتا ہے ساتھ اس کے اگرچہ اس کا رنگ اس کی ماں کے رنگ کے مخالف ہو اور کہا قرطبی نے نہیں خلاف ہے اس میں کہ نہیں حلال ہے نفی کرنا ولد کا یعنی کہنا کہ یہ میرا نہیں ساتھ مختلف ہونے رنگوں کے جو آپس میں قریب قریب ہوں مانند ادمت اور سمرۃ کے اور نہ سفیدی اور سیاہی میں جب کہ اس نے وطی کے ساتھ اقرار کیا ہو اور مدت استبراء کی نہ گزری ہو اور گویا کہ اس نے ارادہ کیا ہے اتفاق اپنے مذہب کا نہیں تو اختلاف ثابت ہے نزدیک شافعیوں کے ساتھ تفصیل کے سو انہوں نے کہا اگر نہ جوڑا جائے ساتھ اس کے قرینہ زنا کا تو نہیں جائز ہے نفی سو اگر اس کو عیب لگائے سو وہ عورت لڑکا جنے اس مرد کے رنگ پر جس کے ساتھ اس نے اس کو تہمت دی تھی تو جائز ہے نفی کرنا یعنی کہنا کہ یہ میرا نہیں صحیح قول پر اور بیچ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جو لعان میں آتی ہے وہ چیز ہے جو اس کو قوی کرتی ہے اور نزدیک حنبلیوں کے جائز ہے نفی کرنا ساتھ قرینہ کے مطلق اور خلاف سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وقت نہ ہونے اس کے ہے اور وہ برعکس ترتیب خلاف کے ہے نزدیک شافعیہ کے اور اس میں مقدم کرنا حکم فراش کا ہے بنا بر اس چیز کے کہ مشعر ہے ساتھ اس کے مخالف شبہ کی اور اس میں احتیاط ہے واسطے نسبوں کے اور باقی رکھنے ان کے بقدر امکان کے اور زجر ہے تحقیق کرنے بدظنی کے سے کہا قرطبی نے کہ لیا جاتا ہے اس سے منع ہونا تسلسل کا اور یہ کہ ضروری ہے واسطے حوادث یعنی نئی پیدا ہونے والی چیزوں کے یہ کہ تکیہ کرنے والے ہوں طرف اول کی جو حادث نہیں بلکہ قدیم ہے اور حادث وہ چیز ہے جو نئی پیدا ہو آگے نہ ہو اور اس میں ہے کہ تعریض ساتھ قذف کے نہیں ثابت کرتی حکم قذف کو یہاں تک کہ واقع ہو تصریح برخلاف مالکیہ کے اور جواب دیا ہے بعض مالکیوں نے کہ جس تعریض کے ساتھ ان کے نزدیک قذف واجب ہوتی ہے وہ چیز وہ ہے کہ سمجھی جائے اس سے قذف جیسے کہ سمجھی جاتی ہے تصریح سے اور نہیں ہے اس حدیث میں حجت واسطے دفع کرنے اس کے اس واسطے کہ اس مرد نے قذف کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ آیا تھا وہ سوال کرنے کو پوچھنے کو حکم اس چیز کے سے کہ واقع ہوئی واسطے اس کے شک سے سو جب حضرت ﷺ نے اس کے واسطے مثال بیان کی تو اس کو یقین آیا، کہا مہلب نے کہ تعریض جب ہو بطور سوال کے تو نہیں ہے حد بیچ اس کے سوائے اس کے کچھ نہیں حد تو اس تعریض میں ہے جب کہ ہو بطور مواجہت اور مشاتت کے کہا ابن منیر نے کہ فرق درمیان خاوند اور اجنبی کے تعریض میں یہ ہے کہ اجنبی کا مقصود محض ایذا دینا

ہوتا ہے اور خاوند کبھی معذور رکھا جاتا ہے بہ نسبت بچانے اور نگاہ رکھنے نسب کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ إِحْلَافِ الْمُلاعِنِ.

لعان کرنے والے کو قسم دینا۔

٤٨٩٤ ۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَأَحْلَفَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

۴۸۹۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے اپنی عورت کو حرام کاری کی تہمت لگائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو قسم دی پھر ان کے درمیان جدائی کی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کرنے کا درمیان ایک مرد اور عورت کے اور مراد ساتھ قسم کے اس جگہ بولنا ہے ساتھ کلمات لعان کے اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ لعان قسم ہے اور یہ قول مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کا ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ لعان شہادت ہے اور یہ ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور بعض نے کہا کہ شہادت ہے اس میں ملاوٹ قسم کی ہے اور بعض نے کہا بالعکس اسی واسطے بعض علماء نے کہا کہ نہ قسم ہے نہ شہادت اور مبنی ہے خلاف پر کہ لعان مشروع ہے درمیان بیوی کے خواہ دونوں مسلمان ہوں یا کافر آزاد ہو یا غلام، عادل ہوں یا فاسق بنا بر اس کے کہ لعان قسم ہے سو جس کی قسم صحیح ہے اس کا لعان بھی صحیح ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں صحیح ہے لعان مگر میاں بیوی سے جو آزاد اور مسلمان ہوں اس واسطے کہ لعان شہادت ہے اور نہیں صحیح ہے شہادت اس شخص کی جو قذف میں حد مارا گیا ہو اور یہ حدیث حجت ہے واسطے پہلے لوگوں کے یعنی جو لعان کو قسم ٹھہراتے ہیں واسطے برابری کرنے راوی کے درمیان لعان اور حلف کے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ قسم وہ چیز ہے جو دلالت کرے اوپر رغبت دلانے کے یا منع کرنے کے یا تحقیق خبر کے اور وہ اس جگہ اسی طرح ہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بعض طریقوں میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ قسم کھا اس اللہ کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں بے شک میں سچا ہوں یہ چار بار کہے روایت کیا ہے اس کو حاکم اور بیہقی نے اور آئندہ آئے گا کہ اگر قسم نہ ہوتی تو البتہ میرے اور اس کے واسطے ایک شان ہوتا اور حجت پکڑی ہے بعض حنفیوں نے ساتھ اس کے کہ اگر وہ قسم ہوتی تو مکرر نہ ہوتی یعنی ان سے چار قسمیں نہ لی جاتیں ایک بار کافی ہوتی اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ خارج ہوئی ہے قیاس سے یعنی قیاس چاہتا تھا کہ ایک کفایت کرتی چار بار کہلائی گئی واسطے تاکید حرمت شرم گاہوں کے جیسے کہ خارج ہوئی ہے قسامت قیاس سے واسطے حرمت اور ادب جانوں کے اور نیز ساتھ اس طور کے کہ اگر شہادت ہوتی تو بھی مکرر نہ ہوتی اور جو ظاہر ہوا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ وہ باعتبار جزم کرنے کے ساتھ نفی کذب کے اور اثبات صدق کے قسم ہے لیکن اطلاق کی گئی ہے اس پر

شہادت واسطے شرط ہونے اس بات کے کہ نہ کفایت کی جائے اس میں ساتھ گمان کے بلکہ ضروری ہے وجود ہر ایک کے دونوں میں سے ساتھ دونوں امروں کے ایسا علم کہ صحیح ہو ساتھ اس کے یہ کہ گواہی دی جائے ساتھ اس کے اور تائید کرتا ہے ہونے اس کے کو قسم یہ کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں کہ البتہ اس طرح تھا تو وہ قسم کھانے والا گنا جاتا ہے اور البتہ کہا ہے قفال نے کہ مکرر کی گئی قسم لعان کی اس واسطے کہ وہ قائم مقام چار گواہوں کے ہے اس کے غیر میں تا کہ اس پر حد قائم کی جائے اسی واسطے نام رکھا گیا اس کا شہادت۔ (فتح)

بَابُ يَبْدَأُ الرَّجُلُ بِالتَّلَاعُنِ.

پہلے مرد لعان کرے پھر عورت۔

٤٨٩٥ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَجَاءَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ.

۴۸۹۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اپنی عورت کو حرام کاری کا عیب لگایا سو وہ آیا اور اس نے شہادت دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بے شک اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا تم دونوں میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے پھر عورت کھڑی ہوئی اور اس نے گواہی دی۔

فائدہ: شاید لیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ کو اس کے قول سے پھر کھڑی ہوئی عورت سو اس نے گواہی دی اس واسطے کہ یہ ظاہر ہے اس میں کہ مرد عورت سے پہلے لعان کرے اور وارد ہو چکا ہے یہ صریح ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کما سیاتی اور ساتھ اسی کے قائل ہے شافعی رحمہ اللہ اور جو اس کے تابع ہے اور اشہب مالکی اور ترجیح دی ہے اس کو ابن عربی نے اور کہا ابن قاسم نے کہ اگر پہلے عورت لعان کرے تو بھی صحیح ہے اور یہ قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ عطف کیا ہے اس پر اللہ نے ساتھ واؤ کے اور وہ نہیں تقاضا کرتی ترتیب کو اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے لوگوں کے یعنی شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کے ساتھ اس کے کہ لعان مشروع ہوا ہے واسطے ہٹانے حد کے مرد سے اور تائید کرتا ہے اس کو فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے نہیں تو تیری پیٹھ پر حد ماری جائے گی سو اگر پہلے عورت سے لعان کروایا جائے تو البتہ ہوگا دفع کرنا واسطے ایک امر کے جو نہیں ثابت ہوا اور ساتھ اس کے کہ ممکن ہے واسطے مرد کے یہ کہ رجوع کرے بعد لعان کرنے کے کما تقدم پس نہ رفع ہوگا عورت سے برخلاف اس صورت کے کہ پہلے عورت لعان کرے اور بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اس جگہ مختصر طور سے وارد کیا ہے اور پہلے گزر چکی ہے سورہ نور کی تفسیر میں دراز طور سے اور اس میں شرح ہے اس کی اس قول کی کہ گواہ لا نہیں تو تیری پیٹھ پر حد لگے گی اور اس میں قول ہلال رضی اللہ عنہ کا ہے کہ البتہ اتارے گا اللہ جو میری پیٹھ کو حد تہمت سے پاک کرے سو لعان کی

آیت اتری اور اس میں ہے کہ اس نے تہمت کی اپنی عورت کو ساتھ شریک کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب پانچویں بار ہوئی تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس عورت کو ٹھہرایا اور کہا کہ یہ واجب کرنے والی ہے تفریق کو یا عذاب کو اور واقع ہوا ہے بیچ نسائی کے اس قصے میں کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو کہ اس کے منہ پر ہاتھ رکھے یعنی پانچویں بار پھر اسی طرح عورت کے منہ پر کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ پیچھے ہٹی یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ رجوع کرے گی پھر اس نے کہا کہ میں نہیں رسوا کرتی اپنی قوم کو ساری عمر اور نیز اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ اس کو دیکھو الخ اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ اللِعَانِ وَمَنْ طَلَّقَ بَعْدَ اللِعَانِ. باب ہے لعان کے بیان میں اور جو طلاق دیتا ہے بعد لعان کے۔

فائدہ: لعان تقسیم کیا جاتا ہے طرف واجب اور مکروہ اور حرام کی واجب یہ ہے کہ اپنی عورت کو زنا کرتے دیکھے یا عورت زنا کے ساتھ اقرار کرے اور وہ اس کو سچا جانے اور یہ اس طہر میں ہے کہ جس میں اس سے صحبت نہ کی ہو پھر الگ رہے اس سے مدت عدت کی سو وہ لڑکا جنے تو لازم ہے اس پر قذف کرنا عورت کو واسطے نفی کرنے لڑکے کے تا کہ نہ لاحق ہو اس کو سو مترتب ہو اس پر فساد دوسرا یہ ہے کہ دیکھے اجنبی مرد کو اس کے پاس اندر جاتا ہے اس طور سے کہ غالب ہو اس کے ظن پر کہ اس نے اس سے زنا کیا ہے سو اس کو جائز ہے کہ لعان کرے لیکن اگر ترک کرے تو اولیٰ ہے واسطے پردہ پوشی کے اس واسطے کہ ممکن ہے اس کو جدا ہونا اس سے ساتھ طلاق کے۔ تیسرا قسم ماسوائے اس کے ہے لیکن اگر مشہور ہو تو دو وجہیں ہیں واسطے اصحاب شافعی رحمہ اللہ علیہ اور احمد رحمہ اللہ علیہ کے سو جو اس کو جائز رکھتا ہے تمسک کیا ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے انظروا فان جاءت به پس ٹھہرایا ہے شبہ کو دال او پر نفی کرنے اس کے کی اس سے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے لعان صورت مذکورہ میں اور جو منع کرتا ہے اس نے تمسک کیا ہے ساتھ حدیث اس شخص کی جس نے اپنے لڑکے کے مشابہ ہونے سے انکار کیا کہ یہ میرا نہیں اور یہ جو کہا کہ جو طلاق دیتا ہے یعنی اس کے بعد کہ لعان کرے اور اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اختلاف کی کہ کیا واقع ہوئی ہے جدائی لعان میں ساتھ نفس لعان کے یا ساتھ واقع کرنے حاکم کے بعد فراغ کے یا ساتھ واقع کرنے خاوند کے سو مذہب مالک رحمہ اللہ علیہ اور شافعی رحمہ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں کا یہ ہے کہ جدائی واقع ہوتی ہے ساتھ نفس لعان کے کہا مالک رحمہ اللہ علیہ اور اس کے غالب اصحاب نے کہ بعد فارغ ہونے عورت کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ علیہ اور اس کے تابعداروں نے کہ بعد فراغ خاوند کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ لعان کرنا عورت کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مشروع ہوا ہے واسطے دفع کرنے حد کے عورت سے برخلاف مرد کے کہ زیادہ ہوتا ہے اس پر اس کے حق میں نفی کرنا نسب کی اور لاحق ہونا ولد کا اور دور ہونا فراش کا اور ظاہر ہوتا ہے فائدہ خلاف کا باہم وارث ہونے میں اگر

دونوں میں سے ایک مرجائے بعد فارغ ہونے مرد کے اور اس صورت میں کہ معلق کرے ایک عورت کی طلاق کو دوسرے کی جدائی سے اور کہا ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے تابعداروں نے کہ نہیں واقع ہوتی ہے جدائی یہاں تک کہ واقع کرے اس کو ان دونوں پر حاکم اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ ظاہر اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے لعان کی حدیثوں میں اور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتیں ہیں اور عثمان بتی ایک شخص ہے اس کا یہ مذہب ہے کہ نہیں واقع ہوتی ہے جدائی یہاں تک کہ واقع کرے اس کو خاوند اور اس کی حجت یہ ہے کہ نہیں مذکور ہے جدائی قرآن میں اور نیز اس واسطے کہ ظاہر حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خاوند ہی نے اول طلاق دی اور یہی ہے مذہب بعض تابعین کا اور مقابل اس کے قول ابو عبید کا ہے کہ جدائی درمیان خاوند کے واقع ہوتی ہے ساتھ نفس قذف کے اگرچہ نہ واقع ہو لعان اور گویا کہ یہ مفرع ہے اوپر واجب ہونے لعان کے اس شخص پر جو اس کو عورت سے تحقیق معلوم ہو سو جب اس نے اس میں غفلت کی تو عقاب کیا گیا ساتھ جدائی کے واسطے تغلیظ اور تشدید کے اوپر اس کے۔ (فتح)

٤٨٩٦ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَآءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيِّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ يَا عَاصِمُ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلٰى أَهْلِهِ جَآءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ لَّمْ تَأْتِنِيْ بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ

۴۸۹۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عویمر عجلانی عاصم بن عدی کے پاس آیا سو اس نے کہا اے عاصم! خبر دے مجھ کو حکم ایک مرد کے سے کہ اپنی عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو پائے یعنی اس کو زنا کرتے دیکھے تو کیا اس کو مار ڈالے سو تم اس کو قتل کرو گے یا کس طرح کرے؟ اے عاصم! میرے واسطے یہ مسئلہ پوچھ، سو عاصم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلے کو برا جانا اور اس کو عیب کیا یہاں تک کہ بھاری گزرا عاصم پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا سو جب عاصم اپنے گھر والوں کی طرف پھرا تو عویمر اس کے پاس آیا سو کہا اے عاصم! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو کیا کہا؟ تو عاصم نے عویمر سے کہا کہ تو میرے پاس خیر نہیں لایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا جانا اس مسئلے کو جو تو نے پوچھا تو کہا عویمر نے قسم ہے اللہ کی نہ باز رہوں گا میں یعنی نہ پھروں گا پوچھنے سے اگرچہ اس سے منع کیا جاؤں یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھوں سو آگے بڑھا عویمر یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا لوگوں کے درمیان سو اس

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْأَلَةَ الَّتِيْ سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَّاللّٰهِ لَا أَنْتَهِيْ حَتّٰى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى جَآءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِهِمَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَّأْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

نے عرض کی یا حضرت! خبر دو مجھ کو حکم اس مرد کے سے جو اپنی عورت کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے کیا اس کو مار ڈالے یعنی کیا جائز ہے مار ڈالنا اس کو سو تم اس کو قتل کرو گے یا کس طرح کرے یعنی صبر کرے عار پر یا کچھ اور کرے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ وحی اتاری گئی تیرے اور تیری عورت کے قضیے میں سو جا اور اس کو لا، سہل رضی اللہ عنہ نے کہا سو دونوں نے لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ حضرت ﷺ کے پاس تھا سو جب دونوں اپنے لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر نے کہا کہ یا حضرت! اگر میں اس کو رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا سو اس نے اس کو تین طلاقیں دیں پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ اس کو حکم کریں، کہا ابن شہاب رحمہ اللہ نے سو ہوا یہ قضیہ دستور واسطے دو لعان کرنے والوں کے۔

فائدہ: یہ جو کہا سو تم اس کو قتل کرو گے یعنی اس کے قصاص میں اس واسطے کہ وہ قصاص کے حکم کو پہلے سے جانتا تھا واسطے عام ہونے قول اللہ تعالیٰ کے النفس بالنفس لیکن راہ پائے طرف اس کی احتمال نے کہ خاص ہو اس سے وہ چیز جو واقع ہو ساتھ سبب کے کہ اکثر اوقات اس پر صبر نہیں ہو سکتا غیرت سے جو آدمی کی پیدائش میں ہے اسی واسطے اس نے کہا کہ یا کس طرح کرے اور اس طرح ہے قول سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا کہ اگر میں اس کو دیکھوں تو تلوار سے مار ڈالوں اور قول حضرت ﷺ کا واسطے ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے جب کہ اس نے آپ سے ایسا مسئلہ پوچھا کہ گواہ لا نہیں تو تیری پیٹھ پر حد لگے گی اور یہ سب لعان اترنے سے پہلے ہے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں جو اپنی عورت کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے اور تحقیق ہو امر سو وہ اس کو مار ڈالے تو کیا اس کے بدلے میں مارا جائے سو کہا جمہور نے کہ بدلہ لیا جائے یعنی اس کے قصاص میں اس کو مارا جائے مگر یہ کہ زنا کے گواہ لائے یا مقتول پر ساتھ اس کے کہ اس نے اقرار کیا تھا یا اقرار کریں ساتھ اس کے وارث اس کے پس نہ قتل کیا جائے قاتل کو بدلے اس کے بشرط کہ مقتول شادی شدہ ہو اور بعض نے کہا کہ بلکہ قتل کیا جائے اس واسطے کہ نہیں جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ قائم

کرے حد کو بغیر اجازت امام کے اور کہا بعض سلف نے کہ بلکہ نہ قتل کیا جائے بالکل اور تعزیر دیا جائے اس فعل میں جو اس نے کیا جب کہ اس کے سچے ہونے کی نشانیاں ظاہر ہوں اور شرط کی ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں نے کہ گواہ لائے کہ اس نے اس کو اس سبب سے قتل کیا ہے اور موافقت کی ہے ان کی ابن قاسم اور ابن حبیب مالکی نے لیکن زیادہ کیا ہے اس نے یہ کہ ہو مقتول شادی شدہ اور کہا قرطبی نے کہ ظاہر تقدیر عویمر کی ان کے قول کی تائید کرتی ہے اور یہ جو کہا یا کس طرح کرے تو احتمال ہے کہ ہو ام متصلہ اور تقدیر یہ ہے کیا صبر کرے عار پر اور احتمال ہے کہ منقطعہ ہو ساتھ معنی اضراب کے یعنی بلکہ اس جگہ اور حکم ہے میں اس کو نہیں پہچانتا اور ارادہ کرتا ہے کہ اس پر اطلاع پائے اسی واسطے کہا اے عاصم! میرے واسطے پوچھ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا اس نے عاصم کو اس واسطے کہ وہ اس کی قوم کا رئیس تھا اور شاید اس کو بھی اس پر اطلاع ہوئی تھی لیکن اس کو تحقیق معلوم نہیں ہوا تھا اسی واسطے اس کے ساتھ تصریح نہیں کی یا اس کو حقیقت پر اطلاع ہوئی تھی لیکن اس نے خوف کیا اگر تصریح کرے ساتھ اس کے عقوبت سے جو بغل گیر ہے اس کو پاک عورت کی تہمت لگانے سے بغیر گواہوں کے اشارہ کیا ہے اس کی طرف ابن عربی نے کہا اور احتمال ہے کہ اس کے واسطے اس سے کوئی چیز نہ واقع ہوئی ہو لیکن اتفاقا اس نے دل میں ارادہ کیا ہو کہ حکم پر اطلاع پائے سو تقدیر اس کے ساتھ مبتلا ہوا جیسے کہا جاتا ہے کہ بلا مؤکل ہے ساتھ کلام کے اور اسی واسطے اس نے کہا کہ جو میں نے تجھ سے پوچھا تھا اس کے ساتھ میں مبتلا ہوا اور ایک روایت میں واقع ہوا ہے کہ اگر کلام کرے تو تم اس کو کوڑے مارو گے اور اگر قتل کرے تو تم اس کو قتل کرو گے اور اگر چپ رہا غصے پر اور یہ پوری روایت ہے ان معنوں پر اور یہ جو کہا یہاں تک کہ بھاری گزرا عاصم پر تو اس کا سبب یہ ہے کہ باعث واسطے عاصم کے سوال پر غیر اس کا ہے یعنی عویمر اس کو اس کے پوچھنے پر باعث ہوا تھا اس نے خود اپنے واسطے نہیں پوچھا تھا سو خاص کیا گیا وہ ساتھ انکار کے اوپر اس کے اسی واسطے جب وہ پھرا اور عویمر نے اس سے پوچھا تو کہا تو خیر نہیں لایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کو مکروہ جانا تو اس کا سبب یہ ہے جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وحی اترنے کے زمانے میں جن مسئلوں میں کچھ حکم نہیں اترا تھا ان کا پوچھنا منع تھا تاکہ وحی اس کے حرام کرنے کے ساتھ نہ اترے اس چیز میں جو پہلے حرام نہ تھی پھر حرام ہوئی اور گواہی دیتی ہے واسطے اس کے حدیث صحیح کہ سب لوگوں میں زیادہ گنہگار وہ شخص ہے جو سوال کرے ایک چیز سے جو نہ حرام ہو پھر اس کے سوال کرنے کے سبب سے حرام ہو جائے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد مکروہ ہونا اس مسئلوں کا ہے جن کی حاجت نہ ہو خاص کر جس میں مسلمان کے ستر کی ہتک ہو یا اشاعت فاحشہ یا شناعت کے ہو اوپر اس کے اور نہیں مراد ہیں وہ مسئلے جن کی حاجت ہے جب کہ واقع ہوں اس واسطے کہ دستور تھا کہ مسلمان مسئلے پوچھتے تھے جب کہ واقع ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بغیر کراہت کے جواب دیتے سو جب کہ عاصم کے سوال میں شناعت تھی اور مترتب ہوتا تھا اس پر قادر ہونا یہود اور منافقوں کا مسلمانوں کی آبروں پر تو

حضرت ﷺ نے اس کے پوچھنے کو مکروہ جانا اور اکثر اوقات مسئلے میں تنگی ہوتی تھی اور حضرت ﷺ اپنی امت پر آسانی چاہتے تھے اور اس کے گواہ حدیثوں میں بہت ہیں اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نہیں اتری آیت لعان کی مگر واسطے بہت ہونے سوال کے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لعان کی آیت عویمر کے سبب سے اتری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ وہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے سبب سے اتری، تطبیق یہ ہے کہ شاید ہلال رضی اللہ عنہ نے پہلے پوچھا ہو پھر عویمر نے پوچھا ہو سو وہ دونوں کے حال میں اکٹھی اتری اور احتمال ہے کہ عاصم نے اس کے اترنے سے پہلے سوال کیا ہو پھر اس کے بعد ہلال رضی اللہ عنہ آیا ہو سو اتری ہو آیت وقت سوال اس کے کی سو آیا ہو عویمر دوسری بار میں جس میں کہا کہ جو مسئلہ میں نے تجھ سے پوچھا تھا اس کے ساتھ میں مبتلا ہوا سو پایا آیت کو اتری ہلال رضی اللہ عنہ کے حال میں سو حضرت ﷺ نے اس کو بتلایا کہ وہ اس کے حال میں اتری یعنی اتری وہ ہر اس شخص کے حق میں جو واقع ہو واسطے اس کے یہ اس واسطے کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ ہلال رضی اللہ عنہ کے اور یہ جو کہا کہ جا اور اس کو لا یعنی اور وہ گیا اور اس کو لایا سو حضرت ﷺ نے اس سے پوچھا اس نے انکار کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ لعان ہو نزدیک حاکم کے اور اس کے حکم سے سو اگر وہ دونوں حاکم کے سوا کسی اور کے ساتھ راضی ہوں جو ان کے درمیان لعان کروا دے اور وہ لعان کرے تو نہیں صحیح ہوتا ہے لعان اس واسطے کہ لعان میں سختی اور گوشمالی ہے جو تقاضا کرتی ہے کہ خاص ہوں ساتھ اس کے حاکم اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے سو حضرت ﷺ نے سورہ نور کی آیتوں کو اس پر پڑھا یعنی جن میں لعان کا ذکر ہے اور اس کو وعظ کیا اور نصیحت کی اور خبر دی کہ عذاب دنیا کا آسان تر ہے آخرت کے عذاب سے اس مرد نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا میں نے اس پر جھوٹ نہیں بولا پھر حضرت ﷺ نے عورت کو بلایا اور اس کو نصیحت کی اور اس کو خبر دی کہ عذاب دنیا کا آسان تر ہے آخرت کے عذاب سے اس نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا البتہ وہ جھوٹا ہے اور یہ جو کہا کہ دونوں نے لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ حضرت ﷺ کے پاس تھا تو ایک روایت میں ہے کہ عصر کی نماز کے بعد تھا نزدیک منبر کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ مجموع اس کے کی اس پر کہ لعان حاکموں کے سامنے ہوتا ہے اور لوگوں کے جمع میں اور یہ ایک قسم سزا ہے دوسرے وقت ہے تیسری جگہ ہے اور یہ سزا مستحب ہے اور بعض نے کہا کہ واجب ہے۔

تنبیہ: نہیں دیکھا میں نے سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے کسی طریق میں صفت لعان کرنے ان دونوں کے سوائے اوزاعی کی روایت میں جو تفسیر میں گزری کہ اس میں ہے کہ حکم کیا ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ لعان کے ساتھ اس صفت کے کہ بیان کیا ہے اللہ نے اپنی کتاب میں اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ نہیں زیادہ کیا دونوں نے کچھ اس چیز پر کہ آیت میں ہے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نزدیک مسلم کے صریح ہے بیچ اس کے کہ اس میں ہے کہ ابتدا کی ساتھ مرد کے سو اس نے گواہی دی چار بار ساتھ اللہ کے کہ البتہ وہ سچوں میں سے ہے اور پانچویں بار یہ کہا کہ لعنت اللہ کی مرد پر اگر ہو

جھوٹوں میں سے پھر اس کے بعد اسی طرح عورت سے کہلوایا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اسی طرح ہے لیکن اس میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ عورت لعان کرنے لگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے نہ مانا سو اس نے لعان کیا اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ابویعلیٰ کے نزدیک اور اس کی اصل مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا سو فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہے ساتھ اللہ کے کہ تو سچوں میں سے ہے؟ اس چیز میں کہ تو نے اس کو زنا کی تہمت دی، سو اس نے چار بار اس کے ساتھ گواہی دی پھر پانچویں بار اس سے فرمایا کہ اللہ کی لعنت تجھ پر اگر تو جھوٹوں میں سے ہو سو اس نے کہا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر عورت کو بلایا پس ذکر کیا مثل اس کی سو جب پانچویں بار ہوئی تو چپ رہی وہ چپ رہنا یہاں تک کہ انہوں نے گمان کیا کہ وہ اقرار کرے گی پھر اس نے کہا کہ میں رسوا نہیں کرتی اپنی قوم کو ساری عمر گزری وہ اپنے قول پر اور یہ جو کہا کہ اس نے اس کو تین طلاقیں دیں تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جدائی درمیان دونوں لعان کرنے والوں کے موقوف اوپر طلاق دینے مرد کی کما تقدم نقله عن عثمان التبی اور جواب دیا گیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ جدائی کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان دونوں لعان کرنے والوں کے اس واسطے کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور حدیث سہل رضی اللہ عنہ کی دونوں ایک قصے میں ہیں اور ظاہر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ ہے کہ جدائی واقع ہوئی ساتھ تفریق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ جو کہا لاسبیل لك علیها تو استدلال کیا ہے ہمارے بعض اصحاب نے واسطے واقع ہونے جدائی کے ساتھ نفس طلاق کے عموم لفظ اس کے سے نہ خصوص سیاق سے اور یہ جو کہا کہ ہوا یہ طریقہ درمیان دو لعان کرنے والوں کے یعنی ان کے درمیان تفریق کی جائے پھر دونوں کبھی جمع نہ ہوں اور اسم کانت کا فرقت ہے یعنی ہوئی یہ جدائی دستور۔ (فتح)

بَابُ التَّلَاعُنِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں لعان کرنے کا بیان۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس باب کے طرف اختلاف حنفیہ کے کہ لعان نہیں متعین ہے مسجد میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے جس جگہ ہو امام یا جس جگہ چاہے۔ (فتح)

٤٨٩٧ - حَدَّثَنَا يَحْيٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْمُلَاعَنَةِ وَعَنِ السُّنَّةِ فِيهَا عَنْ حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَخِي بَنِي سَاعِدَةَ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ جَآءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ

۴۸۹۷۔ حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے لعان کرنے سے اور سنت سے کہ بیچ اس کے ہے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو بنی ساعدہ کا بھائی ہے کہ ایک انصاری مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! خبر دو مجھ کو حکم اس مرد کے سے جو اپنی عورت کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے کیا اس کو مار ڈالے یا کس طرح کرے؟ سو اللہ نے اس کے حال میں اتارا جو

أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ شَأْنِهِ مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ أَمْرِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَضَى اللّٰهُ فِيْكَ وَفِيْ امْرَأَتِكَ قَالَ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَّأْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ فَرَغَا مِنَ التَّلَاعُنِ فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَاكَ تَفْرِيْقٌ بَيْنَ كُلِّ مُتَلَاعِنَيْنِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتِ السُّنَّةُ بَعْدَهُمَا أَنْ يُّفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَكَانَتْ حَامِلًا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعٰى لِأُمِّهِ قَالَ ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِيْ مِيْرَاثِهَا أَنَّهَا تَرِثُهُ وَيَرِثُ مِنْهَا مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهُ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ جَاءَتْ بِهِ أَحْمَرَ قَصِيْرًا كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَلَا أُرَاهَا إِلَّا قَدْ صَدَقَتْ وَكَذَبَ عَلَيْهَا وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْوَدَ أَعْيَنَ ذَا أَلْيَتَيْنِ فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى الْمَكْرُوْهِ مِنْ ذٰلِكَ.

قرآن میں مذکور ہے امر لعان کرنے کے سے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ حکم کیا ہے اللہ نے تیرے اور تیری عورت کے حق میں سو دونوں نے مسجد میں لعان کیا اور میں موجود تھا سو جب دونوں مرد اور عورت لعان سے فارغ ہوئے تو مرد نے کہا یا حضرت! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا سو اس نے اس کو تین طلاقیں دیں پہلے اس سے کہ حکم کریں اس کو حضرت ﷺ جب کہ فارغ ہوئے دونوں لعان کرنے سے سو جدا کیا اس نے اس کو پاس حضرت ﷺ کے سو فرمایا یہ تفریق ہے درمیان دو لعان کرنے والوں کے۔ کہا ابن جریج رحمہ اللہ نے کہ کہا ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہ ان کے بعد سنت ہوئی کہ دونوں لعان کرنے والوں میں جدائی کی جائے اور وہ عورت حاملہ تھی اور اس کا بیٹا اپنی ماں کے نام پر بلایا جاتا تھا پھر جاری ہوئی سنت اس عورت کی میراث میں کہ وہ اپنے بیٹے کی وارث ہو اور وہ اس کا وارث بنے جو اللہ نے مقرر کیا ہے، کہا ابن جریج رحمہ اللہ نے ابن شہاب رحمہ اللہ سے اس نے روایت کی سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے اس حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر جنے وہ عورت بچہ سرخ رنگ والا پست قد جیسے بامنی کا رنگ ہے تو نہیں گمان کروں گا میں اس عورت کو مگر کہ وہ سچی ہے اور مرد نے اس پر جھوٹ بولا اور اگر وہ جنے بچہ کالی آنکھ والا موٹی پنڈلیوں والا تو میں نہیں گمان کروں گا مگر کہ اس نے اس پر سچ بولا سو اس نے بری صفت پر بچہ جنا۔

فائدہ: اگر جنے بچہ سرخ رنگ کا تو عورت سچی ہے یعنی اس واسطے کہ اس کا خاوند سرخ رنگ تھا سو اگر بچہ سرخ رنگ ہوا تو اس کے خاوند کا ہوگا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے سو وہ عورت بچہ جنی اس صفت پر جو حضرت ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ.

بیان میں قول حضرت ﷺ کے کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے سنگسار کرنے والا ہوتا؟۔

فائدہ: یعنی جو انکار کرے نہیں تو جو اقرار کرے وہ بھی سنگسار کیا جاتا ہے۔

٤٨٩٨ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ يَشْكُوْ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا الْأَمْرِ إِلَّا لِقَوْلِي فَذَهَبَ بِهٖ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعَرِ وَكَانَ الَّذِي ادَّعٰى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهٖ خَدْلًا اٰدَمَ كَثِيْرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَجَاءَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ فَلَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ السُّوْءَ قَالَ أَبُوْ صَالِحٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ

۴۸۹۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ حضرت ﷺ کے پاس لعان کرنے کا ذکر ہوا یعنی اس مرد کے حکم کا ذکر ہوا جو اپنی عورت کو حرام کاری کی تہمت دے تو عاصم بن عدی نے اس میں بات کہی یعنی سوال کیا اس نے حضرت ﷺ کو اس حکم سے جس کے پوچھنے کا عویمر نے اس کو حکم کیا سو عاصم پھرا سو اس کی قوم میں سے ایک مرد یعنی عویمر اس کے پاس آیا اس کی طرف گلہ کرتا کہ اس نے اپنی عورت کے ساتھ ایک اجنبی مرد کو پایا تو کہا عاصم نے کہ نہیں مبتلا ہوا میں ساتھ اس کے مگر اپنی بات کے سبب سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے مسئلہ پوچھا سو ہو اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا اور خبر دی آپ کو ساتھ اس چیز کے جس پر اپنی عورت کو پایا اور تھا وہ مرد یعنی جس نے اپنی عورت کو تہمت لگائی زرد رنگ والا کم گوشت یعنی دبلے بدن والا سیدھے بال والا اور جس پر اس نے دعویٰ کیا تھا کہ اس نے اس کو اپنی عورت کے پاس پایا وہ موٹی پنڈلیوں والا سرخ رنگ والا موٹے بدن والا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی! بیان کر سو اس نے بچہ جنا مشابہ اس مرد کے کہ اس نے ذکر کیا کہ اس نے اس کو اپنی عورت کے پاس پایا سو حکم کیا حضرت ﷺ نے لعان کرنے کا درمیان اول دونوں کے کہا ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مجلس میں کہ یہ وہی عورت ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو سنگسار کرتا بغیر گواہوں کے تو اس عورت کو سنگسار کرتا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں

بْنُ يُوْسُفَ اٰدَمَ خَدِلًا. یہ وہ عورت ہے جو اسلام میں زنا کو ظاہر کرتی تھی۔

فائدہ: کہا ابو عاصم نے نہیں مبتلا ہوا میں ساتھ اس کے مگر بسبب قول میرے کے تو یہ اس نے اس واسطے کہا کہ عویمر کے نکاح میں عاصم کی بیٹی یا بھتیجی تھی اسی واسطے نسبت کیا اس نے اس امر کو طرف نفس اپنے کے ساتھ قول اپنے کے کہ نہیں مبتلا ہوا میں مگر اپنے قول سے یعنی بسبب سوال کرنے میرے کے ب چیز سے جو نہیں واقع ہوئی گویا کہ اس نے کہا کہ سزا دیا گیا میں ساتھ واقع ہونے اس امر کے اپنے گھر والوں میں اور قوی یہ بات ہے کہ قصہ لعان کا متعدد ہے یعنی کئی بار واقع ہوا ہے کئی شخصوں کے ساتھ اور یہ جو کہا مصفرا تو اس کے معنی ہیں قوی زردی والا اور نہیں مخالف ہے یہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کو کہ اس میں ہے کہ سرخ رنگ تھا اس واسطے کہ یہ سرخ اس کا اصلی رنگ تھا اور زردی اس پر عارضی تھی اور آدم کے معنی ہیں کہ اس کا رنگ سیاہی سے قریب تھا اور کثیر اللحم یعنی سارے بدن میں اور یہ تعمیم ہے بعد تخصیص کے اور جاءت کے معنی ہیں اس نے بچہ جنا اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان لعان کروایا تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ لعان دونوں کے درمیان متاخرا ہوا یہاں تک کہ اس نے بچہ جنا سو یہ محمول ہوگا اس پر کہ قول اس کا فلاعن بعد قول اس کے ہے سو اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور خبر دی ان کو ساتھ اس چیز کے جس پر اپنی عورت کو پایا اور یہ جو کہا کہ تھا یہ مرد زرد رنگ الخ تو یہ جملہ معترضہ ہے اور باعث اس پر وہ چیز ہے جو پہلے بیان کی ہم نے کہ یہ روایت قاسم کی موافق ہے واسطے حدیث سہل رضی اللہ عنہ کے اور یہ جو کہا کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے سنگسار کرتا تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو قائل ہے کہ انکار کرنا عورت کا لعان سے نہیں واجب کرتا اس پر حد کو کہ وریہ قول اوزاعی اور اصحاب رائے کا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ نہیں ثابت ہوتی ہیں حدیں ساتھ نکول کے اور ساتھ اس کے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لو کنت راجما نہیں واقع ہوا بسبب لعان کے فقط اور کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب باز رہے تو قید کی جائے اور میں ڈرتا ہوں کہ کہوں کہ سنگسار کی جائے اس واسطے کہ اگر اقرار کرے صریح پھر پھر جائے تو نہیں سنگسار کی جاتی سو کس طرح سنگسار کی جائے گی جب کہ انکار کرے لعان سے۔ (فتح)

بَابُ صَدَاقِ الْمُلَاعَنَةِ. باب ہے بیچ بیان مہر لعان کی گئی عورت کے۔

فائدہ: یعنی بیچ بیان حکم اس کے کی اور البتہ منعقد ہو چکا ہے اجماع اس پر کہ جس عورت سے صحبت کی ہو وہ سارے مہر کی مستحق ہے اور جس سے صحبت نہ کی ہو اس کے مہر میں اختلاف ہے جمہور کا یہ قول ہے کہ اس کے واسطے آدھا مہر جیسے کہ اس کے سوا اور طلاق والیوں کو آدھا مہر دیا جاتا ہے پہلے دخول سے اور بعض نے کہا کہ بلکہ اس کے واسطے سارا مہر ہے یہ قول ابو زناد اور حکم اور حماد کا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے واسطے بالکل کچھ چیز نہیں یہ قول زہری کا ہے اور مروی ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے۔ (فتح)

۴۸۹۹ ۔ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهٗ فَقَالَ فَرَّقَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَیْ بَنِی الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَآئِبٌ فَأَبَيَا وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَآئِبٌ فَأَبَيَا فَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَآئِبٌ فَأَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَيُّوْبُ فَقَالَ لِیْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ إِنَّ فِی الْحَدِيْثِ شَيْئًا لَا أَرَاكَ تُحَدِّثُهٗ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِیْ قَالَ قِيْلَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ أَبْعَدُ مِنْكَ.

۴۸۹۹۔ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو حرام کاری کا عیب لگایا یعنی اس کا کیا حکم ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عجلان کے دو بھائیوں کے درمیان جدائی کروائی اور فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا ہے تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا ہے تم دونوں میں سے توبہ کرنے والا سو دونوں نے توبہ سے انکار کیا پھر فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ ایک تم میں سے جھوٹا ہے سو کیا تم دونوں میں سے کوئی توبہ کرنے والا دونوں نے نہ مانا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان جدائی کروائی کہا ایوب نے کہ عمرو بن دینار نے مجھ سے کہا کہ حدیث میں ایک چیز ہے میں نہیں دیکھتا کہ تو اس کو بیان کرے کہا کہ اس مرد نے کہا کہ یا حضرت! میرا مال اس عورت سے دلوا دیجیے یعنی جو میں نے اس کو مہر میں دیا تھا، کہا راوی نے کہا کہ تجھ کو مال نہ ملے گا اگر تو نے اپنی عورت کی بدکاری کا سچ دعویٰ کیا تھا سو تو نے اس سے صحبت کی یعنی جو تو نے اس سے صحبت کی تھی اس کے بدلے میں وہ مال گیا اور اگر تو اس دعویٰ میں جھوٹا تھا تو تجھ کو اس سے مال پھیر لینا زیادہ تر بعید ہے۔

فائدہ: سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم کوفے میں تھے ہم میں سے بعض کہتے تھے کہ لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کی جائے اور بعض کہتے تھے کہ نہ تفریق کی جائے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ خلاف اس مسئلے میں قدیم سے ہے اور بدستور رہا عثمان فقہاء کوفہ میں سے اس پر کہ لعان جدائی کو تقاضا نہیں کرتا اور شاید اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نہیں پہنچی اور یہ جو کہا کہ کیا ہے دونوں میں سے کوئی توبہ کرنے والا تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ تھا یہ پہلے صادر ہونے لعان کے درمیان دونوں کے وسیاتی ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ کہا ایوب نے الخ تو اس کا حاصل یہ ہے کہ عمرو بن دینار اور ایوب دونوں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے اکٹھی حدیث سنی سو یاد رکھا اس میں عمرو نے جو نہیں یاد رکھا ایوب نے اور البتہ بیان کیا ہے اس کو سفیان بن عیینہ نے جس جگہ روایت کیا دونوں سے اکٹھی آئندہ باب میں سو واقع

ہوا ہے بیچ روایت اس کی کے عمر رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند اس کی کے کہ حضرت ﷺ نے دونوں لعان کرنے والوں سے فرمایا کہ تم دونوں کا حساب اللہ پر ہے اللہ آپ کا حساب کرے گا تم دونوں سے ایک جھوٹا ہے نہیں کوئی راہ تجھ پر اوپر اس کے اس نے کہا میرا مال فرمایا مال تجھ کو نہیں ملے گا اور لا سبیل کے معنی ہیں کہ نہیں قابو اور بہر حال قول اس کا مالی سو یہ فاعل ہے فعل محذوف کا گویا کہ جب اس نے سنا کہ تجھ کو اس پر کوئی راہ نہیں تو اس نے کہا کہ کیا میرا مال جاتا رہے گا اور مراد ساتھ اس کے مہر ہے، کہا ابن عربی نے مال میرا یعنی مہر جو میں نے اس کو دیا تھا سو اس کو جواب ملا کہ تو نے اس کو پورا پا لیا ہے ساتھ اس کے کہ تو نے اس پر دخول کیا اور اس نے تجھ کو اپنی جان پر قدرت دی اور یہ جو کہا کہ یہ زیادہ تر بعید ہے واسطے تیرے یعنی مطالبہ اس کے سے تا کہ نہ جمع ہو اس پر ظلم اس کی آبرو میں اور مطالبہ اوپر اس کے ساتھ مال کے کہ قبض کیا ہے اس نے تجھ سے قبض کرنا صحیح کہ اس کی وہ مستحق ہے اور معلوم ہوا کہ قیل کا فاعل حضرت ﷺ ہیں اور یہ جو کہا د حلت بھا تو تفسیر کیا ہے اس کو سفیان کی روایت میں ساتھ اس لفظ کے **فهو بما استحللت من فرجها** یعنی جو تو نے اس سے صحبت کی اس کے بدلے مال گیا اور ایک روایت میں ہے **فذلك ابعد لك** اور ذلک اشارہ ہے طرف جھوٹ کی اس واسطے کہ باوجود سچ کے بعید ہے اس پر دوہرانا مال کا تو جھوٹ میں زیادہ تر بعید ہوگا اور مستفاد ہوتا ہے اس کے اس قول سے **فهو بما استحللت من فرجها** کہ لعان کرنے والی عورت اگر لعان کے بعد اپنے نفس کو جھٹلائے اور زنا کا اقرار کرے تو واجب ہوتی ہے اس پر حد لیکن اس کا مہر ساقط نہیں ہوتا۔

بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ إِنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنكُمَا تَائِبٌ.

کہنا امام کا دونوں لعان کرنے والوں کو کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا تم دونوں میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے؟۔

فائدہ: کیا ہے تم دونوں میں سے کوئی توبہ کرنے والا؟ احتمال ہے کہ ہو یہ بطور ارشاد کے اس واسطے کہ نہیں حاصل ہوا دونوں میں سے اور نہ ایک سے اقرار اور اس واسطے کہ اگر خاوند اپنے نفس کو جھٹلاتا تو ہوتی توبہ اس سے۔ (فتح)

٤٩٠٠ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ حَدِيْثِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ

۴۹۰۰۔ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دو لعان کرنے والوں کا حکم پوچھا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے دو لعان کرنے والوں سے فرمایا کہ دونوں کا حساب اللہ پر ہے تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے تجھ کو اس پر کوئی راہ نہیں اس نے کہا میرا مال دلوا دیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو مال نہیں ملے گا اگر تو نے اپنی عورت کی بدکاری کا سچا دعویٰ کیا تھا تو جو تو نے اس سے صحبت

عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ لَكَ قَالَ سُفْيَانُ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَقَالَ أَيُّوبُ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ لَاعَنَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ وَفَرَّقَ سُفْيَانُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ سُفْيَانُ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَأَيُّوبَ كَمَا أَخْبَرْتُكَ.

کی تھی اس کے بدلے میں وہ مال گیا اور اگر تو نے اس پر جھوٹ باندھا تھا تو تجھ کو اس سے مال پھیر لینا زیادہ تر بعید ہے علی بن عبداللہ نے کہا کہ سفیان نے کہا کہ یاد رکھا میں نے اس کو عمرو سے یعنی سماع سفیان کا عمرو سے ثابت ہے اور کہا ایوب نے کہ سنا میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو زنا کا عیب لگایا اس کا کیا حکم ہے یعنی سفیان نے عمرو اور ایوب دونوں سے یہ حدیث روایت کی ہے وہ دونوں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کیا اور سفیان نے اپنی دو انگلیوں یعنی سبابہ اور بیچ کی انگلی کے درمیان فرق کیا یہ جملہ معترضہ ہے مراد ساتھ اس کے بیان کرنا کیفیت کا ہے اور جدائی کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان دو بھائیوں قوم بنی عجلان کے اور فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ ایک تم دونوں میں سے جھوٹا ہے سو کیا کوئی تم دونوں میں سے توبہ کرنے والا ہے؟ تین بار فرمایا کہا سفیان نے یاد رکھا میں نے اس کو عمرو اور ایوب سے جیسے میں نے تجھ کو خبر دی یہ سفیان نے علی بن عبداللہ سے کہا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلام بعد فارغ ہونے دونوں کے لعان سے سو اس سے لیا جاتا ہے عرض کرنا توبہ کا گنہگار پر اگرچہ بطور اجمال کے ہو اور یہ کہ لازم آتی ہے جھوٹ مارنے اس کے سے توبہ اس سے اور کہا داؤدی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لعان سے پہلے فرمایا واسطے ڈرانے دونوں کے اس سے اور اول اظہر اور اولیٰ ہے ساتھ سیاق کلام کے میں کہتا ہوں کہ جو داؤدی نے کہا وہ اولیٰ ہے اور جہت سے اور وہ مشروع ہونا وعظ کا ہے پہلے واقع ہونے سے گناہ میں بلکہ وہ لائق تر ہے اسی چیز سے کہ واقع ہونے کے بعد ہو اور بہر حال سیاق کلام ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں سو دونوں امروں کا محتمل ہے اور بہر حال حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سو اس کا سیاق ظاہر ہے اس چیز میں کہ کہا داؤدی نے پس بیچ روایت جریر بن حازم کے ایوب سے اس نے روایت کی عکرمہ سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نزدیک طبرانی اور حاکم وغیرہ کے ہلال رضی اللہ عنہ

کے قصے میں کہا سو دونوں کو حضرت ﷺ نے بلایا جب کہ لعان کی آیت اتری سو فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا ہے کوئی تم میں سے توبہ کرنے والا؟ سو کہا ہلال رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی البتہ میں سچا ہوں، الحدیث اور میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث عکرمہ رحمہ اللہ کی روایت سے اور قصے میں ہے اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث اور قصے میں ہے سو دونوں امر صحیح ہیں باعتبار تعدد کے۔ (فتح الباری)

بَابُ التَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

دو لعان کرنے والوں کے درمیان جدائی کرنا۔

۴۹۰۱ ۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَّقَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ قَذَفَهَا وَأَحْلَفَهُمَا.

۴۹۰۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد اور اس کی عورت کے درمیان جدائی کی کہ اس نے اس کو حرام کاری کی تہمت لگائی تھی اور ان کو قسم دی۔

۴۹۰۲ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

۴۹۰۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک انصاری مرد اور اس کی عورت کے درمیان لعان کروایا اور ان دونوں کے درمیان جدائی کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے ان دونوں کے درمیان جدائی کی سو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ نہیں واقع ہوتی ہے جدائی درمیان دو لعان کرنے والوں کے ساتھ نفس لعان کے یہاں تک کہ واقع کرے اس کو حاکم اور روایت ابن جریج کی جو پہلے گزر چکی ہے **فکانت سنة المتلاعنین لا یجتمعان ابدا** یعنی ہوئی یہ جدائی سنت دو لعان کرنے والوں میں نہ جمع ہوں گے یہ دونوں کبھی یہ روایت تائید کرتی ہے اس امر کی کہ جدائی واقع ہوتی ہے ساتھ نفس لعان کے اور ساتھ اس کے تائید ہوتی ہے اس شخص نے قول کو جو حمل کرتا ہے تفریق کو باب کی حدیث میں اس پر کہ وہ بیان کرنا حکم کا ہے نہ واقع کرنا تفریق کا یعنی جدائی کا حکم بیان فرمایا اور نیز انہوں نے حجت پکڑی ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے دوسری روایت میں کہ تجھ کو اس پر کوئی راہ نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ واقع ہوا ہے یہ جواب واسطے سوال مرد کے اپنے مال سے جو عورت نے اس سے لیا تھا اور جواب دیا گیا ہے کہ اعتبار ساتھ عام ہونے لفظ کے ہے اور یہ نکرہ ہے بیچ سیاق نفی کے اور نہیں ہے واسطے عورت کے مکان رہنے کا اس واسطے کہ وہ دونوں جدا جدا ہوتے ہیں بغیر طلاق کے اور بغیر مرنے خاوند کے اس سے اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ جدائی واقع ہوتی ہے درمیان دونوں کے ساتھ نفس لعان کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ قول راوی کا سہل رضی اللہ عنہ کی

حدیث میں سو اس نے اس کو تین طلاقیں دیں پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ اس کو حکم کریں ساتھ جدائی اس کی کے کہ مرد نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو طلاق دی پہلے اس سے کہ جانے کہ جدائی واقع ہوتی ہے ساتھ نفس لعان کے سو جلدی کی اس نے طرف طلاق دینے اس کے کی واسطے شدت نفرت اس کی کے اس عورت سے اور یہ جو کہا کہ وہ دونوں کبھی جمع نہیں ہوں گے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جدائی لعان کی ابدی ہے یعنی وہ عورت اس پر ہمیشہ کو حرام ہو جاتی ہے کبھی ساتھ اس کے نکاح کرنا درست نہیں اگرچہ حلالہ کے بعد ہو اور یہ کہ لعان کرنے والا مرد اگر اپنے نفس کو جھٹلائے تو نہیں حلال ہے واسطے اس کے یہ کہ نکاح کرے اس سے بعد اس کے اور بعض نے کہا کہ اس مرد کو اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتی ہے ساتھ لعان کے ایک طلاق بائن یہ قول حماد رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور محمد بن حسن رحمہ اللہ کا ہے اور صحیح ہو چکا ہے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے کہا انہوں نے کہ جب لعان کرنے والا اپنے نفس کو جھٹلائے تو نہیں حلال ہے واسطے اس کے یہ کہ نکاح کرے اس سے بعد اس کے اور بعض نے کہا کہ اس مرد کو اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتی ہے ساتھ لعان کے ایک طلاق بائن یہ قول حماد اور ابو حنیفہ اور محمد بن حسن کا ہے اور صحیح ہو چکا ہے سعید بن مسیّب سے کہ انھوں نے کہا کہ جب لعان کرنے والا اپنے نفس کو جھٹلائے تو ہوتا ہے نکاح کا پیغام کرنے والا اور شعبی اور ضحاک سے روایت ہے کہ جب اپنے نفس کو جھٹلائے تو اس کی عورت اس کی طرف پھیری جائے، کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ میرے نزدیک تیسرا قول ہے۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ اس کے قول ردت الیہ کے یہ معنی ہوں یعنی بعد عقد جدید کے پس موافق ہو گا پہلے قول کو کہا سمعانی نے کہ نہیں واقف ہوا میں اوپر دلیل تائید فرقت کے باعتبار قیاس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پیروی اس میں نص کی ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ ہمارے بعض ساتھیوں نے اس کے واسطے ایک فائدہ بیان کیا ہے یعنی یہ جو کہا کہ وہ دونوں کبھی آپس میں جمع نہیں ہوں گے تو اس کی وجہ یہ ہے تاکہ نہ جمع ہو ملعون ساتھ غیر ملعون کے اس واسطے کہ ایک دونوں میں سے فی الجملہ ملعون ہے برخلاف اس صورت کے جب کہ نکاح کرے عورت لعان کرنے والے کے سوا اور مرد سے اس واسطے کہ وہ تحقیق نہیں ہوتا اور تعاقب کیا گیا ساتھ اس کے کہ اگر اس طرح ہوتا تو دونوں کو نکاح کرنا منع ہوتا اس واسطے کہ ایک دونوں میں سے تحقیق ملعون ہے اور ممکن ہے کہ جواب دیا جائے ساتھ اس طور کے کہ اس صورت میں فی الجملہ جدا جدا ہو جاتے ہیں کہا سمعانی نے کہ وارد کیا ہے بعض حنفیوں نے کہ قول اس کا المتلاعنان تقاضا کرتا ہے کہ فرقت ابدی کے واسطے شرط ہے کہ لعان مرد اور عورت دونوں سے ہو اور شافعیہ کفایت کرتے ہیں فرقت ابدی میں ساتھ لعان خاوند کے فقط کما تقدم اور جواب دیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ جب کہ تھا لعان مرد کا بسبب لعان عورت کے اور صریح لفظ لعن کا مرد کی جانب میں پایا جاتا ہے سوائے عورت کے تو نام رکھا گیا ہے اس چیز کا کہ موجود ہے اس سے ملاعنت اور اس واسطے کہ لعان مرد کا سبب ہے

بیچ ثابت کرنے زنا کے اوپر عورت کے پس لازم پکڑتا ہے یہ نفی نسب ولدیت کو پس دور ہوگا فراش اور جب دور ہوا فراش تو ٹوٹ جائے گا نکاح سو اگر کہا جائے کہ جب لعان کرنے والا اپنے نفس کو جھٹلائے تو لازم آتا ہے مرتفع ہونا ملاعنت کا از روئے حکم کے اور جب لعان کا حکم اٹھ گیا تو ہوگی عورت محل نفع اٹھانے کی ہم کہتے ہیں کہ لعان تمہارے نزدیک گواہی ہے اور گواہ جب حکم کے بعد رجوع کرے تو نہیں مرتفع ہوتا ہے حکم اور ہمارے نزدیک تو قسم ہے اور قسم جب حجت ہو جائے اور متعلق ہو ساتھ اس کے حکم تو نہیں اٹھتا اور جب اس نے اپنے نفس کو جھٹلایا تو البتہ اس نے گمان کیا کہ نہیں پائی گئی اس سے وہ چیز جو ساقط کرے حد کو اس سے پس واجب ہوتی ہے اس پر حد اور نہیں مرتفع ہوتا ہے موجب لعان کا۔ (فتح)

بَابُ يَلْحَقُ الْوَلَدُ بِالْمُلَاعِنَةِ. لاحق ہوتا ہے بچہ ساتھ لعان کرنے والی عورت کے۔

فائدہ: یعنی جب کہ دور ہو مرد اس سے بچہ جننے سے پہلے ہو یا پیچھے۔

٤٩٠٣ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ فَانْتَفٰى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ.

۴۹۰۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد اور اس کی عورت کے درمیان لعان کا حکم فرمایا سو وہ مرد اس عورت کے لڑکے سے دور ہوا یعنی اس نے کہا کہ یہ میرا نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان تفریق کی اور لڑکے کو عورت کے ساتھ لاحق کیا۔

فائدہ: نافع رحمہ اللہ سے ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو عیب لگایا اور اس کے لڑکے سے دور ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا سو دونوں نے لعان کیا سو اس سے ظاہر ہوا کہ دور ہونا بچے سے سبب ہے لعان کرنے کا نہ عکس اس کا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر مشروع ہونے لعان کے واسطے نفی کرنے ولد کے اور احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نفی ہوتی ہے ولد کی ساتھ مجرد لعان کے اگرچہ نہ ذکر کرے اس کو مرد لعان میں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اگر وہ اس کو اپنے ساتھ ملانا چاہے تو اس کے ساتھ مل جاتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مرد کا لعان یہ تاثیر کرتا ہے کہ حد قذف کی اس سے دور ہو جاتی ہے اور عورت کا زنا ثابت ہو جاتا ہے پھر جب عورت لعان کرے تو اس سے بھی حد ساقط ہو جاتی ہے اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر لعان میں مرد فرزند کی نفی کرے تو دور ہو جاتا ہے اور اگر اس کے واسطے تعرض نہ کرے تو جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ دوہرائے لعان کو واسطے دور ہونے اس کے کی اور نہیں لازم ہے دوہرانا لعان کا عورت پر اور اگر ممکن ہوا اٹھا لے جانا اس قضیے کا طرف حاکم کی اور تاخیر کرے اس میں بغیر عذر کے یہاں تک کہ عورت بچہ جنے تو نہیں جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ نفی کرے اس کی جیسا کہ شفعہ میں حکم ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ نہیں شرط ہے بیچ نفی حمل کے تصریح کرنی مرد کی ساتھ اس کے کہ

اس نے زنا کا بچہ جنا ہے اور نہ یہ کہ استبرا کیا ہے اس نے اس کو ساتھ ایک حیض کے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ یہ شرط ہے اور حجت پکڑی ہے بعض نے جو ان کے مخالف ہیں ساتھ اس کے کہ نفی کی اس نے حمل کی آپ سے بغیر اس کے کہ تعرض کرے واسطے اس کے برخلاف لعان کے جو پیدا ہونے والا ہے عورت کے قذف سے اور حجت پکڑی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے کہ حامل کو کبھی حیض آتا ہے پس نہیں ہے کوئی معنی واسطے شرط ہونے استبرا کے اور یہ جو کہا الحق الولد بامه تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ٹھہرایا اس کو واسطے عورت کے اور دور کیا اس کو خاوند سے سو نہیں ہے باہم وارث ہونا درمیان دونوں کے اور بہر حال اس کی ماں تو وہ اس کی وارث ہوگی جو حصہ کہ اللہ نے اس کے واسطے مقرر کیا ہے کما وقع صریحا فی حدیث سهل کما تقدم فی شرح حدیثه فی آخره کہ اس کا بیٹا اس کے نام سے پکارا جاتا ہے پھر جاری ہوئی سنت اس کی میراث میں کہ وہ اس کی وارث ہو اور وہ اس کا وارث ہو جو مقرر کیا ہے اللہ نے واسطے اس کے اور بعض نے کہا کہ معنی لاحق کرنے کے یہ ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ماں کو اس کا باپ ٹھہرایا سو وہ وارث ہوگی اس کے تمام مال کی جب کہ کوئی وارث نہ ہو اولاد اور مانند اس کی سے اور یہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور واثلہ اور ایک گروہ کا ہے اور ایک روایت احمد رحمۃ اللہ علیہ کی اور ایک روایت احمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی ماں کے عصبے اس کے عصبے ہو جاتے ہیں اور یہ قول علی رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے اور مشہور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور بعض نے کہا کہ وارث ہوتی ہے اس کی ماں اس کی اور بھائی اخیافی اس کے ساتھ فرض کے اور رد کے یعنی کچھ مال اس کا ان کو ساتھ حصہ مقرر کے پہنچتا ہے اور کچھ بطور رد کے اور یہ قول ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور ایک روایت احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ بچہ نفی کیا گیا ساتھ لعان کے اگر لڑکی ہو تو حلال ہے واسطے لعان کرنے والے کے نکاح کرنا اس سے اور یہ ایک وجہ شاذ ہے واسطے شافعیوں کے اور اصح قول ان کا مانند قول جمہور کے ہے کہ وہ حرام ہے اس واسطے کہ وہ فی الجملہ ربیبہ ہے یعنی گود کی پالی ہوئی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ. امام کا کہنا کہ الٰہی! بیان کر۔

فائدہ: کہا ابن عربی نے کہ نہیں معنی اس دعاء کے طلب کرنا ثبوت صدق کا دونوں میں سے فقط بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ عورت بچہ جنے تا کہ ظاہر ہو مشابہت اس کی ساتھ خاوند کے یا ساتھ دوسرے مرد کے اور نہیں منع ہے دلالت عورت کی ساتھ موت بچے کے مثلا پس نہ ظاہر ہو بیان اور حکمت اس میں منع کرنا اس شخص کا ہے جو اس کو دیکھے اختلاط کرنے سے ساتھ ایسے کام کے واسطے اس چیز کے کہ مترتب ہوتی ہے قبیح سے اگرچہ ساقط ہو۔

٤٩٠٤ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ

۴۹۰۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو لعان کرنے والوں کا ذکر ہوا تو عاصم نے اس میں بات کہی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حکم پوچھا

الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ ذُكِرَ الْمُتَلَاعِنَانِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَذَكَرَ لَهٗ أَنَّهٗ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا الْأَمْرِ إِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهٗ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعَرِ وَكَانَ الَّذِيْ وَجَدَ عِنْدَ أَهْلِهٖ اٰدَمَ خَدِلًا كَثِيْرَ اللَّحْمِ جَعْدًا قَطَطًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَوَضَعَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهٗ وَجَدَ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَّرَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ السُّوْءَ فِي الْإِسْلَامِ.

جو عویمر نے اس کو کہا تھا کہ اس کے واسطے پوچھے پھر وہ پھرا سو اس کی قوم میں سے ایک مرد اس کے پاس آیا سو اس نے اس کے آگے ذکر کیا کہ اس نے اپنی عورت کے ساتھ ایک اجنبی مرد کو پایا سو کہا عاصم نے کہ نہیں مبتلا ہوا میں ساتھ اس امر کے مگر اپنے قول کے سبب سے یعنی بسبب سوال کرنے میرے کے اس چیز سے کہ نہیں واقع ہوئی سو اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا سو خبر دی آپ کو ساتھ اس چیز کے جس پر اپنی عورت کو پایا اور تھا وہ مرد یعنی اس کا خاوند زرد رنگ دبلا کم گوشت والا سیدھے بالوں والا اور جس کو اس نے اپنی عورت کے پاس پایا تھا وہ گندم گوں موٹی پنڈلیوں والا موٹے بدن والا نہایت گھنگریالے بالوں والا سو حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی! بیان کر سو اس عورت نے بچہ جنا مشابہ اس مرد کے کہ اس کے خاوند نے ذکر کیا تھا کہ اس نے اس کو اپنی عورت کے پاس پایا سو حضرت ﷺ نے ان دونوں کے درمیان لعان کروایا تو ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مجلس میں کہا کہ کیا یہ وہی عورت ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے سنگسار کرتا تو البتہ اس عورت کو سنگسار کرتا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں یہ ایک عورت ہے جو اسلام میں کھلم کھلا بے حیائی کرتی تھی۔

فائدہ: یہ جو کہا سو اس عورت نے بچہ جنا مشابہ اس مرد کے کہ اس کے خاوند نے ذکر کیا کہ اس نے اس کو اپنی عورت کے ساتھ پایا سو حضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان لعان کروایا تو یہ ظاہر ہے اس میں کہ لعان تاخیر کیا گیا بچہ جننے تک لیکن میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت اس قصے میں ہے جو سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور پہلے گزر چکا ہے سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ لعان ان کے درمیان بچہ جننے سے پہلے ہوا بنا بر اس کے فا اس کے قول فلاعن میں معقب ہے یعنی فلاعن اس کے اس قول کے بعد ہے سو خبر دی اس کو ساتھ اس چیز کے جس پر اس

نے اپنی عورت کو پایا اور بہر حال قول اس کا کان ذلك الرجل الخ تو یہ جملہ معترضہ ہے درمیان دو جملوں کے اور احتمال ہے کہ لعان ایک بار قذف کے سبب سے واقع ہوا ہو اور ایک بار نفی کے سبب سے واقع ہوا ہو، واللہ اعلم۔ اور یہ جو کہا کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا تو یہ مرد عبداللہ بن شداد ہے اور یہ جو کہا کانت تظهر فی الاسلام السوء یعنی کھلم کھلی بے حیائی کرتی تھی لیکن نہیں ثابت ہوا یہ ساتھ گواہ کے اور نہ اقرار، کہا داؤدی نے اس میں جواز عیب اس شخص کا ہے جو بدی کی راہ چلے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا نام نہیں لیا سو اگر ارادہ کرے اظہار عیب کا بطور ابہام کے تو محتمل ہے اور البتہ گزر چکا ہے تفسیر میں عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو لا ما مضی من کتاب اللہ لکان لی ولها شان یعنی اگر نہ ہوتی وہ چیز جو پہلے گزر چکی ہے حکم اللہ کے سے یعنی لعان دفع کرتا ہے حد کو عورت سے تو البتہ میں اس پر حد کو قائم کرتا بسبب مشابہت ظاہر کے ساتھ اس شخص کے کہ تہمت لگائی گئی اس کو ساتھ اس کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے ساتھ اجتہاد کے اس مسئلے میں کہ نہیں اتاری گئی اس میں آپ پر وحی خاص یعنی خاص کر جس مسئلے میں وحی نہ اتری ہو اور جب اترتی وحی حکم کی اس مسئلے میں تو قطع کرتے نظر کو اجتہاد سے اور عمل کرتے ساتھ اس حکم کے کہ اترتا اور جاری کرتے امر کو ظاہر پر اگرچہ قائم ہوتا قرینہ جو تقاضا کرے خلاف ظاہر کو اور لعان کی حدیثوں میں اور بھی بہت فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے یہ کہ مفتی جب سوال کیا جائے کسی مسئلے سے اور اس کے حکم کو نہ جانتا ہو اور امید وار ہو کہ اس میں کوئی نص پائے تو نہ جلدی کرے طرف اجتہاد کی بیچ اس کے اور اس میں سفر کرنا ہے واسطے مسئلے کے جو پیش آئے اس واسطے کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے عراق سے مکے کی طرف سفر کیا واسطے پوچھنے مسئلے لعان کے اور اس میں آنا ہے عالم کے پاس اس کی جگہ میں اگرچہ اس کے قیلولہ کی جگہ ہو جب کہ آنے والا پہچانتا ہو کہ یہ اس پر بھاری نہیں گزرے گا اور اس میں تعظیم عالم کی ہے اور خطاب کرنا اس کو ساتھ کنیت اس کی کے اس واسطے کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ لعان کا مسئلہ پوچھنے کے واسطے مکے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر میں گئے اور ان کو کہا اے ابو عبدالرحمن! یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے اور اس میں سبحان اللہ کہنا ہے وقت تعجب کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سن کر سبحان اللہ کہا اور اشعار ہے ساتھ فراخ ہونے علم سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے اس واسطے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تعجب کیا کہ ایسا حکم اس پر کس طرح پوشیدہ رہا اور احتمال ہے کہ ہو تعجب کرنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا واسطے جاننے ان کے کی ساتھ اس کے کہ حکم مذکور پہلے مشہور تھا سو بعض لوگوں پر کس طرح پوشیدہ رہا اور اس میں بیان کرنا پہلی چیزوں کا ہے اور کوشش کرنی ساتھ پہچاننے ان کے واسطے قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ پہلے پہل فلاں نے یہ مسئلہ پوچھا تھا اور قول انس رضی اللہ عنہ کا پہلا لعان کہ تھا اور اس میں ہے کہ بلا موقوف ہے کلام پر اور یہ کہ اگر نہ واقع ہو بلا ساتھ بولنے والے کے تو واقع ہوتی ہے ساتھ اس شخص کے جس کو اس کے ساتھ جوڑ ہو اور یہ کہ حاکم ہٹائے مدعی کو اڑ رہنے سے باطل پر

ساتھ وعظ اور نصیحت اور ڈرانے کے اور اس کو مکرر کرے تا کہ ہو ابلغ اور اس میں ارتکاب اخف دو مفسدوں کا ہے ساتھ ترک کرنے ثقیل تر کے دونوں میں سے اس واسطے کہ مفسدہ صبر کا برخلاف اس چیز کے کہ واجب کرتی ہے اس کو غیرت باوجود قبیح اور سخت ہونے اس کے آسان تر ہے آگے بڑھنے سے قتل پر جو نوبت پہنچاتا ہے طرف بدلہ لینے کی قاتل سے اور مقرر کی ہے واسطے اس کے شارع نے راہ طرف آرام اور بچنے کی اس سے یا ساتھ طلاق کے یا ساتھ لعان کے اور اس میں کہ استفہام ساتھ ارایت کے قدیم سے ہے اور یہ کہ عمل کیا جائے ساتھ خبر واحد کے جب کہ ہو ثقہ اور یہ کہ مسنون ہے واسطے حاکم کے وعظ کرنا لعان کرنے والوں کو وقت اراوے لعان کے اور مؤکد ہے نزدیک پانچویں بار کے اور اس میں ذکر کرنا دلیل کا ہے ساتھ بیان حکم کے اور یہ کہ مکروہ ہے پوچھنا اس مسئلوں کا جس میں مسلمان کی ہتک ہو یا اذیت خواہ کسی سبب سے ہو اور شافعی رضی اللہ عنہ کی کلام میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ مکروہ ہونا اس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ خاص تھا سبب اترتے وحی کے تا کہ نہ واقع ہو سوال مباح چیز سے سو وہ سوال کرنے کے سبب سے حرام ہو جائے اور ثابت ہو چکا ہے صحیح میں کہ سب لوگوں میں زیادہ تر گنہگار وہ شخص ہے جو سوال کرے ایک چیز سے جو نہ حرام ہو پھر اس کے سوال کرنے کے سبب سے حرام ہو جائے اور بدستور قائم رہی ہے ایک جماعت سلف سے اوپر مکروہ ہونے سوال کے اس چیز سے جو نہ واقع ہوئی ہو لیکن اکثر کا عمل اس کے برخلاف ہے سو نہیں گنی جاتی ہے وہ چیز کہ نکالا ہے اس کو فقہاء نے مسئلوں سے پہلے واقع ہونے ان کے اور اس میں ہے کہ اصحاب تھے پوچھتے حکم سے جس میں وحی نہ اتری ہو اور اس میں ہے کہ عالم جب سوال کو مکروہ جانے تو اس کو عیب کرے اور یہ کہ جس کو کوئی چیز مکروہ پیش آئے غیر کے سبب سے تو اس کو اس پر عتاب کرے اور یہ کہ جو کسی حکم پہچاننے کی طرف محتاج ہو وہ عالم کو پوچھنے سے باز نہ رہے اگرچہ عالم اس کے سوال کو برا جانا اور اس پر غضبناک ہو بلکہ اس سے دوہرا کر پوچھے یہاں تک کہ اس کی حاجت پوری ہو اور یہ کہ سوال کرنا اس چیز سے کہ لازم ہے دین کے کاموں میں مشروع ہے چھپی اور ظاہر اور نہیں اس میں عیب سائل پر اگرچہ ہو اس قسم سے کہ قبیح سمجھی جاتی ہو اور اس میں حرص دلانا ہے توبہ پر اور عمل کرنا ساتھ پردہ پوشی کے اور منحصر ہونا حق کا ایک جانب میں وقت مشکل ہونے واسطہ کے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے اور یہ کہ دو جھگڑنے والے جھوٹے نہ سزا دی جائے کسی کو دونوں میں سے اگرچہ معلوم ہو کہ ایک جھوٹا ہے بغیر تعیین کے اور اس میں ہے کہ لعان جب واقع ہو تو ساقط ہوتی ہے حد قذف کی لعان کرنے والے سے واسطے عورت کے اور اس کے جس کے ساتھ اس کو تہمت دی گئی اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں مقذوف کا نام صریح آ چکا ہے اور باوجود اس کے منقول نہیں ہوا کہ قاذف کو حد ماری گئی ہو کہا داؤدی نے کہ نہیں قائل ہے ساتھ اس کے مالک اس واسطے کہ اس کو یہ حدیث نہیں پہنچی اور اگر اس کو پہنچتی تو اس کے ساتھ قائل ہوتا اور جواب دیا ہے اس شخص نے جو قائل ہے حنفیوں اور مالکیوں میں سے کہ حد مارا جائے ساتھ اس طور

کے کہ مقذوف نے طلب نہیں کیا اور وہ اس کا حق ہے اسی واسطے نہیں منقول ہے کہ قاذف حد مارا جائے اور اس میں ہے کہ نہیں ہے امام پر کہ معلوم کروائے مقذوف کو وہ چیز جو واقع ہوئی ہے قاذف سے اور اس میں ہے کہ حمل والی عورت لعان کرے پہلے بچہ جننے کے واسطے قول حضرت ﷺ کے حدیث میں کہ دیکھتے رہو کس رنگ کا بچہ جنتی ہے، الخ کما تقدم فی حدیث سھل اور مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ آیا مرد اور اس کی عورت سو دونوں نے لعان کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ امید ہے کہ لڑکا جنے یہ عورت کالا گھنگریالے بالوں والا سو اس نے لڑکا جنا کالا گھنگریالے بالوں والا اور یہی قول ہے جمہور کا اور بعض اہل رائے نے اس کا خلاف کیا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ حمل معلوم نہیں ہوتا اس واسطے کہ کبھی پھونک ہوتی ہے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ لعان مشروع ہوا ہے واسطے دفع کرنے حد قذف کے مرد سے اور دفع کرنے حد رجم کے عورت سے پس نہیں فرق ہے کہ حامل ہو یا حائل اسی واسطے مشروع ہے لعان ساتھ اس عورت کے جو حیض سے ناامید ہو اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے چھوٹے لڑکے میں سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مرد جب اس کو قذف کرے تو واسطے اس کے ہے کہ لعان کرے واسطے دفع کرنے حد قذف کے اس سے سوائے عورت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں ہے کفارہ بیچ قسم غموس کے اس واسطے کہ اگر واجب ہوتا تو اس قصے میں بیان کیا جاتا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حانث معین نہیں ہوا اور جواب دیا گیا ہے کہ اگر واجب ہوتا تو البتہ بیان کیا جاتا مجمل طور سے مثلا اس طرح کہتے کہ جو تم دونوں میں سے حانث ہو وہ کفارہ دے جیسا کہ ارشاد کیا ایک کو دونوں میں سے طرف توبہ کی اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گواہ لا نہیں تو تیری پیٹھ میں حد لگے گی تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ قاذف اگر گواہوں سے عاجز ہو اور مقذوف سے قسم طلب کرے تو نہ جواب دیا جائے اس واسطے کہ حصر مذکور نہیں متغیر ہوئی اس سے مگر زیادتی مشروعیت لعان کی اور اس میں جواز ذکر اوصاف مذمومہ کا ہے وقت ضرورت کے جو داعی ہو طرف اس کی اور نہیں ہوتی ہے یہ غیبت حرام سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ لعان نہیں مشروع ہے مگر واسطے اس شخص کے جس کے واسطے گواہ نہ ہوں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اگر وہ مرد عورت کے زنا پر گواہ قائم کرسکتا تو اس کے واسطے جائز ہوتا کہ اس سے لعان کرے واسطے نفی ولد کے اس واسطے کہ وہ نہیں منحصر ہے زنا میں اور یہی قول ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں کا اور اس میں ہے کہ حکم متعلق ہوتا ہے ساتھ ظاہر کے اور باطن کے کام اللہ کے سپرد ہیں اور حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اوپر قبول کرنے توبہ زندیق کے اور حجت شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے تحقیق جان لیا تھا کہ ایک جھوٹا ہے اور تھے حضرت ﷺ قادر اوپر معین کرنے جھوٹے کے لیکن خبر دی کہ حکم ساتھ ظاہر شرع کے تقاضا کرتا ہے کہ چھپے کاموں کو نہ چھیڑا جائے اور البتہ ظاہر ہوئے قرینے ساتھ معین کرنے جھوٹے کے دونوں لعان کرنے والوں میں سے اور باوجود اس کے جاری کیا ان پر حکم ظاہر شرع کا اور نہ سزا

دی عورت کو اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ حاکم نہ کفایت کرے ساتھ ظن اور اشارے کے حدوں میں جب کہ مخالف ہو مانند قسم مدعی علیہ کی جب انکار کرے اور گواہ نہ ہو اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے شافعی رحمہ اللہ نے اوپر باطل کرنے استحسان کے جو حنفیوں میں مروج ہے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ اگر قسم نہ ہوتی تو ہوتا واسطے میرے اور اس کے ایک شان یعنی اس پر حد کو قائم کرتا اور اس میں ہے کہ حاکم جب خرچ کرے اپنی کوشش کو اور پورا کرے شرطوں کو تو نہیں توڑا جاتا ہے حکم اس کا مگر یہ کہ ظاہر ہو اس پر چھوڑنا کسی شرط کا یا قصور کسی سبب میں اور اس میں ہے کہ لعان مشروع ہے ہر عورت میں اس کے ساتھ صحبت کی ہو یا نہ کی ہو اور نقل کیا ہے اس میں ابن منذر نے اجماع کو اور بیچ مہر اس عورت کے جس سے صحبت نہ کی ہو خلاف ہے واسطے حنبلیوں کے سو اگر نکاح کرے فاسد یا طلاق دے بائن سو وہ عورت بچے جنے اور ارادہ کرے نفی ولد کا تو واسطے اس کے لعان کرنا ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ لاحق ہوتا ہے ساتھ اس کے بچہ اور نہیں ہے نفی اور نہ لعان اس واسطے کہ وہ اجنبی عورت ہے اور اسی طرح اگر تہمت کرے اس کو پھر بائن کرے اس کو ساتھ تین طلاقوں کے تو واسطے مرد کے ہے لعان اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہے لعان اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ اگر اس کو تین طلاقیں دے پھر وہ بچہ جنے اور مرد اس سے انکار کرے تو واسطے مرد کے ہے لعان کرنا تو حارث نے اس سے کہا کہ اللہ فرماتا ہے ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ﴾ سو بتلا تو کہ کیا وہ اس کی بیوی ہو؟ تو شعبی نے کہا کہ میں شرماتا ہوں اللہ سے کہ جب میں حق کو دیکھوں تو اس کی طرف رجوع نہ کروں اور اگر لعان کرے مرد تین بار فقط یعنی پانچ بار نہ کرے جیسے حکم ہے اور عورت بھی تین بار ہی کرے اور حاکم ان دونوں کے درمیان جدائی کرے تو نہیں واقع ہوتی ہے جدائی نزدیک جمہور کے اس واسطے کہ ظاہر قرآن کا یہ ہے کہ حد دونوں پر واجب ہو چکی ہے اور یہ کہ وہ دفع نہیں ہوتی مگر ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کی گئی پس متعین ہوا لانا تمام کو یعنی پانچ بار لعان کرے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ اس نے سنت سے خطا کی اور حاصل ہوتی ہے جدائی اس واسطے کہ وہ اکثر کو لایا ہے یعنی تین بار کو اور اقل کو چھوڑا ہے یعنی دو بار کو پس متعلق ہوگا ساتھ اس کے حکم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ لعان کرنے سے حمل کی نفی ہو جاتی ہے کہ یہ میرا نہیں برخلاف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ اس کو دیکھتے رہو، الخ اس واسطے کہ یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ وہ حاملہ تھی اور باوجود اس کے لاحق کیا بچے کو ساتھ ماں اس کی کے اور اس میں جواز حلف کا اس چیز پر کہ غالب ہو گمان پر اور ہو سند اس کی تمسک ساتھ اصل کے یا قوت امید کے اللہ سے وقت تحقیق ہونے سچ کے واسطے قول اس شخص کے جس سے ہلال رضی اللہ عنہ نے پوچھا قسم ہے اللہ کی البتہ تجھ کو حد ماریں گے اور واسطے قول ہلال رضی اللہ عنہ کے قسم ہے اللہ کی مجھ کو ماریں گے اور البتہ آپ نے جانا ہے کہ میں نے دیکھا یہاں تک کہ پوچھا اور اس میں ہے کہ جس قسم کے ساتھ حکم میں اعتبار کیا جاتا ہے وہ ہے جو واقع ہو حاکم کی اجازت کے بعد اس واسطے کہ ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ

میں سچا ہوں پھر نہ حساب کیا گیا ساتھ اس کے لعان کے پانچ کلموں سے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو قائل ہے ساتھ باطل کرنے حکم قیافہ شناس کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ باطل کرنا حکم مشابہت کا اس جگہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے اس واسطے کہ ظاہر شرع کا حکم اس کو معارض ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قیافہ شناس کے حکم کا اعتبار اس جگہ کیا جاتا ہے جس جگہ نہ پایا جائے کوئی ظاہر کہ تمسک کیا جائے ساتھ اس کے اور واقع ہو اشتباہ پس رجوع کیا جائے اس وقت طرف قیافہ شناس کی، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ إِذَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ تَزَوَّجَتْ بَعْدَ الْعِدَّةِ زَوْجًا غَيْرَهُ فَلَمْ يَمَسَّهَا.

جب مرد اپنی عورت کو تین طلاقیں دے پھر وہ عورت عدت کے بعد اس کے سوا کسی اور خاوند سے نکاح کرے اور دوسرے خاوند نے اس سے صحبت نہ کی ہو۔

فائدہ: یعنی کیا حلال ہے واسطے پہلے خاوند کے نکاح کرنا اس عورت سے اگر طلاق دے دوسرا بغیر صحبت کرنے کے اور بعض نسخوں میں اس جگہ کتاب العدۃ واقع ہوا ہے اور بعض میں نہیں اور اولیٰ ثابت رکھنا ہے اس جگہ اس واسطے کہ نہیں تعلق ہے اس باب کو ساتھ لعان کے اس واسطے کہ لعان کرنے والی عورت نہیں پھرتی طرف اس مرد کی جس نے اس سے لعان کیا برابر ہے کہ اس سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو۔ (فتح)

٤٩٠٥ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ تَزَوَّجَ امْرَأَةً ثُمَّ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَتْ آخَرَ فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ لَهُ أَنَّهُ لَا يَأْتِيهَا وَأَنَّهُ لَيْسَ مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هُدْبَةٍ فَقَالَ لَا حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ.

۴۹۰۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اس کو طلاق دی سو اس نے اور مرد سے نکاح کیا پھر وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور ذکر کیا کہ وہ اس سے صحبت نہیں کرتا اور یہ کہ نہیں ہے ساتھ اس کے مگر جیسے کپڑے کا جھلا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ درست نہیں ہے یہاں تک کہ تو اس دوسرے خاوند کا شہد چکھے اور وہ تیرا شہد چکھے یعنی بغیر صحبت دوسرے خاوند کے اول خاوند سے نکاح درست نہیں ہے۔

فائدہ: سو اس نے اور مرد سے نکاح کیا یعنی عبدالرحمن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور ایک روایت میں ہے فاعترض یعنی حاصل ہوا واسطے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے کوئی عارضہ جو اس کو اس کے ساتھ صحبت کرنے سے مانع ہوا یا جنون کے سبب سے یا بیماری کے سبب سے اور یہ جو کہا کہ نہیں ساتھ اس کے مگر جیسے ہدبہ اور ہدبہ کے معنی ہیں کنارہ کپڑے کا جو بنا ہوا نہ ہو

اور مراد اس کی یہ تھی کہ اس کا ذکر مشابہ ہدبہ کے ہے سست ہونے میں اور نہ اٹھنے میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ وطی دوسرے خاوند کی نہیں ہوتی ہے حلال کرنے والی پہلے خاوند کی رجوع کو واسطے عورت کے مگر یہ کہ وطی کے وقت اس کا ذکر منتشر اور اٹھا ہوا ہو اور اگر اس کا ذکر اشل ہو یا نامرد ہو یا لڑکا ہو تو نہیں کفایت کرتا اصح قول پر علی رضی اللہ عنہ کے دو قول سے اور شافعیہ کے نزدیک یہی صحیح تر ہے اور یہ جو کہا عسیلہ تو یہ تصغیر ہے عسل کی بعض نے کہا کہ تانیث باعتبار وطاءت کے ہے واسطے اشارہ کے طرف اس کی کہ وہ کفایت کرتی ہے مقصود میں حلال کرنے اس کے سے واسطے پہلے خاوند کے اور بعض نے کہا کہ مراد قطعہ شہد کا ہے اور تصغیر واسطے تقلیل کے ہے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ قدر قلیل کافی ہے بیچ حاصل کرنے حلت کے کہا ازہری نے صواب یہ ہے کہ معنی عسیلہ کے شیرینی جماع کی ہے جو حاصل ہوتی ہے ساتھ غائب کرنے حشفہ کے بیچ فرج کے اور تانیث کرنا اس کا واسطے مشابہت کے ہے ساتھ قطعہ شہد کے اور بعض نے کہا کہ معنی عسیلہ کے نطفہ ہیں اور یہ موافق ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو اور کہا جمہور علماء نے کہ چکھنا شہد کا مراد جماع کرنے سے ہے اور وہ غائب کرنا حشفہ مرد کا ہے عورت کی شرم گاہ میں اور زیادہ کیا ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حاصل ہونا انزال کا اور اکیلا ہوا ہے وہ ساتھ اس شرط کے جماعت سے کہا ہے اس کو ابن منذر اور لوگوں نے اور کہا ابن بطال نے کہ تنہا ہوا ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بیچ اس کے اور خلاف کیا ہے اس نے سب فقہاء کا کہا انہوں نے کہ کفایت کرتا ہے اس سے جو واجب کرے حد کو اور محصن کرے شخص کو اور واجب کرے پورے مہر کو اور فاسد کرے حج اور روزے کو اور کہا ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا عسیلہ جماع کی لذت ہے اور عرب ہر لذیذ چیز کو عسیلہ کہتے ہیں اور وہ تشدید میں مقابل ہے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو رخصت میں اور رد کرتا ہے حسن رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو یہ کہ اگر انزال کرنا شرط ہوتا تو البتہ ہوتا کافی اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ ہر ایک دونوں میں سے جب ہو بعید العہد ساتھ جماع کے مثلاً تو انزال کرتا ہے یعنی منی ڈالتا ہے پہلے تمام کرنے دخول کے اور جب ہر ایک نے دونوں میں سے ذکر فرج میں داخل کرنے سے پہلے انزال کیا تو اس نے اپنے ساتھی کا شہد نہ چکھا نہ اگر تفسیر کیا جائے عسیلہ کو ساتھ امنا کے نہ ساتھ لذت جماع کے کہا ابن منذر نے اجماع کیا ہے علماء نے اوپر شرط ہونے جماع کے تاکہ حلال ہو واسطے پہلے خاوند کے مگر سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے پھر اس نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ساتھ سند صحیح کے کہا سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ اول خاوند کے واسطے حلال نہیں ہوتی یہاں تک کہ دوسرا خاوند اس سے صحبت کرے اور میں کہتا ہوں کہ جب نکاح کرے اس سے نکاح صحیح نہ ارادہ کرتا ہو ساتھ اس کے حلال کرنے اس کے کا واسطے اول خاوند کے تو نہیں ہے کچھ ڈر اس میں کہ نکاح کرے اس سے اول خاوند یعنی جب کہ دوسرا خاوند اس کو طلاق دے اور عدت گزر جائے اور اسی طرح روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے اور اس میں تعقب ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ یہ قول سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے صحت کو نہیں پہنچتا کہا ابن منذر نے

نہیں جانتا میں کہ کسی نے اس کو اس میں موافقت کی ہو مگر خارجیوں کے ایک گروہ نے اور شاید اس کو یہ حدیث نہیں پہنچی سو اس نے لیا ہے ظاہر قرآن کو کہ اس میں فقط نکاح کا ذکر ہے جماع کا نہیں اور حکایت کی ہے ابن جوزی نے کہ داؤد کا بھی یہی قول ہے کہا قرطبی نے کہ مستفاد ہوتا ہے حدیث سے جمہور کے قول پر کہ حکم متعلق ہے ساتھ کم تر چیز کے کہ اطلاق کیا جائے اس پر اسم برخلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ ضروری ہے حاصل ہونا تمام کا اور یہ جو کہا یہاں تک کہ تو اس کا شہد چکھے، الخ تو اس میں اشعار ہے ساتھ ممکن ہونے اس کے کی لیکن قول اس عورت کا کہ نہیں ہے ساتھ اس کے مگر مثل ہدبہ کی ظاہر ہے بیچ دشوار ہونے جماع کے جو شرط کیا گیا ہے سو جواب دیا ہے کرمانی نے اس اشکال سے کہ مراد اس کے ساتھ ہدبہ کے تشبیہ دینی ہے ساتھ اس کے وقت اور رقت میں نہ سست ہونے اور نہ ملنے میں اور بعید ہے جو اس نے کہا اور سیاق حدیث کا دلالت کرتا ہے کہ اس نے اس سے نہ منتشر ہونے کی شکایت کی تھی اور نہیں مانع ہے اس سے قول حضرت ﷺ کا یہاں تک کہ تو اس کا شہد چکھے اس واسطے کہ معلق کیا حضرت ﷺ نے اس کو ساتھ امکان کے اور وہ جائز الوقوع ہے سو گویا کہ فرمایا کہ صبر کر یہاں تک کہ حاصل ہو اس سے یہ اور اگر دونوں جدا جدا ہو جائیں تو ضروری ہے واسطے اس عورت کے اگر رفاعہ کی طرف رجوع کا ارادہ رکھتی ہو کہ اور خاوند سے نکاح کرے جس سے اس کے واسطے یہ حاصل ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اطلاق وجود ذوق کے دونوں سے واسطے اشتراط علم زوجین کے یعنی شرط ہے کہ دونوں کو اس کا علم ہو یہاں تک کہ اگر صحبت کرے اس سے خاوند اس حال میں کہ عورت سوتی ہو یا بیہوش تو نہیں کفایت کرتا ہے یہ اور مبالغہ کیا ہے ابن منذر نے سو نقل کیا ہے اس کو تمام فقہاء سے اور تعاقب کیا گیا ہے اور کہا قرطبی نے کہ اس میں حجت ہے واسطے ایک کے دو قول میں سے اس میں کہ اگر صحبت کرے سونے یا بیہوشی کی حالت میں تو نہیں حلال ہوتی ہے اور جزم کیا ہے ابن قاسم نے کہ وطی مجنون کی حلال کرتی ہے اور مخالفت کی ہے اس کی اشہب نے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز رجوع اس کے کی واسطے اول خاوند کے جب کہ حاصل ہو جماع دوسرے خاوند سے لیکن شرط کی ہے مالکیوں نے یہ کہ نہ ہو اس میں دغا بازی دوسرے خاوند سے اور نہ ارادہ حلال کرنے عورت کے کا واسطے اول خاوند کے اور یہی منقول ہے عثمان رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اور اکثر علماء نے کہا کہ اگر شرط کرے اس کو عقد میں تو عقد فاسد ہو جاتا ہے نہیں تو نہیں اور اتفاق ہے اس پر کہ اگر نکاح فاسد میں ہو تو نہیں حلال کرتا اور اکیلا ہوا ہے حکم سو کہا کہ کفایت کرتا ہے اور یہ کہ جو نکاح کرے کسی لونڈی سے پھر اس کو تین طلاقیں دے پھر اس کا مالک ہو تو نہیں حلال ہے واسطے اس کے یہ کہ وطی کرے اس سے یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے بعض اصحاب اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حلال ہوتی ہے واسطے اس کے ساتھ ملک یمین کے اور اختلاف ہے اس میں جب کہ صحبت کرے اس سے حیض کی حالت میں یا اس کے بعد کہ پاک ہو پہلے اس سے کہ پاکی حاصل کرے یا ایک دونوں میں سے

روزے دار ہو یا محرم اور کہا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ لیا ہے حنفیہ نے ساتھ شرط کے جو اس حدیث میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یعنی جماع کرنا اور یہ زائد ہے ظاہر قرآن پر اور نہیں لیا ہے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو بیچ شرط ہونے پانچ بار دودھ پینے عورت کے پستان سے اس واسطے کہ وہ زائد ہے ظاہر قرآن پر سو لازم ہے اُن پر کہ پانچ بار دودھ چوسنے کے حکم کو لیں یا باب کی حدیث کو چھوڑ دیں اور جواب دیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ نکاح نزدیک ان کے حقیقت ہے وطی میں پس حدیث موافق ہے واسطے ظاہر قرآن کے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میرے خاوند نے مجھ کو طلاق بتہ دی سو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس قول کے اس پر کہ بتہ تین طلاقیں ہیں اور یہ عجیب ہے اس شخص سے جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ بتہ کے معنی قطع کرنے کے ہیں کہ بالکل کچھ لگاؤ نہ رہے اور مراد ساتھ اس کے قطع کرنا عصمت کا یعنی نکاح کا اور وہ عام تر ہے اس سے کہ ہو ساتھ اکٹھی تین طلاق کے یا ساتھ واقع ہونے تیسری طلاق کے جو تین طلاق کے آخری ہے اور لباس میں صریح آئے گا کہ اس نے اس کو تین طلاق کے اخیر کی طلاق دی سو باطل ہوا حجت پکڑنا ساتھ اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ نہیں حق ہے واسطے عورت کے صحبت میں اس واسطے کہ اس نے شکایت کی تھی کہ اس کا خاوند اس سے صحبت نہیں کرتا اور اس کا ذکر کھڑا نہیں ہوتا اور یہ کہ نہیں ہے ساتھ اس کے جو اس کی حاجت روائی کرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سبب سے اس کا نکاح نہیں توڑا اور اسی واسطے کہا ابراہیم بن اسماعیل نے کہ نہ فسخ کیا جائے نکاح ساتھ نامردی کے اور مقرر کی جائے واسطے نامرد کے مدت معین کہا ابن منذر نے کہ اختلاف ہے اس عورت کے حق میں جو اپنے خاوند سے جماع طلب کرے سو اکثر نے کہا کہ اگر اس کے ساتھ ایک بار صحبت کی ہو تو نہ مقرر کی جائے واسطے اس کے مدت نامرد کی اور یہ قول اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور کہا ابوثور نے کہ اگر ترک کیا جماع کو واسطے کسی علت اور بیماری کے تو اس کے واسطے ایک سال مدت مقرر کی جائے اور اگر بغیر علت کے ہو تو پھر کوئی مدت نہیں اور کہا عیاض نے کہ اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ واسطے عورت کے حق ہے جماع میں پس ثابت ہوگا خیار واسطے اس کے اور جب کہ نکاح کرے عورت مجبوب اور ممسوح سے ان کے حال کو نہ جانتی ہو اور مقرر کی جائے واسطے نامرد کے مدت ایک سال کی واسطے احتمال دور ہونے اس علت کے کہ اس کے ساتھ ہے اور بہر حال استدلال داؤد کا ساتھ قصے عورت رفاعہ کے سو نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ دوسرے خاوند نے بھی اس کو طلاق دی تھی جیسا کہ واقع ہوا ہے مسلم میں صریح عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں پھر دوسرے مرد نے اس سے نکاح کیا پھر دوسرے خاوند نے بھی اس کو طلاق دی پہلے اس سے کہ اس کے ساتھ دخول کرے پھر پہلے خاوند نے اس سے نکاح کا ارادہ کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مسئلے سے پوچھے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں درست ہے یعنی یہاں

تک کہ تو اس کا شہد چکھے اور وہ تیرا شہد چکھے اور اصل اس کی بخاری میں ہے کما یاتی فی اللباس کہ وہ عورت اس کے بعد اس سے جدا ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! اس نے مجھ سے مس کی اور ہاتھ لگایا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اپنے پہلے قول کو جھٹلایا سو میں اخیر قول میں تیری تصدیق نہیں کرتا پھر وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تو انہوں نے بھی اس کو منع کیا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَاللَّائِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ جو عورتیں نا امید ہوئیں حیض سے تمہاری عورتوں میں سے اگر تم کو شبہ پڑ گیا ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہیں۔

فائدہ: بعض نسخوں میں اس جگہ کتاب العدۃ واقع ہوا ہے اور عدت اسم ہے واسطے اس مدت کے کہ انتظار کرتی ہے ساتھ اس کے عورت نکاح کرنے سے اپنے خاوند کے مرنے کے بعد یا اس کے جدا ہونے کے بعد یا ساتھ جننے کے یا ساتھ حیضوں کے یا ساتھ مہینوں کے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ إِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا يَحِضْنَ أَوْ لَا يَحِضْنَ وَاللَّائِيْ قَعَدْنَ عَنِ الْمَحِيْضِ ﴿وَاللَّائِيْ لَمْ يَحِضْنَ﴾ ﴿فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ﴾.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ اگر تم نہ جانو کہ ان کو حیض آتا ہے یا نہیں آتا اور جو حیض سے بیٹھیں یعنی بڑی بوڑھی ہو گئیں اور جن کو حیض نہیں آتا تو عدت ان کی تین مہینے ہیں۔

فائدہ: یعنی تفسیر کیا ہے مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ کے قول ﴿إِنِ ارْتَبْتُمْ﴾ کو ساتھ ان لم تعلموا کے یعنی اگر تم نہ جانو اور قول مجاہد کا والائی لم یحضن فعدتھن ثلاثه اشهر یعنی حکم ان عورتوں کا جن کو بالکل سرے سے حیض نہیں آیا حکم ان کا عدت میں حکم ان عورتوں کا ہے جو نا امید ہوئیں سو ہو گی تقدیر آیت کی والائی لم یحضن کذلك اس واسطے کہ واقع ہوئی وہ بعد قول اس کے کی فعدتھن ثلاثه اشهر اور اختلاف ہے اس عورت کے حق میں جس کو پہلے حیض آتا ہو پھر بند ہو گیا ہو سو شہروں کے اکثر فقہاء کا یہ مذہب ہے کہ وہ انتظار کرے حیض کا یہاں تک کہ داخل ہو اس عمر میں جس میں ایسی عورتوں کو حیض نہیں آتا سو اس وقت نو مہینے عدت کاٹے اور مالک رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ سے ہے کہ نو مہینے انتظار کرے پھر اگر اس کو حیض آئے تو فبھا نہیں تو تین مہینے عدت کاٹے اور اوزاعی رحمہ اللہ سے ہے کہ اگر جوان ہو تو ایک سال عدت کاٹے اور حجت جمہور کی ظاہر قرآن کا ہے کہ وہ صریح ہے آئسہ اور چھوٹی کے حق میں اور لیکن جس عورت کو اول حیض آتا ہو پھر بند ہو گیا ہو تو وہ آئسہ نہیں یعنی جو حیض سے نا امید ہو لیکن واسطے مالک کے پیشوا ہے اور وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور جمہور کے نزدیک ان ارتبتم کے معنی ہیں یعنی حکم میں نہ نا امیدی میں۔ (فتح)

بَابُ ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ

اور حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ بچہ جنیں۔

يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾.

٤٩٠٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ أَسْلَمَ يُقَالُ لَهَا سُبَيْعَةُ كَانَتْ تَحْتَ زَوْجِهَا تُوُفِّيَ عَنْهَا وَهِيَ حُبْلٰى فَخَطَبَهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ فَأَبَتْ أَنْ تَنْكِحَهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا يَصْلُحُ أَنْ تَنْكِحِيْهِ حَتّٰى تَعْتَدِّيْ آخِرَ الْأَجَلَيْنِ فَمَكُثَتْ قَرِيْبًا مِّنْ عَشْرِ لَيَالٍ ثُمَّ جَآءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْكِحِيْ.

۴۹۰۶۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم میں سے ایک عورت جس کو سبیعہ کہا جاتا تھا اپنے خاوند کے نکاح میں تھی اس کا خاوند اس سے مر گیا اور حالانکہ وہ حاملہ تھی سو ابو سنابل نے اس کو نکاح کا پیغام بھیجا اس نے اس کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کیا تو کہا ابو سنابل نے قسم ہے اللہ کی نہیں جائز ہے یہ کہ تو اس سے نکاح کرے یہاں تک کہ دونوں مدتوں میں سے دراز تر مدت عدت کاٹے سو وہ قریب دس دن کے ٹھہری پھر اس نے بچہ جنا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی نکاح کا حکم پوچھنے کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح کر لے یعنی اب تجھ کو دوسرے خاوند سے نکاح کرنا جائز ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ابو سنابل نے اس کو نکاح کا پیغام کیا تو ایک روایت میں آیا ہے کہ دو مردوں نے اس کو نکاح کا پیغام کیا ایک جوان نے اور ایک بوڑھے نے سو وہ جوان کی طرف جھکی تو کہا بوڑھے نے کہ تو حلال نہیں ہو گی یہاں تک کہ دراز تر مدت عدت کاٹے اور اس عورت کے گھر والے موجود نہ تھے اس بوڑھے نے امید رکھی کہ اس کو اختیار کریں یعنی اس کو امید تھی کہ شاید اس کے گھر والے اس کا نکاح اس کے ساتھ کریں اور مراد بوڑھے سے ابو سنابل ہے اور ساتھ اس روایت کے ظاہر ہوئی مراد ساتھ قول اس کے کی باب کی حدیث میں کہ کہا ابو سنابل نے قسم ہے اللہ کی نہیں جائز ہے واسطے تیرے یہ کہ نکاح کرے تو اس سے الخ۔

٤٩٠٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيْدَ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى ابْنِ الْأَرْقَمِ أَنْ يَّسْأَلَ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ

۴۹۰۷۔ حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ بن بکیر نے اس نے روایت کی لیث سے اس نے یزید سے کہ ابن شہاب رحمہ اللہ نے اس کو لکھا کہ عبید اللہ بن عبداللہ نے خبر دی اس کو اپنے باپ سے کہ اس نے ابن ارقم کی طرف لکھا کہ سبیعہ سے

كَيْفَ أَفْتَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَفْتَانِي إِذَا وَضَعْتُ أَنْ أَنْكِحَ.

پوچھ کس طرح حضرت ﷺ نے اس کو فتویٰ دیا تھا سو اس نے کہا کہ فتویٰ دیا تھا مجھ کو حضرت ﷺ نے کہ جب میں بچہ جنوں تو نکاح کروں۔

۴۹۰۸ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ أَنْ تَنْكِحَ فَأَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ.

۴۹۰۸۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سبیعہ نے اپنے خاوند کے مرنے سے چند روز پیچھے بچہ جنا سو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئی اور آپ سے نکاح کرنے کی اجازت مانگی، حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی تو اس نے اور خاوند سے نکاح کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ابن شہاب رحمہ اللہ نے لکھا تو یہ حجت ہے بیچ جواز روایت کے ساتھ مکاتبت کے اور یہ جو کہا کہ اپنے خاوند کے مرنے سے چند روز پیچھے جنا تو ادنیٰ سے ادنیٰ مدت جو روایتوں میں آئی ہے آدھا مہینہ ہے اور زیادہ دو مہینے اور البتہ کہا ہے جمہور نے سلف سے اور ائمہ فتویٰ نے جو شہروں میں ہے کہ جب عورت کا خاوند مر جائے اور وہ حاملہ ہو تو حلال ہو جاتی ہے ساتھ بچہ جننے کے اور گزر جاتی ہے عدت وفات کی اور حلال ہوتا ہے اس کو نکاح کرنا دوسرے خاوند سے اور مخالفت کی ہے اس میں علی رضی اللہ عنہ نے سو کہا کہ دونوں مدت میں سے درازتر مدت عدت کاٹے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر چار مہینے دس دن گزرنے سے پہلے بچہ جنے تو انتظار کرے چار مہینے دس دن اور نہیں حلال ہوتی ہے ساتھ مجرد بچہ جننے کے اور اگر چار مہینے دس دن بچہ جننے سے پہلے گزر جائیں تو بچہ جننے تک انتظار کرے روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے ساتھ سند صحیح کے علی رضی اللہ عنہ سے اور ساتھ اسی کے قائل ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما جیسا کہ اس قصے میں ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس نے اس سے رجوع کیا اور قوی کرتی ہے اس کو یہ بات کہ منقول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تابعداروں سے وہ چیز ہے جو سب فقہاء کے موافق ہے اور پہلے گزر چکا ہے طلاق کی تفسیر میں کہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے انکار کیا ابن سیرین پر اس کے اس قول میں کہ بچہ جننے سے عدت گزر جاتی ہے اور انکار کیا اس نے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کا قائل ہو اور البتہ ثابت ہو چکا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ساتھ کئی طریقوں کے کہ وہ سب فقہاء کے موافق تھے یہاں تک کہ کہتے تھے کہ جو چاہے میں اس سے اس پر مباہلہ کرتا ہوں اور ظاہر ہوتا ہے مجموع طرق سے کہ ابو سنابل نے رجوع کیا تھا اپنے اس فتویٰ سے کہ وہ حلال نہیں یہاں تک کہ عدت وفات کی گزرے اس واسطے کہ روایت کیا ہے اس نے قصہ سبیعہ کا اور رد کیا حضرت ﷺ نے جو فتویٰ دیا ابو سنابل نے کہ وہ دوسرے خاوند کے واسطے حلال نہیں ہوتی یہاں تک کہ اس کے واسطے چار مہینے دس دن گزریں اور نہیں وارد ہوئی ابو سنابل سے تصریح

اس کے حکم میں اگر چار مہینے دس دن بچہ جننے سے پہلے گزر جائیں تو کیا تھا قائل ساتھ ظاہر اطلاق اس کی کے گزرنے عدت کے سے یا نہیں لیکن نقل کیا ہے کئی لوگوں نے اجماع کو اس پر کہ نہیں گزرتی ہے عدت اس کی اس دوسری حالت میں (یعنی جب کہ چار مہینے دس دن بچہ جننے سے پہلے گزر جائیں) یہاں تک کہ بچہ جنے اور سحنون مالکی نے بھی اس مسئلے میں علی رضی اللہ عنہ کی موافقت کی ہے اور یہ شذوذ مردود ہے اس واسطے کہ یہ پیدا کرنا خلاف کا ہے بعد قرار پانے اجماع کے اور باعث اس کو اس پر حرص ہے اوپر عمل کرنے کے ساتھ دونوں حالت کے جن کے عموم میں تعارض ہے سو قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾ عام ہے عورت میں جس کا خاوند مر گیا ہو شامل ہے حامل کو اور غیر حامل کو اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ نیز عام ہے شامل ہے طلاق والی کو اور اس کو جس کا خاوند مر گیا ہو سو تطبیق دی ہے ان لوگوں نے دونوں عموم میں ساتھ بند کرنے دوسری آیت کے طلاق والی پر ساتھ قرینے گنتی طلاق والیوں کے مانند آئسہ اور صغیرہ کی پہلے دونوں کے پھر نہیں مہمل چھوڑا انہوں نے اس چیز کو کہ شامل ہے اس کو آیت دوسرے عموم سے لیکن قصر کیا ہے انہوں نے اس کو اس عورت پر کہ چار مہینے دس دن اس پر گزر جائیں بچہ جننے سے پہلے سو ہو گی تخصیص بعض عموم کے اولیٰ اور اقرب طرف عمل کی ساتھ مقتضی دونوں آیتوں کے ایک کے لغو کرنے سے بیچ حق بعض اس شخص کے کہ شامل ہے اس کو عموم کہا قرطبی رحمہ اللہ نے یہ نظر خوب ہے اس واسطے کہ تطبیق اولیٰ ہے ترجیح سے ساتھ اتفاق اہل اصول کے لیکن حدیث سبیعہ کی نص ہے اس میں کہ وہ بچہ جننے سے حلال ہو جاتی ہے پس ہو گا اس میں بیان واسطے مراد کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾ کہ یہ اس عورت کے حق میں ہے جس نے بچہ جنا ہو اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ساتھ قول اپنے کے کہ آیت طلاق کی نازل ہوئی بعد آیت بقرہ کے اور بعض نے اس سے سمجھا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ پہلی آیت منسوخ ہے ساتھ دوسری کے اور نہیں ہے یہ مراد اس کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ خاص کرنے والی ہے واسطے اس کے اس واسطے کہ اس نے نکال لیا ہے بعض چیزوں کو جن کو اس کا عموم شامل ہے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اگر حدیث سبیعہ کی نہ ہوتی تو البتہ ہوتا قول جو علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس واسطے کہ وہ دونوں عدتیں جمع ہونے والی ہیں ساتھ دو صفتوں کے اور البتہ جمع ہوئی ہیں دونوں اس عورت میں جس کا خاوند مر جائے سو نہ خارج ہو گی اپنی عدت سے مگر ساتھ یقین اسی عدت میں حاصل ہوتا ہے جو دونوں عدتوں میں سے زیادہ تر دراز ہو اور البتہ اتفاق کیا ہے فقہاء نے اہل حجاز اور عراق سے اس پر کہ ام الولد اگر خاوند والی ہو اور اس کا خاوند اور مالک دونوں اکٹھے مر جائیں یہ کہ عدت بیٹھے اور استبرا کرے بایں طور کہ انتظار کرے چار مہینے دس دن کہ اس میں ایک حیض ہو یا بعد اس کے اور نیز ترجیح دی گئی ہے جمہور کے قول کو ساتھ اس کے کہ دونوں آیتیں اگرچہ عام ہیں ایک وجہ سے لیکن

خاص ہیں ایک وجہ سے سو احتیاط اس میں تھی کہ نہ گزرے عدت مگر ساتھ اس عدت کے جو دونوں مدتوں سے دراز تر ہو لیکن جب کہ مقصود اصلی عدت سے رحم کی پاکی تھی خاص کر اس عورت کے حق میں جس کو حیض آتا ہو تو حاصل ہوگا مقصود ساتھ بچہ جننے کے اور موافق ہوگا اس چیز کو جس پر سبیعہ کی حدیث دلالت کرتی ہے اور قوی کرتا ہے اس کو قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیچ متاخر ہونے نزول آیت طلاق کے بقرہ کی آیت سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فتویٰ دیا ساتھ اس کے کہ جب میں بچہ جنوں تو حلال ہوں یہ کہ جائز ہے نکاح کرنا اس سے جب کہ بچہ جنے اگرچہ نفاس کے خون سے پاک نہ ہو اور ساتھ اس کے قائل ہیں جمہور اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ آخر حدیث اپنی کے جو مسلم میں ہے ساتھ قول اپنے کے کہ نہیں دیکھتا میں کچھ ڈر یہ کہ نکاح کرے جب کہ بچہ جنے اگرچہ اپنے خون میں ہو یعنی نفاس میں لیکن اس کا خاوند اس سے صحبت نہ کرے یہاں تک کہ خون سے پاک ہو اور کہا شعبی اور حسن اور نخعی اور حماد بن سلمہ نے کہ نکاح نہ کرے یہاں تک کہ پاک ہو کہا قرطبی نے اور حدیث سبیعہ کی حجت ہے اوپر ان کے اور نہیں حجت ہے واسطے ان کے قول بیچ اس کے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں **فلما تعلت من نفاسها** اس واسطے کہ جس طرح جائز ہے کہ تعلت کے معنی یہ ہوں کہ وہ پاک ہوئی اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ ہو بے باک ہوئی الم نفاس سے اور اگر پہلے معنی تسلیم کیے جائیں تو بھی اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ وہ حکایت ہے سبیعہ کے واقع کی اور حجت سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں ہے کہ وہ حلال ہوئی جب کہ اس نے بچہ جنا جیسے کہ زہری کی حدیث میں ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور بیچ روایت معمر کے زہری سے کہ تو حلال ہوگی جب کہ تو بچہ جنے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سبیعہ کو حکم کیا کہ نکاح کرے جب کہ بچہ جنے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر قرآن سے ﴿اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ سو معلق کیا حلال ہونے کو ساتھ بچہ جننے کے اور بند کیا اس کو اوپر اس کے اور یہ نہیں کہا کہ جب تو پاک ہو اور نہ یہ فرمایا کہ جب تیرا خون بند ہو سو صحیح ہوا قول جمہور کا اور سبیعہ کے قصے میں بہت فائدے ہیں ایک یہ کہ اصحاب تھے فتویٰ دیتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور یہ کہ مفتی کو جب کسی چیز کی طرف مائل ہو تو نہیں لائق ہے واسطے اس کے کہ اس میں فتویٰ دے تا کہ نہ باعث ہو اس کو میل طرف ترجیح اس چیز کی کہ وہ مرجوح ہو جیسا کہ واقع ہوا واسطے ابو سنابل کے کہ اس نے فتویٰ دیا سبیعہ کو کہ وہ بچہ جننے سے حلال نہیں ہوگی اس واسطے کہ اس نے اس کو نکاح کا پیغام کیا تھا اور اس نے نہ مانا اور اس نے امید رکھی کہ جب وہ اس سے یہ بات قبول کرے گی اور مدت گزرنے تک انتظار کرے گی تو اس کے گھر والے حاضر ہو جائیں گے اور اس کو ترغیب دیں گے بیچ نکاح کرنے اس کے کی سوائے غیر اس کے کی اور اس حدیث میں بیان ہے سبیعہ کی بوجھ اور دانائی کا کہ اس کو تردد ہوا اس چیز میں کہ جس کے ساتھ ابو سنابل نے اس کو فتویٰ دیا یہاں تک کہ باعث ہوا اس کو یہ

اوپر دریافت کرنے حکم کے شارع سے اور اسی طرح لائق ہے واسطے اس شخص کے جو شک کرے بیچ فتویٰ مفتی کے یا حکم حاکم کے اجتہاد کی جگہوں میں یہ کہ بحث کرے نص سے اور ڈھونڈے نص کو اس مسئلے میں اور شاید جو واقع ہوا ہے ابو سنابل سے اس میں وہی راز ہے بیچ مطلق فرمانے حضرت ﷺ کے کہ وہ فتویٰ مذکور میں جھوٹا ہے جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو احمد رحمہ اللہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے علاوہ ازیں کبھی بولا جاتا ہے خطا جھوٹ پر اور یہ اہل حجاز کی کلام میں بہت ہے اور بعض علماء نے اس کو اپنے ظاہر پر حمل کیا ہے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کو جھٹلایا اس واسطے کہ وہ قصے کو جانتا تھا اور اس نے اس کے برخلاف فتویٰ دیا اور یہ بعید ہے اور اس میں رجوع کرنا ہے واقعات میں طرف زیادہ تر عالم کی اور خود سوال کرنا عورت کا جو واقع اس پر اترے اگرچہ ہو وہ اس قسم سے کہ عورتیں اس سے شرماتی ہیں لیکن وہ رات کے وقت اپنے گھر سے نکلی تا کہ اس کے واسطے زیادہ پردہ ہو جس طرح سبیعہ نے کیا اور اس میں ہے کہ جو عورت حاملہ ہو اس کی عدت بچہ جننے سے گزر جاتی ہے جس صفت پر ہو گوشت کی بوٹی ہو یا خون کی پھٹکی اور برابر ہے کہ آدمی کی صورت ظاہر ہوئی ہو یا نہ ظاہر ہوئی ہو اس واسطے کہ مترتب کیا حضرت ﷺ نے حکم کو بچہ جننے پر بغیر تفصیل کے اور توقف کیا ہے اس میں ابن دقیق العید نے اس جہت سے کہ غالب بیچ اطلاق وضع حمل کے وہ حمل پورا ہے جو پیدا کیا گیا ہو اور نکلنا گوشت کی بوٹی یا خون کی پھٹکی کا نادر ہے اور حمل غالب پر قوی تر ہے اسی واسطے منقول ہے شافعی رحمہ اللہ سے قول ساتھ اس کے کہ نہیں گزرتی ہے عدت ساتھ نکلنے گوشت کی بوٹی کے کہ نہ ہو اس میں صورت نہ ظاہر نہ پوشیدہ اور جواب دیا گیا ہے جمہور کی طرف سے کہ مقصود عدت کے گزرنے میں پاک ہونا رحم کا ہے اور وہ حاصل ہے ساتھ نکلنے گوشت کی بوٹی کے یا خون کی پھٹکی کے برخلاف ام الولد کے کہ مقصود اس سے بچہ جننا ہے اور جس چیز پر یہ صادق نہ آئے کہ وہ اصل آدمی کا ہے نہیں کہا جاتا ہے اس میں کہ اس نے بچہ جنا اور اس میں جواز زینت کرنا عورت کا ہے بعد گزرنے عدت اپنی کے واسطے اس شخص کے جو اس کو نکاح کا پیغام کرے اس واسطے کہ زہری کی روایت میں جو مغازی میں ہے یہ ہے کہ کیا ہے مجھ کو کہ میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو نے منگنی کرنے والوں کے واسطے زینت کی ہے یہ قول ابو سنابل کا ہے ایک روایت میں ہے کہ اس نے ہاتھ رنگے تھے اور خوشبو ملی تھی اور آنکھ میں سرمہ ڈالا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں واجب ہے عورت پر نکاح کرنا واسطے قول اس کے کی حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم دیا نکاح کرنے کا اگر میرے واسطے ظاہر ہو یعنی مجھ کو اجازت دی اور اس حدیث میں ہے کہ نہ نکاح کی جائے عورت شوہر دیدہ مگر اس کی رضا مندی سے جس کو وہ چاہے اور نہیں ہے زبردستی واسطے کسی کے اوپر اس کے وقد تقدم بیانہ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ﴾.

باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالیٰ کے اور طلاق والی عورتیں انتظار کروائیں اپنے آپ کو تین حیض تک۔

فائدہ: اور مراد ساتھ طلاق والیوں کے اس جگہ وہ عورتیں ہیں جن کو حیض آتا ہو جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر آیت سورہ طلاق کی جو مذکور ہوئی اور مراد ساتھ تربص کے انتظار کرنا ہے اور وہ خبر ہے ساتھ معنی امر کے۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ فِيمَنْ تَزَوَّجَ فِي الْعِدَّةِ فَحَاضَتْ عِنْدَهُ ثَلَاثَ حِيَضٍ بَانَتْ مِنَ الْأَوَّلِ وَلَا تَحْتَسِبُ بِهِ لِمَنْ بَعْدَهُ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ تَحْتَسِبُ وَهٰذَا أَحَبُّ إِلَى سُفْيَانَ يَعْنِي قَوْلَ الزُّهْرِيِّ.

اور کہا ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مرد کے حق میں جو نکاح کرے عورت سے عدت میں اس کو اس کے پاس تین حیض آئیں کہ بائن ہوتی ہے پہلے خاوند سے اور نہ حساب کیا جائے ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے کہ اس کے بعد ہے یعنی دوسرے خاوند کے اور کہا زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حساب کیا جائے ساتھ اس کے اور یہ یعنی قول زہری رحمۃ اللہ علیہ کا محبوب تر ہے طرف سفیان رحمۃ اللہ علیہ کے۔

فائدہ: کہا ابن عبدالبر نے نہیں جانتا میں کسی کو ان لوگوں میں سے جنہوں نے کہا کہ اقراء سے مراد طہر ہیں سوائے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے کہ اس نے یہ بات کہی ہو یعنی حیض کا دوسری عدت میں شمار ہونا اور لازم آتا ہے اس کے قول پر کہ عدت والی عورت نہ حلال ہو یہاں تک کہ داخل ہو چوتھے حیض میں اور البتہ اتفاق کیا ہے مدینے کے علماء نے اصحاب سے اور جو ان کے بعد ہیں اور اسی طرح شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں نے اس پر کہ جب تیسرے حیض میں لگے تو پاک ہو جاتی ہے بشرطیکہ واقع ہو طلاق اس کے طہر میں اور اگر طلاق حیض میں واقع ہو تو نہ اعتبار کیا جائے ساتھ اس حیض کے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جس عورت پر دو عدتیں جمع ہوں وہ دونوں عدتیں کاٹے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ کفایت کرتی ہے واسطے اس کے ایک عدت مانند قول زہری رحمۃ اللہ علیہ کے اور یہی ہے ایک روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَقَالَ مَعْمَرٌ يُقَالُ أَقْرَأَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا دَنَا حَيْضُهَا وَأَقْرَأَتْ إِذَا دَنَا طُهْرُهَا وَيُقَالُ مَا قَرَأَتْ بِسَلًى قَطُّ إِذَا لَمْ تَجْمَعْ وَلَدًا فِي بَطْنِهَا.

اور کہا معمر نے کہ کہا جاتا ہے اقراءت المرأۃ جب کہ قریب ہو حیض اس کا اور نیز کہا جاتا ہے اقراءت جب کہ قریب ہو طہر اس کا اور کہا جاتا ہے ما قرأت بسلی قط جب کہ نہ جمع کرے بچے کو اپنے پیٹ میں یعنی جب کہ اس کے پیٹ میں حمل نہ ٹھہرے۔

فائدہ: سلی اس پردے کو کہتے ہیں جس میں بچہ ہوتا ہے اور کہا اخفش رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قرأ حیض کا گزرنا ہے اور بعض نے کہا کہ خود حیض کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ اضداد میں سے ہے اور مراد معمر کی یہ ہے کہ قرأ آتا ہے ساتھ معنی طہر کے بھی اور ساتھ معنی حیض کے بھی اور ساتھ معنی جوڑنے اور جمع کرنے کے بھی اور یہ شک ہے اور جزم کیا ہے

ساتھ اس کے ابن بطال نے اور کہا جب آیت میں دونوں معنی کا احتمال ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ مراد کے ساتھ اقراء کے آیت میں تو ترجیح پائے گا قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ اقراء کے معنی طہر کے ہیں ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا کہ اپنی عورت کو طہر میں طلاق دے اور کہا اس حدیث میں سو یہی عدت ہے جس کا اللہ نے حکم کیا کہ عورتوں کی طلاق میں ہوا کرے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ساتھ قراء کے طہر ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قِصَّةِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ. باب ہے بیچ بیان قصے فاطمہ رضی اللہ عنہا قیس کی بیٹی کے۔

فائدہ: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بہن ہے ضحاک کی جو عراق کا حاکم ہوا یزید بن معاویہ کی طرف سے اور وہ اس سے عمر میں بڑی تھی اور تھی ان عورتوں میں سے جنہوں نے پہلے ہجرت کی اور تھی وہ بہت عقلمند اور خوبصورت تھی اور نکاح کیا اس سے ابوعمرو بن حفص نے اور وہ چچا زاد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ہے سو وہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف بھیجا سو اس نے اس کو تیسری طلاق کہلا بھیجی جو اس کی طلاقوں میں سے باقی رہتی تھی اور حکم کیا اس نے اپنے چچیرے بھائیوں حارث اور عیاش کو کہ اس کو کھجور اور جو دیں سو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کم جانا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں واسطے تیرے مکان رہنے کا اور نہ خرچ اسی طرح روایت کیا ہے مسلم نے قصے اس کے کو بہت طریقوں سے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سب روایتوں کا اتفاق ہے اس پر کہ وہ بائن ہوئی ساتھ طلاق کے اور بعض روایتوں میں ہے کہ وہ مر گیا تھا سو مراد یہ ہے کہ پہلے اس نے طلاق دی تھی پھر مر گیا تھا اور بخاری میں اس کا قصہ نہیں ہے اس میں تو صرف یہ باب باندھا ہے جو تو دیکھتا ہے اور وارد کیا ہے اس نے کئی چیزوں کو اس کے قصے سے بطور اشارے کے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَّأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لَا تَدْرِىْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا﴾ ، ﴿أَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾

اور اللہ نے فرمایا اور ڈرو اللہ سے جو تمہارا رب ہے اور نہ نکالو ان کو ان کے گھروں سے اور رکھو ان کو جہاں خود رہو، یسرا تک۔

إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا﴾.

٤٩٠٩ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَهُمَا يَذْكُرَانِ أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَكَمِ فَانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَرْسَلَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ إِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَهُوَ أَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ اتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدْهَا إِلٰى بَيْتِهَا قَالَ مَرْوَانُ فِيْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَكَمِ غَلَبَنِيْ وَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَوَمَا بَلَغَكِ شَأْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَّا تَذْكُرَ حَدِيْثَ فَاطِمَةَ فَقَالَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ إِنْ كَانَ بِكِ شَرٌّ فَحَسْبُكِ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ.

۴۹۰۹۔ حضرت قاسم اور سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یحییٰ بن سعید نے عبدالرحمٰن بن حکم یعنی مروان کے بھائی کی بیٹی کو طلاق دی اور مروان اس وقت مدینے کا حاکم تھا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے سو اس کا باپ عبدالرحمٰن اس کو اس کے رہنے کے گھر سے باہر لایا (جس میں یحییٰ نے اس کو طلاق دی تھی) سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مروان کو کہلا بھیجا اور وہ اس وقت مدینے کا حاکم تھا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کہ ڈر اللہ سے اور اس کو اس کے گھر کی طرف پھیر لا کہا مروان نے سلیمان کی حدیث میں کہ عبدالرحمٰن مجھ پر غالب ہوا کہا قاسم نے کہ مروان نے کہا کہ کیا نہیں پہنچا تجھ کو اے عائشہ! حال فاطمہ رضی اللہ عنہا کا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تجھ کو کچھ ضرر نہیں کرتا یہ کہ نہ ذکر کرے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو تو مروان نے کہا کہ اگر تیرے پاس شر ہے تو کفایت کرتی ہے تجھ کو جو درمیان دونوں میاں بیوی کے ہے شر سے۔

فائدہ: پہلے سعید بن عاص مدینے کا حاکم تھا معاویہ کی طرف سے پھر اس کے بعد اس کی طرف سے مروان مدینے کا حاکم ہوا پھر معاویہ کے بعد خود خلیفہ ہوا اور یہ جو مروان نے کہا کہ عبدالرحمٰن مجھ پر غالب ہوا یعنی اس نے میرا کہا نہ مانا میں نے چاہا تھا کہ اس کو اس کے گھر میں رہنے دے تو اس کے باپ نے نہ مانا اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ وہ غالب ہوا مجھ پر ساتھ حجت کے اس واسطے کہ اس نے حجت پکڑی ساتھ شر کے جو دونوں کے درمیان تھا اور یہ جو مروان نے کہا کہ اگر تیرے پاس شر ہے یعنی اگر ہو تیرے پاس یہ کہ سبب نکلنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کا وہ چیز ہو جو اس عورت کے اور اس کے خاوند کے قرابتیوں کے درمیان واقع ہوئی شر سے تو یہ سبب بیان بھی موجود ہے اور اسی واسطے اس نے کہا کہ کفایت کرتا ہے تجھ کو جو ان دونوں کے درمیان ہے شر سے اور یہ پھرنا ہے مروان سے طرف رجوع کی رد کرنے حدیث فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سے یعنی اس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو قبول کیا اور پہلے اس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر انکار کیا تھا کما اخرجه النسائی یعنی رجوع کیا اس نے طرف جواز کی بشرط وجود عارض کے جو تقاضا کرے جواز خروج اس کے کو طلاق دینے کی جگہ سے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تجھ کو ضرر نہیں کرتا یہ کہ نہ ذکر کرے فاطمہ رضی اللہ عنہا

کی حدیث کو یعنی نہیں حجت ہے بیچ اس کے واسطے جائز ہونے انتقال طلاق والی کے اپنے گھر سے بغیر سبب کے اور یہ جو کہا کہ مروان نے سلیمان کی حدیث میں الخ یعنی سلیمان راوی نے اپنی روایت میں بیان کیا کہ مروان نے کہا کہ عبدالرحمٰن مجھ پر غالب ہوا اور قاسم راوی نے اپنی روایت میں بیان کیا کہ مروان نے کہا کہ اے عائشہ! کیا تجھ کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حال نہیں پہنچا۔ (فتح)

۴۹۱۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا لِفَاطِمَةَ أَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ يَعْنِيْ فِيْ قَوْلِهَا لَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةَ.

۴۹۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کیا ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کیوں نہیں ڈرتی اللہ سے یعنی اس کے اس کہنے میں کہ نہیں ہے واسطے طلاق والی کے سکنیٰ یعنی جگہ رہنے کی اور نہ نفقہ یعنی خرچ کھانے پینے اور کپڑے کا۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے بیچ روایت مسلم کے اس وجہ سے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بہتر نہیں کہ اس کو ذکر کرے گویا کہ یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ سبب اجازت کا بیچ انتقال فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وہ چیز ہے جو پہلے گزری اس حدیث میں جو پہلے ہے اور تائید کرتی ہے اس کی جو نسائی نے روایت کی ہے وہ زبان دراز اور بدخو تھی۔

۴۹۱۱ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ لِعَائِشَةَ أَلَمْ تَرٰى إِلٰى فُلَانَةَ بِنْتِ الْحَكَمِ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَرَجَتْ فَقَالَتْ بِئْسَ مَا صَنَعَتْ قَالَ أَلَمْ تَسْمَعِيْ فِيْ قَوْلِ فَاطِمَةَ قَالَتْ أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ لَهَا خَيْرٌ فِيْ ذِكْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ.

۴۹۱۱۔ حضرت قاسم سے روایت ہے کہ عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا تو نے نہیں دیکھا فلانی عورت حکم کی بیٹی یعنی پوتی کو کہ اس کے خاوند نے اس کو طلاق بتہ دی وہ اپنے گھر سے باہر نکلی سو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے برا ہے جو اس نے کیا یعنی اس کو اپنے گھر سے نکلنا لائق نہ تھا تو عروہ نے کہا کہ کیا تو نے نہیں سنا قول فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ خبردار ہو بے شک اس کو اس حدیث کے ذکر کرنے میں خیر نہیں ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ برا ہے جو اس نے کیا تو ایک روایت میں مذکر کا لفظ ہے یعنی اس کے خاوند نے کہ اس کو اس کی قدرت دی یا اس کے باپ نے کہ اس نے اس کی موافقت کی اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے چچا مروان کو کہلا بھیجا اور وہ مدینے کا حاکم تھا کہ اس کو اپنے گھر کی طرف پھیر لائے اور ایک روایت میں ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ویران مکان میں تھی سو اس پر خوف کیا گیا پس اسی واسطے حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی اپنے مکان سے اٹھ آنے کی اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! میرے خاوند نے مجھ کو تین طلاقیں دیں سو میں ڈرتی ہوں کہ مجھ پر

ہجوم کیا جائے حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی وہ وہاں سے اٹھ آئی اور البتہ پکڑا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ کو مجموع اس چیز سے کہ وارد ہوئی ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں سو اس نے مرتب کیا جواز کو ایک امر پر دونوں میں سے یا خوف ہجوم کے اوپر اس کے کہ کوئی چور وغیرہ اس کو پڑے اور یا یہ کہ واقع ہو اس سے اس کے خاوند کے قرابتیوں پر زبان درازی اور بیہودہ گوئی اور نہیں دیکھا اس نے دونوں امروں میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں کوئی معارضہ واسطے احتمال واقع ہونے ان دونوں کے اکٹھے اس کے حال میں کہا ابن منیر نے کہ ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں دو علتوں کو اور باب میں فقط ایک کو ذکر کیا ہے اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے طرف دوسری کے یا واسطے وارد ہونے اس کے کی اس کی غیر شرط پر اور یا اس واسطے کہ جب خود اس کا ڈرنا چور وغیرہ سے اس کے نکلنے کو تقاضا کرتا ہے تو اس سے ڈرنا بھی مثل اس کی ہوگا بلکہ امید ہے کہ ہو اولیٰ بیچ اخراج اس کے کی سو جب صحیح ہوئی نزدیک اس کے معنیٰ علت دوسری تو شامل ہوا اس کو ترجمہ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اقتصار کرنا بیچ بعض طرق حدیث کے بعض پر نہیں منع کرتا قبول بعض آخر کو جب کہ صحیح ہو طریق اس کا پس نہیں ہے کوئی مانع کہ ہو اصل گلہ اس کا وہ چیز جو پہلے گزری کم جاننے نفقہ کے سے اور یہ کہ اس کا فتنہ فساد اپنے سسرال کے ساتھ اسی سبب سے شروع ہوا تھا کہ اس کے خاوند نے اس کو خرچ کم دیا اور اطلاع پائی حضرت ﷺ نے اس پر ان کی طرف سے اور ڈرے حضرت ﷺ کہ اگر وہ بدستور وہاں رہی تو عجب نہیں یہ کہ چھوڑیں اس کو تنہا بغیر کسی غم خوار کے سو حکم کیا حضرت ﷺ نے اس کو ساتھ اٹھ آنے کے اس جگہ سے۔ میں کہتا ہوں اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ دوسری چیز کے طرف اس چیز کے کہ ذکر کیا اس کو باب میں پہلے اس سے کہ مروان نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اگر ہے تیرے ساتھ کوئی شر اس واسطے کہ وہ ایسا کرتا ہے اس کی طرف کہ حضرت ﷺ نے جو اس کو اپنی جگہ میں رہنے کے ساتھ حکم نہ کیا تو اس کا سبب وہ چیز ہے جو اس کے اور اس کے خاوند کے قرابتیوں کے درمیان واقع ہوئی فتنے فساد سے کہا ابن دقیق العید نے کہ سیاق حدیث کا تقاضا کرتا ہے کہ سبب حکم کا یہ ہے کہ وہ وکیل کے ساتھ جھگڑی اس سبب سے کہ اس نے کم جانا اس چیز کو جو اس نے اس کو دی خرچ سے اور یہ کہ جب وکیل نے اس سے کہا کہ تیرے واسطے خرچ نہیں تو اس نے حضرت ﷺ سے پوچھا تو حضرت ﷺ نے اس کو جواب دیا کہ نہیں ہے نفقہ واسطے اس کے اور نہ رہائش تو اس نے تقاضا کیا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تعلیل بسبب اس چیز کے ہے جو جاری ہوئی جھگڑے سے نہ بسبب خوف اور بدگوئی کے سو اگر قائم ہو کوئی دلیل جو اس سے قوی تر ہو تو عمل کیا جائے گا ساتھ اس کے میں کہتا ہوں کہ جو چیز کہ اس کے سب طریقوں میں متفق علیہ ہے یہ ہے کہ جھگڑا نفقہ میں تھا پھر روایتوں میں اختلاف ہوا سو بعض روایتوں میں تو ہے کہ نہ تیرے واسطے خرچ ہے اور نہ رہائش اور بعض روایتوں میں ہے کہ جب فرمایا کہ نہیں واسطے تیرے نفقہ تو اس نے اجازت مانگی وہاں سے اٹھ آنے میں حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی اور یہ سب صحیح مسلم میں ہے سو جب

جمع کیے جائیں الفاظ حدیث کے اس کے سب طریقوں سے تو اس سے حاصل ہوگا کہ سبب اجازت مانگنے اس کے کا واسطے اُٹھ آنے کے وہ چیز ہے جو ذکر کی گئی ہے کہ اس کو اس مکان سے خوف تھا اور اس کے قرابتیوں کو اس کی بد زبانی سے خوف تھا اور قائم ہوگا اس وقت استدلال اس پر کہ رہائش نہیں ساقط ہوئی اپنی ذات سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ساقط ہوا تھا واسطے سبب مذکور کے ہاں یہ بات ٹھیک ہے کہ جزم کرتی تھی فاطمہ رضی اللہ عنہا ساتھ ساقط کرنے سکنیٰ بائن کے اور استدلال کرتی تھی واسطے اس کے کما سیاتی اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر انکار کرتی تھی۔

تنبیہ: طعن کیا ہے ابن حزم نے ابو زناد کی روایت میں جو معلق ہے سو اس نے کہا کہ عبدالرحمن بن ابو زناد نہایت ضعیف ہے اور حکم کیا ہے اس کی روایت پر ساتھ بطلان کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ضعیف ہونے میں اختلاف ہے اور جس نے اس میں طعن کیا ہے نہیں ذکر کی اس نے وہ چیز جو دلالت کرے اس کے ترک پر چہ جائیکہ اس کی روایت کے باطل ہونے پر اور البتہ جزم کیا ہے یحییٰ بن معین نے کہ وہ ثابت تر ہے سب لوگوں سے ہشام بن عروہ کی روایت میں اور یہ روایت اس کی ہشام سے ہے سو واسطے اللہ کے ہے نیکی بخاری رحمہ اللہ کی کس قدر زیادہ ہے یاد اس کی اور کیا خوب ہے دست رسی اس کی حدیث اور فقہ میں اور البتہ اختلاف ہے سلف کو بیچ نفقہ بائن طلاق والی کے اور اس کے سکنیٰ میں سو کہا جمہور نے کہ نہیں ہے واسطے اس کے نفقہ اور واسطے اس کے سکنیٰ ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے واسطے ثابت کرنے سکنیٰ کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ﴾ یعنی رکھو ان کو جہاں تم رہو اور واسطے ساقط کرنے نفقہ کے ساتھ مفہوم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ یعنی اگر حاملہ ہوں تو ان کو خرچ دو یہاں تک کہ بچہ جنیں اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر حاملہ نہ ہوں تو ان کے واسطے نفقہ نہیں، نہیں تو نہ ہوں گے واسطے خاص کرنے ان کے کی ساتھ ذکر کے کوئی معنی اور سیاق سے مفہوم ہوتا ہے کہ وہ غیر رجعی میں ہے یعنی بائن طلاق میں ہے اس واسطے کہ نفقہ رجعی طلاق والی کا واجب ہے اگرچہ حاملہ نہ ہو اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور ابو ثور کا یہ مذہب ہے کہ نہ اس کے واسطے نفقہ ہے اور نہ سکنیٰ بنا بر ظاہر حدیث فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے اور جھگڑا کیا ہے انہوں نے بیچ شامل ہونے آیت پہلی کے بائن طلاق والی کو اور البتہ حجت پکڑی ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جو اس قصے والی ہے مروان پر جب کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مروان کا انکار پہنچا ساتھ قول اپنے کے کہ میرے اور تمہارے درمیان منصف اللہ کی کتاب ہے اللہ نے فرمایا نہ نکالو ان کو ان کے گھروں سے اس کے اس قول تک ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾ یعنی شاید کہ اللہ پیدا کرے بعد طلاق کے کوئی کام یعنی وہ رجوع کرے کہا یہ آیت اس شخص کے حق میں ہے جس کے واسطے رجعت جائز ہے سو کون سا کام ہے جو تین طلاق کے بعد پیدا ہو اور جب اس کے واسطے نفقہ نہ ہو اور نہ حاملہ ہوئی تو اس کو کیوں روکتے ہو اور قتادہ رحمہ اللہ اور حسن رحمہ اللہ اور سدی رحمہ اللہ اور ضحاک رحمہ اللہ بھی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے موافق ہیں اس میں کہ مراد ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ

﴿يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾ رجعت ہے روایت کیا ہے اس کو طبری نے ان سے اور نہیں حکایت کیا اس نے ان کے سوائے کسی سے خلاف اس کا اور حکایت کی ہے اس کے غیر نے کہ مراد ساتھ امر کے اس آیت میں وہ چیز ہے جو اللہ کی طرف سے آئے نسخ سے یا تخصیص سے یا مانند اس کے سو نہیں بند ہے یہ رجعت میں اور یہ جو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب اس کے واسطے نفقہ نہیں تو اس کو کیوں روکتے ہو یعنی جب نفقہ نہیں تو سکنیٰ بھی نہیں سو جواب دیا ہے بعض علماء نے اس سے کہ سکنیٰ جس کے ساتھ نفقہ ہے وہ بیچ حال زوجیت کے ہے کہ ممکن ہو ساتھ اس کے فائدہ اٹھانا اگرچہ رجعی ہو اور بہر حال سکنیٰ بعد بائن ہونے کے تو یہ حق اللہ کا ہے اس واسطے کہ اگر میاں بیوی دونوں اتفاق کریں اوپر ساقط کرنے عدت کے تو نہیں ساقط ہوتی برخلاف رجعی کے سو اس نے دلالت کی کہ سکنیٰ اور نفقہ کے درمیان کوئی لزوم نہیں اور جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے وہی قول ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ اور داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں کا اور حنفیہ وغیرہ اہل کوفہ کا یہ مذہب ہے کہ واسطے اس کے ہے نفقہ اور لباس اور جواب دیا ہے انہوں نے آیت سے ساتھ اس طور کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں قید کیا ہے اللہ نے نفقہ کو ساتھ حالت حمل کے تاکہ دلالت کرے اوپر واجب کرنے اس کے کی بیچ غیر حالت حمل کے بطریق اولیٰ اس واسطے کہ مدت حمل کی اکثر دراز ہوتی ہے اور رد کیا ہے اس کو سمعانی نے ساتھ منع کرنے علت کے بیچ دراز ہونے مدت حمل کے بلکہ ہوتی ہے مدت حمل کی کم تر غیر اس کے سے ایک بار یعنی کبھی کم ہوتی ہے اور کبھی دراز ہوتی ہے اور ساتھ اس طور کے کہ قیاس غیر حامل کا حامل پر فاسد ہے اس واسطے کہ وہ شامل ہے اس قید کے ساقط کرنے کو جس کے ساتھ قرآن اور حدیث میں نص وارد ہوئی ہے اور یہ جو بعض نے کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے سلف نے انکار کیا ہے کما تقدم من کلام عائشة اور جیسا کہ مسلم میں ہے قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا لا يدع كتاب ربنا وسنة نبينا لقول امرأة لا تدرى لعلها حفظت او نسيت قال الله تعالٰی لا تخرجوهن من بيوتهن یعنی کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں چھوڑتے ہم اپنے رب کی کتاب کو اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو واسطے قول ایک عورت کے ہم نہیں جانتے کہ شاید اس نے یاد رکھا یا بھول گئی اللہ نے فرمایا نہ نکالو ان کو گھروں سے سو جواب اس کا یہ ہے کہ کہا دارقطنی نے کہ قول اس کا عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وسنته نبينا محفوظ نہیں اور شاید باعث دارقطنی کو اس پر یہ ہے کہ اکثر روایتوں میں یہ زیادتی نہیں لیکن یہ نہیں رد کرتا نفقہ کی روایت کو اور شاید مراد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ساتھ سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ چیز ہے کہ دلالت کریں اس پر احکام اس کے کتاب اللہ کی پیروی سے نہ یہ کہ مراد اس کی سنت مخصوص ہے بیچ اس کے اور البتہ تھا حق بولتا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سو بے شک قول اس کا کہ ہم نہیں جانتے کہ اس نے یاد رکھا یا بھول گئی البتہ ظاہر ہوا مصداق اس کا اس میں کہ اس نے مطلق بولا بیچ جگہ قید کرنے کے یا عام کیا تخصیص کی جگہ میں کما تقدم بیانه اور نیز پس نہیں ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کلام میں جو تقاضا کرے نفقہ کے واجب کرنے کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کیا اس نے اسقاط سکنیٰ سے

اور دعویٰ کیا ہے بعض حنفیوں نے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعض طریقوں میں ہے واسطے تین طلاق والی کے نفقہ اور سکنیٰ ہے اور رد کیا ہے اس کو سمعانی نے بایں طور کے یہ بعض اٹکل کرنے والوں کے قول سے ہے پس نہیں حلال ہے روایت اس کی اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بالکل ثابت نہیں اور شاید مراد اس کی وہ چیز ہے جو روایت کی ہے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے اس واسطے کہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہے اور البتہ مبالغہ کیا ہے طحاوی نے بیچ ثابت کرنے اپنے مذہب کے سو کہا اس نے کہ خلاف کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اس واسطے کہ روایت کی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے برخلاف اس چیز کے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی سو نکلے معنی جن پر عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا تھا نکلنا صحیح اور باطل ہوئی حدیث فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پس نہیں واجب ہے عمل ساتھ اس کے ہرگز اور عمدہ دلیل طحاوی کی اس پر وہ چیز ہے جو روایت کی ہے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ واسطے اس کے سکنیٰ ہے اور نفقہ اور یہ حدیث منقطع ہے نہیں قائم ہوتی ہے ساتھ اس کے حجت۔ (فتح)

بَابُ الْمُطَلَّقَةِ إِذَا خُشِيَ عَلَيْهَا فِيْ مَسْكَنِ زَوْجِهَا أَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيْهَا أَوْ تَبْذُوَ عَلٰى أَهْلِهَا بِفَاحِشَةٍ.

جب خوف کیا جائے طلاق والی پر اس کے خاوند کے رہنے کے جگہ میں یہ کہ ہجوم کیا جائے اوپر اس کے یعنی بغیر اجازت کے اس کے اندر کوئی گھس آئے یا اپنے گھر والوں پر بدگوئی کرے یعنی تو اس کو اپنے خاوند کی جگہ سے اٹھ آنا جائز ہے۔

٤٩١٢ - حَدَّثَنِيْ حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَنْكَرَتْ ذٰلِكَ عَلٰى فَاطِمَةَ وَزَادَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَابَتْ عَائِشَةُ أَشَدَّ الْعَيْبِ وَقَالَتْ إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِيْ مَكَانٍ وَحْشٍ فَخِيْفَ عَلٰى نَاحِيَتِهَا فَلِذٰلِكَ أَرْخَصَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۹۱۲۔ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر اس بات سے انکار کیا اور زیادہ کیا ہے ابن ابی زناد نے ہشام سے اس نے اپنے باپ سے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر سخت عیب کیا اور کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ویران مکان میں تھی سو اس کی جانب پر خوف کیا گیا سو اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دی اُٹھ آنے کی۔

فائدہ: اور مسلم میں کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اجازت مانگی بیچ نکلنے اپنے کے اپنے گھر سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا اُٹھ جانے کا طرف ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی سو انکار کیا مروان نے یہ کہ تصدیق کرے بیچ نکلنے طلاق والی عورت کے اپنے گھر سے اور کہا عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر اس بات کا انکار کیا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ أَرْحَامِهِنَّ﴾ مِنَ الْحَيْضِ وَالْحَبَلِ.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں اور نہیں حلال ان کو یہ کہ چھپائیں جو پیدا کیا اللہ نے ان کے پیٹوں میں حیض اور حمل سے۔

فائدہ: یہ تفسیر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور بعض روایتوں میں ارحامھن اور من کے درمیان فاصلہ ہے یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ مراد ساتھ اس کے تفسیر ہے نہ یہ کہ وہ قرأت ہے اور روایت کی ہے طبری نے ایک گروہ سے کہ مراد ساتھ اس کے حیض ہے اور روایت کی ہے اور لوگوں سے کہ مراد ساتھ اس کے حمل ہے اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حیض اور حمل دونوں مراد ہیں اور مقصود آیت سے یہ ہے کہ امر عدت کا جب کہ دائر ہے حیض اور طہر پر اور اطلاع اس پر اکثر اوقات عورتوں کی طرف سے واقع ہوتی ہے تو ٹھہرائی گئی عورت امانت دار اوپر اس کے اور کہا اسماعیل قاضی نے کہ دلالت کی آیت نے کہ مراد یہ ہے کہ عدت والی عورت امانت دار ہے اپنے رحم پر حمل اور حیض سے مگر یہ کہ لائے اس سے وہ چیز کہ پہچانا جائے بیچ اس کے جھوٹ اس کا اور حیض کی اکثر اور اقل مدت کا بیان کتاب الحیض میں گزر چکا ہے۔

٤٩١٣ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا أَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّنْفِرَ إِذَا صَفِيَّةُ عَلٰى بَابِ خِبَآءِهَا كَئِيْبَةً فَقَالَ لَهَا عَقْرٰى أَوْ حَلْقٰى إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِيْ إِذًا.

۴۹۱۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کو کوچ کا ارادہ کیا یعنی مکے سے بعد ادا کرنے حج کے سال حجۃ الوداع کے تو اچانک دیکھا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے خیمے کے دروازے پر غمناک کھڑی ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا عقری یا حلقی بے شک تو ہم کو روکنے والی ہے کیا تو نے قربانی کے دن طواف زیارت کیا تھا؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا سو اب کوچ کر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے کہا مہلب نے اس میں اشارہ ہے واسطے تصدیق عورتوں کے اس چیز میں کہ دعویٰ کریں اس کو حیض سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ سفر کو مؤخر کریں اور رکیں جو آپ کے ساتھ ہیں بسبب حیض صفیہ رضی اللہ عنہا کے اور نہ امتحان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بیچ اس کے اور نہ جھٹلایا اس کو اور کہا ابن منیر نے کہ جب مرتب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محض صفیہ رضی اللہ عنہا کے قول پر کہ اس کو حیض آیا ہے سفر کے مؤخر کرنے کو تو لیا جاتا ہے اس سے متعدی ہونا حکم کا طرف خاوند کی پس تصدیق کی جائے عورت کی حیض اور حمل میں باعتبار رجعت خاوند کے اور ساقط ہونے رجعت کے اور لاحق کرنے حمل کے ساتھ اس کے۔ (فتح) اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جانا تھا کہ انہوں نے طواف زیارت نہیں کیا اب ٹھہرنا پڑے گا اس لیے فرمایا عقری حلقی یعنی ہلاک کرے تجھ کو اللہ اور زخمی کرے

یہ اصل میں بد دعا ہے لیکن یہاں ارادہ بد دعا کا نہیں ہے بلکہ عادت عرب کی جاری ہے کہ ایسے کلمات از راہِ پیار کے بولتے ہیں اور کوچ کریعنی مدینے کو بغیر طواف وداع کے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ﴾ فِي الْعِدَّةِ وَكَيْفَ يُرَاجِعُ الْمَرْاَةَ إِذَا طَلَّقَهَا وَاحِدَةً اَوْ ثِنْتَيْنِ.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں اور ان کے خاوند لائق تر ہیں ساتھ پھیر لینے ان کے بیچ عدت کے اور کس طرح رجعت کرے عورت سے جب کہ طلاق دے اس کو ایک یا دو۔

فائدہ: ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں بردھن اور فی العدۃ کے درمیان دائرہ ہے اور یہ اشارہ اس کی طرف کہ مراد ساتھ لائق تر ہونے رجعت کے وہ عورت ہے جو عدت میں ہو اور یہ قول مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت اہل تفسیر کا ہے۔ (فتح)

٤٩١٤ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ زَوَّجَ مَعْقِلٌ اُخْتَهٗ فَطَلَّقَهَا تَطْلِيْقَةً.

٤٩١٥ ـ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ اَنَّ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ كَانَتْ اُخْتُهٗ تَحْتَ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا ثُمَّ خَلّٰى عَنْهَا حَتّٰى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا ثُمَّ خَطَبَهَا فَحَمِيَ مَعْقِلٌ مِّنْ ذٰلِكَ اَنَفًا فَقَالَ خَلّٰى عَنْهَا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَخْطُبُهَا فَحَالَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ﴾ اِلٰى آخِرِ الْاٰيَةِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَ عَلَيْهِ فَتَرَكَ الْحَمِيَّةَ وَاسْتَقَادَ لِاَمْرِ اللّٰهِ.

۴۹۱۴، ۴۹۱۵۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن ایک مرد کے نکاح میں تھی سو اس نے اس کو طلاق دی پھر اس سے الگ ہوا یہاں تک کہ اس کی عدت گزر گئی پھر اس نے اس کو نکاح کا پیغام بھیجا سو ترک کیا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے اس فعل کو ترفع اور عار سے سو کہا از روئے اعتراض کے کہ وہ اس سے الگ ہو اور حالانکہ وہ اس پر قادر تھا پھر اس کو نکاح کا پیغام بھیجتا ہے سو اس نے اس کو اپنی بہن سے روکا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جب طلاق دی تم نے عورتوں کو پھر پہنچ چکیں اپنی عدت تک تو نہ روکو ان کو کہ نکاح کریں اپنے خاوند سے آخر آیت تک سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معقل رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اس پر یہ آیت پڑھی سو اس نے حمیت اور عار کو چھوڑا اور اللہ کا حکم مانا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح باب لا نکاح الا بولی میں گزر چکی ہے۔

٤٩١٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ

۴۹۱۶۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی عورت کو ایک طلاق دی حیض کی حالت میں سو

عَنْهُمَا طَلَّقَ امْرَأَةً لَّهُ وَهِيَ حَآئِضٌ تَطْلِيقَةً وَّاحِدَةً فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ عِنْدَهُ حَيْضَةً أُخْرٰى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضِهَا فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا حِيْنَ تَطْهُرُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُّجَامِعَهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ إِذَا سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ لِأَحَدِهِمْ إِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ وَزَادَ فِيهِ غَيْرُهُ عَنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهٰذَا.

حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ اس سے رجعت کرے یعنی طلاق کو باطل کر کے پھر اس کو اپنی بیوی بنائے پھر اس کو اپنے پاس رکھے یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو پھر اس کو اس کے پاس دوسرا حیض آئے پھر اس کو مہلت دے یہاں تک کہ اپنے حیض سے پاک ہو پھر جب اس کو طلاق دینی چاہے تو چاہیے کہ طلاق دے اس کو طہر کی حالت میں صحبت کرنے سے پہلے سو یہی عدت ہے جس کا اللہ نے حکم کیا کہ عورتوں کی طلاق میں ہوا کرے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اسے پوچھے جاتے تو ایک سے کہتے کہ اگر تو نے اس کو تین طلاقیں دی ہیں تو البتہ عورت تجھ پر حرام ہوئی یہاں تک کہ تیرے سوائے اور خاوند سے نکاح کرے اور زیادہ کیا ہے اس میں اس کے غیر نے لیث سے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے نافع رحمہ اللہ نے کہ کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ اگر تو ایک بار یا دو بار طلاق دیتا تو تجھ کو رجعت جائز ہوتی سو بے شک حضرت ﷺ نے مجھ کو اس کا حکم کیا یعنی رجعت کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق کے اول میں گزر چکی ہے اور کہا ابن بطال نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رجعت دو قسم پر ہے ایک رجعت عدت میں ہے سو وہ بنا بر اس چیز کے ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو رجعت کے ساتھ حکم کیا اور نہیں مذکور ہے کہ اس کو نکاح جدید کی حاجت ہوئی ہو اور دوسری رجعت بعد عدت کے ہے سو وہ بنا بر اس چیز کے ہے جو معقل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور البتہ اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ جب آزاد مرد آزاد عورت کے دخول کے بعد ایک یا دو طلاق دے تو وہ لائق تر ہے ساتھ رجعت اس کی کے اگرچہ عورت اس کو برا جانے سو اگر نہ رجوع کیا یہاں تک کہ عدت گزر گئی تو پھر وہ اجنبی ہو جاتی ہے سو نہیں حلال ہوتی ہے واسطے اس کے مگر ساتھ نکاح جدید کے اور اختلاف ہے سلف کو اس چیز میں کہ ہوتا ہے مرد ساتھ اس کے رجوع کرنے والا سو کہا اوزاعی نے کہ جب اس سے جماع کرے تو یہی رجعت ہوئی اور آیا ہے یہ بعض تابعین سے اور ساتھ اس کے قائل ہے مالک رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ بشرطیکہ نیت کرے ساتھ اس کے رجعت کی اور کوفیوں کا بھی وہی قول ہے جو اوزاعی کا قول ہے اور زیادہ کیا ہے انہوں نے یہ کہ اگرچہ ہاتھ لگائے اس کو ساتھ شہوت کے یا اس کی شرم گاہ کی

طرف شہوت سے دیکھے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہوتی ہے رجعت مگر ساتھ کلام کے اور مبنی ہے اس خلاف پر جواز وطی کا اور حرام ہونا اس کا اور حجت شافعی رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ طلاق دور کرنے والی ہے واسطے نکاح کے اور قریب تر وہ چیز ہے جو ظاہر کرے اس کو بیچ حلال ہونے وطی کے اور نہ حلال ہونے اس کے کی اس واسطے کہ حلال ہونا ایک معنی ہیں کہ جائز ہیں کہ رجوع کریں نکاح میں اور پھر آئیں جیسے کہ بیچ اسلام لانے ایک کے ہے دو مشرک عورت خاوند سے پھر اسلام دوسرے کے عدت میں اور جیسے کہ دور ہوتی ہے علت ساتھ روزے کے اور احرام کے اور حیض کے پھر پھر آتی ہے ساتھ دور ہونے ان معنوں کے اور حجت اس شخص کی جو جائز رکھتا ہے یہ کہ ہے نکاح اگر دور ہو تو نہیں پھرتی عورت مگر ساتھ عقد جدید کے اور ساتھ صحیح ہونے خلع کے رجعیت میں اور واسطے واقع ہونے طلاق تیسری کے اور جواب ان سب سے یہ ہے کہ نکاح نہیں دور ہوا اصل اس کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دور ہوئی ہے وصف اس کی اور کہا سمعانی نے حق یہ ہے کہ قیاس تقاضا کرتا ہے کہ جب واقع ہو طلاق تو نکاح دور ہو جاتا ہے مانند آزاد کرنے کے لیکن شرع نے ثابت کیا ہے رجعت کو نکاح میں نہ عتق میں سو دونوں جدا جدا ہوئے۔ (فتح)

بَابُ مُرَاجَعَةِ الْحَائِضِ.

حیض والی عورت سے رجعت کرنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

٤٩١٧ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ جُبَيْرٍ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُطَلِّقَ مِنْ قُبُلِ عِدَّتِهَا قُلْتُ فَتَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيْقَةِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ.

۴۹۱۷۔ حضرت یونس بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا یعنی حکم حیض والی کا تو اس نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا کہ اس سے رجعت کرے پھر اس کو طلاق دے عدت شروع ہونے سے پہلے میں نے کہا سو اس طلاق کو اعتبار کیا جائے کہا بھلا بتلا تو کہ اگر عاجز ہو یا احمق بنے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور یہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں یعنی حساب کی جائے گی اور عجز اور حماقت مانع نہیں ہوتی۔

بَابُ تُحِدُّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا.

جس عورت کا خاوند مر گیا ہو وہ چار مہینے دس دن سوگ کرے۔

فائدہ: کہا اہل لغت نے کہ اصل احداد کے معنی ہیں منع کرنا اور اسی واسطے نام رکھا گیا ہے دربان کا حداد کہ وہ اندر

گھنے والے کو منع کرتا ہے اور اسی واسطے نام رکھا گیا ہے سزا کا حد اس واسطے کہ وہ ہٹاتی ہے گناہ سے کہا ابن درستویہ نے کہ احداد کے معنی ہیں کہ منع کرے عدت والی عورت اپنی جان کو زینت سے اور اپنے بدن کو خوشبو سے اور منع کرنا نکاح کے پیغام کرنے والوں کو نکاح کے پیغام سے اور اس کی امید سے جیسے منع کرتی ہے حد گناہ کو۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا أَرٰى أَنْ تَقْرَبَ الصَّبِيَّةُ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا الطِّيْبَ لِأَنَّ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ.

کہا زہری رحمۃ اللہ علیہ نے میں نہیں دیکھتا کہ قریب ہو لڑکی جس کا خاوند مر گیا ہو خوشبو کو اس واسطے کہ اس پر عدت ہے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ اس واسطے کہ اس پر عدت ہے تو شاید یہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف ہے اور تعلیل میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ سبب الحاق لڑکی کا ساتھ بالغہ کے سوگ کرنے میں واجب ہونا عدت کا ہے اوپر ہر ایک کے دونوں میں سے اتفاقا اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کے ساتھ حجت پکڑی ہے اور نیز حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ حرام ہے نکاح کرنا ساتھ اس کے بلکہ خطبہ اس کا عدت میں۔ (فتح) اگر چھوٹی لڑکی کا خاوند مر جائے تو وہ زینت کو ترک کرے یا نہ کرے اس میں اختلاف ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس پر زینت کا ترک کرنا واجب نہیں اور باقی تین اماموں کے نزدیک واجب ہے۔

۴۹۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثَ الثَّلَاثَةَ قَالَتْ زَيْنَبُ دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ أَبُوْهَا أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ بِطِيْبٍ فِيْهِ صُفْرَةٌ خَلُوْقٌ أَوْ غَيْرُهُ فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ

۴۹۱۸۔ حضرت حمید بن نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے اس نے روایت کی زینب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے کہ خبر دی اس نے اس کو ساتھ ان تینوں حدیثوں کے یعنی اول حدیث یہ ہے کہ کہا زینب رضی اللہ عنہا نے کہ میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی پر داخل ہوئی جب کہ اس کا باپ ابو سفیان فوت ہوا سو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو منگوائی کہ اس میں زردی تھی خلوق تھی وہ خوشبو یا غیر اس کا سو اس سے کچھ خوشبو لڑکی کو لگائی پھر اپنے دونوں رخساروں کو لگائی پھر کہا قسم ہے اللہ کی مجھ کو خوشبو کی کچھ حاجت نہیں لیکن میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں حلال عورت مسلمان کو جو اللہ کو اور قیامت کو مانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی کے غم میں سوگ کرے اور اپنا سنگھار چھوڑے مگر اپنے خاوند کی موت پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرنا فرض ہے۔

أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا.

۴۹۱۹ ـ قَالَتْ زَيْنَبُ فَدَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ أَخُوْهَا فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ أَمَا وَاللّٰهِ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا.

۴۹۱۹۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ کہا زینب رضی اللہ عنہا نے سو میں زینب جحش کی بیٹی پر داخل ہوئی جب کہ اس کا بھائی فوت ہوا سو اس نے خوشبو منگوا کر لگائی پھر کہا خبردار! قسم ہے اللہ کی مجھ کو خوشبو کی کچھ حاجت نہیں لیکن میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے منبر پر کہ نہیں حلال ہے اس عورت کو جو اللہ کو اور قیامت کو مانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی مرد کے غم میں سوگ کرے اور زینت چھوڑے مگر اپنے خاوند کی موت پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرنا فرض ہے۔

۴۹۲۰ ـ قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُوْلُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَتِيْ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنَهَا أَفَتَكْحُلُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ. قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ وَمَا تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ فَقَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيْبًا حَتّٰى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ ثُمَّ تُؤْتٰى بِدَابَّةٍ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَائِرٍ فَتَفْتَضُّ بِهٖ فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ

۴۹۲۰۔ کہا زینب نے اور میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہتی تھی کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میری بیٹی کا خاوند مر گیا اور البتہ اس کی آنکھیں آئی ہیں کیا ہم اس کو سرمہ لگائیں حضرت ﷺ نے فرمایا نہ دوبار پوچھا یا تین بار ہر بار فرماتے تھے نہ پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تو چار مہینے اور دس دن عدت ہے یعنی اس میں زینت کرنی درست نہیں اور کفر کے وقت تم عورتوں میں سے ہر ایک مینگنی پھینکتی تھی برس دن کے بعد۔ کہا حمید نے سو میں نے زینب سے کہا کہ کیا مینگنی پھینکتی تھی برس کے بعد؟ یعنی اس کلام کا کیا مطلب ہے جس کے ساتھ عورت خطاب کی گئی، کہا زینب نے کہ کفر کے زمانے میں دستور تھا کہ جب کسی عورت کا خاوند مر جاتا تو تنگ اور ٹوٹے گھر میں عدت بیٹھتی اور بدتر کپڑے پہنتی اور خوشبو نہ لگاتی یہاں تک کہ اس کے واسطے ایک سال گزر جاتا پھر کوئی جانور لایا جاتا گدھا یا بکری یا پرندہ سو اپنے بدن یا شرم گاہ کو اس کے ساتھ ملتی سو نہ ملتی وہ اپنے بدن کو

بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطَى بَعَرَةً فَتَرْمِي ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَاءَتْ مِنْ طِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ سُئِلَ مَالِكٌ مَا تَفْتَضُّ بِهِ قَالَ تَمْسَحُ بِهِ جِلْدَهَا.

ساتھ کسی چیز کے مگر کہ مر جاتی پھر گھر سے باہر نکلتی سو مینگنیاں دی جاتی سو ان کو سر پر سے پشت پر پھینکتی پھر رجوع کرتی اس کے بعد جو چاہتی خوشبو وغیرہ سے۔ پوچھے گئے امام مالک رحمہ اللہ کہ تفتض بہ کے کیا معنی ہیں؟ کہا کہ اپنے بدن کو اس کے ساتھ ملے۔

فائدہ: پہلی دو حدیثوں کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے اور یہ جو فرمایا کہ حلال نہیں تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ خاوند کے سوائے اور کسی پر سوگ کرنا حرام ہے اور یہ استدلال واضح ہے اور اوپر واجب ہونے سوگ کے مدت مذکورہ خاوند پر یعنی چار مہینے اور دس دن اور مشکل جانا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ واقع ہوا ہے استثناء بعد نفی کے پس دلالت کرے گا حلال ہونے پر زیادہ تین دن سے خاوند پر نہ واجب ہونے پر اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ واجب ہونا اس کا مستفاد ہوتا ہے اور دلیل سے مانند اجماع کے اور رد کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ منقول حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ ہے کہ سوگ کرنا واجب نہیں ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور نقل کیا ہے خلال نے شعبی سے کہ وہ سوگ کو نہ پہچانتا تھا کہا احمد رحمہ اللہ نے کہ عراق میں ان دونوں میں سے زیادہ تر کوئی عالم متحمر نہ تھا یعنی حسن اور شعبی سے اور حالانکہ پوشیدہ رہا سوگ کرنا اوپر ان کے اور مخالفت ان دونوں کی نہیں قدح کرتی حجت پکڑنے میں ساتھ اجماع کے اگرچہ اس میں رد ہے اس شخص پر جو دعویٰ کرتا ہے اجماع کا اور بیچ اثر شعبی کے تعاقب ہے ابن منذر پر کہ اس نے کہا کہ اس مسئلے میں خلاف نہیں مگر حسن سے اور نیز پس حدیث اس عورت کی جس کی آنکھ بیمار تھی اور وہ باب کی تیسری حدیث ہے دلالت کرتی ہے اوپر واجب ہونے کے نہیں تو نہ منع ہوتا دوا کرنا جو مباح ہے اور نیز جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ سیاق دلالت کرتا ہے اوپر واجب ہونے کے اس واسطے کہ جس چیز سے منع کیا گیا ہو جب دلالت کرے کوئی دلیل اس کے جائز ہونے پر تو ہوتی ہے وہی دلیل بعینہ دلالت کرنے والی وجوب پر مانند ختنہ کرنے کے اور زیادہ ہونے رکوع کے خسوف میں اور مانند اس کی اور یہ جو فرمایا لامرأۃ واسطے عورت کے تو تمسک کیا ہے ساتھ مفہوم اس کے کی حنفیوں نے سو انہوں نے کہا کہ نہیں واجب ہے سوگ کرنا چھوٹے لڑکے پر اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اس پر بھی سوگ کرنا واجب ہے جیسے کہ واجب ہے عدت اور جواب دیا ہے انہوں نے تقیید کرنے سے ساتھ عورت کے کہ خارج ہوئی ہے وہ تقیید باعتبار غالب کے اور جواب دیا ہے انہوں نے ہونے اس کے سے غیر مکلفہ ساتھ اس کے کہ ولی وہ مخاطب ہے ساتھ منع کرنے اس کے اس چیز سے کہ منع کی جاتی ہے اس سے عدت والی اور یہ جو فرمایا امرأۃ تو یہ عام ہے داخل ہے اس کے عموم میں وہ عورت جس سے صحبت کی ہو اور جس سے صحبت نہ کی ہو اور آزاد ہو یا لونڈی اگرچہ مبعضہ ہو یا مکاتبہ یا ام ولد جب کہ اس کا خاوند مر جائے نہ سردار اس کا اس واسطے کہ

حدیث مقید ہے ساتھ خاوند کے برخلاف حنفیہ کے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ کو اور قیامت کو مانتی ہو تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے حنفیوں نے کہ نہیں ہے سوگ ذمی کافر کی عورت پر اس واسطے کہ حدیث میں ایمان کی قید آئی ہے اور یہی قول ہے بعض مالکیہ اور ابوثور کا اور جواب دیا ہے جمہور نے ساتھ اس کے جیسے کہا جاتا ہے کہ یہ راہ مسلمانوں کی ہے اور کبھی اس میں ان کے سوائے اور لوگ بھی چلتے ہیں اور نیز پس سوگ کرنا حق خاوند کا ہے اور وہ ملحق ہے ساتھ عدت کے بیچ حفظ نسب کے سو باعتبار معنی کے کافرہ عورت بھی اس میں داخل ہوگی جیسے کہ داخل ہے کافر بیچ نہی کے سودہ کرنے سے اپنے بھائی کے سودہ کرنے پر اور اس واسطے کہ وہ حق ہے واسطے زوجیت کے پس متشابہ ہوگا نفقہ اور سکنیٰ کو کہا ثوری نے کہ قید کی ہے ساتھ وصف ایمان کے اس واسطے کہ متصف ساتھ اس کے وہی ہے جو فرمانبردار ہوتا ہے واسطے شرع کے کہا ابن دقیق العید نے اول اولیٰ ہے اور بیچ ایک روایت کے نزدیک مالکیہ کے ہے کہ کافرہ عورت جس کا خاوند مر جائے وہ اقراء کے ساتھ عدت بیٹھے کہا ابن العربی نے یہ قول اس شخص کا ہے جو کہتا ہے کہ اس پر سوگ نہیں اور یہ جو کہا کہ مردے پر تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں سوگ ہے اس شخص کی عورت پر جو گم ہوا ہو اس واسطے کہ نہیں تحقیق ہوئی موت اس کی برخلاف مالکیوں کے اور یہ جو فرمایا مگر خاوند کے مرنے پر تو لیا گیا ہے اس حصر سے کہ خاوند کے سوائے کسی پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کیا جائے باپ ہو یا کوئی اور، اور ابوداؤد نے مراسیل میں روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی عورت کو یہ کہ سوگ کرے اپنے باپ پر سات دن اور اس کے سوائے اور پر تین دن ہو اگر صحیح ہو تو باپ اس عموم سے مخصوص ہوگا لیکن وہ مرسل ہے یا معضل اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے صحیح تر قول کے نزدیک شافعیہ کے کہ نہیں سوگ ہے اوپر طلاق دی عورت کے اور رجعی طلاق والی پر تو بالا جماع سوگ واجب نہیں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو بائن طلاق والی میں ہے سو کہا جمہور نے کہ نہیں ہے سوگ اوپر اس کے اور کہا حنفیوں اور ابوثور نے کہ اس پر سوگ ہے واسطے قیاس کرنے کے اس عورت پر جس کا خاوند مر جائے اور یہی قول ہے بعض شافعیوں اور مالکیوں کا اور حجت پکڑی ہے پہلے لوگوں نے ساتھ اس کے کہ سوگ مشروع ہے اس واسطے کہ خوشبو لگانا اور کپڑا پہننا اور زینت کرنا جماع کی طرف بلاتا ہے سو منع کی گئی عورت اس سے واسطے زجر کے اس سے سو ہوگا یہ ظاہر مردے کے حق میں اس واسطے کہ مردہ اپنی عورت کو عدت میں نکاح کرنے سے منع نہیں کرتا اور نہ وہ اس کی رعایت کرتی ہے اور نہ اس سے ڈرتی ہے برخلاف طلاق والی کے کہ جس کا خاوند زندہ ہو ان سب چیزوں میں اسی واسطے واجب ہے عدت ہر اس عورت پر جس کا خاوند مر گیا ہو اگرچہ اس کے ساتھ صحبت نہ کی ہو برخلاف اس عورت کے جس کو دخول سے پہلے طلاق دی جائے سو نہیں ہے سوگ اس پر بالاتفاق اور ساتھ اس کے کہ بائن طلاق والی کو ممکن ہے پھر آنا طرف خاوند کی ساتھ عقد جدید کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے سوگ لعان والی عورت پر اور جواب دیا گیا ہے

ساتھ اس کے کہ نہ ہونا سوگ، کا اوپر اس کے واسطے نہ پائے جانے ہو بہو خاوند کے ہے نہ واسطے نہ پائے جانے زوجیت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز سوگ کے غیر خاوند پر قریبی سے اور مانند اس کی ہے یعنی مانند باپ بھائی وغیرہ کے تین دن اور اس سے کم اور اس سے زیادہ حرام ہے اور گویا کہ مباح کیا گیا ہے اس قدر بہ سبب حفظ نفس کے اور رعایت اس کی کے اور غلبے طبع بشریٰ کے اسی واسطے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا نے خوشبو لگائی تا کہ سوگ کے ذمے سے نکلیں اور تصریح کی ہر ایک نے دونوں میں سے ساتھ اس کے کہ نہیں خوشبو لگائی واسطے ساحاجت کے واسطے اشارے کے طرف اس کی کہ غم کی نشانیاں باقی ہیں نزدیک ان کے لیکن نہ گنجائش ملی اس کو کسی بات کی سوائے بجا لانے حکم کے اور یہ جو فرمایا کہ چار مہینے اور دس دن تو بعض نے کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ پوری ہوتی ہے پیدائش بچے کی اور پھونکی جاتی ہے اس میں روح بعد گزرنے ایک سو بیس دن کے اور زیادتی ہے چار مہینوں پر ساتھ نقصان چاندوں کے سو جبر کی گئی کسر طرف عقد کی بطور احتیاط کی اور ذکر کیا گیا عشر مؤنث واسطے ارادے راتوں کے اور مراد راتیں ساتھ دنوں اپنے کے ہیں نزدیک جمہور کے پس نہیں حلال ہوتی ہے یہاں تک کہ داخل ہو رات گیارہویں اور اوزاعی اور بعض سلف سے ہے گزر جاتی ہے عدت ساتھ گزرنے دس راتوں کے بعد گزرنے مہینوں کے اور حلال ہو جاتی ہے دسویں دن کے اول میں اور استثناء کی گئی ہے حامل کما تقدم شرح حالها اور یہ جو فرمایا دو بار یا تین بار کہ نہ تو ایک میں ہے کہ سرمہ نہ ڈالے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ سوگ والی عورت کو سرمہ لگانا حرام ہے برابر ہے کہ اس کو اس کی حاجت ہو یا نہ ہو اور مؤطا میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رات کو ڈالے اور دن کو مل ڈالے اور وجہ تطبیق کی یہ ہے کہ جب اس کی حاجت نہ ہو تو حلال نہیں اور جب حاجت ہو تو دن کو جائز نہیں رات کو جائز ہے باوجودیکہ اولیٰ ترک کرنا اس کا ہے اور اگر کرے تو دن کو مل ڈالے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میں ڈرتی ہوں کہ اس کی آنکھ اندھی ہو جائے فرمایا نہ اگرچہ اس کی آنکھ پھوٹ جائے اور یہ ایک قول مالک رحمہ اللہ کا ہے کہ مطلق منع ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جائز ہے جب کہ اپنی آنکھ پر ڈرے اس قسم سے جس میں خوشبو نہ ہو اور یہی قول ہے شافعیہ کا مقید ساتھ رات کے اور جواب دیا ہے انہوں نے قصے عورت کے سے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ حاصل ہوتی ہو واسطے اس کے صحت بغیر سرمہ کے مانند لیپ کرنے کی ساتھ صبر کے اور بعض نے تاویل کی ہے نہی کی ساتھ سرمہ مخصوص کے اور وہ وہ ہے جو تقاضا کرے زینت کو اس واسطے کہ محض دور کرنا کبھی حاصل ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں ہے زینت بیچ اس کے پس نہیں منحصر ہے اس چیز میں کہ اس میں زینت ہے اور علماء کے ایک گروہ نے کہا کہ جائز ہے یہ اگرچہ ہو اس میں خوشبو اور حمل کیا ہے نہی کو تنزیہ پر اور یہ جو کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ چار مہینے اور دس دن ہیں تو اس میں اشارہ ہے طرف کم ہونے مدت کے بہ نسبت اس کی کہ پہلے تھی اور آسان ہونا صبر کا اوپر اس کے اسی واسطے اس کے بعد کہا کہ کفر کے زمانے

میں کوئی تم میں سے برس کے بعد مینگنی پھینکتی تھی اور جاہلیت کے ساتھ جو اس کو قید کیا تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ اسلام میں حکم اس کے برخلاف ہو گیا ہے اور وہ اسی طرح ہے بہ نسبت اس چیز کے کہ بیان کیا فعل جاہلیت کا لیکن تقدیر ساتھ برس کے بدستور ہے اسلام میں ساتھ نص قرآن کے ﴿وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ﴾ پھر منسوخ ہوا یہ حکم ساتھ اس آیت کے جو اس سے پہلے ہے اور وہ یہ ہے ﴿يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾ اور یہ جو فرمایا کہ کفر کے زمانے میں تم میں سے ایک برس کے بعد مینگنیاں پھینکتی تھی الخ یعنی اسلام میں برس دن کی مصیبت گئی آسانی ہوئی سو تم سے یہ بھی نہیں ہو سکتا اور مینگنیاں پھینکنے سے کیا مراد ہے سو اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ وہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس نے پھینک دیا عدت کو مانند پھینکنے مینگنی کے اور بعض نے کہا کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ انتظار کرنا اور صبر کرنا بلا پر جس میں وہ تھی جب گزر گیا تو ہو گیا وہ بجائے پھینکنے کے جس کو اس نے ناچیز جان کر پھینکا اور واسطے تعظیم حق خاوند کے۔ (فتح)

بَابُ الْكُحْلِ لِلْحَادَّةِ.

سوگ والی عورت کو سرمہ لگانا۔

٤٩٢١ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أَنَّ امْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَخَشُوْا عَلٰى عَيْنَيْهَا فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنُوْهُ فِي الْكُحْلِ فَقَالَ لَا تَكَحَّلُ قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِيْ شَرِّ أَحْلَاسِهَا أَوْ شَرِّ بَيْتِهَا فَإِذَا كَانَ حَوْلٌ فَمَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بِبَعَرَةٍ فَلَا حَتّٰى تَمْضِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَّعَشْرٌ وَسَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُّسْلِمَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا.

۴۹۲۱۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کا خاوند مر گیا سو انہوں نے اس کی دونوں آنکھوں پر خوف کیا یعنی درد سے تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے سرمہ لگانے کی اجازت مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ سرمہ لگائے سو البتہ دستور تھا کہ تم میں سے ایک اپنے بدتر کپڑے یا بدتر گھر میں عدت بیٹھتی یہ راوی کا شک ہے کہ دونوں لفظ میں سے کوئی لفظ فرمایا پھر جب برس گزر جاتا اور کتا گزرتا تو مینگنی پھینکتی سو نہ سرمہ لگائے یہاں تک کہ چار مہینے اور دس دن گزر جائیں اور سنا میں نے زینب رضی اللہ عنہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے حدیث بیان کرتی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال کسی عورت مسلمان کو جو اللہ کو اور قیامت کو مانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی مردے پر سوگ کرے مگر خاوند پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرنا فرض ہے۔

فائدہ: ظاہر اس کا یہ ہے کہ اس کا مینگنی کو پھینکنا موقوف تھا اوپر گزرنے کتے کے برابر ہے کہ اس کے گزرنے کی

انتظار کا زمانہ دراز ہو یا کم اور بعض نے کہا کہ پھینکتی تو سامنے آتا کتا ہوتا یا غیر اس کا جو لوگ اس وقت موجود ہوتے وہ دیکھتے کہ اس کا سال بھر عدت بیٹھنا آسان تر تھا اوپر اس کے مینگنی سے جو کتے وغیرہ کو مارے۔ (فتح)

٤٩٢٢ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ نُهِيْنَا أَنْ نُحِدَّ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ إِلَّا بِزَوْجٍ.

۴۹۲۲۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم کو منع ہوا کہ خاوند کے سوا کسی مرد پر تین دن سے زیادہ سوگ کریں۔

بَابُ الْقُسْطِ لِلْحَادَّةِ عِنْدَ الطُّهْرِ.

سوگ کرنے والی عورت کو حیض سے پاک ہونے کے وقت قسط کا استعمال کرنا جائز ہے یعنی جب کہ ہو ان عورتوں سے جن کو حیض آتا ہو۔

٤٩٢٣ ۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُنْهٰى أَنْ نُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَّلَا نَكْتَحِلَ وَلَا نَطَّيَّبَ وَلَا نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَّحِيْضِهَا فِيْ نُبْذَةٍ مِّنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ وَكُنَّا نُنْهٰى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَآئِزِ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْقُسْطُ وَالْكُسْتُ مِثْلُ الْكَافُوْرِ وَالْقَافُوْرِ.

۴۹۲۳۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم کو منع ہوا کہ تین دن سے زیادہ کسی مردے پر سوگ رکھیں مگر خاوند پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرنا جائز ہے اور نہ ہم سرمہ لگائیں اور نہ خوشبو اور نہ پہنیں یعنی عدت میں کپڑا رنگین مگر کپڑا عصب کا اور البتہ ہم کو رخصت ملی وقت طہر کے یعنی جب کہ ہم میں سے کوئی اپنے حیض سے پاک ہو بیچ استعمال کرنے کچھ کست ظفار کے اور ہم کو منع ہوا جنازے کے ساتھ جانے سے۔ کہا ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ یعنی بخاری نے کہا جاتا ہے کست اور قسط دونوں طرح سے اور کافور اور قافور یعنی جائز ہے ہر ایک کے دونوں میں سے کاف اور قاف اور ت اور ط۔

فائدہ: عصب یمن کی چادر ہے اس کا سوت باندھا جاتا ہے پھر رنگا جاتا ہے پھر بنا جاتا ہے بندھا ہوا اور جو بندھا ہوتا ہے وہ سفید رہتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں بندھا جاتا ہے صرف تانا سوائے پیٹے کے کہا ابن منذر نے اجماع ہے علماء کا اس پر کہ نہیں جائز ہے واسطے سوگ والی عورت کے پہننا اس کپڑے کا جو کسم سے رنگا ہوا ہو اور نہ رنگے ہونے کا مگر سیاہی سے رنگا ہوا ہو سو رخصت دی ہے اس میں مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واسطے کہ وہ زینت کے لیے نہیں لیا جاتا بلکہ وہ غم کا لباس ہے اور عروہ نے عصب کو بھی مکروہ جانا ہے اور مکروہ جانا ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ

نے اس کے موٹے کو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صحیح تر ہمارے اصحاب کے نزدیک حرام ہونا اس کا ہے مطلق اور یہ حدیث حجت ہے واسطے اس شخص کے جو اس کو جائز رکھتا ہے کہا ابن دقیق العید نے لیا جاتا ہے اس حدیث کے مفہوم سے جائز ہونا اس کپڑے کا جو رنگا ہوا نہ ہو اور وہ سفید کپڑے ہیں اور منع کیا ہے بعض مالکیہ نے قیمتی کپڑے کو اس سے جس کے ساتھ زینت کی جاتی ہے اور اسی طرح کالا کپڑا بھی جب کہ ہو اس قسم سے کہ زینت کی جاتی ہے ساتھ اس کے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ رخصت دی ہے ہمارے اصحاب نے اس کپڑے میں کہ نہ زینت کی جاتی ہو ساتھ اس کے اگرچہ رنگا ہو اور اختلاف کیا گیا ہے ریشمی کپڑے میں شافعیہ کے نزدیک صحیح تر یہ ہے کہ مطلق منع ہے برابر ہے کہ رنگا ہو یا نہ رنگا ہو اس واسطے کہ وہ مباح کیا گیا ہے واسطے عورتوں کے واسطے زینت کرنے کے ساتھ اس کے اور سوگ والی عورت منع کی گئی ہے زینت کرنے سے سو ہوگا اس کے حق میں جیسے مردوں کے حق میں ہے اور بہر حال سونے اور چاندی اور موتیوں کا زیور پہننا سو اس میں دو وجہ ہیں صحیح تر جواز اس کا ہے اور اس میں نظر ہے باعتبار معنی کے مقصود میں اس کے پہننے سے اور مقصود میں ساتھ سوگ کرنے کے اس واسطے کہ تاویل کے وقت منع کو ترجیح ہوتی ہے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قسط اور ظفار دونوں معروف ہیں بخور سے اور نہیں دونوں مقصود خوشبو کے سے اجازت دی گئی ہے اس میں واسطے اس عورت کے جو حیض سے پاک ہونے کے وقت تھا وہ واسطے دور کرنے بدبو کے تلاش کرے ساتھ اس کے نشان خون کے نہ واسطے خوشبو حاصل کرنے کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز استعمال کرنے اس چیز کے کہ اس میں اس کے واسطے نفع ہو جنس اس چیز کی سے کہ منع کی گئی ہے اس سے جب کہ نہ ہو واسطے زینت حاصل کرنے کے یا واسطے خوشبو حاصل کرنے کے مانند ملنے زیتون کی سر کے بالوں وغیرہ میں۔ (فتح)

بَابُ تَلْبَسُ الْحَادَّةُ ثِيَابَ الْعَصْبِ.

پہنے سوگ والی عورت کپڑا اعصب کے یعنی جائز ہے۔

٤٩٢٤ ـ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَإِنَّهَا لَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ.

۴۹۲۴۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال اس عورت کو جو اللہ کو اور قیامت کو مانتی ہو کہ خاوند کے سوا کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سو بے شک وہ نہ سرمہ لگائے اور نہ رنگا کپڑا پہنے مگر کپڑا اعصب کا۔

فائدہ: ایک روایت میں تین دن کا ذکر ہے اور ایک روایت میں تین رات کا اور تطبیق یہ ہے کہ مراد تین راتیں ہیں سمیت دنوں کے اور مذہب اوزاعی کا یہ ہے کہ وہ فقط تین راتیں سوگ کرے سو اگر رات کے اول میں مر جائے تو

تیسرے دن کے اول میں اٹھے اور اگر رات کے درمیان مرے یا دن کے اول یا درمیان میں تو نہ اٹھے مگر چوتھے دن کی صبح میں۔

وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَتْنَا حَفْصَةُ حَدَّثَتْنِي أُمُّ عَطِيَّةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَمَسَّ طِيبًا إِلَّا أَدْنَى طُهْرِهَا إِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِّنْ قُسْطٍ وَّأَظْفَارٍ.

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے معنی یہ کہ سوگ کرے عورت تین دن سے زیادہ کسی مردے پر مگر خاوند پر کہ اس پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرے اور نہ چھوئے خوشبو کو مگر وقت نزدیک ہونے طہر اپنے کے جب کہ حیض سے پاک ہو ساتھ استعمال کرنے کچھ قسط اور ظفار کے۔

بَابُ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں اور جو لوگ کہ مر جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں عورتیں وہ انتظار کروائیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن آخر آیت تک۔

٤٩٢٥ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ قَالَ كَانَتْ هٰذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ أَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْ أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ﴾ قَالَ جَعَلَ اللَّهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَّصِيَّةً إِنْ شَاءَتْ سَكَنَتْ فِيْ وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ فَالْعِدَّةُ كَمَا هِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا زَعَمَ ذٰلِكَ

۴۹۲۵۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں اور جو لوگ کہ مر جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں عورتیں کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ تھی یہ عدت کہ عدت بیٹھے عورت نزدیک اہل اپنے خاوند کے واجب سو اللہ نے یہ آیت اتاری اور جو لوگ کہ تم میں سے مر جائیں اور چھوڑ جائیں عورتیں تو لازم کی گئی ان پر وصیت کرنی اپنی عورتوں کے واسطے ساتھ اس کے کہ خرچ دیں ان کو ایک سال تک نہ نکال دینا پھر اگر نکل جائیں تو گناہ نہیں تم پر جو کچھ کریں اپنے حق میں دستور کے موافق سو ٹھہرایا اللہ نے واسطے اس کے تمام سال کے بعد چار مہینے دس دن کے ہے سات مہینے اور بیس دن یعنی سال کا پورا کرنا اس صورت سے ہوتا ہے یہ وصیت ہے اگر چاہے تو اپنی وصیت میں رہے اور اگر چاہے تو نکل جائے اور یہی مراد ہے اللہ کے اس قول سے غیر اخراج یعنی نہ نکال دینا سو اگر نکل جائیں تو گناہ نہیں تم پر سو عدت جیسے کہ ہے واجب ہے اوپر اس کے یعنی چار مہینے اور دس دن اور باقی سال واجب نہیں

عَنْ مُجَاهِدٍ. اور یہ بموجب وصیت خاوند کے ہے اور عورت کو اختیار ہے کہ خاوند کی وصیت کو قبول کرے یا نہ کرے۔

فائدہ: یہ جو کہا عند اهل زوجها واجبا تو واجبا یا صفت ہے محذوف کی یعنی امر واجب اور بغل گیر ہے عدت اعتداد کی معنی کو اور ایک روایت میں واجب آیا ہے اور وہ خبر ہے مبتدا محذوف کے کہا ابن بطال نے کہ مذہب مجاہد رحمہ اللہ کا ہے کہ آیت ﴿يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾ اس آیت سے پہلے اتری جس میں ہے کہ وصیت کریں اپنی عورتوں کے واسطے خرچ دینا ایک سال تک نہ نکال دینا جیسے کہ وہ تلاوت میں پہلے ہے اور شاید باعث اس کو اس پر مشکل جاننا اس بات کا ہے کہ ہو ناسخ پہلے منسوخ کے سوا اس نے دیکھا کہ عمل کرنا ساتھ دونوں کے ممکن ہے ساتھ حکم غیر متدافع کے اس واسطے کہ جائز ہے کہ واجب کرے اللہ عدت بیٹھنے والی عورت پر انتظار کرنا چار مہینے اور دس دن اور واجب کرے اس کے اہل پر یہ کہ باقی رہے نزدیک ان کے ساتھ مہینے اور بیس دن تمام سال کا اگر ان کے پاس رہے، کہا ابن بطال نے کہ یہ قول اس کے سوا کسی مفسر نے نہیں کہا اور نہ فقہاء میں سے کسی نے اس کی متابعت کی ہے بلکہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ آیت سال کی منسوخ ہے اور سکنیٰ عدت کی تابع ہے سو جب منسوخ ہوا سال عدت میں ساتھ چار مہینے اور دس دن کے تو سکنیٰ بھی منسوخ ہوا کہا ابن عبدالبر نے نہیں اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ عدت ساتھ سال کے منسوخ ہوگئی ہے طرف چار مہینے اور دس دن کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف کیا ہے انہوں نے بیچ قول اللہ کے غیر اخراج سو جمہور اس پر ہیں کہ یہ بھی منسوخ ہے اور روایت ہے مجاہد رحمہ اللہ سے کہ یہ منسوخ نہیں اور نہیں متابعت کیا گیا اوپر اس کے اور نہیں قائل ہے ساتھ اس کے کوئی علماء مسلمین اصحاب اور تابعین میں سے بیچ مدت عدت کے بلکہ مجاہد رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے جس طرح اور سب لوگوں کا قول ہے سو دور ہوا اختلاف اور خاص کیا گیا ہے جو منقول ہے مجاہد رحمہ اللہ وغیرہ سے ساتھ مدت سکنیٰ کے علاوہ اس کے وہ بھی شاذ ہے نہیں اعتماد کیا جاتا اوپر اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَآءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ أَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَآئَتْ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ وَقَالَ عَطَآءٌ إِنْ شَآءَتْ اِعْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهَا وَسَكَنَتْ فِيْ وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَآءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْ

اور کہا عطاء نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ منسوخ کر ڈالا ہے اس آیت نے عورت کی عدت کو نزدیک اہل اس کے کی سو عدت بیٹھے جس جگہ چاہے اور قول اللہ کا غیر اخراج، کہا عطاء نے کہ اگر چاہے تو خاوند کے گھر والوں کے پاس عدت بیٹھے اور اپنی وصیت میں رہے اور اگر چاہے تو نکل جائے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے سو نہیں گناہ تم پر جو کچھ کریں اپنے حق میں موافق دستور کے کہا

أَنْفُسِهِنَّ﴾ قَالَ عَطَآءٌ ثُمَّ جَآءَ الْمِيْرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنٰى فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَآءَتْ وَلَا سُكْنٰى لَهَا.

عطاء نے پھر آئی میراث سومنسوخ کیا اس نے سکنیٰ کو سو عدت بیٹھے جس جگہ چاہے اور نہیں ہے سکنیٰ واسطے اس کے۔

فائدہ: کہا عطاء نے یعنی خروج کی آیت نے منسوخ کیا ہے اعتداد کے واجب ہونے کو نزدیک اہل خاوند اس کے کی پھر منسوخ کیا میراث کی آیت نے سکنیٰ کو نزدیک اہل مرد کے پس نہیں ہے واسطے اس کے یہ اور یہ جو کہا نہیں سکنیٰ واسطے اس کے تو یہ قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ جس کا خاوند مر جائے اس کے واسطے سکنیٰ نہیں اور یہ ایک قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے مانند نفقہ کی اور ظاہر تر قول اس کا وجوب ہے اور مذہب مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ واسطے عورت کے سکنیٰ ہے جب کہ ہو گر ملک مردے کا۔ (ق)

٤٩٢٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ أَبِيْ سُفْيَانَ لَمَّا جَآءَهَا نَعِيُّ أَبِيْهَا دَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَحَتْ ذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ لَّوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا.

۴۹۲۶۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ جب ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اپنے باپ ابو سفیان کی موت کی خبر آئی تو اس نے خوشبو منگوائی اور اپنے دونوں بازو کو ملی اور کہا کہ مجھ کو خوشبو کی کچھ حاجت نہیں لیکن میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں حلال ہے کسی عورت کو جو اللہ کو اور قیامت کو مانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی مردے پر سوگ کرے مگر خاوند پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرنا فرض ہے۔

فائدہ: اور مطابقت اس جہت سے ہے کہ اس میں وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ عدت والی کے اور ترجمہ بھی عدت میں ہے۔

بَابُ مَهْرِ الْبَغِيِّ وَالنِّكَاحِ الْفَاسِدِ.

باب ہے بیچ بیان مہر حرام کار عورت کے اور مہر اس عورت کے جو نکاح کی گئی ساتھ نکاح فاسد کے یعنی ساتھ شبہ کے اخلال شرط سے یا مانند اس کی سے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا تَزَوَّجَ مُحَرَّمَةً وَّهُوَ لَا يَشْعُرُ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا وَلَهَا مَا أَخَذَتْ

اور کہا حسن نے جب نکاح کرے حرام کار عورت سے اور اس کو خبر نہ ہو تو ان کے درمیان تفریق کی جائے اور

وَلَيْسَ لَهَا غَيْرُهُ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ لَهَا صَدَاقُهَا.

واسطے عورت کے ہے جو اس نے لیا اور نہیں واسطے اس کے کچھ سوائے اس کے بعد کہا کہ اس کو اس کا مہر دے۔

فائدہ: یہ جو کہا اور اس کو خبر نہ ہو تو یہ احتراز ہے اس چیز سے جب کہ جان بوجھ کر کرے اور ساتھ اس قید کے اور مفہوم اس کے کی مطابقت ہو جاتی ہے ساتھ ترجمہ کے، کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں دو قول پر سو بعض نے کہا کہ اس کے واسطے مہر معین ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے واسطے مہر مثل ہے اور یہ اکثر کا قول ہے۔ (فتح)

٤٩٢٧ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ.

۴۹۲۷۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور کاہن کی شیرینی اور حرام کار عورت کی خرچی سے منع فرمایا۔

٤٩٢٨ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهُ وَنَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرِيْنَ.

۴۹۲۸۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اس عورت پر جو دوسری عورت کا بدن گودے اور نیل بھرے اور اس عورت پر جو اپنا بدن گودوائے اور لعنت کی سود کے کھانے والے کو اور کھلانے والے کو یعنی سود دینے والے کو اور منع فرمایا کتے کی قیمت اور حرام کار عورت کی خرچی سے اور لعنت کی تصویر بنانے والوں کو۔

٤٩٢٩ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ.

۴۹۲۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈیوں کی کمائی سے منع فرمایا یعنی جو لونڈیوں کے زنا پر خرچی لی جائے۔

فائدہ: ان تینوں حدیثوں کی شرح بیوع میں گزر چکی ہے، کہا ابن بطال نے کہ جمہور کا یہ قول ہے کہ جو نکاح کرے ساتھ محرم کے اور حالانکہ وہ جانتا ہو تحریم کو تو واجب ہے اس پر حد واسطے اجماع کے اوپر حرام ہونے عقد کے پس نہیں ہے اس جگہ شبہ کہ ساقط کی جائے ساتھ اس کے حد اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نکاح میں شبہ ہے پس ساقط ہو گی ساتھ اس کے حد اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ اگر وطی کرے اس لونڈی سے جس میں اس کی شرکت ہو سو وہ حرام ہے اس پر بالاتفاق اور نہیں ہے حد اس پر واسطے شبہ کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے

کہ جو حصہ اس کا ملک سے اس میں ہے وہ تقاضا کرتا ہے شبہ کے حاصل ہونے کو برخلاف محرم کے کہ اس میں اس کا بالکل کوئی ملک نہیں اور نہ کوئی حصہ ہے سو دونوں میں فرق ہو گیا۔ اور اسی واسطے ابن قاسم نے مالکیوں میں سے کہا کہ واجب ہے حد بیچ وطی آزاد عورت کے اور نہیں واجب ہے لونڈی مملوکہ میں۔ (فتح)

بَابُ الْمَهْرِ لِلْمَدْخُولِ عَلَيْهَا وَكَيْفَ الدُّخُولُ أَوْ طَلَّقَهَا قَبْلَ الدُّخُولِ وَالْمَسِيْسِ.

واجب ہونا مہر کا واسطے اس عورت کے جس سے صحبت کی ہو اور کس طرح ہے دخول یا طلاق دے اس کو پہلے دخول کرنے اور ہاتھ لگانے کے۔

فائدہ: اور کس طرح ہے دخول یہ اشارہ ہے طرف خلاف کے بیچ اس کے اور البتہ تمسک کیا گیا ہے ساتھ قول اس کے کی باب کی حدیث میں **فقد دخلت بها** اس پر کہ جو دروازہ بند کرے اور عورت پر پردہ ڈالے تو البتہ واجب ہوتا ہے واسطے اس عورت کے مہر اور اس پر ہے عدت اور ساتھ اس کے قائل ہے لیث اور اوزاعی اور اہل کوفہ اور احمد رحمہ اللہ اور آیا ہے یہ عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کوفیوں نے کہ واجب ہوتا ہے مہر پورا ساتھ خلوت صحیحہ کے برابر ہے کہ صحبت کی ہو یا نہ کی ہو مگر یہ کہ دونوں میں سے ایک بیمار ہو یا روزے دار یا محرم یا ہو عورت حائض سو واسطے اس کے آدھا مہر ہے اور اس پر عدت ہے پوری اور نیز انہوں نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے کہ غالب وقت بند کرنے دروازے کے اور ڈالنے پردے کے عورت پر واقع ہونا جماع کا ہے پس قائم کیا گیا مظنہ جگہ مئنہ کے واسطے اس چیز کے کہ پیدا کیے گئے ہیں اس پر نفس نہ صبر کرنے جماع پر غالبًا واسطے غلبے شہوت کے اور زیادہ ہونے باعث کے اور مذہب شافعی رحمہ اللہ اور ایک گروہ کا یہ ہے کہ نہیں واجب ہوتا ہے مہر پورا مگر ساتھ جماع کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَإِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ﴾ اور اللہ نے فرمایا ﴿ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا﴾ اور آیا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور شریح سے اور شعبی سے اور ابن سیرین سے اور جواب باب کی حدیث سے یہ ہے کہ ثابت ہو چکا ہے باب کی حدیث کی دوسری روایت میں **فهو بما استحللت من فرجها** یعنی وہ اس کے بدلے میں گیا جو تو نے اس سے صحبت کی پس نہ ہو گی بیچ قول اس کے کی **دخلت عليها** حجت واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ مجرد دخول کفایت کرتا ہے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ جب داخل ہو ساتھ عورت کے اپنے گھر میں تو عورت نے اس پر سچ کہا اور جب داخل ہوا اس پر اس کے گھر میں تو مرد نے اس پر سچ کہا اور نقل کیا ہے ابن مسیب رحمہ اللہ سے اور مالک رحمہ اللہ سے ایک روایت کوفیوں کے قول کی طرح ہے اور یہ جو کہا یا طلاق دے اس کو پہلے دخول کے تو کہا ابن بطال نے کہ تقدیر یہ ہے یا کس طرح ہے طلاق اس کی پس کفایت کی ساتھ ذکر کرنے فعل کے ذکر مصدر کے سے۔ میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ ہو تقدیر یا کس طرح ہے حکم جب طلاق

دے اس کو پہلے دخول کے اور مسیس معطوف ہے دخول پر۔ (فتح)

۴۹۳۰ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ فَرَّقَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَيُّوبُ فَقَالَ لِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ فِي الْحَدِيثِ شَيْءٌ لَا أَرَاكَ تُحَدِّثُهُ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِي قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ أَبْعَدُ مِنْكَ.

۴۹۳۰۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگائی یعنی اس کا کیا حکم ہے؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم بنی عجلان کے دو بھائیوں کے درمیان جدائی کی اور فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا ہے کوئی تم دونوں میں سے توبہ کرنے والا؟ سو دونوں نے کہا نہ مانا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا تم دونوں میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے؟ تو دونوں نے نہ مانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان تفریق کی، کہا ایوب راوی نے کہ عمرو بن دینار نے مجھ سے کہا کہ حدیث میں ایک چیز ہے کہ میں نہیں دیکھتا کہ تو اس کو بیان کرے یعنی میں نہیں جانتا کہ تجھ کو یاد ہو کہا کہ اس مرد نے کہا کہ میرا مال دلوا دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ کو مال نہ ملے گا اگر تو نے اپنی عورت کی حرام کاری کا سچا دعویٰ کیا تھا تو جو تو نے اس سے صحبت کی اس کے بدلے میں مال گیا اور اگر تو نے اس پر جھوٹ باندھا تھا تو تجھ کو اس سے مال پھیر لینا زیادہ تر بعید ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْمُتْعَةِ لِلَّتِي لَمْ يُفْرَضْ لَهَا لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿إِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾.

باب ہے بیچ بیان متعہ کے واسطے اس عورت کے کہ نہیں مقرر کیا گیا واسطے اس کے مہر واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ نہیں گناہ تم پر اگر طلاق دو تم عورتوں کو جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا مہر مقرر نہ کیا ہو اور ان کو متعہ دو وسعت والے پر بقدر حال اس کے ہے اور تنگدست پر بقدر حال اس کے کی اللہ کے اس قول تک کہ بے شک

اللہ ساتھ اس چیز کے کہ عمل کرتے ہو دیکھنے والا ہے۔

فائدہ: اور تقیدی اس کی ساتھ اس عورت کے کہ نہیں مقرر کیا گیا واسطے اس کے مہر البتہ استدلال کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے واسطے اس کے ساتھ قول اللہ کے آیت میں یا نہ مقرر کیا ہو اواسطے ان کے مہر اور وہ پھرنا ہے بخاری رحمہ اللہ سے طرف اس کی کہ او واسطے تنویع کے ہے یعنی واسطے نوع بیان کرنے کے سونفی کی گناہ کی طلاق دینے اس عورت کے سے جو طلاق دی جائے پہلے ہاتھ لگانے کے سو نہیں ہے متعہ واسطے اس کے اس واسطے کہ وہ کم کیا گیا ہے مہر معین اس کا یعنی آدھا پس کس طرح ثابت ہوگا واسطے اس کے قدر زائد اس عورت سے کہ مقرر کیا گیا ہے واسطے اس کے قدر معلوم باوجود ہاتھ لگانے کے اور یہ ایک قول ہے علماء کے دو قول میں سے اور نیز ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہے کہ خاص ہے متعہ ساتھ اس عورت کے کہ اس کو صحبت سے پہلے طلاق دے اور نہ مقرر کرے واسطے اس کے مہر اور کہا لیث نے کہ نہیں واجب ہے متعہ بالکل اور ساتھ اس کے قائل ہے مالک رحمہ اللہ اور حجت پکڑی ہے اس کے لیے اس کے بعض تابعداروں نے ساتھ اس کے کہ اس کا کوئی اندازہ معین نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہ مقرر ہونا اس کے اندازے کا نہیں منع کرتا وجوب کو جیسے کہ قریب کا نفقہ ہے اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ شریح کہتا ہے کہ متعہ دے اگر ہے تو احسان کرنے والا متعہ دے اگر ہے تو پرہیز گار اور نہیں ہے دلالت اس میں او پر ترک وجوب کے اور ایک گروہ سلف کا یہ مذہب ہے کہ ہر طلاق والی عورت کے واسطے متعہ ہے بغیر استثناء کے اور شافعی رحمہ اللہ سے مثل اس کی ہے اور یہی ہے راجح اور اسی طرح واجب ہوتا ہے بیچ ہر فرقت کے مگر اس فرقت میں جو عورت کے سبب سے ہو۔ (فتح) اختلاف ہے علماء کو اس عورت کے متعہ میں جس کو صحبت سے پہلے طلاق دی جائے اور مہر مقرر نہ ہوا ہو ایک گروہ کا مذہب ہے کہ واجب ہے واسطے اس کے متعہ یہ قول عطاء اور شعبی اور نخعی اور زہری کا ہے اور یہی مذہب ہے کوفیوں کا کہ مہر اور متعہ کو جمع نہ کیا جائے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اور ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ متعہ ہر طلاق والی عورت کے واسطے ہے مدخول بھا ہو یا نہ ہو اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ متعہ کسی صورت میں واجب نہیں اور یہ منقول ہے ابن ابی لیلیٰ اور مالک رحمہ اللہ اور لیث رحمہ اللہ سے اور استدلال کیا ہے مؤلف نے ساتھ اس آیت کے یعنی ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ الخ کے اس پر کہ متعہ ہر مطلقہ کے واسطے ہے مدخول بھا ہو یا نہ ہو اور یہ آیت نازل ہوئی ایک انصاری مرد کے حق میں کہ اس نے اپنی عورت کے دخول سے پہلے طلاق دی۔ (ت)

وَقَوْلِهٖ ﴿وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيَاتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾.

اور اللہ نے فرمایا اور واسطے طلاق والی عورتوں کے متعہ ہے موافق دستور کے لازم کیا گیا ہے پرہیز گاروں پر۔

فائدہ: تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ ہر طلاق والی عورت کے واسطے متعہ ہے اور خاص کیا ہے اس کو جس نے تفصیل کی ہے ساتھ اس چیز کے کہ گزر چکی ہے پہلی آیت میں۔(فتح) اور جو لوگ کہتے ہیں کہ متعہ واجب نہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے ساتھ اول آیت کے یعنی ﴿لا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ الآیۃ کے۔(ت)

وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُلَاعَنَةِ مُتْعَةً حِيْنَ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا.

اور نہیں ذکر کیا حضرت مَلَّاتِیْمِ نے لعان کرنے والی عورت میں متعہ کو جب کہ اس کے خاوند نے اس کو طلاق دی۔

فائدہ: لعان کی حدیثوں کے سب طریقے پہلے گزر چکے ہیں اور ان میں سے کسی چیز میں متعہ کا ذکر نہیں سو شاید اس نے تمسک کیا ہے بیچ ترک کرنے متعہ کے واسطے لعان کرنے والی عورت کے ساتھ عدم کے اور وہ مبنی ہے اس پر کہ نہیں واقع ہوتی جدائی ساتھ نفس لعان کے اور جو اس کا قائل ہے کہ واقع ہوتی ہے جدائی ساتھ نفس لعان کے تو اس نے جواب دیا ہے قول اس کے سے جو حدیث میں ہے سو اس نے اس کو طلاق دی ساتھ اس کے کہ تھا یہ پہلے معلوم کرنے اس کے کی ساتھ حکم کے اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ واقع ہوتی ہے جدائی ساتھ نفس لعان کے کما تقدم تقریرہ اور اس وقت پس نہ داخل ہوگی لعان کرنے والی عورت بیچ عموم طلاق والی عورتوں کے۔(فتح)

٤٩٣١ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ وَأَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا.

۴۹۳۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ نے دو لعان کرنے والوں سے فرمایا کہ تمہارا حساب اللہ پر ہے تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے تجھ کو اس پر کوئی راہ نہیں اس نے کہا یا حضرت! میرا مال مجھ کو دلوا دیجیے حضرت مَلَّاتِیْمِ نے فرمایا کہ تجھ کو مال نہیں ملے گا اگر تو نے اپنی عورت کی حرام کاری کا سچا دعویٰ کیا تھا تو جو تو نے اس سے صحبت کی اس کے بدلے میں مال گیا اور اگر تو نے اس پر جھوٹ باندھا تھا تو تجھ کو اس سے مال لینا زیادہ تر بعید ہے اس سے۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ النَّفَقَاتِ

کتاب ہے نفقوں کے بیان میں یعنی نفقوں کے احکام میں

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْأَهْلِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْأٰيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ فِي الدُّنْيَا وَالْأٰخِرَةِ﴾. وَقَالَ الْحَسَنُ الْعَفْوُ الْفَضْلُ.

باب ہے بیان میں فضیلت نفقہ کے گھر والوں پر اور اللہ نے فرمایا اور پوچھتے ہیں تجھ سے کیا خرچ کریں کہا خرچ کرو عفو کو اللہ کے اس قول تک فی الدنیا والآخرۃ۔

کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عفو کے معنی ہیں وہ مال جو حاجت سے زیادہ ہو۔

فائدہ: اور نیز روایت کی ہے عبد بن حمید نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے کہ نہ خرچ کر سب مال اپنے کو پھر بیٹھا لوگوں سے مانگے سو پہچانی گئی ساتھ اس کے مراد اس کے قول الفضل یعنی جو نہ اثر کرے مال میں سو مٹا دے اس کو اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے مرسل یحییٰ بن کثیر سے ساتھ سند صحیح کے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا سو کہا کہ ہمارے واسطے غلام ہیں اور گھر والے سو کیا خرچ کریں ہم اپنے مالوں سے سو یہ آیت اتری اور ساتھ اس کے ظاہر ہوتی ہے مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وارد کرنے اس کے سے اس باب میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت سے آیا ہے کہ مراد ساتھ فضل کے وہ چیز ہے جو گھر والوں سے زیادہ ہو اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مراد ساتھ عفو کے صدقہ فرض ہے اور جب ان اقوال میں اختلاف ہے تو جو اس کے سبب نزول میں آیا ہے اس کو لینا اولیٰ ہے۔ (فتح)

٤٩٣٢ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْأَنْصَارِيَّ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ فَقُلْتُ عَنِ النَّبِيِّ فَقَالَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا

۴۹۳۲۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان اپنے گھر والوں پر کچھ خرچ کرے اور وہ اس کے ساتھ اللہ کی رضا مندی چاہتا ہو یعنی ثواب کے واسطے تو وہ اس کے واسطے صدقہ ہوتا ہے۔

كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً.

فائدہ: یہ حدیث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور یہ مقید ہے واسطے مطلق اس چیز کے کہ آئی ہے کہ خرچ کرنا گھر والوں پر صدقہ ہے جیسے کہ حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی جو باب کی چوتھی حدیث ہے اس واسطے کہ اس میں کہا کہ جو خرچ کرے تو سو واسطے تیرے صدقہ ہے اور مراد ساتھ احتساب کے قصد طلب ثواب کا ہے اور مراد ساتھ صدقہ کے ثواب ہے یعنی اس کے واسطے ثواب ہے اور اطلاق صدقہ کا ثواب پر بطور مجاز کے ہے اور قرینہ اس کا اجماع ہے اوپر جواز انفاق کے اوپر بیوی ہاشمیہ کے مثلا اور مراد ساتھ اس کے اصل ثواب ہے نہ اس کی کمیت اور نہ کیفیت اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ نہیں حاصل ہوتا ہے ثواب ساتھ عمل کے مگر جب کہ اس کے ساتھ نیت مقرون ہو اس واسطے کہ داخل کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی جو مذکور ہے بیچ **باب ما جآء ان الاعمال بالنية والحسبة** اور حذف کیا ہے مقدار کو قول اپنے سے اذا انفق واسطے ارادے تعمیم کے تا کہ شامل ہو تھوڑے اور بہت کو اور یہ جو کہا اپنے گھر والوں پر تو احتمال ہے کہ ہو یہ شامل زوجہ اور قرابتیوں کو اور احتمال ہے کہ خاص ہو ساتھ زوجہ کے اور جو اس کے سوا ہے وہ بطریق اولیٰ اس کے ساتھ ملحق ہوگا اس واسطے کہ جب ثابت ہو اس چیز میں کہ وہ واجب ہے تو ثبوت اس کا اس چیز میں کہ واجب نہیں اولیٰ ہے اور کہا طبری نے کہ خرچ کرنا گھر والوں پر واجب ہے اور جو خرچ کرتا ہے اس کو اس پر ثواب ملتا ہے باعتبار قصد اس کے کی اور نہیں منافات ہے درمیان ہونے اس کے کی واجب اور درمیان نام رکھنے اس کے کی صدقہ بلکہ وہ افضل ہے صدقہ نفل سے اور کہا مہلب نے کہ صدقہ گھر والوں پر واجب ہے بالاجماع اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شارع نے اس کا نام صدقہ رکھا واسطے اس خوف کے کہ لوگ گمان کریں کہ قیام ان کا ساتھ واجب کے نہیں ثواب ہے واسطے ان کے کی بیچ اس کے اور حالانکہ البتہ پہچانا ہے انہوں نے جو صدقہ میں ہے ثواب سے سو شارع نے ان کو معلوم کروایا کہ وہ واسطے ان کے صدقہ ہے تا کہ نہ نکالیں ان کو طرف غیر اہل کی مگر اس کے بعد کہ کفایت کریں ان کو اسطے ترغیب دلانے ان کے بیچ مقدم کرنے صدقہ واجب کے اوپر صدقہ نفل کے۔ کہا ابن منیر نے کہ نام رکھنا نفقہ کا صدقہ اس جنس سے ہے کہ مہر کو نحلہ نام رکھنا پس جب کہ تھا محتاج ہونا عورت کا طرف مرد کی مانند محتاج ہونے مرد کے کی طرف اس کی لذت میں اور لگاؤ میں اور تخصیص میں اور طلب اولاد میں تو اصل یہ تھا کہ نہ واجب ہو واسطے عورت کے اوپر مرد کے کچھ چیز مگر یہ کہ اللہ نے خاص کیا ہے مرد کو ساتھ فضیلت کے عورت پر ساتھ قائم ہونے کے اوپر اس کے اور بلند کیا ہے درجہ اس کا اوپر اس کے سو اسی واسطے جائز ہوا اطلاق نحلہ کا مہر پر اور صدقہ کا نفقہ پر۔ (فتح)

٤٩٣٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

۴۹۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ اے آدم کے

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ أَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ أُنْفِقْ عَلَيْكَ.

بیٹے! مال کو خرچ کیا کر تو میں بھی تجھ کو دیا کروں گا۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ اللہ سخی کو عوض کا وعدہ کیا یعنی سخی کبھی محتاج نہیں ہوگا اور ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ سے فرمایا سو دلالت کی اس نے کہ مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے باب کی حدیث میں اے آدم کے بیٹے! خود حضرت ﷺ ہیں اور احتمال ہے کہ مراد جنس آدمی کی ہو اور ہو تخصیص حضرت ﷺ کی ساتھ نسبت کرنے آپ کے کی طرف نفس اپنے کے واسطے ہونے آپ کے کی سردار سب لوگوں کے پس متوجہ ہوا خطاب آپ کی طرف تاکہ عمل کریں ساتھ اس کے اور پہنچائیں اپنی امت کو اور نفقہ کو جو کسی چیز معین کے ساتھ مقید نہیں کیا تو اس میں وہ چیز ہے جو راہ دکھلاتی ہے اس کی طرف کہ رغبت دلانا خرچ کرنے پر شامل ہے تمام انواع خیر کو۔ (فتح)

٤٩٣٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللَّهِ أَوِ الْقَآئِمِ اللَّيْلَ الصَّآئِمِ النَّهَارَ.

۴۹۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو بیوہ عورت اور محتاج آدمی کی حاجت روائی میں کوشش کرتا ہے وہ ثواب میں اس کے برابر ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور جو رات کو تہجد کی نماز پڑھتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔

فائدہ: اور مراد ساعی سے وہ شخص ہے جو آئے جائے بیچ حاصل کرنے اس چیز کے جو نفع دے بیوہ اور محتاج کو اور مطابقت حدیث کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ اہل یعنی قرابتیوں کا دونوں صفت مذکورہ کے ساتھ متصف ہونا ممکن ہے سو جب یہ فضیلت ثابت ہوئی واسطے اس شخص کے جو خرچ کرے اس شخص پر جو نہیں قرابتی ان لوگوں میں سے جو دونوں صفت کے ساتھ متصف ہوں تو خرچ کرنے والا متصف پر اولیٰ ہے۔ (فتح الباری)

٤٩٣٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِي وَأَنَا مَرِيْضٌ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لِي مَالٌ أُوْصِي بِمَالِي

۴۹۳۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکے میں بیمار تھا سو حضرت ﷺ میری بیمار پرسی کرتے تھے تو میں نے کہا یا حضرت! میں مال دار ہوں اپنے سب مال کے ساتھ وصیت کروں یعنی سارا مال خیرات کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا آدھا مال

كُلِّهٖ قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرِ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثِ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ فِيْ أَيْدِيْهِمْ وَمَهْمَا أَنْفَقْتَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا فِيْ فِيْ امْرَأَتِكَ وَلَعَلَّ اللّٰهَ يَرْفَعُكَ يَنْتَفِعُ بِكَ نَاسٌ وَّيُضَرُّ بِكَ آخَرُوْنَ.

خیرات کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، پھر میں نے کہا تہائی مال خیرات کروں؟ فرمایا ہاں! تہائی خیرات کر اور تہائی بھی خیرات کے واسطے بہت ہے فرمایا اگر تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے تو بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر جو ان کے ہاتھوں میں ہے اور جو کچھ کہ تو اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا اس کا ثواب تجھ کو ضرور ملے گا یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جس کو اپنی عورت کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا بھی ثواب ملے گا اور شاید کہ تجھ کو اللہ بلند کرے گا اور تیری زندگی بہت ہو گی یہاں تک کہ نفع پائیں گے تجھ سے بہت گروہ اور ضرر پائیں گے تجھ سے اور لوگ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وصایا میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہاں یہ قول ہے کہ جو کچھ کہ تو خرچ کرے گا تو وہ واسطے تیرے صدقہ ہے یہاں تک کہ وہ لقمہ جو تو اپنی عورت کے منہ میں ڈالے اور البتہ روایت کی ہے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ اگر تو ایک اشرفی محتاج کو دے اور ایک گردن چھوڑانے میں دے اور ایک اللہ کی راہ میں دے اور ایک اپنے گھر والوں پر خرچ کرے تو جو اشرفی کہ تو نے اپنے گھر والوں پر خرچ کی اس میں سب سے زیادہ تر ثواب ہے اور ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ افضل اشرفی جس کو مرد خرچ کرے وہ اشرفی ہے جس کو اپنے عیال یعنی بیوی، لڑکوں پر خرچ کرے اور وہ اشرفی جس کو اپنے چوپائے پر اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور وہ اشرفی جس کو اپنے ساتھیوں پر اللہ کی راہ میں خرچ کرے، کہا ابو قلابہ نے کہ شروع کیا ساتھ عیال کے اور کون مرد ہے زیادہ تر ثواب میں اس مرد سے جو اپنے عیال پر خرچ کرے اللہ اس کے ساتھ ان کو نفع دے اور کہا طبری نے کہ خرچ کرنے میں عیال کے ساتھ شروع کرنا شامل ہے نفس کو بھی اس واسطے کہ نفس آدمی کا منجملہ اس کے عیال کے ہے بلکہ اس کا حق اس پر باقی عیال سے زیادہ ہے اس واسطے کہ یہ کسی کے واسطے جائز نہیں کہ اپنے نفس کو ضائع کر کے اپنے غیر کو زندہ کرے پھر اپنے عیال پر خرچ کرنا بھی اسی طرح ہے۔ (فتح)

بَابُ وُجُوْبِ النَّفَقَةِ عَلَى الْأَهْلِ وَالْعِيَالِ.

باب ہے بیچ بیان واجب ہونے نفقہ کے گھر والوں اور عیال پر۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ اہل کے ترجمہ میں زوجہ ہے اور عطف عیال کا اس پر عطف عام کا ہے خاص پر یا

مراد ساتھ اہل کے زوجہ اور قرابت والے ہیں اور مراد ساتھ عیال کے زوجہ اور خادم ہیں تو گویا کہ زوجہ دو بار ذکر کیا گئی واسطے تاکید حق اس کے کی اور نفقہ زوجہ کے واجب ہونے کی دلیل پہلے گزر چکی ہے اور سنت سے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے مسلم میں کہ واسطے ان کے تم رزق ان کا ہے اور لباس ان کا ہے موافق دستور کے اور معنی کے جہت سے کہ عورت روکی گئی ہے کمانے سے واسطے حق خاوند کے اور منعقد ہو چکا ہے اجماع اوپر واجب ہونے کے لیکن اختلاف ہے اس کے اندازے میں سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ مقدر ہے ساتھ کفایت کے یعنی جو کفایت کرے اور جس قدر حاجت ہو اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ مقدر ہے ساتھ امداد کے یعنی موافق آمدنی اور مقدور کے اور موافقت کی ہے جمہور کی شافعیوں میں سے اصحاب حدیث نے مانند ابن خزیمہ اور ابن منذر وغیرہ کے اور کہا رویانی نے حلیہ میں کہ یہی ہے قیاس اور تمسک کیا ہے بعض شافعیہ نے ساتھ اس کے کہ اگر مقدر کیا جائے ساتھ حاجت کے تو البتہ ساقط ہو نفقہ بیمار عورت اور مال دار عورت کا بعض دنوں میں پس واجب ہے لاحق کرنا اس کا ساتھ اس چیز کے کہ مشابہ ہو دوام کو اور وہ کفارہ ہے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے بیچ برقرار رہنے کے ذمہ میں اور قوی کرتا ہے اس کو قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ﴾ پس اعتبار کیا ہے انہوں نے کفارے کو ساتھ اس کے اور امداد معتبر ہے کفارے میں اور خدشہ کرتا ہے اس دلیل میں یہ کہ صحیح کیا ہے انہوں نے اعتیاض کو مرد سے اور ساتھ اس کے کہ اگر عورت اس کے ساتھ عادت کے موافق کھائے تو ساقط ہو جاتا ہے برخلاف کفارے کے بیچ دونوں کے اور راجح باعتبار دلیل کے یہ ہے کہ واجب کفایت ہے خاص کر نقل کیا ہے بعض اماموں نے اجماع فعلی زمانے اصحاب اور تابعین کے سے اوپر اس کے اور نہیں منقول ہے ان کے غیر سے خلاف اس کا۔ (فتح)

٤٩٣٦ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غِنًى وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ تَقُوْلُ الْمَرْأَةُ إِمَّا أَنْ تُطْعِمَنِيْ وَإِمَّا أَنْ تُطَلِّقَنِيْ وَيَقُوْلُ الْعَبْدُ أَطْعِمْنِيْ وَاسْتَعْمِلْنِيْ وَيَقُوْلُ الْاِبْنُ أَطْعِمْنِيْ إِلٰى مَنْ تَدَعُنِيْ فَقَالُوْا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

۴۹۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ افضل وہ خیرات ہے جو مال داری سے ہے یعنی محتاج اور قرض دار کو خیرات کرنا ضروری ہے بلکہ خیرات کرنا مال دار کو چاہیے جس کا مال حاجت شرعی سے زیادہ ہو اور اونچا ہاتھ بہتر ہے نیچے ہاتھ سے یعنی دینے والا جو ہاتھ اٹھا کر دیتا ہے بہتر ہے مانگنے والے سے جو ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے اور لیتا ہے اور اول اس شخص سے دینا شروع کر جس کا نفقہ تجھ پر واجب ہے یعنی اپنے اہل وعیال سے عورت کہتی ہے یا مجھ کو کھانا دے یا مجھ کو طلاق دے اور غلام کہتا ہے کہ مجھ کو کھانا دے اور مجھ سے کام لے اور بیٹا کہتا ہے کہ مجھے کھانا دے مجھ کو کس کی طرف چھوڑتا

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا هٰذَا مِنْ كِيْسِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

ہے یعنی یہ سب عیال کھانا مانگتا ہے اور ان کا حق واجب ہے پس چاہیے کہ اول ان سے دینا شروع کرے پھر اگر ان سے کچھ بچے تو غیروں کو دے لوگوں نے کہا اے ابو ہریرہ! تو نے یہ حدیث حضرت ﷺ سے سنی ہے؟ اس نے کہا نہیں یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دانائی سے ہے۔

فائدہ: وابداء بمن تعول یعنی اول اس شخص سے دینا شروع کر جس کا خرچ تجھ پر واجب ہے کہا جاتا ہے عال الرجل اهله جب کہ قائم ہو ساتھ اس چیز کے جس کی ان کو حاجت ہے کھانے اور کپڑے وغیرہ سے اور یہ امر ہے ساتھ مقدم کرنے اس چیز کے کہ واجب ہے اس چیز پر جو واجب نہیں ہے اور کہا ابن منذر نے کہ اختلاف ہے بیچ نفقہ اس شخص کے جو بالغ ہو اولاد میں سے اور اس کے پاس نہ مال ہو اور نہ کسب سو ایک گروہ نے کہا کہ سب اولاد کا خرچ واجب ہے بالغ ہوں یا نابالغ مرد ہوں یا عورتیں جب کہ نہ ہو ان کے پاس مال جس کے ساتھ بے پرواہ ہوں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہے کہ ان پر خرچ کرے یہاں تک کہ لڑکا بالغ ہو اور لڑکی نکاح کی جائے نہیں ہے خرچ باپ پر مگر جب کہ بے دست و پا ہوں سو اگر ان کے واسطے مال ہو تو نہیں واجب ہے باپ پر اور شافعی رحمہ اللہ نے پوتے کو بھی بیٹے کے ساتھ لاحق کیا ہے اگرچہ نیچے کے درجے کا ہو اور یہ جو حدیث کے آخر میں کہا کہ نہیں یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کیس سے ہے تو اسماعیلی کی روایت میں واقع ہوا ہے لوگوں نے کہا اے ابو ہریرہ! یہ چیز تو اپنی رائے سے کہتا ہے یا پیغمبر ﷺ کے قول سے؟ کہا یہ میری کیس ہے یعنی اس کے حاصل سے ہے یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ اس کی استنباط سے ہے جو سمجھا حدیث مرفوع سے ساتھ واقع کے اور یہ جو کہا کہ بیٹا کہتا ہے کہ مجھ کو کھانا دے مجھ کو کس کی طرف چھوڑتا ہے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اولاد میں ہے جس کے پاس مال ہو یا کوئی پیشہ ہو تو نہیں واجب ہے نفقہ اس کا باپ پر اس واسطے کہ جو کہتا ہے کہ مجھ کو کس کی طرف چھوڑتا ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ شخص وہ ہے جو نہ رجوع کرے طرف کسی چیز کی سوائے نفقہ باپ کے یعنی اس کو باپ کے خرچ کے سوا کوئی جگہ پھرنے کی نہ ہو اور جس کے پاس کوئی حرفہ یا مال ہو وہ اس بات کے کہنے کا محتاج نہیں اور یہ جو کہا کہ عورت کہتی ہے کہ یا مجھ کو کھانا دے یا طلاق دے تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ جب مرد نفقہ سے تنگ دست ہو اور عورت کو خرچ نہ دے سکے اور عورت اس سے جدا ہونا چاہے تو مرد اور اس کی عورت کے درمیان تفریق کرائی جائے اور یہ قول جمہور علماء کا ہے اور کوفیوں نے کہا لازم ہے عورت پر صبر کرنا اور متعلق ہوتا ہے نفقہ اس کے ذمے میں اور استدلال کیا ہے جمہور نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا﴾ اور جواب دیا ہے مخالف نے ساتھ اس کے کہ اگر جدا ہونا واجب ہوتا تو البتہ نہ جائز ہوتا باقی رہنا جب کہ راضی ہو عورت اور رد

کیا گیا ہے اوپر اس کے ساتھ اس کے کہ اجماع نے دلالت کی ہے اس پر کہ جائز ہے باقی رہنا جب کہ راضی ہو سو باقی رہی جو چیز اس کے سوا ہے عموم نہی پر اور طعن کیا ہے بعض نے بیچ استدلال کرنے کے ساتھ اس آیت مذکورہ کے ساتھ اس کے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت نے تابعین میں سے کہا کہ اتری یہ آیت اس شخص کے حق میں جو اپنی عورت کو طلاق دیتا تھا سو جب عدت گزرنے کے قریب ہوتی تو رجعت کرتا اور جواب یہ ہے کہ ان کے قاعدے سے ہے یہ بات کہ اعتبار ساتھ عموم لفظ کے ہے یہاں تک کہ تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے اسکنوا فی الصلوۃ واسطے ترک کرنے رفع یدین کے وقت رکوع کے باوجودیکہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوئی ہے وہ بیچ اشارہ کرنے کے ہاتھ سے ساتھ سلام کے التحیات میں کما رواہ مسلم فی صحیحہ اور اس جگہ تمسک کیا ہے حنفیوں نے ساتھ سبب کے اور نیز استدلال کیا گیا ہے واسطے جمہور کے ساتھ قیاس کرنے کے غلام اور حیوان پر اس واسطے کہ جو اس کو خرچ دینے سے تنگ دست ہو جبر کیا جاتا ہے وہ اس کے بیچنے پر اتفاقا، واللہ اعلم۔ (فتح)

۴۹۳۷ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ.

۴۹۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہتر خیرات وہ ہے جو مال داری سے ہو یعنی جو حاجت شرعی سے زیادہ ہو وہ خرچ کرے اور اول اس شخص سے دینا شروع کر جس کا نفقہ تجھ پر واجب ہے۔

بَابُ حَبْسِ نَفَقَةِ الرَّجُلِ قُوْتَ سَنَةٍ عَلٰى أَهْلِهٖ وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ.

نگاہ رکھنا مرد کا خرچ ایک سال کا اپنے گھر والوں کے واسطے اور کس طرح ہیں خرچ عیال کے یعنی کتنا کتنا دینا چاہیے یا واجب ہے یا فرض۔

۴۹۳۸ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قَالَ لِيْ مَعْمَرٌ قَالَ لِيَ الثَّوْرِيُّ هَلْ سَمِعْتَ فِي الرَّجُلِ يَجْمَعُ لِأَهْلِهٖ قُوْتَ سَنَتِهِمْ أَوْ بَعْضِ السَّنَةِ قَالَ مَعْمَرٌ فَلَمْ يَحْضُرْنِيْ ثُمَّ ذَكَرْتُ حَدِيْثًا حَدَّثَنَاهُ ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ

۴۹۳۸۔ حضرت معمر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ثوری رحمہ اللہ نے مجھ سے کہا کہ تو نے کچھ سنا ہے اس مرد کے حق میں جو اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر یا بعض سال کا خرچ جمع کرے سو مجھ کو یاد نہ آیا جو ثوری رحمہ اللہ کو جواب دوں پھر یاد کی میں نے یہ حدیث جو بیان کی مجھ سے ابن شہاب زہری رحمہ اللہ نے اس نے روایت کی مالک بن اوس رحمہ اللہ سے اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ نبی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبِيعُ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَيَحْبِسُ لِأَهْلِهِ قُوتَ سَنَتِهِمْ.

نضیر کی کھجوروں کے باغ بیچتے اور اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر کا خرچ جمع کرتے۔

فائدہ: یہ حدیث مطابق ہے واسطے رکن اول کے ترجمہ سے اور بہر حال رکن دوسرا اور وہ کیفیت نفقہ کی ہے عیال پر سو نہ ظاہر ہوئی واسطے میرے اول وجہ لینے اس کے کی حدیث سے پھر میں نے دیکھا کہ ممکن ہے کہ لی جائے دلیل اندازے کی اس حدیث سے اس واسطے کہ جب سال بھر کی مقدار پہچانی جائے تو پہچانا جاتا ہے اس سے تقسیم کرنا اس کا برس کے دنوں پر سو پہچانا جائے گا حصہ ہر دن کا اس سے سو گویا کہ اس نے کہا کہ ہر ایک کے واسطے ہر دن میں قدر معین ہے حاصل مذکور سے اور اصل اطلاق میں برابری کرنا ہے اور یہ جو معمر نے کہا کہ ثوری نے مجھ سے کہا تو اس سے لیا جاتا ہے مذاکرہ کرنا ساتھ علم کے اور ڈالنا عالم کا مسئلے کو اپنے نظیر پر تا کہ نکالا جائے اس چیز کو جو اس کے پاس ہے یاداشت سے اور ثابت رہنا معمر کا اور انصاف اس کا اس واسطے کہ اس نے اقرار کیا کہ مجھ کو یاد نہیں پھر جب اس نے یاد کیا تو خبر دی ساتھ واقع کے ہو بہو اور نہ عار کی اس چیز سے کہ پہلے گزری اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ بنی نضیر کے مال میں سے اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر کا خرچ جمع کرتے تھے پھر باقی مال کو چوپایوں اور ہتھیاروں میں خرچ کرتے تھے اور اس حدیث کی پوری شرح فرض خمس میں گزر چکی ہے، کہا ابن دقیق نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ذخیرہ کرنا واسطے گھر والوں کے خرچ ایک برس کا اور سیاق میں وہ چیز ہے جو لی جاتی ہے اس سے تطبیق درمیان اس حدیث کے اور درمیان اس حدیث کے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ کل کے واسطے کوئی چیز ذخیرہ نہ کرتے تھے سو یہ محمول ہے اس پر کہ خاص اپنے نفس کے واسطے کچھ چیز ذخیرہ نہ کرتے تھے اور باب کی حدیث محمول ہے اس پر کہ اپنے غیر کے واسطے ذخیرہ کرتے تھے اگرچہ آپ کو بھی اس میں مشارکت ہو لیکن معنی یہ ہیں کہ ذخیرہ کرنے سے مقصود وہی ہوتے تھے اپنی ذات شریف نہ ہوتی تھی یہاں تک کہ اگر وہ نہ ہوتے تو ذخیرہ نہ کرتے اور اہل طریقت نے کہا کہ جو سال بھر کے خرچ سے زیادہ ہو وہ طریق توکل سے خارج ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف رد کی طبری پر کہ استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے اوپر جائز ہونے ذخیرہ کے مطلق برخلاف اس شخص کے جو اس کو منع کرتا ہے اور ایک سال کے ساتھ قید کرنے میں پیروی کرنی ہے واسطے حدیث وارد کے لیکن استدلال طبری کا قوی ہے بلکہ ایک سال کی قید تو ضرورت واقع سے آئی ہے اس واسطے کہ جس چیز کو حضرت ﷺ ذخیرہ کرتے تھے نہ حاصل ہوتی تھی وہ مگر ایک سال سے دوسرے سال تک اس واسطے کہ وہ یا تو کھجوریں تھیں یا جو تھے سو اگر فرض کیا جائے کہ جو چیز ذخیرہ کی جاتی ہے نہیں حاصل ہوتی ہے مگر دو برس سے دو برس تک تو البتہ تقاضا کرتا ہے چال کہ جائز ہو ذخیرہ کرنا اس سبب سے، واللہ اعلم۔ اور باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر کا خرچ کرتے تھے سو برس کی درازی میں اکثر اوقات اپنے مہمانوں کے واسطے ان سے خرچ لیتے پھر اس کا عوض ان کو دیتے اسی واسطے حضرت ﷺ فوت

ہوئے اور حالانکہ آپ ﷺ کی زرہ گروی تھی جو کے بدلے میں جس کو آپ نے گھر والوں کے خرچ کے واسطے قرض لیا تھا اور اختلاف ہے اس میں کہ بازار سے خرید کر قوت کو ذخیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں کہا عیاض نے کہ ایک قوم نے اس کو جائز رکھا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس حدیث کے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ وہ تو صرف زمین کے حاصل میں تھا اور ایک قوم نے اس کو منع کیا ہے مگر یہ کہ نرخ کو ضرر نہ کرتا ہو اور یہ باوجہ ہے واسطے رفاقت کرنے کے ساتھ لوگوں کے پھر محل اختلاف کا اس صورت میں ہے جب کہ نہ ہو بیچ حالت تنگی کے نہیں تو نہیں جائز ہے ذخیرہ کرنا اس حال میں بالکل۔

٤٩٣٩ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ حَدِيْثِهِ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلٰى مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مَالِكٌ انْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ إِذْ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ قَالَ فَدَخَلُوْا وَسَلَّمُوْا فَجَلَسُوْا ثُمَّ لَبِثَ يَرْفَا قَلِيْلًا فَقَالَ لِعُمَرَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمَا فَلَمَّا دَخَلَا سَلَّمَا وَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ عُمَرُ اتَّئِدُوْا أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِهٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۹۳۹۔ حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو مالک بن اوس نے اور محمد بن جبیر نے اس کی حدیث کا ایک ٹکڑا مجھ سے ذکر کیا تھا سو میں چلا یہاں تک کہ مالک بن اوس پر داخل ہوا سو میں نے اس سے پوچھا سو کہا مالک نے کہ میں چلا یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا کہ اچانک انکا دربان یرفا نام آیا سو کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ آنے کے لیے اجازت مانگتے ہیں کیا ان کے واسطے اجازت ہے؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! ان کو اجازت دے، کہا سو وہ اندر آئے اور سلام کر کے بیٹھے پھر تھوڑی دیر کے بعد یرفا آیا سو کہا کہ علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ اجازت مانگتے ہیں کیا ان کے واسطے اجازت ہے؟ کہا کہ ہاں! ان کو اجازت دے سو جب وہ داخل ہوئے تو سلام کر کے بیٹھے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! میرے اور اس کے درمیان حکم کر سو کہا جماعت یعنی عثمان رضی اللہ عنہ اور اس کے یاروں نے جو اس وقت موجود تھے کہ اے امیر المؤمنین! ان دونوں کے درمیان حکم کر اور ایک کو دوسرے سے راحت دے، سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جلدی مت کرو قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہمارے مال کا کوئی

وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهٗ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ فَإِنِّيْ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ قَدْ خَصَّ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَالِ بِشَيْءٍ لَّمْ يُعْطِهٖ أَحَدًا غَيْرَهٗ قَالَ اللّٰهُ ﴿مَا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿قَدِيْرٌ﴾ فَكَانَتْ هٰذِهٖ خَالِصَةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ أَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهٗ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَبَضَهَا أَبُوْ بَكْرٍ يَعْمَلُ

وارث نہیں جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے؟ مراد رکھتے تھے حضرت ﷺ اپنے نفس کو یعنی ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہے تو کہا جماعت نے کہ البتہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے، سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے سو کہا کہ قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی کیا تم جانتے ہو کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے؟ دونوں نے کہا البتہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سو خبر دیتا ہوں میں تم کو اس امر سے کہ بے شک اللہ نے خاص کیا تھا اپنے رسول ﷺ کو اس مال فے میں ساتھ اس چیز کے کہ آپ کے سوا کسی کو نہ دے پھر پڑھی یہ آیت ﴿مَا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ﴾ قدیر تک سو یہ مال خاص حضرت ﷺ کے لیے تھا قسم ہے اللہ کی نہیں جمع کیا اس مال کو سوائے تمہارے یعنی اپنے نفس کے واسطے اور نہ ایثار کیا ساتھ اس کے تم پر یعنی اس کو تمہارے ساتھ خاص نہ کیا البتہ وہ مال تم کو دیا اور تمہارے درمیان تقسیم کیا یہاں تک کہ باقی رہا اس سے یہ مال سو حضرت ﷺ اس مال میں سے اپنے گھر والوں کے واسطے ایک سال کا خرچ جمع کرتے تھے پھر باقی کو لے کر اللہ کے مال کے خرچ ہونے کی جگہ خرچ کرتے یعنی ہتھیاروں اور چوپایوں اور مصالح مسلمین میں سو حضرت ﷺ نے اپنی زندگی تک اس کے ساتھ عمل کیا قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی کیا تم اس کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! پھر علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تم دونوں اس کو جانتے ہو؟ دونوں نے کہا کہ ہاں! پھر اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کی روح قبض کی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہوں خلیفہ رسول اللہ ﷺ کا سو قبض کیا اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور عمل کیا اس میں جو عمل کیا

فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ فِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمَا حِيْنَئِذٍ وَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ تَزْعُمَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ فِيهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ جِئْتَنِيْ تَسْأَلُنِيْ نَصِيْبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيْكَ وَأَتٰى هٰذَا يَسْأَلُنِيْ نَصِيْبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيْهَا فَقُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا عَلٰى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ بِهِ فِيهَا أَبُوْ بَكْرٍ وَبِمَا عَمِلْتُ بِهِ فِيهَا مُنْذُ وُلِّيْتُهَا وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِيْ فِيهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا إِلَيْنَا بِذٰلِكَ فَدَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ فَقَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ قَالَ فَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَالَّذِيْ بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِيْ فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا

اس میں حضرت ﷺ نے اور علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تم اس وقت گمان کرتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ایسا ایسا ہے یعنی ہم کو ہماری میراث نہیں دیتا اور اللہ جانتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کام میں صادق تھے اور نیکو کار تھے اور راہ راست پر اور تابع حق کے تھے پھر اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی تو میں نے کہا کہ میں ہوں خلیفہ رسول اللہ ﷺ کا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سو قبض کیا میں نے اس مال کو دو سال اپنی خلافت میں عمل کیا میں نے اس میں جو عمل کیا اس میں حضرت ﷺ نے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور تم دونوں کا کلام ایک تھا اور تمہاری رائے متفق تھی تو آ کر مجھ سے اپنے بھتیجے کی میراث سے اپنا حصہ مانگتا تھا اور یہ مجھ سے اپنی عورت کا حصہ مانگتا تھا اس کے باپ کی میراث سے، سو میں نے کہا کہ اگر تم دونوں چاہتے ہو تو میں تم کو وہ مال سپرد کر دوں اس شرط پر کہ لازم کرو اپنے اوپر عہد و پیمان اللہ کا کہ البتہ عمل کرو اس میں جو عمل کیا اس میں حضرت ﷺ نے اور جو عمل کیا اس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور جو عمل کیا اس میں میں نے جب سے میں خلیفہ ہوا نہیں تو مجھ سے اس بارے میں کلام مت کرو سو تم دونوں نے کہا کہ سونپو ہم کو اس شرط پر سو میں نے اس کو اس شرط سے تمہارے سپرد کیا قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی کیا میں نے اس کو ان کے سپرد کیا تھا اس شرط سے؟ جماعت نے کہا کہ ہاں! پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے سو کہا کہ قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی کیا میں نے اس کو اس شرط سے تمہارے سپرد کیا تھا؟ دونوں نے کہا کہ ہاں! کہا پس کیا تم دونوں مجھ سے چاہتے ہو کہ میں اس کے سوا

عَنْهَا فَادْفَعَاهَا فَأَنَا أَكْفِيكُمَاهَا.

اور حکم کروں سو قسم اس کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کہ میں اس کے سوا اس میں کوئی حکم نہ کروں گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو سو اگر تم اس سے عاجز ہو اور تم سے وہ کام نہیں ہو سکتا تو اس کو میری سپرد کرو کہ میں کفایت کروں تم کو اس سے اور مشقت کھینچوں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ وَقَالَ ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ وَقَالَ ﴿وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَى لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا﴾.

باب ہے بیان میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے اور مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو دو برس پورے، یہ حکم اس کے واسطے ہے جو چاہے کہ پوری کرے دودھ کی مدت اللہ کے قول بصیر تک اور اللہ نے فرمایا کہ حمل اس کا اور دودھ چھوڑانا اس کا تیس مہینے ہے اور اللہ نے فرمایا کہ اگر تم آپس میں ضد اور تنگی کرو تو دودھ پلائے گی باپ کے فرمانے سے اور کوئی عورت چاہیے کہ خرچ کرے کشائش والا اپنی کشائش کے موافق یسرا تک۔

فائدہ: کہا گیا ہے کہ دلالت کی پہلی آیت نے اس پر کہ واجب ہے خرچ کرنا دودھ پلانے والی عورت پر بسبب دودھ پلانے اس کے کی بچے کو برابر ہے کہ نکاح میں ہو یا نہ ہو اور دوسری آیت میں اشارہ ہے طرف قدر مدت کی کہ واجب ہے یہ بیچ اس کے اور تیسری میں اشارہ طرف مقدار خرچ کرنے کی اور یہ کہ وہ موافق حال خرچ کرنے والے کے ہے اور نیز اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ دودھ پلانا نہیں لازم ہے ماں پر اور پہلے گزر چکی ہے بحث اس کی بیچ باب لا رضاع بعد الحولین کے اور روایت کیا ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ دودھ پلانا دو برس خاص کیا گیا ہے ساتھ عورت کے جو چھ مہینے کے بعد بچہ جنے اور جس قدر چھ مہینے سے زیادہ جنے اس قدر مدت دو برس سے کم کی جائے گی واسطے تمسک کرنے کے ساتھ اس آیت کے ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس عورت کے جس کا حمل تین مہینے سے زیادہ ہو اس واسطے کہ لازم آتا ہے اس سے ساقط کرنا مدت رضاع کا اور حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ محمول ہے غالب پر اور لیا گیا ہے پہلی آیت اور دوسری آیت سے کہ جو چھ مہینے یا زیادہ میں بچہ جنے وہ خاوند کے ساتھ ملحق ہوتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَهَى اللّٰهُ أَنْ تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَذٰلِكَ أَنْ تَقُوْلَ

کہا یونس نے زہری سے اس آیت کی تفسیر میں کہ منع کیا ہے اللہ نے یہ کہ ضرر دے ماں اپنے بچے کو اور یہ ضرر

الْوَالِدَةُ لَسْتُ مُرْضِعَتَهُ وَهِيَ أَمْثَلُ لَهُ غِذَاءً وَأَشْفَقُ عَلَيْهِ وَأَرْفَقُ بِهِ مِنْ غَيْرِهَا فَلَيْسَ لَهَا أَنْ تَأْبَى بَعْدَ أَنْ يُعْطِيَهَا مِنْ نَفْسِهِ مَا جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَيْسَ لِلْمَوْلُوْدِ لَهُ أَنْ يُضَارَّ بِوَلَدِهِ وَالِدَتَهُ فَيَمْنَعَهَا أَنْ تُرْضِعَهُ ضِرَارًا لَهَا إِلَى غَيْرِهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَسْتَرْضِعَا عَنْ طِيبِ نَفْسِ الْوَالِدِ وَالْوَالِدَةِ ﴿فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا﴾ بَعْدَ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ ﴿فِصَالُهُ﴾ فِطَامُهُ.

دینا اس طور سے ہے کہ ماں کہے کہ میں اس کو دودھ نہیں پلاؤں گی اور حالانکہ ماں بہتر ہے واسطے بچے کے از روئے غذا کے اور زیادہ تر مشفق ہے اوپر اس کے اور زیادہ تر مہربان ہے ساتھ اس کے غیر اس کے سے سو نہیں واسطے ماں کے کہ انکار کرے دودھ پلانے سے اس کے بعد کہ دے اس کو باپ اس کا اپنے پاس سے جو ٹھہرایا ہے اللہ نے باپ پر اور نہیں واسطے باپ کے رنج دے بسبب بچے اپنے کے اس کی ماں کو سو اس کو دودھ پلانے سے منع کرے واسطے ضرر کرنے اس کے کی طرف غیر اس کے کی یعنی منع اس کا منتہی ہو طرف دودھ پلانے غیر ماں کی اور نہیں گناہ دونوں پر یہ کہ دودھ پلوائیں خوشی ماں باپ کی سے اور اگر دونوں دودھ چھڑوانا چاہیں تو نہیں گناہ دونوں پر اس کے بعد کہ ہو یہ دونوں کی رضا مندی اور مشورے سے اور فصالہ کے معنی ہیں دودھ چھوڑانا اس کا۔

فائدہ: یہ جو کہا ضرارلها الی غیر ها تو یہ متعلق ہے ساتھ منع کرنے اس کے یعنی منع کرنا اس کا عورت کے دودھ پلانے سے منتہی ہوتا ہے طرف دودھ پلانے غیر ماں کے کی اور جب ماں اس کے ساتھ راضی ہو تو نہیں جائز ہے واسطے باپ کے یہ اور واقع ہے بیچ روایت عقیل کے کہ مائیں لائق تر ہیں ساتھ دودھ پلانے اولاد اپنی کے اور نہیں واسطے ماں کے کہ ضرر کرے اپنے بچے کو سو اس کے دودھ پلانے سے انکار کرے اور حالانکہ اس کو دیا جاتا ہے جو اس کے سوا اور عورت کو دیا جاتا ہے اور نہیں واسطے باپ کے کہ بچے کو ماں سے کھینچے واسطے ضرر پہنچانے اس کے کی اور حالانکہ وہ قبول کرتی ہو وہ اجرت جو اور عورت کو دی جائے اور اگر دونوں اپنی رضا مندی اور مشورے سے دو سال سے کم میں دودھ چھڑانا چاہیں تو کوئی ڈر نہیں اور فصال کے معنی ہیں منع کرنا بچے کا دودھ پینے سے کہا ابن بطال نے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ﴾ لفظ خبر کا ہے اور اس کے معنی امر کے ہیں واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے لازم کرنے سے اور نہیں واجب ہے ماں پر دودھ پلانا اپنے بچے کو جب کہ اس کا باپ زندہ ہو اور مال دار ہو ساتھ دلیل اللہ کے اس قول کے ﴿فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ وَأْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ وَإِنْ

تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ﴾ سو دلالت کی اس نے کہ نہیں واجب ہے عورت پر دودھ پلانا اپنے بچے کو اور دلالت کی اس پر کہ اس کا قول ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ﴾ بیان کیا گیا ہے واسطے مبلغ غایت رضاعت کے جو ساتھ اختلاف والدین کے بیچ دودھ پلانے بچے کے حد فاصل ٹھہرائی گئی ہے۔ میں نے کہا اور یہ ایک قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے دو قولوں میں سے اور ایک قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ ہے یہ خاص کیا گیا ہے ساتھ اس عورت کے جو چھ مہینے کا بچہ جنے کما تقدم قریبا اور تیسرا قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ ہے کہ دو برس واسطے غایت دودھ پلانے کے ہیں اور نہیں ثابت ہوتا ہے حکم رضاعت کا بعد دو برس کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو دودھ پلانا دو برس کے بعد ہو اس کے واسطے حکم رضاعت کا نہیں ہے اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ دو برس دودھ پلانا فرض تھا پھر تخفیف کی اللہ نے ساتھ قول اپنے کے ﴿لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے دوسرے قول پر اعتماد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اور اسی واسطے پہلی آیت کے پیچھے دوسری آیت کو لایا اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ اور جس چیز کے ساتھ ابن بطال نے جزم کیا ہے کہ خبر ساتھ معنی امر کے ہے تو یہی ہے قول اکثر کا لیکن ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ وہ خبر ہے اس کے مشروع ہونے سے اس واسطے کہ یہ بعض ماؤں پر واجب ہوتا ہے اور بعض پر واجب نہیں ہوتا کما سیاتی بیانہ پس نہیں ہے امر اپنے عموم پر اور یہی ہے راز بیچ عدول کرنے کے تصریح سے ساتھ لازم کرنے کے جیسے کہا جائے وَعلی الوالدات ارضاع اولادھن یعنی اس طرح نہ فرمایا جیسے کہ اس کے بعد فرمایا ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ﴾، کہا ابن بطال نے کہ اکثر اہل تفسیر کا یہ قول ہے کہ مراد ساتھ والوالدات کے اس جگہ طلاق بائن والی عورتیں ہیں اور اجماع ہے علماء کا اس پر کہ اجرت دودھ پلانے کی خاوند پر ہے جب کہ نکلے طلاق والی عورت عدت سے اور ماں بعد بائن ہونے کے اولیٰ ہے ساتھ دودھ پلانے کے مگر یہ کہ باپ ایسی عورت کو پائے جو بغیر اجرت کے دودھ پلائے مگر یہ کہ بچہ ماں کے سوا اور عورت کو قبول نہ کرے پس جبر کیا جائے ماں پر ساتھ اجرت مثل کے یعنی جو اور عورت مانگتی ہو سو اس کو دی جائے اور یہ موافق ہے واسطے قول زہری کے جو منقول ہے اس جگہ اور اختلاف ہے ماں منکوحہ میں یعنی جو بچے کے باپ کے نکاح میں ہو سو کہا شافعی رحمہ اللہ اور اکثر کوفیوں نے کہ نہیں لازم ہے اس ماں پر دودھ پلانا اپنے بچے کو اور کہا مالک رحمہ اللہ اور ابن ابی لیلیٰ نے کوفیوں میں سے کہ ماں سے جبراً دودھ پلوایا جائے جب تک کہ اس کے باپ کے نکاح میں ہو اور جو قائل ہیں کہ جبر نہ کیا جائے ان کی حجت یہ ہے کہ اگر یہ ادب تعظیم بچے کے واسطے ہے تو یہ باوجہ نہیں اس واسطے کہ نہیں جبر کیا جاتا ہے اوپر اس کے جب کہ ہو تین طلاق والی بالاجماع باوجودیکہ ادب والدیت کا موجود ہے اور اگر ہے واسطے ادب خاوند کے تو بھی باوجہ نہیں اس واسطے کہ اگر وہ اپنی جان کے واسطے خدمت لینا چاہے تو یہ اس کو جائز نہیں سو غیر کے حق میں اولیٰ ہے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ یہ اکٹھی دونوں کے ادب اور تعظیم کے واسطے ہے اور اکثر بحث رضاع کی اوائل نکاح میں

گزر چکی ہے۔(فتح)

بَابُ نَفَقَةِ الْمَرْأَةِ إِذَا غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَنَفَقَةِ الْوَلَدِ.

باب ہے بیچ بیان نفقہ عورت کے جب کہ اس کا خاوند اس سے غائب ہو اور بیان نفقہ بچے کے۔

٤٩٤٠ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهُ عِيَالَنَا قَالَ لَا إِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ.

۴۹۴۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند عتبہ کی بیٹی آئی سو اس نے کہا کہ یا حضرت! ابوسفیان بخیل مرد ہے سو کیا مجھ پر گناہ ہے کہ میں اس کے مال میں سے اپنے بچوں کو کھانا کھلاؤں فرمایا کہ نہ مگر دستور کے موافق۔

٤٩٤١ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ أَمْرِهٖ فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِهٖ.

۴۹۴۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خرچ کرے عورت اللہ کے راستے میں اپنے خاوند کی کمائی سے بغیر اس کے حکم کے تو عورت کو خاوند کے آدھے ثواب کے برابر ثواب ملے گا۔

بَابُ عَمَلِ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا.

کام کرنا عورت کا اپنے خاوند کے گھر میں۔

٤٩٤٢ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى حَدَّثَنَا عَلِيٌّ أَنَّ فَاطِمَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُوْ إِلَيْهِ مَا تَلْقٰى فِيْ يَدِهَا مِنَ الرَّحٰى وَبَلَغَهَا أَنَّهُ جَاءَهُ رَقِيْقٌ فَلَمْ تُصَادِفْهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ قَالَ فَجَاءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا نَقُوْمُ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهَا حَتّٰى

۴۹۴۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں چکی پینے کی تکلیف بیان کرنے کو جو ان کے ہاتھ میں پہنچی اور ان کو خبر پہنچی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لونڈی غلام آئے ہیں یعنی چاہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لونڈی مانگیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا سو عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ پیغام کہہ آئیں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو خبر دی علی رضی اللہ عنہ نے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف لائے اور ہم اپنے بستر پر لیٹے تھے سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اٹھنے کا ارادہ کیا

وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى بَطْنِيْ فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِّمَّا سَأَلْتُمَا إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا أَوْ أَوَيْتُمَا إِلٰى فِرَاشِكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ.

آپ نے فرمایا کہ تم دونوں اپنی جگہ میں لیٹے رہو پھر حضرت ﷺ آ کر میرے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان بیٹھے یہاں تک کہ میں نے آپ کے دونوں قدموں کی سردی اپنے پیٹ میں پائی سو فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو جو بہتر ہے اس چیز سے جو تم نے مانگی جب تم دونوں اپنے بستر پر لیٹا کرو تو تینتیس بار سبحان اللہ کہا کرو اور تینتیس بار الحمد للہ کہا کرو اور چونتیس بار اللہ اکبر کہا کرو سو وہ تم دونوں کے لیے بہتر ہے خدمت گار سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الدعوات میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور کچھ شرح آئندہ باب میں آئے گی اور یہ جو فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں تم کو جو بہتر ہے اس چیز سے جو تم نے مانگی تو اس سے مستفاد ہوتا ہے جو شخص ہمیشہ اللہ کا ذکر کرتا رہے دیا جاتا ہے وہ قوت اعظم اس قوت سے کہ خادم اس کے واسطے کرے یا آسان کیے جاتے ہیں اس پر کام اس طور سے کہ خود اس کا اپنے کاموں کو کرنا آسان تر ہوتا ہے خادم کے کرنے سے اسی طرح استنباط کیا ہے اس کو بعض نے حدیث سے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ نفع سبحان اللہ کہنے کا خاص ہے ساتھ گھر آخرت کے اور نفع خادم کا خاص ہے ساتھ دنیا کے اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ (فتح)

فائدہ: یعنی کیا مشروع ہے اور لازم ہے خاوند پر خادم دینا عورت کو۔

بَابُ خَادِمِ الْمَرْأَةِ.

باب ہے بیچ بیان خادم عورت کے۔

٤٩٤٣ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ يَزِيْدَ سَمِعَ مُجَاهِدًا سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ لَيْلٰى يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَنَّ فَاطِمَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ أَلَا أُخْبِرُكِ مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكِ مِنْهُ تُسَبِّحِيْنَ اللّٰهَ عِنْدَ مَنَامِكِ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتَحْمَدِيْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتُكَبِّرِيْنَ اللّٰهَ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ ثُمَّ قَالَ

۴۹۴۳۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے پاس آئیں خادم مانگنے کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تجھ کو جو بہتر ہے واسطے تیرے اس سے اپنے سونے کے وقت تینتیس بار سبحان اللہ پڑھا کرو اور تینتیس بار الحمد للہ پڑھا کرو اور چونتیس بار اللہ اکبر پڑھا کرو، پھر سفیان راوی نے کہا کہ ایک ان میں سے چونتیس بار یعنی یہ عدد صرف تکبیر کے ساتھ خاص نہیں علی رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں نے ان کلمات کو اس کے بعد کبھی نہیں چھوڑا کسی نے کہا اور صفین کی رات میں بھی نہ (اور صفین

سُفْيَانُ إِحْدَاهُنَّ أَرْبَعٌ وَّثَلَاثُوْنَ فَمَا تَرَكْتُهَا بَعْدُ قِيْلَ وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ قَالَ وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ.

ایک جگہ کا نام ہے درمیان شام اور عراق کے کہ اس میں علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان لڑائی ہوئی تھی) علی رضی اللہ عنہ نے کہا اور نہ رات صفین کی۔

فائدہ: کہا طبری نے اس حدیث سے لیا جاتا ہے کہ جس عورت کو روٹی پکانی اور چکی پیسنے وغیرہ کاربار گھر کے کرنے کی طاقت ہو تو یہ خاوند پر لازم نہیں جب کہ دستور ہو کہ ویسی عورت خود یہ کام کرتی ہے یعنی جب عرف رواج میں ویسی عورتیں خود یہ کام کرتی ہوں تو یہ بھی خود کرے اور اس صورت میں خاوند پر چکی پسوانا اور روٹی پکوانا لازم نہیں اور وجہ لینے اس کے کی اس حدیث سے یہ ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خادم مانگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خاوند کو حکم نہ کیا کہ ان کو اس کام سے کفایت کریں یا ان کو خادم کے دیں یا نوکر رکھ دیں جو اس کے ساتھ قائم ہو یا خود اپنے ہاتھ سے اس کام کو کریں اور اگر اس کام کو کرانا علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ ہوتا تو البتہ حکم کرتے ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ اس کے جیسے کہ ان کو حکم کیا کہ دخول سے پہلے ان کو مہر دیں باوجودیکہ مہر کا دینا واجب نہیں جب کہ عورت اپنی رضا مندی سے اس کو مؤخر کرے سو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو کام واجب نہ ہو اس کا ان کو حکم کریں اور جو واجب ہو اس کا ان کو حکم نہ کریں اور حکایت کی ہے ابن حبیب نے اصبغ سے اور ابن ماجشون نے مالک رحمہ اللہ علیہ سے کہ گھر کی خدمت عورت پر لازم ہے اگرچہ زوجہ صاحب قدر اور شریف خاندان ہو جب کہ ہو تنگ دست اسی واسطے حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ خدمت باطنی کے اور علی رضی اللہ عنہ کو ساتھ خدمت ظاہری کے اور حکایت کی ہے ابن بطال نے کہ کہا بعض شیوخ نے کہ نہیں جانتے ہم کسی چیز میں آثار سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر باطنی خدمت یعنی گھر کے کاروبار کا حکم کیا ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جاری ہوا امر درمیان ان کے بنا بر اس کے کہ دستور تھا درمیان ان کے خوش گزران اور خوبی اخلاق سے اور بہر حال یہ کہ جبر کیا جائے عورت کو اوپر کسی چیز کے گھر کی خدمت سے تو اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ منعقد ہوا ہے اجماع اوپر اس کے کہ لازم ہے خاوند پر سب کاروبار عورت کا اور نقل کیا ہے طحاوی نے اجماع اس پر کہ نہیں ہے واسطے خاوند کے نکال دینا عورت کے خادم کا اپنے گھر سے سو دلالت کی اس نے کہ لازم ہے خاوند پر نفقہ اس کا بحسب حاجت کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ علیہ اور کوفیوں نے کہ مقرر کیا جائے واسطے عورت کے اور اس کے خاوند کے نفقہ جب کہ ہو لائق خادم دینے کے اور کہا لیث اور مالک اور محمد بن حسن نے کہ مقرر کیا جائے واسطے اس کے اور اس کے خادم کے جب کہ ہو صاحب عزت اور خلاف کیا ہے اہل ظاہر نے سو کہا انہوں نے کہ نہیں لازم ہے خاوند پر یہ کہ خادم دے عورت کو اگرچہ خلیفے کی بیٹی کیوں نہ ہو اور حجت جماعت کی قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ اور جب عورت کو خادم کی حاجت ہو اور خاوند اس کو خادم نہ دے تو نہ معاشرت کی اس نے ساتھ دستور کے اور بہت احکام اس باب کے غیرت کے باب میں گزر چکے ہیں۔ (فتح)

بَابُ خِدْمَةِ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهِ.

مرد کا خود اپنی ذات سے اپنے گھر والوں کی خدمت کرنا

٤٩٤٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي الْبَيْتِ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ أَهْلِهِ فَإِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ خَرَجَ.

۴۹۴۴۔ حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ کہا کہ اپنے گھر والوں کی خدمت میں ہوتے تھے پھر جب اذان سنتے تو باہر نکلتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُنْفِقِ الرَّجُلُ فَلِلْمَرْأَةِ أَنْ تَأْخُذَ بِغَيْرِ عِلْمِهِ مَا يَكْفِيْهَا وَوَلَدَهَا بِالْمَعْرُوْفِ.

جب نہ خرچ کرے مرد تو جائز ہے واسطے عورت کے یہ کہ لے بغیر اس کے علم کے جو کفایت کرے اس کو اور اولاد اس کی کو موافق دستور کے۔

فائدہ: لیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمہ کو باب کی حدیث سے ساتھ طریق اولی کے اس واسطے کہ جب دلالت کی اس نے اس پر کہ جائز ہے لینا واسطے پورا کرنے خرچ کے تو اسی طرح دلالت کرتی ہے اس پر کہ جائز ہے لینا سارے خرچ کا وقت باز رہنے مرد کے نفقہ دینے سے۔

٤٩٤٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَّلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ.

۴۹۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان رضی اللہ عنہ بخیل مرد ہے اور مجھ کو اتنا خرچ نہیں دیتا جو مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے مگر جو اس کی مال سے لے لوں بغیر اس کے علم کے یعنی اس کو خبر نہ ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لیا کر جو تجھ کو اور تیری اولاد کو کفایت کرے دستور کے موافق۔

فائدہ: ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف معاویہ کی ماں کا نام ہے اور جب جنگ بدر سے دن اس کا باپ عتبہ اور اس کا چچا شیبہ اور اس کا بھائی ولید مارے گئے تو اس پر یہ دشوار گزرا سو جب جنگ اُحد کے دن حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس سے خوش ہوئے اور اس کے پیٹ کو پھاڑ کر اس کا کلیجہ نکالا اور اس کو چبایا پھر اس کو پھینک دیا پھر جب فتح مکہ کا دن ہوا اور ابو سفیان مسلمان ہو کے مکے میں داخل ہوا اس کے بعد کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں نے اس

کو رات کو گرفتار کیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو پناہ دی تو ہند اس کے مسلمان ہونے سے غضبناک ہوئی اور اس نے اس کی داڑھی پکڑی پھر وہ بعد قرار پکڑنے حضرت ﷺ کے مکے میں حضرت ﷺ کے پاس آئی اور مسلمان ہوئی اور حضرت ﷺ سے بیعت کی اور ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس اس کا خاوند ہے اور تھا رئیس قریش کا بعد جنگ بدر کے پھر لایا کفار کو جنگ اُحد میں اور ہانک لایا کفار کے گروہوں کو دن جنگ خندق کے پھر مسلمان ہوا دن فتح کے اور یہ جو کہا رجل شحیح تو شح بخل ہے ساتھ معنی حرص کے اور شح عام تر ہے بخل سے اس واسطے کہ بخل خاص ہے ساتھ منع کرنے مال کے اور شح ساتھ ہر چیز کے ہے کہا قرطبی نے کہ ہند کی اس کہنے سے یہ مراد نہ تھی کہ ابوسفیان ہر حال میں بخل کے ساتھ موصوف ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وصف کیا ہے اس نے حال اپنے کو ساتھ اس کے اور یہ کہ وہ اس کو اور اس کی اولاد کو کم خرچ دیتا تھا اور یہ نہیں مستلزم ہے بخل کو مطلق اس واسطے کہ بہت رئیس اپنے گھر والوں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں اور اجنبی لوگوں کو اختیار کرتے ہیں واسطے الفت دلانے ان کے کی۔ میں نے کہا اور حدیث کے بعض طریقوں میں ہند کے اس قول کا سبب یہ وارد ہوا ہے کہ ہند نے حضرت ﷺ کے پاس عرض کیا کہ نہیں داخل کرتا ابوسفیان میرے گھر میں جو مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے اور یہ جو فرمایا کہ لے لے جو کفایت کرے تجھ کو اور تیری اولاد کو تو کہا خطابی نے کہ یہ امر اباحت کے واسطے ہے ساتھ دلیل قول اس کے لاحرج اور مراد ساتھ معروف کے وہ قدر ہے جو پہچانا گیا ہے ساتھ عادت کے وہ کفایت کرتا ہے اور یہ اباحت اگرچہ مطلق ہے باعتبار لفظ کے لیکن وہ مقید ہے باعتبار معنی کے گویا کہ فرمایا کہ اگر صحیح ہے جو تو نے ذکر کیا اور اس کے غیر نے کہا احتمال ہے کہ معلوم کیا ہو حضرت ﷺ نے کہ وہ سچی ہے اس چیز میں کہ اس نے ذکر کی پس نہیں حاجت ہے قید کرنے کی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر جواز ذکر آدمی کے ساتھ اس چیز کے کہ نہ خوش لگے اس کو جب کہ ہو بطور فتویٰ طلب کرنے اور شکایت کے اور مانند اس کے کی اور یہ ایک جگہ ہے ان جگہوں میں سے جن میں غیبت اور گلہ کرنا مباح ہے اور اس حدیث میں بہت فائدے ہیں جائز ہے سننا کلام ایک کا مدعی اور مدعا علیہ میں سے وقت نہ موجود ہونے دوسرے کے اور یہ کہ جو منسوب کرے کسی امر کو طرف نفس اپنے کی کہ اس میں اس پر نقص ہو تو چاہیے کہ جوڑے ساتھ اس کے اس چیز کو جو قائم کرے عذر اس کے کو بیچ اس کے اور یہ کہ جائز ہے سننا بیگانی عورت کی کلام کا وقت حکم کے اور فتویٰ دینے کے نزدیک اس شخص کے جو کہتا ہے کہ اس کی آواز عورت ہے اور کہتا ہے کہ جائز ہے اس جگہ واسطے ضرورت کے اور یہ کہ معتبر قول زوجہ کا ہے بیچ قبض کرنے نفقہ کے اس واسطے کہ اگر ہوتا معتبر قول خاوند کا کہ وہ خرچ کرنے والا ہے تو البتہ اس عورت سے گواہ طلب کیے جاتے اوپر ثابت کرنے عدم کو کفایت کے اور جواب دیا ہے مازری نے اس سے ساتھ اس طور کے کہ وہ باب تعلیق فتیا سے ہے نہ قضا سے اور یہ کہ واجب ہے نفقہ عورت کا اور یہ کہ وہ مقدر ہے ساتھ کفایت کے اور یہ قول اکثر علماء کا ہے اور یہ ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا ہے حکایت کیا ہے اس کو

جوینی نے اور مشہور شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ہے کہ وہ مقدر ہے ساتھ امداد آمدنی اور مقدور کے کہ جیسا مقدرو ہو ویسا خرچ کر دے سو مال دار پر ہر روز دو مد ہے اور جو اوسط درجے کا مال دار ہو اس پر ڈیڑھ مد ہے اور جو تنگ دست ہو اس پر ایک مد ہے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ایک یہی روایت ہے کہ وہ مقدر ہے ساتھ امداد اور مقدور کے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں کہ یہ حدیث حجت ہے ہمارے ساتھیوں پر۔ میں نے کہا اور نہیں ہے صریح ان کے رد میں لیکن مقدر کرنا ساتھ امداد کے محتاج ہے طرف دلیل کی پس اگر ثابت ہو تو محمول ہوگی کفایت جو باب کی حدیث میں ہے اوپر اس قدر کے جو مقدر ہے ساتھ امداد کے سو گویا کہ دیتا تھا وہ اس کو اور حالانکہ وہ مال دار تھا جو دیتا ہے متوسط مقدرور والا سو اجازت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ہند کے بیچ لینے باقی کے **وقد تقدم بیانه** اور یہ کہ اعتبار نفقہ کا ساتھ حال زوجہ کے ہے اور یہ قول حنفیہ کا ہے اور اختیار کیا ہے خصاف نے ان میں سے کہ وہ معتبر ہے ساتھ حال مرد اور عورت دونوں کے یعنی دونوں کے حال کے موافق خرچ چاہیے، کہا صاحب ہدایہ نے کہ اسی پر ہے فتویٰ اور حجت اس میں جوڑنا ہے قول اللہ تعالیٰ کے کا ﴿لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ﴾ ساتھ اس حدیث کے اور مذہب شافعیہ کا یہ ہے کہ اعتبار خاوند کے حال کا ہے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ آیت کے اور یہ قول بعض حنفیہ کا ہے اور یہ کہ واجب ہے نفقہ اولاد کا بشرط حاجت کے اور اصح نزدیک شافعیہ کے اعتبار چھوٹی ہونے عمر کے کا ہے یا لنگڑے ہونے کا ہے اور یہ کہ واجب ہے نفقہ عورت کے خادم کا خاوند پر کہا خطابی نے اس واسطے کہ ابوسفیان اپنی قوم کا رئیس تھا اور بعید ہے کہ اپنی عورت اور اولاد کو نفقہ نہ دے سو گویا کہ دیتا تھا وہ ہند کو بقدر اس کے جو اس کو اور اس کی اولاد کو کفایت کرے سوائے اس کے خادم کے سو منسوب کیا اس کو ہند نے طرف نفس اپنے کی اس واسطے کہ اس کا خادم اس کے عیال میں داخل ہے۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے یہ کہ استدلال کیا جائے واسطے اس کے ساتھ قول اس کے کی بعض طریقوں میں ان **اطعم من الذی له عیالنا** اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ واجب ہے نفقہ بیٹی کا باپ پر اگرچہ بیٹا بڑا ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اور نہیں ہے عام ہونا فعلوں میں سو احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قول اس کے کی بیٹے میرے یعنی جو چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور نہ سب بیٹے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جس کا کسی دوسرے پر حق ہو اور وہ اس کے پورا لینے سے عاجز ہو تو جائز ہے یہ کہ اس کے مال سے بقدر اپنے حق کے لے لے بغیر اس کی اجازت کے اور یہ قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت کا ہے اور نام رکھا جاتا ہے اس کا مسئلہ ظفر کا اور راجح نزدیک ان کے یہ ہے کہ اپنے حق کی غیر جنس نہ لے مگر جب کہ اپنے حق کی جنس مشکل ہو اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منع مطلق آیا ہے اور ایک روایت اس سے یہ ہے کہ اپنے حق کی جنس لے غیر جنس نہ لے مگر چاندی سونا بدلے ایک دوسرے کے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایسی ہی تین روایتیں ہیں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مطلق منع آیا ہے کہا خطابی نے کہ ہند کی حدیث سے لیا جاتا ہے کہ جائز ہے لینا جنس کا اور غیر جنس کا اس واسطے کہ گھر بخیل کا نہیں جامع

ہوتا ہے ہر چیز کو جس کی حاجت ہو نفقہ اور لباس وغیرہ خرچ لازم سے اور البتہ حضرت ﷺ نے اس کو اس کے مال سے کفایت لینے کی مطلق اجازت دی اور دلالت کرتا ہے اس کے قول کے صحیح ہونے پر قول اس کا دوسرے طریق میں کہ نہیں داخل کرتا مجھ پر جو مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے۔ میں نے کہا اور نہیں ہے دلالت بیچ اس کے واسطے اس چیز کے کہ دعویٰ کیا اس نے اس کا کہ بخیل کا گھر ہر چیز محتاج الیہ کا جامع نہیں ہوتا اس واسطے کہ نفی کی ہے کفایت کی مطلق سو شامل ہوگی ہر چیز کو جس کی حاجت ہو اور جس کی حاجت نہ ہو اور یہ جو اس نے دعویٰ کیا ہے کہ بخیل کا گھر ایسا ہوتا ہے تو یہ اسی طرح ہے لیکن کہاں سے ہے واسطے اس کے یہ کہ ابوسفیان کا گھر اس طرح تھا اور جو ظاہر ہوتا ہے سیاق قصے سے یہ ہے کہ ابوسفیان کا گھر ہر چیز محتاج الیہ کا جامع تھا لیکن نہ ممکن تھا اس کو لینا اس سے مگر اسی قدر جس کی طرف اس نے اشارہ کیا سو اس نے اجازت مانگی کہ اس سے زیادہ لے بغیر اس کے علم کے اور البتہ توجیہ کی ہے ابن منیر نے قول اس کے کی کہ ہند کے قصے میں دلالت ہے اس پر کہ جائز ہے واسطے حق دار کے کہ لے غیر جنس حق اپنے سے ساتھ اس حیثیت کے کہ محتاج ہو طرف تقویم یعنی قیمت کرنے کی اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اجازت دی ہند کو کہ اپنے واسطے اور اپنے عیال کے واسطے قدر واجب کو مقرر کرے اور یہی ہے ہو بہو قیمت کرنی بلکہ وہ اس سے دقیق تر ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ واسطے عورت کے داخل ہے قائم ہونے میں اپنی اولاد اور ان کی کفایت میں اور بیچ خرچ کرنے کے اوپر ان کے اور یہ کہ جائز ہے اعتماد کرنا عرف پر ان کاموں میں کہ نہیں مقرر ہوئی ہے اس میں کوئی شرع کی طرف سے اور کہا قرطبی نے کہ اس میں اعتبار عرف کا ہے شرعی کاموں میں برخلاف اس شخص کے جو اس سے انکار کرتا ہے لفظ میں اور عمل کرتا ہے ساتھ اس کے معنی میں اور شافعیہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کرتے ہیں عمل کرنے سے ساتھ عرف کے جب کہ معارض ہو اس کو نص شرعی اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے خطابی نے اوپر جائز ہونے قضاء کے غائب پر اور اسی طرح باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کما سیاتی ذکرہ اور وارد کی ہے یہ حدیث کہ ابوسفیان مرد بخیل ہے اور مجھ کو حاجت ہے کہ اس کے مال میں سے لوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے لیا کر جو تجھ کو اور تیری اولاد کو کفایت کرے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ علماء کی ایک جماعت نے شافعیہ وغیرہ سے استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے اس مسئلے کے یہاں تک کہ کہا رافعی نے بیچ قضاء کرنے کے غائب پر کہ حجت پکڑی ہے اوپر حنفیوں کے کہ وہ منع کرتے ہیں قضاء کو غائب پر ساتھ قصے ہند کے اور تھا یہ قضاء کرنا حضرت ﷺ سے اس کے خاوند پر اور حالانکہ وہ غائب تھا، کہا نووی رحمہ اللہ نے اور نہیں صحیح ہے استدلال کرنا اس واسطے کہ یہ قصہ مکے میں تھا اور ابوسفیان وہاں حاضر تھا اور شرط قضاء کرنے کی غائب پر یہ ہے کہ ہو غائب شہر سے چھپا ہو اس کی تلاش نہ ہو سکتی ہو اور یہ شرط ابوسفیان میں موجود نہ تھی سو نہیں ہے یہ قضاء غائب پر بلکہ وہ فتویٰ دینا ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ کی یہ مراد نہیں کہ قصہ ہند کا ابوسفیان پر قضاء تھا

اس حال میں کہ وہ غائب تھا بلکہ استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس قصے کے اوپر صحیح ہونے قضاء کے غائب پر اگرچہ نہ تھی قضاء غائب پر ساتھ شرط اپنی کے بلکہ جب ابوسفیان ہند کے ساتھ مجلس میں حاضر نہ تھا اور حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی کہ بقدر کفایت کے اس کے مال سے لے لیا کرے بغیر اس کے علم کے تو ہوگی ایک قسم قضاء غائب پر سو جو اس کو منع کرتا ہے وہ محتاج ہے کہ اس کا جواب دے اور مبنی ہے اس خلاف پر یہ کہ جب باپ غائب ہو یا باز رہے خرچ کرنے سے اپنی چھوٹی اولاد پر تو اجازت دے قاضی واسطے ماں کے بیچ لینے کے باپ کے مال سے اگر ممکن ہو یا بیچ قرض یعنی کے اوپر اس کے اور خرچ کرنے کے چھوٹی اولاد پر جب کہ ہو ماں میں لیاقت اور کیا بغیر اجازت سے قاضی کے اس کو باپ کے مال سے لینا جائز ہے یا نہیں اس میں دو وجہیں ہیں مبنی ہیں خلاف پر ہند کے قصے میں سو اگر یہ فتویٰ تھا تو جائز ہے اس کو لینا بغیر اجازت قاضی کے اور اگر قضاء تھا تو نہیں جائز ہوگا مگر ساتھ اجازت قاضی کے اور ترجیح دیتا ہے اس کو کہ یہ قضا تھی نہ فتویٰ تعبیر کرنا ساتھ صیغے امر کے جس جگہ ہند کو فرمایا کہ خذی یعنی لے لیا کر اور اگر فتویٰ ہوتا تو مثلا یوں فرماتے **لا حرج علیك اذا اخذت** اور اس واسطے کہ اغلب حضرت ﷺ کے تصرفات سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم ہے اور ترجیح دیتا ہے اس کو کہ وہ فتویٰ تھا واقع ہونا استفہام کا اس قصے میں ہند کے قول میں **هل علی جناح** کہ کیا مجھ پر گناہ ہے اور اس واسطے کہ اس کے اندازے کو اس کے سپرد کیا اور اگر قضاء ہوتی تو اس کو مدعی کے سپرد نہ کرتے اور اس واسطے کہ نہ حضرت ﷺ نے اس سے اس کے دعویٰ پر قسم لی اور نہ اس کو گواہ کی تکلیف دی اور جواب یہ ہے کہ اس سے قسم اور گواہ نہ لینے میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے یہ کہ حکم کرے ساتھ علم اپنے کے سو گویا کہ حضرت ﷺ نے معلوم کیا کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچی ہے اور استفہام سے یہ جواب ہے کہ نہیں ہے اس میں استحالہ اس شخص سے جو حکم کا طالب ہو اور تفویض قدر استحقاق سے یہ جواب ہے کہ مراد وہ چیز ہے جو عرف کی طرف سپرد ہے اور باقی بحث اس کی کتاب الاحکام میں آئے گی ، انشاء اللہ تعالیٰ اور کہا بعض نے کہ مشکل ہے استدلال کرنا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ اس حدیث کے اوپر مسئلے ظفر کے کتاب الاشخاص میں جس جگہ کہ اس نے یہ باب باندھا ہے **قصاص المظلوم اذا وجد مال ظالمه** اور استدلال کرنا اس کا ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے قضاء کے غائب پر اس واسطے کہ استدلال کرنا ساتھ اس کے اوپر مسئلے ظفر کے نہیں ہوتا مگر بنا بر اس کے کہ مسئلہ ہند کا تھا بطور فتویٰ کے اور استدلال کرنا ساتھ اس کے اوپر مسئلے قضاء کے غائب پر نہیں ہوتا ہے مگر بنا بر اس قول کے کہ وہ حکم تھا اور جواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ ہر حکم کہ صادر ہو شارع سے سو اُتارا جاتا ہے وہ بجائے فتویٰ دینے کے ساتھ اس حکم کے ایسے واقع میں پس صحیح ہوگا استدلال ساتھ اس قصے کے واسطے دونوں مسئلوں کے ، واللہ اعلم ۔ (فتح)

بَابُ حِفْظِ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا فِیْ ذَاتِ یَدِهٖ وَالنَّفَقَةِ.

نگہبانی کرنا عورت کا اپنے خاوند کے مال کی اور نفقہ کی۔

فائدہ: مراد ساتھ ذات الید کے مال ہے اور عطف نفقہ کا اوپر اس کے عطف خاص کا ہے عام پر اور لفظ علیہ کا زیادہ ہے۔

٤٩٤٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ وَأَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَآءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ نِسَآءُ قُرَيْشٍ وَقَالَ الْآخَرُ صَالِحُ نِسَآءِ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِيْ صِغَرِهٖ وَأَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ. وَيُذْكَرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۹۴۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورتیں کہ اونٹ کی سواری کرتی ہیں ان میں قریش کی عورتیں بہتر ہیں یعنی سب عرب کی عورتوں میں قریش کی عورتیں بہتر ہیں مہربان چھوٹے لڑکوں پر اور بڑی نگہبانی کرنے والیں اپنے خاوند کے مال کی اور ذکر کیا جاتا ہے معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: واقع ہوا ہے مسلم میں بیان سبب اس حدیث کا کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا علی رضی اللہ عنہ کی بہن بیوہ ہوگئی تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نکاح کا پیغام کیا اور چاہا کہ اس سے نکاح کریں تو اس نے کہا کہ یا حضرت! میں بوڑھی ہوگئی ہوں اور میں عیال وار ہوں یعنی میرے لڑکے نہایت چھوٹے چھوٹے ہیں میں نہیں چاہتی کہ آپ کے بستر پر روئیں چلائیں تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی اور تمام عرب کی عورتوں کی تعریف کی اور ام ہانی رضی اللہ عنہا کا عذر پسند کیا معلوم ہوا کہ عورت میں یہی بڑی خوبی ہے کہ درد والی ہو اور لڑکوں کو اچھی طرح پالے اور اپنے خاوند کے مال کو ضائع نہ ہونے دے، اس حدیث کی شرح نکاح کے اول میں گزر چکی ہے۔

بَابُ كِسْوَةِ الْمَرْأَةِ بِالْمَعْرُوْفِ. — عورت کو دستور کے موافق کپڑا دینا۔

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو دراز ہے حج کی صفت میں اور منجملہ اس کے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ ڈرتے رہو اللہ سے عورتوں کے مقدمے میں اور ان کا تم پر دستور کے موافق کھانا کپڑا دینے کا حق ہے لیکن چونکہ وہ حدیث بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھی تو اس کی طرف اشارہ کر دیا اور استنباط کیا حکم کو اور حدیث سے جو اس کی شرط پر تھی اور وہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے حلہ سیراء میں۔

٤٩٤٧ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ

۴۹۴۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جوڑا ریشمی لایا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیا میں نے اس کو پہنا سو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں غضب

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ آتٰى إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سِيَرَآءَ فَلَبِسْتُهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ فَشَقَّقْتُهَا بَيْنَ نِسَآئِيْ.

دیکھا سو میں نے اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں میں بانٹا۔

فائدہ: مراد عورتوں سے فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں مع قرابتی عورتوں کے جیسے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا علی رضی اللہ عنہ کی ماں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی وغیرہ منکوحہ عورتیں مراد نہیں ہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا ان کی کوئی بیوی نہ تھی اور شرح میں ہے آتی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ مد کے بمعنی اعطی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیا پھر بغل گیر ہے اعطی اھدی کے معنی کو یعنی تحفہ دیا اسی واسطے متعدی کیا ہے اس کو ساتھ مالی کے اور حلہ کے معنی ہیں جوڑا یعنی چادر اور تہہ بند اور سیراء ایک قسم ہے ریشمی کپڑے کی ابن منیر نے کہا کہ وجہ مطابقت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے یہ ہے کہ جو حاصل ہوا اس جوڑے سے واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک ٹکڑا تھا سو وہ راضی ہوئیں ساتھ اس کے بطور میانہ روی کے باعتبار حال کے نہ بطور اسراف کے اور بہر حال حکم مسئلے کا سو کہا ابن بطال نے کہ اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ واسطے عورت کے ساتھ نفقہ کے خاوند پر کپڑا اس کا ہے بطور واجب ہونے کے اور ذکر کیا ہے بعض نے کہ لازم ہے مرد پر کہ پہنائے اس کو کپڑوں سے ایسا اور صحیح اس میں یہ ہے کہ سب شہروں کے لوگوں کو ایک طور پر محمول نہ کیا جائے اور یہ کہ ہر شہر والوں پر وہ چیز ہے جو ان کی عادت میں جاری ہو بقدر اس چیز کے کہ خاوند اس کی طاقت رکھے بقدر کفایت کے واسطے عورت کے اور بقدر فراخی اور تنگی مرد کے اور اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے طرف رد کی شافعیوں پر وقد تقدم البحث فی ذلک قریبا اور کپڑا ابھی اس کے معنی میں ہے اور علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کی پوری شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ عَوْنِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِيْ وَلَدِهٖ.

مدد کرنا عورت کا اپنے خاوند کو اس کی اولاد میں۔

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ اس نے عورت شوہر دیدہ سے نکاح کیا تا کہ ان کے سر پر قائم ہو اور ان کو سنوارے شاید کہ اس نے استنباط کیا ہے قائم ہونا عورت کا اپنے خاوند کی اولاد پر قائم ہونے عورت جابر رضی اللہ عنہ کے سے اس کی بہنوں پر اور وجہ اس کی اس سے ساتھ طریق اولیٰ کے ہے کہا ابن بطال نے اور نہیں واجب ہے مدد کرنا عورت کا اپنے خاوند کو اس کی اولاد میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ خوب گزران اور نیک عورتوں کی خو سے ہے اور کیا خاوند کی خدمت عورت پر لازم ہے یا نہیں اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے۔

٤٩٤٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ هَلَكَ أَبِيْ وَتَرَكَ

۴۹۴۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا باپ مر گیا اور اس نے سات یا نو لڑکیاں چھوڑیں سو میں نے ایک عورت شوہر دیدہ سے نکاح کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ

سَبْعَ بَنَاتٍ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً ثَيِّبًا فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ وَإِنِّيْ كَرِهْتُ أَنْ أَجِيْئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ وَتُصْلِحُهُنَّ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ أَوْ قَالَ خَيْرًا.

اے جابر! کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کنواری سے یا شوہر دیدہ سے؟ میں نے کہا بلکہ شوہر دیدہ سے، فرمایا کیوں نہ نکاح کیا تو نے کنواری سے جو تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ کو ہنساتی اور تو اس کو ہنساتا؟ میں نے کہا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ یعنی میرا باپ مر گیا اور اس نے لڑکیاں چھوڑیں اور میں نے برا جانا کہ لاؤں ان کے پاس جوان کی مانند یعنی نادان، ناتجربہ کار عورت سے نکاح کروں سو میں نے نکاح کیا اس عورت سے کہ ان کے سر پر قائم ہو یعنی اور ان کی خبر لے اور ان کو سنوارے سو فرمایا کہ اللہ تیرے واسطے برکت کرے یا فرمایا تجھ کو نیکی دے۔

بَابُ نَفَقَةِ الْمُعْسِرِ عَلٰى أَهْلِهِ.

خرچ کرنا تنگ دست کا اپنے گھر والوں پر۔

٤٩٤٩ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَلِمَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰى أَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ فَأَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ لَيْسَ عِنْدِيْ قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا أَسْتَطِيْعُ قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا أَجِدُ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ فَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ قَالَ هَا أَنَا ذَا قَالَ تَصَدَّقْ بِهٰذَا قَالَ عَلٰى أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى

۴۹۴۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا میں ہلاک ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کیوں کہا کہ میں نے رمضان میں اپنی عورت سے صحبت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک گردن آزاد کر اس نے کہا کہ گردن میرے پاس نہیں فرمایا سو روزے رکھ دو مہینے کے پے در پے اس نے کہا کہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا فرمایا پس ساٹھ مسکین کو کھانا کھلا اس نے کہا کہ میں نہیں پاتا یعنی کھانا ساٹھ مسکینوں کا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک تھیلا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہاں ہے پوچھنے والا اس نے کہا خبردار وہ میں ہوں فرمایا کہ اس کے ساتھ صدقہ کر اس نے کہا یا حضرت! کیا ہم سے زیادہ تر محتاج پر سو قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا کہ مدینے کی دونوں طرف پتھریلی زمین کے درمیان کوئی گھر والے ہم سے زیادہ تر محتاج نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهُ قَالَ فَأَنْتُمْ إِذًا. یہاں تک کہ آپ کے اگلے دانت ظاہر ہوئے فرمایا سو اب تم ہی اس صدقے کے مستحق ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ وجہ لینے ترجمہ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ مباح کیا حضرت ﷺ نے واسطے اس کے کھلانا کھجوروں کا اپنے گھر والوں کو اور نہ فرمایا اس کو کہ کفایت کرتا ہے تجھ کو یہ کفارے سے اس واسطے کہ البتہ متعین ہوا اس پر فرض ہونا نفقہ کا اپنے گھر والوں پر ساتھ موجود ہونے کھجوروں کے اور وہ لازم تر ہے واسطے اس کے کفارے سے اسی طرح کہا ہے اس نے اور یہ مشابہ ہے دعویٰ کے سو محتاج ہے طرف دلیل کی اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ لینا ترجمہ کا اس جہت سے ہے کہ اس نے اپنے گھر والوں کے نفقہ کے ساتھ اہتمام کیا اس واسطے کہ جب اس سے کہا گیا کہ خیرات کر ساتھ اس کے تو اس نے کہا کہ کیا ہم سے زیادہ تر محتاج پر سو اگر نہ ہوتا اہتمام اس کا ساتھ نفقہ اہل اپنے کے تو البتہ جلدی کرتا اور صدقہ کرتا۔ (فتح)

بَابُ ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ﴾ وَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْهُ شَيْءٌ ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾.

اور وارث پر ہے مثل اس کی یعنی جس بچے کا باپ مر گیا ہو اس کے دودھ پلانے کی اجرت اس کے وارث پر ہے اور کیا لازم ہے عورت پر اس سے کچھ چیز یعنی بچے کے دودھ پلانے کا ماں پر کچھ حق نہیں اور بیان کی ہے اللہ نے مثل دو مردوں کی ایک دونوں میں گونگا ہے اور وہ بھاری ہے اپنے مالک پر آخر آیت تک استدلال کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس آیت کے اوپر نہ واجب ہونے اجرت دودھ پلانے کے ماں پر۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے جس کا ملخص یہ ہے کہ اختلاف کیا ہے سلف نے اس میں کہ کیا مراد ہے اللہ کے اس قول سے ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ﴾ سو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لازم ہے اس پر کہ نہ ضرر کرے اور یہی قول ہے شعبی اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا کہا انہوں نے اور نہیں ہے تاوان کسی وارث پر اور نہیں لازم ہے اس پر نفقہ مورث کے بچے کا اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ لازم ہے اس شخص پر جو باپ کا وارث ہو مثل اس چیز کی کہ لازم تھی باپ پر اجرت رضاع سے جب کہ بچے کا کچھ مال نہ ہو پھر اختلاف ہے اس میں کہ وارث سے کیا مراد ہے سو کہا حسن رحمۃ اللہ علیہ اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ ہر شخص ہے جو باپ کا وارث ہو مردوں اور عورتوں سے اور یہ قول احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے ساتھیوں نے کہ وہ شخص وہ ہے جو ہو ذو رحم محرم لڑکے کا سوائے اپنے غیر کے اور کہا قبیصہ نے کہ وہ خود لڑکا ہے اور کہا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ جب ماں اور چچا پیچھے رہے تو ہر ایک پر ہے دودھ پلانا بچے کا

بقدر اس چیز کے کہ وارث ہوتا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہے ثوری رحمۃ اللہ علیہ ، کہا ابن بطال نے اور طرف اسی قول کی اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ قول اپنے کے اور کیا ہے عورت پر اس سے کچھ چیز پھر اشارہ کیا طرف رد کرنے اس کے کی ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا اَبْكَمُ﴾ سو اس نے اشارہ کیا کہ عورت بہ نسبت وارث کی بجائے گونگے کے ہے بولنے والے سے اور البتہ روایت کیا ہے طبری نے ان اقوال کو ان کے قائل سے اور سبب اختلاف کا حمل کرنا مثلیت کا ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے مثل ذلک اوپر تمام اس چیز کے کہ گزری یا بعض اس کے کی اور جو پہلے گزرا ہے دودھ پلانا ہے اور خرچ کرنا اور کپڑا پہنانا اور نہ ضرور دینا، کہا ابن عربی نے کہ کہا ایک گروہ نے کہ نہیں پھرتا طرف تمام کی بلکہ طرف اخیر کی یعنی نہ ضرر دینا اور یہی ہے اصل اور جو دعویٰ کرے کہ وہ سب کی طرف پھرتا ہے تو اس پر ہے دلیل اس واسطے کہ اشارہ ساتھ مفرد کے ہے اور اقرب مذکور وہ عدم اضرار ہے یعنی نہ ضرر دینا پس راجح ہے حمل کرنا اوپر اس کے پھر وارد کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیچ سوال کرنے اس کے کی کہ کیا واسطے میرے اجر ہے بیچ خرچ کرنے کے اپنی اولاد پر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے اور نہ تھا واسطے ان کے مال سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خبر دی کہ واسطے اس کے اجر ہے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ عورت کے گھر کا خرچ نہیں واجب ہے عورت پر اس واسطے کہ اگر عورت پر واجب ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اس کے واسطے بیان کرتے اور اسی طرح ہے قصہ ہند عتبہ کی بیٹی کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اس کو بیچ لینے نفقہ اپنے گھر کے باپ کے مال سے سو دلالت کی اس نے کہ نفقہ گھر کا صرف باپ پر واجب نہیں سو مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ جب نہیں لازم ہے ماں پر نفقہ اولاد کا باپ کی زندگی میں تو یہی حکم بدستور ہے بعد باپ کے اور قوی کرتا ہے اس کو قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ﴾ یعنی کھانا ماؤں کا اور کپڑا ان کا بسبب دودھ پلانے ان کے ہے اولاد کو سو کس طرح واجب ہوگا واسطے ان کے اول آیت میں اور واجب ہوگا اوپر ان کے نفقہ بیٹوں کا آخر آیت میں اور بہر حال قول قبیصہ کا سو رد کرتا ہے اس کو یہ کہ لفظ وارث کا شامل ہے اولاد وغیرہ کو سو نہ خاص کیا جائے گا ساتھ اس کے ایک وارث سوائے دوسرے وارث کے مگر ساتھ حجت کے اور اگر بچہ مراد ہوتا تو کہا جاتا وعلی المولود اور لیکن قول حنفیہ کا پس لازم آتا ہے اس سے کہ نفقہ واجب ہے ماموں پر واسطے بھانجی اپنی کے اور نہیں واجب ہے چچا پر واسطے بھتیجے اپنے کے اور یہ تفصیل ہے کہ نہیں ہے اس پر دلالت کتاب سے اور نہ سنت سے اور نہ قیاس سے کہا ہے اس کو اسماعیل قاضی نے اور بہر حال قول حسن رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے تابعداروں کا سو تعاقب کیا گیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ﴾ پس جب واجب ہوا باپ پر خرچ کرنا اس عورت پر جو دودھ پلائے اس کے بچے کو تا کہ غذا دیا جائے اور پرورش پائے تو اسی طرح واجب ہے باپ پر جب کہ دودھ چھوڑائے سو غذا دے اس کو ساتھ طعام کے جیسے کہ غذا دیتا تھا اس

کو ساتھ دودھ پلانے کے جب تک چھوٹا تھا اور اگر واجب ہوتا مثل اس کی وارث پر تو البتہ واجب ہوتا جب مر جائے مرد حامل سے یہ کہ لازم ہو عصبہ پر خرچ کرنا اوپر عورت کے بسبب اس چیز کے کہ اس کے پیٹ میں ہے اور اسی طرح لازم آتا ہے حنفیوں پر لازم کرنا نفقہ کا ہر ذی رحم محرم پر اور کہا ابن منیر نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ کا رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے یہ کہ واجب ہے ماں پر نفقہ اپنی اولاد کا اور دودھ پلانا اس کو اس کے باپ کے بعد واسطے داخل ہونے باپ کے وارث کے عموم میں سو بیان کیا اس نے کہ ماں بھاری تھی باپ پر واجب تھا نفقہ اس کا اوپر اس کے اور جو دراصل کل ہو نہ قادر ہو کسی چیز پر غالبا تو کس طرح متوجہ ہوتا ہے اس پر کہ خرچ کرے غیر پر اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث صریح ہے اس میں کہ خرچ کرنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اپنی اولاد پر بطور فضل اور نفل کے ہے سو دلالت کی اس نے کہ نہیں واجب ہے عورت پر نفقہ اولاد کا اور بہرحال قصد ہند کا پس ظاہر ہے بیچ ساقط ہونے نفقہ کے عورت سے باپ کی زندگی میں سو بدستور رہے گا یہ اصل بعد مرنے باپ کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ باپ کی زندگی میں جو عورت سے نفقہ ساقط ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ باپ کے گم ہونے کے بعد بھی ماں سے نفقہ ساقط ہو نہیں تو گم ہو قیام ساتھ مصالح ولد کے ساتھ گم ہونے باپ کے پس احتمال ہے کہ ہو مراد بخاری رحمہ اللہ کی پہلی حدیث سے اور وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے بیچ خرچ اس کے کی اپنی اولاد پر جزء اول ترجمہ سے اور وہ یہ کہ باپ کا وارث مانند ماں کی لازم ہے اس پر نفقہ بچے کا بعد موت باپ کے اور دوسری حدیث سے جزء دوسری اور وہ یہ ہے کہ نہیں عورت پر کچھ چیز وقت موجود ہونے باپ کے اور نہیں ہے اس میں تعرض واسطے اس چیز کے جو باپ کے بعد ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٩٥٠ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ لِي مِنْ أَجْرٍ فِي بَنِي أَبِي سَلَمَةَ أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْهِمْ وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ قَالَ نَعَمْ لَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ.

۴۹۵۰۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا ہے واسطے میرے ثواب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں یہ کہ ان پر خرچ کروں اور ان کو کھلاؤں اور نہیں میں چھوڑنے والی ان کو اس طرح اس طرح؟ یعنی محتاج سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تو میرے بیٹے ہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں واسطے تیرے ثواب ہے اس چیز کا جو تو نے ان پر خرچ کی۔

٤٩٥١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ هِنْدُ يَا

۴۹۵۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند نے کہا یا حضرت! ابو سفیان مرد بخیل ہے سو کیا ہے مجھ پر گناہ یہ کہ لوں اس کے مال سے جو مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے؟

رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَّالِهِ مَا يَكْفِيْنِيْ وَبَنِيَّ قَالَ خُذِيْ بِالْمَعْرُوْفِ.

فرمایا کہ لے لیا کر دستور کے موافق۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ.

باب ہے بیچ بیان قول حضرت ﷺ کے کہ جو شخص کہ چھوڑ جائے چیز بھاری یعنی قرض اور عیال یا عیال ضائع ہونے والا تو میری طرف ہے رجوع کرنا اس کا یعنی میں اس کا قرض ادا کروں گا اور اس کے عیال کی غم خواری کروں گا۔

فائدہ: عیال ضائع ہونے والا یعنی اگر کوئی خبر نہ لے تو ہلاک ہو جائے اور کل اور ضیاع کی تفسیر کفالہ اور استقراض میں گزر چکی ہے۔

٤٩٥٢ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰى عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَسْأَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ فَضْلًا فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ وَفَاءً صَلّٰى وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِيْنَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوْحَ قَالَ أَنَا أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ.

۴۹۵۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اول اسلام میں معمول تھا کہ حضرت ﷺ کے پاس مرا ہوا مرد یعنی جنازہ لایا جاتا جس پر قرض ہوتا تو پوچھتے کہ کیا اس نے اپنے قرض کے واسطے اتنا مال چھوڑا ہے کہ قرض اس سے ادا ہو سکے؟ سو اگر کوئی آپ سے کہتا کہ اس نے اپنے قرض ادا ہونے کے برابر مال چھوڑا ہے جس سے قرض ادا ہو سکے تو اس کے جنازے کی نماز پڑھتے نہیں تو مسلمانوں سے فرماتے کہ اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھو پھر جب اللہ نے آپ پر فتوحات کھولیں یعنی ملک فتح ہوئے اور غنیمتیں ہاتھ لگیں تو فرمایا کہ میں قریب ہوں مسلمانوں سے ان کی ذاتوں سے زیادہ سو جو کوئی مسلمانوں میں سے مر جائے اور اپنے اوپر قرض چھوڑے تو اس کا ادا کرنا مجھ پر لازم ہے اور جو مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کا حق ہے۔

فائدہ: بہر حال لفظ ترجمہ کا سو وارد کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے استقراض میں ابو حازم کے طریق سے اس نے روایت کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ جو مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کا حق ہے اور جو کل یعنی عیال

چھوڑے تو وہ ہماری طرف رجوع کرنے والا ہے اور عبدالرحمٰن کے طریق سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جو دین یا ضیاع چھوڑے تو چاہیے کہ میرے پاس آئے یعنی وکیل اس کا کہ میں ہوں کارساز اس کا و تقدم شرح الحدیث فی الکفالۃ ویاتی الباقی فی الفرائض انشاء اللہ تعالی اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی داخل کرنے اس کے سے نفقے کے بابوں میں اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ جو مر جائے اور اس کے واسطے اولاد ہو اور ان کے واسطے کوئی چیز نہ چھوڑے تو واجب ہے خرچ ان کا مسلمانوں کے بیت المال میں، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْمَرَاضِعِ مِنَ الْمَوَالِيَاتِ وَغَيْرِهِنَّ.

دودھ پلانے والیاں آزاد لونڈیوں سے اور جوان کے سوائے ہیں یعنی آزاد عورتوں سے۔

٤٩٥٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ انْكِحْ أُخْتِيْ بِنْتَ أَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ وَتُحِبِّيْنَ ذٰلِكِ قُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِيْ فِي الْخَيْرِ أُخْتِيْ فَقَالَ إِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ إِنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيْدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ فَقَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِيْ فِيْ حَجْرِيْ مَا حَلَّتْ لِيْ إِنَّهَا بِنْتُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِيْ وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ ثُوَيْبَةُ أَعْتَقَهَا أَبُوْ لَهَبٍ.

۴۹۵۳۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے نکاح کیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس کو چاہتی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں میں آپ کو اپنے سوائے اور بیویوں سے خالی نہیں پاتی یعنی فقط میں آپ کے پاس اکیلی نہیں ہوں کہ مجھ کو رشک آئے بلکہ میرے سوا اور بھی آپ کی بہت بیویاں ہیں اور محبوب تر جو مجھ کو خیر میں شریک ہو میری بہن ہے فرمایا کہ بے شک یہ میرے واسطے حلال نہیں تو میں نے کہا یا حضرت! ہم سنتے ہیں کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے جس کا نام درہ ہے آپ نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے؟ میں نے کہا کہ ہاں! فرمایا قسم ہے اللہ کی اگر وہ میری بیوی کی لڑکی میری گود کی پالی نہ ہوتی تو بھی میرے واسطے حلال نہ ہوتی بے شک وہ تو میری دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے مجھ کو اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا سو اے بیویو! اپنی لڑکیوں اور اپنی بہنوں کے نکاح کرنے کو مجھ سے نہ کہا کرو اور کہا شعیب نے زہری سے کہا عروہ نے کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی اس نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ بے شک یہ میرے واسطے حلال نہیں یعنی اس واسطے کہ بیوی کی زندگی میں سالی سے نکاح کرنا

درست نہیں اور یہ جو فرمایا کہ اگر درہ میری بیوی کی بیٹی میری گود کی پالی نہ ہوتی تو بھی میرے واسطے حلال نہ ہوتی یعنی یہ چرچا غلط ہے کہ اول تو درہ میری ربیبہ ہے یعنی میری بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے اگلے خاوند سے دوسری دودھ کے رشتے سے میری بھتیجی ہے نکاح کی کون صورت ہے اور یہ جو فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثبوت مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بیچ اس کے تاکہ مترتب ہو اس پر حکم اس واسطے کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے حلال ہے اگر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ آپ کا دودھ شریک بھائی نہ ہوتا اس واسطے کہ وہ ربیبہ نہیں برخلاف ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہو وقد تقدم شرح الحدیث مستوفی فی کتاب النکاح اور قول راوی کا اس کے اخیر میں کہا شعیب نے زہری سے کہا عروہ نے کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی اس نے اس کو آزاد کر دیا تھا اور مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ ذکر کرنے اس کے کی اس جگہ ظاہر کرنا اس بات کا ہے کہ ثویبہ آزاد شدہ لونڈی تھی تاکہ مطابق ہو ترجمہ کے اور وجہ وارد کرنے اس کے کی نفقوں کے بابوں میں اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ بچے کو دودھ پلانا ماں پر لازم نہیں بلکہ جائز ہے واسطے اس کے کہ دودھ پلائے اور جائز ہے کہ نہ پلائے اور جب دودھ پلانے سے باز رہے تو جائز ہے واسطے باپ کے یا ولی کے یہ کہ دودھ پلائے بچے کو ساتھ اجنبی عورت کے آزاد ہو یا لونڈی اجرت کے ساتھ پلائے یا بطور احسان کے اور اجرت داخل ہوتی ہے نفقہ میں اور کہا ابن بطال نے کہ ابتدا میں عرب لوگ لونڈیوں سے دودھ پلوانے کو برا جانتے تھے اور عربی آزاد عورت کے دودھ پلانے میں رغبت کرتے تھے واسطے نجابت بچے کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معلوم کروایا کہ البتہ آپ نے دودھ پیا ہے غیر عرب سے اور نجیب اور شریف ہوئے اور یہ کہ لونڈیوں کا دودھ پینا مکروہ نہیں اور یہ معنی خوب ہیں لیکن نہیں فائدہ دیتی جواب کو اس سوال سے جو میں نے وارد کیا اور اسی طرح قول ابن منیر کا کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حرمت رضاع کی پھیل جاتی ہے برابر ہے کہ دودھ پلانے والی عورت ہو یا لونڈی، واللہ اعلم۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْاَطْعِمَةِ
کتاب ہے بیچ بیان اقسام کھانوں کے اور احکام ان کے

فائدہ: اطعمہ طعام کی جمع ہے اور طعام وہ چیز ہے جو کھائی جائے اور کبھی خاص کرتے ہیں اس کو ساتھ گندم کے اور طعم ساتھ فتحہ ط کے چکھنا ہے شیرینی وغیرہ کا اور ساتھ ضمہ کے کھانا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ وَقَوْلِهِ ﴿اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ وَقَوْلِهِ ﴿كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ کھاؤ ستھری چیزیں جو ہم نے تم کو روزی دی اور اللہ کے اس قول میں کہ کھاؤ ستھری چیزیں جو تم نے کمائیں اور فرمایا کہ کھاؤ ستھری چیزوں سے اور عمل کرو نیک۔

فائدہ: اکثر روایتوں میں دوسری آیت میں انفقوا ہے بدلے کلوا کے موافق تلاوت کے اور بعض روایتوں میں کلوا واقع ہوا ہے اور یہ غلطی ہے ناسخ کی اور طیبات جمع طیبہ کی اور بولا جاتا ہے طیبہ لذت دار چیز پر جس میں ضرر نہ ہو اور پاک چیز پر بھی اور اس چیز پر جس میں ایذا نہ ہو اور حلال پر بھی سو قسم اول سے ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿يَسْئَلُوْنَكَ مَا ذَا اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ﴾ اور یہی ہیں معنی راجح اس کی تفسیر میں اس واسطے کہ اگر مراد حلال چیز ہوتی تو نہ زیادہ کیا جاتا جواب سوال پر اور دوسری قسم سے ہے قول اللہ کا ﴿فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ اور تیسری قسم سے ہے هٰذَا يَوْمٌ طَيِّبٌ وَهٰذِهِ لَيْلَةٌ طَيِّبَةٌ اور چوتھی قسم سے ہے آیت دوسری جو ترجمہ باب میں ہے سو البتہ گزر چکی ہے تفسیر اس کی زکوٰۃ میں کہ مراد ساتھ تجارت کے حلال ہے اور نیز آتی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے کہ مراد ساتھ اس کے جید چیز ہے واسطے قرین ہونے اس کے ساتھ نہی کے خرچ کرنے سے خبیث چیز سے اور مراد ساتھ اس کے ردی ہے اسی طرح تفسیر کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور وارد ہوئی ہے اس میں حدیث مرفوع ذکرہ فی باب تعلیق القنو فی المسجد اور واضح تر اس سے جو متعلق ہے ساتھ اس ترجمہ کے وہ چیز ہے جو روایت کی ہے ترمذی نے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ہم کھجوروں کے باغ والے تھے سو تھا مرد گچھہ لاتا اور اس کو مسجد میں لٹکاتا اور تھا بعض مرد جو نیکی میں رغبت نہ کرتا ردی کھجور لاتا سو اس کو لٹکاتا سو اتری یہ آیت ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ

تُنْفِقُوْنَ﴾ پھر اس کے بعد یہ دستور ہوا کہ جو عمدہ چیز مرد کے پاس ہوتی اس کو لاتا اور ابوداؤد میں سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ تھے قصد کرتے لوگ بدتر روی کھجوروں کا پھر نکالتے اس کو صدقے میں سو اتری یہ آیت اور نہیں ہے درمیان تفسیر طیب کی اس آیت میں ساتھ حلال کے اور ساتھ اس چیز کے کہ اس سے لذت طلب کی جاتی ہے منافات اور نظیر اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ اور البتہ ٹھہرایا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ نے اصل بیچ حرام کرنے اس چیز کے کہ خبیث جانتے ہیں اس کو عرب اس قسم سے کہ نہیں وارد ہوئی ہے اس میں نص ساتھ شرط کے جس کا بیان آئندہ آئے گا اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے جس جگہ کہ وارد کیا ہے ان آیتوں کو تلمیح کی ہے ساتھ اس حدیث کے جو روایت کی ہے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! اللہ پاک ہے نہیں قبول کرتا مگر پاک چیز کو اور بے شک اللہ نے حکم کیا ہے مسلمانوں کو جو حکم کیا ہے پیغمبروں کو سو فرمایا کے اے رسولو! کھاؤ پاک اور ستھری چیزوں سے اور عمل کرو نیک اور کہا اے ایمان والو! کھاؤ ستھری چیزیں جو ہم نے تم کو روزی دی، الحدیث اور شاید یہ حدیث جب کہ بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر تھی تو اقتصار کیا اوپر وارد کرنے اس کے ترجمہ میں کہا ابن بطال نے کہ نہیں اختلاف اہل تاویل کو اس آیت میں ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ کہ اتری یہ اس شخص کے حق میں جس نے حرام کیا تھا اپنے نفس پر لذیذ طعام کو اور لذت دار چیزوں کو جو مباح ہیں پھر ذکر کیا بخاری رحمہ اللہ نے تین حدیثوں کو جو متعلق ہیں ساتھ بھوک اور پیٹ بھر کر کھانے کے۔ (فتح)

٤٩٥٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ قَالَ سُفْيَانُ وَالْعَانِي الْأَسِيْرُ.

۴۹۵۴۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا کھلاؤ بھوکے کو اور خبر پوچھو بیمار کی اور چھڑاؤ قیدی کو کہا سفیان نے کہ عانی کے معنی ہیں قیدی۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ امر اس جگہ واسطے ندب کے ہے اور کبھی واجب ہوتا ہے بعض احوال سے اور یہ جو حکم فرمایا کہ بھوکے کو کھانا کھلاؤ تو اس سے لیا جاتا ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا جائز ہے اس واسطے کہ جب تک کہ پیٹ نہیں بھرا تو صفت بھوکے کی قائم ہے ساتھ اس کے اور حکم ساتھ کھلانے اس کے کی بدستور ہے اور کہا گیا ہے واسطے قیدی کے عانی عنی یعنو سے جب کہ جھکے۔ (فتح)

٤٩٥٥ ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسَى حَدَّثَنَا

۴۹۵۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طَعَامٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى قُبِضَ.

حضرت ﷺ کے لوگوں نے کھانے سے تین دن پیٹ بھر نہیں کھایا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کی روح قبض ہوئی۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں ہے کہ نہیں پیٹ بھر کر کھایا حضرت ﷺ نے اور نہ آپ کے گھر والوں نے تین دن پے در پے اور ایک روایت میں میں تین راتوں کا ذکر آیا ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مراد ساتھ دنوں کے اس جگہ ساتھ راتوں اپنی کے ہیں اور پیٹ بھر کر کھانا جو نفی کیا گیا ہے وہ ساتھ قید پے در پے ہونے کے ہے نہ مطلق اور لیا جاتا ہے مقصود اس کا کہ جائز ہے کھانا پیٹ بھر کر فی الجملہ مفہوم سے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ سبب نہ سیر ہونے ان کے کا غالبًا بسبب کم ہونے چیز کے ہے نزدیک ان کے علاوہ ازیں کبھی وہ پاتے تھے لیکن اختیار کرتے تھے اپنے اوپر غیروں کو اور رقاق میں آئے گا کہ نکلے حضرت ﷺ دنیا سے اور حالانکہ نہیں سیر ہوئے جو کی روٹی سے ویاتی بسط القول فی شرحہ فی کتاب الرقاق انشاء اللہ تعالٰی۔

٤٩٥٦ - وَعَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَصَابَنِيْ جَهْدٌ شَدِيْدٌ فَلَقِيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَاسْتَقْرَأْتُهُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَدَخَلَ دَارَهُ وَفَتَحَهَا عَلَيَّ فَمَشَيْتُ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَخَرَرْتُ لِوَجْهِيْ مِنَ الْجَهْدِ وَالْجُوْعِ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِيْ فَقَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَأَقَامَنِيْ وَعَرَفَ الَّذِيْ بِيْ فَانْطَلَقَ بِيْ إِلٰى رَحْلِهِ فَأَمَرَ لِيْ بِعُسٍّ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ عُدْ يَا أَبَا هِرٍّ فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ ثُمَّ قَالَ عُدْ فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ حَتّٰى اسْتَوٰى بَطْنِيْ فَصَارَ كَالْقِدْحِ قَالَ فَلَقِيْتُ عُمَرَ وَذَكَرْتُ لَهُ الَّذِيْ كَانَ مِنْ أَمْرِيْ

۴۹۵۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو سخت مشقت پہنچی یعنی بھوک سے تو میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے اس کو سوال کیا کہ قرآن کی ایک آیت معین مجھ پر پڑھے یعنی بطور استفادہ کے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور آیت کو مجھ پر کھولا یعنی مجھ پر پڑھا اور مجھ کو سمجھائی یعنی اور آیت پوچھنے سے میری مراد یہ تھی کہ مجھ کو کھانا کھلائیں لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے میری مراد نہ سمجھی پھر میں تھوڑی دور چلا سو میں اپنے منہ کے بل گر پڑا مشقت بھوک کے سبب سے سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ میرے سر پر کھڑے ہیں سو فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! میں نے کہا کہ بار بار حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! اور حاضر ہوں میں سو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو کھڑا کیا اور میری بھوک کو پہچانا سو مجھ کو اپنے گھر کی طرف لے گئے اور حکم کیا کہ مجھ کو دودھ کا ایک پیالہ دیں یعنی سو مجھ کو دودھ کا پیالہ دیا سو میں

وَقُلْتُ لَهُ فَوَلَّى اللّٰهُ ذٰلِكَ مَنْ كَانَ أَحَقَّ بِهِ مِنْكَ يَا عُمَرُ وَاللّٰهِ لَقَدْ اسْتَقْرَأْتُكَ الْآيَةَ وَلَأَنَا أَقْرَأُ لَهَا مِنْكَ قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَأَنْ أَكُونَ أَدْخَلْتُكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِيْ مِثْلُ حُمْرِ النَّعَمِ.

نے اس سے پیا پھر فرمایا اے ابو ہریرہ پھر پی میں نے پھر پیا فرمایا پھر پی میں نے پھر پیا یہاں تک کہ میرا پیٹ تن گیا یعنی بہ سبب پر ہونے اس کے دودھ سے سو ہو گیا مانند تیر کی پھر میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے ان کے آگے اپنا حال ذکر کیا یعنی میں بھوکا تھا اور مراد میری آیت پوچھنے سے یہ تھی کہ مجھ کو کھانا کھلائیں اور میں نے اس سے کہا کہ متولی کیا اللہ نے بھوک کے دور کرنے کا اس شخص کو کہ زیادہ تر لائق تھا ساتھ اس کے تجھ سے اے عمر! قسم ہے اللہ کی میں نے تجھ سے سوال کیا کہ قرآن کی آیت مجھ پر پڑھو اور البتہ میں زیادہ تر قاری تھا ساتھ اس کے تجھ سے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی البتہ داخل کرنا میرا تجھ کو گھر میں اور کھانا کھلانا میرے واسطے بہتر تھا مجھ کو سرخ اونٹ کے ہونے سے۔

فائدہ: عس بڑے پیالے کو کہتے ہیں اور قدح کہتے ہیں تیر بے پر کو یعنی جیسے تیر سیدھا ہوتا ہے اس میں کچھ کجی نہیں ہوتی اسی طرح میرا پیٹ دودھ سے پر ہو کر سیدھا ہوا اس میں کوئی جگہ خالی نہ رہی اور مراد ساتھ جہد کے مشقت ہے اور وہ ہر چیز میں بقدر اس کے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس دن روزے دار تھے اور نہ پائی انہوں نے اس دن کوئی چیز کہ اس کے ساتھ روزہ افطار کریں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پی میں نے کہا میں کوئی راہ نہیں پاتا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ جائز ہے پیٹ بھر کر کھانا اگرچہ حمل کی جائے مراد ساتھ نفی مساغ کے اوپر اس کے کہ جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے عادت اس کی یہ مراد ان کی نہ تھی کہ انہوں نے زیادہ کھایا سیر ہونے سے، واللہ اعلم۔

تنبیہ: ذکر کیا میرے واسطے حلب کے ملک کے محدث نے جس کا نام برہان الدین ہے کہ کہا شیخ سراج الدین بلقینی نے کہ نہیں ان تین حدیثوں میں جو دلالت کرے اوپر طعاموں کے جن پر ترجمہ باندھا گیا ہے جس میں آیتیں مذکورہ پڑھی گئی ہیں میں نے کہا کہ یہ ظاہر ہے جب کہ ہو مراد مجرد ذکر انواع کھانے کے لیکن جب کہ ہو مراد ساتھ ان کے یہ اور جو متعلق ہے ساتھ ان کے احوال ان کے اور صفات ان کی سے تو مناسبت ظاہر ہے اس واسطے کہ منجملہ احوال ان کے کی جو پیدا ہونے والے ہیں ان سے پیٹ بھر کر کھانا ہے اور بھوکا رہنا ہے اور منجملہ صفات ان کی کے حلال ہونا اور حرام ہونا ہے اور لذیذ ہونا اور خبیث ہونا ہے اور اس قسم سے کہ پیدا ہوتا ہے ان سے کھلانا ہے اور نہ کھلانا ہے اور

یہ سب ظاہر ہے تینوں حدیثوں سے اور بہر حال آیتیں سو وہ بغل گیر ہے اجازت کو بیچ کھانے ستھری چیزوں کے سو گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ حدیثوں کے طرف اس کی کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ ایک نوع کے حلال سے اور نہ لذیذ سے اور نہ ساتھ حالت پیٹ بھر کر کھانے کے اور نہ ساتھ سدّ رمق کے بلکہ شامل ہے اس کو بسبب وجدان کے اور بحسب حاجت کے، واللہ اعلم اور یہ جو کہا کہ متولی ہوا اس کا یعنی مباشر ہوئے اس کے سیر کرنے میرے سے اور دفع کرنے بھوک میری کے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ جو کہا کہ میں زیادہ تر قاری تھا ساتھ اس کے تجھ سے تو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر پڑھا تو توقف کیا بیچ اس کے یا بیچ کسی چیز کے اس سے تا کہ جائز ہوا واسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جو کہا اور اسی واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اس پر برقرار رکھا اور سرخ اونٹ اس واسطے کہا کہ اس کو فضیلت ہے اپنی سب قسموں پر اور پہلے گزر چکی ہے مناقب میں بحث بیچ تخصیص کرنے اس کے کی اور مراد کے ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ وَالْأَكْلِ بِالْيَمِيْنِ.

کھانے پر بسم اللہ کہنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا۔

فائدہ: مراد ساتھ تسمیہ کے کھانے پر بسم اللہ کہنا ہے کھانے کے ابتدا میں اور صریح تر چیز جو وارد ہوئی ہے بیچ صفت تسمیہ کے وہ چیز ہے جو روایت کی ہے ابوداؤد اور ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ جب کوئی کھانا کھائے تو چاہیے کہ بسم اللہ پڑھے اور اگر اس کے اول میں بھول جائے تو چاہیے کہ کہے بسم اللہ اولہ و آخرہ اور یہ جو نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ افضل یہ ہے کہ ساری بسم اللہ یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور اگر فقط بسم اللہ کہے تو یہ بھی کفایت کرتا ہے اور حاصل ہوتی ہے سنت سو میں نے اس کے اس دعوے افضلیت کی کوئی دلیل خاص نہیں دیکھی اور جو غزالی نے احیا میں کہا کہ اگر ہر لقمہ کے ساتھ بسم اللہ کہے تو بہتر اور مستحب ہے کہ اول لقمے کے ساتھ بسم اللہ کہے اور دوسرے کے ساتھ بسم اللہ الرحمن اور تیسرے کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم سو میں نے اس کے مستحب ہونے کے واسطے بھی کوئی دلیل نہیں دیکھی اور تکرار کی خود آپ اس نے وجہ بیان کی ہے کہ تا کہ نہ باز رکھے اس کو کھانا اللہ کے ذکر سے اور دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانے کا بیان آئندہ آتا ہے اور یہ شامل ہے اس شخص کو جو خود اپنے ہاتھ سے کھائے اور اس طرح جو اپنے ہاتھ سے نہ کھا سکے بلکہ کوئی غیر اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے کھلائے نہ بائیں ہاتھ سے۔ (فتح) اور مستحب ہے کہ پکار کر بسم اللہ کہے تا کہ دوسروں کو معلوم ہو اگر ان کو یاد نہ ہو اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر ساتھ مل کر کھانے والوں سے ایک بسم اللہ کہے تو سب سے کفایت کرتی ہے۔

٤٩٥٧ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ

۴۹۵۷۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں لڑکا تھا کم عمر یعنی قریب بالغ ہونے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گود

سَمِعَ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ يَقُولُ كُنْتُ غُلَامًا فِي حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِيْ بَعْدُ.

میں یعنی آپ کی پرورش میں اور کھاتے وقت میرا ہاتھ رکابی میں گھومتا تھا سو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے لڑکے! کھاتے وقت بسم اللہ کہا کر اور اپنے پاس والی طرف سے کھایا کر سو ہمیشہ رہا یہ طریقہ کھانے میرے کا اس کے بعد۔

فائدہ: تطیش یعنی حرکت کرتا تھا اور رکابی کے کناروں میں گھومتا تھا اور آئندہ باب میں یہ حدیث اس لفظ سے آئے گی کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا سو میں رکابی کے کناروں سے کھانے لگا اور یہ مفسر ہے واسطے مراد کے اور صحفہ وہ رکابی ہے جس سے پانچ آدمی سیر ہو جائیں اور وہ اکبر ہے قصعہ سے اور یہ جو کہا کہ کھانے کے وقت بسم اللہ کہا کر تو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ کھانے کے ابتداء میں بسم اللہ کہنا مستحب ہے اور اس اجماع میں نظر ہے مگر یہ کہ استحباب سے مراد یہ ہو کہ وہ راجح الفعل ہے نہیں تو ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ وہ واجب ہے اور یہ قضیہ ہے قول کا ساتھ واجب کرنے اکل کے دائیں ہاتھ سے اس واسطے کہ صیغہ امر کا ساتھ تمام کے ایک ہے اور یہ جو فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھا تو کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ حمل کیا ہے اس کو اکثر شافعیوں نے ندب پر اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے غزالی نے پھر نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لیکن نص کی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالے میں اور دوسری جگہ میں ام سے اوپر واجب ہونے کے میں نے کہا اور اسی طرح ذکر کیا ہے صیرفی نے شرح رسالے میں اور نقل کیا ہے بویطی نے اپنے مختصر میں کہ کھانا ثرید کے سر سے اور تعریس راہ پر اور جوڑا جوڑا کھانا کھجوروں وغیرہ میں اس قسم سے ہے کہ وارد ہوا ہے امر ساتھ ضد اس کی کے حرام ہے میں کہتا ہوں اور دلالت کرتا اس پر کہ دائیں ہاتھ سے کھانا واجب ہے وارد ہونا وعید کا ساتھ کھانے کے بائیں ہاتھ سے پس صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھا اس نے کہا کہ میں نہیں کھا سکتا فرمایا کہ تو نہ کھا سکے گا یعنی اس کو یہ بد دعاء دی کہ تو دائیں ہاتھ سے نہ کھا سکے سو اس کے بعد وہ اس کو اپنے منہ کی طرف نہ اٹھا سکا اور ثابت ہو چکی ہے نہی بائیں ہاتھ کے ساتھ کھانے سے اور یہ کہ وہ شیطان کے کام سے ہے اور وہ مسلم وغیرہ میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ جو اپنے بائیں ہاتھ سے کھائے اس کے ساتھ شیطان کھاتا ہے اور کہا طیبی نے یہ جو فرمایا کہ شیطان اس کے ساتھ کھاتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ باعث ہوتا ہے اپنے دوستوں کو آدمیوں سے اوپر اس کے تا کہ روکے ساتھ اس کے اللہ کے نیک بندوں کو اور یہ تاویل ظاہر حدیث

کے برخلاف ہے اور اولیٰ حمل کرنا حدیث کا ہے اپنے ظاہر معنی پر اور یہ کہ حقیقۃً شیطان کھاتا ہے اس واسطے کہ عقل اس کو محال نہیں جانتی اور حالانکہ ثابت ہو چکی ہے حدیث ساتھ اس کے پس نہیں حاجت ہے طرف تاویل اس کے کی اور قرطبی نے اس میں دو احتمال کو حکایت کیا ہے پھر کہا کہ قدرت اس کی صلاحیت رکھتی ہے پھر ذکر کی حدیث مسلم کی شیطان حلال جانتا ہے کھانے کو جب کہ نہ ذکر کیا جائے اس پر نام اللہ کا کہا اور یہ مراد ہے اس کے کھانے سے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کھانے سے برکت اٹھائی جاتی ہے اور کہا قرطبی نے کہ قول اس کا کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ایسا کرے اس نے شیطان کے ساتھ تشبیہ کیا کہا نووی رحمہ اللہ نے اور ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مستحب ہے کھانا پینا دائیں ہاتھ سے اور مکروہ ہے بائیں ہاتھ سے اور اسی طرح ہر لینا اور دینا اور جیسے کہ واقع ہوا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بعض طریق میں اور یہ اس وقت ہے جب کہ نہ ہو کوئی عذر بیماری یا زخم سے سو اگر ہو تو نہیں ہے کراہت کہا قرطبی نے کہ یہ امر بطور ندب کے ہے اس واسطے کہ وہ از قسم تشریف دائیں ہاتھ کے سے ہے بائیں پر اس واسطے کہ وہ قوی تر ہے غالب میں اور لائق تر ہے واسطے اعمال کے اور قادر تر ہے واسطے شغلوں کے اور وہ مشتق ہے یمن سے اور البتہ تشریف دی ہے اللہ نے بہشت والوں کو جب کہ منسوب کیا ان کو طرف یمن کی اور عکس کیا اس کا بائیں والوں میں اور بالجملہ پس دائیاں اور جو منسوب ہے اس کی طرف اور جو مشتق ہے اسے محمود ہے لغت میں اور شرع میں اور دنیا میں اور بائیاں اس کے برعکس ہے اور جب قرار یہ پایا تو آداب مناسب ہے واسطے مکارم اخلاق کے اور سیرت حسنہ کے نزدیک فضلاء کے خاص ہونا دائیں ہاتھ کا ہے ساتھ شریف عملوں کے اور ستھرے احوال کے کہا اس نے اور یہ امر سب محاسن مکملہ اور مکارم مستحسنہ سے ہیں اور اصل اس چیز میں کہ ہو اس باب سے ترغیب اور ندب ہے اور یہ جو فرمایا کہ کہا اپنے آگے سے تو محل اس کا وہ ہے جب کہ ہو کھانا ایک قسم سے اس واسطے کہ ہر ایک گھیرنے والا ہے واسطے اس چیز کے کہ آگے اس کے ہے کھانے سے سو اگر غیر اس کو لے تو یہ تعدی ہے اوپر اس کے باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہے تقذر نفس سے اس چیز میں کہ پھرتے ہیں اس میں ہاتھ اور واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے اظہار حرص سے اور یہ باوجود اس کے سوادب ہے بغیر فائدے کے اور بہر حال جب کہ اقسام طعام کے مختلف ہوں تو اس کو علماء نے مباح رکھا ہے اور یہ جو کہا کہ ہمیشہ رہا یہ طریقہ کھانے میرے کا اس کے بعد یعنی لازم کیا میں نے اس طریقے کو اپنے اوپر اور ہو گئی یہ عادت میری اس کے بعد اور مراد سب وہ چیز ہے جو گزری پہلے بسم اللہ کہنے سے اور دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانے سے اور اپنے آگے سے کھانے سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لائق ہے پرہیز کرنے ان عملوں سے جو مشابہ ہوں شیطان اور کفار کے عملوں کو اور یہ کہ واسطے شیطان کے دو ہاتھ ہیں اور یہ کہ وہ کھاتا ہے اور پیتا ہے اور لیتا ہے اور دیتا ہے اور یہ کہ جائز ہے بد دعاء کرنا اس شخص پر جو حکم شرعی کی مخالفت کرے اور اس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے یہاں تک کہ کھانے کے وقت

میں بھی اور یہ کہ مستحب ہے تعلیم کرنا آداب کھانے اور پینے کا۔ (فتح) کہا عینی نے کہ علماء کے اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ جنوں کی ایک قسم کھاتے پیتے ہیں اور ایک قسم نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اور تیسرا قول یہ ہے کہ کوئی قسم نہیں کھاتے پیتے اور یہ قول اعتبار سے ساقط ہے۔

بَابُ الْأَكْلِ مِمَّا يَلِيهِ وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِّمَّا يَلِيهِ.

اپنے پاس والی طرف یعنی اپنے آگے سے کھانا یعنی اگر چند آدمی مل کر ساتھ کھانا کھانے لگیں تو اپنے آگے سے کھانا چاہیے اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانے کے وقت اللہ کا نام لیا کرو اور چاہیے کہ ہر مرد اپنے آگے سے کھائے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جو زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کے بیان میں ہے اور پہلے گزر چکی ہے معلق اور اس میں ہے کہ پھر دس دس مرد کو بلانے لگے کھاتے اور ان سے فرماتے کہ اللہ کا نام لو اور چاہیے کہ ہر مرد اپنے آگے سے کھائے۔

٤٩٥٨ ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدِّيْلِيِّ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَبِي نُعَيْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ وَهُوَ ابْنُ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكَلْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَجَعَلْتُ آكُلُ مِنْ نَوَاحِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلْ مِمَّا يَلِيكَ.

۴۹۵۸۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کا بیٹا ہے کہا کہ میں نے ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا سو میں رکابی کے کناروں سے کھانے لگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے آگے سے کھا دوسرے کے آگے سے نہ کھانا چاہیے۔

٤٩٥٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَبِي نُعَيْمٍ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ وَمَعَهُ رَبِيبُهُ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ.

۴۹۵۹۔ حضرت وہب بن کیسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا لایا گیا اور آپ کے ساتھ آپ کا ربیب عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا نام لیا کر اور اپنے آگے سے کھایا کر۔

بَابُ مَنْ تَتَبَّعَ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ مَعَ صَاحِبِهِ إِذَا لَمْ يَعْرِفْ مِنْهُ كَرَاهِيَةً.

بیان اس شخص کا جو پیالے کے کنارے ڈھونڈے اپنے ساتھی کے ساتھ جب کہ نہ پہچانے اس سے کراہت کو حوالی یعنی اس کی جوانب اور طرفوں میں۔

٤٩٦٠ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهُ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ.

۴۹۶۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے واسطے بلایا جس کو تیار کیا تھا یعنی آپ کی ضیافت کی، کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا سو میں نے آپ کو دیکھا کہ کدو کو پیالے کے کناروں سے ڈھونڈتے تھے سو ہمیشہ میں دوست رکھتا ہوں کدو کو اس دن سے۔

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور مسلم نے پورے طور سے اس کو روایت کیا ہے اور گزر چکی ہے بیوع میں ساتھ زیادتی کے کہ لائی گئی پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روٹی اور شوربا جس میں کدو تھا اور خشک گوشت اور بخاری رحمہ اللہ نے ہر ایک کے واسطے علیحدہ ترجمہ باندھا ہے اور وہ شوربا ہے اور کدو اور ثرید اور گوشت اور ایک روایت میں ہے کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ہمیشہ میں دوست رکھتا ہوں کدو کو اس کے بعد کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ کیا جو کیا اور ایک روایت میں ہے کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں تیار کیا گیا واسطے میرے کھانا اس کے بعد کہ میں قادر ہوں کہ اس میں کدو ڈالوں مگر کہ اس میں ڈالا گیا اور نسائی میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو دوست رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ درخت میرے بھائی یونس علیہ السلام کا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے شریف آدمی کے کھانا اس آدمی کے گھر سے جو اس سے نیچے ہو پیشہ گر وغیرہ سے اور قبول کرنا اس کی دعوت کا اور کھانا ساتھ خادم کے اور بیان ہے اس چیز کا کہ تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تواضع سے اور لطف سے ساتھ اصحاب اپنے کے اور خبر گیری کرنے ان کے کی ساتھ آنے کے ان کی جگہوں میں اور اس میں قبول کرنا دعوت کا ہے اگرچہ کھانا تھوڑا ہو اور دینا بعض مہمانوں کا بعض کو اس چیز سے کہ رکھی گئی ہے آگے ان کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع ہے یہ کہ لے دوسرے کے آگے سے کچھ چیز اپنے واسطے یا غیر کے واسطے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے یہ کہ نہ کھائے ضیافت کرنے والا ساتھ مہمان کے اس واسطے کہ بیچ روایت ثمامہ کے انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ درزی نے ان کے آگے کھانا رکھا پھر اپنے کام پر متوجہ ہوا پس لیا جاتا ہے جائز ہونا اس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سے اور احتمال ہے کہ کھانا تھوڑا ہو اور اس نے ان کو اختیار کیا ہو اور احتمال ہے کہ

روزے دار ہو یا لازم ہوا ہو کامل کرنا اس کے شغل کا اور اس میں حرص کرنا ہے تشبیہ پر ساتھ اہل خیر کے اور پیروی کرنے کے ساتھ ان کے مطاعم وغیرہ میں اور اس میں فضیلت ظاہر ہے واسطے اس کے واسطے پیروی کرنے ان کے کی حضرت مَلَّاتِیْم کے قدم کی یہاں تک کہ پیدائشی چیزوں میں بھی اور اپنے نفس سے اس کی پیروی کراتے تھے اور یہ جو کہا کہ عمر بن ابی سلمہ رٹائٹیڈ نے کہا کہ حضرت مَلَّاتِیْم نے مجھ سے فرمایا کہ تو اسی طرح ثابت ہوئی ہے یہ تعلیق اس جگہ ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ محل اس کا اس باب کے بعد ہے جو اس کے بعد ہے۔ (فتح)

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْأَكْلِ وَغَيْرِهِ.

کھانے وغیرہ میں دائیں ہاتھ کا استعمال کرنا۔

قَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلْ بِيَمِينِكَ.

اور عمر بن ابی سلمہ رٹائٹیڈ نے کہا رسول اللہ مَلَّاتِیْم نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھا۔

٤٩٦١ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي طُهُوْرِهِ وَتَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَكَانَ قَالَ بِوَاسِطٍ قَبْلَ هٰذَا فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ.

۴۹۶۱۔ حضرت عائشہ رٹائٹیہا سے روایت ہے کہ تھے حضرت مَلَّاتِیْم دوست رکھتے دائیں طرف سے شروع کرنے کو وضو کرنے میں اور جوتا پہننے میں اور کنگھی کرنے میں، کہا شعبہ نے اور اشعث نے اس سے پہلے واسطہ میں کہا تھا اور اپنے ہر کام میں۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور بعض نے گمان کیا ہے کہ یہ باب مکرر ہے اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے بیچ قول اس کے کی باب التسمیۃ علی الطعام والاکل بالیمین اور البتہ جواب دیا ہے ابن بطال نے کہ یہ ترجمہ عام تر ہے پہلے سے اس واسطے کہ پہلا واسطے فعل کھانے کے ہے فقط اور یہ واسطے سب افعال کے ہے پس داخل ہوگا اس میں کھانا پینا بطور تعمیم کے اور منجملہ عموم کے عام ہونا متعلقات کھانے کا ہے مانند کھانے کی دائیں طرف سے اور مقدم کرنا دائیں طرف والے کا تحفہ دینے میں اور مانند اس کی میں بائیں والے پر اور سوائے اس کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَكَلَ حَتّٰى شَبِعَ.

جو کھائے یہاں تک کہ سیر ہو یعنی پیٹ بھر کے کھانے والے کا بیان۔

٤٩٦٢ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ

۴۹۶۲۔ حضرت انس رٹائٹیڈ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رٹائٹیڈ نے ام سلیم رٹائٹیہا سے کہا کہ البتہ سنی میں نے آواز حضرت مَلَّاتِیْم کی ضعیف کہ میں اس میں بھوک پہچانتا ہوں سو کیا تیرے پاس

أَبُوْ طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَّهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِي وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهِ فَوَجَدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَكَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَّعَهُ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتّٰى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَانْطَلَقَ أَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ أَبُوْ طَلْحَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى دَخَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَأَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَّهَا فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُوْلُ

کچھ چیز ہے؟ یعنی کھانے سے سو اس نے جو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنی ایک اوڑھنی نکالی اور اس کے بعض کے ساتھ روٹیوں کو لپیٹا پھر اس کو میرے کپڑے میں چھپایا اور بعض اوڑھنی کو میری چادر ٹھہرایا پھر مجھ کو حضرت ﷺ کی طرف بھیجا کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا سو میں نے حضرت ﷺ کو مسجد میں پایا اور آپ کے ساتھ لوگ تھے سو میں ان پر کھڑا ہوا تو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے تجھ کو بھیجا ہے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کھانے کے واسطے؟ میں نے کہا ہاں! سو حضرت ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اٹھ کھڑے ہو سو حضرت ﷺ چلے اور میں ان کے آگے چلا یہاں تک کہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ البتہ حضرت ﷺ لوگوں کے ساتھ آئے اور نہیں پاس ہمارے کھانا جو ان کو کھلائیں تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ اور رسول زیادہ تر جاننے والے ہیں کہا سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ چلے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو آگے سے جا ملے پھر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے ساتھ آگے بڑھے یہاں تک کہ گھر میں داخل ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کے اے ام سلیم! لا جو تیرے پاس ہے سو ام سلیم رضی اللہ عنہا وہ روٹیاں لائی تو حضرت ﷺ نے ان کے توڑنے کا حکم کیا سو توڑی گئیں پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنی کپی نچوڑی اور اس کو سالن بنایا پھر حضرت ﷺ نے اس میں کہا جو اللہ نے چاہا یہ کہ کہیں یعنی اس میں دعا کی پھر فرمایا کہ دس مردوں کو اجازت دے اس نے ان کو اجازت دی سو انہوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے پھر باہر نکلے پھر فرمایا کہ دس آدمیوں کو اجازت دے

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ أَذِنَ لِعَشَرَةٍ فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا.

اس نے ان کو اجازت دی سو انہوں نے بھی کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے پھر باہر نکلے پھر ابوطلحہ رٹی اللہ نے دس کو اجازت دی سو سب لوگوں نے کھایا اور پیٹ بھر کر کھایا اور وہ لوگ اسی مرد تھے۔

فائدہ: اس حدیث میں بہت ہونا کھانے کا ہے ساتھ برکت حضرت مَلَّاتِیْمِ کے اور پہلے گزر چکی ہے شرح اس کی علامات النبوۃ میں اور اس حدیث میں ہے کہ انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور یہ جو کہا کہ سنی میں نے آواز حضرت مَلَّاتِیْمِ کی ضعیف کہ میں اس میں بھوک پہچانتا ہوں سو شاید اس نے اس وقت آپ کی آواز میں فخامت مالوفہ نہ سنی سو حمل کیا اس کو بھوک پر ساتھ قرینے حال کے کہ اس پر تھی تنگی سے اور اس میں رد ہے ابن حبان پر کہ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ کو بھوک نہیں لگتی تھی اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے کہ میں رات کاٹتا ہوں اس حال میں کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ حمل کرنے کے تعدد حال پر سو کبھی آپ کو بھوک لگتی تھی تاکہ پیروی کریں ساتھ آپ کے اصحاب آپ کے خاص کر جو مدد نہ پائے اور اس کو بھوک کا درد پائے تو صبر کرے تو اس کے واسطے دوگنا اجر ہو اور میں نے اس مسئلے کو دوسری جگہ میں بسط کے ساتھ بیان کیا ہے اور لیا جاتا ہے ابوطلحہ کے قصے سے کہ ضیافت کرنے والے کے ادب سے ہے یہ کہ نکلے ساتھ مہمان کے گھر کے دروازے تک واسطے تعظیم اس کی کے۔ (فتح)

٤٩٦٣ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ وَحَدَّثَ أَبُوْ عُثْمَانَ أَيْضًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِيْنَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِّنْكُمْ طَعَامٌ فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوُهٗ فَعُجِنَ ثُمَّ

۴۹۶۳۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رٹی اللہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت مَلَّاتِیْمِ کے ساتھ ایک سو تیس مرد تھے سو فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کے ساتھ کھانا ہے؟ سو اچانک دیکھا کہ ایک مرد کے پاس ایک صاع کھانا ہے یا مانند اس کی سو وہ گوندھا گیا پھر ایک مرد مشرک پریشان بال والا دراز قد والا بکریوں کو ہانکتا لایا تو حضرت مَلَّاتِیْمِ نے فرمایا کہ بیع ہے یا عطا فرمایا کہ ہبہ اس نے کہا کہ نہیں بلکہ بیع ہے یعنی بیچتا ہوں کہا سو

جَآءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌ طَوِيْلٌ بِغَنَمٍ يَسُوْقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَيْعٌ أَمْ عَطِيَّةٌ أَوْ قَالَ هِبَةٌ قَالَ لَا بَلْ بَيْعٌ قَالَ فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً فَصُنِعَتْ فَأَمَرَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ يُشْوٰى وَايْمُ اللّٰهِ مَا مِنَ الثَّلَاثِيْنَ وَمِائَةٍ إِلَّا قَدْ حَزَّ لَهٗ حُزَّةً مِّنْ سَوَادِ بَطْنِهَا إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهَا إِيَّاهُ وَإِنْ كَانَ غَآئِبًا خَبَأَهَا لَهٗ ثُمَّ جَعَلَ فِيْهَا قَصْعَتَيْنِ فَأَكَلْنَا أَجْمَعُوْنَ وَشَبِعْنَا وَفَضَلَ فِي الْقَصْعَتَيْنِ فَحَمَلْتُهٗ عَلَى الْبَعِيْرِ أَوْ كَمَا قَالَ.

حضرت ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی سو وہ ذبح کی گئی اور حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ کلیجی کے کہ بھونی جائے اور قسم ہے اللہ کی کہ نہ تھا ایک سو تیس آدمی میں کوئی مگر کہ اس کے واسطے اس کی کلیجی سے ایک ٹکڑا کاٹا اگر حاضر تھا تو اس کو ٹکڑا دے دیا اور اگر حاضر نہ تھا تو اس کے واسطے رکھ چھوڑا پھر اس کو دو پیالوں میں ڈالا سو ہم سب نے کھایا اور سیر ہوئے اور دونوں پیالوں میں گوشت باقی رہا سو میں نے اس کو اونٹ پر اٹھایا یا جیسے کہا۔

٤٩٦٤ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ أُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ شَبِعْنَا مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَآءِ.

۴۹۶۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فوت ہوئے حضرت ﷺ جب کہ پیٹ بھر کر کھایا ہم نے دو کالی چیزوں سے یعنی کھجور اور پانی سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جائز ہے پیٹ بھر کر کھانا اگرچہ نہ پیٹ بھر کر کھانا کبھی افضل ہے اور البتہ وارد ہو چکا ہے سلمان اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ دنیا میں بہت پیٹ بھر کر کھاتے ہیں ان کے واسطے آخرت میں دراز بھوک ہوگی کہا طبری نے کہ لیکن پیٹ بھر کر کھانا اگرچہ مباح ہے سو اس کے واسطے ایک حد ہے کہ وہ اس کی طرف ختم ہوتا ہے اور جو اس پر زیادہ ہو وہ اسراف ہے اور مطلق اس سے وہ ہے جو مدد دے کھانے والے کو اپنے رب کی عبادت پر اور نہ باز رکھے اس کو بوجھ اس کا ادا کرنے اس چیز کے سے کہ اس پر واجب ہے اور حدیث سلمان رضی اللہ عنہ کی جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے اس کی سند میں کلام ہے اور کہا قرطبی نے مفہم میں جب کہ ذکر کیا اس نے قصہ ابو الہیثم کا جب کہ اس نے حضرت ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کے واسطے بکری ذبح کی سو انہوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے پیٹ بھر کر کھانا اور جو آیا ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا منع ہے تو یہ محمول ہے اس پیٹ بھر کر کھانے پر جو بھاری کرے معدے کو اور سست کرے کھانے والے کو عبادت کے واسطے کھڑے ہونے سے اور نوبت پہنچائے طرف اترانے کی اور سونے کی

اور سستی کے اور البتہ پہنچتی ہے کراہت اس کی طرف تحریم کی باعتبار اس چیز کے کہ مترتب ہوتی ہے اس پر مفسدی سے اور روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بھرا آدمی نے کوئی برتن بدتر پیٹ سے کفایت کرتے ہیں آدمی کو چند لقمے جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں سو اگر غالب ہو آدمی پر نفس اس کا تو تیسرا حصہ معدے کا واسطے کھانے کے ہے اور تہائی واسطے پانی پینے کے ہے اور تہائی واسطے سانس لینے کے ہے کہا قرطبی نے شرح اسماء میں اگر بقراط اس تقسیم کو سنتا تو البتہ تعجب کرتا اس حکمت سے اور کہا غزالی نے احیاء میں کہ ذکر کی گئی یہ حدیث واسطے بعض فلسفیوں کے تو اس نے کہا کہ نہیں سنی میں نے کوئی کلام بیچ کم کھانے کے احکم اس سے اور نہیں شک ہے اس میں کہ اثر حکمت مذکور میں واضح ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے تین کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہ جاندار کی زندگی کے اسباب ہیں اور اس واسطے کہ نہیں داخل ہوتی پیٹ میں کوئی چیز سوائے ان کے اور کیا مراد ساتھ تہائی کے برابر تہائی ہے بنا بر ظاہر حدیث کے تا تقسیم طرف تین قسم کی متقارب ہیں محل احتمال ہے اور اول احتمال اولیٰ ہے اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ذکر تہائی کے طرف قول حضرت ﷺ کے دوسری حدیث میں الثلث کثیر یعنی تہائی بھی بہت ہے اور کہا ابن منیر نے کہ پیٹ بھر کر کھانا برکت کے سبب سے تھا اس واسطے کہ وہ برکت کا کھانا تھا میں نے کہا اور اس کا احتمال ہے مگر باب کی تیسری حدیث میں یہ احتمال نہیں ہوسکتا اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے وہ پیٹ بھر کر کھانا ہے جو ان کی عادت تھی، واللہ اعلم اور اختلاف ہے بیچ حد بھوک کے دو رائے پر ذکر کیا ہے ان کو احیاء میں ایک یہ ہے کہ فقط روٹی کی اشتہاء ہو اور اگر سالن طلب کرے تو وہ بھوکا نہیں ہے دوسرا یہ کہ جب اس کی تھوک زمین پر پڑے تو اس پر مکھی نہ بیٹھے اور ذکر کیا ہے اس نے کہ پیٹ بھر کر کھانا سات قسم پر ہے اس سے زیادہ نہیں اول قسم وہ ہے کہ قائم ہو ساتھ اس کے زندگی، دوسری قسم یہ ہے کہ زیادہ کرے تا کہ روزہ رکھے اور کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور یہ دونوں قسمیں واجب ہیں، تیسری قسم یہ ہے کہ زیادہ کرے یہاں تک کہ قوی ہو اوپر ادا کرنے نفلوں کے، چوتھی قسم یہ ہے کہ زیادہ کرے یہاں تک کہ قادر ہو کمانے پر اور یہ دونوں قسمیں مستحب ہیں پانچویں قسم یہ ہے کہ تہائی کو بھرے اور یہ جائز ہے، چھٹی قسم یہ ہے کہ اس پر زیادہ کرے اور ساتھ اس کے بھاری ہوتا ہے بدن اور بہت ہوتی ہے نیند اور یہ مکروہ ہے۔ ساتویں قسم یہ ہے کہ زیادہ کرے یہاں تک کہ ضرر پائے اور وہ بطنہ ہے جس سے منع کیا گیا ہے اور یہ حرام ہے اور ممکن ہے داخل ہونا تیسری قسم کا چوتھی قسم میں اور اول کا دوسری میں، واللہ اعلم۔

تنبیہ: واقع ہوا ہے بیچ سیاق سند کے **معتمر عن ابیه قال وحدثنی ابو عثمان ایضا** تو مراد اس کی یہ ہے کہ ابو عثمان نے اول اس سے وہ حدیث بیان کی جو اس سے پہلے ہے پھر اس سے یہ حدیث بیان کی جو اس سند کے ساتھ ہے سو اسی واسطے کہا اس نے ایضا یعنی ایک حدیث کے بعد دوسری حدیث بیان کی۔ (فتح)

بَابُ ﴿لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ وَالنَّهْدِ وَالْاِجْتِمَاعِ فِي الطَّعَامِ.

نہیں اندھے پر کچھ تکلیف اور نہ لنگڑے پر تکلیف آخر آیت تک اور بیان نہد کا اور جمع ہونا کھانے میں۔

فائدہ: اور مراد باقی وہ آیت ہے جو سورہ نور میں ہے اور نہ وہ جو سورہ فتح میں ہے اس واسطے کہ وہی ہے مناسب واسطے کھانے کے بابوں کے اور نہد کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک ساتھیوں سے بقدر دوسرے کے خرچ نکالے اور سب ساتھی برابر خرچ نکال کر یکجا اکٹھا کریں اور مفصل بیان اس کا باب الشرکۃ میں گزر چکا ہے۔

٤٩٦٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ بُشَيْرَ بْنَ يَسَارٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَآءِ قَالَ يَحْيٰى وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلٰى رَوْحَةٍ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيْقٍ فَلُكْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ سُفْيَانُ سَمِعْتُهٗ مِنْهُ عَوْدًا وَبَدْءًا.

۴۹۶۵۔ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے سو جب ہم صہبا میں پہنچے کہا یحییٰ نے اور وہ خیبر سے اول روز کی راہ پر ہے یعنی دوپہر کی راہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا منگوایا سو نہ لایا گیا پاس آپ کے کچھ مگر ستو سو ہم نے اس کو خشک منہ میں ڈالا اور کھایا یعنی پانی سے نہ بھگویا خشک کھایا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی پھر آپ نے ہم کو مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا کہا سفیان نے کہ سنا میں نے یحییٰ سے اول و آخر یعنی اول و آخر وضو نہ کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ لایا گیا پاس آپ کے مگر ستو تو نہیں ہے یہ ظاہر بیچ مراد کے نہد سے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ نہ لایا گیا ہو ستو مگر ایک جہت سے لیکن مناسبت اس کی واسطے اصل ترجمہ کے ظاہر ہے کہ وہ لوگ ستو کے کھانے پر جمع ہوئے بغیر تمیز کے درمیان اندھے اور بینا کے اور درمیان تندرست اور بیمار کے اور حکایت کی ہے ابن بطال نے مہلب سے کہا کہ مناسبت آیت کی واسطے حدیث سوید کے وہ ہے جو ذکر کیا ہے اس کو اہل تفسیر نے کہ دستور تھا کہ جب کھانے کے واسطے جمع ہوتے تو اندھا الگ ہوتا اور لنگڑا الگ ہوتا اور بیمار الگ ہوتا واسطے قصور کرنے ان کے کی کھانے تندرستوں کے سے یعنی تندرستوں کی طرح نہیں کھا سکتے سو وہ حرج جانتے تھے کہ فضیلت ہو ان کو اوپر ان کے اور یہ ابن کلبی سے ہے اور کہا عطاء بن یزید نے کہ تھا اندھا گناہ جانتا یہ کہ کھائے کھانا اپنے غیر کا واسطے پھیرنے اس

کے کی اپنے ہاتھ کو غیر جگہ میں اور اسی طرح لنگڑا بھی واسطے فراخ ہونے اس کے کی کھانے کی جگہ میں اور بیمار واسطے بو اپنی کے سو یہ آیت اتری اور مباح کیا کھانا واسطے ان کے کھانا ساتھ غیروں کے اور سوید کی حدیث میں آیت کے معنی ہیں اس واسطے کہ ڈالا انہوں نے اپنے ہاتھوں کو اس چیز میں کہ حاضر ہوئی خرچ راہ سے برابر باوجود یکہ نہیں ممکن ہے کہ وہ برابر کھا سکیں واسطے مختلف ہونے لوگوں کے احوال کے بیچ اس کے اور البتہ جائز رکھا شارع نے واسطے ان کے یہ باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہے کمی بیشی سے پس ہوگا مباح اور البتہ آیا ہے بیچ سبب نزول آیت کے اثر صحیح مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ تھا مرد لے جاتا اندھے کو یا لنگڑے کو یا بیمار کو اپنے باپ کے گھر میں یا بھائی کے گھر میں یا قریبی کے گھر میں سو وہ اس سے حرج جانتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم کو غیروں کے گھر میں لے جاتے ہیں سو اتری یہ آیت واسطے رخصت ان کی کے اور کہا ابن منیر نے کہ جگہ مطابقت کی ترجمہ سے درمیان آیت کا ہے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَأْکُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا﴾ اور یہ آیت اصل ہے بیچ جواز اکل مخارجت کے یعنی جائز ہے کہ سب ساتھی کھانے کو ایک جگہ اکٹھا کریں پھر سب اکٹھے ہو کر اس کو کھائیں باوجود یکہ بعض زیادہ کھاتے ہیں بعض کم اور اسی واسطے ذکر کیا ہے اس نے ترجمہ میں نہد کو، واللہ اعلم۔

بَابُ الْخُبْزِ الْمُرَقَّقِ وَالْاَكْلِ عَلَى الْخِوَانِ وَالسُّفْرَةِ.

باب ہے بیچ بیان پتلی روٹی یعنی چپاتی کے اور کھانے کے خوان اور دستر خوان پر۔

فائدہ: خوان سے مراد خوان پایہ دار ہے مثل چوکی کی اور سفرہ سے مراد دستر خوان ہے کپڑے وغیرہ کا اور بعض نے کہا کہ خوان مائدہ ہے جب تک کہ اس پر طعام نہ ہو اور سفرہ وہ ہے جب اس پر طعام رکھا جائے اور اصل اس کا خود طعام ہے اور کہا عیاض نے کہ مراد مرقق سے نرم روٹی ہے مانند روٹی میدہ کی اور بعض نے کہا کہ چپاتی کو کہتے ہیں۔

٤٩٦٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَنَسٍ وَعِنْدَهُ خَبَّازٌ لَهُ فَقَالَ مَا اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مُرَقَّقًا وَلَا شَاةً مَسْمُوطَةً حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ.

۴۹۶۶۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور ان کے پاس ان کا روٹی پکانے والا تھا سو کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں کھائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی پتلی اور نہ بکری دم پخت کی ہوئی یہاں تک کہ اللہ سے ملاقات کی یعنی وفات پائی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کا باورچی کھڑا ہوتا اور ان کا خوان رکھا ہوتا سو کہتے کہ کھاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک غلام تھا کہ وہ ان کے واسطے دو قسم کا کھانا پکاتا اور ان کے واسطے میدہ کی روٹی پکاتا اور اس کو گھی سے گوندھتا اور مسموط اس بکری کو کہتے ہیں کہ گرم پانی سے اس کے بال دور کیے جاتے ہیں پھر اس کے بعد چمڑے سمیت بھونی جاتی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا جاتا ہے یہ

چھوٹی عمر میں جب کہ گوشت نرم ہوتا ہے اور یہ فعل مال داروں اور متکبروں کا ہے دو وجہ سے ایک جلدی ذبح کرنا ہے اس چیز کو کہ اگر باقی رہتی تو اس کی قیمت زیادہ ہوتی دوسری یہ کہ کھال سے پہننے وغیرہ میں نفع اٹھایا جاتا ہے اور کھال سمیت بھوننا اس کو باطل کرتا ہے لیکن ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے بکری کا ہاتھ کھایا اور نہیں بھونا جاتا ہے وہ مگر ساتھ کھال کے اور یہ نہیں رد کرتا ہے انس رضی اللہ عنہ پر اس کی نفی میں کہ حضرت ﷺ نے دم بخت بکری نہیں کھائی اور البتہ موافقت کی ہے ان کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اوپر نفی کھانے چپاتی کے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے اپنی قوم کی زیارت کی سو وہ ان کے پاس چپاتی لائے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دیکھ کر روئے اور کہا کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا کہا طیبی نے کہ قول انس رضی اللہ عنہ کا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ نے چپاتی روٹی دیکھی ہو یہ نفی علم کی ہے اور مراد نفی معلوم کی ہے اور وہ نفی کرنی چیز کی ہے ساتھ نفی کرنے لازم اس کے کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صحیح ہوا یہ کہنا انس رضی اللہ عنہ سے واسطے طول ہونے ملازمت ان کی کے ساتھ حضرت ﷺ کے اور نہ جدا ہونے ان کے کی حضرت ﷺ سے یہاں تک کہ فوت ہوئے۔ (فتح)

٤٩٦٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يُوْنُسَ قَالَ عَلِيٌّ هُوَ الْإِسْكَافُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عَلٰى سُكُرُجَةٍ قَطُّ وَلَا خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ قَطُّ وَلَا أَكَلَ عَلٰى خِوَانٍ قَطُّ قِيْلَ لِقَتَادَةَ فَعَلَامَ كَانُوْا يَأْكُلُوْنَ قَالَ عَلَى السُّفَرِ.

۴۹۶۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ حضرت ﷺ نے کبھی تشتری پر کھایا ہو اور نہ آپ کے واسطے چپاتی پکائی گئی اور نہ کبھی خوان پر کھایا، قتادہ رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ کس چیز پر کھاتے تھے؟ کہا کہ دسترخوان پر۔

فائدہ: اصل میں سفرہ اس طعام کو کہتے ہیں جس کو مسافر اپنے ساتھ لیتا ہے اور اکثر چمڑے میں لیا جاتا ہے سو نقل کیا گیا نام طعام کا اس پر کہ رکھا جاتا ہے بیچ اس کے اور قائل قتادہ رحمہ اللہ کے واسطے راوی ہے اور یہ جو کہا کہ تھے کھاتے تو عدول کیا اس نے واحد سے طرف جمع کی واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ یہ فقط حضرت ﷺ کے ساتھ نہ تھا بلکہ آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم آپ کے فعل کی پیروی کرتے تھے اور تشتری پر نہ کھانا حضرت ﷺ کا یا تو اس واسطے تھا کہ وہ اس وقت ان کے پاس بنائی نہیں جاتی تھی یا واسطے چھوٹا جاننے اس کے کی اس واسطے کہ عادت ان کی یہ تھی کہ مل کر کھانا کھاتے تھے یا اس واسطے کہ وہ ان چیزوں کے واسطے تیار کی جاتی تھی جو ہاضمہ پر مدد کریں اور اکثر اوقات پیٹ بھر کر نہ کھاتے تھے تو ان کو ہضم کرنے کی حاجت نہ تھی۔ (فتح)

٤٩٦٨ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْنِي بِصَفِيَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلٰى وَلِيمَتِهِ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَأُلْقِيَ عَلَيْهَا التَّمْرُ وَالْأَقِطُ وَالسَّمْنُ وَقَالَ عَمْرٌو عَنْ أَنَسٍ بَنٰى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ.

۴۹۶۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت کی اس حال میں کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بنا یعنی دخول کرتے تھے سو میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمہ کی طرف بلایا حکم کیا کہ چمڑے کے دستر خوان بچھا دیں سو بچھائے گئے سو ان پر کھجور اور پنیر اور گھی ڈالا اور کہا عمرو نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی پھر چمڑے کے دستر خوان میں حیس بنایا۔

فائدہ: یہ حدیث غزوہ خیبر میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح بھی وہیں گزر چکی ہے اور اس کا لفظ یوں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے اور خیبر کے درمیان تین دن ٹھہرے صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس لائی گئیں اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اس میں نہ روٹی تھی نہ گوشت تھا۔ (فتح)

٤٩٦٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ وَعَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الشَّامِ يُعَيِّرُونَ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُونَ يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ فَقَالَتْ لَهُ أَسْمَاءُ يَا بُنَيَّ إِنَّهُمْ يُعَيِّرُونَكَ بِالنِّطَاقَيْنِ هَلْ تَدْرِي مَا كَانَ النِّطَاقَانِ إِنَّمَا كَانَ نِطَاقِي شَقَقْتُهُ نِصْفَيْنِ فَأَوْكَيْتُ قِرْبَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَحَدِهِمَا وَجَعَلْتُ فِي سُفْرَتِهِ آخَرَ قَالَ فَكَانَ أَهْلُ الشَّامِ إِذَا عَيَّرُوهُ بِالنِّطَاقَيْنِ يَقُولُ إِيهًا وَالْإِلٰهِ تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا.

۴۹۶۹۔ حضرت وہب بن کیسان سے روایت ہے کہ شام والے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو گالی دیتے تھے کہتے تھے اے بیٹے دو کمر بند والی کے! تو اسماء رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا کہ اے بیٹا! وہ تجھ کو گالی دیتے ہیں ساتھ دو کمر بند کے کیا تو جانتا ہے کیا تھی دو کمر بند سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میرا کمر بند تھا میں نے اس کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کیا سو میں نے ایک سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشک کا منہ باندھا اور دوسرے سے دستر خوان کو باندھا کہا سو جب شام والے اس کو دو کمر بند کے ساتھ عار دیتے تھے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ہاں قسم ہے اللہ کی کہ یہ بلند کرنا آواز کا ہے ساتھ بری بات کے دور ہونے والی ہے تجھ سے عار اس کی۔

فائدہ: اور مراد ساتھ اہل شام کے حجاج بن یوسف کا لشکر ہے جب کہ لڑتے تھے ساتھ اس کے عبدالملک بن مروان کی طرف سے مکے میں یا لشکر حصین بن نمیر کا ہے جو اس سے پہلے اس کے ساتھ لڑتے تھے یزید کی طرف سے اور یہ جو کہا کہ میں نے پھاڑ کر دو ٹکڑے کیا تو پہلے گزر چکا ہے ہجرت میں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس کے ساتھ حکم کیا

تھا جب کہ حضرت ﷺ کے ساتھ مدینے کی طرف ہجرت کی۔

۴۹۷۰ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ حُفَيْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ خَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَّأَقِطًا وَّأَضُبًّا فَدَعَا بِهِنَّ فَأُكِلْنَ عَلٰى مَائِدَتِهِ وَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْمُسْتَقْذِرِ لَهُنَّ وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أُكِلْنَ عَلٰى مَائِدَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ.

۴۹۷۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام حفید رضی اللہ عنہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ نے حضرت ﷺ کو گھی اور پنیر اور گوہیں تحفہ بھیجا سو حضرت ﷺ نے ان کو منگوایا سو آپ کے دستر خوان پر کھائی گئیں اور حضرت ﷺ نے ان کو نہ کھایا جیسے ان سے کراہت کرنے والے تھے اور اگر حرام ہوتیں تو حضرت ﷺ کے دستر خوان پر نہ کھائی جاتیں اور نہ ان کے کھانے کے ساتھ حکم کرتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصید میں آئے گی اور مراد مائدہ سے وہ چیز ہے جو کھانے کی نگہبانی کے واسطے زمین پر رکھی جائے رومال اور طبق وغیرہ کی اور نہیں معارض ہے اس کو حدیث انس رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت ﷺ نے خوان پر نہیں کھایا اس واسطے کہ خوان خاص تر ہے مائدہ سے اور خاص تر کی نفی عام تر کی نفی کو لازم نہیں پکڑتی اور یہ جواب اولیٰ ہے بعض شارحوں کے جواب سے کہ انس رضی اللہ عنہ نے فقط اپنے علم کی نفی کی ہے اور نہیں معارض ہے اس کو قول اس شخص کا جو جانے۔ (فتح)

بَابُ السَّوِيْقِ.

باب ہے ستو کے بیان میں۔

۴۹۷۱ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَّحْيٰى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّهْبَآءِ وَهِيَ عَلٰى رَوْحَةٍ مِّنْ خَيْبَرَ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَدَعَا بِطَعَامٍ فَلَمْ يَجِدْهُ إِلَّا سَوِيْقًا فَلَاكَ مِنْهُ فَلُكْنَا مَعَهُ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَمَضْمَضَ ثُمَّ صَلّٰى وَصَلَّيْنَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۴۹۷۱۔ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ صہباء میں تھے اور وہ اول روز کی راہ پر ہے خیبر سے سو نماز کا وقت آیا تو حضرت ﷺ نے کھانا منگوایا سو نہ پایا مگر ستو سو حضرت ﷺ نے اس سے خشک ستو کھایا اور ہم نے آپ کے ساتھ کھایا پھر پانی منگوایا اور کلی کی پھر حضرت ﷺ نے نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْكُلُ حَتَّى يُسَمَّى لَهُ فَيَعْلَمُ مَا هُوَ.

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت مَثَالِيمُ کوئی کھانا نہ کھاتے تھے یہاں تک کہ آپ کے واسطے کھانے کا نام لیا جاتا سو معلوم کرتے کہ کیا کھانا ہے؟۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت مَثَالِيمُ پوچھتے تھے اس واسطے کہ عرب کے لوگ مکروہ نہ جانتے تھے کسی چیز کو کھانے کی چیزوں سے واسطے کم ہونے ان کے نزدیک ان کے کی اور البتہ حضرت مَثَالِيمُ بعض چیزوں کو مکروہ جانتے تھے سو اس واسطے پوچھتے تھے۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ سبب سوال کا یہ ہو کہ حضرت مَثَالِيمُ اکثر جنگل میں نہ رہتے تھے سو بہت حیوانوں کی آپ کو خبر نہ تھی یا اس واسطے کہ وارد ہوئی ہے شرع ساتھ حرام کرنے بعض چیزوں کے اور مباح کرنے بعض کے اور عرب کسی چیز کو ان میں حرام نہ جانتے تھے اور اکثر ان کو بھون کر یا پکا کر لاتے تھے سو نہ جدا ہوتی تھی اپنے غیر سے مگر ساتھ پوچھنے کے کہ کیا چیز ہے؟۔ (فتح)

٤٩٧٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ الَّذِي يُقَالُ لَهُ سَيْفُ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَيْمُونَةَ وَهِيَ خَالَتُهُ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوذًا قَدْ قَدِمَتْ بِهِ أُخْتُهَا حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَلَّمَا يُقَدِّمُ يَدَهُ لِطَعَامٍ حَتَّى يُحَدَّثَ بِهِ وَيُسَمَّى لَهُ فَأَهْوَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ إِلَى الضَّبِّ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ النِّسْوَةِ الْحُضُورِ أَخْبِرْنَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى

۴۹۷۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جس کو اللہ کی تلوار کہا جاتا تھا اس کو خبر دی کہ وہ حضرت مَثَالِيمُ کے ساتھ میمونہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے اور میمونہ رضی اللہ عنہا اس کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھی سو حضرت مَثَالِيمُ نے اس کے پاس گوہ بھونی ہوئی پائی جس کو اس کی بہن حفیدہ رضی اللہ عنہا نجد سے لائی تھی سو اس نے گوہ حضرت مَثَالِيمُ کے آگے کی اور حضرت مَثَالِيمُ کا دستور تھا کہ کھانے کے وقت اپنا ہاتھ کم بڑھاتے یہاں تک کہ آپ سے کہا جاتا اور اس کا نام لیا جاتا سو حضرت مَثَالِيمُ نے اپنا ہاتھ گوہ کی طرف جھکایا سو کہا ایک عورت نے ان عورتوں سے جو اس وقت حاضر تھیں کہ حضرت مَثَالِيمُ کو خبر دو جو تم نے آپ کے آگے کیا وہ گوہ ہے یا حضرت! تو حضرت مَثَالِيمُ نے اپنا ہاتھ گوہ سے اٹھایا تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا گوہ حرام ہے؟ یا حضرت! فرمایا نہیں لیکن میری قوم یعنی قریش کی زمین میں نہ تھی سو میں اپنے آپ کو پاتا ہوں کہ میں اس کو مکروہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدَّمْتُنَّ لَهُ هُوَ الضَّبُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ أَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِيْ فَأَجِدُنِيْ أَعَافُهُ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَيَّ.

جانتا ہوں کہا خالد رضی اللہ عنہ نے سو میں نے اس کو کھینچا اور کھایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصید میں آئے گی اور نام اس عورت کا میمونہ رضی اللہ عنہا ہے۔

بَابُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ.

ایک شخص کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے۔

٤٩٧٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الْإِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ.

۴۹۷۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو شخص کا کھانا تین کو کفایت کرتا ہے اور تین کا کھانا چار کو کفایت کرتا ہے۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ یہ حدیث ترجمہ کے مطابق نہیں اس واسطے کہ ترجمہ کا مرجع نصف ہے اور حدیث کا مرجع ثلث ہے پھر ربع اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ ترجمہ کے طرف دوسری حدیث کی جو اس کی شرط پر نہیں ہے اور ساتھ اس کے کہ جامع دونوں حدیثوں میں یہ ہے کہ مطلق کھانا تھوڑا کفایت کرتا ہے بہت کو لیکن نہایت اس کا دوگنا ہونا ہے اور ہونا اس کا یہ کہ اپنی مثل کو کفایت کرتا ہے نہیں نفی کرتا اس کی کہ آپ سے کم کو کفایت کرے ہاں یہ جو کہا کہ ایک آدمی کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ دو کا کھانا تین کو کفایت کرتا ہے بطریق اولیٰ برخلاف عکس اس کی کے اور نقل کیا ہے اسحاق بن راھویہ نے جریر سے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جو کھانا کہ ایک کا پیٹ بھرتا ہے کفایت کرتا ہے دو کی قوت کو اور چار کا قوت دو کا پیٹ بھرتا ہے کہا مہلب نے کہ مراد ساتھ ان حدیثوں کے رغبت دلانا ہے اوپر مکارم کے اور قناعت کرنے کے ساتھ کفایت کے یعنی اور نہیں ہے مراد حصر کرنا بیچ مقدار کفایت کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد سلوک کرنا ہے اور یہ کہ لائق ہے واسطے دو کے داخل کرنا تیسرے کا واسطے کھانے اپنے کے اور چوتھے کا داخل کرنا بھی باعتبار حاضرین کے اور البتہ واقع ہوا ہے

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ابن ماجہ میں کہ ایک شخص کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے اور دو کا کھانا کفایت کرتا ہے تین کو اور چار کو اور چار کا کھانا کفایت کرتا ہے پانچ کو اور چھ کو اور واقع ہوا ہے بیچ حدیث عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے مہمانوں کے قصے میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمی کا کھانا ہو تو چاہیے کہ تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس تین کا کھانا ہو تو چاہیے کہ چوتھے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کا کھانا ہو تو چاہیے کہ پانچویں کو لے جائے یا چھٹے کو اور طبرانی میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں وہ چیز ہے جو راہ دکھلاتی ہے طرف علت کی اور اس کا اول یہ ہے کہ کھاؤ اکٹھے ہو کر اور نہ کھاؤ جدا جدا ہو کر اس واسطے کہ ایک کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ کفایت پیدا ہوتی ہے برکت اجتماع سے یعنی مل کر کھانے کی برکت سے اور جوں جوں اکٹھے زیادہ ہوں توں توں برکت زیادہ ہوتی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے کہا ابن منذر نے لیا جاتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مستحب ہے مل کر کھانا اور یہ کہ آدمی اکیلا نہ کھائے اور نیز حدیث میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ سلوک جب حاصل ہو تو حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے برکت پس عام ہوتی ہے حاضرین کو اور حدیث میں ہے کہ نہیں لائق ہے واسطے آدمی کے کہ حقیر جانے جو پاس اس کے ہے سو باز رہے اس کے آگے کرنے سے اس واسطے کہ کبھی حاصل ہوتا ہے ساتھ قلیل کے کفایت کرنا ساتھ معنی حاصل ہونے سد رمق کے اور قائم ہونے بدن کے نہ حقیقت پیٹ بھر کر کھانے کے اور کہا ابن منیر نے کہ وارد ہوئی ہے حدیث ساتھ لفظ ترجمہ کے لیکن نہیں موافق ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط کو سو نکالے اس نے معنی اس کے باب کی حدیث سے اس واسطے کہ جو تہائی چھوڑ سکتا ہے وہ نصف بھی چھوڑ سکتا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ فِيْهِ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ایمان دار ایک انتڑی میں کھاتا ہے۔

٤٩٧٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَأْكُلُ حَتّٰى يُؤْتٰى بِمِسْكِيْنٍ يَأْكُلُ مَعَهٗ فَأَدْخَلْتُ رَجُلًا يَأْكُلُ مَعَهٗ فَأَكَلَ كَثِيْرًا فَقَالَ يَا نَافِعُ لَا تُدْخِلْ هٰذَا عَلَيَّ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ

۴۹۷۴۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ کھانا نہ کھاتے یہاں تک کہ کوئی مسکین لایا جاتا کہ اس کے ساتھ کھائے سو داخل کیا میں نے ایک مرد کو جو اس کے ساتھ کھائے سو اس نے بہت کھایا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اے نافع! اس کو میرے پاس اندر نہ لانا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ایمان دار ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔

يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَّالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَآءٍ.

فائدہ: اور شاید یہ ابونھیک ہے جو اس کے بعد مذکور ہے اور مسلم کی روایت میں ہے واقع ہوا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کے آگے کھانا رکھنے لگے اور وہ بہت کھانے لگا اور حمل کیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حدیث کو اپنے ظاہر پر اور شاید کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کا آنا اپنے پاس برا جانا جب کہ دیکھا اس کو متصف ساتھ صفت کے کہ وصف کیا گیا ہے ساتھ اس کے کافر اور یہ جو اس کے بعد باب باندھا ہے المؤمن يأكل في معى واحد فيه ابوهريره عن النبي صلى الله عليه وسلم تو یہ صرف ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اور واقع ہوا ہے نسفی کی روایت میں جوڑنا حدیث کا جو اس سے پہلے طرف ترجمہ طعام الواحد يكفي للاثنين کی اور وارد کرنا اس ترجمہ کا واسطے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس کے سب طریقوں سے اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دو طریقوں کے اور نہیں ذکر کیا اس میں تعلیق کو اور یہ با وجہ ہے اس واسطے کہ نہیں واسطے دوہرانے ترجمہ کے بلفظها کوئی معنی۔ (فتح)

٤٩٧٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَإِنَّ الْكَافِرَ أَوِ الْمُنَافِقَ فَلَا أَدْرِيْ أَيَّهُمَا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَآءٍ وَقَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ.

۴۹۷۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان دار ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر یا منافق میں نہیں جانتا کہ عبید اللہ نے دونوں میں سے کون سا لفظ کہا (یہ راوی کا شک ہے) سات انتڑیوں میں کھاتا ہے اور کہا ابن بکیر نے حدیث بیان کی ہم سے مالک رحمہ اللہ نے اس نے روایت کی نافع رحمہ اللہ سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل یعنی مثل اصل حدیث کی نہ خصوص شک کی۔

٤٩٧٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ كَانَ أَبُوْ نَهِيْكٍ رَجُلًا أَكُوْلًا فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَآءٍ فَقَالَ فَأَنَا أُوْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

۴۹۷۶۔ حضرت عمرو سے روایت ہے کہ ابو نہیک مرد بڑا کھانے والا تھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے اس نے کہا سو میں ایمان لاتا ہوں ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

فائدہ: اور اسی واسطے اتفاق ہے علماء کا کہ یہ حدیث ظاہر پر محمول نہیں ہے۔

٤٩٧٧ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الْمُسْلِمُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَآءٍ.

۴۹۷۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔

٤٩٧٨ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا كَثِيْرًا فَأَسْلَمَ فَكَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا قَلِيْلًا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَالْكَافِرَ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَآءٍ.

۴۹۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد بہت کھایا کرتا تھا پھر وہ مسلمان ہوا سو وہ تھوڑا کھاتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر ہوا تو فرمایا کہ ایمان دار ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کافر کی ضیافت کی جب اس نے سات بکریوں کا دودھ پیا تب اس کا پیٹ بھرا دوسرے دن وہ مسلمان ہوا تو ایک بکری سے اس کا پیٹ بھر گیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو وہ ایک بکری کا دودھ بھی نہ پی سکا اور اختلاف ہے بیچ معنی حدیث کے سو بعض نے کہا کہ اس کا ظاہر مراد نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک مثال ہے کہ بیان کی گئی واسطے ایمان دار کے اور زہد اس کے کی دنیا میں اور کافر کے اور حرص اس کی کے اوپر اس کے سو گویا کہ ایمان دار واسطے کم ہونے رغبت اس کی کے دنیا سے ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر واسطے سخت ہونے رغبت اس کی کے بیچ اس کے اور بہت طلب کرنے کے اس سے کھاتا ہے سات انتڑیوں میں سو نہیں ہے مراد حقیقت انتڑیوں کی اور نہ مخصوص کھانا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد کم حرص کرنا ہے بیچ دنیا کے اور بہت حرص کرنا بیچ اس کے سو گویا کہ تعبیر کیا ہے دنیا کے لینے کو ساتھ کھانے کے اور اس کے اسباب کے ساتھ انتڑیوں کے اور وجہ علاقہ کی ظاہر ہے اور بعض نے کہا کہ ایمان دار حلال کھاتا ہے اور کافر حرام کھاتا ہے اور حلال کم تر ہے حرام سے وجود میں اور نقل کیا ہے طحاوی نے مثل پہلی وجہ کے ابو جعفر سے سو کہا کہ حمل کیا ہے ایک قوم نے اس حدیث کو اوپر رغبت کرنے کے دنیا میں اور حرص کرنے کے بیچ اس کے سو معنی یہ ہیں کہ ایمان دار ایک انتڑی میں کھاتا ہے یعنی اس میں زہد کرتا ہے سو نہیں لیتا دنیا سے مگر تھوڑا اور کافر سات انتڑیوں میں یعنی رغبت کرتا ہے بیچ اس کے اور حرص کرتا ہے سو بہت جمع کرتا ہے دنیا کو اور بعض نے کہا

کہ مراد ترغیب دینا ایمان دار کا ہے کم کھانے پر جب کہ جانے کہ بہت کھانا صفت کافر کی ہے اس واسطے کہ نفس ایمان دار کا نفرت کرتا ہے متصف ہونے سے ساتھ صفت کافر کے اور دلالت کرتا ہے اس پر کہ بہت کھانا کافروں کی صفت ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَأْكُلُوْنَ كَمَا تَأْكُلُ الْاَنْعَامُ﴾ اور بعض نے کہا کہ بلکہ وہ اپنے ظاہر پر محمول ہے پھر اختلاف ہے اس میں کئی اقوال پر اول تو یہ ہے کہ وارد ہوئی ہے یہ حدیث ایک شخص معین کے حق میں جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن عبدالبر نے سو کہا اس نے کہ نہیں ہے کوئی راہ طرف حمل کرنے اس کے کی عموم پر اس واسطے کہ مشاہدہ اس کو دفع کرتا ہے سو بہت کافر ایسے ہیں کہ ایمان دار سے کم کھاتے ہیں اور عکس اس کا اور بہت کافر مسلمان ہوئے اور ان کے کھانے کی مقدار نہیں بدلی، دوم قول یہ ہے کہ حدیث خارج ہوئی ہے مخرج غائب کے اور حقیقت عدد کی مراد نہیں ہے اور تخصیص سات کی واسطے مبالغہ کے ہے تکثیر میں اور معنی یہ ہیں کہ ایمان دار کے شان سے کم کھانا ہے واسطے مشغول ہونے اس کے کی ساتھ اسباب عبادت کے اور واسطے جاننے اس کے کہ مقصود شرع کا کھانے سے وہ چیز ہے جو بھوک کو بند کرے اور جان بچائے اور عبادت پر مدد کرے اور نیز واسطے خوف کرنے اس کے کی حساب اس چیز کے سے جو زیادہ ہو اوپر اس کے برخلاف کافر کے کہ وہ نہیں واقف ہوتا ساتھ مقصود شرع کے بلکہ اپنے نفس کی شہوت کے تابع ہے کشادہ روئی کرنے والا ہے بیچ اس کے نہیں ڈرنے والا ہے حرام سے سو ہو گیا کھانا ایمان دار کا واسطے اس چیز کے کہ میں نے ذکر کیا جب کہ منسوب کیا جائے طرف کافر کے گویا کہ بقدر ساتویں حصے کے ہے اس سے اور نہیں لازم آتا اس سے عام ہونا اس کا ہر ایمان دار اور کافر میں اس واسطے کہ ایمانداروں میں بعض آدمی ایسا ہوتا ہے کہ وہ بہت کھاتا ہے یا باعتبار عادت کے یا بسبب کسی بیماری کے بیماری باطن سے اور اسی طرح کافروں میں بھی بعض آدمی ایسا ہوتا ہے کہ تھوڑا کھاتا ہے یا واسطے رعایت صحت کے بنا بر رائے طبیبوں کے یا واسطے ریاضت کے بنا بر رائے درویشوں کے یا واسطے کسی عارض کے مانند ضعف معدے کے اور کہا طیبی نے کہ محصل قول کا یہ ہے کہ ایمان دار کے شان سے حرص کرنا ہے زہد اور ریاضت پر برخلاف کافر کے سو جب پایا جائے کوئی ایمان دار یا کافر اوپر غیر اس وصف کے تو نہیں قدح کرتا ہے یہ حدیث میں۔ سوم قول یہ ہے کہ مراد ساتھ ایمان دار کے اس حدیث میں کامل ایمان دار آدمی ہے اس واسطے کہ جس کا اسلام خوب ہو اور ایمان کامل ہو مشغول ہوتا ہے فکر اس کا موت میں اور جو اس کے بعد ہے سو منع کرتی ہے اس کو شدت خوف کی پورا کرنے شہوت کے سے اور رد کیا ہے اس کو خطابی نے سو کہا کہ سلف کے بزرگوں سے بہت کھانا منقول ہے اور حالانکہ نہ تھا یہ نقصان ان کے دین میں۔ چہارم قول یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ ایمان دار کھانے پینے کے وقت اللہ کا نام لیتا ہے سو نہیں شریک ہوتا ہے ساتھ اس کے شیطان پس کفایت کرتا ہے اس کو تھوڑا اور کافر کھانے کے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا سو اس کے ساتھ شیطان شریک ہوتا ہے۔ قول پنجم یہ ہے کہ ایمان دار کی حرص کھانے پر کم ہوتی ہے سو اس کے واسطے اس میں برکت کی جاتی ہے پس

سیر ہوتا ہے تھوڑے کھانے سے اور کافر کو کھانے کی حرص زیادہ ہوتی ہے سو نہیں پیٹ بھرتا ہے اس کا تھوڑے کھانے سے۔قول چھٹا یہ ہے کہ کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مختار یہ ہے کہ بعض ایمان دار ایک انتڑی میں کھاتے ہیں اور اکثر کفار سات انتڑیوں میں کھاتے ہیں اور نہیں لازم آتا ہے اس سے کہ ہر ایک انتڑی سات سے مانند انتڑی ایمان دار کے۔قول ساتواں یہ ہے کہ کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ احتمال ہے کہ مراد سات انتڑیوں سے کافر میں سات صفتیں ہوں او روہ حرص اور شر اور طوال امل اور طمع اور سوء طبع اور حسد اور حب موٹا ہونے کے سے اور ساتھ ایک کے ایمان دار میں بند کرنا خلت اس کی کا ہو۔قول آٹھواں یہ ہے کہ کہا قرطبی نے کہ طعام کی شہوتیں سات ہیں شہوت طبع کی اور شہوت نفس کی اور شہوت آنکھ کی اور شہوت منہ کی اور شہوت کان کی اور شہوت ناک کی اور شہوت بھوک کی اور وہ ضروری ہے جس کے ساتھ ایمان دار کھاتا ہے اور بہر حال کافر سو وہ سب کے ساتھ کھاتا ہے اور کہا علماء نے کہ لیا جاتا ہے اس حدیث سے رغبت دلانا اوپر کفایت کرنے کے تھوڑی دنیا پر اور رغبت دلانا ہے اوپر زہد کے بیچ اس کے اور قناعت کرنا اس چیز پر جو اس سے میسر ہو اور تھے عقل والے لوگ جاہلیت اور اسلام میں مدح کرتے ساتھ کم کھانے کے اور مذمت کرتے بہت کھانے سے کہا ابن تین نے کہ کہا گیا ہے کہ لوگ کھانے میں تین قسم کے ہیں ایک گروہ وہ ہے جو کھاتے ہیں ساتھ حاجت کے اور بغیر حاجت کے یعنی خواہ حاجت ہو یا نہ ہو بھوک ہو یا نہ ہو اور یہ کام جاہلوں کا ہے اور ایک گروہ وہ لوگ ہیں جو کھاتے ہیں وقت بھوک کے جو بند کرے بھوک کو بس اور ایک گروہ وہ ہیں جو اپنے آپ کو بھوکا کہتے ہیں قصد کرتے ہیں ساتھ اس کے شہوت نفس کی اکھاڑنے کا اور جب کھاتے ہیں تو کھاتے ہیں جو جان کو بچائے اور یہ صحیح ہے لیکن نہیں تعرض کیا اس نے واسطے اتارنے حدیث کے اوپر اس کے اور وہ لائق ہے ساتھ قول ثانی کے۔(فتح)

بَابُ الْأَكْلِ مُتَّكِئًا.

تکیہ لگا کر کھانا یعنی اس کا کیا حکم ہے؟۔

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں جزم کیا بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے اس واسطے کہ نہیں آئی اس میں نہی صریح۔(فتح)

٤٩٧٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا آكُلُ مُتَّكِئًا.

۴۹۷۹۔حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔

٤٩٨٠ ـ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ

۴۹۸۰۔حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا سو آپ نے ایک مرد اپنے پاس

الْأَقْمَرِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ لَا آكُلُ وَأَنَا مُتَّكِيءٌ.

والے سے فرمایا کہ میں نہیں کھاتا اس حال میں کہ تکیہ لگانے والا ہوں۔

فائدہ: اور شاید سبب اس حدیث کا قصہ گنوار کا ہے جو عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ اور طبرانی نے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری تحفہ بھیجی سو اپنے گھٹنے پر بیٹھ کر کھانے لگے تو ایک گنوار نے آپ سے کہا کہ یہ نشست کیا ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو نبی کریم بنایا اور نہیں بنایا مجھ کو گردن کھینچنے والا عناد والا کہا ابن بطال نے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع کے واسطے کیا تھا پھر ذکر کیا حدیث کو زہری سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک فرشتہ آیا کہ وہ اس سے پہلے آپ کے پاس نہیں آیا تھا تو اس نے کہا کہ تیرا رب تجھ کو اختیار دیتا ہے کہ ہو تو بندہ پیغمبر یا بادشاہ پیغمبر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کی طرف نظر کی جیسے اس سے مشورہ چاہتے تھے تو جبریل علیہ السلام نے آپ کی طرف اشارہ کیا کہ تواضع کر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلکہ بندہ پیغمبر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکیہ لگا کر نہیں کھایا اور یہ حدیث مرسل یا معضل ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آپ کو تکیہ لگا کر کھاتے دیکھا سو آپ کو منع کیا اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگا کر کھانے سے منع کیا تو اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکیہ لگا کر نہیں کھایا اور اختلاف ہے تکیہ لگانے کے طریق میں سو بعض نے کہا کہ کھانے کے وقت قرار پکڑ کے بیٹھے جس طور پر کہ ہو اور بعض نے کہا کہ اپنی ایک طرف پر جھک کر بیٹھے اور بعض نے کہا کہ اپنے بائیں ہاتھ سے زمین پر تکیہ کرے، کہا خطابی نے کہ عام لوگ گمان کرتے ہیں کہ تکیہ کرنے والا وہ کھانے والا ہے اپنی ایک طرف جھک کر اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح بلکہ وہ تکیہ کرنے والا ہے تکیے پر جو اس کے نیچے ہے اور روایت کی ہے ابن عدی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھڑکا یہ کہ تکیہ کرے مرد اپنے بائیں ہاتھ پر کھاتے وقت کہا مالک رحمہ اللہ نے یہ ایک قسم ہے تکیہ کرنے کی۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں اشارہ ہے مالک سے طرف مکروہ ہونے اس چیز کی کہ گنا جائے اس میں مرد تکیہ لگا کر کھانے والا اور نہیں خاص ہے تکیہ لگانا ساتھ صفت معین کے اور جزم کیا ہے ابن جوزی نے بیچ تفسیر تکیہ کرنے کے کہ وہ جھک کر بیٹھنا ہے ایک طرف اور نہیں التفات کیا اس نے طرف اس نکار خطابی کے اس کو اور حکایت کیا ہے ابن اثیر نے کہ جس نے تفسیر کیا ہے انکار کو ساتھ جھک کر بیٹھنے کے ایک طرف تو اس نے طب پر عمل کیا ہے ساتھ اس کے کہ کھانا آسانی اور سہولت سے انتڑیوں میں نہیں اترتا اور اکثر اوقات اس کے ساتھ تکلیف پاتا ہے اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ حکم تکیہ لگا کر کھانے والے کے سو ابن قاص نے گمان کیا ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے یعنی فقط آپ کے واسطے تکیہ لگا کر کھانا منع تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے اور کوئی منع نہیں اور تعاقب کیا ہے اس کا بیہقی نے سو کہا کہ کبھی آپ کے غیر کے واسطے بھی

مکروہ ہوتا ہے اس واسطے کہ وہ کام متکبروں کا ہے اور اصل اس کا ماخوذ ہے عجم کے بادشاہوں سے اور اگر آدمی کے ساتھ کوئی مانع ہو کہ بجز تکیہ لگانے کے کھا نہیں سکتا تو اس میں کراہت نہیں پھر بیان کیا بیہقی نے ایک جماعت سلف سے کہ انہوں نے اس طرح کھایا اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عبیدہ سلمانی اور محمد بن سیرین اور عطاء بن یسار اور زہری سے جائز ہونا اس کا مطلق اور جب ثابت ہوا ہونا اس کا مکروہ یا خلاف اولیٰ تو مستحب ہے واسطے کھانے والے کے یہ کہ اپنے دونوں گھٹنوں اور قدم کے پیٹھ پر بیٹھے یا دائیں پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں پر بیٹھے اور اختلاف ہے بیچ علت کراہت کے اور قوی تر وہ چیز جو وارد ہوئی ہے بیچ اس کے وہ ہے جو ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ تھے مکروہ جانتے تکیہ لگا کر کھانے کو واسطے اس خوف کے کہ ان کے پیٹ بڑے ہو جائیں پس یہی ہے معتمد۔ (فتح)

بَابُ الشِّوَآءِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَجَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ﴾ أَيْ مَشْوِيٍّ.

باب ہے بھوننے کے بیان میں اور قول اللہ تعالیٰ کا سو لایا ابراہیم علیہ السلام بچھڑا بھونا ہوا۔

٤٩٨١ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَبٍّ مَشْوِيٍّ فَأَهْوٰى إِلَيْهِ لِيَأْكُلَ فَقِيْلَ لَهٗ إِنَّهٗ ضَبٌّ فَأَمْسَكَ يَدَهٗ فَقَالَ خَالِدٌ أَحَرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهٗ لَا يَكُوْنُ بِأَرْضِ قَوْمِيْ فَأَجِدُنِيْ أَعَافُهٗ فَأَكَلَ خَالِدٌ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ قَالَ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِضَبٍّ مَحْنُوْذٍ.

۴۹۸۱۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لائی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوہ بھنی ہوئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف جھکے تا کہ کھائیں تو کسی نے آپ سے کہا کہ یہ گوہ ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ روکا، کہا خالد رضی اللہ عنہ نے کہ کیا وہ حرام ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں لیکن وہ میری قوم کی زمین میں نہیں ہوتی سو میں اپنے آپ کو پاتا ہوں کہ میں اس کو مکروہ جانتا ہوں، سو خالد رضی اللہ عنہ نے گوہ کھائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تھے، کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے کہ گوہ محنوذ یعنی بھنی ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصید میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے اس کی طرف کہ لینا حکم کا واسطے ترجمہ کے ظاہر ہے اس جہت سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھکے تا کہ کھائیں پھر نہ باز رہے مگر بسبب ہونے اس کے گوہ اور اگر گوہ کے سوا کچھ اور چیز ہوتی تو البتہ کھاتے۔ (فتح)

بَابُ الْخَزِيْرَةِ.

باب ہے خزیرہ کے بیان میں۔

فائدہ: خزیرہ وہ ہے جو بنایا جاتا ہے آٹے سے بصورت عصیدہ کے لیکن وہ اس سے پتلا ہوتا ہے اور کہا ابن فارس نے کہ آٹا چربی کے ساتھ ملایا جاتا ہے اور کہا جوہری نے کہ خزیرہ یہ ہے کہ گوشت لے کر چھوٹا چھوٹا کاٹ کر دیگ میں ڈالا جاتا ہے اور اس پر بہت پانی ڈالا جاتا ہے پھر جب پک جائے تو اس پر آٹا ڈالا جاتا ہے سو اگر اس میں گوشت نہ ہو تو عصیدہ کہا جاتا ہے۔ (فتح)

قَالَ النَّضْرُ الْخَزِيْرَةُ مِنَ النُّخَالَةِ وَالْحَرِيْرَةُ مِنَ اللَّبَنِ.

کہا نضر بن شمیل نے کہ خزیرہ بھسے سے بنایا جاتا ہے اور حریرہ دودھ سے بنایا جاتا ہے۔

٤٩٨٢ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ إِنِّيْ أَنْكَرْتُ بَصَرِيْ وَأَنَا أُصَلِّيْ لِقَوْمِيْ فَإِذَا كَانَتِ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّيَ لَهُمْ فَوَدِدْتُ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ أَنَّكَ تَأْتِيْ فَتُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ فَأَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَقَالَ سَأَفْعَلُ إِنْ شَآءَ اللَّهُ قَالَ عِتْبَانُ فَغَدَا رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ لِيْ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَأَشَرْتُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۴۹۸۲۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن اصحاب میں سے تھا جو جنگ بدر میں موجود تھے انصاریوں سے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے عرض کیا کہ یا حضرت! میں اندھا ہو گیا ہوں اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں یعنی ان کی امامت کرتا ہوں سو جب مینہ برستے ہیں تو نالا بہتا ہے جو میرے اور ان کے درمیان ہے میں ان کی مسجد میں نہیں آ سکتا کہ ان کو نماز پڑھاؤں سو یا حضرت! میں چاہتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں نماز پڑھیں تو میں اس کو جائے نماز ٹھہراؤں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کروں گا میں اگر چاہا اللہ نے کہا عتبان رضی اللہ عنہ نے سو اگلے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے جب کہ دن اونچا ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کے لیے اجازت مانگی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی سو نہ بیٹھے یہاں تک کہ گھر میں داخل ہوئے پھر مجھ سے فرمایا کہ تو کہاں چاہتا ہے کہ میں تیرے گھر میں نماز پڑھوں؟ سو میں نے گھر کے ایک کنارے کی طرف اشارہ کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی یعنی اللہ اکبر کہا اور ہم نے صف باندھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی پھر سلام پھیرا سو روکا ہم نے آپ کو خزیرہ پر کہ ہم نے

وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ فَصَفَفْنَا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ وَحَبَسْنَاهُ عَلٰى خَزِيْرٍ صَنَعْنَاهُ فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِّنْ أَهْلِ الدَّارِ ذَوُوْ عَدَدٍ فَاجْتَمَعُوْا فَقَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ أَلَا تَرَاهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ قُلْنَا فَإِنَّا نَرٰى وَجْهَهُ وَنَصِيْحَتَهُ إِلَى الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيَّ أَحَدَ بَنِيْ سَالِمٍ وَكَانَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدٍ فَصَدَّقَهُ.

اس کو بنایا یعنی واسطے آپ ﷺ کے تا کہ اس سے کھائیں سو محلّہ والوں سے بہت لوگ گھر میں جمع ہوئے تو کسی کہنے والے نے ان میں سے کہا کہ کہاں ہے مالک بن دخیشن ؟ تو بعض نے کہا کہ وہ منافق ہے اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا مت کہہ کیا تو اس کو نہیں دیکھتا کہ لا الہ الا اللہ کہا اس سے اللہ کی رضا مندی چاہتا ہے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں اس نے کہا کہ ہم دیکھتے ہیں اس کے منہ اور اس کی خیر خواہی کو منافقوں کی طرف، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے حرام کیا ہے آگ پر جس نے لا الہ الا اللہ کہا یعنی کلمہ پڑھا اس سے اللہ کی رضا مندی چاہتا ہو۔ کہا ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے پھر پوچھا میں نے حصین بن محمد انصاری سے جو بنی سالم میں سے ہے اور وہ ان کے سرداروں میں سے تھا محمود کی حدیث سے تو اس نے اس کی تصدیق کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المساجد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْأَقِطِ.

باب ہے پنیر کے بیان میں۔

وَقَالَ حُمَيْدٌ سَمِعْتُ أَنَسًا بَنَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَفِيَّةَ فَأَلْقَى التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَبِيْ عَمْرٍو عَنْ أَنَسٍ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْسًا.

اور کہا حمید نے کہ سنا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دخول کیا سو کھجور اور پنیر اور گھی ڈالا اور کہا عمرو نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے حیس بنایا۔

٤٩٨٣ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَهْدَتْ

۴۹۸۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری خالہ نے حضرت ﷺ کو گوہیں اور پنیر اور دودھ تحفہ بھیجا سو گوہ حضرت ﷺ کے دستر خوان پر رکھی گئی اور اگر حرام ہوتی تو نہ

خَالَتِی إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضِبَابًا وَّأَقِطًا وَّلَبَنًا فَوُضِعَ الضَّبُّ عَلٰی مَآئِدَتِهٖ فَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ یُوضَعْ وَشَرِبَ اللَّبَنَ وَأَكَلَ الْأَقِطَ.

رکھی جاتی اور دودھ پیا اور پنیر کھایا۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الصید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ السِّلْقِ وَالشَّعِیْرِ.

باب ہے چکندر اور جو کے بیان میں۔

٤٩٨٤ ـ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُكَیْرٍ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ إِنْ كُنَّا لَنَفْرَحُ بِیَوْمِ الْجُمُعَةِ كَانَتْ لَنَا عَجُوْزٌ تَأْخُذُ أُصُوْلَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهٗ فِیْ قِدْرٍ لَّهَا فَتَجْعَلُ فِیْهِ حَبَّاتٍ مِّنْ شَعِیْرٍ إِذَا صَلَّیْنَا زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ إِلَیْنَا وَكُنَّا نَفْرَحُ بِیَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَمَا كُنَّا نَتَغَدّٰی وَلَا نَقِیْلُ إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَاللّٰهِ مَا فِیْهِ شَحْمٌ وَّلَا وَدَكٌ.

۴۹۸۴۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ ہم جمعہ کے دن کے ساتھ خوش ہوتے تھے ہماری ایک بڑھیا تھی وہ چکندر کی جڑھیں لیتی سو اس کو اپنی ہانڈی میں ڈالتی جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تو اس کی ملاقات کرتے سو وہ اس کو ہمارے پاس لاتی یعنی اور ہم اس کو کھاتے اور ہم خوش ہوتے ساتھ دن جمعہ کے اس سبب سے اور نہ ہم دن کا کھانا کھاتے اور نہ قیلولہ کرتے تھے مگر نماز جمعہ کے بعد قسم ہے اللہ کی کہ نہ اس میں چربی تھی اور نہ چکنائی۔

فائدہ: اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر سلف میانہ روی سے اور صبر کرنے سے تھوڑی چیز پر یہاں تک کہ اللہ نے ان کے واسطے بڑی فتوحات کھولیں سو ان میں سے بعض نے مباحات میں فراخی کی اور اقتصار کیا بعض نے دو دن پر واسطے زہد اور تقویٰ کے۔ (فتح)

بَابُ النَّهْسِ وَانْتِشَالِ اللَّحْمِ.

باب ہے گوشت نوچ کر کھانے کے بیان میں۔

فائدہ: نہش کے معنی ہیں نوچنا گوشت کا ساتھ دانتوں کے اور چھوڑانا اس کا ہڈی سے اور نشل کے معنی ہیں پکڑنا اور قطع کرنا اور اکثر استعمال کیا جاتا ہے بیچ پکڑنے گوشت کے پہلے اس سے کہ پکے اور نام رکھا جاتا ہے گوشت کا نشیل اور کہا اسماعیلی نے کہ ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے نہش کے ساتھ انتشال کو اور انتشال کے معنی ہیں لینا اور طلب خروج کے اور نہیں نام رکھا جاتا ہے نہش یہاں تک کہ کھائے گوشت سے میں کہتا ہوں اور حاصل اس کا یہ ہے کہ نہش بعد انتشال کے ہے اور نہیں واقع ہوا ہے کسی چیز میں دونوں طریق سے جن کو بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے ذکر نہش کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو ساتھ معنی کے جس جگہ کہا تعرق کتفا یعنی نوچا گوشت کو جو اس پر تھا اپنے

منہ سے اور یہی ہے معنی نہش کا اور شاید بخاری رلشیہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس کی طرف کہ وہ حدیث ضعیف ہے جس کو ہم آئندہ باب میں ذکر کریں گے بیچ نہی کے کاٹنے گوشت کے سے ساتھ چھری کے اور کہا ہمارے شیخ نے شرح ترمذی میں کہ امر اس میں محمول ہے ارشاد پر اس واسطے کہ علت بیان کی ہے اس کی کہ وہ زیادہ تر پچنے پچنے والا ہے یعنی معدے پر بھاری نہیں ہوتا اور جلدی ہضم ہو جاتا ہے کہا اور نہیں ثابت ہوئی ہے نہی کاٹنے گوشت کے سے ساتھ چھری کے بلکہ ثابت ہو چکا ہے کاٹنا ساتھ چھری کے سو مختلف ہے یہ ساتھ مختلف ہونے گوشت کے جیسے کہ جب اس کا دانتوں سے نوچنا دشوار ہو تو چھری سے کاٹا جائے اور اسی طرح جب کہ نہ حاضر ہو چھری اور اسی طرح مختلف ہے باعتبار جلدی اور آہستگی کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٩٨٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَعَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتِفًا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَعَنْ أَيُّوْبَ وَعَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْتَشَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرْقًا مِّنْ قِدْرٍ فَأَكَلَ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۴۹۸۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے مونڈھے سے گوشت نوچ کر کھایا پھر کھڑے ہوئے سو نماز پڑھی اور وضو نہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہانڈی سے گوشت والی ہڈی نکالی اور اس سے گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

فائدہ: اور مفاد ان دونوں حدیثوں کا ایک ہے اور وہ نہ وضو کرنا آگ کی پکی چیز کے کھانے سے اور طہارت میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مونڈھے کا گوشت کھایا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روٹی اور گوشت تحفہ بھیجا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تین لقمے کھائے، الحدیث سو معلوم ہوئی اس روایت سے تعین جہت گوشت کی اور مقدار اس چیز کی کہ اس سے کھائی۔ (فتح)

بَابُ تَعَرُّقِ الْعَضُدِ.

بازو کا گوشت دانتوں سے نوچ کر کھانا۔

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے تفسیر تعرق کی اور عضد وہ ہڈی ہے جو مونڈھے اور کہنی کے درمیان ہے۔ (فتح)

٤٩٨٦ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلّٰى

۴۹۸۶۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے کی طرف نکلے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ مَكَّةَ.

٤٩٨٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَعَ رِجَالٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَنْزِلٍ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَازِلٌ أَمَامَنَا وَالْقَوْمُ مُحْرِمُوْنَ وَأَنَا غَيْرُ مُحْرِمٍ فَأَبْصَرُوْا حِمَارًا وَّحْشِيًّا وَأَنَا مَشْغُوْلٌ أَخْصِفُ نَعْلِيْ فَلَمْ يُؤْذِنُوْنِيْ لَهُ وَأَحَبُّوْا لَوْ أَنِّيْ أَبْصَرْتُهُ فَالْتَفَتُّ فَأَبْصَرْتُهُ فَقُمْتُ إِلَى الْفَرَسِ فَأَسْرَجْتُهُ ثُمَّ رَكِبْتُ وَنَسِيْتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقُلْتُ لَهُمْ نَاوِلُوْنِي السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَغَضِبْتُ فَنَزَلْتُ فَأَخَذْتُهُمَا ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَعَقَرْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ بِهِ وَقَدْ مَاتَ فَوَقَعُوْا فِيْهِ يَأْكُلُوْنَهُ ثُمَّ إِنَّهُمْ شَكُّوْا فِيْ أَكْلِهِمْ إِيَّاهُ وَهُمْ حُرُمٌ فَرُحْنَا وَخَبَأْتُ الْعَضُدَ مَعِيْ فَأَدْرَكْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَعَكُمْ مِّنْهُ شَيْءٌ فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ فَأَكَلَهَا حَتّٰى تَعَرَّقَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَحَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ مِثْلَهُ.

۴۹۸۷۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے کی طرف نکلے سو میں ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کے ساتھ اپنی جگہ میں بیٹھا تھا مکے کی راہ میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آگے اترے تھے اور لوگ احرام باندھے تھے اور میں نے احرام نہیں باندھا تھا سو لوگوں نے گورخر کو دیکھا اور میں مشغول تھا اپنا جوتا سیتا تھا سو انہوں نے مجھ کو خبر نہ کی لیکن انہوں نے چاہا کہ کاش میں نے اس کو دیکھا ہوتا سو میں نے نظر پھیری تو میں نے اس کو دیکھا سو میں گھوڑے کی طرف کھڑا ہوا سو میں نے اس پر زین ڈالی پھر میں سوار ہوا اور کوڑا اور نیزہ بھولا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھ کو کوڑا اور نیزہ دو تو انہوں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم تجھ کو اس پر کسی چیز کے ساتھ مدد نہیں کریں گے سو میں غصے ہوا پھر میں نے اتر کر دونوں کو لیا پھر میں سوار ہوا سو میں نے گورخر پر حملہ کیا سو میں نے اس کی کوچیں کاٹ ڈالیں پھر میں اس کو لایا اور حالانکہ وہ مر گیا تھا سو وہ اس میں پڑ کر اس کو کھانے لگے پھر انہوں نے شک کیا اس کے کھانے میں کہ جائز ہے یا نہیں اور حالانکہ وہ احرام باندھے تھے اور میں نے اس کا بازو اپنے ساتھ چھپا رکھا سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور آپ سے اس کا حکم پوچھا کہ احرام کی حالت میں اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ سو فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس کا کچھ گوشت ہے؟ تو میں نے آپ کو بازو دیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھایا یہاں تک کہ اس کو دانتوں سے نوچا اور حالانکہ آپ احرام باندھے تھے۔ کہا ابن جعفر نے اور حدیث بیان کی مجھ سے زید بن اسلم نے عطاء سے اس نے روایت کی ابو

قتادہ سے اس کی مثل۔

فائدہ: یہ حدیث حدیبیہ کے قصے میں ہے اور اس کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور مراد اس کی اس سے قول اس کا ہے اس کے آخر میں کہ میں نے آپ کو بازو دیا سو آپ نے اس کو کھایا حتی تعرقها یعنی یہاں تک کہ اس کی ہڈی پر کچھ گوشت باقی نہ چھوڑا۔ (فتح)

بَابُ قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسِّكِّيْنِ.

چھری سے گوشت کاٹنا۔

٤٩٨٨ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ عَمْرَو بْنَ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِي يَدِهِ فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِي يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۴۹۸۸۔ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گوشت کاٹتے بکری کے مونڈھے سے جو آپ کے ہاتھ میں تھا پھر نماز کی طرف بلائے گئے سو ڈالا مونڈھے کو اور چھری کو جس کے ساتھ کاٹتے تھے پھر آپ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور معنی یحتز کے ہیں یقطع اور روایت کی ہے اصحاب سنن نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک رات کاٹی اور آپ میرے واسطے پہلے سے گوشت کاٹتے تھے یہاں تک کہ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری پھینکی اور فرمایا کہ کیا ہے اس کو اس کے دونوں ہاتھ خاک میں آلودہ ہوں کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث رد کرتی ہے ابو معشر کی حدیث کو کہ نہ کاٹو گوشت کو چھری سے کہ وہ عجم والوں کا فعل ہے اور دانتوں کے ساتھ نوچ کر کھاؤ کہ وہ زیادہ تر رچنے پچنے والا ہے کہا ابوداؤد نے کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے اور البتہ واقع ہوا ہے بیچ اول حدیث شفاعت کے جو دراز ہے اور تفسیر میں گزر چکی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بکری کا ہاتھ لایا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بار نوچ کر کھایا، الحدیث۔ (فتح الباری)

بَابُ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں کیا۔

فائدہ: یعنی مباح کھانے کو اور حرام کو تو عیب کرتے تھے اور مذمت کرتے تھے اور اس سے منع کرتے تھے اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ اگر عیب پیدائش کی جہت سے ہو تو مکروہ ہے اور اگر کاری گری کی جہت سے ہو تو نہیں مکروہ اس واسطے کہ اللہ کی صنعت پر عیب نہیں کیا جاتا اور آدمیوں کی صنعت پر عیب کیا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جو ظاہر ہوتا

ہے میرے واسطے عام ہونا اس کا ہے یعنی عیب کرنا ہر جہت سے مکروہ ہے اس واسطے کہ اس میں توڑنا ہے کاری گر کے دل کا، کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کھانے کے آداب سے ہے کہ نہ عیب لگائے جیسے کہ کہے نمک دار ہے، کھٹا ہے، اس میں نمک کم ہے، اور گاڑھا ہے، پتلا ہے، کچا ہے، اور مانند اس کی۔ (فتح)

٤٩٨٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ.

۴۹۸۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں عیب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کھانے کو کبھی اگر اس کی خواہش ہوتی تو کھاتے اور اگر اس کو مکروہ جانتے تو نہ کھاتے۔

فائدہ: یعنی مثل اس چیز کی کہ واقع ہوئی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گوہ میں اور واقع ہوا ہے یحییٰ کی روایت میں کہ اگر آپ کو اس کی خواہش نہ ہوتی تو چپ رہتے یعنی اس کے عیب کرنے سے کہا ابن بطال نے کہ یہ حسن ادب ہے اس واسطے کہ ایک چیز ہوتی ہے کہ ایک آدمی کو اس کی خواہش نہیں ہوتی اور دوسرے کو اس کی خواہش ہوتی ہے اور ہر چیز جس کے کھانے کی شرع نے اجازت دی ہے اس میں کوئی عیب نہیں۔ (فتح)

بَابُ النَّفْخِ فِي الشَّعِيرِ.

جو میں پھونکنا۔

فائدہ: یعنی بعد پیسنے ان کے تا کہ اس کی چھیل اڑ جائے اور شاید کہ تنبیہ کی ہے اس نے ساتھ اس ترجمہ کے اس پر کہ یہ جو آیا ہے کہ کھانے میں پھونک مارنا منع ہے تو یہ خاص ہے ساتھ پکے کھانے کے۔ (فتح)

٤٩٩٠ ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ أَنَّهُ سَأَلَ سَهْلًا هَلْ رَأَيْتُمْ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ قَالَ لَا فَقُلْتُ فَهَلْ كُنْتُمْ تَنْخُلُونَ الشَّعِيرَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ كُنَّا نَنْفُخُهُ.

۴۹۹۰۔ حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے سہل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میدہ کی روٹی دیکھی تھی؟ اس نے کہا کہ نہیں میں نے کہا کہ تم جو کو چھانتے تھے؟ یعنی بعد پیسنے اس کے کی؟ اس نے کہا کہ نہیں لیکن ہم اس کو پھونکتے تھے۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ يَأْكُلُونَ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کھاتے تھے۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں چھ حدیثیں ذکر کی ہیں۔

٤٩٩١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي

۴۹۹۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے اصحاب میں کھجوریں بانٹیں سو ہر آدمی کو

عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ أَصْحَابِهٖ تَمْرًا فَأَعْطٰى كُلَّ إِنْسَانٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ فَأَعْطَانِيْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ فَلَمْ يَكُنْ فِيْهِنَّ تَمْرَةٌ أَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْهَا شَدَّتْ فِيْ مَضَاغِيْ.

سات سات کھجوریں دیں سو مجھ کو بھی سات کھجوریں دیں ایک ان میں سے ردی کھجور تھی سو نہ تھی ان میں کوئی کھجور عجب تر نزدیک میرے اس سے کہ سخت ہوئی میرے چبانے میں۔

فائدہ: اور مراد اس کی یہ ہے کہ تھی اس میں قوت وقت چبانے اس کے پس دراز ہوا چبانا اس کا واسطے اس کے مانند مصطگی کے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ان میں سخت تر تھی میرے دانتوں کے واسطے۔

٤٩٩٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُنِيْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ أَوِ الْحَبَلَةِ حَتّٰى يَضَعَ أَحَدُنَا مَا تَضَعُ الشَّاةُ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُوْ أَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ خَسِرْتُ إِذًا وَضَلَّ سَعْيِيْ.

۴۹۹۲۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا ساتواں سات کا ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ساتواں میں تھا نہ تھا واسطے ہمارے کھانا مگر پتے حبلہ کے یا فرمایا حبلہ کے یہ شک ہے راوی کا یعنی کیکر کا پھل یہاں تک کہ ڈالتا ایک ہمارا جو ڈالتی ہے بکری یعنی مینگنیاں ڈالتا تھا جیسے بکری ڈالتی ہے پھر صبح کی اسد کی اولاد نے کہ ایذا دیتے ہیں مجھ کو اسلام پر یعنی مجھ کو احکام اسلام کی تعلیم کرتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ نماز اچھی نہیں پڑھتا میں اس وقت خسارے میں پڑا اور میری کوشش ضائع ہوئی۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف قدیم ہونے اسلام اس کے کی اور اس کی شرح رقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور مراد حبلہ سے پھل عضاہ کا ہے اور کیکر کا اور وہ لوبیا کے مشابہ ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد درختوں کی جڑ ہیں ہیں۔ (فتح)

٤٩٩٣ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَقُلْتُ هَلْ أَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ فَقَالَ سَهْلٌ مَا رَأٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ

۴۹۹۳۔ حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میدہ کی روٹی کھائی ہے؟ کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میدہ نہیں دیکھا جب سے اللہ نے آپ کو پیغمبر کیا یہاں تک کہ اللہ نے آپ کی روح قبض کی کہا سو میں نے اس سے کہا کہ کیا

مِنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ قَالَ فَقُلْتُ هَلْ كَانَتْ لَكُمْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَاخِلُ قَالَ مَا رَأٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْخُلًا مِّنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ كُنْتُمْ تَأْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ قَالَ كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ فَيَطِيْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ فَأَكَلْنَاهُ.

حضرت ﷺ کے زمانے میں تمہارے پاس چھلنیاں تھیں؟ اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے چھلنی نہیں دیکھی جب سے اللہ نے آپ کو پیغمبر کیا یہاں تک کہ آپ کی روح قبض کی میں نے کہا کہ تم جو بے چھنی کس طرح کھاتے تھے؟ کہا کہ ہم اس کو پیستے تھے اور اس کو پھونکتے سو اڑ جاتا جو اڑ جاتا یعنی بھوسے اس کے سے اور جو باقی رہتا اس کو بھگوتے یعنی اس کو گوندھ لیتے اور پکاتے اور کھاتے۔

فائدہ: میں گمان کرتا ہوں کہ احتراز کیا ہے اس نے اس چیز سے کہ پیغمبر ہونے سے پہلے ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس مدت میں تجارت کے واسطے شام کی طرف سفر کیا تھا اور اس وقت شام روم کے ساتھ تھا اور میدہ کی روٹی ان کے یہاں بہت تھی اور اسی طرح چھلنیاں وغیرہ اسباب آسودگی اور فراغت کے سو نہیں شک ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ ان کے پاس دیکھا ہوگا اور بہر حال پیغمبر ہونے کے بعد سو نہ تھے مگر مکے اور مدینے اور طائف میں اور تبوک میں بھی پہنچے اور وہ شام کی اطراف سے ہے لیکن اس کو فتح نہ کیا اور نہ بہت مدت وہاں ٹھہرے اور احتمال ہے کہ بغیر گوندھنے اور پکانے کے کھایا ہو۔ (فتح)

٤٩٩٤ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ فَدَعَوْهُ فَأَبٰى أَنْ يَّأْكُلَ وَقَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ.

۴۹۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک قوم پر گزرے جن کے آگے بکری بھنی ہوئی تھی سو انہوں نے ان کو بلایا تو انہوں نے کھانے سے انکار کیا اور کہا کہ حضرت ﷺ دنیا سے نکلے اور نہیں پیٹ بھر کر کھایا جو کی روٹی کو۔

فائدہ: نہیں ہے یہ نہ قبول کرنا دعوت کا اس واسطے کہ وہ ولیمے میں ہے نہ ہر کھانے میں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس وقت یاد تھا جو تھے حضرت ﷺ بیچ اس کے تنگی گزران سے پس ترک کیا کھانا بکری کا اور اسی واسطے کہا کہ حضرت ﷺ دنیا سے نکلے اور نہیں پیٹ بھر کر کھایا جو کی روٹی کو۔ (فتح)

٤٩٩٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ

۴۹۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں کھایا

حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ وَّلَا فِیْ سُكُرُّجَةٍ وَّلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ قُلْتُ لِقَتَادَةَ عَلَامَ يَأْكُلُوْنَ قَالَ عَلَى السُّفَرِ.

حضرت ﷺ نے خوان پر اور نہ تستری پر اور نہ پکائی گئی واسطے آپ کے چپاتی۔ میں نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ کس چیز پر کھاتے تھے؟ کہا کہ دسترخوان پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

۴۹۹۶ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ.

۴۹۹۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے گھر والوں نے پیٹ بھر کر نہیں کھایا جب سے مدینے میں آئے گندم کے کھانے سے تین رات پے در پے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کی روح قبض ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ التَّلْبِيْنَةِ.

باب ہے تلبینہ کے بیان میں۔

فائدہ: تلبینہ بنایا جاتا ہے آٹے اور دودھ سے اور کبھی اس میں شہد بھی ڈالا جاتا ہے سفید ہوتا ہے مانند دودھ کی اس واسطے اس کو تلبینہ کہتے ہیں اور نفع دینے والا اس سے وہ ہوتا ہے جو پتلا پکا ہوا ہو نہ گاڑھا کچا۔ (فتح)

۴۹۹۷ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ أَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذٰلِكَ النِّسَآءُ ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إِلَّا أَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِّنْ تَلْبِيْنَةٍ فَطُبِخَتْ ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيْدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِيْنَةُ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ كُلْنَ مِنْهَا فَإِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ التَّلْبِيْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ تَذْهَبُ

۴۹۹۷ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی سے روایت ہے کہ ان کا دستور تھا کہ جب کوئی آدمی ان کے گھر والوں سے مرجاتا اور اس کے واسطے عورتیں جمع ہوتیں پھر جدا جدا ہوتیں مگر ان کے گھر والے اور خاصے لوگ تو حکم کرتیں ساتھ پکانے ہانڈی تلبینہ کے سو پکائی جاتی پھر ثرید بنایا جاتا پھر تلبینہ اس پر ڈالا جاتا فرماتیں اس کو کھاؤ بے شک میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ تلبینہ راحت دیتا ہے بیمار کے دل کو اور دور کرتا ہے بعض غم کو۔

بِبَعْضِ الْحُزْنِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ الثَّرِيْدِ.

باب ہے ثرید کے بیان میں۔

فائدہ: ثرید یہ ہے کہ روٹی کو گوشت کے شوربے میں بھگو دے اور کبھی اس کے ساتھ گوشت بھی ہوتا ہے۔

٤٩٩٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْجَمَلِيِّ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ أَبِيْ مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَّلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَآئِرِ الطَّعَامِ.

۴۹۹۸۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں سے بہت لوگ کمال کو پہنچے اور عورتوں سے مریم عمران کی بیٹی اور آسیہ فرعون کی بیوی کے سوائے کوئی عورت باکمال نہیں ہوئی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر۔

٤٩٩٩ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ طُوَالَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَآئِرِ الطَّعَامِ.

۴۹۹۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ برکت تین چیزوں میں ہے جماعت میں اور سحور میں اور ثرید میں۔

٥٠٠٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ أَبَا حَاتِمٍ الْأَشْهَلَ بْنَ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى غُلَامٍ لَّهُ خَيَّاطٍ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ قَصْعَةً فِيْهَا ثَرِيْدٌ قَالَ وَأَقْبَلَ عَلٰى عَمَلِهِ قَالَ

۵۰۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے ایک غلام درزی پر داخل ہوا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ایک پیالہ رکھا جس میں ثرید تھا اور اپنے کام پر متوجہ ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو تلاش کرنے لگے تو میں اس کو تلاش کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھنے لگا سو میں اس کے بعد ہمیشہ کدو کو دوست رکھتا ہوں۔

فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ قَالَ فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُهُ فَأَضَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ فَمَا زِلْتُ بَعْدُ أُحِبُّ الدُّبَّآءَ.

بَابُ شَاةٍ مَّسْمُوطَةٍ وَالْكَتِفِ وَالْجَنْبِ.

بکری کھال سمیت بھونی ہوئی اور مونڈھے اور پہلو کا بیان۔

۵۰۰۱ - حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ قَالَ كُلُوْا فَمَا أَعْلَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَغِيْفًا مُّرَقَّقًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَلَا رَاٰى شَاةً سَمِيْطًا بِعَيْنِهِ قَطُّ.

۵۰۰۱۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تھے اور ان کا روٹی پکانے والا کھڑا ہوتا کہتے کھاؤ سو میں نہیں جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پتلی روٹی دیکھی ہو یہاں تک کہ اللہ سے ملے اور نہ کبھی آپ نے آنکھ سے بکری دم بخت کی ہوئی دیکھی۔

فائدہ: اور مسموطہ کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

۵۰۰۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّيْنَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۵۰۰۲۔ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا بکری کے مونڈھے سے گوشت کاٹتے سو اس سے کھایا پھر نماز کی طرف بلائے گئے سو کھڑے ہوئے اور چھری ڈالی سو نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

فائدہ: اور بہر حال پہلو سو اشارہ کیا طرف حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہلو بھنی ہوئی لائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا پھر نماز کی طرف کھڑے ہوئے۔

بَابُ مَا كَانَ السَّلَفُ يَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِهِمْ وَأَسْفَارِهِمْ مِنَ الطَّعَامِ وَاللَّحْمِ وَغَيْرِهِ.

بیان اس چیز کا کہ تھے سلف ذخیرہ کرتے اپنے گھروں میں اور سفروں میں کھانے اور گوشت وغیرہ سے۔

فائدہ: باب کی حدیثوں میں کھانے کا ذکر نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لیا جاتا ہے ان سے بطور الحاق کے یا

عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول اس کو تقاضا کرتا ہے کہ نہیں پیٹ بھر کر کھایا گندم کی روٹی سالن والی سے تین دن اور یہ جو سالن والی روٹی کی نفی کی تو نہیں لازم آتی نفی اس سے ہونے اس کے کی مطلق اور بیچ وجود اس کے کی تین دن مطلق دلالت ہے اوپر جواب تناول اس کے کی اور باقی رکھنے اس کے کی گھر میں اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ طعام کے جو کھایا جاتا ہے پس داخل ہوگا ہر سالن۔ (فتح)

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَأَسْمَآءُ صَنَعْنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ سُفْرَةً.

اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسماء رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دونوں بیٹیوں نے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطے خرچ راہ تیار کیا۔

۵۰۰۳ ۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُؤْكَلَ لُحُوْمُ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ قَالَتْ مَا فَعَلَهُ إِلَّا فِيْ عَامٍ جَاعَ النَّاسُ فِيْهِ فَأَرَادَ أَنْ يُّطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيْرَ وَإِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ فَنَأْكُلُهُ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ قِيْلَ مَا اضْطَرَّكُمْ إِلَيْهِ فَضَحِكَتْ قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُوْمٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ بِهٰذَا.

۵۰۰۳۔ حضرت عابس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے تین روز سے زیادہ قربانی کے گوشت کھانے سے؟ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نہیں کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر اس سال میں جس میں لوگ بھوکے ہوئے سو چاہا کہ مال دار محتاج کو کھلائے اور البتہ ہم بکری کا پاؤں اٹھا رکھتے تھے سو اس کو پندرہ دن کے بعد کھاتے کہا گیا اور کس چیز نے تم کو اس کی طرف لاچار کیا تھا، تو عائشہ رضی اللہ عنہا ہنسیں کہا کہ پیٹ بھر کر نہیں کھایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نے گندم کی روٹی سالن دار سے تین دن یہاں تک کہ اللہ سے ملے۔

فائدہ: سفرہ دستر خوان کو کہتے ہیں جس میں خرچ راہ باندھا جاتا ہے، بیان کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث میں کہ نہی تین روز سے زیادہ قربانی کے گوشت کے ذخیرہ کرنے سے منسوخ ہے اور یہ کہ سبب نہی کا اسی سال کے ساتھ خاص تھا واسطے اس علت کے کہ اس کو ذکر کیا اور غرض بخاری رحمہ اللہ کے اس سے یہ قول اس کا ہے کہ ہم پاؤں اٹھا رکھتے تھے، الخ اس واسطے کہ اس میں بیان ہے اس کا کہ جائز ہے ذخیرہ کرنا گوشت کا اور کھانا خشک گوشت کا اور ثابت ہو چکا ہے کہ سبب اس کا کم ہونا گوشت کا ہے نزدیک ان کے اس طور کے کہ نہیں پیٹ بھر کر کھاتے تھے گندم کی

روٹی سے تین دن پے در پے۔ (فتح)

٥٠٠٤ ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُوْمَ الْهَدْيِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ تَابَعَهُ مُحَمَّدٌ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَآءٍ أَقَالَ حَتّٰى جِئْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ لَا.

۵۰۰۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے زمانے میں قربانی کا گوشت مدینے تک خرچ راہ لیتے تھے متابعت کی ہے اس کی محمد نے ابن عیینہ سے اور کہا ابن جریج نے میں نے عطاء سے کہا کہ کیا اس نے کہا ہے کہ یہاں تک کہ ہم مدینے میں آئے؟ کہا کہ نہیں۔

فائدہ: اور روایت میں ہے کہ ہم قربانی کا گوشت مدینے تک خرچ راہ لیتے تھے اور یہ جو کہا ابن جریج رحمہ اللہ نے الخ تو موصول کیا ہے اس حدیث کو بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الحج میں اور اس کا لفظ یہ ہے کہ دستور تھا کہ ہم تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ کھاتے تھے پھر حضرت ﷺ نے ہم کو اجازت دی اور فرمایا کہ کھاؤ اور ذخیرہ کرو اور نہیں ذکر کیا وہاں اس زیادتی کو پھر نہیں مراد ہے ساتھ قول اس کے کی لا نفی کرنا حکم کی بلکہ مراد اس کی یہ ہے کہ نہیں تصریح کی جابر رضی اللہ عنہ نے ساتھ بدستور رہنے اس کے کی ان سے یہاں تک کہ آئے پس ہوں گے معنی بنا بر اس کے قول اس کے کی عمرو بن دینار کی روایت میں **كنا نتزود لحوم الهدى الى المدينة** یعنی واسطے متوجہ ہونے ہمارے کے طرف مدینے کے اور نہیں لازم آتا اس سے باقی رہنا اس کا ساتھ اس کے یہاں تک کہ مدینے میں پہنچیں، واللہ اعلم لیکن روایت کی ہے مسلم نے ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہا کہ حضرت ﷺ نے قربانی ذبح کی پھر مجھ سے فرمایا کہ اے ثوبان! اس کا گوشت درست کر ہمیشہ رہے ہم اس کو کھاتے یہاں تک کہ مدینے میں آئے کہا ابن بطال نے کہ حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے صوفیوں سے کہ نہیں جائز ہے ذخیرہ کرنا طعام کا واسطے کل کے اور یہ کہ نام ولی کا نہیں لائق ہے واسطے اس شخص کے جو کچھ چیز ذخیرہ کرے اگرچہ کم ہو اور یہ کہ جس نے ذخیرہ کیا وہ اللہ کے ساتھ بد گمان ہوا اور ان حدیثوں میں کفایت ہے رد میں اس شخص پر جو یہ گمان کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْحَيْسِ.

باب ہے حیس کے بیان میں۔

فائدہ: اصل حیس کا وہ چیز ہے جو بنائی جاتی ہے کھجور اور پنیر اور گھی سے اور کبھی پنیر کے بدلے اس میں آٹا ڈالا جاتا ہے۔

٥٠٠٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

۵۰۰۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تلاش کر لا ایک لڑکے کو اپنے لڑکوں میں سے تاکہ میری خدمت کیا کرے سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مجھ کو لے کر نکلے اس حال میں کہ مجھ کو اپنے پیچھے چڑھائے تھے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ الْتَمِسْ غُلَامًا مِّنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ يُرْدِفُنِي وَرَآئَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَّقُوْلَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتّٰى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ وَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَازَهَا فَكُنْتُ أَرَاهُ يُحَوِّيْ لَهَا وَرَآئَهُ بِعَبَآئَةٍ أَوْ بِكِسَآءٍ ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَآئَهُ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَآءِ صَنَعَ حَيْسًا فِيْ نِطَعٍ ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَأَكَلُوْا وَكَانَ ذٰلِكَ بِنَآئَهُ بِهَا ثُمَّ أَقْبَلَ حَتّٰى إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ.

سو میں حضرت ﷺ کی خدمت کرتا تھا جب کہ اترتے سو میں آپ سے سنتا تھا کہ یہ بہت کہتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تشویش اور غم سے اور جان کی ماندگی اور بدن کی کاہلی سے اور بخیلی سے اور نامردی سے اور قرض کے بوجھ سے اور مردوں کے غلبے سے سو ہمیشہ رہا میں آپ کی خدمت کرتا یہاں تک کہ ہم خیبر سے متوجہ ہوئے اور حضرت ﷺ سامنے آئے ساتھ صفیہ رضی اللہ عنہا حیی کی بیٹی کے اس کو غنیمت سے اپنے واسطے چن لیا تھا اور اپنی جان کے ساتھ جوڑا تھا سو میں آپ کو دیکھتا تھا کہ اس کے واسطے اپنے پیچھے اپنی چادر سے جو یہ بناتے یعنی سواری کی کوہان کا گرد گھیرتے پھر اس کو اپنے پیچھے چڑھاتے یہاں تک کہ جب ہم صہباء میں تھے کہ نام ہے ایک جگہ کا درمیان مدینے اور خیبر کے تو حضرت ﷺ نے چمڑے کے ایک دستر خوان میں حیس بنایا پھر مجھ کو بلانے کے لیے بھیجا تو میں نے لوگوں کو بلایا سو انہوں نے کھایا اور تھا یہ خلوت کرنا حضرت ﷺ کا ساتھ اس کے پھر مدینے کی طرف متوجہ ہوئے یہاں تک کہ جب آپ کے واسطے اُحد پہاڑ ظاہر ہوا تو فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں پھر جب مدینے پر جھانکا تو کہا کہ بے شک میں حرام کرتا ہوں جو اس کے دونوں پہاڑوں کے درمیان ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرام کیا الٰہی! برکت کر ان کے مد اور صاع میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الدعوات میں آئے گی اور یہ جو کہا یحوی یعنی کرتے واسطے اس جو جویہ اور وہ کملی روئی سے بھری ہوئی کہ سواری کی کوہان کا گرد اس سے گھیرا جاتا ہے نگاہ رکھتی ہے اس کے سوار کو گرنے سے اور راحت پاتا ہے ساتھ تکیہ لگانے کے طرف اس کی۔

بَابُ الْأُكُلِ فِيْ إِنَآءٍ مُفَضَّضٍ.

کھانا برتن مفضض میں یعنی جس میں چاندی جڑی ہو۔

فائدہ: اسی طرح اقتصار کیا ہے برتنوں سے اوپر اس کے اور کھانا سب برتنوں میں مباح ہے مگر چاندی اور سونے کے برتن میں اور اختلاف ہے اس برتن میں جس میں کچھ چاندی ہو یا ساتھ باندھنے کے یعنی چاندی سے باندھا گیا ہو اور یا ساتھ ملانے کے اور یا ساتھ طلا کرنے کے اور حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی جس کو باب میں بیان کیا ہے اس میں نہی ہے چاندی سونے کے برتن میں پانی پینے سے اور لیا جاتا ہے کھانا بطور الحاق کے اور یہ بہ نسبت حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہے اور البتہ وارد ہوا ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ذکر کھانے کا سو کھانا بھی نص کے ساتھ منع ہوگا اور یہ حکم اس برتن کا ہے جو سارا چاندی یا سونے سے ہو اور بہر حال جو برتن کہ مخلوط ہو یا مضبب یعنی جس میں چاندی کے پترے جڑے ہوں مضبوطی کے واسطے یا مطلے ہو یعنی اس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہو سو وارد ہوئی ہے اس میں حدیث کہ روایت کی ہے دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ساتھ رفع کے کہ جو پیئے چاندی سونے کے برتن میں یا اس برتن میں جس میں اس سے کچھ چیز ہو تو وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ گٹ گٹ پیتا ہے کہا بیہقی نے کہ مشہور یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوف ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نہ پیتے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما اس پیالے میں جس میں حلقہ یا پترا چاندی کا ہوتا اور ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ وہ اس کو مکروہ جانتے تھے اور طبرانی کی اوسط میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا جڑاؤ کرنے پیالے کے سے ساتھ چاندی کے پھر عورتوں کو اس کی اجازت دی اور کہا مغلطائی نے کہ نہیں مطابق ہے حدیث ترجمہ کو مگر یہ کہ ہو برتن جس میں حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پیا تھا مضبب یعنی اس میں چاندی کے پترے جڑے تھے اس واسطے کہ پترہ جگہ لب کی ہے وقت پینے کے اور جواب دیا ہے کرمانی نے ساتھ اس طور کے کہ لفظ مفضض کا اگرچہ ظاہر ہے اس چیز میں کہ اس میں چاندی ہو لیکن وہ شامل ہے جب کہ ہو سب بنایا گیا چاندی سے اور چاندی کے برتن میں جو پینا منع ہے تو ملحق ہے ساتھ اس کے کھانا بھی واسطے علت جامع کے پس مطابق ہوگی حدیث ترجمہ کو، واللہ اعلم۔ (فتح)

٥٠٠٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ لَيْلٰى أَنَّهُمْ كَانُوْا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَاسْتَسْقٰى فَسَقَاهُ مَجُوْسِيٌّ فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِيْ يَدِهٖ رَمَاهُ بِهٖ وَقَالَ لَوْلَا أَنِّيْ نَهَيْتُهٗ غَيْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَيْنِ كَأَنَّهٗ يَقُوْلُ لَمْ أَفْعَلْ هٰذَا وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

٥٠٠٦۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا تو ایک مجوسی اس کے پاس پانی لایا سو جب اس نے پیالہ اس کے ہاتھ میں رکھا تو اس کو پھینک دیا اور کہا کہ اگر میں نے اس کو ایک دو بار سے زیادہ منع نہ کیا ہوتا کہ چاندی سونے کے برتن میں پانی نہ پیو تو میں پیالے کو نہ پھینکتا جیسے وہ کہتا ہے کہ میں نہ کرتا اس کو یعنی نہ پھینکتا لیکن میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہ پہنو ریشمی کپڑے کو اور نہ دیبا کو اور نہ پیو

لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَأْكُلُوْا فِيْ صِحَافِهَا فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الْاٰخِرَةِ.

سونے چاندی کے برتنوں میں اور نہ کھاؤ ان کے پیالوں میں اس واسطے کہ یہ چیزیں کافروں کے واسطے ہیں دنیا میں اور تمہارے واسطے اے مسلمانو! آخرت میں ملیں گی۔

بَابُ ذِكْرِ الطَّعَامِ.

باب ہے بیچ ذکر کھانے کے۔

٥٠٠٧ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْأُتْرُجَّةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَّمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ وَّمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ.

٥٠٠٧۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ایمان دار کی مثل جو قرآن پڑھتا ہے ترنج یعنی میٹھے لیمو کی مثل ہے کہ اس کی بو بھی اچھی اور اس کا مزہ بھی اچھا اور اس ایمان دار کی مثل جو قرآن نہیں پڑھا کرتا چھوہارے کی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور اس کا مزہ میٹھا ہے اور اس منافق کی مثل جو قرآن نہیں پڑھا کرتا اندرائن کے پھل کی سی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور اس کا مزہ کڑوا ہے اور اس منافق کی مثل جو قرآن پڑھا کرتا ہے وہ اندرائن کی سی مثل ہے کہ اس کی بو اچھی اور اس کا مزہ کڑوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے تکرار ذکر طعم یعنی مزہ کا ہے بیچ اس کے اور طعام بولا جاتا ہے ساتھ معنی طعم کے۔

٥٠٠٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَآئِرِ الطَّعَامِ.

٥٠٠٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عنقریب گزر چکی ہے اور ذکر کیا ہے اس میں کھانے کو۔

٥٠٠٩۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ

٥٠٠٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ فَإِذَا قَضٰى نَهْمَتَهُ مِنْ وَّجْهِهٖ فَلْيُعَجِّلْ إِلٰى أَهْلِهٖ.

نے فرمایا کہ سفر ایک ٹکڑا ہے عذاب کا کہ تم میں سے کسی کو سونے اور کھانے سے منع کرتا ہے پھر جب کوئی اس طرف سے کہ جدھر گیا ہے اپنے کام سے فراغت پائے تو چاہیے کہ جلدی اپنے گھر والوں کی طرف آئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عمرے میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ معنی اس ترجمہ کے مباح کرنا طعام طیب کا ہے اور یہ کہ زہد نہیں ہے اس کے خلاف میں اس واسطے کہ بیچ تشبیہ دینے ایمان وار کے ساتھ اچھی مزہ والی چیز کے اور تشبیہ دینے کافر کے ساتھ کڑوے مزے والی کے رغبت دلاتا ہے بیچ کھانے مزے دار اور میٹھے طعام کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ رکھا ہے سلف نے ہمیشگی کرنے کو اوپر کھانے اچھی چیزوں کے واسطے اس خوف کے کہ ہو جائے عادت پس نہ صبر کر سکے نفس اس کے گم ہونے پر اور بہر حال حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ضروری ہے واسطے آدمی کے دنیا میں طعام سے کہ اس کے ساتھ اس کا بدن قائم ہو اور قوی ہو ساتھ اس کے اپنے رب کی عبادت پر اور یہ کہ اللہ نے پیدا کیا ہے نفسوں کو اوپر اس کے واسطے قوام زندگی کے لیکن ایمان دار لیتا ہے اس سے بقدر ایثار کرنے اس کے کی امر آخرت کو دنیا پر۔ (فتح)

بَابُ الْأُدُمِ.

باب ہے سالن کے بیان میں۔

۵۰۱۰ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيْعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ كَانَ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ أَرَادَتْ عَائِشَةُ أَنْ تَشْتَرِيَهَا فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ أَهْلُهَا وَلَنَا الْوَلَاءُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ شِئْتِ شَرَطْتِيْهِ لَهُمْ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قَالَ وَأُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِيْ أَنْ تَقِرَّ تَحْتَ زَوْجِهَا أَوْ تُفَارِقَهُ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْتَ عَائِشَةَ وَعَلَى النَّارِ بُرْمَةٌ تَفُوْرُ فَدَعَا

۵۰۱۰۔ حضرت قاسم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے سے شرع کے تین حکم معلوم ہوئے یعنی اس کے سبب سے ایک یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ اس کو خرید کر آزاد کریں تو اس کے مالکوں نے کہا کہ آزادی کا حق ہمارے واسطے ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو ان کے واسطے اس کی شرط کر اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حق آزادی کا اسی کا ہے جس نے آزاد کیا۔ دوم یہ کہ بریرہ رضی اللہ عنہا آزاد کی گئی سو اختیار دی گئی کہ اپنے خاوند کے نکاح میں رہے یا اس سے جدا ہو۔ سوم یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے اور ہانڈی آگ پر جوش مارتی تھی سو

بِالْغَدَآءِ فَأُتِيَ بِخُبْزٍ وَأُدْمٍ مِّنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَلَمْ أَرَ لَحْمًا قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ وَلٰكِنَّهٗ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَأَهْدَتْهُ لَنَا فَقَالَ هُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا وَهَدِيَّةٌ لَنَا.

حضرت ﷺ نے دن کا کھانا منگوایا سو آپ کے پاس روٹی اور گھر کا کچھ سالن لایا گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں گوشت نہیں دیکھتا؟ گھر والوں نے کہا کہ کیوں نہیں لیکن وہ گوشت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا تو اس نے ہم کو تحفہ دیا فرمایا کہ وہ اس کے واسطے صدقہ ہے اور ہمارے واسطے ہدیہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طلاق میں گزر چکی ہے اور حکایت کی ہے ابن بطال نے طبری سے کہا کہ دلالت کی اس قصے نے اس پر کہ حضرت ﷺ نے گوشت کو اختیار کیا جب کہ اس کی طرف راہ پائی پھر ذکر کی حدیث بریرہ رضی اللہ عنہا کی سالنوں کا سردار دنیا اور آخرت میں گوشت ہے اور جو وارد ہوا عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سلف سے مقدم کرنا غیر گوشت کا گوشت پر سو یہ یا تو واسطے اکھاڑنے نفس کے ہے لین دین خواہشوں والی چیزوں کے سے اور ہمیشگی کرنے سے اوپر ان کے اور یا واسطے مکروہ ہونے اسراف کے اور جلدی کرنے کے بیچ خرچ مال کے بے جا واسطے کم ہونے چیز کے نزدیک ان کے اس وقت پھر ذکر کی حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی جب کہ اس نے آپ کی ضیافت کی اور آپ کے واسطے بکری ذبح کی سو جب اس نے اس کو حضرت ﷺ کے آگے کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شاید تو نے جانا ہے کہ ہم کو گوشت سے محبت ہے اور تھا یہ واسطے کم ہونے چیز کے نزدیک ان کے پس اسی واسطے ان کو اس سے زیادہ محبت تھی اور البتہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے سالن میں سو جمہور کا یہ قول ہے کہ وہ وہ چیز ہے جس کے ساتھ روٹی کھائی جائے برابر ہے کہ شوربا ہو یا نہ ہو اور شرط کی ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ علیہ نے کہ وہ بنایا گیا ہو۔ (فتح)

بَابُ الْحَلْوَآءِ وَالْعَسَلِ. باب ہے حلوے اور شہد کے بیان میں۔

فائدہ: حلوے ہر میٹھی چیز کو کہتے ہیں جو کھائی جائے اور بعض نے کہا کہ جو کھانا شیرینی سے بنایا جائے۔

٥٠١١ - حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَآءَ وَالْعَسَلَ.

٥٠١١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ ﷺ دوست رکھتے حلوے اور شہد کو۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ حلوے اور شہد منجملہ طیبات سے ہے جو مذکور ہیں اس آیت میں ﴿كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ﴾ اور تقویت ہے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مراد ساتھ اس کے لذت والی مباح چیزیں ہیں اور داخل

ہے اس حدیث کے معنی میں ہر وہ چیز کہ مشابہ ہے حلوے اور شہد کو اقسام لذیذ کھانوں کے سے کما تقدم تقریرہ اور لیا جاتا ہے اس سے کہ جائز ہے بنانا کھانوں کا انواع مختلف سے اور بعض پرہیز گار اس کو مکروہ جانتے تھے اور نہیں اجازت دیتے تھے کہ کھائے میٹھی چیز مگر جو بالطبع میٹھی ہو مانند کھجور کی اور شہد کی اور یہ حدیث رد کرتی ہے اوپر اس کے اس جس نے سلف سے اس کو دنیا میں ترک کیا ہے تو واسطے تواضع کے کیا ہے نہ واسطے حرص کے اور ثعلبی کی کتاب میں ہے کہ حلوے حضرت ﷺ کا جس سے محبت رکھتے تھے وہ مجیع ہے اور وہ کھجور ہے جو دودھ کے ساتھ گوندھی جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ مکھن اور کھجور سے محبت رکھتے تھے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مراد ساتھ حلوے کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ ہر روز شہد کا پیالہ پیتے تھے جو پانی سے ملایا جاتا تھا اور حلوئی تیار کیا ہوا سو اس کو نہیں پہچانتے تھے اور بعض نے کہا مراد حلوئی فالودہ کا ہے نہ وہ جو آگ پر پکایا جاتا ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۵۰۱۲ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الْفُدَيْكِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ أَلْزَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشِبَعِ بَطْنِي حِيْنَ لَا آكُلُ الْخَمِيْرَ وَلَا أَلْبَسُ الْحَرِيْرَ وَلَا يَخْدُمُنِي فُلَانٌ وَّلَا فُلَانَةُ وَأُلْصِقُ بَطْنِي بِالْحَصْبَآءِ وَأَسْتَقْرِءُ الرَّجُلَ الْاٰيَةَ وَهِيَ مَعِي كَيْ يَنْقَلِبَ بِي فَيُطْعِمَنِي وَخَيْرُ النَّاسِ لِلْمَسَاكِيْنِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِي بَيْتِهٖ حَتّٰى إِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ لَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ فَنَشْتَقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيْهَا.

۵۰۱۲ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے پیٹ بھرنے کے واسطے حضرت ﷺ کے ساتھ لگا رہتا تھا جب کہ نہ کھاتا آٹے کی روٹی اور نہ پہنتا ریشمی کپڑا اور نہ خدمت کرتا میری فلانا اور فلانی اور میں اپنے پیٹ کو پتھروں سے ملاتا یعنی بھوک سے اور میں کسی مرد سے طلب کرتا کہ مجھ پر قرآن کی آیت پڑھے اور حالانکہ وہ مجھ کو یاد ہوتی تا کہ مجھ کو لے پھرے اور کھانا کھلائے اور لوگوں میں محتاجوں کے واسطے بہتر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے ہم کو لیے پھرتے سو ہم کو کھلاتے جو ان کے گھر میں ہوتا یہاں تک کہ ہماری طرف کپی نکالتے کہ اس میں کچھ چیز نہ ہوتی سو اس کو پھاڑ ڈالتے سو ہم چاٹتے جو اس میں ہوتا۔

فائدہ: اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ تھے جعفر رضی اللہ عنہ محبت رکھتے محتاجوں سے اور ان کے پاس بیٹھتے اور ان سے بات چیت کرتے اور وہ ان سے بات کرتے کہا ابن منیر نے کہ مناسبت حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ حلوئی بولا جاتا ہے میٹھی چیز پر اور جب کہ کپی میں غالبًا شہد ہوتا ہے اور بعض طریقوں میں اس کی تصریح آ چکی ہے تو مناسبت ہوا باب کو میں کہتا ہوں کہ جب اس کے بعض طریقوں میں شہد وارد ہو چکا ہے تو ترجمہ کو مطابق ہوگی اس واسطے کہ ترجمہ میں حلوئی اور شہد دونوں کا ذکر ہے سو لیا جاتا ہے حدیث سے ایک رکن ترجمہ کا اور نہیں شرط ہے کہ

شامل ہو ہر حدیث باب کی تمام احکام ترجمہ پر بلکہ کافی ہے توزیع۔ (فتح)

بَابُ الدُّبَّآءِ.

باب ہے کدو کے بیان میں۔

٥٠١٣ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتٰى مَوْلًى لَّهُ خَيَّاطًا فَأُتِيَ بِدُبَّآءٍ فَجَعَلَ يَأْكُلُهُ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّهُ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُهُ.

۵۰۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلام درزی کے پاس آئے سو آپ کے پاس کدو لایا گیا سو اس کو کھانے لگے سو ہمیشہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں جب سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھاتے دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَتَكَلَّفُ الطَّعَامَ لِإِخْوَانِهِ.

باب ہے بیان میں اس مرد کے جو اپنے بھائیوں کے واسطے تکلف سے کھانا پکاتا ہے۔

٥٠١٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُوْ شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ اصْنَعْ لِيْ طَعَامًا أَدْعُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَدَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَةٍ وَهٰذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ قَالَ بَلْ أَذِنْتُ لَهُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيْلَ يَقُوْلُ إِذَا كَانَ الْقَوْمُ عَلَى الْمَآئِدَةِ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يُّنَاوِلُوْا مِنْ

۵۰۱۴۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد تھا اس کو ابو شعیب کہا جاتا تھا اور اس کا ایک غلام قصاب تھا سو اس نے کہا کہ میرے واسطے کھانا تیار کر کہ میں پانچ آدمیوں کی دعوت کروں چار صحابی پانچویں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو اس نے پانچ آدمیوں کی دعوت کی چار صحابی پانچویں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور بھی چلا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے ہمارے پانچ آدمیوں کی دعوت کی اور یہ مرد ہمارے ساتھ لگا چلا آیا ہے سو اگر تو چاہے تو اس کو بھی کھانے کی اجازت دے اور اگر تو چاہے تو اس کو نہ دے اس نے کہا کہ میں نے اس کو بھی کھانے کی اجازت دی۔

مَّآئِدَةٍ إِلٰى مَآئِدَةٍ أُخْرٰى وَلٰكِنْ يُّنَاوِلُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِيْ تِلْكَ الْمَآئِدَةِ أَوْ يَدَعُ.

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ وجہ تکلف کی باب کی حدیث سے یہ ہے کہ اس نے حصر کیا عدد کو ساتھ قول اپنے کے کہ میں پانچ کی دعوت کروں اور اگر اس کا تکلف نہ ہوتا تو حصر نہ کرتا اور اس سے پہلے ابن تین نے بھی اسی طرح کیا ہے اور اس نے زیادہ کیا ہے کہ آدمیوں کا معین کرنا برکت کے مخالف ہے اسی واسطے جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آدمیوں کو معین نہ کیا تو ان کے کھانے میں برکت حاصل ہوئی یہاں تک کہ بہت لوگوں نے کھایا اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے اپنے غلام سے کہا کہ میرے واسطے پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کر کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں اور البتہ میں نے آپ کے چہرے میں بھوک پہچانی اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں جائز ہے کسب کرنا ساتھ صفت قصاب کے اور کام طلب کرنا غلام سے اس چیز میں کہ اس سے ہو سکے پیشوں سے اور فائدہ اٹھانا ساتھ کسب اس کے پیشوں سے اور یہ کہ مشروع ہے ضیافت اور مؤکد ہے مستحب ہونا اس کا واسطے اس شخص کے غالب ہو حاجت اس کی واسطے اس کے اور یہ کہ جو اپنے غیر کے واسطے کھانا تیار کرے اس کے واسطے اختیار ہے کہ چاہے اس کو اس کی طرف بھیج دے اور چاہے اس کو اپنے گھر میں بلائے اور یہ کہ جو دعوت کرے تو مستحب ہے واسطے اس کے یہ کہ دعوت کرے ساتھ اس کے اس شخص کی جو دیکھے اس کے خاصوں اور اس کے مجلس والوں اور اس میں حکم کرنا ہے ساتھ دلیل کے واسطے قول اس کے کی کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں بھوک پہچانی اور یہ کہ اصحاب ہمیشہ آپ کے چہرے کی طرف دیکھتے رہتے تھے واسطے تبرک کے اور بعض ان میں سے آپ کی طرف شرم سے زیادہ دیر نہ دیکھتے تھے **کما صرح بہ عمرو بن عاص فیما اخرجہ مسلم** اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھوک لگتی تھی اور اس میں قبول کرنا امام اور شریف اور کبیر کا ہے چھوٹے کی دعوت کو اور کھانا ان کا ناقص پیشہ والے کے کھانے کو جیسے قصاب اور یہ کہ لین دین ایسے پیشے کا نہیں پست کرتا قدر اس شخص کا جو بچے اس میں مکروہ چیز سے اور نہیں ساقط ہوتی ہے گواہی اس کی ساتھ مجرد اختیار کرنے اس پیشے کے اور یہ کہ جو ایک جماعت کے واسطے کھانا تیار کرے تو چاہیے کہ بقدر کھانے ان کے کی ہو اگر نہ قادر ہو اکثر پر اور نہ کم ہو ان کے قدر سے واسطے اس سند کے کہ ایک کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے اور یہ کہ جو دعوت کرے ایک قوم کی جو موصوف ہوں ساتھ ایک صفت کے پھر عارض ہو ان پر جو اس وقت ان کے ساتھ نہ ہو تو نہیں داخل ہوتا ہے بیچ عموم دعوت کے اگرچہ ایک قوم نے کہا ہے کہ وہ داخل ہوتا ہے ہدیہ میں کما تقدم کہ مرد کے پاس بیٹھنے والے اس کے شریک ہیں اس چیز میں جو اس کو تحفہ بھیجی جائے اور یہ کہ جو بے دعوت دعوت دیئے ہوئے لوگوں کے ساتھ چلا جائے تو مالک دعوت کو اختیار ہے کہ چاہے اس کو کھانے سے محروم کرے اور اگر بغیر اجازت کے داخل ہو تو اس کو جائز ہے نکال دینا اس کا اور جو قصد کرے تطفیل کا یعنی بغیر دعوت مدعو کے ساتھ

ہولے اس کو ابتداء منع کیا جائے اس واسطے کہ وہ مرد حضرت ﷺ کے ساتھ ہولیا اور حضرت ﷺ نے اس کو نہ پھیر
اواسطے اس احتمال کے کہ دعوت کرنے والا اس کی اجازت دینے کے ساتھ راضی ہو جائے اور لائق ہے کہ ہو یہ
حدیث اصل بیچ جائز ہونے تطفیل کے یعنی بغیر دعوت کے مدعو کے ساتھ ہونا جائز ہے لیکن مقید ہے یہ ساتھ اس شخص
کے جو اس کے محتاج ہو اور جو بغیر دعوت کے مدعو کے ساتھ ہو عرب اس کو ضیفن کہتے تھے اور استدلال کیا ہے ساتھ
اس کے اس پر کہ مدعو کے واسطے منع ہے کہ غیر کو اپنے ساتھ دعوت میں لے جائے مگر جب جانے کہ دعوت کرنے والا
اس کے ساتھ راضی ہے اور یہ کہ طفیلی حرام کھاتا ہے اور شافعیہ کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے ساتھ جانا مدعو کے مگر واسطے
اس شخص کے جو اس کے اور گھر والے کے درمیان آشنائی ہو اور اس حدیث میں ہے کہ نہ باز رہے مدعو دعوت کے
قبول کرنے سے جب کہ باز رہے دعوت کرنے والا اجازت دینے سے واسطے بعض اس شخص کے جو بغیر دعوت کے
اس کے ساتھ ہولے اور مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک فارسی کی دعوت قبول نہ کی اس واسطے کہ اس نے
عائشہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ کھانے کی اجازت نہ دی تو جواب یہ ہے کہ وہ ولیمہ کی دعوت نہ تھی اور فارسی نے تو فقط اسی قدر
کھانا تیار کیا تھا جو ایک کو کفایت کرے سو وہ ڈرا کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دی تو حضرت ﷺ کو کفایت نہ کرے
گا اور احتمال ہے کہ یہ فرق ہو کہ عائشہ رضی اللہ عنہا دعوت کے وقت حاضر تھیں برخلاف اس مرد کے اور نیز پس مستحب ہے
واسطے دعوت کرنے والے کے کہ مدعو کے خاصوں کو اس کے ساتھ دعوت کرے جیسے قصاب نے کیا برخلاف فارسی
کے پس اسی واسطے باز رہے قبول کرنے سے مگر یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دعوت کرے یا معلوم کرے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس
کھانے کی حاجت ہے یا حضرت ﷺ نے چاہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ کھائے اس واسطے کہ موصوف تھے
حضرت ﷺ ساتھ سخاوت کے اور نہیں معلوم ہے مثل اس کی قصاب کے قصے میں اور بہر حال ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا قصہ کہ
اس نے حضرت ﷺ کو عصیدہ کے واسطے بلایا تو حضرت ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اٹھ کھڑے ہو تو
جواب دیا ہے اس سے مازری نے کہ حضرت ﷺ کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی رضا مندی معلوم نہ تھی اس واسطے اس سے
اجازت مانگی اور اس واسطے کہ جو کھانا لوگوں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس کھایا تھا وہ از قسم خرق عادت تھا یعنی
حضرت ﷺ کا معجزہ تھا سو اکثر جو انہوں نے کھایا وہ اس برکت سے تھا جس میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی کوئی کاریگری نہ تھی
سو نہیں حاجت تھی اس سے اجازت لینے کی اور حضرت ﷺ کے اور قصاب کے درمیان وہ دوستی نہ تھی جو حضرت ﷺ
کے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے درمیان تھی یا اس واسطے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے خاص حضرت ﷺ کے واسطے کھانا تیار کیا تھا سو
حضرت ﷺ نے تصرف کیا تھا اس میں جس طرح چاہا اور قصاب نے اس کو حضرت ﷺ کے اور اپنے واسطے تیار کیا
تھا اسی واسطے اس نے عدد کو معین کیا تا کہ جو ان سے بچے وہ اس کے اور اس کے عیال کے واسطے ہو اور حضرت ﷺ
کو اس پر اطلاع ہوئی تو اس سے اجازت مانگی اور اس حدیث میں ہے کہ لائق ہے واسطے اس شخص کے جس سے ایسے

کام کے واسطے اجازت مانگی جائے یہ کہ اجازت دے واسطے اس شخص کے جو بغیر دعوت کے مدعو کے ساتھ لگا چلا آئے جیسا کہ اس قصاب نے کیا اور یہ مکارم اخلاق سے ہے اور شاید کہ اس نے حدیث سنی ہوگی جو پہلے گزر چکی ہے کہ ایک آدمی کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے یا اس کو امید ہوگی کہ حضرت ﷺ کی برکت زیادہ آدمی کو عام ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اجازت مانگی حضرت ﷺ نے اس سے واسطے خوش کرنے دل اس کی کے اور شاید حضرت ﷺ نے معلوم کیا تھا کہ وہ زائد کو منع نہ کرے گا اور یہ جو فارسی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اجازت نہ دی اور حضرت ﷺ نے اس کی دعوت قبول نہ کی تو جواب دیا ہے اس سے عیاض نے کہ شاید اس نے اسی قدر کھانا تیار کیا تھا جو تنہا حضرت ﷺ کو کفایت کرے سو اگر کوئی حضرت ﷺ کے ساتھ آتا تو حضرت ﷺ کی حاجت روا نہ ہوتی اور حضرت ﷺ نے اعتماد کیا تھا جو معلوم تھا آپ کو مدد کرنا اللہ کا آپ کو ساتھ برکت کے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرد ہمارے ساتھ لگا چلا آیا ہے جو نہ تھا ساتھ ہمارے جب کہ تو نے ہماری دعوت کی تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اگر وہ دعوت کے وقت ان کے ساتھ ہوتا تو اس سے اجازت لینے کی حاجت نہ ہوتی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جب دعوت کرنے والا کہے کہ بلا لا فلاں کو اور اس کے پاس بیٹھنے والوں کو تو جائز ہے واسطے ہر ایک کے اس کے پاس بیٹھنے والوں سے کہ اس کے ساتھ حاضر ہوں اگرچہ نہیں ہے یہ مستحب یا نہیں ہے واجب جب کہ ہم قائل ہوں ساتھ واجب ہونے اس کے کی مگر ساتھ معین کرنے کے اور اس حدیث میں ہے کہ نہیں لائق ہے یہ کہ ظاہر میں دعوت کرنے والے کی دعوت کو قبول کرا اور اس کے جی میں اس سے کراہت ہو تا کہ نہ کھائے جس سے اس کا نفس کراہت کرتا ہے اور تا کہ نہ جمع کرے ریا اور بخل کو اسی طرح استدلال کیا ہے عیاض نے ساتھ اس کے اور تعاقب کیا اس کا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ نہیں ہے حدیث میں وہ چیز جو اس پر دلالت کرے اور شاید اس نے لیا ہے اس کو غیر اس حدیث سے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرد ہمارے ساتھ لگا چلا آیا ہے اور اس کو معین نہ کیا تو اس میں حسن ادب ہے تا کہ مرد کا دل نہ ٹوٹ جائے اور لابد ہے کہ جوڑا جائے ساتھ اس کے یہ کہ اس کو اطلاع دے اس پر کہ داعی اس کو نہیں پھیرے گا نہیں تو معین ہوگا دوسرے حال میں تو اس کا دل ٹوٹنا حاصل ہوگا۔

تنبیہ: ایک روایت میں ہے کہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ جب لوگ ایک دستر خوان پر ہوں تو نہیں لائق ہے واسطے ان کے کہ آپس میں لیں دیں ایک دستر خوان سے طرف دوسرے دستر خوان کی لیکن دیں بعض بعض کو اس ہانڈی میں یا چھوڑ دیں اور شاید استنباط کیا بخاری رحمہ اللہ نے اس کو اس سے کہ حضرت ﷺ نے داعی سے اجازت مانگی اس مرد کے واسطے جو زائد تھا اور وجہ لینے اس کے کی اس سے یہ ہے کہ جو دعوت کی گئی تھی ہو گیا واسطے ان کے ساتھ دعوت کے عموم اجازت کا ساتھ تصرف کرنے کے بیچ کھانے کے جس کی طرف دعوت کی گئی تھی برخلاف اس شخص کے جو نہیں دعوت کیا گیا سو اترے گا جس کے آگے چیز رکھی گئی بجائے اس شخص کے جس کی دعوت کی گئی وہ چیز جو اس کے

غیر کے آگے رکھی گئی بجائے اس شخص کے جس کی دعوت نہیں ہوئی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَضَافَ رَجُلًا إِلَى طَعَامٍ وَأَقْبَلَ هُوَ عَلَى عَمَلِهِ.

جو کسی مرد کی ضیافت کرے اور خود اپنے کام پر متوجہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس ترجمہ کے کہ نہیں لازم ہے دعوت کرنے والے پر یہ کہ کھائے ساتھ مدعو کے کہا ابن بطال نے کہ نہیں جانتا میں کوئی دلیل اس میں کہ دعوت کرنے والے کا مہمان کے ساتھ کھانا شرط ہے مگر یہ کہ وہ زیادہ تر کھولنے والا ہے واسطے چہرے اس کے کی سو جس نے کیا تو اس نے ضیافت میں مبالغہ کیا اور جس نے نہ کیا تو یہ جائز ہے اور پہلے گزر چکا ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مہمانوں کے قصے میں کہ وہ باز رہے کھانے سے یہاں تک کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ کھائیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے اس قول سے انکار کیا۔ (فتح)

٥٠١٥ ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ النَّضْرَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا أَمْشِي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى غُلَامٍ لَّهُ خَيَّاطٍ فَأَتَاهُ بِقَصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ وَّعَلَيْهِ دُبَّآءٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ قَالَ فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ جَعَلْتُ أَجْمَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ فَأَقْبَلَ الْغُلَامُ عَلٰى عَمَلِهِ قَالَ أَنَسٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّ الدُّبَّآءَ بَعْدَ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مَا صَنَعَ.

٥٠١٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں لڑکا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلام پر داخل ہوئے سو وہ آپ کے پاس پیالہ لایا جس میں کھانا تھا اور اس پر کدو تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کدو تلاش کر کے کھانے لگے سو جب میں نے یہ حال دیکھا تو میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے جمع کرنے لگا اور غلام اپنے کام پر متوجہ ہوا کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو میں ہمیشہ کدو کو دوست رکھتا ہوں اس کے بعد کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ کیا جو کیا۔

بَابُ الْمَرَقِ.

شوربے کا بیان۔

٥٠١٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَنَّ خَيَّاطًا

٥٠١٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے واسطے بلایا جس کو تیار کیا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا سو لائی گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ فَذَهَبْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيْرٍ وَّمَرَقًا فِيْهِ دُبَّآءٌ وَّقَدِيْدٌ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ مِنْ حَوَالَي الْقَصْعَةِ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّآءَ بَعْدَ يَوْمِئِذٍ.

روٹی جو کی اور شوربا جس میں کدو تھا اور خشک گوشت سو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ پیالے کے کناروں سے کدو ڈھونڈتے تھے سو میں ہمیشہ کدو کو دوست رکھتا ہوں اس دن کے بعد۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں کہا ابن تین نے کہ ایک روایت میں شوربے کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت میں خشک گوشت کا اور ایک روایت میں ثرید کا اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے میں کہتا ہوں کہ پوری روایت یہ ہے جو اس باب میں ہے کہ اس میں ان سب چیزوں کا ذکر ہے مگر ثرید کا ذکر نہیں اور ایک حدیث میں شوربے کا ذکر صریح آچکا ہے لیکن وہ بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں روایت کیا ہے اس کو ترمذی وغیرہ نے کہ جب تو ہانڈی پکائے تو شوربا بہت کر اور اس سے ایک چلو اپنے ہمسائے کو دے اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث طویل میں جو حج میں ہے کہ پھر ہر اونٹ کے گوشت کا ایک ٹکڑا لیا گیا پھر ہانڈی میں ڈال کر پکایا گیا تو حضرت ﷺ نے اس کا گوشت کھایا اور اس کا شوربا پیا۔ (فتح)

بَابُ الْقَدِيْدِ.

بیان خشک گوشت کا۔

۵۰۱۷ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِمَرَقَةٍ فِيْهَا دُبَّآءٌ وَّقَدِيْدٌ فَرَأَيْتُهُ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ يَأْكُلُهَا.

۵۰۱۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ شوربا لائے گئے جس میں کدو تھا اور خشک گوشت سو میں نے آپ کو دیکھا کدو تلاش کر کے اس کو کھاتے۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے باب میں۔

۵۰۱۸ ۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا فَعَلَهُ إِلَّا فِيْ عَامٍ جَاعَ النَّاسُ أَرَادَ أَنْ يُّطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيْرَ وَإِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ بَعْدَ خَمْسَ

۵۰۱۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں منع کیا حضرت ﷺ نے اس سے مگر ایک برس میں کہ لوگ اس میں بھوکے ہوئے حضرت ﷺ نے چاہا کہ مال دار محتاج کو کھلائے اور بے شک ہم بکری پاؤں اٹھا رکھتے پندرہ دن کے بعد کھاتے حضرت ﷺ کے لوگوں نے گندم کی روٹی سالن

عَشْرَةَ وَمَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُوْمٍ ثَلَاثًا.

والی سے تین دن پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔

فائدہ: یہ حدیث عنقریب گزر چکی ہے اور اول اس کے سوال تابعی کا ہے قربانی کے گوشت تین دن سے زیادہ کھانے سے منع ہونا سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ساتھ جواب دیا سو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرجع ضمیر کا عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول میں مافعلہ طرف نہی کی ہے اس سے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ نَاوَلَ أَوْ قَدَّمَ إِلٰى صَاحِبِهٖ عَلَى الْمَائِدَةِ شَيْئًا قَالَ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لَا بَأْسَ أَنْ يُنَاوِلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَلَا يُنَاوِلُ مِنْ هٰذِهِ الْمَائِدَةِ إِلٰى مَائِدَةٍ أُخْرٰى.

جو لے یا آگے کرے اپنے ساتھ کے مائدے پر کچھ چیز اور کہا ابن مبارک نے کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ دے بعض بعض کو اور نہ دے ایک دستر خوان سے طرف دوسرے دستر خوان کی۔

٥٠١٩ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهٗ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ قَالَ أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مِّنْ شَعِيْرٍ وَّمَرَقًا فِيْهِ دُبَّآءٌ وَّقَدِيْدٌ قَالَ أَنَسٌ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ مِنْ حَوْلِ الصَّحْفَةِ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّآءَ مِنْ يَّوْمِئِذٍ وَقَالَ ثُمَامَةُ عَنْ أَنَسٍ فَجَعَلْتُ أَجْمَعُ الدُّبَّآءَ بَيْنَ يَدَيْهِ.

٥٠١٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے حضرت ﷺ کو کھانے کے واسطے بلایا جس کو اس نے تیار کیا تھا کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو میں حضرت ﷺ کے ساتھ گیا تو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ کدو تلاش کرتے تھے پیالے کے کناروں سے سو میں ہمیشہ دوست رکھتا ہوں کدو کو اس دن سے، کہا ثمامہ نے انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں کدو کو حضرت ﷺ کے آگے جمع کرنے لگا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ کہا ثمامہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ میں کدو کو حضرت ﷺ کے آگے جمع کرنے لگا اور حمید کی روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ میں اس کو جمع کر کے حضرت ﷺ کے قریب کرنے لگا اور یہی ہے مطابق واسطے ترجمہ کے اس واسطے کہ نہیں فرق ہے اس میں کہ وہ اس کو ایک برتن سے دوسرے

برتن کی طرف یا قریب کرے اس کو نفس اس برتن میں جس سے کھاتا ہے کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہے کہ بعض بعض کو دے ایک دستر خوان میں اس واسطے کہ یہ کھانا خاص ان کے آگے رکھا گیا ہے سو جائز ہے واسطے ان کے کہ سب کھانا کھالیں اور وہ سب اس میں شریک ہیں اور پہلے گزر چکا ہے حکم ساتھ اس کے کہ ہر آدمی اپنے آگے سے کھائے سو جو دے اپنے ساتھی کو اس کھانے سے کہ اس کے آگے ہے تو گویا کہ اس نے اختیار کیا اس کو ساتھ حصے اپنے کے باوجود اس چیز کے کہ واسطے اس کے اس میں ساتھ اس کے ہے شراکت سے اور یہ برخلاف اس شخص کے ہے جو دوسرے دستر خوان پر ہو اس واسطے کہ اگرچہ دینے والے کے واسطے اس میں حق ہے اس کھانے میں کہ اس کے آگے ہے لیکن نہیں حق ہے واسطے دوسرے کے اس کے لینے میں اس دستر خوان سے اس واسطے کہ اس کو اس میں شرکت نہیں ہے اور البتہ اشارہ کیا ہے اسماعیلی نے اس کی طرف کہ نہیں حجت ہے بیچ قصے درزی کے واسطے مناولت طعام کے اس واسطے کہ وہ کھانا حضرت ﷺ کے واسطے تیار کیا گیا تھا اور قصد کیے گئے ساتھ اس کے اور جس نے آپ کے آگے کدو جمع کیا تھا وہ آپ کا خادم تھا یعنی پس نہیں حجت ہے بیچ اس کے واسطے اس کے کہ جائز ہے آپس میں دینا بعض مہمانوں کا بعض کو مطلق۔ (فتح)

بَابُ الرُّطَبِ بِالْقِثَّآءِ.

کھانا تازہ کھجور کا ساتھ ککڑی کے یعنی دونوں کو اکٹھے کھانا اور البتہ باب باندھا ہے واسطے اس کے بعد سات بابوں کے الجمع بين اللونين.

۵۰۲۰ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّآءِ.

۵۰۲۰۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ کھاتے تازہ کھجور ساتھ ککڑی کے۔

فائدہ: واقع ہوا ہے ترجمہ ایک روایت میں موافق لفظ حدیث کے پس مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ الْحَشَفِ.

باب ہے ردی کھجور کے بیان میں۔

۵۰۲۱ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ تَضَيَّفْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَبْعًا فَكَانَ هُوَ وَامْرَأَتُهُ وَخَادِمُهُ يَعْتَقِبُوْنَ اللَّيْلَ أَثْلَاثًا

۵۰۲۱۔ حضرت ابو عثمان سے روایت ہے کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سات رات مہمان رہا سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور اس کی عورت اور اس کا خادم رات کو باری باری سے اٹھتے تھے تہائی تہائی یہ نماز پڑھتا پھر اس کو جگاتا اور ابو عثمان نے کہا کہ میں

يُصَلِّي هٰذَا ثُمَّ يُوقِظُ هٰذَا وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا فَأَصَابَنِي سَبْعُ تَمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ.

نے اس سے سنا کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب میں کھجوریں بانٹیں تو مجھ کو سات کھجوریں پہنچیں ان میں سے ایک ردی تھی۔

فائدہ: اور آئندہ روایت میں ہے کہ مجھ کو پانچ کھجوریں پہنچیں چار کھجوریں اور ایک ردی، کہا کرمانی نے کہ ان میں منافات نہیں اس واسطے کہ تخصیص ساتھ عدد کے نہیں نفی کرتی ہے زائد کو اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اس کے ذکر کرنے میں کوئی فائدہ نہ ہوگا اور اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ اول پانچ پانچ کھجور کے بانٹنے کا اتفاق پڑا تھا پھر کچھ کھجوریں بچ رہیں پھر ان کو تقسیم کیا تو دو دو آئیں سو ایک راوی نے ابتدا امر کو بیان کیا ہے اور دوسرے نے منتہی کو اور یہ جو کہا اثلاثا یعنی ہر ایک ان میں سے تہائی رات اٹھ کر عبادت کرتا تھا سو جو اول شروع کرتا جب اپنی تہائی سے فارغ ہوتا تو دوسرے کو جگا دیتا اور اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور حشفہ ردی کھجور کو کہتے ہیں اور وہ اس طور سے ہے کہ خشک ہو جائے تر کھجور درخت پر پہلے اس سے کہ پکے اور حشفہ اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ خشک ہوتی ہے اور بعض نے کہا کہ مراد اس کی سخت ہے اور اس میں کچھ منافات نہیں ردی بھی ہو اور سخت بھی۔ (فتح)

٥٠٢٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَنَا تَمْرًا فَأَصَابَنِي مِنْهُ خَمْسٌ أَرْبَعُ تَمَرَاتٍ وَحَشَفَةٌ ثُمَّ رَأَيْتُ الْحَشَفَةَ هِيَ أَشَدُّهُنَّ لِضِرْسِي.

٥٠٢٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم میں کھجوریں تقسیم کیں سو مجھ کو اس سے پانچ کھجوریں پہنچیں چار کھجوریں اور ایک حشفہ پھر میں نے حشفہ کو دیکھا کہ وہ ان میں سخت تر تھی میرے دانتوں کے واسطے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سب لوگوں میں زیادہ بخیل وہ شخص ہے جو سلام کے ساتھ بخل کرے اور عاجز تر وہ شخص ہے جو دعا سے عاجز ہو۔ (فتح)

بَابُ الرُّطَبِ وَالتَّمْرِ.

تازہ کھجور اور خشک کھجور دونوں کا ساتھ کھانا۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَهُزِّيْ إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا﴾.

اور اللہ نے فرمایا اور ہلا اپنی طرف کھجور کی ٹہنی تا کہ گریں تجھ پر تازہ کھجوریں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اگر جانتا اللہ کہ نفاس والی عورت کے واسطے کوئی چیز تازہ کھجور سے بہتر ہے تو البتہ مریم علیہا السلام کو اس کے ساتھ حکم کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ نفاس والی کے واسطے تر کھجور سے کوئی چیز بہتر نہیں اور

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نفاس والی کو تازہ کھجوریں کھلاؤ اور اگر تازہ کھجور نہ ہو تو خشک کھجور ہی سہی اور اللہ کے نزدیک کوئی با اکرام نہیں اس درخت سے جس کے نیچے مریم علیہا السلام اتریں اور جمہور نے تساقط تشدید کے ساتھ پڑھا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَّنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ حَدَّثَتْنِيْ أُمِّيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ شَبِعْنَا مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَآءِ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور البتہ پیٹ بھر کر کھایا ہم نے دو کالی چیزوں سے خشک کھجور اور پانی سے۔

فائدہ: بہر حال برابری کرنا درمیان پانی اور کھجور کے اور باوجود اس کے کہ پانی ان کے نزدیک میسر تھا اس واسطے کہ سیرابی نہیں حاصل ہوتی اس سے بغیر پیٹ بھرنے کے کھانے سے اس واسطے کہ صرف پانی بغیر کھانے کے ضرر کرتا ہے لیکن دونوں کو ملایا گیا واسطے نہ سیر ہونے کے ایک سے جب کہ فوت ہو یہ دوسرے سے پھر سیر ہونے اور سیراب ہونے کو ایک کے فعل کے ساتھ تعبیر کیا گیا جیسے تعبیر کی گئی کھجور اور پانی سے ساتھ صفت ایک کے۔ (فتح)

٥٠٢٣ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ رَبِيْعَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ يَهُوْدِيٌّ وَّكَانَ يُسْلِفُنِيْ فِيْ تَمْرِيْ إِلَى الْجِدَادِ وَكَانَتْ لِجَابِرٍ الْأَرْضُ الَّتِيْ بِطَرِيْقِ رُوْمَةَ فَجَلَسَتْ فَخَلَا عَامًا فَجَآءَنِي الْيَهُوْدِيُّ عِنْدَ الْجَدَادِ وَلَمْ أَجُدَّ مِنْهَا شَيْئًا فَجَعَلْتُ أَسْتَنْظِرُهُ إِلٰى قَابِلٍ فَيَأْبٰى فَأُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ امْشُوْا نَسْتَنْظِرْ لِجَابِرٍ مِّنَ الْيَهُوْدِيِّ فَجَآءُوْنِيْ فِيْ نَخْلِيْ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ الْيَهُوْدِيَّ

٥٠٢٣۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے میں ایک یہودی تھا اور مجھ کو قرض دیتا تھا میری کھجوروں میں پھل کاٹنے کے وقت تک اور واسطے جابر رضی اللہ عنہ کے زمین تھی جو رومہ کے راستے میں ہے سو میں بیٹھا یعنی ایک سال قرض پیچھے رہا یا رہی زمین پھلوں سے کھجور کے درختوں کی جہت سے یعنی ایک سال کھجور کے درختوں پر پھل نہ لگا سو پھل کاٹنے کے وقت یہودی میرے پاس آیا اور میں نے ان سے کچھ چیز نہ کاٹی سو میں اس سے آئندہ سال تک مہلت مانگنے لگا اس نے نہ مانا سو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ چلو ہم جابر رضی اللہ عنہ کے واسطے یہودی سے مہلت مانگیں سو وہ میرے پاس آئے میرے کھجوروں کے باغ میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہودی سے کلام کرنے لگے اس نے کہا ابوالقاسم! میں اس کو مہلت نہیں دوں گا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو کھڑے ہوئے اور کھجور کے

فَيَقُوْلُ أَبَا الْقَاسِمِ لَا أُنْظِرُهُ فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ ثُمَّ جَاءَهُ فَكَلَّمَهُ فَأَبٰى فَقُمْتُ فَجِئْتُ بِقَلِيْلِ رُطَبٍ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ أَيْنَ عَرِيْشُكَ يَا جَابِرُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ افْرُشْ لِيْ فِيْهِ فَفَرَشْتُهُ فَدَخَلَ فَرَقَدَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَجِئْتُهُ بِقَبْضَةٍ أُخْرٰى فَأَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ قَامَ فَكَلَّمَ الْيَهُوْدِيَّ فَأَبٰى عَلَيْهِ فَقَامَ فِي الرِّطَابِ فِي النَّخْلِ الثَّانِيَةَ ثُمَّ قَالَ يَا جَابِرُ جُدَّ وَاقْضِ فَوَقَفَ فِي الْجَدَادِ فَجَدَدْتُ مِنْهَا مَا قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ مِنْهُ فَخَرَجْتُ حَتّٰى جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّرْتُهُ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ عُرُوْشٌ وَّعَرِيْشٌ بِنَاءٌ وَّقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مَعْرُوْشَاتٍ﴾ مَا يُعَرَّشُ مِنَ الْكُرُوْمِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ يُقَالُ عُرُوْشُهَا أَبْنِيَتُهَا.

درختوں میں گھومے پھر آ کر اس سے کلام کیا اس نے نہ مانا سو میں کھڑا ہوا اور تھوڑی تازہ کھجور لایا پس میں نے اس کو حضرت مُلَّاتِیْمِ کے آگے رکھا سو حضرت مُلَّاتِیْمِ نے اس کو کھایا پھر فرمایا اے جابر! تیرا چھپر کہاں ہے؟ میں نے آپ کو خبر دی سو فرمایا کہ میرے واسطے اس میں بستر بچھا میں نے آپ کے لیے بستر بچھایا حضرت مُلَّاتِیْمِ اس میں داخل ہوئے اور سوئے پھر جاگے تو میں آپ کے پاس ایک مٹھی تازہ کھجور لایا تو حضرت مُلَّاتِیْمِ نے اس سے کھایا پھر اٹھے اور یہودی سے کلام کیا یہودی نے نہ مانا تو حضرت مُلَّاتِیْمِ تازہ کھجوروں میں جو درختوں میں تھیں دوسری بار کھڑے ہوئے پھر فرمایا اے جابر! میوہ کاٹ اور قرض ادا کر سو کھڑے ہوئے جداد میں سو میں نے کاٹا جو اس کا قرض ادا کیا اور باقی بچا سو میں نکلا یہاں تک کہ حضرت مُلَّاتِیْمِ کے پاس آیا سو میں نے آپ کو بشارت دی تو حضرت مُلَّاتِیْمِ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ میں بے شک اللہ کا رسول ہوں کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ عرش اور عریش بنا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے معروشات کی تفسیر میں جو چڑھا جاتا ہے چھپروں پر انگور وغیرہ سے اور عروشھا کے معنی ہیں اس کی بنائیں۔

فائدہ: میوہ کاٹنے تک قرض لینا معارض ہے اس کو امر بیع سلم کی مدت معین تک سو یہ محمول ہے اس پر کہ واقع ہوا ہے اقتصار کرنے میں جداد پر اختصار اور یہ کہ وقت اصل عقد میں معین تھا اور یہ جو فرمایا کہ کہاں ہے چھپر تیرا یعنی وہ مکان جو تو نے اس کو باغ میں بنایا ہے تا کہ تو اس کے سائے میں بیٹھے اور اس میں دوپہر کو سوئے اور مراد تفسیر جابر رضی اللہ عنہ کی عرش کے ہے جس پر حضرت مُلَّاتِیْمِ سوئے تھے سو اکثر اس پر ہیں کہ مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ سایہ کیا جائے اس کے ساتھ اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے چارپائی ہے کہا ابن تین نے کہ حدیث میں ہے کہ نہ خالی تھے وہ قرض سے واسطے قلیل ہونے چیز کے نزدیک ان کے اس وقت اور یہ کہ پناہ مانگے قرض سے مراد ساتھ اس کے بہت قرض ہے یا جس کے ادا کرنے کے واسطے کچھ نہ پائے اور اسی واسطے حضرت مُلَّاتِیْمِ نے وفات پائی اور آپ کی زرہ گروی تھی

جو میں جس کو اپنے گھر والوں کے واسطے لیا تھا اور اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ اپنے اصحاب کی ملاقات کو جاتے تھے اور باغوں میں داخل ہوتے تھے اور اس میں قیلولہ کرتے تھے اور ان کے سائے میں بیٹھتے تھے اور سفارش کرنا بیچ مہلت دینے اس شخص کے کہ پاتا ہے غیر اس چیز کا جو اس پر مستحق ہے تاکہ ہو ارفق ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ أَكْلِ الْجُمَّارِ. کھانا جمار کا۔

فائدہ: جمار کے کھانے کا بیان کتاب البیوع میں ہو چکا ہے۔

٥٠٢٤ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسٌ إِذَا أُتِيَ بِجُمَّارِ نَخْلَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ لَمَا بَرَكَتُهُ كَبَرَكَةِ الْمُسْلِمِ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَعْنِي النَّخْلَةَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُوْلَ هِيَ النَّخْلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ الْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا عَاشِرُ عَشَرَةٍ أَنَا أَحْدَثُهُمْ فَسَكَتُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ.

٥٠٢٤۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک کھجور کا گودا آپ ﷺ کے پاس لایا گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک درختوں میں سے ایک درخت ہے کہ اس کی برکت مسلمان کی برکت کی مانند ہے سو میں نے گمان کیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے سو میں نے چاہا کہ کہوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے یا حضرت! پھر میں نے مڑکر دیکھا سو اچانک میں دسواں تھا دس آدمیوں کا یعنی نو آدمی اور تھے دسواں میں تھا میں ان سب میں چھوٹا تھا سو میں چپ رہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔

فائدہ: جمار ایک چیز ہے سفید نرم کہ کھجور کا سر پھاڑ کر اس کے اندر سے نکالتے ہیں مزے دار ہوتی ہے اس کو کھجور کا گودا کہتے ہیں۔

بَابُ الْعَجْوَةِ. باب ہے عجوہ کھجور کے بیان میں۔

فائدہ: عجوہ ایک عمدہ قسم کی کھجور ہے مدینے میں معروف۔

٥٠٢٥ ـ حَدَّثَنَا جُمْعَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَّمْ يَضُرَّهُ فِيْ

٥٠٢٥۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو صبح کو سات کھجور عجوہ کھائے اس دن اس کو کوئی زہر اور جادو ضرر نہ کرے گا۔

ذٰلِكَ الْيَوْمِ سُمٌّ وَّلَا سِحْرٌ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح طب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ الْقِرَانِ فِي التَّمْرِ.

دو دو کھجور کو جوڑ کر کھانا واسطے اس شخص کے جو جماعت کے ساتھ کھائے یعنی اس کا کیا حکم ہے؟۔

۵۰۲۶ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ قَالَ أَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَرَزَقَنَا تَمْرًا فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا وَنَحْنُ نَأْكُلُ وَيَقُوْلُ لَا تُقَارِنُوْا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْقِرَانِ ثُمَّ يَقُوْلُ إِلَّا أَنْ يَّسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ أَخَاهُ قَالَ شُعْبَةُ الْإِذْنُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ.

۵۰۲۶۔ حضرت جبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سال قحط پہنچا یعنی جب کہ وہ خلیفہ تھا اس نے ہم کو کھجوریں دیں ہماری روزی میں اور وہ قدر وہ ہے کہ خرچ کرتا تھا واسطے ان کے ہر سال میں مال خراج وغیرہ سے بدلے نقد کے کھجوریں واسطے کم ہونے نقد کے اس وقت بسبب بھوک کے کہ حاصل ہوئی سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس گزرتے تھے اور ہم کھاتے اور کہتے کہ دو دو جوڑ کر مت کھاؤ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوڑ کر کھانے سے منع کیا ہے پھر کہتے مگر یہ کہ اپنے بھائی سے اجازت مانگے، کہا شعبہ نے کہ اجازت مانگنے کا حکم ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول سے ہے۔

فائدہ: مگر یہ کہ اپنے بھائی سے اجازت مانگے یعنی جب وہ اس کو اجازت دے تو جائز ہے اور مراد ساتھ بھائی کے اس کا ساتھی ہے جو شریک ہو ساتھ اس کے اس کھجور میں اور یہ جو کہا کہ اجازت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول سے ہے تو اور روایتوں میں یہ اجازت صفت سے بھی ثابت ہو چکی ہے اور صریح تر اس میں وہ حدیث ہے جو بزار نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان کھجوریں بانٹیں سو بعض جوڑ جوڑ کر کھاتے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ جوڑ جوڑ کر کھائے مگر اپنے ساتھیوں کی اجازت سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جو اس کو ایک بار مرفوع نہیں کیا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس میں ان کی سند رفع نہ ہو اور البتہ وارد ہو چکا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما پوچھے گئے سو انہوں نے فتویٰ دیا اور مفتی کبھی اپنے فتویٰ میں سند کو بیان نہیں کرتا اور البتہ اختلاف ہے مسئلے کے حکم میں نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اختلاف ہے اس نہی میں کہ یہ تحریم ہے یا کراہت پر اور ٹھیک تفصیل ہے سو اگر کھانا اس نے کے درمیان مشترک ہو تو جوڑ جوڑ کر کھانا حرام ہے مگر ساتھیوں کی رضا مندی سے اور حاصل ہوتی ہے رضا مندی ان کی تصریح سے یا جو اس کے قائم مقام ہو قرینہ حال سے اس طور سے کہ غالب ہو یہ گمان پر اور اگر کھانا ان کے غیر کے واسطے ہو تو حرام ہوتا ہے قران اور اگر ایک کے واسطے ہو اور وہ ان کو کھانے کی اجازت دے تو شرط ہے رضا مندی اس کی دو قران

اور حرام ہے واسطے اس کے غیر کے کی اور جائز ہے قران وہ واسطے اس کے مگر یہ کہ مستحب ہے کہ اجازت مانگے ان لوگوں سے جو اس کے ساتھ کھاتے ہوں اور بہتر ہے واسطے دعوت کرنے والے کے کہ جوڑ جوڑ کر نہ کھائے تا کہ اپنے مہمان کے برابر رہے مگر یہ کہ کھانا بہت ہو ان سے بچ رہے باوجود اس کے کہ ادب کھانے میں مطلق ترک کرنا اس چیز کا ہے جو حرص کو تقاضا کرے مگر یہ کہ جلدی کرنے والا ہو جلدی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو کسی اور شغل کے واسطے اور ذکر کیا ہے خطابی نے کہ شرط اس اجازت مانگنے کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فقط انہیں کے زمانے میں تھی جب کہ تنگی اور فقر میں تھے اور بہر حال آج کل کے زمانے میں باوجود وسعت اور فراغت مال کے سو نہیں حاجت ہے اجازت مانگنے کی اور تعاقب کیا ہے اس کا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے کہ صواب تفصیل ہے اس واسطے کہ عبرت ساتھ عموم لفظ کے ہے نہ ساتھ خصوص سبب کے کس طرح ہو سکتا ہے یہ اور حالانکہ وہ ثابت نہیں ۔ میں کہتا ہوں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو میں نے پہلے بیان کی اس کی طرف راہ دکھلاتی ہے اور وہ قوی ہے یعنی حکم تنگی کے زمانے میں تھا اور وہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ میں اصحاب صفہ میں تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف کھجور عجوہ یعنی عمدہ قسم کی بھیجی سو ہم بھوک کے مارے دو دو اکٹھی کھاتے تھے اور دستور تھا کہ جب کوئی دو دو اکٹھی کھاتا تو اپنے ساتھیوں سے کہتا کہ میں دو دو اکٹھی کھاتا ہوں سو تم بھی دو دو کھاؤ اور ابن زبیر کا قصہ بھی جو باب کی حدیث میں ہے اس طرح ہے اور ابن شاہین نے ناسخ اور منسوخ میں بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو منع کیا کرتا تھا جوڑ جوڑ کر کھجور کھانے سے اور بے شک اللہ نے تم پر وسعت کی سو جوڑ جوڑ کر کھاؤ اور شاید نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے اس حدیث کی طرف اس واسطے کہ اس کی سند میں ضعف ہے کہا حازمی نے کہ حدیث نہی کی اصح اور اشہر ہے مگر یہ کہ امر اس میں آسان ہے اس واسطے کہ یہ عبادات کے باب سے نہیں ہے بلکہ وہ دنیاوی مصالح کے قبیل سے تھا سو کفایت کی جائے گی بیچ اس کے ساتھ ایسی حدیث کے اور مضبوط کرتا ہے اس کو اجماع امت کا اس کے جائز ہونے پر اسی طرح کہا ہے اس نے اور مراد اس کی ساتھ جواز کے اس حال میں ہے جب کہ ہو شخص مالک اس کھانے کا اگرچہ ہو ساتھ طریق اجازت کے بیچ اس کے جیسے کہ تقریر کی ہے اس کی نووی رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں تو جائز نہیں رکھا ہے کسی نے علماء میں سے کہ مختار ہو کوئی ساتھ مال غیر کے بغیر اس کی اجازت کے یہاں تک کہ اگر قائم ہو قرینہ جو دلالت کرے اس پر کہ جس نے مہمانوں کے آگے کھانا رکھا ہے نہیں راضی ہے مختار ہونے بعض کے سے بعض پر تو حرام ہے مختار ہونا یقیناً اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتی ہے مکارمت یعنی باہم کرم کرنا بیچ اس کے جب کہ قائم ہو قرینہ رضا مندی کا اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں ہے خوب یہ کہ کھائے زیادہ اپنے ساتھیوں سے۔

تنبیہ: بیچ معنی کھجور خشک کے ہے کھجور تازہ اور اسی طرح منقی اور انگور اور مانند دونوں کی واسطے واضح ہونے علت جامعہ کے کہا قرطبی نے کہ حمل کیا ہے اہل ظاہر نے اس نہی کو تحریم پر اور یہ سہو ہے ان سے اور جہل ہے ساتھ سیاق

حدیث کے اور معنی کے اور حمل کیا ہے اس کو جمہور نے اوپر حال مشارکت کے یعنی باہم شریک ہونے کے بیچ کھانے کے اور جمع ہونے کے اوپر اس کے ساتھ دلیل سمجھنے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جو اس کا راوی ہے اور وہ زیادہ سمجھنے والا ہے واسطے مقال کے اور اوفق ہے ساتھ حال کے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں جس کے آگے کھانا رکھا جائے کہ کب اس کا مالک ہوتا ہے سو کہا بعض نے کہ رکھنے کے ساتھ اور بعض نے کہا کہ ساتھ اٹھانے کے طرف منہ اپنے کے بنا بر پہلے قول کی سو ملک ان کا اس میں برابر ہے پس نہیں جائز ہے جوڑ کر کھانا مگر باقی لوگوں کی اجازت سے اور بنا بر دوسرے قول کے جائز ہے کہ جوڑ کے کھائے لیکن جو تفصیل کہ پہلے گزری وہی ہے جس کو فقہ کے قاعدے چاہتے ہیں ہاں جو مہمانوں کے آگے رکھا جائے اور اسی طرح جو شادیوں میں نثار کیا جاتا ہے اس کی راہ عرف میں مکارمت کی ہے نہ مشترک ہونا واسطے مختلف ہونے لوگوں کے بیچ مقدار کھانے کے اور نہ بیچ محتاج ہونے طرف تناول کے چیز سے اور اگر حمل کیا جائے اس پر کہ اس میں سب کا حصہ برابر ہے تو البتہ مشکل ہو کام رکھنے والے پر اور جس کے آگے رکھا گیا اور البتہ نہ جائز ہو واسطے اس شخص کے کہ نہیں کفایت کرتا اس کو تھوڑا یہ کہ کھائے زیادہ حصہ اس شخص کے سے جو تھوڑے کھانے سے سیر ہو جاتا ہے اور جب کہ نہیں ہیں لوگ شریک بیچ اس کے تو معلوم ہو گیا کہ امر اس میں نہیں ہے اطلاق پر ہر حال میں۔ (فتح)

بَابُ الْقِثَّآءِ.
ککڑی کے بیان میں۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵۰۲۷ ـ حَدَّثَنِیْ إِسْمَاعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَأْکُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّآءِ.

۵۰۲۷۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ تازہ کھجور ککڑی کے ساتھ کھاتے تھے۔

بَابُ بَرَکَةِ النَّخْلِ.
کھجور کے درخت کی برکت۔

۵۰۲۸ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَیْمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ زُبَیْدٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً تَکُوْنُ مِثْلَ الْمُسْلِمِ وَهِیَ النَّخْلَةُ.

۵۰۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک درختوں میں ایک درخت ہے کہ مسلمان کی مانند ہوتا ہے اور وہ کھجور کا درخت ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح علم میں گزر چکی ہے۔

بَابُ جَمْعِ اللَّوْنَيْنِ أَوِ الطَّعَامَيْنِ بِمَرَّةٍ. دو رنگوں یا دو کھانوں کو ایک بار جمع کرنا۔

فائدہ: یعنی ایک حالت میں اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف ضعیف کرنے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن لایا گیا جس میں دودھ اور شہد تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو سالن ہیں ایک برتن میں نہ میں اس کو کھاتا ہوں اور نہ حرام کرتا ہوں روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور اس میں راوی مجہول ہے۔ (فتح)

۵۰۲۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ.

۵۰۲۹۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تازہ کھجور ککڑی کے ساتھ کھاتے تھے۔

فائدہ: واقع ہوئی ہے بیچ روایت طبرانی کے کیفیت کھانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کی واسطے ان دونوں کے سو روایت کی ہے اس نے اوسط میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں ہاتھ میں ککڑی تھی اور بائیں ہاتھ میں تازہ کھجور اور آپ ایک بار اس سے کھاتے ایک بار اس سے اور اس کی سند ضعیف ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اپنے دائیں ہاتھ سے تازہ کھجور اور بائیں سے تربوز لیتے سو تازہ کھجور کو تربوز کے ساتھ کھاتے اور یہ سب میووں سے آپ کو بہت پیارا تھا اور اس کی سند بھی ضعیف ہے اور نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ تازہ کھجور اور خربوزے کو اکٹھا کھاتے اور ابن ماجہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میری ماں نے چاہا کہ میرا علاج کرے واسطے موٹا کرنے میرے بدن کے تاکہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل کرے سو نہ قائم ہوا واسطے اس کے یہ یہاں تک کہ میں نے تازہ کھجور کو ککڑی کے ساتھ کھایا سو میں موٹی ہوئی جیسے خوب موٹی عورت ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا تو انہوں نے مجھ کو ککڑی خشک کھجور کے ساتھ کھلائی سو میں موٹی ہوئی جیسے خوب چربی اور ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکھن اور خشک کھجور کو دوست رکھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دودھ اور کھجور کو دوست رکھتے تھے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اول حدیثوں سے ثابت ہوا کہ جائز ہے کھانا دو چیز کا اکٹھے میووں وغیرہ سے اور جائز ہے دو کھانوں کو اکٹھے کھانا اور لیا جاتا ہے اس سے جواز فراخی کرنے کا کھانے کی چیزوں میں اور نہیں ہے اختلاف درمیان علماء کے اس کے جائز ہونے میں اور جو سلف سے اس کے برخلاف منقول ہے وہ محمول ہے کراہت پر واسطے منع کرنے عادت توسع اور آسودگی کے بغیر مصلحت دینی کے کہا قرطبی نے کہ لیا جاتا ہے اس سے جواز مراعاۃ کھانوں کے صفات اور طبیعتوں کا اور استعمال کرنا ان کا اور پر وجہ لائق کے بنا بر قاعدے طب کے اس واسطے کہ تازہ

کھجور میں حرارت ہے اور ککڑی میں سردی ہے اور جب دونوں اکٹھے کھائے جائیں تو معتدل ہو جاتی ہیں اور یہ بڑا اصل ہے بیچ مرکب چیزوں کے دواؤں سے اور ابوداود میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ تربوز کو تازہ کھجور کے ساتھ کھاتے اور فرماتے کہ اس کی گرمی اس کی سردی سے ٹوٹ جاتی ہے اور اس کی گرمی اس کی سردی سے ٹوٹ جاتی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَدْخَلَ الضِّيفَانَ عَشَرَةً عَشَرَةً وَّالْجُلُوسِ عَلَى الطَّعَامِ عَشَرَةً عَشَرَةً.

بیان اس شخص کا جو دس دس مہمانوں کو داخل کرے اور بیٹھنا کھانے پر دس دس ہو کے۔

فائدہ: یعنی جب اس کی حاجت ہو واسطے تنگ ہونے طعام کے یا مکان بیٹھنے کے اوپر اس کے۔

۵۰۳۰ ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْجَعْدِ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أَنَسٍ ح وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ وَعَنْ سِنَانٍ أَبِيْ رَبِيْعَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ أُمَّهُ عَمَدَتْ إِلٰى مُدٍّ مِنْ شَعِيْرٍ جَشَّتَهُ وَجَعَلَتْ مِنْهُ خَطِيْفَةً وَّعَصَرَتْ عُكَّةً عِنْدَهَا ثُمَّ بَعَثَتْنِيْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِيْ أَصْحَابِهِ فَدَعَوْتُهُ قَالَ وَمَنْ مَّعِيْ فَجِئْتُ فَقُلْتُ إِنَّهُ يَقُوْلُ وَمَنْ مَّعِيْ فَخَرَجَ إِلَيْهِ أَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ صَنَعَتْهُ أُمُّ سُلَيْمٍ فَدَخَلَ فَجِيْءَ بِهِ وَقَالَ أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً فَدَخَلُوْا فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ قَالَ أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً فَدَخَلُوْا فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ قَالَ أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً حَتّٰى عَدَّ أَرْبَعِيْنَ ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ.

۵۰۳۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اس کی ماں نے ایک مد جو کی طرف قصد کیا اس کو موٹا آٹا کیا پھر اس سے عصیدہ بنایا اور کپی نچوڑی جو اس کے پاس تھی پھر مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں تھے سو میں نے آپ کی دعوت کی فرمایا اور جو میرے ساتھ ہیں ان کی بھی دعوت سو میں آیا تو میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور جو میرے ساتھ ہیں ان کی بھی دعوت تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلا کہا یا حضرت! سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک چیز ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس کو تیار کیا ہے یعنی صرف آپ کے واسطے کھانا پکایا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے اور کھانا آپ کے پاس لایا گیا اور فرمایا کہ دس آدمیوں کو میرے پاس اندر لاؤ سو وہ داخل ہوئے سو انہوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے پھر فرمایا کہ دس آدمی اور میرے پاس اندر لاؤ سو وہ داخل ہوئے سو انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا پھر فرمایا کہ دس اور میرے پاس اندر لاؤ یہاں تک کہ چالیس آدمیوں کو گنا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا پھر کھڑے ہوئے سو میں دیکھنے لگا کہ کیا کھانے سے کچھ چیز کم ہوئی؟۔

فائدہ: خطیفہ یہ ہے کہ دودھ لیا جاتا ہے اور اس پر آٹا ڈالا جاتا ہے اور پکایا جاتا ہے اور اس کو لوگ چاٹتے ہیں اور انگلیوں سے اس کو اچکل لیتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میں نے انس رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا کہ فقط تنہا آپ کی دعوت کرے اور نہیں ہمارے پاس جو پیٹ بھرے جن کو میں دیکھتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس میں برکت کرے گا کہا ابن بطال نے کہ کھانے پر اکٹھے ہونا برکت کے اسباب سے ہے اور ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ اکٹھے ہوا کرو اپنے کھانے پر اور اس پر اللہ کا نام لیا کرو تمہارے واسطے اس میں برکت ہوگی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کو دس دس کر کے داخل کیا اور اللہ خوب جانتا ہے اس واسطے کہ پیالہ ایک تھا اور نہیں ممکن ہے کہ جماعت کثیر اس سے کھانے پر قادر ہو باوجود کم ہونے طعام کے سو ان کو دس دس کیا تا کہ قادر ہوں کھانے پر اور نہ ہجوم کیے جائیں اور نہیں ہے حدیث میں کہ دس سے زیادہ آدمیوں کا کھانے پر اکٹھا ہونا منع ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الثُّومِ وَالْبُقُوْلِ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جو مکروہ ہے لسن سے اور ساگوں سے اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ہے انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یعنی وہ ساگ جن کی بو مکروہ ہے اور کیا نہی دخول مسجد سے واسطے کھانے اس کے کی عموم پر ہے یا صرف کچے کے کھانے پر سوائے پکے ہوئے کے وقد تقدم بیان ذلك فى كتاب الصلوة۔

۵۰۳۱ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ قِيْلَ لِأَنَسٍ مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الثُّومِ فَقَالَ مَنْ أَكَلَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا.

۵۰۳۱۔ حضرت عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لہسن کے حق میں کچھ سنا ہے؟ سو کہا کہ جو لہسن کھائے ہماری مسجد میں نہ آئے۔

فائدہ: اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث یہ ہے کہ جو اس درخت یعنی لہسن سے کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے اور واقع ہوا ہے واسطے ہمارے سبب اس حدیث کا سو روایت کی ہے دارمی نے کہ ایک قوم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آئی اور انہوں نے کچا لہسن پیاز کھایا تھا اور شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایذا پائی۔

۵۰۳۲ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَفْوَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَاءٌ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا زَعَمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ ثُوْمًا أَوْ

۵۰۳۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے الگ رہے یا ہماری مسجد سے الگ رہے۔

بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا.

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ فرمایا کہ میں کانا پھوسی کرتا ہوں جس سے تو کانا پھوسی نہیں کرتا اس میں مباح کرنا ہے اس کا واسطے غیر حضرت ﷺ کے یعنی اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کے سوائے اور کو اس کا کھانا درست ہے جس جگہ کہ نمازیوں کو اس سے ایذا نہ ہو واسطے تطبیق دینے کے حدیثوں میں اور اختلاف ہے حضرت ﷺ کے حق میں بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ پر حرام تھا اور اصح یہ ہے کہ مکروہ ہے واسطے عام ہونے قول حضرت ﷺ کے لا پیچ جواب اس سوال کے کہ کیا حرام ہے وہ اور حجت اول قول کی یہ ہے کہ علت بیچ منع ہونے کے ہمیشہ رہنا فرشتے کا ہے ساتھ آپ کے اور یہ کہ کوئی ساعت نہیں مگر کہ ممکن ہے کہ اس میں فرشتہ آپ سے ملے اور ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ جائز ہے کھانا لہسن اور پیاز کا اور کراث کا مگر اتنا فرق ہے کہ جو اس کو کھائے اس کا مسجد میں آنا مکروہ ہے اور لاحق کیا ہے فقہاء نے ساتھ ان کے اس چیز کو جو ان کے معنوں میں ہے بدبو دار ساگوں سے مانند مولی کی اور البتہ وارد ہوئی ہے اس میں حدیث طبرانی میں اور قید کیا ہے اس کو عیاض نے ساتھ اس شخص کے جو اس سے ڈکار مارے اور لاحق کیا ہے بعض شافعیوں نے شدید بخر کو اور وہ شخص جس کے ساتھ زخم ہو کہ اس سے بدبو اڑتی ہو اور اختلاف ہے کراہت میں جمہور تنزیہ پر ہیں اور ظاہر یہ سے تحریم ہے۔ (فتح)

بَابُ الْكَبَاثِ وَهُوَ ثَمَرُ الْأَرَاكِ.

باب ہے کباث کے بیان میں اور وہ جو پیلو کا پھل ہے

۵۰۳۳ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ نَجْنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَيْطَبُ فَقَالَ أَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا رَعَاهَا.

۵۰۳۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ مر الظہران (ایک منزل کا نام ہے) میں اترے ہم پیلو کے پھل چن چن کر کھاتے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اوپر لازم جانو کالا پھل پیلو کا کہ وہ بہتر اور خوشبو دار ہے سو کہا گیا کہ کیا آپ بھی بکریاں چراتے تھے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور کوئی بھی ایسا پیغمبر ہے جس نے بکریاں نہیں چرائیں۔

فائدہ: سوال میں اختصار ہے اور تقدیر یہ ہے کہ کیا آپ بھی بکریاں چراتے تھے یہاں تک کہ آپ نے خوشبو دار پھل پہچانا اس واسطے کہ بکریاں چرانے والا بکریوں کے چرانے کے واسطے درختوں کے نیچے بار بار پھرتا ہے اور پیغمبروں نے بکریاں کیوں چرائیں اس کی حکمت احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور فائدہ دیا ہے ابن تین نے بیچ خاص ہونے بکریوں کے ساتھ اس کے یہ ہے کہ اس کے سواری نہیں کی جاتی پس نہیں فخر کرنا نفس ان کے سوار ہونے

کا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مباح ہے کھانا پھل اس درخت کا جو کسی کے ملک میں نہ ہو۔

بَابُ الْمَضْمَضَةِ بَعْدَ الطَّعَامِ.

کھانے کے بعد کلی کرنا۔

٥٠٣٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَآءِ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيْقٍ فَأَكَلْنَا فَقَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَتَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ بُشَيْرًا يَقُوْلُ حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَآءِ قَالَ يَحْيٰى وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلٰى رَوْحَةٍ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيْقٍ فَلُكْنَاهُ فَأَكَلْنَا مَعَهٗ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا مَعَهٗ ثُمَّ صَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَقَالَ سُفْيَانُ كَأَنَّكَ تَسْمَعُهٗ مِنْ يَحْيٰى.

۵۰۳۴۔ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کو نکلے سو جب ہم صہباء میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا منگوایا سو نہ لایا گیا پاس آپ کے مگر ستو سو ہم نے کھایا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو کھڑے ہوئے سو کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی، کہا یحییٰ نے سنا میں نے بشیر سے کہا اس نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے سوید نے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے سو جب ہم صہباء میں تھے کہا یحییٰ نے اور وہ خیبر سے اول روز کی راہ پر ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا منگوایا سو نہ لایا گیا پاس آپ کے مگر ستو سو ہم نے اس کو خشک منہ میں ڈالا سو ہم نے اس سے کھایا پھر آپ نے پانی منگوایا اور کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مغرب کی نماز پڑھائی اور تازہ وضو نہ کیا، کہا سفیان نے جیسے تو اس کو یحییٰ سے سنتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ لَعْقِ الْأَصَابِعِ وَمَصِّهَا قَبْلَ أَنْ تُمْسَحَ بِالْمِنْدِيْلِ.

انگلیوں کو چاٹنا اور چوسنا پہلے اس سے کہ رومال سے پونچھے۔

فائدہ: اسی طرح قید کیا ہے اس نے اس کو ساتھ رومال کے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس چیز کی طرف جو واقع ہوئی ہے حدیث کے بعض طریقوں میں جیسے کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ نہ ملے اپنے ہاتھ کو رومال سے یہاں تک کہ اپنی انگلیوں کو چاٹے لیکن حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی جو اگلے باب میں مذکور ہے صریح ہے کہ ان کے پاس رومال نہ تھے اور اس کا مفہوم دلالت کرتا ہے اس پر کہ اگر ان کے پاس رومال ہوتے تو ان سے ہاتھ پونچھتے سو حدیث نہی کی محمول ہے اس شخص پر جو پائے اور نہیں ہے مفہوم واسطے اس کے بلکہ حکم اسی طرح

ہے اگر ملے ساتھ غیر رومال کے اور مراد رومال سے وہ رومال ہے جو چکنائی دور کرنے کے واسطے تیار کیا گیا ہو نہ وہ رومال جو غسل کے بعد ملنے کے واسطے ہوتا ہے۔ (فتح)

۵۰۳۵ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا.

۵۰۳۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی کھانا کھائے تو اپنا ہاتھ کسی چیز میں نہ پونچھے یہاں تک کہ ہاتھ کو چاٹے یا کسی کو چٹائے۔

فائدہ: اور اسی طرح کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے تھے پھر جب فارغ ہوتے تو ان کو چاٹتے سو احتمال ہے کہ انگلیوں پر ہاتھ بولا ہو اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ کف کے ساری ہتھیلی ہو اور یہی ہے اولیٰ پس شامل ہوگا حکم اس شخص کا جو اپنی ساری ہتھیلی سے کھائے یا انگلیوں سے کھائے یا بعض انگلیوں سے کھائے اور لیا جاتا ہے کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ سنت کھانا تین انگلیوں سے ہے اگرچہ زیادہ کے ساتھ کھانا بھی جائز ہے اور کہا عیاض نے کہ تین انگلیوں سے زیادہ کے ساتھ کھانا حرص سے ہے اور سوء ادب ہے اور بڑا کرنا لقمے کا ہے اور اس واسطے کہ نہیں ہے وہ مضطر اس کی طرف واسطے جمع کرنے اس کے کی لقمے کو اور روکنے اس کے تینوں طرف سے اور اگر اس کی طرف مضطر ہو واسطے ہلکے ہونے طعام کے اور نہ سمیٹنے اس کے کی تین انگلیوں سے تو ان کے ساتھ چوتھی یا پانچویں کو ملا لے اور ایک روایت میں ہے ابن شہاب سے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تو پانچ انگلیوں سے کھاتے سو تطبیق درمیان اس کے اور حدیث کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ اختلاف حال کے ہے اور یہ جو کہا کہ کسی غیر کو چٹائے تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مراد چاٹنے والا اس کا غیر ہے جو اس سے کراہت نہ کرے بیوی سے اور لونڈی سے اور خادم سے اور لڑکے سے اور اسی طرح جو ان کے معنی میں ہو مانند شاگرد کی اعتقاد کرتا ہو برکت کا اس کے چاٹنے سے اور اسی طرح ہے اگر بکری کو چٹائے یا مانند اس کی کو اور کہا بیہقی نے احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اپنی انگلیاں اپنے منہ کو چٹائے یعنی پس ہوگا او واسطے شک کے کہا ابن دقیق العید نے کہ اس کی علت بعض روایتوں میں صریح آچکی ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے کس کھانے میں برکت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جب کسی کا لقمہ گر پڑے تو چاہیے کہ دور کرے جو اس کے اذی پہنچے مٹی وغیرہ سے پھر کھائے اس کو اور نہ پونچھے اپنے ہاتھ کو یہاں تک کہ اس کو چاٹے یا چٹائے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے کس کھانے میں برکت ہے اور یہ علت نہیں منع کرتی اس علت کو جو ابن دقیق العید نے بیان کیا ہے کہ چاٹنے سے پہلے پونچھنے میں زیادہ آلودہ کرنا ہے اس چیز کا جس سے ہاتھ پونچھتا ہے باوجود بے پرواہ ہونے کے اس سے ساتھ

تھوک کے سو نہیں منع کرتی ہے پہلی علت اس علت کو اس واسطے کہ کبھی ایک حکم کے واسطے دو علتیں بھی ہوتی ہیں اور زیادہ بھی اور تخصیص ایک پر غیر کی نفی نہیں کرتی اور عیاض نے اس کی اور علت بیان کی ہے سو کہا کہ اس کا حکم اس واسطے کیا تھا کہ کاہلی کریں لوگ تھوڑے کھانے میں اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ جو کہا کہ اس کے کس کھانے میں برکت ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جو کھانا آدمی کے آگے آتا ہے اس میں برکت ہے نہیں جانتا کہ وہ برکت اس چیز میں جو کھائی اس نے یا جو اس چیز میں جو اس کی انگلیوں پر باقی رہی یا اس چیز میں جو پیالے کی تہ میں رہے یا اس لقمے میں جو گرا پس لائق ہے کہ محافظت کرے اس سبب پر واسطے حاصل کرنے برکت کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ چاہیے کہ اس کو کھائے اور اس کو شیطان کے واسطے نہ چھوڑے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پیالے کو چاٹے ، کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد ساتھ برکت کے وہ چیز ہے جو کہ حاصل ہو ساتھ اس کے غذا پانا اور سلامت ہو عاقبت اس کی تکلیف سے اور قوت دے بندگی پر اور علم اللہ کے نزدیک ہے اور حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو برا جانتا ہے انگلیوں کے چاٹنے کو واسطے کراہت کے ہاں حاصل ہوتی ہے یہ کراہت اگر کرے اس کو درمیان کھانے کے اس واسطے کہ وہ اپنی انگلیوں کو پھر کھانے میں ڈالتا ہے اور حالانکہ اس پر اس کی تھوک کا اثر ہوتا ہے اور کہا خطابی نے کہ عیب کیا ہے ایک قوم نے جن کی عقل کو آسودگی نے فاسد کیا سو انہوں نے گمان کیا کہ انگلیوں کو چاٹنا قبیح ہے شاید انہوں نے نہیں جانا کہ جو کھانا کہ ان کی انگلیوں کے ساتھ لٹکا ہے یا پیالے میں ہے وہ جزء ہے اس چیز کی جزوں سے جس کو انہوں نے کھایا اور جب اس کی باقی جزوں میں کراہت نہ تھی تو اس کی تھوڑی جزء میں بھی کراہت نہ ہوگی اور نہیں ہے اس میں بڑی کراہت چوسنے اس کے سے اپنی انگلیوں کو اپنی لبوں کے اندر سے اور نہیں شک کرتا ہے کوئی عاقل اس میں کہ نہیں ڈر ہے ساتھ اس کے سو کبھی آدمی کلی کرتا ہے اور اپنی انگلی کو اپنے منہ میں داخل کرتا ہے اور اپنے دانتوں کو اور منہ کو اندر کو ملتا ہے اور نہیں کہا ہے کسی نے کہ یہ کراہت اور بے ادبی ہے اور یہ کہ مستحب ہے پونچھنا ہاتھ کا کھانے کے بعد ، کہا عیاض نے کہ محل اس کا وہ ہے کہ نہ محتاج ہو اس میں طرف دھونے کی اس چیز سے کہ نہیں ہے اس میں چکنائی اور لیس اس قسم سے کہ نہیں دور ہوتی ہے مگر ساتھ دھونے کے اس طرح کہا ہے اس نے اور حدیث باب کی تقاضا کرتی ہے کہ منع ہے دھونا اور پونچھنا بغیر چاٹنے کے اس واسطے کہ وہ صریح ہے بیچ حکم کے ساتھ چاٹنے کے سوائے ان دونوں کے واسطے حاصل کرنے برکت کے ہاں کبھی متعین ہوتا ہے بلانا طرف غسل کی بعد چاٹنے کے واسطے دور کرنے بو کے اور اسی طرح ہی محمول ہے وہ حدیث جو روایت کی ہے ابوداؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جو رات کاٹے اور اس کے ہاتھ میں چکنائی ہو اور اس کو نہ دھویا ہو سو اس کو کوئی چیز پہنچے یعنی کوئی چیز کاٹ کھائے تو نہ ملامت کرے مگر اپنے نفس کو اور اس میں محافظت کرنا ہے او پر نہ چھوڑنے کسی چیز کے فضل اللہ کے سے مانند کھانے پینے کی چیز کے اگرچہ عرف میں حقیر ہو۔ (فتح)

بَابُ الْمِنْدِيْلِ.

باب ہے رومال کے بیان میں۔

فائدہ: باب باندھا ہے ابن ماجہ نے مسح کرنا ساتھ رومال کے۔

۵۰۳۶ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ لَا قَدْ كُنَّا زَمَانَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذٰلِكَ مِنَ الطَّعَامِ إِلَّا قَلِيْلًا فَإِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيْلُ إِلَّا أَكُفَّنَا وَسَوَاعِدَنَا وَأَقْدَامَنَا ثُمَّ نُصَلِّيْ وَلَا نَتَوَضَّأُ.

۵۰۳۶۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے آگ کی پکی چیز کے کھانے سے وضو کرنے کا حکم پوچھا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وضو کرنا لازم نہیں کہ ہم حضرت ﷺ کے زمانے میں ایسا کھانا کم پاتے تھے سو اگر ہم اس کو پاتے تو ہمارے واسطے رومال نہ تھے مگر ہماری ہتھیلیاں اور بازو اور قدم یعنی کھانے کے بعد ہاتھ کو بازو اور پاؤں سے ملتے پھر ہم نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔

فائدہ: اور آگ کی پکی چیز کھانے سے وضو کرنے کا بیان کتاب الطہارۃ میں گزر چکا ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ.

جب کھانے سے فارغ ہو تو کیا کہے؟۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اتفاق ہے اس پر کہ مستحب ہے الحمد للہ کہنا کھانے کے بعد اور الحمد للہ کہنا کئی طور سے آیا ہے یعنی اس میں کوئی چیز معین نہیں ہے۔

۵۰۳۷ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَعَ مَآئِدَتَهُ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا.

۵۰۳۷۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب آپ کا دسترخوان اٹھایا جاتا تو کہتے یعنی یہ دعا کرتے الحمد للہ سے آخر تک یعنی اللہ کا شکر ہے بہت سا ستھرا بابرکت شکر نہ ایسا شکر جو ایک بار کفایت کرے اور چھوڑ دیا جائے اور اس کی کچھ حاجت نہ رہے اے ہمارے رب!۔

فائدہ: غیر مکفی احتمال ہے کہ ہو ماخوذ کفایت الاناء سے سو معنی یہ ہیں کہ اس حال میں کہ رد کیا گیا اس پر انعام اس کا اور احتمال ہے کہ ہو کفایت سے یعنی اللہ نہیں کفایت کیا گیا اپنے بندوں کے رزق سے اس واسطے کہ نہیں کفایت کرتا ان کو سوائے اس کے اور کہا ابن تین نے کہ نہیں محتاج ہے کسی کی طرف لیکن وہی ہے جو اپنے بندوں کو کھانا دیتا ہے اور ان کو کفایت کرتا ہے اور یہ سب بنا بر اس کے ہے کہ ضمیر واسطے اللہ کے ہے اور احتمال ہے کہ ہو ضمیر واسطے

کھانے کے اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے کبھی دستر خوان پر نہیں کھایا اور مائدہ دستر خوان کو کہتے ہیں جس پر کھانا ہو اور بعض نے جواب دیا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے اس کو نہیں دیکھا اور اس کے غیر نے دیکھا اور مثبت مقدم ہے نافی پر اور مراد ساتھ خوان کے صفت مخصوص ہے اور مائدہ بولا جاتا ہے ہر چیز پر جس پر کھانا رکھا جائے اور کبھی مائدے سے مراد نفس طعام ہوتا ہے یا بقیہ اس کا یا برتن اس کا۔ (فتح)

۵۰۳۸ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهٖ وَقَالَ مَرَّةً إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهٗ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانَا وَأَرْوَانَا غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مَكْفُوْرٍ وَقَالَ مَرَّةً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّنَا غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى رَبَّنَا.

۵۰۳۸۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب اپنے کھانے سے فارغ ہوتے اور ایک بار کہا کہ جب آپ کا دستر خوان اٹھایا جاتا تو کہتے یعنی یہ دعا کرتے الحمد للہ سے آخر تک یعنی اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو کفایت کی کھانے پینے وغیرہ سے اور سیراب کیا نہ کفایت کیا گیا اور نہ انکار کیا گیا اس کے فضل اور اس کی نعمت سے اور ایک بار کہا کہ واسطے تیرے حمد ہے نہ کفایت کیا گیا اور نہ چھوڑا گیا جس کی حاجت نہ رہے۔

فائدہ: غیر مکفور یعنی نہ انکار کیا گیا اس کی نعمت سے اور یہ قوی کرتا ہے اس کو کہ ضمیر واسطے اللہ کے ہے۔

بَابُ الْأَكْلِ مَعَ الْخَادِمِ. خادم کے ساتھ کھانا۔

فائدہ: یعنی اوپر قصد تواضع کے اور خادم بولا جاتا ہے مرد اور عورت پر عام تر ہے اس سے کہ غلام ہو یا آزاد اور محل اس کا جب کہ ہو سردار مرد یہ کہ ہو خادم ملک اس کے یا محرم اس کا جب کہ خادم عورت ہو اور بالعکس۔

۵۰۳۹ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَتٰى أَحَدَكُمْ خَادِمُهٗ بِطَعَامِهٖ فَإِنْ لَّمْ يُجْلِسْهُ مَعَهٗ فَلْيُنَاوِلْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ أَوْ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ فَإِنَّهٗ وَلِيَ حَرَّهٗ وَعِلَاجَهٗ.

۵۰۳۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہ جب کسی کے پاس اس کا خادم کھانا لائے تو اس کو بھی کھانے کے واسطے اپنے پاس بٹھائے اور اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو چاہیے کہ اس کو ایک یا دو لقمے دے اس واسطے کہ خدمت گار کھانے پکانے اور اس کی گرمی سے ملا رہا ہے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت یہ مقید ہے ساتھ اس کے جب کہ ہو کھانا تھوڑا اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اگر کھانا تھوڑا ہو تو اس کو ایک دو لقمے دے دے اور یہ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ جب کھانا بہت ہو تو یا تو اس کو اپنے ساتھ بٹھائے اور یا اس کو اس سے بہت حصہ دے اور والی ہوا ہے اس کی گرمی کا یعنی وقت پکانے کے اور علاج اس کے کا وقت حاصل

کرنے آلات اس کے کی اور بعض نے کہا کہ رکھنا ہانڈی کا آگ پر اور لیا جاتا ہے اس سے کہ روٹی پکانے والے کے معنی میں ہے روٹی کا اٹھانے والا واسطے پائے جانے معنی کے بیچ اس کے اور وہ متعلق ہونا اس کے نفس کا ہے ساتھ اس کے بلکہ لیا جاتا ہے مستحب ہونا بیچ مطلق خادم آدمی کے جو اس کو معائنہ کرے اور اس کی طرف اشارہ کرتا ہے اطلاق ترجمہ کا اور اس میں تعلیل ہے امر مذکور کی اور اشارہ طرف اس کی کہ واسطے آنکھ کے حصہ ہے کھانے کی چیز میں سو لائق ہے پھیرنا آنکھ کا ساتھ کھانے اس کے کی اس کھانے سے تا کہ اس کا جی ٹھہرے تا کہ ہو روکنے والا واسطے بدی اس کی کے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ کھلاؤ ان کو جس سے تم کھاتے ہو تو نہیں ہے اس امر میں الزام ساتھ کھلانے خادم کے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ اختیار کرے اس پر کسی چیز کو بلکہ شریک کرے اس کو ہر چیز میں لیکن بحسب اس چیز کے کہ اس سے اس کی آنکھ کی بدی دفع ہو اور البتہ نقل کیا ہے ابن منذر نے تمام اہل علم سے کہ واجب کھلانا خادم کا ہے غالب قوت سے کہ اس کی مثل اس سے اس شہر میں کھاتا ہو اور اسی طرح قول ہے کپڑے میں اور یہ کہ جائز ہے واسطے سردار اس کے کی کہ اس سے عمدہ کھانا کھائے اور اس سے نفیس کپڑا پہنے اگرچہ افضل ہے کہ خادم کو اپنے ساتھ شریک کرے، واللہ اعلم۔ اور اختلاف ہے اس دوسرے امر میں ساتھ بٹھلانے کے یا دینے کے سو شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ اس کو اپنے ساتھ بٹھلانا افضل ہے اور اگر نہ کرے تو واجب نہیں یا اس کو اختیار ہے درمیان اس کے کہ اس کو اپنے ساتھ بٹھلائے یا اس کو دے اور کبھی ہوتا ہے امر اس کا اختیار نہ واجب اور ترجیح دی ہے رافعی نے احتمال اخیر کو اور حمل کیا ہے اول کو وجوب پر اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں متعین ہے بٹھلانا لیکن اگر کرے تو افضل ہے نہیں تو متعین ہوتا ہے دینا اور احتمال ہے کہ ایک واجب ہو نہ معین دوسرا یہ قول ہے کہ امر واسطے استحباب کے ہے مطلق اور جو ایک روایت میں آیا ہے کہ اگر کھانا کم ہو تو اس کو ایک دو لقمے دے دے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ امر وارد واسطے اس شخص کے جو شوربا پکائے نہیں ہے واسطے وجوب کے۔ (فتح)

بَابُ الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ مِثْلُ الصَّائِمِ الصَّابِرِ فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کھا کر شکر کرنے والا مثل روزے دار صابر کی ہے یعنی صبر کرنے والا بیچ نگاہ رکھنے روزے کے یا صبر کرنے والا بلا پر یا فقر فاقہ پر اس میں روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ طاعم وہ عمدہ حال والا ہے کھانے میں کہا ابن بطال نے کہ یہ اللہ کا فضل ہے اپنے بندوں پر یہ کہ ٹھہرایا واسطے کھانے والے کے جب کہ اپنے رب کا شکر کرے اس چیز پر جو اللہ نے اس پر انعام کیا ثواب روزے دار صبر کرنے والا ہے اور کہا کرمانی نے کہ تشبیہ اصل ثواب میں ہے نہ کمیت میں اور نہ کیفیت میں اور تشبیہ نہیں مستلزم ہے ہم مثل ہونے کو ہر وجہ سے کہا طیبی نے کہ اکثر اوقات وہم کرتا ہے وہم کرنے والا کہ ثواب شکر کا صبر کے

ثواب سے کم ہے سو دفع کیا گیا وہم اس کا یا وجہ تشبیہ کی مشترک ہونا دونوں کا ہے بیچ روکنے نفس کے اور حدیث میں رغبت دلانا ہے واسطے شکر اللہ کے اس کی تمام نعمتوں پر اس واسطے کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ کھانے کے اور اس میں دفع کرنا ہے اختلاف کا جو مشہور ہے بیچ مال دار شاکر اور فقیر صابر کے اور یہ کہ وہ دونوں برابر ہیں اسی طرح کہا گیا ہے اور سیاق حدیث کا تقاضا کرتا ہے کہ فقیر صابر کو فضیلت ہے اس واسطے کہ اصل یہ ہے کہ مشبہ بہ اعلیٰ درجہ ہوتا ہے مشبہ سے اور تحقیق نزدیک اہل حذق کے یہ ہے کہ نہ جواب دیا جائے اس میں ساتھ جواب کلی کے بلکہ مختلف ہونے اشخاص اور احوال کے ہاں وقت برابر ہونے کے ہر جہت اور فرض کرنے رفع سب عوارضوں کے پس فقیر زیادہ تر سلامت ہے آخرت میں اور نہیں لائق ہے کہ برابر کی جائے ساتھ سلامتی کے کوئی چیز، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الرَّجُلِ يُدْعٰى إِلٰى طَعَامٍ فَيَقُوْلُ وَهٰذَا مَعِيْ.

ایک مرد کو کھانے کی دعوت کی جائے اور وہ کہے کہ یہ بھی میرے ساتھ ہے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف بیچ قصے درزی کے جس نے حضرت ﷺ کی دعوت کی تھی حضرت ﷺ نے فرمایا اور یہ بھی یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عدول کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے وارد کرنے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی سے اس جگہ طرف حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی واسطے اشارہ کرنے کے طرف جدا جدا ہونے دونوں قصوں کے اور مختلف ہونے دونوں حالوں کے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ إِذَا دَخَلْتَ عَلٰى مُسْلِمٍ لَّا يُتَّهَمُ فَكُلْ مِنْ طَعَامِهٖ وَاشْرَبْ مِنْ شَرَابِهٖ.

اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ جب داخل ہو تو کسی مسلمان پر جو تہمت نہ کیا جاتا ہے تو کھا اس کے کھانے میں سے اور پی اس کے پانی سے۔

فائدہ: اور طبرانی وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب کوئی اپنے بھائی مسلمان پر داخل ہو اور وہ اس کو کھانا کھلائے تو چاہیے کہ اس کا کھانا کھائے اور نہ پوچھے اس کو کھانے سے کہ حرام ہے یا حلال اور مطابقت اس اثر کی واسطے حدیث کے اس جہت سے ہے کہ قصاب متہم نہ تھا اور حضرت ﷺ نے اس کا کھانا کھایا اور اس سے نہ پوچھا اور اسی قید پر محمول ہے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی، واللہ اعلم۔

٥٠٤٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يُكْنٰى أَبَا شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهٗ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

٥٠٤٠۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصاریوں میں ایک مرد تھا اس کو ابو شعیب کہا جاتا تھا اور اس کا ایک غلام قصاب تھا سو وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حضرت ﷺ اپنے اصحاب میں بیٹھے تھے تو اس نے حضرت ﷺ کے چہرے میں بھوک پہچانی سو وہ اپنے غلام قصاب کی طرف گیا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ أَصْحَابِهٖ فَعَرَفَ الْجُوْعَ فِيْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ إِلٰى غُلَامِهِ اللَّحَّامِ فَقَالَ اصْنَعْ لِيْ طَعَامًا يَكْفِيْ خَمْسَةً لَعَلِّيْ أَدْعُو النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَصَنَعَ لَهٗ طُعَيِّمًا ثُمَّ أَتَاهُ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا شُعَيْبٍ إِنَّ رَجُلًا تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهٗ وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهٗ قَالَ لَا بَلْ أَذِنْتُ لَهٗ.

سو اس نے کہا کہ تیار کر میرے لیے کھانا جو پانچ آدمی کو کفایت کرے تا کہ میں حضرت ﷺ کو بلاؤں پانچواں پانچ کا تو اس نے اس کے واسطے کھانا تیار کیا پھر اس نے آکر حضرت ﷺ کو بلایا سو ایک مرد ان کے ساتھ ہو لیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو شعیب! ایک مرد ہمارے ساتھ لگا آیا ہے سو اگر تو چاہے تو اجازت دے اور چاہے تو نہ دے اس نے کہا کہ بلکہ میں نے اجازت دی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا حَضَرَ الْعَشَآءُ فَلَا يَعْجَلْ عَنْ عَشَآئِهٖ.

جب رات کا کھانا حاضر ہو تو نہ جلدی کرے اپنے رات کے کھانے سے۔

فائدہ: پہلے عشاء کے لفظ سے رات کا کھانا مراد ہے زیر عین کے ساتھ عشاء کے نماز مراد نہیں اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حدیث وارد ہوئی ہے مغرب کی نماز میں اور البتہ وارد ہو چکی ہے نہی نام رکھنے اس کے سے عشاء اور لفظ اس ترجمہ کا واقع ہوئی ہے اس کے معنی میں حدیث جو نماز کے بیان میں انس رضی اللہ عنہ سے گزر چکی ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جب رات کا کھانا آگے لایا جائے تو اس کو مغرب کی نماز سے پہلے کھالو اور نہ جلدی کرو اپنے رات کے کھانے میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کسی کا رات کا کھانا رکھا جائے اور نماز کی تکبیر ہو تو چاہیے کہ پہلے کھانا کھائے اور نہ جلدی کرے یہاں تک کہ کھانے سے فارغ ہو۔ (فتح)

٥٠٤١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ عَمْرَو بْنَ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِيْ يَدِهٖ فَدُعِيَ

۵۰۴۱۔ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کو دیکھا بکری کے مونڈھے سے گوشت کاٹتے جو آپ کے ہاتھ میں تھا سو نماز کی طرف بلائے گئے تو حضرت ﷺ نے ڈالا اس کو یعنی اس ٹکڑے گوشت کے کو جس کو کاٹتے تھے اور چھری کو جس کے ساتھ کاٹتے تھے پھر کھڑے ہوئے سو نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

إِلَى الصَّلَاةِ فَأَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِي كَانَ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

فائدہ: کہا کرمانی نے اور دلالت اس کی ترجمہ پر اس جہت سے ہے کہ اس نے استنباط کیا مشغول ہونے حضرت ﷺ کے سے ساتھ کھانے کے وقت نماز کے میں کہتا ہوں اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ ارادہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ مقدم کرنے اس حدیث کے بیان کرنا اس بات کا کہ امر بیچ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ترک کرنے جلدی کے طرف نماز کی پہلے کھانے طعام کے نہیں ہے وجوب پر۔ (فتح)

٥٠٤٢ ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وُضِعَ الْعَشَآءُ وَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَؤُوْا بِالْعَشَآءِ وَعَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَعَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ تَعَشَّى مَرَّةً وَهُوَ يَسْمَعُ قِرَآءَةَ الْإِمَامِ.

۵۰۴۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب رات کا کھانا رکھا جائے اور عشاء کی نماز کی تکبیر ہو جائے تو تم کھانے کے ساتھ ابتدا کرو اور روایت ہے ایوب سے اس نے روایت کی نافع سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت ﷺ سے مانند اس کی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ انہوں نے ایک بار رات کا کھانا کھایا اور حالانکہ وہ امام کی قرأت سنتے تھے۔

٥٠٤٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَحَضَرَ الْعَشَآءُ فَابْدَؤُوْا بِالْعَشَآءِ قَالَ وُهَيْبٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ هِشَامٍ إِذَا وُضِعَ الْعَشَآءُ.

۵۰۴۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کی تکبیر ہو جائے اور رات کا کھانا تیار ہو تو تم کھانے کے ساتھ ابتدا کرو یعنی پہلے کھانا کھاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ جب رات کا کھانا رکھا جائے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا﴾.

باب ہے بیچ بیان اللہ کے اس قول کے کہ جب تم کھانا کھا چکو تو چلے جاؤ۔

٥٠٤٤ ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ

۵۰۴۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں لوگوں میں زیادہ تر عالم ہوں ساتھ حکم پردے کے اُبی بن

صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَنَسًا قَالَ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحِجَابِ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوْسًا بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِيْنَةِ فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسَ مَعَهُ رِجَالٌ بَعْدَ مَا قَامَ الْقَوْمُ حَتّٰى قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَشٰى وَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتّٰى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ جُلُوْسٌ مَكَانَهُمْ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ قَامُوْا فَضَرَبَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ سِتْرًا وَّأُنْزِلَ الْحِجَابُ.

کعب رضی اللہ عنہ مجھ سے اس کا حال پوچھتے تھے صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں کہ دولہا تھے ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کے اور آپ نے مدینے میں اس سے نکاح کیا تھا سو لوگوں کو کھانے کے واسطے بلایا بعد اونچا ہونے دن کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے اور آپ کے ساتھ چند مرد بیٹھے اس کے بعد کہ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور چلے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر پہنچے پھر گمان کیا کہ وہ باہر نکلے سو میں آپ کے ساتھ پھرا تو اچانک وہ اسی جگہ میں بیٹھے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ دوسری بار پھرا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر پہنچے پھر پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھرا سو اچانک وہ البتہ اٹھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا اور پردے کا حکم اترا۔

فائدہ: عروس لغت میں اس میں مرد عورت برابر ہیں اور عرس مدت بنا مرد کی ہے ساتھ عورت کے اور اصل اس کا لزوم ہے اور بہر حال چلے جانا اس جگہ کھانے کے بعد سو مراد ساتھ اس کے پھرنا ہے کھانے کی جگہ سے واسطے تخفیف کے گھر والے سے کما هو مقتضى الآية۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْعَقِيْقَةِ کتاب ہے عقیقہ کے بیان میں

فائدہ: عق کے معنی ہیں اصل میں پھاڑنے کے اور عقیقہ ساتھ فتح عین کے اسم ہے واسطے اس چیز کے کہ ذبح کی جائے لڑکے کی طرف سے اور اختلاف ہے اس کے مشتق ہونے میں سو ابو عبید اور اصمعی نے کہا کہ اصل اس کا بال ہیں جو لڑکے کے سر پر پیدا ہوتے ہیں اور نام رکھی گئی وہ بکری جو اس وقت اس کی طرف سے ذبح کی جاتی ہے بکری عقیقہ اس واسطے کہ مونڈے جاتے ہیں اس سے یہ بال وقت ذبح کے اور احمد رحمہ اللہ سے ہے کہ وہ ماخوذ ہے عق سے ساتھ پھاڑنے کے اور کہا خطابی نے کہ عقیقہ نام ہے اس بکری کا جو لڑکے کی طرف سے ذبح کی جاتی ہے اس واسطے کہ عق یعنی پھاڑنے اور کاٹے جاتے ہیں جگہیں ذبح ہونے اس کی کے اور بعض نے کہا کہ وہ بال ہیں اور ابن فارس نے کہا کہ بال اور بکری دونوں کو عقیقہ کہا جاتا ہے اور اس چیز سے کہ وارد ہوئی ہے بیچ نام رکھنے بکری کے عقیقہ وہ حدیث ہے جو بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ واسطے لڑکے کے دو عقیقے یعنی دو بکریاں اور واسطے لڑکی کے ایک عقیقہ اور واقع ہوا ہے چند حدیثوں میں کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ہیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔ (فتح)

بَابُ تَسْمِيَةِ الْمَوْلُوْدِ غَدَاةَ يُوْلَدُ لِمَنْ لَّمْ يُعَقَّ عَنْهُ وَتَحْنِيْكِهٖ. نام رکھنا لڑکے کا جس وقت کہ پیدا ہو واسطے اس شخص کے جو اس کی طرف سے عقیقہ نہ کرے اور تحنیک کرنا اس کا۔

فائدہ: یہ روایت فربری کی ہے اور یہ تقاضا کرتی ہے کہ جو لڑکے کی طرف سے عقیقہ کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو وہ ساتویں دن تک لڑکے کے نام کو مؤخر نہ کرے جیسے کہ واقع ہوا ہے بیچ قصے ابراہیم بن موسیٰ کے اور عبداللہ بن ابی طلحہ کے اور اسی طرح جو واقع ہوا ہے بیچ قصے ابراہیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ نہیں منقول ہے کہ ان میں سے کسی کا عقیقہ ہوا ہو اور جو اس کے عقیقہ کا ارادہ کرے تو وہ اس کے نام کو ساتویں دن تک مؤخر کرے جیسا کہ اور حدیثوں میں آئے گا اور یہ تطبیق لطیف ہے نہیں دیکھی میں نے واسطے غیر بخاری کے اور تحنیک کرنا اس کا یعنی اس وقت کہ پیدا ہو اور شاید اس نے مقید کیا ہے ساتھ غداۃ کے واسطے پیروی کرنے لفظ خبر کے اور غداۃ بولا جاتا ہے اور مراد اس سے مطلق وقت ہے اور وہی ہے مراد اس جگہ اور اتفاق ہوا ہے اس کا واسطے ضرورت واقع کے سوا گر اتفاقا وہ مثلا دوپہر کو جنے تو وقت تحنیک اور تسمیہ کا بعد غداۃ کے ہے قطعا اور تحنیک یہ ہے

کہ کوئی چیز میٹھی چبا کر لڑکے کے تالو میں لگائے اور اس کے حلق کو اس کے ساتھ ملے کیا جاتا ہے ساتھ اس کے یہ کام تا کہ خوگیر ہو اور پر کھانے کے اور قوت پائے اوپر پینے کے اور لائق ہے وقت تحنیک کے کہ اس کے منہ کو کھولے تا کہ اس کے پیٹ میں اترے اور اولیٰ یہ ہے کہ کھجور ہو اور اگر خشک کھجور نہ ہو تو تازہ کھجور ہو نہیں تو کوئی چیز میٹھی اور شہد اولیٰ ہے غیر سے پھر وہ چیز ہے جو آگ سے نہ پکی ہو جیسے کہ اس کی نظیر میں ہے اس قسم سے کہ روزے دار اس پر روزہ کھولتا ہے اور ایک روایت میں وان لم یعق عنه بدل من لم یعق عنه اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ نہیں واجب ہے عقیقہ کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ زیادتی کی ہے اس میں مردوں نے ایک نے کہا کہ وہ بدعت ہے اور دوسرے نے کہا کہ وہ واجب ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ قائل وجوب کے طرف لیث کی اور نہیں پہچانا ہے امام الحرمین نے واجب ہونے کو مگر داؤد سے اور ابوزناد سے بھی وجوب کی روایت آئی ہے اور ایک روایت احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور جس نے کہا کہ بدعت ہے وہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہا ابن منذر نے کہ انکار کیا ہے اہل رائے نے اس کے سنت ہونے سے اور خلاف کیا ہے انہوں نے اس میں حدیثوں کا جو ثابت ہو چکی ہیں اور استدلال کیا ہے بعض نے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عقوق کو نہیں چاہتا گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عقیقہ کے نام کو مکروہ جانا اور فرمایا کہ جس کے یہاں لڑکا پیدا ہو چاہیے کہ اس کی طرف سے نسیکہ کرے تو چاہیے کہ کرے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے واسطے نفی مشروع ہونے اس کے کی بلکہ آخر حدیث کا اس کو ثابت کرتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی غایت یہ کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ نام رکھا جائے اس کا نسیکہ یا ذبیحہ اور نہ رکھا جائے نام اس کا عقیقہ اور نقل کیا ہے اس کو ابن ابی دم نے بعض اصحاب سے جیسے کہ بیچ نام رکھنے عشاء کے ہے عتمہ اور دعویٰ کیا ہے محمد بن حسن یعنی ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی نے کہ یہ منسوخ ہے ساتھ حدیث کے کہ منسوخ کیا ہے قربانی نے ہر ذبح کو روایت کیا ہے اس کو دارقطنی نے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور اس کی سند میں ضعف ہے اور بر تقدیر اس کے کہ ثابت ہو تو کہا جائے گا کہ وہ واجب تھا پھر اس کا وجوب منسوخ ہوا اور اس کا مستحب ہونا باقی رہا جیسا کہ عاشورے کے روزے میں ہے سو اس میں بھی حجت نہیں واسطے اس شخص کے جو اس کے مشروع ہونے کی نفی کرتا ہے۔ (فتح)

۵۰۴۵ ۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ بُرَیْدٌ عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ فَأَتَیْتُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِیْمَ فَحَنَّكَهٗ بِتَمْرَةٍ

۵۰۴۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا سو میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور چبا کر اس کے تالو میں لگائی اور اس کے واسطے برکت کی دعا کی اور مجھ کو دیا اور وہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی سب اولاد میں بڑا تھا۔

وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ وَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدِ أَبِي مُوسٰى.

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لایا الخ تو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ جلدی کی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ساتھ حاضر کرنے اس کے کی پاس حضرت ﷺ کے اور یہ کہ اس کو تحنیک کرنا اس کے نام رکھنے کے بعد تھا سو اس میں جلدی نام رکھنا لڑکے کا ہے اور نہ انتظار کیا جائے ساتھ اس کے ساتویں دن تک اور جو اصحاب سنن ثلاثہ نے حسن بن سمرہ سے عقیقہ کی حدیث میں روایت کی ہے کہ ساتویں دن اس کی طرف سے بکری ذبح کی جائے اور نام رکھا جائے تو اس لفظ میں اختلاف ہے کہ وہ یسمی ہے یا یدمی اور دلالت کرتی ہے اس پر کہ نام رکھنا ساتویں کے ساتھ خاص نہیں جو حدیث نکاح میں ابو اسید سے گزر چکی ہے کہ وہ اپنے لڑکے کو حضرت ﷺ کے پاس لایا جس وقت کہ پیدا ہوا تو حضرت ﷺ نے اس کا نام منذر رکھا اور جو روایت کی ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج رات میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا سو میں نے اس کا نام اپنے باپ کا نام رکھا ہے ابراہیم پھر اس کو ام سیف کے حوالے کیا کہا بیہقی نے کہ نام رکھنا لڑکے کا وقت پیدا ہونے کے صحیح تر ہے ان حدیثوں سے جو ساتویں دن نام رکھنے کے باب میں آئی ہیں میں کہتا ہوں کہ اس میں اس کے سوائے اور بھی حدیثیں آ چکی ہیں صحیح ابن حبان وغیرہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ ساتویں دن کیا اور ان کا نام رکھا اور عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے ساتھ نام رکھنے لڑکے کے ساتویں دن ساتھ، سات سنتیں ہیں اس کا نام رکھا جائے اور اس کا ختنہ کیا جائے اور دور کی جائے اس سے ایذا یعنی بال سر کے اور اس کے کان میں سوراخ کیا جائے اور اس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے اور اس کا سر منڈایا جائے اور آلودہ کیا جائے اس کے عقیقہ سے اور اس کے بالوں کے ساتھ تول کر چاندی یا سونا خیرات کیا جائے اور اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ (فتح)

٥٠٤٦ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يُحَنِّكُهُ فَبَالَ عَلَيْهِ فَأَتْبَعَهُ الْمَاءَ.

۵۰۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک لڑکا لایا گیا کہ اس کے تالو میں میٹھی چیز لگائیں سو اس نے حضرت ﷺ پر پیشاب کیا تو حضرت ﷺ نے اس پر پانی بہایا (یہاں تک کہ نچوڑا اس کو پانی بہانے سے اس واسطے کہ نجاست خفیفہ تھی)۔

٥٠٤٧ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

۵۰۴۷۔ حضرت اسما رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ وہ مکے میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے حاملہ ہوئیں اس نے کہا سو میں نکلی اور حالانکہ میں تمام کرنے والی تھی مدت حمل کی

أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ فَأَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْتُ قُبَاءَ فَوَلَدْتُ بِقُبَآءٍ ثُمَّ أَتَيْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهٗ فِيْ حَجْرِهٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهٗ رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهٗ بِالتَّمْرَةِ ثُمَّ دَعَا لَهٗ فَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ فَفَرِحُوْا بِهٖ فَرَحًا شَدِيْدًا لِأَنَّهُمْ قِيْلَ لَهُمْ إِنَّ الْيَهُوْدَ قَدْ سَحَرَتْكُمْ فَلَا يُوْلَدُ لَكُمْ.

یعنی حمل کی مدت تمام ہونے کے قریب تھی سو میں مدینے نبی آئی سو میں قبا میں اتری اور قبا میں جنی پھر میں بچے کو حضرت ﷺ کے پاس لائی سو میں نے اس کو حضرت ﷺ کی گود میں رکھا پھر آپ نے ایک کھجور منگوائی سو اس کو چبایا پھر اس کے منہ میں لب ڈالی یعنی جو کھجور کے ساتھ ملی تھی سو جو چیز کہ پہلے پہل اس کے پیٹ میں داخل ہوئی حضرت ﷺ کی تھوک تھی پھر کھجور چبا کر اس کے تالو میں لگائی پھر اس کے واسطے دعاء کی اور اس کے واسطے برکت مانگی یعنی کہا بارك الله عليك اور وہ اول لڑکا تھا جو پہلے پہل اسلام میں پیدا ہوا سو وہ اس سے بہت خوش ہوئے اس واسطے کہ ان سے کہا گیا تھا کہ یہودیوں نے تم پر جادو کیا ہے اور تمہارے یہاں اولاد پیدا نہ ہوگی۔

فائدہ: اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ تھا پیدا ہونا اس کا بعد قرار پکڑنے ان کے کی مدینے میں اور جو واقع ہوا ہے اول حدیث میں کہ اس نے اس کو قباء میں جنا پھر اس کو حضرت ﷺ کے پاس لائی تو یہ مراد نہیں کہ اس نے اس کو آپ کے پاس قباء میں حاضر کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ اس کو قباء سے اٹھا کر مدینے میں لائیں اور البتہ روایت کی ہے ابن سعد نے طبقات میں کہ جب مہاجرین مدینے میں آ کر ٹھہرے تو ان کے یہاں اولاد پیدا نہ ہوئی تو انہوں نے کہا کہ یہود نے ہم کو جادو کیا ہے یہاں تک کہ ان میں اس کا بہت چرچا ہوا سو ہجرت کے بعد پہلے پہل عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوا تو مسلمانوں نے یکبارگی تکبیر کہی یہاں تک کہ مدینہ اللہ اکبر سے گونجا۔ (فتح)

۵۰۴۸ ۔ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِأَبِيْ طَلْحَةَ يَشْتَكِيْ فَخَرَجَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِيُّ فَلَمَّا رَجَعَ أَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِيْ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ هُوَ أَسْكَنُ مَا كَانَ فَقَرَّبَتْ

۵۰۴۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ باہر نکلے یعنی کسی کام کو اور ان کے بعد لڑکا فوت ہوا پھر جب ابو طلحہ رضی اللہ عنہ گھر کو پھرے تو پوچھا یعنی اپنی بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہ لڑکے نے کیا کیا؟ یعنی اس کا کیا حال ہے؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ آرام میں ہے سو وہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس رات کا کھانا لائی ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا پھر اس سے صحبت کی پھر جب صحبت سے فارغ ہوا

إِلَيْهِ الْعَشَاءَ فَتَعَشَّى ثُمَّ أَصَابَ مِنْهَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارُوا الصَّبِيَّ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا قَالَ لِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ احْفَظْهُ حَتّٰى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتٰى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَرْسَلَتْ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَعَهُ شَيْءٌ قَالُوْا نَعَمْ تَمَرَاتٌ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَغَهَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ فِيْهِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِي الصَّبِيِّ وَحَنَّكَهُ بِهِ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ.

تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ لڑکے کو دفناؤ پھر صبح کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے آج رات صحبت کی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! کہا الٰہی! ان کے واسطے برکت کر تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے لڑکا جنا کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اس لڑکے کو نگاہ رکھ یہاں تک کہ تو اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جائے سو وہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس کے ساتھ چند کھجوریں بھیجیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لیا اور فرمایا کہ کیا اس کے ساتھ کچھ چیز ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! چند کھجوریں ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لیا اور ان کو منہ میں چبایا پھر ان کو اپنے منہ سے نکال کر لڑکے کے منہ میں ڈالا اور اس کو تالو میں لگایا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنازے میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ.

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے اور بیان کیا حدیث کو۔

فائدہ: اور اس کا لفظ یہ ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا اے انس! دیکھتا رہ اس لڑکے کو سو میں صبح کے وقت اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور اچانک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تھے اور آپ پر ایک کملی تھی اور آپ داغ دیتے تھے غنیمت کے اونٹوں کو جو فتح میں آپ کو ہاتھ لگے۔ (فتح)

بَابُ إِمَاطَةِ الْأَذٰى عَنِ الصَّبِيِّ فِي الْعَقِيْقَةِ.

عقیقہ میں لڑکے سے ایذا دور کرنا۔

۵۰۴۹ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ وَقَالَ

۵۰۴۹ـ حدیث بیان کی ہم سے ابونعمان نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کہ ہم سے حماد بن زید نے اس نے روایت کی ایوب سے اس نے محمد بن سیرین سے اس نے سلمان بن

حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ وَقَتَادَةُ وَهِشَامٌ وَحَبِيبٌ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَاصِمٍ وَهِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ سَلْمَانَ قَوْلَهُ وَقَالَ أَصْبَغُ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ حَدَّثَنَا سَلْمَانُ بْنُ عَامِرٍ الضَّبِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى.

عامر سے کہا اس نے کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے یعنی سنت ہے عقیقہ کرنا ساتھ پیدا ہونے لڑکے کے اور کہا حجاج نے کہ حدیث بیان کی ہم سے حماد بن سلمہ نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ایوب نے اور قتادہ اور ہشام اور حبیب نے ابن سیرین سے اس نے روایت کی سلمان سے اس نے حضرت ﷺ سے اور کہا غیر واحد نے عاصم اور ہشام سے انہوں نے روایت کی حفصہ سیرین کی بیٹی سے اس نے رباب سے اس نے سلمان سے اس نے حضرت ﷺ سے اور روایت کی یزید بن ابراہیم نے ابن سیرین سے اس نے سلمان سے قول اس کا اور کہا اصبغ نے کہ خبر دی مجھ کو ابن وہب نے اس نے روایت کی جریر بن حازم سے اس نے ایوب سے اس نے محمد بن سیرین سے کہا اس نے کہ حدیث بیان کہ ہم سے سلمان بن عامر نے کہا کہ سنا میں نے حضرت ﷺ سے فرماتے تھے کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے سو اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے اذی کو دور کرو۔

فائدہ: روایت کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو چند طریقوں سے کہ بعض موقوف ہیں اور بعض مرفوع پہلے طریق سے موصول لیکن نہیں تصریح کی اس میں ساتھ مرفوع ہونے اس کے کی اور بعض طریق اس کے معلق ہیں تصریح کی ہے ایک طریق میں ان میں سے ساتھ وقف کے اور جو اس کے سوائے ہیں سو مرفوع ہیں کہا اسماعیلی نے کہ نہیں روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں کوئی حدیث صحیح جو اس کی شرط پر ہو لیکن حدیث حماد بن زید کی یعنی جس کو موصول روایت کیا ہے سو اس کو موقوف لایا ہے اور نہیں ہے اس میں ذکر ایذا کے دور کرنے کا جس کے ساتھ اس نے باب باندھا ہے اور لیکن حدیث جریر بن حازم کی سو ذکر کیا ہے اس کو بغیر خبر کے یعنی اس میں یہ نہیں کہا کہ خبر دی مجھ کو اصبغ نے اور لیکن حدیث حماد بن سلمہ کی سو نہیں اس کی شرط سے حجت پکڑنے میں ، میں کہتا ہوں لیکن حدیث حماد بن زید کی سو وہی ہے معتمد علیہ نزدیک بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے لیکن وارد کیا ہے اس نے اس کو ساتھ اختصار کے سو شاید اس نے اس کو اپنے شیخ ابو نعمان سے اسی طرح سنا ہے اور کفایت کی ساتھ اس کے جیسے کہ اس کی عادت ہے اشارہ کرنے میں اس چیز کی طرف کہ وارد ہوئی ہے حدیث کے بعض طریقوں میں جس کو وارد کرتا ہے اور البتہ روایت کیا ہے اس کو

احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یونس سے اس نے حماد بن زید سے سو زیادہ کیا اس نے متن میں کہ اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے ایذا کو دور کرو اور نہیں تصریح کی اس نے ساتھ مرفوع ہونے اس کے کی اور نیز روایت کیا ہے اس کو یونس بن محمد سے اس نے حماد بن زید سے اس نے ابن سیرین سے سو تصریح کی ساتھ مرفوع ہونے اس کے کی اور اسی طرح اس نے اس کو سلمان سے بھی مرفوع روایت کیا ہے اور اسی طرح اس کو اسماعیلی نے بھی مرفوع روایت کیا ہے اور بہر حال حدیث جریر بن حازم کی اور قول اس کا کہ اس نے اس کو بغیر خبر کے ذکر کیا ہے یعنی نہیں کہا اول اسناد میں انبانا اصبغ بلکہ کہا قال اصبغ لیکن اصبغ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اسنادوں سے ہے اس نے بہت حدیثیں اس سے بخاری میں روایت کی ہیں سو بنا بر قول اکثر کے وہ موصول ہے **کما قررہ ابن الصلاح فی علوم الحدیث** اور بنا بر قول ابن حزم کے وہ منقطع ہے اور البتہ ضعیف کہا ہے لوگوں نے ابن حزم کے قول کو بیچ اس کے اور یہ جو اس نے کہا کہ حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ حجت پکڑنے میں اس کی شرط پر نہیں تو یہ مسلم ہے لیکن نہیں ضرر کرتا اس کو وارد کرنا اس کا واسطے شہادت طلب کرنے کے جیسے کہ اس کی عادت ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ یہ طریقے بعض بعض کو قوی کرتے ہیں اور حدیث مرفوع ہے نہیں ضرر کرتی اس کو روایت اس شخص کی جس نے اس کو موقوف بیان کیا ہے اور یہ جو کہا کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے تو تمسک کیا ہے ساتھ مفہوم اس کے کی حسن رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے سو دونوں نے کہا کہ لڑکے کی طرف سے عقیقہ کیا جائے اور لڑکی کی طرف سے عقیقہ نہ کیا جائے اور جمہور نے ان کی مخالفت کی ہے سو انہوں نے کہا کہ لڑکی کی طرف سے بھی عقیقہ کیا جائے اور حجت ان کی وہ حدیثیں ہیں جس میں صریح لڑکی کا ذکر آ چکا ہے اور میں ان کو بعد میں ذکر کروں گا اور اگر دو لڑکے یعنی جوڑا ایک بار پیدا ہو تو مستحب ہے ہر ایک کی طرف سے عقیقہ ذکر کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے لیث سے اور کہا کہ علماء سے کوئی اس کے مخالف نہیں اور یہ جو فرمایا کہ اس کی طرف سے خون بہاؤ تو یہ اس حدیث میں مبہم ہے کہ کس چیز کا خون بہایا جائے اور اسی طرح سمرہ کی حدیث میں بھی مبہم ہے جو آتی ہے اور تفسیر کیا گیا ہے یہ چند حدیثوں میں ایک ان میں سے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے یوسف بن ماہک سے کہ وہ حفصہ رضی اللہ عنہا عبدالرحمن کی بیٹی پر داخل ہوئی اور اس سے عقیقہ کا حکم پوچھا تو اس نے ان کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ہیں ہم مثل اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری اور روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن اربعہ نے ام کرز کی حدیث سے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری اور نہیں ضرر کرتا تم کو یہ کہ نر ہوں یا مادہ، کہا ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے عمرو بن شعیب کی روایت سے کہ جو چاہے کہ اپنی اولاد کی طرف سے نسیکہ یعنی قربانی کرے تو چاہیے کہ کرے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں مکافئتان اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کہا زید بن اسلم نے یعنی آپس میں مشابہ اکٹھی ذبح کی جائیں یعنی

آگے پیچھے ذبح نہ کیا جائے اور کہا خطابی نے کہ برابر ہوں عمر میں یہ ہیں معنی مکافئتان کے اور اسی طرح روایت کی ہے بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے اور ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مانند حدیث عمرو بن شعیب کی ہے اور یہ حدیثیں حجت ہیں واسطے جمہور کے اس میں لڑکے اور لڑکی میں فرق ہے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ دونوں برابر ہیں سو ہر ایک کی طرف سے ایک بکری کی جائے اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ کیا حسن، حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک ایک بکری روایت کیا ہے اس کو ابو داود نے اور نہیں حجت ہے بیچ اس کے سو روایت کیا ہے اس کو ابو الشیخ نے اور وجہ سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ساتھ اس لفظ کے کہ دو دو دنبے اور نیز روایت کیا ہے اس کو عمرو بن شعیب کے طریق سے مثل اس کی اور بر تقدیر ثبوت روایت ابو داود کے پس نہیں ہے اس حدیث میں وہ چیز کہ رد کیا جائے اس کے ساتھ حدیثوں کو جو پے در پے وارد ہونے والی ہیں نص کرنے پر یعنی صریح ہیں اس میں کہ لڑکے کے واسطے دو بکریاں کی جائیں بلکہ غایت یہ ہے کہ دلالت کرے لڑکے کی طرف سے ایک بکری یا دنبہ بھی کرنا جائز ہے اور وہ اسی طرح ہے اس واسطے کہ عدد نہیں ہے شرط بلکہ مستحب ہے اور حکمت بیچ نصف ہونے عورت کے مرد سے یہ ہے کہ مقصود باقی رکھنا نفس کا ہے پس مشابہ ہوئی دیت کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اطلاق ایک بکری اور دو بکریوں کے اس پر کہ نہیں شرط ہے عقیقہ میں جو شرط ہے قربانی میں اور اس میں شافعیہ کے واسطے دو وجہیں ہیں صحیح تر یہ ہے کہ شرط ہے اور یہ ساتھ قیاس کے ہے نہ ساتھ حدیث کے اور ساتھ ذکر بکری اور دنبے کے اس پر کہ متعین ہے بکری واسطے عقیقہ کے اور جمہور اس پر ہیں کہ کفایت کرتا ہے اونٹ اور گائے بھی اور اس باب میں حدیث ہے طبرانی میں کہ عقیقہ کیا جائے اس کی طرف سے ساتھ اونٹ کے اور گائے کے اور بکری کے اور ادا ہوتا ہے سات آدمیوں سے جیسے کہ قربانی میں ہے، واللہ اعلم اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ مراد ایذا کے دور کرنے سے لڑکے کے سر کا منڈانا ہے اور اولیٰ حمل کرنا ایذا کا ہے اس چیز پر کہ وہ عام تر ہے منڈانے سر کے سے یعنی بال اور میل اور خون وغیرہ۔ (فتح)

۵۰۵۰ ۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا قُرَيْشُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ قَالَ أَمَرَنِي ابْنُ سِيرِينَ أَنْ أَسْأَلَ الْحَسَنَ مِمَّنْ سَمِعَ حَدِيثَ الْعَقِيقَةِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مِنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ.

۵۰۵۰۔ حضرت حبیب سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو ابن سیرین نے کہ میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھوں کہ اس نے عقیقہ کی حدیث کس سے سنی ہے؟ سو میں نے اس سے پوچھا اس نے کہا کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: نہیں واقع ہوا بخاری میں بیان اس حدیث مذکور کا کہ وہ کون حدیث ہے اور شاید کہ اس نے اکتفا کیا ہے وارد کرنے اس کے سے ساتھ مشہور ہونے اس کے کی اور البتہ روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کی

روایت سے اس نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت ﷺ سے کہ لڑکا گروی ہے بدلے اپنے عقیقہ کے اس کی طرف سے ساتویں دن ذبح کیا جائے اور اس کا سر منڈایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اس کا لفظ یہ ہے **الغلام مرتهن بعقيقته تذبح عنه يوم السابع ويحلق رأسه ويسمى** کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور لفظ یسمی میں اختلاف ہے بعض راویوں نے اس کو یدمی کہا ہے ساتھ دال کے مشتق ہے تدمیہ سے ساتھ معنی خون آلودہ کرنے کے اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ جب بکری ذبح کی جائے تو اس کے تھوڑے بال لے کر اس کی گردن کی رگوں کو مقابلے رکھیں تا کہ خون آلودہ ہوں ساتھ اس خون کے جو اس کے ذبح ہونے کی جگہ سے نکلے پھر اس کو لڑکے کے تالو میں رکھیں تا کہ رواں ہو اس کے سر پر مانند خط کی پھر اس کے بعد اس کا سر دھویا جائے اور مونڈا جائے اور یہ فعل اہل جاہلیت کا تھا اسلام میں منسوخ ہوا اور البتہ وارد ہو چکی ہے چند حدیثوں میں وہ چیز جو اس کے منسوخ ہونے پر دلالت کرتی ہے اُن میں سے ایک حدیث یہ ہے جو ابن حبان نے اپنی صحیح میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ جب لڑکے کی طرف سے عقیقہ کرتے تو اس عقیقہ کے خون سے رنگتے پھر جب لڑکے کا سر مونڈتے تو اس کو اس کے سر پر رکھتے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خون کے بدلے اس کے سر پر خوشبو لگاؤ اور منع فرمایا کہ لڑکے کا سر خون سے آلودہ کیا جائے اور روایت کی ہے ابن ماجہ نے یزید عبداللہ مزنی سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لڑکے کی طرف سے عقیقہ کیا جائے اور اس کے سر کو خون نہ لگایا جائے اور یہ مرسل ہے اور واسطے ابوداؤد اور حاکم کے بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ تھے ہم جاہلیت میں پس ذکر کی حدیث مانند حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور نہیں تصریح کی ساتھ مرفوع ہونے اس کے کہا اور جب اسلام آیا تو ہم بکری کو ذبح کرتے اور اس کے سر کو مونڈتے اور اس کو زعفران سے آلودہ کرتے اور یہ شاہد ہے واسطے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور اسی واسطے مکروہ جانا ہے جمہور نے تدمیہ کو اور نقل کیا ہے ابن حزم نے مستحب ہونا تدمیہ کا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عطاء سے اور نہیں نقل کیا ابن منذر نے مستحب ہونا اس کا مگر حسن رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے بلکہ حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اس کی کراہت مروی ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیح کے **وسیاتی ما یتعلق بالتسمیة فی کتاب الآداب انشاء اللہ تعالٰی** اور یہ جو فرمایا کہ گروی ہے بدلے عقیقے اپنے کے تو اس کے معنی میں اختلاف ہے اور بہت عمدہ بات جو اس کی توجیہ میں کہی گئی ہے وہ ہے جو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہا کہ یہ شفاعت کے حق میں ہے یعنی اگر لڑکے کی طرف سے عقیقہ نہ کیا جائے اور لڑکا مر جائے تو اپنے ماں باپ کی شفاعت نہیں کرتا اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ عقیقہ لازم ہے نہیں ہے کوئی چارہ اس سے سو تشبیہ دیا گیا لڑکا بیچ لازم ہونے عقیقہ اور نہ جدا ہونے لڑکے کے اس سے ساتھ گروی کے بیچ ہاتھ مرتہن کے اور یہ قوی کرتا ہے اس شخص کے قول کو جو وجوب کے ساتھ قائل ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مرہون ہے ساتھ اذی اپنے بالوں کے اور اسی واسطے آیا ہے کہ ایذا کو اس سے دور کرو

اور یہ جو فرمایا کہ ساتویں دن اس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو قائل ہے اس کا کہ عقیقہ معین کیا گیا ہے وقت اس کا ساتھ ساتویں دن کے اور یہ کہ جو اس سے پہلے ذبح کرے تو وہ موقع میں واقع نہیں ہوتا اور یہ کہ وہ ساتویں دن کے بعد فوت ہو جاتا ہے یعنی اس کے بعد ادا نہیں ہوتا اور یہ قول مالک رحمہ اللہ کا ہے اور نیز مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر ساتویں دن سے پہلے مر جائے تو عقیقہ ساقط ہو جاتا ہے اور ابن وہب نے مالک سے روایت کی ہے کہ جو پہلے ہفتے میں اس کی طرف سے عقیقہ نہ کرے وہ دوسرے ہفتے میں اس کی طرف سے عقیقہ کرے کہا ابن وہب نے اور نہیں ڈر ہے کہ تیسرے ہفتے میں اس کی طرف سے عقیقہ کرے اور نقل کیا ہے ترمذی رحمہ اللہ نے اہل علم سے کہ انہوں نے کہا کہ مستحب ہے کہ ساتویں دن اس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے اور اگر میسر نہ ہو تو چودھویں دن کرے اور اگر میسر نہ ہو تو اکیسویں دن کرے اور نہیں دیکھا میں نے یہ صریح کسی سے مگر ابو عبداللہ بوشجی سے اور نقل کیا ہے اس کو صالح بن احمد نے اپنے باپ سے اور وارد ہوئی ہے اس میں ایک حدیث کہ روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اسماعیلی کی روایت سے اور اسماعیل ضعیف ہے اور نزدیک حنابلہ کے بیچ اعتبار کرنے ہفتوں کے اس کے بعد دو روایتیں ہیں اور شافعیوں کے نزدیک ذکر ہفتوں کے واسطے اختیار کے ہے نہ واسطے تعیین کے پس نقل کیا ہے رافعی نے کہ داخل ہوتا ہے وقت عقیقہ کا ساتھ پیدا ہونے بچے کے اور ذکر ساتویں دن کا حدیث میں ان معنوں میں ہے کہ نہ مؤخر کیا جائے ساتویں دن سے از روئے اختیار کے پھر کہا کہ اختیار یہ ہے کہ نہ مؤخر کیا جائے بلوغت سے اور اگر بالغ ہونے میں تاخیر ہو تو ساقط ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ خود اپنا عقیقہ کرنا چاہے تو کرے اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے محمد بن سیرین سے کہ اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ میری طرف سے عقیقہ نہیں ہوا تو میں اپنی طرف سے عقیقہ کرتا اور اختیار کیا ہے اس کو قفال نے اور منقول ہے بعض شافعیہ سے بویطی نے کہا کہ بڑے کی طرف سے عقیقہ نہ کیا جائے اور نہیں ہے یہ نص بیچ منع کرنے اس بات کے کہ اپنی طرف سے عقیقہ کرے بلکہ احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اپنے غیر کی طرف سے عقیقہ نہ کرے جب بڑا ہو اور گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اس حدیث کی طرف جو وارد ہوئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغمبر ہونے کے بعد اپنا عقیقہ کیا یہ حدیث ثابت نہیں اور وہ اسی طرح ہے یعنی ضعیف ہے روایت کیا ہے اس کو بزار اور ابو الشیخ وغیرہ نے اور اس کے سب طریقے ضعیف ہیں اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو ہو گا خاصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسے کہ کہا ہے علماء نے بیچ قربانی کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شخص کی طرف سے جس نے نہیں قربانی کی آپ کی امت سے اور قتادہ سے روایت ہے کہ جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو کفایت کرتی ہے اس کو قربانی اس کی اور ابن ابی شیبہ نے حسن اور ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ قربانی لڑکے کے عقیقہ سے کفایت کرتی ہے اور یہ جو کہا کہ ساتویں دن یعنی پیدا ہونے کے دن سے اور کیا پیدا ہونے کا بھی گنا جاتا ہے سو کہا ابن عبدالبر نے کہ مالک رحمہ اللہ نے نص کی ہے کہ پیدا ہونے کا دن سات دنوں میں داخل نہیں بلکہ اول دن سات

دنوں کا وہ ہے جو پیدا ہونے کے دن سے ملا ہے مگر یہ کہ فجر نکلنے صبح صادق نکلنے سے پہلے پیدا ہو اور نقل کیا ہے بویطی نے شافعی رحمہ اللہ سے اور یہ کہ جو کھا کر ذبح کیا جائے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں ہے معین ذبح کرنے والا خواہ کوئی کرے درست ہے اور شافعیہ کے نزدیک متعین ہے وہ شخص جس پر لازم ہے خرچ لڑکے کا اور حنابلہ سے روایت ہے کہ متعین ہے باپ مگر یہ کہ دشوار ہو سات موت کے یا باز رہنے کے کہا رافعی نے کہ گویا کہ یہ حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا مؤول ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے احتمال ہے کہ ان کے ماں باپ تنگ دست ہوں اور یہ کہ کہا کہ عقیقہ کیا یعنی حکم کیا عقیقہ کرنے کا یا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور نص کی ہے مالک رحمہ اللہ نے کہ عقیقہ کیا جائے یتیم کا اس کے مال میں سے اور منع کیا ہے اس کو شافعیہ نے اور اس کا سر مونڈا جائے یعنی تمام سر واسطے ثابت ہونے نہی کے قزع سے کما سیاتی انشاء اللہ تعالٰی اور ماوردی نے حکایت کی ہے کہ لڑکی کا سر منڈانا مکروہ ہے اور بعض حنابلہ سے ہے کہ منڈایا جائے اور ترمذی وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے بیچ حدیث عقیقہ کے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے کہ اے فاطمہ! اس کے سر کو منڈا اور اس کے بالوں کے ہم وزن خیرات کر سو انہوں نے بالوں کو تولا سو وہ درہم کے برابر ہوئے یا کم اور نہیں شرط ہے ترتیب بیچ سر منڈانے اور ذبح کرنے اور نام رکھنے کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مستحب ہے ذبح کرنا پہلے سر منڈانے کے۔ (فتح)

بَابُ الْفَرَعِ. باب ہے فرع کے بیان میں۔

فائدہ: فرع اونٹنی کا پہلا بچہ ہے کہ اہل جاہلیت اس کو اپنے بتوں کے واسطے ذبح کرتے تھے۔

٥٠٥١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ وَالْفَرَعُ أَوَّلُ النِّتَاجِ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِيْ رَجَبٍ.

٥٠٥١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں درست ہے فرع اور نہ عتیرہ اور فرع اونٹنی کا پہلا بچہ ہے کہ اہل جاہلیت اس کو اپنے بتوں کے واسطے ذبح کیا کرتے تھے اور عتیرہ رجب کے مہینے میں قربانی کرتے تھے۔

فائدہ: اور فرع نیز ایک ذبح ہے ان کا دستور تھا کہ جب پہنچتا اونٹ جہاں تک کہ اس کے مالک کی تمنا ہوتی تو اس کو ذبح کرتے اور اسی طرح جب اونٹ ان میں سے قربانی کرتے اور وہ اور اس کے گھر والے اس کا گوشت نہ کھاتے اور نیز فرع ایک کھانا ہے کہ اونٹ کے بچہ جننے کے وقت کیا جاتا ہے اور لی جاتی ہے اس سے مناسبت ذکر کرنے بخاری رحمہ اللہ کے کی فرع کی حدیث کو ساتھ عقیقہ کے۔ (فتح الباری)

بَابُ الْعَتِيْرَةِ. باب ہے عتیرہ کے بیان میں۔

٥٠٥٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ قَالَ وَالْفَرَعُ أَوَّلُ نِتَاجٍ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِيَتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِيْ رَجَبٍ.

۵۰۵۲۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں درست ہے اونٹنی کے پہلے بچے کو بتوں کے واسطے ذبح کرنا اور نہ رجب کے مہینے میں قربانی کرنا اور فرع اونٹنی کا پہلا بچہ ہے کہ ان کے واسطے پیدا ہوتا تھا اس کو اپنے بتوں کے واسطے ذبح کرتے تھے اور عتیرہ رجب کے مہینے میں۔

فائدہ: نام رکھا گیا ہے عتیرہ ساتھ اس چیز کے کہ کیا جاتا ہے ذبح سے اور وہ عتر ہے سو وہ فعیل ہے ساتھ معنی مفعول کے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہے فرع اور نہ عتیرہ اسلام میں اور یہ جو کہا کہ اس کو اپنے بتوں کے واسطے ذبح کیا کرتے تھے تو ابوداؤد نے اتنا زیادہ کیا ہے اور بعض سے ہے پھر اس کو کھاتے اور ڈالی جاتی کھال اس کی درخت پر اس میں اشارہ ہے طرف علت نہی کی اور استنباط کیا ہے اس سے شافعی رحمہ اللہ نے جواز جب کہ ہو ذبح واسطے اللہ تعالیٰ کے واسطے تطبیق دینے کے درمیان اس کے اور درمیان اس حدیث کے کہ فرع حق ہے اور یہ حدیث ہے کہ روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی اور حاکم نے کہ حضرت ﷺ فرع سے پوچھے گئے فرمایا کہ فرع حق ہے اور چھوڑنا تیرا اس کو یہاں تک کہ ہو بنت مخاض یا بنت لبون پس بار برداری کی جائے اس پر اللہ کی راہ میں یا تو کسی مسکین کو دے تو بہتر ہے اس سے کہ تو اس کو ذبح کرے اس کا گوشت اس کی اون سے چمٹے یعنی چھوٹی عمر میں اس کو ذبح کرے کہا شافعی رحمہ اللہ نے اس چیز میں کہ نقل کیا ہے اس کو بیہقی نے مزنی سے اس سے کہ جاہلیت کے لوگ اس کو ذبح کرتے تھے طلب کرتے تھے برکت اس کے ساتھ اپنے مالوں میں سو دستور تھا کہ کوئی اپنی جوان اونٹنی یا بکری ذبح کرتا واسطے برکت کے اس چیز میں کہ اس کے بعد آئے گی سو انہوں نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا سو حضرت ﷺ نے ان کو معلوم کروایا کہ نہیں کراہت ہے ان پر بیچ اس کے اور حکم کیا ان کو بطور استحباب کے کہ اس کو چھوڑ دیں یہاں تک کہ بار برداری کی جائے اس پر اللہ کی راہ میں اور قول اس کا حق یعنی نہیں باطل اور وہ کلام ہے کہ خارج ہوا ہے اوپر جواب سائل کے اور نہیں مخالفت ہے درمیان اس کے اور دوسری حدیث کے کہ نہیں ہے فرع اور نہ عتیرہ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ فرع واجب ہے اور نہ عتیرہ واجب ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں بیچ مؤکد ہونے استحباب کے مانند قربانی کے اور اول معنی اولیٰ ہیں کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ نص کی ہے حرملہ میں اس پر کہ فرع اور عتیرہ مستحب ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی جو حدیث کہ ابوداؤد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے پکارا کہ یا حضرت! ہم جاہلیت کے زمانے میں رجب کے مہینے میں عتیرہ کیا کرتے تھے سو ہم کو کیا حکم ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے واسطے ذبح کرو جس مہینے میں چاہو کہا کہ ہم فرع کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ

ہر چرنے والے جانوروں میں فرع ہے غذا دے اس کو چوپایا تیرا یہاں تک کہ جب موٹا ہو تو اس کو ذبح کر کے اس کے گوشت کی خیرات کرے سو اس حدیث میں حضرت ﷺ نے فرع اور عتیرہ کو اصل سے باطل نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ باطل کیا صفت کو دونوں سے سو فرع سے ہونا اس کا کہ ذبح کیا جائے اول جب پیدا ہوا اور عتیرہ خاص ہونا ذبح کا بیچ مہینے رجب کے اور ذکر کیا ہے عیاض نے کہ جمہور نسخ پر ہیں یعنی کہتے ہیں کہ منسوخ ہے اور جو پہلے گزری نقل اس کی شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے وہ ان پر رد کرتی ہے اور البتہ روایت کی ہے ابوداؤد اور حاکم اور بیہقی نے ساتھ سند صحیح کے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حکم کیا ہم کو حضرت ﷺ نے ساتھ فرع کے ہر پچاس جانوروں میں ایک عتیرہ ایک بکری ہے کہ ذبح کی جائے گھر والوں کی طرف سے رجب کے مہینے میں اور کہا ابو عبید نے کہ عتیرہ وہ رجبیہ ہے اور وہ ایک ذبیحہ ہے کہ تھے ذبح کرتے اس کو جاہلیت میں رجب کے مہینے میں قربت چاہتے ساتھ اس کے واسطے بتوں کے اور نقل کی ہے ابوداؤد نے تقیید اس کی ساتھ پہلے دس دنوں کے۔ (فتح الباری)

الحمدللہ کے ترجمہ پارہ بائیس صحیح بخاری کا تمام ہوا، وصلی اللہ علی خیر خلقه محمد و آله واصحابه اجمعین.

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب الطلاق

کتاب النفقات

کتاب الاطعمة

كتاب العقيقة

❀ ...... ❀ ...... ❀

فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۳

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ کتاب ہے بیچ احکام ذبیحوں اور شکار کے

فائدہ: ذبائحہ جمع ہے ذبیحہ کی اور ذبیحہ اس جانور کو کہتے ہیں جو ذبح کیا جائے سو ذبیحہ فعیل ہے ساتھ معنی مفعول کے یعنی ذبیحہ ساتھ معنی مذبوح کے ہے اور صید مصدر ہے صاد یصید صیدا سے پس معاملہ کیا گیا ساتھ اس کے اسموں کا پس واقع کیا گیا ہے اس حیوان پر جو شکار کیا جائے۔ (فتح)

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الصَّيْدِ. باب ہے بیچ بیان بسم اللہ کہنے کا شکار پر۔

وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ﴾ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗ أَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾.

اور اللہ نے فرمایا حرام کیا گیا تم پر مردار اللہ کے اس قول تک سو نہ ڈرو ان سے اور ڈرو مجھ سے اور اللہ نے فرمایا اے ایمان والو! البتہ آزماتا ہے تم کو اللہ ساتھ کسی چیز کے شکار سے۔

فائدہ: پہلی آیت پوری اس طور سے ہے حرام ہوا تم پر مردار اور خون اور گوشت سور کا اور جس پر نام پکارا گیا اللہ کے سوا کسی اور کا اور جو مر گیا گلا گھونٹنے سے یا پتھر یا لاٹھی کی چوٹ سے یا گر کر یا سینگ مارنے سے یا جس کو کھایا پھاڑنے والے جانور نے مگر جو تم نے ذبح کر لیا اور حرام ہے جو ذبح ہوا کسی تھان پر اور یہ کہ بانٹو تیر ڈال کر یعنی فال کے تیر یہ سب گناہ کا کام ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْعُقُوْدُ الْعُهُوْدُ مَا أُحِلَّ وَحُرِّمَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْأَنْعَامِ﴾ کہ عقود سے مراد عہد ہیں جو حلال ہوا اور حرام ہوا۔

فائدہ: اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ساتھ پورے طور کے اس سے کہ مراد عقود سے اس آیت میں عہد ہیں جو حلال کیا اللہ نے اور حرام کیا اور جو حد مقرر کی قرآن میں اور نہ دغا کرو اور نہ عہد توڑو اور منقول

ہے مثل اس کی مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور سدی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت سے اور منقول ہے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مراد وہ چیز ہے جو تھی جاہلیت میں حلف سے اور منقول ہے اس کے غیر سے کہ مراد وہ عقود ہیں جو لوگ باہم قول وقرار کرتے ہیں کہا اور اول معنی اولیٰ ہیں اس واسطے کہ اللہ نے اس کے بعد حرام اور حلال کا بیان کیا ہے اور عقود جمع عقد کی ہے اور اصل عقد کرنا چیز کا ہے ساتھ غیر اس کے کی جوڑنا ہے ساتھ اس کے جیسے کہ گرہ دی جاتی ہے رسے کو ساتھ رسے کے۔ (فتح)

﴿إِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ﴾ الْخِنزِيْرُ. یعنی مراد ساتھ ﴿مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ﴾ کے مردار اور خون اور گوشت سور کا ہے۔

﴿يَجْرِمَنَّكُمْ﴾ يَحْمِلَنَّكُمْ. یعنی اور یجرمنکم کے معنی ہیں باعث ہو تم کو۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ﴾ یعنی نہ باعث ہو تم کو ایک قوم کی دشمنی تعدی کرنے پر۔

﴿شَنَاٰنُ﴾ عَدَاوَةٌ. اور شنان کے معنی ہیں دشمنی۔

﴿الْمُنْخَنِقَةُ﴾ تُخْنَقُ فَتَمُوْتُ ﴿الْمَوْقُوْذَةُ﴾ تُضْرَبُ بِالْخَشَبِ يُوْقِذُهَا فَتَمُوْتُ ﴿وَالْمُتَرَدِّيَةُ﴾ تَتَرَدّٰى مِنَ الْجَبَلِ ﴿وَالنَّطِيْحَةُ﴾ تُنْطَحُ الشَّاةُ فَمَا أَدْرَكْتَهُ يَتَحَرَّكُ بِذَنَبِهِ أَوْ بِعَيْنِهِ فَاذْبَحْ وَكُلْ.

اور منخنقہ گلا گھونٹی جاتی ہے سو مر جاتی ہے اور موقوذہ ماری جاتی ہے لکڑی سے جو اس کو مار ڈالے پس مر جاتی ہے اور متردیہ گرتی ہے پہاڑ سے اور نطیحہ سینگ ماری جاتی ہے بکری سو جو پائے تو ہلتی ہوئی اپنی دم سے یا آنکھ سے تو ذبح کر لے اور کھا یعنی وہ حلال ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ نطیحہ بکری ہے کہ اس کو دوسری بکری سینگ مارے اور جو کھایا پھاڑنے والے نے یعنی جو پکڑا پھاڑنے والے جانور نے مگر جو تم نے ذبح کیا یعنی جو پایا تم نے اس کے ذبح کو ان سب جانوروں سے کہ اس کی دم ہلتی ہو یا آنکھ جھپکتی ہو سو ذبح کر اور لے اس پر نام اللہ کا سو وہ حلال ہے اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہر چیز کہ ذکر کی گئی ہے سوائے سور کے جب پائے تو کہ آنکھ جھپکتی اس کی یا دم ہلتی ہو تو اس کو حلال کرے تو وہ تیرے واسطے حلال ہے اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ بکری کو لاٹھی سے مارتے یہاں تک کہ جب مر جاتی تو اس کو کھاتے اور کہا کہ متردیہ وہ ہے کہ جو کنوئیں میں گرائی جائے۔ (فتح)

۵۰۵۳ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ قَالَ مَا أَصَابَ

۵۰۵۳۔ حضرت عدی بن حاتم سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیر بے پر کے شکار کا حکم پوچھا یعنی گز کے شکار کا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شکار کو اپنی تیزی سے لگے یعنی اس طرح کہ اس کو چیر پھاڑ ڈالے تو اس کو کھا اور جو اس کو اپنی

بِحَدِّهٖ فَكُلْهُ وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَهُوَ وَقِيذٌ وَّسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ فَقَالَ مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ فَإِنَّ أَخْذَ الْكَلْبِ ذَكَاةٌ وَّإِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ أَوْ كِلَابِكَ كَلْبًا غَيْرَهٗ فَخَشِيْتَ أَنْ يَّكُوْنَ أَخَذَهٗ مَعَهٗ وَقَدْ قَتَلَهٗ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلٰى غَيْرِهٖ.

چوڑائی سے لگے یعنی شکار کو زخمی نہ کرے تو وہ مردار ہے یعنی اس کو نہ کھا اور میں نے حضرت ﷺ سے کتے کے شکار کا حکم پوچھا سو فرمایا کہ اگر کتا شکار کو تیرے واسطے پکڑ رکھے تو کھا اس واسطے کہ کتے کا پکڑنا بجائے ذبح کے ہے اور اگر تو اپنے کتے یا کتوں کے ساتھ غیر کا کتا پائے اور تو ڈرے کہ اس نے شکار کو اس کے ساتھ پکڑا ہوا اور حالانکہ اس نے شکار کو مار ڈالا ہو تو نہ کھا پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تو نے اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے اور غیر کے کتے پر تو نے اللہ کا نام نہیں لیا۔

فائدہ: معراض اس تیر کو کہتے ہیں جس میں پر نہ ہو اور نہ پھل ہو اور کہا خطابی نے کہ معراض نصل ہے چوڑا بھاری ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ ایک لکڑی ہوتی ہے اس کی دونوں طرفیں پتلی ہوتی ہیں اور بیچ سے موٹی ہوتی ہے اور بعض نے کہا کہ ایک لکڑی ہوتی ہے بھاری اس کا سر تیز ہوتا ہے اور کبھی اس کا سر تیز نہیں ہوتا کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہی ہے قوی اور کہا قرطبی نے کہ یہی ہے مشہور اور کہا ابن تین نے کہ معراض ایک لاٹھی ہے کہ اس کی طرف میں لوہا ہوتا ہے پھینکتا ہے اس کو شکاری شکار پر سو اگر شکار کو اپنی تیزی سے لگے تو وہ حلال ہے کھایا جائے اور اگر تیزی کے سوا اور طرف سے لگے تو وہ وقیذ ہے اور وقیذ وہ چیز ہے جو ماری جائے لاٹھی یا پتھر سے یا غیر تیز چیز سے اور پہلے گزر چکی ہے تفسیر موقوذہ کی اور موقوذہ وہ ہے جو لکڑی سے ماری جائے یہاں تک کہ مر جائے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ تیر اور جو اس کے معنی میں ہے جب شکار کو اپنی تیزی سے لگے تو حلال ہوتا ہے اور یہ اس کا حلال کرنا ہوتا ہے اور جب اس کو اپنی چوڑائی سے لگے تو نہیں ہوتا ہے حلال اس واسطے کہ وہ بیچ معنی بھاری لکڑی کے ہے اور پتھر کے اور جو مانند اس کی ہے بھاری چیز سے اور یہ جو کہا کہ اپنی چوڑائی سے یعنی ساتھ غیر اس طرف کے جو تیز ہے اور وہ حجت ہے واسطے جمہور کے بیچ تفصیل مذکور کے اور اوزاعی وغیرہ فقہاء شام سے منقول ہے کہ یہ حلال ہے وسیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو فرمایا کہ جو تیرے واسطے شکار کو پکڑ رکھے تو اس کو کھا تو ایک روایت میں ہے کہ جب تو اپنے کتے کو چھوڑے اور اس پر اللہ کا نام لے تو کھا اور ایک روایت میں ہے کہ جب تو اپنے سکھائے شکاری کتے کو چھوڑے اور اللہ کا نام لے تو کھا اس چیز سے کہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اور مراد ساتھ سکھائے ہوئے کے وہ ہے کہ جب اس کا مالک اس کو شکار پر چھوڑے اور شکارے تو اس کے پیچھے جائے اور جب اس کو جھڑکے تو روک جائے اور جب شکار کو پکڑے تو اپنے مالک کے واسطے پکڑ رکھے اور اس تیسرے امر کے شرط ہونے میں اختلاف ہے اور اختلاف ہے کہ یہ اس سے کب معلوم کیا جائے کہ اب سیکھا سو کہا بغوی نے تہذیب میں کہ کم سے کم تین بار اس طرح کرے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور

احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ دوبار کافی ہے اور کہا رافعی نے کہ مرجع اس کا طرف عرف کی ہے اور ترمذی رحمہ اللہ کے نزدیک عدی کی اس حدیث میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے باز کے شکار کا حکم پوچھا سو فرمایا کہ جو شکار کو تیرے واسطے پکڑ رکھے تو کھا اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جو سکھائے تو کتے اور باز سے پھر اس کو شکار پر چھوڑے اور اس پر اللہ کا نام لے سو کھا اس چیز سے کہ پکڑ رکھے واسطے تیرے میں نے کہا اگرچہ مار ڈالے فرمایا جب کہ مار ڈالے اور اس سے نہ کھائے، کہا ترمذی نے کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے کہ باز اور شکرے کے ساتھ شکار کا کچھ ڈر نہیں دیکھتے اور بیچ معنی باز کے ہے شکرا اور عقاب اور باشق اور شاہین اور البتہ تفسیر کی ہے مجاہد رحمہ اللہ نے جوارح کو آیت میں ساتھ کتوں اور پرندوں کے اور یہ قول جمہور کا ہے مگر جو مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تفرقہ سے درمیان شکار کے کتے اور پرندے کے اور یہ جو فرمایا کہ جب تو اپنے سکھائے ہوئے شکاری کتے کو شکار پر چھوڑے سو اگر تو اپنے کتے کے ساتھ اور کتا پائے تو ایک روایت میں ہے کہ اگر اس کے ساتھ کوئی اور کتا ملے تو نہ کھا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اس چیز سے کہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اگرچہ مار ڈالے مگر یہ کہ کتا شکار سے کھا لے اس واسطے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس نے صرف شکار کو اپنے واسطے پکڑا ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شکار کرنے کے وقت بسم اللہ کہنا شرط ہے اور ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئندہ آئے گا کہ جو شکار کرے تو اپنے کتے سکھائے ہوئے سے اور اللہ کا نام لے تو کھا اور البتہ اجماع کیا ہے علماء نے بسم اللہ کے مشروع ہونے پر مگر اختلاف کیا ہے انہوں نے بیچ ہونے اس کے شرط اس میں کہ اس کا کھانا حلال ہے یا نہیں سو مذہب شافعی رحمہ اللہ اور ایک گروہ کا یہ ہے کہ وہ سنت ہے سو جو چھوڑے اس کو جان بوجھ کر یا بھولے سے تو نہیں قدح کرتا ہے اس کے حلال ہونے میں بلکہ اس کا کھانا حلال ہے اور یہی ہے ایک روایت مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ سے اور مذہب احمد رحمہ اللہ کا راجح قول میں اس سے اور ابو ثور اور ایک گروہ کا یہ ہے کہ بسم اللہ کہنا واجب ہے اس واسطے کہ اس کو عدی کی حدیث میں شرط ٹھہرایا گیا ہے اور ثعلبہ کی حدیث میں کھانے کی اجازت اس پر موقوف رکھی گئی ہے اور جو وصف کے ساتھ معلق ہو وہ دور ہوتا ہے وقت دور ہونے اس کے کی نزدیک اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ مفہوم کے اور شرط قوی تر ہے وصف سے اور مؤکد ہوتا ہے قول ساتھ وجوب کے بایں طور کے اصل حرام کرنا مردار کا ہے اور جس چیز میں اس سے اذن دیا گیا ہے رعایت کی جاتی ہے صفت اس کی سو جس پر اللہ کا نام لیا گیا وہ موافق ہے وصف کو اور جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا وہ باقی ہے اصل تحریم پر اور مذہب ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ اور جمہور علماء کا جواز ہے واسطے اس شخص کے جو چھوڑے بسم اللہ کو بھول کر نہ جان بوجھ کر لیکن اختلاف ہے نزدیک مالکیہ کے کہ کیا حرام ہے یا مکروہ اور حنفیہ کے نزدیک بسم اللہ کا چھوڑنا حرام ہے اور شافعیہ کے نزدیک تین وجہ ہیں صحیح تر یہ ہے کہ مکروہ ہے کھانا اور بعض نے کہا کہ خلاف اولیٰ ہے اور بعض نے کہا کہ گنہگار ہوتا ہے بسم اللہ کے چھوڑنے سے اور نہیں حرام ہے کھانا اور

مشہور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے تفرقہ ہے درمیان شکار اور ذبیحہ کے سو گیا ہے ذبیحہ میں طرف اس تیسرے قول کی اور جو اس کو ذبیحہ میں شرط نہیں کرتا اس کی حجت آئندہ آئے گی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مباح ہے کرنا شکار کا سکھائے ہوئے کتوں سے اور مستثنیٰ کیا ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کالے کتے کو اور کہا کہ نہیں حلال ہے شکار کرنا ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ شیطان ہے اور منقول ہے مانند اس کی حسن رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہ کہ جائز ہے کھانا اس چیز کا کہ پکڑ رکھے اس کو کتا ساتھ ان شرطوں کے جو پہلے گزر چکی ہیں اگرچہ نہ ذبح کرے واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ پکڑنا کتے کا ذبح ہے سو اگر مار ڈالے شکار کو جو اپنے ناخن سے یا دانت سے تو حلال ہوتا ہے اور اسی طرح اپنے بوجھ سے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قول پر اور راجح ہے نزدیک ان کے اور اسی طرح اگر نہ قتل کرے اس کو کتا لیکن چھوڑ دے اس کو اور حالانکہ اس کے ساتھ جان باقی ہو اور نہ باقی رہا ہو اتنا وقت کہ اس کا مالک اس کو اس میں مل سکے اور ذبح کر سکے سو مر جائے تو حلال ہے واسطے عام ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کہ کتے کا پکڑنا بجائے ذبح کرنے کے ہے اور یہ حکم سکھائے ہوئے کتے میں ہے اور اگر پائے اس کو زندہ ساتھ زندگی قرار گیر کے اور پائے اتنا وقت کہ اس کو اس میں ذبح کر سکے تو نہیں حلال ہوتا ہے مگر ساتھ ذبح کرنے کے سو اگر باوجود قدرت کے ذبح نہ کرے تو حرام ہوتا ہے برابر ہے کہ نہ ذبح کرنا اختیار سے ہو یا بے بس ہونے سے جیسے کہ ذبح کرنے کا کوئی ہتھیار موجود نہ ہو سو اگر کتا سکھایا ہوا نہ ہو تو شرط ہے حلال کرنا اس کا سو اگر اس کو مرا پائے تو حلال نہیں ہوتا اور یہ کہ اگر شکاری کتے کے ساتھ دوسرا کتا شکار مارنے میں شریک ہو تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے اور صورت اس کی یہ ہے کہ دوسرا کتا خود بخود چھوٹا ہو یا اس کے چھوڑنے والا اہل ذبح سے نہ ہو سو اگر تحقیق ہو کہ اس کے چھوڑنے والا اہل ذبح سے ہے تو حلال ہے کھانا اس کا پھر دیکھا جائے سو اگر دونوں شکاریوں نے ان کو اکٹھے چھوڑا ہو تو وہ شکار دونوں کے واسطے ہے نہیں تو اس کے واسطے ہے جس نے پہلے کتا چھوڑا ہو اور لیا جاتا ہے یہ تعلیل سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تو نے تو صرف اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے اور تو نے غیر کے کتے پر اللہ کا نام نہیں لیا اس واسطے کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر چھوڑنے والا کتے پر اللہ کا نام لے تو حلال ہوتا ہے کھانا اس کا اور شعبی کی روایت میں ہے کہ اگر ان کے ساتھ کوئی کتا ملے تو نہ کھا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ اگر اس کو زندہ پائے اور اس میں زندگی قرار گیر ہو اور اس کو ذبح کر لے تو حلال ہوتا ہے اس واسطے کہ اعتماد مباح ہونے میں حلال کرنے پر ہے نہ کتے کے پکڑ رکھنے پر اور یہ کہ حرام ہے کھانا اس شکار کا جس میں سے کتا کھا لے اگرچہ کتا سکھایا ہوا ہو اور البتہ تعلیل بیان کی ہے حدیث میں ساتھ خوف کے کہ اس نے شکار کو صرف اپنے واسطے پکڑا ہو اور یہ قول جمہور کا ہے اور یہی راجح قول ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا دو قول سے اور کہا قدیم قول میں کہ حلال ہے اور یہی ہے قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اور منقول ہے بعض اصحاب سے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس چیز کے جو روایت کی

ہے ابوداؤد نے عمرو بن شعیب سے کہ ایک گنوار نے کہ جس کا نام ابوثعلبہ تھا کہا یا حضرت! میرے پاس کتے سکھائے ہوئے ہیں سو مجھ کو ان کے شکار کی اجازت دیجیے! فرمایا کھا اس چیز سے کہ تیرے واسطے پکڑ رکھیں کہا کہ اگر چہ اس سے کھا لے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر چہ اس سے کھا لے اور اس کی سند کے ساتھ کچھ ڈر نہیں اور لوگ ان دونوں حدیثوں کی تطبیق میں کئی راہ چلے ہیں اس میں سے ایک راہ ان لوگوں کی ہے جو کہتے ہیں کہ اس شکار کا کھانا حرام ہے جس میں سے کتا کھائے اور وہ یہ ہے کہ ابوثعلبہ کی حدیث محمول ہے اس صورت پر جب کہ قتل کرے اس کو اور چھوڑ دے پھر پھر آئے اور اس سے کھائے اور ایک راہ اس سے ترجیح ہے سو روایت عدی کی صحیحین میں بالاتفاق صحیح ہے اور ابوثعلبہ کی حدیث غیر صحیحین کی ہے اس کی صحت میں اختلاف ہے اور نیز روایت عدی کے مقرون ہے ساتھ تعلیل کے جو مناسب ہے واسطے تحریم کے اور وہ خوف پکڑ رکھنے کا ہے واسطے اپنے یعنی خوف ہے کہ اس نے شکار کو اپنے واسطے پکڑا ہو تائید کی گئی ہے تعلیل ساتھ اس کے کہ اصل مردار میں تحریم ہے سو جب ہم نے شک کیا سبب مباح کرنے والے میں تو رجوع کیا ہم نے طرف اصل کے اور نیز ظاہر قرآن کا اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ﴾ اس واسطے کہ مقتضا اس کا یہ ہے کہ جو پکڑے اس کو بغیر چھوڑنے کے وہ مباح نہیں ہے اور نزی قوی ہوتی ہے یہ ترجیح ساتھ شاہد کے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ جب تو کتا چھوڑے سو وہ شکار کو کھائے تو نہ کھا اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے اس کو اپنے واسطے پکڑا ہے اور جب تو اس کو چھوڑے سو وہ شکار کو مار ڈالے اور نہ کھائے تو کھا اس واسطے کہ اس نے اس کو اپنے مالک کے واسطے پکڑ رکھا ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ابورافع رضی اللہ عنہ سے مانند اس کی ساتھ معنی اس کے کی اور اگر مجرد پکڑ رکھنا کافی ہوتا تو البتہ نہ حاجت ہوتی اس زیادتی کی یعنی علیکم کی اور جو لوگ اس کو مباح کہتے ہیں وہ عدی کی حدیث کو کراہت تنزیہی پر محمول کرتے ہیں اور ثعلبہ کی حدیث کو بیان جواز پر کہا بعض نے اور مناسبت اس کی یہ ہے کہ عدی مال دار تھا سو اختیار کیا گیا واسطے اس کے حمل اولیٰ پر برخلاف ابوثعلبہ کے کہ وہ اس کے بالعکس تھا اور نہیں پوشیدہ ہے ضعیف ہونا اس تمسک کا باوجود تصریح کے ساتھ تعلیل کے حدیث میں ساتھ خوف پکڑ رکھنے کے واسطے اپنے اور کہا ابن قصار نے کہ مجرد چھوڑنا ہمارے کتے کو پکڑ رکھنا ہے واسطے ہمارے اس واسطے کہ کتے کی کوئی نیت نہیں ہے اور نہیں صحیح ہے تمیز اس کی اور نہیں پوشیدہ ہے ضعف اس کا اور مخالف ہونا اس کا واسطے سیاق حدیث کے اور البتہ کہا جمہور نے کہ معنی قول اس کے امسکن علیکم کے یہ ہیں کہ شکار کریں واسطے تمہارے اور البتہ ٹھہرایا ہے شارع نے کتے کے کھانے کو نشانی اس پر کہ اس نے اس کو اپنے واسطے پکڑا ہے اپنے مالک کے واسطے نہیں پکڑا پس نہ عدول کیا جائے گا اس سے اور واقع ہوا ہے ابن ابی شیبہ کی روایت میں کہ اگر کتا شکار کا خون پیئے تو نہ کھا کہ اس نے نہیں جانا جو تو نے اس کو سکھایا اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جب وہ کھانے میں شروع کرے تو یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ سیکھا نہیں اور نہیں پائی ہے اس نے

تعلیم جو مشروط ہے اور بعض مالکیوں نے ترجیح دی ہے سو کہا اس نے کہ ذکر کیا ہے اس لفظ کو شعبی نے اور نہیں ذکر کیا اس کو ہمام نے اور معارض ہے اس کے حدیث ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی اور ترجیح مردود ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزری اور تمسک کیا ہے بعض نے ساتھ اجماع کے اوپر جواز کھانے اس کے کی جب کہ پکڑے اس کو کتا اپنے منہ سے اور قصد کرے کھانے اس کے کا پس پایا جائے پہلے اس سے کہ کھائے سو اگر ہوتا کھانا اس کا اس سے دلالت کرنے والا اس پر کہ اس نے اس کو اپنے واسطے پکڑا تو البتہ ہوتا کھانا اس کا اپنے منہ سے اور شروع کرنا اس کا اس کے کھانے میں اسی طرح لیکن شرط ہے کہ ٹھہرے شکار کرنے والا تا کہ دیکھے کہ اس نے کھایا ہے یا نہیں، واللہ اعلم۔ اور یہ کہ مباح ہے شکار کرنا واسطے فائدہ پانے کے ساتھ شکار کے کھانے اور بیع کرنے سے اور اسی طرح کھیل بھی لیکن شرط ہے قصد کرنا ذبح کا اور فائدہ پانے کا اور مکروہ جانا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے اور مخالفت کی ہے اس کی جمہور نے اور اگر فائدہ پانے کا قصد نہ ہو تو حرام ہے شکار کرنا اس واسطے کہ وہ از قسم فساد کرنے کے ہے زمین میں ساتھ تلف کرنے جان کے عبث اور بے فائدہ اور اولیٰ یہ ہے کہ شکار کرنا مباح ہے سو اگر اس کو لازم پکڑے اور بہت شکار کرے تو مکروہ ہے اس واسطے کہ کبھی باز رکھتا ہے اس کو بعض واجبات سے اور ترمذی کی حدیث میں ہے کہ جو شکار کے پیچھے لگا وہ غافل ہوا اور یہ کہ جائز ہے رکھنا کتے سکھائے ہوئے کا واسطے شکار کے **وسیاتی البحث فیه انشاء الله تعالٰی** اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے بیع اس کتے کے جو شکار کے واسطے ہو واسطے اضافت کے بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کتا تیرا اور جو منع کرتا ہے وہ جواب دیتا ہے ساتھ اس کے کہ یہ اضافت اختصاص کی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ پاک ہے جوٹھا شکار کے کتے کا سوائے اور کتوں کے واسطے اجازت کے بیچ کھانے کے اس جگہ سے جس سے کتے نے کھایا اور نہیں ذکر کیا دھونے کو کہ اس جگہ کو دھو لے اور اگر دھونا واجب ہوتا تو اس کو بیان کرتے اس واسطے کہ وہ وقت حاجت کا ہے طرف بیان کی اور کہا بعض علماء نے کہ معاف ہے کتے کے کاٹنے کی جگہ اگرچہ ناپاک ہے واسطے اس حدیث کے اور جو کتے کے جوٹھے کو ناپاک کہتا ہے وہ جواب دیتا ہے ساتھ اس کے کہ دھونے کا واجب ہونا ان کے یہاں مشہور تھا اور اس کو معلوم تھا اس کے ذکر کرنے کی حاجت نہ تھی اور اس میں نظر ہے اور البتہ قوی ہوتا ہے قول ساتھ معاف ہونے کے اس واسطے کہ بھاگنے کی شدت سے اس کی لب خشک ہو جاتی ہے سو اس سے امن ہوتا ہے کہ کاٹنے کی جگہ اس کے لب لگے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کہا جو تیرے واسطے پکڑ رکھے بایں طور کہ اگر اپنے کتے کو شکار پر چھوڑے اور شکار کرے اس کے غیر کو تو حلال ہے واسطے عام ہونے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **ما امسك** اور یہ قول جمہور کا ہے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہے حلال اور یہ روایت ہے شافعی رحمہ اللہ سے۔

تنبیہ: کہا ابن منیر نے کہ نہیں ہے بیچ تمام اس چیز کے کہ ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے آیتوں اور حدیثوں سے ذکر

بسم اللہ کہنے کا جس کے واسطے باب باندھا ہے مگر بیچ پچھلی حدیث عدی کے سو گویا کہ گنا ہے اس نے اس کو بیان واسطے اس چیز کے کہ شامل ہیں اس کو دلیلیں بطور اجمال کے بسم اللہ کہنے سے اور اصولیوں کے نزدیک خلاف ہے مجمل میں جب کہ قریب ہو ساتھ اس کے قرینہ لفظی بیان کرنے والا کہ کیا ہوتی ہے یہ دلیل مجمل ساتھ اس کے یا خاص وہی اور یہ جو ابن منیر نے کہا کہ حدیثوں میں تو اس سے وہم ہوتا ہے کہ باب میں چند حدیثیں ہیں اور حالانکہ اس طرح نہیں ہے اس واسطے کہ نہیں ذکر کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مگر حدیث عدی کی ہاں ذکر کی ہیں اس میں تفسیریں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سو شاید ابن منیر نے ان کو حدیثیں گنا ہے اور بحث اس کی بیچ بسم اللہ کہنے کے جو ابن عدی کی اخیر حدیث میں مذکور ہے مردود ہے اور نہیں ہے یہ مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ چلا ہے اپنی عادت پر اشارہ کرنے میں طرف اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے اس حدیث کے بعض طریقوں میں اور البتہ وارد کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بعد اس کے ابن ابی سفر کے طریق سے اس نے روایت کی ہے شعبی سے ساتھ اس لفظ کے کہ جب تو اپنے کتے کو چھوڑے اور بسم اللہ کہے تو کھا اور بیان کی روایت سے اس نے روایت کی شعبی سے کہ جب تو اپنا کتا سکھایا ہوا چھوڑے اور اس پر اللہ کا نام لے تو کھا سو جب پکڑنا ساتھ قید معلم کے متفق علیہ تھا اگرچہ پہلے طریق میں مذکور نہیں ہے تو بسم اللہ کو بھی اسی طرح سمجھنا چاہیے۔ (فتح)

بَابُ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ. باب ہے بیچ بیان شکار گز کے۔

فائدہ: معراض ایک لکڑی ہوتی ہے اس کی دونوں طرفیں پتلی ہوتی ہیں اور بیچ سے موٹی ہوتی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي الْمَقْتُولَةِ بِالْبُنْدُقَةِ تِلْكَ الْمَوْقُوذَةُ وَكَرِهَهُ سَالِمٌ وَّالْقَاسِمُ وَمُجَاهِدٌ وَّإِبْرَاهِيمُ وَعَطَاءٌ وَّالْحَسَنُ.

یعنی کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس جانور کے حق میں جو غلہ سے مارا جائے کہ یہ موقوذہ ہے یعنی جو لکڑ اور پتھر سے مارا جائے اور مکروہ جانا ہے اس کو سالم اور قاسم اور مجاہد اور ابراہیم اور عطاء اور حسن رحمہم اللہ نے۔

فائدہ: بندقہ کے معنی ہیں غلولہ کہ اس کو مٹی سے بناتے ہیں اور غلیل میں رکھ کر اس کو شکار پر پھینکتے ہیں ہندی میں اس کو غلہ کہتے ہیں اور پنجابی میں غلیلہ کہتے ہیں اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ نہیں کھاتے تھے جو غلہ سے مارا جائے اور مؤطا مالک میں نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے دو جانوروں کو پتھر مارا دونوں کو لگا ایک دونوں میں سے مر گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو پھینک دیا اور عبدالرزاق نے عطاء سے روایت کی ہے کہا کہ اگر تو شکار کو غلہ مارے پھر اس کے ذبح کو پائے تو کھا نہیں تو اس کو نہ کھا اور اسی طرح روایت ہے ابراہیم وغیرہ سے۔ (فتح)

وَكَرِهَ الْحَسَنُ رَمْيَ الْبُنْدُقَةِ فِي الْقُرٰى وَالْأَمْصَارِ وَلَا يَرٰى بَأْسًا فِيمَا سِوَاهُ.

یعنی اور مکروہ جانا ہے حسن رحمۃ اللہ علیہ نے پھینکنا غلہ کا گاؤں اور شہروں میں اور کہا کہ اس کے سوائے اور جگہ میں غلہ

پھینکنے کا کچھ ڈر نہیں۔

٥٠٥٤ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ إِذَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْ فَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ فَلَا تَأْكُلْ فَقُلْتُ أُرْسِلُ كَلْبِيْ قَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَكُلْ قُلْتُ فَإِنْ أَكَلَ قَالَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّهُ لَمْ يُمْسِكْ عَلَيْكَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ قُلْتُ أُرْسِلُ كَلْبِيْ فَأَجِدُ مَعَهُ كَلْبًا آخَرَ قَالَ لَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ إِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى آخَرَ.

۵۰۵۴۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گز کے شکار کا حکم پوچھا سو فرمایا کہ جب تو اس کی تیزی سے پہنچے تو کھا اور جب اپنی چوڑائی سے لگے اور مار ڈالے تو وہ وقیذ ہے یعنی مردار ہے سو نہ کھا سو میں نے کہا کہ میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں فرمایا کہ جب تو اپنا کتا چھوڑے اور اللہ کا نام لے تو کھا یعنی حلال ہے کھانا اس کا میں نے کہا اگر کتا کھا لے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا سو نہ کھا اس واسطے کہ اس نے شکار کو تیرے واسطے نہیں پکڑا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے تو اپنے واسطے پکڑا ہے میں نے کہا کہ میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں تو میں اس کے ساتھ اور کتا پاتا ہوں فرمایا کہ نہ کھا اس واسطے کہ تو نے فقط اپنے کتے پر بسم اللہ کہا ہے اور دوسرے پر تو نے بسم اللہ نہیں کہا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا أَصَابَ الْمِعْرَاضُ بِعَرْضِهِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ لگے اس کو گز اپنی چوڑائی سے۔

٥٠٥٥ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ قَالَ كُلْ مَا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ قُلْتُ وَإِنْ قَتَلْنَ قَالَ وَإِنْ قَتَلْنَ قُلْتُ وَإِنَّا نَرْمِيْ بِالْمِعْرَاضِ قَالَ كُلْ مَا خَزَقَ وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ.

۵۰۵۵۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! ہم سکھائے ہوئے کتوں کو شکار پر چھوڑتے ہیں فرمایا کہ کھا جو تیرے واسطے پکڑ رکھیں میں نے کہا اگرچہ مار ڈالیں فرمایا اگرچہ مار ڈالیں یعنی تو بھی حلال ہے میں نے کہا کہ ہم تیر بے پر کا پھینکتے ہیں یعنی اس سے شکار کرتے ہیں فرمایا کہ کھا جو چیز پھاڑ ڈالے اور جو اپنی چوڑائی سے لگے تو اس کو نہ کھا۔

بَابُ صَيْدِ الْقَوْسِ.

کمان کے شکار کا بیان۔

وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيْمُ إِذَا ضَرَبَ صَيْدًا فَبَانَ مِنْهُ يَدٌ أَوْ رِجْلٌ لَا تَأْكُلِ الَّذِيْ بَانَ وَكُلْ سَائِرَهُ.

یعنی اور کہا حسن اور ابرہیم رحمہ اللہ نے کہ جب شکار کو مارے سو جدا ہو اس سے ہاتھ یا پاؤں تو نہ کھائے اس کو جو جدا ہو اور باقی کو کھائے۔

فائدہ: روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیح کے حسن سے کہ اس نے کہا اس مرد کے حق میں جو مارے شکار کو سو جدا کر ڈالے اس کے ہاتھ یا پاؤں کو اور حالانکہ وہ زندہ ہو پھر مر جائے کہا حسن رحمہ اللہ نے کہ جو جدا ہوا اس سے مگر یہ کہ تو اس کو مارے سو اس کو کاٹے اور وہ اسی ساعت میں مر جائے سو جب اس طرح ہو تو کھائے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے علقمہ سے کہ جب مرد شکار کو مارے سو اس سے کوئی جوڑ جدا ہو جائے تو چھوڑا جائے جو گرا اور کھایا جائے جو باقی رہا کہا ابن منذر نے کہ اختلاف ہے اس مسئلے میں سو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء نے کہ جو جوڑ اس کا جدا ہو اس کو نہ کھائے اور ذبح کر شکار کو اور کھا اور کہا عکرمہ نے کہ اگر گنا جائے زندہ بعد ساقط ہونے جوڑ کے اس سے تو نہ کھا عضو کو اور شکار کو ذبح کر کے کھا اگر مر گیا جب کہ مارا اس کو تو سب کو کھا اور ساتھ اس کے قائل ہے شافعی رحمہ اللہ اور کہا کہ نہیں فرق ہے یہ کہ جدا ہوں دو ٹکڑے یا کم تر جب کہ مر جائے اس چوٹ سے اور ثوری رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر اس کو کاٹ کر دو ٹکڑے کر ڈالے تو دو کھائے جائیں اور اگر تہائی کاٹی جائے اس طرف سے کہ سر کے متصل ہے تو اسی طرح ہے اور اگر سر کی طرف سے دو تہائی کاٹی جائیں تو کھائے اور اگر کونے کی طرف سے ایک تہائی کاٹی جائے تو نہ کھائے۔ (فتح)

وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ إِذَا ضَرَبْتَ عُنُقَهُ أَوْ وَسَطَهُ فَكُلْهُ.

کہا ابراہیم رحمہ اللہ نے کہ جب تو اس کی گردن یا بیچ کو مارے تو اس کو کھا یعنی خواہ گردن میں زخم لگے یا اس کے درمیان میں زخم لگے حلال ہے۔

وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدٍ اسْتَعْصٰى عَلٰى رَجُلٍ مِّنْ آلِ عَبْدِ اللّٰهِ حِمَارٌ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّضْرِبُوْهُ حَيْثُ تَيَسَّرَ دَعُوْا مَا سَقَطَ مِنْهُ وَكُلُوْهُ.

اور کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اولاد پر ایک گورخر نے سرکشی کی یعنی اس کا پکڑنا دشوار ہوا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم کیا کہ اس کو مار ڈالیں جس جگہ میسر ہو چھوڑ دو اس سے گرے اور کھاؤ باقی۔

فائدہ: ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ پوچھے گئے ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک مرد سے کہ اس نے گورخر کے پاؤں کو مارا سو اس کو کاٹ ڈالا کہا کہ چھوڑ دو جو گرا اور ذبح کرو جو باقی رہا اور کھاؤ اور مطابقت ان اثروں کے واسطے حدیث باب کے ذبح کی شرط ہونے کی جہت سے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں سو تو اس کی ذبح کو پائے پس کہا اس واسطے کہ

اس کا مفہوم یہ ہے کہ شکار جب صدمہ سے مر جائے پہلے اس سے کہ ذبح کیا جائے تو نہ کھایا جائے کہا ابن بطال نے کہ اجماع ہے اس پر کہ جب تیر شکار کو لگے اور اس کو زخمی کر ڈالے تو اس کا کھانا جائز ہے اگرچہ نہ معلوم ہو کہ زخم سے مرا یا گرنے سے ہوا میں یا گرنے سے زمین پر اور اجماع ہے اس پر کہ اگر مثلاً پہاڑ پر گرے پھر اس سے نیچے گر کر مر جائے تو نہ کھایا جائے اور یہ کہ تیر اگر شکار کے بدن میں نہ گھسے تو نہ کھایا جائے مگر جب کہ اس کے زخم کو نہ پایا جائے اور کہا ابن تین نے کہ جب کاٹا جائے شکار اسے ایسا عضو کہ نہ تو ہم کیا جائے زندگی اس کی کا بعد اس کے تو گویا کہ وہ اس کے بدن میں گھس گیا سو ہوگا یہ قائم مقام ذبح کے یہ مشہور قول مالک رحمہ اللہ وغیرہ کا ہے۔ (فتح)

٥٠٥٦ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ عَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أَفَنَأْكُلُ فِيْ آنِيَتِهِمْ وَبِأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَبِكَلْبِي الَّذِيْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَبِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ فَمَا يَصْلُحُ لِيْ قَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَلَا تَأْكُلُوْا فِيْهَا وَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا فِيْهَا وَمَا صِدْتَّ بِقَوْسِكَ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ غَيْرِ مُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ.

٥٠٥٦۔ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! بے شک ہم قوم اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہیں سو کیا ہم ان کے برتنوں میں کھائیں اور ہم شکار کی زمین میں ہیں یعنی شکار وہاں بہت ہے شکار کرتا ہوں میں اپنی کمان سے اور اپنے کتے سے جو سکھایا ہوا نہیں اور اپنے کتے سکھائے ہوئے سے سو کیا درست ہے واسطے میرے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہر حال جو ذکر کیا تو نے اہل کتاب کے برتنوں سے سو اگر تم ان کے سوائے اور برتن پاؤ تو ان میں نہ کھاؤ اور اگر تم اور برتن نہ پاؤ تو ان کو دھو لو اور ان میں کھاؤ اور جو شکار کرے تو اپنی کمان سے اور اللہ کا نام لے تو کھا اور جو شکار کرے تو اپنے کتے سدھے ہوئے سے اور اللہ کا نام اس پر لے تو کھا اور جو شکار کرے تو اپنے کتے سے جو سدھا ہوا نہ ہو سو پائے تو ذبح کرنا اس کا یعنی زندہ پائے اور ذبح کرے تو کھا۔

فائدہ: اہل کتاب کی زمین میں یعنی شام میں اور ایک جماعت عرب کے قبائل سے شام میں جا بسے تھے اور نصرانی ہو گئے تھے یعنی آل غسان اور تنوخ اور بہز اور چند بطن قضاعہ کے اور ان میں ہیں بنو خشین قوم ابو ثعلبہ کے اور یہ جو فرمایا کہ ان کو دھو لو تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ اہل کتاب کے برتنوں کے استعمال موقوف ہے ان کے دھونے پر واسطے اکثر استعمال کرنے ان کے کی گندگی کو اور ان میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو نجاست کے استعمال کو دین سمجھتے ہیں کہا ابن دقیق العید نے کہ اختلاف کیا ہے فقہاء نے بیچ اس کے واسطے بنا کرنے کے تعارض اصل پر اور

غالب پر اور حجت پکڑی ہے جو قائل ہے ساتھ مدلول اس حدیث کے ساتھ اس طور کے کہ جو گمان کہ مستفاد ہے غالب سے راجح ہے اس گمان پر جو مستفاد ہے اصل سے اور جواب دیا ہے اس نے جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ حکم واسطے اصل کے ہے یہاں تک کہ ثابت ہو نجاست ساتھ دو جوابوں کے ایک یہ کہ دھونے کا حکم محمول ہے استحباب پر بطور احتیاط کے واسطے تطبیق دینے کے درمیان اس کے اور درمیان اس چیز کے جو دلالت کرتی ہے تمسک بالاصل پر دوسرا یہ کہ مراد ساتھ حدیث ابوثعلبہ کے حال اس شخص کا ہے جس کو اس میں پلیدی ثابت ہو اور تائید کرتا ہے اس کی ذکر مجوس کا اس واسطے کہ ان کے برتن ناپاک ہیں اس واسطے کہ ان کا ذبح کیا ہوا جانور حلال نہیں ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مراد ساتھ برتنوں کے ابوثعلبہ کی حدیث میں وہ برتن ہیں جن میں سور کا گوشت پکایا جاتا ہے اور شراب پی جاتی ہے جیسے کہ واقع ہوئی ہے ساتھ اس کے تصریح ابوداؤد کی روایت میں سو کہا پھر ذکر کیا جواب کو اور بہر حال فقہاء سو مراد ان کی مطلق برتن کافروں کے ہیں جو پلیدی میں مستعمل نہ ہوں کہ ان کا استعمال کرنا جائز ہے اگرچہ نہ دھوئے گئے ہوں نزدیک ان کے اگرچہ اولیٰ دھونا ہے واسطے نکلنے کے خلاف سے نہ واسطے ثابت ہونے کراہت کے بیچ اس کے اور احتمال ہے کہ ہو استعمال کرنا ان کا بغیر دھونے کے مکروہ بنا بر پہلے جواب کے اور یہ ظاہر ہے حدیث سے اور یہ کہ استعمال کرنا ان کا ساتھ دھونے کے رخصت ہے جب کہ پائے غیر اس کا اور اگر اس کا غیر نہ پائے تو جائز ہے بلا کراہت واسطے نہی کے کھانے سے بیچ ان کے مطلق اور معلق کرنے اجازت کے اوپر عدم غیر ان کے کی باوجود دھونے ان کے کی اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے واسطے قول اپنے کے کہ متعین ہے توڑنا شراب کے برتنوں کا ہر حال میں بنا بر اس کے وہ دھونے سے پاک نہیں ہوتے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ تفصیل مذکور کے اس واسطے کہ اگر دھونا ان کو پاک کرنے والا ہوتا تو البتہ تفصیل کے کوئی معنی نہ ہوتے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں منحصر ہے بیچ ہونے عین کے کہ ہو جائے ناپاک اس طور سے کہ بالکل پاک نہ ہو بلکہ احتمال ہے کہ ہو تفصیل واسطے لینے کے ساتھ اولیٰ کے اس واسطے کہ جس برتن میں سور پکایا جائے اس سے کراہت آتی ہے اگرچہ دھویا جائے اور چلا ہے ابن حزم رحمہ اللہ اپنے ظاہریت پر سو کہا اس نے کہ اہل کتاب کے برتنوں کا استعمال کرنا جائز نہیں مگر دو شرطوں سے ایک یہ کہ ان کے سوائے اور برتن نہ پائے، دوم یہ کہ ان کو دھو لے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے کہ حکم ساتھ دھونے ان کے کی وقوت نہ موجود ہونے غیر ان کے کی دلالت کرتا ہے کہ وہ دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں اور حکم ساتھ پرہیز کرنے کے ان سے وقت موجود ہونے غیر ان کے کی واسطے مبالغہ کرنے کے ہے بیچ نفرت دلانے کے ان سے جیسے کہ بیچ حدیث سلمہ کے ہے جو آئندہ آتی ہے بیچ حکم کرنے کے ساتھ توڑ ڈالنے ہانڈیوں کے جن میں مردار پکایا گیا تو ایک مرد نے کہا کہ کیا ہم ان کو دھو لیں فرمایا کیا ایسا کرو سو حکم کیا ساتھ توڑ ڈالنے کے واسطے مبالغہ کے بیچ نفرت دلانے کے اس سے پھر اجازت دی دھونے میں واسطے

رخصت دینے کے سوا اسی طرح باوجہ ہوتا ہے یہ اس جگہ، واللہ اعلم۔ اور یہ جو فرمایا کہ جو شکار کرے تو اپنی کمان سے اور اللہ کا نام لے تو کھا تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ واجب ہے بسم اللہ کہنا شکار پر اور ذبیحہ پر اور تیسرے سوال کی بحث پہلے گزر چکی ہے اور وہ شکار کرنا ہے کتے سے اور یہ جو فرمایا کہ کھا تو اس کی تفسیر ایک روایت میں آچکی ہے کہ کھا جو رد کرے تجھ پر تیری کمان ذبح ہو یا نہ ہو کھا کہ اگر مجھ سے غائب ہو فرمایا کہ اگرچہ تجھ سے غائب ہو جب تک کہ نہ پائے تو اس میں اثر سوائے تیرا اپنے کے یا نہ بدبو کرے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے جمع کرنا مسائل کا اور پوچھنا ان کا ایک بار اور تفصیل جواب کی اس سے ایک ایک کر کے ساتھ لفظ اما کے۔ (فتح)

بَابُ الْخَذْفِ وَالْبُنْدُقَةِ. انگلی سے کنکری اور غلہ پھینکنے کا بیان۔

فائدہ: خذف کی تفسیر تو آگے آئے گی اور بندقہ غلہ کو کہتے ہیں جو مٹی سے بنایا جاتا ہے اور سوکھایا جاتا ہے پھر اس کو پھینکا جاتا ہے۔

٥٠٥٧ ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَّيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَاللَّفْظُ لِيَزِيْدَ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّهُ رَاٰى رَجُلًا يَخْذِفُ فَقَالَ لَهُ لَا تَخْذِفْ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ أَوْ كَانَ يَكْرَهُ الْخَذْفَ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يُصَادُ بِهٖ صَيْدٌ وَّلَا يُنْكٰى بِهٖ عَدُوٌّ وَّلٰكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ ثُمَّ رَاٰهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَخْذِفُ فَقَالَ لَهُ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ أَوْ كَرِهَ الْخَذْفَ وَأَنْتَ تَخْذِفُ لَا أُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا.

٥٠٥٧۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک مرد کو دیکھا کہ انگلی سے کنکری پھینکتا ہے سو کہا کہ کنکری نہ مار اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری مارنے سے منع کیا ہے یا کنکری مارنے کو مکروہ رکھتے تھے اور فرمایا کہ بے شک کنکری مارنے سے نہ شکار حاصل ہوتا ہے نہ دشمن زخموں سے چور ہوتا ہے لیکن ناحق کنکری دانت توڑتی ہے اور آنکھ پھوڑتی ہے پھر اس کو اس کے بعد کنکری مارتے دیکھا سو اس سے کہا کہ میں تجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری مارنے سے منع کیا ہے یا مکروہ رکھا ہے اور تو کنکری مارتا ہے میں تجھ سے ایسی ایسی کلام نہ کروں گا یعنی کبھی کلام نہ کروں گا۔

فائدہ: خذف کے معنی ہیں مارنا کنکری یا گٹھلی کا درمیان دونوں سبابہ کے یا دونوں انگوٹھے اور سبابہ کے یا ظاہر واسطے پر اور باطن ابہام پر اور مخذفہ وہ چیز ہے کہ اس میں پتھر رکھ کر پرندے کو مارا جائے اور یہ جو کہا کہ نہ اس سے شکار حاصل ہوتا ہے تو کہا مہلب نے کہ مباح کیا ہے اللہ نے شکار کو اس کی صفت پر سو فرمایا ﴿تَنَالُهٗ اَيْدِيْكُمْ﴾ اور

غلہ اور مانند اس کی مارنا اس قسم سے نہیں یعنی وہ نہ ہاتھ سے پکڑا جاتا ہے نہ نیزہ سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ وقیذ ہے اور شارع نے مطلق فرمایا ہے کہ اس سے شکار نہیں ہوتا اس واسطے کہ وہ چیرنے والی چیزوں سے نہیں ہے اور البتہ اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ جو چیز غلہ اور پتھر سے ماری جائے وہ حرام ہے مگر جو اکیلا ہوا ہے ان میں سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اس طرح ہوا اس واسطے کہ وہ قتل کرتا ہے شکار کو پھینکنے والے کے زور سے نہ اپنی تیزی سے۔ (فتح) لیکن اگر بندقہ ہلکا ہو اور شکار کو چیر پھاڑ ڈالے تو حرام نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ اگر بندوق سے شکار مارا جائے تو وہ بھی حرام نہیں اس واسطے کہ چھٹیا شکار کو چیر پھاڑ ڈالتا ہے گو وہ بندوق کے زور سے چیرتا ہے اور نکایت کے معنی مبالغہ کرنا تکلیف دینے میں اور ضمیر لکنھا رمیہ کی طرف راجع ہے اور مطلق بولا ہے دانت کو پس شامل ہوگا مری کے دانت وغیرہ کو آدمی وغیرہ سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے چھوڑنا کلام اور ملاقات کا اس شخص سے جو سنت کی مخالفت کرے اور نہیں داخل ہے یہ نہی میں یعنی جو آیا ہے کہ تین دن سے زیادہ کلام سلام ترک کرنا منع ہے اس واسطے کہ وہ متعلق ہے ساتھ اس چیز کے جو اپنے نفس کی خاطر چھوڑی وسیاتی **بسطه فی کتاب الادب** اور اس حدیث میں بدل ڈالنا برے کام کا اور منع کرنا ہے غلہ مارنے سے اس واسطے کہ جب نفی کی شارع نے کہ اس سے شکار حاصل نہیں ہوتا تو پھر اس کے پھینکنے کے کوئی معنی نہیں بلکہ اس میں تعریض ہے واسطے حیوان کے ساتھ تلف کرنے کے واسطے غیر مالک اس کے کی اور البتہ وارد ہو چکی ہے نہی اس سے ہاں کبھی اس کو زندہ پا کر ذبح کیا جاتا ہے جو غلہ سے مارا جائے سو حلال ہے کھانا اس کا اسی واسطے اختلاف ہے اس کے جائز ہونے میں سو تصریح کی ہے محلی نے ذخائر میں ساتھ منع کرنے اس کے کی اور ساتھ اس کے فتویٰ دیا ہے ابن عبدالسلام نے اور جزم کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے ساتھ حلال ہونے اس کے کی اس واسطے کہ وہ راہ ہے طرف شکار کرنے کے اور تحقیق تفصیل ہے سو اگر ہو غالب تر حال رمی کے سے جو مذکور ہے حدیث میں تو منع ہے اور اگر اس کا عکس ہو تو جائز ہے خاص کر اگر ہو مرمی اس قسم سے کہ نہیں پہنچتی ہے اس کی طرف رمی مگر ساتھ اس کے پھر نہیں قتل کرتا اس کو وہ اکثر اوقات اور پہلے گزر چکا ہے قول حسن کا کہ مکروہ ہے غلہ مارنا گاؤں اور شہروں میں اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ نہیں مکروہ ہے جنگل میں سو ٹھہرایا نہی کو اوپر خوف داخل کرنے ضرر کے کسی آدمی پر۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ.

جو کوئی کتا رکھے جو شکار اور مویشی کا کتا نہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

فائدہ: اقتناء کے معنی ہیں پکڑنا کتے کا واسطے رکھنے کے۔

۵۰۵۸ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

۵۰۵۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایسا کتا رکھے کہ گائے بکری یا شکار کا کتا نہ ہو تو

دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارِيَةٍ نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِّنْ عَمَلِهٖ قِيْرَاطَانِ.

کم ہوتے جائیں گے ہر روز اس کے نیک کام دس دس جو کے برابر۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو تین طریق سے بیان کیا ہے پہلے طریق میں ہے لیس بکلب ماشیة او ضاریة اور دوسرے طریق میں ہے الا کلبا ضاریا یصید او کلب ماشیة اور تیسرے طریق میں ہے الا کلب ماشیة او ضاریا سو دوسری روایت تفسیر کرتی ہے پہلی اور تیسری کو اور پہلی روایت یا تو واسطے استعارہ کے ہے بنا بر اس کے کہ ضاریا صفت ہے واسطے جماعت ضیارین کے جو کتے رکھنے والے ہیں جو خوگر ہوں شکار پر اور یا بوجہ تناسب کے واسطے ماشیۃ کے مثل لا دریت ولا تلیت کے اور اصل میں تلوت ہے اور تیسری روایت میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے الا کلبا ضاریا۔

۵۰۵۹ ۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا إِلَّا كَلْبًا ضَارِيًا لِصَيْدٍ أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ فَإِنَّهٗ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ.

۵۰۵۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو کتا رکھے سوائے کتے شکار کے یا گائے بکری کے تو کم کیا جائے گا ثواب اس کا ہر روز دس دس جو کے برابر۔

۵۰۶۰ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارِيًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ.

۵۰۶۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کتا رکھے سوائے کتے گائے بکری یا شکار کے تو کم کیے جائیں گے ہر دن اس کے نیک کام دس دس جو کے برابر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المزارعت میں گزر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا أَكَلَ الْكَلْبُ.

جب کتا شکار میں سے کھا لے تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

بَابُ إِذَا أَكَلَ الْكَلْبُ. وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى

اور اللہ نے فرمایا کہ پوچھتے ہیں تجھ سے کیا حلال ہوا

﴿يَسْأَلُوْنَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾ اَلصَّوَآئِدُ وَالْكَوَاسِبُ.

واسطے ان کے سریع الحساب تک ، اور ایک روایت میں ہے کواسب اور یہ صفت ہے محذوف کی یعنی کتے شکار کرنے والے۔

فائدہ: اور مکلبین کے معنی ہیں ادب سکھلانے والے یا عادت سکھلانے والے اور نہیں ہے یہ تفعیل کلب سے جو حیوان معروف ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کلب سے ہے ساتھ فتح لام کے اور وہ حرص ہے ہاں وہ راجع ہے طرف اول کے اس واسطے کہ وہ اصل ہے بیچ اس کے واسطے اس چیز کے کہ پیدا ہوا ہے اس پر شدت حرص ہے اور اس واسطے کہ شکار اکثر اوقات کتوں میں سے ہوتا ہے سو جو سکھلائے شکار کو غیر ان کے سے وہ ان کے معنی میں ہوگا اور کہا ابو عبیدہ نے مکلبین کی تفسیر میں یعنی کتے رکھنے والے اور کہا راغب نے کہ مکلب وہ ہے جو کتوں کو سکھلائے۔ (فتح)

﴿اِجْتَرَحُوْا﴾ اِكْتَسَبُوْا.

اجترحوا کے معنی ہیں کمایا انہوں نے۔

فائدہ: یہ تفسیر ابو عبیدہ کی ہے اور نہیں ہے یہ آیت اس جگہ میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے موافقت کے واسطے بیان اس بات کے کہ اجتراح کمانے پر بولا جاتا ہے اور مراد ساتھ مکلبین کے سکھلانے والا ہے اور وہ اگرچہ مادہ کلاب کا ہے لیکن نہیں ہے کتا شرط پس صحیح ہے شکار بغیر کتے کے اقسام جوارح سے یعنی شکار کرنے والی چیزوں سے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنْ أَكَلَ الْكَلْبُ فَقَدْ أَفْسَدَهٗ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ ﴿تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ﴾ فَتُضْرَبُ وَتُعَلَّمُ حَتّٰى يَتْرُكَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اگر کتے نے کھایا تو البتہ فاسد کیا اس نے تو صرف اپنے واسطے پکڑا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سکھاتے ہو تم ان کو اس چیز سے کہ سکھائی تم کو اللہ نے سو مارا جائے اور سکھایا جائے یہاں تک کہ کھانے کی عادت کو چھوڑ دے۔

فائدہ: سعید بن منصور نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کتا شکار میں سے کھالے تو نہ کھا کہ اس نے تو اس کو صرف اپنے واسطے پکڑا ہے اور نیز اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب تو اپنے کتے سکھائے ہوئے کو چھوڑے اور اللہ کا نام لے پھر کتا کھالے تو نہ کھا اور جب کتا اپنے مالک کے آنے سے پہلے کھالے تو وہ سیکھا ہوا نہیں ہے واسطے قول اللہ کے ﴿مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ﴾ اور جب کتا یہ کام کرے تو لائق ہے کہ اس کو مارے

یہاں تک کہ یہ عادت چھوڑ دے پس معلوم ہوئی ساتھ اس کے مراد ساتھ قول اس کے کی حتی یترك یعنی چھوڑ دے عادت اپنی شدت حرص کرنے میں اور خوگیر ہوصبر پر شکار کے کھانے سے یہاں تک کہ اس کا مالک آئے۔

وَكَرِهَهُ ابْنُ عُمَرَ. یعنی مکروہ رکھا ہے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے۔

فائدہ: روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ان سے کہ جب کتا اپنے شکار میں سے کھالے تو وہ سکھایا ہوا نہیں ہے۔

وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ شَرِبَ الدَّمَ وَلَمْ يَأْكُلْ فَكُلْ. یعنی کہا عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر کتا شکار کا خون پیئے اور نہ کھائے تو کھا۔

٥٠٦١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَيَانٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ إِنَّا قَوْمٌ نَصِيدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَإِنْ قَتَلْنَ إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلٰى نَفْسِهِ وَإِنْ خَالَطَهَا كِلَابٌ مِّنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ.

٥٠٦١۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں نے کہا ہم ایک قوم ہیں کہ ان کتوں سے شکار کرتے ہیں سو فرمایا کہ جب تو اپنے سکھائے ہوئے شکاری کتوں کو چھوڑے اور اللہ کا نام لے تو کھا اس چیز سے کہ تیرے واسطے پکڑ رکھیں اگرچہ شکار کو جان سے مار ڈالیں مگر یہ کہ کتا شکار میں سے کھالے اس واسطے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس نے شکار کو اپنے واسطے پکڑا ہو اور اگر ان کے سوائے اور کتے غیر شکاری ان کے ساتھ مارنے میں شریک ہوں تو نہ کھا یعنی اس واسطے کہ تو نے اپنے کتوں پر اللہ کا نام لیا ہے اور دوسرے کتوں پر اللہ کا نام نہیں لیا۔

بَابُ الصَّيْدِ إِذَا غَابَ عَنْهُ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً.

جب شکار شکار کرنے والے سے دو یا تین دن غائب رہے تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

٥٠٦٢ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَأَمْسَكَ وَقَتَلَ فَكُلْ وَإِنْ أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ وَإِذَا خَالَطَ كِلَابًا لَمْ

٥٠٦٢۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تو اپنا کتا چھوڑے اور اللہ کا نام لے سو کتا شکار کو پکڑے اور مار ڈالے تو کھا اور اگر کھالے تو نہ کھا اس واسطے کہ اس نے اس کو اپنے واسطے پکڑا ہے اور جب اور کتوں کے ساتھ شریک ہو جن پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا سو شکار کو پکڑیں اور مار ڈالیں تو نہ کھا اس واسطے کہ تو نہیں جانتا کہ ان میں سے کس نے مارا ہے اور اگر تو شکار کو تیر مارے سو اس کو ایک یا دو دن کے بعد

يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهَا فَأَمْسَكْنَ وَقَتَلْنَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِيْ أَيُّهَا قَتَلَ وَإِنْ رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَوَجَدْتَهُ بَعْدَ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ لَيْسَ بِهٖ إِلَّا أَثَرُ سَهْمِكَ فَكُلْ وَإِنْ وَقَعَ فِي الْمَآءِ فَلَا تَأْكُلْ وَقَالَ عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيٍّ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَقْتَفِرُ أَثَرَهُ الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ ثُمَّ يَجِدُهُ مَيِّتًا وَفِيْهِ سَهْمُهُ قَالَ يَأْكُلُ إِنْ شَآءَ.

پائے اس حال میں کہ اس میں تیرے تیر کے نشان کے سوا کچھ نشان نہ ہو تو کھا اور اگر پانی میں گر پڑے تو نہ کھا اور کہا عبدالاعلیٰ نے داؤد سے اس نے عامر سے اس نے عدی سے کہ اس نے حضرت ﷺ سے کہا کہ مرد شکار کو تیر مارتا ہے سو دو تین دن اس کے نشان کا پیچھا کرتا ہے پھر اس کو مرا ہوا پاتا ہے اور حالانکہ اس میں اس کا تیر ہے فرمایا کھائے اگر چاہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس میں تیرے تیر کے نشان کے سوائے کچھ نشان نہ ہو تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اس میں اس کے تیر کے نشان کے سوا اور نشان ہو تو نہ کھائے اور یہ عام تر ہے اس سے کہ کسی اور تیر انداز کے تیر کا نشان ہو یا کسی اور چیز مار ڈالنے والی کا پس نہیں حلال ہے کھانا اس کا باوجود تردد کے اور ترمذی وغیرہ کی روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ جب تو اس میں اپنا تیر پائے اور اس میں کسی درندے کا نشان نہ پائے اور تو جانے کہ تیرے تیر نے اس کو مارا تو کہا رافعی نے کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ اگر اس کو زخمی کرے پھر غائب ہو پھر آئے اور اس کو مردہ پائے تو حلال نہیں ہوتا اور یہ ظاہر نص شافعی رحمہ اللہ کی ہے مختصر میں کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حلال ہونے کی دلیل صحیح تر ہے اور حکایت کی ہے بیہقی نے معرفہ میں شافعی رحمہ اللہ سے کہ اس نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول میں **کل ما اصميت و دع ما انميت** کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کھا جس کو کتا مارے اور تو اس کو دیکھتا ہو اور چھوڑ جو تجھ سے غائب ہو مرنا اس کا کہا کہ نہیں جائز ہے نزدیک میرے غیر اس کا مگر یہ کہ حضرت ﷺ سے اس میں کوئی چیز ثابت ہو پس ساقط ہوگی ہر چیز کہ حضرت ﷺ کے حکم کے مخالف ہو اور نہیں قائم ہوتی ساتھ اس کے رائے اور نہ قیاس کہا بیہقی نے البتہ ثابت ہو چکی ہے حدیث یعنی باب کی سو لائق ہے کہ یہی قول شافعی رحمہ اللہ کا ہو اور یہ جو کہا کہ اگر پانی میں گر پڑے تو لیا جاتا ہے سبب نہ کھانے اس کے کا اس چیز سے کہ پہلے ہے اس واسطے کہ واقع ہوگا اس وقت تردد کہ کیا اس کو تیر نے قتل کیا ہے یا پانی میں ڈوب کر مرا سو اگر تحقیق ہو کہ اس کو تیر لگا سو مر گیا سو نہ گرا پانی میں مگر بعد اس کے کہ قتل کیا ہے اس کو تیر نے تو اس کا کھانا حلال ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں کہ جب شکار کو پانی میں غرق ہوا پائے تو حرام ہے بالاتفاق اور البتہ تصریح کی ہے رافعی نے کہ محل اس کا وہ ہے جب تک کہ نہ پہنچے ساتھ اس زخم کے طرف حرکت مذبوح کے اور اگر پہنچے اس کی طرف ساتھ کاٹ ڈالنے حلقوم کے مثلاً تو پوری ہوتی ہے ذبح اس کی اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا

مسلم کی روایت میں اس واسطے کہ تو نہیں جانتا کہ پانی نے اس کو مارا ہے یا تیر نے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ جب معلوم کرے کہ اس کے تیر ہی نے اس کو مارا ہے تو حلال ہے اور یہ جو فرمایا کہ دو تین دن اس کے نشان کا پیچھا کرے تو واقع ہوا ہے نزدیک مسلم کے ابوثعلبہ کی حدیث میں کہ جب تو اپنا تیر مارے پھر تجھ سے غائب ہو جائے پھر تو اس کو پائے تو کھا جب تک کہ بو نہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ جو شکار تین دن کے بعد پایا جائے تو اس کو کھا جب تک کہ بو نہ کرے سو شکار کے بو کرنے کو غایت ٹھہرایا ہے سو اگر اس کو مثلاً تین دن کے بعد پائے اور اس نے بو نہ کی ہو تو حلال ہے اور اگر اس کو تین دن کے بعد پائے اور حالانکہ اس نے بو کی ہو تو نہیں حلال ہے یہ ہے ظاہر حدیث کا اور جواب دیا ہے نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ جو فرمایا کہ بو کرنے کے وقت اس کا کھانا منع ہے تو یہ نہی واسطے تنزیہ کے ہے وسیاتی البحث انشاء اللہ تعالٰی اور استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ اگر تیر انداز شکار کی تلاش میں دیر کرے پیچھے تیر پھینکنے کے یہاں تک کہ اس کو پائے تو حلال ہے ساتھ ان شرطوں کے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور نہیں ہے حاجت تفصیل طلب کرنے کی سبب غیب رہنے اس کے سے اس سے کہ وہ اس کی طلب میں تھا یا نہیں لیکن استدلال کیا جاتا ہے واسطے طلب کے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے دوسری روایت میں کہ اس کا پیچھا کرے سو دلالت کی اس نے کہ جواب خارج ہوا ہے موافق سوال کے پس اختصار کیا ہے بعض راویوں نے سوال کو سو نہیں تمسک کیا جاتا ہے اس میں ساتھ نہ طلب کرنے تفصیل کے اور اختلاف ہے بیچ صفت طلب کے سو ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر ایک گھڑی دیر کرے اور نہ طلب کرے تو نہیں حلال ہے اور اگر پیچھا کرے اس کا بعد تیر مارنے کے سو اس کو مردہ پائے تو حلال ہوتا ہے اور شافعیہ سے ہے کہ ضروری ہے کہ اس کا پیچھا کرے اور دوڑنا شرط ہے یا نہیں اس میں دو وجہیں ہیں ظاہر تر یہ ہے کہ کفایت کرتا ہے چلنا موافق عادت کے یہاں تک کہ اگر جلدی کرے اور اس کو زندہ پائے تو حلال ہوتا ہے اور کہا امام الحرمین نے کہ لابد ہے جلدی چلنا تھوڑی دور تک تاکہ ثابت ہو صورت طلب کی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَجَدَ مَعَ الصَّيْدِ كَلْبًا آخَرَ.

جب شکار کے ساتھ دوسرا کتا پائے۔

۵۰۶۳۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أُرْسِلُ كَلْبِيْ وَأُسَمِّيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَأَخَذَ فَقَتَلَ فَأَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ قُلْتُ إِنِّيْ أُرْسِلُ كَلْبِيْ أَجِدُ مَعَهٗ

۵۰۶۳۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! بے شک میں اپنا کتا شکار پر چھوڑتا ہوں اور اللہ کا نام لیتا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اپنے کتے کو چھوڑے اور اللہ کا نام لے پھر وہ شکار کو پکڑے اور جان سے مار ڈالے اور کھا لے تو نہ کھا اس واسطے کہ اس نے اس کو اپنے واسطے پکڑا ہے میں نے کہا کہ میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں سو میں اس کے ساتھ دوسرا کتا پاتا ہوں میں نہیں جانتا

كَلْبًا آخَرَ لَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَهُ فَقَالَ لَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى غَيْرِهِ وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ إِذَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَإِذَا أَصَبْتَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ فَلَا تَأْكُلْ.

کہ دونوں سے کس نے اس کو پکڑا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ کھا اس واسطے کہ تو نے صرف اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے اور اس کے غیر پر اللہ کا نام تو نے نہیں لیا اور میں نے حضرت ﷺ سے گز کے شکار کا حکم پوچھا سو فرمایا کہ جب تو اس کی تیزی سے پہنچے یعنی تیزی سے لگے تو کھا اور جب تو اس کی چوڑائی سے پہنچے سو مار ڈالے تو وہ مردار ہے سو نہ کھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّصَيُّدِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ آئی ہے بیچ شکار کرنے کے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ مقصود ساتھ اس ترجمہ کے تنبیہ کرنا ہے اس پر کہ مشغول ہونا ساتھ شکار کے واسطے اس شخص کے کہ اس کی گزران اس کے ساتھ ہو مشروع ہے اور واسطے اس کے کہ عارض ہو یہ اس کے لیے اور اس کی گزران اس کے غیر کے ساتھ ہو مباح ہے اور بہر حال مجرد کھیل کے واسطے شکار کرنا سو اس میں اختلاف ہے میں کہتا ہوں اور اس کی بحث پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

٥٠٦٤ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنِي ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَيَانٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنَّا قَوْمٌ نَتَصَيَّدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ إِلَّا أَنْ يَّأْكُلَ الْكَلْبُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُوْنَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ وَإِنْ خَالَطَهَا كَلْبٌ مِّنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ.

۵۰۶۴۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے پوچھا سو میں نے کہا کہ ہم ایک قوم ہیں کہ ان کتوں کا شکار کرتے ہیں سو فرمایا کہ جب تو اپنے کتے شکاری کو چھوڑے اور اللہ کا نام لے سو کھا اس چیز سے کہ تیرے واسطے پکڑ رکھیں مگر یہ کہ کتا کھا لے سو نہ کھا سو بے شک میں ڈرتا ہوں کہ اس نے اس کو صرف اپنے واسطے پکڑا ہو اور اگر اس کے ساتھ اور کتا شریک ہو تو نہ کھا۔

٥٠٦٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ ح وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَآءٍ

۵۰۶۵۔ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا سو میں نے کہا یا حضرت! ہم اہل

حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بْنَ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيَّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ عَائِذُ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ نَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ وَأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيدُ بِقَوْسِي وَأَصِيدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ وَالَّذِي لَيْسَ مُعَلَّمًا فَأَخْبِرْنِي مَا الَّذِي يَحِلُّ لَنَا مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكَ بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ تَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَ آنِيَتِهِمْ فَلَا تَأْكُلُوا فِيهَا وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَاغْسِلُوهَا ثُمَّ كُلُوا فِيهَا وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكَ بِأَرْضِ صَيْدٍ فَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ ثُمَّ كُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ ثُمَّ كُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِي لَيْسَ مُعَلَّمًا فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ.

کتاب کی زمین میں ہیں کیا ہم ان کے برتنوں میں کھائیں اور ہم شکار کی زمین میں ہیں میں اپنی کمان سے شکار کرتا ہوں اور شکار کرتا ہوں اپنے کتے سکھائے ہوئے اور بے سکھائے سے سو خبر دو مجھ کو کیا چیز حلال ہے واسطے ہمارے اس سے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا بہر حال جو ذکر کیا تو کہ تو اہل کتاب کی زمین میں ہے ان کے برتنوں میں کھاتا ہے سو اگر ان کے برتنوں کے سوا اور برتن پاؤ تو ان میں نہ کھاؤ اور اگر اور برتن نہ پاؤ تو ان کو دھو لو پھر ان میں کھاؤ اور بہر حال جو تو نے ذکر کیا کہ تو شکار کی زمین میں ہے سو جو تو اپنی کمان سے شکار کرے تو اس پر اللہ کا نام لے پھر کھا اور جو تو اپنے کتے سکھائے سے شکار کرے سو اس پر اللہ کا نام لے پھر کھا اور جو اپنے کتے بے سکھائے سے شکار کرے سو اس کے ذبح کو پائے تو کھا۔

٥٠٦٦ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَوْا عَلَيْهَا حَتَّى لَغِبُوا فَسَعَيْتُ عَلَيْهَا حَتَّى أَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا إِلَى أَبِي طَلْحَةَ فَبَعَثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

٥٠٦٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے مر الظہران میں خرگوش اٹھایا سو لوگ اس پر دوڑے یہاں تک کہ تھک گئے سو میں اس پر دوڑا یہاں تک کہ میں نے اس کو پکڑا سو میں اس کو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا اس نے اس کے دونوں کولہوں اور رانوں کو حضرت ﷺ کے پاس بھیجا حضرت ﷺ نے اس کو قبول کیا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَرِكَيْهَا أَوْ فَخِذَيْهَا فَقَبِلَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٥٠٦٧ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَّهُ مُحْرِمِيْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأٰى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهِ ثُمَّ سَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُّنَاوِلُوْهُ سَوْطًا فَأَبَوْا فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبٰى بَعْضُهُمْ فَلَمَّا أَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ.

٥٠٦٧۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا یعنی سال حدیبیہ کے یہاں تک کہ جب مکے کے بعض راہ میں تھا تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ جو احرام باندھے تھے پیچھے رہا اور وہ محرم نہیں تھا سو اس نے گورخر دیکھا سو اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پھر اپنے ساتھیوں سے سوال کیا کہ اس کو کوڑا دیں انہوں نے نہ مانا پھر ان سے اپنا نیزہ مانگا انہوں نے نہ مانا سو اس نے خود اتر کر لیا پھر گورخر پر حملہ کیا سو اس کو مار ڈالا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب نے اس کا گوشت کھایا اور بعض نے نہ کھایا پھر جب انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا تو اس کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کھانا ہے کہ اللہ نے تم کو کھلایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِّنْ لَّحْمِهِ شَيْءٌ.

یہ حدیث مثل حدیث سابق کی ہے لیکن اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس کا کچھ گوشت ہے؟۔

بَابُ التَّصَيُّدِ عَلَى الْجِبَالِ.

پہاڑوں پر شکار کرنا۔

٥٠٦٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ وَأَبِيْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ سَمِعْتُ أَبَا

٥٠٦٨۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا درمیان مکے اور مدینے کے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب احرام باندھے تھے اور میں حلال تھا یعنی احرام سے نہ تھا میں اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور

قَتَادَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ وَأَنَا رَجُلٌ حِلٌّ عَلٰى فَرَسٍ وَكُنْتُ رَقَّاءً عَلَى الْجِبَالِ فَبَيْنَا أَنَا عَلٰى ذٰلِكَ إِذْ رَأَيْتُ النَّاسَ مُتَشَوِّفِيْنَ لِشَيْءٍ فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ حِمَارُ وَحْشٍ فَقُلْتُ لَهُمْ مَا هٰذَا قَالُوْا لَا نَدْرِيْ قُلْتُ هُوَ حِمَارٌ وَّحْشِيٌّ فَقَالُوْا هُوَ مَا رَأَيْتَ وَكُنْتُ نَسِيْتُ سَوْطِيْ فَقُلْتُ لَهُمْ نَاوِلُوْنِيْ سَوْطِيْ فَقَالُوْا لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ فَنَزَلْتُ فَأَخَذْتُهٗ ثُمَّ ضَرَبْتُ فِيْ أَثَرِهٖ فَلَمْ يَكُنْ إِلَّا ذَاكَ حَتّٰى عَقَرْتُهٗ فَأَتَيْتُ إِلَيْهِمْ فَقُلْتُ لَهُمْ قُوْمُوْا فَاحْتَمِلُوْا قَالُوْا لَا نَمَسُّهٗ فَحَمَلْتُهٗ حَتّٰى جِئْتُهُمْ بِهٖ فَأَبٰى بَعْضُهُمْ وَأَكَلَ بَعْضُهُمْ فَقُلْتُ لَهُمْ أَنَا أَسْتَوْقِفُ لَكُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدْرَكْتُهٗ فَحَدَّثْتُهُ الْحَدِيْثَ فَقَالَ لِيْ أَبَقِيَ مَعَكُمْ شَيْءٌ مِّنْهُ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ كُلُوْا فَهُوَ طُعْمٌ أَطْعَمَكُمُوْهُ اللّٰهُ.

میں پہاڑوں پر بہت چڑھنے والا تھا سو جس حالت میں کہ میں اسی حال میں تھا کہ اچانک میں نے لوگوں کو دیکھا کہ کوئی چیز دیکھتے ہیں سو میں بھی دیکھنے لگا تو اچانک میں نے دیکھا کہ گورخر ہے میں نے ان سے کہا کہ یہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے میں نے کہا کہ وہ گورخر ہے انہوں نے کہا کہ وہی ہے جو تو نے دیکھا اور میں اپنا کوڑا لینا بھول گیا تھا سو میں نے ان سے کہا کہ میرا کوڑا مجھ کو دو انہوں نے کہا کہ ہم تجھ کو اس پر مدد نہیں کرتے سو میں نے اتر کر اس کو لیا پھر میں اس کے پیچھے چلا سو نہ تھا مگر یہی یہاں تک کہ میں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں یعنی اس کو مار ڈالا پھر میں ان کے پاس آیا تو میں نے ان سے کہا کہ اٹھ کھڑے ہو اور اس کو اٹھاؤ انہوں نے کہا کہ ہم اس کو ہاتھ نہیں لگاتے سو میں نے اس کو اٹھایا یہاں تک کہ میں اس کو ان کے پاس لایا سو بعض نے کھایا اور بعض نے نہ کھایا تو میں نے کہا کہ میں تمہارے واسطے حضرت ﷺ سے پوچھتا ہوں سو میں نے حضرت ﷺ کو پایا اور آپ سے حدیث بیان کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس سے کچھ چیز باقی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کھاؤ وہ کھانا ہے کہ اللہ نے تم کو کھلایا۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ تنبیہ کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمہ کے اوپر جواز اختیار کرنے دشوار کام کے واسطے اس شخص کے کہ اس کو غرض ہو اپنی جان کے واسطے یا اپنی سواری کے واسطے جب کہ ہو غرض مباح اور یہ کہ شکار کرنا پہاڑوں میں ویسا ہے جیسا کہ نرم زمین میں اور یہ کہ جائز ہے دوڑانا گھوڑے کا دشوار راہ میں واسطے حاجت کے اور نہیں ہے وہ از قسم تعذیب حیوان کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ حلال ہوا تم کو شکار دریا کا۔

وَقَالَ عُمَرُ صَيْدُهُ مَا اصْطِيْدَ ﴿وَطَعَامُهُ﴾ مَا رَمٰى بِهٖ.

اور کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ دریا کا شکار وہ چیز ہے جو شکار کی جائے یعنی دام وغیرہ سے اور طعام اس کا وہ چیز ہے جس کو دریا پھینکے۔

فائدہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں بحرین میں آیا تو وہاں کے لوگوں نے مجھ سے پوچھا حکم اس چیز کا کہ دریا پھینکے سو میں نے ان کو حکم دیا کہ اس کو کھائیں پھر جب میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو یہ قصہ ذکر کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ حلال ہوا تم کو شکار دریا کا اور طعام اس کا سو شکار اس کا وہ ہے جو شکار کیا جائے اور طعام اس کا وہ ہے جس کو پھینکے۔

وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ الطَّافِيْ حَلَالٌ.

یعنی اور کہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ طافی مچھلی حلال ہے

فائدہ: اور طافی مچھلی وہ ہے جو خود بخود مر کر پانی کے اوپر آجائے اور دار قطنی نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ نے ذبح کیا ہے واسطے تمہارے جو دریا میں ہے سو کھاؤ سب چیز جو دریا میں ہے کہ وہ ذبح کی ہوئی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿طَعَامُهُ﴾ مَيْتَتُهُ إِلَّا مَا قَذِرْتَ مِنْهَا وَالْجِرِّيُّ لَا تَأْكُلُهُ الْيَهُوْدُ وَنَحْنُ نَأْكُلُهُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ﴾ کہ مراد طعام سے دریا کا مرا ہوا جانور ہے مگر جس چیز کو تو مکروہ جانے یعنی باعتبار طبع کے اور جریت کو یہود نہیں کھاتے اور ہم کھاتے ہیں۔

فائدہ: ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ کسی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے جری کا حکم پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس کا کوئی ڈر نہیں صرف یہود اس کو حرام جانتے ہیں اور ہم اس کو کھاتے ہیں اور کہا ابن حبیب نے کہ میں اس کو مکروہ جانتا ہوں اس واسطے کہ کہا جاتا ہے کہ وہ ان جانوروں سے ہے جن کی صورت بدل گئی اور جری کو جریت بھی کہا جاتا ہے اور جریت وہ مچھلی ہے جس پر چھلکا نہ ہو اور کہا ازہری نے کہ وہ ایک قسم کی مچھلی ہے جو سانپ کے مشابہ ہوتی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ مچھلی ہے جس پر چھلکا نہ ہو اور اس کو مار ماہی بھی کہتے ہیں اور کہا خطابی نے کہ وہ ایک قسم مچھلی جو سانپ کی مثل ہوتی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ ایک قسم ہے درمیان سے چوڑی ہوتی ہے اور دونوں طرف سے پتلی ہوتی ہے۔

وَقَالَ شُرَيْحٌ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَيْءٍ فِي الْبَحْرِ مَذْبُوْحٌ وَقَالَ عَطَاءٌ أَمَّا الطَّيْرُ فَأَرٰى أَنْ يَّذْبَحَهُ.

اور کہا شریح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی نے کہ ہر چیز جو دریا میں ہے ذبح کی ہوئی ہے اور کہا عطاء نے کہ لیکن پرندہ سو میں دیکھتا ہوں کہ ذبح کیا جائے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں عمرو بن دینار اور ابو زبیر سے کہ دونوں نے شریح صحابی سے سنا کہتے تھے کہ ہر چیز جو دریا میں ہے ذبح کی ہوئی ہے سو میں نے یہ عطاء سے ذکر کیا اس نے کہا کہ بہر حال پرندہ سو میں

دیکھتا ہوں کہ ذبح کیا جائے اور روایت کیا ہے اس کو دار قطنی وغیرہ نے عمرو بن دینار سے کہا سنا میں نے ایک بڑے بوڑھے سے اللہ کے ساتھ قسم کھاتا تھا کہ نہیں ہے دریا میں کوئی جانور مگر کہ اللہ نے اس کو آدمیوں کے واسطے ذبح کیا ہے اور روایت کی ہے دار قطنی نے عبداللہ بن سرجس کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے ذبح کی ہے ہر چیز کہ دریا میں ہے واسطے آدمیوں کے اور اس کی سند میں ضعف ہے اور اسی طرح روایت کی ہے طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور اس کی سند ضعیف ہے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ دریا کی ہر چیز ذبح کی ہوئی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَآءٍ صَيْدُ الْأَنْهَارِ وَقِلَاتِ السَّيْلِ أَصَيْدُ بَحْرٍ هُوَ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ تَلَا ﴿هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَّمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا﴾.

کہا ابن جریج نے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ شکار نہروں کا اور ان پانیوں کا جو جمع ہوتے ہیں پہاڑ کے سوراخوں میں بہاؤ سے کیا وہ دریا کا شکار ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں اور یہ آیت پڑھی کہ یہ میٹھا پانی ہے پیاس بجھاتا ہے اور یہ کھارا ہے کڑوا اور ہر ایک میں سے کھاتے ہو تم گوشت تازہ۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اس سے حوض قشیری کی مچھلیوں کا حکم پوچھا اور وہ ایک کوان ہے حرم میں کیا شکار کیا جائے؟ اس نے کہا کہ ہاں!۔

وَرَكِبَ الْحَسَنُ عَلٰى سَرْجٍ مِّنْ جُلُوْدِ كِلَابِ الْمَآءِ.

اور سوار ہوئے امام حسن رضی اللہ عنہ آبی کتوں کی کھال کی زین پر یعنی جو زین کہ آبی کتوں کی کھال سے بنائی گئی ہو۔

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَوْ أَنَّ أَهْلِيْ أَكَلُوا الضَّفَادِعَ لَأَطْعَمْتُهُمْ.

یعنی کہا شعبی رحمہ اللہ علیہ نے کہ اگر میرے گھر والے مینڈک کو کھائیں تو البتہ میں ان کو کھلاؤں۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ نہیں بیان کیا شعبی رحمہ اللہ علیہ نے کہ مینڈک کو ذبح کیا جائے یا نہیں اور مالک رحمہ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ بغیر ذبح کے کھایا جائے اس کے ذبح کرنے کی حاجت نہیں اور ان میں سے بعض نے تفصیل کی ہے درمیان اس چیز کے کہ اس کا ٹھکانا پانی ہو اور غیر اس کا اور حنفیوں سے منقول ہے کہ ضروری ہے ذبح کرنا اور یہی ہے ایک روایت شافعی رحمہ اللہ علیہ سے۔

وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بِالسُّلَحْفَاةِ بَأْسًا.

یعنی نہیں دیکھا ہے حسن رحمہ اللہ علیہ نے ساتھ سنگ پشت کے کوئی ڈر۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلْ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ نَصْرَانِيٍّ أَوْ يَهُوْدِيٍّ أَوْ مَجُوْسِيٍّ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ کھا شکار دریا کا اگرچہ شکار کرے اس کو نصرانی یا یہودی یا مجوسی۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس تعلیق کو بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کھا جو پھینکے دریا یا شکار کیا جائے اس سے خواہ شکار کرے اس کو نصرانی یا یہودی یا مجوسی کہا ابن تین نے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ شکار دریا کا نہ کھایا جائے اگر شکار کرے اس کو اور شخص سوائے ان لوگوں کے اور وہ اسی طرح ہے نزدیک ایک قوم کے اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیح کے عطاء اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اور ساتھ اور سند کے علی رضی اللہ عنہ سے کہ اگر مجوسی مچھلی کو شکار کرے تو اس کا کھانا مکروہ ہے۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَآءِ فِي الْمُرِيْ ذَبَحَ الْخَمْرَ النِّيْنَانُ وَالشَّمْسُ. یعنی اور کہا ابودرداء رضی اللہ عنہ صحابی نے مری کے حق میں کہ حلال ہو جاتا ہے شراب مچھلیوں اور سورج سے۔

فائدہ: کہا حربی نے کہ یہ مری ہے کہ شام میں بنایا جاتا ہے شراب لی جاتی ہے سو اس میں نمک اور مچھلی ڈالی جاتی ہے اور سورج کی دھوپ میں اس کو رکھا جاتا ہے سو متغیر ہوتی ہے شراب کے مزے سے اور واسطے اس اثر کے اور بھی طریقے ہیں روایت کیا ہے ان کو طحاوی نے کہ تھے ابودرداء رضی اللہ عنہ کھاتے مری کو جس میں شراب ڈالی جاتی ہے اور کہتے کہ مباح کیا ہے اس کو نمک اور سورج نے اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مری کا حکم پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مباح کیا ہے شراب کے نشے کو سورج نے سو ہم کھاتے ہیں نہیں دیکھتے ہم ساتھ اس کے کچھ ڈر، کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ذیل غریب میں کہ تعبیر کی ہے ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ساتھ ذبح کے نمک اور سورج کی قوت سے اور غالب ہونے ان کے سے شراب پر اور دور کرنے ان کے سے اس کے مزے کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے مچھلیوں کو سوائے نمک کے اس واسطے کہ مقصود اس سے حاصل ہوتا ہے سوائے اس کے ان کی یہ مراد نہیں کہ صرف مچھلیاں ہے ان کے مزے کو بدل ڈالتی ہیں اور ابودرداء رضی اللہ عنہ فتویٰ دیتے تھے کہ جائز ہے سرکہ بنانا شراب کا سو کہا اس نے کہ مچھلی ساتھ نمک کے غالب ہوتی ہے شراب کی تیزی پر اور دور کرتی ہے اس کی شدت کو اور سورج اثر کرتا ہے بیچ سرکہ بنانے اس کے سو ہو جاتی ہے حلال، کہا اور شام کے آسودہ لوگ لاتے تھے مری کو ساتھ شراب کے اور اکثر اوقات اس میں مچھلی بھی ڈالتے جس میں نمک ہوتا اور مقصود مری سے کھانے کا ہضم کرنا ہوتا تھا اور ملاتے اس میں ہر ہضم کرنے والی چیز کو تاکہ بھوک زیادہ لگے اور تھے ابودرداء رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت اصحاب سے کھاتے اس مری کو جو شراب سے بنایا جاتا اور داخل کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے بیچ طہارت شکار دریا کے اس کی مراد یہ ہے کہ مچھلی پاک اور حلال ہے اور یہ کہ اس کا پاک اور حلال ہونا بڑھتا ہے طرف غیر اس کے کی مانند نمک کی یہاں تک کہ ہوتا ہے حرام ناپاک ساتھ ملانے اس کے کی طرف اس کی حلال اور پاک اور یہ رائے اس شخص کی ہے جو کہتا ہے کہ جائز ہے سرکہ بنانا شراب کا اور یہ قول ابودرداء رضی اللہ عنہ کا ہے اور ایک جماعت کا اور کہا ابن اثیر نے نہایہ میں کہ استعارہ کیا ہے ذبح کو واسطے حلال کرنے کے سو گویا کہ کہتا ہے کہ جیسا کہ حلال کرتا ہے ذبح کرنا ذبح کئے ہوئے جانور کے کھانے کو

سوائے مردار کے پس اسی طرح یہ چیزیں جب شراب میں رکھی جائیں تو ذبح کے قائم مقام ہوتے ہیں سو اس کو حلال کر دیتے ہیں اور کہا بیضاوی نے کہ مراد یہ ہے کہ شراب حلال ہو جاتی ہے ساتھ اس مچھلی کے جو اس میں ڈالی گئی اور پکانے اس کے کی ساتھ سورج کے سو ہو گا یہ بجائے ذبح کرنے کے واسطے جانور کے اور اس کے غیر نے کہا کہ ذبحتھا کے معنی ہیں اس کے فعل کو باطل کیا اور ذکر کیا ہے حاکم نے نوع عشرین میں علوم حدیث سے ابن شہاب رحمہ اللہ کے طریق سے اس نے روایت کی ہے ابو بکر بن عبدالرحمن سے اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا کہ بچو شراب سے کہ وہ سب پلیدیوں کی ماں ہے کہا ابن شہاب رحمہ اللہ نے اس حدیث میں کہ نہیں خیر ہے شراب میں اور یہ کہ جب وہ فاسد کیا جائے تو نہیں خیر ہے بیچ اس کے یہاں تک کہ اللہ ہی اس کو بدلائے پس ہو گا اس وقت سرکہ کہا ابن شہاب رحمہ اللہ کہ حاضر ہوا میں پاس قبیصہ کے منع کرتے تھے کہ بنایا جائے شراب کو مری جب کہ پکڑا جائے اور حالانکہ وہ شراب ہو۔ (فتح)

٥٠٦٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ وَأُمِّرَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ فَجُعْنَا جُوْعًا شَدِيْدًا فَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا مَيِّتًا لَمْ يُرَ مِثْلُهُ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَخَذَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِّنْ عِظَامِهِ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ.

٥٠٦٩۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے پتوں والے لشکر کے ساتھ جہاد کیا اور امیر کیے گئے ہم پر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سو ہم سخت بھوکے ہوئے سو دریا نے ایک مچھلی مری ہوئی کنارے پر پھینکی کہ ہم نے اس کی مثل نہیں دیکھی یعنی بڑائی میں اس کو عنبر کہا جاتا تھا سو ہم نے اس کا گوشت آدھا مہینہ کھایا پھر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی لی یعنی پہلو کی ہڈی کھڑی کی سو اس کے نیچے سے سوار گزرا۔

٥٠٧٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ بَعَثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِائَةِ رَاكِبٍ وَأَمِيْرُنَا أَبُوْ عُبَيْدَةَ نَرْصُدُ عِيْرًا لِّقُرَيْشٍ فَأَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتّٰى أَكَلْنَا الْخَبَطَ فَسُمِّيَ جَيْشَ الْخَبَطِ وَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا نِصْفَ شَهْرٍ وَادَّهَنَّا بِوَدَكِهٖ حَتّٰى صَلَحَتْ أَجْسَامُنَا قَالَ

٥٠٧٠۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تین سو سوار کو بھیجا اور ہمارے سردار ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تھے اس حال میں کہ قریش کے قافلے کی تاک اور طلب میں تھے سو ہم کو سخت بھوک پہنچی یہاں تک کہ ہم نے درختوں کے پتے کھائے پس نام رکھا گیا اس جنگ کا جیش الخبط یعنی اس سبب سے کہ لوگوں نے اس میں بھوک کے مارے درختوں کے پتے کھائے سو دریا نے ایک مچھلی کنارے پر پھینکی کہ اس کو عنبر کہا جاتا تھا سو ہم نے اس کا گوشت آدھا مہینہ کھایا اور اس کی

فَأَخَذَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِّنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَهُ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ وَكَانَ فِيْنَا رَجُلٌ فَلَمَّا اشْتَدَّ الْجُوْعُ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَآئِرَ ثُمَّ ثَلَاثَ جَزَآئِرَ ثُمَّ نَهَاهُ أَبُوْ عُبَيْدَةَ.

چربی اپنے بدنوں پر ملی یہاں تک کہ ہمارے بدن درست ہوئے پھر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک پسلی کھڑی کی سو اس کے نیچے سے سوار گزرا اور ہم میں ایک مرد تھا سو جب بھوک کی شدت ہوئی تو اس نے تین اونٹ کو ذبح کیا پھر تین اونٹ کو ذبح کیا پھر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کو منع کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض وارد کرنے اس کے سے اس جگہ قصہ مچھلی کا ہے اس واسطے کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جائز ہے کھانا دریا کی مری ہوئی چیز کا واسطے تصریح کرنے اس کے کی حدیث میں کہ دریا نے ایک مری ہوئی مچھلی پھینکی کہ اس کی مثل نہیں دیکھی گئی اس کو عنبر کہا جاتا تھا اور مغازی میں پہلے گزر چکا ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا گوشت کھایا اور ساتھ اس کے تمام ہوگی دلالت نہیں تو مجرد کھانا اصحاب کا گوشت اس کے سے اور حالانکہ وہ بھوک کی حالت میں تھے کبھی کہا جاتا ہے کہ وہ اضطرار کے واسطے ہے خاص کر اس میں قول ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہے کہ وہ مردار ہے پھر کہا کہ نہیں بلکہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی ہیں اور اللہ کی راہ میں ہیں اور البتہ تم اس کی طرف مضطر ہوئے ہو سو کھاؤ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے قول کا حاصل یہ ہے کہ بنا کیا انہوں نے اس کو اول اوپر عام ہونے تحریم مردار کے پھر یاد کی تخصیص مضطر کے ساتھ مباح ہونے اکل اس کے کی جب کہ ہو بے حکمی کرنے والا اور نہ زیادتی اور وہ ساتھ اسی صفت کے تھے اس واسطے کہ وہ اللہ کی راہ میں تھے اور اس کے رسول کی فرمانبرداری میں اور البتہ ظاہر ہو چکا ہے حدیث کے آخر سے کہ اس کا حلال ہونا اضطرار کے سبب سے نہ تھا بلکہ بسبب ہونے اس کے کی شکار دریا کا سو اس کے آخر میں ہے کہ جب ہم مدینے میں آئے تو ہم نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ وہ رزق ہے کہ اللہ نے اس کو نکالا اور ہم کو کھلاؤ اگر تمہارے ساتھ ہو سو بعض اصحاب اس کا ایک عضو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھایا سو ظاہر ہوا واسطے ان کے کہ وہ حلال مطلق ہے اور مبالغہ کیا بیان میں ساتھ کھانے کے اس میں سے اس واسطے کہ آپ مضطر نہ تھے سو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ دریا کا مرا ہوا جانور مباح ہے برابر ہے کہ خود بخود مر جائے یا شکار کرنے سے مرے اور یہ قول جمہور کا ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ وہ مکروہ ہے اور فرق کیا ہے انہوں نے درمیان اس چیز کے کہ اس کو دریا پھینکے اور درمیان اس کے کہ مر جائے اس میں بغیر آفت کے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے کہ جس چیز کو دریا پھینکے یا اس سے پانی ہٹ جائے تو اس کو کھاؤ اور جو اس میں مر کر اوپر آئے تو اس کو نہ کھاؤ روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے مرفوعاً یحییٰ بن سلیم طائفی سے ابوزبیر سے جابر سے پھر کہا کہ اور روایت کیا ہے اس کو ثوری اور ایوب وغیرہ نے ابوزبیر سے موقوف اور مسند کیا ہے اس کو وجہ ضعیف سے ابن ابی ذئب سے ابوزبیر سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ

سے مرفوعا کہا ترمذی نے کہ میں نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا حال پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ حدیث محفوظ نہیں اور مروی ہے جابر رضی اللہ عنہ سے خلاف اس کا اور یحییٰ بن سلیم صدوق ہے وصف کیا ہے انہوں نے اس کو ساتھ سوء حفظ کے اور کہا نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں ہے قوی اور کہا ابو حازم نے کہ نہیں ہے حافظ اور کہا ابن حبان نے ثقات میں کہ تھا خطا کرتا اور متابعت کی گئی ہے اس کی مرفوع کرنے پر اور نکالا ہے اس کو دار قطنی نے ابو احمد کی روایت سے اس نے روایت کی ثوری سے مرفوع لیکن کہا کہ مخالفت کی ہے اس کی وکیع وغیرہ نے سو موقوف بیان کیا ہے انہوں نے اس کو ثوری سے اور یہی صواب ہے اور مروی ہے ابن ابی ذئب اور اسماعیل بن امیہ سے مرفوع اور نہیں صحیح ہے اور صحیح موقوف ہونا ہے اس کا اور جب کہ نہ صحیح ہوئے مگر موقوف تو البتہ معارض ہے اس کو قول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ کا اور قیاس تقاضا کرتا ہے اس کے حلال ہونے کو اس واسطے کہ وہ مچھلی ہے کہ اگر خشکی میں مر جائے تو البتہ کھائی جاتی ہے بغیر ذبح کرنے کے اور اگر اس سے پانی ہٹ جائے یا اس کو اور مچھلی مار ڈالے تو البتہ کھائی جاتی ہے سو اسی طرح جائز ہے کھانا اس کا جب کہ مر جائے اور حالانکہ دریا میں ہو اور یہ جو اس نے کہا کہ ہم نے اس کا گوشت آدھا مہینہ کھایا تو اس کے اس قول سے مستفاد ہوتا ہے کہ جائز ہے کھانا گوشت کا اگرچہ بدبودار ہو جائے اور ٹھہر جائے اس واسطے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد اس میں سے کھایا اور گوشت اتنی مدت بے بو کے نہیں رہتا خاص کر کے مدینے میں باوجود شدت گرمی کے لیکن احتمال ہے کہ انہوں نے اس کو نمک لگا رکھا ہو اور خشک کر رکھا ہو سو نہ داخل ہوئی ہو اس میں بو اور البتہ پہلے گزر چکا ہے قول نووی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ نہی کھانے گوشت کے سے جب کہ بودار ہو جائے واسطے تنزیہ کے ہے مگر یہ کہ اس سے ضرر کا خوف ہو سو حرام ہوتا ہے اور یہ جواب اس کے مذہب پر ہے لیکن حمل کیا ہے اس کو مالکیہ نے اوپر حرام کرنے کے مطلق، واللہ اعلم۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا دریا کے جانور کا مطلق اس واسطے کہ اصحاب کے پاس کوئی نص نہ تھی جو عنبر کو خاص کرے اور حالانکہ انہوں نے اس کا گوشت کھایا اسی طرح کہا ہے بعض نے اور خدشہ کرتا ہے اس میں یہ کہ اول انہوں نے بطور اضطرار کے کھایا اور جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس طور کے کہ کھایا تھا انہوں نے اس کو مطلق باعتبار ہونے اس کے شکار دریا کا پھر توقف کیا انہوں نے باعتبار ہونے اس کے مردہ سو دلالت کی اس نے اس پر کہ مباح ہے کھانا اس چیز کا کہ شکار کی جائے دریا سے بیان کیا واسطے ان کے شارع نے اخیر میں کہ دریا کا مرا ہوا جانور حلال ہے اور نہیں فرق کیا درمیان طافی کے اور غیر اس کے کی اور حجت پکڑی ہے بعض مالکیوں نے کہ وہ وہاں ٹھہر کر چند روز اس کو کھاتے رہے سو اگر اس کو مردار جان کر بطور اضطرار کے کھایا ہوتا تو اس پر دوام نہ کرتے اس واسطے کہ مضطر جب مردار کو کھاتا ہے تو بقدر حاجت کے کھاتا ہے پھر انتقال کرتا ہے واسطے طلب مباح کے سوائے اس کے اور بعض علماء نے مختلف حدیثوں میں تطبیق دی ہے ساتھ حمل کرنے نہی کے اوپر کراہت تنزیہ کے اور حمل کرنے اس چیز کے جو اس کے سوائے ہے جواز پر اور نہیں اختلاف ہے درمیان علماء کے

بیچ حمل کرنے سمک کے اوپر مختلف اقسام اس کے یعنی سب قسم کی مچھلی اس میں داخل ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو اس چیز میں ہے جو خشکی کے جانور کی صورت پر ہو مانند آدمی اور کتے اور سو اور بڑے سانپ کی سو حنفیہ کے نزدیک مچھلی کے سوائے سب چیز حرام ہے اور یہ قول شافعیہ کا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے اس پر ساتھ اس حدیث کے اس واسطے کہ مچھلی مذکور کا نام سمک نہیں رکھا جاتا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حدیث وارد ہوئی ہے مچھلی میں بطور نص کے اور شافعیہ کا اصح منصوص قول یہ ہے کہ دریا کا جانور مطلق حلال ہے اور یہ مذہب مالکیہ کا ہے سوائے خنزیر کے ایک روایت میں اور دلیل ان کی قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿اُحِلَّ لَكُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ﴾ اور یہ حدیث ہے هُوَ الطُّهُوْرُ مَآءُهٗ وَالْحِلُّ مَیْتَتُهٗ کہ پاک ہے پانی اس کا اور حلال ہے مردہ اس کا روایت کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ اور اصحاب سنن نے اور صحیح کہا ہے ابن خزیمہ اور ابن حبان وغیرھم نے اور شافعیہ سے ہے کہ جس کی نظیر خشکی میں کھائی جاتی ہے وہ حلال ہے اور جو نہیں سو نہیں اور مستثنیٰ کیا ہے انہوں نے اصح قول پر جو گزران کرتی ہے دریا میں اور خشکی میں اور وہ دو قسم ہے پہلی قسم وہ چیز ہے کہ وارد ہوئی ہے بیچ منع کھانے اس کے کوئی چیز جو خاص کرتی ہے اس کو مانند مینڈک کے اور اسی طرح مستثنیٰ کیا ہے اس کو احمد نے واسطے وارد ہونے منع کے قتل کرنے اس کے سے وارد ہوئی ہے یہ منع عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی کی حدیث سے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے اور واسطے اس کے شاہد ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے نزدیک ابن ابی عاصم کے اور دوسرا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اوسط میں اور اس نے اتنا زیادہ کیا ہے اس واسطے کہ اس کا بولنا تسبیح ہے اور ذکر کیا ہے اطباء نے کہ مینڈک دو قسم پر ہے ایک بری ہے اور ایک بحری سو جو کوئی بری کو کھائے وہ مر جاتا ہے اور جو بحری ہے وہ بھی کھانے والے کو ضرر دیتا ہے اور تمساح بھی مستثنیٰ ہے اس واسطے کہ وہ کاٹتا ہے اپنے دانت سے اور احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں ایک روایت ہے اور مثل اس کی ہے قرش دریا شور میں برخلاف اس چیز کے کہ فتویٰ دیا ہے ساتھ اس کے محب طبری نے اور ثعبان اور عقرب اور سرطان اور سنگ پشت واسطے خبیث ہونے ان کے کی اور ضرر کے جو لاحق ہے زہر سے دوسری قسم وہ ہے کہ نہیں وارد ہوا ہے اس میں کوئی مانع جو اس کے کھانے سے منع کرے سو وہ حلال ہے لیکن ساتھ شرط ذبح کے مانند بطخ کے اور پانی کے پرندے کے، واللہ اعلم۔

تنبیہ: یہ قصہ ہجرت کے دوسرے سال میں واقع ہوا ہے جنگ بدر سے پہلے اور اس کا بیان یوں ہے کہ حضرت ﷺ دو سو اصحاب کو ساتھ لے کر نکلے تھے واسطے لوٹنے قافلے قریش کے اس میں امیہ بن خلف تھا سو بواط میں پہنچے اور وہ ایک پہاڑ ہے شام سے لگتا اس کے اور مدینے کے درمیان چار برد کا فاصلہ ہے سو حضرت ﷺ قافلے کو نہ ملے اور پلٹ آئے سو شاید حضرت ﷺ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس کے ساتھیوں کے ساتھ وہاں چھوڑ آئے تھے کہ قافلے مذکور کی تلاش کریں سو یہ سب قصہ درحقیقت ایک ہی قصہ ہے۔ (فتح)

بَابُ أَكْلِ الْجَرَادِ. ٹڈی کے کھانے کے بیان میں۔

فائدہ: کہا جاتا ہے کہ یہ مشتق ہے جرد سے اس واسطے کہ نہیں اترتی ہے کسی چیز پر مگر کہ اس کو خالی کر دیتی ہے اور اس کی پیدائش عجیب ہے اس میں دس حیوان کا منہ ہے اور یہ دو قسم ہے ایک اڑنے والی ہے اور ایک کودنے والی ہے اور نہیں گزرتی ہے کسی کھیتی پر مگر کہ اس کو ویران کر دیتی ہے اور اس کے اصل میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ یہ از قسم مچھلی کے ہے اسی واسطے بغیر ذبح کے کھائی جاتی ہے اور حدیث ضعیف میں وارد ہوا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کھاؤ دریا کا شکار ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ اور ترمذی نے اور اس کی سند ضعیف ہے اور اگر صحیح ہوتو البتہ ہوگی اس میں حجت واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں ہے بدلہ بیچ اس کے جب کہ مار ڈالے اس کو محرم اور جمہور علماء اس کے برخلاف ہیں کہا ابن منذر نے کہ کسی نے نہیں کہا کہ اس میں بدلہ ہے سوائے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اور جب ثابت ہوا اس میں بدلہ تو دلالت کی اس نے اس پر کہ وہ بری ہے یعنی خشکی کا جانور ہے اور البتہ اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ جائز ہے کھانا اس کا بغیر ذبح کے مگر یہ کہ مشہور مالکیہ کے نزدیک شرط ہونا ذبح اس کے کا ہے اور اختلاف ہے اس کی صفت میں سو بعض نے کہا کہ اس کا ذبح کرنا اس کا سر کاٹنا ہے اور کہا ابن وہب نے کہ اس کا پکڑنا اس کا ذبح کرنا ہے اور موافقت کی ہے ان میں سے مطرف نے جمہور کی اس میں کہ اس کے ذبح کرنے کی حاجت نہیں ہے واسطے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ حلال ہوئے واسطے ہمارے دو مردے اور دو خون مچھلی اور ٹڈی اور جگر اور تلی روایت کیا ہے اس کو احمد رحمہ اللہ اور دار قطنی نے مرفوع اور کہا کہ موقوف اصح ہے اور بیہقی نے بھی اس کے موقوف ہونے کو ترجیح دی ہے لیکن کہا کہ واسطے اس کے حکم رفع کا ہے۔ (فتح)

٥٠٧١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ يَعْفُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَوْ سِتًّا كُنَّا نَأْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ قَالَ سُفْيَانُ وَأَبُوْ عَوَانَةَ وَإِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ يَعْفُوْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ أَوْفٰى سَبْعَ غَزَوَاتٍ.

۵۰۷۱۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ہمراہ چھ یا سات بار جہاد کیا ہم آپ کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے، کہا سفیان اور ابوعوانہ اور اسرائیل نے ابو یعفور سے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سات بار جہاد کیا یعنی ان لوگوں کی روایت میں شک نہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے تو احتمال ہے کہ مراد معیت سے مجرد جہاد کرنا ہو سوائے کھانے ٹڈی کے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ کھانے ٹڈی کے ہو اور دلالت کرتا ہے دوسرے احتمال پر جو واقع ہوا ہے دوسری روایت میں کہ حضرت ﷺ بھی ہمارے ساتھ کھاتے اور یہ اگر صحیح ہو تو رد کرتا ہے یہ صیمری پر شافعیہ سے اس کے

گمان میں کہ حضرت مُلَاثِیْم نے اس کو مکروہ جانا ہے جیسے سوسمار کو مکروہ جانا اور شاید اس کی سند یہ حدیث ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت مُلَاثِیْم سوسمار سے پوچھے گئے تو فرمایا کہ نہ میں اس کو کھاتا ہوں نہ حرام کہتا ہوں اور پوچھے گئے ٹڈی سے سو اس میں بھی اسی طرح فرمایا اور یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور نقل کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اجماع کو اوپر حلال ہونے کھانے ٹڈی کے لیکن تفصیل کی ہے ابن عربی نے ترمذی کی شرح میں درمیان ٹڈی حجاز کے اور ٹڈی اندلس کے سو کہا اس نے کہ اندلس کی ٹڈی نہ کھائی جائے اس واسطے کہ وہ ضرر محض ہے اور یہ اگر ثابت ہو کہ اس کا کھانا ضرر کرتا ہے ساتھ اس طور کے کہ ہو اس میں زہر جو خاص کرے اس کو سوائے اور شہروں کے تو متعین ہوگا مستثنیٰ ہونا اس کا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ اٰنِيَةِ الْمَجُوْسِ وَالْمَيْتَةِ. مجوس اور مردار کے برتنوں کا بیان۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ اسی طرح باب باندھا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور لایا ہے اس میں حدیث ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ کی اور اس میں ذکر اہل کتاب کا ہے یعنی اس میں مجوس کا ذکر نہیں ہے سو شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ وہ بھی اہل کتاب ہیں اور کہا ابن منیر نے کہ باب باندھا ہے واسطے مجوس کے اور حدیثیں اہل کتاب میں ہیں اس واسطے کہ اس نے بنا کی ہے اس پر کہ ڈر دونوں میں ایک ہے اور وہ نہ بچنا ان کا ہے گندگیوں سے اور کہا کرمانی نے کہ یا حکم اس کا ساتھ قیاس کے ہے یعنی ایک کو دوسرے پر قیاس کیا ہے یا اس اعتبار سے کہ مجوس گمان کرتے ہیں کہ وہ اہل کتاب ہیں۔ میں نے کہا اور احسن اس سے یہ ہے کہ اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے حدیث کے بعض طریقوں میں منصوص مجوس پر یعنی اس کے بعض طریقوں میں مجوس کا نام صریح آچکا ہے سو ترمذی میں ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پوچھے گئے حضرت مُلَاثِیْم مجوس کی ہانڈیوں سے سو فرمایا کہ ان کو دھو کر پاک کر لو اور ان میں پکاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ ہم ان یہود اور نصاریٰ اور مجوس پر گزرتے ہیں سو ہم ان کے برتنوں کے سوا اور برتن نہیں پاتے الحدیث، اور یہ طریقہ ہے کہ بہت استعمال کرتا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ سو جس حدیث کی سند میں مقال ہو اس کے ساتھ باب باندھتا ہے پھر وارد کرتا ہے باب میں وہ چیز کہ لیا جائے اس سے حکم بطور الحاق کے اور مانند اس کے کی اور حکم مجوس کے برتنوں میں نہیں مختلف ہے ساتھ حکم اہل کتاب کے برتنوں میں اس واسطے کہ علت اگر یہ ہو کہ ان کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے جیسے اہل کتاب کا تو کوئی اشکال نہیں اور اگر ان کا ذبیحہ حلال نہیں ہے کما سیاتی البحث فیه تو جن برتنوں میں وہ اپنا ذبح کیا ہوا جانور پکاتے ہیں وہ پلیدی کے لگنے سے ناپاک ہوں گے سو اہل کتاب بھی اسی طرح ہیں اس واسطے کہ پلیدی سے بچنا ان کے دین میں نہیں اور ساتھ اس طور کے کہ وہ ان میں سور کا گوشت پکاتے ہیں اور ان میں شراب وغیرہ رکھتے ہیں اور تائید کرتی ہے دوسرے احتمال کو وہ چیز جو روایت کی ہے ابو داؤد اور بزار نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ہم حضرت مُلَاثِیْم کے ہمراہ جہاد کرتے تھے سو ہم مشرکوں کے برتن پاتے تھے

سوہم ان کے ساتھ فائدہ اٹھاتے تھے سواس سے ہم پر عیب نہ کیا جاتا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم ان کو دھوتے اور ان میں کھاتے۔ (فتح)

٥٠٧٢ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا بِأَرْضِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَنَأْكُلُ فِيْ آنِيَتِهِمْ وَبِأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَأَصِيْدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ وَبِكَلْبِي الَّذِيْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكَ بِأَرْضِ أَهْلِ كِتَابٍ فَلَا تَأْكُلُوْا فِيْ آنِيَتِهِمْ إِلَّا أَنْ لَّا تَجِدُوْا بُدًّا فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا بُدًّا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكُمْ بِأَرْضِ صَيْدٍ فَمَا صِدْتَّ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الَّذِيْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْهُ.

۵۰۷۲۔ حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو میں نے کہا کہ یا حضرت! ہم اہل کتاب کی زمین میں ہیں سو ہم ان کے برتنوں میں کھاتے ہیں یعنی کیا جائز ہے ان کے برتنوں میں کھانا اور ہم شکار کی زمین میں ہیں شکار کرتا ہوں میں اپنی کمان سے اور شکار کرتا ہوں اپنے کتے سکھائے ہوئے سے اور اپنے کتے بے سکھائے ہوئے سے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ذکر کیا تو نے کہ تم اہل کتاب کی زمین میں ہو سو ان کے برتنوں میں نہ کھایا کرو مگر یہ کہ کوئی چارہ نہ پاؤ تو دھو لو اور کھاؤ اور جو تو نے ذکر کیا کہ تم شکار کی زمین میں ہو سو جو شکار کرے تو اپنی کمان سے سو اللہ کا نام لے اور کھا اور جو شکار کرے تو اپنے کتے سکھائے ہوئے سے سو اس پر اللہ کا نام لے اور کھا اور جو شکار کرے تو اپنے کتے غیر معلم سے سو تو اس کی ذبح کو پائے تو اس کو کھا۔

٥٠٧٣ ۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ لَمَّا أَمْسَوْا يَوْمَ فَتَحُوْا خَيْبَرَ أَوْقَدُوا النِّيْرَانَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَامَ أَوْقَدْتُمْ هٰذِهِ النِّيْرَانَ قَالُوْا

۵۰۷۳۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اصحاب نے فتح خیبر کے دن شام کی تو آگ کو جلایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے کس چیز پر آگ کو جلایا لوگوں نے عرض کیا کہ یہ خانگی گدھوں کا گوشت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہاؤ جو ہانڈیوں میں ہے اور ہانڈیوں کو توڑ ڈالو تو

لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ قَالَ أَهْرِيْقُوْا مَا فِيْهَا وَاكْسِرُوْا قُدُوْرَهَا فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ نُهَرِيْقُ مَا فِيْهَا وَنَغْسِلُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ ذَاكَ.

قوم میں سے ایک مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ ہم بہاتے ہیں جو ان میں ہے اور ان کو دھو ڈالتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یا اس طرح کرو یعنی اختیار ہے خواہ دھو لو خواہ توڑ ڈالو۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ یہ جو بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں مردار کا ذکر کیا ہے تو تنبیہ کی ہے اس نے ساتھ ذکر کرنے اس کے اس پر کہ گدھے چونکہ حرام تھے تو ان میں ذبح نے کچھ اثر نہ کیا سو ہوں گے مردار اور اسی واسطے حکم کیا ساتھ دھونے برتنوں کے ان کے گوشت سے اور سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيْحَةِ وَمَنْ تَرَكَ مُتَعَمِّدًا.

ذبح کیے جانور پر بسم اللہ کہنا اور جو جان بوجھ کر بسم اللہ نہ کہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جان بوجھ کر تو اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس قول کے طرف اس کی کہ جان بوجھ کر چھوڑنے والے اور بھولے سے چھوڑنے والے کے درمیان فرق ہے کہ جو جان بوجھ کر بسم اللہ نہ کہے اس کا ذبح کیا ہوا جانور حلال نہیں اور جو بھولے سے چھوڑے اس کا ذبیحہ حلال ہے اس واسطے کہ مدد لی ہے اس نے واسطے اس کے ساتھ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور اس چیز کی کہ ذکر کی اس کے بعد اللہ کے اس قول سے کہ نہ کھاؤ اس چیز سے کہ نہیں لیا گیا اس پر نام اللہ کا پھر کہا کہ ناسی کا نام فاسق نہیں رکھا جاتا یہ اشارہ ہے اللہ کے اس قول کی طرف جو آیت میں ہے ﴿وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ﴾ سو استنباط کیا اس نے اس سے کہ فسق کی وصف واسطے عامد کے ہے پس خاص ہوگا حکم ساتھ اس کے اور تفرقہ درمیان ناسی اور عامد کے ذبیحہ میں قول احمد رحمہ اللہ کا ہے اور ایک گروہ کا اور قوی کیا ہے اس کو غزالی نے احیاء میں اس حجت سے کہ ظاہر آیت کا ایجاب ہے اور اسی طرح حدیثیں بھی اور جو حدیثیں کہ رخصت پر دلالت کرتی ہیں وہ تعمیم کا احتمال رکھتی ہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ ناسی کے ساتھ خاص ہوں سو ہوگا حمل کرنا اس کا اوپر اس کے اولیٰ تا کہ جاری ہوں سب دلیلیں اپنے ظاہر پر اور معذور رکھا جائے گا ناسی سوائے عامد کے۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ نَسِيَ فَلَا بَأْسَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا بھول جائے تو نہیں ہے کچھ ڈر۔

فائدہ: روایت کی ہے سعید بن منصور نے عکرمہ سے اس روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مسلمان میں اللہ کا نام موجود ہے اگرچہ اللہ کا نام نہ لے اور اس کی سند صحیح ہے اور وہ موقوف ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰي ﴿وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ کھاؤ اس چیز سے کہ نہ لیا جائے اس پر اللہ کا نام اور بے شک وہ فسق ہے اور ناسی

وَالنَّاسِیْ لَا یُسَمّٰی فَاسِقًا وَقَوْلُهٗ ﴿وَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلٰى أَوْلِيَآئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ﴾.

کا نام فاسق نہیں رکھا جاتا اور اللہ نے فرمایا کہ بے شک شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے طرف زجر کی حجت پکڑنے سے واسطے جواز ترک بسم اللہ کے ساتھ تاویل آیت کے اور حمل کرنے اس کے کی غیر ظاہر پر تا کہ نہ ہو شیطان کے وسوسہ سے تا کہ رو کے اللہ کے ذکر سے اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف جو روایت کی ہے ابن ماجہ اور ابو داؤد اور طبری نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰى اَوْلِيَآئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ کافر کہتے تھے کہ جس چیز پر اللہ کا نام لیا جائے اس کو نہ کھاؤ اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو کھاؤ اللہ نے فرمایا اور نہ کھاؤ اس چیز سے کہ نہ لیا جائے اس پر نام اللہ کا اور نیز روایت کی ہے ابو داؤد اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ یہود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ ہم کھاتے ہیں اس چیز سے کہ ہم نے ماری اور نہیں کھاتے اس چیز سے کہ اللہ نے ماری سو یہ آیت اتری اور نہ کھاؤ اس چیز سے کہ نہ لیا جائے اس پر نام اللہ کا آخر آیت تک اور روایت کی ہے طبری نے علی بن طلحہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مانند اس کی اور بیان کیا ہے آیت کو مشرکون تک اگر فرمانبرداری کرو تم ان کی اس چیز میں کہ میں نے تم کو اس سے منع کیا اور روایت کی ہے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰى اَوْلِيَآئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ﴾ کہا کہ مجادلہ کیا ساتھ مسلمانوں کے مشرکوں نے ذبیحہ میں اور روایت کی ہے ابن جریج سے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ کیا مطلب ہے اللہ کے اس قول کا سو کھاؤ اس چیز سے کہ لیا گیا ہے اس پر نام اللہ کا؟ کہا کہ حکم کرتا ہے تم کو اللہ ساتھ لینے نام اس کے کی کھانے پر اور پینے پر اور ذبح پر میں نے کہا اور کیا معنی ہیں اللہ کے اس قول کے اور نہ کھاؤ اس چیز سے کہ نہ لیا جائے اس پر نام اللہ کا؟ کہا کہ منع کرتا ہے ان جانوروں سے جو جاہلیت کے وقت بتوں پر ذبح کیے جاتے تھے کہا طبری نے جو کہتا ہے کہ مسلمان جس چیز پر ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا بھول جائے وہ چیز حلال نہیں تو یہ قول بعید ہے صواب سے واسطے شاذ ہونے اس کے کی اور خارج ہونے اس کے کی اس چیز سے کہ اس پر اجماع ہے کہا اس نے اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ﴾ تو مراد یہ ہے کہ کھانا اس چیز کا کہ نہیں لیا گیا اس پر نام اللہ کا مردار ہے اور اس چیز کا کہ پکاری گئی ہے واسطے غیر اللہ کے فسق ہے اور نہیں حکایت کیا طبری نے کسی سے اس کا خلاف۔ (فتح)

٥٠٧٤ ـ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ

۵۰۷۴۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذی الحلیفہ میں تھے سو لوگوں کو بھوک

عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ فَأَصَبْنَا إِبِلًا وَّغَنَمًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُخْرَيَاتِ النَّاسِ فَعَجِلُوْا فَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ فَدُفِعَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِالْقُدُوْرِ فَأُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ وَّكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيْرَةٌ فَطَلَبُوْهُ فَأَعْيَاهُمْ فَأَهْوٰى إِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰكَذَا قَالَ وَقَالَ جَدِّيْ إِنَّا لَنَرْجُوْ أَوْ نَخَافُ أَنْ نَّلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ فَقَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْهُ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَّأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ.

پہنچی سو ہم نے اونٹوں اور بکریوں کو پایا یعنی غنیمت میں ہم کو ہاتھ لگیں اور حضرت ﷺ پچھلے لوگوں میں تھے سو لوگوں نے جلدی کی اور ہانڈیوں کو کھڑا کیا سو حضرت ﷺ ان کے پاس پہنچے سو حکم کیا ساتھ الٹانے ہانڈیوں کے سو الٹائیں گئیں اور بہایا گیا جو ان میں تھا پھر غنیمت کو تقسیم کیا سو برابر کیا دس بکریوں کو ساتھ ایک اونٹ کے سو ان میں سے ایک اونٹ بھڑک کر بھاگا اور لشکر میں گھوڑے تھوڑے تھے سو لوگ اس کے پکڑنے کو دوڑے سو اس نے ان کو تھکایا یعنی اور اس کو پکڑ نہ سکے سو ایک مرد نے تیر کے ساتھ اس کی طرف قصد کیا یعنی اور اس کو تیر مارا سو اللہ نے اس کو روکا یعنی اس کو تیر لگا سو کھڑا ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان گھر کے پلے ہوئے چوپایوں میں بھی بھڑکنے والے ہوتے ہیں جیسے جنگلی جانوروں میں بھڑکنے والے ہوتے ہیں سو جو ان میں سے بھاگے تو کرو ساتھ اس کے اس طرح یعنی جب پالا ہوا جانور وحشی ہو جائے اور ہاتھ نہ لگے کہ اس کو ذبح کیجیے بسم اللہ کہہ کر جہاں زخم لگائے وہ حلال ہو جاتا ہے جیسا کہ جنگلی جانور میں بھی یہی حکم ہے کہا عبایہ نے کہ میرے دادا یعنی رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ ہم امید رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں یہ کہ کل دشمن سے ملیں یعنی کافروں سے جہاد کریں اور نہیں ہیں ہمارے ساتھ چھریاں کیا ذبح کریں ہم کھپانچ سے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو خون کو بہادے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو کھاؤ سوائے دانت اور ناخن کے اور میں خبر دوں گا تم کو اس سے پس دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھریاں ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ذی الحلیفہ میں تو یہ ذی الحلیفہ غیر اس ذی الحلیفہ کا ہے جو مدینے کا میقات ہے جس جگہ سے مدینے والے احرام باندھتے ہیں اس واسطے کہ میقات اس شخص کے راہ میں ہے جو مدینے اور شام سے مکے کو جائے

اور یہ ذی الحلیفہ ذات عرق کے قریب ہے طائف اور مکے کے درمیان اسی طرح جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابو بکر حازمی نے اور واقع ہوا ہے واسطے قابسی کے کہ وہ میقات مشہور ہے اور اسی طرح ذکر کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے کہا علماء نے کہ تھا یہ واقعہ وقت پھرنے ان کے کی طائف سے آٹھویں سال میں اور یہ جو کہا کہ لوگوں کو بھوک پہنچی تو یہ تمہید ہے واسطے عذر ان کے کی بیچ ذبح کرنے ان کے کی اونٹوں اور بکریوں کو جو ان کو ہاتھ آئیں اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ پچھلے لوگوں میں تھے تو حضرت ﷺ لشکر کی حفاظت کے واسطے پیچھے رہتے تھے اس واسطے کہ اگر لشکر سے آگے بڑھتے تو البتہ خوف تھا کہ ضعیف آدمی حضرت ﷺ سے پیچھے رہ جائے اور حالانکہ اصحاب کو حضرت ﷺ کے ساتھ رہنے کی بہت حرص تھی پس لازم آتا ہے چلنے حضرت ﷺ کے سے پچھلے لوگوں میں نگاہ رکھنا ضعیف لوگوں کا واسطے موجود ہونے ان لوگوں کے جو پیچھے رہتے تھے ساتھ آپ کے قوی لوگوں سے اور یہ جو کہا کہ انہوں نے جلدی سے ہانڈیوں کو کھڑا کیا یعنی بھوک کے سبب سے جو ان کے ساتھ تھی سو انہوں نے جلدی کی سو ذبح کیا ان جانوروں کو جو غنیمت میں ہاتھ لگے اور اس کو ہانڈیوں میں رکھا اور ایک روایت میں ہے سو جلد باز لوگ چلے سو انہوں نے ذبح کیا اور ہانڈیوں کو کھڑا کیا غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے اور یہ جو کہا کہ ہانڈیاں الٹائی گئیں تو اس جگہ دو چیزوں میں اختلاف ہے ایک ہانڈیوں کے بہانے کے سبب میں دوسری یہ کہ گوشت ضائع کیا گیا یا نہیں لیکن پہلی چیز سو کہا عیاض نے کہ وہ پہنچ چکے تھے طرف دار الاسلام کی اور اس جگہ میں کہ نہیں جائز ہے اس میں کھانا غنیمت کے مال سے جو مشترک ہو مگر بعد تقسیم ہونے کے اور یہ کہ محل جائز ہونے اس کے کا پہلے تقسیم سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اس وقت تک ہے جب تک کہ دار الحرب میں ہوں اور احتمال ہے کہ سبب اس کا یہ ہو کہ انہوں نے اس کو جلدی سے اچک لیا اور نہ لیا اس کو اعتدال سے اور بقدر حاجت کے یعنی معاملہ کیا ساتھ ان کے بسبب جلدی کرنے ان کے کی ساتھ نقیض قصد ان کے کی جیسا کہ معاملہ کیا گیا قاتل کے ساتھ منع میراث کے اور جو دوسری چیز ہے سو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مامور یہ ہانڈیوں کے بہانے سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ضائع کرنا شوربے کا ہے واسطے سزا ان کی کے اور گوشت کو تو انہوں نے تلف نہ کیا بلکہ محمول ہے وہ اس پر کہ جمع کر کے غنیمت کی طرف پھیرا گیا اور نہیں گمان کیا جاتا کہ حکم کیا ہو حضرت ﷺ نے ساتھ ضائع کرنا اس کے کا باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ نے مال کے ضائع کرنے سے منع کیا ہے اور یہ غنیمت لانے والوں کا مال ہے اور نیز قصور ساتھ پکانے اس کے کی نہیں واقع ہوا غنیمت کے تمام مستحقوں سے اس واسطے کہ بعض نے ان میں سے نہیں پکایا تھا اور ان میں سے بعض خمس کے مستحق تھے اور اگر کہا جائے کہ نہیں منقول ہے کہ انہوں نے گوشت کو غنیمت کی طرف اٹھایا ہو تو ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی منقول نہیں کہ انہوں نے گوشت کو جلا ڈالا ہو سو واجب ہے تاویل اس کی موافق قواعد کے اور وارد ہوتی ہے اس پر حدیث ابوداؤد کی کہ اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے گوشت کو مٹی سے آلودہ کیا اور فرمایا کہ نہبہ نہیں ہے زیادہ تر حلال مردار سے اور یہ حدیث

جید الاسناد ہے اور اگر کوئی کہے کہ حضرت ﷺ نے جو گوشت کو خاک آلودہ کیا تو اس سے اس کا ضائع کرنا لازم نہیں آتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیاق مشعر ہے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ اس کے مبالغہ کرنا ہے زجر میں اس فعل سے سو اگر اس کے در پے ہوتے کہ اس کے بعد اس سے نفع اٹھایا جائے تو نہ ہوتی اس میں بڑی زجر سو ہوگا فاسد کرنا گوشت کا اوپر ان کے باوجود متعلق ہونے دل ان کے کا ساتھ اس کے اور حاجت ان کی کے طرف اس کی اور خواہش ان کی کے واسطے اس کے ابلغ زجر میں اور کہا اسماعیلی نے کہ حضرت ﷺ نے جو ہانڈیوں کے اُلٹانے کے ساتھ حکم کیا تو جائز ہے کہ ہو یہ بسبب اس کے کہ ذبح کرنا اس شخص کا جو ساری چیز کا مالک نہ ہو نہیں ہوتا ہے ذبح کرنے والا اور احتمال ہے کہ ہو یہ بسبب اس کے کہ انہوں نے جلدی کی طرف خاص ہونے کی ساتھ ایک چیز کے سوائے باقی حق داروں اس کے کی پہلے تقسیم ہونے سے اور پہلے نکالنے خمس کے سو سزا دی ان کو ساتھ منع کرنے کے کھانے اس چیز کے سے جس کی طرف انہوں نے جلدی کی واسطے زجر کرنے ان کے کی پھر ایسا کام کرنے سے پھر ترجیح دی اس نے دوسرے احتمال کو اور ضعیف کیا پہلے کو ساتھ اس طور کے کہ اگر ایسا ہوتا تو نہ حلال ہوتا کھانا اونٹ بھاگنے والے کا جس کو ایک شخص نے ان میں سے تیر مارا تھا اس واسطے کہ کل آدمیوں نے اس کے تیر مارنے کی اجازت نہ دی تھی باوجودیکہ اس کا اس کو تیر مارنا اس کا ذبح ہوا جیسا کہ نص کی اس پر نفس حدیث باب میں اور البتہ مائل کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے طرف پہلے معنی کے اور باب باندھا ہے ساتھ اس کے کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور ممکن ہے جواب اسماعیلی کے الزام سے اونٹ کے قصے سے ساتھ اس طور کے کہ تیر مارنے والے نے حضرت ﷺ اور کل اصحاب کے سامنے مارا ہو اور اصحاب نے اس کو برقرار رکھا سو دلالت کی ان کے چپ رہنے نے ان کی رضامندی پر برخلاف اس چیز کے جس کو ان لوگوں نے ذبح کیا حضرت ﷺ کے آنے سے پہلے اور جو آپ کے ساتھ تھے سو دونوں امر جدا جدا ہو گئے، واللہ اعلم۔ اور یہ جو کہا کہ دس دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کیا تو یہ محمول ہے اس پر کہ اس وقت بکریوں کی یہی قیمت تھی سو شاید اونٹ کم تھے یا قیمتی تھے اور بکریاں بہت تھیں یا دبلی تھیں ساتھ اس طور کے کہ ایک اونٹ کی قیمت دس بکریاں تھیں اور نہیں مخالف ہے یہ قربانی کے قاعدے کو کہ اونٹ کفایت کرتا ہے ساتھ آدمیوں سے اس واسطے کہ یہی ہے غالب بیچ قیمت بکری اور اونٹ کے جو متوسط ہوں اور لیکن یہ قسمت سو خاص ایک واقعہ کا ذکر ہے سو احتمال ہے کہ ہو برابر کرنا بسبب قیمتی ہونے اونٹوں کے سوائے بکریوں کے اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی نزدیک مسلم کے صریح ہے حکم میں اس واسطے کہ اس میں ہے کہ حکم کیا ہم کو حضرت ﷺ نے یہ کہ شریک ہوں ہم سات سات آدمی اونٹ اور گائے میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو بقرہ عید حاضر ہوئی سو شریک ہوئے ہم گائے میں نو نو آدمی اور اونٹ میں دس دس آدمی اور حسن کہا ہے اس کو ترمذی رحمہ اللہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور جو حاصل ہوتا ہے اس جگہ یہ ہے کہ اصل یہ ہے کہ اونٹ

ساتھ آدمیوں کی طرف سے ہے جب تک کہ نہ پیش آئے کوئی عارض قیمتی ہونے وغیرہ سے پس متغیر ہوگا حکم بسبب اس کے اور ساتھ اس کے جمع ہوں گی سب حدیثیں جو وارد ہیں اس باب میں پھر جو ظاہر ہوتا ہے قسمت مذکورہ سے یہ ہے کہ واقع ہوئے وہ بیچ سوائے اس چیز کے کہ پکائی گئی اور بہائی گئی اونٹوں اور بکریوں سے جن کو انہوں نے غنیمت کیا اور اگر واقعہ متعدد ہو تو احتمال ہے کہ جو قصہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا اس میں گوشت کو تلف کیا ہو اس واسطے کہ وہ کاٹا گیا تھا واسطے پکانے کے اور جو قصہ کہ رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اس میں سالم بکریاں پکائی گئیں تو جب ان کا شوربا بہایا گیا تو مال غنیمت میں ملائی گئیں تا کہ تقسیم ہوں پھر پکائے ان کو جس کے حصے میں واقع ہوں اور شاید یہی نکتہ ہے بیچ کم ہونے قیمت بکریوں کے عادت سے، واللہ اعلم۔ اور یہ جو فرمایا کہ پھر بھاگا ان میں سے یعنی ان اونٹوں میں سے جو تقسیم ہوئے تھے اور یہ جو کہا کہ لشکر میں گھوڑے تھوڑے تھے تو اس میں تمہید ہے واسطے عذر ان کے کہ اونٹ نے ان کو تھکایا اور نہ قادر ہوئے اس کے حاصل کرنے پر سو گویا کہ کہتا ہے کہ اگر ان میں گھوڑے بہت ہوتے تو البتہ ممکن تھا کہ اس کو گھیر کر پکڑ لیتے اور یہ جو فرمایا کہ کرو ساتھ اس کے اس طرح یعنی اور اس کو کھاؤ اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا اس چیز کا کہ ماری جائے تیر سے اور زخمی ہو جائے جس جگہ میں کہ ہو اس کے بدن سے بشرطیکہ جنگلی جانور ہو یا وحشی ہو گیا ہو اور یہ جو کہا کہ ہم امید رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں تو یہ شک راوی کا ہے اور امید کے ساتھ تعبیر کرنے میں اشارہ ہے طرف حرص ان کی کے اوپر ملنے دشمن کے واسطے اس چیز کے کہ امید رکھتے ہیں اس کو شہید ہونے یا غنیمت لانے سے اور خوف کے ساتھ تعبیر کرنے میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ نہیں چاہتے کہ ہجوم کرے ان پر دشمن اچانک اور یہ جو کہا کہ نہیں ساتھ ہمارے چھریاں تو مدے جمع ہے مدیہ کی اور مدیہ چھری کو کہتے ہیں اور نام رکھا گیا چھری کا ساتھ اس کے اس واسطے کہ کاٹتی ہے جانور کی عمر کو اور رابط درمیان قول اس کے کہ ہم دشمن کو ملیں گے اور ہمارے ساتھ چھریاں نہیں احتمال ہے کہ ہو مراد ان کی یہ کہ جب وہ دشمن سے ملے تو ہوں گے درپے اس کے کہ غنیمت لائیں ان میں سے وہ چیز کہ ذبح کریں اس کو اور احتمال ہے کہ ہو مراد ان کی یہ کہ وہ محتاج ہوں طرف ذبح کرنے اس چیز کے کہ کھائیں اس کو تا کہ قوت حاصل کریں ساتھ اس کے اوپر دشمن کے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو پہلے گزر چکی ہے تقسیم کرنے اونٹوں اور بکریوں کے سے درمیان ان کے سو ان کے پاس وہ جانور تھے کہ ان کو ذبح کریں اور مکروہ جانا انہوں نے یہ کہ اپنی تلواروں سے ذبح کریں تا کہ ان کی تیزی کو ضرر نہ کریں اور حالانکہ اس کی حاجت ہے سو سوال کیا اس چیز سے کہ کفایت کرتی ہے ذبح میں سوائے چھری اور تلوار کے اور یہی ہے وجہ حصر کی چھری اور کھپانچ اور مانند اس کی میں باوجود ممکن ہونے اس چیز کے کہ چھری کے معنی میں ہے اور وہ سوار ہے اور جو اس کے سوائے اور حدیث میں واقع ہوا ہے کہ تم کل دشمن کو ملنے والے ہو اور روزہ نہ رکھنا زیادہ قوت دینے والا ہے واسطے تمہارے سو بلایا ان کو طرف نہ روزہ رکھنے کے تا کہ قوت حاصل کریں اور اس حدیث سے معلوم

ہوا کہ ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا شرط ہے اس واسطے کہ معلق کیا ہے اجازت کو ساتھ مجموع دو امروں کے اور وہ خون بہانا ہے اور بسم اللہ کہنا اور جو دو چیزوں کے ساتھ معلق ہو نہیں کفایت کی جاتی بیچ اس کے مگر ساتھ جمع ہونے ان دونوں کے اور منتفی ہوتی ہے ساتھ منتفی ہونے ایک کے دونوں میں سے اور یہ جو فرمایا کہ لیکن دانت سو ہڈی ہے تو کہا بیضاوی نے کہ یہ قیاس ہے کہ حذف کیا گیا ہے اس سے مقدمہ دوسرا واسطے مشہور ہونے اس کے کی نزدیک ان کے اور تقدیر یہ ہے لیکن دانت سو ہڈی ہے اور ہر ہڈی نہیں حلال ہے ذبح کرنا ساتھ اس کے اور شامل ہے یہ نتیجہ کو واسطے دلالت کرنے استثناء کے اوپر اس کے اور کہا ابن صلاح نے کہ یہ دلالت کرتا ہے کہ حضرت ﷺ نے مقرر کیا ہوا تھا کہ ہڈی سے ذبح کرنا حاصل نہیں ہوتا اسی واسطے اقتصار کیا اپنے اس قول پر ہر ہڈی ہے کہا اس نے کہ نہیں دیکھی میں نے واسطے منع کی ذبح کرنے سے ساتھ ہڈی کے کوئی معنی معقول اور اسی طرح واقع ہوا ہے بیچ کلام ابن عبدالسلام کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نہ ذبح کرو ہڈی سے اس واسطے کہ وہ خون سے ناپاک ہو جاتی ہے اور البتہ منع کیا ہے تم کو میں نے اس کے ناپاک کرنے سے اس واسطے کہ وہ توشہ تمہارے بھائی جنوں کا ہے اور یہ محتمل ہے اور نہیں کہا جاتا کہ تھا ممکن پاک کرنا اس کا بعد ذبح کے اس واسطے کہ استنجا کرنا ساتھ اس کے بھی اسی طرح ہے اور البتہ مقرر ہو چکا ہے کہ وہ کفایت نہیں کرتا کہا ابن جوزی نے کہ یہ دلالت کرتا ہے کہ ہڈی سے ذبح کرنا ان کے یہاں معلوم تھا کہ کفایت نہیں کرتا اور بے شک کہا شارع نے ان کو اوپر اس کے اور اشارہ کیا اس کی طرف اس جگہ اور بیان کروں گا میں حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی جو صلاحیت رکھتی ہے یہ کہ ہو سند واسطے اس کے اور یہ جو فرمایا کہ بہر حال ناخن سو چھریاں ہیں حبشیوں کی یعنی اور وہ کافر ہیں اور البتہ منع کیا ہے میں نے تم کو ان کے ساتھ تشبیہ کرنے سے کہا ہے اس کو ابن صلاح نے اور تابع ہوا ہے اس کا نووی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض نے کہا کہ منع کیا ہے ان سے اس واسطے کہ ذبح کرنا ساتھ ان کے عذاب دینا ہے واسطے حیوان کے اور نہیں واقع ہوتا ہے ساتھ اس کے غالباً مگر گلا گھونٹنا جو ذبح کی صورت پر نہیں اور کہا علماء نے کہ حبشی لوگ بکری کو ذبح کرنے کی جگہ سے ناخن کے ساتھ لہو بہاتے ہیں یہاں تک کہ قبض ہوتی ہے روح اس کی گلا گھونٹنے سے اور اعتراض کیا گیا ہے پہلی تعلیل پر ساتھ اس کے کہ اگر اس طرح ہوتا تو البتہ چھری سے ذبح کرنا بھی منع ہوتا اور اسی طرح اور سب چیزوں کے ساتھ بھی اور جواب یہ ہے کہ ذبح کرنا ساتھ چھری کے اصل ہے لیکن جو لاحق ہے ساتھ اس کے سو وہی ہے جس میں تشبیہ معتبر ہے واسطے ضعیف ہونے اس کے کی اور اسی واسطے تھے سوال کرتے جواز ذبح سے ساتھ غیر چھری کے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مراد ساتھ ظفر کے اس حدیث میں قسم خوشبو کی ہے جو بخور میں ڈالی جاتی ہے کہا اور اگر مراد ساتھ اس کے آدمی کے ناخن ہوتے تو فرماتے اس میں جو دانت میں فرمایا اور وہ ایک قسم ہے خوشبو کی حبش کے شہروں میں اور وہ نہیں کاٹتی سو ہوگئی بیچ معنی گلا گھونٹنے کے اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں سوائے ان کے جو پہلے گزرے حرام ہے تصرف کرنا بیچ مال

مشترک کے بغیر اجازت کے اگرچہ کم ہو اور اگرچہ اس کی حاجت ہو اور اس حدیث میں فرمانبردار ہونا اصحاب رضی اللہ عنہم کا ہے واسطے حکم حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ بیچ ترک کرنے اس چیز کے کہ ان کو اس کے ساتھ سخت حاجت ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے امام کے سزا دینا رعیت کو ساتھ اس چیز کے کہ اس میں تلف کرنا منفعت اور مانند اس کے کا ہے جب کہ غالب ہو مصلحت شرعیہ اور یہ کہ قسمت غنیمت کے جائز ہے اس میں برابری کرنا اور قسمت کرنا اور نہیں شرط ہے قسمت ہر چیز کی جدا جدا اور یہ کہ جو وحشی ہو جائے گھر کے پلے ہوئے جانوروں سے دیا جاتا ہے اس کو حکم وحشی جانور کا اور بالعکس اور جائز ہے ذبح کرنا ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے مقصود برابر ہے کہ لوہا ہو یا نہ اور جائز ہے مار ڈالنا بھڑکنے والے جانور کا واسطے اس شخص کے جو اس کی ذبح سے عاجز ہو مانند شکار جنگلی جانور کے اور جو وحشی ہو جائے خانگی جانور سے اور ہوں گے سب اجزاء اس کے جگہ ذبح کے سو جب اس کو تیر لگے اور مر جائے تو حلال ہوتا ہے اور لیکن جس کے پکڑنے کی قدرت ہو سو نہیں مباح ہے وہ مگر ساتھ ذبح کے یا نحر کے بالا جماع اور اس میں تنبیہ ہے اس پر کہ حرام ہونا مردار کا واسطے باقی رہنے خون اس کے ہے بیچ اس کے اور اس حدیث میں منع ہے ذبح کرنے سے ساتھ دانت اور ناخن کے جو بجائے خود جڑے ہوئے ہوں یا جدا ہوں پاک ہوں یا ناپاک اور کہا حنفیوں نے کہ اگر دانت اور ناخن اپنی جگہ سے جدا ہوا ہو تو اس سے ذبح کرنا جائز ہے اور اگر بجائے خود ثابت ہو تو منع ہے اور فرق کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ جڑا ہوا ہو جاتا ہے بیچ معنی گلا گھونٹنے کے اور جدا ہوا ہوا بیچ معنی پتھر کے اور جزم کیا ہے ابن دقیق العید نے ساتھ حمل کرنے حدیث کے اوپر اس دانت اور ناخن کے جو بجائے خود ثابت ہوں پھر کہا اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ایک قوم نے اس پر کہ منع ہے ذبح کرنا ساتھ ہڈی کے مطلق واسطے قول حضرت ﷺ کے لیکن دانت سو ہڈی ہے سو علت بیان کی منع ذبح کے ساتھ اس کے واسطے ہونے اس کے ہڈی اور عام ہوتا ہے حکم ساتھ عام ہونے علت اس کی کے اور امام مالک رحمہ اللہ سے اس میں چار روایتیں آئی ہیں تیسری روایت یہ ہے کہ جائز ہے ساتھ ہڈی کے سوائے دانت کے مطلق چوتھی روایت یہ ہے کہ جائز ہے ساتھ دونوں کے مطلق حکایت کیا ہے اس کو ابن منذر نے اور حکایت کیا ہے طحاوی نے ایک قوم سے جواز مطلق اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قول حضرت ﷺ کے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ بہا خون کو ساتھ جس چیز کہ کہ چاہے تو لیکن عموم اس کا مخصوص ہے ساتھ نہی کے جو وارد ہے صحیح رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واسطے عمل کرنے کے ساتھ دونوں حدیثوں کے اور طحاوی دوسری راہ چلا ہے سو حجت پکڑی ہے اس نے واسطے مذہب اپنے کے ساتھ عموم حدیث عدی رضی اللہ عنہ کے کہا اس نے اور استثناء رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تقاضا کرتی ہے اس عموم کی تخصیص کو لیکن جو اکھڑے ہوئے ہوں ان میں غیر محقق ہے اور جو اکھڑے ہوئے نہ ہوں ان میں محقق ہے باعتبار نظر کے اور نیز پس ذبح کرنا ساتھ ان کے جو متصل ہوں مشابہ ہے گلا گھونٹنے کے اور ساتھ اکھڑے ہوئے کے مشابہ ہے مستقل آلت کو پتھر اور

لکڑی سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَالْأَصْنَامِ.

بیان اس جانور کا کہ ذبح کیا جائے نصب اور بتوں پر۔

فائدہ: نصب کی جمع انصاب ہے اور وہ پتھر تھے جو خانے کعبے کے گرد کھڑے کیے جاتے تھے ذبح کیا جاتا تھا ان پر جانور ساتھ نام بتوں کے اور کہا بعض نے کہ نصب وہ ہے جو اللہ کے سوائے پوجا جائے بنا بر اس کے یہ عطف تفسیری ہے اور اول معنی وہی ہے مشہور اور لائق ساتھ معنی حدیث کے جو باب میں ہے۔

٥٠٧٥ ۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي ابْنَ الْمُخْتَارِ أَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ وَذَاكَ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةً فِيْهَا لَحْمٌ فَأَبٰى أَنْ يَّأْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ إِنِّيْ لَا آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُوْنَ عَلٰى أَنْصَابِكُمْ وَلَا آكُلُ إِلَّا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ.

٥٠٧٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حدیث بیان کرتے تھے حضرت ﷺ سے کہ وہ زید بن عمرو سے بلدح (ایک جگہ کا نام ہے) کے نوان میں اور تھا یہ ملنا پہلے اترنے وحی کے سے حضرت ﷺ پر سو حضرت ﷺ کے آگے دستر خوان لایا گیا جس میں گوشت تھا تو حضرت ﷺ نے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ میں نہیں کھاتا اس چیز سے جو تم بتوں پر ذبح کرتے ہو اور نہیں کھاتے ہم مگر اس چیز سے کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

فائدہ: اصل یوں ہے کہ جو لوگ وہاں تھے وہ حضرت ﷺ کے آگے دستر خوان لائے اور حضرت ﷺ نے اس کو زید کے آگے کیا اور زید نے ان لوگوں سے کہا کہ ہم نہیں کھاتے جو ذبح کرتے ہو تم اپنے بتوں پر۔ (فتح) اور اس حدیث کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ.

باب ہے بیچ بیان قول حضرت ﷺ کے سو چاہیے کہ ذبح کرے اللہ کے نام پر۔

٥٠٧٦ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ قَالَ ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

٥٠٧٦۔ حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے ایک بار حضرت ﷺ کے ساتھ قربانی ذبح کی سو اچانک دیکھا کہ البتہ لوگ قربانی ذبح کر چکے ہیں نماز سے پہلے سو

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُضْحِيَةً ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا أُنَاسٌ قَدْ ذَبَحُوْا ضَحَايَاهُمْ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَآهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدْ ذَبَحُوْا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرٰى وَمَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ حَتّٰى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ.

جب حضرت ﷺ نماز سے پھرے تو ان کو دیکھا کہ بے شک وہ قربانی ذبح کر چکے ہیں نماز سے پہلے سو فرمایا کہ جو نماز سے پہلے قربانی ذبح کر چکا ہو تو اس کی جگہ اور ذبح کرے اور جس نے ہمارے نماز پڑھنے سے پہلے قربانی ذبح نہ کی ہو تو چاہیے تو ذبح کرے اللہ کے نام پر۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ چاہیے کہ ذبح کرے اللہ کے نام پر تو احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے اجازت ہو ذبیحہ میں اس وقت یا مراد ساتھ اس کے امر ہو ساتھ بسم اللہ کہنے کے ذبیحہ پر اور اس حدیث کی پوری شرح کتاب الاضاحی میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابن منیر نے اوپر شرط ہونے بسم اللہ عامد کے سوائے ناسی کے یعنی جس کو یاد ہو اس کے واسطے بسم اللہ کہنا شرط ہے اور بھولنے والے کے واسطے بسم اللہ کہنا شرط نہیں وسیاتی تقریرہ۔ (فتح) میں کہتا ہوں کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ ذبیحہ بعد نماز کے ہے ساتھ بسم اللہ کہنے کے اور یہ کہ نہیں جائز ہے پہلے نماز سے اور نہیں جائز ہے بغیر بسم اللہ کہنے کے اور یہی ہے جو سمجھا جاتا ہے حدیث سے اور قرینوں سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ (عینی)

بَابُ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ مِنَ الْقَصَبِ وَالْمَرْوَةِ وَالْحَدِيْدِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ بہائے خون کو کھپانچ اور پتھر سفید اور لوہے سے۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر کرنے اس کے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے حدیث رافع رضی اللہ عنہ کی بعض طریقوں میں سو طبرانی کی روایت میں ہے کہ انہوں نے پوچھا کہ کیا ذبح کریں ہم کھپانچ اور پتھر سے؟ اور ایک روایت میں ہے کہ کیا ذبح کریں ہم پتھر اور لاٹھی کی پھانک سے اور واقع ہوا ہے ذکر ذبح کرنا کے پتھر سے ایک حدیث میں کہ روایت کیا ہے اس کو احمد رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن صفی رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے خرگوش کو پتھر سے ذبح کیا سو حکم کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے کھانے کے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان اور حاکم نے اور روایت کی ہے طبرانی نے اوسط میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ ذبح کرو ہر چیز سے جو رگیں کاٹے سوائے دانت اور ناخن کے لیکن ذبح کرنا لوہے سے سو حضرت ﷺ کے اس قول سے ثابت ہے کہ نہیں ہمارے ساتھ چھریاں اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے کہ لوہے سے ذبح کرنا ان کے یہاں مقرر تھا کہ جائز ہے اور مراد ساتھ سوال کرنے کے ذبح کرنے سے ساتھ پتھر کے جنس پتھر کے ہے خاص پتھر مراد نہیں اسی واسطے ذکر کی ہے باب میں حدیث کعب رضی اللہ عنہ

کی اور اس میں نص ہے ذبح کرنے پر پتھر سے۔ (فتح)

۵۰۷۷ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ سَمِعَ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يُخْبِرُ ابْنَ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ جَارِيَةً لَّهُمْ كَانَتْ تَرْعٰى غَنَمًا بِسَلْعٍ فَأَبْصَرَتْ بِشَاةٍ مِّنْ غَنَمِهَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا فَقَالَ لِأَهْلِهِ لَا تَأْكُلُوا حَتّٰى آتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْأَلَهُ أَوْ حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَنْ يَّسْأَلُهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَعَثَ إِلَيْهِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَكْلِهَا.

۵۰۷۷۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ایک لونڈی سلع (ایک پہاڑ ہے معروف مدینے میں) میں بکریاں چراتی تھی سو اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری کی موت دیکھی سو اس نے پتھر توڑا اور اس کو ذبح کیا سو کعب رضی اللہ عنہ نے گھر والوں سے کہا کہ نہ کھاؤ یہاں تک کہ میں حضرت ﷺ سے پوچھ آؤں یا کسی کو آپ کے پاس بھیجو جو آپ سے پوچھے (یہ شک راوی کا ہے) سو وہ حضرت ﷺ کے پاس گئے یا کسی کو آپ کے پاس بھیجا سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ کھانے اس کی کے۔

۵۰۷۸ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ سَلِمَةَ أَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ تَرْعٰى غَنَمًا لَّهُ بِالْجُبَيْلِ الَّذِيْ بِالسُّوْقِ وَهُوَ بِسَلْعٍ فَأُصِيْبَتْ شَاةٌ فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا بِهِ فَذَكَرُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمْ بِأَكْلِهَا.

۵۰۷۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی اس کی بکریاں چراتی تھی جبیل میں جو بازار میں ہے اور وہ سلع میں ہے سو ان میں سے ایک بکری کو آفت پہنچی سو اس نے اس کو پایا سو اس نے پتھر توڑا اور اس سے اس کو ذبح کیا تو انہوں نے یہ قصہ حضرت ﷺ سے کہا سو حکم کیا ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ کھانے اس کی کے۔

۵۰۷۹ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ لَنَا مُدًى فَقَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ لَيْسَ الظُّفُرَ وَالسِّنَّ أَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ وَأَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ

۵۰۷۹۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! نہیں ہمارے ساتھ چھریاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو خون کو بہا دے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو کھا یعنی جائز ہے کھانا اس کا سوائے دانت اور ناخن کے لیکن ناخن سو حبشیوں کی چھریاں ہیں اور دانت تو ہڈی ہے اور ایک اونٹ بھڑک کر بھاگا سو ایک مرد نے اس کو تیر سے روکا

وَنَدَّ بَعِيرٌ فَحَبَسَهُ فَقَالَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهِ هٰكَذَا.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان گھر کے پلے ہوئے چوپایوں میں بھی بھڑکنے والے ہوتے ہیں جیسے جنگلی جانور بھڑکنے والے ہوتے ہیں سو جوان میں سے تم پر غالب ہو تو کرو اس کے ساتھ اس طرح۔

بَابُ ذَبِيْحَةِ الْمَرْأَةِ وَالْأَمَةِ.

باب ہے بیچ بیان ذبیحہ لونڈی اور عورت کے یعنی جائز ہے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کے اس شخص پر جو اس کو منع کرتا ہے اور نقل کیا ہے محمد بن عبدالحکم نے مالک سے مکروہ ہونا اس کا اور مدونہ میں لکھا ہے کہ جائز ہے اور شافعیہ کی یہاں ایک وجہ ہے کہ مکروہ ہے ذبح کرنا عورت کا قربانی کو اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ ذبیحہ عورت اور لڑکی کے جب کہ ذبح کرنے کی طاقت رکھے اور بسم اللہ کو یاد رکھے اور یہ قول جمہور کا ہے۔ (فتح)

٥٠٨٠ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً ذَبَحَتْ شَاةً بِحَجَرٍ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَ بِأَكْلِهَا وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ يُخْبِرُ عَبْدَ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جَارِيَةً لِّكَعْبٍ بِهٰذَا.

٥٠٨٠۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے بکری کو پتھر سے ذبح کیا تو حضرت ﷺ اس سے پوچھے گئے سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ کھانے اس کی کے اور کہا لیث نے کہ حدیث بیان کی ہم سے نافع رحمہ اللہ نے کہ اس نے ایک انصاری مرد سے سنا خبر دیتا تھا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ سے کہ کعب رضی اللہ عنہ کی لونڈی نے ساتھ اس حدیث کے۔

٥٠٨١ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ سَعْدٍ أَوْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ جَارِيَةً لِّكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَانَتْ تَرْعٰى غَنَمًا بِسَلْعٍ فَأُصِيبَتْ شَاةٌ مِّنْهَا فَأَدْرَكَتْهَا فَذَبَحَتْهَا بِحَجَرٍ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوْهَا.

٥٠٨١۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی سلع کے پہاڑ میں بکریاں چراتی تھی سو ایک بکری کو ان میں سے مصیبت پہنچی سو اس نے اس کو پایا اور اس کو پتھر سے ذبح کیا سو کسی نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کھاؤ۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے امة تو یہ نہیں منافی ہے دوسری روایت کو جس میں امرأة کا لفظ ہے اس واسطے کہ وہ عام تر ہے اور اس حدیث میں تصدیق اجیر امین کی ہے اس چیز میں جس پر امین رکھا گیا یہاں تک کہ ظاہر ہو اس پر دلیل خیانت کی اور اس میں جواز تصرف امین کا ہے مانند اس شخص کے کہ ودیعت رکھا گیا بغیر اجازت مالک کے ساتھ مصلحت کے اور بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب کتاب الوکالت میں باندھا ہے چنانچہ پہلے گزر چکا ہے اور کہا ابن قاسم نے کہ اگر ذبح کرے چرواہا بکری کو بغیر اجازت مالک کے اور کہے کہ میں ڈرا تھا کہ مر نہ جائے تو نہیں ضامن ہوتا ہے بنا بر ظاہر حدیث کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ وہ لونڈی بکریوں کی مالک کی تھی سو نہیں متصور ہے ضامن ٹھہرانا اس کا اور بر تقدیر اس کے کہ وہ لونڈی اس کے ملک میں نہ ہو پس نہیں منقول ہے حدیث میں کہ اس نے ارادہ کیا ہو اس کے ضامن ٹھہرانے کا اور اسی طرح اگر مادہ پر نر کو چڑھائے اور مادہ ہلاک ہو جائے تو کہا ابن قاسم نے کہ ضامن نہیں ہوتا اس واسطے کہ مال کی صلاح سے ہے اور البتہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الوکالت میں طرف موافقت اس کی کے جس جگہ کہ مقدم کیا ہے جواز کو ساتھ قصد اصلاح کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا اس چیز کا کہ ذبح کی جائے بغیر مالک کی اجازت کے اگرچہ ضامن ہو ذبح کرنے والا اور مخالفت کی ہے اس میں طاؤس اور عکرمہ نے اور یہ قول اسحاق اور اہل ظاہر کا ہے اور اس کی طرف مائل کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس واسطے کہ وارد کی ہے اس نے باب مذکور میں حدیث رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی بیچ حکم کرنے کے ساتھ الٹانے ہانڈیوں کے اور البتہ پہلے گزر چکا ہے جو اس میں ہے اور معارضہ کیا گیا ہے ساتھ حدیث باب کے اور ساتھ اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو احمد اور ابوداؤد نے ساتھ سند قوی کے بیچ قصے اس بکری کے کہ ذبح کیا تھا اس کو عورت نے بغیر اجازت اس کے مالک کے سو باز رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے کھانے سے لیکن فرمایا کہ یہ قیدیوں کو کھلا دو سو اگر ذبح کی ہوئی نہ ہوتی تو نہ حکم کرتے ساتھ کھلانے اس کے کی قیدیوں کو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا اس چیز کا کہ ذبح کرے اس کو عورت برابر ہے کہ آزاد عورت ہو یا لونڈی بڑی ہو یا چھوٹی مسلمان ہو یا کتابیہ پاک ہو یا ناپاک اس واسطے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ کھانے اس چیز کے کہ ذبح کیا لونڈی نے اس کو اور نہ تفصیل طلب کی نص کی اس پر شافعی رحمہ اللہ نے اور یہ قول جمہور کا ہے۔ (فتح)

بَابُ لَا يُذَكّٰى بِالسِّنِّ وَالْعَظْمِ وَالظُّفُرِ. نہ ذبح کیا جائے ساتھ دانت اور ہڈی اور ناخن کے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ دانت ہڈی خاص ہے اور اسی طرح ناخن ہے لیکن وہ عرف میں ہڈیاں نہیں ہیں اور اسی طرح نزدیک اطباء کے بھی اور بنا بر پہلی وجہ کے پس ذکر ہڈی کا عطف عام کا ہے خاص پر پھر خاص کا عام پر ذکر کیا ہے اس میں بخاری رحمہ اللہ نے ایک ٹکڑا حدیث رافع رضی اللہ عنہ کا اور اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے کہا کرمانی نے کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھ ہڈی کے اور نہیں ذکر کیا ہے اس کو حدیث میں لیکن معلوم کیا جاتا ہے حکم اس کا اس سے، میں کہتا ہوں کہ

بخاری رحمہ اللہ اس میں چلا ہے اپنی عادت پر بیچ اشارہ کرنے کے طرف اس چیز کی کہ بغل گیر ہے اس کو اصل حدیث اس واسطے کہ اس میں ہے کہ دانت تو ہڈی ہے اگرچہ نہیں مذکور ہے یہ جملہ اس جگہ لیکن ثابت ہے اصل حدیث میں۔ (فتح)

۵۰۸۲ ۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلْ يَعْنِي مَا أَنْهَرَ الدَّمَ إِلَّا السِّنَّ وَالظُّفُرَ.

۵۰۸۲۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھا یعنی جائز ہے کھانا اس چیز کا جو بہائے خون کو سوائے دانت اور ناخن کے۔

فائدہ: لفظ کل کا فعل امر ہے ساتھ کھانے کے اور لفظ یعنی تفسیر ہے گویا کہ کہا راوی نے کلام جس کے معنی یہ ہیں اور البتہ روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے اور اس میں ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذی الحلیفہ میں تھے سو لوگوں نے اونٹوں اور بکریوں کو پایا اور اس میں اتنا زیادہ ہے پھر ایک اونٹ مدینے میں بھاگا سو ذبح کیا گیا پہلو کی طرف سے سو لیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کا دسواں حصہ دو درہموں سے۔ (فتح)

بَابُ ذَبِيحَةِ الْأَعْرَابِ وَنَحْوِهِمْ.

باب ہے بیچ بیان ذبیحہ گنواروں کے اور مانند ان کی کے۔

۵۰۸۳ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ قَوْمًا قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِي أَذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا فَقَالَ سَمُّوا عَلَيْهِ أَنْتُمْ وَكُلُوهُ قَالَتْ وَكَانُوا حَدِيثِي عَهْدٍ بِالْكُفْرِ تَابَعَهُ عَلِيٌّ عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ وَتَابَعَهُ أَبُو خَالِدٍ وَالطُّفَاوِيُّ.

۵۰۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک قوم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے یا نہیں؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھاؤ اس کو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور ان کے کفر کا زمانہ قریب تھا، متابعت کی ہے اس کی علی نے دراوردی سے اور متابعت کی ہے اس کی ابو خالد اور طفاوی نے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا انہوں نے اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کیا ہم اس سے کھائیں اور زیادہ کیا ہے مالک رحمہ اللہ نے کہ یہ اول اسلام میں تھا اور البتہ تعلق پکڑا ہے ساتھ اس زیادتی کے ایک قوم نے سو گمان کیا ہے انہوں نے کہ یہ جواب تھا پہلے اترنے اس آیت کے ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ کہا ابن عبدالبر نے اور یہ تعلق ضعیف ہے اور نفس حدیث میں ہے وہ چیز ہے جو اس کو رد کرتی ہے اس واسطے کہ حکم کیا ان کو اس میں ساتھ بسم اللہ کہنے کے وقت کھانے کے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ تھی

اتری آیت ساتھ امر بسم اللہ کہنے کے وقت کھانے کے اور نیز پس اتفاق ہے اس پر کہ سورہ انعام مکی ہے اور یہ قصہ واقع ہوا تھا مدینے میں اور یہ کہ گنوار جن کی طرف حدیث میں اشارہ ہے وہ اہل مدینے کے گنوار ہیں اور زیادہ کیا ہے ابن عیینہ نے اپنی روایت میں کہ کوشش کرو ان کی قسموں میں اور کھاؤ یعنی قسم دو ان کو کہ انہوں نے ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا ہے اور یہ زیادتی غریب ہے حدیث میں اور ابن عیینہ ثقہ ہے لیکن یہ روایت اس کی مرسل ہے ہاں روایت کی ہے طبرانی نے ابوسعید کی حدیث سے مانند اس کی لیکن کہا کوشش کرو ان کی قسموں میں کہ انہوں نے اس کو ذبح کیا اور واسطے طحاوی کے ہے مشکل میں کہ چند اصحاب نے حضرت ﷺ سے پوچھا سو کہا کہ لاتے ہیں ہمارے پاس گنوار گوشت اور پنیر اور گھی ہم نہیں جانتے کہ کیا ہے کہنا ان کے اسلام کا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو جو حرام کیا ہے تم پر اللہ نے سو اس سے روکے رہو اور جس سے چپ رہا سو البتہ معاف کیا واسطے تمہارے اس سے یعنی اس کو کھاؤ اور نہیں ہے رب تیرا بھولنے والا اس پر اللہ کا نام لو کہا مہلب نے کہ یہ حدیث اصل ہے اس میں کہ ذبیحہ پر بسم اللہ کہنا واجب نہیں اس واسطے کہ اگر واجب ہوتا تو البتہ مشروط ہوتا ہر حال میں اور البتہ اجماع ہے اس پر کہ کھانے پر بسم اللہ کہنا فرض نہیں سو جب نائب ہوئے بسم اللہ کہنے سے ذبح پر تو دلالت کی اس نے کہ وہ سنت ہے اس واسطے کہ سنت نہیں نائب ہوتی ہے فرض سے اور دلالت کی اس نے اس پر کہ ام عدی اور ابوثعلبہ کی حدیث میں محمول ہے تنزیہ پر اس واسطے کہ وہ شکار کرتے تھے جاہلیت کے مذہب پر سو سکھلایا ان کو حضرت ﷺ نے امر شکار کا اور ذبح کا فرض اس کا اور مندوب اس کا تا کہ نہ واقع ہوں شبہ میں اور تا کہ لیں کامل تر کام کو آئندہ زمانے میں اور وہ لوگ کہ پوچھا تھا انہوں نے ان ذبیحوں کے حکم سے سو بے شک انہوں نے سوال کیا ایک امر سے کہ واقع ہوا اور واقع ہوگا واسطے غیر ان کے نہیں اس میں قدرت لینے کی ساتھ اکمل کام کے سو معلوم کروایا ان کو ساتھ اصل حلت کے بیچ اس کے اور کہا ابن تین نے احتمال ہے کہ ارادہ کیا جائے ساتھ بسم اللہ کہنے کے اس جگہ وقت کھانے کے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے کہا ابن تین نے لیکن بسم اللہ کہنا اس ذبح پر کہ متولی ہوا ہے اس کا غیر ان کا بغیر علم ان کے کی سو نہیں تکلیف ہے او پر اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محمول کیا جاتا ہے غیر صحت پر جب کہ ظاہر ہو خلاف اس کا اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ بسم اللہ کہنا تمہارا اس وقت مباح کرتا ہے تم کو کھانا اس چیز کا کہ نہیں جانتے تم کہ ذکر کیا گیا ہے اس پر نام اللہ کا یا نہیں جب کہ ذابح ہو ان لوگوں سے کہ صحیح ہے ذبیحہ ان کا جب کہ بسم اللہ کہے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ جو چیز کہ پائی جاتی ہے مسلمانوں کے بازاروں میں محمول ہے صحت پر اور اسی طرح وہ چیز کہ ذبح کریں اس کو گنوار مسلمان اس واسطے کہ غالب یہ ہے کہ انہوں نے بسم اللہ کو پہچانا اور ساتھ اس اخیر وجہ کے جزم کیا ہے ابن عبدالبر نے سو کہا اس میں کہ جو ذبح کرے اس کو مسلمان کھایا جائے اور محمول ہے اس پر کہ اس نے بسم اللہ کہی اس واسطے کہ نہیں گمان کیا جاتا ساتھ مسلمان کے ہر چیز میں مگر خیر یہاں تک کہ ظاہر ہو خلاف اس کا اور عکس کیا ہے اس کا

خطابی نے سو کہا اس نے کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ ذبیحہ پر بسم اللہ کہنا شرط نہیں ہے اس واسطے کہ اگر ذبیحہ پر بسم اللہ کہنا شرط ہوتا تو نہ مباح ہوتا ذبیحہ ساتھ امر مشکوک کے جیسا کہ اگر واقع ہو شک بیچ نفس اس کے ذبح میں سو نہ معلوم ہوا اس کو کہ واقع ہوا ہے ذبح ہونا جو معتبر ہے یا نہیں اور یہی ہے متبادر نفس حدیث سے جس جگہ کہ واقع ہوا ہے جواب بیچ اس کے کہ تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھاؤ گویا کہ کہا گیا کہ نہ اہتمام کرو ساتھ اس کے بلکہ اہتمام کے لائق یہ ہے کہ تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھاؤ اور اس قسم سے جو دلالت کرتا ہے اوپر نہ شرط ہونے بسم اللہ کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾ سو مباح کیا اللہ نے کھانا ان کے ذبیحوں سے باوجود شک ہونے کے اس میں کہ انہوں نے بسم اللہ کہا ہے یا نہیں۔

تکملہ: کہا غزالی نے احیاء میں شک کے مراتب میں کہ مرتبہ پہلا وہ ہے کہ مؤکد ہو استحباب بیچ تورع کے اس سے اور وہ چیز وہ ہے کہ قوی ہو اس میں دلیل مخالف کی سو منجملہ اس کے ہے پرہیز کرنا اس چیز سے کہ نہ کہی گئی ہو اس پر بسم اللہ اس واسطے کہ آیت ظاہر ہے ایجاب میں یعنی بسم اللہ کہنا واجب ہے اور حدیثیں متواتر ہیں ساتھ امر کے ساتھ اس کے لیکن جب صحیح ہو چکا ہے قول حضرت ﷺ کا کہ مسلمان ذبح کرتا ہے اللہ کے نام پر بسم اللہ کہے یا نہ کہے تو احتمال ہے کہ ہو عام موجب واسطے پھیرنے آیت کے اور حدیثوں کے ظاہر امر سے اور احتمال ہے کہ خاص ہو ساتھ بھولنے والے کے یعنی جس کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہنا یاد نہ آئے اور باقی رہے گا جو اس کے سوائے ہے ظاہر پر اور یہ دوسرا احتمال اولیٰ ہے، واللہ اعلم۔ میں کہتا ہوں کہ جس حدیث پر اس نے اعتماد کیا ہے اور حکم کیا ہے ساتھ صحیح ہونے اس کے کی مبالغہ کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے اس کے انکار میں سو کہا اس نے کہ اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے اور البتہ روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور کہا کہ منکر ہے نہیں حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے اور روایت کی ہے ابوداؤد نے مراسیل میں صلت سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ذبیحہ مسلمان کا حلال ہے اللہ کا نام اس پر لیا جائے یا نہ لیا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ ذکر کیا ہے صلت کو ابن حبان نے ثقات میں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مروان بن سالم ہے اور وہ متروک ہے لیکن ثابت ہو چکا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **كما تقدم في اول باب التسمية على الذبيحة** اور اختلاف ہے اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں سو جب جوڑی جائے ساتھ مرسل مذکور کے تو قوی ہو جاتی ہے لیکن درجہ صحت کو نہیں پہنچتی، واللہ اعلم اور یہ جو کہا کہ متابعت کی ہے اس کی علی نے دراوردی سے تو وہ علی بن عبداللہ بن مدینی شیخ بخاری رحمہ اللہ کا ہے اور دراوردی وہ عبدالعزیز بن محمد ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روایت کرتا ہے واسطے اس کے بخاری رحمہ اللہ متابعات میں اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ دراوردی نے روایت کیا ہے اس کو ہشام بن عروہ سے مرفوع جیسے کہ روایت کیا ہے اس کو اسامہ بن حفص نے اور یہ جو کہا کہ متابعت کی ہے اس کی ابوخالد اور طفاوی نے یعنی ہشام بن عروہ سے بیچ مرفوع ہونے اس کے کی نیز اور

مستفاد ہوتا ہے بخاری رحمہ اللہ کی اس کاری گری سے کہ جب کسی حدیث کے موصول ہونے اور مرسل ہونے میں اختلاف ہو تو حکم کیا جاتا ہے واسطے موصول کرنے والے کے ساتھ دو شرطوں کے ایک یہ کہ زیادہ ہو عدد موصول کرنے والوں کا مرسل روایت کرنے والوں کے عدد سے دوسری یہ کہ گھیری جائے ساتھ قرینے کے جو قوی کرے روایت موصول کو اس واسطے کہ عروہ معروف ہے ساتھ روایت کے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سو اس میں اشعار ہے ساتھ حفظ اس شخص کے جس نے موصول کیا ہے اس کو ہشام سے سوائے اس کے جس نے مرسل کیا ہے اس کو۔ (فتح)

بَابُ ذَبَآئِحِ أَهْلِ الْكِتَابِ وَشُحُوْمِهَا مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ وَغَيْرِهِمْ.

باب ہے بیچ بیان ذبیحوں اہل کتاب کے اہل حرب وغیرھم سے اور چربی ان کی کے۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے طرف جائز ہونے اس کے اور یہ قول جمہور کا ہے اور مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ سے ہے کہ حرام ہے وہ چیز جو حرام کی ہے اللہ نے اہل کتاب پر مانند چربیوں کے اور کہا ابن قاسم نے اس واسطے کہ جو اللہ نے مباح کیا ہے وہ صرف طعام ان کا ہے اور نہیں چربی طعام ان کا اور نہیں قصد کرتے اس کو وقت ذبح کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تفسیر کیا ہے ان کے طعام کو ساتھ ذبیحوں ان کے کی کما سنیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور جب مباح کئے گئے ذبح کیے ہوئے جانور ان کے تو اس کی حاجت نہیں کہ ان کا مقصود مذبوح کے اجزا ہوں اور ذبح کرنا نہیں واقع ہوتا ہے اوپر بعض اجزا مذبوح کے سوائے بعض کے اور اگر ہے ذبح کرنا واقع ہوتا سب پر تو اس میں لامحالہ چربی بھی داخل ہوگی اور نیز اللہ نے نص کی ہے اس پر کہ حرام کیا ہے اس پر ہر ناخن دار جانور کو سو لازم آتا ہے اس قائل کے قول پر کہ اگر یہودی ناخن والے جانور کو ذبح کرے تو مسلمان کے واسطے اس کا کھانا حلال نہ ہو اور اہل کتاب بھی اونٹ کے کھانے کو حرام جانتے ہیں سو واقع ہوگا الزام اسی طرح۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿اَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ آج حلال ہوئیں تم کو ستھری چیزیں اور کتاب والوں کا کھانا تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کو حلال ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ تمہارا کھانا ان کو حلال ہے تو ساتھ اس زیادتی کے ظاہر ہوتی ہے مراد اس کی استدلال کرنے سے حلال ہونے پر اس واسطے کہ نہیں خاص کیا ذمی کو حربی سے اور نہ خاص کیا گوشت کو چربی سے اور چربیوں کا اہل کتاب پر حرام ہونا ضروری نہیں اس واسطے کہ وہ ان پر حرام ہیں ہم پر حرام نہیں اور غایت اس کی اس کے بعد کہ ثابت ہو کہ ان کے ذبح کیے ہوئے جانور ہمارے واسطے حلال ہیں یہ ہے کہ بے شک جو چیز کہ حرام ہے اوپر ان کے سکوت کیا گیا ہماری شرع میں حرام کرنے اس کے سے اوپر ہمارے سو ہوگی اصل اباحت پر یعنی بدستور مباح رہے گی۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِیُّ لَا بَأْسَ بِذَبِیْحَةِ نَصَارَی الْعَرَبِ وَإِنْ سَمِعْتَهٗ یُسَمِّیْ لِغَیْرِ اللّٰهِ فَلَا تَأْكُلْ وَإِنْ لَّمْ تَسْمَعْهُ فَقَدْ أَحَلَّهُ اللّٰهُ لَكَ وَعَلِمَ كُفْرَهُمْ.

اور کہا زہری نے کہ نہیں کوئی ڈر ساتھ ذبیحہ نصاریٰ عرب کے اور اگر تو اس کو سنے کہ اللہ کے سوائے اور چیز کا نام لیتا ہے تو نہ کھا اور اگر تو نے اس کو نہ سنا کہ اللہ کا نام لیا یا اور چیز کا تو البتہ اللہ نے اس کو حلال کیا اور ان کے کفر کو جانا یعنی اور باوجود جاننے ان کے کفر کے ان کے ذبیحہ کو حلال کیا۔

فائدہ: کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر وہ ذبح پر اللہ کے سوائے غیر کا نام لیتے ہوں مثل اسم مسیح کی تو حلال نہیں اور اگر ذکر کرے مسیح کو ساتھ معنی درود کے اوپر اس کے تو حرام نہیں ہے اور حکایت کی ہے بیہقی نے بحث حلیمی سے کہ اہل کتاب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کے واسطے ذبح کرتے ہیں اور وہ اپنے اصل دین میں نہیں قصد کرتے اپنی عبادت سے کوئی چیز سوائے اللہ کے اور جب ہوا قصد ان کا اصل میں یہ تو معتبر رکھا گیا ذبیحہ ان کا اور نہیں ضرر کرتا قول اس شخص کا جو کہتا ہے ان میں سے مثلا ساتھ اسم مسیح کے اس واسطے کہ نہیں مراد ہے اس کے ساتھ اس کی مگر اللہ اگرچہ کافر ہو چکا ہے اس اعتقاد سے۔ (فتح)

وَیُذْكَرُ عَنْ عَلِیٍّ نَحْوُهٗ.

اور ذکر کیا جاتا ہے علی رضی اللہ عنہ سے مانند اس کی یعنی عرب کے نصاریٰ کا ذبیحہ جائز ہے۔

فائدہ: اور البتہ آیا ہے علی رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند صحیح کے منع بعض نصاریٰ عرب کے ذبیحہ سے روایت کیا ہے اس کو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ نہ کھاؤ ذبح کیا ہوا جانور نصاریٰ بنی تغلب کا اس واسطے کہ نہیں تمسک کیا انہوں نے اپنے دین سے مگر ساتھ شراب پینے کے اور نہیں تعارض ہے علی رضی اللہ عنہ کی دونوں روایتوں میں اس واسطے کہ منع خاص ہے اور جواز کی نقل ان سے عام ہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِیْمُ لَا بَأْسَ بِذَبِیْحَةِ الْأَقْلَفِ.

کہا حسن رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ ذبیحہ اقلف کے۔

فائدہ: اقلف وہ شخص ہے جس کا ختنہ نہ ہوا ہو، اور البتہ وارد ہو چکا ہے جو اس کے مخالف ہے سو روایت کی ہے ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نہ کھایا جائے ذبیحہ اقلف کا اور نہیں قبول ہوتی ہے نماز اس کی اور نہ گواہی اس کی اور کہا ابن منذر نے کہا جمہور اہل علم نے کہ جائز ہے ذبیحہ اس کا اس واسطے کہ مباح کیا ہے اللہ نے اہل کتاب کے ذبیحوں کو اور ان میں سے بعض ختنہ نہیں کرتے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهُمْ ذَبَآئِحُهُمْ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد ساتھ طعام کے اس

آیت میں ﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾ ان کے ذبح کئے ہوئے جانور ہیں۔

فائدہ: اور اس کے قائل یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کو لازم آتا ہے کہ جائز رکھے اقلف کے ذبیحہ کو اس واسطے کہ اکثر اہل کتاب ختنہ نہیں کرتے اور البتہ خطاب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو اور اس کی قوم کو ساتھ قول اپنے کے ﴿يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ اور ہرقل اور اس کی قوم ختنہ نہ کرتے تھے اور حالانکہ ان کا نام اہل کتاب رکھا گیا۔ (فتح)

٥٠٨٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مُحَاصِرِيْنَ قَصْرَ خَيْبَرَ فَرَمٰى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيْهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ لِاٰخُذَهُ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ.

۵۰۸۴۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم محاصرہ کرنے والے تھے خیبر کے محل کو سو ایک آدمی نے ایک تھیلی پھینکی جس میں چربی تھی سو میں کودا کہ اس کو لوں سو میں نے مڑ کر نظر کی تو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو میں آپ سے شرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزر چکی ہے اور اس میں حجت ہے اس شخص پر جو منع کرتا ہے اس چیز کو کہ حرام کی گئی اوپر ان کے مانند چربیوں کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا ابن مغفل کو اوپر فائدہ اٹھانے کے تھیلے مذکور سے اور حدیث مذکور میں جواز کھانا چربی کا ہے اس جانور سے کہ ذبح کیا ہو اس کو اہل کتاب نے اگرچہ اہل حرب ہوں۔ (فتح)

بَابُ مَا نَدَّ مِنَ الْبَهَآئِمِ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْوَحْشِ.

جو بھاگے گھر کے پلے ہوئے جانوروں سے تو وہ بجائے جنگلی جانور کے ہے۔

فائدہ: یعنی بیچ جواز قتل کرنے اس کے کی جس صفت پر کہ اتفاق پڑے اور یہ مستفاد ہے قول اس کے سے حدیث میں کہ جب کوئی چیز ان میں تم پر غالب ہو تو کرو ساتھ اس کے اس طرح اور یہ جو فرمایا کہ ان اونٹوں میں بھڑکنے والے بھی ہوتے ہیں جیسے جنگلی جانور بھڑکنے والے ہوتے ہیں تو ظاہر یہ ہے کہ مقدم کرنا اس تشبیہ کے ذکر کا مانند تمہید کے ہے واسطے ہونے اس کے کی شریک جنگلی جانور کو حکم میں۔

وَأَجَازَهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ.

یعنی اور جائز رکھا ہے اس کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ پہلے گزر چکی ہے بیچ باب صید القوس کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور روایت کی ہے بیہقی نے یزید بجلی سے کہ ولیمہ کیا ایک مرد نے قوم میں سے تو اس نے ایک اونٹ خریدا وہ اونٹ بھاگا

اس نے اس کی کوچیں کاٹیں اور اللہ کا نام لیا سو حکم کیا ان کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ کہ کھائیں سو نہ خوش ہوئے دل ان کے کہ کھائیں یہاں تک کہ انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے اس میں ایک ٹکڑا گوشت کا ٹھہرایا پھر اس کو ان کے پاس لائے انہوں نے اس کو کھایا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا أَعْجَزَكَ مِنَ الْبَهَآئِمِ مِمَّا فِيْ يَدَيْكَ فَهُوَ كَالصَّيْدِ وَفِيْ بَعِيْرٍ تَرَدّٰى فِيْ بِئْرٍ مِّنْ حَيْثُ قَدَرْتَ عَلَيْهِ فَذَكِّهِ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو عاجز کرے تجھ کو چوپایوں سے اس چیز سے کہ تیرے ہاتھ میں ہے تو وہ مانند شکار کے ہے اور کہا اونٹ کے حق میں جو کنوئیں میں گر پڑے سو اس کو ذبح کر جس جگہ سے تو اس پر قادر ہو۔

فائدہ: یعنی جو چوپایہ کہ تیرے ملک اور تصرف میں ہو گھر کے پلے ہوئے جانوروں سے اور وحشی ہو جائے اور تو عاجز آئے ذبح معہود سے تو وہ شکار کا حکم رکھتا ہے کہ جس جگہ سے ذبح کیا جائے درست ہے اور ایک روایت میں اس سے آیا ہے کہ جب اونٹ کنوئیں میں گر پڑے تو زخمی کر اس کو گھر کی طرف سے اور اس پر اللہ کا نام لے۔

وَرَأٰى ذٰلِكَ عَلِيٌّ وَّابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ.

اور یہی رائے ہے علی رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

فائدہ: اثر علی رضی اللہ عنہ کا سو موصول کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ابوراشد سے کہا کہ میں اپنے گھر والوں کے اونٹ چراتا تھا کوفے کے پیچھے سو ان میں سے ایک نیچے گرا سو میں ڈرا کہ ذبح کرنے سے پہلے مر جائے سو میں نے لوہا لے کر اس کے کوہان یا پہلو میں چھبویا پھر میں نے اس کے جوڑ کاٹے پھر اس کو اپنے گھر والوں پر تقسیم کیا انہوں نے کھانے سے انکار کیا سو میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کے محل کے دروازے پر کھڑے ہو کے کہا اے امیر المؤمنین! اے امیر المؤمنین! انہوں نے کہا حاضر ہوں سو میں نے ان کو اس کی خبر دی علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کھا اور مجھ کو بھی کھلا اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے عبایہ کے طریق سے کہ ایک اونٹ کچے کنوئیں میں گر پڑا تو ایک مرد اترا تا کہ اس کو نحر کرے اور کہا کہ میں اس کو ذبح نہیں کر سکتا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کہ اللہ کا نام لے پھر قتل کر اس کو کوکھ کی طرف سے اس نے اسی طرح کیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکالا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کا دسواں حصہ دو یا چار درہموں سے لیا اور البتہ نقل کیا ہے اس کو ابن منذر وغیرہ نے جمہور سے اور مخالفت کی ہے ان کی مالک رحمہ اللہ علیہ اور لیث رحمہ اللہ علیہ نے اور یہی منقول ہے سعید بن مسیب رحمہ اللہ علیہ اور ربیعہ رحمہ اللہ علیہ سے سو کہا انہوں نے کہ نہیں حلال ہے کھانا گھر کے پلے ہوئے جانور کا جب کہ وحشی ہو جائے مگر ساتھ ذبح کرنے اس کے کی اس کے حلق میں اور سر سینہ میں اور حجت جمہور کی حدیث رافع رضی اللہ عنہ کی ہے۔ (فتح)

۵۰۸۵ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا

۵۰۸۵۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى فَقَالَ اعْجَلْ أَوْ أَرِنْ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ وَأَصَبْنَا نَهْبَ إِبِلٍ وَغَنَمٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَإِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوْا بِهٖ هٰكَذَا.

نے کہا یا حضرت! ہم کل دشمن سے ملنے والے ہیں اور ہمارے ساتھ چھریاں نہیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جلدی کرتا کہ ذبیحہ گلا گھٹ کر نہ مر جائے یا فرمایا کہ دکھلا مجھ کو بہانا خون کا جو خون کو بہائے اور اس پر نام اللہ کا لیا جائے تو کھا سوائے دانت اور ناخن کے اور عنقریب میں تجھ سے بیان کروں گا حال ہر ایک کا دانت تو ہڈی ہے اور ناخن تو چھریاں ہیں حبشیوں کی اور ہم نے اونٹ اور بکریوں کی لوٹ پائی سو ان میں سے ایک اونٹ بھاگا تو ایک مرد نے اس کو تیر مارا اور اس کو روکا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ان اونٹوں میں بھی بھڑکنے والے ہوتے ہیں جیسے جنگلی جانور بھڑکنے والے ہوتے ہیں سو جب کوئی چیز ان میں سے تم پر غالب ہو تو کرو ساتھ اس کے اس طرح۔

فائدہ: یہ جو کہا اعجل او ارن تو یہ شک راوی کا ہے اور معنی دونوں لفظ کے ایک ہیں یعنی جلدی کرتا کہ نہ مر جائے ذبیحہ گلا گھٹ کر اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ اچھی طرح ذبح کر اور اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ.

باب ہے بیچ بیان نحر اور ذبح کے۔

فائدہ: نحر خاص اونٹ میں ہوتا ہے اور جو جانور کہ اونٹ کے سوائے ہے سو ذبح کیا جاتا ہے اور البتہ آئی ہیں حدیثیں بیچ ذبح کرنے اونٹ کے اور نحر کرنے غیر اس کے کی اور کہا ابن تین نے کہ اصل اونٹ میں نحر کرنا ہے اور اصل بکری میں اور جو مانند اس کی ہے ذبح کرنا ہے اور لیکن گائے سو قرآن میں تو اس کے ذبح کرنے کا ذکر آیا ہے اور حدیث میں اس کے نحر کرنے کا ذکر آیا ہے اور اختلاف ہے اس میں کہ جو چیز کہ نحر کی جاتی ہے اس کا ذبح کرنا جائز ہے یا نہیں اور جو چیز ذبح کی جاتی ہے اس کا نحر کرنا جائز ہے یا نہیں سو جائز رکھا ہے اس کو جمہور نے اور منع کیا ہے اس کو ابن قاسم نے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ لَّا ذَبْحَ وَلَا مَنْحَرَ إِلَّا فِي الْمَذْبَحِ وَالْمَنْحَرِ قُلْتُ أَيَجْزِيْ مَا يُذْبَحُ أَنْ أَنْحَرَهُ قَالَ نَعَمْ ذَكَرَ اللّٰهُ ذَبْحَ الْبَقَرَةِ فَإِنْ ذَبَحْتَ شَيْئًا يُنْحَرُ

اور کہا ابن جریج نے عطاء سے کہ نہیں ذبح کرنا اور نہ نحر کرنا مگر بیچ جگہ ذبح کے کہ حلقوم ہے اور بیچ جگہ نحر کے کہ سر سینہ کا ہے میں نے کہا کیا جائز ہے جو چیز کہ ذبح کی جاتی ہے یعنی اس کے شان سے ذبح کرنا ہے یہ کہ نحر

جَازَ وَالنَّحْرُ أَحَبُّ إِلَيَّ وَالذَّبْحُ قَطْعُ الْأَوْدَاجِ قُلْتُ فَيُخَلِّفُ الْأَوْدَاجَ حَتّٰى يَقْطَعَ النِّخَاعَ قَالَ لَا إِخَالُ وَأَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ نَهٰى عَنِ النَّخْعِ يَقُوْلُ يَقْطَعُ مَا دُوْنَ الْعَظْمِ ثُمَّ يَدَعُ حَتّٰى تَمُوْتَ.

کروں میں اس نے کہا کہ ہاں ذکر کیا ہے اللہ نے ذبح کرنا گائے کا یعنی قرآن میں سو اگر ذبح کرے تو اس چیز کو کہ نحر کی جاتی ہے تو جائز ہے اور نحر کرنا محبوب تر ہے میری طرف اور ذبح کرنا گردن کی رگوں کا کاٹنا ہے میں نے کہا کہ تو مبالغہ کرتا ہے رگوں کے کاٹنے میں یہاں تک کہ کاٹا جاتا ہے نخاع اس نے کہا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ ایسا کرتا ہوں سو خبر دی مجھ کو نافع نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے منع کیا ہے نخع سے یعنی نخاع تک ذبح کرنے سے کہتا ہے کہ کاٹا جائے جو سوائے ہڈی کے ہے پھر چھوڑا جائے یہاں تک کہ مر جائے۔

فائدہ: اوداج جمع ودج کی ہے اور ودجین دو رگیں ہر آدمی میں جو حلقوم کو گھیرے ہوئی ہیں اور جمع کا لفظ بولنا باعتبار اس کے ہے کہ اطلاق کیا ہے اس نے اس چیز پر کہ کاٹی جاتی ہے عادت میں ودج تغلیبا سو کہا اکثر حنفیہ نے اپنی کتابوں میں کہ جب چاروں رگوں سے تین کاٹی جائیں تو حاصل ہوتا ہے ذبح کرنا اور وہ حلقوم ہے اور مری ہے اور دو رگیں ہر جانب سے اور حکایت کی ہے ابن منذر نے محمد بن حسن سے کہ جب کاٹی جائے حلقوم اور مری اور اکثر نصف اوداج سے تو کفایت کرتا ہے اور اگر نصف سے کم تر کاٹی جائے تو اس میں خیر نہیں اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کفایت کرتا ہے اگرچہ ودجین سے کوئی چیز نہ کاٹی جائے اس واسطے کہ کبھی وہ نکالی جاتی ہیں آدمی اور غیر اس کے سے پس زندہ رہتا ہے اور ثوری سے روایت ہے کہ اگر قطع کرے ودجین کو تو کفایت کرتا ہے اگرچہ نہ قطع کرے حلقوم اور مری کو اور مالک اور لیث سے ہے کہ شرط ہے قطع کرنا دو رگوں کا اور حلقوم کا فقط اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ رافع کی حدیث میں ہے جو چیز کہ خون کو بہائے اور بہانا خون کا ہوتا ہے ساتھ کاٹنے رگوں کے یعنی ودجین کے اس واسطے کہ ان میں خون جاری ہوتا ہے اور مری تو وہ طعام نگلنے کی جگہ ہے سو نہیں ہے اس میں خون کہ حاصل ہو ساتھ اس کے جاری ہونا اور نخاع ایک رگ ہے سفید پیٹھ کے فقروں میں دل تک کہا جاتا ہے واسطے اس کے دھاگا گردن کا اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نخع یہ ہے کہ ذبح کی جائے بکری پھر توڑی جائے گردن اس کی یا ماری جائے زمین پر تا کہ جلدی قطع ہو حرکت اس کی اور نکالا ہے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا انہوں نے فرس سے ذبیحہ میں اور فرس یہ ہے کہ ذبح میں نخاع تک پہنچے اور وہ ایک ہڈی ہے گردن میں اور نیز کہا جاتا ہے کہ وہ وہی ہے جو پیٹھ کے فقروں میں ہوتا ہے مشابہ ہوتا ہے ساتھ مخ کے اور وہ متصل ہے ساتھ پچھلی طرف سر کے منع کیا کہ پہنچے

ساتھ ذبح کے اس جگہ تک اور فرس کے معنی یہ ہیں کہ توڑی جائے گردن ذبیحہ کی ٹھنڈا ہونے سے پہلے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہ بے شک اللہ حکم کرتا ہے تم کو یہ کہ ذبح کرو گائے کو اللہ کے اس قول تک سو انہوں نے اس کو ذبح کیا اور نہ قریب تھے کہ کریں۔

فائدہ: یہ آیت بھی ترجمہ میں داخل ہے اور ارادہ کیا ہے اس نے یہ کہ تفسیر کرے ساتھ اس کے ابن جریج کے قول کو اثر مذکور میں کہ ذکر کیا ہے اللہ نے ذبح کرنا گائے کا اور اس میں اشارہ ہے اس سے طرف خاص ہونے گائے کے ساتھ ذبح کے اور البتہ روایت کی ہے اس کی شیخ اسماعیل بن ابی اویس نے مالک رحمہ اللہ سے کہ جو گائے کو نحر کرے اس نے برا کیا پھر یہ آیت پڑھی اور اشہب سے روایت ہے کہ اگر ذبح کرے اونٹ کو بغیر ضرورت کے تو نہ کھایا جائے۔ (فتح)

وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الذَّكَاةُ فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ.

اور کہا سعید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ذبح کرنا حلق اور سر سینہ میں ہے۔

فائدہ: لبہ وہ جگہ ہے ہار کی سینے سے اور وہ ہی ہے جگہ نحر کی اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس حدیث کی جو اصحاب سنن نے ابو معشر سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! نہیں ہوتا ہے ذبح کرنا مگر حلق اور سر سینہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو اس کے ران میں زخم لگائے تو تجھ کو کفایت کرتا ہے لیکن جو اس کو قوی کرتا ہے وہ حمل کرتا ہے اس کو جنگلی جانور پر وحشی ہونے والے پر۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَسٌ إِذَا قَطَعَ الرَّأْسَ فَلَا بَأْسَ.

اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور انس رضی اللہ عنہ نے کہ جب ذابح سر کو کاٹ ڈالے تو کچھ ڈر نہیں۔

فائدہ: روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیح کے کہ پوچھے گئے ابن عباس رضی اللہ عنہما اس شخص کے حکم سے کہ ذبح کرے مرغی کو سو اڑ جائے سر اس کا کہا کہ یہ ذبح کرنا ہے جلدی کا اور اسی طرح روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے۔ (فتح)

٥٠٨٦ ـ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ امْرَأَتِي عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ نَحَرْنَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ.

٥٠٨٦۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے کہا اس نے کہ نحر کیا ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں گھوڑا سو ہم نے اس کو کھایا۔

۵۰۸۷ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ سَمِعَ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ قَالَتْ ذَبَحْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا وَنَحْنُ بِالْمَدِيْنَةِ فَأَكَلْنَاهُ.

۵۰۸۷۔ حضرت اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذبح کیا ہم نے حضرت ﷺ کے زمانے میں گھوڑا اور ہم مدینے میں تھے سو ہم نے اس کو کھایا۔

فائدہ: پہلی حدیث میں نحر کا لفظ ہے اور اس حدیث میں ذبح کا لفظ ہے اور یہ پھرنا ہے اس سے طرف اس کی کہ دونوں لفظ کے معنی ایک ہیں اور یہ کہ نحر پر ذبح کا اطلاق آتا ہے اور ذبح پر نحر کا اطلاق آتا ہے اور نہیں متعین ہوتے ساتھ اس اختلاف کے حقیقت مجاز سے۔ (فتح)

۵۰۸۸ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّ أَسْمَآءَ بِنْتَ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ نَحَرْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ. تَابَعَهٗ وَكِيْعٌ وَّابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ فِي النَّحْرِ.

۵۰۸۸۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نحر کیا ہم نے حضرت ﷺ کے زمانے میں گھوڑے کو سو ہم نے اس کو کھایا متابعت کی ہے اس کی وکیع اور ابن عیینہ نے ہشام سے نحر میں۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْمُثْلَةِ وَالْمَصْبُوْرَةِ وَالْمُجَثَّمَةِ.

باب ہے بیچ اس چیز کے کہ مکروہ ہے مثلہ اور مصبورہ اور مجثمہ سے۔

فائدہ: مثلہ کے معنی ہیں جاندار کے ہاتھ پاؤں ناک کان کا کاٹنا یا ان میں سے بعض کا کاٹنا اور حالانکہ وہ زندہ ہو اور مصبورہ وہ جانور ہے کہ باندھا جائے اور نشانہ ٹھہرا کر تیروں سے مارا جائے اور جب مر جائے تو نہیں حلال ہے کھانا اس کا اور مجثمہ پرندہ ہے سو اگر خود بخود بیٹھے تو وہ جاثمہ ہے اور یہ جب شکار کیا جائے اس حالت پر پھر ذبح کیا جائے تو جائز ہے کھانا اس کا اور اگر تیروں سے مارا جائے اور مر جائے تو نہیں جائز ہے کھانا اس کا اس واسطے کہ مردار ہو جاتا ہے۔ (فتح)

۵۰۸۹ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوْبَ فَرَأٰى غِلْمَانًا أَوْ فِتْيَانًا نَصَبُوْا دَجَاجَةً يَرْمُوْنَهَا فَقَالَ أَنَسٌ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَآئِمُ.

۵۰۸۹۔ حضرت ہشام بن زید سے روایت ہے کہ میں انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم پر داخل ہوا سو انس رضی اللہ عنہ نے چند لڑکے یا جوان دیکھے کہ مرغی کو باندھ کر تیر مارتے ہیں تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منع فرمایا ہے حضرت ﷺ نے کہ نشانہ ٹھہرایا جائے چوپاؤں کو یعنی تا کہ تیروں سے مارا جائے

یہاں تک کہ مر جائے۔

فائدہ: یہ حکم حجاج بن یوسف کا چچیرا بھائی تھا اور اسی کی طرف سے بصریٰ پر نائب تھا اور شاید یہ لڑکے حکم کے تابعداروں میں سے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا جاندار چیز کے باندھنے سے اور روایت کی ہے عقیلی نے ضعفاء میں سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا کہ باندھا جائے چوپایہ اور یہ کہ کھایا جائے گوشت اس کا جبکہ باندھ کر تیروں سے مارا جائے، کہا عقیلی نے کہ آئی ہیں بیچ نہی کے باندھنے چوپایہ کے سے چند حدیثیں جید اور لیکن نہی کھانے اس کے سے سو نہیں پہچانی جاتی مگر اس حدیث میں، میں کہتا ہوں اگر ثابت ہو تو محمول ہے اس پر کہ مر گیا وہ جانور بغیر ذبح کے۔ (فتح)

۵۰۹۰ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَّغُلَامٌ مِّنْ بَنِيْ يَحْيٰى رَابِطٌ دَجَاجَةً يَّرْمِيْهَا فَمَشٰى إِلَيْهَا ابْنُ عُمَرَ حَتّٰى حَلَّهَا ثُمَّ أَقْبَلَ بِهَا وَبِالْغُلَامِ مَعَهُ فَقَالَ ازْجُرُوْا غُلَامَكُمْ عَنْ أَنْ يَّصْبِرَ هٰذَا الطَّيْرَ لِلْقَتْلِ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ تُصْبَرَ بَهِيْمَةٌ أَوْ غَيْرُهَا لِلْقَتْلِ.

۵۰۹۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ داخل ہوئے یحییٰ بن سعید پر اور یحییٰ کی اولاد سے ایک لڑکا مرغی کو باندھ کر تیر مارتا تھا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کی طرف چلے یہاں تک کہ اس کو کھولا پھر اس کے اور غلام کے ساتھ سامنے آئے سو کہا کہ زجر کرو اپنے غلام کو اس سے کہ اس پرندے کو مارنے کے واسطے نشانہ ٹھہرائے سو بے شک میں نے حضرت ﷺ سے سنا منع فرماتے تھے اس سے کہ چوپائے یا اس کے غیر کو مار ڈالنے کے واسطے نشانہ ٹھہرایا جائے۔

فائدہ: یہ یحییٰ بن سعید ایک بار مدینے کا حاکم ہوا تھا سو شاید یہ اسی وقت کا ذکر ہے جب کہ وہ حاکم ہوا تھا اور یہ جو فرمایا کہ چوپایہ اس کے غیر کو قتل کے واسطے نشانہ ٹھہرایا جائے تو یہ واسطے تنویع کے ہے نہ واسطے شک کے اور یہ زائد ہے اوپر حدیث انس رضی اللہ عنہ کے پس داخل ہوں گے اس میں چوپائے اور پرندے وغیرہ اور مانند اس کی ہے حدیث ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی کہا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر مرغی ہوتی تو میں اس کو نشانہ نہ ٹھہراتا میں نے حضرت ﷺ سے سنا منع فرماتے تھے نشانہ ٹھہرا کر قتل کرنے سے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے ساتھ سند قوی کے اور جامع ہے اس کو حدیث شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی نزدیک مسلم کے مرفوع کہ جب تم کسی کے مار ڈالنے کا ارادہ کرو تو اچھی طرح مارو اور جب تم ذبح کرنا چاہو تو اچھی طرح ذبح کرو اور چاہیے کہ کوئی تم میں سے اپنی چھری کو تیز کرے اور چاہیے کہ اپنے ذبیحہ کو آرام دے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس میں رحمت اللہ کی ہے اپنے بندوں کے واسطے یہاں تک

کہ قتل کی حالت میں بھی سو حکم کیا ساتھ قتل کے اور حکم کیا ساتھ نرمی کے بیچ اس کے اور لیا جاتا ہے اس سے قہر اس کا اس کے تمام بندوں پر اس واسطے کہ نہیں چھوڑا اس نے واسطے کسی کے تصرف کے چیز میں مگر کہ مقرر کی واسطے اس کے اس میں کوئی کیفیت۔ (فتح)

۵۰۹۱ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَمَرُّوْا بِفِتْيَةٍ أَوْ بِنَفَرٍ نَصَبُوْا دَجَاجَةً يَرْمُوْنَهَا فَلَمَّا رَأَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوْا عَنْهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا الْمِنْهَالُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَيَوَانِ وَقَالَ عَدِيٌّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۰۹۱۔ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا سو وہ چند جوانوں یا چند آدمیوں پر گزرے جو مرغی کو نشانہ ٹھہرا کر تیر مارتے تھے سو جب انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو جدا جدا ہو گئے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ یہ کام کس نے کیا ہے؟ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اس کو جو یہ کرے۔ متابعت کی ہے اس کی سلیمان نے شعبہ سے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے منہال نے سعید رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ لعنت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حیوان کو مثلہ کرے یعنی اس کے ہاتھ پاؤں ناک کان کاٹے اور کہا عدی نے سعید رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: سو وہ چند جوانوں یا آدمیوں پر گزرے یہ شک راوی کا ہے کہ جوان کہا یا آدمی کہا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ لعنت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جاندار کو نشانہ ٹھہرائے اور لعنت حرام کرنے کے دلائل سے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو جاندار چیز کو مثلہ کرے پھر توبہ نہ کرے تو مثلہ کرے گا اس کو اللہ قیامت کے دن۔ (فتح)

۵۰۹۲ ۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ.

۵۰۹۲۔ حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہبہ اور مثلہ سے منع فرمایا۔

فائدہ: نہبہ کے معنی چھین لینا مال مسلمان کا زور سے کھلم کھلا یعنی اچک لینا جس کو پنجابی میں جھپٹا مارنا کہتے ہیں ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حرام ہے عذاب کرنا جانور کو آدمی ہو یا غیر اس کا اور پہلی حدیث میں قوت انس رضی اللہ عنہ کی ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر باوجود پہنچانے ان کے کی ساتھ شدت حاکم مذکور کے لیکن خلیفہ عبدالملک حجاج پر سخت ناراض ہوا اور حکم کیا اس کو کہ انس رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرے۔ (فتح)

بَابُ لَحْمِ الدَّجَاجِ.

باب ہے بیچ بیان گوشت مرغی کے۔

٥٠٩٣ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى يَعْنِي الْأَشْعَرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ دَجَاجًا.

۵۰۹۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا۔

٥٠٩٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ بْنُ أَبِيْ تَمِيْمَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ إِخَاءٌ فَأُتِيَ بِطَعَامٍ فِيْهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ أَحْمَرُ فَلَمْ يَدْنُ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ ادْنُ فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْهُ قَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُهُ أَكَلَ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لَا آكُلَهُ فَقَالَ ادْنُ أُخْبِرْكَ أَوْ أُحَدِّثْكَ إِنِّيْ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ وَهُوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا قَالَ مَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبٍ مِنْ إِبِلٍ فَقَالَ أَيْنَ الْأَشْعَرِيُّوْنَ أَيْنَ الْأَشْعَرِيُّوْنَ قَالَ فَأَعْطَانَا خَمْسَ ذَوْدٍ غُرَّ الذُّرٰى فَلَبِثْنَا غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقُلْتُ لِأَصْحَابِيْ نَسِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

۵۰۹۴۔ حدیث بیان کی ہم سے ابو معمر نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے عبدالوارث نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ایوب نے قاسم سے اس نے روایت کی زہدم سے کہا کہ ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور ہمارے اور اس گروہ اشعریوں کے درمیان دوستی اور برادری تھی سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا گیا جس میں مرغی کا گوشت تھا اور قوم میں ایک مرد سرخ رنگ والا بیٹھا تھا سو وہ ان کے کھانے کے قریب نہ ہوا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریب ہو سو البتہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس کا گوشت کھاتے تھے کہا کہ میں نے اس کو ایک چیز کھاتے دیکھا یعنی گندگی سو میں نے اس سے کراہت کی سو میں نے قسم کھائی کہ اس نہ کھاؤں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریب ہو میں تجھ کو خبر دیتا ہوں یا تجھ سے حدیث بیان کرتا ہوں کہ میں چند اشعری لوگوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو میں نے آپ کو پایا اس حال میں کہ غضبناک تھے اور صدقے کے اونٹ بانٹتے تھے سو ہم نے آپ سے سواری مانگی سو آپ نے قسم کھائی کہ ہم کو سواری نہ دیں کہا نہیں میرے پاس جو میں تم کو اس پر سوار کروں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ کے اونٹ لائے گئے سو فرمایا کہ کہاں ہیں اشعری لوگ؟ کہاں ہیں اشعری لوگ؟ سو ہم کو

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ لَا نُفْلِحُ اَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا اسْتَحْمَلْنَاكَ فَحَلَفْتَ أَنْ لَّا تَحْمِلَنَا فَظَنَنَّا أَنَّكَ نَسِيْتَ يَمِيْنَكَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ حَمَلَكُمْ إِنِّيْ وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّتَحَلَّلْتُهَا.

پانچ اونٹ دیے سفید کوہان والے پھر ہم تھوڑی دیر ٹھہرے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ حضرت ﷺ اپنی قسم کو بھول گئے یعنی آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہ دیں سو قسم ہے اللہ کی اگر ہم حضرت ﷺ کو غافل چھوڑیں اور آپ کو قسم یاد نہ دلائیں تو ہم اللہ کے عذاب سے کبھی خلاصی نہ پائیں سو ہم حضرت ﷺ کی طرف پھرے سو ہم نے کہا کہ یا حضرت! ہم نے آپ سے سواری مانگی سو آپ نے قسم کھائی کہ ہم کو سواری نہ دیں سو ہم نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ اپنی قسم کو بھول گئے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ ہی نے تم کو سواری دی بے شک میں قسم ہے اللہ کی اگر چاہے اللہ نہیں قسم کھاتا میں کسی چیز پر پھر اس کے غیر کو بہتر دیکھوں مگر کہ کرتا ہوں اس چیز کو جو بہتر ہے اور قسم کو توڑ ڈالتا ہوں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں نے اس کو ایک چیز کھاتے دیکھا سو میں نے اس سے کراہت کی تو ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کو گندگی کھاتے دیکھا اور شاید اس نے گمان کیا کہ اس نے گندگی سے اکثر پرورش پائی یہاں تک کہ ہو گئی ہے جلالہ سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے واسطے بیان کیا کہ وہ اس طرح نہیں یا اس نے جو اس مرغی کو اس طرح دیکھا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر مرغی اسی طرح ہو اور اس حدیث میں داخل ہونا مرد کا ہے اپنے دوست پر بیچ حال کھانے اس کے کی اور بلانا صاحب کھانے کا داخل ہونے والے کو اور اس کو کہنا کہ آ کھانا کھا اگرچہ تھوڑا ہو اس واسطے کہ جمع ہونا کھانے پر سبب ہے اس کی برکت کا کما تقدم اور یہ کہ جائز ہے کھانا مرغی کا گھر کی پلی ہوئی ہو یا جنگلی اور اس پر سب کا اتفاق ہے مگر بعض متشدد لوگوں سے بطور پرہیز گاری کے مگر مستثنیٰ کیا ہے بعض نے جلالہ کو اور جلالہ وہ ہے جو گندگیوں کو کھائے اور ظاہر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس کی پرواہ نہیں کی اور جلالہ مراد اس جانور سے ہے کہ جلہ کو کھائے یعنی گوبر کو اور دعویٰ کیا ہے ابن حزم رحمہ اللہ نے کہ جلالہ خاص ہے ساتھ چوپایوں کے اور مشہور تعمیم ہے اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ تھے وہ بند رکھتے مرغی جلالہ کو تین دن اور کہا مالک رحمہ اللہ اور لیث رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ کھانے جلالہ کے مرغیوں وغیرہ سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہی اس سے واسطے کراہت کے ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے نہی کھانے جلالہ کے سے بہت طریقوں سے صحیح تر یہ طریق ہے جو روایت کی ہے ترمذی نے اور صحیح کہا ہے اس کو اور ابو داؤد اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق

سے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا مجثمہ سے اور جلالہ کے دودھ سے اور پانی پینے سے مشک کے منہ سے اور یہ سند بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر ہے اور روایت کیا ہے اس کو بیہقی وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے جلالہ کے دودھ پینے اور گوشت کھانے اور سواری کرنے سے منع فرمایا اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے جلالہ سے منع فرمایا یہ اس سے اس کا گوشت جمع کھایا جائے یا دودھ پیا جائے اور ابوداؤد اور نسائی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے خیبر کے دن گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے اور جلالہ سے اور اس کی سواری سے اور اس کے گوشت کھانے سے اور اس کی سند حسن ہے اور کہا شافعیہ نے کہ جب متغیر ہو گوشت اس کا نجاست کے کھانے سے تو اس کا کھانا مطلق مکروہ ہے اور ایک وجہ میں ہے کہ جب اکثر گندگی کھائے اور اکثر نے ترجیح دی ہے کہ وہ کراہت تنزیہی ہے اور یہ مقتضی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے قول کا ہے اور ان کی حجت یہ ہے کہ گھاس جب کہ اس کی اوجھڑی میں جاتی ہے تو نجس ہو جاتی ہے سو نہیں غذا پاتی مگر نجس سے اور باوجود اس کے پس نہیں حکم کیا جاتا گوشت اور دودھ پر ساتھ پلید ہونے کے سو اسی طرح ہے یہ بھی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ گھاس جب ناپاک ہو جائے مجاورت سے تو جائز ہے کھلانا اس کا واسطے چوپائے کے اس واسطے کہ جب وہ اس کو کھاتا جاتا ہے تو نہیں غذا کھاتا ہے ساتھ نجاست کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ غذا کھاتا ہے ساتھ گھاس کے برخلاف جلالہ کے اور ایک جماعت شافعیہ کا یہ مذہب ہے کہ نہی واسطے تحریم کے ہے اور یہی ہے قول حنابلہ کا اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے ابن دقیق العید نے فقہاء سے اور اسی کو صحیح کہا ہے ابو اسحاق مروزی اور قفال اور امام الحرمین اور بغوی اور غزالی نے اور لاحق کیا ہے انہوں نے ساتھ گوشت اور دودھ اس کے کی اس کے انڈوں کو اور بیچ معنی جلالہ کے ہے وہ چیز کہ غذا پاتی ہے ساتھ گندگی کے مانند بکری کے کہ کتی کا دودھ پلائی جائے اور معتبر بیچ جواز اکل جلالہ کے دور ہونا نجاست کی بو کا ہے اس کے بعد کہ چارہ کھلائی جائے ساتھ چیز پاک کے صحیح قول پر اور آیا ہے اس میں سلف سے وقت مقرر کرنا سو ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ مرغی جلالہ کو تین دن بند رکھتے تھے اور روایت کی ہے بیہقی نے ساتھ سند کے کہ اس میں نظر ہے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ وہ نہ کھائی جائے یہاں تک کہ گھاس کھلائی جائے چالیس دن۔ (فتح)

بَابُ لُحُوْمِ الْخَيْلِ. باب ہے بیچ بیان گوشت گھوڑوں کے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ نہیں ذکر کیا حکم کو واسطے تعارض دلیلوں کے اسی طرح کہا ہے اس نے اور دلیل جواز کی ظاہر اقوی ہے کما سیاتی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۵۰۹۵ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ قَالَتْ

۵۰۹۵۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے زمانے میں گھوڑے کو ذبح کیا پھر ہم نے

نَحَرْنَا فَرَسًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلْنَاهُ.

اس کو کھایا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہم مدینے میں تھے وقد تقدم اور دارقطنی کی روایت میں ہے کہ کھایا اس کو ہم نے اور حضرت ﷺ کے گھر والوں نے اور پہلے گزر چکا ہے اختلاف بیچ قول اس کے کی کہ ہم نے اس کو نحر کیا اور ذبح کیا اور اختلاف کیا ہے شارحین نے اس کی توجیہ میں سو بعض نے کہا کہ محمول ہے نحر ذبح پر بطور مجاز کے اور بعض نے کہا کہ یہ دوبار واقع ہوا ہے اور اسی طرف مائل کی ہے نووی رحمہ اللہ نے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اصل عدم تعدد ہے اور مخرج متحد ہے اور اختلاف اس میں ہشام پر ہے سو بعض راویوں نے اس سے نحرنا کہا اور بعض نے ذبحنا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ دونوں امر جائز ہیں نزدیک ان کے اور ذبح میں ایک دوسرے کے قائم مقام ہو جاتا ہے نہیں تو نہ جائز ہوتا واسطے ان کے لانا اس کا جگہ اس کی اور یہ جو اس نے کہا کہ ہم مدینے میں تھے تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہ جہاد کے فرض ہونے کے بعد تھا سو رد کیا جاتا ہے اس شخص پر جو سند لیتا ہے اوپر منع کھانے اس کے کی ساتھ اس علت کے کہ وہ جہاد کے آلات سے ہے اور یہ جو اس نے کہا کہ کھایا اس کو ہم نے اور حضرت ﷺ کے گھر والوں نے تو اس سے مستفاد ہوتا ہے رد اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ نہیں اس میں کہ حضرت ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی باوجود اس کے کہ اگر یہ وارد نہ ہوتا تو نہ گمان کیا جاتا ساتھ آل ابوبکر کے کہ وہ قدم رکھیں ایک چیز کے کرنے پر حضرت ﷺ کے زمانے میں مگر کہ ان کو اس کے جائز ہونے کا علم ہو واسطے سخت ہونے میل جول ان کے کی ساتھ حضرت ﷺ کے اور نہ جدا ہونے ان کے کی آپ سے یہ باوجود بہت ہونے باعث اصحاب کے ہے طرف پوچھنے احکام کے حضرت ﷺ سے اور اسی واسطے ہوا یہ راجح کہ جب صحابی کہے کہ ہم حضرت ﷺ کے زمانے میں اس طرح کرتے تھے تو ہوتا ہے واسطے اس کے حکم رفع کا یعنی وہ حدیث حکما مرفوع ہوتی ہے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو اس پر اطلاع ہوئی اور حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور جب مطلق صحابی میں یہ حکم ہے تو کیا حال ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آل کا جو خاص ہیں۔ (فتح)

۵۰۹۶ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِيْ لُحُوْمِ الْخَيْلِ.

۵۰۹۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ خیبر کے دن گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں رخص کے بدلے اذن کا لفظ واقع ہوا ہے اور اس کی ایک روایت میں ہے کہ ہم نے جنگ خیبر کے دن گھوڑوں اور گورخروں کا گوشت کھایا اور حضرت ﷺ نے ہم کو گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور بیچ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک دارقطنی کے امر کا لفظ واقع ہوا ہے کہا طحاوی نے اور مذہب ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے اور مخالفت کی ہے اس کی اس کے دونوں ساتھیوں نے یعنی ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ وغیرہ نے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ احادیث متواترہ کے اس کے حلال ہونے میں اور اگر ہوتا یہ ماخوذ قیاس کے راہ سے تو گھوڑوں اور گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے درمیان کچھ فرق نہ ہوتا لیکن جب حدیثیں حضرت ﷺ سے صحیح ہو چکیں تو اولیٰ ہے یہ کہ کہا جائے ساتھ اس کے اس چیز سے کہ واجب کرتی ہے اس کو نظر یعنی قیاس خاص کر یہ کہ جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ حضرت ﷺ نے مباح کیا واسطے ان کے گوشت گھوڑوں کا اس وقت میں کہ منع کیا ان کو اس میں خانگی گدھوں کے گوشت سے سو دلالت کی اس نے اوپر مختلف ہونے حکم ان دونوں کے میں کہتا ہوں اور نقل کیا ہے بعض تابعین نے حلال ہونا گھوڑے کا اصحاب سے بغیر استثناء کے سو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیح کے اوپر شرط شیخین کے عطاء سے کہ ہمیشہ تیرے سلف اس کو کھاتے تھے کہا ابن جریج نے میں نے کہا کہ اصحاب کھاتے تھے اس نے کہا کہ ہاں اور بہر حال جو منقول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مکروہ ہونا اس کا سو روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند ضعیف کے اور دلالت کرتا ہے اس کے ضعیف ہونے پر جو آئندہ باب میں خود اس سے صحیح آئے گا کہ استدلال کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے واسطے مباح ہونے خانگی گدھوں کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْمَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾ یعنی کہہ نہیں پاتا ہوں میں اس چیز میں کہ وحی ہوئی مجھ کو حرام اس واسطے کہ اگر یہ خانگی گدھوں کے حلال ہونے کے واسطے متمسک ہو سکتا ہے تو گھوڑوں کے حلال ہونے کے واسطے بھی تمسک ہو سکتا ہے اور نہیں ہے کوئی فرق اور نیز اس میں آئے گا کہ توقف کیا انہوں نے بیچ سبب منع کے کھانے گدھوں کے سے کہ وہ حرام کرنا ابدی تھا یا بسبب ہونے اس کے کی بار برداری لوگوں کے اور اس کی مثل گھوڑوں میں بھی آئے گی سو یہی بعید ہے کہ ثابت ہوا ان سے قول ساتھ حرام کرنے گوشت گھوڑوں کے اور قول ساتھ توقف کے خانگی گدھوں میں بلکہ روایت کی ہے دارقطنی نے ساتھ سند قوی کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع مثل حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے خانگی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑے کے کھانے کے ساتھ حکم فرمایا اور صحیح ہو چکا ہے قول ساتھ کراہت گھوڑے کے حکم بن عیینہ اور مالک اور بعض حنفیہ سے اور بعض مالکیہ اور حنفیہ سے حرام کرنا آیا ہے اور کہا فاکہی نے کہ مشہور نزدیک مالکیہ کے کراہت ہے اور صحیح نزدیک محققین کے ان میں سے حرام کرنا ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جامع صغیر میں کہ مکروہ رکھتا ہوں میں گھوڑوں کے گوشت کو سو حمل کیا ہے اس کو ابوبکر رازی نے تنزیہ پر اور کہا کہ نہیں اطلاق کیا اس میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے تحریم کو اور نہیں وہ نزدیک اس

کے مثل گدھے گھر کے پلے ہوئے کے اور صحیح کہا ہے اس سے اصحاب محیط اور ہدایہ اور ذخیرہ نے حرام کرنے کو یعنی صحیح قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ گھوڑا احرام ہے اور یہ قول ان کے اکثر کا ہے اور بعض سے ہے کہ گنہگار ہوتا ہے کھانے والا اس کا اور نہیں نام رکھا جاتا حرام اور روایت کی ہے ابن قاسم اور ابن وہب نے اس سے منع ہو اور یہ کہ اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ آیت کے کہ آنے والا ہے ذکر اس کا اور روایت کی ہے محمد بن حسن نے آثار میں ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ساتھ سند اس کے کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مانند اس کے اور کہا قرطبی نے شرح مسلم میں کہ مذہب مالک رحمۃ اللہ علیہ کا کراہت ہے اور استدلال کیا ہے واسطے اس کے ابن بطال نے ساتھ آیت کے اور کہا ابن منیر نے کہ مشابہت پیدائشی درمیان اس کے اور درمیان خچر اور گدھے کے اس قسم سے ہے کہ تاکید کرتی ہے منع کو سو منجملہ اس کے ہے شکل اس کی اور زہومت گوشت اس کے کی اور غلیظ ہونا اس کا اور صفت لید اس کے کی اور جب مؤکد ہوا شبہ خلقی تو ملحق ہوگا ساتھ نفی فارق کے اور بعید ہوگا شبہ ساتھ ان چوپایوں کے کہ اتفاق ہے ان کے کھانے پر اور پہلے گزر چکا ہے کلام طحاوی اور وہ چیز کہ لیا جاتا ہے اس سے جواب اس کا اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ دلیل جواز مطلق میں واضح ہے لیکن سبب کراہت مالک رحمۃ اللہ علیہ کا واسطے کھانے اس کے کی یہ ہے کہ وہ اکثر اوقات جہاد میں کام آتا ہے سو اگر کراہت دور ہو تو البتہ بہت ہو استعمال اس کی اور اگر بہت ہو تو البتہ نوبت پہنچائے یہ طرف کم ہونے اس کے کی سو نوبت پہنچائے گا یہ طرف فنا ہونے ان کے کی پس انجام یہ ہوگا کہ کم ہو جائے گا ڈرانا دشمن کا اور وہ چیز کہ واقع ہوا ہے امر ساتھ اس کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ﴾ میں کہتا ہوں بنا بر اس کے پس کراہت بسبب خارج کے اور نہیں ہے بحث بیچ اس کے اس واسطے کہ حیوان بالاتفاق مباح اگر حادث ہو ایسا امر جو تقاضا کرے کہ اگر ذبح کیا جائے تو البتہ نوبت پہنچائے گا طرف ارتکاب محذور کے تو منع ہوتا ہے اور نہیں لازم آتا ہے اس سے قول ساتھ حرام کرنے اس کے کی اور اسی طرح قول اس کا کہ واقع ہونا کھانے اس کے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نادر اور کم تھا سو جب کہا جائے ساتھ کراہت کے تو کم ہوگا استعمال کرنا اس کا سو موافق ہوگا اس چیز کو کہ پہلے گزری اور یہ نہیں قائم ہوتی ہے دلیل واسطے کراہت کے بلکہ غایت اس کی یہ ہے کہ ہو خلاف اولی اور اصل حیوان کے حلال ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کھانے سے فانی ہو جائے اور دنیا میں اس کا وجود تر ہے اور کہا بعض تابعین نے کہ اگر حلال ہوتا تو اس کے ساتھ قربانی جائز ہوتی سو یہ قول اس کا توڑا گیا ہے ساتھ حیوان جنگلی کے اس واسطے کہ وہ کھایا جاتا ہے اور حالانکہ اس کے ساتھ قربانی کرنی جائز نہیں اور شاید سبب بیچ ہونے گھوڑوں کے کہ نہیں جائز ہے قربانی ساتھ اس کے باقی رکھنا ہے ان کی نسل کا اس واسطے کہ اگر مشروع ہو تمام وہ چیز کہ جائز ہے اس کے غیر میں تو البتہ فوت ہو نفع اٹھانا ساتھ ان کے بیچ زیادہ تر ضروری چیزوں کے ان میں سے اور وہ جہاد ہے اور ذکر کیا ہے طحاوی ابو بکر رازی اور ابو محمد بن حزم نے عکرمہ بن عمار کے طریق سے اس نے روایت کی یحییٰ بن کثیر سے اس

نے ابوسلمہ سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے گدھوں اور گھوڑوں اور خچروں کے گوشت سے منع فرمایا کہا طحاوی نے کہ اور اہل حدیث عکرمہ بن عمار کو ضعیف کہتے ہیں یعنی جو اس کا راوی ہے میں کہتا ہوں کہ خاص کر یحییٰ بن ابی کثیر کے حق میں اس واسطے کہ عکرمہ اگرچہ اختلاف کیا گیا ہے اس کی توثیق میں سو البتہ روایت کی ہے واسطے اس کے مسلم نے لیکن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روایت کی ہے اس نے اس سے غیر طریق یحییٰ بن ابی کثیر کے اور البتہ کہا یحییٰ بن سعید قطان نے کہ حدیثیں اس کی یحییٰ بن ابی کثیر سے ضعیف ہیں اور کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حدیث اس کی یحییٰ بن ابی کثیر سے مضطرب ہے اور کہا نسائی نے کہ نہیں ساتھ اس کے کچھ ڈر مگر یحییٰ میں اور کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حدیث اس کی غیر ایاس بن سلمہ سے مضطرب ہے اور یہ اشد اس چیز سے کہ پہلے ہے اور اس کے عموم میں یحییٰ بن ابی کثیر بھی داخل ہوا اور بر تقدیر صحیح ہونے ان طریقوں کے سو البتہ اختلاف کیا گیا ہے عکرمہ پر بیچ اس کے اس واسطے کہ یہ حدیث احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کے طریق سے آئی ہے اور اس میں گھوڑوں کا ذکر نہیں اور بر تقدیر اس کے کہ جس نے گھوڑے کو اس میں ذکر کیا اس نے یاد رکھا ہو تو کئی روایتیں جابر رضی اللہ عنہ سے جو تفصیل کرنے والے ہیں درمیان گوشت گھوڑے اور گدھے کے ظاہر تر ہیں اتصال میں اور اتقن ہیں راویوں میں اور اکثر ہیں گنتی میں اور معلول کی ہے بعض حنفیوں نے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس چیز کے کہ نقل کیا ہے اس کو ابن اسحاق سے کہ وہ خیبر میں حاضر نہیں ہوا اور نہیں ہے یہ علت اس واسطے غایت یہ ہے کہ مرسل صحابی کے ہو اور جو گھوڑے کے کھانے سے منع کرتا ہے اس کی حجتوں سے یہ حدیث خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ہے سنن میں کہ حضرت ﷺ نے جنگ خیبر کے دن گھوڑوں کے گوشت سے منع فرمایا اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ یہ حدیث شاذ منکر ہے اس واسطے کہ اس کے سیاق میں ہے کہ وہ خیبر میں حاضر ہوا اور یہ خطا ہے اس واسطے کہ نہیں مسلمان ہوا وہ مگر اس کے بعد صحیح قول پر اور جس چیز کے ساتھ اکثر علماء نے جزم کیا ہے یہ ہے کہ اس کا مسلمان ہونا فتح مکہ کا دن تھا اور عمدہ اس باب میں وہ چیز ہے جو مصعب زبیری نے کہی اور وہ اعلم ہے ساتھ حال قریش کے سب لوگوں سے کہا کہ لکھا ولید بن ولید نے طرف خالد رضی اللہ عنہ کی جب کہ بھاگا مکے سے عمرہ قضاء میں تا کہ نہ دیکھے حضرت ﷺ کو مکے میں سو ذکر کیا اس نے قصہ بیچ سبب اسلام خالد رضی اللہ عنہ کے اور عمرہ قضاء بالیقین جنگ خیبر سے بعد تھا اور نیز حلول کی گئی ہے یہ حدیث ساتھ اس کے کہ اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے لیکن روایت کی ہے طبری نے یحییٰ بن ابی کثیر کے طریق سے اس نے روایت کی ایک مرد اہل حمص کے سے کہ ہم خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے سو ذکر کیا اس نے کہ حرام کیا حضرت ﷺ نے گوشت خانگی گدھوں اور گھوڑوں کا اور خچروں کا اور معلول کی گئی ہے یہ حدیث ساتھ تدلیس یحییٰ کے اور مبہم ہونے مرد کے اور دعویٰ کیا ہے ابوداؤد نے کہ حدیث خالد رضی اللہ عنہ کی منسوخ ہے اور نہیں بیان کیا اس نے اس کے ناسخ کو اور اسی طرح کہا ہے نسائی نے کہ حدیثیں مباح ہونے میں صحیح ہیں اور یہ اگر صحیح ہو تو منسوخ ہو گی اور گویا کہ جب اس

کے نزدیک دونوں حدیثیں متعارض ہوئیں اور خالد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہی دیکھی اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اجازت دیکھی تو حمل کیا اجازت کو نسخ تحریم پر اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اگر نہی اجازت پر سابق ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خالد رضی اللہ عنہ کا اسلام فتح خیبر سے پہلے ہو اور اکثر اس کے خلاف پر ہیں اور نسخ نہیں ثابت ہوتا ہے احتمال سے اور البتہ ثابت کیا ہے حازمی نے نسخ کو اس کے بعد کہ ذکر کی حدیث خالد رضی اللہ عنہ کی اور کہا کہ وہ شامی مخرج ہے آئی ہے غیر وجہ سے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رخصت اور اجازت سے اس واسطے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ منع سابق ہے اور اجازت متاخر ہے سو متعین ہوگا پھرنا طرف اس کی کہا اس نے اور اگر یہ لفظ وارد نہ ہوتا تو دعویٰ نسخ کا مردود ہوتا واسطے نہ معلوم ہونے تاریخ کے ہے اور نہیں بیچ لفظ اخص اور اجازت کے وہ چیز کہ متعین ہو ساتھ اس کے پھرنا طرف نسخ کی بلکہ جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حکم گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں میں تھا برأت اصلی پر پھر جب منع کیا ان کو شارع نے دن جنگ خیبر کے گدھوں اور خچروں سے تو ڈرے کہ گمان کریں لوگ کہ گھوڑوں کا بھی یہی حکم ہے واسطے مشابہ ہونے ان کے کی ساتھ ان کے تو اجازت دی ان کے کھانے میں سوائے گدھوں اور خچروں کے اور راجح یہ ہے کہ چیزیں پہلے بیان کرنے حکم ان کے کی شرع میں نہیں وصف کی جاتیں نہ ساتھ حلال ہونے کے اور نہ ساتھ حرام ہونے کے پس نہ ثابت ہوگا نسخ بیچ اس کے اور نیز نقل کی ہے حازمی نے تقریر نسخ کی اور طریق سے سو کہا اس نے کہ نہی کھانے گھوڑوں اور گدھوں کے سے عام تھی بسبب یعنی لوگوں کے ان کے پہلے بانٹنے اور پانچواں حصہ نکالنے کے اور اسی واسطے حکم کیا ساتھ الٹانے ہانڈیوں کے پھر پکار کر بیان کیا کہ گدھوں کا گوشت نجس ہے کہ اس کا حرام کرنا اس کی ذات کی وجہ سے ہے اور یہ کہ نہی گھوڑوں سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھے بسبب ترک کرنے تقسیم کے خاص کر اور اعتراض کیا جاتا ہے اس پر کہ حکم ساتھ الٹانے ہانڈیوں کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا واسطے پکانے ان کے کی بیچ ان کے گوشت گدھوں کا جیسے کہ تصریح کی گئی ہے ساتھ اس کے صحیح میں نہ گھوڑوں میں پس نہ تمام ہوگی مراد اس کی اور حق یہ ہے کہ حدیث خالد رضی اللہ عنہ کی اگر تسلیم کی جائے کہ ثابت ہے تو نہیں معارض ہوتی ہے واسطے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے جو دلالت کرتی ہے جائز ہونے پر اور البتہ موافق ہے اس کو حدیث اسماء رضی اللہ عنہا کی اور البتہ ضعیف کیا ہے خالد رضی اللہ عنہ کی حدیث کو احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور موسیٰ بن ہارون اور دارقطنی اور خطابی اور ابن عبدالبر اور دوسرے لوگوں نے تطبیق دی ہے بعض نے درمیان حدیث جابر رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کے کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی دلالت کرتی ہے جائز ہونے پر فی الجملہ اور حدیث خالد رضی اللہ عنہ کی دلالت کرتی ہے اوپر منع کے ایک حالت میں سوائے دوسری حالت کے اس واسطے کہ گھوڑے خیبر میں کم دستیاب اور عزیز تھے اور تھے محتاج ان کی طرف واسطے جہاد کے سو نہ معارض ہوگا جواز نہی مذکور کو اور نہیں لازم آتا وصف کرنا نہی کھانے گھوڑوں کے ساتھ کراہت مطلق کے چہ جائیکہ ساتھ حرام کرنے کے اور البتہ واقع ہوا ہے نزدیک دارقطنی کے

اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں ہمارا ایک گھوڑا تھا سو وہ مرنے لگا سو ہم نے اس کو ذبح کر کے کھایا اور جواب دیا ہے اس نے اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ وہ ایک خاص واقعہ ہے سو شاید یہ گھوڑا بڑا ہو گیا تھا اس طور سے کہ اس کے ساتھ جہاد میں نفع نہ اٹھایا جائے سو ہو گی نہی گھوڑوں سے واسطے معنی خارج کے نہ واسطے اس کی ذات کے اور یہ تطبیق خوب ہے اور گمان کیا ہے بعض نے کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی باب میں دلالت کرتی ہے حرام کرنے پر واسطے قول اس کے کی کہ حضرت ﷺ نے رخصت دی اس واسطے کہ رخصت مباح کرنا حرام کا ہے باوجود قائم ہونے مانع کے سو دلالت کی اس نے کہ رخصت دی حضرت ﷺ نے واسطے ان کے بسبب بھوک کے جو ان کو خیبر میں پہنچی پس نہیں دلالت کرتا یہ مطلق حلال ہونے پر اور جواب یہ ہے کہ اکثر روایتوں میں اجازت کا لفظ آیا ہے اور بعض میں امر کا لفظ آیا ہے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ساتھ رخص کے اجازت ہے نہ خصوص رخصت ساتھ اصطلاح اس شخص کے کہ متاخر ہے اصحاب کے زمانے سے اور نیز مناقضہ کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اجازت بیچ کھانے گھوڑوں کے اگر ہوتی رخصت بسبب بھوک کے تو البتہ ہوتے گدھے خانگی اولیٰ ساتھ اس کے واسطے بہت ہونے ان۔ کے کی اور عزیز ہونے گھوڑوں کے اس وقت اور اس واسطے کہ نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ گھوڑوں کے اس چیز میں کہ نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ گدھوں کے سواری وغیرہ سے اور نہیں فائدہ اٹھایا جاتا ساتھ گدھوں کے اس چیز میں کہ نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ گھوڑوں کے جہاد کرنے سے اوپر ان کے اور واقع جیسا کہ آئے گا صریح آئندہ باب میں یہ ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ بہانے ہانڈیوں کے جن میں گدھوں کا گوشت پکایا گیا باوجود اس چیز کے کہ ساتھ ان کے تھی حاجت سے سو دلالت کی اس نے کہ اجازت بیچ کھانے گھوڑوں کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا واسطے اباحت عام کے نہ واسطے خاص ضرورت کے اور لیکن جو منقول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے حجت پکڑنے سے واسطے منع کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا﴾ سو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اکثر ان لوگوں نے جو قائل ہیں ساتھ تحریم کے اور تقریر کی ہے انہوں نے اس کی کئی وجہ سے ایک وجہ یہ کہ لام واسطے تعلیل کے ہے سو دلالت کی اس نے کہ وہ نہیں پیدا ہوئے واسطے غیر اس کام کے اس واسطے کہ علت منصوصہ فائدہ دیتی ہے حصر کا سو ان کے کھانے کو مباح کرنا تقاضا کرتا ہے ظاہر آیت کے خلاف کو دوسری عطف نعال اور حمیر کا سو دلالت کرتا ہے اوپر مشترک ہونے اس کے کی ساتھ ان کے حرام کرنے کے حکم میں سو جو جدا کرتا ہے حکم اس کے کو حکم اس چیز کے سے کہ معطوف ہے اس پر وہ محتاج ہے طرف دلیل کے تیسری یہ کہ آیت بیان کی گئی ہے جگہ احسان کرنے کی سو اگر نفع اٹھایا جاتا ساتھ اس کے کھانے میں تو البتہ ہوتا احسان ساتھ اس کے اعظم اس واسطے کہ وہ متعلق ہے ساتھ باقی رہنے وجود کے بغیر واسطہ کے اور حکیم نہیں احسان کرتا ساتھ ادنیٰ نعمت کے اور چھوڑے اعلیٰ کو خاص کر واقع ہوا ہے احسان ساتھ کھانے کے ان چیزوں میں جو مذکور ہیں اس سے پہلے، چوتھی یہ کہ اگر مباح کیا

جائے کھانا اس کا تو البتہ فوت ہو منفعت ساتھ اس کے اس چیز میں کہ واقع ہوا ہے ساتھ اس کے احسان کرنا سواری اور زینت سے یہ خلاصہ ہے اس چیز کا کہ تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے اس آیت سے اور جواب بطور اجمال کے یہ ہے کہ آیت سورہ نحل کی بالاتفاق مکی ہے اور اجازت بیچ کھانے گھوڑوں کے تھا بعد ہجرت کے کی مکے سے زیادہ چھ سال سے سو اگر حضرت ﷺ اس آیت سے منع سمجھتے تو نہ اجازت دیتے کھانے ان کے میں اور نیز پس آیت نحل کی نہیں ہے نص بیچ منع کھانے کے اور حدیث صریح ہے بیچ جواز اس کے کی اور نیز بطور تنزل کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دلالت کرتا ہے جو مذکور ہوا اوپر ترک کھانے کے اور ترک عام تر ہے اس سے کہ ہو واسطے تحریم کے یا تنزیہ کے یا خلاف اولیٰ کے اور جب نہ متعین ہوا کوئی معنی ان میں سے تو باقی رہا تمسک ساتھ ان دلیلوں کے جو تصریح کرنے والے ہیں واسطے جواز کے اور بطور تفصیل کے اول اس وجہ پر کہ اگر ہم مانے کہ لام واسطے تعلیل کے ہے تو نہیں تسلیم کرتے ہم افادہ حصر سوار ہونے اور زینت میں اس واسطے کہ فائدہ اٹھایا جاتا ہے ساتھ گھوڑوں کے بیچ غیر ان دونوں کے اور بیچ سوائے کھانے کے اتفاقا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا گیا ہے سوار ہونا اور زینت واسطے ہونے ان دونوں کام کے اغلب اس چیز کا کہ طلب کیا جاتا ہے واسطے اس کے گھوڑا اور نظیر اس کی حدیث گائے کی ہے جو مذکور ہے بخاری اور مسلم میں جب کہ اس نے اپنے سوار سے کہا ہم اس کے واسطے پیدا نہیں ہوئے ہم تو کھیتی کرنے کے واسطے پیدا ہوئے ہیں اس واسطے کہ وہ باوجود صریح تر ہونے اس کے کی حصر میں نہیں قصد کیا گیا ساتھ اس کے اغلب نہیں تو وہ کھائی جاتی ہے اور نفع اٹھایا جاتا ہے بہت چیزوں میں سوائے کھیتی کے اتفاقا اور نیز پس اگر تسلیم کیا جائے استدلال تو البتہ لازم آئے گا کہ گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں پر بوجھ کا لادنا منع ہو اور حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں اور ثانی وجہ سو دلالت عطف کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ دلالت اقتران کی ہے اور وہ ضعیف ہے اور تیسری وجہ سو احسان جتلانا پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ قصد کی گئی ہے ساتھ اس کے غالبا وہ چیز کہ واقع ہوتا تھا ساتھ اس کے نفع اٹھانا ان کا گھوڑوں سے سو خطاب کیے گئے ساتھ اس چیز کے جس کی ان کو الفت تھی اور جس کو پہچانتے تھے اور نہیں پہچانتے تھے کھانا گھوڑوں کا واسطے کم ہونے ان کے کی شہروں میں برخلاف چوپایوں کے کہ اکثر فائدہ اٹھانا ان کا ساتھ ان کے تھا واسطے لادنے بوجھ کے اور واسطے کھانے کے سو اقتصار کیا ہر دونوں قسم میں احسان پر ساتھ اغلب اس چیز کے کہ نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ اس کے سو اگر لازم آئے اس سے حصر اس شق میں تو البتہ لازم آئے گا مثل اس کی دوسرے شق میں اور چوتھی وجہ سو اگر لازم آئے اذن سے بیچ کھانے ان کے کی یہ کہ فنا ہوں تو لازم آتا ہے مثل اس کے گائے وغیرہ میں اس چیز سے کہ مباح ہوا ہے کھانا اس کا اور واقع ہوا ہے احسان جتلانا ساتھ اس کے اور منفعت اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ فِيهِ عَنْ گھریلو گدھوں کے گوشت کے بیان میں اس میں

سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حدیث ہے سلمہ رضی اللہ عنہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: قول ساتھ نہ جزم کرنے اس کے کی ساتھ حکم کے بیچ اس کے مانند قول کے ہے پہلے باب میں لیکن راجح گدھوں میں منع ہے برخلاف گھوڑوں کے۔

۵۰۹۷ ۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَالِمٍ وَنَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ.

۵۰۹۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن خانگی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ تَابَعَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَالِمٍ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانگی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا متابعت کی ہے اس کی ابن مبارک نے عبیداللہ سے نافع سے اور کہا ابو اسامہ نے عبیداللہ سے اس نے روایت کی سالم سے۔

۵۰۹۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُتْعَةِ عَامَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ حُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

۵۰۹۸۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن متعہ اور خانگی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں گزر چکی ہے۔

۵۰۹۹ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِي لُحُومِ الْخَيْلِ.

۵۰۹۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی۔

٥١٠٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَدِيٌّ عَنِ الْبَرَآءِ وَابْنِ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ.

۵۱۰۰۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

٥١٠١ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا إِدْرِيْسَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَعُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ مَالِكٌ وَّمَعْمَرٌ وَّالْمَاجِشُوْنُ وَيُوْنُسُ وَابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ.

۵۱۰۱۔ حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھوں کا گوشت حرام کیا، متابعت کی ہے اس کی زبیدی نے اور عقیل نے ابن شہاب سے اور کہا مالک اور معمر اور ماجشون اور یونس اور ابن اسحاق نے زہری سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہر دانت والے درندے کے کھانے سے۔

فائدہ: یعنی نہیں ذکر کیا انہوں نے گدھوں کو۔

٥١٠٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَهُ جَآءٍ فَقَالَ أُكِلَتِ الْحُمُرُ ثُمَّ جَآءَهُ جَآءٍ فَقَالَ أُكِلَتِ الْحُمُرُ ثُمَّ جَآءَهُ جَآءٍ فَقَالَ أُفْنِيَتِ الْحُمُرُ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى فِي النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَإِنَّهَا رِجْسٌ فَأُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ وَإِنَّهَا لَتَفُوْرُ بِاللَّحْمِ.

۵۱۰۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ گدھے کھائے گئے پھر آپ کے پاس کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ گدھے کھائے گئے پھر آپ کے پاس کوئی آنے والا آیا سو کہا کہ فنا ہو گئے گدھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارنے والے کو حکم کیا سو اس نے لوگوں میں پکارا کہ بے شک اللہ اور اس کا رسول تم کو منع کرتا ہے گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے اس واسطے کہ وہ گندگی ہے سو ہانڈیاں الٹائی گئیں اور حالانکہ وہ گدھوں کے گوشت سے جوش مارتی تھیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک آنے والا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو نہیں پہچانا میں نے نام اس مرد کا اور نہ دوسرے دونوں

کا اور احتمال ہے کہ ایک ہوں اس واسطے کہ اس نے اولا کہا کہ کھائے گئے سو یا تو اس کو حضرت ﷺ نے نہ سنا تھا اور یا اس میں کسی چیز کا آپ کو حکم نہ ہوا تھا اور اسی طرح دوسری بار میں بھی سو جب اس نے تیسری بار میں کہا کہ فنا ہو گئے گدھے یعنی واسطے کثرت اس چیز کے کہ ذبح کی گئی ان سے تا کہ پکائے جائیں تو موافق پڑا یہ اس کی تحریم کے حکم کے اترنے کو اور شاید یہ سند ہے اس شخص کی جو کہتا ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا گیا ان سے اس واسطے کہ وہ لوگوں کی بار برداری تھی اور پہلے گزر چکا ہے نزدیک نسائی کے کہ منادی اس کے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے اور شاید عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے پکارا اولا ساتھ نہی مطلق کے پھر پکارا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ نے ساتھ زیادتی کے اوپر اس کے اور وہ قول اس کا ہے کہ بے شک وہ گندگی ہے سوالٹائی گئیں ہانڈیاں اور حالانکہ وہ گوشت سے جوش مارتی تھیں۔ (فتح)

٥١٠٣ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ حُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَقَالَ قَدْ كَانَ يَقُوْلُ ذَاكَ الْحَكَمُ بْنُ عَمْرٍو الْغِفَارِيُّ عِنْدَنَا بِالْبَصْرَةِ وَلٰكِنْ أَبٰى ذَاكَ الْبَحْرُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَقَرَأَ ﴿قُلْ لَّا أَجِدُ فِيْمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾.

٥١٠٣۔ حضرت عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن زید سے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے خانگی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اس نے کہا کہ حکم بن عمرو ہمارے پاس بصرے میں تھا وہ یہ کہتا تھا یعنی حضرت ﷺ نے خانگی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا لیکن انکار کیا اس کا علم کے دریا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور پڑھی آیت ﴿قُلْ لَّا أَجِدُ فِيْمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾.

فائدہ: حمیدی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہتا تھا اس کو حکم حضرت ﷺ کے سے۔ بحر صفت ہے واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہا گیا واسطے ان کے یہ لفظ واسطے وسیع ہونے علم ان کے کی اور یہ از قسم مقدم کرنے صفت کے ہے موصوف پر واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ تعظیم موصوف کے گویا کہ وہ ہو گیا ہے علم اوپر اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا واسطے مشہور ہونے اس کے کی اس کے بعد واسطے احتمال پوشیدہ ہونے اس کے بعض لوگوں پر اور بیچ روایت ابن مردویہ کے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں لوگ کچھ چیزیں کھاتے تھے اور کچھ چیزیں نہ کھاتے تھے واسطے کراہت کے سو اللہ نے اپنا پیغمبر بھیجا اور اپنی کتاب اتاری اور اپنے حلال کو حلال کیا اور حرام کو حرام کیا سو جو چیز کہ اس میں حلال کی سو حلال ہے اور جو چیز کہ حرام کی وہ حرام ہے اور جس چیز سے چپ رہا وہ معاف ہے یعنی اس کے کھانے میں کچھ گناہ نہیں اور یہ آیت پڑھی ﴿قُلْ لَّا أَجِدُ فِيْمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾ اور استدلال کرنا ساتھ اس کے واسطے حلال ہونے کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمام ہوتا ہے اس چیز میں کہ نہیں وارد ہوئی اس میں نص حضرت ﷺ سے ساتھ حرام کرنے اس کے کی اور البتہ وارد ہو چکی ہیں

حدیثیں ساتھ اس کے اور تخصیص تحریم کے مقدم ہے اوپر عموم تحلیل کے اور اوپر قیاس کے اور پہلے گزر چکا ہے مغازی
میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ توقف کیا انہوں نے نہی میں گدھوں کے کھانے سے کہ کیا وہ کسی خاص سبب کے واسطے تھے
یا واسطے ہمیشگی کے سو اس میں شعبی سے ہے کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نہیں جانتا کہ منع کیا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بسبب اس کے کہ وہ لوگوں کی بار برداری تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا جانا کہ ان کی بار
برداری جاتی رہے اس کو خیبر کے دن قطعا حرام کیا اور اور یہ تردد صحیح تر ہے اس حدیث سے کہ آیا ہے جزم ساتھ علت
مذکور کے اور اسی طرح اس چیز میں کہ روایت کی ہے اس سے طبرانی نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام کیا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانگی گدھوں کو واسطے خوف کم ہونے سواریوں کے اور اس کی سند ضعیف ہے اور پہلے گزر چکا ہے
مغازی میں ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا اس سے اس واسطے کہ اس سے
پانچواں حصہ نہیں نکالا گیا تھا اور بعض نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا تھا ان سے اس واسطے کہ وہ گندگی کو
کھاتے تھے ، میں کہتا ہوں کہ البتہ دور کیا ہے ان احتمالوں کو کہ ان میں سے پانچواں حصہ نہیں نکالا گیا تھا یا وہ گندگی
کھاتے تھے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی نے جو اس سے پہلے مذکور ہو چکی ہے اس واسطے کہ اس میں آیا ہے کہ وہ گندگی ہیں
اور اسی طرح حکم ساتھ دھونے برتنوں کے سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہا قرطبی نے یہ جو فرمایا کہ وہ رجس میں تو یہ ظاہر
ہے بیچ پھرنے ضمیر کے طرف گدھوں کے اس واسطے کہ وہی تھے مامور ساتھ الٹانے ان کے ہانڈیوں سے اور دھونے
ان کے اور یہ حکم ناپاک چیز کا ہے سو مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ حرام ہے کھانا ان کا اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ انکا
حرام ہونا ان کی ذات کے واسطے ہے یعنی ان کی حرمت ذاتی ہے نہ واسطے کسی سبب خارجی کے اور کہا ابن دقیق العید
نے کہ حکم ساتھ الٹانے ہانڈیوں کے ظاہر ہے کہ وہ سبب حرام کرنے گدھوں کے گوشت کا ہے اور البتہ وارد ہو چکی ہے
اور علتیں اگر صحیح ہو مرفوع ہونا کسی چیز کا ان میں سے تو واجب ہوگا پھرنا طرف اس کی لیکن نہیں مانع ہے کہ معلل کیا
جائے حکم ساتھ اکثر کے ایک علت سے اور حدیث ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی صریح ہے تحریم میں سو نہیں ہے کوئی جگہ پھرنے کی
اس سے اور لیکن علت بیان کرنا ساتھ خوف کم ہونے سواریوں کے سو جواب دیا ہے اس سے طحاوی نے ساتھ معارضہ
کے ساتھ گھوڑوں کے اس واسطے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہی گدھوں سے اور اجازت گھوڑوں میں مقرون ہے سو
اگر ہوتی علت بسبب بار برداری کے تو البتہ ہوتے گھوڑے اولیٰ ساتھ منع کرنے کے واسطے کم ہونے ان کے کی
نزدیک ان کے اور سخت حاجت ان کی کے طرف ان کی اور جواب سورہ انعام کی آیت سے یہ ہے کہ وہ مکی ہے اور
حدیث تحریم کی نہایت متاخر ہے سو وہ مقام ہے اور نیز پس نص آیت کی خبر ہے حکم سے جو موجود تھا وقت نازل ہونے
اس کے کی اس واسطے کہ اس وقت نہیں اتری تھی بیچ تحریم ماکول کے مگر وہ چیز کہ ذکر کی گئی ہے بیچ اس کے اور نہیں اس
میں وہ چیز جو منع کرے اس کو کہ اترے اس کے بعد اس چیز کا غیر کہ بیچ اس کے ہے اور البتہ اترے اس کے بعد

مدینے میں بہت احکام ساتھ حرام کرنے بہت چیزوں کے سوائے اس چیز کے کہ ذکر کی گئی بیچ اس کے مانند شراب کی آیت کے مائدہ میں اور نیز اس میں حرام کرنا اس چیز کا ہے کہ پکاری گئی واسطے غیر اللہ کے اور گلا گھوٹی آخر تک اور مانند تحریم درندوں اور حشرات کے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کہا ہے ساتھ حرام کرنے خانگی گدھوں کے اکثر علماء نے اصحاب سے اور جو ان کے بعد ہیں اور نہیں پایا میں نے اس میں کسی صحابی سے اختلاف مگر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور مالکیہ کے نزدیک تین روایتیں ہیں تیسری کراہت ہے اور ابوداؤد میں غالب ہے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو موٹے گدھے کھلا اس واسطے کہ اس کا حرام ہونا تو گاؤں کے گرد کے سبب ہے یعنی جلالہ ہونے کے سبب سے اور اس کی سند ضعیف ہے اور تین شاذ ہے مخالف ہے واسطے صحیح حدیثوں کے اور طبری میں روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کے گوشت کی اجازت دی اور اس کی سند میں بھی کلام ہے اور اگر ثابت ہو تو احتمال ہے کہ ہو یہ حکم پہلے حرام کرنے ان کے کی کہا طحاوی نے اگر متواتر ہوتی حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ حرام کرنے خانگی گدھوں کے تو البتہ قیاس ان کے حلال ہونے کو تقاضا کرتا تھا اس واسطے کہ ہر وہ چیز کہ حرام ہے خانگی جانوروں سے اجماع ہے اس کے حرام ہونے پر جب کہ ہو وحشی مانند سور کی اور البتہ اجماع ہے اوپر حلال ہونے گورخر کے پس قیاس چاہتا ہے کہ خانگی گدھے بھی حلال ہوں، میں کہتا ہوں کہ جو دعویٰ کیا ہے اس نے اجماع کا سو مردود ہے اس واسطے کہ بہت حیوان گھر کے پلے ہوئے مختلف ہیں اپنے نظیر میں حیوان وحشی سے مانند بلی کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذبح نہیں پاک کرتا اس چیز کو کہ نہیں حلال ہے کھانا اس کا اور جو چیز کہ ناپاک ہو جائے ساتھ لگنے پلیدی کے کفایت کرتا ہے دھونا اس کا ایک بار واسطے مطلق ہونے حکم دھونے کے اس واسطے کہ صادق آتا ہے بجا لانا ساتھ ایک بار کے اور اصل یہ ہے کہ نہیں ہے زیادتی اوپر اس کے اور یہ کہ اصل چیزوں میں اباحت ہے اس واسطے کہ اصحاب نے اقدام کیا گدھوں کے ذبح کرنے اور پکانے پر مانند باقی حیوانوں کے پہلے اس سے کہ اجازت مانگیں باوجود بہت ہونے باعث ان کے کی سوال پر اس چیز سے کہ مشکل ہو اور یہ کہ لائق ہے واسطے سردار لشکر کے ڈھونڈنا اپنی رعیت کے احوال کا اور جس کو دیکھے کہ کرتا ہے کام جو نہیں جائز ہے شرع میں تو مشہور کرے اس کے منع کو یا تو خود بخود مخاطب ہو کر منع کرے یا کسی غیر کو حکم کرے سو وہ پکارے تا کہ نہ مغرور ہو ساتھ اس کے پس گمان کرے اس کو جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ. باب ہے بیچ کھانے ہر دانت والے کے درندوں سے۔

فائدہ: نہیں قطع کیا ساتھ حکم کے واسطے اختلاف کے بیچ اس کے کما سیاتی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

٥١٠٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ

۵۱۰۴۔ حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دانت والے درندوں سے منع فرمایا متابعت کی ہے اس

الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ تَابَعَهٗ يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ وَّابْنُ عُيَيْنَةَ وَالْمَاجِشُوْنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

کی یونس نے اور معمر اور ابن عیینہ اور ماجشون نے زہری سے۔

فائدہ: اور مسلم کی راویت میں ہے کہ ہر دانت والے درندے کا کھانا حرام ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہر دانت والے درندے سے اور ہر پنجہ والے پرندے سے اور مخلب پرندے کے لیے مانند ناخن کے ہے واسطے غیر اس کے کی لیکن وہ اس سے سخت تر اور موٹا اور تیز تر ہوتا ہے جیسے دانت درندے کا اور روایت کی ہے ترمذی رحمہ اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ سند لا باس بہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانگی گدھوں اور خچروں اور ہر دانت والے درندے اور ہر پنجہ دار پرندے کو حرام کیا اور دانت والے سے وہ درندہ مراد ہے جو دانت سے شکار کرتا ہے جیسے شیر اور سور اور بندر اور ریچھ اور کتا اور بھیڑیا وغیرہ اور پنجہ دار سے مراد وہ پرندہ ہے جو پنجہ سے شکار کرتا ہے جیسے چیل باز شکرہ وغیرہ، کہا ترمذی رحمہ اللہ نے کہ عمل اس پر ہے نزدیک اکثر اہل علم کے اور بعض سے ہے کہ حرام نہیں اور حکایت کی ہے ابن وہب نے مالک سے مثل جمہور کے اور کہا ابن عربی نے کہ مشہور اس سے کراہت ہے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اختلاف کیا گیا ہے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور جابر رضی اللہ عنہ پر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وجہ ضعیف سے اور یہ قول شعبی اور ابن جبیر کا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ عموم قول اللہ کے لا اجد اور جواب یہ ہے کہ آیت مکی ہے اور حدیث حرام کرنے کی بعد ہجرت کے ہے پھر ذکر کیا مانند اس چیز کے کہ پہلے گزری کہ نص آیت کی نہ حرام کرنا ہے غیر اس چیز کا کہ ذکر کی گئی اس وقت سو نہیں اس میں نفی اس چیز کی کہ آئندہ آئے گی اور بعض نے کہا کہ آیت انعام کی خاص ہے ساتھ چوپائے مویشی کے اس واسطے کہ گزر چکی ہے پہلے اس سے حکایت جاہلیت کے وقت سے تھے وہ حرام کرتے کئی چیزوں کو آٹھ جوڑوں سے اپنی رائے سے سو اتری یہ آیت ﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْمَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾ یعنی اول چیزوں سے کہ مذکور ہوئیں مگر مردار اور خون بہنے والا اور اگر کوئی کہے کہ سور کا گوشت بھی اس کے ساتھ مذکور ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض وارد نہیں ہوگا اس واسطے کہ جوڑی گئی ہے ساتھ اس کے علت حرام کرنے اس کے کی اور وہ ہونا اس کا نجس اور نقل کیا ہے امام الحرمین نے شافعی رحمہ اللہ سے کہ وہ قائل ہے ساتھ خصوص سبب کے جب کہ وارد ہوا ایسے قصے میں اس واسطے کہ نہیں ٹھہرایا اس نے آیت کو حصر کرنے والی واسطے اس چیز کے کہ حرام ہے کھانے والی چیزوں سے باوجود وارد ہونے صیغے عموم کے بیچ اس کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ وارد ہوئی ہے یہ آیت کافروں کے حق میں جو حلال جانتے تھے مردار کو اور خون کو اور

سور کے گوشت کو اور اس چیز کو جو پکائی گئی واسطے غیر اللہ کے اور حرام کرتے تھے بہت چیزوں کو اس قسم سے کہ مباح کیا ہے اس کو اللہ نے سوتھی غرض بیان کرنا ان کے حال کا اور یہ کہ وہ حق کے ساتھ عناد کرتے ہیں سو گویا کہ کہا گیا کہ نہیں حرام ہے مگر وہ چیز جس کو تم نے حلال ٹھہرایا واسطے مبالغہ کے بیچ رد کرنے کے اوپر ان کے اور حکایت کی ہے قرطبی نے قوم سے کہ آیت انعام کی جو مذکور ہے حجۃ الوداع میں اتری تھی سو ہوگی ناسخ اور رد کیا گیا ہے یہ قول ساتھ اس طور کے کہ وہ مکی ہے جیسے کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے بہت علماء نے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز کہ پہلے گزر چکی ہے آیتوں سے رد سے عرب کے مشرکوں پر بیچ حرام کرنے ان کے کی اس چیز کو کہ حرام کیا تھا انہوں نے اس کو چوپایوں سے اور خاص کرنے ان کے کی بعض ان چیزوں کو ساتھ معبودوں اپنوں کے اور سوائے اس کے اس چیز سے کہ پہلے گزر چکی ہے واسطے رد کے اوپر ان کے اور یہ سب واقعہ پہلے تھا ہجرت کرنے سے طرف مدینے کی اور اختلاف کیا ہے ان لوگوں نے جو قائل ہیں ساتھ تحریم کے بیچ مراد کے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے واسطے دانت ہے یعنی اس سے کیا مراد ہے سو کہا بعض نے کہ وہ چیز ہے کہ قوی ہو ساتھ دانت کے اور حملہ کرے اپنے غیر پر اور شکار کرے اور سرکشی کرے اپنی طبع سے مانند شیر اور چیتے اور شکرے اور عقاب کے اور جو حملہ نہیں کرتا مانند کفتار اور لومڑی کے تو وہ مراد نہیں اور یہی ہے مذہب شافعی اور لیث کا اور جو ان کے تابع ہیں اور البتہ وارد ہو چکی ہیں بیچ حلال ہونے کفتار کے حدیثیں جن کے ساتھ کچھ ڈر نہیں اور لومڑی سو وارد ہوئی ہے اس کے حرام ہونے میں حدیث خزیمہ کی نزدیک ترمذی کے لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ (فتح)

بَابُ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ. باب ہے بیچ بیان کھال مردار کے۔

فائدہ: زیادہ کیا ہے بیوع میں پہلے اس سے کہ رنگی جائے سو مقید کیا ہے اس کو اس جگہ ساتھ رنگنے کے اور مطلق بیان کیا ہے اس کو یہاں سو محمول ہے مطلق اس کا مقید پر۔

٥١٠٥ ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ هَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِإِهَابِهَا قَالُوْا إِنَّهَا مَيِّتَةٌ قَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا.

٥١٠٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردہ بکری پر گزرے سو فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیوں نہ لی کہ اس کو رنگ کر کے اپنے کام میں لاتے؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ تو مردہ ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردار کا تو صرف کھانا حرام ہے۔

فائدہ: اہاب کچی کھال کو کہتے ہیں رنگنے سے پہلے اور بعض نے کہا کہ وہ مطلق کھال ہے رنگی ہو یا بے رنگی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیوں نہیں اتار لی سو اس کو رنگ کر کے اپنے کام میں لاتے اور یہ جو فرمایا کہ مردار کا صرف کھانا حرام ہے تو کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے تکرار کرنا امام سے اس چیز میں کہ نہ سمجھے سامع معنی اس چیز کے کہ حکم کیا اس کو گویا کہ انہوں نے کہا کہ کس طرح حکم کرتے ہیں حضرت ﷺ ہم کو ساتھ فائدہ اٹھانے کے ساتھ اس کھال کے اور حالانکہ مردہ ہم پر حرام ہے سو بیان کی واسطے ان کے وجہ حرام کرنے کی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جائز ہے تخصیص کتاب کی ساتھ سنت کے اس واسطے کہ لفظ قرآن کا یہ ہے ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ اور وہ شامل ہے واسطے تمام اجزاء اس کے کو ہر حال میں سو خاص کیا اس کو سنت نے ساتھ کھانے کے اور اس میں خوبی ہے ان کے تکرار کی اور بلاغت ان کے کی خطاب میں اس واسطے کہ جمع کیا انہوں نے بہت معنی کو ایک کلمے میں اور وہ قول ان کا ہے کہ وہ تو مردہ ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے زہری نے اس پر کہ جائز ہے فائدہ اٹھانا ساتھ کھال مردار کے مطلق برابر ہے کہ رنگی گئی ہو یا نہ رنگی گئی ہو لیکن صحیح ہو چکا ہے قید کرنا اس کا اور طریقوں سے ساتھ رنگنے کے اور وہ حجت ہے واسطے جمہور کے اور مستثنیٰ کیا ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مردوں سے کتے اور سور کو اور جو پیدا ہو دونوں میں سے واسطے نجس العین ہونے ذات ان کی کے نزدیک اس کے اور نہیں مستثنیٰ کیا ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور داؤد نے کسی چیز کو واسطے لینے کے ساتھ عموم خبر کے اور یہ ایک روایت مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور البتہ روایت کی ہے مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مرفوع کہ جب کھال رنگی جائے تو پاک ہو جاتی ہے اور لفظ شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا یہ ہے کہ جو کھال رنگی گئی سو البتہ پاک ہوئی اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اس کا رنگنا اس کا پاک ہونا ہے اور البتہ تمسک کیا ہے بعض نے ساتھ خصوص اس سبب کے سو بند کیا ہے اس نے جواز کو اس چیز پر کہ کھائی جاتی ہے واسطے وارد ہونے حدیث کے بکری میں اور قوی ہوتا ہے بنظر قیاس کے ساتھ اس طور کے کہ رنگنا نہیں زیادہ کرتا ہے پاکی میں ذبح کرنے پر اور غیر ماکول اگر ذبح کیا جائے تو اکثر کے نزدیک ذبح کرنے سے پاک نہیں ہوتا سو اسی طرح رنگنا بھی اور جواب دیا ہے اس شخص نے جو عام کرتا ہے ساتھ تمسک کرنے کے عموم لفظ سے سو وہ اولیٰ ہے خصوص سبب سے اور ساتھ تمسک کرنے کے عموم اجازت سے ساتھ نفع اٹھانے کے اور اس واسطے کہ حیوان پاک ہے فائدہ اٹھایا جاتا ہے ساتھ اس کے پہلے مرنے سے سو ہو گا رنگنا بعد مرنے کے قائم مقام زندگی کے ۔ واللہ اعلم اور ایک قوم کا یہ مذہب ہے کہ نہ فائدہ اٹھایا جائے مردے سے ساتھ کسی چیز کے برابر ہے کہ کھال رنگی جائے یا نہ رنگی جائے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث عبداللہ بن حکیم کے کہ ہمارے پاس حضرت ﷺ کا نامہ آیا آپ کی وفات سے پہلے یہ کہ نہ فائدہ اٹھاؤ مردے سے ساتھ کھال کے اور نہ ساتھ پٹھے کے روایت کیا ہے اس کو شافعی اور احمد اور اربعہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور حسن کہا ہے اس کو ترمذی نے

اور قوی تر اس چیز کا کہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو نہیں لیتا ہے اس کے ظاہر کو معارضہ صحیح حدیثوں کا ہے اور یہ کہ وہ سماع سے ہیں اور یہ لکھنے سے ہے اور یہ کہ ان کا مخرج صحیح ہے اور قوی تر اس سے تطبیق دینا ہے دونوں حدیثوں میں ساتھ اس طور کے کہ محمول ہے اہاب کھال پر رنگنے سے پہلے اور یہ کہ رنگنے کے بعد اس کا نام اہاب نہیں رکھا جاتا بلکہ قربہ وغیرہ رکھا جاتا ہے اور البتہ منقول ہے یہ لغت کے اماموں سے مانند نضر بن شمیل کے اور یہ طریقہ ابن شاہین اور ابن عبدالبر اور بیہقی کا ہے اور بعید تر ہے قول اس کا جو حمل کرتا ہے نہی کو اوپر کھال کتے اور سور کے اس واسطے کہ ان دونوں کی کھال رنگی نہیں جاتی اور اسی طرح قول اس شخص کا جو حمل کرتا ہے نہی کو باطن کھال پر اور اجازت کو ظاہر پر۔ (فتح)

٥١٠٦ ۔ حَدَّثَنَا خَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عَجْلَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَنْزٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ مَا عَلٰى أَهْلِهَا لَوِ انْتَفَعُوْا بِإِهَابِهَا.

٥١٠٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک بکری مردہ پر گزرے سو فرمایا کہ کیا ہے اس کے مالکوں پر اگر فائدہ اٹھائیں اس کی کھال سے؟۔

فائدہ: یا یہ معنی ہیں کہ نہیں ہے کچھ ڈر اس کے مالکوں پر یہ کہ فائدہ اٹھائیں اس کی کھال سے اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اس نے روایت کی سودہ سے کہ ہماری ایک بکری مر گئی سو ہم نے اس کی کھال رنگی اور یہ حدیث سوائے اس حدیث کے ہے جو باب میں ہے جزما اور یہ اس قسم سے ہے کہ تائید کرتی ہے اس شخص کے قول کو جس نے زیادہ کیا ہے ذکر دباغت کا حدیث میں وسیاتی مطولا انشاء اللّٰہ تعالٰی۔ (فتح)

بَابُ الْمِسْكِ. باب ہے بیچ مشک کے۔

فائدہ: مشک ایک خوشبو ہے معروف کرمانی نے کہا کہ مناسبت ذکر کرنے اس کے کی ذبائح میں یہ ہے کہ وہ فضلہ ہے ہرن کا، میں کہتا ہوں اور مناسبت اس کی واسطے پہلے باب کے اور وہ کھال مردے کی ہے جب کہ رنگی جائے ظاہر ہو گی اس چیز سے کہ میں اس کو ذکر کروں گا کہا جاحظ نے کہ ایک چوپایہ ہے کہ چین میں ہوتا ہے شکار کیا جاتا ہے واسطے نافہ کے سو جب شکار کیا جاتا ہے تو پیٹوں سے باندھا جاتا ہے اور حالانکہ وہ لٹکایا ہوا ہوتا ہے جمع ہوتا ہے اس میں خون اس کا پھر جب ذبح کیا جاتا ہے تو چیری جاتی ہے ناف اس کی جو باندھی گئی تھی اور دفنایا جاتا ہے بالوں میں یہاں تک کہ ہو جاتا ہے یہ لہو جما ہوا مشک پاک اور اسی واسطے کہا قفال نے کہ وہ رنگا جاتا ہے سمیت اس چیز کے کہ اس میں ہے مشک سے سو پاک ہو جاتا ہے غیر اس کا رنگی چیزوں سے اور مشہور یہ ہے کہ غزال مشک کا مانند ہرن کی ہے لیکن

اس کا رنگ کالا ہوتا ہے لیکن اس کے واسطے دو دانت ہوتے ہیں لطیف سفید بیچ جگہ نیچے کے دانتوں کے اور یہ کہ مشک خون ہے اس کی ناف میں جمع ہوتا ہے بیچ ایک وقت معلوم کے ساتھ سال سے سو جب جمع ہوتا ہے تو اس جگہ میں ورم ہو جاتا ہے سو بیمار ہو جاتا ہے ہرن یہاں تک کہ وہ اس سے گر پڑے اور کہا جاتا ہے کہ ان شہروں کے لوگ ان کے جنگلوں میں میخیں گاڑتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ پھٹ کر گر پڑے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے اجماع ہے اس پر کہ مشک پاک ہے جائز ہے استعمال کرنا اس کا بدن اور کپڑے میں اور جائز ہے بیچنا اس کا اور نقل کیا ہے اس میں ہمارے اصحاب نے مذہب باطل شیعہ سے اور وہ مستثنیٰ ہے قاعدے سے کہ جو چیز کہ جدا ہو زندہ جانور سے سو وہ مردار ہے اور حکایت کی ہے ابن تین نے ابن شعبان مالکی سے کہ نافہ مشک کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لیا جاتا ہے بیچ حالت زندگی کے یا ساتھ ذبح کرنے اس شخص کے کہ نہیں صحیح ہے ذبح کرنا اس کا کافروں سے اور وہ باوجود اس کے حکم کیا گیا ہے ساتھ پاک ہونے اس کے کی اس واسطے کہ وہ بدل جاتا ہے ہونے اس کے سے خون یہاں تک کہ ہو جاتا ہے مشک جیسے کہ بدل جاتا ہے خون طرف گوشت کی سو پاک ہو جاتا ہے اور حلال ہوتا ہے کھانا اس کا اور حالانکہ نہیں ہے حیوان تا کہ کھا جائے کہ ناپاک ہو جاتا ہے مرنے سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک چیز ہے کہ پیدا ہوتی ہے ساتھ حیوان کے مانند انڈے کی اور البتہ اجماع ہے مسلمانوں کا اوپر پاک ہونے مشک کے مگر جو محکی ہے عمر سے مکروہ ہونا اس کا اور اسی طرح حکایت کی ہے ابن منذر نے ایک جماعت سے پھر کہا اور نہیں صحیح ہوتی ہے اس میں منع مگر عطاء سے بنا بر اس کے کہ وہ جزء ہے منفصل اور البتہ روایت کی ہے مسلم نے درمیان حدیث کے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشک زیادہ تر خوشبودار ہے سب خوشبودار چیزوں سے۔ (فتح)

۵۱۰۷ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَكْلُوْمٍ يُكْلَمُ فِي سَبِيْلِ اللهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَكَلْمُهُ يَدْمَى اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيْحُ رِيْحُ مِسْكٍ.

۵۱۰۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا کوئی زخمی نہیں کہ جو اللہ کی راہ میں زخمی ہوا ہو مگر کہ آئے گا قیامت کے دن اور اس کا زخم جاری ہوگا اس کا رنگ تو خون کے رنگ جیسا ہوگا اور اس کی بو مشک کی بو جیسی ہوگی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے یہ جو فرمایا کہ اللہ کی راہ میں تو ظاہر اس کا خاص ہوتا ہے ساتھ اس شخص کے کہ واقع ہو واسطے اس کے یہ بیچ لڑائی کافروں کے لیکن ملحق ہے ساتھ اس کے وہ شخص جو مقتول ہو بیچ لڑائی باغیوں اور رہزنوں کے اور قائم کرنے نیک کام کے واسطے مشترک ہونے ان سب کے شہید

ہونے میں اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اصل حدیث کا کافروں میں ہے اور ملحق ہیں یہ لوگ ساتھ ان کے از روئے معنی کے واسطے قول حضرت ﷺ کے جو قتل کیا گیا سامنے اپنے مال کے تو وہ شہید ہے اور توقف کیا ہے بعض متاخرین نے بیچ داخل ہونے اس شخص کے جو اپنے مال کے آگے قتل ہوا اس واسطے کہ اس کا مقصود اپنے مال کا بچانا ہوتا ہے ساتھ باعث طبع کے اور البتہ اشارہ کیا ہے حدیث میں طرف خاص ہونے اس کے کی ساتھ مخلص کے جس جگہ فرمایا کہ اللہ جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے اور جواب یہ ہے کہ ممکن ہے اس میں اخلاص باوجود ارادے بچانے مال کے جیسے ارادہ کرے ساتھ لڑنے اس شخص کے جو ارادہ کرے لینے مال کا اس سے بچانا اس شخص کا جو لڑتا ہے اس سے اختیار کرنے گناہ سے اور بجا لانا حکم شارع کا ساتھ دفع اور ہٹانے کے اور نہ محض ہو قصد واسطے بچانے مال کے سو وہ مانند اس شخص کے ہے جو لڑے تا کہ اللہ کا بول بالا ہو باوجود جھانکنے اس کے کی طرف غنیمت کے کہا ابن منیر نے کہ وجہ استدلال بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس حدیث کے اوپر پاک ہونے مشک کے اور اسی طرح ساتھ اس چیز کے کہ اس کے بعد ہے واقع ہونا تشبیہ خون شہید کے کا ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ بیچ سیاق تکریم اور تعظیم کے ہے سو اگر ناپاک ہوتی تو البتہ ہوتی گندگیوں سے اور نہ خوب ہوتی تمثیل ساتھ اس کے اس مقام میں۔ (فتح)

۵۱۰۸ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُّحْذِيَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً وَّنَافِخُ الْكِيْرِ إِمَّا أَنْ يُّحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيْحًا خَبِيْثَةً.

۵۱۰۸۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نیک صحبتی اور بد صحبتی کی مثل مشک اٹھانے والے اور بھٹی پھونکنے والے کی مثل ہے سو مشک کے اٹھانے والا یا تو تجھ کو دے گا اور یا تو اس سے خریدے گا اور یا تو اس سے خوشبو پائے گا اور بھٹی کے پھونکنے والا یا تیرا کپڑا جلائے گا اور یا تو اس سے بدبو پائے گا۔

بَابُ الْأَرْنَبِ.

باب ہے خرگوش کے بیان میں۔

فائدہ: ارنب ایک چوپایہ ہے معروف مشابہ ہوتا ہے عناق کے لیکن اس کے پاؤں لمبے ہوتے ہیں برخلاف اس کے دونوں ہاتھوں کے اور کہا جاتا ہے کہ خرگوش سخت بزدل ہوتا ہے اور یہ کہ وہ ایک سال نر ہوتا ہے اور ایک سال مادہ اور یہ کہ اس کو حیض آتا ہے اور کہتے ہیں کہ وہ سوتا ہے آنکھ کھول کر۔ (فتح)

۵۱۰۹ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

۵۱۰۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے گورخر کو

هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا وَنَحْنُ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغِبُوْا فَأَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا إِلٰى أَبِيْ طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا فَبَعَثَ بِوَرِكَيْهَا أَوْ قَالَ بِفَخِذَيْهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَهَا.

اٹھایا اور ہم مرالظہران میں تھے سو لوگ دوڑے سو تھک گئے سو میں اس کو پکڑ کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا اس نے اس کو ذبح کیا اس کے دونوں کولہے یا کہا دونوں رانیں (یہ شک راوی کا ہے) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدیہ قبول کیا۔

فائدہ: مرالظہران ایک جگہ ہے ایک منزل پر مکے سے اور یہ جو کہا کہ اس کو قبول کیا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے میں نے کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا اور روایت کی ہے دارقطنی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خرگوش ہدیہ بھیجا اور میں سوتی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے اس کی ایک ران چھپا رکھی سو میں اٹھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کھلائی اور یہ اگر حدیث صحیح ہو تو مشعر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور واقع ہوا ہے حنفیوں کے ہدایہ میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خرگوش کا گوشت کھایا جب کہ تحفہ بھیجا گیا طرف آپ کے بھونا ہوا اور حکم کیا اصحاب کو ساتھ کھانے کے اس سے سو شاید لیا ہے اس نے اس کو دونوں حدیثوں سے سو اول اس کا باب کی حدیث سے ہے اور البتہ ظاہر ہوا جو اس میں ہے اور آخر اس کا اس حدیث سے ہے جو روایت کی ہے نسائی نے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خرگوش بھونا ہوا لایا اور اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھایا اور حکم کیا اپنے اصحاب کو ساتھ کھانے کے اور اس حدیث کے راوی معتبر ہیں لیکن اس کی سند میں بہت اختلاف ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا خرگوش کا اور یہ قول سب علماء کا ہے مگر جو آیا ہے اس کی کراہت میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اصحاب میں سے اور عکرمہ تابعی سے اور محمد بن ابی لیلیٰ سے فقہاء میں سے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ حدیث خزیمہ کے میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم! آپ خرگوش کے حق میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا نہ تو میں اس کو کھاتا ہوں اور نہ میں اس کو حرام کرتا ہوں میں نے کہا میں کھاتا ہوں جس کو آپ حرام نہیں کہتے اور کیوں یا حضرت! فرمایا مجھ کو خبر ہوئی کہ اس کو حیض آتا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے اور اگر صحیح ہو تو نہیں ہے اس میں دلالت اوپر مکروہ ہونے کے کما سیاتی تقریرہ فی الباب الآتی اور واسطے اس کے شاہد ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خرگوش لایا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہ کھایا اور نہ منع فرمایا کہ اس کو حیض آتا ہے اور حکایت کی ہے رافعی نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اس نے اس کو حرام کیا غلطی کی ہے نووی نے بیچ نقل کے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور نیز حدیث میں جواز اٹھانا شکار کا ہے اور دوڑانا اس کی تلاش میں اور بہر حال جو روایت کی ہے ابوداود وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع کہ جو شکار کے پیچھے لگا غافل ہوا سو یہ حدیث محمول ہے اس شخص کے حق میں جو اس پر ہمیشگی کرے یہاں تک کہ باز رکھے اس کو دینی مصالح سے اور جو اس کے سوائے ہے اور یہ کہ شکار کے

پکڑنے والا پکڑنے سے اس کا مالک ہو جاتا ہے اور نہیں شریک ہوتا ہے ساتھ اس کے وہ شخص جس نے اس کو اٹھایا اور اس حدیث میں ہدیہ بھیجنا شکار کا ہے اور قبول کرنا اس کا ہے شکار کرنے والے سے اور تحفہ بھیجنا تھوڑی چیز کا واسطے بڑی قدر والے کے جب کہ جانے اس کے حال سے راضی ہونا ساتھ اس کے اور اس میں ہے کہ ولی لڑکے کا تصرف کرے اس چیز میں کہ مالک ہے اس کو لڑکا ساتھ مصلحت کے۔ (فتح)

بَابُ الضَّبِّ. باب ہے بیچ بیان سوسمار کے یعنی گوہ کے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے ابن خالویہ نے کہ سوسمار کی عمر سات سو برس ہوتی ہے اور یہ کہ وہ پانی نہیں پیتی اور ہر چالیس دن میں ایک قطرہ پیشاب کرتی ہے اور اس کا دانت نہیں گرتا اور اس کے غیر نے حکایت کی ہے کہ اس کے گوشت کا کھانا پیاس کو دور کر ڈالتا ہے اور جاڑے میں اپنی سوراخ سے نہیں نکلتی۔

٥١١٠ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الضَّبُّ لَسْتُ آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ.

۵۱۱۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گوہ کو نہ کھاتا ہوں اور نہ حرام کرتا ہوں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے اور احتمال ہے کہ سائل خزیمہ رضی اللہ عنہ ہو سو البتہ روایت کی ہے ابن ماجہ نے اس کی حدیث سے کہ میں نے کہا یا حضرت! آپ کیا فرماتے ہیں؟ یعنی گوہ کے حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ میں اس کو کھاتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں میں نے کہا میں کھاتا ہوں جو آپ حرام نہیں کہتے اور اس کی سند ضعیف ہے اور مسلم وغیرہ نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! ہم ایسی زمین میں ہیں جہاں گوہ بہت ہوتی ہے سو فرمایا کہ اللہ نے بنی اسرائیل سے ایک گروہ کی صورت بدل ڈالی ہے سو نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اور نہ منع کیا۔ (فتح)

٥١١١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مَيْمُوْنَةَ فَأُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوذٍ فَأَهْوَى إِلَيْهِ

۵۱۱۱۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھنی ہوئی گوہ لائی گئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس کی طرف قصد کیا سو بعض عورتوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دو اس چیز کی جو کھانا چاہتے ہیں سو انہوں نے کہا کہ وہ گوہ ہے یا حضرت! سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ أَخْبِرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيْدُ أَنْ يَّأْكُلَ فَقَالُوْا هُوَ ضَبٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَرَفَعَ يَدَهٗ فَقُلْتُ أَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِيْ فَأَجِدُنِيْ أَعَافُهٗ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهٗ فَأَكَلْتُهٗ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ.

اپنا ہاتھ اٹھایا میں نے کہا یا حضرت! کیا وہ حرام ہے فرمایا نہیں لیکن میری قوم کی زمین میں نہ تھی سو میں اس سے کراہت کرتا ہوں یعنی مجھ کو اس کے کھانے سے کراہت آتی ہے کہا خالد رضی اللہ عنہ نے سو میں نے اس کو کھینچا پھر میں نے اس کو کھایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تھے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ کسی کھانے کے واسطے ہاتھ آگے نہ کرتے یہاں تک کہ آپ کے واسطے کھانے کا نام لیا جاتا اور روایت کی ہے بیہقی وغیرہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خرگوش تحفہ لایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ ہدیہ نہ کھاتے یہاں تک کہ ہدیہ والے کو حکم کرتے سو وہ اس سے کھاتا بسبب اس بکری کے کہ خیبر میں آپ کو تحفہ بھیجی گئی اور اس کی سند حسن ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت نے حاضرین عورتوں سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دو جو تم نے آپ کے آگے کیا کہا وہ گوہ ہے یا حضرت! سو شاید اس عورت نے چاہا تھا کہ اس کے سوائے کوئی غیر آپ کو خبر دے سو جب انہوں نے آپ کو خبر نہ دی تو اس نے جلدی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی اور مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جس حالت میں کہ وہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اور تھے نزدیک ان کے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عورت کہ اچانک نزدیک کیا گیا طرف ان کی دستر خوان کہ اس پر گوشت تھا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کا ارادہ کیا تو میمونہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ وہ گوہ کا گوشت ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ روکا اور پہچانا گیا ساتھ اس روایت کے نام اس عورت کا جو مبہم چھوڑی گئی ہے دوسری روایت میں اور ایک روایت میں ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دو کیا ہے وہ اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو ایک روایت میں ہے یعنی گوہ سے اور لیا جاتا ہے اس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کے سوا اور کھانا کھایا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ اس پر گوہ کے سوائے اور کھانا بھی تھا اور ایک روایت میں صریح آ چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر کھایا اور دودھ پیا اور یہ جو کہا کہ میری قوم کی زمین میں نہ تھی تو کہا ابن عربی نے کہ اعتراض کیا ہے بعض لوگوں نے اس لفظ پر ساتھ اس کے کہ حجاز کی زمین میں گوہ بہت ہے میں کہتا ہوں بلکہ مراد ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ میری قوم کی زمین نہ تھی فقط قریش ہیں سو خاص ہوگی نفی ساتھ مکے کے اور جو اس کے گرد ہے اور نہیں منع کرتا یہ کہ ہو موجود حجاز کے باقی شہروں میں اور البتہ

واقع ہوا ہے مسلم میں کہ ایک دولہا نے ہم کو مدینے میں بلایا سو اس نے تیرہ گوہ ہمارے آگے کیں سو بعض کھانے والے تھے اور بعض نہ کھانے والے، الحدیث سو یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر بہت پائے جانے اس کے کی حجاز کے ملک میں اور یہ جو فرمایا کہ میں اپنے آپ کو پاتا ہوں کہ میں اس سے کراہت کرتا ہوں تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو نہ کھایا جیسے ان سے کراہت کرنے والے تھے اور اگر حرام ہوتیں تو حضرت ﷺ کے دستر خوان پر نہ کھائی جاتیں اور البتہ نہ حکم کرتے ساتھ کھانے ان کے کی اسی طرح مطلق بولا ہے اس نے ام کو اور شاید اس نے لیا ہے اس کو اجازت سے جو مستفاد ہے تقریر سے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے کسی طریق میں صیغہ امر کا مگر مسلم کی ایک روایت میں کہ اس میں ہے کہ فرمایا کہ کھاؤ سو فضل رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ اور عورت نے کھایا اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ فرمایا کہ کھاؤ اور کھلاؤ کہ وہ حلال ہے فرمایا کہ اس کا کوئی ڈر نہیں لیکن وہ میرا کھانا نہیں اور اس سب میں بیان ہے سبب ترک کرنے حضرت ﷺ کے کا اور یہ کہ وہ بسبب اس چیز کے ہے جو آپ کی عادت تھی اور اس کے واسطے اور بھی ایک سبب ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ جو کہا کہ میں نے اس کو کھایا اور حضرت ﷺ دیکھتے تھے تو ایک روایت میں میں ہے کہ میری طرف دیکھتے اور اس حدیث کے فوائد سے ہے جواز کھانا گوہ کا اور حکایت کی ہے عیاض نے ایک قوم سے حرام ہونا اس کا اور حنفیوں سے مکروہ ہونا اس کا اور انکار کیا ہے اس کا نووی رحمہ اللہ نے اور کہا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ صحیح ہو یہ کسی ایک سے اور اگر صحیح ہو تو حجت پکڑی گئی ہے اس پر ساتھ نصوص کے اور پہلے اجماع کے، میں کہتا ہوں کہ البتہ نقل کیا ہے ابن منذر نے علی رضی اللہ عنہ سے سو کہاں ہے اجماع باوجود مخالفت ان کی کے؟ اور نقل کیا ہے ترمذی رحمہ اللہ نے مکروہ ہونا اس کا بعض اہل علم سے اور کہا طحاوی نے معانی الآثار میں کہ مکروہ رکھا ہے ایک قوم نے کھانا گوہ کا ان میں سے ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد بن حسن رحمہ اللہ ہیں کہا طحاوی نے کہ حجت پکڑی ہے محمد نے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ کسی نے حضرت ﷺ کو گوہ تحفہ بھیجی حضرت ﷺ نے اس کو نہ کھایا تو ایک سائل ان پر کھڑا ہوا عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ اس کو دیں حضرت ﷺ فرمایا کہ کیا تم اس کو دیتی ہو جو خود نہیں کھاتی؟ کہا طحاوی نے کہ نہیں اس میں دلیل اوپر کراہت کے احتمال ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کراہت کی ہو سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ نہ وہ وہ چیز کہ قربت ڈھونڈی جائے ساتھ اس کے طرف اللہ کے مگر بہتر کھانا جیسے منع کیا کہ خیرات کی جائے ردی کھجور سے اور البتہ آیا ہے حضرت ﷺ سے کہ آپ نے گوہ سے منع فرمایا نکالا ہے اس کو ابوداؤد نے ساتھ سند حسن کے کہ وہ اسماعیل بن عیاش کی روایت سے ہے اس نے روایت کی ضمضم سے اور حدیث ابن عیاش کی شامیوں سے قوی ہے اور یہ شامی ہیں ثقات ہیں اور نہ مغرور ہوا چاہیے ساتھ قول خطابی کے کہ اس نے کہا کہ اس کی سند ٹھیک نہیں اور قول ابن حزم کا کہ اس کی سند میں ضعف اور مجہول راوی ہیں اور قول بیہقی کے

کہ اکیلا ہوا ہے ساتھ اس کے ابن عیاش اور نہیں ہے حجت اور قول ابن جوزی کے کہ نہیں صحیح اس واسطے کہ ان سب اقوال میں تساہل ہے جو نہیں ہے پوشیدہ اس واسطے کہ روایت اسماعیل بن عیاش کے شامیوں سے قوی ہے نزدیک بخاری رحمہ اللہ کے اور البتہ صحیح کیا ہے ترمذی نے بعض روایتوں کو اور البتہ روایت کی ہے ابو داؤد نے عبدالرحمن کی حدیث سے کہ ہم ایک زمین میں اترے جس میں گوہیں بہت تھیں، الحدیث اور اس میں ہے کہ انہوں نے ان میں سے پکایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک امت کی صورت بدل دی گئی تھی سو میں ڈرتا ہوں کہ وہ یہی ہو سو اس کو الٹا دو روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور سند اس کی شرط شیخین پر ہے اور طحاوی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ لوگوں نے اس کو بھونا اور کھایا سو نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا اور نہ منع فرمایا اور جو حدیثیں کہ پہلے گزر چکی ہیں اگرچہ دلالت کرتی ہیں وہ حلال ہونے پر بطور تصریح کے اور تلویح کے از روئے نص کے اور تقریر کے پس تطبیق درمیان ان کے اور درمیان اس کے حمل کرنا نہی کا ہے اس میں اول حال پر وقت جائز رکھنے اس بات کے کہ ہو اس چیز سے کہ اس کی صورت بدل دی گئی ہو اور اسی وقت حکم کیا ساتھ الٹانے ہانڈیوں کے پھر توقف کیا سو نہ حکم کیا ساتھ اس کے اور نہ منع کیا اس سے اور حمل کرنا اجازت کا اس میں دوسرے حال پر جب معلوم کیا کہ جس کی صورت بدل دی گئی تھی اس کی نسل باقی نہیں رہی پھر اس کے بعد اس سے کراہت کرتے تھے سو نہ اس کو کھاتے تھے اور نہ اس کو حرام کرتے تھے اور آپ کے دستر خوان پر کھائی گئی سو دلالت کی اس نے اباحت پر اور ہو گی کراہت واسطے تنزیہ کے اس شخص کے حق میں کہ اس سے کراہت کرے اور حمل کی جائیں گی حدیثیں اباحت کی اس شخص کے حق میں جو اس سے کراہت نہ کرے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مطلق مکروہ ہو اور استدلال کیا ہے بعض اس شخص نے جس نے منع کیا ہے اس کے کھانے کو ساتھ حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کے جو مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکر کیا گیا ہے واسطے میرے یہ کہ بنی اسرائیل میں سے ایک امت کی صورت بدل دی گئی تھی اور میں نے اس کو پہلے ذکر کیا ہے کہا طبری نے کہ نہیں ہے حدیث میں جزم ساتھ اس کے کہ گوہ اس چیز سے جس کی صورت بدل دی گئی تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ڈرے کہ ہو ان میں سے سو توقف کیا اس سے او رسوائے اس کے کچھ نہیں کہ فرمایا یہ پہلے اس سے کہ معلوم کروا دے اللہ اپنے پیغمبر کو کہ جس چیز کی صورت بدل دی گئی تھی اس کی نسل نہیں رہی اور یہی جواب دیا ہے طحاوی نے پھر روایت کی اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بندروں اور سوروں سے کیا یہ اس چیز سے ہیں جس کی صورت بدل دی گئی تھی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے نہیں ہلاک کیا کسی قوم کو یا ان کی صورت بدل ڈالی سو ان کے واسطے نسل ٹھہرائے اور نہ عاقبت پھر کہا طحاوی نے اس کے بعد کہ نکالا اس کو کئی طریقوں سے پھر روایت کی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی پس ثابت ہوا ساتھ ان حدیثوں کے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ کھانے گوہ کے اور میں بھی اسی کے ساتھ قائل ہوں اور البتہ حجت

پکڑی ہے محمد بن حسن نے واسطے اپنے ساتھیوں کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گوہ تحفہ بھیجی سو آپ نے اس کو نہ کھایا سو ایک سائل ان پر کھڑا ہوا عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ اس کو دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس کو دیتے ہو جو خود نہیں کھاتے ہو؟ کہا محمد نے دلالت کی اس نے اوپر مکروہ ہونے اس کے کی واسطے اپنے اور واسطے غیر اپنے کے اور تعاقب کیا ہے اس کا طحاوی نے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ جنس اس چیز کی سے کہ اللہ نے فرمایا ﴿وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ﴾ پھر بیان کیا حدیثوں کو جو دلالت کرتی ہیں اوپر مکروہ ہونے صدقہ کرنے کے ساتھ ردی کھجور کے وقد مر ذکرہ فی کتاب الصلاۃ اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ حدیث براء رضی اللہ عنہ کے کہ تھے دوست رکھتے صدقہ کرنے کو ساتھ ردی کھجور کے سو یہ آیت اتری ﴿أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ الآیۃ پس اسی واسطے مکروہ رکھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے صدقہ کرنے کو ساتھ گوہ کے نہ واسطے ہونے اس کے کی حرام اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ سمجھا اس نے محمد سے کہ کراہت اس کی واسطے تحریم کے ہے اور معروف اکثر حنفیہ سے اس میں کراہت تنزیہ ہے اور مائل کی ہے بعض نے طرف حرام کرنے کے اور کہا کہ مختلف ہوئی ہیں حدیثیں اور دشوار ہوئی ہے معرفت متقدم کی سو ہم نے جانب تحریم کو ترجیح دی واسطے کم کرنے نسخ کے اور دعویٰ دشوار ہونے تاریخ کے ممنوع ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزری ، واللہ اعلم اور تعجب کیا جاتا ہے ابن عربی سے جس جگہ اس نے کہا کہ یہ قول ان کا جن چیزوں کی صورت بدل دی گئی تھی ان کی نسل باقی نہیں رہی دعویٰ ہے اس واسطے کہ وہ امر ہے کہ نہیں پہچانا جاتا ہے ساتھ عقل کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ راہ اس کی نقل ہے اور نہیں نقل میں کوئی امر کہ اعتماد کیا جائے اوپر اس کے اسی طرح کہا ہے اس نے اور شاید نہیں یاد رکھا اس نے اس کو صحیح مسلم سے پھر کہا اور بر تقدیر ثابت ہونے اس امر کے کہ گوہ اس چیز سے ہے جس کی صورت بدل دی گئی تھی سو نہیں تقاضا کرتا اس کے کھانے کے حرام ہونے کو اس واسطے کہ ہونا اس کا آدمی البتہ دور ہو چکا ہے حکم اس کا اور نہیں باقی رہا واسطے اس کے اثر بالکل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے سے کراہت کی واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی اس پر اللہ کے غضب سے جیسے کہ مکروہ رکھا پانی پینے کو قوم ثمود کے کنوؤں سے اور مسئلہ جواز کھانے آدمی کے کا جب کہ صورت بدل کر حیوان ماکول کی شکل پر ہو جائے نہیں دیکھا میں نے اس کو اپنے فقہاء کی کتابوں میں اور نیز حدیث میں اعلام کرنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں شک ہو واسطے واضح کرنے اس کے حکم کے کی اور یہ کہ مطلق نفرت نہیں مستلزم ہے تحریم کو اور یہ کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ کسی کھانے کو عیب نہیں کرتے تھے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اس چیز میں ہے کہ بنائے اس کو آدمی تا کہ اس کا دل نہ ٹوٹے اور منسوب ہو اس کی طرف کہ اس نے اس میں قصور کیا اور لیکن جو اسی طرح پیدا ہوا ہو سو نہیں نفرت طبع کی اس سے منع اور اس حدیث میں ہے کہ واقع ہونا ایسے کام کا نہیں موجب عیب کا اس شخص سے کہ واقع ہو اس سے یہ برخلاف بعض تشدد کرنے والوں کے اور اس

حدیث میں ہے کہ طبائع مختلف ہیں نفرت کرنے میں بعض کھانے والی چیزوں سے اور بھی استنباط کیا جاتا ہے اس سے کہ گوشت جب بد بودار ہو جائے تو حرام نہیں ہوتا اس واسطے کہ بعض طبیعتوں کو اس سے کراہت نہیں آتی اور یہ کہ جائز ہے کھانا قرابتی اور صہر اور دوست کے گھر سے اور خالد رضی اللہ عنہ اور جو اس کے موافق تھے کھانے میں ارادہ کیا انہوں نے جبر قلب اس شخص کا جس نے اس کو تحفہ بھیجا تھا یا واسطے ثابت ہونے حکم علت کے یا واسطے بجا لانے حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ فرمایا کھاؤ اور سمجھا اس شخص نے جس نے نہ کھایا تھا کہ امر اس میں واسطے اباحت کے ہے اور اس حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ کھاتے تھے اور کھاتے تھے گوشت کو جس جگہ میسر ہو اور یہ کہ نہ جانتے تھے غیب چیزوں سے مگر جو اللہ تعالیٰ آپ کو معلوم کرواتا اور اس حدیث میں بہت ہونا عقل حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے کا اور بڑی ہونی خیر خواہی ان کے کا واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واسطے کہ سمجھا انہوں نے گمان نفرت آپ کے کا کھانے اس کے سے ساتھ اس چیز کے استقرا کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سو وہ ڈریں کہ یہ بھی اسی طرح ہو سو ایذا پائیں اس کے کھانے سے واسطے کراہت کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے سو اس کی فراست تصدیق کی گئی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو ڈرے کہ کسی چیز سے کراہت کرے تو نہیں لائق ہے یہ کہ چھپائے اس کو تا کہ نہ ضرر پائے واسطے اس کے اور البتہ مشاہدہ کیا گیا ہے بعض لوگوں سے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَقَعَتِ الْفَأْرَةُ فِي السَّمْنِ الْجَامِدِ أَوِ الذَّائِبِ.

جب گر پڑا چوہا جمے ہوئے گھی میں یا پگھلے ہوئے میں۔

فائدہ: یعنی کیا حکم جدا جدا ہے یا نہیں؟ اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے ترک کیا ہے جزم کو ساتھ اس کے یعنی اس کے ساتھ جزم نہیں کیا واسطے قوی ہونے اختلاف کے اور پہلے گزر چکا ہے طہارت میں جو دلالت کرتا ہے اس پر کہ مختار اس کے نزدیک یہ ہے کہ وہ ناپاک نہیں ہوتا مگر ساتھ متغیر ہونے کے اور شاید یہ راز ہے بیچ وارد کرنے اس کے کی یونس کے طریق کو جو مشعر ہے ساتھ تفصیل کے۔ (فتح)

٥١١٣ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ مَيْمُوْنَةَ أَنَّ فَأْرَةً وَقَعَتْ فِيْ سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ أَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ قِيْلَ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَعْمَرًا يُحَدِّثُهُ عَنِ

٥١١٢۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک چوہا گھی میں گر کر مر گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھینک دو چوہے کو اور اس کے گرد کے گھی کو اور باقی گھی کو کھاؤ، کہا گیا سفیان سے کہ معمر حدیث بیان کرتا ہے اس کو زہری سے اس نے روایت کی سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یعنی اور تو کہتا ہے کہ زہری نے عبید اللہ سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ نہیں

سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوهُ قِيلَ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَعْمَرًا يُحَدِّثُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ إِلَّا عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مِرَارًا.

سنا میں نے زہری سے مگر کہ کہتا تھا اس کو عبیداللہ سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے اس نے حضرت ﷺ سے اور البتہ میں نے کئی بار سنا ہے یعنی میمونہ رضی اللہ عنہا کی طریق سے۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے بیچ سند اسحاق بن راہویہ کے اور روایت کیا ہے اس کو ابن حبان نے ساتھ اس لفظ کے کہ اگر گھی جما ہوا ہو تو پھینک دو چوہے کو اور اس کے گرد کے گھی کو اور اس کو کھاؤ یعنی باقی کو اور اگر پگھلا ہوا ہو تو اس کے قریب نہ جاؤ اور یہ زیادتی ابن عیینہ کی روایت میں غریب ہے۔

٥١١٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الدَّابَّةِ تَمُوتُ فِي الزَّيْتِ وَالسَّمْنِ وَهُوَ جَامِدٌ أَوْ غَيْرُ جَامِدٍ الْفَأْرَةِ أَوْ غَيْرِهَا قَالَ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِفَأْرَةٍ مَاتَتْ فِي سَمْنٍ فَأَمَرَ بِمَا قَرُبَ مِنْهَا فَطُرِحَ ثُمَّ أُكِلَ عَنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ.

۵۱۱۳۔ حدیث بیان کی ہم سے عبدان نے اس نے کہا کہ خبر دی ہم کو عبداللہ نے اس نے روایت کی یونس سے اس نے زہری سے بیچ حکم جانور زمین پر چلنے والے کے کہ مر جائے تیل میں اور گھی میں اور وہ جما ہوا ہو یا نہ جما ہوا ہے چوہا ہو یا غیر اس کا کہا زہری نے ہم کو خبر پہنچی کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ چوہے کے جو گھی میں مر گیا سو حکم ساتھ پھنک دینے اس کے پاس کے گھی کے سو پھینکا گیا یعنی اور پھر باقی گھی کو کھایا گیا حدیث عبیداللہ بن عبداللہ کی سے یعنی پہنچی ہم کو یہ حدیث عبیداللہ کی سند سے جیسے کہ اس باب کی پہلی حدیث میں مذکور ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ زہری سے جانور کے حکم میں کہ گھی وغیرہ میں مر جائے تو یہ ظاہر ہے کہ زہری نہ فرق کرتا تھا اس حکم میں درمیان گھی کے اور غیر اس کے کی اور نہ درمیان جمے ہوئے کے اور پگھلے ہوئے کے اس واسطے کہ ذکر کیا گیا ہے یہ سوال میں پھر استدلال کیا اس نے ساتھ حدیث کے گھی میں اور بہر حال جو چیز کہ گھی کے سوائے ہے سو الحاق کرنا اس کا ساتھ اس کے بیچ قیاس کرنے کے اوپر اس کے واضح ہے اور نہ فرق کرنا درمیان جمے ہوئے کے اور پگھلے

ہوئے کے سوا اس واسطے ہے کہ نہیں مذکور ہے وہ اس لفظ میں جس کے ساتھ اس نے استدلال کیا اور یہ قدح کرتا ہے بیچ قول صحت اس شخص کے جو زیادہ کرتا ہے اس حدیث میں زہری سے فرق درمیان جمے ہوئے اور پگھلے ہوئے کے جیسے کہ ذکر کیا گیا ہے پہلے اسحاق سے اور یہ جو کہا کہ عبیداللہ بن عبداللہ کی حدیث سے یعنی اس کی سند سے لیکن نہیں ظاہر ہوا واسطے ہمارے کہ اس میں میمونہ رضی اللہ عنہا ہے یا نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے ایک روایت احمد کے کہ پتلی چیز میں جب پلیدی داخل ہو جائے تو نہیں پلید ہوتی ہے مگر ساتھ بگڑ جانے کے اور یہی مختار ہے نزدیک بخاری رحمہ اللہ کے اور قول ابن نافع کا مالکیہ سے اور محکی ہے مالک رحمہ اللہ سے اور روایت کی ہے احمد رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ پوچھے گئے چوہے سے کہ گھی میں مر جائے؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لیا جائے چوہا اور جو گھی کہ اس کے گرد ہے میں نے کہا کہ اس کا اثر تمام گھی میں تھا کہا یہ اس وقت تھا جب کہ وہ زندہ تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مر گیا جس جگہ کہ پایا گیا اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور فرق کیا ہے جمہور نے درمیان جمے ہوئے اور پگھلے ہوئے کے واسطے عمل کرنے کے ساتھ اس تفصیل کے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور البتہ تمسک کیا ہے ابن عربی نے ساتھ قول حضرت ﷺ کے اور جو اس کے گرد ہے اس پر کہ وہ جما ہوا تھا اس واسطے کہ اگر پتلا ہوتا تو اس کے واسطے گرد نہ ہوتا اس واسطے کہ اگر وہ ایک طرف سے نقل کیا جائے تو اس وقت اس کی جگہ اور آ جاتا ہے سو ہوگا اس چیز سے کہ اس کے گرد ہے پس حاجت ہوگی سب گھی ڈالنے کی اسی طرح کہا ہے اس نے اور بہر حال ذکر گھی اور چوہے کا سو نہیں ہے عمل ساتھ مفہوم ان دونوں کے اور جم گیا ہے ابن حزم موافق اپنی عادت کے سو خاص کیا ہے اس نے فرق کو ساتھ چوہے کے سو اگر چوہے کے سوائے اور کوئی کیڑا زمین کا پتلی چیز میں گر پڑے تو نہیں ناپاک ہوتا ہے مگر ساتھ بگڑ جانے کے اور ضابط پتلی چیز کا نزدیک جمہور کے یہ ہے کہ جلدی مل جائے جب کہ اس سے کوئی چیز لی جائے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اس کے کی سو مر جائے اس پر کہ تاثیر اس کی پتلی چیز میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتی ہے مرنے اس کے سے بیچ اس کے سو اگر اس میں گرے بغیر مرنے کے اس سے نکل جائے تو نہیں ضرر کرتا اس کو اور نہیں واقع ہوئی بیچ روایت مالک رحمہ اللہ کے تقیید ساتھ موت کے سو لازم ہے اس شخص کو جو نہیں قائل ہے ساتھ حمل کرنے مطلق کے مقید پر یہ کہ قائل ہو ساتھ تاثیر کے اگرچہ زندہ نکلے اور البتہ التزام کیا اس کا ابن حزم نے سو مخالفت کی اس نے جمہور کی اور نہیں وارد ہوئی ہے کسی طریق میں تجدید اس چیز کی کہ پھینکی جائے لیکن ابن ابی شیبہ نے مرسل روایت کی ہے کہ بقدر لپ کے ڈالا جائے اور دارقطنی کی روایت میں واقع ہوا ہے کہ حکم کیا کہ جدا کیا جائے جو اس کے گرد ہے سو اس کو پھینکا جائے اور یہ ظاہر تر ہے اس میں کہ وہ گھی جما ہوا تھا سو یہ قوت دیتا ہے اس چیز کو کہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے ابن عربی نے اور طبرانی نے مرفوع روایت کی ہے کہ تین چلو نکالے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور اگر ثابت ہو تو ہوگی ظاہر پتلی چیزیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے مفصل روایت

میں کہ اگر پگھلا ہوا ہو تو اس کے قریب نہ جاؤ اس پر کہ نہیں جائز ہے فائدہ اٹھانا ساتھ اس کے کسی چیز میں سو جو کھانے کے سوا اور کام میں لانا جائز جانتا ہے جیسے شافعیہ اور جو جائز رکھتا ہے اس کی بیع کو مثل حنفیہ کے وہ محتاج ہے طرف جواب کی یعنی حدیث سے اس واسطے کہ حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے بیچ فرق کرنے کے درمیان جمے ہوئے اور پگھلے ہوئے کے اور البتہ حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے عبدالجبار کی روایت میں نزدیک بیہقی کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ اگر گھی پتلا ہو تو اس کو کام میں لاؤ اور کھاؤ نہیں اور صحیح یہ ہے کہ یہ موقوف ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ چوہے کا بدن پاک ہے اور عجیب بات کہی ہے ابن عربی نے سو حکایت کی ہے اس نے شافعی رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے کہ وہ ناپاک ہے۔ (فتح)

٥١١٤ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمْ قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِيْ سَمْنٍ فَقَالَ أَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ.

۵۱۱۴۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوہے سے کہ گھی میں گر پڑے؟ سو فرمایا کہ پھینک دو اس کو اور اس کے گرد کے گھی کو اور باقی گھی کو کھاؤ۔

بَابُ الْوَسْمِ وَالْعَلَمِ فِي الصُّوْرَةِ.

باب ہے بیچ بیان علامت کرنے اور داغ دینے کے منہ میں۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ مہملہ کے ساتھ منہ میں ہے اور معجمہ کے ساتھ سارے بدن میں ہے اور مراد ساتھ وسم کے یہ ہے کہ نشان کیا جائے ایک چیز کو ساتھ ایک چیز کے کہ تاثیر کرے اس میں تاثیر بالغ اور اصل اس کا یہ ہے کہ کی جائے چوپائے میں علامت تا کہ جدا ہو اس کے غیر سے۔

٥١١٥ ۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ تُعْلَمَ الصُّوْرَةُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُضْرَبَ.

۵۱۱۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے مکروہ رکھا یہ کہ نشان کیا جائے جاندار کے منہ میں اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا مارنے اسے منہ میں۔

فائدہ: یہ حدیث موصول ہے ساتھ سند مذکور کے امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلے موقوف حدیث کو بیان کیا پھر مرفوع حدیث کو بیان کیا واسطے استدلال کرنے کے اوپر اس چیز کے کہ ذکر کی کراہت سے اس واسطے کہ جب ثابت ہوئی نہی مارنے سے تو داغنا بطریق اولیٰ منع ہوگا اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو طرف اس چیز کی کہ روایت کی مسلم نے

جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا مارنے سے منہ میں اور داغ دینے سے منہ میں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر گزرے کہ اس کے منہ میں داغ کیا گیا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے جس نے اس کو داغا۔ (فتح)

تَابَعَهُ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْعَنْقَزِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ وَقَالَ تُضْرَبُ الصُّوْرَةُ.

متابعت کی ہے اس کی قتیبہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے عنقزی نے حنظلہ سے اور کہا کہ مارا جائے صورت کو۔

فائدہ: اور روایت کی ہے اسماعیلی نے حنظلہ سے کہ سنا میں نے سالم سے پوچھے گئے نشان کرنے سے منہ میں سو کہا اس نے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما مکروہ رکھتے یہ کہ نشان کیا جائے منہ میں اور ہم کو خبر پہنچی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ کہ مارا جائے منہ میں، میں کہتا ہوں اور یہی اخیر روایت مطابق ہے واسطے لفظ ترجمہ کے اور عطف وسم کا اوپر اس کے یا عطف تفسیری ہے اور یا عطف عام کا ہے خاص پر اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں صریح آ چکا ہے کہ منہ میں داغ دینا منع ہے کہا جابر رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر گزرے کہ اس کے منہ میں داغ دیا گیا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے جس نے یہ کام کیا نہ کوئی منہ میں داغ دے اور نہ کوئی منہ میں مارے روایت کیا ہے اس کو مسلم وغیرہ نے۔

٥١١٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَخٍ لِّيْ يُحَنِّكُهُ وَهُوَ فِيْ مِرْبَدٍ لَّهُ فَرَأَيْتُهُ يَسِمُ شَاةً حَسِبْتُهُ قَالَ فِيْ آذَانِهَا.

٥١١٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ میں اپنے بھائی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا کہ اس کو تحنیک کریں اور حالانکہ آپ اونٹوں کے مکان میں تھے سو میں نے آپ کو دیکھا کہ بکری کو داغتے تھے گمان کرتا ہوں آپ کو کہ اس کے کانوں میں داغتے تھے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اونٹوں کو داغتے تھے سو شاید دونوں کو داغتے ہوں گے اور یہ جو کہا کہ اس کے کانوں میں تو محل ترجمہ کا ہے اور وہ پھرنا ہے منہ میں داغ دینے سے طرف کانوں کے سو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ کان منہ میں داخل نہیں ہیں اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے جمہور کے بیچ جواز نشان کرنے چوپایوں کے ساتھ داغ دینے کے اور مخالفت کی ہے اس میں حنفیہ نے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ عموم نہی کے کہ آگ سے عذاب کرنا منع ہے اور بعض نے ان میں سے دعویٰ کیا کہ چوپایوں کو داغنا منسوخ ہے اور ٹھہرایا ہے اس کو جمہور نے مخصوص عموم نہی سے، واللہ اعلم۔ (فتح) اور تحنیک یہ ہے کہ کھجور یا کوئی شیرینی چبا کر لڑکے کے حلق میں لگائے۔

بَابُ إِذَا أَصَابَ قَوْمٌ غَنِيْمَةً فَذَبَحَ بَعْضُهُمْ غَنَمًا أَوْ إِبِلًا بِغَيْرِ أَمْرِ

جب پائے قوم غنیمت کو سو ذبح کرے بعض ان میں سے بکریوں یا اونٹوں کو بغیر حکم اپنے ساتھیوں کے تو نہ

أَصْحَابِهِمْ لَمْ تُؤْكَلْ لِحَدِيْثِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کھائے جائیں واسطے حدیث رافع رضی اللہ عنہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: اور یہ پھرنا ہے بخاری رحمہ اللہ سے طرف اس کی کہ سبب منع کھانے کا بکریوں سے جو پکائی گئیں اس قصے میں جس کو رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے نہ تقسیم ہونا ان کا ہے وقد تقدم البحث فيه.

وَقَالَ طَاوُسٌ وَّعِكْرِمَةُ فِيْ ذَبِيْحَةِ السَّارِقِ اطْرَحُوْهُ.

اور کہا طاؤس اور عکرمہ نے بیچ ذبیحہ چور کے کہ اس کو پھینک دو۔

٥١١٧ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى فَقَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلُوْهُ مَا لَمْ يَكُنْ سِنٌّ وَّلَا ظُفُرٌ وَّسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَّأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ وَتَقَدَّمَ سَرَعَانُ النَّاسِ فَأَصَابُوْا مِنَ الْغَنَآئِمِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ آخِرِ النَّاسِ فَنَصَبُوْا قُدُوْرًا فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ وَقَسَمَ بَيْنَهُمْ وَعَدَلَ بَعِيْرًا بِعَشْرِ شِيَاهٍ ثُمَّ نَدَّ بَعِيْرٌ مِّنْ أَوَآئِلِ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ مَّعَهُمْ خَيْلٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ فَقَالَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَآئِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا فَعَلَ مِنْهَا هٰذَا فَافْعَلُوْا مِثْلَ هٰذَا.

٥١١٧۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! ہم کل دشمن کو ملیں گے اور نہیں ہمارے ساتھ چھریاں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خون بہاؤ جو بہادے خون کو اور ذکر کیا جائے اس پر نام اللہ کا سو جب تک کہ نہ ہو دانت یا ناخن اور عنقریب میں تم کو اس کا سبب بتلاؤں گا کہ ناخن اور دانت سے کیوں جائز نہیں لیکن دانت سو ہڈی ہے اور بہر حال ناخن سو چھریاں ہیں حبشیوں کی اور آگے بڑھے جلد باز لوگ سو انہوں نے غنیمت پائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے لوگوں میں تھے سو انہوں نے ہانڈیوں کو چڑھایا سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ الٹانے ان کے سو الٹائی گئیں اور غنیمت کو ان کے درمیان تقسیم کیا اور برابر کیا ایک ایک اونٹ کو ساتھ دس بکریوں کے پھر اگلے لوگوں سے ایک اونٹ بھاگا اور ان کے ساتھ گھوڑے نہ تھے کہ اس کو پکڑیں سو ایک مرد نے اس کو تیر مارا سو اللہ نے اس کو روکا یعنی اس کو تیر لگا سو وہ کھڑا ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پالے ہوئے چوپایوں میں بھی بھڑکنے والے ہوتے ہیں جیسے جنگلی جانور بھڑکنے والے ہوتے ہیں سو جو ان میں سے یہ کرے تو اس کے ساتھ اسی طرح کرو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا نَدَّ بَعِيرٌ لِقَوْمٍ فَرَمَاهُ بَعْضُهُمْ بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ فَأَرَادَ إِصْلَاحَهُمْ فَهُوَ جَائِزٌ لِخَبَرِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جب کسی قوم کا اونٹ بھاگ جائے اور بعض آدمی ان میں سے اس کو تیر مار ڈالے اور ارادہ کرے ان کی اصلاح کا تو یہ جائز ہے ساتھ حدیث رافع رضی اللہ عنہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٥١١٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَنَدَّ بَعِيرٌ مِّنَ الْإِبِلِ قَالَ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ لَهَا أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هٰكَذَا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَكُونُ فِي الْمَغَازِي وَالْأَسْفَارِ فَنُرِيدُ أَنْ نَّذْبَحَ فَلَا تَكُونُ مُدًى قَالَ أَرِنْ مَّا نَهَرَ أَوْ أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ فَكُلْ غَيْرَ السِّنِّ وَالظُّفُرِ فَإِنَّ السِّنَّ عَظْمٌ وَّالظُّفُرَ مُدَى الْحَبَشَةِ.

٥١١٨۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگا سو ایک مرد نے اس کو تیر مارا سو اس کو اسی جگہ روکا پھر فرمایا کہ ان پلے ہوئے چوپایوں میں بھی بھڑکنے والے ہوتے ہیں سو جو ان میں سے تم پر غالب ہو تو کرو ساتھ اس کے اسی طرح رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کہا یا حضرت! ہم جنگوں اور سفروں میں ہوتے ہیں سو ہم چاہتے ہیں کہ ذبح کریں یعنی کوئی جانور سو نہیں ہوتی ہیں چھریاں سو فرمایا کہ ہلاک کر جس چیز کو تو ذبح کرتا ہے جو خون بہائے اور اللہ کا نام لیا جائے تو کھا سوائے دانت اور ناخن کے اس واسطے کہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھریاں ہیں۔

فائدہ: اور الزام دیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اسماعیلی نے ساتھ تناقض کے اس ترجمہ میں اور جو اس سے پہلے ہے اور اشارہ کیا کہ دونوں صورتوں میں کچھ فرق نہیں اور جامع یہ ہے کہ ہر ایک دونوں میں سے تعدی کرنے والا ہے ساتھ ذبح کرنے کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جن لوگوں نے پہلے قصے میں ذبح کیا تھا ذبح کی تھی وہ چیز جو تقسیم نہیں ہوئی تھی تا کہ خاص ہوں ساتھ اس کے سو عقاب کیے گئے ساتھ محروم کرنے کے اس وقت یہاں تک کہ تقسیم ہو اور جس نے اونٹ کو تیر مارا تھا ارادہ کیا تھا اس نے باقی رکھنا منفعت کا واسطے مالک اس کے کی سو دونوں جدا جدا ہو گئے کہا ابن منیر نے کہ تنبیہ کی ہے ساتھ اس ترجمہ کے کہ ذبح کرنا غیر مالک کا جب ہو بطور تعدی کے جیسے کے پہلے قصے میں ہے فاسد ہے اور یہ کہ ذبح کرنا غیر مالک کا جب ہو بطور اصلاح کے واسطے مالک کے اس خوف سے کہ فوت ہو اس پر منفعت نہیں ہے فاسد۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَكَلَ الْمُضطَرُّ. باب ہے بیان میں کھانے اس شخص کے جو بھوک سے لاچار اور بے قرار ہو۔

فائدہ: یعنی کیا اس کو مردار کھانا درست ہے یا نہیں؟ اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف خلاف کے جو اس میں ہے اور یہ اختلاف دو جگہوں میں ہے ایک اختلاف اس حالت میں ہے کہ صحیح ہو وصف ساتھ اضطرار کے بیچ اس کے تا کہ مباح ہو کھانا مردار کا دوسرا اختلاف بیچ مقدار اس چیز کے ہے کہ کھائے بہر حال پہلا سو وہ یہ ہے کہ پہنچے ساتھ اس کے بھوک طرف حد ہلاکت کی یا بیماری کے کہ نوبت پہنچائے اس کی طرف یہ قول جمہور کا ہے اور بعض مالکیوں سے حد مقرر کرنا اس کا ہے ساتھ تین دن کے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ مردار میں سمیت سخت ہے سو اگر ابتدا میں کھائے تو اس کو ہلاک کر ڈالے سو اس کے واسطے مشروع نہ ہوا کہ بھوکا رہے تا کہ ہو جائے اس کے بدن میں بھوک سے سمیت جو سخت تر ہے مردار کی سمیت سے سو جب مردار سے اس وقت کھائے گا تو نہ ضرر پائے اور یہ اگر ثابت ہو تو نہایت خوب حکمت ہے اور لیکن دوسرا اختلاف سو ذکر کیا گیا ہے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ﴾ اور تفسیر کیا ہے اس کو قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ متعدی کے اور یہ تفسیر ہے ساتھ معنی کے اور اس کے غیر نے کہا کہ گناہ ہے یہ کہ کھائے زیادہ سد رمق سے اور بعض نے کہا کہ زیادہ عادت سے اور یہی ہے راجح واسطے مطلق ہونے آیت کے پھر پیٹ بھر کر کھانے کے جائز ہونے کا محل یہ ہے کہ مردار کے سوا اور چیز کی جلدی امید نہ ہو اور اگر امید ہو تو منع ہے اگر قوی ہو بھوک پر یہاں تک کہ اس کو پائے اور ذکر کیا ہے امام الحرمین نے کہ مراد ساتھ پیٹ بھر کر کھانے کے وہ چیز ہے کہ بند ہو ساتھ اس کے بھوک نہ پیٹ بھر کر کھانا اس طور سے کہ اور کھانے کے واسطے کوئی گزر گاہ نہ رہے کہ یہ حرام ہے اور اشکال کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے بیچ قصے عنبر کے جس جگہ کہ ابو عبیدہ نے کہا کہ البتہ تم لاچار ہوئے ہو سو کھاؤ سو ہم نے کھایا یہاں تک کہ ہم موٹے ہوئے۔ (فتح)

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ﴾.

واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اے ایمان والو! کھاؤ ستھری چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اس کے بندے ہو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام کیا ہے تم پر مردار اور خون اور گوشت سور کا اور جس پر نام پکارا گیا اللہ کے غیر کا پھر جو کوئی لاچار ہو نہ بے حکمی کرتا ہو اور نہ زیادتی تو نہیں اس پر گناہ

فائدہ: اور قول اللہ تعالیٰ کا غیر باغ یعنی بیچ کھانے مردار کے اور ٹھہرایا ہے جمہور نے بغی سے عصیان کو سو جو اپنے سفر میں عاصی ہو اس کو انہوں نے مردار کھانے سے منع کیا ہے یعنی اس کو کھانا درست نہیں اگر چہ بھوک سے لاچار ہو

اور کہا انہوں نے کہ طریق اس کا یہ ہے کہ توبہ کرے پھر کھائے اور جائز رکھا ہے اس کو بعض نے مطلق۔

وَقَالَ ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ﴾.

اور اللہ نے فرمایا سو جو لاچار ہو بھوک میں نہ مائل کرنے والا واسطے گناہ کے۔

وَقَوْلِهِ ﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ وَمَا لَكُمْ أَنْ لَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فُصِّلَ لَكُمْ مَا حُرِّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ﴾.

اور اللہ نے فرمایا سو کھاؤ اس چیز سے کہ لیا جائے اس پر نام اللہ کا اگر ہو تم ایمان لانے والے ساتھ آیتوں اس کی کے۔

فائدہ: زیادہ کیا ہے ایک روایت میں اس آیت کو جو اس کے بعد ہے الی قولہ ماضطررتم الیہ اور ایک نسخہ میں معتدین تک ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت ذکر کرنے اس کے کی اس جگہ اور چونکہ اضطرار اس جگہ مطلق ہے تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو جائز رکھتا ہے مردار کے کھانے کو واسطے نافرمان کے اور حمل کیا ہے جمہور نے مطلق کو مقید پر دونوں اخیر آیتوں میں۔

وَقَوْلِهِ جَلَّ وَعَلَا ﴿قُلْ لَّا أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَّكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ کہہ دو کہ نہیں پاتا میں اس چیز میں کہ وحی ہوئی مجھ کو حرام دما مسفوحا تک۔

فائدہ: ایک روایت میں یہ آیت غفور رحیم تک بیان کی ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی وجہ مناسبت کی اور وہ قول اس کا ہے فمن اضطر۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُهْرَاقًا ﴿أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مسفوحا کے معنی ہیں مہراقا یعنی بہایا گیا گوشت سور کا۔

وَقَالَ ﴿فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَةَ اللهِ إِنْ كُنتُمْ إِيَّاهُ

اور اللہ نے فرمایا پس کھاؤ اس چیز سے کہ روزی دی ہم نے تم کو حلال پاک۔

تَعْبُدُوْنَ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

فائدہ: کہا کرمانی وغیرہ نے کہ بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب باندھا ہے اور اس میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی واسطے اشارہ کرنے کے اس بات کی طرف کہ جو چیز کہ اس میں وارد ہوئی ہے اس میں کوئی چیز اس کی شرط پر نہیں ہے پس کفایت کی ساتھ آیتوں کے اور احتمال ہے کہ بیاض چھوڑا ہو سو جوڑا گیا بعض اس کا طرف بعض کی وقت نقل کرنے کتاب کے، میں کہتا ہوں کہ دوسرا احتمال زیادہ اوجہ ہے اور لائق ساتھ اس باب کے اس کی شرط پر حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے بیچ قصے عنبر کے سو شاید اس نے قصد کیا کہ اس کے واسطے کوئی اور طریق ذکر کرے۔ (فتح)

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْأَضَاحِيّ — کتاب ہے قربانیوں کے بیان میں

بَابُ سُنَّةِ الْأُضْحِيَّةِ. — باب ہے بیچ بیان سنت قربانی کے۔

فائدہ: اضاحی جمع اضحیہ کی ہے اور اس کو اضحاۃ بھی کہتے ہیں اور ساتھ اس کے نام رکھا گیا یوم الاضحیٰ اور گویا کہ نام اس کا مشتق کیا گیا ہے نام وقت کے سے کہ مشروع ہے بیچ اس کے اور شاید باب باندھا ہے اس نے ساتھ سنت کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف مخالفت اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ واجب ہونے اس کے کی کہا ابن حزم نے کہ نہیں صحیح ہوا کسی صحابی سے کہ وہ واجب ہے اور جمہور سے صحیح ہو چکا ہے کہ وہ واجب نہیں اور نہیں خلاف ہے اس میں کہ وہ دین کے شرائع سے ہے اور وہ نزدیک شافعیہ اور جمہور کے سنت مؤکدہ ہے کفایہ اور شافعیہ کے ایک وجہ میں ہے کہ وہ فرض کفایہ ہے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ واجب ہے مقیم وسعت والے پر اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مثل اس کی ہے ایک روایت میں لیکن نہیں مقید کیا اس نے اس کو ساتھ مقیم کے اور منقول ہے اوزاعی اور ربیعہ اور لیث سے مثل اس کی اور مخالفت کی ہے ابو یوسف نے حنفیہ سے اور موافقت کی ہے اس نے ساتھ جمہور کے اور اسی طرح اشہب مالکی بھی جمہور کے موافق ہے اور کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مکروہ ہے ترک کرنا اس کا باوجود قدرت کے اور ایک روایت اس سے ہے کہ وہ واجب ہے اور محمد بن حسن سے ہے کہ وہ سنت ہے لیکن اس کے ترک کرنے کی رخصت نہیں ہے کہا طحاوی نے کہ اسی کو ہم لیتے ہیں اور نہیں حدیثوں میں جو دلالت کرے اس کے واجب ہونے پر اور قریب تر اس چیز کا کہ تمسک کیا جاتا ہے ساتھ اس کے واسطے واجب ہونے کے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع کہ جو وسعت رکھتا ہو اور قربانی نہ کرے تو چاہیے کہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ اور احمد نے لیکن اختلاف ہے اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اور موقوف مشابہ تر ہے ساتھ صواب کے کہا طحاوی وغیرہ نے اور باوجود اس کے پس نہیں ہے صریح واجب کرنے میں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ هِيَ سُنَّةٌ وَّمَعْرُوْفٌ. — اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ وہ سنت اور معروف ہے۔

فائدہ: اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے قربانی کا حکم پوچھا کہ کیا واجب ہے؟ کہا کہ قربانی کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے آپ کے بعد کہا ترمذی نے کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے کہ قربانی واجب نہیں ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جو جواب میں ہاں نہ کہا تو اس سے اس نے سمجھا کہ وہ واجب ہونے کے

ساتھ قائل نہیں اس واسطے کہ مجرد فعل واجب ہونے پر دلالت نہیں کرتا اور یہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قربانی کی مسلمانوں نے آپ کے بعد تو اشارہ کیا ساتھ اس کے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ نہیں اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما حرص کرنے والے اوپر پیروی کرنے افعال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس اسی واسطے نہ تصریح کی ساتھ عدم وجوب کے اور جو اس کو واجب کہتا ہے اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے مخنف کی حدیث میں علی کل اهل بیت اضحیة یعنی ہر گھر والے پر قربانی ہے روایت کیا ہے احمد اور اربعہ نے ساتھ سند قوی کے اور نہیں حجت ہے بیچ اس کے اس واسطے کہ صیغہ نہیں ہے صریح وجوب مطلق میں اور البتہ ذکر کیا ہے ساتھ اس کے عتیرہ کو اور نہیں واجب ہے عتیرہ نزدیک اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ واجب ہونے قربانی کے اور جو واجب نہیں کہتا ہے اس نے استدلال کیا ہے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کتب علی النحر ولم یکتب علیکم یعنی فرض کی گئی مجھ پر قربانی اور نہیں فرض کی گئی تمہارے اوپر اور یہ حدیث ضعیف ہے۔

۵۱۱۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ الْإِيَامِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ مَنْ فَعَلَهُ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلُ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ فَقَامَ أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ وَقَدْ ذَبَحَ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِيْ جَذَعَةً فَقَالَ اذْبَحْهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ قَالَ مُطَرِّفٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ.

۵۱۱۹۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی عبادت جس کے ساتھ ہم اپنے اس دن میں شروع کریں یہ ہے کہ نماز پڑھیں پھر جائیں سو قربانی کریں جس نے اس کو کیا وہ ہمارے طریقے کو پہنچا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی ذبح کی تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ گوشت ہے جس کو اس نے اپنے گھر والوں کے واسطے مقدم کیا نہیں عبادت سے کسی چیز میں سو ابو بردہ بن نیار کھڑا ہوا اور حالانکہ وہ نماز کے پہلے ذبح کر چکا تھا سو اس نے کہا کہ میرے پاس ایک سال سے کم بکری ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ذبح کر اور نہیں کفایت کرے گی تیرے بعد کسی کی طرف سے اور کہا مطرف نے عامر سے اس نے روایت کی براء رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز کے بعد قربانی ذبح کی اس کی عبادت پوری ہوئی اور وہ مسلمانوں کے طریقے کو پہنچا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ سنت کے اس جگہ دونوں حدیثوں میں طریقہ ہے نہ سنت اصطلاح میں جو مقابل ہے وجوب کے اور طریقہ عام تر ہے اس سے کہ ہو واسطے وجوب کے یا واسطے ندب کے سو جب نہ قائم ہوئی دلیل اوپر وجوب

کے تو باقی رہا ندب اور یہی ہے وجہ وارد کرنے اس کے کی اس ترجمہ میں اور جو واجب ہونے کا قائل ہے اس نے استدلال کیا ہے ساتھ ہونے امر کے دونوں حدیثوں میں ساتھ دوہرانے قربانی کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ مقصود بیان کرنا قربانی کی شرط کا ہے جو مشروع ہے سو وہ ایسی ہے جیسے کہے واسطے اس شخص کے جو پڑھے سنتیں چاشت کی مثلا سورج نکلنے سے پہلے جب سورج نکلے تو اپنی نماز پھر کر پڑھ اور یہ جو براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہا کہ نسک سے کسی چیز میں نہیں تو نسک بولا جاتا ہے مراد اس سے ذبیحہ ہوتی ہے اور استعمال کیا جاتا ہے نوع خاص میں خون بہائے گئے سے اور استعمال کیا جاتا ہے ساتھ معنی عبادت کے اور وہ عام تر ہے اور البتہ استعمال کیا گیا ہے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ تیسرے معنی کے اور نیز استعمال کیا گیا ہے ساتھ پہلے معنی کے بیچ قول اس کے کی اور طریق میں کہ جو نماز سے پہلے ذبح کرے تو اس کی ذبح نہیں یعنی اس سے قربانی ادا نہیں ہوتی۔ (فتح)

۵۱۲۰ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا ذَبَحَ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهٗ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ.

۵۱۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نماز سے پہلے قربانی ذبح کرے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اپنے نفس کے واسطے ذبح کرتا ہے اور جو نماز سے پیچھے ذبح کرے تو اس کی عبادت پوری ہوئی اور مسلمانوں کے طریقہ کو پہنچا۔

بَابُ قِسْمَةِ الْإِمَامِ الْأَضَاحِيَّ بَيْنَ النَّاسِ.

باب ہے بیچ بیان تقسیم کرنے امام کے قربانیوں کو لوگوں میں یعنی خود اپنے ہاتھ سے یا اپنے حکم سے

۵۱۲۱ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ بَعْجَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهٖ ضَحَايَا فَصَارَتْ لِعُقْبَةَ جَذَعَةٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَارَتْ لِيْ جَذَعَةٌ قَالَ ضَحِّ بِهَا.

۵۱۲۱۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان قربانیوں کو تقسیم کیا سو عقبہ کے حصے میں جذعہ آیا میں نے کہا یا حضرت! میرے حصہ میں جذعہ آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ قربانی کر۔

فائدہ: اور آئندہ آئے گا کہ عقبہ رضی اللہ عنہ نے خود قربانیوں کو تقسیم کیا تھا اور پہلے گزر چکا ہے شرکت میں باب وكالة الشريك للشريك اور اس حدیث کو اس جگہ بھی وارد کیا ہے اور اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ عقبہ رضی اللہ عنہ کا اس غنیمت میں حصہ تھا اس اعتبار سے کہ وہ قربانیاں غنیمت میں سے تھیں اور اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اس میں حصہ تھا اور

باوجود اس کے حضرت ﷺ نے اس کو قربانیوں کے بانٹنے میں وکیل کیا اور میں نے وہاں اور توجیہ بیان کی ہے اور یہ توجیہ قوی تر ہے اس سے کہا ابن منیر نے راوی نے جوان کو قربانیاں کہا تو احتمال ہے کہ باعتبار مایول الیہ الامر کے کہا ہو اور احتمال ہے کہ ان کو قربانیوں کے واسطے معین کیا ہو پھر ان کو اصحاب کے درمیان تقسیم کیا ہوتا کہ لے ہر ایک حصہ اپنے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ جائز ہے بانٹنا قربانی کے گوشت کا درمیان وارثوں کے اور نہیں ہوتی ہے یہ بیع اور اس مسئلے میں اختلاف ہے واسطے مالکیہ کے اور میں نہیں دیکھتا بخاری رحمہ اللہ کو باوجود وقت نظر اس کی کے قصد کیا ہو ساتھ ترجمہ کے مگر یہ اور جذعہ ایک وصف ہے واسطے عمر معین کے چوپائے مویشی سے سو جذعہ بھیڑ میں سے وہ ہے جو پورے ایک سال کا ہو اور یہ قول جمہور کا ہے اور بعض نے کہا کہ جذعہ اس کو کہتے ہیں جو سال سے کم کا ہو پھر اس کے اندازے میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ چھ مہینے کا ہے اور بعض نے کہا کہ آٹھ مہینے کا اور بعض نے کہا کہ دس مہینے کا اور حکایت کی ہے ترمذی نے وکیع سے کہ وہ چھ یا سات مہینے کا ہے اور بہر حال جذعہ بکری سے سو وہ ہے جو دوسرے سال میں داخل ہوا ہو اور گائے سے جو تیسرے سال میں داخل ہوا ہو اور اونٹ سے جو پانچویں سال میں داخل ہوا ہو اور یہاں جذعہ سے کیا مراد ہے اس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ وہ بکری کا جذعہ تھا۔ (فتح) جذعہ وہ ہے جو جوان ہو سو وہ اونٹوں میں سے وہ ہے جو پورے چار برس کا ہو اور گائے بکری سے وہ ہے جو پورے ایک سال کا ہو اور بعض نے کہا کہ گائے سے وہ ہے جو پورے دو برس کا ہو اور بھیڑ سے وہ ہے جو پورے ایک برس کا ہو اور بعض نے کہا کہ کم تر اور نزدیک میرے جذعہ ہے یعنی بکری سے اس واسطے کہ جذعہ بھیڑ کا جائز ہے۔ (ق)

بَابُ الْأُضْحِيَّةِ لِلْمُسَافِرِ وَالنِّسَآءِ. باب ہے بیچ بیان قربانی کے واسطے مسافر اور عورتوں کے

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے طرف خلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں قربانی عورتوں پر اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو طرف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ عورت اپنے ہاتھ سے قربانی ذبح نہ کرے سو البتہ مالک سے روایت ہے کہ حیض والی کو اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا مکروہ ہے۔

٥١٢٢ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَحَاضَتْ بِسَرِفَ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَ مَكَّةَ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقَالَ مَا لَكِ أَنَفِسْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِيْ مَا يَقْضِي

٥١٢٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ان پر داخل ہوئے اور حالانکہ ان کو مقام سرف میں حیض ہوا تھا مکے میں داخل ہونے سے پہلے اور وہ روتی تھیں فرمایا کیا تجھ کو حیض ہوا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حیض آنا ایک چیز ہے کہ اللہ نے اس کو آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر ٹھہرا دیا ہے یعنی اس میں کچھ اختیار نہیں پیدائشی بات ہے سو تو ادا کر جو حاجی ادا کرتے ہیں مگر اتنا ہے کہ خانے کعبے

الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كُنَّا بِمِنًى أُتِيْتُ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالُوْا ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهٖ بِالْبَقَرِ.

کا طواف نہ کر یعنی اس کے گرد نہ گھوم سو جب ہم منیٰ میں تھے تو میرے پاس گائے کا گوشت لایا گیا میں نے کہا یہ کیا ہے؟ یعنی کیسا گوشت ہے؟ لوگوں نے کہا کہ قربانی کی حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے ساتھ گائے کے۔

فائدہ: یہ ظاہر ہے اس میں کہ ذبح کرنا گائے مذکور کا بطور قربانی کے تھا اور ابن تین نے اپنے مذہب کے موافق اس کی تاویل کی ہے سو کہا اس نے کہ مراد یہ ہے کہ قربانی کے ذبح کرنے کے وقت اس کو ذبح کیا نہ یہ کہ وہ سنت قربانی ہے اور نہیں پوشیدہ ہے بعید ہونا اس کا اور استدلال کیا ہے جمہور نے ساتھ اس کے اس پر کہ قربانی کرنا مرد کی کفایت کرتی ہے اس کی طرف سے اور اس کے گھر والوں کی طرف سے اور مخالفت کی ہے اس میں حنفیہ نے اور دعویٰ کیا ہے طحاوی نے کہ وہ مخصوص ہے یا منسوخ ہے اور نہیں آئی واسطے اس کے دلیل کہا قرطبی نے کہ نہیں منقول ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی ہر بیوی کو قربانی کرنے کے ساتھ حکم کیا ہو باوجود مکرر ہونے سال قربانیوں کے اور باوجود متعدد ہونے ان کے کی اور عادت تقاضا کرتی ہے ساتھ نقل کرنے اس کے کہ اگر واقعہ ہو جیسا کہ منقول ہے غیر اس کا جزئیات سے اور تائید کرتی ہے اس کی جو روایت کی ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عطاء بن یسار کے طریق سے کہ میں نے ابو ایوب سے پوچھا کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں قربانیوں کا کیا دستور تھا؟ کہا کہ دستور تھا کہ قربانی کرتا مرد ایک بکری اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے سو کھاتے اور کھلاتے یہاں تک کہ فخر کیا لوگوں نے جیسے کہ تو دیکھتا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُشْتَهٰى مِنَ اللَّحْمِ يَوْمَ النَّحْرِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ خواہش کی جاتی ہے گوشت سے قربانی کے دن۔

فائدہ: یعنی واسطے پیروی عادت کے ساتھ لذت اٹھانے کے کھانے گوشت سے دن عید کے اور اللہ نے فرمایا تا کہ ذکر کریں نام اللہ کا اس چیز پر کہ روزی دیں ان کو چوپائے مویشی سے۔

٥١٢٣ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيْهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ جِيْرَانَهٗ وَعِنْدِيْ

٥١٢٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کر چکا ہو تو چاہیے کہ پھر کر ذبح کرے سو ایک مرد اٹھ کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! یہ دن ہے کہ اس میں گوشت کی خواہش ہوتی ہے اور ذکر کیا اپنے ہمسائیوں کو یعنی میں نے اپنی قربانی کے ذبح کرنے میں جلدی کی تا کہ اپنے گھر والوں اور ہمسائیوں کو

جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِّنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهُ فِي ذٰلِكَ فَلَا أَدْرِي بَلَغَتِ الرُّخْصَةُ مَنْ سِوَاهُ أَمْ لَا ثُمَّ انْكَفَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا وَقَامَ النَّاسُ إِلٰى غُنَيْمَةٍ فَتَوَزَّعُوْهَا أَوْ قَالَ فَتَجَزَّعُوْهَا.

کھلاؤں اور میرے پاس ایک بکرا ہے جو بہتر ہے گوشت والی دو بکریوں سے یعنی پاکیزہ تر گوشت میں اور نافع تر کھانے والوں کے لیے واسطے موٹے ہونے اس کے اور عمدہ ہونے کے؟ سو رخصت دی گئی اس کو بیچ اس کے سو میں نہیں جانتا کہ اس کے سوا اور کو بھی رخصت پہنچی یا نہیں پھر حضرت ﷺ دو دنبوں کی طرف پھرے یعنی خطبے کے جگہ سے بیچ جگہ ذبح کے سو ان کو ذبح کیا اور لوگ بکریوں کی طرف کھڑے ہوئے سو ان کو متفرق کیا یا کہا ان کو حصے حصے کر کے بانٹا یہ شک راوی کا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے سو میں نے چاہا کہ پہلے میرے گھر میں بکری ذبح ہو اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے اپنے بیٹے سے قربانی ذبح کی اور اس میں اشکال ہے اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ اس نے اسی کے واسطے قربانی ذبح کی واسطے ان معنوں کے کہ ذکر کیا ان کو اپنے گھر والوں اور ہمسائیوں میں سو خاص کیا اپنے بیٹے کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہ خاص تر ہے نزدیک اس کے تا کہ بے پرواہ ہو بیٹا اس کا ساتھ اس چیز کے کہ اس کے پاس ہے جھانکنے سے اس چیز کی طرف کہ اس کے غیر کے پاس ہے اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں خاص ہونا اس کا ساتھ اس کے اور شاید انس رضی اللہ عنہ نے اس کو نہیں سنا اور یہ جو کہا کہ لوگ کھڑے ہوئے تو اسی طرح واقع ہوا ہے اس جگہ اور آئندہ روایت میں بیچ اس باب کے من ذبح قبل الصلاۃ اعاد سو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے ابن تین نے اس میں کہ جو امام سے پہلے قربانی ذبح کرے اس کو کفایت نہیں کرتی و سیاتی اور یہ جو کہا کہ اس کو بانٹ کر حصے حصے کیا تو یہ مراد نہیں کہ تقسیم کیا انہوں نے ان کو بعد ذبح کے سو لیا ہر ایک نے ایک ٹکڑا گوشت کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انہوں نے اپنا حصہ بکریوں سے لیا اور کبھی حصہ کو بھی قطع کہا جاتا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَالَ الْأَضْحٰى يَوْمُ النَّحْرِ.

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو کہتا ہے کہ قربانی کا ذبح کرنا دسویں کے دن ہے۔

فائدہ: یعنی قربانی کا ذبح کرنا دسویں کے دن درست ہے اس کے بعد نہیں کہا ابن منیر نے کہ لیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اضافت دن کی سے طرف نحر کے جس جگہ فرمایا کہ کیا یہ قربانی کا دن نہیں اور لام واسطے جنس کے ہے سو نہ باقی رہے گا قربانی کرنا مگر اسی دن میں اور جواب جماعت کے مذہب پر یہ ہے کہ مراد نحر کامل ہے اور لام بہت استعمال کیا جاتا ہے واسطے کمال کے مانند قول اس کے کی الشدید الذی یملك نفسه عند الغضب میں کہتا ہوں

اور خاص ہونا قربانی کا ساتھ دسویں کے قول حمید بن عبدالرحمن اور محمد بن سیرین اور داؤد ظاہری کا ہے اور سعید بن جبیر سے مثل اس کی ہے مگر منیٰ کے دنوں میں پس جائز ہے تین دن اور ممکن ہے کہ تمسک کیا جائے واسطے اس کے ساتھ حدیث عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے جو مرفوع ہے کہ مجھ کو حکم ہوا ساتھ دن قربانی کے عید کہ ٹھہرایا ہے اس کو اللہ نے واسطے اس امت کے، الحدیث کہا قرطبی نے کہ تمسک کرنا ساتھ اضافت نحر کے طرف پہلے دن کے ضعیف ہے باوجود اس آیت کے ﴿لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ﴾ اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ دن قربانی کے چار یا تین ہیں واسطے ہر ایک کے ان میں سے نام ہے خاص سوا ضحیٰ دسواں دن ہے اور جو اس سے لگتا ہے یعنی گیارہویں کا دن ہے اس کا نام یوم القر ہے اور جو اس کے متصل ہے یعنی بارہویں کا دن اس کا نام یوم النفر الاول ہے اور جو تیرہویں کا دن ہے اس کا نام یوم النفر الثانی ہے اور کہا ابن تین نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ دن ہے کہ ذبح کی جاتی ہیں اس میں قربانیاں تمام طرفوں میں اور بعض نے کہا کہ مراد اس کی یہ ہے کہ نہیں ہے ذبح کرنا مگر خاص بیچ اس کے یعنی اس کے سوائے اور دن میں قربانی کرنا درست نہیں یعنی جیسا کہ پہلے گزرا ہے نقل کرنا اس کا اس شخص سے جو اس کے ساتھ قائل ہے اور زیادہ کیا ہے مالک رحمہ اللہ نے کہ اس کے بعد دو دن قربانی کا ذبح کرنا درست ہے اور زیادہ کیا ہے شافعی رحمہ اللہ نے چوتھے دن کو اور بعض نے کہا کہ دس دن تک ذبح کرے اور بعض نے کہا کہ اخیر مہینے تک اور وہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور سلیمان بن یسار وغیرہم سے ہے اور قائل ہے ساتھ اس کے ابن حزم واسطے تمسک کرنے کے ساتھ نہ وارد ہونے نص کے ساتھ تقیید کے اور نکالا اس نے جو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابوسلمہ اور سلیمان بن یسار کے طریق سے کہ دونوں نے کہا مثل اس کی اور یہ سند صحیح ہے لیکن وہ مرسل ہے پس لازم ہے اس شخص پر جو حجت پکڑتا ہے ساتھ مرسل کے یہ کہ قائل ہو ساتھ اس کے اور ساتھ مثل قول مالک رحمہ اللہ کے کہا ہے ثوری اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ نے اور ساتھ مثل قول شافعی رحمہ اللہ کے کہا ہے اوزاعی نے کہا ابن بطال نے واسطے پیروی طحاوی کے اور نہیں منقول ہے اصحاب سے سوائے ان دونوں قول کے اور قتادہ رحمہ اللہ سے چھ دن ہیں دسویں دن کے بعد اور حجت جمہور کی حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع کہ منیٰ کی راہیں قربانی کرنے کی جگہ ہیں اور تشریق کے سب دنوں میں ذبح ہے روایت کیا ہے اس کو احمد رحمہ اللہ نے لیکن اس کی سند میں انقطاع ہے اور موصول کیا ہے اس کو دارقطنی نے اور اس کے راوی ثقات ہیں اور اتفاق ہے اس پر کہ وہ رات کو بھی درست ہے جیسے دن کو درست ہے مگر ایک روایت مالک رحمہ اللہ سے۔ (فتح)

٥١٢٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۵۱۲۴۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ زمانہ گھوم کر اپنی اصلی حالت پر ویسا ہو گیا جیسا اس دن تھا جب اللہ نے زمین آسمان بنائے برس بارہ مہینے کا

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِّنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مُّتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُّبَلَّغُهُ أَنْ يَكُوْنَ أَوْعٰى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ وَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ قَالَ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ مَرَّتَيْنِ.

ہے ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یعنی ان میں لڑنا بھڑنا درست نہیں تین تو برابر لگے ہوئے ہیں سو ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم ہیں اور چوتھا مضر کا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے بیچ میں ہے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر جانتے ہیں سو حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے نام کے سوائے کوئی اور نام اس کا رکھیں گے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر جاننے والے ہیں سو چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے نام کے سوائے کوئی اور نام اس کا رکھیں گے فرمایا کیا نہیں ہے یہ شہر مکہ؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر جانتے ہیں سو چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے نام کے سوا کوئی اور نام اس کا رکھیں گے فرمایا کیا نہیں یہ قربانی کا دن؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! فرمایا کہ بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال کہا محمد نے اور میں آپ کو گمان کرتا ہوں کہ فرمایا اور تمہاری آبروئیں تم پر حرام ہیں جیسے اس تمہارے دن کو حرمت ہے اس تمہاری بستی میں اس تمہارے مہینے میں یعنی جیسے مکے میں اور ذی الحجہ کے مہینے میں عرفے کا دن حرام ہے اس میں زیادتی کسی طرح درست نہیں اسی طرح اپنی جانوں اور مالوں اور آبروؤں کو حرام جانو کسی کو دوسرے مسلمان کا ناحق جان مارنا اور مال کا چھین لینا درست نہیں اور تم اپنے رب سے ملو گے سو تم کو تمہارے عملوں سے پوچھے گا خبردار! سو میرے بعد پلٹ کر گمراہ نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردن ماریں

خبردار! جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں سو شاید بعض پہنچایا گیا اس کو زیادہ تر یاد رکھنے والا ہو بعض سننے والے اس کے سے سو تھا محمد بن سیرین جب ذکر کرتا تو کہتا کہ سچ فرمایا حضرت ﷺ نے پھر فرمایا خبردار! کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ خبردار! کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم اور حج میں گزر چکی ہے اور یہ جو فرمایا خبردار! کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا الخ تو یہ کلام حضرت ﷺ کا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْأَضْحٰى وَالْمَنْحَرِ بِالْمُصَلّٰى.

باب ہے بیچ قربانی کے اور جگہ قربانی کرنے کے عیدگاہ میں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ وہ سنت ہے واسطے امام کے خاص کر نزدیک مالک رحمۃ اللہ علیہ کے کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا جاتا ہے یہ تا کہ کوئی اس سے پہلے ذبح نہ کرے اور چاہیے کہ اس کے بعد ذبح کریں اور چاہیے کہ سیکھیں اس سے صفت ذبح کی۔

٥١٢٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ يَعْنِي مَنْحَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥١٢٥۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قربانی ذبح کرتے منحر میں یعنی حضرت ﷺ کے ذبح کرنے کی جگہ میں۔

٥١٢٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى.

٥١٢٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ ذبح اور قربانی عیدگاہ میں کرتے۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ مرفوع حدیث دلالت کرتی ہے موقوف پر اس واسطے کہ قول اس کا موقوف میں کان ینحر فی منحر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ساتھ اس کے عیدگاہ ہے ساتھ دلالت حدیث مرفوع کے جو تصریح

کرنے والی ہے ساتھ اس کے اور کہا ابن تین نے کہ وہ مذہب مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ امام ظاہر کرے اپنی قربانی کو واسطے عید گاہ کے سو ذبح کرے اس جگہ اور اس کے بعض ساتھیوں نے مبالغہ کیا ہے سو کہا کہ جو یہ نہ کرے اس کے ساتھ اقتدا نہ کیا جائے اور کہا ابن عربی نے کہ کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہ ذبح کرے یہاں تک کہ امام ذبح کرے اگر ہو ان لوگوں سے کہ ذبح کرتا ہے اور نہیں دیکھی میں نے واسطے اس کے کوئی دلیل۔ (فتح)

بَابٌ فِيْ أُضْحِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ.

باب ہے بیچ قربانی کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو دنبوں سینگ والوں کے۔

فائدہ: یعنی واسطے ہر ایک کے دونوں میں سے دو دو سینگ تھے برابر اور کبش نر ہے بھیڑ کا جس عمر کا ہو اور اختلاف ہے اس کے ابتدا میں سو بعض نے کہا کہ جب دو دانت نکالے اور بعض نے کہا جب چار دانت نکالے۔

وَيُذْكَرُ سَمِيْنَيْنِ.

اور ذکر کیا جاتا ہے موٹے۔

فائدہ: یعنی بیچ صفت دنبوں کے اور وہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعض طریقوں میں ہے اور روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب قربانی کرنا چاہتے تو خریدتے دو دنبے بڑے موٹے سینگ والے خصی سو ذبح کرتے ایک کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور دوسرے کو اپنی امت کی طرف سے جس نے گواہی دی واسطے اللہ کے ساتھ توحید کے اور واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہنچا دینے پیغام اللہ کے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے قربانی کرنا ساتھ خصی کے اور بعض اہل علم نے اس کو مکروہ رکھا ہے واسطے ناقص ہونے عضو کے لیکن نہیں ہے یہ عیب اس واسطے کہ خصی کرنے سے گوشت عمدہ ہو جاتا ہے اور لیس اور بدبو دور ہو جاتی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ قَالَ كُنَّا نُسَمِّنُ الْأُضْحِيَّةَ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يُسَمِّنُوْنَ.

کہا یحییٰ بن سعید نے کہ سنا میں نے ابوامامہ بن سہل سے کہا کہ تھے ہم موٹا کرتے قربانی کو مدینے میں اور مسلمان بھی موٹا کرتے تھے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ بعض مالکیہ قربانی کے موٹا کرنے کو مکروہ جانتے تھے تا کہ نہ مشابہت ہو ساتھ یہود کے اور قول ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا حق ہے کہا ہے یہ داؤدی نے۔

٥١٢٧ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّيْ

٥١٢٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ دو دنبے قربانی کرتے اور میں بھی دو دنبے قربانی کرتا ہوں۔

بِكَبْشَيْنِ وَأَنَا أُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ.

فائدہ: اور اس حدیث میں بھی اشعار ہے ساتھ ہمیشگی کرنے کے اوپر اس کے سو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ دنبہ قربانی میں افضل ہے۔

۵۱۲۸ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْكَفَأَ إِلٰى كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ تَابَعَهٗ وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوْبَ وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ وَحَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسٍ.

۵۱۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کی جگہ سے دو دنبوں کی طرف پھرے جو سینگ والے اور سیاہ اور سفید رنگ کے تھے سو ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور کہا اسماعیل اور حاتم نے ایوب سے اس نے ابن سیرین سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے متابعت کی ہے اس کی وہب نے ایوب سے۔

فائدہ: املح اس کو کہتے ہیں جس کا رنگ کالا اور سفید ہو لیکن اس میں سفیدی زیادہ ہو اور بعض نے کہا کہ وہ سفید خالص ہے اور ساتھ اس کے تمسک کیا ہے شافعیہ نے اس میں کہ سفید کے ساتھ قربانی کرنا افضل ہے اور بعض نے کہا کہ وہ سفید ہے جو مائل بسرخی ہو اور بعض نے کہا کہ وہ ہے جس کی آنکھیں اور پاؤں اور منہ سیاہ ہوں اور باقی سفید ہو اور اختلاف کیا ہے بیچ اختیار کرنے اس صفت کے سو بعض نے کہا کہ واسطے خوبصورت ہونے کے اور بعض نے کہا واسطے چربی کے اور بہت ہونے اس کے گوشت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر اختیار کرنے عدد کے قربانی میں اور اسی واسطے کہا ہے شافعیوں نے کہ سات بکریوں کے ساتھ قربانی کرنا افضل ہے اونٹ سے اس واسطے کہ لہو بہایا گیا اس میں زیادہ ہے اور ثواب زیادہ ہوتا ہے موافق اس کے اور یہ کہ جو چاہے کہ ایک سے زیادہ کے ساتھ قربانی کرے وہ اس کے ساتھ جلدی کرے اور حکایت کی ہے رویانی نے شافعیوں سے مستحب ہونا تفریق کا قربانی کے دنوں پر کہا نووی رحمہ اللہ نے اس میں زیادہ تر رفاقت ہے ساتھ مسکینوں کے لیکن خلاف سنت ہے اسی طرح کہا ہے اس نے اور حدیث دلالت کرتی ہے اوپر اختیار کرنے دو کے اور نہیں لازم آتا ہے اس سے کہ جو دو سے زیادہ کے ساتھ قربانی کرنا چاہے سو پہلے دن دو کے ساتھ قربانی کرے پھر باقی کو قربانی کے دنوں پر تفریق کرے تو ہو مخالف واسطے سنت کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نر کے ساتھ قربانی کرنا افضل ہے مادہ سے اور یہ قول احمد کا ہے اور ایک روایت اس سے ہے کہ مادہ اولیٰ ہے اور اسی طرح دو قول ہیں شافعی رحمہ اللہ سے کہا ابن عربی نے کہ صحیح تر یہ ہے کہ نر افضل ہے مادہ سے اور یہ قول قربانی میں اور بعض نے کہا کہ دونوں برابر ہیں اور یہ کہ مستحب ہے قربانی کرنا ساتھ سینگ والے کے اور یہ کہ وہ افضل ہے بے سینگ سے باوجود اتفاق کے اوپر اس کے کہ بے سینگ کے ساتھ قربانی

کرنا درست ہے یعنی جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں اور جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو اس میں اختلاف ہے اور مستحب ہے کہ قربانی دینے والا اپنے ہاتھ سے قربانی ذبح کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مشروع ہونے استحسان قربانی کی صفت میں اور رنگ میں کہا ماوردی نے کہ اگر خوب گوشت ہونا اور خوبصورت ہونا دونوں جمع ہوں تو خوب ہے اور کہا اکثر شافعیوں نے کہ افضل سفید ہے پھر زرد خاکی رنگ پھر سیاہ اور سفید پھر کالا **وسیاتی بقیة فوائده انشاء الله تعالیٰ**۔ (فتح)

۵۱۲۹ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهِ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ أَنْتَ بِهِ.

۵۱۲۹۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بکریاں دیں کہ ان کو آپ کے اصحاب میں قربانیاں تقسیم کرے یعنی قربانی کے واسطے سو ایک بکری کا بچہ باقی رہا سو اس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ قربانی کر۔

فائدہ: یہ جو کہا علی صحابته تو احتمال ہے کہ ہو ضمیر واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے عقبہ کے اور ہر تقدیر پر احتمال ہے کہ ہوں بکریاں ملک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حکم کیا ہو ساتھ بانٹنے ان کے کی درمیان ان کے بطور احسان کے اور احتمال ہے کہ ہوں فی سے اور اس کی طرف میل کی ہے قرطبی نے جس جگہ کہا کہ حدیث میں ہے کہ امام کے واسطے لائق ہے کہ تفریق کرے قربانیوں کو اس شخص پر جو نہ قادر ہو ان پر بیت المال سے کہا ابن بطال نے کہ اگر ان کا تقسیم کرنا مال داروں کے درمیان تھا تو یہ فے کے مال میں سے تھیں اور اگر ان کے ساتھ محتاجوں کو خاص کیا تھا تو وہ زکوٰۃ میں سے تھیں اور یہ جو کہا کہ باقی رہا عتود تو کہا ابن بطال نے کہ عتود جذعہ ہے بکری سے یعنی پانچ مہینے کا بکری کا بچہ اور یہ بیان کرتا ہے مراد کو جو دوسری آیت میں عقبہ رضی اللہ عنہ سے جذعہ کا لفظ آیا ہے یعنی مراد جذعہ سے بکری کا بچہ ہے اور جو یہ فرمایا کہ تو اس کے ساتھ قربانی کر لے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تیرے بعد اس میں کسی کو رخصت نہیں ہے وسیاتی البحث فيه انشاء الله تعالیٰ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ کفایت کرتا ہے قربانی کرنا ساتھ ایک بکری کے اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارادہ کیا ہے ساتھ وارد کرنے حدیث عقبہ رضی اللہ عنہ کے بیچ اس ترجمہ کے اور وہ قربانی کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ساتھ دو دنبوں کے استدلال کرنا اس پر کہ یہ واجب نہیں بلکہ مختار ہے سو جو ایک بکری کے ساتھ قربانی کرے وہ اس کو کفایت کرتی ہے اور جو زیادہ کرے سو بہتر ہے اور افضل پیروی کرنا ہے قربانی میں ساتھ دو دنبوں کے اور جس نے نظر کی طرف بہت ہونے گوشت کے کی مانند شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کہا اس نے کہ افضل اونٹ ہے پھر دنبہ پھر گائے کہا ابن عربی نے کہ موافقت کی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اشہب مالکی نے اور نہیں برابر

ہوتی ہے ساتھ فعل حضرت ﷺ کے کوئی چیز یعنی دنبہ کے ساتھ کوئی چیز برابر نہیں میں کہتا ہوں اور روایت کی ہے بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ مدینے میں کبھی اونٹ کے ساتھ قربانی کرتے تھے اور جب اونٹ نہ پاتے تو دنبہ کے ساتھ قربانی کرتے تھے سو اگر یہ حدیث ثابت ہوتی تو ہوتی نص بیچ محل نزاع کے لیکن اس کی سند میں کلام ہے اور آئندہ آئے گا عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کے ساتھ قربانی کی اور ثابت ہو چکا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ دنبے سینگ والے کے جس کے کھر کالے تھے اور آنکھیں بھی کالی تھیں اور بیٹھنے کی جگہیں بھی کالی تھیں سو حضرت ﷺ نے اس کو لٹایا اور ذبح کیا پھر کہا بسم اللہ اللھم تقبل من محمد و آل محمد و من امة محمد روایت کیا ہے اس کو مسلم نے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بُرْدَةَ ضَحِّ بِالْجَذَعِ مِنَ الْمَعَزِ وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ.

باب ہے بیچ بیان قول حضرت ﷺ کے واسطے ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے کہ تو بکری کے بچے کے ساتھ قربانی کر اور تیرے بعد ہرگز کسی کو نہیں کفایت کرے گا۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے کہ ضمیر بیچ قول حضرت ﷺ کے اذبحها واسطے جذع کے ہے جو گزر چکا ہے صحابی کے قول میں ان عندی داجنا جذعة من المعز۔

٥١٣٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ضَحّٰى خَالٌ لِي يُقَالُ لَهُ أَبُوْ بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ عِنْدِي دَاجِنًا جَذَعَةً مِنَ الْمَعَزِ قَالَ اذْبَحْهَا وَلَنْ تَصْلُحَ لِغَيْرِكَ ثُمَّ قَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ تَابَعَهُ عُبَيْدَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَإِبْرَاهِيْمَ وَتَابَعَهُ وَكِيْعٌ عَنْ حُرَيْثٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَقَالَ عَاصِمٌ وَدَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ

٥١٣٠۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ قربانی کی میرے ماموں نے جس کو ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا نماز سے پہلے تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تیری بکری گوشت کی بکری ہے یعنی قربانی نہیں بلکہ گوشت ہے کہ فائدہ اٹھایا جائے اس کے ساتھ تو اس نے کہا یا حضرت! بے شک میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے گھر کا پلا ہوا فرمایا کہ ذبح کر اور تیرے سوا اور کسی کو کفایت نہیں کرے گا پھر فرمایا کہ جو عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کرے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اپنے نفس کے واسطے ذبح کرتا ہے یعنی اور وہ قربانی نہیں اور جو نماز کے بعد ذبح کرے تو اس کی عبادت پوری ہوئی اور مسلمانوں کے طریقے کو پہنچا متابعت کی ہے اس کی عبیدہ نے شعبی سے اور ابراہیم سے اور متابعت کی ہے اس کی وکیع نے حریث سے شعبی سے اور کہا عاصم اور داؤد نے شعبی

عِنْدِیْ عَنَاقُ لَبَنٍ وَقَالَ زُبَیْدٌ وَفِرَاسٌ عَنِ الشَّعْبِیِّ عِنْدِیْ جَذَعَةٌ وَقَالَ أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنَاقٌ جَذَعَةٌ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنَاقٌ جَذَعٌ عَنَاقُ لَبَنٍ۔

سے عندی عناق لبن یعنی ساتھ اس لفظ کے اور کہا زبید اور فراس نے شعبی سے عندی جذعة یعنی ساتھ اس لفظ کے اور کہا ابو الاحوص نے حدیث بیان کی ہم سے منصور نے عناق جذعة اور کہا ابن عون نے عناق جذع عناق لبن یعنی بیچ روایت ابن عون کے شعبی سے براء رضی اللہ عنہ سے دونوں لفظ ہیں لفظ عاصم کا اور اس کی متابعت کرنے والوں کا اور لفظ منصور کا اور اس کی متابعت کرنے والوں کا۔

فائدہ: واجن وہ ہے جو گھر میں پلی ہو اور گھر سے ہلی ہو اور عناق لبن کے یہ معنی ہیں کہ وہ کم عمر ہیں اپنی ماں کا دودھ پیتی ہے اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے اپنی قربانی سحری کے وقت ذبح کی سو یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا سو فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قربانی وہ ہے جو نماز کے بعد ذبح ہو جا اور قربانی کر سو اس نے کہا کہ نہیں میرے پاس مگر بکری کا بچہ، الحدیث اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ وہ بکریوں سے بہتر ہے اور البتہ مشکل ہے یہ ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کیا گیا ہے آزاد کرنے میں کہ دو جانوں کا آزاد کرنا افضل ہے ایک جان کے آزاد کرنے سے اگرچہ دو سے عمدہ ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ فرق کے درمیان قربانی اور آزاد کرنے کے کہ مطلوب قربانی میں بہت ہونا گوشت کا ہے سو ہوگی ایک بکری موٹی اولیٰ دو دبلی بکریوں سے اور مطلوب آزاد کرنے میں تقرب ہے اللہ کی طرف ساتھ چھوڑانے گردن کے سو ہوگا آزاد کرنا دو کا اولیٰ آزاد کرنے ایک کے سے ہاں اگر عارض ہو واسطے ایک کے وصف جو تقاضا کرے رفعت اس کی کو غیر پر مانند علم کے اور اقسام فضل کے جو متعدی ہو تو البتہ جزم کیا ہے بعض اہل تحقیق نے کہ وہ اولیٰ ہے دو سے واسطے عام ہونے نفع اس کے کی واسطے مسلمانوں کے اور ایک روایت میں ہے وھی خیر من مسنة کہا اہل لغت نے کہ مسنہ ثنی ہے جو اپنے دانت ڈالے اور ہوتا ہے بیچ ذات خف کے چھٹے سال میں اور بیچ گھر والے جانوروں کے تیسرے سال میں اور کہا ابن فارس نے کہ جب داخل ہو بچہ بکری کا تیسرے سال میں تو وہ مسنہ ہے اور ثنی اور اس حدیث میں خاص کرنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ کا ہے ساتھ کفایت کرنے کے بچے کی قربانی میں لیکن واقع ہوئی ہے چند حدیثوں میں تصریح ساتھ نظر اس کے واسطے غیر ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے سو عقبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے (کما تقدم قریبا) کہ تیرے بعد اس میں کسی کو رخصت نہیں کہا بیہقی نے کہ اگر ہو یہ زیادتی محفوظ تو ہوگی یہ رخصت واسطے عقبہ رضی اللہ عنہ کے جیسے رخصت دی گئی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو، میں کہتا ہوں اور اس تطبیق میں نظر ہے اس واسطے کہ ہر ایک میں دونوں سے عموم کا صیغہ ہے سو جو دونوں میں سے مقدم کیا جائے دوسرے پر دوسرے کے وقوع کی نفی کو تقاضا کرے گا اور قریب تر وہ چیز جو کہی جائے بیچ اس کے یہ ہے کہ صادر ہوا ہے یہ واسطے

ہر ایک کے دونوں میں سے بیچ ایک وقت کے یا منسوخ ہوگئی ہوگی خصوصیت پہلی کے ساتھ ثابت ہونے خصوصیت کے واسطے دوسرے کے اور نہیں کوئی مانع اس سے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے سیاق میں استمرار ہونا واسطے غیر اس کے صریح اور چند حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ حضرت ﷺ نے چند اصحاب کو جذع بکری کے ساتھ قربانی کرنے کا حکم کیا اور حق یہ ہے کہ نہیں ہے منافات درمیان ان حدیثوں کے اور درمیان حدیث ابو بردہ رضی اللہ عنہ اور عقبہ کے احتمال ہے کہ یہ حکم ابتدا اسلام میں ہو پھر مقرر ہوئی شرع ساتھ اس کے کہ جذع بکری کا کفایت نہیں کرتا اور خاص ہوا ابو بردہ رضی اللہ عنہ اور عقبہ رضی اللہ عنہ ساتھ رخصت کے بیچ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوئی ہے مطلق اجزاء میں یعنی کافی ہونے میں نہ بیچ خصوص منع غیر کے اور اگر دشوار ہو تطبیق جو میں نے پہلے بیان کیا تو حدیث ابو بردہ رضی اللہ عنہ کی اصح ہے باعتبار مخرج کے، واللہ اعلم اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جذع بکری کا جائز نہیں اور یہ قول جمہور کا ہے اور عطاء اور اس کے ساتھی اوزاعی سے مروی ہے کہ مطلق جائز ہے اور یہ ایک وجہ ہے واسطے بعض شافعیہ کے حکایت کی ہے یہ رافعی نے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ وہ شاذ ہے یا غلط اور انوکھی بات کہی ہے عیاض نے سو حکایت کیا اس نے اجماع اوپر نہ کفایت کرنے جذع کے کہا گیا اور کفایت کرنا مصادر ہے واسطے نص کے اور احتمال ہے کہ مقید کیا ہو اس کے قائل نے اس کو ساتھ اس شخص کے جو اس کے سوائے اور چیز کو نہ پائے اور رہوں معنی نفی اجزاء کے غیر اس شخص سے جس کو اس کی اجازت نہیں دی گئی محمول اس شخص پر جو پائے اور بہر حال جزع دنبے کا سو کہا ترمذی نے کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے حضرت ﷺ کے اصحاب سے اور جوان کے سوائے ہیں لیکن حکایت کی ہے اس کے غیر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور زہری سے کہ جذع مطلق جائز نہیں برابر ہے کہ جذع بھیڑ کا ہو یا اس کے غیر کا حکایت کیا ہے اس کو ابن منذر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ساتھ اس کے قائل ہے ابن حزم اور منسوب کیا ہے اس کو طرف ایک جماعت سلف کی اور طول کیا ہے اس نے بیچ رد کے اس شخص پر جو اس کو جائز رکھتا ہے اور احتمال ہے کہ یہ بھی مقید ہو ساتھ اس شخص کے جو نہ پائے اور البتہ صحیح ہو چکی ہے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ يُّعْسَرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذْعَةً مِّنَ الضَّاْنِ یعنی نہ حلال کرو قربانی میں مگر مسنہ مگر یہ کہ تم پر مشکل ہو یعنی نہ ملے تو جذعہ بھیڑ کا حلال کرو روایت کیا ہے اس کو مسلم وغیرہ نے لیکن نقل کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے جمہور سے کہ حمل کیا ہے انہوں نے اس کو افضل پر اور تقدیر یہ ہے کہ مستحب ہے واسطے تمہارے یہ کہ نہ حلال کرو قربانی میں مگر مسنہ سو اگر عاجز ہو تم تو حلال کرو جذعہ بھیڑ کا کہا اور نہیں ہے اس میں تصریح ساتھ منع جذعہ کے بھیڑ سے اور یہ کہ وہ کفایت نہیں کرتا کہا نووی رحمہ اللہ نے اور البتہ اجماع کیا ہے امت نے اس پر کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر نہیں اس واسطے کہ جمہور کے نزدیک جذعہ بھیڑ کا جائز ہے ساتھ موجود ہونے غیر اس کے کی اور نہ موجود ہونے اس کے کی یعنی خواہ موجود ہو یا نہ ہو ہر حال میں جذعہ بھیڑ کا جائز ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور زہری رحمہ اللہ اس کو منع کرتے ہیں خواہ اس کا غیر موجود ہو یا نہ ہو سو متعین ہوئی تاویل

اس کی، میں کہتا ہوں اور جمہور کے قول پر وہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں اور اسی طرح حدیث ام ہلال کی مرفوع کہ جائز ہے قربانی کرنا ساتھ جذع کے بھیڑ سے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور حدیث ایک مرد کی بنی سلیم سے کہ اس کو مجاشعی کہا جاتا تھا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جذعہ کفایت کرتا ہے اس سے جس سے مسنہ کفایت کرتا ہے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور حدیث عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ بھیڑ کے جذعوں سے قربانی کی روایت کیا ہے اس کو نسائی نے ساتھ سند قوی کے اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ اچھی قربانی ہے جذعہ بھیڑ سے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے ساتھ سند ضعیف کے اور جو لوگ کہ قائل ہیں ساتھ جائز ہونے جذعہ بھیڑ کے قربانی میں یعنی جمہور سو ان کو اس کی عمر میں اختلاف ہے ایک قول ان کا یہ ہے کہ جذعہ وہ ہے جو پورے ایک سال کا ہو اور دوسرے سال میں داخل ہوا ہو اور یہی ہے اصح نزدیک شافعیہ کے اور یہی مشہور تر ہے نزدیک اہل لغت کے دوسرا قول آدھا سال ہے یہ قول حنفیہ اور حنابلہ کا ہے تیسرا قول سات مہینے ہیں اور حکایت کیا ہے اس کو صاحب ہدایہ نے زعفرانی سے چوتھا قول چھ یا سات مہینے ہیں حکایت کیا ہے اس کو ترمذی نے وکیع سے پانچواں قول فرق کرنا ہے درمیان اس کے جو جوان ماں باپ سے پیدا ہوا ہو کہ وہ آدھے سال کا کفایت کرتا ہے اور اس کے ماں باپ دونوں بوڑھے ہوں تو آٹھ مہینے کا کفایت کرتا ہے چھٹا قول دس مہینے کا ہے ساتواں قول یہ ہے کہ نہیں کفایت کرتا یہاں تک کہ بڑا ہو حکایت کیا ہے اس کو ابن عربی نے اور کہا کہ یہ مذہب باطل ہے اسی طرح کہا اور البتہ صاحب ہدایہ نے حنفیوں میں سے کہا کہ اگر وہ بڑا ہو اس طور سے کہ اگر دو سال کی بکریوں میں ملایا جائے تو دور سے دیکھنے والے پر مشتبہ ہو تو البتہ کفایت کرتا ہے اور کہا عبادی شافعی نے کہ اگر سال سے پہلے اس کے دانت گر پڑیں تو کفایت کرتا ہے جیسے کہ پورا ہو سال پہلے دانت ڈالنے سے اور ہوگا یہ مانند بالغ ہونے کے یا ساتھ سن کے یا ساتھ احتلام کے اور اسی طرح کہا ہے بغوی نے کہ جذعہ وہ ہے جو پورے سال کا ہو یا اس سے پہلے دانت ڈالے اور اس روایت میں ہے کہ واقع ہوا یہ کلام بعد قصہ ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے اور اکثر روایتوں میں ہے کہ یہ کلام حضرت ﷺ سے واقع ہوا ہے خطبہ میں بعد نماز عید کے اور یہ کہ خطاب ابو بردہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوا اس سے پہلے تھا اور یہی ہے معتمد اور اس کا لفظ یہ ہے کہ سنا میں نے حضرت ﷺ سے خطبہ پڑھتے تھے سو فرمایا کہ اول وہ چیز کہ شروع کریں ہم اپنے اس دن میں یہ ہے کہ نماز پڑھیں پھر پھریں پھر قربانی حلال کریں سو جس نے یہ کیا وہ ہمارے طریقے کو پہنچا تو ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! ذبح کیا میں نے نماز پڑھنے سے پہلے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر واجب ہونے قربانی کے اس شخص پر جو التزام کرے قربانی کا پھر فاسد کرے اس چیز کو کہ قربانی کرے ساتھ اس کے اور رد کیا ہے اس کو طحاوی نے ساتھ اس کے کہ اگر اس طرح ہوتا تو پہلے قربانی کی قیمت کے ساتھ تعرض کیا جاتا تا کہ لازم ہو مثل اس کی سو جب اس کا اعتبار نہ کیا تو دلالت کی اس نے کہ حکم ساتھ دوہرانے قربانی کے بطور

مستحب ہونے کے تھا اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا جو کفایت کرتی ہے قربانی میں نہ اوپر واجب ہونے اعادے کے اور حدیث میں فائدے ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے مرجع احکام کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ کی طرف ہے اور یہ کہ حضرت ﷺ کبھی خاص کرتے ہیں بعض کو اپنی امت سے ساتھ ایک حکم کے اور منع کرتے ہیں اس کے غیر کو اس سے اگرچہ بغیر عذر کے ہو اور یہ کہ خطاب حضرت ﷺ کا واسطے ایک کے عام ہے سب مکلفوں کو یہاں تک کہ ظاہر ہو دلیل خصوصیت کی اس واسطے کہ سیاق مشعر ہے کہ قول حضرت ﷺ کا واسطے ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے قربانی کر ساتھ اس کے یعنی ساتھ جذع کے عام ہے اور اگر سمجھا جاتا اس سے خاص ہونا ابو بردہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ اس کے تو البتہ نہ حاجت پڑتی آپ کو اس فرمانے کی کہ تیرے بعد کسی کی طرف سے کفایت نہ کرے گا اور احتمال ہے کہ ہو فائدہ اس کا قطعی الحاق غیر اس کے کا حکم مذکور میں نہ کہ یہ ماخوذ ہے مجرد لفظ سے اور یہ قوی ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس کے بدلے اور قربانی کر تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر واجب ہونے قربانی کے اس واسطے کہ یہ امر کا لفظ ہے کہا قرطبی نے مفہم میں کہ نہیں حجت ہے بیچ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقصود بیان کرنا کیفیت مشروعیت قربانی کا ہے واسطے اس شخص کے کہ اس کو کرنا چاہے یا واقع کرے اس کو اوپر غیر مروجہ مشروع کے چوک کر یا جہالت سے سو بیان کی واسطے اس کے وجہ تدارک کے واسطے اس قصور کے کہ واقع ہوا اس سے اور یہ معنی ہیں قول آپ کے کہ تیرے بعد کسی کی طرف سے کفایت نہیں کرے گا یعنی نہیں حاصل ہوگا واسطے اس کے مقصود قربت کا اور نہ ثواب جیسا کہ کہا جاتا ہے نفل نماز میں کہ نہیں کفایت کرتی مگر ساتھ پاکی کے اور ڈھانکنے ستر کے کہا اور استدلال کیا ہے بعض نے واسطے واجب ہونے کے ساتھ اس کے کہ قربانی کرنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی شریعت سے ہے اور البتہ ہم کو حکم ہے ان کی پیروی کا اور نہیں ہے کوئی حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ ہم قائل ہیں ساتھ موجب اس کے کی اور نہیں ہے دلیل اس پر کہ وہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے دین میں واجب تھی اور نہیں ہے کوئی راہ طرف معلوم کرنے اس کے کی اور نہیں دلالت ہے بیچ قصے ذبح کے واسطے خصوصیت کے کہ اس میں ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام عید کے خطبے میں لوگوں کو قربانی کے احکام سکھلائے اور یہ کہ جائز ہے قربانی کرنا ساتھ ایک بکری کے مرد کی طرف سے اور اس کے گھر والوں کی طرف سے اور یہی قول ہے جمہور کا اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے کہا خطابی نے نہیں جائز ہے کہ قربانی کی جائے ساتھ ایک بکری کے دو کی طرف سے اور اس نے دعویٰ کیا ہے کہ جس چیز پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث آئندہ دلالت کرتی ہے وہ منسوخ ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ نسخ نہیں ثابت ہوتا ہے احتمال سے کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ عمل اگرچہ موافق ہو نیت نیک کو نہیں صحیح ہوتا ہے مگر جب کہ واقع ہو موافق شرع کے اور یہ کہ جائز ہے کھانا گوشت کا عید قربانی کے دن سوائے گوشت قربانی کے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ گوشت ہے کہ اس کو اس نے اپنے بندوں کے

واسطے پہلے کیا اور اس حدیث میں کرم رب سبحانہ وتعالیٰ کا ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے واسطے قربانی کو مشروع کیا باوجود اس چیز کے کہ ان کے واسطے ہے خواہش سے ساتھ کھانے اور ذخیرہ کرنے کے اور باوجود اس کے پس ثابت کیا واسطے ان کے ثواب کو ذبح کرنے میں پھر جو صدقہ کرے ثواب پائے نہیں تو گنہگار ہوتا۔ (فتح)

٥١٣١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ ذَبَحَ أَبُو بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْدِلْهَا قَالَ لَيْسَ عِنْدِي إِلَّا جَذَعَةٌ قَالَ شُعْبَةُ وَأَحْسِبُهُ قَالَ هِيَ خَيْرٌ مِّنْ مُسِنَّةٍ قَالَ اجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَنَاقٌ جَذَعَةٌ.

۵۱۳۱۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اس کے بدلے اور قربانی ذبح کر سو اس نے کہا کہ نہیں میرے پاس مگر جذعہ کہا شعبہ راوی نے اور میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے کہا کہ وہ بہتر ہے مسنہ سے فرمایا کہ اس کو اس کی جگہ ذبح کر اور تیرے بعد کسی کی طرف سے کفایت نہیں کرے گا اور کہا حاتم بن وردان نے ایوب سے اس نے روایت کی محمد سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا عناق جذعة۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ اس کو اس کی جگہ ذبح کر تو تمسک کیا ہے ساتھ اس امر کے اس شخص نے جس نے دعویٰ کیا ہے کہ قربانی کرنا واجب ہے اور نہیں ہے دلالت بیچ اس کے اس واسطے کہ اگرچہ ظاہر امر کا وجوب ہے لیکن قرینہ پہلی قربانی کے فاسد کرنے کا تقاضا کرتا ہے کہ ہو امر ساتھ دوہرانے قربانی کے واسطے حاصل کرنے مقصود کے اور وہ عام تر ہے کہ ہو اصل میں واجب یا مستحب اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے احتمال ہے کہ ہو امر ساتھ دوہرانے قربانی کے واسطے وجوب کے اور احتمال ہے کہ ہو امر ساتھ دوہرانے کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کرنا قربانی واقع نہیں ہوتی سو حکم کیا اس کو ساتھ دوہرانے کے تاکہ ہو قربانی کرنے والوں میں سو جب حدیث میں اس کا احتمال ہے تو پایا ہم نے دلالت کو اوپر نہ واجب ہونے کے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو مرفوع ہے کہ جب داخل ہو عشرہ ذی الحجہ کا سو تم میں سے کوئی قربانی کرنی چاہے کہا سو اگر قربانی واجب ہوتی تو نہ سپرد کرتے اس کو طرف ارادے کی اور جو واجب ہونے کے ساتھ قائل ہے وہ جواب دیتا ہے ساتھ اس کے کہ تعلیق ساتھ ارادے کے نہیں منع کرتی ہے قول کو ساتھ واجب ہونے کے سو اس کی مثال یوں ہے کہ اگر کہا جائے کہ جو ارادہ کرے حج کا تو چاہیے کہ بہت خرچ راہ لے اس واسطے کہ یہ نہیں دلالت کرتا ہے اس پر کہ حج واجب نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ عدم وجوب پر دلالت نہیں کرتا تو نہیں لازم آتا اس سے ثابت ہونا وجوب کا ساتھ مجرد امر اعادہ کے

واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے احتمال ارادے کمال کے سے اور یہی ہے ظاہر، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَنْ ذَبَحَ الْأَضَاحِيَّ بِيَدِهِ. باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو قربانیوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے۔

فائدہ: یعنی کیا شرط ہے یہ یا اولیٰ ہے اور البتہ اتفاق ہے اس پر کہ جائز ہے وکیل کرنا بیچ اس کے واسطے قادر کے لیکن مالکیہ کے نزدیک ایک روایت ہے ساتھ نہ کفایت کرنے کے باوجود قادر ہونے کے اور ان میں سے اکثر کے نزدیک مکروہ ہے لیکن مستحب ہے کہ قربانی کو حاضر کرے اور مکروہ ہے کہ نائب کرے حائض کو یا لڑکے کو یا کتابی کو اور اول ان کا اولیٰ ہے پھر جو اس سے متصل ہے۔ (فتح)

٥١٣٢ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ فَرَأَيْتُهُ وَاضِعًا قَدَمَهُ عَلٰى صِفَاحِهِمَا يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ.

۵۱۳۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید اور سیاہ رنگ والے دو دنبوں کے ساتھ قربانی کی سو میں نے آپ کو دیکھا کہ اپنا قدم ان کے منہ کی ایک جانب پر رکھنے والے ہیں بسم اللہ اور تکبیر کہتے ہیں سو دونوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔

فائدہ: یعنی اوپر گردن ہر ایک کے دونوں میں سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تثنیہ کیا واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ ہر ایک کے دونوں میں سے سو وہ اضافت جمع کی ہے طرف تثنیہ کے اور حدیث میں غیر اس چیز کا ہے جو پہلے گزری مشروع ہونا بسم اللہ کا ہے وقت ذبح کرنے کے اور اس حدیث میں ہے کہ مستحب ہے اللہ اکبر کہنا ساتھ بسم اللہ کے اور یہ کہ مستحب ہے رکھنا قدم کا اوپر دائیں جانب گردن قربانی کے اور اتفاق ہے اس پر کہ ہولٹانا اس کا بائیں پہلو پر سو رکھے قدم اپنا دائیں جانب پر تا کہ ہو سہل تر ذبح کرنے والے پر پکڑنا چھری کا دائیں ہاتھ سے اور پکڑنا اس پر اس کے بائیں ہاتھ سے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ ذَبَحَ ضَحِيَّةَ غَيْرِهِ. باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو غیر کی قربانی کو ذبح کرے۔

فائدہ: مراد ساتھ اس ترجمہ کے بیان کرنا ہے کہ جو باب پہلے ہے وہ شرط کے واسطے نہیں۔

وَأَعَانَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ فِي بَدَنَتِهِ. اور مدد کی ایک مرد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ان کے اونٹ میں یعنی وقت ذبح کرنے اس کے کی۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے ابن عیینہ سے اس نے روایت کی عمرو بن دینار سے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ منیٰ میں اونٹ کو نحر کرتے تھے اور وہ بیٹھا ہوا تھا رسے سے بندھا تھا اور ایک مرد پکڑے ہے رسے کو

جو اس کے سر پیر میں ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نیزہ مارتے ہیں کہا ابن منیر نے کہ یہ اثر نہیں مطابق ہے ترجمہ کو مگر اس جہت سے کہ استعانت جب ہو مشروع تو ملحق ہوتا ہے ساتھ اس کے نائب بنانا اور آئی ہے بیچ قصے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حدیث مرفوع کہ روایت کیا ہے اس کو احمد رحمہ اللہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کو لٹایا سو فرمایا کہ مدد کر مجھ کو میری قربانی پر سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد دی اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

وَأَمَرَ أَبُوْ مُوْسٰى بَنَاتِهِ أَنْ يُّضَحِّيْنَ بِأَيْدِيْهِنَّ.

یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو حکم کیا کہ قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کریں۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو حاکم نے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو حکم کرتے تھے کہ اپنی قربانیوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کریں اور اس کی سند صحیح ہے کہا ابن تین نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ذبح کرنا واسطے عورت کے اور منقول ہے مالک رحمہ اللہ سے مکروہ ہونا اس کا اور یہ اثر مخالف ہے واسطے ترجمہ کے سوا احتمال ہے کہ ہو محل اس کا پہلے ترجمہ میں یا ارادہ کیا ہے اس نے کہ امر اس میں اوپر اختیار قربانی کرنے والے کے ہے خواہ خود ذبح کرے خواہ کسی غیر سے کرائے اور شافعیہ سے ہے کہ اولی واسطے عورت کے یہ ہے کہ اپنی قربانی میں کسی غیر کو وکیل کرے اور خود اپنے ہاتھ سے ذبح نہ کرے۔ (فتح)

٥١٣٣ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَرِفَ وَأَنَا أَبْكِيْ فَقَالَ مَا لَكِ أَنَفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ اقْضِيْ مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ وَضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِّسَآئِهِ بِالْبَقَرِ.

۵۱۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرف (ایک جگہ ہے پاس مکے کے) میں میرے پاس اندر آئے اور میں روتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں روتی ہے؟ کیا تجھ کو حیض آیا ہے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کہ حیض ہونا وہ چیز ہے کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر ٹھہرا دیا ہے سو ادا کر جو حاجی ادا کرتے ہیں مگر اتنا ہے کہ بغیر غسل کے خانے کعبے کا طواف نہ کر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کی طرف سے گائے کے ساتھ قربانی کی۔

بَابُ الذَّبْحِ بَعْدَ الصَّلَاةِ.

عید کی نماز کے بعد قربانی ذبح کرنے کا بیان۔

فائدہ: ذکر کی ہے اس میں بخاری رحمہ اللہ نے حدیث براء رضی اللہ عنہ کی اور اس کی شرح قریب گزر چکی ہے اور میں ذکر کروں گا جو متعلق ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس ترجمہ میں جو اس کے بعد ہے۔

٥١٣٤ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا

۵۱۳۴۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زُبَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهٖ مِنْ يَّوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ هٰذَا فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَّحَرَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يُقَدِّمُهٗ لِأَهْلِهٖ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ فَقَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أُصَلِّيَ وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُسِنَّةٍ فَقَالَ اجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَلَنْ تَجْزِيَ أَوْ تُوْفِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ.

حضرت ﷺ سے سنا کہ خطبہ پڑھتے تھے سو فرمایا کہ پہلی عبادت جس کے ساتھ ہم اپنے اس دن سے شروع کریں یہ ہے کہ نماز پڑھیں پھر پھر جائیں سو قربانی کریں سو جس نے یہ کیا وہ ہمارے طریقے کو پہنچا اور جس نے قربانی ذبح کی یعنی نماز سے پہلے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ گوشت ہے کہ اس کو اپنے گھر والوں کے واسطے پہلے کرتا ہے نہیں عبادت سے کسی چیز میں اس میں قربانی کا ثواب نہیں سو ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! میں نے ذبح کیا قربانی کو نماز پڑھنے سے پہلے اور میرے پاس جذعہ ہے جو بہتر ہے مسنہ سے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اس کے بدلے ذبح کر اور تیرے بعد کسی سے کفایت نہیں کرے گا یا فرمایا نہ کامل کرے گا ثواب کو یہ شک راوی کا ہے کہ تجزء کہا یا یوفی کہا۔

بَابُ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ أَعَادَ.

جو عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کرے وہ اس کو دوہرائے یعنی پھر ذبح کرے۔

٥١٣٥ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ فَقَالَ رَجُلٌ هٰذَا يَوْمٌ يُّشْتَهٰى فِيْهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ هَنَةً مِّنْ جِيْرَانِهٖ فَكَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَذَرَهٗ وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِّنْ شَاتَيْنِ فَرَخَّصَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَدْرِيْ بَلَغَتِ الرُّخْصَةُ أَمْ لَا ثُمَّ انْكَفَأَ إِلٰى كَبْشَيْنِ يَعْنِيْ فَذَبَحَهُمَا ثُمَّ انْكَفَأَ النَّاسُ إِلٰى غُنَيْمَةٍ فَذَبَحُوْهَا.

٥١٣٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کر چکا ہو تو چاہیے کہ پھر ذبح کرے سو ایک مرد نے کہا کہ یہ دن ہے کہ اس میں گوشت کی خواہش ہوتی ہے اور اپنے ہمسائیوں کی حاجت بیان کی یعنی ان کو گوشت کی حاجت تھی تو گویا حضرت ﷺ نے اس کا عذر قبول کیا اور اس نے کہا کہ میرے پاس جذعہ ہے جو دو بکریوں کے گوشت سے بہتر ہے سو حضرت ﷺ نے اس کو رخصت دی سو میں نہیں جانتا کہ رخصت اس کے غیر کو پہنچی یا نہیں پھر حضرت ﷺ دو دنبوں کی طرف یعنی خطبہ کے مکان سے ذبح کے مکان کی طرف پھرے یعنی سو ان کو ذبح کیا پھر پھرے لوگ طرف بکریوں کی

سوا ان کو ذبح کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا عذر قبول کیا لیکن جو اس نے کیا تھا وہ اس کو کافی نہ ٹھہرایا اسی واسطے حکم کیا اس کو ساتھ پھر ذبح کرنے کے کہا ابن دقیق العید نے کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ جن احکام کے ساتھ حکم ہوا ہے اگر وہ خلاف مقتضی امر پر واقع ہوں تو نہیں معذور رکھا جاتا ہے اس میں فاعل ان کا ساتھ جہل کے اور فرق ماموارت اور منہیات میں یہ ہے کہ مقصود ماموارت سے قائم کرنا ہے ان کے مصالح کا اور یہ نہیں حاصل ہوتا مگر ساتھ فعل یعنی کرنے کے اور مقصود منع کی چیزوں سے باز رہنا ہے اس سے بعید مفاسد ان کے اور باوجود جہل اور بھول کے نہیں قصد کرتا ہے مکلف اس کے فعل کو سو معذور رکھا جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ میرے پاس جذعہ ہے تو یہ معطوف ہے اوپر کلام مرد کے کہ مراد رکھی ہے اس سے راوی نے ساتھ قول اپنے کے وذکر هنة من جيرانه تقدیر اس کی یہ ہے یہ دن ہے کہ اس میں گوشت کی خواہش ہوتی ہے اور میرے ہمسائیوں کو حاجت ہے سو میں نے عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کی اور میرے پاس جذعہ ہے۔ (فتح)

۵۱۳۶ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ سَمِعْتُ جُنْدَبَ بْنَ سُفْيَانَ الْبَجَلِيَّ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا أُخْرٰى وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ.

۵۱۳۶۔ حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قربانی کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو فرمایا کہ جو عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کر چکا ہو تو چاہیے کہ اس کے بدلے اور ذبح کرے اور جس نے نہ ذبح کی ہو تو چاہیے کہ ذبح کرے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے اور جس نے قربانی نہ ذبح کی ہو یہاں تک کہ ہم نے نماز پڑھی تو چاہیے کہ ذبح کرے اللہ کے نام پر اور مسلم کی ایک روایت میں ہے فلیذبح بسم اللّٰه یعنی سو چاہیے کہ قربانی ذبح کرے بسم اللہ سے کہا عیاض نے کہ اس لفظ میں چار وجہ سے احتمال ہے میں کہتا ہوں اور اس میں پانچواں احتمال بھی ہے کہ آپ کے قول بسم اللہ کے معنی مطلق اجازت ہو ذبیحہ میں اس وقت اس واسطے کہ سیاق تقاضا کرتا ہے منع کو پہلے اس سے اور اجازت کو اس کے بعد جیسے کہ کہا جاتا ہے اجازت مانگنے والے کو بسم اللہ یعنی داخل ہو اور استدلال کیا ہے ساتھ اس امر کے جو بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے فلیذبح مکانها اخرى اس شخص نے جو قائل ہے ساتھ واجب ہونے قربانی کے کہا ابن دقیق العید نے کہ صیغہ من کا بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے من ذبح صیغہ عموم کا ہے بیچ حق ہر شخص کے کہ ذبح کرے نماز سے پہلے اور البتہ آیا ہے واسطے پکا کرنے قاعدے کے اور اتارنا صیغہ عموم کا جبہ وارد ہوا واسطے اس کے صورت نادرہ پر ناپسند ہے سو جب بعید ہو تخصیص اس کی ساتھ اس شخص کے کہ نذر مانے قربانی معین کو تو باقی رہا تردد کہ کیا اولیٰ

ہے حمل کرنا اس کا اس شخص پر کہ پہلے گزر چکی ہے واسطے اس کے قربانی معین یا حمل کرنا اس کا اوپر ابتدا قربانی کے بغیر پہلے گزرنے تعیین کے سو بنا بر پہلی وجہ کے ہوگی حجت واسطے اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ واجب ہونے قربانی کے اس شخص پر جو خریدے قربانی کو مانند مالکیہ کے اس واسطے کہ قربانی واجب ہوتی ہے نزدیک ان کے ساتھ التزام زبان کے اور ساتھ نیت خریدنے کے اور ساتھ نیت ذبح کے اور دوسری وجہ چند ...... ہوگی واسطے اس شخص کے جو واجب کہتا ہے قربانی کو مطلق لیکن حاصل ہوا جدا ہونا اس شخص سے جو قائل نہیں ساتھ وجوب کے ساتھ ان دلیلوں کے جو دلالت کرنے والی ہیں اوپر عدم وجوب کے سو ہوگا امر واسطے استحباب کے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو شرط کرتا ہے تقدم ذبح کرنے امام کا اپنی قربانی کو بعد نماز اپنی اور خطبے اپنے کے یعنی یہ شرط ہے کہ عید کی نماز کے بعد پہلے امام اپنی قربانی کو ذبح کرے پھر اس کے بعد اور لوگ قربانی کو ذبح کریں اس واسطے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کرے تو چاہیے کہ اس کے بدلے اور ذبح کرے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صادر ہوا یہ قول حضرت ﷺ سے اپنی نماز، خطبے اور ذبح کے بعد سو گویا کہ آپ نے فرمایا کہ جو ان کاموں سے پہلے قربانی ذبح کرے تو چاہیے کہ پھر ذبح کرے یعنی نہیں اعتبار ہے ساتھ قربانی اس کی کے کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ استدلال ٹھیک نہیں واسطے مخالف ہونے اس کے کی تقیید کو ساتھ لفظ نماز کے اور پیچھے لانے کو ساتھ فا کے۔ (فتح)

٥١٣٧ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا فَلَا يَذْبَحْ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَقَامَ أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَعَلْتُ فَقَالَ هُوَ شَيْءٌ عَجَّلْتَهُ قَالَ فَإِنَّ عِنْدِيْ جَذَعَةً هِيَ خَيْرٌ مِّنْ مُسِنَّتَيْنِ آذْبَحُهَا قَالَ نَعَمْ ثُمَّ لَا تَجْزِيْ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ قَالَ عَامِرٌ هِيَ خَيْرُ نَسِيْكَتَيْهِ.

٥١٣٧۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک دن عید کی نماز پڑھی سو فرمایا کہ جو ہماری طرح نماز پڑھے اور نماز کے وقت ہمارے قبلے کی طرف منہ کرے یعنی دین اسلام پر ہو تو نہ ذبح کرے قربانی کو یہاں تک کہ نماز سے پھرے سو ابو بردہ رضی اللہ عنہ کھڑا ہوا تو اس نے کہا یا حضرت! میں نے کیا یعنی عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کی سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ ایک چیز ہے کہ تو نے جلدی کی اس نے کہا کہ میرے پاس جذعہ ہے جو بہتر ہے دو مسنوں سے کیا میں اس کو ذبح کروں؟ فرمایا ہاں اور تیرے بعد کسی سے کفایت نہیں کرے گا کہا عامر نے وہ بہتر ہے اس کی دونوں قربانی میں۔

فائدہ: یہ جو فرمایا یہاں تک کہ پھرے تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے شافعیہ نے اس میں کہ اول وقت قربانی کا قدر

فراغت نماز اور خطبے کا ہے یعنی جتنی دیر میں نماز اور خطبے سے فارغ ہو سکے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شرط کی ہے انہوں نے فارغ ہونا خطیب کا اس واسطے کہ دونوں خطبے مقصود ہیں سمیت نماز کے اس عبادت میں سو اعتبار کیا جائے گا مقدار نماز کا اور دو خطبوں کا زیادہ تر ہلکی چیز پر جو کفایت کرتی ہے بعد چڑھنے سورج کے سو جب ذبح کرے اس کے بعد تو کفایت کرتا ہے اس کو ذبح کرنا قربانی سے برابر ہے کہ اس نے عید کی نماز پڑھی یا نہ پڑھی اور برابر ہے کہ امام نے اپنی قربانی کو ذبح کیا ہو یا نہ کیا ہو اور برابر ہیں اس میں شہر والے اور حاضر اور جنگلی اور نقل کیا ہے طحاوی نے مالک رحمہ اللہ اور اوزاعی اور شافعی سے کہ نہیں جائز ہے قربانی امام کے ذبح کرنے سے پہلے اور وہ معروف ہے مالک رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ سے نہ شافعی رحمہ اللہ سے کہا قرطبی رحمہ اللہ نے کہ ظاہر حدیثوں کا دلالت کرتا ہے اوپر معلق کرنے ذبح کے ساتھ نماز کے لیکن جب دیکھا شافعی رحمہ اللہ نے کہ جس پر عید کی نماز نہیں وہ مخاطب ہے ساتھ قربانی کے تو عمل کیا نماز کو اس کے وقت پر اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور لیث رحمہ اللہ نے کہ نہیں جائز ہے ذبح کرنا نماز سے پہلے اور اس کے بعد جائز ہے اگرچہ نہ ذبح کرے امام اور وہ خاص ہے ساتھ اہل مصر کے اور بہر حال گاؤں اور جنگلی سو داخل ہوتا ہے وقت قربانی کا ان کے حق میں جب کہ صبح صادق نکلے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ ذبح کریں جب کہ قربانی کرے وہ امام دیہات کا جو ان کی طرف قریب ہو اور اگر پہلے ذبح کریں تو ان کو کفایت کرتا ہے اور کہا عطاء اور ربیعہ نے کہ ذبح کریں گاؤں والے آفتاب کے نکلنے کے بعد اور کہا احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ نے کہ جب فارغ ہو امام نماز سے تو جائز ہے قربانی اور یہ ایک وجہ سے واسطے شافعیہ کے قوی ہے باعتبار دلیل کے اگرچہ ضعیف کہا ہے اس کو بعض نے اور مثل اس کی ہے قول ثوری کا یہ کہ جائز ہے بعد نماز امام کے پہلے خطبے اس کے سے اور اس کے درمیان میں اور احتمال ہے کہ ہو قول اس کا حتی ینصرف یعنی نماز سے جیسے کہ اور روایتوں میں ہے اور صریح تر اس سے وہ چیز ہے جو احمد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے مرفوع سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذبح کرنا نماز کے بعد ہے اور واقع ہوا ہے بیچ حدیث جندب رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسلم کے کہ جو عید کی نماز سے پہلے ذبح کرے تو چاہیے کہ اس کے بدلے اور ذبح کرے کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ لفظ اظہر ہے بیچ اعتبار فعل نماز کے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اس میں آیا ہے کہ جو نماز سے پہلے ذبح کرے لیکن اگر ہم اس کو اس کے ظاہر پر جاری کریں تو تقاضا کرتا ہے کہ نہ کفایت کرے قربانی اس شخص کے حق میں جو عید کی نماز نہ پڑھے سو اگر کوئی اس کی طرف جائے تو وہ زیادہ تر سعادت مند ہے لوگوں میں ساتھ ظاہر اس حدیث کے نہیں تو واجب ہوگا نکلنا اس ظاہر سے اس صورت میں اور باقی رہے گا جو سوائے اس کے ہے محل بحث میں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ صحیح مسلم کی دوسری روایت میں واقع ہوا ہے قبل ان یصلی او نصلی ساتھ شک کے کہ غائب کے لفظ کے ساتھ ہے یا متکلم کے لفظ کے ساتھ سو جب یصلی کے لفظ کے ساتھ ہو تو برابر ہو گا براء رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بیچ تطبیق حکم کے ساتھ فعل نماز کے اور ظاہر تر اس سے قول اس کا ہے قبل ان نصلی اور اسی

طرح قول اس کا قبل ان ننصرف برابر ہے کہ ہم کہیں کہ پھریں نماز سے یا خطبے سے اور وارد کیا ہے طحاوی نے مسلم کی روایت کو جابر رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی نے کے دن مدینے میں نماز پڑھی سو کچھ لوگ آگے بڑھے سو انہوں نے قربانی کی اور گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کر چکے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ پھر ذبح کریں اور روایت کیا ہے اس کو حماد بن سلمہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ ایک مرد نے قربانی ذبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے سے پہلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ کہ ذبح کرے کوئی نماز سے پہلے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور شہادت دیتا ہے واسطے اس کے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ اول وہ چیز جو کریں ہم یہ ہے کہ نماز کے ساتھ شروع کریں پھر پھر جائیں سو قربانی کریں کہ یہ دلالت کرتا ہے کہ وقت ذبح کا داخل ہوتا ہے بعد نماز کے اور نہیں شرط ہے دیر کرنا امام کے قربانی کرنے تک اور تائید کرتا ہے اس کی قیاس کے طور سے کہ امام اگر قربانی نہ کرے تو نہیں ہوتا ہے یہ ساقط کرنے والا لوگوں سے قربانی کے مشروع ہونے کو اور اگر امام عید کی نماز پڑھنے سے پہلے قربانی ذبح کرے تو نہیں کفایت کرتا ہے قربانی کرنا اس کا سو دلالت کی اس نے اس پر کہ وہ اور دوسرے لوگ قربانی کے وقت میں برابر ہیں کہا مہلب نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ ہے قربانی کرنا پہلے امام کے تاکہ نہ مشغول ہوں لوگ ساتھ ذبح کے اور غافل ہو جائیں نماز سے اور یہ جو فرمایا نسیکتہ تو اسی طرح ہے یہ لفظ ساتھ تثنیہ کے اور اس میں جوڑنا حقیقت کا ہے طرف مجاز کی ایک لفظ میں اس واسطے کہ نسیکہ تو وہی ہے جس نے اس سے کفایت کی اور وہ دوسری ہے اور پہلی قربانی نے اس سے کفایت نہیں کی لیکن اس کو نسیکہ کہا گیا اس واسطے کہ ذبح کیا اس کو اس پر کہ وہ قربانی ہے یا ذبح کیا اس کو بیچ وقت قربانی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ دونوں میں سے بہتر ہوئی اس واسطے کہ اس نے کفایت کی قربانی سے برخلاف پہلی کے اور فی الجملہ پہلی میں یہی خبر ہے باعتبار قصد جمیل کے اور مسلم کی ایک روایت میں واقع ہوا ہے ضح بھا فانھا نسیکۃ اور نقل کیا ہے ابن تین نے شیخ ابن قصار سے کہ اس نے استدلال کیا ہے ساتھ نام رکھنے اس کے نسیکہ اس پر کہ نہیں جائز ہے بیچنا اس کا اگرچہ ذبح کی گئی ہے پہلے نماز سے اور نہیں پوشیدہ ہے ضعف اس کا۔ (فتح)

بَابُ وَضْعِ الْقَدَمِ عَلٰى صَفْحِ الذَّبِيْحَةِ.

باب ہے بیچ بیان رکھنے قدم کے اوپر جانب منہ ذبح کیے ہوئے جانور کے۔

٥١٣٨ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ وَيَضَعُ

۵۱۳۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کرتے تھے ساتھ دو دنبوں کے جو سفید سیاہ رنگ اور سینگ والے تھے اور اپنے پاؤں کو ان کے منہ کی ایک جانب پر رکھتے اور ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے۔

رِجْلَهُ عَلٰى صَفْحَتِهِمَا وَيَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ.

بَابُ التَّكْبِيْرِ عِنْدَ الذَّبْحِ.

باب ہے بیچ بیان اللہ اکبر کہنے کے وقت ذبح کے۔

٥١٣٩ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ وَسَمّٰى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلٰى صِفَاحِهِمَا.

۵۱۳۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید سیاہ رنگ والے سینگ والے دو دنبوں سے قربانی کی ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بسم اللہ کہی اور اللہ اکبر کہا اور اپنے پاؤں کو دونوں کے منہ کی ایک جانب پر رکھا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا بَعَثَ بِهَدْيِهِ لِيُذْبَحَ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ شَيْءٌ.

جب مکے میں اپنی ہدی کو بھیجے تا کہ ذبح کی جائے تو نہیں حرام ہوتی اس پر کوئی چیز۔

٥١٤٠ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ أَنَّهُ أَتٰى عَائِشَةَ فَقَالَ لَهَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ رَجُلًا يَبْعَثُ بِالْهَدْيِ إِلَى الْكَعْبَةِ وَيَجْلِسُ فِي الْمِصْرِ فَيُوْصِيْ أَنْ تُقَلَّدَ بَدَنَتُهُ فَلَا يَزَالُ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مُحْرِمًا حَتّٰى يَحِلَّ النَّاسُ قَالَ فَسَمِعْتُ تَصْفِيْقَهَا مِنْ وَرَآءِ الْحِجَابِ فَقَالَتْ لَقَدْ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ هَدْيَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ فَمَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ مِمَّا حَلَّ لِلرِّجَالِ مِنْ أَهْلِهِ حَتّٰى يَرْجِعَ النَّاسُ.

۵۱۴۰۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا سو ان سے کہا کہ اے مومنو کی ماں! ایک مرد قربانی کو خانے کعبے کی طرف بھیجتا ہے اور خود اپنے شہر میں بیٹھتا ہے سو وصیت کرتا ہے کہ اس کی قربانی کے گلے میں ہار ڈالا جائے یعنی تا کہ معلوم ہو کہ ہدی ہے سو ہمیشہ رہتا ہے اس دن سے احرام باندھے یہاں تک کہ احرام اتاریں لوگ؟ سو میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی تالی سنی پردے کے پیچھے سے سو کہا کہ البتہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے ہار بٹتی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قربانی کو کعبے کی طرف بھیجتے سو نہ حرام ہوتا آپ پر کچھ اس چیز سے کہ حلال ہے واسطے مردوں کے اپنی عورتوں سے یہاں تک کہ پھریں لوگ۔

فائدہ: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی تالی سنی یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا واسطے تعجب کے یا تاسف کے اوپر واقع ہونے اس کے کی اور استدلال کیا ہے داؤدی نے ساتھ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہدیہ اس پر کہ جو حدیث کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے مرفوع روایت کی ہے کہ جب ذی الحجہ کا دھاکہ داخل ہو سو جو قربانی کرنا چاہے تو اپنے بال اور ناخن نہ

لے سو یہ منسوخ ہوگی ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے یا ناسخ کہا ابن تین نے اور نہیں حاجت ہے طرف اس کی اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا یہ کہ اپنی قربانی کو بھیجنے والا مجرد بھیجنے اس کے سے محرم ہو جائے اور نہیں تعرض کیا ساتھ اس چیز کے کہ مستحب ہے دہے میں خاص کر یعنی بال اور ناخن لینے سے پرہیز کرنا پھر کہا لیکن عموم حدیث کا دلالت کرتا ہے اس چیز پر جو کہی داؤدی نے اور البتہ استدلال کیا ہے شافعی رحمہ اللہ نے اوپر مباح ہونے اس کے ذبیحہ کے دہے میں اوپر مباح ہونے اس کے ذبیحہ کے دہے میں میں کہتا ہوں کہ یہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ہے نہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے سو وہم کیا ہے داؤد نے نقل میں اور احتجاج میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں لازم آتا دلالت کرنے اس کے سے اوپر نہ شرط ہونے اس چیز کے کہ پرہیز کرتا ہے اس سے محرم قربانی کرنے والے پر یہ کہ نہ مستحب ہو فعل اس چیز کا کہ وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے حدیث مذکور واسطے غیر محرم کے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُؤْكَلُ مِنْ لُحُوْمِ الْأَضَاحِيِّ وَمَا يُتَزَوَّدُ مِنْهَا.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ کھائی جاتی ہے قربانیوں کے گوشت سے اور جو خرچ لیا جاتا ہے اس سے۔

فائدہ: جو کھائی جاتی ہے قربانیوں کے گوشت سے بغیر قید کرنے کے ساتھ تہائی کے یا نصف کے اور جو خرچ راہ لیا جاتا ہے اس سے یعنی واسطے سفر کے اور وطن میں اور بیان اس کا کہ قید ساتھ تین دن کے منسوخ ہے اور یا خاص ہے ساتھ سبب کے۔

٥١٤١ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُوْمَ الْأَضَاحِيِّ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ غَيْرَ مَرَّةٍ لُحُوْمَ الْهَدْيِ.

۵۱۴۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قربانیوں کا گوشت مدینے تک خرچ راہ لیتے تھے یعنی مکے سے اور کئی بار کہا کہ ہدیوں کا گوشت۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاطعمہ میں گزر چکی ہے اور قائل قال غیر مرۃ کا علی بن عبداللہ ہے۔

٥١٤٢ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ ابْنَ خَبَّابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ كَانَ غَائِبًا فَقَدِمَ فَقُدِّمَ إِلَيْهِ لَحْمٌ قَالُوْا هٰذَا مِنْ لَحْمِ ضَحَايَانَا فَقَالَ

۵۱۴۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ وہ غائب تھے یعنی کہیں سفر میں تھے سو سفر سے آئے سو ان کے آگے گوشت رکھا گیا کہ یہ ہماری قربانیوں کے گوشت سے ہے سو کہا کہ اس کو پیچھے ہٹائیں اس کو نہیں چکھوں گا یعنی نہیں کھاؤں گا پھر میں اٹھا اور گھر سے نکلا

أَخِّرُوْهُ لَا أَذُوْقُهُ قَالَ ثُمَّ قُمْتُ فَخَرَجْتُ حَتّٰى آتِيَ أَخِيْ أَبَا قَتَادَةَ وَكَانَ أَخَاهُ لِأُمِّهِ وَكَانَ بَدْرِيًّا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ إِنَّهٗ قَدْ حَدَثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ.

یہاں تک کہ میں اپنے بھائی ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ بدری تھا اور وہ ان کا بھائی تھا ماں کی طرف سے سو میں نے اس سے یہ حال کہا تو اس نے کہا کہ تیرے بعد ایک کام نیا پیدا ہوا یعنی واسطے توڑ ڈالنے اس چیز کے کہ تھے منع کرتے اس سے کھانے گوشت قربانیوں کے سے تین دن کے بعد۔

فائدہ: احمد کی روایت میں ہے کہ کہا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو منع کرتے تھے یہ کہ کھائیں ہم گوشت اپنی قربانیوں کا تین دن سے زیادہ سو میں ایک سفر میں نکلا پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا اور یہ قربانی سے چند روز بعد تھا سو میری بیوی میرے پاس چقندر لائی جس میں اس نے خشک گوشت ڈالا ہوا تھا سو اس نے کہا کہ یہ ہماری قربانیوں کے گوشت سے ہے تو میں نے اس سے کہا کہ ہم کو منع نہیں ہوا؟ تو اس نے کہا کہ رخصت دی گئی ہے واسطے لوگوں کے اس کے بعد سو میں نے اس کو سچا نہ جانا یہاں تک کہ میں نے اپنے بھائی قتادہ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا پس ذکر کیا اس کو اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے واسطے اس کی رخصت دی اور روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور وجہ سے سو اس نے ٹھہرایا ہے قصے کو واسطے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ میں نے تم کو حکم کیا تھا کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ کھایا کرو تا کہ وسیع ہو تم کو اور البتہ حلال کرتا ہوں میں اس کو واسطے تمہارے سو کھاؤ اس سے جتنا چاہو بیان کیا اس حدیث میں وقت حلال کرنے کا اور یہ کہا کہ یہ حجۃ الوداع میں تھا اور شاید ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس کو نہیں سنا اور نیز اس میں بیان کیا سبب قید کرنے کا ساتھ تین دن کے اور یہ کہ وہ واسطے حاصل کرنے وسعت کے ہے ساتھ گوشت کے واسطے اس شخص کے جو قربانی نہ کرے۔ (فتح)

٥١٤٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحّٰى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَبَقِيَ فِيْ بَيْتِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ الْمَاضِيْ قَالَ كُلُوْا وَأَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا فَإِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَأَرَدْتُّ أَنْ تُعِيْنُوْا فِيْهَا.

۵۱۴۳۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم میں سے قربانی کرے تو نہ صبح کرے تیسرے دن کے بعد اور حالانکہ اس کے گھر میں اس سے کچھ چیز باقی ہو سو جب آئندہ سال ہوا تو کہا لوگوں نے یا حضرت! کیا کریں ہم جیسا ہم نے گزرے سال کیا تھا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ اور کھلاؤ اور ذخیرہ کرو اس واسطے کہ اس سال لوگوں کو مشقت تھی یعنی قحط کے سبب سے سو میں نے چاہا یہ کہ تم اس میں مدد کرو یعنی محتاجوں کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب آئندہ سال ہوا، الخ تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ نہی نویں سال میں تھی واسطے اس چیز کے کہ

دلالت کرتی ہے اس پر وہ چیز جو اس سے پہلے ہے کہ اجازت دسویں سال میں تھی، کہا ابن منیر نے کہ وجہ قول ان کے کی کیا ہم کریں جیسا ہم کرتے تھے باجودیکہ نہی تقاضا کرتی ہے استمرار کو اس واسطے کہ انہوں نے سمجھا کہ وارد ہوئی ہے یہ نہی اوپر سبب خاص کے سو جب محتمل ہوا عام ہونا نہی کا نزدیک ان کے یا خاص ہونا اس کا ساتھ سبب کے تو سوال کیا انہوں نے سوان کو ارشاد فرمایا کہ یہ خاص ہے ساتھ اس سال کے ساتھ سبب مذکور کے اور یہ جو فرمایا کہ کھاؤ اور کھلاؤ تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو قائل ہے ساتھ وجوب کھانے کے قربانی کے گوشت سے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے کہ وہ امر ہے بعد منع کے سو ہوگا واسطے اباحت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عام جب وارد ہو اوپر سبب خاص کے تو ضعیف ہو جاتی ہے دلالت عموم کی یہاں تک کہ نہیں باقی رہتا اپنی اصالت پر لیکن نہیں اقتصار کیا جاتا اوپر سبب کے اور یہ جو فرمایا کہ ذخیرہ کرو تو اس سے لیا جاتا ہے کہ ذخیرہ کرنا اور جمع رکھنا جائز ہے برخلاف اس شخص کے جو اس کو مکروہ جانتا ہے اور البتہ وارد ہوا ہے ذخیرہ کرنے میں کہ حضرت ﷺ اپنے گھر والوں کے واسطے ایک سال کا خرچ جمع کرتے تھے اور ضمیر بیچ فیہا کے واسطے مشقت کے ہے جو مفہوم ہے جہد سے یا شدت سے۔ (فتح)

٥١٤٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ الضَّحِيَّةُ كُنَّا نُمَلِّحُ مِنْهُ فَنَقْدَمُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ لَا تَأْكُلُوْا إِلَّا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيْسَتْ بِعَزِيْمَةٍ وَّلٰكِنْ أَرَادَ أَنْ يُّطْعِمَ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

۵۱۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم قربانی کے گوشت کو نمک لگاتے تھے پھر اس کو مدینے میں لا کر حضرت ﷺ کے آگے رکھتے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ کھاؤ مگر تین دن اور نہیں ہے یہ نہی واسطے وجوب کے لیکن ارادہ کیا یہ کہ اس سے ہم محتاجوں کو کھلائیں، واللہ اعلم۔

فائدہ: نہ کھاؤ یعنی قربانی کے گوشت سے یہ صریح ہے بیچ نہی کے اس سے اور واقع ہوا ہے بیچ روایت ترمذی کے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے قربانی کے گوشت سے منع فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں اور تطبیق یہ ہے کہ انہوں نے نہی تحریم کی نفی کی یعنی نہی تحریمی نہیں نہ مطلق نہی کی اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا اسی حدیث میں کہ یہ نہی وجوب کی نہیں اور پہلے گزر چکا ہے عابس کے طریق سے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا حضرت ﷺ نے تین روز سے قربانی کے گوشت کھانے سے منع کیا ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں کیا تھا اس کو مگر اس سال میں کہ لوگ اس میں بھوکے ہوئے تھے سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ کھلائے مال دار محتاج کو اور واسطے طحاوی کے ہے اس وجہ سے کہ کیا حضرت ﷺ تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت کو حرام کرتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں

لیکن نہ قربانی کرتے تھے ان میں سے مگر تھوڑے سو کیا حضرت ﷺ نے یہ تا کہ قربانی کرنے والا کھلائے اس شخص کو جس نے قربانی نہیں کی اور اسی طرح ہے مسلم کی روایت میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اطلاق ان حدیثوں کے اس پر کہ نہیں تقیید ہے بیچ اس قدر گوشت کے کہ کفایت کرتا ہے کھلانے سے اور مستحب ہے واسطے قربانی کرنے والے کے کہ قربانی میں سے کچھ کھائے اور باقی لوگوں کو کھلائے بطور صدقہ کے اور ہدیہ کے اور شافعی رحمہ اللہ سے ہے کہ مستحب ہے تقسیم کرنا اس کا تین حصوں پر واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ کھاؤ اور کھلاؤ اور صدقہ کرو کہا ابن عبدالبر نے کہ اس کا غیر کہتا تھا کہ مستحب ہے کہ آدھا آپ کھائے اور آدھا لوگوں کو کھلائے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جو قربانی کرے تو چاہیے کہ اس سے کھائے لیکن یہ حدیث مرسل ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ نہیں واجب ہے کھانا قربانی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ امر بیچ اس کے واسطے اجازت کے ہے اور بعض سلف نے ظاہر امر کو لیا ہے اور بہر حال صدقہ کرنا قربانی سے سو صحیح یہ ہے کہ واجب ہے صدقہ کرنا قربانی سے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوا اس پر نام اور اکمل یہ ہے کہ صدقہ کیا جائے ساتھ اکثر اس کے کی۔ (فتح)

٥١٤٥ ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ شَهِدَ الْعِيْدَ يَوْمَ الْأَضْحٰى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ يَآأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْعِيْدَيْنِ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَأَمَّا الْآخَرُ فَيَوْمٌ تَأْكُلُوْنَ مِنْ نُسُكِكُمْ قَالَ أَبُوْ عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَكَانَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ يَآأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيْهِ عِيْدَانِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ مِنْ أَهْلِ

۵۱۴۵۔ حضرت ابو عبید سے روایت ہے کہ وہ قربانی کی عید کے دن عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوا سو انہوں نے عید کی نماز خطبے سے پہلے پڑھی پھر لوگوں کو خطبہ سنایا سو کہا کہ اے لوگو! بے شک حضرت ﷺ نے تم کو منع کیا ہے ان دونوں عید کے روزے سے بہر حال ایک دونوں میں سے سو تمہارے روزہ افطار کرنے کا دن ہے اور بہر حال دوسرا سو وہ دن ہے کہ تم اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو، ابو عبید نے کہا یعنی ساتھ سند مذکور کے پھر میں عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوا اور وہ دن جمعہ کا تھا سو خطبے سے پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا سو کہا اے لوگو! یہ دن ہے کہ البتہ اس میں تمہارے واسطے دو عیدیں جمع ہوئیں یعنی ایک قربانی کا دن اور ایک جمعہ کا دن سو جو چاہے کہ انتظار کرے جمعہ کا اونچے گاؤں والوں سے تو چاہیے کہ انتظار کرے یعنی دیر کرے یہاں تک کہ جمعہ پڑھے اور جو چاہے کہ پھر جائے تو میں نے اس کو اجازت دی، کہا ابو عبید نے پھر میں عید میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوا سو انہوں نے خطبے

الْعَوَالِيْ فَلْيَنْتَظِرْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ قَالَ أَبُوْ عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُّهُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاكُمْ أَنْ تَأْكُلُوْا لُحُوْمَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلَاثٍ وَعَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدٍ نَحْوَهُ.

سے پہلے نماز پڑھی پھر لوگوں پر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ حضرت ﷺ نے تم کو منع فرمایا ہے تین روز سے زیادہ قربانی کے گوشت کھانے سے اور معمر سے زہری سے ابوعبید سے ہے مثل اس کی۔

فائدہ: یہ دن یعنی عید کا دن جمعہ کا دن تھا اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے تم کو منع کیا ہے ان دونوں عید کے روزہ سے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہی ایک چیز سے جب ایک ہو جہت اس کی تو نہیں جائز ہے فعل اس کا مانند روزے کی دن عید کے اس واسطے کہ وہ جدا ہوتا ہے روزے سے سو نہیں ثابت ہوں گی اس میں دو جہتیں پس نہیں صحیح ہوگا برخلاف اس کے جب کہ متعدد ہو جہت مانند نماز پڑھنے کی چھینے ہوئے گھر میں اس واسطے کہ نماز ثابت ہے غیر چھینے ہوئے میں سو صحیح ہوگی چھینے ہوئے میں ساتھ تحریم کے اور عوالی جمع ہے عالیہ کی اور وہ چند گاؤں ہیں مدینے میں معروف اور یہ جو کہا کہ جو چاہے کہ پھر جائے تو میں نے اس کو اجازت دی تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو قائل ہے ساتھ ساقط ہونے جمعہ کے اس شخص سے کہ عید کی نماز پڑھے جب کہ عید اور جمعہ دونوں ایک دن میں اکٹھے ہوں اور محکی ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ قول اس کا کہ میں نے اس کو اجازت دی نہیں ہے اس میں تصریح ساتھ نہ پھرنے کے اور نیز پس ظاہر حدیث کا بیچ ہونے ان کے عوالی والوں سے یہ ہے کہ نہ تھے وہ ان لوگوں میں سے جن پر جمعہ واجب ہے واسطے دور ہونے ان کی جگہ کے مسجد نبوی سے اور البتہ وارد ہوئی ہے اصل مسئلے میں حدیث مرفوع اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے تم کو منع فرمایا ہے تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت کھانے سے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کو اس کے بعد نہ کھاؤ کہا قرطبی نے کہ اختلاف ہے بیچ اول تین دنوں کے جن میں ذخیرہ کرنا جائز تھا سو بعض نے کہا کہ اول ان کا قربانی کا دن ہے سو جو قربانی کرے بیچ اس کے جائز ہے اس کو کہ اس کے بعد دو دن گوشت رکھے اور جو اس کے بعد قربانی کرے وہ رکھے جو باقی رہا واسطے اس کے تین دنوں سے اور بعض نے کہا کہ اول اس کا وہ دن ہے جس میں قربانی کرے سو اگر قربانی کرے قربانی کے اخیر دن میں تو جائز ہے واسطے اس کے کہ اس کے بعد تین دن گوشت رکھے اور یہ جو کہا زیادہ تین سے تو احتمال ہے کہ لیا جائے اس سے کہ نہ حساب ہو وہ دن جس میں قربانی واقع ہو تین دن سے اور معتبر رکھی جائے رات کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ شاید علی رضی اللہ عنہ کو اس کا منسوخ ہونا نہیں پہنچا اور اس کے غیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو وقت جس میں علی رضی اللہ عنہ

نے یہ کہا ہو ساتھ لوگوں کے حاجت جیسے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں واقع ہوا اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے سو کہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خطبہ پڑھا علی رضی اللہ عنہ نے مدینے میں اس وقت میں جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھیرے گئے تھے اور گنواروں کو فتنے نے مدینے کی طرف پناہ دی تھی سو پہنچی ان کو مشقت یعنی بھوک سو اسی واسطے کہا علی رضی اللہ عنہ نے جو کہا، میں کہتا ہوں کہ بہر حال خطبہ پڑھنا علی رضی اللہ عنہ کا بیچ وقت محصور ہونے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سو نکالا ہے اس کو طحاوی نے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید کی نماز پڑھی اور عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے اور بہر حال حمل مذکور سو روایت کیا ہے اس کو طحاوی نے علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ میں نے تم کو منع کیا تھا تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت رکھنے سے سو جمع رکھو جب تک کہ تم چاہو پھر تطبیق دی ہے طحاوی نے ساتھ مثل اس چیز کے کہ پہلے گزری اور احمد کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو اس کی رخصت معلوم تھی پھر باوجود اس کے خطبہ پڑھا ساتھ منع کے سو طریق تطبیق کا وہ ہے جو میں نے ذکر کیا اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر قحط پڑے تو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنا منع ہے اور اگر قحط نہ ہو تو ثابت ہو چکی ہے رخصت ساتھ کھانے کے اور ذخیرہ کرنے کے اور صدقہ کرنے کے کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے احتمال ہے کہ تین دن سے زیادہ رکھنے کی نہی منسوخ ہو ہر حال میں، میں کہتا ہوں اور اس دوسرے قول کو لیا ہے متاخرین شافعیہ نے کہا رافعی نے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اب کسی حال میں حرام نہیں اور پیروی کی ہے اس کی نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مہذب میں اور حکایت کی ہے اس نے شرح مسلم میں جمہور علماء سے کہ وہ منسوخ کرنا سنت کا ہے ساتھ سنت کے کہا اس نے اور صحیح منسوخ ہونا نہی کا ہے مطلق اور یہ نہیں کہ باقی رہی ہے حرمت اور نہ کراہت سو مباح ہے اب ذخیرہ کرنا گوشت قربانی کا زیادہ تین دن سے اور کھانا جب تک کہ چاہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ترجیح دی گئی ہے اس کو اس واسطے کہ لازم آتا ہے حرام کہنے سے کہ جب واقع ہو قحط تو واجب ہو کھلانا محتاج کو اور رالبتہ قائم ہوئی ہیں دلیلیں نزدیک شافعیہ کے اس پر کہ نہیں واجب ہے مال میں کوئی حق سوائے زکوٰۃ کے اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے جو موافق ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کو سو کہا اس نے کہ نہیں خلاف ہے درمیان فقہاء مسلمانوں کے بیچ اس کے کہ جائز ہے کھانا قربانی کے گوشت کو زیادہ تین دن سے اور یہ کہ یہ نہی اس سے منسوخ ہے اسی طرح مطلق کہا ہے اس نے اور نہیں ہے جید سو البتہ کہا ہے قرطبی نے کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور سلمہ رضی اللہ عنہ کی نص ہے اس پر کہ منع علت کے واسطے تھا سو جب علت دور ہوئی تو منع بھی دور ہوا واسطے دور ہونے موجب اس کے سو متعین ہوا لینا ساتھ اس کے اور ساتھ پھرے گا حکم ساتھ پھرنے علت کے سو اگر قربانی کے زمانے میں کسی شہر والوں کے پاس محتاج لوگ آئیں اور اس شہر والوں کے پاس گنجائش نہ ہو کہ بند کریں ساتھ اس کے ان کے فاقے کو مگر قربانیاں تو متعین ہوتا ہے اس پر یہ کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ رکھیں، میں کہتا ہوں اور قید کرنا ساتھ تین دن کے واقعہ ایک حال کا ہے نہیں تو اگر نہ بند ہو فاقہ مگر ساتھ تفرقہ تمام کے تو لازم آتا ہے اس

تقریر پر نہ رکھنا اگرچہ ایک رات میں ہو اور البتہ حکایت کی ہے رافعی نے بعض شافعیہ سے کہ حرام ہونا علت کے واسطے تھا سو جب علت دور ہوئی تو حکم بھی دور ہوا لیکن نہیں لازم آتا پھرنا حکم کا وقت پھرنے علت کے میں کہتا ہوں اور اس کو انہوں نے بعید جانا ہے اور نہیں ہے بعید اس واسطے کہ اس کے صاحب نے نظر کی ہے اس کی طرف کہ فاقہ نہ بند ہوا تھا اس دن مگر ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کی گئی اور آج تو قربانی کے گوشت کے سوائے اور چیز سے ہے فاقہ بند ہوسکتا ہے سو نہ پھرے گا حکم مگر اگر فرض کیا جائے کہ فاقہ نہیں بند ہوتا ہے مگر قربانی کے گوشت سے اور یہ نہایت کم یاب ہے اور حکایت کی ہے بیہقی نے شافعی سے کہ نہی تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت سے واسطے تنزیہ کے ہے کہا اور وہ مانند امر کی ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ﴾ اور کہا مہلب نے کہ یہی ہے صحیح واسطے قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ یہ وجوب کے واسطے نہیں، واللہ اعلم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ ان حدیثوں کے اس پر کہ نہی تین دن سے زیادہ کھانے سے خاص ہے ساتھ قربانی کرنے والے کے اور بہر حال جس کو ہدیہ بھیجا گیا یا جس پر صدقہ کیا گیا تو یہ نہی اس کے واسطے نہیں واسطے مفہوم قول اس کے کی اپنی قربانی سے اور آئی ہے بیچ حدیث زبیر رضی اللہ عنہ کے نزدیک احمد رحمۃ اللہ علیہ کے وہ چیز جو اس کو فائدہ دیتی ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! بھلا بتلائیں تو کہ البتہ منع ہوا ہے مسلمانوں کو یہ کہ تین دن سے زیادہ اپنی قربانی کا گوشت کھائیں سو کس طرح کریں ہم ساتھ اس چیز کے کہ ہم کو تحفہ بھیجی جائے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم کو تحفہ بھیجا جائے سو جو چاہو سو کرو ساتھ اس کے سو یہ نص ہے ہدیہ میں اور بہر حال صدقہ سو نہیں روک ہے محتاج پر بیچ تصرف کرنے کے اس چیز میں کہ تحفہ بھیجا جائے اس واسطے کہ مقصود یہ ہے کہ واقع ہو سلوک مال دار سے واسطے محتاج کے اور البتہ حاصل ہو چکا ہے۔ (فتح)

٥١٤٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوا مِنَ الْأَضَاحِيِّ ثَلَاثًا وَكَانَ عَبْدُ اللهِ يَأْكُلُ بِالزَّيْتِ حِينَ يَنْفِرُ مِنْ مِنًى مِنْ أَجْلِ لُحُومِ الْهَدْيِ.

۵۱۴۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ قربانی کے گوشت سے تین دن فقط اور تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ کھاتے روٹی ساتھ تیل زیتون کے جب کہ نکلتے منیٰ سے بسبب ہونے گوشت ہدی کے یعنی تین دن کے بعد ہدی کا گوشت نہ کھاتے تیل کے ساتھ روٹی کھاتے۔

فائدہ: یعنی نہ کھاتے گوشت کو واسطے تمسک کرنے کے ساتھ امر مذکور کے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اس کا حدیث کے اخیر میں من اجل لحوم الاضاحی یعنی نہ کھاتے گوشت بسبب ہونے اس کے گوشت ہدی کا اس

واسطے کہ ہدی بھی قربانی سے ہے اور شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی منع کے بعد اجازت نہیں پہنچی اور بہر حال تعبیر کرنا اس کا حدیث میں ساتھ ہدی کے سو احتمال ہے کہ قربانی کے گوشت کو ہدی کا گوشت کہا ہو اس مناسبت سے کہ وہ منیٰ میں تھا اور ان حدیثوں میں بہت فائدے ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے منسوخ کرنا بھاری چیز کا ساتھ ہلکی چیز کے اس واسطے کہ تھے ذخیرہ کرتے گوشت قربانی کے سے تین دن کے بعد اس قسم سے ہے کہ بھاری ہوتی ہے قربانی کرنے والوں پر اور اجازت ذخیرہ کرنے میں ہلکا ہے اس سے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نسخ نہیں ہوتا ہے مگر ساتھ ثقیل تر کے واسطے خفیف تر کے اور عکس کیا ہے اس کا ابن عربی نے اس گمان سے کہ اجازت ساتھ ذخیرہ کرنے کے منسوخ ہے ساتھ نہی کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ذخیرہ کرنا مباح تھا ساتھ برأت اصلی کے سو نہی اس سے نہیں ہے نسخ اور بر تقدیر اس کے کہ نسخ ہو تو اس میں منسوخ کرنا کتاب کا ہے ساتھ سنت کے اس واسطے کہ کتاب میں اجازت ہے ساتھ کھانے اس کے بغیر قید کرنے کے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ﴾ اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ وہ نسخ نہیں تخصیص ہے اور یہی ہے اظہر۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْاَشْرِبَةِ

کتاب ہے شرابوں کے بیان میں

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾.

اللہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شراب اور جوا اور بت اور تیر فال کے پلید کام ہیں شیطان کے سو ان سے بچتے رہو شاید تمہارا بھلا ہو۔

فائدہ: اسی طرح ذکر کیا ہے آیت کو اور چار حدیثوں کو جو متعلق ہیں ساتھ حرام کرنے شراب کے اور یہ اس واسطے کہ بعض شراب حلال ہیں اور بعض حرام سو نظر کی جائے بیچ حکم ہر ایک کے دونوں میں سے پھر بیچ آداب کے جو متعلق ہیں ساتھ پینے کے سو اول حرام کو بیان کرنا شروع کیا واسطے کم ہونے اس کے بہ نسبت حلال کے سو جب پہچانا گیا جو حرام ہے تو جو سوائے اس کے ہوگا وہ حلال ہوگا اور میں نے بیان کیا ہے بیچ تفسیر آیت کے وہ وقت جس میں یہ آیت اتری اور یہ کہ وہ فتح کے سال تھا فتح سے پہلے اور شاید مصنف نے اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر کرنے آیت کے طرف بیان سبب کے بیچ نازل ہونے اس کے اور اس کا بیان تفسیر مائدہ میں گزر چکا ہے اور روایت کی ہے نسائی اور بیہقی نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب اترا حرام کرنا شراب کا انصار کے دو قبیلوں میں تو انہوں نے شراب پی سو لوگ بیہوش ہو گئے تو بعض نے بعض کے ساتھ بیہودہ کام کیا پھر جب ہوش میں آئے تو مرد اپنے منہ اور سر میں اثر دیکھنے لگا کہ یہ کام میرے ساتھ فلانے بھائی نے کیا ہے اور آپس میں بھائی تھے ان کے دلوں میں کینہ نہ تھا سو کہتا قسم ہے اللہ کی اگر وہ میرے ساتھ مہربان ہوتا تو میرے ساتھ یہ نہ کرتا یہاں تک کہ واقع ہوا ان کے دلوں میں کینہ سو اللہ نے یہ آیت اتاری اے ایمان والو! سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شراب اور جوا منتھون تک سو کچھ لوگوں نے کہا کہ وہ پلید ہے اور فلانے کے پیٹ میں ہے اور حالانکہ وہ جنگ اُحد کے دن شہید ہوا سو اللہ نے یہ آیت اتاری ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا﴾ مُحْسِنِيْن تک اور واقع ہوئی ہے یہ زیادتی انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو بخاری میں ہے کما مضٰی اور نیز واقع ہوئی ہے نزدیک ترمذی کے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے نزدیک احمد کے کہ جب شراب حرام ہوئی تو کچھ لوگوں نے کہا یا حضرت! ہمارے ساتھی جو مر گئے وہ اس کو پیتے تھے اور اس کی سند صحیح ہے اور نزدیک بزار کے ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جنہوں نے اس

سے پوچھا تھا وہ یہود تھے اور بیچ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جو ذکر کی ہے میں نے مائدہ کی تفسیر میں مانند پہلی کے ہے اور اس کے اخیر میں زیادہ کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ان پر حرام ہوتا تو البتہ اس کو چھوڑ دیتے جیسے کہ تم نے چھوڑا کہا ابو بکر رازی نے احکام قرآن میں کہ مستفاد ہوتا ہے حرام ہونا شراب کا اس آیت سے نام رکھنے اس کے سے رجس یعنی آیت میں اس کو رجس کہا اور البتہ نام لیا گیا ہے ساتھ اس کے اس چیز کا کہ اجماع ہے اس کے حرام ہونے پر اور وہ گوشت سور کا ہے اور ہونے اس کے سے عمل شیطان کا اس واسطے کہ جب ہو کام شیطان کا تو حرام ہوتا ہے کھانا اور امر سے ساتھ بچنے کے اس سے اور امر واسطے وجوب کے ہے اور جس چیز سے پرہیز واجب ہے اس کا کھانا حرام ہوتا ہے اور مستفاد ہوتا ہے حرام ہونا اس کا فلاح سے جو مرتب ہے اوپر اجتناب کے اور ہونے پینے اس کے سے سبب واسطے بغض اور عداوت کے درمیان مسلمانوں کے اور لین دین اس چیز کا کہ اس کو واقع کرے حرام ہے اور ہونے اس کے کہ روکتا ہے اللہ کے ذکر سے اور نماز سے اور ختام آیت کے سے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ اس واسطے کہ وہ استفہام ہے اس کے معنی منع کرنا اور جھڑکنا ہے اور اسی واسطے جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو سنا تو کہا ہم باز آئے ہم باز آئے اور روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب شراب کا حرام کرنا اترا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بعض بعض کی طرف چلے سو انہوں نے کہا کہ حرام ہوئی شراب اور ٹھہرائی گئی برابر شرک کے کہا گیا یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کے ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ﴾ یہ اس واسطے کہ بت اور تیز فال کے شیطان کے کام سے ہیں ساتھ زینت دینے شیطان کے سو منسوب کیا گیا عمل طرف اس کی کہا ابو لیث سمرقندی نے کہ معنی یہ ہیں کہ جب اترا اس میں یہ کہ وہ پلید ہے شیطان کا کام ہے اور حکم کیا گیا ساتھ بچنے کے اس سے تو برابر ہوا اللہ کے اس قول کو ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ﴾ یعنی بچو پلیدی سے بتوں سے اور ذکر کیا ہے ابو جعفر نحاس نے کہ استدلال کیا ہے بعض نے واسطے حرام ہونے شراب کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ اور البتہ اللہ نے فرمایا ہے شراب اور جوئے میں کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور منافع ہیں واسطے لوگوں کے سو جب اللہ نے خبر دی کہ خمر میں بڑا گناہ ہے پھر تصریح کی ساتھ حرام ہونے گناہ کے تو ثابت ہوا حرام ہونا شراب کا ساتھ اس کے کہا اس نے اور قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ شراب کا نام گناہ رکھا جاتا ہے نہیں پائی میں نے واسطے اس کے اصل نہ حدیث میں نہ لغت میں اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا شراب کا خمر اس واسطے کہ وہ ڈھانکتا ہے عقل کو اور مخلط کرتا ہے یعنی اس کو رلا ملا دیتا ہے یا اس واسطے کہ وہ ڈھانکا جاتا ہے یہاں تک کہ جوش مارتا ہے یا اس واسطے کہ وہ خمیر ہو جاتا ہے وسیاتی بسطة انشاء الله تعالٰی ۔ (فتح)

٥١٤٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا ۵۱۴۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو دنیا میں شراب پیئے گا پھر بغیر توبہ کے اس سے مر جائے گا وہ آخرت میں بہشت کی شراب سے بے نصیب ہوگا۔

فائدہ: ثم لم یتب منھا یعنی پھر توبہ کی اس کے پینے سے اور مسلم نے اس حدیث کے اول میں اتنا زیادہ کیا ہے کل مسکر خمر و کل مسکر حرام کہا خطابی اور بغوی نے شرح السنہ میں کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ وہ بہشت میں داخل نہیں ہوگا اس واسطے کہ خمر بہشتیوں کی شراب ہے سو جب وہ اس کے پینے سے بے نصیب ہوا تو دلالت کی اس نے کہ وہ بہشت میں داخل نہیں ہوگا اور کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ وعید شدید ہے دلالت کرتی ہے اوپر محروم ہونے کے بہشت کے داخل ہونے سے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ بہشت میں شراب کہ نہریں ہیں لذت واسطے پینے والوں کے اور یہ کہ نہ اس سے ان کا سر دکھے گا اور نہ بیہوش ہوں گے سو اگر بہشت میں داخل ہو اور معلوم کرے کہ اس میں شراب ہے یا یہ کہ اس سے محروم ہے واسطے سزا کے تو لازم آئے گا واقع ہونا تشویش اور غم کا بہشت میں اور نہیں ہے تشویش بیچ اس کے اور نہ غم اور اگر اس کو ہونا اس کا بہشت میں معلوم نہ ہو اور نہ یہ کہ محروم ہو وہ اس سے واسطے سزا کے تو اس کو اس کے نہ ہونے کا غم نہ ہوگا سو اسی واسطے کہا ہے بعض اس شخص نے جو پہلے گزرا کہ وہ بہشت میں بالکل داخل نہیں ہوگا کہا اور یہ مذہب پسند نہیں ہے کہا اس نے اور محمول ہے حدیث نزدیک اہل سنت کے اس پر کہ نہ وہ اس میں داخل ہوگا اور نہ شراب پیئے گا مگر یہ کہ اللہ اس سے معاف کرے جیسا کہ باقی کبیرے گناہوں میں ہے اور وہ اللہ کی مشیت اور چاہنے میں ہے کہا اس نے اور جائز ہے کہ بہشت میں داخل ہو ساتھ معافی کے اور نہ پیئے اس میں شراب کو اور نہ اس کو اس کی خواہش ہو اگرچہ معلوم ہو اس کو موجود ہونا اس کا بہشت میں اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ جو دنیا میں ریشمی کپڑا پہنے وہ اس کو آخرت میں نہ پہنے گا اگرچہ بہشت میں داخل ہو تو اور بہشتی لوگ اس کو پہنیں گے اور وہ اس کو نہیں پہنے گا روایت کیا ہے اس کو طیالسی نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور قریب ہے اس سے حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ جو میری امت سے مر جائے اور حالانکہ وہ شراب پیتا ہو تو حرام کرتا ہے اس پر اللہ پینا اس کا بہشت میں نکالا ہے اس کو احمد نے ساتھ سند حسن کے اور تلخیص کیا ہے عیاض نے ابن عبدالبر کی کلام کو اور زیادہ کیا ہے اور احتمال اور وہ یہ ہے کہ مراد ساتھ محروم ہونے اس کے کی اس کے پینے سے یہ ہے کہ وہ ایک مدت تک بہشت سے روکا جائے گا جب چاہے گا اللہ اس کے سزا کو اور مثل اس کی ہے حدیث دوسری کہ بہشت کی بو نہ پائے گا کہا ابن عربی نے کہ ظاہر دونوں حدیثوں کا یہ ہے کہ وہ نہ پیئے گا شراب کو بہشت میں اور نہ پہنے گا ریشمی کپڑا بیچ اس کے اور یہ اس واسطے کہ

اس نے جلدی چاہا جو حکم کیا گیا ساتھ تاخیر اس کے کی اور وعدہ کیا گیا ساتھ اس کے سو محروم ہوا اس سے بیچ وقت اس کے کی مانند وارث کی اس واسطے کہ جب وہ اپنے مورث کو مار ڈالے تو محروم ہوتا ہے اس کی میراث سے واسطے جلدی کرنے اس کے کی اور ساتھ اس کے قائل ہیں چند اصحاب اور علماء اور یہ جگہ احتمال کی ہے اور محل اشکال کا اور اللہ جانتا ہے کہ کیا حال ہوگا اور تفصیل کی ہے بعض متاخرین نے سو کہا کہ جو اس کو حلال جان کر پیئے وہ اس کو کبھی نہ پیئے گا اس واسطے کہ وہ کبھی بہشت میں داخل نہیں ہوگا اور نہ داخل ہونا بہشت میں مستلزم ہے اس سے محروم ہونے کو اور جو شخص اس کو حرام جان کر پیئے تو محل خلاف کا ہے اور وہ شخص وہ ہے جو ایک مدت اس کے پینے سے محروم ہوگا اگرچہ اس کے عذاب کرنے کی حالت میں ہو سو اگر عذاب کیا جائے یا معنی یہ ہیں کہ یہ جزا اس کی ہے اگر جزا دیا جائے، واللہ اعلم۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توبہ کبیرہ گناہوں کو اتار ڈالتی ہے اور وہ بیچ توبہ کرنے کے کفر سے قطعی ہے یعنی توبہ کا کفر کو اتار ڈالنا قطعی اور یقینی بات ہے اور کفر کے سوائے اور گناہوں میں اختلاف ہے درمیان اہل سنت کے کہ کیا وہ قطعی ہے یا ظنی ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے قوی تر یہ ہے کہ وہ ظنی بات ہے اور کہا قرطبی نے کہ جو استقرا کرے شریعت کو وہ معلوم کر لے گا کہ اللہ سچی توبہ کو قطعاً قبول کرتا ہے اور سچی توبہ کے واسطے کئی شرطیں ہیں جن کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور ممکن ہے کہ استدلال کیا جائے ساتھ حدیث باب کے اوپر صحیح ہونے توبہ کے بعض گناہوں سے سوائے بعض کے اور اس حدیث میں ہے کہ وعید شامل ہے اس شخص کو جو پیئے شراب کو اگرچہ نہ حاصل ہو واسطے اس کے نشہ اس واسطے کہ مرتب کیا ہے وعید کو حدیث میں اوپر مجرد پینے کے بغیر قید کے اور اس پر اجماع ہے بیچ اس شراب کے جو بنایا جاتا ہے انگور کے نچوڑ سے اور اسی طرح اس چیز میں کہ نشہ کرے غیر اس کے سے اور لیکن جو نشہ کرے غیر اس کے سے تو حکم اس میں اسی طرح ہے نزدیک جمہور کے اور لیا جاتا ہے قول حضرت ﷺ کے سے ثم لم یتب منها کہ توبہ مشروع ہے سب عمر میں جب تک کہ حلق میں جان نہ پہنچے واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے اس پر ثم تراخی سے اور نہیں ہے جلدی کرنا طرف توبہ کی شرط اس کے قبول ہونے میں، واللہ اعلم۔ (فتح)

٥١٤٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيْلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَّلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا ثُمَّ أَخَذَ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيْلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ وَلَوْ

۵۱۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معراج کی رات بیت المقدس میں حضرت ﷺ کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک پیالہ شراب سے اور ایک پیالہ دودھ سے سو حضرت ﷺ نے ان کو دیکھا پھر دودھ کو لیا تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ سب تعریف اللہ کو جس نے آپ کو پیدائشی دین کی طرف راہ دکھلائی اور اگر آپ شراب کو لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی متابعت کی ہے اس کی ان چاروں نے زہری سے۔

أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَّابْنُ الْهَادِ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَالزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ یہ پیالے حضرت ﷺ کے سامنے بیت المقدس میں لائے گئے اور واقع ہوا ہے دوسری روایت میں کہ طرف بیت المقدس کی اور نہیں ہے صریح بیچ اس کے واسطے جائز ہونے اس بات کے کہ مراد تعیین کرنا اس رات کا ہو جس میں پیالے آپ کے سامنے لائے گئے نہ محل اس کا اور یہ جو فرمایا کہ اگر آپ شراب کو لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی تو یہ محل ترجمہ کا ہے کہا ابن عبدالبر نے احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے شراب سے نفرت کی ہو اس واسطے کہ آپ کو فراست سے معلوم ہوا کہ وہ حرام ہو جائے گی اس واسطے کہ وہ اس وقت مباح تھی اور نہیں ہے کوئی مانع جدا ہونے دو مباح چیزوں کے سے جو مشترک ہوں اصل اباحت میں اس میں کہ ایک حرام ہو جائے گا اور ایک بدستور مباح رہے گا میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ نفرت کی ہو اس سے اس واسطے کہ آپ کو اس کے پینے کی عادت نہ تھی سو موافق ہوئی طبع آپ کی کو وہ چیز جو واقع ہوگی حرام ہونے اس کے سے اس کے بعد واسطے حفاظت کے اللہ سے واسطے آپ کے اور اختیار کیا دودھ کو واسطے ہونے اس کے کی مالوف آپ کے لیے سہل ستھرا پاک رچتا پینے والوں کو سلیم عافیت والا برخلاف شراب کے بیچ ان چیزوں کے اور مراد ساتھ فطرت کے اس جگہ استقامت ہے دین حق پر اور حدیث میں مشروع ہونا حمد کا ہے وقت حاصل ہونے اس چیز کے کہ تعریف کی جائے اور دفع کرنے اس چیز کے کہ اس سے عذر کیا جائے اور یہ جو کہا کہ آپ کی امت گمراہ ہو جاتی تو احتمال ہے کہ لیا ہے اس کو طریق فال سے یا ان کو پہلے سے اس کا علم ہو اور یہ ظاہر تر ہے۔ (فتح)

٥١٤٩ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا لَّا يُحَدِّثُكُمْ بِهِ غَيْرِيْ قَالَ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَّظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَقِلَّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَآءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً قَيِّمُهُنَّ رَجُلٌ وَّاحِدٌ.

۵۱۴۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے حدیث سنی نہیں بیان کرتا تم کو اس کے ساتھ کوئی میرے علاوہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے ہے کہ جہالت یعنی بے علمی ظاہر ہوگی اور علم کم ہو جائے گا یعنی علماء مر جائیں گے اور حرام کاری ظاہر ہوگی اور شراب پی جائے گی اور مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں بڑھ جائیں گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا ایک مرد خبر لینے والا رہ جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور مراد یہ ہے کہ قیامت کی نشانیوں سے شراب کا بہت پینا

ہے مانند باقی سب چیزوں کے کہ حدیث میں مذکور ہیں۔

۵۱۵۰ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلَانِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُحَدِّثُهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَقُوْلُ كَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يُلْحِقُ مَعَهُنَّ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ فِيْهَا حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ.

۵۱۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا زنا کرنے والا جب کہ زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہے اور نہیں پیتا شراب کو جب کہ اس کو پیتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہے اور نہیں چوری کرتا چور جب کہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہے کہا ابن شہاب نے اور خبر دی مجھ کو عبدالملک نے کہ ابو بکر اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا تھا پھر کہتا کہ ابو بکر لاحق کرتا تھا ساتھ ان کے یہ لفظ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ کرتا تھا کہ نہیں اچک لیتا قدر والی چیز کو کہ لوگ اس میں اپنی آنکھوں کو اس کی طرف اٹھائیں جب کہ اچک لیتا ہے اس کو اور حالانکہ وہ ایماندار ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحدود میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور کہا ابن بطال نے کہ یہ اشد چیز ہے جو وارد ہوئی ہے بیچ شراب کے اور ساتھ اس کے استدلال کیا ہے خوارج نے سو کافر کہا ہے انہوں نے کبیرے کے مرتکب کو جو عالم اور عابد ہو ساتھ تحریم کے اور حمل کیا ہے اہل سنت نے اس جگہ ایمان کو کامل پر اس واسطے کہ گنہگار ہو جاتا ہے ناقص تر حال ایمان میں اس شخص سے کہ نہ گنہگار ہو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس کے فاعل کا انجام کار ایمان جاتا رہے جیسا کہ واقع ہوا ہے عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ بچو شراب سے کہ وہ ماں ہے پلیدیوں کی اور اس میں ہے کہ جمع نہیں ہوتا وہ اور ایمان مگر کہ قریب ہے کہ ایک اپنے ساتھی کو نکال ڈالے اخرجہ البیہقی مرفوعا کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ان حدیثوں کو جو شامل ہیں اوپر وعید شدید کے اس باب میں تاکہ ہو عوض ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وعید میں قدر زائد ہے تحریم پر۔ (فتح)

بَابُ الْخَمْرُ مِنَ الْعِنَبِ.

شراب انگور سے ہے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی ہے رد کرنا کوفیوں پر اس واسطے کہ انہوں نے انگور کے پانی اور اس کے غیر کے درمیان فرق کیا ہے سو کہا انہوں نے کہ نہیں حرام ہے غیر انگور سے مگر قدر مسکر خاص اور انہوں نے گمان کیا ہے کہ شراب خاص انگور کا پانی ہے اور بس لیکن بیچ استدلال کرنے بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے یعنی جس کو وارد کیا ہے باب میں کہ حرام ہوئی شراب اور حالانکہ مدینے میں اس سے کچھ چیز نہ تھی اس پر کہ جتنے نبیذ اس وقت تھے ان کا نام خمر رکھا جاتا تھا نظر ہے بلکہ دلالت کرنا اس کا اس پر کہ خمر خاص انگور سے ہے لائق تر ہے اس واسطے کہ اس نے کہا کہ اس سے مدینے میں کچھ چیز نہ تھی اور البتہ انگور کے سوائے اور نبیذ اس وقت مدینے میں موجود تھی سو دلالت کی اس نے اس پر کہ نبیذوں کا نام شراب نہیں رکھا جاتا مگر یہ کہ کہا جائے کہ کلام ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اتارا جاتا ہے اوپر جواب اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں ہے شراب مگر انگور سے سو کہا جائے گا کہ البتہ حرام ہوئی شراب اور حالانکہ مدینے میں انگور کی شراب سے کچھ چیز نہ تھی بلکہ تھی موجود اس میں شرابوں سے وہ چیز جو بنائی جاتی تھی کچھ کھجور اور خشک کھجور سے اور مانند اس کی اور اصحاب نے خمر کے حرام ہونے سے ان سب شرابوں کا حرام ہونا سمجھا اور اگر یہ نہ ہوتا تو نہ جلدی کرتے طرف بہانے شرابوں کے کی، میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ ہو مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس ترجمہ کے اور جو اس کے بعد ہے کہ خمر بولا جاتا ہے اس چیز پر جو بنائی جاتی ہے انگور کے نچوڑ سے اور نیز خمر بولا جاتا ہے اوپر نبیذ کچی اور خشک کھجور کے اور نیز بولا جاتا ہے اس چیز پر جو بنائی جاتی ہے شہد سے سو ان میں سے ہر ایک کے واسطے جدا جدا باب باندھا اور نہیں ارادہ کیا اس نے حصر تسمیہ کا انگور میں ساتھ دلیل اس چیز کے کہ وارد کیا ہے اس کو اس کے بعد اور احتمال ہے کہ پہلے باب سے مراد حقیقت ہو اور جو اس کے سوائے ہے اور اس کے ساتھ مجاز ہو اور اول ظاہر تر ہے اس کی کاری گری سے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ارادہ کیا ہے اس نے بیان کرنا ان چیزوں کا کہ وارد ہوئی ہیں ان میں حدیثیں اس کی شرط پر واسطے اس چیز کے کہ بنائی جاتی اس سے شراب سو شروع کیا ساتھ انگور کے واسطے ہونے اس کے متفق علیہ پھر اس کے بعد کچی اور خشک کھجور کو بیان کیا اور جو حدیث کہ وارد کی ہے اس میں انس رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہے مراد لیکن نہایت پھر تیسرا باب شہد کے ساتھ باندھا واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ کچی اور خشک کھجور کے پھر اس کے بعد عام باب باندھا جو شامل ہے اس کو اور اس کے غیر کو اور وہ یہ ہے کہ خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانکے، واللہ اعلم۔ اور اس میں اشارہ ہے طرف ضعیف ہونے اس حدیث کے کی جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع آئی ہے کہ شراب ان دو درختوں سے ہے یعنی انگور اور کھجور سے یا یہ کہ نہیں مراد ہے ساتھ اس کے حصر بیچ ان دونوں کے اور نچوڑ انگور کے حرام ہونے پر اجماع ہے جب کہ جوش مارے اور گاڑھا ہو جائے کہ حرام ہے پینا اس کا تھوڑا ہو یا بہت بالاتفاق اور حکایت کی ہے ابن قتیبہ نے بعض اہل علم سے جو دیوانے ہیں کہ نہی اس سے واسطے کراہت کے ہے اور یہ قول ہے چھوڑا گیا نہیں التفات ہے طرف قائل اس کے کی اور حکایت کی ہے

ابونحاس نے ایک قوم سے کہ حرام وہ چیز ہے جس کے حرام ہونے پر اجماع ہے اور جس میں اختلاف ہے وہ حرام نہیں اور یہ بڑی بات ہے لازم آتا ہے اس سے حلال ہونا ہر اس چیز کا جس کے حرام ہونے میں اختلاف ہے اگرچہ خلاف کی سند واہی ہو اور نقل کیا ہے طحاوی نے بیچ اختلاف علماء کے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ شراب ہے تھوڑا اس کا اور بہت اس کا اور نشہ والی چیز اس کے غیر سے حرام ہے اور نہیں مانند حرام ہونے شراب کے کی اور نبیذ جو پکایا گیا ہو نہیں ڈر ہے ساتھ اس کے خواہ کسی چیز سے ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام اس سے وہ قدر ہے جو نشہ لائے اور ابو یوسف سے ہے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ نقیع کے ہر چیز سے اگرچہ جوش مارے مگر منقہ اور خشک کھجور اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو محمد نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ جو چیز کہ بہت پینے سے نشہ لائے سو محبوب تر میری طرف یہ ہے کہ میں اس کو نہ پیتا ہوں نہ حرام کہتا ہوں کہا ثوری نے کہ مکروہ رکھتا ہوں نقیع تمر کو اور نقیع منقہ کو جب کہ جوش مارے اور نقیع شہد کا نہیں ڈر ہے اس کے ساتھ۔ (فتح)

٥١٥١ ۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ هُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَمَا بِالْمَدِيْنَةِ مِنْهَا شَيْءٌ.

٥١٥١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ البتہ حرام ہوئی شراب اور حالانکہ اس سے مدینے میں کچھ چیز نہ تھی۔

فائدہ: احتمال ہے کہ نفی کی ہو اس کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھ مقتضا اس چیز کے کہ ان کو معلوم تھی یا ارادہ کیا ہو مبالغہ کا بسبب کم ہونے اس کے کی اس وقت مدینے میں سو بولا نفی کو واسطے مبالغہ کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول انس رضی اللہ عنہ کا جو مذکور ہے باب میں کہ ہم نہ پاتے تھے شراب انگور کی مگر تھوڑی اور احتمال ہے کہ ہو مراد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور نہیں تھی اس سے مدینے میں کچھ چیز یعنی نچوڑی جاتی اور پہلے گزر چکا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تفسیر میں کہ اترا حرام ہونا شراب کا اور البتہ مدینے میں اس وقت پانچ قسم کی شراب تھی نہ تھی ان میں شراب انگور کی اور حمل کیا ہے اس نے اس چیز پر کہ مدینے میں بنائی جاتی تھی نہ اس چیز پر جو اس کی طرف کھینچی جاتی تھی اور قول عمر رضی اللہ عنہ کا کہ اترا حرام کرنا شراب کا اور حالانکہ وہ پانچ چیزوں سے تھی سو ان کے معنی یہ ہیں کہ وہ بنائی جاتی تھی اس وقت ان پانچ چیزوں سے جو مذکور ہیں شہروں میں نہ خاص مدینے میں کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٥١٥٢ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا

٥١٥٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حرام ہوئی ہم پر شراب جب کہ حرام ہوئی اور نہیں پاتے تھے ہم مدینے میں شراب انگور کی مگر تھوڑی اور ہماری اکثر شراب کچی اور خشک

الْخَمْرُ حِيْنَ حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ يَعْنِيْ بِالْمَدِيْنَةِ خَمْرَ الْأَعْنَابِ إِلَّا قَلِيْلًا وَعَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ.

کھجور سے تھی۔

فائدہ: یعنی نبیذ جو شراب ہو جاتی تھی وہ اکثر کچی اور خشک کھجور سے بنائی جاتی تھی اور بسر اور تمر مجاز ہے شراب سے جو ان دونوں سے بنائی جاتی تھی یا اس میں حذف ہے تقدیر اس کی کہ عامہ اصل شراب کا اور آئندہ باب میں انس رضی اللہ عنہ سے آئے گا کہ حرام ہوئی شراب اور شراب اس وقت کچی کھجور کی تھی اور روایت کی ہے نسائی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منقہ اور خشک کھجور یہی ہے شراب اور اس کی سند صحیح ہے اور ظاہر اس کا حصر ہے لیکن مراد مبالغہ ہے اور وہ بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ مدینے میں موجود تھی کما تقدم فی حدیث انس رضی اللہ عنہ اور کہا گیا ہے کہ مراد انس رضی اللہ عنہ کی رد کرنا ہے اس شخص پر جو خاص کرتا ہے شراب کے نام کو ساتھ اس چیز کے کہ بنائی جاتی ہے انگور سے اور کہا گیا کہ مراد اس کی ہے کہ حرام ہونا نہیں خاص ہے ساتھ اس شراب کے جو بنائی جاتی ہے انگور سے بلکہ ہر شراب اس کو تحریم میں شریک ہے اور ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور یہ ظاہر تر ہے، واللہ اعلم۔

٥١٥٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَامَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ.

۵۱۵۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے سو کہا بعد حمد اور صلوۃ کے اترا حرام کرنا شراب کا اور حالانکہ وہ پانچ چیزوں سے تھی انگور سے اور خشک کھجور سے اور شہد سے اور گندم سے اور جو سے اور شراب وہ ہے جو عقل کو ڈھانکے۔

بَابٌ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنَ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ.

اترا حرام ہونا شراب کا اور حالانکہ وہ کچی اور خشک کھجور سے تھی یعنی بنائی جاتی تھی یا پکڑی جاتی تھی۔

٥١٥٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَسْقِيْ أَبَا عُبَيْدَةَ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ مِّنْ فَضِيْخِ زَهْوٍ وَتَمْرٍ فَجَآءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ

۵۱۵۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابو عبیدہ اور ابوطلحہ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہم کو کچی اور خشک کھجور کی شراب پلاتا تھا سو ان کے پاس کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ البتہ شراب حرام ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اٹھ اے انس! سو اس کو بہا ڈال سو میں نے اس کو بہا ڈالا۔

حُرِّمَتْ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ قُمْ يَا أَنَسُ فَأَهْرِقْهَا فَأَهْرَقْتُهَا.

فائدہ: فضیخ نام ہے کچی کھجور کا جب کہ توڑ کر بھگوئی جائے اور زہو کچی کھجور کو کہتے ہیں جو سرخ یا زرد ہو پہلے اس سے کہ پکے اور کبھی بولا جاتا ہے فضیخ اوپر خلیط کچی اور پکی کھجور کے جیسے کہ بولا جاتا ہے اوپر خلیط بسر اور تمر کے اور کبھی صرف خشک کھجور پر بولا جاتا ہے جیسا کہ باب کی اخیر روایت میں ہے اور واقع ہوا ہے نزدیک احمد کے انس رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں تھی شراب ان کی اس وقت مگر کچی اور خشک کھجور اس حال میں کہ دونوں ملی ہوئی تھیں اور واقع ہوا ہے مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے کہ پلاتا تھا میں ان کو پکھال سے کہ اس میں بسر اور تمر کا خلیط تھا اور یہ جو کہا کہ ان کے پاس کوئی آنے والا آیا تو ایک روایت میں ہے کہ میں ان کو پلاتا تھا یہاں تک کہ شراب نے ان میں اثر کیا اور ان کے سر جھکنے لگے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارنے والے کو حکم کیا سو اس نے پکارا اور ایک روایت میں ہے کہ اچانک میں نے دیکھا کہ کوئی پکارنے والا پکارتا ہے کہ بے شک شراب حرام ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نکل اور دیکھ کیسی آواز ہے؟ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ کیا تم کو خبر پہنچی؟ انہوں نے کہا اور وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ البتہ شراب حرام ہوئی اور احتمال ہے کہ پکارنے والا یہی مرد ہو اور احتمال ہے کہ اس کا غیر ہو اور منادی سے سن کر ان کو خبر دی ہو اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قسم ہے اللہ کی نہ سوال کیا انہوں نے اس سے اور نہ پھر پیا اس کو بعد خبر دینے مرد کے اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں سو جاری ہوئی شراب مدینے کے کوچوں میں اور اس میں اشارہ ہے طرف پے در پے بہانے مسلمانوں کے شراب کو جس جس کے پاس تھی یہاں تک کہ جاری ہوئی کوچوں میں کثرت سے کہا قرطبی نے تمسک کیا ہے ساتھ اس زیادتی کے اس شخص نے جو قائل ہے کہ انگور کی شراب ناپاک نہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے پاخانہ پھرنے سے راہوں میں سو اگر وہ شراب حرام ہوتی تو نہ برقرار رکھتے ان کو اوپر بہانے اس کے کی راہوں میں یہاں تک کہ جاری ہو اور جواب یہ ہے کہ قصد ساتھ بہانے کے تھا واسطے مشہور کرنے تحریم اس کی کے سو جب تحریم اس کی مشہور ہوئی تو یہ ابلغ ہوگئی سو اٹھائے گی ملکے مفسدے کو دونوں سے واسطے حاصل ہونے مصلحت کے جو حاصل ہونے والی ہے اشتہار سے اور احتمال ہے کہ بہائی گئی ہو نیچے راہوں میں اس طور سے کہ گرے گڑھوں اور نالوں میں سو ہلاک ہو اور تائید کرتی ہے اس کی وہ روایت جو روایت کی ہے ابن مردویہ نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ سند جید کے بیچ قصے بہانے شراب کے کہا سو بہائی گئی شراب یہاں تک کہ نالے کے اندر اتری اور تمسک ساتھ عموم امر کے ساتھ پرہیز کرنے کے اس سے کافی ہے بیچ قول کے ساتھ ناپاک ہونے اس کے کی۔ (فتح)

٥١٥٥ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ

٥١٥٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قوم میں

أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيهِمْ عُمُومَتِي وَأَنَا أَصْغَرُهُمُ الْفَضِيخَ فَقِيلَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَالُوا أَكْفِئْهَا فَكَفَأْتُهَا قُلْتُ لِأَنَسٍ مَا شَرَابُهُمْ قَالَ رُطَبٌ وَبُسْرٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ وَكَانَتْ خَمْرَهُمْ فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ.

کھڑا تھا اپنے چچوں کو پلاتا تھا فضیخ کہ کچی کھجور کی شراب کا نام ہے اور میں ان سب میں چھوٹا تھا سو کہا گیا کہ حرام ہوئی شراب سوانہوں نے کہا کہ الٹا دے شراب کے برتنوں کو سو ہم نے ان کو الٹایا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ان کی شراب کیا تھی کہ تازہ کھجوریں اور خشک کھجوریں؟ سو کہا ابوبکر بن انس نے کہ تھی فضیخ شراب ان کی اس وقت اور حدیث بیان کی مجھ سے میرے بعض اصحاب نے کہ اس نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ اس وقت ان کی شراب فضیخ تھی۔

فائدہ: اس کے معنی یہ ہیں کہ ابوبکر بن انس حاضر تھا نزدیک انس رضی اللہ عنہ کے جب کہ انس رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ حدیث بیان کی سو شاید انس رضی اللہ عنہ نے اس وقت ان کو یہ زیادتی بیان نہ کی یا بھول سے یا اختصار سے سو ذکر کیا اس کو اس کے بیٹے ابوبکر نے اور انس رضی اللہ عنہ نے اس کو اس پر برقرار رکھا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا قائل اس کا سلیمان تیمی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس کو اس وقت شراب شمار کرتا تھا اور یہ حدیث قوی تر دلیل ہے اس پر کہ خمر اسم جنس ہے واسطے ہر چیز کہ کہ نشہ لائے برابر ہے کہ ہو انگور سے یا نقیع منقہ سے یا خشک کھجور سے یا شہد سے یا اس کے غیر سے اور بہر حال یہ جو بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ خمر حقیقت ہے انگور کے پانی میں مجاز ہے اس کے غیر میں سو اگر تسلیم کیا جائے لغت میں تو لازم آتا ہے اس شخص کو جو قائل ہے ساتھ اس کے استعمال کرنا ایک لفظ کا اس کی حقیقت اور مجاز میں اور کوئی اس کے قائل نہیں ہیں اور بہر حال باعتبار شرع کے سو خمر سب شرابوں میں حقیقت ہے واسطے ثابت ہونے اس حدیث کے کہ کل مسکر خمر جو گمان کرتا ہے کہ وہ جمع ہے درمیان حقیقت اور مجاز کے اس لفظ میں تو لازم ہے اس کو کہ جائز رکھے اس کو اور اس کا جواب ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔ (فتح)

۵۱۵٦ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا يُوسُفُ أَبُو مَعْشَرٍ الْبَرَّاءُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ وَالْخَمْرُ يَوْمَئِذٍ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ.

۵۱۵٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک شراب حرام ہوئی اور شراب اس وقت کچی اور خشک کھجور سے تھی۔

فائدہ: اور روایت کیا ہے اس کو اسماعیلی نے ساتھ درازی کے اور اس کا لفظ یہ ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ اترا حرام ہونا

شراب کا سو داخل ہوا میں اپنے چند ساتھیوں پر اور وہ شراب ان کے آگے تھی سو میں نے ان کو اپنا پاؤں مارا سو میں نے کہا کہ چلو کہ شراب حرام ہوئی اور ان کی شراب اس وقت کچی اور خشک کھجور تھی اور یہ فعل انس رضی اللہ عنہ سے تھا اس کے بعد کہ نکلا اور سنی آواز ساتھ حرام ہونے شراب کے پھر پھرا اور ان کو خبر دی اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے شراب کو بہایا اور بعض نے غسل کیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کی خوشبو لگائی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو اچانک دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت پڑھتے ہیں ﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ﴾ الآیة اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ شراب کا پینا مباح تھا نہ نہایت تک پر حرام ہوا اور بعض نے کہا کہ مباح تھا پینا نہ نشہ جو دور کرنے والا ہو عقل کو اور حکایت کیا ہے اس کو ابو نصر نے قفال سے اور مبالغہ کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں سو کہا جو کہتا ہے اس کو بعض وہ شخص جو نہیں تحصیل ہے نزدیک اس کے کہ نشہ کا ہمیشہ حرام ہونا باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں اور حالانکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نہ قریب جاؤ نماز کے اور حالانکہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ جانو جو کہتے ہو اس واسطے کہ یہ تقاضا کرتی ہے وجود نشہ کو یہاں تک کہ پہنچے حد مذکور تک اور منع کیے گئے نماز سے اس حال میں نہ اس کے غیر میں سو اس نے دلالت کی اس پر کہ وہ واقع تھا یعنی نشہ بھی مباح تھا اور تائید کرتا ہے اس کی قصہ حمزہ کا اور دو اونٹنیوں کا اور بنا بر اس کے پس کیا وہ مباح تھا ساتھ اصل کے یا ساتھ شرع کے پھر منسوخ ہوا اس میں دو قول ہیں اور راجح اول قول ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو شراب کہ بنائی جائے غیر انگور سے اس کا نام خمر رکھا جاتا ہے وسیاتی بحثه قریبا انشاء اللّٰہ تعالٰی اور اس پر پر کہ جو نشہ والی چیز کہ پکڑی جائے غیر انگور سے حرام ہے پینا تھوڑے اس کے کا جیسا کہ حرام ہے پینا تھوڑے کا انگور کی شراب سے جب کہ نشہ لائے بہت اس کا اس واسطے کہ اصحاب نے سمجھا شراب کے بچنے کے امر سے حرام ہونا اس چیز کا کہ بنائی جاتی ہے واسطے نشہ کے سب قسموں سے اور نہ تفصیل پوچھی اور یہی مذہب ہے جمہور علماء کا اصحاب اور تابعین سے اور مخالفت کی ہے اس میں حنفیہ نے اور جو قائل ہے ساتھ قول ان کے کی کوفے والوں سے سو کہا انہوں نے کہ حرام ہے شراب انگور کی تھوڑی ہو یا بہت مگر جب کہ پکائی جائے بنا بر تفصیل کے کہ اس کا بیان آئندہ آئے گا کہ وہ حلال ہے اور البتہ منعقد ہو چکا ہے اجماع اس پر کہ تھوڑا انگور کے شراب سے حرام ہے تھوڑا اس کا اور بہت اس کا اور اس پر کہ علت بیچ حرام ہونے تھوڑے اس کے کی ہونا اس کا ہے کہ وہ باعث ہے طرف پینے بہت اس کے کی سو لازم آتا ہے یہ اس شخص پر جس نے فرق کیا ہے حکم میں درمیان شراب انگور کے اور درمیان شراب غیر اس کے سو کہا اس نے انگور کی شراب میں کہ حرام ہے اس سے تھوڑا اور بہت مگر جب کہ پکایا جائے اور بیچ اس شراب کے کہ اس کے غیر سے بنایا جائے نہیں حرام ہے اس سے مگر وہ قدر کہ نشہ لائے اور جو اس سے کم ہو وہ حرام نہیں سو فرق کیا ہے انہوں نے درمیان دونوں کے ساتھ دعویٰ مغایرت کے نام میں باوجود ایک ہونے علت کے بیچ دونوں کے اس واسطے کہ ہر وہ چیز کہ مقدر کی جائے انگوری شراب میں وہ مقدر کی جاتی

اس شراب میں جو اس کے غیر سے ہو کہا قرطبی نے کہ یہ اونچی قسم قیاس کی ہے واسطے مساوی ہونے فرع کے اس میں اصل کو بیچ سب صفتوں اس کی کے باوجود موافق ہونے اس کے کی بیچ اس کے واسطے ظاہر نصوص صحیحہ کے، واللہ اعلم۔ کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ بعض لوگوں نے مجھ سے کہا کہ شراب حرام ہے اور نشہ ہر شراب سے حرام ہے اور نہیں حرام ہے مسکر اس سے یہاں تک کہ نشہ لائے اور نہیں حد مارا جاتا پینے والا اس کا سو میں نے کہا کہ کس طرح مخالفت کی ہے تو نے اس چیز کو کہ آئی ہے حضرت ﷺ سے پھر عمر رضی اللہ عنہ سے پھر علی رضی اللہ عنہ سے اور نہیں کہا ہے کسی نے اصحاب سے خلاف اس کا کہا اس نے اور روایت کی ہم نے عمر رضی اللہ عنہ سے، میں کہتا ہوں اور اس کی سند میں مجہول ہے نزدیک اس کے سو نہیں حجت ہے بیچ اس کے کہا بیہقی نے کہ اشارہ کیا ہے طرف روایت سعید کے کہ اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے سطیحہ سے شراب پی سو اس کو نشہ ہوا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو کوڑے مارے اس نے کہا کہ میں نے تیرے سطیحہ سے شراب پی کہا میں تجھ کو نشہ پر مارتا ہوں بخاری وغیرہ نے کہا کہ سعید معروف نہیں پھر ذکر کیا بیہقی نے ان حدیثوں کو جو آئی ہیں بیچ توڑنے نبیذ کے ساتھ پانی کے ان میں سے حدیث ہمام بن حارث کی ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ وہ سفر میں تھے سو ان کے پاس نچوڑ لایا گیا انہوں نے اس سے پیا سو ناک چڑھائی پھر کہا کہ طائف کے نبیذ کے واسطے تیزی ہوتی ہے پھر پانی منگوا کر اس پر ڈالا پھر پی اور اس کی سند قوی ہے اور وہ صحیح تر چیز ہے جو وارد ہوئی بیچ اس کے اور نہیں ہے یہ نص بیچ اس کے کہ وہ حد نشہ کو پہنچ گئی تھی سو اگر نشہ نہ لانے کی حد کو پہنچی ہوتی تو نہ ہوتا ڈالنا پانی کا اس پر دور کرنے والا واسطے حرام ہونے اس کے کو اور البتہ اقرار کیا ہے طحاوی نے ساتھ اس کے سو کہا اس نے کہ اگر تحریم کو پہنچی ہوتی تو البتہ حلال نہ ہوتی اگر چہ دور ہو جاتی شدت اس کی ساتھ ڈالنے پانی کے سو ثابت ہوا کہ وہ پانی ڈالنے سے پہلے حرام نہیں تھی۔ میں کہتا ہوں اور جب وہ نشہ لانے کی حد کو نہ پہنچے تو نہیں اختلاف ہے اس میں کہ مباح ہے پینا اس کا خواہ تھوڑا ہو یا بہت سو دلالت کی اس نے کہ ناک چڑھانا ان کا واسطے اس چیز کے تھا سوائے نشہ لانے کے کہا بیہقی نے کہ حمل کرنا ان شرابوں کا اس پر کہ ڈرے وہ کہ متغیر ہوں اور گاڑھے ہو جائیں سو جائز رکھا انہوں نے ڈالنا پانی کا اوپر ان کے تا کہ باز رہے گاڑھے ہونے سے اولیٰ ہے حمل کرنے ان کے سے اس پر کہ وہ نشہ لانے کی حد کو پہنچ گئی تھی سو اس پر پانی کا ڈالنا اسی واسطے تھا اس واسطے کہ ملانا اس کا ساتھ پانی کے نہیں منع کرتا ہے نشہ لانے کو جب کہ نشہ لانے کی حد کو پہنچ چکے ہوں اور احتمال ہے کہ پانی ڈالنے کا سبب یہ ہو کہ وہ کھٹا ہو گیا تھا اسی واسطے ناک چڑھائی عمر رضی اللہ عنہ نے سو کہا نافع رحمہ اللہ نے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں ناک چڑھائی عمر رضی اللہ عنہ نے بسبب نشہ لانے اس کے کی جب کہ اس کو چکھا لیکن وہ سرکہ ہو گیا تھا اور عمر سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ توڑا اس کو ساتھ پانی کے واسطے شدت حلاوت اس کی کے میں کہتا ہوں اور ممکن ہے حمل دو حالتوں پر یہ جب کہ نہ ناک چڑھائی وقت چکھنے اس کے کی اور لیکن جب ناک چڑھائی سو تھا واسطے کھٹا ہونے اس کے کی اور نیز طحاوی نے حجت

پکڑی واسطے مذہب اپنے کے ساتھ اس چیز کے کہ نکالا ہے اس کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیچ قول اس کے کل مسکر حرام کہا کہ وہ شرابیں وہ ہیں جو نشہ لاتی ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ ان کے کہ وہ ضعیف ہے اس واسطے کہ متفرد ہوا ہے ساتھ اس کے حجاج بن ارطاۃ اور وہ ضعیف ہے کہا بیہقی نے کہ ذکر کیا گیا یہ واسطے ابن مبارک کے سو اس نے کہا کہ یہ باطل ہے اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب مست ہو شراب سے تو نہیں حلال ہے واسطے اس کے یہ کہ پھر کبھی اس کو پیئے میں کہتا ہوں کہ یہ بھی نسائی میں ہے پھر روایت کی ہے نسائی نے ابن مبارک سے کہا کہ نہیں پائی میں نے اس میں رخصت وجہ صحیح سے مگر نخعی سے اور روایت کی ہے نسائی اور اثرم نے ابو مسعود سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس ہوئی اور حالانکہ آپ طواف کرتے تھے سو آپ کے پاس سقایہ سے نبیذ لائی گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ناک چڑھائی سو کسی نے کہا کہ کیا وہ حرام ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زمزم کے پانی کا ڈول لاؤ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پانی ڈالا اور اس کو پیا کہا اثرم نے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے کوفیوں نے واسطے مذہب اپنے کے اور نہیں حجت ہے بیچ اس کے اس واسطے کہ ان کا اتفاق ہے اس پر کہ نبیذ جب گاڑھی ہو بغیر پکانے کے تو نہیں حلال ہے پینا اس کا سو اگر گمان کریں کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا وہ اسی قبیل سے تھا تو البتہ منسوب کیا انہوں نے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آپ نے سکر کو پیا اور اللہ کی پناہ ہے اس سے اور اگر گمان کریں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناک چڑھائی تھی اس کی کھٹائی سے تو نہ ہوگی اس میں واسطے ان کے حجت اس واسطے کہ نقیع جب تک گاڑھا نہ ہو تو اس کا بہت اور تھوڑا حلال ہے بالاتفاق میں کہتا ہوں اور البتہ ضعیف کیا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور کو نسائی اور احمد اور عبدالرحمٰن وغیرہم نے واسطے متفرد ہونے یحییٰ بن یمان کے ساتھ مرفوع ہونے اس کے کی پھر روایت کی ہے نسائی نے ابن مبارک سے کہ نہیں پائی میں نے رخصت بیچ اس کے وجہ صحیح سے مگر نخعی سے قول اس کا۔ (فتح)

بَابُ الْخَمْرُ مِنَ الْعَسَلِ وَهُوَ الْبِتعِ.

باب ہے بیچ بیان شراب کے شہد سے اور وہ تبع ہے یعنی جو شراب کے شہد سے بنائی جائے اس کو تبع کہتے ہیں

وَقَالَ مَعْنٌ سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنِ الْفُقَّاعِ فَقَالَ إِذَا لَمْ يُسْكِرْ فَلَا بَأْسَ.

اور کہا ابن معن نے کہ پوچھا میں نے مالک بن انس کو فقاع سے تو انہوں نے کہا کہ جب نشہ نہ لائے تو نہیں ڈر ہے ساتھ اس کے۔

فائدہ: فقاع ایک شراب کا نام ہے جو کبھی شہد سے بنائی جاتی ہے اور اکثر منقی سے بنائی جاتی ہے اور حکم اس کا حکم باقی نبیذوں کا ہے جب تک کہ تازہ ہو جائز ہے پینا اس کا جب تک کہ نہ گاڑھا ہو اور یہ جو کہا کہ جب نشہ نہ لائے تو اس کے ساتھ کوئی ڈر نہیں لیکن جب نشہ لائے تو حرام ہے تھوڑا اس کا اور بہت اس کا۔

وَقَالَ ابْنُ الدَّرَاوَرْدِيِّ سَأَلْنَا عَنْهُ فَقَالُوا

اور کہا ابن دراوردی نے کہ ہم نے اس سے پوچھا یعنی

لَا يُسْكِرُ لَا بَأْسَ بِهِ.

حکم اس کا تو کہا انہوں نے کہ اگر نشہ نہ لائے تو اس کا کوئی ڈر نہیں۔

فائدہ: نہیں پہچانتا میں ان لوگوں کو جن سے دراوردی نے پوچھا تھا لیکن ظاہر یہ ہے کہ وہ فقہاء مدینے کے ہیں اس کے زمانے میں اور وہ شریک ہے مالک کو اکثر استاذوں کی ملاقات میں اور حکم فقاع میں وہ ہے جو جواب دیا انہوں نے اس کو اس واسطے کہ نہیں نام رکھا جاتا فقاع مگر جب کہ نہ گاڑھا ہو اور شاید بخاری نے ارادہ کیا ہے ساتھ ذکر کرنے اس اثر کے ترجمہ میں کہ مراد ساتھ حرام کرنے قلیل اس چیز کے کہ نشہ لائے بہت اس کا یہ ہے کہ ہو کثیر اس حالت میں نشہ لانے والا سو اگر کثیر اس حالت میں نشہ لانے والا نہ ہو تو نہیں حرام ہوتا ہے قلیل اس کا اور نہ کثیر اس کا جیسا کہ اگر انگور کو نچوڑے اور اسی وقت پی لے و سیاتی مزید ذلك انشاء اللّٰه تعالٰی۔ (فتح)

٥١٥٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ.

۵۱۵۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بتع کا حکم پوچھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شراب کہ نشہ لائے سو وہ حرام ہے۔

٥١٥٨ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ وَهُوَ نَبِيْذُ الْعَسَلِ وَكَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَشْرَبُوْنَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ.

۵۱۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتع کے حکم سے اور وہ نبیذ شہد کی ہے اور یمن والے اس کو پیتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شراب کہ نشہ لائے سو وہ حرام ہے۔

فائدہ: ظاہر اس کا یہ ہے کہ تفسیر عائشہ رضی اللہ عنہا کی کلام سے ہے اور احتمال ہے کہ اس کے نیچے کے کسی راوی کا کلام ہے اور نہیں واقف ہوا میں اوپر اسم سائل کے صریح عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں لیکن میں گمان کرتا ہوں کہ وہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہوں گے اس واسطے کہ مغازی میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف بھیجا سو پوچھا ان کو شرابوں سے جو وہاں بنائے جاتے ہیں سو فرمایا کہ وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا کہ بتع اور مرز فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز

حرام ہے میں نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بتع کیا ہے کہا کہ نبیذ شہد کا اور یہ حدیث مسلم میں اس لفظ سے ہے کہ میں نے غرض کی یا حضرت! حکم دو ہم کو دو شرابوں میں یعنی کیا حکم ہے دو شرابوں کا کہ بناتے تھے ہم ان کو یمن میں بتع شہد سے بھگویا جاتا یہاں تک کہ گاڑھا ہو اور مرز جو اور گندم سے بھگویا جاتا یہاں تک کہ گاڑھا ہو اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیئے گئے جوامع الکلم اور خواتم اس کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں منع کرتا ہوں ہر نشہ لانے والی چیز سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی قوم کو خبر دے کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور شافعی اور ابو داؤد کے نزدیک ہے کہ ابو وہب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرز کا حکم پوچھا سو جواب دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قول اپنے کے کہ ہر نشہ لانے والی شراب حرام ہے اور یہ روایت تفسیر ہے مراد کی ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باب کی حدیث میں کل شراب اسکر اور یہ کہ نہیں ارادہ کیا اس نے خاص کرنا تحریم کا ساتھ حالت نشہ لانے کے بلکہ مراد یہ ہے کہ جب اس میں صلاحیت نشہ لانے کی ہو تو حرام ہے پینا اس کا اگرچہ نہ نشہ ہو پینے والے کو ساتھ اس قدر کے کہ پیا اس سے اور لیا جاتا ہے لفظ سوال سے کہ واقع ہوا سوال حکم جنس بتع کی سے نہ اس قدر سے کہ نشہ لائے اس سے اس واسطے کہ اگر مراد سائل کی یہ ہوتی تو البتہ سوال یوں کرتا کہ خبر دو مجھ کو اس چیز سے کہ حلال ہے اس سے اور اس چیز سے کہ حرام ہے اور یہ بات معلوم ہے عرب کی زبان سے کہ جب سوال کرتے ہیں جنس سے تو کہتے ہیں هل هذا نافع او ضار مثلا یعنی کیا یہ نفع دینے والا ہے یا ضرر کرنے والا اور جب اندازے سے سوال کرتے ہیں تو کہتے ہیں کم یؤخذ منه یعنی کس قدر لیا جائے اس سے اور اس حدیث میں ہے کہ مفتی جواب دے سائل کو ساتھ زیادتی کے اس چیز سے کہ سوال کیا اس سے جب کہ ہو وہ اس قسم سے کہ سائل کو اس کی حاجت ہو اور اس حدیث میں حرام ہونا ہر نشہ والی چیز کا ہے برابر ہے کہ انگور کے نچوڑ سے بنائی گئی ہو یا اس کے غیر سے کہا مازری نے اجماع ہے اس پر کہ نچوڑ انگور کا پہلے اس سے کہ گاڑھا ہو حلال ہے اور اس پر کہ جب گاڑھا ہو جائے اور جوش مارے اور جھاگ لائے تو حرام ہے تھوڑا اس کا اور بہت اس کا پھر اگر خود بخود سرکہ ہو جائے تو حلال ہے بالاجماع سو واقع ہوئی نظر بیچ بدل ہونے ان حکموں کے وقت بنانے ان شرابوں کے سو یہ مشعر ہے ساتھ مرتبہ مرتبطہ ہونے ایک کے ساتھ دوسرے کے اور دلالت کی اس نے کہ علت حرام ہونے کی نشہ لانا ہے سو اس نے تقاضا کیا کہ جس شراب میں نشہ لانا پایا جائے حرام ہے پینا تھوڑے اس کے کا اور بہت اس کے کا اور ثابت ہو چکی ہے تصریح ساتھ اس کی حدیث کے بعض طریقوں میں سو ابوداؤد وغیرہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شراب کا کثیر نشہ لانے والا ہو اس کا قلیل بھی حرام ہے اور نیز ابوداؤد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسکر یعنی نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور وہ چیز کہ نشہ لائے اس سے فرق یعنی بقدر تین صاع کے تو اس سے ایک لپ بھی حرام ہے اور طحاوی وغیرہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو منع کرتا ہوں قلیل

اس چیز کے سے جس کا کثیر نشہ لائے اور البتہ اقرار کیا ہے طحاوی نے ساتھ صحیح ہونے ان حدیثوں کے لیکن اس نے کہا کہ ان کی تاویل میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ مراد جنس اس چیز کی ہے کہ نشہ لائے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ واقع ہو نشہ نزدیک اس کے اور تائید کرتا ہے اس کی کہ قاتل کا نام قاتل نہیں رکھا جاتا یہاں تک کہ قتل کرے اور دلالت کرتی ہے واسطے اس کے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ حرام ہے شراب تھوڑا اس کا اور بہت اس کا اور سکر ہر شراب سے میں کہتا ہوں کہ اختلاف ہے اس کے منقطع اور موصول ہونے اور اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اور بر تقدیر صحت کے ترجیح دی ہے امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے کہ روایت اس میں ساتھ لفظ مسکر کے ہے نہ سکر کے اور بر تقدیر ثابت ہونے اس کے کی وہ حدیث فرد ہے سو کس طرح معارض ہوگی ان حدیثوں کے عموم کو باوجود صحیح اور بہت ہونے ان کے کی اور علی رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی اس طرح روایت آئی ہے اور ان کی سند میں متعال ہے لیکن وہ پہلی حدیثوں کو قوت زیادہ کرتی ہیں اور کہا ابو المظفر بن سمعانی نے اور پہلے حنفی تھا پھر شافعی ہوگیا تھا کہ ثابت ہو چکی ہے حدیثیں بیچ حرام ہونے نشہ لانے والی شراب کے پھر بہت حدیثوں کو بیان کیا پھر کہا کہ حدیثیں اس باب میں بہت ہیں اور نہیں ہے کوئی راہ واسطے کسی کے بیچ پھرنے کے اس سے اور قول کے ساتھ خلاف اس کے کی کہ بے شک وہ قطعی حجتیں ہیں کہا اس نے اور البتہ پھیل گئے ہیں کوفہ والے اس باب میں اور وارد کیا ہے انہوں نے نے معلول حدیثوں کو جو نہیں معارض ہیں ان حدیثوں کو کسی حال میں اور جو گمان کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشہ دلانے والی شراب کو پیا ہے تو وہ داخل ہوا امر عظیم میں اور پھر آیا ساتھ بڑے گناہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا وہ میٹھا تھا اور نشہ لانے والا نہ تھا اور البتہ روایت کی ہے ثمامہ نے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبیذ کا حکم پوچھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی حبشیہ بلائی اور کہا کہ اس سے پوچھ کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے نبیذ بناتی تھی سو حبشیہ نے کہا کہ تھی میں نبیذ بناتی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مشک میں رات سے پھر اس کے منہ کو باندھ کر لٹکا دیتی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کرتے تو اس سے پیتے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے پھر کہا اس نے کہ قیاس کرنا نبیذ کا او پر شراب کے ساتھ علت نشہ لانے کے ہے اور اضطراب بھلے قیاسوں اور اوضح اس کے سے ہے اور جو مفاسد کہ شراب میں پائے جاتے ہیں وہ نبیذ میں بھی پائے جاتے ہیں اور اسی قسم سے ہے کہ علت نشہ لانے کی شراب میں واسطے ہونے بہت اس کے کی کہ بلاتا ہے طرف کثیر کی موجود ہے نبیذ میں اس واسطے کہ نشہ مطلوب ہے عموم پر اور نبیذ نزدیک ان کے وقت نہ ہونے شراب کے قائم ہوتا ہے مقام شراب کے اس واسطے کہ حاصل ہونا فرح اور طرب کا موجود ہے بیچ ہر ایک کے دونوں سے اگرچہ نبیذ یعنی شیرہ کھجور کا میلا اور گاڑھا ہوتا ہے اور شراب پتلی اور صاف ہوتی ہے لیکن طبع اٹھاتی ہے اس کو نبیذ میں جیسے کہ اٹھاتی ہے تلخی کو شراب میں واسطے طلب کرنے نشہ کے کہا اور حاصل کلام کا سو نصوص جو تصریح کرنے والے ہیں ساتھ حرام ہونے ہر نشہ لانے والی

چیز کے قلیل ہو یا کثیر بے پرواہ کرنے والی ہیں قیاس سے، واللہ اعلم۔ اور البتہ کہا ابن مبارک نے کہ نہیں صحیح ہوئی بیچ حلال ہونے نبیذ کے جس کا بہت نشہ لائے اصحاب سے کچھ چیز اور نہ تابعین سے مگر ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اور البتہ ثابت ہو چکی ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی **کل شراب اسکر فھو حرام** یعنی جو شراب کہ نشہ لائے سو وہ حرام ہے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے ابو وائل کے طریق سے کہ تھے ہم داخل ہوتے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر سو پلاتے ہم کو نبیذ شدید سو جواب اس سے تین وجہ سے ہے ایک یہ کہ اگر حمل کیا جائے ظاہر پر تو نہ ہوگا معارض واسطے ان حدیثوں کے جو ثابت ہیں بیچ حرام ہونے ہر نشہ والی چیز کے دوسرا یہ کہ ثابت ہو چکا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حرام کرنا نشہ لانے والی چیز کا قلیل اس کا اور کثیر اس کا سو جب اختلاف ہوا اس سے نقل میں تو ہوگا قول اس کا جو موافق ہے واسطے قول اس کے بھائیوں کے اصحاب سے باوجود موافق ہونے اس کے ساتھ حدیث مرفوع کے اولیٰ ہے تیسرا یہ کہ احتمال ہے کہ مراد شدت سے اس کی شیرینی کی شدت ہو یا کھٹائی کی شدت ہو سو نہ ہوگی اس میں حجت بالکل اور ابو جعفر نے ابن معین سے نقل کی ہے کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی **کل شراب اسکر فھو حرام** اصح چیز ہے اس باب میں اور اس میں تعاقب ہے اس شخص پر جو نقل کرتا ہے ابن معین سے کہ اس نے کہا کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور البتہ ذکر کیا ہے زیلعی نے بیچ تخریج احادیث ہدایہ کے اور حالانکہ اس کو ان میں اکثر اطلاع ہے کہ نہیں ثابت ہوئی بیچ کسی چیز کے حدیث کی کتابوں سے نقل اس کی ابن معین سے اور کس طرح حاصل ہوتا ہے قول ساتھ ضعیف کرنے اس کے کی باوجود مخارج صحیحہ اس کے کی پھر ساتھ کثرت طریقوں اس کے کی یہاں تک کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ بیس اصحاب سے آئی ہے سو وارد کیا بہت کو ان میں سے کتاب الاشربہ میں پھر شیخ نے فتح الباری میں اس حدیث کو بہت اصحاب سے نقل کیا پھر اخیر میں کہا کہ جب جوڑی جائیں یہ حدیثیں طرف حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی تو زیادہ ہوتی ہیں تیس اصحاب سے اور اکثر حدیثیں ان سے جید ہیں اور مضمون ان کا یہ ہے کہ نہیں حلال ہے کھانا نشہ لانے والی چیز کا بلکہ واجب ہے پرہیز کرنا اس سے، واللہ اعلم۔ اور البتہ رد کیا ہے انس رضی اللہ عنہ نے اس احتمال کو کہ مائل کی ہے اس کی طرف طحاوی نے سو کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن ادریس نے سنا میں نے مختار سے کہتا تھا کہ پوچھا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سو کہا کہ منع فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزفت سے اور فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے تو میں نے اس سے کہا کہ تو نے سچ کہا کہ مسکر حرام ہے سو ایک یا دو گھونٹ پینے پر تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو بہت نشہ لائے وہ تھوڑا بھی حرام ہے اور یہ سند صحیح ہے اوپر شرط مسلم کے اور صحابی بہت پہچاننے والا ہے مراد کو اس شخص سے کہ اس کے بعد ہے اسی واسطے کہا عبداللہ بن مبارک نے جو کہا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ مطلق قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل مسکر حرام اوپر حرام ہونے اس چیز کے کہ نشہ لائے اگرچہ شراب نہ ہو سو داخل ہوگا اس میں گھاس وغیرہ اور البتہ جزم کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ساتھ اس کے کہ وہ مسکر ہے اور جزم کیا ہے اور لوگوں نے

ساتھ اس کے کہ وہ سستی لانے والا ہے اس واسطے کہ وہ پیدا کرتے ہیں ساتھ مشاہدہ کے وہ چیز جو پیدا کرتی ہے شراب طرب اور نشاط اور مداومت کرنے سے اوپر اس کے اور ڈوبنے سے بیچ اس کے اور برتقدیر اس کے کہ وہ مسکر نہیں تو البتہ ثابت ہو چکی ہے نہی ابوداؤد میں ہر مسکر اور مفتر سے یعنی سستی لانے والی چیز سے جیسے کہ بھنگ اور پوست وغیرہ ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٥١٥٩ ـ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنْتَبِذُوْا فِي الدُّبَّآءِ وَلَا فِي الْمُزَفَّتِ وَكَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يُلْحِقُ مَعَهَا الْحَنْتَمَ وَالنَّقِيْرَ.

۵۱۵۹۔ زہری سے روایت ہے کہا کہ خبر دی مجھ کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بناؤ کر و شیرہ کھجور کا کدو میں اور نہ روغنی رال والے برتن میں اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ سبز گھڑے اور کھجور کی لکڑی کے کریدے برتن کو لاحق کرتے تھے۔

فائدہ: اور روایت کی ہے مسلم نے زاذان کے طریق سے کہا کہ پوچھا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو برتنوں سے تو انہوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو ساتھ لغت اپنی کے اور تفسیر کرے اس کو واسطے ہمارے ہماری لغت میں سو کہا کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنتم سے اور وہ گھڑا ہے اور دبا سے اور وہ کدو ہے اور نقیر سے اور وہ کھجور کی جڑ ہے جو کریدی جاتی ہے اور مزفت سے اور وہ رال والا برتن ہے۔

تنبیہ: کہا مہلب نے کہ وجہ داخل کرنے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی نہی میں شیرہ بنانے سے بیچ برتنوں مذکورہ کے باب الخمر من العسل میں یہ ہے کہ شہد نہیں ہوتا ہے نشہ لانے والا مگر بعد نبیذ کرنے کے اور شہد نبیذ بنانے سے پہلے مباح ہے سو اشارہ کیا طرف پرہیز کرنے بعض اس چیز سے کہ شیرہ بنایا جائے بیچ اس کے اس واسطے کہ جلدی کرتا ہے اس کی طرف نشہ لانا۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ أَنَّ الْخَمْرَ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ مِنَ الشَّرَابِ.

باب ہے بیچ اس بیان کے کہ خمر وہ ہے جو ڈھانکے عقل کو شراب سے۔

فائدہ: اسی طرح قید کیا ہے اس کو ساتھ شراب کے اور اس پر اتفاق ہے اور نہیں وارد ہوتا ہے اس پر کہ غیر شراب کا مسکر نہیں ہوتا اس واسطے کہ کلام سوائے اس کے کچھ نہیں اس میں ہے کہ کیا اس کا نام شراب رکھا جاتا ہے یا نہیں؟

٥١٦٠ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِيْ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ التَّيْمِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَ عُمَرُ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

۵۱۶۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ پڑھا سو کہا کہ تحقیق شان یہ ہے کہ اترا احرام کرنا شراب کا اور حالانکہ وہ پانچ چیزوں سے تھی انگور سے اور کھجور سے اور گندم سے اور جو سے اور شہد سے اور

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَآءَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْعَسَلِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ وَثَلَاثٌ وَّدِدْتُّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُفَارِقْنَا حَتّٰى يَعْهَدَ إِلَيْنَا عَهْدًا الْجَدُّ وَالْكَلَالَةُ وَأَبْوَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ الرِّبَا قَالَ قُلْتُ يَا أَبَا عَمْرٍو فَشَيْءٌ يُصْنَعُ بِالسِّنْدِ مِنَ الْأُرْزِ قَالَ ذَاكَ لَمْ يَكُنْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ وَقَالَ حَجَّاجٌ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ مَكَانَ الْعِنَبِ الزَّبِيْبَ.

خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانکے اور تین احکام ہیں میں نے تمنا کی کہ نہ جدا ہوتے ہم سے حضرت ﷺ یعنی نہ فوت ہوتے یہاں تک کہ عہد کرتے ہماری طرف عہد کرنا یعنی بیان کرتے اس کو بیان شافی ایک حکم دادا کا ہے دوسرا حکم کلالہ کا تیسرا چند باب بیاج کے بابوں سے میں نے کہا اے ابوعمرو! (یہ شعبی کی کنیت ہے اور قائل ابو حیان ہے) ایک چیز ہے کہ بنائی جاتی ہے سندھ میں چاول سے؟ کہا کہ یہ یعنی بنانا شراب کا چاول سے حضرت ﷺ کے زمانے میں نہ تھا کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نہ تھا اور کہا حجاج نے حماد سے ابو حیان سے جگہ انگور کی خشک انگور۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ وہ پانچ چیزوں سے تھی تو یہ جملہ حالیہ ہے یعنی اترا حرام ہونا شراب کا بیچ حال ہونے اس کے کی کہ بنائی جاتی ہے پانچ چیزوں سے اور یہ حدیث وارد کیا ہے اس کو اصحاب مسانید اور ایوب نے بیچ احادیث مرفوعہ کے اس واسطے کہ اس کے لیے ان کے نزدیک حکم رفع کا ہے اس واسطے کہ وہ خبر صحابی کی ہے جو اترنے کی وقت موجود تھا خبر دی ہے اس نے سبب نزول اس کے سے اور البتہ خطبہ پڑھا عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے منبر پر بموجودگی کبار اصحاب وغیرہ کے نہیں منقول ہے کسی صحابی سے انکار اس کا اور ارادہ کیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ اترنے تحریم خمر کے اس آیت کو جو مذکور ہے اشربہ کی ابتدا میں اور وہ آیت مائدہ کی ہے ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ﴾ الآیۃ سو ارادہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے تنبیہ کرنے کا اس پر کہ مراد ساتھ خمر کے اس آیت میں نہیں ہے خاص ساتھ اس شراب کے کہ بنائی جاتی ہے انگور سے بلکہ شامل ہے اس چیز کو کہ بنائی جاتی ہے اس کے غیر سے اور موافق ہے اس کو حدیث انس رضی اللہ عنہ کی جو گزری کہ وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ اصحاب نے سمجھا تحریم خمر سے حرام کرنا ہر نشہ لانے والی چیز کا برابر ہے کہ انگور سے ہو یا اس کے غیر سے اور البتہ آیا ہے یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا صریح حضرت ﷺ سے سو روایت کی ہے اصحاب سنن نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ شراب انگور کے نچوڑ سے ہے اور کھجور سے اور گندم سے اور جو سے اور چنے سے اور میں منع کرتا ہوں تم کو ہر نشہ لانے والی چیز سے لفظ ابوداؤد کا ہے اور زیادہ کیا اس میں کہ نعمان رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا لوگوں پر کوفے میں اور واسطے ابوداؤد کے ہے اور وجہ سے کہ

بے شک انگور سے شراب ہے اور خشک کھجور سے شراب ہے اور شہد سے شراب ہے اور گندم سے شراب ہے اور شہد سے اور واسطے احمد رحمۃ اللہ علیہ کے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے ساتھ سند صحیح کے کہا کہ شراب انگور سے ہے اور کھجور سے اور شہد سے اور گندم سے اور جو سے اور چنے سے روایت کیا ہے اس کو ابو یعلیٰ نے اور موافق ہے یہ اس چیز کو کہ پہلے گزر چکی ہے تفسیر میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ اترا احرام ہونا شراب کا اور البتہ مدینے میں پانچ قسم کی شراب تھی نہ تھی ان میں شراب انگور کی ماخامر العقل یعنی عقل کو ڈھانکے یا خلط ملط کرے سو نہ چھوڑے اس کو اپنے حال پر اور وہ از قسم مجاز تشبیہ کے ہے اور عقل وہ آلہ تمیز کا ہے اور اسی واسطے حرام ہے جو اس کو ڈھانکے یا بدل ڈالے اس واسطے کہ دور ہوتا ہے ساتھ اس کے ادراک جو طلب کیا ہے اس کو اللہ نے اپنے بندوں سے تا کہ قائم ہوں ساتھ حقوق اس کے کی کہا کرمانی نے کہ یہ تعریف ہے باعتبار لغت کے اور بہر حال باعتبار عرف کے سو وہ وہ چیز ہے جو ڈھانکے عقل کو نچوڑ انگور سے خاص اسی طرح کہا ہے اس نے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں تھے عمر رضی اللہ عنہ بیچ مقام تعریف لغت کے بلکہ وہ بیچ مقام بیان حکم شرعی کے تھے سو گویا کہ انہوں نے کہا کہ وہ خمر کہ واقع ہوا ہے حرام ہونا اس کا بیچ زبان شرع کے وہ ہے جو عقل کو ڈھانکے علاوہ ازیں اہل لغت کو بھی اس میں اختلاف ہے جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا اور تسلیم کیا جائے کہ خمر لغت میں خاص ہے ساتھ اس شراب کے جو بنائی جائے انگور سے تو ہم کہتے ہیں کہ اعتبار ساتھ حقیقت شرعی کے ہے اور البتہ پے در پے وارد ہو چکی ہیں حدیثیں اس پر کہ جو نشہ والی چیز کہ بنائی جائے غیر انگور سے نام رکھا جاتا ہے اس کا شراب اور حقیقت شرعی مقدم ہے حقیقت لغوی پر اور البتہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ شراب ان دونوں درختوں سے ہے کھجور سے اور انگور سے کہا بیہقی نے کہ نہیں ہے مراد حصر کرنا بیچ دونوں کے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ شراب ان دونوں کے سوائے اور چیزوں سے بھی بنائی جاتی ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ خمر شرعا نہیں خاص نہیں ہے ساتھ اس شراب کے کہ بنائی جاتی ہے انگور سے میں کہتا ہوں اور ٹھہرایا ہے طحاوی نے ان حدیثوں کو آپس میں معارض اور وہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ خمر دو چیزوں سے ہے ساتھ حدیث عمر رضی اللہ عنہ کے اور جو ان کے موافق ہے کہ شراب بنائی جاتی ہے غیر ان دونوں کے سے اور اسی طرح حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ حرام ہوئی شراب اور حالانکہ اس سے مدینے میں کچھ چیز نہ تھی اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور بیان اختلاف الفاظ اس کے کا ایک لفظ اس کا یہ ہے کہ شراب حرام ہوئی اور شراب ان کی فضیخ تھی اور ایک لفظ اس کا یہ ہے کہ ہم اس کو اس وقت شراب گنتے تھے کہ جس دن شراب حرام ہوئی اس وقت کچی اور خشک کھجور سے بنائی جاتی تھی سو جب اصحاب نے اس میں اختلاف کیا تو پایا ہم نے اتفاق امت کا اس پر کہ نچوڑ انگور کا جب کہ گاڑھا ہو اور جوش مارے اور جھاگ لائے تو وہ شراب ہے اور اس کا حلال جاننے والا کافر ہے تو دلالت کی

اس نے اس پر کہ نہیں عمل کیا انہوں نے ساتھ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ اگر عمل کرتے ساتھ اس کے تو البتہ کافر جانتے شیرہ کھجور کے حلال جاننے والے کو سو ثابت ہوا کہ نہیں داخل ہے شراب میں وہ چیز جو بنائی جائے غیر نچوڑ انگور کے سے اور جواب اس کا یہ ہے کہ نہیں لازم آتا اس سے کہ انہوں نے شیرہ کھجور کے حلال جاننے والے کو کافر نہ کہا یہ کہ منع کریں تسمیہ خمر کا اس واسطے کہ کبھی شریک ہوتی ہیں دو چیزیں نام میں اور جدا جدا ہوتی ہیں بعض اوصاف میں باوجود اس کے کہ موافق ہے اس پر کہ حکم مسکر کا شیرہ کھجور سے حکم تھوڑے انگور کا ہے تحریم میں سو نہ باقی رہا جھگڑا مگر نام رکھنے میں اور تطبیق درمیان حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور غیر اس کے یہ ہے کہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی محمول ہے غالب پر یعنی اکثر شراب کھجور اور انگور سے بنائی جاتی ہے اور محمول ہے حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی اور جو اس کے موافق ہے اوپر ارادے تمام بیان کرنے اس چیز کے کہ معلوم تھا اس وقت سے کہ اس سے شراب بنائی جاتی ہے اور بہر حال قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا سو اوپر ارادے ثابت کرنے اس بات کے ہے کہ خمر بولا جاتا ہے اس چیز پر کہ بنائی جاتی ہے انگور سے اس واسطے کہ اترنا تحریم خمر کا نہیں موافق پڑا نزدیک اس شخص کے کہ مخاطب کیا گیا ساتھ تحریم کے اس وقت مگر اس چیز کو کہ بنائی جائے غیر انگور سے یا اوپر ارادے مبالغہ کے سو نفی کی مطلق موجود ہونے اس کے کی مدینے میں اگرچہ موجود تھا اس میں ساتھ قلت کے اس واسطے کہ یہ کم ہونا اس کا بہ نسبت کثرت اس شراب کے کہ بنائی جاتی تھی غیر انگور سے کالعدم ہے اور البتہ کہا ہے راغب نے بیچ مفردات قرآن کے کہ نام رکھا گیا خمر واسطے ہونے اس کے کی کہ ڈھانکتا ہے عقل کو اور وہ نزدیک بعض لوگوں کے نام ہے واسطے ہر نشہ والی شراب کے اور نزدیک بعض کے خاص ہے ساتھ انگوری شراب کے اور نزدیک بعض کے واسطے اس شراب کے کہ نہ پکی ہو سو ترجیح دی اس نے اس کو کہ جو چیز کہ ڈھانکے عقل کو نام رکھا جاتا ہے اس کا شراب حقیقۃً اور اسی طرح کہا ہے ابو نصر قشیری نے اپنی تفسیر میں کہ نام رکھا گیا خمر کا خمر واسطے ڈھانکنے اس کے عقل کو یا واسطے خمیر ہونے اس کے کی اور اسی طرح کہا ہے غیر واحد نے اہل لغت سے ان میں سے ابو حنیفہ دینوری اور ابو نصر جوہری اور نقل کیا گیا ہے ابن اعرابی سے کہا کہ نام رکھا گیا خمر اس واسطے کہ چھوڑا گیا یہاں تک کہ خمیر ہو گیا اور خمیر ہونا اس کا اس کی بو کا بدلنا ہے اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا ساتھ اس کے واسطے ڈھانکنے اس کے کی عقل کو ہاں جزم کیا ہے سیدہ نے محکم میں ساتھ اس کے کہ خمر حقیقۃ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے انگوری شراب کے ہے اور جو سوائے اس کے اور نشہ لانے والی چیزیں ہیں نام رکھا جاتا ہے ان کا خمر بطور مجاز کے اور کہا صاحب فائق نے بیچ اس حدیث کے ایاکم و الغبیرا فانها خمر العالم کہ وہ نبیذ حبشی کا ہے جو بنایا گیا چینی سے نام رکھا گیا غبیرا واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے غبرت سے اور قول اس کا خمر العالم یعنی مانند خمر عالم کی ہے نہیں فرق ہے درمیان اس کے اور درمیان اس کے میں کہتا ہوں اور نہیں تاویل اس کی ۔ اولیٰ قول اس شخص کے سے جو کہتا ہے کہ مراد اکثر شراب عالم کا ہے اور کہا صاحب ہدایہ نے حنفیہ سے کہ خمر یعنی شراب نزدیک ہمارے وہ

چیز ہے جو نچوڑی جائے انگور کے پانی سے جب کہ گاڑھا ہو اور وہ معروف ہے نزدیک اہل لغت کے اور اہل علم کے کہا اس نے اور کہا گیا کہ وہ اسم ہے واسطے ہر مسکر کے واسطے اس حدیث کے کہ شراب ان دونوں درختوں سے ہے اور اس واسطے کہ وہ ماخوذ ہے مخامرت عقل سے اور یہ موجود ہے ہر نشہ والی چیز میں اور واسطے ہمارے اتفاق ہے اہل لغت کا اوپر تخصیص کرنے شراب کے ساتھ انگور کے اسی واسطے مشہور ہوئی ہے استعمال اس کی بیچ اس کے اور اسی واسطے کہ حرام ہونا شراب کا قطعی ہے اور حرام ہونا اس شراب کا کہ سوائے اس کے ہے ظنی ہے کہا اور نام رکھا گیا شراب کا شراب واسطے خمیر ہونے اس کے کی نہ واسطے ڈھانکنے اس کے کی عقل کو کہا اور نہیں منافی ہے یہ ہونے نام کے کو خاص بیچ اس کے جیسے کہ نجم میں ہے کہ وہ مشتق ہے ظہور سے پھر وہ خاص ہے ساتھ ثریا کے اور جواب حجت اولیٰ سے ثابت ہونا نقل کا ہے بعض اہل لغت سے کہ جو شراب کہ انگور کے سوائے اور چیز سے بنائی جائے اس کا نام بھی خمر رکھا جاتا ہے کہا خطابی نے کہ گمان کیا ہے قوم نے کہ عرب نہیں پہچانتے خمر کو مگر انگور سے سو کہا جاتا ہے واسطے ان کے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم جنہوں نے انگور کے سوائے اور چیزوں کی شراب کو خمر نام رکھا عرب ہیں فصحا سو اگر یہ نام صحیح نہ ہوتا تو نہ بولتے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ کہا کوفیوں نے کہ خمر انگور سے ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿ اعصر خمرا ﴾ سو دلالت کی اس نے کہ شراب وہ ہے جو نچوڑ ہے نہ وہ چیز کہ بھگو کر اس کا شیرہ نکالا جائے کہا اور نہیں دلیل ہے اس میں حصر پر کہا اہل مدینہ اور تمام حجاز والے اور اہل حدیث سب نے کہ ہر نشہ لانے والی شراب خمر ہے اور حکم اس کا حکم اس چیز کا ہے کہ بنائی جائے انگور سے اور حجت ان کی یہ ہے کہ قرآن جب اترا ساتھ حرام کرنے خمر کے تو سمجھا اصحاب نے اور حالانکہ وہ اہل زبان تھے کہ جو چیز کہ نام رکھا جائے اس کا خمر داخل ہوتی ہے نہی میں سو بہایا انہوں نے اس شراب کو جو بنائی گئی تھی خشک کھجور اور تازہ کھجور سے اور نہ خاص کیا انہوں نے اس کو ساتھ اس شراب کے کہ بنائی گئی انگور سے اور برتقدیر تسلیم جب ثابت ہو چکا نام رکھنا ہر نشہ لانے والی چیز کا خمر شرع سے تو ہو گی حقیقت شرعیہ اور وہ مقدم ہے اوپر حقیقت لغوی کے اور دوسری حجت سے جواب کہ وہ چیز ہے جو پہلے گزری کہ اختلاف دو مشترک چیزوں کا حکم میں بیچ تہدید کے نہیں لازم آتا اس سے جدا ہونا ان کا نام رکھنے میں مانند زنا کی مثلا کہ وہ صادق آتا ہے مثلا اس شخص پر کہ وطی کرے ساتھ بیگانی عورت کے اور اس شخص پر جو وطی کرے اپنے ہمسائے کی عورت سے اور دوسرا زنا زیادہ تر سخت ہے پہلے سے اور اس شخص پر کہ وطی کرے اپنے محرم سے اور وہ زیادہ تر سخت ہے دونوں سے اور باوجود اس کے نام زنا کا شامل ہے تینوں کو اور نیز پس احکام فرعی نہیں شرط ہے ان میں ادلہ قطعیہ سو نہیں لازم آتا قطع سے ساتھ حرام کرنے انگوری شراب کے اور نہ قطع سے ساتھ حرام ہونے اس شراب کے کہ بنائی جائے اس کے غیر سے یہ کہ نہ ہو حرام بلکہ حکم کیا جائے گا ساتھ حرام ہونے اس کے کی جب کہ ثابت ہو طریق ظنی سے حرام ہونا اس کا اور اسی طرح نام رکھنا اس کا خمر، واللہ اعلم۔ اور جواب تیسری حجت سے ثابت ہونا نقل کا ہے اس

شخص سے جو سب لوگوں سے زیادہ تر عالم ہے ساتھ زبان عرب کے ساتھ اس چیز کہ کہ نفی کی ہے اس نے اس کی اور کس طرح جائز ہے واسطے صاحب ہدایہ کے یہ کہ کہے نہ واسطے ڈھانکنے اس کے کی عقل کو باوجود قول عمر رضی اللہ عنہ کے روبرو اصحاب کے کہ خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانکے اور شاید سند اس کی وہ چیز ہے جو دعویٰ کیا ہے اس نے اتفاق اہل لغت کے سے سو حمل کیا اس نے قول عمر رضی اللہ عنہ کے کو مجاز پر لیکن اختلاف کیا ہے اہل لغت نے بیچ نام رکھنے خمر کے خمر سو کہا ابو بکر بن انباری نے کہ نام رکھا گیا ہے خمر کا خمر اس واسطے کہ وہ عقل کو خلط ملط کر دیتی ہے کہا اور اسی قبیل سے ہے قول اس کا خامرہ الداء یعنی مخلوط ہوئی ساتھ اس کے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ ڈھانکتی ہے عقل کو اور اسی قبیل سے ہے حدیث جو قریب آنے والی ہے خمروا آنیتکم یعنی اپنے برتنوں کو ڈھانکو اور اسی قبیل سے ہے خمار عورت کا اس واسطے کہ وہ اس کے منہ کو ڈھانکتا ہے اور یہ خاص تر ہے پہلی تفسیر سے اس واسطے کہ مخالطت سے ڈھانکنا لازم نہیں آتا اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا اس واسطے کہ وہ خمیر ہو گیا یہاں تک کہ پختہ ہو گیا جیسے کہا جاتا ہے اور اسی قبیل سے ہے خمرت الرأی یعنی میں نے اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ ظاہر ہوا اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا خمر اس واسطے کہ ڈھانکا جاتا ہے یہاں تک کہ جوش مارے اور اسی قبیل سے ہے حدیث مختار کی کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خمر انگور سے ہے یا اس کے غیر سے؟ کہا کہ جو ڈھانکے تو اس سے پس وہ خمر ہے نکالا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیح کے اور نہیں ہے کوئی مانع ثابت ہونے ان سب اقوال کے سے واسطے ثابت ہونے ان کے اہل لغت سے اور زبان عرب کے ساتھ معرفت والوں سے کہا ابن عبدالبر نے کہ سب وجہیں موجود ہیں خمرت میں اس واسطے کہ شراب چھوڑی گئی یہاں تک کہ پختہ ہو گئی اور ٹھہر گئی سو جب پی گئی تو اس نے عقل کو خلط ملط کر دیا یہاں تک کہ اس پر غالب ہوئی اور اس کو ڈھانکا اور کہا قرطبی نے کہ جو حدیثیں وارد ہیں انس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بنابر صحت اور کثرت کے باطل کرتی ہیں کوفیوں کے مذہب کو جو قائل ہیں ساتھ اس کے کہ خمر نہیں ہوتا ہے مگر انگور سے اور جو اس کے سوائے اور چیز سے ہو اس کا نام شراب نہیں رکھا جاتا اور نہیں شامل ہے اس کو نام خمر کا اور یہ قول ان کا مخالف ہے واسطے لغت عرب کے اور سنت صحیح کے اور واسطے اصحاب کے اس واسطے کہ جب شراب کا حرام ہونا اترا تو سمجھا انہوں نے امر اجتناب خمر سے حرام ہونا ہر نشہ لانے والی چیز کا اور نہ فرق کیا انہوں نے درمیان اس چیز کے کہ بنائی جاتی ہے انگور سے اور درمیان اس چیز کے کہ بنائی جاتی ہے غیر اس کے سے بلکہ انہوں نے دونوں کے درمیان برابری کی اور حرام کیا انہوں نے ہر چیز کو کہ نشہ لائے قسم اس کی اور نہ توقف کیا اور نہ تفصیل طلب کی اور نہ شبہ پڑا ان پر کسی چیز میں اس سے بلکہ جلدی کی انہوں نے طرف تلف کرنے اس چیز کے کی کہ تھی غیر نچوڑ انگور سے اور وہ اہل زبان ہیں اور ان کی لغت میں قرآن اترا سو اگر ان کو اس میں کچھ تردد ہوتا تو البتہ توقف کرتے بہانے سے یہاں تک کہ طلب کرتے کشف اور تفصیل کو اور تحقیق کرتے تحریم کو واسطے اس چیز کے کہ مقرر تھی نزدیک ان کے نہی ضائع کرنے مال کی سے

سو جب انہوں نے یہ کام نہ کیا اور جلدی کی طرف ضائع کرنے اس کے کی تو ہم نے معلوم کیا کہ سمجھا انہوں نے تحریم کو بطور نص کے سو جو قائل ہے ساتھ تفریق کے ہو گیا وہ چلنے والا بیچ غیر راہ ان کے کی پھر جوڑا گیا ساتھ اس کے خطبہ عمر رضی اللہ عنہ کا ساتھ اس چیز کے کہ موافق ہے اس کو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں کہ ٹھہرایا اللہ نے حق کو ان کی زبان پر اور دل پر اور سنا اس کو اصحاب وغیرہم نے سو نہیں منقول ہے کسی ایک سے ان میں سے انکار اس کا اور جب ثابت ہوا کہ ان سب کا نام خمر رکھا جاتا ہے تو لازم آیا حرام ہونا تھوڑے اس کے کا اور بہت اس کے کا یعنی اس کا بہت بھی حرام ہے اور تھوڑا بھی حرام ہے اور البتہ ثابت ہو چکی ہیں حدیثیں صحیح بیچ اس کے پھر ذکر کیا ان کو کہا اور بہر حال حدیثیں صحابہ رضی اللہ عنہم سے جن کے ساتھ مخالف نے تمسک کیا ہے سو ان میں سے کوئی چیز صحیح نہیں ہوئی بنا بر اس کے کہ کہا عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے اور بر تقدیر ثابت ہونے کسی چیز کے اس سے سو وہ محمول ہے او پر نقیع منقی اور کھجور کے پہلے اس سے کہ داخل ہو نشہ لانے کی حد میں واسطے تطبیق کے درمیان حدیثوں کے، میں کہتا ہوں اور تائید کرتا ہے اس کو ثابت ہونا مثل اس کے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کما سیاتی اور نہیں فرق ہے حلال ہونے میں درمیان اس کے اور نچوڑ انگور کے جو نچوڑا جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو اس شراب میں ہے جو گاڑھی ہو جائے ان دونوں سے کہ جدا جدا ہوتا ہے اس میں حکم یا نہیں اور البتہ بعض شافعیوں نے کوفیوں کی موافقت کی ہے ان کے اس دعوے میں کہ نام خمر کا خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ بنائی جاتی ہے انگور سے باوجود مخالفت ان کی کے واسطے اس کے بیچ تفرقہ ان کے کی حکم میں اور باوجود قول ان کے ساتھ حرام کرنے قلیل اس چیز کے کہ نشہ لائے بہت اس کا ہر شراب سے اور نقل کیا ہے ابن رفعہ نے مزنی اور ابن ابی ہریرہ اور اکثر اصحاب سے کہ نام رکھا جاتا ہے سب کا خمر حقیقۃ اور نقل کیا ہے ابن منذر نے مثل اس کی شافعی سے اور جو قائل ہے کہ شراب انگور اور غیر انگور دونوں سے ہے عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور تابعین سے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ اور عروہ رحمہ اللہ اور حسن رحمہ اللہ اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ اور دوسرے لوگ اور یہ قول اوزاعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ اور ابن مبارک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور عام اہل حدیث کا ہے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ جس نے انگوری شراب کے سوائے اور شرابوں پر خمر کا نام حقیقۃ بولا ہے اس کی مراد حقیقت شرعیہ ہو اور جس نے اس کی نفی کی ہے اس کی مراد حقیقت لغوی ہو اور البتہ جواب دیا ہے ساتھ اس کے ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے اور کہا کہ حکم سوائے اس کے کچھ نہیں کہ متعلق ہے ساتھ اسم شرعی کے سوائے لغوی کے، واللہ اعلم اور پہلے بیان کیا ہے میں نے الزام اس شخص کا جو قائل ہے ساتھ قول اہل کوفہ کے کہ خمر حقیقت سے انگور کے پانی میں مجاز ہے اس کے غیر میں یہ کہ لازم آتا ہے ان پر یہ کہ جائز رکھیں اطلاق لفظ واحد کا اوپر حقیقت اس کی کے اور مجاز اس کی کے اس واسطے کہ اصحاب کو جب شراب کا حرام ہونا پہنچا تو بہایا انہوں نے ہر شراب کو کہ

اس پر خمر کا لفظ بولا جاتا تھا بطور حقیقت کے اور مجاز کے اور جب اس کو انہوں نے جائز نہیں رکھا تو صحیح ہوا کہ کل خمر ہے حقیقت کے اور مجاز کے اور جب اس کو انہوں نے جائز نہیں رکھا تو صحیح ہوا کہ کل خمر ہے حقیقت اور نہیں ہے کوئی جواب اس سے اور بر تقدیر ڈھیلی چھوڑنے باگ کے اور تسلیم کرنے کے کہ خمر حقیقت ہے بیچ پانی انگور کے خاص تو یہ سوائے اس کے کچھ نہیں یہ کہ باعتبار حقیقت لغوی کے ہے اور لیکن باعتبار حقیقت شرعی کے سو سب شراب ہے حقیقت واسطے اس حدیث کے **کل مسکر خمر** سو جب گاڑھا ہوگا تو شراب ہوگا اور ہر شراب حرام ہے قلیل اس کا اور کثیر اس کا اور یہ مخالف ہے ان کے قول کو وباللہ التوفیق اور یہ جو کہا کہ میں نے آرزو کی تو اس کی آرزو اس واسطے کہ کہ وہ بعید تر ہے اجتہاد کے محذور سے اور وہ خطا ہے بیچ اس کے اگرچہ ہے ثواب دیا گیا اوپر اس کے بر تقدیر واقع ہونے اس کے کی اس واسطے کہ فوت ہوتا ہے اس سے ساتھ اس کے اجر دوسرا اور عمل ساتھ نص کے اصابت محض ہے اور یہ جو کہا یہاں تک کہ عہد کرتے ہماری طرف عہد کرنا تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ نہ تھی نزدیک ان کے حضرت ﷺ سے نص بیچ اس کے اور مشعر ہے ساتھ اس کے کہ تھی پاس ان کے حضرت ﷺ سے اس چیز میں کہ خبر دی ساتھ اس کے خمر سے وہ چیز کہ نہ محتاج ہوئے ساتھ اس کے طرف کسی چیز کی سوائے اس کے یہاں تک کہ خطبہ پڑھا ساتھ اس کے اس حال میں کہ جزم کرنے والے تھے ساتھ اس کی اور یہ جو کہا کہ دادا اور کلالہ الخ تو مراد جد سے قدر اس چیز کا ہے کہ وارث ہوتا ہے اس واسطے کہ اصحاب کو اس میں بہت اختلاف ہے اور عمر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حکم کیا انہوں نے اس میں ساتھ احکام مختلف کے اور کلالہ کا بیان فرائض میں آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور بہر حال چند باب بیاج کے سو شاید یہ اشارہ ہے طرف بیاج زیادہ لینے کے اس واسطے کہ بیاج نسیہ پر تو سب اصحاب کا اتفاق ہے اور سیاق عمر رضی اللہ عنہ کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیاج کے بعض بابوں میں نص تھی سوائے بعض کے اسی واسطے آرزو کی باقی کی معرفت کی اور یہ جو کہا کہ چاول کی شراب حضرت ﷺ کے زمانے میں نہ تھی اگرچہ نہی اس سے البتہ عام ہے سب شرابوں کو سو کہا کہ خمر یعنی شراب وہ ہے جو عقل کو ڈھانکے کہا اسماعیلی نے یہ کلام اخیر دلالت کرتا ہے اس پر کہ قول اس کا **الخمر ما خامر العقل** حضرت ﷺ کی کلام سے ہے کہا خطابی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ گنا عمر رضی اللہ عنہ نے پانچ چیزوں کو جو مذکور ہیں واسطے مشہور ہونے نام ان کے کی ان کے زمانے میں اور نہ تھے سب پائے جاتے مدینے میں عام طور سے اس واسطے کہ گندم وہاں نہایت کم دستیاب تھی اور اسی طرح شہد بھی بلکہ نہایت ہی کامیاب تھا سو گنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان شرابوں کو کہ پہچانا بیچ اس کے اور ٹھہرایا اس شراب کو کہ اس کے معنی میں ہے اس چیز سے کہ بنائی جاتی ہے چاول وغیرہ سے خمر اگر ہو اس چیز سے کہ ڈھانکے عقل کو اور اس میں دلیل ہے اوپر جواز پیدا کرنے نام کے قیاس سے اور لینا اس کا طریق اشتقاق سے اسی طرح کہا ہے اور رد کیا ہے اس کو ابن عربی نے بیچ جواب اس شخص کے جو گمان کرتا ہے کہ قول حضرت ﷺ کا **کل مسکر خمر** معنی اس کے یہ ہیں کہ مثل خمر کی یعنی مثل یہاں

مقدر ہے کہا اس نے بلکہ اصل عدم تقدیر ہے اور نہیں رجوع کیا جاتا طرف تقدیر کے مگر واسطے حاجت کے سو اگر کہا جائے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محتاج ہوئے ہم اس کی طرف کہ نہیں مبعوث ہوئے حضرت ﷺ واسطے بیان اسماء کے ہم کہتے ہیں کہ بلکہ بیان کرنا اسموں کا جملہ احکام سے ہے واسطے اس شخص کے جو اس کو نہ جانتا ہو خاص کرتا کہ قطع کرے تعلق قصد کو ساتھ اس کے کہا اور نیز اگر نہ ہوتا فصیح شراب اور پکارتا پکارنے والا کہ حرام ہوئی شراب تو نہ جلدی کرتے طرف بہانے اس کے کی اور نہ سمجھتے کہ وہ داخل ہے بیچ مسمی شراب کے اور حالانکہ وہ فصیح اللسان تھے اگر کہا جائے کہ یہ ثابت کرنا اسم کا ہے ساتھ قیاس کے ہم کہتے ہیں کہ وہ ثابت کرنا لغت کا ہے لغت والوں سے اس واسطے کہ اصحاب فصیح تھے سمجھا انہوں نے شرع سے جو سمجھا لغت سے اور سمجھا انہوں نے لغت سے جو سمجھا شرع سے اور ذکر کیا ہے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حجت پکڑی ہے بعض کوفیوں نے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ساتھ سند جید کے اور بہر حال خمر سو حرام ہے نہیں کوئی راہ طرف اس کی اور بہر حال جو سوائے اس کے اور شراب ہے سو ہر نشہ والی چیز حرام ہے کہا اور جواب اس کا یہ ہے کہ ثابت ہو چکا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے کہا کل مسکر خمر یعنی ہر لانے والی خمر ہے سو انگوری شراب کا نام خمر رکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خمر کا نام اس میں بند ہو اور کسی چیز کو خمر نہ کہا جائے اور نیز اس طرح حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ حرام ہوئی شراب اور حالانکہ اس سے مدینے میں کچھ چیز نہ تھی مراد ان کی وہ شراب ہے جو انگور سے بنائی گئی ہو اور نہیں ہے مراد ان کی یہ کہ اس کے سوائے اور شراب کا نام خمر نہیں رکھا جاتا ساتھ دلیل دوسری حدیث اس کی کے اترا حرام ہونا شراب کا اور حالانکہ مدینے میں پانچ قسم کی شراب تھی سب کو خمر کہا جاتا تھا نہ تھی ان میں شراب انگور کی اور اس حدیث میں فائدے ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے ذکر کرنا احکام کا ہے منبر پر تا کہ مشہور ہو سننے والوں میں اور ذکر کرنا اما بعد کا بیچ اس کے اور تنبیہ اوپر شرابت عقل کے اور فضیلت اس کی کے اور آرزو کرنا خیر کا اور آرزو کرنا بیان کا واسطے احکام کے۔ (فتح)

٥١٦١ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ الْخَمْرُ يُصْنَعُ مِنْ خَمْسَةٍ مِّنَ الزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْعَسَلِ.

۵۱۶۱۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شراب بنائی جاتی ہے پانچ چیز سے خشک انگور سے اور کھجور سے اور گندم سے اور جو سے اور شہد سے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْمَنْ يَّسْتَحِلُّ الْخَمْرَ وَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو حلال جانتا ہے شراب کو اور نام رکھتا ہے اس کا غیر نام اس کے کی یعنی

اس کا کوئی اور نام رکھتا ہے۔

وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ الْكِلَابِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَنْمٍ الْأَشْعَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عَامِرٍ أَوْ أَبُوْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ وَاللّٰهِ مَا كَذَبَنِيْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِيْ أَقْوَامٌ يَّسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَّهُمْ يَأْتِيْهِمْ يَعْنِي الْفَقِيْرَ لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُوْنَ ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ آخَرِيْنَ قِرَدَةً وَّخَنَازِيْرَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

ابو عامر یا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ البتہ میری امت سے کچھ لوگ ہوں جو حلال جانیں گے زنا کو اور ریشمی کپڑے کو اور شراب کو اور معازف یعنی راگ سرور اور ناچ رنگ کے آلات اور باجوں کو مانند طبل اور نقارے اور بربط اور طنبور وغیرہ کی اور البتہ اتریں گے چند لوگ اونچے پہاڑ کے پہلو میں اور چرواہا ان کے مویشی ان کے پاس شام کو چرا لائے گا کوئی محتاج ان کے پاس کسی حاجت کے واسطے آئے گا تو وہ کہیں گے کہ کل ہمارے پاس پھر آنا یعنی آج نہیں کل کچھ دیں گے سو اللہ ان کو رات کے وقت ہلاک کر ڈالے گا اور پہاڑ کو ان پر گرائے گا اور صورت بدل دے گا ان کی بندر اور سور قیامت تک۔

فائدہ: ذکر کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ گویا کہ مراد ساتھ امت کے وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو ان کا نام رکھائے اور حلال جانے واسطے ان کے اس چیز کو کہ نہیں حلال ہے واسطے ان کے سو وہ کافر ہے اگر ظاہر کرے اس کو اور منافق ہے اگر چھپائے اس کو یا وہ شخص کہ مرتکب ہو حرام چیزوں کا کھلم کھلا ہلکا جان کر سو وہ قریب ہے کفر کے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہلائے اس واسطے کہ اللہ زمین میں نہیں دھنسائے گا اس شخص کو جس پر اس کی رحمت معاد میں عود کرے اسی طرح کہا ہے اس نے اور اس میں نظر ہے اس کی توجیہ آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ کہا ابن منیر نے کہ ترجمہ مطابق ہے واسطے حدیث کے مگر حضرت ﷺ کے اس قول میں ویسمیه بغیر اسمه سو شاید اس نے قناعت کی ہے ساتھ استدلال کے واسطے اس کے ساتھ قول حضرت ﷺ کے حدیث میں من امتی اس واسطے کہ جو امت محمدی سے ہو بعید ہے کہ حلال جانے شراب کو بغیر تاویل کے اس واسطے کہ اگر عناد یا مکابرے سے ہو تو ہوگا خارج امت سے اس واسطے کہ حرام ہونا شراب کا معلوم ہے ساتھ ضرورت کے اور البتہ وارد ہو چکی ہے بیچ غیر اس طریق کے تصریح ساتھ معنی ترجمہ کے لیکن وہ حدیث اس کی شرط کے موافق نہیں سو قناعت کی اس نے ساتھ استدلال کے ساتھ اس چیز کے کہ بیان کیا اس کو اشارے سے میں کہتا ہوں کہ جس روایت کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے

روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میری امت سے کچھ لوگ شراب پئیں گے نام رکھیں گے اس کا ساتھ غیر نام اس کے کی اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور واسطے اس کے شواہد ہیں بہت اور ابن ماجہ میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ جائیں دن اور رات یہاں تک کہ ایک گروہ میری امت سے شراب پئیں گے اور ابو مسلم خولانی سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا میں نے کہا اے ماں مسلمانوں کی! شام کے لوگ ایک شراب کو پیتے ہیں کہ اس کو طلا کہا جاتا ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے سچ فرمایا میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ کچھ لوگ میری امت سے شراب کو پئیں گے نام رکھیں گے اس کا ساتھ غیر نام اس کے کی کہا ابو عبید نے کہ آئے ہیں شراب میں بہت آثار ساتھ مختلف ناموں کے سو ذکر کیا ان میں سے سکر کو اور ربعہ کو اور سکرجہ کو یہاں تک کہ کہا کہ یہ کل شرابیں میرے نزدیک کنایت ہیں شراب سے اور وہ داخل ہیں بیچ قول حضرت ﷺ کے **یشربون الخمر یسمونها بغیر اسمها** اور تائید کرتا ہے اس کی قول عمر رضی اللہ عنہ کا **الخمر ما خامر العقل** اور نہیں التفات ہے طرف ابو محمد بن حزم ظاہری کی بیچ رد کرنے اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو عامر اور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہما سے حضرت ﷺ سے کہ بے شک میری امت سے چند لوگ ہوں گے کہ حلال جانیں گے ریشمی کپڑے کو اور خمر کو اور باجوں کو، الحدیث اس جہت سے کہ وارد کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس طور کے قال ہشام بن عمار اور بیان کیا اس کو ساتھ سند اپنی کے سو گمان کیا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ منقطع ہے درمیان بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ہشام رحمۃ اللہ علیہ کے اور ٹھہرایا ہے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو جواب حجت پکڑنے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سے ساتھ اس کے اوپر حرام ہونے آلات ملاہی کے اور خطا کی اس میں کئی وجہ سے اور حدیث صحیح ہے معروف الاتصال ہے ساتھ شرط صحیح کے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ کبھی کرتا ہے ایسا کام اس واسطے کہ اس نے حدیث کو دوسری جگہ میں اپنی کتاب سے سند متصل ذکر کیا ہوتا ہے اور کبھی کرتا ہے اس کو واسطے غیر اس کے کی اسباب سے کہ نہیں ہوتا ہے ساتھ ان کے خلال انقطاع کا اور یہ جو کہا کہ حلال جانیں گے شراب کو تو احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ یہ اعتقاد کریں گے اس کو حلال اور احتمال ہے کہ مراد مجاز ہو واسطے سال سے یعنی اپنے آپ کو اس میں ڈھیلا چھوڑیں گے مانند ڈھیلا چھوڑنے کے حلال میں اور البتہ ہم نے سنا اور دیکھا اس کو جو یہ کرتا ہے اور معازف سے مراد آلات ملاہی کے ہیں اور صحاح جوہری میں ہے کہ آلات لہو کے ہیں اور بعض نے کہا کہ آواز ملاہی کا ہے اور دمیاطی نے کہا کہ معازف دفوف وغیرہ ہیں اس چیز سے کہ بجائی جاتی ہے اور یہ جو کہا کہ صورت بدل دے گا دوسروں کی، الخ تو مراد ساتھ اس کے وہ لوگ ہیں جو نہیں ہلاک ہوئے بیات مذکور میں یا ان لوگوں کے سوائے اور قوم سے مراد ہیں کیا ابن عربی نے احتمال ہے کہ ہو بدل دینا صورت کا حقیقت جیسے کہ واقع ہوا واسطے پہلی امتوں کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد بدل ہونے اخلاق ان کے سے، میں کہتا ہوں اور پہلا احتمال لائق تر ہے ساتھ سیاق کے اور اس حدیث میں وعید

شدید ہے اس شخص پر جو حیلہ بنائے بیچ حلال کرنے اس چیز کے کہ حرام ہو ساتھ بدل دینے نام اس کے کی اور یہ کہ حکم دائر ساتھ علت کے اور علت بیچ حرام ہونے شراب کے نشہ لانا ہے سو جب نشہ لانا پایا جائے تو حرام ہونا بھی پایا جائے گا اگرچہ نام بدستور نہ رہے کہا ابن عربی نے کہ وہ اصل ہے اس میں کہ احکام سوائے اس کے کچھ نہیں کہ متعلق ہیں ساتھ معنی اسموں کے نہ ساتھ لقبوں ان کے کی واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو حمل کرتا ہے اس کو لفظ پر۔ (فتح)

بَابُ الْاِنْتِبَاذِ فِي الْأَوْعِيَةِ وَالتَّوْرِ. باب ہے بیچ بھگونے کھجور کے برتنوں میں اور کونڈے میں یعنی واسطے شیرہ نکالنے اس کے کی۔

فائدہ: یہ عطف خاص کا ہے عام پر اس واسطے کہ تور بھی منجملہ برتنوں کے ہے اور وہ برتن ہے پتھر سے یا تانبے سے یا لکڑی سے اور نہیں کہا جاتا ہے اس کو تور مگر جب کہ ہو چھوٹا۔

٥١٦٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلًا يَقُوْلُ أَتٰى أَبُوْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ فَدَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عُرْسِهٖ فَكَانَتِ امْرَأَتُهٗ خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعَرُوْسُ قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَا سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعْتُ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ فِيْ تَوْرٍ.

٥١٦٢۔ حضرت ابو حازم سے روایت ہے کہ ابو اُسید رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی کے کھانے میں بلایا سو اس کی عورت ان کی خدمت گار تھی اور وہی دلہن تھی اس نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا؟ میں نے آپ کے واسطے رات سے چند کھجوریں کونڈے میں بھگو رکھی ہیں یعنی ان کا شیرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا۔

فائدہ: نبیذ یہ ہے کہ انگور یا کھجور کو پانی میں ڈال دے بغیر پکانے کے تاکہ اس کی شیرینی پانی میں آ جائے یعنی اس کا شیرہ نکل کر شربت بن جائے اور اس کو رہنے دیتے ہیں تاکہ اس میں کچھ تیزی اور تغیر بھی ظاہر ہو نہ تغیر ہر حد نشہ کو پہنچے اور نقیع بھی اس طرح بنتا ہے اور یہ شربت لذیذ ہوتا ہے اور نافع ہوتا ہے بدن کا اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مشک میں نبیذ بنایا جاتا تھا اور جب مشک نہ ہوتی تو آپ کے واسطے کونڈے میں نبیذ بنایا جاتا تھا روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور تعبیر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں ساتھ نبیذ بنانے کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ نقیع نام نبیذ رکھا جاتا ہے سو نبیذ کا لفظ جو حدیثوں میں آیا ہے تو مراد اس سے نقیع ہے اور البتہ باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ نقیع کے جب تک کہ نہ نشہ لائے کہا مہلب نے کہ نقیع حلال ہے جب تک کہ نہ گاڑھا ہو سو جب گاڑھا ہو اور جوش مارے تو حرام ہوتا ہے اور شرط کی ہے حنفیوں نے کہ جھاگ لائے اور جب رات کو چھوہارے بھگو دے اور دن کو پیئے یا بالعکس تو نہیں گاڑھا ہوتا اور اس میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا

کی ہے یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی ہے مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھی نبیذ بنائی جاتی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مشک میں کہ اس کی اوپر کی جانب بند کی جاتی اور اس کو عشاء کے وقت پیتے اور رات کے وقت اس کو بھگوتے تو صبح کو پیتے اور ابو داؤد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے صبح کو چھوہارے بھگوتیں اور جب رات کو کھانے کا وقت ہوتا تو کھانا کھاتے اور کھانے کے اوپر وہ شیرہ پیتے اور اگر کچھ چیز بچتی تو میں اس کو ڈال دیتی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رات کو چھوہارے بھگوئے جاتے سو جب صبح ہوتی اور صبح کا کھانا کھاتے تو اس کو صبح کے کھانے پر پیتے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور ہم صبح وشام مشک کو دھو ڈالتے تھے سو ان حدیثوں میں قید ہے ساتھ دن اور رات کو اور روایت کی ہے مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مشک میں چھوہارے بھگوئے جاتے سو جب صبح کرتے تو پیتے دن کو اور اس کی رات کو اور اگلے دن سو جب شام ہوتی تو اس کو پیتے یا خادم کو پلاتے اور اگر کچھ چیز بچتی تو اس کو بہا دیتے کہا ابن منذر نے کہ شراب اس مدت میں کہ ذکر کیا ہے اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے پیا جاتا تھا میٹھا اور وہ صفت کہ ذکر کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو کبھی پہنچتی ہے طرف شدت اور جوش مارنے کی لیکن محمول ہے وہ چیز کہ وارد ہوئی ہے امر خادم کے ساتھ پینے اس کے کی اس پر کہ وہ شدت اور جوش مارنے کی حد کو نہیں پہنچتا تھا اور اگر اس حدیث کو پہنچتا تو نشہ لاتا اور اگر نشہ لاتا تو البتہ حرام ہوتا پینا اس کا مطلق اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس حدیث کے جو قائل ہے ساتھ جواز پینے قلیل اس چیز کے کہ نشہ لائے بہت اس کا اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ ظاہر ہوا تھا اس میں کچھ تغیر اس کے مزے میں کھٹائی سے یا مانند اس کی سے سو پلایا خادم کو اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے ابو داؤد نے کہ مراد یہ ہے کہ جلدی کی اس کی طرف فساد نے اور احتمال ہے کہ ہو ''أ'' بیچ حدیث کے واسطے تنویع کے اس واسطے کہ اس نے کہا کہ وہ خادم کو پلایا یا حکم کیا ساتھ اس کے سو بہایا گیا یعنی اگر اس کے ذائقہ میں کچھ تغیر ظاہر ہوا ہوتا اور نہ گاڑھا ہوتا تو خادم کو پلاتے اور اگر گاڑھا ہوتا تو اس کے بہا دینے کے ساتھ حکم کرتے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے سو کہا اس نے کہ وہ اختلاف ہے اوپر دو حالتوں کے اگر اس میں شدت ظاہر ہوتی تو اس کو بہا دیتے اور اگر اس میں شدت ظاہر نہ ہوتی تو خادم کو پلاتے تا کہ نہ ہو اس میں ضائع کرنا مال کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کو ستھرائی کے واسطے نہ پیتے تھے اور تطبیق دی ہے اس نے درمیان حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ اس طور کے کہ پینا نقیع کا ایک دن میں نہیں منع کرتا پینے اس کے کو بیچ زیادہ کے ایک دن سے اور احتمال ہے کہ ہو ساتھ اختلاف حال یا زمانے کے ساتھ حمل کرنے اس چیز کے کہ ایک دن پیتے تھے اس پر کہ جب کہ تھوڑا ہو اور یہ اس پر جب کہ وہ بہت سو بچ رہتا جو پیتے اس کو بعد اس کے اور یا یہ کہ ہوتا بیچ شدت گرمی کے مثلا سو جلدی کرتا اس کی طرف فساد اور یہ شدت سردی میں سو نہ جلدی کرتا اس کی طرف فساد۔ (فتح)

بَابُ تَرْخِيصِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَوْعِيَةِ وَالظُّرُوفِ بَعْدَ النَّهْيِ.

باب ہے بیچ بیان رخصت دینے حضرت ﷺ کے برتنوں میں اور ظرفوں میں نہی کے بعد۔

فائدہ: ذکر کی ہیں بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں پانچ حدیثیں اول حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے اور وہ عام ہے رخصت میں دوسری حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی اور اس میں استثناء مزفت کا ہے تیسری حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے بیچ نہی کے دبا سے اور مزفت سے چوتھی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی مثل اس کی پانچویں حدیث ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی ہے نہی میں سبز ہٹلیا سے اور ظاہر اس کی کاری گری سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی رائے یہ ہے کہ عام ہونا رخصت کا مخصوص ہے ساتھ اس چیز کے کہ اور حدیثوں میں ہے اور یہ مسئلہ خلافیہ ہے سو مالک رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہ مذہب ہے جس پر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کاری گری دلالت کرتی ہے اور کہا ثوری اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حبیب مالکی نے کہ یہ مکروہ ہے اور حرام نہیں اور کہا کوفیوں نے کہ مباح ہے اور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتیں ہیں اور البتہ باسند بیان کی ہے طبری نے عمر رضی اللہ عنہ سے وہ چیز جو مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو تائید کرتی ہے اور وہ قول اس کا ہے کہ پینا میرا چلمچی سے پانی جلا ہوا بہتر ہے مجھ کو اس سے کہ میں ٹھلیا کی نبیذ پیئوں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نہ پیا جائے نبیذ ٹھلیا کا اگرچہ زیادہ تر میٹھا ہو شہد سے اور باسند بیان کی ہے اس نے نہی ایک جماعت اصحاب سے کہا ابن بطال نے کہ نہی برتنوں سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھی واسطے کاٹنے ذریعہ کے سو جب انہوں نے کہا کہ ہم کو کچھ چارہ نہیں شیرہ بنانے سے برتنوں میں تو فرمایا کہ نبیذ بنایا کرو یعنی کھجور وغیرہ بھگو کر اس کا شیرہ نکالا کرو اور ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور اسی طرح حکم ہے ہر چیز میں کہ نہی کی گئی ہے اس سے ساتھ معنی نظر کرنے کے اس کے غیر کی طرف کہ وہ ساقط ہوتی ہے واسطے ضرورت کے مانند نہی کے بیٹھنے سے راہوں میں سو جب انہوں نے کہا کہ ہم کو اس سے کوئی چارہ نہیں تو فرمایا کہ راہ حق کا ادا کیا کرو اور کہا خطابی نے کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اول اسلام میں تھی پھر منسوخ ہوئی اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ نہی شیرہ بنانے سے ان برتنوں میں باقی ہے ان میں سے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ساتھ اس کے قائل ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور قول اول اصح ہے اور معنی نہی میں یہ ہیں کہ شراب کے مباح ہونے کا زمانہ قریب تھا سو جب مشہور ہوا حرام ہونا اس کا تو مباح ہوا واسطے اس کے شیرہ بنانا ہر برتن میں ساتھ شرط نہ پینے نشہ والی چیز کے اور جو کہتا ہے کہ نہی بدستور ہے سو شاید اس کو ناسخ نہیں پہنچا اور کہا حازمی نے جو شخص مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تائید کرتا ہے اس کے واسطے جائز ہے یہ کہ کہے کہ وارد ہوئی نہی سب برتنوں سے پھر منسوخ ہوئے اس سے برتن چمڑے کے اور گھڑے سوائے رال والے برتن کے اور جو اس کے سوائے ہے وہ بدستور منع رہا پھر تعاقب کیا اس کا ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے تصریح بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک مسلم کے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ میں نے تم کو منع کیا تھا شرابوں سے مگر چمڑے کے برتنوں میں سو اب پیا کرو ہر برتن میں

لیکن نشہ لانے والی چیز نہ پینا اور طریق تطبیق کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ جب واقع ہوئی تھی عام طور سے تو انہوں نے حاجت کی شکایت کی سو رخصت دی حضرت ﷺ نے ان کو چمڑے کے برتنوں میں پھر شکایت کی کہ سب ان کو نہیں پاتے سو رخصت دی واسطے ان کے سب برتنوں میں۔ (فتح)

٥١٦٣ ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الظُّرُوْفِ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ إِنَّهُ لَا بُدَّ لَنَا مِنْهَا قَالَ فَلَا إِذًا وَقَالَ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ بِهٰذَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا وَقَالَ فِيْهِ لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْأَوْعِيَةِ.

۵۱۶۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے برتنوں سے منع کیا تو انصاریوں نے کہا کہ ہم کو ان سے کوئی چارہ نہیں یعنی ہمارے اور برتن نہیں فرمایا کہ سو نہ اس وقت یعنی جب تم کو ان سے کوئی چارہ نہیں تو ان کو نہ چھوڑو۔ اور کہا خلیفہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے منصور سے سالم بن جعد سے جابر سے ساتھ اس کے یعنی ساتھ اس حدیث کے حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن محمد نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے ساتھ اس کے یعنی ساتھ اس اسناد اور متن کے اور کہا جب منع کیا حضرت ﷺ نے برتنوں سے۔

فائدہ: اور حاصل اس کا یہ ہے کہ نہی تھی واقع ہوئی اوپر تقدیر عدم حاجت کے یا واقع ہوئی وحی فی الحال ساتھ سرعت کے یا حکم اس مسئلے میں حضرت ﷺ کی رائے کے سپرد تھا اور یہ احتمال رد کرتے ہیں اس شخص پر جو جزم کرتا ہے کہ حدیث میں حجت ہے اس میں کہ تھے حضرت ﷺ حکم کرتے ساتھ اجتہاد کے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ برتن نہیں حلال کرتے کسی چیز کو اور نہ حرام کرتے ہیں لیکن ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔

٥١٦٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِيْ مُسْلِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْأَسْقِيَةِ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً فَرَخَّصَ لَهُمْ

۵۱۶۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے مشکوں سے منع کیا یعنی ان میں چھوہارے کا شیرہ نکالنے سے تو حضرت ﷺ سے کہا گیا کہ سب لوگ مشک نہیں پاتے تو رخصت دی حضرت ﷺ نے ان کو ٹھلیا میں سوائے رال والے برتن کے۔

فِي الْجَرِّ غَيْرِ الْمُزَفَّتِ.

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس روایت میں لفظ مشکوں کا اور البتہ سمجھ گیا ہے بخاری رحمہ اللہ اس کو سو کہا بعد بیان کرنے حدیث کے کہ حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن محمد نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے ساتھ اس کے اور کہا برتنوں سے یعنی مشکوں کی جگہ برتنوں کا لفظ بولا ہے اور یہی ہے راجح اور یہی ہے جس کو روایت کیا اکثر اصحاب ابن عیینہ کے نے مانند احمد اور حمیدی وغیرہم کے کہا عیاض نے کہ ذکر مشکوں کا وہم ہے راوی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حدیث میں لفظ اوعیہ کا ہے یعنی برتنوں سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکوں سے کبھی نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا برتنوں سے اور مباح کیا شیرہ بنانے کو مشکوں میں سو کہا گیا کہ سب لوگ چمڑے کے برتن نہیں پاتے سو استثناء کیا اس چیز کو جو مسکر ہو اور اسی طرح عبدالقیس کے ایلچیوں سے کہا جب کہ منع کیا ان کو چھوہارے کے شیرہ بنانے سے تانبے وغیرہ میں تو انہوں نے کہا کہ ہم کس چیز میں پئیں؟ فرمایا کہ چمڑے کے برتنوں میں اور احتمال ہے کہ ہو روایت اصل میں کہ جب منع فرمایا نبیذ بنانے سے مگر مشکوں میں پس ساقط ہوئی روایت سے کوئی چیز اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ نہ اس حدیث میں کوئی غلطی ہے اور نہ اس سے کوئی چیز ساقط ہوئی ہے اور اطلاق سقا کا اس چیز پر کہ اس سے پانی پیا جائے جائز ہے سو قول اس کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسقیہ سے منع فرمایا ساتھ معنی اوعیہ کے ہے اس واسطے کہ مراد ساتھ اوعیہ کے یعنی برتنوں کے وہ برتن ہیں کہ ان سے پینے کی طلب کی جائے اور خاص ہونا اسم اسقیہ کا ساتھ چمڑے کے برتنوں کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ باعتبار عرف کے ہے نہیں تو جو جائز رکھتا ہے قیاس کو لغت میں نہیں منع کرتا جو سفیان نے کیا سو شاید سفیان کی رائے یہ ہو گی کہ دونوں لفظ برابر ہیں اور اسی واسطے بخاری رحمہ اللہ نے اس کو وہم نہیں گنا اور یہ جو کہا کہ رخصت دی واسطے ان کے ٹھلیا میں سوائے رال والے برتن کے تو ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ اجازت دی ان کو بیچ کسی چیز کے اس سے اور اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ رخصت نہیں واقع ہوئی ایک بار بلکہ واقع ہوئی نہی شیرہ بنانے سے مگر چمڑے کے برتنوں میں سو جب انہوں نے شکایت کی تو رخصت دی واسطے ان کے بعض برتنوں میں سوائے بعض کے پھر واقع ہوئی اس کے بعد رخصت عام لیکن محتاج ہوتا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ رخصت واقع ہوئی اس کے بعد اس بات کی طرف کہ ثابت کرے کہ حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ کی جو اس پر دلالت کرتی ہے تھی متاخر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے اس حدیث سے اور یہ جو کہا برتنوں سے تو اس میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ منع کیا شیرہ بنانے سے برتنوں میں اور البتہ بیان کیا ہے اس کو زیادہ کی روایت میں کہ روایت کیا ہے ابوداؤد نے ساتھ اس لفظ کے کہ نہ شیرہ بنایا کرو تانبے میں اور مرتبان میں اور کھجور کی لکڑی کے کریدے برتن میں اور چمڑے کے برتنوں میں اور اس کے غیر کے برتنوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ چمڑے کے برتنوں میں ان کے مسام سے ہوا اندر گھس جاتی ہے سو نہیں جلدی کرتا اس کی طرف فساد مثل اس کی

کہ جلدی کرتا ہے اس کے غیر کی طرف سے اور مانند اس کی ہے اس چیز سے کہ نہی کی گئی شیرہ بنانے سے بیچ اس کے اور نیز جب چمڑے کے برتن میں شیرہ کے واسطے چھوہارے بھگوئے جائیں پھر باندھا جائے تو بے خوف ہوتا ہے ڈر نشہ لانے کے سے ساتھ پینے اس چیز کے کہ پی جائے اس سے اس واسطے کہ جب وہ متغیر ہو اور مسکر ہو جائے تو پھاڑ دیتا ہے چمڑے کو سو جب اس نے اس کو نہ پھاڑا تو وہ نہیں ہے مسکر برخلاف اور برتنوں کے اس واسطے کہ نبیذ کبھی اس میں مسکر ہو جاتی ہے اور معلوم نہیں ہوتی اور بہر حال رخصت بعض برتنوں میں سوائے بعض کے سو واسطے محافظت ضائع کرنے مال کے سے واسطے ثابت ہونے نہی کے ضائع کرنے مال کے سے اس واسطے کہ جس برتن سے منع کیا گیا ہے جلدی کرتا ہے تغیر کرنا اس چیز کی طرف کہ بھگوئی جاتی ہے بیچ اس کے برخلاف اس برتن کے کہ اجازت دی گئی ہے بیچ اس کے اس واسطے کہ تغیر اس کی طرف جلدی نہیں کرتا لیکن حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ کی ظاہر ہے بیچ عام کرنے اجازت کے تمام برتنوں میں فائدہ دیتی ہے کہ نہ پیو نشہ والی چیز کو سو گویا کہ امن حاصل ہوا ہے ساتھ اشارہ کرنے کے طرف نہ پینے کی برتن سے ابتدا میں یہاں تک کہ اس کے حال کا امتحان کیا جائے کہ کیا متغیر ہوا ہے یا نہیں اس واسطے کہ نہیں متعین ہوتا ہے امتحان کرنا ساتھ پینے کے بلکہ واقع ہوتا ہے ساتھ غیر پینے کے جیسے کہ ہو سخت جوش مارنے والا یا جھاگ ڈالے اور مانند اس کے۔ (فتح)

٥١٦٥ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّآءِ وَالْمُزَفَّتِ. حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا.

۵۱۶۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تانبے اور رال والے برتن میں شیرہ بنانے سے منع فرمایا حدیث بیان کی ہم سے عثمان نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے جریر نے اعمش سے ساتھ اس اسناد کے۔

٥١٦٦ ـ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قُلْتُ لِلْأَسْوَدِ هَلْ سَأَلْتَ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَمَّا يُكْرَهُ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيْهِ فَقَالَ نَعَمْ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَمَّ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيْهِ قَالَتْ نَهَانَا فِيْ ذٰلِكَ أَهْلَ الْبَيْتِ أَنْ نَنْتَبِذَ فِي الدُّبَّآءِ وَالْمُزَفَّتِ قُلْتُ أَمَا

۵۱۶۶۔ حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ میں نے اسود سے کہا کہ کیا تو نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا حکم اس برتن کا جس میں نبیذ بنانا مکروہ ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے کہا اے مومنو کی ماں! خبر دو مجھ کو کس چیز میں نبیذ بنانے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم اہل بیت کو منع کیا نبیذ بنانے سے تانبے میں اور رال والے برتن میں، میں نے کہا کہ کیا تو نے ٹھلیا اور مرتبان کو ذکر نہ کیا تھا؟

ذَكَرَتِ الْجَرَّ وَالْحَنْتَمَ قَالَ إِنَّمَا أُحَدِّثُكَ مَا سَمِعْتُ أَفَأُحَدِّثُ مَا لَمْ أَسْمَعْ.

اسود نے کہا کہ میں تو تجھ سے بیان کرتا ہوں جو میں نے سنا کیا میں تجھ سے بیان کروں جو میں نے نہیں سنا۔

فائدہ: اور اما ذکرت کا قائل ابراہیم ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پوچھا ابراہیم نے ٹھلیا اور مرتبان سے واسطے مشہور ہونے حدیث کے ساتھ نہی کے نبیذ بنانے سے چار برتنوں میں اور شاید یہی راز ہے بیچ قید کرنے کے ساتھ اہل بیت کے اس واسطے کہ تانبا اور رال والا برتن ان کے پاس میسر تھا سو اسی واسطے خاص کیا نہی ان کی کو دونوں سے۔ (فتح)

٥١٦٧ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَرِّ الْأَخْضَرِ قُلْتُ أَنَشْرَبُ فِي الْأَبْيَضِ قَالَ لَا.

۵۱۶۷۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سبز گھڑے سے منع فرمایا یعنی اس میں نبیذ بنانے سے میں نے کہا کہ کیا سفید گھڑے میں پیا جائے فرمایا کہ نہ۔

فائدہ: قلت کا قائل شیبانی ہے اور یہ جو فرمایا کہ نہ یعنی حکم اس کا سبز گھڑے کا ہے سو دلالت کی اس نے کہ سبز ہونے کی وصف کا کوئی مفہوم نہیں اور شاید سبز گھڑے اس وقت ان کے درمیان شائع تھے سو گویا کہ ذکر سبز ہونے کا واسطے بیان واقع کے ہے نہ واسطے احتراز کے کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ کلام نزدیک میرے خارج ہوا ہے جگہ سوال کی سو کہا گیا کہ سبز گھڑے کا کیا حکم ہے؟ سو فرمایا کہ اس میں نبیذ مت بنائی جائے اور البتہ روایت کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ سے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا گھڑے کے نبیذ سے اور جو ہر چیز ہے کہ بنائی جائے مٹی سے اور روایت کیا ہے اس حدیث کو مسلم نے کہا خطابی نے کہ نہیں معلق کیا اس میں حکم کو ساتھ سبزی اور سفیدی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معلق کیا ساتھ نشہ لانے کے اور یہ اس واسطے ہے کہ جو چیز کہ گھڑوں میں نبیذ بنائی جاتی ہے جلدی کرتا ہے تغیر اس کی طرف پہلے اس سے کہ معلوم ہو سو منع کیے گئے اس سے پھر جب رخصت واقع ہوئی تو اجازت دی ان کو نبیذ بنانے میں برتنوں میں بشرطیکہ نشہ لانے والے چیز کو نہ پئیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے واسطے سبز ٹھلیا میں نبیذ بنائی جاتی تھی اور مثل اس کی مروی ہے ایک جماعت اصحاب سے اور ایک جماعت نے خاص کی ہے نہی ساتھ سبز گھڑے کے کما رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ اور یہی قول ہے اکثر کا اور بہت اہل لغت کا اور فقہاء محدثین کا اور یہی صحیح تر قول ہے سب اقوال میں اور بعض نے کہا کہ وہ گھڑے اندر سے کریدے ہوتے ہیں مصر سے لائے جاتے ہیں اور ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ وہ گھڑے ہیں کہ ان کے منہ ان کے پہلو میں ہوتے ہیں کھینچی جاتی ہے ان میں شراب طائف سے اور وہ لوگ ان میں نبیذ بناتے تھے مشابہت کرتے تھے اس کے ساتھ

شراب کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ تفسیر کیا اس نے جر کو ساتھ ہر چیز کے کہ بنائی جائے مٹی سے۔ (فتح)

بَابُ نَقِيعِ التَّمْرِ مَا لَمْ يُسْكِرْ.

باب ہے بیچ بیان نقیع کھجور کے جب تک کہ نہ لائے نشے کو۔

٥١٦٨ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُرْسِهِ فَكَانَتِ امْرَأَتُهُ خَادِمَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ الْعَرُوْسُ فَقَالَتْ مَا تَدْرُوْنَ مَا أَنْقَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعْتُ لَهُ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ.

٥١٦٨۔ حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی کے کھانے کے واسطے بلایا سو اس کی عورت اس دن ان کی خدمت گار تھی، اور وہی دلہن تھی اس نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کیا بھگویا تھا؟ میں نے آپ کے واسطے رات سے چند کھجوریں گھڑے میں بھگوئیں یعنی ان کا شیرہ نکال کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ ترجمہ کے اس کی طرف کہ جو عبدالرحمٰن بن معقل وغیرہ سے منقی کے نقیع کی کراہت مروی ہے وہ محمول ہے اس پر جب کہ متغیر ہو یا قریب ہو کہ نشہ لانے کی حد کو پہنچے اور ارادہ کیا ہے اس کے قائل نے ساتھ اس کے اکھاڑنے مادے ان کے کا جیسے کہ عبیدہ سلمانی سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ لوگوں نے بہت شرابوں کو پیدا کیا ہے نہیں جانتا میں کیا ہے بیچ ان کے سو نہیں ہے واسطے میرے شراب مگر پانی اور دودھ، الحدیث اور تقیید اس کی ترجمہ میں ساتھ اس چیز کے کہ نہ نشہ لائے باوجودیکہ نہیں ہے حدیث میں تعرض واسطے سکر کے نہ بطور اثبات کے اور نہ بطور نفی کے بہر حال اس جہت سے کہ جو مدت کہ سہل رضی اللہ عنہ نے ذکر کی ہے اور وہ اول رات سے دن کے درمیان تک ہے نہیں حاصل ہوتا ہے اس میں تغیر جملۃ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ نہ نشہ لائے مقام کی جہت سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْبَاذَقِ.

باب ہے بیچ بیان باذق کے۔

فائدہ: باذق ایک قسم کی شراب ہے جو پکائی جاتی ہے انگور کے نچوڑ سے جب کہ نشہ لائے اور جب کہ پکایا جائے اس کے بعد کہ گاڑھا ہوا اور اس کو مثلث بھی کہا جاتا ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ پکانے سے اس کی دو تہائیاں جاتی رہیں اور اسی طرح منصف بھی اور وہ وہ ہے کہ پکانے سے اس کا نصف جاتا رہے۔

وَمَنْ نَهٰى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ مِّنَ الْأَشْرِبَةِ.

اور جو منع کرتا ہے ہر نشہ لانے والی چیز سے شرابوں سے

فائدہ: اور شاید لیا ہے اس نے اس کو عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے کہ اگر مسکر ہو تو میں اس کو کوڑے ماروں باوجود نقل کرنے اس کے اس تجویز سے شراب طلا کا تہائی پر سو شاید لیا جاتا ہے حدیث سے کہ مباح ہے جو بالکل نشہ نہ لائے اور بہر حال قول اس کا شرابوں سے تو واسطے اُن آثار کے ہے کہ وارد کیا ہے ان کو مرفوع اور موقوف جو متعلق ہیں ساتھ اس چیز کے کہ پی جاتی ہے۔

وَرَأٰى عُمَرُ وَأَبُوْ عُبَيْدَةَ وَمُعَاذٌ شُرْبَ الطِّلَاءِ عَلَى الثُّلُثِ.

اور دیکھا ہے عمر رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ نے کہ جائز ہے پینا طلاء کا تہائی پر۔

فائدہ: یعنی جب کہ پکایا جائے اور تہائی رہ جائے اور دو تہائی جل جائے اور یہ ظاہر ہے ان آثار کے سیاق سے اور بہر حال اثر عمر رضی اللہ عنہ کا سو روایت کیا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مؤطا میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب شام میں گئے تو شام والوں نے ان کے پاس گلہ کیا زمین کی وباء کا اور کہا کہ نہیں درست کرتا ہم کو مگر یہ شراب سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شہد کو پیا کرو انہوں نے کہا کہ شہد ہم کو موافق نہیں تو چند مردوں نے زمین والوں سے کہا کہ حکم ہو تو ہم تیرے واسطے اس شراب سے ایک چیز بنا دیں جو نشہ نہ لائے؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں! سو انہوں نے اس کو پکایا یہاں تک کہ اس کی دو تہائی جاتی رہی اور ایک تہائی باقی رہی سو اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لائے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس میں اپنی انگلی داخل کی پھر اپنے ہاتھ کو اٹھایا سو وہ ہاتھ کے ساتھ آیا لیس کرتا سو کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ یہ طلاء ہے اونٹوں کی سو حکم کیا ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ پینے اس کے اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ الٰہی! میں نہیں حلال کرتا واسطے ان کے اس چیز کو کہ تو نے ان پر حرام کی اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میرے پاس ایک قافلہ آیا اٹھاتا شراب سیاہ کو جیسے وہ اونٹوں کا طلاء ہے سو انہوں نے ذکر کیا کہ وہ اس کو پکاتے ہیں یہاں تک کہ اس کی دو تہائیاں خبیث جاتی رہتی ہیں ایک تہائی اس کی بو سے اور ایک تہائی اس کی سرکشی سے سو اجازت دے اپنی طرف والوں کو کہ اس کو پئیں اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حلال کیا شراب سے اس چیز کو کہ پک کر اس کی دو تہائیاں جل جائیں اور ایک تہائی باقی رہ جائے اور نسائی نے روایت کی ہے کہ لکھا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ پکایا کرو شراب کو یہاں تک کہ شیطان کا حصہ جاتا رہے کہ شیطان کے واسطے دو حصے ہیں اور تمہارا ایک حصہ ہے اور یہ سندیں سب صحیح ہیں اور البتہ بعض نے تصریح کی ہے کہ حرام اس سے نشہ ہے سو جب نشہ لائے تو حلال نہیں اور مثل اس کی نہیں کہا جاتا ہے رائے سے سو ہوگا واسطے اس کے حکم مرفوع کا اور ابن ابی شیبہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے طلاء کو پیا جو تہائی پر پکایا جائے اور دو تہائی جاتا رہے اور جب انگور کا نچوڑ پکایا جائے یہاں تک کہ اس میں تمدد ہو تو مشابہ ہوتا ہے اونٹوں کے طلاء کو اور وہ اس حالت میں اکثر اوقات نشہ نہیں لاتا اور موافق ہوئے ہیں عمر رضی اللہ عنہ کو اس حکم میں ابو موسیٰ اور ابو درداء اور علی اور ابو امامہ اور خالد بن

ولید رضی اللہ عنہم وغیرہم اور تابعین سے ابن مسیب رحمہ اللہ اور حسن رحمہ اللہ اور عکرمہ رحمہ اللہ اور فقہاء سے ثوری رحمہ اللہ اور لیث رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور جمہور اور شرط پینے اس کے کی نزدیک ان کے جب تک کہ نہ نشہ لائے اور مکروہ جانا ہے اس کو ایک گروہ نے بطور تقویٰ کے۔ (فتح)

وَشَرِبَ الْبَرَآءُ وَاَبُوْ جُحَيْفَةَ عَلَى النِّصْفِ. اور پیا براء رضی اللہ عنہ اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے نصف پر۔

فائدہ: اور موافق ہے براء رضی اللہ عنہ اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کو جریر رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور تابعین سے ابن حنفیہ اور شریح اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ اگر مسکر ہو تو حرام ہے اور کہا ابو عبیدہ نے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ منصف نشہ لاتا ہے سو اگر اس طرح ہو تو حرام ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ اختلاف احوال کے سو کہا ابن حزم نے کہ اس نے مشاہدہ کیا کہ انگور کا نچوڑ جب پکایا جائے تہائی پر تو جم جاتا ہے اور نشہ لاتا ہے بالکل اور بعض اس سے جب پکائے جائے طرف نصف کے تو اس طرح وہ بھی نشہ نہیں لاتا ہے اور بعض اس سے جب پکائے جائے طرف چوتہائی کی تو اسی طرح وہ بھی نشہ نہیں لاتا اور بعض قسم وہ ہے کہ جب پکایا جائے تو چوتہائی باقی رہ جاتا ہے اور نشہ سے جدا نہیں ہوتا سو واجب ہوا یہ کہ حمل کیا جائے وہ چیز کہ وارد ہوئی ہے اصحاب سے امر طلاء کے سے اوپر اس چیز کے کہ نشہ نہ لائے بعد پکانے کے اور ثابت ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آگ نہیں حلال کرتی کسی چیز کو اور نہ حرام کرتی ہے اور مراد اس کی طلاء ہے اور طاؤس سے ہے کہ وہ نچوڑ انگور کا وہ ہے کہ ہو جاتا ہے مثل شہد کی یعنی بعد پکانے کے اور کھایا جاتا ہے اور اس پر پانی ڈال کر پیا جاتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اشْرَبِ الْعَصِيْرَ مَا دَامَ طَرِيًّا. یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ پی نچوڑ انگور کا جب تک تازہ ہو۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو نسائی نے ابو ثابت کے طریق سے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا سو ایک مرد ان کے پاس آیا سوال کرتا انگور کے نچوڑ سے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پی اس کو جب تک کہ تازہ ہو اس نے کہا کہ میں نے شراب پکائی اور میرے دل میں اس سے شک ہے کہا کہ کیا تو پکانے سے پہلے اس کو پینے والا تھا اس نے کہا کہ نہیں کہا کہ آگ حرام چیز کو حلال نہیں کرتے اور یہ قید کرتا ہے اس چیز کو کہ مطلق ہے پہلے اثروں میں اور وہ یہ ہے کہ جو چیز کہ پکائی جاتی ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تازہ نچوڑ انگور کا ہے پہلے اس سے کہ شراب ہو جائے اور بہر حال اگر شراب ہو جائے پھر پکایا جائے تو نہ پکانا اس کو پاک کرتا ہے اور نہ اس کو حلال کرتا ہے مگر بنا بر رائے اس شخص کے کہ جائز رکھتا ہے سرکہ بنانا شراب کا اور جمہور اس کے مخالف ہیں ان کے نزدیک شراب کا سرکہ بنانا حلال نہیں اور حجت ان کی حدیث صحیح ہے انس رضی اللہ عنہ اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ

وغیرہ نے نخعی اور شعبی سے کہ میں نچوڑ انگور کا پیتا ہوں جب تک کہ نہ جوش مارے اور حسن سے ہے جب تک کہ نہ متغیر ہو اور یہ قول بہت سلف کا ہے کہ جب اس میں تغیر ظاہر ہو تو منع ہوتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ جوش مارنے لگے اور ساتھ اس کے قائل ہے ابو یوسف اور بعض نے کہا کہ جب انتہاء کو پہنچے جوش اس کا اور بعض نے کہا کہ جب ٹھہر جائے جوش اس کا اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ نہیں حرام ہے نچوڑ انگور کا کچا یہاں تک کہ جوش مارے اور جھاگ لائے تو حرام ہوتا ہے اور بہر حال جو پکایا گیا ہو یہاں تک کہ اس کی دو تہائی جل جائے اور ایک تہائی باقی رہے تو نہیں منع ہے مطلق اگرچہ جوش مارے اور جھاگ لائے بعد پکانے کے اور کہا مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور جمہور نے کہ منع ہے جب کہ ہو نشہ لانے والا پینا تھوڑے اس کے کا اور بہت اس کے کا حرام ہے جوش مارے نہ جوش مارے اس واسطے کہ جائز ہے کہ وہ نشہ لانے کی حد کو پہنچے بایں طور کہ جوش مارے پھر اس کا جوش تھم جائے اس کے بعد اور یہی مراد ہے اس شخص کی جو کہتا ہے کہ حد منع پینے اس کے کی یہ ہے کہ متغیر ہو۔ (فتح)

وَقَالَ عُمَرُ وَجَدْتُّ مِنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ رِيْحَ شَرَابٍ وَّأَنَا سَائِلٌ عَنْهُ فَإِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُّهٗ.

کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے عبید اللہ سے شراب کی بو پائی اور میں اس سے پوچھنے والا ہوں سو اگر وہ نشہ لاتا تھا تو میں اس کو کوڑے ماروں گا۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان پر نکلے سو کہا انہوں نے کہ میں نے فلاں سے شراب کی بو پائی ہے سو اس نے گمان کیا کہ وہ شراب طلاء ہے اور میں اس سے پوچھنے والا ہوں اس چیز سے کہ اس نے پی سو اگر وہ نشہ لاتی تھی تو میں اس کو کوڑے ماروں گا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو پوری حد ماری اور اس کی سند صحیح ہے اور سیاق حذف ہے سو اس سے پوچھا تو اس کو نشہ لانے والی پایا سو اس کو کوڑے مارے اور روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے سو کہا کہ ذکر کیا گیا ہے واسطے میرے کہ عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں نے شراب پی ہے اور میں اس سے پوچھنے والا ہوں سو اگر وہ نشہ لانے والی ہوگی تو میں ان کو حد ماروں گا سو میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کو حد ماری اور یہ اثر تائید کرتا ہے اس چیز کی کہ میں نے پہلے بیان کی کہ مراد ساتھ اس چیز کے کہ حلال کہا ہے اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے مطبوخ سے جس کا نام طلاء رکھا جاتا ہے اس وقت تک ہے جب تک کہ نشہ لانے کی حد کو نہ پہنچا ہو اور جب نشہ لانے کی حد کو پہنچے تو نہیں حلال ہے نزدیک عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسی واسطے ان کو حد ماری اور تفصیل نہ پوچھی کہ کیا انہوں نے اس سے تھوڑی پی یا بہت اور اس میں رد ہے اس شخص پر جس نے حجت پکڑی ہے ساتھ عمر کے بیچ جواز پینے اس چیز کے کہ پکائی جائے جب کہ اس کی دو تہائیاں جل جائیں اگرچہ نشہ لائے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے پینے کی اجازت دی اور تفصیل نہ پوچھی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تطبیق ان کے دونوں اثروں میں تقاضا کرتی ہے تفصیل کو اور

البتہ ثابت ہو چکا ہے ان سے کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے سو تفصیل کی حاجت نہ تھی اور احتمال ہے کہ اپنے بیٹے سے پوچھا سو اس نے اقرار کیا کہ جو شراب اس نے پی وہ نشہ لاتی ہے اور البتہ بیان کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے بیچ روایت اپنی کے معمر سے سو کہا زہری نے سائب سے کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جنازے میں حاضر ہوا پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے سو کہا کہ میں نے عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے شراب کی بو پائی اور میں نے اس سے پوچھا سو اس نے گمان کیا کہ وہ طلا ہے اور میں پوچھنے والا ہوں اس شراب سے کہ اس نے پی سو اگر نشہ لانے والی ہو تو میں اس کو کوڑے ماروں گا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اس کے بعد حد ماری اور یہ روایت واضح کرتی ہے اس کو کہ ابن جریج کی روایت جو عبدالرزاق نے روایت کی ہے مختصر ہے اور اس کا لفظ یوں ہے کہ سائب سے روایت ہے کہ وہ حاضر ہوا پاس عمر رضی اللہ عنہ کے کہ ایک مرد کو کوڑے مارتے تھے کہ اس سے شراب کی بو پائی سو اس کو پوری حد ماری کہ اس کا ظاہر یہ ہے کہ کوڑے مارے انہوں نے اس کو ساتھ مجرد پانے بو کے اس سے اور حالانکہ اس طرح نہیں واسطے اس چیز کے کہ ظاہر ہو چکی ہے روایت معمر کی اور اسی طرح ہے جو روایت کی ہے اس سے ابن ابی شیبہ نے اور البتہ ظاہر ہو چکا ہے معمر کی روایت سے کہ نہیں حجت ہے بیچ اس کے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے قائم کرنے حد کے کو ساتھ مجرد وجود بو کے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے نسائی نے اس پر کہ جو منقول ہے اس سے توڑنے نبیذ کے سے ساتھ پانی کے جب کہ پی اس سے اور ناک چڑھائی کہ یہ واسطے کھٹائی اس کی کے تھا نہ واسطے گاڑھی ہونے اس کے کی اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ اس نے عام کیا واجب ہونے حد کے کو ساتھ پینے نشہ لانے والی چیز کے اور نہ تفصیل پوچھی اس سے کہ اس نے اس سے تھوڑی شراب پی یا بہت سو دلالت کی اس نے اس پر کہ جس نبیذ سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ناک چڑھائی وہ نشہ لانے کی حد کو نہیں پہنچتی تھی ہرگز اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز قائم کرنے حد کے ساتھ بو کے اور البتہ پہلے گزر چکی ہے فضائل قرآن میں نقل ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے عمل کیا ساتھ اس کے اور نقل کیا ابن منذر نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مثل اس کی کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب گواہی دیں دو عادل ان لوگوں میں سے جو شراب پیا کرتے تھے پھر اس سے توبہ کی کہ وہ شراب کی بو ہے تو واجب ہوتی ہے حد۔ اور مخالفت کی ہے اس کی جمہور نے سو کہا انہوں نے کہ نہیں واجب ہے حد مگر ساتھ اقرار کے یا گواہ کے اوپر مشاہدہ پینے کے اس واسطے کہ بوئیں کبھی ایک دوسرے سے مل جاتی ہیں اور حد نہیں قائم ہوتی ہے ساتھ شبہ کے اور نہیں ہے عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں تصریح کہ اس نے کوڑے مارے ساتھ بو کے بلکہ ظاہر سیاق اس کا تقاضا کرتا ہے کہ اعتماد کیا انہوں نے اقرار پر ساتھ گواہ کے اوپر مشاہدہ پینے شراب کے اس واسطے کہ نہ کوڑے مارے ان کو یہاں تک کہ سوال کیا اور جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الٰہی! میں نہیں حلال کرتا واسطے ان کے اس چیز کو کہ تو نے ان کے واسطے حرام کی تو اس میں رد ہے اس شخص پر جو استدلال کرتا ہے ساتھ جائز رکھنے ان کے کی شراب پکی ہوئی کے پینے کو کہ جائز ہے

نزدیک ان کے پینا اس میں سے اگرچہ مست ہو جائے پینے والا اس کا اس واسطے کہ نہ تفصیل کی انہوں نے درمیان اس کے جب کہ نشہ نہ لائے اس واسطے کہ بقیہ اثر عمر رضی اللہ عنہ کا جو میں نے ذکر کیا دلالت کرتا ہے اس پر کہ انہوں نے تفصیل کی برخلاف اس چیز کے کہ کہی طحاوی وغیرہ نے۔ (فتح)

٥١٦٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الْجُوَيْرِيَةِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْبَاذَقِ فَقَالَ سَبَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَاذَقَ فَمَا أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ قَالَ الشَّرَابُ الْحَلَالُ الطَّيِّبُ قَالَ لَيْسَ بَعْدَ الْحَلَالِ الطَّيِّبِ إِلَّا الْحَرَامُ الْخَبِيثُ.

٥١٦٩۔ حضرت ابوالجوریہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باذق کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ سبقت کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے باذق سے جو چیز کہ نشہ لائے سو حرام ہے کہا ابو الجویریہ نے کہ شراب باذق حلال طیب ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نہیں بعد حلال طیب کے مگر خبیث حرام۔

فائدہ: سبق محمد الباذق کہا مہلب نے کہ یعنی سبقت کی محمد نے ساتھ حرام کرنے باذق کے نام رکھنے ان کے سے واسطے اس کے باذق کہا ابن بطال نے کہ مراد یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے **کل مسکر حرام** یعنی ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور باذق شراب شہد کا ہے اور احتمال ہے کہ معنی یہ ہوں کہ سبقت کی محمد کے حکم نے ساتھ حرام کرنے شراب کے نام رکھنے ان کے سے واسطے اس کے ساتھ غیر نام اس کے کی اور نہیں بدل دینا ان کا نام کو حلال کرنے والا واسطے اس کے جب کہ ہو نشہ لانے والی اور شاید کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سمجھا تھا کہ سائل باذق کو حلال جانتا ہے سو اس کا مادہ اکھاڑا اور اس کی امید کو قطع کیا اور خبر دی اس کو کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور نہیں اعتبار ہے ساتھ نام کے کہا ابن تین نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ باذق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھی میں کہتا ہوں کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پہلے قصے کا سیاق اس کی تائید کرتا ہے اور کہا ابو اللیث سمرقندی نے کہ پکی ہوئی نچوڑ کا پینے والا جب کہ مسکر ہو زیادہ تر گنہگار ہے شراب کے پینے والے سے اس واسطے کہ شراب کا پینے والا اس کو پیتا ہے اور حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ گنہگار ہے ساتھ پینے اس کے اور پکی ہوئی نچوڑ کا پینے والا اس کو پیتا ہے اور اس کو حلال جانتا ہے اور البتہ قائمہ ہوا ہے اجماع اس پر کہ شراب تھوڑی اور بہت حرام ہے اور ثابت ہو چکا ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا **کل مسکر حرام** یعنی ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور جو حلال جانے اس چیز کو کہ حرام ہے بالاجماع وہ کافر ہے اور یہ جو کہا کہ شراب حلال پاک ہے الخ تو روایت کی ہے بیہقی نے ابوالجویریہ سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ مجھ کو باذق کا حکم بتلاؤ سو ذکر کی حدیث اور اس کے آخر میں ہے کہ ایک مرد نے قوم میں سے کہا کہ ہم قصد کرتے ہیں انگور کی طرف سو اس سے شیرہ نچوڑتے ہیں پھر اس کو پکاتے ہیں یہاں تک کہ حلال پاک ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سبحان اللہ سبحان اللہ پی حلال پاک کو اس واسطے کہ نہیں بعد حلال پاک کے مگر حرام ناپاک اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نشہ لانے والی

چیزیں حرام کے تحت میں داخل ہوتی ہیں اور وہ ناپاک ہے اور جس چیز میں کوئی شبہ نہیں وہ حلال پاک ہے کہا اسماعیل قاضی نے کہ یہ اثر ضعیف کرتا ہے اس اثر کو جو مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حرام ہوئی شراب واسطے ذات اپنی کے پھر باسند بیان کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جو چیز کہ نشہ لائے بہت سو تھوڑا اس کا بھی حرام ہے اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ آگ نہیں حلال کرتی کسی چیز کو اور نہ حرام کرتی ہے اس کو اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا کہ کیا نشہ لاتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ جب بہت ہو تو نشہ لاتی ہے سو کہا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔ (فتح)

۵۱۷۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَآءَ وَالْعَسَلَ.

۵۱۷۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حلوا اور شہد کو دوست رکھتے تھے۔

فائدہ: حلوا بولا جاتا ہے اس چیز کو کہ بنائی جاتی ہے مٹھاس اور چکنائی سے اور عطف شہد کا اس پر عطف خاص کا ہے عام پر اور وجہ وارد کرنے اس کے کی اس باب میں یہ ہے کہ جو چیز حلال ہے پکی ہوئی چیز سے وہ چیز وہ ہے کہ حلوے کے معنی میں ہو اور وہ چیز کہ جائز ہے پینا اس کا انگور کے نچوڑ سے بغیر پکانے کے وہ چیز وہ ہے کہ ہو شہد کے معنی میں اس واسطے کہ وہ اس کو پانی میں ملا کر اسی وقت پی لیتے تھے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَّأٰى أَنْ لَّا يَخْلِطَ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ إِذَا كَانَ مُسْكِرًا وَأَنْ لَّا يَجْعَلَ إِدَامَيْنِ فِيْ إِدَامٍ.

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو دیکھتا ہے کہ نہ ملائے کچی اور خشک کھجور کو جب کہ ہو نشہ لانے والی اور یہ کہ نہ ٹھہرائے دو سالنوں کو ایک سالن میں

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ قول اس کا اذا کان مسکر خطا ہے اس واسطے کہ نہی دو چیز کے ملانے سے عام ہے اگرچہ نشہ لائے کثیر ان کا واسطے سرعت سرایت کرنے اس کار کے طرف ان کی اس حیثیت سے کہ ملانے والے کو کچھ خبر نہ ہو سو نہیں ہے نہی دو چیزوں کی ملانے سے اس واسطے کہ وہ حال میں نشہ لاتی ہیں بلکہ اس واسطے کہ وہ انجام کار نشہ لاتی ہیں اس واسطے کہ جب وہ حال میں مسکر ہوں تو نہیں اختلاف ہے بیچ نہی کے اس سے کہا کرمانی نے بنا بر اس کے نہیں ہے وہ خطا بلکہ یہ بطور مجاز کے ہے اور یہ استعمال مشہور ہے اور جواب دیا ہے ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ یہ نہیں رد کرتا ہے بخاری پر یا تو اس واسطے کہ وہ جائز رکھتا ہے دو چیزوں کے ملانے کو نشہ لانے سے پہلے اور یا اس واسطے کہ اس نے باب باندھا ہے بنا بر اس چیز کے کہ مطابق ہے پہلی حدیث کو اور وہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے اس

واسطے کہ نہیں شک ہے کہ جو چیز کہ قوم کو اس وقت پلاتا تھا وہ نشہ لانے والی شراب تھی اسی واسطے داخل ہوئی بیچ عموم نہی کے شراب سے یہاں تک کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم البتہ اس کو اس وقت شراب گنتے تھے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ وہ مسکر تھی اور لیکن یہ جو اس نے کہا کہ نہ ٹھہرئے دو سالنوں کو ایک سالن میں سو مطابق ہے جابر رضی اللہ عنہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اور ہو گی نہی معلل ساتھ مستقل علتوں کے یا تحقیق ہونا اس کا رکا یا توقع نشہ لانے کی ساتھ ملانے کے جلدی اور یا اسراف اور حرص اور تعلیل ساتھ حرص کے مبین ہے بیچ حدیث نہی کے قران تمر سے، میں کہتا ہوں جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو تاویل کرتا ہے نہی کو دو چیز کے ملانے سے ساتھ ایک دو تاویلوں کے ایک حمل کرنا خلیط کا ہے اوپر مخلوط کے اور وہ یہ ہے کہ خشک کھجور کی نبیذ اکیلی مثلاً گاڑھی ہو جائے اور منقیٰ کی نبیذ تنہا گاڑھی ہو جائے سو دونوں کو ملایا جائے تا کہ سرکہ ہو جائے سو ہو گی نہی بسبب قصد سرکہ بنانے کے اور یہ مطابق ہے واسطے ترجمہ کے بغیر تکلف کے دوسری تاویل یہ ہے کہ ہو علت نہی کی ملانے سے واسطے اسراف کے سو ہو گی مانند نہی کی جمع کرنے سالنوں کے سے اور تائید کرتا ہے دوسری وجہ تاویل کو قول اس کا ترجمہ میں یہ کہ نہ ٹھہرائے دو سالنوں کو ایک سالن میں اور البتہ حکایت کی ہے اثرم نے ایک قوم سے کہ حمل کیا ہے انہوں نے نہی کو دو چیزوں کے ملانے سے دوسری تاویل پر اور ٹھہرایا ہے انہوں نے اس کو نظیر نہی کی ملانے دو کھجوروں کے سے کہا انہوں نے کہ جب وارد ہوئی نہی دو کھجوروں کے ملانے سے اور حالانکہ وہ ایک قسم سے ہیں سو کیونکر منع نہ ہو گی جب کہ واقع ہو دو قسموں سے اور اسی واسطے تعبیر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول اپنے کے کہ جو دیکھتا ہے اور نہیں جزم کیا ہے ساتھ حکم کے اور البتہ مدد کی ہے طحاوی نے اس شخص کی جس نے حمل کیا ہے نہی کو دو چیزوں کے ملانے سے منع صرف پر سو کہا اس نے کہ یہ اس واسطے تھا کہ ان کی گزران تنگ تھی اور بیان کی حدیث نہی کی ملانے دو کھجور کے سے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک تھے ان لوگوں میں سے جنہوں نے ملانے کی نہی روایت کی ہے اور تھی نبیذ کچی کھجور سے سو جب دیکھتے کچی کھجور کی طرف کہ اس کے بعض میں پختگی ہے تو اس کو کاٹتے واسطے کراہت اس امر کے کہ واقع ہو نہی میں اور یہ بنا بر قاعدے ان کے اعتماد کیا جاتا ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ اگر وہ سمجھتے کہ نہی دو چیزوں کے ملانے سے مثل نہی کی ہے دو کھجور کے جوڑ کر کھانے سے سو البتہ نہ مخالفت کرتے اس کی سو دلالت کی اس نے اس پر کہ وہ ان کے نزدیک غیر پر ہے۔ (فتح)

٥١٧١ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنِّي لَأَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَأَبَا دُجَانَةَ وَسُهَيْلَ بْنَ الْبَيْضَآءِ خَلِيطَ بُسْرٍ وَّتَمْرٍ إِذْ حُرِّمَتِ

۵۱۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ میں پلاتا تھا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو اور سہیل رضی اللہ عنہ کو خلیط بسر اور تمر کا جب کہ حرام ہوئی شراب سو میں نے اس کو پھینکا اور میں اس کا پلانے والا تھا اور ان میں چھوٹا تھا اور ہم اس کو اس

الْبَيْضَآءِ خَلِيطَ بُسْرٍ وَّتَمْرٍ إِذْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَذَفْتُهَا وَأَنَا سَاقِيهِمْ وَأَصْغَرُهُمْ وَإِنَّا نَعُدُّهَا يَوْمَئِذٍ الْخَمْرَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ سَمِعَ أَنَسًا.

وقت شراب شمار کرتے تھے اور کہا عمرو نے کہ حدیث بیان کی ہم سے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس نے سنا انس رضی اللہ عنہ سے یعنی سماع قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول باب میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ اس نے اس کو خلیط کچی اور خشک کھجور کا پلایا سو دلالت کی اس نے کہ مراد ساتھ نہی کے دو چیزوں کے ملانے سے وہ چیز ہے کہ تھے کرتے اس کو پہلے مخلوط کرنے سے کچی کھجور کے ساتھ خشک کھجور کے اور مانند اس کی اس واسطے کہ یہ عادت میں تقاضا کرتا ہے جلدی نشہ پیدا کرنے کو برخلاف اکیلی اکیلی کے اور نہیں ممکن ہے حمل کرنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جو دو چیزوں کے ملانے میں اس چیز پر کہ دعویٰ کیا ہے اس کو پہلی تاویل والے نے اور حمل کرنا علت نہی کا واسطے خوف اسراع کے ظاہر تر ہے حمل کرنے اس کے سے اسراف پر اس واسطے کہ نہیں فرق ہے درمیان آدھی رطل کی خشک کھجور سے اور آدھی رطل کی پکی کھجور سے جب کہ ملائی جائیں مثلا اور درمیان ایک رطل منقیٰ کے فقط واسطے کم ہونے منقیٰ کے نزدیک ان کے اس وقت بہ نسبت تمر اور رطب کے اور البتہ واقع ہوئی ہے اجازت کہ ہر ایک کو جدا جدا بھگویا جائے اور نہیں فرق کیا درمیان تھوڑے اور بہت کے سو اگر علت اسراف ہوتی تو البتہ نہ مطلق بولتے اس کو اور حکایت کی ہے طحاوی نے بیچ اختلاف علماء کے لیث سے کہا کہ میں نہیں دیکھتا ڈر کہ ملائی جائے نبیذ تمر کی اور نبیذ منقیٰ کی پھر دونوں کو اکٹھا پیا جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آئی ہے نہی اس سے کہ دونوں کو اکٹھا بھگویا جائے اس واسطے کہ ایک اپنے ساتھی کے ساتھ خشک ہو جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ کہ ملایا جائے خشک کھجور اور تازہ کھجور سے پھر پیا جائے اور اس دن اکثر شراب ان کی یہی تھی اور یہ لفظ ظاہر تر ہے مراد میں جس پر کہ لفظ ترجمہ کا محمول ہے۔ (فتح)

۵۱۷۲ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَآءٌ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَالرُّطَبِ.

۵۱۷۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منقیٰ اور خشک کھجور اور کچی اور پکی کھجور سے منع فرمایا۔

فائدہ: نہیں ہے یہ حدیث صریح نہی میں ملانے سے اور البتہ بیان کیا ہے اس کو مسلم نے اپنی روایت میں ساتھ اس لفظ کے کہ نہ جمع کرو درمیان تازہ کھجور اور کچی کھجور کے اور درمیان منقیٰ اور تمر کے واسطے نبیذ کے۔

۵۱۷۳ ۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي

۵۱۷۳۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ جمع کیا جائے درمیان خشک اور کچی کھجور کے

قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّهْوِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ وَلْيُنْبَذْ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى حِدَةٍ.

اور درمیان خشک کھجور اور منقیٰ کے اور چاہیے کہ ہر ایک دونوں میں سے جدا جدا بھگوئی جائیں۔

فائدہ: یعنی ہر ایک دونوں سے دونوں خلیط میں سے سو دو سے زیادہ کے درمیان جمع کرنا بطریق اولیٰ منع ہوگا اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں علی حدتہ اور یہ رد کرتا ہے اس تاویل کو جو مذکور ہے پہلے اور مسلم میں ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ جو تم میں سے نبیذ کو پینا چاہے تو چاہیے کہ پیئے منقیٰ کو تنہا اور خشک کھجور کو تنہا اور کچی کھجور کو تنہا اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے سبب نہی کا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مست لایا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حد ماری پھر اس کو اس کے شراب سے پوچھا یعنی کیا پیا تھا؟ اس نے کہا کہ میں نے خشک کھجور اور منقیٰ کی نبیذ پی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو ملایا نہ کرو کہ ہر ایک دونوں میں سے اکیلا کفایت کرتا ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مذہب ہمارے اصحاب وغیرہم علماء کا یہ ہے کہ سبب منع کا دو چیز کے ملا کر بھگونے سے یہ ہے کہ نشہ لانا جلدی کرتا ہے اس کی طرف بسبب ملانے کے پہلے اس سے کہ گاڑھا ہو سو گمان کرتا ہے پینے والا کہ وہ نشہ لانے کی حد کو نہیں پہنچا اور حالانکہ اس حد کو پہنچا ہوتا ہے اور مذہب جمہور کا یہ ہے کہ نہی اس میں واسطے تنزیہ کے ہے اور منع تو فقط اس وقت ہے جب کہ نشہ لائے اور نہیں پوشیدہ ہے علامت اس کی اور کہا بعض مالکیہ نے کہ نہی واسطے تحریم کے ہے اور اختلاف ہے بیچ ملانے نبیذ کچی کھجور کے جو گاڑھی نہ ہو ساتھ نبیذ تمر کے جو گاڑھی نہ ہو وقت پینے کے کہ کیا منع ہے یا خاص ہے نہی ملانے سے وقت نبیذ بنانے کے سو کہا جمہور نے کہ نہیں ہے کچھ فرق اور کہا لیث نے کہ نہیں ہے کچھ ڈر ساتھ اس کے وقت پینے کے اور اختلاف ہے بیچ ملانے دو شربتوں کے سوائے نبیذ کے سو حکایت کی ہے ابن تین نے بعض فقہاء سے کہ مکروہ ہے یہ کہ ملائے جائیں واسطے بیمار کے دو شربت اور رد کیا ہے اس کو اس نے ساتھ اس کے کہ نہیں جلدی کرتا اس کی طرف نشہ لانا نہ اکٹھی اور نہ اکیلی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ قائل اس کا دیکھتا ہو کہ علت اسراف ہے کما تقدم لیکن مقید کیا جائے کلام اس کا بیمار کے مسئلے میں ساتھ اس کے جب کہ ہو مقرر و کفایت کرنے والا بیچ دوا اس بیمار کے نہیں تو نہیں مانع ہے اس وقت مرکب کرنے سے، کہا ابن عربی نے کہ ثابت ہو چکا ہے حرام ہونا شراب کا واسطے اس چیز کے کہ پیدا ہوتی ہے اس سے نشہ لانے سے اور جواز نبیذ میٹھی کا جس سے نشہ پیدا نہ ہو اور ثابت ہو چکی ہے نہی شیرہ بنانے سے برتنوں میں پھر منسوخ ہوئی اور دو چیزوں کے ملانے سے سو اختلاف کیا ہے علماء نے سو کہا احمد اور اسحاق رحمہما اللہ اور اکثر شافعیہ نے ساتھ حرام ہونے کے اور کہا کوفیوں نے کہ حلال ہے اور اتفاق کیا ہے ہمارے علماء نے ساتھ کراہت کے لیکن اختلاف کیا ہے انہوں نے کہ کیا وہ واسطے تحریم کے ہے یا تنزیہ

کے اور اختلاف ہے بیچ علت منع کے سو بعض نے کہا کہ ایک دوسرے کو گاڑھا کر دیتا ہے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ جلدی کرتا ہے اس کی طرف نشہ لانا ، کہا ابن عربی نے کہ نہیں اختلاف ہے کہ شہد ساتھ دودھ کے خلیطین کے حکم میں داخل نہیں اس واسطے کہ دودھ کی نبیذ نہیں بنائی جاتی کہا اس نے اور اختلاف ہے خلیطین میں واسطے سرکہ بنانے کے پھر کہا اور حاصل ہوتی ہیں واسطے ہمارے چار صورتیں ایک یہ کہ خلیطین منصوص ہوں یعنی حدیث میں جن کے واسطے نص آ چکی ہے سو وہ حرام ہے یا ایک چیز منصوص ہو اور ایک مسکوت عنہ ہو یعنی جس سے شرح ساکت ہے سو اگر ہر ایک دونوں میں اکیلی اکیلی نشہ لاتی ہو تو حرام ہے واسطے قیاس کرنے کے منصوص پر یا دونوں سے شرع ساکت ہے سو اگر دونوں سے ہر ایک جدا جدا نشہ نہ لائے تو جائز ہے اور اس جگہ چوتھی قسم ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر دو چیزوں کو ملائے اور جوڑے ساتھ ان کے ایسی دوا کو کہ منع کرے نشہ لانے کو سو جائز ہے مسکوت عنہ میں اور مکروہ ہے منصوص میں اور جو نقل کیا ہے اس کو اکثر شافعیہ نے پائی گئی ہے اس میں نص شافعیہ کی سو کہا کہ ثابت ہو چکی ہے نہی خلیطین سے سو نہیں جائز ہے کسی حال میں اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ پایا میں نے اہل علم کو اوپر اس کے اپنے شہر میں اور کہا خطابی نے کہ ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ حرام ہے خلیطین یعنی ملانا دو چیزوں کا اگر نہ ہو شراب ان دونوں سے نشہ لانے والا واسطے عمل کرنے کے ساتھ ظاہر حدیث کے اور یہ قول احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور ظاہر مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور کہا انہوں نے کہ جو پیئے خلیطین کو گنہگار ہوتا ہے ایک جہت سے سو اگر ہو بعد گاڑھے ہونے کے تو گنہگار ہوتا ہے دو جہتوں سے اور خاص کیا ہے لیث نے نہی کو ساتھ اس وقت کے کہ جب کہ بھگوئی جائے اور جاری ہوا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اپنی عادت پر جمود میں سو خاص کیا ہے اس نے نہی کو خلیطین سے ساتھ ملانے ایک کے پانچ چیزوں سے اور وہ خشک کھجور اور تازہ کھجور اور پکی ہوئی کھجور اور کچی کھجور اور منقہ ہیں بیچ ایک کے ان میں سے یا غیر ان کے کی سو اگر ملائی جائے کوئی چیز غیر ان کے سے ساتھ کسی چیز کے غیر ان کے سے تو نہیں منع ہے مانند دودھ اور شہد کی مثلا اور وارد ہوتی ہے اس پر وہ چیز کہ روایت کی ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اشربہ میں انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا دو چیزوں کو شیرہ بنانے سے اس چیز سے کہ سرکشی کرتی ہے ایک دوسری پر اور کہا قرطبی نے کہ نہی خلیطین سے ظاہر ہے تحریم میں اور یہ قول جمہور فقہاء امصار کا ہے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ مکروہ ہے فقط اور خلاف کیا ہے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ ہر ایک دونوں میں سے حلال ہے اکیلی اکیلی پس نہیں مکروہ ہے اکٹھی کہا اور یہ مخالفت ہے واسطے نص کے اور قیاس ہے باوجود فارق کے سو وہ فاسد ہے دو وجہ سے پھر وہ توڑا گیا ہے ساتھ جواز ہر ایک کے دونوں بہنوں سے جدا جدا اور حرام ہونے ان کے کی اکٹھی اور زیادہ تر عجب اس سے تاویل اس شخص کی ہے جو کہتا ہے کہ نہی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ باب سرف سے ہے کہا اور یہ تبدیل ہے نہ تاویل اور نہ شہادت دیتی ہیں ساتھ باطل ہونے اس کے کی حدیثیں صحیحہ کہا اور نام رکھنا شراب کا ... دون قول اس شخص

کا ہے جو غافل ہے شرع سے اور لغت سے اور عرف سے اور جو سمجھی جاتی ہے حدیثوں سے تعلیل ہے ساتھ خوف کرنے شدت کے ساتھ ملانے کے اور بنابر اس کے اقتصار کیا جائے گا نہی میں خلط سے اس چیز پر کہ اثر کرے اس میں اسراع کہا اس نے اور زیادتی کی ہے ہمارے بعض اصحاب نے سومنع کیا ہے خلط کو اگرچہ نہ پائی جائے علت مذکورہ اور لازم آتا ہے اس کو کہ منع کرے ملانے شہد اور دودھ کے سے اور سرکہ اور شہد کے سے۔ (فتح)

بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ. باب ہے بیچ بیان دودھ پینے کے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ دراز کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کاری گری کو اس ترجمہ میں تاکہ رد کرے اس شخص کے قول کو جو گمان کرتا ہے کہ بہت دودھ نشہ لاتا ہے سو رد کیا اس کو ساتھ نصوص کے اور یہ قول ٹھیک نہیں اس واسطے کہ دودھ مجرد نشہ نہیں لاتا اور سوائے اس کے نہیں کہ اتفاق پڑتا ہے اس میں اس کا نادر ساتھ صفت کے کہ پیدا ہوتی ہے بیچ اس کے اور اس کے غیر نے کہا کہ بعض نے گمان کیا ہے کہ دودھ جب بہت دیر پڑا رہے اور متغیر ہو تو نشہ لاتا ہے اور یہ واقع ہوتا ہے نادر اگر ثابت ہو واقع ہونا اس کا اور نہیں لازم آتا اس سے کہ اس کا پینے والا گنہگار ہو مگر یہ کہ معلوم کرے کہ اس کی عقل اس کے ساتھ جاتی رہے گی سو پیئے اس کو واسطے اس کے ہاں کبھی واقع ہوتا ہے نشہ ساتھ دودھ کے جب کہ ڈالی جائے اس میں وہ چیز کہ اس کے ملنے سے مسکر ہو جائے سو حرام ہو جاتا ہے، میں کہتا ہوں کہ روایت کی ہے سعید بن منصور نے ابن سیرین سے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما پوچھے گئے شرابوں سے سو کہا فلانے لوگ بناتے ہیں ایسی ایسی چیز سے شراب یہاں تک کہ پانچ شرابوں کو شمار کیا نہیں یاد رکھتا میں مگر شہد اور جو اور دودھ کو سو میں ڈرتا تھا کہ حدیث بیان کروں ساتھ دودھ کے یہاں تک کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ ارمینیہ میں دودھ سے شراب بنائی جاتی ہے جو اس کو پیتا ہے فوراً بیہوش ہو کر گر پڑتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ آیت کے جو باب کے اول میں مذکور ہے اس پر کہ پانی جب متغیر ہو پھر دراز ہو ٹھہرنا اس کا یہاں تک کہ اس کا تغیر دور ہو جائے اور اپنی پہلی حالت کی طرف رجوع کرے تو وہ اس سے پاک ہو جاتا ہے اور یہ حکم بہت پانی میں اور بغیر نجاست کے تھوڑے میں متفق علیہ ہے اور بہر حال تھوڑا پانی جو پلیدی سے متغیر ہو جائے پھر خود بخود اس کا تغیر دور ہو جائے تو اس میں خلاف ہے کہ کیا پاک ہوتا ہے یا نہیں اور مشہور مالکیہ کے ایک گروہ سے یہ ہے کہ وہ پاک ہو جاتا ہے اور ظاہر استدلال کا قوی کرتا ہے قول کو ساتھ پاک کہنے کے لیکن اس استدلال میں نظر ہے اور بعید تر ہے استدلال کرنا اس شخص کا جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اوپر پاک ہونے منی کے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشَّارِبِيْنَ﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ پلاتے ہیں تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور خون کے بیچ میں سے دودھ ستھرا رچتا پینے والوں کو۔

فائدہ: اور یہ روایت صریح ہے بیچ حلال کرنے پینے دودھ چوپایوں کے ساتھ سب قسموں اپنی کے واسطے واقع ہونے احسان کے ساتھ اس کے پس عام ہوگا سب چوپایوں کے دودھ کو بیچ حال زندگی ان کی کے اور فرث وہ چیز ہے کہ جمع ہو اوجھڑی میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چوپایہ جب گھاس کو کھاتا ہے اور اوجھڑی میں قرار پکڑتا ہے تو وہ اس کو پکاتی ہے سو اس کے نیچے کا حصہ لید ہو جاتا ہے اور اس کا بیچ کا حصہ دودھ ہو جاتا ہے اور اس کے اوپر کا حصہ خون ہو جاتا ہے اور کبد مسلط ہے اوپر اس کے سو تقسیم کرتا ہے خون کو اور جاری کرتا ہے اس کو رگوں میں اور جاری کرتا ہے دودھ کو تھنوں میں اور باقی رہ جاتی ہے لید اوجھڑی میں تنہا اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لَبَنًا خَالِصًا﴾ یعنی خون کی سرخی اور لید کی گندگی سے اور قول اس کا ﴿سائغا﴾ یعنی لذیذ رچتا پینے والے کا گلا نہیں گھونٹتا۔ (فتح)

٥١٧٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَقَدَحِ خَمْرٍ.

۵۱۷۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ معراج کی رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک پیالہ دودھ کا اور ایک پیالہ شراب کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور حکمت بیچ اختیار دینے کے درمیان شراب کے باوجود ہونے اس کے حلال یا تو اس واسطے کہ شراب اس وقت حرام نہیں ہوئی تھی اور یا اس واسطے کہ وہ بہشت سے تھی اور شراب بہشت کی حرام نہیں ہے۔

٥١٧٥ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ سَمِعَ سُفْيَانَ أَخْبَرَنَا سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَيْرًا مَوْلٰى أُمِّ الْفَضْلِ يُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ شَكَّ النَّاسُ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِإِنَاءٍ فِيْهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ فَكَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا قَالَ شَكَّ النَّاسُ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أُمُّ الْفَضْلِ فَإِذَا وُقِفَ عَلَيْهِ قَالَ هُوَ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ.

۵۱۷۵۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں کو عرفہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں شک ہوا سو میں نے دودھ کا ایک برتن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور بہت وقت سفیان نے کہا کہ لوگوں نے عرفہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں شک کیا سو ام الفضل رضی اللہ عنہا نے آپ کے پاس دودھ کا پیالہ بھیجا اور جب کھڑا کیا جاتا سفیان تو کہتا وہ ام الفضل رضی اللہ عنہا سے ہے۔

فائدہ: یعنی سفیان اکثر اوقات حدیث کو مرسل بیان کرتا تھا سو نہ کہتا تھا اسناد میں ام الفضل رضی اللہ عنہا سو جب پوچھا جاتا اس سے کہ کیا وہ موصول ہے یا مرسل؟ تو کہتا وہ ام الفضل سے ہے اور وہ بیچ قوت اس کے ہے کہ وہ موصول ہے اور یہ معنی ہیں قول اس کے کی وقف۔ (فتح)

٥١٧٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ وَأَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَآءَ أَبُوْ حُمَيْدٍ بِقَدَحٍ مِّنْ لَّبَنٍ مِّنَ النَّقِيْعِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُوْدًا.

۵۱۷۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو حمید نقیع (ایک نالے کا نام ہے) سے دودھ کا پیالہ لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو نے اس کو کیوں نہ ڈھانکا اگرچہ اس پر ایک آڑی لکڑی رکھ دیتا؟۔

فائدہ: یعنی اگر اس کو نہ ڈھانکے تو نہیں کم تر ہے اس سے کہ اس پر کوئی چیز آڑی رکھ دے اور میں گمان کرتا ہوں کہ راز بیچ اکتفا کرنے کے ساتھ رکھنے لکڑی کے یہ ہے کہ اس کو ڈھانکے یا عرض قریب ہے ساتھ بسم اللہ کہنے کے سو ہوگا عرض کرنا علامت اوپر بسم اللہ کہنے کے، پس باز رہیں گے شیطان اس کے قریب آنے سے۔

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يَذْكُرُ أُرَاهُ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ أَبُوْ حُمَيْدٍ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ مِنَ النَّقِيْعِ بِإِنَآءٍ مِّنْ لَّبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَّا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُوْدًا وَحَدَّثَنِيْ أَبُوْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو حمید انصاری رضی اللہ عنہ نقیع سے دودھ کا ایک برتن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اس کو کیوں نہ ڈھانکا اگرچہ اس پر کوئی لکڑی آڑی رکھ دیتا؟ اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے جابر رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے ساتھ۔

فائدہ: اگرچہ تو اس پر چوڑائی سے لکڑی رکھتا یعنی لکڑی کو برتن کی چوڑائی پر رکھتا واقع ہوا ہے واسطے مسلم کے جابر رضی اللہ عنہ کے طریق سے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی مانگا ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! کیا میں آپ کو شیرہ نہ پلاؤں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں! سو نکلا مرد دوڑتا ہوا سو ایک مرد پیالہ لایا جس میں شیرہ تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اس کو کیوں نہ ڈھانکا، الحدیث اور یہ دوسرا قصہ ہے سوائے قصے

دودھ کے۔ (فتح)

٥١٧٧ ـ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّكَّةَ وَأَبُوْ بَكْرٍ مَعَهُ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَرَرْنَا بِرَاعٍ وَقَدْ عَطِشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَحَلَبْتُ كُثْبَةً مِنْ لَّبَنٍ فِيْ قَدَحٍ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ وَأَتَانَا سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشُمٍ عَلٰى فَرَسٍ فَدَعَا عَلَيْهِ فَطَلَبَ إِلَيْهِ سُرَاقَةُ أَنْ لَّا يَدْعُوَ عَلَيْهِ وَأَنْ يَّرْجِعَ فَفَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۱۷۷۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے آئے یعنی وقت ہجرت کرنے کے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ایک چرواہے پر گزرے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی تھی کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سو میں نے پیالہ بھر دودھ دوہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا یہاں تک کہ میں راضی ہوا اور ہمارے پاس سراقہ آیا گھوڑے پر سوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعاء کی تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کیا کہ اس پر بددعاء نہ کریں اور یہ کہ پھر پلٹ جائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا۔

فائدہ: اور خوب جواب بیچ پینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ سے باوجودیکہ چرواہے نے ان کو خبر دی تھی کہ بکریاں اس کے غیر کی ہیں یہ ہے کہ ان کی عرف میں یہ معاف تھا یا بکریوں والے نے چرواہے کو اجازت دے دی ہوئی تھی کہ پلائے دودھ اس شخص کو کہ گزرے اوپر اس کے جب کہ التماس کرے اس سے یہ اور بعض نے کہا کہ اس میں اور بھی احتمال ہے جو پہلے گزر چکے ہیں۔ (فتح)

٥١٧٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الصَّدَقَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً وَّالشَّاةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً تَغْدُوْ بِإِنَاءٍ وَتَرُوْحُ بِآخَرَ.

۵۱۷۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنی تازہ جنی ہوئی بہت دودھ والی کیا اچھا صدقہ ہے خیرات کو اور بکری خوب دودھ والی کیا اچھا صدقہ ہے خیرات کو کہ صبح کو ایک برتن بھر دودھ دے اور شام کو دوسرا برتن دودھ دے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ مستعیر اس کا سارا دودھ ہے، وقد تقدم بيان ذلك۔

٥١٧٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

۵۱۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا پھر کلی کی اور فرمایا کہ اس کے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ إِنَّ لَهُ دَسَمًا وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُفِعْتُ إِلَى السِّدْرَةِ فَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ فَأَمَّا الظَّاهِرَانِ النِّيْلُ وَالْفُرَاتُ وَأَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ فَأُتِيْتُ بِثَلَاثَةِ أَقْدَاحٍ قَدَحٌ فِيْهِ لَبَنٌ وَقَدَحٌ فِيْهِ عَسَلٌ وَقَدَحٌ فِيْهِ خَمْرٌ فَأَخَذْتُ الَّذِيْ فِيْهِ اللَّبَنُ فَشَرِبْتُ فَقِيْلَ لِيْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَنْتَ وَأُمَّتُكَ قَالَ هِشَامٌ وَسَعِيْدٌ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَنْهَارِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرُوْا ثَلَاثَةَ أَقْدَاحٍ.

واسطے چکنائی ہے اور کہا ابراہیم نے شعبہ سے اس نے روایت کی قتادہ سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سدرہ یعنی پلے سرے کی بیری کا درخت بلند مجھ کو نمود ہوا یعنی نظر آیا تو اچانک وہاں چار نہریں تھیں دو نہریں کھلی اور دو نہریں چھپی سو بہر حال کھلی نہریں سو نیل اور فرات ہیں اور بہر حال چھپی ہوئی دو نہریں سو بہشت کی دو نہریں ہیں پھر تین پیالے میرے سامنے لائے گئے ایک پیالے میں دودھ تھا اور ایک پیالے میں شہد تھا اور ایک پیالے میں شراب تھی سو میں نے لیا وہ پیالہ جس میں دودھ تھا سو میں نے دودھ پیا تو مجھ کو کہا گیا کہ آپ نے پیدائشی دین پایا جس دین پر تو اور تیری امت ہے اور کہا ہشام اور سعید اور ہمام نے قتادہ سے اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے اس نے مالک رحمہ اللہ سے اس نے نہروں میں مانند اس کی اور نہیں ذکر کیا انہوں نے تین پیالوں کو۔

فائدہ: یعنی جمع ہوئے ہیں تینوں راوی اوپر روایت حدیث کے قتادہ رحمہ اللہ سے سو زیادہ کیا ہے انہوں نے اسناد میں بعد انس رضی اللہ عنہ کے مالک رحمہ اللہ کو اور نہیں ذکر کیا اس کو شعبہ نے اور یہ جو کہا فی الانہار یعنی انہوں نے موافقت کی ہے متن سے اوپر ذکر نہروں کے اور زیادہ کیا ہے انہوں نے قصہ معراج کا ساتھ درازی کے اور نہیں ہے شعبہ کی اس روایت میں اور واقع ہوا ہے بیچ روایت ان کی کے بعد قول اس کے سدرۃ المنتہیٰ کہ اچانک اس کے بیر جیسے ہجر کے مٹکے اور اس کے پتے جیسے ہاتھیوں کے کان اور اس کی جڑ میں چار نہریں ہیں اور برتنوں کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لانا دو بار واقع ہوا ایک بار بیت المقدس میں اور ایک بار سدرۃ المنتہیٰ میں اور ساتھ اس کے دفع ہوگا اشکال بالکل کہا ابن منیر نے کہ نہیں ذکر کیا راز بیچ عدول کرنے آپ کے کی شہد سے دودھ کی طرف جیسے کہ ذکر کیا راز کو بیچ منہ پھیرنے کے شراب سے اور شاید راز اس میں یہ ہے کہ دودھ زیادہ تر نافع ہے اور ساتھ اس کے سخت ہوتی ہے ہڈی اور اُگتا ہے گوشت اور وہ مجرد قوت آپ کا ہے اور نہیں داخل ہے سرف میں کسی وجہ سے اور وہ قریب تر ہے طرف زہد

کی اور نہیں مخالفت ہے درمیان اس کے اور درمیان پرہیز گاری کے کسی وجہ سے اور شہد اگرچہ حلال ہے لیکن وہ ان چیزوں سے ہے کہ لذت طلب کی جاتی ہے ساتھ اس کے جن سے خوف ہے کہ ہو شہد پینے والا داخل بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ﴾ میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ ہو سر اس میں وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے بیچ بعض طرق حدیث معراج کے کہ حضرت ﷺ کو پیاس لگی جیسا کہ اس کے بعض طریقوں میں صریح آ چکا ہے سو آپ کے سامنے پیالے لائے گئے سو اختیار کیا دودھ کو سوائے غیر اس کے کی واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے حاصل ہونے حاجت کے سے سوائے شراب اور شہد کے کہ ان سے آپ کی حاجت حاصل نہیں ہوتی تھی سو یہی سبب ہے اصلی بیچ اختیار کرنے دودھ کے اور موافق پڑا باوجود اس کے راجح ہونے اس کے کی ان دونوں پر کئی وجہوں سے کہا ابن منیر نے کہ نہیں وارد ہوتا اس پر جو پہلے ذکر کیا ہے میں نے کہ حضرت ﷺ حلوے اور شہد کو دوست رکھتے تھے اس واسطے کہ دوست رکھتے تھے اس کو اس حال میں کہ میانہ روی کرنے والے تھے اس کھانے میں نہ یہ کہ اس کو عادت ٹھہرایا ہوا تھا اور یہ جو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی امت گمراہ ہو جاتی تو اس سے لیا جاتا ہے کہ شراب سے سرکشی پیدا ہوتی ہے اور نہیں خاص ہے یہ ساتھ قدر معین کے اور برتنوں کے سامنے لانے سے لیا جاتا ہے ارادہ اظہار تیسیر کا یعنی آسانی کا اوپر حضرت ﷺ کے اور اشارہ ہے طرف تفویض کاموں کے آپ کی طرف۔ (فتح)

بَابُ اسْتِعْذَابِ الْمَآءِ.

باب ہے بیچ بیان طلب کرنے پانی میٹھے کے۔

٥١٨٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيِّ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ وَّكَانَ أَحَبُّ مَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَآءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ اللهَ يَقُوْلُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ مَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَآءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أَرْجُوْ بِرَّهَا

٥١٨٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سب انصاریوں سے زیادہ مال دار تھے یعنی کھجور کے درختوں میں اور ان کو اپنے سب مال سے باغ بیرحاء بہت پیارا تھا اور وہ مسجد کے سامنے تھا اور حضرت ﷺ کا معمول تھا کہ اس میں داخل ہوتے اور اس کا میٹھا پانی پیتے کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو جب یہ آیت اتری کہ نیکو کاری ہرگز حاصل نہ کرسکو گے یہاں تک کہ اپنے محبوب مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے سو کہا کہ یا حضرت! اللہ نے فرمایا ہے کہ نیکو کاری ہرگز حاصل نہ کرسکو گے یہاں تک کہ اپنے محبوب مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور میرے سب مال سے مجھ کو باغ بیرحاء بہت پیارا ہے میں نے اس کو اللہ کی راہ میں دیا اور میں امید وار ہوں اس کی نیکی کا اور اس

وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ أَوْ رَايِحٌ شَكَّ عَبْدُ اللّٰهِ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّيْ أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهٖ وَفِيْ بَنِيْ عَمِّهٖ وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيٰى رَايِحٌ.

کے ذخیرہ ہونے کا نزدیک اللہ کے سو یا حضرت! اس کو رکھیے جہاں چاہیں یعنی جس کو مناسب دیکھیں اس کو دیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شاباش یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے یا فرمایا رائح شک کیا عبداللہ راوی نے یعنی اس کا ثواب تجھ کو پہنچے گا اور بند نہیں ہوگا اور البتہ میں نے سنا جو تو نے کہا اور یہ مجھ کو یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ تو اس کو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کر دے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کرتا ہوں یا حضرت! یعنی جو آپ نے فرمایا سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابت والوں اور چچا کی اولاد میں تقسیم کیا۔

فائدہ: اور مقصود اس حدیث سے یہ لفظ ہے کہ حضرت ﷺ اس کا میٹھا پانی پیتے تھے اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ خصوص اس لفظ کے اور وہ طلب کرنا میٹھے پانی کا ہے بیچ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ لایا جاتا تھا واسطے حضرت ﷺ کے پانی میٹھا بیوت سقیا سے اور وہ ایک نہر ہے اس کے اور مدینے کے درمیان دو دن کی راہ ہے اسی طرح روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے ساتھ سند جید کے اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ جب حضرت ﷺ ابوایوب رضی اللہ عنہ کے نزدیک اترے تو وہ حضرت ﷺ کے واسطے مالک بن نضر کے کنوئیں سے میٹھا پانی منگواتا تھا پھر انس رضی اللہ عنہ اور ہند اور حارثہ بیوت سقیا سے حضرت ﷺ کی بیویوں کے واسطے پانی لاتے تھے اور ابوہیثم کے قصے میں ہے کہ جب حضرت ﷺ نے اس کا حال آ کر پوچھا تو اس کی عورت نے کہا کہ وہ ہمارے واسطے میٹھا پانی لانے کو گیا ہے کہا ابن بطال نے کہ طلب کرنا میٹھے پانی کا نہیں منافی ہے زہد کو اور نہیں داخل ہے آسودگی مذموم میں برخلاف خوشبودار کرنے پانی کے ساتھ مشک وغیرہ کے کہ البتہ مکروہ جانا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے بے جا خرچ کرنے سے اور بہر حال پینا میٹھے پانی کا اور طلب کرنا اس کا سو مباح ہے اور البتہ کیا ہے اس کو نیکو کاروں نے اور نمکین پانی کے پینے میں کوئی فضیلت نہیں اور اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ طلب کرنا عمدہ کھانوں کا جائز ہے اور یہ فعل اہل خیر کا ہے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ اترا ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے ارادہ کیا تھا کہ لذیذ کھانوں سے باز رہیں کہا اگر ہوتے لذیذ کھانے اس قسم سے کہ اللہ نہ چاہتا کہ اس کو کوئی کھائے تو نہ احسان کرتا ان کے ساتھ اپنے بندوں پر بلکہ منع کرنا اللہ کا اس کے حرام جاننے سے دلالت کرتا ہے اس پر کہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ بندے اس کو کھائیں تا کہ مقابلہ کریں انعام اس کے کو ساتھ ان کے اوپر ان کے ساتھ شکر کرنے کے واسطے ان کے اگرچہ بندوں کا شکر ان کی نعمتوں کا بدلہ نہیں اتار سکتا اور کہا ابن

منیر نے کہ لیکن یہ کہ طلب کرنا میٹھے پانی کا نہیں منافی ہے زہد کو اور پرہیز گاری کو سو واضح ہے اور استدلال کرنا ساتھ اس کے لذیذ کھانوں پر سو بعید ہے کہا ابن تین نے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ اس کے کہ جائز ہے پینا پانی کا باغ سے بغیر قیمت کے میں کہتا ہوں کہ جس کو اس میں داخل ہونے کی اجازت ہو اس کے واسطے تو کوئی شک نہیں اور لیکن غیر اس کا سو واسطے اس چیز کے کہ تقاضا کرتی ہے اس کو عرف آسان جاننے اس کے سے اور ثابت ہونا اس کا ساتھ فعل مذکور کے اس میں نظر ہے۔ (فتح)

بَابُ شَرْبِ اللَّبَنِ بِالْمَآءِ. پینا دودھ کا ساتھ پانی کے ملا کر۔

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قید کیا ہے اس کو ساتھ پینے کے واسطے احتراز کرنے کے ملانے سے واسطے بیع کے کہ وہ دغا ہے کہا ابن منیر نے کہ مقصود اس کا یہ ہے کہ نہیں داخل ہے یہ نہی میں خلیطین سے اور وہ تائید کرتا ہے اس چیز کو کہ پہلے گزر چکی ہے فائدہ قید کرنے اس کے سے خلیطین کو ساتھ مسکر کے یعنی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع ہے ملانا دو چیزوں کا جب کہ ہو ہر ایک دونوں میں سے جنس اس چیز کی سے کہ نشہ لاتی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھے ملاتے دودھ کو ساتھ پانی کے اس واسطے کہ دودھ دوہنے کے وقت گرم ہوتا ہے اور وہ شہر اکثر گرم ہوتے ہیں سو تھے توڑتے دودھ کی گرمی کو ساتھ پانی سرد کے۔

٥١٨١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا وَأَتٰى دَارَهُ فَحَلَبْتُ شَاةً فَشُبْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبِئْرِ فَتَنَاوَلَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ وَعَنْ يَّسَارِهٖ أَبُوْ بَكْرٍ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ أَعْرَابِيٌّ فَأَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ فَضْلَهٗ ثُمَّ قَالَ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ.

٥١٨١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ دودھ پیا اور اس کے گھر میں آئے سو میں نے بکری دوہی سو اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کنوئیں سے پانی ملایا گیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ لیا اور پیا اور آپ کے بائیں طرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے اور دائیں طرف ایک گنوار بیٹھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جوٹھا گنوار کو دیا پھر فرمایا کہ دائیں طرف والا مقدم ہے دائیں طرف والا مقدم ہے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ جاہلیت کے بادشاہوں کا دستور تھا کہ پینے میں دائیں طرف والوں کو مقدم کرتے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خوف کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو حضرت رضی اللہ عنہ دودھ پینے میں گنوار کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر مقدم نہ کریں سو تنبیہ کی اوپر اس کے اس واسطے کہ احتمال تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مقدم کریں گے سو ہو جائے گی سنت مقدم کرنا افضل کا پینے میں دائیں طرف والے پر سو بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل اور قول سے کہ نہیں متغیر کیا

اس عادت کو سنت نے اور یہ کہ وہ بدستور جاری ہے اور یہ کہ دائیں طرف والا مقدم ہے افضل پر بیچ اس کے اور نہیں لازم آتا اس سے کم ہونا افضل کے مرتبہ کا اور یہ واسطے فضیلت دائیں طرف کے ہے بائیں پر اور یہ جو کہا فاعطی الاعرابی فضله یعنی جو دودھ حضرت ﷺ سے پینے کے بعد بچا تھا وہ اس کو دیا اور یہ جو حضرت ﷺ نے مکرر فرمایا کہ دائیں طرف والا مقدم ہے تو اس سے بعض نے استنباط کیا ہے کہ سنت دینا اس شخص کا ہے جو دائیں طرف ہو پھر جو اس سے لگتا ہو اور اسی طرح لگا تار اور اس سے لازم آتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس صورت میں جو اس حدیث میں وارد ہوئی ہے اس گنوار کے بعد پیا ہو ان کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیا ہو لیکن ظاہر یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مقدم کیا ہو اور اس حدیث میں فوائد سے ہے سوائے اس چیز کے کہ پہلے گزری کہ جو مجلس علم یا مجلس رئیس کی طرف پہلے جائے وہ اس سے الگ نہ کیا جائے واسطے آمد اس شخص کے کہ اولیٰ ہے اس سے ساتھ بیٹھنے کے جگہ مذکور میں بلکہ بیٹھے آنے والا جس جگہ تک مجلس پہنچتی ہو لیکن اگر سابق اس کو مقدم کرے تو جائز ہے اور یہ جو کسی چیز کا مستحق ہو نہ ہٹائی جائے اس سے مگر اس کی اجازت سے بڑا ہو یا چھوٹا جب کہ ہو ان لوگوں سے کہ جائز ہے ان کی اجازت اور یہ کہ مجلس میں بیٹھنے والے سب شریک ہیں اس چیز میں کہ ترتیب کی جائے ان کی طرف بطور فضل کے نہ لزوم کے واسطے اجماع کے اس پر کہ نہیں واجب ہے مطالبہ ساتھ اس کے کہا ہے اس کو ابن عبدالبر نے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ نہ ہو ان میں امام یا جو اس کے قائم مقام ہے سو اگر امام ہو تو تصرف اس میں واسطے اس کے ہے اور یہ کہ جائز ہے داخل ہونا بڑے کا اپنے خادم کے گھر میں اگرچہ کم عمر ہو اور کھانا اس کا اس چیز سے کہ پاس ان کے ہے کھانے اور پینے سے بغیر بحث کے۔ (فتح)

٥١٨٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَآءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِيْ شَنَّةٍ وَإِلَّا كَرَعْنَا قَالَ وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَآءَ فِيْ حَائِطِهِ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ مَآءٌ بَآئِتٌ فَانْطَلِقْ إِلٰى

٥١٨٢۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک انصاری مرد کے گھر میں تشریف لے گئے اور حضرت ﷺ کے ساتھ آپ کے ساتھی تھے یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر تیرے پاس رات کا باسی پانی ہو تو ہم کو پلا اور نہیں تو ہم منہ لگا کر نہر سے پی لیں اور وہ مرد پانی کو اپنے باغ میں پھیرتا تھا یعنی پانی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا تھا تاکہ باغ کے سب درختوں کو پانی پہنچے تو اس مرد نے کہا یا حضرت! میرے پاس رات کا باسی پانی ہے سو آپ چھپر کی طرف چلیے سو وہ دونوں کو لے گیا سو اس نے پیالے میں پانی ڈالا پھر اس پر اپنی

الْعَرِيْشِ قَالَ فَانْطَلَقَ بِهِمَا فَسَكَبَ فِيْ قَدَحٍ ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَّهٗ قَالَ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ شَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَآءَ مَعَهٗ.

خانگی بکری کا دودھ دوہا کہا سو حضرت ﷺ نے پیا پھر پیا اس مرد نے جو آپ کے ساتھ آیا تھا۔

فائدہ: کرع کے معنی پینا پانی کے بغیر برتن اور ہاتھ کے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم ایک حوض پر گزرے سو ہم اس سے منہ لگا کر پینے لگے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ منہ لگا کر مت پیو لیکن ہاتھ دھو کر ان سے پیو، الحدیث روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور اس کی سند ضعیف ہے سو اگر ہو محفوظ تو نہی اس میں واسطے تنزیہ کے ہے اور فعل واسطے بیان جواز کے ہے اور قصہ جابر رضی اللہ عنہ کا پہلے نہی کے ہے یا نہی بیچ غیر حال ضرورت کے ہے اور یہ فعل تھا واسطے ضرورت پینے پانی کے جو سرد نہ تھا سو پیئے منہ لگا کر نہر سے واسطے ضرورت پیاس کے تاکہ نہ مکروہ جانے اس کو نفس اسکا جب کہ مکرر ہوں گھونٹ سو کبھی نہیں پہنچتا غرض کو سیرابی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منہ لگا کر پانی پینے کو کرع کہا گیا اس واسطے کہ وہ فعل چوپایوں کا ہے کہ وہ اپنے منہ سے پیتے ہیں اور غالب یہ ہے کہ وہ اس وقت اپنے کھروں کو پانی میں داخل کرتا ہے کہا مہلب نے کہ حکمت بیچ طلب کرنے باسی پانی کے یہ ہے کہ وہ سرد تر اور صاف تر ہوتا ہے اور بہر حال ملانا دودھ کا ساتھ پانی کے سو شاید گرمی کے دن میں تھا اور یہ جو کہا کہ پھر مرد نے پیا تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا جوٹھا پیا لیکن احمد کی روایت میں ہے کہ پھر اس نے حضرت ﷺ کے ساتھی کے واسطے بھی اسی طرح کیا یعنی اس کے واسطے بھی دودھ دوہا اور اس پر پانی باسی ڈالا اور یہی ہے ظاہر کہا مہلب نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ پینے پانی سرد کے گرمی کے دن میں اور وہ ان نعمتوں میں سے ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں پر احسان کیں اور روایت کی ہے ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ اول وہ چیز کہ حساب کیا جائے گا ساتھ اس کے بندہ دن قیامت کے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا میں نے تجھ کو تندرست نہیں کیا اور سرد پانی سے سیراب نہیں کیا؟۔ (فتح)

بَابُ شَرَابِ الْحَلْوَآءِ وَالْعَسَلِ. باب ہے بیچ بیان شراب حلوے اور شہد کے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ حلوا وہ چیز ہے کہ جمائی جاتی ہے شہد سے اور مانند اس کے سے اور کہا ابن تین نے داؤدی سے کہ وہ میٹھی نبیذ ہے اور اس پر دلالت کرتا ہے باب باندھنا بخاری رحمہ اللہ کا شراب الحلواء اسی طرح کہا ہے اس نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک قسم ہے اس سے اور جو خطابی نے کہا تقاضا کرتی ہے اس کو عرف اور قرار پا چکی ہے عرف اس پر کہ جو حلوے کی قسموں سے لی جائے اور اس کا نام حلوی ہے اور جو اقسام مشروب سے لی جائے اس کا نام مشروب ہے اور نقیع اور مانند اس کی۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا يَحِلُّ شُرْبُ بَوْلِ النَّاسِ لِشِدَّةٍ تَنْزِلُ لِأَنَّهُ رِجْسٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ﴾.

کہا زہری نے کہ نہیں حلال ہے پینا آدمیوں کی پیشاب کا واسطے سختی کے کہ اتری اس واسطے کہ وہ ناپاک ہے اللہ نے فرمایا حلال ہوئیں تمہارے واسطے پاک چیزیں۔

فائدہ: اور توجیہ کی ہے اس کی ابن تین نے کہ حضرت ﷺ نے پیشاب کا نام رجس رکھا ہے اور اللہ نے فرمایا اور حرام کرے تم پر ناپاک چیزوں کو اور رجس منجملہ ناپاک چیزوں کے ہے اور وارد ہوتا ہے زہری کی استدلال پر شدت کے وقت مردار کا جائز ہونا یعنی اس کا کھانا اور حالانکہ وہ بھی رجس ہے اور اسی واسطے کہا ابن بطال نے کہ فقہاء اوپر خلاف قول زہری کے ہیں اور اشد حال پیشاب کا یہ ہے کہ ہو پلید اور حرام ہونے میں مثل مردار اور خون اور گوشت سور کے اور حالانکہ نہیں اختلاف کیا انہوں نے بیچ جواز کھانے اس کے کی وقت ضرورت کے اور جواب دیا ہے بعض علماء نے زہری کی طرف سے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ اس کی رائے یہ ہو کہ قیاس نہیں داخل ہوتا رخصتوں میں اور رخصت وارد ہوئی ہے مردار میں نہ بول میں، میں کہتا ہوں کہ یہ بعید نہیں زہری کے مذہب سے سو البتہ روایت کی ہے بیہقی نے کہ زہری سفر میں عاشورے کا روزہ رکھتا تھا سو اس سے کہا گیا کہ تو سفر میں رمضان کا روزہ نہیں رکھتا یعنی تو پھر سفر میں عاشورے کا روزہ کیوں رکھتا ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ نے رمضان کے حق میں فرمایا ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ یعنی پس گنتی پوری کرنا ہے اور دونوں سے اور عاشورے کا یہ حکم نہیں کہا ابن تین نے کہ اور کبھی کہا جاتا ہے کہ مباح ہونا مردار واسطے سد رمق کے یعنی بچانے جان کے ہے اور بول نہیں دفع کرتا ہے پیاس کو سو اگر یہ صحیح ہو تو صحیح ہوگا جو زہری نے کہا اس واسطے کہ اس میں کچھ فائدہ نہیں ہے، میں کہتا ہوں اور اس کی نظیر آئندہ اثر میں آئے گی۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فِي السَّكَرِ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ.

اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سکر کے حق میں کہ اللہ نے نہیں ٹھہرائی ہے شفا تمہاری اس چیز میں کہ حرام ہے تم پر

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ اختلاف ہے سکر میں کہ اس سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کہ وہ شراب ہے اور بعض نے کہا کہ وہ چیز ہے کہ جائز ہے پینا اس کا مانند نقیع تمر کے پہلے اس سے کہ گاڑھا ہو اور بعض نے کہا کہ وہ نبیذ تمر کی ہے جب کہ گاڑھی ہو میں کہتا ہوں اور پہلے گزر چکا ہے نحل کی تفسیر میں اکثر اہل علم سے کہ سکر بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا﴾ وہ ہے جو حرام ہے اس سے اور رزق حسن وہ ہے جو حلال ہے اور روایت کی ہے طبری نے ابو رزین سے جو ایک کبار تابعین میں سے ہے کہ اتری یہ آیت شراب کے حرام ہونے سے پہلے اور نخعی اور حسن بصری سے مثل اس کی اور روایت کی ہے شعبی سے کہ سکر نقیع منقیٰ کا ہے یعنی پہلے اس سے کہ گاڑھا ہو اور سرکہ اور اختیار کیا ہے طبری نے اس کو اور مدد کی ہے واسطے اس کے اس واسطے کہ نہیں لازم آتا ہے اس سے دعویٰ نسخ کا اور بدستور رہتا ہے احسان ساتھ اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو آیت اس کی ظاہر پر برخلاف پہلے قول کے کہ وہ مستلزم

ہے نسخ کو اور اصل عدم نسخ کا ہے میں کہتا ہوں کہ آیت میں اس کا احتمال ہے لیکن وہ اس اثر میں محمول ہے مسکر پر اور
البتہ روایت کی ہے نسائی وغیرہ نے ساتھ اسانید صحیحہ کے نخعی اور شعبی اور سعید سے کہ انہوں نے کہا کہ سکر خمر ہے اور
ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ سکر عجم کی زبان میں خمر ہے اور عرب کی زبان میں نقیع ہے پہلے اس سے کہ گاڑھا ہو اور
اس پر منطبق ہوگا قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا کہ نہیں ٹھہرائی ہے اللہ نے شفا تمہاری اس چیز میں کہ تم پر حرام ہے اور نقل کیا
ہے ابن تین نے ابن قصار سے کہ اگر مراد سکر شرابوں کا ہے تو شاید ساقط ہوا ہے کلام سے ذکر سوال کا اور اگر مراد سکر
ساتھ ضمہ کے ہے تو میں گمان کرتا ہوں کہ یہ واسطے بیماری کے ہے اس واسطے کہ بعض مفسرین کے نزدیک ہے کہ
پوچھے گئے ابن مسعود رضی اللہ عنہ دوا کرنے سے ساتھ حرام چیز کے تو جواب دیا ساتھ اس کے اور اللہ خوب جانتا ہے ساتھ
مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے میں کہتا ہوں کہ اثر مذکور کو میں نے روایت کیا ہے ابو وائل سے کہ ایک مرد ہم میں سے بیمار ہوا
اپنے پیٹ کی بیماری سے سو بیان کیا گیا واسطے اس کے سکر سو اس نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھ بھیجا سو ذکر کیا اس کو
اور ایک روایت میں ہے کہ کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نہ پلاؤ اپنی اولاد کو شراب اس واسطے کہ وہ پیدا ہوئے پیدائشی
دین پر اور بے شک اللہ نے نہیں ٹھہرائی شفا تمہاری اس چیز میں کہ حرام ہوئی تم پر اور واسطے جواب ابن مسعود رضی اللہ عنہ
کے اور شاید ہے روایت کیا ہے اس کو ابو یعلی نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ
میری ایک لڑکی بیمار ہوئی تو میں نے اس کے واسطے ایک کوزے میں نبیذ بنائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے اور حالانکہ
وہ جوش مارتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ سو میں نے آپ کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے
نہیں ٹھہرائی شفاء تمہاری اس چیز میں کہ حرام ہے تم پر پھر حکایت کی ابن تین نے داؤدی سے کہ اس نے کہا کہ ابن
مسعود رضی اللہ عنہ کا قول حق ہے اس واسطے کہ اللہ نے حرام کیا ہے شراب کو نہیں ذکر کی اس میں ضرورت اور مباح کیا مردار
کو اور اس کے بہنوں کے ضرورت کی حالت میں سو سمجھا ہے داؤدی نے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کلام کیا ہے اوپر
استعمال کرنے شراب کے وقت ضرورت کے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور سوائے اس سے کچھ نہیں کہ کلام کیا ہے اس
نے اوپر دوا کرنے کے ساتھ اس کے سو منع کیا اس کو اس واسطے کہ آدمی پاتا ہے چارہ دوا کرنے سے ساتھ اس کے
اور نہیں قطع ہے ساتھ نفع اس کے کی برخلاف مردار کے واسطے بچانے جان کے اور اسی طرح کہا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے
فرق میں کہ اگر گلے میں لقمہ اٹک جائے تو جائز ہے نگلنا اس کا ساتھ گھونٹ شراب کے لیکن دوا کرنا اس سے ساتھ
جائز نہیں اس واسطے کہ نگلنا تحقق ہوتا ہے ساتھ اس کے برخلاف شفاء کے کہ وہ متحقق نہیں اور نقل کیا ہے طحاوی نے
شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ نہیں جائز ہے سد رمق بھوک سے اور نہ پیاس سے ساتھ شراب کے اس واسطے کہ نہیں زیادہ کرتی
ہے شراب مگر بھوک اور پیاس کو اور اس واسطے کہ وہ عقل کو دور کر دیتی ہے اور تعاقب کیا ہے اس نے اس کا ساتھ اس
کے کہ اگر وہ بھوک کو نہ بند کرتی اور پیاس سے نہ سیراب کرتی تو نہ وارد ہوتا سوال ہرگز اور بہر حال اس کا عقل کو لے

جانا سونہیں ہے بحث بیچ اس کے بلکہ وہ اس چیز میں ہے کہ بند ہوتی ہے ساتھ اس کے رمق اور کبھی نہیں پہنچتی طرف دور کرنے عقل کے کی۔ میں کہتا ہوں اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مراد تردد کرنا ہے امر میں ساتھ اس کے کہ اگر اس سے تھوڑا پیئے تو وہ بھوک سے بے پرواہ نہیں کرتی اور نہ پیاس سے سیراب کرتی ہے اور اگر بہت ہو تو وہ عقل کو دور کر دیتی ہے اور نہیں ممکن ہے قائل ہونا ساتھ جواز تداوی کے ساتھ اس چیز کے کہ دور کر دے عقل کو اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے یہ کہ دوا کرے کسی چیز سے پس واقع ہو بیچ سخت تر کے اس سے اور اختلاف کیا گیا ہے اس میں کہ کیا جائز ہے پینا شراب کا واسطے دوا کرنے کے اور واسطے پیاس کے کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہ پیئے اس کو اس واسطے کہ نہیں زیادہ کرتی ہے وہ مگر پیاس اور یہی ہے اصح نزدیک شافعیہ کے لیکن تعلیل تقاضا کرتی ہے بند کرنے منع کے کو اس چیز پر کہ بنائی گئی ہو اس چیز سے کہ اپنی طبع سے گرم ہو مانند انگور اور منقیٰ کے اور بہر حال وہ شراب کہ سرد چیز سے بنائی گئی ہو تو وہ منع نہیں ہے مانند جو کی اور بہر حال دوا کرنا ساتھ اس کے سو بعض نے کہا کہ جو منافع کہ اس میں حرام ہونے سے پہلے تھا وہ حرام ہونے کے بعد اس سے دور کیا گیا ساتھ دلیل اس حدیث کے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور نیز پس یقین کیا گیا ہے ساتھ حرام ہونے اس کے اور ہونا اس کا دوا مشکوک ہے بلکہ ترجیح اس کو ہے کہ وہ دوا نہیں ساتھ اطلاق حدیث مذکور کے پھر خلاف سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس چیز میں ہے کہ اس سے نشہ نہ لائے اور بہر حال وہ چیز کہ اس سے نشہ لائے تو نہیں جائز ہے استعمال کرنا اس کا دوا کرنے میں مگر ایک صورت میں اور وہ یہ ہے کہ جو اضطرار کیا جائے طرف دور کرنے عقل اس کے کی واسطے کاٹنے کسی عضو کے بیماری آکلہ کے سبب سے اور اللہ کی پناہ تو کہا رافعی نے کہ دوا کرنے میں اختلاف ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صحیح اس جگہ جائز ہوتا ہے اور لائق ہے کہ ہو محل اس کا اس چیز میں کہ متعین ہو یہ طریق طرف سلامت رہنے باقی اعضاء کے اور نہ پائے کوئی راہ سوائے اس کے اور البتہ تصریح کی ہے ساتھ ثانی کے جس نے جائز رکھا ہے دوا کرنے کو اور جائز رکھنا ہے اس کو حنفیہ نے مطلق اس واسطے کہ ضرورت مباح کر دیتی ہے مردار کو اور وہ نہیں ممکن ہے کہ پلٹ جائے ایسی حالت کی طرف کہ حلال ہو بیچ اس کے سو شراب جس کی شان سے ہے کہ سرکہ ہو جائے اولیٰ ہے اور بعض مالکیہ سے ہے کہ اگر اس کو ایسی ضرورت داعی ہو کہ اس کے گمان پر غالب ہو کہ وہ اس کے پینے سے خلاص ہو جائے تو جائز ہے جیسے کہ گلے میں لقمہ اٹک جائے اور اصح نزدیک شافعیہ کے لقمہ اٹک جانے میں جواز ہے اور محض دوا کرنا نہیں ہے اور آئے گی آخر طب میں وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر نہی کے دوا کرنے سے ساتھ شراب کے اور یہ تائید کرتا ہے صحیح مذہب کی پھر بیان کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ... ئی اور شہد کو دوست رکھتے تھے کہا ابن منیر نے کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھ ایک چیز کے اور پیچھے لایا ہے اس کو ساتھ ضد اس کی کے اور اپنی ضد سے ظاہر ہوتی ہیں چیزیں پھر پھرا طرف اس چیز کی ... طابق ہے ترجمہ کو ساتھ نص کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد اس کی ساتھ قول زہری کے اشارہ

کرنا ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبَاتُ﴾ اس کی طرف کہ حلویٰ اور شہد طیبات سے ہیں سو وہ حلال ہیں اور ساتھ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اشارہ طرف قول اللہ کی ﴿فِیْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ﴾ سو احسان کرنا ساتھ اس کے دلالت کرتا ہے اس کے حلال ہونے پر سو نہیں ٹھہرائی اللہ نے شفا اس چیز میں کہ حرام ہے کہا ابن منیر نے اور تنبیہ کی ہے ساتھ قول اپنے کے شراب الحلواء اس پر کہ نہیں ہے وہ حلوہ معہودہ سے کہ بناتے ہیں اس کو آسودہ لوگ آج اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ میٹھا شربت ہے جو پیا جاتا ہے شہد ساتھ پانی کے یا غیر اس کا اس چیز سے کہ اس کی ہم شکل ہے اور احتمال ہے کہ حلویٰ ہو بولا جاتا واسطے اس چیز کے کہ ہو عام تر اس سے کہ جمایا جائے یا کھایا جائے یا پیا جائے جیسے کہ شہد کبھی کھایا جاتا ہے جب کہ جما ہوا ہو اور کبھی پیا جاتا ہے جب کہ ہو پتلا اور کبھی ملایا جاتا ہے اس میں پانی اور گالا جاتا ہے پھر پیا جاتا ہے اور پہلے گزر چکا ہے طلاق میں کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد کی کپی تحفہ بھیجی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے شربت پیا سو احتمال ہے کہ صرف شہد پیا ہو اور احتمال ہے کہ پانی سے ملا کر پیا ہو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مراد اس حدیث میں حلوے میں ہر چیز میٹھی ہے اور ذکر شہد کا اس کے بعد واسطے تنبیہ کرنے کے ہے اوپر شرف اس کے کی اور وہ ذکر خاص کا ہے بعد عام کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا لذیذ کھانوں کا اور پاک چیزوں کا رزق سے اور یہ کہ وہ زہد کے مخالف نہیں ہے خاص کر اگر حاصل ہو اتفاق سے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حلویٰ خوش لگتا تھا تو نہیں ہے یہ اوپر معنی کثرت خواہش کے واسطے اس کے اور شدت نزاع کرنے نفس کے اس کی طرف مانند فعل آسودہ اور حرص والے لوگوں کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب آپ کے آگے کیا جاتا تو پہنچتے اس سے پہنچنا جید یعنی خوب خوش ہو کر اس کو کھاتے سو اس سے معلوم ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے کھانے کو دوست رکھتے تھے اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر بنانے میٹھی چیزوں کے اور کھانوں کی کئی چیزوں سے۔ (فتح)

۵۱۸۳ - حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ أَخْبَرَنِیْ هِشَامٌ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْجِبُهُ الْحَلْوَآءُ وَالْعَسَلُ.

۵۱۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حلواء اور شہد پسند آتا تھا۔

بَابُ الشُّرْبِ قَائِمًا.

باب ہے کھڑے ہو کر پانی پینے کے بیان میں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس کی طرف کہ نہیں صحیح ہوئی ہیں وہ حدیثیں جو وارد ہوئی ہیں اس میں کہ مکروہ ہے پانی پینا کھڑے ہو کر اسی طرح کہا ہے اس نے اور نہیں ہے جید بلکہ جو مشابہ ہے اس کی کاری گری کو کہ جب اس کے نزدیک حدیثیں معارض ہوں تو نہیں ثابت کرتا حکم کو۔

٥١٨٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَّالِ قَالَ أَتٰى عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى بَابِ الرَّحَبَةِ فَشَرِبَ قَآئِمًا فَقَالَ إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُ أَحَدُهُمْ أَنْ يَّشْرَبَ وَهُوَ قَآئِمٌ وَّإِنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ فَعَلْتُ.

۵۱۸۴۔ حضرت نزال رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لائے گئے علی رضی اللہ عنہ پانی رحبہ (ایک مکان فراخ ہے کوفہ میں یعنی چبوترہ) کے دروازے پر سو انہوں نے کھڑے ہو کر پانی پیا پھر کہا کہ بعض لوگ ہیں کہ ان میں سے ہر کوئی مکروہ جانتا ہے یہ کہ پانی پیئے کھڑے ہو کر اور بے شک میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ کیا جیسا تم نے مجھ کو کرتے دیکھا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر لوگوں کی حاجتوں میں بیٹھے کوفہ کے رحبہ میں۔

٥١٨٥ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِيْ حَوَآئِجِ النَّاسِ فِيْ رَحَبَةِ الْكُوْفَةِ حَتّٰى حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ ثُمَّ أُتِيَ بِمَآءٍ فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَذَكَرَ رَأْسَهٗ وَرِجْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهٗ وَهُوَ قَآئِمٌ ثُمَّ قَالَ إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُوْنَ الشُّرْبَ قِيَامًا وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ.

۵۱۸۵۔ حضرت نزال رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کرتا تھا علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے ظہر کی نماز پڑھی پھر لوگوں کی حاجتوں میں یعنی جھگڑے فیصلہ کرنے کے واسطے بیٹھے کوفہ کے چبوترے میں یہاں تک کہ عصر کا وقت آیا پھر کوئی ان کے پاس پانی لایا سو انہوں نے پیا اور اپنا منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے اور ذکر کیا ان کے سر کو اور دونوں پاؤں کو پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنا بچا ہوا پانی پیا پھر کہا کہ کچھ لوگ مکروہ جانتے ہیں پانی پینے کو کھڑے ہو کر اور بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا مثل اس کی کہ میں نے کیا یعنی کھڑے ہو کر پانی پینے سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے سو اپنے منہ اور دونوں ہاتھ کو دھویا اور اپنے سر اور دونوں پاؤں پر مسح کیا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اصل روایت یہی ہے اور یہ جو کہا فشرب فضلہ یعنی اپنے وضو کا بچا ہوا پانی پیا اور یہ جو کہا کیا میں نے جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یعنی کھڑے ہو کر پانی پینے سے اور تصریح کی ہے ساتھ اس کے اسماعیلی نے اپنی روایت میں سو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وضو کا بچا پانی پیا جیسے میں نے پیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے پانی پینا کھڑے ہو کر اور البتہ معارض ہے یہ صریح حدیثوں کو جو وارد ہوئی ہیں بیچ نہی کے اس سے ان میں ایک حدیث نزدیک مسلم کے ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زجر کی کھڑے ہو کر پانی پینے سے اور اس کی ایک روایت میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہ پیئے کوئی پانی کھڑے ہو کر اور جو بھولے سے پی لے تو چاہیے کہ قے کر ڈالے اور روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور وجہ سے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور ایک روایت میں ہے کہ

حضرت ﷺ نے ایک مرد کو کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھا سو اس سے فرمایا کہ قے کر اس سے فرمایا کہ کیا تجھ کو خوش لگتا ہے کہ تیرے ساتھ بلی پیئے ؟ اس نے کہا نہیں! فرمایا کہ البتہ پیا ساتھ تیرے جو بدتر ہے اس سے یعنی شیطان نے اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ منع فرمایا کہ پانی پیئے مرد کھڑے ہو کر قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کھڑے ہو کر کھانے کا کیا حکم ہے؟ کہا کہ یہ اس سے زیادہ بدتر ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا گیا بدتر اس سے واسطے دراز ہونے زمانے اس کے کی بہ نسبت زمانے پینے کے سو یہ ہے وہ چیز جو وارد ہوئی ہے منع میں کہا مازری نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے بیچ اس کے سو مذہب جمہور کا جواز ہے اور مکروہ جانا ہے اس کو ایک قوم نے سو کہا ہمارے بعض استاذوں نے کہ شاید نہی پھرتی ہے واسطے اس شخص کے کہ اپنے ساتھیوں کے پاس پانی لائے سو جلدی کرے ساتھ پینے اس کے کی کھڑے ہو کر واسطے تنہا ہونے کے ساتھ اس کے اور واسطے نکلنے کے اس سے کہ ساقی قوم کا آخر ان کا ہے پینے میں اور نیز امر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ قے کرنے کے نہیں خلاف ہے درمیان اہل علم کے کہ نہیں ہے کسی پر کہ قے کرے اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی بغل میں ہے کھانے کو بھی اور نہیں خلاف ہے بیچ جواز کھانے کے کھڑے ہو کر اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ حدیثیں کھڑے ہو کر پینے کی دلالت کرتی ہیں اوپر جواز کے اور حدیثیں نہی کی محمول ہیں استحباب پر اور رغبت دلانے کی اس چیز پر کہ وہ اولیٰ اور اکمل ہے یا اس واسطے کہ کھڑے ہو کر پینے میں ضرر ہے سو مکروہ جانا اس کو اس سبب سے اور کیا اس کو خود واسطے امن کے اس سے اور بنا بر دوسری احتمال ہے کہ محمول ہے قول اس کا کہ جو بھولے سے کھالے تو چاہیے کہ قے کر ڈالے اس پر کہ وہ ہلاتا ہے خلط کو کہ اس کی دوا قے ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول نخعی کا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا اس سے واسطے بیماری پیٹ کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مشکل ہوئے ہیں معنی ان حدیثوں کے بعض علماء پر یہاں تک کہ کہے اس میں اقوال باطل اور اس نے قصد کیا کہ بعض حدیث کو ضعیف کرے اور نہیں ہے کوئی وجہ واسطے پھیلانے غلطیوں کے بلکہ ذکر کیا جائے ٹھیک بات کو اور اشارہ کیا جائے طرف ڈرانے کے غلطیوں سے اور نہیں ہے حدیثوں میں کوئی اشکال اور نہ ان میں ضعف ہے بلکہ ٹھیک بات یہ ہے کہ نہی ان میں محمول ہے تنزیہ پر اور پینا آپ کا کھڑے ہو کر واسطے بیان جواز کے ہے اور بہر حال جو گمان کرتا ہے نسخ کا یا غیرہ اس کے کا تو اس نے غلطی کی اس واسطے کہ نسخ نہیں پھیرا جاتا ہے طرف اس کی باوجود ممکن ہونے تطبیق کے اگر ثابت ہو تاریخ اور فعل حضرت ﷺ کا واسطے بیان جواز کے نہیں ہوتا ہے مکروہ اس کے حق میں ہرگز اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ بیان جواز کے واسطے ایک بار یا کئی بار کرتے اور ہمیشگی کرتے افضل پر اور امر ساتھ قے کرنے کے محمول ہے استحباب پر سو مستحب ہے واسطے اس شخص کے کہ پانی پیئے کھڑے ہو کر یہ کہ قے کرے واسطے اس حدیث صحیح اور صریح کے اس واسطے کہ جب دشوار ہو حمل کرنا امر کا وجوب پر تو حمل کیا جاتا ہے استحباب پر اور یہ جو عیاض نے کہا کہ

نہیں خلاف ہے درمیان اہل علم کے اس میں کہ جو کھڑے ہو کر پیئے نہیں اس پر کہ قے کرے سو اشارہ کیا ہے اس نے طرف تضعیف حدیث کے سو نہیں التفات ہے طرف اشارے اس کے کی اور اہل علم نے جو قے کرنے کو واجب نہیں کیا تو یہ نہیں منع کرتا ہے استحباب کو سو جو منع کرتا ہے استحباب کو ساتھ اجماع کے تو وہ مجازف ہے اور کس طرح چھوڑی جائے سنت صحیحہ ساتھ توہمات اور دعاوی اور ترہات کی اور اشارہ کیا ہے عیاض نے اس کی طرف کہ نہی کی حدیثیں ضعیف ہیں اور نہیں التفات ہے طرف قول اس کے کی اور حدیث صحیح ہے سب طریقوں سے (جیسا کہ فتح میں مذکور ہے)، واللہ اعلم کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور پیروی کی ہے اس کی ہمارے شیخ نے شرح ترمذی میں کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فمن نسی نہیں مفہوم ہے واسطے س کے بلکہ عامد کے واسطے بطریق اولیٰ مستحب ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے ناسی کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوتا ہے یہ ایماندار سے بعد نہی کے غالباً مگر بھولے سے، میں کہتا ہوں اور کبھی بولا جاتا ہے نسیان اور ارادہ کیا جاتا ہے ساتھ اس کے ترک کا سو شامل ہوگا سہو اور عمد کو سو گویا کہ کہا گیا کہ جو امر کے بجالانے کو ترک کرے اور کھڑے ہو کر پیئے تو چاہیے کہ قے کرے کہا قرطبی نے مفہم میں کہ نہیں پھرا ہے کوئی اس کی طرف کہ نہی اس میں واسطے تحریم کے ہے اگرچہ نہی جاری اوپر اصول ظاہر یہ کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے جزم کیا ہے ساتھ تحریم کے اور جو تحریم کے ساتھ قائل نہیں اس نے تمسک کیا ہے ساتھ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے جو مذکور ہے باب میں اور صحیح کیا ہے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ ہم کھاتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس حال میں کہ چلتے پھرتے تھے اور پانی پیتے تھے اس حال میں کہ کھڑے ہوتے اور باب میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ہے اور عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے اور انس رضی اللہ عنہ سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ثابت ہو چکا ہے کھڑے ہو کر پانی پینا عمر رضی اللہ عنہ سے اور عثمان رضی اللہ عنہ سے اور علی رضی اللہ عنہ سے اور سعد رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ساتھ کچھ ڈر نہیں دیکھا اور ثابت ہو چکی ہے رخصت ساتھ اس کے ایک جماعت تابعین سے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے کئی اقوال پر ایک قول ترجیح ہے اور وہ یہ ہے کہ جواز کی حدیثیں زیادہ تر ثابت ہیں نہی کی حدیثوں سے اور یہ طریقہ ابو بکر بن اثرم کا ہے دوسرا قول دعویٰ نسخ کا ہے اور اس کی طرف مائل کی ہے اثرم اور ابن شاہین نے سو انہوں نے تقریر کی ہے کہ حدیثیں نہی کی برتقدیر ثابت ہونے ان کے کی منسوخ ہیں ساتھ حدیثوں جواز کے ساتھ قرینے عمل خلفاء راشدین کے اور اکثر اصحاب اور تابعین کے ساتھ جواز کے اور عکس کیا ہے اس کا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے سو دعویٰ کیا ہے اس نے کہ جواز کی حدیثیں منسوخ ہیں ساتھ حدیثوں نہی کے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ جواز کی حدیثیں متاخر ہیں واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع میں کما سیاتی ذکرہ فی هذا الباب سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اخیر فعل یہ ہوا تو دلالت کی اس نے جواز پر تیسرا قول تطبیق ہے دونوں حدیثوں میں اور مائل کی ہے طحاوی نے طرف اور تاویل کی اور وہ حمل کرنا نہی کا ہے اس

شخص پر جو پانی پینے کے وقت بسم اللہ نہ کہے اور اور لوگوں نے اس طور سے تطبیق دی ہے کہ نہی کی حدیثیں کراہت تنزیہ پر محمول ہیں اور حدیثیں جواز کی اوپر بیان کرنے اس کے کی اور یہ طریقہ خطابی اور ابن بطال اور دوسرے لوگوں کا ہے اور یہ قول سب اقوال سے احسن ہے اور سالم تر اور بعید تر ہے اعتراض سے اور علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور بھی فائدے ہیں جب عالم لوگوں کو دیکھے کہ کسی چیز سے پرہیز کرتے ہیں اور وہ اس کے جواز کو جانتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ بیان کرے واسطے ان کے وجہ صواب کی اس ڈر سے کہ دراز ہو زمانہ اور گمان کیا جائے حرام ہونے اس کے کا اور یہ کہ جب وہ اس سے ڈرے تو لازم ہے اس پر کہ جلدی کرے ساتھ خبر دینے حکم کے اگرچہ نہ سوال کیا جائے اور اگر سوال کیا جائے تو مؤکد ہوتا ہے امر اور یہ کہ جب کسی سے کوئی چیز مکروہ جانے نہ مشہور کرے اس کو ساتھ نام کے کی واسطے غیر غرض کے بلکہ کنایت کرے اس سے جیسا کہ حضرت ﷺ کیا کرتے تھے۔ (فتح)

٥١٨٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا مِّنْ زَمْزَمَ.

۵۱۸۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پیا۔

فائدہ: کہا عکرمہ نے کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کھڑے ہونے سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ سوار تھے۔

بَابُ مَنْ شَرِبَ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ.

جو پانی پیئے اور حالانکہ وہ اپنے اونٹ پر کھڑا ہو۔

فائدہ: کہا ابن عربی نے کہ نہیں حجت ہے اس میں کھڑے ہو کر پانی پینے پر اس واسطے کہ جو اونٹ پر سوار ہو وہ بیٹھنے والا ہوتا ہے نہ کھڑا ہونے والا اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی حکم اس مسئلے کا ہے اور کیا داخل ہوتا ہے تحت نہی کے یا نہیں اور وارد کرنا اس کا حدیث کو حضرت ﷺ کے فعل سے دلالت کرتا ہے اوپر جواز کے سو نہیں داخل ہو گا نہی کی صورت میں اور اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ کہی عکرمہ نے کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ قول اس کے کی شعبی کی روایت میں جو پہلے باب میں ہے کہ حضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر زمزم کا پانی پیا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ سوار تھے اور سوار مشابہ ہوتا ہے کھڑے ہونے والے کو باعتبار اس کے وہ چلنے والا ہوتا ہے اور مشابہ ہوتا ہے بیٹھنے والے کو باعتبار اس کے کہ قرار گیر ہوتا ہے چوپائے پر۔

٥١٨٧ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا أَرْسَلَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى

۵۱۸۷۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کی طرف دودھ کا پیالہ بھیجا اور حالانکہ حضرت ﷺ عرفات میں کھڑے تھے دوپہر کے بعد سو حضرت ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھ سے لیا اور پیا زیادہ کیا ہے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَأَخَذَ بِيَدِهٖ فَشَرِبَهٗ زَادَ مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَلٰى بَعِيْرِهٖ.

مالک نے ابونضر سے علی بعیرہ یعنی اپنے اونٹ پر کھڑے تھے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ مالک نے متابعت کی ہے عبدالعزیز کی اوپر روایت اس حدیث کے ابونضر سے۔

بَابُ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ فِي الشُّرْبِ.

باب ہے بیچ بیان کے کہ دائیں طرف والا مقدم ہے دائیں طرف والا مقدم ہے پینے میں۔

۵۱۸۸ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيْبَ بِمَآءٍ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ أَعْرَابِيٌّ وَّعَنْ شِمَالِهٖ أَبُوْ بَكْرٍ فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ وَقَالَ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ.

۵۱۸۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا گیا جو پانی سے ملایا گیا تھا اور آپ کی دائیں طرف ایک گنوار تھا اور آپ کی بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا پھر جوٹھا گنوار کو دیا اور فرمایا کہ دائیں طرف والا مقدم ہے دائیں طرف والا مقدم ہے۔

فائدہ: یعنی مقدم کیا جائے دائیں طرف والا بائیں طرف والے پر پینے میں پھر جو اس سے دائیں طرف ہو وہ مقدم کیا جائے یعنی جو دوسرے کے دائیں طرف ہو اور اسی طرح لگا تار اور یہ مستحب ہے نزدیک جمہور کے اور کہا ابن حزم رحمہ اللہ نے کہ واجب ہے اور قول اس کا ترجمہ میں فی الشرب عام ہے پانی وغیرہ پینے کی چیزوں کو اور مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ پانی کے کہا ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے کہ نہیں صحیح ہے مالک رحمہ اللہ سے اور مقدم کرنا دائیں طرف والے کا غیر پانی میں قیاس سے ہوگا کہا ابن عربی نے کہ گویا خاص ہونا پانی کا ساتھ اس کے واسطے اس کے ہے کہ پانی ملک نہیں ہوتا ہے برخلاف باقی پینے کی چیزوں کے اسی واسطے اختلاف ہے کہ کیا اس میں بیاج جاری ہوتا ہے یا نہیں اور کیا اس کے چرانے میں ہاتھ کاٹا جائے یا نہیں اور یہ جو کہا پینے میں تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ نہیں جاری ہوتا ہے یہ حکم کھانے میں لیکن واقع ہوا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں خلاف اس کا کما سیاتی۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يَسْتَأْذِنُ الرَّجُلُ مَنْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فِي الشُّرْبِ لِيُعْطِيَ الْأَكْبَرَ.

کیا اجازت مانگے مرد دائیں طرف والے مرد سے پینے میں تا کہ وہ بڑے کو دے۔

فائدہ: شاید نہیں جزم کیا ہے اس نے ساتھ حکم کے واسطے ہونے اس کے کی واقعہ خاص سو راہ پاتا ہے اس کی طرف احتمال خاص ہونے کا سو نہیں جاری ہوتا ہے اس میں حکم واسطے ہر جلیس کے اور ذکر کی ہے اس میں حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی وقد تقدم فی اوائل الشرب اور اس میں نام ہے غلام کا اور بعض اشیاخ کا اور یہ جو کہا کہ کیا تو مجھ کو اجازت

دیتا ہے تو نہیں واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ اجازت مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گنوار سے جو آپ کے دائیں طرف تھا سو جواب دیا ہے نووی رحمہ اللہ علیہ وغیرہ نے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ غلام ان کا چچیرا بھائی تھا سو تھا واسطے آپ کے اس پر دلالت کرنا اور بائیں طرف والے بھی لڑکے قرابتی تھے اور خوش کیا نفس اس کے کو باوجود اس کے ساتھ اجازت مانگنے کے واسطے بیان حکم کے اور یہ کہ سنت مقدم کرنا دائیں طرف والے کا ہے اگرچہ ہو مفضول بہ نسبت بائیں طرف والے کے اور البتہ واقع ہوا ہے بیچ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قصے میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ مہربانی کی جس جگہ اس کو فرمایا کہ پینے کا حق تیرا ہے اور اگر تو چاہے تو مقدم کروں میں ساتھ اس کے خالد رضی اللہ عنہ کو اور تھا خالد رضی اللہ عنہ باوجود رئیس ہونے اس کے کی جاہلیت میں اور شریف ہونے اس کے کی اپنی قوم میں متاخر ہے اسلام اس کا اسی واسطے اجازت مانگی واسطے اس کے برخلاف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ راسخ ہونا قدم ان کے کا اسلام میں تقاضا کرتا ہے اطمینان کو ساتھ تمام اس چیز کے کہ واقع ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ کہ نہ پینا واسطے کسی چیز کے اس سے اسی واسطے نہ اجازت مانگی گنوار سے واسطے ان کے اور شاید خوف کیا اس کی اجازت مانگنے سے یہ کہ وہم کرے کہ آپ کا ارادہ پھیرنے اس کے کا ہے طرف باقی حاضرین کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوائے اس کے سو اکثر اوقات بسبب قریب ہونے اسلام اس کے کی کوئی چیز اس کے دل میں گزرتی سو جاری ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عادت پر بیچ الفت دلانے اس شخص کے کہ ہو یہ راہ اس کی اور نہیں ہے یہ بعید کہ وہ اپنی قوم کے رئیسوں میں تھا اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف بیٹھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر برقرار رکھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت شرب عام میں مقدم کرنا دائیں طرف والے کا ہے ہر جگہ میں اور یہ کہ مقدم کرنا دائیں طرف والے کا نہیں واسطے ان معنوں کے کہ اس میں ہیں بلکہ واسطے ان معنوں کے کہ دائیں طرف میں ہیں اور وہ فضیلت اس کی ہے بائیں طرف پر سو اس سے لیا جاتا ہے کہ نہیں ہے یہ ترجیح واسطے اس شخص کے کہ دائیں طرف ہے بلکہ وہ ترجیح ہے واسطے جہت اس کی کے اور کہا ابن منیر نے کہ تفضیل دائیں طرف کی شرعی ہے اور تفضیل بائیں طرف کی طبعی ہے اگرچہ وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے شرع لیکن اول ادخل ہے تعبد میں اور لیا جاتا ہے حدیث سے کہ جب معارض ہو فضیلت فاعل کی اور فضیلت وظیفے کی تو اعتبار فضیلت وظیفہ کا ہے جیسا کہ اگر مقدم کیے جائیں دو جنازے واسطے مرد اور عورت کے اور ولی عورت کا افضل ہو ولی مرد کے سے تو مقدم کیا جائے ولی مرد کا اگرچہ مفضول ہو اس واسطے کہ جنازہ ہی وظیفہ ہے سو اس کی افضلیت کا اعتبار ہوگا نہ افضلیت اس شخص کی جو نماز پڑھتا ہے اوپر اس کے اور شاید راز اس میں یہ ہے کہ مرد ہونا اور دائیں طرف ایک امر ہے کہ قطع کرتا ہے ساتھ اس کے ہر ایک برخلاف افضلیت فاعل کے کہ اصل اس میں گمان ہے اگرچہ نفس الامر میں یقینی امر ہے لیکن وہ پوشیدہ رہتا ہے بعض سے مانند ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت علم گنوار کے۔ (فتح)

۵۱۸۹ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ وَاللَّهِ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ لَا أُوْثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا قَالَ فَتَلَّهُ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ.

۵۱۸۹۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پینے کی چیز لائی گئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور آپ کے بائیں طرف بوڑھے لوگ تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو اجازت دیتا ہے کہ میں ان لوگوں کو دوں؟ لڑکے نے کہا کہ یا حضرت! نہیں اختیار کرتا میں کسی کو ساتھ حصے اپنے کے جو آپ سے رکھتا ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کے ہاتھ میں رکھا۔

فائدہ: یعنی اس کے ہاتھ میں دیا اور یہ جو کہا کہ کیا تو میرے واسطے اجازت دیتا ہے کہ میں ان کو دوں تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ اگر وہ اجازت دیتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جوٹھا دیتے اور لیا جاتا ہے اس سے جواز ایثار کا یعنی دوسرے کو مقدم کرنا ایسے کام میں اور یہ مشکل ہے بنا بر اس چیز کے کہ مشہور ہے کہ نہیں ہے مقدم کرنا ساتھ قربت کے اور عبارت امام الحرمین کی اس میں یہ ہے کہ نہیں جائز ہے احسان کرنا عبادتوں میں اور جائز ہے اس کے غیر میں اور کبھی کہا جاتا ہے کہ قربت عام تر ہے عبادت سے اور البتہ وارد کیا گیا ہے اس قاعدے پر یہ امر کہ جائز ہے کھینچنا ایک آدمی کا پہلی صف سے واسطے نماز پڑھنے کے ساتھ اس کے تاکہ نکلے کھینچنے والا اس سے کہ ہو اکیلا نماز پڑھنے والا پیچھے صف کے واسطے ثابت ہونے زجر کے اس سے سو بیچ موافقت مجذوب کے واسطے جاذب کے اختیار کرنا ہے ساتھ قربت کے کہ تھی واسطے اس کے اور وہ حاصل ہونا پہلی صف کی فضیلت کا ہے تاکہ حاصل کرے فضیلت کو جو حاصل ہوتی ہے واسطے جاذب کے اور وہ نکلنا ہے خلاف سے جو ثابت ہے بیچ باطل ہونے نماز اس کی کے اور ممکن ہے جواب ساتھ اس کے کہ نہیں ہے یہ ایثار اس واسطے کہ حقیقت ایثار کی دینا اس چیز کا ہے کہ مستحق ہوا ہے اس کو واسطے غیر اپنے کے اور اس نے نہیں دی ہے جاذب کو کوئی چیز اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ترجیح دی ہے اس نے اس کی مصلحت کو اپنی مصلحت پر اس واسطے کہ موافقت جاذب کی اوپر حاصل کرنے مقصود اس کے کی نہیں ہے اس میں دینا اس چیز کا کہ حاصل ہوتی ہے واسطے مجذوب کے اگر اس کی موافقت نہ کرتا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْكَرْعِ فِي الْحَوْضِ.

باب ہے بیچ بیان منہ لگا کر پانی پینے کے حوض سے۔

۵۱۹۰ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرٍ

۵۱۹۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری مرد پر داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ اپنے

بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهٗ صَاحِبٌ لَّهٗ فَسَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبُهٗ فَرَدَّ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ وَهِيَ سَاعَةٌ حَارَّةٌ وَّهُوَ يُحَوِّلُ فِيْ حَائِطٍ لَّهٗ يَعْنِي الْمَآءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَآءٌ بَاتَ فِيْ شَنَّةٍ وَإِلَّا كَرَعْنَا وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَآءَ فِيْ حَائِطٍ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ مَآءٌ بَاتَ فِيْ شَنَّةٍ فَانْطَلَقَ إِلَى الْعَرِيْشِ فَسَكَبَ فِيْ قَدَحٍ مَآءً ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَّهٗ فَشَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَعَادَ فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَآءَ مَعَهٗ.

ساتھی تھے سو حضرت ﷺ اور آپ کے ساتھی نے سلام کیا تو اس مرد نے سلام کا جواب دیا سو اس مرد نے کہا کہ یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر قربان اور وہ گرم گھڑی تھی اور وہ اپنے باغ میں پانی پھیرتا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیرے پاس رات کا باسی پانی مشک میں ہو تو ہم کو پلا نہیں تو ہم منہ لگا کر حوض سے پانی پی لیں اور وہ مرد پانی کو اپنے باغ میں پھیرتا تھا تو اس مرد نے کہا کہ یا حضرت! میرے پاس رات کا باسی پانی مشک میں ہے سو چھپر کی طرف چلے سو اس نے پیالے میں پانی ڈالا پھر اس پر اپنی خانگی بکری کا دودھ دوہا سو حضرت ﷺ نے پیا پھر اس نے پیالے میں ڈال کر اس پر بکری کا دودھ دوہا سو آپ کے ساتھی نے پیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقید کیا ہے اس کو ترجمہ میں ساتھ حوض کے واسطے اس چیز کے کہ بیان کی ہے میں نے اس جگہ کہ جابر رضی اللہ عنہ نے دوہرایا ہے قول اپنے کو اور وہ اپنے باغ میں پانی کو پھیرتا تھا بیچ درمیان گفتگو حضرت ﷺ کے ساتھ مرد کے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ نکالتا تھا اس کو کنوئیں کے نیچے سے اس کی اوپر کی طرف سو شاید وہاں حوض تھا کہ اول پانی کو اس میں جمع کرتا تھا پھر اس کو ایک طرف سے دوسری طرف پھیرتا تھا۔ (فتح)

بَابُ خِدْمَةِ الصِّغَارِ الْكِبَارَ.

چھوٹوں کا بڑوں کی خدمت کرنا۔

۵۱۹۱ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيْهِمْ عُمُوْمَتِيْ وَأَنَا أَصْغَرُهُمْ الْفَضِيْخَ فَقِيْلَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَالَ اكْفِئْهَا فَكَفَأْنَا قُلْتُ لِأَنَسٍ مَا

۵۱۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قوم پر کھڑا تھا اپنے چچوں کو پلاتا تھا فضیخ اور حالانکہ میں ان میں چھوٹا تھا سو کہا گیا کہ حرام ہوئی شراب کہا کہ شراب کو بہا دے سو ہم نے اس کو بہا ڈالا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ان کی شراب کیا تھی؟ کہا کہ تازہ کھجور اور کچی کھجور سے تھی سو ابو بکر بن انس

شَرَابُهُمْ قَالَ رُطَبٌ وَّبُسْرٌ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ وَكَانَتْ خَمْرَهُمْ فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ وَّحَدَّثَنِيْ بَعْضُ أَصْحَابِيْ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُوْلُ كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ.

نے کہا کہ وہ ان کی شراب تھی سو نہ انکار کیا انس رضی اللہ عنہ نے اور حدیث بیان کی مجھ سے میرے بعض اصحاب نے کہ اس نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ اس وقت ان کی شراب تھی۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ میں قوم پر کھڑا تھا ان کو شراب پلاتا تھا اور میں ان میں چھوٹا تھا اور یہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔ (فتح)

بَابُ تَغْطِيَةِ الْإِنَاءِ.

باب ہے بیچ ڈھانکنے برتنوں کے۔

٥١٩٢ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ فَحُلُّوْهُمْ فَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَأَوْكُوْا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ وَخَمِّرُوْا آنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضُوْا عَلَيْهَا شَيْئًا وَأَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ.

۵۱۹۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اول شب ہو یا فرمایا کہ شام کرو تو اپنے لڑکوں کو باز رکھو یعنی باہر نکلنے سے اس واسطے کہ شیطان اس وقت پھیلتے ہیں پھر جب ایک گھڑی رات سے گزرے تو ان کو چھوڑ دو یعنی جائز ہے چھوڑنا ان کا اور بند کرو دروازوں کو اور اللہ کا نام لو اس واسطے کہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا اور منہ باندھا کرو اپنی مشکوں کا اور اللہ کا نام لیا کرو یعنی وقت منہ باندھنے کے اور ڈھانک رکھا کرو اپنے برتنوں کو اور اللہ کا نام لیا کرو اگرچہ ان پر کوئی چیز آڑی رکھو اور بجھا دو اپنے چراغوں کو۔

فائدہ: غرض بیان اس لفظ سے ہے کہ اپنے برتنوں کو ڈھانک کر رکھا کرو۔

٥١٩٣ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَطْفِئُوا الْمَصَابِيْحَ إِذَا رَقَدْتُمْ وَغَلِّقُوا الْأَبْوَابَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ وَخَمِّرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ

۵۱۹۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گل کرو چراغوں کو جب تم لیٹو اور بند کرو دروازوں کو اور منہ باندھا کرو مشکوں کا اور ڈھانک رکھا کرو کھانے اور پینے کو اور میں گمان کرتا ہوں کہ کہا اگرچہ اس پر لکڑی کو آڑا رکھے۔

وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَلَوْ بِعُوْدٍ تَعْرُضُهُ عَلَيْهِ.

فائدہ: مطابقت حدیث کی ترجمے سے ظاہر ہے۔

بَابُ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ.

باب ہے بیچ منہ موڑنے مشکوں کے کی یعنی ان کا منہ موڑ کر پانی پینے کے۔

فائدہ: مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے جو چمڑے سے بنائی گئی ہو یعنی مشک چھوٹی ہو یا بڑی اور بعض نے کہا کہ قربہ کبھی چھوٹی ہوتی ہے اور کبھی بڑی اور سقا نہیں ہوتی مگر چھوٹی۔

٥١٩٤ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ يَعْنِيْ أَنْ تُكْسَرَ أَفْوَاهُهَا فَيُشْرَبَ مِنْهَا.

۵۱۹۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا مشک کے منہ موڑنے سے یعنی اس کا منہ موڑ کر اس سے پانی پیا جائے۔

٥١٩٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ مَعْمَرٌ أَوْ غَيْرُهُ هُوَ الشُّرْبُ مِنْ أَفْوَاهِهَا.

۵۱۹۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ مشک کے منہ موڑنے سے منع کرتے کہا عبداللہ نے کہا معمر نے یا غیر اس کے نے وہ پینا ہے مشک کے منہ سے۔

فائدہ: اور محمول ہے یہ تفسیر مطلق اور وہ پینا ہے اس کے منہ سے اوپر مقید کے ساتھ موڑنے اس کے کی یا الٹانے اس کے کی اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے مشک سے پانی پیا سو اس کے پیٹ میں سانپ گھس گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

بَابُ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ السِّقَاءِ.

مشک کے منہ سے پانی پینا۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ نہیں قناعت کی ساتھ پہلے باب کے تا کہ نہ گمان کیا جائے کہ نہی خاص ہے ساتھ صورت منہ موڑنے کے سو بیان کیا کہ نہی عام ہے اس مشک کو کہ ممکن ہو منہ موڑنا اس کا اور اس چیز کو کہ نہ ممکن ہو مانند ٹھیکری کے، مثلا۔

٥١٩٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ قَالَ لَنَا عِكْرِمَةُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَشْيَآءَ قِصَارٍ حَدَّثَنَا بِهَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ أَوِ السِّقَآءِ وَأَنْ يَّمْنَعَ جَارَهُ أَنْ يَّغْرِزَ خَشَبَهُ فِيْ دَارِهِ.

۵۱۹۶۔ حضرت ایوب سے روایت ہے کہ عکرمہ نے ہم سے کہا کہ کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ چند چھوٹی چیزوں کے کہ حدیث بیان کی ہم سے ساتھ ان کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا پانی پینے سے مشک کے منہ سے اور اس سے کہ منع کرے اپنے ہمسائے کو یہ کہ اس کی دیوار میں لکڑی گاڑھے۔

فائدہ: اور تیسری یہ چیز ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینے سے اور شاید اختصار کیا ہے اس کو بعض راوی نے یا ادنیٰ درجہ جمع کا اس کے نزدیک دو ہیں۔

٥١٩٧ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِي السِّقَآءِ.

۵۱۹۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ کہ پانی پیا جائے مشک کے منہ سے۔

٥١٩٨ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَآءِ.

۵۱۹۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ کہ پانی پیا جائے مشک کے منہ سے۔

فائدہ: ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ نہی کے بعد ایک مرد رات سے کھڑا ہوا سو اس نے مشک کا منہ موڑا تو اس پر اس سے سانپ نکلا اور یہ حدیث صریح ہے اس میں کہ واقع ہوا یہ بعد نہی کے برخلاف اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے کہ یہ نہی کا سبب تھا اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ واقع ہوا ہو یہ پہلے نہی کے سو ہو گا اسباب نہی کے سے پھر نہی کے بعد تاکید واقع ہوئی ہو کہا نووی رحمہ اللہ نے اتفاق ہے اس پر کہ نہی اس جگہ واسطے تنزیہ کے ہے نہ واسطے تحریم کے اسی طرح کہا ہے اس نے اور بیچ نقل اتفاق کے نظر ہے سو نقل کیا ہے ابن تین وغیرہ نے مالک رحمہ اللہ سے کہ اس نے جائز رکھا ہے پانی پینے کو مشک کے منہ سے اور کہا کہ مجھ کو اس میں نہی نہیں پہنچی اور مبالغہ کیا ہے ابن بطال نے بیچ رد کرنے اس قول کے اور عذر بیان کیا ہے اس سے ابن منیر نے کہ احتمال ہے کہ وہ نہی کو تحریم پر حمل نہ کرتا تھا اسی طرح کہا ہے اس نے باوجود نقل کے مالک رحمہ اللہ سے کہ اس کو نہی نہیں پہنچی سو عذر بیان کرنا اس کی طرف سے ساتھ اس قول کے اولیٰ ہے اور حجت قائم ہے اس شخص پر جس کو نہی پہنچی کہا نووی رحمہ اللہ نے اور تاکید کرتی ہیں حدیثیں

رخصت کی کہ یہ نہی واسطے تنزیہ کے ہے میں کہتا ہوں کہ نہیں دیکھا میں نے کسی حدیث مرفوع میں وہ چیز جو دلالت کرے اوپر جواز کے مگر حضرت ﷺ کے فعل سے اور نہی کی حدیثیں سب آپ کے قول سے ہیں سو وہ راجح ہیں جب کہ نظر کریں ہم طرف علت نہی کے اس سے کہ نہی کی علت کیا ہے سو بعض علت نہی کی یہ ہے کہ وہ نہیں امن میں ہے اس سے کہ کوئی جانور پانی کے ساتھ اس کے پیٹ میں داخل ہو مشک سے اور اس کو خبر نہ ہو اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ اگر مشک کو بھرے اور حالانکہ وہ پانی کو دیکھتا ہو کہ اس میں داخل ہوتا ہے پھر اس کو مضبوط باندھے پھر جب ارادہ پانی پینے کا کرے تو اس کو کھولے اور اس سے پیئے تو نہیں شامل ہو گی اس کو نہی اور ایک وہ چیز ہے جو روایت کی ہے حاکم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا پانی پینے سے مشک کے منہ سے اس واسطے کہ یہ اس کو بودار کر دیتا ہے اور یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ ہو نہی خاص ساتھ اس شخص کے جو پانی پیئے اور برتن کے اندر سانس لے یا مشک کے اندر منہ ڈال کر پیئے بہر حال جو ڈالے پانی مشک سے اپنے منہ میں بغیر چھونے کے تو یہ منع نہیں اور ایک علت یہ ہے کہ جو مشک کے منہ سے پانی پیتا ہے کبھی اس پر پانی غالب ہو جاتا ہے سو گرتا ہے اس سے زیادہ حاجت سے پس نہیں امن ہے اس سے کہ اس کے کپڑے بھیگ جائیں کہا ابن عربی نے اور ایک چیز کفایت کرتی ہے تین سے بیچ ثابت ہونے کراہت کے اور ساتھ مجموع علتوں کے قوی ہو گی کراہت نہایت کہا شیخ محمد بن ابی حمزہ نے کہ اختلاف ہے بیچ علت نہی کے سو بعض نے کہا کہ ڈر ہے کہ برتن میں کوئی جانور ہو یا زور سے گرے پس شرف نہ ہو اس کو ساتھ اس چیز کے کہ متعلق ہوتی ہے ساتھ منہ مشک کے نفس کے بخار سے یا ساتھ اس چیز کے کہ ملتی ہے پانی میں تھوک پینے والے کی سے سو مکروہ جانتا ہے اس کو غیر اس کا یا برتن فاسد ہوتا ہے ساتھ اس کے عادت میں سو ہو گا ضائع کرنا مال کا کہا اور جس چیز کو فقہ چاہتی ہے یہ ہے کہ نہیں بعید ہے کہ ہو نہی واسطے سب ان کاموں کے اور بعض چیز ان میں وہ ہے جو تقاضا کرتی ہے کراہت کو اور بعض وہ ہے جو تقاضا کرتی ہے تحریم کو اور قاعدہ ایسی چیز میں ترجیح دینا تحریم کو ہے اور البتہ جزم کیا ہے ابن حزم نے ساتھ تحریم کے واسطے نہی کے اور حمل کیا ہے اس نے رخصت کے حدیثوں کو اصل اباحت پر اور مطلق بولا ہے ابو بکر اثرم احمد کے ساتھی نے کہ حدیثیں نہی کی ناسخ ہیں واسطے اباحت کے اس واسطے کہ پہلے لوگ اس کو کیا کرتے تھے یہاں تک کہ واقع ہوا داخل ہونا سانپ کا بیچ پیٹ اس شخص کے جس نے مشک سے پانی پیا پس منسوخ ہوا جواز ، میں کہتا ہوں اور جواز کی حدیثوں سے یہ حدیث ہے جو ترمذی نے کبشہ سے روایت کی ہے کہ میں حضرت ﷺ پر داخل ہوا سو حضرت ﷺ نے لٹکی ہوئی مشک سے پانی پیا کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ اگر فرق کیا جائے درمیان اس چیز کے کہ ہو واسطے عذر کے جیسے مشک لٹکی ہو اور اپنی پینے والے کو کوئی برتن میسر نہ ہو اور نہ اپنے ہاتھ سے پی سکے تو اس وقت مکروہ نہیں اور اسی پر محمول ہوں گی حدیثیں مذکورہ اور درمیان اس کے کہ ہو بغیر عذر کے سو محمول ہوں گی اس پر حدیثیں نہی کی ، میں کہتا ہوں اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ

جواز کی سب حدیثوں میں ہے کہ مشک معلق تھی اور لٹکی مشک سے پینا خاص تر ہے پینے سے مطلق مشک سے اور نہیں دلالت ہے جواز کی حدیثوں میں رخصت مطلق پر بلکہ خاص اس صورت پر اور حمل کرنا ان کا اوپر حال ضرورت کے دونوں حدیثوں میں اولیٰ ہے حمل کرنے ان کے سے نسخ پر اور کہا ابن عربی نے احتمال ہے کہ ہو پینا حضرت ﷺ کا مشک کے منہ سے بیچ حال ضرورت کے یا وقت لڑائی کے یا وقت نہ ہونے برتن کے یا باوجود ہونے اس کے کی لیکن نہ قادر ہوئے واسطے شغل کے اوپر ڈالنے پانی کے مشک سے برتن میں۔ (فتح)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ.

باب ہے بیچ نہی کے سانس لینے سے برتن میں یعنی پانی پینے کے وقت برتن میں سانس نہ لے برتن کو منہ سے الگ کر کے دم لے۔

۵۱۹۹ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ وَإِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ ذَكَرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَإِذَا تَمَسَّحَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِيْنِهٖ.

۵۱۹۹۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی چیز پیئے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب کوئی پیشاب کرے تو نہ چھوئے اپنی شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے اور جب کوئی ڈھیلے پونچھے تو نہ پونچھے دائیں ہاتھ سے۔

فائدہ: زیادہ کیا ہے ابن ابی شیبہ نے نہی پھونک مارنے سے پانی میں اور واسطے اس کے شاہد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے نزدیک ابو داؤد اور ترمذی کے کہ حضرت ﷺ نے برتن میں سانس لینے اور پھونک مارنے سے منع فرمایا اور برتن میں پھونک مارنے کی ممانعت میں چند حدیثیں آ چکی ہیں اور اسی طرح برتن میں دم لینے سے اس واسطے کہ حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے تغیر نفس سے یا واسطے ہونے سانس لینے والے کے کہ اس کا منہ متغیر ہو کسی کھانے سے مثلاً یا مسواک اور کلی کو بہت مدت گزر چکی ہو یا یہ کہ سانس لینے سے معدے کا بخار چڑھتا ہے اور پھونک مارنا ان سب حالتوں میں سخت تر ہے سانس لینے سے۔ (فتح)

بَابُ الشُّرْبِ بِنَفَسَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ.

پانی پینا دو یا تین سانسوں سے۔

فائدہ: اسی طرح ترجمہ باندھا ہے اس نے باوجود اس کے کہ لفظ حدیث کا جو باب میں وارد کی ہے یہ ہے کہ سانس لیتے تھے سو شاید اس نے ارادہ کیا ہے تطبیق کا باب کی حدیث میں اور جو اس سے پہلے ہے اس واسطے کہ ظاہر ان کا تعارض ہے کہ اول صریح ہے بیچ نہی کے سانس لینے سے برتن میں اور دوسری ثابت کرتی ہے سانس لینے کو سو حمل کیا ان کو دو حالتوں پر سو حالت نہی کی اوپر سانس لینے کے اندر برتن کے اور حالت فعل کے اوپر اس شخص کے کہ اس سے باہر

سانس لے سو اول اپنے ظاہر پر ہے نہی سے اور ثانی کی تقدیر یہ ہے سانس لیتے تھے بیچ حالت پینے کے برتن سے کہا ابن منیر نے کہ وارد کیا ہے ابن بطال نے سوال تعارض کا اور جواب دیا ہے ساتھ تطبیق کے درمیان دونوں کے اور البتہ بے پرواہ کیا ہے بخاری نے اس سے ساتھ مجرد لفظ ترجمہ کے سو ٹھہرایا ہے اس نے اول میں برتن کو ظرف واسطے سانس لینے کے اور نہی کو اس سے واسطے کراہت کرنے اس کے کی اور کہا دوسرے میں پینا دو سانس کے ساتھ فاصلہ کرے یا ساتھ تین سانس کے باہر برتن سے سو پہچانا گیا ساتھ اس کے دفع ہونا تعارض کا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اوپر جواز پینے کے ایک سانس سے اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے جواز سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے اور ایک گروہ سے اور کہا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہی کی گئی سانس لینے سے اندر برتن کے اور بہر حال جو سانس نہ لے سو اگر چاہے تو ایک سانس سے پیئے میں کہتا ہوں اور یہ تفصیل حسن ہے اور البتہ وارد ہو چکا ہے امر ساتھ پینے کے ایک سانس سے حدیث مرفوع میں روایت کیا ہے اس کو حاکم نے۔ (فتح)

۵۲۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ أَنَسٌ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَآءِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ ثَلَاثًا.

۵۲۰۰۔ حضرت ثمامہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ دو یا تین بار برتن میں سانس لیتے تھے یعنی پانی پینے کے وقت اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین بار سانس لیتے تھے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ او واسطے تنویع کے ہے یعنی کبھی دو بار اور کبھی تین بار اور یہ کہ نہیں اقتصار کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار پر بلکہ اگر دو سانس سے سیراب ہوتے تو کفایت کرتے ساتھ دو بار کے نہیں تو تین بار سانس لیتے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے شک کے اور روایت کی ہے ترمذی نے ساتھ سند ضعیف کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نہ پیا کرو ایک بار لیکن پیا کرو دو بار یا تین بار سو اگر یہ حدیث محفوظ ہو تو قوی کرتی ہے تنویع کو اور روایت کی ہے مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ برتن میں تین بار سانس لیتے اور فرماتے کہ وہ رچتا پچتا ہے یعنی بری کرنے والا ہے بیماری سے یا پیاس سے یا ایذا سے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ وہ اکھاڑنے والا ہے واسطے پیاس کے اور قوت دینے والا ہے ہضم پر اور کم تر اثر کرنے والا ہے بیچ ضعیف ہونے اعضاء کے اور سردی معدے کے اور استعمال کرنا افعل تفضیل کا اس میں دلالت کرتا ہے کہ واسطے دو بار کے اس میں دخل ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ نہی پینے سے ایک سانس میں واسطے تنزیہ کے ہے کہا مہلب نے کہ نہی سانس لینے سے پانی پینے میں مانند نہی کے ہے پھونک مارنے سے کھانے اور پینے میں اس واسطے کہ کبھی واقع ہوتی ہے اس میں کچھ چیز تھوک سے سو کراہت کرتا ہے اس سے پینے والا اس واسطے کہ کراہت اس میں عادت غالب ہے اکثر لوگوں کی طبیعتوں پر اور محل اس کا وہ ہے جب

کہ کھائے اور پیئے ساتھ غیر اپنے کے لیکن اگر اکیلا کھائے یا اپنے گھر والوں کے ساتھ کھائے یا اس شخص کے کہ جانتا ہے کہ وہ نہیں مکروہ جانتا کسی چیز کو اس چیز سے کہ کھاتا ہے اس سے تو اس کے ساتھ کچھ ڈر نہیں، میں کہتا ہوں اور اولیٰ عام کرنا منع کا ہے اس واسطے کہ نہیں ہے وہ بے خوف باوجود اس کے کہ باقی رہے فضلہ یا حاصل ہو کراہت برتن سے اور مانند اس کے کہا ابن عربی نے کہ کہا ہمارے علماء نے کہ وہ مکارم اخلاق سے ہے لیکن حرام ہے مرد پر یہ کہ دے بھائی کو وہ چیز کہ کراہت کرے اس سے سوا گر اس کو خاص اپنے نفس کے واسطے کرے پھر اس کا غیر آئے اور اس کو دے تو چاہیے کہ اس کو معلوم کروائے اور اگر اس کو معلوم نہ کروائے تو دھوکہ ہے اور دھوکہ حرام ہے اور کہا قرطبی نے کہ وجہ نہی کے کی سانس لینے سے برتن میں یہ ہے کہ نہ کراہت کی جائے ساتھ اس کے تھوک سے یا بد بو سے کہ متعلق ہو ساتھ پانی کے اور بنا بر اس کے کہ اگر نہ سانس لے تو جائز ہے پینا ایک سانس سے اور بعض نے کہا کہ منع ہے مطلق اس واسطے کہ وہ شیطان کا پینا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اس واسطے کہ آپ سے کسی چیز کی کراہت نہیں آتی۔

تکملہ: روایت کی ہے طبرانی نے اوسط میں کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ تین سانس میں پانی پیتے جب برتن کو اپنے منہ سے قریب کرتے تو بسم اللہ کہتے اور جب اس کو منہ سے ہٹاتے تو الحمد للہ کہتے یہ تین بار کرتے۔ (فتح)

بَابُ الشُّرْبِ فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ. سونے کے برتنوں میں پینا۔

فائدہ: اسی طرح مطلق بولا ہے ترجمہ کو اور شاید بے پرواہ ہوا ہے ذکر کرنے حکم کے سے ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کی ہے اس کے بعد کتاب الاحکام میں کہ نہی حضرت ﷺ کی تحریم پر ہے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل اباحت کی اور البتہ واقع ہوئی ہے باب کی حدیث میں تصریح ساتھ نہی کے اور اشارہ طرف وعید کی اوپر اس کے نقل کیا ہے ابن منذر نے اجماع اس پر کہ حرام ہے پینا چاندی اور سونے کے برتنوں میں مگر معاویہ بن قرہ تابعی سے اور شاید اس کو نہی نہیں پہنچی اور نص کی ہے شافعی نے جدید قول میں ساتھ تحریم کے اور یقین کیا ہے ساتھ اس کے بعض اصحاب اس کے نے اور یہی لائق ہے ساتھ اس کے واسطے ثابت ہونے وعید کے اوپر اس کے ساتھ آگ کے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حرام ہونے کی علت یہ بیان کی ہے کہ حرام ہے بنانا برتنوں کا چاندی اور سونے سے سو اس کا استعمال کرنا بطریق اولیٰ حرام ہوگا اور یہ علت متفق علیہ نہیں ہے پھر علماء نے نہی کے واسطے اور علتیں بیان کی ہیں ایک یہ کہ اس میں توڑنا ہے محتاجوں کے دل کا تکبر سے اور چاندی سونے کے تنگ کرنے سے۔ (فتح)

٥٢٠١ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَايِنِ فَاسْتَسْقٰى فَأَتَاهُ

٥٢٠١۔ حضرت ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے یعنی وہاں عامل تھے سو انہوں نے پانی مانگا سو گاؤں کا مقدم ان کے پاس چاندی کا پیالہ لایا سو حذیفہ رضی اللہ عنہ

دِهْقَانٌ بِقَدَحٍ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهٖ فَقَالَ إِنِّيْ لَمْ أَرْمِهٖ إِلَّا أَنِّيْ نَهَيْتُهٗ فَلَمْ يَنْتَهِ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالشُّرْبِ فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ هُنَّ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ.

نے اس کو پھینکا سو کہا کہ میں نے اس کو نہیں پھینکا مگر اس واسطے کہ میں نے اس کو منع کیا تھا سو وہ باز نہ آیا اور بے شک حضرت ﷺ نے ہم کو منع کیا ہے ریشمی کپڑے سے اور دیبا سے اور پینے سے سونے چاندی کے برتنوں میں اور فرمایا کہ یہ چیزیں کافروں کے واسطے ہیں دنیا میں اور تمہارے واسطے اے مسلمانو! آخرت میں ملیں گی۔

فائدہ: مدائن ایک بڑا شہر ہے دجلہ پر اس کے اور بغداد کے درمیان سات فرسنگ کا فاصلہ ہے فارس کے بادشاہ وہاں رہا کرتے تھے اور وہاں دیوان خانہ نوشیرواں کا ہے اور وہ شہر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح ہوا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۱۶ ھ میں اور حذیفہ رضی اللہ عنہ وہاں عامل تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پھر عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یہاں تک کہ شہید ہوئے بعد شہید ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور ایک روایت میں ہے کہ نہ پیو اور نہ پہنو اور احمد کی روایت میں ہے کہ منع فرمایا پینے سے چاندی سونے کے برتنوں میں اور یہ کہ ان میں کھایا جائے اور یہ جو فرمایا کہ یہ چیزیں کافروں کے واسطے ہیں دنیا میں تو کہا اسماعیلی نے کہ نہیں مراد ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے دنیا میں یہ کہ کافروں کو دنیا میں اس کا استعمال کرنا جائز ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے لھم یعنی وہ لوگ اس کو استعمال کرتے ہیں واسطے مخالفت لباس مسلمانوں کے اور اسی طرح قول ہے حضرت ﷺ کا ولکم فی الآخرۃ یعنی استعمال کرو گے اس کو آخرت میں بدلہ اس کا کہ چھوڑا تم نے اس کو دنیا میں اور محروم رہیں گے اس سے کافر بدلہ ان کی نافرمانی کا ساتھ استعمال کرنے اس کے کی، میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ ہو اس میں اشارہ اس کی طرف کہ جو اس کو دنیا میں استعمال کرتا ہے وہ اس کو آخرت میں استعمال نہیں کرے گا کما تقدم فی شرح الخمر۔ (فتح)

بَابُ آنِيَةِ الْفِضَّةِ.

باب ہے چاندی کے برتنوں کے بیان میں۔

۵۲۰۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ خَرَجْنَا مَعَ حُذَيْفَةَ وَذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَشْرَبُوْا فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَالدِّيْبَاجَ فَإِنَّهَا لَهُمْ فِيْ

۵۲۰۲۔ حضرت ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے اور ذکر کیا اس نے حضرت ﷺ کو حضرت ﷺ نے فرمایا نہ پیو سونے، چاندی کے برتنو میں اور نہ پہنو ریشمی کپڑے کو اور نہ دیبا کو اس واسطے کہ یہ کافروں کے واسطے ہیں دنیا میں اور تمہارے واسطے اے مسلمانو! آخرت میں ملیں گے۔

الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ.

٥٢٠٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِيْ يَشْرَبُ فِيْ إِنَآءِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ.

۵۲۰۳۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ غٹ غٹ کر کے ڈالتا ہے۔

٥٢٠٤ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَّنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجِنَازَةِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَإِفْشَآءِ السَّلَامِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيْمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ أَوْ قَالَ آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِّيِّ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْإِسْتَبْرَقِ.

۵۲۰۴۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم کیا سات چیزوں کا اور منع کیا سات چیزوں سے ہم کو حکم کیا بیمار کی خبر پوچھنے کا اور جنازے کے ساتھ جانے کا اور چھینکنے والے کو جواب دینے کا اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے کا اور سلام کے پھیلانے کا اور مظلوم کی مدد کرنے کا اور قسم کھانے والے کی قسم کے سچا کرنے کا اور ہم کو منع کیا سونے کی انگوٹھی سے اور چاندی کے برتن میں پینے سے اور میاثر اور قسی سے اور ریشم اور دیبا اور استبرق کے پہننے سے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو دنیا میں چاندی کے برتن میں پیئے وہ آخرت میں نہیں پیئے گا اور مثل اس کی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جو سونے چاندی کے برتن میں دنیا میں پیئے وہ آخرت میں ان میں نہ پیئے گا اور بہشتیوں کے برتن چاندی اور سونا ہیں اور اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور ان حدیثوں سے ثابت ہے کہ حرام ہے کھانا اور پینا چاندی سونے کے برتنوں میں ہر مکلف پر مرد ہو یا عورت اور یہ

عورتوں کے زیور کے ساتھ ملحق نہیں ہے اس واسطے کہ نہیں ہے وہ کسی چیز میں زینت سے جو عورتوں کے واسطے مباح ہوئے کہا قرطبی وغیرہ نے کہ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حرام ہے استعمال کرنا چاندی سونے کے برتنوں کا کھانے پینے میں اور ملحق ہے ساتھ اس کے جو اس کے معنی میں ہے مثل خوشبو لگانے کی اور سرمہ ڈالنے کی اور ہر قسم کی استعمال کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور خلاف کیا ہے ایک گروہ نے سو کہا انہوں نے کہ یہ مطلق مباح ہے اور بعض نے کہا کہ فقط کھانا پینا ان میں حرام ہے اور وجہ سے استعمال کرنا ان کا حرام نہیں اور بعض نے کہا کہ صرف پینا منع ہے اور اختلاف ہے بیچ علت منع ہونے کے سو بعض نے کہا کہ یہ راجع ہے طرف ذات ان کی کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا کہ وہ ان کے واسطے ہیں اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ دونوں مول ہیں اور قیمت ہیں تلف کی ہوئی چیزوں کی سو اگر مباح رکھا جائے استعمال کرنا ان کا تو البتہ جائز ہو بنانا ہتھیاروں کا ان سے سو نوبت پہنچائے گا طرف کم ہونے کے بیچ ہاتھ لوگوں کے سو نقصان پہنچائے گا ساتھ ان کے اور مثال بیان کی ہے اس کی غزالی نے ساتھ ان حاکموں کے کہ وظیفہ ان کا تصرف ہے واسطے ظاہر کرنے عدل کے درمیان لوگوں کے سو اگر ان کو تصرف سے منع کیا جائے تو البتہ خلل انداز ہو یہ عدل میں پس اسی طرح بیچ بنانے برتنوں کے نقدیں سے روکنا ہے ان دونوں کو تصرف سے کہ فائدہ اٹھاتے ہیں ساتھ اس کے لوگ اور وارد ہوتا ہے اس پر یہ کہ جائز ہے بنانا زیور کر چاندی سونے سے واسطے عورتوں کے اور ممکن ہے جدا ہونا اس سے اور یہی علت راجح ہے نزدیک شافعیہ کے اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے ابو محمد جوینی نے اور بعض نے کہا کہ علت حرام ہونے کی سرف اور خیلا ہے یا محتاجوں کے دل کو توڑنا ہے اور وارد ہوتا ہے اس پر یہ کہ جائز ہے استعمال کرنا برتنوں کا قیمتی جواہرات سے اور اکثر ان میں نفیس ہوتے ہیں اور بیش قیمت ہوتے ہیں چاندی سونے سے اور نہیں منع کیا ہے جواہرات سے مگر اس شخص نے جو تنہا ہوا ہے جماعت سے اور نقل کیا ہے ابن صباغ نے شامل میں اجماع اوپر جواز کے اور تابع ہوا ہے اس کا رافعی اور جو اس کے بعد ہے اور بعض نے کہا کہ علت منع کی مشابہ ہونا ہے ساتھ عجمیوں کے اور اس میں نظر ہے واسطے ثابت ہونے وعید کے اس کے فاعل کے لیے اور مجرد تشبہ نہیں پہنچتا ہے اس کی طرف اور اختلاف ہے بیچ جواز بنانے برتنوں کے سوائے استعمال کے اس کی کے کما تقدم اور مشہور تر منع ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور رخصت دی ہے اس میں ایک گروہ نے اور وہ مبنی ہے اوپر علت کے بیچ منع ہونے استعمال کے۔

بَابُ الشُّرْبِ فِي الْأَقْدَاحِ. پیالوں میں پینے کے بیان میں۔

فائدہ: یعنی کیا مباح ہے یا منع واسطے ہونے اس کے شعار فاسقوں کا اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ پیالوں میں پینا اگرچہ فاسقوں کا شعار ہے لیکن یہ بنظر مشروب اور بہ نسبت ہیئت کے ہے جو خاص ہے ساتھ ان کے اور نہیں لازم آتا اس سے کہ پیالے میں پینا مکروہ ہے جب کہ سلامت ہو اس سے۔ (فتح)

٥٢٠٥ ـ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى أُمِّ الْفَضْلِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّهُمْ شَكُّوْا فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَبَعَثَتْ إِلَيْهِ بِقَدَحٍ مِّنْ لَبَنٍ فَشَرِبَهُ.

۵۲۰۵۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے شک کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں عرفہ کے دن سو میں نے دودھ کا ایک پیالہ آپ کی طرف بھیجا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الشُّرْبِ مِنْ قَدَحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآنِيَتِهِ.

باب ہے بیچ پینے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالے سے اور آپ کے برتنوں سے۔

فائدہ: یعنی واسطے تبرک کے ساتھ ان کے کہا ابن منیر نے کہ شاید اس نے ارادہ کیا ہے ساتھ اس باب کے دفع توہم اس شخص کا کہ واقع ہوتا ہے اس کے خیال میں کہ پینا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالے میں بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف ہے غیر کے ملک میں بغیر اجازت کے سو بیان کیا کہ سلف یہ کرتے تھے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا اور یہ جو کہا کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا سو صدقہ ہے اللہ کی راہ میں اور نہ کہا جائے گا کہ مال دار لوگ یہ کرتے تھے اور صدقہ نہیں حلال ہے واسطے مال دار کے اس واسطے کہ جواب یہ ہے کہ منع مال داروں پر وہ صدقہ ہے جو فرض ہو اور یہ صدقہ فرض نہیں، میں کہتا ہوں اور یہ جواب کافی نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ صدقہ مذکورہ وقف مطلق کی جنس سے ہے کہ فائدہ اٹھاتا ہے ساتھ اس کے ہر محتاج اور قرار پاتا ہے اس شخص کے ہاتھ میں جو اس پر امین ہو اسی واسطے سہل رضی اللہ عنہ کے پاس پیالہ تھا اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس اور اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس جبہ وغیرھا عند غیرہ۔

وَقَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ قَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ أَلَا أَسْقِيْكَ فِيْ قَدَحٍ شَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ.

اور کہا ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے کہ مجھ سے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں تجھ کو اس پیالے میں نہ پلاؤں جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا؟۔

فائدہ: یہ حدیث موصول اعتصام میں آئے گی۔

٥٢٠٦ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِّنَ الْعَرَبِ

۵۲۰۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرب کی ایک عورت کا ذکر کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو اسید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کو بلا بھیجے اس نے اس کو بلا بھیجا سو وہ عورت آئی اور بنی ساعدہ کے قلعے میں

فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ أَنْ يُرْسِلَ إِلَيْهَا فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَقَدِمَتْ فَنَزَلَتْ فِيْ أُجُمِ بَنِيْ سَاعِدَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى جَآءَهَا فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَإِذَا امْرَأَةٌ مُنَكِّسَةٌ رَأْسَهَا فَلَمَّا كَلَّمَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ قَدْ أَعَذْتُكِ مِنِّيْ فَقَالُوْا لَهَا أَتَدْرِيْنَ مَنْ هٰذَا قَالَتْ لَا قَالُوْا هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ لِيَخْطُبَكِ قَالَتْ كُنْتُ أَنَا أَشْقٰى مِنْ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ حَتّٰى جَلَسَ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ اسْقِنَا يَا سَهْلُ فَخَرَجْتُ لَهُمْ بِهٰذَا الْقَدَحِ فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيْهِ فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذٰلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْهُ قَالَ ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بَعْدَ ذٰلِكَ فَوَهَبَهُ لَهُ.

اتری سو حضرت ﷺ نکلے یہاں تک کہ اس کے پاس آئے اور اس کے پاس اندر داخل ہوئے سو اچانک دیکھا کہ عورت ہے سر کو نیچے ڈالے ہوئے سو جب حضرت ﷺ نے اس سے کلام کیا تو اس نے کہا کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو اپنے آپ سے پناہ دی لوگوں نے اس سے کہا کہ کیا تو جانتی ہے یہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں! لوگوں نے کہا کہ یہ اللہ کے پیغمبر ہیں آئے تھے کہ تجھ سے نکاح کا پیغام کریں اس نے کہا کہ میں اس سے بد بخت تھی سو متوجہ ہوئی اس دن یہاں تک کہ آپ اور آپ کے اصحاب بنی ساعدہ کے دیوانے میں بیٹھے پھر فرمایا کہ اے سہل! ہم کو پانی پلاؤ سو میں نے ان کے واسطے یہ پیالہ نکالا اور اس میں ان کو پلایا (ابو حازم راوی کہتا ہے) سو سہل رضی اللہ عنہ نے ہمارے واسطے یہ پیالہ نکالا سو ہم نے اس سے پیا پھر اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس سے (وہ پیالہ) ہبہ چاہا اس نے اس کو ہبہ کر دیا۔

فائدہ: جو اس عورت نے کہا کنت اشقی تو نہیں ہے اسم تفضیل اس میں اپنے ظاہر پر بلکہ مراد اس کی ثابت کرنا بدبختی کا ہے واسطے اپنے واسطے اس چیز کے کہ فوت ہوئی اس سے حضرت ﷺ کے ساتھ نکاح کرنے سے اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اس وقت مدینے کے حاکم تھے اور نہیں ہے ہبہ اس جگہ حقیقۃً بلکہ بطور اختصاص کے اور حدیث میں کشادہ کرنا پیشانی کا ہے اپنے ساتھی پر اور مانگنا اس چیز کا کہ اس کے پاس ہے ماکول اور مشروب سے اور تعظیم کرنا اس کی ساتھ بلانے اس کے اس کی کنیت سے اور برکت حاصل کرنا ساتھ آثار نیکو کاروں کے اور ہبہ چاہنا دوست سے اس چیز کا کہ نہ ہو اس پر دشوار ہبہ اس کا اور شاید سہل رضی اللہ عنہ نے آسان جانا اس کو واسطے بدل کے کہ تھا نزدیک اس کے اس جنس سے یا وہ محتاج تھا سو اس نے اس کو اس کا بدلہ دیا جو اس کی حاجت کو بند کرنے اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے ظاہر ہے ان لوگوں کی جہت سے جنہوں نے سہل رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تھا کہ ان کے واسطے پیالے مذکور کو

نکالے تا کہ اس میں تبرک حاصل کرنے کے واسطے پئیں۔ (فتح)

٥٢٠٧ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ قَالَ رَأَيْتُ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَدِ انْصَدَعَ فَسَلْسَلَهُ بِفِضَّةٍ قَالَ وَهُوَ قَدَحٌ جَيِّدٌ عَرِيْضٌ مِّنْ نُضَارٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْقَدَحِ أَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ إِنَّهُ كَانَ فِيْهِ حَلْقَةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ فَأَرَادَ أَنَسٌ أَنْ يَّجْعَلَ مَكَانَهَا حَلْقَةً مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ طَلْحَةَ لَا تُغَيِّرَنَّ شَيْئًا صَنَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَكَهُ.

٥٢٠٧۔ حضرت عاصم احول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ دیکھا اور وہ ٹوٹ پڑا تھا سو اس کو چاندی کی تار سے جوڑا، عاصم راوی نے کہا اور وہ پیالہ خوب تھا چوڑا تھا خالص اور عمدہ لکڑی سے، کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ پلایا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پیالے میں زیادہ اتنی اتنی بار سے یا اتنی اتنی مدت سے، کہا ابن سیرین نے کہ اس میں لوہے کا حلقہ تھا سو انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس کی جگہ سونے یا چاندی (یہ شک راوی کا ہے) کا حلقہ ڈالے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ ہرگز نہ بدل اس چیز کو جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا سو انس رضی اللہ عنہ نے اس کو بدستور رہنے دیا۔

فائدہ: ذکر کیا ہے قرطبی نے کہ اس نے صحیح بخاری کے بعض پرانے نسخوں میں دیکھا کہا ابوعبداللہ یعنی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے یہ پیالہ بصرے میں دیکھا اور میں نے اس سے پیا اور وہ خریدا گیا تھا نضر بن انس رضی اللہ عنہ کی میراث سے ساتھ آٹھ لاکھ کے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ دیکھا اس میں چاندی کا پترا تھا اور عریض اس پیالے کو کہتے ہیں جو دراز نہ ہو بلکہ اس کا طول اس کے عمق سے کم ہو اور نضار خالص لکڑی کو کہتے ہیں اور خالص ہر چیز سے اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پیالے سے ہر قسم شربت پلایا شہد اور نبیذ اور دودھ اور پانی اور پہلے گزر چکا ہے کہ جو نبیذ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیا کرتے تھے وہ خشک کھجور اور منقیٰ کا نقیع تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے پکڑنا چاندی کی پتری کا اور اسی طرح جائز ہے بنانا زنجیر اور حلقے کا چاندی سے اور اس میں بھی اختلاف ہے، کہا خطابی نے کہ ایک جماعت اصحاب اور تابعین نے اس کو مطلق منع کیا ہے اور یہ قول مالک رحمۃ اللہ علیہ اور لیث کا ہے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ جائز ہے چاندی سے اگر ہو تھوڑا اور مکروہ جانا ہے اس کو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تا کہ نہ ہو پینے والا چاندی پر سو اس سے بعض نے لیا ہے کہ کراہت خاص ہے ساتھ اس وقت کے جب کہ ہو چاندی جگہ پینے کی اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے حنفیہ نے اور ساتھ اس کے قائل ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ

اور اسحاق رحمہ اللہ اور ابوثور رحمہ اللہ اور کہا ابن منذر نے کہ جس برتن میں چاندی جڑی ہوئی ہو وہ چاندی کا برتن نہیں یعنی اس میں کھانا اور پینا منع نہیں ہے اور جو مقرر ہو چکا ہے نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ اگر چاندی کا پترہ بڑا ہو اور زینت کے واسطے ہو تو حرام ہے یا حاجت کے واسطے ہو تو جائز ہے مطلق اور سونے کا پترہ مطلق حرام ہے اور بعض نے کہا کہ دونوں برابر ہیں یعنی دونوں حرام ہیں اور روایت کی ہے طبرانی نے اوسط میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا سونے کے پہننے سے اور پیالوں میں چاندی جڑنے سے پھر رخصت دی چاندی جڑنے کی پیالوں میں اور یہ حدیث اگر ثابت ہو تو ہوگی حجت واسطے جواز کے لیکن اس کی سند میں وہ شخص ہے کہ پہچانا نہیں جاتا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے یا اس برتن میں جس مین اس سے کوئی چیز ہو سو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ او پر حرام ہونے برتن تانبے اور لوہے کے جو طلا کیا گیا ہو چاندی سونے سے اور صحیح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ اگر حاصل ہو اس سے ساتھ عرض کرنے کے آگ پر تو حرام ہے نہیں تو دو وجہیں ہیں صحیح تر یہ وجہ ہے کہ نہیں اور اسی طرح عکس میں بھی دو وجہیں ہیں اور اگر چاندی سونے کے برتن کو مثلا تانبے سے غلاف کرے اندر بھی اور باہر بھی تو اس کا حکم بھی اسی طرح ہے اور جزم کیا ہے امام الحرمین نے کہ حرام نہیں مانند جبے کی روئی سے کہ بھرا جائے ریشم سے اور چھوٹے ہونے کے ضابطہ میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ عرف ہے اور یہ اصح ہے اور بعض نے کہا کہ جو دور سے چمکے وہ بڑی چیز ہے نہیں تو چھوٹی چیز ہے اور بعض نے کہا کہ جو اس کی تمام جڑ کو پکڑے جیسے اس کی تلی کو یا اس کی کڑی کو وہ کبیر ہے اور جو نہیں سو نہیں اور جس میں شک ہو وہ باقی ہے اصل اباحت پر۔ (فتح)

بَابُ شُرْبِ الْبَرَكَةِ وَالْمَآءِ الْمُبَارَكِ.

باب ہے بیچ پینے برکت اور مبارک پانی کے۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ نام رکھا گیا پانی کا برکت اس واسطے کہ جب بابرکت ہو تو اس کا نام برکت رکھا جاتا ہے۔

۵۲۰۸ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا هٰذَا الْحَدِيْثَ قَالَ قَدْ رَأَيْتُنِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَضَرَتِ الْعَصْرُ وَلَيْسَ مَعَنَا مَآءٌ غَيْرَ فَضْلَةٍ فَجُعِلَ فِيْ إِنَآءٍ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيْهِ وَفَرَّجَ أَصَابِعَهُ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلٰى أَهْلِ الْوُضُوْءِ الْبَرَكَةُ مِنَ

۵۲۰۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آپ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا اور حالانکہ عصر کی نماز کا وقت آیا اور ہمارے پاس بچے پانی کے سوا کچھ پانی نہ تھا سو وہ برتن میں ڈالا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا اور اپنی انگلیوں کو کھولا پھر فرمایا کہ جلدی چلو وضو پر اے وضو کرنے والو! برکت ہے اللہ کی طرف سے یا وضو پر جو بابرکت ہے اللہ کی طرف سے سو البتہ میں نے پانی کو دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو انگلیوں کے درمیان جاری ہے سو لوگوں نے وضو کیا اور پیا

اللّٰهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَآءَ يَتَفَجَّرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ وَشَرِبُوْا فَجَعَلْتُ لَا آلُوْا مَا جَعَلْتُ فِيْ بَطْنِيْ مِنْهُ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ بَرَكَةٌ قُلْتُ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ حُصَيْنٌ وَعَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً وَتَابَعَهُ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ جَابِرٍ.

سو میں نے نہ قصور کیا جو میں نے اس سے اپنے پیٹ میں ڈالا سو میں نے معلوم کیا کہ وہ برکت ہے، سالم راوی کہتا ہے کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہا س دن تم کتنے آدمی تھے؟ کہا کہ چودہ سو، متابعت کی ہے اس کی عمرو بن دینار نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور کہا حصین اور عمرو نے سالم سے جابر رضی اللہ عنہ سے پندرہ سو اور متابعت کی ہے اس کی سعید نے جابر رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ میں نے قصور نہ کیا تو مراد یہ ہے کہ اس نے اس پانی سے بہت پیا بسبب برکت کے کہا ابن بطال نے کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ نہیں ہے زیادتی اور نہ حرص کھانے میں یا پینے میں کہ ظاہر ہو اس میں برکت ساتھ معجزے کے بلکہ مستحب ہے بہت کھانا اور پینا اس سے، کہا ابن منیر نے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ معاف ہے اس سے پینا زیادہ عادت سے جس کے واسطے تیسرا حصہ پیٹ کا رکھنا مستحب ہے اور تا کہ نہ گمان کیا جائے کہ بغیر پیاس کے پینا منع ہے اس واسطے کہ فعل جابر رضی اللہ عنہ کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ حاجت طرف برکت کی اکثر ہے حاجت سے طرف سیراب ہونے کے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع ہوئی اور اگر منع ہوتا تو اس کو منع کرتے اور چودہ سو اور پندرہ سو میں تطبیق یہ ہے کہ وہ چودہ سے زیادہ تھے سو جس نے چودہ سے کہا اس نے کسر کو لغو کیا اور جس نے پندرہ سو کہا اس نے کسر کو پورا کیا **وقد تقدم بسط ذلك في المغازي۔**

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ الْمَرْضٰی کتاب ہے بیماروں کے بیان میں

فائدہ: مرضیٰ جمع ہے مریض کی اور مراد ساتھ مرض کے اس جگہ بیماری بدن کی ہے اور کبھی بولی جاتی ہے مرض اوپر مرض دل کے یا واسطے شبہ کے مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ یا واسطے شہوت کے مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَيَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ﴾ اور واقع ہوا ہے ذکر بدن کا بیماری کا قرآن میں وضو میں اور روزے میں اور حج میں اور اس کی مناسبت کا ذکر اول طب میں آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ كَفَّارَةِ الْمَرَضِ. باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ آئی ہے مرض کے کفارہ ہونے میں۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ یہ اضافت بیانی ہے اس واسطے کہ بیماری کے واسطے کوئی کفارہ نہیں بلکہ وہ خود کفارہ ہے یا اضافت صفت کی ہے طرف موصوف کی اور کفارہ ہے یا اضافت صفت کی ہے طرف موصوف کی اور کفارہ مبالغہ ہے تکفیر سے اور اصل اس کا ڈھانکنا اور چھپانا ہے اور معنی اس جگہ یہ ہیں کہ ایمان دار کے گناہ ڈھانکے جاتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوتی ہے واسطے اس کے درد بیماری کے سے اور بعض نے کہا کہ یہ اضافت فاعل کی طرف ہے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾. یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ جو بدعمل کرے اس کی سزا پائے گا۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ مناسبت آیت کی واسطے باب کے یہ ہے کہ آیت عام تر ہے اس واسطے کہ معنی یہ ہیں کہ ہر وہ شخص کہ بدعمل کرے سو بے شک وہ جزا دیا جائے گا ساتھ اس کے کہا ابن منیر نے کہ حاصل یہ ہے کہ بیماری جیسے کہ جائز ہے کہ ہو کفارہ واسطے گناہوں کے اسی طرح ہوتی ہے سزا واسطے ان کے، کہا ابن بطال نے کہ اکثر اہل تاویل کا مذہب ہے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ مسلمان سزا دیا جاتا ہے اپنے گناہوں پر دنیا میں ساتھ مصیبتوں کے کہ واقع ہوتی ہیں واسطے اس کے دنیا میں سو ہوں گی کفارہ واسطے ان گناہوں کے اور حسن اور عبدالرحمٰن سے ہے کہ آیت خاص کفارے میں اتری اور حدیثیں اس باب میں گواہی دیتی ہیں واسطے اول کے اور اول قول معتمد ہے اور جو حدیثیں کہ وارد ہیں بیچ سبب نزول اس کے جب کہ بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھیں تو ذکر کیا ان کو پھر ذکر کیں حدیثیں اس کی شرط پر جو موافق ہیں اکثر کے مذہب کو اور اس سے وہ چیز ہے جو روایت کی ہے احمد رحمہ اللہ نے اور صحیح کہا ہے ابن حبان نے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک مرد نے یہ آیت پڑھی ﴿مَنْ یَّعْمَلْ سُوْءً ا یُّجْزَ بِه﴾ سو اس نے کہا کہ اگر ہم سزا دیے گئے ساتھ ہر عمل کے تو البتہ ہم ہلاک ہوئے اس وقت سو یہ بات حضرت ﷺ کو پہنچی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں سزا دیا جائے گا ساتھ اس کے دنیا میں مصیبت سے اس کے بدن میں اس چیز سے کہ اس کو ایذا دے اور روایت کی احمد رحمہ اللہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ کہا یا حضرت! کس طرح ہے صلاح بعد اس آیت کے ﴿مَنْ یَّعْمَلْ سُوْءً ا یُّجْزَ بِه﴾؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تجھ کو بخشے اے ابوبکر! کیا تو بیمار نہیں ہوتا؟ کیا تو غمناک نہیں ہوتا؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں! فرمایا یہی ہے وہ چیز جو سزا دیے جاتے ہو تم ساتھ اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ اگر کانٹا لگے تو اس میں بھی کفارہ ہے۔

۵۲۰۹ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّصِيْبَةٍ تُصِيْبُ الْمُسْلِمَ إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا عَنْهُ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا.

۵۲۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسی مصیبت نہیں جو مسلمان کو پہنچے مگر کہ اس کے سبب سے اللہ اس کے گناہ کو دور کرتا ہے یہاں تک کہ کانٹا چبھنے سے بھی۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ مصیبت لغت میں وہ چیز ہے جو اتری آدمی پر مطلق اور عرف میں وہ چیز ہے کہ اترے ساتھ اس کے مکروہ سے خاص اور یہی ہے مراد اس جگہ اور احمد رحمہ اللہ کی روایت میں ہے مگر کہ ہوتا کفارہ واسطے گناہ اس کے کی یعنی ہوتی یہ سزا بہ سبب اس چیز کے کہ صادر ہوئی ہو اس سے گناہ سے اور ہوتا ہے یہ سبب واسطے مغفرت گناہ اس کے کی اور ابن حبان کی حدیث میں ہے مگر کہ بلند کرتا ہے اس کو اللہ ساتھ اس کے درجہ اور جھاڑتا ہے اس سے ساتھ اس کے گناہ اور اسی طرح ہے مسلم کی روایت میں اور یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ دونوں چیزیں حاصل ہوتی ہیں ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ دور ہوتا ہے یعنی ثواب کا حاصل ہونا اور عقاب کا دور ہونا اور مسلم کی روایت میں ہے مگر کہ اللہ اس کے سبب سے اسی کے واسطے ایک نیکی لکھتا ہے یا ایک گناہ جھاڑتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو او واسطے شک کے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے تنویع کے اور یہ زیادہ باوجہ ہے اور معنی یہ ہوں گے مگر کہ لکھتا ہے واسطے اس کے بہ سبب اس کے ایک نیکی اگر نہ ہو اس پر کوئی گناہ یا جھاڑتا ہے اس سے گناہ اگر ہوں واسطے اس کے گناہ اور پہلے معنی تقاضا کرتے ہیں کہ جس پر گناہ نہ ہو زیادتی کی جاتی ہے بیچ بلند کرنے درجہ اس کے بقدر اس کے کی اور فضل واسع ہے اور حدیثیں صحیحہ صریح ہیں بیچ ثبوت اجر کے ساتھ مجرد حاصل ہونے مصیبت کے اور بہر حال صبر اور رضا سو

قدر زائد ہے ممکن ہے کہ ثواب دیا جائے اوپر ان کے زیادہ اوپر ثواب مصیبت کے اور تحقیق یہ ہے کہ مصیبت کفارہ ہے واسطے گناہ کے جو اس کے برابر ہو اور ساتھ رضا کے بدلہ دیا جاتا ہے اوپر اس کے سوا گر مصیبت والے کے واسطے گناہ نہ ہو تو اس کے عوض اس کو ثواب ملتا ہے جو اس کے برابر ہو۔ (فتح)

۵۲۱۰ ۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ وَعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَّصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا هَمٍّ وَّلَا حُزْنٍ وَّلَا أَذًى وَّلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ.

۵۲۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پہنچتا ایماندار کو درد اور نہ محنت، مشقت اور نہ کوئی بیماری اور نہ کوئی تکلیف اور نہ کوئی غم یہاں تک کہ کانٹا ہے جو اس کو چھبے مگر کہ اللہ اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو دور کر ڈالتا ہے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ غم شامل ہے سب قسم مکروہات کو اور وہم وہ ہے جو پیدا ہو فکر سے اس چیز میں کہ متوقع ہو حاصل ہونا اس چیز سے کہ ایذا پائے ساتھ اس کے اور غم کرب ہے کہ حادث ہو واسطے دل کے بسبب اس چیز کے کہ حاصل ہوئی اور حزن پیدا ہوتا ہے واسطے کم ہونے اس چیز کے کہ دشوار ہے مرد پر گم ہونا اس کا اور یہ سب باطن کی بیماریاں ہیں۔ (فتح)

۵۲۱۱ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَالْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفَيِّئُهَا الرِّيْحُ مَرَّةً وَّتَعْدِلُهَا مَرَّةً وَّمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالْأَرْزَةِ لَا تَزَالُ حَتّٰى يَكُوْنَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَّاحِدَةً وَقَالَ زَكَرِيَّآءُ حَدَّثَنِیْ سَعْدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ كَعْبٍ عَنْ أَبِيْهِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۲۱۱۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی مثل کھیتی کی تازہ سبزہ کی سی مثل ہے کہ ہوا کبھی اس کو بہکاتی ہے اور کبھی اس کو اٹھاتی ہے اور منافق کی مثل صنوبر کی مثل ہے کہ ہمیشہ کھڑا رہتا ہے یہاں تک کہ ایک بار وہ جڑ سے اکھڑ جاتا ہے۔

فائدہ: صنوبر کا درخت سخت ہوتا ہے ہوا سے کم جھکتا ہے اگر سخت ہوا چلے تو جڑ سے اکھڑ جاتا ہے جیسے تاڑ اور کھجور کا درخت خلاصہ مطلب یہ کہ مومن ہمیشہ بلا اور مصیبتوں میں گرفتار رہتا ہے تو اس کے گناہوں میں تخفیف ہو جاتی ہے اور کافر کو مصیبت کم ہوتی ہے اور اگر ہوئی تو ثواب سے محروم ہے یعنی مومن کو لازم ہے کہ مصیبت سے نہ گھبرائے اس کو اللہ کا احسان سمجھے اور اپنے گناہوں کا کفارہ جانے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ اس کو ہوا جھکاتی ہے کبھی اس کو گراتی ہے اور کبھی اٹھاتی ہے اور شاید یہ بسبب اختلاف ہوا کے ہے اگر ہوا سخت ہو تو اس کو ہلاتی ہے سو وہ دائیں بائیں جھکتا ہے یہاں تک کہ گرنے کے قریب ہوتا ہے اور اگر ہوا کم ہو تو اس کو کھڑا کرتی ہے، کہا مہلب نے معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جب مومن پر اللہ کا حکم آئے یعنی کوئی مصیبت تو اس کے واسطے فرمانبردار ہوتا ہے سو اگر واقع ہو واسطے اس کے خیر تو خوش ہوتا ہے ساتھ اس کے اور شکر کرتا ہے اور اگر واقع ہو واسطے اس کے کوئی بلا تو صبر کرتا ہے اور اس میں نیکی کی امید رکھتا ہے پھر جب اس سے دور ہوتی ہے تو برابر ہو جاتا ہے شکر کرنے والا اور بہر حال کافر سو نہیں آزماتا ہے اس کو اللہ بلکہ حاصل ہوتی ہے واسطے اس کے آسانی دنیا میں تاکہ مشکل ہو اس پر حال آخرت میں یہاں تک کہ جب ارادہ کرتا ہے اللہ اس کے ہلاک کرنے کا تو اس کو توڑ ڈالتا ہے سو ہوتی ہے موت اس کی اس پر عذاب سخت اور زیادہ رنج بیچ نکلنے جان اس کی کے اور اس کے غیر نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ مومن قبول کرتا ہے بیماریوں کو جو واقع ہونے والی ہیں اس پر اس کے واسطے ضعیف ہونے حصے اس کے کی دنیا میں سو وہ مانند تازہ کھیتی کے ہے سخت جھکنے والا ہے واسطے ضعیف ہونے بالی اس کے کی اور کافر اس کے برخلاف ہے اور یہ غالب ہے دونوں کے حال سے اور یہ جو کہا اور کہا زکریا نے حدیث بیان کی مجھ سے سعد نے تو مراد یہ ہے کہ یہ روایت سفیان کی مخالف ہے دو وجہوں سے ایک یہ کہ ابن کعب کا نام مبہم ہے دوسری تصریح کرنا اس کا ساتھ تحدیث کے۔ (فتح)

۵۲۱۲ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ كَفَأَتْهَا فَإِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ وَالْفَاجِرُ كَالْأَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتَّى يَقْصِمَهَا اللَّهُ إِذَا شَاءَ.

۵۲۱۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی مثل کھیتی کے سبزہ کی مثل ہے کہ جب اس کو ہوا آتی ہے تو اس کو جھکا دیتی ہے اور جب ہوا تھم جاتی ہے تو سبزہ کھڑا ہو جاتا ہے اسی طرح مسلمان جھکتا ہے بلا سے اور گنہگار صنوبر کی مثل ہے نہایت سخت سیدھا یہاں تک کہ اللہ اس کو توڑتا ہے جب چاہتا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں کافر کا لفظ آیا ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوتا ہے کہ مراد ساتھ منافق کے کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نفاق کفر کا ہے اور مراد ساتھ توڑنے کے نکلنا روح کا ہے بدن سے۔ (فتح)

۵۲۱۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ أَبَا الْحُبَابِ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ.

۵۲۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ جس کے ساتھ اللہ نیکی کرنا چاہتا ہے تو اس کو مصیبتوں میں مبتلا کرتا ہے۔

فائدہ: یعنی تا کہ اس کو اس پر ثواب دے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ متوجہ کرتا ہے اس کی طرف بلا کو اس کے پہنچتے ہی اور ان حدیثوں میں بشارت عظیم ہے واسطے ہر ایمان دار کے اس واسطے کہ آدمی اکثر اوقات نہیں جدا ہوتا ہے رنج سے بسبب بیماری کے یا غم کے یا مانند اس کے اس چیز سے کہ مذکور ہوئی اور یہ کہ بیماریاں اور درد اور رنج بدن کے ہوں یا دل کے اتار ڈالتے ہیں گناہ اس شخص کے جس کے واسطے واقع ہوں اور آئندہ باب میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث آئے گی کہ کوئی ایسا مومن نہیں کہ اس کو ایذا پہنچے مگر کہ اللہ اس کے گناہوں کو جھاڑ ڈالتا ہے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ اس کے سب گناہ جھڑ جاتے ہیں یعنی خواہ کبیرے ہوں یا صغیرے لیکن جمہور نے خاص کیا ہے اس کو ساتھ صغیرے گناہوں کے واسطے اس حدیث کے کہ گزر چکی ہے تنبیہ اوپر اس کے اول نماز میں کہ پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک درمیان کے گناہوں کا اتار ہیں جب کہ کبیرے گناہوں سے بچے سو حمل کیا ہے انہوں نے مطلق حدیثوں کو جو وارد ہیں تکفیر میں اس مقید پر اور احتمال ہے کہ ہوں معنی حدیثوں کے جن کا ظاہر تعمیم ہے کہ مذکورہ چیزیں لائق ہیں واسطے کفارہ ہونے گناہوں کے سو اتارتا ہے اللہ بسبب ان کے جو چاہتا ہے گناہوں سے اور ہوگا بہت ہونا کفارہ کا اور کم ہونا باعتبار شدت بیماری کے اور خفت اس کی کے یہ مراد ساتھ کفارہ ہونے گناہوں کے ڈھانکنا ان کا ہے اور مٹانا اثر ان کے کا جو مرتب ہوتا ہے اوپر اس کے استحقاق عذاب سے اور البتہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مجرد حصول بیماری کا یا غیر اس کے کا اس چیز سے کہ مذکور ہوئی مرتب ہوتا ہے اس پر کفارہ مذکور برابر ہے کہ جوڑا جائے ساتھ اس کے صبر مصیبت زدہ کا یا نہیں اور انکار کیا ہے اس سے قوم نے مانند قرطبی کی سو کہا اس نے کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ مصیبت والا صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے اور جس حدیث میں صبر کے ساتھ قید آئی ہے وہ یا تو ضعیف ہیں اور یا قوی لیکن وہ مقید ہیں ساتھ ثواب مخصوص کے سو اعتبار صبر کا ان میں صرف واسطے حاصل کرنے ثواب مخصوص کے ہے مثل اس چیز کی کہ آئے گی

اس شخص کے حق میں کہ واقع ہو طاعون اس شہر میں جس میں وہ ہو سو اس نے صبر کیا اور ثواب کی امید رکھی تو اسی کے واسطے شہید کا اجر ہے اور مثل اس حدیث کے کہ جب اللہ کسی بندے کے واسطے تقدیر میں کوئی مرتبہ لکھ چکا ہو اور وہ اس درجے کو عمل کے ساتھ نہ پہنچے تو اللہ اسی کو اس کے بدن یا اولاد یا مال میں مبتلا کرتا ہے وہ اس پر صبر کرتا ہے یہاں تک کہ اس مرتبے کو پہنچے اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے تصریح آئی ہے ساتھ اس کے کہ ثواب نہیں حاصل ہوتا ہے ساتھ حصول مجرد مصیبت کے بلکہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے کفارہ گناہوں کا فقط، میں کہتا ہوں اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مصیبت جب قرین ہو اس کے صبر تو حاصل ہوتا ہے کفارہ گناہوں کا اور بلند ہونا درجوں کا بنا بر اس کے کہ پہلے گزر چکی ہے تفصیل اس کی اور اگر صبر حاصل ہو تو نظر کی جائے اگر نہ حاصل ہو رنج سے وہ چیز کہ مذموم ہے قول سے یا فعل سے تو فضل فراخ ہے لیکن یہ درجہ کم ہے صابر کے درجے سے جو سابق ہے اور اگر حاصل ہو جزع تو ہوتا ہے یہ سبب واسطے کم ہونے اجر کے کہ وعدہ دیا گیا ہے ساتھ اس کے یا کفارہ ہونا سو کبھی برابر ہوتی ہے یا کبھی ایک دوسرے پر زیادہ ہوتا ہے سو بقدر اس کے حکم کیا جاتا ہے واسطے ایک کے دوسرے پر۔ (فتح)

بَابُ شِدَّةِ الْمَرَضِ.

باب ہے بیچ بیان شدت بیماری کے۔

فائدہ: یعنی اور بیان اس چیز کے کہ اس میں فضیلت ہے۔

٥٢١٤ ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ ح حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ عَلَيْهِ الْوَجَعُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۲۱۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ بیماری اس پر زیادہ تر سخت ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٥٢١٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ وَهُوَ يُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا وَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا قُلْتُ إِنَّ ذَاكَ بِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلْ مَا مِنْ

۵۲۱۵۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی بیماری میں آیا اور حالانکہ آپ کو بخار کی نہایت شدت اور سخت بے تابی تھی اور میں نے کہا کہ آپ کو بخار کی نہایت شدت ہوتی ہے، میں نے کہا یہ اس سبب سے ہے کہ آپ کو دوہرا اجر ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو کوئی رنج اور تکلیف پہنچے یعنی بیماری سے یا بیماری کے سوا کسی اور سبب سے مگر کہ اللہ

مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى إِلَّا حَاتَّ اللَّهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ.

اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو جھاڑ ڈالتا ہے جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

فائدہ: مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ.

سب لوگوں سے زیادہ تر سخت بلا اور مصیبت میں پیغمبر لوگ ہیں پھر وہ شخص جو افضل ہے پھر وہ شخص جو افضل ہے جو اول ہے فضیلت میں پھر وہ جو جو اول ہے فضیلت میں۔

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے روایت کیا ہے اس کو دارمی وغیرہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے کہا یا حضرت! کون ہے سب لوگوں سے سخت تر بلا میں؟ فرمایا پیغمبر لوگ پھر وہ شخص جو افضل ہے پھر وہ جو افضل ہے مبتلا ہوتا ہے مرد موافق اپنے دین کے، الحدیث اور اس میں ہے یہاں تک کہ چلتا ہے زمین پر اور حالانکہ نہیں باقی رہتا ہے اس پر کوئی گناہ اور ایک روایت میں ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ تر سخت بلا میں پیغمبر لوگ ہیں پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے۔

٥٢١٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا قَالَ أَجَلْ إِنِّيْ أُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قُلْتُ ذٰلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلْ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.

٥٢١٦۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوا اور آپ کو بخار کی سخت شدت تھی تو میں نے کہا یا حضرت! بے شک آپ کو بخار کی نہایت شدت ہوتی ہے؟ فرمایا کہ ہاں! مجھ کو بخار کی شدت ہوتی ہے جیسے کہ تم میں سے دو مردوں کو ہوتی ہے میں نے کہا یہ اس واسطے کہ آپ کو دوہرا ثواب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یہ اسی طرح ہے کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو کوئی تکلیف پہنچے کانٹا اور جو اس سے اوپر ہے مگر کہ اللہ اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو اتار ڈالتا ہے جیسے درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔

فائدہ: ذلک اشارہ ہے طرف دوگنا ہونے ثواب کے کی ساتھ شدت بخار کے اور پہچانا گیا ساتھ اس کے کہ پہلی روایت میں حذف ہے پہچانا جاتا ہے اس روایت سے اور وہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ مجھ کو بخار کی شدت ہوتی ہے

جیسے کہ تم میں سے دو مردوں کو ہوتی ہے اور حاصل یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ثابت کیا کہ بیماری جب سخت ہو تو دونا ہوتا ہے ثواب پھر زیادہ کیا اس پر اس کے بعد کہ مضاعفت منتہی ہوتی ہے اس کی طرف کہ سب گناہوں کو جھاڑ ڈالتی ہے یا معنی یہ ہیں فرمایا کہ ہاں بیماری کی درجوں کو بلند کرتی ہے اور گناہوں کو بھی جھاڑ ڈالتی ہے یہاں تک کہ نہیں باقی رہتی اس سے کوئی چیز اور اشارہ کرتی ہے اس کی طرف حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی جو میں نے ذکر کیا کہ یہاں تک کہ چلتا ہے زمین پر اور نہیں ہوتا ہے اس پر کوئی گناہ اور مثل اس کے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تا کہ ہمیشہ رہتی ہے بلا ساتھ مومن کے یہاں تک کہ ملتا ہے اللہ سے اور حالانکہ نہیں ہوتا ہے اس پر کوئی گناہ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ مجھ کو کوئی بیماری بخار سے زیادہ تر پیاری نہیں کہ وہ آدمی کے ہر جوڑ میں داخل ہوتی ہے اور اللہ اس کے ہر جوڑ کے بدلے ثواب دیتا ہے اور وجہ دلالت حدیث باب کی ترجمہ پر اس جہت سے ہے کہ پیغمبروں کو حضرت ﷺ پر قیاس کیا اور ولیوں کو ان کے ساتھ ملحق کیا واسطے قریب ہونے ان کے کی ان سے اگرچہ ان کا درجہ ان سے کم ہے اور راز اس میں یہ ہے کہ بلا نعمت کے مقابلے میں ہے جو جس پر اللہ کی نعمت زیادہ ہو اس کی بلا بھی سخت تر ہوتی ہے اور اسی واسطے دونی کی گئی حد آزاد کی غلام پر اور حضرت ﷺ کی بیویوں کو کہا گیا کہ جو تم میں سے لائے بے حیائی ظاہر کو اس کو دونا عذاب ہے اور کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ قوی اٹھاتا ہے جو اٹھایا جائے اور کمزور نرمی کی جائے ساتھ اس کے مگر یہ کہ جب معرفت قوی ہوتی ہے تو آسان ہوتی ہے اس پر بلا اور ان میں سے بعض آدمی بلا کے اجر کی طرف دیکھتا ہے سو آسان ہوتی ہے اس پر بلا اور اعلیٰ درجہ اس سے وہ شخص ہے جو دیکھے کہ یہ تصرف مالک کا ہے اپنے ملک میں سو تفویض کرتا ہے اور نہیں اعتراض کرتا اور زیادہ تر بلند درجہ اس سے وہ شخص ہے کہ باز رکھے اس کو محبت طلب دفع بلا سے اور سب سے اونچا مرتبہ یہ ہے کہ لذت پائے ساتھ اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ وُجُوْبِ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ. باب ہے بیچ واجب ہونے بیمار پرسی کے۔

فائدہ: اسی طرح جزم کیا ہے اس نے ساتھ واجب ہونے کے بنا بر ظاہر امر کے ساتھ بیمار پرسی کے اور پہلے گزر چکی ہے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ حق مسلمان کے مسلمان پر پانچ ہیں پس ذکر کیا اس میں سے بیمار پرسی کو اور ایک روایت میں ہے کہ پانچ چیزیں ہیں کہ واجب ہیں واسطے مسلمان کے مسلمان پر سو ذکر کیا ان میں بیمار پرسی کو کہا ابن بطال نے کہ احتمال ہے کہ ہو امر اوپر وجوب کے ساتھ معنی کفایت کے جیسے بھوکے کو کھانا کھلانا اور قیدی کو چھوڑانا اور احتمال ہے کہ ہو واسطے ندب کے واسطے رغبت دلانے کے اوپر تواصل اور الفت کے اور جزم کیا ہے داؤدی نے ساتھ پہلی کے سو کہا کہ وہ فرض ہے بعض آدمی اس کو بعض سے اٹھا سکتے ہیں اور کہا جمہور نے کہ وہ اصل میں ندب کے واسطے ہے اور کبھی پہنچتا ہے طرف وجوب کی بیچ حق بعض کے اور کہا طبرانی نے کہ مؤکد ہوتا ہے اس کے حق میں جس کی برکت کی امید ہو اور سنت ہے اس کے حق میں جس کے حال کی رعایت ہو اور مباح ہے اس شخص کے حق میں جو

سوائے اس کے ہے اور کافر کی بیمار پرسی میں اختلاف ہے اور نقل کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اجماع اوپر نہ واجب ہونے کے یعنی فرض عین نہیں۔ (فتح)

٥٢١٧ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ.

۵۲۱۷۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا کھلاؤ بھوکے کو اور خبر پوچھو بیمار کی اور چھوڑاؤ قیدی کو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ خبر پوچھو بیمار کی تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ عموم اس کے اوپر مشروع ہونے بیمار پرسی ہر بیمار کے اور لیا جاتا ہے نیز اطلاق اس کے سے نہ قید کرنا عیادت کا ساتھ کسی زمانے کے کہ گزرے ابتدا بیماری اس کی سے اور یہ قول جمہور کا ہے اور جزم کیا ہے غزالی نے احیاء میں کہ بیماری کی خبر نہ پوچھی جائے مگر بعد تین دن کے اور سند پکڑی ہے اس نے ساتھ حدیث کے اور وہ حدیث نہایت ضعیف ہے اور کہا ابو حاتم نے کہ وہ حدیث باطل ہے اور ملحق ہے ساتھ عیادت بیمار کے اس کی خبر گیری کرنا اور اس کے حال کا دریافت کرنا اور حدیث کی اطلاق میں ہے کہ بیمار کی خبر پوچھنی نہیں مقید ہے ساتھ وقت کے سوائے وقت کے لیکن جاری ہوئی ہے عادت ساتھ اس کے دن کے دو طرفوں میں اور بیمار کی خبر پوچھنے کا ادب یہ ہے کہ اس کے پاس بہت دیر نہ بیٹھے تا کہ بیمار تنگ نہ ہو یا اس کے گھر والوں پر دشوار ہو اور اگر ضرورت ہو تو جائز ہے اور بیمار کی خبر عافیت کے پوچھنے کی فضیلت میں بہت حدیثیں آ چکی ہیں کھری سو مسلم میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمان جب اپنے بھائی مسلمان کی بیماری کو پوچھتا ہے تو ہمیشہ ہوتا ہے بہشت کے میوے میں تشبیہ دی اس چیز کو کہ گھیرتا ہے اس کو بیمار پرسی کرنے والا ثواب سے ساتھ اس چیز کے کہ گھیرتا ہے اس کو میوہ چننے والا اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے راہ ہے یعنی بیمار کی خبر پوچھنے چلتا ہے اس راہ میں کہ پہنچاتی ہے بہشت کی طرف اور پہلی تفسیر اولیٰ ہے۔ (فتح)

٥٢١٨ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَلُبْسِ الْحَرِيْرِ

۵۲۱۸۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم کیا سات چیزوں کا اور منع کیا سات چیزوں سے ہم کو منع کیا سونے کی انگوٹھی سے اور ریشم اور دیبا اور استبرق کے پہننے سے اور قسی اور میثرہ سے اور ہم کو حکم کیا جنازے کے ساتھ جانے کا اور بیمار کی خبر پوچھنے کا اور سلام کے پھیلانے کا۔

وَالدِّيْبَاجِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَعَنِ الْقَسِّيِّ وَالْمِيثَرَةِ وَأَمَرَنَا أَنْ نَتَّبِعَ الْجَنَائِزَ وَنَعُوْدَ الْمَرِيْضَ وَنُفْشِيَ السَّلَامَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ عِيَادَةِ الْمُغْمٰى عَلَيْهِ. باب ہے بیچ بیان خبر پوچھنے اس شخص کے کہ بیہوشی ڈالی گئی اوپر اس کے۔

فائدہ: یعنی وہ شخص ہے کہ پہنچی اس کو غشی کہ بیکار ہو ساتھ اس کے حسی قوت اس کی واسطے ضعیف ہونے دل کے اور جمع ہونے روح کے طرف اس کی کہا ابن منیر نے کہ فائدہ ترجمہ کا یہ ہے کہ نہ اعتقاد کرے کہ بیہوش کی بیمار پرسی ساقط ہے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتا ہے اپنے خبر پوچھنے والے کو لیکن نہیں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تصریح ساتھ اس کے کہ دونوں نے جانا کہ وہ بیہوشی میں ہے اس کی بیمار پرسی سے پہلے سو شاید ان کے حاضر ہونے کے وقت اس کو بیہوشی ہوئی ہوگی بلکہ ظاہر سیاق سے واقع ہونا اس کا ہے وقت آنے ان کے کی اور پہلے داخل ہونے دونوں کے سے اوپر اس کے اور مجرد جاننا بیمار کا اپنی خبر پوچھنے والے کو نہیں موقوف ہے مشروع ہونا بیمار پرسی کا اوپر اس کے اس واسطے کہ سوائے اس کے جبر کرنا ہے اس کے گھر والوں کی خاطر کا اور وہ چیز ہے کہ امید رکھی جاتی ہے برکت دعاء پرسی کرنے والے کے سے اور رکھنے ہاتھ اس کے سے بیمار پر اور ہاتھ پھیرنے سے اس کے بدن پر اور دم کرنے سے اوپر اس کے وقت تعویذ کے اور سوائے اس کے **وقد تقدم شرح الحديث في الطهارة والتفسير۔** (فتح)

۵۲۱۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ مَرِضْتُ مَرَضًا فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِي وَأَبُوْ بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَوَجَدَانِي أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْئَهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ كَيْفَ أَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ فَلَمْ يُجِبْنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى

۵۲۱۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کو آئے پیادہ چلتے سو انہوں نے مجھ کو بیہوش پایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر وضو کا پانی مجھ پر ڈالا تو مجھ کو ہوش آئی سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں سو میں نے کہا یا حضرت! میں اپنے مال میں کس طرح کروں، اپنے مال میں کیا حکم کروں؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت اتری۔

عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ مَرِضْتُ مَرَضًا فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِي وَأَبُوْ بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَوَجَدَانِي أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْئَهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي فَلَمْ يُجِبْنِي بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ.

بَابُ فَضْلِ مَنْ يُّصْرَعُ مِنَ الرِّيْحِ.

باب ہے بیچ فضیلت اس شخص کے کہ اس کو مرگی کی بیماری ہو ہوا سے۔

فائدہ: بند ہونا ہوا کا کبھی ہوتا ہے سبب واسطے مرگی کے اور یہ علت ہے کہ منع کرتی ہے اعضائے رئیسہ کو اثر قبول کرنے سے منع کرنا غیر تام اور سبب اس کا ہوا غلیظ ہے کہ بند ہوتی ہے دماغ کے راہوں میں یا بخار روی ہے کہ چڑھتا ہے اس کے بعض اعضاء سے اور کبھی اس کے بعد اعضاء میں تشنج ہو جاتا ہے سو نہیں باقی رہتا ہے آدمی ساتھ اس کے سیدھا بلکہ گر پڑتا ہے اور منہ سے جھاگ ڈالتا ہے واسطے غلیظ ہونے رطوبت کے اور کبھی ہوتی ہے مرگی جن سے اور نہیں واقع ہوتی ہے مگر نفوس خبیثہ سے ان میں سے یا واسطے خوبصورت جاننے بعض صورتوں انسانی کے اور یا واسطے ایذا دینے اس کی کے اور اول قسم کو سب طبیب لوگ ثابت کرتے ہیں اور اس کے علاج کو ذکر کرتے ہیں اور دوسری قسم سے اکثر انکار کرتے ہیں اور نہیں پہچانتے ہیں واسطے ان کے کوئی علاج مگر ساتھ مقابلہ کرنے ارواح خیرہ علویہ کے تا کہ دفع ہو اثر ارواح شریرہ سفلیہ کا اور باطل کرے ان کے فعل کو۔ (فتح)

۵۲۲۰ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عِمْرَانَ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَلَا أُرِيْكَ امْرَأَةً مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ هٰذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَآءُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي أُصْرَعُ وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ

۵۲۲۰ـ حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تجھ کو ایک عورت بہشتیوں سے؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں! کہا کہ یہ کالی عورت ہے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو کہا کہ میں مرگی سے بیہوش ہو کر گر پڑتی ہوں اور میرا بدن کھل جاتا ہے سو میرے واسطے اللہ سے دعا کیجیے کہ میرا بدن نہ کھلے یعنی وہ ڈری کہ اس کی شرم گاہ

الْمَرْأَةُ السَّوْدَآءُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّيْ أُصْرَعُ وَإِنِّيْ أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِيْ قَالَ إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكِ فَقَالَتْ أَصْبِرُ فَقَالَتْ إِنِّيْ أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِيْ أَنْ لَّا أَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ أَنَّهُ رَأٰى أُمَّ زُفَرَ تِلْكَ امْرَأَةً طَوِيْلَةً سَوْدَآءَ عَلٰى سِتْرِ الْكَعْبَةِ.

ظاہر ہو بے خبر، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو صبر کر اور تجھ کو بہشت ملے گی اور اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کروں کہ تجھ کو اچھا کر دے، اس نے کہا کہ میں صبر کرتی ہوں سو اس نے کہا کہ میرا بدن کھل جاتا ہے سو اللہ سے دعا کیجیے کہ میرا بدن نہ کھلے حضرت ﷺ نے اس کے واسطے دعا کی۔ حدیث بیان کی ہم سے محمد نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے مخلد نے ابن جریج سے خبر دی مجھ کو عطاء نے کہ اس نے دیکھا ام زفر اس عورت لمبی کالی کو کعبے کے پردے پر۔

فائدہ: یعنی بیٹھنے والی اوپر اس کے تکیہ کر کے اور بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کی ہے کہ میں ڈرتی ہوں خبیث جن سے کہ مجھ کو ننگا کر ڈالے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تو ڈرے تو کعبے کے غلاف کو آ پکڑا کر اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس مجنون لوگ لائے جاتے تھے سو حضرت ﷺ جس کے سینے میں ہاتھ مارتے اچھا ہو جاتا سو ایک عورت آپ کے پاس لائی گئی حضرت ﷺ نے اس کے سینے میں ہاتھ مارا وہ اچھی نہ ہوئی ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ اس عورت کو جن کی مرگی تھی اور اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے اس شخص کے جس کو مرگی ہو اور یہ کہ دنیا کی مصیبتوں پر صبر کا کرنا بہشت کا وارث کرتا ہے اور یہ کہ شدت کو لینا افضل ہے رخصت کے لینے سے واسطے اس شخص کے جو اپنی جان سے اس کی طاقت جانے اور نہ ضعیف ہو التزام شدت سے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے نہ دوا کرنا اور یہ کہ دوا سب بیماریوں کے ساتھ دعا اور التجاء الی اللہ کے زیادہ مفید اور نافع ہے علاج کرنے سے ساتھ طبی دوائی کے اور یہ کہ اس کی تاثیر اور اثر قبول کرنا بدن کا اس سے اعظم ہے بدنی دواؤں کی تاثیر سے لیکن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نفع پاتا ہے دو امروں سے ایک بیمار کی طرف سے اور وہ صدق قصد کا ہے دوسرا دور کرنے والے کی طرف سے اور وہ قوت اس کی توجہ کی ہے اور قوت اس کے دل کی ساتھ تقویٰ اور توکل کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ ذَهَبَ بَصَرُهُ.

فضیلت اس شخص کی جس کی آنکھ جاتی رہے۔

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کو بزار نے کہ جو مبتلا ہوا اپنی آنکھ سے پھر صبر کرے مرنے تک تو ملتا ہے اللہ سے اس حال میں کہ اس پر کوئی حساب نہیں ہوتا۔ (فتح)

٥٢٢١ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا

٥٢٢١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِيْ بِحَبِيْبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيْدُ عَيْنَيْهِ تَابَعَهُ أَشْعَثُ بْنُ جَابِرٍ وَأَبُوْ ظِلَالِ بْنُ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ فرماتا ہے کہ جب میں نے اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں میں مبتلا کیا یعنی اس کی دونوں آنکھیں جاتی رہیں پھر اس نے صبر کیا تو میں اس کو اس کے عوض میں بہشت دوں گا۔

فائدہ: پیاری اس واسطے کہا کہ وہ پیاری ہیں آدمی کو سب اعضاء سے کہ حاصل ہوتا ہے اس کو ان کے نہ ہونے سے افسوس اوپر فوت ہونے اس بات کے کہ نہیں دیکھ سکتا اس چیز کو جس کو دیکھنا چاہے خیر سے کہ اس کے ساتھ خوش ہو یا بدی سے کہ اس سے بچے اور ترمذی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ثواب چاہے اور مراد یہ ہے کہ صبر کرے حاضر جاننے والا اس چیز کو کہ وعدہ کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے صابر کو ثواب سے یعنی اس کے دل میں ثواب کی نیت ہو نہ یہ کہ صبر کرے مجرد اس سے کہ عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے اور یہ جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو دنیا میں مبتلا کرتا ہے تو یہ اس کے غضب کے سبب سے نہیں ہے بلکہ یا تو واسطے دفع تکلیف کے ہے اور یا واسطے کفارے گناہوں کے اور یا واسطے بلند کرنے درجوں کے سو جب قبول کرے اس کو ساتھ رضا کے یعنی مصیبت پر راضی ہو تو پوری ہوتی ہے مراد نہیں تو ہوتا ہے جیسا کہ سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ اگر ایمان دار بیمار ہو تو اللہ اس کو اس کے واسطے کفارہ ٹھہراتا ہے اور گنہگار بیمار مانند اونٹ کی ہے کہ اس کے مالک نے اس کو باندھا پھر اس کو چھوڑ دیا سو وہ نہیں جانتا کہ کیوں باندھا اور کیوں چھوڑا اور یہ جو کہا کہ میں اس کو اس کے عوض بہشت دوں تو یہ بڑا عوض ہے اس واسطے کہ لذت اٹھانا ساتھ آنکھوں کے فنا ہوتی ہے ساتھ فانی ہونے دنیا کے اور لذت اٹھانا ساتھ بہشت کے باقی ہے ساتھ باقی رہنے اس کے اور یہ شامل ہے واسطے ہر شخص کے کہ واقع ہو واسطے اس کے ساتھ شرط مذکور کے اور ایک حدیث میں اور قید ہے کہ صبر نافع وہ ہے جو بلا دافع ہونے کے اول میں ہو سو تفویض کرے اور اللہ کی سپرد کرے اور ایک روایت میں یہ شرط زیادہ ہے کہ جب میری تعریف کرے اوپر ان کے اور جب ہوا ثواب اس شخص کا کہ واقع ہو واسطے اس کے یہ بہشت تو جس کے واسطے اور عمل صالحہ میں اس کا درجہ بلند ہوگا۔ (فتح)

بَابُ عِيَادَةِ النِّسَآءِ الرِّجَالَ.

عورتوں کو مردوں کی بیماری کی خبر پوچھنی جائز ہے یعنی اگرچہ بیگانے مرد ہوں ساتھ شرط معتبر کے۔

وَعَادَتْ أُمُّ الدَّرْدَآءِ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْمَسْجِدِ مِنَ الْأَنْصَارِ.

یعنی ام درداء رضی اللہ عنہا نے مسجد والوں سے ایک انصاری مرد کی بیماری کی خبر پوچھی۔

٥٢٢٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وُعِكَ أَبُوْ بَكْرٍ وَبِلَالٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا قُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِيْ أَهْلِهٖ وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَتْ عَنْهُ يَقُوْلُ أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَّجَلِيْلُ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِّيَاهَ مَجَنَّةٍ وَهَلْ تَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَّطَفِيْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اللّٰهُمَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّهَا وَصَاعِهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ.

٥٢٢٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو سخت بخار ہوا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میں ان دونوں پر داخل ہوئی سو میں نے کہا اے باپ! تو اپنے آپ کو کس طرح پاتا ہے؟ یعنی تو اپنا حال کیسا جانتا ہے؟ اور اے بلال! تو اپنے آپ کو کس طرح پاتا ہے؟ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب ان کو بخار چڑھتا تو کہتے ہر آدمی کو کہا جاتا ہے کہ چین کر صبح کو اپنے گھر والوں میں اور موت قریب ہے اس کے جوتے کے تسمے سے اور بلال رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب بخار اس سے دور ہوتا تو کہتا خبردار ہو کاش مجھ کو علم ہوتا کہ کیا میں رات کاٹوں نالے میں یعنی مکے میں اور حالانکہ میرے گرد اذخر اور جلیل ہو کہ نام ہے دو گھاسوں کا مکے میں ہوتی ہیں اور کیا میں وارد ہوں ایک دن مجنہ (ایک جگہ ہے قریب مکے کے) کے پانیوں پر اور کیا ظاہر ہو واسطے میرے شامہ اور طفیل کہ دو پہاڑ ہیں مکے میں، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کو خبر دی سو کہا یعنی دعا کی کہ الٰہی! ہمارے نزدیک مدینے کو پیارا کر دے جیسے ہم کو مکے سے محبت ہے یا اس سے بھی زیادہ الٰہی! اور اچھا کر دے مدینے کو یعنی مدینے کی آب وہوا کو درست کر دے اور برکت کر ہمارے لیے اس کے مد اور صاع میں اور لے جا اس کے بخار کو سو ڈال دے جحفہ میں۔

فائدہ: حضرت بلال رضی اللہ عنہ مکے میں جانے کے اشتیاق یہ شعر پڑھتے تھے اور بعض نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے شعر کے یہ معنی کیے ہیں کہ ہر شخص موت پہنچایا گیا ہے صبح کو اس حال میں کہ اپنے گھر والوں میں ہے اور موت قریب تر ہے اس

کے جوتے کے تسمے سے اور اعتراض کیا گیا ہے اس پر کہ یہ واقعہ پردہ اترنے سے پہلے کا ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ نہیں ضرر کرتا ترجمہ کو کہ جائز ہے عورت کو بیمار پرسی کرنا مرد کی ساتھ شرط پردے کے اور جو جمع کرتا ہے دونوں امروں کو پردے سے پہلے کو اور پیچھے کو امن ہونا ہے فتنے سے۔ (فتح) وقد تقدم شرح الحديث مسوفي في الهجرة.

بَابُ عِيَادَةِ الصِّبْيَانِ.

باب ہے بیچ بیمار پرسی لڑکوں کے۔

٥٢٢٣ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَاصِمٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ ابْنَةً لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ وَهُوَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَعْدٌ وَّأُبَيٌّ نَحْسِبُ أَنَّ ابْنَتِيْ قَدْ حُضِرَتْ فَاشْهَدْنَا فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا السَّلَامَ وَيَقُوْلُ إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ مُسَمًّى فَلْتَحْتَسِبْ وَلْتَصْبِرْ فَأَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا فَرُفِعَ الصَّبِيُّ فِيْ حَجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَفْسُهٗ تَجَثْجَثُ فَفَاضَتْ عَيْنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ مَا هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهٖ رَحْمَةٌ وَّضَعَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ مَنْ شَآءَ مِنْ عِبَادِهٖ وَلَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ إِلَّا الرُّحَمَآءَ.

۵۲۲۳۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اور سعد رضی اللہ عنہ اور اُبی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیٹی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا گمان کرتی تھیں کہ میری بیٹی قریب المرگ ہے سو آپ ہمارے پاس تشریف لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سلام کہلا بھیجا فرماتے تھے کہ بے شک اللہ ہی کا تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے نزدیک مدت مقرر ہے سو چاہیے کہ صبر کرے اور ثواب چاہے پھر اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم دے کر کہلا بھیجا کہ ضرور تشریف لائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہم بھی کھڑے ہوئے سو لڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں اٹھایا گیا اور اس کی روح حرکت کرتی تھی یعنی جان کنی کی حالت میں تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ کیا ہے یا حضرت یہ یعنی مردے پر رونے سے آپ نے منع فرمایا ہے پھر خود کیوں روتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے کہ رکھا ہے اس کو اللہ نے جس کے دل میں چاہا اپنے بندوں سے اور نہیں رحم کرتا اللہ اپنے بندوں سے مگر رحم کرنے والوں کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنازے میں گزر چکی ہے۔

بَابُ عِيَادَةِ الْأَعْرَابِ.

باب ہے بیچ بیمار پرسی گنواروں کے، یعنی جنگلیوں کے۔

٥٢٢٤ ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۵۲۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى أَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهٗ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهٗ فَقَالَ لَهٗ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ قُلْتَ طَهُوْرٌ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمّٰى تَفُوْرُ أَوْ تَثُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذًا.

حضرت ﷺ ایک گنوار پر داخل ہوئے اس کی بیمار پرسی کو اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب کسی بیمار کی خبر پوچھنے کو جاتے تو فرماتے کچھ حرج نہیں یہ بخار گناہوں سے پاک کرنے والے ہے اگر اللہ نے چاہا اس نے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ یہ گناہوں سے پاک کرنے والا ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ بخار ہے جوش مارتا ہے بہت بوڑھے پر کہ اس کو قبریں زیارت کرواتی ہیں یعنی قبروں نے اس کو اپنی زیارت کروانے پر مجبور کیا ہے اور باعث ہوئی ہیں اس کو اپنی زیارت پر بغیر اختیار اس کے یعنی مرنے والا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا سو ہاں اس وقت یعنی جب تو نے نہیں مانا تو ہاں یعنی ہو گا جیسے تو نے گمان کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کچھ حرج نہیں یعنی بیماری پاک کرنے والی ہے گناہوں سے سو اگر حاصل ہو عافیت تو دونوں فائدے حاصل ہوئے نہیں تو حاصل ہوا نفع کفارے کا اور طہور خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی وہ پاک کرنے والی ہے تجھ کو گناہوں سے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ لفظ طہور کا ساتھ معنی طاہر کے یعنی فقط پاک کے معنی کے ساتھ نہیں بلکہ ساتھ معنی پاک کرنے والے کے ہے اور قول حضرت ﷺ کا انشاء اللہ دلالت کرتا ہے کہ قول حضرت ﷺ کا طہور دعا ہے نہ خبر اور یہ جو فرمایا نعم تو احتمال ہے کہ ہو یہ بد دعا او پر اس کے اور احتمال ہے کہ ہو خبر اس کے انجام کار سے اور اس کے غیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے معلوم کیا ہو کہ وہ اس بیماری سے مر جائے گا سو اس کے واسطے دعا کی کہ بخار اس کے واسطے گناہوں سے پاک کرنے والا ہو اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو معلوم کروایا گیا ہو جب کہ گنوار نے آپ کو جواب دیا، کہا مہلب نے کہ فائدہ اس حدیث کا یہ ہے کہ نہیں نقص ہے امام پر بیچ بیمار پرسی بیمار کی اپنی رعیت سے اگرچہ ہو گنوار جفا کار اور نہ عالم پر جاہل کی بیمار پرسی سے تا کہ اس کو معلوم کروا دے اور نصیحت کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو فائدہ دے اور حکم کرے اس کو ساتھ صبر کرنے کے تا کہ اللہ کی تقدیر سے غصے نہ ہو سو اللہ اس پر غصے ہو اور تسلی دی اس کو اس کی بیماری سے بلکہ رشک دی اس کو اس کی بیماری سے اس کے غیر کی طرف جبر کرنے خاطر اس کی سے اور اس کے گھر والوں کی سے اور یہ کہ لائق ہے بیمار کو کہ نصیحت کو قبول کرے اس کو خوب جواب دے۔ (فتح)

بَابُ عِيَادَةِ الْمُشْرِكِ.

مشرک کی بیماری کی خبر پوچھنے کا بیان۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہے بیمار پرسی اس کی جب کہ اس کے مسلمان ہونے کا امیدوار ہو اور اگر یہ امید نہ ہو تو نہیں اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے مقاصد کے سو کبھی اس کی بیمار پرسی سے اور مصلحت ہوتی ہے کہا ماوردی نے کہ ذمی کی بیمار پرسی جائز ہے اور قربت موقوف ہے اوپر نوع حرمت کے کہ قرین ہو ساتھ اس کے جوار یا قرابت سے۔ (فتح)

٥٢٢٥ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ غُلَامًا لِيَهُوْدَ كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهُ فَقَالَ أَسْلِمْ فَأَسْلَمَ. وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ لَمَّا حُضِرَ أَبُوْ طَالِبٍ جَآءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥٢٢٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا سو وہ بیمار ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیمار پرسی کو آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان ہو جا سو وہ مسلمان ہو گیا اور کہا سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باپ سے کہ جب ابو طالب کو موت حاضر ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا عَادَ مَرِيْضًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى بِهِمْ جَمَاعَةً.

جب بیمار کی خبر پوچھنے کو جائے اور نماز کا وقت آئے تو بیمار ان کو جماعت سے نماز پڑھائے یعنی جو لوگ اس کی خبر پوچھنے کو آئے ہوں۔

٥٢٢٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ يَعُوْدُوْنَهُ فِيْ مَرَضِهِ فَصَلّٰى بِهِمْ جَالِسًا فَجَعَلُوْا يُصَلُّوْنَ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمُ اجْلِسُوْا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ إِنَّ الْإِمَامَ لَيُؤْتَمُّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِنْ صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

٥٢٢٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیمار پرسی کو آئے آپ کی بیماری میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیٹھ کر نماز پڑھائی تو وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام تو اسی واسطے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے سو جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔ کہا حمیدی نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے کہا ابو عبداللہ

الْحُمَيْدِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ مَنْسُوْخٌ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ مَا صَلّٰى صَلّٰى قَاعِدًا وَالنَّاسُ خَلْفَهٗ قِيَامٌ.

بخاری رحمہ اللہ نے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری نماز پڑھی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے امامت کے بابوں میں۔

بَابُ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْمَرِيْضِ. بیمار پر ہاتھ رکھنا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ بیمار پر ہاتھ رکھنے میں لگاؤ پیدا کرنا ہے واسطے اس کے اور پہچاننا ہے واسطے شدت بیماری کے تاکہ دعا کرے واسطے اس کے ساتھ عافیت کے بقدر اس کے کہ ظاہر ہو واسطے اس کے اور اکثر اوقات جھاڑ پھونک کرتا ہے اس کو اپنے ہاتھ سے اور ہاتھ پھیرتا ہے اس کے درد پر ساتھ اس چیز کے کہ نفع دے ساتھ اس کے بیمار کو جب کہ بیمار پرسی کرنے والا نیکو کار ہو۔ میں کہتا ہوں اور کبھی عائد ہوتا ہے عارف ساتھ علاج کے پس پہچانتا ہے علت کو سو بیان کرتا ہے واسطے اس کے جو مناسبت جانے۔ (فتح)

٥٢٢٧ ۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا الْجُعَيْدُ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهَا قَالَ تَشَكَّيْتُ بِمَكَّةَ شَكْوًا شَدِيْدًا فَجَآءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّيْ أَتْرُكُ مَالًا وَإِنِّيْ لَمْ أَتْرُكْ إِلَّا ابْنَةً وَّاحِدَةً فَأُوْصِيْ بِثُلُثَيْ مَالِيْ وَأَتْرُكُ الثُّلُثَ فَقَالَ لَا قُلْتُ فَأُوْصِيْ بِالنِّصْفِ وَأَتْرُكُ النِّصْفَ قَالَ لَا قُلْتُ فَأُوْصِيْ بِالثُّلُثِ وَأَتْرُكُ لَهَا الثُّلُثَيْنِ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى جَبْهَتِهٖ ثُمَّ مَسَحَ يَدَهٗ عَلٰى وَجْهِيْ وَبَطْنِيْ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَأَتْمِمْ لَهٗ هِجْرَتَهٗ فَمَا زِلْتُ أَجِدُ بَرْدَهٗ عَلٰى كَبِدِيْ فِيْمَا يُخَالُ إِلَيَّ حَتَّى السَّاعَةِ.

۵۲۲۷۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکے میں سخت بیمار ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کو آئے میں نے کہا یا حضرت! میں مال چھوڑتا اور نہیں چھوڑتا میں مگر صرف ایک بیٹی سو میں دو تہائی مال خیرات کرتا ہوں اور ایک تہائی رکھتا ہوں فرمایا کہ نہیں میں نے کہا کہ آدھا مال خیرات کرتا ہوں اور آدھا رکھتا ہوں فرمایا کہ نہیں میں نے کہا سو تہائی مال کی وصیت کرتا ہوں اور دو تہائی لڑکی کے واسطے چھوڑتا ہوں فرمایا کہ ہاں تہائی مال خیرات کر اور تہائی بھی بہت ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس کی پیشانی پر رکھا پھر میرے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا کہ الٰہی! سعد رضی اللہ عنہ کو شفا دے اور ہجرت اس کی کو پورا کر سو میں ہمیشہ اس کی سردی کو اپنے جگر میں پاتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وصایا میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ میں بیٹی کے واسطے دو تہائی چھوڑتا ہوں تو کہا

داؤدی نے کہ شاید یہ حکم فرائض کے اترنے سے پہلے تھا اور اس کے غیر نے کہا کہ کبھی ہوتا ہے بطور رد کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ سعد رضی اللہ عنہ کے عصبے بھی تھے اور اس کی عورتیں تھیں سو متعین ہو گی تاویل اس کی اور ہو گا اس میں حذف تقدیر اس کی یہ ہے اور میں دو تہائی اسی کے واسطے اور اس کے سوائے اور وارثوں کے واسطے چھوڑتا ہوں اور خاص کیا اس کو ساتھ ذکر کے واسطے مقدم ہونے اس کے کی نزدیک اس کے اور یہ جو کہا کہ ایک بیٹی کے سوائے میرا کوئی وارث نہیں تو اس کے معنی یہ ہیں یعنی اولاد سے اور نہیں مراد ہے ظاہر حصر کرنا۔ (فتح)

٥٢٢٨ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَمَسِسْتُهُ بِيَدِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلْ إِنِّيْ أُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ فَقُلْتُ ذٰلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ لَهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.

٥٢٢٨۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوا اور آپ کو بخار کی سخت شدت تھی سو میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے چھوا سو میں نے کہا یا حضرت! بے شک آپ کو نہایت شدت ہوتی ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں مجھ کو بخار کی شدت ہوتی ہے جیسے کہ تم میں سے دو مردوں کو ہوتی ہے میں نے کہا یہ اس واسطے کہ آپ کو دوہرا ثواب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو تکلیف پہنچے بیماری سے یا بیماری کے سوائے کسی اور سبب سے مگر کہ اللہ اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو جھاڑ ڈالتا ہے جیسے درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے چھوا تو یہ ہے جگہ ترجمہ کی اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی بیمار کی خبر پوچھنے کو جاتے تو اپنا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھتے پھر کہتے بسم اللہ اور ترمذی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بیمار کی تمام بیمار پرسی یہ ہے کہ اپنا ہاتھ اس کی پیشانی پر رکھے پھر اس سے پوچھے کہ کیا حال ہے؟۔ (فتح)

بَابُ مَا يُقَالُ لِلْمَرِيْضِ وَمَا يُجِيْبُ.

بیمار کو کیا کہا جائے اور وہ کیا جواب دے؟۔

٥٢٢٩ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ

٥٢٢٩۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ فَمَسِسْتُهُ وَهُوَ يُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا وَذٰلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلْ وَمَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى إِلَّا حَاتَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ.

حضرت ﷺ کے پاس آیا آپ کی بیماری میں سو میں نے آپ کو ہاتھ لگایا اور آپ کو بخار کی نہایت شدت تھی میں نے کہا کہ آپ کو بخار کی نہایت شدت ہوتی ہے اور یہ اس واسطے کہ آپ کو دوہرا ثواب ہے فرمایا کہ ہاں کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو تکلیف پہنچے مگر اللہ اس کے گناہوں کو جھاڑ ڈالتا ہے جیسے کہ درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔

٥٢٣٠ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ يَعُوْدُهُ فَقَالَ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَالَ كَلَّا بَلْ حُمًّى تَفُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ كَيْمَا تُزِيْرَهُ الْقُبُوْرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذًا.

۵۲۳۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک مرد کی بیمار پرسی کو گئے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں یہ بخار گناہوں سے پاک کرنے والا ہے اگر اللہ نے چاہا اس نے کہا کہ ہرگز نہیں بلکہ وہ جوش مارتا ہے بہت بوڑھے پر کہ زیارت کروا دیں اس سے قبریں حضرت ﷺ نے فرمایا پس ہاں اس وقت ہوگا جیسے تو نے گمان کیا۔

فائدہ: یہ حدیث قریب گزر چکی ہے اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ لائق ہے کہنا اس کا نزدیک بیمار کے اور فائدہ اس کا اور روایت کی ہے ابن ماجہ اور ترمذی نے کہ جب تم کسی بیمار پر داخل ہو تو اس کو زندگی کی امید دلاؤ کہ یہ کسی چیز کو رد نہیں کرتا لیکن بیمار کے دل کو خوش کرتا ہے کہ اس میں تسلی ہے واسطے اس کے دل کے اور یہی ہیں معنی حضرت ﷺ کے اس قول کے لا باس اور ابن ماجہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب تو کسی بیمار پر داخل ہو تو اس سے کہہ کہ تیرے واسطے دعا کرے اس واسطے کہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کے برابر ہے یعنی قبول ہونے میں۔ (فتح)

بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا وَرِدْفًا عَلَى الْحِمَارِ.

باب ہے بیچ بیمار پرسی بیمار کے سوار ہو کر اور پیادہ اور گدھے پر آگے، پیچھے، سوار ہو کر۔

٥٢٣١ ـ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ

۵۲۳۱۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سوار ہوئے گدھے پر پالان پر فدک کی بنی ہوئی

أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى إِكَافٍ عَلٰى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَآئَهُ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَسَارَ حَتّٰى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ وَفِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَآئِهِ قَالَ لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَقَفَ وَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِيْ مَجْلِسِنَا وَارْجِعْ إِلٰى رَحْلِكَ فَمَنْ جَآءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاغْشَنَا بِهِ فِيْ مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سَكَتُوْا فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَابَّتَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ أَيْ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُوْ حُبَابٍ يُرِيْدُ

چادر پر یعنی اول گدھے پر پالان ڈالا اور پالان کے اوپر چادر ڈالی پھر اس پر سوار ہوئے اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے چڑھایا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو جنگ بدر سے پہلے سو چلے یہاں تک کہ گزرے ایک مجلس میں جس میں عبداللہ بن اُبی منافق تھا اور یہ واقعہ عبداللہ بن اُبی کے مسلمان ہونے سے پہلے تھا یعنی باعتبار ظاہر کے کہ اس وقت ابھی ظاہر میں بھی مسلمان نہ ہوا تھا اور مجلس میں کئی قسم کے لوگ مسلمان اور مشرک بت پرست اور یہود ملے ہوئے بیٹھے تھے اور مجلس میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ صحابی بھی تھے سو جب سواری کی گرد نے مجلس کو ڈھانکا یعنی مجلس پر گرد پڑی تو عبداللہ بن اُبی نے اپنی چادر سے اپنی ناک ڈھانکی اور کہا کہ ہم پر گرد نہ اڑاؤ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا اور کھڑے ہوئے پھر اترے سو ان کو اللہ کی طرف بلایا اور ان پر قرآن پڑھا، تو عبداللہ بن اُبی نے آپ سے کہا اے مرد! نہیں کوئی چیز بہتر اس چیز سے کہ تو کہتا ہے اگر ہو حق سو ہم کو ہماری مجلس میں اس کے ساتھ تکلیف نہ دے اور اپنے گھر کی طرف پلٹ جا سو جو تیرے پاس آئے اس کو وعظ سنا یعنی ہم نہیں سنتے، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیوں نہیں! یا حضرت! ہم کو ہماری مجلس میں اس کے ساتھ ڈھانکیے یعنی آپ جب چاہیں تشریف لائیں اور جو چاہیں ارشاد کیجیے اگر چہ یہ نہیں سنتا ہم تو سنتے ہیں بے شک ہم اس کو چاہتے ہیں سو مسلمانوں اور مشرکوں اور یہود نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں یہاں تک کہ قریب تھے کہ ایک دوسرے پر اٹھ پڑیں یعنی ہاتھ چلائیں سو ہمیشہ رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خاموش کرتے یہاں تک کہ چپ ہوئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چوپائے پر سوار ہو کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ فَلَقَدْ أَعْطَاكَ اللّٰهُ مَا أَعْطَاكَ وَلَقَدِ اجْتَمَعَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبَحْرَةِ عَلٰى أَنْ يُتَوِّجُوْهُ فَيُعَصِّبُوْهُ فَلَمَّا رَدَّ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِيْ أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ الَّذِيْ فَعَلَ بِهٖ مَا رَأَيْتَ.

پر داخل ہوئے سو اس سے کہا اے سعد! کیا تو نے نہیں سنا جو عبداللہ بن اُبی نے کہا؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! معاف کیجیے اور درگزر کیجیے، سو البتہ اللہ نے آپ کو دیا جو دیا یعنی دین حق اور البتہ اس گاؤں کے لوگ جمع ہوئے تھے کہ اس کو تاج پہنا دیں اور سردار بنا دیں سو جب رد ہوا یہ بسبب دین حق کے جو اللہ نے آپ کو دیا تو اس سے غمناک ہوا اور اس کو حسد ہوا سو اسی حق نے یعنی خود آپ کو ملا لیا ساتھ اس کے جو آپ نے دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آل عمران کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۵۲۳۲ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَّلَا بِرْذَوْنٍ.

۵۲۳۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کو آئے نہ خچر پر سوار تھے نہ گھوڑے پر۔

فائدہ: اور مطابقت دونوں حدیثوں کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ قَوْلِ الْمَرِيْضِ إِنِّيْ وَجِعٌ أَوْ وَا رَأْسَاهُ أَوِ اشْتَدَّ بِيَ الْوَجَعُ.

باب ہے بیچ قول بیمار کے کہ میں بیمار ہوں یا ہائے میرا سر یا مجھ کو سخت درد ہے یعنی بیمار کو یہ کہنا جائز ہے اور یہ بے صبری میں داخل نہیں۔

وَقَوْلِ أَيُّوْبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ﴿أَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ﴾.

اور ایوب علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو ضرر پہنچا اور تو زیادہ رحم کرنے والا ہے سب رحم کرنے والوں سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں بیمار ہوں تو ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس کے بخاری رحمہ اللہ نے کتاب مفرد میں اور وارد کی ہے حدیث اسماء رضی اللہ عنہا کی کہ اس نے کہا کہ میں بیمار ہوں اور صریح تر اس سے وہ حدیث ہے جو روایت کی ہے طبرانی نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا اس بیماری میں جس میں ان کا انتقال ہوا سو میں نے کہا کہ کیا حال ہے کہ میں بیمار ہوں اور لیکن اس کا وارأساہ سو صریح ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں مذکور ہے باب میں اور لیکن قول اس کا کہ مجھ کو سخت درد ہے تو یہ سعد کی حدیث میں ہے جو باب کے اخیر میں ہے اور لیکن قول

ایوب علیہ السلام کا سو اعتراض کیا ہے اس پر ابن تین نے کہ یہ ترجمہ کے مناسب نہیں اس واسطے کہ ایوب علیہ السلام نے اس کو دعا کے واسطے کہا تھا یعنی اللہ کے آگے دعا کی تھی اور اس کو آدمیوں کے واسطے ذکر نہیں کیا تھا۔ میں کہتا ہوں شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ مطلق گلہ کرنا بیماری کا منع ہے واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے صوفیوں سے کہ دعا ساتھ کھولنے بلا کے قدح کرتی ہے رضا اور تسلیم میں سو تنبیہ کی اس پر کہ اللہ سے طلب کرنا منع نہیں ہے بلکہ اس میں زیادتی عبادت کی ہے واسطے اس کے کہ ثابت ہو چکی ہے معصوم سے اور اللہ نے اس کے سبب سے اس کی ثناء کی اور باوجود اس کے ثابت کیا واسطے اس کے نام صبر کا اور البتہ روایت کی ہے ہم نے ایوب علیہ السلام کے قصے میں کہ جب ایوب علیہ السلام کی بلا دراز ہوئی تو قریب اور بعید نے اس کو ہٹایا سوائے دو مردوں کے اس کے بھائیوں سے سو ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ البتہ ایوب علیہ السلام نے ایسا گناہ کیا ہے کہ دنیا جہان میں کسی نے نہیں کیا یہ خبر ایوب علیہ السلام کو پہنچی تو اس کے قول سے غمناک ہوا اور اپنے رب سے دعا کی اللہ نے اس کی بیماری دور کی اور ایک روایت میں ہے کہا کہ قسم ہے تیری عزت کی کہ میں نہ سر اٹھاؤں گا یہاں تک کہ تو میری بیماری دور کرے اور سجدے میں پڑے سو نہ اٹھایا اپنے سر کو یہاں تک کہ اللہ نے ان کی بیماری دور کی سو شاید مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ جائز ہے وہ شکوہ جو ہو بطور طلب کے اللہ سے یا ساتھ غیر طریق ناراض ہونے کے ساتھ تقدیر کے اور فریاد کرنے کے ، واللہ اعلم۔ کہا قرطبی نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے اس باب میں اور تحقیق یہ ہے کہ مجرد شکوہ نہیں ہے مذموم یہاں تک کہ حاصل ہو غصہ واسطے تقدیر کے اور البتہ اتفاق ہے اس پر کہ مکروہ ہے واسطے بندے کے کہ اپنے رب کا شکوہ کرے اور شکوہ اس کا تو فقط ذکر کرنا اس کا ہے واسطے لوگوں کے بطور فریاد کے اور بہر حال اگر بیمار اپنے یار کو یا طبیب کو اپنے حال سے خبر دے تو یہ بالاتفاق جائز ہے۔

۵۲۳۳ ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ وَأَيُّوبَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُوقِدُ تَحْتَ الْقِدْرِ فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَا الْحَلَّاقَ فَحَلَقَهُ ثُمَّ أَمَرَنِي بِالْفِدَاءِ.

۵۲۳۳۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر گزرے اور میں ہانڈی کے نیچے آگ جلاتا تھا سو فرمایا کہ کیا تجھ کو تکلیف دیتے ہیں تیرے سر کے کیڑے؟ میں نے کہا ہاں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مونڈنے والے کو بلایا اور سر کو منڈوایا پھر حکم کیا ساتھ بدلے کے۔

فائدہ: کیا تجھ کو ایذا دیتے ہیں تیرے سر کے کیڑے یہ جگہ ہے ترجمہ کی واسطے نسبت کرنے تکلیف کے طرف ہوام کی اور وہ اسم ہے واسطے حشرات کے اس واسطے کہ وہ قصد کرتے ہیں کہ چلیں اور جب سر کی طرف منسوب ہوں تو

خاص ہوتے ہیں ساتھ جوؤں کے۔

٥٢٣٤ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَبُوْ زَكَرِيَّاءَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَا رَأْسَاهْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرَ لَكِ وَأَدْعُوَ لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَا ثُكْلِيَاهْ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ وَلَوْ كَانَ ذَاكَ لَظَلِلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَنَا وَا رَأْسَاهْ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُّ أَنْ أُرْسِلَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهٖ وَأَعْهَدَ أَنْ يَّقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ أَوْ يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ.

۵۲۳۴۔ حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے میرا سر (اور احمد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے سے پھرے سو مجھ کو پایا کہ میرے سر میں درد تھا اور میں کہتی تھی ہائے میرا سر) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو مرگئی اور میں زندہ رہا تو میں تیرے واسطے بخشش مانگوں گا اور دعا کروں گا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہائے مصیبت! قسم ہے اللہ کی البتہ میں آپ کو گمان کرتی ہوں کہ آپ میرے موت چاہتے ہو اور اگر میں مرگئی تو البتہ ہوں گے اپنے آخروں میں جماع کرنے والے ساتھ بعض بیوی اپنی کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں ہائے میرا سر (یعنی چھوڑ ذکر اس چیز کا کہ تو پاتی ہے اپنے سر کے درد سے اور مشغول ہو ساتھ میرے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری شروع ہوئی جس میں آپ کا انتقال ہوا) البتہ میں نے ارادہ کیا کہ کسی کو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اس کے بیٹے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجوں اور اس کو اپنا خلیفہ اور ولی عہد کروں کہیں ایسا نہ ہو کہ کہنے والے کوئی اور بات کہیں یا آرزو کرنے والے خلافت کی آرزو کریں پھر میں نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوائے اللہ کسی کی خلافت نہ مانے گا اور مسلمان بھی دفع کریں گے یا یوں کہا کہ دفع کرے گا اللہ اور نہ مانیں گے مسلمان۔

فائدہ: اور اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ پیدا ہوئی ہے اس پر عورت غیرت سے اور اس حدیث میں ہے کہ ذکر بیماری کا نہیں ہے شکایت سو بہت چپ رہنے والے ہیں اور حالانکہ وہ غصے ہیں اور بہت شکوہ کرنے والے ہیں اور حالانکہ وہ راضی ہیں پس اعتبار بیچ اس کے دل کے عمل پر ہے نہ زبان کے بول پر۔ (فتح)

٥٢٣٥ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ

۵۲۳۵۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ فَمَسِسْتُهُ بِيَدِيْ فَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا قَالَ أَجَلْ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ لَكَ أَجْرَانِ قَالَ نَعَمْ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.

حضرت ﷺ پر داخل ہوا اور آپ کو بخار کی بہت شدت تھی سو میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے چھوا میں نے کہا کہ بے شک آپ کو بخار کی بہت شدت ہوتی ہے فرمایا کہ ہاں جیسے کہ تم میں سے دو مردوں کو ہوتی ہے کہا کہ آپ کو دوہرا اجر ہے کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو تکلیف پہنچی بیماری سے یا بیماری کے سوائے کسی اور سبب سے مگر کہ اللہ اس کے گناہوں کو جھاڑ ڈالتا ہے جیسے درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔

۵۲۳۶ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ جَآءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِيْ زَمَنَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ بَلَغَ بِيْ مَا تَرٰى وَأَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَةٌ لِيْ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قُلْتُ بِالشَّطْرِ قَالَ لَا قُلْتُ الثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ كَثِيْرٌ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِيْ امْرَأَتِكَ.

۵۲۳۶ ۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے میری بیمار پرسی کو بیماری سے کہ مجھ کو اس کی شدت ہوئی بیچ زمانے حجۃ الوداع کے میں نے کہا کہ پہنچا مجھ کو وہ حال جو آپ دیکھتے ہیں یعنی میں سخت بیمار ہوں اور میں مال دار ہوں اور فقط ایک میری بیٹی ہے اس کے سوائے کوئی میرا وارث نہیں کیا میں دو تہائی مال اللہ کی راہ میں خیرات کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، میں نے کہا کہ آدھا مال خیرات کروں؟ فرمایا کہ نہیں، میں نے کہا کہ تہائی مال خیرات کروں؟ فرمایا کہ تہائی خیرات کر اور تہائی بھی بہت ہے اگر تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے تو بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر اور جو کچھ کہ تو خرچ کرے گا اللہ کی رضا مندی کے واسطے اس کا ضرور ثواب پائے گا یہاں تک کہ جو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا بھی ثواب ملے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض یہاں اس کی اس قول سے ہے کہ مجھ کو بیماری کی شدت ہوئی۔

بَابُ قَوْلِ الْمَرِيْضِ قُوْمُوْا عَنِّيْ.

بیمار کا یہ کہنا کہ اٹھ جاؤ میرے پاس سے یعنی جب کہ

واقع ہو حاضرین سے نزدیک اس کے وہ چیز کہ اس کو تقاضا کرے۔

٥٢٣٧ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوْا مِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالْاِخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَّكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ مِنَ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

٥٢٣٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب موت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ہوئی اور گھر میں چند مرد تھے جن میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آؤ میں تمہارے واسطے نوشتہ لکھ دوں کہ اس تحریر کے بعد تم نہ بھٹکو، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری غالب ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے ہم کو اللہ کی کتاب کفایت کرتی ہے سو گھر والوں نے یعنی جو اصحاب کہ اس وقت وہاں موجود تھے اختلاف اور جھگڑا کیا ان میں سے بعض کہتا تھا کہ کاغذ لاؤ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے واسطے نوشتہ لکھ دیں تا کہ اس تحریر کے بعد تم کبھی نہ بھٹکو اور ان میں سے بعض کہتا تھا جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سو جب انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شور اور جھگڑا بہت کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں سے اٹھ جاؤ، کہا عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ بے شک مصیبت تھی کل مصیبت وہ چیز کہ مانع ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے کہ ان کے واسطے نوشتہ لکھیں ان کے جھگڑے اور غل کے سبب سے۔

فائدہ: واقع ہوا ہے اس جگہ قوموا اور دوسری روایت میں قوموا عنی اور یہی ہے مطابق واسطے ترجمہ کے اور لیا

جاتا ہے اس حدیث سے کہ بیمار پرسی کا ادب یہ ہے کہ بہت دیر نہ بیٹھے بیمار پرسی کرنے والا نزدیک بیمار کے یہاں تک کہ وہ اس سے تنگ پڑے اور نہ کلام کرے نزدیک اس کے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو ابھارے اور بیمار پرسی کے ادب دس چیزیں ہیں ان میں سے بیمار پرسی کے ساتھ خاص نہیں ہیں یہ کہ نہ سامنے ہو دروازے کے وقت اجازت مانگنے کے اور یہ کہ دروازے کو نرمی سے دستک دے اور یہ کہ نہ مبہم رکھے اپنے آپ کو جیسے کہے کہ میں ہوں اور یہ کہ نہ حاضر ہو ایسے وقت میں کہ بیمار پرسی کے لائق نہ ہو مانند وقت پینے بیمار کی کے دوا کو اور یہ کہ تھوڑا بیٹھے اور یہ کہ آنکھ کو پست رکھے اور سوال کم کرے اور یہ کہ ظاہر کرے نرمی کو اور یہ کہ خالص کرے دعا کو اور یہ کہ فراخی دے بیمار کو امید میں اور اشارہ کرے اس کی طرف ساتھ صبر کے اس واسطے کہ اس میں اجر بہت ہے اور ڈرائے اس کو جزع سے کہ اس میں گناہ ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ ذَهَبَ بِالصَّبِيِّ الْمَرِيْضِ لِيُدْعٰى لَهُ.

جو بیمار لڑکے کو لے جائے تا کہ اس کے واسطے دعا کی جائے۔

٥٢٣٨ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ هُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنِ الْجُعَيْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ يَقُوْلُ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهِ وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

۵۲۳۸۔ حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری خالہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی سو کہا کہ یا حضرت! میرا بھانجا بیمار ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے واسطے برکت کی دعا کی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا سو میں نے آپ کے وضو کا بچا پانی پیا اور میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہوا سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی مانند انڈے کبوتر کی یا جانور کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ترجمہ نبویہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ تَمَنِّي الْمَرِيْضِ الْمَوْتَ.

بیمار کو موت کی آرزو کرنا منع ہے۔

فائدہ: یعنی کیا مطلق منع ہے یا کسی حالت میں جائز ہے۔

٥٢٣٩ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۲۳۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی موت کی آرزو نہ کیا کرے کسی رنج اور تکلیف سے جو اس کو پہنچے اور اگر ضرور آرزو کرنے والا ہو تو

لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ.

چاہیے کہ یوں کہے کہ الہٰی! زندہ رکھ مجھ کو جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہو اور مجھ کو موت دے جب میرے حق میں موت بہتر ہو۔

فائدہ: کوئی تم میں سے موت کی آرزو نہ کیا کرے یہ خطاب واسطے اصحاب کے ہے اور مراد وہ ہیں اور جو ان کے بعد ہیں مسلمانوں سے عام طور سے اور یہ جو کہا کہ اس تکلیف سے جو اس کو پہنچے تو حمل کیا ہے اس کو ایک جماعت نے سلف سے ضرر دنیاوی پر اور اگر پائے ضرر اخروی بایں طور کہ ڈرے فتنے سے اپنے دین میں تو یہ نہی میں داخل نہیں ہے اور ممکن ہے کہ لیا جائے یہ ابن حبان کی روایت سے کہ تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کیا کرے تکلیف کے سبب سے جو اس کو دنیا میں پہنچی علاوہ ازیں کلمہ فی کا اس حدیث میں سببیت کے واسطے ہے یعنی سبب کسی امر کے دنیا سے اور البتہ کیا ہے اس کو ایک جماعت نے اصحاب سے سو مؤطا میں عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا الہٰی! تو نے میری عمر بڑی کی اور میری قوت ضعیف کی اور میری رعیت کو کھنڈایا سو مجھ کو اپنی طرف قبض کر نہ ضائع کرنے والا اور نہ افراط کرنے والا اور صریح تر اس سے حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور اس میں ہے کہ جب تو کسی قوم کے ساتھ فتنے کا ارادہ کرے تو مجھ کو اپنی طرف موت دے اور حالانکہ میں غیر مفتون ہوں اور یہ جو کہا سو چاہیے کہ کہے الہٰی! زندہ رکھ مجھ کو الخ تو یہ دلالت کرتا ہے کہ نہی موت کی آرزو کرنے سے مقید ہے ساتھ اس کے جب کہ نہ ہو اس صیغے پر اس واسطے کہ مطلق آرزو کرنے میں ایک قسم سے اعتراض ہے اور مقابلہ ہے واسطے قدر کے اور اس صورت مامور بہا میں ایک قسم کی تفویض ہے اور تسلیم ہے واسطے قضاء کے اور یہ جو کہا کہ اگر ہو تو اس میں وہ چیز ہے کہ پھیرتی ہے امر کو اس کی حقیقت سے وجوب سے یا استحباب سے اور دلالت کرتا ہے کہ وہ مطلق اجازت کے واسطے ہے اس واسطے کہ امر خطر کے بعد اپنی حقیقت پر نہیں رہتا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ تفصیل شامل ہے ہر ضرر کو دینی ہو یا دنیاوی۔ (فتح)

۵۲۴۰ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى خَبَّابٍ نَعُوْدُهُ وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعَ كَيَّاتٍ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ سَلَفُوْا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا وَإِنَّا أَصَبْنَا مَا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ وَلَوْلَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۵۲۴۰۔ حضرت قیس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم خباب رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے اس کی بیمار پرسی کو اور البتہ اس نے اپنے پیٹ میں سات داغ دیئے تھے سو کہا کہ ہمارے اگلے ساتھی گزرے اور دنیا نے ان کا کچھ نقصان نہ کیا یعنی آخرت کے ثواب سے ان کا کچھ کم نہ ہوا اس واسطے کہ دنیا کے ساتھ مشغول نہ ہوئے اور بے شک ہم نے پایا مال کو نہیں پاتے ہم واسطے اس کے کوئی جگہ سوائے مٹی کے یعنی سوائے خرچ کرنے کے عمارتوں میں

وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ ثُمَّ أَتَيْنَاهُ مَرَّةً أُخْرٰى وَهُوَ يَبْنِيْ حَآئِطًا لَّهٗ فَقَالَ إِنَّ الْمُسْلِمَ لَيُؤْجَرُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ يُنْفِقُهٗ إِلَّا فِيْ شَيْءٍ يَجْعَلُهٗ فِيْ هٰذَا التُّرَابِ.

اور اگر حضرت ﷺ نے ہم کو موت مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا تو البتہ میں موت مانگتا پھر ہم دوسری بار اس کے پاس آئے اور حالانکہ وہ اپنا باغ بناتا تھا سو کہا کہ بے شک مسلمان کو ثواب ملتا ہے ہر چیز میں جس کو خرچ کرے مگر اس چیز میں کہ اس کو اس مٹی میں ڈالے یعنی عمارتوں میں خرچ کرے۔

فائدہ: دنیا نے ان کا کچھ نقصان نہ کیا یعنی نہ کم کیا ان کے ثواب کو یعنی نہ جلدی دیا گیا ان کو ثواب ان کا دنیا میں بلکہ باقی رہا واسطے ان کے پورا ثواب آخرت میں اور شاید مراد اس کی ساتھ اصحاب کے بعض اصحاب ہیں جو حضرت ﷺ کی زندگی میں مر گئے تھے اور لیکن حضرت ﷺ کے بعد زندہ رہے سو ان کے واسطے فتوحات فراخ ہوئیں اور بہت مال غنیمت ہاتھ لگے اور تائید کرتی ہے اس کو حدیث دوسری کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت کی سو واقع ہوا اجر ہمارا اللہ پر سو ہم میں سے بعض مر گیا اس نے اپنے اجر سے کچھ چیز نہ کھائی ان میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں **وقد مضی فی الجنائز** اور احتمال ہے کہ مراد اس کی تمام وہ لوگ ہوں جو اس سے پہلے مر گئے اور یہ کہ جس کے واسطے دنیا فراخ ہوئی اس کا کچھ نقصان نہیں کیا یا تو اس واسطے کہ وہ مال کو نیکی کے بہت راہوں میں خرچ کرتے تھے اور اس وقت محتاج لوگ بہت تھے سو وہ مال ان کا موقعہ میں واقع ہوا پھر جب نہایت مال کی فراخی اور وسعت ہوئی اور شامل ہوا عدل خلفائے راشدین کے زمانے میں تو لوگ بے پرواہ ہوئے اس طور سے کہ مال دار کوئی محتاج نہ پاتا تھا کہ اس کو اللہ کے راہ میں دے اس واسطے خباب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم مال کے واسطے مٹی کے سوائے کوئی جگہ نہیں پاتے یعنی سوائے خرچ کرنے کے عمارتوں میں اور یہ جو کہا کہ میں موت مانگتا تو موت مانگنا خاص تر ہے موت کی آرزو کرنے سے اور ہر دعا تمنا ہے بغیر عکس کے اور اسی واسطے داخل کیا ہے اس کو اس ترجمہ میں اور ظاہر یہ ہے کہ باغ بنانے کا قصہ بھی اس کے اس قول کا سبب ہے کہ ہم نے مال پایا کہ ہم اس کے واسطے مٹی کے سوائے کوئی جگہ نہیں پاتے اور مراد عمارت بنانے سے وہ ہے جو حاجت سے زیادہ ہو یعنی اگر حاجت سے زیادہ عمارت بنائے تو اس میں ثواب نہیں ہے۔

۵۲٤١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَنْ يُّدْخِلَ أَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ قَالُوْا

۵۲۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی کو اس کا عمل بہشت میں داخل نہیں کرے گا اصحاب نے کہا اور نہ آپ کو بھی یا حضرت! حضرت ﷺ نے فرمایا اور مجھ کو بھی میرا عمل بہشت میں نہ لے جائے گا مگر یہ کہ اللہ مجھ کو اپنے فضل اور رحمت سے ڈھانک لے سو میانہ روی

وَلَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِفَضْلٍ وَّرَحْمَةٍ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَلَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ أَنْ يَّزْدَادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهٗ أَنْ يَّسْتَعْتِبَ.

طلب کرو اور اللہ سے قربت چاہو اور نہ آرزو کرے کوئی موت کی یا نیکی کرنے والا سو شاید نیکی زیادہ کرے اور یا بدی کرنے والا سو شاید کہ رجوع کرے موجب عتاب سے دنیا میں یعنی توبہ کرے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ مانگے موت کو پہلے آنے اس کے سے اور یہ قید ہے دونوں صورتوں میں اور مفہوم اس کا یہ ہے کہ جب اس پر موت اترے تو نہیں منع ہے آرزو کرنی اس کی واسطے راضی ہونے کے ساتھ ملنے اللہ کے اور نہیں منع ہے طلب کرنا اس کا اللہ سے واسطے اس کے اور وہ اسی طرح ہے اور واسطے اسی نکتہ کے لایا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد کے الٰہی! مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھ کو ملا دے بلند رتبہ رفیقوں میں واسطے اشارے کے اس کی طرف کہ نہی خاص کی گئی ہے ساتھ اس حالت کے کہ موت کے اترنے سے پہلے ہے سو واسطے اللہ کے ہے نیکی اس کی کیا بہت ہے یاد اس کی اور اختیار کرنا اس کا خفی تر کو جلی تر پر اور پوشیدہ رہا ہے یہ فعل اس کا اس شخص پر جو ٹھہراتا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو جو باب میں ہے معارض واسطے حدیثوں باب کے یا ناسخ اور مشکل جانا گیا ہے اجازت بیچ اس کے وقت اترنے موت کے اس واسطے کہ اترنا موت کا ثابت نہیں ہوتا سو بہت لوگ ہیں کہ ایسے غایت کو پہنچتے ہیں کہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ موت اس شخص کے جو اس غایت کو پہنچے پھر وہ زندہ رہے اور جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ ہو مراد کہ بندہ ہوتا ہے حال اس کا اس وقت میں حال اس شخص کا جو اس کے اترنے کی آرزو کرے اور اس سے راضی ہو اگر واقع ہو ساتھ اس کے اور معنی یہ ہیں کہ قرار گیر ہے دل اس کا طرف اس چیز کی کہ وارد ہوتی ہے اوپر اس کے اس کے رب کی طرف سے اور راضی ہوتا ہے اور نہیں بے قرار ہوتا اگرچہ اس بیماری میں اس کے مرنے کا اتفاق ہو اور یہ جو کہا لیکن بدی کرنے والا سو شاید توبہ کرے تو واقع ہوا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں نزدیک احمد کے کہ نہیں زیادہ کرتی ایمان دار کو عمر اس کی مگر نیکی تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ موت مانگنی اور اس کی آرزو کرنی کے مناسب ہونے کا سبب وہ بند ہونا عمل کا ہے ساتھ موت کے اس واسطے کہ زندگی عمل کا سبب ہے اور عمل ثواب زیادہ حاصل کرتا ہے اور اگر نہ ہو مگر بدستور رہنا توحید کا تو یہ سب عملوں سے افضل ہے اور اگر کوئی کہے کہ جائز ہے کہ مرتد ہو جائے تو جواب یہ ہے کہ یہ نادر ہے اور نیز تقدیر میں جو بدبخت لکھا گیا ہے کہ تو ضرور ہے کہ اس کا خاتمہ بد ہو خواہ اس کی عمر دراز ہو یا چھوٹی ہو سو نہیں ہے کوئی چیز بیچ طلب کرنے موت کے اور اگر کوئی کہے کہ کبھی وہ بد عمل کرتا ہے سو نہیں زیادہ کرتی ہے اس کو اس کی عمر مگر بدی میں سو جواب اس کا تین وجہ سے ہے اول یہ کہ مراد ساتھ اس کے ایمان دار کامل ہے اور اس میں بعد ہے دوم یہ کہ جب

تک ایمان باقی ہے سونیکیاں دونی ہوتی ہیں اور بدیوں کا کفارہ ہوتا ہے سوم یہ کہ مقید ہے اطلاق اس حدیث کا ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے باب کی روایت میں ترجی سے کہ اس میں آیا ہے لعلہ یعنی امید ہے کہ اور ترجی مشعر ہے ساتھ واقع ہونے کے غالبا نہ بطور جزم کے سونکلی ہے یہ حدیث جگہ نیک گمان کی ساتھ اللہ کے اور یہ کہ نیکی کرنے والا امید رکھتا ہے اللہ سے زیادہ کی کہ اس کو توفیق دیتا ہے نیک عمل زیادہ کرنے کی اور یہ کہ نہیں لائق ہے بدکار کو کہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہو اور یوسف علیہ السلام نے جو کہا کہ مجھ کو مار مسلمان کر کے تو مراد یہ ہے کہ مار مجھ کو مسلمان کر کے جب کہ حاضر ہو موت اور یہی جواب ہے سلیمان علیہ السلام کے قول سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٥٢٤٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَیَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَأَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِيْقِ.

۵۲۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حالانکہ آپ میرے ساتھ تکیہ کیے تھے فرماتے تھے الٰہی! مجھ کو بخش اور مجھ پر رحم کر اور ملا مجھ کو بلند رتبہ رفیقوں میں۔

فائدہ: مراد رفیق اعلیٰ سے پیغمبروں کے ارواح ہیں یا مقرب فرشتے ہیں، اس حدیث کی شرح وفات نبوی میں گزر چکی ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ نہیں یہ یہ معارض نہی کو موت کی آرزو کرنے سے اور اس کے دعا مانگنے سے اور یہ کہ یہ حالت پیغمبروں کے خصائص سے ہے یہ کہ نہیں قبض کیا جاتا کوئی پیغمبر یہاں تک کہ اختیار دیا جائے درمیان زندگی اور موت کے۔ (فتح)

بَابُ دُعَاءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيْضِ.

باب ہے بیچ دعا کرنے بیمار پرسی کرنے والے کے واسطے بیمار کے یعنی ساتھ شفا کے اور مانند اس کے کی۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ بِنْتُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا.

یعنی کہا عائشہ رضی اللہ عنہا سعد رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے اپنے باپ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! شفا دے سعد رضی اللہ عنہ کو یعنی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جو دراز ہے تہائی کے ساتھ وصیت کرنے کے باب میں۔

٥٢٤٣ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ

۵۲۴۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب کسی بیمار کے پاس جاتے یا کوئی بیمار آپ کے پاس لایا جاتا تو فرماتے کہ سختی کو لے جا اے آدمیوں کے

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَتٰى مَرِيْضًا أَوْ أُتِىَ بِهٖ قَالَ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِىْ لَا شِفَآءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَآءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا.

پالنے والے اور صحت دے تو ہی شافی ہے صحت نہیں بغیر تیری صحت کے ایسی شفا دے جو بیماری کو نہ چھوڑے۔

فائدہ: اور فائدہ قید کرنے کا ساتھ اس کے یہ ہے کہ کبھی حاصل ہوتی ہے شفاء ایسی بیماری سے پھر پیدا ہوتی ہے اس سے اور بیماری سو حضرت ﷺ کا معمول تھا کہ شفاء مطلق کے ساتھ دعا کرتے تھے نہ ساتھ مطلق شفاء کے۔

قَالَ عَمْرُو بْنُ أَبِىْ قَيْسٍ وَإِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ وَأَبِى الضُّحٰى إِذَا أُتِىَ بِالْمَرِيْضِ وَقَالَ جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِى الضُّحٰى وَحْدَهٗ وَقَالَ إِذَا أَتٰى مَرِيْضًا.

یعنی کہا عمرو اور ابراہیم نے منصور سے ابراہیم اور ابوضحیٰ سے کہ جب حضرت ﷺ کے پاس کوئی بیمار لایا جاتا اور کہا جریر نے منصور سے تنہا ابوضحیٰ سے کہ جب کسی بیمار کے پاس آتے۔

فائدہ: اور اگر کوئی کہے کہ بیمار کے واسطے شفاء کے ساتھ کیوں دعا کی جاتی ہے اور حالانکہ بیماری گناہوں کا کفارہ ہے اور اس میں ثواب ہے جیسا کہ حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے اور جواب یہ ہے کہ دعا عبادت ہے اور نہیں مخالف ہے ثواب اور کفارے کے اس واسطے کہ حاصل ہوتی ہیں دونوں چیزیں ساتھ اول بیماری کے اور ساتھ صبر کرنے کے اوپر اس کے سو دعا کرنے والا دو نیکیوں کے درمیان ہے یہ کہ حاصل ہو مقصود اس کا یا عوض دیا جائے اس سے ساتھ لینے نفع کے یا دفع ضرر کے اور یہ سب اللہ کے فضل سے ہے۔

بَابُ وُضُوْءِ الْعَآئِدِ لِلْمَرِيْضِ.

باب ہے بیچ وضو کرنے عائد کے واسطے بیمار کے۔

فائدہ: یا مراد عائد کے وضو کا بچا پانی ہے۔

٥٢٤٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلَ عَلَىَّ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَرِيْضٌ فَتَوَضَّأَ فَصَبَّ عَلَىَّ أَوْ قَالَ صُبُّوْا عَلَيْهِ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ لَا يَرِثُنِىْ إِلَّا كَلَالَةٌ فَكَيْفَ الْمِيْرَاثُ فَنَزَلَتْ

۵۲۴۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور حالانکہ میں بیمار تھا سو حضرت ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا بچا پانی مجھ پر ڈالا یا فرمایا کہ اس پر ڈالو سو مجھ کو ہوش آئی میں نے کہا کہ کلالہ کے سوائے میرا کوئی وارث نہیں سو کس طرح ہے حکم میراث کا؟ سو میراث کی آیت اتری۔

آيَةَ الْفَرَآئِضِ.

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ ہو بیمار پرسی کرنے والا ساتھ اس طور کے کہ برکت حاصل کرنی چاہے ساتھ اس کے بیمار۔

بَابُ مَنْ دَعَا بِرَفْعِ الْوَبَآءِ وَالْحُمّٰى. جو دعا کرتا ہے ساتھ دور کرنے وبا کے اور بخار کے۔

فائدہ: کہا عیاض نے کہ وبا عام بیماری ہے اور بعض نے کہا کہ طاعون بھی وبا ہے اس واسطے کہ اس کے افراد سے ہے اور نہیں ہے ہر وبا طاعون اور کہا ابن اثیر نے کہ طاعون بیماری عام ہے اور وبا وہ ہے کہ فاسد ہوتی ہے ساتھ اس کے ہوا سو فاسد ہوتی ہے ساتھ اس کے مزاجیں اور بدن لوگوں کے اور کہا ابن سینا نے کہ وبا پیدا ہوتی ہے فاسد ہونے جوہر ہوا کے سے کہ وہ مادہ ہے روح کا۔ میں کہتا ہوں اور جدا ہوتی ہے طاعون وبا سے ساتھ خصوص سبب اس کے کی کہ وہ کسی وبا میں نہیں ہے اور وہ ہونا اس کا جنون کے زخم سے، کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٥٢٤٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُولُ كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ فَيَقُولُ أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَّجَلِيلٌ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِّيَاهَ مَجَنَّةٍ وَهَلْ تَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَّطَفِيلٌ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا

۵۲۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میں ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو بخار کی شدت ہوئی کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میں ان پر داخل ہوئی سو میں نے کہا کہ اے باپ تو اپنے آپ کو کس طرح جانتا ہے؟ اور اے بلال! تو اپنے آپ کو کس طرح جانتا ہے؟ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تو یہ حال تھا کہ جب ان کو بخار چڑھتا تو کہتے ہر مرد کو کہا جاتا ہے کہ چین سے رہ صبح کو اپنے گھر والوں میں اور موت قریب تر ہے اس کے جوتے کے تسمے سے اور بلال رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب اس سے بخار دور ہوتا تو اپنی آواز بلند کرتا سو کہتا خبردار ہو کاش مجھ کو معلوم ہوتا کہ کیا میں کاٹوں گا رات نالے میں یعنی کے میں اور میرے گرد اذخر اور جلیل ہو اور کیا میں وارد ہوں گا مجنہ کے پانیوں پر اور کیا ظاہر ہوں گے واسطے میرے شامہ اور طفیل، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کو خبر دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! ہمارے نزدیک مدینے کو پیارا کر دے جیسے ہم کو کے سے محبت

لَيْتَ شِعْرِىْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِىْ إِذْخِرٌ وَّجَلِيْلُ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِّيَاهَ مِجَنَّةٍ وَهَلْ تَبْدُوَنْ لِىْ شَامَةٌ وَّطَفِيْلُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِىْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ.

ہے یا اس سے بھی زیادہ اور مدینے کی آب وہوا کو درست کر دے اور برکت کر ہمارے لیے اس کے مد اور صاع میں اور لے جا اس کے بخار کو سوڈال دے اس کو جحفہ میں کہ ایک جگہ ہے چھ کوس مدینے سے وہاں یہود رہتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث میں وبا کا ذکر واقع نہیں ہوا لیکن باب باندھا ہے اس نے ساتھ وبا کے واسطے اشارہ کرنے کے اس چیز کی طرف کہ واقع ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں جیسا کہ کتاب الحج کے اخیر میں گزر چکا ہے کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہم مدینے میں آئے اور وہ زیادہ تر وبا والی زمین تھی اللہ کی سب زمین سے اور یہ حدیث تائید کرتی ہے اس کی وبا عام تر ہے طاعون سے اس واسطے کہ وبا مدینے کی نہ تھی مگر ساتھ بخار کے جیسے کہ باب کی حدیث میں واضح ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اس کے بخار کو جحفہ کی طرف لے جائے اور اگر کوئی کہے کہ دعا ساتھ دور کرنے وبا کے جائز نہیں اس واسطے کہ وہ بغل گیر ہے دعا کو ساتھ دور کرنے موت کے اور موت ضرور ہے پس ہوگا یہ دعا کرنا بے فائدہ تو جواب یہ ہے کہ نہیں منافی ہے یہ تعبد کو ساتھ دعا کے اس واسطے کہ کبھی ہوتا ہے یہ دعا کرنا منجملہ اسباب سے بیچ دراز ہونے عمر کے یا دور کرنے بیماری کے اور البتہ متواتر ہیں حدیثیں ساتھ پناہ مانگنے کے جنون اور جذام اور بد بیماریوں اور بری عادتوں اور خواہشوں سے سو جو انکار کرتا ہے دوا کرنے سے ساتھ دعا کے اس کو لازم ہے کہ انکار کرے دوا کرنے سے ساتھ عفا قیر کے اور نہیں قائل ہے ساتھ اس کے مگر کوئی نادر اور احادیث صحیحہ ان پر رد کرتی ہیں اور بیچ التجا کرنے کے طرف دعا کی زیادہ فائدہ ہے کہ نہیں ہے بیچ دوا کرنے کے ساتھ اس کے غیر کے واسطے اس کے کی کہ اس میں ہے جھکنے اور ذلیل ہونے سے واسطے رب سبحانہ وتعالیٰ کے بلکہ منع کرنا دعا کا جنس ترک کرنے اعمال صالحہ کی ہے واسطے تکیہ کرنے کے تقدیر پر سو لازم آئے گا ترک کرنا عمل کا بالکل اور رد کرنا بلا کا ساتھ دعا کے مانند رد کرنے تیر کی ہے ساتھ ڈھال کے اور نہیں ہے شرط ایمان بالقدر سے یہ کہ ڈھال سامنے نہ کرے جو تیر مارا جائے۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الطِّبِّ — کتاب ہے طب کے بیان میں

فائدہ: طب ساتھ کسر کے بولا جاتا ہے دوا کرنے پر اور بیماری کو بھی طب کہا جاتا ہے اور طب دو قسم ہے ایک طب بدن کی ہے اور وہی مراد ہے اس جگہ اور طب دل کی ہے اور علاج اس کا خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ لائے ہیں اس کو حضرت ﷺ اللہ کی طرف سے اور بہر حال طب بدن کی سو بعض اس سے وہ چیز ہے کہ منقول ہے حضرت ﷺ سے اور بعض وہ چیز ہے کہ منقول ہے آپ کے غیر سے اور غالب اس کا راجع ہے طرف تجربہ کی پھر وہ دو قسم پر ہے ایک قسم وہ ہے جو نہیں محتاج ہے طرف فکر اور نظر کی بلکہ پیدا کیا ہے اللہ نے حیوانوں کو اوپر معرفت اس کی کے یعنی اللہ نے حیوانوں کو ان کی پہچان پیدائشی دی ہے مثل اس چیز کی کہ دفع کرے بھوک اور پیاس کو اور ایک قسم وہ ہے جو محتاج ہے طرف نظر اور فکر کی مانند دفع کرنے اس چیز کے کہ پیدا ہو بدن میں جو نکالے اس کو اعتدال سے اور وہ یا طرف گرمی کے ہے یا سردی کے اور ہر ایک دونوں سے یا طرف برودت کی ہے یا رطوبت کی یا طرف اس چیز کی کہ مرکب ہو دونوں سے اور غالب وہ چیز کہ مقابلہ کی جائے دونوں سے ساتھ ضد اپنی کے ہے اور دفع کبھی واقع ہوتا ہے خارج بدن سے اور کبھی داخل سے اور طریق طرف پہچان اس کی کے ساتھ تحقیق ہونے اسباب اور علامت کے ہے اور طبیب حاذق وہی ہے جو کوشش کرے بیچ جدا کرنے اس چیز کے کہ ضرر کرے بدن کو ہونا اس کا یا عکس اس کا اور بیچ کم کرنے اس چیز کے کہ ضرر کرے بدن کو زیادتی اس کی یا عکس اس کا اور مدار اس کی تین چیزوں پر ہے نگاہ رکھنا صحت کا اور بچنا ایذا دینے والی چیزوں سے اور نکالنا مادے فاسد کا اور روایت کی ہے مالک رحمہ اللہ نے مؤطا میں زید بن اسلم سے مرسل کہ حضرت ﷺ نے دو مردوں سے فرمایا کہ تم دونوں میں سے کون بڑا طبیب ہے؟ انہوں نے کہا یا حضرت! اور طب میں خیر ہے فرمایا اللہ نے وہی بیماری اتاری ہے جس کے واسطے دوا اتاری ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَآءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَآءً.
نہیں اتاری اللہ نے کوئی بیماری مگر کہ اس کے واسطے شفا بھی اتاری۔

٥٢٤٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَآءُ بْنُ أَبِيْ

۵۲۴۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اتاری اللہ نے کوئی بیماری مگر کہ اس کے واسطے شفا بھی اتاری۔

رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ دَآءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَآءً.

فائدہ: احمد رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ نے جب بیماری کو پیدا کیا تو اس کی دوا کو بھی پیدا کیا سو دوا کیا کرو اور ایک روایت میں ہے کہ دوا کیا کرو اے اللہ کے بندو! اس واسطے کہ نہیں رکھی اللہ نے کوئی بیماری مگر کہ اس کے واسطے شفا بھی رکھی اور ایک روایت میں ہے کہ بے شک اللہ نے ہر بیماری کے واسطے دوا بنائی سو دوا کیا کرو اور نہ دوا کرو ساتھ حرام کے اور مجموع ان لفظوں میں وہ چیز ہے کہ پہچانی جاتی ہے اس سے مراد ساتھ اتارنے کے حدیث باب میں اور وہ اتارنا اس کے علم کا ہے بذریعہ فرشتے کے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مثلا یا تعبیر کی ہے ساتھ اتارنے کے تقدیر سے اور ان میں قید ہے ساتھ حلال کے سو نہیں جائز دوا کرنا ساتھ حرام کے اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ شفا موقوف ہے اوپر پہنچنے کے ساتھ اجازت اللہ کے اور یہ اس واسطے کہ دوا کبھی حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے مجاورت حد سے کیفیت یا کمیت میں پس نہیں فائدہ دیتی بلکہ اکثر اوقات اور بیماری پیدا ہو جاتی ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ بعض دواؤں کو ہر ایک نہیں جانتا اور ان سب حدیثوں میں ثابت کرنا اسباب کا ہے اور یہ توکل کے مخالف نہیں واسطے اس شخص کے کہ اعتقاد کرے کہ وہ اللہ کی اجازت اور تقدیر سے ہے اور یہ کہ وہ بذاتہا فائدہ نہیں دیتی ہیں بلکہ ساتھ اس چیز کے کہ مقدر کی ہے اللہ نے بیچ ان کے اور یہ کہ دوا کبھی پلٹ کر بیماری ہو جاتی ہے جب کہ اللہ نے اس کو مقدر کیا ہو اور طرف اس کی اشارہ ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جب دوا بیمار کو پہنچے تو اللہ کی اجازت سے تندرست ہو جاتا ہے سو مدار اس سب کی اللہ کی تقدیر اور ارادہ پر ہے اور دوا کرنا نہیں منافی ہے توکل کو جیسے کہ نہیں منافی ہے اس کو دفع کرنا بھوک اور پیاس کا ساتھ کھانے اور پینے کے اور اسی طرح بچنا ہلاک ہونے والی چیزوں سے اور دعا کرنا ساتھ طلب عافیت کے اور دفع کرنے ضرر دینے والی چیزوں کے وغیر ذلک اور نیز داخل ہے اس کے عموم میں بیماری قاتل کہ اعتراف کیا ہے حاذق طبیبوں نے ساتھ اس کے کہ اس کی کوئی دوا نہیں ہے اور اقرار کیا ہے انہوں نے ساتھ عاجز ہونے کے اس کی دوا کرنے سے اور شاید اسی کی طرف اشارہ ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مین کہ جانا اس کو جس نے جانا اور نہ جانا اس کو جس نے نہ جانا اور حاصل یہ ہے کہ حاصل ہونا شفا کا ساتھ دوا کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مانند دفع کرنے بھوک کے ہے ساتھ کھانے کے اور پیاس کے ساتھ پینے کے اور وہ غالب اوقات اس میں فائدہ دیتی ہے اور کبھی نہیں دیتی واسطے کسی مانع کے، واللہ اعلم۔ (فتح) لیکن موت اس سے مستثنیٰ ہے ساتھ دوسری حدیث کے اور اسی طرح بڑھاپا بھی۔

بَابُ هَلْ يُدَاوِي الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ أَوْ — دوا کرے مرد عورت کا اور عورت مرد کا۔

الْمَرْأَةُ الرَّجُلَ.

٥٢٤٧ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ رُبَيِّعَ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَآءَ قَالَتْ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْقَتْلٰى وَالْجَرْحٰى إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

۵۲۴۷۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتی تھیں مسلمانوں کو پانی پلاتی تھیں اور ان کی خدمت کرتیں تھیں اور مقتولوں اور زخمیوں کو مدینے کی طرف پھیرتیں تھیں۔

فائدہ: نہیں ہے حدیث کے اس سیاق میں تعرض واسطے دوا کرنے کے مگر یہ کہ داخل ہو اس کے قول کے عموم میں کہ ہم ان کی خدمت کرتی تھیں ہاں وارد ہوئی ہے حدیث مذکور ساتھ اس لفظ کے **ونداوی الجرحی** یعنی ہم زخمیوں کا دوا کرتی تھیں سو جاری ہوا ہے بخاری رحمہ اللہ اپنی عادت پر بیچ اشارہ کرنے کے طرف اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بعض الفاظ حدیث میں اور بہر حال دوا کرنا مرد کا عورت کی سو لیا جاتا ہے حکم اس کا اس سے ساتھ قیاس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں جزم کیا ہے اس نے ساتھ حکم کے واسطے اس احتمال کے کہ ہو یہ حکم حجاب سے پہلے یا یہ عورت اپنے خاوند یا محرم کے ساتھ کرتی تھی اور بہر حال حکم مسئلے کا سو جائز ہے دوا کرنا بیگانے آدمی کا وقت ضرورت کے اور مقدر ہے ساتھ قدر اپنے کے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ نشر کرنے کے اور ہاتھ لگانے کے اور سوائے اس کے۔ (فتح)

بَابُ الشِّفَآءُ فِيْ ثَلَاثٍ.

شفا تین چیزوں میں ہے۔

٥٢٤٨ ـ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ حَدَّثَنَا سَالِمٌ الْأَفْطَسُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ الشِّفَآءُ فِيْ ثَلَاثَةٍ شَرْبَةِ عَسَلٍ وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ وَكَيَّةِ نَارٍ وَأَنْهٰى أُمَّتِيْ عَنِ الْكَيِّ رَفَعَ الْحَدِيْثَ وَرَوَاهُ الْقُمِّيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَسَلِ وَالْحَجْمِ.

۵۲۴۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شفا بیماری سے تین چیزیں ہیں شہد کے پینے میں اور سینگی کے کھچنے میں اور آگ کے داغنے میں اور میں منع کرتا ہوں اپنی امت کو داغنے سے مرفوع کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث کو اور روایت کیا ہے اس کو قمی نے لیث سے اس نے مجاہد سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شہد میں اور سینگی میں۔

فائدہ: واقع ہوا ہے عبدالعزیز کی روایت میں کہ فرمایا کہ اگر تمہاری دواؤں میں شفا ہے تو سینگی کے کھچنے میں اور شہد

کے پینے میں ہے اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ قول اپنے کے فی العسل والحجم اور اشارہ کیا ہے اس نے اس کی طرف کہ نہیں واقع ہوا ہے ذکر داغنے کا اس روایت میں۔

٥٢٤٩ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ أَبُو الْحَارِثِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ عَنْ سَالِمٍ الْأَفْطَسِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ فِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ كَيَّةٍ بِنَارٍ وَأَنَا أَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ.

۵۲۴۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شفا تین چیزوں میں ہے سینگی کے کچھنے میں اور شہد کے پینے میں اور آگ کے داغنے میں۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ شامل ہے یہ حدیث اوپر جملے اس چیز کے کہ دوا کرتے ہیں ساتھ اس کے لوگ اور یہ اس واسطے کہ سینگی لگوانا نکال ڈالتا ہے خون کو اور وہ بڑی خلط ہے سب خلطوں سے اور خون کے جوش مارنے کے وقت سینگی لگوانا اس کو زیادہ تر شفا دیتا ہے اور بہر حال شہد سو مسہل ہے واسطے بلغمی خلطوں کے اور داخل ہوتا ہے معجونوں میں تا کہ نگاہ رکھے ان دواؤں کی قوت کو اور نکالے ان کو بدن سے اور لیکن داغنا سو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ استعمال کیا جاتا ہے خلط باغی میں کہ نہیں اکھڑتا ہے مادہ اس کا مگر ساتھ اس کے اور اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیان کیا پھر اس سے منع کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو مکروہ جانا اس واسطے کہ اس میں درد سخت ہے اور خطرہ عظیم ہے اس واسطے عرب کے لوگ ایسی چیزوں کے حق میں کہا کرتے تھے کہ اخیر دوا داغنا ہے اور داغا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو اور داغا کئی اصحاب نے۔ میں کہتا ہوں اور نہیں ارادہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حصر کا تین چیزوں میں اس واسطے کہ شفا کبھی اس کے غیر میں ہوتی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تنبیہ کی ساتھ ان کے اصول علاج پر اور یہ اس واسطے امتلائی بیماریاں ہوتی ہیں دموی اور صفراوی اور بلغمی اور سوداوی اور شفا خونی بیماری کی ساتھ نکالنے خون کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا سینگی کو ساتھ ذکر کر کے واسطے کثرت استعمال عرب کے اور الفت ان کی کے واسطے اس کے برخلاف فصد کے اس واسطے کہ وہ اگرچہ سینگی کے معنی میں ہے لیکن وہ معہود مروج غالبا نہ تھا علاوہ اس کے یہ جو کہا کہ سینگی کے کچھنے میں تو یہ فصد کو بھی شامل ہے اور نیز سینگی کھچوانا گرم شہروں میں زیادہ تر نافع ہے فصد سے اور فصد سرد شہروں میں زیادہ تر نافع ہے سینگی سے اور بہر حال امتلا صفراوی اور جو مذکور ہے ساتھ اس کے سو دوا اس کے ساتھ سہل کے ہے سو تنبیہ کی ہے اس پر ساتھ شہد کے وسیاتی توجیه فی الباب الآتی اور لیکن داغنا سو وہ واقع ہوتا ہے اخیر میں واسطے نکالنے اس چیز کے کہ دشوار ہو نکالنا اس کا فضلوں سے اور سوائے اس

کے کچھ نہیں کہ منع کیا اس سے باوجود اس کے کہ شفا کو اس میں ثابت کیا یا اس واسطے کہ وہ دیکھتے تھے کہ وہ اکھاڑتا ہے مادے کو اپنی طبع سے سو مکروہ جانا اس کو واسطے اس کے اور اسی واسطے جلدی کرتے تھے اس کی طرف پہلے حاصل ہونے بیماری کے اس گمان سے کہ وہ مادے کو اکھاڑتا ہے سو جلدی کرتا ہے داغنے والا آگ کے ساتھ عذاب کو واسطے ظنی امر کے اور کبھی نہ اتفاق پڑتا ہے کہ واقع ہو واسطے اس کے یہ بیماری جس کو داغنا قطع کرتا ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ نہ اس کو چھوڑ دے اور نہ اس کو مطلق استعمال کرے بلکہ استعمال کرے اس کو جب کہ اس کے سوائے اور کوئی راہ شفا کی نظر نہ آئے باوجود اس اعتقاد کے کہ شفا اللہ کی اجازت سے ہے اور اسی تفسیر پر محمول ہے حدیث مغیرہ رضی اللہ عنہ کی کہ جو داغے یا جھاڑ پھونک کرے وہ توکل سے بیزار ہوا۔ (فتح)

بَابُ الدَّوَآءِ بِالْعَسَلِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾. دوا کرنا ساتھ شہد کے اور اللہ نے فرمایا کہ اس میں شفا ہے واسطے لوگوں کے۔

فائدہ: شاید اس نے اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر کرنے آیت کے اس کی طرف کہ ضمیر اس میں واسطے شہد کے ہے اور گمان کیا ہے بعض اہل تفسیر نے کہ وہ قرآن کی طرف پھرتی ہے اور شہد کا سو سے زیادہ نام ہے اور بیچ اس کے منافع سے ہے وہ چیز کہ ملخص کیا ہے اس کو موفق بغدادی وغیرہ نے سو کہا انہوں نے کہ جلا کرتا ہے اس میل کو جو رگوں اور انتڑیوں میں ہے اور دفع کرتا ہے فضلوں کو اور دھو ڈالتا ہے معدے کے خمل کو اور گرم کرتا ہے اس کو گرم کرنا معتدل اور کھولتا ہے رگوں کے منہ کو اور سخت کرتا ہے معدے کو اور کبد کو اور گردوں کو اور مثانے کو اور راہوں کو اور اس میں تحلیل کرنا ہے واسطے رطوبتوں کے کھانے اور لیپ کرنے سے اور اس میں نگاہ رکھنا معجون کا ہے اور لے جانا کراہت والی دواؤں کی کیفیت کا اور تنقیہ کبد کا اور سینے کا اور کھولنا بول اور حیض کا اور نفع کھانسی کا جو بلغم سے ہو اور نفع ہے واسطے بلغم والوں کے اور سرد مزاج والوں کے اور جب ملایا جائے ساتھ اس کے سرکہ تو فائدہ دیتا ہے صفرا والے کو پھر وہ غذا ہے غذاؤں سے اور دوا ہے دواؤں سے اور شربت ہے شربتوں سے اور حلویٰ ہے حلووں سے اور طلا ہے طلاؤں سے اور مفرح ہے مفرحات سے اور اس کے منافع سے ہے کہ جب پیا جائے وہ گرم کر کے گل روغن کے ساتھ تو نفع دیتا ہے حیوان کے کاٹنے سے اور جب پیا جائے تنہا پانی سے تو نفع دیتا ہے کاٹنے دیوانے کتے کے سے اور جب اس میں تازہ گوشت ڈالا جائے تو تین مہینے اس کی تازگی کو نگاہ رکھتا ہے اور اسی طرح کھیرہ اور کدو اور بینگن اور لیمو اور مانند ان کی میووں سے اور جب بدن پر لگایا جائے تو جوؤں کو مار ڈالتا ہے اور اگر آنکھ میں ڈالا جائے تو آنکھ کی اندھیری کو روشن کر دیتا ہے اور اگر دانتوں پر لگایا جائے تو دانتوں کو مضبوط کر دیتا ہے اور ان کو تندرست رکھتا ہے اور وہ عجیب ہے بیچ نگاہ رکھنے لاش مردوں کے نہیں جلدی کرتا ہے طرف اس کی گلنا اور نہیں تھا اعتماد قدیمی طبیبوں کا مرکب دواؤں میں مگر اوپر اس کے اور مرفوع روایت میں ہے جو ہر مہینے میں تین دن شہد چاٹے اس کو بڑی بیماری

نہیں پہنچتی۔ (فتح)

٥٢٥٠ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الْحَلْوَآءُ وَالْعَسَلُ.

۵۲۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حلوئی اور شہد خوش لگتا تھا۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ خوش لگنا عام تر ہے اس سے کہ بطور دوا کے ہو یا غذا کے سو لی جائے گی مناسبت ساتھ اس طریق کے۔

٥٢٥١ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْغَسِيْلِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ أَدْوِيَتِكُمْ أَوْ يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ أَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ تُوَافِقُ الدَّآءَ وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ.

۵۲۵۱۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی دوا میں شفا اور بہتری ہے تو سینگی کے پچھنوں اور شہد کے پینے میں اور آگ کے داغنے میں ہے کہ بیماری کے موافق پڑے اور میں نہیں چاہتا کہ داغوں۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ داغنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مشروع ہے جب کہ معین ہو طریق طرف دور کرنے اس بیماری کے اور یہ کہ نہیں لائق ہے تجربہ واسطے اس کے اور نہ استعمال کرنا اس کا مگر بعد تحقیق کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ موافقت کے موافقت قدر کی۔

٥٢٥٢ ۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخِيْ يَشْتَكِيْ بَطْنَهُ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَى الثَّانِيَةَ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ

۵۲۵۲۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میرے بھائی کا پیٹ بیمار ہے یعنی اس کو دست آتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو شہد پلا وہ دوسری بار آپ کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو شہد پلا وہ تیسری بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو

فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ قَدْ فَعَلْتُ فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيْكَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَبَرَأَ.

شہد پلا پھر وہ چوتھی بار حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ البتہ میں نے کیا یعنی شہد پلایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اس کو شہد پلا سو وہ اچھا ہو گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ الدَّوَآءِ بِأَلْبَانِ الْإِبِلِ.

اونٹوں کے دودھ سے دوا کرنا یعنی اس بیماری میں جو اس کے مناسب ہو۔

۵۲۵۳ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ مِسْكِيْنٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَاسًا كَانَ بِهِمْ سَقَمٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آوِنَا وَأَطْعِمْنَا فَلَمَّا صَحُّوْا قَالُوْا إِنَّ الْمَدِيْنَةَ وَخِمَةٌ فَأَنْزَلَهُمُ الْحَرَّةَ فِيْ ذَوْدٍ لَّهُ فَقَالَ اشْرَبُوْا أَلْبَانَهَا فَلَمَّا صَحُّوْا قَتَلُوْا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوْا ذَوْدَهُ فَبَعَثَ فِيْ آثَارِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنْهُمْ يَكْدِمُ الْأَرْضَ بِلِسَانِهِ حَتّٰى يَمُوْتَ قَالَ سَلَّامٌ فَبَلَغَنِيْ أَنَّ الْحَجَّاجَ قَالَ لِأَنَسٍ حَدِّثْنِيْ بِأَشَدِّ عُقُوْبَةٍ عَاقَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهُ بِهٰذَا فَبَلَغَ الْحَسَنَ فَقَالَ وَدِدْتُّ أَنَّهُ لَمْ يُحَدِّثْهُ بِهٰذَا.

۵۲۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند لوگ تھے یعنی قوم عکل اور عرینہ کے (کہ چار عکل سے اور تین عرینہ سے اور ایک ان کا تابع تھا) ان کو بیماری تھی سو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! ہم کو جگہ دیجیے اور کھانا کھلائیے سو جب وہ اچھے ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ مدینے کی آب وہوا ہم کو موافق نہیں سو حضرت ﷺ نے ان کو حرہ میں اپنے اونٹوں میں اتارا اور فرمایا کہ ان کا دودھ پیو سو جب دودھ سے تندرست ہوئے تو انہوں نے حضرت ﷺ کے اونٹ چرانے والے کو مار ڈالا اور آپ کے اونٹوں کو ہانک کر لے گئے سو حضرت ﷺ نے اصحاب کو ان کے پیچھے بھیجا یعنی اور پکڑا منگوایا سو ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور گرم سلائی ان کی آنکھ میں ڈال کے اندھا کیا سو میں نے ان میں سے مرد کو دیکھا کہ اپنی زبان سے زمین کو کاٹتا تھا یہاں تک کہ مر جاتا، کہا سلام نے مجھ کو خبر پہنچی کہ حجاج نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بیان کر مجھ سے سخت تر سزا کہ سزا دی ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے سو بیان کی حدیث اس سے انس رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے سو حسن بصری کو خبر پہنچی کہا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ انس رضی اللہ عنہ اس سے یہ حدیث بیان نہ کرتے۔

فائدہ:اس سیاق میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو جگہ دی اور کھانا کھلایا سو جب اچھے ہو گئے تو کہا کہ مدینے کی آب وہوا ناموافق ہے اور جو بیماری کہ ان کو اول تھی یا تو بھوک سے تھی یا تو مشقت سے سو جب یہ بیماری ان سے دور ہوئی تو انہوں نے مدینے کی آب وہوا سے خوف کیا یا اس واسطے کہ جنگل میں رہنے والے تھے اور یا کہ بسبب اس چیز کے کہ تھی مدینے میں بخار سے اور یہی مراد ہے ساتھ قول اس کے کہ آئندہ روایت میں اجتووا المدینة اور یہ جو کہا کہ زمین کو کاٹتا تھا یعنی تا کہ اس کی سردی پائے گرمی کی شدت کے سبب سے یعنی پیاس کے مارے مر گئے اور یہ جو کہا کہ میں نے دوست رکھا کہ انس رضی اللہ عنہ اس سے یہ حدیث بیان نہ کرتے تو یہ اس واسطے کہ حجاج ظالم تھا ادنیٰ شبہ سے آدمی کا خون کر ڈالتا تھا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ باز آیا حجاج یہاں تک کہ منبر پر کھڑا ہوا اور کہا کہ حضرت ﷺ نے اللہ کی نافرمانی میں ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور آنکھیں اندھی کیں سو ہم یہ اللہ کی نافرمانی میں کیوں نہ کریں؟ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں پشیمان ہوا میں کسی چیز پر جیسا کہ نادم ہوا میں اس حدیث پر جو میں نے حجاج سے بیان کی اور نادم اس واسطے ہوئے کہ حجاج سزا میں زیادتی کرتا تھا اور ادنیٰ شبہ سے تعلق پکڑتا تھا اور نہیں حجت ہے واسطے اس کے عرینیوں کے قصے میں اس واسطے کہ واقع ہوئی ہے تصریح حدیث کے بعض طریقوں میں کہ وہ مرتد ہو گئے تھے اور نیز یہ حکم حدود کے اترنے سے پہلے تھا اور پہلے نہی مثلہ کی سے۔ (فتح)

بَابُ الدَّوَآءِ بِأَبْوَالِ الْإِبِلِ.

اونٹوں کے پیشاب سے دوا کرنا۔

٥٢٥٤ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَاسًا اجْتَوَوْا فِي الْمَدِيْنَةِ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّلْحَقُوْا بِرَاعِيْهِ يَعْنِي الْإِبِلَ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَلَحِقُوْا بِرَاعِيْهِ فَشَرِبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتّٰى صَلَحَتْ أَبْدَانُهُمْ فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَسَاقُوا الْإِبِلَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ فِي طَلَبِهِمْ فَجِيْءَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ قَالَ قَتَادَةُ فَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الْحُدُوْدُ.

۵۲۵۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند آدمیوں نے مدینے کی آب وہوا کو ناموافق پایا سو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا کہ اونٹوں میں جا ملیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں سو وہ چرانے والے کے ساتھ جا ملے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا یہاں تک کہ ان کے بدن اچھے ہو گئے سو انہوں نے چرانے والے کو مار ڈالا اور اونٹوں کو ہانک کر لے چلے یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی حضرت ﷺ نے سواروں کو ان کی تلاش میں بھیجا سو ان کو پکڑ لایا گیا سو حضرت ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور گرم سلائی ان کی آنکھوں میں پھیری اور ان کو اندھا کیا، کہا قتادہ نے سو حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن سیرین نے کہ یہ حکم حدوں کے اترنے سے پہلے تھا۔

فائدہ: اور واقع ہوئی ہے بیچ خصوص دوا کرنے کے ساتھ بول اونٹوں کے حدیث کہ روایت کیا ہے اس کو ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع کہ لازم پکڑو اوپر اپنے اونٹوں کے پیشاب کو اس واسطے کہ وہ نافع ہے واسطے فساد معدے کے اور یہ جو کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن سیرین نے تو مخالف ہے واسطے اس کے وہ چیز جو روایت کی ہے مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھروائی اس واسطے کہ انہوں نے چرواہے کے ساتھ اسی طرح کیا تھا وسیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ.

باب ہے بیچ بیان کالے دانے کے یعنی کلونجی کے۔

فائدہ: بیان مراد کا باب کے اخیر میں آئے گا۔

٥٢٥٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَرَجْنَا وَمَعَنَا غَالِبُ بْنُ أَبْجَرَ فَمَرِضَ فِي الطَّرِيْقِ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَهُوَ مَرِيْضٌ فَعَادَهُ ابْنُ أَبِيْ عَتِيْقٍ فَقَالَ لَنَا عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحُبَيْبَةِ السَّوْدَآءِ فَخُذُوْا مِنْهَا خَمْسًا أَوْ سَبْعًا فَاسْحَقُوْهَا ثُمَّ اقْطُرُوْهَا فِيْ أَنْفِهِ بِقَطَرَاتِ زَيْتٍ فِيْ هٰذَا الْجَانِبِ وَفِيْ هٰذَا الْجَانِبِ فَإِنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْنِيْ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَآءَ شِفَآءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ إِلَّا مِنَ السَّامِ قُلْتُ وَمَا السَّامُ قَالَ الْمَوْتُ.

۵۲۵۵۔ حضرت خالد بن سعد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نکلے اور ہمارے ساتھ غالب بن ابجر تھا سو وہ راہ میں بیمار ہوا پھر ہم مدینے میں آئے اور حالانکہ وہ بیمار تھا سو ابن ابی عتیق اس کی بیمار پرسی کو آیا سو اس نے ہم سے کہا کہ لازم جانو اپنے اوپر اس کالے دانے کو سو اس سے پانچ یا سات دانے لو پھر ان کو گھساؤ پھر اس کو روغن زیتون کے چند قطروں کے ساتھ اس کے ناک کے دونوں سوراخوں میں ٹپکاؤ سو بے شک عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک اس کالے دانے میں ہر بیماری کی دوا ہے سوائے موت کے، میں نے کہا کہ سام کیا ہے؟ کہا کہ موت۔

فائدہ: یہ زکام کا علاج ہے اور شاید غالب کو بھی زکام کی بیماری تھی اور یہ علاج جس کی طرف ابن ابی عتیق نے اشارہ کیا ذکر کیا ہے اس کو طبیبوں نے اس زکام میں جس کے ساتھ چھینک بہت آئے انہوں نے کہا کہ کالا دانہ بھون کر اور کوٹ کر زیتون کے روغن میں بھگویا جائے پھر اس کے چند قطرے ناک میں ڈالے جائیں اور ظاہر سیاق یہ ہے کہ یہ صفت موقوف ہے اوپر اس کے اور احتمال ہے کہ اس کے نزدیک مرفوع ہو کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس کالے دانے میں شفا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور کیا ہے کالا دانہ؟ کہا کلونجی، کہا اور میں اس کے ساتھ

کس طرح کروں؟ کہا کہ اس کے اکیس دانے لے پھر اس کو ایک برتن میں ڈال ایک رات پانی میں رکھ پھر جب صبح ہوتو ناک کے دائیں سوراخ میں ایک قطرہ اور بائیں میں دو قطرے ڈال پھر دوسرے دن دو قطرے دائیں سوراخ میں اور ایک قطرہ بائیں سوراخ میں ٹپکا پھر تیسرے دن پہلے دن کی طرح اور اس سے لیا جاتا ہے کہ یہ جو فرمایا کہ کالے دانے میں دوا ہے ہر بیماری کی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ نہیں استعمال کیا جاتا ہے ہر بیماری میں اکیلا بلکہ کبھی اکیلا استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی مرکب استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی گھسا کر استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی بے گھسائے استعمال کیا جاتا ہے بطور کھانے اور پینے کے اور کبھی بطور نسوار اور لیپ کے اور سوائے اس کے اور قول اس کا کل داء تقدیر اس کی یہ ہے کہ ہر بیماری کہ قبول کرے ساتھ اس کے علاج کرنے کو اس واسطے کہ وہ صرف سرد بیماریوں کو فائدہ دیتا ہے اور گرم بیماریوں کو فائدہ نہیں دیتا ہاں کبھی داخل ہوتا ہے گرم خشک بیماریوں میں ساتھ عرض کے سو پہنچاتا ہے سرد تر دواؤں کی قوت کو ان کی طرف ساتھ جلدی پہنچانے ان کے اور استعمال کرنا گرم دوا کا بعض گرم بیماریوں میں واسطے کسی خاصیت کے کہ بیچ اس کے ہے نہیں معیوب ہے مانند غزروت کے کہ وہ گرم ہے اور استعمال کیا جاتا ہے رمد کی دواؤں میں جو مرکب ہیں باوجود اس کے کہ رمد ورم حارم ہے ساتھ اتفاق سب طبیبوں کے اور کہا علم طب والوں نے کہ کلونجی گرم خشک ہے اور وہ دور کرنے والی ہے واسطے نفخ کے نافع ہے بخار ربع سے اور بلغم سے کھولنے والی ہے سدّے اور ریح کی اور جب کوٹ کر شہد سے گوندھا جائے اور گرم پانی کے ساتھ پیا جائے تو مثانے کے پتھر کو گلا ڈالتی ہے اور کھول دیتی ہے بول اور حیض کو اور اس میں جلا ہے اور جب کوٹ کر السی کے کپڑے میں پوٹلی باندھ کر سونگھے تو سرد زکام سے فائدہ دیتا ہے اور جب اس سے سات دانے عورت کے دودھ میں بھگوئے جائیں پھر یرقان والے کو اس کے ساتھ نسوار چڑائی جائے تو اس کو فائدہ دیتی ہے اور جب اس سے بقدر ایک مثقال کے پانی کے ساتھ پیا جائے تو فائدہ دیتی ہے ضیق النفس سے اور اس کے ساتھ لیپ کرنا صداع سرد سے فائدہ دیتا ہے اور جب سرکہ کے ساتھ پکا کر اس کے ساتھ کلی کی جائے تو دانتوں کے درد سے فائدہ دیتی ہے اور بعض حکیموں نے اس کے فائدے بہت لکھے ہیں کہا خطابی نے کہ یہ جو فرمایا کل داء یعنی ہر بیماری تو یہ عام ہے اور مراد اس سے خاص ہے اس واسطے کہ نہیں ہے بیچ طبع کسی کے زمین کے اگنے والی چیزوں سے وہ چیز کہ جمع کرے تمام امروں کو جو مقابل ہوں طبیعتوں کو بیچ علاج کرنے بیماریوں کے ساتھ مقابل ان کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ شفا ہے ہر بیماری سے کہ پیدا ہو رطوبت سے اور کہا ابو بکر بن عربی نے کہ شہد نزدیک سب طبیبوں کے قریب تر ہے کہ ہو دوا ہر بیماری کی کالے دانے سے اور باوجود اس کے بعض بیماری ایسی ہے کہ اس بیماری والا شہد کو پیئے تو اس کے ساتھ ضرر پائے سو اگر ہو مراد ساتھ قول اس کے کہ شہد میں شفا ہے واسطے لوگوں کے اکثر اور اغلب تو حمل کرنا کالے دانے کا اس پر اولیٰ ہے۔

٥٢٥٦ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَالسَّامُ الْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّونِيزُ.

۵۲۵۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کالے دانے میں دوا ہے ہر بیماری کی سوائے موت کے کہا ابن شہاب نے اور سام موت ہے اور حبہ سوداء کلونجی ہے۔

بَابُ التَّلْبِينَةِ لِلْمَرِيضِ.

باب ہے بیچ بیان تلبینہ کے واسطے بیمار کے۔

فائدہ: تلبینہ حریرے کا نام ہے کہ آٹے سے بنایا جاتا ہے اور اس میں شہد ملایا جاتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس میں دودھ ڈالا جاتا ہے اور نام رکھا جاتا ہے تلبینہ اس واسطے کہ سفیدی اور پتلا ہونے میں دودھ کی مشابہ ہوتا ہے یا اس واسطے کہ اس میں دودھ ملایا جاتا ہے اور کہا داؤدی نے کہ لیا جاتا ہے گوندھا ہوا آٹا غیر خمیر اور نکالا جاتا ہے پانی اس کا اور بنایا جاتا ہے حریرہ سو اس میں کوئی چیز نہیں ملائی جاتی اسی واسطے اس کا نفع بہت ہے۔ (فتح)

٥٢٥٧ ۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِينِ لِلْمَرِيضِ وَلِلْمَحْزُونِ عَلَى الْهَالِكِ وَكَانَتْ تَقُولُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ التَّلْبِينَةَ تُجِمُّ فُؤَادَ الْمَرِيضِ وَتَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ.

۵۲۵۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کا دستور تھا کہ حکم کرتیں ساتھ تلبینہ کے واسطے بیمار کے اور واسطے غمناک کے ہلاک ہونے والے پر اور کہتی تھیں کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ حریرہ بیمار کے دل کو راحت پہنچاتا ہے اور کچھ غم کو بھی لے جاتا ہے۔

فائدہ: یعنی حکم کرتیں ساتھ بنانے اس کے واسطے ہر ایک کے بیمار اور غمناک سے اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی ان کے گھر والوں میں سے مر جاتا پھر اس کے واسطے عورتیں جمع ہوتیں پھر جدا جدا ہو جاتیں تو حکم کرتیں ساتھ ہانڈی تلبینہ کے سو پکائی جاتی پھر کہتیں کہ اس سے کھاؤ۔ (فتح)

٥٢٥٨ ۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ

۵۲۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِينَةِ وَتَقُولُ هُوَ الْبَغِيضُ النَّافِعُ.

عائشہ رضی اللہ عنہا کا دستور تھا کہ تلبینہ کے کھلانے کے ساتھ حکم کرتیں اور کہتیں کہ وہ کراہت کیا گیا ہے نفع دینے والا ہے یعنی بغض اور کراہت رکھتا ہے اس سے بیمار اور حالانکہ وہ نفع دینے والا ہے واسطے اس کے مانند باقی دواؤں کے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ بے شک وہ دھوڈالتا ہے بیمار کے پیٹ کو جیسے کوئی تم میں سے پانی کے ساتھ میل کو اپنے منہ سے دھوڈالتا ہے کہا موفق بغدادی نے کہ اگر تو تلبینہ کے منافع کو پہچاننا چاہے تو جو کے پانی کے منافع کو پہچان خاص کر جب کہ میدہ ہو کہ وہ جلا کرتا ہے اور جلدی سے گھس جاتا ہے اور غذا ہوتا ہے غذا لطیف اور جب پیا جائے تو ہوتا ہے جلی اور قوی تر نفوذ میں اور بڑھانے والا حرارت غریزیہ کو کہا اور مراد ساتھ فواد کے حدیث میں سر معدے کا ہے اس واسطے کہ دل غمناک کا ضعیف ہو جاتا ہے ساتھ غالب ہونے خشکی کے اس کے اعضاء پر خاص کر اس کے معدے پر واسطے کم کرنے غذا کے اور حریرہ اس کو تر کرتا ہے اور اس کو غذا دیتا ہے اور اس کو قوی کرتا ہے اور کرتا ہے اسی طرح ساتھ دل بیمار کے لیکن بہت وقت جمع ہوتی ہے بیچ معدے بیمار کے خلط مراری یا بلغمی یا صدیدی اور یہ حریرہ اس کو معدے سے دور کرتا ہے اور جس کے غذا میں جو غالب ہوں اس کے واسطے حسا سے زیادہ تر کوئی چیز نافع نہیں اور جس کی غذا میں گندم غالب ہو تو اولیٰ اس کے ساتھ بیچ بیماری اس کی کے حریرہ جو کا ہے کہا صاحب ہدی نے کہ تلبینہ زیادہ تر نافع ہے حسا سے اس واسطے کہ وہ پکایا جاتا ہے پیس کر پس نکلتا ہے خلاصہ جو کا ساتھ پینے کے اور وہ اکثر ہے غذا میں اور قوی تر ہے فعل میں اور اکثر ہے جلا میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختیار کیا ہے طبیبوں نے اس واسطے کہ وہ رقیق تر اور لطیف تر ہے سو نہیں ثقیل ہوتا ہے بیمار کی طبیعت پر اور لائق ہے کہ مختلف ہو فائدہ پانا ساتھ اس کے باعتبار اختلاف عادت کے شہروں میں اور شاید کے لائق ساتھ بیمار کے پانی جو کا ہے جب کہ پکایا جائے ثابت اور ساتھ غمناک کے جب کے پکایا جائے پیس کر، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ السَّعُوطِ.

باب ہے ناک میں دوا ڈالنے کے بیان میں۔

فائدہ: سعوط وہ چیز ہے کہ دوا کے واسطے ناک میں ڈالی جائے۔

٥٢٥٩ ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ

٥٢٥٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سینگی کھچوائی اور سینگی کھینچنے والے کو اس کی اجرت دی اور ناک میں دوا ڈالی۔

أَجْرَهُ وَاسْتَعَطَ.

فائدہ: اور اس کا طریق یہ ہے کہ چت لیٹے اپنی پیٹھ پر اور اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیان کوئی چیز رکھے جوان کو اونچا کرے تا کہ اس کا سر نیچا ہو اور اپنے ناک میں پانی یا تیل جس میں کوئی دوا مفرد یا مرکب ہو ٹپکا دے تا کہ اس کے دماغ کی طرف پہنچ سکے واسطے نکالنے اس چیز کے کہ اس میں ہے بیماری سے ساتھ چھینک کے۔

بَابُ السَّعُوْطِ بِالْقُسْطِ الْهِنْدِيِّ وَالْبَحْرِيِّ وَهُوَ الْكُسْتُ مِثْلُ الْكَافُوْرِ وَالْقَافُوْرِ مِثْلُ ﴿كُشِطَتْ﴾ وَقُشِطَتْ نُزِعَتْ وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ قُشِطَتْ.

نسوار لینا ساتھ کٹھ ہندی اور بحری کے اور وہ کوٹ ہے اور اس کو قسط اور کست دونوں طور سے پڑھنا جائز ہے بڑے قاف سے بھی اور چھوٹے کاف سے بھی مثل کافور اور قافور اور قشطت اور کشطت یعنی دونوں لفظ بھی دونوں طرح سے جائز ہیں۔

٥٢٦٠ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ يُسْتَعَطُ بِهِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ بِهِ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لِّيْ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَآءٍ فَرَشَّ عَلَيْهِ.

٥٢٦٠۔ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ لازم جانو اپنے اوپر اس عود ہندی کو یعنی کوٹ کو اس واسطے کہ اس میں سات بیماریوں میں شفا ہے نسوار لی جاتی ہے ساتھ اس کے ورم حلق سے اور حلق میں دوا ڈالی جاتی ہے ساتھ اس کے ذات الجنب سے اور میں داخل ہوئی ساتھ اپنی بیٹے کے جو کھانا کھاتا تھا اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پیشاب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر اس پر چھڑکا۔

فائدہ: اس حدیث میں صرف دو چیزوں کو ذکر کیا باقی پانچ کا ذکر نہیں کیا سو شاید راوی نے اس کو مختصر کیا ہے یا اقتصار کیا ہے دونوں پر واسطے موجود ہونے دونوں کے اس وقت سوائے باقی پانچ کے وسیاتی ما یقوی الاحتمال الثانی اور البتہ ذکر کیا ہے طبیبوں نے کوٹ کے منافع سے کہ اگر اس کو استعمال کرے تو حیض بستہ جاری ہو جائے اور انتڑیوں کے کیڑے مر جائیں اور زہر اور بخار ربع اس سے دور ہو معدے کو گرم کرتا ہے اور شہوت کو ہلاتا ہے اور اگر اس کو طلا کرے تو کلف کو دور کرے سو انہوں نے سات سے زیادہ منافع کو ذکر کیا ہے، میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ ہوں سات اصول صفت دوا کرنے کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ یا طلا ہے یا شربت ہے یا تکمید ہے یا تنطیل ہے یا تبخیر ہے یا سعوط ہے یا لدود ہے سو طلا داخل ہے مرہموں میں اور حل کیا جاتا ہے ساتھ زیت کے اور آلودہ کیا

جاتا ہے اور اسی طرح تکمید اور پینا گھسایا جاتا ہے اور ڈالا جاتا ہے شہد میں یا پانی میں یا کسی اور چیز میں اور اسی طرح تحطیل اور نسوار لینا گھسایا جائے زیتون کے تیل میں اور ٹپکایا جائے ناک میں اور اسی طرح تدہین اور تبخیر واضح ہے اور نیچے ہر ایک کے سات سے بہت منافع ہیں واسطے مختلف بیماریوں کے اور نہیں غریب ہے یہ بات اس شخص سے جس کو جوامع الکلم عطاء ہوئے اور عذرہ ایک درد ہے حلق میں اکثر یہ درد لڑکوں کو ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ وہ زخم ہے کہ کان اور حلق کے درمیان نکلتا ہے اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ نکلتا ہے غالبا وقت نکلنے عذرہ کے اور وہ پانچ ستارے ہیں اور اگر کہا جائے کہ کس طرح ہو سکتا ہے معالجہ اس کا ساتھ کوٹ کر باوجودیکہ کوٹ گرم ہے اور عذرہ کی بیماری بھی لڑکوں کو گرمی میں ہوتی ہے اور ان کے مزاجیں گرم ہوتی ہیں خاص کر حجاز عرب کا کنارہ گرم ہے اور جواب دیا گیا ہے کہ مادہ عذرہ کا خون ہے غالب ہوتی ہے اس پر بلغم اور کوٹ رطوبت کو خشک کرتی ہے اور کبھی ہوتا ہے نفع اس کا اس دوا میں ساتھ خاصیت کے اور نیز گرم دوائیں گرم بیماریوں کو بہت فائدہ دیتی ہیں ساتھ عرض کے بلکہ بالذات بھی علاوہ یہ کہ اگر ہم کوئی تاویل نہ کر سکیں تو البتہ ہوگا امر معجزے کا خارج قواعد طب سے۔ (فتح)

بَابُ أَيَّ سَاعَةٍ يَحْتَجِمُ. کس وقت سینگی لگوائے؟۔

فائدہ: مراد ساتھ ساعت کے ترجمہ میں مطلق زمانہ ہے نہ خاص گھڑی جو متعارف ہے۔

وَاحْتَجَمَ أَبُوْ مُوْسٰى لَيْلًا. اور سینگی لگوائی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے رات کو۔

فائدہ: گزر چکی ہے یہ حدیث موصول کتاب الصیام میں اور اس میں ہے کہ باز رہنا اس کا سینگی لگوانے سے دن کو سبب روزے کے تھا تاکہ روزے میں کوئی خلل داخل نہ ہو اور یہی مذہب ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ کا نہ اس واسطے کہ حجامت روزے کو توڑ ڈالتی ہے وقد تقدم البحث اور وارد ہوئی بیچ اوقات کے کہ لائق ہیں ساتھ سینگی لگوانے کی حدیثیں کوئی حدیث ان میں سے اس کی شرط پر نہیں اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ سینگی لگوائی جائے وقت حاجت کے یعنی جس وقت حاجت ہو اسی وقت درست ہے اور نہیں مقید ہے ساتھ کسی وقت کے سوائے وقت کے اس واسطے کہ ذکر کیا ہے اس نے رات کے وقت سینگی لگوانے کو اور ذکر کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی روزے کی حالت میں اور یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کو سینگی لگوائی اور طبیبوں کے نزدیک نفع اس سینگی سے ہوتا ہے جو دوسری یا تیسری گھڑی میں ہو اور یہ کہ نہ واقع ہو بعد استفراغ کے جماع سے یا حمام سے اور نہ پیچھے پیٹ بھرنے کے اور نہ بھوک کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ پچھنے لگانا دو شنبے اور سہ شنبے اور پنج شنبے کو بہتر ہے اور باقی چار دنوں میں منع ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ سترہویں اور انیسویں اور اکیسویں تاریخ کو جو پچھنے لگوائے اس کو ہر بیماری سے شفا ہوتی ہے اور ان حدیثوں سے کوئی

چیز صحیح نہیں ہوئی اسی واسطے حنبل بن اسحاق نے کہا کہ پچھنے لگوائے جس وقت خون جوش مارے اور جس گھڑی ہو اور اتفاق ہے طبیبوں کا کہ خون نکالنا مہینے کے دوسرے نصف میں پھر تیسرے ربع میں زیادہ تر نافع ہے خون نکالنے سے اول آخر میں۔ (فتح)

٥٢٦١ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَآئِمٌ.

۵۲۶۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سینگی لگوائی روزے کی حالت میں۔

بَابُ الْحَجْمِ فِي السَّفَرِ وَالْإِحْرَامِ قَالَهُ ابْنُ بُحَيْنَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سفر اور احرام کی حالت میں سینگی لگوانا اور خون نکلوانا کہا ہے اس کو ابن بحسینہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی کہ روایت کیا ہے اس کو آئندہ باب میں کہ حضرت ﷺ نے مکے کی راہ میں پچھنے لگوائے اور ظاہر ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ اس وقت احرام باندھے تھے سو دونوں حدیثوں سے ترجمہ نکلا علاوہ ازیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث تنہا بھی اس میں کفایت کرتی ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا محرم ہونا مستلزم ہے اس کو کہ مسافر ہوں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اقامت کی حالت میں کبھی احرام نہیں باندھا اور بہر حال سینگی لگوانا واسطے مسافر کے سو بنا بر اس چیز کے ہے کہ پہلے گزری کہ وہ حاجت کے وقت کی جائے جب خون جوش مارے اور مانند اس کی سو نہیں خاص ہے یہ ساتھ کسی حالت کے۔ (فتح)

٥٢٦٢ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ وَعَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۵۲۶۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سینگی لگوائی حضرت ﷺ نے احرام کی حالت میں۔

بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الدَّآءِ.

باب ہے بیچ سینگی لگوانے کے بیماری سے۔

فائدہ: یعنی بسبب بیماری کے کہا موفق بغدادی نے کہ سینگی صاف کرتی ہے بدن کی سطح کو زیادہ فصد سے اور فصد واسطے عمق بدن کے ہے اور پچھنے لگانے واسطے لڑکوں کے اور گرم شہروں میں اولیٰ ہے فصد سے اور امن ہے ہلاکت سے اور کبھی بے پرواہ کرتی ہے اکثر دواؤں سے اور اسی واسطے وارد ہوئی ہیں حدیثیں ساتھ ذکر اس کے سوائے فصد کے اور اسی واسطے نہیں پہچانتے تھے عرب غالبا مگر حجامت کو کہا صاحب ہدی نے کہ تحقیق بیچ امر فصد اور سینگی لگوانے

کے یہ ہے کہ وہ دونوں مختلف ہیں ساتھ اختلاف زمانہ اور مکان اور مزاج کے سو سینگی لگوانی بیچ گرم زمانوں کے اور گرم جگہوں کے اور گرم بدنوں کے جن کے لوگوں کا خون نہایت پختگی میں ہو زیادہ تر نافع ہے اور فصد بالعکس اور اسی واسطے حجامت زیادہ تر نافع ہے واسطے لڑکوں کے اور جو نہ قوت رکھتا ہو فصد کی۔ (فتح)

٥٢٦٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ أَجْرِ الْحَجَّامِ فَقَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَمَهُ أَبُوْ طَيْبَةَ وَأَعْطَاهُ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ مَوَالِيَهُ فَخَفَّفُوْا عَنْهُ وَقَالَ إِنَّ أَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ وَقَالَ لَا تُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ.

۵۲۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ پوچھے گئے سینگی لگانے والے کی اجرت سے سو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی ابو طیبہ نے آپ کو سینگی لگائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دو صاع اناج دیا اور اس کے مالکوں سے کلام کیا سو انہوں نے اس سے تخفیف کی یعنی خراج میں اور فرمایا کہ جن چیزوں سے تم دوا کرتے ہو ان میں بہتر پچھنے لگانا اور دریائی کوٹ ہے اور فرمایا کہ نہ تکلیف دو اپنے لڑکوں کو ساتھ حلق ملنے کے حلق کی ورم سے اور لازم پکڑو اپنے اوپر کوٹ کو۔

فائدہ: کہا اہل معرفت نے خطاب واسطے اہل حجاز کے ہے اور جوان کے معنی میں ہے گرم شہروں کے رہنے والوں سے اس واسطے کہ ان کا خون پتلا ہے اور میل کرتا ہے طرف ظاہر بدن کی واسطے جذب حرارت خارجی کے اپنی واسطے طرف سطح بدن کی اور نیز اس سے لیا جاتا ہے کہ یہ خطاب واسطے جوانوں کے ہے واسطے ہونے گرمی کے ان کے بدن میں اور کہا ابن سیرین نے کہ جب مرد چالیس سال کو پہنچے تو خون نہ نکالے کہا طبری نے اور یہ اس واسطے کہ وہ ہوتا ہے اس وقت بیچ کم ہونے اپنی عمر کے اور پستی میں اپنے بدن کی قوتوں سے سو نہیں لائق ہے کہ زیادہ کرے اس کو ضعف ساتھ نکالنے خون کے اور وہ محمول ہے اس پر کہ نہ متعین ہو حاجت اس کی طرف اور اس شخص پر جس کی عادت ہو اور شامل ہے یہ حدیث اوپر جائز ہونے حاجت کے یعنی پچھنے لگانے کے اور اوپر ترغیب کے بیچ دوا کرنے کے ساتھ اس کے خاص کر واسطے اس شخص کے جس کو اس کی حاجت ہو اور شامل ہے یہ حدیث اوپر کسب حجام کے یعنی پچھنے لگانے والے کے۔ (فتح)

٥٢٦٤ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو وَغَيْرُهُ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ

۵۲۶۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے مقنع بن سنان تابعی رحمۃ اللہ علیہ کی بیمار پرسی کی پھر کہا کہ میں جدا نہ ہوں گا یہاں سے یہاں تک کہ پچھنے لگاؤں سو بے شک میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اس میں شفا ہے۔

عَنۡهُمَا عَادَ الۡمُقَنَّعَ ثُمَّ قَالَ لَا اَبۡرَحُ حَتّٰى تَحۡتَجِمَ فَإِنِّيۡ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَقُوۡلُ إِنَّ فِيۡهِ شِفَآءً.

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الۡحِجَامَةِ عَلَى الرَّأۡسِ. سر پر پچھنے لگانے کا بیان۔

فائدہ: وارد ہوئی ہے بیچ فضیلت پچھنے لگانے کے سر میں حدیث ضعیف روایت کیا ہے اس کو ابن عدی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع کہ سر میں پچھنے لگانا نفع دیتا ہے سات بیماریوں سے جنون سے اور جذام سے اور سفید داغ سے اور اونگھ سے اور درد سر سے اور دانت اور آنکھ کے درد سے لیکن کہا طبیبوں نے کہ سر کے بیچ میں پچھنے لگوانا نہایت مفید ہے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا جیسا کہ باب کی اول حدیث میں ہے اور آخر دونوں کا اگرچہ مطلق ہے لیکن وہ مقید ہے ساتھ اول ان دونوں کے اور نیز وارد ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اخدعین اور کاہل میں روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور کہا طب کے علم والوں نے کہ فصد باسلیق کا مفید ہے امتلاء کو جو عارض ہوتا ہے سارے بدن میں جب کہ ہو امتلاء خونی خاص کر جب کہ فاسد ہو گیا ہو اور فصد قیفال کا مفید ہے سر اور گردن کی حرارت کے بعد سے اور طحال سے اور پھلبہری سے اور ذات الجنب سے اور تمام خونی بیماریوں سے جو عارض ہونے والی ہیں کہنی کے نیچے سے کولہے تک اور فصد اکحل کا مفید ہے امتلا کو جو عارض ہوتا ہے سارے بدن میں جب کہ ہو امتلا خونی خاص کر جب کہ فاسد ہو گیا ہو اور فصد قیفال کا مفید ہے سر اور گردن کی بیماریوں سے جب کہ بہت ہو خون یا فاسد ہو اور فصد دوجبین کا مفید ہے واسطے درد تلی کے اور درد پہلو کے اور پچھنے کاہل پر مفید ہے مونڈھے اور حلق کے درد سے اور ثابت ہوتی ہے فصد باسلیق سے اور پچھنے لگانا اخدعین پر مفید ہے سر اور منہ کی سب بیماریوں کو مانند دونوں کان اور آنکھ اور دانت اور ناک اور حلق کے اور ثابت ہے باسلیق کے فصد سے اور پچھنے لگانا نیچے ٹھوڑی کے نافع ہے دانت اور منہ حلقوم کے درد سے اور تنقیہ کرتا ہے سر کا اور پچھنے لگانا قدم کی پیٹھ پر ثابت ہے صافن کے فصد سے اور وہ ایک رگ ہے نزدیک ٹخنے کے اور مفید ہے دونوں رانوں اور پنڈلیوں کے زخموں سے اور حیض کے بند ہونے سے اور خارش سے جو عارض ہو دو خصیوں میں اور پچھنے لگانا سینے کے نیچے حصے میں نافع ہے ران کی دنبل سے اور اس کی خارش سے اور پھنسیوں سے اور نقرس سے اور بواسیر سے اور داء الفیل سے اور پیٹھ کی خارش سے اور محل ان سب کا وہ ہے جب کہ ہو خون جوش مارنے والے سے۔ (فتح)

٥٢٦٥ ـ حَدَّثَنَا إِسۡمَاعِيۡلُ قَالَ حَدَّثَنِيۡ سُلَيۡمَانُ عَنۡ عَلۡقَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبۡدَ الرَّحۡمٰنِ

۵۲۶۵۔ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کے بیچ میں پچھنے لگوائے بیچ لحی جمل

الْأَعْرَجَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ بُحَيْنَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ بِلَحْيِ جَمَلٍ مِّنْ طَرِيْقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِيْ وَسَطِ رَأْسِهِ وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ فِيْ رَأْسِهِ.

کے (یہ ایک جگہ ہے معروف سات میل پر سقیا سے) مکے کی راہ میں اور حالانکہ وہ احرام باندھے تھے اور کہا انصاری نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ہشام نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر میں پچھنے لگوائے یعنی درد سر سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک پانی پر جس کو لحی جمل کہا جاتا ہے۔

بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الشَّقِيْقَةِ وَالصُّدَاعِ.

باب ہے بیچ سینگی لگانے کے آدھے سر کی درد سے اور سارے سر کی درد سے۔

فائدہ: صداع ذکر عام کا ہے بعد خاص کے اور شقیقہ ایک درد ہے کہ سر کی ایک جانب میں ہوتا ہے یا سر کی اگلی طرف میں اور اہل طب نے ذکر کیا ہے کہ وہ پرانی بیماریوں سے ہے اور اس کا سبب بخار ہیں جو چڑھتے ہیں یا اخلاط گرم یا تر جو دماغ کی طرف چڑھتے ہیں سو اگر ان کو کوئی راہ نہ ملے تو درد پیدا کرتی ہیں اور درد کے اسباب نہایت بہت ہیں۔

٥٢٦٦ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَأْسِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ مِّنْ وَجَعٍ كَانَ بِهِ بِمَآءٍ يُقَالُ لَهُ لُحْيُ جَمَلٍ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَوَآءٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِيْ رَأْسِهِ مِنْ شَقِيْقَةٍ كَانَتْ بِهِ.

۵۲۶۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر میں پچھنے لگوائے اور حالانکہ احرام باندھے تھے درد کے سبب سے کہ آپ کو تھا ایک پانی پر جس کو لحی جمل کہا جاتا ہے اور کہا محمد بن سواء نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ہشام نے عکرمہ سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر میں پچھنے لگائے شقیقہ کے سبب سے کہ آپ کو تھا اور حالانکہ آپ احرام باندھے تھے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں جائز ہونا حجامت کا ہے یعنی جائز ہے پچھنے لگانا احرام کی حالت میں اور یہ کہ نکالنا اس کا خون کو نہیں نقصان کرتا ہے اس کے احرام میں وقد تقدم بیانه فی الحج اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر احرام والا

کسی عذر سے اپنے سر میں پچھنے لگائے تو مطلق جائز ہے اور اگر بال کاٹے تو بدلہ واجب ہوتا ہے اور اگر بغیر عذر کے سینگی لگوائے تو حرام ہے۔

٥٢٦٧ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيلِ قَالَ حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِّنْ أَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِي شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ لَذْعَةٍ مِّنْ نَّارٍ وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ.

٥٢٦٧۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی دوا میں بہتری اور شفا ہے تو شہد کے پینے میں یا سینگی کے پچھنوں میں یا آگ کے داغنے میں اور میں نہیں چاہتا کہ داغوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔

بَابُ الْحَلْقِ مِنَ الْأَذٰى.

باب ہے سر منڈانے میں تکلیف سے۔

٥٢٦٨ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ كَعْبٍ هُوَ ابْنُ عُجْرَةَ قَالَ أَتٰى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَأَنَا أُوقِدُ تَحْتَ بُرْمَةٍ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَنْ رَأْسِي فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةً أَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً قَالَ أَيُّوبُ لَا أَدْرِي بِأَيَّتِهِنَّ بَدَأَ.

٥٢٦٨۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے حدیبیہ کے سال اور میں ہانڈی کے نیچے آگ جلاتا تھا اور جوئیں میرے سر سے گرتی تھیں فرمایا کہ کیا تجھ کو تکلیف دیتے ہیں تیرے سر کے کیڑے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کہ بالوں کو منڈا ڈال اور تین روزے رکھ یا چھ محتاجوں کو کھانا کھلا یا ایک قربانی ذبح کر۔ ایوب راوی کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین چیزوں سے اول کون سی بیان فرمائی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے وارد کیا ہے اس کو بعد حدیث پچھنے لگانے کے سر کے بیچ میں واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ جائز ہے محرم کو منڈانا سر کا سبب سینگی لگانے کے وقت حاجت کے استنباط کیا ہے اس کو اس سے کہ محرم کو حاجت کے وقت سارے سر کا منڈانا جائز ہوا۔

بَابُ مَنِ اكْتَوٰى أَوْ كَوٰى غَيْرَهٗ وَفَضْلِ مَنْ لَّمْ يَكْتَوِ.

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو اپنے آپ کو داغے یا اپنے غیر کو داغے اور فضیلت اس شخص کی جو اپنے آپ کو

نہ داغے۔

فائدہ: اور شاید مراد یہ ہے کہ داغنا حاجت کے وقت جائز ہے اور یہ کہ اولیٰ نہ داغنا ہے جب کہ اس کی حاجت نہ ہو اور یہ کہ جب جائز ہوا تو عام تر ہے اس سے کہ خود اپنے آپ کو داغے یا کسی دوسرے سے داغ کرائے یا کسی دوسرے کو داغے اور عام ہونا جواز کا ماخوذ ہے نسبت کرنے شفا کے سے طرف اس کی اور فضیلت نہ داغنے کی ماخوذ ہے حضرت ﷺ کے اس قول سے کہ میں نہیں چاہتا کہ داغوں اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اکحل پر تیر لگا سو حضرت ﷺ نے اس کو داغا اور طحاوی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو حضرت ﷺ کے زمانے میں داغا یعنی ذات الجنب سے اور احمد رحمہ اللہ اور ابوداود رحمہ اللہ وغیرہ نے عمران رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو داغنے سے منع فرمایا سو ہم نے نہ فلاح پائی اور نہ فائدہ پایا اور اس کی سند قوی ہے اور نہی اس میں محمول ہے کراہت تنزیہ پر یا خلاف اولیٰ پر واسطے اس چیز کے کہ تقاضا کرتا ہے اس کو مجموع حدیثوں کا اور حاصل جمع کا یہ ہے کہ فعل جواز پر دلالت کرتا ہے اور عدم فعل منع پر دلالت نہیں کرتا بلکہ دلالت کرتا ہے کہ نہ کرنا اس کا راجح تر ہے اس کے کرنے سے اور اسی طرح ثناء کرنا اس کے تارک پر اور بہر حال نہی اس سے سو یا تو بطور تنزیہ کے ہے یا جب کہ اس کی حاجت ہو۔ (فتح)

۵۲۶۹ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيْلِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ أَدْوِيَتِكُمْ شِفَآءٌ فَفِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ.

۵۲۶۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی دوا میں شفا ہے تو سینگی کے پچھنوں میں یا آگ سے داغنے میں اور میں نہیں چاہتا کہ داغوں۔

۵۲۷۰ ـ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ فَذَكَرْتُهُ لِسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۲۷۰۔ حضرت حصین سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی عامر سے اس نے عمران سے کہا کہ نہیں ہے منتر مگر آنکھ کی تاثیر سے اور بچھو کی زہر سے، حصین کہتا ہے سو میں نے اس کو سعید سے ذکر کیا ہے اس نے کہا کہ حدیث بیان کہ ہم سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے کی گئیں اگلی امتیں سو ایک ایک دو دو پیغمبر گزرنے لگے

عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَجَعَلَ النَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ يَمُرُّوْنَ مَعَهُمُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ حَتّٰى رُفِعَ لِيْ سَوَادٌ عَظِيْمٌ قُلْتُ مَا هٰذَا أُمَّتِيْ هٰذِهٖ قِيْلَ بَلْ هٰذَا مُوْسٰى وَقَوْمُهٗ قِيْلَ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَإِذَا سَوَادٌ يَمْلَأُ الْأُفُقَ ثُمَّ قِيْلَ لِيْ انْظُرْ هَا هُنَا وَهَا هُنَا فِيْ آفَاقِ السَّمَآءِ فَإِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلَأَ الْأُفُقَ قِيْلَ هٰذِهٖ أُمَّتُكَ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ دَخَلَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ فَأَفَاضَ الْقَوْمُ وَقَالُوْا نَحْنُ الَّذِيْنَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاتَّبَعْنَا رَسُوْلَهٗ فَنَحْنُ هُمْ أَوْ أَوْلَادُنَا الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِي الْإِسْلَامِ فَإِنَّا وُلِدْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَقَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَالَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ.

اور ان کے ساتھ ایک ایک گروہ تھا اور بعض پیغمبر اکیلا گزرا کہ اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا یہاں تک کہ مجھ کو ایک بڑی جماعت نظر آئی میں نے کہا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ یہ میری امت ہے؟ کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم ہے کہا گیا کہ تو آسمان کی کنارے کی طرف دیکھ سو میں نے اچانک دیکھا کہ ایک بڑا جھنڈ ہے آسمان کے کنارے کو بھرے ہوئے پھر مجھ سے کہا گیا کہ دیکھ اس جگہ آسمان کے کناروں میں سو اچانک میں نے دیکھا کہ ایک جھنڈ ہے جس نے آسمان کے کنارے کو بھرا ہے کہا گیا کہ یہ لوگ آپ کی امت ہیں اور ان لوگوں میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوں گے پھر حضرت ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور ان کے واسطے بیان نہ کیا کہ وہ ستر ہزار کون ہیں سو لوگوں نے آپس میں گفتگو کی سو کہا کہ ہم نے اللہ کو مانا اور اس کے رسول کی پیروی کی سو وہ لوگ ہم ہیں یا اولاد ہماری جو اسلام میں پیدا ہوئے کہ ہم جاہلیت میں پیدا ہوئے سو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی سو باہر تشریف لائے سو فرمایا کہ وہ لوگ وہ ہیں کہ جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور بدشگون نہیں لیتے اور نہ بیماری سے بدن داغتے ہیں اور اپنے رب پر توکل اور بھروسہ کرتے ہیں سو عکاشہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں بھی ان میں سے ہوں یا حضرت! فرمایا ہاں! پھر اور مرد کھڑا ہوا سو کہا کہ کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ تجھ سے اس کلمے کے ساتھ آگے ہوا۔

فائدہ: اور جھاڑ پھونک وغیرہ کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ الْإِثْمِدِ وَالْكُحْلِ مِنَ الرَّمَدِ فِيْهِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ.

باب ہے بیچ بیان اثمد کے اور آنکھ میں سرمہ لگانے کے رمد سے یعنی بسبب رمد کے اس میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔

فائدہ: رمد ایک ورم ہے گرم عارض ہوتی ہے آنکھ کے طبقے ملتحمہ میں اور وہ سفیدی اس کی ہے جو ظاہر ہے اور سبب اس کا گرنا ایک خلط کا ہے اخلاط میں سے یا بخاروں کا جو معدے سے دماغ کی طرف چڑھتے ہیں اور یہ جو کہا کہ اس باب میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے تو یہ اشارہ ہے ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی طرف جو مرفوع ہے کہ نہیں حلال ہے اس عورت کو جو ایمان رکھتی ہو ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے کہ تین دن سے زیادہ کسی پر سوگ کرے مگر خاوند پر کہ سرمہ نہ لگائے اور اس حدیث کے کسی طریق میں اثمد کا ذکر نہیں ہے سو شاید ذکر کیا ہے اس کو اس واسطے کہ عرب غالبا اس کے ساتھ سرمہ لگاتے تھے اور البتہ وارد ہوئی ہے نص اوپر اس کے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ سرمہ لگایا کرو ساتھ اثمد کے سو بے شک روشن کرتا ہے آنکھ کو اور اُگاتا ہے بالوں کو یعنی پلکوں کو کہ باعث زینت اور علامت صحت کے ہیں روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور حسن کہا ہے اس کو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کا معمول تھا کہ اثمد کے ساتھ سرمہ لگاتے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس اثمد تھا سرمہ لگاتے تھے ساتھ اس کے وقت سونے کے ہر آنکھ میں تین بار روایت کیا ہے اس کو ابو الشیخ نے اور اثمد ایک پتھر ہے معروف سیاہ مائل بسرخی عرب کے شہروں میں ہوتا ہے اور عمدہ اس کا اصفہان سے لایا جاتا ہے یعنی اثمد اصفہانی سرمہ کو کہتے ہیں اور ان حدیثوں میں استحباب سرمہ لگانے کا ہے ساتھ اثمد کے اور واقع ہوا ہے امر ساتھ سرمہ لگانے کے طاق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو ابوداؤد میں ہے اور واقع ہوئی بعض حدیثوں میں کیفیت سرمہ لگانے کی اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ہر آنکھ میں تین تین سلائی لگائے سو ہر آنکھ میں جدا جدا طاق کرے۔ (فتح)

۵۲۷۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَاشْتَكَتْ عَيْنَهَا فَذَكَرُوْهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرُوْا لَهُ الْكُحْلَ وَأَنَّهُ يُخَافُ عَلٰى عَيْنِهَا فَقَالَ لَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِيْ بَيْتِهَا فِيْ شَرِّ أَحْلَاسِهَا أَوْ فِيْ أَحْلَاسِهَا فِيْ شَرِّ بَيْتِهَا فَإِذَا مَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بَعْرَةً فَهَلَّا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا.

۵۲۷۱۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کا خاوند مر گیا سو اس کی آنکھ بیمار ہوئی یعنی دکھنے لگی سو انہوں نے اس کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا اور آپ کے واسطے سرمہ کا ذکر کیا یعنی اگر اجازت ہو تو اس کو سرمہ لگائیں اور البتہ خوف کیا جاتا ہے اس کی آنکھ پر کہ اندھی ہو جائے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ کفر کے زمانے میں تم عورتوں میں سے ہر ایک اپنے گھر میں عدت بیٹھتی اپنے بدتر کپڑوں میں یا فرمایا کہ اپنے کپڑوں میں اور بدتر گھر میں یعنی ایک سال تک پھر جب کتا گزرتا تھا تو مینگنیاں پھینکتی تھی سو نہ سرمہ لگائے پھر فرمایا کہ چار مہینے اور دس دن عدت کاٹے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْجُذَامِ. باب ہے بیچ بیان جذام کے یعنی کوڑھ کے۔

فائدہ: جذام ایک بیماری ہے کہ پیدا ہوتی ہے مرہ سودا سے کہ سودا سب بدن میں پھیل جاتی ہے سو فاسد کر دیتی ہے اعضاء کی مزاج کو۔

وَقَالَ عَفَّانُ حَدَّثَنَا سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَآءَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی اور شگون بد لینا کچھ حقیقت نہیں اور نہ ہامہ ہے اور نہ صفر یعنی صفر کا مہینہ نامبارک نہیں اور بھاگ کوڑھی سے جیسے تو شیر سے بھاگتا ہے۔

فائدہ: اور حاصل اس سے چھ چیزیں ہیں عدوی اور طیرہ اور ہامہ اور صفر اور غول اور نوء اور پہلی چار چیزوں کا تو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جدا جدا باب باندھا ہے اور بہر حال غول سو کہا جمہور نے کہ عرب کے لوگوں کا یہ گمان تھا کہ غول یعنی دیو بھوت جنگل میں رہتے ہیں اور رنگ برنگ شکلیں بناتے ہیں اور لوگوں کو راہ سے بھگاتے ہیں اور ان کو ہلاک کرتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باطل کیا اور فرمایا کہ یہ بات غلط ہے اور بہر حال نوء سو کفار عرب کہتے تھے کہ فلاں تارے کی تاثیر سے مینہ برسا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی باطل کیا ساتھ اس کے کہ مینہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کے حکم سے پڑتا ہے نہ تاروں کی تاثیر سے اور یہ جو فرمایا کہ بھاگ کوڑھی سے جیسے تو شیر سے بھاگتا ہے اور مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کی قوم کے ایک کوڑھی کو فرمایا کہ ہم نے تیری بیعت مانی یعنی تیرا مسلمان ہونا قبول کیا سو اپنے گھر کو پلٹ جا اور کہا عیاض نے کہ حدیثیں مختلف ہیں کوڑھی کے باب میں سو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑھی کے ساتھ کھایا اور فرمایا کہ اللہ پر ہے اعتماد اور بھروسہ سو عمر رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت سلف کا یہ مذہب ہے کہ کوڑھی کے ساتھ کھانا جائز ہے اور ان کی رائے یہ ہے کہ حکم ساتھ پرہیز کرنے کے اس سے منسوخ ہے کہا اور صحیح قول جس پر اکثر علماء ہیں اور متعین ہے پھرنا طرف اس کی یہ ہے کہ منسوخ نہیں بلکہ تطبیق واجب ہے دونوں حدیثوں میں ساتھ اس کے کہ بھاگنا اس سے استحباب اور احتیاط پر محمول ہے اور اس کے ساتھ کھانا جواز پر محمول ہے اور علماء نے ان حدیثوں میں اور کئی قسم سے بھی تطبیق دی ہے ایک نفی عدوی کی ہے بالکل اور حمل کرنا امر کا ساتھ بھاگنے کے کوڑھی سے اوپر رعایت خاطر کوڑھی کے اس واسطے کہ جب وہ تندرست اور صحیح بدن کو دیکھے گا تو اس کی مصیبت عظیم ہوگی اور اس کو افسوس زیادہ ہوگا دوسری حمل کرنا خطاب کا ہے ساتھ نفی کے اور اثبات کے دو حالتوں پر سو جس جگہ لا عدوی آیا اس کے ساتھ مخاطب وہ شخص تھا جس کا یقین کامل اور قوی تھا اور اس کا توکل صحیح تھا اس طور

سے کہ عدو کے اعتقاد کو اپنے نفس سے دور کر سکتا تھا اور اسی پر محمول ہے حدیث کھانے کی ساتھ کوڑھی کے اور جس جگہ کوڑھی سے بھاگنے کا حکم آیا ہے اس کے ساتھ مخاطب وہ شخص تھا جس یقین ضعیف تھا اور اس کو پورا توکل حاصل نہیں تھا سو نہیں ہوتی ہے واسطے اس کے قوت اوپر دفع کرنے اعتقاد عدوی کے سو مراد ساتھ اس کے بند کرنا باب اعتقاد عدوی کا ہے اس سے کہ نہ مباشر ہو اس چیز کو کہ ہو سبب واسطے ثابت کرنے اس کے سو حضرت ﷺ نے دونوں کام کو کیا تا کہ پیروی کرے ساتھ اس کے ہر ایک دونوں فریق سے تیسری ثابت کرنا عدوی کا جذام میں اور مانند اس کی میں مخصوص ہے عموم نفی عدوی کی سے سو ہوں گے معنی قول اس کے لا عدوی یعنی نہیں لگتی ہے بیماری ایک کی دوسرے کو مگر جذام اور برص اور خارش مثلاً چوتھی یہ کہ امر ساتھ بھاگنے کے کوڑھی سے نہیں ہے باب عدوی سے کسی چیز میں بلکہ وہ واسطے امر طبعی کے اور وہ انتقال بیماری کا ہے ایک بدن سے طرف دوسرے بدن کی ساتھ ذریعہ ملامست اور مخالطت کے اور سونگھنے بو کے یعنی کوڑھی کی بو نہایت سخت ہوتی ہے یہاں تک کہ جس کی نشست اور صحبت اس کے ساتھ زیادہ ہو وہ بیمار ہو جاتا ہے پانچویں یہ کہ مراد ساتھ نفی عدوی کے یہ ہے کہ کوئی چیز بالطبع نہیں لگتی واسطے نفع کرنے اس چیز کے کہ اعتقاد کرتے تھے اس کو لوگ جاہلیت کے زمانے کے کہ بیماریاں بالطبع متعدی ہیں بغیر منسوب کرنے کے طرف اللہ کی سو حضرت ﷺ نے ان کے اس اعتقاد کو باطل کیا اور کوڑھی کے ساتھ کھانا کھایا تا کہ بیان کریں واسطے ان کے کہ اللہ ہی ہے بیمار کرنے والا اور شفا دینے والا اور منع کیا ان کو کوڑھی کے پاس جانے سے تا کہ بیان کریں واسطے ان کے یہ ان اسباب سے ہے کہ جاری ہوئی ہے عادت اللہ کی ساتھ اس کے کہ وہ اپنے مسببات کی طرف پہنچاتے ہیں سو اس کی نہی میں ثابت کرنا ہے اسباب کا اور اس کے فعل میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ بذات خود مستقل نہیں ہے بلکہ اللہ ہی ہے کہ اگر چاہے تو ان کی قوت کو دور کر ڈالے سو وہ کچھ اثر نہ کریں اور اگر چاہے تو ان کی قوت کو باقی رکھے سو اثر کریں۔ چھٹی نفی کرنا ہے عدوی کا بالکل اور حمل کرنا امر بچنے کا اس سے اوپر اکھاڑنے مادے کے اور سد ذریعہ کے تا کہ نہ پیدا ہو واسطے ملنے والے کے کوئی چیز اس سے پس گمان کرے کہ یہ بسبب ملنے اور مخالطت کے ہے پس ثابت کرے عدوی کو جس کی شارع ﷺ نے نفی کی ہے یعنی اگر وہ تقدیراً بیمار ہو جائے تو اس کو بھی یہی گمان پیدا ہوگا کہ یہ بیماری مجھ کو اس کے پاس بیٹھنے سے لگ گئی ہے اگر اس کے پاس نہ بیٹھتا تو مجھ کو یہ بیماری نہ ہوتی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ امر بھاگنے کے کوڑھی سے واسطے ثابت کرنے خیار کے واسطے زوجین کے یعنی عورت خاوند کے بیچ فسخ کرنے نکاح کے جب کہ اس کو کوئی ایک دوسرے کے ساتھ پائے یعنی جو جذام کہ نکاح سے پہلے موجود ہو اور یہ قول جمہور علماء کا ہے اور جو فسخ نکاح کے ساتھ قائل نہیں یعنی اگر چہ وہ جذام نکاح سے پہلے موجود ہو وہ یہ جواب دیتا ہے کہ اگر اس کے عموم کو لیا جائے تو البتہ ثابت ہو فسخ جب کہ حادث ہو جذام بعد نکاح کے اور نہیں ہے کوئی قائل ساتھ اس کے اور رد کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ خلاف ثابت ہے بلکہ وہی راجح ہے نزدیک

شافعیہ کہ اگر نکاح کے بعد جذام پیدا ہو تو بھی اختیار فسخ ثابت ہے اور اختلاف ہے بیچ لونڈی کوڑھی کے کہ ذکر کیا جائز ہے واسطے اس کے کہ باز رکھے اپنے نفس کو مالک سے یعنی اس کو اپنی جان سے فائدہ اٹھانے نہ دے جب کہ اس کا مالک اس سے ارادہ کرے اور جب کوڑھی لوگ بہت ہو جائیں تو اس میں اختلاف ہے کہ کیا مسجدوں اور مجامع سے روکے جائیں یا ان کے واسطے تندرستوں سے ایک مکان علیحدہ بنایا جائے اور نہیں اختلاف ہے نادر میں یعنی اگر کوئی شاذ و نادر کوڑھی ہو تو اس کو نہ منع کیا جائے اور نہ جمعہ میں حاضر ہونے میں۔ (فتح)

بَابُ الْمَنِّ شِفَآءٌ لِلْعَيْنِ.

من شفاء ہے واسطے آنکھ کے۔

فائدہ: اور اس باب میں اشارہ ہے طرف ترجیح اس قول کے کہ مراد ساتھ من کے باب کی حدیث میں ایک قسم مخصوص ہے ماکول سے نہ مصدر کہ ساتھ معنی احسان رکھنے کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اطلاق کیا من پر شفاء اس واسطے کہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ کھنبی من سے ہے اور اس میں شفاء ہے اور جب ثابت ہوئی وصف واسطے فرع کے تو ہوگا ثبوت اس کا واسطے اصل کے اولیٰ۔

۵۲۷۲ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَآؤُهَا شِفَآءٌ لِلْعَيْنِ قَالَ شُعْبَةُ وَأَخْبَرَنِي الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شُعْبَةُ لَمَّا حَدَّثَنِيْ بِهِ الْحَكَمُ لَمْ أُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْمَلِكِ.

۵۲۷۲۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کھنبی از قسم من ہے اور اس کا پانی آنکھ کے واسطے شفاء ہے۔

فائدہ: کھنبی زمین کی ایک انگوری ہے نہ اس کا پتا ہوتا ہے نہ نالی پیدا ہوتی ہے زمین میں بغیر بونے کے بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا اس کا کھنبی واسطے چھپی رہنے اس کے اور مادہ کھنبی کا جورہ زمین کا ہے بخاری بند ہوتا ہے طرف سطح زمین کے جاڑے کی سردی سے اور بڑھاتا ہے اس کو مہینہ ربیع کا سو اس سے پیدا ہوتی ہے اور جسم پکڑ کر باہر نکلتی ہے اسی واسطے بعض لوگ عرب کے اس کو زمین کا چیچک کہتے ہیں اس واسطے کہ مشابہ ہے چیچک کو مادے اور صورت میں

اور طبری نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں بہت کھنبیاں پیدا ہوئیں تو بعض لوگ اس کے کھانے سے باز رہے اور کہا کہ یہ زمین کا چیچک ہے حضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی فرمایا کہ کھنبی زمین کا چیچک نہیں لیکن وہ ازقسم من ہے اور کھنبی خوب اس زمین کی ہوتی ہے جو ریتلی زمین ہو اور اس میں پانی کم ہو اور ایک قسم اس سے قاتل ہے جس کا رنگ سرخی کی طرف مائل ہے اور باوجود اس کے اس میں ایک جورہ ہے آبی لطیف بدلیل ہلکے ہونے اس کے اور اسی واسطے اس کا پانی آنکھ کی شفاء ہوا اور یہ جو فرمایا کہ ازقسم من ہے تو من سے کیا مراد ہے؟ اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ مراد اس من سے ہے کہ بنی اسرائیل پر اتارا گیا اور وہ ایک سفید چیز تھی کہ درختوں پر گرتی تھی شیریں ہوتی تھی اکٹھی کر کے کھائی جاتی تھی اور اس میں سے ہے ترنجبین سو گویا کہ تشبیہ دی ہے اس کی کھنبی کو اس واسطے کہ ہر ایک دونوں سے بغیر مشقت کے حاصل ہوتی ہے، دوسرا قول یہ کہ معنی یہ ہیں کہ وہ ازقسم من ہے کہ احسان کیا ہے ساتھ اس کے اللہ نے اپنے بندوں پر ازقسم عفو کے بغیر مشقت کے کہا خطابی نے نہیں ہے مراد کہ وہ ایک قسم ہے اس من سے جو بنی اسرائیل پر اتارا گیا تھا اس واسطے کہ جو بنی اسرائیل پر اتارا گیا تھا وہ مثل ترنجبین کے تھا جو درختوں پر پڑتا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معنی یہ ہیں کہ کھنبی ایک چیز ہے جو اگتی ہے بغیر تکلف کے ساتھ تخم کے اور نہ پانی پلانے کے پھر کہا احتمال ہے کہ جو بنی اسرائیل پر اترتا تھا وہ کئی قسم تھا بعض چیز اس سے وہ تھی جو درختوں پر گرتی تھی اور بعض چیز اس سے وہ تھی جو زمین سے نکلتی تھی اور بعض چیز اس سے جانور تھے جو ان پر گرتے تھے بغیر شکار کرنے کے سو ٹھہرایا اللہ تعالیٰ نے قوت ان کا تیہ میں کھنبی کو سو کھنبی قائم مقام روٹی کے ہے اور سلویٰ قائم مقام گوشت کے سو یہ جو فرمایا کہ وہ ازقسم من ہے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ ایک فرد ہے اس کے افراد سے اور اسی طرح ترنجبین بھی فرد ہے اس کے افراد سے اگرچہ غالب ہوئی ہے استعمال من کی اوپر اس کے باعتبار عرف کے اور اگر کوئی کہے کہ جب اتنے قسموں کا کھانا ان پر اترتا تھا تو پھر انہوں نے یہ کیوں کہا؟ لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ ایک ہونے کے ہمیشہ رہنا ہے ان چیزوں کا جو مذکور ہوئیں بغیر بدل ہونے کے اور یہ صادق آتا ہے جب کہ ہو کھانا کئی قسم کا لیکن اس کی ذات نہ بدلے اور یہ جو کہا کہ اس کا پانی آنکھ کی شفاء ہے تو کہا خطابی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی کھنبی ساتھ اس فضیلت کے اس واسطے کہ وہ حلال محض ہے جس کے حاصل کرنے میں کوئی شبہ نہیں اور اس سے استنباط کیا جاتا ہے کہ استعمال کرنا حلال محض کا روشن کرتا ہے آنکھ کو اور عکس اس کا ساتھ عکس کے ہے کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ یہ جو فرمایا کہ وہ آنکھ کی شفاء ہے تو اس کی مراد میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مراد اس کا پانی ہے حقیقۃً یعنی کھنبی کا پانی نکال کر آنکھ میں ڈالے لیکن اس قول والوں کا اتفاق ہے اس پر کہ وہ تنہا آنکھ میں استعمال نہ کیا جائے بلکہ سرمہ وغیرہ میں ملا کر آنکھ میں ڈالا جائے اور بعض طبیبوں نے کہا کہ کھنبی کا کھانا آنکھ کو روشن کرتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کو چیر کر ایک پھانک چنگاڑی پر رکھی جائے جب اس کا

پانی ابلے تو سلائی سے آنکھ میں ڈالا جائے اور دوسرا قول یہ ہے کہ مراد وہ پانی ہے جس کے ساتھ وہ اگتی ہے سو وہ پہلا مینہ ہے کہ واقع ہوتا ہے زمین پر اور یہ قول ضعیف تر ہے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے صواب یہ ہے کہ اس کا پانی آنکھ کے واسطے شفاء ہے مطلق سو اس کا پانی نچوڑ کر آنکھ میں ڈالا جائے اور البتہ دیکھا میں نے اور میرے غیر نے اس زمانے میں جو اندھا ہو گیا اور اس کی آنکھ حقیقۃً جاتی رہی تھی سو اس نے فقط کھنبی کا پانی آنکھ میں ڈالا سو اس کو شفاء حاصل ہوئی اور وہ پھر بینا ہو گیا اس کے بعد کہ بالکل اندھا تھا اور وہ شیخ عدل امین کمال بن عبد ہے اور استعمال اس کا کھنبی کے پانی کو واسطے اعتقاد کرنے کے تھا حدیث میں اور واسطے برکت حاصل کرنے کے ساتھ اس کے سو اللہ نے اس کو نفع دیا۔ میں کہتا ہوں اور لائق ہے قید کرنا اس کا ساتھ اس شخص کے جو پہچانے اپنے نفس سے قوت اعتقاد کی بیچ صحیح ہونے حدیث کے اور عمل کرنے کے ساتھ اس کے اور کہا غافقی نے مفردات میں کہ کھنبی کا پانی نہایت عمدہ ہے جب کہ ملایا جائے ساتھ اثمد کے پھر آنکھ میں ڈالا جائے کہ وہ قوی کرتا ہے پلکوں کو اور نظر کو قوت اور تیزی بخشتا ہے اور اس سے بیماریوں کو دور کرتا ہے اور روایت کی ہے ترمذی نے اپنی جامع میں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تین یا پانچ یا سات کھنبیاں لیں اور ان کو نچوڑ کر شیشہ میں ڈالا پھر میں نے ان کا پانی لونڈی کی آنکھ میں ڈالا اس کی آنکھ اچھی ہو گئی کہا ابن قیم علیہ السلام نے اعتراف کیا ہے فضلا اطباء نے کہ کھنبی کا پانی آنکھ کو روشن کرتا ہے مانند ابن سینا اور مسیحی وغیرہ کے پھر کہا کہ کھنبی اصل میں نافع ہے واسطے اس چیز کے کہ خاص کی گئی ساتھ اس کے وصف سے ساتھ اس کے کہ وہ اللہ کی جانب سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عارض ہوئی واسطے اس کے ضرر دینے والی چیز مجاورت کی جہت سے اور استعمال کرنا ہر اس چیز کا کہ وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے سنت ساتھ صدق کے فائدہ پاتا ہے ساتھ اس کے وہ شخص کہ استعمال کرتا ہے اس کو اور دفع کرتا ہے اللہ اس سے ضرر کو ساتھ نیت اس کی کے اور اس کا عکس بالعکس ہے۔ (فتح) اور کہا شعبہ نے اور خبر دی مجھ کو حکم نے الخ کہا شعبہ نے جب حدیث بیان کی مجھ سے الخ مراد یہ ہے کہ عبدالملک بڑا ہو گیا تھا اور اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا سو جب اس نے شعبہ کی حدیث بیان کی تو اس نے اس میں توقف کیا پھر جب حکم نے اس کی متابعت کی تو ثابت ہوا نزدیک شعبہ کے اور دور ہوا اس سے توقف بیچ اس کے۔

بَابُ اللَّدُوْدِ. باب ہے لدود کے بیان میں۔

فائدہ: لدود دوا ہے کہ بیمار کے منہ کی ایک طرف میں ڈالی جائے یعنی اس کے حلق میں ڈالی جائے۔

٥٢٧٣ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ أَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ أَنَّ أَبَا

۵۲۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چوما اس حال میں کہ مردہ تھے اور ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق میں دوا ڈالی آپ کی بیماری میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف اشارہ کرنے

بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ قَالَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَاهُ فِيْ مَرَضِهٖ فَجَعَلَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا أَنْ لَّا تَلُدُّوْنِيْ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَآءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّوْنِيْ قُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَآءِ فَقَالَ لَا يَبْقٰى فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهٗ لَمْ يَشْهَدْكُمْ.

لگے کہ میرے حلق میں دوا نہ ڈالو ہم نے کہا کہ یہ فرمانا واسطے مکروہ رکھنے بیمار کے ہے دوا کو پھر جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ کیا میں نے تم کو منع نہ کیا تھا کہ میرے حلق میں دوا نہ ڈالو ہم نے کہا یہ فرمانا واسطے مکروہ جاننے کے ہے بیمار کے دوا کو فرمایا کہ کوئی باقی نہ رہے گھر میں مگر کہ اس کے حلق میں دوا ڈالی جائے اور حالانکہ میں دیکھتا ہوں عباس رضی اللہ عنہ کے سوائے کہ وہ تمہارے ساتھ موجود نہ تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وفات نبوی میں گزر چکی ہے۔

٥٢٧٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ قَالَتْ دَخَلْتُ بِابْنٍ لِّيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ عَلٰى مَا تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِّنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ فَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ بَيَّنَ لَنَا اثْنَيْنِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا خَمْسَةً قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَعْمَرًا يَقُوْلُ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ قَالَ لَمْ يَحْفَظْ إِنَّمَا قَالَ أَعْلَقْتُ عَنْهُ حَفِظْتُهٗ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ وَوَصَفَ سُفْيَانُ الْغُلَامَ يُحَنَّكُ بِالْإِصْبَعِ وَأَدْخَلَ سُفْيَانُ فِيْ حَنَكِهٖ إِنَّمَا يَعْنِيْ رَفْعَ حَنَكِهٖ بِإِصْبَعِهٖ وَلَمْ يَقُلْ أَعْلِقُوْا عَنْهُ شَيْئًا.

٥٢٧٤۔ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اپنی بیٹی کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوئی اور میں نے درد حلق کے سبب سے اس کا حلق ملا ہوا تھا سو فرمایا کہ تم کیوں حلق ملتی ہو اپنی اولاد کا اس گھانٹی سے تم لازم پکڑو اپنے اوپر کوٹ کو اس واسطے کہ اس میں سات بیماریوں کی شفاء ہے ان میں سے ایک ذات الجنب ہے یعنی پہلو کا درد حلق کے درد میں ناک میں ڈالا جائے اور ذات الجنب میں حلق میں ڈالا جائے سو میں نے زہری سے سنا کہتا تھا کہ اس نے ہمارے واسطے دو کو بیان کیا اور پانچ بیماریوں کو بیان نہ کیا علی بن عبداللہ کہتا ہے کہ میں نے سفیان سے کہا کہ معمر کہتا ہے اعلقت علیه یعنی درد حلق کے دوا کو اس عبارت سے ادا کیا ہے کہا کہ اس نے یاد نہیں رکھا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا ہے اس نے اعلقت عنه یعنی اس مضمون کو اس عبارت سے ادا کیا ہے یاد رکھا ہے میں نے اس کو زہری کے منہ سے اور بیان کیا سفیان نے لڑکے کو کہ انگلی سے اس کے تالو میں شیرینی لگائی جائے پیدا ان ہونے کے وقت اور داخل کیا سفیان نے اپنے تالو میں

یعنی اپنی انگلی سے اپنے تالو کو اٹھایا یعنی اعلقت عنه کے معنی یہ ہیں کہ انگلی سے اس کے تالو کو ملا جیسے لڑکے کو تحنیک کی جاتی ہے اور نہیں کہا اس نے اعلقوا عنه شیئا یعنی اس مضمون کو اس عبارت سے ادا نہیں کیا۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

٥٢٧٥ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَّيُوْنُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ فِيْ أَنْ يُّمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسٍ وَآخَرَ فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا دَخَلَ بَيْتَهَا وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ هَرِيْقُوْا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَّمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّيْ أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ قَالَتْ فَأَجْلَسْنَاهُ فِيْ مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ حَتّٰى جَعَلَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ وَخَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَصَلّٰى لَهُمْ وَخَطَبَهُمْ.

٥٢٧٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کو درد کی شدت ہوئی تو اپنی بیویوں سے اجازت مانگی کہ میرے گھر میں بیمار داری کیے جائیں یعنی میرے گھر میں بیماری کاٹیں بیویوں نے آپ کو اجازت دی سو دو مردوں یعنی عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرے ایک پر سہارا کر کے نکلے اس حال میں کہ آپ کے دونوں بازوں زمین پر لکیر کھینچتے تھے یعنی زمین پر گھسٹتے جاتے تھے سو میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر دی سو کہا کہ تو جانتا ہے کہ دوسرا مرد کون ہے، جس کا عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں لیا؟ میں نے کہا کہ نہیں کہا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے اور آپ کو درد کی شدت ہوئی کہ بہاؤ میرے اوپر سات مشکیں جن کے منہ نہ کھلے ہوں تا کہ میں لوگوں کو وصیت کروں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حفصہ رضی اللہ عنہا کی ایک تغار میں بٹھلایا پھر آپ پر مشکوں سے پانی ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف اشارہ کرنے لگے کہ بس کرو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف نکلے اور ان کو نماز پڑھائی اور ان پر خطبہ پڑھا۔

فائدہ:اس حدیث کی شرح وفات نبوی میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ قول آپ کا ہے کہ میرے اوپر سات مشکیں بہاؤ جن کے منہ نہ کھلے ہوں اور کہا ابن بطال نے کہ اس باب کی حدیث کو پہلے باب سے مناسبت نہیں ہے سو میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے کہ کہا جائے اول کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضرت ﷺ کی بیماری میں اور جو آپ کو اس میں اتفاق پڑا ایک ہے بعض راویوں نے اس کو پورے طور سے بیان کیا ہے اور بعض نے اس کو مختصر طور سے بیان کیا ہے اور آپ کے حلق میں دوا ڈالنے کا قصہ آپ کے بیہوش ہونے کے وقت تھا اور اسی طرح قصہ سات مشکوں کا لیکن حلق میں دوا ڈالنے سے منع کیا تھا اسی واسطے اس پر عتاب کیا برخلاف پانی ڈالنے کے کہ اس کا خود حکم کیا سو اس پر اس سے انکار نہ کیا سو اس سے لیا جاتا ہے کہ بیمار جب عارف ہو تو نہ مجبور کیا جائے اوپر کھانے اس چیز کے جس سے منع کرے اور نہ منع کیا جائے اس چیز سے کہ اس کے ساتھ حکم کرے۔ (فتح)

بَابُ الْعُذْرَةِ. باب ہے بیچ بیان عذرہ کے۔

فائدہ: عذرہ درد ہے حلق کا اور نام رکھا جاتا ہے اس کا سقوط اللہاۃ اور بعض نے کہا کہ وہ نام ہے لہاۃ کا اور مراد اس کا درد ہے اور لہاۃ گوشت کا ایک ٹکڑا ہے حلق کی دوسری طرف میں۔

٥٢٧٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيَّةَ أَسَدَ خُزَيْمَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِيْ بَايَعْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ أُخْتُ عُكَاشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَّهَا قَدْ أَعْلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَا تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِّنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُرِيْدُ الْكُسْتَ وَهُوَ الْعُوْدُ الْهِنْدِيُّ وَقَالَ يُوْنُسُ وَإِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَلَّقَتْ عَلَيْهِ.

٥٢٧٦۔ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ پہلی ہجرت کرنے والی عورتوں میں سے تھی اور وہ بہن ہے عکاشہ کی اس نے اس کو خبر دی کہ وہ اپنے بیٹے کو حضرت ﷺ کے پاس لائی اس حال میں کہ اس کے تالو کو ملا ہوا تھا درد حلق کے سبب سے سو حضرت ﷺ نے فرمایا تم کیوں حلق ملتی ہو اپنی اولاد کا اس گھانٹی سے تم لازم پکڑو اپنے اوپر اس کوٹ کو اس واسطے کہ اس میں سات بیماریوں کی شفاء ہے ان میں سے ایک ذات الجنب ہے اور مراد کست ہے اور وہ عود ہندی ہے اور کہا اسحاق نے زہری سے علقت علیہ۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اعلقت غمزت یعنی ملا میں نے اور اعلاق کی تفسیر ہے ملنا درد حلق کا انگلی سے۔

بَابُ دَوَآءِ الْمَبْطُوْنِ. باب ہے بیچ دوا مبطون کے۔

فائدہ: مراد ساتھ مبطون کے وہ شخص ہے جس کا پیٹ بیمار ہو بہت دست آنے کے سبب سے اور اس کے اسباب بہت ہیں۔

۵۲۷۷ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَخِي اسْتَطْلَقَ بَطْنُهُ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَقَالَ إِنِّيْ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيْكَ تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ.

۵۲۷۷۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میرے بھائی کا پیٹ چلتا ہے یعنی اس کو دست آتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو شہد پلا اس نے اس کو شہد پلایا سو کہا میں نے اس کو شہد پلایا سو اس نے تو اس کو اور زیادہ دست کیے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے سچ کہا اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے متابعت کی ہے اس کی نضر نے شعبہ سے۔

فائدہ: اس روایت میں اختصار ہے اور دوسری روایتوں میں ہے کہ اسی طرح تین بار فرمایا پھر چوتھی بار فرمایا کہ اللہ نے سچ فرمایا اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اس کو شہد پلا سو اس نے اس کو شہد پلایا تو وہ اچھا ہو گیا کہا خطابی وغیرہ نے کہ اہل حجاز جھوٹ کو خطا کی جگہ میں بولتے ہیں کہا جاتا ہے کذب سمعك یعنی نہیں پائی اس نے حقیقت اس چیز کی کہ اس سے کہی گئی سو یہ جو فرمایا کہ تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے یعنی نہیں لائق ہے واسطے قبول کرنے شفاء کے بلکہ اس سے پھسلا اور اعتراض کیا ہے بعض ملحدوں نے سو کہا کہ شہد مسہل ہے سو جس کو دست آتے ہیں اس کو کیونکر مفید ہوگا اور جواب یہ ہے کہ یہ جہل ہے اس کے قائل کا بلکہ وہ اللہ کے اس قول کی مانند ہے ﴿بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا﴾ اس واسطے کہ اتفاق ہے سب اطباء کا اس پر کہ مختلف ہوتا ہے علاج ایک بیماری کا ساتھ اختلاف عمر کے اور عادت کے اور زمانے کے اور غذا کے جو مالوف ہو اور تدبیر کے اور قوت طبیعت کے اور اس پر کہ دست کئی قسم سے پیدا ہوتے ہیں ان میں سے ہیضہ ہے جو بدہضمی سے پیدا ہوا ہے اور اس پر کہ علاج اس کا ساتھ ترک طبیعت کے ہے اور فصل اس کے سو اگر مسہل مدد کرنے والے کی حاجت ہو تو مدد کی جائے جب تک کہ بیمار کے ساتھ قوت باقی ہو شاید اس مرد کو بدہضمی سے دست آتے تھے سو بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اس کے شہد کو واسطے دفع کرنے فضلوں کے جو جمع ہیں معدے کی طرفوں میں اور انتڑیوں میں واسطے اس چیز کے کہ شہد میں ہے صاف کرنے اور نکال دینے فضلوں کے سے جو پہنچتے ہیں معدے کو لیس دار اخلاط سے جو منع کرتے ہیں غذا کے قرار پکڑنے کو معدے میں اور واسطے معدے کے خمل ہیں اور

جب اس کے ساتھ لیس دار اخلاط لٹک جائیں تو اس کو فاسد کر ڈالتے ہیں اور جو غذا اس کی طرف پہنچے اس کو بھی فاسد کر ڈالتی ہے سو ہو گی دوا اس کی ساتھ اس چیز کے کہ صاف کرے ان اخلاط کو اور نہیں ہے کوئی چیز اس میں مثل شہد کی خاص کر جب کہ ملایا جائے ساتھ پانی گرم کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ فائدہ دیا اس کو پہلی بار میں اس واسطے کہ واجب ہے کہ بیماری کی دوا کے واسطے کوئی اندازہ اور کمیت ہو موافق بیماری کے اگر اس سے کم ہو تو اس کو بالکل دفع نہیں کرتی اور اگر اس سے بڑھ جائے تو قوت کو واہی کر دیتی ہے اور ضرر کو پیدا کرتی ہے سو شاید اس نے پہلی بار نہ پیا تھا اس سے بقدر اس کے کہ دوا کا مقابلہ کرے سو اس کو حکم کیا کہ پھر پیئے سو جب کئی بار پینا بیماری کے مادے کے موافق ہو گیا تو وہ اللہ کی اجازت سے اچھا ہو گیا اور یہ جو فرمایا کہ تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ یہ دوا نافع ہے اور باقی رہنا بیماری کا نہیں ہے واسطے قصور دوا کے فی نفسہ لیکن واسطے بہت ہونے مادے فاسد کے اور اسی واسطے حکم کیا ساتھ پھر پینے شہد کے واسطے نکالنے مادے فاسد کے سو اسی طرح ہوا اور اللہ کی اجازت سے اچھا ہو گیا اور کہا خطابی نے کہ طب دو قسم پر ہے ایک طب یونان کی اور وہ قیاسی ہے اور ایک عرب اور ہند کی اور وہ تجربہ کی ہے اور اکثر حضرت ﷺ جو کسی بیمار کو بتلاتے تھے عرب کے طریق پر بتلاتے تھے اور اس سے بعض پر حضرت ﷺ کو وحی سے اطلاع ہو جاتی تھی اور البتہ کہا ہے صاحب کتاب نے طب میں کہ شہد کبھی جاری ہوتا ہے رگوں میں سریع اور چلتی ہے ساتھ اس کے اکثر غذا اور کھولتا ہے بول کو سو ہوتا ہے قابض اور کبھی باقی رہتا ہے معدے میں سو اس کو ہلا دیتا ہے یہاں تک کہ دفع کرتا ہے طعام کو اور چلاتا ہے پیٹ کو سو ہوتا ہے سہل سو ان کا وصف اس کی سے واسطے مسہل کے مطلق قصور ہے منکر سے اور کہا اس کے غیر نے کہ پیغمبر کی طب میں صحت یقینی ہے واسطے صادر ہونے اس کے کی وحی سے اور اس کے غیر کی طب اکثر اس کا حدس اور تجربہ ہے اور کبھی بعض لوگ پیغمبری طب کو استعمال کرتے ہیں اور ان کو شفاء حاصل نہیں ہوتی اور یہ واسطے مانع کے ہے کہ قائم ہوا ہے ساتھ استعمال کرنے والے کے ضعف اعتقاد شفاء کے سے ساتھ اس کے کی اور لینے اس کے ساتھ قبول کے اور ظاہر تر مثال اس میں قرآن ہے جو شفاء ہے واسطے ان بیماریوں کے کہ سینے میں ہیں اور باوجود اس کے بعض لوگوں کو سینے کی شفاء اس سے حاصل نہیں ہوتی واسطے قصور ان کے اعتقاد میں اور لینے کے ساتھ قبول کے بلکہ نہیں زیادہ کرتا ہے منافق کو مگر گندگی پر گندگی اور بیماری پر بیماری سو پیغمبری کی طب نہیں مناسب ہے مگر پاک بدنوں کو جیسے کہ شفاء قرآن کی نہیں مناسب ہے مگر پاک دلوں کو کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ حضرت ﷺ نے جو اس کے واسطے شہد کو بتلایا تو اس میں چار قول ہیں ایک حمل کرنا آیت کا ہے عموم پر شفاء میں اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ قول اپنے کے صَدَقَ اللّٰهُ یعنی اللہ نے سچ فرمایا اپنے اس قول میں ﴿فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾ جب تنبیہ کی اس کو اس حکمت پر تو کیا اس نے اس کو ساتھ قبول کے سو اللہ کی اجازت سے اچھا ہو گیا دوسرا یہ کہ وصف مذکور بطور مالوف ان کی اس کو ہے کہ ان کی عادت تھی کہ سب بیماریوں میں شہد کے ساتھ

علاج کیا کرتے تھے تیسرا یہ کہ اس کو ہیضہ تھا اور تائید کرتی ہے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ لازم پکڑو اپنے اوپر دو شفاء والی چیزوں کو شہد کو اور قرآن کو روایت کیا ہے ابن ماجہ نے چوتھا قول یہ ہے کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا ہو کہ شہد پکا کر پیئے اور اس نے اس کو پہلی بار کچا پیا۔ (فتح)

بَابُ لَا صَفَرَ وَهُوَ دَآءٌ يَأْخُذُ الْبَطْنَ. نہیں ہے صفر اور وہ ایک بیماری ہے جو پیٹ کو پکڑتی ہے

فائدہ: اسی طرح جزم کیا ہے اس نے ساتھ اس تفسیر کے اور بعض نے کہا کہ وہ سانپ ہے کہ پیٹ میں ہوتا ہے مواشی اور آدمیوں کو پہنچتا ہے اور وہ زیادہ تر بڑھنے والا ہے خارش سے نزدیک عرب کے بنا بر اس کے سو مراد ساتھ نفی صفر کے وہ چیز ہے کہ تھے اعتقاد کرتے اس کو بیچ اس کے عدوی سے اور ترجیح ہے نزدیک بخاری رحمہ اللہ کے اس قول کو اس واسطے کہ وہ مقرون ہے حدیث میں ساتھ عدوی کے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ صفر کے مہینہ صفر کا ہے اور یہ اس واسطے کہ عرب صفر کو حرام ٹھہراتے تھے اور محرم کو حلال ٹھہراتے تھے سو اسلام نے اس کو باطل کیا اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے صفر اور بعض صفر کو منحوس جانتے تھے۔ (فتح)

٥٢٧٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ إِبِلِي تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَآءُ فَيَأْتِي الْبَعِيْرُ الْأَجْرَبُ فَيَدْخُلُ بَيْنَهَا فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ.

۵۲۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ عدوی ہے نہ صفر اور نہ ہامہ تو ایک دیہاتی نے کہا کہ یا حضرت! کیا حال ہے میرے اونٹوں کا کہ ہوتے ہیں ریت میں جیسے ہرن ہیں یعنی صفائی بدن میں سو آتا ہے اونٹ خارش والا سو ان کے درمیان داخل ہوتا ہے سو ان کو خارش دار کر دیتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے کو کس نے خارش لگائی؟۔

بَابُ ذَاتِ الْجَنْبِ. باب ہے بیچ بیان ذات الجنب کے۔

فائدہ: وہ ایک ورم ہے گرم کہ عارض ہوتی ہے پسلیوں کی باطنی جھلی میں اور کبھی بولی جاتی ہے ذات الجنب اس درد کو کہ عارض ہوتا ہے پہلو کے کناروں میں ریح غلیظ سے جو بند ہوتی ہے صفاق اور عضل میں جو سینے میں ہے سو درد پیدا ہوتا ہے سو پہلی ذات الجنب حقیقی ہے کہ کلام کیا ہے حکیموں نے اوپر اس کے اور اس کے سبب سے پانچ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں

بخار اور کھانسی اور نخس اور ضیق النفس اور نبض منشاری اور ذات الجنب کو وجع خاصرہ بھی کہا جاتا ہے اور یہ خوف ناک بیماریوں سے ہے اس واسطے کہ وہ پیدا ہوتی ہے درمیان دل اور کبد کے اور وہ بد بیماری ہے اس واسطے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس کو مجھ پر غالب نہ کرے گا اور مراد ساتھ ذات الجنب کے باب کی دونوں حدیثوں میں دوسری قسم ہے اس واسطے کہ دوا کیا جاتا ہے ساتھ کوٹ کے ریح غلیظ کا کہا مسیحی نے کہ کوٹ گرم خشک ہے قابض ہے روکتا ہے پیٹ کو اور قوی کرتا ہے باطنی اعضاء کو اور ریح کو دور کرتا ہے اور سدے کو کھولتا ہے اور زیادہ رطوبت کو دور کرتا ہے اور جائز ہے کہ کوٹ حقیقی ذات الجنب کو بھی فائدہ کرے جب کہ مادے بلغمی سے پیدا ہو خاص تنزل کے وقت میں۔

٥٢٧٩ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِي بَايَعْنَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَّهَا قَدْ عَلَّقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا تَدْغَرُوْنَ أَوْلَادَكُمْ بِهٰذِهِ الْأَعْلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِّنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُرِيْدُ الْكُسْتَ يَعْنِي الْقُسْطَ قَالَ وَهِيَ لُغَةٌ.

۵۲۷۹۔ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور پہلی ہجرت کرنے والی عورتوں سے ہے جنہوں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تھی اور وہ بہن ہے عکاشہ کی اس نے اس کو خبر دی کہ وہ اپنے بیٹے کو حضرت ﷺ کے پاس لائی کہ درد حلق سے اس کا تالو ملا تھا سو فرمایا کہ اللہ سے ڈرو کیوں تم تالو ملتی ہو اپنی اولاد کا اس گھانٹی سے لازم پکڑو تم اپنے اوپر اس کوٹ کو اس واسطے کہ اس میں سات بیماریوں کی شفاء ہے ایک ان میں سے ذات الجنب ہے مراد قسط ہے کہا قسط بھی ایک لغت ہے۔

٥٢٨٠ ـ حَدَّثَنَا عَارِمٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ قُرِئَ عَلٰى أَيُّوْبَ مِنْ كُتُبِ أَبِي قِلَابَةَ مِنْهُ مَا حَدَّثَ بِهِ وَمِنْهُ مَا قُرِئَ عَلَيْهِ وَكَانَ هٰذَا فِي الْكِتَابِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ وَأَنَسَ بْنَ النَّضْرِ كَوَيَاهُ وَكَوَاهُ أَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِهِ وَقَالَ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي

۵۲۸۰۔ حدیث بیان کی ہم سے عارم نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے حماد نے کہا کہ پڑھا گیا ایوب پر ابو قلابہ کی کتابوں سے بعض چیز اس سے وہ ہے کہ حدیث بیان کیا گیا ساتھ اس کے ایوب بعض چیز اس سے وہ ہے کہ پڑھی گئی اوپر اس کے اور تھا یہ کتاب میں کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے اس کو داغا اور ابو

قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَذِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ بَيْتٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ أَنْ يَّرْقُوْا مِنَ الْحُمَةِ وَالْأُذُنِ قَالَ أَنَسٌ كُوِيْتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ وَّشَهِدَنِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُوْ طَلْحَةَ كَوَانِيْ.

طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے ہاتھ سے داغا اور کہا عباد بن منصور نے ایوب سے اس نے روایت کی ابو قلابہ سے اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے گھر والوں کو اجازت دی کہ جھاڑ پھونک کریں زہر سے اور کان سے کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ میں داغا گیا ذات الجنب کی بیماری کے سبب سے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور انس بن نضر رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ میرے پاس موجود تھے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو داغا۔

فائدہ: اول داغنے کو دونوں کی طرف منسوب کیا اس واسطے کہ وہ دونوں اس کے ساتھ راضی تھے پھر اس کو صرف ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا اس واسطے کہ اس نے خود اس کو اپنے ہاتھ سے داغا اور یہ جو کہا کہ عباد بن منصور نے کہا تو مراد اس تعلیق سے فائدہ ہے متن کی جہت سے اور وہ یہ ہے کہ داغنا مذکور ذات الجنب کی بیماری کے سبب سے تھا اور یہ کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تھا اور یہ کہ زید بن ثابت صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں میں ہیں جو وہاں موجود تھے اور زہر کا حکم آئندہ آئے گا اور بہر حال کان کا منتر سو کہا ابن بطال نے کہ مراد کان کا درد ہے یعنی رخصت دی بیچ منتر کان کے جب کہ ہو اس میں درد اور یہ نہیں وارد ہوتا ہے حصر مذکور پر کہ نہیں ہے منتر مگر آنکھ سے یا حمہ سے سو جائز ہے کہ رخصت دی ہو اس میں بعد منع کے اور احتمال ہے کہ معنی یہ ہوں کہ نہیں ہے کوئی منتر زیادہ تر نافع منتر آنکھ سے اور حمہ کے سے اور یہ مراد نہیں کہ ان دونوں کے سوائے اور کسی چیز کے واسطے جائز نہیں اور مراد اہل بیت انصار سے وہ آل عمرو بن حزم کی ہے اور انس بن نضر انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا چچا ہے۔

بَابُ حَرْقِ الْحَصِيْرِ لِيُسَدَّ بِهِ الدَّمُ.

جلانا چٹائی کا تا کہ بند کیا جائے ساتھ اس کے خون زخم سے۔

فائدہ: یعنی راہ خون اور شاید اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے طرف اس کے کہ یہ مال کا ضائع کرنا نہیں ہے اس واسطے کہ وہ تو صرف مباح ضرورت کے واسطے کیا جاتا ہے اور البتہ ابوالحسن قابسی نے کہا کہ اگر ہم جانتے کہ وہ چٹائی کس چیز سے تھی تو ہم اس کو خون بند کرنے کی دوا ٹھہراتے اور کہا ابن بطال نے کہ گمان کیا ہے اہل طب نے کہ ہر قسم کی چٹائی جب جلائی جائے تو باطل کرتی ہے خون کی زیادتی کو بلکہ سب راکھ اسی طرح ہے اس واسطے کہ راکھ کی شان سے قبض کرنا ہے اسی واسطے باب باندھا ہے ترمذی نے دوا کرنا ساتھ راکھ کے کہا مہلب نے اس میں ہے کہ راکھ سے خون بند کرنا ان کے نزدیک معلوم تھا خاص کر جب کہ ہو چٹائی دب سے کہ وہ معلوم ہے ساتھ قبض کے اور خوشبو کے سو

قبض بند کرتی ہے زخم کے منہ کو اور خوش کرتی ہے بو کو اور لے جاتی ہے خون کی آلائش کو اور بہر حال دھونا خون کا اول سو لائق ہے کہ ہو اسی وقت جب کہ زخم گہرا نہ ہو اور اگر زخم گہرا ہو تو نہیں امن ہے اس سے کہ پانی ڈالنے سے ضرر ہو۔

٥٢٨١ ۔ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ لَمَّا كُسِرَتْ عَلٰى رَأْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْضَةُ وَأُدْمِيَ وَجْهُهُ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ وَكَانَ عَلِيٌّ يَخْتَلِفُ بِالْمَآءِ فِي الْمِجَنِّ وَجَآءَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ الدَّمَ يَزِيْدُ عَلَى الْمَآءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ إِلٰى حَصِيْرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا عَلٰى جُرْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَقَأَ الدَّمُ.

٥٢٨١۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر خود ٹوٹی یعنی دن جنگ اُحد کے اور آپ کا چہرہ خون سے آلودہ ہوا اور آپ کا دانت توڑا گیا اور علی رضی اللہ عنہ بار بار ڈھال میں پانی لاتے تھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے لہو دھوتی تھیں سو جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خون دیکھا کہ پانی سے زیادہ ہوتا جاتا ہے تو چٹائی کی طرف قصد کیا اس کو جلا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم پر لگایا سو خون بند ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے۔ رقأ الدم یعنی باطل ہوا نکلنا اس کا۔

بَابُ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ. بخار دوزخ کے جوش سے ہے۔

فائدہ: اور مراد غلبہ اور جوش اس کی گرمی کا ہے اور بخار کئی قسم پر ہے اور اختلاف ہے بیچ منسوب کرنے اس کے طرف جہنم کی سو بعض نے کہا کہ مراد حقیقت ہے اور لپٹ جو حاصل ہے بخار والے کے بدن میں ایک ٹکڑا ہے دوزخ سے مقدر کیا ہے اللہ نے اس کے ظہور کو ساتھ اسباب کے جو اس کو تقاضا کرتے ہیں تاکہ عبرت پکڑیں ساتھ اس کے بندے جیسے کہ اقسام خوشی اور لذت کی بہشتوں کی نعمتوں سے ہیں ظاہر کیا ہے ان کو دنیا میں واسطے عبرت اور دلالت کے اور یہ مانند اس حدیث کی ہے کہ ٹھنڈی کرو نماز کو اس واسطے کہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے اور یہ کہ اللہ نے اس کو دو بار سانس لینے کی اجازت دی اور بعض نے کہا کہ مراد تشبیہ ہے یعنی بخار کی گرمی دوزخ کی گرمی کے مشابہ ہے اور پہلا احتمال اولیٰ ہے۔ (فتح)

٥٢٨٢ ۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ

٥٢٨٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخار دوزخ کے جوش سے ہے سو اس کو پانی سے سرد کرو۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى
مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَطْفِئُوْهَا بِالْمَآءِ.

فائدہ: کہا خطابی وغیرہ نے کہ بعض بیوقوف طبیبوں نے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے ساتھ اس طور کے کہ بخار والے کا پانی سے نہانا بڑا خطرہ ہے کہ اس کو ہلاک کے قریب پہنچا دیتا ہے اس واسطے کہ وہ جمع کرتا ہے مسام کو اور بند کرتا ہے بخار کو اور الٹا دیتا ہے گرمی کو طرف داخل بدن کی سو ہوتا ہے یہ سبب واسطے تلف کے اور جواب یہ ہے کہ یہ اشکال پیدا ہوا ہے اس شخص کو جس کو حدیث کے سچ ہونے میں شک ہے سو اس کو اول کہا جاتا ہے کہ کہاں سے حمل ہوا امر او پر نہانے کے اور نہیں ہے حدیث صحیح میں بیان کیفیت اس کی کا چہ جائیکہ خاص ہونا اس کا ساتھ نہانے کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حدیث میں ارشاد ہے کہ بخار کو پانی سے سرد کرو سو اگر رضاعت طب کی تقاضا کرے کہ غوطہ مارنا ہر بخار والے کا پانی میں یا ڈالنا اس کے سارے بدن پر اس کو ضرر کرتا ہے تو نہیں ہے یہ مراد اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقصود حضرت ﷺ کا استعمال کرنا پانی کا ہے ایسی وجہ سے کہ نفع دے سو چاہیے کہ بحث کی جائے اس وجہ سے تا کہ حاصل ہو نفع ساتھ اس کے اور البتہ ظاہر ہو چکا ہے دوسری حدیث سے کہ مراد مطلق نہانا نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد حضرت ﷺ کی نہانا ہے او پر وجہ مخصوص کے اور اولیٰ یہ ہے کہ تبرید بخار کی کیفیت کو اسماء کے فعل پر حمل کیا جائے کہ وہ چھڑکتے تھے بخار والے کے بدن پر کچھ پانی اس کے آگے اور کپڑے میں اور صحابی اعلم ہے ساتھ مراد کے اپنے غیر سے اور شاید یہی راز ہے اس میں کہ بخاری رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے پیچھے اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث کو وارد کیا ہے اور یہ عجب ترتیب اس کے سے ہے اور برتقدیر اس کے کہ وارد ہو تصریح ساتھ نہانے کے سارے بدن میں سو جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ ہو بیچ وقت مخصوص کے ساتھ عدد مخصوص کے سو ہوگا ان خواص سے کہ حضرت ﷺ کو ان پر وحی سے اطلاع ہوئی اور باطل ہوگی نزدیک اس کے سب گفتگو اہل طب کی اور روایت کی ہے ترمذی نے مرفوع کہ جب کسی کو بخار پہنچے اور وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے سو چاہیے کہ اس کو پانی کے ساتھ سرد کرے جاری نہر میں گھسے اور جس طرف سے پانی آتا ہو اس طرف منہ کرے اور کہے بسم اللہ الٰہی! اپنے بندے کو شفا دے اور اپنے رسول کو سچا کر بعد نماز فجر کے سورج کے نکلنے سے پہلے اور چاہیے کہ اس میں تین بار غوطہ لگائے تین دن سو اگر اچھا نہ ہو تو پانچ دن نہیں تو سات دن نہیں تو نو دن کہ وہ نہیں قریب ہے کہ نو دن سے آگے نہ بڑھے اللہ کے حکم سے اور احتمال ہے کہ ہو یہ حکم واسطے بعض بخاروں کے سوائے بعض کے اور بعض جگہوں میں سوائے بعض کے واسطے بعض شخصوں کے سوائے بعض کے اور یہ باوجہ ہے اس واسطے کہ خطاب حضرت ﷺ کا کبھی عام ہوتا ہے اور یہ اکثر ہے اور کبھی خاص ہوتا ہے جیسے کہ فرمایا کہ نہ منہ کرو طرف قبلے کی ساتھ پاخانے کے اور نہ بول کے لیکن پورب اور پچھم کی طرف منہ کیا کرو یہ خطاب سب زمین والوں کو نہیں بلکہ خاص ہے واسطے مدینے

والوں کے اور جو لوگ ان کی جانب میں ہیں سو اسی طرح احتمال ہے کہ ہو یہ حکم خاص ساتھ اہل حجاز کے اور جو ان کے گرد ہیں اس واسطے کہ اکثر بخار ان کو گرمی کی شدت سے عارض ہوتا ہے اور ان کو ٹھنڈا پانی فائدہ دیتا ہے پینے میں اور نہانے میں اس واسطے کہ بخار حرارت غریبہ ہے کہ روشن ہوتی ہے دل میں اور پھیلتی ہے اس سے روح کے ذریعہ سے طرف رگوں کی سارے بدن میں اور وہ دو قسم پر ہے ایک عرضی ہے اور وہ پیدا ہوتا ہے ورم سے یا حرکت سے یا سورج کی گرمی کی شدت سے اور ایک قسم بخار مرضی ہے اور وہ تین قسم پر ہے اور ہوتی ہے مادے سے پھر اس میں سے وہ قسم ہے جو گرم کرتی ہے سارے بدن کو سو اگر اس کے تعلق کا مبدا روح کے ساتھ ہو تو وہ حمی یومی ہے اس واسطے کہ وہ غالبا ایک دن میں واقع ہوتی ہے اور اس کی نہایت تین دن تک ہے سو جائز ہے کہ مراد حدیث میں یہی قسم ہو اس واسطے کہ وہ تھم جاتی ہے غوطہ مارنے سے ٹھنڈے پانی میں اور ساتھ پینے پانی برف والے کے اور نہیں محتاج ہوتا ہے صاحب اس کا طرف اور علاج کی اور کہا جالینوس نے کہ ایک قسم کے بخار کو ٹھنڈا پانی فائدہ دیتا ہے جب کہ اس کے پیٹ میں ورم نہ ہو اور کہا ابوبکر رازی نے کہ اگر بیمار کا بدن سرسبز ہو اور زمانہ گرم ہو اور اس کو سرد پانی میں نہانے کی عادت ہو تو اجازت دی جائے اس کو بیچ نہانے کے اور البتہ مکرر ہوا ہے حدیثوں میں استعمال کرنا حضرت ﷺ کا سرد پانی کو جیسے کہ مرض الموت میں فرمایا کہ مجھ پر سات مشکیں بہاؤ جن کا منہ نہ کھلا ہو۔ اور ان حدیثوں میں رد ہے اس شخص پر جو تاویل کرتا ہے پانی کو ساتھ صدقہ کے یعنی خیرات کرو۔ (فتح)

قَالَ نَافِعٌ وَّكَانَ عَبْدُ اللهِ يَقُوْلُ اكْشِفْ عَنَّا الرِّجْزَ.

کہا نافع نے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ دور کرو ہم سے عذاب کو۔

فائدہ: اور شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سمجھا تھا اس سے کہ اصل بخار کی دوزخ سے ہے کہ جس کو یہ پہنچے اس کو اس کے ساتھ عذاب ہوتا ہے اور یہ عذاب کرنا مختلف ہوتا ہے ساتھ مختلف ہونے اس کے محل کے سو ہوتا ہے واسطے ایمان دار کے کفارہ اس کے گناہوں کا اور زیادتی اس کے ثواب میں کما مر اور واسطے کافر کے عقوبت اور بدلہ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ طلب کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو دور ہونے کو باوجودیکہ اس میں ثواب ہے واسطے مشروع ہونے طلب عافیت کے اللہ تعالیٰ سے اس واسطے کہ قادر ہے اس پر کہ اپنے بندے کے گناہ کو اتارے اور اس کے ثواب کو زیادہ کرے بغیر اس کے کہ پہنچے اس کو کوئی چیز جو اس پر دشوار ہو۔ (فتح)

٥٢٨٣ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّ أَسْمَآءَ بِنْتَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَتْ إِذَا أُتِيَتْ بِالْمَرْأَةِ قَدْ حُمَّتْ تَدْعُوْ

٥٢٨٣۔ حضرت فاطمہ منذر کی بیٹی سے روایت ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا کا دستور تھا کہ جب اس کے پاس کوئی بخار والی عورت لائی جاتی کہ اس کے واسطے دعا کرے تو وہ پانی لیتی اور اس کو اس کے اور اس کے گریبان کے درمیان چھڑکتی کہا

لَهَا أَخَذَتِ الْمَآءَ فَصَبَّتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَبْرُدَهَا بِالْمَآءِ.

اور کہتی کہ حضرت ﷺ ہم کو حکم کرتے تھے کہ ہم اس کو پانی سے ٹھنڈا کریں۔

٥٢٨٤ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوْهَا بِالْمَآءِ.

۵۲۸۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بخار دوزخ کا جوش ہے سو اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

٥٢٨٥ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْحُمّٰى مِنْ فَوْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوْهَا بِالْمَآءِ.

۵۲۸۵۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ بخار دوزخ کا جوش ہے سو اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنْ أَرْضٍ لَّا تُلَايِمُهٗ.

جو نکلے ایسی زمین سے جو اس کو موافق نہ ہو۔

فائدہ: وارد کیا ہے اس میں قصہ عرینیوں کا اور اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے اور شاید اشارہ کیا ہے اس نے اس کی طرف کہ وہ حدیث کہ وارد کیا ہے اس کو اس کے بعد کہ جس زمین میں طاعون واقع ہو اس سے کوئی باہر نہ نکلے سو یہ حدیث اپنے عموم پر نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے جو اس سے بھاگ کر نکلے، کما سیاتی ان شاء اللّٰہ تعالٰی ۔ (فتح)

٥٢٨٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَاسًا أَوْ رِجَالًا مِّنْ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكَلَّمُوْا بِالْإِسْلَامِ وَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا أَهْلَ ضَرْعٍ وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيْفٍ وَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۵۲۸۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند لوگ عکل اور عرینہ کی قوم سے حضرت ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لائے سو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! ہم لوگ شیر دار مواشی والے ہیں ہم کھیتی والے ہیں سو انہوں نے مدینے کی آب وہوا کو ناموافق پایا سو حکم کیا حضرت ﷺ نے واسطے ساتھ اونٹوں اور چرانے والے کے اور ان کو حکم کیا کہ اس میں نکلیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں سو وہ چلے یہاں تک کہ جب پتھریلی زمین کے کنارے میں تھے تو اپنے اسلام کے بعد کافر

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ وَبِرَاعٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّخْرُجُوْا فِيْهِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى كَانُوْا نَاحِيَةَ الْحَرَّةِ كَفَرُوْا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوْا رَاعِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ آثَارِهِمْ وَأَمَرَ بِهِمْ فَسَمَرُوْا أَعْيُنَهُمْ وَقَطَعُوْا أَيْدِيَهُمْ وَتُرِكُوْا فِيْ نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتّٰى مَاتُوْا عَلٰى حَالِهِمْ.

ہوئے اور حضرت ﷺ کے چرانے والے کو مار ڈالا اور اونٹوں کو ہانک لے چلے سو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی حضرت ﷺ نے ڈھونڈنے والوں کو ان کے پیچھے بھیجا یعنی سو پکڑے آئے سو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا سو انہوں نے ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیر کر ان کو اندھا کیا اور ان کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور پتھریلی زمین کے کنارے میں چھوڑے گئے یہاں تک کہ اسی حال میں مر گئے۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُوْنِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے طاعون میں۔

فائدہ: یعنی اس قسم سے کہ صحیح ہے اس کی شرط پر کہا خلیل نے کہ طاعون وبا ہے اور کہا صاحب نہایہ نے کہ طاعون عام ہے کہ فاسد ہوتی ہے واسطے اس کے ہوا اور فاسد ہوتیں ہیں ساتھ اس کے مزاجیں اور بدن اور کہا ابو الید باجی نے کہ وہ مرض ہے کہ عام ہوتی ہے بہت لوگوں کو ایک جہت میں جہات سے برخلاف معتاد بیماریوں کے اور ہوتی ہے بیماری ان کی ایک برخلاف باقی اوقات کے کہ ان کی بیماریاں مختلف ہوتی ہیں اور حاصل یہ ہے کہ حقیقت اس کی ایک ورم ہے جو پیدا ہوتی ہے خون کے جوش مارنے سے یا اس کی گرمی سے طرف ایک عضو کی سو اس کو فاسد کر ڈالتی ہے اور یہ کہ سوائے اس کے عام بیماریاں جو ہوا کے فساد سے پیدا ہوتی ہیں ان کا نام طاعون بطور مجاز کے رکھا جاتا ہے واسطے مشترک ہونے دونوں کے بیچ عام ہونے بیماری کے ساتھ اس کے یا کثرت موت کے اور دلیل اس پر کہ طاعون مغائر ہے وبا کو وہ چیز ہے جو باب کی چوتھی حدیث میں ہے کہ طاعون مدینے میں داخل نہیں ہوگی اور پہلے گزر چکا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ ہم مدینے میں آئے اور حالانکہ اللہ کی سب زمین سے اس میں زیادہ وبا تھی اور اسی طرح ہے حدیث بلال رضی اللہ عنہ کی اور عرینیوں کی سو یہ سب حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ وبا مدینے میں موجود تھی اور البتہ تصریح کی ہے پہلی حدیث نے کہ طاعون مدینے میں داخل نہیں ہوگی سو دلالت کی اس نے کہ وبا اور بیماری ہے اور طاعون اور بیماری ہے اور جس نے ہر وبا کو طاعون کہا ہے اس نے بطور مجاز کے کہا ہے اور وہ چیز کہ جدا ہوتی ہے ساتھ اس کے طاعون وبا سے اصل طاعون ہے کہ نہیں تعرض کیا واسطے اس کے طبیبوں نے اور وہ ہونا اس کا ہے جنون کی طعن سے اور نہیں مخالف ہے یہ اطباء کے قول کو کہ طاعون پیدا ہوتی ہے خون کے جوش سے اس واسطے کہ جائز ہے

کہ پیدا ہوتا ہو یہ باطنی زخم سے سو پیدا ہوتا ہے اس سے مادہ سمیہ اور جوش مارتا ہو خون اس کے سبب سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں تعرض کیا طبیبوں نے واسطے ہونے اس کے طعن جن سے اس واسطے کہ وہ امر ہے کہ نہیں پایا جاتا ہے ساتھ عقل کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہچانا جاتا ہے شارع سے سو کلام کیا انہوں نے موافق اپنے قواعد کے اور تائید کرتی ہے اس امر کی کہ طاعون جنوں کے طعن سے ہے یہ کہ طاعون واقع ہوتی ہے غالباً اعدل فصل اور صحیح تر شہر میں اور اس واسطے کہ اگر بسبب فساد ہوا کے ہوتی تو عام ہوتی آدمیوں اور حیوانوں کو اور موجودہ مشاہدہ میں یہ ہے کہ وہ بہت کو پہنچتی ہے بہت کو جوان کی جانب میں ہیں اور ان کی مزاج ان کی مانند ہے اس واسطے کہ فساد ہوا کا تقاضا کرتا ہے تغیر اخلاط اور کثرت بیماری کو اور طاعون غالباً قتل کرتی ہے بغیر بیماری کے سو دلالت کی اس نے کہ طاعون جنوں کی طعن سے ہے جیسے کہ ثابت ہو چکا ہے حدیث میں جو اس میں وارد ہیں ان میں سے ایک حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع فَنَاءُ اُمَّتِیْ بِالطَّعْنِ وَالطَّاعُوْنِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا الطَّعْنُ قَدْ عَرَفْنَاہُ فَمَا الطَّاعُوْنُ قَالَ وَخَزَا عَدَائِکُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَفِیْ کُلٍّ شَھَادَۃٌ أخرجه احمد یعنی فنا ہونا میری امت کا طعن اور طاعون سے ہے کہا گیا کہ یا حضرت! اس طعن کو تو ہم نے پہچانا سو طاعون کیا ہے؟ فرمایا کہ وہ زخم ہے تمہارے دشمن جنوں کا اور ہر ایک میں شہادت ہے اور کہا اہل لغت نے کہ وخز زخم ہے جب کہ باہر نہ نکلا ہو اور وصف کیا گیا زخم جنوں کا ساتھ اس کے کہ وہ وخز ہے اس واسطے کہ وہ واقع ہوتا ہے باطن سے طرف ظاہر کی اول اندر تاثیر کرتا ہے پھر باہر تاثیر کرتا ہے اور پار نہیں ہوتا اور یہ برخلاف زخم آدمیوں کے ہے کہ وہ واقع ہوتا ہے ظاہر سے طرف باطن کی سو اول ظاہر میں تاثیر کرتا ہے پھر باطن میں اور کبھی پار نہیں ہوتا۔ (فتح)

۵۲۸۷ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِیْ حَبِیْبُ بْنُ أَبِیْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِیْمَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ یُحَدِّثُ سَعْدًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُوْنِ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْهَا وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا فَقُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَهُ یُحَدِّثُ سَعْدًا وَلَا یُنْکِرُهُ قَالَ نَعَمْ.

۵۲۸۷۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی زمین میں وبا سنو تو اس میں نہ جاؤ اور جب اسی زمین میں وبا پڑے جس میں تم ہو تو اس سے نہ نکلو میں نے کہا کہ تو نے سنا ہے اس کو کہ حدیث بیان کرتا تھا سعد کو اور اس سے نہ انکار کرتا تھا؟ اس نے کہا کہ ہاں!۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ طاعون رجس ہے کہ بھیجی گئی بنی اسرائیل پر اور تم سے پہلوں پر سو شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ آئے ہے بلعام کے قصے میں سو روایت کی ہے طبری نے سیار سے کہ ایک مرد تھا اس کو بلعام کہا

جاتا تھا اس کی دعا قبول تھی اور یہ کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساتھ متوجہ ہوئے اس زمین کی طرف جس میں بلعام تھا سو بلعام کی قوم اس کے پاس آئی سو انہوں نے اس سے کہا کہ تو موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم پر بددعا کر اس نے کہا نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں اپنے رب سے اجازت لوں تو اللہ کی طرف سے منع کیا گیا پھر وہ اس کے پاس ہدیہ لائے اس نے اس کو قبول کیا اور دوسری بار انہوں نے اس سے سوال کیا اس نے کہا کہ میں اپنے رب سے اجازت لوں سو اس کو کچھ جواب نہ ملا انہوں نے کہا کہ اگر اللہ اس کو برا جانتا تو مجھ کو منع کرتا سو اس نے موسیٰ علیہ السلام پر بددعا کی سو جو بنی اسرائیل پر بددعا کرتا تھا وہ اس کی اپنی قوم پر الٹ پڑتی انہوں نے اس کو اس پر ملامت کی پھر اس نے کہا کہ میں تم کو بتلاتا ہوں وہ چیز کہ اس میں ان کا ہلاک ہونا ہے عورتوں کو ان کے لشکر میں بھیجو اور ان کو حکم کرو کہ کسی سے باز نہ رہیں یعنی اگر کوئی ان سے حرام کرنا چاہے تو اس کو منع نہ کریں سو عنقریب ہے کہ حرام کریں اور ہلاک ہو جائیں اور ان عورتوں میں بادشاہ کی بیٹی بھی تھی سو کسی گروہ کے سردار نے اس سے حرام کرنے کا ارادہ کیا اور اس کو اپنے مکان کی خبر دی سو اس نے اس کو اپنی جان پر قابو دیا سو واقع ہوا بنی اسرایل میں طاعون سو ان میں سے ایک دن میں ستر ہزار آدمی مرے اور آیا ایک مرد ہارون علیہ السلام کی اولاد سے اور اس کے پاس نیزہ تھا سو اس نے اس مرد اور عورت کو دونوں کو نیزہ سے مار ڈالا اور دونوں کو نیزہ سے گوندا اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے مبتدا میں کہ اللہ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ بنی اسرائیل کے گناہ بہت ہوئے سو ان کو اختیار دے درمیان تین چیزوں کے یا قحط کے یا دشمن کے دو مہینے یا طاعون کے تین دن داؤد علیہ السلام نے ان کو خبر دی انہوں نے کہا کہ تو ہمارے واسطے اختیار کر انہوں نے طاعون کو اختیار کیا سو ان میں سے دن ڈھلتے تک ستر ہزار مرا اور بعض نے کہا ایک لاکھ پھر داؤد علیہ السلام نے اللہ کی طرف زاری کی اللہ نے طاعون کو دور کیا اور بنی اسرائیل کے سوائے اور امتوں میں طاعون واقع ہوئی ہے اور یہ مراد ہے ساتھ قول حضرت کے مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اور طبری نے روایت کی ہے کہ فرعون کی قوم میں طاعون پڑی اور ان میں سے ستر ہزار آدمی مرے پھر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ دعا کر اگر تو ہم سے یہ عذاب دور کرے تو ہم تیرے ساتھ ایمان لائیں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اللہ نے طاعون دور کیا اور باقی شرح حدیث کی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ ۔ (فتح)

۵۲۸۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ

۵۲۸۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے یہاں تک کہ جب سرغ (ایک شہر کا نام ہے تیرہ منزل مدینے سے شام کی طرف) میں تھے تو فوجوں کے سردار یعنی ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ان سے ملے سو انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ بے شک شام

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ أُمَرَآءُ الْأَجْنَادِ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِأَرْضِ الشَّامِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ عُمَرُ ادْعُ لِيَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوْا فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ خَرَجْتَ لِأَمْرٍ وَلَا نَرٰى أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرٰى أَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَآءِ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ ادْعُوْا لِيَ الْأَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوْا سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيْ مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ مَّشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِّنْ مُّهَاجِرَةِ الْفَتْحِ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ مِنْهُمْ عَلَيْهِ رَجُلَانِ فَقَالُوْا نَرٰى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَآءِ فَنَادٰى عُمَرُ فِي النَّاسِ إِنِّيْ مُصَبِّحٌ عَلٰى ظَهْرٍ فَأَصْبِحُوْا عَلَيْهِ قَالَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ أَفِرَارًا مِّنْ قَدَرِ اللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ إِلٰى قَدَرِ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ هَبَطَتْ وَادِيًا لَّهُ عُدْوَتَانِ

میں وبا پڑی ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بلا میرے واسطے مہاجرین اولین کو سو اس نے ان کو بلایا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ لیا اور ان کو خبر دی کہ بے شک شام میں وبا پڑی ہے یعنی سو آگے جانا چاہیے یا نہیں؟ سو انہوں نے اختلاف کیا بعض نے کہا کہ البتہ تو ایک بڑے کام کے واسطے نکلا ہے اور ہم صلاح نہیں دیکھتے کہ تو اس سے پھرے اور بعض نے کہا کہ تیرے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور باقی لوگ ہیں اور ہم صلاح نہیں دیکھتے کہ تو ان کو اس وبا پر آگے لے جائے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ سو اٹھ گئے پھر کہا کہ میرے واسطے انصار کو بلا سو میں نے ان کو بلایا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ لیا سو وہ بھی مہاجرین کے راہ چلے یعنی جو انہوں نے کہا اور اختلاف کیا جیسے انہوں نے اختلاف کیا تھا کہا میرے پاس سے اٹھ جاؤ پھر کہا کہ بلا میرے واسطے جو یہاں ہو قریش کے بزرگوں سے فتح کے مہاجرین سے سو میں نے ان کو بلایا سو ان میں سے دو مردوں نے بھی اس پر اختلاف نہ کیا یعنی بلکہ سب نے اتفاق سے کہا کہ ہم صلاح یہ دیکھتے ہیں کہ تو لوگوں کے ساتھ پلٹے اور ان کو اس وبا پر آگے نہ لے جائے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں پکارا کہ بے شک میں صبح کو پیچھے ہٹنے والا ہوں سو تم بھی صبح کو پلٹو کہا ابو عبیدہ نے (یعنی اور وہ اس وقت شام کے امیر تھے) کیا تو پھرتا ہے واسطے بھاگنے کے اللہ کی تقدیر سے سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو عبیدہ! اگر تیرے سوائے کوئی اور یہ بات کہتا تو میں اس کو سزا دیتا ہاں ہم بھاگتے ہیں اللہ کی تقدیر سے طرف تقدیر اللہ کے بھلا بتلا تو کہ اگر تیرے اونٹ ہوں اور تو

إِحْدَاهُمَا خَصِبَةٌ وَّالْأُخْرٰى جَدْبَةٌ أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ قَالَ فَجَآءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِيْ بَعْضِ حَاجَتِهٖ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِيْ فِيْ هٰذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَّأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ قَالَ فَحَمِدَ اللّٰهَ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ.

ایک نالے میں اترے جس کے دو طرفیں ہوں ایک سرسبز ہو اور دوسری خشک بے گھاس کے سو اگر تو سرسبز کو چرائے تو کیا تو نے اس کو اللہ کی تقدیر سے نہیں چرایا اور اگر تو خشک کو چرائے تو کیا تو نے اس کو اللہ کی تقدیر سے نہیں چرایا؟ پھر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے اور وہ اپنے کسی کام سے غائب تھے یعنی مشورے میں ان کے ساتھ موجود نہ تھے بسبب غائب ہونے کے سو کہا کہ بے شک میرے پاس اس امر میں علم ہے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جب تم وبا کو کسی زمین میں سنو تو اس پر آگے نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں پڑے اور تم اس میں ہو تو نہ نکلو واسطے بھاگنے کے اس سے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی تعریف کی پھر پھرے۔

فائدہ: یہ طاعون جو اس وقت شام میں واقع ہوئی تھی اس کا نام طاعون عمواس رکھا جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ ان سے فوجوں کے سردار ملے یعنی شہروں کے سردار اور وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور یزید بن ابی سفیان اور شرحبیل بن حسنہ اور عمر بن عاص رضی اللہ عنہم تھے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شہروں کو ان کے درمیان تقسیم کر دیا ہوا تھا اور لڑائی کا اختیار خالد رضی اللہ عنہ کو دیا ہوا تھا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اختیار دیا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شام کو پانچ صوبوں پر تقسیم کیا ایک صوبہ اردن کا اور ایک حمص کا اور ایک دمشق کا اور ایک فلسطین کا اور قنسرین کا گویا ان پانچ صوبوں کو پانچ فوجیں مقرر کیا اور ہر ایک فوج پر ایک امیر مقرر کیا اور یہ جو کہا کہ فتح کے مہاجرین سے یعنی جنہوں نے فتح مکہ کے سال مدینے کی طرف ہجرت کی یا مراد مسلمان فتح کے ہیں یعنی جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تھے یا جو لوگ فتح مکے کے بعد مدینے کی طرف ہجرت کر گئے تھے ان کو باعتبار ظاہر کے مہاجر کہا اگرچہ فتح مکے کے بعد ہجرت کا حکم موقوف ہو گیا تھا اور اطلاق کیا اس پر یہ واسطے احتراز کرنے کے ان کے غیر سے قریش کے بزرگوں سے جو مکے میں رہے اور بالکل ہجرت نہ کی اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ مہاجر کو فی الجملہ غیر مہاجر پر فضیلت ہے اگرچہ ہجرت فاضلہ در اصل سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے اس شخص کے ہے جس نے فتح مکہ سے پہلے ہجرت کی واسطے اس حدیث کے لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ یعنی نہیں ہجرت ہے بعد فتح مکہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوا یہ اس طرح اس واسطے کہ ہجرت کے بعد مکہ دار الاسلام ہو گیا تھا سو جو اس میں سے مدینے کی طرف ہجرت کرتا تھا وہ صرف طلب علم اور جہاد کے واسطے ہجرت کرتا تھا نہ واسطے بھاگنے کے ساتھ دین اپنے کے برخلاف اس شخص کے جس نے فتح سے پہلے ہجرت

کی اور باقی لوگ یعنی اصحاب تعظیم کے واسطے ان کو کہا یعنی نہیں لوگ مگر وہی اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ باقی لوگوں کے وہ لوگ ہوں جنہوں نے حضرت ﷺ کو پایا عام طور سے اور مراد ساتھ اصحاب کے وہ لوگ ہوں جو ہمیشہ حضرت ﷺ کے ساتھ رہے اور آپ کے ہمراہ جہاد کیا اور یہ جو کہا کہ اگر تیرے سوائے کوئی اور یہ بات کہتا تو میں اس کو سزا دیتا اور یا معنی یہ ہیں کہ میں نے اس سے تعجب نہیں کیا لیکن میں تجھ سے تعجب کرتا ہوں کہ تو باوجود علم اور فضل کے یہ کس طرح کہتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو محذوف لادبته یعنی میں اس کو ادب سکھاتا یا تو واسطے تمنی کے ہے پس نہیں حاجت ہے طرف جواب کی اور معنی یہ ہیں کہ اگر تیرے سوائے اور کوئی شخص جو سمجھ نہیں رکھتا یہ کہتا تو البتہ معذور رکھا جاتا اور البتہ بیان کیا سبب اس کا ساتھ قول اپنے کے کہ عمر اس کی مخالفت کو مکروہ رکھتے تھے اور یہ جو کہا کہ ہاں ہم بھاگتے ہیں اللہ کی تقدیر سے طرف تقدیر اللہ کی تو ایک روایت میں ہے کہ اگر ہم آگے جائیں تو اللہ کی تقدیر سے ہے اور اگر پیچھے ہٹیں تو بھی اللہ کی تقدیر سے ہے اور اس کو فرار کہا واسطے مشابہ ہونے اس کے ساتھ اس کے صورت میں اگرچہ نہیں ہے فرار شرعی اور مراد یہ ہے کہ ہجوم کرنا آدمی کا اس چیز پر کہ اس کو ہلاک کرے منع ہے اور اگر کرے تو ہوگا اللہ کی تقدیر سے اور بچنا اس کا اس چیز سے کہ اس کو ایذا دے مشروع ہے اور کبھی مقدر کرتا ہے اللہ واقع ہونے اس کے کو اس چیز میں کہ اس سے بھاگا سو اگر اس کو کرے یا نہ کرے تو ہوگا اللہ کی تقدیر سے سو وہ دو مقام ہیں مقام توکل کا اور مقام تمسک کا ساتھ اسباب کے کما سیاتی تقریرہ اور محصل عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا کہ ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگتے یہ ہے کہ مراد ان کی یہ ہے کہ وہ نہیں بھاگے اللہ کی تقدیر سے حقیقۃً اور یہ اس واسطے کہ جس چیز سے وہ بھاگے وہ ایک امر ہے کہ اس سے انہوں نے اپنی جان پر خوف کیا سو نہ ہجوم کیا اوپر اس کے اور جس چیز کی طرف بھاگے تھے وہ ایک امر ہے کہ نہیں خوف کیا اس سے اپنی جان پر مگر اس چیز سے کہ نہیں ہے کوئی چارہ اس کے واقع ہونے سے برابر ہے کہ مسافر ہو یا مقیم اور ایک روایت میں سالم سے ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی حدیث کے سبب سے پھرے اور نہیں مراد ہے سالم کی ساتھ اس حصر کے نفی سبب عمر کے رجوع کے کہ وہ ان کے اپنے اجتہاد سے تھا جس پر اس سے قریش کے بزرگوں نے موافقت کی بلکہ مراد اس کی یہ ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث سنی تو راجح ہوا نزدیک ان کے پلٹ جانا جس پر انہوں نے قصد کیا تھا تو گویا کہ وہ کہتا ہے کہ اگر نص نہ ہوتی تو البتہ ممکن تھا کہ صبح کو اس میں تردد کرتے یا اپنی رائے پر رجوع کرتے سو جب عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث سنی تو بدستور رہے اپنے پہلے قصد پر اور اگر حدیث نہ ہوتی تو بدستور نہ رہتے اور حاصل یہ ہے کہ ارادہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ پھرنے کے کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں سو وہ مانند اس شخص کی ہے جو کسی گھر میں داخل ہونا چاہے سو اس میں مثلاً آگ جلتی دیکھے جس کا بچنا مشکل ہو سو وہ اس میں داخل نہ ہو بلکہ پھر جائے تاکہ اس کو آگ نہ پہنچے سو پھرے عمر رضی اللہ عنہ واسطے اس کے سو جب ان کو حدیث پہنچی تو ان کی رائے کے موافق پڑی تو ان کو خوش لگی سو اسی

واسطے کہا جس نے کہا کہ رجوع کیا عمر رضی اللہ عنہ نے واسطے حدیث کے نہ اپنی رائے سے فقط اور اسی طرح ابوعبیدہ نے بھی پہلے عمر رضی اللہ عنہ پر انکار کیا پھر ان کے موافق ہوئے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جائز ہے پھرنا واسطے اس شخص کے جو کسی شہر میں داخل ہونا چاہے سو معلوم کرے کہ اس میں طاعون پڑی ہے اور یہ کہ نہیں ہے یہ شگون بد سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس قسم سے ہے کہ منع ہے ڈالنا اپنے آپ کو ہلاکت کی طرف یا وہ از قسم سد ذریعہ کے ہے تا کہ نہ اعتقاد کرے وہ شخص کہ داخل ہو اس زمین میں جس میں طاعون پڑی کہ اگر اس میں نہ جاتا تو اس کو بیماری نہ لگتی اور البتہ گمان کیا ہے ایک قوم نے کہ نہی واسطے تنزیہ کے ہے اور یہ کہ جائز ہے جانا اس کی طرف اس کو جس کا توکل قوی ہو اور اس کا یقین صحیح ہو اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ اپنے پھرنے پر پشیمان ہوئے جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور کہا قرطبی نے کہ نہیں صحیح ہوتا ہے یہ عمر رضی اللہ عنہ سے اور کس طرح نادم ہوتے اوپر کرنے اس چیز کے کہ حکم کیا ہے ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس کی سند قوی ہے اور ایسی قوی حدیث رد نہیں کی جاتی باوجود ممکن ہونے تطبیق کے سو احتمال ہے کہ ہو جیسے بغوی نے کہا کہ حمل کیا ہے اس کو ایک قوم نے نہی تنزیہ پر اور یہ کہ جانا بیچ اس کے جائز ہے واسطے اس شخص کے جس پر توکل غالب ہو اور پھرنا اس سے رخصت ہے اور قوی تر یہ احتمال ہے کہ وہ نادم ہوئے اس پر کہ وہ ایک مسلمانوں کی مہم کے واسطے نکلے تھے سو طاعون کے سبب سے خالی پھر آئے اور وہ مہم طے نہ ہوئی اور نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی شہر میں وبا پڑے اور وہ اس میں ہو تو اس سے نکلنا منع ہے اور اس میں اصحاب کو اختلاف ہے کما تقدم اور نقل کیا ہے عیاض نے ایک جماعت اصحاب سے کہ جائز ہے نکلنا اس زمین سے جس میں طاعون واقع ہو ان میں سے ہیں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور تابعین سے ان میں سے ہے اسود رحمۃ اللہ علیہ اور مسروق رحمۃ اللہ علیہ اور ان میں سے بعض نے کہا کہ نہی اس میں واسطے تنزیہ کے ہے پس مکروہ ہے حرام نہیں ہے اور ایک جماعت اصحاب کا یہ قول ہے کہ حرام ہے نکلنا اس سے واسطے ظاہر نہی کے جو ثابت ہے حدیثوں میں جو پہلے گزریں اور یہی راجح ہے نزدیک شافعیہ کے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ طاعون سے بھاگنے والا جیسے جنگ سے بھاگنے والا اور اس میں صبر کرنے والا جیسے اس میں صبر کرنے والا کہا طحاوی نے اور استدلال کیا ہے اس شخص نے جو جائز رکھتا ہے نکلنے کو ساتھ نہی کے جو وارد ہے دخول سے اس زمین میں جس میں طاعون واقع ہو کہا انہوں نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا اس سے واسطے اس خوف کے کہ لگ جائے وہ وبا اس شخص کو جو اس پر داخل ہو اور یہ استدلال مردود ہے اس واسطے کہ اگر نہی اس واسطے ہوتی تو البتہ جائز ہوتا نکلنا اس سے اس جگہ کے رہنے والوں کو جس میں وبا واقع ہوئی اور حالانکہ اس سے بھی نہی ثابت ہو چکی ہے سو پہچانا گیا کہ جن معنوں کے سبب سے اس جگہ میں جانے سے منع کیے گئے ہیں وہ غیر معنی عدوی کے ہیں اور جو ظاہر ہوتا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ حکمت نہی کی جانے سے اوپر اس کے

یہ ہے کہ تا کہ نہ پہنچے وہ اس شخص کو جو اس میں جائے اللہ کی تقدیر سے سو کہے کہ اگر میں اس زمین میں نہ آتا تو مجھ کو یہ بیماری نہ پہنچتی اور شاید کہ اگر رہتا اس جگہ میں جس میں تھا تو البتہ اس کو پہنچتی سو حکم کیا کہ اس پر نہ جائے واسطے اکھاڑنے مادے کے اور منع کیا کہ جو شخص کہ اس میں ہو جہاں وبا پڑے وہ وہاں سے نہ نکلے اس واسطے کہ اگر سلامت رہا تو کہے گا کہ اگر میں وہاں ہوتا تو البتہ پہنچتی مجھ کو وہ بیماری جو وہاں کے لوگوں کو پہنچی اور شاید کہ اگر وہاں ٹھہرتا تو اس کو اس سے کچھ چیز نہ پہنچتی لیکن حمل کیا ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نہی کو اس شخص پر جس کا قصد فرار محض ہو اور نہیں شک ہے کہ صورتیں تین ہیں وہ شخص کہ نکلے واسطے قصد محض فرار کے سو اس کو نہی شامل ہے اور جو شخص کہ محض کسی حاجت کے واسطے نکلے قصد فرار کا بالکل نہ ہو اور اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے کوچ کے واسطے سامان تیار کیا اس شہر سے جس میں تھا طرف دوسرے شہر کے اور اس وقت طاعون نہیں تھی سو اتفاق پڑا واقع ہونے اس کے کا بیچ درمیان سامان درست کرنے اس کے سو اس نے بالکل بھاگنے کا قصد نہیں کیا پس نہیں داخل ہوگا نہی میں اور تیسرا وہ شخص ہے کہ عارض ہو اس کو حاجت سو اس کی طرف نکلنے کا ارادہ کرے اور جوڑا گیا ہے اس کی طرف یہ کہ قصد کیا ہو اس نے راحت کا اقامت سے اس شہر میں جس میں طاعون واقع ہوئی سو یہ محل نزاع کا ہے اور منجملہ اخیر صورت کی ہے کہ جس میں طاعون واقع ہوئی وہ وبا والی زمین ہو اور جس زمین کی طرف جانے کا ارادہ کرتا ہے وہ درست ہو سو متوجہ ہوتا ہے اس قصد سے سو اس میں سلف سے مختلف نقل آئی ہے سو جس نے نظر کی ہے طرف صورت فرار کی فی الجملہ اس نے منع کیا ہے اور جس نے جائز کیا ہے اس نے مستثنیٰ کیا ہے عموم خروج سے بطور فرار کے اس واسطے کہ وہ محض فرار کے واسطے نہیں نکلا وہ تو قصد دوا کرنے کے واسطے نکلا ہے اور اسی پر محمول ہے جو واقع ہوا ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے اثر میں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جلدی میرے پاس چلے آؤ اور حالانکہ اس وقت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے شہر میں وبا پڑی تھی سو یہ دلالت کرتا ہے کہ وبا والی زمین سے نکلنا اس شخص کو منع ہے جو محض بھاگنے کے قصد سے نکلے اور شاید ان کو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی حاجت تھی اسی واسطے ان کو بلوایا اور تائید کی ہے طحاوی نے عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی ساتھ قصے عرینیوں کے اس واسطے کہ نکلنا ان کا مدینے سے واسطے علاج کے تھا نہ واسطے بھاگنے کے اس واسطے کہ انہوں نے مدینے کی آب وہوا کی شکایت کی اور نکلنا ان کا ضرورت واقع کے سبب سے تھا اس واسطے کہ حکم کیا ان کو اونٹ کے دودھ اور پیشاب کا اور اونٹ باہر چرائی پر تھے شہر میں نہ ٹھہر سکتے تھے اور کہا خطابی نے کہ نہیں اس میں ثابت کرنا عدوی کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ازباب دوا کرنے کے ہے اس واسطے کہ طلب کرنا درست ہوا کا نافع تر چیزوں سے ہے بیچ تصحیح بدن کے اور ساتھ عکس کے اور یہ جو وبا والی جگہ سے نکلنا منع آیا ہے تو علماء نے اس کی کئی حکمتیں بیان کی ہیں ان میں سے یہ ہے کہ طاعون غالبا عام ہوتی ہے اس شہر میں جس میں واقع ہو سو جب واقع ہو تو ظاہر مداخلت سبب اس کے کی ہے واسطے اس شخص کے کہ اس میں ہے سو نہیں فائدہ دیتا ہے اس کو بھاگنا اس واسطے کہ

مفسدہ جب متعین ہو یہاں تک کہ نہ واقع ہو جدا ہونا اس سے تو بھاگنا عبث ہوتا ہے سو نہیں لائق ہے ساتھ عاقل کے اور ایک یہ ہے کہ اگر لوگ پے در پے نکلنے لگیں تو البتہ ہو جائے گا جو اس سے عاجز ہے بسبب مرض مذکور کے یا غیر اس کے ضائع واسطے نہ ہونے اس شخص کے جو اس کی خبر گیری کرے زندگی میں اور موت کی حالت میں اور نیز اگر نکلنا جائز ہو اور قوی لوگ نکلیں تو ہوگا اس میں توڑنا ضعیفوں کے دل کا اور ایک یہ ہے جو پہلے گزر چکا ہے کہ خارج کہے گا کہ اگر میں ٹھہرتا تو مجھ کو بھی بیماری لگ جاتی اور مقیم کہتا کہ اگر میں نکلتا تو سلامت رہتا اور عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں اور بھی کئی فائدے ہیں مشروع ہونا مناظرے اور مشورے کا حادثوں میں اور احکام میں اور یہ کہ اختلاف نہیں واجب کرتا حکم کو اور اتفاق یہی ہے جو اس کو واجب کرتا ہے اور یہ کہ رجوع وقت اختلاف کے طرف نص کی ہے اور یہ نص کا نام علم رکھا جاتا ہے اور یہ کہ جاری ہوتے ہیں سب کام اللہ کی تقدیر اور علم سے اور یہ کہ کبھی ہوتی ہے پاس عالم کے وہ چیز جو نہیں ہوتی ہے نزدیک اس کے غیر کے جو اس سے زیادہ تر عالم ہے اور اس حدیث میں واجب ہونا عمل کا ہے ساتھ خبر واحد کے اور وہ قوی تر دلیل ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ تھا یہ قبول کرنا خبر واحد کا ساتھ اتفاق اہل حل اور عقد کے اصحاب سے سو قبول کیا انہوں نے اس کو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے اور نہ طلب کیا انہوں نے ساتھ اس کے قوی کرنے والی کو اور اس میں ترجیح ہے ساتھ اکثر کے عدد میں اور تجربہ میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اکثر اصحاب کی رائے کو ترجیح دی اور موافق ہوئی ان کے اجتہاد کو نص اسی واسطے انہوں نے اللہ کا شکر کیا اوپر توفیق دینے اس کے واسطے اس کے اور اس میں دریافت کرنا امام کا ہے اپنی رعیت کے حال کو واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے دور کرنے ظلم مظلوم کے سے اور دور کرنے مشکل والے کے اور منع کرنے اہل فساد کے سے اور ظاہر کرنے احکام کے سے اور شعائر کے سے اور اتارنے لوگوں کے سے اپنی جگہ میں۔ (فتح)

۵۲۸۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا كَانَ بِسَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ.

۵۲۸۹۔ حضرت عبداللہ بن عامر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے سو جب سرغ میں تھے تو ان کو خبر پہنچی کہ شام میں وبا پڑی ہے سو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم وبا کو کسی زمین میں سنو تو اس میں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں پڑے اور تم اس میں ہو تو نہ نکلو بھاگ کر اس سے۔

فائدہ: کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں نہ جاؤ تو اس میں منع ہے معارضہ

متضمن حکمت کا ساتھ قدر کے اور وہ اللہ کے اس قول کے مادے سے ہے ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ یعنی نہ ڈالو اپنے ہاتھ طرف ہلاکت کی اور یہ جو فرمایا کہ اس سے نہ نکلو بھاگ کر تو اس میں اشارہ ہے طرف وقوف کی ساتھ مقدور کے اور راضی ہونے کے ساتھ اس کے اور کہا کہ نیز جب بلا اترے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقصود ساتھ اس کے جگہ کے رہنے والے لوگ ہوتے ہیں نہ جگہ خود سو جس پر اللہ بلا کو اتارنا چاہے تو وہ لامحالہ اس کے ساتھ واقع ہونے والی ہے سو جس طرف متوجہ ہو اس کو پائے گی سو اشارہ کیا اس کو شارع نے طرف عدم نصب کی بغیر اس کے کہ دفع کرے اس محذور کو۔ (فتح)

۵۲۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ الْمَسِيْحُ وَلَا الطَّاعُوْنُ.

۵۲۹۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ داخل ہوگا مدینے میں مسیح دجال اور نہ طاعون۔

فائدہ: اگر کوئی کہے کہ طاعون شہادت ہے سو مدینے میں اس کا داخل ہونا کیوں جائز نہیں اور کس طرح جوڑی گئی طاعون ساتھ دجال کے اور مدح کیا گیا مدینہ ساتھ نہ داخل ہونے دونوں کے تو جواب یہ ہے کہ ہونا طاعون کا شہادت نہیں مراد ہے ساتھ وصف کرنے اس کے ساتھ اس کے ذات اس کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ یہ مرتب ہوتا ہے اوپر اس کے اور پیدا ہوتا ہے واسطے ہونے اس کے کی سبب اس کا سو جب یاد کیا جائے جو پہلے گزرا کہ وہ جنوں کے زخم سے ہے تو خوب ہوتی ہے مدح مدینے کی ساتھ نہ داخل ہونے اس کے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ کفار جن منع کیے گئے ہیں داخل ہونے سے بیچ مدینے کے اور جس کے داخل ہونے کا اس میں اتفاق ہو وہ قادر نہیں ہوتا کہ کسی کو ان میں سے زخم کر سکے اور اگر کہا جائے کہ زخم جنوں کا نہیں خاص ہے ساتھ کافر جنوں کے بلکہ کبھی واقع ہوتا ہے مسلمان جنوں سے تو ہم کہتے ہیں کہ داخل ہونا کافر آدمیوں کا مدینے میں منع ہے سو جب نہیں رہتا مدینے میں مگر جو ظاہر کرے اسلام کو تو جاری ہوں گے اس پر احکام مسلمانوں کے اگرچہ اس کا اسلام خالص نہ ہو سو حاصل ہوا امن پہنچنے جنوں کے سے طرف زخم ان کے اس سبب سے سو اسی واسطے نہ داخل ہوگی اس میں طاعون بالکل اور حق یہ ہے کہ مراد ساتھ طاعون کے اس حدیث میں جس کے مدینے میں داخل ہونے کی نفی کی گئی ہے وہ ہے جو پیدا ہو جنوں کے زخم سے پس جوش مارتا ہے ساتھ اس طعن کے خون بدن میں سو قتل کرتا ہے اسی واسطے نہیں داخل ہوئی طاعون مدینے میں کبھی اور کہا اور شخص نے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اس واسطے کہ طبیب لوگ اگلے پچھلے سب کے سب عاجز ہیں کہ دفع کریں طاعون کو کسی شہر سے یا کسی گاؤں سے اور البتہ

باز رہی ہے طاعون مدینے سے اتنا دراز زمانہ اور ایک جواب یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو طاعون کے عوض میں بخار دیا اس واسطے کہ طاعون آتی ہے کبھی کبھی اور بخار مکرر ہوتا ہے ہر وقت میں سو برابر ہوں گے دونوں اجر میں اور تمام ہو گی مراد عدم دخول طاعون کی سے واسطے بعض اس چیز کے کہ پہلے گزری اسباب سے۔ (فتح) اور ایک روایت میں آئے گا کہ پائے گا دجال فرشتوں کو مدینے کی چوکیداری کرتے ہوں گے سو نہ قریب ہو گا دجال اور طاعون انشاء اللہ تعالیٰ سو اس انشاء اللہ میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ وہ واسطے تبرک کے ہے سو دونوں کو شامل ہو گا اور بعض نے کہا کہ وہ واسطے تعلیق کے ہے اور یہ کہ وہ خاص ہے ساتھ طاعون کے اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ جائز ہے داخل ہونا طاعون کا مدینے میں۔ (فتح)

۵۲۹۱ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ بِنْتُ سِيْرِيْنَ قَالَتْ قَالَ لِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَحْيٰى بِمَ مَاتَ قُلْتُ مِنَ الطَّاعُوْنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۵۲۹۱۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یحییٰ کس بیماری سے مرا؟ میں نے کہا طاعون سے، کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ طاعون شہادت ہے واسطے ہر مسلمان کے۔

فائدہ: یعنی واقع ہو ساتھ اس کے اور اسی طرح آیا ہے مطلق انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور آئے گا مقید ساتھ تین شرطوں کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو اگلے باب میں آئے گی اور شاید یہی راز ہے بیچ وارد کرنے اس کے پیچھے اس کے۔ (فتح)

۵۲۹۲ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ وَّالْمَطْعُوْنُ شَهِيْدٌ.

۵۲۹۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو پیٹ کی بیماری سے مرے یعنی دستوں سے وہ شہید ہے اور جو وبا میں مرے وہ بھی شہید ہے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ مطعون کے وہ شخص ہے جو جن کے زخم سے مرے اور اس روایت میں صرف دو خصلتوں کا ذکر ہے اور ایک روایت میں پانچ خصلتوں کا ذکر آیا ہے یعنی تیسرا وہ کہ پانی میں ڈوب کر مر جائے چوتھا وہ جو کسی دیوار کے نیچے دب کر مر جائے پانچواں وہ جو اللہ کی راہ میں مرے اور ان پانچ آدمیوں کے سوائے اور شہیدوں کا بھی حدیثوں میں ذکر آ چکا ہے، کما تقدم في الجهاد۔

بَابُ أَجْرِ الصَّابِرِ فِي الطَّاعُوْنِ.

ثواب صبر کرنے والے کا طاعون میں۔

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ واقع ہو ساتھ اس کے یا واقع ہو اس شہر میں جس میں وہ رہتا ہو۔

۵۲۹۳ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَّحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْنَا أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَأَخْبَرَهَا نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ الطَّاعُوْنُ فَيَمْكُثُ فِيْ بَلَدِهٖ صَابِرًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَنْ يُّصِيْبَهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِيْدِ تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ دَاوُدَ.

۵۲۹۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو طاعون سے پوچھا حضرت ﷺ نے ان کو خبر دی کہ وہ عذاب تھا کہ بھیجتا تھا اس کو اللہ جس پر چاہتا سو ٹھہرایا اس کو اللہ نے رحمت واسطے مسلمانوں کے سو کوئی ایسا بندہ نہیں کہ وبا پڑنے کے وقت اپنے شہر میں صبر کر کے ٹھہرے جانتا ہو کہ نہ پہنچے گی اس کو کوئی چیز مگر جو اللہ نے اس کے واسطے لکھی کہ اس کے واسطے شہید کے برابر ثواب ہوتا ہے۔

فائدہ: یعنی اس امت کے مسلمانوں کے واسطے اور ایک روایت میں ہے کہ طاعون شہادت ہے واسطے مسلمانوں کے رحمت ہے واسطے ان کے اور عذاب ہے کافروں پر اور یہ صریح ہے اس میں کہ ہونا طاعون کا رحمت ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص ہے ساتھ مسلمانوں کے اور جب واقع ہو ساتھ کافروں کے تو عذاب ہے اوپر ان کے جلدی کیا جاتا ہے واسطے ان کے دنیا میں آخرت سے پہلے اور بہر حال گنہگار اس امت کا سو کیا طاعون اس کے واسطے بھی شہادت ہے یا خاص ہے ساتھ مومن کامل کے سو اس میں نظر ہے اور مراد ساتھ گنہگار کے وہ ہے جو مرتکب کبیرہ گناہ کا ہو اور وہ ہجوم کرے اوپر اس کے اور وہ مصر ہو سو احتمال ہے کہ اس کو درجہ شہادت کا نہ ملے واسطے نحوست اور شومی گناہ کے جس کے ساتھ وہ متلبس تھا واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ اور نیز واقع ہوئی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرتی ہے کہ طاعون پیدا ہوتی ہے بے حیائی کے ظاہر ہونے سے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے اور مؤطا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں ظاہر ہوا زنا کسی قوم میں مگر کہ بہت ہوئی ان میں موت اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ہمیشہ رہے گی امت میری خیر سے جب تک کہ ان میں زنا پیدا نہ ہو اور جب ان میں زنا پیدا ہو تو عنقریب ہے کہ اللہ سب لوگوں کو عقاب سے پکڑے سو ان حدیثوں میں ہے کہ طاعون کبھی واقع ہوتی ہے عقوبت بسبب گناہ کے سو کس طرح

ہو گی شہادت اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ بلکہ حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے درجہ شہادت کا واسطے عام ہونے حدیثوں کو جو اس میں وارد ہیں خاص کر پہلی حدیث میں جو انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ طاعون شہادت ہے واسطے ہر مسلمان کے سو اگر گنہگار کو درجہ شہادت کا حاصل ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ درجے میں مومن کامل کے مساوی ہو اس واسطے کہ شہیدوں کے درجے کم وبیش ہیں مانند نظیر اس کی کے گنہگاروں سے جب کہ لڑے اللہ کی راہ میں لڑے تا کہ اللہ کا بول بالا ہو سامنے آنے والا نہ منہ پھیرنے والا اور اللہ کی رحمت سے ہے ساتھ اس امت محمدی کے کہ جلدی کرے ان کو عقاب دنیا میں اور نہیں منافی ہے یہ اس کو کہ حاصل ہو واسطے اس شخص کے کہ واقع ہوئی ساتھ اس کے طاعون اجر شہادت کا خاص کر اور ان میں سے اکثر نے اس بے حیائی کی مباشرت نہیں کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عام ہوا ان کو عذاب اور اللہ خوب جانتا ہے واسطے بیٹھنے ان کے انکار منکر سے اور ایک حدیث میں ہے کہ تلوار مٹانے والی ہے گناہوں کو اور ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ شہید کو ہر چیز بخشی جاتی ہے مگر قرض سو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ شہادت نہیں اتارتی ہے تبعات یعنی قرض وغیرہ جو ذمہ میں ہو اور حاصل ہونا تبعات کا نہیں منع کرتا ہے درجہ شہادت کے حاصل ہونے کو اور نہیں ہیں واسطے شہادت کے کوئی معنی مگر یہ کہ اللہ ثواب دے ثواب مخصوص واسطے اس شخص کے کہ حاصل ہو واسطے اس کے شہادت اور بزرگی دے اس کو بزرگی زائدہ اور یہ جو کہا کہ کوئی بندہ نہیں یعنی مسلمان اور واقع ہو طاعون یعنی اس جگہ میں کہ وہ اس میں ہے اور ایک روایت میں ہے سو ٹھہرے اور نہ نکلے اس شہر سے کہ واقع ہوئی ہے طاعون بیچ اس کے صابر ایعنی صبر کرنے والا یعنی نہ برانگیختہ ہونے والا اور نہ بے قرار بلکہ ماننے والا اللہ کے حکم کو راضی ہونے والا اس کی قضاء سے اور یہ قید بیچ حاصل ہونے اجر شہادت کے ہے واسطے اس شخص کے کہ مرے طاعون سے اور وہ یہ ہے کہ ٹھہرے اس مکان میں جس میں طاعون واقع ہوئی سو نہ نکلے واسطے بھاگنے کے اس سے کما تقدم النھی عنه اور یہ جو فرمایا کہ جانتا ہو کہ نہ پہنچے گی اس کو کوئی چیز مگر جو اللہ نے اس کے واسطے لکھی تو یہ اور قید ہے اور یہ جملہ حالیہ ہے متعلق ہے ساتھ اقامت کے سو اگر ٹھہرے اس حال میں کہ بے قرار ہو یا نادم ہو اوپر نہ نکلنے کے اس گمان سے کہ اگر وہ نکل جاتا اس مکان سے تو البتہ اس کے ساتھ وبا بالکل واقع نہ ہوتی اور یہ کہ اس کے ٹھہرنے سے واقع ہوتی ہے ساتھ اس کے سو اس کو شہید کا ثواب حاصل نہیں ہوتا اگرچہ طاعون سے مرے یہ ہے جس کو چاہتا ہے مفہوم اس حدیث کا جیسے کہ اس کا منطوق چاہتا ہے اس کو کہ جو متصف ہو ساتھ صفات مذکورہ کے حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے اجر شہید کا اگرچہ نہ مرے طاعون سے اور اس کے نیچے تین صورتیں داخل ہوتی ہیں جو متصف ہو ساتھ اس کے سو واقع ہو ساتھ اس کے طاعون اور اس سے مر جائے یا واقع ہو ساتھ اس کے اور نہ مرے ساتھ اس کے یا نہ واقع ہو ساتھ اس کے بالکل اور مرے ساتھ غیر اس کے اسی وقت یا بعد مدت کے اور یہ جو فرمایا کہ اس کے واسطے شہید کے اجر کی مثل ثواب ہوتا ہے تو شاید بیچ تعبیر کے ساتھ مثلیت کے باوجود ثبوت تصریح کے کہ

جو طاعون سے مر جائے وہ شہید ہوتا ہے یہ ہے کہ جو نہ مرے ان لوگوں سے ساتھ طاعون کے ہوتا ہے واسطے اس کے مثل اجر شہید کے اگرچہ اس کے واسطے بعینہٖ شہادت کا درجہ حاصل نہ ہو اور یہ اس واسطے کہ جو متصف ہو ساتھ ہونے اس کے شہید وہ اعلیٰ درجہ ہے اس شخص سے کہ وعدہ کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس کو شہید کے مانند اجر ملے گا اور ہوگا مانند اس شخص کی کہ اللہ کی راہ میں جہاد کی نیت سے نکلا تا کہ اللہ کا بول بالا ہو سو قتل کے سوائے کسی اور سبب سے مرا اور وہ چیز کہ چاہتا ہے اس کو مفہوم حدیث باب کا یہ ہے کہ جو متصف ہو ساتھ صفات مذکورہ کے اور واقع ہو ساتھ اس کے طاعون پھر اس سے نہ مرے تو اس کو شہید کا ثواب حاصل ہوتا ہے اور استنباط کیا گیا ہے حدیث سے کہ جو متصف ہو ساتھ صفات مذکورہ کے پھر واقع ہو ساتھ اس کے طاعون پھر مر جائے تو اس کو دو شہیدوں کا اجر ملے گا اور نہیں ہے کوئی مانع تعدد ثواب سے ساتھ تعدد اسباب کے جیسے کہ مر جائے مسافر ساتھ طاعون کے باوجود صبر کے اور تحقیق جس کو باب کی حدیث تقاضا کرتی ہے یہ ہے کہ ہوتا ہے وہ شہید ساتھ واقع ہونے طاعون کے ساتھ اس کے اور زیادہ کیا جاتا ہے واسطے اس کے اجر مثل اجر شہید کی ساتھ صبر اس کے کی اور ثابت رہنے اس کے کی اس واسطے کہ شہادت کا درجہ اور چیز ہے اور اجر شہادت کا اور چیز ہے اور اشارہ کیا ہے اس کی طرف شیخ ابومحمد بن ابی جمرہ نے اور کہا کہ یہی راز ہے حضرت ﷺ کے اس قول میں **المطعون شهيد** اور اس قول میں **فله مثل اجر شهيد** اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ بلکہ شہیدوں کے درجے کم وبیش ہیں سو زیادہ تر بلند درجے والا وہ شخص ہے جو متصف ہو ساتھ صفات مذکورہ کے اور طاعون سے مر جائے اور اس سے کم مرتبہ ہے وہ شخص کہ متصف ہو ساتھ صفات مذکورہ کے اور اس کے ساتھ طاعون پڑے اور نہ مرے ساتھ اس کے اور اس سے کمتر ہے وہ شخص کہ متصف ہو اور نہ اس کے ساتھ طاعون پڑے اور نہ اس سے مرے اور نیز حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو صفات مذکورہ کے ساتھ موصوف نہ ہو وہ شہید نہیں ہوتا اگرچہ واقع ہو طاعون اور اس کے ساتھ مر جائے چہ جائیکہ اس کے غیر سے مرے اور یہ شومی اعتراض کی سے کہ پیدا ہوتا ہے اس سے چلانا اور اللہ کی تقدیر سے ناراض ہونا اور اس کی ملاقات کو برا جاننا اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ لڑائی کا شہید اور طاعون کا شہید برابر ہے۔ (فتح)

بَابُ الرُّقٰی بِالْقُرْآنِ وَالْمُعَوِّذَاتِ. جھاڑ پھونک کرنا ساتھ قرآن کے اور معوذات کے۔

فائدہ: یہ عطف خاص کا ہے عام پر اور مراد ساتھ معوذات کے سورۃ الفلق اور والناس اور اخلاص ہے اور احمد اور ابو داؤد وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مکروہ رکھتے تھے حضرت ﷺ منتر کو مگر ساتھ معوذات کے یعنی معوذات کے سوائے کسی سورہ سے جھاڑ پھونک کرنا جائز نہیں سو کہا بخاری رحمہ اللہ نے کہ یہ حدیث صحیح نہیں اور کہا طبری نے کہ نہیں حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے جہالت اس کے راوی کے اور برتقدیر صحت اس کی کے سو وہ منسوخ ہے ساتھ اجازت جھاڑ پھونک کرنے کے ساتھ فاتحہ کے اور ترمذی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

کہ حضرت ﷺ پناہ مانگتے تھے دیو بھوت سے اور آدمی کی آنکھ سے یہاں تک کہ معوذات اتریں سو حضرت ﷺ نے ان کو لیا اور جو ان کے سوائے ہے اس کو چھوڑ دیا اور یہ حدیث نہیں دلالت کرتی ہے اس پر کہ سوائے ان دونوں سورتوں کے اور سورت سے پناہ مانگنا منع ہے بلکہ دلالت کرتی ہے الویت پر خاص کر یہ کہ ان کے سوائے اور سورتوں کے ساتھ بھی پناہ مانگنا ثابت ہو چکا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کفایت کی ساتھ دونوں کے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہیں اس پر دونوں جوامع استعاذہ سے ہر مکروہ سے مجمل طور سے اور تفصیل سے اور البتہ اجماع ہے علماء کا اس پر کہ جائز ہے جھاڑ پھونک کرنا وقت جمع ہونے تین شرطوں کے ایک یہ کہ اللہ کی کلام یا اس کے اسموں اور صفتوں کے ساتھ ہو دوسری یہ کہ عربی زبان سے ہو اور اگر اور زبان سے ہو تو اس کے معنی معلوم ہوں تیسری یہ کہ اعتقاد کرے کہ منتر بذاتہ تاثیر نہیں کرتا بلکہ اللہ کے حکم سے اور اختلاف ہے بیچ ہونے ان کے شرط اور راجح یہ ہے کہ ضروری ہے اعتبار کرنا شرائط مذکورہ کا سو مسلم میں عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہا کہ ہم کفر کے زمانے میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے سو ہم نے کہا کہ یا حضرت! آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ تم اپنے منتر میرے آگے ظاہر کرو کچھ مضائقہ نہیں منتر میں جب تک کہ اس میں شرک کا مضمون نہ ہو اور نیز مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ عمرو بن حزم کی آل نے کہا کہ یا حضرت! ہمارے پاس ایک منتر ہے کہ ہم اس کے ساتھ بچھو سے جھاڑ پھونک کرتے ہیں سو انہوں نے اس کو حضرت ﷺ کے سامنے ظاہر کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا جو اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکے تو چاہیے کہ پہنچائے اور البتہ تمسک کیا ہے ایک قوم نے ساتھ اس عموم کے سو جائز رکھا ہے انہوں نے ہر دم کو کہ اس کی منفعت کا تجربہ کیا گیا ہو اگرچہ اس کے معنی معلوم نہ ہوں لیکن عوف کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ جو منتر شرک کی طرف پہنچائے اور اس میں شرک کا مضمون ہو وہ منع ہے اور جس کے معنی معلوم نہ ہوں وہ بھی منع ہے اس واسطے کہ خوف ہے کہ شاید اس میں بھی شرک ہو سو وہ احتیاطاً منع ہے اور دوسری شرط کا ہونا ضروری ہے اور کہا ایک قوم نے کہ نہیں جائز ہے منتر مگر آنکھ سے یا کاٹنے سے جیسے کہ پہلے گزرا ہے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ نہیں ہے منتر مگر آنکھ سے یا زہر سے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ دونوں اصل ہیں ہر اس چیز کا کہ محتاج ہے طرف منتر کی سو ملحق ہو گا ساتھ آنکھ کے جواز دم اس شخص کا کہ اس کے ساتھ خبل ہو یا مس یا مانند اس کی واسطے مشترک ہونے ان کے بیچ اس کے کہ پیدا ہوتے ہیں احوال شیطانیہ سے آدمی سے ہوں یا دیو بھوت سے اور ملحق ہے ساتھ زہر کے ہر چیز کہ عارض ہو واسطے بدن کے زخم وغیرہ مواد سمیہ سے اور البتہ واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے رخصت دی جھاڑ پھونک میں آنکھ سے اور زہر سے اور نملہ سے اور نملہ زخم ہیں کہ پہلو وغیرہ میں پیدا ہوتے ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ حصر کے افضل کے معنی ہیں یعنی نہیں ہے منتر نافع تر اور ایک روایت میں ہے کہ منتر اور تعویذ گنڈے اور تولہ شرک ہے اور تولہ ایک قسم ہے جادو سے کہ اس کے ساتھ عورت اپنے خاوند کا

دل اپنی طرف کھینچتی تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ شرک ہوا اس واسطے کہ وہ ارادہ کرتی تھی دفع ضرر کا اور لینا نفع کا نزدیک غیر اللہ کے سے اور نہیں داخل ہے اس میں جو اللہ کی کلام اور اس کے اسموں سے ہو اور ثابت ہو چکا ہے حدیثوں میں استعمال کرنا ان دعاؤں کا پہلے واقع ہونے بلا کے سے ان میں سے ایک حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے بستر پر آتے تو معوذات کے ساتھ ہاتھ میں دم کر کے اپنے منہ پر ملتے اور یہ حدیث عنقریب آئے گی اور ایک حدیث یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے واسطے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ کلام اللہ کے جس کی پوری تاثیر ہے ہر شیطان اور کاٹنے والے کیڑے سے اور ترمذی نے ایک روایت کی ہے کہ جب کوئی کسی جگہ میں اترے سو کہے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تو نہیں ضرر کرتی اس کو کوئی چیز یہاں تک کہ اس جگہ سے پھرے اور کہا ابن تین نے کہ جھاڑ پھونک کرنا ساتھ معوذات کے اور غیر اس کے اللہ کے ناموں سے وہ طب روحانی ہے جب نیک لوگوں کی زبان پر ہو تو حاصل ہوتی ہے شفاء ساتھ اللہ کی اجازت کے سو جب نایاب ہوئی یہ قسم تو گھبرائے لوگ طرف طب بدنی کے اور ان منتروں کے جو منع ہیں کہ نہیں استعمال کرتا اس کو منتر پڑھنے والا وغیرہ جو دعویٰ کرتا ہے کہ جن اس کے تابع ہے سو لاتا ہے ساتھ مشتبہ امروں کے جو مرکب ہیں حق اور باطل سے اور جمع کرتا ہے طرف ذکر اللہ کے اور اس کے ناموں کے جو مخلوط کرے اس کو ذکر شیطانوں کے سے اور مدد مانگنے سے ساتھ ان کے اور پناہ مانگنے سے ساتھ سرکش جنوں کے اور کہا جاتا ہے کہ سانپ بالطبع جنوں کے موافق ہے اس واسطے کہ دونوں آدمیوں کے دشمن ہیں سو جب سانپ کے کاٹے ہوئے پر ان ناموں کے ساتھ جھاڑ پھونک کی جائے تو اس کا زہر آدمی کے بدن سے نکل جاتا ہے اسی واسطے مکروہ ہے منتر جب تک کہ خاص اللہ کے ذکر اور اس کے ناموں سے نہ ہو اور عربی زبان میں جس کے معنی معلوم ہوں تا کہ ہو پاک شرک سے اور اوپر مکروہ ہونے منتر کے ساتھ غیر کتاب اللہ کے علماء امت کے ہیں اور شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نہیں مضائقہ ہے یہ کہ جھاڑ پھونک کرے ساتھ کتاب اللہ کے اور جو پہچانی جائے اللہ کے ذکر سے اور اگر اہل کتاب مسلمانوں کو جھاڑ پھونک کریں تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (فتح)

٥٢٩٤ - حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَنْفُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ فِی الْمَرَضِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ کُنْتُ أَنْفِثُ عَلَیْهِ

۵۲۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بدن پر معوذات کے ساتھ دم کرتے تھے اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوا سو جب آپ کو شدت کی بیماری ہوئی تو میں آپ کو ان کے ساتھ دم کرتی تھی اور آپ کے ہاتھ سے آپ کو بدن کو ملتی تھی واسطے برکت اس کی کے یعنی واسطے متبرک ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کے میں نے زہری

بِهِنَّ وَأَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهٖ لِبَرَكَتِهَا فَسَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ كَيْفَ يَنْفِثُ قَالَ كَانَ يَنْفِثُ عَلٰى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ.

سے پوچھا کہ کس طرح دم کرتے تھے؟ کہا کہ اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونکتے تھے دونوں ہاتھوں سے اپنے منہ کو ملتے۔

فائدہ: دلالت اس کی اوپر معطوف کے ترجمہ میں ظاہر ہے اور بیچ دلالت اس کی کے اوپر معطوف علیہ کے نظر ہے اس واسطے کہ معوذات کے ساتھ جھاڑ پھونک مشروع ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ معوذات کے سوائے اور قرآن سے بھی جائز ہو احتمال ہے کہ معوذات میں کوئی راز ہو جو ان کے غیر میں نہ ہو اور ہم نے ذکر کیا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معوذات کے سوائے سب کچھ چھوڑ دیا تھا لیکن ثابت ہو چکا ہے جھاڑ پھونک کرنا ساتھ فاتحہ کتاب کے سو دلالت کی اس نے کہ نہیں ہے اختصاص ہونا واسطے معوذات کے اور شاید یہی ہے راز کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد فاتحہ کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنے کا باب لایا ہے اور فاتحہ میں معنی پناہ مانگنے کے ہیں ساتھ اللہ کے اور مدد لینے کے ساتھ اس کے سو جس چیز میں اللہ کے ساتھ استعاذہ اور استعانت ہو یا جو اس کے معنی کو ادا کرے تو اس کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنا جائز ہے اور جواب دیا جاتا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مراد یہ ہے کہ چھوڑی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چیز کہ تھے پناہ مانگتے ساتھ اس کے کلام سے سوائے قرآن کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قرآن کے ترجمہ میں بعض اس کا اس واسطے کہ وہ اسم جنس ہے بعض پر صادق آتا ہے اور مراد وہ چیز ہے کہ ہو اس میں التجا طرف اللہ سبحانہ کی اور اسی قسم سے ہے معوذات اور ثابت ہو چکا ہے استعاذہ ساتھ کلمات اللہ کے چند حدیثوں میں کما مضٰی کہا ابن بطال نے کہ معوذات میں ہے جامع دعا اکثر مکروہات سے سحر سے اور حسد سے اور شر شیطان کے سے اور وسوسہ سے اور سوائے اس کے اور اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ کفایت کرتے تھے کہا عیاض نے کہ فائدہ دم کرنے کا برکت حاصل کرنا ہے ساتھ اس رطوبت کے یا ہوا کے کہ چھوا ہے اس کو ذکر اللہ کا جیسا کہ تبرک لیا جاتا ہے ساتھ غسالہ اس چیز کے کہ لکھی جاتی ہے ذکر سے اور کبھی ہوتا ہے بطور تفاول کے ساتھ دور ہونے اس درد کے اس بیمار سے اور اس حدیث میں تبرک ہے ساتھ مرد صالح کے اور تمام اعضاء اس کے کی خاص کر دائیں ہاتھ کے۔ (فتح)

بَابُ الرُّقٰى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جھاڑ پھونک کرنا ساتھ فاتحہ کتاب کے یعنی سورۂ الحمد کے اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ زیادہ تر لائق وہ چیز کہ تم اس پر اجرت لو اللہ کی کتاب ہے۔

۵۲۹۵ ۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

۵۲۹۵۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَاسًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَوْا عَلٰى حَيٍّ مِّنْ أَحْيَآءِ الْعَرَبِ فَلَمْ يَقْرُوْهُمْ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ لُدِغَ سَيِّدُ أُولٰئِكَ فَقَالُوْا هَلْ مَعَكُمْ مِّنْ دَوَآءٍ أَوْ رَاقٍ فَقَالُوْا إِنَّكُمْ لَمْ تَقْرُوْنَا وَلَا نَفْعَلُ حَتّٰى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا فَجَعَلُوْا لَهُمْ قَطِيْعًا مِّنَ الشَّآءِ فَجَعَلَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَيَجْمَعُ بُزَاقَهُ وَيَتْفِلُ فَبَرَأَ فَأَتَوْا بِالشَّآءِ فَقَالُوْا لَا نَأْخُذُهُ حَتّٰى نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوْهُ فَضَحِكَ وَقَالَ وَمَا أَدْرَاكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ خُذُوْهَا وَاضْرِبُوْا لِيْ بِسَهْمٍ.

کے چند اصحاب عرب کی ایک قوم پر گزرے سو انہوں نے ان کی ضیافت نہ کی سو جس حالت میں کہ وہ اسی طرح تھے کہ اچانک ان کے سردار کو سانپ لے کاٹا تو انہوں نے کہا کہ تمہارے ساتھ کوئی دوا یا جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟ اصحاب نے کہا کہ ہاں! تم نے ہماری ضیافت نہیں کی اور ہم منتر نہیں پڑھیں گے یہاں کہ تم ہمارے واسطے مزدوری ٹھہراؤ سو انہوں نے ان کے واسطے چند یعنی تیس بکریاں ٹھہرائیں سو ابو سعید رضی اللہ عنہ سورہ الحمد پڑھنے لگے اور اپنی تھوک جمع کرتے اور تھوکتے سو وہ اچھا ہو گیا سو وہ اصحاب کے پاس بکریاں لے آئے انہوں نے کہا کہ ہم اس کو نہیں لیتے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں سو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو معلوم کروایا کہ الحمد سانپ کا منتر ہے تم بکریوں کو لے لو اور ان میں ہمارا حصہ بھی لگاؤ۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الاجارۃ میں گزر چکی ہے کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ جب ثابت ہوا کہ بعض کلام کے واسطے خواص اور منافع ہیں تو کیا گمان ہے ساتھ کلام رب العالمین کے پھر ساتھ سورۂ الحمد کے کہ نہیں اتری قرآن میں اور نہ کسی اور کتاب میں مثل اس کی واسطے شامل ہونے اس کے کی جمیع کتاب کے معانی کو سو البتہ شامل ہے فاتحہ اوپر ذکر اصول اسماء اللہ کے اور مجامع اس کے کی اور اثبات معاد کے اور ذکر توحید کے اور محتاج ہونے کے طرف رب کی بیچ طلب اعانت کے ساتھ اس کے اور ہدایت کے اس سے اور ذکر افضل دعا کے اور وہ طلب کرنا ہدایت کا ہے طرف صراط مستقیم کی جو شامل ہے اس کے کمال معرفت اور توحید اور عبادت کو ساتھ کرنے اس چیز کے جس کا حکم ہوا اور بچنے کے اس چیز سے جس سے منع ہوا اور استقامت کے اوپر اس کے اور واسطے شامل ہونے اس کے کی ذکر اقسام خلائق کو اور تقسیم ہونے ان کے طرف اس شخص کے کہ انعام کیا گیا ہے اوپر اس کے واسطے معرفت اس کی کے ساتھ حق کے اور عمل کرنے کے ساتھ اس کے اور طرف مغضوب علیہ کی واسطے پھرنے اس کے حق سے بعد پہچاننے اس کے اور طرف ضال یعنی گمراہ کے واسطے نہ پہچاننے اس کے کی اس کو باوجود اس چیز کے کہ شامل ہے اس کو فاتحہ اثبات قدر سے اور شرع سے اور اسماء سے اور معاد سے اور توبہ سے اور تزکیہ نفس سے اور اصلاح دل سے اور

رد کرنے سے اوپر تمام اہل بدعت کے اور جس سورہ کا یہ شان ہو لائق ہے کہ وہ ہر بیماری کی دوا ہو۔

بَابُ الشَّرْطِ فِي الرُّقْيَةِ بِقَطِيعٍ مِّنَ الْغَنَمِ.

جھاڑ پھونک کرنے میں چند بکریوں کی شرط کرنا۔

٥٢٩٦ ـ حَدَّثَنِي سِيْدَانُ بْنُ مُضَارِبٍ أَبُوْ مُحَمَّدٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْشَرٍ الْبَصْرِيُّ هُوَ صَدُوْقٌ يُوْسُفُ بْنُ يَزِيْدَ الْبَرَّآءُ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْأَخْنَسِ أَبُوْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَفَرًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوْا بِمَآءٍ فِيْهِمْ لَدِيْغٌ أَوْ سَلِيْمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْمَآءِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِنْ رَاقٍ إِنَّ فِي الْمَآءِ رَجُلًا لَدِيْغًا أَوْ سَلِيْمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلٰى شَآءٍ فَبَرَأَ فَجَآءَ بِالشَّآءِ إِلٰى أَصْحَابِهٖ فَكَرِهُوْا ذٰلِكَ وَقَالُوا أَخَذْتَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ أَجْرًا حَتّٰى قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخَذَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ أَجْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ.

۵۲۹۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب ایک پانی پر یعنی ایک گروہ پر گزرے جو پانی پر اترے تھے کہ ان میں سانپ کا کاٹا ہوا تھا یا سلیم (یہ شک راوی کا ہے) سو پانی والوں میں سے ایک مرد ان کے سامنے آیا اور کہا کہ تم میں سے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے کہ بے شک پانی پر ایک مرد ہے سانپ کا کاٹا ہوا یا سلیم سو ان میں سے ایک مرد چلا سو اس نے چند بکریاں ٹھہرا کر سورہ الحمد پڑھی سو وہ اچھا ہوا سو وہ اپنے ساتھیوں کے پاس بکریاں لایا انہوں نے اس کو مکروہ رکھا اور کہا کہ تو نے قرآن پر مزدوری لی یہاں تک کہ مدینے میں آئے اور کہا کہ یا حضرت! اس نے قرآن پر مزدوری لی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جن کاموں پر مزدوری لیتے ہو سو قرآن کی مزدوری لینا ان سے زیادہ تر لائق ہے۔

فائدہ: نام رکھا گیا لدیغ کا سلیم واسطے فال کے سلامت سے اس واسطے کہ جو شخص کہ کاٹا جاتا ہے غالبًا ہلاک ہو جاتا ہے۔

بَابُ رُقْيَةِ الْعَيْنِ.

باب ہے بیچ منتر آنکھ کے یعنی منتر اس شخص کے جس کو نظر لگے۔

فائدہ: عین نظر ہے ساتھ خوب جاننے کے مخلوط ہے ساتھ حسد کے خبیث طبع سے حاصل ہوتا ہے واسطے منظور منہ کے اس سے ضرر اور احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ نظر کی تاثیر حق ہے اور حاضر ہوتا ہے اس کو شیطان

اور حسد کرتا ہے ابن آدم سے اور البتہ مشکل ہوا ہے یہ بعض لوگوں پر سو کہا کہ کس طرح عمل کرتی تھی آنکھ دور سے تا کہ حاصل ہو ضرر واسطے معیون کے اور جواب یہ ہے کہ لوگوں کی طبائع مختلف ہیں سو کبھی ہوتی ہے یہ نظر کے ہر سبب سے جو پہنچتا ہے نظر لگانے والے کی آنکھ سے ہوا میں طرف بدن معیون اور البتہ منقول بعض نظر لگانے والے سے کہ اس نے کہا کہ جب میں کسی چیز کو دیکھوں جو مجھ کو خوش لگے تو میں پاتا ہوں حرارت کو جو میری آنکھ سے نکلتی ہے اور قریب ہے یہ ساتھ عورت حیض والی کے کہ اگر دودھ میں ہاتھ رکھے تو دودھ بگڑ جاتا ہے اور اگر حیض سے پاک ہونے کے بعد رکھے تو فاسد نہیں ہوتا اور اسی طرح اگر صحیح آنکھ والا آئی ہوئی آنکھ والے کی طرف دیکھے تو اس کی آنکھ آ جاتی ہے اور کہا خطابی نے اس حدیث میں ہے کہ آنکھ کے واسطے تاثیر ہے نفسوں میں اور ابطال ہے واسطے قول طبعی علم والوں کے کہ نہیں ہے کوئی چیز مگر جو حواس خمسہ ادارک کریں اور جو اس کے سوائے ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں یعنی تو ان کے نزدیک آنکھ کی کوئی تاثیر نہیں اس واسطے کہ وہ حواس خمسہ کے ساتھ معلوم نہیں ہو سکتی اور نہیں مراد ہے خطابی کی تاثیر کے وہ معنی جس کی طرف فلاسفہ گئے ہیں بلکہ جاری کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے عادت کو حاصل ہونے ضرر کے سے واسطے معیون کے اور گمان کیا ہے بعض طبائعیوں نے کہ نظر لگانے والے کی آنکھ سے اٹھتی ہے قوت سمیہ سے جو متصل ہوتی ہے ساتھ نظر لگائے گئے کے سو ہلاک ہوتا ہے یا فاسد ہوتا ہے اور وہ مانند پہنچنے زہر کی ہے سانپ کی نظر سے اور جو اہل سنت کے طریق پر چلتا ہے وہ کہتا ہے کہ آنکھ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ضرر کرتی ہے وقت لگانے نظر کے نظر لگانے والے سے ساتھ عادت کے کہ جاری کیا ہے اس کو اللہ نے کہ پیدا کرے ضرر کو وقت مقابلے کے ساتھ دوسرے شخص کے اور کیا اس میں جوہر پوشیدہ ہے یا نہیں امر محتمل ہے نہ یقین ہے ساتھ ثابت کرنے اس کے اور نہ نفی اس کی کے اور کہا بعض نے کہ جواہر لطیفہ غیر مرئیہ اٹھتے ہیں نظر لگانے والے سے سو متصل ہوتے ہیں ساتھ معیون کے اور مسام کی راہ سے اس کے بدن میں گھس جاتے ہیں سو پیدا کرتا ہے ہلاک کو نزدیک اس کے جیسا کہ پیدا کرتا ہے ہلاک کو وقت پینے زہر کے سو اس بات کے قطع کے ساتھ دعویٰ کرنا خطا ہے لیکن جائز ہے کہ ہو عادت نہ ضرورت اور نہ طبعی اور یہ کلام پکا ہے اور البتہ جاری کی ہے اللہ نے عادت ساتھ وجود بہت قوتوں اور خواص کے اجسام اور ارواح میں جیسے کہ پیدا ہوتی ہے خجالت واسطے اس شخص کے کہ دیکھے طرف اس کی سیاست والا سو دیکھی جاتی ہے اس کے منہ میں سرخی جو آگے نہیں تھی اور اسی طرح زردی وقت دیکھنے اس شخص کے کہ ڈرے اس سے اور بہت لوگ ہیں کہ بیمار ہو جاتے ہیں مجرد نظر کرنے سے ان کی طرف اور ضعیف ہو جاتی ہے قوت ان کی اور یہ سب ساتھ واسطہ کے ہے کہ پیدا کیا ہے اللہ نے ارواح میں تاثیرات سے اور واسطے سخت جوڑ ان کے ساتھ آنکھ کے منسوب کیا گیا ہے فعل طرف آنکھ کی اور نہیں ہے آنکھ خود تاثیر کرنے والی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تاثیر واسطے روح کے ہے اور ارواح مختلف ہیں بیچ اپنی طبیعت کے اور قوت اپنی کے اور کیفیت اپنی کے اور خواص اپنے کے اس میں سے بعض وہ نظر ہے

کہ تاثیر کرتی ہے بدن میں ساتھ مجرد دیکھنے کے بغیر متصل ہونے کے ساتھ اس کے واسطے شدت خباثت اس روح کے اور اس کی کیفیت خبیث کے اور حاصل یہ ہے کہ تاثیر ساتھ ارادے اللہ تعالیٰ کے ہے اور پیدا کرنے اس کے نہیں بند اور پر جوڑ بدنی کے بلکہ کبھی ہوتا ہے ساتھ اس کے اور کبھی ہوتا ہے ساتھ مقابلے کے اور کبھی ہوتا ہے ساتھ مجرد دیکھنے کے اور کبھی ساتھ توجہ روح کے مثل اس چیز کے کہ پیدا ہوتی ہے دعاؤں سے اور جھاڑ پھونک سے اور التجا سے طرف اللہ کی اور کبھی ہوتی ہے یہ ساتھ وہم اور خیال کے سو جو چیز کہ نظر والے کی آنکھ سے نکلتی ہے وہ تیر ہے معنوی اگر پائے ایسے بدن کو جس کے واسطے کوئی ڈھال نہ ہو تو اس میں اثر کرتا ہے نہیں تو اثر نہیں کرتا بلکہ اپنے مارنے والے کی طرف الٹ آتا ہے مانند تیر حسی کے برابر۔ (فتح)

٥٢٩٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمَرَ أَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ.

۵۲۹۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو حکم کیا یہ کہ جھاڑ پھونک کروائی جائے نظر سے یعنی طلب کیا جائے منتر اس شخص سے جو جانتا ہو منتر کو بسبب آنکھ کے۔

فائدہ: اس حدیث میں مشروع ہونا جھاڑ پھونک کا ہے واسطے اس شخص کے کہ اس کو نظر لگے اور البتہ روایت کی ہے ترمذی نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے کہ اس نے کہا یا حضرت! جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد کو نظر جلدی لگتی ہے کیا میں ان کے واسطے جھاڑ پھونک کروں؟ فرمایا کہ ہاں!، الحدیث اور واسطے اس کے شاہد ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے کہ حضرت ﷺ نے حزم کی آل کو جھاڑ پھونک کی اجازت دی۔

٥٢٩٨ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبِ بْنِ عَطِيَّةَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِيْ بَيْتِهَا جَارِيَةً فِيْ وَجْهِهَا سَفْعَةٌ فَقَالَ اسْتَرْقُوْا لَهَا فَإِنَّ بِهَا

۵۲۹۸۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی کہ اس کے چہرے میں زردی یا سیاہی تھی سو فرمایا کہ اس کے واسطے جھاڑ پھونک کرو کہ اس کو نظر لگی ہے۔

النَّظْرَةَ تَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ وَقَالَ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: سفعہ ایک رنگ ہے کہ چہرے کے رنگ کے مخالف ہو اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اس کے چہرے میں ایک جگہ ہے جو اس کے اصلی رنگ کے مخالف ہے اور اختلاف ہے اس نظر میں بعض نے کہا کہ جن کی تھی اور بعض نے کہا کہ آدمی کی نظر تھی اور اولیٰ یہ ہے کہ وہ عام تر ہے اس سے اور یہ کہ اس کو نظر لگی تھی اسی واسطے حضرت ﷺ نے اس کو جھاڑ پھونک کروانے کے واسطے اجازت دی اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر جائز ہونے جھاڑ پھونک کے نظر سے موافق ترجمہ کے متابعت کی ہے عبداللہ نے زبیدی سے اور کہا عقیل نے زہری سے خبر دی مجھ کو عروہ نے حضرت ﷺ سے۔

بَابُ الْعَيْنُ حَقٌّ. نظر کی تاثیر سچ مچ ہے۔

فائدہ: یعنی نظر کا لگنا ایک چیز ثابت موجود ہے یا منجملہ اس چیز کے ہے کہ تحقیق ہو چکا ہے ہونا اس کا کہا مازری نے لیا ہے جمہور نے اس حدیث کے ظاہر کو اور انکار کیا ہے اس سے بدعتیوں کے بہت گروہوں نے واسطے غیر معنی کے اس واسطے کہ ہر چیز نہیں ہے محال فی نفسہ اور نہیں پہنچاتی ہے طرف قلب حقیقت کی اور نہ فاسد کرنے دلیل کے سو وہ متجاوزات عقول سے ہے سو جب خبر دی شرع نے ساتھ واقع ہونے اس کے تو نہیں ہے واسطے انکار کے کوئی معنی اور کیا کوئی فرق ہے ان کے اس انکار میں اور درمیان انکار ان کے اس چیز سے کہ خبر دے ساتھ اس کے آخرت کے حالات سے۔ (فتح)

۵۲۹۹ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ.

۵۲۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آنکھ کی تاثیر سچ مچ ہے اور منع کیا بدن گود کر نیل بھرنے سے۔

فائدہ: نہیں ظاہر ہوئی ہے مناسبت ان دونوں جملوں میں اور شاید وہ دونوں حدیثیں ہیں مستقل اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ دونوں کے درمیان مناسبت یہ ہے کہ دونوں مشترک ہیں اس میں کہ ہر ایک دونوں سے پیدا کرتا ہے رنگ غیر اصلی رنگ اس کے سے اور وشم یہ ہے کہ سوئی وغیرہ سے بدن گودا جائے یہاں تک کہ اس سے خون جاری ہو پھر اس میں سرمہ وغیرہ بھرا جائے اور ظاہر ہوئی واسطے میرے مناسبت درمیان دونوں جملوں کے اور وہ یہ ہے کہ منجملہ باعث کے اوپر عمل وشم کے تغیر کرنا صفت موشوم کا ہے تاکہ نظر نہ لگے سو منع کیا وشم سے باوجود ثابت کرنے نظر کے اور یہ کہ حیلہ کرنا ساتھ وشم وغیرہ کے جو نہیں مستند ہے طرف تعلیم شارع کی نہیں فائدہ دیتا ہے کچھ اور جو اللہ نے مقدر کیا

ہے وہ واقع ہوگا اور روایت کی ہے مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مرفوع کہ نظر کی تاثیر حق ہے اور اگر فرضا کوئی چیز تقدیر سے آگے بڑھنے والی ہوتی تو البتہ آنکھ اس سے بڑھ جاتی ہے اور جب تم نہلائے جاؤ تو نہاؤ بہر حال پہلی زیادتی سو اس میں تاکید اور تنبیہ ہے او پر سرعت گھنے اس کے کی اور تاثیر اس کی ذات میں اور اس میں اشارہ ہے طرف رد کی بعض صوفیوں پر کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا العین حق مراد ساتھ اس کے قدر سے ہے یعنی وہ نہر کہ جاری ہوتی ہیں اس سے احکام اس واسطے کہ عین شی کی حقیقت اس کی ہے اور معنی یہ ہیں کہ جو پہنچتا ہے ضرر سے ساتھ عادت کے وقت نظر کرنے نظر والے کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ساتھ قدر اللہ کے ہے جو سابق ہے نہ ساتھ اس چیز کے کہ پیدا کرتا ہے اس کو دیکھنے والا اور وجہ رد کی یہ ہے کہ حدیث ظاہر ہے بیچ مغایرت کے درمیان قدر کے اور درمیان عین کے اگرچہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ نظر بھی منجملہ مقدور کے ہے لیکن ظاہر اس کا ثابت کرنا نظر کا ہے جو لگ جاتی ہے یا ساتھ اس چیز کے کہ ٹھہرائی ہے اللہ نے بیچ اس کے اس سے کہ رکھا ہے اس کو بیچ اس کے اور یا ساتھ جاری کرنے عادت کے ساتھ پیدا ہونے ضرر کے وقت تحدید نظر کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جاری ہوئی ہے حدیث مجرے مبالغہ کے بیچ ثابت کرنے نظر کے نہ یہ کہ ممکن ہے کہ رد کرے تقدیر کو کوئی چیز اس واسطے کہ تقدیر عبارت ہے سابق علم اللہ کے سے اور نہیں ہے رد کرنے والا کوئی واسطے اس کے حکم کے اشارہ کیا ہے اس کی طرف قرطبی نے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اگر فرض کیا جائے کہ کسی چیز کے واسطے قوت ہے ساتھ اس طور کے کہ تقدیر سے آگے بڑھ جائے تو ہوتی آنکھ لیکن وہ نہیں آگے بڑھتی سو کس طرح ہے غیر اس کا اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث میں ثابت کرنا قدر کا ہے اور صحیح ہونا امر نظر کا اور یہ کہ اس کا ضرر قوی ہے اور لیکن زیادتی دوسری اور وہ حکم کرنا ہے نظر لگانے والے کو ساتھ نہانے کے وقت طلب معیون کے اس کو اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اس کے واسطے نہانا ان کے درمیان معلوم تھا سو حکم کیا کہ اس سے باز نہ رہیں جب کہ نہانا ان سے طلب کیا جائے اور ادنیٰ وہ چیز کہ اس میں ہے دور کرنا وہم کا جو حاصل ہے بیچ اس کے اور ظاہر امر کا وجوب ہے اور نہیں بیان کی گئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں صفت نہانے کی اور البتہ واقع ہوئی ہے سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ عامر بن ربیعہ نے اس کو نظر لگائی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غصے ہوئے سو فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کیوں قتل کرتا ہے جب دیکھی تو نے اس سے وہ چیز کہ تجھ کو خوش لگی تو برکت کی دعا کیوں نہ کی یعنی کیوں نہ کہا ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ پھر فرمایا کہ نہا سو اس نے اپنا منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں کہنیاں اور گھٹنے اور دونوں پاؤں کی طرفوں کو اور داخل تہ بند کا ایک پیالے میں دھویا پھر کوئی مرد اس پانی کو اس کے سر اور پیٹھ پر ڈالے پھر پیالے کو الٹائے سو کیا گیا ساتھ اس کے اس طرح سو چلا سہل رضی اللہ عنہ ساتھ لوگوں کے اس کے ساتھ کوئی بیماری نہ تھی اور مراد ساتھ داخل ازار کے وہ طرف تہہ بند کی ہے جو لٹکی ہوئی ہو جو داہنی کولی کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور کہا عیاض نے کہ مراد وہ چیز ہے کہ بدن سے لگی ہوئی ہو تہ بند سے اور بعض نے کہا

کہ مراد جگہ ازار کی ہے بدن سے اور بعض نے کہا کہ مراد کولہا ہے اس واسطے کہ وہ جگہ تہہ بند باندھنے کی ہے کہا مازری نے کہ یہ معنی اس قسم سے ہیں کہ نہیں ممکن ہے تعلیل اس کی اور معرفت وجہ اس کی اصل عقل کے سبب سے پس نہ رد کی جائے گی یہ تدبیر اس وجہ سے کہ اس کے معنی سمجھ میں نہیں آتے کہا ابن عربی نے کہ اگر کوئی مسلمان اس میں توقف کرے تو ہم اس کو کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں اور البتہ مضبوط کیا ہے اس کو تجربہ نے اور تصدیق کی ہے اس کے معائنہ نے یا کوئی فلسفی سو رد اس پر ظاہر ہے اس واسطے کہ اس کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ دوائیں کام کرتی ہیں اپنی قوت سے اور کبھی فعل کرتی ہیں ساتھ ان معنی کے جو مدرک نہیں ہوتا اور جس کی یہ راہ ہو اس کا نام خواص رکھتے ہیں اور کہا ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں نفع اٹھاتا ہے ساتھ اس کے جو اس سے منکر ہو اور نہ جو اس سے ٹھٹھا کرے اور نہ جو اس میں شک کرے یا کرے اس کو واسطے تجربہ کے نہ اعتقاد سے اور جب طبیعتوں میں ایسی خواص ہیں کہ طبیعت ان کی علتوں کو نہیں پہنچانتی بلکہ وہ ان کے نزدیک خارج ہیں قیاس سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فعل کرتے ہیں ساتھ خاصیت کے پس کیا چیز ہے کہ انکار کرتے ہیں جاہل ان کے خاص شرعیہ سے یہ باوجود اس چیز کے کہ بیچ معالجہ کے ساتھ نہانے کے مناسبت ہے جس سے عقل صحیح انکار نہیں کرتی سو یہ تریاق ہے سانپ کے زہر کا جو لیا جاتا ہے اس کے گوشت سے اور یہ علاج نفس غضبیہ کا ہے کہ رکھا جاتا ہے ہاتھ غضبناک کے بدن پر سو اس کا غصہ تھم جاتا ہے سو گویا کہ اثر اس نظر کا آگ کے شعلہ کی طرح ہے جو بدن پر پڑے سو نہانے میں بجھانا ہے اس شعلے کا پھر جب کہ تھی یہ کیفیت ظاہر ہوتی پتلی جگہوں میں بدن سے واسطے شدت نافذ ہونے اس کے بیچ ان کے اور نہیں ہے کوئی چیز رقیق تر مغابن سے تو ہوگا اس کے دھونے سے ابطال عمل اس کے کا خاص کر ارواح شیطانیہ کو ساتھ ان جگہوں کے خاص ہونا ہے اور نیز اس میں پہنچنا اثر غسل کا ہے طرف دل کی رقیق تر جگہ سے اور سریع اس کے گھنے میں سو بجھ جائے گی یہ آگ جس کو آنکھ نے اٹھایا ہے اور یہ نہانا نفع دیتا ہے بعد پکی ہونے نظر کے اور لیکن وقت پہنچنے کے اور پہلے مضبوط ہونے کے سو ارشاد کیا ہے شارع نے طرف اس چیز کی کہ اس کو دفع کرے جیسا کہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزرا کہ کیوں نہ کہا اس نے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ اور روایت کی ہے بزار نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ جب کوئی چیز دیکھے جو اس کو خوش لگے سو کہے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ تو نظر اس کو ضرر نہیں کرتی اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں یہ کہ نظر لگانے والا جب پہچانا جائے تو حکم کیا جائے اس پر ساتھ نہانے کے اور یہ کہ نہانا نشرہ نافعہ سے ہے اور یہ کہ نظر ہوتی ہے ساتھ خوش لگنے کے اگرچہ بغیر حسد کے ہو اگرچہ مرد محب سے ہو اور مرد نیک سے اور یہ کہ جس شخص کو کوئی چیز خوش لگے تو لائق ہے کہ جلدی کرے طرف دعا کی واسطے اس چیز کے جو اس کو خوش لگے ساتھ برکت کے اور یہ اس کا منتر ہے اور یہ کہ پانی مستعمل پاک ہے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے نہانا میدان میں اور یہ کہ آنکھ کی نظر کبھی مار ڈالتی ہے اور البتہ اختلاف ہے بیچ جاری ہونے قصاص کے بیچ اس کے کہا

قرطبی نے کہ اگر تلف کرے نظر لگانے والا کوئی چیز تو اس کا ضامن ہوتا ہے اور اگر قتل کر ڈالے تو اس پر قصاص ہے یا دیت جب کہ مکرر ہوا اس سے یہ جب کہ ہو عادت اور وہ اس میں مانند ساحر کے ہے نزدیک اس شخص کے جو نہیں قتل کرتا اس کو کفر سے اور نہیں تعرض کیا ہے شافعیوں نے واسطے قصاص کے بلکہ انہوں نے اس کو منع کیا ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے روضہ میں کہ نہ اس میں دیت ہے اور نہ کفارہ لیکن وارد ہوتا ہے اس پر حکم ساتھ قتل ساحر کے کہ وہ اس کے معنی میں ہے اور فرق دونوں کے درمیان دشوار ہے اور نقل کیا ہے ابن بطال نے بعض اہل علم سے کہ لائق ہے واسطے امام کے کہ نظر والے کو منع کرے لوگوں میں داخل ہونے سے اور کہے کہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے اور اگر محتاج ہو تو اس کو گزران کے موافق رزق دے اس واسطے کہ اس کا ضرر سخت تر ہے کوڑے کے ضرر سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوڑھی کو منع کیا کہ لوگوں میں نہ گھسے اور سخت تر ہے ضرر لہسن کے سے کہ منع کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے والے کو جماعت میں حاضر ہونے سے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہی ہے قول صحیح جس کے برخلاف کسی نے تصریح نہیں کی۔ (فتح)

بَابُ رُقْيَةِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ. باب ہے بیچ بیان منتر سانپ اور بچھو کے۔

فائدہ: یعنی اس کے جائز ہونے کے یعنی جائز ہے جھاڑ پھونک کرنا سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے اور اشارہ کیا ہے ساتھ ترجمہ کے اس چیز کی طرف کہ وارد ہوئی ہے باب کی حدیث کے بعض طریقوں میں۔

٥٣٠٠ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ فَقَالَتْ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّقْيَةَ مِنْ كُلِّ ذِیْ حُمَةٍ.

٥٣٠٠۔ حضرت اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو زہر والی چیز کے منتر کا حکم پوچھا سو کہا کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک کرنے کی ہر زہر دار چیز سے۔

فائدہ: حمہ زہر دار چیز کو کہتے ہیں جیسے سانپ بچھو وغیرہ اور یہ جو کہا کہ رخصت دی تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ نہی جھاڑ پھونک کرنے سے پہلے تھی کما تقدم اور واقع ہوا ہے بیچ روایت ابو الاحوص کے شیبانی سے کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے۔ (فتح الباری)

الحمد للہ کہ پارہ تیئس فیض الباری کا مکمل ہوا۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

كتاب الذبائح والصيد

کتاب الاضاحی (قربانیوں کا بیان)

کتاب الاشربة

کتاب المرضی

کتاب الطب

❀ ...... ❀ ...... ❀

فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۴

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ رُقْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیچ بیان دم حضرت ﷺ کے، یعنی جس کے ساتھ آپ جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے اور اس میں تین حدیثیں ذکر کیں۔

۵۳۰۱ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَثَابِتٌ عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ ثَابِتٌ يَا أَبَا حَمْزَةَ اشْتَكَيْتُ فَقَالَ أَنَسٌ أَلَا أَرْقِيكَ بِرُقْيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلٰى قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا.

۵۳۰۱۔ حضرت عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں اور ثابت رضی اللہ عنہ دونوں انس رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے تو ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو حمزہ! (یہ انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) میں بیمار ہوں تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں تم کو حضرت ﷺ کے دم سے جھاڑ پھونک نہ کروں؟ اس نے کہا کہ کیوں نہیں! کہا کہ الٰہی، اے لوگوں کے پالنے والے! سختی کے دور کرنے والے شفا دے تو ہی ہے شفا دینے والا تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں ایسی شفا دے کہ بیماری کو نہ چھوڑے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تو ہی ہے شافی تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے نام رکھنا اللہ تعالیٰ کا ساتھ اس اسم کے کہ نہیں ہے قرآن میں ساتھ دو شرطوں کے ایک یہ کہ نہ ہو اس میں وہ چیز جو نقص کا وہم پیدا کرے دوسرے یہ کہ قرآن میں اس کی اصل ہو اور یہ بھی اسی قبیل سے ہے اس لیے کہ قرآن میں ہے ﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ﴾ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے اور یہ جو کہا کہ تو ہی ہے شافی تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ہر چیز کہ واقع ہوتی ہے دعا اور دوا کرنے سے اسی وقت فائدہ دیتی ہے جب کہ اللہ کی تقدیر کے موافق پڑے ورنہ فائدہ نہیں دیتی اور نیز اس حدیث سے لیا جاتا ہے کہ اضافت ترجمہ میں واسطے فاعل کے ہے اور البتہ وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ اضافت ترجمہ میں طرف مفعول کی ہے اور یہ اس حدیث میں ہے جو روایت کی ہے مسلم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آئے کہا کہ اے محمد! کیا تو بیمار ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! کہا بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيكَ یعنی میں جھاڑ پھونک کرتا ہوں تجھ کو ہر چیز سے کہ تجھ کو ایذا دے ہر چیز کی برائی سے یا حسد کرنے والے کی آنکھ سے اللہ شفا دے گا اور واسطے اس کے شاہد ہے نزدیک اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے۔

٥٣٠٢ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَوِّذُ بَعْضَ أَهْلِهٖ يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبِ الْبَاسَ اشْفِهٖ وَأَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَآءَ إِلَّا شِفَآؤُكَ شِفَآءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا قَالَ سُفْيَانُ حَدَّثْتُ بِهٖ مَنْصُوْرًا فَحَدَّثَنِيْ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهٗ.

۵۳۰۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض گھر والوں کے واسطے پناہ مانگا کرتے تھے اپنا ہاتھ اس پر پھیرتے درد پر اور کہتے الٰہی! اے لوگوں کے پالنے والے سختی کو لے جا اور اس کو شفا دے اور تو ہی شفا دینے والا ہے شفا نہیں بغیر تیری شفا کے ایسی شفا دے جو بیماری کو نہ چھوڑے۔

کہا سفیان نے یعنی ساتھ اسناد مذکور کے کہ حدیث بیان کی میں نے ساتھ اس کے منصور کو سو حدیث بیان کی اس نے مجھ کو ابراہیم سے اس نے مسروق سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مانند اس کی۔

فائدہ: کہا طبری نے کہ یہ بطریق تفاول کے ہے واسطے دور ہونے اس درد کے۔ اور ہوں گی ساتھ اس کے واسطے اس حدیث کے مسروق تک دو طریق اور جب ضم کیا جائے ساتھ اس کے وہ طریق جو اس کے بعد ہے تو ہو جائیں گے عائشہ رضی اللہ عنہا تک دو طریق اور جب جوڑا جائے اس کو ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے تو اس حدیث کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک دو طریق ہو جائیں گے۔ (فتح)

٥٣٠٣ ـ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ ابْنُ أَبِيْ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْقِيْ يَقُوْلُ امْسَحِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَآءُ لَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا أَنْتَ.

۵۳۰۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے فرماتے سختی کو لے جا اے آدمیوں کے پالنے والے! تیرے ہی ہاتھ میں شفا ہے تیرے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں یرقی کا لفظ ہے اور وہ ساتھ معنی یعوذ کے ہے جو اس سے پہلے طریق میں ہے یعنی پناہ مانگتے تھے اور شاید کہ عروہ کے طریق کے وارد کرنے میں بھی یہی راز ہے اگرچہ سیاق مسروق کا پورا ہے لیکن عروہ نے تصریح کی ہے ساتھ ہونے اس کے رقیہ یعنی منتر سو موافق ہوگا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اس امر میں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رقیہ ہے۔

٥٣٠٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ رَبِّهٖ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ

۵۳۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کے واسطے کہتے تھے یعنی جھاڑ پھونک میں یہ مٹی ہے ہماری

عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لِلْمَرِيْضِ بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا.

زمین کی ساتھ لب ہماری بعض کے شفا پاتے ہیں ہمارے بیمار۔

فائدہ: اور مسلم کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب کوئی آدمی بیمار ہوتا یا اس کے کوئی زخم ہوتا تو حضرت ﷺ اپنی شہادت کی انگلی زمین پر رکھتے پھر اس کو اٹھاتے پھر یہ دعا پڑھتے بسم اللہ الخ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ جھاڑ پھونک کے وقت بیمار پر لب ڈالتے تھے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ حضرت ﷺ اپنی شہادت کی انگلی سے اپنی لب لیتے پھر اس کو زمین پر رکھتے سو کچھ مٹی اس کے ساتھ لگ جاتی پھر اس کو درد یا زخم کی جگہ پر پھیرتے اس حال میں کہ کلام مذکور کو کہتے انگلی پھیرنے کی حالت میں کہا قرطبی نے کہ اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ جائز ہے جھاڑ پھونک کرنا سب بیماریوں اور دردوں سے اور اس پر کہ یہ امر ان کے درمیان مشہور معلوم تھا کہا اور حضرت ﷺ کا اپنی شہادت کی انگلی کو زمین پر رکھنا دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ مستحب ہے وقت جھاڑ پھونک کے پھر کہا کہ ہمارے بعض علماء نے گمان کیا ہے کہ راز اس میں یہ ہے کہ مٹی اپنی سردی اور خشکی کی وجہ سے اچھا کرتی ہے بیماری کی جگہ کو اور اپنی خشکی کے سبب اس کی مواد کو گرنے نہیں دیتی باوجود منفعت اس کی کے بیچ خشک کرنے زخموں کے اور مدہم ہونے ان کے اور کہا تھوک میں کہ وہ خاص ہے ساتھ تحلیل کے اور پکانے مواد کے اور اچھے کرنے زخم کے اور ورم کے خاص کر بھوکے روزے دار سے اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے کہ یہ توجیہ تو صرف اسی وقت تمام ہوتی ہے جب کہ واقع ہو معالجہ اپنے قانون پر رعایت مقدار مٹی اور تھوک کے اور ملازمہ اس کے سے اس کے اوقات میں ورنہ لب کے ساتھ دم کرنا اور شہادت کی انگلی زمین پر رکھنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ متعلق ہوتی ہے ساتھ اس کے وہ چیز کہ نہیں ہے واسطے اس کے بال اور نہ اثر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ باب تبرک سے ہے ساتھ اسماء الٰہی کے اور آثار رسول اس کے اور بہر حال رکھنا انگلی کا زمین پر سو شاید وہ واسطے کسی خاصیت کے ہے جو اس میں ہے یا واسطے حکمت چھپانے آثار قدرت کے ساتھ مباشرت اسباب معتادہ کے، کہا بیضاوی رحمہ اللہ نے کہ مباحث طب کے شاہد ہیں اس پر کہ تھوک کو دخل بیچ نضج کے اور تعدیل مزاج کے اور وطن کی مٹی کو تاثیر ہے بیچ حفظ مزاج کے اور دفع ضرر کے سو البتہ ذکر کیا ہے اطباء نے کہ مسافر کو لائق ہے کہ اپنی زمین کی مٹی کو اپنے ساتھ لے جائے اگر عاجز ہو اس کے پانی کے ساتھ لے جانے سے یعنی تا کہ جب مختلف پانیوں پر وارد ہو تو اس میں سے کچھ مٹی اپنے پینے کے پانی میں ڈال لے تا کہ اس کے ضرر سے نہ ڈر ہو پھر اس کے بعد جاننا چاہیے کہ منتروں اور تعویذوں کے واسطے عجیب اثر ہیں کہ انسان کی عقل ان کی کنہ اور حقیقت کو نہیں پہنچ

سکتی اور کہا توربشتی نے کہ شاید مراد ساتھ مٹی کے اشارہ طرف فطر آدم علیہ السلام کے اور تھوک اشارہ ہے طرف نطفہ کی گویا کہ عاجزی اور زاری کی زبان سے کہ تو نے اصل اول کو مٹی سے پیدا کیا پھر پیدا کیا اس کو اس سے پانی بے قدر سے سو آسان ہے تجھ پر یہ کہ شفا دے تو اس شخص کو جس کی پیدائش کا یہ حال ہو اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ بعض نے کہا کہ مراد مٹی سے خاص مدینہ منورہ کی مٹی ہے واسطے برکت اس کی کے اور بعضنا سے مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں واسطے متبرک ہونے لب آپ کی کے پس ہوگا یہ خاصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اس میں نظر ہے اور روایت کی ہے ابوداؤد وغیرہ نے وہ چیز کہ تفسیر کیا جاتا ہے ساتھ اس کے وہ شخص جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک کی اور یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے اور وہ بیمار تھا سو فرمایا کہ سختی کو لے جا اے آدمیوں کے پالنے والے! پھر بطحان کی مٹی لی پھر اس کو پیالے میں ڈالا پھر اس پر اپنی لب ڈالی پھر اس کو بیمار پر ڈالا۔ (فتح)

۵۳۰۵ ۔ حَدَّثَنِيْ صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الرُّقْيَةِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا وَرِيْقَةُ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا.

۵۳۰۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھاڑ پھونک میں کہتے تھے یہ مٹی ہے ہماری زمین کی اور تھوک ہم میں سے بعض کی شفا دیتی ہے ہمارے بیمار کو ہمارے اللہ کے حکم سے۔

بَابُ النَّفْثِ فِي الرُّقْيَةِ.

دم کرنے جھاڑ پھونک میں۔

فائدہ: اور اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف رد کے اس شخص پر جو دم کرنے کو مطلق مکروہ جانتا ہے مانند اسود بن یزید تابعی رحمہ اللہ کے اس کا تمسک اللہ کے اس قول سے ہے ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾ اور اس پر جو مکروہ رکھا ہے دم کرنے کو وقت پڑھنے قرآن کے خاص کر مانند ابراہیم نخعی کے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے پس لیکن اسود سو نہیں حجت ہے واسطے اس کے بیچ اس کے اس واسطے کہ مذموم وہ دم ہے جو جادوگروں وغیرہ اہل باطل کے دم سے ہو اور نہیں لازم آتا ہے اس سے کہ مطلق دم کرنا منع ہو خاص کر بعد ثابت ہونے اس کے صحیح حدیثوں میں اور بہر حال نخعی پس حجت اس پر وہ چیز ہے جو ثابت ہو چکی ہے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو باب کی تیسری حدیث ہے سو البتہ اصحاب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قصہ بیان کیا اور اس میں ہے کہ اس نے سورہ فاتحہ پڑھی اور دم کیا ساتھ لب خفیف کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہ کیا سو ہوگی یہ حجت اور اسی طرح حدیث دوسری سو وہ واضح ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے اور نفث کا بیان کئی بار گزر چکا ہے اور جو کہتا ہے کہ اس میں تھوک نہیں ہوتی ہے اور ٹھیک بات یہ ہے کہ اس میں تھوڑی سی تھوک ہوتی ہے۔ (فتح)

۵۳۰۶ ۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا

۵۳۰۶۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنفِثْ حِيْنَ يَسْتَيْقِظُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَقَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ وَإِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا أَثْقَلَ عَلَيَّ مِنَ الْجَبَلِ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَمَا أُبَالِيْهَا.

حضرت مُلَّاتِیْمِ سے سنا فرماتے تھے کہ اچھی خواب اللہ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے سو جب کوئی خواب میں بری چیز دیکھے تو چاہیے کہ تھوکے تین بار جب جاگے اور اس کی بدی سے پناہ مانگے سو بے شک وہ اس کو ضرر نہ کرے گی، اور کہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے اور بے شک میں خواب کو اپنے اوپر پہاڑ سے زیادہ تر بھاری دیکھتا تھا یعنی اس واسطے کہ اس کی بدی کی توقع رکھی جاتی تھی سو نہ تھا شان میرا مگر کہ میں نے اس حدیث کو سنا سو میں اس کی بدی کی پرواہ نہیں کرتا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ چاہیے کہ تھوکے تین بار تو یہی مراد ہے حدیث مذکور سے ترجمہ میں اس واسطے کہ دلالت کرتی ہے اس کے فائدہ پر اور اس حدیث کی شرح کتاب التعبیر میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٥٣٠٧ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ نَفَثَ فِيْ كَفَّيْهِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَّبِالْمُعَوِّذَتَيْنِ جَمِيْعًا ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ جَسَدِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا اشْتَكٰى كَانَ يَأْمُرُنِيْ أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ بِهِ قَالَ يُوْنُسُ كُنْتُ أَرَى ابْنَ شِهَابٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ إِذَا أَتٰى إِلٰى فِرَاشِهِ.

٥٣٠٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت مُلَّاتِیْمِ کا دستور تھا کہ جب اپنے بستر پر ٹھکانہ پکڑتے تو قل ھو اللہ احد اور معوذتین تینوں سے اپنے دونوں ہاتھ میں دم کرتے پھر دونوں کو اپنے منہ پر پھیرتے اور جہاں آپ کے دونوں ہاتھ پہنچتے آپ کے بدن سے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو جب حضرت مُلَّاتِیْمِ بیمار ہوئے تو مجھ کو حکم کرتے تھے کہ میں آپ کے ساتھ یہ کام کروں کہا یونس نے کہ میں ابن شہاب کو دیکھتا تھا کہ جب بستر پر آتے یہ کرتے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ پھر مسح کرتے ساتھ دونوں ہاتھوں کے یعنی سر اور منہ پر اور اپنے بدن کی اگلی طرف کرتے اس طرح تین بار اور اس حدیث میں اشارہ ہے اس شخص کے رد کی طرف جو گمان کرتا ہے کہ یہ روایت شاذ ہے اور محفوظ یہ ہے کہ یہ حضرت مُلَّاتِیْمِ بیماری کی حالت میں کرتے تھے نہ ہر وقت جیسا کہ مالک رحمہ اللہ وغیرہ کی روایت

میں ہے سو دلالت کی اس زیادتی نے کہ حضرت ﷺ کرتے تھے اس کو جب کہ بستر پر آتے اور کرتے تھے اس کو جب کہ بیمار ہوتے سو نہیں ہے کوئی منافات دونوں روایتوں میں۔ (فتح)

۵۳۰۸ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّ رَهْطًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلَقُوْا فِيْ سَفْرَةٍ سَافَرُوْهَا حَتّٰى نَزَلُوْا بِحَيٍّ مِّنْ أَحْيَآءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوْهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُّضَيِّفُوْهُمْ فَلُدِغَ سَيِّدُ ذٰلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ لَّا يَنْفَعُهٗ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ أَتَيْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ قَدْ نَزَلُوْا بِكُمْ لَعَلَّهٗ أَنْ يَّكُوْنَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ فَأَتَوْهُمْ فَقَالُوْا يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ فَسَعَيْنَا لَهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ لَّا يَنْفَعُهٗ شَيْءٌ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِّنْكُمْ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَرَاقٍ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُوْنَا فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَّكُمْ حَتّٰى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا فَصَالَحُوْهُمْ عَلٰى قَطِيْعٍ مِّنَ الْغَنَمِ فَانْطَلَقَ فَجَعَلَ يَتْفُلُ وَيَقْرَأُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَتّٰى لَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَانْطَلَقَ يَمْشِيْ مَا بِهٖ قَلَبَةٌ قَالَ فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِيْ صَالَحُوْهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمُ اقْسِمُوْا فَقَالَ الَّذِيْ رَقٰى لَا تَفْعَلُوْا حَتّٰى نَأْتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْكُرَ

۵۳۰۸ ـ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب کی ایک جماعت چلے ایک سفر میں جس میں انہوں نے سفر کیا یہاں تک کہ عرب کی ایک قوم پر اترے سو انہوں نے ان سے مہمانی طلب کی تو انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کیا سو اس قوم کے سردار کو سانپ نے کاٹا سو کوشش کی انہوں نے واسطے اس کے ساتھ ہر چیز کے اس حال میں کہ نہ فائدہ دیتی تھی اس کو کچھ چیز تو ان میں سے بعض نے کہا کہ اگر تم ان لوگوں کے پاس آؤ جو تمہارے یہاں اترے ہیں یعنی اصحاب کے تو شاید کہ ان میں سے کسی کے پاس کچھ چیز ہو یعنی جو اس کو فائدہ دے سو وہ ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے جماعت! بے شک سانپ نے ہمارے سردار کو کاٹا سو ہم نے اس کے لیے ہر چیز کے ساتھ کوشش کی اس کو کوئی چیز فائدہ نہیں دیتی سو کیا تم میں سے کسی کے پاس کچھ چیز ہے؟ تو بعض نے کہا کہ ہاں قسم ہے اللہ کی البتہ میں منتر پڑھنے والا ہوں لیکن قسم ہے اللہ کی البتہ ہم نے تم سے مہمانی طلب کی سو تم نے ہماری مہمانی نہیں کی سو میں تمہارے لیے جھاڑ پھونک نہیں کروں گا یہاں تک کہ تم ہمارے لیے اجرت مقرر کرو سو انہوں نے ان سے چند بکریوں پر صلح کی سو وہ چلا سو اس نے شروع کیا تھوکنا اس پر اور سورۂ الحمد پڑھنا یہاں تک کہ البتہ جیسے وہ کھولا گیا ہے بندھی ہوئی سے سو وہ چلا اس حال میں کہ اس کو کوئی درد نہ تھا جس کے سبب سے بستر پر لوٹے راوی نے کہا سو پوری دی انہوں نے ان کو مزدوری ان کی جس پر ان سے صلح کی تھی سو بعض نے ان میں سے کہا کہ بکریوں کو بانٹو تو

لَهُ الَّذِيْ كَانَ فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا فَقَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهُ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ أَصَبْتُمْ اِقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ بِسَهْمٍ.

منتر پڑھنے والے نے کہا کہ نہ کرو یہاں تک کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس آئیں اور جو حال ہے آپ ﷺ سے ذکر کریں سو دیکھیں حضرت ﷺ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں سو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے یہ حال ذکر کیا حضرت ﷺ نے فرمایا اور تجھ کو کس چیز نے معلوم کروایا کہ سورۂ فاتحہ منتر ہے تم ٹھیک بات کو پہنچے آپس میں بانٹ لو اور اپنے ساتھ میرا حصہ لگاؤ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاجارہ میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں ہے کہ شروع کیا اس نے تھوکنا اور پڑھنا اور البتہ میں نے اول بیان کیا ہے نفث تفل سے کم ہے یعنی نفث سے تفل میں تھوک کم ہوتی ہے اور جب تفل جائز ہے تو نفث بھی جائز ہوگا بطریق اولیٰ۔ (فتح)

بَابُ مَسْحِ الرَّاقِي الْوَجَعَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى.

بیماری میں جھاڑ پھونک کرنے والے کا اپنا دایاں ہاتھ پھیرنا یعنی بیمار پر۔

۵۳۰۹ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُّسْلِمٍ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ بَعْضَهُمْ يَمْسَحُهُ بِيَمِيْنِهِ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَآءَ إِلَّا شِفَآؤُكَ شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا فَذَكَرْتُهُ لِمَنْصُوْرٍ فَحَدَّثَنِيْ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِنَحْوِهٖ.

۵۳۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بیماری میں بعض کے واسطے پناہ مانگتے تھے اپنا دایاں ہاتھ اس پر پھیرتے دور کر سختی کو اے آدمیوں کے پالنے والے! اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے شفا نہیں بغیر تیری شفا کے ایسی شفا دے کہ بیماری کو نہ چھوڑے سو ذکر کیا میں نے اس کو واسطے منصور کے سو حدیث بیان کی اس نے مجھ کو ابراہیم سے اس نے مسروق سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مانند اس کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عنقریب گزر چکی ہے اور ذکرتہ کا فاعل سفیان ہے۔

بَابُ فِي الْمَرْأَةِ تَرْقِي الرَّجُلَ.

باب ہے بیچ بیان جھاڑ پھونک کرنے عورت کے مرد کو۔

۵۳۱۰ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ

۵۳۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ دم کرتے تھے اپنی جان پر ساتھ معوذات کے اس بیماری میں

الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفِثُ عَلٰى نَفْسِهٖ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنَا أَنْفِثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ فَأَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهٖ لِبَرَكَتِهَا فَسَأَلْتُ ابْنَ شِهَابٍ كَيْفَ كَانَ يَنْفِثُ قَالَ يَنْفِثُ عَلٰى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ.

جس میں آپ کا انتقال ہوا سو جب حضرت ﷺ کو بیماری کی شدت ہوئی تو میں حضرت ﷺ کو ان کے ساتھ دم کرتی تھی اور میں حضرت ﷺ کا ہاتھ حضرت ﷺ کے بدن پر پھیرتی تھی واسطے برکت اس کی کے سو میں نے ابن شہاب سے پوچھا کہ کس طرح دم کرتے تھے؟ کہا کہ اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونک مارتے پھر ان کو اپنے منہ پر ملتے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کا حکم کیا تھا۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرْقِ.

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جس نے جھاڑ پھونک نہیں کیا یا جو جھاڑ پھونک نہیں کیا گیا۔

٥٣١١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهٗ أَحَدٌ وَّرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَرَجَوْتُ أَنْ تَكُوْنَ أُمَّتِيْ فَقِيْلَ هٰذَا مُوْسٰى وَقَوْمُهٗ ثُمَّ قِيْلَ لِيْ انْظُرْ فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيْلَ لِيْ انْظُرْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيْلَ هٰؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَمَعَ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ وَلَمْ يُبَيَّنْ لَهُمْ فَتَذَاكَرَ

٥٣١١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت ﷺ ہمارے پاس باہر تشریف لائے سو فرمایا کہ میرے سامنے کی گئیں اگلی امتیں سو پیغمبروں نے گزرنا شروع کیا سو ایک پیغمبر گزرا اور اس کے ساتھ ایک مرد تھا اور ایک پیغمبر گزرا اور اس کے ساتھ دو مرد تھے اور ایک پیغمبر گزرا اور اس کے ساتھ ایک جماعت تھی اور ایک پیغمبر گزرا اور اس کے ساتھ جماعت نہ تھی اور ایک پیغمبر گزرا اس کے ساتھ کوئی نہ تھا اور میں نے ایک بڑی جماعت دیکھی کہ اس نے آسمان کے کنارے کو ڈھانکا تھا سو میں امید وار ہوا کہ وہ میری امت ہے سو کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں اپنی قوم میں یعنی یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کی امت ہیں پھر مجھ سے کہا گیا کہ دیکھو سو میں نے ایک بڑا جھنڈ دیکھا جس نے آسمان کے کنارے کو ڈھانکا تھا پھر مجھ سے کہا گیا کہ دیکھ اس طرح اس طرح سو میں نے ایک بڑی جماعت دیکھی جس نے آسمان کے کنارے کو ڈھانکا تھا سو کہا گیا کہ یہ لوگ آپ کی امت کے ہیں اور ان کے ساتھ

أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا أَمَّا نَحْنُ فَوُلِدْنَا فِي الشِّرْكِ وَلٰكِنَّا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَلٰكِنْ هٰؤُلَاءِ هُمْ أَبْنَاؤُنَا فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ.

ستر ہزار ایسے ہیں جو بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوں گے سو لوگ جدا جدا ہوئے اور حضرت ﷺ نے ان سے کچھ بیان نہ کیا کہ وہ لوگ کون ہیں سو حضرت ﷺ کے اصحاب نے آپس میں چرچا کیا یعنی ان کی تعیین میں سو کہا کہ ہم تو کفر میں پیدا ہوئے لیکن ہم ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول کے لیکن یہ لوگ وہ ہمارے بیٹے ہیں سو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی سو فرمایا کہ وہ لوگ وہ ہیں جو شگون نہیں لیتے اور نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور نہ داغتے ہیں اور اپنے رب پر توکل اور بھروسہ کرتے ہیں سو عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ کیا میں بھی ان میں سے ہوں یا حضرت! فرمایا ہاں! پھر اور مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ یا حضرت! فرمایا کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ اس دعا میں تجھ سے سبقت لے گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ وہ لوگ وہ ہیں جو شگون بد نہیں لیتے اور نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور نہ داغتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں سو شگون بد لینے کا ذکر تو آئے گا اور لیکن داغنا سو اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور جھاڑ پھونک کرنے سو تمسک کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس نے جو مکروہ رکھتا ہے جھاڑ پھونک کو اور داغنے کو سب دواؤں میں اور اس نے گمان کیا ہے کہ یہ دونوں توکل میں قادح ہیں اور ان کے سوائے اور دوائیں توکل میں قادح نہیں اور علماء نے اس کا جواب کئی وجہ سے دیا ہے ایک یہ کہ کہا طبری اور مازری اور ایک گروہ نے کہ وہ محمول ہے اس شخص پر جو طبعی علم والوں کے اعتقاد سے بچے کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ دوائیں بالطبع نفع دیتی ہیں اور بالطبع مؤثر ہیں جیسا کہ جاہلیت والے اعتقاد رکھتے تھے اور اس کے غیر نے کہا کہ جس منتر کا ترک کرنا محمود ہے وہ منتر وہ ہے جو اہل جاہلیت کے کلام سے ہو اور اس قسم سے کہ اس کے معنی معلوم نہ ہوں واسطے اس احتمال کے کہ کفر ہو برخلاف جھاڑ پھونک کرنے کے ساتھ ذکر کے اور مانند اسی کے اور تعصب کیا ہے اس کا عیاض وغیرہ نے ساتھ اس کے کہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ستر ہزار کے واسطے زیادتی ہے ان کے غیروں پر اور فضیلت ہے کہ تنہا ہوئی ہیں ساتھ اس کے ان لوگوں سے جو شریک ہیں ان کو اصل فضیلت اور دیانت میں اور جو اعتقاد کرتا ہو کہ دوائیں بالطبع مؤثر ہیں یا استعمال کرے جاہلیت کے منتروں کو اور

مانند اس کے کوسونہیں ہے وہ مسلمان پس نہیں تسلیم کرتا ہے اس جواب کو دوسرا جواب کہا داؤدی نے اور ایک گروہ نے کہ مراد ساتھ حدیث کے وہ لوگ ہیں جو بچتے ہیں اس کے فعل سے صحت میں واسطے خوف واقع ہونے بیماری کے اور بہر حال جو استعمال کرے دوا کو بعد واقع ہونے بیماری کے ساتھ اس کے تو نہیں اور پہلے بیان کیا ہے میں نے اس کو ابن قتیبہ وغیرہ سے باب من اکتوی میں اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن عبدالبر نے لیکن اعتراض کیا گیا ہے اوپر اس کے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے بیان کیا ہے میں نے اس کو ثبوت استعاذہ سے پہلے واقع ہونے بیماری کے تیسرا جواب کہا حلیمی نے احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ ان لوگوں کے جو مذکور ہیں حدیث میں وہ لوگ جو غافل ہیں احوال دنیا کے سے اور جو اس میں ہے اور اسباب سے جو تیار کیے گئے ہیں واسطے دفع عوارض کے سو وہ نہیں پہچانتے داغنے کو اور نہ جھاڑ پھونک کروانے کو اور نہیں ہے واسطے ان کے جگہ پناہ اس چیز میں کہ عارض ہو ان کو مگر دعا اور تمسک کرنا ساتھ اللہ کے اور راضی ہونا ساتھ قضا اس کی کے سو وہ غافل ہیں اطباء کی طب سے اور منتر والوں کے منتر سے اور نہیں جانتے اس سے کسی چیز کو، واللہ اعلم۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ ترک کرنے منتر اور داغنے کے اعتماد کرنا ہے اللہ پر بیچ دفع کرنے بیماری کے اور راضی ہونا ہے ساتھ تقدیر اس کی کے نہ قدح کرنا اس کے جائز ہونے میں واسطے ثبوت وقوع اس کے صحیح حدیثوں میں اور واسطے واقع ہونے اس کے کی سلف صالح سے لیکن مقام رضا اور تسلیم کا اعلیٰ ہے اسباب کے استعمال کرنے سے اور اس کی طرف مائل کی ہے خطابی اور اس کے تابعداروں نے کہا ابن اثیر نے کہ یہ اولیاء کی صفت سے ہے جو منہ پھیرنے والے ہیں دنیا سے اور اس کے اسباب اور علائق سے اور یہی لوگ ہیں خاص اولیاء اور نہیں وارد ہوتا اس پر واقع ہونا اس کا حضرت ﷺ سے بطور فعل کے اور امر کے اس واسطے کہ تھے حضرت ﷺ بیچ اعلیٰ مقامات عرفان کے اور درجات توکل کے سو ہو گا یہ حضرت ﷺ سے واسطے تشریع کے اور بیان جواز کے یعنی یہ بھی جائز ہے اگر چہ اعلیٰ مقام نہیں اور باوجود اس کے پس نہیں کم کرتا ہے یہ حضرت ﷺ کے توکل سے کچھ اس واسطے کہ تھے حضرت ﷺ کامل توکل والے از روئے یقین کے پس نہ تاثیر کرے گا اس میں استعمال کرنا اسباب کا کچھ برخلاف غیر آپ کے اور اگر چہ ہو بہت توکل والا لیکن جس نے اسباب کو چھوڑا اور کام کو اللہ کے سپرد کیا اور اس میں اخلاص کیا ہو گا زیادہ تر بلند مقام میں کہا طبری نے بعض نے کہا کہ نہیں مستحق ہے توکل کا مگر وہ شخص کہ نہ مخلوط ہو اس کے دل میں خوف کسی چیز کا البتہ یہاں تک کہ درندے ضرر دینے والے اور دشمن تعدی کرنے والے کا اور نہ وہ شخص جو سعی کرے بیچ طلب کرنے رزق کے اور نہ دوا کرنے درد کے اور حق یہ ہے کہ جو اعتماد کرے اللہ پر اور یقین کرے کہ قضاء اس پر جاری ہونے والی ہے تو نہیں قادح ہے اس کے توکل میں استعمال کرنا اسباب کا واسطے پیروی کرنے سنت اس کی کے اور سنت رسول اس کی کے سو البتہ حضرت ﷺ نے لڑائی میں دو زرہوں کو نیچے اوپر پہنا اور اپنے سر پر خود پہنی اور تیر اندازوں کو گھاٹی کے درے پر بٹھلایا اور مدینے کے گرد خندق کھودی اور ملک حبش اور

مدینے کی طرف ہجرت کا حکم دیا اور خود بھی حضرت ﷺ نے ہجرت کی اور کھانے پینے کا اسباب لیا اور اپنے گھر والوں کے واسطے ان کا خرچ ذخیرہ کیا اور نہ انتظار کیا کہ آسمان سے آپ پر اتارا جائے اور تھے وہ لائق تر سب مخلوق سے یہ کہ حاصل ہو واسطے ان کے یہ اور فرمایا واسطے اس کے جس نے آپ کو سوال کیا تھا کہ میں اپنی اونٹنی کا گھٹنا رسی سے باندھوں یا نہ باندھوں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا گھٹنا رسی سے باندھ اور توکل کر سو اشارہ کیا کہ پرہیز کرنا دفع کرتا ہے توکل کو، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الطِّیَرَةِ. باب ہے بیچ بیان شگون بد لینے کے۔

فائدہ: اور اصل تطیر کی یہ ہے کہ تھے لوگ جاہلیت کے اعتقاد کرتے جانور پرندے پر سو جب کوئی کسی کام کے واسطے نکلتا سو اگر دیکھتا پرندے کو کہ دائیں طرف اڑا تو اس کو بابرکت سمجھتا اور بدستور چلا جاتا اور اگر اس کو دیکھتا کہ بائیں طرف اڑا ہے تو شگون بد لیتا اور پلٹ آتا اور اکثر اوقات بعض آدمی پرندے کو چھیڑتا تا کہ اڑے سو اس پر اعتماد کرے سو آئی شرع ساتھ منع کرنے کے اس سے اور اس کا نام سانح رکھتے تھے اور سانح وہ ہے جو بائیں طرف سے دائیں طرف اڑے اور بارح بالعکس اس کے ہے اور سانح کو بابرکت جانتے تھے اور بارح کو منحوس جانتے تھے اس واسطے کہ نہیں ممکن ہے تیر مارنا اس کو مگر ساتھ اس طرح کے کہ منحرف ہو طرف اس کے اور نہیں ہے کسی چیز میں سانح اور بارح سے وہ چیز جو تقاضا کرے اس کو جو ان کا اعتقاد تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تکلف ہے ساتھ استعمال کرنے اس چیز کے کہ نہیں ہے کوئی اصل واسطے اس کے اس واسطے کہ پرندہ نہ بولتا ہے اور نہ اس کو کوئی تمیز ہے پس استدلال کیا جائے ساتھ فعل اس کے اوپر مضمون کسی معنی کے جو اس میں ہے اور طلب کرنا علم کا غیر مظان اس کے سے جہل ہے اس کے فاعل سے اور البتہ بعض عقلاء جاہلیت کے شگون بد لینے سے انکار کرتے تھے اور اس کے ترک کی مدح کرتے تھے اور باقی رہا بقایا اس کا بہت مسلمانوں میں اور البتہ روایت کی ہے ابن حبان نے اپنی صحیح میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ نہیں ہے شگون بد لینا اور شگون بد اس پر ہے جو شگون لے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے اسماعیل سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں کہ ان سے کوئی سلامت نہیں ہے شگون بد لینا اور بدگمانی کرنا اور حسد کرنا اور یہ مرسل ہے لیکن واسطے اس کے شاہد ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے کہ جب تم شگون بد لو تو گزرو اور اللہ پر توکل کرو اور روایت کی ہے طبرانی نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ نہیں پہنچتا ہے بلند درجوں کو جو بہت تکلف کا ہن ہے یا اپنے آپ کو کاہن کی مانند بنا دے یا تیروں سے فال لے اور سفر سے پلٹ آئے شگون بد کے سبب سے اور اس حدیث میں انقطاع ہے اور واسطے اس کے شاہد ہے عمران رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور روایت کیا ہے اس کو بزار نے ساتھ سند جید کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ شگون لینا شرک ہے اور نہیں ہے ہم میں سے کوئی مگر کہ اس نے شگون بد لیا لیکن اللہ دور کرتا ہے اس کو ساتھ توکل کے اور یہ جو کہا کہ نہیں ہم میں

سے کوئی جس نے شگون بد نہ لیا ہو تو یہ کلام ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے مدرج ہے حدیث میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا گیا ہے یہ شرک واسطے اعتقاد ان کے کہ یہ نفع حاصل کرتا ہے اور ضرر کو دور کرتا ہے سو گویا کہ انہوں نے اس کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا اور یہ جو کہا کہ لیکن اللہ اس کو توکل کے ساتھ دور کرتا ہے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ جس کے واسطے یہ واقع ہو سو وہ اس کو اللہ کے سپرد کرے اور نہ اعتبار کرے شگون کا تو نہیں مواخذہ کیا جاتا ساتھ اس چیز کے کہ عارض ہوئی اس کو اور روایت کی ہے بیہقی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے موقوف کہ جو عارض ہو واسطے اس کے شگون بد سے کوئی چیز تو چاہیے کہ کہے اَللّٰهُمَّ لَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ وَلَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ یعنی نہیں ہے کوئی شگون مگر تیرا شگون اور نہیں ہے خیر مگر تیری خیر اور نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے تیرے۔ (فتح)

۵۳۱۲ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَالشُّؤْمُ فِيْ ثَلَاثٍ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالدَّابَّةِ.

۵۳۱۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی اور شگون بد لینا کچھ حقیقت نہیں اور بے برکتی تین چیز میں ہے عورت میں اور گھر میں اور چوپائے میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے پس نفی کی اول ساتھ طریق عموم کے جیسے کہ نفی کی عدد سے کے پھر ثابت کیا شوم کو تین چیز میں جو حدیث میں مذکور ہیں اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں کہ اگر شگون بد لینا کسی چیز میں ہے تو ان تین چیزوں میں ہے۔

۵۳۱۳ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ قَالُوْا وَمَا الْفَأْلُ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ.

۵۳۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ شگون بد لینا کچھ حقیقت نہیں اور بہتر شگون نیک فال لینا ہے اصحاب نے عرض کیا کہ کیا ہے فال؟ فرمایا کہ نیک بات کہ اس کو کوئی سنے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آئے گی اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس کی طرف کہ نفی طیرہ میں ظاہر ہے لیکن بدی میں اور مستثنیٰ کی جاتی ہے اس سے وہ چیز جو واقع ہو خیر سے کما سیاتی۔ (فتح)

بَابُ الْفَأْلِ.

باب ہے بیچ بیان فال کے۔

٥٣١٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ قَالَ وَمَا الْفَأْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ.

۵۳۱۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شگون بد لینا بے حقیقت بات ہے اور بہتر شگون نیک فال لینا ہے کہا اور کیا ہے فال لینا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک بات کہ اس کو کوئی سنے۔

٥٣١٥ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ الصَّالِحُ الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ.

۵۳۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی اور شگون بد لینا کچھ حقیقت نہیں اور خوش لگتی ہے مجھ کو فال نیک یعنی نیک بات۔

فائدہ: اور روایت کی ہے ابوداؤد نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شگون بد کا ذکر ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر نیک فال ہے اور نہیں رد کرتی مسلمان کو سو جب کوئی مکروہ چیز دیکھے تو چاہیے کہ کہے اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اور یہ جو فرمایا کہ بہتر شگون فال ہے تو کہا کرمانی نے کہ یہ اضافت مشعر ہے ساتھ اس کے کہ فال منجملہ شگون سے ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ وہ اضافت واسطے توضیح کے ہے پھر کہا اور نیز منجملہ طیرہ سے برکت لینا ہے جیسے کہ پہلے گزر چکی ہے تقریر اس کی سو بیان کیا ساتھ اس حدیث کے کہ نہیں ہے ہر فال مردود مانند شگون بد لینے کے بلکہ بعض فال مقبول ہے میں کہتا ہوں اور پہلے جواب میں دفع ہے صدر سوال میں اور دوسرے میں تسلیم کرنا سوال کا ہے اور دعویٰ تخصیص کا اور یہ قریب تر ہے اور البتہ روایت کی ہے ابن ماجہ نے ساتھ سند حسن کے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فال خوش لگتی تھی اور شگون بد کو برا جانتے تھے اور روایت کی ہے ترمذی نے حابس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ آنکھ کی تاثیر سچ ہے اور زیادہ تر سچا شگون فال ہے سو اس حدیث میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ فال منجملہ شگون کے ہے لیکن وہ اس سے مستثنیٰ ہے اور کہا طیبی نے کہ ضمیر مؤنث کا بیچ قول اس کے کی خیرھا راجع ہے طرف طیرہ کے اور البتہ معلوم ہو چکا ہے کہ کل طیرہ میں خیر نہیں سو وہ مانند اس آیت کے ہے ﴿اَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا﴾ نہ یہ کہ طیرہ میں حقیقت خیر ہے یا وہ مانند ان کے اس قول کے ہے الصیف احر من الشتاء یعنی فال اپنے باب میں ابلغ ہے طیرہ سے اپنے باب میں اور حاصل یہ ہے کہ افعل التفضیل اس میں تو فقط واسطے قدر مشترک کے ہے درمیان

دو چیزوں کے اور قدر مشترک درمیان فال اور طیرہ کے تاثیر ہر ایک کے ہے دونوں میں سے اس چیز میں کہ وہ اس میں ہے اور فال اس میں ابلغ ہے کہا خطابی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اس طرح ہے اس واسطے کہ جگہ صادر ہونے فال کے کی نطق اور بیان سے ہے سو گویا کہ وہ خبر ہے کہ آئی ہے غیب سے برخلاف غیر اس کے کی کہ وہ مستند ہے طرف حرکت پرندے کے یا بولنے اس کے اور نہیں ہے اس میں بیان ہرگز اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تکلف ہے اس شخص سے جو اس کو استعمال کرتا ہے اور البتہ روایت کی ہے طبری نے عکرمہ سے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا سو ایک پرندہ گزرا اور چیخا تو ایک مرد نے کہا خیر خیر تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا ہے پاس اس کے نہ خیر ہے نہ شر ہے اور نیز کہا کہ فرق درمیان فال اور طیرہ کے یہ ہے کہ فال میں حسن ظن ہے ساتھ اللہ کے اور طیرہ نہیں ہوتا ہے مگر بدی میں اسی واسطے مکروہ ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ فال مستعمل ہوتی ہے اس چیز میں کہ بری لگے اور خوش کرے اور طیرہ نہیں ہوتا ہے مگر شوم میں اور شاید یہ باعتبار واقع کے ہے اور شرع نے تو خاص کیا ہے طیرہ کو ساتھ اس چیز کے کہ بری لگے اور فال کو ساتھ اس چیز کے کہ خوش کرے اور اس کی شرط سے ہے کہ اس کی طرف قصد نہ کرے سو ہو گی منجملہ طیرہ سے کہا ابن بطال نے کہ ڈالی ہے اللہ نے لوگوں کی فطرت میں محبت اچھی بات کی جیسا کہ ڈالا ہے ان میں خوش ہونا ساتھ دیکھنے شکل خوب کے اور پانی صاف کے اگرچہ نہ اس کا مالک ہو اور نہ اس کو پیئے اور روایت کی ہے ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی کام کے واسطے نکلتے تو آپ کو خوش لگتا یہ کہ سنیں یا نجیح یا راشد اور روایت کیا ہے ابوداؤد نے ساتھ سند حسن کے بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے شگون بد نہیں لیتے تھے اور جب کسی عامل کو کسی جگہ بھیجتے تو اس کا نام پوچھتے سو جب آپ کو اس کا نام پسند آتا تو خوش ہوتے اور اگر اس کے نام کو مکروہ جانتے تو اس کی کراہت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں معلوم ہوتی اور ذکر کیا ہے بیہقی نے شعب میں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جاہلیت کے وقت عرب میں شگون بد یہ تھا کہ جب کوئی کسی کام کے واسطے نکلتا تو پرندے کو اڑاتا اسے ذکر کیا مثل اس چیز کی کہ پہلے گزری ہے کہا اور اسی طرح شگون بد لیتے تھے ساتھ آواز کوے کے اور ساتھ گزرنے ہرن کے سو انہوں نے سب کا نام تطیر رکھا اور عجم میں شگون بد یہ تھا کہ جب کوئی لڑکے کو معلم کی طرف جاتے دیکھتا تو شگون بد لیتا اور جب پھرتے دیکھتا تو فال نیک لیتا اور مانند اس کی پس آئی شرع ساتھ اٹھانے اس سب کے اور کہا کہ جو کاہن بنے یا شگون بد لے کر پھر آئے تو وہ ہم میں سے نہیں اور مانند اس کی حدیثوں سے اور یہ اس وقت ہے جب کہ اعتقاد کرے کہ شگون بد واجب کرتا ہے اس چیز کو کہ اس نے گمان کیا اور نہ منسوب کرے تدبیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف اور اگر جانتا ہے کہ اللہ ہی ہے مدبر لیکن وہ ڈرا بدی سے اس واسطے کہ تجربہ نے حکم کیا ہے کہ کوئی آواز معلوم یا حال پیچھے اس کے ناخوش چیز آتی ہے سو اگر جگہ دی اس نے نفس اپنے کو اوپر اس کے تو برا کیا اور اگر اللہ سے خیر طلب کرے اور بدی سے اس کے ساتھ پناہ مانگے اور گزرے کام میں ساتھ توکل کے

تو نہیں ضرر کرتی ہے اس کو وہ چیز جو اس نے اپنے جی میں پائی اور نہیں تو اس کے ساتھ مؤاخذہ کیا جائے گا اور اکثر اوقات واقع ہوتی ہے ساتھ اس کے وہی مکروہ چیز بعینہ جس کو اعتقاد کرتا تھا واسطے سزا اس کی کے جیسا کہ واقع ہوتا تھا بہت واسطے اہل جاہلیت کے اور کہا حلیمی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ کو فال خوش لگتی ہے اس واسطے کہ شگون بد لینا بدگمانی ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بغیر سبب محقق کے اور فال لینا حسن ظن ہے ساتھ اس کے اور ایمان دار مامور ہے ساتھ اس کے کہ اللہ کے ساتھ ہر حال میں نیک گمان رکھے کہا طیبی نے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فال کی رخصت دی اور شگون بد سے منع فرمایا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر آدمی کوئی چیز دیکھے اور گمان کرے اس کو خوب رغبت دلانے والے اوپر طلب کرنے حاجت اس کی کے تو چاہیے کہ اس کو کرے اور اگر اس کو اس کے برخلاف دیکھے تو اس کو نہ قبول کرے بلکہ گزرے اس کام میں اور اگر اس شگن کو قبول کرے اور کام کرنے سے باز رہے تو وہ طیرہ ہے جو خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ استعمال ہو منحوس چیز میں، واللہ اعلم۔

بَابُ لَا هَامَةَ. نہیں ہے ہامہ۔

فائدہ: یعنی ہامہ کی کچھ حقیقت نہیں اور ہامہ ایک آواز ہے کہ رات کو سنی جاتی ہے اور بعض نے کہا کہ ایک جانور ہے کہ اس کی آواز کو نحس جانتے ہیں اور وہ اُلو ہے اور بعض اہل جاہلیت کہتے ہیں کہ مردہ کے ہڈیوں کو کہتے ہیں کہ ہامہ ہو جاتی ہیں اور رات کو اڑتے ہیں تا کہ اپنا بدلہ ظالم سے لیں اور ذکر کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہیں ہے عدوی اور نہ طیرہ اور نہ ہامہ پھر ترجمہ باندھا ہے بعد سات باب کے باب لا ہامہ اور ذکر کیا ہے اس میں حدیث مذکور کو مطول اور نہیں ہے اس میں ولا طیرۃ اور یہ عجیب اتفاق پڑا ہے واسطے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کہ ترجمہ باندھا ہے اس نے واسطے ایک حدیث کے دو جگہوں میں ساتھ لفظ ایک کے اور میں ذکر کروں گا شرح ہامہ کے اس باب میں انشاء اللہ تعالیٰ پھر ظاہر ہوا واسطے میرے یہ کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ تکرار اس ترجمہ کے طرف خلاف کے بیچ تفسیر ہامہ کے۔ (فتح)

٥٣١٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا إِسْرَآئِيلُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ.

٥٣١٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی اور شگون بد لینا بے حقیقت بات ہے اور نہیں ہے آواز الو کی اور نہیں ہے صفر۔

بَابُ الْكِهَانَةِ. باب ہے بیچ بیان کہانت کے۔

فائدہ: کہانت کے معنی ہیں علم غیب کا دعویٰ کرنا جیسے خبر دینا کہ آئندہ زمین میں اس طرح واقع ہو گا یعنی آئندہ

ہونے والی خبریں بتلانا ساتھ استناد کے طرف سبب کے اور اصل اس کا چرانا جن کا ہے کسی بات کو فرشتوں کی کلام سے یعنی جن آسمان پر جا کر کوئی بات فرشتوں کی کلام سے چرالاتا ہے پھر اس کو کاہن کے کان میں ڈال دیتا ہے اور کاہن اس کو کہتے ہیں کہ غیب کی خبریں بتلا دے اور کہا خطابی نے کہ کاہن لوگ ایک قوم ہیں کہ واسطے ان کے ذہن ہیں تیز اور نفوس شریرہ اور طبائع آتشی پس الفت کی ساتھ ان کے شیطانوں نے واسطے اس چیز کے کہ درمیان ان کے ہے مناسبت سے ان امروں میں اور موافق ہونے ان کے ساتھ ہر چیز کے کہ ان کے زیر قدرت ہے اور جاہلیت کے زمانے میں کہانت بہت مروج تھی خاص کر عرب میں واسطے منقطع ہونے نبوت کے بیچ ان کے اور وہ کہانت کئی قسم پر تھی اس میں سے وہ غیب کی خبریں تھیں جن کو کاہن لوگ جنوں سے سیکھ کر لوگوں کو بتلاتے اور اس میں سو جھوٹ ملاتے تھے اور اس کا بیان یہ ہے کہ جن آسمان کی طرف چڑھتے تھے سو ایک دوسرے پر سوار ہوتے یہاں تک کہ قریب ہوتا اعلیٰ اس طور سے کہ کلام کو سنے سو اس کو آپ سے نیچے والے کی طرف ڈالے یہاں تک کہ لے اس کو وہ جن جو اس کو کاہن کے کان میں ڈالے اور وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر لوگوں کو بھلائے سو جب اسلام آیا اور قرآن اترا تو چوکیدار بٹھلائے گئے آسمانوں پر تا کہ کوئی جن آسمان کے قریب نہ آئے اور نہ بھیجے گئے ان پر شعلے آگ کے سو باقی رہی ان کی چوری سے وہ چیز جو اُچک لے اس کو شعلہ آگ کا اور اس کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ﴾ اور اسلام سے پہلے کاہنوں کے اصابت یعنی موافق ہونا خبر کا ساتھ واقع کے نہایت بہت تھا جیسا کہ آیا ہے بیچ اخبار شق اور سطیح کے اور مانند ان کی کے اور بہر حال اسلام میں سو نہایت کم یاب ہوا یہاں تک کہ قریب ہے کہ بالکل معدوم ہو جائے اور واسطے اللہ کے ہے حمد دوسری قسم وہ ہے جو خبر دے جن اپنے دوست کو آدمیوں سے ساتھ اس چیز کے کہ غائب ہو اس کے غیر سے اس چیز سے کہ نہیں اطلاع ہوتی ہے اس پر آدمی کو غالبا یا خبر پاتا ہے اس پر وہ شخص جو اس سے قریب ہو نہ جو اس سے دور ہو۔ تیسری وہ چیز ہے جو مستند ہے طرف گمان اور اٹکل اور حدس کے اور کبھی کرتا ہے کہ اللہ اس میں واسطے بعض آدمیوں کے قوت باوجود بہت جھوٹ کے اس میں۔ چوتھی وہ چیز ہے جو مستند ہے طرف تجربہ اور عادت کے سو استدلال کیا جاتا ہے اوپر حادث کے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو پہلے اس سے اور اس قسم اخیر سے ہے وہ چیز جو مشابہ ہوتی ہے جادو کو اور کبھی قوت پاتا ہے بعض ان کا اس میں ساتھ زجر اور طرق اور نجوم کے اور یہ سب مذموم ہے شرع میں اور وارد ہوئی ہے بیچ ذم کہانت کے وہ چیز جو روایت کی ہے اصحاب سنن نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ جو کاہن یا رملی پاس آیا اور جو اس نے کہا اس کو سچا جانا تو وہ کافر ہوا اس چیز سے کہ محمد ﷺ پر اتاری گئی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور وعید کبھی آتی ہے ساتھ نہ قبول ہونے نماز کے اور کبھی ساتھ کافر کہنے کے سو محمول ہوگی دو حالوں پر۔ (فتح)

٥٣١٧ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ اقْتَتَلَتَا فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِحَجَرٍ فَأَصَابَ بَطْنَهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَقَتَلَتْ وَلَدَهَا الَّذِيْ فِيْ بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰى أَنَّ دِيَةَ مَا فِيْ بَطْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ فَقَالَ وَلِيُّ الْمَرْأَةِ الَّتِيْ غَرِمَتْ كَيْفَ أَغْرَمُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ لَّا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ.

۵۳۱۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں کو جو آپس جھگڑیں سو ایک نے دوسری کو پتھر مارا سو اس کے پیٹ میں لگا اور حالانکہ وہ حاملہ تھی سو اس نے اس کے پیٹ کے بچے کو مار ڈالا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتے آئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ بے شک اس کے پیٹ کے بچے کی دیت ایک بردہ ہے غلام یا لونڈی یعنی اس کے بچے کے عوض میں اس کو غلام یا لونڈی دی جائے تو کہا اس عورت کے ولی نے جس پر تاوان ڈالا گیا تھا کیوں تاوان دوں یا حضرت! جس نے نہ پیا نہ کھایا نہ بولا نہ چلایا ایسے کا بدلہ تو عبث دلایا یعنی ایسا خون معاف ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اُس کے کچھ نہیں کہ یہ کاہنوں کے بھائیوں سے ہے۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ کلام اس کا کاہنوں کے کلام کے مشابہ ہے کہ یہ شخص بھی کاہنوں کی طرح واہی تباہی بات کو تک بندی سے کہتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بسبب تک بندی اس کی کے جو اس نے تک جوڑ کر کہا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا سجع ہے مانند سجع اعراب کے اور سجع کے معنی ہیں مناسب ہونا کلمات کے آخر کا لفظ میں کہا ابن بطال نے کہ اس میں مذمت ہے کفار کی اور مذمت ہے اس شخص کی جو مشابہ ہو ساتھ ان کے بیچ الفاظ ان کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کو عقاب نہ کیا تو یہ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا کہ جاہلوں سے درگزر کریں اور البتہ سند پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے اس نے جو مکروہ رکھتا ہے تک بندی کو کلام میں اور حالانکہ یہ مطلق مکروہ نہیں بلکہ مکروہ وہ تک بندی ہے جو واقع ہے ساتھ تکلف کے بیچ معرض مدافعت حق کے اور بہر حال وہ چیز کہ واقع ہو بلا تکلف کے مباح کاموں میں پس جائز ہے اور اسی پر محمول ہے وہ چیز جو وارد ہوئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور زیادہ بیان اس کا کتاب الدعوات میں آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور حاصل یہ ہے کہ اگر جمع کرے دونوں امروں کو تکلف سے اور ابطال حق سے تو یہ مذموم ہے اور اگر ایک پر اقتصار کرے تو ہو گا خفیف تر ذم میں اس سے معلوم ہوا کہ تک بندی چار قسم پر ہے اس حدیث میں اور بھی فوائد ہیں مرافعہ کرنا جنائت کا ہے طرف

حاکم کی اور واجب ہونا دیت کا جنین یعنی پیٹ کے بچے میں اگرچہ مرا ہوا پیدا ہوا اور باقی فوائد اس کے کتاب الدیات میں آئیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٥٣١٨ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِحَجَرٍ فَطَرَحَتْ جَنِيْنَهَا فَقَضٰى فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيْدَةٍ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي الْجَنِيْنِ يُقْتَلُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهٖ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيْدَةٍ فَقَالَ الَّذِيْ قُضِيَ عَلَيْهِ كَيْفَ أَغْرَمُ مَا لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ.

٥٣١٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے دوسری کو پتھر مارا سو اس کے پیٹ کے بچے کو گرایا تو حکم کیا اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ایک برد کے غلام یا لونڈی کے اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا اس جنین کے بارے میں جو اپنی ماں کے پیٹ میں قتل کیا گیا ساتھ بردے کے غلام ہو یا لونڈی سو کہا اس نے جس پر حکم ہوا کیوں تاوان دوں اس کا جس نے نہ کھایا نہ پیا اور نہ بولا نہ چلایا ایسے کا بدلہ تو عبث دلایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کاہنوں کے بھائیوں سے ہے۔

٥٣١٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

٥٣١٩۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور حرام کار عورت کی خرچی اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب البیع میں گزر چکی ہے۔

٥٣٢٠ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ يَّحْيَى بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

٥٣٢٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کا حال پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ چیز نہیں تو لوگوں نے عرض کی کہ یا حضرت! کاہن لوگ ہم کو کبھی کسی چیز کی خبر دیتے ہیں تو ہم اس کو سچ

عَنهَا قَالَتْ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسٌ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَيْسَ بِشَيْءٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَا أَحْيَانًا بِشَيْءٍ فَيَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا مِنَ الْجِنِّيِّ فَيَقُرُّهَا فِيْ أُذُنِ وَلِيِّهٖ فَيَخْلِطُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ قَالَ عَلِيٌّ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ مُرْسَلٌ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ ثُمَّ بَلَغَنِيْ أَنَّهُ أَسْنَدَهُ بَعْدَهُ.

پاتے ہیں یعنی جیسا وہ کہتے ہیں ویسا ہوتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس سچ بات کو جن فرشتوں سے لے بھاگتا ہے سو اس کو اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے تو وہ اس میں اور سو جھوٹ ملاتے ہیں کہا علی نے کہا عبدالرزاق نے کہ یہ لفظ جو اس حدیث میں ہے الکلمۃ من الحق تو یہ مرسل ہے پھر مجھ کو خبر پہنچی کہ اس نے اس کو مسند کیا ہے اس کے بعد۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جن لوگوں نے حضرت ﷺ سے پوچھا تھا ان میں سے معاویہ بن حکم ہیں اس نے کہا کہ یا حضرت! بعض کام ہم جاہلیت میں کیا کرتے تھے ہم کاہنوں کے پاس جاتے تھے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کاہنوں کے پاس نہ جایا کرو، الحدیث کہا خطابی نے کہ یہ کاہن لوگ اس چیز میں کہ معلوم ہوا ہے شہادت امتحان سے ایک قوم ہے کہ واسطے ان کے ذہن تیز ہیں اور نفوس شریرہ اور طبائع آتشی سو وہ رجوع کرتے ہیں اپنے کاموں میں جنوں کی طرف اور دریافت کرتے ہیں ان سے حکم حوادث میں سو جن ان کی طرف کلمات ڈالتے ہیں پھر تعرض کیا طرف مناسبت ذکر شعراء کے بعد ذکر ان کے کہ اللہ کے اس قول میں ﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِيْنُ﴾ اور یہ جو فرمایا لیس بشیء یعنی کاہن جھوٹے اور بے حقیقت ہیں ان کی بات کا کچھ اعتبار نہیں کہ اس پر اعتبار کیا جائے کہا قرطبی نے کہ جاہلیت میں لوگ واقعات اور الہام میں کاہنوں کی طرف مقدمات لے جاتے تھے اور ان کے قول کی طرف رجوع کرتے تھے اور البتہ بند ہوئی کہانت ساتھ پیغمبری محمد ﷺ کے لیکن باقی رہا وجود میں جو ان کے مشابہ ہو اور ثابت ہو چکی ہے نہی آنے سے پاس ان کے سو نہیں حلال ہے جانا ان کے پاس اور نہ سچا جاننا ان کو اور یہ جو کہا کہ کاہن لوگ کبھی ہم کو کسی چیز کی خبر دیتے ہیں تو ہم اس کو سچا پاتے ہیں تو یہ اشکال ہے کہ وارد کیا اس کو سائل نے آپ کے اس قول کے عموم پر کہ ان کی بات کا کچھ اعتبار نہیں اس واسطے کہ سائل نے اس سے سمجھا کہ ان کی بالکل تصدیق نہ کی جائے سو جواب دیا اس کو حضرت ﷺ نے اس سچ ہونے کے سبب سے اور یہ کہ اگر کاہن اتفاقا کبھی سچ بھی بولے تو اس کو خالص نہیں چھوڑتا بلکہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتا ہے اور یہ جو کہا کہ یہ بات یعنی جو جن سے سنی گئی ہے اور سچ واقع ہوتی ہے اور البتہ روایت کیا ہے مسلم نے اور حدیث میں اصل پہنچنا جن کا طرف لے بھاگنے بات کے سو روایت کی ہے مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ حدیث بیان کی مجھ سے چند انصاری مردوں

نے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک رات بیٹھے تھے کہ اچانک تارا ٹوٹا سو روشن ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب جاہلیت میں ایسا تارا ٹوٹتا تھا تو تم کیا کہتے تھے؟ اصحاب نے کہا کہ ہم کہتے تھے کہ آج رات کوئی بڑا مرد پیدا ہوا یا کوئی بڑا مرد مر گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کسی کے مرنے جینے کے سبب سے نہیں ٹوٹتا لیکن رب ہمارا جب کسی بات کا حکم کرتا ہے تو سبحان اللہ کہتے ہیں فرشتے عرش کے اٹھانے والے پھر سبحان اللہ کہتے ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں یہاں تک کہ پہنچتی ہے تسبیح طرف اس آسمان دنیا کے کی سو کہتے ہیں یعنی نیچے والے اوپر والوں سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا؟ تو اوپر والے ان کو خبر دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ خبر دنیا کے آسمان کی طرف پہنچتی ہے یعنی اور جن آسمان کے پاس تاک میں لگے رہتے ہیں کوئی جن اس کو چوری سے سن لیتا ہے اور اس کو لے بھاگتا ہے اور اس کو کاہن کے کان میں ڈال دیتا ہے سو جو بات ہو بہو بتلا دیں وہ سچ ہوتی ہے لیکن وہ اس میں کمی بیشی کرتے ہیں گھٹاتے بڑھاتے ہیں اور البتہ پہلے گزر چکا ہے بیچ تفسیر سورہ سباء وغیرہ کے بیان کیفیت ان کی کا وقت چرانے ان کے اور بدء الخلق میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرشتے بادل میں اترتے ہیں سو آپس میں چرچا کرتے ہیں اس امر میں جس کا آسمان میں حکم ہوا سو شیطان بات کو چرا لیتے ہیں سو احتمال ہے کہ مراد ساتھ سحاب کے آسمان ہو اور احتمال ہے کہ حقیقت پر ہو اور یہ کہ بعض فرشتے جب وحی کے ساتھ زمین کی طرف اترتے ہیں تو اس سے شیاطین سن لیتے ہیں یا مراد وہ فرشتے ہیں جو مؤکل ہیں ساتھ اتارنے مینہ کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باقی ہے چرانا جنوں کا اس بات کو جس کا آسمان میں حکم ہوتا ہے لیکن قلیل اور کم یاب ہے یہاں تک کہ عنقریب ہے کہ ناپید ہو بہ نسبت اس کی کہ جاہلیت کے وقت تھا یعنی حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے اور اس سے معلوم ہوا کہ منع ہے جانا پاس کاہنوں کے کہا قرطبی نے کہ واجب ہے قاضی اور کوتوال وغیرہ پر جو اس کی قدرت رکھتا ہے کہ جو کہانت اور رمل وغیرہ سے کچھ کرتا ہو اس کو بازار سے اٹھائے اور انکار کرے اس پر سخت انکار کرنا اور ان لوگوں پر جو اس کے پاس آئیں اور نہ مغرور ہو وہ ساتھ سچے ہونے اس کے بعض بات میں اور نہ مغرور ہو وہ ساتھ کثرت اور بہتات ان لوگوں کے جو اس کی طرف آئیں یعنی اس پر مغرور نہ ہو جائے کہ ہزارہا لوگ اہل علم ان کے پاس آتے جاتے ہیں اس واسطے کہ وہ نہیں مضبوط ہیں علم میں بلکہ وہ جاہلوں میں سے ہیں ان کو معلوم نہیں کہ ان کو کاہنوں کے پاس جانے سے کیا گناہ ہے اور ذکر سو کا واسطے مبالغہ کے ہے نہ واسطے تعیین عدد کے۔

تنبیہ: وارد کرنا باب کہانت کا کتاب الطب میں واسطے مناسبت باب سحر کے ہے اس واسطے کہ مرجع دونوں کا طرف شیاطین کی ہے اور شامل ہے کتاب طب کی اوپر دواؤں حسیہ کے مانند کالے دانے اور شہد کے پھر شامل ہے معنوی دواؤں پر مانند جھاڑ پھونک کرنے کے ساتھ قرآن کے پھر ذکر کی گئی ہیں وہ بیماریاں جو فائدہ دیتی ہیں حسی دواؤں کو بیچ دفع کرنے ان کے مانند جذام کے۔ (فتح)

بَابُ السِّحْرِ. باب ہے بیچ بیان جادو کے۔

فائدہ: کہا راغب وغیرہ نے کہ سحر کا اطلاق کئی معنوں پر آتا ہے ایک وہ چیز ہے جو لطیف اور دقیق ہو اور اسی قبیل سے ہے کہ میں نے لڑکے کو جادو کیا یعنی اس کو فریب دیا دوسری وہ چیز ہے جو واقع ہو ساتھ دھوکے اور تخیلات کے کہ ان کی کوئی حقیقت نہ ہو جیسے شعبدہ باز مداری وغیرہ لوگوں کی چشم بندی کرتا ہے اس چیز سے کہ استعمال کرتا ہے اس کو ساتھ خفت ہاتھ اپنے کے اور اسی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ کے ﴿يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى﴾ یعنی خیال کیا جاتا تھا موسیٰ علیہ السلام کو ان کے جادو کے سبب سے کہ وہ دوڑتے ہیں اور قول اللہ تعالیٰ ﴿سَحَرُوْا اَعْيُنَ النَّاسِ﴾ یعنی بند کیا انہوں نے لوگوں کی آنکھوں کو اور اسی سبب سے انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کا نام ساحر رکھا اور کبھی مدد لیتا ہے اس میں ساتھ اس چیز کے کہ ہو اس میں کوئی خاصیت مانند پتھر مقناطیس کے کہ لوہے کو کھینچتا ہے تیسری وہ چیز ہے جو حاصل ہوتی ہے ساتھ مدد شیطانوں کے ساتھ حاصل کرنے قسم تقرب کے طرف ان کی اور اسی بات کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ یعنی لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے، چوتھی وہ چیز ہے جو حاصل ہوتی ہے ساتھ مخاطبت تاروں کے اور طلب نزول ان کی روحانی چیزوں کے ان کے گمان میں کہا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اور اس میں سے وہ چیز ہے جو پائی جاتی ہے طلسمات سے مانند طابع کی کہ منقوش ہے اس میں صورت بچھو کی بیچ وقت ہونے چاند کے عقرب کے برج میں سو فائدہ دیتا ہے پکڑنا اس کا بچھو کے کاٹنے سے اور مانند مشاہد کے مغرب کے بعض شہروں میں اور وہ سرقسط ہے کہ اس میں سانپ کبھی داخل نہیں ہوتا مگر یہ کہ ہو بغیر ارادے اپنے کے اور کبھی بعض آدمی دونوں امر کو جمع کرتا ہے شیطانوں سے مدد لیتا ہے اور کواکب سے خطاب کرتا ہے اور یہ ان کے گمان میں قوی تر ہوتا ہے اور کہا ابو بکر رازی نے احکام میں کہ بابل والے ایک صابئین کی قوم تھی سات تاروں کو پوجتے تھے ان کو اللہ کہتے تھے اور اعتقاد کرتے تھے کہ جو کچھ جہان دنیا میں ہوتا ہے سب یہی کرتے ہیں اور انہوں نے ان کے نام پر بت بنائے تھے اور واسطے ہر ایک کے ایک شکل تھی کہ اس میں اس کا بت تھا قربت ڈھونڈتا تھا اس کی طرف ساتھ اس چیز کے کہ ان کے گمان میں اس کے موافق ہوتی باسنوں سے اور دھونیوں سے اور وہ لوگ وہی ہیں جن کی طرف ابراہیم علیہ السلام پیغمبر کر کے بھیجے گئے تھے اور ان کا علم نجوم کے احکام تھے اور باوجود اس کے پس تھے جادوگر ان میں سے استعمال کرتے تمام وجوہ جادو کو اور منسوب کرتے تھے اس کو طرف فعل کواکب کی تاکہ بحث نہ کی جائے ان سے اور کھل جائے ملمع ان کا پھر بولا جاتا ہے سحر اور مراد رکھی جاتی ہے اس سے آلہ جس کے ساتھ سحر کیا جاتا ہے اور بولا جاتا ہے سحر اور مراد رکھا جاتا ہے اس سے فعل ساحر کا اور آلہ کبھی ہوتا ہے معنی معانی سے فقط مانند منتر کی اور پھونکنے کی گرہوں میں اور کبھی ہوتا ہے ساتھ محسوس چیزوں کے مانند تصویر صورت کے اوپر صورت مسحور کے یعنی جس پر جادو کیا گیا ہو اس کی تصویر بنائی جاتی ہے اور کبھی

ہوتا ہے جادو ساتھ جمع کرنے حسی اور معنوی دونوں امروں کے اور وہ ابلغ ہے اور اختلاف کیا گیا ہے سحر میں سو بعض نے کہا کہ وہ فقط تخییل ہے یعنی خیال بندی ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں اور یہ مختار ہے نزدیک ابو جعفر استر آبادی شافعی کے اور ابو بکر رازی حنفی کے اور ابن حزم ظاہری کے اور ایک گروہ کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ صحیح یہ ہے کہ واسطے اس کے حقیقت ہے اور ساتھ اس کے قطع کیا ہے جمہور نے اور اس پر ہیں عام علماء اور دلالت کرتی ہے اس پر کتاب اور سنت صحیحہ مشہورہ لیکن محل نزاع کا یہ ہے کہ کیا جادو سے چیز کی ذات بدل جاتی ہے یا نہیں سو جو کہتا ہے کہ وہ فقط تخییل ہے یعنی دوسری کو خیال بندی تو اس نے اس کو منع کیا ہے یعنی وہ کہتا ہے کہ چیز کی اصل ذات نہیں بدلتی لیکن مسحور کے خیال میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بدل گئی اور جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ اس کے واسطے حقیقت ہے ان کو اختلاف ہے کہ کیا فقط اس کے واسطے تاثیر ہے اس طور سے کہ مزاج کو بدل دے سو ایک قسم کی بیماری ہو یا نوبت پہنچائے طرف انقلاب ذات کے اس طور سے کہ مثلا بے جان چیز جیسے پتھر جاندار ہو جائے اور عکس اس کا سو جس پر جمہور ہیں وہ پہلی بات ہے اور ایک تھوڑے گروہ کا یہ مذہب ہے کہ اس کی ذات بدل جاتی ہے سو اگر ہو یہ ساتھ نظر کرنے کے طرف قدرت الٰہی کی تو مسلم ہے اور اگر ہو ساتھ نظر کرنے کے طرف واقع کے تو وہ محل خلاف کا ہے اس واسطے کہ بہت لوگ جو اس کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اس پر دلیل نہیں قائم کر سکتے اور نقل کیا ہے خطابی نے کہ ایک قوم نے جادو سے مطلق انکار کیا ہے اور شاید کہ مراد اس کی وہ لوگ ہیں جو قائل ہیں ساتھ اس کے کہ فقط تخییل ہے نہیں تو وہ مکابرہ ہے کہا مازری نے کہ جمہور علماء نے سحر کو ثابت کیا ہے اور یہ کہ واسطے اس کے حقیقت ہے اور بعض نے اس کی حقیقت کی نفی کی ہے اور منسوب کیا اس چیز کو جو واقع ہوتی ہے اس سے طرف خیالات باطلہ کے اور وہ مردود ہے واسطے وارد ہونے نقل کے ساتھ ثابت کرنے سحر کے اور اس واسطے کہ عقل انکار نہیں کرتی اس سے کہ اللہ تعالیٰ کبھی خارق عادت پیدا کرے وقت بولنے ساحر کے ساتھ کلام ملفق کے یا مرکب کرنے اجسام کے یا ملانے کے درمیان قوتوں کے اوپر ترتیب مخصوص کے اور نظیر اس کی وہ چیز ہے جو واقع ہوتی ہے بعض حذاق اطباء سے ملانے بعض عقاقیر کے سے ساتھ بعض کے یہاں تک کہ جو چیز مفرد ضرر کرنے والی ہو وہ ترکیب سے نافع ہو جاتی ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں زیادہ ہوتی ہے تاثیر سحر کی اوپر اس کے جو ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے بیچ قول اللہ تعالیٰ ﴿يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ﴾ واسطے ہونے مقام کے مقام تہویل کا سو اگر اس سے زیادہ واقع ہو سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کو ذکر کرتا کہا مازری نے کہ صحیح عقل کی جہت سے یہ ہے کہ جائز ہے کہ اس سے زیادہ واقع ہو اور آیت نہیں ہے نص اس میں کہ اس سے زیادہ منع ہے پھر کہا اس نے کہ معجزہ اور کرامت اور جادو کے درمیان فرق ہے کہ جادو ہوتا ہے ساتھ مدد اقوال اور افعال کے یہاں تک کہ پوری ہو مراد جادوگر کی اور کرامت نہیں محتاج ہے اس کی طرف بلکہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتی ہے اکثر اوقات اتفاقاً یعنی نہ جب کہ ولی چاہے اور بہر حال معجزہ سو جدا ہوتا ہے کرامت سے

ساتھ تحدی یعنی مقابلہ کے اور نقل کیا ہے امام الحرمین نے اجماع اس پر کہ سحر نہیں ظاہر ہوتا ہے مگر فاسق سے اور یہ کہ کرامت فاسق سے ظاہر نہیں ہوتی اور نقل کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے روضہ میں متولی سے مانند اس کی اور لائق ہے کہ اعتبار کیا جائے ساتھ حال اس شخص کے کہ واقع ہو خارق اس سے یعنی اس کے حال میں نظر کی جائے اگر ہو تمسک کرنے والا ساتھ شریعت کے پرہیز کرنے والا ہلاک کرنے والی چیزوں سے سو جو خارق عادت کہ اس کے ہاتھ پر ظاہر ہو وہ کرامت ہے نہیں تو سحر ہے اس واسطے کہ وہ پیدا ہوتا ہے ایک قسم اس کی سے مانند مدد شیطانوں کے اور کہا قرطبی نے کہ سحر حیلے ہیں مصنوعی پہنچتا ہے آدمی ان کی طرف ساتھ کسب کے لیکن ان کے وقت کے سبب سے نہیں پہنچتے ہیں ان کی طرف مگر کم لوگ اور مادہ اس کا واقف ہونا ہے او پر خواص چیزوں کے اور علم ساتھ وجوہ ترکیب ان کی کے اور اوقات اس کے اور وہ اکثر خیالات ہیں بغیر حقیقت کے اور وہم ہیں بغیر ثبوت کے سو بڑی بات معلوم ہوتی ہے نزدیک اس کے جو اس کو نہیں پہنچتا جیسا کہ اللہ نے فرمایا فرعون کے جادوگروں کے حال سے ﴿وَجَآءُوْا بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ﴾ باوجود اس کے کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں اپنی ذات سے نہیں نکلی تھیں بلکہ لاٹھیاں اور رسیاں ہی رہی تھیں پھر کہا اور حق یہ ہے کہ بعض قسم جادو کو تاثیر ہے دلوں میں مانند حب اور بغض کی اور ڈالنے خیر اور شر کے کی اور بدنوں میں ساتھ درد اور بیماری کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار اس سے ہے کہ بے جان چیز جاندار ہو جائے یا عکس اس کا۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا لوگوں کو جادو سکھلاتے تھے۔

فائدہ: اور اس آیت میں بیان ہے اصل سحر کا جس کے ساتھ یہود عمل کرتے تھے پھر وہ اس قسم سے ہے کہ گھڑ لیا ہے اس کو شیطان نے اوپر سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے اور اس چیز سے کہ اتاری گئی اوپر ہاروت اور ماروت کے بابل کی زمین میں اور دوسری قسم کا زمانہ مقدم ہے پہلے سے اس واسطے کہ قصہ ہاروت اور ماروت کا نوح علیہ السلام کے زمانے سے پہلے تھا بنا بر اس کے کہ ذکر کیا ہے اس کو ابن اسحاق وغیرہ نے اور جادو نوح علیہ السلام کے زمانے میں موجود تھا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے نوح علیہ السلام کی قوم سے کہ انہوں نے نوح علیہ السلام کو ساحر کہا اور فرعون کی قوم میں بھی جادو بہت مروج تھا اور یہ سب کچھ سلیمان علیہ السلام سے پہلے کا ذکر ہے اور اختلاف کیا گیا ہے اس میں کہ آیت سے مراد کیا ہے؟ سو بعض نے کہا کہ سلیمان علیہ السلام نے جادو اور کہانت کی سب کتابوں کو جمع کر کے اپنے تخت کے نیچے دفن کیا تھا سو کوئی شیطان ان کے تخت کے پاس نہ آ سکتا تھا سو جب سلیمان علیہ السلام فوت ہوئے اور جاتے رہے وہ علماء جو اس کام کو پہچانتے تھے تو شیطان آدمی کی صورت بن کے ان کے پاس آیا سو اس نے یہود سے کہا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو وہ خزانہ جس کی نظیر نہیں؟ تو انہوں نے کہا ہاں! سو اس نے کہا کہ تخت کے نیچے سے کھودو تو انہوں نے کھودا سو انہوں نے ان کتابوں کو پایا تو شیطان نے ان سے کہا کہ سلیمان علیہ السلام آدمیوں اور جنوں کو اسی کے ساتھ قابو رکھتا تھا سو مشہور

ہوا ان میں کہ سلیمان علیہ السلام جادوگر تھا سو جب قرآن میں سلیمان علیہ السلام کا ذکر پیغمبروں میں اترا اور اللہ نے بتلایا کہ سلیمان علیہ السلام بھی پیغمبر تھے تو یہود نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ وہ تو جادوگر تھا سو یہ آیت اتری، روایت کیا ہے اس کو طبری وغیرہ نے سدی سے اور ایک روایت میں ہے کہ خود شیطانوں ہی نے وہ جادو کی کتابیں لکھی تھیں اور ان کو سلیمان علیہ السلام کے تخت کے نیچے دبا دیا تھا پھر جب سلیمان علیہ السلام فوت ہوئے تو ان کو نکالا اور کہا کہ یہی ہے وہ علم جس کو سلیمان علیہ السلام نے لوگوں سے چھپایا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جب انہوں نے ان کتابوں کو پایا تو کہا کہ یہ اس چیز سے ہے جو اللہ نے سلیمان علیہ السلام پر اتاری سو اس نے ان کو ہم سے چھپایا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چلے شیاطین ان دنوں میں جن میں سلیمان علیہ السلام مبتلا ہوئے سو انہوں نے کتابیں لکھیں جن میں سحر اور کفر تھا پھر ان کو سلیمان علیہ السلام کے تخت کے نیچے دبا دیا پھر ان کو اس کے بعد نکالا اور اس کو لوگوں پر پڑھا اور مراد آیت میں اتبعوا سے اہل کتاب ہیں اور البتہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ جادو کفر ہے اور اس کا سیکھنے والا کافر ہے اور وہ واضح ہے اس کی بعض قسموں میں جن کو میں نے پہلے بیان کیا ہے اور وہ پوجنا ہے شیطانوں کو یا تاروں کو اور وہ شعبدہ بازی کے باب سے ہے پس نہیں کافر ہوتا ہے سیکھنے والا اس کا ہرگز کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ عمل سحر کا حرام ہے اور وہ کبیرہ گناہ ہے بالاجماع اور البتہ گنا ہے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے اور بعض قسم اس کی کفر ہے اور بعض گناہ کبیرہ سو اگر ہو اس میں قول یا فعل جو تقاضا کرے کفر کو تو وہ کفر ہے ورنہ نہیں کفر ہے اور بہر حال سیکھنا اس کا اور سکھلانا اس کا سو حرام ہے سو اگر اس میں وہ چیز ہو جو کفر کو چاہتی ہے تو کافر ہو جاتا ہے اور اس سے توبہ طلب کی جائے اور نہ قتل کیا جائے سو اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور اگر نہ ہو اس میں وہ چیز جو کفر کو تقاضا کرے تو اس کو تعزیر دی جائے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جادوگر کافر ہے قتل کیا جائے ساتھ جادو کرنے کے اور نہ توبہ طلب کی جائے اس سے بلکہ ضروری ہے قتل کرنا اس کا مانند زندیق کے اور ساتھ قول مالک رحمہ اللہ کے قائل ہے امام احمد رحمہ اللہ اور ایک جماعت اصحاب اور تابعین کی اور اس مسئلے میں اختلاف ہے نہیں ہے یہ جگہ ذکر اس کے کی اور البتہ جائز رکھا ہے علماء نے جادو کے سیکھنے کو واسطے دو امروں کے یا واسطے جدا کرنے اس چیز کے کہ اس میں کفر ہے اس کے غیر سے اور یا واسطے دور کرنے اس کے اس شخص سے کہ واقع ہوا ہے بیچ اس کے سو پہلی صورت میں تو کچھ گناہ نہیں مگر اعتقاد کی جہت سے اور جب اعتقاد سلامت ہو تو مجرد معرفت چیز کی نہیں مستلزم ہے منع کو مانند اس شخص کے کہ پہچانے کیفیت بت پرستوں کی عبادت کی کہ وہ بتوں کو کس طرح پوجتے ہیں اس واسطے کہ کیفیت اس چیز کی کہ کرتا ہے اس کو ساحر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ حکایت ہے قول یا فعل کے برخلاف خود استعمال کرنے اس کے اور عمل کرنے کے ساتھ اس کے اور بہر حال دوسری صورت سو اگر نہ تمام ہو جیسا کہ گمان کیا ہے بعض نے مگر ساتھ ایک نوع کفر کے یا فسق کے تو نہیں حلال ہے ہرگز ورنہ جائز ہے واسطے معنی مذکور کے اور زیادہ

بیان اس کا آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ فیصلہ ہے اس مسئلے میں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس آیت کو وارد کیا ہے تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اس نے اختیار کیا ہے حکم کو ساتھ کفر ساحر کے واسطے قول اللہ کے بیچ اس کے ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا﴾ اس واسطے کہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ کافر ہوئے اور نہیں کافر ہوتا ہے ساتھ تعلیم شے کے مگر اور حالانکہ وہ چیز کفر ہو اور اسی طرح قول اللہ کا آیت میں فرشتوں کی زبان پر ﴿اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جادو کا سیکھنا کفر ہے سو ہوگا عمل کرنا ساتھ اس کے کفر اور یہ سب واضح ہے بنا بر اس کے کہ میں نے تقریر کی عمل کرنے سے ساتھ بعض قسم اس کی کے اور البتہ گمان کیا ہے بعض نے کہ نہیں صحیح ہے سحر مگر ساتھ اس کے بنا بر اس کے پس اس کے ماسوائے کو جادو کہنا باعتبار مجاز کے ہے مانند اطلاق سحر کے اوپر قول بلیغ کے اور قصہ ہاروت اور ماروت کا آیا ہے ساتھ سند حسن کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مسند میں اور طول کیا ہے طبری نے بیچ وارد کرنے اس کے طریقوں کے اس واسطے کہ ان کا مجموع تقاضا کرتا ہے کہ اس قصے کے واسطے اصل ہے برخلاف اس کے جو گمان کرتا ہے اس کے باطل ہونے کا مانند عیاض کے اور جو اس کے تابع ہے اور محصل اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں میں شہوت ڈال دی ان کے امتحان کو اور ان کو حکم کیا کہ زمین میں حکمرانی کریں سو دونوں آدمی کی صورت بن کے زمین میں اترے اور ایک مدت عدل سے حکمرانی کی پھر مبتلا ہوئے ساتھ ایک عورت خوبصورت کے سو اس سبب سے دونوں کو سزا دی گئی ساتھ اس کے کہ بابل کے کنوئیں میں الٹے کر کے لٹکائے گئے اور مبتلا کیے گئے ساتھ سکھلانے علم جادو کے سو جس کو جادو کی طلب ہوتی ہے وہ ان کی طرف قصد کر کے جاتا تھا تا کہ ان سے جادو سیکھے اور حالانکہ وہ دونوں اس کو جانتے تھے سو نہیں جادو بتلاتے تھے کسی کو یہاں تک کہ اس کو ڈراتے اور منع کرتے سو جب وہ اصرار کرتا تو اس کے ساتھ کلام کرتے سو سیکھتا ان سے جو بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حال ان کے سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَا اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰاهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جو اتارا گیا دو فرشتوں پر بابل میں ہاروت اور ماروت پر خلاق تک۔

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتٰى﴾. یعنی اور اللہ نے فرمایا اور نہیں خلاصی پاتا جادوگر جہاں آئے یعنی ساتھ جادو اپنے کے۔

فائدہ: اس آیت میں نفی فلاح کی ہے جادوگر سے اور نہیں ہے اس میں دلالت اوپر کفر ساحر کے مطلق اگرچہ بہت ہوا ہے قرآن میں اثابت فلاح کا واسطے ایماندار کے اور نفی اس کی کا کافر سے لیکن نہیں ہے اس میں وہ چیز جو نفی کرے نفی فلاح کو فاسق سے اور اسی طرح گنہگار سے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ﴾. یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا پس تم آتے ہو جادو کو اور حالانکہ تم دیکھتے ہو۔

فائدہ: یہ خطاب ہے ساتھ کفار قریش کے کہ وہ بعید جانتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہوں واسطے ہونے حضرت ﷺ کے آدمی آدمیوں سے سو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا اس حال میں کہ انکار کرتا تھا اس پر جو حضرت ﷺ کے تابع ہوا کیا تم آتے ہو جادو کو یعنی کیا تم پیروی کرتے ہو اس کی یہاں تک کہ ہو جاؤ تم مثل اس شخص کی کہ تابع ہوا سحر کے اور حالانکہ وہ جانتا ہو کہ وہ جادو ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعٰى﴾. اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خیال کیا جاتا تھا موسیٰ علیہ السلام کی طرف ان کے جادو سے کہ وہ دوڑتے ہیں۔

فائدہ: یہ آیت عمدہ دلیل ہے اس کی کو گمان کرتا ہے کہ جادو سوائے کچھ نہیں کہ وہ تخییل ہے یعنی خیال بندی ہے اور نہیں حجت ہے واسطے اس کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ یہ آیت فرعون کے جادوگروں کے قصے میں وارد ہوئی تھی اور ان کا جادو اسی طرح تھا اور نہیں لازم اس سے کہ جادو کی سب قسمیں تخییل ہوں کہا ابوبکر رازی نے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ جو گمان کیا تھا موسیٰ علیہ السلام نے کہ وہ دوڑتے ہیں نہ تھا وہ دوڑنا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ خیال بندی تھی اور اس کا بیان یوں ہے کہ ان کی لاٹھیاں اندر سے پولی تھیں ان میں پارہ بھرا ہوا تھا اور اسی طرح رسیاں چمڑے کی تھیں ان میں بھی پارہ بھرا ہوا تھا اور انہوں نے اس سے پہلے وہاں گڑھے کھودے ہوئے تھے اور ان میں آگ بھری ہوئی تھی سو جب وہ لاٹھیاں اور رسیاں اس جگہ پر ڈالی گئیں اور سیماب گرم ہوا تو ان کو حرکت دی اس واسطے کہ سیماب کی شان یہ ہے کہ جب اس کو آگ پہنچے تو اڑتا ہے سو جب ثقیل کیا اس کو لاٹھیوں اور رسیوں کی کثافت نے تو وہ حرکت میں آئے سیماب کی حرکت کے سبب سے جس نے ان کو دیکھا اس نے گمان کیا کہ وہ دوڑتے ہیں اور درحقیقت وہ دوڑتے نہ تھے۔

وَقَوْلِهٖ ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾ وَالنَّفَّاثَاتُ السَّوَاحِرُ. یعنی بدی ان عورتوں کی سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں اور مراد نفاثات سے جادوگر عورتیں ہیں۔

فائدہ: یہ تفسیر حسن بصری کی ہے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے ساتھ سند ضعیف کے بیچ آخر قصے جادو کے جس کے ساتھ حضرت ﷺ کو جادو ہوا تھا کہ انہوں نے تانت پائی کہ اس میں گیارہ گرہیں تھیں اور سورۂ فلق اور ناس اتری سو جوں جوں حضرت ﷺ ایک آیت پڑھتے تھے توں توں ایک گرہ کھلتی جاتی تھی۔ (فتح)

﴿تُسْحَرُوْنَ﴾ تعمَّوْنَ.

اور تسحرون کے معنی ہیں کس طرح اندھے کیے جاتے ہو تم۔

فائدہ: یا کس طرح فریب دیئے جاتے ہو تم توحید سے اور اطاعت سے۔

٥٣٢١ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَحَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ يُقَالُ لَهُ لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ حَتّٰى كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ كَانَ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتّٰى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهُوَ عِنْدِيْ لٰكِنَّهُ دَعَا وَدَعَا ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللّٰهَ أَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيْهِ أَتَانِيْ رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِيْ وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ فَقَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ فِيْ أَيِّ شَيْءٍ قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعِ نَخْلَةٍ ذَكَرٍ قَالَ وَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِيْ بِئْرِ ذَرْوَانَ فَأَتَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَجَآءَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ كَأَنَّ مَآءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّآءِ أَوْ كَأَنَّ

٥٣٢١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بنی زریق کے قبیلے میں سے ایک مرد نے جس کا نام لبید تھا حضرت ﷺ کو جادو کیا تھا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ کچھ چیز کرتے ہیں اور حالانکہ اس کو نہ کیا ہوتا یہاں تک کہ جب ایک دن یا ایک رات ہوئی اور حالانکہ حضرت ﷺ میرے پاس تھے تو لیکن حضرت ﷺ نے دعا کی پھر فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تو نے جانا کہ بے شک اللہ نے مجھ کو حکم کیا جس میں میں نے اس سے حکم طلب کیا یعنی میری دعا قبول کی اور جادو کا حال بتلایا میرے پاس دو مرد آئے سو ایک تو میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس سو ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کیا درد ہے اس مرد کو؟ یعنی حضرت ﷺ کو اس نے جواب میں کہا کہ اس پر جادو کیا گیا ہے اس نے کہا کہ کس نے اس کو جادو کیا ہے؟ کہا کہ لبید اعصم کی بیٹی نے اس نے کہا کہ کس چیز میں کیا ہے؟ اس نے کہا کہ کنگھی میں اور ان کے بالوں میں جو کنگھی سے جھڑے اور نر چھوہارے کی بالی کے غلاف میں اس نے کہا کہ یہ کہاں رکھا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ ذی اروان کے کنوئیں میں سو حضرت ﷺ چند اصحاب کے ساتھ اس کنوئیں پر تشریف لے گئے یعنی اور اس کو کنوئیں میں سے نکالا اور اسی وقت آپ کو

رُؤُوْسَ نَخْلِهَا رُؤُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا اسْتَخْرَجْتَهُ قَالَ قَدْ عَافَانِيَ اللّٰهُ فَكَرِهْتُ أَنْ أُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ فِيْهِ شَرًّا فَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ تَابَعَهُ أَبُوْ أُسَامَةَ وَأَبُوْ ضَمْرَةَ وَابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ اللَّيْثُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ يُقَالُ الْمُشَاطَةُ مَا يَخْرُجُ مِنَ الشَّعَرِ إِذَا مُشِطَ وَالْمُشَاقَةُ مِنْ مُشَاقَةِ الْكَتَّانِ.

صحت حاصل ہوئی پھر حضرت ﷺ آئے اور فرمایا کہ اے عائشہ! البتہ اس کنوئیں کا پانی جیسے مہندی کا بھگویا پانی یا اس کے کھجور کے درخت جیسے شیطانوں کے سر میں نے کہا یا حضرت! آپ نے اس کو ظاہر کیوں نہیں کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو شفا دی سو میں نے برا جانا کہ اس میں لوگوں میں فتنہ انگیزی کروں سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ دبا ڈالنے اس کے کی سو دبا دیا گیا، متابعت کی عیسیٰ کی ابو اسامہ اور ابو ضمرہ اور ابن ابی زناد نے ہشام سے یعنی جیسے کہ عیسیٰ نے ہشام سے روایت کی ہے اسی طرح ان تینوں نے بھی اس حدیث کو ہشام سے روایت کیا ہے اور کہا لیث اور ابن عیینہ نے ہشام یعنی ان دونوں نے ہشام سے اس کلمہ میں موافقت نہیں کی فی مشط ومشاطة کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ مشاط وہ بال ہیں جو کنگھی کرنے سے جھڑتے ہیں جب کہ کنگھی کی جائے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ پر کچھ مہینے تک جادو کا اثر رہا اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کی طرف خیال کیا جاتا تھا کہ آپ ایک چیز کرتے اور حالانکہ اس کو نہ کیا ہوتا کہا مازری نے کہ انکار کیا ہے بعض بدعتیوں نے اس حدیث سے اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ پست کرتا ہے نبوت کے منصب کو اور شک ڈالتا ہے بیچ اس کے اور جو اس کی طرف نوبت پہنچائے وہ باطل ہے اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ اس کا جائز کرنا شرع سے اعتبار اٹھا دیتا ہے یا احتمال ہے اس پر کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ جبریل علیہ السلام کو دیکھتے ہیں اور حالانکہ وہ جبریل نہیں ہوتا تھا کہ آپ کو وحی ہوتی ہے یعنی خاص اس حالت میں کہا مازری نے اور یہ سب مردود ہے اس واسطے کہ قائم ہو چکی ہے دلیل اوپر صدق حضرت ﷺ کے اس چیز میں کہ پہنچاتے ہیں اس کو اللہ کی طرف سے اور اوپر معصوم ہونے آپ کے کی تبلیغ احکام میں اور معجزے شاہد ہیں ساتھ تصدیق حضرت ﷺ کے سو جائز رکھنا اس چیز کا کہ قائم ہو چکی ہے دلیل اس کی خلاف پر باطل ہے اور بہر حال وہ چیز کہ متعلق ہے ساتھ بعض امور دنیا کے جن کے لیے حضرت ﷺ مبعوث نہیں ہوئے اور نہ پیغمبری اس کے سبب سے تھی سو وہ اس میں بیماری ہے جو عارض ہوتی ہے بندے کو مانند اور بیماریوں کے سو نہیں بعید ہے کہ خیال کی جائے طرف آپ کے کسی کام میں دنیا کے کاموں سے وہ چیز جو نہیں حقیقت ہے واسطے

اس کے باوجود معصوم ہونے آپ کے کی ایسی چیز سے دین کے کاموں میں اور البتہ بعض نے کہا کہ مراد ساتھ حدیث
کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو خیال ہوتا تھا کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں سے صحبت کی اور حالانکہ صحبت نہ کی ہوتی
اور یہ چیز بہت ہوتا ہے کہ واقع ہوتا ہے خیال اس کا واسطے آدمی کے خواب میں کہ وہ عورت سے صحبت کرتا ہے اور
حالانکہ صحبت نہیں کی ہوتی پس نہیں بعید ہے کہ خیال کیا جائے طرف آپ کی بیداری میں ، میں کہتا ہوں اور یہ ایک
روایت میں صریح آ چکا ہے اور کہا عیاض نے کہ ظاہر ہوا اس کے ساتھ کہ سحر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مسلط ہوا تھا
آپ کے بدن پر اور ظاہر جوارح پر نہ آپ کی عقل تمیز اور اعتقاد پر اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں کہ لبید نے بہن
سے کہا کہ اگر پیغمبر ہوگا تو آپ کو خبر ہو جائے گی اور نہیں تو سست کر دے گا یہ جادو یہاں تک کہ لے جائے گا اس کی
عقل کو ، میں کہتا ہوں سو واقع ہوئی شق اول یعنی حضرت ﷺ کو خبر ہوگئی جیسا کہ واقع ہوا ہے اس حدیث صحیح میں اور
بعض علماء نے کہا کہ حضرت ﷺ کو جو گمان ہوتا تھا کہ ناکردہ چیز کو کر چکا ہوں تو اس سے لازم آتا ہے کہ
حضرت ﷺ کو اس کے فعل کا جزم اور یقین ہو جاتا تھا اور سوائے اس کے نہیں کہ وہ ایک خیال ہوتا تھا کہ دل میں
گزرتا تھا اور ثابت نہیں رہتا تھا سو نہ باقی رہے گی اس میں واسطے ملحد کے حجت اور کہا عیاض نے احتمال ہے کہ ہو مراد
ساتھ خیال بندی مذکور کے یہ کہ ظاہر ہوتی تھی واسطے آپ کے خوش دلی ہو مالوف باعتبار سابق عادت کے قادر ہونے
سے صحبت پر سو جب عورت سے قریب ہوتے تو صحبت کرنے سے سست ہو جاتے جیسے کہ معقود کا حال ہوتا ہے اور یہ
جو ایک روایت میں ہے کہ حتی کاد ینکر بصرہ یعنی ہو گئے مانند اس کے جو اپنی بینائی سے انکار کرے اس طور
سے کہ جب کوئی چیز دیکھے تو اس کو خیال ہو کہ وہ اپنی اصلی صفت اور حالت پر نہیں ہے اور جب اس میں تامل کرے تو
اس کی حقیقت کو پہچان لے اور تائید کرتا ہے جمیع ما تقدم کو یہ کہ نہیں منقول ہے حضرت ﷺ سے کسی خبر میں کہ آپ
نے اس حالت میں کوئی بات کہی ہو سو واقع ہوا ہو خلاف اس چیز کے کہ خبر دی اور کہا مہلب نے کہ محفوظ ہونا
حضرت ﷺ کا شیطانوں سے نہیں منع کرتا ہے اس کو کہ شیطان آپ کے ساتھ کوئی مکر نہ کر سکیں سو بے شک گزر چکا
ہے صحیح میں کہ شیطان نے چاہا کہ حضرت ﷺ کی نماز کو فاسد کرے سو اللہ نے حضرت ﷺ کو اس پر قابو دیا پس اسی
طرح ہے جادو نہیں پہنچی آپ کو ضرر اس کی سے وہ چیز جو داخل کرے نقص کو اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ پہنچانے
احکام کے بلکہ وہ اس چیز سے ہے کہ پہنچتی تھی آپ کو ضرر بیماریوں کے سے ضعف کلام سے یا عجز بعض فعل سے یا پیدا
ہونے خیال بندی سے جو نہ قائم رہے بلکہ زائل ہوا اور باطل کرتا ہے اللہ تعالیٰ کید شیطانوں کا اور یہ کہ استدلال کیا
ہے ابن قصار نے اس پر کہ جو چیز حضرت ﷺ کو پہنچتی تھی وہ بیماری کی قسم سے تھی جیسا کہ ابن سعد کی حدیث میں
ہے کہ حضرت ﷺ بیمار ہوئے سو باز رکھے گئے کھانے پینے سے اور عورتوں سے سو حضرت ﷺ پر دو فرشتے اترے ،
الحدیث اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے دعا کی تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس میں مستحب ہونا دعا کا ہے وقت حاصل

ہونے مکروہات کے اور مکرر مانگنا دعا کا اور التجا کرنا اللہ کی طرف بیچ دفع کرنے اس کے اور یہ جو کہا کہ میں نے اللہ سے حکم طلب کیا سو اللہ نے مجھ کو حکم کیا یعنی میری دعا قبول کی اور مجھ کو میری بیماری کی خبر دی اور حضرت ﷺ کی دعا یہ تھی کہ اللہ آپ کو اطلاع دے اس چیز کی حقیقت سے کہ اس میں تھی اس واسطے کہ مشتبہ ہوا تھا حضرت ﷺ کو امر یعنی حضرت ﷺ کو یہ معلوم ہوا تھا کہ مجھ کو جادو کا اثر ہے یا کوئی بیماری اور دونوں فرشتے جو آسمان سے اترے تھے وہ جبریل اور میکائیل تھے اور یہ اشارہ آپ کو خواب میں واقع ہوا تھا اس واسطے کہ اگر بیداری میں ہوتا تو البتہ دونوں حضرت ﷺ سے پوچھتے اور روبرو کلام کرتے اور احتمال ہے کہ ہوں حضرت ﷺ ساتھ صفت نائم کے اور حالانکہ وہ بیدار تھے سو دونوں نے آپس میں کلام کیا اور حضرت ﷺ سنتے تھے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ اس کنوئیں پر آئے اور اس میں سے جادو کو نکالا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کھجور کی بالی میں اپنی تصویر پائی سو اچانک اس میں سوئیں تھیں گاڑی ہوئیں اور اچانک تانت تھی کہ اس میں گیارہ گرہ تھیں سو جبریل علیہ السلام معوذتین کے ساتھ اترے سو جب ایک آیت پڑھتے تھے تو ایک گرہ کھل جاتی تھی اور اسی طرح ہر ہر آیت کے پڑھنے سے ایک ایک گرہ کھل گئی اور جب کوئی سوئی نکالتے تو اس کا درد پاتے پھر اس کے بعد آرام پاتے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے سو اتاری گئی حضرت ﷺ پر معوذتین یعنی سورہ فلق اور والناس اور اس میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت ﷺ کو حکم کیا کہ ایک گرہ کھولیں اور ایک آیت پڑھیں سو حضرت ﷺ آیت پڑھنا اور گرہ کھولنا شروع ہوئے یہاں تک کہ اٹھ کھڑے ہوئے جیسے کھولے گئے رسی بندھی ہوئی سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو قتل نہ کیا اور نقل کیا گیا ہے واقدی سے کہ یہ صحیح تر ہے اس کی روایت سے جو کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو قتل کر ڈالا تھا کہا قرطبی نے کہ نہیں حجت ہے مالک پر اس قصے میں اس واسطے کہ ترک کرنا قتل لبید کا تھا سبب خوف فتنہ انگیزی کے کہ اس کے قتل سے لوگوں میں فتنہ انگیزی نہ ہو یا اس واسطے کہ تا کہ لوگ اسلام میں داخل ہونے سے نفرت نہ کر جائیں اور وہ اس چیز کی جنس سے ہے کہ اعانت کی اس کی حضرت ﷺ نے منع قتل منافقوں کے سے جہاں فرمایا کہ لوگ آپس میں چرچا نہ کریں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے اور یہ جو کہا فامر بها یعنی حکم کیا گیا ساتھ کنوئیں کے سو دبایا گیا۔ (فتح)

بَابُ الشِّرْكُ وَالسِّحْرُ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ.

باب ہے اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا ہلاک کرنے والی چیزوں سے ہے یعنی ان چیزوں میں سے ہے جو ایمان کو ہلاک کرنے والی ہیں۔

٥٣٢٢ ۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ

٥٣٢٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو ان چیزوں سے جو ایمان کو ہلاک کرنے والی

أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا الْمُوْبِقَاتِ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ.

ہیں اللہ کے ساتھ شرک کرنے سے اور جادو کرنے سے۔

فائدہ: وارد کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اس جگہ مختصر اور پوری حدیث وصایا میں گزر چکی ہے اور بیچ اختصار کرنے کے دو چیزوں پر سات سے اس جگہ میں اشارہ ہے طرف تاکید امر سحر کے اور یہ حدیث دونوں سے وارد ہوئی ہے پورے طور سے بھی اور مختصر طور سے بھی۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يَسْتَخْرِجُ السِّحْرَ.

کیا نکالا جائے جادو کو یا نہیں؟۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف اختلاف کی اور ابتدا کیا ساتھ اس چیز کے کہ نقل کیا اس کو سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے جواز سے واسطے اشارہ کرنے کے طرف ترجیح اس کی کے۔

وَقَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رَجُلٌ بِهِ طِبٌّ أَوْ يُؤَخَّذُ عَنِ امْرَأَتِهِ أَيُحَلُّ عَنْهُ أَوْ يُنَشَّرُ قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ إِنَّمَا يُرِيْدُوْنَ بِهِ الْإِصْلَاحَ فَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَلَمْ يُنْهَ عَنْهُ.

اور کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اگر کسی مرد کو جادو ہو یا روکا جائے اپنی عورت سے یعنی اس سے جماع نہ کر سکے تو کیا اس سے جادو کی گرہ کھولی جائے، یا علاج کیا جائے اس کا ساتھ علاج جادو کے؟ ابن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کا کوئی ڈر نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں ارادہ کرتے ہیں ساتھ اس کے اصلاح کا سو جو چیز کہ نفع دے سو نہیں منع کیا گیا ہے اس سے۔

فائدہ: ایک روایت میں قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ تلاش کرے جو اس کی دوا کرے سو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع کیا ہے جو ضرر کرے اور نہیں منع کیا اس چیز سے کہ نفع دے اور روایت کی ہے طبری نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہ نہیں دیکھتا تھا وہ ڈر ساتھ اس کے جب کہ ہو کسی آدمی کو جادو یہ کہ چلے طرف اس شخص کی جو اس سے جادو کھولے اور اس کا علاج کرے کہ وہ اصلاح ہے کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس کو مکروہ جانتے تھے کہتے تھے کہ نہیں جانتا ہے علاج جادو کا مگر جو جادوگر ہو تو سعید نے کہا کہ اللہ نے اس چیز سے منع کیا ہے جو ضرر کرے نہ اس چیز سے جو نفع دے اور ایک روایت میں ہے کہ نشرہ یعنی جادو کا علاج شیطان کے فعل سے ہے کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نشرہ کھولنا جادو کا ہے آدمی سے جس پر جادو کیا گیا اور نہیں قادر ہوتا ہے اس پر مگر وہ شخص جو جادو کو جانتا ہو اور البتہ کسی نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا اس کا حال جو دور کرے جادو کو اس شخص سے جس پر جادو کیا گیا ہو تو کہا کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے اور یہی ہے معتمد قول اور حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ جو فرمایا کہ نشرہ شیطان کا عمل ہے تو یہ اشارہ ہے طرف

اصل اس کے کی اور مختلف ہوتا ہے حکم ساتھ قصد کے سو جس کا قصد خیر ہو تو وہ خیر ہے اور جس کا قصد بد ہو تو وہ بد ہے پھر حصر منقول حسن سے نہیں ہے ظاہر پر اس واسطے کہ کبھی حاصل ہوتا ہے ساتھ منتر اور دعا کے اور تعویذ کے لیکن احتمال ہے کہ ہو نشرہ دو قسم اور نشرہ ایک قسم ہے علاج کی علاج کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اس کا جس کے ساتھ گمان ہو کہ کسی نے اس کو جادو کیا ہے یا اس کو جن بھوت نے ہاتھ لگایا ہو کہا گیا ہے اس کو نشرہ اس واسطے کہ کھل جاتی ہے ساتھ اس کے بیماری اس کی اور تائید کرتی ہے سعید کے قول کو وہ حدیث جو پہلے گزر چکی ہے مسلم سے جو مسلمانوں کو نفع پہنچا سکے تو چاہیے کہ پہنچائے اور تائید کرتی ہے اس کو کہ جادو کا علاج کرنا درست ہے وہ چیز جو پہلے گزر چکی ہے بیچ حدیث العین حق کے بیچ قصے نہانے نظر لگانے والے کے اور ذکر کیا ہے ابن بطال نے کہ وہب بن منبہ کی کتابوں میں ہے کہ سات پتے بیر سبز کے لے سو ان کو دو پتھروں میں کوٹے پھر اس کو پانی کے ساتھ ملائے اور اس میں آیۃ الکرسی اور قواقل پڑھے پھر اس سے تین چلو لے پھر اس کے ساتھ نہائے کہ اس سے اس کی بیماری انشاء اللہ تعالیٰ دور ہو جائے گی خواہ جادو ہو یا کچھ اور وہ جید ہے واسطے مرد کے جب کہ اپنی بیوی سے جماع نہ کر سکے اور قائل ہے ساتھ اس کے مزنی صاحب شافعی کا اور ابو جعفر طبری وغیرہ پھر واقف ہوا میں اوپر صفت علاج جادو کے بیچ کتاب طب نبوی کے جو واسطے جعفر مستغفری کے ہے کہا قتادہ رحمہ اللہ نے کہ میں نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے کہا کہ ایک مرد ہے اس کو جادو کا اثر ہے اپنی عورت سے جماع نہیں کر سکتا کیا اس کو جائز ہے کہ جادو کا علاج کرے؟ کہا کہ کچھ ڈر نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کرتا ہے ساتھ اس کے نفع کا سو جو چیز کہ نفع دے تو نہیں منع کیا گیا ہے اس سے بہر حال حل سو وہ مرد ہے جب کہ اپنی عورت سے جماع نہ کر سکے اور اس کے سوائے اور کام کر سکے سو جو اس کے ساتھ مبتلا ہو وہ لکڑیوں کا گھٹا لے اور بسولی کو لکڑیوں کے درمیان رکھ دے پھر ان لکڑیوں میں آگ لگا دے یہاں تک کہ جب بسولی گرم ہو جائے تو اس کو آگ میں سے نکال لے اور اس کی گرمی پر پیشاب کرے سو بے شک وہ تندرست ہو جائے گا ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے اور بہر حال نشرہ سو وہ یہ ہے کہ جمع کرے بیچ دنوں ربیع کے جو قادر ہو اس پر پھول جنگلی اور بستانی گلاب کے سے پھر ان کو ستھرے برتن میں ڈالے پھر اس گلام کو اس پانی میں تھوڑا سا جوش دے پھر اس کو مہلت دے یہاں تک کہ جب پانی ٹھنڈا ہو جائے تو اس کو اپنے اوپر ڈالے سو وہ تندرست ہو جائے گا ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے۔

٥٣٢٣ ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ أَوَّلُ مَنْ حَدَّثَنَا بِهِ ابْنُ جُرَيْجٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنِي آلُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ فَسَأَلْتُ هِشَامًا عَنْهُ فَحَدَّثَنَا عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ

٥٣٢٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو جادو ہوا یہاں تک کہ آپ خیال کرتے تھے کہ آپ اپنی عورتوں سے صحبت کرتے ہیں اور حالانکہ ان سے نہیں کر سکتے تھے کہا سفیان نے اور یہ سخت تر ہے جادو سے جب کہ ہو اس طرح سو فرمایا حضرت ﷺ ایک دن نیند سے بیدار ہوئے سو

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُحِرَ حَتّٰى كَانَ يَرٰى أَنَّهُ يَأْتِي النِّسَآءَ وَلَا يَأْتِيهِنَّ قَالَ سُفْيَانُ وَهٰذَا أَشَدُّ مَا يَكُوْنُ مِنَ السِّحْرِ إِذَا كَانَ كَذَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَعَلِمْتِ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيْهِ أَتَانِيْ رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِيْ وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ الَّذِيْ عِنْدَ رَأْسِيْ لِلْآخَرِ مَا بَالُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ أَعْصَمَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ حَلِيْفٌ لِيَهُوْدَ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ وَفِيْمَ قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ قَالَ وَأَيْنَ قَالَ فِيْ جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ تَحْتَ رَاعُوْفَةٍ فِيْ بِئْرِ ذَرْوَانَ قَالَتْ فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبِئْرَ حَتّٰى اسْتَخْرَجَهُ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِيْ أُرِيْتُهَا وَكَأَنَّ مَآءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّآءِ وَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ قَالَ فَاسْتُخْرِجَ قَالَتْ فَقُلْتُ أَفَلَا أَيْ تَنَشَّرْتَ فَقَالَ أَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ شَفَانِيْ وَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيْرَ عَلٰى أَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ شَرًّا.

فرمایا کہ اے عائشہ! تو نے جانا کہ بے شک اللہ نے مجھ کو حکم کیا جس میں میں نے اللہ سے حکم طلب کیا دو مرد یعنی دو فرشتے میرے پاس آئے سو ایک تو دونوں میں سے میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس سو کہا اس نے جو میرے سر کے پاس تھا دوسرے سے کیا حال ہے اس مرد کا یعنی کیا بیماری ہے حضرت ﷺ کو؟ اس نے کہا کہ اس پر جادو کیا گیا ہے اس نے کہا کہ کس نے اس کو جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ لبید اعصم کے بیٹے نے جو ایک مرد ہے قبیلہ بنی زریق سے ہم قسم یہود کا اور منافق تھا اس نے کہا کہ کس چیز میں کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ کنگھی میں اور ان بالوں میں جو کنگھی سے جھڑتے ہیں نر کھجور کی بالی میں نیچے رعوفہ کے ذی اروان کے کنوئیں میں کہا سو حضرت ﷺ اس کنوئیں پر گئے یہاں تک کہ اس کو نکالا سو فرمایا کہ یہی کنواں ہے جو مجھ کو دکھلایا گیا تھا اور پانی اس کا جیسے مہندی کا بھگویا پانی اور اس کے کھجور کے درخت جیسے شیطانوں کے سر، کہا راوی نے سو حضرت ﷺ نے اس کو نکالا، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ جادو کا علاج نہیں کرتے، اس کو لوگوں میں ظاہر نہیں کرتے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو تو شفا دی سو میں مکروہ جانتا ہوں کہ کسی پر لوگوں میں سے فتنہ انگیزی کروں۔

فائدہ: رعوفہ ایک پتھر ہے کہ اتارا جاتا ہے کنوئیں کی تہہ میں جب کہ کھودا جاتا ہے اس پر بیٹھتا ہے جو کنوئیں کو درست کرتا ہے اور وہ پتھر پایا جاتا ہے سخت وہاں سے نکل نہیں سکتا سو چھوڑا جاتا ہے تکمیل کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ نافع تر دواؤں میں اور قوی تر علاج جادو کا مقابلہ کرنا سحر کا جو ارواح خبیثہ کی تاثیر سے ہے ساتھ الٰہی دواؤں کے ذکر اور دعاء اور قرأت سے سو دل جب کہ ہو بھرا ہوا اللہ سے معمور اس کے ذکر سے اور واسطے اس کے ورد ہو ذکر اور دعاء اور توجہ سے تو یہ اعظم سبب ہے جو مانع ہے جادو کے اثر کرنے سے یعنی جو ہمیشہ اللہ کے ذکر کے ساتھ مشغول ہو اس پر

جادو کا اثر نہیں ہوتا اور جادو کی تاثیر تو ضعیف دلوں میں ہوتی ہے اسی واسطے غالبا تاثیر اس کی عورتوں اور لڑکوں اور جاہلوں میں ہوتی ہے کہ ان کے دل ضعیف ہوتے ہیں اور اعتراض کرتی ہے اس پر حدیث باب کی اور جائز ہونا جادو کا حضرت ﷺ پر باوجود عظیم ہونے مقام حضرت ﷺ کے اور صدق توجہ آپ کی کے اور ملازمت ورد آپ کی کے لیکن ممکن ہے خلاص ہونا اس سے ساتھ اس کے کہ جو ذکر کیا ہے اس نے محمول ہے غالب پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ساتھ حضرت ﷺ کے واسطے بیان تجویز اس کی کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ السِّحْرِ.

باب ہے جادو کے بیان میں۔

٥٣٢٤ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتّٰى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ عِنْدِيْ دَعَا اللّٰهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ أَشَعَرْتِ يَا عَائِشَةُ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيْهِ قُلْتُ وَمَا ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ جَاءَنِيْ رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِيْ وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ الْيَهُوْدِيُّ مِنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ قَالَ فِيْمَا ذَا قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِيْ بِئْرِ ذِيْ أَرْوَانَ قَالَ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أُنَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ إِلَى الْبِئْرِ فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَعَلَيْهَا نَخْلٌ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى عَائِشَةَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوْسُ

٥٣٢٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ پر جادو ہوا یہاں تک کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ نے کوئی چیز کی اور حالانکہ آپ نے اس کو نہ کیا ہوتا یہاں تک کہ جب ایک دن ہوا اور آپ میرے پاس تھے تو اللہ سے دعا کی اور دعا کی پھر فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تو نے جانا کہ بے شک اللہ نے مجھ کو حکم کیا جس میں میں نے اس سے حکم طلب کیا میں نے کہا اور کیا ہے وہ یا حضرت! فرمایا کہ میرے پاس دو مرد آئے سو ایک دونوں میں سے میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس پھر ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کیا بیماری ہے اس مرد کو یعنی حضرت ﷺ کو؟ دوسرے نے کہا کہ اس کو جادو کیا گیا ہے اس نے کہا کہ کس نے اس کو جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ لبید اعصم کے بیٹے یہودی نے جو قبیلہ بنی زریق میں سے ہے کہا کہ کس چیز مین جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ کنگھی میں اور بالوں میں جو کنگھی سے جھڑتے ہیں اور نر کھجور کی بالی میں اس نے کہا کہ وہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا کہ ذی اروان کے کنوئیں میں سو حضرت ﷺ چند اصحاب کے ساتھ اس کنوئیں پر تشریف لے گئے سو حضرت ﷺ نے اس کی طرف نظر کی اور اس پر کھجور کے درخت تھے پھر عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف پھرے سو فرمایا کہ

الشَّيَاطِينِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَأَخْرَجْتَهُ قَالَ لَا أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِيَ اللّٰهُ وَشَفَانِي وَخَشِيْتُ أَنْ أُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا وَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ.

البتہ اس کا پانی جیسے مہندی کا بھگویا پانی اور البتہ کھجور کے درخت جیسے شیطانوں کے سر میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ نے اس کو نکالا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں مجھ کو تو اللہ نے شفا دی اور میں ڈرا اس سے کہ لوگوں میں فتنہ انگیزی کروں اور حکم کیا ساتھ دبانے اس کے سو دبایا گیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا پانی جیسے مہندی کا بھگویا پانی کہا داؤد نے کہ مراد وہ پانی ہے کہ دھویا جائے اس سے وہ برتن جس میں مہندی گوندھی جائے یعنی سبز رنگ کہا قرطبی نے کہ اس کنوئیں کے پانی کا رنگ بدلا ہوا تھا یا تو واسطے دراز ہونے اقامت اس کی کے اور یا واسطے اس چیز کے کہ مخلوط ہوئی اور ملی ساتھ اس کے ان چیزوں سے کہ ڈالی گئیں کنوئیں میں اور رد کرتی ہے پہلے احتمال کو وہ چیز جو ایک روایت میں آ چکی ہے اس کنوئیں سے میٹھا پانی منگوایا جاتا تھا اور یہ جو فرمایا کہ اس کے کھجور کے درخت جیسے شیطانوں کے سر تو کہا فراء وغیرہ نے کہ احتمال ہے کہ تشبیہ دی ہو اس کی کھجور کے درختوں کو ان کے قبیح ہونے میں ساتھ سر شیطانوں کے اس واسطے کہ وہ موصوف ہیں ساتھ قبیح کے اور البتہ مقرر ہو چکا ہے زبان میں کہ جو کہے کہ فلانا شیطان ہے تو اس کی مراد ہوتی ہے کہ خبیث یا قبیح ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ شیطانوں کے سانپ ہوں یعنی اس کے کھجور کے درخت سانپوں کی طرح ہیں بدشکل اور احتمال ہے کہ ہو مراد درخت جو کہتے ہیں کہ یمن میں پایا جاتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جادوگر نہ قتل کیا جائے بطور حد کے جب کہ اس کے واسطے عہد اور پیمان ہو اور یہ جو ترمذی کی حدیث میں آیا ہے کہ جادوگر کی حد قتل کرنا ہے ساتھ تلوار کے سو اس کی سند میں ضعف ہے اور اگر ثابت ہو تو البتہ خاص ہوگا اس سے وہ شخص ہو جو معاہد اور پہلے گزر چکا ہے جزیہ میں بجالہ کی روایت سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ قتل کرو ہر جادوگر مرد کو اور عورت کو کہا ابن بطال نے کہ نہ قتل کیا جائے ساحر اہل کتاب کا نزدیک مالک اور زہری کے مگر یہ کہ قتل کرے کسی کو ساتھ جادو اپنے کے سو قتل کیا جائے اس کے قصاص میں اور یہ قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر اپنے جادو سے کسی مسلمان کو ضرر دے تو اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے سو حلال ہے مار ڈالنا اس کا اور یہ جو حضرت ﷺ نے لبید کو قتل نہ کیا تو یہ اس واسطے کہ حضرت ﷺ اپنی جان کے واسطے کسی سے بدلہ نہیں لیتے تھے اور اس واسطے کہ حضرت ﷺ ڈرے کہ کہیں اس کے قتل سے مسلمانوں میں فتنہ نہ اٹھے اور وہ از قسم اس چیز کے ہے کہ رعایت کی اس کی حضرت ﷺ نہ قتل کرنے منافقوں کے سے برابر ہے کہ لبید یہودی ہو یا منافق بنا بر اس کے کہ گزرا اختلاف سے بیچ اس کے کہا اس نے اور نزدیک مالک کے حکم جادوگر کا حکم زندیق کا ہے سو نہ قبول کی جائے توبہ اس کی اور قتل کیا جائے بطور حد کے جب کہ ثابت ہو جائے یہ اوپر اس کے اور ساتھ اس کے قائل ہے احمد رحمہ اللہ

اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہ قتل کیا جائے مگر جب کہ اقرار کرے کہ اس نے اپنے جادو سے قتل کیا ہے سو قتل کیا جائے بیچ قصاص اس کے اور اگر اعتراف کرے کہ اس کا سحر کبھی قتل کرتا ہے اور کبھی نہیں کرتا اور یہ کہ اس کو سحر کیا ہے اور یہ کہ وہ مر گیا تو نہیں واجب ہے قصاص اوپر اس کے اور واجب ہے دیت اس کے مال میں نہ اس کے عاقلہ پر اور نہیں متصور ہے قتل ساتھ سحر کے گواہوں سے اور دعویٰ کیا ہے ابوبکر رازی نے کہ شافعی متفرد ہے اس قول میں کہ جادوگر قتل کیا جائے بطور قصاص کے جب کہ اعتراف کرے کہ اس نے اس کو اپنے جادو سے قتل کیا ہے، واللہ اعلم۔ کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر ہو جادو میں قول یا فعل کہ جو تقاضا کرے کفر کا تو کافر ہو جاتا ہے جادوگر اور قبول کی جاتی ہے توبہ اس کی جب کہ توبہ کرے نزدیک ہمارے اور جب نہ ہو اس کے جادو میں وہ چیز جو تقاضا کرے کفر کا تو اس کو تعزیر دی جائے اور اس سے توبہ طلب کی جائے۔ (فتح)

بَابٌ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا.

بعض بیان جادو ہوتا ہے۔

٥٣٢٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا أَوْ إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ لَسِحْرٌ.

٥٣٢٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو مرد مشرق کی جانب سے آئے سو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خطبہ پڑھا سو لوگوں کو ان کی خوش بیانی سے تعجب ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بعض بیان تو جادو ہوتا ہے یعنی جیسے جادو سے آدمی لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے ویسے بعض آدمی کی تقریر ہوتی ہے۔

فائدہ: وہ دونوں آدمی بنی تمیم کی قوم میں سے تھے اور البتہ حمل کیا ہے بعض نے اس حدیث کو اوپر مدح کے اور ترغیب کے اوپر تحسین کلام کے اور سنوارنے الفاظ کے اور یہ واضح ہے اگر ثابت ہو کہ وارد ہوئی حدیث عمر کے قصے میں اور حمل کیا ہے اس کو بعض نے ذم پر واسطے اس شخص کے جو بناوٹ کرے کلام میں اور تکلف کرے واسطے تحسین اس کی کے اور پھیرے چیز کو اس کے ظاہر سے سو تشبیہ دے اس کو ساتھ جادو کے جو تخییل ہے واسطے غیر حقیقت اس کی کے اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اور پہلے گزر چکی ہے خطبہ نکاح میں وہ چیز جو تائید کرتی ہے اس کی اور وہ یہ کہ مراد ساتھ اس کے وہ شخص ہے جس پر کسی کا حق ہو اور وہ زیادہ خوش تقریر ہو صاحب حق سے سو جادو کرے لوگوں کو اپنے بیان سے اور لے جائے حق کو اور حمل کرنا حدیث کا اس پر صحیح ہے لیکن نہیں منع کرتا یہ حمل کرنے اس کے کو اور معنی پر جب کہ ہو بیچ تزیین حق کے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن عربی وغیرہ نے فضلائے مالکیہ سے اور کہا ابن بطال نے کہ خوب تر معنی جو اس حدیث میں کہے جائیں یہ ہیں کہ نہیں ہے یہ حدیث ذم واسطے سب بیان کے اور نہ مدح واسطے سب کے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے من البیان اس واسطے کہ من اس میں تبعیض کے واسطے لایا گیا

ہے اور البتہ اتفاق کیا ہے علماء نے اوپر مدح ایجاز کے اور اتیان کے ساتھ بہت معنوں کے تھوڑے لفظوں میں یعنی بیان کرنا بہت معنی کو ساتھ تھوڑے لفظوں کے اور اوپر مدح اطناب کے بیچ مقام خطابہ کے بحسب مقام کے ہاں افراط ہر چیز میں مذموم ہے اور بہتر میانہ روی ہے۔ (فتح)

بَابُ الدَّوَآءِ بِالْعَجْوَةِ لِلسِّحْرِ. دوا کرنا جادو کا ساتھ عجوہ کھجور کے۔

فائدہ: عجوہ ایک عمدہ قسم کی کھجور ہے مدینے میں نرم ہوتی ہے اور کہا ابن اثیر نے کہ عجوہ ایک قسم کھجور کی ہے بڑی ہوتی ہے صیحانی سے سیاہی کی طرف مائل ہوتی ہے اور وہ اس چیز سے ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو مدینے میں اپنے ہاتھ سے لگایا تھا۔

٥٣٢٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ أَخْبَرَنَا هَاشِمٌ أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اصْطَبَحَ كُلَّ يَوْمٍ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ سُمٌّ وَّلَا سِحْرٌ ذٰلِكَ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ وَقَالَ غَيْرُهُ سَبْعَ تَمَرَاتٍ.

٥٣٢٦۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو صبح کو ہر دن عجوہ کھجوریں کھائے تو اس دن اس کو کوئی زہر اور جادو ضرر نہ کرے گا رات تک اور اس کے غیر نے کہا کہ سات کھجوریں مراد حدیث علی کے ہے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ غیر کے جمعہ راوی ہے کہ اس کی روایت میں سات کا ذکر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو صبح کو سات کھجوریں کھائے عالیہ کی کھجوروں سے اور عالیہ وہ گاؤں ہیں جو مدینے کے اونچان میں ہیں اور وہ نجد کی جانب ہے سو اس روایت میں مکان کی تقیید ہے اور ایک روایت میں ہے کہ عالیہ کے کھجوروں میں شفاء ہے اول صبح میں اور واقع ہوا ہے مسلم کی ایک روایت میں کہ جو سات کھجوریں کھائے ان کھجوروں سے جو مدینے کے دونوں طرف پتھریلی زمین کے درمیان ہیں اور یہ جو فرمایا کہ رات تک تو اس میں تقیید ہے واسطے شفاء مطلق کے جو دوسری روایت میں ہے کہ وہ شفاء ہے اول صبح میں اور ایک روایت میں ہے کہ عجوہ کھجور بہشت سے ہے اور وہ شفاء ہے زہر سے اور مفہوم اس کا یہ ہے کہ جو راز کہ قسم عجوہ میں ہے سحر اور زہر کے دفع کرنے سے وہ دور ہو جاتا ہے جب کہ داخل ہوتی ہے رات اس کے حق میں جو کھائے اس کو اول دن میں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے اطلاق دن کا اس چیز پر جو طلوع فجر یا سورج کے درمیان ہے غروب سورج تک اور نہیں مستلزم ہے دخول رات کو اور نہیں واقف ہوا میں کسی طریق میں اوپر حکم اس شخص کے جو اس کو اول رات میں کھائے کہ کیا اس کا حکم بھی اس کی مانند ہے جو دن کو کھائے تاکہ دفع ہو اس سے ضرر زہر اور جادو کا صبح تک اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ اس کے جو اول دن میں کھائے اور نیز ظاہر اطلاق کا مواظبت ہے اوپر اس کے یعنی جو اس کو ہمیشہ کھاتا ہے اس کو زہر اور جادو ضرر نہیں کرتا اور واقع ہوئی ہے طبرانی کی روایت میں

تقیید اس کی ساتھ سات دن کے یعنی جو سات صبح کھاتا رہے اس کو زہر اور جادو ضرر نہیں کرتا۔ (فتح)

٥٣٢٧ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَّلَا سِحْرٌ.

٥٣٢٧۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو صبح کو سات کھجوریں عجوہ کھائے اس کو اس دن کوئی زہر اور جادو ضرر نہیں کرے گا۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ عجوہ ایک قسم کی کھجور ہے جو زہر اور جادو سے فائدہ دیتی ہے تو یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ساتھ برکت دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے واسطے کھجور مدینے کے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں برکت کی دعا کی تھی اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت کے سبب سے زہر اور جادو اثر نہیں کرتا نہ اس واسطے کہ مدینے کی کھجوروں میں کوئی خاصیت ہے اور کہا ابن تین نے احتمال ہے کہ مراد کوئی خاص درخت کھجور کے ہوں مدینے میں جن کو اب کوئی پہچانتا نہیں اور یہ واسطے خاصیت کے ہے بیچ اس کے اور احتمال ہے کہ یہ حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ خاص ہو اور یہ احتمال بعید ہے اس واسطے کہ وصف کیا اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے واسطے اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا بعض نے کہ بہر حال خاص کرنا مدینے کی کھجوروں کا ساتھ اس کے سو یہ واضح ہے متن کے لفظوں سے اور بہر حال تخصیص زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سو بعید ہے اور بہر حال خاص کرنا عدد سات کا پس ظاہر یہ ہے کہ وہ واسطے کسی راز کے ہے جو اس میں ہے ورنہ مستحب ہے کہ ہو طاق کہا مازری نے یہ اس قسم سے ہے کہ نہیں معلوم ہیں معنی اس کے بیچ طریق علم طب کے اور اگر صحیح ہو کہ نکلے واسطے منفعت کھجور کے زہر میں کوئی وجہ جہت طب سے تو نہیں قدرت ہے اوپر ظاہر کرنے وجہ اقتصار کے اس عدد پر کہ سات ہے اور نہ اوپر اقتصار کرنے کے اس جنس پر جو وہ عجوہ ہے اور شاید یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے واسطے خاص تھا یا واسطے اکثر ان کے اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوا بدستور رہنا وقوع شفاء کا ہمارے زمانے میں غالبًا اور اگر پایا جائے یہ اکثر میں تو محمول ہوگا اس پر کہ مراد وصف غالب حال کے ہے اور کہا عیاض نے کہ خاص کرنا اس کا ساتھ عجوہ عالیہ کے اور ساتھ اس چیز کے کہ مدینے کی دونوں طرف پتھریلی زمین کے درمیان ہے اٹھاتا ہے اس اشکال کو اور ہوگا خصوص واسطے اس کے جیسے کہ پائی گئی ہے شفاء واسطے بعض بیماریوں کے بعض دواؤں میں کہ ان بعض شہروں میں ہوتے ہیں سوائے اس جنس کے بیچ غیر اس کے واسطے تاثیر کے کہ ہوتی ہے اس میں زمین سے یا ہوا سے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث میں تخصیص ہے عجوہ مدینے کے ساتھ اس کے جو ذکر کیا

گیا اور بہر حال خصوص ہونا اس کا سات پس نہیں معلوم ہیں معنی اس کے جیسے کہ نماز کے عددوں میں ہے اور زکوۃ کے نصابوں میں ہے۔ (فتح)

بَابُ لَا هَامَةَ. نہیں ہے ہامہ۔

فائدہ: ہامہ واحد ہے ہوام کا اور ہوام ان جانوروں کو کہتے ہیں جو زہر دار ہیں اور بعض نے کہا کہ جانور زمین کے جو قصد کرتے ہیں ساتھ ایذا لوگوں کے اور نہیں صحیح ہے نفی اس کی مگر یہ کہ ارادہ کیا جائے کہ وہ بذاتھا ضرر نہیں کرتے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ضرر کرتے ہیں جب کہ ارادہ کرے اللہ تعالیٰ ضرر کا ساتھ اس کے جس کو کاٹیں اور ذکر کیا ہے زبیر بن بکار نے کہ جاہلیت کے زمانے میں عرب گمان کرتے تھے کہ جب کوئی قتل کیا جائے اور اس کا بدلہ نہ لیا جائے تو مقتول کے سر سے ہامہ نکلتا ہے اور وہ ایک کیڑا ہے سو وہ قبر کے گرد پھرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھ کو پانی پلاؤ مجھ کو پانی پلاؤ سو اگر اس کا بدلہ پایا جائے تو جاتا رہتا ہے ورنہ باقی رہتا ہے اور کہا قزاز نے کہ ہامہ ایک جانور ہے رات کے جانوروں میں اس کا نام اُلّو ہے کہا ابن اعرابی نے کہ شگون بد لیتے تھے ساتھ اس کے جب کہ کسی کے گھر پر واقع ہو کہتا تھا کہ میرے نفس نے مجھ کو میری موت کی خبر دی یا کسی ایک کی میرے گھر والوں میں سے اور کہا ابو عبید نے کہ گمان کرتے ہیں کہ میت کی ہڈیاں ہامہ ہو جاتی ہیں اور جانور بن کے اڑتی ہیں اور اس جانور کا نام صدی ہے بنا بر اس کے پس معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نہیں زندگی ہے واسطے ہامہ مردے کے یعنی یہ جو لوگوں کا گمان ہے کہ مردے کی ہڈیاں جانور بن کے زندہ رہتی ہیں سو یہ بات غلط ہے نہ کوئی مردے کی ہڈیوں سے ہامہ جانور بنتا ہے اور نہ وہ زندہ رہتا ہے اور بنا بر پہلے معنی کے پس معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نہیں ہے شگون بد لینا ساتھ اُلّو کے اور مانند اس کی کے اور شاید کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ باندھا ہے واسطے ہامہ کے دو بار واسطے نظر کرنے کے طرف ان تفسیروں کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٥٣٢٨ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيْرُ الْأَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ

۵۳۲۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی اور نہیں ہے صفر اور نہ ہامہ تو ایک گنوار نے کہا کہ یا حضرت! سو کیا حال ہے اونٹوں کا کہ ہوتے ہیں ریت میں گویا کہ مانند ہرن کی ہے نشاط اور قوت اور سلامت ہونے میں بیماری سے سو ملتا ہے ان میں اونٹ خارش والا سو خارش دار کرتا ہے ان کو یعنی جب کوئی خارش والا اونٹ ان میں مل جائے تو سب کو خارش پیدا ہو جاتی ہے اس کا کیا سبب ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے کو کس نے خارش پیدا کی؟ اور

وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ بَعْدُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُوْرِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلٰى مُصِحٍّ وَأَنْكَرَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثَ الْأَوَّلِ قُلْنَا أَلَمْ تُحَدِّثْ أَنَّهُ لَا عَدْوٰى فَرَطَنَ بِالْحَبَشِيَّةِ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ فَمَا رَأَيْتُهُ نَسِيَ حَدِيْثًا غَيْرَهُ.

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے جانور بیمار ہوں وہ اس کے گھاٹ پر پانی پلانے کو نہ لائے جس کے جانور تندرست ہوں اور انکار کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پہلی حدیث سے یعنی حدیث لاعدوی الخ سے ہم نے کہا کہ کیا تو نے حدیث بیان نہیں کی کہ نہیں ہے عدویٰ یعنی ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی ؟ سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حبش کی زبان میں کلام کیا جس کے معنی یہ ہیں کہ میں نے حدیث بیان نہیں کیا کہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے سو میں نے نہیں دیکھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہ اس کی کسی حدیث کو بھولے ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح باب جذام میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ ان کو خارش دار کر دیتا ہے یعنی ان میں داخل ہوتا ہے سو ان کو خارش دار کر دیتا ہے اور وہ بنا بر اس کے ہے ان لوگوں کا اعتقاد تھا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی ہے یعنی ہوتا ہے سبب واسطے واقع ہونے خارش کے ساتھ ان کے اور یہ جاہلوں کا وہم ہے وہ اعتقاد کرتے تھے کہ جب بیمار جانور تندرست جانوروں سے ملے تو ان کو بیمار کر دیتا ہے سو شارع نے اس کی نفی کی اور اس کو باطل کیا سو جب اس گنوار نے شبہ وارد کیا تو رد کیا اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قول اپنے کے کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش پیدا کی اور وہ جواب ہے بیچ غایت بلاغت اور رشاقت کے اور اس سے حاصل یہ ہے کہ کہاں سے آئی خارش واسطے اونٹ کے جس کی خارش اوروں کو لگ گئی ان کے زعم میں سو اگر جواب دیا جائے کہ جس نے اس کو اول میں کیا تھا اسی نے اس کو دوسرے میں کیا تو ثابت ہوگا مدعی اور وہ یہ ہے کہ بے شک جس نے یہ سب کے ساتھ کیا ہے وہی خالق قادر ہے ہر چیز پر اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اور یہ جو راوی نے کہا کہ ہم نے کہا اے ابو ہریرہ! کیا تو نے حدیث بیان نہیں کی کہ نہیں ہے عدویٰ تو ایک روایت میں ہے کہ راوی نے کہا اے ابو ہریرہ! میں تجھ سے سنتا تھا کہ تو حدیث بیان کرتا تھا ہم سے ساتھ اس حدیث کے یعنی حدیث لا عدویٰ کے سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا کہ اس کو پہچانے اور ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے اور کہا کہ میں نے تجھ سے حدیث بیان نہیں کی جو تو کہتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے میری عمر کی کہ البتہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے وہ حدیث بیان کیا کرتے تھے سو میں نہیں جانتا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھول گئے یا ایک قول نے دوسرے کو منسوخ کر ڈالا اور یہ جو ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ظاہر ہے کہ وہ اعتقاد کرتے تھے کہ دونوں حدیثوں میں تعارض ہے اور البتہ پہلے گزر چکی ہے وجہ تطبیق کی درمیان ان کے باب جذام

میں اور حاصل اس کا یہ ہے کہ قول اس کا لا عدویٰ نہی ہے اعتقاد اس کے سے یعنی کوئی یہ اعتقاد نہ رکھے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی ہے اور یہ جو فرمایا کہ نہ وارد کرے سبب نہی کا ہے وارد کرنے سے واسطے خوف واقع ہونے کے بیچ اعتقاد عدویٰ کے یعنی حضرت ﷺ نے اس واسطے منع کیا کہ شاید اگر تندرست جانور بیمار جانوروں کے ملتے اللہ کی تقدیر سے بیمار ہو گئے تو عوام کا بد اعتقاد زیادہ تر مضبوط ہو جائے گا بیماری لگ جانے کا تو ناحق شرک میں گرفتار ہوں گے اور اللہ کو بھولیں گے یا منع کیا واسطے خوف تاثیر اوہام کے جیسے کہ گزر چکی ہے نظیر اس کی بیچ حدیث فر من المجذوم کے اس واسطے کہ جو نہیں اعتقاد کرتا کہ جذام دوسرے کو لگ جاتا ہے پاتا ہے اپنے نفس میں نفرت یہاں تک کہ اگر مجبور کیا جائے اوپر قریب ہونے کے اس سے تو البتہ رنج پائے ساتھ اس کے پس اولیٰ واسطے عاقل کے یہ ہے کہ تعرض کرے واسطے ایسی چیز کے بلکہ دور رہے بیماریوں کے اسباب سے اور بچے وہم کے طریقوں سے کہا قرطبی نے اور بیچ جواب دینے حضرت ﷺ کے گنوار کو جائز ہونا مشافہ اس شخص کا ہے کہ واقع ہو واسطے اس کے شبہ اس کے اعتقاد میں ساتھ ذکر کرنے برہان عقلی کے جب کہ ہو سائل واسطے سمجھنے اس کے کی اور جو قاصر ہو تو خطاب کیا جائے ساتھ اس چیز کے کہ اٹھائے اس کو عقل اس کی ظنیات سے اور کہا اس نے کہ یہ شبہ جو گنوار کو واقع ہوا تھا یہی شبہ اول طبعی علم والوں کو واقع ہوا تھا پھر معتزلیوں کو سو کہا طبعی والوں نے ساتھ تاثیر بعض چیزوں کے بعض میں اور ایجاد کرنے ان کے ان کو یعنی بعض چیزیں بعض کو ایجاد کرتی ہیں اور نام رکھا ہے انہوں نے مؤثر کا طبیعت اور کہا معتزلیوں نے مانند اس کے حیوانات میں اور متولدات میں اور یہ کہ قدرت ان کی مؤثر ہے بیچ ان کے اور یہ کہ وہ خود خالق ہیں ساتھ پیدا کرنے ان کے اور سند دونوں گروہ کے مشاہدہ حسی ہے اور منسوب کیا ہے انہوں نے اس کو جو انکار کرے اس سے طرف انکار بداہت کے اور غلطی کی اس نے جس نے ان میں سے یہ کہا غلطی فاحش واسطے التباس ادراک حس کے ساتھ ادراک عقل کے اس واسطے کہ مشاہد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تاثیر ایک چیز کی ہے نزدیک چیز دوسری کے اور یہ حصہ حس کا ہے اور بہر حال تاثیر اس کی اس میں حصہ عقل کا ہے سو حس نے ادراک کیا ہے وجود خبر کا وقت وجود دوسری چیز کے اور مرتفع ہونا اس کا وقت مرتفع ہونے اس کے اور بہر حال ایجاد کرنا اس کا اس چیز کو سو نہیں ہے واسطے حس کے اس میں مدخل پس عقل ہی ہے جو فرق کرتی ہے ساتھ ملازم ہونے ان کے عقلا یا عادۃً باوجود جواز تبدل کے عقلاً ، واللہ اعلم۔ اور اس حدیث میں واقع ہونا تشبیہ ایک چیز کا ہے ساتھ دوسری چیز کے جب کہ جمع کرے ان کو کوئی وصف خاص اور اگرچہ جدا جدا ہوں صورت میں اور اس میں شدت پرہیز گاری ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے اس واسطے کہ باوجود اس کے کہ حارث نے اس کو غضبناک کیا یہاں تک کہ کلام کیا غیر عربی میں خوف کیا کہ گمان کرے حارث کہ اس میں اس نے کوئی چیز اس کے حق میں بری کہی ہو سو تفسیر کیا واسطے اس کے اسی حال میں اس کو جو کہا، واللہ اعلم۔

بَابُ لَا عَدْوٰی. ایک کی بیماری دوسری کو نہیں لگتی۔

فائدہ: اس کی تفسیر پہلے گزر چکی ہے۔

۵۳۲۹ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَمْزَةُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثٍ فِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ.

۵۳۲۹ ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی اور نہیں ہے شگون بد لینا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بے برکتی تین چیز میں ہے عورت میں اور گھوڑے میں اور گھر میں۔

فائدہ: اور جمع کرنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دونوں حدیثوں کو دلالت کرتا ہے کہ قوی ہوا ہے نزدیک اس کے ایک احتمال مراد میں ساتھ شوم کے۔

۵۳۳۰ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا عَدْوٰى قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُوْرِدُوا الْمُمْرِضَ عَلَى الْمُصِحِّ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ أَرَأَيْتَ الْإِبِلَ تَكُوْنُ فِي الرِّمَالِ أَمْثَالَ الظِّبَآءِ فَيَأْتِيْهَا الْبَعِيْرُ الْأَجْرَبُ فَتَجْرَبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ.

۵۳۳۰ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی کہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ راوی نے کہا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے جانور بیمار ہوں وہ اس کے گھاٹ پر پانی پلانے کو نہ لائے جس کے جانور تندرست ہوں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی تو ایک گنوار اٹھ کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اونٹ ریتلی زمین میں ہوتے ہیں مانند ہرن کی یعنی قوی اور سالم بیماری سے سو آتا ہے ان میں خارش دار سو سب کو خارش دار کر دیتا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو پہلے کو کس نے خارش دار کر دیا۔

۵۳۳۱ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ قَالُوْا وَمَا الْفَأْلُ قَالَ كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ.

۵۳۳۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی اور نہیں ہے شگون بد لینا اور خوش لگتی ہے مجھ کو نیک فال اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ فال نیک کیا ہے؟ فرمایا عمدہ بات۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي سَمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زہر میں روایت کیا ہے اس کو عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: اور اضافت اس میں طرف مفعول کے ہے۔

۵۳۳۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سَمٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا لِي مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنَ الْيَهُوْدِ فَجُمِعُوْا لَهُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَبُوْكُمْ قَالُوا أَبُوْنَا فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوْكُمْ فُلَانٌ فَقَالُوْا صَدَقْتَ وَبَرِرْتَ فَقَالَ هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ

۵۳۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری بھنی ہوئی تحفہ بھیجی گئی جس میں زہر تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں کے سب یہودیوں کو میرے پاس جمع کرو سو جمع کیے گئے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں سو کیا تم مجھ سے اس میں سچ بولنے والے ہو؟ یہودیوں نے کہا کہ ہاں! اے ابوالقاسم (یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارا باپ فلانا ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جھوٹے ہو تمہارا باپ فلانا ہے، یہودیوں نے کہا کہ آپ نے سچ کہا اور نیک کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کچھ چیز پوچھوں تو کیا تم مجھ سے اس میں سچ بولو گے؟ انہوں نے کہا ہاں! اے ابو القاسم اور اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں گے تو آپ ہمارے

سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ وَإِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَذِبَنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِيْ أَبِيْنَا قَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَهْلُ النَّارِ فَقَالُوْا نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَنَا فِيْهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيْهَا أَبَدًا ثُمَّ قَالَ لَهُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ فَقَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِيْ هٰذِهِ الشَّاةِ سَمًّا فَقَالُوْا نَعَمْ فَقَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالُوا أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَذَّابًا نَسْتَرِيْحُ مِنْكَ وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ.

جھوٹ کو پہچان لیں گے جیسا کہ آپ نے اس کو ہمارے باپ میں پہچانا سو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کون لوگ ہیں دوزخ والے؟ تو یہودیوں نے کہا کہ ہم اس میں تھوڑے دن رہیں گے پھر تم اس میں ہمارے بدلے داخل کیے جاؤ گے سو رہو گے تم اس جگہ میں جس میں ہم تھے سو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ دور ہو جاؤ اس میں قسم ہے اللہ کی کہ ہم اس میں تمہارے قائم مقام کبھی نہیں ہوں گے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کچھ چیز پوچھوں تو کیا تم سچ بتلاؤ گے؟ یہودیوں نے کہا ہاں! سو فرمایا کہ کیا تم نے اس بکری میں زہر ڈالا؟ یہودیوں نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا چیز تم کو اس پر باعث ہوئی کہ تم نے بکری میں زہر ملایا یہودیوں نے کہا کہ ہم نے چاہا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہم تم سے آرام پائیں اور اگر آپ پیغمبر ہیں تو آپ کو ضرر نہ کرے گا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ایک یہودی عورت نے حضرت ﷺ کو ایک بکری بھنی ہوئی زہر آلود تحفہ بھیجی سو حضرت ﷺ نے اس سے کھایا سو وہ عورت حضرت ﷺ کے پاس لائی گئی، الحدیث سو اس سے پہچانا گیا کہ وہ بکری عورت نے تحفہ بھیجی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ نے ایک لقمہ نگلا تو فرمایا کہ بکری نے مجھ کو خبر دی کہ اس میں زہر ملا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا حضرت ﷺ نے اس کو مار ڈالا تھا یا نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ اس کو قتل نہیں کرتے؟ فرمایا کہ نہ اور یہ جو کہا کہ تمہارا باپ کون ہے؟ تو طبری نے عکرمہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ یہودی لوگ حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب سے جھگڑے سو انہوں نے کہا کہ ہرگز آگ میں داخل نہیں ہوں گے مگر چالیس دن پر ہم سے پیچھے اور لوگ ہمارے قائم مقام ہوں گے یعنی محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب سو حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ان کے سر پر اشارہ کیا کہ بلکہ تم اس میں ہمیشہ رہو گے کوئی اس میں تمہارے قائم مقام نہ ہو گا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور کہتے ہیں کہ ہرگز نہ لگے گی ہم کو آگ مگر دن گنے ہوئے آخر الآیۃ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مراد ایام معدودہ سے آیت میں چالیس دن ہیں اور روایت کی ہے طبری وغیرہ نے قتادہ سے کہ حکمت عدد مذکور کی اور وہ چالیس دن ہیں یہ ہے کہ وہی مدت ہے جس میں انہوں نے

بچھڑے کو پوجا تھا اور یہ جو کہا کہ ہم اس میں تمہارے قائم مقام کبھی نہیں ہوں گے تو مراد یہ ہے کہ نہ نکلو گے تم دوزخ سے اور نہ رہیں گے ہم بعد تمہارے بیچ اس کے اس واسطے کہ جو مسلمان گنہگار اس میں داخل ہوگا وہ اس میں سے نکلے گا سو نہیں متصور ہے کہ وہ خلیفہ بنے غیر کا ہرگز اور یہ جو کہا کہ اگر آپ پیغمبر ہیں تو آپ کو ضرر نہیں کرے گا تو واقع ہوا ہے نزدیک ابن سعد کے واقدی سے ساتھ بہت سندوں کے کہ اس عورت نے کہا کہ قتل کیا آپ نے میرے باپ کو اور خاوند کو اور چچا کو اور بھائی کو اور قتل کیا آپ نے میری قوم سے جو قتل کیا سو میں نے کہا کہ اگر پیغمبر ہوگا تو بکری کا ہاتھ آپ کو خبر دے گا اور اگر بادشاہ ہوگا تو ہم اس سے آرام پائیں گے اور اس حدیث میں خبر دینا حضرت ﷺ کا ہے غیب سے اور کلام کرنا جماد یعنی بے جان چیز کا ساتھ آپ کے اور عداوت یہودیوں کی واسطے اقرار کرنے ان کے ساتھ صدق حضرت ﷺ کے جس میں آپ نے ان کو خبر دی ان کے باپ کے نام سے اور ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوا ہو ان سے پوشیدہ زہر ملانے سے اور باوجود اس کے سو انہوں نے عداوت کی اور بدستور ہے آپ کی تکذیب پر اور اس حدیث میں قتل کرنا اس شخص کا ہے جو قتل کرے کسی کو زہر سے بطور قصاص کے اور حنفیہ سے ہے کہ واجب ہے اس میں دیت فقط اور محل اس کا وہ ہے جب کہ مجبور کرے اس کو اوپر اس کے اتفاقا اور جب اس میں پوشیدہ زہر ملائے سو اس کو کھائے تو اس میں اختلاف ہے علماء کو سو اگر ثابت ہو جائے کہ حضرت ﷺ نے بشر کے بدلے یہودیہ کو قتل کیا تھا تو اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو قائل ہے ساتھ قصاص کے بیچ اس کے، واللہ اعلم۔ اور اس میں ہے کہ چیزیں مانند زہر وغیرہ کے بذاتہا اثر نہیں کرتی ہیں بلکہ اللہ کے حکم سے اس واسطے کہ زہر نے اثر کیا بشر میں سو وہ فی الحال مر گیا اور بعض نے کہا کہ ایک سال کے بعد اور ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس زہر کا اثر حضرت ﷺ کے تالو میں ہمیشہ دیکھتا تھا یعنی اس لقمے کے سبب سے کبھی کبھی حضرت ﷺ کو بیماری ہو جاتی تھی یا مراد یہ ہے کہ اس کا اثر حضرت ﷺ کے لہوات میں پہچانا جاتا تھا ساتھ متغیر ہونے رنگ اس کے یا ساتھ تحفیر کے کہا ہے اس کو قرطبی نے۔ (فتح)

بَابُ شُرْبِ السُّمِّ وَالدَّوَآءِ بِهٖ وَبِمَا يُخَافُ مِنْهُ وَالْخَبِيْثِ.

باب ہے بیچ بیان پینے زہر کے اور دوا کرنے کے ساتھ اس کے اور جو خوف کیا جاتا ہے اس سے اور بیچ بیان دوا خبیث کے۔

فائدہ: اور شاید یہ زہر کے ساتھ دوا کرنا اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ وارد ہوئی ہے کہ حرام چیز کے ساتھ دوا کرنا حرام ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا کتاب الاشربہ میں اس حدیث کی شرح میں کہ بے شک اللہ نے نہیں ٹھہرائی شفاء تمہاری حرام چیز میں اور گمان کیا ہے بعض نے کہ مراد ساتھ قول اس کے کی بدمنہ ہے اور مراد یہ ہے کہ نہیں دفع کرتا ہے ضرر کو اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے حدیث سے کہ جو صبح کو سات کھجوریں قسم عجوہ کھائے تو اس کو زہر ضرر نہیں کرتا سو مستفاد ہوتا ہے اس سے استعمال کرنا اس چیز کا جو دفع کرے ضرر زہر کا اس کے

پہنچنے سے پہلے اورنہیں پوشیدہ ہے بعید ہونا اس وجہ کا لیکن مستفاد ہوتی ہے اس سے مناسبت ذکر حدیث عجوہ کی اس باب میں اور یہ جو کہا و مایخاف منه یعنی جو خوف کیا جاتا ہے موت سے ساتھ اس کے یا ہمیشہ رہنے بیماری کے سے سو اس کے فاعل نے اپنی جان پر مدد کی ہوگی اور بہر حال مجرد پینا زہر کا سو نہیں حرام ہے مطلق اس واسطے کہ تھوڑی سی زہر کا استعمال کرنا جائز ہے جب کہ مرکب کی جائے ساتھ اس کے وہ چیز جو اس کے ضرر کو دفع کرے جب کہ ہو اس میں نفع اشارہ کیا ہے اس کی طرف ابن بطال نے اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب حیرا میں اترا تو بسم اللہ پڑھ کے زہر پی لی تو زہر نے اس کو کچھ اثر نہ کیا سو شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ سلامت رہنا اس سے واقع ہوئی ہے کرامت واسطے خالد رضی اللہ عنہ کے سو نہ پیروی کی جائے ساتھ اس کے بیچ اس کے تاکہ نوبت پہنچائے طرف قتل کرنے آدمی کے جان اپنی کو اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو باب میں ہے اور شاید کہ خالد رضی اللہ عنہ کے پاس اس میں کوئی عہد تھا کہ اس نے اس کے ساتھ عمل کیا اور بہر حال قول اس کا والخبیث پس جائز ہے زہر اس کی یعنی دوا کرنی ساتھ خبیث کے اور جائز ہے رفع اس کی اور خبر محذوف ہے یعنی کیا ہے حکم اس کا یا کیا جائز ہے دوا کرنا ساتھ اس کے اور البتہ وارد ہو چکی ہے نہی کھانے اس کے سے صریح روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد ترمذی وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا اور کہا خطابی نے کہ خبیث ہونا دوا کا واقع ہوتا ہے دو طرح پر ایک اس کی نجاست کی وجہ سے مانند خمر اور گوشت اس حیوان کے کہ نہیں کھایا جاتا ہے گوشت اس کا اور کبھی اس کی کراہت کی جہت سے، میں کہتا ہوں اور حمل کرنا حدیث کا اس چیز پر کہ وارد ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں اولیٰ ہے اور البتہ وارد ہو چکا ہے حدیث کے آخر میں متصل اس کے یعنی زہر اور شاید کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اس کی طرف۔ (فتح)

٥٣٣٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدّٰى فِيهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَحَسّٰى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ

٥٣٣٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر مار ڈالا تو وہ دوزخ کی آگ میں اونچے مکانوں سے ہمیشہ گرا کرے گا پڑا رہے گا اس میں ہمیشہ اور جو زہر پی کر اپنی جان کو مارے گا تو اس کے ہاتھ میں زہر رہے گا دوزخ کی آگ میں ہمیشہ اس کو پیا کرے گا مدام اور جو اپنی جان کو لوہے کے ہتھیار سے مارے گا تو وہ اس کے ہاتھ میں ہوگا دوزخ کی آگ میں سدا اپنے پیٹ میں اس کو پھونکا کرے گا ہمیشہ۔

فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا.

فائدہ: یعنی جس چیز سے اپنی جان کو مارے گا دوزخ میں اس پر اسی چیز کا عذاب ہوا کرے گا اور اگر جان مارنے کو وہ حلال جانتا تھا تو سچ مچ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور یہ جو کہا کہ آپ کو پہاڑ سے گرائے یعنی جان بوجھ کے اور پہلے گزر چکی ہے شرح اس حدیث کی جنائز میں اور بیان خلود اور تابید کا اور حکایت کی ہے ابن تین نے اپنے غیر سے کہ یہ حدیث خاص ایک شخص کے حق میں وارد ہوئی ہے اور یہ بعید ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ حمل کیا جائے اس حدیث کو اور جو مانند اس کی ہے وعید کی حدیثوں سے اس پر کہ جواب کام کرے اس کی خبر اور اس کا بدلہ یہی ہے جو حدیثوں میں مذکور ہے مگر یہ کہ تجاوز کرے اس سے اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٥٣٣٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيْرٍ أَبُوْ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اصْطَبَحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَّمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَّلَا سِحْرٌ.

۵۳۳۴ ۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو سات کھجوریں عجوہ صبح کو کھائے اس کو اس دن زہر اور جادو ضرر نہ کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول گزر چکی ہے۔

بَابُ أَلْبَانِ الْأُتُنِ.

باب ہے بیچ بیان دودھ گدھیوں کے۔

٥٣٣٥ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السَّبُعِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَمْ أَسْمَعْهُ حَتّٰى أَتَيْتُ الشَّامَ وَزَادَ اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَسَأَلْتُهُ هَلْ نَتَوَضَّأُ أَوْ نَشْرَبُ أَلْبَانَ الْأُتُنِ أَوْ مَرَارَةَ السَّبُعِ أَوْ أَبْوَالَ الْإِبِلِ قَالَ قَدْ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ

۵۳۳۵۔ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دانت والے درندے سے منع فرمایا یعنی جو دانت سے شکار کرتا ہے کہا زہری نے اور میں نے اس حدیث کو نہیں سنا یہاں تک کہ میں شام میں آیا اور زیادہ کیا ہے لیث نے حدیث بیان کی مجھ سے یونس نے ابن شہاب سے کہا یونس نے اور حالانکہ میں نے ابن شہاب زہری سے پوچھا کہ کیا وضو کیا جائے یا پیا جائے دودھ گدھیوں کا اور پتہ درندے کا اور پیشاب اونٹوں کا ؟ کہا زہری نے البتہ تھے مسلمان لوگ دوا کرتے ساتھ اس کے اور نہ دیکھتے تھے ساتھ اس کے کچھ ڈر اور بہر حال دودھ گدھیوں کا سو ہم کو پہنچی یہ

يَتَدَاوَوْنَ بِهَا فَلَا يَرَوْنَ بِذٰلِكَ بَأْسًا فَأَمَّا أَلْبَانُ الْأُتُنِ فَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُحُوْمِهَا وَلَمْ يَبْلُغْنَا عَنْ أَلْبَانِهَا أَمْرٌ وَّلَا نَهْيٌ وَّأَمَّا مَرَارَةُ السَّبُعِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السَّبُعِ.

بات کہ حضرت ﷺ نے ان کے گوشت سے منع فرمایا اور نہیں پہنچا ہم کو ان کے دودھ سے امر اور نہ نہی اور بہر حال پتہ درندے کا کہا ابن شہاب نے کہ خبر دی مجھ کو ابوادریس نے کہ ابو ثعلبہ نے خبر دی اس کو کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا ہر درندے دانت والے سے۔

فائدہ: یہ جو کہا اور میں نے اس کو پوچھا تو یہ جملہ حالیہ ہے اور واقع ہوا ہے ابوضمرہ کی روایت میں کہ پوچھے گئے زہری اور اعراض کیا زہری نے اس کے جواب میں وضو سے یعنی اس کا جواب نہ دیا کہ وضو کرنا بھی اس سے جائز ہے یا نہیں واسطے شاذ ہونے قول کے ساتھ اس کے اور پہلے گزر چکا ہے طہارت میں اشارہ طرف قول اس شخص کے کی جو جائز رکھتا ہے وضو کو ساتھ دودھ اور سرکہ کے اور ابوضمرہ کی روایت میں ہے اور میں نہیں دیکھتا ان کے دودھ کو مگر نکلتا ہے ان کے گوشت سے یعنی اور جب اس کا گوشت حلال نہیں تو اس کا دودھ بھی حلال نہ ہوگا اور کہا ابن بطال نے کہ استدلال کیا ہے زہری نے اوپر منع ہونے پتے درندے کے ساتھ نہی کے کھانے ہر درندے دانت والے کے یعنی جب دانت والے درندے کو کھانا حلال نہ ہوا تو اس سے لازم آیا کہ اس کا پتہ بھی حلال نہیں اور اسی طرح گوشت پوست وغیرہ سب اجزا اس کے اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ دودھ گدھیوں کے سو جمہور کے نزدیک حرام ہے اور مالکیہ کے نزدیک ایک قول ہے اس کے حلال ہونے میں قول سے ساتھ حلال گوشت اس کے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي الْإِنَاءِ.

جب پانی کے برتن میں مکھی گر پڑے تو اس کا کیا حکم ہے؟

٥٣٣٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ مَوْلٰى بَنِيْ تَيْمٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ مَوْلٰى بَنِيْ زُرَيْقٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَإِنَّ فِيْ أَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَآءً

٥٣٣٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی کے پانی کے برتن میں مکھی گر پڑے تو چاہیے کہ اس کو تمام ڈبو دے پھر اس کو نکال دے اس واسطے کہ اس کے ایک پر میں شفا ہے اور دوسرے میں بیماری ہے۔

وَّفِي الْآخَرِ دَآءً.

فائدہ: کہا گیا کہ نام رکھا گیا ہے مکھی کا ذباب واسطے کثرت حرکت اس کی کے اور اضطراب حرکت اس کی کے اور روایت کی ہے ابو یعلی نے مرفوعا کہ مکھی چالیس دن رہتی ہے اور سب مکھی آگ میں جائے گی مگر شہد کی مکھی کہا جاحظ نے کہ اس کا آگ میں جانا اس کی تعذیب کے واسطے نہیں بلکہ تا کہ عذاب کیا جائے ساتھ اس کے آگ والوں کو اور کہا افلاطون نے کہ مکھی میں سب چیزوں سے زیادہ حرص ہے یہاں تک کہ وہ ڈالتی ہے اپنی جان کو ہر چیز میں اگرچہ اس میں ہلاک ہو اور پیدا ہوتی ہے بدبو سے اور نہیں ہے جفن واسطے مکھی کے واسطے چھوٹے ہونے اس کے پتلی کے اور جفن صیقل کرتا ہے صدقہ کو سو مکھی صیقل کرتی ہے اپنے دونوں ہاتھ سے سو ہمیشہ رہتی ہے ہاتھ ملتی اپنی آنکھوں پر اور عجیب امراس کے سے یہ ہے کہ سیاہ کپڑے پر اس کا پاخانہ سفید ہوتا ہے اور بالعکس اور اکثر بدبودار جگہوں میں پیدا ہوتا ہے اور ابتداءً اس سے پیدا ہوتی ہے پھر ایک دوسرے سے پیدا ہوتی ہے اور حکایت کی گئی ہے کہ بعض خلیفوں سے امام شافعی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ مکھی کس واسطے پیدا ہوئی؟ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ واسطے ذلت بادشاہوں کے اور اس پر مکھیوں نے جھرمٹ ڈالا تھا اور کہا ابو محمد مالکی نے اگر لے جائے بڑی مکھی اور کاٹا جائے سر اس کا اور کھر چا جائے ساتھ جسم اس کے کی ان بالوں کو کہ جفن میں ہوتے ہیں یعنی پڑ والوں کو تو ان کو اچھا کر دیتا ہے اور اگر زنبور کاٹے اور مکھی سے اس جگہ کو ملا جائے تو درد بند ہو جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو برتن میں مکھی پڑی تو اس نے اس کو انگلی سے اس برتن میں تین بار ڈبو دیا پھر فرمایا کہ بسم اللہ اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ اس طرح کریں اور نہیں واقع ہوئی ہے کسی طریق میں تعیین اس پر کی کہ اس میں شفاء ہے لیکن ذکر کیا ہے بعض علماء نے کہ اس نے تامل کیا سو پایا اس کو کہ وہ ڈالتی ہے بائیں پر کو تو معلوم ہوا کہ شفاء اس کے دائیں پر میں ہے اور مراد بیماری سے زہر ہے جو اس کے پر میں ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ قلیل پانی پلید نہیں ہوتا ہے ساتھ واقع ہونے اس چیز کے کہ نہیں ہے واسطے اس کے خون بہنے والا اور وجہ استدلال کی جیسے کہ روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے شافعی رحمہ اللہ سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں حکم کرتے ساتھ ڈبونے اس چیز کے کہ پلید کرے پانی کو جب کہ مر جائے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس میں فاسد کرنا ہے اور کہا بعض نے جو اس کا مخالف ہے کہ نہیں لازم آتا ہے مکھی کے ڈبونے سے مر جانا اس کا سو کبھی ڈبوتا ہے اس کو آدمی نرمی سے سو نہیں مرتی ہے اور زندہ چیز ناپاک کرتی ہے اس چیز کو کہ اس میں گر پڑے جیسے کہ تصریح کی ہے بغوی نے ساتھ استنباط کرنے اس کے اس حدیث سے اور کہا ابو طیب طبری نے کہ نہیں قصد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس حدیث کے بیان نجاست اور طہارت کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قصد کیا ہے بیان دوا کرنے کا مکھی کے ضرر سے اور اسی طرح یہ جو فرمایا کہ اونٹوں کی جگہ میں نماز پڑھنا منع ہے اور بکریوں کی جگہ میں نماز پڑھنا درست ہے تو نہیں مقصود ہے اس سے بیان کرنا طہارت اور نجاست کا اور سوائے اس کے

کچھ نہیں کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ خشوع نہیں پایا جاتا ساتھ اونٹوں کے سوائے بکریوں کے میں نے کہا کہ یہ کلام صحیح ہے لیکن یہ منع کرنا اس کو کہ استنباط کیا جائے اس سے حکم اور اس واسطے کہ حکم ساتھ ڈبونے اس کے کئی صورتوں کو شامل ہے ایک یہ کہ ڈبوئے اس کے بچنے والا اس کی موت سے جیسا کہ وہ مدعی ہے اس جگہ اور یہ کہ نہ پرہیز کرے اس سے بلکہ ڈبو دے اس کو برابر ہے کہ مر جائے یا نہ مرے اور شامل ہے اس کو جب کہ کھانا گرم ہو اس واسطے کہ غالبًا وہ اس صورت میں مر جاتی ہے برخلاف ٹھنڈے کھانے کے سو جب کہ نہ واقع ہوئی تقیید تو محمول ہوگی عموم پر لیکن اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ مطلق ہے صادق آتی ہے ساتھ ایک صورت کے سو جب قائم ہوئی دلیل اوپر صورت معین کے تو حمل کیا جائے گا اس کو اوپر اس کے اور البتہ ترجیح دی ہے ایک جماعت نے متاخرین میں سے کہ جو چیز کہ عام ہو وقوع اس کا پانی میں مانند مکھی اور مچھر کے وہ پانی کو پلید نہیں کرتی اور چیز کہ نہ عام ہو مانند بچھو کے تو پلید کرتی ہے پانی کو اور یہ قول قوی ہے اور کہا خطابی نے کہ کلام کیا ہے اس حدیث پر اس نے جو نہیں حصہ ہے واسطے اس کے علم سے سو اس نے کہا کہ کس طرح جمع ہو سکتی ہے شفاء اور بیماری مکھی کے دونوں پر میں اور کسی طرح جانتی ہے اس کو اپنے نفس سے تا کہ شفاء والے پر کو ڈالے اور کس چیز نے بے قرار کیا ہے اس کو اوپر اس کے کہ پہلے بیماری کے پر کو اس میں ڈالے کہا اور یہ سوال جاہل تر جاہل کا ہے اس واسطے کہ بہت حیوانوں نے جمع کیا ہے صفات متضادہ کو اور البتہ الفت دی ہے اللہ تعالیٰ نے درمیان ان کے اور مقہور کیا ہے اجتماع پر اور بنایا ان سے حیوانوں کی قوتوں کو اور یہ کہ جس نے الہام کیا ہے شہد کی مکھی کو اور سکھلایا ہے اس کو بنانا گھر عجیب صنعت والے کا واسطے شہد بنانے کے اس میں اور الہام کیا ہے چیونٹی کو یہ کہ جمع کرے اپنی قوت کو وقت حاجت اپنی کے اور یہ کہ ایک پر کو ڈالے اور ایک کو نہ ڈالے کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے جو منقول ہے اس قائل سے یعنی شفاء اور بیماری کو ایک جگہ جمع کرنا نہیں ہے عجیب اس واسطے کہ شہد کی مکھی اپنے منہ سے شہد بناتی ہے اور اپنے نیچے سے زہر ڈالتی ہے اور سانپ جس کا زہر قاتل ہے ڈالا جاتا ہے اس کے گوشت کو تریاق میں کہ علاج کیا جاتا ہے ساتھ اس کے زہر سے اور مکھی گھسائی جاتی ہے ساتھ اثمد سرمہ کے واسطے روشنی نظر کے اور ذکر کیا ہے بعض حاذق طبیبوں نے کہ مکھی میں زہر دار قوت ہے دلالت کرتی ہے اس پر ورم اور خارش جو عارض ہوتی ہے اس کے کاٹنے سے اور وہ بجائے ہتھیار کے ہے واسطے اس کے سو جب گر پڑتی ہے مکھی اس چیز میں کہ اس کو ایذا دے تو سامنا کرتی ہے اس کو ساتھ ہتھیار اپنے کے سو حکم کیا شارع نے کہ مقابلہ کیا جائے اس قوت زہر دار اس کی کا ساتھ اس چیز کے کہ امانت رکھی ہے اللہ نے اس کے دوسرے پر میں شفاء سے سو مقابلہ کریں گے آپس میں دونوں مادے پس دور ہوگا ضرر ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے اور یہ جو فرمایا کہ پھر اس کو نکال ڈالے تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ وہ ناپاک ہو جاتی ہے ساتھ موت کے اور یہ صحیح تر قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور دوسرا مثل قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہے وہ ناپاک نہیں ہوتی۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ اللِّبَاسِ

کتاب ہے لباس کے بیان میں

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ أَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ تو کہہ کہ کس نے حرام کی ہے زینت اللہ کی جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف بیان سبب نزول آیت کے اور البتہ روایت کیا ہے اس کو طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اسلام سے پہلے دستور تھا کہ قریش خانے کعبے کا طواف ننگے کرتے تھے سیٹی مارتے اور تالیاں بجاتے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری تو کہہ کس نے حرام کی زینت اللہ کی جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی اور روایت کی ابن ابی حاتم نے طاؤس سے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں حکم کیا ان کو اللہ نے ساتھ ریشمی کپڑے اور دیباج کے لیکن جب خانے کعبے کا طواف کرتے تو اپنے کپڑے اتار ڈالتے سو یہ آیت اتری۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَالْبَسُوْا وَتَصَدَّقُوْا فِيْ غَيْرِ إِسْرَافٍ وَّلَا مَخِيْلَةٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلْ مَا شِئْتَ وَالْبَسْ مَا شِئْتَ مَا أَخْطَأَتْكَ اثْنَتَانِ سَرَفٌ أَوْ مَخِيْلَةٌ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ اور پیو یعنی بقدر حاجت کے اور پہنو اور خیرات کرو یعنی جو حاجت سے زیادہ ہو بغیر اسراف اور تکبر کے، اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کھا جو چیز کہ تو چاہے اور پہن جو چیز کہ چاہے جب تک نہ راہ پائیں طرف تیری دو چیزیں اسراف اور تکبر۔

فائدہ: کھا جو چاہے تو یعنی مباحات میں سے یعنی منع ہونا توسع کا طعام اور لباس میں بعلت اسراف اور تکبر کے ہے اور جب اسراف اور تکبر نہ ہو تو مباح ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بے شک اللہ چاہتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے اور مناسبت اس حدیث کی اور اثر کی جو اس کے بعد ہے واسطے آیت کے ظاہر ہے اس واسطے کہ اس سے پہلی آیت میں ہے کہ کھاؤ اور پیو اور نہ اسراف کرو کہ بے شک اللہ نہیں چاہتا ہے اسراف کرنے والوں کو اور اسراف کے معنی ہیں حد سے بڑھنا فعل میں یا قول میں اور وہ خرچ کرنے میں مشہور تر ہے اور مخیلہ کے معنی ہیں تکبر اور کہا راغب نے کہ خیلا تکبر سے ہے جو پیدا ہوتا ہے فضیلت سے کہ دیکھتا ہے اس کو آدمی اپنے نفس میں

اور تخیل کے معنی تصویر خیال چیز کی ہے نفس میں اور وجہ حصر کی اسراف اور مخیلہ میں یہ ہے کہ منع کھانا پینا وغیرہ یا تو واسطے معنی کے ہے کہ اس میں ہوں اور وہ حد سے بڑھ جانا ہے اور وہ اسراف ہے اور یا واسطے تعبد کے ہے مانند ریشمی کپڑے کے اگر نہ ثابت ہو علت نہی کی اس سے اور یہی ہے راجح اور حد سے بڑھنا شامل ہے مخالفت اس چیز کی کو کہ وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے شرع پس داخل ہوگا حرام اور یہی لازم پکڑتا ہے اسراف تکبر کو اور وہ مخیلہ ہے کہا موفق عبداللطیف بغدادی نے کہ یہ حدیث جامع ہے واسطے فضائل تدبیر انسان کے نفس اپنے کو اور اس حدیث میں تدبیر مصالح نفس کی ہے اور بدن کے دنیا اور آخرت میں اس واسطے کہ اسراف ہر چیز میں ضرر کرتا ہے بدن کو اور ضرر کرتا ہے معاش کو سو نوبت پہنچائے گا طرف تلف کرنے کے اور ضرر دیتا ہے نفس کو جب کہ ہو تابع واسطے بدن کے اکثر احوال میں اور تکبر نفس کو ضرر کرتا ہے کہ پیدا کرتا ہے واسطے اس کے خود بینی اور ضرر کرتا ہے آخرت کو اس واسطے کہ کماتا ہے گناہ کو اور ضرر کرتا ہے دنیا کو کہ کماتا ہے غضب لوگوں کا اور یہ جو کہا ما اخطأتك تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کھا اور پہن جو چاہے تو مباح چیزوں میں سے جب تک کہ ہر خصلت ان دونوں میں سے تجھ سے تجاوز نہ کرے اور أو اس جگہ میں ساتھ معنی واؤ کے ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ شرط ہونا منع ہر ایک کا دونوں میں مستلزم ہے اشتراط منع ہونے دونوں کے کو اکٹھے بطریق اولیٰ۔ (فتح)

۵۳۳۷ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ يُخْبِرُوْنَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلٰى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ.

۵۳۳۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں نظر کرتا اللہ تعالیٰ اس کی طرف جو اپنے کپڑے کو تکبر سے کھینچے۔

بَابُ مَنْ جَرَّ إِزَارَهٗ مِنْ غَيْرِ خُيَلَاءَ.

جو اپنا تہہ بند کھینچے بغیر تکبر کے۔

فائدہ: یعنی پس وہ مستثنیٰ ہے وعید مذکور سے لیکن اگر وہ عذر سے تو نہیں ہے کچھ حرج اور اگر بغیر عذر کے ہو تو اس کا بیان آگے آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۵۳۳۸ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ

۵۳۳۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کھینچے اپنا کپڑا تکبر سے اللہ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہیں کرے گا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! میرا تہہ بند ایک طرف سے ڈھیلا ہو جاتا ہے یعنی بغیر اختیار کے مگر یہ کہ میں اس کی خبر گیری کروں یعنی اس وقت ڈھیلا

أَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ إِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتَ مِمَّنْ يَّصْنَعُهُ خُيَلَاءَ.

ہوتا ہے جب کہ میں اس سے غافل ہوتا ہوں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نہیں ان لوگوں میں سے جو اس کو تکبر سے چھوڑتے ہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ میرا تہہ بند بھی ڈھیلا ہو جاتا ہے اور شاید وہ کھل جاتا تھا جب کہ حرکت کرتے تھے چلنے وغیرہ سے بغیر اختیار کے اور جب اس کی محافظت کرتے تو نہ ڈھیلا ہوتا اس واسطے کہ جب ڈھیلا ہونے کے قریب ہوتا تو اس کو باندھ لیتے اور یہ جو فرمایا کہ تو نہیں ان لوگوں میں سے جو اس کو از راہِ تکبر کے چھوڑتے ہیں تو اس میں ہے کہ نہیں ہے کوئی حرج اس پر کہ ڈھیلا ہو جائے تہہ بند اس کا بغیر قصد کے مطلق اور بہر حال جو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ مکروہ جانتے تھے ازار کے کھینچنے کو ہر حال میں تو کہا ابن بطال نے کہ یہ قول ان کی تشدیدات سے ہے ورنہ خود ابن عمر رضی اللہ عنہما نے باب کی حدیث روایت کی ہے پس نہیں پوشیدہ ہے اس پر حکم میں نے کہا بلکہ کراہت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی محمول ہے اس پر جو قصداً چھوڑے برابر ہے کہ تکبر سے ہو یا نہ ہو اور وہ مطابق ہے واسطے روایت اس کی کے جو مذکور ہے اور نہیں گمان ہے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے یہ کہ وہ مؤاخذہ کرتے تھے جو نہ قصد کرے کچھ چیز اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس کی ساتھ کراہت کے وہ شخص ہے جو ڈھیلی ہو ازار اس کی بغیر اختیار کے پھر تمادی کرے اوپر اس کے اور نہ تدارک کرے اس کا اور اس پر اتفاق ہے اگرچہ اختلاف ہے کہ کیا کراہت اس میں واسطے تحریم کے ہے یا تنزیہ کے اور اس حدیث میں اعتبار احوال اشخاص کا ہے احکام میں ساتھ مختلف ہونے ان کے اور یہ اصل مطرد ہے غالباً۔ (فتح)

٥٣٣٩ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَنَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ يَجُرُّ ثَوْبَهُ مُسْتَعْجِلًا حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ وَثَابَ النَّاسُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَجُلِّيَ عَنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا وَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَصَلُّوْا وَادْعُوا اللّٰهَ حَتّٰى يَكْشِفَهَا.

٥٣٣٩۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورج میں گہن پڑا اور ہم حضرت ﷺ کے پاس تھے سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اس حال میں کہ اپنا کپڑا کھینچتے تھے جلدی کرنے والے یہاں تک کہ مسجد میں آئے اور لوگوں نے مسجد کی طرف رجوع کیا یعنی اس کے بعد کہ اس سے نکلے تھے سو حضرت ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں سو آفتاب روشن ہوا پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بے شک سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں میں سے سو جب تم ان میں سے کوئی چیز دیکھا کرو تو نماز پڑھا کرو اور اللہ سے دعا کیا کرو

یہاں تک کہ اس کو روشن کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کسوف میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ کھڑے ہوئے کپڑا کھینچتے جلدی کرتے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ کپڑے کا کھینچنا اگر جلدی کے سبب سے ہو تو نہیں داخل ہے نہی میں سو یہ مشعر ہے کہ نہی خاص ہے ساتھ اس کے جب کہ ہو واسطے تکبر کے لیکن نہیں حجت ہے اس میں واسطے اس کے جو قصر کرتا ہے نہی کو اس پر کہ ہو واسطے تکبر کے یہاں تک کہ جائز رکھا ہے اس نے پہننے کرتے کا جو اپنی درازی کے سبب سے زمین پر کھینچا جائے کما سیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالی۔ (فتح)

بَابُ التَّشْمِيرِ فِي الثِّيَابِ. اونچا کرنا اور اٹھانا کپڑے کا نیچے کی طرف سے۔

٥٣٤٠ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ فَرَأَيْتُ بِلَالًا جَاءَ بِعَنَزَةٍ فَرَكَزَهَا ثُمَّ أَقَامَ الصَّلَاةَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي حُلَّةٍ مُشَمِّرًا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ إِلَى الْعَنَزَةِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ وَرَاءِ الْعَنَزَةِ.

٥٣٤٠۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سو میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ نیزہ لائے اور اس کو آگے گاڑھا پھر نماز کی تکبیر کہی پھر میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ نکلے جوڑا پہنے کپڑے کو نیچے سے اٹھائے سو حضرت ﷺ نے نیزہ کی طرف دو رکعت نماز پڑھی اور میں نے آدمیوں اور چوپایوں کو دیکھا کہ حضرت ﷺ کے آگے سے گزرتے تھے نیزہ کے پیچھے سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ راوی نے کہا کہ جیسے میں حضرت ﷺ کی پنڈلیوں کی سفیدی کی طرف دیکھتا ہوں کہا اسماعیل نے کہ یہی ہے تشمیر اور اس سے لیا جاتا ہے کہ نہی اٹھانے کپڑے کے سے نماز میں محل اس کا غیر ذیل ازار میں ہے اور احتمال ہے کہ یہ صورت اتفاقاً واقع ہوئی ہو اس واسطے کہ وہ سفر کی حالت میں تھے اور وہ محل ہے کپڑا اٹھانے کا۔ (فتح)

بَابُ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ. جو کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے۔

فائدہ: اسی طرح سے مطلق چھوڑا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ کو اور نہیں مقید کیا اس کو ساتھ ازار کے جیسا کہ حدیث میں ہے واسطے اشارہ کے طرف تعمیم کے یعنی حکم عام ہے ازار اور کرتے وغیرہ میں کہ جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے اور شاید یہ اشارہ ہے طرف حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی کہ روایت کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ اور ابوداؤد رحمہ اللہ وغیرہ نے۔ (فتح)

٥٣٤١ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي

٥٣٤١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ازار یا جامہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے۔

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ.

فائدہ: کہا خطابی نے کہ مراد یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے جس جگہ کو ازار پہنچے وہ آگ میں ہے سو مراد کپڑے سے پہننے والے کا بدن ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ٹخنوں سے نیچے قدم ہے وہ عذاب کیا جائے گا بطور سزا کے اور حاصل یہ ہے کہ وہ از قبیل تسمیہ چیز کے ہے ساتھ نام اس چیز کے کہ اس کے مجاور ہے یا اترے اس میں اور احتمال ہے کہ من بیانیہ ہو اور احتمال ہے کہ سببیہ ہو اور ہو مراد شخص سے نفس اس کا یا تقدیر یہ ہے کہ پہننے والا اس چیز کا کہ ٹخنوں سے نیچے ہو یا تقدیر یہ ہے کہ اس کا فعل محسوب ہے دوزخیوں کے فعلوں میں یا اس میں تقدیم و تاخیر ہے کہ جو ازار ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے اور یہ سب استبعاد ہے اس شخص سے جو اس کا قائل ہے واسطے واقع ہونے ازار کے حقیقۃً آگ میں یعنی جو شخص کہتا ہے کہ مراد ازار سے پہننے والے کا بدن ہے تو اس نے اسی حدیث کے یہ معنی اس واسطے کیے ہیں کہ وہ بعید جانتا ہے کہ تہ خود تہ بند حقیقۃً آگ میں پڑے یعنی کپڑے کا کیا گناہ ہے کہ اس کو آگ میں ڈالا جائے لیکن روایت کی ہے طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو دیکھا میں نے اپنا تہ بند نیچے چھوڑا تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا اے عمر کے بیٹے! جو کپڑا زمین کو لگے وہ آگ میں ہے بنا بر اس کے پس نہیں مانع ہے کوئی چیز اس سے کہ حدیث کو ظاہر پر حمل کیا جائے یعنی مراد یہ ہے کہ حقیقۃً وہ کپڑا آگ میں پڑے گا یا ہو وعید میں واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ساتھ اس کے معصیت واسطے اشارت کے اس کی طرف کہ جو چیز گناہ کرے وہ لائق تر ہے ساتھ اس کے اور روایت کی ہے طبرانی نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے کہ مسلمان کی ازار آدھی پنڈلی تک ہے اور نہیں ہے اس پر حرج اس چیز میں کہ اس کے اور دونوں ٹخنوں کے درمیان ہے اور جو اس سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے اور یہ اطلاق محمول ہے اس چیز پر کہ وارد ہوئی ہے قید تکبر کی سے کہ وعید اس میں بالاتفاق وارد ہوئی ہے اور بہر حال مجرد چھوڑنا سو اس کی بحث اگلے باب میں آئے گی اور مستثنیٰ ہے اس سے جو چھوڑے واسطے ضرورت کے مثل اس کی جس کے ٹخنوں میں مثلاً زخم ہو اور اس کو مکھیاں وغیرہ ایذا دیتی ہوں اگر اس کو نہ ڈھانکے جس جگہ اور کپڑا نہ پائے اور نیز مستثنیٰ ہے اس وعید سے عورتیں، کما سیاتی البحث فیه ان شاء اللّٰه تعالٰی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ.

جو کھینچے کپڑا اپنا تکبر سے یعنی بسبب تکبر کے۔

٥٣٤٢ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۵۳۴۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں نظر کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف جو اپنا تہ بند دراز کر کے زمین پر گھسیٹے

وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلٰى مَنْ جَرَّ إِزَارَهٗ بَطَرًا. تکبر اور سرکشی سے۔

فائدہ: اور اصل بطر کا سرکشی ہے نزدیک نعمت کے اور استعمال کیا گیا ہے ساتھ معنی تکبر کے اور یہ جو فرمایا کہ نہ نظر کرے یعنی نہ رحم کرے گا اوپر اس کے سو نظر جب ہو مضاف طرف اللہ کی تو ہوتا ہے مجازاً اور جب ہو مضاف طرف مخلوق کی تو ہوتا ہے کنایہ اور احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ نہ نظر کرے گا طرف اس کی اللہ نظر رحمت کی اور کہا کرمانی نے کہ حقیقت نظر کی آنکھ کی پتلی کا پھیرنا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے پس وہ ساتھ احسان کے مجاز ہے اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے بیچ حق اس کے کنایہ اور یہ جو کہا کہ قیامت کے دن تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہی ہے محل رحمت مستمرہ کا برخلاف رحمت دنیا کے اس واسطے کہ وہ کبھی بند ہو جاتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ پیدا ہوتی ہے نئی حوادث سے اور یہ جو کہا کہ من جر یعنی جو چھوڑے تو یہ شامل ہے مردوں کو اور عورتوں کو وعید مذکور میں اس قول مخصوص پر اور البتہ سمجھا اس کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جیسا روایت کی ہے نسائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متصل ساتھ حدیث کے جو مذکور ہے باب اول میں سو کہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ کیا کریں عورتیں اپنے دامن سے یعنی اگر دامن کو ٹخنوں سے نیچے نہ چھوڑیں تو لازم آتا ہے کھلنا ستر کا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لٹکائیں اور چھوڑیں ایک بالشت یعنی ٹخنوں سے نیچے یا آدھی پنڈلی سے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس وقت کھل جائیں گے قدم ان کے یعنی اگر ٹخنے سے نیچے بالشت بھر ازار زیادہ چھوڑیں تو بھی احتمال ہے ان کی پنڈلیوں کے کھل جانے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑیں ہاتھ بھر اس سے زیادہ نہ چھوڑیں یعنی ٹخنے سے نیچے ہاتھ بھر چھوڑنے سے عورت کا قدم نہیں کھلے گا پس اس سے زیادہ چھوڑنا منع میں داخل ہے اور اس قسم میں اعتراض آتا ہے اس پر جو کہتا ہے کہ جو حدیثیں کہ دلالت کرتی ہیں اس پر کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا چھوڑنا مطلق منع ہے وہ مقید ہیں ساتھ دوسری حدیثوں کے جو تصریح کرتی ہیں ساتھ اس کے کہ یہ حکم اس کے ساتھ خاص ہے جو تکبر سے چھوڑے اور وجہ مؤاخذہ کی یہ ہے کہ اگر اس طرح ہوتا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جو عورتوں کے دامن لٹکانے کا حکم استفسار کیا تو اس کے کوئی معنی نہ ہوتے بلکہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا کہ ٹخنوں کے نیچے کپڑا چھوڑنا مطلق منع ہے برابر ہے کہ تکبر سے ہو یا بغیر اس کے سو پوچھا حکم عورتوں کا بیچ اس کے واسطے محتاج ہونے ان کے کی طرف دراز کرنے کپڑے کے بسبب ڈھانکنے ستر کے اس واسطے کہ عورت کا تمام قدم ستر ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا واسطے ان کے کہ عورتوں کا حکم خارج ہے مردوں کے حکم سے ان معنی میں فقط اور نقل کیا ہے عیاض نے اجماع اس پر کہ منع مردوں کے حق میں ہے سوائے عورتوں کے اور مراد اس کی منع ہونا اسبال کا ہے یعنی ٹخنوں سے نیچے ازار کا دراز کرنا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس پر جو انہوں نے سمجھا تھا برقرار رکھا لیکن اس کے واسطے بیان کیا یہ کہ وہ عام مخصوص ہے واسطے فرق کرنے کے جواب میں درمیان مردوں اور عورتوں کے اسبال

میں اور بیان کرنے مقدار کے کہ اس سے زیادہ ان کے حق میں منع ہے جیسا کہ بیان کیا اس کو مردوں کے حق میں اور حاصل یہ ہے کہ واسطے مردوں کے دو حال ہیں ایک حال استحباب کا ہے اور وہ یہ ہے کہ ازار کو آدھی پنڈلی تک رکھے اور ایک جواز کا ہے اور وہ ٹخنوں تک ہے اور اسی طرح عورتوں کے واسطے بھی دو حال ہیں ایک حال استحباب کا ہے اور وہ چیز وہ ہے جو زیادہ کرے اس پر جو مردوں کے حق میں جائز ہے بقدر بالشت کے اور ایک حال جواز کا ہے اور وہ زیادہ کرنا ہے بقدر ہاتھ کے اور استنباط کیا جاتا ہے حدیثوں کے سیاق سے کہ تقیید ساتھ دراز کرنے ازار کے یہاں تک کہ زمین پر گھسیٹی جائے خارج ہوئی ہے واسطے غالب کے اور یہ کہ تکبر اور اترانا اور اکڑ کر چلنا مذموم ہے اگرچہ واسطے اس کے ہو جو کپڑے کو اٹھا کر چلے اور زمین پر نہ گھسیٹے اور جو جمع ہوتا ہے دلیلوں سے یہ ہے کہ جو قصد کرے ساتھ لباس خوب کے اظہار کرنا نعمت اللہ کی کا جو اوپر اس کے ہے واسطے شکر کرنے اس کے کی نہ حقیر جاننے والا اس کو جو اس کی مثل نہ ہو تو نہیں ضرر کرتا ہے اس کو جو پہنے مباحات سے اگرچہ نہایت نفیس کپڑا ہو اس واسطے کہ صحیح مسلم میں ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر اور غرور ہو تو ایک مرد نے کہا کہ ہر مرد چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ جمیل ہے یعنی نیک صفت ہے جمال اور ستھرائی کو دوست رکھتا ہے یعنی اچھی پوشاک اللہ کو پسند ہے بلکہ تکبر اور غرور تو حق کو باطل کرنا ہے اور لوگوں کو ذلیل اور حقیر جاننا ہے یعنی اور اگر فخر اور بڑائی کے واسطے پہنے کہ اس کو اور لوگوں پر بڑائی حاصل ہو تو یہ جائز نہیں اور اسی پر محمول ہے حدیث علی رضی اللہ عنہ کی۔ (فتح)

٥٣٤٢ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ فِيْ حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ مُرَجِّلٌ جُمَّتَهُ إِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

۵۳۴۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد اپنے بالوں کو کنگھی کیے ہوئے عمدہ پوشاک پہنے اپنے بدن کی سجاوٹ دیکھ دیکھ کر پھولتا ہوا چلا جاتا تھا کہ اچانک اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا سو وہ قیامت تک زمین کے اندر ٹکریں کھاتا دھنستا ہوا چلا جاتا ہے۔

فائدہ: اور مراد اگلی امتوں سے ہے اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے قارون ہے کہ وہ جوڑا پہن کر نکلا تھا اکڑتا ہوا غرور کرتا ہوا سو اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا سو وہ قیامت تک اس میں دھنستا چلا جاتا ہے یعنی ہر چند ستھری پوشاک پہننا بالوں میں کنگھی کرنا درست ہے بلکہ سنت ہے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب آدمی کو اپنی آرائش سے غرور آئے اور اپنے آپ کو لوگوں سے بڑا جانے تو وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوتا ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں

اسی واسطے اکثر اہل تقویٰ نے عمدہ لباس نہیں پہنا اور اپنی اولاد کو بھی یہ عادت نہ ڈالنے دی کیونکہ وہ زمانہ نہیں کہ آدمی عمدہ پوشاک پہنے اور بالوں میں کنگھی کرے پھر اپنی بغلیں نہ جھانکے کہا قرطبی نے کہ عجب یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو ملاحظہ کرے ساتھ آنکھ کمال کے باوجود بھول جانے اللہ کی نعمت کے اور اگر باوجود اس کے دوسرے کو حقیر جانے وہ تکبر مذموم ہے۔ (فتح)

٥٣٤٤ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ إِذْ خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلَّلُ فِي الْأَرْضِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَابَعَهُ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَرْفَعْهُ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

٥٣٤٤۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد اپنی تہ بند کو زمین پر گھسیٹتا جاتا تھا کہ وہ زمین میں دھنسایا گیا سو وہ قیامت تک زمین میں ٹکریں کھاتا دھنستا ہوا چلا جائے گا۔ متابعت کی ہے اس کی یونس نے زہری سے اور نہیں مرفوع کیا اس کو شعیب نے زہری سے۔

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ عَمِّهِ جَرِيْرِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَلٰى بَابِ دَارِهِ فَقَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٥٣٤٥ ـ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ لَقِيْتُ مُحَارِبَ بْنَ دِثَارٍ عَلٰى فَرَسٍ وَهُوَ يَأْتِي مَكَانَهُ الَّذِي يَقْضِي فِيْهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَحَدَّثَنِي فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مَخِيْلَةً لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقُلْتُ

٥٣٤٥۔ حضرت شعبہ سے روایت ہے کہ میں محارب سے ملا گھوڑے پر اور حالانکہ وہ اپنے حکم کرنے کی جگہ میں آتا تھا سو میں نے اس کو اس حدیث سے پوچھا سو اس نے مجھ سے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا کپڑا زمین پر گھسیٹ کر چلے تکبر اور غرور سے اللہ قیامت کو اس کی طرف نظر نہ کرے گا سو میں نے محارب سے کہا کہ کیا ذکر کیا ہے اس نے یہ لفظ ازار کا یعنی جو گھسیٹے ازار اپنی الخ اس نے کہا کہ نہیں خاص کیا

لِمُحَارِبٍ أَذَكَرَ إِزَارَهُ قَالَ مَا خَصَّ إِزَارًا وَّلَا قَمِيصًا تَابَعَهُ جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ وَزَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ وَتَابَعَهُ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَقُدَامَةُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ.

ازار کو اور نہ قمیص کو یعنی بلکہ اس نے مطلق کپڑے کا ذکر کیا ہے جو ازار اور کرتے وغیرہ ہر قسم کے کپڑے کو شامل ہے متابعت کی ہے اس کی جبلہ اور زید بن اسلم اور زید بن عبداللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت ﷺ سے اور کہا لیث نے نافع سے مثل اس کی اور متابعت کی ہے نافع کی موسیٰ بن عقبہ نے اور عمر اور قدامہ نے سالم سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت ﷺ سے جو گھسیٹے کپڑا اپنا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ کیا اس نے ازارہ کا ذکر کیا ہے تو سبب شعبہ کے سوال کا ازار سے یہ تھا کہ اکثر طریقوں میں ازار کا لفظ آیا ہے اور محارب کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ تعبیر ساتھ کپڑے کے شامل ہے ازار وغیرہ کو اور البتہ آئی ہے تصریح ساتھ اس کے بعض روایتوں میں سو اصحاب سنن نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ دراز کرنا ازار اور کرتے اور پگڑی میں ہے جو گھسیٹے اس میں سے کسی چیز کو از راہِ تکبر اور غرور کے اور ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جو حضرت ﷺ نے ازار میں فرمایا وہی حکم قمیص کا ہے اور کہا طبری نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوئی حدیث ساتھ لفظ ازار کے اس واسطے کہ اکثر لوگ حضرت ﷺ کے زمانے میں تہہ بند اور چادر پہنتے تھے سو جب لوگوں نے کرتے اور زرہیں پہنیں تو ہوا حکم اس کا حکم ازار کا کہا ابن بطال نے کہ یہ قیاس صحیح ہے اگر نہ آتی اس میں نص ساتھ ثواب کے کہ وہ سب کپڑوں کو شامل ہے اور عمامہ کو جو ذکر کیا تو اس میں نظر ہے مگر یہ کہ ہو مراد وہ چیز کہ جاری ہوتی ہے ساتھ اس کے عادت عرب کی دراز کرنے عزمات کے سے سو جو زیادہ عادت پر بیچ اس کے ہو گا اسبال سے اور البتہ روایت کی ہے نسائی نے جعفر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ گویا میں اب حضرت ﷺ کی دیکھتا ہوں منبر پر اور حالانکہ آپ کے سر پر عمامہ ہے البتہ دراز کیا ہوا ہے اس کے طرف کو اپنے مونڈھوں کے درمیان اور کیا داخل ہے زجر میں دراز کرنے کپڑے کے سے دراز کرنا کرتے کی آستینوں کا اور مانند اس کی محل نظر کا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جو دراز کرے اس کو یہاں تک کہ نکلے عادت سے جیسا کہ کرتے ہیں اس کو بعض لوگ حجاز کے تو داخل ہو گا بیچ اس کے کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں جو لگے زمین کو اس سے کہ از راہ تکبر کے نہیں شک ہے اس کے حرام ہونے میں اور اگر کہا جائے کہ جو عادت سے زیادہ ہو وہ حرام ہے تو نہیں ہے بعید لیکن پیدا ہوئی ہے واسطے لوگوں کے اصطلاح ساتھ دراز کرنے اس کے کی اور ہو گئی ہے واسطے ہر قسم لوگوں کے شعار اور نشانی کہ پہچانے جاتے ہیں ساتھ اس کے اور جو زیادہ ہو اس سے از راہ تکبر کے تو نہیں شک ہے اس کے حرام ہونے

میں اور جو ہو بطریق عادت کے تو نہیں ہے وہ حرام جب تک کہ نہ پہنچے طرف درازی ممنوع کے اور نقل کیا ہے عیاض نے علماء سے مکروہ ہونا ہر چیز کا کہ زیادہ ہو عادت پر اور معتاد پر لباس میں طول اور وسعت سے اور اس کی بحث قریب آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور ان حدیثوں میں ہے کہ دراز کرنا ازار کا از راہِ تکبر کے گناہ کبیرہ ہے اور بہر حال دراز کرنا بغیر تکبر کے تو ظاہر حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی حرام ہے لیکن استدلال کیا گیا ہے ساتھ تقیید کے جو ان حدیثوں میں ہے ساتھ تکبر کے اس پر کہ اطلاق زجر کا جو وارد ہے بیچ ذم دراز کرنے کے محمول ہے مقید پر اس جگہ سو نہیں حرام ہے گھسیٹنا اور دراز کرنا جب کہ سالم ہو تکبر سے کہا ابن عبدالبر نے کہ مفہوم اس کا یہ ہے کہ گھسیٹنا واسطے غیر تکبر کے نہیں داخل ہے وعید میں لیکن گھسیٹنا کرتے وغیرہ کپڑوں کا مذموم ہے ہر حال میں کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ دراز کرنا ازار کا ٹخنوں سے نیچے واسطے تکبر کے ہے اور اگر واسطے غیر تکبر کے ہو تو وہ مکروہ ہے اور اسی طرح نص کی ہے شافعی رحمہ اللہ نے ساتھ فرق کرنے کے درمیان گھسیٹنے کے واسطے تکبر کے اور واسطے غیر تکبر کے کہا اور مستحب ہے کہ ہو ازار آدھی پنڈلی تک اور جائز ہے بلا کراہت وہ چیز جو اس کے نیچے ہو ٹخنوں تک اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ منع ہے از قسم حرام ہونے کے اگر ہو واسطے تکبر کے نہیں تو کراہت تنزیہ ہے اس واسطے کہ حدیثیں جو وارد ہیں اجر میں اسبال سے مطلق ہیں پس واجب ہے مقید کرنا ان کا ساتھ درازی کے جو تکبر کے واسطے ہو اور نص شافعی رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ نہیں جائز ہے دراز کرنا کپڑے کا نماز میں اور نہ اس کے غیر میں از راہِ تکبر کے اور واسطے غیر تکبر کے خفیف ہے واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اور یہ جو کہا کہ خفیف ہے تو یہ نہیں ہے صریح بیچ نفی تحریم کے بلکہ وہ محمول ہے اس پر کہ یہ بہ نسبت دراز کرنے کے ہے واسطے تکبر کے اور بہر حال واسطے غیر تکبر کے سو مختلف ہے اس میں حال سو اگر ہو کپڑا بقدر پہننے والے اس کے لیکن وہ اس کو دراز کرتا ہے تو نہیں ظاہر ہوتا ہے اس میں حرام ہونا خاص کر جب کہ بغیر قصد کے ہو جیسا کہ واقع ہوا واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور اگر کپڑا پہننے والے سے زائد ہو تو کبھی تو یہ اسراف کے رو سے منع ہوتا ہے پس نوبت پہنچتی ہے طرف تحریم کے اور کبھی ہوتا ہے یہ منع عورتوں کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے اور کبھی ہوتا ہے منع اس جہت سے کہ اس کا پہننے والا نہیں نڈر ہوتا ہے تعلق نجاست کے سے ساتھ اس کے اور کبھی ہوتا ہے منع اور جہت سے اور وہ ہونا اس کا جگہ گمان تکبر کی ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ دراز کرنا کپڑے کا مستلزم ہے کپڑے کے گھسیٹنے کو اور گھسیٹنا کپڑے کا مستلزم ہے تکبر کو اگرچہ نہ قصد کرے اس کو پہننے والا اس کا۔ (فتح)

بَابُ الْإِزَارِ الْمُهَدَّبِ. باب ہے بیچ بیان ازار پھندنے والے کے۔

فائدہ: یعنی جس کے واسطے پھندنے ہوں اور وہ کنارے ہیں تانی کے بغیر بانے کے اکثر اوقات قصد کیا جاتا ہے ساتھ اس کے تجمل اور آرائش کا اور کبھی بٹے جاتے ہیں واسطے نگاہ رکھنے کے ٹوٹ جانے سے اور کہا داؤد نے کہ ہدب وہ دھاگے ہیں جو باقی رہتے ہیں بغیر بننے کے چادروں کے کناروں میں۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَحَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُمْ لَبِسُوْا ثِيَابًا مُهَدَّبَةً.

اور ذکر کیا جاتا ہے زہری اور ابو بکر بن محمد اور حمزہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے پھندنے والے کپڑے پہنے۔

٥٣٤٦ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ جَآئَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جَالِسَةٌ وَعِنْدَهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ تَحْتَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَإِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا مَعَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا مِثْلُ هٰذِهِ الْهُدْبَةِ وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِّنْ جِلْبَابِهَا فَسَمِعَ خَالِدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَوْلَهَا وَهُوَ بِالْبَابِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ قَالَتْ فَقَالَ خَالِدٌ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَنْهٰى هٰذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا وَاللّٰهِ مَا يَزِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّبَسُّمِ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ فَصَارَ سُنَّةً بَعْدُ.

٥٣٤٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ کی عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور حالانکہ میں بیٹھی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے تو اس نے کہا کہ یا حضرت! بے شک میں رفاعہ کے نکاح میں تھی سو اس نے مجھ کو طلاق دی سو تین طلاقیں دیں سو اس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کیا اور بے شک شان یہ ہے قسم ہے اللہ کی نہیں ساتھ اس کے یا حضرت! مگر جیسے کپڑے کا پھندنا اور اس نے اپنی چادر کا پھندنا پکڑا یعنی نامرد ہے سو خالد بن سعید نے اس کی بات سنی اور وہ دروازے میں تھے ان کو اجازت نہ دی گئی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سو خالد نے کہا اے ابو بکر! کیا تم اس عورت کو منع نہیں کرتے اس سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس برملا کہتی ہے قسم ہے اللہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرانے پر کچھ زیادہ نہیں کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ شاید تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کے نکاح میں پھر پلٹ جائے یہ درست نہیں ہے یہاں تک کہ تو اس دوسرے خاوند کا شہد چکھے اور وہ تیرا شہد چکھے یعنی بغیر صحبت کے اول خاوند سے نکاح درست نہیں ہے سو ہو گیا واقع سنت اس کے بعد یعنی جب تک دوسرا خاوند اس سے صحبت نہ کرے تب تک اول خاوند سے نکاح درست نہیں ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول اس کا ہے کہ نہیں ہے ساتھ اس کے مگر مثل پھندنے کی اور مراد ساتھ ہدبہ کے خصلت ہے ہدب سے اور واقع ہوئی ہے اس باب میں حدیث مرفوع روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے ابو جری کی حدیث سے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حالانکہ

آپ نے چادر سے احتبا کیا ہوا تھا اور اس کے پھند نے آپ کے قدموں پر پڑے ہوئے تھے۔ (فتح)

بَابُ الْأَرْدِيَةِ.

باب ہے چادروں کے بیان میں۔

فائدہ: رداس کپڑے کو کہتے ہیں جو مونڈھوں پر رکھا جاتا ہے جس طور سے ہو۔

وَقَالَ أَنَسٌ جَبَذَ أَعْرَابِيٌّ رِدَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ایک گنوار نے حضرت ﷺ کی چادر کھینچی۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جو آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٥٣٤٧ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَآئِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتّٰى جَآءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنُوا لَهُمْ.

۵۳۴۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا سو حضرت ﷺ نے اپنی چادر منگوائی اور پہنی پھر چلے پیادہ اور میں اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ہوئے یہاں تک کہ اس گھر میں آئے جس میں حمزہ رضی اللہ عنہ تھے سو حضرت ﷺ نے اجازت مانگی سوانہوں نے آپ کو اجازت دی۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے اس حدیث کا جو فرض الخمس میں گزر چکی ہے حمزہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ انہوں نے اجازت مانگی سوانہوں نے علی رضی اللہ عنہ کی دو اونٹنیوں کا پیٹ چیر ڈالا اور قول اس کا سو حضرت ﷺ نے اپنی چادر منگوائی سو یہ عطف ہے اس چیز پر جو حدیث کے ابتدا میں مذکور ہے قول علی رضی اللہ عنہ کے سے کہ میرے پاس ایک اونٹنی تھی جو جنگ بدر کے دن مجھ کو غنیمت سے حصے میں آئی تھی، الحدیث۔ (فتح)

بَابُ لُبْسِ الْقَمِيصِ.

باب ہے بیچ بیان پہننے کرتے اور پیراہن کے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى حِكَايَةً عَنْ يُوسُفَ ﴿اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلٰى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا﴾.

اور کہا اللہ نے بطور حکایت کے قول یوسف علیہ السلام کے سے کہ میرے اس کرتے کو لے جاؤ سو اس کو میرے باپ کے منہ پر ڈال دو کہ آئے بینا ہو کر۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ پہننا کرتے کا نئی بات نہیں ہے اگر چہ مروج عرب میں پہننا تہہ بند اور چادر کا ہے۔

٥٣٤٨ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

۵۳۴۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! حج کا احرام باندھنے والا کیا کپڑا پہنے؟

عَنهُمَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيْصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَّا يَجِدَ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ مَا هُوَ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ پہنے محرم کرتہ اور نہ پاجامہ اور نہ کن ٹوپ اور نہ موزے مگر جب چپل جوتی نہ پائے تو چاہیے کہ پہنے جو ٹخنوں سے نیچے ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں ہے کہ نہ پہنے محرم کرتہ اور اس میں دلالت ہے اوپر وجود کرتوں کے اس وقت۔ (فتح)

۵۳۴۹ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ قَبْرَهُ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ وَوُضِعَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيْقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيْصَهُ فَاللهُ أَعْلَمُ.

۵۳۴۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ عبداللہ بن اُبی منافق کے پاس تشریف لائے اس کے بعد کہ اپنی قبر میں داخل کیا گیا تھا سو حضرت ﷺ نے حکم کیا اس کے نکالنے کا سو نکالا گیا اور حضرت ﷺ کے گھٹنوں پر رکھا گیا اور حضرت ﷺ نے اس پر اپنی لب ڈالی اور اس کو اپنا کرتہ پہنایا، واللہ اعلم۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ برأت میں گزر چکی ہے اور یہ قول اخیر کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنا کرتہ پہنایا منجملہ حدیث کے ہے کہا ہے اس کو جابر رضی اللہ عنہ نے۔ (فتح)

۵۳۵۰ ۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ جَآءَ ابْنُهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَعْطِنِيْ قَمِيْصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيْهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ فَأَعْطَاهُ قَمِيْصَهُ وَقَالَ إِذَا فَرَغْتَ مِنْهُ فَآذِنَّا فَلَمَّا فَرَغَ آذَنَهُ بِهِ فَجَآءَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ

۵۳۵۰۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن اُبی مر گیا تو اس کا بیٹا حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو اپنا کرتہ دیجیے کہ میں اس کو اس میں کفناؤں اس پر نماز پڑھیے اور اس کے واسطے بخشش مانگیے سو حضرت ﷺ نے اس کو اپنا کرتہ دیا اور فرمایا کہ جب تو کفنانے سے فارغ ہو تو ہم کو خبر دینا سو جب وہ فارغ ہوا تو آپ کو خبر دی سو حضرت ﷺ تشریف لائے تا کہ اس کے جنازے کی نماز پڑھیں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کا دامن پکڑ

فَجَذَبَهٗ عُمَرُ فَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ فَنَزَلَتْ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾ فَتَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ.

کر کھینچا اور کہا کہ کیا اللہ نے آپ کو منافقوں کے جنازہ پڑھنے سے منع نہیں کیا؟ سو کہا کہ منافقوں کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگے گا تو بھی اللہ ان کو کبھی نہ بخشے گا، آخر آیت تک سو یہ آیت اتری کہ نماز نہ پڑھ کسی پر ان میں سے کہ مر جائے کبھی سو حضرت ﷺ نے ان پر نماز پڑھنا ترک کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور وارد ہوا ہے ذکر کرتے کا کئی حدیثوں میں ایک حدیث ان میں سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ جب حضرت ﷺ کرتہ پہنتے تھے تو اول دائیں طرف سے شروع کرتے تھے اور ایک حدیث ان میں سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے کرتے کی آستین پہنچے تک تھی اور ایک حدیث معاویہ بن قرہ کی ہے اپنے باپ سے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا مزینہ کی ایک جماعت میں سو ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اور آپ کا کرتہ البتہ بغیر تکمے کے تھا سو میں نے آپ سے بیعت کی پھر میں نے اپنا ہاتھ حضرت ﷺ کے کرتے کی جیب میں داخل کیا سو میں نے مہر نبوت کو ہاتھ لگایا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے کرتہ یا عمامہ پھر فرماتے الٰہی! تیرا شکر ہے، الحدیث اور یہ سب حدیثیں سنن میں ہیں اور بخاری اور مسلم میں ہے کہ کفنائے گئے حضرت ﷺ پانچ کپڑوں میں نہ ان میں کرتہ تھا نہ عمامہ یہ روایت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عبدالرحمٰن کو ریشمی کرتے کی اجازت دی خارش کے سبب سے کہ اس کو تھی۔ (فتح)

بَابُ جَیْبِ الْقَمِیْصِ مِنْ عِنْدِ الصَّدْرِ وَغَیْرِهٖ.

باب ہے بیچ بیان گریبان کرتے کے نزدیک سینے وغیرہ کے۔

فائدہ: جیب وہ چیز ہے جو کاٹی جاتی ہے کپڑے سے کہ نکلے اس سے سر اور ہاتھ وغیرہ۔

فائدہ: اور اعتراض کیا ہے اس پر اسماعیلی نے سو کہا کہ جو جیب کہ گردن کا احاطہ کرتی ہے جیب کے کپڑے کی یعنی ٹھہرایا گیا ہے اس میں سوراخ وارد کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کہ جیب وہ چیز ہے کہ بنائی جاتی ہے سینے میں تا کہ اس میں کوئی چیز رکھی جائے لیکن نہیں ہے وہ مراد اس جگہ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جس جیب کی طرف حدیث میں اشارہ ہے وہ پہلے معنی ہیں یعنی جو گردن کو گھیرے اسی طرح کہا ہے اس نے اور شاید مراد اس کی وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے حدیث میں قول راوی کے سے **ویقول باصبعه هكذا في جيبه** اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کرتہ پہنتے تھے اور اس کے طوق میں کشادگی تھی سینے تک اور نہیں ہے کوئی مانع اس سے کہ اس کو دوسرے معنی پر حمل کیا جائے بلکہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابن بطال نے اس پر کہ سلف کے کپڑوں میں گریبان سینے

کے نزدیک تھا۔ (فتح)

۵۳۵۱ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلَ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيْهِمَا إِلٰى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيْهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتّٰى تَغْشٰى أَنَامِلَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيْلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِإِصْبَعِهِ هٰكَذَا فِيْ جَيْبِهِ فَلَوْ رَأَيْتَهُ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَوَسَّعُ تَابَعَهُ ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ وَأَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ فِي الْجُبَّتَيْنِ وَقَالَ حَنْظَلَةُ سَمِعْتُ طَاوُسًا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ جُبَّتَانِ وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ حَيَّانَ عَنِ الْأَعْرَجِ جُبَّتَانِ.

۵۳۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل اور خیرات کرنے والے کی کہاوت جیسے دو مردوں کی کہاوت ہیں جن پر دو کرتے یا دو زرہیں ہوں لوہے کی بے اختیار کیے گئے ہیں ان کے دونوں ہاتھ طرف سینے اور گردن ان کی کے یعنی ادھر ادھر نہیں ہو سکتے سو جب خیرات کرنے والا خیرات کا ارادہ کرتا ہے تو اس پر زرہ کشادہ ہو کر لمبی چوڑی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی انگلیوں کو ڈھانک لیتی ہے اور اس کے قدموں پر گھسٹتی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کے قدموں کے نشان مٹا دیتی ہے اور جب بخیل خیرات کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ سمٹ جاتی ہے اور حلقہ اپنی جگہ کو پکڑ لیتا ہے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اشارہ کرتے تھے اپنی انگلی سے اس طرح اپنی جیب میں سو اگر تو اس کو دیکھے کہ وہ اس کو کشادہ کرتا ہے اور وہ کشادہ نہیں ہوتی تو البتہ تعجب کرے اس سے متابعت کی ہے اس کی ابن طاؤس نے اپنے باپ سے اور ابو زناد نے اعرج سے جبوں میں یعنی اس نے بھی دو جبوں کا لفظ روایت کیا ہے اور کہا جعفر نے اعرج سے جبّتان اور کہا حنظلہ نے سنا میں نے طاؤس سے کہا سنا میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جبّتان۔

فائدہ: اور جگہ دلالت کی اس حدیث سے یہ ہے کہ بخیل جب اپنے ہاتھ نکالنے کا ارادہ کرتا ہے تو رُک جاتا ہے اس جگہ میں جو جگہ اس پر تنگ ہو اور وہ پستان اور گردن ہے اور یہ سینے میں ہے سو ظاہر ہوا ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جیب سینے میں تھی اس واسطے کہ اگر ہاتھ میں ہوتی تو نہ بے اختیار ہوتا ہاتھ اس کا طرف پستان اور گردن کے، میں کہتا ہوں اور قرہ کی حدیث میں ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر میں نے اپنا ہاتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کی گریبان میں ڈالا سو میں نے مہر نبوت کو ہاتھ لگایا سو اس حدیث میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کی جیب آپ کے سینے میں تھی اس واسطے کہ اول حدیث میں ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو دیکھا کہ آپ کی جیب کو تکمہ نہیں تھا اور یہ جو کہا کہ اشارہ کرتے تھے حضرت ﷺ اپنی انگلی سے اس طرح اپنی جیب میں تو یہ موافق ہے واسطے ترجمہ کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَبِسَ جُبَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ فِي السَّفَرِ.

جو سفر میں تنگ آستین والا کرتہ پہنے۔

فائدہ: باب باندھا ہے واسطے اس کے نماز میں ساتھ جبہ شامیہ کے اور جہاد میں ساتھ جبہ کے سفر میں اور شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ حضرت ﷺ کا تنگ کرتے کو پہننا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے حال سفر کے تھا واسطے محتاج ہونے مسافر کے طرف اس کے اور یہ کہ معاف ہے سفر میں پہننا اس چیز کا کہ نہ عادت ہو پہننے اس کے کی وطن میں اور البتہ وارد ہوئی ہیں حدیثیں ان لوگوں سے جنہوں نے حضرت ﷺ کے وضو کو بیان کیا اور نہیں کسی حدیث میں ان میں سے کہ حضرت ﷺ کی آستین تنگ ہوتیں ہاتھ کے نکالنے سے اشارہ کیا ہے اس کی طرف ابن بطال نے۔ (فتح)

٥٣٥٢ ـ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُو الضُّحٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ مَسْرُوْقٌ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ أَقْبَلَ فَتَلَقَّيْتُهٗ بِمَآءٍ فَتَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ فَأَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَعَلٰى خُفَّيْهِ.

٥٣٥٢۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جائے ضرور کے واسطے چلے پھر سامنے آئے سو میں آپ کو پانی لے کر ملا حضرت ﷺ نے وضو کیا اور آپ پر شام کا جبہ تھا سو آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنا منہ دھویا پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں آستین سے باہر نکالنے لگے سو دونوں آستین تنگ ہوئیں سو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کرتے کے نیچے سے نکالے اور ان کو دھویا اور اپنے سر اور موزوں پر مسح کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے۔

بَابُ لُبْسِ جُبَّةِ الصُّوْفِ فِي الْغَزْوِ.

جہاد میں صوف یعنی اون پشم کا کرتہ پہننا۔

٥٣٥٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ

٥٣٥٣۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک رات سفر میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا سو فرمایا کہ کیا تیرے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا ہاں! سو حضرت ﷺ اپنی سواری سے اترے اور چلے یہاں تک کہ مجھ سے پوشیدہ ہوئے رات کے

أَمَعَكَ مَآءٌ قُلْتُ نَعَمْ فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَمَشٰى حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّىْ فِىْ سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَآءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ الْإِدَاوَةَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوْفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُّخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتّٰى أَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَإِنِّىْ أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا.

اندھیرے میں پھر تشریف لائے سو میں نے آپ پر چھاگل سے پانی ڈالا سو آپ نے منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے اور حضرت ﷺ پر جبہ تھا پشم کا سو آپ اپنے دونوں ہاتھ اس سے نہ نکال سکے یہاں تک کہ ان کو جبے کے نیچے کی طرف سے نکالا پھر اپنے دونوں بازو دھوئے پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر میں جھکا کہ آپ کے موزے اتاروں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دے اور مت اتار اس واسطے کہ میں نے پاک پہنے ہیں یعنی میں نے ان کو وضو کر کے پہنا تھا اتارنے کی کچھ حاجت نہیں، سو حضرت ﷺ نے ان پر مسح کیا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مکروہ رکھا ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے پہننا اون کے کپڑے کا واسطے اس کے جو اس کے سوا اور کپڑا پائے اس واسطے کہ اس میں شہرت ہے ساتھ زہد کے اس واسطے کہ پوشیدہ کرنا عمل کا اولیٰ ہے اور نہیں بند ہے تواضع اس کے پہننے میں بلکہ روئی وغیرہ کے کپڑے میں اس سے کم تر قیمت میں ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْقَبَآءِ وَفُرُّوْجِ حَرِيْرٍ وَهُوَ الْقَبَآءُ وَيُقَالُ هُوَ الَّذِىْ لَهٗ شَقٌّ مِّنْ خَلْفِهٖ.

باب ہے بیچ بیان قبا کے اور ریشمی فروج کے اور وہ قبا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ قبا وہ ہے جس کو پیچھے سے چاک ہو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ وہ قبا ہے جس کو پیچھے سے چاک ہو یعنی پس وہ قبا مخصوص ہے اور کہا قرطبی نے کہ قبا اور فروج دونوں کپڑے ہیں تنگ آستین والے اور ان کو پیچھے سے وسط میں چاک ہوتا ہے پہنے جاتے ہیں سفر میں اور لڑائی میں۔ (فتح)

٥٣٥٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةً وَّلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَىَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ فَقَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِىْ قَالَ فَدَعَوْتُهٗ لَهٗ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَآءٌ مِّنْهَا فَقَالَ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَضِىَ مَخْرَمَةُ.

۵۳۵۴۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے قبائیں تقسیم کیں اور مخرمہ کو کچھ چیز نہ دی سو کہا مخرمہ نے کہ اے بیٹا! ہم کو حضرت ﷺ کے پاس لے چل شاید کہ اس میں سے کچھ دیں سو میں اس کے ساتھ چلا سو کہا کہ اندر جا اور اور میرے لیے حضرت ﷺ کو بلاؤ سو میں نے حضرت ﷺ کو اس کے واسطے بلایا سو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ پر ان میں سے ایک قبا تھی سو فرمایا کہ البتہ میں نے یہ قبا تیرے واسطے چھپا رکھی تھی سو مخرمہ نے اس کی طرف نظر کی اور کہا کہ راضی ہوا مخرمہ۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ تحفہ بھیجی گئیں حضرت ﷺ کو ریشمی قبائیں جن میں سونے کے تکمے لگے تھے سو حضرت ﷺ نے ان کو اصحاب میں تقسیم کیا اور یہ جو کہا کہ مخرمہ کچھ چیز نہ دے میں نے اس تقسیم کی حالت میں والا واقع ہوا ہے ایک روایت میں کہ ایک قبا ان میں سے مخرمہ کے واسطے الگ کر رکھی اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نکلے اور آپ پر ان میں سے ایک قبا تھی تو ظاہر اس کا استعمال کرنا ریشم کا ہے اور جائز ہے کہ یہ واقع نہی سے پہلے کا ہو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنے کندھوں پر پھیلایا تا کہ مخرمہ ساری قبا کو دیکھے اور اس کے پہننے کا قصد نہ کیا ہو میں کہتا ہوں اور نہیں متعین ہے ان کا کندھوں پر بلکہ کافی ہے یہ کہ جو پھیلائی گئی اپنے دونوں ہاتھوں پر سو ہو گا قول اس کا علیہ اطلاق کل کا بعض پر اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں کہ حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ قبا تھی اور حالانکہ حضرت ﷺ مخرمہ کو اس کی خوبیاں دکھلاتے تھے کہا ابن بطال نے کہ مستفاد ہوتا ہے اس سے الفت دلانا بڑی عمر والوں کا اور جوان کے معنی میں ہو ساتھ عطاء کے اور کلام نیک کے اور اس میں اکتفا ہے ہبہ میں ساتھ قبض کے اور پہلے گزر چکا ہے استدلال ساتھ اس کے اوپر جواز شہادت اندھے کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے مخرمہ کی آواز پہچانی اور اعتماد کیا اوپر معرفت اس کی کے ساتھ اس کے اور باہر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ قبا تھی جس کو اس کے واسطے چھپا رکھا تھا۔ (فتح)

٥٣٥٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ أُهْدِيَ لِرَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوْجُ حَرِيْرٍ فَلَبِسَهُ ثُمَّ صَلَّى فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ لَهُ ثُمَّ قَالَ لَا يَنْبَغِيْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ تَابَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ اللَّيْثِ وَقَالَ غَيْرُهُ فَرُّوْجٌ حَرِيْرٌ.

٥٣٥٥۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ کو ریشمی قبا ہدیہ بھیجی سو حضرت ﷺ نے اس کو پہنا پھر اس میں نماز پڑھی پھر نماز سے پھرے سو اتار ڈالا اس کو اتارنا سخت یعنی ساتھ قوت اور جلدی کے جیسے اس کو برا جاننے والے تھے پھر فرمایا کہ اس کا پہننا لائق نہیں پرہیز گاروں کو متابعت کی ہے اس کی عبداللہ بن یوسف نے لیث سے اور کہا اس کے غیر نے فروج حریر بغیر اضافت کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اتار ڈالا اس کو اتارنا سخت یعنی ساتھ جلدی کے برخلاف عادت اپنی کے نرمی اور آہستگی میں اور یہ اس چیز میں سے ہے جو تاکید کرتی ہے کہ تحریم اس وقت واقع ہوئی اور یہ جو کہا کہ اس کا پہننا لائق نہیں الخ تو احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ طرف پہننے کی اور احتمال ہے کہ ہو واسطے ریشم کے پس شامل ہو گا غیر لبس کو یعنی پہننے کے سوا ہر قسم استعمال کو شامل ہو گا مانند بچھونے وغیرہ کے کہا ابن بطال نے ممکن ہے کہ اتارا ہو اس کو واسطے ہونے اس کے ریشم

محض اور احتمال ہے کہ اتارا ہو اس کو اس واسطے کہ وہ عجمیوں کے لباس کی جنس سے ہے اور البتہ وارد ہو چکی ہے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع کہ جو مشابہ ہو ساتھ کسی قوم کے تو وہ انہیں میں سے ہے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے ساتھ سند حسن کے اور یہ تردد مبنی ہے اوپر تفسیر مراد کے ساتھ متقین کے یعنی پرہیزگاروں سے کیا مراد ہے سو اگر ہو مراد ساتھ ان کے مسلمان مطلق تو حمل کیا جائے گا پہلے احتمال پر اور اگر ہو مراد ساتھ اس کے تو حمل کیا جائے گا اوپر معنی ثانی کے، واللہ اعلم۔ اور کہا شیخ ابن ابی جمرہ نے اسم تقویٰ کا عام ہے سب مسلمانوں کو لیکن لوگ اس میں کئی درجوں پر ہیں سو جو اسلام میں داخل ہوا اس نے تقویٰ کیا یعنی اور فی نفسہ خلود سے آگ میں اور یہ مقام عموم کا ہے اور بہر حال مقام خصوص کا سو وہ مقام احسان کا ہے اور ترجیح دی ہے عیاض نے کہ منع ہونا اس کا بسبب ریشم ہونے اس کے کی ہے اور استدلال کیا ہے اس نے واسطے اس کے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے جو روایت کی ہے مسلم نے باب میں عقبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور البتہ پہلے گزرا اس کا ذکر نماز کے بیان میں اور میں نے وہاں بیان کیا کہ یہ قصہ تھا ابتدا حرام ہونے ریشم کے کا اور کہا قرطبی نے کہ مراد ساتھ متقین کے ایماندار لوگ ہیں اس واسطے کہ وہی ہیں جو اللہ سے خوف کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں اللہ سے ساتھ ایمان اپنے کے اور بندگی کرنے ان کے واسطے اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر حرام ہونے ریشم کے مردوں پر بغیر عورتوں کے اس واسطے کہ نہیں شامل ہے ان کو لفظ راجح پر اور داخل ہونا ان کا مردوں میں بطریق تغلیب کے مجاز ہے منع کرتا ہے اس سے وارد ہونا دلیلوں کا جو صریح ہیں اس میں کہ ریشم عورتوں کے واسطے مباح ہے اور آئے گا باب مفرد میں انشاء اللہ تعالیٰ اور استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ چھوٹے لڑکوں پر ریشمی کپڑے کا پہننا حرام نہیں ہے اس واسطے کہ نہیں وصف کیے جاتے ساتھ تقویٰ کے اور البتہ جائز رکھا ہے جمہور نے پہننا ریشمی کپڑے کا واسطے لڑکوں کے عید وغیرہ میں اور بہر حال عید کے سوائے اور دنوں میں سو اسی طرح جائز ہے اصح قول میں نزدیک شافعیہ کے اور عکس اس کا نزدیک حنابلہ کے اور تیسری وجہ میں ہے کہ منع ہے بعد تمیز کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں مکروہ ہے پہننا تنگ کپڑوں کا اور چاک والے کا واسطے اس کے جس کو عادت ہو یا حاجت۔ (فتح) اور فروج اس قبا کو کہتے ہیں جس کا پیچھے سے دامن چاک ہو سواری کے واسطے خوب ہوتا ہے۔

بَابُ الْبَرَانِسِ.

باب ہے بیچ بیان کن ٹوپ کے۔

فائدہ: برانس جمع ہے برنس کی اور برنس کہتے ہیں دراز ٹوپی کو جس کو عورتیں پہنتی تھیں یا ہر کپڑا کہ اس کا سر اس میں سے ہو۔

وَقَالَ لِیْ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِیْ قَالَ رَأَیْتُ عَلٰی أَنَسٍ بُرْنُسًا أَصْفَرَ

اور کہا مجھ سے مسدد نے کہ حدیث بیان کی ہم سے معتمر نے کہا سنا میں نے اپنے باپ سے کہا کہ دیکھا میں نے

مِنْ خَزٍّ.

انس رضی اللہ عنہ پر کن ٹوپ زرد خز سے۔

فائدہ: خز موٹے دیبا کو کہتے ہیں اور اصل اس کی پشم خرگوش کی ہے اور البتہ مکروہ رکھا ہے بعض سلف نے پہننا کن ٹوپ کا اس واسطے کہ وہ درویشوں کا لباس ہے اور سوال کیے گئے مالک رحمہ اللہ اس سے سو کہا کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے کہا گیا کہ وہ نصاریٰ کا لباس ہے کہا کہ اس جگہ پہنتے تھے اور کہا عبداللہ بن ابی بکر نے کہ نہ تھا کوئی قاری مگر کہ اس کے واسطے کن ٹوپ تھا اور روایت کی ہے طبری سے ابو قرصافہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ٹوپی پہنائی اور شاید جس نے مکروہ جانا ہے لیا ہے اس نے حدیث علی رضی اللہ عنہ کی عموم کو جو مرفوع ہے کہ بچو تم درویشوں کے لباس سے اس واسطے کہ جو ان کے ساتھ مشابہت کرے وہ مجھ سے نہیں۔ (فتح)

٥٣٥٦ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَآئِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَّلَا الْوَرْسُ.

٥٣٥٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! حج کا احرام باندھنے والا کیا کپڑا پہنے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پہنو کرتہ اور نہ پگڑی اور نہ پاجامہ اور نہ کن ٹوپ اور نہ موزے لیکن اگر کوئی جوتا نہ پائے تو چاہیے کہ پہنے موزے یعنی اس کو موزوں کا پہننا جائز ہے اور چاہیے کہ ان کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ ڈالے اور نہ پہنو وہ کپڑا جس کو زعفران یا ورس لگی ہو۔

بَابُ السَّرَاوِيْلِ.

باب ہے پاجامے کے بیان میں۔

٥٣٥٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيْلَ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ.

٥٣٥٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تہ بند نہ پائے تو چاہیے کہ پاجامہ پہنے اور جو جوتے نہ پائے تو چاہیے کہ موزے پہنے یعنی احرام کی حالت میں ضرورت کے وقت پاجامے اور موزوں کا پہننا جائز ہے۔

٥٣٥٨ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَأْمُرُنَا أَنْ

٥٣٥٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد اٹھا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! ہم کو کیا حکم ہے ہم احرام کی حالت میں کیا پہنیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پہنو

نَلْبَسَ إِذَا أَحْرَمْنَا قَالَ لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَالسَّرَاوِيلَ وَالْعَمَائِمَ وَالْبَرَانِسَ وَالْخِفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ لَيْسَ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مِّنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَّلَا وَرْسٌ.

کرتہ اور نہ پاجامہ اور نہ پگڑی اور نہ کن ٹوپ اور نہ موزے لیکن اگر کسی مرد کے پاس جوتے نہ ہوں تو چاہیے کہ موزے پہنے ٹخنوں سے نیچے یعنی ان کو کاٹ کر ٹخنوں سے نیچے کر لے اور نہ پہنو وہ کپڑا جس میں زعفران یا ورس لگی ہو۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور البتہ روایت کی ہے بزار نے حدیث دعا کی واسطے پاجامہ پہننے والوں کے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور صحیح ہوا ہے کہ خریدا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پاجامہ بزاز سے اور روایت کی ہے طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میں ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بازار میں داخل ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بزاز کے پاس بیٹھے اور اس سے چار درہم سے پاجامہ خریدا اور اس میں ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ پاجامہ پہنتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں سفر میں اور حضر میں اور رات میں اور دن میں کہ بے شک مجھ کو حکم ہوا ہے پردہ کرنے کا کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے ہدی میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پاجامہ پہنا اور تھے پہنتے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے، میں کہتا ہوں اور لی جاتی ہیں دلیلیں ان سب کی اس چیز سے کہ میں نے ذکر کی۔ (فتح)

بَابٌ فِي الْعَمَآئِمِ.

باب ہے بیچ پگڑیوں کے۔

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو مذکور ہوئی اور وجہ سے اور گزر چکی ہے حج میں اور شاید کہ نہیں ثابت ہوئی ہے نزدیک اس کے کوئی چیز عمامہ میں اس کی شرط پر اور البتہ وارد ہوئی اس میں حدیث ابو ملیح کی مرفوعًا کہ پگڑی باندھا کرو تمہارا حلم زیادہ ہوگا روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور ایک روایت میں ہے کہ جیسے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا ہوں اور آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا اس کا شملہ اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیان چھوڑا تھا روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور ایک روایت میں ہے کہ ہمارے اور مشرکوں کے درمیان پگڑیوں کا فرق ہے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے رکانہ سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب پگڑی باندھتے تو اس کا شملہ دونوں مونڈھوں کے درمیان چھوڑتے اور اس میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سالم اور قاسم اس کو کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں نے کسی کو کرتے نہیں دیکھا مگر عامر کو۔ (فتح)

٥٣٥٩ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٥٣٥٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پہنے حج کا احرام باندھنے والا کرتہ اور نہ عمامہ اور نہ پاجامہ اور نہ کن ٹوپ اور نہ جس کپڑے میں زعفران

وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَّلَا وَرْسٌ وَّلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا لِمَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْهُمَا فَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

اور ورس لگی ہو اور نہ موزے مگر جو جوتے نہ پائے سو اگر جوتے نہ پائے تو چاہیے کہ کاٹ ڈالے موزوں کو ٹخنوں سے نیچے۔

بَابُ التَّقَنُّعِ.

باب ہے بیچ بیان تقنّع کے۔

فائدہ: تقنع کے معنی ڈھانکنا سر کا اور اکثر منہ کا چادر سے ہو یا کسی اور کپڑے سے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَآءُ وَقَالَ أَنَسٌ عَصَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور حالانکہ آپ کے سر پر سر بند تھا میلا یا سیاہ اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر پر چادر کا کنارہ باندھا۔

فائدہ: یہ دونوں ٹکڑے ہیں دو حدیثوں کے کہ بخاری میں دوسری جگہ میں مسند ہیں۔

٥٣٦٠ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ هَاجَرَ نَاسٌ إِلَى الْحَبَشَةِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَتَجَهَّزَ أَبُوْ بَكْرٍ مُهَاجِرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكَ فَإِنِّيْ أَرْجُوْ أَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَوَ تَرْجُوْهُ بِأَبِيْ أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُوْ بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصُحْبَتِهِ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَبَيْنَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِنَا فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ فَقَالَ قَائِلٌ لِأَبِيْ بَكْرٍ هٰذَا رَسُوْلُ

٥٣٦٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعض مسلمانوں نے ملک حبش کی طرف ہجرت کی اور سامان کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حال میں کہ ہجرت کرنے والے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہر جا جلدی نہ کر اس واسطے کہ میں اُمید رکھتا ہوں کہ مجھ کو بھی ہجرت کی اجازت ہو تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ بھی اس کے اُمید وار ہیں میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر روکا آپ کے ساتھ کو اور کھلائے دو سواریوں کو کہ ان کے پاس تھیں پتے کیکر کے یا درخت طلح چار مہینے کہا عروہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جس حالت میں کہ ہم اپنے گھر میں بیٹھے تھے سخت گرمی میں یعنی دوپہر کو کہ کسی کہنے والے نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آتے سر کو

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا فِيْ سَاعَةٍ لَّمْ يَكُنْ يَّأْتِيْنَا فِيْهَا قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فِدًا لَّكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ وَاللّٰهِ إِنْ جَآءَ بِهٖ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا لِأَمْرٍ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهٗ فَدَخَلَ فَقَالَ حِيْنَ دَخَلَ لِأَبِيْ بَكْرٍ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ قَالَ إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنِّيْ قَدْ أُذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ قَالَ فَالصُّحْبَةُ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَخُذْ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِحْدٰى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالثَّمَنِ قَالَتْ فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ وَضَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِيْ جِرَابٍ فَقَطَعَتْ أَسْمَآءُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ قِطْعَةً مِّنْ نِّطَاقِهَا فَأَوْكَأَتْ بِهِ الْجِرَابَ وَلِذٰلِكَ كَانَتْ تُسَمّٰى ذَاتَ النِّطَاقِ ثُمَّ لَحِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ بِغَارٍ فِيْ جَبَلٍ يُقَالُ لَهٗ ثَوْرٌ فَمَكُثَ فِيْهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَبِيْتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ لَقِنٌ ثَقِفٌ فَيَرْحَلُ مِنْ عِنْدِهِمَا سَحَرًا فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَآئِتٍ فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكَادَانِ بِهٖ إِلَّا وَعَاهُ حَتّٰى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذٰلِكَ حِيْنَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعٰى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ مِّنْحَةً مِّنْ غَنَمٍ

چادر سے ڈھانپے ہوئے اس گھڑی میں کہ اس میں ہمارے پاس نہ آیا کرتے تھے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں قسم ہے اللہ کی بے شک حضرت ﷺ اس وقت کسی بڑے کام کے واسطے آئے ہیں سو حضرت ﷺ تشریف لائے اور پروانگی مانگی سو آپ کو پروانگی دی گئی سو حضرت ﷺ اندر آئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا جب کہ داخل ہوئے باہر کر اپنے پاس والوں کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تو صرف آپ کے گھر والے ہیں یعنی کوئی غیر یہاں نہیں جو حکم ہو فرمائیں یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک مجھ کو اجازت ہوئی ہجرت کرنے کی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کا ساتھ چاہتا ہوں یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں یعنی اچھا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میری ان دونوں سواریوں میں سے ایک آپ لیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیمت سے لیتا ہوں سو ہم نے بہت جلدی دونوں کا سامان درست کیا اور دونوں کے واسطے دستر خوان ایک ایک تھیلے میں تیار کیا سو اسماء رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے اپنی کمر بند سے ایک ٹکڑا کاٹا اور اس سے تھیلے کا منہ باندھا اسی واسطے اس کا نام ذات النطاق ہوا پھر حضرت ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہاڑ کی غار میں جا رہے جس کو ثور کہا جاتا ہے سو تین رات اس میں ٹھہرے رات کاٹتا پاس ان کے عبداللہ بن ابی بکر اور وہ لڑکا تھا جوان بہت فہیم اور ذکی جو سنتا اس کو خوب سمجھتا اور خوب یاد رکھتا سو داخل ہوتا مکے میں ان کے پاس سے پچھلی رات کو پس صبح کرتا ساتھ

فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِّنَ الْعِشَآءِ فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلِهِمَا حَتّٰى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ مِّنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ.

قریش کے مکے میں جیسے مکے میں رات کاٹنے والا سو نہ سنتا کوئی بات جس کے ساتھ وہ دونوں مکر کیے جاتے مگر کہ اس کو یاد رکھتا یہاں تک کہ اس دن کی خبر دونوں کے پاس لاتا جب کہ اندھیرا پڑتا اور چراتا ان پر عامر بن فہیرہ غلام آزاد ابو بکر رضی اللہ عنہ کا دودھار بکریاں سو لاتا ان کو ان کے پاس ایک گھڑی رات گئے یعنی اور ان کو ان کا دودھ پلاتا سو دونوں ان کے دودھ میں رات کاٹتے یہاں تک کہ ہانکتا ان کو عامر بن فہیرہ صبح کے اندھیرے میں کرتا یہ کام ہر رات میں ان تین راتوں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سیرت نبوی میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ کسی نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آتے ہیں سر ڈھانپے یعنی اس سے معلوم ہوا کہ سر ڈھانپنا جائز ہے اور کہا اسماعیلی نے کہ جو ذکر کیا ہے عصابہ سے نہیں داخل ہے تقنع میں اس واسطے کہ تقنع سر کا ڈھانپنا ہے اور عصابہ باندھنا کپڑے کا ہے اس چیز پر کہ احاطہ کیا ہے ساتھ عمامہ کے، میں کہتا ہوں کہ جامع دونوں کے درمیان رکھنا ایک چیز زائد کا ہے سر پر عمامہ سے اوپر، واللہ اعلم۔ اور نزاع کی ہے ابن قیم نے کتاب الہدیٰ میں اس سے جس نے استدلال کیا ہے ساتھ حدیث تقنع کے اوپر مشروعیت پہننے طیلسان کے ساتھ اس طور کے کہ تقنع غیر اس کا ہے اور جزم کیا ہے اس نے کہ نہیں پہنا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طیلسان اور نہ کسی نے آپ کے اصحاب سے پھر بر تقدیر اس کے کہ لیا جائے تقنع سے یہ کہ نہیں تقنع کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر واسطے حاجت کے وارد ہوتی ہے اس پر حدیث انس رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت تقنع کیا کرتے تھے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مشابہت کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ انہیں میں سے ہے اور مسلم میں دجال کے قصے میں ہے کہ تابع ہوں گے اس کے یہود اور ان پر طیلسان ہوں گے اور ایک حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم دیکھی کہ ان پر طیلسان تھے سو فرمایا کہ جیسے یہ لوگ یہودی ہیں اور معارضہ کیا گیا ہے، ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ابن سعد نے کہ بیان کیا گیا واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طیلسان سو فرمایا کہ یہ کپڑا نہیں ادا کیا جاتا ہے شکر اس کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ استدلال ساتھ قصے یہود کے جائز ہوتا ہے اس وقت میں کہ ہو طیلسان ان کے شعار سے اور البتہ اٹھ گیا ہے یہ اس زمانے میں سو ہو گیا داخل عموم مباح میں اور البتہ ذکر کیا ہے اس کو ابن عبدالسلام نے مباح بدعت کی مثالوں میں۔ (فتح)

بَابُ الْمِغْفَرِ.

باب ہے خود کے بیان میں۔

٥٣٦١ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ.

٥٣٦١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکے کے سال میں داخل ہوئے اور حالانکہ آپ کے سر پر خود تھی۔

بَابُ الْبُرُوْدِ وَالْحِبَرَةِ وَالشَّمْلَةِ.

باب ہے برود اور حبرہ اور شملہ کے بیان میں۔

فائدہ: برود ایک چادر ہوتی ہے سیاہ چوکونہ اس میں تصویریں ہوتی ہیں گنوار لوگ اس کو پہنتے ہیں اور حبرہ یمن کی چادر ہوتی ہے نقش دار اس میں خطوط ہوتے ہیں اور کہا داؤدی نے کہ وہ سبز ہوتی ہے وہ بہشتیوں کا لباس ہے اور کہا ابن بطال نے کہ وہ یمن کی چادر ہے کہ روئی سے بنی جاتی ہے اور ان کے نزدیک افضل قسم کا کپڑا تھا اور شملہ اس چادر کو کہتے ہیں جس سے تمام بدن کو لپیٹتے ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ خَبَّابٌ شَكَوْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَّهُ.

اور کہا خباب رضی اللہ عنہ نے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چادر سے تکیہ کیے تھے

٥٣٦٢ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَآئِهِ جَبْذَةً شَدِيْدَةً حَتّٰى نَظَرْتُ إِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِيْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَآءٍ.

٥٣٦٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتا تھا اور آپ کے مونڈھے پر چادر تھی نجران کی موٹے کناروں والی سو ایک گنوار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا سو آپ کو آپ کی چادر سے سخت کھینچا یہاں تک کہ میں نے آپ کے مونڈھے کے صفحہ کو دیکھا کہ البتہ چادر کے کنارے نے اس میں اثر کیا ہے شدت کھینچنے اس کے سے پھر کہا اے محمد! حکم کرو واسطے میرے مال اللہ کے سے جو آپ کے پاس ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا پھر ہنسے پھر اس کے واسطے بخشش کا حکم کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مونڈھوں کو دیکھا کہ البتہ اس میں چادر کے کنارے نے اثر کیا تھا۔

٥٣٦٣ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ قَالَ سَهْلٌ هَلْ تَدْرِيْ مَا الْبُرْدَةُ قَالَ نَعَمْ هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوْجٌ فِيْ حَاشِيَتِهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ نَسَجْتُ هٰذِهٖ بِيَدِيْ أَكْسُوْكَهَا فَأَخَذَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا لَإِزَارُهُ فَجَسَّهَا رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اكْسُنِيْهَا قَالَ نَعَمْ فَجَلَسَ مَا شَآءَ اللّٰهُ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَا أَحْسَنْتَ سَأَلْتَهَا إِيَّاهُ وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَآئِلًا فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللّٰهِ مَا سَأَلْتُهَا إِلَّا لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ يَوْمَ أَمُوْتُ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ.

۵۳۶۳۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت بردہ لائی کہا سہل رضی اللہ عنہ نے بھلا تم جانتے ہو کیا ہے بردہ؟ کہا ہاں! وہ چادر ہے بنی ہوئی اپنے دونوں کناروں میں اس نے کہا یا حضرت! بے شک میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے بنا ہے تا کہ یہ چادر آپ کو پہناؤں سو حضرت ﷺ نے اس کو لیا اس کی طرف محتاج ہو کر سو حضرت ﷺ ہماری طرف نکلے اور حالانکہ وہ آپ کا تہہ بند تھا یعنی اس کو بجائے تہہ بند کے باندھا ہوا تھا سو قوم میں سے ایک مرد نے اس کو ہاتھ لگایا اور کہا یا حضرت! یہ چادر مجھ کو پہنایئے حضرت ﷺ نے فرمایا اچھا پھر بیٹھے مجلس میں جو اللہ نے چاہا پھر پھرے اور اس کو لپیٹا پھر اس کو اس کی طرف بھیج دیا تو لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ تو نے اچھا نہیں کیا تو نے حضرت ﷺ سے وہ چادر مانگی اور البتہ تو نے پہچانا کہ حضرت ﷺ سائل کو خالی نہیں پھیرتے تو اس مرد نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں مانگی میں نے وہ چادر مگر تا کہ ہو کفن میرا جس دن مروں کہا سہل رضی اللہ عنہ نے سو وہ چادر اس کا کفن ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول اس کا ہے کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کیا تم جانتے ہو کیا ہے بردہ وہ چادر ہے۔

٥٣٦٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ زُمْرَةٌ هِيَ سَبْعُوْنَ أَلْفًا تُضِيْءُ وُجُوْهُهُمْ إِضَآءَةَ الْقَمَرِ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ

۵۳۶۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ داخل ہو گا بہشت میں میری امت سے ایک گروہ کہ وہ ستر ہزار ہوں گے روشن ہوں گے ان کے منہ جیسے چاند روشن ہوتا ہے چودھویں رات کو سو کھڑا ہوا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اپنی چادر اٹھائے سو کہا کہ یا حضرت! دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں داخل کرے، حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی! اس کو بھی ان میں داخل کر پھر

يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ قَالَ ادْعُ اللّٰهَ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ سَبَقَكَ عُكَاشَةُ.

ایک انصاری مرد اٹھا سو اس نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ اس کو تجھ سے پہلے لے گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور غرض اس سے اس کا یہ قول ہے اپنی چادر اٹھائے اور نمرہ اس چادر کو کہتے ہیں جس میں کئی رنگ کے خطوط ہوں جیسے کہ چیتے کی کھال میں کئی قسم کے رنگ ہوتے ہیں۔ (فتح)

٥٣٦٥ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قُلْتُ لَهُ أَيُّ الثِّيَابِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّلْبَسَهَا قَالَ الْحِبَرَةُ.

۵۳۶۵۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت ﷺ کے نزدیک کون سا کپڑا بہت پیارا تھا؟ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یمن کی چادر۔

٥٣٦٦ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّلْبَسَهَا الْحِبَرَةَ.

۵۳۶۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک سب کپڑوں سے زیادہ تر پیارا کپڑا یمن کی چادر تھی۔

٥٣٦٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ.

۵۳۶۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ﷺ جب فوت ہوئے تو ڈھانپے گئے یمن کی چادر سے۔

فائدہ: اور شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ آئی ہے حسن بصری رحمہ اللہ سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ منع کریں یمن کی چادریں پہننے سے اس واسطے کہ وہ پیشاب سے رنگی جاتی ہیں تو اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ یہ

تجھ کو جائز نہیں سو البتہ حضرت ﷺ نے ان کو پہنا اور ہم نے ان کو آپ ﷺ کے زمانے میں پہنا اور حسن رحمۃ اللہ علیہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔ (فتح)

بَابُ الْأَكْسِيَةِ وَالْخَمَآئِصِ.

باب ہے بیچ بیان چادروں اور خمیصہ کے۔

فائدہ: خمیصہ سیاہ چادر کو کہتے ہیں جو چوکور اور نقش دار ہو کبھی اون سے ہوتی ہے اور کبھی خز سے اور کسا کو خمیصہ نہیں کہتے مگر جب کہ نقش دار ہو۔ (فتح)

٥٣٦٨ ۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا.

٥٣٦٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ پر موت اتاری گئی تو شروع ہوئے اپنی کملی اپنے منہ پر ڈالتے یعنی بخار سے پھر جب گھبراتے تو اس کو منہ سے دور کرتے سو حضرت ﷺ نے فرمایا اسی حال میں کہ اللہ کی لعنت ہو یہود اور نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنایا ڈراتے تھے اس سے جو انہوں نے کیا یعنی ڈراتے تھے اپنی امت کو اس سے جو انہوں نے کیا کہ اپنے پیغمبروں کو مسجدیں بنایا اس واسطے کہ وہ بتدریج بت پرستی کے مانند ہو جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔

٥٣٦٩ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَمِيْصَةٍ لَّهٗ لَهَا أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلٰى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اذْهَبُوْا بِخَمِيْصَتِيْ هٰذِهٖ إِلٰى أَبِيْ جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِيْ آنِفًا عَنْ صَلَاتِيْ وَأْتُوْنِيْ بِأَنْبِجَانِيَّةِ أَبِيْ جَهْمِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ غَانِمٍ مِّنْ بَنِيْ عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ.

٥٣٦٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی سیاہ چادر نقش دار میں نماز پڑھی سو اس کے نقشوں کی طرف ایک نظر کی پھر جب نماز سے سلام پھیری تو فرمایا کہ میری اس سیاہ چادر نقش دار کو ابو جہم کے پاس لے جاؤ اس واسطے کہ اس نے مجھ کو اپنی نماز میں ابھی غافل کر دیا تھا اور میرے پاس ابو جہم کی موٹی چادر لے آؤ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

٥٣٧٠ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَآءً وَّإِزَارًا غَلِيظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَيْنِ.

٥٣٧٠۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک چادر اور ایک ازار موٹی ہماری طرف نکالی سو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح ان دونوں کپڑوں میں قبض ہوئی۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الخمس میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ چادر پیوند کی ہوئی اس قسم سے کہ یمن میں بنتی ہے۔

بَابُ اشْتِمَالِ الصَّمَّآءِ.

باب ہے بیچ بیان اشتمال صماء کے۔

فائدہ: اشتمال صماء یہ ہے کہ کپڑے سب بدن پر لپیٹے اس طرح سے کہ نماز یا کسی اور کام میں ہاتھ باہر نہ نکل سکیں یعنی بند کردے اپنے دونوں ہاتھ پاؤں پر سب راہوں کو مانند پتھر سخت کی کہ نہ ہو واسطے اس کے کوئی سوراخ اور فقہاء کہتے ہیں کہ وہ یہ ہے کہ ایک کپڑا اوڑھے اس کے سوائے اس پر اور کوئی کپڑا نہ ہو سو اس کو ایک طرف سے اٹھا کر مونڈھے پر ڈالے اور دوسری طرف سے اس کا ستر کھل جائے اور مکروہ ہے اول صورت میں تاکہ نہ عارض ہو اس کو کوئی حاجت دفع کرنے بعض جانوروں کے سے یا اس کے سوائے کوئی کام پیش آئے سو متعذر ہو اس پر یا دشوار ہو اور حرام ہے دوسری صورت میں اگر بعض ستر کھل جائے نہیں تو مکروہ ہے۔ (ق) اور جب کپڑے کے دونوں طرف میں مخالف کرے تو نہیں ہے صماء۔ (فتح)

٥٣٧١ ۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَعَنْ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ وَأَنْ يَّحْتَبِيَ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ وَأَنْ يَّشْتَمِلَ الصَّمَّآءَ.

٥٣٧١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ملامست سے اور منابذت سے اور دو نمازوں سے فجر کی نماز سے پیچھے یہاں تک کہ سورج بلند ہو اور عصر سے پیچھے یہاں تک کہ سورج غروب ہو اور ایک کپڑے میں زانو کھڑے کرکے کولہوں پر بیٹھنے سے اس طرح کہ اس کے اور آسمان کے درمیان اس کے شرم گاہ پر اس سے کچھ چیز نہ ہو یعنی اوپر سے ستر کھلا رہے اور پہننے کپڑے کے سے بطور صماء کے۔

٥٣٧٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الْاٰخَرِ بِيَدِهٖ بِاللَّيْلِ أَوْ بِالنَّهَارِ وَلَا يُقَلِّبُهٗ إِلَّا بِذٰلِكَ وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَّنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ بِثَوْبِهٖ وَيَنْبِذَ الْاٰخَرُ ثَوْبَهٗ وَيَكُوْنَ ذٰلِكَ بَيْعَهُمَا عَنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَلَا تَرَاضٍ وَاللِّبْسَتَيْنِ اشْتِمَالُ الصَّمَّآءِ وَالصَّمَّآءُ أَنْ يَّجْعَلَ ثَوْبَهٗ عَلٰى أَحَدِ عَاتِقَيْهِ فَيَبْدُوْ أَحَدُ شِقَّيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ وَّاللِّبْسَةُ الْأُخْرٰى احْتِبَاؤُهٗ بِثَوْبِهٖ وَهُوَ جَالِسٌ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ.

۵۳۷۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا دو طرح کے پہناوے سے اور دو طرح کی بیع سے منع فرمایا ملامست اور منابذت سے بیع میں اور ملامست ہاتھ لگانا مرد کا ہے دوسرے کے کپڑے کو رات میں یا دن میں اور نہ الٹے اس کو مگر بسبب اس کے اور منابذت یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کی طرف اپنا کپڑا پھینکے اور دوسرا اپنا کپڑا اس کی طرف پھینکے اور دونوں کی یہی بیع ہو یعنی بغیر دیکھنے اور تامل کے اور رضا مندی کے اور دو پہناوے ایک پہننا کپڑے کا ہے بطور صماء کے اور صماء یہ ہے کہ اپنے کپڑے کو اپنے مونڈھوں پر ڈالے اور اس کے بدن کی ایک جانب ظاہر ہو اس پر اور کپڑا نہ ہو یعنی بدن کھلا رہے اور دوسرا پہناوا گوٹھ مار کر بیٹھنا مرد کا ہے اپنے کولھوں پر اس طرح کہ اس کی شرم گاہ پر اس سے کچھ نہ ہو۔

بَابُ الْاِحْتِبَآءِ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ.

ایک کپڑے میں گوٹھ مار کر بیٹھنا۔

٥٣٧٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ أَنْ يَّحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ وَّأَنْ يَّشْتَمِلَ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى أَحَدِ شِقَّيْهِ وَعَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

۵۳۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا دو طرح کے پہناوے سے ایک یہ کہ گوٹھ مار کر بیٹھے مرد ایک کپڑے میں کہ اس کی شرم گاہ پر اس سے کچھ چیز نہیں یعنی ستر کھلا رہے اور یہ کہ ایک کپڑا پہنے یعنی اس کو مونڈھوں پر ڈالے اس طرح کہ اس کی کسی جانب پر اس سے کچھ نہ ہو اور منع فرمایا ملامست سے اور منابذت سے۔

٥٣٧٤ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ

۵۳۷۴۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

مَخلَدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّآءِ وَأَنْ يَّحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَّيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ.

حضرت ﷺ نے منع فرمایا پہننے کپڑے کے سے بطور صماء کے اور یہ کہ گوٹ مارے مرد ایک کپڑے میں کہ اس کی شرم گاہ پر اس سے کچھ نہ ہو۔

بَابُ الْخَمِيْصَةِ السَّوْدَآءِ.

باب ہے بیچ سیاہ چادر کے۔

فائدہ: کہا اصمعی نے کہ خمیصہ کپڑا ہے خز یا صوف کا نقش دار اور وہ سیاہ ہوتی ہے اور کہا ابو عبید نے کہ وہ کسا ہے چوکونہ نقش دار اور بعض نے کہا کہ وہ چادر ہے پتلی جس رنگ سے کہ ہو۔ (فتح)

٥٣٧٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ سَعِيْدِ بْنِ فُلَانٍ هُوَ عَمْرُو بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيْهَا خَمِيْصَةٌ سَوْدَآءُ صَغِيْرَةٌ فَقَالَ مَنْ تَرَوْنَ أَنْ نَّكْسُوَ هٰذِهٖ فَسَكَتَ الْقَوْمُ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِأُمِّ خَالِدٍ فَأُتِيَ بِهَا تُحْمَلُ فَأَخَذَ الْخَمِيْصَةَ بِيَدِهٖ فَأَلْبَسَهَا وَقَالَ أَبْلِيْ وَأَخْلِقِيْ وَكَانَ فِيْهَا عَلَمٌ أَخْضَرُ أَوْ أَصْفَرُ فَقَالَ يَا أُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَاهْ وَسَنَاهْ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنٌ.

٥٣٧٥۔ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس کپڑے لائے گئے کہ ان میں ایک سیاہ چھوٹی چادر تھی سو فرمایا تمہاری کیا منشاء ہے یہ کس کو پہنائیں سو لوگ چپ رہے سو فرمایا کہ ام خالد کو میرے پاس لاؤ سو وہ آپ کے پاس لائی گئی اس حال میں کہ اٹھائی جاتی تھی سو حضرت ﷺ نے چادر اپنے ہاتھ سے لی اور اس کو پہنائی اور فرمایا کہ اللہ کرے تو کپڑے پہن کر پرانے کرے اور پھاڑے اور اس میں سبز اور زرد نقش تھے فرمایا اے ام خالد! یہ سنا ہے سنا ہے حبش کی زبان میں یعنی اس کے نقش خوب ہیں۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ اٹھائی گئی تو اس میں اشارہ ہے طرف کم ہونے عمر اس کی کے یعنی اس کی عمر چھوٹی تھی لیکن نہیں منع کرتا یہ کہ ہو اس وقت ممیزہ اور یہ جو فرمایا کہ تو کپڑے پہن کر پرانے کرے تو مراد اس سے دعا ہے ساتھ دراز ہونے زندگی کے واسطے مخاطب کے یعنی دراز ہوگی زندگی تیری یہاں تک کہ گل جائے گا کپڑا اور پرانا ہو جائے گا۔ (فتح)

٥٣٧٦ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ

٥٣٧٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا بچہ جنیں تو مجھ سے کہا اے انس! دیکھ اس لڑکے کو سو

مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا وَلَدَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ قَالَتْ لِيْ يَا أَنَسُ انْظُرْ هٰذَا الْغُلَامَ فَلَا يُصِيْبَنَّ شَيْئًا حَتّٰى تَغْدُوَ بِهٖ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهٗ فَغَدَوْتُ بِهٖ فَإِذَا هُوَ فِيْ حَائِطٍ وَعَلَيْهِ خَمِيْصَةٌ حُرَيْثِيَّةٌ وَهُوَ يَسِمُ الظَّهْرَ الَّذِيْ قَدِمَ عَلَيْهِ فِي الْفَتْحِ.

نہ پہنچے تو کسی چیز کو یہاں تک کہ تو اس کو صبح کے وقت حضرت ﷺ کے پاس لے جائے حضرت ﷺ کوئی چیز میٹھی چبا کر اس کے تالو میں لگائیں سو میں صبح کے وقت اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا اور حالانکہ حضرت ﷺ ایک احاطہ والے باغ میں تھے اور آپ پر ایک کالی کملی تھی اور حضرت ﷺ داغتے تھے اونٹوں کو جو فتح میں آپ کے پاس آئے تھے۔

بَابُ ثِيَابِ الْخُضْرِ.

باب ہے بیچ بیان سبز کپڑوں کے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ سبز کپڑے بہشت کا لباس ہے اور یہی شرافت ان کے واسطے کافی ہے اور روایت کیا ہے ابوداؤد نے ابورمثہ کی حدیث سے کہ اس نے حضرت ﷺ پر دو چادریں سبز دیکھیں۔

٥٣٧٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الزَّبِيْرِ الْقُرَظِيُّ قَالَتْ عَائِشَةُ وَعَلَيْهَا خِمَارٌ أَخْضَرُ فَشَكَتْ إِلَيْهَا وَأَرَتْهَا خُضْرَةً بِجِلْدِهَا فَلَمَّا جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنِّسَآءُ يَنْصُرُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا قَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ مَا يَلْقَى الْمُؤْمِنَاتُ لَجِلْدُهَا أَشَدُّ خُضْرَةً مِنْ ثَوْبِهَا قَالَ وَسَمِعَ أَنَّهَا قَدْ أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ وَمَعَهُ ابْنَانِ لَهٗ مِنْ غَيْرِهَا قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِيْ إِلَيْهِ مِنْ ذَنْبٍ إِلَّا أَنَّ مَا مَعَهٗ لَيْسَ بِأَغْنٰى عَنِّيْ مِنْ هٰذِهٖ وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ ثَوْبِهَا فَقَالَ كَذَبَتْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَأَنْفُضُهَا نَفْضَ

٥٣٧٧۔ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رفاعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی عورت کو طلاق دی پھر عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کیا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور اس پر سبز اوڑھنی تھی سو اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس شکایت کی اور اس کو اپنے بدن پر سبزی دکھلائی یعنی مار کا داغ کہ اس کے خاوند نے اس کو مارا تھا سو جب حضرت ﷺ تشریف لائے اور عورتیں ایک دوسرے کو مدد کرتی ہیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے مثل اس کی جو تکلیف پاتی ہیں مومن عورتیں البتہ بدن اس کا زیادہ سبز ہے اس کی چادر سے کہا اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے سنا کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس آئی تھی سو وہ آیا اور اس کے ساتھ دو بیٹے تھے اور عورت سے اس عورت نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں واسطے میری طرف اس کی کچھ گناہ لیکن جو ساتھ اس کے ہے یعنی آلہ جماع کا نہیں بے پرواہ کرنے والا ہے مجھ سے زیادہ تر اس سے اور اس نے اپنے کپڑے کا پھندنا پکڑا یعنی نامرد ہے تو اس کے خاوند نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یا

الْأَدِيْمِ وَلٰكِنَّهَا نَاشِزٌ تُرِيْدُ رِفَاعَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ كَانَ ذٰلِكِ لَمْ تَحِلِّيْ لَهُ أَوْ لَمْ تَصْلُحِيْ لَهُ حَتّٰى يَذُوْقَ مِنْ عُسَيْلَتِكِ قَالَ وَأَبْصَرَ مَعَهُ ابْنَيْنِ لَهُ فَقَالَ بَنُوْكَ هٰؤُلَاءِ قَالَ نَعَمْ قَالَ هٰذَا الَّذِيْ تَزْعُمِيْنَ مَا تَزْعُمِيْنَ فَوَاللّٰهِ لَهُمْ أَشْبَهُ بِهِ مِنَ الْغُرَابِ بِالْغُرَابِ.

حضرت! یہ جھوٹی ہے البتہ میں اس کو مشقت میں ڈالتا ہوں اور جنبش دلاتا ہوں جیسے جنبش دیا جاتا ہے کھال کو وقت رنگنے کے یعنی مجھ کو جماع کرنے کی کمال قوت ہے لیکن وہ سرکشی کرنے والی ہے رفاعہ رضی اللہ عنہ کو چاہتی ہے یعنی چاہتی ہے کہ پہلے خاوند کی طرف پلٹ جائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ ارادہ ہے تو تو نہیں حلال ہے واسطے اس کے یہاں تک کہ وہ تیرا شہد چکھے کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ اس کے دو بیٹے بھی دیکھے سو فرمایا کہ یہ تیرے لڑکے ہیں؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا یہی ہے کہ تو گمان کرتی ہے یعنی جدائی کا باعث یہی ہے سو قسم ہے اللہ کی البتہ وہ زیادہ تر مشابہ ہیں ساتھ اس کے کوے سے ساتھ کوے کے۔

فائدہ: اور اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کا دعویٰ رد کیا بہر حال اول پس اوپر طریق صدق خاوند اس کے اس چیز میں کہ اس نے گمان کیا کہ وہ اس کو جنبش میں لاتا ہے جیسے جنبش میں لایا جاتا ہے کچے چمڑے کو وقت رنگنے کے اور بہر حال دوسرا سو واسطے استدلال کرنے کے اس کے صدق پر اس کے بیٹوں سے جو اس کے ساتھ تھے یعنی اگر وہ نامرد ہوتا تو اس کے یہاں پہلی عورت سے وہ لڑکے کیونکر ہوتے یا وہ ان سے غیرت کرتی تھی کہ وہ اس کی سوکن کے بیٹے تھے اور کہا داؤدی نے احتمال ہے کہ ہو وجہ تشبیہ اس کی ساتھ پھندنے کپڑے کے انکسار اس کا اور یہ کہ وہ حرکت نہیں کرتا اور یہ کہ اس کی شدت سخت نہیں اور احتمال ہے کہ کنایت کی اس نے ساتھ اس کے سستی اس کی سے یا وصف کیا ہو اس کو ساتھ اس کے بہ نسبت پہلے کے کہا اور اسی واسطے مستحب ہے نکاح کرنا کنواری سے اس واسطے کہ وہ سب مردوں کو برابر جانتی ہے برخلاف عورت شوہر دیدہ کے اور یہ جو کہا کہ میں اس کو حرکت دیتا ہوں جیسے کچی کھال کو دباغت کے وقت حرکت دی جاتی ہے تو یہ کنایت بلیغ ہے غایت میں اس سے اس واسطے کہ وہ زیادہ تر واقع ہونے والی ہے نفس میں تصریح کرنے سے اس واسطے کہ جو کھال کو حرکت دیتا ہے وہ محتاج ہوتا ہے طرف قوت بازو کی اور ملازمت طویل کے۔ (فتح)

بَابُ الثِّيَابِ الْبِيْضِ. باب ہے بیچ بیان سفید کپڑوں کے۔

فائدہ: شاید کہ نہیں ثابت ہوئی نزدیک اس کے کوئی چیز اس کی شرط پر بیچ اس کے صریح سو اکتفا کیا ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی دونوں حدیثوں میں جن کو ذکر کیا اور البتہ روایت کی احمد نے اور اصحاب سنن نے سمرہ رضی اللہ عنہ کی

حدیث سے مرفوع کہ لازم پکڑو اپنے اوپر سفید کپڑوں کو اور پہنو ان کو اس واسطے کہ وہ پاکیزہ تر اور ستھرے ہیں اور کفناؤ ان میں اپنے مردوں کو۔ (فتح)

٥٣٧٨ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُ بِشِمَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَمِينِهِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ يَوْمَ أُحُدٍ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ.

٥٣٧٨۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جنگ اُحد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں دو مرد دیکھے ان پر سفید کپڑے تھے نہیں دیکھا میں نے ان کو پہلے اور نہ بعد۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور اس میں نام ہے دونوں مردوں کا کہ ایک جبریل تھے اور ایک میکائیل۔ (فتح)

٥٣٧٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدُّؤَلِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ وَهُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ عَلٰى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ وَكَانَ أَبُو ذَرٍّ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا قَالَ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا عِنْدَ الْمَوْتِ أَوْ قَبْلَهُ إِذَا تَابَ

٥٣٧٩۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے تھے اور آپ پر سفید کپڑا تھا پھر میں آپ کے پاس آیا اور البتہ آپ جاگے تھے سو فرمایا کہ کوئی آدمی ایسا نہیں کہ کہے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے یعنی کلمہ توحید پڑھے پھر اس پر مر جائے مگر کہ بہشت میں داخل ہوگا میں نے کہا اور اگر چہ حرام کاری اور چوری کی ہو؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اگر چہ حرام کاری اور چوری کی ہو، میں نے کہا اور اگر چہ حرام کاری اور چوری کی ہو؟ فرمایا اگر چہ حرام کاری اور چوری کی ہو میں نے کہا اگر چہ حرام کاری اور چوری کی ہو فرمایا؟ اگر چہ حرام کاری اور چوری کی ہو اگر چہ ابو ذر کی ناک خاک میں ملے اور ابو ذر رضی اللہ عنہ جب یہ حدیث بیان کرتے تھے تو کہتے تھے کہ اگر چہ ابوذر کی ناک خاک میں ملے کہا ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ حکم وقت موت کے ہے یا اس سے پہلے جب کہ توبہ کرے اور نادم ہو اور کہے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے تو اس

وَنَدِمَ وَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ غُفِرَ لَهٗ. کے اگلے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ پر سفید کپڑا تھا اور یہ حدیث پوری ساتھ شرح اپنی کے کتاب الرقاق میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور فائدہ وصف کرنے کپڑے کا ساتھ اس کے اور قول اس کا کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سوتے تھے پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ جاگتے تھے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ راوی نے قصے کو یاد رکھا تا کہ دلالت کرے یہ اس کے مضبوط ہونے پر اور یہ جو کہا کہ کہا ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے کہ یہ وقت موت کے ہے یا اس سے پہلے جب کہ توبہ کرے یعنی کفر سے اور نادم ہو مراد شرح اس حدیث کے ہے کہ کوئی آدمی ایسا نہیں کہ لا الہ الا اللہ کہے پھر مر جائے اوپر اس کے مگر کہ داخل ہوگا بہشت میں اور حاصل اس کا جو اشارہ کیا طرف اس کی یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اس پر کہ جو اپنے رب کو ایک جانے اور مر جائے اوپر اس کے توبہ کر کے ان گناہوں سے جو اشارہ کیا گیا ہے ان کی طرف حدیث میں اس واسطے کہ وہ وعدہ کیا گیا ہے اس حدیث میں ساتھ دخول بہشت کے ابتداءً اور یہ حکم اللہ کے حقوق میں ہے ساتھ اتفاق اہل سنت کے اور بہر حال حقوق العباد وہ شرط ہے پھیر دینا ان کا مالک کو نزدیک اکثر کے اور بعض نے کہا کہ بلکہ وہ مانند اول کی ہے یعنی حقوق اللہ کے اور ثواب دے گا اللہ حق دار کو ساتھ اس چیز کے کہ چاہے اور بہر حال جو متلبس ہو ساتھ اُن گناہوں کے جو مذکور ہیں اور مر جائے بغیر توبہ کے تو ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اس میں داخل ہے یعنی بہشت میں داخل ہوگا لیکن مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے یعنی اللہ چاہے گا تو بخش دے گا اور نہیں چاہے گا تو نہیں بخشے گا اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کی جو کتاب الایمان میں گزری کہ اس میں ہے کہ جو اس سے کوئی چیز لائے اور اس کی سزا نہ پائے تو اس کا معاملہ اللہ کی طرف ہے اگر چاہے گا تو اس کو سزا دے گا اور اگر چاہے گا تو اس سے معاف کرے گا اور یہ حدیث مفسر ہے پس مقدم ہوگی مبہم پر اور دونوں حدیثوں میں سے ہر ایک رد کرتی ہے مبتدعین پر خارجیوں اور معتزلیوں سے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ جو کبیرے گناہ کرے اور بغیر توبہ کے مر جائے تو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا پناہ دے اللہ ہم کو اس سے ساتھ فضل اور کرم اپنے کے اور نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ کلام بخاری رحمہ اللہ کا خلاف ظاہر حدیث کے ہے اس واسطے کہ اگر توبہ مشروط ہوتی تو نہ کہتے اگرچہ حرام کاری اور چوری کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ داخل ہوگا بہشت میں یا تو ابتدا میں یا اس کے بعد، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَافْتِرَاشِهٖ لِلرِّجَالِ وَقَدْرِ مَا يَجُوْزُ مِنْهُ. باب ہے بیچ بیان پہننے ریشمی کپڑے کے اور بچھانے اس کے واسطے مردوں کے اور اس مقدار کے کہ اس سے جائز ہے

فائدہ: یعنی بعض کپڑوں میں اور تقیید ساتھ مردوں کے خارج کرتی ہے عورتوں کو یعنی عورتوں کا حکم اس کے برخلاف

ہے چنانچہ اس کا بیان مستقل باب میں آئے گا کہا ابن بطال نے کہ اختلاف ہے ریشمی کپڑے میں سو کہا ایک قوم نے کہ حرام ہے اس کا پہننا ہر حال میں یہاں تک کہ عورتوں پر بھی منقول ہے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور تابعین میں سے حسن بصری رحمہ اللہ اور ابن سیرین رحمہ اللہ سے اور کہا ایک قوم نے کہ جائز ہے پہننا ریشمی کپڑے کا مطلق اور حمل کیا ہے انہوں نے حدیثوں کو جو وارد ہیں اس کے منع ہونے میں اس شخص پر جو پہنے اس کو از راہ تکبر کے یا تنزیہ پر میں کہتا ہوں اور یہ دوسرا قول ساقط ہے واسطے ثابت ہونے وعید کے اس کے پہننے پر اور یہ جو عیاض نے کہا کہ حمل کیا ہے بعض نے نہی عام کو کراہت پر نہ تحریم پر سو تعقب کیا ہے اس کا ابن دقیق العید نے سو کہا کہ البتہ کہا قاضی عیاض نے کہ اجماع منعقد ہوا ہے بعد ابن زبیر کے اور اس کے موافقوں کے اوپر حرام ہونے ریشمی کپڑے کے مردوں پر اور مباح ہونے اس کے عورتوں پر سو ثابت کرنا کراہت کے قول کا بغیر تحریم کے یا تو مناقض ہے اس چیز کو کہ نقل کیا ہے اس کو اجماع سے اور یا ثابت ہوگا کہ حکم عام مردوں پر حرام ہونے سے پہلے کراہت تھی پھر منعقد ہوا اجماع اوپر حرام ہونے اس کے مردوں پر اور مباح ہونے اس کے واسطے عورتوں کے اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر منسوخ ہونے کراہت سابقہ کے اور یہ نہایت بعید ہے اور اختلاف ہے ریشمی کپڑے کے حرام ہونے کی علت میں بعض نے کہا کہ وہ فخر اور تکبر ہے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ آسودگی اور زینت کے کپڑے ہیں سو عورتوں کو لائق ہے مردوں کو لائق نہیں اور احتمال ہے تیسری علت کا اور وہ مشابہ ہونا ہے ساتھ مشرکوں کے۔ (فتح)

٥٣٨٠ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ أَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ وَنَحْنُ مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ بِأَذْرَبِيْجَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ إِلَّا هٰكَذَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الْإِبْهَامَ قَالَ فِيْمَا عَلِمْنَا أَنَّهُ يَعْنِي الْأَعْلَامَ.

٥٣٨٠۔ حضرت عثمان نہدی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نامہ آیا اور ہم عتبہ کے ساتھ تھے آذربیجان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ریشمی کپڑے سے مگر اتنا اور اشارہ کیا اپنی دونوں انگلیوں سے جو انگوٹھے کے پاس ہیں جو حاصل ہوا ہمارے علم میں یہ ہے کہ مستثنیٰ نقش ہیں یعنی جو کپڑوں کی گل کاری اور نقش کاری ہوتی ہے۔

٥٣٨١ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ وَنَحْنُ بِأَذْرَبِيْجَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ

٥٣٨١۔ حضرت ابو عثمان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط ہمارے پاس آیا اور ہم آذربیجان میں تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے سے منع فرمایا مگر اس طرح اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے واسطے اپنی دو انگلیوں کو برابر کھڑا

الْحَرِيْرِ إِلَّا هٰكَذَا وَصَفَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِصْبَعَيْهِ وَرَفَعَ زُهَيْرٌ الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةَ.

کیا اور اٹھایا زہیر رضی اللہ عنہ نے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کو۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں کوشش تیری سے اور نہ کوشش تیرے باپ کی سے اور پیٹ بھر کھلا مسلمانوں کو ان کی جگہ میں جیسے تو پیٹ بھر کھاتا ہے اپنی جگہ میں اور بچ تو آسودگی سے اور مشابہت مشرکوں کی سے اور ریشمی کپڑے کے پہننے سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا پس ذکر کی حدیث۔ (فتح)

۵۳۸۲ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُلْبَسُ الْحَرِيْرُ فِي الدُّنْيَا إِلَّا لَمْ يُلْبَسْ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْهُ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ وَأَشَارَ أَبُوْ عُثْمَانَ بِإِصْبَعَيْهِ الْمُسَبِّحَةِ وَالْوُسْطٰى.

۵۳۸۲۔ حضرت ابو عثمان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم عتبہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو لکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دنیا میں ریشمی کپڑا پہنے گا وہ آخرت میں اس سے بے نصیب رہے گا اور اشارہ کیا ابو عثمان نے اپنی دو انگلی سے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ اس کے مرد مکلف ہے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ نہیں پہنے گا ریشمی کپڑا مگر جس کے واسطے آخرت میں اس سے کچھ چیز نہیں۔ (فتح)

۵۳۸۳ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَايِنِ فَاسْتَسْقٰى فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِمَآءٍ فِيْ إِنَآءٍ مِّنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهٖ وَقَالَ إِنِّيْ لَمْ أَرْمِهٖ إِلَّا أَنِّيْ نَهَيْتُهٗ فَلَمْ يَنْتَهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَالْحَرِيْرُ وَالدِّيْبَاجُ هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ.

۵۳۸۳۔ حضرت ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے سو انہوں نے پانی مانگا تو ایک دہقان چاندی کے برتن میں اس کے پاس پانی لایا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو پھینکا اور کہا کہ میں نے اس کو نہیں پھینکا مگر اس واسطے کہ میں نے اس کو منع کیا تھا سو نہ باز رہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونا اور چاندی اور ریشم اور دیبا یہ چیزیں کافروں کے واسطے ہیں دنیا میں اور تمہارے واسطے اے مسلمانوں آخرت میں ملیں گی۔

فائدہ: تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ عورتوں کو ریشمی کپڑے اور دیبا کا پہننا منع ہے اس واسطے کہ

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ چاندی کے برتن میں پانی پینا حرام ہے اور وہ مردوں اور عورتوں سب پر حرام ہے تو اسی طرح ریشمی کپڑے کا پہننا بھی عورتوں پر حرام ہوگا اور جواب یہ ہے کہ خطاب ساتھ لفظ لکم کے واسطے مذکر کے ہے اور عورتوں کا داخل ہونا اس میں مختلف فیہ ہے اور راجح اہل اصول کے نزدیک یہ ہے کہ عورتیں اس میں داخل نہیں ہیں اور نیز پس ثابت ہو چکی ہے اباحت ریشم اور سونے کی واسطے عورتوں کے کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور نیز پس یہ لفظ مختصر ہے اور پہلے گزر چکی ہے یہ حدیث ساتھ اس لفظ کے کہ نہ پہنو ریشم اور نہ دیبا اور نہ پیو سونے اور چاندی کے برتنوں میں اور خطاب اس میں واسطے مذکر کے ہے اور حکم عورتوں کا آئندہ آئے گا اور یہ جو کہا کہ یہ چیزیں ان کے واسطے ہیں دنیا میں تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو قائل ہے کہ کافر نہیں مخاطب ہے ساتھ فروعات احکام کے اور جواب یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ یہ چیزیں نشانی اور علامت ان کے ہیں دنیا میں اور نہیں دلالت کرتا یہ اوپر اجازت کے واسطے ان کے اس میں شرعاً۔ (فتح)

٥٣٨٤ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ أَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَدِيْدًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا فَلَنْ يَلْبَسَهُ فِي الْاٰخِرَةِ.

۵۳۸۴۔ حضرت عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا شعبہ کہتا ہے میں نے کہا کیا حضرت ﷺ سے ہے؟ سو کہا اس نے سخت حضرت ﷺ سے کہ جو دنیا میں ریشمی کپڑے پہنے وہ آخرت میں اس کو ہرگز نہیں پہنے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا شدید سو احتمال ہے کہ ہو یہ تقریر واسطے ہونے اس کے مرفوع یعنی یاد رکھا ہے اس نے اس کو سخت یاد رکھنا اور احتمال ہے کہ ہو انکار یعنی جرم کرنا میرا ساتھ مرفوع ہونے اس کے واقع ہوتا ہے مجھ پر سخت اور بعید ہے قول اس کا جو کہتا ہے کہ اس نے سخت آواز اٹھائی۔ (فتح)

٥٣٨٥ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ يَقُوْلُ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ.

۵۳۸۵۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو دنیا میں ریشم پہنے وہ اس کو آخرت میں نہ پہنے گا۔

فائدہ: یہ حدیث ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے مرسل ہے اور مراسیل اصحاب کی جمہور کے نزدیک لائق حجت ہیں جو مرسل حدیثوں کے ساتھ حجت نہیں پکڑتے اس واسطے کہ وہ یا تو حضرت ﷺ سے ہوگی یا اور صحابی سے لیکن پچھلی دونوں

روایتوں سے معلوم ہوا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو حضرت ﷺ سے بواسطہ عمر اٹھایا ہے لیکن ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے بعض حدیثیں بالمشافہ بھی روایت کی ہیں۔ (فتح)

٥٣٨٦ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي ذِبْيَانَ خَلِيفَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ وَقَالَ أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ يَزِيْدَ قَالَتْ مُعَاذَةُ أَخْبَرَتْنِي أُمُّ عَمْرٍو بِنْتُ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ سَمِعَ عُمَرَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

٥٣٨٦۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ریشمی کپڑا دنیا میں پہنے وہ اس کو آخرت میں نہ پہنے گا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جس نے اس کو آخرت میں نہ پہنا وہ بہشت میں داخل نہیں ہوگا، واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيْرٌ﴾ اور یہ زیادتی موقوف ہے ابن زبیر رضی اللہ عنہ پر اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی آیا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اگرچہ بہشت میں داخل ہو بہشتی لوگ اس کو پہنیں گے اور وہ اس کو نہیں پہنے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ ہو مدرج اور بر تقدیر اس کے کہ محفوظ ہو تو وہ عام ہے مخصوص ساتھ مکلفین کے مردوں سے واسطے سند اور دلیلوں کے جو دلالت کرتی ہیں کہ عورتوں کو ریشمی کپڑا پہننا جائز ہے اور عنقریب آئے گا اشارہ طرف معنی وعید کی اس میں انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٥٣٨٧ ۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْحَرِيْرِ فَقَالَتِ ائْتِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَلْهُ قَالَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ سَلِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ حَفْصٍ يَعْنِيْ عُمَرَ بْنَ

٥٣٨٧۔ حضرت عمران رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ریشمی کپڑے کا حکم پوچھا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھ سو اس نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھ سو میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو اس نے کہا کہ خبر دی مجھ کو ابو حفص یعنی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دنیا میں ریشم وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے، عمران کہتا ہے کہ اس نے سچ

الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ فَقُلْتُ صَدَقَ وَمَا كَذَبَ أَبُوْ حَفْصٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا حَرْبٌ عَنْ يَحْيٰى حَدَّثَنِيْ عِمْرَانُ وَقَصَّ الْحَدِيْثَ.

کہا اور نہیں جھوٹ بولا ابو حفص رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کہا عبداللہ بن رجاء نے حدیث بیان کی ہم سے حرب نے یحییٰ سے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے عمران نے اور بیان کیا حدیث کو۔

فائدہ: اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس روایت کی تصریح یحییٰ کی ہے ساتھ تحدیث عمران کے واسطے اس کے ساتھ اس حدیث کے اور ان حدیثوں میں بیان واضح ہے واسطے اس کے جس نے کہا کہ حرام ہے پہننا ریشم کا مردوں پر واسطے وعید مذکور کے اور البتہ پہلے گزر چکی ہے شرح اس کی بیچ کتاب الاشربہ کے اس واسطے کہ حکم اس میں واحد ہے اور وہ نفی پہننے کی اور نفی پینے سے آخرت میں اور بہشت میں اور حاصل اعدل اقوال کا یہ ہے کہ فعل مذکور تقاضا کرتا ہے عقوبت مذکورہ کو اور کبھی مخالف ہوتا ہے واسطے مانع کے مانند توبہ کی اور نیکیوں کی جو اس کے ہم وزن ہوں اور مصیبتوں کی جو گناہوں کو اتارتی ہیں اور مانند دعا ولد کے ساتھ شرطوں کے اور اسی طرح شفاعت اس شخص کی کہ اجازت دی جائے اس کو ساتھ شفاعت کے اور عام تر ہے اس سے عفو ارحم الراحمین کی اور اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو جائز رکھتا ہے پہننا ریشمی نقش کا جب کہ کپڑے میں ہو اور خاص کیا ہے اس کو ساتھ قدر مذکور کے اور وہ بقدر چار انگلیوں کے ہے اور یہ صحیح تر ہے نزدیک شافعیہ کے اور اس میں حجت ہے اوپر اس کے کہ جو جائز رکھتا ہے نقش کو کپڑے میں مطلق اگرچہ چار انگلی سے زیادہ ہو اور یہ منقول ہے بعض مالکیہ سے اور نیز اس میں حجت ہے اس پر جو کہتا ہے کہ ریشمی نقش مطلق منع ہے اور وہ ثابت ہے حسن اور ابن سیرین وغیرہ سے لیکن احتمال ہے کہ منع کیا ہو انہوں نے اس کو بطور پرہیزگاری کے نہیں تو حدیث حجت ہے اوپر ان کے سو شاید کہ یہ حدیث ان کو نہیں پہنچی کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اسی طرح منقول ہے مالک رحمہ اللہ سے اور یہ مذہب مردود ہے اور اسی طرح مذہب اس کا جو جائز رکھتا ہے اس کو بغیر تقدیر کے، واللہ اعلم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز پہننے کپڑے مطرز کے اور وہ کپڑا وہ ہے کہ کیا گیا ہو اس پر لوٹیہ حریر کا مرکب اور اسی طرح پہننے مطرف کے اور وہ کپڑا وہ ہے جس کے کناروں میں ریشم ہو ساتھ تقدیر مذکور کے اور کبھی ہوتی ہے قطریز نفس کپڑے میں بعد بننے کے اور اس میں احتمال ہے کہ اس کی طرف اشارہ آئے گا اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز پہننے کپڑے کے کہ جس میں ریشم ملا ہو بقدر نقش کے برابر ہے کہ وہ مقدار مجموع ہو یا جدا جدا اور یہ قوی ہے وسیاتی بحثه ان شاء الله تعالٰی۔ (فتح)

بَابُ مَسِّ الْحَرِيْرِ مِنْ غَيْرِ لُبْسٍ وَيُرْوٰى فِيْهِ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ریشمی کپڑے کو ہاتھ لگانا بغیر پہننے کے اور روایت کی گئی ہے اس میں زبیدی سے اس نے زہری سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: ذکر کیا مزی نے اطراف میں کہ مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ اس کے وہ حدیث ہے جو انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر ریشمی چادر دیکھی اور حالانکہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہ نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وہ حدیث ہے جو طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک جوڑا ریشمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ بھیجا گیا سو لوگوں نے اس کو ہاتھ سے چھونا شروع کیا تعجب کرتے تھے اس سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جوڑا تم کو خوش لگتا ہے قسم ہے اللہ کی البتہ سعد رضی اللہ عنہ کا رومال بہشت میں اس سے بہتر ہے اور نیز اگر مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی حدیث ہوتی تو البتہ جزم کرتا ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ صحیح ہے نزدیک اس کے اس کی شرط پر۔ (فتح)

٥٣٨٨ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبُ حَرِيْرٍ فَجَعَلْنَا نَلْمُسُهُ وَنَتَعَجَّبُ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ هٰذَا قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْ هٰذَا.

٥٣٨٨۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی کپڑا تحفہ بھیجا گیا سو شروع کیا ہم نے اس کو چھوتے تھے اور اس سے تعجب کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس جوڑے کی عمدگی سے تعجب کرتے ہو البتہ سعد رضی اللہ عنہ کے رومال بہشت میں اس سے بہتر ہیں۔

فائدہ: یعنی دنیا کا نفیس اسباب اس لائق نہیں کہ اس کی خواہش کی جائے آخرت کی عمدگی طلب کرو اس واسطے کہ جب بہشت کا رومال دنیا کے جوڑے سے عمدہ ٹھہرا تو وہاں کے جوڑے کو اللہ ہی جانے کہ کیسا عمدہ ہوگا یعنی وہ بطریق اولیٰ عمدہ ہوگا کہا ابن بطال نے کہ ریشم کا پہننا جو حرام ہے تو یہ اس کی عین ذات کی نجاست کے سبب سے نہیں بلکہ اس واسطے کہ وہ پرہیزگاروں کا لباس نہیں ہے اور اس کی ذات باوجود اس کے پاک ہے سو جائز ہے ہاتھ لگانا اس کو اور بیچنا اس کا اور نفع اٹھانا اس کی قیمت سے۔ (فتح)

بَابُ افْتِرَاشِ الْحَرِيْرِ.

باب ہے بیچ بچھانے ریشمی کپڑے کے یعنی بیچ بیان کرنے حکم اس کے حلال ہونے اور حرام ہونے سے۔

وَقَالَ عَبِيْدَةُ هُوَ كَلُبْسِهٖ.

یعنی اور کہا ابو عبید نے کہ بچھانا ریشم کا مانند پہننے اس کے ہے۔

٥٣٨٩ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَشْرَبَ فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَأَنْ نَأْكُلَ فِيْهَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَأَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ.

٥٣٨٩۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع فرمایا سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے اور ریشمی کپڑے اور دیبا کے پہننے سے اور اس پر بیٹھنے سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس پر بیٹھنے سے تو یہ حجت قوی ہے واسطے اس کے جو ریشمی کپڑے پر بیٹھنے سے منع کرتا ہے اور یہ قول جمہور کا ہے برخلاف ابن ماجشون اور کوفیوں کے اور جواب دیا ہے بعض حنفیوں نے ساتھ اس کے کہ لفظ نہی کا نہیں صریح ہے تحریم میں اور کہا بعض نے احتمال ہے کہ وارد ہوئی ہو نہی مجموع پہننے اور بیٹھنے کے سے نہ صرف بیٹھنے سے اور یہ رد کرتا ہے ابن بطال پر کہ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ حدیث نص ہے بیچ حرام ہونے بیٹھنے کے اوپر اس کے اس واسطے کہ نہیں ہے وہ نص بلکہ وہ ظاہر ہے اور البتہ روایت کی ہے ابن وہب نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ البتہ بیٹھنا میرا چنگاڑی پر مجھ کو محبوب تر ہے ریشمی کپڑے پر بیٹھنے سے اور دائر کیا ہے بعض حنفیہ نے جواز اور منع کو پہننے پر واسطے صحیح ہونے حدیثوں کے بیچ اس کے اور کہا انہوں نے کہ بیٹھنا نہیں داخل ہے پہننے میں یعنی اس کو پہننا نہیں کہتے اور حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے سو میں کھڑا ہوا اپنی چٹائی کی طرف جو سیاہ ہو گئی تھی بہت زمانہ پڑے رہنے کے سبب سے اور اس واسطے کہ پہننا ہر چیز کا موافق اس کے ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ منع ہے عورتوں کو بچھانا ریشم کا اور یہ ضعیف ہے اس واسطے کہ خطاب مردوں کا نہیں شامل ہے عورتوں کو راجح مذہب پر اور شاید جو منع کے ساتھ قائل ہے تمسک کیا ہے اس نے اس میں ساتھ قیاس کرنے کے اس پر کہ ان کو سونے کے برتنوں کا استعمال کرنا جائز نہیں باوجود اس کے کہ ان کو سونے کا زیور پہننا جائز ہے سو اسی طرح ان کو ریشمی کپڑے کا پہننا بھی جائز ہوگا اور منع کی جائیں اس کے استعمال سے اور اس وجہ کو صحیح کہا ہے رافعی نے اور صحیح کہا ہے نووی رحمہ اللہ نے جواز کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ منع ہے مرد کو بچھانا ریشمی کپڑے کا ساتھ عورت اپنی کے اس کے بچھونے پر اور وجہ بیان کی ہے اس کی جو جائز رکھتا ہے اس کو مالکیہ سے کہ عورت بستر ہے مرد کا سو جس طرح کہ جائز ہے واسطے مرد کے کہ اس کو اپنا بستر بنا دے اور حالانکہ اس پر زیور ہو سونے اور ریشم کا تو اسی طرح جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ بیٹھے اور سوئے ساتھ اس کے اس کے بستر پر جو مباح ہے واسطے اس کے۔

تنبیہ: وہ چیز کہ منع ہے بیٹھنا اس پر اس کے وہ کپڑا ہی ہے کہ بنایا گیا ہو خالص ریشم سے یا اس میں ریشم سوت سے زیادہ ہو کما سبق تقریرہ۔ (فتح)

بَابُ لُبْسِ الْقَسِّيِّ. باب ہے بیچ بیان پہننے قسی کے۔

فائدہ: قسی ایک قسم ریشمی کپڑے کی ہے جو منسوب ہے طرف قس کے کہ ایک شہر ہے مصر کے شہروں سے۔ (فتح) اور کہا بعض شارحین نے کہ وہ ایک قسم کپڑے کی ہے کہ اس میں خطوط ریشمی ہوتے ہیں اور کہا ابن ملک نے کہ نہی اس سے جب ہے کہ ہو ریشمی یعنی کل ریشمی ہو یا بانا اس کا ریشمی ہو پس نہی تحریم کے لیے ہوگی اور کہا طیبی نے کہ وہ کپڑا کتان کا ہوتا ہے ملا ہوا ساتھ ریشم کے۔

وَقَالَ عَاصِمٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ مَا الْقَسِّيَّةُ قَالَ ثِيَابٌ أَتَتْنَا مِنَ الشَّامِ أَوْ مِنْ مِصْرَ مُضَلَّعَةٌ فِيهَا حَرِيرٌ وَّفِيهَا أَمْثَالُ الْأُتْرُنْجِ وَالْمِيثَرَةُ كَانَتِ النِّسَاءُ تَصْنَعُهُ لِبُعُولَتِهِنَّ مِثْلَ الْقَطَائِفِ يُصَفِّرْنَهَا وَقَالَ جَرِيرٌ عَنْ يَزِيدَ فِي حَدِيثِهِ الْقَسِّيَّةُ ثِيَابٌ مُضَلَّعَةٌ يُجَآءُ بِهَا مِنْ مِصْرَ فِيهَا الْحَرِيرُ وَالْمِيثَرَةُ جُلُودُ السِّبَاعِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَاصِمٌ أَكْثَرُ وَأَصَحُّ فِي الْمِيثَرَةِ.

اور کہا عاصم نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے کہ ہم نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا ہے قسی؟ انہوں نے کہا کہ کپڑے ہیں کہ آئے ہمارے پاس شام سے یا مصر سے یہ راوی کا شک ہے اس میں خطوط ریشمی ہیں عریض مانند اضلاع کے ان میں سے مثل میٹھے لیموں کی اور میثرہ ایک قسم کپڑے کی ہے کہ عورتیں اس کو اپنے خاوندوں کے واسطے بناتی تھیں مانند پھندنے والی چادروں کے یعنی بناتی تھیں اس کو مانند صفت کی اور کہا جریر نے یزید سے اس کی حدیث میں کہ قسی ایک قسم کے کپڑے ہیں ضلع دار کہ لائے جاتے ہیں مصر سے ان میں ریشم ہوتا ہے اور میثرہ چمڑہ ہے درندے چوپایوں کا۔

فائدہ: اور حکایت کی ہے منذری نے کہ مراد ساتھ مضلع کے وہ کپڑا ہے کہ کچھ بنا ہوا ہو اور کچھ نہ بنا ہوا ہو اور یہ جو کہا کہ اس میں ریشم ہوتا ہے تو یہ مشعر ہے کہ وہ خالص ریشم نہیں ہوتا اور حکایت کی ہے نووی رحمہ اللہ نے علماء سے کہ وہ کپڑے ہیں کہ ان میں سے ریشم ملا ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ خز سے اور وہ ناقص ریشم ہے اور یہ جو کہا کہ ان میں بوٹے ہوتے ہیں مانند میٹھے لیموں کی یعنی جو خطوط کہ ان میں ہوتے ہیں غلیظ ہوتے ہیں اور معوج اور میثرہ کے اصل معنی ہیں بستر اور اس کی تفسیر میں چار قول ہیں کہا زبیدی نے کہ میثرہ ایک تکیہ ہے مانند زین کی اور کہا طبری رحمہ اللہ نے میثرہ ایک بستر ہے کہ رکھا جاتا ہے گھوڑے کی زین پر یا اونٹ کے پالان پر عورتیں اس کو اپنے خاوندوں کے واسطے بناتی ہیں سرخ کپڑے سے اور دیبا سے اور تھے مراکب عجم کے اور بعض نے کہا کہ وہ پردے ہیں زین کے ریشم سے اور

بعض نے کہا کہ وہ دیبا کی زین ہے اور یہ جو کہا کہ میثرہ درندوں کے چمڑے کو کہتے ہیں تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ تفسیر باطل ہے مخالف ہے واسطے اس چیز کے جس پر اہل حدیث کا اتفاق ہے میں کہتا ہوں وہ باطل نہیں بلکہ ممکن ہے توجیہ اس کی اور وہ یہ ہے جب کہ ہو میثرہ بستر بنایا گیا چمڑے سے پھر بھرا گیا اور نہی اس وقت یا تو اس واسطے ہے کہ وہ کافروں کا لباس ہے یا اس واسطے کہ نہیں عمل کرتا اس میں ذبح کرنا یا اس واسطے کہ وہ غالبا ذبح نہیں کیا جاتا سو ہو گی اس میں حجت واسطے اس کے جو منع کرتا ہے اس کے پہننے کو اگرچہ رنگا گیا ہو لیکن جمہور اس کے برخلاف ہیں اور یہ کہ چمڑہ دباغت سے پاک ہو جاتا ہے اور نیز بالوں میں بھی اختلاف ہے کہ کیا دباغت سے پاک ہو جاتے ہیں یا نہیں لیکن غالب یہ ہے کہ زین پوش پر بال نہیں ہوتے اور البتہ ثابت ہو چکی ہے نہی سوار ہونے سے چیتے کے چمڑے پر روایت کیا ہے اس کو نسائی نے مقدام رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور یہ تائید کرتی ہے تفسیر مذکور کو اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ساتھ ہوتے فرشتے ان رفیقوں کے جن کے ساتھ چیتے کا چمڑہ ہو۔ (فتح)

٥٣٩٠ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ وَالْقَسِّيِّ.

٥٣٩٠۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو زین پوش سرخ اور قسی سے منع فرمایا کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ قول عاصم کا اکثر اور اصح ہے میثرہ میں یعنی روایت عاصم کی بیچ تفسیر میثرہ کے اکثر ہے از روئے طریقوں کے اور اصح ہے یزید کی روایت سے۔

فائدہ: علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں میاثر مطلق ہے اور براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مقید ہے ساتھ سرخ کے اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسی کے پہننے سے منع فرمایا تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اوپر منع ہونے اس کپڑے کے کہ ملا ہوا ہو اس میں ریشم واسطے تفسیر قسی کے ساتھ اس کے کہ قسی وہ کپڑا ہے جس میں ریشم اور سوت ملا ہوا ہو اور تائید کرتا ہے اس کی عطف حریر کا قسی پر براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لیکن جو ظاہر ہوتا ہے سیاق طرق حدیث سے بیچ تفسیر قسی کے کہ وہ کپڑا وہ ہے جس میں ریشم ملا ہوا ہو نہ یہ کہ وہ صرف ریشم ہے بنا بر اس کے پس حرام ہو گا پہننا اس کپڑے کا جس میں ریشم ملا ہوا ہو اور یہ قول بعض اصحاب کا ہے مانند ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور بعض تابعین کا مانند ابن سیرین رحمہ اللہ کے لیکن جائز ہے نزدیک جمہور کے پہننا اس کپڑے کا جس میں ریشم ملا ہوا ہو جب کہ اس میں سوت زیادہ ہو اور عمدہ دلیل ان کی اس میں وہ چیز ہے جو گزر چکی ہے تفسیر حلہ سیراء کے سے اور جو جوڑا گیا ہے طرف اس کی رخصت نقش کی سے کپڑے میں جب کہ ہو نقش ریشم سے جیسے کہ گزر چکی ہے تقریر اس کی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہا ابن دقیق العید نے کہ وہ قیاس ہے بیچ معنی اصل کے لیکن نہیں لازم آتا ہے اس کے جائز ہونے سے جائز ہونا ہر کپڑے کا کہ اس میں ریشم ملا ہوا ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز اس سے وہ چیز ہے کہ ہو مجموع ریشم کا اس میں بقدر چار انگلیوں کے اگر ہو جدا ہوا بہ

نسبت تمام کپڑے کے سو ہو گا منع ریشم کے پہننے سے شامل خالص کو اور ملے ہوئے کو اور بعد استثناء کے قصر کیا جائے گا اوپر اس قدر کے کہ مستثنیٰ ہے اس سے اور وہ بقدر چار انگلی کے ہے جب کہ ہو جدا جدا اور ملحق ہے ساتھ اس کے معنی میں وہ کپڑا کہ اس میں ریشم ملا ہوا ہو کہا اور گنجائش نکالی ہے اس میں شافعیہ نے اور واسطے ان کے اس میں دو طریق ہیں ایک اعتبار کرنا وزن کا ہے سو اگر ریشم کا وزن کم تر ہو تو حرام نہیں اور اگر اکثر ہو تو حرام ہے اور اگر دونوں برابر ہوں تو دو وجہیں ہیں اور یہ طریق راجح ہے نزدیک ان کے اور دوسرا طریق یہ ہے کہ اعتبار قلت اور کثرت کا ساتھ ظاہر ہونے کے ہے اور اس کو اختیار کیا ہے قفال نے اور نزدیک مالکیہ کے مخلوط میں کئی قول ہیں تیسرا قول کراہت ہے اور بعض نے فرق کیا ہے درمیان خز اور مخلط کے یعنی جس میں روئی ملی ہوئی ہو یا مانند اس کی سو جائز رکھا ہے اس نے خز کو اور منع کیا ہے دوسرے کو اور یہ مبنی ہے اوپر تفسیر خز کے اور بعض تفسیروں میں پہلے گزرا کہ قسی وہی ہے خز سو جو کہتا ہے کہ وہ ردی ریشم ہے سو وہی ہے جس پر قول مذکور مبنی ہے اور جو کہتا ہے کہ وہ کپڑا وہ ہے کہ ہو ریشم سے پس ملایا جائے ساتھ ریشم کے تو نہیں باوجہ ہوگی تفصیل مذکور اور نیز حجت پکڑی ہے اس نے جو جائز رکھتا ہے پہننا اس کپڑے کا جس میں ریشم اور سوت ملا ہوا ہو ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کپڑے کے پہننے سے کہ صرف ریشم ہو اور بہر حال علم یعنی بطور دھاری کے کہ ریشم ہو اور تانا کپڑے کا کہ ریشم ہو سو نہیں مضائقہ ہے اس کا روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے ساتھ سند حسن کے اور واسطے طبرانی کے ہے تیسرے طریق سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا صرف ریشم سے اور بہر حال جو کپڑا کہ ہو تانا اس کا روئی سے یا السی سے تو نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے اور نیز استدلال کیا ہے ابن عربی نے واسطے جواز کے ساتھ اس کے کہ نہی ریشمی کپڑے سے حقیقۃً خالص میں ہے اور روئی میں اور مانند اس کی میں صریح ہے سو جب روئی اور ریشم دونوں ملائی جائیں اس طور سے کہ نہ نام رکھا جائے اس کا ریشم اور نہ شامل اس کو علت نہی کی تو خارج ہو گا ممنوع سے پس جائز ہو گا اور البتہ ثابت ہو چکا ہے پہننا خز کا ایک جماعت اصحاب وغیرہم سے کہا ابوداؤد نے کہ پہنا ہے اس کو بیس اصحاب نے اور روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ایک جماعت اصحاب اور ایک گروہ تابعین سے اور اعلیٰ تر چیز جو اس باب میں وارد ہوئی ہے وہ حدیث ہے کہ روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے عبداللہ بن سعد کے طریق سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ میں نے ایک مرد کو خچر پر دیکھا اور اس کے سر پر خز کا عمامہ تھا سیاہ اور وہ کہتا تھا کہ یہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنایا ہے اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے عمار بن ابی عمار کے طریق سے کہ مروان کے پاس خز کے کپڑے آئے سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو پہنائے اور صحیح تر خز کی تفسیر یہ ہے کہ وہ کپڑا ہے کہ اس کا تانا ریشم سے ہوتا ہے اور بانا سوت وغیرہ سے اور بعض نے کہا کہ ریشم اور صوف وغیرہ سے ملا کر بنا جاتا ہے اور بعض نے کہا کہ اصل اس کا نام چوپائے کا ہے کہ اس کو خز کہتے ہیں اور جو کپڑا کہ اس کے پشم سے بنائے جائے اس کو بھی خز کہا جاتا ہے واسطے نرم ہونے اس کے کی پھر بولا

گیا ہر کپڑے پر کہ اس میں ریشم ملا ہوا ہو خز واسطے نرم ہونے ریشم کے بنا بر اس کے پس نہیں صحیح ہے استدلال ساتھ پہننے اس کے کی اوپر پہننے اس کے کہ اس میں ریشم اور سوت ملا ہوا ہو جب تک کہ نہ ثابت ہو یہ کہ جو خز کہ سلف نے پہنا ہے اس میں ریشم اور سوت ملا ہوا ہو، واللہ اعلم اور جائز رکھا ہے حنفیہ اور حنابلہ نے پہننا خز کا جب تک کہ نہ ہو اس میں شہرت اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کراہت ہے اور یہ سب اختلاف خز میں ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُرَخَّصُ لِلرِّجَالِ مِنَ الْحَرِيْرِ لِلْحِكَّةِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ جائز ہے واسطے مردوں کے ریشم سے واسطے خارش کے۔

فائدہ: اور ذکر کرنا حکہ کا واسطے مثال کے ہے نہ واسطے قید کے اور البتہ باب باندھا ہے اس نے جہاد میں الحریر الحرب۔

۵۳۹۱۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِحِكَّةٍ بِهِمَا.

۵۳۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو ریشم کے پہننے کی اجازت دی خارش کے سبب سے کہ ان کو تھی۔

فائدہ: اور وہ خارش ان کو جوؤں کے سبب سے پیدا ہوئی تھی کہا طبری نے کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ نہیں داخل ہے بیچ نہی کے ریشم کے پہننے سے وہ شخص کہ ہو اس کو بیماری کہ تخفیف کرے اس میں پہننا ریشم کا اور ملحق ہے ساتھ اس کے وہ کپڑا جو بچائے گرمی یا سردی سے جہاں اس کے سوائے اور کوئی کپڑا نہ پایا جائے اور خاص کیا ہے اس کو شافعیہ نے ساتھ سفر کے سوائے حضر کے اور خاص کیا ہے اس کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود اس کے ساتھ خارش کے اور نقل کیا ہے اس کو رافعی نے جوؤں میں بھی۔ (فتح)

بَابُ الْحَرِيْرِ لِلنِّسَآءِ.

عورتوں کو ریشم پہننا جائز ہے۔

فائدہ: شاید کہ نہیں ثابت ہوئی ہیں نزدیک اس کے دونوں حدیثیں جو مشہور ہیں بیچ تخصیص نہی کے ساتھ مردوں کے صریح سو کفایت کی اس نے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر اس کے اور البتہ روایت کی ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب سنن نے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور ریشم کو لیا سو فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور میری امت کی عورتوں پر حلال ہیں اور روایت کی احمد اور طحاوی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونا اور ریشم حرام ہیں میری امت کے مردوں پر اور حلال ہیں میری امت کی عورتوں پر کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ اگر ہم کہیں کہ تخصیص نہی کی واسطے مردوں کے کسی حکمت کے واسطے ہے تو جو ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے معلوم کیا کہ عورتوں کو زینت کرنے سے صبر کم ہے سو مہربانی کی ساتھ ان کے اس کے مباح کرنے میں اور نیز اس واسطے کہ زینت کرنا ان کا غالبًا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے خاوندوں کے ہے اور البتہ وارد ہو چکا ہے کہ

زوجیت کا سنوارنا ایمان سے ہے اور اس سے استنباط کیا جاتا ہے کہ نہیں لائق ہے نر کو کہ مبالغہ کرے بیچ استعمال کرنے زینت دار چیزوں کے اس واسطے کہ یہ عورتوں کی صفات سے ہے۔ (فتح)

٥٣٩٢ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَسَانِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سِيَرَآءَ فَخَرَجْتُ فِيهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ فَشَقَّقْتُهَا بَيْنَ نِسَآئِيْ.

۵۳۹۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ریشمی جوڑا پہنایا سو میں اس کو پہن کر نکلا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں اثر غضب کا دیکھا سو میں نے اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کیا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اکیدر رومہ کے بادشاہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی کپڑا ہدیہ بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو دیا اور حلہ کہتے ہیں تہہ بند اور چادر کو اور زیادہ کیا اس میں ابن اثیر نے جب کہ دونوں ایک جنس سے ہوں اور کہا ابن سیدہ نے محکم میں کہ حلہ چادر ہے یا غیر اس کا اور کہا عیاض نے کہ حلہ دو کپڑوں کو کہتے ہیں جب کہ نئے ہوں اور بعض نے کہا ہے نہیں ہوتے دو کپڑے حلہ مگر جب کہ ایک دوسرے کے اوپر پہنا جائے اور پہلے معنی مشہور تر ہیں اور کہا اصمعی نے کہ وہ کپڑے ہیں کہ ان میں خطوط ریشمی ہوتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا اس کو سیرا واسطے نشان ہونے خطوط کے بیچ ان کے اور بعض نے کہا کہ ان میں خطوط ہوتے ہیں مختلف رنگوں کے دراز اور بعض نے کہا کہ وہ ایک قسم ہے یمن کی چادروں سے اور یہ جو کہا کہ میں اس کو پہن کر نکلا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس جوڑے کو تیرے پاس اس واسطے نہیں بھیجا کہ تو اس کو پہنے میں نے تو اس کو صرف اس واسطے بھیجا تھا کہ تا کہ تو اس کو پھاڑ کر عورتوں کی اوڑھنیاں بنا دے اور مراد عورتوں سے چار فاطمہ ہیں ایک فاطمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی دوسری فاطمہ علی رضی اللہ عنہ کی والدہ تیسری فاطمہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی چوتھی فاطمہ عقیل رضی اللہ عنہ کی عورت اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر جواز تاخیر بیان کے وقت خطاب سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کی طرف جوڑا بھیجا سو بنا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ظاہر بھیجنے پر سو نفع اٹھایا اس کے ساتھ ساتھ پہننے اس کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے بیان فرمایا کہ اس کا پہننا جائز نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بھیجا اس کو ان کی طرف تا کہ غیر کو دیں جس کے واسطے مباح ہے اور یہ سب اس وقت ہے جب کہ واقع ہوا ہو قصہ بعد نہی مردوں کے پہننے ریشم کے سے۔ (فتح)

٥٣٩٣ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَأَى حُلَّةَ سِيَرَاءَ تُبَاعُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ ابْتَعْتَهَا تَلْبَسُهَا لِلْوَفْدِ إِذَا أَتَوْكَ وَالْجُمُعَةِ قَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْدَ ذٰلِكَ إِلٰى عُمَرَ حُلَّةَ سِيَرَاءَ حَرِيْرٍ كَسَاهَا إِيَّاهُ فَقَالَ عُمَرُ كَسَوْتَنِيْهَا وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ فِيْهَا مَا قُلْتَ فَقَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتَبِيْعَهَا أَوْ تَكْسُوَهَا.

۵۳۹۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ریشمی جوڑا بازار میں بکتے دیکھا سو فرمایا کہ اگر آپ اس کو خریدیں اور ایلچیوں کے واسطے پہنیں جب کہ آپ کے پاس آئیں اور جمعہ کے دن تو خوب ہو؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو وہی شخص پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد ایک جوڑا ریشمی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور اس کو پہنایا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے مجھ کو یہ جوڑا پہنایا اور حالانکہ میں نے آپ سے سنا اس کے حق میں فرماتے تھے جو فرمایا یعنی آپ نے تو ریشمی کپڑے کو حرام فرمایا تھا پھر مجھ کو کیوں بھیجا؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تو اس کو تیرے پاس بھیجا تھا کہ تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے فائدہ اٹھائے یا کسی کو پہنا دے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کو پہنایا تو یہ اس طرح مطلق بولا ہے اور یہ باعتبار اس چیز کے ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا نہیں تو ظاہر ہوا ہے باقی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہیں بھیجا تھا کہ اس کو پہنیں یا مراد پہنانے سے یہ ہے کہ اس کو دیا جو صلاحیت رکھتا ہے اس کی کہ ہو لباس اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوڑا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ایک جوڑا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور معلوم ہوگئی ساتھ اس کے جہت صلہ کی جو اول علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ جوڑا اپنے بھائی کو مکے میں بھیجا جو مشرک تھا اور وجہ داخل کرنے اس حدیث کے کی بیچ باب الحریر للنساء کے لی جاتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرمایا تا کہ تو اس کو بیچ کر فائدہ اٹھائے یا کسی کو پہنا دے اس واسطے کہ جب ریشمی کپڑے کا پہننا مردوں پر حرام ہوا تو نہیں فرق ہے درمیان عمر رضی اللہ عنہ کے اور اس کے غیر کے مردوں سے بیچ اس کے پس بند ہوگی اجازت بیچ عورتوں کے اور یہ جو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو پہنایا تو نہیں مشکل ہے یہ اس پر نزدیک اس کے جو دیکھتا ہے کہ کافر مخاطب ہے ساتھ فروع کے اور ہوگا بھیجنا عمر رضی اللہ عنہ کا جوڑے کو طرف بھائی اپنے کی تا کہ بیچ ڈالے اس کو یا پہنا دے کسی عورت کو اور جو دیکھتا ہے کہ کافر غیر مخاطب ہے تو ممکن ہے کہ خلاصی پائے اس اشکال سے ساتھ تمسک کرنے کے اس سے کہ عورتیں داخل ہیں بیچ عموم قول اس کے کی یا پہنائے اس کو یعنی یا واسطے عورت کے یا واسطے کافر کے بقرینہ قول اس کے کی اس کو تو وہی پہنتا ہے جس کو آخرت

میں حصہ نہیں یعنی مردوں سے پھر ظاہر ہوئی واسطے میرے وجہ اور وہ یہ ہے کہ اشارہ کیا ہے اس نے اس چیز کی طرف کہ حدیث مذکور کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے سو روایت کیا ہے حدیث مذکور کو طحاوی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عطارد پر ریشمی جوڑا دیکھا سو اس کو مکروہ جانا پھر وہ عمر رضی اللہ عنہ کو پہنایا، الحدیث اور اس حدیث میں ہے کہ میں نے تجھ کو اس واسطے نہیں دیا کہ تو اس کو پہنے اور میں نے تو تجھ کو اس واسطے دیا تھا کہ تو عورتوں کو پہنا دے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے عورت کو پہننا خالص ریشم کا بنا بر اس کے کہ حلہ سیراء اس کو کہتے ہیں جو خالص ریشم سے ہو کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ قول اہل علم کا ہے اور اہل لغت کہتے ہیں کہ حلہ سیراء وہ کپڑا ہے جس میں سوت اور ریشم ملا ہوا ہو اور پہلا قول معتمد ہے پھر بیان کی حدیث مثل حدیث باب کی اور اس میں ہے کہ ریشمی جوڑا کہا ابن بطال نے کہ حدیث کے طریقے دلالت کرتے ہیں اس پر کہ حلہ مذکور خالص ریشم سے تھا پھر ذکر کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یا حضرت! میں عطارد پر گزرا کہ ایک حلہ ریشمی بیچتا ہے، الحدیث اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ حلہ مذکور خالص ریشمی تھا میں کہتا ہوں جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ سیراء کبھی خالص ریشم سے ہوتا ہے اور کبھی خالص ریشم نہیں ہوتا سو جو عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں مذکور ہے اس کے ساتھ تصریح آ چکی ہے کہ وہ خالص ریشم تھا اسی واسطے واقع ہوا ہے اس کی حدیث میں کہ اس کو تو وہی پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے اور جس کا ذکر علی رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے وہ خالص ریشم نہ تھا واسطے اس چیز کے کہ روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ کسی نے ایک حلہ بھیجا جس میں سوت ملا تھا یا اس کا تانا ریشم کا تھا یا بانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو میری طرف بھیجا میں نے کہا کہ میں اس کو کیا کروں اس کو پہنوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں پسند کرتا میں واسطے تیرے مگر جو پسند کرتا ہوں اپنے واسطے لیکن اس کو پھاڑ کر فواطم کے درمیان تقسیم کر دے اور نہیں واقع ہوئی علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وعید اس کے پہننے پر جیسے کہ واقع ہوئی ہے عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں بلکہ اس میں ہے کہ میں نہیں پسند کرتا واسطے تیرے مگر جو پسند کرتا ہوں واسطے اپنے اور نہیں شک ہے اس میں کہ ترک کرنا اس چیز کا جس میں ریشم ملا ہوا ہو اولیٰ ہے اس کے پہننے سے نزدیک اس کے جو قائل ہے ساتھ جواز اس کے کی۔ (فتح)

٥٣٩٤ - حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهٗ رَاٰى عَلٰى اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَ حَرِيْرٍ سِيَرَآءَ.

۵۳۹۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی پر ریشمی چادر دیکھی۔

فائدہ: اور البتہ غفلت کی ہے طحاوی نے سو کہا اس نے کہ اگر انس رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دیکھا ہے تو معارض ہوگی یہ حدیث عقبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو یعنی جو نسائی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کو

ریشمی اور حلہ سے منع کرتے تھے اور اگر انس رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت ﷺ کے بعد دیکھا ہے تو ہوگی یہ دلیل اوپر منسوخ ہونے حدیث عقبہ رضی اللہ عنہ کے اور پوشیدہ رہا اس پر یہ کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے زمانے میں فوت ہوگئی تھیں اور اسی طرح زینب رضی اللہ عنہا بھی پس باطل ہوا تردد اور بہر حال دعویٰ تعارض کا سو مردود ہے اور اسی طرح دعویٰ نسخ کا اور تطبیق ان کے درمیان واضح ہے ساتھ حمل کرنے نہی کے جو عقبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے نہی تنزیہ پر اور برقرار رکھنا ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا اس پر یا واسطے بیان جواز کے ہے یا اس واسطے کہ وہ اس وقت چھوٹی تھیں اور اس تقدیر پر نہیں ہے کوئی اشکال بیچ دیکھنے انس رضی اللہ عنہ کے واسطے اس کے اور بر تقدیر اس کے کہ بڑی ہوں تو محمول ہوگا اس پر کہ یہ واقعہ حجاب اترنے سے پہلے تھا یا اس کے بعد تھا اور نہیں لازم آتا دیکھنے کپڑے کے سے پہننے والے پر دیکھنا پہننے والے کا سو شاید انس رضی اللہ عنہ نے مثلاً کرتے کا دامن دیکھا ہو اور احتمال ہے کہ جو چادر ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر تھی وہ خالص ریشم سے نہ تھی بلکہ اس میں سوت ملا ہوا تھا، واللہ اعلم اور استدلال کیا گیا ہے باب کی حدیثوں سے اس پر کہ عورتوں کو ریشمی کپڑے پہننا منع ہے برابر ہے کہ کپڑا سب ریشمی ہو یا بعض اس کا اور پہلی حدیث میں غرض کرنا مفضول کا ہے فاضل پر اور تابع کا متبوع پر جو محتاج ہو اس کی طرف مصالح اس کے سے اس چیز سے کہ وہ گمان کرے کہ اس کو اس پر اطلاع نہیں اور اس میں مباح ہونا طعن کا ہے واسطے اس کے جو اس کا مستحق ہو اور اس میں ہے کہ جائز ہے بیچنا اور خریدنا مسجد کے دروازے پر اور اس میں مباشر ہونا صالحین اور فضلاء کا ہے بیع اور شراء کو کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ترک کرنا حضرت ﷺ کا ہے ریشم کو اور یہ دنیا میں ہے اور ارادہ تاخیر ستھری چیزوں کا طرف آخرت کی جس کے واسطے کوئی انتہا نہیں اس واسطے کہ جلدی کرنا طرف عمدہ چیزوں کے دنیا میں نہیں ہے خوب سو بے رغبتی کی دنیا میں واسطے آخرت کے اور حکم کیا ساتھ اس کے اور منع کیا ہر طرف سے میں کہتا ہوں اور شاید مراد ابن بطال کی بیان کرنا سبب تحریم کا ہے سو مستقیم ہوگا جو کہا اس نے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے مردوں کے بیچنا ریشمی کپڑے کا اور تصرف کرنا اس میں ساتھ ہبہ اور ہدیہ کے نہ پہننا اس کا اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے سلوک کرنا قریبی کافر سے اور احسان کرنا اس کی طرف ساتھ ہدیہ کے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے تحفہ بھیجنا کافر کو اگرچہ حربی ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ کافر نہیں ہے مخاطب ساتھ فروع کے اس کے واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب منع کیے گئے پہننے اس جوڑے کے سے تو انہوں نے اپنے بھائی مشرک کو مکے میں تحفہ بھیجا اور نہ انکار کیا اوپر اس کے لیکن احتمال ہے کہ ہو یہ اصل اباحت پر اور مشروع ہونا خطاب کافر کا ساتھ فروع کے اس واقعہ سے متاخر ہوا ہو، واللہ اعلم۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَجَوَّزُ مِنَ اللِّبَاسِ وَالْبُسُطِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ تھے حضرت ﷺ فراخی کرتے لباس سے اور بستروں سے۔

فائدہ: یعنی استعمال کرتے جو میسر ہوتا اور نہ تکلف اور تنگی کرتے ساتھ اختصار کرنے کے خاص ایک قسم پر یا نہ تکلف کرتے ساتھ حاصل کرنے عمدہ اور قیمتی چیز کے۔

٥٣٩٥ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَبِثْتُ سَنَةً وَّأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ أَهَابُهُ فَنَزَلَ يَوْمًا مَنْزِلًا فَدَخَلَ الْأَرَاكَ فَلَمَّا خَرَجَ سَأَلْتُهُ فَقَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَا نَعُدُّ النِّسَآءَ شَيْئًا فَلَمَّا جَآءَ الْإِسْلَامُ وَذَكَرَهُنَّ اللّٰهُ رَأَيْنَا لَهُنَّ بِذٰلِكَ عَلَيْنَا حَقًّا مِّنْ غَيْرِ أَنْ نُدْخِلَهُنَّ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ أُمُوْرِنَا وَكَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ امْرَأَتِيْ كَلَامٌ فَأَغْلَظَتْ لِيْ فَقُلْتُ لَهَا وَإِنَّكِ لَهُنَاكِ قَالَتْ تَقُوْلُ هٰذَا لِيْ وَابْنَتُكَ تُؤْذِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُ حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا إِنِّيْ أُحَذِّرُكِ أَنْ تَعْصِي اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَتَقَدَّمْتُ إِلَيْهَا فِيْ أَذَاهُ فَأَتَيْتُ أُمَّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ لَهَا فَقَالَتْ أَعْجَبُ مِنْكَ يَا عُمَرُ قَدْ دَخَلْتَ فِيْ أُمُوْرِنَا فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ فَرَدَّدَتْ وَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَابَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُهُ أَتَيْتُهُ بِمَا يَكُوْنُ

٥٣٩٥ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک سال توقف کیا اور میں چاہتا تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھوں حال ان دو عورتوں کا جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنج دینے پر اتفاق کیا تھا سو مجھ کو ان سے ہیبت آتی تھی کہ پوچھوں سو ایک دن ایک جگہ اترے اور پیلو کے درختوں میں داخل ہوئے یعنی واسطے قضائے حاجت کے سو جب نکلے تو میں نے ان سے پوچھا یعنی وہ کون عورتیں ہیں ؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا پھر کہا کہ ہم جاہلیت کے زمانے میں عورتوں کو کچھ چیز نہیں گنتے تھے سو جب اسلام آیا اور اللہ نے ان کو ذکر کیا یعنی قرآن میں تو ہم نے اس سے معلوم کیا کہ ان کو ہم پر حق ہے بغیر اس کے کہ ہم ان کو کسی کام میں دخل دیں اور میرے اور میری عورت کے درمیان کچھ بات تھی سو اس نے مجھ سے سخت کلامی کی تو میں نے اس سے کہا کہ بے شک تو اس جگہ ہے یعنی میرے سامنے مت آیا میرے سامنے مت بول اس نے کہا کہ تو مجھ سے یہ کہتا ہے اور حالانکہ تیری بیٹی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتی ہے سو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے اس سے کہا کہ بے شک میں تجھ کو ڈراتا ہوں اس سے کہ تو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے ڈرایا میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا سے اور عذاب سے جو واقع ہوتا ہے بسبب ایذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے اس سے کہا یعنی جو حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا تو اس نے کہا کہ میں تعجب کرتی ہوں تجھ سے اے عمر! البتہ تو ہمارے سب کاموں میں داخل ہوا سو نہ

وَإِذَا غِبْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ أَتَانِيْ بِمَا يَكُوْنُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَنْ حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ اسْتَقَامَ لَهُ فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا مَلِكُ غَسَّانَ بِالشَّامِ كُنَّا نَخَافُ أَنْ يَأْتِيَنَا فَمَا شَعَرْتُ إِلَّا بِالْأَنْصَارِيِّ وَهُوَ يَقُوْلُ إِنَّهُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ قُلْتُ لَهُ وَمَا هُوَ أَجَآءَ الْغَسَّانِيُّ قَالَ أَعْظَمُ مِنْ ذَاكَ طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآئَهُ فَجِئْتُ فَإِذَا الْبُكَآءُ مِنْ حُجَرِهِنَّ كُلِّهَا وَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَعِدَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهُ وَعَلٰى بَابِ الْمَشْرُبَةِ وَصِيْفٌ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِيْ فَأَذِنَ لِيْ فَدَخَلْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَصِيْرٍ قَدْ أَثَّرَ فِيْ جَنْبِهِ وَتَحْتَ رَأْسِهِ مِرْفَقَةٌ مِّنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ وَّإِذَا أُهُبٌ مُّعَلَّقَةٌ وَّقَرَظٌ فَذَكَرْتُ الَّذِيْ قُلْتُ لِحَفْصَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَالَّذِيْ رَدَّتْ عَلَيَّ أُمُّ سَلَمَةَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبِثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ.

باقی رہا مگر یہ کہ تو حضرت ﷺ اور آپ کی بیویوں کے درمیان داخل ہو سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو جواب دیا اور ایک انصاری مرد میرا ہمسایہ تھا جب حضرت ﷺ سے غائب ہوتا اور میں آپ کے پاس موجود ہوتا تو لاتا میں اس کے پاس خبر اس چیز کی کہ حادث ہوتی یعنی جو نیا حکم نکلتا اس کی چیز اس کو آ دیتا اور جب میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر نہ ہوتا اور وہ حاضرت ہوتا تو لاتا میرے پاس خبر اس چیز کی کہ حادث ہوتی حضرت ﷺ سے اور جو لوگ کہ حضرت ﷺ کے گرد تھے یعنی مدینے کے آس پاس رہتے تھے سب آپ کے واسطے سیدھے ہو گئے تھے یعنی سب مطیع ہو گئے تھے سو نہ باقی رہا تھا مگر بادشاہ غسان کا جو شام میں تھا ہم ڈرتے تھے کہ وہ ہم پر چڑھ آئے سو نہ جانا میں نے انصاری کی کلام کو اور حالانکہ وہ کہتا تھا کہ بے شک شان یہ ہے کہ البتہ پیدا ہوا ایک حادثہ میں نے اس سے کہا اور وہ کیا ہے؟ غسانی آیا؟ کہا اس سے بڑھ کر حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی سو میں آیا سو اچانک میں نے دیکھا کہ ان کے سب حجروں سے رونے کی آواز آتی ہے اور اچانک دیکھا کہ حضرت ﷺ اپنے بالا خانے میں چڑھے ہیں اور بالا خانے کے دروازے پر ایک غلام ہے سو میں اس کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ میرے واسطے پروانگی مانگ یعنی اور اس نے پروانگی مانگی حضرت ﷺ نے پروانگی دی سو میں داخل ہوا سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ چٹائی پر لیٹے ہیں البتہ چٹائی نے آپ کے پہلو میں اثر کیا ہے یعنی پہلو میں اس کا نشان پڑا ہے اور حضرت ﷺ کے سر کے نیچے تکیہ ہے چمڑے کا کھجور کی چھیل سے بھرا ہوا اور اچانک میں نے دیکھا کہ کچے چمڑے میں

لٹکے ہوئے اور پتے درخت سلم کے جن کے ساتھ دباغت دی جاتی ہے سو میں نے کہا حضرت ﷺ سے جو حفصہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا اور جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو جواب دیا تو حضرت ﷺ ہنسے سو حضرت ﷺ بالا خانے میں انتیس رات ٹھہرے پھر اترے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے حضرت ﷺ کا سونا ہے چٹائی پر اور آپ کے سر کے نیچے تکیہ تھا کھجور کی چھیل سے بھرا ہوا اور مرفقہ اس چیز کو کہتے ہیں کہ آرام کیا جاتا ہے ساتھ اس کے تکیہ ہو یا کچھ اور اور یہ جو کہا فما شعرت یعنی نہ جانا میں نے مگر یہ کہ انصاری کہتا ہے اور احتمال ہے کہ ما نافیہ ہو بغیر حاجت کے طرف استثناء کی اور مراد مبالغہ ہے بیچ نفع کرنے شعور اپنے کے ساتھ کلام انصاری کے شدت اس چیز کے سے کہ ہجوم کیا اس پر خبر سے جس کی اس نے ان کو خبر دی اور زیادہ ثبوت کے واسطے دو بار اس سے پوچھا۔ (فتح)

٥٣٩٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُّوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ كَمْ مِّنْ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَتْ هِنْدٌ لَهَا أَزْرَارٌ فِيْ كُمَّيْهَا بَيْنَ أَصَابِعِهَا.

٥٣٩٦۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک رات سو کر جاگے اور حالانکہ آپ کہتے تھے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے آج کی رات کیا کیا فتنے فساد اترے ہیں اور اور کیا کیا رحمت کے گنج کے گنج اترے ہیں کوئی ہے کہ حجرے والی عورتوں کو جگائے یعنی تا کہ تہجد کی نماز پڑھیں بہت عورتیں دنیا میں کپڑے پہننے والی ہیں قیامت میں ننگی ہیں یعنی دنیا میں باعزت اور آخرت میں گناہ سے فضیحت اور کہا زہری نے اور ہند کے واسطے تکمے تھے اس کے کرتے کی آستینوں میں اس کی انگلیوں کے درمیان۔

فائدہ: اس حدیث میں حضرت ﷺ نے اسلام کی فتوح کی اور جو فساد کہ اس امت میں ہونے والے ہیں ان کی خبر دی کہا ابن بطال نے کہ جوڑا حضرت ﷺ نے خزانوں کے اترنے کو ساتھ فتنوں کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ وہ اس کا سبب ہوتے ہیں اور یہ کہ میانہ روی کام میں بہتر ہے اکثار سے اور زیادہ تر سالم ہے فتنے سے اور مطابقت حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ ڈرایا حضرت ﷺ نے باریک کپڑے کے پہننے سے جس میں سے بدن نظر آئے تا کہ نہ ننگی ہوں آخرت میں اور جو حکایت کی ہے زہری نے ہند سے اس کی

تائید کرتی ہے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ حضرت ﷺ باریک کپڑا نہیں پہنتے تھے اس واسطے کہ جب ڈرایا اس کے پہننے سے ستر ظاہر ہونے کے سبب سے تو ہوں گے اولیٰ ساتھ صفت کمال کے اپنے غیر سے اور یہ مبنی ہے ایک قول پر کہ کاسیة عاریة سے کیا مراد ہے کما سیاتی بیانه فی کتاب الفتن انشاء اللہ تعالیٰ اور احتمال ہے کہ دونوں حدیثیں ترجمہ پر بالتوزیع دلالت کرتی ہوں سو حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی مطابق ہے واسطے بستروں کے اور حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مطابق ہے واسطے لباس کے اور یہ جو کہا کہ ہند کے واسطے تکمے تھے اس کی آستینوں میں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہند ڈرتی تھی کہ ظاہر ہو اس کے بدن کچھ چیز بسبب فراخ ہونے اس کے آستینوں کے سو اس نے اس کو تکمے لگائے تھے تا کہ اس کے بدن سے کچھ چیز ظاہر نہ ہو پس داخل ہو کاسیة عاریة میں یعنی بہت عورتیں دنیا میں لباس پہنتی ہیں کہ ان کا بدن اس سے نظر آتا ہے بسبب باریک ہونے کپڑے کے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُدْعٰى لِمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيْدًا.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ دعا کی جائے واسطے اس کے جو نیا کپڑا پہنے۔

فائدہ: شاید نہیں ثابت ہوئی نزدیک بخاری رحمہ اللہ کے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ حضرت ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ پر کپڑا دیکھا سو فرمایا کہ کپڑا پہن اور زندہ رہ تعریف کیا ہوا اور مر شہید ہو کر روایت کی ہے یہ حدیث نسائی نے اور نیز اس چیز میں کہ دعا کرے نیا کپڑا پہننے والا کئی حدیثیں ہیں ان میں سے ایک یہ حدیث ہے جو ابوداؤد وغیرہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ دستور تھا کہ جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے عمامہ یا کرتہ یا چادر پھر کہتے الٰہی! تجھی کو سب حمد ہے تو ہی نے مجھ کو یہ کپڑا پہنایا مانگتا ہوں تجھ اس کی خیر کہ خیریت سے بدن پر رہے کوئی آفت نہ پہنچے اور خیر اس کی جس کے واسطے بنایا گیا یعنی اس کو پہن کر بندگی کروں اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری اس کی بدی سے اور بدی اس چیز کی سے جس کے واسطے بنایا گیا یعنی اس کو پہن کر گناہ نہ کروں اور روایت کی ترمذی نے عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع کہ جو نیا کپڑا پہنے سو کہے سب شکر ہے واسطے اس کے جس نے مجھ کو کپڑا پہنایا جس سے میں اپنے ستر کو ڈھانپوں اور اپنی زندگی میں زینت کروں پھر پرانے کپڑے کو خیرات کر ڈالے تو ہوتا ہے اللہ کی نگہبانی میں زندگی میں اور مرنے کے بعد اور روایت کی ہے احمد اور ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ جو نیا کپڑے پہنے سو کہے شکر ہے اللہ کا جس نے مجھ کو یہ کپڑا پہنایا اور روزی دی مجھ کو بغیر حیلے اور قوت کے میری جانب سے تو اس کے اگلے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ (فتح)

٥٣٩٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ أُمُّ خَالِدٍ بِنْتُ خَالِدٍ قَالَتْ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

٥٣٩٧۔ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس کپڑے لائے گئے جن میں ایک سیاہ چادر تھی حضرت ﷺ نے فرمایا تم کس کو دیکھتے ہو کہ ہم یہ چادر پہنائیں سو لوگ چپ رہے سو فرمایا کہ ام خالد رضی اللہ عنہا کو

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ سَوْدَآءُ قَالَ مَنْ تَرَوْنَ نَكْسُوهَا هٰذِهِ الْخَمِيصَةَ فَأُسْكِتَ الْقَوْمُ قَالَ ائْتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ فَأُتِيَ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلْبَسَنِيهَا بِيَدِهٖ وَقَالَ أَبْلِي وَأَخْلِقِي مَرَّتَيْنِ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلٰى عَلَمِ الْخَمِيصَةِ وَيُشِيرُ بِيَدِهٖ إِلَيَّ وَيَقُولُ يَا أُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَا وَيَا أُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَا وَالسَّنَا بِلِسَانِ الْحَبَشِيَّةِ الْحَسَنُ قَالَ إِسْحَاقُ حَدَّثَتْنِي امْرَأَةٌ مِّنْ أَهْلِي أَنَّهَا رَأَتْهُ عَلٰى أُمِّ خَالِدٍ.

میرے پاس لاؤ سو میں حضرت مَثَاثِیْمُ کے پاس لائی گئی حضرت مَثَاثِیْمُ نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے وہ چادر پہنائی حضرت مَثَاثِیْمُ نے فرمایا کہ تیری زندگی دراز ہو یہاں تک کہ گل جائے کپڑا اور پھٹ جائے یہ حضرت مَثَاثِیْمُ نے دو بار فرمایا سو حضرت مَثَاثِیْمُ نے شروع کیا کہ چادر کے نقش کی طرف دیکھتے اور اپنے ہاتھ سے میری طرف اشارہ کرتے سو فرماتے اے ام خالد! یہ خوب ہے دو بار فرمایا اور سنا کہ معنی حبش کی زبان میں خوب ہیں کہا اسحاق نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ایک عورت نے میرے گھر والوں میں سے کہ اس نے اس کو ام خالد پر دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح باب الخمیصہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ.

مردوں کو زعفران لگانا منع ہے۔

فائدہ: یعنی بدن میں اور قید کیا ہے ساتھ مردوں کے تا کہ نکل جائے عورت یعنی عورت کو منع نہیں۔ (فتح)

٥٣٩٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ.

٥٣٩٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مَثَاثِیْمُ نے منع فرمایا اس سے کہ مرد زعفران لگائے یعنی بدن میں۔

فائدہ: اور اختلاف ہے کہ مرد کو زعفران کا لگانا کس وجہ سے منع ہے کیا اس کی بو کے واسطے ہے کہ وہ عورتوں کی خوشبو ہے اور اسی واسطے آئی ہے زجر خلوق سے یا واسطے رنگ اس کے کی پس لاحق ہوگی ساتھ اس کے ہر زردی اور البتہ نقل کیا ہے بیہقی نے شافعی رحمہ اللہ سے کہ اس نے کہا کہ میں منع کرتا ہوں حلال مرد کو ہر حال میں یہ زعفران لگائے اور میں اس کو حکم کرتا ہوں کہ جب زعفران لگائے تو اس کو دھو ڈالے اور میں رخصت دیتا ہوں اس کپڑے میں جس کسم سے رنگا ہوا ہو اس واسطے کہ میں نے نہیں پایا کسی کو اس سے حکایت کرتا ہو مگر جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو منع کیا اور میں نہیں کہتا کہ تم کو منع کیا کہا بیہقی نے کہ البتہ وارد ہوا ہے یہ غیر علی رضی اللہ عنہ سے بھی اور بیان کی حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت مَثَاثِیْمُ نے مجھ پر دو کپڑے کسم سے رنگے ہوئے دیکھے سو فرمایا کہ یہ کفار کے کپڑوں میں سے ہیں سو نہ پہن ان کو روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ میں ان کو دھو ڈالوں؟ حضرت مَثَاثِیْمُ

نے فرمایا نہ بلکہ ان کو جلا ڈال کہا بیہقی نے اگر یہ حدیث شافعی رحمہ اللہ کو پہنچتی تو اس کے ساتھ قائل ہوتا واسطے پیروی کرنے سنت کے موافق عادت اپنی کے اور البتہ مکروہ رکھا ہے کسنبی کپڑے کو ایک جماعت نے سلف سے اور رخصت دی ہے اس میں ایک جماعت نے اور جو کراہت کے ساتھ قائل ہیں ان میں سے ہے حلیمی اور پیروی سنت کی اولیٰ ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں کہ مضبوط کیا ہے بیہقی نے مسئلہ کو اور رخصت دی ہے مالک رحمہ اللہ نے کسنبی اور زعفرانی کپڑے میں گھروں میں اور مکروہ جانا ہے اس کو مجلسوں اور محفلوں میں اور عنقریب آئے گی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی زردی میں اور پہلے گزر چکی ہے نکاح میں حدیث انس رضی اللہ عنہ کی عبدالرحمٰن کے قصے میں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس پر زردی کا نشان تھا اور پہلے گزر چکا ہے جواب اس سے کہ وہ زردی اس کے کپڑے میں تھی اس کو عورت سے لگ گئی تھی اور اس کے بدن میں نہ تھی اور بدن میں زعفران لگانا سخت تر ہے کپڑے میں لگانے سے اور البتہ روایت کی ہے ابوداؤد اور ترمذی نے کہ زبل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس پر زردی کا نشان تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکروہ جانا سو جب وہ کھڑا ہوا تو فرمایا کہ اگر تم اس کو حکم کرو کہ اس زردی کو چھوڑ دے تو خوب ہو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حاضر ہوتے فرشتے کافر کے جنازے میں اور نہ جو زعفران سے آلودہ ہو اور عمار کی حدیث میں ہے کہ میں رات کو اپنے گھر والوں کے پاس آیا اور حالانکہ میرے ہاتھ پھٹ گئے تھے سو انہوں نے مجھ کو زعفران لگائی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سلام کا جواب نہ دیا اور فرمایا کہ جا کر اس کو دھو ڈال۔ (فتح)

بَابُ الثَّوْبِ الْمُزَعْفَرِ.

باب ہے بیچ بیان اس کپڑے کے جو زعفران سے رنگا گیا ہو۔

٥٣٩٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِوَرْسٍ أَوْ بِزَعْفَرَانٍ.

٥٣٩٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ کہ پہنے محرم وہ کپڑا جس میں ورس اور زعفران لگی ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں محرم کی قید ہے یعنی احرام کی حالت میں زعفرانی کپڑا پہننا جائز نہیں اس سے لیا جاتا ہے کہ جائز ہے حلال یعنی غیر محرم کو پہننا اس کپڑے کا جو زعفران سے رنگا گیا کہا ابن بطال نے کہ جائز رکھا ہے مالک رحمہ اللہ نے اور ایک جماعت نے پہننا اس کپڑے کا جو زعفران سے رنگا گیا ہو واسطے غیر محرم کے اور کہا انہوں نے کہ نہی اس سے خاص محرم کے واسطے ہے اور حمل کیا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ

اور کوفیوں نے محرم اور غیر محرم پر اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو آئندہ آتی ہے دلالت کرتی ہے جواز پر اس واسطے کہ اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زردی کے ساتھ خضاب کیا کرتے تھے اور روایت کی ہے حاکم نے ابن جعفر کی حدیث سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دو کپڑے تھے زعفران سے رنگے ہوئے اور اس کی سند میں راوی ضعیف ہے اور روایت کی ہے طبرانی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر اور ازار زعفران سے رنگی اور اس کی سند میں راوی مجہول ہے اور غریب ہے قول ابن عربی کا کہ نہیں وارد ہوئی زرد کپڑے میں کوئی حدیث اور حالانکہ وارد ہوئی ہیں اس میں چند حدیثیں جیسا کہ دیکھا تو نے۔ (فتح)

بَابُ الثَّوْبِ الْأَحْمَرِ.

باب ہے بیچ بیان سرخ کپڑے کے۔

٥٤٠٠ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْهُ.

۵۴۰۰۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے اور میں نے آپ کو سرخ جوڑے میں دیکھا اور میں نے اس سے کوئی چیز خوب تر نہیں دیکھی۔

فائدہ: اور واسطے ابوداؤد کے ہلال بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا منیٰ میں اونٹ پر خطبہ پڑھتے تھے اور آپ پر سرخ چادر تھی اور اس کی سند حسن ہے اور سرخ کپڑے کے پہننے میں سلف کے سات قول ہیں اول یہ کہ جائز ہے مطلق مروی ہے یہ علی رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اور براء رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب سے اور سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور نخعی رحمہ اللہ اور شعبی رحمہ اللہ اور ابوقلابہ رحمہ اللہ وغیرہ ایک گروہ تابعین سے دوسرا قول یہ کہ منع ہے مطلق واسطے حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی جو پہلے گزری اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کسی پر کسنبی کپڑا دیکھتے تو اس کو کھینچتے اور کہتے کہ اس کو عورتوں کے واسطے چھوڑو اور ابن ابی شیبہ نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سرخی شیطان کی زینت ہے اور شیطان چاہتا ہے سرخی کو اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرا اور اس پر دو سرخ کپڑے تھے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سلام کا جواب نہ دیا روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے اور کہا کہ حسن ہے تیسرا قول یہ کہ مکروہ ہے وہ کپڑا جو بہت گاڑھا سرخ ہو نہ وہ جو خفیف سرخ ہو یہ مروی ہے مجاہد رحمہ اللہ اور عطاء رحمہ اللہ اور طاؤس رحمہ اللہ سے چوتھا قول یہ ہے کہ مکروہ ہے پہننا سرخ کپڑے کا مطلق واسطے قصد زینت اور شہرت کے اور جائز ہے گھروں میں اور محنت میں یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے پانچواں قول یہ کہ جائز ہے پہننا اس کپڑے کا جو بننے سے پہلے رنگا گیا ہو اور منع وہ ہے جو بننے کے بعد رنگا گیا ہو مائل کی ہے اس کی طرف خطابی نے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ جو حدیثوں

میں وارد ہے کہ حضرت ﷺ نے سرخ جوڑا پہنا وہ یمن کی چادر ہے اور یمن کی چادروں کا سوت پہلے رنگا جاتا ہے پھر بنا جاتا ہے چھٹا قول خاص ہونا نہی کا ہے ساتھ اس کپڑے کے کہ جو رنگا جائے کسم سے واسطے وارد ہونے نہی کے اس سے اور جو اس کے غیر سے رنگا جائے وہ منع نہیں اور وارد ہوتی ہے اس پر حدیث مقدام رضی اللہ عنہ کی جو پہلے گزری ساتواں قول یہ ہے کہ منع خاص ہے ساتھ اس کپڑے کے جو سب سرخ ہو اور بہرحال جس کپڑے میں کہ سرخ کے سوائے اور رنگ بھی ہو سفید یا سیاہ وغیرہ سے تو وہ منع نہیں اور اسی پر محمول ہیں حدیثیں جو وارد ہیں سرخ جوڑے میں اس واسطے کہ یمن کے جوڑوں میں سرخ خطوط وغیرہ ہوتے ہیں یعنی اور باقی اور رنگ ہوتا ہے اور کہا طبری نے کہ میری رائے یہ ہے کہ جائز ہے پہننا کپڑے رنگے ہوئے کا ہر رنگ سے لیکن میں نہیں چاہتا پہننا اس کپڑے کا کہ گاڑھا سرخ ہو اور نہ پہننا سرخ کپڑے کا مطلق ظاہر کپڑوں سے اوپر اس واسطے کہ یہ لباس اہل مروت کا نہیں ہمارے زمانہ میں اور یہ ممکن ہے کہ آٹھواں قول ہو اور تحقیق اس مقام میں یہ ہے کہ نہی سرخ کپڑے کے پہننے سے اگر ہو اس سبب سے کہ وہ کفار کا لباس ہے تو قول اس میں مانند قول میثرہ میں اور اگر ہو اس سبب سے کہ اس میں عورتوں کی مشابہت ہے تو وہ راجع ہے طرف زجر کی مشابہت کرنے سے ساتھ عورتوں کے سو اس میں نہی لذاتہ نہ ہو گی اور اگر ہو بسبب شہرت کے تو منع کیا جائے اس سے جس جگہ کہ واقع ہو ورنہ قوی ہے جو مذہب امام مالک رحمہ اللہ علیہ کا ہے جو گھروں میں جائز ہے مجلسوں میں جائز نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَآءِ.

باب ہے بیچ بیان زین پوش سرخ کے۔

٥٤٠١ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَآئِزِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْقَسِّيِّ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ.

٥٤٠١۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو سات چیزوں کا حکم کیا بیمار کی خبر لینا اور جنازے کے ساتھ جانا اور چھینکنے والے کو جواب دینا اور ہم کو منع کیا ریشم اور دیبا اور قسی اور استبرق کے پہننے سے اور زین پوش سرخ کے استعمال سے۔

فائدہ: دیبا اور استبرق دو قسم کا ریشمی کپڑا ہے بہت عمدہ اور نفیس اور بہرحال میثرہ سو اس کا بیان پہلے ہو چکا ہے اور البتہ روایت کی ہے احمد اور نسائی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا سرخ زین پوش سے اور روایت کی ہے اصحاب سنن نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو منع کیا سونے کی انگوٹھی سے اور قسی اور سرخ زین پوش کے پہننے سے کہا ابو عبید نے کہ سرخ زین پوش جس سے نہی وارد ہوئی ہے وہ دیبا اور ریشم سے تھی عجمی لوگ اس پر سوار ہوتے تھے کہا طبری نے

کہ وہ ایک دعا ہے کہ گھوڑے کی زین پر رکھا جاتا ہے یا اونٹ کے کجاوے پر ارغوان سے اور حکایت کی مشارق میں کہ وہ ایک زین ہے ریشمی اور ایک قول یہ ہے کہ وہ پردہ ہے زین کا ریشم سے اور بعض نے کہا ایک گدیلا ہے کہ روئی سے بھرا جاتا ہے سوار اس کو اپنے نیچے ڈالتا ہے اور یہ موافق ہے طبری کی تفسیر کو اور تینوں قول جو مذکور ہوئے ہیں کہ باہم مخالف نہ ہوں بلکہ ہر ایک کو میثرہ کہا جاتا ہے اور ہر تقدیر پر پس میثرہ اگر ریشم سے ہو تو نہی اس میں مانند نہی کی ہے بیٹھنے سے ریشمی کپڑے پر لیکن تقیید اس کی ساتھ احمر کے خاص تر ہے مطلق ریشم سے پس منع ہوگا اگر ہو ریشم اور مؤکد ہو گا منع اگر ہو سرخ باوجود اس کے اور اگر غیر ریشم سے ہو تو نہی اس میں واسطے زجر کے ہے مشابہ ہونے سے ساتھ عجمیوں کے کہا ابن بطال نے کہ کلام طبری کا تقاضا کرتا ہے برابری کو منع ہونے میں سوار ہونے سے اوپر اس کے برابر ہے کہ ریشم ہو یا اس کے غیر سے سو ہوگا منع کرنا اس سے جب کہ نہ ہو ریشم سے واسطے تشبیہ کے یا واسطے اسراف کے یا واسطے زینت کے اور اس کے موافق ہے تفصیل کراہت کی درمیان تحریم اور کراہت کے اور بہر حال قید کرنا ساتھ سرخی کے سو جو محمول کرتا ہے مطلق کو مقید پر اور وہ اکثر ہیں خاص کرتا ہے منع کو ساتھ اس کپڑے کے کہ سرخ ہو اور ارجوان جو اس حدیث میں واقع ہوا ہے تو اس کی مراد میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ وہ کپڑا ہے جو رنگا گیا ہو نہایت سرخ اور وہ رنگ ایک درخت کا ہے جو نہایت خوب رنگ ہے اور بعض نے کہا کہ وہ اُون سرخ ہے اور بعض نے کہا کہ ہر چیز سرخ ارجوان ہے سو اگر ہم قائل ہوں ساتھ خاص ہونے نہی کے ساتھ سرخ کے تو معنی نہی میں اس سے وہ چیز ہے جو اس کے غیر میں ہے جیسے کہ پہلے باب میں گزرا اور اگر ہم قائل ہوں کہ نہیں خاص ہے ساتھ سرخ کے تو معنی نہی کے اس سے وہ چیز ہے کہ اس میں ہے آسودگی سے اور کبھی عادت ہو جاتی ہے اس کی کسی شخص کو سو دشوار ہوتا ہے اس پر چھوڑنا اس کا سو ہوگی نہی اس سے نہی ارشاد کی واسطے مصلحت دنیاوی کے اور اگر ہم کہیں کہ نہی اس سے بسبب تشبیہ کے ہے ساتھ عجمیوں کے تو وہ واسطے مصلحت دینی کے ہے لیکن اس وقت ان کا شعار تھا اور حالانکہ وہ کافر تھے پھر جب کہ ہو گیا اب کہ وہ ان کے ساتھ خاص نہیں تو دور ہوا معنی یہ پس دور ہوگی کراہت، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ النِّعَالِ السِّبْتِيَّةِ وَغَيْرِهَا. باب ہے بیچ بیان سبتی جوتوں کے اور غیر ان کے۔

فائدہ: کہا ابن عربی نے کہ جوتا پیغمبروں کا لباس ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پکڑا ہے لوگوں نے اس کے غیر کو واسطے اس چیز کے کہ ان کی زمین میں ہے مٹی سے اور کبھی نعل کہا جاتا ہے اس کو جو قدم کو بچائے اور یہ جو کہا سبتیہ تو کہا ابو عبید نے کہ سبتی کے معنی ہیں دباغت دی گئی ساتھ قرظ کے اور بعض نے کہا کہ سبتی وہ ہے جس کے بال اور کیے گئے ہوں اور تائید کی گئی ہے ساتھ جواب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جو باب میں مذکور ہے اور کہا اصمعی اور خلیل نے کہ وہ دباغت دی گئی ہے اور کہا انہوں نے کہ کہا گیا اس کو سبتی اس واسطے کہ وہ نرم اور ملائم ہوگئی ہے ساتھ رنگنے کے کہا ابو عبید نے کہ تھے جاہلیت میں نہ پہنتے تھے جوتے دباغت دیئے گئے کو مگر وسعت والے لوگ۔ (فتح)

٥٤٠٢ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سَعِيْدٍ أَبِيْ مَسْلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ نَعْلَيْهِ قَالَ نَعَمْ.

۵۴۰۲۔ حضرت ابو مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں جوتوں میں نماز پڑھتے تھے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٤٠٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ مَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّيْ لَمْ أَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعَرٌ وَّيَتَوَضَّأُ فِيْهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا وَأَمَّا الْإِهْلَالُ فَإِنِّيْ لَمْ أَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ

۵۴۰۳۔ حضرت عبید بن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے تجھ کو دیکھا تو چار چیز کرتا ہے کہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو تیرے ساتھیوں سے کہ ان کو کرتا ہو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا کہ میں نے تجھ کو دیکھا کہ نہیں ہاتھ لگاتا تو اور چومتا کعبے کے رکنوں سے مگر دونوں یمانی رکنوں کو اور میں نے تجھ کو دیکھا تو سبتی جوتا پہنتا ہے اور میں نے تجھ کو دیکھا تو زردی سے خضاب کرتا ہے یا کپڑے کو رنگتا ہے اور میں نے تجھ کو دیکھا کہ جب تو مکے میں ہوتا ہے تو لوگ احرام باندھتے ہیں جب کہ ذبیحہ کا چاند دیکھتے ہیں اور تو احرام نہیں باندھتا یہاں تک کہ آٹھویں کا دن ہو تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کہ بہر حال ارکان کعبے کے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ ہاتھ لگاتے ہوں مگر دونوں رکنوں کو اور بہر حال جوتا سبتی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پہنتے تھے وہ جوتا جس میں بال نہ ہوں اور وضو کرتے بیچ اس کے سو میں چاہتا ہوں کہ اس کو پہنوں اور بہر حال زردی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس کے ساتھ خضاب کرتے تھے سو میں چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ خضاب کروں اور بہر حال احرام باندھنا سو میں نے نہیں دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھتے یہاں تک کہ کھڑے ہو کر سیدھی ہوتی ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سواری آپ کی یعنی اس

حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ.

جگہ سے کہ وہاں سے مدینے کا میقات ہے یعنی حضرت ﷺ نے مکے میں چاند دیکھنے کے دن احرام نہیں باندھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور بہر حال پہننا جوتے سبتی کا سو یہی ہے مقصود اس جگہ اور قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا کہ وہ جوتا پہنتے تھے جس میں بال نہ ہوں تائید کرتا ہے تفسیر مذکور کو اور کہا خطابی نے کہ سبتی وہ جوتا ہے جو رنگا گیا ہو ساتھ قرظ کے اور وہی ہے جس کے بال مونڈھے گئے ہوں اور کبھی تمسک کرتا ہے ساتھ اس کے جو دعویٰ کرتا ہے کہ بال ناپاک ہو جاتے ہیں مرنے سے اور یہ کہ نہیں اثر کرتی ہے اس میں دباغت اور نہیں دلالت ہے اس حدیث میں واسطے اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ حضرت ﷺ سبتی پہنتے تھے اور اس کو چاہتے تھے اس پر کہ جائز ہے پہننا جوتے کا ہر حال میں اور کہا احمد رحمہ اللہ نے کہ مکروہ ہے پہننا اس کا قبروں میں اور ثابت ہو چکی ہے حدیث حضرت ﷺ کی کہ آپ نے جوتوں میں نماز پڑھی اور جب جوتوں کے ساتھ مسجد میں جانا جائز ہے تو قبروں میں جانا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور ثابت ہو چکا ہے حدیث میں کہ مردہ لوگوں کی جوتوں کی آواز سنتا ہے جب کہ اس سے پیٹھ دے کر پھرتے ہیں اور یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ جوتے کے ساتھ قبروں میں جانا جائز ہے کہ ایک اور حدیث میں ہے کہ قبروں میں جوتے کے ساتھ جانا منع ہے میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ ہو نہی واسطے اکرام مردے کے جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ قبر پر بیٹھنا منع ہے اور نہیں ہے ذکر سبتی کا واسطے تخصیص کے بلکہ اتفاقا یہ واقع ہوا ہے اور منع تو قبروں پر چلنا ہے ساتھ جوتوں کے۔ (فتح)

٥٤٠٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ وَقَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

٥٤٠٤۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا کہ پہنے حج کا احرام باندھنے والا وہ کپڑا جس میں زعفران یا ورس لگی ہو کہا اور جو جوتے نہ پائے تو چاہیے کہ موزے پہنے اور چاہیے کہ ان کو کاٹ کر ٹخنوں سے نیچے کر ڈالے۔

٥٤٠٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ

٥٤٠٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس ازار نہ ہو تو چاہیے کہ پاجامہ پہنے اور جس کے پاس جوتے نہ ہوں تو چاہیے کہ موزے پہنے۔

يَكُنْ لَهُ إِزَارٌ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ.

فائدہ: ان حدیثوں میں ہے کہ جوتے کا پہننا مستحب ہے اور روایت کی ہے مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا کہ جوتے پہنا کرو اس واسطے کہ ہمیشہ آدمی سوار رہتا ہے جب تک کہ جوتا پہنا ہوا ہو یعنی وہ مشابہ ہے ساتھ سوار کے بیچ کم ہونے مشقت کے اور خفیف ہونے محنت کے اور سلامتی پاؤں کے راہ کی ایذا سے کہا ہے قرطبی نے کہ یہ کلام بلیغ ہے اور لفظ فصیح ہے اس طور سے کہ نہیں بنا جاتا ہے اس طور پر اور نہیں لائی جاتی ہے مثل اس کی اور وہ ارشاد ہے طرف مصلحت کی اور تنبیہ ہے اس چیز پر کہ ہلکا کرے مشقت کو اس واسطے جو ہمیشہ ننگا چلتا ہے وہ پاتا ہے دکھ اور مشقت سے ساتھ ٹھڈی وغیرہ کے وہ چیز جو بند کرتی ہے اس کو چلنے سے اور منع کرتی ہے اس کو پہنچنے سے طرف مقصود کی مانند سوار کی پس اسی واسطے تشبیہ دی اس کو ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ يَبْدَأُ بِالنَّعْلِ الْيُمْنٰى.

پہلے دائیں پاؤں میں جوتا پہنا جائے۔

٥٤٠٦ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِيْ طُهُوْرِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ.

٥٤٠٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے دائیں طرف سے شروع کرنے کو اپنے پاک کرنے میں یعنی وضو وغیرہ میں اور کنگھی کرنے میں اور جوتے پہننے میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔

بَابُ يَنْزِعُ نَعْلَهُ الْيُسْرٰى.

پہلے بایاں جوتا اتارے۔

٥٤٠٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِيْنِ وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ لِيَكُنِ الْيُمْنٰى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ.

٥٤٠٧۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی جوتا پہنے تو چاہیے کہ اول دائیں پاؤں میں پہنے اور جب اتارے تو چاہیے کہ اول بائیں پاؤں سے اتارے اور چاہیے کہ دونوں میں سے دائیں پاؤں میں جوتا اول پہنا جائے اور پیچھے اتارا جائے۔

فائدہ: کہا ابن عربی نے کہ دائیں طرف سے شروع مشروع ہے سب نیک عملوں میں واسطے فضل دائیں کے حسًا

قوت میں اور شرعاً ندب میں طرف مقدم کرنے اس کے کی اور کہا نووی رحمہ اللہ نے مستحب ہے شروع کرنا دائیں طرف سے ہر چیز میں کہ ہو باب تکریم اور زینت سے اور شروع کرنا بائیں طرف سے اس کی ضد میں مانند داخل ہونے کے پاخانے میں اور اتارنے جوتے اور موزے کے اور نکلنے کے مسجد سے اور استنجاء کرنے کے اور سوائے اس کے مکروہ چیزوں سے کہا حلیمی نے کہ وجہ پہلے اتارنے کی بائیں طرف سے یہ ہے کہ پہننا کرامت ہے اس واسطے کہ وہ نگاہ رکھنا ہے بدن کا اور چونکہ دائیاں اکرام ہے بائیں سے تو شروع کیا گیا ساتھ اس کے پہننے میں اور پیچھے کیا گیا اتارنے میں تا کہ ہو کرامت واسطے اس کے ادوم اور مسئلہ اس کا اس سے اکثر کہا ابن عبدالبر نے کہ جو اول بائیں پاؤں میں جوتا پہنے وہ گنہگار ہوتا ہے واسطے مخالفت سنت کے لیکن نہیں حرام ہے اور نقل کیا ہے عیاض وغیرہ نے اجماع اس پر کہ امر اس میں واسطے استحباب کے ہے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَمْشِيْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ.

نہ چلے ایک جوتے میں۔

٥٤٠٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْشِيْ أَحَدُكُمْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا جَمِيْعًا أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا.

۵۴۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ چلے کوئی ایک جوتے میں اور چاہیے کہ دونوں جوتوں کو اکٹھا پہنے یا دونوں کو اکٹھا اتارے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ حکمت بیچ نہی کے یہ ہے کہ جوتا مشروع ہے واسطے بچانے پاؤں کے اس چیز سے کہ زمین میں ہو کانٹے وغیرہ سے سو جب ایک پاؤں خالی ہو تو محتاج ہوگا چلنے والا یہ کہ بچائے ایک پاؤں کو اس چیز سے کہ نہیں بچاتا ہے اس سے دوسرے کو سو خارج ہوگا بسبب اس کے سیدھی چال سے اور باوجود اس کے نہ نڈر ہوگا گر پڑنے سے اور کہا ابن عربی نے کہ علت اس کی یہ ہے کہ وہ شیطان کی چال ہے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ خارج ہے اعتدال سے کہا بیہقی نے کہ کراہت اس میں واسطے شہرت کے ہے سو دراز ہوتی ہیں آنکھیں اس کی طرف اور البتہ وارد ہوئی ہے نہی شہرت کی لباس سے سو جو چیز اپنے صاحب کو مشہور کرے اس کا حق یہ ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے اور یہ جو مسلم میں ہے کہ جب کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو نہ چلے ایک جوتے میں یہاں تک کہ درست کرے اس کو تو اس کے واسطے کوئی مفہوم نہیں تا کہ دلالت کرے اوپر اجازت کے غیر اس صورت میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ ایک تصویر ہے کہ خارج ہوئی ہے مخرج عادت کی اور ممکن ہے کہ ہو مفہوم موافقت سے اور وہ تنبیہ ہے ساتھ ادنیٰ کے اعلیٰ پر اس واسطے کہ جب منع ہے باوجود حاجت کے تو باوجود عدم احتیاج کے اولیٰ ہوگا اور اس تقریر میں استدراک ہے اس پر جو جائز رکھتا ہے اس کو وقت ضرورت کے اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح اور سوائے

اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ یہ صورت کبھی گمان کیا جاتا ہے کہ وہ خفیف تر ہے بوجہ ہونے اس کے کی واسطے ضرورت کے جو مذکور ہوئی لیکن واسطے علت موجودہ کے اس میں بھی اور یہ دلالت کرتا ہے او پر ضعیف ہونے اس چیز کے جو روایت کی ہے ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کبھی حضرت ﷺ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جاتا تو ایک جوتے میں چلتے یہاں تک کہ اس کو درست کرتے اور یہ جو کہا کہ نہ چلے تو البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو جائز رکھتا ہے کھڑے ہونے کو ایک جوتے میں جب کہ عارض ہو واسطے جوتے کے وہ چیز کہ محتاج ہو طرف درست کرنے اس کے کی اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے اس میں سو نقل کیا ہے عیاض نے مالک رحمہ اللہ سے کہ دوسرے کو بھی اُتار ڈالے اور کھڑا رہے جب کہ ہو زمین گرم میں یا مانند اس کے میں اس چیز سے کہ ضرر کرے اس میں چلنا یہاں تک کہ درست کرے اس کو یا چلے ننگے پاؤں اگر نہ ہو یہ کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ صحیح ہے فتویٰ میں اور حدیث میں اور یہی قول ہے علماء کا اور نہیں تعرض کیا اس نے واسطے صورت جلوس کے یعنی ایک جوتے میں بیٹھنا بھی درست ہے یا نہیں اور ظاہر جواز اس کا ہے بنا بر اس کے کہ علت نہی میں وہ چیز ہے جو پہلے گزری اور روایت کی ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہ چلے کوئی ایک جوتے میں اور نہ ایک موزے میں۔ (فتح)

بَابُ قِبَالَانِ فِیْ نَعْلٍ وَمَنْ رَأَی قِبَالًا وَاحِدًا وَاسِعًا.

دو تسمے ہر ایک جوتے میں اور جو دیکھتا ہے ایک تسمے کو فراخ یعنی جائز ہے۔

فائدہ: ہر جوتے میں دو تسمے ہوتے ہیں سو دو تسمے بھی جائز ہیں اور ایک بھی جائز ہے۔

٥٤٠٩ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهَا قِبَالَانِ.

٥٤٠٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے جوتے کو دو تسمے تھے یعنی ہر ایک کو۔

٥٤١٠ ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ خَرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ بِنَعْلَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ فَقَالَ ثَابِتٌ الْبُنَانِیُّ هٰذِهٖ نَعْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥٤١٠۔ حضرت عیسیٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے ہمارے طرف دو جوتے نکالے کہ ان دونوں کے واسطے یعنی ہر ایک کے واسطے دو تسمے تھے تو کہا ثابت نے کہ یہ حضرت ﷺ کا جوتا ہے۔

فائدہ: یعنی حضرت ﷺ کے پاپوش میں دو تسمے تھے ایک تسمہ تو ہوتا تھا درمیان انگوٹھے کے اور اس انگلی کے کہ اس کے پاس ہے اور ایک تسمہ ہوتا درمیان بیچ کی انگلی کے اور اس انگلی کے کہ اس کے پاس ہے کہ اس کو بنصر کہتے ہیں

عربی زبان میں اور یہ جوتا مثل چپل کی ہوتا ہے اور البتہ روایت کی ہے ترمذی نے شمائل میں کہ حضرت ﷺ کی جوتی کے واسطے دو تسمے تھے دوہرے کہا کرمانی نے کہ دلالت حدیث کی ترجمہ پر اس وجہ سے ہے کہ نعل صادق آتی ہے مجموع اس چیز پر کہ پہنی جاتی ہے پاؤں میں اور بہر حال رکن دوسرا ترجمہ سے سو اس جہت سے ہے کہ مقابلہ ایک چیز کا دوسری چیز سے فائدہ دیتا ہے تقسیم کا سو ہر ایک جوتی کے واسطے ہر پاؤں میں ایک تسمہ ہے میں کہتا ہوں بلکہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس چیز کی طرف کہ وارد ہوئی ہے بعض سلف سے سو روایت کی بزار اور طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مثل اس حدیث انس رضی اللہ عنہ کی اور زیادہ کیا ہے اس نے یہ اور اس طرح واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور پہلے پہل ایک گرہ عثمان رضی اللہ عنہ نے دی۔ (فتح)

بَابُ الْقُبَّةِ الْحَمْرَآءِ مِنْ أَدَمٍ.

سرخ خیمہ چمڑے کا۔

فائدہ: ادم رنگے ہوئے چمڑے کو کہتے ہیں اور شاید کہ وہ رنگا گیا تھا سرخی سے پہلے اس سے کہ خیمہ بنایا جائے۔

٥٤١١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ أَبِي زَآئِدَةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَآءَ مِنْ أَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوْءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَبْتَدِرُوْنَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ.

٥٤١١۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حالانکہ آپ چمڑے کے سرخ خیمے میں تھے اور میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا حضرت ﷺ کے وضو کا پانی پکڑے ہیں اور لوگ جھپٹتے ہیں وضو کے مستعمل پانی پر سو جو اس سے کچھ چیز پاتا اس کو اپنے بدن پر ملتا اور جو اس سے کچھ نہ پاتا اپنے ساتھی کے ہاتھ سے تراوت لیتا یعنی اور اس کو اپنے بدن پر ملتا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ چمڑے کے سرخ خیمے میں تھے کہ وہ مطابق ہے واسطے ترجمہ باب کے اور شاید مراد اس کی اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ حدیث رافع رضی اللہ عنہ کی ضعیف ہے۔ (فتح)

٥٤١٢ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى

٥٤١٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کو بلا بھیجا اور ان کو چمڑے کے ایک خیمہ میں جمع کیا۔

الْأَنْصَارِ وَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِّنْ أَدَمٍ.

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جو کتاب الخمس میں گزر چکی ہے کہا کرمانی نے کہ یہ حدیث نہیں دلالت کرتی ہے کہ خیمہ سرخ تھا لیکن کافی ہے کہ وہ بعض ترجمہ پر دلالت کرتی ہے اور اکثر بخاری رحمہ اللہ اس طرح کرتا ہے، میں کہتا ہوں اور شاید اس نے حمل کیا ہے مطلق کو مقید پر اور یہ واسطے قرب عہد کے ہے اس واسطے کہ جس قصے کو انس رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے وہ جنگ حنین میں تھا اور جس کو ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے حجۃ الوداع میں تھا اور ان کے درمیان برس کا فاصلہ ہے سو ظاہر یہی ہے کہ یہ وہی خیمہ تھا۔ (فتح)

بَابُ الْجُلُوْسِ عَلَى الْحَصِيْرِ وَنَحْوِهٖ.

بیٹھنا چٹائی پر اور جو اس کی مانند ہو۔

فائدہ: بہر حال حصیر سو معروف ہے یعنی چٹائی جو بنائی جاتی ہے کھجور کے پتوں سے اور جو اس کی مشابہ ہے اور لیکن قول اس کا اور نحوہ سو مراد وہ چیزیں ہیں جو بچھائی جاتی ہیں اور نہیں ہے ان کے واسطے قدر بلند۔

٥٤١٣ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْتَجِرُ حَصِيْرًا بِاللَّيْلِ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ وَيَبْسُطُهٗ بِالنَّهَارِ فَيَجْلِسُ عَلَيْهِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَثُوْبُوْنَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهٖ حَتّٰى كَثُرُوْا فَأَقْبَلَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوْا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ مَا دَامَ وَإِنْ قَلَّ.

٥٤١٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو چٹائی کا حجرہ بناتے تھے یعنی اپنے گرد کھڑی کرتے تھے تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن مبارک لوگوں کو نظر نہ آئے سو اس میں نماز پڑھتے تھے اور اس کو دن میں بچھاتے سو اس پر بیٹھتے سو لوگوں نے شروع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے سو آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے یہاں تک کہ بہت لوگ جمع ہوئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو! پکڑو نیک عملوں سے جو تم سے ہو سکیں اس واسطے کہ اللہ ثواب دینے سے نہیں تھکتا جب تک کہ تم عمل کرنے سے نہ تھکو اور بہت پیارا عمل اللہ کے نزدیک وہ ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اگرچہ کم تر ہو۔

فائدہ: اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف ضعیف ہونے اس چیز کے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے شریح کے طریق سے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر نماز نہیں پڑھتے تھے؟ اور حالانکہ اللہ کہتا ہے ﴿وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا﴾ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر نماز پڑھتے تھے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ حمل کرنے نفی کے ہمیشگی پر یعنی ہمیشہ نہیں پڑھتے تھے کبھی کبھی پڑھتے تھے لیکن خدشہ کرتی ہے اس میں وہ

آیت جو ذکر کی ہے شارح نے اور اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور وارد کی اس میں حدیث انس رضی اللہ عنہ کی سو میں اپنی چٹائی کی طرف کھڑا ہوا جو بہت زمانہ پڑے رہنے کے سبب سے کالی ہوگئی تھی اور یحتجر کے معنی ہیں کہ اپنے واسطے حجرہ بناتے کہا جاتا ہے حجرت الارض جب کہ تو اس پر کوئی نشانی کرے جو تیرے غیر کو منع کرے اور مراد ملال سے قبول ہے یا ترک اور یہ جو کہا جو ہمیشہ ہوتا رہے یعنی بدستور ہوتا رہے عامل کی زندگی میں اور نہیں مراد ہے حقیقت ہیشگی کی جو شامل ہوتا ہے سب زمانوں کو۔ (فتح)

بَابُ الْمُزَرَّرِ بِالذَّهَبِ.

باب ہے بیچ بیان اس کپڑے کے جس میں سونے کا تکمہ لگا ہو۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ أَبَاهُ مَخْرَمَةَ قَالَ لَهُ يَا بُنَيِّ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَتْ عَلَيْهِ أَقْبِيَةٌ فَهُوَ يَقْسِمُهَا فَاذْهَبْ بِنَا إِلَيْهِ فَذَهَبْنَا فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَنْزِلِهِ فَقَالَ لِيْ يَا بُنَيَّ ادْعُ لِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْظَمْتُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ أَدْعُوْ لَكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا بُنَيِّ إِنَّهُ لَيْسَ بِجَبَّارٍ فَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْ دِيْبَاجٍ مُزَرَّرٌ بِالذَّهَبِ فَقَالَ يَا مَخْرَمَةُ هٰذَا خَبَأْنَاهُ لَكَ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

مسور سے روایت ہے کہ اس کے باپ مخرمہ نے کہا اے بیٹا! بے شک شان یہ ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبائیں آئیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لوگوں میں تقسیم کیا سو ہم کو آپ کے پاس لے چل سو ہم گئے سو ہم نے نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں پایا تو اس نے مجھ سے کہا اے بیٹا! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے واسطے بلا سو میں نے اس کو بڑا جانا اور میں نے کہا کہ میں تیرے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤں تو اس نے کہا کہ اے بیٹا! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظالم نہیں اور متکبر نہیں کہ اس کو برا جانیں سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ پر ریشمی قبا تھی جس میں سونے کا تکمہ لگا تھا سو فرمایا اے مخرمہ! ہم نے یہ قبا تیرے واسطے چھپا رکھی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قبا اس کو دی

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ پر ریشمی قبا تھی جس میں سونے کا تکمہ لگا تھا سو احتمال ہے کہ واقع ہوا ہو یہ واقعہ حرام ہونے سے پہلے پھر جب سونا اور ریشم مردوں پر حرام ہوا تو نہ باقی رہی اس میں کوئی حجت واسطے اس کے جو کسی چیز کو اس سے مباح جانے اور احتمال ہے کہ حرام ہونے سے پیچھے ہو سو اس کو اس واسطے دی ہو گی کہ اس کے ساتھ نفع اٹھائے بایں وجہ کہ عورتوں کو پہنادے یا اس کو بیچ ڈالے جیسا کہ واقع ہوا ہے واسطے غیر اس کے کی اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قبا تھی تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ آپ کے ہاتھ پر قبا تھی سو ہوگا یہ اطلاق کل کا

بعض پر اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے چاہا کہ مخرمہ کا دل خوش کریں اگرچہ مخرمہ بدخو تھا اور یہ جو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ متکبر نہیں تو اس میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے اوپر صحت ایمان مخرمہ کے اگرچہ وہ بدخو تھا اور اس میں تواضع ہے حضرت ﷺ کی اور حسن تلطف آپ کا ساتھ اصحاب کے۔

بَابُ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ.

باب ہے بیچ انگوٹھی سونے کے۔

٥٤١٤ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَبْعٍ نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ أَوْ قَالَ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْحَرِيْرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَآءِ وَالْقَسِّيِّ وَآنِيَةِ الْفِضَّةِ وَأَمَرَنَا بِسَبْعٍ بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَآئِزِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ.

۵۴۱۴۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو سات چیز سے منع کیا سونے کی انگوٹھی سے یا فرمایا سونے کے حلقے سے اور ریشمی کپڑے سے اور استبرق سے اور دیبا سے اور زین پوش سرخ سے اور قسی سے اور چاندی کے برتنوں سے اور حکم کیا ہم کو سات چیزوں کا بیمار کی خبر لینا اور جنازے کے ساتھ جانا اور چھینکنے والے کو جواب یرحمک اللہ کہنا اور سلام کا جواب دینا اور دعوت کرنے والے کی ضیافت کو قبول کرنا اور قسم کھانے والے کی قسم کو سچا کرنا اور مظلوم کی مدد کرنا۔

٥٤١٥ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَقَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ النَّضْرَ سَمِعَ بَشِيْرًا مِّثْلَهُ.

۵۴۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا سونے کی انگوٹھی سے۔

فائدہ: کہا ابن دقیق العید نے کہ خبر دینا صحابی کا امر اور نہی سے تین درجوں پر ہے ایک یہ کہ لائے ساتھ صیغے کی مانند قول اس کے کی افعلوا ولا تفعلوا یعنی کرو یا نہ کرو دوسرا قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو اس کا حکم کیا اور اس سے منع کیا اور وہ مانند پہلے مرتبے کے ہے عمل میں ساتھ اس کے امر ہو یا نہی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ

اترا اس سے واسطے اس احتمال کے کہ گمان کیا ہو مراد اس چیز کو کہ نہیں ہے امر لیکن یہ احتمال مرجوح ہے واسطے علم کے ساتھ عدالت اس کی کے ساتھ مدلول الفاظ کے باعتبار لغت کے تیسرا درجہ مجہول کا صیغہ ہے کہ ہم حکم کیے گئے یا منع کیے گئے اور وہ مانند دوسرے مرتبے کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اتارا گیا اس سے واسطے اس احتمال کے کہ ہو حکم کرنے والا غیر حضرت ﷺ کا اور جب مقرر ہو چکا یہ تو نہی سونے کی انگوٹھی سے یا پہننے اس کے سے خاص ہے ساتھ مردوں کے سوائے عورتوں کے پس بے شک نقل کیا گیا ہے اجماع اوپر مباح ہونے اس کے کی واسطے عورتوں کے، میں کہتا ہوں اور البتہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ نجاشی نے حضرت ﷺ کو ایک زیور تحفہ بھیجا اس میں سونے کی انگوٹھی تھی سو حضرت ﷺ نے اس کو لیا اور حالانکہ آپ اس سے اعراض کرنے والے تھے پھر امامہ رضی اللہ عنہا اپنی نواسی کو بلایا سو فرمایا کہ اس کا زیور پہن، کہا ابن دقیق العید نے کہ ظاہر نہی کا تحریم ہے اور یہی ہے قول اماموں کا اور اسی پر قرار پایا ہے امر کہا عیاض نے اور جو منقول ہے ابو بکر بن محمد بن عمرو سے نگینہ بنانے اس کے سے ساتھ سونے کے سو معتاد ہے اور غالب گمان ہے کہ نہیں پہنچی ہے اس کو اس میں حدیث کہ لوگوں نے اس کے بعد اس کے خلاف پر اجماع کیا ہے اور اس طرح دو چیزیں مروی ہیں خباب رضی اللہ عنہ سے اور البتہ کہا اس کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ خبردار بے شک اس انگوٹھی کے واسطے لائق ہے کہ پھینکی جائے تو اس نے کہا کہ آج کے بعد تو اس کو مجھ پر کبھی نہ دیکھے گا سو شاید اس کو نہی نہ پہنچی ہو سو جب اس کو نہی پہنچی اس نے اس سے رجوع کیا اور بعض نے کہا اس کا مردوں کے واسطے پہننا مکروہ تنزیہ ہے نہ تحریمی جیسا کہ کہا مثل اس کی ریشمی کپڑے میں کہا ابن دقیق العید نے یہ تقاضا کرتا ہے کہ حرام ہونے میں اختلاف ہے اور یہ مناقض ہے اس کے قول کو جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ اس کے حرام ہونے میں اجماع ہے اور ضروری ہے اعتبار وصف ہونے اس کے کا خاتم، میں کہتا ہوں کہ دونوں کلام میں تطبیق ممکن ہے ساتھ اس طور کے کہ کراہت تنزیہ کا قائل گزر چکا ہو اور قرار پایا ہو اجماع اس کے بعد حرام ہونے پر اور البتہ آیا ہے پہننا سونے کی انگوٹھی کا ایک جماعت اصحاب سے روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور صہیب رضی اللہ عنہ سے سو ذکر کیا اس نے چھ یا سات اصحاب کو اور نیز نہی کی حدیثوں سے ہے جو روایت کی یونس نے زہری سے اس نے ابی ادریس سے اس نے ایک صحابی سے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس بیٹھا اور اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی سو حضرت ﷺ نے اس کے ہاتھ پر چھڑی ماری اور فرمایا کہ اس کو پھینک دے اور عموم حدیثوں کا جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سونا اور ریشم دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور عورتوں کو حلال ہیں اور حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوعا کہ جو مر گیا میری امت میں سے اس حال میں کہ سونا پہنتا ہو تو حرام کرے گا اللہ اس پر سونا بہشت کا روایت کی یہ حدیث احمد اور طبرانی نے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو باب کی تیسری حدیث ہے وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے کہ سونے کی انگوٹھی کا جواز منسوخ ہے اور

استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ سونے کا پہننا مردوں پر حرام ہے خواہ تھوڑا ہو یا بہت واسطے نہی کے انگوٹھی پہننے سے اور حالانکہ وہ تھوڑا ہے اور تعقب کیا ہے اس کا ابن دقیق العید نے کہ تحریم شامل ہے اس چیز کو جو بقدر انگوٹھی کے ہو یا اس سے اوپر اور بہر حال جو اس سے کم ہو سو نہیں ہے دلالت حدیث سے اوپر اس کے اور شامل ہے نہی تمام احوال کو پس نہیں جائز ہے پہننا سونے کی انگوٹھی کا واسطے اس کے جس کو اچانک لڑائی پیش آئے اس واسطے کہ نہیں ہے واسطے اس کے کوئی تعلق ساتھ لڑائی کے برخلاف اس کے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ جائز ہے پہننا ریشمی کپڑے کا لڑائی میں اور برخلاف اس چیز کے کہ تلوار پر ہو یا ڈھال پر یا کمر بند پر سونے کے زیور سے اس واسطے کہ اگر اچانک اس کو پیش آئے تو جائز ہے اس کو مارنا ساتھ اس تلوار کے پھر جب لڑائی ہو چکی تو چاہیے کہ اس کو توڑ ڈالے اس واسطے کہ وہ سب لڑائی کے متعلق چیزوں سے ہے برخلاف انگوٹھی کے۔ (فتح)

٥٤١٦ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِيْ كَفَّهُ فَاتَّخَذَهُ النَّاسُ فَرَمٰى بِهِ وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ وَرِقٍ أَوْ فِضَّةٍ.

۵۴۱۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی چھاپ بنوائی اور اس کا نگینہ اپنی ہتھیلی کی طرف کیا اور لوگوں نے بھی سونے کی چھاپیں بنوائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھینکا اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔

بَابُ خَاتَمِ الْفِضَّةِ.

چاندی کی انگشتری کا بیان یعنی جائز ہے پہننا اس کا۔

٥٤١٧ ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِيْ كَفَّهُ وَنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاتَّخَذَ النَّاسُ مِثْلَهُ فَلَمَّا رَآهُمْ قَدِ اتَّخَذُوْهَا رَمٰى بِهِ وَقَالَ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ الْفِضَّةِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَلَبِسَ الْخَاتَمَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ

۵۴۱۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگشتری بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کیا اور کھودا اس میں نقش محمد رسول اللہ کا سو لوگوں نے بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل چھاپیں بنوائیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ لوگوں نے ان کو بنوایا تو اس کو پھینک دیا اور فرمایا کہ میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگشتری بنوائی تو لوگوں نے بھی چاندی کی انگشتریں بنوائیں کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انگشتری پہنی پھر ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے یہاں تک کہ واقع ہوئی عثمان رضی اللہ عنہ سے

ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ حَتّٰى وَقَعَ مِنْ عُثْمَانَ فِيْ بِئْرِ أَرِيْسَ.

اریس کے کنوئیں میں۔

فائدہ: اتخذ یعنی حکم کیا ساتھ بنانے اس کے سو بنائی گئی سو اس کو پہنا یا پایا اس کو بنی ہوئی سو اس کو پکڑا اور یہ جو کہا کہ کھودا اور میں یعنی حکم کیا ساتھ کھودنے اس کے کی اور یہ جو کہا سو لوگوں نے بھی حضرت ﷺ کی مثل انگشتریں بنوائیں سو احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ مثل ہونے کے ہونا اس کا چاندی سے اور ہونا اس کا نقش مذکور پر اور احتمال ہے کہ واسطے مطلق بنوانے کے ہو اور یہ جو کہا کہ اس کو پھینکا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے سو میں نہیں جانتا کہ کیا کیا اور یہ احتمال ہے کہ مکروہ رکھا ہو اس کو واسطے مشارکت کے یا واسطے اس کے کہ دیکھا مشغول ہونے ان کے سے ساتھ پہننے اس کے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے ہونے اس کے کی سونے سے اور موافق پڑا ہو یہ وقت حرام ہونے سونے کے کو مردوں پر اور تائید کرتی ہے اس کو روایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی جو اس باب میں ہے کہ حضرت ﷺ سونے کی انگشتری پہنتے تھے پھر اس کو پھینکا اور فرمایا کہ میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا اور ایک روایت میں ہے کہ پھر حکم کیا ساتھ انگشتری چاندی کی کے اور حکم کیا کہ اس میں محمد رسول اللہ کھودا جائے اور اریس ایک کنواں تھا باغ میں جو مسجد قبا کے پاس ہے۔ (فتح)

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

٥٤١٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ فَقَالَ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ.

٥٤١٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سونے کی انگشتری پہنی پھر اس کو پھینکا اور فرمایا کہ میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا سو لوگوں نے بھی اپنی انگشتریاں پھینک دیں۔

٥٤١٩ - حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأٰى فِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اصْطَنَعُوا الْخَوَاتِيْمَ مِنْ وَرِقٍ

٥٤١٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک دن حضرت ﷺ کے ہاتھ میں چاندی کی انگشتری دیکھی پھر لوگوں نے بھی چاندی کی انگشتریاں بنوائیں اور ان کو پہنا سو حضرت ﷺ نے اپنی انگوٹھی پھینکی اور لوگوں نے بھی اپنی انگشتریوں کو پھینکا متابعت کی اس کی ابراہیم بن سعد اور زیاد اور شعیب نے زہری سے۔

وَلَبِسُوْهَا فَطَرَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَهٗ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ تَابَعَهٗ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ وَزِيَادٌ وَشُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ ابْنُ مُسَافِرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أُرٰى خَاتَمًا مِّنْ وَرِقٍ.

فائدہ: کہا نووی رحمہ اللہ نے واسطے پیروی عیاض کے کہا تمام اہل حدیث نے کہ یہ وہم ہے ابن شہاب سے اس واسطے کہ جس کو حضرت ﷺ نے پھینکا تھا وہ تو سونے کی انگشتری تھی اور بعض نے اس کی تاویل کی ہے میں کہتا ہوں اور حاصل تین جواب ہیں پہلا وہ ہے جو اسماعیلی نے کہا کہ یہ حدیث اگر محفوظ ہو تو لائق تر ہے کہ ہو تاویل اس کی کہ حضرت ﷺ نے ایک چاندی کی انگشتری بنوائی ایک رنگ پر رنگوں سے اور مکروہ جانا یہ کہ بنائے غیر اس کا مثل اس کی سو جب لوگوں نے اس کو بنوایا تو حضرت ﷺ نے اس کو پھینکا پھر اس کے بعد انگشتری بنوائی جو بنوائی اور کھودا اس میں جو کھودا تا کہ مہر لگائیں ساتھ اس کے دوسرا جواب یہ ہے کہ نیز اسماعیلی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ بے شک شان یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو زینت کے واسطے بنایا تھا پھر جب لوگوں نے اس میں آپ کی پیروی کی تو حضرت ﷺ نے اس کو پھینکا پھر جب آپ کو مہر لگانے کی حاجت پڑی تو اس کو بنوایا تا کہ اس کے ساتھ مہر لگائیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے محبّ طبری نے سو کہا اس نے کہ ظاہر ان کے حال سے یہ ہے کہ انہوں نے اس کو زینت کے واسطے بنایا سو حضرت ﷺ نے اپنی انگشتری کو پھینکا تا کہ لوگ بھی اس کو پھینکیں پھر اس کو اس کے بعد پہنا واسطے حاجت مہر لگانے کے اور بدستور رہے اوپر اس کے تیسرا جواب یہ ہے کہ کہا ابن بطال نے کہ مخالفت کی ہے ابن شہاب نے قتادہ اور ثابت اور عبدالعزیز کی روایت کو اس میں کہ چاندی کی انگوٹھی حضرت ﷺ کے ہاتھ میں ہمیشہ رہی مہر لگاتے تھے ساتھ اس کے اور مہر لگائی خلفاء راشدین نے بعد حضرت ﷺ کے سو واجب ہوا حکم واسطے جماعت کے اگرچہ وہم کیا ہے اس میں زہری نے اور کہا ابن بطال نے کہ کہا بعض نے کہ ممکن ہے تطبیق بایں طور کہ جب قصد کیا حضرت ﷺ نے سونے کی انگوٹھی کے حرام کرنے کا تو چاندی کی انگوٹھی بنوائی سو جب آپ نے چاندی کی انگوٹھی پہنی تو لوگوں کو دکھلائی تا کہ اس کے مباح ہونے کو جانیں پھر سونے کی انگوٹھی کو پھینکا تا کہ لوگوں کو اس کا حرام ہونے معلوم ہو سو لوگوں نے سونے کی انگوٹھیوں کو پھینکا سو یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے انگوٹھی پھینکی اور لوگوں نے بھی انگوٹھیوں کو پھینکا تو مراد اس سے سونے کی انگوٹھیاں ہیں اور راضی ہوا ہے نووی رحمہ اللہ ساتھ اس تاویل کے اور کہا کہ یہ تاویل صحیح ہے اور نہیں حدیث میں کوئی ایسی چیز جو منع کرے اس کو اور تائید کی ہے اس کی کرمانی نے بایں طور کہ نہیں ہے حدیث میں کہ جو انگوٹھی حضرت ﷺ نے پھینکی تھی وہ چاندی کی تھی بلکہ وہ مطلق ہے سو محمول ہو گی سونے کی انگوٹھی

پر یا محمول ہو گی اس پر جس پر محمد رسول اللہ کا نقش کھودا گیا ہو اور جب تک کہ ممکن ہو تطبیق نہیں جائز ہے منسوب کرنا راوی کو طرف وہم کی میں کہتا ہوں اور اس میں چوتھی وجہ کا بھی احتمال ہے جس میں نہ تغییر ہے نہ زیادتی بنوانی کی اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگشتری زینت کے واسطے بنوائی سو جب لوگوں نے بھی سونے کی انگشتریاں بنوائیں تو موافق پڑا یہ وقوع تحریم اس کی کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھینکا اور اسی واسطے فرمایا کہ میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا اور لوگوں نے بھی اپنی انگشتریوں کو پھینکا واسطے پیروی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کے اور تصریح کی ساتھ نہی کے پہننے انگوٹھی سونے کی سے جیسا کہ پہلے باب میں گزر چکا ہے پھر حاجت پڑی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انگوٹھی کی تا کہ اس کے ساتھ مہر لگائیں سو اس کو چاندی سے بنوایا اور اپنا نام مبارک اس میں کھودوایا سو لوگوں نے اس میں بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھینکا یہاں تک کہ پھینکا لوگوں نے ان انگشتریوں کو جس میں انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کھودایا تھا تا کہ نہ فوت ہو مصلحت نقش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کی ساتھ واقع ہونے اشتراک کے پھر جب معدودم ہوئیں انگشتریاں لوگوں کی ساتھ پھینکنے ان کے کی تو رجوع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف انگشتری اپنی کی جو خاص تھی ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو اس کے ساتھ مہر لگاتے رہے اور اشارہ کرتا ہے اس کی طرف قول راوی کا صہیب رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے انگشتری بنوائی اور اس میں نقش کھودا یعنی محمد رسول اللہ کا سو نہ نقش کھودے اس پر کوئی سو بعض لوگ جن کو نہی نہ پہنچی تھی یا پہنچی ان کو جن کے دل میں ایمان پکا نہیں ہوا تھا منافقوں سے اور مانند ان کی سے تو انہوں نے انگشتریاں بنوائیں اور ان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کھودوایا سو واقع ہوا جو واقع ہوا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی پھینکی اور ہو گا پھینکنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انگشتری اپنی کو واسطے غضبناک ہونے کے ان لوگوں سے جنہوں نے اپنی انگشتریوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کھودوایا اور البتہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف کرمانی نے، واللہ اعلم۔ (فتح) اور باب کی دونوں حدیثوں میں جلدی کرنا اصحاب کا ہے طرف پیروی کرنے کے ساتھ افعال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو جس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار فرمایا اس پر اصحاب بدستور رہے اور جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا اصحاب اس سے باز رہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی وارث نہیں ہوتا ورنہ اپنی انگشتری اپنے وارثوں کو دیتے اسی طرح کہا نووی رحمہ اللہ نے اور اس میں نظر ہے اس واسطے احتمال ہے کہ انگوٹھی مصالح کے مال سے بنوائی ہو پس منتقل ہوئی واسطے امام کے تا کہ نفع اٹھائے ساتھ اس کے اس چیز میں کہ جس کے واسطے بنوائی گئی اور اس حدیث میں نگاہ رکھنا انگوٹھی کا ہے جس کے ساتھ مہر لگائی جائے بیچ ہاتھ امین کے جب کہ اتارے اس کو امیر اپنی انگلی سے اور اس میں ہے کہ جب تھوڑا مال ضائع ہو جائے تو نہ غفلت کی جائے اس کی طلب میں خاص کر جب کہ ہو اہل خیر کے اثر سے اور اس میں بحث ہے جو آئے گی اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ عبث تھوڑا ساتھ شے کے حال فکر کرنے کی نہیں ہے کوئی عیب بیچ اس کے۔ (فتح)

بَابُ فَصِّ الْخَاتَمِ.

باب ہے بیچ بیان نگینے انگشتری کے۔

٥٤٢٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ هَلِ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا قَالَ أَخَّرَ لَيْلَةً صَلَاةَ الْعِشَآءِ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ قَالَ إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوْا وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوْهَا.

۵۴۲۰۔ حضرت حمید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ کسی نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی تھی؟ سو کہا کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز آدھی رات تک دیر کر کے پڑھی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے سو جیسے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کی چمک کی طرف دیکھتا ہوں سو فرمایا کہ بے شک لوگ نماز پڑھ چکے اور سو گئے اور ہمیشہ تم نماز ہی میں ہو جب تک کہ نماز کے منتظر رہو گے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے اپنا بایاں ہاتھ اٹھایا اور خنصر کی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔ (فتح)

٥٤٢١ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدًا يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ خَاتَمُهٗ مِنْ فِضَّةٍ وَكَانَ فَصُّهٗ مِنْهُ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۴۲۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی سے تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی سے تھا اور کہا یحییٰ نے حدیث بیان کی ہم سے حمید نے اس نے سنا انس رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ کل انگشتری چاندی سے تھی سو یہ نص ہے اس میں کہ کل انگشتری چاندی کی تھی اور بہرحال جو ابوداؤد نے معیقیب سے روایت کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری لوہے کی تھی اس پر چاندی چڑھی ہوئی تھی اور اکثر میرے ہاتھ میں ہوتی تھی اور وہ معیقیب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری پر امین تھا سو یہ محمول ہے تعدد پر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک انگوٹھی لوہے کی ہوگی اور یہ جو کہا کہ اس کا نگینہ اسی میں تھا تو نہیں معارض ہے اس کو جو روایت کی مسلم وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبش کا تھا اس واسطے کہ محمول ہے یہ اوپر تعدد کے تو اس وقت حبشی کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ حبش کے ملک کا پتھر تھا یا حبش کے رنگ پر یا حبش کا عقیق تھا اس واسطے کہ کبھی وہ حبش کے شہروں سے لایا جاتا ہے اور احتمال ہے کہ اس کا نگینہ اس سے ہو یعنی چاندی کا اور منسوب کیا گیا ہو طرف حبش کی واسطے کسی صفت کے کہ اس میں تھی یا بنایا نقش کھودنا اور البتہ اعتراض کیا ہے اس پر اسماعیلی نے سو کہا اس نے کہ نہیں ہے اس حدیث میں ترجمہ باب کا جو باب باندھا ہے اس نے ساتھ اس کے اور

جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ نہیں نام رکھا جاتا انگوٹھی کا انگوٹھی مگر جب کہ ہو واسطے اس کے نگینہ اور اگر بغیر نگینے کے ہو تو اس کو حلقہ کہا جاتا ہے میں کہتا ہوں لیکن دوسرے طریق میں ہے کہ انگوٹھی کا نگینہ اسی سے تھا سو شاید ارادہ کیا ہے اس نے رد کرنے کا اس پر جو گمان کرتا ہے کہ نہیں کہا جاتا ہے اس کو خاتم مگر جب کہ ہو نگینہ اس کے غیر سے یعنی پتھر وغیرہ سے یعنی یہ گمان باطل ہے بلکہ اگر انگشتری کا نگینہ اس کی جنس سے ہو تو اس کو بھی انگشتری کہا جاتا ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو مسلم کی روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتری بنوائی حلقہ چاندی سے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ جو اجمال کہ پہلی روایت میں محمول ہے بیان پر جو دوسری روایت میں ہے یعنی پہلی روایت میں بیان نہیں کیا کہ اس کا نگینہ کس چیز سے تھا دوسری میں بیان کر دیا کہ اس کا نگینہ اس کی جنس سے تھا۔ (فتح)

بَابُ خَاتَمِ الْحَدِيْدِ. باب ہے لوہے کی انگوٹھی کے بیان میں۔

فائدہ: اور البتہ ذکر کیا ہے میں نے جو وارد ہوا ہے پہلے باب میں اور شاید نہیں ثابت ہوئی نزدیک بخاری رحمہ اللہ علیہ کے کوئی چیز اس کی شرط پر اور اس میں دلالت ہے اوپر جواز پہننے اس چیز کی کے جو اس کی صفت پر ہو یعنی لوہے سے اور اصحاب سنن نے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ میں انگوٹھی تھی پیتل کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ہے کہ میں تجھ سے بتوں کی بو پاتا ہوں؟ یعنی اس لیے کہ بت پیتل کے بناتے ہیں سو اس نے اس کو پھینک دیا پھر آیا اور اس کے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی تھی سو فرمایا کہ کیا ہے واسطے میرے کہ میں تجھ پر دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں؟ سو اس نے اس کو بھی پھینک دیا پھر اس نے کہا کہ یا حضرت! میں انگشتری کس چیز سے بنواؤں؟ فرمایا چاندی سے اور نہ پوری کر مثقال بھر اور یہ حدیث ضعیف ہے اور اگر صحیح ہو تو محمول ہو گی اس پر جو صرف لوہے کی ہو نہ جس پر چاندی چڑھی ہو۔ (فتح)

٥٤٢٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلًا يَقُوْلُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ جِئْتُ أَهَبُ نَفْسِيْ فَقَامَتْ طَوِيْلًا فَنَظَرَ وَصَوَّبَ فَلَمَّا طَالَ مُقَامُهَا فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيْهَا إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ قَالَ عِنْدَكَ شَيْءٌ تُصْدِقُهَا قَالَ لَا قَالَ انْظُرْ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ

٥٤٢٢۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا میں آئی ہوں کہ اپنی جان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشوں سو وہ بہت دیر کھڑی رہی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر کی اور اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا سو جب اس کا قیام دراز ہوا تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو میرا نکاح اس سے کروا دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ چیز ہے جو تو اس کو مہر میں دے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں

وَاللّٰهِ إِنْ وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ قَالَ لَا وَاللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ وَعَلَيْهِ إِزَارٌ مَا عَلَيْهِ رِدَآءٌ فَقَالَ أُصْدِقُهَا إِزَارِىْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِزَارُكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ وَّإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ فَتَنَحَّى الرَّجُلُ فَجَلَسَ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهٖ فَدُعِيَ فَقَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ سُوْرَةُ كَذَا وَكَذَا لِسُوَرٍ عَدَّدَهَا قَالَ قَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا کوئی چیز تلاش کر وہ گیا پھر پھرا سو کہا قسم ہے اللہ کی میں نے کوئی چیز نہیں پائی حضرت ﷺ نے فرمایا جا تلاش کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو سو وہ گیا پھر پھرا سو کہا قسم ہے اللہ کی اور لوہے کی انگوٹھی بھی مجھ کو نہیں ملی اور اس پر صرف ایک تہہ بند تھا چادر نہ تھی سو اس نے کہا کہ میں اس کو اپنا تہہ بند مہر میں دیتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیرا تہہ بند ہے اگر عورت اس کو باندھے گی تو تجھ پر اس سے کچھ نہ رہے گا اور اگر تو اس کو باندھے گا تو عورت پر اس سے کچھ نہ رہے گا یعنی ایک تہہ بند میں دو آدمیوں کا گزارہ کس طرح ہو سکے گا؟ سو وہ مرد الگ ہو کر بیٹھا سو حضرت ﷺ نے اس کو پیٹھ پھیرے دیکھا سو حضرت ﷺ نے حکم کیا اس کے بلانے کا سو بلایا گیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں فلانی فلانی سورت یاد ہے واسطے سورتوں کے کہ ان کو گنا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ ہم نے تیرا نکاح اس عورت سے کر دیا قرآن کے یاد کروا دینے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تلاش کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے پہننا لوہے کی انگوٹھی کا اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ اس سے فقط یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوہے کی انگوٹھی کا بنوانا جائز ہے اور اس سے لازم نہیں آتا کہ اس کا پہننا بھی جائز ہو سو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کے موجود ہونے کا ارادہ کیا ہو یعنی کیا تیرے پاس لوہے کی انگوٹھی بھی موجود ہے یا نہیں تا کہ نفع پائے عورت اس کی قیمت کے ساتھ اور یہ جو فرمایا اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو تو اس کا جواب محذوف ہے واسطے دلالت سیاق کے اوپر اس کے اس واسطے کہ جب حکم کیا اس کو ساتھ تلاش کرنے کے جو پائے تو خوف کیا کہ وہم کیا جائے نکلنا لوہے کی انگوٹھی کا اس سے واسطے حقارت اس کی کے سو مؤکد کیا دخول اس کے کو ساتھ جملے کے جو مشعر ہے ساتھ دخول مابعد اس کے بیچ ماقبل اس کی کے۔ (فتح)

بَابُ نَقْشِ الْخَاتَمِ.

باب ہے بیچ بیان نقش انگوٹھی کے۔

٥٤٢٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ

٥٤٢٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَّكْتُبَ إِلٰى رَهْطٍ أَوْ أُنَاسٍ مِّنَ الْأَعَاجِمِ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَا يَقْبَلُوْنَ كِتَابًا إِلَّا عَلَيْهِ خَاتَمٌ فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَكَأَنِّيْ بِوَبِيْصِ أَوْ بِبَصِيْصِ الْخَاتَمِ فِيْ إِصْبَعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ فِيْ كَفِّهِ.

نے ارادہ کیا کہ ایک جماعت عجمیوں کی طرف خط لکھیں سو کسی نے حضرت ﷺ سے کہا کہ بے شک وہ بغیر مہر کے خط قبول نہیں کرتے سو حضرت ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اس میں محمد رسول اللہ کھدوایا سو جیسے میں انگوٹھی کی چمک کی طرف دیکھتا ہوں حضرت ﷺ کی انگلی میں۔

فائدہ: یہ جو کہا رھط او اناس یہ شک ہے راوی کا اور اسی طرح یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کی انگلی میں یا ہاتھ میں تو یہ بھی راوی کا شک ہے اور ایک روایت میں ہے کہ محمد بن عقیل نے ایک انگوٹھی ان کے واسطے نکالی جس میں شیر کی تصویر تھی اور کہا کہ حضرت ﷺ اس کو پہنتے تھے سو یہ حدیث ضعیف ہے لائق حجت کے نہیں اور بر تقدیر ثبوت کے شاید کبھی اس کو نہی سے پہلے پہنا ہوگا۔ (فتح)

٥٤٢٤ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ وَرِقٍ وَكَانَ فِيْ يَدِهِ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِيْ يَدِ أَبِيْ بَكْرٍ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِيْ يَدِ عُمَرَ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِيْ يَدِ عُثْمَانَ حَتّٰى وَقَعَ بَعْدُ فِيْ بِئْرِ أَرِيْسَ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

٥٤٢٤۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی سو وہ ہمیشہ حضرت ﷺ کے ہاتھ میں تھی پھر حضرت ﷺ کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی پھر اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پھر اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں یہاں تک کہ اس کے بعد اریس کے کنوئیں میں گر پڑی اس میں محمد رسول اللہ کھدا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الْخَاتَمِ فِي الْخِنْصَرِ.

چھوٹی انگلی میں انگوٹھی پہننے کا بیان۔

فائدہ: یعنی سوائے اور انگلیوں کے اور یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جو مسلم نے روایت کی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے منع کیا کہ میں اس اور اس انگلی میں انگوٹھی پہنوں یعنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی میں اور بائیں

ہاتھ کی خنصر میں پہنے یا دائیں ہاتھ کی خنصر میں اس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٥٤٢٥ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا قَالَ إِنَّا اتَّخَذْنَا خَاتَمًا وَنَقَشْنَا فِيْهِ نَقْشًا فَلَا يَنْقُشَنَّ عَلَيْهِ أَحَدٌ قَالَ فَإِنِّيْ لَأَرٰى بَرِيْقَهُ فِيْ خِنْصَرِهٖ.

٥٤٢٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی سو فرمایا کہ البتہ ہم نے انگوٹھی بنوائی اور اس میں نقش کھودا یعنی محمد رسول اللہ سو نہ نقش کھودے اس پر یعنی مثل اس کی کوئی اور البتہ میں اس کی چمک کی طرف دیکھتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی میں۔

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ کھودے کوئی مثل نقش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واسطے کہ اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم ہے اور صفت ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تا کہ مہر لگائیں ساتھ اس کے پس ہو علامت کہ خاص ہو ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جدا ہو غیر سے سو اگر جائز ہوتا کہ کھودے کوئی مثل نقش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کی تو البتہ فوت ہوتا مقصود۔ (فتح)

بَابُ اتِّخَاذِ الْخَاتَمِ لِيُخْتَمَ بِهِ الشَّيْءُ أَوْ لِيُكْتَبَ بِهٖ إِلٰى أَهْلِ الْكِتَابِ وَغَيْرِهِمْ.

باب ہے بیچ بنانے انگشتری کے تا کہ مہر کی جائے ساتھ اس کے کسی چیز یا لکھے ساتھ اس کے اہل کتاب وغیرہ کی طرف۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ انگوٹھی کا پہننا عرب کی عادت نہ تھی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ بادشاہوں کی طرف نامے لکھیں تو انگوٹھی بنوائی اور اس کو سونے سے بنوایا پھر اس سے رجوع کیا واسطے اس کے کہ اس میں ہے زینت سے اور واسطے خوف فتنے کے اور اس کے نگینے کو ہتھیلی کی طرف کیا تا کہ ہو بعید تر زینت سے اور البتہ کہا طحاوی نے اس کے بعد کہ اخراج کی حدیث جو احمد رحمہ اللہ اور ابوداود رحمہ اللہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا انگوٹھی کے پہننے سے مگر واسطے بادشاہ کے کہ ایک قوم کا یہ مذہب ہے کہ مکروہ ہے پہننا انگوٹھی کا مگر واسطے بادشاہ کے اور مخالفت کی ان کی اور لوگوں نے سو کہا انہوں نے کہ مباح ہے پہننا انگوٹھی کا اور لوگوں کو بھی سوائے بادشاہ کے اور ان کی حجت حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے جو پہلے گزر چکی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پھینکی تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں کو پھینکا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی لوگ انگوٹھیوں کو پہنتے تھے یعنی بادشاہ کے سوائے اور لوگ بھی پہنتے تھے سو اگر کہا جائے کہ وہ منسوخ ہے تو ہم کہتے ہیں کہ جو منسوخ ہے اس سے پہننا ہے سونے کی انگوٹھی کا یا جس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش کھودا گیا ہو جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا پھر وارد کیا اس نے ایک جماعت اصحاب اور تابعین سے کہ وہ انگوٹھیوں کو پہنتے تھے ان لوگوں میں سے جو سلطان نہیں اور

جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ پہننا اس کا واسطے غیر بادشاہ کے خلاف اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ ایک قسم ہے زینت کی اور لائق ساتھ مردوں کے خلاف اس کا ہے اور جو دلیلیں کہ جواز پر دلالت کرتی ہیں وہ پھیرنے والے ہیں نہی کو تحریم سے اور تائید کرتی ہے اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ منع کیا زینت سے اور انگوٹھی سے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ سلطان کے حدیث میں وہ شخص ہو جس کے واسطے کسی چیز پر سلطنت ہو نہ سلطان اکبر خاص اور مراد ساتھ خاتم کے وہ چیز ہے جو مہر کی جائے ساتھ اس کے سو ہوگا پہننا اس کا بے فائدہ اور بہر حال جو پہنے وہ انگوٹھی کہ نہیں مہر لگائی جاتی ساتھ اس کے اور نہ ہو چاندی سے واسطے زینت کے تو نہیں داخل ہے نہی میں اور اسی پر محمول ہے حال اس کا جس نے اس کو پہنا اور تائید کرتا ہے اس کی جو وارد ہوا ہے صفت انگوٹھی بعض کی سے جو انگوٹھی پہنتے تھے اس چیز سے جو دلالت کرتی ہے کہ نہ تھی وہ ساتھ انگوٹھی کے جو مہر لگائی جائے ساتھ اس کے اور البتہ پوچھے گئے مالک رحمۃ اللہ علیہ ابوریحانہ کی حدیث سے سو کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے کہا اور سوال کیا صدقہ نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے تو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پہن انگوٹھی اور لوگوں کو خبر دے کہ میں نے تجھ کو فتویٰ دیا۔

تکملہ: انگوٹھی کا پہننا ساتویں یا چھٹے سال ہجری میں تھا۔ (فتح)

٥٤٢٦ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّوْمِ قِيْلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَنْ يَقْرَؤُوْا كِتَابَكَ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ وَنَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِيْ يَدِهِ.

٥٤٢٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ روم والوں کی طرف نامہ لکھیں تو آپ سے کہا گیا کہ بے شک وہ آپ کے خط کو ہر گز نہیں پڑھیں گے جب کہ اس پر مہر نہ لگی ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس پر محمد رسول اللہ کھودا سو جیسے میں اس کی سفیدی کی طرف دیکھتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں۔

بَابُ مَنْ جَعَلَ فَصَّ الْخَاتَمِ فِيْ بَطْنِ كَفِّهِ.

جو انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کرے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ کہا گیا مالک رحمۃ اللہ علیہ کو کہ نگینہ کو ہتھیلی کی طرف کرے کہا کہ نہ کہا ابن ابطال نے کہ انگوٹھی کے نگینہ کو ہتھیلی کے اندر کی طرف کرنا یا باہر کی طرف کرنا سو اس میں کوئی امر یا نہی وارد نہیں ہوئی اور کہا اس کے غیر نے کہ راز اس میں یہ ہے کہ اس کو اندر کی طرف کرنا بعید تر ہے زینت کے گمان سے اور روایت کی ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ انہوں نے انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کے باہر کی طرف کیا کما سیاتی قریبا۔ (فتح)

٥٤٢٧ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ حَدَّثَهُ أَنَّ

٥٤٢٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهٗ فِيْ بَطْنِ كَفِّهٖ إِذَا لَبِسَهٗ فَاصْطَنَعَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ فَرَقِيَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ فَقَالَ إِنِّيْ كُنْتُ اصْطَنَعْتُهٗ وَإِنِّيْ لَا أَلْبَسُهٗ فَنَبَذَهٗ فَنَبَذَ النَّاسُ قَالَ جُوَيْرِيَةُ وَلَا أَحْسِبُهٗ إِلَّا قَالَ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى.

کے اندر کی جانب کیا جب اس کو پہنا تو لوگوں نے سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں سو حضرت ﷺ منبر پر چڑھے سو اللہ کی حمد اور ثناء کی پھر فرمایا کہ بے شک میں نے انگوٹھی کو بنوایا تھا اور بے شک میں اس کو نہیں پہنتا سو حضرت ﷺ نے اس کو پھینک دیا اور لوگوں نے بھی انگوٹھیوں کو پھینکا کہا جویریہ نے اور میں نہیں گمان کرتا اس کو مگر کہ اس نے کہا کہ دائیں ہاتھ میں یعنی انگوٹھی حضرت ﷺ کے دائیں ہاتھ میں تھی۔

فائدہ: مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے انگوٹھی کو دائیں ہاتھ میں پہنا اور اسی طرح روایت کی ہے ترمذی نے کہ حضرت ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کو دائیں ہاتھ میں پہنا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنی لیکن یہ روایت شاذ ہے اور نیز اس کے راوی کم تر ہیں عدد میں اور نرم تر ہیں حفظ میں ان لوگوں سے جنہوں نے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کی روایت کی اور دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے باب میں اور بھی حدیثیں وارد ہو چکی ہیں ایک حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے مسلم میں کہ حضرت ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنی اور اس کا نگینہ حبشی تھا اور نیز روایت کی ہے ابوداؤد نے ابن اسحاق کے طریق سے کہ میں نے علی بن صلت کے دائیں ہاتھ کی خنصر میں انگوٹھی دیکھی تو میں نے اس کو پوچھا اس نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا اسی طرح اپنی انگوٹھی پہنتے تھے اور اس کا نگینہ باہر کی جانب کیا اور نہیں خیال کرتا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مگر کہ اس نے اس کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا اور نیز روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور نیز روایت کی ترمذی نے حماد بن مسلمہ کے طریق سے کہ میں نے ابن ابی رافع کو دیکھا کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتا تھا اور کہا کہ حضرت ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے پھر نقل کیا بخاری رحمہ اللہ علیہ سے کہ وہ اصح چیز ہے جو اس باب میں مروی ہے اور وارد ہوا ہے پہننا انگوٹھی کا بائیں ہاتھ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کما تقدم اور نیز روایت کیا ہے اس کو مسلم نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ کی انگوٹھی اس انگلی میں تھی اور اشارہ کیا طرف بائیں خنصر کی اور روایت کیا ہے اس کو ابوالشیخ وغیرہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ حضرت ﷺ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور نیز روایت کی بیہقی نے ادب میں ابوجعفر باقر سے کہ حضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے کہا بیہقی نے کہ تطبیق ان حدیثوں میں یہ ہے کہ جس انگوٹھی کو دائیں ہاتھ میں پہنا تھا وہ سونے کی انگوٹھی تھی اور تطبیق دی ہے اس کے غیر نے ساتھ اس طور کے کہ حضرت ﷺ نے اول انگوٹھی کو دائیں ہاتھ میں پہنا پھر اس کو پھیر کر بائیں ہاتھ میں پہنا اور اسی

طرح روایت کی ہے ابوالشیخ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سو اگر یہ روایت صحیح ہوتو ہوگی قاطع واسطے مادے نزل کے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور اسی طرح تطبیق دی ہے حدیثوں میں بغوی نے اور کہا کہ بائیں ہاتھ میں پہننا آخری امر ہے اور کہا ابن ابی حاتم نے کہ میں نے ابو زرعہ سے ان حدیثوں کے اختلاف کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ نہ یہ ثابت ہے نہ وہ لیکن دائیں ہاتھ میں پہننا اکثر ہے اور پہلے گزر چکا ہے قول بخاری رحمہ اللہ کا کہ حدیث عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی صحیح تر چیز ہے اس باب میں اور تصریح کی ہے اس میں ساتھ پہننے کے دائیں ہاتھ میں اور شافعیہ کے نزدیک اس مسئلے میں اختلاف ہے اور صحیح تر قول دائیں ہاتھ میں پہننا ہے میں کہتا ہوں اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ یہ مختلف ہے ساتھ اختلاف قصد کے سو اگر انگوٹھی کا پہننا واسطے زینت کے ہوتو دائیاں ہاتھ افضل ہے اور اگر مہر لگانے کے واسطے ہوتو بایاں ہاتھ افضل ہے اور حاصل ہوتا ہے لینا اس کا اس سے ساتھ دائیں کے اور اسی طرح رکھنا اس کا بیچ اس کے اور دائیں ہاتھ میں انگوٹھی کا پہننا راجح ہے مطلق اس واسطے کہ بایاں ہاتھ استنجے کا آلہ ہے سو محفوظ ہوگی انگوٹھی جب کہ ہو دائیں ہاتھ میں اس سے کہ پہنچے اس کو نجاست اور راجح ہے پہننا انگوٹھی کا بائیں ہاتھ میں ساتھ اس چیز کے کہ اشارہ کیا ہے میں نے اس کی طرف کہ حاصل ہوتا ہے پہننا اس کا اور اتارنا اس کا دائیں ہاتھ سے اور مائل کی ہے ایک گروہ نے اس کی طرف کہ دونوں امر برابر ہیں اور جمع کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے مختلف حدیثوں میں اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے ابوداؤد نے جس جگہ باب باندھا ہے اس نے باب ہے انگوٹھی پہننے کا دائیں ہاتھ میں اور بائیں ہاتھ میں پھر وارد کیا مختلف حدیثوں کو بغیر ترجیح کے اور نقل کیا ہے نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے اجماع کو جواز پر پھر کہا اور نہیں کراہت ہے بیچ اس کے یعنی نزدیک شافعیہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو افضل میں ہے کہ دونوں امر میں سے افضل کون ہے اور کہا بغوی نے کہ آخری امر بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا ہے اور تعقب کیا ہے اس کا طبری نے کہ ظاہر اس کا نسخ ہے اور نہیں ہے یہ مراد بغوی کی بلکہ خبر دینا ہے ساتھ واقع کے اتفاقا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حکمت اس میں وہ ہے جو پہلے گزری، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْقُشُ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِهٖ.

باب ہے اس میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ کھودے کوئی مثل نقش انگوٹھی حضرت ﷺ کے یا نہ کھودا جائے اوپر نقش انگوٹھی حضرت ﷺ کے۔

٥٤٢٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَ

۵۴۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور کھودا اس میں نقش محمد رسول اللہ اور فرمایا کہ میں نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں محمد رسول اللہ کھودا سو نہ کھودے کوئی اس کے نقش پر۔

فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ وَقَالَ إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِّنْ وَرِقٍ وَنَقَشْتُ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ فَلَا يَنْقُشَنَّ أَحَدٌ عَلٰى نَقْشِهٖ.

فائدہ: اور روایت کی ہے دار قطنی نے یعلی بن امیہ سے کہ میں نے حضرت ﷺ کے واسطے انگوٹھی بنائی کوئی مجھ کو اس میں شریک نہیں ہوا کھودا گیا اس میں محمد رسول اللہ سو مستفاد ہوتا ہے اس سے نام اس کا جس نے حضرت ﷺ کے واسطے انگوٹھی بنائی اور اس میں نقش کھودا اور یہ جو فرمایا کہ نہ کھودے کوئی اس کے نقش پر یعنی مانند نقش اس کے کی سو البتہ گزر چکا ہے اشارہ اس کی طرف کہ حکمت اس میں کیا ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی انگوٹھی پر محمد رسول اللہ کا نقش کھودا کہا ابن بطال نے کہ مالک رحمہ اللہ کہتے تھے کہ خلیفوں اور حاکموں کے شان سے ہے کھودوانا اپنے نام کا اپنی انگوٹھی میں اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہ ان کی انگوٹھی میں الحمد للہ کھدا تھا اور علی رضی اللہ عنہ سے اللہ الملک اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے باللہ اور مسروق رحمہ اللہ سے بسم اللہ اور ابو جعفر باقر سے العزۃ للہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ کھودوانے نام اللہ کے انگوٹھی پر کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ قول جمہور کا ہے اور منقول ہے ابن سیرین سے کراہت اس کی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین سے ساتھ سند صحیح کے کہ نہیں ہے کوئی مضائقہ کہ لکھے مرد اپنی انگوٹھی پر حسبی اللہ اور یہ اثر دلالت کرتا ہے اس پر کہ کراہت اس سے ثابت نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يُجْعَلُ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ. کیا کیا جائے نقش انگوٹھی کا تین سطر میں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ انگوٹھی کے نقش کا دو یا تین سطریں ہونا نہیں ہے افضل اس کے ایک سطر ہونے سے میں کہتا ہوں اور البتہ ظاہر ہوگا اثر خلاف کا اس سے جب کہ ہو ایک سطر کہ ہو نگینہ دراز واسطے ضرورت کثرت حرفوں کے سو جب سطریں متعدد ہوں تو ممکن ہے کہ مربع ہو یا گول اور ہر ایک دونوں سے اولیٰ ہے مستطیل سے۔ (فتح)

٥٤٢٩ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا اسْتُخْلِفَ كَتَبَ لَهُ وَكَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَّرَسُولُ سَطْرٌ وَّاللّٰهِ سَطْرٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَنِي أَحْمَدُ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي

٥٤٢٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے انس رضی اللہ عنہ کے واسطے لکھا یعنی زکوۃ کی نصابیں اور مقادیر اور ان کی انگوٹھی کا نقش تین سطریں تھا محمد ایک سطر اور رسول ایک سطر اور اللہ ایک سطر کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے اور زیادہ کیا مجھ کو احمد نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے انصاری نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ نے ثمامہ سے اس نے انس رضی اللہ عنہ

عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهٖ وَفِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَهُ وَفِي يَدِ عُمَرَ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ جَلَسَ عَلٰى بِئْرِ أَرِيْسَ قَالَ فَأَخْرَجَ الْخَاتَمَ فَجَعَلَ يَعْبَثُ بِهٖ فَسَقَطَ قَالَ فَاخْتَلَفْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مَعَ عُثْمَانَ فَنَزَحَ الْبِئْرَ فَلَمْ يَجِدْهُ.

سے کہ حضرت ﷺ کی انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں تھی اور حضرت ﷺ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اریس کے کنوئیں پر بیٹھے اور انگوٹھی ہاتھ سے اتاری اور اس کے ساتھ کھیلنے لگے سو وہ کنوئیں میں گر پڑی سو اختلاف کیا ہم نے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے تین دن یعنی کنوئیں میں اترنا اور چڑھنا اور جانا اور آنا سو کنوئیں کا پانی کھینچا گیا سو ہم نے اس کو نہ پایا۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ تین سطروں کے سوائے اس میں اور کچھ نہ تھا اور ابو الشیخ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا لیکن یہ روایت شاذ ہے اور نیز ظاہر اس کا یہ ہے کہ وہ اسی ترتیب پر لکھا تھا یعنی جس طرح حدیث میں مذکور ہے لیکن نہ نہی تحریر اس کی اوپر سیاق مروج کے اس واسطے کہ ضرورت حاجت کی طرف مہر لگانے کی چاہتی ہے کہ انگوٹھی کے حروف مقلوب اور اُلٹے کھدے ہوئے ہوں تاکہ مہر کے حرف درست اور برابر نکلیں اور لیکن یہ جو بعض نے کہا کہ اس کی تحریر نیچے سے اوپر کو تھی یعنی جلالت کا لفظ اوپر کی سطر میں تھا اور رسول کا لفظ بیچ کی سطر میں اور محمد کا لفظ نیچے کی سطر میں سو نہیں دیکھی میں نے تصریح ساتھ اس کے کسی حدیث میں بلکہ اسماعیلی کی روایت اس کے ظاہر کے مخالف ہے اس واسطے کہ اس نے کہا کہ محمد ﷺ سطر تھا اور دوسری سطر میں رسول تھا اور تیسری میں اللہ تھا اور جائز ہے پڑھنا محمدٌ اور رسولٌ کا ساتھ تنوین کے اور بغیر اس کے اور اللہ کا ساتھ رفع اور جر کے اور یہ جو کہا کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر چھ برس رہی اور اس کے بعد کنوئیں اریس میں گر پڑی اور ابن سعد کی روایت میں ہے سو ہم نے اس کو عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین دن تلاش کیا سو نہ قدرت پائی ہم نے اوپر اس کے یعنی ہم کو نہ ملی کہا بعض علماء نے کہ حضرت ﷺ کی انگوٹھی میں راز تھا جو سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی میں تھا اس واسطے کہ سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی جب گم ہوئی تو ان کی بادشاہی جاتی رہی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ﷺ کی انگوٹھی گم کی تو ان کی خلافت کا انتظام بگڑا اور خارجیوں نے ان پر خروج کیا اور ہوا یہ ابتدا فتنے فساد کا جس نے ان کے قتل تک نوبت پہنچائی اور متصل ہوا ساتھ اخیر زمانے کے کہا ابن بطال نے کہ لیا جاتا ہے اس حدیث سے کہ تھوڑا مال جب ضائع ہو تو واجب ہے ڈھونڈنا اس کا اور کوشش کرنا اس کی تلاش میں اور حضرت ﷺ نے یہ کیا جب کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوا اور روکا لشکر کو اس کی تلاش میں یہاں تک کہ پایا گیا اور اس میں نظر ہے بہر حال ہار عائشہ رضی اللہ عنہا کا سو ظاہر ہوا اثر اس کا ساتھ فائدے عظیم کے جو اس سے پیدا ہوا اور وہ رخصت تیمم کی ہے سو کس طرح

قیاس کیا جائے گا غیر اس کا اوپر اس کے اور بہر حال فعل عثمان رضی اللہ عنہ کا سو نہیں ہے حجت واسطے اس کے جو مذکور ہوا اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاش میں مبالغہ کیا اس واسطے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانی تھی آپ نے اس کو پہنا اور استعمال کیا اور اس کے ساتھ مہر لگائی اور ایسی چیز عادت میں بہت مال کے برابر ہے ورنہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کے سوائے اور انگوٹھی ہوتی تو البتہ کفایت کرتی ساتھ طلب اس کی کے بغیر اس کے اور بداہت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر محنت ان کو تین دنوں میں حاصل ہوئی تھی وہ انگوٹھی کی قیمت سے زیادہ تھی لیکن تقاضا کیا صفت اس کی نے عظیم قدر ہونے اس کے کو پس نہ قیاس کیا جائے گا اس پر ہر مال تھوڑا کہ ضائع ہوا اور اس حدیث میں ہے کہ انگوٹھی سے کھیلنا نیکوں کا فعل ہے اور جو ان کے ہاتھ میں ہو اور نہیں ہے عیب واسطے ان کے میں کہتا ہوں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے یہ اس طرح کہ یہ فعل پیدا ہوتا ہے ایسے لوگوں کے فکر سے اور فکر اس کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خیر میں ہوتا ہے کہا کرمانی نے کہ معنی قول اس کے کی یعبث یہ ہیں کہ اس کو ہلاتے تھے یا اس کو انگلی سے اتارتے تھے پھر اس میں ڈالتے تھے اور یہ صورت عبث کی ہے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ہے کہ جو کچھ چیز طلب کرے اور نہ پائے مطلوب کو تین دن کے بعد کہ تو اس کے واسطے جائز ہے کہ اس کو چھوڑ دے اور پس ہوتا ہے وہ بعد تین دن کے ضائع کرنے والا اور یہ کہ تین دن کے بعد واقع ہوتا ہے عذر بیچ دشوار ہونے مطلوب کے اور اس حدیث میں استعمال کرنا آثار صالحین کا ہے اور پہننا لباس ان کے کا واسطے تبرک کے ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ الْخَاتَمِ لِلنِّسَآءِ.

انگوٹھی واسطے عورتوں کے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ انگوٹھی واسطے عورتوں کے منجملہ زیور سے ہے جو مباح کیا گیا ہے ان کے واسطے۔

وَكَانَ عَلٰى عَائِشَةَ خَوَاتِيْمُ ذَهَبٍ.

یعنی اور عائشہ رضی اللہ عنہا پر سونے کی انگوٹھیاں تھیں۔

٥٤٣٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَ ابْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ فَأَتَى النِّسَآءَ فَجَعَلْنَ يُلْقِيْنَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيْمَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ.

۵۴۳۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر ہوا خطبے سے پہلے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز خطبے سے پہلے پڑھی، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے اور زیادہ کیا ابن وہب نے ابن جریج سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس آئے سو انہوں نے انگوٹھیوں کو بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنا شروع کیا۔

فائدہ: فتخ ان انگوٹھیوں کو کہتے ہیں جو پاؤں کی انگلیوں میں پہنی جاتی ہیں۔

بَابُ الْقَلَائِدِ وَالسِّخَابِ لِلنِّسَآءِ يَعْنِيْ قِلَادَةً مِّنْ طِيْبٍ وَّسُكٍّ.

باب ہے بیچ پہننے ہاروں اور سخاب کے واسطے عورتوں کے اور مراد سخاب سے ہار ہے جو خوشبو اور سک سے ہو۔

فائدہ: سک ایک قسم خوشبو کی ہے معروف ملائی جاتی ہے ساتھ اور خوشبو کے اور استعمال کی جاتی ہے اور ایک روایت میں بجائے سک کے مسک کا لفظ واقع ہوا ہے یعنی مشک۔

٥٤٣١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيْدٍ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ ثُمَّ أَتَى النِّسَآءَ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تَصَدَّقُ بِخُرْصِهَا وَسِخَابِهَا.

۵۴۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن نکلے سو دو رکعت نماز پڑھی نہ اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی نہ پیچھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس آئے سو حکم کیا ان کو ساتھ صدقہ کے سو شروع کیا عورتوں نے صدقہ کرنا اپنی بالیوں اور ہاروں سے۔

فائدہ: خرص چھوٹے حلقے کو کہتے ہیں سونے سے ہو یا چاندی سے اور اس حدیث کی شرح خطبہ عید میں گزر چکی ہے۔

بَابُ اسْتِعَارَةِ الْقَلَائِدِ.

باب ہے بیچ بیان عاریت لینے ہاروں کے۔

٥٤٣٢ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ هَلَكَتْ قِلَادَةٌ لِأَسْمَآءَ فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَلَبِهَا رِجَالًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسُوْا عَلٰى وُضُوْءٍ وَلَمْ يَجِدُوْا مَآءً فَصَلَّوْا وَهُمْ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَآءَ.

۵۴۳۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش میں لوگوں کو بھیجا سو نماز کا وقت آیا اور باوضو نہ تھے اور نہ انہوں نے پانی پایا سو انہوں نے نماز پڑھی بے وضو پھر یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو اللہ نے تیمم کی آیت اتاری اور زیادہ کیا ہے ابن نمیر نے ہشام سے ساتھ سند مذکور کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ ہار اسماء رضی اللہ عنہا سے عاریۃً لیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے اور اس میں بیان ہے ہار مذکور کا کہ کس چیز سے تھا۔

بَابُ الْقُرْطِ لِلنِّسَآءِ.

باب ہے بیچ بیان پہننے قرط کے واسطے عورتوں کے۔

فائدہ: قرط اس زیور کو کہتے ہیں جو کان میں پہنا جاتا ہے سونا ہو یا چاندی خالص ہو یا ساتھ موتیوں وغیرہ کے اور غالبًا وہ کن پٹی پر لٹکایا جاتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَرَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِيْنَ إِلٰى آذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو ساتھ صدقہ کرنے کے سو میں نے ان کو دیکھا کہ اپنے کانوں اور گلوں کی طرف ہاتھ جھکاتی تھیں یعنی اور زیور کو اتار کر بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالتی تھیں۔

فائدہ: یہ حدیث پوری عیدین میں گزر چکی ہے اور البتہ ظاہر ہوا کہ کانوں میں اشارہ ہے طرف بالیوں کی اور لیکن طرف گلوں کی سو ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے ہار ہیں جو گلوں میں پہنے جاتے ہیں اگرچہ محل ان کا جب کہ لٹک جائیں سینہ ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ جائز ہے سوراخ کرنا عورت کے کان میں تا کہ اس میں بالی وغیرہ ڈالی جائے اس چیز سے کہ جائز ہے اس کو زینت کرنی ساتھ اس کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں متعین ہے پہننا بالی وغیرہ کا سوراخ میں بلکہ ممکن ہے کہ لٹکایا جائے سر میں ساتھ زنجیر باریک جالی دار کے یہاں تک کہ کان کے مقابل ہو اور اس سے اترے ہم نے مانا لیکن لیا جاتا ہے ترک انکار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اوپر ان کے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر انکار نہ کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ احتمال ہے کہ شروع کرنے سے پہلے ان کے کان میں سوراخ کیا گیا ہو پس معاف ہے روام میں جو نہیں معاف ہے ابتدا میں اور مانند اس کی قول ام زرع کا ہے کہ ابو زرع نے زیور سے میرے دونوں کان جھلائے اور نہیں حجت ہے اس میں واسطے اس کے جو ہم نے ذکر کی کہا ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مکروہ کہا ہے جمہور نے سوراخ کرنا لڑکے کے کان میں اور رخصت دی بعض نے واسطے عورت کے میں کہتا ہوں اور آیا ہے جواز عورت میں احمد رحمۃ اللہ علیہ سے واسطے زینت کے اور کراہت واسطے لڑکے کے کہا غزالی نے کہ حرام ہے سوراخ کرنا عورت کے کان میں اور حرام ہے اجرت لینا اوپر اس کے مگر یہ کہ ثابت ہو اس میں کوئی چیز شرع کی جہت سے میں کہتا ہوں کہ طبرانی نے اوسط میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سات چیزیں لڑکی میں سنت ہیں ان میں سے ایک سوراخ کرنا ہے اس کے کان میں۔ (فتح)

٥٤٣٣ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَدِيٌّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمَ

۵۴۳۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن دو رکعت نماز پڑھی نہ اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ پیچھے پھر عورتوں کے پاس آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے سو حکم کیا ان کو صدقہ

الْعِيدِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ أَتَى النِّسَآءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِيْ قُرْطَهَا.

کرنے کا سو شروع کیا ہر عورت نے اپنی بالی ڈالتی تھی۔

بَابُ السِّخَابِ لِلصِّبْيَانِ.

باب ہے بیچ ہار خوشبو کے واسطے لڑکوں کے۔

٥٤٣٤ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا وَرْقَآءُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ يَزِيْدَ عَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سُوْقٍ مِّنْ أَسْوَاقِ الْمَدِيْنَةِ فَانْصَرَفَ فَانْصَرَفْتُ فَقَالَ أَيْنَ لُكَعُ ثَلَاثًا ادْعُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقَامَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَمْشِيْ وَفِيْ عُنُقِهِ السِّخَابُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا فَقَالَ الْحَسَنُ بِيَدِهٖ هٰكَذَا فَالْتَزَمَهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ.

۵۴۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے کے بازار میں تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے اور میں بھی پھرا سو فرمایا کہ کہاں ہے بچہ یہ تین بار فرمایا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بلاؤ سو کھڑے ہوئے حسن بن علی رضی اللہ عنہ چلتے اور ان کی گردن میں ہار تھا خوشبو کا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اس طرح یعنی دونوں ہاتھ کھولے جیسے کہ معانقہ کے وقت کھولتے ہیں اور حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا پھر فرمایا کہ الٰہی! میں اس کو دوست رکھتا ہوں سو تو بھی اس کو دوست رکھ اور اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو میرے نزدیک حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ تر پیارا کوئی نہ تھا یعنی مجھ کو اس کے ساتھ سب سے زیادہ تر محبت تھی اس کے بعد کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب البیوع میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْمُتَشَبِّهُوْنَ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتُ بِالرِّجَالِ.

باب ہے بیچ بیان ان مردوں کے جو مشابہت کرتے ہیں ساتھ عورتوں کے اور ان عورتوں کے جو مشابہت کرنے والی ہیں ساتھ مردوں کے۔

فائدہ: یعنی بیچ بیان مذمت دونوں فریق کے اور دلالت کرتی ہے اس پر لعنت جو مذکور ہے حدیث میں۔

٥٤٣٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ـ حَدَّثَنَا

۵۴۳۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لعنت کی

غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ تَابَعَهُ عَمْرٌو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ.

حضرت ﷺ نے ان مردوں کو جو مشابہت کرنے والے ہیں ساتھ عورتوں کے اور ان عورتوں کو جو مشابہت کرنے والی ہیں ساتھ مردوں کے متابعت کی اس کی عمرو نے کہا کہ خبر دی ہم کو شعبہ نے۔

فائدہ: کہا طبری نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں جائز ہے واسطے مردوں کے مشابہت کرنا عورتوں کے لباس میں اور زینت میں جو خاص ہے ساتھ عورتوں کے اور نہ عکس، میں کہتا ہوں اور اسی طرح کلام کرنا اور چلنا اور بہر حال شکل لباس کی سو مختلف ہے ساتھ اختلاف عادت ہر شہر کے سو بہت قومیں ایسی ہیں کہ ان کی عورتوں کے لباس کی شکل و صورت ان کے مردوں کے لباس سے جدا نہیں یعنی مرد اور عورت کا لباس ایک ہے لیکن جدا ہوتی ہیں عورتیں ساتھ حجاب اور پردہ کرنے کے اور لیکن ذم ساتھ مشابہت کرنے کے ساتھ بول چال کے سو نص ہے ساتھ اس کے جو اس کو جان بوجھ کر کرے اور لیکن جو شخص کہ ہو یہ اصل خلقت اس کی سے یعنی اس کی پیدائشی بول چال عورتوں کے ساتھ مشابہ ہو سو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا جائے ساتھ تکلف ترک اس کی کے ساتھ تدریج اور آہستگی کے سو اگر نہ کرے اور بدستور رہے اوپر اس کے تو داخل ہوتا ہے مذمت میں خاص کر اگر ظاہر ہو اس سے جو دلالت کرے اوپر اس کی رضا کے ساتھ اس کے اور استنباط کرنا اس مسئلے کا واضح ہے لفظ متشبھین سے اور بہر حال اطلاق اس کا جو پیدائشی کے حق میں مطلق جائز رکھتا ہے مانند نووی رحمہ اللہ کی سو محمول ہے یہ اطلاق اس کے حق میں جو نہ قادر ہو عورتوں کی سی بول چال کے چھوڑنے پر استعمال کرنے کے بعد معالجہ کے واسطے ترک کرنے اس کے کی نہیں تو اگر اس کا چھوڑنا ممکن ہو اگرچہ آہستگی سے ہو اور اس کو بغیر عذر کے نہ چھوڑے تو لاحق ہوتی ہے اس کو مذمت اور استدلال کیا ہے واسطے اس کے طبری نے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے نہ منع کیا مخنث کو داخل ہونے سے عورتوں پر یہاں تک کہ سنے اس سے باریک بیانی عورت کی وصف میں جیسے کہ آئندہ باب کی تیسری حدیث میں ہے سو اس وقت اس کو منع کیا سو دلالت کی اس نے کہ نہیں ہے ملامت اس پر جس کی پیدائشی بول چال عورتوں کی سی ہو، کہا ابن تین نے کہ مراد ساتھ لعنت کے اس حدیث میں وہ شخص ہے جو مشابہت کرے ساتھ عورتوں کے شکل وصورت میں اور جو عورت مشابہت کرے مردوں کی اسی طرح اور جو مرد کہ پہنچے مشابہت میں ساتھ عورتوں کے اس حد کو کہ اپنی دبر میں حرام کاری کروائے اور جو عورت کے پہنچے مشابہت میں ساتھ مردوں کے اس حد کو کہ چپٹی کھیلے ساتھ اور عورت کے تو ان دونوں قسم کے واسطے مذمت اور سزا سخت تر ہے اس شخص سے جو اس حد کو نہ پہنچا ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا

ساتھ نکالنے کے گھروں سے جو ایسا فعل کرے تا کہ مشابہت کرنا اس بدعملی کی طرف نوبت نہ پہنچا دے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ظاہر لفظ حدیث کا زجر ہے مشابہت کرنے سے ہر چیز میں لیکن پہچانا گیا ہے اور دلیلوں سے کہ مراد مشابہت کرنا ہے شکل وصورت میں اور بعض صفات اور حرکات میں نہ مشابہت کرنا نیک کام میں اور نیز اس نے کہا کہ جو لعنت کہ صادر ہے حضرت ﷺ سے وہ دو قسم پر ہے ایک قسم وہ ہے کہ ارادہ کیا جاتا ہے ساتھ اس کے زجر کا اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے لعنت بسبب اس کے اور وہ خوفناک ہے اس واسطے کہ لعنت کبیرے گناہ کی علامت ہے اور واقع ہوتی ہے دوسری طرح کی حالت میں اور یہ خوفناک نہیں بلکہ وہ رحمت ہے اس کے حق میں جس کو لعنت کی بشرطیکہ نہ مستحق ہو لعنت کا جیسا کہ ثابت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں نزدیک مسلم کے کہا اس نے اور حکمت بیچ لعنت کرنے اس شخص کے جو مشابہت کرے نکالنا اس کا ہے چیز کو اس صفت سے کہ وضع کیا ہے اس کو اس پر اس نے جو حکیم تر ہے سب حکیموں سے اور البتہ اشارہ کیا گیا ہے طرف اس کی بیچ لعنت واصلات کے ساتھ قول اس کے کہ جو بدل ڈالنے والی ہیں اللہ کی پیدائش کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ حرام ہے مرد پر پہننا اس کپڑے کا جو موتیوں سے جڑا ہو اور وہ واضح ہے واسطے وارد ہونے علامتوں تحریم کے اور وہ لعنت کرنا ہے اس کو جو یہ کام کرے اور لیکن قول شافعی رحمہ اللہ کا کہ میں نہیں مکروہ جانتا واسطے مرد کے پہننا موتیوں کا مگر اس واسطے کہ وہ عورتوں کے لباس اور پہناوے سے ہے سو نہیں ہے مخالف واسطے اس کے مراد اس کی یہ ہے کہ خاص کر اس کی نہی میں کوئی چیز وارد نہیں ہوئی۔ (فتح)

بَابُ إِخْرَاجِ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَآءِ مِنَ الْبُيُوْتِ.

باب ہے بیچ نکال دینے ان کے گھروں سے یعنی جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں۔

٥٤٣٦ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ أَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ قَالَ فَأَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُلَانًا وَأَخْرَجَ عُمَرُ فُلَانًا.

٥٤٣٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لعنت کی حضرت ﷺ نے مشابہت کرنے والے مردوں کو ساتھ عورتوں کے اور مشابہت کرنے والی عورتوں کو ساتھ مردوں کے اور فرمایا کہ ان کو اپنے گھروں سے نکال دو، کہا راوی نے سو حضرت ﷺ نے فلانی عورت کو نکال دیا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فلانے مرد کو نکال دیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے انجشہ کو نکالا اور انجشہ ایک غلام تھا کالا جو عورتوں کو راگ سے کھینچتا تھا۔

٥٤٣٧ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ أَخِي أُمِّ سَلَمَةَ يَا عَبْدَ اللَّهِ إِنْ فَتَحَ اللَّهُ لَكُمْ غَدًا الطَّائِفَ فَإِنِّي أَدُلُّكَ عَلَى بِنْتِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هَؤُلَاءِ عَلَيْكُنَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ يَعْنِي أَرْبَعَ عُكَنِ بَطْنِهَا فَهِيَ تُقْبِلُ بِهِنَّ وَقَوْلُهُ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ يَعْنِي أَطْرَافَ هَذِهِ الْعُكَنِ الْأَرْبَعِ لِأَنَّهَا مُحِيطَةٌ بِالْجَنْبَيْنِ حَتَّى لَحِقَتْ وَإِنَّمَا قَالَ بِثَمَانٍ وَلَمْ يَقُلْ بِثَمَانِيَةٍ وَوَاحِدُ الْأَطْرَافِ وَهُوَ ذَكَرٌ لِأَنَّهُ لَمْ يَقُلْ ثَمَانِيَةَ أَطْرَافٍ.

۵۴۳۷۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ان کے پاس تھے اور ان کے گھر میں ایک مخنث زنانہ مرد تھا سو اس نے عبداللہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی سے کہا کہ اگر کل تمہارے لیے طائف فتح ہوئی تو میں تجھ کو غیلان کی بیٹی بتلاؤں گا کہ بے شک وہ آتی ہے ساتھ چار کے اور جاتی ہے ساتھ آٹھ کے یعنی خوب موٹی اور فربہ ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ اندر آیا کریں تمہارے پاس یہ مخنث زنانے مرد۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں گزر چکی ہے اور ان حدیثوں میں ہے کہ مشروع ہے نکال دینا گھروں سے اس کا کہ حاصل ہو اس سے تکلیف واسطے لوگوں کے یہاں تک کہ اس سے رجوع کرے یا توبہ کرے۔ (فتح)

بَابُ قَصِّ الشَّارِبِ. باب ہے بیچ بیان کاٹنے مونچھوں کے۔

فائدہ: اس باب کو اور جو اس کے بعد ہے آخر کتاب اللباس تک تعلق ہے ساتھ لباس کے جہت شریک ہونے کے سے زینت میں۔ (فتح)

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُحْفِي شَارِبَهُ حَتَّى يُنْظَرَ إِلَى بَيَاضِ الْجِلْدِ وَيَأْخُذُ هَذَيْنِ يَعْنِي بَيْنَ الشَّارِبِ وَاللِّحْيَةِ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی مونچھیں کاٹتے تھے یعنی جڑ سے یہاں تک کہ ان کے چمڑے کی سفیدی دیکھی جاتی تھی اور لیتے دونوں طرف لب کو مراد وہ بال ہیں جو مونچھوں اور داڑھی کے درمیان ہیں۔

فائدہ: یعنی جیسے کہ عادت ہے مونچھوں کے کاٹنے میں اور بالوں کے دور کرنے میں کہ لبوں کے گوشے میں ہیں اور احتمال ہے کہ منہ کے گوشے کے دونوں طرف مراد ہوں اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں لیتے یہاں تک کہ اس سے کچھ چیز نہ چھوڑتے اور روایت کی طبری نے عبداللہ بن ابی عثمان سے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی مونچھوں کو کاٹتے اوپر سے اور نیچے سے اور یہ رد کرتا ہے اس شخص کی تاویل کو جو تاویل کرتا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اثر میں کہ مراد ساتھ اس کے دور کرنا اس چیز کا ہے کہ لب کے کنارے پر ہے فقط۔ (فتح)

٥٤٣٨ - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ نَافِعٍ ح وَقَالَ أَصْحَابُنَا عَنِ الْمَكِّيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ.

۵۴۳۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیدائشی سنت ہے کاٹنا لبوں کا۔

٥٤٣٩ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْاٰبِطِ وَتَقْلِيمُ الْاَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ.

۵۴۳۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی پیدائشی چیزیں پانچ ہیں یا فرمایا پانچ چیزیں ہیں پیدائشی سنتوں میں سے اول ختنہ کرنا دوسری زیر ناف کے بال مونڈنا تیسرے بغلوں کے بال اکھاڑنا چوتھے ناخن کاٹنا پانچویں مونچھیں کترنا۔

فائدہ: یعنی ہر ایک انسان جس میں آدمیت ہے وہ ان پانچ چیزوں کو ایسا پسند کرتا ہے گویا کہ یہ پیدائشی بات ہے تعلیم کی اس میں کچھ حاجت نہیں اول تو اس میں پاکی اور ستھرائی ہے دوسری فائدے بھی ہیں اور یہ فرمایا کہ پانچ چیزیں ہیں تو ثابت ہو چکی ہے اور حدیثوں میں زیادتی اوپر اس کے سو دلالت کی اس نے کہ نہیں ہے مراد حصر کرنا بیچ اس کے اور اختلاف ہے کہ اس صیغے کے لانے میں کیا نکتہ ہے سو بعض نے کہا کہ اٹھاتا ہے دلالت کو اور یہ کہ مفہوم عدد کا نہیں ہے حجت اور بعض نے کہا کہ بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول پانچ چیزیں بتلائی تھیں پھر زیادہ بتلائیں اور بعض نے کہا کہ بلکہ اختلاف اس میں باعتبار مقام کے ہے سو ذکر کیا ہر جگہ میں جو لائق تھا ساتھ مخاطبین کے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ حصر کے مبالغہ ہے واسطے تاکید امر ان پانچوں کے جیسا کہ محمول ہے اس پر قول اس کا الدین النصیحۃ اور دلالت کرتی ہے تاکید پر وہ حدیث جو روایت کی ہے ترمذی نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ جو اپنی مونچھیں نہ کترے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور اس کی سند قوی ہے اور کہا ابن عربی نے کہ پیدائشی چیزیں تیس کو پہنچتی ہیں سو اگر مراد اس کی وہ چیز ہے جو وارد ہوئی ہے ساتھ لفظ فطرت کے تو نہیں ہے اس طرح اور اگر مراد اس کی عام تر ہے اس

سے تو نہیں محصور ہیں تمیں میں بلکہ اس سے زائد ہیں اور واسطے مسلم کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ہے کہ دس چیزیں پیدائشی سنتوں میں سے ہیں پس ذکر کیا ان پانچ کو جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہیں سوائے ختنہ کرنے کے اور زیادہ کیا اس میں بڑھانا داڑھی کا اور مسواک کرنا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا اور انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا اور استنجاء کرنا اور ایک روایت میں ہے کہ راوی نے کہا کہ میں دسویں چیز بھول گیا ہوں مگر شاید کلی ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان میں سے پانچ سر میں ہیں میں کہتا ہوں اور شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی عبدالرزاق نے اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ اس آیت کے ﴿وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاهِیْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمَاتٍ فَاَتَمَّهُنَّ﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ آزمایا ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے ساتھ طہارت کے پانچ چیزیں سر میں اور پانچ باقی بدن میں اور یہ جو فرمایا کہ انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا یعنی تا کہ ان میں میل نہ جمے کہا غزالی نے کہ عرب کے لوگوں کی عادت تھی کہ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ نہ دھوتے تھے سو انگلیوں کے جوڑوں میں میل جم جاتی تھی سو حکم کیا ساتھ دھونے ان کے کی کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ وہ سنت مستقل ہے نہیں خاص ہے ساتھ وضو کے یعنی حاجت ہوتی ہے دھونے اس کے کی وضو میں اور غسل میں اور ستھرائی میں اور البتہ لاحق کی گئی ہے ساتھ اس کے وہ میل کہ جمع ہوتی ہے کان کے شکنوں میں اور سوراخ کان کے بیچ میں اس واسطے کہ اس کے باقی رہنے میں ضرر ہے ساعت کو اور بہرحال جو چیزیں کہ وارد ہوئی ہیں ان کے معنوں ہیں بغیر تصریح کرنے کے ساتھ لفظ فطرت کے سو وہ بہت ہیں ان میں سے ہے وہ چیز جو روایت کی ترمذی نے ابو ایوب کی حدیث سے کہ چار چیزیں پیغمبروں کی سنتوں میں سے ہیں شرم کرنا اور خوشبو لگانا اور مسواک کرنا اور نکاح کرنا اور ثابت ہو چکا ہے بخاری اور مسلم میں کہ حیاء ایمان سے ہے اور اختلاف ہے حیاء کے ضبط میں سو بعض نے کہا کہ ساتھ فتحہ مہملہ اور تحتانیہ خفیفہ کے ہے اور بعض نے کہا کہ ساتھ کسرہ مہملہ اور تشدید تحتانیہ کے ہے سو بنا بر پہلے معنی کے وہ خصلت ہے معنوی متعلق ہے ساتھ تحسین خلق کے اور دوسری وجہ پر وہ خصلت ہے حسی متعلق ہے ساتھ ستھرائی بدن کے اور ایک روایت میں زیادہ کیا ہے حلم اور حجامت کو اور جب حدیثوں کو تلاش کیا جائے تو زیادہ ہوتا ہے عدد اور متعلق ہیں ساتھ ان خصلتوں کے مصالح دینی اور دنیاوی جو پائی جاتی ہیں ساتھ تلاش کرنے کے ان میں سے ہے آراستہ کرنا شکل وصورت کا اور ستھرا کرنا بدن کا مجمل طور سے اور مفصل اور احتیاط واسطے دونوں طہارت کے اور احسان کرنا طرف ہم نشین کے ساتھ دور کرنے اس چیز کے کہ تکلیف پائے ساتھ اس کے بدبو سے اور مخالفت شعار کفار کی مجوس اور یہود اور نصاریٰ اور بت پرستوں سے اور بجا لانا حکم شارع کا اور کہا خطابی نے کہ مذہب اکثر علماء کا یہ ہے کہ مراد ساتھ فطرت کے اس جگہ سنت ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ پیغمبروں کی سنتوں میں سے ہیں اور ایک گروہ نے کہا کہ معنی فطرت کے دین ہیں اور اصل فطرت کے معنی ہیں پیدا کرنا غیر مثال پر یعنی ایسے نمونے پر پیدا کرنا جس کی مثل پہلے کوئی چیز نہ ہو اور کہا ابو شامہ نے فطرت

کے معنی ہیں اولیٰ پیدائش اور قول حضرت ﷺ کا **کل مولود یولد علی الفطرۃ** یعنی ہر بچہ پیدا کیا جاتا ہے یعنی اس وضع پر کہ پہلے پہل پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی پیدائش کو اوپر اس کے اور اس میں اشارہ ہے طرف قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر چھوڑا جائے ہر ایک اپنے پیدا ہونے کے وقت سے اور جو پہنچاتی ہے اس کی طرف نظر اس کی تو البتہ پہنچائے اس کو طرف دین حق کے اور وہ توحید ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا جو اس سے پہلے ﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَةَ اللّٰهِ﴾ اور اسی کی طرف اشارہ ہے باقی حدیث میں فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اور مراد ساتھ فطرت کے باب کی حدیث میں یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں کی جائیں تو متصف ہوتا ہے فاعل ان کا ساتھ فطرت کے کہ پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کو اوپر اس کے اور رغبت دلائی ہے ان کو اوپر اس کے اور مستحب کیا ہے اس کو واسطے ان کے تا کہ ہوں کامل ترین صفتوں پر اور اشرف صورت پر اور کہا بیضاوی نے قدیمی سنت ہے کہ اختیار کیا ہے اس کو پیغمبروں نے اور اتفاق ہے اوپر سب شریعتوں سابقہ کا اور گویا کہ وہ پیدائشی امر ہے کہ پیدا کیے گئے آدمی اوپر اس کے اور غریب بات کہی قاضی ابو بکر بن عربی نے سو کہا اس نے کہ میرے نزدیک یہ پانچوں خصلتیں جو حدیث میں مذکور ہیں کل واجب ہیں اس واسطے کہ اگر آدمی ان کو چھوڑ دے تو اس کی شکل آدمی کی سی نہیں رہتی سو کس طرح ہو وہ منجملہ مسلمانوں کے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابو شامہ نے ساتھ اس کے کہ جو چیزیں کہ ہو مقصود ان کا مطلوب واسطے تحسین بدن کے اور وہ ستھرائی ہے نہیں محتاج ہیں طرف درود امر ایجابی کی واسطے شارع کے بیچ ان کے واسطے کفایت کرنے کے ساتھ خواہشوں نفس کے سو مجرد بلانا اس کی طرف کافی ہے یعنی واجب ہونے کی ضرورت نہیں اور یہ جو کہا کہ ختنہ کرنا ختان اسم ہے واسطے فعل ختنہ کرنے والے کے اور ختنہ کرنے کی جگہ کو بھی کہتے ہیں اور کہا ماوردی نے کہ ختان کے معنی ہیں کاٹنا چمڑے کا جو حشفہ یعنی ڈوڈی کو ڈھانکتا ہے اور مستحب ہے کہ کاٹا جائے تمام چمڑہ حشفے کی جڑ تک اور کم تر جو کفایت کرتا ہے یہ ہے کہ نہ باقی رہے اس سے کچھ چیز جو حشفے کو ڈھانکے کہا ابن صباغ نے یہاں تک کہ کھل جائے تمام حشفہ اور کہا ابن کج نے کہ ادا ہوتا ہے واجب ساتھ کاٹنے کچھ چیز کے اس پردے سے کہ حشفے کے اوپر ہے اگرچہ قلیل ہو بشرطیکہ گول کاٹا جائے کہا نووی نے کہ وہ شاذ ہے اور معتمد اول قول ہے کہا امام نے اور مستحق عورت کے ختنے سے وہ چیز ہے کہ اس کو ختنہ بولا جائے کہا ماوردی نے کہ ختنہ عورت کا کاٹنا ہے اس چمڑے کا کہ اس کی شرم گاہ کی اوپر کی طرف ہے مدخل ذکر سے اوپر مانند گٹھلی کی اور واجب کاٹنا چمڑے کا ہے اوپر سے نہ جڑ سے اور البتہ روایت کی ہے ابو داؤد نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ مدینے میں ایک عورت تھی جو عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھی سو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ ختنہ میں مبالغہ نہ کیا کر یعنی حد سے زیادہ چمڑا نہ کاٹا کر اس واسطے کہ اس میں عورت کو زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے اور کہا کہ نہیں ہے یہ حدیث قوی اور واسطے اس کے دو شاہد ہیں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کی حدیث سے نزدیک

ابوالشیخ کے اور کہا جوہری نے کہ عرب کا گمان ہے کہ لڑکا جب پیدا ہو قمر میں تو اس کے حشفے کے اوپر کا چمڑہ کھل جاتا ہے سو ہو جاتا ہے لڑکا جیسے ختنہ کیا ہوا اور البتہ مستحب رکھا ہے علماء نے شافعیہ میں سے اس کے حق میں جو پیدا ہو ختنہ کیا گیا یہ کہ گزارے اُسترے کو ختنے کی جگہ پر بغیر کاٹنے کے کہا ابو شامہ نے کہ غالب جو اس طرح پیدا ہوتا ہے اس کا ختنہ پورا نہیں ہوتا بلکہ ظاہر ہوتا ہے کنارہ ڈوڈی کا جو اس طرح ہو واجب ہے پورا کرنا اس کے ختنے کا اور فائدہ دیا ہے شیخ ابن حاج نے مدخل میں کہ اختلاف ہے کیا عموما سب عورتوں کا ختنہ کیا جائے یا مشرق ملک کی عورتوں کا ختنہ کیا جائے اور مغرب کی عورتوں کا ختنہ نہ کیا جائے واسطے نہ ہونے زیادہ چمڑے کے ان کے فرج پر جس کا کاٹنا مشروع ہے برخلاف مشرق کی عورتوں کے سو جو قائل ہے کہ مستحب ہے گزارنا اُسترے کا اس جگہ پر جو ختنہ کیا گیا ہو پیدائشی واسطے بجالانے امر کے تو وہ عورت کے حق میں بھی اسی طرح قائل ہے یعنی جس عورت کے ختنے کی حاجت نہ ہو اس کی جگہ پر صرف اُسترے کو پھیرا جائے بغیر کاٹنے کسی چیز کے اور جس عورت کے ختنے کی حاجت ہو اس کا ختنہ کیا جائے اور مذہب امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ ختنہ کرنا واجب ہے بغیر باقی چیزوں کے جو حدیث میں مذکور ہیں اور یہی قول ہے جمہور اصحاب اس کے کا اور قائل ساتھ اس کے قدیموں سے عطاء یہاں تک کہ کہا اس نے کہ اگر کافر بالغ مسلمان ہو تو نہیں پورا ہوتا ہے اسلام اس کا یہاں تک کہ ختنہ کرے اور احمد اور بعض مالکیوں سے ہے کہ واجب ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ واجب ہے اور نہیں ہے فرض اور ایک روایت میں اس سے ہے کہ سنت ہے اور گنہگار ہوتا ہے ساتھ ترک کرنے اس کے اور ایک قول شافعیہ کا یہ ہے کہ نہیں ہے واجب عورتوں کے حق میں اور اس کو وارد کیا ہے صاحب مغنی نے احمد سے اور مذہب اکثر علماء کا اور بعض شافعیہ کا یہ ہے کہ واجب نہیں اور ان کی حجت حدیث شداد رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوعا کہ ختنہ کرنا سنت ہے واسطے مردوں کے کرامت ہے واسطے عورتوں کے اور اس حدیث میں حجت نہیں واسطے اس چیز کے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ لفظ سنت کا جب حدیث میں وارد ہو تو نہیں مراد ہوتی ہے ساتھ اس کے وہ چیز جو واجب کے مقابل ہو لیکن جب واقع ہو تفرقہ درمیان مردوں اور عورتوں کے اس میں تو دلالت کی اس نے کہ مراد جدا ہونا حکم کا ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں منحصر ہے وہ وجوب میں اس واسطے کہ کبھی ہوتا ہے مردوں کے حق میں زیادہ تر مؤکد عورتوں سے یا ہوتا ہے مردوں کے حق میں واسطے استحباب کے اور عورتوں کے حق میں واسطے اباحت کے علاوہ یہ کہ حدیث ثابت نہیں اس واسطے کہ وہ حجاج بن ارطاۃ کی روایت سے ہے اور نہیں حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے لیکن اس کے واسطے شاہد ہے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور استدلال کیا ہے اس نے جو ختنہ کرنے کو واجب کہتا ہے ساتھ کئی دلیلوں کے ان میں سے قوی تر دلیل یہ حدیث ہے جو بخاری اور مسلم میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے ختنہ کیا بسولی سے اور حالانکہ وہ اسی سال کے تھے اور اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ پھر ہم نے تیری طرف وحی کی یہ کہ پیروی کر ابراہیم علیہ السلام کے دین کی اور صحیح ہو چکا ہے ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جو.کلموں سے اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا تھا وہ خصلتیں فطرت کی ہیں اوران میں سے ختنہ کرنا ہے اور مبتلا کرنا غالبا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ ہو واجب اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں لازم آتا جو مذکور ہوا مگر یہ کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کو بطور وجوب کے کیا ہو اس واسطے کہ جائز ہے کہ ہو فعل ان کا بطور ندب کے سو ہو گا بجا لانا ساتھ پیروی ان کی کے موافق اس کے کہ انہوں نے کیا اور اللہ نے فرمایا اپنے پیغمبر کے حق میں ﴿وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو تا کہ تم راہ پاؤ اور اصول میں مقرر ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرد افعال وجوب پر دلالت نہیں کرتے اور نیز پس باقی دس کلمے واجب نہیں ہیں اور روایت کی ابو الشیخ نے کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم کیا ختنہ کرنے کا اور وہ اس وقت اسی برس کے تھے سو انہوں نے ختنہ کیا قدوم سے تو ان کو درد کی شدت ہوئی انہوں نے اللہ سے دعا کی اللہ نے ان کو وحی کی کہ تو نے جلدی کی پہلے اس سے کہ میں تجھ کو اس کا آلہ بتلاؤں کہا اے رب! میں نے مکروہ جانا کہ تیرا حکم بجا لانے میں دیر ہو اور قدوم کے معنی ہیں بسولی اور بعض نے کہا کہ قدوم ایک مکان کا نام ہے اور بعض نے کہا کہ وہ ان کے قیلولہ کرنے کی جگہ تھی اور بعض نے کہا کہ ایک گاؤں ہے شام میں اور ابراہیم علیہ السلام ختنہ کرنے کے بعد چالیس برس جیتے رہے تو کل عمران کی ایک سو بیس برس کی تھی اور اختلاف ہے اس وقت میں جس میں جائز ہے ختنہ کرنا کہا ماوردی نے کہ اس کے واسطے دو وقت ہیں ایک وقت وجوب کا ہے اور ایک وقت استحباب کا سو وقت وجوب کا بالغ ہونا ہے یعنی جب آدمی بالغ ہو جائے تو ختنہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اور بالغ ہونے سے پہلے مستحب ہے اور وقت مختار ساتواں دن ہے پیدا ہونے سے پیچھے اور بعض نے کہا کہ ولادت کے دن سے اور اگر دیر کرے تو چالیس دن میں اور اگر اس سے بھی دیر کرے تو ساتویں برس میں اور اگر بالغ ہو اور ہو د بلا معلوم ہو حال اس کے سے کہ اگر اس کا ختنہ کیا جائے تو ہلاک ہو گا تو ساقط ہو جاتا ہے وجوب یعنی اس حالت میں واجب نہیں رہتا اور مستحب ہے کہ نہ مؤخر کیا جائے وقت استحباب سے بغیر عذر کے اور ذکر کیا ہے قاضی حسین نے کہ نہیں جائز ہے کہ ختنہ کیا جائے لڑکے کا یہاں تک کہ دس برس کا ہو اس واسطے کہ وہ دن مارنے اس کے کا ہے ترک نماز پر اور درد ختنے کا سخت تر ہے مار کے درد سے سو ہو گا اولیٰ ساتھ تاخیر کے اور ضعیف کہا ہے اس کو نووی رحمہ اللہ نے شرح مہذب میں اور کہا امام الحرمین نے کہ نہیں واجب ہے بالغ ہونے سے پہلے اس واسطے کہ لڑکا نہیں ہے اہل عبادت سے جو متعلق ہو ساتھ بدن کے سو کیا حال ہے ساتھ اسم کے اور کہا ابو الفرج سرخسی نے کہ بیچ ختنہ کرنے لڑکے کے چھوٹی عمر میں مصلحت ہے اس جہت سے کہ کھال تمیز کے بعد موٹی اور سخت ہو جاتی ہے اس واسطے جائز رکھا ہے اماموں نے ختنہ کرنے کو اس سے پہلے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے حسن اور مالک سے کراہت ختنہ کرنے کی ساتویں دن اس واسطے کہ وہ یہود کا فعل ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے ہے کہ میں نے اس میں کوئی چیز نہیں سنی اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ سات چیزیں سنت سے ہیں لڑکے میں نام رکھا جائے

اس کا دن ساتویں اور ختنہ کیا جائے اور روایت کی ابوالشیخ نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا ختنہ ساتویں دن کیا کہا ولید نے سو میں نے اس کا حکم مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کب کیا جائے لیکن جتنا پہلے کرے مجھ کو پسند ہے اور میں نے کتاب النکاح میں ولیمہ کے باب میں ذکر کیا ہے کہ ختنہ کرنے کے وقت دعوت کرنا مشروع ہے لیکن اگر لڑکی کا ختنہ ہو تو اس کے واسطے مشروع نہیں ہے اور نقل کیا ہے ابن حاج نے مدخل میں کہ سنت ہے کہ لڑکے کے ختنے کو ظاہر کرے اور لڑکی کے ختنے کو چھپائے اور یہ جو کہا کہ استحداد تو یہ استفعال ہے حدید سے اور مراد ساتھ اس کے استعمال کرنا اُسترے کا ہے بیچ مونڈھنے بالوں کے مکان مخصوص سے اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں حلق العانۃ کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد ساتھ عانہ کے وہ بال ہیں جو مرد کے ذکر پر اور اس کے گرد ہیں اور اسی طرح وہ بال جو عورت کی شرم گاہ کے گرد ہیں اور منقول ہے ابوالعباس سے کہ عانہ سے مراد وہ بال ہیں جو دبر کے حلقے کے گرد اُگے ہوئے ہوتے ہیں سو حاصل ہوگا اس کے مجموع سے استحباب مونڈھنے تمام ان بالوں کا جو قبل اور دبر پر اور اس کے گرد ہیں اور ذکر مونڈھنے کا واسطے ہونے اس کے کی ہے اغلب نہیں تو جائز ہے دور کرنا ان کا ساتھ نورے کے اور اُکھاڑنے کے یا کسی اور وجہ سے اور کہا بعض نے کہ مستحب ہے دور کرنا بالوں کا قبل اور دبر سے بلکہ دور کرنا ان کا دبر سے اولیٰ ہے واسطے اس خوف کے کہ اس کے ساتھ کچھ چیز پاخانے سے لٹکی رہے اور نہ دور کرے اس کو استنجاء کرنے والا مگر پانی سے اور نہ قادر ہو اس کے دور کرنے پر ڈھیلوں سے اور قائم ہوتا ہے نورہ لگانا مقام مونڈھنے کے اور اسی طرح اُکھاڑنا اور کترنا اور کسی نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ زیر ناف کے بالوں کو قینچی سے کترنا جائز ہے انہوں نے کہا کہ میں اُمید رکھتا ہوں کہ کافی ہو کہا گیا پس اکھاڑنا کہا اور کیا کوئی اس پر قادر ہے اور کہا ابوبکر بن عربی نے کہ زیر ناف کے بال اولیٰ ہیں ساتھ دور کرنے کے اس واسطے کہ وہ گھنے ہو جاتے ہیں اور جم جاتی ہے ان میں میل برخلاف بغل کے بالوں کے کہا ابن دقیق العید نے کہ جو کہتا ہے کہ مستحب ہے مونڈھنا تمام ان بالوں کا کہ دبر کے گرد ہیں تو ذکر کیا ہے اس نے اس کو بطور قیاس کے اور اولیٰ بالوں کے دور کرنے میں اس جگہ مونڈھنا ہے واسطے پیروی حدیث کے اور اُکھاڑنا بھی جائز ہے برخلاف بغل کے کہ وہ بالعکس ہے اس واسطے کہ بند ہوتے ہیں نیچے اس کے بخارات برخلاف زیر ناف کے اور بغلوں کے بال اکھاڑنے سے کمزور ہو جاتے ہیں اور مونڈھنے سے قوی ہوتے ہیں سو آیا حکم ہر جگہ میں ساتھ مناسب کے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سنت زیر ناف کے بال دور کرنے میں مونڈھنا ہے ساتھ اُسترے کے بیچ حق مرد اور عورت دونوں کے لیکن ادا ہوتی ہے اصل سنت ساتھ دور کرنے کے ہر دور کرنے والی چیز سے اور نیز نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اولیٰ مرد کے حق میں مونڈھنا ہے اور عورت کے حق میں اکھاڑنا اور یہ مشکل ہے ساتھ اس کے کہ اس میں ضرر ہے عورت پر ساتھ درد کے اور خاوند پر ساتھ ڈھیلے ہو جانے محل کے اس واسطے کہ بالوں کا اکھاڑنا محل کو ڈھیلا کر دیتا ہے ساتھ اتفاق طبیبوں کے اسی واسطے بعض نے مونڈھنے کو

ترجیح دی ہے لیکن کہا ابن عربی نے کہ اگر عورت جوان ہو تو بالوں کا اکھاڑنا اس کے حق میں اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ بڑھانا اور پالنا ہے اکھاڑنے کی جگہ کو اور اگر بوڑھی ہو تو اس کے حق میں مونڈھنا بہتر ہے اس واسطے کہ اکھاڑنا بالوں کا محل کو ڈھیلا کر دیتا ہے اور اگر کہا جائے کہ عورت کے حق میں نورہ اولیٰ ہے مطلق تو نہیں ہے بعید اور نیز جدا ہوتا ہے حکم بیچ اکھاڑنے بالوں کے اور مونڈھنے زیر ناف کے بالوں کے یعنی ان دونوں میں فرق ہے کہ اکھاڑنا بغلوں کا اور مونڈھنا ان کا جائز ہے کہ لے اس کو اجنبی برخلاف زیر ناف کے بالوں کے کہ وہ حرام ہے مگر اس کے حق میں کہ مباح ہے واسطے اس کے ہاتھ لگانا اور نظر کرنا اس کی طرف مانند خاوند بیوی کے اور بہر حال نورہ لگانا سو کسی نے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا کہ نورہ لگانے کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے اس کو جائز رکھا اور ذکر کیا کہ میں اس کو کرتا ہوں اور اس میں ایک حدیث بھی ہے کہ حضرت ﷺ زیر ناف کے بالوں میں نورہ لگاتے تھے اور اس کے مقابل ہے یہ حدیث کہ حضرت ﷺ زیر ناف کے بال اُسترے سے مونڈھتے تھے اور اس کی سند نہایت ضعیف ہے اور یہ جو کہا کہ بغلوں کے بالوں کا اکھاڑنا تو مستحب ہے اس میں شروع کرنا دائیں طرف سے اور ادا ہوتی ہے اصل سنت ساتھ مونڈھنے کے خاص کر جس کو اکھاڑنا درد پہنچاتا ہو کہا غزالی نے کہ ابتدا میں درد ہوتا ہے پھر رفتہ رفتہ جب عادت ہو جاتی ہے تو آسان ہو جاتا ہے درد نہیں ہوتا کہا ابن دقیق العید نے کہ جس نے نظر کی طرف لفظ کی کھڑا ہوا ہے ساتھ اکھاڑنے کے اور جس نے نظر کی طرف معنی کے جائز رکھا ہے اس نے اس کو ساتھ دور کرنے والی چیز کے اور یہ جو کہا کہ ناخن کاٹنا تو مراد ساتھ اس کے دور کرنا اس چیز کا ہے کہ ملابس ہو انگلی کے سر کو ناخن سے اس واسطے کہ میل اس میں جمع ہو جاتا ہے اور اس سے کراہت آتی ہے اور کبھی پہنچتا ہے اس حد تک کہ منع کرتا ہے پہنچنے پانی کے کو طرف اس چیز کی کہ واجب ہے دھونا اس کا طہارت میں اور قطع کیا ہے متولی نے اصحاب شافعی سے کہ نہیں صحیح ہوتا ہے اس وقت وضو اور قطع کیا ہے غزالی نے احیاء میں کہ وہ معاف ہے اور حجت پکڑی ہے اس نے کہ اکثر گنوار لوگ اس کی خبر گیری نہیں کرتے تھے اور باوجود اس کے کسی حدیث میں وارد نہیں ہوا کہ حضرت ﷺ نے نماز دوہرانے کا حکم کیا ہو اور یہ ظاہر ہے اور کبھی معلق ہوتی ہے ساتھ ناخن کے جب کہ دراز ہو پلیدی واسطے اس کے جو استنجاء کرے ساتھ پانی کے اور نہ کوشش کرے غسل میں سو ہو گا جب کہ نماز پڑھے اٹھانے والا واسطے پلیدی کے اور روایت کی ہے بیہقی نے شعب میں ابی حازم رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے ایک نماز پڑھی سو اس میں وہم کیا تو کسی نے پوچھا فرمایا کہ میں کس طرح وہم نہ کروں اور حالانکہ میل مغابن کا تمہارے ناخن میں ہے یعنی تم ناخن نہیں کاٹتے پھر تم خارش کرتے ہو ساتھ ان کے اپنی مغابن کو یعنی بغل کو اور جو دونوں خصیوں اور رانوں کے درمیان ہے اور ہر جگہ میں کہ اس میں میل جمع ہوتا ہے سو متعلق ہوتی ہے ساتھ ان کے وہ چیز کہ مغابن میں ہوتی ہے میل سے میں کہتا ہوں اور اس میں اشارہ ہے طرف پاک صاف کرنے سب مغابن کے یعنی جو جگہیں بدن کی کہ پوشیدہ اور گہری ہیں جن میں میل جمع ہوتا ہے اور مستحب

ہے مبالغہ کرنا اس کے دور کرنے میں اس حد تک کہ نہ داخل ہو اس سے ضرر انگلی پر اور نہیں ثابت ہوئی بیچ ترتیب انگلیوں کے وقت کاٹنے ناخن کے کوئی چیز حدیثوں سے لیکن جزم کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں ساتھ اس کے کہ مستحب ہے کہ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کرے پھر بیچ کی انگلی کا ناخن کاٹے پھر بنصر کا پھر خنصر کا پھر انگوٹھے کا اور بائیں ہاتھ میں اول خنصر کاٹے پھر بنصر کا پھر وسطیٰ کا پھر شہادت کی انگلی کا پھر انگوٹھے کا اور شروع کرے دائیں پاؤں میں خنصر سے ابہام تک اور بائیں میں ابہام سے خنصر تک اور نہیں ذکر کیا نووی رحمہ اللہ نے واسطے استحباب کے کوئی مسند اور کہا شرح مہذب میں اس کے بعد کہ نقل کیا ہے غزالی سے اور یہ کہ مازری نے سخت انکار کیا ہے اوپر اس کے بیچ اس کے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ اس چیز کے کہ کہا غزالی نے مگر بیچ تاخیر کرنے ابہام دائیں ہاتھ کے پس اولیٰ یہ ہے کہ مقدم کیا جائے دایا بائیں پر اور بہر حال جو حدیث کہ ذکر کی غزالی نے سو نہیں ہے واسطے اس کے کوئی اصل کہا ابن دقیق العید نے کہ جو دعویٰ کرتا ہے کہ مستحب ہے کہ اول ہاتھ کے ناخن کاٹے پھر پاؤں کے سو وہ محتاج ہے طرف دلیل کے اس واسطے کہ اطلاق اس سے انکار کرتا ہے میں کہتا ہوں ممکن ہے کہ لیا جائے ساتھ قیاس کرنے کے وضو پر اور جامع ستھرائی حاصل کرنا ہے اور شروع کرنا دائیں سے واسطے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہے جو طہارت میں گزر چکی ہے کہ خوش لگتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع کرنا دائیں طرف سے پاکی کرنے میں اور کنگھی کرنے میں اور سب کام میں اور شروع کرنا شہادت کی انگلی سے اس واسطے کہ وہ اشرف ہے سب انگلیوں میں اس واسطے کہ وہ آلہ ہے شہادت کا اور بہر حال اس کے بعد وسطیٰ کا ناخن کاٹنا سو اس واسطے ہے کہ اکثر جو ناخن کاٹتا ہے تو ہتھیلی کی پشت کی طرف سے کاٹتا ہے سو ہو گی بیچ کی انگلی اس کی دائیں جانب سو بدستور کاٹتا چلا جائے خنصر تک پھر کامل کرے ہاتھ کو ساتھ کاٹنے ناخن ابہام کے اور بہر حال بائیں ہاتھ سے سو جب شروع کرے خنصر سے تو لازم ہے کہ بدستور کاٹے جائے دائیں طرف ابہام تک اور ذکر کیا ہے دمیاطی نے کہ اس نے بعض مشائخوں سے سیکھا کہ جو اپنے ناخنوں کو مخالف کاٹتے تو نہیں پہنچتی ہے اس کو رمد یعنی اس کی آنکھیں کبھی نہیں آتیں اور یہ کہ اس نے اس کو تجربہ کیا ہے دراز مدت اور امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ مستحب ہے کاٹنا ناخن کا مخالف اور بیان کیا ہے اس کو ابو عبداللہ بن بطہ نے سو کہا کہ اول دائیں ہاتھ کی خنصر یعنی چھوٹی انگلی کا ناخن کاٹے پھر وسطیٰ یعنی بیچ کی انگلی کا پھر انگوٹھے کا پھر بنصر کا یعنی جو چھوٹی انگلی کے پاس ہے پھر شہادت کی انگلی کا اور شروع کرے بائیں کے ابہام سے برعکس دائیں کے اور انکار کیا ہے ابن دقیق العید نے اس شکل کا کہ ذکر کیا ہے اس کو غزالی نے اور جو اس کے تابع ہیں اور کہا کہ یہ سب بے اصل ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہاں دونوں ہاتھ میں سے اول دائیں ہاتھ کے ناخن کاٹنے اور دونوں پاؤں میں سے اول دائیں پاؤں کے ناخن کاٹنے اس کے واسطے اصل ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش لگتا تھا دائیں طرف سے شروع کرنا ہر کام میں اور نہیں ثابت ہوئی ہے بیچ استحباب کاٹنے ناخن کے جمعرات کے دن کوئی حدیث اور قریب تر

وہ چیز کہ واقف ہوا میں اس پر اس باب میں وہ چیز ہے جو روایت کی بیہقی نے مرسل ابو جعفر باقر سے کہ حضرت ﷺ مستحب جانتے تھے کہ اپنے ناخن اور مونچھیں جمعہ کے دن لیں اور واسطے اس کے شاہد ہے موصول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور کسی نے احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ مسنون ہے جمعہ کے دن زوال سے پہلے اور اس سے جمعرات کا دن بھی آیا ہے اور ایک روایت اس سے ہے اس کو اختیار ہے اور یہی معتمد ہے کہ مستحب ہے جب اس کی حاجت ہو اور مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وقت مقرر کیا واسطے ہمارے حضرت ﷺ نے بیچ کاٹنے ناخنوں اور مونچھوں کے اور اکھاڑنے بال بغلوں کے اور مونڈھنے بال زیر ناف کے یہ کہ نہ چھوڑے جائیں زیادہ چالیس دن سے کہا قرطبی نے کہ ذکر چالیس دن کا تحدید ہے واسطے اکثر مدت کے اور نہیں منع ہے خبر گیری اس کی جمعہ سے جمعہ تک اور ضابطہ اس میں حاجت ہے کہ جب حاجت پڑے کرے کہا شرح مہذب میں کہ لائق ہے یہ کہ مختلف ہو ساتھ اختلاف احوال کے اور ضابطہ اس میں حاجت ہے اور تمام خصلتوں مذکورہ میں، میں کہتا ہوں لیکن نہیں منع ہے خبر گیری اس کی دن جمعہ کے اس واسطے کہ مبالغہ اس میں مشروع ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے چند سوالات کیے ایک یہ ہے کہ میں نے احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ جب اپنی مونچھیں اور ناخن کاٹے تو کیا ان کو دبا ڈالے یا پھینک دے؟ کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ان کو دبا ڈالے میں نے کہا کہ کیا تجھ کو اس میں کوئی خبر پہنچی؟ کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کو دباتے تھے اور روایت کی کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا ساتھ دبا ڈالنے بالوں اور ناخنوں کے اور کہا کہ نہ کھیلیں ساتھ ان کے جادوگر میں کہتا ہوں اور روایت کیا ہے اس حدیث کو بیہقی نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مانند اس کی اور مستحب رکھا ہے ہمارے اصحاب نے ان کے دفنانے کو اس واسطے کہ وہ آدمی کی جز ہے، واللہ اعلم اور یہ جو کہا کہ کاٹنا مونچھوں کا تو شارب ان بالوں کو کہا جاتا ہے جو اوپر کی لب کے اوپر اُگے ہوتے ہیں اور اختلاف ہے اس کی دونوں جانب میں سو بعض نے کہا کہ وہ بال مونچھوں میں داخل ہیں سو مشروع ہے کاٹنا ان کا ساتھ مونچھوں کے اور بعض نے کہا کہ وہ منجملہ داڑھی کے ہیں اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ معنی قص کے یہ ہیں کہ مونچھوں کو کترے یہاں تک کہ ظاہر ہو کنارہ لب کا اور نہ کاٹے ان کو جڑ سے اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے اصحاب نے کہ جڑ سے کاٹنا افضل ہے کترنے سے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ مونچھوں کو جڑ سے کاٹنا مثلہ ہے اور مراد حدیث میں مبالغہ ہے لبوں کے کترنے میں یہاں تک کہ لبوں کا کنارہ ظاہر اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت میں ہے کہ اس کو سخت پیٹا جائے اور کہا کہ مونچھوں کا مونڈنا بدعت ہے جو لوگوں میں ظاہر ہوئی کہا طحاوی نے کہ مونچھوں کا مونڈھنا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور کہا اثرم نے کہ احمد رحمۃ اللہ علیہ مونچھوں کو جڑ سے کاٹتے تھے کہا قرطبی نے اور قص الشارب کے معنی یہ ہیں کہ کاٹے جو دراز ہو لب پر اس طور سے کہ نہ ایذا دے کھانے والے کو اور نہ جمع ہو اس میں میل اور کہا کہ جز اور احفا اور قص کے ایک معنی ہیں یعنی کترنا اور نہیں ہے جڑ سے کاٹنا

نزدیک مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اور کوفیوں کا مذہب یہ ہے کہ مراد جڑ سے کاٹنا ہے اور بعض علماء نے کہا کہ اختیار ہے، میں کہتا ہوں اور بعض سے مراد طبری ہے کہ کہا اس نے کہ دلالت کی سنت نے دونوں امروں پر اور نہیں ہے کوئی تعارض درمیان ان کے اس واسطے کہ قص دلالت کرتا ہے بعض کے کترنے پر اور احفا دلالت کرتا ہے تمام بالوں کے کاٹنے پر یعنی جڑ تک اور دونوں امر ثابت ہیں پس اختیار ہے آدمی کو جو چاہے سو کرے اور روایت کی طبری نے عروہ اور سالم اور قاسم اور ابوسلمہ سے کہ وہ اپنی مونچھوں کو مونڈھتے تھے اور شرحبیل سے روایت ہے کہ میں نے پانچ اصحاب کو دیکھا اپنی مونچھیں کترتے تھے اور پہلے گزر چکا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ اپنی مونچھوں کو کاٹتے تھے یعنی جڑ سے یہاں تک کہ ان کے چمڑے کی سفیدی ظاہر ہوتی یعنی جو چمڑا کہ مونچھوں کے نیچے ہے لیکن یہ سب محتمل ہے کہ جڑ سے کاٹنا تمام ان بالوں کا ہو جو لب کے اوپر اُگے ہوتے ہیں اور احتمال ہے کہ مراد جڑ سے کاٹنا ان بالوں کا ہو جو ملتے ہیں لب کی سرخی کو اوپر سے اور کاٹا جائے باقی بالوں کو واسطے نظر کرنے کے طرف معنی کی اس کے مشروع ہونے میں اور وہ مخالفت مجوس کی ہے اور امن تشویش سے کھانے والے پر اور یہ سب حاصل ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ ہم نے ذکر کی اور وہی ہے جو جمع کرتی ہے مختلف حدیثوں کو جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے داؤدی نے بیچ شرح اثر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جو مذکور ہے اول باب میں اور اسی کو تقاضا کرتا ہے تصرف بخاری کا اس واسطے کہ وارد کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر کو اور وارد کی اس کے بعد حدیث اس کی اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیچ کترنے لبوں کے سو گویا کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف کہ یہی مراد ہے حدیث سے یعنی جڑ سے کاٹنا ان بالوں کا جو لب کی سرخی کو ملتے ہیں نہ تمام بال اور البتہ روایت کی ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب غضبناک ہوتے تھے تو اپنی مونچھوں کو بٹتے تھے تو یہ اثر دلالت کرتا ہے کہ وہ اپنی مونچھوں کو بڑھاتے تھے اور حکایت کی ابن دقیق العید نے بعض حنفیوں سے کہ جائز ہے بڑھانا مونچھوں کا لڑائی میں واسطے ڈرانے دشمن کے اور ضعیف کہا اس کو۔

فصل: چند فوائد ہیں جو اس حدیث کے متعلق ہیں۔

فائدہ اول: کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مستحب ہے اول دائیں طرف سے مونچھوں کو کاٹا جائے۔

دوسرا فائدہ: یہ ہے کہ اختیار ہے کہ اپنی مونچھوں کو خود کاٹے یا کسی دوسرے سے کتروائے واسطے حاصل ہونے مقصود کے برخلاف بال زیر ناف کے، میں کہتا ہوں اور محل اس کا وہ ہے جہاں ضرورت نہ ہو اور جو مونڈھنا اچھی طرح نہ جانتا ہو تو اس کے واسطے مباح ہے کہ بقدر حاجت کے اپنے غیر سے استعانت لے اگر اس کی بیوی اچھی طرح مونڈھنا جانتی ہو لیکن محل اس کا یہ ہے کہ جب کہ نورہ نہ پائے اس واسطے کہ وہ بے پرواہ کرتا ہے حلق سے اور حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے مقصود اور اسی طرح جو نہ قوت رکھتا ہو اکھاڑنے پر اور نہ مونڈھنے پر جب کہ مدد لے غیر سے مونڈھنے میں تو جائز ہے بسبب ضرورت کے اور یہ واسطے اس کے ہے جو نہ قوت رکھتا ہو نورہ لگانے کی اس سبب سے کہ نورہ ایذا دیتا ہے

پتلے چمڑے کو مانند چمڑے بغل کے کی اور کبھی کہا جاتا ہے مثل اس کی زیر ناف کے بال مونڈھنے میں مغابن کی جہت سے جو دونوں ران اور خصیوں کے درمیان ہیں اور بہر حال مونچھوں کا لینا سو اس میں تفصیل ہے کہ جو خود بخود اچھی طرح ان کو لے سکے وہ خود لے اور جو خود اچھی طرح کاٹنا نہ جانتا ہو اس کے واسطے جائز ہے کہ دوسرے سے مدد لے اور ملحق ہے ساتھ اس کے جو کہ نہ پائے آئینہ یعنی شیشہ جس میں بال لینے کے وقت اپنا منہ دیکھے۔

تیسرا فائدہ: یہ ہے کہ کہا نووی رحمہ اللہ نے ادا ہوتی ہے اصل سنت ساتھ کاٹنے لبوں کے قینچی وغیرہ سے۔

چوتھا فائدہ: کہا ابن دقیق العید نے نہیں جانتا میں کہ کوئی قائل ہو ساتھ وجوب کاٹنے لبوں کے لیکن اگر کوئی ضرورت ہو تو جائز ہے جس جگہ کہ متعین ہو کاٹنا ان کا۔ (فتح)

بَابُ تَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ.

باب ہے بیچ بیان کاٹنے ناخنوں کے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں تین حدیثوں کو جو تیسری حدیث ہے اس کو ناخن کے ساتھ تعلق نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ خاص کی گئی ہے ساتھ مونچھوں اور داڑھی کے اور ممکن ہے کہ ہو مراد اس کی اس ترجمہ میں اور جو اس سے پہلے ہے کاٹنا ناخنوں کا اور جو مذکور ہے ساتھ اس کے اور کترنا لبوں کا اور جو مذکور ہے ساتھ اس کے اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو اس کی طرف کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اول اور حدیث اس کی تیسری ایک ہے بعض نے اس کو مطول بیان کیا ہے اور بعض نے مختصر۔ (فتح)

٥٤٤٠ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ حَنْظَلَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ حَلْقُ الْعَانَةِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ.

٥٤٤٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیدائشی چیزوں میں سے پانچ چیزیں ہیں زیر ناف کے بال مونڈھنا اور ناخن کاٹنا اور مونچھوں کا کاٹنا۔

٥٤٤١ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْآبَاطِ.

٥٤٤١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزیں پیدائشی سنتوں سے ہیں اول ختنہ کرنا دوسری زیر ناف کے بال مونڈھنا تیسرے لبوں کا کاٹنا چوتھے ناخن کاٹنا پانچویں بغلوں کے بال اکھاڑنا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٥٤٤٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللِّحٰى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهٗ.

۵۴۴۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مخالف کرو ساتھ مشرکوں کے داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کاٹو اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیتے سو جو مٹھی سے زیادہ ہوتی اس کو کاٹ ڈالتے۔

فائدہ: مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مخالفت کرو مجوس کی اور یہی مراد ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ وہ داڑھی کترتے تھے اور بعض اس کو مونڈھتے تھے اور موطا میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب حج اور عمرے میں سر مونڈھتے تو اپنی داڑھی اور مونچھوں کو کترتے کہا کرمانی نے کہ حمل کیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس حدیث کو کہ داڑھی بڑھاؤ غیر حالت حج پر یعنی حج میں داڑھی کا کترنا جائز ہے میں کہتا ہوں جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما داڑھی کترنے کو حالت حج کے ساتھ خاص نہیں کرتے تھے بلکہ حمل کرتے تھے داڑھی بڑھانے کے حکم کو غیر اس حالت پر کہ خراب ہو جائے اس میں صورت ساتھ بہت دراز کرنے بالوں داڑھی کے یا چوڑائی ان کی کے سو کہا طبری نے کہ ایک قوم کا عمل ظاہر حدیث پر ہے سو کہا انہوں نے کہ مکروہ ہے لینا کسی چیز کا داڑھی سے اس کے طول سے اور عرض سے اور کہا ایک قوم نے کہ اگر مٹھی سے زیادہ ہو تو زائد کو کاٹا جائے پھر بیان کیا اپنی سند سے ابن عمر رضی اللہ عنہما تک کہ وہ مٹھی سے زائد داڑھی کو لیتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ تک کہ انہوں نے ایک مرد کی داڑھی مٹھی سے زیادہ کاٹی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے بھی مٹھی سے زیادہ داڑھی کاٹی اور روایت کی ابوداؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند حسن کے کہ ہم بڑھاتے تھے داڑھی کو مگر حج اور عمرے میں پھر حکایت کی طبری نے اختلاف اس چیز میں کہ لی جائے داڑھی سے کہ کیا اس کے واسطے کوئی حد ہے یا نہیں سو باسند بیان کیا ایک جماعت سے رکھنا داڑھی کا بقدر مٹھی کے اور کاٹنا اس کا جو زائد ہو اس سے اور حسن بصری رحمہ اللہ سے کہ لی جائے داڑھی لمبائی اور چوڑائی سے جب تک کہ نہ فاحش ہو اور عطاء سے ہے مثل اس کی کہا طبری نے کہ حمل کیا ہے ان لوگوں نے نہی کو اوپر منع کرنے اس چیز کے کہ تھے عجمی لوگ کرتے اس کو داڑھی کے کترنے اور تخفیف اس کی سے کہا اور مکروہ رکھا ہے اور لوگوں نے چھیڑنا اس کو مگر حج اور عمرے میں اور باسند بیان کیا ہے اس کو ایک جماعت سے اور اختیار کیا قول عطاء کا اور کہا کہ اگر مرد اپنی داڑھی کو چھوڑ دے اور اس کو نہ چھیڑے یہاں تک کہ اس کا طول اور عرض بہت فاحش ہو جائے تو البتہ اس نے تعریض کی اپنے نفس کے واسطے جو اس

کو ٹھا کرے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ حدیث عمرو بن شعیب کے کہ حضرت ﷺ تھے لیتے اپنی داڑھی کو اس کے عرض اور طول سے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور نقل کیا گیا ہے بخاری رحمہ اللہ سے اس نے کہا کہ عمرو بن ہارون کی روایت میں کہ نہیں جانتا میں واسطے اس کے کوئی حدیث منکر مگر یہ اور البتہ ضعیف کہا ہے عمر بن ہارون کو ایک جماعت نے مطلق کہا عیاض نے کہ مکروہ ہے مونڈھنا داڑھی کا اور کترنا اس کا اور بہر حال لینا اس کا طول عرض سے جب کہ بہت بڑی ہو سو بہتر ہے بلکہ مکروہ ہے اس کی شہرت اس کے بڑا کرنے میں جیسے کہ مکروہ ہے اس کے کترنے میں اور تعقب کیا ہے اس کا نووی رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ وہ خلاف ظاہر حدیث کے ہے کہ اس میں حکم ہے ساتھ بڑھانے اس کے کی کہا اور مختار چھوڑ دینا اس کا ہے اپنے حال پر اور یہ کہ نہ تعرض کیا جائے واسطے اس کے ساتھ کترنے کے اور نہ غیر اس کے اور شاید کہ مراد نووی رحمہ اللہ کی بیچ غیر حج اور عمرے کے ہے اس واسطے کہ شافعی رحمہ اللہ نے نص کی ہے حج میں داڑھی کا کترنا مستحب ہے اور ذکر کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے غزالی سے کہ داڑھی میں دس چیزیں مکروہ ہیں خضاب کرنا اس کا کالی چیز سے واسطے غیر جہاد کے اور ساتھ غیر سواد کے واسطے ایہام صلاح کے نہ واسطے قصد اتباع کے اور سفید کرنا اس کا واسطے جلدی طلب کرنے بڑھاپے کے بقصد بڑا ہونے کے ہم عصروں پر اور اکھاڑنا اس کے واسطے باقی رکھنے بے ریشی کے اور اسی طرح حذف کرنا اس کا اور اکھاڑنا سفید بالوں کا اور ترجیح دی ہے نووی رحمہ اللہ نے اس کے حرام ہونے کو واسطے ثابت ہونے زجر کے اس سے اور صف باندھنا اس کا طاق طاق کر کے واسطے بناوٹ کے اور تکبر کے اور اسی طرح کنگھی کرنا اس کا اور چھیڑنا اس کا اس کے طول اور عرض سے اس پر کہ اس میں ہے اختلاف سے اور چھوڑنا اس کا پریشان گرد آلودہ واسطے ایہام زہد کے اور نظر کرنا طرف اس کی خود پسندی سے اور گرہ دینا اس کو واسطے حدیث رویفع کے کہ جو داڑھی کو گرہ دے محمد ﷺ اس سے بیزار ہیں کہا خطابی نے کہ مراد گرہ دینا اس کا ہے لڑائی میں اور وہ عجمیوں کے طریق سے ہے اور بعض نے کہا کہ معالجہ کرنا ہے ساتھ بالوں کے تا کہ منعقد ہو جائیں اور یہ فعل اہل تانیث کا ہے اور کہا ابو شامہ نے کہ البتہ پیدا ہوئی ہے ایک قوم کہ اپنی داڑھی کو مونڈتے ہیں اور وہ سخت تر ہے اس چیز سے کہ منقول ہے مجوس سے کہ وہ اس کو کاٹتے تھے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ جو حکم ہے کہ داڑھی کو بڑھاؤ تو مستثنیٰ ہے اس سے جب کہ عورت کو داڑھی اُگے اس واسطے کہ مستحب ہے واسطے اس کے مونڈھ ڈالنا اس کا اور اسی طرح اگر اس کو مونچھ اُگے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (فتح)

بَابُ إِعْفَاءِ اللِّحَى. باب ہے بیچ بیان بڑھانے داڑھی کے۔

﴿عَفَوْا﴾ كَثُرُوْا وَكَثُرَتْ أَمْوَالُهُمْ. یعنی عفوا کے معنی ہیں کہ بہت ہوئی یا بہت ہوئے مال ان کے۔

فائدہ: یہ تفسیر ہے لفظ عفوا کی کہ قرآن میں سورۂ اعراف میں واقع ہوا ہے اس قول میں ﴿حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ

مَسَّ آبَآءَ نَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ﴾ سو یہ اشارہ ہے اصل مادے کی طرف یا اشارہ ہے اس کی طرف کہ لفظ حدیث کا اعفوا اللحی دونوں معنوں سے آیا ہے۔

۵۴۴۳ ۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ أَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ انْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحٰی.

۵۴۴۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھوں کو کاٹو اور داڑھی کو بڑھاؤ۔

فائدہ: کہا ابن دقیق العید نے کہ تفسیر اعفاء کی ساتھ تکثیر کے قائم کرنے سبب کے سے ہے مقام مسبب کے اس واسطے کہ حقیقت اعفاء کی ترک ہے اور نہ تعرض کرنا داڑھی کو مستلزم ہے اس کے بہت کرنے کو اور غریب بات کہی ہے ابن سعد نے جو کہا اس نے کہ حمل کیا ہے بعض نے اعفوا اللحی کو اوپر لینے کے اس سے یعنی اصلاح کرو داڑھی کو ساتھ لینے اُن بالوں کے جو بڑھے ہوئے ہوں طول میں یا عرض میں اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ اس کے معنی ہیں بڑھاؤ یا زیادہ کرو اور یہی ہے صواب اور کہا ابن دقیق العید نے کہ نہیں جانتا میں کسی کو کہ سمجھا اس نے امر سے بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعفوا اللحی تجویز کرنا اس کے معالجہ کا جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں اور شاید کہ پھیرنے والا قرینہ سیاق کا ہے بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی حدیث میں اور کاٹو مونچھوں کو۔ (فتح)

بَابُ مَا یُذْکَرُ فِی الشَّیْبِ.

جو ذکر کیا جاتا ہے سفید بالوں میں یعنی ان کو خضاب کیا جائے یا نہ کیا جائے۔

۵۴۴۴ ۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّی بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ عَنْ أَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا أَخَضَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ یَبْلُغِ الشَّیْبَ إِلَّا قَلِیْلًا.

۵۴۴۴۔ حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا ہے؟ سو کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں پہنچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑھاپے کو مگر تھوڑا یعنی اس عمر کو نہیں پہنچے کہ خضاب کی حاجت ہو۔

۵۴۴۵ ۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ عَنْ خِضَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ یَبْلُغْ مَا یَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَعُدَّ شَمَطَاتِهِ فِیْ لِحْیَتِهِ.

۵۴۴۵۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے پوچھے گئے انس رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب سے سو کہا کہ نہیں پہنچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کو کہ خضاب کی جائے یا خضاب کریں اور اگر میں چاہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال آپ کی داڑھی میں گنوں۔

فائدہ: یہ روایت تفسیر کرتی ہے پہلی روایت کی کہ نہیں پہنچے حضرت ﷺ بڑھاپے کو مگر تھوڑا اور یہ اس واسطے کہ عادت یہ ہے کہ اگر تھوڑے سفید بال داڑھی میں ظاہر ہوں تو نہیں جلدی کی جاتی طرف خضاب ان کے کی یہاں تک کہ بہت ہو اور مرجع قلت اور کثرت کا اس میں طرف عرف کی ہے اور زیادہ کیا ہے احمد رحمہ اللہ نے اس حدیث میں لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے بعد خضاب کیا مہندی اور وسمے سے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فتح مکے کے دن اپنے باپ کو حضرت ﷺ کے سامنے لائے اور اس کا سر سفید تھا مانند ثغامہ کے۔ (فتح)

٥٤٤٦ ۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيلُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ أَرْسَلَنِيْ أَهْلِيْ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّآءٍ وَقَبَضَ إِسْرَآئِيلُ ثَلَاثَ أَصَابِعَ مِنْ قُصَّةٍ فِيْهِ شَعَرٌ مِّنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهٗ فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا.

٥٤٤٦۔ حضرت عثمان بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میرے گھر والوں نے مجھ کو پیالہ پانی کا دے کر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور بند کیا اسرائیل راوی نے تین انگلیوں کو یعنی اشارہ کیا اس کی طرف کہ پیالہ چھوٹا تھا سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا چاندی کا گھنگرو لائیں جس میں کچھ حضرت ﷺ کے بال مبارک تھے اور دستور تھا کہ جب کسی آدمی کو نظر یا کوئی بیماری پہنچتی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف تغار بھیجتا سو میں نے گھنگرو میں جھانکا تو میں نے سرخ بال دیکھے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ وہ گھنگرو چاندی سے ملمع کیا ہوا تھا نہ یہ کہ سب چاندی کا تھا اور یہ مبنی ہے اس پر کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہیں جائز رکھتی تھیں چاندی کے برتن کے استعمال کرنے کو کھانے پینے کے غیر میں اور کہاں سے جائز ہے اس کو کہنا اور حالانکہ جائز رکھا ہے ایک جماعت علماء نے چاندی کے چھوٹے برتن کے استعمال کو غیر کھانے پینے میں اور ذکر کیا ہے حمیدی نے اس حدیث کو ساتھ اس لفظ کے کہ میرے گھر والوں نے مجھ کو پانی کا پیالہ دے کر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک چاندی کا گھنگرو لائیں جس میں حضرت ﷺ کے بال مبارک تھے اور نہیں ذکر کیا قول اسرائیل کا سو شاید بخاری کے راویوں سے یہ لفظ ساقط ہوا ہے کہ وہ چاندی کا گھنگرو لائیں اور ساتھ اس کے صحیح ہوتے ہیں معنی حدیث کے اور یہ جو کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرت تغار بھیجتا تو مراد یہ ہے کہ جو بیمار ہوتا وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف برتن بھیجتا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس میں وہ بال ڈالتیں اور ان کو اس میں پانی سے دھوتیں اور وہ برتن اس کو پھیر دیتیں سو پیتا اس کو برتن والا یا اس کے ساتھ نہاتا واسطے شفا چاہنے کے ان سے سو حاصل ہوتی واسطے اس کے برکت یعنی اس کو شفاء ہوتی اور یہ جو کہا میں نے جھانکا تو یہ عثمان کا قول ہے جو اس حدیث کے راویوں میں سے ہے۔ (فتح)

٥٤٤٧ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا

٥٤٤٧۔ حضرت عثمان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ام

سَلَّامٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی أُمِّ سَلَمَةَ فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا شَعَرًا مِّنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوْبًا.

سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر گیا تو انہوں نے ہماری طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال نکالے خضاب کیے ہوئے۔

فائدہ: زیادہ کیا ہے یونس نے کہ خضاب کیے ہوئے مہندی اور وسمہ سے اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کے بال تھے اس میں اثر مہندی اور وسمہ کا تھا اور کتم کی تفسیر آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور کہا اسماعیلی نے کہ نہیں ہے اس میں بیان اس کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود خضاب کیا تھا بلکہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال سرخ ہو گئے ہوں واسطے اس کے کہ ملی ان کو خوشبو جس میں زردی تھی سو غالب ہوئی ان پر زردی کہا اس نے سو اگر اس طرح ہو تو ہو سکتا ہے ورنہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح تر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں کیا اور یہ جو اسماعیلی نے احتمال پیدا کیا ہے تو گزر چکا ہے یہ موصول طرف انس رضی اللہ عنہ کی اور یہ کہ اس نے جزم کیا ہے کہ وہ خوشبو سے سرخ ہو گئے تھے میں کہتا ہوں اور بہت بالوں کا دستور ہے کہ جب بدن سے جدا ہوں اور ان پر زمانہ دراز گزر جائے تو ان کی اصلی سیاہی سرخی کی طرف رجوع کرتی ہے اور جس کی طرف مائل کی ہے اس نے تطبیق سے برخلاف اس کے ہے کہ تطبیق دی ہے ساتھ اس کے طبری نے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جس نے جزم کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا جیسا کہ ظاہر حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ہے اور جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جو پہلے گزری کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زردی سے خضاب کیا تو حکایت کی جو دیکھا اس نے اور یہ کہ بعض اوقات کیا یعنی بعض اوقات زردی سے خضاب کیا اور جس نے اس کی نفی کی مانند انس رضی اللہ عنہ کی تو وہ محمول ہے اکثر اور اغلب اوقات پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے یعنی اکثر اوقات نہیں کیا کبھی کیا اور البتہ روایت کی مسلم وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ نہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی میں مگر چند سفید بال جب تیل لگاتے تو ان کو تیل چھپا ڈالتا سو احتمال ہے کہ جن لوگوں نے خضاب ثابت کیا ہے انہوں نے سفید بال دیکھے ہوں پھر جب تیل نے ان کو چھپایا تو انہوں نے گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خضاب کیا ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَ قَالَ لَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا نُصَيْرُ بْنُ أَبِي الْأَشْعَثِ عَنِ ابْنِ مَوْهَبٍ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَرَتْهُ شَعَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْمَرَ

ابن موہب سے روایت ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال سرخ دکھلائے۔

بَابُ الْخِضَابِ.

باب ہے خضاب کرنے کے بیان میں یعنی سر اور داڑھی کے سفید بالوں کا رنگ بدلنا۔

٥٤٤٨ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۵۴۴۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ.

حضرت ﷺ نے فرمایا بے شک یہود اور نصاریٰ خضاب نہیں کرتے سو تم ان کی مخالفت کرو۔

فائدہ: یہ روایت مطلق ہے اور واسطے احمد رحمہ اللہ کے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت ﷺ انصار کے بوڑھوں پر نکلے جن کی داڑھی سفید تھی سو فرمایا کہ اے گروہ انصار! سرخ خضاب کرو یا زرد کرو اور اہل کتاب کی مخالف کرو اور روایت کی طبرانی نے عتبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ حکم کرتے تھے ساتھ بدلنے بالوں کے واسطے مخالفت عجمیوں کے اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس حدیث کے جس نے جائز رکھا ہے خضاب کرنے کو ساتھ سیاہ چیز کے یعنی سیاہ خضاب جائز ہے اور پہلے گزر چکا ہے ذکر بنی اسرائیل میں استثناء خضاب کا واسطے حدیث جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور یہ کہ بعض علماء نے رخصت دی ہے اس میں واسطے جہاد کے اور بعض نے اس میں مطلق رخصت دی ہے اور یہ کہ اولیٰ کراہت اس کی ہے اور مائل کی ہے نووی رحمہ اللہ نے طرف کراہت تحریم کے یعنی یہ کراہت تحریمی ہے اور رخصت دی ہے اس میں ایک گروہ نے سلف میں سے ان میں سے ہیں سعد بن ابی وقاس رضی اللہ عنہ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ اور جریر رضی اللہ عنہ اور غیر واحد اور اختیار کیا ہے اس کو ابن ابی عاصم نے کتاب الخضاب میں اور جواب دیا ہے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ اخیر زمانے میں ایک قوم پیدا ہوگی کہ خضاب کریں گے سیاہ چیزوں سے نہ پائیں گے وہ بو بہشت کی ساتھ اس کے کہ نہیں ہے دلالت اس میں کہ سیاہ چیز سے خضاب کرنا مکروہ ہے بلکہ اس میں اخبار ہے ایک قوم سے کہ یہ صفت ہے ان کی اور جواب دیا ہے اس نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ بچو سیاہ خضاب سے ساتھ اس کے کہ وہ اس کے حق میں ہے جس کا سارا سر سفید ہو جائے اور نہیں مطرد ہے یہ ہر شخص کے حق میں اور جو اس نے کہا خلاف اس چیز کا کہ متبادر ہے دونوں حدیثوں کے سیاق سے ہاں شہادت دیتی ہے واسطے اس کے وہ چیز جو روایت کی ابن شہاب سے کہ ہم خضاب کرتے تھے سیاہ چیز سے یعنی سیاہ خضاب کرتے تھے جب کہ منہ جدید ہوتا سو جب ہم نے منہ اور دانتوں کو ضعیف پایا تو ہم نے اس کو چھوڑ دیا اور روایت کی طبرانی نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جو سیاہ خضاب کرے اللہ اس کے منہ کو قیامت کے دن سیاہ کرے گا اور اس کی سند لین ہے اور بعض نے مرد اور عورت کے درمیان فرق کیا ہے کہ عورت کے واسطے جائز ہے یعنی سیاہ خضاب کرنا اور مرد کے واسطے جائز نہیں اور اختیار کیا ہے اس کو حلیمی نے اور لیکن رنگنا ہاتھ اور پاؤں کا مردوں کو سو نہیں جائز ہے مگر واسطے دوا کے اور یہ جو فرمایا کہ ان کی مخالفت کرو تو نسائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے تغیر کرو بڑھاپے کو یعنی سفید بالوں کو اور نہ مشابہت کرو ساتھ یہود کے اور واسطے اصحاب سنن کے ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ترمذی نے ابوذر رضی اللہ عنہ کی

حدیث سے کہ خوب تر چیز جس کے ساتھ تم سفید بالوں کو تبدیل کرو مہندی اور کتم ہے اور اس میں احتمال ہے کہ ایک دوسرے کے پیچھے لگائے یعنی اول وسمہ پیچھے مہندی یا برعکس اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ دونوں کو اکٹھا کر کے لگائے اور روایت کی مسلم نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ خضاب کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ساتھ مہندی اور وسمہ کے اور خضاب کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ساتھ خالص مہندی کے اور یہ مشعر ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمیشہ مہندی اور وسمہ دونوں سے ملا کر خضاب کرتے تھے اور کتم ایک گھاس ہے جو یمن میں ہوتی ہے اس کا خضاب سیاہ ہوتا ہے مائل بسرخی اور مہندی کا خضاب سرخ ہوتا ہے اور اگر دونوں سے ملا کر خضاب کیا جائے تو اس کا رنگ سرخی اور سیاہی کے درمیان نکلتا ہے اور استنباط کیا ہے ابن ابی حاتم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ بچو سیاہی سے کہ سیاہ خضاب ان کی عادت تھی اور پہلے پہل سیاہ خضاب فرعون نے کیا ہے اور اختلاف ہے خضاب کرنے میں اور نہ کرنے میں سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ وغیرہ نے خضاب کیا اور ترک کیا خضاب کو علی رضی اللہ عنہ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت نے اور تطبیق دی ہے طبری نے کہ جن کو سفید بال برے معلوم ہوتے تھے انہوں نے خضاب کیا اور جن کو برے معلوم نہیں ہوتے تھے انہوں نے نہ کیا اور اسی پر محمول ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ابو قحافہ کے حق میں جس جگہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ اس کا سر دیکھا کہ وہ سفید ہے مانند ثغامہ کے کہ نام ہے ایک گھاس کا کہ سفید ہوتی ہے کہ اس کو بدل ڈالو اور بچو سیاہی سے کہا سو جو ہو بیچ مثل حال ابو قحافہ کے اس کو مستحب ہے خضاب کرنا اس واسطے کہ نہیں حاصل ہوتا ہے واسطے کسی کے غرور ساتھ اس کے اور جو اس کے برخلاف ہو اس کے حق میں خضاب کرنا مستحب نہیں ہے لیکن خضاب مطلق اولیٰ ہے اس واسطے کہ اس میں بجا لانا امر کا ہے بیچ مخالفت اہل کتاب کے اور اس میں نگہبانی بالوں کی ہے تعلق غبار سے مگر یہ کہ شہر والوں کی عادت نہ خضاب کرنا ہو اور یہ اکیلا ہو ساتھ اس کے سوائے ان کے کہ ہو جاتا ہے وہ بیچ مقام شہرت کے سو ترک کرنا خضاب کا اس کے حق میں اولیٰ ہے اور نقل کیا ہے طبری نے اس کے بعد کہ روایت کی حدیث عمر بن شعیب کی کہ جو بوڑھا ہو بوڑھا ہونا تو وہ اس کے واسطے نور ہے یہاں تک کہ اس کو اکھاڑے یا خضاب کرے اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس خصلتوں کو مکروہ جانتے تھے سو بیان کیا ان میں سے بڑھاپے کے بدلنے کو کہ بعض کا یہ مذہب ہے کہ یہ کراہت مستحب ہے ساتھ حدیث باب کے پھر ذکر کی تطبیق اور کہا کہ دعویٰ نسخ پر کوئی دلیل نہیں میں کہتا ہوں اور مائل کی ہے طرف نسخ کی طحاوی نے اور تمسک کیا ہے اس نے ساتھ حدیث کے جو قریب آتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے اہل کتاب کی موافقت کو اس چیز میں جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نہ اتری پھر ہو گئے ان کی مخالفت کرنے والے اور رغبت دلاتے ان کی مخالفت پر **کما سیاتی تقریرہ فی باب الفرق انشاء اللہ تعالیٰ** کہا ابن عربی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید بال اکھاڑنے سے سوائے خضاب کرنے کے اس واسطے کہ اس میں

تبدیل کرنا ہے اصل پیدائش کا برخلاف خضاب کے کہ وہ اصلی پیدائش کو تبدیل نہیں کرتا اور نہ جو اس کی طرف دیکھے اس کو اصلی پیدائش میں تغیر معلوم ہوتا ہے اور احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ خضاب کرنا واجب ہے اگرچہ ایک بار ہو اور ایک روایت میں اس سے ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی خضاب ترک کرے اور اہل کتاب کے ساتھ مشابہت کرے اور سیاہ خضاب میں اس سے دو روایتیں ہیں مانند شافعیہ کی مشہور یہ روایت ہے کہ مکروہ ہے اور بعض نے کہا کہ حرام ہے اور مؤکد ہوتی ہے منع واسطے اس کے کہ فریب کھایا جائے اس کے ساتھ۔ (فتح)

بَابُ الْجَعْدِ.

باب ہے بیچ بیان گھنگریالے بالوں کے۔

٥٤٤٩ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَيْسَ بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالْآدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ.

۵۴۴۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نہ نہایت لمبے تھے اور نہ نہایت پست قد اور نہ نہایت سفید رنگ تھے اور نہ گندم گوں اور نہ نہایت گھنگریالے بالوں والے تھے اور نہ مطلق سیدھے بالوں والے اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو چالیس برس پر پیغمبر کر کے بھیجا سو ٹھہرے آپ مکے میں دس برس اور پھر مدینے میں دس برس پھر اللہ نے ساٹھ برس پر آپ کی روح قبض کی اور حالانکہ حضرت ﷺ کے سر اور داڑھی میں بیس سفید بال نہ تھے۔

فائدہ: اور مقصود اس جگہ یہ قول اس کا ہے کہ نہ تھے حضرت ﷺ نہایت گھنگریالے بالوں والے اور نہ سیدھے بالوں والے یعنی بلکہ آپ کے بال جعودت اور سبوطت کے درمیان تھے اور پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا مناقب میں اور یہ کہ بال جعد وہ ہیں جو گھنگریالے ہوں جیسے حبشیوں کے بال ہوتے ہیں اور یہ کہ سبط وہ بال ہیں جو سیدھے چھوڑے ہوئے ہوں اور نہ خم ہو ان سے کوئی چیز جیسے ہندوالوں کے بال ہیں اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کے سر اور داڑھی میں بیس بال نہ تھے یعنی بلکہ بیس سے کم تھے اور ایک روایت میں ہے کہ تیس بال تھے اور یہ روایت ضعیف ہے اور معتمد پہلی بات ہے کہ بیس سے کم تھے۔ (فتح)

٥٤٥٠ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ

۵۴۵۰۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو کہ زیادہ تر خوبصورت ہو سرخ جوڑے میں

يَقُوْلُ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِيْ عَنْ مَّالِكٍ إِنَّ جُمَّتَهٗ لَتَضْرِبُ قَرِيْبًا مِّنْ مَّنْكِبَيْهِ قَالَ أَبُوْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُهٗ يُحَدِّثُهٗ غَيْرَ مَرَّةٍ مَا حَدَّثَ بِهٖ قَطُّ إِلَّا ضَحِكَ قَالَ شُعْبَةُ شَعَرُهٗ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ.

حضرت ﷺ سے کہا میرے بعض ساتھیوں نے مالک رحمہ اللہ سے کہ بے شک حضرت ﷺ کے بال قریب مونڈھوں کے پہنچتے تھے، کہا ابو اسحاق نے سنا میں نے اس کو بیان کرتا تھا حدیث کو کئی بار نہیں حدیث بیان کی اس نے کبھی مگر کہ ہنسا کہا شعبہ نے اور حضرت ﷺ کے بال آپ کی جمہ کان تک پہنچتے تھے۔

فائدہ: جمہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو مونڈھوں کے قریب پہنچیں اور وفرہ وہ بال ہیں جو لوؤں تک ہوں اور لمہ وہ بال ہیں جو مونڈھوں تک ہوں اور مناقب میں گزر چکا ہے کہ یوسف بن اسحاق کی روایت میں وہ چیز ہے جو جمع کرتی ہے دونوں روایتوں کو اور اس کا لفظ یہ ہے **له شعر يبلغ شحمة اذنيه الى منكبيه** اور حاصل اس کا یہ ہے کہ جو ان میں دراز بال تھے وہ مونڈھوں تک پہنچتے تھے اور جو ان کے سوا تھے وہ لوؤں تک پہنچتے تھے اور مراد اس کی ساتھ بعض کے یعقوب بن سفیان ہے۔ (فتح)

٥٤٥١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا اٰدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَآءٍ مِّنْ أُدْمِ الرِّجَالِ لَهٗ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَآءٍ مِّنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَآءً مُتَّكِئًا عَلٰى رَجُلَيْنِ أَوْ عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ.

۵۴۵۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو ایک رات خواب میں معلوم ہوا کہ میں خانے کعبے کے پاس ہوں تو میں نے ایک مرد کو دیکھا گندمی رنگ جیسے کہ تو نے بہت اچھے گندمی رنگ کے مرد دیکھے ہوں اس کے بال مونڈھوں تک ہیں جیسے کہ تو نے بہت اچھے مونڈھوں تک بال دیکھے ہوں سو البتہ اس مرد نے ان بالوں میں کنگھی کی ہے تو ان سے پانی ٹپکتا ہے دو مردوں پر تکیہ دے یا یوں فرمایا کہ دو مردوں کے مونڈھوں پر تکیہ دے وہی شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے سو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ تو کسی نے کہا کہ یہ مسیح ہے مریم کا بیٹا پھر میں نے اچانک ایک اور مرد دیکھا نہایت گھنگریالے بالوں والا دائیں آنکھ کا کانا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور سو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ کسی نے کہا کہ یہ مسیح دجال ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے عیسیٰ علیہ السلام کی صفت میں کہ ان کے بال مونڈھوں تک ہیں اور دجال کی صفت میں کہ اس

کے بال گھنگریالے ہیں اور اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور غلطی کی اس نے جس نے استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ دجال داخل ہوگا مکے یا مدینے میں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے جو اس کو خواب میں مکے میں دیکھا تو اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ حقیقۃً مکے میں داخل ہوا ہو اور اگر مانا جائے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنے زمانے میں مکے میں دیکھا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ داخل ہو اس میں دجال اس کے بعد جب کہ اخیر زمانے میں نکلے گا اور البتہ استدلال کیا تھا ابن صیاد نے اس پر کہ وہ دجال موجود نہیں ساتھ اس کے کہ وہ مدینے میں رہا اور باوجود اس کے پس عمر رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ قسم کھاتے تھے کہ یہی ہے دجال کما سیاتی فی آخر الفتن۔ (فتح)

٥٤٥٢ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حِبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَضْرِبُ شَعَرُهُ مَنْكِبَيْهِ.

۵۴۵۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے بال مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔

٥٤٥٣ ۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ كَانَ يَضْرِبُ شَعَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْكِبَيْهِ.

۵۴۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے بال مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔

٥٤٥٤ ۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ شَعَرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ شَعَرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجِلًا لَيْسَ بِالسَّبِطِ وَلَا الْجَعْدِ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ.

۵۴۵۴۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کے بالوں سے پوچھا کہ کس طرح تھے؟ کہا کہ حضرت ﷺ کے بالوں میں تھوڑا خم تھا نہ بہت سیدھے تھے نہ بہت گھنگریالے حضرت ﷺ کے دونوں کان اور مونڈھوں کے درمیان تھے۔

فائدہ: اس حدیث کا جواب بھی وہی ہے جو پہلے گزرا کہ جو بال ان میں لمبے تھے وہ مونڈھوں تک تھے اور باقی کانوں اور مونڈھوں کے درمیان اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے بال وفرہ سے زیادہ تھے اور جمہ سے کم۔

٥٤٥٥ ۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

۵۴۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے دونوں ہاتھ پر گوشت اور فربہ تھے میں نے حضرت ﷺ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَكَانَ شَعَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجِلًا لَا جَعْدَ وَلَا سَبِطَ.

کے بعد ویسا کوئی نہیں دیکھا اور حضرت ﷺ کے بال میانہ تھے نہ بہت گھنگریالے تھے اور نہ بہت سیدھے۔

٥٤٥٦ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ حَسَنَ الْوَجْهِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ وَلَا قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَكَانَ بَسِطَ الْكَفَّيْنِ.

۵۴۵۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا سر اور دونوں قدم پر گوشت اور فربہ تھے میں نے ویسا کوئی نہیں دیکھا نہ حضرت ﷺ سے پہلے نہ پیچھے اور حضرت ﷺ کی دونوں ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔

٥٤٥٧ - حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَوْ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْقَدَمَيْنِ حَسَنَ الْوَجْهِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَثْنَ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ وَقَالَ أَبُو هِلَالٍ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَوْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ شَبَهًا لَهُ.

۵۴۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے دونوں قدم گوشت سے بھرے ہوئے تھے خوبصورت تھے میں نے حضرت ﷺ کے بعد ویسا کوئی نہیں دیکھا اور کہا ہشام نے معمر سے اس نے روایت کی قتادہ سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ کے دونوں قدم اور دونوں ہتھیلیاں گوشت سے پر تھیں یعنی خوب فربہ تھیں اور کہا ابو ہلال نے حدیث بیان کی ہم سے قتادہ رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے یا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ کی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم پر گوشت تھے میں نے آپ کے بعد آپ کی مانند کوئی نہیں دیکھا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ حضرت ﷺ کی ہتھیلیاں گوشت سے پر تھیں لیکن باوجود موٹے ہونے کے نرم تھے یعنی جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پہلے گزر چکا ہے کہ میں نے نہیں چھوا ریشم کو نرم تر حضرت ﷺ کی ہتھیلی سے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کی دونوں ہتھیلیاں کشادہ تھیں تو مراد اس سے حضرت ﷺ کے جسم مبارک کی وصف کرنا ہے اور تفسیر کیا ہے اس کو بعض نے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ بہت سخی تھے اور یہ اگرچہ واقع میں صحیح ہے لیکن اس جگہ مراد نہیں اور یہ جو کہا کہ ابو ہلال نے الخ تو شاید بخاری رحمہ اللہ کی مراد ساتھ بیان کرنے ان طریقوں کے بیان کرنا اختلاف کا ہے اس میں قتادہ رحمہ اللہ پر اور یہ کہ نہیں تاثیر ہے واسطے اس کے اور نہیں قدح کرتا ہے یہ حدیث کی صحت

میں اور پوشیدہ رہی ہے مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بعض لوگوں پر سو کہا انہوں نے کہ یہ روایتیں جو وارد ہیں بیچ صفت ہتھیلیوں اور قدموں کے نہیں ہے واسطے ان کے تعلق ساتھ ترجمہ کے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ سب روایتیں ایک حدیث ہے اختلاف کیا ہے اس کے راویوں نے ساتھ زیادتی اور نقصان کے بیچ اس کے اور اصلی مراد اس سے صفت بالوں کی ہے اور جو اس کے سوائے ہے وہ بالتبع مذکور ہے، واللہ اعلم اور وہ چیز کہ دلالت کی اس پر حدیث نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مونڈھوں کے قریب تھے یہ اکثر اوقات کا ذکر ہے اور کبھی کبھی دراز ہو جاتے تھے یہاں تک کہ ہو جاتے گیسو اور پکڑتے اس سے زلفیں جیسا کہ ابو داؤد نے ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہوئے اور آپ کے واسطے چار گیسو تھے اور حاصل حدیث کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال دراز ہوئے یہاں تک کہ ہو گئے گیسو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گوندکر چار زلفیں بنایا اور یہ محمول ہے اس حال پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بہت دن بالوں کی خبر گیری نہ کر سکتے تھے اور وہ حالت شغل کی ہے ساتھ سفر وغیرہ کے۔ (فتح)

٥٤٥٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّهٗ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ وَّقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَّمْ أَسْمَعْهُ قَالَ ذَاكَ وَلٰكِنَّهٗ قَالَ أَمَّا إِبْرَاهِيْمُ فَانْظُرُوْا إِلٰى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوْسٰى فَرَجُلٌ اٰدَمُ جَعْدٌ عَلٰى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُوْمٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذْ انْحَدَرَ فِي الْوَادِيْ يُلَبِّيْ.

۵۴۵۸۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھے سو لوگوں نے دجال کا ذکر کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بے شک شان یہ ہے کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے کافر کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا کہ یہ کہا ہو لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہر حال ابراہیم علیہ السلام سو اپنے ساتھی کو دیکھو یعنی مجھ کو یعنی ابراہیم علیہ السلام مجھ سے بہت مشابہ تھے شکل وصورت میں اور بہر حال موسیٰ علیہ السلام سو ایک مرد ہے گندم گوں گھنگریالے بالوں والا سرخ اونٹ پر سوار نکیل ڈالا گیا پوست کھجور کی رسی سے جیسے میں اس کی طرف دیکھتا ہوں کہ جب نالے میں اترتا ہے تو لبیک کہتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الانبیاء میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ بہر حال موسیٰ علیہ السلام سو مرد ہے گندم گوں گھنگریالے بالوں والا اور مراد صاحبکم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خود ذات مبارک ہے۔ (فتح)

بَابُ التَّلْبِيْدِ. باب ہے تلبید کے بیان میں۔

فائدہ: تلبید کے معنی ہیں سر کے بالوں کو گوند وغیرہ سے جمانا تا کہ غبار وغیرہ سے محفوظ رہیں اور احرام میں جوئیں نہ پڑھیں۔

٥٤٥٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ مَنْ ضَفَّرَ فَلْيَحْلِقْ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالتَّلْبِيْدِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُلَبِّدًا.

۵۴۵۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ جو سر کے بال گوندے تو چاہیے کہ بالوں کو مونڈھ ڈالے اور نہ مشابہت کرو ساتھ تلبید کے یعنی جو حج میں ہوتی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ البتہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تلبید کیے ہوئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ سر کے بال گوندے تو چاہیے کہ مونڈھ ڈالے اور حمل کیا ہے اس کو ابن بطال نے اس پر کہ مراد یہ ہے کہ جو ارادہ کرے احرام کا سو بالوں کو گوندے تا کہ منع کرے ان کو غبار سے تو نہیں جائز ہے واسطے اس کے کترنا بالوں کا اس واسطے کہ وہ فعل اس کا ہے جو مشابہ ہے تلبید کی جس میں شارع نے سر مونڈھنے کو واجب کہا ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ جو احرام میں اپنے سر کے بال جمائے متعین ہے اس پر مونڈھنا بالوں کا اور قربانی کرنا اور نہیں کافی ہے واسطے اس کے کترنے بالوں کا سو تشبیہ دی اس نے جو سر کے بال گوندے ساتھ اس کے جو سر کے بال جمادے اسی واسطے حکم کیا کہ جو بال گوندے وہ مونڈھ ڈالے اور احتمال ہے کہ مراد عمر رضی اللہ عنہ کی مونڈھنا بالوں کا وقت احرام کے ہو تا کہ محتاج نہ ہو طرف تلبید کی اور نہ طرف گوندنے کی یعنی جو ارادہ کرے کہ بال جمائے یا گوندے تو چاہیے کہ مونڈھ ڈالے کہ مونڈھنا اولی ہے گوندنے سے اور تلبید کرنے سے پھر جب ارادہ کرے اس کے بعد کترنے کا تو نہ پہنچے طرف لینے کی سر کی باقی طرفوں سے جیسے کہ سنت ہے اور لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما کا سو ظاہر اس کا یہ ہے کہ اس نے سمجھا اپنے باپ سے کہ ان کی رائے یہ ہے کہ تلبید کا ترک کرنا اولی ہے سو خبر دی کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تلبید کیے دیکھا۔

٥٤٦٠ ـ حَدَّثَنِيْ حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ مُلَبِّدًا يَقُوْلُ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَا يَزِيْدُ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ.

۵۴۶۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تلبیہ کہتے تھے اس حال میں کہ تلبید کیے ہوئے تھے کہتے تھے حاضر ہوں تیری خدمت میں الٰہی! حاضر ہوں تیری خدمت میں حاضر ہوں تیری خدمت میں تیرا کوئی شریک نہیں حاضر ہوں تیری خدمت میں بے شک حمد اور سب نعمت تیرے واسطے ہے اور ملک نہیں ہے کوئی شریک تیرا نہ زیادتی کرتے ان کلموں پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

٥٤٦١ ۔ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ.

۵۴۶۱۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا حال ہے لوگوں کا کہ عمرہ کر کے حلال ہو گئے یعنی احرام اتار ڈالا اور آپ نے عمرہ کر کے احرام نہیں اتارا؟ فرمایا کہ میں نے اپنے سر کے بالوں کو گوند وغیرہ سے جمایا اور اپنی قربانی کی گلے میں جو جوتیوں کا ہار ڈالا یعنی میں قربانی ساتھ لایا ہوں سو نہیں حلال ہوں گا یہاں تک کہ قربانی ذبح کروں یعنی قربانی والا محرم بغیر قربانی کیے کیونکر حلال ہو اور قربانی ذبح کرنا ذبیحہ کی دسویں تاریخ سے پہلے جائز نہیں اس واسطے کہ میں احرام کو نہیں توڑ سکتا۔

بَابُ الْفَرْقِ.

باب ہے بیچ بیان فرق کے۔

فائدہ: اور وہ بانٹنا بالوں کا ہے بیچ درمیان سر کے کہ آدھے بال ایک طرف جمع کرے اور آدھے ایک طرف یعنی مانگ نکالنا۔

٥٤٦٢ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ أَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ.

۵۴۶۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کی موافقت کو دوست رکھتے تھے جس میں آپ کو کوئی حکم نہ ہوتا اور اہل کتاب کا دستور تھا کہ اپنے بالوں کو چھوڑتے تھے یعنی ان میں مانگ نہیں نکالتے تھے اور مشرکین اپنے سر میں مانگ نکالتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیشانی کے بال چھوڑے یعنی مانند اہل کتاب کی پھر ان میں مانگ نکالنا شروع کیا۔

فائدہ: اور راز اس میں یہ ہے کہ بت پرست لوگ بعید تر ہیں اہل کتاب سے ایمان میں اور اس واسطے کہ اہل کتاب فی الجملہ شریعت کے ساتھ تمسک کرتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی موافقت کو دوست رکھتے تھے تاکہ ان سے لگاوٹ کریں اگرچہ نوبت پہنچائے موافقت ان کی طرف مخالفت بت پرستوں کے پھر جب بت پرست لوگ مسلمان ہوئے

جو حضرت مَلَّاتِیْمِ کے ساتھ تھے اور جو آپ کے گرد تھے اور اہل کتاب بدستور رہے اپنے کفر پر تو صرف اہل کتاب کی مخالفت باقی رہی اور کہا عیاض نے کہ سدل کے معنی ہیں بالوں کا چھوڑنا گرد سر کے اور ان کے جوانب کو جمع نہ کرنا اور سر میں مانگ نکالنا سنت ہے اس واسطے کہ یہی ہے جس پر حال قرار پایا تھا آخر امر میں اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ واقع ہوا تھا یہ ساتھ وحی کے واسطے قول راوی کے حدیث کے اول میں کہ دوست رکھتے تھے اہل کتاب کی موافقت کو جس میں آپ کو کچھ حکم نہ ہوتا پس ظاہر یہ ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ نے اللہ کے حکم سے مانگ نکالی یہاں تک کہ بعض نے اس میں نسخ کا دعویٰ کیا ہے اور منع کیا ہے سدل کو اور محکی ہے یہ عمر بن عبدالعزیز سے اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس کے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ اہل کتاب کی الفت کے واسطے یہ کام کیا کرتے تھے سو جب یہ مقصود حاصل نہ ہوا تو ان کی مخالفت کو دوست رکھا سو مانگ نکالنا مستحب ہوگا نہ واجب اور قول راوی کا اس میں کہ جس میں حضرت مَلَّاتِیْمِ کو کوئی حکم نہ ہوتا یعنی نہ طلب کیا جاتا آپ سے اور طلب شامل ہے وجوب اور ندب کو اور بہر حال وہم کرنا نسخ کا سو کچھ چیز نہیں واسطے ممکن ہونے تطبیق کے بلکہ احتمال ہے کہ موافقت اور مخالفت حکم شرعی نہ ہو مصلحت کے واسطے کیا ہو اور اگر سدل یعنی چھوڑنا بالوں کا بغیر مانگ کے نکالنے کے منسوخ ہوتا تو البتہ پھرتے طرف اس کی اصحاب یا اکثر اور منقول ان سے یہ ہے کہ ان میں سے بعض مانگ نکالتے تھے اور بعض نہیں نکالتے تھے اور کسی نے دوسرے پر عیب نہیں کیا پس صحیح یہ ہے کہ مانگ نکالنا مستحب ہے واجب نہیں اور یہ قول مالک رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا ہے اور البتہ جزم کیا ہے حازمی نے ساتھ اس کے کہ سدل منسوخ ہے ساتھ فرق کے اور استدلال کیا ہے ساتھ روایت معمر کے جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے کہ آخر امر مانگ نکالنا تھا اور یہ ظاہر ہے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صحیح یہ ہے کہ مانگ نکالنا اور نہ نکالنا دونوں طور سے جائز ہے اور یہ جو کہا کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ اہل کتاب کی موافقت کو دوست رکھتے تھے تو اس کے معنی میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ واسطے الفت دلانے کے اور بعض نے کہا کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ کو حکم تھا کہ اگلے پیغمبروں کی شریعتوں کا اتباع کریں جس میں آپ کو کچھ وحی نہ ہوئی ہو اور نہ معلوم ہو کہ انہوں نے اس کو بدل ڈالا اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض نے کہ پہلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے یہاں تک کہ وارد ہو ہماری شرع میں جو اس کے مخالف ہو اور عکس کیا ہے اس کا بعض نے سو استدلال کیا ہے اس نے کہ پہلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع نہیں اس واسطے کہ اگر اگلی شریعتوں کا اتباع لازم ہوتا تو یہ نہ کہتے کہ دوست رکھتے تھے بلکہ اس کی پیروی واجب ہو جاتی اور حق یہ ہے کہ نہیں ہے دلیل اس میں اس مسئلے پر اس واسطے کہ جو اس کا قائل ہے وہ اس کو قصر کرتا ہے اس چیز پر کہ وارد ہوئی ہو ہماری شرع میں کہ یہ ان کی شرع ہے نہ جو ان سے لیا جائے اس واسطے کہ نہیں اعتماد ہے ساتھ نقل ان کی کے اور جس کے ساتھ قرطبی نے جزم کیا ہے یہ ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ دوست رکھتے تھے اہل کتاب کی موافقت کو واسطے مصلحت تالیف کے محتمل ہے اور احتمال ہے کہ جو حالت کہ دو امروں

کے درمیان دائر ہو جن کا کوئی تیسرا نہ ہو جب اس میں حضرت ﷺ پر کوئی چیز نہ اترتی تو عمل کرتے اس میں ساتھ موافقت اہل کتاب کے اس واسطے کہ وہ صاحب شرع تھے برخلاف بت پرستوں کے کہ وہ کسی شرع پر نہ تھے پھر جب بت پرست لوگ مسلمان ہو گئے تو خالص ہوئی مخالف اہل کتاب کی سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ مخالفت ان کی کے اور میں نے جمع کیا ہے ان مسئلوں کو کہ وارد ہوئی ہیں ان میں حدیثیں ساتھ مخالفت کرنے اہل کتاب کے سو زیادہ ہوئیں تیس حکموں سے اور البتہ اس سے لیا جاتا ہے کہ پہلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب تک کہ نہ وارد ہو ناسخ۔ (فتح)

٥٤٦٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ عَبْدُ اللهِ فِيْ مَفْرِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۴۶۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جیسے میں دیکھتی ہوں خوشبو کی چمک کی طرف حضرت ﷺ کی مانگ میں احرام کی حالت میں کہا عبداللہ نے حضرت ﷺ کی مانگ میں یعنی پہلی روایت میں جمع کا لفظ ہے اور دوسری میں مفرد کا لفظ ہے۔

فائدہ: اور شاید کہ واقع ہوا ہے لفظ جمع کا باعتبار تعدد انقسام بالوں کے۔ (فتح)

بَابُ الذَّوَآئِبِ.

باب ہے بیچ بیان گیسوؤں کے

فائدہ: ذوائب جمع ہے ذوابہ کی اور ذوابہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو سر سے نیچے لٹکتے ہوں۔

٥٤٦٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ عَنْبَسَةَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ خَالَتِيْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِيْ لَيْلَتِهَا قَالَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ.

۵۴۶۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رات کاٹی اور حضرت ﷺ اس کے پاس تھے اس کی باری کی رات میں سو حضرت ﷺ کچھ رات سے تہجد کی نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو میں حضرت ﷺ کی بائیں طرف کھڑا ہوا حضرت ﷺ نے میرے گیسو پکڑے اور مجھ کو اپنی دائیں طرف کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ حضرت ﷺ نے میرے گیسو پکڑے کہ اس میں تقریر ہے حضرت ﷺ کی اوپر پکڑنے گیسو کے۔ (فتح)

قَالَ فَأَخَذَ بِذُؤَابَتِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِيْنِهِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ بِهٰذَا وَقَالَ بِذُؤَابَتِي أَوْ بِرَأْسِي.

ترجمہ اس کا وہی ہے اور اس میں شک ہے کہ گیسو کہے یا کہا کہ میرا سر۔

بَابُ الْقَزَعِ.

باب ہے بیان قزع کے۔

فائدہ: قزع کے معنی ہیں کچھ سر کے بالوں کا مونڈھ ڈالنا اور کچھ بالوں کا رکھنا۔

٥٤٦٥ ۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنِي مَخْلَدٌ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ حَفْصٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ نَافِعٍ أَخْبَرَهُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنِ الْقَزَعِ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ قُلْتُ وَمَا الْقَزَعُ فَأَشَارَ لَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ إِذَا حَلَقَ الصَّبِيَّ وَتَرَكَ هَا هُنَا شَعَرَةً وَهَا هُنَا وَهَا هُنَا فَأَشَارَ لَنَا عُبَيْدُ اللهِ إِلَى نَاصِيَتِهِ وَجَانِبَيْ رَأْسِهِ قِيْلَ لِعُبَيْدِاللهِ فَالْجَارِيَةُ وَالْغُلَامُ قَالَ لَا أَدْرِيْ هٰكَذَا قَالَ الصَّبِيُّ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ وَعَاوَدْتُهُ فَقَالَ أَمَّا الْقُصَّةُ وَالْقَفَا لِلْغُلَامِ فَلَا بَأْسَ بِهِمَا وَلٰكِنَّ الْقَزَعَ أَنْ يُتْرَكَ بِنَاصِيَتِهِ شَعَرٌ وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهِ غَيْرُهُ وَكَذٰلِكَ شَقُّ رَأْسِهِ هٰذَا وَهٰذَا.

٥٤٦٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ منع کرتے تھے قزع سے کہا عبیداللہ نے میں نے کہا اور کیا ہے قزع؟ سو اشارہ کیا طرف ہماری عبیداللہ نے کہا کہ جب لڑکے کا سر مونڈھا جائے تو چھوڑے جائیں کچھ بال اس جگہ اور کچھ اس جگہ سو اشارہ کیا ہمارے واسطے عبداللہ نے طرف پیشانی اپنی کی اور دونوں جانب سر اپنے کے کہا گیا واسطے عبیداللہ کے لڑکی اور لڑکا یعنی دونوں کا یہی حکم ہے؟ کہا میں نہیں جانتا اسی طرح کہا ہے لڑکا کہا عبیداللہ نے اور میں نے اس کو دوہرایا سو کہا نہیں مضائقہ ہے قصہ اور قفا واسطے لڑکی کے لیکن قزع یہ ہے کہ اس کی پیشانی میں کچھ بال چھوڑے جائیں کہ اس کے سر میں اس کے سوائے اور بال نہ ہوں اور اسی طرح اس کے سر کے دونوں جانب میں۔

فائدہ: قول اس کا کہا عبیداللہ نے میں نے نافع سے پوچھا کہ قزع کیا ہے؟ تو نافع رحمہ اللہ نے کہا کہ قزع کے معنی یہ ہیں کہ کچھ سر کے بال مونڈھے جائیں اور کچھ چھوڑے جائیں اور یہ جو کہا کہ عبیداللہ نے ہماری طرف اشارہ کیا تو یہ

قول ابن جریج کا ہے اور احتمال ہے کہ قیل لعبیداللہ میں بھی سائل ابن جریج ہو اور یہ جو عبیداللہ نے کہا کہ میں نے اس کو دوہرایا تو شاید عبیداللہ نے جب سائل کو جواب دیا ساتھ قول اپنے کے کہ میں نہیں جانتا تو اپنے استاذ سے پھر اس کا سوال کیا اور یہ مشعر ہے کہ حدیث بیان کی اس نے ساتھ اس کے اپنے استاذ کی زندگی میں اور روایت کی ابوداؤد اور نسائی نے جو دلالت کرتی ہے کہ تفسیر قزع کی مرفوع ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لڑکا دیکھا کہ اس کا کچھ سر مونڈھا گیا تھا اور کچھ چھوڑا گیا تھا سو حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ سب سر مونڈھ ڈالو یا سب رہنے دو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ صحیح تر یہ ہے کہ قزع وہ چیز ہے کہ تفسیر کی ہے ساتھ اس کے نافع رحمہ اللہ نے اور وہ مونڈھنا ہے کچھ سر لڑکے کا مطلق اور بعض نے کہا کہ وہ مونڈھنا ہے متفرق جگہوں کا سر سے اور صحیح اول تفسیر ہے اور وہ نہیں ہے مخالف کے پس واجب ہے عمل کرنا ساتھ اس کے میں کہتا ہوں لیکن خاص کرنا اس کا لڑکے کو نہیں ہے قید یعنی بلکہ لڑکی کا بھی یہی حکم ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے اجماع ہے اس کے مکروہ ہونے پر جب کہ ہو متفرق جگہوں میں مگر واسطے مرادات کے اور مانند اس کی کے اور وہ کراہت تنزیہی ہے اور نہیں فرق ہے درمیان مرد اور عورت کے ہو اور مکروہ رکھا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے لڑکے اور غلام میں اور مذہب ہمارا کراہت ہے مطلق میں کہتا ہوں اور اس کی حجت ظاہر ہے اس واسطے کہ وہ تفسیر راوی کی ہے اور اختلاف ہے نہی کی علت میں سو کہا گیا واسطے ہونے اس کے کہ اس سے شکل خراب معلوم ہوتی ہے اور یا اس واسطے کہ وہ شکل ہے یہودیوں کی اور یا اس واسطے کہ وہ شکل ہے شیطان کی اور مراد قصہ سے وہ ہیں جو دونوں کن پٹی پر ہوں اور مراد قفا سے بال قفا کے ہیں یعنی جو سر کے پچھلی طرف ہیں اور حاصل یہ ہے کہ قزع مخصوص ہے ساتھ بالوں سر کے اور کن پٹی اور قفا کے بال سر سے نہیں ہیں بلکہ وہ سر سے خارج ہیں اور کبھی بولا جاتا ہے قصہ ان بالوں پر جو اکٹھے کر کے کان پر رکھے جاتے ہیں بغیر اس کے کہ جوڑے جائیں اس میں بال سر کے اور نہیں وہ مراد اس جگہ اور البتہ روایت کی ہے ابوداؤد نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ میرے واسطے گیسو تھے سو میری ماں نے کہا کہ میں اس کو نہیں کاٹوں گی اس واسطے کہ حضرت ﷺ ان کو پکڑتے تھے اور کھینچتے تھے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ رکھنا ان گیسو کا جائز ہے جو الگ کیا جائے بالوں سے اور جو بال کہ اس کے سوائے ہوں ان کو جمع کیا جائے ساتھ گوندنے وغیرہ کے اور منع یہ ہے کہ سب سر کو مونڈھا جائے اور جو بال سر کے بیچ میں ہیں ان کو چھوڑا جائے پھر ان سے گیسو بنائے جائیں۔ (فتح)

٥٤٦٦ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنَّى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٥٤٦٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے قزع سے منع کیا۔

نَهٰى عَنِ الْقَزَعِ.

بَابُ تَطْيِيبِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا بِيَدَيْهَا. جائز ہے واسطے عورت کے یہ کہ خوشبو لگائے اپنے خاوند کو اپنے دونوں ہاتھوں سے۔

فائدہ: شاید کہ فقہ اس ترجمہ کی جہت اشارت کرنی ہے طرف حدیث کی جو وارد ہے بیچ فرق کرنے کے درمیان خوشبو مرد اور عورت کے کہ مرد کی خوشبو وہ ہے جس کی بو ظاہر ہو اور رنگ پوشیدہ ہو اور عورت کی خوشبو اس کے برعکس ہے سو اگر یہ حدیث ثابت ہوتی تو البتہ منع ہوتا واسطے عورت کے کہ اپنے خاوند کو اس کی خوشبو لگائے واسطے اس کے کہ معلق ہوتی ہے خوشبو اس کے ہاتھ اور بدن میں وقت خوشبو لگانے اس کے کی خاوند کو اور مرد کو کافی ہوتا کہ خود اپنے آپ کو خوشبو لگائے سو استدلال کیا بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے جو مطابق ہے واسطے ترجمہ کے اور وہ ظاہر ہے اس چیز میں کہ ترجمہ باندھا ہے واسطے اس کے بخاری رحمہ اللہ نے اور حدیث جس کی طرف بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے اور وجہ فرق کی یہ ہے کہ عورت کو حکم ہے ساتھ پردے کے وقت نکلنے اس کے کی اپنی جگہ سے اور اگر جائز رکھی جائے واسطے اس کے وہ خوشبو جس کے واسطے بو ہو تو البتہ ہوگی اس میں زیادتی فتنے کی ساتھ اس کے اور جب حدیث ثابت ہو تو اس کی اور باب کی حدیث کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ ضروری ہے واسطے اس کے یہ کہ دھو ڈالے اس کے اثر کو جب کہ ارادہ کرے نکلنے کا گھر سے اس واسطے کہ منع کرنا اس کا خاص ہے ساتھ نکلنے کے گھر سے اور الحاق کیا ہے بعض علماء نے ساتھ اس کے جوتی رنگ دار کو جس پر لوگوں کی نظر پڑے وقت نکلنے کے۔ (فتح)

٥٤٦٧ ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي لِحُرْمِهِ وَطَيَّبْتُهُ بِمِنًى قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ.

۵۴۶۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی واسطے احرام آپ کے کی اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی منیٰ میں طواف زیارت سے پہلے۔

بَابُ الطِّيبِ فِي الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ. سر اور داڑھی میں خوشبو لگانا۔

فائدہ: اگر ہو لفظ باب کا ساتھ تنوین کے تو ظاہر ترجمہ کا حصر ہے بیچ اس کے اور اگر ہو ساتھ اضافت کے تو تقدیر یہ ہے کہ باب ہے حکم خوشبو کا یا مشروع ہونے خوشبو کا۔ (فتح)

٥٤٦٨ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيلُ عَنْ أَبِي

۵۴۶۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی ساتھ نہایت عمدہ خوشبو کے کہ پاتی

إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ حَتّٰى أَجِدَ وَبِيْصَ الطِّيْبِ فِيْ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ.

یہاں تک کہ میں خوشبو کی چمک حضرت ﷺ کے سر اور داڑھی میں پاتی۔

فائدہ: یہ جو کہا ساتھ نہایت عمدہ خوشبو کے کہ پاتی یہ تائید کرتی ہے اس کو جو میں نے پہلے باب میں ذکر کیا اور شاید یہ اشارہ ہے طرف حدیث کی جو مذکور ہے تفرقہ میں درمیان مرد اور عورت کے کہا ابن بطال نے کہ لیا جاتا ہے اس سے کہ مرد کی خوشبو منہ میں نہ لگائی جائے برخلاف عورتوں کی خوشبو کے اس واسطے کہ عورتیں اپنے منہ کو خوشبو لگاتی ہیں اور اس کے ساتھ زینت کرتی ہیں برخلاف مردوں کے کہ ان کو منہ میں خوشبو لگانا جائز نہیں ہے اس واسطے کہ اس کو عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنی منع ہے۔ (فتح)

بَابُ الْإِمْتِشَاطِ.

باب ہے بیچ بیان کنگھی کرنے کے۔

فائدہ: اور البتہ روایت کی نسائی نے ساتھ سند صحیح کے حمید بن عبدالرحمٰن سے کہ میں ایک صحابی سے ملا کہا اس نے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو منع کیا کہ آدمی ہر روز کنگھی کرے اور عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے منع کیا کنگھی کرنے سے مگر ایک روز بیچ دے کر اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو پریشان بال دیکھا سو اشارہ کیا اس کی طرف ساتھ درست کرنے سر اور داڑھی کے اور میں ذکر کروں گا تطبیق درمیان ان حدیثوں کے جو کنگھی کے باب میں وارد ہوئی ہیں۔ (فتح)

٥٤٦٩ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِيْ دَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُكُّ رَأْسَهٗ بِالْمِدْرٰى فَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهَا فِيْ عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْأَبْصَارِ.

۵۴۶۹۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سوراخ سے حضرت ﷺ کے گھر میں جھانکا اور حضرت ﷺ پشت کار سے اپنے سر میں کنگھی کرتے تھے سو فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو جھانکتا ہے تو البتہ اس سے تیری آنکھ پھوڑ ڈالتا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آنے کی اجازت مانگنا تو نظر ہی کے سبب سے ٹھہرائی گئی ہے۔

فائدہ: یعنی شرع میں جو حکم ہے گھر میں داخل ہونے کے اجازت مانگنے کا تو صرف اسی واسطے ہے کہ آدمی کی نظر نامحرم پر نہ پڑے اور جب تو نے جھانکا تو اجازت مانگنے کا کیا فائدہ اور مدری ایک لکڑی ہے کہ عورت اس کو اپنے سر کے بالوں میں داخل کرتی ہے تا کہ بعض بالوں کو بعض کے ساتھ جوڑے مشابہ ہوتی ہے مسلہ کو اور بعض نے کہا کہ وہ

کنگھی ہے کہ اس کے دانت تھوڑے ہوتے ہیں اور کہا اصمعی اور ابو عبیداللہ نے کہ وہ کنگھی ہے اور کہا جوہری نے کہ اصل مدرا سینگ ہے اور بعض نے کہا کہ وہ لکڑی ہے یا لوہا مانند خلال کی اس کے سرے میں لوہا لگا ہوا ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ وہ لکڑی ہے او پر شکل کنگھی کے اور واسطے اس کے بازو ہے جاری ہوئی ہے عادت کبیر کے یہ کہ خارش کرے ساتھ اس کے جس جگہ اس کا ہاتھ پہنچ نہ سکے اس کے بدن سے اور البتہ وارد ہو چکی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے کہ مدر جدا ہے کنگھی سے روایت کیا ہے اس کو خطیب نے اس سے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ پانچ چیزیں تھیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے نہ سفر میں نہ حضر میں شیشہ اور سرمہ دانی اور کنگھی اور پشت خار اور مسواک اور اس کی سند میں ابو امیہ ہے اور وہ ضعیف ہے۔ (فتح)

بَابُ تَرْجِيلِ الْحَائِضِ زَوْجَهَا.

حیض والی عورت کو اپنے خاوند کے سر میں کنگھی کرنا جائز ہے۔

٥٤٧٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ.

۵۴۷۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کنگھی کیا کرتی تھی اور حالانکہ مجھ کو حیض ہوتا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر دھوتیں اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوتے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض ہوتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف نکالتے روایت کیا ہے اس کو دار قطنی نے۔ (فتح)

بَابُ التَّرْجِيْلِ وَالتَّيَمُّنِ.

باب ہے کنگھی کرنے کے بیان میں۔

٥٤٧١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ مَا اسْتَطَاعَ فِيْ تَرَجُّلِهِ وَوُضُوْئِهِ.

۵۴۷۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آتا تھا دائیں طرف سے شروع کرنا یہاں تک کہ ہو سکے کنگھی کرنے میں اور وضو کرنے میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور کنگھی کرنے میں تیمن یہ ہے کہ اول دائیں طرف

سے کنگھی کرنا شروع کرے اور یہ کہ دائیں ہاتھ سے کنگھی کرے کہا ابن بطال نے کہ ترجیل کے معنی ہیں سر اور داڑھی کے بالوں کو کنگھی کرنا اور تیل لگانا اور وہ ستھرائی سے ہے اور شرع نے اس کو مستحب کہا ہے اور البتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ یعنی لو زینت اپنی نزدیک ہر مسجد کے اور بہر حال جو حدیث کہ وراد ہوئی ہے بیچ نہی کے کنگھی کرنے سے مگر ایک روز درمیان دے کر تو مراد اس سے یہ ہے کہ آسودگی اور زینت میں مبالغہ نہ کرے اور البتہ روایت کی ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع حدیث کہ ترک کرنا زینت کا ایمان سے ہے اور یہ حدیث ہے صحیح روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور مراد ساتھ اس کے اس جگہ ترک کرنا زینت کا ہے اور تکلف کا ہے لباس میں اور تواضع کرنا باوجود قدرت کے نہ سبب انکار کرنے کے اللہ تعالیٰ کی نعمت سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھے بہت آسودگی اور چین سے اور قید کیا ہے اس کو حدیث میں واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ میانہ روی اس سے مذموم نہیں ہے اور ساتھ اس کے حاصل ہوگی تطبیق سب حدیثوں میں اور ابوداؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کی ہے کہ جس کے بال ہوں تو چاہیے کہ ان کی خدمت کرے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْمِسْكِ.

جو ذکر کیا جاتا ہے مشک میں۔

٥٤٧٢ ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ.

۵۴۷۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا ہر عمل اس کے واسطے ہے مگر روزہ کہ وہ خاص میرے ہی واسطے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزے دار کی بو اللہ کے نزدیک زیادہ تر خوشبودار ہے مشک کی خوشبو سے۔

فائدہ: اور قول اس کا اس جگہ کہ وہ خاص میرے ہی واسطے ہے تو یہ اللہ کا کلام ہے جیسا کہ دوسری حدیثوں میں آچکا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آدمی کا ہر عمل بڑھایا جاتا ہے ثواب اس کا سات سو گنا تک مگر روزہ کہ وہ خاص میرے ہی واسطے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور پہلے گزر چکی ہے پوری شرح اس حدیث کی کتاب الصیام میں اور ذکر کیا ہے میں نے علماء کے اقوال کو اس کے معنی میں کہ اللہ نے روزے کو اپنی طرف کیوں منسوب کیا اور میں نے طالقال سے نقل کیا تھا کہ اس نے کہا کہ میں نے اس کے پچاس جواب دیئے ہیں اور میں نے اس کی کلام میں غور کیا تو نہ پائی میں نے زیادتی دس جوابوں پر جن کو میں نے وہاں ذکر کیا سو منجملہ اس کے یہ قول اس کا ہے اس واسطے کہ وہ عبادت ہے خالی ہے سعی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ترک محض ہے اور یہ قول اس کا کہ مراد یہ ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ

وہ واسطے میرے ہے سونہ باز رکھے تجھ کو وہ چیز کہ تیرے واسطے ہے اس سے کہ میرے واسطے ہے اور یہ قول اس کا یہ کہ جس کو مشغول کرے مال میرا مجھ سے میں اس سے منہ پھیرتا ہوں نہیں تو ہوتا ہوں واسطے اس کے بدلہ کل سے اور یہ قول اس کا کہ نہ قطع کرے تجھ کو مال میرا مجھ سے اور قول اس کا کہ نہ باز رکھے تجھ کو مالک سے اور قول اس کا کہ نہ طلب کرے سوائے میرے کسی کو اور قول اس کا کہ جس نے ادا کیا مال میرا اور وہ نفس اس کا ہے صحیح ہوئی بیع اور قول اس کا کہ نسبت کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے طرف نفس اپنے کی اس واسطے کہ یاد کرتا ہے ساتھ اس کے بندہ اللہ کی نعمت کو اور اپنے پیٹ بھرنے میں اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں مقدم کرنا ہے اللہ کی رضا مندی کا اپنے نفس کی خواہش پر اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں تمیز ہے درمیان روزے دار مطیع کے اور کھانے والے بے فرمان کے اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں قرآن اترا اور قول اس کا اس واسطے کہ ابتدا اس کی مشاہدے پر ہے اور انتہاء بھی مشاہدے پر واسطے اس حدیث کے کہ چاند کو دیکھ کر روزہ رکھو اور اس کو دیکھ کر کھولو اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں ریاضت نفس کی ہے ساتھ ترک کرنے مرغوب چیزوں کے اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں بچانا جوارح کا ہے مخالف چیزوں سے اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں قطع کرنا شہوتوں کا ہے اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں مخالفت نفس کی ہے ساتھ ترک کرنے محبوب چیزوں اس کی کے اور بیچ مخالفت نفس کے موافقت حق کی ہے اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں خوشی ہے ملنے کی اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں مشاہدہ ہے آمر کا ساتھ اس کے اور قول اس کا کہ اس میں مجمع ہے عبادتوں کا اس واسطے کہ مدار اس کی صبر اور شکر پر ہے اور وہ دونوں اس میں حاصل ہیں اور قول اس کا اس واسطے کہ اس کے معنی میں ہیں کہ روزے دار میرے واسطے ہے اس واسطے کہ روزہ صفت ہے روزے دار کی ہے اور قول اس کا معنی اضافت کے اشارہ ہے طرف حمایت کی تا کہ نہ طمع کرے شیطان اس کے توڑنے میں اور قول اس کا اس واسطے کہ وہ عبادت ہے کہ برابر ہے اس میں آزاد اور غلام اور مرد اور عورت۔ (فتح)

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الطِّيْبِ. جو مستحب ہے خوشبو سے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ مستحب ہے استعمال کرنا نہایت اعلیٰ خوشبو کا کہ پائی جائے اور نہ عدول کیا جائے طرف ادنیٰ کی باوجود اعلیٰ کے اور احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ طرف فرق کرنے کے درمیان مردوں اور عورتوں کے خوشبو لگانے میں جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی قریب۔ (فتح)

٥٤٧٣ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ

٥٤٧٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی وقت احرام باندھنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعلیٰ خوشبو کے کہ پائی۔

إِحْرَامِهِ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو خوشبو لگائی احرام باندھنے سے پہلے اور طواف زیارت سے پہلے ساتھ خوشبو کے کہ اس میں مشک تھی اور غرض اس سے اس جگہ یہ ہے کہ مراد طیب الطیب یعنی اعلیٰ خوشبو سے مشک ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرُدَّ الطِّيْبَ. جو خوشبو لگانے کو رد نہیں کرتا۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ نہی رد کرنے کی اس سے نہیں ہے تحریم پر اور البتہ وارد ہو چکا ہے حدیث باب کے بعض طریقوں میں۔ (فتح)

٥٤٧٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ.

۵۴۷۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ خوشبو کو نہ پھیرتے تھے اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ خوشبو کو نہیں پھیرتے تھے۔

فائدہ: اور روایت کیا ہے اس کو بزار نے انس رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ نہیں سامنے لائی گئی حضرت ﷺ کے خوشبو کبھی کہ اس کو پھیر دیا ہو اور اس کی سند حسن ہے اور اسماعیلی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب کسی کو خوشبو دی جائے تو اس کو نہ پھیرے اور ابوداؤد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جس کے سامنے خوشبو لائی جائے تو چاہیے کہ اس کو نہ پھیرے اس واسطے کہ اس کی خوشبو اچھی ہے اور اس کا احسان کم ہے اور ایک روایت میں ریحان کا لفظ واقع ہوا ہے بدل طیب کے اور ریحان کہتے ہیں ہر گھاس کو کہ خوشبودار ہو اور احتمال ہے کہ مراد ریحان سے ہر قسم کی خوشبو ہو میں کہتا ہوں اکثر روایتوں میں طیب کا لفظ واقع ہوا ہے پس یہی اولیٰ ہے اور شاید جس نے اس کو ساتھ لفظ ریحان کے روایت کیا ہے مراد اس کی عام کرنا ہے تا کہ نہ خاص ہو ساتھ مصنوعی خوشبو کے ہاں روایت کی ترمذی نے ابی عثمان سے کہ جب کوئی کسی کو خوشبو دار پھول دے تو اس کو نہ پھیرے اس واسطے کہ وہ بہشت سے نکلا کہا ابن عربی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ پھیرتے تھے خوشبو کو واسطے محبت حضرت ﷺ کی کے بیچ اس کے اور واسطے حاجت آپ کی کے طرف اس کی اکثر غیر اس کے سے یعنی حضرت ﷺ کو بہ نسبت اور چیزوں کے خوشبو کی طرف زیادہ حاجت تھی اس واسطے کہ حضرت ﷺ سرگوشی کرتے تھے اس سے جس سے تو سرگوشی نہیں کرتا اور یہ حضرت ﷺ نے خوشبو کے رد کرنے سے منع فرمایا تو یہ محمول ہے اس چیز پر کہ جائز ہے لینا اس کا نہ اس چیز پر کہ نہیں جائز ہے لینا اس کا اس واسطے کہ وہ مردود ہے ساتھ اصل شرع کے۔ (فتح)

بَابُ الذَّرِيْرَةِ.

باب ہے بیچ بیان ذریرہ کے۔

فائدہ: ایک قسم کی خوشبو ہے مرکب۔

٥٤٧٥ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَوْ مُحَمَّدٌ عَنْهُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ سَمِعَ عُرْوَةَ وَالْقَاسِمَ يُخْبِرَانِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ بِذَرِيْرَةٍ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلْحِلِّ وَالْإِحْرَامِ.

۵۴۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی حجۃ الوداع میں واسطے احرام باندھنے کے اور احرام اتارنے کے۔

فائدہ: شاید کہ اس خوشبو میں مشک تھی۔

بَابُ الْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ.

باب ہے بیچ بیان ان عورتوں کے کہ فرق کرتی ہیں اپنے دانتوں میں واسطے حسن اور خوبصورتی کے۔

فائدہ: جس عورت کے دانتوں میں فرق ہو اور ایک دوسرے سے الگ معلوم ہوں وہ خوبصورت معلوم ہوتی ہے اس واسطے جس عورت کے دانت آپس میں ملے ہوئے ہوں وہ ان میں بتکلف فرجہ اور فرق کرتی ہے تا کہ خوبصورت معلوم ہو اور چھوٹی عمر کی عورت ہو تو اس کے دانتوں میں اکثر فرق ہوتا ہے اور جب بوڑھی ہو جائے تو اس کے دانتوں میں فرق نہیں رہتا آپس میں مل جاتے ہیں سو ان میں بتکلف فرق کرتی ہے تا کہ جوان معلوم ہو سو وارد ہوئی نہی اس سے اس واسطے کہ اس میں اصلی پیدائش کا بدلنا لازم آتا ہے۔ (فتح)

٥٤٧٦ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ تَعَالٰى مَالِيْ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾.

۵۴۷۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ لعنت کرے ان عورتوں پر جو دوسری عورتوں کا بدن کھودیں اور اس میں نیل بھریں اور ان عورتوں پر جو اپنا بدن گودوائیں اور ان عورتوں پر جو اپنے منہ پر سے بال چنوائیں اور ان عورتوں پر جو بتکلف اپنے دانتوں میں فرق کریں بسبب خوبصورتی کے جو تغیر کرنے والی ہیں اللہ کی پیدائش کو کیا ہے واسطے میرے کہ میں لعنت نہ کروں جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور حالانکہ وہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ جو تم کو پیغمبر دے سو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔

فائدہ: واشمہ اس عورت کو کہتے ہیں جو دوسری عورت کا بدن گودے اور کہا اہل لغت نے کہ وشم یہ ہے کہ کسی عضو میں سوئی یا کچھ اور چھبوئے یہاں تک کہ اس سے خون جاری ہو پھر نورے وغیرہ سے بھرا جائے پس سبز ہو جائے اور کبھی اس میں سرمہ وغیرہ بھرا جاتا ہے اور یہ گودنا کبھی منہ میں ہوتا ہے کبھی مسوڑوں میں اور کبھی ہاتھ میں اور کبھی اور جگہ میں بدن سے اور کبھی کیا جاتا ہے یہ نقش اور کبھی لکھا جاتا ہے اس میں نام محبوب کا اور یہ فعل کرنا اور کروانا حرام ہے ساتھ دلالت لعن کے جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے اور ہو جاتی ہے وہ جگہ گودی گئی ناپاک اس واسطے کہ خون اس میں بند ہو جاتا ہے سو واجب ہے دور کرنا اس کا اگر ہو سکے اگرچہ زخم سے ہو مگر یہ کہ خوف کرے اس سے تلف کا یا فوت منفعت عضو کا پس جائز ہے باقی رکھنا اس کا اور کفایت کرتی ہے توبہ بیچ ساقط ہونے گناہ کے اور برابر ہے اس میں مرد اور عورت اور یہ جو کہا کہ بہ سبب خوبصورتی کے تو اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ مذموم وہ ہے کہ حسن کے واسطے کرے اور اگر مثلاً دوا کے واسطے اس کی حاجت ہو تو جائز ہے اور قول اس کا جو پیدائش الٰہی کو تبدیل کرتے ہیں تو یہ صفت ہے لازم واسطے سب عورتوں کے کہ مذکور ہیں حدیث میں اور یہ جو کہا گیا ہے کیا ہے واسطے میرے کہ میں نہ لعنت کروں تو یہ حدیث یہاں مختصر ہے اور پوری یہ حدیث اس طور سے ہے کہ یہ خبر ایک عورت کو اسد کے قبیلے سے پہنچی جس کا نام ام یعقوب تھا اور وہ قرآن پڑھتی تھی سو عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا کہ مجھ کو تجھ سے بات پہنچی کہ تو لعنت کرتا ہے گودنے والیوں کو آخر تک تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ہے مجھ کو کہ نہ لعنت کروں الخ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا اس نے کہ میں نے تمام قرآن پڑھا سو میں نے اس کو قرآن میں نہیں پایا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو اس کو پڑھتی تو اس کو اس میں پاتی اور یہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بدن گودنے والیوں کو لعنت کی مطلق قرآن کی طرف منسوب کیا اور ام یعقوب نے اس کا معارضہ کیا کہ وہ قرآن میں نہیں ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب دیا جو جواب دیا تو اس میں دلالت ہے کہ جائز ہے نسبت کرنا طرف قرآن کی اور حدیث کی اس چیز کو جو قرآن اور حدیث سے ساتھ استنباط کے معلوم ہو نسبت قولی پس جس طرح کہ جائز ہے نسبت کرنا واشمہ کی لعن کو طرف ہونے اس کے کہ وہ قرآن میں ہے واسطے عموم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾ الخ باوجود ثابت ہونے لعن کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے حق میں تو اسی طرح جائز ہے نسبت فعل امر کی کہ حدیث نبوی کے عموم میں درج ہو جو دلالت کرے اس کے منع ہونے پر طرف قرآن کی جیسے مثلاً کوئی کہے کہ اللہ لعنت کرے اس پر جو زمین کے مناروں کو بدل ڈالے کہ یہ لعن قرآن میں ہے اور استدلال کرے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے فاعل پر لعنت کی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْوَصْلِ فِي الشَّعَرِ. اپنے بالوں میں دوسرے کے بالوں کو جوڑنا یعنی ان میں غیر کے بالوں سے زیادتی کرنا۔

٥٤٧٧ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِّنْ شَعَرٍ كَانَتْ بِيَدِ حَرَسِيٍّ أَيْنَ عُلَمَآؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذِهٖ وَيَقُوْلُ إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ إِسْرَآئِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَ هٰذِهٖ نِسَآؤُهُمْ وَقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

۵۴۷۷۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا جس سال اس نے حج کیا اور حالانکہ وہ منبر پر کہتا تھا اور اس نے بالوں کا ایک جوڑا لیا جو غلام کے ہاتھ میں تھا کہاں ہیں تمہارے علماء؟ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ایسے جوڑے سے منع کرتے تھے فرماتے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہلاک ہوئے بنی اسرائیل جب کہ ان کی عورتوں نے یہ جوڑا پکڑا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے روایت کی ہے کہ لعنت کی اللہ نے اس عورت پر جو بالوں میں اور بال جوڑے یعنی خواہ اپنے بالوں میں یا دوسری عورت کے بالوں میں اور اس عورت پر جو اپنے بالوں میں اور بال جڑوائے۔

فائدہ: یہ جو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کہاں ہیں علماء تمہارے؟ تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ اس دن مدینے میں علماء کم تھے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے حاضر کرنا ان کا ہوتا کہ مدد لے ساتھ ان کے اس چیز پر کہ ارادہ کیا انکار کرنے اس کے سے یا اس واسطے کہ ان پر انکار کرے کہ انہوں نے اس کے انکار سے سکوت کیوں کیا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام زور رکھا یعنی دھوکہ یعنی جس کے ساتھ عورتیں اپنے بالوں کو بہت کرتی ہیں اور یہ حدیث حجت ہے واسطے جمہور کے کہ اپنے بالوں میں اور چیز کو جوڑنا جائز نہیں برابر ہے کہ بال ہوں یا کچھ چیز روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور مذہب لیث اور بہت فقہاء کا یہ ہے کہ منع صرف بال کا جوڑنا ہے اپنے بالوں میں اور اگر اپنے بالوں میں اور کوئی چیز جوڑے سوائے بالوں کے مانند دھجی اور دھاگے وغیرہ کے تو یہ نہی میں داخل نہیں ہے اور روایت کی ابوداؤد نے ساتھ سند صحیح کے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اس نے کہا کہ نہیں مضائقہ ہے ساتھ قرامل کے اور مراد ساتھ اس کے اس جگہ دھاگے ہیں ریشمی اور پشمی کہ گوندے جاتے ہیں جوڑتی ہے عورت ساتھ اس کے اپنے سر کے بالوں کو اور تفصیل کی ہے بعض نے کہ اگر ہو وہ چیز کہ جوڑی جاتی ہے ساتھ بالوں کے چھپی ہوئی بعد گرہ دینے کے ساتھ بالوں کے اس طور سے کہ گمان کیا جائے کہ وہ بال ہیں تو فقط اس کو ایک قوم نے

منع کیا ہے اس واسطے کہ اس میں دغا اور فریب ہے اور اگر ظاہر ہو تو منع نہیں اور یہ قول قوی ہے اور بعض نے کہا کہ جوڑنا مطلق جائز ہے برابر ہے کہ بال ہوں یا کچھ اور جب کہ خاوند کے علم اور اجازت سے ہو اور باب کی حدیثیں حجت ہیں اوپر ان کے اور مستفاد ہوتا ہے زیادتی سے جو قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ منع ہے بہت کرنا بالوں کا ساتھ دھجیوں کے تاکہ گمان ہو کہ وہ بال ہیں اور روایت کی مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور اس میں ہے کہ بہت عورتیں ہیں کہ بظاہر لباس پہنتی ہیں اور در حقیقت ننگی ہیں ان کے سر جیسے اونٹوں کے کوہان کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یعنی بڑا کرتی ہیں اپنے سروں کو ساتھ لپیٹنے پگڑی یا پٹی وغیرہ کے اور حدیث میں مذمت ہے اس کی اور تشبیہ دی ان کے سروں کو ساتھ کوہانوں کے واسطے اس کے کہ اونچا کرتی ہیں اپنے سر کے زلفوں کو اپنے سر کے بیچ میں واسطے زینت کے اور کبھی یہ کثرت بالوں کے واسطے کرتی ہیں۔

تنبیہ: جس طرح کہ حرام ہے عورت پر جوڑنا اور چیز کا بالوں میں اسی طرح حرام ہے عورت پر منڈانا اپنے سر کے بالوں کا بغیر ضرورت کے اور حدیث میں آیا ہے کہ نہیں عورت پر سر کا منڈانا اس پر تو بالوں کا کترنا ہے یعنی حج میں اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت کی تو یہ صریح ہے بیچ حکایت اس کی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اگر ہو خبر پس بے پرواہی ہوگی ابن مسعود کے استنباط سے اور احتمال ہے کہ ہو بد دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے فاعل پر۔ (فتح)

٥٤٧٨ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقٍ يُحَدِّثُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ جَارِيَةً مِنَ الْأَنْصَارِ تَزَوَّجَتْ وَأَنَّهَا مَرِضَتْ فَتَمَعَّطَ شَعْرُهَا فَأَرَادُوْا أَنْ يَّصِلُوْهَا فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ تَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ.

۵۴۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انصار کی ایک لڑکی نے نکاح کیا اور بے شک وہ بیمار ہوئی سو اس کے سر کے بال گر پڑے تو انہوں نے چاہا کہ اس کے بالوں میں اور بال ملائیں سو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یعنی حکم اس کا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے اس عورت پر کہ بال میں بال جوڑے یعنی خواہ اپنے بالوں میں یا کسی اور کے بالوں میں اور اس عورت پر جو اپنے بالوں میں اور بال جڑوائے متابعت کی ہے اس کی اسحاق نے ابان سے حسن سے صفیہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ بغیر بیماری کے تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو بغیر قصد کے گودے مثلا دوا کے واسطے گودے اور اس سے وشم پیدا ہو تو نہیں داخل ہے یہ زجر میں۔ (فتح)

٥٤٧٩ ـ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا

۵۴۷۹۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے

فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ أُمِّيْ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً جَآئَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّيْ أَنْكَحْتُ ابْنَتِيْ ثُمَّ أَصَابَهَا شَكْوٰى فَتَمَرَّقَ رَأْسُهَا وَزَوْجُهَا يَسْتَحِثُّنِيْ بِهَا أَفَأَصِلُ رَأْسَهَا فَسَبَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ.

روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا تھا پھر وہ بیمار ہوئی سو اس کے سر کے بال گر پڑے اور اس کا خاوند مجھ کو رغبت کرتا ہے کہ میں اس کے بالوں میں بال جوڑوں سو میں اس کے سر میں بال جوڑوں؟ سو حضرت ﷺ نے لعنت کی اس عورت کو جو بالوں میں بال جوڑے اور اس عورت کو جو اپنے بالوں میں اور کے بال جڑوائے۔

٥٤٨٠ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ.

۵۴۸۰۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ حضرت ﷺ نے لعنت کی اس عورت کو جو بالوں میں بال جوڑے اور اس کو جو اپنے بالوں میں اور کے بال جڑوائے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا راوی نے کہ میں نے اسماء رضی اللہ عنہا کا ہاتھ گودا ہوا دیکھا کہا طبری نے شاید اس کو نہی سے پہلے کیا ہوگا سو بدستور رہا اس کے ہاتھ میں اور نہیں گمان کیا جاتا کہ کیا ہو اس نے اس کو نہی کے بعد واسطے ثابت ہونے نہی کے اس سے میں کہتا ہوں سو احتمال ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کو نہ سنا ہو یا اس کے ہاتھ میں زخم تھا سو اس نے اس کی دوا کی تو اس کا نشان اس کے ہاتھ میں باقی رہا مثل وشم کی نہ یہ کہ وشم تھا۔ (فتح)

٥٤٨١ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. وَقَالَ نَافِعٌ الْوَشْمُ فِي اللِّثَةِ.

۵۴۸۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ لعنت کرے اس عورت پر جو بالوں میں بال جوڑے اور اس پر جو اپنے بالوں میں اور کے بال جڑوائے اور اس عورت پر جو دوسری عورت کا بدن گودے اور اس میں نیل بھرے اور اس عورت پر جو اپنا بدن گودوائے کہا نافع رحمہ اللہ نے کہ وشم مسوڑوں میں ہوتا ہے۔

فائدہ: لثہ وہ گوشت ہے جو دانتوں پر ہوتا ہے اور نہیں مراد ہے نافع رحمہ اللہ کی حصر کرنا وشم کا مسوڑوں میں کہ اور جگہ نہیں ہوتا بلکہ اس کی مراد یہ ہے کہ کبھی مسوڑوں میں ہوتا ہے اور ان حدیثوں میں حجت ہے واسطے اس کے جو قائل ہے کہ حرام ہے جوڑنا بالوں کا اور گودنا اور منہ سے بال چنوانا فاعل پر اور مفعول پر اور یہ حجت ہے اس پر جو حمل کرتا

ہے نہی کو اس میں تنزیہ پر اس واسطے کہ دلالت لعن کا تحریم پر قوی ہے سب دلالتوں سے بلکہ وہ بعض کے نزدیک کبیرہ گناہ کی علامت ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بالوں میں بال جوڑنے جائز ہیں تو یہ روایت باطل ہے اور وارد کیا ہے اس کو طبری نے اور باطل کی اہے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیچ قصے اس عورت کے جو مذکور ہے باب میں اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں طہارت آدمی کے بالوں کی ہے واسطے عدم استقصال کے اور واقع کرنے منع کے اوپر فعل واصل کے نہ اوپر ہونے بالوں کے ناپاک اور اس میں نظر ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے باقی رکھنا بالوں کا اور نہیں واجب ہے دبانا ان کا اور اس حدیث میں قیام امام کا ہے منبر پر ساتھ نہی کے خاص کر جب کہ دیکھے اس کو پھیلی ہوئی سو پھیلا دے اس کے انکار کو تا کہ خوف کیا جائے اس سے اور اس میں ڈرانا ہے اس شخص کو جو گناہ کرے ساتھ واقع ہونے ہلاک کے اس کے حق میں جس نے اس سے پہلے کیا جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں ہے وہ ظالموں سے بعید اور اس میں لینا کسی چیز کا ہے خطبے میں یعنی جائز ہے لینا ہاتھ میں کسی چیز کا خطبے میں تا کہ دیکھے جس نے اس کو نہ سیکھا ہو واسطے مصلحت دینی کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیان کرنا حدیث کا بنی اسرائیل سے اور اسی طرح غیروں سے واسطے ڈرانے کے اس چیز سے کہ انہوں نے اس میں نافرمانی کی۔ (فتح)

٥٤٨٢ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِيْنَةَ آخِرَ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعَرٍ قَالَ مَا كُنْتُ أُرٰى أَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا غَيْرَ الْيَهُوْدِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُ الزُّوْرَ يَعْنِي الْوَاصِلَةَ فِي الشَّعَرِ.

۵۴۸۲۔ حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مدینے میں آیا اخیر آنا جو اس میں آیا سو اس نے ہم پر خطبہ پڑھا تو اس نے بالوں کا ایک گچھا نکالا اور کہا کہ نہ تھا گمان کرتا میں کسی کو کہ یہ فعل کرتا ہو سوائے یہودیوں کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام زور رکھا مراد وہ ہے جو بالوں میں بال جوڑے۔

بَابُ الْمُتَنَمِّصَاتِ.

باب ہے بیچ ان عورتوں کے جو اپنے منہ پر سے بال چنوائیں۔

فائدہ: اور کہا ابوداؤد نے کہ نامصہ وہ ہے جو اپنے رخساروں پر نقش کرے۔ (فتح)

٥٤٨٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ لَعَنَ عَبْدُ اللّٰهِ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ

۵۴۸۳۔ حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ لعنت کی اللہ نے ان عورتوں کو جو دوسری عورتوں کا بدن گودیں اور ان میں نیل بھریں اور ان عورتوں کو جو اپنے منہ پر سے بال چنوائیں

وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَقَالَتْ أُمُّ يَعْقُوْبَ مَا هٰذَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَمَا لِيْ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَفِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُهُ قَالَ وَاللّٰهِ لَئِنْ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِيْهِ ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾.

اور ان عورتوں کو جو اپنے دانتوں میں بتکلف فرق کریں واسطے خوبصورتی کے جو تغیر کرنے والی ہیں پیدائش الہٰی کو سو ام یعقوب نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کیا ہے واسطے میرے کہ نہ لعنت کروں جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور اللہ کی کتاب میں ہے اس عورت نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ میں نے تمام قرآن پڑھا سو میں نے اس کو قرآن میں نہیں پایا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی اگر تو قرآن کو پڑھتی تو اس کو پاتی وہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے جو پیغمبر تم کو دے اس کو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔

فائدہ: کہا طبری نے کہ نہیں جائز ہے واسطے عورت کے تغیر کرنا کسی چیز کا پیدائش الہٰی سے جس پر اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے ساتھ زیادتی کے یا نقصان کے واسطے طلب کرنے خوبصورتی کے نہ واسطے خاوند کے اور نہ واسطے غیر اس کے مثل اس عورت کے جس کے دونوں رخسار ملے ہوئے ہوں سو دور کرے جو ان کے درمیان ہے واسطے وہم بلج کے یا عکس اس کے اور مثل اس کی جس کا دانت زیادہ ہو سو اس کو اکھاڑے یا دراز ہو سو اس کو کاٹے یا داڑھی ہو یا مونچھ یا بال بیچ کنارے منہ کے سو دور کرے ان کو ساتھ اکھاڑنے کے اور مثل اس عورت کی کہ اس کے بال چھوٹے ہوں یا حقیر سو دراز کرے ان کو یا اس میں غیر کے بال جوڑے پس سب یہ داخل ہیں نہی میں اور اس میں تغیر کرنا ہے پیدائش الہٰی کا اور مستثنیٰ ہے اس سے وہ چیز کہ حاصل ہو ساتھ اس کے ضرر اور ایذا جیسے وہ عورت جس کا کوئی دانت زائد ہو یا دراز مانع ہو اس کو کھانے میں یا انگلی زائدہ کہ ایذا دیتی ہو اس کو یا درد دیتی ہے اس کو پس جائز ہے یہ اور مرد اس اخیر میں مانند عورت کی ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور مستثنیٰ ہے بال چننے سے وہ جب کہ عورت کو داڑھی یا مونچھ اُگے کہ نہیں حرام ہے اس پر دور کرنا اس کا بلکہ مستحب ہے میں کہتا ہوں اور اطلاق اس کا مقید ہے ساتھ اجازت خاوند کے اور علم اس کے کی کہ اس کو اس کا علم ہو ورنہ جب اس سے خالی ہو تو منع ہے واسطے دغا کے اور کہا بعض حنابلہ نے کہ اگر بالوں کا چنوانا بدکار عورتوں کا شعار ہو تو منع ہے نہیں تو مکروہ تنزیہ ہے اور ایک روایت میں جائز ہے ساتھ اجازت خاوند کے مگر یہ کہ واقع ہو ساتھ اس کے تدلیس پس حرام ہے کہا اس نے اور جائز ہے حف اور تحمیر اور نقش اور تطریف جب کہ ہو ساتھ اجازت خاوند کے اس واسطے کہ وہ زینت سے ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمَوْصُوْلَةِ.

باب ہے بیچ بیان اس عورت کے جس کے بالوں میں اور کے بال جوڑے گئے ہوں۔

٥٤٨٤ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

۵۴۸۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اس عورت کو جو بال میں بال جوڑے اور اس عورت کو جو اپنے بالوں میں اور کے بال جڑوائے اور اس عورت کو جو دوسری عورت کا بدن گودے اور اس میں نیل بھرے اور اس کو جو اپنا بدن گدوائے۔

فائدہ: مستوصلہ اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے بالوں میں اور کے بال جوڑنے چاہے۔

٥٤٨٥ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّهُ سَمِعَ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْمُنْذِرِ تَقُوْلُ سَمِعْتُ أَسْمَآءَ قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَتِيْ أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَامَّرَقَ شَعَرُهَا وَإِنِّيْ زَوَّجْتُهَا أَفَأَصِلُ فِيْهِ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُوْلَةَ.

۵۴۸۵۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا سو اس نے کہا یا حضرت! بے شک میری بیٹی کو چیچک کی بیماری پہنچی سو اس کے سر کے بال گر گئے اور میں نے اس کا نکاح کر دیا ہے سو میں اس کے سر میں بال جوڑوں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے لعنت کی اس عورت پر جو بالوں میں بال جوڑے اور اس پر جو اپنے بالوں میں اور کے بال جڑوائے۔

٥٤٨٦ ـ حَدَّثَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُوْتَشِمَةَ وَالْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ يَعْنِيْ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۴۸۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے لعنت کی اس عورت کو جو دوسری عورت کا بدن گودے اور اس میں نیل بھرے اور اس کو جو اپنا بدن گدوائے اور اس عورت کو جو بالوں میں بال جوڑے اور اس کو جو اپنے بالوں میں اور کے بال جڑوائے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی۔

فائدہ: نہیں باوجہ ہے یہ تفسیر مگر مراد یہ ہو کہ لعنت کی اللہ نے اپنے پیغمبر کی زبان پر یا لعنت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ کی لعنت ہے۔ (فتح)

٥٤٨٧ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ

۵۴۸۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ لعنت کرے واشمات پر اور ان عورتوں کو جو اپنا بدن گودوائیں اور ان عورتوں کو جو اپنے منہ سے بال چنوائیں اور

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ مَا لِيَ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ.

ان کو جو اپنے دانتوں میں فرق کریں واسطے حسن کے جو تغیر کرنے والی ہیں خلقت الٰہی کو کیا ہے واسطے میرے کہ نہ لعنت کروں میں جس کو حضرت ﷺ نے لعنت کی اور وہ اللہ کی کتاب میں ہے۔

بَابُ الْوَاشِمَةِ.

باب ہے اس عورت کے بیان میں جو دوسری عورت کا بدن گودے اور اس میں نیل بھرے۔

٥٤٨٨ ۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَيْنُ حَقٌّ وَّنَهٰى عَنِ الْوَشْمِ.

حَدَّثَنِي ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيْثَ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ أُمِّ يَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ.

٥٤٨٨۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آنکھ کی تاثیر سچ ہے اور منع کیا بدن گودنے سے۔

فائدہ: یہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے وارد کیا ہے اس کو مختصر دو طریقوں سے اور اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

٥٤٨٩ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبِيْ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَآكِلِ الرِّبَا وَمُوْكِلِهِ وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ.

٥٤٨٩۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے منع کیا خون کی قیمت سے اور کتے کی قیمت سے اور بیاج کھانے والے اور کھلانے والے کے فعل سے اور بدن گودنے والی اور گودوانے والی کے فعل سے۔

بَابُ الْمُسْتَوْشِمَةِ.

باب ہے اس عورت کے بیان میں جو اپنا بدن گودوائے۔

٥٤٩٠ ۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ

٥٤٩٠۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی جو بدن گودتی تھی سو

هُرَيْرَةَ قَالَ أُتِيَ عُمَرُ بِامْرَأَةٍ تَشِمُ فَقَامَ فَقَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ مَنْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوَشْمِ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُمْتُ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَا سَمِعْتُ قَالَ مَا سَمِعْتَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَشِمْنَ وَلَا تَسْتَوْشِمْنَ.

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے سو کہا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کس نے سنا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وشم میں ؟ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو میں کھڑا ہوا تو میں نے کہا کہ اے سردار مسلمانوں کے! میں نے سنا ہے کہا تو نے کیا سنا ہے؟ میں نے کہا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اے عورتو! نہ بدن گودواور نہ گودواؤ۔

فائدہ: میں تم کو قسم دیتا ہوں احتمال ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس زجر کو سنا ہو سو ارادہ کیا ہو زیادہ ثبوت طلب کرنے کا بیچ اس کے یا اس کو بھول گئے ہوں سو ارادہ کیا ہو کہ یاد کریں یا پہنچی ہو اس کو یہ حدیث اس شخص سے جس نے سماع کے ساتھ تصریح نہ کی ہو سو اس نے چاہا کہ سنیں اس کو اس سے جس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو۔

٥٤٩١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

۵۴۹۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اس عورت پر جو بالوں میں بال جوڑے اور جو اپنے بالوں میں اور کے بال جوڑوائے اور جو دوسری عورت کا بدن گودے اور جو اپنا بدن گودوائے۔

٥٤٩٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ مَا لِيْ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ.

۵۴۹۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ نے لعنت کی ان عورتوں پر جو دوسری عورتوں کا بدن گودیں اور جو اپنا بدن گودوائیں اور جو اپنے منہ سے بال چنوائیں اور جو اپنے دانتوں میں فرق کریں واسطے حسن کے جو تغیر کرنے والی ہیں پیدائش الٰہی کو کیا ہے واسطے میرے کہ نہ لعنت کروں جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور وہ اللہ کی کتاب میں ہے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوئی ہے وعید ان چیزوں کے حق میں واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے دغا اور فریب سے اور اگر رخصت دیتے بیچ کسی چیز کے اس سے تو البتہ ہوتا یہ وسیلہ واسطے جائز رکھنے اور اقسام دغا کے واسطے اس کے کہ اس میں تغیر کرنا پیدائش الٰہی کا ہے اور اس کی طرف اشارہ ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی

حدیث میں جو تغیر کرنے والی ہیں خلقت الٰہی کو، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ التَّصَاوِيْرِ. باب ہے بیچ بیان تصویروں کے۔

فائدہ: تصویر کہتے ہیں صورت کو اور مراد بیان کرنا حکم ان کے کا ہے ان کے بنانے کی جہت سے پھر ان کے استعمال کرنے کی جہت سے۔

٥٤٩٣ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا تَصَاوِيْرُ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۴۹۳۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں اندر نہیں جاتے جس میں کتا اور جاندار کی تصویر ہو اور کہا لیث نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے یونس نے الخ یعنی ثابت ہے تحدیث زہری کی اور جو اس سے اوپر ہے اپنے استادوں سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے تو ظاہر اس کا عموم ہے یعنی کوئی فرشتہ داخل نہیں ہوتا اور بعض نے کہا کہ مستثنیٰ ہیں اس سے وہ فرشتے جو آدمی کے واسطے نگہبان ہیں اس واسطے کہ وہ نہیں جدا ہوتے آدمی سے کسی حال میں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے خطابی وغیرہ نے کہا قرطبی نے اسی طرح کہا ہے ہمارے بعض علماء نے اور ظاہر عموم ہے اور مخصص یعنی جو چیز دلالت کرتی ہے اس پر کہ نگہبانی کرنے والے فرشتے ان میں داخل نہیں بلکہ وہ گھر میں داخل ہوتے ہیں نص نہیں ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ نہیں جائز ہے یہ کہ اطلاع دے ان کو اللہ ساتھ عمل بندے کے اور سنائے ان کو قول اس کا اور حالانکہ وہ گھر کے دروازے پر ہوں جس میں وہ آدمی ہے مثلا اور مقابل ہے تعمیم کے قول کو قول اس کا جو خاص کرتا ہے فرشتوں کو ساتھ فرشتوں وحی کے اور یہ قول اس شخص کا ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ تھا اور یہ جو کہا کہ گھر میں تو مراد ساتھ گھر کے وہ مکان ہے جس میں آدمی قرار گیر ہو برابر ہے کہ بنا ہو مٹی سے یا خیمہ یا کچھ اور نیز یہ حدیث عام ہے ہر کتے میں اس واسطے کہ وہ نکرہ ہے بیچ سیاق نفی کے اور خطابی اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ مستثنیٰ ہے اس سے وہ کتا جس کے رکھنے کی اجازت دی گئی ہے اور وہ کتا کھیتی کا ہے اور شکار کا اور مواشی کا اور مائل کی ہے قرطبی نے طرف عموم کی اور اسی طرح کہا ہے نووی رحمہ اللہ نے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے جس میں ہے کہ حضرت ﷺ کے گھر میں بے خبر کتے کا ایک بچہ داخل ہوا تو جبریل علیہ السلام گھر

میں داخل نہ ہوئے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ کتے کا علم ہونا یا نہ ہونا جو کتے غیر ماذون میں برابر ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہی حکم ہو اس کتے کا جس کے رکھنے کی اجازت ہے کہا قرطبی نے اختلاف ہے اس میں کہ اس کی علت کیا ہے بعض نے کہا اس واسطے کہ کتا نجس العین ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ حضرت ﷺ نے کتے کی جگہ میں پانی چھڑکنے کا حکم دیا اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ شیطانوں سے ہے اور بعض نے کہا بسبب نجاست کے کہ معلق ہوتی ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ اکثر گندگی کھاتا ہے اور گندگی سے آلودہ رہتا ہے پس پلید ہو جاتی ہے وہ چیز کہ لگے اس کو گندگی اور اس پر محمول کرتا ہے اس کو جو قائل ہے کہ کتا نجس نہیں اس کی جگہ میں احتیاطًا پانی چھڑکا جائے اور اختلاف ہے فرشتوں میں سو بعض نے کہا عموم پر ہے اور تائید کی ہے اس کی نووی رحمہ اللہ نے ساتھ قصے جبریل علیہ السلام کے جس کا ذکر آگے آئے گا اور بعض نے کہا کہ مستثنیٰ ہیں اس سے وہ فرشتے کہ محافظ ہیں اور جواب دیا ہے پہلے نے کہ جائز ہے کہ نہ داخل ہوں باوجود بدستور رہنے کتابت اعمال کے اس طور سے کہ گھر کے دروازے پر ہوں اور بعض نے کہا کہ مراد فرشتے رحمت کے ہیں اور یہ جو کہا کہ نہ تصویر تو فائدہ حرف نفی کے دوہرانے کا احتراز ہے تو ہم قصر سے بیچ عدم دخول کے اوپر اجتماع دونوں قسم کے سو نہیں منع ہے داخل ہونا فرشتوں کا باوجود ایک کے دونوں سے سو جب دوہرایا گیا حرف نفی کا تو ہو گئی تقدیر اس طور سے اور نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں تصویر ہو اور کہا خطابی نے کہ مراد اس سے اس چیز کی صورت ہے کہ حرام ہے رکھنا اس کا اور وہ جاندار کی تصویر ہے جس کا سر نہ کاٹا گیا ہو یا ان کو پامال نہ کیا جائے اور مشکل ہے یہ حدیث ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذکر سلیمان علیہ السلام کے ﴿يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ﴾ اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ وہ تصویریں تھیں تانبے سے اور جواب یہ ہے کہ یہ اس شریعت میں جائز تھا اور وہ لوگ پیغمبروں اور ولیوں کی تصویریں بناتے تھے ان کی اس شکل پر جو عبادت کرنے کے وقت ہوتی تا کہ عبادت کریں مانند عبادت ان کی کے اور کہا ابو العالیہ نے کہ یہ ان کی شریعت میں حرام نہ تھا پھر وارد ہوئی ہماری شرع میں نہی اس سے اور احتمال ہے کہ وہ تصویریں جاندار کی نہ ہوں صرف غیر جاندار چیزوں کے نقوش ہوں مانند درختوں وغیرہ کی اور جب لفظ مجمل ہے تو نہیں متعین ہے حمل کرنا مشکل معنی پر اور ثابت ہو چکا ہے بخاری اور مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اس عبادت خانے کے قصے میں جو انہوں نے حبش کی زمین میں دیکھا تھا جس میں تصویریں تھیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا دستور تھا کہ جب ان میں کوئی نیک مرد مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں یہ تصویریں کھینچتے یہ لوگ اللہ کے نزدیک سب خلقت سے بدتر ہیں سو حدیث مشعر ہے کہ اگر یہ فعل شرع میں جائز ہوتا تو حضرت ﷺ مطلق یوں نہ فرماتے کہ یہ لوگ بدتر ہیں سب مخلوق میں سو دلالت کی اس نے کہ جاندار چیز کی تصویر بنانی نیا کام ہے جس کو بت پرستوں نے نکالا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ عَذَابِ الْمُصَوِّرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. باب ہے بیچ بیان عذاب تصویر بنانے والوں کے قیامت

کے دن۔

٥٤٩٤ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ قَالَ كُنَّا مَعَ مَسْرُوْقٍ فِيْ دَارِ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ فَرَأٰى فِيْ صُفَّتِهٖ تَمَاثِيْلَ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ.

۵۴۹۴۔ مسلم سے روایت ہے کہ ہم مسروق رحمہ اللہ کے ساتھ یسار کے گھر میں تھے مسروق رحمہ اللہ نے اس کے لان یا صحن میں تصویریں دیکھیں سو اس نے کہا کہ سنا میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا سنا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ بے شک سب آدمیوں سے سخت تر عذاب میں اللہ کے نزدیک قیامت کے دن وہ لوگ ہیں جو تصویریں بناتے ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا تصویر بنانے والے کو سب آدمیوں سے سخت تر عذاب ہوگا تو یہ مشکل ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَدْخِلُوْا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ یعنی داخل کرو فرعون کی آل کو سخت تر عذاب میں اس واسطے کہ یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ تصویر بنانے والے کو فرعون کی آل سے بھی زیادہ تر سخت عذاب ہو اور جواب دیا ہے طبری نے ساتھ اس کے کہ مراد تصویر اس چیز کی ہے جو پوجی جاتی ہے سوائے اللہ کے اور حالانکہ وہ اس کو پہنچانتا ہو اس کا قصد کرنے والا ہو کہ وہ اس کے ساتھ کافر ہو جاتا ہے سو نہیں بعید ہے کہ داخل ہو اس عذاب میں جس میں فرعون کی قوم داخل ہوئی اور بہر حال جس شخص کا یہ قصہ نہ ہو تو وہ اس کی تصویر بنانے میں صرف عاصی ہوگا اور جواب دیا ہے اس کے غیر نے کہ روایت ساتھ اثبات من کے ثابت ہے اور جس میں محذوف ہے وہ محمول ہے اوپر اس کے تو معنی یہ ہوں گے کہ تصویر بنانے والا ان لوگوں میں سے ہے جن کو قیامت کے دن سخت تر عذاب ہوگا سو ہوگا مشترک ساتھ غیر اپنے کے سخت تر عذاب میں اور نہیں ہے آیت میں وہ چیز جو چاہے کہ اشد عذاب فرعون کی آل کے ساتھ خاص ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ وہ اشد عذاب میں ہیں تو اسی طرح جائز ہے کہ ان کے غیر بھی اشد عذاب میں ہوں اور قوی کیا ہے اس کو طحاوی نے اور کہا ابو ولید نے جس کا حاصل یہ ہے کہ وعید ساتھ اس لفظ کے اگر ہو وارد کافر کے حق میں تو اس میں کوئی اشکال نہیں اس واسطے کہ ہوگا وہ مشترک اس میں ساتھ قوم فرعون کے اور اگر ہوگی اس میں دلالت اوپر بڑے ہونے کفر اس کے جو مذکور ہے اور اگر وارد ہو عاصی کے حق میں تو ہوگا اشد عذاب میں اور گنہگاروں سے اور ہوگا یہ دلالت کرنے والا اوپر بڑے ہونے گناہ مذکور کے اور جواب دیا ہے قرطبی نے مفہم میں ساتھ اس کے کہ وہ لوگ جن کی طرف اشد مضاف ہے وہ لوگ ہیں سب مراد نہیں بلکہ ان میں بعض مراد ہیں اور وہ لوگ وہ ہیں جو شریک ہیں معنی میں ان لوگوں کو کہ وارد ہوئی ہے وعید ان کے حق میں ساتھ عذاب کے سو فرعون اشد ہے عذاب میں ان لوگوں سے جنہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا اور جو پیروی کرتا ہے اس کے ساتھ کفر میں وہ اشد عذاب میں ہے اس سے جو

پیروی کرتا ہے اس کی اس فسق میں اور جو تصویر بنائے جاندار کی واسطے عبادت کے اشد عذاب میں ہے اس سے جو اس کی تصویر بنائے لیکن نہ واسطے عبادت کے اور نیز مشکل ہے ظاہر حدیث کا ساتھ ابلیس کے اور ساتھ بیٹے آدم کے جس نے خون کرنے کی راہ نکالی اور جواب یہ ہے کہ یہ ابلیس کے حق میں واضح ہے اور جواب دیا جاتا ہے کہ ناس سے مراد وہ لوگ ہیں جو آدم علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں اور بہرحال آدم علیہ السلام کے بیٹے کے حق میں سو ثابت اس کے حق میں یہ ہے کہ اس پر ہے گناہ برابر اس کے جو ظلم سے کسی کو قتل کرے اور نہیں منع ہے کہ شریک ہو اس کو بیچ مثل تعذیب اس کی کے ابتدا زنا سے مثلا کہ اس پر ہے گناہ برابر اس کے جو اس کے بعد زنا کرے اس واسطے کہ پہلے پہل اسی نے یہ راہ نکالی اور شاید عدد زانیوں کا اکثر ہے قاتلوں کے عدد سے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کہا علماء نے کہ جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے سخت حرام ہونا اور وہ کبیرے گناہوں میں سے ہے اس واسطے وارد ہوئی ہے اس کے حق میں یہ وعید شدید برابر ہے کہ بنائے اس کو واسطے اس کے کہ پامال کی جائے یا واسطے غیر اس کے کی سو بنانا اس کا حرام ہے ہر حال میں اور برابر ہے کہ کپڑے میں ہو یا فرش میں یا درہم میں یا دینار میں یا پیسے میں یا برتن میں یا دیوار میں اور بہرحال غیر جاندار کی تصویر بنانی سو نہیں ہے حرام میں کہتا ہوں اور تائید کرتی ہے نعیم کی اس چیز میں کہ اس کے واسطے سایہ ہے اور اس چیز کی جس کے واسطے سایہ نہیں وہ چیز جو روایت کی احمد نے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ایسا ہے کہ مدینے کی طرف نکلے سو نہ چھوڑے کوئی بت مگر کہ اس کو توڑ ڈالے اور نہ کوئی تصویر مگر کہ اس کو مٹا ڈالے اور اس میں یہ بھی ہے کہ جو کوئی پھر ایسی چیز بنائے تو اس نے کفر کیا ساتھ اس چیز کے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی کہا خطابی نے کہ مصور کا گناہ اس واسطے بڑا ہے کہ تصویروں کو لوگ پوجتے تھے سوائے اللہ کے کہا اس نے اور مراد ساتھ تصویروں کے اس جگہ جاندار چیزوں کی تصویریں ہیں اور خاص کیا ہے بعض نے وعید کو ساتھ اس کے جو صورت بنائے اس نیت سے کہ پیدائش الٰہی کی مشابہت کرے کہ وہ اس نیت سے کافر ہو جاتا ہے اور جو اس کے سوائے ہے سو حرام ہے اس پر بنانا صورت کا اور گنہگار ہوتا ہے لیکن پہلے کے گناہ سے کم میں کہتا ہوں اور اشد اس سے وہ شخص ہے جو تصویر بنائے جو اللہ کے سوا پوجی جائے اور ذکر کیا ہے قرطبی نے کہ جاہلیت کے لوگ ہر چیز سے بت بنایا کرتے تھے یہاں کہ بعض کھجور سے بت بناتے جب بھوک لگتی تو اس کو کھا لیتے۔ (فتح)

٥٤٩٥ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُونَ

٥٤٩٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جو لوگ یہ تصویریں بناتے ہیں ان کو عذاب ہوگا قیامت کے دن ان سے کہا جائے گا کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا۔

يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ.

فائدہ: یہ امر تعجیز کا ہے یعنی عاجز کرنے کا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے بیان عذاب مصور کا اور وہ یہ ہے کہ اس کو تکلیف دی جائے گی کہ روح پھونکے اس تصویر میں جو اس نے بنائی اور وہ اس پر قادر نہ ہوگا بدستور اس کو عذاب ہوتا رہے گا۔ (فتح)

بَابُ نَقْضِ الصُّوَرِ.

باب ہے بیچ توڑنے تصویروں کے۔

٥٤٩٦ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِيْ بَيْتِهِ شَيْئًا فِيْهِ تَصَالِيْبُ إِلَّا نَقَضَهُ.

۵۴۹۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ کسی چیز کو گھر میں نہ چھوڑتے جس میں سولی کی تصویریں ہوتیں مگر کہ اس کو توڑ ڈالتے۔

فائدہ: اور اکثر روایتوں میں تصلیب کا لفظ واقع ہوا ہے اور شاید نام رکھا تھا انہوں نے سولی کی تصویر کا تصلیب نام کا رکھنا ساتھ مصدر کے بنا بر اس کے پس نہیں ہے حدیث مطابق واسطے ترجمہ کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ استنباط کیا ہے نجدی نے توڑنے صلیب کے سے توڑنا صورت کا جو شریک ہے ساتھ صلیب کے معنی میں اور وہ پوجنا ان کا ہے سوائے اللہ کے پس ہوگی مراد ساتھ تصویروں کے خاص وہ تصویریں جو جاندار کی ہوں بلکہ خاص تر اس سے اور نقض کے معنی توڑنا تصویر کا ہے باوجود باقی رکھنے کپڑے کے اپنے حال پر کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر صورت کو توڑ ڈالتے تھے برابر ہے کہ اس کا سایہ تھا یا نہ ہوتا اور برابر ہے کہ پامال کی جاتی یا نہ کی جاتی اور برابر ہے کہ کپڑے میں ہوتی یا دیوار میں یا فرش میں یا پتوں وغیرہ میں میں کہتا ہوں اور یہ مبنی ہے اوپر ثابت ہونے روایت کے ساتھ لفظ تصاویر کے اور بہر حال ساتھ لفظ تصالیب کے پس اس واسطے کہ اس میں معنی ہیں زائد مطلق صورت پر اس واسطے کہ صلیب اس قسم سے ہے جو پوجی گئی ہے سوائے اللہ کے برخلاف صورتوں کے کہ وہ سب پوجی نہیں جاتیں بلکہ بعض ان میں سے سو نہیں ہے اس میں حجت واسطے اس کے جو فرق کرتا ہے کہ جاندار کی تصویر منع ہے اور غیر جاندار کی تصویر منع نہیں اور جب مراد ساتھ نقض کے دور کرنا اس کا ہے تو داخل ہوگا مٹانا اس کا اس چیز میں اگر ہو نقش دیوار میں یا کھرچ ڈالنا اس کا یا آلودہ کرنا اس کا ساتھ اس چیز کے کہ تغیر کرے اس کی شکل کو۔ (فتح)

٥٤٩٧ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ دَارًا بِالْمَدِيْنَةِ فَرَأٰى أَعْلَاهَا

۵۴۹۷۔ حضرت ابو زرعہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینے میں ایک گھر میں داخل ہوا سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی چھت میں ایک مصور دیکھا جو

مُصَوِّرًا يُصَوِّرُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِيْ فَلْيَخْلُقُوْا حَبَّةً وَّلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً ثُمَّ دَعَا بِتَوْرٍ مِّنْ مَّآءٍ فَغَسَلَ يَدَيْهِ حَتّٰى بَلَغَ إِبْطَهُ فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُنْتَهَى الْحِلْيَةِ.

تصویریں بناتا تھا کہا میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے بڑا ظالم کون ہے جو قصد کرے یہ کہ بنائے تصویر میری طرح سو چاہیے کہ ایک دانہ پیدا کریں یا ایک ذرہ بنائیں پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک لگن پانی کا منگوایا سو اپنے دونوں ہاتھ بغلوں تک دھوئے میں نے کہا اے ابو ہریرہ! کیا یہ چیز ہے کہ تو نے اس کو حضرت ﷺ سے سنا ہے؟ کہا کہ یہ جگہ زیور پہنچنے کی ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میری طرح یعنی جیسے میں نے بنایا تو یہ صرف تشبیہ ہے صورت کے بنانے میں نہ ہر وجہ سے کہا ابن بطال نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ تصویر شامل ہے ہر چیز کو خواہ اس کا سایہ ہو یا نہ ہو اسی واسطے انکار کیا اس نے دیوار پر تصویر بنانے سے میں کہتا ہوں اور یہ ظاہر ہے عموم لفظ سے اور احتمال ہے کہ قصر کیا جائے اس چیز پر کہ اس کے واسطے سایہ نہ ہو اللہ کے اس قول کی جہت سے جیسا میں نے پیدا کیا اس واسطے کہ مخلوق اس کی جس کو اس نے پیدا کیا نہیں ہے وہ صورت دیوار کی بلکہ وہ خلقت تام یعنی پوری پیدائش ہے لیکن باقی حدیث تقاضا کرتی ہے زجر کے عام کرنے کو ہر چیز کی تصویر بنانے سے یعنی حدیث چاہتی ہے کہ چیز کی تصویر بنانا حرام ہے اور وہ قول اس کا ہے سو چاہیے کہ ایک دانہ پیدا کریں یا ایک ذرہ پیدا کریں اور جواب دیا جاتا ہے اس سے کہ مراد پیدا کرنا دانے کا ہے حقیقۃً یعنی حقیقۃً دانہ پیدا نہ کریں نہ تصویر اس کی اور ایک روایت میں واقع ہوا ہے کہ چاہیے کہ ایک جو پیدا کریں اور مراد ساتھ دانے کے دانہ گندم کا ہے ساتھ قرینے ذکر جو کے یا دانہ عام تر ہے اور مراد ساتھ ذرہ کے چیونٹی ہے اور غرض عاجز کرنا ان کا ہے ساتھ اس کے کہ کبھی تو ان کو تکلیف دی جائے گی کہ جاندار چیز پیدا کریں یعنی جو انہوں نے بنایا اس میں جان ڈالیں اور کبھی ان کو تکلیف دی جائے گی کہ بے جان چیز کو پیدا کریں اور حالانکہ وہ آسان تر ہے جاندار سے اور باوجود اس کے کہ نہیں ہے ان کو قدرت اوپر اس کے یعنی جاندار چیز کی صورت بنانے والے پیدا کرنے میں اللہ کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں حالانکہ ایسے عاجز ہیں کہ جاندار تو ایک طرف رہا ذرہ یا جو کے برابر بے جان حقیر چیز کو بھی نہیں بنا سکتے اور یہ جو کہا کہ یہ جگہ پہنچنے زیور کی ہے یعنی جہاں تک وضو کا پانی پہنچے وہاں تک قیامت کے دن آدمی کے ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے اور شاید یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جو طہارت میں گزر چکی ہے کہ قیامت کے دن میری امت کے ہاتھ پاؤں وضو کے سبب سے روشن ہوں گے۔ (فتح)

بَابُ مَا وُطِئَ مِنَ التَّصَاوِيْرِ.

جو چیز کہ روندی جائے تصویروں سے۔

فائدہ: یعنی جو چیز کہ پاؤں میں روندی جائے اس کی رخصت ہے یا نہیں؟۔

٥٤٩٨ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ وَمَا بِالْمَدِيْنَةِ يَوْمَئِذٍ أَفْضَلُ مِنْهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ لِّيْ عَلٰى سَهْوَةٍ لِّيْ فِيْهَا تَمَاثِيْلُ فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَتَكَهُ وَقَالَ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ قَالَتْ فَجَعَلْنَاهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ.

۵۴۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سفر سے تشریف لائے اور میرے پاس ایک پردہ تھا جس میں تصویریں تھیں میں نے اس کو بطور پردے کے گھر کے دروازے پر لٹکایا تھا سو جب حضرت ﷺ نے اس کو دیکھا تو اس کو پھاڑ ڈالا یا اتار ڈالا اور فرمایا کہ سب لوگوں سے زیادہ تر سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو پیدائش الٰہی کی مشابہت کرتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو ہم نے پھاڑ کر ایک یا دو تکیے بنائے۔

فائدہ: یعنی اللہ کی مخلوق کی طرح تصویریں بناتے ہیں اور ان کو اللہ کی پیدائش کے ساتھ مشابہ ٹھہراتے ہیں اور یہ جو کہا کہ دو تکیے بنائے تو یہ ایک روایت میں ہے سو وہ دونوں گھر میں تھے حضرت ﷺ ان پر بیٹھا کرتے تھے۔

٥٤٩٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَعَلَّقْتُ دُرْنُوْكًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ فَأَمَرَنِيْ أَنْ أَنْزِعَهُ فَنَزَعْتُهُ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

۵۴۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سفر سے آئے اور میں نے دروازے پر ایک پردہ لٹکایا جس میں تصویریں تھیں سو حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم کیا کہ میں اس کو دور کروں سو میں نے اس کو دور کیا اور میں اور حضرت ﷺ دونوں ایک برتن سے نہایا کرتے تھے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس میں پردار گھوڑوں کی شکلیں تھیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے بنانا تصویروں کا جب کہ ان کے واسطے سایہ نہ ہو اور وہ باوجود اس کے اس قسم سے ہوں کہ روندی جاتی ہوں یا بے عزت کی جاتی ہوں ساتھ استعمال کے مانند گدیلوں اور تکیوں کے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور یہ قول جمہور علماء کا ہے اصحاب اور تابعین سے اور یہی قول مالک رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور نہیں فرق ہے اس میں کہ اس کے واسطے سایہ ہو یا نہ ہو سو اگر ہو معلق دیوار پر یا لباس ہو یا عمامہ یا مانند اس کی اس قسم سے کہ نہیں گنا جاتا ہے بے عزت تو وہ حرام ہے میں کہتا ہوں اور اس چیز میں کہ اس نے نقل کی کئی مؤاخذے ہیں ایک

یہ کہ ابن عربی نے مالکیہ میں سے نقل کیا ہے کہ جب تصویر کے واسطے سایہ ہو تو حرام ہے بالا جماع برابر ہے کہ اس کی بے عزتی کی جاتی ہو یا نہ اور یہ اجماع محل اس کا گڑیوں کے سوائے ہے جو لڑکیاں کھیلنے کے واسطے بناتی ہیں اور صحیح کہا ہے ابن عربی نے اس کو کہ جس تصویر کے واسطے سایہ نہ ہو جب اپنی شکل وصورت پر باقی رکھی جائے تو حرام ہے برابر ہے کہ بے عزت کی جائے یا نہیں اور اگر اس کا سر کاٹا جائے یا اس کی شکل ٹکڑے ٹکڑے کی جائے تو جائز ہے اور یہ مذہب منقول ہے زہری سے اور قوی کیا ہے اس کو نووی رالله نے اور شاہد ہے واسطے اس کے حدیث پردے کی جو مذکور ہے باب میں اور یہ کہ امام الحرمین نے ایک وجہ نقل کی ہے کہ جس تصویر میں رخصت دی گئی اس قسم سے کہ اس کے واسطے سایہ نہیں وہ تصویر ہے کہ ہو پردے پر یا تکیے پر اور بہر حال جو دیوار یا چھت پر ہو وہ منع ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ اونچی ہو جاتی ہے سو خارج ہوتی ہے بے عزتی کی شکل سے برخلاف کپڑے کے در پے اس کے ہے کہ بے عزت کیا جائے اور نقل کیا ہے رافعی نے جمہور سے کہ جب صورت کا سر کاٹا جائے تو دور ہوتا ہے مانع اور ایک یہ کہ مذہب حنابلہ کا یہ ہے کہ کپڑے میں صورت کا ہونا جائز ہے اگر چہ ہو معلق بنا بر اس کے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے لیکن اگر پردہ کرے ساتھ اس کے دیوار کو تو منع ہے نزدیک ان کے کہا نووی رالله نے کہ بعض سلف کا یہ مذہب ہے کہ ممنوع وہ تصویر ہے جس کے واسطے سایہ ہو اور جس کے واسطے کوئی سایہ نہ ہو اس کا کوئی مضائقہ نہیں مطلق اور یہ مذہب باطل ہے اس واسطے کہ جس پردے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا تھا تھی صورت اس میں بغیر سائے کے بلا شک یعنی اس واسطے کہ جو تصویر کہ کپڑے میں ہو اس کا کوئی سایہ نہیں ہوتا اور باوجود اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دور کرنے کا حکم کیا اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذہب مرجوح ہے اور جس تصویر میں رخصت ہے وہ تصویر وہ ہے کہ بے عزت کی جاتی ہو نہ وہ جو کھڑی ہو اور عکرمہ سے روایت ہے کہ تھے مکروہ رکھتے ان تصویروں کو جو کھڑی کی جائیں کھڑا کرنا اور نہیں دیکھتے تھے ڈر ساتھ اس تصویر کے کہ روندیں اس کو پاؤں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَرِهَ الْقُعُوْدَ عَلَى الصُّوْرَةِ.

جو مکروہ رکھتا ہے بیٹھنے کو صورتوں پر یعنی اگر چہ ہو اس قسم سے کہ روندی جائیں۔

٥٥٠٠ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَقُلْتُ أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ مِمَّا أَذْنَبْتُ قَالَ مَا هٰذِهِ النُّمْرُقَةُ قُلْتُ ـ

٥٥٠٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک پردہ خریدا جس میں تصویریں تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر کھڑے رہے اندر نہ آئے سو میں نے کہا کہ میں اللہ کی طرف توبہ کرتی ہوں اس چیز سے جو میں نے گناہ کیا فرمایا کہ یہ پردہ کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے یہ خریدا ہے آپ کے بیٹھنے اور تکیہ کرنے کو فرمایا کہ بے شک ان تصویروں

لِتَجلِسَ عَلَيهَا وَتَوَسَّدَهَا قَالَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ الصُّوْرَةُ.

کے بنانے والوں پر عذاب ہوگا قیامت کے دن ان کو حکم ہوگا کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا اور یہ کہ فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں تصویریں ہوں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں توبہ کرتی ہوں تو مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز توبہ کا سب گناہوں سے اجمالاً اگرچہ تائب کو خاص وہ گناہ یاد نہ ہو جس کے ساتھ اس کو مؤاخذہ واقعہ ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کو خریدا ہے تا کہ حضرت ﷺ اس پر بیٹھیں اور یہ جو کہا کہ بے شک ان تصویروں کے بنانے والوں کو عذاب ہوگا اور اس میں ہے کہ فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں تصویریں ہوں اور جملہ دوسرا وہ مطابق ہے واسطے منع ہونے حضرت ﷺ کے داخل ہونے سے گھر میں اور سواری اس کے کچھ نہیں کہ مقدم کیا پہلے جملے کو اوپر اس کے واسطے اہتمام کے ساتھ زجر کرنے کے تصویروں کے بنانے سے اس واسطے کہ وعید جب حاصل ہو واسطے بنانے والے اس کے تو وہ حاصل ہے واسطے استعمال کرنے والے اس کے کی اس واسطے کہ وہ نہیں بناتا مگر تا کہ استعمال کی جائے سو بنانے والا سبب ہے اور استعمال کرنے والا مباشر ہے پس اولیٰ ہوگا ساتھ وعید کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ نہیں فرق ہے بیچ حرام ہونے تصویر کے درمیان اس کے کہ اس کے واسطے سایہ ہو یا نہ اور درمیان اس کے کہ مدھون یا یا منقوش یا منقور یا منسوج برخلاف اس کے کہ استثناء کرتا ہے بننے کو اور دعویٰ کیا کہ نہیں ہے وہ تصویر جو کپڑے میں بنی ہوئی ہو اور ظاہر عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث میں اور جو اس سے پہلے ہے تعارض ہے اس واسطے کہ پہلی حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت ﷺ نے استعمال کیا اس پردے کو جس میں تصویریں تھیں اس کے بعد کہ کاٹا گیا اور اس سے تکیہ بنایا گیا اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بالکل استعمال نہیں کیا اور البتہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے طرف تطبیق کی دونوں حدیثوں میں ساتھ اس طور کے کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کاٹا تو واقع ہوا کاٹنا صورت کا بیچ میں یعنی صورت بیچ میں سے کٹ گئی سو نکل گئی اپنی شکل سے اسی واسطے اس کو تکیہ بنایا اور اس سے آرام پکڑنے لگے اور دعویٰ کیا ہے داؤدی نے کہ حدیث باب کی ناسخ ہے واسطے تمام حدیثوں کے جو دلالت کرتی ہیں رخصت پر اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ وہ خبر ہے اور خبر میں نسخ داخل نہیں ہوتا میں نے کہا اور نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا۔ (فتح)

٥٥٠١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

٥٥٠١۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے ساتھی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں تصویر ہو کہا بسر راوی نے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ الصُّوْرَةُ قَالَ بُسْرٌ ثُمَّ اشْتَكٰى زَيْدٌ فَعُدْنَاهُ فَإِذَا عَلٰى بَابِهٖ سِتْرٌ فِيْهِ صُوْرَةٌ فَقُلْتُ لِعُبَيْدِاللّٰهِ رَبِيْبِ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْأَوَّلِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِيْنَ قَالَ إِلَّا رَقْمًا فِيْ ثَوْبٍ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ بُكَيْرٌ حَدَّثَهُ بُسْرٌ حَدَّثَهُ زَيْدٌ حَدَّثَهُ أَبُوْ طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پھر زید رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے سو ہم اس کی بیمار پرسی کو گئے سو اچانک ہم نے دیکھا کہ اس کے دروازے پر پردہ لٹکا ہے جس میں تصویریں ہیں سو کہا میں نے عبیداللہ سے جو پروردہ ہے میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کا کیا نہیں خبر دی تھی ہم کو زید رضی اللہ عنہ نے تصویروں سے پہلے دن تو عبیداللہ نے کہا کہ کیا تو نے اس سے نہیں سنا جب کہ اس نے کہا کہ مگر نقش کپڑے میں اور کہا ابن وہب نے خبر دی ہم کو عمرو نے الخ یعنی ثابت ہے تحدیث راویوں کی ایک دوسرے سے جو پہلی اسناد میں نہیں ہے۔

فائدہ: میں نے عبیداللہ سے کہا یعنی اس وقت اس کے ساتھ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ مگر نقش کپڑے میں کیا تو نے اس سے نہیں سنا میں نے کہا کہ نہیں کہا کیوں نہیں بلکہ اس نے اس کو ذکر کیا ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ تطبیق دی جاتی ہے حدیثوں میں ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ استثناء رقم کے کپڑے میں وہ ہے کہ اس میں جاندار کی صورت نہ ہو بلکہ بے جان چیز کی صورت ہو مانند صورت درخت کی اور مانند اس کی کے اور احتمال ہے کہ ہو نہی سے پہلے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو روایت کی ہے اصحاب سنن نے اور میں اس کے آئندہ باب میں ذکر کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ کہا ابن عربی نے کہ حاصل اس کا جو تصویروں کے بنانے میں ہے یہ ہے کہ اگر جاندار چیز کی صورت ہو تو حرام ہے بالاجماع اور اگر بے جان چیز کی صورت ہو تو اس میں چار قول ہیں اول یہ کہ جائز ہے مطلق بنا بر ظاہر قول اس کے کہ مگر نقش کپڑے میں دوسرا یہ کہ منع ہے مطلق یہاں تک کہ بے جان چیز کی صورت بھی تیسرا یہ کہ اگر صورت باقی ہو تو حرام ہے اور اگر اس کا سر کاٹا گیا ہو یا ٹکڑے ٹکڑے کی گئی ہو تو جائز ہے اور صحیح تر ہے چوتھا قول یہ ہے کہ اگر ہو اس قسم سے کہ بے عزت کی جاتی ہے تو جائز ہے اور اگر معلق لٹکی ہوئی ہو تو نہیں جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ فِي التَّصَاوِيْرِ.

باب ہے بیچ مکروہ ہونے نماز کے اس کپڑے میں جس میں تصویریں ہوں۔

۵۵۰۲ - حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيطِي عَنِّي فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ لِي فِي صَلَاتِي.

۵۵۰۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پردہ تھا جس سے اس نے گھر کی جانب کو پردہ کیا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دور کر اپنے نقش دار پردے کو ہمارے آگے سے اس واسطے کہ اس کی تصویریں ہمیشہ میرے سامنے آیا کرتی ہیں میری نماز میں۔

فائدہ: میرے سامنے آیا کرتی ہیں یعنی میری نظر ان پر پڑتی ہے تو میرا خیال اس طرف لگ جاتا ہے اور وجہ نکالنے ترجمہ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ تصویر جب نمازی کو غافل کرے اور وہ سامنے ہو تو اسی طرح غافل کرتی ہے اس کو اور حالانکہ وہ اس کو پہننے والا ہو بلکہ پہننے کی حالت سخت تر ہے سامنے کی حالت سے اور احتمال ہے کہ ہو فی ساتھ معنی الی کے پس حاصل ہوئی مطابقت اور یہی لائق ہے ساتھ مراد اس کی کے اس واسطے کہ مسئلہ میں اختلاف ہے سو حنفیہ سے منقول ہے کہ نہیں مکروہ ہے نماز طرف اس جہت کی جس میں صورت ہو جب کہ چھوٹی ہو یا اس کا سر کٹا ہوا ہو اور البتہ مشکل جانی گئی ہے تطبیق درمیان اس حدیث کے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے پردے میں اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ نہیں داخل ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر میں جس کے دروازے پر پردہ لٹکایا گیا تھا جس میں تصویریں تھیں یہاں تک کہ اس کو دور کیا اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا اور نماز پڑھی اور حالانکہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا کیا گیا تھا یہاں تک کہ اس کے دور کرنے کا حکم کیا بہ سبب اس چیز کے کہ ذکر کی دیکھنے صورت کے سے نماز کی حالت میں اور نہیں تعرض کیا واسطے خصوص ہونے اس کے صورت یعنی حکم کیا ساتھ دور کرنے اس کے کی اس وجہ سے کہ اس کی تصویریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتی ہیں نماز میں نہ خاص کر اس وجہ سے کہ وہ صورت ہے نہیں تو اس علت کے کوئی معنی نہ تھے کہ وہ نماز میں میرے سامنے آیا کرتی ہیں اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ اول حدیث میں جاندار چیزوں کی تصویروں کا ذکر ہو اور اس حدیث میں بے جان چیزوں کی تصویروں کا ذکر ہو جیسے کہ پہلے گزر چکی ہے تقریر اس کی زید بن خالد کی حدیث سے۔ (فتح)

بَابُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ.

فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں جاندار کی صورت ہو۔

فائدہ: صورت سے کیا مراد ہے اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں داخل ہوتے فرشتے اس گھر میں جس میں صورت ہو اس واسطے کہ اس کا بنانے والا کفار کے ساتھ مشابہت کرتا ہے اس واسطے کہ وہ اپنے گھروں میں تصویریں بناتے ہیں اور ان کی تعظیم کرتے ہیں سو فرشتے اس کو مکروہ جانتے ہیں

سونہیں داخل ہوتے اس کے گھر میں واسطے چھوڑنے اس کے اس وجہ سے۔ (فتح)

٥٥٠٣ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ وَعَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلُ فَرَاثَ عَلَيْهِ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَهُ فَشَكَا إِلَيْهِ مَا وَجَدَ فَقَالَ لَهُ إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُوْرَةٌ وَّلَا كَلْبٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ.

٥٥٠٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ساعت میں آنے کا وعدہ کیا سو جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دیر کی یعنی وہ ساعت آئی اور جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آیا یہاں تک کہ یہ دیر اور انتظار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت گزری اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں لاٹھی تھی اس کو ہاتھ سے پھینکا اور کہا کہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا اور نہ اس کے فرشتے سو صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے سو باہر تشریف لائے سو جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے سو شکوہ کیا اس کی طرف جو پایا یعنی دیر کرنے سے تو جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں صورت ہو یا کتا، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ وہ عمر بن محمد الخ۔

فائدہ: اس حدیث میں اختصار ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پوری ہے سو اس میں ہے کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر دیکھا تو اچانک دیکھا کہ چار پائی کے نیچے کتے کا بچہ ہے سو کہا اے عائشہ! یہ کب داخل ہوا تھا؟ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور قسم ہے اللہ کی مجھ کو بھی معلوم نہیں کہ کب داخل ہوا پھر اس کے نکال دینے کا حکم کیا سو نکالا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ کہا جبریل علیہ السلام نے کہ منع کیا مجھ کو آنے سے کتے نے جو آپ کے گھر میں تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس جگہ میں پانی چھڑکا پھر شام کو جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو سنن میں ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ترمذی نے اس کی سیاق بہت پوری ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں آج رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو نہ منع کیا مجھ کو گھر میں داخل ہونے سے مگر یہ کہ گھر کے دروازے پر تصویریں تھیں اور گھر میں ایک پردہ تھا اس میں تصویریں تھیں اور گھر میں کتا بھی تھا سو حکم کیجیے کہ جو تصویر گھر کے دروازے پر ہے اس کا سر کاٹا جائے سو ہو جائے مثل شکل درخت کی اور حکم کیجیے کہ پردہ کاٹا جائے اور اس سے دو تکیے بنائے جائیں جو روندے جائیں اور حکم کیجیے ساتھ نکالنے کتے کے سو چاہیے کہ نکالا جائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا جو جبریل علیہ السلام نے کہا اور اس حدیث میں ترجیح ہے اس کے قول کو جس کا

مذہب یہ ہے کہ جس صورت کے ہونے کے سبب سے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے وہ وہی صورت ہے جو اپنی شکل پر باقی ہو بلند ہو نہ بے عزت کی گئی سو اگر بے عزت کی گئی ہو یا نہ بے عزت کی گئی ہو لیکن متغیر کی گئی ہو اپنی شکل صورت سے سات کاٹنے نصف دھڑ اس کے سے یا ساتھ ساتھ کاٹنے سر اس کے سے تو نہیں منع ہے اور کہا قرطبی نے کہ ظاہر حدیث زید بن خالد کا جو پہلے گزری یہ ہے کہ فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں صورت ہو اگرچہ کپڑے میں تصویر ہو اور ظاہر حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کا منع ہے اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث محمول ہے کراہت پر اور زید بن خالد کی حدیث جواز پر اور وہ نہیں مخالف ہے کراہت کو اور یہ تطبیق بھی خوب ہے لیکن جس تطبیق پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے وہ اولیٰ ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَدْخُلْ بَيْتًا فِيهِ صُوْرَةٌ.

جو نہ داخل ہو اس گھر میں جس میں تصویر ہو۔

٥٥٠٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفَتْ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَتُوْبُ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُوْلِهِ مَاذَا أَذْنَبْتُ قَالَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ فَقَالَتْ اشْتَرَيْتُهَا لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ.

٥٥٠٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک پردہ خریدا جس میں تصویریں تھیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اندر نہ آئے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں کراہت دیکھی اور کہا یا حضرت! میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ فرمایا کیا حال ہے اس پردے کا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اس کو خریدا تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھیں اور اس سے تکیہ کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ان تصویروں کے بنانے والوں کو عذاب ہو گا قیامت کے دن اور ان کو حکم ہو گا کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا اور کہا کہ جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے کہا رافعی نے کہ جس گھر میں صورت ہو اس میں داخل ہونے میں دو وجہیں ہیں کہا اکثر نے کہ مکروہ ہے اور کہا ابو محمد نے کہ حرام ہے سو اگر ہو صورت بیچ جگہ گزرنے گھر کے نہ اندر گھر کے جیسے کہ ظاہر حمام پر یا اس کی دہلیز پر ہوتی ہے تو نہیں منع ہے داخل ہونا اور شاید کہ سبب اس میں یہ ہے کہ گزرنے کی

جگہ میں بے عزت کی گئی ہے اور بیٹھنے کی جگہ میں اکرام کی گئی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَعَنَ الْمُصَوِّرَ.

جولعنت کرتا ہے تصویر بنانے والے کو۔

٥٥٠٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ اشْتَرٰى غُلَامًا حَجَّامًا فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ وَلَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُصَوِّرَ.

۵۵۰۵۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا خون کی قیمت سے اور کتے کی قیمت سے اور حرام کار عورتوں کے خرچے سے اور لعنت کی بیاج کھانے والے کو اور کھلانے والے کو اور اس عورت کو جو اپنا بدن گودوائے اور تصویر بنانے والے کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَّنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ.

باب ہے جس نے کوئی تصویر بنائی اسے قیامت کے دن مکلف بنایا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے حالانکہ وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔

فائدہ: یہ باب بعض روایتوں میں نہیں ہے اور اسی پر چلا ہے ابن بطال اور نقل کی اس نے ابن مہلب سے توجیہ ادخال حدیث باب کی پہلے باب میں سو کہا کہ لعنت کے معنی ہیں دور کرنا اللہ کی رحمت سے اور جو تکلیف دیا جائے یہ کہ پھونکے روح اور حالانکہ وہ نہیں پھونک سکے گا تو وہ دور ہوا رحمت الٰہی سے۔ (فتح)

٥٥٠٦ ـ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يُحَدِّثُ قَتَادَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُمْ يَسْأَلُوْنَهٗ وَلَا يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سُئِلَ فَقَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَّنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ.

۵۵۰۶۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا اور حالانکہ لوگ ان سے مسئلے پوچھتے تھے اور نہ ذکر کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی جواب دیتے تھے ان کو جو پوچھتے تھے ساتھ فتویٰ کے بغیر اس کے کہ ذکر کریں دلیل کو حدیث سے یہاں تک کہ پوچھے گئے سو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو دنیا میں کوئی تصویر بنائے تو اس کو تکلیف دی جائے گی کہ اس میں جان ڈالے اور حالانکہ وہ اس میں جان نہیں ڈال سکے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا یہاں تک کہ پوچھے گئے اسی طرح مبہم چھوڑا ہے اس نے مسئلے کو کہ اس نے کیا پوچھا تھا اور بیان کیا ہے اس کو ابن عدی نے اپنی روایت میں سو اس کی روایت میں ہے کہ ایک مرد اہل عراق سے ان کے پاس آیا میں گمان کرتا ہوں کہ وہ نجار تھا سو کہا اس نے کہ میں یہ تصویر بناتا ہوں اور یہی سبب ہے میری معاش کا سو مجھ کو کیا حکم ہے؟ اور یہ جو کہا کہ جو کوئی صورت بنائے تو ظاہر اس کا عام کرتا ہے سو بے جان چیز کی صورت کو بھی شامل ہو گا لیکن جو سمجھا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے باقی حدیث سے تخصیص کرنا ہے ساتھ صورت جاندار چیز کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ اس کو تکلیف دی جائے گی کہ اس میں جان ڈالے سو مستثنیٰ ہے اس سے صورت بے جان چیز کی مانند درخت کی اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ اس کو عذاب کرے گا یہاں تک کہ اس میں جان ڈالے اور اس میں جان نہ ڈال سکے گا کبھی کہا کرمانی نے کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ تکلیف مالا یطاق ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قصد طور تعذیب اس کے کا ہے اور اظہار عجز اس کے کا اس چیز سے کہ اس کا معاملہ کرتا تھا اور مبالغہ کرنا ہے اس کی توبیخ سے اور بیان قباحت فعل اس کے کا اور قول اس کا لیس بنافخ یعنی نہیں ممکن ہو گا واسطے اس کے یہ کہ اس میں جان ڈالے پس ہو گا معذبہ ہمیشہ اور مشکل جانی گئی ہے یہ حدیث مسلمان کے حق میں اس واسطے کہ وعید قاتل عمد کی قطع ہوتی ہے نزدیک اہل سنت کے باوجود وارد ہونے تخلید کے اس کے حق میں ساتھ حمل کرنے تخلید کے مدت دراز پر اور یہ وعید اشد ہے اس سے اس واسطے کہ وہ معلق ہے ساتھ اس چیز کے کہ ممکن نہیں اور وہ ڈالنا جان کا ہے سو نہیں صحیح ہے کہ حمل کیا جائے اس کو اس پر کہ مراد یہ ہے کہ عذاب ہو گا اس کو دراز مدت پھر خلاص ہو گا اور جواب یہ ہے کہ متعین ہے تاویل حدیث کی اس پر کہ مراد ساتھ اس کے زجر شدید ہے ساتھ وعید کے ساتھ عقاب کافر کے سو ہو گا ابلغ بیچ باز رہنے کے اور اس کا ظاہر مراد نہیں ہے اور یہ بیچ حق عاصی کے ہے اور جو اس کو حلال جان کر کرے سو نہیں ہے کوئی اشکال بیچ اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ افعال بندوں کے اللہ کے پیدا کیے ہوئے ہیں بسبب لاحق ہونے وعید کے ساتھ اس کے جو مشابہت کرے ساتھ خالق کے تو دلالت کی اس نے کہ نہیں ہے کوئی خالق حقیقۃً سوائے اللہ کے اور جواب دیا ہے بعض نے کہ وعید واقع ہوئی ہے اوپر پیدا کرنے جواہر کے اور رد کیا گیا ہے یہ جواب ساتھ اس کے کہ وعید لاحق ہے باعتبار شکل کے اور نہیں ہے وہ جوہر اور بہرحال استثناء کرنا بے جان چیز کی صورت کا سو وارد ہوا ہے بیچ جگہ رخصت کے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ ہر چیز کی تصویر بنانا حرام ہے اور مستثنیٰ ہے اس سے بنانا گڑیوں کا جس سے لڑکیاں کھیلتی ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْإِرْتِدَافِ عَلَى الدَّابَّةِ.
چوپائے پر آگے پیچھے سوار ہونا یا اس پر کسی کو اپنے پیچھے سوار کرنا۔

فائدہ: اور البتہ میں مشکل جانتا تھا ان تراجم کے داخل کرنے کو کتاب اللباس میں پھر مجھ کو ظاہر ہوا کہ اس کی وجہ یہ

ہے کہ جو سوار کے پیچھے سوار ہوتا ہے وہ نہیں نڈر ہوتا ہے گر پڑنے سے سونگا ہو جاتا ہے سو اشارہ کیا کہ احتمال سقوط کا نہیں منع کرتا ہے پیچھے سوار ہونے کو اس واسطے کہ اصل عدم اس کا ہے سو چاہیے کہ جو پیچھے سوار ہو گرنے سے بچے اور جب گر پڑے تو چاہیے کہ جلدی کرے طرف پردہ کرنے کی اور میں نے سمجھا ہے اس کو صفیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے جو آگے آتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے پیچھے سوار کیا اور کہا کرمانی نے کہ غرض بیٹھنا ہے اوپر لباس چوپائے کے اگرچہ متعدد ہوں سوار۔ (فتح)

٥٥٠٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى إِكَافٍ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَّأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَآئَهُ.

٥٥٠٧۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوار ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر پالان پر جس پر فدکی چادر تھی اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کیا۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے بیچ اس کے کہ جائز ہے آگے پیچھے سوار ہونا ایک سواری پر اور فدک ایک گاؤں کا نام ہے۔

بَابُ الثَّلَاثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ.

سوار ہونا تین آدمیوں کا ایک چوپائے پر۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس زیادتی کی طرف جو اگلے باب کی حدیث میں ہے اور اصل اس میں وہ چیز ہے جو طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ تین آدمی ایک سواری پر سوار ہوں اور اس کی سند ضعیف ہے اور عکس اس کا ہے جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ میں نہیں پرواہ کرتا کہ ہوں میں دسواں دس آدمیوں کا ایک سواری پر جب کہ اس کے اٹھانے کی طاقت رکھتی ہو اور ساتھ اس کے تطبیق ہوگی مختلف حدیثوں میں سو جو زجر میں وارد ہوئی ہے وہ محمول ہے اس پر جب کہ چوپایہ اس کی طاقت نہ رکھتا ہو مانند گدھے کی مثلا اور عکس اس کا اس کے عکس میں مانند اونٹنی اور خچر کے اور مذہب ہمارا اور تمام علماء کا یہ ہے کہ جائز ہے سوار ہونا تین آدمیوں کا ایک چوپائے پر جب کہ اس کی طاقت رکھتا ہو اور حکایت کی ہے عیاض نے بعض سے منع مطلق اور یہ فاسد ہے۔ (فتح)

٥٥٠٨ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَهُ أُغَيْلِمَةُ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا

٥٥٠٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں تشریف لائے یعنی فتح مکہ میں تو عبدالمطلب کی اولاد کے لڑکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے جا ملے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو اپنے آگے چڑھایا اور ایک کو پیچھے۔

بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْآخَرَ خَلْفَهُ.

فائدہ: اور واقع ہوا ہے اور قصے میں کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے عبداللہ بن جعفر سے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب سفر سے آتے تو میں اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ آپ کو آگے جا ملتے سو حضرت ﷺ ایک کو اپنے آگے اٹھاتے اور ایک کو پیچھے۔

بَابُ حَمْلِ صَاحِبِ الدَّابَّةِ غَيْرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ صَاحِبُ الدَّابَّةِ أَحَقُّ بِصَدْرِ الدَّابَّةِ إِلَّا أَنْ يَّأْذَنَ لَهُ.

اگر چوپائے والا اپنے غیر کو اپنے آگے سوار کرے تو کیا حکم ہے؟ اور کہا بعض نے کہ چوپائے والا زیادہ حق دار ہے ساتھ اگلی طرف چوپائے کے یعنی اگر دو یا زیادہ آدمی کسی چوپائے پر سوار ہونا چاہیں تو چوپائے والا آگے سوار ہو اور دوسرا اس کے پیچھے سوار ہو مگر یہ کہ مالک اس کو اجازت دے تو اس کو آگے سوار ہونا جائز ہے۔

فائدہ: اور مراد بعض کے شعبہ ہے اور البتہ یہ مرفوع بھی آیا ہے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ چلتے تھے کہ اچانک ایک مرد آیا اور اس کے ساتھ گدھا تھا سو اس نے کہا یا حضرت! سوار ہو جائیے اور پیچھے ہٹا مرد حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو زیادہ تر حق دار ہے ساتھ اگلی طرف چوپائے اپنے کے مگر یہ کہ تو اس کو میرے واسطے ٹھہرائے اس نے کہا کہ میں نے اس کو آپ کے واسطے کیا سو حضرت ﷺ سوار ہوئے اور یہ مرد معاذ رضی اللہ عنہ ہیں کہا ابن بطال نے کہ شاید بخاری رحمہ اللہ اس کی سند سے راضی نہیں ہوا یعنی بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے سو داخل کی اس نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تا کہ دلالت کرے اس کے معنی پر میں کہتا ہوں کہ نہیں ہے وہ اس کی شرط پر اسی واسطے اقتصار کیا ہے اس نے اوپر اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہا ابن عربی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے مرد زیادہ تر حق دار ساتھ صدر چوپائے اپنے کے اس واسطے کہ وہ بزرگی ہے اور بزرگی حق ہے مالک کا اور اس واسطے کہ وہ پھیرتا ہے اس کو جدھر چاہتا ہے اور جس وجہ پر ارادہ کرتا ہے جلدی چلانے یا آہستہ چلانے سے اور درازی سے اور قصر سے بخلاف غیر مالک کے اور قول اس کا بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں الا ان تجعله لی مراد سوار ہونا ہے چوپائے کی اگلی جانب میں یعنی طلب کیا اس سے کہ اس کو آپ کے واسطے صریحا ٹھہرائے یا مراد تصرف کرنا ہے چوپائے میں بعد سوار ہونے کے جس طرح چاہیں۔ (فتح)

٥٥٠٩ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ ذُكِرَ شَرُّ الثَّلَاثَةِ عِنْدَ عِكْرِمَةَ فَقَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ

٥٥٠٩۔ حضرت ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا گیا بدتر تین میں نزدیک عکرمہ کے یعنی کسی نے ذکر کیا کہ تین آدمیوں کا ایک چوپائے پر سوار ہونا ظلم ہے اور ایک ان میں بدتر ہے

أَتَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَمَلَ قُثَمَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْفَضْلَ خَلْفَهُ أَوْ قُثَمَ خَلْفَهُ وَالْفَضْلَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَيُّهُمْ شَرٌّ أَوْ أَيُّهُمْ خَيْرٌ.

اور عکرمہ نے اس بات سے انکار کیا کہ تین کا ایک جانور پر سوار ہونا منع نہیں اور استدلال کیا عکرمہ نے اس کے رد پر حضرت ﷺ کی اس حدیث سے سو کہا عکرمہ نے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت ﷺ تشریف لائے اور حالانکہ قثم کو اپنے آگے سوار کیا تھا اور فضل کو اپنے پیچھے یا فضل کو آگے اور قثم کو پیچھے سو کون ان میں بدتر ہے اور کون بہتر؟۔

فائدہ: یہ کلام اخیر عکرمہ کا ہے رد کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اس پر جس نے ذکر کیا تھا واسطے اس کے کہ تین میں ایک بدتر ہے یعنی چونکہ یہ تینوں حضرات بہتر ہیں تو معلوم ہوا کہ تین آدمیوں کا ایک چوپائے پر سوار ہونا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی غیر کو اپنے چوپائے پر اپنے آگے سوار کرنا جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ إِرْدَافِ الرَّجُلِ خَلْفَ الرَّجُلِ.

سوار کرنا مرد کا مرد کے پیچھے۔

٥٥١٠ ـ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا رَدِيْفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ إِلَّا أُخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ فَقَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ

٥٥١٠۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت ﷺ کے پیچھے سوار تھا میرے اور آپ کے درمیان کچھ چیز نہ تھی مگر کجاوے کی پچھلی لکڑی یعنی میں حضرت ﷺ سے نہایت قریب تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت اور حاضر ہوں اطاعت میں پھر ایک گھڑی چلے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت اور اطاعت میں یا حضرت! پھر ایک گھڑی چلے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت اور اطاعت میں یا حضرت! فرمایا بھلا تو جانتا ہے کہ کیا حق ہے اللہ کا اپنے بندوں پر؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا حق تو بندوں پر یہ ہے کہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں پھر ایک گھڑی چلے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے کہا حاضر ہوں خدمت اور اطاعت میں یا حضرت! فرمایا بھلا تو جانتا ہے کہ کیا

إِذَا فَعَلُوْهُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ.

حق ہے بندوں کا اللہ پر جب کہ وہ اس کو کریں یعنی اس کی عبادت کریں لاشریک جان کر؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ ان کو عذاب نہ کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور مقصود اس سے اس جگہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے سوار ہونا ہے اور ردیف اس کو کہتے ہیں جو اصلی سوار کے پیچھے سوار ہو اور ابن مندہ نے شمار کیا ہے نام ان لوگوں کا جن کو حضرت ﷺ نے پیچھے سوار کیا سو ان کی تعداد اسی کو پہنچی۔ (فتح)

بَابُ إِرْدَافِ الْمَرْأَةِ خَلْفَ الرَّجُلِ.

سوار کرنا عورت کا پیچھے مرد کے۔

٥٥١١ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ وَإِنِّيْ لَرَدِيْفُ أَبِيْ طَلْحَةَ وَهُوَ يَسِيْرُ وَبَعْضُ نِسَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدِيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَقُلْتُ الْمَرْأَةَ فَنَزَلْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا أُمُّكُمْ فَشَدَدْتُ الرَّحْلَ وَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَنَا أَوْ رَأَى الْمَدِيْنَةَ قَالَ آيِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ.

٥٥١١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ خیبر سے آئے اور بے شک میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا اور وہ چلتے تھے اور حضرت ﷺ کی ایک بیوی حضرت ﷺ کے پیچھے سوار تھی کہ اچانک حضرت ﷺ کی اونٹنی کا پاؤں پھسلا میں نے کہا کہ عورت کو پکڑو سو میں اترا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ تمہاری ماں ہے یعنی اس کو سنبھالو اجنبی نہ جانو سو میں نے کجاوہ باندھا سو حضرت ﷺ مدینے سے قریب ہوئے یا مدینہ دیکھا تو فرمایا کہ ہم سفر سے پھرے توبہ بندگی کرنے والے اپنے رب کے شکرگزار ہیں۔

فائدہ: ظاہر اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نے یہ کہا اور کیا وہ انس رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ حدیث اور طریق سے جہاد میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ یہ سب کام ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اور یہ جو کہا عورت کو پکڑو سو یہ خود حضرت ﷺ نے کہا تھا اور اس کا لفظ یہ ہے کہ وہ اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آئے یعنی خیبر سے اور حضرت ﷺ کے ساتھ

صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں جو حضرت ﷺ کو خیبر کی بندیوں میں ہاتھ لگی تھیں حضرت ﷺ نے ان کو اپنے پیچھے سوار کیا تھا سو جب بعض راہ میں تھے تو اونٹنی کا پاؤں پھسلا سو حضرت ﷺ اور عورت دونوں گر پڑے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یاحضرت! کیا آپ کو کچھ تکلیف پہنچی؟ فرمایا نہیں لیکن لازم جان اپنے اوپر خبر لینا عورت کا سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ پر کپڑا ڈالا پھر اس کا قصد کیا سو عورت پر کپڑا ڈلا پھر صفیہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوئیں اور ان کے واسطے کجاوہ باندھا سو دونوں سوار ہوئے اور یہی قول معتمد ہے کہ یہ سب کام ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کیا تھا سو البتہ دور ہوتا ہے اشکال ساتھ اس کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں ہے کوئی ڈر واسطے مرد کے یہ کہ سنبھالے اجنبی عورت کو جب کہ گر پڑے یا گرنے کے قریب ہو سو مدد کرے اس کی اوپر خلاص ہونے اس کے اس بلا سے کہ اس کا اس پر خوف ہو۔ (فتح)

بَابُ الْاِسْتِلْقَآءِ وَوَضْعِ الرِّجْلِ عَلَى الْاُخْرٰى.

باب ہے بیچ بیان چت لیٹنے کے اور رکھنے ایک پاؤں کے دوسرے پاؤں پر۔

فائدہ: وجہ داخل ہونے اس ترجمہ کی کتاب اللباس میں اس جہت سے ہے کہ جو شخص یہ کام کرتا ہے یعنی چت لیٹتا ہے وہ نہیں نڈر ہوتا ہے ننگے ہونے سے خاص کر چت لیٹنا سونے کو چاہتا ہے اور سونے والا نہیں محفوظ رہتا سو گویا کہ اشارہ کیا بخاری علیہ السلام نے طرف اس کی کہ جو یہ کام کرے اس کو چاہیے کہ اپنے بستر کو نگاہ رکھے تا کہ ننگا نہ ہو جائے۔ (فتح)

۵۵۱۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْطَجِعُ فِي الْمَسْجِدِ رَافِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى.

۵۵۱۲۔ حضرت عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی اپنے چچا سے کہ اس نے حضرت ﷺ کو مسجد میں لیٹے دیکھا رکھنے والے اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پر۔

فائدہ: اور اس حدیث میں ثبوت اس کا ہے حضرت ﷺ کے فعل سے اور زیادہ کیا ہے اسماعیلی نے اپنی روایت میں کہ بے شک ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ بھی یہ کرتے تھے اور شاید کہ نہیں ثابت ہوئی نزدیک اس کے نہی اس سے اور وہ اس حدیث میں ہے کہ روایت کی مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ تم میں سے کوئی چت نہ لیٹے پھر اپنا ایک پاؤں دوسرے پر رکھے یا ثابت ہوئی لیکن اس نے اس کو منسوخ جانا ہو۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْأَدَبِ

کتاب ہے ادب کے بیان میں

فائدہ: ادب استعمال کرنا چیز کا ہے کہ اس کی تعریف کی جائے قولا وفعلا اور تعبیر کیا ہے بعض نے اس سے ساتھ اس کے کہ وہ پکڑنا ہے نیک خو کو اور بعض نے کہا ہے کہ وہ تعظیم ہے اس کی جو آپ سے اوپر ہو اور نرمی کرنا ہے ساتھ اس کے جو آپ سے نیچے ہو۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ وصیت کی ہم نے آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے کی۔

فائدہ: ذکر کیا ہے اہل تفسیر نے کہ یہ آیت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری اور روایت کی مسلم نے مصعب بن سعد کے طریق سے کہ سعد رضی اللہ عنہ کی ماں نے قسم کھائی کے میں سعد سے کبھی کلام نہیں کروں گی یہاں تک کہ دین اسلام سے کافر ہو کہا اس عورت نے کہ اللہ نے تجھ کو وصیت کی ہے اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کی سو میں تیری ماں ہوں اور میں تجھ کو اس کا حکم کرتی ہوں سو یہ آیت اتری اور پھر یہ حکم اترا اگر دونوں تجھ سے لڑیں اس پر کہ تو شریک ٹھہرائے ساتھ اللہ کے جس کا تجھ کو علم نہیں تو نہ مان کہا ان کا اور ساتھ دے ان کا دنیا میں موافق دستور کے اور تقاضا کیا آیت نے وصیت کا ساتھ ماں باپ کے اور حکم کیا ساتھ اطاعت ان کی کے اگرچہ دونوں کافر ہوں مگر جب کہ حکم کریں ساتھ شرک کے کہ واجب ہے نافرمانی ان کی بیچ اس کے سو اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ مجمل ہے اس کے غیر میں اور اسی طرح باب کی حدیث میں حکم ہے نیکی کرنے کا ساتھ ان کے۔ (فتح)

٥٥١٣ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ عَيْزَارٍ أَخْبَرَنِيْ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُوْلُ أَخْبَرَنَا صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلٰى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ

٥٥١٣۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ نہایت پیارا اللہ کے نزدیک کون سا عمل ہے؟ فرمایا اپنے وقت پر نماز پڑھنا کہا پھر کون سا؟ فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا کہا پھر کون سا؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، کہا حدیث بیان کی مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ان کے اور اگر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادتی چاہتا تو زیادہ کرتے۔

أَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِيْ.

فائدہ: اور یہ جو ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کو جہاد پر مقدم کیا ہے تو احتمال ہے کہ ہو یہ واسطے موقوف ہونے جہاد کے اوپر اس کے اس واسطے کہ جہاد میں ماں باپ سے اجازت لینی بھی بر میں داخل ہے واسطے ثابت ہونے نہی کے جہاد سے بغیر ان کی اجازت کے، کما یاتی قریبا انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ.

کون ہے لائق تر سب لوگوں میں ساتھ نیک ساتھ دینے کے اور سلوک کرنے کے۔

٥٥١٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أَبُوْكَ وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ مِثْلَهُ.

۵۵۱۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو کہا کہ یا حضرت! کون ہے ساتھ نیک ساتھ دینے میرے کے یعنی جس سے میں سلوک کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا تیری ماں کہا اس نے پھر کون؟ فرمایا تیری ماں کہا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں، کہا پھر کون؟ حضرت ﷺ نے فرمایا تیرا باپ اور کہا ابن شبرمہ اور یحییٰ نے حدیث بیان کی ہم سے ابو زرعہ نے مثل اس کی کہا ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے کہ عمارہ ابن اخی عبداللہ کا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث چاہتی ہے کہ جو باپ کے ساتھ نیکی کرے اس کے تین گنا ماں کے ساتھ کرے اور شاید یہ واسطے سختی حمل کے ہے پھر جننے کے پھر دودھ پلانے کے کہ تنہا ہوتی ہے ساتھ اس کے ماں اور شریک ہوتی ہے باپ کو پرورش میں اور اس کی طرف اشارہ ہے اس آیت میں ﴿حَمَلَتْهُ أُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ﴾ کہا قرطبی نے کہ مراد یہ ہے کہ ماں مستحق ہے اولاد پر بڑے حصے کو بھلائی سے اور مقدم ہے اس میں باپ کے حق پر وقت مزاحمت کے اور کہا عیاض نے کہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ ماں کو فضیلت ہے باپ پر اور بعض نے کہا کہ دونوں کے ساتھ برابر بھلائی کرے اور ٹھیک پہلا قول ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب سے مقدم ماں باپ ہیں پھر بہن پھر بھائی پھر جو اس سے نیچے ہو اور کہا عیاض نے کہ اکثر کا قول یہ ہے کہ دادا مقدم ہے بھائی پر اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے شافعیہ نے کہ دادا مقدم ہے پھر بھائی پھر وہ مقدم ہے کہ جو قریب تر ہو ماں باپ سے پھر جو قریب ہو ایک سے پھر مقدم کیا جائے ذی رحم اور محارم کو غیر محرم پر مقدم کیا جائے پھر تمام عصبات کو پھر مصاہرہ

کو پھر ولاء کو اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے کہ ترتیب اس جگہ ہے جہاں ایک دفعہ تمام کے ساتھ احسان ممکن نہ ہو اور یہ واضح ہے اور آئی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر مقدم کرنے ماں کے سلوک کرنے میں مطلق اور نقل کیا ہے محاسبی نے اجماع اس پر کہ ماں مقدم ہے سلوک کرنے میں باپ پر۔ (فتح)

بَابُ لَا يُجَاهِدُ إِلَّا بِإِذْنِ الْأَبَوَيْنِ.

نہ جہاد کرے مگر ساتھ اجازت ماں باپ کے۔

٥٥١٥ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا حَبِيْبٌ قَالَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُجَاهِدُ قَالَ لَكَ أَبَوَانِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ.

٥٥١٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میں جہاد کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے ماں باپ ہیں؟ کہا ہاں فرمایا سو انہیں میں جہاد کرو۔

فائدہ: یعنی اگر تیرے ماں باپ ہیں تو نہایت کوشش کر ان کے ساتھ سلوک اور احسان کرنے میں کہ تیرے واسطے قائم مقام جہاد کے ہے۔

بَابُ لَا يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ.

نہ گالی دے مرد اپنے ماں باپ کو۔

فائدہ: یعنی اور نہ ایک کو یعنی اور نہ سبب ہو اس کی طرف۔ (فتح)

٥٥١٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَآئِرِ أَنْ يَّلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ.

٥٥١٦۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کبیرے گناہوں میں جو زیادہ تر بڑے ہیں ان میں سے یہ ہے کہ مرد اپنے ماں باپ کو لعنت کرے کسی نے کہا یا حضرت! مرد اپنے ماں باپ کو کس طرح لعنت کرتا ہے؟ یعنی بھلا کبھی ایسا بھی ہوا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے سو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

فائدہ: عنقریب آئے گا کہ ماں باپ کی نافرمانی بڑے کبیرے گناہوں میں ہے اور مذکور اس جگہ فرد ہے عقوق کے افراد سے اور اگرچہ ہے سبب ہونا ماں باپ کی لعنت کا زیادہ تر بڑے کبیرے گناہوں سے پس تصریح ساتھ لعنت اس کی

کے اشد ہے اور ترجمہ باندھا ہے ساتھ لفظ سبّ کے اور بیان کیا ہے حدیث کا ساتھ لفظ لعن کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں سبّ کا لفظ آ گیا ہے جیسا کہ ادب مفرد میں ہے اور یہ جو کہا اور مرد اپنے ماں باپ کو کس طرح گالی دیتا ہے تو یہ استبعاد ہے سائل سے اس واسطے کہ طبع مستقیم اس سے انکار کرتی ہے سو بیان کیا جواب میں کہ اگرچہ عادت میں کوئی آدمی خود اپنے ماں باپ کو گالی نہیں دیتا لیکن کبھی واقع ہوتا ہے سبب اس کا او روہ اس قسم سے ہے کہ ممکن ہے واقع ہونا اس کا بہت کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ سد ذرائع کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جس کا فعل حرام کام کی طرف رجوع کرے حرام ہوتا ہے اس پر کرنا اس فعل کا اگرچہ نہ قصد کرے اس چیز کی طرف کہ حرام ہے اور اصل اس حدیث میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ الآیہ اور استنباط کیا ہے اس سے ماوردی نے منع ہونا ریشمی کپڑے کی بیع کا اور اس شخص کے ہاتھ میں کہ ثابت ہو کہ وہ اس کو پہنتا ہے اور غلام بے ریش اس کے ہاتھ میں کہ ثابت ہو کہ وہ اس کے ساتھ حرام کاری کرتا ہے اور نچوڑ انگور کا اس کے ہاتھ کہ ثابت ہو کہ وہ اس سے شراب بناتا ہے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی حمزہ نے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ ماں باپ کا حق بہت بڑا ہے اور اس میں عمل ہے ساتھ اکثر غالب کے اس واسطے کہ جو دوسرے کے باپ کو گالی دے جائز ہے کہ وہ اس کے باپ کو گالی دے اور جائز ہے کہ نہ کرے لیکن غالب یہ ہے کہ جواب دیتا ہے اس کو ساتھ مثل قول اس کے کی اور اس میں مراجعت طالب کی ہے واسطے شیخ اپنے کے اس چیز میں کہ مشکل ہو اوپر اس کے اور اس حدیث میں ثابت کرنا کبیرے گناہوں کا ہے وسیاتی بحثه اور اس حدیث میں ہے کہ اصل کو فضیلت ہے فرع پر ساتھ اصل وضع کے اگرچہ فاضل ہو اس سے فرع ساتھ بعض صفات کے۔ (فتح)

بَابُ إِجَابَةِ دُعَآءِ مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ.

قبول ہونا دعا اس شخص کے کا جو اپنے ماں باپ سے نیکی اور بھلائی کرے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے اس میں قصہ ان تین آدمیوں کا جن پر غار کا منہ بند ہو گیا تھا سو انہوں نے اپنے نیک عملوں کو ذکر کیا سو اللہ نے ان پر اس غار کا منہ کشادہ کیا۔

٥٥١٧ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا إِلٰى غَارٍ فِي الْجَبَلِ

٥٥١٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ تین آدمی چلے جاتے تھے کہ ان کو مینہ نے پکڑا سو وہ پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے تو اس پہاڑ کا ایک پتھر ان کی غار کے منہ پر ڈھلک پڑا سو اس نے ان کو بند کر لیا تو بعض نے بعض سے کہا کہ دیکھو تو اپنے نیک عملوں کو جو اللہ کے واسطے کیے ہوں سو اللہ سے دعا مانگو ان

فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ انْظُرُوْا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يَفْرُجُهَا فَقَالَ أَحَدُهُمُ اللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِيْ وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِيْ صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ أَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيْهِمَا قَبْلَ وَلَدِيْ وَإِنَّهُ نَآءَ بِيَ الشَّجَرُ فَمَا أَتَيْتُ حَتّٰى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُؤُوْسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوْقِظَهُمَا مِنْ نَّوْمِهِمَا وَأَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَأْبِيْ وَدَأْبَهُمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَآءَ فَفَرَجَ اللّٰهُ لَهُمْ فُرْجَةً حَتّٰى يَرَوْنَ مِنْهَا السَّمَآءَ وَقَالَ الثَّانِي اللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِي ابْنَةُ عَمٍّ أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَآءَ فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتّٰى آتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَسَعَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَلَقِيْتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ فَقُمْتُ عَنْهَا اللّٰهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ قَدْ فَعَلْتُ

کے وسیلے سے امید ہے کہ اللہ اس پتھر کو تمہارے اوپر سے کھول دے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ الٰہی! ماجرا تو یہ ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے بڑی عمر والے اور میری بیوی اور میرے چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے اور میں ان کے واسطے بھیڑ بکریاں چرایا کرتا تھا پھر جب میں شام کے قریب چرا لاتا تھا تو ان کا دودھ دوہتا تھا سو اول ماں باپ سے شروع کرتا تھا سو ان کو اپنے لڑکوں سے پہلے پلاتا تھا اور البتہ ایک دن درخت نے مجھ کو دور ڈالا یعنی چارا بہت دور ملا سو میں گھر میں نہ آیا یہاں تک کہ مجھ کو شام ہوگئی سو میں نے ماں باپ کو سوتا پایا پھر میں نے دودھ دوہا جس طرح دوہا کرتا تھا سو میں دودھ لایا اور میں ماں باپ کے سر کے پاس کھڑا ہوا مجھ کو برا معلوم ہوا کہ میں ان کو نیند سے جگاؤں اور میں نے برا جانا کہ ان سے پہلے لڑکوں کو پلاؤں اور لڑکے بھوک کے مارے شور کرتے تھے میرے دونوں پاؤں کے پاس سو اسی طرح برابر میرا اور ان کا حال رہا یہاں تک کہ صبح ہوئی یعنی ان کے انتظار میں رات بھر دودھ لیے کھڑا رہا اور لڑکے روتے چلاتے رہے نہ میں نے پیا نہ لڑکوں کو پلایا سو الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا مندی کے واسطے کیا تھا تو اس پتھر سے ایک سوراخ کھول دے کہ ہم اس سے آسمان کو دیکھیں سو اللہ نے اس سے ایک سوراخ کھول دیا تو اس سے انہوں نے آسمان کو دیکھا سو بیان کیا حدیث کو پس ذکر کی حدیث کو ساتھ درازی اپنی کے اور دوسرے نے کہا کہ الٰہی! البتہ ماجرا تو یہ ہے کہ میری ایک چچا کی بیٹی تھی کہ میں اس سے محبت رکھتا تھا جیسے نہایت محبت مرد عورتوں سے رکھتے ہیں یعنی میں اس کا کمال عاشق تھا سو میں نے اس کی طرف مائل ہو کر اس کی

ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً وَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيْرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهُ قَالَ أَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَآءَنِيْ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَظْلِمْنِيْ وَأَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَقُلْتُ اذْهَبْ إِلٰى ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيْهَا فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَهْزَأْ بِيْ فَقُلْتُ إِنِّيْ لَا أَهْزَأُ بِكَ فَخُذْ ذٰلِكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا فَأَخَذَهُ فَانْطَلَقَ بِهَا فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

ذات کو چاہا یعنی حرام کاری کا ارادہ کیا سو اس نے نہ مانا یہاں تک کہ میں اس کو سو اشرفیاں دوں سو میں نے محنت اور کوشش کی یہاں تک کہ سو اشرفیاں جمع کیں سو میں ان کو اس کے پاس لایا پھر جب بدن اس کے دونوں پیروں اندر واقع ہوا تو اس عورت نے کہا اے اللہ کے بندے! ڈر اللہ سے اور نہ توڑ مہر کو مگر جس طرح کہ اس کا حق ہے یعنی بغیر نکاح شرعی کے ازالہ بکارت نہ کر تو میں اٹھ کھڑا ہوا اس کے اوپر سے سو الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیری رضا مندی کے واسطے کیا تھا تو کھول دے ہمارے واسطے اس پتھر سے ایک سوراخ سو اللہ نے ان کے واسطے ایک سوراخ کھول دیا اور تیسرے آدمی نے کہا کہ الٰہی! میں نے ایک مزدور ٹھہرایا تھا سولہ رطل بھر چاولوں پر سو جب وہ اپنا کام کر چکا تو اس نے کہا کہ مجھ کو میرا حق دے تو اس کا حق میں نے اس کے آگے رکھا سو وہ اس کو چھوڑ گیا اور اس کی طرف سے منہ موڑا تو میں ہمیشہ اس کو بوتا رہا اور یہاں تک برکت ہوئی کہ میں نے اس مال سے گائے بیل اور غلام ان کے چرانے والے جمع کیے پھر وہ مزدور میرے پاس آیا سو کہنے لگا کہ اللہ سے ڈر اور میرا حق لے کر مجھ پر ظلم نہ کر میں نے کہا کہ جا ان گائے بیلوں اور ان کے چرانے والے غلاموں کی طرف سو ان کو لے لے تو اس نے کہا کہ اللہ سے ڈر اور مجھ سے مذاق نہ کر سو میں نے کہا کہ میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا لے ان گائے بیلوں اور ان کے چرانے والے غلاموں کو یعنی یہ سچ مچ تیرا ہی مال ہے سو اس نے لیا اور اپنا سب مال لے کر چلا گیا سو الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا مندی کے واسطے کیا تھا تو کھول دے جتنا باقی رہا سو اللہ نے باقی پتھر کو کھول دیا۔

فائدہ:اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کا حق اپنی جان، بیوی اور لڑکوں کے حق پر مقدم ہے اور جو ماں باپ کے ساتھ نیکی کرے اس کی دعا قبول ہوتی ہے، وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ عُقُوْقِ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْكَبَآئِرِ قَالَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ماں باپ کی نافرمانی کرنا کبیرے گناہوں سے ہے کہا ہے اس کو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: کتاب الایمان میں یہ حدیث موصول بھی آئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرے گناہ ہیں اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور ناحق خون کرنا اور جھوٹی قسم کھانا اور عقوق مشتق ہے عق سے اور عق کے معنی ہیں قطع کرنا اور مراد ساتھ اس کے صادر ہونا اس چیز کا ہے کہ ایذا پائے ساتھ اس کے والد اپنی اولاد سے قول سے یا فعل سے مگر شرک میں یا گناہ میں جب تک کہ نہ سختی کرے والد اور ضبط کیا ہے ابن عطیہ نے ساتھ واجب ہونے فرمانبرداری ان کی کے مباح چیزوں میں فعل میں اور ترک میں اور مستحب ہونے اس کے کی مستحب چیزوں میں اور فرض کفایہ بھی اسی طرح اور اسی میں داخل ہے تقدیم ان کی وقت معارض ہونے دو امروں کے اور وہ مثل اس کی ہے جس کو اس کی ماں بلائے تاکہ اس کی بیمار داری کرے اس طور سے کہ فوت ہو اس سے فعل واجب کا اگر بدستور رہے نزدیک اس کے اور فوت ہو مقصود اس کی ماں کا کہ وہ بیمار داری اس کی ہے اور جو سوائے اس کے ہے۔ (فتح)

٥٥١٨ ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ وَرَّادٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْأُمَّهَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ.

٥٥١٨۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے حرام کیا ہے تم پر ماؤں کی نافرمانی کرنا اور بخیلی کرنا اور گدائی کرنا اور زندہ بیٹیوں کا زمین میں گاڑنا اور مکروہ رکھا ہے تمہارے واسطے قیل وقال کرنا اور بہت سوال کرنا اور مال کا بے جا ضائع کرنا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ بخیل کرنا اور گدائی کرنا تو حاصل نہی کا منع کرنا اس چیز کا ہے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ دینے اس کے اور طلب کرنا اس چیز کا کہ نہیں ہے مستحق اس کے لینے کا اور احتمال ہے کہ ہو نہی سوال سے مطلق کما سیاتی اور ہوگا ذکر اس جگہ ساتھ ضد اس کی کے پھر دوہرایا گیا ذکر اس کا واسطے تاکید نہی کے اس سے پھر احتمال ہے کہ داخل ہو نہی میں وہ چیز کہ ہو خطاب واسطے دو کے جیسا کہ منع کیا جاتا ہے طالب طلب کرنے اس چیز کے سے کہ نہیں مستحق ہے اس کے لینے کا اور منع کیا جائے مطلوب منہ دینے اس چیز کے سے کہ نہیں مستحق ہے اس کا طالب تاکہ نہ مدد کرے اس کو گناہ پر

اور یہ جو کہا کہ زندہ بیٹیوں کا گاڑنا تو اس کا بیان یوں ہے کہ تھے جاہلیت کے لوگ کرتے اس کو واسطے کرنے کے ان میں اور کہتے ہیں کہ پہلے پہل یہ کام قیس بن عاصم نے کیا تھا کہ اس کے بعض دشمنوں نے اس پر لوٹ کی تھی اور اس کی بیٹی کو قید کر کے لے گیا اور اس کو اپنی بیوی بنایا پھر ان کے درمیان صلح ہوئی تو اس نے اپنی بیٹی کو اختیار دیا تو اس نے اپنے خاوند کو اختیار کیا تو قیس نے قسم کھائی کہ اس کے گھر میں کوئی بیٹی پیدا نہ ہوگی مگر کہ اس کو زندہ زمین میں گاڑھے گا اور عرب نے اس کی پیروی کی اور عرب میں سے ایک فرقہ اور تھا جو اپنی اولاد کو قتل کرتے تھے یا واسطے خوف کم ہونے مال کے یا واسطے نہ ہونے اس چیز کے کہ خرچ کریں اوپر اس کے اور البتہ ذکر کیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں چند آیتوں میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا بیٹیوں کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ یہی غالب تھا ان کے فعل سے اس واسطے کہ مرد جگہ گمان قدرت کی ہے کسب کرنے پر اور زندہ بیٹیوں کو زمین میں گاڑھنا ان میں دو طور سے جاری تھا ایک یہ کہ مرد اپنی عورت کو حکم کرتا کہ جب جننے کا وقت قریب ہو تو گڑھے کے کنارے پر جنے اگر لڑکا ہو تو اس کو رہنے دے اور اگر لڑکی ہو تو اس کو گڑھے میں ڈال دے اور یہ لائق تر ہے ساتھ پہلے فریق کے اور بعض کا دستور تھا کہ جب چھٹی لڑکی پیدا ہوتی تو مرد اس کی ماں سے کہتا کہ پاک وصاف کر اس کو اور زینت کرتا کہ میں اس کے ساتھ اس کے اقارب کی زیارت کروں پھر اس کو جنگل میں دور لے جاتا یہاں تک کہ کسی کنوئیں پر آتا سو اس لڑکی سے کہتا کہ تو اس کنوئیں میں دیکھ وہ دیکھتی تو اس کو کنوئیں میں پیچھے سے دھکا دیتا اور یہ لائق ہے ساتھ فریق ثانی کے، واللہ اعلم۔ اور یہ جو کہا کہ مکروہ ہے قیل وقال تو اس میں تین قول ہیں اول یہ کہ مراد حدیث میں اشارہ ہے طرف کراہت کثرِ کلام کی یعنی بے فائدہ باتیں کرنا اس واسطے کہ اس کا انجام خطا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکرر کیا ہے اس کو واسطے مبالغہ کے زجر اس کی سے دوسرا مراد حکایت کرنا لوگوں کا اقاویل کا ہے اور بحث کرنا اس سے تا کہ خبر دے اس سے سو کہے کہ فلانے نے یوں کہا اور یوں کہا گیا اور نہی اس سے واسطے زجر کے ہے استکثار اس کے سے اور یا واسطے کسی چیز مخصوص کے ہے اس سے اور جو مکروہ جانے محکی اس سے تیسرا یہ کہ یہ بیچ حکایت اختلاف کے ہے امور دین میں یعنی مراد اس سے حکایت کرنا اختلاف کا ہے امور دین میں مانند قول اس کے کی کہ فلاں نے یوں کہا اور فلاں نے یوں کہا اور یہ اس وقت مکروہ ہے کہ اس کی کثرت کرے اس طور سے کہ نہ نڈر ہو ساتھ اکثار کے ذلل سے اور یہ مخصوص ہے ساتھ اس کے جو نقل کرے اس کے بغیر ثبوت کے یعنی جو کسی سے سنے سو کہہ دے اور نہ احتیاط کرے اور نہ تحقیق کرے اس میں کہ سچ ہے یا جھوٹ اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث صحیح کہ کفایت کرنا آدمی کو گناہ ہونے میں یہ کہ بیان کرے جو سنے اور یہ جو کہا کہ کثرِ سوال سے تو گزر چکا ہے بیان اختلاف کا کہ اس سے کیا مراد ہے اور کیا وہ سوال مال کا ہے یا سوال مشکل مسئلوں کا یا عام تر اس سے اور یہ کہ اولیٰ حمل کرنا اس کا ہے عموم پر اور بعض علماء کا یہ مذہب ہے کہ مراد ساتھ اس کے بہت سوال کرنا ہے لوگوں کے اخبار اور زمانے کے واقعات اور نئے

حادثوں سے یا کثرت سوال کسی خاص آدمی کی ہے اپنے حال کی تفاصیل سے کہ یہ اس قسم سے ہے کہ مکروہ جانتا ہے اس کو مسئول اور البتہ ثابت ہو چکی ہے نہی اغلوطات سے اور ثابت ہو چکی ہے ایک جماعت سلف سے کراہت تکلف مسائل کی کہ محال ہو واقع ہوان اس کا عادۃً یا نہایت کم یاب ہو واقع ہونا اس کا اور یہ مکروہ ہے اس واسطے کہ اس میں گمان سے بات کہنا ہے اس واسطے کہ نہیں خالی رہتا وہ آدمی خطا سے اور یہ جو آیت میں ہے ﴿لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ تو یہ حکم خاص ہے ساتھ زمانے نزول وحی کے اور اشارہ کرتی ہے اس کی طرف یہ حدیث کہ سب لوگوں میں زیادہ تر مجرم اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے کہ سوال کرے ایک چیز سے جو حرام نہ ہو سو اس کے سوال کے سبب سے حرام ہو جائے اور نیز ثابت ہو چکی ہے مذمت سوال کی واسطے مال کے اور مدح اس کی جو لپٹ کر نہ مانگے مانند قول اللہ تعالیٰ کے کی کہ نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ کر اور پہلے گزر چکا ہے کہ ہمیشہ آدمی سوال کرتا ہے لوگوں سے یہاں تک کہ قیامت میں آئے گا اور حالانکہ اس کے منہ میں گوشت کی بوٹی نہ ہو گی اور صحیح مسلم میں ہے کہ نہیں حلال ہے سوال کرنا مگر واسطے تین آدمیوں کے ایک واسطے نہایت محتاج کے دوسرا واسطے قرض دار کے تیسرا واسطے بھوکے کے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ اس کے سو مشہور نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ سوال کرنا مباح ہے اس واسطے کہ وہ طلب کرنا ہے مباح کو سو مشابہ ہو گا عاریت کو اور حمل کیا ہے انہوں نے حدیثوں کو جو اس میں وارد ہیں اس کے حق میں جو سوال کرے زکوٰۃ واجبہ سے جس کا اس کو حق نہیں لیکن کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کی شرح میں کہ اتفاق ہے علماء کا اوپر منع ہونے سوال کے بغیر ضرورت کے اور جو کسب کرنے پر قادر ہو اس کو سوال کرنا سو اس میں ہمارے اصحاب کے واسطے دو قول ہیں صحیح تر یہ قول ہے کہ اس کو سوال کرنا حرام ہے واسطے ظاہر حدیثوں کے دوسرا قول یہ ہے کہ جائز ہے ساتھ کراہت کے تین شرطوں سے ایک یہ کہ لپٹ کر نہ مانگے اور نہ ذلیل کرے اپنے نفس کو زیادہ اوپر ذلت نفس سوال کے اور نہ ایذا دے اس کو جس سے سوال کرتا ہے سو اگر کوئی شرط ان شرطوں سے فوت ہو تو حرام ہوتا ہے سوال، کہا فاکہانی نے تعجب ہے اس سے جو قائل ہے کہ سوال کرنا مطلق مکروہ ہے باوجود موجود ہونے سوال کے حضرت ﷺ کے زمانے میں پھر سلف صالحین کے بغیر انکار کے سو شارع نہیں برقرار رکھتا مکروہ پر میں کہتا ہوں اور شاید جس نے اس کو مکروہ رکھا ہے اس کی مراد یہ ہے کہ وہ خلاف اولیٰ ہے اور نہیں لازم آتا واقع ہونے اس کے سے یہ کہ متغیر ہو صفت اس کی اور اس کی تقریر سے بھی یہ لازم نہیں آتا اور لائق ہے حمل کرنا ان لوگوں کے حال کو میانہ روی پر اس واسطے کہ جو لوگ اس وقت سائل تھے نہیں سوال کرتے تھے وہ مگر وقت سخت حاجت کے اور یہ جو کہا بغیر انکار کے تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ بہت حدیثوں میں جو سوال کی مذمت میں وارد ہیں کفایت ہے اس کے انکار میں اور یہ سب بیان جو گزرا اس چیز میں ہے جو اپنے واسطے مانگے اور بہر حال اگر غیر کے واسطے مانگے تو ظاہر یہ ہے کہ یہ بھی مختلف ہے ساتھ اختلاف حال کے اور یہ جو فرمایا اور بے جا مال کا ضائع کرنا تو پہلے گزر چکا ہے استقراض

میں کہ اکثر علماء نے حمل کیا ہے اوپر اسراف کے خرچ کرنے میں اور مقید کیا ہے اس کو بعض نے ساتھ خرچ کرنے کے حرام میں اور قوی تر یہ ہے کہ وہ خرچ کرنا ہے اس وجہ میں کہ شرع نے اس کی اجازت نہ دی ہو برابر ہے کہ دینی ہو یا دنیاوی سو منع کیا اس سے اس واسطے کہ بے شک اللہ نے ٹھہرایا ہے مال کو وجہ قیام کی واسطے مصالح بندوں کے اور اس کے بے جا خرچ کرنے میں فوت کرنا ہے ان مصالح کا یا تو خود اسی کے حق میں جو اس کو ضائع کرتا ہے یا اس کے غیر کے حق میں اور مستثنیٰ ہے اس سے بہت خرچ کرنا اس کا بیچ وجوہ نیکی کے تاکہ حاصل کرے ثواب آخرت کا جب تک کہ نہ فوت ہو حق اخروی جو اس سے مقدم ہو اور حاصل یہ ہے کہ بہت مال کے خرچ کرنے میں تین وجہ ہیں اول خرچ کرنا اس کا ہے ان وجہوں میں جو مذموم ہیں شرعا سو نہیں شک ہے اس کے منع ہونے میں اور دوسرا خرچ کرنا اس کا ہے نیک وجہوں میں جو شرع میں ہیں سو نہیں شک ہے اس کے مطلوب ہونے میں ساتھ شرط مذکور کے تیسرا خرچ کرنا اس کا ہے مباح چیزوں میں ساتھ اصالت کے مانند ملاذ نفس کی اور یہ دو قسم ہے ایک یہ کہ ہو ایسی وجہ پر کہ لائق ہو ساتھ حال خرچ کرنے والے کے اور بقدر مال اس کے کی سو یہ اسراف نہیں اور دوسرا وہ کہ نہ لائق ہو ساتھ اس کے باعتبار عرف کے اور وہ بھی دو قسم ہے ایک یہ کہ ہو واسطے دفع مفسدہ کے جو بالفعل موجود ہو یا اس کی توقع ہو سو نہیں ہے اسراف دوسری قسم وہ ہے کہ اس سے کوئی چیز نہ ہو سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ اسراف ہے اور پہلے گزر چکی ہے زکوۃ میں بحث بیچ جائز ہونے خیرات کے ساتھ تمام مال کے اور یہ کہ جائز ہے یہ واسطے اس کے جو پہچانے اپنے نفس سے کہ تنگی پر صبر کر سکے گا اور جزم کیا ہے باجی نے مالکیہ سے کہ سب مال کا خیرات کرنا منع ہے کہا اس نے اور مکروہ ہے بہت خرچ کرنا اس کا بیچ مصالح دنیا کے اور نہیں ڈر ہے ساتھ اس کے جب کہ واقع ہو کبھی کبھی واسطے حادثہ کے کہ پیدا ہو مانند مہمان کی یا عید کی یا ولیمہ کی اور جس کے مکروہ ہونے میں خلاف نہیں حد سے بڑھنا ہے خرچ کرنے میں بنا پر یعنی گھر وغیرہ کے بنانے میں زیادہ حاجت سے خاص کر جب کہ مضاف ہو اس کی طرف مبالغہ زینت میں اور بہر حال ضائع کرنا مال کا گناہ میں سو نہیں خاص ہے ساتھ ارتکاب فواحش کے بلکہ داخل ہے اس میں سوء قیام رقیق پر اور چوپایوں پر تاکہ ہلاک ہوں اور کہا سبکی کبیر نے حلبیات میں کہ ضابطہ بیچ ضائع کرنے مال کے یہ ہے کہ نہ وہ واسطے غرض دینی کے اور نہ دنیاوی کے سو اگر دونوں نہ ہوں تو حرام ہے قطعا اور اگر ایک پایا جائے اور ہو انفاق لائق ساتھ حال کے اور نہ ہو بیچ اس کے گناہ تو جائز ہے قطعا اور دونوں مرتبوں کے درمیان بہت وسائط ہیں جو نہیں داخل ہوتے نیچے کسی ضابطہ کے پس لازم ہے مفتی پر یہ کہ دیکھے اس چیز میں کہ میسر ہو رائے اس کی اور بہر جو میسر نہ ہو تو اس کے واسطے تعرض کیا پس خرچ کرنا گناہ میں سب حرام ہے، واللہ اعلم کہا طیبی نے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ معرفت حسن خلق اور نیک عادت کے اور وہ تلاش کرنا تمام اخلاق حمیدہ اور خصائل جمیلہ کا ہے۔ (فتح)

٥٥١٩ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ ٥٥١٩۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

الْوَاسِطِیُّ عَنِ الْجُرَیْرِیِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ بَکْرَةَ عَنْ أَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُنَبِّئُکُمْ بِأَکْبَرِ الْکَبَآئِرِ قُلْنَا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَکَانَ مُتَّکِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ یَقُوْلُهَا حَتّٰی قُلْتُ لَا یَسْکُتُ.

نے فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو کبیرے گناہوں میں جو بہت بڑے گناہ ہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں، یا حضرت! فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور حضرت ﷺ تکیہ کیے بیٹھے تھے پھر سیدھے ہو کر بیٹھے سو فرمایا خبردار ہو اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی دوبار فرمایا پھر حضرت ﷺ ہمیشہ اس کو کہتے رہے یہاں تک کہ میں نے کہا کہ حضرت ﷺ چپ نہیں ہوں گے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے تین بار فرمایا کہ کیا میں تم کو بڑے کبیرے گناہ نہ بتلاؤں؟ اور اختلاف کیا ہے سلف نے کبیرے گناہوں میں سو مذہب جمہور کا یہ ہے کہ گناہوں میں سے بعض کبیرے ہیں اور بعض صغیرے یعنی بعض بڑے ہیں اور بعض چھوٹے اور تنہا ہوا ہے ایک گروہ ان میں سے ہے استاذ ابو اسحاق سو کہا اس نے کہ گناہوں میں کوئی صغیرہ گناہ نہیں بلکہ ہر گناہ جس سے اللہ نے منع کیا کبیرہ ہے اور منقول ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور حکایت کیا ہے اس کو عیاض نے محققین سے اور ان کی حجت یہ ہے کہ ہر مخالفت اللہ کی بہ نسبت اس کے جلال کے کبیرہ ہے اور منسوب کیا ہے اس کو ابن بطال نے طرف اشعریہ کی سو کہا اس نے کہ منقسم ہونا گناہوں کا طرف کبیرے اور صغیرے کی یہ قول عام فقہاء کا ہے اور مخالف ہوا ہے ان کو اشعریہ سے ابو بکر بن طیب اور اصحاب اس کے سو کہا اس نے کہ گناہ سب کبیرے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کو صغیرہ کہا جاتا ہے بہ نسبت اس کے کہ اس سے اکبر ہے جیسے بوسہ حرام صغیرہ ہے بہ نسبت زنا کے اور سب کبیرے ہیں کہا انہوں نے اور نہیں ہے کوئی گناہ نزدیک ہمارے کہ بخشا جائے بطور وجوب کے بہ سبب پرہیز کرنے کے دوسرے گناہ سے بلکہ سب کبیرے ہیں اور مرتکب اس کا اللہ کی مشیت میں ہے سوائے کفر کے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ أَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾ اور جواب دیا ہے انہوں نے اس آیت سے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے جمہور نے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿إِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّئَاتِکُمْ﴾ یعنی اگر بچو تم کبیرے گناہوں سے جس سے تم منع کیے جاتے ہو تو اتاریں گے ہم تم سے گناہ تمہارے یعنی صغیرے کہ مراد ساتھ اس کے شرک ہے کہا انہوں نے اور جواز عقاب کا صغیرے پر مثل جائز ہونے اس کے ہے کبیرے پر کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ متظاہر ہیں دلائل کتاب اور سنت سے طرف قول اول کی کہ بعض گناہ کبیرے ہیں اور بعض صغیرے اور کہا غزالی نے کہ کبیرے اور صغیرے کے درمیان فرق نہ ماننا فقیہ کے ساتھ لائق نہیں اور کہا قرطبی نے کہ میں گمان نہیں کرتا کہ جو ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے صحیح ہو کہ ہر گناہ جس سے اللہ نے منع کیا ہے کبیرہ ہے اس واسطے کہ وہ مخالف ہے ظاہر قرآن کے جو فرق کرنے والا ہے درمیان صغیرے گناہوں اور کبیرے گناہوں کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ﴾ سو اللہ نے منع چیزوں میں بعض کبیرے گناہ ٹھہرائے ہیں اور بعض صغیرے اور فرق کیا ہے ان کے ساتھ حکم کے اس واسطے کہ ٹھہرایا ہے آیت میں اتارنے گناہوں کا مشروط ساتھ پرہیز کرنے کے کبیرے گناہوں سے اور مستثنیٰ کیا لمم کو کبیرے گناہوں سے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اختلاف ہے کبیرے کے ضبط میں بہت اختلاف سو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو گناہ کہ مہر کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر ساتھ آگ کے یا غضب کے یا لعنت کی یا عذاب کیا وہ کبیرہ ہے اور مثل اس کی مروی ہے حسن بصری رحمہ اللہ سے اور کہا اور لوگوں نے کہ کبیرہ گناہ وہ ہے کہ وعید کی ہے اس پر اللہ نے آخرت میں ساتھ آگ کے یا واجب کیا ہے اس میں حد کو دنیا میں اور کہا ابن عبدالسلام نے کہ نہیں واقف ہوا میں واسطے کسی کے علماء سے اوپر ضابطہ کبیرے کے کہ سالم ہو اعتراض سے اور اولیٰ ضبط کرنا اس کا ہے ساتھ تھاون مرتکب اس کے کی ساتھ دین اپنے کے سوائے ان کبیروں کے کہ نص وارد ہوئی ہے بیچ ان کے، میں کہتا ہوں اور یہ ضابطہ خوب ہے اور کہا قرطبی نے کہ راجح یہ ہے کہ ہر گناہ کہ نص کی گئی ہے اس کے بڑے ہونے پر یا عظیم ہونے پر یا وعدہ دیا گیا ہے اس پر ساتھ عقاب کے یا معلق کی گئی ہے اس پر حد یا سخت ہوا ہے انکار اوپر اس کے تو وہ کبیرہ ہے اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ جن گناہوں کے کبیرہ ہونے پر نص وارد نہیں ہوئی باوجود ہونے ان کے کبیرہ تو ان کے واسطے کوئی ضابطہ نہیں ہے اور کہا واحدی نے کہ حکمت ان کے پوشیدہ کرنے میں یہ ہے کہ باز رہے آدمی واقع ہونے سے گناہ میں بخوف اس کے کہ ہو کبیرہ مانند پوشیدہ کرنے شب قدر کے اور ساعت جمعہ کے اور اسم اعظم کے اور اکبر الکبائر انہیں گناہوں میں بند نہیں ہیں بلکہ اور گناہوں کے حق میں بھی ثابت ہو چکا ہے کہ وہ اکبر الکبائر ہیں ایک ناحق خون کرنا ہے اور ایک اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرنا ہے اور ایک جھوٹی قسم کھانا ہے اور ایک مسلمان کی آبرو میں زبان درازی کرنا ہے اور ایک حاجت سے زیادہ پانی سے منع کرنا ہے اور ایک بدگمانی کرنا ہے ساتھ اللہ کے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ جو کہا اکبر الکبائر تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ بعض گناہ کبیرے ہیں اور بعض اکبر اور مراد شرک سے مطلق کفر ہے اور خاص کرنا اس کا ساتھ ذکر کے واسطے غلبہ کا اس کے کی وجود میں خاص کر عرب کے شہروں میں سو ذکر کیا اس کو واسطے تنبیہ کرنے کے اوپر غیر اس کے کی اقسام کفر سے اور یہ جو فرمایا کہ جھوٹی گواہی تو کہا ابن دقیق العید نے کہ اہتمام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ جھوٹی گواہی کے احتمال ہے کہ اس واسطے ہو کہ وہ آسان تر ہے واقع ہونے میں لوگوں پر اور سستی اس کی اکثر ہے مفسدہ اس کا آسان ہے واقع ہونے میں اس واسطے کہ شرک سے مسلمان نفرت کرتا ہے اور ماں باپ کی نافرمانی سے طبع نفرت کرتی ہے اور بہر حال جھوٹی بات کہنا سو اس کے باعث بہت ہیں سو خوب ہوا اہتمام کرنا ساتھ اس کے اور نہیں ہے یہ تاکید واسطے

بڑے ہونے اس کے بہ نسبت ان گناہوں کے جو اس کے ساتھ مذکور ہیں اور بہر حال عطف شہادت کا قول پر سو لائق ہے کہ ہو تاکید واسطے شہادت کے اور اس کے غیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو عطف عام کا خاص پر اس واسطے کہ ہر جھوٹی گواہی جھوٹی بات ہے برخلاف عکس کے اور احتمال ہے کہ قول زور کوئی خاص قسم اس کی ہو اور کہا قرطبی نے کہ شہادت زور وہ گواہی دینا ہے ساتھ جھوٹ کے تا کہ پہنچے ساتھ اس کے طرف باطل کی نفس کے تلف کرنے سے یا مال کے لینے سے یا حلال کے حرام کرنے سے یا حرام کے حلال کرنے سے سو نہیں ہے کوئی چیز کبیرے گناہوں سے کہ زیادہ ہو ضرر اس کا جھوٹی گواہی سے شرک کے بعد۔ (فتح)

٥٥٢٠ ۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَبَآئِرَ أَوْ سُئِلَ عَنِ الْكَبَآئِرِ فَقَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ فَقَالَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَآئِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّوْرِ أَوْ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ قَالَ شُعْبَةُ وَأَكْثَرُ ظَنِّيْ أَنَّهُ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ.

٥٥٢٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیرے گناہوں کو ذکر کیا یا کبیرے گناہوں سے پوچھے گئے سو فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور ناحق خون کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا پھر فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو کبیرے گناہوں میں جو بڑا گناہ ہے؟ فرمایا جھوٹی بات یا فرمایا جھوٹی گواہی، کہا شعبہ راوی نے کہ اکثر گمان میرا یہ ہے کہ اس نے کہا جھوٹی گواہی۔

فائدہ: اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ اکبر کبائر خاص ہے ساتھ قول زور کے لیکن پہلی روایت جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے وہ خبر دیتی ہے کہ چار گناہ جو مذکور ہیں وہ بھی شریک ہیں ساتھ اس کے اور اس حدیث میں اور جو اس سے پہلے ہے مستحب ہونا ہے دوہرانا وعظ کا تین بار تا کہ سمجھ لے اس کو سننے والا اور یہ کہ جائز ہے واسطے واعظ کے جوش کرنا اپنے وعظ میں تا کہ ابلغ ہو بیچ یاد رکھنے کے اور زجر کرنا اس چیز کے فعل سے کہ منع کیا گیا ہے اس سے اور بہت برا ہونا جھوٹی گواہی کا واسطے اس کے کہ مرتب ہوتا ہے اس پر مفاسد سے اگرچہ اس کے مراتب جدا جدا ہیں اور ضابطہ زور کا بیان کرنا چیز کا برخلاف اس کے کہ وہ چیز اس کے ساتھ ہے اور کبھی مضاف ہوتا ہے طرف قول کی سو شامل ہوتا ہے کذب اور باطل کو اور کبھی مضاف ہوتا ہے طرف شہادت کی سو خاص ہوتا ہے ساتھ اس کے اور کبھی مضاف ہوتا ہے طرف فعل کی اور اسی قسم سے ہے لابس ثوبی زور اور اختلاف ہے کہ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ﴾ میں زور سے کیا مراد ہے اور راجح یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے آیت میں باطل ہے اور مراد یہ ہے کہ اس میں

حاضر نہیں ہوتے اور اس میں رغبت دلاتا ہے اوپر کنارہ کشی کے کبیرے گناہوں سے تاکہ حاصل ہو کفارہ صغیرے گناہوں کا ساتھ اس کے جیسا کہ وعدہ دیا ہے اللہ نے۔ (فتح)

بَابُ صِلَةِ الْوَالِدِ الْمُشْرِكِ.

باب ہے بیچ سلوک کرنے کے باپ کافر سے۔

٥٥٢١ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي أَخْبَرَتْنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ أَتَتْنِي أُمِّي رَاغِبَةً فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آصِلُهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى فِيهَا ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ﴾.

٥٥٢١۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میری مشرک ماں میرے پاس آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس حال میں کہ رغبت کرنے والی تھی میرے سلوک میں یعنی چاہتی تھی کہ میں اس سے سلوک کروں سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اس سے سلوک کروں اور اس کو کچھ دوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! کہا ابن عیینہ نے سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں منع کرتا تم کو اللہ ان لوگوں سے جو نہیں لڑے تم سے دین میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرک باپ سے سلوک کرنا جائز ہے اور حدیث میں ماں کا ذکر ہے اور باپ ملحق ہے ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ صِلَةِ الْمَرْأَةِ أُمَّهَا وَلَهَا زَوْجٌ.

سلوک کرنا عورت کا اپنی ماں سے اور اس کا خاوند ہو۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَ قَدِمَتْ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ وَمُدَّتِهِمْ إِذْ عَاهَدُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ ابْنِهَا فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ صِلِي أُمَّكِ.

اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میری ماں میرے پاس آئی اور حالانکہ وہ مشرک تھی قریش کی صلح کے زمانے میں اور ان کی مدت میں جب کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد و پیمان کیا تھا اس کے باپ کے ساتھ سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم پوچھا سو کہا کہ بے شک میری ماں آئی اور وہ چاہتی ہے کہ میں اس سے سلوک کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اپنی ماں سے سلوک کر۔

٥٥٢٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ

٥٥٢٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو سفیان نے اس کو خبر دی کہ ہرقل نے اس کو بلا بھیجا سو کہا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم کرتے ہیں نماز کا اور صدقہ کرنے کا اور حرام سے بچنے کا اور صلہ رحمی کا۔

يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح اول کتاب میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے ذکر صلہ کا ہے سو لیا جاتا ہے حکم ترجمہ کا اس کے عموم سے اور بہر حال حدیث اسماء رضی اللہ عنہا کی سو کہا ابن بطال نے کہ فقہ ترجمہ کی اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماء رضی اللہ عنہا کے واسطے مباح کیا کہ اپنی ماں کے ساتھ سلوک کرے اور نہ شرط کیا اس میں مشورہ اس کے خاوند کا اور اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو جائز رکھتا ہے واسطے عورت کے یہ کہ تصرف کرے اپنے مال میں بغیر اجازت خاوند کے اسی طرح کہا ہے اس نے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ قائل ہونا ساتھ اشتراط کے اگر ثابت ہو اس میں کوئی دلیل خاص تو مقدم کی جائے گی اس چیز پر کہ دلالت کرتی ہے اس پر عدم تقیید اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث میں۔ (فتح)

بَابُ صِلَةِ الْأَخِ الْمُشْرِكِ. سلوک کرنا مشرک بھائی سے۔

٥٥٢٣ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ رَأَى عُمَرُ حُلَّةَ سِيَرَاءَ تُبَاعُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْتَعْ هٰذِهٖ وَالْبَسْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَاءَكَ الْوُفُودُ قَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا بِحُلَلٍ فَأَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ بِحُلَّةٍ فَقَالَ كَيْفَ أَلْبَسُهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ قَالَ إِنِّي لَمْ أُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا وَلٰكِنْ تَبِيعُهَا أَوْ تَكْسُوهَا فَأَرْسَلَ بِهَا عُمَرُ إِلَى أَخٍ لَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ.

٥٥٢٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ریشمی جوڑا دیکھا جو بیچا جاتا تھا سو کہا یا حضرت! آپ اس کو خریدیں اور جمعہ کے دن پہنا کریں اور جب آپ کے پاس ایلچی آئیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو تو وہی پہنتا ہے جو بے نصیب ہو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ریشمی جوڑے لائے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوڑا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کو کس طرح پہنوں اور البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں کہا جو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو وہ جوڑا اس واسطے نہیں دیا تا کہ تو اس کو پہنے لیکن تا کہ تو اس کو بیچ ڈالے یا پہنا دے سو بھیجا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کی طرف اہل مکہ میں سے پہلے اس سے کہ مسلمان ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ کافر بھائی کے ساتھ سلوک کرنا جائز ہے۔

بَابُ فَضْلِ صِلَةِ الرَّحِمِ. باب ہے بیچ بیان فضیلت سلوک کرنے کے برادری سے

فائدہ: رحم بولا جاتا ہے قرابتیوں پر اور وہ شخص وہ ہے کہ اس کے اور دوسرے کے درمیان رشتہ ہو برابر ہے کہ اس کا وارث ہو یا نہ ہو اور برابر ہے کہ محرم ہو یا نہ ہو اور بعض نے کہا کہ وہ محرم لوگ ہیں اور راجح پہلی بات ہے کہ عام ہے

کہ کوئی خاص رشتہ دار مراد نہیں ہے اس واسطے کہ دوسرا قول مستلزم ہے اس کو کہ خارج ہو اس سے اولاد چچوں اور ماموں کی ذوی الارحام سے اور حالانکہ اس طرح نہیں۔ (فتح)

٥٥٢٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُوْسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَأَبُوْهُ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوْسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ فَقَالَ الْقَوْمُ مَا لَهُ مَا لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَبٌ مَا لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ ذَرْهَا قَالَ كَأَنَّهُ كَانَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ.

۵۵۲۴۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! مجھ کو ایسا عمل بتلایئے جو مجھ کو بہشت میں داخل کرے تو لوگوں نے کہا کہ کیا ہے واسطے اس کے کیا ہے واسطے اس کے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو حاجت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائے اور نماز کو قائم رکھے اور زکوۃ کو ادا کرے اور برادری سے سلوک کرے چھوڑ مہار اونٹ کی کہا مؤلف نے اور شاید وہ اپنی اونٹنی پر سوار تھا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور اس نے اس کی مہار پکڑی تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ إِثْمِ الْقَاطِعِ.

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو برادری سے کاٹے۔

٥٥٢٥ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ إِنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ.

۵۵۲۵۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بہشت میں نہ جائے گا برادری کاٹنے والا یعنی جو برادری اور رشتہ داروں سے احسان اور سلوک نہ کرے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ نہیں داخل ہو گا بہشت میں جو ہمیشہ شراب کے نشہ میں مست رہے اور نہ جادو کو سچا جاننے والا اور نہ برادری سے توڑنے والا روایت کیا ہے اس کو ابن حبان نے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر جمعرات کی شام کو بندوں کے عمل اللہ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں سو نہیں قبول کیا جاتا عمل اس کا جو برادری سے توڑے روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ بُسِطَ لَهٗ فِي الرِّزْقِ بِصِلَةِ الرَّحِمِ.

جس کی روزی کشادہ ہو واسطے سلوک کرنے کے برادری سے یعنی بسبب سلوک کرنے اس کے برادری سے۔

٥٥٢٦ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ وَأَنْ يُّنْسَأَ لَهٗ فِيْ أَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ.

٥٥٢٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس کو خوش لگے یہ بات کہ اس کی روزی کشادہ ہو اور اس کی زندگی بڑھائی جائے تو چاہیے کہ اپنی برادری سے سلوک کرے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ برادری سے سلوک کرنا اور حسن خلق ملک کو آباد کرتے ہیں اور عمر کو زیادہ کرتے ہیں کہا ابن تین نے کہ ظاہر اس حدیث کا معارض ہے اس آیت کو ﴿فَإِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ یعنی جب ان کی موت آئے تو نہ ایک گھڑی پیچھے ہوتے ہیں اور نہ آگے اور تطبیق ان دونوں کے درمیان دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ یہ زیادتی کنایت ہے برکت سے عمر میں یعنی اس کی عمر میں برکت ہوتی ہے بسبب توفیق بندگی کے اور معمور ہونے اس کے وقت کے ساتھ اس چیز کے کہ فائدہ دے اس کو آخرت میں اور نگاہ رکھنے اس کے کہ ضائع کرنے اس کے سے اس کے غیر میں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ صلہ رحم کا ہوتا ہے سبب واسطے توفیق بندگی کے اور بچانے اس کے گناہ سے سو مرنے کے بعد نیک نام رہتا ہے تو جیسے کہ وہ نہیں مرا اور منجملہ اس کے کہ حاصل ہوتی ہے واسطے اس کے توفیق سے علم ہے کہ نفع اٹھایا جائے اس کے ساتھ اس کے بعد اور صدقہ جاری اور فرزند نیک دوسرے یہ کہ زیادتی اپنی حقیقت پر ہے اور یہ بہ نسبت علم اس فرشتے کے ہے کہ مؤکل ہے ساتھ عمر کے اور بہر حال پہلی عمر جس پر آیت دلالت کرتی ہے سو بہ نسبت علم الٰہی کے ہے جیسے مثلاً فرشتے سے کہا جاتا ہے کہ فلانے کی عمر مثلاً سو برس ہے اگر برادری سے سلوک کرے اور ساٹھ برس ہے اگر برادری سے توڑے اور البتہ علم الٰہی میں پہلے یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ وہ جوڑے گا یا توڑے گا سو جو علم الٰہی میں ہے وہ ایک گھڑی آگے پیچھے نہیں ہوتا اور جو فرشتے کے علم میں ہے وہی ہے کہ ممکن ہے اس میں کمی بیشی اور پہلے کا نام قضا مبرم ہے اور دوسرے کا نام قضاء معلق اور وجہ اول لائق تر ساتھ لفظ حدیث

باب کے کہ مراد یہ ہے کہ آدمی مرنے کے بعد نیک نام رہتا ہے اور حاصل ہوتی ہے اس کے واسطے یہ سبب اس کے توفیق اس عمل کی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کا ثواب اس کے حق میں جاری ہے مانند علم نافع کی اور صدقہ جاری کی اور نیک اولاد کی اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اس کی عقل اور اس کی فہم میں کوئی آفت نہیں پہنچتی اس کے حواس قائم رہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اس کی ہر چیز میں برکت ہوتی ہے۔ (فتح)

٥٥٢٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِيْ رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِيْ أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.

٥٥٢٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چاہے کہ اس کی روزی کشادہ اور اس کی عمر بڑھائی جائے تو چاہیے کہ اپنی برادری سے جوڑے۔

بَابُ مَنْ وَصَلَ وَصَلَهُ اللّٰهُ.

جو جوڑے اللہ اس سے جوڑتا ہے یعنی جو اپنی برادری سے جوڑتا ہے۔

٥٥٢٨ ـ حَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ مُزَرِّدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمِّيْ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهِ قَالَتِ الرَّحِمُ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ نَعَمْ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَهُوَ لَكِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقْرَؤُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ﴾.

٥٥٢٨۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے خلقت کو پیدا کیا پھر جب ان کے پیدا کرنے سے فراغت پائی تو آدمیوں کا ناتہ اور رشتہ اللہ کے سامنے کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا کہ یہ مقام اس کا ہے جو قطع برادری سے پناہ اور فریاد چاہے یعنی یہ میں تیری بارگاہ میں کھڑا ہو کر عرض کرتا ہوں کہ کوئی برادری نہ توڑے اللہ نے فرمایا ہاں کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ میں اس سے جوڑوں جو تجھ سے جوڑے اور اس سے توڑوں جو تجھ سے توڑے تو رشتے نے کہا کہ کیوں نہیں! اب راضی ہوں اے میرے رب فرمایا سو یہ حکم تیرے واسطے ہے ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاہو تو میری بات کی سند قرآن سے پڑھ لو اللہ منافقوں سے فرماتا ہے کہ اگر تم حاکم ہو تو زمین میں فساد کرو اور برادری سے توڑ ڈالو۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ جب اللہ خلقت کے پیدا کرنے سے فارغ ہوا تو فارغ ہونے کے معنی پہلے گزر چکے ہیں اور کہا ابن ابی جمرہ نے احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ خلق کے تمام مخلوقات اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے مکلّف لوگ ہوں اور یہ قول احتمال رکھتا ہے کہ ہو بعد پیدا کرنے زمین آسمان کے اور ظاہر کرنے اس کے وجود میں اور احتمال ہے کہ ہو بعد پیدا کرنے اس کے بطور لکھنے کے لوح محفوظ میں اور نہ ظاہر ہوا ہو وجود میں ابھی مگر لوح اور قلم اور احتمال ہے کہ ہو بعد پیدا کرنے ارواح بنی آدم کے وقت قول اپنے کے ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ جب نکالا ان کو آدم علیہ السلام کی پشت سے مثل چیونٹیوں کی اور یہ جو کہا کہ کھڑا ہوا ناتہ تو کہا ابن ابی جمرہ نے احتمال ہے کہ یہ گفتگو ناتے کی زبان حال سے ہو اور احتمال ہے کہ ہو زبان مقال سے یہ دونوں قول مشہور ہیں اور بنا بر دوسرے قول کے کیا کلام کرتا ہے ناتہ جیسا کہ ہے یا پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ واسطے اس کے وقت کلام کرنے اس کے زندگی اور عقل اور پہلی بات راجح تر ہے واسطے صلاحیت قدرت عامہ کے اس کے واسطے اور اس کے واسطے کہ پہلے دونوں احتمال میں خاص کرنا عموم لفظ قرآن اور حدیث کا بغیر دلیل کے اور واسطے اس کے کہ لازم آتا ہے اس سے بند کرنا قادر کی قدرت کا جس کو کوئی چیز بند نہیں کرتی اور حمل کیا ہے اس کو عیاض نے مجاز پر اور یہ کہ بیان کرنا ایک مثال کا ہے اور احتمال ہے کہ جس کی طرف یہ قول منسوب ہے فرشتہ ہو جو ناتے کی زبان سے کلام کرے اور یہ جو فرمایا کہ میں جوڑوں جو تجھ سے جوڑے اور توڑوں جو تجھ سے توڑے تو کہا ابن ابی جمرہ نے کہ مراد اللہ کے جوڑنے سے یہ ہے کہ وہ اس پر بڑا احسان کرتا ہے اس واسطے کہ وصل سے مراد ہے قرب اور یہ معنی اللہ کے حق میں محال ہیں اور اسی طرح قول ہے توڑنے میں کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ اللہ اس پر احسان نہیں کرتا اور اس کو احسان سے محروم رکھتا ہے اور مقصود اس کلام سے یہ ہے کہ ناتے کے جوڑنے اور براوری سے احسان کرنے کی نہایت بڑی تاکید ہے اور یہ کہ اللہ نے اس کو اتارا ہے بجائے اس کے جو اللہ سے پناہ چاہے اور اللہ اس کو پناہ دے اور اپنی حمایت میں داخل کرے اور جب اس طرح ہو تو جو اللہ کی پناہ میں ہو اس کو ذلیل کرنا جائز نہیں۔ (فتح)

٥٥٢٩ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الرَّحِمَ شَجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللهُ مَنْ وَّصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ.

٥٥٢٩۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحم کا لفظ رحمٰن کے لفظ سے نکلا ہے یعنی جو لفظ رحم میں ہے وہی رحمٰن میں ہے یعنی اور اس نے کہا کہ یہ مقام ہے اس کا جو براوری کے توڑنے سے فریاد چاہے سو اللہ نے فرمایا کہ جو تجھ سے جوڑے میں اس سے جوڑوں اور جو تجھ سے توڑے میں اس سے توڑوں۔

فائدہ: اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اثر ہے آثار رحمت سے ملا ہوا ہے ساتھ اس کے مثل قینچی کے سو جو اس سے

توڑے وہ اللہ کی رحمت سے دور پڑا اور کہا اسماعیلی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ مشتق ہے اسم رحم کا رحمٰن کے نام سے سو اس کے اس کے ساتھ علاقہ ہے اور اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ اللہ کی ذات میں سے ہے اللہ بلند ہے اس سے کہا قرطبی نے کہ رحم جس کے جوڑنے کا حکم ہے وہ دو قسم پر ہے ایک عام ہے اور ایک خاص سو عام رحم دین کا ہے اور واجب ہے جوڑنا اس کا ساتھ باہم دوستی رکھنے کے اور خیر خواہی کرنے کے اور عدل اور انصاف کرنے کے اور قائم ہونے ساتھ حقوق واجبہ اور مستحبہ کے اور بہر حال رحم خاص سو زیادہ ہوتا ہے نفقہ اوپر قریب کے اور خبر گیری کرنا ان کے احوال کی اور غفلت کرنا ان کی لغزشوں سے اور جدا جدا ہیں مراتب استحقاق ان کے بیچ اس کے جیسا کہ حدیث میں ہے الاقرب فالاقرب کہا ابن جمرہ نے کہ صلہ رحم کا ہوتا ہے ساتھ مال کے اور مدد کرنے کے حاجت پر اور ساتھ دفع کرنے ضرر کے اس سے اور ساتھ کشادہ پیشانی کے اور ساتھ دعا کے اور معنی جامع اس کے پہنچانا اس چیز کا ہے کہ ممکن ہو خیر سے اور دفع کرنا اس چیز کا کہ ممکن ہو شر سے موافق طاقت کے اور یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بدستور رہتا ہے جب کہ رشتہ دار اہل استقامت ہوں سو اگر کافر ہو فاجر ہوں تو ان سے اللہ کے واسطے توڑنا بھی ان کا جوڑنا ہے بشرط صرف کرنے کوشش کے ان کے وعظ میں پھر خبردار کرنا ان کا جب کہ اصرار کریں کہ یہ بسبب خلاف کرنے اس کے ہے حق سے اور نہیں ساقط ہوتا ہے باوجود اس کے صلہ کرنا ان کا ساتھ دعا کے پس پشت ان کی یہ کہ پھریں سیدھی راہ کی طرف۔ (فتح)

٥٥٣٠ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّحِمُ شِجْنَةٌ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ.

٥٥٣٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ رحم مشتق ہے رحمٰن سے سو جو اس کو جوڑے میں اس کو جوڑوں اور جو اس کو توڑے میں اس کو توڑوں۔

فائدہ: اور ان تین حدیثوں میں تعظیم امر رحم کی ہے اور یہ کہ جوڑنا اس کا مستحب ہے اس میں رغبت دلائی گئی ہے اور یہ کہ اس کا توڑنا کبیرے گناہوں سے ہے واسطے وارد ہونے وعید شدید کے بیچ اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اللہ کے نام توفیقی ہیں یعنی ان میں قیاس کو دخل نہیں ہے اور اوپر راجح ہونے اس قول کے کہ مراد ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَآءَ﴾ نام سب چیزوں کے ہیں برابر ہیں کہ ذاتوں سے ہوں یا صفات سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ تُبَلُّ الرَّحِمُ بِبَلَالِهَا.

تر کیا جائے ناتے کو اس کی تراوت سے یا تر کرے مکلف ناتے کو اس کی تروات سے۔

۵۵۳۱ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُولُ إِنَّ آلَ أَبِي قَالَ عَمْرٌو فِي كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ بَيَاضٌ لَيْسُوا بِأَوْلِيَائِي إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ زَادَ عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ أَبُلُّهَا بِبَلَاهَا يَعْنِي أَصِلُهَا بِصِلَتِهَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ بِبَلَاهَا كَذَا وَقَعَ وَبِبَلَالِهَا أَجْوَدُ وَأَصَحُّ وَبِبَلَاهَا لَا أَعْرِفُ لَهُ وَجْهًا.

۵۵۳۱۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کھلے نہ چھپے فرماتے تھے (خبردار ہو) کہ ابی فلاں کی اولاد میری دوست اور مددگار نہیں میرا مددگار تو اللہ ہے اور مسلمانوں میں جو نیک ہے۔ زیادہ کیا ہے عنبسہ نے بیان سے اس نے روایت کی قیس سے اس نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا لیکن ان کو میرے ساتھ قرابت ہے میں اس کو تروتازہ کرتا رہوں گا یعنی برادری کا حق ادا کروں گا۔

فائدہ: یہ جو فرمایا چھپے یعنی تھا سموع بیچ حالت جہر کے اور قول اس کا کہا عمرو نے یعنی اور کہا عمرو نے کہ محمد بن جعفر کی کتاب میں بیاض یعنی فلاں کے لفظ اس میں نہیں بلکہ اس میں اس کی جگہ سفیدی چھوڑی گئی ہے اور بعض روایتوں میں فلاں کے لفظ واقع ہوئے ہیں اور کہا بعض نے کہ مراد ابی فلاں سے حکم بن ابی عاص ہے اور بعض نے کہا کہ آل ابی طالب مراد ہے اور بعض نے کچھ اور کہا ابن تین نے کہ حذف کیا نام کو تا کہ نہ ایذا پائیں مسلمان لوگ ساتھ اس کے اپنے بیٹوں سے اور یہ جو کہا کہ میرے دوست نہیں تو مراد ساتھ اس نفی کے وہ شخص ہے جو نہ مسلمان ہوا ان سے یعنی اطلاق کل کا ہے اور ارادہ بعض کا اور منفی اس پر مجموع ہے نہ جمیع اور کہا خطابی نے کہ مراد ولایت اور اختصاص کی ہے نہ ولایت دین کی اور راجح اول معنی ہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ میرا دوست وہ ہے جو نیک ہو اگرچہ رشتہ میں مجھ سے بعید ہو اور نہیں مددگار میرا وہ شخص جو نیک نہ ہو اگرچہ رشتہ میں مجھ سے قریب ہو اور کہا قرطبی نے فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ مسلمان اور کافر کے درمیان دینی دوستی نہیں ہے اگرچہ قریبی رشتہ ہو اور کہا ابن بطال نے

کہ واجب کیا ہے اس حدیث میں دوستی کو ساتھ دین کے اور نفی کے اس کے قرابت والوں سے اگر نہ ہوں اہل دین سے سو دلالت کی اس نے کہ نسب محتاج ہے طرف اس روایت کے کہ قطع ہو ساتھ اس کے باہم وارث ہونا درمیان دو رشتہ داروں کے اور یہ کہ قرابت والے اگر ایک دین پر نہ ہوں تو نہیں ہوتا ہے درمیان ان کے باہم وارث ہونا اور نہ ولایت اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ جس قرابت کے جوڑنے کا حکم ہے اور جس کے توڑنے پر عذاب کا وعدہ دیا گیا ہے وہ وہی ہے کہ مشروع ہے واسطے اس کے یہ اور بہر حال جو توڑے اس کو بسبب دین کے تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے اور نہیں ملحق ہے ساتھ وعید کے جو اس کو توڑے اس واسطے کہ قطع کیا ہے اس نے اس سے جس سے اس کو اللہ نے توڑنے کا حکم دیا لیکن اگر سلوک کرے ساتھ اس کے ساتھ اس چیز کے کہ مباح کیا گیا ہے واسطے اس کے امر دنیا سے تو ہوگا فضل جیسے کہ دعا کی حضرت ﷺ نے واسطے قریش کے اس کے بعد کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو جھٹلایا اور حضرت ﷺ نے ان پر قحط کے ساتھ بد دعا کی پھر انہوں نے حضرت ﷺ سے سفارش چاہی حضرت ﷺ نے ان کے واسطے دعا کی میں کہتا ہوں اور اس کی کلام میں دو جگہ پر تعقب ہے ایک یہ کہ مشارک ہے اس کو بیچ اس کے کلام اس کے غیر کا اور وہ قصر کرنا اس کا نفی کو ہے اس شخص پر کہ نہیں ہے دین پر یعنی حضرت ﷺ کی دوستی کی نفی بند ہے اس شخص پر جو بے دین ہو اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ جو دین کے عملوں میں نیک نہ ہو وہ بھی نفی میں داخل ہے واسطے قید کرنے حضرت ﷺ کے ولایت کو ساتھ قول اپنے کے اور جو مسلمانوں میں نیک ہے اور دوسرا تعقب یہ ہے کہ سلوک کرنا ساتھ کافر کے لائق ہے قید کرنا اس کا ساتھ اس کے جب کہ نا امید ہو واسطے رجوع کرنے اس کے کی کفر سے یا امید دار ہو کہ اس کی پشت سے مسلمان پیدا ہو جیسا کہ اس صورت میں ہے کہ استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اور وہ دعا کرنا حضرت ﷺ کا ہے واسطے قریش کے ساتھ ارزانی کے سو محتاج ہے جو رخصت لے بیچ صلہ رحمی کافر کے یہ کہ قصد کرے طرف کسی چیز کی اس سے اور بہر حال جو شخص کہ دین پر ہو لیکن عملوں میں مثلاً قصور کرنے والا ہو تو نہیں شریک ہے اس کو کافر بیچ اس کے اور واقع ہوا ہے شرح مشکوٰۃ میں کہ معنی یہ ہیں کہ میں نہیں دوست رکھتا کسی کو ساتھ قرابت کے لیکن میں دوست رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ کو واسطے اس چیز کے کہ اس کے واسطے ہے حق واجب سے بندوں پر اور میں دوست رکھتا ہوں نیک مسلمانوں کو محض واسطے اللہ کے اور میں دوست رکھتا ہوں جس کو دوست رکھتا ہوں ساتھ ایمان اور نیکوکاری کے برابر ہے کہ ذی رحم ہو یا نہ ہو لیکن میں رعایت کرتا ہوں واسطے ذی رحم کے ان کے حق کے ساتھ سلوک کرنے کے اور مراد صالح المؤمنین سے پیغمبر لوگ ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد اصحاب ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد بہتر مسلمان ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے خاص حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں سو اگر ثابت ہو تو اس میں دفع کرنا ہے وہم اس شخص کے کا جو گمان کرتا ہے کہ حدیث میں نقص ہے علی رضی اللہ عنہ پر اور ہوگا منفی ابو طالب اور جو مر گیا اس کی آل سے کفر

کی حالت میں اور مثبت وہ لوگ ہیں جو ان میں سے ایمان دار ہیں اور بہر حال عمرو بن عاص اگر چہ اس کے اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان تھا جو تھا لیکن اللہ کی پناہ کہ وہ متہم ہو اور واسطے حدیث کے مجمل صحیح ہے نہیں مستلزم ہے نقص کو ان لوگوں پر جو ابو طالب کی اولاد میں مسلمان ہیں اور وہ یہ کہ مراد ساتھ نفی کے مجموع ہے جس میں مسلمان اور کافر داخل ہیں نہ تمام کما تقدم اور احتمال ہے کہ مراد ابو طالب کی اولاد سے خود ابو طالب ہو۔ (فتح) کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے اسی طرح واقع ہوا ہے ببلالھا اور اجود اور صحیح تر ببلالھا ہے اور یہ جو ببلالھا آیا ہے تو میں اس کی کوئی وجہ نہیں پہنچانتا اور یہ جو کہا کہ میں اس کو تر و تازہ کروں گا یعنی برادری کا حق ادا کروں گا۔ (فتح)

بَابٌ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ.

نہیں جوڑنے والا برادری سے جو احسان کے عوض احسان کرے۔

۵۵۳۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَالْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو وَفِطْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سُفْيَانُ لَمْ يَرْفَعْهُ الْأَعْمَشُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَهُ حَسَنٌ وَفِطْرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا.

۵۵۳۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں برادری کا حق ادا کرنے والا وہ شخص جو احسان کے عوض احسان کرے لیکن برادری کا حق ادا کرنے والا وہ ہے کہ جب کوئی اس سے برادری توڑے تو وہ اس سے جوڑے۔

فائدہ: مکافی یعنی جو اپنے غیر کو دے مثل اس کی کہ وہ غیر اس کو دے اور عبدالرزاق نے عمر رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کی۔ ہے کہ برادری کا حق ادا کرنا یہ نہیں کہ تو جوڑے جو تجھ سے جوڑے یہ بدلہ ہے لیکن برادری کا حق ادا کرنا یہ ہے کہ تو جوڑے جو تجھ سے توڑے کہا طیبی نے کہ نہیں حقیقت برادری کے حق ادا کرنے والے کی اور جو اعتبار کیا جائے ساتھ صلہ اس کے کی جو اپنے ساتھی پر احسان کا بدلہ احسان کرے لیکن جو اپنے ساتھی پر انعام کرے اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ مراد ساتھ واصل کے اس حدیث میں کامل ہے اس واسطے کہ احسان کا بدلہ احسان کرنا بھی قسم ہے برادری کے حق ادا کرنے سے برخلاف اس کے کہ جب کوئی قرابتی اپنے قرابتی سے احسان کرے تو دوسرا اس کے عوض اس کے ساتھ احسان نہ کرے اس لیے کہ اس میں قطع کرنا ہے برادری سے ساتھ اعراض کرنے اس کے کی اس سے اور میں کہتا ہوں کہ نہیں لازم آتا نفی وصل سے ثبوت قطع کا سو اس کے تین درجے ہیں مواصل اور مکافی اور قاطع یعنی جوڑنے والا اور احسان کے عوض احسان کرنے والا اور توڑنے والا سو واصل تو وہ ہے کہ جو احسان

کرے اور نہ احسان کیا جائے اوپر اس کے اور مکافی وہ ہے کہ جتنا لے اتنا دے زیادہ نہ دے اور قاطع وہ ہے کہ اس پر احسان کیا جائے اور وہ احسان نہ کرے اور جس طرح کہ واقع ہوتی ہے مکافات ساتھ جوڑنے کے دونوں کی طرف سے اسی طرح واقع ہوتی ہے قطعیت دونوں جانب سے سو جو پہلے احسان کرے وہی ہے برادری کا حق ادا کرنے والا اور جوڑنے والا پھر اگر اس کا بدلہ دیا جائے تو نام رکھا جاتا ہے بدلہ دینے والا کا مکافی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ وَصَلَ رَحِمَهُ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ.

جو شرک کی حالت میں اپنی برادری کے ساتھ سلوک اور احسان کرے پھر اسلام لائے۔

فائدہ: یعنی کیا اس کے واسطے ثواب ہوتا ہے یا نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں جزم کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ حکم کے واسطے وجود اختلاف کے بیچ اس کے اور اس کی بحث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٥٣٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ أُمُوْرًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صِلَةٍ وَعَتَاقَةٍ وَصَدَقَةٍ هَلْ لِيْ فِيْهَا مِنْ أَجْرٍ قَالَ حَكِيْمٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلٰى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ وَيُقَالُ أَيْضًا عَنْ أَبِي الْيَمَانِ أَتَحَنَّتُ وَقَالَ مَعْمَرٌ وَصَالِحٌ وَابْنُ الْمُسَافِرِ أَتَحَنَّثُ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ التَّحَنُّثُ التَّبَرُّرُ وَتَابَعَهُمْ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ.

٥٥٣٣۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! بھلا بتلاؤ تو حکم ان کاموں کا جن کے ساتھ کفر کی حالت میں میں عبادت کیا کرتا تھا یعنی جو نیکیاں میں نے حالت کفر میں کی ہیں جیسے برادری سے احسان کرنا، آزاد کرنا خیرات کرنا کیا ان کا بھی مجھ کو ثواب ملے گا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مسلمان ہوا اس نیکی پر جو تجھ سے پہلے ہوئی اور کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اتحنث کے لفظ دونوں طور سے آئے ہیں ت کے ساتھ بھی اور ث کے ساتھ بھی اور اس کے معنی ہیں عبادت کرنا۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ صَبِيَّةَ غَيْرِهٖ حَتّٰى تَلْعَبَ بِهٖ أَوْ قَبَّلَهَا أَوْ مَازَحَهَا.

جو چھوڑے غیر کی لڑکی کو تا کہ اس کے ساتھ کھیلے یعنی ساتھ بعض بدن اس کے یا اس کا بوسہ لے یا اس کے ساتھ مزاح کرے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ نہیں حدیث میں جو باب میں مذکور ہے ذکر بوسہ لینے کا سو احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کو اپنے بدن کے ساتھ چھونے سے منع نہ کیا تو ہو گیا مانند بوسہ لینے کے اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے ابن بطال نے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ذکر مزاح کا بعد تقبیل کے ذکر عام کا ہے بعد خاص کے اور سوائے اس کے کچھ

نہیں کہ مزاح ساتھ قول اور فعل کے ساتھ چھوٹی لڑکی کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قصد کیا جاتا ہے ساتھ اس کے دل لگی کا اور بوسہ لینا بھی منجملہ اس کے ہے۔ (فتح)

٥٥٣٤ ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِيْ وَعَلَيَّ قَمِيْصٌ أَصْفَرُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَهْ سَنَهْ قَالَ عَبْدُ اللهِ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْلِيْ وَأَخْلِقِيْ ثُمَّ أَبْلِيْ وَأَخْلِقِيْ ثُمَّ أَبْلِيْ وَأَخْلِقِيْ قَالَ عَبْدُ اللهِ فَبَقِيَتْ حَتّٰى ذَكَرَ يَعْنِيْ مِنْ بَقَآئِهَا.

۵۵۳۴۔ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت ﷺ کے پاس آئی اور مجھ پر زرد کرتہ تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوب خوب، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ سنہ کے معنی ہیں حبش کی زبان میں خوب اس نے کہا سو میں مہر نبوت سے کھیلنے لگی تو میرے باپ نے مجھ کو جھڑکا حضرت ﷺ نے فرمایا چھوڑ اس کو پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کرے تو کپڑے پہن کر پرانے کرے اللہ کرے تو کپڑے پہن کر پرانے کرے اللہ کرے تو کپڑے پہن کر پرانے کرے اور پھاڑے تین بار فرمایا یعنی تیری زندگی دراز ہو سو وہ زندہ رہی یہاں تک کہ ذکر کیا راوی نے زمانہ دراز۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ رَحْمَةِ الْوَلَدِ وَتَقْبِيْلِهٖ وَمُعَانَقَتِهٖ.

رحم کرنا ساتھ لڑکے کے اور بوسہ لینا اور گلے لگانا اس کو۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ جائز ہے بوسہ لینا چھوٹے لڑکے کا اس کے ہر عضو میں اور اسی طرح بڑے کا نزدیک اکثر علماء کے جب تک کہ ستر نہ ہو اور پہلے گزر چکا ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں کہ حضرت ﷺ ان کا بوسہ لیتے تھے اور اسی طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کا بوسہ لیتے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيْمَ فَقَبَّلَهٗ وَشَمَّهٗ.

اور کہا ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے ابراہیم رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو لیا سو اس کو چوما اور سونگھا۔

٥٥٣٥ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ يَعْقُوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نُعْمٍ قَالَ كُنْتُ شَاهِدًا لِابْنِ عُمَرَ وَسَأَلَهٗ

۵۵۳۵۔ حضرت ابن ابی نعم سے روایت ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر تھا اور ایک مرد نے ان سے مچھر کے مارنے کا حکم پوچھا یعنی حالت احرام میں کہ کیا اس پر اس کا

رَجُلٌ عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ فَقَالَ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ انْظُرُوْا إِلٰى هٰذَا يَسْأَلُنِيْ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا.

کفارہ آتا ہے یا نہیں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو کن لوگوں میں سے ہے؟ اس نے کہا عراق والوں سے کہا اس کو دیکھو مجھ سے مچھر کے خون کا حکم پوچھتا ہے اور حالانکہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کو قتل کیا اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ وہ دونوں میرے خوشبو دار پھول ہیں دنیا سے۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کو یعنی حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو قتل کیا اور مراد ساتھ ریحان کے اس جگہ رزق ہے یعنی وہ اللہ کے رزق سے ہیں جو اللہ نے مجھ کو روزی دی اور احتمال ہے کہ مراد ریحان سے مشموم ہے یعنی پھول سونگھا گیا اور معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ دونوں اس چیز سے ہیں کہ اللہ نے مجھ کو اس کے ساتھ اکرام کیا اس واسطے کہ اولاد کو سونگھتے ہیں اور چومتے ہیں اور یہ جو فرمایا دنیا سے یعنی نصیب میرا ریحان دنیاوی سے کہا ابن بطال نے کہ لیا جاتا ہے اس حدیث سے کہ واجب ہے مقدم کرنا اس چیز کا کہ مؤکد ہو آدمی پر اس کے دین کے کام سے واسطے انکار کرنے ابی عمر کے اس شخص پر جس نے ان سے مچھر کے مارنے کا حکم پوچھا تھا باوجود ترک کرنے اس کے استغفار کو کبیرے گناہ سے کہ ارتکاب کیا تھا اس کو ساتھ مدد کرنے کے اوپر قتل حسین رضی اللہ عنہ کے سو تنبیہ کی اس کو ساتھ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا حسین رضی اللہ عنہ کو ساتھ ذکر کے واسطے بڑے ہونے قدر حسین رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ نہیں قصد کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے خاص اس کو بلکہ ارادہ کیا تنبیہ کرنے کا اوپر ظلم اہل عراق کے اور غالب ہونے جہل کے اوپر ان کے بہ نسبت اہل حجاز کے اور نہیں ہے کوئی مانع کہ فتویٰ دیا ہو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سائل کو اس کے بعد خاص اس چیز سے کہ اسے نے سوال کیا۔ (فتح)

٥٥٣٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ جَآءَتْنِيْ امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْأَلُنِيْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِيْ غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ

٥٥٣٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت میرے پاس سوال کرتی آئی اور اس کے ساتھ دو بیٹیاں تھیں اس وقت میرے پاس ایک کھجور کے سوائے کچھ موجود نہ تھا میں نے وہ کھجور اس کو دی اس نے اس کو دو ٹکڑے کر کے بیٹیوں میں بانٹا یعنی اور اس نے آپ نہ کھائی پھر اٹھ کر چلی گئی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے میں نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جانچا جائے ان بیٹیوں سے کسی چیز میں پھر ان کے ساتھ

فَأَعْطَيْتُهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ مَنْ يَّلِيْ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ.

احسان اور بھلائی کرے تو بیٹیاں قیامت میں اس کی آڑ ہو جائیں گی اس کو دوزخ سے بچائیں گی۔

فائدہ: مراد ابتلا سے نفس وجود ان کا ہے یا جانچا جائے ساتھ اس چیز کے کہ ان سے صادر ہو اور اسی طرح کیا مراد عام بیٹیاں ہیں یا مراد وہ بیٹیاں ہیں جو متصف ہوں ان سے ساتھ حاجت کے طرف اس چیز کی کہ کی جائے ساتھ ان کے اور مراد احسان سے یہ ہے کہ ان کو پرورش کرے اور ادب سکھلائے اور نکاح کر دے اور اختلاف ہے کہ احسان سے کیا مراد ہے قدر واجب یا جو اس سے زیادہ ہو اور ظاہر دوسرے معنی مراد ہیں اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت کو کھجور دی سو اختیار کیا اس نے ساتھ اس کے اپنی بیٹیوں کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو احسان کے ساتھ وصف کیا یعنی ساتھ اس احسان کے کہ اشارہ کیا طرف اس کی حکم مذکور سے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ جو نیک کام کرے جو اس پر نہ ہو یا زیادہ کرے اس سے جو واجب ہو اوپر اس کے تو گنا جاتا ہے احسان کرنے والا اور جو صرف اتنا ہی خرچ کرے جو اس پر واجب ہو وہ بھی اگرچہ محسن گنا جاتا ہے لیکن مراد صف مذکور سے قدر زائد ہے اور شرط احسان کی یہ ہے کہ شرع کے موافق ہو مخالف نہ ہو اور ظاہر یہ ہے کہ ثواب مذکور تو اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کہ بدستور ان کی خدمت کرتا رہے یہاں تک کہ بے پرواہ ہو جائیں ساتھ خاوند کے یا غیر اس کے جیسا کہ اشارہ کیا گیا ہے طرف اس کی حدیث کے بعض طریقوں میں اور احسان کرنا ساتھ ہر ایک کے موافق اس کے حال کے ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو فقط ایک بیٹی کے ساتھ احسان کرے اس کے واسطے بھی ثواب مذکور حاصل ہوتا ہے اور اس حدیث میں تاکید ہے بیٹیوں کے حق کی اس واسطے کہ وہ بسبب ضعف کے غالبا اپنی جان کی کارساز نہیں ہو سکتیں اور نہ اپنی بھلائیوں کے ساتھ قائم ہو سکتی ہیں برخلاف مردوں کے کہ ان میں قوت بدن کی ہے اور زیادتی رائے کی اور قدرت تصرف کی بیچ ان کاموں کے کہ حاجت پڑتی ہے طرف ان کی اکثر احوال میں کہا ابن بطال نے کہ اس میں جواز سوال محتاج کا ہے یعنی محتاج کو سوال کرنا جائز ہے اور سخاوت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس واسطے کہ ان کے پاس صرف ایک کھجور موجود تھی سو انہوں نے اختیار کیا اس کو ساتھ اس کے اپنی جان پر اور یہ کہ نہیں منع ہے خیرات کرنا ساتھ تھوڑی چیز کے واسطے حقیر ہونے اس کے بلکہ لائق ہے خیرات کرنے والے کو کہ خیرات کرے جو میسر ہو تھوڑا ہو یا بہت اور اس میں جواز ذکر معروف کا ہے اگر نہ ہو بطور فخر کے اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں احتمال ہے کہ معنی ابتلاء کے اس جگہ آزمانا ہو یعنی جو جانچا جائے ساتھ کسی چیز کے ان بیٹیوں سے تاکہ دیکھا جائے کیا کرتا ہے ان کے ساتھ بھلائی کرتا ہے یا برائی اسی واسطے مقید کیا ہے اس کو ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ تقویٰ کے اس

واسطے کہ جو اللہ سے نہ ڈرے نہیں امن میں ہے یہ کہ فریاد میں لائے اس کو جس کو اللہ نے اس کے سپرد کیا ہے یا قصور کرے اس میں جو اس کو حکم ہوا یا اپنے فعل سے اللہ کے حکم کا بجا لانا مقصود نہ ہو۔ (فتح)

٥٥٣٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو قَتَادَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلٰى عَاتِقِهِ فَصَلّٰى فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَفَعَهَا.

۵۵۳۷۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر نکلے اور امامہ رضی اللہ عنہا ابو عاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مونڈھے پر تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی سو جب رکوع کرتے تو اس کو رکھتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس کو اٹھاتے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح نماز میں گزر چکی ہے اور واقع ہوئی ہے اس جگہ یہ حدیث ساتھ لفظ رکوع کے اور اس جگہ ساتھ لفظ سجود کے اور نہیں مخالفت ہے درمیان ان کے بلکہ محمول ہے اس پر کہ رکوع اور سجدے دونوں میں ایسا کرتے تھے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اور وہ رحم کرنا ہے اولاد پر اور اولاد کی اولاد پر اور لیا جاتا ہے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور مہربانی سے واسطے امامہ رضی اللہ عنہا کے کہ جب رکوع کرتے یا سجدہ کرتے تو ڈرتے کہ گر پڑے سو اس کو زمین پر رکھتے اور شاید وہ لڑکی تعلق کے سبب سے جو اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زمین پر صبر نہیں کرتی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی سے بے چین ہوتی تھی سو حاجت ہوتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اس کو اٹھائیں جب کہ کھڑے ہوں اور استنباط کیا ہے اس سے بعض نے کہ اولاد پر رحم کرنے کی بڑی قدر ہے اور بڑا درجہ اس واسطے کہ معارض ہوا اس وقت مبالغہ کرنا خشوع میں اور حفاظت کرنا اوپر رعایت خاطر اولاد کے سو مقدم کیا گیا امر ثانی یعنی خاطر اولاد کی رعایت پر حفاظت کرنا اور احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واسطے بیان جواز کے کیا ہو۔ (فتح)

٥٥٣٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيْمِيُّ جَالِسًا فَقَالَ الْأَقْرَعُ إِنَّ لِيْ عَشَرَةً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ

۵۵۳۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو چوما اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیٹھا تھا تو اقرع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے دس بیٹے ہیں میں نے کبھی کسی کو ان میں سے نہیں چوما تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نظر کی سو فرمایا کہ جو رحم نہ کرے اس پر رحم نہیں کیا جاتا یعنی جو یہ فعل کرے وہ رحم نہیں کیا جاتا۔

قَالَ مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ.

فائدہ: حضرت ﷺ نے جو اقرع رضی اللہ عنہ کو جواب دیا تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ بوسہ لینا اولاد کا اور جو سوائے ان کے ہیں اہل محارم وغیرہ اجنبیوں سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے واسطے شفقت اور مہربانی کے نہ واسطے لذت اور شہوت کے اور اسی طرح ضم کرنا اور سونگھنا اور معانقہ کرنا۔ (فتح)

٥٥٣٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تُقَبِّلُوْنَ الصِّبْيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَأَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَّزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ.

٥٥٣٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ تم لڑکوں کو چومتے ہو اور ہم ان کو نہیں چومتے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا میں مالک ہوں تیرے واسطے جب کہ اللہ نے تیرے دل سے رحمت کھینچی یعنی میں قادر نہیں کہ تیرے دل میں رحمت ڈالوں اس کے بعد کہ اللہ نے اس کو تیرے دل سے کھینچا۔

٥٥٤٠ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِّنَ السَّبْيِ قَدْ تَحْلُبُ ثَدْيَهَا تَسْقِيْ إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ فَأَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُرَوْنَ هٰذِهٖ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ قُلْنَا لَا وَهِيَ تَقْدِرُ عَلَى أَنْ لَّا تَطْرَحَهُ فَقَالَ لَلّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا.

٥٥٤٠۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس قیدی لائے گئے تو اچانک دیکھا کہ قیدیوں میں ایک عورت تیار ہے کہ اپنے پستان کو پلانے کے ساتھ دودھ کے یعنی اس کے پستان میں دودھ بھرا ہے تیار ہے کہ پائے سو اچانک اس نے قیدیوں میں اپنا بچہ پایا سو اس کو پکڑ کر اپنے پیٹ سے چمٹایا اور اس کو دودھ پلایا پھر حضرت ﷺ نے ہم کو فرمایا کہ کیا تم دیکھتے ہو کہ یہ عورت پھینکنے والی ہے اپنے لڑکے کو آگ میں؟ ہم نے کہا (قسم ہے اللہ کی) کہ ہرگز نہیں پھینکے گی اور حالانکہ وہ قادر ہے کہ اس کو کبھی نہ پھینکے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا رحم اپنے بندوں پر بہت زیادہ ہے اس عورت کے رحم سے اپنے بچے پر۔

فائدہ: اس حدیث میں بیان ہے وسعت رحمت الٰہی کا اس حدیث سے ارحم الراحمین کا مطلب ہوتا ہے اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ اس عورت نے پہلے ایک اور بچے کو پکڑ کر دودھ پلایا تھا پھر اپنے لڑکے کو پایا سو اس کو اپنے پیٹ سے چمٹایا اور سیاق حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے لڑکے کو گم کیا تھا اور اس کے پستانوں میں دودھ

جمع ہوا تھا اس سے تنگ ہوئی تھی سو جب کوئی لڑکا پاتی تھی تو اس کو دودھ پلاتی تھی تا کہ دودھ ہلکا ہو پھر جب اس نے خاص اپنے لڑکے کو پایا تو اس کو اپنے پیٹ سے چمٹایا اور مراد بندوں سے اس حدیث میں وہ لوگ ہیں جو اسلام پر مر گئے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں اللہ پھینکنے والا اپنے حبیب کو آگ میں سو تعبیر ساتھ حبیب کے خارج کرتی ہے کافر کو اور اسی طرح اللہ جس کو بہشت میں داخل کرنا چاہے گا ان لوگوں سے جنہوں نے توبہ نہیں کی کبیرے گناہ کرنے والوں سے کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ لفظ عباد کا عام ہے اور اس کے معنی خاص ہیں ساتھ ایمان داروں کے اور وہ مانند اس آیت کے ہے ﴿وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ﴾ سو وہ عام ہے صلاحیت کی جہت سے خاص ہے ساتھ اس کے کہ لکھی گئی واسطے اس کے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ نہیں مشابہ ہے اللہ کی رحمت کو کوئی چیز جس کے واسطے اس سے پہلے حصہ لکھا گیا خواہ کوئی بندہ ہو یہاں تک کہ حیوانات بھی اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ لائق ہے واسطے آدمی کے کہ اپنے سب کاموں میں اپنا تعلق صرف اللہ ہی کے ساتھ رکھے اور جو شخص کہ فرض کیا جائے کہ اس میں کچھ رحمت کا حصہ ہے تو اللہ تعالیٰ زیادہ تر رحم کرنے والا ہے اس سے سو چاہیے کہ قصد کرے عاقل اپنی حاجت کے واسطے اس طرف اس کی جس کی رحمت سب سے زیادہ وسیع ہے کہا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نظر کرنا قیدی عورتوں کی طرف اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس عورت کی طرف سے نظر کرنے سے منع نہیں کیا بلکہ سیاق حدیث میں اجازت ہے واسطے نظر کرنے کے طرف اس کی اور اس حدیث میں ہے کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ فروع شریعت کے اور کبھی استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر عکس اس کے پہلا مسئلہ اس وجہ سے کہ اگر لڑکوں کو اس حالت میں دودھ پلانے کی حاجت نہ ہوتی تو حضرت ﷺ اس عورت کو نہ چھوڑتے کہ کسی کو دودھ پلائے اور دوسرا مسئلہ اس وجہ سے کہ برقرار رکھا حضرت ﷺ نے اس عورت کو ان کے دودھ پلانے پر پہلے اس سے کہ ظاہر ہو ضرورت اور یہی مسئلہ ثانی قوی تر ہے کہ کفار فروع شریعت کے ساتھ مخاطب نہیں ہیں۔ (فتح)

بَابُ جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ.

اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے بنائے ہیں۔

٥٥٤١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ الْبَهْرَانِيُّ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ جُزْءًا وَّأَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جُزْءًا وَّاحِدًا فَمِنْ

۵۵۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے رحمت کو سو حصہ کیا ہے سو ننانویں حصے رحمت کے اپنے پاس رکھے ہیں اور ایک حصہ زمین میں اتارا ہے سو اسی ایک حصے رحمت کے سبب سے تمام خلق آپس میں الفت اور محبت کرتی ہے یہاں تک کہ گھوڑا اپنے کھر کو اپنے بچے سے اٹھا لیتا ہے اس ڈر سے کہ اس کو تکلیف نہ پہنچے۔

ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ حَتّٰى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَهٗ.

فائدہ: یعنی اللہ نے اپنی رحمت کو سو حصہ کیا ہے ایک حصہ تمام خلق کو دیا ہے اور ننانویں حصے اپنے پاس رکھے ہیں اسی ایک حصے کا یہ اثر ہے کہ جانور اپنے بچوں کو پالتے ہیں آپ بھوکے رہتے ہیں اور اسی کا اثر ہے کہ ماں باپ اپنی اولاد کو پالتے ہیں ان کی مصیبتیں اٹھاتے ہیں اور ننانویں حصے اللہ کی رحمت قیامت میں ظاہر ہوگی حضرت ﷺ کی شفاعت اور گنہگاروں کی بخشش اور بہشت کی بے حساب نعمتیں ان ہی رحمتوں کا اثر ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمت کی کوئی حد نہیں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کا ایک حصہ زمین میں اتارا درمیان جنوں اور آدمیوں اور جانوروں کے کہا قرطبی نے یہ نص ہے اس میں کہ مراد ساتھ رحمت کے وہ چیز ہے کہ متعلق ہوتا ہے ساتھ اس کے ارادہ نہ نفس ارادے کا اور یہ کہ وہ راجع ہے طرف منافع اور نعمتوں کی کہا قرطبی نے کہ یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ بے شک اللہ نے معلوم کیا کہ وہ نعمتیں جن کے ساتھ اللہ اپنی خلق پر انعام کرے گا سو قسمیں ہیں سو دنیا میں ان کو ایک قسم دی جس کے ساتھ ان کی بھلائیں منتظم ہوئیں اور ان کے آرام حاصل ہوئے سو جب قیامت کا دن ہوگا تو کامل کرے گا اپنے ایماندار بندوں کے واسطے جو باقی ہیں سو پہنچیں گی سو نعمت کو کہ حوالہ کیا ہے ان کو واسطے ایمانداروں کے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا﴾ اس واسطے کہ رحیم مبالغہ کے صیغوں میں سے ہے جس سے اوپر کوئی چیز نہیں اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ کافروں کے واسطے کوئی حصہ رحمت کا باقی نہیں رہے گا نہ دنیا کی رحمتوں کی جنس سے اور نہ ان کے غیر سے جب کہ کامل کرے گا ہر وہ چیز کہ اللہ کے علم میں ہے رحمتوں سے واسطے ایمانداروں کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ﴾ اور کہا کرمانی نے کہ رحمت اس جگہ میں مراد ہے قدرت سے جو متعلق ہے ساتھ پہنچانے خیر کے اور قدرت کی کوئی انتہاء نہیں اور تعلق کی بھی کوئی انتہاء نہیں لیکن حصر کرنا اس کا سو جزء میں بطور تمثیل کے ہے تا کہ آسانی سے سمجھ میں آجائے اور اس واسطے کہ جو خلق کے نزدیک ہے وہ قلیل ہے اور جو اللہ کے نزدیک ہے وہ بہت ہے کہا ابن جمرہ نے کہ آخرت کی آگ دنیا کی آگ سے گرمی میں انہتر ٦٩ حصے زیادہ ہے سو جب دونوں عدد کا مقابلہ کیا جائے تو رحمت اس سے تیس حصے زیادہ ہوتی ہے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ اللہ کی رحمت قیامت میں اکثر ہے قسمت سے اور تائید کرتا ہے اس کے قول اس کا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے لیکن باقی رہے گا یہ کہ اس عدد کو کیا مناسبت ہے اور احتمال ہے کہ ہو مناسبت اس عدد خاص کی یہ کہ بہشت کے درجوں کی مقدار بھی اتنی ہے اور بہشت رحمت کا محل ہے تو ہوگی رحمت مقابلے ایک درجے کے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہر رحمت مقابلے ایک درجے کے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ نہیں داخل ہوگا بہشت میں کوئی مگر اللہ کی رحمت سے سو جس شخص کو اس سے ایک رحمت پہنچی تو وہ ادنیٰ بہشتی ہوگا اور اعلیٰ درجے والا وہ

بہشتی ہو گا جس کے واسطے سب قسمیں رحمت کی حاصل ہوں گی کہا ابن ابی جمرہ نے کہ حدیث میں داخل کرنا خوشی کا ہے ایمانداروں پر اس واسطے کہ نفس بڑا خوش ہوتا ہے واسطے اس کے جو اس کو انعام ہو جب کہ ہو معلوم اس قسم سے کہ موعود ہو اور اس میں حث ہے ایمان پر اور فراخ کرنا امید کا اللہ کی رحمتوں میں جو جمع کی گئی ہیں اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو رحمت کہ خلق کے درمیان دنیا میں ہے قیامت کے دن بھی اس کے سبب سے آپس میں الفت کریں گے اور دوسرے سے اپنا حق معاف کریں گے۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ الْوَلَدِ خَشْيَةَ أَنْ يَّأْكُلَ مَعَهُ.

اولاد کو قتل کرنا اس خوف سے کہ اس کے ساتھ کھائے یعنی قتل کرنا مرد کا اپنی اولاد کو۔

٥٥٤٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَّأْكُلَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ﴾ الْآيَةَ.

۵۵۴۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کون سا گناہ بہت بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرائے کہا پھر کون سا؟ فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ کھائے، کہا پھر کون سا؟ فرمایا یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے حرام کاری کرے سو اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتاری کہ جو نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور اللہ کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التوحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ وَضْعِ الصَّبِيِّ فِي الْحِجْرِ.

لڑکے کو گود میں رکھنا۔

٥٥٤٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ صَبِيًّا فِيْ حَجْرِهِ يُحَنِّكُهُ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَآءٍ فَأَتْبَعَهُ.

۵۵۴۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو اپنی گود میں رکھا اور اس کے تالو میں شیرینی لگائی سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پیشاب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور اس کو اس کے اوپر بہایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے نرمی کرنا ساتھ لڑکوں کے اور صبر کرنا

اوپر اس کے جو پیدا ہوں اس سے اور نہ مؤاخذہ کرنا واسطے نہ مکلّف ہونے ان کے۔ (فتح)

بَابُ وَضْعِ الصَّبِيِّ عَلَى الْفَخِذِ.

لڑکے کو ران پر رکھنا۔

فائدہ: یہ ترجمہ خاص ہے پہلے ترجمہ سے۔

٥٥٤٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَارِمٌ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا تَمِيمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ يُحَدِّثُهُ أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُنِي فَيُقْعِدُنِي عَلَى فَخِذِهِ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْأُخْرَى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ التَّيْمِيُّ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي مِنْهُ شَيْءٌ قُلْتُ حَدَّثْتُ بِهِ كَذَا وَكَذَا فَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي عُثْمَانَ فَنَظَرْتُ فَوَجَدْتُهُ عِنْدِي مَكْتُوْبًا فِيمَا سَمِعْتُ.

۵۵۴۴۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو پکڑتے تھے اور اپنی ران پر بٹھلاتے تھے اور حسن رضی اللہ عنہ کو دوسری ران پر بٹھلاتے پھر دونوں رانوں کو جوڑتے پھر فرماتے الٰہی! ان دونوں پر رحم کر سو بے شک میں ان پر رحم کرتا ہوں اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سلیمان نے ابی عثمان سے کہا تیمی نے یعنی ساتھ سند مذکور کے سو میرے دل میں اس سے کوئی چیز واقع ہوئی یعنی اس نے شک کیا کہ اس نے اس کو ابی عثمان سے بواسطہ ابوتمیمہ کے سنا ہے یا بغیر اس کے میں نے کہا کہ میں حدیث بیان کیا گیا ہوں ساتھ اس کے ایسے ایسے سو میں نے اس کو ابی عثمان سے نہیں سنا پھر میں نے نظر کی تو میں نے اس کو اپنے پاس لکھی ہوئی پایا جو میں نے ابوعثمان سے سنا یعنی شاید پہلے اس کو بالواسطہ سنا ہو عثمان سے پھر بلا واسطہ پس شک دور ہوا۔

فائدہ: احتمال ہے اُسامہ رضی اللہ عنہ اس وقت مراہق ہو اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ دو برس کے مثلا اور شاید اُسامہ رضی اللہ عنہ اس وقت بیمار ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الفت کے واسطے اس کو اپنی ران پر بٹھلایا۔ (فتح)

بَابُ حُسْنُ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيْمَانِ.

نیک عہد ایمان سے ہے۔

فائدہ: اور عہد اس جگہ رعایت حرمت کی ہے اور کہا عیاض نے کہ وہ ملازمت ہے واسطے شے کے اور کہا راغب نے کہ وہ نگاہ رکھنا چیز کا ہے اور اس کی رعایت کرنی حال بعد حال کے۔

٥٥٤٥ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ

۵۵۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو کسی عورت پر رشک نہیں آیا جو مجھ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک آیا اور البتہ وہ میرے نکاح سے تین سال پہلے مر گئی تھیں اس واسطے

مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِيْجَةَ وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِيْ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ وَإِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ ثُمَّ يُهْدِيْ فِيْ خُلَّتِهَا مِنْهَا.

کہ میں سنتی تھی کہ حضرت ﷺ ان کو بہت یاد کرتے تھے اور البتہ اللہ نے حضرت ﷺ کو حکم کیا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بہشت میں ایک پولے موتی کے گھر کی بشارت دیں اور بے شک حضرت ﷺ بکری ذبح کرتے تھے پھر اس میں سے ان کے مصاحبوں اور ساتھ والوں میں تحفہ بھیجتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المناقب میں گزر چکی ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ کے پاس کوئی چیز لائی جاتی تھی تو فرماتے کہ اس کو فلانی عورت کے پاس لے جاؤ کہ وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مصاحب ہے۔

تنبیہ: بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارے پر کفایت کی ہے سوائے تصریح کے اس واسطے کہ لفظ ترجمہ کا وارد ہوا ہے ایک حدیث میں جو متعلق ہے ساتھ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے روایت کیا ہے اس کو حاکم اور بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک بوڑھی عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کس طرح ہو تم کیا حال ہے تمہارا؟ اس نے کہا میں خیر سے ہوں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا حضرت! پھر جب وہ چلی گئی تو میں نے کہا یا حضرت! آپ نے اس عورت کی طرف بہت توجہ کی ہے فرمایا اے عائشہ! یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں ہمارے پاس آیا کرتی تھی اور خوب عہد ایمان سے ہے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ يَّعُوْلُ يَتِيْمًا.

باب ہے اس کی فضیلت میں جو یتیم کی پرورش کرے اور اس پر خرچ کرے۔

٥٥٤٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى.

۵۵۴۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا بہشت میں ایسے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں اور حضرت ﷺ نے اشارہ کیا کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی کی طرف۔

فائدہ: یعنی یتیم کی پرورش کرنے والے کا بہشت میں اتنا درجہ بلند ہے کہ میرے درجے سے ایسا اتصال ہے جیسے آپس میں ان دو انگلیوں کو اور کافل کے معنی ہیں کارساز اس کے کام کا اور اس کی بہتریوں کا اور مراد یتیم سے عام

ہے قرابتی ہو یا کوئی غیر اور سبابہ کو سباحہ بھی کہتے ہیں اور سباحہ وہ انگلی ہے جو انگوٹھے کے ساتھ ہے نام رکھا گیا ہے اس کا سباحہ اس واسطے کہ تسبیح کہی جاتی ہے اس کے ساتھ نماز میں پس اشارہ کیا جاتا ہے اس کے ساتھ تشہد میں اسی کو واسطے اور اس کو سبابہ بھی کہا جاتا ہے اس واسطے کہ گالی دی جاتی ہے ساتھ اس کی شیطانوں کو کہا ابن بطال نے کہ جو یہ حدیث سنے اس پر حق ہے کہ اس کے ساتھ عمل کرے تا کہ بہشت میں حضرت ﷺ کا رفیق ہو اور آخرت میں کوئی مرتبہ اس سے افضل نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے دونوں انگلیوں کے درمیان کشادگی کی اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ حضرت ﷺ کے درجے اور کافل یتیم کے درجے میں کچھ قدرے فرق ہے اور کفایت کرتا ہے بیچ اثبات مرتبے کہ یہ کہ وسطی اور سبابہ کے درمیان اور انگلی نہیں اور احتمال ہے کہ مراد قریب ہونا مرتبے کا وقت داخل ہونے کے بہشت میں ہو اور احتمال ہے کہ دونوں امر مراد ہوں اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ شاید حکمت اس میں یہ ہے کہ نبی کی شان یہ ہے کہ وہ بھیجا جاتا ہے ان لوگوں کی طرف جو اپنے دین کو نہیں سمجھتے سو ہوتا ہے پرورش کرنے والا واسطے ان کے اور تعلیم کرنے والا اور ہادی اور اسی طرح یتیم کا پرورش کرنے والا قائم ہوتا ہے ساتھ پرورش کرنے اس شخص کے جو اپنے دین بلکہ دنیا کو بھی نہیں سمجھتا اور اس کو ہدایت کرتا ہے اور تعلیم کرتا ہے اور اس کو خوب ادب سکھاتا ہے پس ظاہر ہوئی مناسبت قریب ہونے اس کے مرتبہ کی حضرت ﷺ سے۔ (فتح)

بَابُ السَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمَلَةِ.

بیوہ عورت کی حاجت روائی میں کوشش کرنے والے یعنی ان کی بہتریوں میں۔

۵۵٤۷ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ يَرْفَعُهٗ إِلَی النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِيْلِ اللهِ أَوْ كَالَّذِیْ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ.

۵۵٤۷۔ حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو بیوہ عورت اور محتاج آدمی کی حاجت روائی میں کوشش کرتا ہے وہ ثواب میں اس کے برابر ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور اس کے برابر ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو کھڑا ہو کر تہجد کی نماز پڑھتا ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِیِّ عَنْ أَبِی الْغَيْثِ مَوْلٰی ابْنِ مُطِيْعٍ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ.

یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے مثل اس کی۔

بَابُ السَّاعِیْ عَلَی الْمِسْكِيْنِ.

محتاج آدمی کی حاجت روائی میں کوشش کرنے والا۔

٥٥٤٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّاعِيْ عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَحْسِبُهٗ قَالَ يَشُكُّ الْقَعْنَبِيُّ كَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ.

۵۵۴۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بیوہ عورتوں اور محتاج آدمی کی حاجت روائی میں کوشش کرتا ہے وہ ثواب میں اس کے برابر ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور میں اس کو گمان کرتا ہوں یعنی مالک کو شک کرتا ہے قعنبی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ کوشش کرنے والا ثواب میں ایسا ہے جیسے تہجد کی نماز پڑھنے والا جس کی کبھی نماز نہ چھوٹے اور جیسے روزے رکھنے والا جس کا روزہ کبھی نہ ٹوٹے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النفقات میں گزر چکی ہے۔

بَابُ رَحْمَةِ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ.

رحم کرنا آدمیوں اور چوپایوں پر۔

فائدہ: یعنی صادر ہونا رحمت کا شخص سے واسطے غیر اپنے کے اور شاید یہ اشارہ کیا ہے طرف حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مرفوع کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ایمان لائے تم یہاں تک کہ آپس میں رحم کرو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! ہم سب رحم کرنے والے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ رحمت مراد نہیں جو کوئی اپنے ساتھی سے کرے لیکن مراد رحم کرنا ہے لوگوں پر رحمت عام۔ (فتح)

٥٥٤٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَبِيْ سُلَيْمَانَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً فَظَنَّ أَنَّا اشْتَقْنَا أَهْلَنَا وَسَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا فِيْ أَهْلِنَا فَأَخْبَرْنَاهُ وَكَانَ رَفِيْقًا رَحِيْمًا فَقَالَ ارْجِعُوْا إِلٰى أَهْلِيْكُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ وَصَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ.

۵۵۴۹۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ہم نوجوان تھے آپس میں قریب العمر سو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیس راتیں رہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا کہ ہم اپنے گھر والوں کے اشتیاق ہیں اور ہم سے ہمارے گھر والوں کا حال پوچھا سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نرم دل اور مہربان تھے سو فرمایا کہ اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ جاؤ سو ان کو سکھاؤ اور حکم کرو اور نماز پڑھو جیسے تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا پھر جب نماز کا وقت آئے تو چاہیے کہ کوئی تم میں سے اذان کہے پھر چاہیے کہ جو تم میں بڑا ہو وہ امام ہو۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول ہے اور حضرت ﷺ نرم دل اور مہربان تھے۔ (فتح)

۵۵۵۰ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيْقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ بَلَغَ بِيْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيْهِ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَآئِمِ أَجْرًا فَقَالَ نَعَمْ فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ.

۵۵۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد راہ میں چلا جاتا تھا کہ اس کو پیاس کی شدت ہوئی تو اس نے ایک کنواں پایا تو وہ اس میں اترا سو اس نے پانی پیا پھر نکلا سو اچانک اس نے دیکھا کہ ایک کتا ہے زبان نکالے ہوئے پیاس کے مارے کیچڑ کھاتا ہے تو اس مرد نے کہا کہ البتہ اس کتے کو پیاس پہنچی جیسے مجھ کو پہنچی تھی سو وہ کنوئیں میں اترا سو اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا پھر اس کو اپنے منہ سے پکڑ رکھا اور کتے کو پلایا سو اللہ نے اس کی قدر دانی کی سو اس کو بخش دیا تو لوگوں نے کہا یا حضرت! کیا ہم کو چارپایوں کے پانی پلانے میں بھی ثواب ملے گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر تشنہ جگر کے پانی پلانے میں ثواب ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشرب میں گزر چکی ہے اور رطوبت اس جگہ کنایت ہے زندگی سے اور بعض نے کہا کہ جگر کو جب پیاس ہو تو تر ہو جاتا ہے اس دلیل سے کہ جب وہ آگ میں ڈالا جائے تو اس سے تراوٹ ظاہر ہوتی ہے اور اسی طرح یہ قصہ ایک عورت کے ساتھ بھی واقع ہوا ہے اور محمول ہے تعدد پر۔ (فتح)

۵۵۵۱ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلَاةٍ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۵۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک نماز میں کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے سو ایک گنوار نے کہا اور حالانکہ وہ نماز میں تھا کہ الٰہی! رحم کر مجھ پر اور محمد ﷺ پر اور ہمارے ساتھ اور کسی پر رحم نہ کر سو جب حضرت ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا تو گنوار سے فرمایا کہ تو نے تنگ کیا کشادہ کو یعنی اللہ کی رحمت کو۔

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلَاةٍ وَّقُمْنَا مَعَهُ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ وَّهُوَ فِي الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا يُرِيْدُ رَحْمَةَ اللّٰهِ.

فائدہ: یعنی رحمت الٰہی میں بڑی وسعت ہے سارے جہان کے گنہگاروں کو کفایت کرتی ہے تو کیوں اس کو تنگ پکڑتا ہے اور پہلے گزر چکا ہے اشارہ اس کی طرف کتاب الوضوء میں اور یہ کہ یہ وہی گنوار ہے کہ جس نے مسجد کے ایک کنارے میں پیشاب کیا تھا اور وہ ذو الخویصرۃ الیمانی ہے اور کہا ابن بطال نے کہ انکار کیا حضرت مَثَلَّیْمِ نے اس گنوار پر اس واسطے کہ بخل کیا اس نے ساتھ رحمت اللہ کے اس کے خلق پر اور البتہ اللہ تعالیٰ نے ثناء کی اس کی جس نے اس کا خلاف کیا جس جگہ کہا ﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ﴾۔ (فتح)

٥٥٥٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهُ سَآئِرُ جَسَدِهٖ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى.

٥٥٥٢۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مَثَلَّیْمِ نے فرمایا کہ تو دیکھے مسلمانوں کو آپس میں رحم اور الفت اور مہربانی کرنے میں جیسے ایک بدن یعنی بہ نسبت اپنے تمام اعضاء کے کہ جب ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو شریک ہوتا ہے اس کو اور بے چین ہوتا ہے واسطے اس کے باقی بدن اس کا بے خوابی اور بخار سے۔

فائدہ: تداعی یعنی بلاتا ہے بعض اس کا بعض کو طرف شریک ہونے کی درد میں جو عضو خاص میں ہے اور اسی قبیل سے ہے تداعت الحیطان یعنی گر پڑیں یا گرنے کے قریب ہیں اور رحمت اور مودت اور عطوفت اگرچہ قریب المعنی ہیں لیکن ان کے درمیان فرق لطیف ہے لیکن تراحم سو مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ ایک دوسرے پر رحم کریں ساتھ برادری ایمانی کے نہ کسی اور سبب سے اور لیکن توادد سو مراد ساتھ اس کے تو اصل ہے جو جالب ہے واسطے محبت کے مانند ملاقات کرنے کے اور ہدیہ بھیجنے کے اور لیکن تعاطف سو مراد ساتھ اس کے اعانت بعض کی ہے بعض کو جیسے کہ موڑا جاتا ہے کپڑا

اوپر اس کے تا کہ اس کو قوی کرے اور وجہ تشبیہ کی موافق ہونا ہے آرام اور بے آرامی میں اور یہ جو کہا کہ بے خوابی اور بخار سے تو بے خوابی اس واسطے کہ درد منع کرتا ہے خواب کو اور لیکن بخار سو اس واسطے کہ بے خوابی اس کو جوش دلاتی ہے اور اہل حذق نے بخار کی یہ تعریف کی ہے کہ وہ حرارت ہے غریزی کہ جوش مارتی ہے دل میں پھر اس سے تمام بدن میں پھیل جاتی ہے سو شعلہ مارتی ہے شعلہ مارنا کہ ضرر دیتا ہے افعال طبعی کو کہا عیاض نے کہ تشبیہ ایمانداروں کی ساتھ ایک بدن کے مثال صحیح ہے اور اس میں تقریب ہے واسطے فہم کے اور ظاہر کرنا معانی کا صورتوں میں جو دیکھی گئی ہیں یعنی معقول کا ساتھ محسوس کے اور اس میں تعظیم ہے مسلمانوں کے حقوق کی اور ترغیب ہے اس پر کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ ایک دوسرے کی مدد کریں اور ایک دوسرے سے مہربانی کریں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ تشبیہ دی حضرت ﷺ نے ایمان کو ساتھ بدن کے اور اس کے اہل کو ساتھ اعضاء کے اس واسطے کہ ایمان اصل ہے اور اس کی شاخیں تکالیف ہیں سو جب آدمی قصور کرے کسی چیز میں تکالیف سے تو یہ قصور اصل کو نقصان پہنچاتا ہے اور اسی طرح بدن اصل ہے مانند درخت کی اور اس کے اعضاء مانند شاخوں کی ہیں سو جب کوئی عضو بیمار ہو تو سب اعضاء بیمار ہو جاتے ہیں اور جب ایک شاخ اس کی شاخوں سے ماری جائے تو سب شاخیں اس کی جنبش میں آتی ہیں۔ (فتح)

٥٥٥٣ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ.

٥٥٥٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ جو کسی درخت کو بوئے پھر اس سے کوئی آدمی یا چوپایہ کھائے مگر کہ مالک کے واسطے خیرات ہوگی۔

فائدہ: کہا ابن ابی جمرہ نے کہ داخل ہوتا ہے درخت بونے والے بیچ عموم قول اس کے کہ انسان اس واسطے کہ اللہ کا فضل واسع ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایماندار کی بڑی شان ہے اور یہ کہ حاصل ہوتا ہے اس کو ثواب اگرچہ خاص اس کی طرف قصد نہ ہو اور اس میں ترغیب ہے تصرف میں اوپر زبان معلم کی اور ترغیب ہے اوپر التزام طریق اصلاح کرنے والوں کے اور اشارہ ہے طرف ترک قصد فاسد کی اور ترغیب ہے نیک قصد میں جو داعی ہے طرف تکثیر ثواب کی اور یہ کہ استعمال کرنا اسباب کا کہ تقاضا کیا ہے اس کو حکمت ربانی نے اس دنیا کے آباد کرنے سے نہیں منافی ہے عبادت کو اور نہ زہد اور توکل کے طریق کو اور اس میں ترغیب ہے اوپر سیکھنے سنت کے تا کہ آدمی کو معلوم ہو کہ اس کے واسطے کیا کیا نیکی ہے سو اس میں رغبت کرے اس واسطے کہ ایسی فضیلت جو کہ مذکور ہے درخت بونے میں نہیں معلوم ہوتی ہے مگر سنت کے طریق سے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ کبھی پہنچتی ہے آدمی کی طرف بدی جس کو اس نے نہ کیا ہو اور نہ اس کا قصد کیا ہو سو خوف کرے اس سے اس واسطے کہ جب جائز ہے حاصل ہونا اس [illegible]

ساتھ اس طریق کے تو اس کے مقابل کا حاصل ہونا بھی جائز ہے۔ (فتح)

٥٥٥٤ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ.

۵۵۵۴۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رحم نہیں کرتا وہ رحم نہیں کیا جاتا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ رحم نہیں کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ رحم کرو اے زمین والو رحم کرے تم پر آسمان والا کہا ابن بطال نے کہ اس میں ترغیب ہے اوپر استعمال رحمت کے واسطے سب خلق کے یعنی سب خلق پر رحم کرے سو داخل ہے اس میں ایماندار اور کافر اور چوپائے مملوک ہوں یا غیر مملوک اور داخل ہے رحمت میں خبر گیری کرنا ساتھ کھانا کھلانے کے اور پانی پلانے کے اور بوجھ میں تخفیف کرنے کے اور ترک کرنے تعدے کے ساتھ مارنے کے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ جو نہ رحم کرے غیر پر ساتھ کسی قسم احسان کے نہیں حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے ثواب جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں بدلہ احسان کا مگر احسان اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ دنیا میں جس میں ایمان کی رحمت نہ ہو اس پر آخرت میں رحم نہ کیا جائے گا یا جو نہ رحم کرے اپنے نفس پر ساتھ بجا لانے حکموں اللہ کے اور بچنے کے اس کی منع کی چیزوں سے تو اس پر اللہ رحم نہیں کرتا اس واسطے کہ نہیں ہے اس کے واسطے عہد نزدیک اللہ کے سو ہوگی مراد پہلی رحمت سے عمل کرنا اور دوسری سے بدلہ یعنی ثواب دیا جانا مگر جو نیک عمل کرے اور احتمال ہے کہ مراد پہلی رحمت سے صدقہ ہو اور دوسری سے بلاء یعنی نہیں سلامت رہتا بلا سے مگر جو خیرات کرے یا جو نہ رحم کرے ایسا رحم کرنا جس میں ایذا کا شائبہ نہ ہو تو اس پر مطلق رحم نہیں ہوتا یا نہیں نظر کرتا اللہ ساتھ نظر رحمت کے مگر اس کے واسطے جس کے دل میں رحمت ڈالی اگرچہ اس کا عمل نیک ہو سو آدمی کو لائق ہے کہ ان سب وجہوں میں غور کرے سو جس میں قصور اس کو نظر آئے اس میں اللہ سے مدد چاہے۔ (فتح)

بَابُ الْوَصَاةِ بِالْجَارِ.

ہمسائے کے واسطے وصیت کرنے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ فقط اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔

فائدہ: اور مراد اس آیت سے اس جگہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ﴾ یعنی ہمسایہ قریبی اور ہمسایہ دور کا اور ہمسائیہ قریبی وہ ہے کہ ان کے درمیان قرابت ہو اور ہمسایہ جنب وہ ہے کہ اس کے

برخلاف ہو یعنی ان کے درمیان قرابت نہ ہو اور یہ قول اکثر کا ہے اور روایت کیا ہے اس کو طبری نے ساتھ سند حسن کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور بعض نے کہا کہ جار قریب مسلمان ہے اور جار جنب غیر اس کا ہے اور بعض نے کہا کہ جار قریب عورت ہے اور جار جنب رفیق سفر کا ہے۔ (فتح)

٥٥٥٥ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ يُوصِينِي جِبْرِيلُ بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ.

٥٥٥٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مجھ کو ہمیشہ ہمسائے کے احسان کی وصیت کرتا ہے یہاں تک کہ مجھ کو گمان ہوا کہ جبریل علیہ السلام ہمسائے کو وارث کر دے گا۔

فائدہ: یعنی حکم کرے گا اللہ کی طرف سے ساتھ وارث کرنے ہمسائے کے ہمسائے سے اور اختلاف ہے اس میراث میں سو بعض نے کہا کہ اس کو اس کے مال میں شریک کر دے گا ساتھ مقرر کرنے حصے کے کہ اس کو قرابتیوں کے ساتھ ترکہ سے دیا جائے اور بعض نے کہا کہ اس کے ساتھ احسان اور سلوک کیا جائے جیسے وارث کے ساتھ اور اول معنی ظاہر تر ہیں اس واسطے کہ دوسرا حکم بدستور جاری تھا اور حدیث مشعر ہے کہ وارث ہونا واقع نہیں ہوا اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ میراث دو قسم ہے ایک حسی اور ایک معنوی اور مراد اس جگہ حسی ہے یعنی وارث ہونا مال متروکہ میں اور معنوی میراث علم کی ہے اور ممکن ہے کہ اس کا بھی یہاں لحاظ ہو یعنی ہمسائے کا ہمسائے پر حق ہے کہ اس کو علم سکھلائے جس کی اس کو حاجت ہو واللہ اعلم اور نام جار کا شامل ہے مسلمان کو اور کافر کو اور عابد کو اور فاسق کو اور صدیق کو اور دشمن کو اور مسافر کو اور شہری کو اور نافع کو اور ضار کو اور قریب کو اور اجنبی کو اور قریب گھر والے کو اور بعید کو اور اس کے واسطے کئی مرتبے ہیں بعض اعلیٰ ہیں بعض سے جس میں پہلی سب صفتیں جمع ہوں وہ سب سے اعلیٰ ہے پھر اکثر صفات اور اسی طرح لگا تار اور عکس اس کا ہے جس میں دوسری سب صفات جمع ہوں سو دیا جائے ہر ایک کو حق اس کا بحسب حال اس کے اور البتہ حمل کیا ہے اس حدیث کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو اس کا راوی ہے عموم پر کہ اس نے جب بکری ذبح کی تو اس میں سے اپنے ہمسائے یہودی کو گوشت بھیجا روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں اور البتہ وارد ہوا ہے اشارہ اس چیز کی طرف کہ میں نے ذکر کی حدیث مرفوع میں روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ہمسائے تین قسم پر ہیں ایک ہمسایہ وہ ہے کہ اس کے واسطے ایک حق ہے اور وہ مشرک ہے کہ اس کے واسطے صرف حق ہمسائیگی کا ہے اور ایک ہمسایہ وہ ہے کہ اس کے واسطے دو حق ہیں اور وہ مسلمان ہیں کہ اس کے واسطے حق جوار کا اور حق اسلام کا ہے اور ایک ہمسایہ وہ ہے کہ اس کے واسطے تین حق ہیں اور وہ مسلمان قرابتی ہے کہ

اس کے واسطے حق ہے جوار کا اور اسلام کا اور قرابت کا اور کہا شیخ ابومحمد بن ابی جمرہ نے کہ نگاہ رکھنا ہمسائے کا کمال ایمان ہے اور حاصل ہوتا ہے بجا لانا وصیت کا ساتھ پہنچانے انواع احسان کے اس کی طرف بحسب طاقت کے جیسے اس کو تحفہ بھیجنا اور سلام کرنا اور ملاقات کے وقت کشادہ پیشانی کرنا اور اس کے حال کی خبر گیری کرنا اور اس کی مدد کرنا اس چیز میں جس کی اس کو حاجت ہو اور اسباب تکلیف کا اس سے دور کرنا حسی ہوں یا معنوی اور جدا ہوتا ہے اس میں حال بہ نسبت ہمسائے نیک اور غیر نیک کی اور جو شامل ہے سب کو ارادہ کرنا خیر کا ہے اس کے واسطے اور نصیحت کرنی اس کو ساتھ اچھی طرح کے اور دعا کرنی واسطے اس کے ساتھ ہدایت کے اور ترک کرنا ضرر کا اس سے مگر اس جگہ میں کہ واجب ہے اس کو ضرر دینا بیچ اس کے ساتھ قول کے یا فعل کے اور البتہ نفی کی حضرت ﷺ نے ایمان کی اس سے کہ اس کا ہمسایہ اس کی آفتوں سے نڈر نہ ہو اور یہ مبالغہ ہے خبر دیتا ہے کہ ہمسائے کا حق بہت بڑا ہے اور اس کو ضرر دینا کبیرے گناہوں سے ہے۔ (فتح)

٥٥٥٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ.

۵۵۵۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مجھ کو ہمیشہ ہمسائے کے حق کی وصیت کرتا ہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اس کو وارث کر دے گا۔

فائدہ: اور نہیں واقع ہوا حدیث کے کسی طریق میں بیان وصیت جبریل علیہ السلام کا مگر یہ کہ حدیث مشعر ہے کہ اس نے مبالغہ کیا بیچ تاکید حق ہمسائے کے کہا ابن ابی جمرہ نے مستفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ جو بہت نیک عمل کرے تو اُمید کی جاتی ہے اس کے واسطے انتقال کی طرف اس عمل کی کہ اس سے اعلیٰ ہے اور یہ کہ گمان جب ہو نیکی کے طریق میں تو جائز ہے اگرچہ نہ واقع ہو وہ چیز جس کا گمان ہو برخلاف اس کے جب کہ بدی کی راہ میں ہو اور اس میں جواز طمع کا ہے فضیلت میں جب کہ پے در پے ہوں نعمتیں اور اس میں جواز بیان کرنا اس چیز کا ہے جو واقع ہو نفس میں عمل خیر سے۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ مَنْ لَّا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَآئِقَهُ.

گناہ اس کا جس کا ہمسایہ اس کی آفتوں اور بدیوں سے نڈر نہ ہو۔

﴿يُوْبِقْهُنَّ﴾ يُهْلِكْهُنَّ ﴿مَوْبِقًا﴾ مَهْلِكًا.

یعنی یوبقھن کے معنی ہیں کہ ان کو ہلاک کر ڈالے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا﴾ اور موبقا کے معنی ہیں ہلاک ہونا یعنی اللہ کے اس قول میں

﴿وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا﴾.

فائدہ: بوائق جمع ہے بائقہ کی اور وہ آفت ہے اور ہلاک کرنے والی چیز ہے۔

۵۵۵۷۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ قِيْلَ وَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ تَابَعَهُ شَبَابَةُ وَأَسَدُ بْنُ مُوْسٰى وَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

۵۵۵۷۔ حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں ہے ایماندار قسم ہے اللہ کی نہیں ہے ایماندار قسم ہے اللہ کی نہیں ہے ایماندار کہا گیا کون ہے وہ یا حضرت! فرمایا وہ ہے جس کی بدیوں سے اس کا ہمسایہ نڈر نہ ہو، متابعت کی ہے اس کی شبابہ اور اسد نے الخ یعنی ابن ابی ذئب کے ساتھیوں نے اس پر اس حدیث کے صحابی میں اختلاف کیا ہے سو پہلے تینوں نے کہا کہ وہ ابو شریح سے ہے اور باقی چاروں نے اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں تاکید ہے حق ہمسائے کی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر قسم کھائی اور اس کو تین بار دہرایا اور اس میں نفی ایمان کی ہے اس شخص سے جو اپنے ہمسائے کو ایذا دے بول سے یا فعل سے اور مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمان کامل ہے اور نہیں شک ہے اس میں کہ عاصی کامل ایمان دار نہیں ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس میں جو ایمان کی نفی کی ہے تو اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ وہ حلال جاننے والے کے حق میں ہے اور دوسرا یہ کہ وہ مومن کامل نہیں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ جب مؤکد کیا گیا حق ہمسائے کا باوجود حائل ہونے آڑ کے درمیان اس کے اور اس کے ہمسائے کے اور حکم کیا گیا ساتھ نگہبانی اس کی کے اور پہنچانے خیر کے اس کی طرف اور ہٹانے اسباب ضرر کے اس سے تو لائق ہے اس کو کہ رعایت کرے ان دو حافظوں کے حق کی کہ اس کے اور ان کے درمیان نہ کوئی دیوار ہے نہ آڑ یعنی دونوں فرشتے کراما کاتبین کی سو نہ ایذا دے ان کو ساتھ واقع کرنے مخالف چیزوں کے گھڑیوں کے گزرنے میں اس واسطے کہ آیا ہے کہ وہ خوش ہوتے ہیں ساتھ واقع ہونے نیکیوں کے اور غمناک ہوتے ہیں ساتھ واقع ہونے بدیوں کے سو لائق ہے رعایت کرنی ان کی جانب کی اور نگاہ رکھنا خاطر ان کی کا ساتھ تکثیر کے نیک عملوں سے اور مواظبت کے اوپر پرہیز کرنے کے گناہوں سے سو وہ اولیٰ ہیں ساتھ رعایت کے بہت ہمسائیوں سے۔ (فتح)

بَابُ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا.

کوئی عورت اپنی ہمسائی عورت کو ناچیز اور ذلیل نہ جانے

فائدہ: حذف کیا ہے مفعول کو واسطے کفایت کرنے کے ساتھ شہرت حدیث کے۔

٥٥٥٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ هُوَ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا نِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ.

۵۵۵۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے مسلمان عورتو! کوئی عورت اپنی ہمسائی عورت کو ناچیز اور حقیر نہ جانے اگرچہ بکری کا کھر ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الہبہ میں گزر چکی ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اس حدیث میں اختصار ہے اس واسطے کہ مخاطبین اس کی مراد کو جانتے تھے یعنی کوئی عورت اپنی ہمسائی عورت کو ناچیز اور ذلیل نہ جانے یہ کہ اپنی ہمسائی عورت کو کچھ چیز تحفہ بھیجے اگرچہ وہ اس کو تحفہ بھیجے وہ چیز جو کہ نہ نفع اٹھایا جاتا ہو ساتھ اس کے غالب اوقات میں اور احتمال ہے کہ مراد اس سے محبت ہو یعنی چاہیے کہ دوستی کرے ہمسائی اپنی ہمسائی عورت سے ساتھ ہدیہ کے اگرچہ حقیر ہو پس مساوی ہوگا ذکر میں مالدار اور محتاج اور خاص کیا نہی کو ساتھ عورتوں کے اس واسطے کہ وہی ہیں جگہ وارد ہونے دوستی اور دشمنی کی اور اس واسطے کہ ان کو ان دونوں چیزوں میں جلدی تاثیر ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ نہی واسطے دینے والی عورت کے ہو اور احتمال ہے کہ نہی اس کے واسطے ہو جس کو تحفہ دیا گیا یعنی کوئی عورت اپنی ہمسائی عورت کو تحفہ کوئی ناچیز اور ذلیل نہ جانے اگرچہ بکری کا کھر ہو یعنی جو دے اس کو قبول کرے اگرچہ حقیر اور قلیل چیز ہو۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ.

جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ کے اور دن قیامت کے تو نہ ایذا دے اپنے ہمسائے کو۔

٥٥٥٩ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

۵۵۵۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایمان رکھتا ہو ساتھ اللہ کے اور پچھلے دن کے یعنی قیامت کے تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی آؤ بھگت کرے یعنی خندہ پیشانی سے اس کو ملے مکان میں اتارے عمدہ کھانے ہو سکے تو کھلا دے اس کا حال اچھی طرح سے پوچھے اور جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ کے اور قیامت کے تو اپنی ہمسائی یعنی پڑوسن کو ایذا اور رنج نہ دے اور جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ کے اور قیامت کے تو چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے یعنی بے فائدہ باتوں میں اپنے اوقات کو ضائع نہ کرے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ ایمان کے ایمان کامل ہے اور خاص کیا ہے اس کو ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے واسطے اشارہ

کرنے کے طرف مبدء اور معاد کی یعنی جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ کے جس نے اس کو پیدا کیا اور ایمان رکھتا ہو ساتھ اس کے کہ وہ اس کو بدلہ دے گا اس کے عمل کا تو چاہیے کہ ان خصلتوں مذکورہ کو کرے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ چاہیے کہ اپنے ہمسائے کے ساتھ احسان کرے اور البتہ وارد ہوئی ہے تفسیر اکرام اور احسان کرنے کی واسطے ہمسائے کے اور ترک کرنا اس کی ایذا کا چند حدیثوں میں روایت کیا ہے ان کو طبرانی نے اور ابوالشیخ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ لوگوں نے کہا یا حضرت! کیا حق ہے ہمسائے کا ہمسائے پر؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ تجھ سے قرض مانگے تو اس کو قرض دے اور اگر تجھ سے مدد مانگے تو اس کی مدد کرے اور اگر وہ بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کرے اور اگر محتاج ہو تو اس کو دے اور اگر اس کو خیر پہنچے تو اس کو مبارک باد دے اور اگر اس کو مصیبت پہنچے تو اس کی تعزیت کرے اور اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے اور نہ اونچا کرے تو اس اپنے گھر کی عمارت کو کہ اس سے ہوا کو بند کرے مگر اس کی اجازت سے اور اگر تو کوئی میوہ خریدے تو اس کو ہدیہ بھیجے اور اگر تو یہ نہ کرے تو اس کو اپنے گھر میں پوشیدہ لے آ کہ اس کو خبر نہ ہو اور اس کو تیرا فرزند لے کر باہر نہ نکلے تا کہ اس کے سبب سے اس کے فرزند کو رنج ہو اور نہ ایذا دے اس کو ساتھ اپنی ہانڈی کے دھوئے کے مگر یہ کہ کچھ اس میں سے اس کو بھی دے پھر اکرام کرنے کا حکم مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص اور احوال کے سو کبھی تو فرض عین ہوتا ہے اور کبھی فرض کفایہ اور کبھی مستحب اور جمع کرتا ہے تمام کو یہ کہ وہ مکارم اخلاق سے ہے۔ (فتح)

٥٥٦٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَأَبْصَرَتْ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَآئِزَتَهُ قَالَ وَمَا جَآئِزَتُهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ وَّالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا كَانَ وَرَآءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

٥٥٦٠۔ حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میری دونوں آنکھوں نے دیکھا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کیا سو فرمایا کہ جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ کے اور قیامت کے دن کے تو چاہیے کہ اپنے ہمسائے کی خاطر داری کرے یعنی اس کا کام کاج کر دے اس کو ناحق آزردہ نہ کرے اس کی دیوار پر لکڑیاں رکھنا چاہے تو منع نہ کرے اور جو اللہ اور قیامت کے ساتھ ایمان لایا ہو تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے اس کو تکلف کا کھانا کھلائے کہا اور کیا ہے اس کا تکلف کا کھانا یا حضرت! فرمایا ایک دن رات اور ضیافت تین دن ہے اور جو اس کے سوائے ہو تو وہ خیرات ہے اوپر اس کے اور جو اللہ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نیک بات

کہے یا چپ رہے۔

فائدہ: یہ حدیث جامع کلمات سے ہے اس واسطے کہ قول سب یا خیر ہے یا شر یا انجام اس کا ایک کی طرف ہے سو داخل ہوئی خیر میں ہر مطلوب بات فرض بھی اور مستحب بھی سو اجازت دی اس کی بنا بر اختلاف انواع اس کی کے اور داخل ہوا اس میں جس کا انجام اس کی طرف ہے اور جو اس کے سوائے ہے وہ شر ہے اور انجام اس کا بدی کی طرف ہے سو حکم کیا وقت ارادے خوض کے بیچ اس کے ساتھ چپ رہنے کے اور شامل ہے حدیث باب کی تین امروں پر جو جامع ہیں مکارم اخلاق قولیہ اور فعلیہ کو پہلے دونوں تو فعلیہ سے ہیں اور اول ان کا راجع ہے طرف امر کی ساتھ خالی ہونے کے خسیس اور رذیل چیز سے اور دوسرا راجع ہے طرف امر کی ساتھ آراستہ ہونے کے ساتھ فضیلت کے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جو کامل ایمان ہو وہ متصف ہے ساتھ شفقت کرنے کے اللہ کی خلق پر ساتھ کہنے نیک بات کے اور چپ رہنے کے شر سے اور ساتھ کرنے اس چیز کے کہ نفع دے اور ترک کرنے اس چیز کے کہ ضرر کرے اور چپ رہنے کا حکم چند حدیثوں میں وارد ہوا ہے ایک حدیث یہ ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچیں روایت کیا ہے اس کو بخاری اور مسلم نے۔ (فتح)

بَابُ حَقِّ الْجِوَارِ فِیْ قُرْبِ الْأَبْوَابِ.

حق ہمسائیگی کا بیچ قریب ہونے دروازے کے۔

٥٥٦١ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِیْ جَارَيْنِ فَإِلٰی أَيِّهِمَا أُهْدِیْ قَالَ إِلٰی أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا.

٥٥٦١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! میرے دو ہمسائے ہیں سو میں دونوں میں سے کس کو تحفہ بھیجوں؟ فرمایا جس کا دروازہ تجھ سے قریب تر ہے۔

فائدہ: اور حکمت اس میں یہ ہے کہ جو قریب تر ہو وہ دیکھتا ہے جو ہمسائے کے گھر کے اندر ہو ہدیہ وغیرہ سے سو خواہش کرتا ہے اس کے واسطے برخلاف اس کے جو دور ہو اور یہ کہ جو قریب ہو وہ بہت جلدی حاضر ہوتا ہے واسطے اس کے جو واقع ہو اس کے ہمسائے کو مہم چیزوں سے خاص کر غفلت کے وقت میں؛ اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ قریب تر ہمسائے کو ہدیہ بھیجنا مستحب ہے اس واسطے کہ ہدیہ بھیجنا اصل میں واجب نہیں ہے سو نہ ہوگی ترتیب اس میں واجب اور لیا جاتا ہے حدیث سے کہ عمل کرنا ساتھ اعلیٰ چیز کے اولیٰ ہے اور اس میں مقدم کرنا علم کا ہے عمل پر اور اختلاف ہے جوار کی حد میں سو علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو آواز سنے وہ ہمسایہ ہے اور بعض نے کہا کہ جو مسجد میں صبح کی نماز تیرے ساتھ پڑھے وہ ہمسایہ ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حد جوار کی چالیس گھر ہیں ہر جانب سے اور اوزاعی سے مثل اس کی ہے اور طبرانی نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ چالیس گھر تک ہمسایہ ہے

اور ابن شہاب سے روایت ہے کہ چالیس گھر میں دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے اور اس کے پیچھے سے اور آگے سے اور احتمال ہے کہ مراد توزیع ہو سو ہر جانب سے دس گھر ہوں گے۔ (فتح)

بَابُ كُلِّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ.

ہر معروف بات صدقہ ہے۔

٥٥٦٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ.

٥٥٦٢۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نیک بات خیرات ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو خرچ کرے آدمی اپنے اہل پر اس کے واسطے اس کے بدلے صدقہ لکھا جاتا ہے اور جس کے ساتھ آدمی اپنی آبرو کو بچائے وہ اس کے واسطے صدقہ ہے اور اپنے بھائی کو خندہ پیشانی سے ملنا صدقہ ہے کہا ابن بطال نے کہ دلالت کی حدیث نے اس پر کہ جو نیک بات کہتا ہے اس کے لیے اس کے بدلے صدقہ لکھا جاتا ہے اور البتہ تفسیر کیا گیا ہے یہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو باب میں ہے اور کہا راغب نے کہ معروف اسم ہے ہر فعل کا جو پہچانی جائے خوبی اس کی شرع اور عقل دونوں سے اور میانہ روی کو بھی کہتے ہیں واسطے ثابت ہونے نہی کے اسراف سے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ بولا جاتا ہے اسم معروف کا ہر اس چیز پر کہ پہچانی گئی شرع کی دلیلوں سے کہ وہ نیکی کے عملوں سے ہے برابر ہے کہ اس کے ساتھ عادت جاری ہو یا نہ ہو کہا اس نے اور مراد ساتھ صدقہ کے ثواب ہے سو اگر اس کے ساتھ نیت شامل ہو تو اس کو یقیناً ثواب ملتا ہے نہیں تو اس میں احتمال ہے کہا اور اس کلام میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ صدقہ نہیں بند ہے محسوس چیز میں پس نہیں خاص ہے ساتھ مالدار کے مثلاً بلکہ ہر شخص قادر ہے اس کے کرنے پر اکثر احوال میں بغیر مشقت کے اور یہ جو دوسری حدیث میں فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ ہے یعنی نیک خو اور اچھی عادتوں میں اور یہ بالاجماع فرض نہیں ہے کہا ابن بطال نے اور اصل صدقہ کی یہ ہے کہ نکالے اس کو آدمی اپنے مال میں سے بطور نفل کے اور کبھی واجب پر بولا جاتا ہے۔ (فتح)

٥٥٦٣ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ

٥٥٦٣۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ ہے لوگوں نے عرض کیا اور اگر نہ پائے یعنی جس کے ساتھ خیرات کرے فرمایا اپنے دونوں ہاتھوں سے عمل کرے یعنی کسب کرے سو اپنی جان کو فائدہ پہنچائے اور صدقہ کرے اصحاب رضی اللہ عنہم نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ أَوْ قَالَ بِالْمَعْرُوْفِ قَالَ فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ.

عرض کیا کہ اگر یہ بھی نہ ہو سکے یا نہ کرے؟ (یہ شک ہے راوی کو) فرمایا چاہیے کہ محتاج مظلوم کی مدد کرے لوگوں نے کہا کہ اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ فرمایا کہ حکم کرے ساتھ نیک بات کے یا فرمایا معروف کے کہا اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ فرمایا پس چاہیے کہ باز رہے بدی سے کہ یہی اس کے واسطے صدقہ ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے عمل کرے کہا ابن بطال نے کہ اس میں تنبیہ ہے عمل اور کسب کرنے پر تا کہ پائے آدمی جو خرچ کرے اپنی جان پر اور خیرات کرے ساتھ اس کے اور بے پرواہ کرے اس کو سوال کی ذلت سے اور اس میں ترغیب ہے اوپر فعل خیر کے یہاں تک کہ ہو سکے اور یہ کہ جو قصد کرے اس سے کسی چیز کو سو دشوار ہو اوپر اس کے تو انتقال کرے اس کے غیر کی طرف اور یہ جو فرمایا کہ محتاج مظلوم کی مدد کرے یعنی قول سے یا فعل یا دونوں سے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے یعنی عجز سے یا سستی سے اور یہ جو فرمایا کہ چاہیے کہ باز رہے بدی سے تو کہا ابن بطال نے کہ اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو ٹھہراتا ہے ترک کو عمل واسطے بندے کے برخلاف اس کے جو قائل ہے متکلمین سے کہ ترک عمل نہیں اور نقل کیا ہے مہلب سے کہ اس نے دوسری حدیث کی مثال دی ہے کہ جو بدی کا قصد کرے سو اس کو نہ کرے تو اس کے واسطے نیکی لکھی جاتی ہے جب کہ قصد کرے ساتھ ترک اس کے اللہ تعالیٰ کو پس اس وقت رجوع کرے گا طرف عمل دل کی اور وہ فعل ہے دل کا اور اس کی شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ ظاہر حدیث کے کعبی نے کہ شرع میں کوئی چیز مباح نہیں بلکہ یا اجر ہے یا گناہ سو جو باز رہے ساتھ کسی چیز کے گناہ سے تو وہ ماجور ہے کہا ابن تین نے اور جماعت اس کے برخلاف ہے اور انہوں نے اس کو الزام دیا ہے کہ زانی کو بھی ماجور ٹھہرانا چاہیے اس واسطے کہ وہ باز رہتا ہے ساتھ اس کے اور گناہ سے میں کہتا ہوں اور نہیں وارد ہوتا اوپر اس کے اس واسطے کہ مراد اس کی باز رہنا ہے ساتھ غیر گناہ کے یا باز رہنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں وارد ہوئی ہے اس کے حرام ہونے میں کوئی نص۔ (فتح)

بَابُ طِيْبِ الْكَلَامِ.

عمدہ اور میٹھی بات بولنا۔

فائدہ: اصل طیب کا وہ چیز ہے جس سے حواس کو لذت آئے اور مختلف ہے ساتھ اختلاف متعلق اپنے کے کہا ابن بطال نے کہ عمدہ کلام برا نیک عمل ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾۔

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اچھی بات

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ.

کہنا صدقہ ہے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا پوری حدیث کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح بھی کہا ابن بطال نے کہ عمدہ اور شیریں کلام کا صدقہ ہونا اس وجہ سے ہے کہ مال کے دینے سے آدمی کا دل خوش ہوتا ہے اور جو اس کے دل میں ہو جاتا رہتا ہے اور اس طرح شیریں کلام بھی۔

٥٥٦٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ قَالَ شُعْبَةُ أَمَّا مَرَّتَيْنِ فَلَا أَشُكُّ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَّمْ تَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

۵۵۶۴۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کو ذکر کیا سو اس سے پناہ مانگی اور منہ پھیرا پھر دوزخ کو ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور اپنا منہ پھیرا کہا شعبہ راوی نے کہ دو بار میں تو مجھ کو شک نہیں پھر فرمایا کہ بچو آگ سے اگرچہ کھجور کی پھانک ہی دے کر سہی اور اگر یہ تیرے پاس موجود نہ ہو تو نیک بات اور شیریں کلام سے۔

بَابُ الرِّفْقِ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ.

ہر کام میں نرمی کرنا۔

فائدہ: رفق کے معنی ہیں نرم جانب قول سے ہو یا فعل سے اور لینا آسان بات کو اور وہ ضد ہے عنف کی۔

٥٥٦٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ دَخَلَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ وَعَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ

۵۵۶۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے السلام علیک کے بدلے السام علیک کہا یعنی تم پر موت پڑے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں سمجھ گئی سو میں نے کہا کہ تم پر اللہ کی مار اور لعنت پڑے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! اپنے اوپر نرمی اختیار کر بے شک اللہ نرمی کو پسند رکھتا ہے ہر کام میں میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ میں نے کہا علیکم یعنی موت تم پر ہی پڑے۔

قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان میں آئے گی اور مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ نرمی پیدا کرنے والا ہے نرمی کو چاہتا ہے اور جو نرمی پر دیتا ہے سختی پر نہیں دیتا اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہوتی ہے نرمی کسی چیز میں مگر کہ اس کو زینت وار کرتی ہے اور نہیں ہوتی ہے سختی کسی چیز میں مگر کہ اس کو ناقص کر دیتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو نرمی سے حصہ دیا گیا وہ خیر سے حصہ دیا گیا روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جو نرمی سے محروم ہوا وہ سب نیکی سے محروم ہوا۔ (فتح)

٥٥٦٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامُوْا إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزْرِمُوْهُ ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَّاءٍ فَصُبَّ عَلَيْهِ.

٥٥٦٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار نے مسجد میں پیشاب کیا سو لوگ اس کی طرف اٹھے اور اس کو ڈانٹا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کے پیشاب کو بند نہ کرو پھر حضرت ﷺ نے پانی کا ڈول منگوایا اور اس پر بہایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ تَعَاوُنِ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْضِهِمْ بَعْضًا.

مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنا۔

٥٥٦٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بُرَيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا إِذْ جَآءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ أَوْ طَالِبُ حَاجَةٍ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَلْيَقْضِ اللهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَآءَ.

٥٥٦٧۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک ایماندار دوسرے ایماندار کے حق میں ایسا ہے جیسے عمارت کی بنیاد کہ ایک اس کا دوسرے کو مضبوط کیے رہتا ہے پھر اپنی انگلیوں کو آپس میں ڈالا مانند قینچی کی اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب کوئی سائل یا حاجت والا آپ کے پاس آتا تو اس پر اپنے منہ سے متوجہ ہوتے سو فرماتے سفارش کرو اجر دیئے جاؤ گے اور البتہ حکم کرتا ہے اللہ اپنے پیغمبر کی زبان پر جو چاہے۔

فائدہ: یعنی جیسے عمارت میں مضبوطی ایک اینٹ کی دوسری اینٹ سے ہوتی ہے اسی طرح ایک ایماندار کو لازم ہے کہ

دوسرے ایماندار کا مددگار ہے اور کہا ابن بطال نے کہ ایک دوسرے کی مدد کرنا آخرت کے کاموں میں اور اسی طرح مباح کاموں میں بھی مندوب ہے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد میں رہے اور یہ جو کہا کہ اپنی انگلیوں کو آپس میں ڈالا تو یہ بھی بیان ہے واسطے وجہ تشبیہ کے یعنی مضبوط کرتا ہے بعض بعض کو مانند اس مضبوطی کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو ارادہ کرے مبالغہ کا بیچ بیان اقوال اپنے کے تو اس کو مثال دی ساتھ حرکتوں اس کی کے تاکہ ہو زیادہ تر واقع ہونے والا نفس میں اور کہا طیبی نے کہ فا اور لام دونوں زائد ہیں واسطے تاکید کے یعنی جب کوئی محتاج اپنی حاجت کو میرے پیش کرے تو میرے پاس اس کی سفارش کرو گے تو تم کو ثواب حاصل ہوگا برابر ہے کہ تمہاری سفارش قبول ہو یا نہ ہو اور جاری کرتا ہے اللہ اپنے پیغمبر کی زبان پر جو چاہے یعنی قضائے حاجت کے موجبات سے یا نہ اقتضاء ہونے اس کے یعنی اگر میں اس کی حاجت روائی کروں یا نہ کروں سو وہ اللہ کی تقدیر سے ہے اور اس کے حکم سے۔

تنبیہ: اور واقع ہوا ہے ابن عباس کی حدیث میں ساتھ سند ضعیف کے کہ جو اپنے بھائی مسلمان کے واسطے کوشش کرے اس کی حاجت میں تو وہ بخشا جاتا ہے خواہ اس کی حاجت روائی ہو یا نہ ہو اور اس حدیث میں ترغیب ہے خیر پر ساتھ فعل کے اور ساتھ سبب ہونے کے طرف اس کی ہر وجہ سے اور سفارش کرنا طرف بڑے آدمی کی اس کی مشکل کے آسان ہونے میں اور ضعیف کی مدد کرنا اس واسطے کہ ہر ایک رئیس کے پاس نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس پر داخل ہو سکتا ہے یا ظاہر کرے اس کے واسطے اس کی مراد کو تاکہ وہ اس کا اصل حال پہچانے نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بندش نہیں کرتے تھے کہا عیاض نے کہ نہیں مستثنیٰ ہیں ان وجہوں سے جن میں سفارش مستحب ہے مگر حدود والا جس چیز میں حد نہیں اس میں سفارش جائز ہے خاص کر جس سے ہفوہ واقع ہو یا اہل ستر اور عفاف سے اور بہر حال جو لوگ کہ اپنے فساد پر مصر ہیں اور اپنے باطل میں مشہور ہیں ان کی سفارش نہ کی جائے تاکہ اس سے باز رہیں۔

❀.....❀.....❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب الطب

كتاب اللباس

کتاب الادب

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح البخاری

۲۵-۲۶-۲۷

مکتبہ اصحاب الحدیث

فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

شرح صحیح بخاری

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور

www.KitaboSunnat.com

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۵

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد الاثری

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد نہم

مصنف .... علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ
دوسرا ایڈیشن .... اگست 2009ء
ناشر .... مکتبہ اصحاب الحدیث
قیمت کامل سیٹ 10000
کمپوزنگ و ڈیزائننگ .... حافظ عبدالوہاب
0321-416-22-60

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔
042-7321823, 0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهُ كِفْلٌ مِّنْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيتًا﴾.

باب ہے بیچ بیان اس آیت کے اور جو شفاعت کرے شفاعت نیک تو ہوتا ہے واسطے اس کے حصہ اس سے مقیتا تک۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ اس باب کے پیچھے وہ حدیث لایا ہے جو پہلے مذکور ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ سفارش پر ثواب ملنا نہیں ہے عموم پر بلکہ وہ مخصوص ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہے اس میں سفارش اور وہ نیک شفاعت ہے یعنی ہر شفاعت پر ثواب نہیں ملتا بلکہ ثواب فقط اسی سفارش میں ملتا ہے جس میں شرعا سفارش کرنا جائز ہو اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ شفاعت حسنہ وہ چیز ہے جس میں شرع نے اجازت دی ہے نہ وہ جس کی شرع نے اجازت نہیں دی جیسے کہ دلالت کی اس پر آیت نے اور البتہ روایت کی طبری نے ساتھ سند صحیح کے مجاہد سے کہ یہ آیت بیچ شفاعت بعض کے واسطے بعض کے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ جو نیک کام میں کسی کے واسطے سفارش کرے اس کو ثواب سے حصہ ملتا ہے اور جو کسی کے واسطے باطل میں سفارش کرے اس کو اس سے گناہ کا حصہ ملتا ہے اور بعض نے کہا کہ شفاعت حسنہ دعا کرنا ہے واسطے ایمان دار کے اور سفارش بری بددعا کرنا ہے اوپر اس کے۔ (فتح)

﴿كِفْلٌ﴾ نَصِيبٌ

کفل کے معنی ہیں حصہ

فائدہ: یہ تفسیر ابو عبیدہ کی ہے اور کہا حسن اور قتادہ نے کہ کفل کے معنی ہیں وزر یعنی گناہ اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ کبھی کفل سے مراد حصہ ہوتا ہے اور کبھی اجر اور یہ کہ نساء کی آیت میں ساتھ معنی جزا کے ہے اور حدید کی آیت میں ساتھ معنی اجر کے۔

قَالَ أَبُوْ مُوْسٰى ﴿كِفْلَيْنِ﴾ أَجْرَيْنِ بِالْحَبَشِيَّةِ.

اور کہا ابو موسیٰ نے یعنی بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿یؤتکم کفلین من رحمته﴾ کہ مراد کفلین سے دوہرا اجر ہے حبش کی زبان میں۔

۵۵۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ

۵۵۶۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کوئی سائل یا محتاج آپ کے پاس آتا تو فرماتے سفارش کرو اجر پاؤ گے اور حکم کرتا ہے اللہ

كَانَ إِذَا أَتَاهُ السَّائِلُ أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَلْيَقْضِ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهٖ مَا شَآءَ.

اپنے پیغمبر کی زبان پر جو چاہتا ہے۔

بَابُ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا

یعنی نہ تھے حضرت ﷺ گالی بکنے والے اور نہ گالی کا جواب زیادہ کر کے دینے والے

فائدہ: فحش اس بات کو کہتے ہیں جو اپنے مقدار سے نکلے یہاں تک کہ قبیح معلوم ہو اور داخل ہوتا ہے فعل میں اور قول میں اور متفحش وہ ہے جو اس کا قصد کرے اور بکنے میں تکلف کرے اور زیادہ کہے۔ (فتح)

۵۵۶۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حِيْنَ قَدِمَ مَعَ مُعَاوِيَةَ إِلَى الْكُوْفَةِ فَذَكَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَخْيَرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ خُلُقًا.

۵۵۶۹۔ حضرت مسروق سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر داخل ہوئے جب کہ وہ معاویہ کے ساتھ کوفے میں آیا اور اس نے حضرت ﷺ کو ذکر کیا سو کہا کہ نہ تھے حضرت ﷺ گالی بکنے والے اور نہ گالی کا جواب زیادہ کر کے دینے والے اور کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر وہ آدمی ہے جو زیادہ تر نیک خو ہو۔

۵۵۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ يَهُوْدَ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ قَالَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَإِيَّاكِ

۵۵۷۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودی حضرت ﷺ کے پاس آئے سو انہوں نے حضرت ﷺ سے السلام علیکم کے بدلے السام علیکم کہا یعنی تم پر موت پڑے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم پر موت اور اللہ کی لعنت اور اس کا غضب پڑے سو حضرت ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! اپنے اوپر نرمی اختیار کر اور بچ سختی اور بدگوئی سے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا آپ نے سنا جو انہوں نے کہا؟ حضرت ﷺ نے

وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ قَالَتْ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ أَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قُلْتُ رَدَدْتُّ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِيْ فِيهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ.

فرمایا: کیا تو نے نہیں سنا جو میں نے کہا: میں نے ان کو اس کا جواب دیا یعنی میں نے کہا کہ تم پر بھی موت پڑے سو میری بد دعا ان کے حق میں قبول ہوتی ہے اور ان کی بد دعا میرے حق میں قبول نہیں ہوتی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵۵۷۱۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ يَحْيٰى هُوَ فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّابًا وَلَا فَحَّاشًا وَلَا لَعَّانًا كَانَ يَقُوْلُ لِأَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعْتِبَةِ مَا لَهُ تَرِبَ جَبِيْنُهُ.

۵۵۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت گالی دینے والے اور نہ بد گو اور نہ بہت لعنت کرنے والے ہم میں سے کسی کو عتاب اور جھڑکنے کے وقت کہتے کیا ہے اس کو اس کا چہرہ خاک میں ملے۔

۵۵۷۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآهُ قَالَ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيْرَةِ وَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجْهِهِ وَانْبَسَطَ إِلَيْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حِيْنَ رَأَيْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ لَهُ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِيْ وَجْهِهِ وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَتٰى عَهِدْتِنِيْ فَحَّاشًا إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ

۵۵۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت مانگی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو فرمایا برا بھائی ہے اپنی قوم میں اور برا بیٹا ہے اپنے قبیلے میں یعنی اپنی قوم میں برا آدمی ہے (اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دی) پھر جب وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے روبرو کشادہ پیشانی ظاہر کی اور اس کو خوش خلقی اور خوش مزاجی سے پیش آئے سو جب وہ مرد چلا گیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا: یا حضرت! جب آپ نے اس مرد کو دیکھا تو اس کو ایسا یعنی برا کہا تھا پھر آپ نے اس کے روبرو کشادہ پیشانی ظاہر کی اور اس کو خوش مزاجی سے پیش آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! تو نے مجھ کو بد گو اور فحش بکنے والا کب پایا تھا بیشک سب آدمیوں سے بدتر اللہ کے نزدیک مرتبے

مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهِ. میں قیامت کے دن وہ آدمی ہے جس کا لوگ ملنا چھوڑ دیں اس کی زبان درازی اور گالی کے ڈر سے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ جمع کیا ہے اس حدیث نے علم اور ادب کو اور حضرت ﷺ نے جو بعض مکروہ اور برے کاموں کو اپنی امت کی طرف منسوب کیا ہے اور ان کے ساتھ ان کا نام رکھا ہے تو یہ غیبت نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ غیبت بعض سے بعض کے حق میں ہوتی ہے بلکہ واجب ہے حضرت ﷺ پر کہ اس کو بیان کریں اور اس کا حال لوگوں کو معلوم کروادیں اس واسطے کہ یہ باب نصیحت اور شفقت سے ہے اپنی امت پر لیکن چونکہ حسن خلق حضرت ﷺ کی پیدائشی صفت تھی اس واسطے اس کو خوش خلقی سے پیش آئے اور اس کو برا جواب نہ دیا تا کہ حضرت ﷺ کی امت اس میں حضرت ﷺ کی پیروی کرے اور جو ایسا ہو اس سے بچے میں کہتا ہوں اور ظاہر اس کی کلام کا یہ ہے کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ یہ حکم عام ہے کہ جو کسی شخص کے حال سے کسی چیز پر خبردار ہو اور ڈرے کہ کوئی غیر آدمی اس کی ظاہری خوبی پر مغرور ہو کر واقع ہو کسی گناہ میں تو اس پر لازم ہے کہ اس کو اطلاع دے اس چیز پر کہ اس سے ڈرے اس کی خیر خواہی کی نیت سے اور کہا قرطبی نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے غیبت اس شخص کی کہ ظاہر کرنے والا ہو فسق یا فحش کو یا مانند اس کی کو جیسے حاکم ظالم یا بدعت کی طرف بلانے والا باوجود اس کے کہ جائز ہے صلح کرنی ان سے ان کی بدی کے ڈر سے جب تک کہ نہ پہنچائے یہ نوبت مداہنت کی دین میں اور فرق درمیان مدارات اور مداہنت کے یہ ہے کہ مدارات خرچ کرنا دنیا کا ہے واسطے صلاح دنیا اور دین دونوں کے یا ایک کے اور یہ مباح ہے اور کبھی مستحب ہوتی ہے اور مداہنت ترک کرنا دین کا ہے واسطے بہتری دنیا کے اور حضرت ﷺ نے خرچ کی اس کے واسطے دنیا سے خوشی یعنی خوش خلقی سے اس کے پیش آئے اور کشادہ پیشانی سے اس سے کلام کیا اور باوجود اس کے زبان سے اس کی تعریف کی سو حضرت ﷺ کا قول اور فعل اس میں متناقض نہ ہوگا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا قول اس کے حق میں قول حق ہے اور فعل حضرت ﷺ کا ساتھ اس کے خوش خلقی ہے پس زائل ہوگا ساتھ اس کے اشکال اور وہ مرد عیینہ تھا اور کہا عیاض نے کہ عیینہ اس وقت مسلمان نہ ہوا تھا سو اس کی عیب جوئی کرنی غیبت نہ ہوگی یا اسلام لایا ہوا تھا لیکن اس کا اسلام خالص نہ تھا سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ اس کو بیان کریں تا کہ نہ مغرور ہو ساتھ اس کے جو اس کے حال سے واقف نہ ہو اور حضرت ﷺ کی زندگی میں اور آپ کے بعد اس سے ایسے کام صادر ہوئے جو دلالت کرتے ہیں اس کے ایمان کے ضعیف ہونے پر سو جس چیز کے ساتھ حضرت ﷺ نے اس کو موصوف کیا وہ حضرت ﷺ کی پیغمبری کی علامتوں سے ہوگی اور یہ جو حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ نرمی سے کلام کیا تو یہ بطور تالیف قلوب کی ہے اور یہ حدیث اصل ہے بیچ مدارات اور صلح کرنے کے اور یہ کہ جائز ہے غیبت کرنا اہل کفر اور فسق کی اور جو ان کی مانند ہیں۔ (فتح)

بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ وَالسَّخَاءِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبُخْلِ

باب ہے بیچ بیان خوش خلقی اور سخاوت کے اور جو مکروہ ہے بخل سے

فائدہ: جمع کیا ہے بخاری رائیے نے اس ترجمہ میں تین امروں کو اس واسطے کہ سخاوت بھی منجملہ خوش خلقی کے ہے بلکہ وہ اس کا ایک بڑا فرد ہے اور بخل اس کی ضد ہے اور سر حسن سو وہ عبارت ہے ہر چیز مرغوب فیہ سے خواہ عقل کی جہت سے ہو یا عرض کی جہت سے یا حسن کی جہت سے اور اکثر عرف عام میں اس چیز کو کہتے ہیں جو آنکھ سے پائی جائے اور اکثر جو شرع میں آئی ہے وہ چیز ہے کہ عقل اور دانائی سے معلوم ہو اور خلق فتح کے ساتھ ہیئت اور صورت کو کہتے ہیں جو آنکھ سے دیکھی جائے اور ضمہ کے ساتھ قوتیں اور خصلتیں ہیں جو عقل اور دانائی سے معلوم کی جاتی ہیں اور البتہ حضرت مَلَّاتِیْمِ فرماتے تھے کہ الٰہی! جیسا تو نے مجھ کو خوب صورت پیدا کیا ویسا میری خلق کو نیک کر دے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ اخلاق آدمی کے اوصاف ہیں کہ معاملہ کرتا ہے اس سے آدمی ساتھ غیر اپنے کے اور وہ دو قسم ہیں محمود اور مذموم، سو اوصاف محمودہ مجمل طور سے یہ ہیں کہ تو اپنے غیر کے ساتھ اپنے نفس پر غالب ہو اس کے واسطے اپنے نفس سے انصاف لے اور اپنے واسطے اس سے انصاف نہ کرے اور مفصل طور سے عفو ہے اور حلم اور جود اور جبر اور اٹھانا ایذا کا اور رحمت اور شفقت اور لوگوں کی حاجت روائی کرنی اور باہم دوستی رکھنی اور نرم جانب ہونا اور مانند اس کے اور مذموم اس کی ضد ہے اور سخا خرچ کرنا اس چیز کا ہے کہ حاصل کی جائے بغیر عوض کے اور بخل منع کرنا اس چیز کا ہے کہ طلب کی جائے اس چیز سے کہ حاصل کی جائے اور روکنا اس چیز کا کہ اس کا طالب مستحق ہو خاص کر جب کہ ہو غیر مال مسئول کے سے اور یہ جو کہا کہ من البخل تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض بخل مذموم نہیں ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَأَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ سب لوگوں میں زیادہ تر سخی تھے اور رمضان کے مہینے میں سب وقتوں سے زیادہ تر سخاوت کرتے تھے یعنی جب کہ جبریل علیہ السلام سے ملاقات کرتے۔

فائدہ: اسی حدیث کی شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے اور اس میں بیان سبب کا ہے بیچ اکثر ہونے سخاوت آپ کی کا رمضان میں۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُو ذَرٍّ لَمَّا بَلَغَهُ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَخِيْهِ ارْكَبْ إِلٰى هٰذَا الْوَادِيْ فَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهٖ فَرَجَعَ فَقَالَ رَأَيْتُهٗ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ.

اور کہا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے جب کہ اس کو حضرت مَلَّاتِیْمِ کی پیغمبری کی خبر پہنچی یعنی ابو ذر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی سے کہا کہ اس نالے یعنی مکے کی طرف سوار ہو جا اور اس کی بات سن کیا کہتا ہے سو وہ پھرا سو اس نے کہا کہ میں نے

اس کو یعنی حضرت ﷺ کو دیکھا کہ حکم کرتا ہے خوش خلقی اور نیک عادتوں کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مبعث نبوی میں گزر چکی اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول اس کا ہے کہ حکم کرتا ہے نیک عادتوں کا اور مکارم جمع ہے مکرمہ کی اور وہ اسم ہے اخلاق کا اور اسی طرح افعال محمودہ اور چونکہ سب کاموں میں اکرم فعل ہے کہ قصد کیا جائے ساتھ اس کے اشرف وجوہ کو اور اشرف وجہ وہ ہے کہ اس سے اللہ کی رضا مندی مقصود ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے یہ فعل متقی سے اللہ نے فرمایا: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ﴾ یعنی سب لوگوں میں بزرگ تر اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے جو تم میں زیادہ تر پرہیز گار ہو۔ (فتح)

٥٥٧٣۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ إِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُولُ لَنْ تُرَاعُوْا لَنْ تُرَاعُوْا وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِأَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِيْ عُنُقِهِ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهُ بَحْرًا أَوْ إِنَّهُ لَبَحْرٌ.

۵۵۷۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ تر خوش خلق اور زیادہ تر سخی اور زیادہ تر دلاور تھے اور البتہ ایک رات اہل مدینہ میں ہول پڑی یعنی انہوں نے ایک آواز ہولناک سنی سو وہ ڈرے کہ دشمن ان پر آ پڑے سو لوگ آواز کی طرف چلے تو حضرت ﷺ ان کو آگے سے آ ملے، البتہ آواز کی طرف لوگوں سے آگے بڑھ گئے تھے یعنی تا کہ حال دریافت کریں سو حضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ کچھ نہ تھا تو پلٹ کر لوگوں کو آگے آ ملے اور حالانکہ کہتے تھے مت ڈرو، مت ڈرو، اور حضرت ﷺ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار تھے جو ننگا تھا اس پر زین نہ تھی حضرت ﷺ کی گردن میں تلوار لٹکی تھی سو فرمایا کہ البتہ ہم نے تو اس گھوڑے کا قدم دریا پایا یا فرمایا کہ بیشک وہ دریا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الھبہ میں گزر چکی ہے اور یہ جو انس رضی اللہ عنہ نے فقط انہیں تین اوصاف کو ذکر کیا اور کسی وصف کو ذکر نہ کیا تو اس واسطے کہ یہ تینوں اوصاف ماں ہیں سب اخلاق کی اس واسطے کہ ہر آدمی میں تین قوتیں ہیں ایک غضبی قوت ہے اور اس کا کمال شجاعت ہے اور ایک شہوانی قوت ہے اور اس کا کمال جود ہے اور ایک عقلی قوت ہے اور اس کا کمال بولنا ہے ساتھ حکمت کے اور اشارہ کیا اس کی طرف ساتھ اپنے قول احسن الناس کے اس واسطے کہ حسن شامل ہے قول اور فعل دونوں کو۔ (فتح)

٥٥٧٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا

۵۵۷۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے

سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ مَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ لَا.

حضرت ﷺ سے کبھی کچھ نہیں مانگا سو کہا ہو کہ نہ۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں طلب کی گئی حضرت ﷺ سے کوئی چیز کبھی دنیا کے امر سے پھر حضرت ﷺ نے اس کو نہ دی ہو میں کہتا ہوں اور نہیں ہے مراد یہ کہ دیتے تھے حضرت ﷺ جو چیز کہ طلب کی جاتی آپ سے جزمًا بلکہ مراد یہ ہے کہ نہیں بولتے تھے ساتھ رد کے بلکہ اگر حضرت ﷺ کے پاس وہ چیز ہوتی تو دیتے ورنہ چپ رہتے اور البتہ وارد ہوا ہے بیان اس کا ایک حدیث میں جس کو ابن سعد نے روایت کیا ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جب سوال کیے جاتے کسی چیز سے اور اس کے کرنے کا ارادہ نہ ہوتا تو چپ رہتے اور اس کی نظیر یہ حدیث ہے کہ حضرت ﷺ نے کبھی کسی طعام کو عیب نہیں کیا اگر بھوک ہوتی تو کھا لیتے ورنہ نہ کھاتے اور سمجھا ہے بعض نے عدم قول لا سے اثبات نعم کا اور مرتب کیا اس پر کہ لازم آتا ہے اس سے حرام ہونا بخل کا اس واسطے کہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے کہ جب حضرت ﷺ کسی چیز پر ہمیشگی کریں تو ہوتی ہے یہ علامت اس کے وجوب کی اور ترجمہ تقاضا کرتا ہے کہ بخل مکروہ ہے اور جواب دیا گیا ہے یہ کہ جب یہ بحث تمام ہو تو محمول ہوگی کراہت تحریم پر لیکن وہ تمام نہیں اس واسطے کہ بخل حرام وہ ہے جو واجب کو منع کرے ہم نے مانا کہ وہ وجوب پر دلالت کرتی ہے لیکن اس پر جو پیغمبری کے مقام میں ہو اس واسطے کہ اس کے مقابل میں نقص ہے جس سے پیغمبر لوگ پاک ہیں پس خاص ہوگا وجوب ساتھ حضرت ﷺ کے اور ترجمہ شامل ہے اس کو کہ بعض بخل مکروہ ہے اور مقابل اس کا یہ ہے کہ بعض بخل حرام ہے جیسا کہ اس میں مباح بلکہ مستحب بھی ہے بلکہ اور واجب بھی پس اسی واسطے اقتصار کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے مکروہ۔ (فتح)

۵۵۷۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يُحَدِّثُنَا إِذْ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَإِنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا.

۵۵۷۵۔ حضرت مسروق سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے ہم سے حدیث بیان کرتا تھا کہ اچانک اس نے کہا کہ نہ حضرت ﷺ گالی دینے والے تھے اور نہ گالی کا جواب زیادہ کر کے دینے والے اور یہ کہ حضرت ﷺ فرماتے تھے کہ تم لوگوں میں بہت بہتر وہ شخص ہے جو زیادہ تر خوش خلق ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور روایت کی ابو یعلی نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ مسلمانوں میں زیادہ تر کامل ایمان دار وہ آدمی ہے جو ان میں زیادہ تر خوش خلق ہو اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ لوگوں نے کہا یا حضرت! سب بندوں میں اللہ کے نزدیک بہت پیارا بندہ کون ہے حضرت ﷺ نے فرمایا جو زیادہ خوش خلق ہو

اور صحیح حدیثوں سے جو خوش خلقی میں وارد ہوئی ہیں حدیث نواس رضی اللہ عنہ کی ہے کہ نیکی خوش خلقی ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور بخاری نے ادب مفرد میں اور ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نہیں ہے کوئی چیز زیادہ تر بھاری میزان میں خوش خلقی سے اور بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا چیز ہے جو لوگوں کو زیادہ بہشت میں لے جائے گی، فرمایا اللہ سے ڈرنا اور خوش خلقی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک تم ہرگز وسیع نہیں ہوسکو گے لوگوں کو اپنے مالوں سے لیکن احاطہ کرتی ہے ان کو تم سے کشادہ پیشانی اور خوش خلقی اور حدیثیں اس باب میں بہت ہیں۔ (فتح)

۵۵۷۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ أَتَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ فَقَالَ الْقَوْمُ هِيَ الشَّمْلَةُ فَقَالَ سَهْلٌ هِيَ شَمْلَةٌ مَنْسُوْجَةٌ فِيْهَا حَاشِيَتُهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكْسُوْكَ هٰذِهٖ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَلَبِسَهَا فَرَآهَا عَلَيْهِ رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَحْسَنَ هٰذِهٖ فَاكْسُنِيْهَا فَقَالَ نَعَمْ فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَامَهٗ أَصْحَابُهٗ قَالُوْا مَا أَحْسَنْتَ حِيْنَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهٗ إِيَّاهَا وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهٗ لَا يُسْأَلُ شَيْئًا فَيَمْنَعَهٗ فَقَالَ رَجَوْتُ بَرَكَتَهَا حِيْنَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلِّيْ أُكَفَّنُ فِيْهَا.

۵۵۷۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بردہ لائی تو سہل رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ بھلا تم جانتے ہو کیا ہے بردہ؟ لوگوں نے کہا وہ چادر ہے کہا سہل رضی اللہ عنہ نے وہ چادر ہے کہ اس کا حاشیہ اس میں بنا ہوا ہوتا ہے تو اس عورت نے کہا کہ یا حضرت! میں آپ کو یہ پہناتی ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لیا اس کی طرف محتاج ہو کر سو اس کو پہنا تو ایک صحابی نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دیکھا تو اس نے کہا: یا حضرت! یہ چادر کیا خوب ہے، سو یہ مجھ کو پہنایئے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے تو اصحاب نے اس کو ملامت کی کہا تو نے خوب نہیں کیا جب تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے اس کو لیا اس کی طرف محتاج ہو کر پھر تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا سوال کیا اور البتہ تو جانتا ہے جو کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگے آپ اس کو دے دیتے ہیں تو اس نے کہا کہ میں اس کی برکت کا امید وار ہوں جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہنا میں امید رکھتا ہوں کہ اس میں کفنایا جاؤں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ لوگوں نے اس سے کہا کہ تو

نے حضرت ﷺ سے اس کا سوال کیا اور البتہ تو جانتا ہے کہ حضرت ﷺ سائل کو نہیں پھیرتے۔ (فتح)

٥٥٧٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوْا وَمَا الْهَرْجُ قَالَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ.

۵۵۷۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہو جائے گا زمانہ اور کم ہو جائے گا علم اور لوگوں پر بخیلی ڈالی جائے گی یعنی زکوٰۃ اور خیرات موقوف ہو جائے گی اور کثرت سے ہرج ہو گا، اصحاب نے کہا یا حضرت! ہرج کیا چیز ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قتل قتل یعنی خونریزی کثرت سے ہو گی۔

فائدہ: قیامت کی نشانیاں اس حدیث میں ارشاد فرمائیں اور یہ جو فرمایا کہ زمانہ قریب ہو جائے گا یعنی قیامت کا زمانہ متصل ہو جائے گا یا یہ مطلب کہ رات اور دن چھوٹے معلوم ہوں گے اور اس حدیث کی شرح کتاب فتن میں آئے گی اور اس حدیث میں ہے کہ لوگوں پر بخیلی ڈالی جائے گی تو یہی ہے مقصود باب کا اور وہ خاص تر ہے بخل سے اس واسطے کہ وہ بخل ہے ساتھ حرص کے اور یہ جو کہا یلقی یعنی بخیلی دلوں میں ڈالی جائے گی۔ (فتح)

٥٥٧٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ سَمِعَ سَلَّامَ بْنَ مِسْكِيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا يَقُوْلُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ أُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا أَلَّا صَنَعْتَ.

۵۵۷۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دس برس حضرت ﷺ کی خدمت کی سو حضرت ﷺ نے مجھ کو کبھی اف نہیں کہا اور نہ یہ کہا کہ تو نے کیوں کیا اور نہ یہ کہ تو نے کیوں نہ کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں فرمایا حضرت ﷺ نے واسطے کسی چیز کے جس کو میں نے کیا ہو کہ تو نے اس کو اس طرح کیوں کیا اور نہ واسطے کسی چیز کے کہ میں نے اس کو نہ کیا کہ تو نے اس کو اس طرح کیوں نہ کیا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے ترک کرنا عتاب کا اس چیز پر کہ فوت ہوا اس واسطے کہ اس جگہ فائدہ ہے پاک کرنے زبان کے کا زجر اور ذم سے اور الفت چاہنا خاطر خادم کا ساتھ ترک کرنے عتاب اس کے کے اور یہ سب حکم اُن امروں میں ہے کہ متعلق ہیں ساتھ خط زبان کے اور بہر حال جو امر کہ لازم ہیں شرعا تو نہ نرمی کی جائے ان میں اس واسطے کہ وہ باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ہے۔ (فتح)

بَابٌ كَيْفَ يَكُوْنُ الرَّجُلُ فِيْ أَهْلِهِ

کس طرح ہو مرد اپنے گھر والوں میں؟

٥٥٧٩۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ

۵۵۷۹۔ حضرت اسود سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت ﷺ اپنے گھر والوں میں کیا کرتے

الْأَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي أَهْلِهِ قَالَتْ كَانَ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ.

تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اپنے گھر والوں کی خدمت میں ہوتے تھے سو جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کی طرف کھڑے ہوتے۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری حدیث میں عروہ سے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ کہا کہ اپنا کپڑا سیتے تھے اور اپنا جوتا گانٹھتے تھے اور کرتے تھے جو لوگ اپنے گھروں میں کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی بکری دوہتے اور اپنی جان کی خدمت کرتے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے شمائل میں اور ابن سعد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نرم تر سب لوگوں میں اور اکرم سب لوگوں میں اور ایک مرد تھے تمہارے مردوں میں سے کہا ابن بطال نے کہ پیغمبروں کے اخلاق اور عادات سے ہے تواضع کرنا اور دور رہنا چین کرنے سے اور ذلیل کرنا نفس کو تا کہ پیروی کی جائے ان کی اور تا کہ نہ پڑیں آسودگی میں جو مذموم ہے اور البتہ اشارہ کیا گیا ہے طرف مذمت اس کی کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا﴾۔

بَابُ الْمِقَةِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى

محبت اللہ کی طرف سے ہے یعنی ابتدا اس کا اللہ کی طرف سے ہے

فائدہ: اور یہ ترجمہ لفظ زیادتی کا ہے کہ واقع ہوئی ہے بیچ مثل حدیث باب کے اس کے بعض طریقوں میں لیکن وہ بخاری کی شرط پر نہیں ہے سو اشارہ کیا ترجمہ میں اس کی طرف موافق عادت اپنی کے روایت کیا ہے اس کو احمد اور طبرانی وغیرہ نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ محبت اللہ کی طرف سے ہے اور صیت یعنی ذکر خیر آسمان سے ہے سو جب اللہ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے، الحدیث اور بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں مگر کہ اس کے واسطے آسمان میں صیت ہے سو اگر نیک ہو تو رکھا جاتا ہے زمین میں اور اگر بد ہو تو رکھا جاتا ہے زمین میں اور مراد ساتھ صیت کے ذکر جمیل ہے۔ (فتح)

۵۵۸۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا

۵۵۸۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو پکارتا ہے کہ بیشک اللہ نے فلانے کو دوست رکھا سو تو بھی اس کو دوست رکھ سو جبریل علیہ السلام اس سے محبت رکھتا ہے پھر جبریل علیہ السلام آسمان والوں یعنی فرشتوں میں پکار دیتا

فَأَحِبَّهٗ فَيُحِبُّهٗ جِبْرِيْلُ فَيُنَادِيْ جِبْرِيْلُ فِيْ أَهْلِ السَّمَآءِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهٗ أَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِيْ أَهْلِ الْأَرْضِ.

ہے کہ بیشک اللہ نے فلانے کو دوست رکھا سو تم بھی اس کو دوست رکھو سو آسمان والے اس سے محبت رکھتے ہیں پھر اس محبوب بندے کی زمین میں قبولیت اتاری جاتی ہے یعنی زمین کے لوگ اس کو مقبول جانتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں۔

فائدہ: یعنی اللہ جس بندے سے محبت ظاہر کرنا چاہتا ہے تو اس کو آسمان اور زمین میں مشہور کر دیتا ہے تا کہ فرشتے اس کے واسطے استغفار کیا کریں اور زمین کے لوگ اس کے واسطے دعا خیر کریں اس سے محبت رکھیں اور واقع ہوا ہے اس حدیث کے بعض طریقوں میں بیان سبب اس محبت کا اور مراد اس کا سو ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ بیشک بندہ اللہ کی رضا مندی تلاش کرتا ہے سو ہمیشہ رہتا ہے تلاش کرتا یہاں تک کہ اللہ کہتا ہے اے جبریل! بیشک فلانا بندہ میری رضا مندی چاہتا ہے خبردار ہو اور بیشک میری رحمت میرے غضب سے آگے بڑھ گئی اور شاہد ہے اس کے واسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو رقاق میں آئے گی کہ میرا بندہ ہمیشہ میری نزدیکی نفل عبادتوں کے واسطے سے چاہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں اور یہ جو کہا کہ پھر زمین میں اس کی قبولیت اُتاری جاتی ہے تو ایک روایت میں ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾ اور طبرانی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بیشک بندہ عمل کرتا ہے ساتھ غضب اللہ کے تو اللہ فرماتا ہے اے جبریل! فلانا میرا غضب چاہتا ہے سو بیان کیا اس کو جیسے محبت کو بیان کیا اور اس میں ہے سو جبریل علیہ السلام کہتا ہے کہ بیشک اللہ نے فلانے پر غصہ کیا اور کہا ابن بطال نے کہ اس زیادتی میں رد ہے قدریہ پر کہ وہ کہتے ہیں کہ شر بندے کا فعل ہے اللہ کی پیدائش سے نہیں اور مراد ساتھ قبول کے باب کی حدیث میں قبول کرنا دلوں کا ہے اس کو ساتھ محبت کے یعنی لوگ اس سے راضی ہوتے ہیں اور محبت رکھتے ہیں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ لوگوں کی محبت اللہ کی محبت کی نشانی ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو جنازے میں گزر چکی ہے کہ تم اللہ کے گواہ ہو زمین میں اور مراد اللہ کی محبت سے ارادہ خیر کا ہے واسطے بندے کے یعنی اللہ تعالیٰ بندے کے واسطے ارادہ خیر کرتا ہے اور اس کے واسطے ثواب حاصل ہوتا ہے اور فرشتوں کی محبت سے مراد یہ ہے کہ فرشتے اس کے واسطے استغفار کرتے ہیں اور ارادہ کرتے ہیں اس کے لیے خیر دارین کا اور دلوں سے اس کی طرف مائل رکھتے ہیں واسطے ہونے اس کے مطیع اللہ کا اور محب اس کا اور مراد بندوں کی محبت سے یہ ہے کہ اس کو نیک جانتے ہیں اور جہاں تک ہو سکے بدی کو اس سے دور کرتے ہیں اور حقیقت محبت کی نزدیک اہل معرفت کے ان معلومات میں سے ہے جن کی کوئی حد نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہچانتا ہے اس کو جو قائم ہو محبت ساتھ اس کے وجدان میں نہیں ممکن ہے تعبیر کرنا اس سے اور محبت تین قسم ہے ایک حب الٰہی اور ایک روحانی اور ایک طبعی اور باب کی حدیث تینوں قسموں کو شامل ہے سو اللہ کی محبت بندے سے حب الٰہی ہے اور محبت

جبریل علیہ السلام اور فرشتوں کی حب روحانی ہے اور حب بندوں کی اس کے واسطے حب طبعی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْحُبّ فِي اللهِ
اللہ کے واسطے محبت رکھنا

۵۵۸۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجِدُ أَحَدٌ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ حَتَّى يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَحَتَّى أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ وَحَتَّى يَكُوْنَ اللَّهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا.

۵۵۸۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی آدمی ایمان کی شیرینی کا مزہ نہیں پاتا یہاں تک کہ آدمی سے محبت رکھے اس طرح کہ نہ محبت رکھتا ہو اس سے مگر اللہ ہی کے واسطے یعنی محبت میں دنیا کا کچھ لگاؤ نہ ہو اور یہاں تک کہ آگ میں ڈالا جانا اس کو محبوب تر ہو کفر کی طرف پلٹ جانے سے اس کے بعد کہ اللہ نے اس کو کفر سے نکالا اور یہاں تک کہ اس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول تمام عالم سے زیادہ تر محبوب ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور بیان اس کا کہ یہ ترجمہ اول حدیث کا ہے کہ روایت کی ہے ابوداؤد وغیرہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اللہ ہی کے واسطے محبت رکھنی اور اللہ ہی کے واسطے دشمنی رکھنی ایمان سے ہے اور یہ جو کہا کہ اس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول تمام عالم سے محبوب تر ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ایمان کو کامل کرے تو وہ جان لیتا ہے کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق مؤکدتر ہے اس پر اس کے باپ اور اس کی ماں اور اولاد اور بیوی اور تمام لوگوں کے حق سے اس واسطے کہ گمراہی سے ہدایت پانا آگ سے خلاص ہونا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر اور اس کی محبت کی نشانیوں سے ہے اس کے دین کی مدد کرنی قول سے اور فعل سے اور ہٹانا اس کی شریعت سے نقص اور عیب کو اور آراستہ ہونا اس کے اخلاق سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ﴾

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اے ایمان والو! نہ ٹھٹھا کرے کوئی قوم کسی قوم سے شاید وہ ان سے بہتر ہوں۔

۵۵۸۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۵۸۲۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ کہ ہنسے آدمی لوگوں کے گوز سے اور فرمایا کہ کس سبب سے مارتا ہے کوئی اپنی عورت کو جیسے

أَنْ يَّضْحَكَ الرَّجُلُ مِمَّا يَخْرُجُ مِنَ الْأَنْفُسِ وَقَالَ بِمَ يَضْرِبُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ ضَرْبَ الْفَحْلِ أَوِ الْعَبْدِ ثُمَّ لَعَلَّهُ يُعَانِقُهَا وَقَالَ الثَّوْرِيُّ وَوُهَيْبٌ وَّأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ جَلْدَ الْعَبْدِ.

حیوان کو مارتا ہے پھر شاید اس کو بغل میں لے یعنی اس سے صحبت کرے اور کہا ثوری وغیرہ نے ہشام سے جیسے غلام کو مارتا ہے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا لا یسخر تو یہ نہی ہے مسخرہ پن کرنے سے اور یہ فعل ساخر کا ہے اور ساخر وہ ہے جو اس سے ٹھٹھا کرے اور سخر یہ خاص تسخیر کا نام ہے اور سخر یہ روانہ کرنا چیز کا ہے طرف غرض کی کہ خاص کی گئی ہے ساتھ اس کے قہر سے سو وارد ہوئی تھی ٹھٹھا کرنے سے ساتھ ایک دوسرے کے واسطے حقیر جاننے اس کے کے باوجود اس احتمال کے کہ وہ واقع میں اس سے بہتر ہو اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث کے درمیان ہے کہ کافی ہے مرد کے واسطے یہ برائی کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر جانے۔ (فتح)

۵۵۸۳۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى أَتَدْرُوْنَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ هٰذَا يَوْمٌ حَرَامٌ أَفَتَدْرُوْنَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ بَلَدٌ حَرَامٌ أَتَدْرُوْنَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا.

۵۵۸۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں فرمایا یعنی حجۃ الوداع کے دن بھلا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ اصحاب نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے، فرمایا کہ بیشک یہ دن حرام ہے پھر فرمایا بھلا تم جانتے ہو یہ کون سا شہر ہے؟ اصحاب نے کہا کہ اللہ اور اس رسول زیادہ تر دانا ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شہر حرام ہے پھر فرمایا بھلا تم جانتے ہو یہ کون سا مہینہ ہے؟ اصحاب نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے، فرمایا یہ مہینہ حرام ہے، فرمایا کہ بیشک اللہ نے تمہارے خونوں اور تمہارے مالوں اور تمہاری آبروؤں کو تم پر حرام کیا ہے جیسے اس تمہارے دن کی حرمت ہے اس تمہارے مہینے میں اس تمہاری بستی میں۔

فائدہ: یعنی جیسے مکے میں اور ذی الحجہ کے مہینے میں عرفے کا دن حرام ہے اس میں کسی طرح کی زیادتی درست نہیں اسی طرح اپنی جانوں اور مالوں اور آبروؤں کو حرام جانو کسی کو دوسرے مسلمان کا ناحق جان مارنا اور مال چھینا اور بے عزت کرنا درست نہیں اور غرض اس سے یہاں بیان حرام کرنے عزت کا ہے اور یہ ہی جگہ مدح اور ذم کی شخص

سے عام تر ہے اس سے کہ اس کی جان میں ہو یا نسب میں ہو یا حسب میں اور روایت کی ہے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے اس کا خون اور مال اور اس کی عزت۔ (فتح)

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ السِّبَابِ وَاللَّعْنِ جو منع ہے گالی دینے اور لعنت کرنے سے

فائدہ: اور سباب محتمل ہے کہ تفاعل سے ہو اور احتمال ہے کہ ہو ساتھ معنی سب کے اور وہ نسبت کرنا ہے آدمی کو طرف کسی عیب کے اور پہلے احتمال پر پس حکم اس کا یہ ہے کہ گناہ اس پر ہے جو پہلے گالی دینے والے شیطان ہیں آپس میں جھوٹ بولتے ہیں۔ (فتح)

٥٥٨٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَآئِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ تَابَعَهٗ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ.

۵۵۸۴۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے متابعت کی ہے اس کی شعبہ نے غندر سے۔

٥٥٨٥ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدِّيلِيَّ حَدَّثَهٗ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَرْمِيْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَّمْ يَكُنْ صَاحِبُهٗ كَذٰلِكَ.

۵۵۸۵۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی مرد کو فاسق یا کافر نہیں کہتا مگر کہ وہ فسق یا کفر قائل پر الٹ پڑتا ہے اگر اس کا ساتھی اس طرح نہ ہو۔

فائدہ: اس کا ساتھی یعنی جس کو فاسق یا کافر کہا گیا اگر اس کا مستحق نہ ہو تو کہنے والے پر الٹ پڑتا ہے اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ جو دوسرے کو فاسق یا کافر کہے سو اگر وہ ایسا نہ ہو جیسا اس نے کہا تو ہوتا ہے قائل اس کا وہی مستحق ساتھ وصف مذکور کے اور اگر ہو وہ اسی طرح جیسا اس نے کہا تو نہیں الٹ پڑتی ہے اس پر کوئی چیز واسطے ہونے اس کے سچا اپنے قول میں اور اگر چہ وہ اس فاسق یا کافر کہنے میں خود فاسق یا کافر نہیں ہوتا لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ ہو گنہگار اس صورت میں کہ کہے اے فاسق! بلکہ اسی صورت میں تفصیل ہے اگر اس کی خیر خواہی یا اس کے غیر کی خواہی مقصود ہو اس کا حال بیان کرنے سے تو جائز ہے اور اگر اس کو عیب کرنا اور مشہور کرنا اور اس کی محض ایذا مقصود ہو تو

نہیں جائز ہے اس واسطے کہ اس کو حکم ہے اس کی پردہ پوشی کا اور اس کے سکھلانے کا اور اس کے وعظ کرنے کا ساتھ اچھی طرح کے سو جہاں تک کہ ممکن ہو اس کو یہ ساتھ نرمی کے نہیں جائز ہے اس کے واسطے یہ کہ کرے اس کو ساتھ سختی کے اس واسطے کہ کبھی ہوتا ہے یہ سبب واسطے اصرار کرنے اس کے کے اس فعل پر جیسے کہ اکثر لوگوں میں عار پیدا ہو گئی ہے خاص کر جب کہ حکم کرنے والا مامور سے مرتبے میں کم ہو اور مسلم کی ایک روایت میں یہ لفظ واقع ہوا ہے کہ جو کسی مرد کو کافر یا عدو اللہ کہے اور حالانکہ وہ اس طرح نہ ہو تو وہ کہنے والے پر الٹ پڑتا ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اختلاف ہے اس الٹ پڑنے کی تاویل میں سو بعض نے کہا کہ اُلٹ پڑتا ہے اس پر کفر اگر اس کو حلال جانتا اور یہ بعید ہے حدیث کے سیاق سے اور بعض نے کہا کہ محمول ہے خارجیوں پر اس واسطے کہ وہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور یہ ضعیف ہے اس واسطے کہ صحیح اکثر کے نزدیک یہ ہے کہ خارجیوں کو ان کی بدعت کے سبب سے کافر نہیں کہا جاتا میں کہتا ہوں اور یہ قول مالک سے منقول ہے اور اس کے واسطے ایک وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض ان میں سے بہت اصحاب کو کافر کہتے ہیں جن کے حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشت اور ایمان کی گواہی دی سو ان کو کافر کہنا اس وجہ سے ہو گا کہ انہوں نے گواہی مذکور کی تکذیب کی نہ اس وجہ سے کہ ان سے یہ تکفیر صادر ہوئی اور تحقیق یہ ہے کہ حدیث بیان کی گئی ہے واسطے روکنے اور جھڑکنے مسلمان کے اس سے کہ اپنے بھائی کو ایسا کہے اور یہ خوارج وغیرھم کے وجود سے پہلے ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ الٹ پڑتا ہے اس پر نقص اس کا یا گناہ اس کی تکفیر کا اور اس کا کچھ ڈر نہیں اور بعض نے کہا کہ اس پر خوف ہے کہ اس کا انجام کفر ہو جیسے کہ کہا گیا کہ گناہ ایلچی ہیں کفر کے سو جو ان پر ہمیشگی کرے اور اصرار کرے اس پر خوف ہے کہ اس کا خاتمہ بد ہو اور راجح تر سب سے یہ ہے کہ جو کہے یہ بات کہے واسطے جس سے اسلام کو پہچانتا ہو اور نہ قائم ہو اس کے لیے کوئی شبہ اس کے زعم میں کہ وہ کافر ہے تو تکفیر کیا جاتا ہے اس کہنے کے سبب سے تو معنی حدیث کے یہ ہیں کہ اس کی تکفیر اس پر الٹ پڑتی ہے سو الٹ پڑنے والی تکفیر ہے نہ کفر سو گویا کہ اس نے اپنے نفس کی تکفیر کی اس واسطے کہ اس نے کافر کہا اس کو جو اس کی مثل ہے اور جس کو نہیں کافر کہتا مگر کافر جو دین اسلام کے بطلان کا معتقد ہے اور تائید کرتی ہے اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ واجب ہوا کفر ایک پر اور کہا قرطبی نے کہ جس جگہ آیا ہے کفر بیچ زبان شرع کے تو وہ انکار اس چیز کا ہے جو معلوم ہے دین اسلام سے ساتھ ضرورت شرعیہ کے اور البتہ وارد ہوا ہے کفر بیچ شرع کے ساتھ معنی انکار نعمتوں کے اور ترک شکر منعم کے اور قیام کے ساتھ حقوق اس کے کے جیسے کہ اس کی تقریر کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ **یکفرن الاحسان ویکفرن العشیر** یعنی ناشکری کرتے ہیں احسان کی اور ناشکری کرتی ہیں خاوند کی اور یہ جو کہا **بار بھا احدھما** یعنی پھر آیا ساتھ گناہ اس کے ایک دونوں سے اور لازم اس کے اور حاصل یہ ہے کہ اگر مقول لہ یعنی جس کے حق میں کہا گیا کافر شرعی ہو تو کہنے والا سچا ہے اور مقول لہ اس کو لے جاتا ہے اور اگر کافر شرعی نہ ہو تو

الٹ پڑتا ہے طرف قائل کے گناہ اس قول کا اور اقتصار کیا ہے اس نے اس تاویل پر اور یہ جواب قریب تر ہے طرف انصاف کے اور البتہ روایت کی ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے کہ جب بندہ کسی چیز کو لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے آسمان کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اس کے چڑھنے سے پہلے پھر زمین کی طرف اترتی ہے سو دائیں بائیں دوڑتی ہے سو اگر کوئی راہ نہ پائے تو رجوع کرتی ہے اس کی طرف جو لعنت کیا گیا اگر اس کے لائق ہو ورنہ لعنت کرنے والے پر الٹ پڑتی ہے۔ (فتح)

٥٥٨٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا لَعَّانًا وَّلَا سَبَّابًا كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَا لَهُ تَرِبَ جَبِيْنُهُ.

٥٥٨٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فحش بکنے والے اور نہ بہت لعنت کرنے والے اور نہ بہت گالی دینے والے اور عتاب کے وقت کہتے کیا ہے اس کو اس کا ماتھا خاک آلودہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٥٥٨٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَّحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى مِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ وَلَيْسَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَّعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ.

٥٥٨٧۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اسلام کے سوائے کسی اور دین کی قسم کھائے تو وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسا اس نے کہا اور نہیں واجب ہے آدمی پر نذر اس کی جس کا وہ مالک نہیں اور جو دنیا میں اپنی جان کو کسی چیز سے مارے گا تو قیامت کے دن اس کے ساتھ اس کو عذاب ہوگا اور جس نے کسی مسلمان کو لعنت کی تو وہ ویسے ہے جیسے اس کو قتل کیا اور جو عیب کرے کسی ایمان دار پر کفر کا تو وہ ویسے ہے جیسے اس کو قتل کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان والنذور میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور لیا جاتا ہے حکم اس چیز کا کہ متعلق ہے ساتھ تکفیر اس کی کے جو ایمان دار کو کافر کہے اس چیز سے کہ پہلے گزری اور یہ جو کہا کہ مسلمان کو لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کے برابر ہے یعنی اس واسطے کہ جب اس نے اس کو لعنت کی تو گویا کہ اس نے بد دعا دی اس کو

ساتھ ہلاک کے۔ (فتح)

۵۵۸۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ أَحَدُهُمَا فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتّٰى انْتَفَخَ وَجْهُهُ وَتَغَيَّرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِيْ يَجِدُ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَقَالَ أَتُرٰى بِيْ بَأْسٌ أَمَجْنُوْنٌ أَنَا اذْهَبْ.

۵۵۸۸۔ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس دو مرد آپس میں لڑے تو ان میں سے ایک سخت غصہ ہوا یہاں تک کہ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس کی گردن کی رگیں پھول گئیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں ایک بات جانتا ہوں کہ اگر وہ اس کو کہتا تو اس کا غصہ جاتا رہتا تو ایک مرد اس کی طرف چلا اور اس کو حضرت ﷺ کے قول سے خبر دی اور فرمایا کہ اللہ کی پناہ مانگ شیطان سے یعنی کہہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یعنی میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے تو اس نے کہا کیا تو گمان کرتا ہے کہ مجھ کو کوئی بیماری ہے یا میں دیوانہ ہوں چلا جا۔

فائدہ: یہ خطاب ہے اس مرد سے جس کو غصہ آیا تھا اس مرد کے واسطے جس نے اس کو پناہ مانگنے کا حکم کیا تھا یعنی چلا جا اپنے شغل میں اور بجا لا اس مامور کو اور وہ مرد کافر تھا یا منافق یا اس پر غصہ غالب ہوا یہاں تک کہ نکالا اس کو اعتدال سے اس طور سے کہ جھڑکا اس نے نصیحت کرنے والے کو ساتھ اس بد جواب کے اور بعض نے کہا کہ وہ گنوار تھا سخت مزاج والا اور گمان کیا اس نے کہ نہیں پناہ مانگتا شیطان سے مگر جس کو جنون ہو اور نہ جانا اس نے کہ غصہ شیطان کے شر سے ہے اسی واسطے نکالتا ہے اس کو اپنی صورت سے اور اچھا کر دکھلاتا ہے اس کے مال کے فاسد کرنے کو مانند کاٹنے کپڑے اس کے کے اور توڑ ڈالنے اس کے برتنوں کے یا بڑھنا اس پر جس نے اس کو غصہ ولایا اور مانند اس کی اس قسم سے کہ کرتا ہے اس کو جو حد اعتدال سے نکل جائے۔ (فتح)

۵۵۸۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ حَدَّثَنِيْ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَ النَّاسَ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ

۵۵۸۹۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نکلے تا کہ لوگوں کو شب قدر کی خبر دیں سو دو مسلمان مردوں نے آپس میں جھگڑا کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نکلا تھا تا کہ تم شب قدر کی خبر دوں یعنی اس کی تعیین کی کہ فلانی رات ہے سو فلانے اور فلانے مرد نے آپس

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّإِنَّهَا رُفِعَتْ وَعَسٰى أَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا لَّكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ.

میں جھگڑا کیا اور البتہ شب قدر اٹھائی گئی یعنی میں اس کی تعیین کو بھول گیا ہوں اور امید ہے کہ یہ تمہارے واسطے بہتر ہو سو تلاش کرو اس کو نویں رات میں اور ساتویں میں اور پانچویں یعنی بعد بیس راتوں کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں قول حضرت ﷺ کا ہے کہ دو مردوں نے آپس میں تنازع کیا اور تنازع اکثر اوقات پہنچتا ہے طرف گالی دینے کی آپس میں۔ (فتح)

۵۵۹۰۔ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ هُوَ ابْنُ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ رَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْدًا وَعَلٰى غُلَامِهِ بُرْدًا فَقُلْتُ لَوْ أَخَذْتَ هٰذَا فَلَبِسْتَهٗ كَانَتْ حُلَّةً وَّأَعْطَيْتَهٗ ثَوْبًا آخَرَ فَقَالَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ كَلَامٌ وَّكَانَتْ أُمُّهٗ أَعْجَمِيَّةً فَنِلْتُ مِنْهَا فَذَكَرَنِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي أَسَابَبْتَ فُلَانًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَفَنِلْتَ مِنْ أُمِّهٖ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ قُلْتُ عَلٰى حِيْنِ سَاعَتِي هٰذِهٖ مِنْ كِبَرِ السِّنِّ قَالَ نَعَمْ هُمْ إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيْكُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ أَخَاهُ تَحْتَ يَدِهٖ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يُكَلِّفُهٗ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهٗ فَإِنْ كَلَّفَهٗ مَا يَغْلِبُهٗ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ.

۵۵۹۰۔ حضرت معرور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ پر چادر دیکھی اور ان کے غلام پر بھی چادر دیکھی تو میں نے کہا کہ اگر تو اس کو لے کر پہنے تو جوڑا ہو جائے اور اس کو اور کپڑا دے تو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے اور ایک مرد یعنی بلال رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ گفتگو ہوئی اور اس کی ماں عجمی تھی یعنی غیر عربی سو میں نے اس کو ماں کی گالی دی یعنی میں نے اس سے کہا لونڈی کا جنا سو اس نے مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس ذکر کیا حضرت ﷺ نے مجھے فرمایا کہ کیا تو نے فلانے کو گالی دی؟ میں نے کہا: ہاں، فرمایا کیا تو نے اس کی ماں کی اہانت کی؟ میں نے کہا: ہاں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک تو ایسا مرد ہے کہ تجھ میں جاہلیت کی خو بو ہے میں نے کہا میری اس گھڑی میں بڑھاپے سے یعنی کیا مجھ میں جہالت ہے اور حالانکہ میں بہت بوڑھا ہوں، حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں، تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں یعنی آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور تمہارے خدمت گار ہیں اللہ نے ان کو تمہارے ہاتھ کے نیچے ڈالا ہے یعنی ان کا مالک کیا ہے سو جس کا بھائی اللہ نے اس کے زیر دست کیا ہو تو چاہیے کہ اس کو کھلائے جو آپ کھاتا ہو اور چاہیے کہ اس کو پہنائے جو آپ پہنتا ہو اور اس کو ایسا بھاری کام نہ بتلائے جو اس کو دبا ڈالے اور اگر اس کو ایسا

کام بتلائے جو اس کو دبا ڈالے تو خود بھی اس کی مدد کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور یہ کہ مرد مذکور وہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں جو مؤذن تھے اور جاہلیت سے وہ زمانہ مراد ہے جو اسلام سے پہلے تھا اور احتمال ہے کہ مراد اس کی اس جگہ جہالت ہو یعنی تجھ میں جہالت ہے اور مراد عبید سے غلام ہیں یا خادم تا کہ داخل ہو اس میں جو نہیں ہے غلامی میں ان میں سے اور لیا جاتا ہے اس سے مبالغہ بیچ ذم سب اور لعن کے اس واسطے کہ اس میں حقارت ہے مسلمان کی اور البتہ وارد ہوئی ہے شرع کہ مسلمان لوگ بڑے بڑے احکام میں سب برابر ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تفاضل حقیقی یعنی ایک دوسرے سے بزرگ ہونا ان کے درمیان ساتھ تقویٰ اور پرہیز گاری کے ہے سو شریف نسب والے کو نسب فائدہ نہیں دیتا جب کہ نہ ہو اہل تقویٰ سے اور نفع پاتا ہے خسیس نسب والا ساتھ تقویٰ کے جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ کہ تم لوگوں میں بڑا بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تر پرہیز گار ہو۔ (فتح)

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ ذِكْرِ النَّاسِ نَحْوَ قَوْلِهِمُ الطَّوِيْلُ وَالْقَصِيْرُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَقُوْلُ ذُو الْيَدَيْنِ وَمَا لَا يُرَادُ بِهِ شَيْنُ الرَّجُلِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ جائز ہے ذکر لوگوں کے سے یعنی ان کی اوصاف سے جیسے کہتے ہیں دراز قد والا اور پست قد والا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کہتا ہے ذوالیدین یعنی دو ہاتھ والا اور بیان اس چیز کا کہ نہیں ارادہ کیا جاتا اس سے عیب اور نقص مرد کا۔

فائدہ: یہ باب باندھا گیا ہے واسطے بیان حکم القاب کے اور بیان اس چیز کے کہ نہیں چاہتا مرد یہ کہ موصوف کیا جائے ساتھ اس کے اس چیز سے کہ وہ اس میں ہے اور حاصل یہ ہے کہ اگر لقب پسند ہو اس کو جس کا وہ لقب ہے اور اس میں کوئی مبالغہ نہ ہو جو شرع میں منع ہے تو وہ لقب جائز ہے یا مستحب اور اگر وہ اس قسم سے ہو کہ اس کو خوش نہ لگتا ہو تو وہ حرام ہے یا مکروہ مگر یہ کہ معین ہو راہ طرف تعریف کرنے کے ساتھ اس کے جس جگہ اس کے ساتھ مشہور ہو اس کے اور اس کے سوائے اپنے غیر سے جدا نہ ہوتا ہو اسی واسطے بہت ذکر کیا ہے راویوں نے اعمش اور اعرج وغیرہ کو اور عارم اور غندر وغیرہ کو اور اصل اس میں قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جب کہ آپ نے ظہر کی نماز میں دو رکعتوں پر سلام کیا تو فرمایا کہ کیا ایسا ہی ہے، جیسا ذوالیدین کہتا ہے؟ اور البتہ وارد کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے باب میں اور نہیں ذکر کیا اس زیادتی کو اور جو بخاری رحمہ اللہ نے اس میں تفصیل کی ہے یہی مذہب ہے جمہور کا اور ایک قوم جدا ہوئی ہے سو انہوں نے اس میں تشدید کی یہاں تک کہ حسن بصری رحمہ اللہ سے منقول ہے اس نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں یہ کہ قول ہمارا حمید الطویل غیبت اس کی اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف جس جگہ ذکر کیا قصہ ذوالیدین کا اور اس میں ہے کہ ایک مرد تھا اس کے ہاتھ میں درازی تھی اور کہا ابن منیر نے یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ ایسے لقب کا

ذکر کرنا اگر بیان اور تمیز کے واسطے ہو تو جائز ہے اور اگر اس کی تنقیص کے واسطے ہو تو نہیں ہے جائز۔ (فتح)

۵۵۹۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلٰى خَشَبَةٍ فِيْ مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا وَفِي الْقَوْمِ يَوْمَئِذٍ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ فَقَالُوْا قَصُرَتِ الصَّلَاةُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْهُ ذَا الْيَدَيْنِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَنَسِيْتَ أَمْ قَصُرَتْ فَقَالَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تَقْصُرْ قَالُوْا بَلْ نَسِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ صَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ وَكَبَّرَ ثُمَّ وَضَعَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ وَكَبَّرَ.

۵۵۹۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز دو رکعت پڑھائی پھر سلام کیا پھر ایک لکڑی کی طرف اُٹھ کھڑے ہوئے جو مسجد کی اگلی طرف میں پڑی تھی اور اس دن لوگوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے سو دونوں ڈرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کریں اور جلد باز لوگ مسجد سے نکلے سو انہوں نے کہا کہ کیا نماز چھوٹی کی گئی اور قوم میں ایک مرد تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ذوالیدین بلاتے تھے سو اس نے کہا یا حضرت! کیا آپ بھول گئے یا نماز چھوٹی ہوگئی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ میں بھولا نہ نماز چھوٹی ہوئی اس نے کہا بلکہ آپ بھول گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے یعنی اورلوگوں نے کہا ہاں، سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر سلام کیا پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا مثل سجدے اپنے کے یا اس سے دراز تر پھر اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی پھر سجدہ کیا مثل سجدے اپنے کے یا دراز تر اس سے پھر اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی۔

بَابُ الْغِيْبَةِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ﴾

باب ہے بیچ بیان غیبت کے اور اللہ نے فرمایا اور نہ غیبت کرے کوئی تم میں سے کسی کی، رحیم تک۔

فائدہ: اسی طرح اکتفا کیا ہے ساتھ ذکر کرنے آیت کے جو تصریح کرنے والی ہے ساتھ نہی کے غیبت سے اور نہیں ذکر کیا حکم اس کا جیسا کہ ذکر کیا ہے حکم چغلی کا بعد دو بابوں کے جہاں جزم کیا ہے اس نے کہ چغلی کبیرہ گناہ ہے اور البتہ اختلاف ہے غیبت کی تعریف میں اور اس کے حکم میں بہرحال تعریف اس کی سو کہا راغب نے کہ غیبت یہ ہے کہ آدمی دوسرے کا عیب ظاہر کرے بغیر حاجت کے طرف ذکر کرنے اس کے کے اور کہا غزالی نے کہ حد غیبت کی یہ

ہے کہ تو اپنے بھائی کو یاد کرے ساتھ اس طور کے کہ اس کو برا معلوم ہو اگر اس کو پہنچے اور کہا ابن اثیر نے غیبت یہ ہے کہ تو کسی آدمی کو اس کی پس پشت بدی سے یاد کرے اور اگر چہ وہ بدی اس میں موجود ہو اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے غیبت ذکر کرنا آدمی کا ہے غیر کو ساتھ اس چیز کے جو اس کو بری لگے برابر ہے کہ ہو یہ آدمی کے بدن میں یا اس کے دین میں یا اس کی دنیا میں یا اس کی جان میں یا اس کی پیدائش میں یا اس کی خو میں یا اس کی اولاد میں یا اس کی بیوی میں یا اس کے خادم میں یا اس کے کپڑے میں یا اس کی حرکت میں یا اس کی کشادہ پیشانی میں یا اس کی تنگ پیشانی میں یا سوائے اس کے جو متعلق ہے ساتھ اس کے اور برابر ہے کہ ذکر کیا ہو اس کو ساتھ لفظ کے یا اشارہ اور رمز کے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور استعمال کیا ہے بہت فقہاء نے تعریض کو تضعیفوں میں مثل قول ان کے بعض آدمی جو علم کا دعویٰ کرتا ہے یا نیکوکاری کی طرف منسوب ہے اور مانند اس کی اس قسم سے کہ سامع اس کی مراد کو سمجھتا ہے تو یہ سب غیبت ہے اور تمسک کیا اس نے جس نے کہا کہ نہیں شرط ہے غیبت میں غیب ہونا شخص کا ساتھ حدیث مشہور کے جو مسلم وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا تم جانتے ہو کیا ہے غیبت؟ اصحاب نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے بھائی مسلمان کو یاد کرے جو اس کو برا لگے، اسی کا نام غیبت ہے، لوگوں نے کہا: بھلا فرمایئے تو اگر اس میں سچ مچ وہی بات موجود ہو جو میں کہتا ہوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیرے بھائی میں فی الحقیقت وہی بات ہے جو تو کہتا ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ بات نہیں جو تو نے کہی تو تو نے اس پر بہتان باندھا سو اس میں یہ قید نہیں کہ وہ حاضر نہ ہو جس کی تو نے غیبت کی سو دلالت کی اس نے کہ نہیں ہے فرق اس میں کہ یہ اس کے روبرو کہے یا اس کی پس پشت اور راجح تر خاص ہونا اس کا یہ ساتھ نہ موجود ہونے اس کے کے واسطے رعایت اشتقاق کے اور حکم کتابت اور اشارت کا ساتھ نیت کے اسی طرح ہے اور حدیث بیان کی گئی ہے واسطے بیان کرنے صفت اس کی کے اور کفایت کرنے کے ساتھ اسم اس کے کے اوپر ذکر کرنے اس کے محل کے ہاں روبرو ایسا کرنا حرام ہے اس واسطے کہ وہ داخل ہے سب اور شتم میں اور بہر حال حکم اس کا سو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ غیبت یعنی گلہ کرنا اور چغلی دونوں حرام ہیں ساتھ اجماع مسلمانوں کے اور دلالت کی ہے حدیثوں نے اوپر اس کے اور ذکر کیا گیا ہے روضہ میں پیروی رافعی کے کہ غیبت صغیرے گناہوں میں سے ہے اور تعقب کیا ہے اس کا ایک جماعت نے اور نقل کیا ہے قرطبی نے اپنی تفسیر میں اجماع کو اس کے کبیرہ ہونے پر اس واسطے کہ تعریف کبیرے کی صادق ہے اس واسطے کہ کبیرہ وہ ہے کہ اس میں وعید شدید ثابت ہوئی ہو اور اس میں وعید ثابت ہو چکی ہے اور جب اس میں اجماع ثابت نہ ہوا تو اس میں تفصیل ہے سو جو ولی کی غیبت کرے یا کسی عالم کی تو وہ ویسا نہیں جس نے مجہول العدالۃ کی غیبت کی اور اُن حدیثوں سے جو غیبت کی حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھ کو معراج ہوئی تو میں ایک قوم پر گزرا کہ ان کے

ناخن تانبے کے تھے ان سے اپنے منہ کو چھیلتے ہیں میں نے کہا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ لوگ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی آبرو میں زبان درازی کرتے ہیں، روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی ہے کہ بہت برا بیاج زبان درازی کرنی ہے مسلمان کی آبرو میں ناحق روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور ایک حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ جو اپنے بھائی مسلمان کا گوشت دنیا میں کھائے تو اس کو قیامت میں قریب کیا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا کہ اس کی لاش کو کھا جیسے تو نے اس کو دنیا میں زندہ کھایا سو اس کو کھائے گا اور تنگ ہوگا اور چیخ مارے گا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ آدمی کی غیبت سخت تر ہے مردار کے کھانے سے اور اسی طرح اور بھی بہت حدیثیں ہیں اور یہ وعید ان حدیثوں میں دلالت کرتی ہے کہ غیبت کبیرے گناہوں سے ہے لیکن قید کرنا اس کا بعض طریقوں میں ساتھ ناحق کے خارج کرتا ہے اس غیبت کو جو باحق ہو واسطے اس کے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ غیبت ذکر کرنا آدمی کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے یعنی جو باحق ہو وہ غیبت نہیں۔ (فتح)

۵۵۹۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ أَمَّا هٰذَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَأَمَّا هٰذَا فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِعَسِيْبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهٗ بِاثْنَيْنِ فَغَرَسَ عَلٰى هٰذَا وَاحِدًا وَعَلٰى هٰذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهٗ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا.

۵۵۹۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گزرے سو فرمایا کہ بیشک دونوں قبر والوں کو عذاب ہوتا ہے اور ان پر کسی مشکل کام میں عذاب نہیں ہوتا یہ تو اپنے پیشاب سے نہ بچتا تھا اور بہر حال یہ سو چغلی کے ساتھ آمد و رفت کیا کرتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک تازہ چھڑی منگوائی اور اس کو چیر کر دو ٹکڑے کیا سو ایک ٹکڑا ایک قبر پر گاڑا اور ایک دوسری پر پھر فرمایا امید ہے کہ دونوں سے عذاب کی تخفیف ہو جب تک کہ یہ دونوں خشک نہ ہوں۔

فائدہ: یہ جو کہا کسی مشکل کام میں یعنی چغل خوری سے اور پیشاب سے بچنا ایسے کام نہیں جو آدمی پر مشکل ہو اس سے بچنا دشوار ہو اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور نہیں ہے اس میں ذکر غیبت کا بلکہ اس میں ہے کہ وہ چغلی کے ساتھ چلتا تھا اور کہا ابن تین نے کہ باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ غیبت کے اور ذکر کیا ہے چغلی کو اس واسطے کہ جامع دونوں کے درمیان ذکر کرنا اس چیز کا ہے جو مقول فیہ کو برا لگے پس پشت اور کہا کرمانی نے کہ غیبت ایک قسم ہے چغلی کی اس واسطے کہ اگر سنے منقول عنہ جو اس سے منقول ہوا تو البتہ غمگین کرے اس کو میں کہتا ہوں کہ چغلی کی بعض صورتوں میں غیبت بھی پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ذکر کرے اس کو پس پشت اس کے ساتھ

اس چیز کے کہ اس میں ہے جو اس کو بری لگے مقصود اس کا ساتھ اس کے افساد ہو سو احتمال ہے کہ ہو قصہ اس کا جس کو قبر میں عذاب ہوتا تھا اسی طرح اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں ساتھ لفظ غیبت کے صریح روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر آئے پس ذکر کی حدیث مانند حدیث باب کی اور اس میں ہے کہ ایک تو لوگوں کی غیبت کیا کرتا تھا اور روایت کی ہے احمد اور طبرانی نے ساتھ سند صحیح کے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گزرے سو فرمایا کہ بیشک ان دونوں پر عذاب ہوتا ہے اور ان کو کسی مشکل کام میں عذاب نہیں ہوتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور نہیں عذاب ہوتا ہے ان کو مگر غیبت اور پیشاب میں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر گزرے جس کو عذاب ہوتا تھا سو فرمایا کہ یہ لوگوں کا گوشت کھایا کرتا تھا پھر ایک تازہ چھڑی منگوائی، الحدیث، اور لوگوں کا گوشت کھانا صادق آتا ہے چغلی اور غیبت پر۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ

قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ انصار کے محلوں میں بہتر محلّہ

۵۵۹۳۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ.

۵۵۹۳۔ حضرت ابو اُسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب انصار کے محلوں سے نجار کی اولاد کا محلّہ بہتر ہے۔

فائدہ: یہ حدیث مناقب میں گزر چکی ہے اور بیچ وارد کرنے اس ترجمہ کے اس جگہ اشکال ہے اس واسطے کہ یہ بالکل غیبت نہیں مگر یہ کہ لیا جائے اس سے کہ برا جانتے ہیں اس کو جن پر فضیلت دی گئی سو مستثنیٰ ہوگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عموم قول سے کہ تو اپنے بھائی کا ذکر کرے جو اس کو برا لگے اور ہوگا محل زجر کا جب کہ نہ مرتب ہو اس پر کوئی حکم شرعی اور بہر حال جس پر حکم شرعی مرتب ہو وہ غیبت میں داخل نہیں ہے اگرچہ برا جانے اس کو وہ جو جس سے بات کی گئی اور داخل ہے اس میں جو ذکر کیا جائے واسطے قصد نصیحت کے بیان غلطی اس شخص کے سے کہ ڈر ہو کہ اس کی تقلید کی جائے یا مغرور ہو ساتھ اس کے کوئی کسی امر میں سو نہیں داخل ہے ذکر اس کا ساتھ اس چیز کے کہ برا جانے اس سے غیبت حرام میں اور اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے جو باب باندھا ہے ساتھ اس کے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد اور کہا ابن تین نے کہ ابو اُسید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دلیل ہے اوپر جواز متفاضلہ کے درمیان لوگوں کے یعنی ایک کو دوسرے پر فضیلت دینی جائز ہے واسطے اس کے جو ان کے احوال کو جانتا ہو تا کہ تنبیہ کرے اوپر فضیلت فاضل کے اور جو نہیں ملحق ہے ساتھ درجے اس کے کی فضیلت میں پس بجا لائے حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اتارو لوگوں کو اپنی اپنی جگہوں میں

یعنی جس درجے کا آدمی ہو اسی کے موافق اس کی خاطر داری چاہیے اور نہیں ہے یہ غیبت۔ (فتح)

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنِ اغْتِيَابِ أَهْلِ الْفَسَادِ وَالرِّيَبِ

جو جائز ہے غیبت کرنا فساد اور تہمت والوں کی

٥٥٩٤۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتِ اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوا لَهُ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ أَوِ ابْنُ الْعَشِيرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْتَ الَّذِي قُلْتَ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ الْكَلَامَ قَالَ أَيْ عَائِشَةُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ.

۵۵۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو آنے کی اجازت دو برا بھائی ہے اپنی قوم کا یا فرمایا کہ برا بیٹا ہے اپنی قوم کا سو جب وہ اندر آیا تو حضرت ﷺ نے اس سے نرم کلام کیا یعنی حضرت ﷺ نے اس سے خوش خلقی کی میں نے کہا یا حضرت! آپ نے اس کے حق میں کہا جو کہا پھر آپ نے اس سے نرم کلام کیا فرمایا: اے عائشہ! بدترین خلق سے اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے کہ لوگ اس کا ملنا چھوڑ دیں اس کی بدگوئی اور زبان درازی کے سبب سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے، اور البتہ نزاع کی گئی ہے اس کی غیبت ہونے میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ نصیحت ہے تاکہ ڈرے سننے والا اور حضرت ﷺ نے یہ بات اس کے روبرو نہ کہی واسطے خوش خلقی اپنی کے اور اگر یہ اس کے روبرو کہتے تو البتہ خوب ہوتا لیکن حاصل ہوا قصہ بغیر روبرو ہونے کے اور جواب یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ صورت غیبت کی اس میں موجود ہے اگرچہ نہیں شامل ہے اس غیبت کو جو شرع میں مذموم ہے اور اس کی غایت یہ ہے کہ تعریف غیبت کی جو اول مذکور ہے وہ لغوی ہے اور جب مستثنیٰ کیا جائے اس سے جو مذکور ہوا تو یہ اس کی شرعی تعریف ہوگی اور یہ جو فرمایا کہ بیشک بدتر لوگوں میں الخ تو یہ از سر نو کلام ہے مانند تعلیل کے واسطے ترک مواجہت اس کی کے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے پس پشت ذکر کی اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے کہ جو کوئی فسق اور شر کو کھلم کھلا کرنے والا ہو اس کی غیبت کرنا مذموم نہیں جو ذکر کیا جائے اس سے اس کے پیچھے سے کہا علماء نے کہ جائز ہے غیبت کرنا ہر غرض میں جو صحیح ہو شرعاً جس جگہ کہ متعین ہو راہ پہنچنے کی طرف اس کے ساتھ اس کی مانند ظلم ہونے کے اور مدد چاہنے کے اوپر تغیر کرنے منکر کے اور استفتاء کے اور محاکمہ کے اور ڈرانے کے بدی سے اور داخل ہے اس میں جرح کرنا راویوں اور شاہدوں کا اور خبردار کرنا بادشاہ کو ساتھ خصلت اس شخص کے کہ اس کے ہاتھ کے نیچے ہو اور مانند جواب مشورہ لینے کے نکاح میں یا کسی عقد میں عقود سے اور اسی طرح جو دیکھے کسی طالب علم کو کہ کسی بدعتی یا

فاسق عالم کی طرف آتا جاتا ہو اور اس پر خوف ہو کہ یہ بھی اس کی پیروی کرے گا تو اس کو اس کی غیبت کرنا جائز ہے تاکہ وہ اس کے پاس نہ جائے اور جن لوگوں کی غیبت جائز ہے ان میں سے ہے وہ شخص جو کھلم کھلا فسق اور ظلم اور بدعت کرتا ہو اور جو غیبت کی تعریف میں داخل ہے اور غیبت نہیں وہ چیز ہے جو باب ما یحوز من ذکر الناس میں گزر چکی ہے سو وہ بھی اس سے مستثنیٰ ہے۔ (فتح)

بَابُ النَّمِيمَةِ مِنَ الْكَبَائِرِ

چغلی کرنا کبیرے گناہوں سے ہے

۵۵۹۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعْضِ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِيْ قُبُوْرِهِمَا فَقَالَ يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيْرٌ كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا بِكِسْرَتَيْنِ أَوْ ثِنْتَيْنِ فَجَعَلَ كِسْرَةً فِيْ قَبْرِ هٰذَا وَكِسْرَةً فِيْ قَبْرِ هٰذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا.

۵۵۹۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کے کسی باغ سے نکلے سو دو آدمیوں کی آواز سنی جن کو قبر میں عذاب ہوتا تھا سو فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہوتا ہے اور ان کو کسی مشکل کام میں عذاب نہیں ہوتا اور البتہ وہ کبیرہ گناہ ہے ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغلی کے ساتھ آمد ورفت کیا کرتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹہنی منگوائی سو اس کو چیر کر دو ٹکڑے کیا سو ایک ٹکڑا ایک قبر پر گاڑا اور ایک ٹکڑا دوسری قبر پر اور فرمایا امید ہے کہ ان سے عذاب کی تخفیف ہو جب تک یہ خشک نہ ہوں۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے سیاق میں کہ البتہ وہ کبیرہ ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ساتھ اس لفظ کے اور دوسرا لوگوں کو اپنی زبان سے ایذا دیتا تھا اور ان کے درمیان چغلی کے ساتھ آمد ورفت کیا کرتا تھا۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيْمَةِ

جو مکروہ ہے چغلی سے

فائدہ: شاید اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس ترجمہ کے اس کی طرف کہ بعض قول جو منقول ہو اوپر جہت فساد کے جائز ہے جب کہ ہو مقول فیہ کافر مثلاً جیسے کہ جائز ہے جاسوسی کرنی کفار کے شہروں میں اور نقل کرنا اس چیز کا جو ان کو ضرر کرے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ﴾ ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ يَهْمِزُ وَيَلْمِزُ وَيَعِيْبُ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہماز چغلی کے ساتھ آمد ورفت کرنے والا، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خرابی ہے واسطے

وَاحِدٌ. ہر چغل خور عیب جو کے۔

فائدہ: اور نقل کیا ہے ابن تین نے کہ لمز عیب کرنا ہے روبرو اور ہمز کے معنی ہیں عیب کرنا پس پشت اور یلمز کے معنی ہیں عیب کرتا ہے۔

۵۵۹۶۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّ رَجُلًا يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ إِلَى عُثْمَانَ فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ.

۵۵۹۶۔ حضرت ہمام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو کسی نے ان سے کہا کہ ایک مرد کلام کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف پہنچاتا ہے یعنی ان کی چغلی کرتا ہے یا لوگوں کی بات ان کے آگے ذکر کرتا ہے سو کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں جائے گا بہشت میں چغل خور۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ تمام وہ ہے جو بات کو دیکھ کر نقل کرے اور قتات وہ ہے جو سن کر کرے اور کہا غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ لائق ہے اس کے واسطے جس کی طرف چغلی اٹھائی جائے یہ کہ چغل خور کی بات کو سچ نہ مانے اور جس کی چغلی کی گئی اس پر اس بات کا گمان نہ کرے جو اس سے چغل خور نے نقل کی کہ یہ بات اس نے کہی ہو اور اس کی تحقیق کے درپے نہ ہو اور یہ کہ اس کو چغلی سے منع کرے اور اس کے فعل کو برا جانے اور اس سے عداوت رکھے اگر وہ اس سے باز نہ آئے اور نہ راضی ہو واسطے نفس اپنے کے جس سے چغل خور کو منع کیا اس نے سو چغلی پر چغلی کرے اور چغل خور ہو جائے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور یہ سب حکم اس وقت ہے جب کہ نہ ہو نقل میں کوئی مصلحت شرعی نہیں تو مستحب ہے یا واجب جیسے کہ کسی شخص کو کسی کے حال پر اطلاع ہو یہ کہ وہ چاہتا ہے کہ کسی پر ظلم کرے سو اس کو ڈرائے یعنی کہے کہ فلانا شخص تجھ کو ایذا دینے کا ارادہ کرتا ہے اور اسی طرح جو خبر دے امام کو یا بادشاہ کو مثلا اس کے نائب کی خصلت سے سو یہ منع نہیں اور کہا غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نمیمہ اصل میں نقل کرنا قول کا ہے طرف مقول فیہ کی اور نہیں اختصاص ہے اس کے واسطے ساتھ اس کے بلکہ ضابطہ اس کا یہ ہے کہ وہ کشف کرنا ہے اس چیز کا جس کا کشف کرنا برا ہے برابر ہے کہ برا جانے اس کو منقول عنہ یا منقول الیہ یا غیر ان کا اور برابر ہے کہ منقول قول ہو یا فعل اور برابر ہے کہ عیب ہو یا نہ اور اختلاف ہے چغلی اور غیبت میں کہ دونوں ایک ہیں یا جدا یا جدا راجح یہ ہے کہ دونوں جدا جدا ہیں اور ان کے درمیان عموم خصوص من وجہ ہے اور اس کا بیان یوں ہے کہ چغلی نقل کرنا حال کسی شخص کا ہے واسطے غیر اس کے کے بطور فساد اور فتنہ انگیزی کے بغیر اس کی رضا مندی کے برابر ہے کہ وہ اس کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور غیبت ذکر کرنا اس کا ہے پس پشت اس کے ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس سے راضی نہ ہو یعنی چغلی میں فتنہ انگیزی کا قصد ہوتا ہے اور غیبت میں یہ شرط نہیں سو دونوں جدا جدا ہو گئیں اور بعض علماء نے غیبت میں یہ شرط

کی ہے کہ مقول فیہ غائب ہو، واللہ اعلم۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ بچو جھوٹی بات سے

فائدہ: اور غرض اس ترجمہ سے اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ جو بات منقول ہے چغلی میں جب کہ عام ہے جھوٹ اور سچ کو تو جھوٹ اس میں قبیح تر ہے۔

۵۵۹۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ وَالْجَهْلَ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ قَالَ أَحْمَدُ أَفْهَمَنِيْ رَجُلٌ إِسْنَادَهُ.

۵۵۹۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو روزے میں جھوٹی بات کہنا اور کرنا اور جہالت نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے کھانے پینے چھوڑنے کی کچھ حاجت نہیں، کہا احمد نے کہ ایک مرد نے مجھ کو اس کی سند سمجھائی۔

فائدہ: یعنی روزہ رکھنے سے غرض یہ ہے کہ آدمی کا ظاہر اور باطن پاک ہو جب واہی تباہی قول وفعل کرتا رہا تو کھانے پینے کے چھوڑ دینے سے وہ غرض حاصل نہ ہوگی اور جہالت یعنی لوگوں کے ساتھ جھگڑنا اور بیہودہ گوئی کرنا کہا ابن تین نے کہ ظاہر حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو روزے میں غیبت کرے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور یہی مذہب ہے بعض سلف کا اور جمہور کے نزدیک اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن حدیث کے معنی یہ ہیں کہ غیبت کبیرے گناہوں سے ہے اور یہ کہ اس کا گناہ نہیں پورا ہونے دیتا اس کے روزے کے اجر کو، میں نے کہا اور اس کے کلام میں مناقشہ ہے اس واسطے کہ باب کی حدیث میں غیبت کا ذکر نہیں اور اس میں تو فقط قول زور ہے لیکن حکم اور تاویل اس سب میں وہ ہے جو اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس کی اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے روزے کی کچھ حاجت نہیں تو یہ مجاز ہے نہ قبول ہونے سے یعنی اس کا روزہ قبول نہیں ہوتا اور یہ جو احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ ایک مرد نے مجھ کو اس کی سند سمجھائی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اس نے ابن ابی ذئب سے حدیث سنی تو نہ یقین ہوا اس کو اس کی سند کا اپنے شیخ کے لفظ سے یعنی جس طرح اس نے اس حدیث کی سند ابن ابی ذئب سے سنی تھی سو ہو بہو اس کی سند اس کو یاد نہ رہی کچھ شک پڑا سو ایک مرد نے اس کو اس کی سند سمجھائی جو اس کے ساتھ اس مجلس میں حاضر تھا۔ (فتح)

بَابُ مَا قِيْلَ فِيْ ذِي الْوَجْهَيْنِ

جو چیز دو منہ والے کے حق میں آئی ہے

۵۵۹۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ

۵۵۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پاؤ گے سب لوگوں میں بدتر اللہ

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُ مِنْ شَرِّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ.

کے نزدیک قیامت میں دو منہ والے کو جو آئے ان لوگوں کے پاس ایک منہ لے کر اور جائے ان لوگوں کے پاس دوسرا منہ لے کر۔

فائدہ: ایک روایت میں من کا حرف زیادہ ہے یعنی بدتر لوگوں میں سے ہے دو منہ والا اور جو روایت مطلق ہے وہ اس پر مقید ہے کہا قرطبی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دو منہ والا سب لوگوں سے بدتر ہے اس واسطے کہ اس کا حال منافق کا سا ہے اس واسطے کہ وہ آراستہ کرنے والا ہے اپنے آپ کو ساتھ باطل اور کذب کے داخل کرنے والا ہے فساد کو لوگوں میں کہا نووی رحمہ اللہ نے دو منہ والا وہ شخص ہے جو ہر گروہ کے پاس ان کی سی بات کہے جس سے وہ راضی ہوں اور ظاہر کرے کہ وہ انہیں میں سے ہے اور ان کے موافق ہے اور ان کے مخالفوں کے مخالف ہے اور اس کا فعل نفاق ہے اور محض کذب اور دغا اور حیلہ جوئی تا کہ دونوں گروہ کے راز پر واقف ہو اور یہ مداہنت ہے حرام اور بہر حال جس کا مقصود یہ ہو کہ دونوں گروہ کے درمیان صلح کرے تو یہ محمود اور خوب ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اس حدیث میں مذمت اس شخص کی ہے جو آراستہ کرے ہر گروہ کے واسطے عمل ان کا اور بد بیان کرے اس کو نزدیک دوسرے گروہ کے اور مذمت کرے ہر گروہ کے نزدیک دوسرے کی اور محمود اور بہتر یہ ہے کہ ہر گروہ کے پاس ایسی بات کرے جس میں دوسرے کی صلاح ہو اور عذر کرے ہر ایک کے واسطے دوسرے کی طرف سے اور نقل کرے اس کی طرف جو ہو سکے خوبی سے اور چھپائے بد بات کو اور تائید کرتی ہے اس فرق کی جو روایت کی اسماعیلی نے کہ دو منہ والا وہ شخص ہے جو ان لوگوں کے پاس ان کی بات لائے اور ان کے پاس ان کی بات لے جائے کہا ابن عبدالبر نے کہ حمل کیا ہے اس کو ایک جماعت نے ظاہر پر اور یہ اولیٰ ہے اور تاویل کی ہے اس کی ایک قوم نے کہ مراد ساتھ اس کے وہ شخص ہے جو اپنا عمل لوگوں کو دکھلائے سو لوگوں کو خشوع اور عاجزی دکھلائے اور ان کو وہم دلائے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے تا کہ اس کی تعظیم کریں اور وہ باطن میں اس کے برخلاف ہو اور اس کا یہی احتمال ہے اگر اقتصار کیا جائے حدیث کی ابتداء پر لیکن باقی حدیث اس تاویل کو رد کرتی ہے اور وہ قول اس کا ہے یاتی ھؤلاء بوجه وھؤلا بوجه اور روایت کی ابوداؤد نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے دنیا میں دو منہ ہوں اس کے واسطے قیامت کے دن دو زبانیں ہوں گی آگ سے اور یہ لفظ شامل ہے اس کو جس کو ابن عبدالبر نے حکایت کیا ہے برخلاف حدیث باب کے کہ وہ تفسیر کرتی ہے کہ مراد وہ شخص ہے کہ دو گروہ کے درمیان آمد و رفت کرے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَخْبَرَ صَاحِبَهُ بِمَا يُقَالُ فِيهِ

باب ہے جو خبر دے اپنے ساتھی کو ساتھ اس چیز کے جو

اس کے حق میں کہی جائے۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی کہ مذموم خبر کے ناقلوں سے وہ شخص ہے جو فتنہ انگیزی کا ارادہ کرتا ہو اور بہرحال جو قصد کرتا ہو خیر خواہی کا اور کوشش کرتا ہو سچ کی اور پرہیز کرتا ہو ایذا سے تو وہ مذموم نہیں اور کم ہیں وہ لوگ جو فرق کرتے ہیں دونوں بابوں میں اور جو ڈرے کہ چغلی مباح اور غیر مباح کو نہیں پہچان سکے گا تو اس کے واسطے راہ سلامتی کی یہ ہے کہ اپنی زبان کو اس سے بند رکھے اور مطلق کسی کی چغلی نہ کرے۔ (فتح)

۵۵۹۹۔ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَاللّٰهِ مَا أَرَادَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا وَجْهَ اللّٰهِ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَتَمَعَّرَ وَجْهُهُ وَقَالَ رَحِمَ اللّٰهُ مُوسٰى لَقَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

۵۵۹۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کا مال بانٹا تو ایک انصاری مرد نے (جس کا نام ذوالخویصرہ تھا) کہا قسم ہے اللہ کی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تقسیم سے اللہ کی رضا مندی مقصود نہیں یعنی اس میں انصاف نہیں ہوا سب کو برابر حصہ نہیں دیا سو میں نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہوا اور فرمایا کہ اللہ رحمت کرے موسیٰ علیہ السلام پر وہ تو اس سے بھی زیادہ تر ایذا دیا گیا تھا سو اس نے صبر کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ، اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی اس ترجمہ سے یہ ہے کہ جائز ہے نقل کرنا یعنی چغلی کرنا بطور خیر خواہی کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر اس کی نقل کرنے میں انکار نہ کیا بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منقول عنہ سے غضبناک ہوئے پھر حلیمی کی اس سے اور صبر کیا اس کی ایذا پر واسطے پیروی کرنے کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے اور واسطے بجا لانے حکم اللہ تعالیٰ کے ﴿فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ یعنی اگلے پیغمبروں کی راہ کی پیروی کر۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَادُحِ — جو مکروہ ہے مدح اور تعریف سے

فائدہ: یہ تفاعل ہے مدح سے یعنی مبالغہ کرنا مدح میں اور ممادحت مدح کرنی ایک کے واسطے دوسرے کی اور شاید اس نے باب باندھا ہے ساتھ بعض اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث صورتوں سے اس واسطے کہ وہ عام تر ہے اس سے کہ دونوں جانب سے ہو یا ایک جانب سے اور احتمال ہے کہ مراد تفاعل نہ ہو۔ (فتح)

۵۶۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي

۵۶۰۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو سنا ایک مرد کی تعریف کرتا ہے اور اس کی تعریف میں زیادتی کرتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ

مُوْسٰی عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یُثْنِیْ عَلٰی رَجُلٍ وَیُطْرِیْهِ فِی الْمِدْحَةِ فَقَالَ أَهْلَکْتُمْ أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ.

تم نے ہلاک کر ڈالا یا یوں فرمایا کہ تم نے اس مرد کی پیٹھ کاٹ ڈالی۔

فائدہ: یعنی دوسرے شخص کے روبرو بے حد تعریف کرنا نہایت بد بات ہے کہ آدمی اپنی تعریف سن کر گھمنڈ میں آتا ہے اور آپ کو بہتر سمجھ کے تحصیل کمالات سے محروم رہتا ہے۔

۵۶۰۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ بَکْرَةَ عَنْ أَبِیْهِ أَنَّ رَجُلًا ذُکِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنٰی عَلَیْهِ رَجُلٌ خَیْرًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ یَقُوْلُهٗ مِرَارًا إِنْ کَانَ أَحَدُکُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْیَقُلْ أَحْسِبُ کَذَا وَکَذَا إِنْ کَانَ یُرٰی أَنَّهٗ کَذٰلِكَ وَحَسِیْبُهُ اللّٰهُ وَلَا یُزَکِّیْ عَلَی اللّٰهِ أَحَدًا قَالَ وُهَیْبٌ عَنْ خَالِدٍ وَیْلَكَ.

۵۶۰۱۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد کا ذکر ہوا تو ایک شخص نے اس کی نیک تعریف کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ ڈالی یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار فرمایا اگر کوئی اپنے بھائی مسلمان کی ضرور تعریف کرنا چاہے تو یوں کہے کہ میں فلانے کو گمان کرتا ہوں ایسا ہے اور ایسا اگر گمان کرتا ہو کہ وہ سچ مچ اسی طرح ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے حساب لینے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے روبرو کسی کے بے عیب نہ کہے اور کہا وہیب نے خالد سے ویلک بدلے ویحک کے۔

فائدہ: یہ جو کہا اللہ اس سے حساب لینے والا ہے یعنی کافی ہے اس کے حساب لینے میں اور احتمال ہے کہ فعیل ہو حساب سے یعنی حساب کرنے والا ہے اس کے عمل پر کہ اس کی حقیقت کو جانتا ہے اور معنی حدیث کے یہ ہیں کہ چاہیے کہ کہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ فلانا ایسا ہے اگر گمان کرتا ہوں کہ سچ مچ ویسا ہے اور اللہ اس کے بھید کو جانتا ہے اس واسطے کہ وہی اس کو بدلا دے گا اور یہ نہ کہے کہ میں یقین کرتا ہوں، کہا ابن بطال نے حاصل نہی کا یہ ہے کہ جو کسی کی بے حد تعریف کرے جو اس میں نہ ہو تو ممدوح اپنی تعریف سن کر خود پسندی اور غرور میں آ کر اپنے آپ کو بہتر جانے گا، پس اکثر اوقات اپنے عمل کو ضائع کرے گا اور اس پر بھروسہ کر کے زیادہ نیکی کرنے اور تحصیل کمالات سے محروم رہے گا اور اسی واسطے علماء نے دوسری حدیث میں تاویل کی ہے کہ مدح کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالو کہ مراد وہ شخص ہے جو لوگوں کے روبرو جھوٹی تعریف کرے اور کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ مدح ذبح کرنا ہے اور بہر حال جو تعریف کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہو تو نہیں داخل ہے نہی میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدح کیے گئے شعر اور خطبے اور

مخاطبت میں اور تعریف کرنے والے کے منہ میں مٹی نہ ڈالی اور بہر حال جس حدیث کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے یعنی مدح کرنے والوں کے منہ میں خاک ڈالو تو روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور علماء کے واسطے اس کی تاویل میں پانچ قول ہیں ایک حمل کرنا اس کا اس کے ظاہر پر ہے یعنی اس کے منہ میں سچ مچ مٹی ڈالنا اور دوسرا ناامید اور خالی ہاتھ پھرنا، تیسرا یہ کہ اس سے کہو کہ تیرے منہ میں خاک اور عرب کے لوگ استعمال کرتے ہیں اس لفظ کو اس کے واسطے جس کی بات کو برا جانیں، چوتھا یہ کہ یہ ممدوح کے ساتھ متعلق ہے کہ خاک لے کر اپنے آگے ڈالی کہ اس کے ساتھ یاد کرے کہ اس کا ٹھکانہ اس کی طرف ہے سو نہ گھمنڈ کرے ساتھ اس مدح کے جو اس نے سنی، پانچواں مراد مٹی ڈالنے سے مادح کے منہ میں یہ ہے کہ اس کو دے جو اس نے مانگا اس واسطے کہ جو چیز کہ مٹی پر ہے وہ سب مٹی ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اور بہر حال اثر عمر کا سو روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ اور احمد نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بچو باہم مدح کرنے سے اس واسطے کہ وہ ذبح کرنا ہے اور اس روایت کی طرف رمز کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے اور بہر حال وہ چیز کہ مدح کی جائے ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سو ارشاد کیا مادح کو طرف اس چیز کی کہ اس سے جائز ہے ساتھ قول اپنے کے کہ تم میری بے حد تعریف نہ کیا کرو جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی بے حد تعریف کی اور اس کا بیان احادیث الانبیاء میں گزر چکا ہے اور البتہ ضبط کیا ہے علماء نے مبالغہ جائز کو مبالغہ منع سے ساتھ اس کے کہ جائز مبالغہ کے ساتھ شرط ہوتی ہے یا تقریب اور جو اس کے برخلاف ہے وہ منع ہے اور مستثنیٰ ہے اس سے جو آیا ہے نبی معصوم سے کہ وہ نہیں محتاج ہے طرف کسی قید کی مانند ان الفاظ کے کہ وصف کیا ساتھ ان کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اصحاب کو جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں فرمایا کہ خوب بندہ ہے عبداللہ اور سوائے اس کے اور کہا غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء میں کہ آفت مدح کی مادح میں یہ ہے کہ کبھی وہ جھوٹ بولتا ہے اور دکھلاتا ہے ممدوح کو ساتھ مدح اس کی کے خاص کر جب کہ ہو ممدوح فاسق یا ظالم سو البتہ آیا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جب فاسق کی مدح کی جائے تو اللہ تعالیٰ غضبناک ہوتا ہے روایت کیا ہے اس کو ابو یعلی نے اور اس کی سند میں ضعف ہے اور کبھی کہتا ہے جو اس کے نزدیک نہیں اس قسم سے کہ نہیں ہے راہ طرف اطلاع پانے کی اوپر اس کے اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں کہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ فلانا ایسا ہے اور یہ مانند قول اس کے ہے کہ وہ متقی ہے زاہد ہے برخلاف اس کے کہ کہے کہ میں نے اس کو دیکھا نماز پڑھتے یا حج کرتے یا زکوٰۃ دیتے اس واسطے کہ اس پر اطلاع ممکن ہے لیکن بچے آفت سے ممدوح پر اس واسطے کہ نہیں امن میں ہے اس سے کہ پیدا کرے اس میں مدح گھمنڈ اور خود پسندی کو یا اس پر تکیہ کر کے عمل چھوڑ دے اس واسطے کہ عمل پر ہمیشہ وہی شخص قائم رہتا ہے جو اپنے آپ کو قصور وار گنے سو اگر سالم ہو مدح ان امروں سے تو نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے اور اکثر اوقات مستحب ہوتی ہے

اور کہا ابن عیینہ نے کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس کو مدح ضرر نہیں کرتی اور کہا بعض سلف نے کہ جب کسی کی روبرو تعریف کی جائے تو چاہیے کہ کہے الٰہی! مجھ کو بخش دے جو نہیں جانتے اور نہ مؤاخذہ کر مجھ پر اس چیز کا جو کہتے ہیں اور کر مجھ کو بہتر اس سے جو کہتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ اَثْنٰی عَلٰی اَخِیْهِ بِمَا یَعْلَمُ

جو تعریف کرے کسی شخص کی ساتھ اس چیز کے کہ جانتا ہو

فائدہ: یعنی پس وہ جائز ہے اور مستثنیٰ ہے پہلے تعریف سے جو گزرے اور ضابطہ یہ ہے کہ نہ ہو مدح میں زیادتی اور ممدوح پر خود پسندی اور تکبر کا ڈر جیسا کہ پہلے گزرا۔

وَقَالَ سَعْدٌ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِأَحَدٍ يَمْشِيْ عَلَى الْأَرْضِ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ.

یعنی اور کہا سعد رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں سنا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کسی کے واسطے کہا ہو جو زمین پر چلتا ہو کہ وہ بہشتیوں میں سے ہے مگر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے واسطے۔

فائدہ: یہ حدیث مناقب میں گزر چکی ہے۔

٥٦٠٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ ذَكَرَ فِي الْإِزَارِ مَا ذَكَرَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ إِزَارِيْ يَسْقُطُ مِنْ أَحَدِ شِقَّيْهِ قَالَ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْهُمْ.

٥٦٠٢۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا تہ بند کو جو ذکر کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! میرا تہ بند ایک طرف گر پڑتا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو ان میں سے نہیں۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نہیں ان لوگوں میں سے جو ازراہِ تکبر کے چھوڑتے ہیں اور یہ قول منجملہ مدح کے ہے لیکن چونکہ وہ محض سچ تھا اور ممدوح پر خود پسندی اور تکبر کا خوف نہ تھا تو مدح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے اور نہیں داخل ہے یہ منع میں اور منجملہ اس کے ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ شیطان تجھ کو کسی راہ میں نہیں ملا مگر کہ وہ راہ چھوڑ کر اور راہ میں چلا گیا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾

اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ بیشک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے ساتھ عدل اور احسان کے

فائدہ: اور روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں کہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں قرآن میں کوئی آیت جو جامع ہو حلال اور حرام کو اور امر اور نہی کو اس آیت سے کہ بیشک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے ساتھ عدل اور احسان کے اور دینے

قرابت والوں کے۔ (فتح)

وَقَوْلِهِ ﴿إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمہاری سرکشی تمہاری جان پر ہے

فائدہ: یعنی سرکشی کا گناہ سرکشی کرنے والے پر ہے یا دنیا میں اس کو اس کی سزا ملے گی یا آخرت میں۔

﴿ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس پر سرکشی کی جائے اس کو اللہ تعالیٰ مدد کرے گا

فائدہ: اصل تلاوت ثم بغی علیہ ہے کہا راغب نے اصل بغی بڑھ جانا ہے حد متوسط سے سو اس میں سے بعض قسم محمود ہے اور بعض مذموم ہے پس محمود بڑھ جانا ہے عدل میں کہ وہ لانا ہے مامور کو بغیر زیادتی اور نقصان اور اس میں سے ہے احسان اور وہ زیادتی ہے اوپر اس کے اور اس میں ہے زیادتی فرض پر ساتھ نفل کے جس کی اجازت دی گئی ہے اور مذموم بڑھ جانا ہے عدل سے طرف ظلم کی اور حق سے طرف باطل کی اور مباح سے طرف شبہ کی اور باوجود اس کے پس اکثر اطلاق بغی کا مذموم پر آتا ہے۔ (فتح)

وَتَرْكِ إِثَارَةِ الشَّرِّ عَلَى مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ

اور ترک کرنا فتنہ انگیزی کا اوپر مسلمان اور کافر کے

۵۶۰۳۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَأْتِي أَهْلَهُ وَلَا يَأْتِي قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي ذَاتَ يَوْمٍ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ أَفْتَانِي فِي أَمْرٍ اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ أَتَانِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رِجْلَيَّ وَالْآخَرُ عِنْدَ رَأْسِي فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي مَا بَالُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ يَعْنِي مَسْحُورًا قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ قَالَ وَفِيمَ قَالَ فِي جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ تَحْتَ رَعُوفَةٍ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ

۵۶۰۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایسا ایسا یعنی چند روز ٹھہرے آپ کی طرف خیال کیا جاتا تھا کہ اپنے گھر والوں سے صحبت کرتے ہیں اور حالانکہ صحبت نہیں کرتے تھے تو ایک دن حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ! بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم کیا جس میں میں نے اس سے حکم چاہا یعنی میری دعا قبول ہوئی اور جادو کا حال بتلا دیا میرے پاس دو مرد آئے سو ایک تو میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پیر کے پاس سو کہا اس نے جو میرے پیر کے پاس تھا اس سے جو میرے سر کے پاس تھا کیا حال ہے اس مرد کا؟ یعنی حضرت ﷺ کا، اس نے جواب دیا کہ اس پر جادو کا اثر ہے اس نے کہا کس نے اس کو جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ لبید اعصم کے بیٹے نے کیا ہے، اس نے کہا کس چیز میں کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ نر کھجور کے بالی

فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِيْ أُرِيْتُهَا كَأَنَّ رُؤُوْسَ نَخْلِهَا رُؤُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ وَكَأَنَّ مَآئَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّآءِ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْرِجَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَهَلَّا تَعْنِيْ تَنَشَّرْتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ شَفَانِيْ وَأَمَّا أَنَا فَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيْرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا قَالَتْ وَلَبِيْدُ بْنُ أَعْصَمَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ حَلِيْفٌ لِيَهُوْدَ.

کے غلاف میں کنگھی اور السی کی تاروں میں رعوفہ کے نیچے ذی اروان کے کنویں میں سو حضرت ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہی ہے وہ کنواں جو مجھ کو خواب میں دکھلایا گیا اس کی کھجور کے درختوں کے سر جیسے شیطانوں کے سر اور اس کا پانی جیسے مہندی کا بھگویا پانی سو حکم کیا حضرت ﷺ نے اس کے نکالنے کا سو نکالا گیا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے کہا یا حضرت! آپ نے ظاہر کیوں نہ کیا یعنی تا کہ وہ جادوگر لوگوں میں رسوا ہو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تو شفا دی سو میں برا جانتا ہوں کہ لوگوں میں فساد اٹھاؤں اور ان میں فتنہ انگیزی کروں، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور لبید ایک مرد تھا قبیلے بنی زریق سے ہم قسم یہود کا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ وجہ مطابقت آیات اور حدیث کے ساتھ ترجمہ باب کے یہ ہے کہ جب اللہ نے سرکشی سے منع کیا اور بتلا دیا کہ سرکشی کا ضرر باغی کی طرف راجع ہے اور ضامن ہوا مدد کا واسطے مظلوم کے تو مظلوم پر حق ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرے جو اس نے اس کے ساتھ احسان کیا یعنی ظالم سے معاف کرنے اس سے بدلہ نہ لے سو حضرت ﷺ اس کو بجا لائے اور جس نے حضرت ﷺ پر جادو کیا تھا اس کو سزا نہ دی باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ اس پر قادر تھے اور احتمال ہے کہ ہو مطابقت آیات اور حدیث کی ساتھ ترجمہ کے یہ کہ حضرت ﷺ نے جادو کو کنویں سے نہ نکالا واسطے خوف فتنہ انگیزی کے لوگوں میں سو چلے حضرت ﷺ راہ عدل کے اس میں کہ نہ حاصل ہو واسطے اس کے جس نے جادو کو استعمال نہ کیا ہو اثر ضرر کے سے جو پیدا ہونے والا ہے سحر سے فتنہ فساد اور پہلے حضرت ﷺ راہِ احسان کے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سزا نہ دی اور اختلاف کیا ہے سلف نے کہ عدل اور احسان سے آیت میں کیا مراد ہے؟ سو بعض نے کہا کہ مراد عدل سے لا الہ الا اللہ ہے اور احسان سے مراد فرائض ہیں اور بعض نے کہا کہ عدل لا الہ الا اللہ ہے اور احسان سے مراد اخلاص ہے اور بعض نے کہا کہ مراد عدل سے فرائض ہیں اور مراد احسان سے نوافل اور بعض نے کہا کہ عدل سے مراد انصاف ہے اور احسان سے انعام اور بعض نے کہا کہ عدل بجا لانا مامورات کا ہے اور احسان پرہیز کرنا ہے منع چیزوں سے اور بعض نے کہا کہ عدل خرچ کرنا حق کا ہے اور احسان ترک کرنا ظلم کا اور بعض نے کہا کہ عدل افعال میں ہے اور احسان اقوال میں اور کہا قاضی ابوبکر بن عربی نے کہ عدل بندے اور رب کے درمیان یہ ہے کہ اس کے حکموں کو بجا لائے اور اس کی منع کردہ چیزوں سے بچے اور بندے اور اس کے نفس کے

درمیان یہ ہے کہ زیادہ بندگی کرے اور شہوات سے بچے اور اس کے اور غیر کے درمیان انصاف ہے اور کہا راغب نے کہ عدل مساوات ہے بدلے میں نیکی میں ہو یا بدی میں اور احسان مقابلہ کرنا خیر کا ساتھ اکثر کے اس سے اور مقابلہ کرنا شر کا ہے ساتھ ترک کرنے کے اسے یا کمتر کے اس سے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾.

جو منع ہے باہم حسد کرنے اور پشت دینے سے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہہ پناہ مانگتا ہوں حاسد کی بدی سے جب حسد کرے۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر کرنے اس آیت کے طرف اس کی کہ نہی باہم حسد کرنے سے نہیں ہے بند درمیان واقع ہونے اس کے درمیان دو کے کے یا زیادہ کے بلکہ حسد مذموم ہے اور منع ہے اگرچہ ایک جانب سے واقع ہو اس واسطے کہ جب وہ مذموم ہے باوجود واقع ہونے اس کے کے ساتھ بدلے کے تو وہ باوجود افراد کے بطریق اولیٰ منع ہوگا۔ (فتح)

٥٦٠٤ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا.

۵۶۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو بدگمانی سے اس واسطے کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے اور لوگوں کی عیب جوئی نہ کرو اور آپس میں حسد نہ کرو اور آپس میں بغض اور عداوت نہ رکھو اور ایک دوسرے کو پشت دے کر نہ بیٹھو اور آپس میں بھائی بن جاؤ اے اللہ کے بندو!۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ بچو ظن سے تو کہا خطابی نے کہ نہیں مراد ہے ترک کرنا عمل کا ساتھ ظن کے کہ متعلق ہیں ساتھ اس کے احکام غالبًا بلکہ مراد یہ ہے کہ ظن کو تحقیق نہ کرو جو مظنون بہ کو ضرر کرے اور اسی طرح جو واقع ہو دل میں بغیر دلیل کے اور یہ اس واسطے ہے کہ اوائل ظنون سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خطرے ہیں نہیں ممکن ہے دفع کرنا ان کا اور اس کی تائید کرتی ہے یہ حدیث کہ اللہ تعالیٰ نے معاف کیا ہے میری امت کو جو ان کے دل میں خطرہ گزرے اور کہا قرطبی نے کہ مراد ساتھ ظن کے اس جگہ تہمت ہے جس کا کوئی سبب نہ ہو جیسے کوئی شخص کسی کو بدکاری کی تہمت دے بغیر اس کے کہ ظاہر ہو اس پر جو اس کا تقاضا کرے اسی واسطے عطف کیا اس پر اس قول کو کہ لوگوں کے عیب نہ ڈھونڈھو اور یہ اس واسطے کہ ایک شخص کو تہمت کا خطرہ گزر چکا ہے سو ارادہ کرتا ہے کہ اس کی تحقیق کرے اور اس کی بحث اور جستجو کرے اور سنے سو منع کیا گیا اس سے اور یہ حدیث موافق ہے اس آیت کے کہ بچو بہت ظن سے کہ بعض ظن گناہ ہے

اور نہ لوگوں کی عیب جوئی کرو اور نہ غیبت کرے کوئی کسی کی سو دلالت کی سیاق آیت نے اوپر امر کے ساتھ نگاہ رکھنے آبرو مسلمان کے نہایت نگاہ رکھنا واسطے مقدم ہونے نہی کے اس میں کرید نے سے ساتھ گمان کے سو اگر کہے گمان کرنے والا کہ میں بحث کرتا ہوں تا کہ تحقیق کروں تو اس سے کہا جائے گا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نہ عیب جوئی کرو اور اگر کہے کہ میں نے تحقیق کیا ہے بغیر جستجو کے تو اس سے کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ غیبت کرے کوئی کسی کی کہا عیاض نے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے ایک قوم نے اس پر کہ اجتہاد اور قیاس کے ساتھ احکام میں عمل کرنا منع ہے اور حمل کیا ہے اس کو محققین نے اس ظن پر جو دلیل سے خالی ہو اور نہ مبنی ہو کسی اصول پر اور نہ تحقیق نظر پر اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ استدلال ضعیف ہے یا باطل، میں کہتا ہوں کہ یہ باطل نہیں ہے اس واسطے کہ لفظ اس کی صلاحیت رکھتا ہے اور یہ جو کہا کہ ظن بڑی جھوٹی بات ہے باوجود اس کے کہ جھوٹ بولنا جان بوجھ کر جو بالکل کسی ظن کی طرف مستند نہ ہو سخت تر ہے اس کام سے کہ گمان کی طرف مستند ہو سو واسطے اشارہ کرنے کی طرف اس کی کہ ظن منہی عنہ وہی ہے جو نہ مستند ہو طرف کسی چیز کی کہ جائز ہو اعتماد کرنا اوپر اس کے پس اعتماد کیا جائے اوپر اس کے اور ٹھہرایا جائے اصل اور جزم کیا جائے ساتھ اس کے ساتھ جزم کرنے والا کاذب ہوگا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کاذب سے اشر ہو گیا اس واسطے کہ کذب اصل میں قبیح جانا گیا ہے استغنا کیا گیا ہے اس کے ذمہ سے برخلاف اس کے کہ اس کا صاحب اپنے زعم میں استشہاد کرنے والا ہے طرف ایک چیز کی سو وصف کیا گیا ساتھ ہونے اس کے اشد کذب میں واسطے مبالغہ کے اس کے فہم میں اور نفرت دلانے کے اس سے اور واسطے اشارہ کرنے کی طرف اس کی کہ مغرور ہونا اس کے ساتھ اکثر ہے محض جھوٹ سے واسطے پوشیدہ ہونے اس کے غالبًا اور واضح ہونے کذب محض کے اور تحسس اور تجسس دونوں کے ایک معنی ہیں اور بعض نے کہا کہ جیم کے ساتھ بحث ہے ان کے پردے کی باتوں سے اور ح کے ساتھ دوسرے کی بات کو کان لگا کر سننا اور بعض نے کہا کہ جیم کے ساتھ بحث کرنا ہے باطن امروں سے اور اکثر استعمال اس کا شر میں ہوتا ہے اور ساتھ ح کے بحث کرنا ہے اس چیز سے کہ پائی جائے ساتھ حاسہ آنکھ اور کان کے اور مستثنٰی ہے اس نہی سے جو متعین ہو طریق طرف چھوڑانے کسی جان کے ہلاک سے جیسے مثلا ثقہ خبر دے کہ فلانا فلانے کے ساتھ تنہا ہوا ہے تا کہ اس کو قتل کرے یا کسی عورت کے ساتھ کہ اس سے حرام کاری کرے تو جائز ہے اس صورت میں جستجو کرنا اور تحقیق کرنا واسطے اس خوف کے کہ پھر اس کا تدارک نہ ہو سکے اور یہ جو کہا کہ حسد نہ کرو تو حسد یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت نہ دیکھ سکے اور چاہے کہ وہ نعمت اس کے مستحق سے جاتی رہے برابر ہے کہ اس میں کوشش کرے یا نہ سو اگر اس میں کوشش کرے تو باغی ہوگا اور اگر اس میں سعی نہ کی ورنہ اس کو ظاہر کیا اور نہ کوئی سبب پیدا کیا بیچ تاکید اسباب کراہت کے جس سے مسلمان منع کیا گیا ہے دوسرے مسلمان کے حق میں تو نظر کی جائے سو اگر اس کو اس سے عجز مانع ہو اس طور پر کہ اگر قادر ہو تو کرے تو یہ گنہگار ہے اور اگر اس کو اس سے تقویٰ مانع

ہو تو معذور ہے اس واسطے کہ نہیں قادر ہے او پر دفع کرنے خطروں کے جو دل میں گزرتے ہیں تو کفایت کرتا ہے اس کو اس کے مجاہدے میں یہ کہ نہ عمل کرے ساتھ ان خطروں کے اور نہ قصد کرے ان کے عمل پر اور البتہ روایت کی عبدالرزاق نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں کہ کوئی مسلمان ان سے نہیں بچتا شگون بد لینا ار گمان اور حسد کہا گیا اور کیا ہے صورت رہائی کی یا حضرت! فرمایا کہ جب تو شگون بد لے تو نہ پھر آ اور جب تو کچھ گمان کرے تو نہ تحقیق کر اور جب حسد کرے تو لوگوں کے عیب نہ ڈھونڈھ اور یہ جو کہا کہ ایک دسرے کو پشت نہ دو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک دوسرے سے ملاقات اور سلام کلام ترک نہ کرو اور یہ جو کہا نہ بغض رکھو یعنی نہ استعمال کرو بغض کے اسباب کو اس واسطے کہ بغض نہیں کمایا جاتا ہے ابتدا میں اور بعض نے کہا کہ مراد نہی سے جو گمراہ کرنے والے ہیں چاہنے والے ہیں باہم بغض کو، میں کہتا ہوں بلکہ وہ عام تر ہے اس واسطے کہ استعمال کرنا خواہشوں کا ایک قسم اس سے اور در حقیقت تباغض کی یہ ہے کہ واقع ہو دو شخصوں میں اور کبھی اس کو بھی کہتے ہیں جو ایک جانب سے ہو اور مذموم اس سے وہ ہے جو ہو غیر اللہ میں اور اللہ تعالیٰ کے واسطے واجب ہے اور اس کے فاعل کو ثواب ملتا ہے واسطے تعظیم حق اللہ کے اگر چہ دونوں یا ایک اللہ کے نزدیک اہل سلامت سے ہوں جیسے کہ پہنچائے کسی کو اجتہاد طرف ایسے اعتقاد کے کہ آخرت کے مخالف ہو سو اس بنا پر اس سے بغض رکھے اور وہ اللہ کے نزدیک معذور ہے اور یہ جو کہا کہ باہم بھائی ہو جاؤ اے اللہ تعالیٰ کے بندو! تو یہ جملہ مانند تعلیل کے ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزری یعنی جب تم ان منع کی ہوئی چیزوں کو چھوڑ دو گے تو آپس میں بھائی ہو جاؤ گے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تم ان کو نہ چھوڑو گے تو باہم دشمن ہو جاؤ گے، اور کونوا اخوانا کے یہ معنی ہیں کہ کسب کرو وہ چیز ساتھ تم بھائی ہو جاؤ اس چیز سے کہ گزری اور سوائے اس کے کچھ اور امروں سے جو تقاضا کرتی ہیں نفی سے یا اثبات سے اور یہ جو کہا اے اللہ کے بندو! تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ تم اللہ کے بندے ہو سو تمہارا حق ہے کہ تم آپس میں بھائی ہو جاؤ اور کہا قرطبی نے معنی یہ ہیں کہ ہو جاؤ سگے بھائیوں کی طرح شفقت اور رحمت اور محبت اور سلوک اور باہم مدد کرنے میں اور خیر خواہی کرنے میں اور شاید قول اس کا دوسری روایت میں کما امرکم اللّٰہ یعنی ساتھ ان کاموں کے جو پہلے مذکور ہیں کہ وہ جامع ہیں بھائی ہونے کے معانی کو اور نسبت ان کی طرف رسول کے اس واسطے ہے کہ وہ پہنچانے والے ہیں اللہ کی طرف سے کہا ابن عبدالبر نے کہ حدیث شامل ہے اس کو کہ حرام ہے بغض اور عداوت رکھنا مسلمان سے اور اعراض کرنا اس سے اور توڑنا اس کا بعد چھوڑنے کے اس سے بغیر گناہ شرعی کے اور یہ کہ حرام ہے حسد کرنا اس سے اوپر اس چیز کے کہ انعام کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے اس پر اور یہ کہ معاملہ کرے اس سے جیسے نسبی بھائی سے معاملہ کرتا ہے اور نہ سوارخ لے جائے اس کے عیبوں کی طرف اور نہیں فرق ہے اس میں درمیان حاضر اور غائب کے اور کبھی مردہ بھی زندہ کے ساتھ اکثر ان کاموں میں شریک ہوتا ہے۔

تنبیہ: ایک روایت میں اس حدیث کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک مسلمان بھائی ہے دوسرے مسلمان کا نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو ذلیل کرے اور نہ اس کو حقیر جانے کفایت کرتا ہے مسلمان کو بدی سے یہ کہ دوسرے مسلمان کو حقیر جانے مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے اس کا خون اور مال اور اس کی آبرو اور تقویٰ کا مقام یہ ہے یعنی سینہ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تمہارے بدنوں کو نہیں دیکھتا اور نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے لیکن تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ (فتح)

٥٦٠٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ.

٥٦٠٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں بغض اور دشمنی نہ رکھو اور نہ آپس میں حسد کرو اور نہ ایک دوسرے کو پشت دو اور بھائی ہو جاؤ اے اللہ تعالیٰ کے بندو اور نہیں حلال ہے کسی مسلمان کو کہ اپنے بھائی مسلمان سے ملاقات اور سلام کلام چھوڑے تین دن سے زیادہ۔

بَابُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا﴾.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! بچو بہت بدگمانی سے کہ بعض گمان گناہ ہے۔

٥٦٠٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا.

٥٦٠٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو بدگمانی سے اس واسطے کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے اور لوگوں کے عیب نہ ڈھونڈھو اور نہ دم دے کر قیمت بڑھاؤ اور نہ آپس میں حسد کرو اور نہ آپس میں بغض عداوت رکھو اور نہ ایک دوسرے کو پشت دے کر بیٹھو اور بھائی ہو جاؤ اے اللہ کے بندو!۔

فائدہ: نجش یہ ہے کہ ایک چیز بکتی ہے ایک قیمت معین پر دوسرا آ کر قیمت زیادہ لگائے اور اس کا خریدنے کا ارادہ نہ ہوتا کہ دوسرا اس کو خریدے۔

بَابُ مَا يَكُونُ مِنَ الظَّنِّ

جو جائز ہے گمان سے

٥٦٠٧۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا شَيْئًا قَالَ اللَّيْثُ كَانَا رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ.

٥٦٠٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ فلانا اور فلانا پہچانتے ہوں ہمارے اس دین سے کچھ چیز یعنی جس پر ہم ہیں، کہا لیث نے کہ وہ دونوں مرد منافق تھے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بِهٰذَا وَقَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ دِيْنَنَا الَّذِيْ نَحْنُ عَلَيْهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے پاس اندر تشریف لائے سو فرمایا اے عائشہ! میں نہیں گمان کرتا کہ فلانا فلان ہمارے اس دین کو پہچانتے ہوں جس پر ہم ہیں۔

فائدہ: کہا داؤدی نے کہ تاویل لیث کی بعید ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پہچانتے تھے تمام منافقوں کو اور اس کے غیر نے کہا کہ حدیث ترجمہ کے موافق نہیں اس واسطے کہ ترجمہ میں ثابت کرنا گمان کا ہے اور حدیث میں گمان کی نفی ہے اور جواب یہ ہے کہ نفی حدیث میں واسطے گمان نفی کے ہے نہ واسطے نفی گمان کے سو نہیں مخالفت ہے درمیان اس کے اور درمیان ترجمہ کے اور حاصل ترجمہ کا یہ ہے کہ ایسا گمان جو اس حدیث میں واقع ہوا ہے یہ اس گمان کی قسم سے نہیں جو منع ہے اس واسطے کہ وہ بیچ مقام تحذیر کے ہے ایسے شخص سے جس کا حال ان دونوں مرد کی طرح ہو اور نہی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بدگمانی سے ہے ساتھ مسلمان کے جو اپنے دین اور اپنی آبرو میں سالم ہو اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب ہم کسی مرد کو عشاء کی نماز میں نہ پاتے تو اس کے ساتھ بدگمانی کرتے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ غیب ہوتا وہ مگر کسی بری چیز کے واسطے یا اس کے بدن میں یا اس کے دین میں۔ (فتح)

بَابُ سَتْرِ الْمُؤْمِنِ عَلٰى نَفْسِهٖ

پردہ پوشی کرنا ایمان دار کا اپنی جان پر یعنی اپنے عیب اور گناہ کو چھپانا

٥٦٠٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

٥٦٠٨۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری سب امت کے گناہ معاف ہوں گے مگر ان کے گناہ معاف نہیں ہوں گے جو اپنے چھپے گناہوں کو ظاہر کرتے ہیں اور البتہ یہ بات بھی اظہار میں داخل ہے کہ بندہ رات کو کوئی کام کرے پھر اس کو صبح اس حالت میں

كُلُّ أُمَّتِيْ مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ يَّعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلَ يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ.

ہو کہ اس کے رب نے اس کے گناہ کو چھپا ڈالا سو وہ شخص خود یوں کہے کہ اسے فلانے میں نے تو رات کو ایسا ایسا کام کیا اس کے رب نے رات کو اس کے گناہ پر پردہ ڈالا اور وہ صبح کے وقت اللہ کے پردے کو کھولتا ہے۔

فائدہ: مجاہرون مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی جو اپنے چھپے گناہ کو ظاہر کرتے ہیں ان کے گناہ معاف نہیں ہوں گے اور کہا کرمانی نے حاصل کلام کا یہ ہے کہ ہر ایک آدمی کا امت سے گناہ معاف ہو گا مگر فاسق معلن کا یعنی جو اپنے گناہ کو ظاہر کرے اور مجاہر وہ شخص ہے جو اپنے گناہ کو ظاہر کرے اور کھولے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی سو بیان کرے اس کو آگے لوگوں کے اور البتہ ذکر کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو ظاہر کرے اپنے فسق یا بدعت کو تو جائز ہے ذکر اس کا ساتھ اس چیز کے کہ ظاہر کیا اس نے اس کو سوائے اس چیز کے کہ نہ ظاہر کیا اس کو اور مجاہر اس حدیث میں تفاعل ہے اور جائز ہے کہ ایک جانب سے ہو اور احتمال ہے کہ مفاعلہ اپنے ظاہر پر ہو اور مراد وہ لوگ ہیں جو ایک دوسرے کے آگے اپنے گناہ بیان کرتے ہیں اور باقی حدیث پہلے احتمال کی تاکید کرتی ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے پردہ پوشی کے امر میں حدیث جو بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر نہیں ہے اور وہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے مرفوع کہ بچو ان مکروہ چیزوں سے جس سے اللہ نے منع کیا ہے یعنی اللہ کی منع کردہ چیزوں سے اور گناہوں سے سو جو آلودہ ہو ساتھ کسی چیز کے ان سے تو چاہیے کہ پردہ پوشی کرے ساتھ پردے اللہ کے روایت کیا ہے اس کو حاکم نے کہا ابن بطال نے کہ گناہ کے ظاہر کرنے میں خفیف جاننا ہے اللہ کے اور اس کے رسول کے حق کو اور نیک مسلمانوں کے حق کو اور اس میں ایک قسم عداوت ہے ان کے واسطے اور پردہ کرنے میں سلامتی ہے ہلکا ہونے سے اس واسطے کہ گناہ گاروں کو ان کے گناہ ذلیل کرتے ہیں اور سلامتی ہے حد سے اگر اس میں جدا ہو اور تعزیر ہے اگر اس میں حد واجب نہ ہو اور جب محض اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہو تو وہ اکرم الاکرمین ہے اور اس کی رحمت اس کے غضب سے آگے بڑھ گئی ہے اور اسی واسطے جب اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس کی پردہ پوشی کی تو آخرت میں بھی اس کو رسوا نہ کرے گا اور جو گناہ کو ظاہر کرتا ہے فوت ہوتے ہیں اس سے یہ سب امر اور ساتھ اس کے پہچانا جاتا ہے موقع وارد کرنے حدیث سرگوشی کا پیچھے اس حدیث کے اور البتہ مشکل جانی گئی ہے مطابقت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے کہ وہ عقد کیا گیا واسطے پردہ پوشی کرنے ایماندار کے اپنی جان پر اور حدیث میں پردہ پوشی اللہ کی ہے ایماندار پر اور جواب یہ ہے کہ حدیث تصریح کرنے والی ہے ساتھ مذمت اس شخص کے جو اپنے گناہ کو ظاہر کرے پس یہ مستلزم ہے اس کی مدح کو جو پردہ پوشی کرے اور نیز اللہ کا پردہ کرنا مستلزم ہے واسطے پردہ پوشی ایمان دار کے اپنی جان پر سو جو قصد کرے گناہ کے ظاہر کرنے کا تو اس نے

اپنے رب کو غصہ دلایا سو اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی نہیں کرتا اور جس نے قصد کیا ان کے چھپانے کا واسطے حیا کرنے کے اپنے رب سے اور لوگوں سے سو اللہ تعالیٰ اس پر احسان کرتا ہے کہ اس کا پردہ ڈھانکتا ہے اور بعض نے کہا کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ذکر کرنے اس حدیث کے اس ترجمہ میں طرف تقویت مذہب اپنے کے کہ افعال بندوں کے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ (فتح)

۵۶۰۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي النَّجْوٰى قَالَ يَدْنُوْ أَحَدُكُمْ مِنْ رَبِّهٖ حَتّٰى يَضَعَ كَنَفَهٗ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ وَيَقُوْلُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَرِّرُهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ إِنِّيْ سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا فَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ.

۵۶۰۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے سرگوشی میں کہا کہ کوئی تم میں سے اپنے رب سے قریب ہو گا یعنی قیامت میں یہاں تک کہ اللہ اس پر اپنی رحمت کا پردہ ڈالے گا سو فرمائے گا کہ تو نے فلانا فلانا گناہ کیا تھا؟ دو بار فرمائے گا بندہ مسلمان کہے گا ہاں! پھر فرمائے گا کہ تو نے فلانا فلانا گناہ کیا تھا؟ مسلمان کہے گا کہ ہاں کیا تھا یہاں تک کہ اس سے ان کے گناہ قبول کرائے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ بیشک ہم نے تیرے گناہ دنیا میں چھپائے اور آج بھی ان کو تیرے لیے بخشیں ہیں۔

فائدہ: نجویٰ وہ ہے کہ کلام کرے ساتھ اس کے آدمی اپنے جی میں اس طور سے کہ فقط آپ ہی سنے کوئی غیر نہ سن سکے یا سنائے غیر کو پوشیدہ سوائے اس کے پاس والے کے اور مراد اس جگہ وہ سرگوشی ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے مسلمانوں کے ساتھ واقع ہو گی اور اس کو سرگوشی کہا واسطے مقابلے مخاطبہ کفار کے سامنے گواہوں کے اس جگہ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ فرمائے گا کہ تو اپنا فلانا فلانا گناہ پہچانتا ہے وہ کہے گا کہ ہاں اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو اپنا نامہ اعمال پڑھ وہ اس کو پڑھے گا اور ہر گناہ کا اس سے اقرار کرائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ بندہ مسلمان دائیں بائیں دیکھے گا اللہ فرمائے گا کہ تجھ پر کوئی ڈر نہیں بیشک تو میری رحمت کے پردے میں ہے میرے سوا کسی کو تیرے گناہ پر خبر نہ ہو گی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بہر حال کافر جو فقط زبانی مسلمان تھے سو ان کو گواہوں یعنی پیغمبروں یا فرشتوں کے روبرو پکارا جائے گا کہ یہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے تھے خبردار ہو کہ اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر یعنی جو حد سے بڑھ گئے بندگی کے بدلے نافرمانی کی کہا مہلب نے کہ اس حدیث میں انعام ہے اللہ کا اپنے بندوں پر ساتھ چھپانے ان کے گناہوں کے قیامت میں اور یہ کہ جو اللہ تعالیٰ جس کے گناہوں کو ان میں سے چاہے گا بخش دے گا برخلاف اس شخص کے جو جاری کرتا ہے وعید کو ایمانداروں پر اس واسطے کہ اس حدیث میں اللہ کی پردہ پوشی سے کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا مگر کافروں اور منافقوں کے کہ وہی ہیں جن پر

قیامت کے دن گواہوں کے روبرو لعنت پکاری جائے گی میں کہتا ہوں اور البتہ بخاری نے اس کو معلوم کر لیا ہے سو وارد کیا ہے اس نے کتاب المظالم میں اس حدیث کو اور اس کے ساتھ ابو سعید کی حدیث کو کہ جب مسلمان لوگ آگ سے خلاصی پائیں گے تو روکے جائیں گے پل صراط پر جو بہشت اور دوزخ کے درمیان ہے بدلہ پائیں گے ظلموں کا جو دنیا میں ان کے درمیان تھے یہاں تک کہ جب گناہوں سے پاک وصاف ہو جائیں گے تو ان کو بہشت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی ، الحدیث سو دلالت کی اس حدیث نے اس پر کہ مراد ساتھ گناہوں کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں وہ گناہ ہیں جو بندے اور اس کے رب کے درمیان ہوں سوائے حقوق العباد کے سو حدیث تقاضا کرتی ہے کہ وہ محتاج ہیں طرف باہم بدلہ پانے کے اور شفاعت کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ بعض گنہگار مسلمان آگ میں عذاب کیے جائیں گے پھر شفاعت کے ساتھ آگ سے نکالے جائیں گے، **كما تقدم تقريره في كتاب الايمان** سو مجموع ان حدیثوں کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ گنہگار مسلمان قیامت کے دن دو قسم ہوں گے ایک قسم وہ لوگ ہیں کہ ان کے گناہ ان کے اور ان کے رب کے درمیان ہوں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہ قسم دو قسم پر ہے ایک قسم وہ ہے کہ اس کا گناہ دنیا میں چھپا رہا سو یہی لوگ ہیں جن کے گناہ اللہ قیامت میں چھپائے گا اور یہ ساتھ منطوق حدیث کے ہے اور ایک قسم وہ لوگ ہیں کہ ان کا گناہ ان کے اور بندوں کے درمیان ہوں سو یہ بھی دو قسم ہیں ایک قسم وہ لوگ ہیں کہ ان کی بدیاں ان کی نیکیوں سے بھاری ہوں گی سو یہ لوگ آگ میں ڈالے جائیں گے پھر شفاعت کے ساتھ اس سے نکالے جائیں گے اور ایک قسم وہ لوگ ہیں کہ ان کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی سو یہ لوگ نہیں داخل ہوں گے بہشت میں یہاں تک کہ پل صراط پر ایک دوسرے کا بدلہ لیا جائے گا اور نہیں واجب ہے اللہ پر کوئی چیز اور وہ اپنے بندوں میں کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْكِبْرِ — باب ہے بیچ بیان تکبر کے

فائدہ: کہا راغب نے کہ کبر اور تکبر اور استکبار کے معنی قریب قریب ہیں سو کبر وہ حالت ہے کہ خاص ہوتا ہے ساتھ اس کے آدمی اپنی خود پسندی سے اور وہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو غیر سے بڑا جانے اور اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ اپنے رب پر تکبر کرے ساتھ اس طور کے کہ باز رہے قبول حق سے اور اعتقاد کرنے سے اس کے واسطے ساتھ توحید کے اور بندگی کے اور تکبر آتا ہے دو وجہ پر ایک یہ کہ نیک کام غیر کے نیک کاموں سے زائد ہوں اسی واسطے وصف کیا گیا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ساتھ متکبر کے دوسرا یہ کہ ہو تکلف کرنے والا اس کے واسطے ظاہر کرنے والا جو اس میں نہیں یعنی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ وصف اس میں پائی جاتی ہے اور حالانکہ وہ اس میں نہیں پائی جاتی اور یہ وصف عام لوگوں کی ہے اور متکبر مثل اس کی ہے اور تکبر استدعا کرتا ہے متکبر علیہ کو یعنی جس پر تکبر کیا جائے کہ اپنے آپ کو اس سے اوپر دیکھے سو جو تنہا پیدا ہو وہ معجب ہو سکتا ہے متکبر نہیں ہو سکتا۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿ثَانِيَ عِطْفِهٖ﴾ مُسْتَكْبِرٌ فِيْ نَفْسِهٖ عِطْفُهٗ رَقَبَتُهٗ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں ثانی عطفہ کہ اس کے معنی ہیں تکبر کرنے والا اپنے نفس میں اور عطف کے معنی ہیں گردن یعنی اپنی گردن کو پھیرنے والا۔

٥٦١٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ خَالِدِ الْقَيْسِيُّ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبِ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَاعِفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهٗ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ.

۵۶۱۰۔ حضرت حارثہ بن وہب سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو بہشتی لوگ ہر غریب ہے لوگوں کی نظروں میں حقیر اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کی قسم کو سچا کر دے کیا نہ بتلاؤں میں تم کو دوزخی لوگ ہر اُجڈ موٹا حرام خور غرور والا۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ إِنْ كَانَتِ الْأَمَةُ مِنْ إِمَآءِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَآءَتْ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ ایک لونڈی مدینے والوں کی لونڈیوں سے البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑتی تھی سو آپ کو لے جاتی جہاں چاہتی۔

فائدہ: اور مقصود ہاتھ پکڑنے سے لازم اس کا ہے اور وہ نرمی اور تابع ہونا ہے اور البتہ شامل ہے یہ حدیث کئی قسم مبالغہ پر تواضع سے اس واسطے کہ ذکر کیا اس نے عورت کو نہ مرد کو پھر لونڈی کو نہ آزاد کو پھر لفظ اما کو عام کیا کہ جو کوئی لونڈی ہو اور پھر ساتھ قول اپنے کے کہ جس جگہ چاہتی مکانوں سے اور تعبیر ساتھ پکڑنے ہاتھ کے اشارہ ہے طرف نہایت تصرف کے یہاں تک کہ اگر اس کو مدینے سے باہر حاجت ہوتی اور چاہتی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے سے باہر جائیں تو اس کے ساتھ جاتے اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر زیادہ ہونے تواضع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پاک ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب قسم تکبر سے اور البتہ وارد ہوئی ہیں بیچ ذم تکبر کے اور مدح تواضع کی حدیثیں ان میں صحیح تر وہ حدیث ہے جو روایت کی مسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ جائے گا بہشت میں جس کے دل میں ذرہ کے برابر تکبر ہو سو عرض کیا گیا کہ ہر مرد چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور جوتا اچھا ہو، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تکبر حق کو نہ قبول کرنا ہے اور لوگوں کو ناچیز جاننا اور روایت کی عبد بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما

کی حدیث سے کہ تکبر سفہ ہے حق سے اور غمص ہے لوگوں سے سو کہا یا حضرت! کیا ہے وہ؟ فرمایا سفہ یہ ہے کہ تیرا کسی مرد پر حق ہو اور وہ منکر ہو جائے سو حکم کرے اس کو کوئی مرد ساتھ تقویٰ اللہ تعالیٰ کے اور وہ انکار کرے اور غمص یہ ہے کہ آئے ناک چڑھائے اور جب مسکینوں محتاجوں کو دیکھے تو ان پر سلام نہ کرے اور نہ ان کے پاس بیٹھے ان کو حقیر جان کر اور روایت کی ترمذی وغیرہ نے ثوبان کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مر گیا اس حالت میں کہ خالی ہو تکبر اور غلول اور قرض سے تو بہشت میں داخل ہو گا اور روایت کی احمد اور ابن ماجہ وغیرہ نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک درجہ تواضع کرے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے یہاں تک کہ پہنچاتا ہے اس کو اعلیٰ علیین میں اور جو تکبر کرے اللہ پر ایک درجہ تو اللہ اس کو ایک درجہ پست کرتا ہے یہاں تک کہ ڈالتا ہے اس کو سب سے نیچے کے دوزخ میں اور حکایت کی ابن بطال نے طبری سے کہ مراد ساتھ تکبر کے ان حدیثوں میں کفر ہے ساتھ دلیل قول حضرت ﷺ کی حدیثوں میں اللہ پر اور نہیں انکار کیا جاتا ہے کہ ہو مراد کبر سے تکبر کرنا غیر اللہ پر لیکن وہ نہیں خارج ہے معنی اس چیز کے سے جو ہم نے کہے اس واسطے کہ جو اللہ تعالیٰ پر تکبر کرے وہ خلق کو زیادہ تر حقیر جانے گا اور روایت کی مسلم نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو وحی ہوئی کہ آپس میں تواضع کرو تا کہ کوئی کسی پر سرکشی نہ کرے اور حکم ساتھ تواضع کے نہی ہے تکبر سے اس واسطے کہ وہ اس کی ضد ہے اور وہ عام تر ہے کفر وغیرہ سے اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے اس کی تاویل میں مسلمان کے حق میں سو بعض نے کہا کہ نہ داخل ہو گا بہشت میں ساتھ ان لوگوں کے جو پہلے پہل ان میں داخل ہوں گے اور بعض نے کہا کہ بغیر سزا کے ان میں داخل نہیں ہو گا اور بعض نے کہا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ اس میں داخل نہ ہو لیکن کبھی اللہ اس کو معاف کر دے گا اور بعض نے کہا کہ یہ حدیث زجر اور تغلیظ پر محمول ہے اور اس کا ظاہر مراد نہیں یعنی یہ مراد نہیں کہ وہ بہشت میں داخل نہیں ہو گا بلکہ مراد یہ ہے کہ یہ بڑا اشد گناہ ہے آدمی کو لازم ہے کہ اس سے بچے اور کہا طیبی نے کہ مقام تقاضا کرتا ہے کہ حمل کیا جائے کبر کو اس شخص پر جو مرتکب باطل کا ہو اس واسطے کہ اگر استعمال کرنا زینت کا اللہ تعالیٰ کی نعمت کے ظاہر کرنے کے واسطے ہو تو یہ جائز ہے یا مستحب اور اگر تکبر کے واسطے ہو جو نوبت پہنچائے طرف اس کی کہ حق کو قبول نہ کرے اور لوگوں کو حقیر جانے اور اللہ کی راہ سے بند کرے تو یہ برا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْهِجْرَةِ — باب ہے بیچ بیان ہجرت کے

فائدہ: ہجرت کے معنی ہیں دوسرے شخص کی ملاقات اور سلام کلام کو چھوڑ دینا اور در اصل اس کے معنی ہیں ترک کرنا قول سے ہو یا فعل سے اور وطن کا چھوڑنا مراد نہیں کہ اس کا حکم پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ (فتح)

۵۶۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَوْفُ بْنُ مَالِكِ

۵۶۱۱۔ حضرت عوف بن طفیل سے روایت ہے اور وہ بھتیجا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کا ماں کی طرف سے کہ کسی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے

بْنِ الطُّفَيْلِ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ وَهُوَ ابْنُ أَخِيْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّهَا أَنَّ عَائِشَةَ حُدِّثَتْ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ فِيْ بَيْعٍ أَوْ عَطَاءٍ أَعْطَتْهُ عَائِشَةُ وَاللّٰهِ لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ أَوْ لَأَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا فَقَالَتْ أَهُوَ قَالَ هٰذَا قَالُوْا نَعَمْ قَالَتْ هُوَ لِلّٰهِ عَلَيَّ نَذْرٌ أَنْ لَّا أُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَبَدًا فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَيْهَا حِيْنَ طَالَتِ الْهِجْرَةُ فَقَالَتْ لَا وَاللّٰهِ لَا أُشَفِّعُ فِيْهِ أَبَدًا وَلَا أَتَحَنَّثُ إِلٰى نَذْرِيْ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ وَهُمَا مِنْ بَنِيْ زُهْرَةَ وَقَالَ لَهُمَا أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ لَمَّا أَدْخَلْتُمَانِيْ عَلٰى عَائِشَةَ فَإِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَنْذِرَ قَطِيْعَتِيْ فَأَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ مُشْتَمِلَيْنِ بِأَرْدِيَتِهِمَا حَتّٰى اسْتَأْذَنَا عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَا السَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ أَنَدْخُلُ قَالَتْ عَائِشَةُ ادْخُلُوْا قَالُوْا كُلُّنَا قَالَتْ نَعَمْ ادْخُلُوْا كُلُّكُمْ وَلَا تَعْلَمُ أَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ فَلَمَّا دَخَلُوْا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ فَاعْتَنَقَ عَائِشَةَ وَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِيْ وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ يُنَاشِدَانِهَا إِلَّا مَا كَلَّمَتْهُ وَقَبِلَتْ مِنْهُ وَيَقُوْلَانِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

بیان کیا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے) نے کہا ایک بیع میں یا بخشش میں جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کی کہ بے شک باز رہے گی عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے گھروں کے بیچنے سے یا میں اس کو تصرف سے روک دوں گا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا اس نے یہ کہا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں! عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی نظر مانی کہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کبھی کلام نہیں کروں گی سو جب جدائی دارز ہوئی تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سفارش چاہی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا قسم ہے اللہ کی کہ میں اس میں کبھی سفارش قبول نہیں کروں گی اور میں اپنی نذر میں حانث نہیں ہوں گی یعنی میں اپنی نذر نہیں توڑوں گی سو جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ پر جدائی دراز ہوئی تو اس نے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن اسود رضی اللہ عنہ سے کلام کیا اور وہ دونوں قبیلے بنی زہرہ سے ہیں اور دونوں سے کہا کہ میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ البتہ تم مجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر لے چلو اس واسطے کہ اس کو حلال نہیں کہ میری قرابت توڑنے کی نذر مانے سو مسور اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما اس کو لے کر سامنے چلے اس حال میں کہ اپنی چادریں لپیٹے تھے یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت مانگی سو کہا کہ سلام تجھ پر اور رحمت اللہ کی اور اس کی برکتیں کیا ہم اندر آئیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آؤ، انہوں نے کہا ہم سب آئیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں سب آؤ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم نہ تھا کہ ان کے ساتھ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہے سو جب اندر آئے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ پردے میں داخل ہوا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے گلے لگا سو شروع کیا اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو قسم دینا اور رونا اور شروع کیا مسور اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما عائشہ کو قسم دیتے تھے

وَسَلَّمَ نَهٰى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهِجْرَةِ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ فَلَمَّا أَكْثَرُوْا عَلٰى عَائِشَةَ مِنَ التَّذْكِرَةِ وَالتَّحْرِيْجِ طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُمَا نَذْرَهَا وَتَبْكِيْ وَتَقُوْلُ إِنِّيْ نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيْدٌ فَلَمْ يَزَالَا بِهَا حَتّٰى كَلَّمَتِ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَأَعْتَقَتْ فِيْ نَذْرِهَا ذٰلِكَ أَرْبَعِيْنَ رَقَبَةً وَّكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَتَبْكِيْ حَتّٰى تَبُلَّ دُمُوْعُهَا خِمَارَهَا.

مگر یہ کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کلام کریں اور اس کا عذر قبول کریں اور دونوں کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جدائی سے منع کیا ہے جو تجھ کو معلوم ہے اور یہ کہ نہیں حلال ہے کسی مسلمان کو کہ اپنے بھائی مسلمان سے سلام کلام چھوڑے تین دن سے زیادہ سو جب بہت کیا انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر تذکرہ اور تحریج سے تو شروع کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو یاد دلاتیں اور روتیں اور کہتیں کہ میں نے نذر مانی ہے اور نذر سخت ہے سو ہمیشہ رہے دونوں عرض کرتے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کلام کیا اور اپنی اس نذر میں چالیس لونڈی غلام آزاد کیے اور اس کے بعد اپنی نذر کو یاد کرتی تھیں اور روتی تھیں یہاں تک کہ ان نے آنسو سے ان کی اوڑھنی تر ہو جاتی۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ایک گھر بیچا اس پر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان سے ناراض ہوا تا کہ متروکہ چھوڑیں اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنی چادر میں لپیٹا ہوا تھا اور تذکرہ کے معنی ہیں یاد دلانا ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے بیچ فضیلت صلہ رحم کے اور معاف کرنے کے اور غصہ کھانے کے اور تحریج کے معنی ہیں واقع ہونا تنگی میں واسطے اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے کہ برادری سے قطع کرنا منع ہے اور یہ جو فرمایا کہ کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے بھائی مسلمان سے کلام کرنا چھوڑے تین دن سے زیادہ تو مراد بخاری رحمہ اللہ کی اس جگہ یہ ہے کہ بیان کرے کہ عموم اس کا خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے جو اپنے بھائی سے کلام کرنا چھوڑے بغیر کسی سبب کے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کہا علماء نے کہ حرام ہے کلام چھوڑنا مسلمانوں میں تین دن سے زیادہ ساتھ نص کے اور مباح ہے تین دنوں میں ساتھ مفہوم کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ معاف کیا گیا ہے اس واسطے کہ غصہ آدمی میں پیدائشی چیز ہے سو آسانی کی گئی ساتھ اس قدر کے تا کہ رجوع کرے اور یہ عارض زائل ہو اور مراد تین دن سمیت اپنی راتوں کی ہے سو اگر مثلاً جدائی ہفتے کے دن کی ظہر سے شروع ہو تو اس کی انتہا منگل کی ظہر تک ہو گی۔ (فتح)

٥٦١٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

٥٦١٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ آپس میں بغض عداوت رکھو اور نہ حسد کرو اور نہ ایک دوسرے کو پشت دے کر بیٹھو اور بھائی ہو جاؤ اے اللہ

لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ.

کے بندو! اور نہیں حلال ہے کسی مسلمان کو کہ اپنے بھائی مسلمان سے کلام کرنا چھوڑے تین دن سے زیادہ۔

فائدہ: ظاہر اس کا مباح ہونا ہے جدائی کا تین دن یعنی تین دن تک نہ کلام کرنا جائز ہے اور وہ از قسم نرمی کے ہے اس واسطے کہ آدمی کی طبع میں غصہ اور بدخوئی اور مانند اس کے پیدائشی چیز ہے اور غالبًا وہ تین دن یا کم میں دور ہو جاتا ہے۔ (فتح)

٥٦١٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ.

٥٦١٣۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال ہے کسی مرد کو کہ اپنے بھائی مسلمان سے کلام کرنا چھوڑے تین دن سے زیادہ سو دونوں ملیں سو یہ اس سے منہ پھیرے اور وہ اس سے منہ پھیرے اور دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے پھر اگر تین دن گزر جائیں اور ایک دوسرے سے ملے تو چاہیے کہ اس کو سلام کرے اور اگر دوسرا سلام کا جواب دے تو دونوں ثواب میں شریک ہوئے نہیں تو گنہگار ہوا اور یہ جو کہا کہ بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے تو کہا اکثر علماء نے کہ دور ہو جاتی ہے جدائی ساتھ مجرد سلام کے اور جواب اس کے سے اور کہا احمد نے نہیں بری ہوتا ہے جدائی سے مگر ساتھ پھرنے کے پہلی حالت کی طرف جس پر پہلے تھے اور نیز کہا کہ اگر کلام کا ترک کرنا اس کو ایذا دیتا ہو تو نہیں قطع ہوتی ہے جدائی ساتھ سلام کے اور کہا عیاض نے کہ اگر اس کی کلام سے الگ رہے تو اس کی گواہی اس پر قبول نہیں ہوتی نزدیک ہمارے اگرچہ اس کو سلام کرے اور بہر حال دور ہونا جدائی کا ساتھ سلام کرنے کے بعد ترک کرنے اس کے سے تین دنوں میں تو نہیں ہے منع اور استدلال کیا گیا ہے واسطے جمہور کے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی طبرانی نے زید بن وہب کے طریق سے موقوف حدیث کے درمیان میں اور اس میں ہے اور اس کا رجوع یہ ہے کہ آئے اور اس کو سلام کرے اور یہ جو کہا اپنے بھائی سے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مسلمانوں کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ نہیں حجت ہے بیچ قول اس کے کے لا یحل لمسلم اس شخص کے واسطے جو کہتا ہے کہ کفار نہیں مخاطب ہیں ساتھ فروعات شریعت کے اس واسطے کہ تقیید ساتھ مسلمان کے اس وجہ سے ہے کہ وہی ہے جو قبول کرتا ہے شرع کے حکم کو اور نفع اٹھاتا ہے ساتھ اس کے اور بہر حال قید کرنا ساتھ بھائی کے سو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ جائز ہے مسلمان کو کہ جدائی کرے کافر سے بغیر تقیید دن کے یعنی

جتنی مدت چاہے کافر سے جدائی کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ ان حدیثوں کے اس پر کہ جو اپنے بھائی مسلمان سے منہ پھیرے اور اس کے سلام کلام سے باز رہے تو وہ گنہگار ہوتا ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ نفی حلت کی مستلزم ہے تحریم کو اور حرام کا مرتکب گنہگار ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ اجماع ہے اس پر کہ نہیں جائز ہے چھوڑنا کلام کا تین دن سے زیادہ مگر اس کے واسطے جو ڈرے اس کے کلام سے اس چیز سے کہ اس کے دین کو اس پر فاسد کرے یا داخل ہو اس سے ضرر اس کی جان یا دنیا پر سو اگر اسی طرح ہو تو جائز ہے اور اکثر جدائی بہتر ہوتی ہے موذی کی صحبت سے اور البتہ مشکل جانا گیا ہے بنا بر اس کے جو صادر ہوا عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں کہا ابن تین نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منعقد ہوتی ہے نذر جب کہ ہو اللہ کی فرمانبرداری میں جیسے کہے کہ میں نے نذر مانی کہ نماز پڑھوں گا یا بردہ آزاد کروں گے اور اگر ہو نذر حرام میں یا مکروہ میں یا مباح میں تو نہیں ہے نذر اور کلام کا نہ کرنا پہنچاتا ہے طرف جدائی کی اور وہ حرام ہے اور جواب دیا ہے طبری نے کہ حرام تو فقط سلام کا چھوڑنا ہے اور جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے صادر ہوا اس میں یہ نہیں کہ باز رہیں سلام کرنے سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ پر اور نہ سلام کے جواب سے جب کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو سلام کیا اور نہیں پوشیدہ ہے ضعف اس کا اور صواب وہ ہے جو اس کے غیر نے جواب دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ایک بہت بڑے امر کا مرتکب ہوا ہے اور وہ قول ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ البتہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو تصرف سے روک دوں گا اس واسطے کہ اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی قدر کی تنقیص ہے اور منسوب کرنا اس کا ہے طرف ارتکاب اس چیز کی کہ نہیں جائز ہے بے جا اور خلاف شرع خرچ سے جو موجب ہے واسطے منع کرنے اس کے تصرف سے اس چیز میں جو اللہ نے اس کو رزق دیا ہے باوجود ہونے اس کے کے ام المؤمنین اور اس کی خالہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک جیسے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی قدر تھی ویسی اور کسی کی نہ تھی **كما تقدم التصريح به في المناقب** تو گویا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا کہ جو ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے واقع ہوا یہ ایک قسم کی نافرمانی ہے اور آدمی کو اپنے قرابتی سے ایک چیز بری لگتی ہے اور وہ چیز اس کو اجنبی سے بری نہیں لگتی سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے مناسب جانا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ اس سے کلام کرنا چھوڑ دیا جائے جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور اس کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کلام کرنے سے منع فرمایا ان کو سزا دی اس کی کہ وہ جنگ تبوک میں بغیر عذر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ گئے اور ان کے سوائے اور منافقین جو پیچھے رہے تھے ان کے کلام سے منع نہ کیا واسطے بڑے ہونے مرتبے ان تینوں کے اور حقیر جاننے منافقوں کے اور اسی پر محمول ہے جو صادر ہوا عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ذکر کیا ہے خطابی رحمہ اللہ نے کہ جدا ہونا والد کا اپنی اولاد سے اور خاوند کا بیوی سے نہیں مقید ہے ساتھ تین دن کے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں سے ایک مہینہ جدا رہے اور اسی طرح ہے جو صادر ہوا اکثر سلف سے کہ انہوں نے ترک کلام کو جائز جانا باوجود اس کے کہ ان کو معلوم تھا کہ ترک کرنا کلام کا زیادہ تین دن سے منع ہے اور نہیں ہے مخفی کہ اس

جگہ دو مقام ہیں ایک اعلیٰ ہے اور ایک ادنیٰ اعلیٰ مقام یہ ہے کہ کسی قسم سے منہ نہ پھیرے بلکہ خرچ کرے سلام اور کلام کو اور پیدا کرے دوستی ہر طریق سے اور ادنیٰ مقام اقتصار کرنا ہے فقط سلام پر سوائے غیر اس کے کے اور وعید شدید تو صرف اس کے حق میں ہے جو ادنیٰ مقام کو چھوڑے اور بہر حال اعلیٰ مقام سو اگر کوئی اجنبی اس کو ترک کرے تو اس کو ملامت لاحق نہیں ہوتی برخلاف قرابتیوں کے کہ داخل ہے اس میں توڑنا ناتے کا اور اسی طرف اشارہ کیا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ساتھ قول اپنے کہ کہ نہیں حلال ہے اس کو توڑنا ناتے کا مجھ سے یعنی اگر میری جدائی سزا ہے میرے گناہ کی تو لازم ہے کہ اس کی کوئی مدت متعین ہو ورنہ اس پر ہمیشگی کرنا نوبت پہنچاتا ہے طرف قطع رحمی کی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہ معلوم تھا لیکن معارض ہوئی نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کے نذر جو مانی اور جب واقع ہوا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی جانب سے عذر اور سفارش تو راجح ہوا نزدیک ان کے چھوڑنا جدائی کا اور حاجت پڑی ان کو کفارہ دینے کی اس نذر سے جو مانی تھی ساتھ آزاد کرنے بردوں کے جن کا ذکر پہلے گزرا پھر اس کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا کو شک ہوتا تھا اس میں کہ کفارہ مذکور نے اُن سے کفایت نہ کی ہو سو ظاہر کرتی تھیں اس پر افسوس کو یعنی اس پر افسوس کرتی یا تو نادم ہونے کے واسطے اس پر جو صادر ہوا ان سے اصل نذر مذکور سے اور یا واسطے خوف کرنے کے نہ پورا کرنے نذور کی عاقبت سے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْهِجْرَانِ لِمَنْ عَصٰى

جو جائز ہے ترک کلام سے واسطے اس کے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے

فائدہ: مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے بیان کرنا ہجران جائز کا ہے اس واسطے کہ عموم نہی کا مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے جس کی جدائی کے واسطے کوئی سبب مشروع نہ ہو سو بیان ہوا یہاں سبب جو جائز کرنے والا ہے جدائی کو اور وہ اس شخص کے واسطے ہے جس سے اللہ کی نافرمانی صادر ہو سو جائز ہے واسطے اس کے جس کو اس پر اطلاع ہو ترک کرنا کلام کا اس سے تاکہ وہ اس سے باز آئے۔ (فتح)

وَقَالَ كَعْبٌ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا وَذَكَرَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً.

اور کہا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے جب کہ وہ جنگ تبوک میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے سے پیچھے رہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہماری کلام سے منع کیا اور ذکر کیا پچاس راتوں کو۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث دراز کا اور اس کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے۔

٥٦١٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۵۶۱۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں پہچانتا ہوں تیرا ناراض ہونا اور تیرا راضی ہونا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے کہا یا حضرت! بھلا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْرِفُ غَضَبَكِ وَرِضَاكِ قَالَتْ قُلْتُ وَكَيْفَ تَعْرِفُ ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ إِنَّكِ إِذَا كُنْتِ رَاضِيَةً قُلْتِ بَلٰى وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتِ سَاخِطَةً قُلْتِ لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ أَجَلْ لَسْتُ أُهَاجِرُ إِلَّا اسْمَكَ.

آپ اس کو کس طرح پہچانتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے تو بات چیت میں یوں قسم کھاتی ہے کہ میں قسم کھاتی ہوں محمد ﷺ کے رب کی اور اگر تو ناخوش ہوتی ہے تو یوں کہتی ہے قسم کھاتی ہوں میں ابراہیم علیہ السلام کے رب کی، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے میں نے کہا ہاں! سچ ہے میں ناخوشی میں آپ کا نام زبان سے چھوڑ دیتی ہوں یعنی دل سے نہیں چھوڑتی۔

فائدہ: مراد دنیاوی ناخوشی ہے گھر بار کے معاملات میں معاذ اللہ دینی ناخوشی مراد نہیں جو ایمان میں خلل ڈالے سوکنوں کے سبب سے کبھی رنج آتا تھا سوکنوں کی غیرت یعنی جہل اور جلن عورتوں میں پیدائشی بات ہے اس پر شرع میں مؤاخذہ نہیں ہے اور اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں گزر چکی ہے کہا مہلب نے غرض بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ ہے کہ بیان کرے صفت اس جدائی کی جو جائز ہے اور یہ کہ وہ منقسم ہوتی ہے موافق قدر جرم کے سو جو نافرمانی کرنے والوں میں سے ہو وہ مستحق ہے اس کا کہ اس سے ترک کلام کے ساتھ جدائی کی جائے جیسا کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے قصہ میں ہے اور جو ہو جدائی ناراضی سے درمیان گھر والوں اور بھائیوں کے تو جائز ہے جدائی کرنا اس میں ساتھ ترک کرنے نام کے مثلاً یا ساتھ ترک کرنے کشادہ پیشانی کے باوجود نہ چھوڑنے سلام اور کلام کے اور کہا کرمانی نے اور شاید مراد قیاس کرنا ہے اس شخص کی جدائی کو جو امر شرعی کے مخالف ہو اوپر چھوڑنے اسم اس شخص کے جو طبعی امر کے مخالف ہو اور کہا طبرانی نے کہ قصہ کعب رضی اللہ عنہ کا اصل ہے بیچ چھوڑنے سلام کلام کے نافرمانی کرنے والوں سے اور مشکل جانی گئی ہے یہ بات کہ فاسق اور بدعتی سے سلام کلام کا چھوڑنا جائز ہے اور نہیں مشروع ہے چھوڑنا کلام کا کافر سے باوجود اس کے کہ وہ جرم میں دونوں سے زیادہ ہے اس واسطے کہ وہ فی الجملہ اہل توحید میں سے ہیں اور جواب دیا ہے ابن بطال نے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے بہت احکام ہیں ان میں بھلائی ہے بندوں کی اور وہ دانا تر ہے ساتھ حال ان کے سے اور لازم ہے ان پر مان لینا اس کے حکم کو بیچ ان کے یعنی یہ تعبد ہے ان کے معنی معلوم نہیں اور جواب دیا ہے اس کے غیر نے کہ ہجران کے دو مرتبے ہیں ایک دل سے چھوڑنا اور ایک زبان سے سو جدا ہونا کافر سے ساتھ دل کے ہے اور ساتھ ترک دوستی اور مدد کرنے کے خاص کر جب کہ کافر حربی ہو اور نہیں مشروع ہے جدائی اس کی ساتھ چھوڑنے کلام کے اس سے واسطے نہ باز رہنے اس کے کے ساتھ اس کے اپنے کفر سے برخلاف مسلمان گنہگار کے کہ وہ اکثر اوقات اس کے ساتھ اس سے باز آجاتا ہے اور اس امر میں کافر اور گنہگار شریک ہیں کہ مشروع ہے ان سے کلام کرنا ساتھ بلانے کے طرف بندگی کے اور امر بالمعروف کے اور نہی کے منکر

سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس کلام کا چھوڑنا ہے جو دوستی سے ہو، کہا عیاض نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معاف کیا گیا ناراض ہونا عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت ﷺ پر باوجود اس کے کہ اس میں بڑا حرج ہے کہ حضرت ﷺ پر غصہ کرنا بڑا گناہ ہے اس واسطے کہ باعث اس کا غیرت ہے جو عورتوں میں پیدائشی چیز ہے اور وہ نہیں پیدا ہوتی ہے مگر نہایت محبت سے اور جب کہ غصہ بغض کو مستلزم نہیں تھا تو معاف کیا گیا اس واسطے کہ بغض ہی ہے جو نوبت پہنچاتا ہے طرف کفر کی یا گناہ کی اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں فقط آپ کے اسم کو چھوڑتی ہوں تو یہ قول اس کا دلالت کرتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا دل حضرت ﷺ کی محبت سے بھرا ہوا تھا۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يَزُوْرُ صَاحِبَهٗ كُلَّ يَوْمٍ أَوْ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا

کیا ملاقات کرے اپنے ساتھی سے ہر روز یا صبح وشام کو؟

فائدہ: عشی اس وقت کو کہتے ہیں جو زوال سے عشاء تک ہے۔ (فتح)

٥٦١٥۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْهِمَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَّعَشِيَّةً فَبَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِ أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَّأْتِيْنَا فِيْهَا قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَا جَآءَ بِهٖ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ قَالَ إِنِّيْ قَدْ أُذِنَ لِيْ بِالْخُرُوْجِ.

٥٦١٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں پایا میں نے ہوش سنبھل کے اپنے ماں باپ کو مگر اس حال میں کہ وہ دین اسلام کے تابعدار تھے یعنی میری ہوش سنبھلنے سے پہلے ہی مسلمان تھے اور کوئی دن ہم پر نہ گزرتا تھا مگر کہ اس میں حضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لاتے تھے دن کی دونوں طرف میں صبح کو اور شام کو سو جس حالت میں کہ ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں بیٹھے تھے دوپہر کی سخت گرمی میں کہ کسی کہنے والے نے کہا کہ یہ حضرت ﷺ ہیں تشریف لائے ایسے وقت میں جس میں ہمارے پاس نہ آیا کرتے تھے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں لایا حضرت ﷺ کو اس وقت میں مگر کوئی بڑا امر، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک مجھ کو ہجرت کی اجازت ہوئی۔

فائدہ: اور البتہ مشکل جانا گیا ہے ساتھ اس کے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خود حضرت ﷺ کے پاس کیوں نہیں جاتے تھے تا کہ حضرت ﷺ کو ان کے پاس آنے کے واسطے تکلیف اٹھانی نہ پڑتی اور حالانکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آ سکتے تھے اور جواب دیا ہے ابن تین نے کہ حضرت ﷺ ان کے پاس مجرد ملاقات کو نہیں آتے تھے بلکہ اس

چیز کے واسطے کہ زیادہ ہوتی نزدیک حضرت ﷺ کے علم الٰہی سے اور نہیں ظاہر ہوا میرے لیے یہ جواب اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ نہیں ہے حدیث میں وہ چیز جو منع کرے اس بات کو کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس دن رات میں دو بار سے زیادہ آیا کرتے تھے اور احتمال ہے کہ اس کا سبب یہ ہو کہ جب حضرت ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر جاتے تھے تو مشرکوں کی ایذا سے امن میں رہتے تھے برخلاف اس کے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آتے اور احتمال ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا گھر حضرت ﷺ کے گھر اور مسجد کے درمیان ہو سو جب حضرت ﷺ مسجد میں جاتے تو وہاں گزرتے اور مقصود مسجد کا جانا ہوتا اور اس کی پوری شرح ہجرت میں گزر چکی ہے اور شاید رمز کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ترجمہ کے اس طرف کہ یہ حدیث جو مشہور ہے زر غبا تزود حبا یعنی ملاقات کیا کر دو دوسرے دن محبت زیادہ ہو سو یہ حدیث ضعیف ہے اور یہ حدیث بہت طریقوں سے وارد ہوئی ہے کوئی طریق اس کا کلام سے خالی نہیں میں نے کہا کہ نہیں ہے کوئی منافات درمیان اس حدیث کے اور باب کی حدیث کے اس واسطے کہ عموم اس کا تخصیص کے قابل ہے پس محمول ہوگی اس پر کہ نہ ہو اس کے لیے کوئی خصوصیت اور مودت ثابت سو نہ کم ہوگی بہت ملاقات سے قدر اس کی، کہا ابن بطال نے کہ نہیں زیادہ کرتا ہے صدیق ملاطف کو بہت ملاقات کرنا مگر محبت برخلاف اس کے غیر کے۔ (فتح)

بَابُ الزِّيَارَةِ وَمَنْ زَارَ قَوْمًا فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ

باب ہے بیچ بیان مشروع ہونے زیارت کے یعنی ملاقات کے اور جو کسی قوم کی ملاقات کو جائے اور ان کے پاس کھانا کھائے؟

فائدہ: یعنی تمام ملاقات سے ہے یہ کہ گھر والا ملاقات کرنے والے کے آگے کھانا لائے جو حاضر ہو کھلا دے کہا ابن بطال نے کہ یہ دوستی کو جماتا ہے اور محبت کو بڑھاتا ہے، میں نے کہا اور البتہ وارد ہوئی ہے اس میں حدیث جو روایت کی حاکم نے عبداللہ بن عبید کے طریق سے کہ حضرت ﷺ کے چند اصحاب جابر رضی اللہ عنہ کے پاس ملاقات کو گئے تو جابر رضی اللہ عنہ روٹی اور سرکہ ان کے آگے لائے اور کہا کہ کھاؤ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اچھا سالن ہے سرکہ تحقیق شان یہ ہے کہ ہلاکی مرد کی یہ ہے کہ مسلمان بھائی اس کی ملاقات کو آئیں اور وہ حقیر جانے ماحضر کو ان کے آگے نہ لائے اور ہلاکی ہے اس قوم کی کہ اس کے ماحضر کو حقیر جانیں اور نہ کھائیں اور البتہ وارد ہوئی ہیں بیچ فضیلت ملاقات کے چند حدیثیں ان میں سے ایک حدیث یہ ہے جو ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو کسی بیمار کی خبر لے یا اپنے بھائی مسلمان کی ملاقات کرے اللہ کے واسطے تو اس کو کوئی پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے کہ خوش ہو اور خوش ہوا چلنا تیرا اور تو نے بہشت میں اپنا ٹھکانہ بنایا اور مالک کے نزدیک معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثابت ہوئی میری محبت ان کے لیے جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ملاقات کرتے ہیں۔ (فتح)

وَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَآءِ فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ عِنْدَهُ

اور ملاقات کی سلمان رضی اللہ عنہ نے ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اوران کے پاس کھانا کھایا

فائدہ: یہ تمام حدیث اوراس کی پوری شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے۔

٥٦١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّآءِ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَارَ أَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ أَمَرَ بِمَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ فَنُضِحَ لَهُ عَلٰى بِسَاطٍ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُمْ.

٥٦١٦۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری گھر والوں سے ملاقات کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس کھانا کھایا پھر جب چاہا کہ نکلیں تو حکم کیا ایک جگہ گھر میں سو پانی چھڑکا گیا آپ کے واسطے ایک چٹائی پر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور ان کے واسطے دعا کی۔

فائدہ: مراد اس حدیث میں عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے جو کئی بار پہلے گزرا اوراس کے اول میں ہے کہ ایک انصاری مرد نے کہا یا حضرت! میں آپ کے ساتھ نماز میں حاضر نہیں ہوسکتا اوراس نے کھانا تیار کیا، الحدیث اوراس حدیث میں مستحب ہونا ملاقات کا ہے اور دعا ملاقات کرنے والے کی اس کے لیے جس کی ملاقات کرے اور کھانا پاس اس کے۔(فتح)

بَابُ مَنْ تَجَمَّلَ لِلْوُفُوْدِ

جو ایلچیوں کے واسطے زینت کرے یعنی اپنی شکل وصورت کوخوب بنادے عمدہ کپڑے سے اور مانند اس کی سے۔

فائدہ: وفود جمع ہے وافد کی اور وافد اس کو کہتے ہیں جو بادشاہ کے پاس آئے ایلچی بن کے یا ملاقات کو اور مراد اس جگہ وفود سے عمر کے قول میں وہ لوگ ہیں جن کوعرب کی قومیں اپنی طرف سے مختار کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجتے تھے تاکہ ان کی طرف سلام کی بیعت کریں اور دین کے احکام سیکھ کر ان کوسکھلائیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ کو بیچ صورت استفہام کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ پر انکار کیا اور ظاہر یہ ہے کہ ریشمی کپڑا پہننے سے انکار کیا ساتھ قرینے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اس کو تو وہی پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہو اور نہیں انکار کیا اصل زینت کرنے سے لیکن وہ محتمل ہے باوجود اس کے۔(فتح)

٥٦١٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ قَالَ لِيْ سَالِمُ

٥٦١٧۔ حضرت یحییٰ بن ابی اسحاق سے روایت ہے کہ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ کیا چیز ہے استبرق؟ میں نے کہا جو دیبا سے موٹا اور اچھا ہو کہا میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے

بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَا الْإِسْتَبْرَقُ قُلْتُ مَا غَلُظَ مِنَ الدِّيبَاجِ وَخَشُنَ مِنْهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُوْلُ رَأٰى عُمَرُ عَلٰى رَجُلٍ حُلَّةً مِنْ إِسْتَبْرَقٍ فَأَتٰى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اشْتَرِ هٰذِهٖ فَالْبَسْهَا لِوَفْدِ النَّاسِ إِذَا قَدِمُوْا عَلَيْكَ فَقَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فَمَضٰى مِنْ ذٰلِكَ مَا مَضٰى ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلَيْهِ بِحُلَّةٍ فَأَتٰى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعَثْتَ إِلَيَّ بِهٰذِهٖ وَقَدْ قُلْتَ فِيْ مِثْلِهَا مَا قُلْتَ قَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتُصِيْبَ بِهَا مَالًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ الْعَلَمَ فِي الثَّوْبِ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ.

سنا کہتا تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرد پر ریشمی کپڑا دیکھا سو اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور کہا یا حضرت! اس کو خرید لیں اور اس کو لوگوں کے ایلچیوں کے واسطے پہنا کریں جب کہ آپ کے پاس آئیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ریشمی کپڑا تو وہی پہنتا ہے جو بے نصیب ہو سو گزرا اس میں جو گزرا پھر اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی جوڑا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور عرض کیا کہ یا حضرت! آپ نے یہ ریشمی جوڑا مجھ کو بھیجا اور البتہ آپ نے کہا تھا ایسے جوڑے کے حق میں جو کہا تھا یعنی آپ نے اس کو حرام کہا تھا مجھ کو کیوں بھیجا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تو تیرے پاس اس واسطے بھیجا تھا کہ تو اس کے ساتھ مال حاصل کرے یعنی اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے فائدہ پائے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث کی سند سے کپڑے میں نقش کو مکروہ جانتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب اللباس میں گزر چکی ہے اور کہا خطابی نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مذہب اس میں ورع تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی روایت میں کہتے تھے کہ مگر نقش کپڑے میں جائز ہے اور یہ اس واسطے کہ مقدار نقش پر پہننے کا نام واقع نہیں ہوتا اور کتاب اللباس میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے کے پہننے سے منع فرمایا مگر بقدر دو یا تین یا چار انگلی کے۔ (فتح)

بَابُ الْإِخَاءِ وَالْحِلْفِ.

باب ہے بیچ بیان بھائی بننے اور عہد و پیمان کرنے کے

فائدہ: ظاہر مغائرت ہے درمیان برادری کرنے اور عہد و پیمان کے۔

وَقَالَ أَبُوْ جُحَيْفَةَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَآءِ

یعنی اور کہا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان رضی اللہ عنہ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کو آپس میں بھائی بنایا

فائدہ: ہجرت میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو آپس میں بھائی بنایا اور حدیثیں اس باب میں بہت ہیں اور مشہور اور ذکر کیا ہے غیر واحد نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کے درمیان دو بار برادری کروائی ایک بار فقط مہاجرین میں اور ایک بار مہاجرین اور انصار میں۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ

اور کہا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم مدینے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور سعد رضی اللہ عنہ کو آپس میں بھائی بنایا۔

۵۶۱۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

۵۶۱۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اور سعد رضی اللہ عنہ کو بھائی بنایا یعنی پھر جب عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری سہی۔

۵۶۱۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَبَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ قَدْ حَالَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِيْ دَارِيْ.

۵۶۱۹۔ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تجھ کو یہ حدیث پہنچی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ کفر کے عہد و پیمان کا اسلام میں کچھ اعتبار نہیں؟ تو اس نے کہا کہ البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریشی مہاجرین اور انصار کے درمیان عہد و پیمان کروایا میرے گھر میں۔

فائدہ: بہر حال حدیث مسئول عنہ سو وہ حدیث مشہور ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے جبیر بن مطعم کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام میں زمانہ کفر کے عہد و پیمان کا کچھ اعتبار نہیں اور جو عہد و پیمان کفر کے وقت نیک کام میں ہوا تھا تو اسلام نے اس کی زیادہ تر مضبوطی کی۔

فائدہ: کفار عرب کا دستور تھا کہ ایک قوم دوسری قوم سے عہد و پیمان کرتی اور حق ناحق میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرتی سو فرمایا کہ اسلام میں ایسے عہد و پیمان کا کچھ اعتبار نہیں رہا لیکن مظلوم کی مدد کرنا اور حق کام کی تائید کرنا اور لوگوں میں انصاف کرنا اور مانند اس کی نیک کاموں سے سو اسلام میں اس کی زیادہ تر تاکید ہے اگر کفر کے وقت میں کسی نیک کام میں عہد و پیمان ہوا ہو تو اسلام میں بھی اس کا حکم بدستور جاری ہے بلکہ اسلام میں اس کی زیادہ تاکید ہے اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور جبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اسلام میں بدستور اس پر قائم رہے اور ایسے عہد و پیمان کو نہ توڑا اور جواب انس رضی اللہ عنہ کا شامل ہے صدر حدیث کے انکار کو اس واسطے کہ اس میں نفی ہے عہد و پیمان کی اور انس رضی اللہ عنہ کے جواب میں اس کا ثابت کرنا ہے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ مراد نفی سے ناحق کام مدد کرنا ہے اور آپس میں وارث ہونا اور مانند اس کے جو کفر کے وقت میں دستور تھا اور مثبت چیز ہے جو اس

سے سوائے ہو جیسے مظلوم کی مدد کرنا اور دین کے امر میں قائم ہونا اور مانند اس کی مستحبات شرعیہ سے مانند دوستی اور حفظ عہد کے اور پہلے گزر چکی ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس امر میں کہ دو عہد و پیمان والوں کا آپس میں وارث ہونا منسوخ ہے اور ذکر کیا ہے داؤدی نے کہ وہ لوگ ہم قسم کو چھٹا حصہ دیا کرتے تھے پھر یہ حکم منسوخ ہوا۔ (فتح)

بَابُ التَّبَسُّمِ وَالضَّحِكِ

باب ہے بیچ بیان تبسم کرنے اور ہنسنے کے

فائدہ: کہا اہل لغت نے کہ تبسم ابتدا ہے ضحک کی اور ضحک کشادہ کرنا منہ کا ہے یہاں تک کہ خوشی سے دانت ظاہر ہوں پھر اگر اس کی آواز سنی جائے تو وہ قہقہ ہے اور اگر بغیر آواز کے ہو تو وہ تبسم ہے۔ (فتح)

وَقَالَتْ فَاطِمَةُ أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكْتُ

اور کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کان میں بات کی سو میں ہنسی

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث دراز کا اور اس کی شرح وفات نبوی میں گزر چکی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكٰى

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اللہ ہی ہے ہنسانے والا اور رولانے والا

فائدہ: یعنی کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آدمی میں ہنسنا اور رونا اور یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جو جنازے میں گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جائز ہے رونا بغیر نوحہ کے اور ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں نو حدیثوں کو اور ان سب میں ذکر ہے تبسم یا ضحک کا اور اس کے اسباب مختلف ہیں لیکن اکثر تعجب کے واسطے ہے اور بعض ملاطفت کے واسطے۔ (فتح)

٥٦٢٠۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَبَتَّ طَلَاقَهَا فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الزَّبِيْرِ فَجَآءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيْقَاتٍ فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الزَّبِيْرِ وَإِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا مَعَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا مِثْلُ

٥٦٢٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں تو اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کیا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ یا حضرت! وہ یعنی میں رفاعہ کے نکاح میں تھی سو اس نے اس کو آخر تیسری طلاق دی تو اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کیا اور بیشک شان یہ ہے قسم ہے اللہ کی نہیں ساتھ اس کے مگر مانند اس پھندنے کی اس نے اپنی چادر کے پھندنے کی طرف اشارہ کیا اس کو ہاتھ میں لے کر کہا راوی نے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور ابن سعید رضی اللہ عنہ یعنی

هٰذِهِ الْهُدْبَةِ لِهُدْبَةٍ أَخَذَتْهَا مِنْ جِلْبَابِهَا قَالَ وَأَبُوْ بَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ بِبَابِ الْحُجْرَةِ لِيُؤْذَنَ لَهُ فَطَفِقَ خَالِدٌ يُنَادِي أَبَا بَكْرٍ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَزْجُرُ هٰذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَزِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّبَسُّمِ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ.

خالد رضی اللہ عنہ حجرے کے دروازے پر بیٹھے تھے تا کہ ان کو اجازت ہو سو خالد رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پکارنے لگے اے ابوبکر! کیا تم اس عورت کو نہیں جھڑکتے اس چیز سے جس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اونچی بولتی ہے اور نہ زیادہ کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبسم پر یعنی صرف مسکراتے تھے اس کے سوائے کچھ نہیں بولتے تھے پھر فرمایا کہ شاید تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کے نکاح میں پھر پلٹ جائے یہ درست نہیں جب تک کہ تو اس دوسرے خاوند کا شہد نہ چکھے اور وہ تیرا شہد نہ چکھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبسم سے زیادہ نہیں کرتے تھے۔ (فتح)

٥٦٢١۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يَسْأَلْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلٰى صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ فَقَالَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ

٥٦٢١۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی عورتیں تھیں آپ سے سوال کرتی تھیں اور خرچ زیادہ مانگتی تھیں اپنی آواز کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچا کر کے یعنی چلا چلا کر بولتی تھیں، سو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو جھٹ پردے میں ہو گئیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اجازت دی وہ اندر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے تھے سو کہا یا حضرت! اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے میرے ماں باپ آپ پر قربان (کیا سبب ہے آپ کے ہنسنے کا) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو ان عورتوں سے تعجب آیا کہ میرے پاس باتیں کرتی تھیں جب تمہاری آواز سنی تو جلدی پردے میں ہو گئیں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ لائق تر ہیں کہ آپ سے ڈریں پھر عورتوں کی طرف

اللَّاتِیْ كُنَّ عِنْدِیْ لَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ أَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَّهَبْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِنَّ فَقَالَ يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِيْ وَلَمْ تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ إِنَّكَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيْهِ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ.

متوجہ ہو کے کہا کہ اے دشمن اپنی جانوں کی! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور حضرت ﷺ سے نہیں ڈرتی ؟ عورتوں نے کہا کہ تم زیادہ تر سخت خو اور کڑی مزاج کے ہو، حضرت ﷺ سے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لا یعنی زیارت کر حدیث کو اے خطاب کے بیٹے! قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ نہیں ملا تجھ سے شیطان کسی راہ میں چلتا ہوا کبھی مگر کہ چلتا ہے اس راہ میں جو تیری راہ کے سوائے ہے۔

فائدہ: شرح اس حدیث کی مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ ہنستے تھے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے جو کہا جائے بڑے آدمی کو جب کہ ہنسے۔ (فتح)

٥٦٢٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّآئِفِ قَالَ إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَالَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبْرَحُ أَوْ نَفْتَحَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ قَالَ فَغَدَوْا فَقَاتَلُوْهُمْ قِتَالًا شَدِيْدًا وَكَثُرَ فِيْهِمُ الْجِرَاحَاتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ فَسَكَتُوْا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا

٥٦٢٢۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ طائف میں تھے فرمایا کہ ہم پلٹنے والے ہیں کل کو اگر چاہا اللہ نے تو حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے چند آدمیوں نے کہا کہ ہم نہیں جائیں گے یہاں تک کہ اس کو فتح کریں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ صبح کو لڑائی پر چلو، کہا راوی نے سو صبح کو لڑائی پر گئے سو لڑے ساتھ ان کے لڑنا سخت اور بہت ہوئے ان میں زخم پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم کل کو پلٹنے والے ہیں اگر اللہ نے چاہا پس اصحاب چپ رہے سو حضرت ﷺ ہنسنے لگے، حمیدی نے کہا کہ بیان کی ہم سے سفیان نے ساری حدیث ساتھ خبر کے۔

سُفْيَانُ بِالْخَبَرِ كُلِّه.

فائدہ: حضرت ﷺ ہنسنے لگے یعنی واسطے تعجب کرنے کے ان کی پہلی بات سے اور چپ رہنے ان کے دوسری بار میں اور اس حدیث کی شرح غزوہ طائف میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ ہنسنے لگے اور یہ جو کہا کہ بیان کی ہم سے سفیان نے ساری حدیث ساتھ خبر کے یعنی ساتھ لفظ اخبار کے تمام سند میں بغیر عن عن کے۔

٥٦٢٣۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ وَقَعْتُ عَلٰى أَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ أَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ لَيْسَ لِيْ قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا أَسْتَطِيْعُ قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا أَجِدُ فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ الْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فَقَالَ أَيْنَ السَّآئِلُ تَصَدَّقْ بِهَا قَالَ عَلٰى أَفْقَرَ مِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ فَأَنْتُمْ إِذًا.

٥٦٢٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں ہلاک ہوا میں نے اپنی عورت سے رمضان میں جماع کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک بردہ آزاد کر اس نے کہا میرے پاس نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا سو روزے رکھ دو مہینے پے در پے اس نے کہا کہ میں روزے نہیں رکھ سکتا، حضرت ﷺ نے فرمایا ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا اس نے کہا میرے پاس کچھ موجود نہیں پھر حضرت ﷺ کے پاس ایک ٹوکری لائی گئی جس میں کھجوریں تھیں کہا ابراہیم نے کہ عرق کے معنی ہیں ٹوکری حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہاں ہے سائل؟ لے اس کو خیرات کر، کہا خیرات کروں اس پر جو مجھ سے زیادہ تر محتاج ہو قسم ہے اللہ کی مدینے کے دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان کوئی گھر والے نہیں جو مجھ سے زیادہ تر محتاج ہوں سو حضرت ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک ظاہر ہوئے فرمایا سو تم اس وقت لائق تر ہو ساتھ کھانے ان کھجوروں کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوئے اور نواجذ داڑھوں کو کہتے ہیں اور وہ نہیں قریب ہے کہ ظاہر ہوں مگر وقت مبالغہ کے ہنسنے میں اور نہیں منافات ہے درمیان اس حدیث کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے کہ میں نے حضرت ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ منہ کھول کر ہنسے ہوں یہاں تک کہ آپ کے حلق کا گوشت دیکھا جائے اس واسطے کہ مثبت مقدم ہے نافی پر یہ ابن بطال نے کہا ہے اور اقوی یہ ہے کہ جس کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نفی کی ہے وہ اور چیز ہے اور جس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ثابت کیا ہے وہ اور چیز ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے مجموع حدیثوں سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ اکثر

احوال میں تبسم سے زیادہ نہیں کرتے تھے اور کبھی ہنستے بھی تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ نہایت زیادہ ہنسنا ہے اس واسطے کہ وہ عزت کو لے جاتا ہے اور آدمی کا رعب جاتا رہتا ہے کہا ابن بطال نے جو چیز کہ لائق ہے یہ کہ پیروی کی جائے ساتھ اس کے حضرت ﷺ کے فعل سے وہ چیز ہے جس پر حضرت ﷺ نے ہمیشگی کی اور البتہ روایت کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں کہ بہت نہ ہنسا کر واس واسطے کہ بہت ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے۔ (فتح)

٥٦٢٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَ بِرِدَآئِهِ جَبْذَةً شَدِيْدَةً قَالَ أَنَسٌ فَنَظَرْتُ إِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَآءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِيْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَآءٍ.

۵۶۲۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ چلتا تھا اور آپ پر نجران کی چادر تھی موٹے کناروں والی سو ایک گنوار نے حضرت ﷺ کو پایا اور حضرت ﷺ کی چادر سخت کھینچی سو میں نے حضرت ﷺ کی گردن کے صفحہ کو دیکھا اور حالانکہ اس پر چادر کے کنارے نے اثر کیا تھا یعنی اس پر نشان پڑ گیا تھا اس کے شدت سے کھینچنے کے سبب سے پھر اس نے کہا اے محمد! حکم کر میرے واسطے یعنی مجھ کو دلواؤ اللہ کے مال میں سے جو تمہارے پاس ہے یعنی بیت المال میں سے سو حضرت ﷺ نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور ہنسے پھر حکم کیا اس کے واسطے ساتھ عطا کرنے مال کے سو اس کو دیا گیا۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ ہنسے اور اس حدیث میں بیان ہے حضرت ﷺ کے حلم کا اور صبر کرنے کا ایذا پر نفس میں اور مال میں اور درگزر کرنا اس شخص کی سختی سے کہ اس سے اسلام کی الفت مقصود ہو اور تا کہ پیروی کریں ساتھ حضرت ﷺ کے حاکم بعد آپ کے آپ کے خلق نیک میں درگزر کرنے سے اور چشم پوشی سے اور جواب دینے سے ساتھ اچھی طرح کے۔ (فتح)

٥٦٢٥ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي وَلَقَدْ شَكَوْتُ إِلَيْهِ أَنِّي لَا أَثْبُتُ

۵۶۲۵۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں منع کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے یعنی مجلس میں آنے سے جو مردوں کے ساتھ مخصوص تھی یا دینے سے جو میں نے مانگا جب سے میں مسلمان ہوا اور نہ مجھ کو دیکھا مگر کہ میرے روبرو مسکرائے اور البتہ میں نے حضرت ﷺ کے پاس گلہ کیا کہ میں گھوڑے پر

عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا.

نہیں جم سکتا سو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے میں مارا اور کہا یعنی دعا کی کہ الٰہی! ٹھہرا دے اس کو گھوڑے پر اور کر دے اس کو ہدایت کرنے والا راہ یاب۔

فائدہ: غرض اس حدیث سے یہ قول ہے اور نہ مجھ کو دیکھا مگر یہ کہ مسکرائے۔

٥٦٢٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَآءَ فَضَحِكَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ أَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِمَ شَبَهُ الْوَلَدِ.

٥٦٢٦ـ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! بیشک اللہ نہیں شرماتا حق بات کہنے سے سو کیا واجب ہے عورت پر غسل جب کہ اس کو احتلام ہو؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں جب کہ منی دیکھے، سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں اور کہا کہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا پس کس سبب سے بچے کے مشابہ ہوتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں واسطے واقع ہونے اس کے حضرت ﷺ کے روبرو اور حضرت ﷺ نے اس کے ہنسنے پر انکار نہ کیا اس کی اس بات پر انکار کیا کہ اس نے احتلام سے انکار کیا۔ (فتح)

٥٦٢٧ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى أَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ.

٥٦٢٧ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں دیکھا میں نے حضرت ﷺ کو کہ مبالغہ کیا ہو کبھی ہنسنے میں یہاں تک کہ آپ کے لہوات دیکھے جائیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مسکراتے تھے۔

فائدہ: یعنی نہیں دیکھا میں نے حضرت ﷺ کو مبالغہ کرنے والے ہنسنے کی جہت سے کہ پوری طور سے ہنسے ہوں متوجہ ہونے والے ہوں بالکل ہنسنے پر اور مراد لہوات سے وہ گوشت ہے جو...... کے اوپر کی طرف ہے منہ کی نہایت میں اور اس حدیث کی شرح سورہ احقاف میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٦٢٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ ح و قَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَخْطُبُ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ قَحَطَ الْمَطَرُ فَاسْتَسْقِ رَبَّكَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَآءِ وَمَا نَرٰى مِنْ سَحَابٍ فَاسْتَسْقٰى فَنَشَأَ السَّحَابُ بَعْضُهُ إِلٰى بَعْضٍ ثُمَّ مُطِرُوْا حَتّٰى سَالَتْ مَثَاعِبُ الْمَدِيْنَةِ فَمَا زَالَتْ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ مَا تُقْلِعُ ثُمَّ قَامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ غَرِقْنَا فَادْعُ رَبَّكَ يَحْبِسْهَا عَنَّا فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَصَدَّعُ عَنِ الْمَدِيْنَةِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا يُمْطَرُ مَا حَوَالَيْنَا وَلَا يُمْطِرُ مِنْهَا شَيْءٌ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ كَرَامَةَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِجَابَةَ دَعْوَتِهِ.

٥٦٢٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد جمعہ کے دن حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حضرت ﷺ جمعہ کا خطبہ پڑھتے تھے سو اس نے کہا کہ یا حضرت! مینہ بند ہوا سو اپنے رب سے دعا کیجیے پانی برسا دے، حضرت ﷺ نے آسمان کی طرف نظر کی اور آسمان میں کچھ ابر نظر نہ آتا تھا سو حضرت ﷺ نے پانی کی طلب میں دعا کی سو ہمیشہ رہا مینہ برستا آئندہ جمعے تک اس حال میں کہ نہ بند ہوا پھر کھڑا ہوا وہی مرد یا کوئی اور حضرت ﷺ جمعے کا خطبہ پڑھتے تھے سو اس نے کہا کہ ہم پانی میں غرق ہوئے سو اپنے رب سے دعا کیجیے کہ ہم سے مینہ کو روکے سو حضرت ﷺ ہنسے پھر فرمایا اور یوں دعا کی کہ الٰہی! ہمارے آس پاس برسے ہم پر اب نہ برسے دو بار یا تین بار سو بادل ٹکڑے ہو کر مدینے سے دائیں بائیں ٹل گیا ہمارے آس پاس برستا تھا اور مدینے میں نہ برستا تھا اللہ ان کو دکھلاتا ہے اپنے پیغمبر کا معجزہ اور حضرت ﷺ کی دعا کا قبول ہونا۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے ہنسنا حضرت ﷺ کا ہے وقت کہنے اس مرد کے کہ ہم پانی میں غرق ہوئے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾ وَمَا يُنْهٰى عَنِ الْكَذِبِ.

باب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ڈرو اللہ سے اور ہو جاؤ ساتھ سچوں کے اور جو منع کیا جاتا ہے جھوٹ سے

فائدہ: کہا راغب نے کہ اصل صدق اور کذب قول میں ہوتا ہے ماضی ہو یا مستقبل وعدہ ہو یا غیر اس کا اور نہیں ہوتے ساتھ قصد اول کے مگر خبر میں اور کبھی اس کے غیر میں بھی ہوتے ہیں مانند استفہام اور طلب کے اور صدق

مطابق ہونا قول کا ہے ضمیر کو اور مخبر عنہ کو اور اگر یہ شرط نہ ہو تو نہ ہو گا صدق بلکہ وہ ہو گا کذب یا متردد درمیان دونوں کے دو اعتبار پر مانند قول منافق کے محمد رسول اللہ سو صحیح ہے کہ اس کو صدق کہا جائے واسطے ہونے مخبر عنہ کے صادق اور صحیح ہے کہ ہو کذب واسطے مخالف ہونے قول کے ضمیر کو اور صدیق وہ شخص ہے جو بہت سچ بولے اور کبھی استعمال کیا جاتا ہے صدق اور کذب ہر چیز میں کہ حق ہو اعتقاد میں، کہا ابن تین نے کہ اختلاف ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ ساتھ سچوں کے سو بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مثل ان کی یا ان میں سے میں کہتا ہوں اور مجھ کو گمان ہے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ذکر آیت کے طرف قصے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے اور جو پہنچایا اس کو اس کے سچ بولنے نے بات میں طرف اس خبر کی کہ ذکر کیا اس کو آیت میں بعد اس کے کہ واقع ہوا اس کے واسطے جو واقع ہوا کہ مسلمانوں نے اتنی مدت اس سے کلام کرنا چھوڑ دیا یہاں تک کہ تنگ ہوئی اس پر زمین باوجود فراخ ہونے کے پھر اللہ نے اس پر احسان کیا کہ اس کی توبہ قبول کی اور کہا کعب رضی اللہ عنہ نے اپنے قصے میں کہ نہیں انعام کی اللہ نے مجھ پر کوئی نعمت اس کے بعد کہ ہدایت کی مجھ کو اسلام کی واسطے میرے دل میں میرے سچ بولنے سے بڑھ کر یہ کہ میں نے جھوٹ نہ بولا سو میں ہلاک ہو جاتا جیسے جھوٹ بولنے والے ہلاک ہوئے، کہا غزالی رحمہ اللہ نے کہ جھوٹ قبیح گناہوں سے ہے اور نہیں ہے حرام بعینہ بلکہ اس واسطے کہ اس میں ضرر ہے اور اسی واسطے اس کی اجازت دی جاتی ہے جس جگہ مصلحت کی طرف اس کے سوائے کوئی راہ نہ ہو یعنی مصلحت کے واسطے جھوٹ بولنا درست ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جھوٹ ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہوتا۔ (فتح)

٥٦٢٩۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يَكُوْنَ صِدِّيْقًا وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا.

٥٦٢٩۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک سچ بولنا نیکی کی طرف پہنچاتا ہے اور نیکی بہشت کی طرف پہنچاتی ہے اور البتہ مرد سچ بولا کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک بڑا سچا لکھا جاتا ہے اور جھوٹ بولنا نافرمانی کی طرف پہنچاتا ہے اور نافرمانی دوزخ کی طرف پہنچاتی ہے اور البتہ مرد جھوٹ بولا کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک بڑا جھوٹا لکھا جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سچ بولنے کا انجام بہشت ہے اور جھوٹ بولنے کا انجام دوزخ ہے آدمی کو چاہیے کہ جھوٹ بولنے کو آسان نہ جانے اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ لازم جانو اپنے اوپر سچ بولنے کو اس واسطے

کہ سچ نیکی کی طرف پہنچاتا ہے اور اس میں ہے کہ بچو جھوٹ بولنے سے اور بر ایک اسم ہے جامع ہے سب نیکیوں کو اور خالص دائمی عمل کو بھی بر کہا جاتا ہے اور اس کا مصداق قرآن میں یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ﴾ اور یہ جو کہا کہ البتہ مرد سچ بولا کرتا ہے یعنی سچ بولنے کی عادت کرتا ہے یہاں تک کہ مستحق ہوتا ہے اسم مبالغہ کا صدق میں اور فجور کا لفظ جو اس حدیث میں واقع ہوا تو یہ اسم جامع ہے واسطے شر اور بدی کے اور یہ جو کہا کہ اللہ کے نزدیک سچا لکھا جاتا ہے یعنی حکم کرتا ہے اس پر ساتھ اس کے اور ظاہر کرتا ہے اس کو بلند درجہ والوں کی مجلس میں اور ڈالتا ہے اس کو زمین والوں کے دل میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ البتہ مرد ہمیشہ جھوٹ بولا کرتا ہے اور قصد کرتا ہے جھوٹ بولنے کا یہاں تک کہ اس کے دل میں ایک نکتہ سیاہ پڑ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے سو اللہ کے نزدیک جھوٹوں میں لکھا جاتا ہے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا علماء نے کہ اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اوپر قصد کرنے صدق کے اور اوپر ڈرنے کے جھوٹ سے اور تساہل کرنے سے بیچ اس کے اس واسطے کہ جب اس میں تساہل کرے تو بہت صادر ہوتا ہے اس سے جھوٹ پس پہچانا جاتا ہے ساتھ اس کے، میں کہتا ہوں اور بیچ تقلید کے ساتھ تحری کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو بچے جھوٹ سے ساتھ قصد صحیح کے تو سچ بولنا اس کی عادت ہو جاتی ہے یہاں تک کہ مستحق ہوتا ہے اس وصف کا یعنی صدیق کا اور اسی طرح عکس اس کا اور نہیں مراد ہے کہ حمد اور ذم ان میں خاص ہے ساتھ اس کے جو فقط ان کی طرف قصد کرے اور اگرچہ سچ بولنے والا اصل میں ممدوح ہے اور جھوٹا مذموم۔ (فتح)

٥٦٣٠۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.

٥٦٣٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو چرائے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

٥٦٣١۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي قَالَا الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ

٥٦٣١۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج رات دو مردوں کو دیکھا کہ میرے پاس آئے دونوں نے کہا اس مرد کو جو تو نے دیکھا تھا جس کے گل پھڑے چیرے جاتے تھے سو جھوٹا آدمی تھا کہ جھوٹی باتیں بنا کر لوگوں سے کہتا تھا سو لوگ اس سے سیکھ کر

فَكَذَّابٌ يَكْذِبُ بِالْكَذْبَةِ تُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

اوروں سے نقل کرتے تھے۔

فائدہ: یہاں تک کہ مستحق ہو اسم مبالغہ کا ساتھ وصف کذب کے تو نہیں ہوتا ہے صفات کامل مسلمانوں سے بلکہ صفات منافقوں سے یعنی پس اسی واسطے بخاری رحمہ اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے پیچھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو لایا ہے، میں کہتا ہوں اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو منافق کی نشانیوں میں ہے شامل ہے کذب کو قول میں اور فعل میں اور قصد میں اول اس کی بات میں اور ثانی اس کی امانت میں اور ثالث اس کے وعدے میں کہا اور خبر دی سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ عذاب جھوٹ بولنے والے کے کہ اس کے گل پھڑے چیرے جاتے تھے اور وہ نافرمانی کی جگہ میں ہے اور وہ اس کا منہ ہے جس کے ساتھ اس نے جھوٹ بولا تھا، میں کہتا ہوں اور مناسبت اس کی پہلی حدیث کے واسطے یہ ہے کہ عقوبت کاذب کی مطلق ہے پہلی حدیث میں ساتھ آگ کے سو ہوگا سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان اس کا۔ (فتح)

بَابُ فِي الْهَدْيِ الصَّالِحِ

باب ہے بیچ بیان نیک طریقے کے

فائدہ: اور یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جو روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب میں کہ ہدی صالح اور سمت نیک اور اقتصار پچیسواں حصہ نبوت کا ہے۔

٥٦٣٢ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمُ الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ شَقِيْقًا قَالَ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُوْلُ إِنَّ أَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَسَمْتًا وَهَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَابْنُ أُمِّ عَبْدٍ مِنْ حِيْنِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ إِلٰى أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهِ لَا نَدْرِيْ مَا يَصْنَعُ فِيْ أَهْلِهٖ إِذَا خَلَا.

٥٦٣٢ـ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ تر مشابہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بول چال وغیرہ اور حال ہیئت میں اسلام کے طریقے پر البتہ ابن ام عبد تھے اس وقت سے جب کہ گھر سے نکلتے یہاں تک کہ اس کی طرف پھرتے نہیں جانتے ہم کہ اپنے گھر والوں میں کیا کرتے تھے جب کہ تنہا ہوتے۔

فائدہ: مراد ابن ام عبد سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں اور اس حدیث میں بڑی فضیلت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کے واسطے گواہی دی کہ وہ ان خصلتوں میں سب لوگوں سے زیادہ تر مشابہ ہیں ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس میں تقویٰ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اس نے اس کے واسطے ظاہر کی شہادت دی جس کا مشاہدہ ممکن تھا اور یہ جو کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اپنے گھر والوں میں کیا کرتے تھے اس واسطے کہ جائز ہے کہ اپنے گھر والوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بطور وطرز سے کمی بیشی کرتے ہوں اور نہیں مراد ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ساتھ اس کے ثابت کرنا نقص کا ابن

مسعود رضی اللہ عنہ کے حق میں اور روایت میں آیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھی اس کے حال چال اور طور طرز سے مشابہت کرتے تھے سو شاید کہ باعث ان کے واسطے اس پر حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ سب لوگوں سے زیادہ مشابہ ساتھ حضرت ﷺ کے بول چال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے سو مشابہ ہونا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا محمول ہے اوپر بول چال کے اور مشابہ ہونا عمر رضی اللہ عنہ کا محمول ہے اوپر قوت کے دین میں اور ایک روایت میں ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ تر مشابہ تھیں بول چال اور طریق طرز میں سو یہ محمول ہے عورتوں کے حق میں۔ (فتح)

٥٦٣٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُخَارِقٍ سَمِعْتُ طَارِقًا قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥٦٣٣۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہایت بہتر بات اللہ کی کتاب ہے یعنی قرآن اور نہایت بہتر طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ سب کاموں میں بدتر وہ کام ہے جو نیا نکالا گیا ہو اور ہر بدعت گمراہی ہے، الحدیث۔

بَابُ الصَّبْرِ عَلَى الْأَذٰى — تکلیف پر صبر کرنا

فائدہ: یعنی روکنا نفس کو بدلہ لینے سے ساتھ قول کے ہو یا فعل کے اور کبھی حلم کو صبر کہا جاتا ہے۔

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پورا دیا جائے گا صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بغیر حساب کے

فائدہ: کہا بعض اہل علم نے کہ صبر کرنا ایذا پر جہاد ہے نفس کا اور اللہ نے نفس کی پیدائش میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ رنج پاتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے ساتھ کی جائے یا اس کے حق میں کہی جائے اسی واسطے رنج ہوا حضرت ﷺ کو اس شخص کے کہنے سے جس نے کہا تھا کہ آپ نے تقسیم میں انصاف نہیں کیا لیکن حضرت ﷺ نے صبر کیا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ صبر کرنے والے کے واسطے بڑا اجر ہے اور یہ کہ اللہ آپ کو بے حساب ثواب دے گا اور صبر کرنے والے کا ثواب زیادہ ہے خرچ کرنے والے کے ثواب سے اس واسطے کہ اس کی نیکی زیادہ ہوتی ہے سات سو گنا تک اور ایک نیکی کا ثواب اصل میں دس گنا ہے مگر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے زیادہ دیتا ہے اور کتاب الایمان میں گزر چکا ہے کہ صبر آدھا ایمان ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ فضیلت صبر کرنے کے ایذا پر ایک حدیث جو بخاری کی شرط پر نہیں روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع کہ جو ایماندار لوگوں میں ملا جلا رہے اور ان کی ایذا پر صبر کرے بہتر ہے اس سے جو لوگوں سے الگ رہے اور ان کی ایذا پر صبر نہ کرے۔ (فتح)

٥٦٣٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

٥٦٣٤۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ أَحَدٌ أَوْ لَيْسَ شَيْءٌ أَصْبَرَ عَلٰى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ لَيَدْعُوْنَ لَهُ وَلَدًا وَإِنَّهُ لَيُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہیں یا کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ سے زیادہ تر صبر کرنے والی ہو بیشک وہ پکارتے ہیں اس کے واسطے بیٹا اور وہ ان کو عافیت دیتا ہے اور روزی دیتا ہے۔

فائدہ: صبر سے مراد یہاں حلم ہے یعنی اللہ سے زیادہ تر حلیم کوئی نہیں۔

۵۶۳۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيْقًا يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً كَبَعْضِ مَا كَانَ يَقْسِمُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَاللّٰهِ إِنَّهَا لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ قُلْتُ أَمَّا أَنَا لَأَقُوْلَنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ فَسَارَرْتُهُ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ وَغَضِبَ حَتّٰى وَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَخْبَرْتُهُ ثُمَّ قَالَ قَدْ أُوْذِيَ مُوْسٰى بِأَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَصَبَرَ.

۵۶۳۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے کچھ مال تقسیم کیا جیسے بعض مال تقسیم کیا کرتے تھے سو ایک انصاری مرد نے جس کا ذی الخویصرہ نام تھا کہا قسم ہے اللہ کی البتہ اس تقسیم سے اللہ کی رضا مندی مقصود نہیں میں نے کہا خبردار ہو البتہ میں یہ حضرت ﷺ سے کہوں گا سو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حضرت ﷺ اپنے اصحاب میں بیٹھے تھے سو میں نے آپ سے کان میں کہا سو یہ حضرت ﷺ پر دشوار گزرا سو آپ غضبناک ہوئے اور آپ کا چہرہ متغیر ہوا یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ میں نے آپ کو خبر نہ دی ہوتی پھر فرمایا کہ البتہ موسیٰ علیہ السلام تو اس سے بھی زیادہ تر ایذا دیا گیا تھا پھر اس نے صبر کیا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ وہ مال جنگ حنین میں غنیمت میں ہاتھ آیا تھا اور حضرت ﷺ نے جنگ حنین کے دن چند آدمیوں کو تقسیم میں مقدم کیا پس سو اونٹ اقرع کو دیا اور سو اونٹ عیینہ کو دیا اور اسی طرح عرب کے اشرافوں کو بہت سا مال دیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو انصاف کرے جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے انصاف نہ کیا؟ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خبر دینا امام کو اور اہل فضل کو جو ان کی شکایت کرے جو ان کے لائق نہ ہوتا کہ ڈرائیں قائل کو اور اس میں بیان ہے اس چیز کا جو مباح ہے غیبت اور چغلی سے اس واسطے کہ غیبت اور چغلی کی صورت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس فعل میں موجود ہے اور حضرت ﷺ نے اس پر

انکار نہ کیا اور یہ اس واسطے ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصود حضرت ﷺ کی خیر خواہی تھی اور حضرت ﷺ کو خبر دار کرنا جو آپ کے حق میں طعن کرتا ہے اور ظاہر میں مسلمان ہے اور باطن میں منافق ہے تا کہ اس سے ڈریں اور یہ جائز ہے جیسے جائز ہے جاسوسی کرنا کفار میں تا کہ ان کے مکر سے نہ ڈر ہو اور البتہ مرتکب ہوا تھا مرد مذکور ساتھ اس کے کہ کہا بڑے گناہ کا سو نہ تھی اس کے واسطے کوئی عزت اور اس حدیث میں ہے کہ کبھی غضبناک ہوتے ہیں اہل فضل اس چیز سے کہ کہی جائے ان کے حق میں اور جو نہیں ان میں اور باوجود اس کے وہ اس پر صبر کرتے ہیں جیسے حضرت ﷺ نے صبر کیا یہ پیروی موسیٰ علیہ السلام کے اور یہ جو فرمایا کہ البتہ موسیٰ علیہ السلام تو اس سے بھی زیادہ تر ایذا دیا گیا تھا تو یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کی ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ آذَوْا مُوْسٰى﴾ اور البتہ حکایت کیے گئے ان کی صفت ایذا میں تین قصے ایک یہ کہ انہوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نامرد ہیں دوسرا یہ کہ انہوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون کو مار ڈالا ہے زخمی کر کے سو اللہ نے فرشتوں کو حکم کیا کہ ہارون کی لاش ان کو دکھلا دیں آخر کو بے زخم لاش دیکھ کر شرمندہ ہوئے، تیسرا وہ جو واقع ہوا قارون کے قصے میں کہ قارون نے ایک حرام کار عورت کو حکم کیا کہ کہے موسیٰ علیہ السلام نے اس سے حرام کاری کی یہاں تک کہ ہوا یہ سبب قارون کے ہلاک ہونے کا اور اس کا بیان تفصیل سے احادیث الانبیاء میں گزر چکا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يُوَاجِهِ النَّاسَ بِالْعِتَابِ

جو لوگوں کو روبرو نہ جھڑکے یعنی واسطے شرمانے کے ان سے

٥٦٣٦۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَتْ عَائِشَةُ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيْهِ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهٗ فَوَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْيَةً.

٥٦٣٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے کوئی چیز کی اور لوگوں کو اس کی اجازت دی سو ایک قوم نے اپنے آپ کو اس سے دور کھینچا یعنی اس کو مکروہ یا ہلکا جانا تو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی حضرت ﷺ نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی تعریف کی پھر فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا جو آپ کو بہت دور کھینچتے ہیں اس چیز سے جو میں کرتا ہوں سو قسم ہے اللہ کی کہ بے شک میں ان سے زیادہ تر جاننے والا ہوں اللہ کو اور میں بہ نسبت ان کے اللہ سے نہایت ڈرتا ہوں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ نہیں ہے منافی ترجمہ کے اس واسطے کہ مراد ساتھ ترجمہ کے روبرو ہونا مع التعیین ہے جیسے کہے کیا حال ہے تیرا اے فلانے تو ایسا کرتا ہے؟ اور بہر حال ساتھ ابہام کے سو نہیں حاصل ہوتی ہے مواجہت یعنی روبرو ہونا اگرچہ اس کی صورت موجود ہے اور وہ روبرو خطاب کرنا ہے اس کو جو یہ کام کرے لیکن چونکہ تھا وہ

منجملہ مخاطبین کے اور ان سے متمیز اور جدا نہیں تھا تو ہو گیا جیسے اس کو روبرو خطاب نہیں کیا اور یہ جو کہا کہ میں سب سے زیادہ تر اللہ کو جانتا ہوں اور زیادہ تر ڈرتا ہوں تو جمع کیا اس میں درمیان قوت علمی اور عملی کے یعنی انہوں نے گمان کیا کہ منہ پھیرنا ان کا اس چیز سے کہ میں کرتا ہوں قریب کرنے والا ہے ان کو طرف اللہ کی اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ قربت کو زیادہ تر جانتے ہیں اور لائق تر ہیں ساتھ عمل کرنے کے ساتھ اس کے اور اس حدیث کے معنی کتاب الایمان میں گزر چکے ہیں اس روایت میں کہ دستور تھا کہ جب حضرت ﷺ اصحاب کو حکم کرتے ان کو عملوں سے جو ان سے ہوسکیں اور کہا ابن بطال نے کہ حضرت ﷺ اپنی امت پر مہربان تھے اسی واسطے ہلکا کیا ان سے عتاب کو اس واسطے کہ کیا انہوں نے جو جائز تھا ان کو لینا اس کا شدت سے اور اگر حرام ہوتا تو حکم کرتے ان کو ساتھ رجوع کرنے کے طرف فعل اپنے کے، میں کہتا ہوں بہر حال عتاب سو بلا شک ان سے حاصل ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جدا کیا اس کو جس سے وہ فعل صادر ہوا تھا واسطے پردہ کرنے کے اوپر اس کے سو حاصل ہوئی مہربانی حضرت ﷺ کی اس حیثیت سے نہ ساتھ ترک عتاب کے بالکل اور اس حدیث میں حث ہے اوپر پیروی کرنے کے ساتھ حضرت ﷺ کے اور ذم تعمق کے اور کراہت کرنے کے مباح سے اور حسن عشرت وقت نصیحت اور انکار کے اور نرمی کرنے کے اس میں اور میں نے نہیں پہچانا کہ وہ کون لوگ ہیں جن کی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے اور نہ وہ چیز جس کی حضرت ﷺ نے اجازت دی لیکن ممکن ہے یہ کہ پہچانا جائے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو نکاح میں گزری کہ تین آدمیوں نے حضرت ﷺ کی بیویوں سے حضرت ﷺ کی عبادت کا حال پوچھا انہوں نے جو حال تھا بیان کیا اصحاب نے حضرت ﷺ کی عبادت کو کم جانا اور کہا کہ ہم کہاں اور حضرت ﷺ کہاں، اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ سب معاف کر دیئے ہیں اور ہم کو اپنا خاتمہ معلوم نہیں تو ہم کو زیادہ عبادت کرنا چاہیے اور اس میں حضرت ﷺ کا یہ قول ہے جو ان سے فرمایا کہ میں تم سے زیادہ تر ڈرنے والا ہوں اللہ سے اور زیادہ تر متقی ہوں لیکن میں کبھی روزہ رکھتا ہوں اور کبھی نہیں رکھتا اور کبھی تہجد کی نماز پڑھتا ہوں اور کبھی سوتا ہوں۔ (فتح)

٥٦٣٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ أَبِي عُتْبَةَ مَوْلٰى أَنَسٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَآءِ فِي خِدْرِهَا فَإِذَا رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهٖ.

٥٦٣٧۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کنواری عورت سے زیادہ تر شرمانے والے تھے جو اپنے پردے میں ہو سو جب کسی چیز کو دیکھ کر مکروہ جانتے تو ہم اس کا اثر آپ کے چہرے میں پہچانتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح باب صفۃ النبی میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے ان سے مستفاد ہوتا ہے حکم کرنا ساتھ

دلیل کے اس واسطے کہ انہوں نے جزم کیا کہ مکروہ چیز کو حضرت ﷺ کے چہرے سے پہچانتے تھے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَفَّرَ أَخَاهُ بِغَيْرِ تَأْوِيلٍ فَهُوَ كَمَا قَالَ

جو اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہے بغیر تاویل کے تو وہ ایسا ہی ہو جاتا ہے جیسا اس نے کہا

فائدہ: اسی طرح مقید کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے مطلق خبر کو ساتھ اس کے کہ صادر ہو قائل سے بغیر تاویل کے اور استدلال کیا ہے اس کے واسطے ساتھ اس چیز کے جو آئندہ باب میں ہے۔ (فتح)

٥٦٣٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَّأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَآءَ بِهِ أَحَدُهُمَا وَقَالَ عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۶۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مرد اپنے بھائی مسلمان کو کہے اے کافر تو ان دونوں میں سے ایک پر کفر پلٹ پڑتا ہے اور کہا عکرمہ بن عمار نے اس کے اس قول تک کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث حضرت ﷺ سے سنی۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ وہ اس کے ساتھ کافر نہیں ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے مثل کافر کی بیچ حال قسم کھانے اس کے اس حالت میں خاص کر اور آئندہ آئے گا کہ اس کے غیر نے حمل کیا ہے حدیث کو زجر اور تشدید پر اور اس کا ظاہر مراد نہیں ہے اور اس میں اور بھی تاویلیں ہیں۔ (فتح)

٥٦٣٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَآءَ بِهَا أَحَدُهُمَا.

۵۶۳۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مرد اپنے بھائی کو کافر کہے تو ان دونوں سے ایک پر کفر الٹ پڑتا ہے۔

٥٦٤٠۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۵۶۴۰۔ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اسلام کے سوائے کسی اور دین کی جھوٹی قسم کھائے تو وہ وہی ہو جاتا ہے جیسا اس نے کہا اور جو

وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ رَمَى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ.

اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کرے تو اس کو دوزخ کی آگ میں اسی کے ساتھ عذاب ہوا کرے گا ہمیشہ اور مسلمان کو لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کے برابر ہے اور جو مسلمان کو کافر کہے تو وہ اس کے قتل کرنے کے برابر ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ إِكْفَارَ مَنْ قَالَ ذٰلِكَ مُتَأَوِّلًا أَوْ جَاهِلًا

جو نہیں دیکھتا کافر کہنا اس شخص کو جو دوسرے کو کافر کہے تاویل سے یا جہالت سے یعنی جاہل ہو ساتھ حکم کے یا مقول فیہ کے۔

وَقَالَ عُمَرُ لِحَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ إِلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ.

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حاطب رضی اللہ عنہ کے واسطے کہا کہ وہ منافق ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے شاید اللہ جنگ بدر والوں پر آگاہ ہو چکا سو اس نے کہا کہ البتہ میں تم کو بخش چکا (پس کرو جو تمہارا جی چاہے)

٥٦٤١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادَةَ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ أَخْبَرَنَا سَلِيْمٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَأْتِيْ قَوْمَهُ فَيُصَلِّيْ بِهِمُ الصَّلَاةَ فَقَرَأَ بِهِمُ الْبَقَرَةَ قَالَ فَتَجَوَّزَ رَجُلٌ فَصَلّٰى صَلَاةً خَفِيْفَةً فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاذًا فَقَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا قَوْمٌ نَعْمَلُ بِأَيْدِيْنَا وَنَسْقِيْ بِنَوَاضِحِنَا وَإِنَّ مُعَاذًا صَلّٰى بِنَا الْبَارِحَةَ فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ فَتَجَوَّزْتُ فَزَعَمَ أَنِّيْ مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ ثَلَاثًا اقْرَأْ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا

٥٦٤١۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتا تھا پھر اپنی قوم کے پاس آتا سو ان کو نماز پڑھاتا سو اس نے (ایک رات) ان کے ساتھ سورۂ بقرہ پڑھی سو ایک مرد نے تخفیف کی سو ہلکی نماز پڑھی یعنی جماعت سے الگ ہو کر نماز پڑھی سو یہ خبر معاذ رضی اللہ عنہ کو پہنچی سو اس نے کہا وہ منافق ہے سو یہ قول معاذ رضی اللہ عنہ کا اس مرد کو پہنچا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا حضرت! ہم وہ لوگ ہیں کہ اپنے ہاتھ سے کام کرتے ہیں اور اپنے اونٹوں سے پانی سینچتے ہیں اور البتہ معاذ رضی اللہ عنہ نے ہم کو آج رات نماز پڑھائی سو اس نے نماز میں سورۂ بقرہ پڑھی سو میں نے نماز میں تخفیف کی سو اس نے گمان کیا کہ میں منافق ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! کیا تو فتنہ انگیز ہے تین بار فرمایا پڑھ ﴿والشمس وضحاها﴾ اور ﴿سبح اسم ربك الاعلى﴾ یعنی یہ دونوں سورتیں پڑھا کر

وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَنَحْوَهُمَا.

اور جوان دونوں کی مانند ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز جماعت میں گزر چکی ہے۔

۵٦٤٢۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيْرَةِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِيْ حَلِفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ.

۵۶۴۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم میں سے بھول کر لات اور عزیٰ کی قسم کھائے تو چاہیے کہ اس کے بعد لا الہ الا اللہ کہہ لے اور جو اپنے ساتھی سے کہے آ میں تجھ سے جوا کھیلوں تو چاہیے کہ خیرات کرے۔

فائدہ: لات اور عزیٰ عرب میں دو بت تھے کہ کافر اس کی قسمیں کھایا کرتے تھے جب لوگ مسلمان ہوئے تو بموجب عادت کے بعض لوگ بھول کر بتوں کی قسمیں کھا جاتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا علاج یہ بتلایا کہ جو بت کی قسم کھائے وہ کلمہ پڑھ لیا کرے اس واسطے کہ اگر وہ بدستور اسی حال پر رہے تو خوف ہے کہ اس کا عمل باطل ہو کہ اس نے بعد ایمان کے کفر کا کلمہ بولا اور کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ نہیں اس حدیث میں اطلاق حلف کا ساتھ غیر اللہ کے اور اس میں تو فقط تعلیم ہے کہ جو بھول کر یا جہالت سے بتوں کی قسم کھا جائے تو جلدی کرے اس چیز کی طرف جو اس کا گناہ اس سے اتارے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جو زبان سے ایسا کلمہ بولے جس کا بولنا اس کو لائق نہ ہو تو چاہیے کہ جلدی کرے طرف اس چیز کی جو اٹھائے گناہ کو قائل سے اگر کہا ہو اس کے معنی کو قصد کر کے اور پہلے بیان کی ہے میں نے توجیہ اس کی حدیث مذکور میں اور جو کہے کہ آ میں تجھ سے جوا کھیلوں تو اس کو خیرات کرنے کا حکم کیا تو اس کی وجہ مناسبت کی اس حیثیت سے ہے کہ اس نے ارادہ کیا تھا اخراج مال کا باطل میں سو حکم کیا اس کو ساتھ اخراج مال کے حق میں اور وجہ داخل ہونے اس حدیث کے کی اس باب میں ظاہر ہے۔ (فتح)

۵٦٤٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِيْ رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيْهِ فَنَادَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ

۵۶۴۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پایا چند سواروں میں اور حالانکہ وہ اپنی باپ کی قسم کھاتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پکارا خبردار ہو بے شک اللہ تم کو منع کرتا ہے اپنے باپ دادوں کی قسم کھانے سے سو جو قسم کھانا چاہے تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے اور نہیں تو چپ رہے۔

وَإِلَّا فَلْيَصْمُتْ.

فائدہ: اس حدیث میں نہی ہے قسم کھانے سے بغیر اللہ کے اور اس کی شرح کتاب الایمان والنذور میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور مقصود اس کے ذکر کرنے سے اس جگہ اشارہ کرنا ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں آ چکی ہے کہ جو اللہ کے سوائے کسی اور چیز کی قسم کھائے اس نے شرک کیا لیکن چونکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نہی کے سننے سے پہلے قسم کھائی تھی اس واسطے وہ معذور تھے اس قسم کھانے میں اسی واسطے صرف نہی پر اقتصار کیا ان کو منع کر دیا اور مؤاخذہ نہ کیا اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تاویل کی کہ ان کے باپ کا حق جوان پر ہے تقاضا کرتا ہے اس کو کہ وہ مستحق ہے کہ اس کی قسم کھائی جائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے بیان کیا کہ اللہ نہیں چاہتا کہ اس کے سوائے کسی اور کی قسم کھائی جائے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْغَضَبِ وَالشِّدَّةِ لِأَمْرِ اللّٰهِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾.

جو جائز ہے غصہ اور سختی کرنا اللہ کے حکم کے واسطے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جہاد کر اے پیغمبر کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کر، آخر آیت تک۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس بات کی کہ جو حدیث کہ وارد ہوئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایذا پر صبر کیا کرتے تھے تو یہ فقط اپنی جان کے حق میں ہے اور بہر حال جو اللہ کا کام ہوتا تو اس میں اللہ کا حکم بجا لاتے سختی کرتے۔ (فتح)

٥٦٤٤۔ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ قِرَامٌ فِيهِ صُوَرٌ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ تَنَاوَلَ السِّتْرَ فَهَتَكَهُ وَقَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُصَوِّرُونَ هٰذِهِ الصُّوَرَ.

۵۶۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اندر آئے اور گھر میں ایک پردہ لٹکا تھا جس میں تصویریں تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا پھر آپ نے اس پردے کو پکڑا اور اس کو پھاڑ ڈالا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگوں سے زیادہ تر سخت عذاب قیامت کے دن ان لوگوں کو ہوگا جو ان تصویروں کو بناتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں گزر چکی ہے۔

٥٦٤٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۵۶۴۵۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ بے شک میں صبح کی نماز سے پیچھے رہتا ہوں فلانے مرد کے سبب سے کہ وہ

قَالَ أَتٰى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا قَالَ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِيْ مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ قَالَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ فِيْهِمُ الْمَرِيْضَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ.

ہماری نماز کو دراز کرتا ہے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سو میں نے حضرت ﷺ کو وعظ کرنے میں اس دن سے سخت تر غضبناک کبھی نہیں دیکھا سو فرمایا کہ اے لوگو! بے شک تم میں سے بعض نفرت دلانے والے ہیں سو جو تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھائے یعنی امام بنے تو چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھے اس واسطے کہ آدمیوں میں بیمار اور بوڑھے اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز جماعت میں گزر چکی ہے۔

٥٦٤٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ رَأٰى فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ نُخَامَةً فَحَكَّهَا بِيَدِهٖ فَتَغَيَّظَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ اللّٰهَ حِيَالَ وَجْهِهٖ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ حِيَالَ وَجْهِهٖ فِي الصَّلَاةِ.

۵۶۴۶۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ نماز پڑھتے تھے آپ نے مسجد کے قبلے میں کھنکھار دیکھا سو آپ نے اس کو اپنے ہاتھ سے کھرچا اور غصے ہوئے پھر فرمایا کہ جب کوئی نماز میں ہو تو اللہ اس کے منہ کے سامنے ہوتا ہے پس چاہیے کہ کوئی شخص نماز میں ہرگز اپنے کے سامنے نہ تھوکے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

٥٦٤٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا رَبِيْعَةُ بْنُ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ خُذْهَا

۵۶۴۷۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے گری پڑی چیز کا حکم پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک سال لوگوں میں مشہور کر پھر اس کے باندھنے کے دھاگے اور اس کی تھیلی کو پہچان رکھ پھر اس کو اپنے خرچ میں لا پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے دے پھر اس نے کہا یا حضرت! بھولی بھٹکی بکری کا کیا حکم ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پکڑ پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تیرے واسطے ہے یا تیرے بھائی کے واسطے یا

فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوْ احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.

بھیڑیے کے واسطے یعنی اس کو پکڑ لینا جائز ہے پھر اس نے کہا یا حضرت! پس بھولے بھٹکے اونٹ کا کیا حکم ہے؟ کہا راوی نے سو حضرت ﷺ غضبناک ہوئے یہاں تک کہ آپ کے دونوں رخسار یا چہرہ سرخ ہوا پھر فرمایا کیا کام ہے تجھ کو اس سے اس کے ساتھ اس کے موزے ہیں اور اس کی مشک ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو ملے یعنی اس کا پکڑنا جائز نہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لقطہ کے بیان میں گزر چکی ہے۔

٥٦٤٨ - وَقَالَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ ح و حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ احْتَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَيْرَةً مُخَصَّفَةً أَوْ حَصِيْرًا فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْهَا فَتَتَبَّعَ إِلَيْهِ رِجَالٌ وَّجَآءُوْا يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهٖ ثُمَّ جَآءُوْا لَيْلَةً فَحَضَرُوْا وَأَبْطَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُمْ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ فَرَفَعُوْا أَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا الْبَابَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ مُغْضَبًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيْعُكُمْ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهٗ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ.

۵۶۴۸۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک سال رمضان میں چٹائی کا چھوٹا سا حجرہ بنایا یعنی ایک جگہ مسجد میں چٹائی اپنے گرد کھڑی کی تا کہ آپ کے پاس کوئی آدمی نہ جائے اور آپ کا خشوع زیادہ ہو سو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اس میں نماز پڑھنے کو سو بہت لوگوں نے حضرت ﷺ کی طرف قصد کیا اور آئے اس حال میں کہ حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے پھر ایک رات لوگ اور موجود ہوئے اور حضرت ﷺ نے ان سے دیر کی سو ان کی طرف نہ نکلے تو اصحاب نے اپنی آواز بلند کی اور دروازے کو کنکریاں ماریں سو حضرت ﷺ ان کی طرف نکلے غضبناک ہو کر اور ان سے فرمایا کہ ہمیشہ رہا تمہارے ساتھ تمہارا عمل یعنی تراویح کے واسطے جمع ہونا یہاں تک کہ مجھ کو گمان ہوا کہ وہ قریب ہے کہ تم پر فرض ہو جائے سو لازم پکڑو نماز کو اپنے گھروں میں اس واسطے کہ بہتر نماز مرد کی اپنے گھر میں ہے مگر فرض نماز کہ اس کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔

فائدہ: یہ سب حدیثیں پہلے گزر چکی ہیں اور ان میں سے ہر ایک میں ذکر ہے حضرت ﷺ کے غضبناک ہونے کا مختلف اسباب میں مرجع ان سب کا اس کی طرف ہے کہ یہ سب غصہ حضرت ﷺ کا اللہ کے کام میں اور دینی امر میں تھا اور ظاہر کیا غضب کو اس واسطے کہ وہ زیادہ تر تاکید کرنے والا ہے بیچ زجر کرنے کے اس سے اور غرض اخیر حدیث سے یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ ان کی طرف نکلے غضبناک ہو کر اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ ان پر غصے اس واسطے ہوئے تھے کہ وہ جمع ہوئے بغیر حضرت ﷺ کے حکم کے انہوں نے اشارے پر کفایت نہ کی یعنی اس اشارے پر کہ حضرت ﷺ ان کی طرف نہ نکلے بلکہ انہوں نے مبالغہ کیا کہ حضرت ﷺ کے دروازے کو کنکریاں ماریں اور آپ کا پیچھا کیا اس واسطے غضبناک ہوئے کہ حضرت ﷺ نے دیر کی واسطے شفقت کرنے کے اوپر ان کے تاکہ ان پر تراویح کی نماز فرض نہ ہو جائے اور حالانکہ ان کا گمان کچھ اور تھا اور بعید تر ہے قول اس کا جو کہتا ہے کہ نماز پڑھی گئی حضرت ﷺ کی مسجد میں بغیر آپ کے حکم کے اور یہ جو آخر حدیث میں کہا کہ افضل نماز مرد کی اپنے گھر میں ہے سوائے فرض نماز کے تو یہ قول حضرت ﷺ کا دلالت کرتا ہے کہ مراد ساتھ صلوۃ کے دوسری حدیث میں اجعلوا من صلاتکم فی بیوتکم ولا تتخذوھا قبورا یعنی کچھ نماز اپنے گھروں میں پڑھا کرو اور نہ ٹھہراؤ ان کو قبریں نفل نماز ہے اور حکایت کی ابن تین نے ایک قوم سے کہ مستحب ہے کہ اپنے گھر میں کچھ فرض نماز پڑھے اور ضعیف کہا ہے اس کو ساتھ حدیث باب کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْحَذَرِ مِنَ الْغَضَبِ لِقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَآئِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾.

باب ہے بیچ بیان ڈرنے کے غضب سے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے کہ جو لوگ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائیوں سے اور جب غصے ہوتے ہیں تو معاف کرتے ہیں وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں خوشی اور ناخوشی میں اور وہ لوگ جو کھاتے ہیں غصے کو اور معاف کرتے ہیں لوگوں سے اور اللہ دوست رکھتا ہے نیکو کاروں کو۔

فائدہ: اور شاید کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ دوسری آیت کے طرف اس چیز کے کہ اول حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے سو انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ہے کہ حضرت ﷺ ایک قوم پر گزرے جو کشتی کرتے تھے حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ فلانا آدمی ایسا زور آور ہے کہ کسی سے کشتی نہیں کرتا مگر کہ اس کو پچھاڑ دیتا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو نہ بتلاؤں جو اس سے سخت تر زور آور ہے وہ مرد ہے کہ کسی مرد نے اس سے کلام کیا اس کو غصہ آیا سو اس نے اپنے غصے کو کھایا سو وہ غالب ہوا اپنے نفس پر اور اپنے شیطان پر اور

اپنے ساتھی کے شیطان پر روایت کیا ہے اس کو بزار نے ساتھ سند حسن کے اور نہیں دونوں آیتوں میں دلالت اوپر ڈرانے کے غضب سے مگر جب غصہ کھانے والے کو۔ بے حیائیوں سے بچنے والے کے ساتھ جوڑا جائے تو ہوگی اس میں اشارت طرف مقصود کی۔ (فتح)

٥٦٤٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ.

۵۶۴۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑے پہلوان تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنی جان پر قابو رکھے یعنی باوجود غصے کے ایسی بے جا حرکت نہ کرے کہ آخر کو پچھتائے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت کے اول میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے درمیان پہلوان کس کو گنتے ہو؟ اصحاب نے کہا کہ جس کو کوئی نہ پچھاڑ سکے اور ایک روایت میں ہے کہ بڑا پہلوان وہ ہے جو غضبناک ہو سو سخت ہو غصہ اس کا اور سرخ ہو چہرہ اس کا پھر وہ اپنے غصے کو پچھاڑے۔ (فتح)

٥٦٥٠۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوْسٌ وَّأَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهُ مُغْضَبًا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَقَالُوْا لِلرَّجُلِ أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُوْلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّيْ لَسْتُ بِمَجْنُوْنٍ.

۵۶۵۰۔ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لڑے اور ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے سو ایک نے اپنے ساتھی کو گالی دی اور اس کا چہرہ غصے کے سبب سے سرخ ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں وہ بات جانتا ہوں کہ اگر وہ اس کو کہتا تو اس کا غصہ جاتا رہتا، اگر کہتا: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یعنی میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے تو اس کا غصہ جاتا رہتا تو لوگوں نے اس مرد سے کہا کہ کیا تو نہیں سنتا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں؟ اس نے کہا کہ میں دیوانہ نہیں۔

فائدہ: اس نے یہ نہ جانا کہ غصہ شیطان کی مس سے ہے اور شاید وہ منافق تھا یا گنوار سخت خو۔ (ق)

٥٦٥١۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا

۵۶۵۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے

أَبُوْ بَكْرٍ هُوَ ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصِنِي قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ.

حضرت ﷺ سے کہا کہ مجھ کو نصیحت کیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر، سو اس نے کئی بار سوال دوہرایا، حضرت ﷺ نے ہر بار یہی فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ تین بار فرمایا کہا خطابی نے کہ یہ جو فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر تو اس کے معنی یہ ہیں کہ بچ غصے کے اسباب سے اور نہ چھیڑ اس چیز کو جو اس کو حاصل کرے اور بہر حال نفس غصہ سو نہیں حاصل ہوتی ہے اس سے نہی اس واسطے کہ یہ پیدائشی چیز ہے نہیں دور ہوتی ہے پیدائش سے اور اس کے غیر نے کہا کہ جو غصہ طبع حیوانی کی قسم سے ہو اس کا دفع کرنا ممکن نہیں سو نہ داخل ہوگا نہی میں اس واسطے کہ وہ تکلیف مالا یطاق ہے اور جو غصہ اس قسم سے ہو جو ریاضت سے کمایا جاتا ہے تو وہی مراد ہے اس جگہ اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ غصہ کیا کر اس واسطے کہ بہت بڑی چیز جس سے غصہ پیدا ہوتا ہے تکبر ہے اس واسطے کہ واقع ہوتا ہے وہ وقت مخالفت امر کے جس کا وہ ارادہ کرتا ہے سو باعث ہوتا ہے اس کو تکبر غصے پر سو جو شخص کہ تواضع کرے یہاں تک کہ اس کے نفس کی عزت جاتی رہے سلامت رہتا ہے وہ غصے کی بدی سے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ کر جو حکم کرے تجھ کو غصہ کہا ابن بطال نے پہلی حدیث میں ہے کہ مجاہدہ نفس کا اشد ہے دشمن کے مجاہدے سے اس واسطے کہ جو غصے کے وقت اپنی جان پر قابو رکھے اس کو حضرت ﷺ نے سب لوگوں میں بڑا پہلوان ٹھہرایا ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ شاید سائل غصہ ور تھا اور حضرت ﷺ نے اس کو صرف یہی نصیحت کی کہ غصہ نہ کر اور کہا ابن تین نے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر تو اس میں آپ نے دنیا اور آخرت کی بھلائی کو جمع کیا اس واسطے کہ غصہ پہنچاتا ہے طرف قطع کرنے کی اور منع نرمی کے اور اکثر اوقات اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ مغضوب علیہ کو ایذا ہوتی ہے پس کم ہوتا ہے دین سے اور احتمال ہے کہ ہو تنبیہ ساتھ اعلیٰ کے ادنیٰ پر اس واسطے کہ بڑا دشمن آدمی کا شیطان اور اس کا نفس ہے اور غصہ صرف انہیں دونوں سے پیدا ہوتا ہے سو جو ان دونوں کے ساتھ جہاد کرے یہاں تک کہ ان پر غالب ہو باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہے شدت محنت سے تو وہ اپنے نفس کی شہوت پر بطریق اولیٰ غالب ہوگا اور کہا ابن حبان نے کہ نہ کر بعد غصے کے کوئی چیز جس سے تو منع کیا گیا ہے نہ یہ کہ حضرت ﷺ نے اس کو پیدائشی غصے سے منع کیا تھا کہ نہیں کوئی حیلہ اس کے واسطے دفع کرنے میں اور کہا بعض علماء نے کہ اللہ نے غصے کو آگ سے پیدا کیا ہے اور ٹھہرایا ہے اس کو پیدائشی بات انسان میں سو جب قصد کرے یا جھگڑا کیا جائے کسی غرض میں تو غصے کی آگ بھڑکتی ہے اور جوش مارتی ہے یہاں تک کہ اس کا چہرہ اور اس کی دونوں آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں لہو سے اس واسطے کہ بدن

کا چمڑا حکایت کرتا ہے اس کی جو اس کے پیچھے ہے اور یہ اس وقت ہے جب کہ غصہ کرے اس پر جو اس سے نیچے ہو اور جب غصہ کرے اس پر جو اس سے اوپر ہو تو اس کے بدن کا رنگ زرد ہو جاتا ہے اور یہ ظاہر میں ہے اور باطن میں اس سے دشمنی اور حسد اور حقد پیدا ہوتا ہے اور یہ سب اثر اس کا بدن میں ظاہر ہوتا ہے اور بہر حال اثر اس کا زبان میں سو بولنا اس کا ساتھ گالی کے اور بیہودہ بکنے کے کہ جس سے عاقل شرماتا ہے اور پشیمان ہوتا ہے اس کا قائل وقت فرو ہونے غصے کے اور نیز ظاہر ہوتا ہے اثر غضب کا فعل میں ساتھ مارنے کے اور قتل کرنے کے اور اگر یہ حاصل نہ ہو مغضوب علیہ بھاگ جائے تو اپنے نفس کی طرف رجوع کرتا ہے سو اپنے کپڑے پھاڑتا ہے اور اپنا چہرہ پیٹتا ہے اور اکثر اوقات گر پڑتا ہے اور بیہوش ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات برتنوں کو توڑ ڈالتا ہے اور مارتا ہے اس کو جس کا اس میں کوئی گناہ نہ ہو اور جوان مفسدوں میں تامل کرے وہ پہچان لے گا مقدار اس چیز کی کہ شامل ہے اس پر یہ کلمہ لطیف حکمت سے اور حاصل کرنے مصلحت کے سے بیچ دفع کرنے مفسدہ کے اس چیز سے کہ دشوار ہے گننا اس کا اور واقف ہونا اس کی نہایت پر اور یہ سب حکم دنیاوی غصے میں ہے نہ دینی غصے میں کما تقدم تقریرہ اور مدد کرتا ہے اوپر ترک کرنے غضب کے یاد رکھنا اس چیز کا جو وارد ہوئی ہے بیچ فضیلت غصہ کھانے کے اور جو آئی ہے غصے کی عاقبت میں وعید سے اور یہ کہ پناہ مانگے شیطان مردود سے کما تقدم فی حدیث سلیمان اور یہ کہ وضو کرے کما تقدم فی حدیث عطیة واللہ اعلم، کہا طوفی نے کہ قوی تر چیز غصے کے دفع کرنے میں یاد رکھنا توحید حقیقی کا ہے اور یہ کہ نہیں ہے کوئی فاعل سوائے اللہ کے اور جو فاعل کہ اس کے سوائے ہے تو وہ اس کے واسطے آلہ ہے سو جس کی طرف متوجہ ہو ساتھ بری چیز کے اس کے غیر کی جہت سے تو یاد کرے اس بات کو کہ اگر چاہتا اللہ تو یہ غیر اس فعل سے نہ ہوتا تو اس کا غصہ دور ہو جاتا ہے اس واسطے کہ اگر وہ اس حالت میں غصہ کرے تو اس کا غصہ اللہ پر ہوگا جو بلند اور بزرگ ہے اور یہ خلاف ہے بندگی کے، میں کہتا ہوں اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگا بھید اس کا کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا اس کو جس نے غصہ کیا کہ پناہ مانگے شیطان سے تو ممکن ہے اس کو یاد کرنا اس چیز کا کہ مذکور ہوئی اور جب شیطان بدستور اس کے وسوسے پر قادر رہے تو نہیں ممکن ہے اس کو کہ کسی چیز کو اس سے یاد کر سکے، واللہ اعلم۔

بَابُ الْحَيَآءِ — باب ہے بیچ بیان حیا یعنی شرم کرنے کے

فائدہ: حیا کی تعریف کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور واقع ہوا ہے ابن دقیق کے واسطے اصل حیا کا باز رہنا ہے پھر استعمال کیا گیا ہے انقباض میں اور حق یہ ہے کہ باز رہنا حیا کے لازم لازم چیزوں سے ہے اور لازم چیز کا اس اصل نہیں ہوتا اور جب امتناع حیا کو لازم ہے تو ہوگا تحریض میں اوپر ملازمت حیا کے رغبت دلانا اوپر باز رہنے کے فعل معیوب چیز کے سے۔ (فتح)

۵۶۵۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ

۵۶۵۲۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْ أَبِي السَّوَّارِ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَآءُ لَا يَأْتِيْ إِلَّا بِخَيْرٍ فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ مَكْتُوْبٌ فِي الْحِكْمَةِ إِنَّ مِنَ الْحَيَآءِ وَقَارًا وَإِنَّ مِنَ الْحَيَآءِ سَكِيْنَةً فَقَالَ لَهٗ عِمْرَانُ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِيْ عَنْ صَحِيْفَتِكَ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شرمانا نہیں لاتا مگر خیر اور خوبی کو یعنی حیا شرعی کا ہر حال میں نیک ہی ثمرہ ہوتا ہے تو بشیر نے کہا کہ حکمت میں لکھا ہوا ہے کہ حیا سے ہے بھاری رہنا یعنی اپنے آپ میں باقدر اور باعزت رہنا اور حیا سے سکینہ نالائق حرکتوں سے آرام میں رہنا تو عمران نے اس سے کہا کہ میں تجھ کو حضرت ﷺ سے حدیث بیان کرتا ہوں اور تو مجھ کو اپنی کتاب سے بیان کرتا ہے۔

فائدہ: اور یہ غصے ہونا عمران رضی اللہ عنہ کا اسی وجہ سے تھا کہ اس سے یہ کہا نہیں تو وقار اور سکینہ میں کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کے خیر ہونے کی منافی ہو اشارہ کیا طرف اس کی ابن بطال نے لیکن احتمال ہے کہ غضبناک ہوا ہو اس کے قول سے منہ اس واسطے کہ تبعیض سے سمجھا جاتا ہے کہ اس میں سے بعض چیز اس کے مخالف ہے اور حالانکہ اس نے روایت کیا کہ وہ کل خیر ہے اور کہا قرطبی نے کہ معنی کلام کے اشارہ کرتے ہیں کہ حیا میں بعض وہ چیز ہے کہ باعث ہوتی ہے اپنے ساتھی کو وقار پر کہ دوسرے کی عزت کرے اور اپنے نفس میں باعزت رہے اور بعض وہ چیز ہے کہ اس کو باعث ہوتی ہے اس پر کہ آرام کرے اور اپنے نفس میں باعزت رہے اور بعض وہ چیز ہے کہ اس کو باعث ہوتی ہے اس پر کہ آرام کرے بہت نالائق چیزوں کی حرکت سے جو مروت والوں کے ساتھ لائق نہیں ہیں اور نہیں انکار کیا اس قدر پر عمران رضی اللہ عنہ نے معنی کے اعتبار سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کیا اس پر عمران رضی اللہ عنہ نے اس وجہ سے کہ اس نے اس کو بیان کیا بیچ جگہ اس شخص کے جو پیغمبر کی کلام کا غیر کی کلام سے معارضہ کرے اور بعض نے کہا اس واسطے معارضہ کیا کہ تا کہ سنت کے ساتھ کوئی اور کلام نہ مل جائے۔ (فتح)

۵۶۵۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ وَهُوَ يُعَاتِبُ أَخَاهُ فِي الْحَيَآءِ يَقُوْلُ إِنَّكَ لَتَسْتَحْيِيْ حَتّٰى كَأَنَّهٗ يَقُوْلُ قَدْ أَضَرَّ بِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۶۵۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک مرد پر گزرے اور وہ اپنے بھائی کو شرم کرنے میں جھڑکتا تھا کہ زیادہ شرم نہ کیا کر تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے اس واسطے کہ شرم تو ایمان کی نشانی ہے۔

دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَآءَ مِنَ الْإِيْمَانِ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اپنے بھائی کو وعظ کرتا تھا یعنی اس کو یاد دلاتا تھا جو مرتب ہوتا ہے شرم کرنے پر مفسدے سے اور یہ جو کہا کہ حیا ایمان سے ہے تو حکایت کی ابن تین نے ابی عبدالملک سے کہ مراد ساتھ اس کے ایمان کامل ہے اور کہا ابو عبید ہروی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ حیا کرنے والا اپنے حیا کے سبب گناہوں سے الگ ہوتا ہے اگرچہ نہ ہو اس کے واسطے تقیہ سو ہو جاتا ہے مانند ایمان کی جو اس کے اور گناہوں کے درمیان جدائی کرنے والا ہے کہا عیاض وغیرہ نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا گیا حیا ایمان سے اگرچہ پیدائشی بات ہے اس واسطے کہ استعمال کرنا اس کا اوپر قانون شرعی کے محتاج ہے طرف قصد اور کسب کرنے کے اور علم کے اور بہرحال یہ جو کہا کہ وہ سب خیر ہے اور نہیں لاتا مگر خیر کو تو مشکل ہے حمل کرنا اس کا عموم پر اس واسطے کہ کبھی آدمی کسی کو برا کام کرتے دیکھتا ہے اور شرم کے مارے اس کو روبرو کچھ نہیں کہتا اور باعث ہوتا ہے اس کو بعض حقوق کے ترک کرنے پر اور جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ حیا کے ان حدیثوں میں حیا شرعی ہے اور جو باعث ہو اس کو اوپر ترک کرنے بعض حقوق کے وہ حیا شرعی نہیں بلکہ وہ عاجز ہونا اور ذلیل ہونا ہے اور اس کو حیا اس واسطے کہا جاتا ہے کہ وہ حیا شرعی کے مشابہ ہے اور وہ ایک خو ہے کہ باعث ہو اوپر ترک کرنے قبیح کے، میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ یہ اشارہ ہو طرف اس کی کہ حیا جس کی خو سے ہو اس میں نیکی غالب تر ہوتی ہے سو معدوم ہوتی ہے وہ چیز کہ جو شاید اس سے واقع ہو اس چیز سے جو مذکور ہوئی بہ نسبت اس چیز کے کہ حاصل ہوتی ہے اس کے واسطے ساتھ حیا کے خیر سے اور کہا ابوالعباس قرطبی نے کہ حیا کسب کیا گیا وہی ہے جس کو شارع نے ایمان سے ٹھہرایا ہے اور وہی ہے جس کی تکلیف دی گئی ہے سوائے اس حیا کے جو پیدائشی ہے لیکن جس میں پیدائشی حیا ہو وہ اس کو حیا مکتسب پر مدد کرتا ہے اور کبھی مل جاتا ہے ساتھ کسب کیے گئے سو ہو جاتا ہے پیدائشی اور حضرت ﷺ میں دونوں قسم کا حیا موجود تھا سو پیدائشی حیا میں تو کنواری عورت سے زیادہ تر شرمانے والے تھے اور کسب کیے گئے حیا میں بلند چوٹی میں تھے اور ساتھ اس کے پہچانی جاتی ہے مناسبت تیسری حدیث کے ذکر کرنے کی اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٦٥٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مَوْلٰى أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَآءً مِنَ الْعَذْرَآءِ فِيْ خِدْرِهَا. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ عُتْبَةَ يَعْنِيْ مَوْلٰى أَنَسٍ

۵۶۵۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کنواری عورت سے زیادہ تر شرمانے والے تھے جو اپنے پردے میں ہو۔ ابوعبداللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا (جس سے قتادہ روایت کرتا ہے) اس کا نام عبداللہ بن ابی عتبہ ہے یعنی انس کا مولی اور صحیح عبارت اس طرح ہے کہ قتادہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عتبہ انس رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سے روایت کی۔

الصَّحِيحُ قَتَادَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ عُتْبَةَ مَوْلٰی اَنَسٍ.

بَابُ إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

جب تجھ کو شرم نہ رہے تو جو تیرے جی میں آئے سو کر

٥٦٥٥۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُوْلٰی إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.

٥٦٥٥۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگلی پیغمبری کی کلام سے جو لوگوں نے باتیں پائیں ہیں ایک یہ بات ہے کہ جب تجھ کو شرم نہ رہے اللہ سے نہ خلق سے تو جو تو چاہے سو کر۔

فائدہ: یعنی حیا اور شرم سب پیغمبروں کے دین میں پسند ہے اس کا حکم کبھی موقوف نہیں پس آدمی کو لازم ہے کہ حیا کو کبھی نہ چھوڑے کہا خطابی نے کہ حدیث میں امر کا لفظ بولا خبر کا نہیں بولا تو اس میں حکمت یہ ہے کہ آدمی حیا اور شرم کے سبب سے بدکاموں سے رکتا ہے اور جب شرم نہ رہے تو آدمی کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ گویا طبیعت اس کو حکم کرتی ہے کہ جو بدی چاہتا ہے اور یہ حدیث ذکر بنی اسرائیل میں گزر چکی ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اربعین میں کہ امر اس حدیث میں اباحت کے واسطے ہے یعنی جب تو کوئی کام کرنا چاہے سو اگر وہ ایسا کام ہو کہ تجھ کو اس میں کسی سے شرم نہ آئے نہ اللہ سے نہ خلق سے تو اس کو کر یعنی تجھ کو اس کا کرنا جائز ہے ورنہ نہیں اور اسی پر ہے مدار اسلام کا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر مامور بہ کام واجب اور مندوب ہو تو اس کے چھوڑنے سے شرم آتی ہے اور اگر وہ کام حرام اور مکروہ ہو تو اس کے کرنے سے شرم آتی ہے اور بہر حال مباح سو اس کے فعل سے حیا کرنا جائز ہے اور اسی طرح اس کے ترک کرنے سے سو شامل ہے یہ حدیث پانچوں حکموں کو اور بعض نے کہا کہ یہ امر تہدید کے واسطے ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تجھ میں شرم نہ رہے تو جو تیرا جی چاہے کر سو بے شک اللہ تجھ کو اس کی سزا دے گا اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ حیا کی بڑی شان ہے اور بعض نے کہا کہ امر ساتھ معنی خبر کے ہے یعنی جو شرم نہیں کرتا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا لَا يُسْتَحْيَا مِنَ الْحَقِّ لِلتَّفَقُّهِ فِي الدِّيْنِ

دین کی بات پوچھنے میں حق بات پوچھنے سے نہ شرمانا

فائدہ: یہ تخصیص ہے واسطے عموم کے جو اس سے پہلے باب میں ہے کہ حیا سب خیر ہے اور محمول کیا جائے گا حیا خبر ماضی میں اوپر حیا شرعی کے سو جو اس کے سوائے ہے جس میں حقیقت حیا کی لغۃً پائی جاتی ہے وہ مراد نہیں ہو گا۔ (فتح)

٥٦٥٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَآءَ.

٥٦٥٦۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! بے شک اللہ نہیں شرماتا حق بات کہنے سے سو کیا واجب ہے عورت پر نہانا جب کہ اس کو احتلام ہو؟ یعنی خواب میں کسی سے صحبت کرے، حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! جب کہ منی دیکھے۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔

٥٦٥٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ شَجَرَةٍ خَضْرَآءَ لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَلَا يَتَحَاتُّ فَقَالَ الْقَوْمُ هِيَ شَجَرَةُ كَذَا هِيَ شَجَرَةُ كَذَا فَأَرَدْتُّ أَنْ أَقُوْلَ هِيَ النَّخْلَةُ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ فَاسْتَحْيَيْتُ فَقَالَ هِيَ النَّخْلَةُ وَعَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ وَزَادَ فَحَدَّثْتُ بِهِ عُمَرَ فَقَالَ لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا لَكَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا.

٥٦٥٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کی مثل اس سبز درخت کی مثل ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور زمین پر نہیں گرتے تو لوگوں نے کہا کہ وہ فلانا درخت ہے وہ فلانا درخت ہے سو میں نے چاہا کہ کہوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے اور میں نوجوان لڑکا تھا سو میں شرمایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے سو میں نے یہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو اس نے کہا کہ اگر تو نے اس کو کہا ہوتا تو میرے نزدیک بہتر ہوتا ایسے ایسے مال سے یعنی سرخ اونٹ سے۔

فائدہ: اور مناسبت اس حدیث کی ساتھ باب کے اس وجہ سے ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے پر انکار کیا اس کی اس بات پر کہ جو اس کے دل میں آیا تھا اس کو اس نے شرم سے نہ کہا اور عمر رضی اللہ عنہ نے آرزو کی کہ کاش اس نے اس کو کہا ہوتا؟۔ (فتح)

٥٦٥٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مَرْحُوْمٌ

٥٦٥٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت

سَمِعْتُ ثَابِتًا أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ جَآءَ تِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَتْ هَلْ لَّكَ حَاجَةٌ فِيَّ فَقَالَتِ ابْنَتُهُ مَا أَقَلَّ حَيَآءَ هَا فَقَالَ هِيَ خَيْرٌ مِّنْكِ عَرَضَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهَا.

حضرت ﷺ کے پاس آئی اپنی جان کو حضرت ﷺ پر عرض کیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ کو میری حاجت ہے میں نے اپنی جان آپ کو بخشی؟ تو انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا کہ وہ کیا بے حیا ہے، تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تجھ سے بہتر ہے کہ اس نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں گزر چکی ہے اور مناسبت تینوں حدیثوں کی باب سے ظاہر ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَكَانَ يُحِبُّ التَّخْفِيْفَ وَالْيُسْرَ عَلَى النَّاسِ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں سے نرمی اور آسانی کرو اور سختی نہ کرو اور حضرت ﷺ دوست رکھتے تھے تخفیف اور آسانی کو لوگوں پر۔

٥٦٥٩۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَكِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا.

٥٦٥٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں سے نرمی اور آسانی کرو اور سخت نہ پکڑو اور تسلی اور دلاسا دو اور نہ بھڑکاؤ۔

فائدہ: یعنی نرمی چاہیے تا کہ لوگ دین سیکھیں سختی نہ چاہیے کہ لوگ وحشت پکڑیں اور دوسری حدیث کو مالک نے روایت کیا ہے چاشت کی نماز میں اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ اس کو گھر میں پڑھا کرتے تھے اس خوف سے کہ آپ کی امت پر دشوار ہو اور دوست رکھتے تھے ان پر تخفیف کو۔

٥٦٦٠۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ لَهُمَا يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا قَالَ أَبُوْ مُوْسٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا بِأَرْضٍ يُصْنَعُ فِيْهَا شَرَابٌ مِّنَ الْعَسَلِ يُقَالُ لَهُ الْبِتْعُ وَشَرَابٌ مِّنَ الشَّعِيْرِ يُقَالُ لَهُ

٥٦٦٠۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے اس کو اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو دونوں سے فرمایا کہ لوگوں سے نرمی اور آسانی کرنا اور سختی نہ کرنا اور بشارت دینا اور نہ بھڑکانا اور ایک دوسرے سے موافقت رکھنا کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے یا حضرت! ہم ایسی زمین میں ہیں کہ اس میں شہد کی شراب بنائی جاتی ہے اس کو بتع کہتا جاتا ہے اور شراب جو کی کہ اس کو مزر کہا جاتا ہے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔

الْمِزْرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

فائدہ: اور مراد ساتھ یسروا کے لینا ہے تسکین کو کبھی اور آسانی کو کبھی اس جہت سے کہ نفرت دلانا اکثر مشقت کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ ضد ہے تسکین کی اور بشارت دینا اکثر تسکین کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ ضد ہے تنفیر کی اور کہا طبری نے کہ مراد آسانی کرنے کی حکم سے اس چیز میں ہے کہ نفلوں سے ہو اس قسم سے کہ دشوار ہوتا ہے انجام کار اس تک نوبت نہ پہنچے کہ آدمی اس سے تھک جائے اور اس کو بالکل چھوڑ بیٹھے یا اپنے عمل سے خوش ہو سو حبط ہو اور اس چیز میں جس کی اس کو رخصت ہوئی فرضوں سے جیسے فرض بیٹھ کر پڑھنا عاجز کے واسطے اور فرض روزہ نہ رکھنا مسافر کے واسطے سو دشوار ہو اوپر اس کے اور گزر چکا ہے کتاب المغازی میں بیان اس وقت کا جس میں حضرت ﷺ ان کو یمن میں بھیجا تھا۔ (فتح)

٥٦٦١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ بِهَا لِلّٰهِ.

٥٦٦١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں اختیار دیا گیا حضرت ﷺ کو دو امروں میں کبھی مگر کہ ان میں سے آسان تر کو اختیار کیا جب تک کہ گناہ نہ ہوتا اور اگر گناہ ہوتا تو اس سے دور تر ہوتے بہ نسبت اور لوگوں کی اور حضرت ﷺ نے اپنی جان کے واسطے کبھی بدلہ نہیں لیا کسی چیز میں مگر یہ کہ اللہ کی حرمت توڑی جائے تو اللہ کے واسطے بدلہ لیتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح صفۃ النبی میں گزر چکی ہے کہا بیضاوی نے کہ گناہ والی چیز اور نہ گناہ والی چیز کے درمیان اختیار دینا اس وقت متصور ہے جب کہ مثلاً کفار سے صادر ہو وفیہ توجیہ آخر تقدم۔

٥٦٦٢ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنَّا عَلٰى شَاطِئِ نَهَرٍ بِالْأَهْوَازِ قَدْ نَضَبَ عَنْهُ الْمَآءُ فَجَآءَ أَبُوْ بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ عَلٰى فَرَسٍ فَصَلّٰى وَخَلّٰى فَرَسَهُ فَانْطَلَقَتِ الْفَرَسُ

٥٦٦٢۔ حضرت ازرق بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نہر کے کنارے پر تھے ہواز میں (کہ نام ہے ایک جگہ کا ہے نزدیک عراق کے) البتہ دور ہوا تھا اس سے پانی سو ابو برزہ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر آئے سو انہوں نے نماز شروع کی اور اپنا گھوڑا چھوڑا سو گھوڑا چلا سو وہ نماز چھوڑ کر اس کے پیچھے چلے

فَتَرَكَ صَلَاتَهُ وَتَبِعَهَا حَتّٰى أَدْرَكَهَا فَأَخَذَهَا ثُمَّ جَآءَ فَقَضٰى صَلَاتَهُ وَفِيْنَا رَجُلٌ لَهُ رَأْيٌ فَأَقْبَلَ يَقُوْلُ انْظُرُوْا إِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ تَرَكَ صَلَاتَهُ مِنْ أَجْلِ فَرَسٍ فَأَقْبَلَ فَقَالَ مَا عَنَّفَنِيْ أَحَدٌ مُنْذُ فَارَقْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِنَّ مَنْزِلِيْ مُتَرَاخٍ فَلَوْ صَلَّيْتُ وَتَرَكْتُهُ لَمْ آتِ أَهْلِيْ إِلَى اللَّيْلِ وَذَكَرَ أَنَّهُ قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأٰى مِنْ تَيْسِيْرِهٖ.

یہاں تک کہ اس کو پایا اور اس کو پکڑا پھر آئے اور اپنی نماز ادا کی اور ہم لوگوں میں ایک مرد تھا اس کے واسطے خارجیوں کی رائے تھی سو متوجہ ہوا کہتا تھا کہ اس بوڑھے کو دیکھو کہ اس نے گھوڑے کے واسطے اپنی نماز چھوڑی پھر ابو برزہ رضی اللہ عنہ روبرو آئے سو کہا کہ نہیں سختی کی مجھ سے کسی نے جب سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا کہا راوی نے اور ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں نماز پڑھتا رہتا اور اس کو چھوڑ دیتا تو میں اپنے گھر والوں کے پاس رات تک نہ آتا اور ذکر کیا کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی سو دیکھا آپ کا آسانی کرنا۔

فائدہ: یعنی جو باعث ہوا اس کو اس فعل پر اس واسطے کہ نہیں جائز تھا اس کے واسطے کہ کرے اس کو اپنی رائے سے بغیر اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے فعل کا مشاہدہ کیا ہو۔ (ق)

٥٦٦٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَثَارَ إِلَيْهِ النَّاسُ لِيَقَعُوْا بِهٖ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ وَأَهْرِيْقُوْا عَلٰى بَوْلِهٖ ذَنُوْبًا مِّنْ مَّآءٍ أَوْ سَجْلًا مِّنْ مَّآءٍ فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ.

٥٦٦٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار نے مسجد میں پیشاب کیا سو لوگ اس کی طرف اٹھے تا کہ اس کو ڈانٹیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر چھوٹا ڈول پانی کا یا بڑا ڈول پانی کا بہا دو اس واسطے کہ تم تو فقط بھیجے گئے ہو آسانی کرنے والے اور نہیں بھیجے گئے سختی کرنے والے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت میں غلو کرنا اور میانہ روی سے بڑھنا مذموم ہے اور بہتر وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اور اس کا کرنے والا خود پسندی وغیرہ ہلاک کرنے والی چیزوں میں امن میں رہے۔ (فتح)

بَابُ الْإِنْبِسَاطِ إِلَى النَّاسِ

لوگوں کے ساتھ کشادہ پیشانی رکھنا اور بلا تکلف بات چیت کرنا

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ خَالِطِ النَّاسَ وَدِيْنَكَ لَا تَكْلِمَنَّهُ

یعنی اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ آدمیوں میں ملا رہ اور اپنے دین کو بچا یعنی اس کو نہ چھوڑ اور اس کو زخمی نہ کر یعنی نالائق باتوں سے۔

وَالدُّعَابَةِ مَعَ الْأَهْلِ

اور گھر والوں کے ساتھ خوش طبعی کرنا

فائدہ: اور البتہ روایت کی ہے ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اصحاب نے کہا یا حضرت! آپ ہم سے خوش طبعی کرتے ہیں فرمایا کہ میں نہیں کہتا مگر حق اور روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی سے نہ جھگڑو نہ خوش طبعی کر، الحدیث، اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ منع وہ خوش طبعی ہے جس میں زیادتی ہو اور اس پر ہمیشگی کرے اس واسطے کہ اس میں روگردانی ہے اللہ کے ذکر سے اور فکر کرنے سے دین کے ضروری حکموں میں اور اکثر اوقات اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ اس سے آدمی کا دل سخت ہو جاتا ہے اور دوسرے کو ایذا ہوتی ہے اور کینہ پیدا ہوتا ہے اور رعب جاتا رہتا ہے اور آدمی خفیف ہو جاتا ہے اور جو اس سے سلامت ہو وہ مباح ہے اور اگر کوئی مصلحت ہو جیسے مخاطب کے دل کو خوش کرنا اور اس کی دل لگی تو یہ مستحب ہے اور کہا غزالی نے یہ غلط ہے کہ خوش طبعی کو پیشہ ٹھہرائے اور تمسک کرے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش طبعی کی سو وہ مانند اس شخص کے ہے جو گھومے جس طرف ہوا گھومے۔ (فتح)

٥٦٦٤ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ إِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا حَتّٰى يَقُوْلَ لِأَخٍ لِيْ صَغِيْرٍ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ.

۵۶۶۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ملے رہتے تھے یعنی بلا تکلف ہم سے بات چیت کرتے یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے کہتے اے ابو عمیر! کیا کیا بلبل نے؟ یعنی تیری بلبل کو کیا ہوا؟۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٥٦٦٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لِيْ صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِيْ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ

۵۶۶۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوڑیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی اور چند لڑکیاں میری مصاحب تھیں جو میرے ساتھ کھیلتی تھیں اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آتے تھے تو آپ سے چھپ جاتی تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو میرے پاس بھیجتے تو وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔

مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِي.

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے بنانا گوڑیوں کا بسبب کھیلنے لڑکیوں کے ساتھ ان کے اور یہ خاص کیا گیا ہے عموم نہی سے کہ تصویروں کا بنانا حرام ہے اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے عیاض نے اور نقل کیا ہے اس کو جمہور سے اور یہ کہ جائز رکھا ہے انہوں نے گوڑیوں کی بیع کو واسطے لڑکیوں کے تا کہ ان کو لڑکپن سے اپنے گھر کے کاروبار اور اپنی اولاد کا تجربہ حاصل ہو اور بعض نے کہا کہ وہ منسوخ ہے اور طرف اس کی میل کی ہے ابن بطال نے اور کہا بیہقی نے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ تصویر کا بنانا منع ہے پس محمول ہوگا یہ اس پر کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے رخصت اس کے حرام ہونے سے پہلے تھی اور کہا منذری نے کہ اگر گوڑی تصویر کی طرح ہو تو وہ حرام ہونے سے پہلے ہے ورنہ جو تصویر نہ ہو اس کو بھی کبھی گوڑی کہتے ہیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے حلیمی نے سو کہا اس نے کہ اگر بت کی طرح صورت ہو تو جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النَّاسِ

لوگوں سے صلح رکھنا یعنی نرمی سے ٹالنا اور اچھی طرح سے جواب دینا اور ظاہر میں چین بچین نہ ہونا اور سختی سے کلام نہ کرنا۔

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ إِنَّا لَنَكْشِرُ فِي وُجُوهِ أَقْوَامٍ وَإِنَّ قُلُوبَنَا لَتَلْعَنُهُمْ

یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے کہ ہم بعض لوگوں کے منہ میں یعنی روبرو مسکراتے ہیں اور ہمارے دل ان کو لعنت کرتے ہیں یعنی ہم ظاہر میں ان سے ہنستے ہیں اور دل میں ان سے بغض وعداوت رکھتے ہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ لوگوں کے ساتھ مدارات کرنا ایمان داروں کے اخلاق سے ہے اور وہ جھکانا ہے بازو کا یعنی تواضع کرنا ساتھ مسلمانوں کے اور اُن سے نرم بات کرنا اور اُن کے ساتھ بات چیت میں سختی نہ کرنا اور یہ قوی تر سبب ہے اُلفت کے اسباب سے اور گمان کیا ہے بعض نے کہ مدارات وہ مداہنت ہے اور یہ غلط ہے اس واسطے کہ مدارات مندوب ہے اور مداہنت حرام ہے اور فرق یہ ہے کہ مداہنت وہاں سے ہے اور وہ یہ ہے کہ ظاہر ہو کسی چیز پر اور اس کا باطن پوشیدہ ہو اور تفسیر کیا ہے اس کو علماء نے ساتھ اس کے کہ وہ برتاؤ کرنا ہے ساتھ فاسق کے اور ظاہر کرنا رضا مندی کا ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس میں ہے بغیر انکار کرنے کے اوپر اس کے اور مدارات کے معنی ہیں نرمی کرنا ساتھ جاہل کے تعلیم میں اور ساتھ فاسق کے منع کرنے میں فعل سے یعنی اس کو بدکام سے نرمی کے ساتھ منع کرے اور اس پر سختی نہ کرے جس جگہ نہ ظاہر ہو جس میں وہ ہے اور انکار کرنا اس پر ساتھ نرم قول اور فعل کے خاص کر جب کہ اس کے الفت دلانے کی حاجت ہو۔ (فتح)

٥٦٦٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهُ فَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ أَوْ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ مَا قُلْتَ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ فِي الْقَوْلِ فَقَالَ أَيْ عَائِشَةُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ تَرَكَهُ أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ.

٥٦٦٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ کے پاس اجازت مانگی فرمایا کہ اس کو اجازت دوسو برا بیٹا ہے اپنی قوم کا فرمایا کہ برا بھائی ہے اپنی قوم کا سو جب وہ اندر آیا تو حضرت ﷺ نے اُس سے نرم کلام کیا سو میں نے کہا یا حضرت! آپ نے کہا جو کہا پھر آپ نے اس کے واسطے نرم کلام کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! سب لوگوں سے بدتر مرتبے میں قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جس کا لوگ ملنا چھوڑ دیں اس کی بدگوئی کے ڈر سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور نکتہ بیچ وارد کرنے اس کے اس جگہ اشارہ کرنا ہے طرف اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں مدارات کا لفظ واقع ہوا ہے اور وہ صفوان کی حدیث میں ہے کہ اس میں ہے کہ میں اس سے مدارات کرتا ہوں اس کے نفاق کے سبب سے اور میں ڈرتا ہوں کہ فساد کرے کسی غیر پر۔ (فتح)

٥٦٦٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُهْدِيَتْ لَهُ أَقْبِيَةٌ مِّنْ دِيْبَاجٍ مُزَرَّرَةٌ بِالذَّهَبِ فَقَسَمَهَا فِيْ نَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ وَعَزَلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِمَخْرَمَةَ فَلَمَّا جَآءَ قَالَ قَدْ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ قَالَ أَيُّوْبُ بِثَوْبِهِ وَأَنَّهُ يُرِيْهِ إِيَّاهُ وَكَانَ فِيْ خُلُقِهِ شَيْءٌ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةٌ.

٥٦٦٧۔ حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ کو ریشمی قبائیں تحفہ بھیجیں جن میں سونے کے تکمے لگے تھے سو حضرت ﷺ نے ان کو اپنے چند اصحاب میں تقسیم کیا اور ان میں سے ایک مخرمہ رضی اللہ عنہ کے واسطے الگ کر رکھی پھر جب مخرمہ رضی اللہ عنہ آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے یہ قبا تیرے واسطے چھپا رکھی تھی اشارہ کیا ایوب نے اپنے کپڑے سے کہ حضرت ﷺ وہ قبا اس کو دکھلائی اور اس کی خو میں کچھ چیز تھی یعنی وہ سخت خو تھا اور روایت کیا ہے اس کو حماد نے ایوب سے۔

اور کہا حاتم نے حدیث بیان کی ہم سے ایوب نے مسور سے کہ حضرت ﷺ کے پاس قبائیں آئیں۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح لباس میں گزر چکی ہے اور واقع ہوا ہے اس طریق میں کہ اس کی خو میں کچھ چیز تھی اور البتہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے بعد اس حدیث کے جو اس سے پہلے ہے کہ وہی ہے جو اس میں مبہم ہے یعنی مراد رجل سے پہلی حدیث میں مخرمہ رضی اللہ عنہ ہے جیسا کہ میں نے پہلے اس کی طرف اشارہ کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا مخرمہ رضی اللہ عنہ کے حق میں جو کہا گیا اس واسطے کہ وہ مزاج کا کڑا تھا اور اس کی زبان میں بدگوئی تھی اور یہ جو کہا کہ اشارہ کیا ایوب نے اپنے کپڑے سے یعنی تا کہ دکھلائے حاضرین کو کیفیت اس کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وقت کلام کرنے کے ساتھ مخرمہ رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

بَابُ لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَّرَّتَیْنِ ایمان دار نہیں کاٹا جاتا ایک سوراخ سے دو بار

وَقَالَ مُعَاوِیَةُ لَا حَکِیْمَ إِلَّا ذُوْ تَجْرِبَةٍ اور کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں ہے حلم مگر تجربہ سے

فائدہ: کہا ابن اثیر نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں حاصل ہوتا ہے حلم یہاں تک کہ اختیار کرے بہت کاموں کو اور پھسلے بیچ ان کے پس عبرت پکڑے ساتھ ان کے اور چوک کی جگہوں کو سمجھ کر ان سے پرہیز کرے اور اس کے غیر نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں ہوتا ہے حلم کامل مگر جو کسی چیز میں پھسلے اور حاصل ہو اس کے واسطے اس سے خطا سو اس وقت پشیمان ہو سو لائق ہے اس کے واسطے جو اس طرح ہو کہ پردہ پوشی کرے اس پر جس کو کسی عیب پر دیکھے اور اس سے معاف کرے اور اسی طرح جو تجربہ کار ہو اس کو چیزوں کا نفع اور ضرر معلوم ہو جاتا ہے سو نہیں کرتا ہے کوئی چیز مگر حکمت سے اور کہا طیبی نے ممکن ہے کہ ہو تخصیص حلیم کی ساتھ تجربہ والے کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ جو حلیم نہ ہو وہ اس کے برخلاف ہے اور بہر حال حلیم جو تجربہ کار نہ ہو کبھی پھسلتا ہے ان جگہوں میں کہ نہیں لائق ہے ان میں حلم کرنا برخلاف حلیم تجربہ کار کے اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی مناسبت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اثر کے ساتھ حدیث باب کے۔ (فتح)

۵۶۶۸۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَیْنِ.

۵۶۶۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان دار نہیں کاٹا جاتا ایک سوراخ سے دو بار۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ یہ خبر ہے ساتھ معنی امر کے یعنی ایمان دار کو چاہیے کہ غفلت سے ڈرے کسی کام میں ایک بار دھوکا اور فریب کھا کے دوسری بار اس میں دھوکا نہ کھائے اور کبھی یہ دھوکا دین کے کام میں ہوتا ہے جیسے دنیا کے کام میں ہوتا ہے اور دین کا کام زیادہ تر ڈرنے کے لائق ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو گناہ کرے اور دنیا

میں اس کو اس کی سزا دی جائے یعنی اس کی حد اس کو ماری جائے تو اس کو اس کے بدلے آخرت میں عذاب نہ ہوگا، میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے قائل کی مراد یہ ہے کہ حدیث کا عموم اس کو شامل ہے تو یہ ممکن ہے ورنہ حدیث کا سبب اس سے انکار کرتا ہے اور اس کی تائید کرتا ہے قول اس کا جس نے کہا کہ اس حدیث میں تحذیر ہے غفلت کرنے سے اور اشارہ ہے طرف استعمال فطنت کی اور کہا ابوعبید نے اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں لائق ہے ایمان دار کو جب کسی وجہ سے تکلیف پائے کہ اس کی طرف پھر جائے اور یہی معنی ہیں جن کو اکثر نے سمجھا اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ ایمان دار کے ایمان دار کامل ہے جو باریک کاموں پر واقف ہو اور جو ایمان دار غافل ہو تو وہ کئی بار کاٹا جاتا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ادب شریف ہے کہ ادب سکھلایا ہے ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے اپنی امت کو اور تنبیہ کی ان کو ساتھ اس طرح کے کہ ڈریں اس چیز سے جس کی بدانجامی کا خوف ہو اور روایت ہے کہ ابوعزہ شاعر تھا سو جنگ بدر میں قیدیوں میں پکڑا آیا سو اس نے عیال اور محتاجی کی شکایت کی اور وعدہ کیا کہ میں دوسری بار کافروں کا ساتھ نہ دوں گا حضرت ﷺ نے اس پر احسان کیا اور بغیر چھڑوائے کے اس کو چھوڑ دیا دوسری بار پھر وہ کافروں کے ساتھ جنگ اُحد میں آیا اور گرفتار ہوا اور کہا کہ یا حضرت! مجھ پر احسان کیجیے کہ میں عیال دار ہوں اور محتاج ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنے رخساروں کو مکے میں جا کر نہ پونچھے کہے کہ میں نے دو بار محمد ﷺ سے ٹھٹھا کیا پھر حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی کہ ایمان دار ایک سوراخ سے دو بار نہیں کاٹا جاتا پھر وہ قتل ہوا اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ حلم نہیں ہے بہتر مطلق جیسے کہ جو نہیں ہے محمود مطلق اور اللہ تعالیٰ نے اصحاب کی صفت میں فرمایا کہ کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں۔ (فتح)

بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ

۵۶۶۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَلَا تَفْعَلْ قُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْرِكَ

باب ہے بیچ حق مہمان کے

۵۶۶۹۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے سو فرمایا کہ مجھ کو خبر نہیں ہوئی کہ تو رات بھر نماز پڑھا کرتا ہے اور سوتا نہیں اور روزہ رکھا کرتا ہے اور افطار نہیں کرتا میں نے کہا کیوں نہیں! حضرت ﷺ نے فرمایا سو ایسا نہ کیا کر کچھ رات نماز پڑھا کر اور کچھ سویا کر اور کبھی روزہ رکھا کر اور کبھی نہ رکھا کر اس واسطے کہ تیرے بدن کا تجھ پر حق ہے اور تیری دونوں آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور اُمید ہے کہ تیری عمر دراز ہو

عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّكَ عَسٰى أَنْ يَّطُوْلَ بِكَ عُمُرٌ وَّإِنَّ مِنْ حَسْبِكَ أَنْ تَصُوْمَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَذٰلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ فَقُلْتُ فَإِنِّيْ أُطِيْقُ غَيْرَ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قُلْتُ أُطِيْقُ غَيْرَ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوٗدَ قُلْتُ وَمَا صَوْمُ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوٗدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ هُوَ زَوْرٌ وَّهٰؤُلَاءِ زَوْرٌ وَّضَيْفٌ وَّمَعْنَاهُ أَضْيَافُهُ وَزُوَّارُهُ لِأَنَّهَا مَصْدَرٌ مِّثْلُ قَوْمٍ رِضًا وَعَدْلٍ يُقَالُ مَآءٌ غَوْرٌ وَبِئْرٌ غَوْرٌ وَّمَآءَانِ غَوْرٌ وَّمِيَاهٌ غَوْرٌ وَّيُقَالُ الْغَوْرُ الْغَائِرُ لَا تَنَالُهُ الدِّلَاءُ كُلُّ شَيْءٍ غُرْتَ فِيْهِ فَهُوَ مَغَارَةٌ ﴿تَزَاوَرُ﴾ تَمِيْلُ مِنَ الزَّوَرِ وَالْأَزْوَرُ الْأَمْيَلُ.

اور کفایت کرتا ہے تجھ کو روزہ رکھنا مہینے سے تین دن اور یہ کہ ہر نیکی کا ثواب دس گناہ ہے سو یہ دائمی روزہ ہے یعنی اس میں دائمی روزے کا ثواب ہے سو میں نے سختی کی تو مجھ پر سختی کی گئی میں نے کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا کہ ہر ہفتے میں تین روزے رکھا کر کہا میں نے سختی کی سو مجھ پر سختی کی گئی میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھا کر میں نے کہا اور داؤد علیہ السلام کا روزہ کیا ہے فرمایا آدھا زمانہ یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا۔

کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ کہا جاتا ہے زور هؤلاء زور وضیف یعنی اس کے اضیاف اور زوار یعنی زور کا لفظ ہمیشہ مفرد رہتا ہے تثنیہ اور جمع نہیں ہوتا اگرچہ اس کا موصوف تثنیہ جمع ہو اس واسطے کہ وہ مصدر ہے جاری ہے اوپر مثل قول ان کے کے قوم رضا ومقنع وعدل یعنی جس طرح عدل وغیرہ ہمیشہ مفرد رہتا ہے اسی طرح زور بھی اور کہا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿إِنْ أَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا﴾ کہا غورا بھی مفرد ہے اور تثنیہ جمع کی صفت واقع ہوتا ہے کہا جاتا ہے ماء غور وبئر فور اور کہا جاتا ہے کہ غورا کے معنی ہیں غائر یعنی گہرا جس کو ڈول پہنچ نہ سکے اور جس چیز میں تو ڈوب جائے تو وہ مغارہ ہے اور لفظ تزاور کا جو سورہ کہف میں ﴿تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ﴾ میں ہے اس کے معنی میل کرتا ہے ماخوذ ہے زور سے اور ازور کے معنی ہیں بہت میل کرنے والا۔

بَابُ إِكْرَامِ الضَّيْفِ وَخِدْمَتِهٖ إِيَّاهُ بِنَفْسِهٖ وَقَوْلِهٖ ﴿ضَيْفِ إِبْرَاهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ﴾.

مہمان کی خاطر داری کرنا اور خود آپ اپنی جان سے اس کی خدمت کرنا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے مہمان جو خاطر کیے گئے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ لفظ ضیف کا واحد اور جمع ہوتا ہے۔

۵۶۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَآئِزَتُهُ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ وَّالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَّلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَّثْوِيَ عِنْدَهُ حَتّٰى يُحْرِجَهُ. حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ مِّثْلَهُ وَزَادَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

۵۶۷۰۔ ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہے تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے ایک دن رات اس کو تکلف کا کھانا کھلائے اور ضیافت کا حق تین دن ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ خیرات ہے اور نہیں حلال ہے اس کو کہ اس کے پاس ٹھہرے یہاں تک کہ اس کو تنگی میں ڈالے، اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ سوال کیے گئے اس سے مالک سو کہا کہ اس کی تعظیم کرے اور اس کو تحفہ دے ایک دن رات اور ضیافت تین دن ہے، میں کہتا ہوں اختلاف ہے کہ یہ تین پہلے دن سے الگ ہیں یا پہلا دن بھی ان میں شمار کیا جاتا ہے سو کہا ابو عبید نے کہ تکلف کرے اس کے واسطے پہلے دن میں ساتھ نیکی اور مہربانی کے اور دوسرے اور تیسرے دن میں آگے لائے جو حاضر ہو اور نہ زیادہ کرے اپنی عادت پر پھر دے اس کو جس کے ساتھ وہ ایک دن کی مسافت طے کر سکے اور کہا خطابی نے اس کے معنی یہ ہیں کہ جب اس کے پاس کوئی مسلمان آئے اس کو تحفہ دے اور زیادہ کرے اس کو نیکی میں اس پر جو حاضر ہو پاس اس کے ایک دن رات اور باقی دو دنوں میں اس کے آگے لائے جو حاضر ہو پھر جب تین رات گزر جائیں تو اس کا حق جاتا رہا پھر جو اس پر زیادہ کرے وہ اس کے واسطے صدقہ ہے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ ضیافت تین دن ہے اور اس کا تکلف کا کھانا ایک دن رات ہے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ تین دن کی ضیافت جائزے سے جدا ہے اور جواب دیا ہے طیبی نے کہ یہ جملہ مستانفہ ہے بیان ہے پہلے جملے کے واسطے گویا کہا گیا کہ اس کا اکرام کس طرح کرے کہا کہ اس کا جائزہ اور ضرور ہے یہاں مقدر کرنا مضاف کا یعنی اس کے بر اور نیکی کا زمانہ اور ضیافت ایک دن رات ہے سو یہ روایت محمول ہے پہلے دن پر اور روایت عبدالحمید کی یعنی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جائزہ تین دن سے جدا ہے محمول ہے اخیر دن پر یعنی بقدر اس کے کہ کفایت کرے اس کو ایک دن رات پس لائق ہے کہ اس کو اس پر محمول کیا جائے تا کہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے وجائزتہ بیان دوسری حالت کے واسطے اور وہ یہ ہے کہ کبھی ٹھہرتا ہے مسافر پاس

اس کے جس کے پاس اترے سو یہ زیادہ کیا جائے تین دن پر ساتھ تفصیل مذکور کے اور کبھی نہیں ٹھہرتا سو یہ دیا جائے جو کفایت کرے اس کو ایک دن رات اور شاید یہ وجہ قریب ہے طرف انصار کے اور یہ جو فرمایا کہ جو اس سے زیادہ ہو وہ صدقہ ہے تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ جو اس سے پہلے ہے یعنی تین دن کی ضیافت وہ واجب ہے اس واسطے کہ اس کے صدقہ کہنے سے مراد یہ ہے کہ اس سے نفرت کرے اس واسطے کہ بہت لوگ خاص کر مالدار خیرات کے کھانے سے عار کرتے ہیں اور جو ضیافت کو واجب نہیں کہتا اس کی طرف سے جواب پہلے گزر چکے ہیں عقبہ کی حدیث کی شرح میں اور استدلال کیا ہے ابن بطال نے واسطے نہ واجب ہونے کے ساتھ قول حضرت ﷺ کے وجائزتہ کہا اس نے اور جائزہ انعام اور احسان ہے واجب نہیں ہے اور تعقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ نہیں ہے مراد ساتھ جائزہ کے ابوشریح کی حدیث میں عطیہ ساتھ اصطلاحی معنی کے یعنی جو شاعر اور وافد کو دیا جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو حرج میں ڈالے یعنی تنگی میں ڈالے اور یثوی کے معنی ہیں اقامت مکان معین میں اور ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ اس کو گناہ میں ڈالے کہا نووی رحمہ اللہ نے اس واسطے کہ کبھی اس کی غیبت کرتا ہے اس کے بہت دیر ٹھہرنے کے سبب سے یا تعریض کرتا ہے اس کے واسطے جو اس کو ایذا دے یا اس کے ساتھ بدگمانی کرتا ہے اور یہ سب محمول ہے اس وقت پر جب کہ نہ ہو ٹھہرنا گھر والے کے اختیار سے بایں طور کہ گھر والا اس کو کہے کہ اور کچھ دن ٹھہر جا یا اس کو غالب گمان ہو کہ وہ اس کو برا نہیں جانتا اور یہ مستفاد ہے اس کے اس قول سے یہاں تک کہ اس کو حرج میں ڈالے اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب حرج نہ ہو تو یہ جائز ہے اور احمد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کسی نے کہا یا حضرت! اور کیا چیز ہے جو اس کو گناہ میں ڈالے فرمایا اس کے پاس ٹھہرے اور وہ نہ پائے جو اس کے آگے لائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تین دن کے بعد اس کو ٹھہرنا اس واسطے منع ہے تا کہ نہ ایذا دے اس کو سو اس کو گناہ میں ڈالے اس کے بعد کہ وہ ماجور تھا اور یہ جو کہا کہ چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے تو مشکل جانی گئی ہے یہ تخییر اس واسطے کہ جب مباح دو شقوں میں سے ایک میں ہو تو لازم آتا ہے کہ ہو مامور بہ سو ہوگا واجب یا منع سو ہوگا حرام تو جواب یہ ہے کہ امر بیچ قول اس کے چاہیے کہ کہے یا چپ رہے مطلق اجازت کے واسطے ہے جو عام تر ہے مباح وغیرہ سے ہاں اس سے لازم آتا ہے کہ ہو مباح حسن واسطے داخل ہونے اس کے خیر میں اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ آدمی جب کلام کرنا چاہے تو چاہیے کہ اپنی کلام سے پہلے کفارہ دے سو اگر جانے کہ اس پر کوئی مفسدہ مرتب نہیں ہوتا اور نہ حرام یا مکروہ کی طرف نوبت پہنچتا ہے تو کلام کرے اور اگر مباح ہو تو سلامتی چپ رہنے میں ہے تا کہ نہ نوبت پہنچائے مباح طرف حرام اور مکروہ کی اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث طویل میں ہے کہ کفایت کرتا ہے مرد کو اس کے عمل سے کہ بے فائدہ چیز میں کلام کم کرے۔ (فتح)

۵۶۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ۵۶۷۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

ابْنُ مَهْدِيّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے اور جو اللہ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے۔

فائدہ: کہا طوفی نے کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ جو ایسا نہ کرے اس کا ایمان نہیں اور حالانکہ یہ مراد نہیں بلکہ مراد ساتھ اس کے مبالغہ ہے جیسے قائل کہتا ہے کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو میرا کہا مان واسطے باعث ہونے اس کے کے فرمانبرداری پر نہ یہ کہ وہ باپ کی فرمانبرداری نہ کرنے سے اس کا بیٹا نہیں رہتا۔ (فتح)

۵۶۷۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلَا يَقْرُوْنَنَا فَمَا تَرٰى فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرُوْا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِيْ لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوْا فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلُوْا فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِيْ يَنْبَغِيْ لَهُمْ.

۵۶۷۲۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے کہا یا حضرت! آپ ہم کو جہاد میں بھیجتے ہیں سو ہم ایک قوم پر اترتے ہیں وہ ہماری ضیافت نہیں کرتے سو کیا حکم ہے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فرمایا کہ تم کسی قوم میں اترو پھر وہ تمہارے واسطے سامان تیار کر دیں جیسا کہ مہمان کے واسطے چاہیے تو تم قبول کرو اور اگر وہ نہ کریں تو تم مہمانی کا حق جیسا کہ چاہیے ان سے لے لو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مظالم میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۵۶۷۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ

۵۶۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ اپنی برادری سے سلوک کرے اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے

وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے۔

بَابُ صُنْعِ الطَّعَامِ وَالتَّكَلُّفِ لِلضَّيْفِ

مہمان کے واسطے کھانا تیار کرنا اور تکلف کرنا

٥٦٧٤۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَآءِ فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَآءِ فَرَأٰى أُمَّ الدَّرْدَآءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَأْنُكِ قَالَتْ أَخُوْكَ أَبُو الدَّرْدَآءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا فَجَآءَ أَبُو الدَّرْدَآءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ فَإِنِّيْ صَآئِمٌ قَالَ مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتّٰى تَأْكُلَ فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَآءِ يَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا كَانَ آخِرُ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْآنَ قَالَ فَصَلَّيَا فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ أَبُوْ جُحَيْفَةَ وَهْبٌ السُّوَآئِيُّ يُقَالُ وَهْبُ الْخَيْرِ.

۵۶۷۴۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان رضی اللہ عنہ اور درداء رضی اللہ عنہ کو آپس میں بھائی بنایا تو سلمان رضی اللہ عنہ ابودرداء رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو گئے سو ام درداء رضی اللہ عنہا یعنی اس کی بیوی کو میلے کچیلے کپڑے پہنے دیکھا تو اس سے کہا کہ کیا حال ہے تیرا؟ اس نے کہا کہ تیرے بھائی ابودرداء رضی اللہ عنہ کو دنیا کی لذت کی کچھ حاجت نہیں پھر ابودرداء رضی اللہ عنہ آئے اور سلمان رضی اللہ عنہ کے واسطے کھانا تیا کیا پس ابودرداء رضی اللہ عنہ نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کھا، ابودرداء رضی اللہ عنہ، کیونکہ میں روزے دار ہوں، سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ تو کھائے تو ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کھایا پھر جب رات ہوئے تو ابودرداء رضی اللہ عنہ تہجد کی نماز پڑھنے لگے سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سو رہ تو ابودرداء رضی اللہ عنہ سوئے پھر کھڑے ہونے لگے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سو رہ سو جب پچھلی رات ہوئی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب کھڑا ہو سو دونوں نے نماز پڑھی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ بے شک تیرے رب کا تجھ پر حق ہے اور تیری جان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے سو ہر حق دار کو اپنا حق دے پھر ابو درداء رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ حال آپ سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے سچ کہا۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور شرح اس کی روزے میں گزر چکی ہے اور واقع ہوئی ہے بیچ تکلف کرنے کے مہمان کے واسطے حدیث سلمان رضی اللہ عنہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع کیا کہ مہمان کے واسطے تکلف کریں

روایت کیا ہے اس کو حاکم نے اور اس میں قصہ ہے جو واقع ہوا تھا اس کے واسطے اپنے مہمان کے ساتھ جب کہ اس کے مہمان نے اس سے زیادتی طلب کی اس سے جو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کے آگے کیا تو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کے سبب سے اپنا لوٹا گروی رکھا پھر جب وہ مرد کھانے سے فارغ ہوا تو کہا شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو قناعت دی ساتھ اس کے جو روزی دی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اگر تو قناعت کرتا تو میرا لوٹا گروی کیوں پڑتا۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْغَضَبِ وَالْجَزَعِ عِنْدَ الضَّيْفِ

جو مکروہ ہے غصہ کرنا اور بے قراری کرنا مہمان کے پاس

٥٦٧٥ـ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَضَيَّفَ رَهْطًا فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ دُوْنَكَ أَضْيَافَكَ فَإِنِّيْ مُنْطَلِقٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَافْرُغْ مِنْ قِرَاهُمْ قَبْلَ أَنْ أَجِيْءَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَتَاهُمْ بِمَا عِنْدَهُ فَقَالَ اطْعَمُوْا فَقَالُوْا أَيْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا قَالَ اطْعَمُوْا قَالُوْا مَا نَحْنُ بِآكِلِيْنَ حَتّٰى يَجِيْءَ رَبُّ مَنْزِلِنَا قَالَ اقْبَلُوْا عَنَّا قِرَاكُمْ فَإِنَّهُ إِنْ جَآءَ وَلَمْ تَطْعَمُوْا لَنَلْقَيَنَّ مِنْهُ فَأَبَوْا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يَجِدُ عَلَيَّ فَلَمَّا جَآءَ تَنَحَّيْتُ عَنْهُ فَقَالَ مَا صَنَعْتُمْ فَأَخْبَرُوْهُ فَقَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَسَكَتُّ ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَسَكَتُّ فَقَالَ يَا غُنْثَرُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ إِنْ كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِيْ لَمَّا جِئْتَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ سَلْ أَضْيَافَكَ فَقَالُوْا صَدَقَ أَتَانَا بِهِ قَالَ فَإِنَّمَا انْتَظَرْتُمُوْنِيْ وَاللّٰهِ لَا أَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ

۵۶۷۵۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کی مہمانی کی سو عبدالرحمٰن اپنے بیٹے سے کہا کہ لے اپنے مہمانوں کو یعنی ان کی خبر گیری کرنا اس واسطے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتا ہوں سو ان کی مہمانی سے فارغ ہو جانا میرے آنے سے پہلے سو عبدالرحمٰن چلا اور جو حاضر تھا سو ان کے پاس لایا اور کہا کہ کھاؤ مہمانوں نے کہا کہ گھر والا کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ کھاؤ، انہوں نے کہا کہ ہم نہیں کھائیں گے یہاں تک کہ گھر والا آئے کہا کہ اپنی مہمانی ہم سے قبول کرو سو بے شک اگر وہ آیا اور تم نے کھانا نہ کھایا تو البتہ ہم اس سے ایذا پائیں گے یعنی ہم کو ایذا دے گا انہوں نے نہ مانا سو میں نے پہچانا کہ وہ مجھ پر غصے ہو گا پھر جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو میں اس سے الگ ہوا کہا تم نے کیا کیا؟ انہوں نے اس کو خبر دی سو کہا اے عبدالرحمٰن! سو میں چپ رہا پھر کہا اے عبدالرحمٰن! سو میں پھر چپ رہا پھر کہا اے جاہل! میں نے تجھ کو قسم دی اگر تو میری آواز سنتا ہے تو البتہ روبرو آ سو میں نکلا تو میں نے کہا کہ اپنے مہمانوں سے پوچھ انہوں نے کہا وہ سچا ہے ہمارے پاس کھانا لایا تھا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا سو تم نے تو میری انتظار کی قسم ہے اللہ کی میں آج کھانا نہیں کھاؤں گا تو اوروں نے

فَقَالَ الْآخَرُوْنَ وَاللّٰهِ لَا نَطْعَمُهُ حَتّٰى تَطْعَمَهُ قَالَ لَمْ أَرَ فِي الشَّرِّ كَاللَّيْلَةِ وَيْلَكُمْ مَا أَنْتُمْ لِمَ لَا تَقْبَلُوْنَ عَنَّا قِرَاكُمْ هَاتِ طَعَامَكَ فَجَآءَ هُ فَوَضَعَ يَدَهُ فَقَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ الْأُوْلٰى لِلشَّيْطَانِ فَأَكَلَ وَأَكَلُوْا.

کہا قسم ہے اللہ کی ہم بھی کھانا نہیں کھائیں گے جب تک کہ تو نہ کھائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں دیکھی میں نے بدی میں کوئی چیز مثل اس رات کی ہائے نہیں تم کسی حال میں مگر یہ کہ اپنی مہمانی ہم سے قبول کرو اپنا کھانا لا وہ اس کو لایا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اس میں رکھا اور کہا بسم اللہ اور پہلی حالت یعنی غصے اور قسم کی حالت شیطان سے تھی سو کھایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور مہمانوں نے بھی کھایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ترجمہ نبوی میں گزر چکی ہے اور لینا غصے کا عبدالرحمٰن کے اس قول سے ہے کہ میں نے پہچانا کہ وہ مجھ پر غصے ہوگا اور البتہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے آئندہ طریق میں اس واسطے کہ اس میں ہے کہ غصے ہوئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الضَّيْفِ لِصَاحِبِهِ لَا آكُلُ حَتّٰى تَأْكُلَ فِيْهِ حَدِيْثُ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کہنا مہمان کا اپنے ساتھی سے کہ میں نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ تو کھائے، اس باب میں ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے ابودرداء رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ کے قصے کی طرف۔

٥٦٧٦۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ بِضَيْفٍ لَهُ أَوْ بِأَضْيَافٍ لَهُ فَأَمْسٰى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَآءَ قَالَتْ لَهُ أُمِّيْ احْتَبَسْتَ عَنْ ضَيْفِكَ أَوْ عَنْ أَضْيَافِكَ اللَّيْلَةَ قَالَ مَا عَشَّيْتِهِمْ فَقَالَتْ عَرَضْنَا عَلَيْهِ أَوْ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا أَوْ فَأَبٰى فَغَضِبَ أَبُوْ بَكْرٍ فَسَبَّ وَجَدَّعَ وَحَلَفَ لَا يَطْعَمُهُ فَاخْتَبَأْتُ أَنَا فَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَحَلَفَتِ الْمَرْأَةُ لَا تَطْعَمُهُ

٥٦٧٦۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک یا کئی مہمان لائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شام کی یعنی بہت رات گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آئے سو جب آئے تو میری ماں نے ان سے کہا کہ تو آج رات اپنے مہمان یا مہمانوں سے رکا یعنی تو نے ان کی خبر نہیں لی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم نے ان کو رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ اس نے کہا کہ ہم نے اس کے یا ان کے آگے رکھا تھا انہوں نے کھانے سے انکار کیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے سو مجھ کو گالی دی اور ناک کان کٹا کہا اور قسم کھائی کہ کھانا نہیں کھائے گا سو میں چھپا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے جاہل! اور قسم کھائی عورت نے کہ کھانا نہیں کھائے گی یہاں

حَتّٰى يَطْعَمَهُ فَحَلَفَ الضَّيْفُ أَوِ الْأَضْيَافُ أَنْ لَّا يَطْعَمَهُ أَوْ يَطْعَمُوْهُ حَتّٰى يَطْعَمَهُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ كَأَنَّ هٰذِهٖ مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلَ وَأَكَلُوْا فَجَعَلُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا فَقَالَ يَا أُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ مَا هٰذَا فَقَالَتْ وَقُرَّةِ عَيْنِيْ إِنَّهَا الْآنَ لَأَكْثَرُ قَبْلَ أَنْ نَّأْكُلَ فَأَكَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا.

تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھائیں تو مہمانوں نے بھی قسم کھائی کہ کھانا نہیں کھائیں گے یہاں تک کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھائیں تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم کی حالت غضب اور شیطان سے تھی کھانا منگوایا اور کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا سو شروع ہوئے کوئی لقمہ نہ اٹھاتے تھے مگر کہ اس کے نیچے سے اس سے زیادہ تر بڑھ جاتا تھا تو کہا اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا اور قسم ہے میری آنکھ کی ٹھنڈک کی البتہ اب وہ زیادہ ہے اس سے کہ ہمارے کھانے سے پہلے تھا سو انہوں نے کھایا اور اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا سو ذکر کیا راوی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا۔

بَابُ إِكْرَامِ الْكَبِيْرِ وَيَبْدَأُ الْأَكْبَرُ بِالْكَلَامِ وَالسُّؤَالِ

بڑے کا اکرام کرنا اور پہلے بڑا شروع کرے کلام اور سوال کو

فائدہ: مراد ساتھ بڑے کے وہ ہے جو عمر میں بڑا ہو جب کہ فضیلت میں برابر ہوں اور اگر عمر میں برابر ہوں تو جو فقہ اور علم میں فاضل ہو اس کو مقدم کیا جائے۔ (فتح)

٥٦٧٧۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ وَسَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُوْدٍ أَتَيَا خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ فَقُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ فَجَآءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُوْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمُوْا فِيْ أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَبَدَأَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٥٦٧٧۔ حضرت رافع بن خدیج اور سہل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما دونوں خیبر میں گئے سو کھجور کے باغوں میں جدا جدا ہوئے سو کسی نے عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو مار ڈالا سو عبدالرحمٰن بن سہل رضی اللہ عنہ اور حویصہ اور محیصہ رضی اللہ عنہما مسعود کے بیٹے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو انہوں نے اپنے ساتھی کے معاملے میں کلام کیا سو پہلے عبدالرحمٰن نے کلام شروع کیا اور وہ ان میں کم عمر تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول بڑوں کو کلام کرنے دے کہا یحییٰ نے یعنی چاہیے کہ اول بڑا کلام کرے سو انہوں نے اپنے ساتھی کے حال میں کلام کیا یعنی جو قتل ہوا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں تو تم اپنے

كَبِّرِ الْكُبْرَ قَالَ يَحْيٰى يَعْنِيْ لِيَلِيَ الْكَلَامَ الْأَكْبَرُ فَتَكَلَّمُوْا فِيْ أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَسْتَحِقُّوْنَ قَتِيْلَكُمْ أَوْ قَالَ صَاحِبَكُمْ بِأَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمْرٌ لَمْ نَرَهٗ قَالَ فَتُبْرِئُكُمْ يَهُوْدُ فِيْ أَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَوْمٌ كُفَّارٌ فَوَدَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِهٖ قَالَ سَهْلٌ فَأَدْرَكْتُ نَاقَةً مِنْ تِلْكَ الْإِبِلِ فَدَخَلَتْ مِرْبَدًا لَهُمْ فَرَكَضَتْنِيْ بِرِجْلِهَا قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ بُشَيْرٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ يَحْيٰى حَسِبْتُ أَنَّهٗ قَالَ مَعَ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ بُشَيْرٍ عَنْ سَهْلٍ وَحْدَهٗ.

مقتول یا فرمایا ساتھی کی دیت کے مستحق ہو گے انہوں نے کہا کہ حضرت یہ ایسا کام ہے جس کو ہم نے آنکھ سے نہیں دیکھا یعنی ہم کو یقین نہیں کہ انہوں نے مارا یا کسی اور نے تو ہم کس طرح قسم کھائیں، حضرت ﷺ نے فرمایا سو بری ہوں گے تم سے یہود ساتھ قسم پچاس آدمیوں کے ان میں سے یعنی اگر یہودیوں میں سے پچاس آدمی قسم کھا گئے تو تمہارے دعوے سے بری ہو جائیں گے انہوں نے کہا کہ یا حضرت! وہ کافر لوگ ہیں سو حضرت ﷺ نے ان کو اپنی طرف سے بدلہ دیا کہا سہل رضی اللہ عنہ نے سو میں نے ایک اونٹنی ان اونٹوں سے پائی سو میں اونٹوں کی جگہ میں آیا تو اس نے مجھ کو لات ماری۔ کہا لیث نے حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ نے اس نے بشیر سے اس نے سہل رضی اللہ عنہ سے کہا یحییٰ نے میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے کہا ساتھ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے الخ۔

فائدہ: اور اس حدیث کی پوری شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور شاید اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ وارد کرنے اس کے اس کی طرف کہ بڑے کو مقدم کرنا اس جگہ ہے جب کہ دونوں فضیلت میں برابر ہوں اور اگر چھوٹے کے پاس وہ چیز ہو جو بڑے کے پاس نہ ہو تو اس کو بڑے کے ہوتے کلام کرنے سے منع نہ کیا جائے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے افسوس کیا اس پر کہ اس کے بیٹے نے کلام نہ کیا باوجود اس کے کہ اس نے عذر کیا کہ اس وقت عمر اور ابوبکر رضی اللہ عنہما وہاں موجود تھے اور باوجود اس کے اس نے افسوس کیا کہ اس نے کلام کیوں نہ کیا۔ (فتح) اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا کہ بڑی عمر والا پہلے کلام کرے یعنی تا کہ تحقیق ہو صورت قضیہ کی اور کیفیت اس کی نہ یہ کہ وہ اس کا مدعی تھا اس واسطے کہ دعوے کا حق دار تو اس کا بھائی عبدالرحمٰن تھا۔ (ق)

٥٦٧٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرُوْنِيْ بِشَجَرَةٍ مَثَلُهَا مَثَلُ

٥٦٧٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر دو مجھ کو اس درخت سے جس کی مثل ایمان دار کی مثل ہے دیتا ہے میوہ اپنا ہر وقت اپنے رب کے حکم سے اور اس کے پتے نہیں جھڑتے سو میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور

الْمُسْلِمِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَلَا تَحُتُّ وَرَقَهَا فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ أَنَّهَا النَّخْلَةُ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَثَمَّ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَمَّا لَمْ يَتَكَلَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ فَلَمَّا خَرَجْتُ مَعَ أَبِيْ قُلْتُ يَا أَبَتَاهُ وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ أَنَّهَا النَّخْلَةُ قَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَقُوْلَهَا لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ مَا مَنَعَنِيْ إِلَّا أَنِّيْ لَمْ أَرَكَ وَلَا أَبَا بَكْرٍ تَكَلَّمْتُمَا فَكَرِهْتُ.

کا درخت ہے سو میں نے برا جانا کہ کلام کروں اور حالانکہ وہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ موجود تھے سو جب دونوں نے کلام نہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے پھر جب میں اپنے باپ کے ساتھ نکلا تو میں نے کہا اے باپ! میرے جی میں آیا تھا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اس نے کہا کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا تھا اس کے کہنے سے اگر تو نے اس کو کہا ہوتا تو میرے نزدیک بہتر ہوتا ایسے ایسے مال سے؟ اس نے کہا کہ نہیں منع کیا مجھ کو کسی چیز نے مگر یہ کہ میں نے تجھ کو اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ تم دونوں نے کلام نہ کیا سو میں نے برا جانا کہ کلام کروں۔

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الشِّعْرِ وَالرَّجَزِ وَالْحُدَاءِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْهُ

جو جائز ہے شعر اور رجز اور حداء سے اور جو مکروہ ہے اس سے

فائدہ: شعر اس کلام کو کہتے ہیں جو قافیہ دار اور موزوں ہو قصداً یعنی جس میں تک بندی اور وزن ہو اور جو بلا قصد واقع ہو اس کا نام شعر نہیں رکھا جاتا اور رجز ایک قسم ہے شعر کی نزدیک اکثر کے اور اکثر اس کو جنگ میں پڑھتے ہیں اور بہرحال حداء سو وہ ہانکنا اونٹ کا ہے ساتھ ایک قسم راگ کے اور حداء اکثر اوقات رجز کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی شعر کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور البتہ جاری ہوئی ہے عادت اونٹوں کی کہ جب راگ کیا جائے تو وہ آسانی اور جلدی سے چلتے ہیں اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے کہ حداء بالاتفاق جائز ہے اور ملحق ہیں ساتھ حداء کے وہ ابیات جو مشتمل ہیں اوپر شوق دلانے کے طرف حج کی ساتھ ذکر خانہ کعبے وغیرہ مشاہد کے اور اس کی نظیر وہ چیز ہے جو رغبت دلائی جاتی ہے ساتھ اس کے غازیوں کو اوپر جہاد کے اور اسی قسم سے ہے تسلی دینا عورت کا اپنے بچے کو ہنڈولے میں۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ وَأَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ، وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو گمراہ ہیں، آخر سورۃ تک۔

فائدہ: کہا مفسرین نے کہ مراد ساتھ شعراء کے اس آیت میں شاعر مشرکوں کے ہیں پیروی کرتے ہیں ان کی گمراہ لوگ اور شیطان سرکش اور جن نافرمان اور روایت کرتے ہیں ان کے شعروں کی اس واسطے کہ گمراہ نہیں پیروی کرتا مگر گمراہ کی جو اس کی مثل ہو اور روایت کی عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مستثنیٰ ہے ﴿اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا﴾ الی اخر السورۃ یعنی مگر جو ایمان لائے وہ گمراہ نہیں اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ جب یہ آیت اتری ﴿وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ﴾ تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں شاعر ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑھ جو اس کے بعد ہے ﴿اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا﴾ آخر سورہ تک۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِیْ كُلِّ لَغْوٍ یَخُوْضُوْنَ

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ ﴿فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ﴾ یعنی ہر بیہودہ بات میں بحث کرتے ہیں۔

فائدہ: اور اس کے غیر نے کہا کہ یھیمون کے معنی ہیں کہتے ہیں ممدوح اور مذموم ہیں جو اس میں نہ ہو سو وہ ہائم کی طرح ہیں اور ہائم وہ ہے جو قصد کے مخالف ہو اور یہ جو کہا جو مکروہ ہے اس سے تو یہ قسیم ہے اس کے قول یا جوز کا اور جو حاصل ہوتا ہے علماء کے کلام سے شعر جائز کی تعریف میں یہ ہے کہ نہ کثرت کرے اس سے مسجد میں اور خالی ہو بے خو سے اور مبالغہ سے مدح میں اور کذب محض اور غزل ساتھ معین کے حلال نہیں اور البتہ نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے اجماع کو اس پر کہ جائز ہے شعر جب کہ ہو اس طرح اور استدلال کیا ہے ساتھ احادیث باب وغیرہ کے اور کہا کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو شعر پڑھا گیا یا پڑھوایا اور اس پر انکار نہ کیا اور ذکر کیں باب میں پانچ حدیثیں جو دلالت کرتی ہیں جواز پر اور ان میں سے بعض حدیثیں تفصیل کرنے والی ہیں واسطے اس چیز کے کہ مکروہ ہے اس چیز سے کہ مکروہ نہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعض شعر اچھا ہے اور بعض برا سو اچھے لے اور برے کو چھوڑ دے اور ابن جریج سے روایت ہے کہ میں نے عطاء سے شعر اور غنا کا حکم پوچھا اس نے کہا کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے جب کہ نہ ہو بے حیائی اور بیہودگی۔ (فتح)

٥٦٧٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ

٥٦٧٩۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض شعر حکمت ہے۔

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً.

فائدہ: یعنی سچی بات حق کے مطابق اور بعض نے کہا کہ اصل حکمت کے معنی ہیں منع کرنا یعنی بعض شعر کلام نافع ہے مانع ہوتا ہے سفہ سے اور روایت کی ابوداؤد نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بعض بیان جادو ہے اور بعض علم جہل ہے اور بعض شعر حکمت ہے اور بعض قول عیل ہے تو صعصعہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت ﷺ نے سچ فرمایا بہرحال یہ جو فرمایا کہ بعض بیان جادو ہوتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی مرد پر کسی کا حق ہوتا ہے اور وہ حق دار سے زیادہ خوش تقریر ہوتا ہے سو اپنی جادو بیانی سے دوسرے کا حق لے جاتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ بعض علم جہل ہے تو یہ اس طرح ہے کہ تکلف کرتا ہے عالم طرف علم اپنے کی جس کا اس کو علم نہیں یعنی دخل در معقول دیتا ہے سو وہ اس کو معلوم نہیں ہوتا اور یہ جو کہا کہ بعض شعر حکمت ہے سو وہ بھی وعظ کی چیزیں اور امثال ہیں جن کے ساتھ لوگ نصیحت پکڑتے ہیں اور بعض قول عیل ہے یعنی کلام کو اس کے آگے بیان کرنا جو اس کو ناارادہ کرتا ہو کہا ابن تین نے اس کا مفہوم یہ ہے کہ بعض شعر اس طرح نہیں ہے اس واسطے کہ حرف من کا واسطے بعض کے ہوتا ہے کہا ابن بطال نے جس شعر اور رجز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی تعظیم اور اس کی توحید ہو اور اس کی فرماں برداری تو وہ بہتر ہے اور اس کی ترغیب دی گئی ہے اور یہی مراد ہے حدیث میں کہ وہ حکمت ہے اور جو کذب اور فحش ہو تو وہ مذموم ہے کہا طبری نے اس حدیث میں رد ہے اس پر جو شعر کو مطلق مکروہ جانتا ہے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ شعر شیطان کی بانسری ہے اور مسروق سے روایت ہے کہ ایک شعر کا اول بیت پڑھ کے چپ ہوا کسی نے پوچھا تو کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ اپنے نامہ اعمال میں شعر پاؤں اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جب شیطان زمین پر اترا تو کہا اے میرے رب! میرے واسطے قرآن بنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیرا قرآن شعر ہے پھر جواب دیا ان اثروں سے ساتھ اس کے کہ یہ حدیثیں واہی ہیں اور برتقدیر قوی ہونے ان کے پس یہ محمول ہیں اوپر زیادتی کرنے کے بیچ اس کے اور کثرت کرنے کے اس سے کما سیاتی تقریرہ اور دلالت کرتی ہیں جواز پر تمام حدیثیں باب کی اور روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں عمر بن شرید سے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے شعر طلب کیا امیہ بن ابی صمت کے شعروں سے سو میں نے آپ کو اس کا ایک شعر پڑھ کر سنایا یہاں تک کہ میں نے سو شعر پڑھا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ کے اصحاب اپنی مجلسوں میں شعر پڑھتے تھے اور اپنی جاہلیت کے زمانہ کا حال ذکر کرتے تھے اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے اصحاب کے ساتھ مسجد میں بیٹھا تھا سو وہ شعر پڑھتے تھے اور روایت کی ترمذی وغیرہ نے کہ حضرت ﷺ کے اصحاب آپ کے پاس شعر پڑھتے تھے سو حضرت ﷺ ان کو منع نہیں کرتے تھے اور اکثر اوقات مسکراتے تھے۔ (فتح)

٥٦٨٠۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُوْلُ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ إِذْ أَصَابَهُ حَجَرٌ فَعَثَرَ فَدَمِيَتْ إِصْبَعُهُ فَقَالَ هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ.

٥٦٨٠۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ چلے جاتے تھے کہ آپ کو پتھر لگا سو حضرت ﷺ کا پاؤں پھسلا سو حضرت ﷺ کی انگلی خون آلودہ ہوئی سو فرمایا کہ نہیں تو کچھ مگر انگلی کہ خون آلودہ ہوئی اور اللہ کی راہ میں ہے جس چیز سے تو ملی یعنی یہ تکلیف تجھ کو اللہ کی راہ میں پہنچی۔

فائدہ: اور اختلاف ہے کہ کیا یہ کسی اور کا شعر ہے جو حضرت ﷺ نے پڑھا تھا یا خود حضرت ﷺ کا اپنا شعر ہے جو حضرت ﷺ نے قصدًا انشا کیا تھا اور ساتھ پہلے قول کے جزم کیا ہے طبری وغیرہ نے اور اختلاف ہے اس میں کہ حضرت ﷺ نے کسی غیر کا شعر بطور حکایت کے اس سے پڑھا ہے یا نہیں؟ صحیح یہ ہے کہ پڑھا ہے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے شعر پڑھا کرتے تھے اور یہ کہ حضرت ﷺ کے واسطے جائز تھا کہ دوسرے کے شعر کی حکایت کریں اور اس کو اس کے ناظم سے بطورِ حکایت کے پڑھیں اور غزوہ حنین میں گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا: انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب اور یہ کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر جواز واقع ہونے کلام باوزن کے حضرت ﷺ سے بغیر قصد کے اور نہیں نام رکھا جاتا اس کا شعر اور قرآنِ مجید میں ایسا بہت جگہوں میں واقع ہوا ہے لیکن اکثر ان میں آدھے بیت ہیں اور قلیل ان میں سے واقع ہوا ہے اوپر وزن پورے بیت کے سو پورے بیت کے قبیل سے ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اَلْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ﴾ ﴿مُسْلِمَاتٌ مُّؤْمِنَاتٌ قَانِتَاتٌ تَائِبَاتٌ عَابِدَاتٌ سَائِحَاتٌ﴾ وعلی هذا القیاس اور بھی بہت آیتیں اس قبیل سے ہیں اور بہرحال آدھے ابیات سو نہایت بہت ہیں جیسے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ اور کہا گیا ہے جواب میں حدیث سے کہ واقع ہونا ایک بیت کا فصیح نہیں نام رکھا جاتا ہے شعر اور نہ قائل اس کا شاعر۔ (فتح)

٥٦٨١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ

٥٦٨١۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ زیادہ سچے مضمون کا شعر جس کو شاعر نے کہا لبید کا شعر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے ہر چیز مٹنے والی ہے، اللہ کا نام سچا سب جھوٹا ہے جتن، اور قریب تھا کہ امیہ بن ابی الصلت مسلمان ہو۔

أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُّسْلِمَ.

فائدہ: زمانہ جاہلیت میں لبید نام کا ایک شاعر عرب میں تھا اس کا کہا یہ مصرع چونکہ حق تھا اور موافق قرآن کے مضمون کے تھا اس واسطے اس کی تعریف فرمائی معلوم ہوا کہ جس شعر کا مضمون حق ہو اور حکمت اور نصیحت پر مشتمل ہو اس کا پڑھنا شرع میں منع نہیں بلکہ پسندیدہ ہے جیسے گلستان اور بوستان سعدی شیرازی رحمہ اللہ کی اور امیہ بھی زمانہ کفر میں ایک شاعر تھا اس کے شعر میں حمد الٰہی اور دنیا کی مذمت کا مضمون تھا اس واسطے حضرت ﷺ نے اس کا شعر سنا پھر فرمایا کہ اس کی زبان ایمان لائی اور دل کا فر رہا یعنی زبان سے تو مضمون اچھے نکلے لیکن دل سے کفر اور حب دنیا نہ گئی اور یہی حال ہے اکثر شاعروں کا کہ اشعار میں بعض مضمون نہایت خوب اور راست زبان سے نکلتے ہیں پھر دل سیاہ اسی واسطے فرمایا کہ امیہ قریب تھا کہ مسلمان ہو۔

٥٦٨٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لِعَامِرِ بْنِ الْأَكْوَعِ أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ قَالَ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِالْقَوْمِ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَاغْفِرْ فِدَآءٌ لَكَ مَا اقْتَفَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَّاقَيْنَا وَأَلْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا إِنَّا إِذَا صِيْحَ بِنَا أَتَيْنَا وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّآئِقُ قَالُوْا عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَوْلَا أَمْتَعْتَنَا بِهٖ قَالَ فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتّٰى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ

٥٦٨٢۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے سو ہم رات کو چلے تو قوم میں سے ایک مرد نے عامر سے کہا کہ کیا تو ہم کو اپنے گیتوں میں سے کچھ نہیں سناتا اور عامر شاعر مرد تھا سو اترا ہانکتا ہوا لوگوں کو گیت سے اور کہتا تھا الٰہی اگر تیری رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے اور نہ خیرات کرتے نہ نماز پڑھتے سو بخش دے ہم کو تجھ پر فدا جو ہم نے پیروی کی اور ہمارے قدموں کو جما دے اگر ہم کفار سے ملیں یعنی لڑائی کے وقت قدم نہ ہٹیں اور ڈال دے تسکین کو ہم پر اور جب ہم کو لڑائی کے لیے پکارا جاتا ہے تو ہم آتے ہیں اور ساتھ چیخ مارنے کے شور مچایا انہوں نے ہم پر تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے یہ ہانکنے والا اونٹوں کو راگ سے؟ لوگوں نے کہا کہ عامر اکوع کا بیٹا فرمایا اللہ اس پر رحمت کرے تو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ واجب ہوئی اس کے واسطے شہادت یا حضرت! کس واسطے فائدہ مند نہیں کیا آپ نے ہم کو ساتھ زندگی عامر کے کہا سو ہم خیبر میں آئے سو ہم نے ان کو گھیرا یعنی بہت دن یہاں تک کہ ہم کو سخت بھوک پہنچی پھر اللہ تعالیٰ نے خیبر کو ان

شَدِيْدَةٌ ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ الْيَوْمَ الَّذِي فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوْا نِيْرَانًا كَثِيْرَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ النِّيْرَانُ عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ تُوْقِدُوْنَ قَالُوْا عَلٰى لَحْمٍ قَالَ عَلٰى أَيِّ لَحْمٍ قَالُوْا عَلٰى لَحْمِ حُمُرٍ إِنْسِيَّةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْرِقُوْهَا وَاكْسِرُوْهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْ نُهَرِيْقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ أَوْ ذَاكَ فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ فِيْهِ قِصَرٌ فَتَنَاوَلَ بِهِ يَهُوْدِيًّا لِيَضْرِبَهُ وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ فَأَصَابَ رُكْبَةَ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ فَلَمَّا قَفَلُوْا قَالَ سَلَمَةُ رَآنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاحِبًا فَقَالَ لِيْ مَا لَكَ فَقُلْتُ فِدًى لَكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ زَعَمُوْا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ قَالَ مَنْ قَالَهُ قُلْتُ قَالَهُ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّأُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبَ مَنْ قَالَهُ إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُّجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِيٌّ نَشَأَ بِهَا مِثْلَهُ.

پر فتح کیا سو جب لوگوں کو شام ہوئی جس دن ان پر خیبر فتح ہوا تو انہوں نے بہت آگیں جلائیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ آگیں کیسی ہیں کس چیز پر جلاتے ہیں؟ لوگوں نے کہا گوشت پر فرمایا کس گوشت پر لوگوں نے عرض کیا کہ گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت پر تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گوشت کو بہا دو یعنی پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ ڈالو تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! کیا ہم اس کو بہا دیں اور ہانڈیوں کو دھو لیں؟ فرمایا اس طرح کرو سو جب لوگوں نے لڑائی کے واسطے صف باندھی اور عامر کی تلوار چھوٹی تھی سو قصد کیا ساتھ اس کے یہودی کو تا کہ اس کو مارے سو اس کی تلوار کا پیپلا پھرا اور اس کے زانو پر لگا سو وہ عامر اسی صدمہ سے مر گیا سو جب پلٹے تو کہا سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو دیکھا اس حال میں کہ میرا رنگ متغیر ہے سو مجھ سے فرمایا کیا ہے تجھ کو؟ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں لوگوں نے گمان کیا عامر کا عمل باطل ہوا کہ حرام موت اپنے ہاتھ سے مرا فرمایا کس نے کہا؟ میں نے کہا فلانے اور فلانے اور اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت ﷺ نے فرمایا جھوٹا ہے جس نے وہ قول کہا بے شک اس کے واسطے دوہرا اجر ہے اور اپنی دو انگلیوں کو جوڑا بے شک وہ غازی تھا اور محنت کش عرب کا آدمی کم تر اس کے برابر لڑائی میں چلا۔

فائدہ: فدا سے مراد رضا ہے یعنی ہم سے راضی ہو یا واقع ہوا ہے یہ کلمہ خطاب اس کلام کے سامع کے واسطے یا یہ کلمہ دعا ہے یعنی بخش ہم کو اور فدا کر ہم کو اپنے عذاب سے کہا ابن بطال نے معنی اس کا یہ ہے کہ بخش واسطے ہمارے دو گناہ جن کا ہم نے ارتکاب کیا یا یہ کہ ہماری مغفرت کر اور اپنے پاس سے ہمارا فدیہ کر پس ہم کو گناہوں کے بدلے عذاب نہ کر۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ نہیں ہے یہ شعر اور نہ رجز اس واسطے کہ وہ موزوں نہیں اور یہ قول اس کا ٹھیک نہیں اس

واسطے کہ بلکہ وہ رجز ہے موزوں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ جواز حداء کے اوپر جائز ہونے راگ سواروں قافلے کے جو نام رکھا گیا ہے ساتھ نصب کے اور وہ ایک قسم ہے شعر خوانی سے ساتھ ایسی آواز کے جس میں تمطیط ہو اور زیادتی کی ہے ایک قسم نے سو استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے راگ کرنا اور گانا ساتھ راگ کے مطلق ساتھ ان آوازوں کے کہ شامل ہے ان پر علم موسیقی کا اور اس میں نظر ہے اور کہا ماوردی نے کہ اس میں اختلاف ہے بعض نے تو اس کو مطلق مباح کہا ہے اور بعض نے اس کو مطلق منع کیا ہے اور مکروہ رکھا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح تر قول میں اور منقول ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منع ہے اور اسی طرح اکثر حنابلہ سے اور نقل کیا ہے ابن طاہر نے کتاب السماع میں جواز اس کا بہت اصحاب سے لیکن نہیں ثابت ہے اس سے کوئی چیز مگر نصب میں جس کی طرف پہلے اشارہ ہوا کہا ابن عبدالبر نے کہ راگ منع وہ ہے جس میں تمطیط ہو اور فاسد کرنا شعر کے وزن کو واسطے طلب کرنے خوش الحانی کے اور واسطے نکلنے کے عرب کے طریق سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوئی ہے رخصت قسم اول میں سوائے الحان عجمیوں کے کہا ماوردی نے یہی ہے جس کی اہل حجاز ہمیشہ رخصت دیتے ہیں بغیر انکار کے مگر دو حالتوں میں یہ کہ اس کی نہایت کثرت کرے اور یہ کہ ساتھ ہو اس کے وہ چیز جو منع کرے اس کو اس سے اور جو اس کو مباح کہتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ اس میں نفس کی راحت ہے سو اگر اس کو اس واسطے کرے کہ بندگی پر اس کو قوت ہو تو وہ مطیع ہے اور اگر اس سے گناہ پر قوت حاصل کرے تو وہ گنہگار ہے نہیں تو وہ مانند سیر کرنے کی ہے باغ میں اور طول کیا ہے غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال میں اور اس کا محل یہ ہے کہ راگ کرنا ساتھ رجز اور شعر کے ہمیشہ رہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اور اکثر اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب کیا ہے اس کو اور نہیں ہے وہ مگر اشعار کے وزن کیے جاتے ہیں عمدہ آواز اور خوش الحان سے اور اسی طرح راگ اشعار موزوں ہیں خوش آواز اور الحان موزوں سے ادا کیے جاتے ہیں یعنی راگ جائز ہے اور عامر کی حدیث کی پوری شرح جنگ خیبر میں گزر چکی ہے اور قول اس کا بیچ اس کے کہ عامر شاعر مرد تھا سو اترا ہانکتا ہوا قوم کو راگ سے تو اس سے لیا جاتا ہے تمام ترجمہ واسطے نہ ہونے اس کے شامل اوپر شعر اور رجز اور حداء کے اور لیا جاتا ہے اس سے رجز جملہ شعر سے اور قول اس کے سے **اللھم لولا انت ما اھتدینا** اور یہ جو کہا کہ اس کے واسطے شہادت واجب ہوئی تو اس دعا سے لوگوں نے سمجھا کہ عامر شہید ہوگا اس واسطے کہ ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت سے معلوم تھا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے واسطے لڑائی کے وقت بخشش کی دعا کرتے تو البتہ شہید ہو جاتا اسی واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب یہ دعا سنی تو عرض کیا یا حضرت! کیوں نہیں فائدہ مند کیا آپ نے ہم کو ساتھ زندگی اس کی کے۔ (فتح)

۵۶۸۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ

۵۶۸۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض عورتوں پر آئے اور ان کے ساتھ ام سلیم رضی اللہ عنہا تھیں

مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَآئِهٖ وَمَعَهُنَّ أُمُّ سُلَيْمٍ فَقَالَ وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِيْرِ قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ فَتَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَلِمَةٍ لَوْ تَكَلَّمَ بِهَا بَعْضُكُمْ لَعِبْتُمُوْهَا عَلَيْهِ قَوْلُهٗ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ.

سو حضرت ﷺ نے فرمایا ہائے تجھ کو اے انجشہ! آہستہ آہستہ چل اور اونٹوں کو شیشے لدے اونٹوں کی طرح ہانک کہا ابو قلابہ نے سو حضرت ﷺ نے وہ بات کہی کہ تم میں سے کوئی کہے تو تم اس کو اس پر عیب ٹھہراؤ۔

فائدہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کسی سفر میں تھے اور ایک حبشی غلام جس کا نام انجشہ تھا وہ حضرت ﷺ کی بیویوں کے اونٹوں کو ہانکتا تھا اور وہ غلام خوش آواز تھا آہنگ سے سرود گاتا جاتا تھا اور دستور ہے کہ اونٹ سرود سے بہت جلدی چلتے ہیں تو بیویوں کو سواری میں تکلیف ہوتی تھی اس واسطے حضرت ﷺ نے اس کو سرود کہنے اور جلد چلنے سے منع کیا تا کہ ان کو تکلیف نہ ہو یا اونٹوں سے گر نہ پڑیں اور عورتیں نازک بدن ہوتی ہیں اس واسطے حضرت ﷺ نے ان کو شیشہ باشا کہا اور بعض نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہانک ان کو جیسے شیشے لدے ہوئے اونٹوں کو ہانکتے ہیں اور بعض نے کہا کہ ان کو شیشوں کے ساتھ اس واسطے تشبیہ دی کہ وہ رضا سے بہت جلدی پھر جاتی ہیں اور وفا کم کرتی ہیں جیسے شیشہ جلدی ٹوٹ جاتا ہے اور جڑ نہیں سکتا اور بعض نے کہا کہ وہ غلام خوش آواز تھا عشق انگیز اشعار پڑھتا تھا حضرت ﷺ ڈرے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ عورتوں کے دلوں میں کچھ تاثیر ہو جائے اور ان کا شیشہ دل ٹوٹ جائے اور فتنہ پیدا ہو اور یہی راجح ہے نزدیک بخاری رحمہ اللہ کے اسی واسطے داخل کیا ہے اس نے اس حدیث کو باب المعاریض میں اور اگر مراد گر پڑنا ہوتا تو شیشوں کے بولنے میں تعریض نہ ہوتی اور یہ جو ابو قلابہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے وہ بات کہی کہ اگر کوئی تم میں سے کہتا تو تم اس کو عیب ٹھہراتے تو کہا داؤدی نے کہ یہ قول ابو قلابہ نے اہل عراق کے واسطے کہا تھا واسطے اس چیز کے کہ تھی نزدیک ان کے تکلیف سے اور مقابلے حق کے سے ساتھ باطل کے کہا کرمانی نے کہ شاید اس نے نظر کی ہے اس کی طرف کہ شرط استعارہ کی یہ ہے کہ ہو وجہ شبہ کی جلی اور شیشہ اور عورت کے درمیان باعتبار ذات کی وجہ تشبیہ کے ظاہر نہیں لیکن حق یہ ہے کہ وہ کلام بیچ نہایت خوبی اور سلامتی کے ہے عیب سے اور نہیں لازم ہے کہ استعارہ میں وجہ تشبیہ کی ظاہر ہو باعتبار ذات کے بلکہ کفایت کرتا ہے جلی ہونا جو حاصل ہو قرائن سے جو حاصل ہوں اور وہ اس جگہ حاصل ہے اور احتمال ہے کہ مراد ابو قلابہ کی یہ ہو اگر ایسا استعارہ نہایت بلاغت میں حضرت ﷺ کے غیر سے صادر ہوتا جو بلیغ نہیں تو البتہ تم اس کو کھیل ٹھہراتے اور یہی ہے لائق ساتھ منصب ابو قلابہ کے میں کہتا ہوں اور جو داؤدی نے کہا وہ بعید نہیں لیکن مراد وہ شخص ہے جو تنطع کرے عبارت

میں اور پرہیز کرے ان الفاظ سے جو شامل ہوں او پر کسی چیز کے بیہودہ بات سے۔ (فتح)

بَابُ هِجَآءِ الْمُشْرِكِيْنَ — باب ہے بیچ ہجو کرنے مشرکوں کے۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمہ کے کہ بعض شعر کبھی مستحب ہوتا ہے اور البتہ روایت کی احمد اور ابوداؤد وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد کرو ساتھ کافروں کے اپنی زبانوں سے اور طبرانی نے عمار سے روایت کی ہے کہ جب مشرکوں نے ہماری ہجو کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ ان کو کہو جب وہ تم کو کہتے ہیں۔ (فتح)

٥٦٨٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هِجَآءِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ بِنَسَبِيْ فَقَالَ حَسَّانُ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبُّهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۶۸۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی ہجو کرنے کی اجازت مانگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو تو میرے نسب کو کیا کرے گا یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری ہجو سے میرے نسب میں طعن آئے؟ تو حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں آپ کو ان میں سے کھینچوں گا جیسے کھینچا جاتا ہے بال آٹے سے اور ہشام سے روایت ہے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ میں حسان رضی اللہ عنہ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گالی دینے لگا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کو گالی مت دے کہ بے شک وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مشرکوں کو جواب دیتا تھا یعنی ان کی ہجو کرتا تھا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو واقع ہوا ہے ایک طریق مرسل میں بیان اس کا اور سبب اس کا سو روایت کی عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں ابن سیرین سے کہ مشرکوں کی ایک قوم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کے اصحاب کی ہجو کی تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ علی رضی اللہ عنہ کو حکم نہیں فرماتے کہ مشرکوں کی ہجو کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں نے اپنے ہاتھ سے مدد کی لائق ہے وہ اپنی زبان سے بھی مدد کریں تو انصاریوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو مراد رکھتے ہیں سو انہوں نے حسان رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا، حسان رضی اللہ عنہ سامنے سے آئے اور کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا! میں نہیں چاہتا کہ ہو میرے واسطے بدلے میری بات کے جو درمیان صنعاء اور بصرہ کے ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو لائق ہے ساتھ اس کے اس نے کہا کہ میں قریش کی نسبوں کو نہیں جانتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کو ان کی نسب کی خبر دے اور یہ جو کہا کہ میں کھینچوں گا یعنی میں

خالص کروں گا آپ کی نسب کو ان کی ہجو سے ساتھ اس طور کے کہ نہ باقی رہے گی کوئی چیز آپ کے نسب سے اس چیز میں جس کی ہجو کی جائے مانند بال کی کہ جب کھینچا جائے تو نہیں باقی رہتی اس پر کوئی چیز آٹے سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے گالی دینا مشرکوں کو جواب میں اس کے جو وہ مسلمانوں کو گالیاں دیں اور نہیں معارض ہے یہ اس نہی کے اطلاق کو کہ مشرکوں کو گالیاں مت دو تا کہ وہ مسلمانوں کو گالیاں نہ دیں اس واسطے کہ یہ نہی محمول ہے اس پر کہ پہلے تم ان کو گالیاں نہ دو اور نہیں ہے مراد اس سے وہ شخص جو جواب دے بطورِ بدلہ لینے کے اور یناقح کے معنی ہیں جو جھگڑے ساتھ مدافعہ کے یعنی ساتھ دور کرنے طعن کے اس سے۔

٥٦٨٥۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ الْهَيْثَمَ بْنَ أَبِي سِنَانٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ فِي قَصَصِهِ يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ أَخًا لَّكُمْ لَا يَقُوْلُ الرَّفَثَ يَعْنِي بِذَاكَ ابْنَ رَوَاحَةَ قَالَ وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُو كِتَابَهُ إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ أَرَانَا الْهُدٰى بَعْدَ الْعَمٰى فَقُلُوْبُنَا بِهِ مُوْقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ يَبِيْتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْكَافِرِيْنَ الْمَضَاجِعُ تَابَعَهُ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ وَالْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

٥٦٨٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تمہارا بھائی بیہودہ نہیں کہتا مراد حضرت ﷺ کی بھائی سے ابن رواحہ ہے کہا ابن رواحہ نے اور ہم میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہے کہ اللہ کی کتاب پڑھتا ہے جب کہ پھٹے سفیدی فجر کی روشن ہونے والی دکھلائی اس نے ہم کو راہ بعد گمراہی کے سو ہمارے دل یقین کرنے والے ہیں کہ بے شک جو اس نے کہا سو واقع ہونے والا ہے رات کاٹتا ہے اس حال میں کہ اپنے پہلو کو اپنے بستر سے جدا رکھتا ہے جب کہ بھاری ہو ساتھ مشرکوں کے خواب گاہ یعنی جب کہ وہ بستر پر سو جاتے ہیں۔ متابعت کی اس کی عقیل نے زہری سے اور کہا زبیدی نے زہری سے اس نے سعید اور اعرج سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رات کی نماز میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ہے کہ شعر جب مشتمل ہو اوپر ذکر اللہ کے اور نیک عملوں کے تو ہوتا ہے خوب پسندیدہ اور نہیں داخل ہوتا ہے اس شعر میں کہ وارد ہوئی ہے اس میں مذمت کہا کرمانی نے کہ اول بیت میں حضرت ﷺ کے علم کی طرف اشارہ ہے اور تیسرے میں آپ کے عمل کی طرف اشارہ ہے اور دوسرے میں تکمیل غیر کی طرف اشارہ ہے پس وہ کامل ہیں اور مکمل۔ (فتح)

٥٦٨٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ

٥٦٨٦۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے سنا حسان رضی اللہ عنہ سے کہ گواہی چاہتا تھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سو کہتا تھا

حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ فَيَقُوْلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ نَشَدْتُكَ بِاللّٰهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ نَعَمْ.

اے ابوہریرہ! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اے حسان! تو جواب دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے الہی! اس کی مدد کر جبریل علیہ السلام سے؟ تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہاں ہاں۔

۵٦٨٧۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِحَسَّانَ اهْجُهُمْ أَوْ قَالَ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيْلُ مَعَكَ.

۵٦٨٧۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہجو کر کفار قریش کی اور جبریل علیہ السلام تیرے ساتھ ہے یعنی اس کی طرف سے مضمون کا فیضان ہوگا۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ أَنْ يَّكُوْنَ الْغَالِبَ عَلَى الْإِنْسَانِ الشِّعْرُ حَتّٰى يَصُدَّهُ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَالْعِلْمِ وَالْقُرْآنِ

جو مکروہ ہے کہ ہو غالب آدمی پر شعر یہاں تک کہ روکے اس کو اللہ کے ذکر سے اور علم اور قرآن سے

فائدہ: بخاری اس حمل میں تابع ہے واسطے ابو عبید کے کما ساذکرہ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ذم اس وقت ہے جب امتلا کے واسطے ہو اور امتلا وہ ہے کہ اس کے ساتھ اس کے غیر کے واسطے جگہ نہ ہو تو دلالت کی اس نے جو اس سے کم ہو وہ ذم میں داخل نہیں۔ (فتح)

۵٦٨٨۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا.

۵٦٨٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا پیٹ بھرنا پیپ سے یہ اس کے حق میں بہتر ہے اپنے پیٹ کو شعر سے بھرنے سے۔

۵۶۸۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا يَرِيْهِ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا.

۵۶۸۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا پیٹ بھرنا پیپ سے یہاں تک کہ اس کے پیٹ کو کھائے یہ اس کے حق میں بہتر ہے اپنے پیٹ کو شعر سے بھرنے سے۔

فائدہ: کہا ابن ابی جمرہ نے کہ یہ جو کہا آدمی کا پیٹ تو احتمال ہے کہ مراد ظاہر معنی ہوں یعنی کل پیٹ مراد ہو جس میں دل وغیرہ ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے خاص دل ہو اور یہی ظاہر تر ہے اس واسطے کہ طب والے کہتے ہیں کہ جب کچھ چیز پیٹ سے دل کی طرف پہنچے تو آدمی ضرور مر جاتا ہے اگرچہ تھوڑی ہو برخلاف غیر دل کے اس چیز سے کہ پیٹ میں ہے جگر اور پھیپھڑے سے، میں کہتا ہوں اور قوی کرتی ہے احتمال اول کو روایت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی کہ اس میں ہے کہ آدمی کا پیٹ بھرنا پیپ سے زیر ناف سے حلق تک، اور ظاہر ہوتی ہے مناسبت اس کی واسطے دوسرے احتمال کے اس واسطے کہ مقابل اس کا اور وہ شعر ہے محل اس کا دل ہے اس واسطے کہ پیدا ہوتا ہے وہ دل سے اور اشارہ کیا ہے ابن ابی جمرہ نے اس کی طرف کہ اس میں کچھ فرق نہیں کہ خواہ اپنے پیدا کردہ شعروں سے اپنے پیٹ کو بھرے یا غیر کے شعروں سے اور قیح پیپ کو کہتے ہیں جس میں لہو نہ ملا ہوا ہو اور شعر سے مراد عام ہر شعر ہے لیکن وہ مخصوص ہے ساتھ اس کے کہ نہ ہو مدح حق جیسے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مدح اور جو چیز کہ شامل ہو اوپر ذکر کے اور زہد کے اور باقی وعظ کی چیزوں کے جس میں زیادتی ہو اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث عمرو بن شرید کی جو مسلم میں ہے کہا ابن بطال نے بعض نے کہا کہ مراد ساتھ شعر کے باب کی حدیثوں میں وہ شعر ہے جس کے ساتھ حضرت ﷺ کی ہجو کی گئی کہا ابوعبید نے کہ میرے نزدیک اس حدیث کے اور معنی ہیں اس واسطے کہ جس کے ساتھ حضرت ﷺ کی ہجو کی گئی اگر ہو آدھا بیت تو ہو گا کفر سو جب حدیث کو محمول کیا جائے اور پر بھرنے دل کے تو تھوڑے شعر کی اس سے رخصت ہو گی یعنی پس حضرت ﷺ کی ہجو تھوڑی سی جائز ہو گی لیکن اس کی وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ اپنے دل کو شعر سے بھرے یہاں تک کہ شعر گوئی یا شعر خوانی کا شغل اس پر غالب ہو جائے اور اللہ کے ذکر اور قرآن پڑھنے سے باز رکھے یعنی مراد اس حدیث میں وہ شعر ہے کہ قرآن وغیرہ ذکر اللہ سے آدمی کو باز رکھے اور جب قرآن اور علم کا شغل اس پر غالب ہو تو اس کا پیٹ شعر سے نہیں بھرا یعنی اگر گاہ گاہ شعر سخن سے دل لگائے مگر اکثر اوقات علوم دین میں صرف کرے تو منع نہیں اور تاویل کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث کے ساتھ اس شعر کی جس کے ساتھ حضرت ﷺ کی ہجو کی گئی یعنی مراد اس سے خاص وہی شعر ہے جس کے ساتھ حضرت ﷺ کی ہجو کی گئی اور انکار کیا ہے اس نے اس شخص پر جو حمل کرتا ہے اس کو ہر شعر میں کہا سہیلی نے اگر ہم اس کے ساتھ قائل

ہوں تو نہیں حدیث میں مگر عیب امتلا جوف کا اس سے پس نہ داخل ہو گی نہی میں روایت تھوڑے شعر کی بطور حکایت کے اور نہ شہادت لینے کی لغت میں پھر ذکر کیا اس نے شبہ ابو عبید کا اور کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس سے زیادہ تر عالم ہے اس واسطے کہ جو روایت کرے اس کو بطور حکایت کے وہ کافر نہیں ہوتا اور نہیں فرق ہے اس میں اور اس کلام میں جس کے ساتھ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی اور یہی جواب ہے ابن اسحاق کے فعل سے کہ اس نے کافروں کے بعض اشعار کو جو مسلمانوں کی مذمت میں ہیں نقل کیا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ تاویل ابو عبید کے اس پر کہ مفہوم صفت کا ثابت ہے ساتھ لغت کے اس واسطے کہ اس نے اس سے سمجھا کہ جو شعر کہ کثیر کا غیر ہو یعنی بہت نہ ہو وہ کثیر کی طرح نہیں سو خاص کیا اس نے ذم کو ساتھ بہت شعر کے جس پر پیٹ بھرنا دلالت کرتا ہے سوائے قلیل کے اس سے سو نہیں داخل ہو گا ذم میں کہا نووی نے کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مکروہ ہونے شعر کے مطلق اور تعلق پکڑا ہے اس نے ساتھ اس قول کے جو ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ یہ شیطان کے برابر ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ وہ کافر ہو یا شعر کا شغل اس پر غالب ہو یا اس کا شعر جو اس وقت وہ پڑھتا تھا مذموم ہو اور حاصل کلام یہ کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے راہ پاتے ہیں اس کی طرف کئی احتمال پس نہیں حجت ہے بیچ اس کے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ ملحق ہے ساتھ اس امتلا کے ساتھ شعر مذموم کے یہاں تک کہ باز رکھے اس کو واجب اور مستحب چیزوں سے پیٹ بھرنا سجع سے مثلاً اور ہر علم مذموم سے مانند سحر وغیرہ علوم کے جو دل کو سخت کرتے ہیں اور اللہ کے ذکر سے باز رکھتے ہیں اور اعتقاد میں شکوک پیدا کرتے ہیں اور نوبت پہنچاتے ہیں طرف تباغض اور تنافس کی۔

تنبیہ: مناسبت اس مبالغہ کی بیچ ذم شعر کے یہ ہے کہ جو خطاب کیے گئے ساتھ اس کے ان کی توجہ اس پر نہایت تھی اور ان کا شغل اس کے ساتھ زیادہ تھا سو ان کو اس سے جھڑکا تا کہ قرآن اور اللہ کے ذکر پر متوجہ ہوں سو جو اس کو بجا لایا تو نہ ضرر کیا اس کو اس چیز نے جو اس کے سوائے اس کے نزدیک باقی رہی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ وَعَقْرٰى حَلْقٰى

باب ہے بیچ بیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کہ تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو اور کھونچ کٹی سر منڈی

٥٦٩٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا آذَنُ لَهُ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٥٦٩٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ افلح ابو قعیس کے بھائی نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی بعد اترنے پردے کے تو میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اس کو اجازت نہیں دوں گی یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لوں اس واسطے کہ ابو قعیس کے بھائی نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا لیکن ابو قعیس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فَإِنَّ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِيْ وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِيْ وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَتُهُ قَالَ ائْذَنِيْ لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ قَالَ عُرْوَةُ فَبِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

میرے گھر میں تشریف لائے تو میں نے کہا یا حضرت! مرد نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا لیکن اس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو آنے کی اجازت دے اس واسطے کہ وہ تیرا دودھ کے رشتے کا چچا ہے تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو، کہا عروہ نے سو اسی سبب سے عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ حرام جانو دودھ پینے سے جو حرام ہے نسب سے۔

فائدہ: کہا ابن سکیت نے کہ اصل تربت کے معنی ہیں محتاج ہو اور یہ کلمہ بولا جاتا ہے اور مراد ساتھ اس کے بددعا نہیں ہوتی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس کے رغبت دلاتا ہے فعل مذکور پر اور یہ کہ اگر اس نے مخالفت کی تو برا کیا اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو نہ حاصل ہوگی تیرے ہاتھ میں مگر مٹی اور بعض نے کہا کہ محتاج ہوئی تو علم سے اور بعض نے کہا کہ وہ ایک کلمہ ہے کہ استعمال کیا جاتا ہے وقت مبالغہ کے مدح میں۔ (فتح)

٥٦٩١۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّنْفِرَ فَرَأَى صَفِيَّةَ عَلٰى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيْبَةً حَزِيْنَةً لِأَنَّهَا حَاضَتْ فَقَالَ عَقْرٰى حَلْقٰى لُغَةٌ لِقُرَيْشٍ إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا ثُمَّ قَالَ أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ يَعْنِي الطَّوَافَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِيْ إِذًا.

٥٦٩١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے چاہا کہ مکے سے کوچ کریں یعنی بعد فارغ ہونے کے حج سے تو صفیہ (حرم شریف) کو تنبو کے دروازے پر غمگین حزین دیکھا اس واسطے کہ ان کو حیض ہوا تھا سو فرمایا کہ کونچ کٹی سر منڈی یہ قریش کی بولی ہے البتہ تو ہم کو روکنے والی ہے پھر فرمایا کہ کیا تو نے طواف زیارت کیا تھا؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا سو اب مکے سے کوچ کر۔

فائدہ: عقری حلقی کے معنی ہیں اللہ اس کی کونچیں کاٹے اور سر منڈے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ زَعَمُوْا

جو آیا ہے زعموا میں یعنی بیچ استعمال کرنے اس کلمہ کے مثل میں کہتے ہیں زعموا مطية الكذب یعنی زعموا مدار اور سواری ہے جھوٹ کی کہ جھوٹ کی طرف پہنچاتا ہے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف حدیث ابو قلابہ کی کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کیا کہتے تھے زعموا کے لفظ میں؟ کہا بری سواری ہے مرد کی اور اس میں انقطاع ہے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس واسطے کہ اس نے باب میں ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث کو بیان کیا ہے اور اس میں یہ قول اس کا ہے کہ میری ماں کے بیٹے نے گمان کیا اس واسطے کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے زعم کا لفظ کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہ کیا اور اصل یہ ہے کہ زعم کا کلمہ اس امر میں بولا جاتا ہے جس کی حقیقت پر واقفی نہ ہو اور کہا ابن بطال نے کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو بہت بے تحقیق باتوں میں گفتگو کرے جس کے صحیح ہونے کی اس کو تحقیق نہ ہو تو نہیں نڈر ہے وہ جھوٹ سے اور کہا اس کے غیر نے کہ بہت ہوا ہے استعمال زعم کا ساتھ معنی قول کے۔ (فتح)

٥٦٩٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى أُمِّ هَانِي بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِيءٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِيءٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِيءٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّيْ أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أَجَرْتُهُ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِيءٍ قَالَتْ أُمُّ هَانِيءٍ وَذَاكَ ضُحًى.

٥٦٩٢۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں فتح مکہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی سو میں نے آپ کو نہاتے پایا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی بیٹی آپ کو پردہ کیے تھیں تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون عورت ہے؟ تو میں نے کہا کہ میں ام ہانی ہوں، ابو طالب کی بیٹی، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوش بحال ام ہانی! سو جب غسل سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہوئے سو آٹھ رکعت نماز پڑھی ایک کپڑے کو اپنے سب بدن پر لپیٹے تھے پھر جب نماز سے پھرے تو میں نے کہا یا حضرت! میری ماں کے بیٹے نے گمان کیا کہ وہ قتل کرنے والا ہے اس مرد کو جس کو میں نے پناہ دی فلاں بن ہبیرہ کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ ہم نے پناہ دی جس کو تو نے پناہ دے اے ام ہانی! کہا اما ہانی رضی اللہ عنہا نے کہ یہ چاشت کی نماز تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ وَيْلَكَ.

باب جو آیا ہے بیچ قول مرد کے ویلک

فائدہ: بعض نے کہا کہ اصل ویل کی وی ہے اور وہ کلمہ نرم دلی اور آہ کرنے کا ہے اور اصمعی نے کہا کہ ویل واسطے

فتیح بتلانے فعل مخاطب کے ہے اور کبھی استعمال کیا جاتا ہے ساتھ معنی حسرت کے اور ویح ترحم ہے اور بہر حال جو وارد ہوا ہے کہ ویل ایک نالا ہے دوزخ میں تو یہ مراد نہیں کہ لغت میں اس کے یہ معنی ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جس کے حق میں اللہ نے یہ کہا وہ مستحق ہوا ٹھکانے کا دوزخ میں اور اکثر اہل لغت اس پر ہیں کہ ویح کلمہ رحمت کا ہے اور ویل کلمہ عذاب کا ہے اور یزیدی سے روایت ہے کہ دونوں لفظ کے ایک معنی ہیں، میں کہتا ہوں اور تصرف بخاری رحمہ اللہ کا چاہتا ہے کہ وہ اس میں یزیدی کے مذہب پر ہے اس واسطے کہ جو حدیثیں کہ اس نے باب میں ذکر کی ہیں ان میں بعض میں تو فقط ویل کا لفظ وارد ہوا ہے اور بعض میں فقط ویح کا لفظ آیا ہے اور بعض میں دونوں کے درمیان تردد واقع ہوا ہے اور بعض راویوں نے اختلاف کیا ہے اس کے لفظ میں کہ ویل ہے یا ویح اور مجموع حدیثوں کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ ہر ایک دونوں میں سے کلمہ توجع اور آہ کرنے کا ہے اور سیاق سے پہچانا جاتا ہے کہ کیا مراد ذم ہے یا غیر اس کا اس واسطے کہ بعض میں جزم ہے ساتھ ویل کے اور اس کو عذاب پر حمل کرنا ظاہر نہیں اور حاصل یہ ہے کہ اصل ہر ایک میں وہ چیز ہے جو مذکور ہوئی اور کبھی ایک دوسرے کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ جو حدیث وارد ہوئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ نہ بے صبری کر ویح سے کہ وہ کلمہ رحمت کا ہے لیکن گھبرا ویل سے سو یہ حدیث ضعیف ہے۔ (فتح)

٥٦٩٣۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ.

۵۶۹۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا قربانی کا اونٹ ہانکتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا اس نے کہا کہ وہ قربانی کا اونٹ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا اس نے کہا کہ یہ قربانی کا اونٹ ہے فرمایا اس پر سوار ہو جا ہائے تجھ کو۔

فائدہ: اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ دوسری بار کہا یا تیسری بار اور اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ یہ کلمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بار فرمایا یا تیسری بار یا چوتھی بار اور ویلک فرمایا یا ویحک۔

٥٦٩٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهُ ارْكَبْهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ

۵۶۹۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا قربانی کا اونٹ ہانکتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا اس نے کہا یا حضرت! یہ قربانی کا اونٹ ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہائے تجھ کو اس پر سوار ہو جا، دوسری بار کہا یا تیسری بار۔

ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ.

٥٦٩٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَأَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَكَانَ مَعَهُ غُلَامٌ لَهُ أَسْوَدُ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ يَحْدُوْ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ بِالْقَوَارِيرِ.

٥٦٩٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ ایک حبشی غلام تھا اس کو انجشہ کہا جاتا تھا آہنگ سے سرود کرتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہائے تجھ کو اے انجشہ! آہستہ آہستہ چل شیشوں کو لے کر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔

٥٦٩٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَثْنٰى رَجُلٌ عَلٰى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ أَخِيْكَ ثَلَاثًا مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰهُ حَسِيْبُهُ وَلَا أُزَكِّيْ عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ.

٥٦٩٦۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک مرد نے دوسرے مرد کی تعریف کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہائے تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹی تین بار فرمایا تم میں سے جو کوئی ضرور کسی کی تعریف کرنا چاہے تو چاہیے کہ یوں کہے کہ میں فلانے کو ایسا گمان کرتا ہوں اور اللہ اس کا حساب لینے والا ہے اور میں اللہ کے سامنے کسی کو بے عیب نہیں کہہ سکتا اگر جانتا ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی گزر چکی ہے۔

٥٦٩٧۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ وَالضَّحَّاكِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ ذَاتَ يَوْمٍ قِسْمًا فَقَالَ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْدِلْ قَالَ وَيْلَكَ مَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ

٥٦٩٧۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مال تقسیم کرتے تھے تو کہا ذوی الخویصرہ نے کہ ایک مرد تھا قوم بنی تمیم سے یا حضرت! انصاف کیجیے سب کو دیجیے، تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر خرابی پڑے کون انصاف کرے گا جب کہ میں نے انصاف نہ کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم ہو تو اس کی گردن ماروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اس کے چند ساتھی ہوں

أَعْدِلْ فَقَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِيْ فَلِأَضْرِبْ عُنُقَهٗ قَالَ لَا إِنَّ لَهٗ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهٗ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهٗ مَعَ صِيَامِهِمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمُرُوْقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ إِلٰى نَصْلِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى رِصَافِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى نَضِيِّهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى قُذَذِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ يَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدٰى يَدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهٗ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنِّيْ كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِيْنَ قَاتَلَهُمْ فَالْتُمِسَ فِي الْقَتْلٰى فَأُتِيَ بِهٖ عَلَى النَّعْتِ الَّذِيْ نَعَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

گے کہ تم میں سے ہر ایک آدمی اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ حقیر جانے گا اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے ساتھ ناچیز سمجھے گا وہ لوگ دین اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر پار نکل جاتا ہے جانور سے اس کی گانسی کو دیکھیے تو کچھ خون نہ پایا جائے پھر اس کی پاڑھ کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ لہو کا اثر نہ پایا جائے پھر تیر کی لکڑی کو دیکھا جائے تو اس میں بھی لہو کا کچھ اثر نہ پایا جائے پھر تیر کے پر کو دیکھا جائے تو اس میں بھی لہو کا کچھ اثر نہ پایا جائے پار نکل گیا پیٹ کے گوبر اور لہو سے لوگوں کی پھوٹ بے انصافی کے وقت ظاہر ہوں گی اس قوم کی پہچان یہ ہے کہ ان میں ایک مرد ہوگا جس کا ایک ہاتھ جیسے عورت کا پستان یا گوشت کا لوتھڑا کہ جنبش کیا کرے گا کہا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے میں گواہی دیتا ہوں کہ البتہ میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب کہ ان سے لڑے تو تلاش کیا گیا وہ مرد مقتولوں میں سو لایا گیا اس صفت پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ لڑائی علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوئی تھی نہروان میں۔

۵۶۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ وَيْحَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰى أَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ

۵۶۹۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! میں ہلاک ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وائے تجھ کو کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بردہ آزاد کر اس نے کہا میرے پاس موجود نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس روزے رکھ دو مہینے پے در پے اس نے کہا میں نہیں رکھ سکتا فرمایا پس

قَالَ أَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ مَا أَجِدُهَا قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا أَسْتَطِيْعُ قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ مَا أَجِدُ فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فَقَالَ خُذْهُ فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعَلٰى غَيْرِ أَهْلِيْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا بَيْنَ طُنُبَيِ الْمَدِيْنَةِ أَحْوَجُ مِنِّيْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهٗ قَالَ خُذْهُ تَابَعَهٗ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَيْلَكَ.

ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا اس نے کہا میں نہیں پاتا سو کھجوروں کی ایک ٹوکری لائی گئی حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو لے اور اس کو صدقہ کر اس نے کہا یا حضرت! کیا میں اپنے گھر والوں کے سوائے اور پر خیرات کروں، سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ مدینے کی دونوں جانب کے درمیان زیادہ تر محتاج مجھ سے کوئی نہیں سو حضرت ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوئے فرمایا اس کو تو ہی لے لے متابعت کی اس کی یونس نے زہری سے اور کہا عبدالرحمٰن نے زہری سے ویلک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے اور وارد کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے قول حضرت ﷺ کے اس کے بعض طریقوں میں ویلک۔

٥٦٩٩۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ شَأْنَ الْهِجْرَةِ شَدِيْدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تُؤَدِّيْ صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَرَآءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَّتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا.

٥٦٩٩۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار نے کہا یا حضرت! خبر دو مجھ کو ہجرت کے حال سے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وائے بحال تو البتہ ہجرت کا حال تو نہایت سخت ہے سو کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان کی زکوٰۃ دیا کرتا ہے؟ اس نے کہا ہاں! تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اسی طرح عمل کیا کر اپنے دیہات میں جو شہروں سے پرے ہیں سو بیشک اللہ تعالیٰ تیرے عمل سے کچھ نہ گھٹائے گا۔

فائدہ: یہ حدیث ہجرت کے باب میں گزر چکی ہے اور یہ کہ ہجرت مکے والوں پر فرض عین تھی فتح مکے سے پہلے سو حضرت ﷺ ان کو ڈراتے تھے ہجرت کی شدت سے اور اہل اور وطن کی جدائی سے۔(فتح)

٥٧٠٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ

٥٧٠٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ سَمِعْتُ أَبِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ قَالَ شُعْبَةُ شَكَّ هُوَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ وَقَالَ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ وَيْحَكُمْ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ.

نے فرمایا کہ ویل بحال شما یا فرمایا ویح بحال شما کہا شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہ شک کیا ہے اس نے یعنی اس کے اُستاد واقد نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ویلکم فرمایا یا ویحکم میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردن ماریں اور کہا نضر نے شعبہ سے ویحکم یعنی بغیر شک کے اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے ویلکم یا ویحکم ساتھ شک کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵۷۰۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَائِمَةٌ قَالَ وَيْلَكَ وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قَالَ إِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ فَقُلْنَا وَنَحْنُ كَذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ فَفَرِحْنَا يَوْمَئِذٍ فَرَحًا شَدِيدًا فَمَرَّ غُلَامٌ لِلْمُغِيرَةِ وَكَانَ مِنْ أَقْرَانِي فَقَالَ إِنْ أُخِّرَ هٰذَا فَلَنْ يُدْرِكَهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ وَاخْتَصَرَهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۷۰۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنگلی مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! قیامت کب آئے گی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری کم بختی اور تو نے قیامت کے واسطے کیا سامان کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اس کے واسطے کچھ سامان نہیں کیا مگر یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت رکھتا ہے ہم نے کہا کہ ہم بھی اسی طرح ہیں یعنی جب ہم اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتے ہیں تو ہم بھی اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ہوں گے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں سو ہم اس دن نہایت خوش ہوئے سو مغیرہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام گزرا اور میرے ہم عمروں میں سے تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو اس کو بڑھاپا نہ آنے پائے گا یہاں تک کہ (تمہاری) قیامت قائم ہو جائے گی اور اختصار کیا ہے اس کو شعبہ رضی اللہ عنہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے سنا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ نہیں سامان کیا میں نے زیادہ نماز سے اور نہ روزے سے اور نہ خیرات سے اور یہ جو کہا کہ تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت رکھتا ہے یعنی تو ملحق ہوگا ساتھ ان کے یہاں تک کہ ہوگا ان کے گروہ سے اور ساتھ اس کے دفع ہوگا اعتراض کہ آدمیوں کے مرتبے جدا جدا ہیں سو کس طرح صحیح ہوگی معیت سو کہا جائے گا کہ حاصل ہوگی معیت ساتھ مجرد اجتماع کے کسی چیز میں اور نہیں لازم ہے کہ تمام چیزوں میں ہو سو جب تمام لوگ بہشت میں داخل ہوئے تو صادق ہوگی معیت اگرچہ جدا جدا ہوں گے درجے اور یہ جو کہا کہ ہم بھی اسی طرح ہیں فرمایا ہاں، تو یہ تائید کرتی ہے اس کو جو بیان کی میں نے معیت سے اس واسطے کہ اصحاب کے درجے جدا جدا ہیں اور یہ جو کہا یہاں تک کہ تمہاری قیامت قائم ہو جائے گی یعنی یہ لڑکا بوڑھا نہ ہونے پائے گا کہ تم سب مر جاؤ گے تو تمہارے حق میں گویا قیامت آ گئی مثل مشہور ہے کہ اگر اپنی جان نہیں تو گویا سارا جہان نہیں اور ایک روایت میں اس قول کے بدلے یہ ہے کہ نہ باقی رہے گی تم میں سے کوئی آنکھ جھمکتی اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مراد قول اس کے سے کہ تمہاری قیامت قائم ہو جائے گی یعنی تم سب مر جاؤ گے اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی ایسی جان نہیں جس پر سو برس آئے یعنی آج کے دن سے سو برس تک کوئی زندہ نہیں رہے گا جو آج موجود ہیں اور نظیر اس کی ہے یہ قول حضرت ﷺ کا دوسری حدیث میں جو علم میں گزر چکی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا بتلاؤ تو اپنی اس رات کا حال سو بے شک اس رات سے سو برس تک کوئی زمین پر باقی نہیں رہے گا اُن لوگوں میں سے جو اس وقت زمین پر موجود ہیں اور اس زمانے والوں میں سے بعض لوگوں کو یہ گمان تھا کہ آج سے سو برس تک دنیا ختم ہو جائے گی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد حضرت ﷺ کی یہ تھی کہ یہ قرن گزر جائے گا اس زمانے کے لوگ نہیں رہیں گے، میں کہتا ہوں اور خارج میں بھی اسی طرح واقع ہوا کہ حضرت ﷺ کے اس حدیث فرمانے کے وقت سے پورے سو برس ہونے تک کوئی باقی نہ رہا اُن لوگوں میں سے جو اس وقت موجود تھے اور سب اصحاب سے پیچھے ابو طفیل عامر بن واثلہ صحابی فوت ہوئے جیسا کہ صحیح مسلم میں ثابت ہو چکا ہے اور کہا اسماعیلی نے کہ مراد ساتھ قیامت کے قیامت اُن لوگوں کی ہے جو اس وقت حضرت ﷺ کے پاس حاضر تھے اور یہ کہ مراد مر جانا ان کا ہے یعنی وہ مر جائیں گے اور اُن کی موت کے دن کو قیامت کہا اس واسطے کہ وہ ان کو امور آخرت کی طرف پہنچاتی ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ بڑی قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے ہی پاس رکھا ہے جیسے کہ دلالت کرتی ہیں اس پر بہت آیتیں اور حدیثیں اور احتمال ہے مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی مبالغہ ہو بیچ تقریب قائم ہونے قیامت کے یعنی قیامت بہت قریب ہے نہیں مراد ہے حد معین کرنا جیسے کہ دوسری حدیث میں فرمایا کہ میں اور قیامت ایسے متصل ہیں جیسے یہ دونوں انگلیاں اور نہیں مراد ہے کہ قائم ہوگی وہ وقت پہنچنے بڑھاپے شخص مذکور کے سو حاصل اس کا یہ ہے کہ قیامت نہایت قریب ہے اور ان لوگوں نے حقیقی قیامت کا سوال کیا تھا حضرت ﷺ نے مجازی قیامت کا

جواب دیا اس واسطے کہ اگر فرماتے کہ میں قیامت کا وقت نہیں جانتا تو جنگلی لوگ جاہل بد اعتقاد ہوتے کہ کیسا پیغمبر ہے کہ قیامت کو نہیں جانتا سو کلام کیا ان سے ساتھ معاریض کے اور شاید یہ اشارہ ہے طرف حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو مسلم نے روایت کی کہ جب جنگلی لوگ حضرت ﷺ کے پاس آتے تھے تو آپ سے پوچھتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟ سو جو ان میں زیادہ تر کم عمر ہوتا حضرت ﷺ اس کی طرف دیکھتے اور فرماتے کہ اگر یہ زندہ رہا یہاں تک کہ اس کو بڑھاپے نے پایا تو تمہاری قیامت تم پر قائم ہو جائے گی، کہا عیاض وغیرہ نے کہ یہ روایت واضح ہے تفسیر کرتی ہے سب الفاظ مشکل کو جو اور روایتوں میں ہیں، اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اختصار کے وہ چیز ہے جو زیادہ کی ہمام نے قول اس کے سے فقلنا ونحن كذلك آخر حدیث تک کہ اتنا شعبہ کی روایت میں نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ عَلَامَةِ حُبِّ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ لِقَوْلِهِ ﴿إِنْ كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾.

اللہ کے واسطے محبت رکھنے کی نشانی واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو اللہ تم کو دوست رکھے گا۔

فائدہ: ذکر کی بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں یہ حدیث کہ آدمی اس کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت رکھتا ہے کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ ہو مراد ترجمہ میں محبت اللہ کی بندے سے یا محبت بندے کی اللہ سے یا بندوں کا آپس میں محبت رکھنا اللہ کے واسطے اس طور سے کہ اس میں کوئی چیز ریا سے نہ ملے اور آیت پہلی دونوں محبت کے موافق ہے اور پیغمبر کی پیروی پہلی محبت کی علامت ہے اس واسطے کہ وہ مسبب ہے واسطے پیروی کے اور علامت دوسری محبت کے اس واسطے کہ وہ اتباع کا سبب ہے اور نہیں تعرض کیا اس نے واسطے وجہ مطابقت حدیث کے ترجمہ سے اور توقف کیا اس میں بہت لوگوں نے اور مشکل اس سے ٹھہرانا اس کا ہے علامت اس محبت کی جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو اور شاید کہ وہ محمول ہے اوپر احتمال ثانی کے کہ پیدا کیا ہے اس کو کرمانی نے اور یہ کہ مراد علامت اس محبت کی ہے جو بندہ اللہ تعالیٰ سے رکھے سو دلالت کی آیت نے اس پر کہ نہیں حاصل ہوتی ہے وہ مگر ساتھ پیروی رسول ﷺ کی اور دلالت کی حدیث نے کہ رسول ﷺ کی پیروی اگرچہ اصل یہ ہے کہ نہیں حاصل ہوتی ہے وہ مگر ساتھ بجا لانے تمام اس چیز کے کہ حکم کیا ساتھ اس کے لیکن کبھی حاصل ہوتی ہے بطور تفضل اور عطا کے اس کے اعتقاد رکھنے سے اگرچہ نہ حاصل ہو استیفاء عمل کا ساتھ مقتضی اس کی کے بلکہ محبت اس کی جو یہ عمل کرے کافی ہے بیچ حاصل ہونے اصل نجات کے اور ہونے کے ساتھ ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ عمل کرتے ہیں اس واسطے کہ محبت رکھنی ان سے تو بسبب ان کی فرمانبرداری کے ہے اور محبت اعمال دل سے ہے پس ثواب دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے محب کو اس کے اعتقاد پر اس واسطے کہ نیت اصل ہے اور عمل اس کے تابع ہے اور نہیں لازم ہے معیت کو برابر ہونا درجوں میں اور اختلاف ہے بیچ سبب نزول اس آیت کے سو روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے حسن بصری رحمہ اللہ سے کہ بعض لوگ گمان کرتے تھے کہ وہ

اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں سو ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے کہ ان کے قول کی تصدیق عمل سے ٹھہرائے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور ذکر کیا ہے کلبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ یہ آیت یہودیوں کے حق میں اتری جب کہ انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں اور محمد بن اسحاق کی تفسیر میں ہے کہ وہ نصاریٰ نجران کے حق میں اتری کہ انہوں نے کہا کہ ہم مسیح کو پوجتے ہیں اللہ کی محبت اور تعظیم کے واسطے اور تفسیر ضحاک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ قریش کے حق میں اتری کہ انہوں نے کہا کہ ہم بتوں کو پوجتے ہیں اللہ کی محبت کے واسطے کہ ہم کو اللہ سے قریب کر دیں۔ (فتح)

٥٧٠٢۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ.

٥٧٠٢۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔

٥٧٠٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ تَابَعَهُ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ وَأَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥٧٠٣۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! کیا فرماتے ہیں آپ اس مرد کے حق میں جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہو اور ان کو نہیں ملا؟ یعنی ان کی مانند عمل نہیں کیا؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔ متابعت کی ہے اس کی جریر اور سلیمان اور ابوعوانہ نے اعمش سے اس نے ابووائل سے اس نے عبداللہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٥٧٠٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ عَنْ أَبِي مُوْسٰى قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ قَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ تَابَعَهُ أَبُوْ

٥٧٠٤۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آدمی ایک قوم سے محبت رکھتا ہے اور ان کو نہیں ملا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے، متابعت کی اس کی ابو معاویہ اور محمد نے۔

مُعَاوِيَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ.

٥٧٠٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ مَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيْرِ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّيْ أُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ.

۵۷۰۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ یا حضرت! قیامت کب آئے گی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اس کے واسطے کیا سامان کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اس کے واسطے کچھ سامان نہیں کیا، نہ بہت نماز ہے نہ روزہ نہ خیرات لیکن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت رکھتا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور تیرے واسطے ہے جو تو نے ثواب کے واسطے کیا اور تیرے واسطے ہے جو تو نے کمایا اور تجھ پر ہے جو تو نے کسب کیا۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ اخْسَأْ

ایک مرد کا دوسرے مرد سے کہنا دور ہو اور چپ رہ اے مردود!

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اخسا زجر اور جھڑک ہے کتے کے واسطے اور دور کرنا ہے اس کو یعنی اس کو دُر دُر کہنا یہ اصل اس کلمہ کی ہے اور استعمال کیا ہے اس کو عرب نے ہر اس شخص کے حق میں جو نالائق بات کہے یا کرے جس سے اللہ غضبناک ہو۔ (فتح)

٥٧٠٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ صَائِدٍ قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيْئًا فَمَا هُوَ قَالَ الدُّخُّ قَالَ اخْسَأْ.

۵۷۰۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ابن صیاد سے فرمایا کہ البتہ میں نے تیرے واسطے ایک چیز چھپائی ہے یعنی دل میں سو بتلا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ وہ دخ ہے فرمایا دور ہو اے مردود!۔

٥٧٠٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى

۵۷۰۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور چند اصحاب کے ساتھ ابن صیاد کی طرف چلے یعنی اس کا حال دریافت کرنے کو یہاں تک کہ انہوں نے اس کو لڑکوں کے ساتھ کھیلتا پایا بنی مغالہ کے ٹیلے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِهٖ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدَهٗ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فِيْ أُطُمِ بَنِيْ مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتّٰى ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهٗ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ أَتَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ الْأُمِّيِّيْنَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ أَتَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَضَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَأْتِيْنِيْ صَادِقٌ وَّكَاذِبٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِّطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيْئًا قَالَ هُوَ الدُّخُ قَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَأْذَنُ لِيْ فِيْهِ أَضْرِبْ عُنُقَهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَّكُنْ هُوَ لَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِيْ قَتْلِهٖ قَالَ سَالِمٌ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ انْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ يَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِيْ فِيْهَا ابْنُ صَيَّادٍ حَتّٰى إِذَا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّقِيْ

میں اور البتہ ابن صیاد اس دن بالغ ہونے کے قریب پہنچا تھا سو اس کو حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب کا آنا معلوم ہوا یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے اس کی پیٹھ کو اپنا ہاتھ مارا پھر اس سے فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے اس کی کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں؟ سو ابن صیاد نے حضرت ﷺ کو دیکھا سو کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان پڑھوں کے پیغمبر ہو، پھر ابن صیاد نے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں؟ سو حضرت ﷺ نے اس کو دھکا دیا یہاں تک کہ زمین پر گرا اور ٹوٹ گیا یا اس کو اس کے کپڑے سمیت گھونٹا پھر فرمایا کہ میں اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لایا پھر ابن صیاد سے فرمایا کہ تجھ کو کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس سچا اور جھوٹا آتا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مخلوط اور مشتبہ کیا گیا تجھ پر امر یعنی تجھ کو کسی چیز کی اصل حقیقت معلوم نہ ہوگی ٹھیک جواب نہ آئے گا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں نے تیرے واسطے ایک چیز چھپائی، ابن صیاد نے کہا کہ وہ دخ ہے یعنی اور آپ نے اس کے واسطے سورۂ دخان چھپائی تھی، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دور ہو اے کتے! سو تیری قدر ہرگز نہ بڑھے گی، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم ہو تو اس کی گردن ماروں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد حقیقت میں دجال ہے تو تجھ کو اس پر قابو نہ ملے گا اور اگر ابن صیاد دجال نہیں تو اس کے قتل کرنے میں تجھ کو کچھ بہتری نہیں یعنی اگر حقیقت میں یہی دجال موعود ہے تو تو اس کو مار نہ سکے گا اس واسطے کہ دجال کی موت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے مقدر ہے اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو اس کے دھوکے اس کے مارنے میں کیا فائدہ ہے؟ کہا سالم نے سو میں نے عبداللہ بن

بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَّسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَّرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فِيْ قَطِيْفَةٍ لَهٗ فِيْهَا رَمْرَمَةٌ أَوْ زَمْزَمَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ أَيْ صَافِ وَهُوَ اسْمُهٗ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاهَى ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ قَالَ سَالِمٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنِّيْ أُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَّبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَهٗ قَوْمَهٗ لَقَدْ أَنْذَرَهٗ نُوْحٌ قَوْمَهٗ وَلٰكِنِّيْ سَأَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهٖ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهٗ أَعْوَرُ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ خَسَأْتُ الْكَلْبَ بَعَّدْتُّهٗ ﴿خَاسِئِيْنَ﴾ مُبْعَدِيْنَ.

عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہتا تھا کہ اس کے بعد حضرت ﷺ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ دونوں چلے قصد کرتے ان کھجور کے درختوں کو جن میں ابن صیاد تھا یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ کھجوروں میں داخل ہوئے تو حضرت ﷺ کھجور کی ٹہنیوں کی آڑ میں چھپے اس حال میں کہ ابن صیاد کی غفلت طلب کرتے تھے تا کہ اس سے کچھ چیز سنیں پہلے اس سے کہ وہ حضرت ﷺ کو دیکھے یعنی اس کو غافل پا کر اس کا کچھ حال معلوم کریں تا کہ اصحاب کے واسطے اس کی کہانت ظاہر کریں اور ابن صیاد اپنے بستر پر کپڑا اوڑھے لیٹا تھا اس میں کچھ غن غن کرتا تھا تو اس نے ابن صیاد کی ماں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور آپ کھجور کی ٹہنیوں سے چھپتے تھے تو اس نے ابن صیاد سے کہا اے صاف! اور یہ اس کا نام ہے دیکھ محمد آئے ، ابن صیاد الگ ہوا یعنی چپ ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد کی ماں اس کو چھوڑتی تو اپنا حال ظاہر کرتا ، کہا سالم رضی اللہ عنہ نے کہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ پھر حضرت ﷺ لوگوں میں خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر دجال کو ذکر کیا سو فرمایا کہ میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی پیغمبر نہیں مگر کہ البتہ اس نے اپنی قوم کو ڈرایا ہے دجال سے البتہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا لیکن میں تم کو اس کی پہچان میں وہ بات کہوں گا جو کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے نہیں کہی ، جان رکھو کہ بے شک دجال کانا ہے اور ٹھیک اللہ کانا نہیں ۔ کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے خسات الکلب کے معنی ہیں میں نے اس کو دور کیا اور خاسئین کے معنی یعنی بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ﴾ ہیں دور کیے گئے۔

فائدہ: ابن صیاد مدینے میں یہودی کا لڑکا تھا عجیب وغریب اس کے حالات تھے کاہن تھا اکثر باتیں جنوں سے

دریافت کر کے لوگوں کو بتلاتا تھا دو بار حضرت ﷺ اس کے پاس گئے پہلی بار لڑکوں میں کھیلتا ہوا اس کو پایا جیسا کہ اس حدیث میں ہے دوسری بار پھر اس کے پاس گئے اور وہ کپڑے میں لیٹا کچھ غن غن کرتا تھا حضرت ﷺ نے چاہا کہ کھجور کے درختوں کی آڑ میں ہو کر اس کی آواز سنیں کہ کیا کہتا ہے، اس کی ماں نے حضرت ﷺ کو دیکھ پایا اور اس کو حضرت ﷺ کے آنے سے خبردار کر دیا وہ چپ ہو گیا اول پیغمبری کا دعویٰ کرتا تھا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمان ہوا پھر گم ہو گیا اس کا حال معلوم نہ ہوا بعض اصحاب کو گمان تھا کہ یہی دجال موعود ہے اور حضرت ﷺ کو بھی پہلے احتمال تھا کہ شاید دجال موعود یہی ہو پھر جب آپ کو وحی سے معلوم ہوا اور تمیم داری رضی اللہ عنہ نے بھی آپ سے بیان کیا کہ وہ بچشم خود دجال کو دیکھ آیا ہے تو حضرت ﷺ کا شک رفع ہوا۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ مَرْحَبًا

باب ہے بیچ بیان کہنے مرد کے دوسرے کو مرحبا یعنی خوش آمدید

فائدہ: اصل معنی اس کلمے کے یہ ہیں کہ تو فراخ زمین میں آیا ہے یعنی یہاں تنگی نہیں جس جگہ تو آیا ہے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي

اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مرحبا میری بیٹی کو یعنی خوشی ہو

وَقَالَتْ أُمُّ هَانِيءٍ جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِيءٍ

اور کہا ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آئی تو حضرت ﷺ نے فرمایا خوشا بحال ام ہانی رضی اللہ عنہا

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں پوری پہلے گزر چکی ہیں۔

٥٧٠٨۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ الَّذِينَ جَاءُوا غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا حَيٌّ مِّنْ رَبِيعَةَ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مُضَرُ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنَدْعُو بِهِ مَنْ وَّرَآئَنَا فَقَالَ أَرْبَعٌ

٥٧٠٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبدالقیس کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوشا بحال ایلچیوں کو جو آئے نہ ذلیل ہوں نہ شرمندے سو انہوں نے کہا یا حضرت! ہم گروہ ربیعہ کی قوم میں سے ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کی قوم ہے یعنی جو ہم کو آپ کے پاس آنے سے روکتے ہیں اور ہم آپ کے پاس نہیں پہنچ سکتے مگر مہینے حرام میں سو حکم کیجیے ہم کو ساتھ امر فاصل کے جس کے ساتھ ہم بہشت میں داخل ہوں اور دعوت کریں ساتھ اس کے اپنے پچھلوں کو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چار اور چار یعنی میں تم کو

وَأَرْبَعٌ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَصُومُوا رَمَضَانَ وَأَعْطُوا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَلَا تَشْرَبُوا فِي الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ.

حکم کرتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے نماز کو قائم کرو اور زکوۃ دو اور رمضان کے مہینے کا روزہ رکھو اور لوٹ کے مال کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کے واسطے دو اور نہ پیو کدو کے تونبے میں اور مرتبان میں اور کھجور کی لکڑی کے برتن میں اور روغنی رال والے برتن میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں اور کتاب الاشربہ میں گزر چکی ہے اور اس باب میں حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ کی آئی ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا مرحبا واہلا اور یہ نزدیک نسائی کے ہے۔

بَابُ مَا يُدْعَى النَّاسُ بِآبَآئِهِمْ

قیامت کے دن لوگوں کو اپنے باپ کے نام سے بلایا جائے گا

فائدہ: اور البتہ وارد ہو چکی ہے اس میں حدیث ام درداء رضی اللہ عنہا کی کہ میں اس پر تنبیہ کروں گا اور استغنا کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس سے یعنی اس کی پرواہ نہیں کی اس واسطے کہ وہ اس کی شرط پر نہ تھی اور کفایت کی اس نے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے قول اس کے کہ یہ عذر فلاں بن فلاں کا ہے سو یہ حدیث شامل ہے اس کو کہ قیامت کے میدان میں اپنے باپ کی طرف منسوب کیا جائے اور باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔

٥٧٠٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْغَادِرَ يُرْفَعُ لَهُ لِوَآءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ.

۵۷۰۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت کے دن ہر فریبی دغاباز کے واسطے جھنڈا بلند کیا جائے گا سو کہا جائے گا کہ یہ دغابازی ہے فلانے کی جو فلانے کا بیٹا ہے۔

٥٧١٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لِوَآءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ.

۵۷۱۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ہر دغاباز کے واسطے قیامت کے دن ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر کہ جو کہتا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو اپنی ماؤں

کے نام سے بلایا جائے گا واسطے پردہ پوشی باپوں کے میں کہتا ہوں اور یہ حدیث ضعیف ہے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے ساتھ سند ضعیف کے کہا ابن بطال نے کہ باپ کے ناموں سے بلانا اشد ہے تعریف میں اور ابلغ ہے تمیز میں اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے حکم کرنا ساتھ ظاہر امروں کے اور یہ تقاجا کرتا ہے کہ مراد ساتھ باپوں کے وہ ہیں جن کی طرف دنیا میں منسوب کیے جاتے تھے نہ وہ جو نفس الامر میں ہیں اور یہی معتمد ہے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ غدر سے مراد عام ہے تھوڑا ہو یا بہت اور اس حدیث میں ہے کہ ہر گناہ کے واسطے جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنا چاہے گا ایک نشانی ہوگی جس کے ساتھ وہ گنہگار پہچانا جائے گا اور تائید کرتا ہے اس کی یہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمَاهُمْ﴾ اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ ہر دغاباز کے واسطے جھنڈا ہوگا بنا بر اس کے ایک آدمی کے واسطے کئی جھنڈے ہوں گے بقدر عدد اس کی دغابازیوں کے اور حکمت جھنڈے کے بلند کرنے میں یہ ہے کہ سزا واقع ہوتی ہے غالبًا ساتھ ضد گناہ کے سو چونکہ دغا پوشیدہ امروں میں سے ہے تو مناسب ہوا کہ اس کی سزا شہرت کے ساتھ ہو اور جھنڈا بلند کرنا مشہور تر چیز ہے نزدیک عرب کے۔ (فتح)

بَابٌ لَا يَقُلْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ — کوئی یوں نہ کہے کہ میرا نفس پلید اور نجس ہوا

فائدہ: خبیث بولا جاتا ہے باطل اعتقاد پر اور جھوٹی بات پر اور قبیح فعل پر، میں کہتا ہوں اور حرام پر بھی اور صفات مذمومہ قولیہ اور فعلیہ پر۔ (فتح)

٥٧١١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ.

۵۷۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز نہ کہے کوئی کہ میرا نفس پلید ہوا لیکن چاہیے کہ یوں کہے کہ میرا نفس دین میں کاہل اور سست ہوا۔

٥٧١٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ. تَابَعَهُ عُقَيْلٌ.

۵۷۱۲۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز کوئی نہ کہے کہ میرا نفس ناپاک ہوا لیکن چاہیے کہ یوں کہے کہ میرا نفس دین میں سست ہوا۔

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ جانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خبیث کے نام کو اور اختیار کیا اس لفظ کو جو سالم تھا اس سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ برے نام کو اچھے نام سے بدل ڈالتے تھے اور کہا ابن بطال نے کہ یہ

بطور ندب کے ہے اور بطور واجب کرنے کے نہیں ہے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ نہی اس سے ندب کے واسطے ہے اور دوسرا امر بھی ندب کے واسطے ہے سو اگر تعبیر کیا جائے ساتھ اس لفظ کے جو اس کے معنی کو ادا کرے تو کفایت کرتا ہے لیکن ترک اولیٰ ہے اور حدیث سے لیا جاتا ہے کہ مستحب ہے بچنا قبیح لفظوں اور ناموں سے اور عدول کرنا طرف ان ناموں کے کہ نہیں ہے کوئی قباحت بیچ ان کے اور اگرچہ مراد خبث اور لقس دونوں سے ادا ہو جاتی ہے لیکن لفظ خبیث کا قبیح ہے اور جامع ہے امور زائدہ کو مراد پر برخلاف لقس کے کہ وہ خاص ہے ساتھ پر ہونے معدے کے اور اس حدیث میں ہے کہ طلب کرے خیر کو یہاں تک کہ ساتھ نیک فال کے اور منسوب کرے خیر کو اپنے نفس کی طرف اگرچہ کچھ نسبت سے ہو اور ہٹائے بدی کو اپنے نفس سے جہاں تک کہ ممکن ہو اور بدی اور شر والوں سے پیوند کاٹ ڈالے ان کے ساتھ میل جوڑ نہ رکھے یہاں تک کہ مشترک لفظوں سے بھی اور ملحق ہے ساتھ اس کے یہ کہ جب کسی ضعیف سے پوچھا جائے کہ تیرا کیا حال ہے تو یوں نہ کہے کہ میں پاک نہیں بلکہ یوں کہے کہ میں ضعیف ہوں اور نہ نکالے اپنے نفس کو پاک لوگوں سے۔ (فتح)

بَابٌ لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ

نہ برا کہو زمانے کو

٥٧١٣ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ يَسُبُّ بَنُوْ آدَمَ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ.

۵۷۱۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمی زمانے کو برا کہتا ہے اور میں ہوں صاحب زمانہ میرے ہاتھ میں ہے رات دن۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمی مجھ کو ایذا دیتا ہے زمانے کو برا کہتا ہے اور حالانکہ میں ہوں صاحب زمانہ میرے ہاتھ میں سب کام ہیں رات دن کو پلٹتا ہوں۔

٥٧١٤ـ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ وَلَا تَقُوْلُوْا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ.

۵۷۱۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنب کا نام کرم نہ رکھو اور یوں نہ کہو اے نقصان زمانے کو! اس واسطے کہ اللہ ہی ہے صاحب زمانہ۔

فائدہ: یہ خیبۃ الدھر منسوب ہے ندبہ پر گویا کہ اس نے گم کیا زمانے کو واسطے اس چیز کے کہ صادر ہوتی ہے اس سے

مکروہ چیزوں سے سوند بہ کیا اس کا بطور آہ کرنے کے اوپر اس کے اور کہا داؤدی نے کہ وہ بدعا ہے زمانے پر ساتھ خبیث اور نقصان کے یہ اصل اس کلمے کی ہے پھر ہر مذموم کے واسطے استعمال کیا گیا اور زمانے کو برا کہنا اس واسطے منع آیا ہے کہ جو اعتقاد کرے کہ وہی فاعل ہے واسطے بری چیز کے سو اس کو برا کہا تو اس نے خطا کیا اس واسطے کہ اللہ ہی ہے فاعل ہر فعل کا سو جب تم نے برا کہا جس نے یہ تکلیف تم پر اتاری تو رجوع کرے گا وہ برا کہنا تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کی اور پہلے گزر چکی ہے شرح حدیث کی سورہ جاثیہ کی تفسیر میں اور حاصل اس کا جو کہا گیا ہے اس کی تاویل میں تین وجہ ہیں ایک یہ کہ مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ اللہ ہی ہے زمانہ یعنی مدبر ہے واسطے سب امور کے، دوسری یہ کہ یہاں مضاف محذوف ہے یعنی میں زمانے والا ہوں، تیسری یہ کہ اس کی تقدیر یہ ہے کہ میں پلٹنے والا ہوں زمانے کو اسی واسطے اس کے پیچھے یہ فرمایا کہ میرے ہاتھ میں ہے دن رات اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں ہی نیا کرتا ہوں زمانے کو اور پرانا کرتا ہوں اور ملے جاتا ہوں بادشاہوں کو روایت کی یہ حدیث احمد نے اور کہا محققوں نے کہ جو کسی فعل کو زمانے کی طرف حقیقۃً منسوب کرے وہ کافر ہو جاتا ہے اور جس کی زبان پر یہ لفظ جاری ہو بغیر اعتقاد کے تو وہ کافر نہیں لیکن یہ اس کے واسطے مکروہ ہے واسطے مشابہ ہونے اس کے ساتھ کافروں کے اطلاق میں اور یہ مانند اس تفصیل کے جو گزری بیچ قول ان کے کہ ہم مینہ برسائے گئے فلانے تارے کی تاثیر سے اور کہا عیاض نے کہ گمان کیا ہے بعض نے جن کو تحقیق نہیں کہ لفظ دہر کی اللہ کے ناموں سے ہے اور یہ غلط ہے اس واسطے کہ دہر دنیا کی مدت کا نام ہے اور تعریف کی ہے اس کی بعض نے کہ وہ مدت ہے اللہ تعالیٰ کے مفعولات کی دنیا میں یا اس کے فعل کی اس چیز کے واسطے جو موت سے پہلے ہے اور البتہ تمسک کیا ہے جاہلوں نے دہریہ اور معطلہ سے ساتھ ظاہر اس حدیث کے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے اس پر جو علم میں پکا نہیں اس واسطے کہ دہر ان کے نزدیک حرکات فلک اور مدت عالم کی ہے اور نہیں کوئی چیز نزدیک ان کے اور نہیں کوئی صانع سوائے اس کے اور کافی ہے ان کے رد میں قول حضرت ﷺ کا باقی حدیث میں کہ میں دہر ہوں میں اس کے رات دن کو پلٹتا ہوں سو کس طرح پلٹتی ہے کوئی شے اپنے نفس کو بلند ہے اللہ تعالیٰ ان کے قول سے بہت بلند اور کہا شیخ ابن ابی جمرہ نے کہ نہیں ہے پوشیدہ کہ جس نے صنعت کو برا کہا اس نے اس کے صانع کو برا کہا سو جس نے نفس دن رات کو برا کہا اس نے جرأت کی بڑے امر پر بغیر معنی کے اور جس نے برا کہا اس چیز کو کہ جاری ہوتی ہے رات دن میں حوادث سے اور یہی غالب تر ہے جو لوگوں سے واقع ہوتا ہے اور یہی ہے جو سیاق حدیث سے معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ نفی کی اُن سے تاثیر کی سو گویا کہ کہا کہ ان دونوں کا اس میں کوئی گناہ نہیں اور بہر حال حوادث سو بعض ان میں سے وہ ہیں جو جاری ہوتی ہے ساتھ واسطہ عاقل مکلف کے سو یہ منسوب کیا جاتا ہے شرعًا ولغۃً اس کی طرف جس کے ہاتھ پر جاری ہو اور نیز منسوب کیا جاتا ہے طرف اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے سو بندوں کے فعل ان کے کسب سے ہیں اور اسی واسطے مرتب ہیں

ان پر احکام اور وہ ابتدا میں اللہ تعالیٰ کی پیدائش ہے اور بعض حوادث وہ ہیں جو بغیر واسطہ کے جاری ہوتے ہیں تو وہ منسوب ہیں طرف قدرت قادر کی اور نہیں رات دن کا کوئی فعل اور نہ تاثیر نہ باعتبار لغت کے نہ باعتبار عقل کے نہ باعتبار شرع کے اور یہی معنی ہیں حدیث میں اور ملحق ہے ساتھ اس کے جو جاری ہوتا ہے حیوان غیر عاقل کے پھر اشارہ کیا ساتھ اس کے کہ نہی سب دہر سے تنبیہ ہے ساتھ اعلیٰ کے ادنیٰ پر اور یہ کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ مطلق کسی چیز کو برا نہ کہے مگر جس میں شرع نے اجازت دی اس واسطے کہ علت ایک ہے اور استنباط کیا گیا ہے منع ہونا حیلے کا بیعوں میں مانند عینہ کی اس واسطے کہ نہی کے زمانہ کے برا کہنے سے واسطے اس چیز کے ہے کہ رجوع کرتا ہے اس کی طرف باعتبار معنی کے اور ٹھہرایا ہے اس کو سب اس کے پیدا کرنے والے کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ وَقَدْ قَالَ إِنَّمَا الْمُفْلِسُ الَّذِيْ يُفْلِسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَقَوْلِهٖ إِنَّمَا الصُّرَعَةُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ كَقَوْلِهٖ لَا مُلْكَ إِلَّا لِلّٰهِ فَوَصَفَهٗ بِانْتِهَآءِ الْمُلْكِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمُلُوْكَ أَيْضًا فَقَالَ ﴿إِنَّ الْمُلُوْكَ إِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً أَفْسَدُوْهَا﴾

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کرم تو ایماندار کا دل ہے اور البتہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مفلس تو وہ ہے جو قیامت کے دن مفلس ہو مانند قول اس کے کے کہ حقیقت میں پہلوان تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنی جان پر قابو رکھے مانند قول اس کے کے نہیں ہے بادشاہ مگر اللہ سو وصف کیا اس کو ساتھ انتہا ملک کے پھر بادشاہوں کو بھی ذکر کیا سو کہا کہ جب بادشاہ کسی گاؤں میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو فاسد کر ڈالتے ہیں۔

فائدہ: غرض بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ یہ حصہ اپنے ظاہر پر نہیں یعنی حقیقی نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معنی یہ ہیں کہ لائق تر ساتھ نام کرم کے ایماندار کا دل ہے اور یہ مراد نہیں کہ اس کے سوائے اور کسی چیز کا نام کرم نہیں رکھا جاتا جیسا کہ مراد ساتھ قول اس کے کے انما المفلس وہ شخص ہے جو مذکور ہوا اور یہ مراد نہیں کہ جو دنیا میں مفلس ہو اس کو مفلس نہیں کہا جاتا اور اسی طرح ساتھ قول اس کے انما الصرعة اور اسی طرح قول آپ کا کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی بادشاہ نہیں کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ اس کے سوائے اور کسی کا نام ملک نہیں رکھا جاتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہی ہے بادشاہ حقیقی اگرچہ اس کے سوائے اور کا نام بھی ملک رکھا جاتا ہے اور شہادت لی ہے اس نے اس کے واسطے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ان الملوك اور قرآن میں اس کی چند مثالیں ہیں مانند قول اللہ تعالیٰ کے وقال الملك بیچ حق ساتھی یوسف وغیرہ کے اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے کہ اس سے پکڑا جاتا ہے کہ تعریف میں مبالغہ کرنا جائز نہیں جب کہ موصوف اس کا مستحق نہ ہو۔ (فتح)

۵۷۱۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۵۷۱۵۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُوْلُوْنَ الْكَرْمُ إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ.

نے فرمایا اور انگور کو کرم کہتے ہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کرم تو ایماندار کا دل ہے۔

فائدہ: ویقولون میں واو عطف کے واسطے ہے اور وہ مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی کہتے ہیں کہ کرم انگور کا درخت ہے کہا خطابی نے کہ مراد ساتھ نہی کے شراب کے حرام کرنے کی تاکید ہے ساتھ مٹانے اس کے اسم کے اس واسطے کہ بیچ باقی رکھنے اس نام کے اس کے واسطے تقریر ہے اس کی کہ وہم کرتے تھے کہ اس کا پینے والا اکرم ہے سو منع کیا کہ اس کا نام کرم نہ رکھا جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کرم ایماندار کا دل ہے اس واسطے کہ اس میں ایمان کا نور اور اسلام کی ہدایت ہے اور حکایت کی ابن بطال نے ابن انباری سے کہ انہوں نے انگور کا نام کرم رکھا تھا کہ اس کی شراب کا پینا سخاوت پر رغبت دلاتا ہے اور نیک عادتوں کا حکم کرتا ہے پس اسی واسطے منع کیا کہ انگور کو کرم نہ کہو تا کہ شراب کی اصل کا نام کرم نہ رکھا جائے بلکہ ایماندار جو اس کے پینے سے بچے اور کرم کو اس کے ترک میں دیکھے وہ لائق تر ہے ساتھ اس نام کے اور کہا نووی نے کہ نہی اس حدیث میں کراہت کے واسطے ہے یعنی انگور کو کرم کہنا مکروہ ہے اور حکایت کی قرطبی نے مارزی سے کہ منع ہونے کا سبب یہ ہے کہ جب شراب ان پر حرام ہوئی اور ان کو سخاوت پر رغبت دلاتی تھی تو حضرت ﷺ نے مکروہ جانا کہ اس حرام چیز کا نام وہ رکھا جائے جو اُبھارے ان کی طبیعتوں کو اس کی طرف وقت ذکر اس کے کے سو ہوگا یہ مانند محرک کے واسطے ان کے اور یہ محمول ہے اوپر ارادے اُکھاڑنے مادے کے ساتھ ترک کرنے تسمیہ اصل خمر کے ساتھ اس نام بہتر کے اور اسی واسطے وارد ہوئی نہی کبھی انگور سے اور کبھی اس کے درخت سے پس ہوگی تنفیر ساتھ فحوے کے اس واسطے کہ جب منع ہے نام رکھنا اس کا جو حلال ہے حال میں ساتھ نام بہتر کے واسطے اس کے کہ حاصل ہوتی ہے اس سے شراب بالقوہ تو شراب کو کرم کہنا بطریق اولیٰ منع ہوگا اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ تھا مشتق ہونا کرم کا کرم سے اور زمین کریمہ وہ بہتر زمین ہے سو نہیں لائق ہے یہ کہ تعبیر کیا جائے ساتھ اس صفت کے مگر ایماندار کا دل کہ وہ بہتر ہے سب چیزوں سے اس واسطے کہ ایماندار بہتر ہے سب حیوانوں میں اور اس میں سب سے بہتر چیز اس کا دل ہے اس واسطے کہ جب وہ سنورا تو سب بدن سنورا اور وہ زمین ہے ایمان کے واسطے اور کرم کو جو ایماندار کے دل کے ساتھ تشبیہ دی تو اس میں معنی لطیف ہیں اس واسطے کہ شیطان کے اوصاف جاری ہوتے ہیں ساتھ کرمت کے جیسا کہ جاری ہوتا ہے شیطان آدمی میں جگہ بہنے خون کے سو جب ایماندار شیطان سے غافل ہو تو ڈالتا ہے اس کو مخالفت میں جیسے اگر کوئی اپنے انگور کے شیرہ سے غافل ہو تو شراب بن جاتا ہے پس ناپاک ہو جاتا ہے اور نیز قوی کرتا ہے تشبیہ کو یہ کہ شراب خود بخود ایک

گھڑے میں پلٹ کر سرکہ ہو جاتا ہے یا سرکہ بنانے سے پس ہو جاتا ہے پاک اور اسی طرح ایماندار بھی اسی وقت پاک ہو جاتا ہے ساتھ توبہ خالص کے گناہوں کی پلیدی سے جن کے سبب سے ناپاک ہو گیا تھا یا تو خود بخود توبہ کرتا ہے یا کسی کے نصیحت کرنے سے پس لائق ہے عاقل کو کہ اپنے دل کے معالجے میں کوشش کرے تا کہ نہ ہلاک ہو جائے اور حالانکہ وہ اوپر صفت مذموم کے ہو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ فَدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ فِيْهِ الزُّبَيْرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہنا مرد کا دوسرے کو کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان اس باب میں حدیث زبیر رضی اللہ عنہ کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یہ مجاز ہے رضا سے یعنی میرے ماں باپ مبذول ہیں تیرے واسطے اور یہ زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث مناقب میں گزر چکی ہے اور اس میں یہ قول زبیر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے اپنے ماں باپ کو جمع کیا اور کہا کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔

٥٧١٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفَدِّيْ أَحَدًا غَيْرَ سَعْدٍ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ ارْمِ فَدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ أَظُنُّهُ يَوْمَ أُحُدٍ.

٥٧١٦۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں سنا کسی کو کہتے ہوں کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان سوائے سعد رضی اللہ عنہ کے میں نے آپ سے سنا فرماتے تھے کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان میں گمان کرتا ہوں کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے دن فرمایا۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ

کہنا مرد کا دوسرے سے کہ اللہ مجھ کو تجھ پر قربان کرے

فائدہ: یعنی کیا مباح ہے یا مکروہ اور جمع کیا ہے سب حدیثوں کو جو جواز پر دلالت کرتی ہیں ابوبکر بن ابی عاصم نے اور جزم کیا ہے اس نے ساتھ جائز ہونے اس کے کے اور کہا کہ بادشاہ اور رئیس اور اہل علم کو یہ کہنا جائز ہے اور اگر یہ منع ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قائل کو اس سے منع کرتے۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا

یعنی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم نے اپنے ماں باپ آپ پر قربان کیے

فائدہ: یہ حدیث پوری معہ شرح کے مناقب میں گزر چکی ہے۔

٥٧١٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ

٥٧١٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سامنے سے آئے یعنی جنگ خیبر سے پلٹ کر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فَلَمَّا كَانُوْا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَصُرِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ وَأَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ أَحْسِبُ اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيْرِهٖ فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ فَأَلْقٰى أَبُوْ طَلْحَةَ ثَوْبَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَصَدَ قَصْدَهَا فَأَلْقٰى ثَوْبَهٗ عَلَيْهَا فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَشَدَّ لَهُمَا عَلٰى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا فَسَارُوْا حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِظَهْرِ الْمَدِيْنَةِ أَوْ قَالَ أَشْرَفُوْا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُهَا حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ.

اس کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے سوار کیے تھے سو جب بعض راہ میں تھے تو اونٹنی کا پاؤں پھسلا سو حضرت ﷺ اور عورت گر پڑے اور کہا کہ گمان کرتا ہوں کہ کہا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے اونٹ سے گرایا اور حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا حضرت! اللہ مجھ کو آپ پر فدا کرے کیا آپ کو کچھ تکلیف پہنچی؟ فرمایا کہ نہیں لیکن لازم جان اپنے اوپر حفاظت عورت کی سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ پر کپڑا ڈالا اور عورت کی طرف قصد کیا اور اس پر کپڑا ڈالا سو عورت اٹھ کھڑی ہوئی سو ان کے واسطے ان کی سواری پر کجاوہ باندھا پھر دونوں سوار ہوئے اور چلے یہاں تک کہ جب مدینے کی پشت پر پہنچے یا کہا مدینے پر بلند ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا ہم سفر سے پھرے توبہ بندگی کرنے والے ہم اپنے رب کے شکر گزار ہیں سو ہمیشہ رہے یہ کہتے یہاں تک کہ مدینے میں داخل ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب اللباس میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اللہ مجھ کو آپ پر فدا کرے کہا طبری نے کہ ان حدیثوں میں دلیل ہے اوپر جائز ہونے اس قول کے اور ایک روایت میں ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ پر داخل ہوئے اور حضرت ﷺ بیمار تھے سو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ مجھ کو آپ پر فدا کرے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اپنا گنوار پن نہیں چھوڑا اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے منع پر اس واسطے کہ وہ صحت میں ان حدیثوں کے برابر نہیں اور بر تقدیر ثبوت کے اس میں صریح منع نہیں بلکہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ ترک اولیٰ ہے بیچ کہنے کے واسطے بیمار کے یا ساتھ دل لگانے کے یا ساتھ دعا اور آہ کے۔ (فتح)

بَابُ أَحَبِّ الْأَسْمَآءِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ يَا بُنَيَّ

اللہ کے نزدیک بہت پیارا نام کون سا ہے؟ اور کہنا مرد کا اپنے ساتھی سے اے بیٹا!

۵۷۱۸۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقُلْنَا لَا نَكْنِيْكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا كَرَامَةَ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمِّ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ.

۵۷۱۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک مرد کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا تو ہم نے کہا کہ ہم تیری کنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے اور ہم تجھ کو اکرام نہیں کریں گے تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھو۔

فائدہ: مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ناموں میں بہت پیارا نام اللہ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے اور ملحق ہے ساتھ ان کے جو ان کی مثل ہے مانند عبدالرحیم اور عبدالصمد وغیرہ کے اور یہ نام اللہ کے نزدیک بہت پیارے اس واسطے ہیں کہ وہ بغل گیر ہیں اس چیز کو کہ وہ وصف واجب ہے واسطے اللہ کے اور اس کو جو وصف واجب ہے واسطے آدمی کے اور وہ عبودیت ہے پھر منسوب کیا گیا عبد طرف رب کی اضافت حقیقی پس صادق ہوا مفرد کرنا ان ناموں کا اور شریف ہوئے ساتھ اس ترکیب کے پس حاصل ہوئی ان کے واسطے یہ فضیلت اور کہا اس کے غیر نے کہ حکمت صرف ان دو ناموں کے ذکر کرنے میں یہ ہے کہ قرآن میں عبد کی نسبت اللہ کے ان دونوں ناموں کے سوائے اور کسی نام کی طرف واقع نہیں ہوئی اور بعض شارحین نے کہا کہ اللہ کے واسطے نام ہیں بہتر اور ان میں اصول ہیں اور فروع یعنی باعتبار اشتقاق کے اور اصول ہیں یعنی باعتبار معنی کے سو اصول کے اصول دو نام ہیں اللہ اور رحمٰن اس واسطے کہ ہر ایک دونوں میں سے مشتمل ہے سب ناموں پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ﴾ اسی واسطے نہیں نام رکھا گیا ساتھ ان کے کوئی سوائے اللہ تعالیٰ کے اور جب یہ مقرر ہو چکا تو ہوگی اضافت ہر ایک کی دونوں میں سے طرف اللہ تعالیٰ کے محض حقیقی سو ظاہر ہوئی وجہ بہت پیارے ہونے کی اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ترجمہ سے مطابق ہونا دشوار ہے اور قریب تر یہ ہے کہ جب انہوں نے اس پر انکار کیا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت سے تیری کنیت نہیں رکھیں گے تو اس نے تقاضا کیا کہ کنیت رکھنا جائز ہے اور یہ کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا کہ اس کا نام عبدالرحمٰن رکھے تو اختیار کیا اس کے واسطے وہ نام کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اس سے خوش ہو جب کہ بدلہ اسم کو سو حال نے تقاضا کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مشورہ دیں گے اس کو مگر بہتر نام سے اور اس کے احسن ہونے کی توجیہ اول باب میں گزر چکی ہے اور اس حدیث سے لیا جاتا ہے مشروع ہونا کنیت کا ساتھ اولاد کے اور نہیں خاص ہے ساتھ پہلی اولاد کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ قَالَهُ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے بیان میں کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت کو کہا ہے

أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس کو انس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت میں گزر چکی ہے۔

٥٧١٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالُوْا لَا نَكْنِيْهِ حَتّٰى نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ.

٥٧١٩۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک مرد کے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا تو اصحاب نے کہا کہ ہم اس کی کنیت نہیں رکھیں گے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت پر یعنی کسی کی کنیت ابو القاسم نہ رکھو۔

٥٧٢٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ.

٥٧٢٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت کو۔

٥٧٢١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالُوْا لَا نَكْنِيْكَ بِأَبِي الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ أَسْمِ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ.

٥٧٢١۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک مرد کے یہاں لڑکا پیدا ہوا سو اس نے اس کا نام قاسم رکھا تو ہم نے کہا کہ ہم تیری کنیت ابو القاسم نہیں رکھیں گے اور نہ انعام کریں گے تجھ پر ساتھ اس کے سو تیری آنکھ اس سے ٹھنڈی ہو سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ حال آپ سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بیٹے کا نام عبد الرحمٰن رکھ۔

فائدہ: کہا نووی رحمہ اللہ نے اس میں اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت پر کنیت رکھنا یعنی کسی کو ابو القاسم کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں علماء کے تین مذہب ہیں، اول یہ کہ مطلق منع ہے برابر ہے کہ اس کا نام محمد ہو یا نہ ثابت ہوا یہ شافعی رحمہ اللہ سے دوسرا یہ کہ جائز ہے مطلق اور نہی خاص ہے ساتھ زندگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے، تیسرا یہ کہ جس کا نام محمد ہو اس کے واسطے جائز نہیں اور جس کا نام محمد نہ ہو اس کے واسطے جائز ہے کہا رافعی نے شاید کہ یہی ہے صحیح تر اس واسطے کہ لوگ ہمیشہ سے اس کو کرتے آئے ہیں تمام شہروں میں بغیر انکار کے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ مخالف ہے واسطے ظاہر حدیث کے اور ساتھ پہلے مذہب کے قائل ہیں ظاہر یہ اور مبالغہ کیا ہے بعض نے کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے کہ اپنے بیٹے کا نام

قاسم رکھے تا کہ اس کی کنیت ابوالقاسم نہ رکھی جائے اور حکایت کیا ہے طبری نے مذہب چوتھا اور وہ یہ کہ منع ہے نام رکھنا ساتھ محمد کے مطلق اور اسی طرح کنیت رکھنا ساتھ ابوالقاسم کے مطلق اور اس کی سند وہ چیز ہے جو عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک کا نام محمد سے بدل کر اور نام رکھا اور ایک مرد نے کہا کہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ میرا نام محمد رکھا ہے تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا پس یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رجوع کیا اور پانچواں مذہب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مطلق منع ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تفصیل ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو اس کے واسطے ابوالقاسم کنیت رکھنا منع ہے اور جس کا نام کچھ اور ہو اس کو منع نہیں اور دوسرے مذہب کی حجت یہ ہے جو محمد بن علی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام محمد رکھا اور میری کنیت ابوالقاسم رکھی، روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ یہ نہی کراہت کے واسطے ہے نہ واسطے تحریم کے اور اگر حرام ہوتا تو اصحاب علی رضی اللہ عنہ پر انکار کرتے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں منحصر ہے امر اس چیز میں کہ اس نے کہا سو شاید کہ انہوں نے معلوم کیا کہ یہ رخصت خاص علی رضی اللہ عنہ کے واسطے ہے اور کسی کے واسطے نہیں یا انہوں نے سمجھا کہ یہ نہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ساتھ خاص ہے اور یہ قوی تر ہے اس واسطے کہ بعض اصحاب نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا اور اس کی کنیت ابوالقاسم رکھی اور وہ طلحہ بن عبیداللہ ہے اور البتہ جزم کیا ہے طبری نے کہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ کنیت رکھی تھی اور اسی طرح سب محمد ہیں یعنی ابن ابی بکر اور ابن سعد اور ابن جعفر اور ابن عبدالرحمن اور ابن حاطب اور ابن اشعث کی کنیت بھی ابوالقاسم ہے اور یہ کہ ان کے باپوں نے ان کی یہ کنیت رکھی، کہا عیاض نے اور ساتھ اس کے قائل ہیں جمہور سلف اور خلف اور فقہاء امصار کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کسی کو ابوالقاسم کہنا منع تھا بعد میں نہیں اور حاصل کلام یہ کہ قریب تر طرف انصاف کے اخیر مذہب ہے جو مفصل ہے یعنی پانچواں مذہب اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے اس کے بعد کہ اشارہ کیا طرف ترجیح مذہب ثالث کے باعتبار جواز کے لیکن اولیٰ اول مذہب کو پکڑنا ہے یعنی مطلق منع ہے اس واسطے کہ اس میں ذمہ بری ہوتا ہے اور حرمت اور تعظیم زیادہ ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ اِسْمِ الْحَزْنِ

باب ہے بیچ نام حزن کے یعنی حزن نام رکھنا منع ہے

۵۷۲۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ أَبَاهُ جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ حَزْنٌ قَالَ أَنْتَ سَهْلٌ قَالَ لَا أُغَيِّرُ اسْمًا سَمَّانِيْهِ أَبِيْ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتِ

۵۷۲۲۔ حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کا باپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا حزن، یعنی سخت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو سہل ہے یعنی نرم اس نے کہا میں نہیں بدلوں گا جو میرے باپ نے میرا نام رکھا، کہا ابن مسیب نے سو اس کے بعد ہمیشہ ہم میں سخت خوئی رہی ہے۔

الْحُزُوْنَةُ فِينَا بَعْدُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَحْمُوْدٌ هُوَ ابْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ بِهٰذَا.

فائدہ: کہا ابن بطال نے اس میں ہے کہ حکم ساتھ بہتر نام رکھنے کے اور بدلنے نام کے طرف بہتر کی نہیں ہے واسطے وجوب کے۔ (فتح)

بَابُ تَحْوِيْلِ الْاِسْمِ إِلَى اسْمٍ أَحْسَنَ مِنْهُ — ایک نام کو دوسرے بہتر نام سے بدلنا

فائدہ: یہ ترجمہ نکالا گیا ہے اس چیز سے کہ عروہ سے مرسل روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب کوئی برا اسم سنتے تو اس کو اچھے نام سے بدل ڈالتے اور موصول کیا ہے اس کو ترمذی نے۔

٥٧٢٣۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ أُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِيْ أُسَيْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وُلِدَ فَوَضَعَهٗ عَلٰى فَخِذِهٖ وَأَبُوْ أُسَيْدٍ جَالِسٌ فَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَمَرَ أَبُوْ أُسَيْدٍ بِابْنِهٖ فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفَاقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ الصَّبِيُّ فَقَالَ أَبُوْ أُسَيْدٍ قَلَبْنَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اسْمُهٗ قَالَ فُلَانٌ قَالَ وَلٰكِنْ أَسْمِهِ الْمُنْذِرَ فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ.

۵۷۲۳۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منذر بن ابی اُسید رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس لایا گیا جب کہ پیدا ہوا سو حضرت ﷺ نے اس کو اپنی ران پر رکھا اور ابو اُسید بیٹھا تھا سو حضرت ﷺ مشغول ہوئے کسی چیز سے جو آپ کے آگے تھی سو حکم کیا ابو اُسید نے ساتھ اٹھانے اپنے بیٹے کے سو اٹھایا گیا حضرت ﷺ کی ران سے سو حضرت ﷺ شغل سے فارغ ہوئے اور دھیان کیا تو فرمایا کہاں ہے لڑکا؟ ابو اُسید نے کہا کہ یا حضرت! ہم نے اس کو اپنے گھر کی طرف پھر بھیجا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کیا ہے نام اس کا؟ کہا فلانا فرمایا لیکن اس کا نام منذر ہے یعنی یہ اسم جو تو نے اس کا رکھا ہے اس کے ساتھ لائق نہیں بلکہ وہ منذر ہے سو حضرت ﷺ نے اس کا نام اس دن منذر رکھا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا نام فلانا ہے تو معلوم نہیں کہ اس نے اس کا کیا نام بتلایا تھا سو شاید وہ نام اچھا نہیں تھا اس واسطے اس سے چپ رہا یا بعض راوی اس کو بھول گئے اور حضرت ﷺ نے اس کا نام منذر رکھا نیک فال کے واسطے کہ اس کے واسطے علم ہو جس کے ساتھ ڈرائے۔ (فتح)

٥٧٢٤۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا

۵۷۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زینب کا نام

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِيْ مَيْمُوْنَةَ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ زَيْنَبَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ فَقِيْلَ تُزَكِّيْ نَفْسَهَا فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ.

برہ تھا سو کہا گیا کہ وہ اپنے آپ کو بے عیب جانتی ہے تو حضرت ﷺ نے اس کا نام زینب رکھا۔

فائدہ: اور مراد اس سے حضرت ﷺ کی بیوی زینب بنت جحش ہیں یا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی۔

٥٧٢٥۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ جَلَسْتُ إِلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنِيْ أَنَّ جَدَّهُ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ اسْمِيْ حَزْنٌ قَالَ بَلْ أَنْتَ سَهْلٌ قَالَ مَا أَنَا بِمُغَيِّرٍ اسْمًا سَمَّانِيْهِ أَبِيْ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتْ فِيْنَا الْحُزُوْنَةُ بَعْدُ.

٥٧٢٥۔ حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس کا دادا حزن حضرت ﷺ کے پاس آیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا میرا نام حزن ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا بلکہ تو سہل ہے اس نے کہا کہ میں نہیں بدلوں گا جو میرے باپ نے میرا نام رکھا، کہا ابن مسیّب نے سو ہمیشہ رہی ہم میں سخت خوئی اس کے بعد۔

فائدہ: کہا طبری نے نہیں لائق ہے نام رکھنا جس کے معنی قبیح ہوں اور نہ جس میں تزکیہ ہو اور نہ جس کے معنی میں گالی ہو اور نام اگرچہ اعلام ہیں واسطے اشخاص کے حقیقت صفت کی اُن سے مقصود نہیں ہوتی لیکن وجہ کراہت کی یہ ہے کہ کوئی سننے والا نام سنے سو گمان کرے کہ وہ صفت ہے واسطے مسمی کے اسی واسطے حضرت ﷺ بدلتے تھے نام کو طرف اس نام کی کہ اگر نام والے کو اس کے ساتھ بلایا جائے تو سچ ہو اور حضرت ﷺ نے چند نام بدلے لیکن نہ بطور منع کے بلکہ بطور اختیار کے یعنی اس واسطے نہیں بدلے تھے کہ ان کے ساتھ نام رکھنا منع تھا اور اسی واسطے جائز رکھا ہے مسلمانوں نے کہ قبیح کا نام حسن رکھیں اور فاسد کا نام صالح اور دلالت کرتا ہے اس پر یہ کہ حضرت ﷺ نے حزن پر نام کا بدلنا لازم نہ کیا جب کہ اس نے نام بدلنے سے انکار کیا اور اگر یہ لازم ہوتا تو اس کے اس کے قول پر برقرار نہ رکھتے کہ میں اپنا نام نہیں بدلوں گا اور البتہ وارد ہوا ہے حکم ساتھ اچھا نام رکھنے کے ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم قیامت کے دن اپنے اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے سو اپنے نام اچھے رکھا کرو۔ (فتح)

بَابُ مَنْ سَمّٰى بِأَسْمَآءِ الْأَنْبِيَآءِ

جو نام رکھے پیغمبروں کے نام سے

فائدہ: اور اس باب میں دو صریح حدیثیں وارد ہوئی ہیں ایک مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو مسلم نے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ اپنے پیغمبروں اور نیکوں کے نام پر نام رکھا کرتے تھے اور دوسری حدیث ابووہب کی ہے جو ابوداؤد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ نام رکھا کرو پیغمبروں کے نام پر اور بہت پیارا نام اللہ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمن ہے اور بہت سچا حارث اور ہمام ہے اور بہت برا حرب اور مرہ ہے بعض نے کہا حارث اور ہمام اس واسطے کہ بندہ بیج کھیتی دنیا کے ہے یا آخرت کے اور اس واسطے کہ وہ قصد کرتا ہے ایک چیز کا بعد دوسری کے اور حرب اور مرہ میں ناخوشی اور تلخی ہے اور گویا کہ یہ دونوں حدیثیں بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھیں تو کفایت کی اس نے ساتھ اس چیز کے کہ استنباط کیا اس کو باب کی حدیثوں سے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف رد کی اس شخص پر جو اس کو مکروہ جانتا ہے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے گزرا کہ انہوں نے طلحہ کی اولاد کا نام بدلنا چاہا اور ان کے نام پیغمبروں کے نام پر تھے اور نیز روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں حدیث یوسف بن عبداللہ کی کہ اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام یوسف رکھا اور اس کی سند صحیح ہے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ قَبَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمَ يَعْنِي ابْنَهُ

اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کو چوما۔

فائدہ: یہ حدیث پوری جنازے میں گزر چکی ہے۔

٥٧٢٦۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قُلْتُ لِابْنِ أَبِي أَوْفَى رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاتَ صَغِيرًا وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ وَلٰكِنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهُ.

٥٧٢٦۔ حضرت اسماعیل سے روایت ہے کہ میں نے ابن ابی اوفی سے کہا کہ کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا (ہاں لیکن) لڑکپن میں مر گئے تھے اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پیغمبر کا ہونا مقدر ہوتا تو آپ کا بیٹا زندہ رہتا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔

فائدہ: اسی طرح جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن ابی اوفی نے اور ایسی بات رائے اور قیاس سے نہیں کہی جاتی اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب ابراہیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا فوت ہوا تو فرمایا کہ اس کے واسطے بہشت میں دودھ پلانے والی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر زندہ رہتا تو ہوتا صدیق نبی اور البتہ اس کے ماموں آزاد ہوتے اور احمد نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو پیغمبر ہوتا لیکن نہ تھا کہ زندہ رہے اس واسطے کہ تمہارا پیغمبر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلا پیغمبر ہے پس یہ چند حدیثیں صحیح ہیں ان اصحاب سے کہ انہوں نے یہ مطلق کہا سو میں نہیں جانتا کہ کیا باعث ہوا ہے نووی رحمہ اللہ کو کہ اس نے انکار کیا ہے اور کہا کہ یہ

جرأت ہے غیب کی چیزوں پر۔(فتح)

۵۷۲۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ.

۵۷۲۷۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابراہیم مر گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اس کے واسطے بہشت میں دودھ پلانے والی ہے (جو اس کے دودھ پلانے کی مدت کو پورا کریں گی)۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ جب وہ فوت ہوا تو اس وقت ۱۶ یا ۱۸ مہینے کا تھا۔

۵۷۲۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ وَرَوَاهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۷۲۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھا کرو میری کنیت پر میں تو قاسم ہوں تم میں تقسیم کرتا ہوں اور روایت کیا ہے اس کو انس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۵۷۲۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي وَمَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُوْرَتِي وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

۵۷۲۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھا کرو میری کنیت پر اور جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو بے شک اس نے مجھ کو دیکھا اس واسطے کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا اور جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے تو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔

۵۷۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسَى قَالَ وُلِدَ لِي

۵۷۳۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا تو میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور چبا کر اس

غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ وَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدِ أَبِي مُوسٰى.

کے حلق میں لگائی اور اس کے واسطے برکت کی دعا کی اور مجھ کو دیا اور وہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سب سے بڑا تھا۔

فائدہ: اور یہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی یہ کنیت اس کی اولاد پیدا ہونے سے پہلے تھی ورنہ اس کی کنیت اس کے بیٹے ابراہیم کے نام پر رکھی جاتی اور نہیں منقول ہے کہ کسی نے اس کی کنیت ابو ابراہیم رکھی ہو۔

٥٧٣١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ رَوَاهُ أَبُو بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥٧٣١۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورج میں گہن ہوا جس دن ابراہیم فوت ہوا روایت کیا ہے اس کو ابو بکرہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نام رکھنا پیغمبروں کے نام سے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے سعید بن میتب رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اس نے کہا کہ اللہ کے نزدیک بہت پیارے نام پیغمبروں کے نام ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ جانا اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تا کہ نہ گالی دیا جائے کوئی جو نام رکھا گیا ہو ساتھ اس کے سو ارادہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسم کی تعظیم کا تا کہ نہ ذلیل ہو بیچ اس کے اور یہ قصد بہتر ہے اور ذکر کیا ہے طبری نے کہ حجت اس میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ان کا نام محمد رکھتے ہیں پھر ان کو لعنت کرتے ہیں اور یہ روایت ضعیف ہے اور برتقدیر ثابت ہونے اس کے سو نہیں ہے اس میں حجت واسطے منع کے بلکہ اس میں نہی ہے اس کے لعنت کرنے سے جس کا نام محمد ہو اور کہا جاتا ہے کہ نام شہیدوں کے نام ہیں تو اس نے کہا کہ میں اُمید وار ہوں کہ میرے بیٹے شہید ہوں اور تو امید وار نہیں کہ تیرے بیٹے پیغمبر ہوں سو اشارہ کیا اس نے اس طرف کہ اس کا یہ فعل اولیٰ ہے طلحہ رضی اللہ عنہ کے فعل سے۔ (فتح)

بَابُ تَسْمِيَةِ الْوَلِيدِ — ولید نام رکھنا

فائدہ: وارد ہوئی ہے بیچ مکروہ ہونے اس نام کے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ مرد اپنے غلام یا لڑکے کا نام حرب یا ولید رکھے اور اس کی سند ضعیف ہے اور روایت کی عبدالرزاق نے سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کے ہاں لڑکا ہوا سو اس نے اس کا نام ولید رکھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس کا نام اپنے فرعونوں کے نام پر رکھا البتہ اس امت میں ایک مرد ہو گا اس کو ولید کہا جائے گا اور وہ بڑا

فتنہ انگیز ہوگا اس مت پر فرعون سے کہا اوزاعی نے سو وہ لوگ دیکھتے تھے کہ وہ ولید بن عبدالملک ہے پھر ہم نے دیکھا کہ وہ ولید بن یزید ہے واسطے فتنہ میں پڑنے لوگوں کے ساتھ اس کے جب کہ لوگ اس سے باغی ہوئے اور اس کو قتل کیا اور اسی سبب سے اس امت پر فتنوں کا دروازہ کشادہ ہوا اور بہت ہوا ان میں قتل ہونا اس کے نام کو بدل ڈالو سو انہوں نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور چونکہ یہ حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر نہ تھی تو اپنی عادت کے موافق اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور وارد کی اس میں وہ حدیث جو دلالت کرتی ہے جواز پر اس واسطے کہ اگر یہ نام مکروہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بدل ڈالتے جیسے کہ آپ کی عادت تھی سو بے شک حدیث مذکور کے بعض طریق میں ہے کہ ولید بن ولید مذکور اس کے بعد مدینے میں ہجرت کر کے آیا سو نہیں منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدلہ ہو اور جو بدلہ تھا وہ اس کے بیٹے کا نام تھا۔ (فتح)

٥٧٣٢۔ أَخْبَرَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ بِمَكَّةَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ.

٥٧٣٢۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو کہا کہ الٰہی! نجات دے ولید بن ولید کو اور سلمہ بن ہشام کو اور عیاش بن ربیعہ کو اور مکے کے دبے کمزور مسلمانوں کو اور اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور اُن پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا۔

بَابُ مَنْ دَعَا صَاحِبَهُ فَنَقَصَ مِنَ اسْمِهِ حَرْفًا

جو اپنے ساتھی کو بلائے اور اس کے نام سے کوئی حرف کم کرے

وَقَالَ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هِرٍّ

یعنی اور کہا ابوحازم نے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابوہر!

فائدہ: اور اس نام میں فی الجملہ کچھ کمی ہے لیکن ایک حرف نہیں اور شاید کہ لحاظ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس اسم کی تصغیر سے پہلے اور وہ ہرۃ ہے سو جب حذف کی جائے یہی اخیر تو صادق آئے گا یہ کہ ایک حرف کو آپ نے نام سے کم کیا پس حدیث ترجمہ کے مطابق ہے اور ادب مفرد میں حرف کے بدلے شیئا کہا ہے۔ (فتح)

٥٧٣٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

٥٧٣٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرٰى مَا لَا نَرٰى.

نے فرمایا اے عائش! یعنی اے عائشہ! یہ جبریل تجھ کو سلام کرتے ہیں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور اس کو سلام اور رحمت اللہ تعالیٰ کی، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تھے جو میں نہیں دیکھتی۔

٥٧٣٤۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فِي الثَّقَلِ وَأَنْجَشَةُ غُلَامُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسُوْقُ بِهِنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنْجَشُ رُوَيْدَكَ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ.

۵۷۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا عورتوں میں تھیں جو اونٹوں پر سوار تھیں اور انجشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ان کو ہانکتا تھا یعنی سرود سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انجش! آہستہ آہستہ چل اونٹوں کو شیشے لدے اونٹوں کی طرح ہانک۔

فائدہ: اور مطابقت ان دونوں حدیثوں کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ الْكُنْيَةِ لِلصَّبِيِّ وَقَبْلَ أَنْ يُوْلَدَ لِلرَّجُلِ

لڑکے کی کنیت رکھنا اور کنیت رکھنا مرد کی پہلے اس سے کہ اس کے اولاد پیدا ہو

٥٧٣٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا وَكَانَ لِيْ أَخٌ يُقَالُ لَهُ أَبُوْ عُمَيْرٍ قَالَ أَحْسِبُهُ فَطِيْمًا وَكَانَ إِذَا جَآءَ قَالَ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ نُغَرٌ كَانَ يَلْعَبُ بِهِ فَرُبَّمَا حَضَرَ الصَّلَاةَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِنَا فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِيْ تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ وَيُنْضَحُ ثُمَّ يَقُوْمُ وَنَقُوْمُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّيْ بِنَا.

۵۷۳۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ تر خوش تھے (یہ بطور تمہید کے کہا) اور میرا ایک بھائی تھا اس کو ابوعمیر کہا جاتا تھا میں اس کو گمان کرتا ہوں کہ وہ فطیم تھا یعنی دودھ چھوڑایا گیا تھا بعد کامل ہونے مدت رضاعت کے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے کہتے تھے اے ابوعمیر! کیا کیا لال نے وہ لال جس کے ساتھ وہ کھیلا کرتا تھا سو اکثر اوقات نماز کا وقت آتا حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں ہوتے سو حکم کرتے ساتھ جھاڑنے بستر کے جو آپ کے نیچے ہوتا سو جھاڑا جاتا اور اس پر پانی چھڑکا جاتا پھر

نماز کو کھڑے ہوتے اور ہم بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے

سو ہم کو نماز پڑھاتے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں آیا کرتے تھے ان کے گھر میں آ کر سویا کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ ایک دن ہمارے گھر میں تشریف لائے سو کہا اے ام سلیم! کیا ہے میرے واسطے کہ میں تیرے بیٹے ابوعمیر کو غمگین دیکھتا ہوں؟ اس نے حضرت ﷺ کو خبر دی اور یہ حدیث مطابق ہے واسطے ایک رکن ترجمہ کے اور رکن دوسرا ماخوذ ہے الحاق سے بلکہ ساتھ طریق اولی کے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کی طرف رد کی اس پر جو منع کرتا ہے کنیت رکھنے کو اس کے واسطے جس کی اولاد نہ ہو اس سند سے کہ وہ واقع کے خلاف ہے سو روایت کی ہے طحاوی وغیرہ نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صہیب سے کہا کہ کیا سبب ہے کہ تجھ کو لوگ ابویحیٰی کنیت کرتے ہیں اور حالانکہ تیری اولاد نہیں اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے میری کنیت رکھی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے علقمہ کی کنیت رکھی اس کی اولاد ہونے سے پہلے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کی کنیت ابوعبدالرحمٰن رکھی پہلے اس سے کہ اس کی اولاد ہو کہا علماء نے کہ لڑکے کی کنیت رکھتے تھے نیک فال کے واسطے کہ فال لیتے تھے ساتھ اس کے کہ وہ جتیا رہے یہاں تک کہ اس کی اولاد پیدا ہو گی اور واسطے امن کے لقب ڈالنے سے یعنی تا کہ اس پر کوئی لقب غالب نہ آئے اور اس حدیث میں بہت فائدے ہیں جمع کیا ہے ان کو ابوالعباس احمد معروف ابن قاص فقیہ شافعی رحمہ اللہ نے ایک جز مفرد میں اور ذکر کیا ہے اس نے اول کتاب میں کہ بعض لوگوں نے اہلحدیث پر عیب کیا ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں بعض ایسی حدیثوں کو روایت کرتے ہیں کہ ان میں کچھ فائدہ نہیں اور اس نے نہیں جانا کہ اس حدیث میں کئی مسئلے ہیں فقہ کے اور کئی فن ہیں ادب کے پھر کہا کہ اس حدیث میں ساٹھ مسئلے ہیں فقہ اور ادب کے سو میں نے ان کو چھانٹ کر لکھا ہے اور جو مجھ کو میسر ہوا اس پر زیادہ کیا سو کہا اس نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے آہستہ چلنا اس واسطے کہ اس کے ایک طریق میں ہے کہ جب حضرت ﷺ چلتے تھے تو تکیہ کرتے تھے اور بھائیوں کی ملاقات کرنا، اور یہ کہ جائز ہے مرد کو ملاقات کرنا اجنبی عورت سے جب کہ نہ ہو جوان اور امن ہو فتنہ سے، اور خاص کرنا امام کا بعض رعیت کو ساتھ ملاقات کے، اور اختلاط بعض رعیت سے سوائے بعض کے، اور چلنا حاکم کا تنہا، اور یہ کہ بہت ملاقات کرنا دوستی کو کم نہیں کرتا، اور یہ جو فرمایا کہ ملاقات کیا کر ایک دن درمیان ایک تو یہ مخصوص ہے ساتھ اس کے جو طمع کے واسطے ملاقات کرے اور نہی کثرت اختلاط لوگوں کے سے مخصوص ہے ساتھ اس کے جو فتنے اور ضرر سے ڈرے اور اس میں مشروع ہونا مصافحہ کا ہے واسطے دلیل قول انس رضی اللہ عنہ کے بیچ اس کے کہ نہیں چھوا میں نے کسی ہتھیلی کو جو حضرت ﷺ کی ہتھیلی سے نرم تر ہو اور خاص کرنا اس کا ساتھ مرد کے سوائے عورت کے اور یہ کہ مستحب ہے نماز پڑھنا زائر کا اس کے گھر میں جس کی ملاقات

کرے خاص کر جب کہ ہو زائر ان لوگوں میں سے جن کے ساتھ برکت طلب کی جاتی ہے اور یہ کہ جائز ہے پڑھنا نماز کا چٹائی پر اور ترک کرنا تقرر کا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ گھر میں لڑکا ہے اور باوجود اس کے گھر میں نماز پڑھی اور بیٹھے اور یہ کہ سب چیزیں اوپر یقین طہارت کے ہیں اس واسطے کہ ان کا چٹائی پر پانی چھڑکنا فقط ستھرائی کے واسطے تھا اور یہ کہ مختار نمازی کے واسطے یہ ہے کہ زیادہ تر پر راحت حال میں کھڑا ہو برخلاف اس کے جو مستحب جانتا ہے مشددین سے کہ پر کوشش حال میں کھڑا ہو اور یہ کہ جائز ہے اُٹھانا عالم کا اپنے علم کو اس کی طرف جو اس سے فائدہ اٹھائے اور اس میں فضیلت ہے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے لوگوں کی اور اس کے گھر کی کہ ہو گیا ان کے گھر میں قبلہ کہ یقین ہے ساتھ صحت اس کی کے اور یہ کہ جائز ہے خوش طبعی کرنا اور مکرر کرنا خوش طبعی کا اور یہ کہ وہ مباح بطور سنت ہے نہ رخصت اور یہ کہ خوش طبعی کرنا ساتھ اس لڑکے کے جس کو تمیز نہ ہو جائز ہے اور اس حدیث میں ترک کرنا تکبر اور ترفع کا ہے اور اس میں فرق ہے کہ جب کوئی راہ میں چلے تو باعزت چلے اور جب گھر میں ہو تو خوش طبعی کرے اور یہ جو وارد ہوا ہے کہ منافق کا باطن اس کے ظاہر کے مخالف ہوتا ہے تو یہ عموم پر نہیں اور اس حدیث میں استدلال کرنا ہے ساتھ آنکھ کے اوپر حال آنکھ والے کے کہ استدلال کیا حضرت ﷺ نے ظاہری غم سے اور پر غم باطن کے یہاں تک کہ حکم کیا کہ وہ غمگین ہے اور اس میں مہربانی کرنا ہے ساتھ صدیق کے چھوٹا ہو یا بڑا اور سوال اس کے حال سے اور یہ کہ جو حدیث کہ وارد ہوئی بیچ زجر کے لڑکے کے رونے سے وہ محمول ہے اس پر کہ جب کہ روئے کسی سبب عامد سے یا ایذا سے بغیر حق کے اور اس حدیث میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اس واسطے کہ جس نے ابوعمیر کے غم کے سبب سے خبر دی اور وہ اسی طرح تھا اور یہ کہ جائز ہے کنیت رکھنی اس کی جس کی اولاد نہ ہو اور جائز ہے کھیلنا چھوٹے لڑکے کا ساتھ جانور کے اور جائز ہے ماں باپ کے واسطے کہ اپنے لڑکے کو چھوڑیں کہ وہ کھیلے جس کے ساتھ کھیلنا مباح ہے اور جائز ہے خرچ کرنا مال کا اس چیز میں کہ کھیلے ساتھ اس کے لڑکا مباح چیزوں سے اور جائز ہے بند رکھنا جانور کا پنجرے وغیرہ میں اور جانور کے پروں کا کترنا اس واسطے کہ ابوعمیر کے جانور کا حال کسی ایک سے خالی نہیں اور جو واقع ہو دوسرا ملحق ہوگا ساتھ اس کے حکم میں اور یہ کہ جائز ہے داخل کرنا شکار کا حل سے حرم میں اور بند رکھنا اس کا بعد داخل کرنے اس کے کے برخلاف اس کے جو منع کرتا ہے اس کے بند رکھنے کو اور قیاس کرتا ہے اس کو اس پر جو شکار کرے پھر احرام باندھے کہ واجب ہے اس پر چھوڑ دینا اس کا اور یہ کہ جائز ہے مصغر کرنا اسم کا اگرچہ حیوان کا نام ہو اور یہ کہ جائز ہے مواجہت لڑکے کی ساتھ خطاب کے یعنی اس کو مخاطب کرنا جائز ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ دانا نہ خطاب کرے مگر سمجھ والے کو اور صواب جواز ہے جس جگہ جواب کی طلب نہ ہو اور اس حدیث میں معاشرت لوگوں کی ہے بقدر ان کی عقلوں کے اور یہ کہ جائز ہے قیلولہ کرنا غیر کے گھر میں اگرچہ اس کی بیوی اس میں نہ ہو اور مشروع ہونا قیلولہ کا اور یہ کہ جائز ہے قیلولہ حاکم کا بعض رعیت کے گھر میں اگرچہ عورت ہو اور داخل ہونا مرد

کا اجنبی عورت کے گھر میں اور اس کا خاوند موجود نہ ہو اگرچہ محرم نہ ہو جب کہ فتنے سے امن ہو اور اس حدیث میں اکرام زائر کا ہے اور یہ کہ خفیف چین سنت کے مخالف نہیں اور یہ کہ تشیع مزور کی زائر کی نہیں ہے وجوب پر اور جو باقی رہا اس حدیث کے فوائد سے یہ ہے کہ بعض مالکیہ اور خطابی نے شافعیہ میں سے استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مدینے کا شکار حرام نہیں اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے جو ابن قاص نے کہی کہ وہ شکار کیا گیا تھا حل میں پھر داخل کیا گیا حرم مدینے میں پس اسی واسطے مباح ہوا بند رکھنا اس کا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حرم مدینے کا شکار حرام نہ ہو اور جواب دیا ہے ابن تین نے کہ یہ شکار مدینے کے حرام ہونے سے پہلے تھا اور عکس کیا ہے اس کا بعض حنفیہ نے سو کہا کہ قصہ ابوعمیر کا دلالت کرتا ہے کہ جو حدیث کہ مدینے کے شکار کے حرام ہونے میں وارد ہوئی ہے وہ منسوخ ہے اور دونوں قول کا تعاقب کیا گیا ہے اور جو جواب دیا ہے ابن قاص نے خطاب کرنے سے ساتھ اس لڑکے کے جس کو تحقیق کی تمیز نہ ہو اس میں جواز مواجہت اس کی ہے ساتھ خطاب کے جب کہ خطاب کو سمجھتا ہو اور ہو گا اس میں فائدہ اگرچہ ساتھ دل لگانے کے ہو اور اسی طرح بیچ تعلیم کرنے اس کے کے حکم شرعی کو وقت قصد عادت ڈالنے اس کے اس پر کہ لڑکپن سے جیسا کہ حسن کے قصے میں ہے کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے کھجور منہ سے نکال ڈال اور بے تمیز لڑکے کے ساتھ مطلق خطاب کرنا بھی جائز ہے جب کہ اس سے حاضرین کا خطاب مقصود ہو یا سمجھنے والوں سے استفہام منظور ہو اور بہت وقت کہا جاتا ہے چھوٹے لڑکے سے جو بالکل کچھ نہیں سمجھتا کہ تیرا کیا حال ہے اور مراد سوال اس کے اٹھانے والے سے ہوتا ہے اور نیز اس حدیث کے فائدوں سے ہے پانی چھڑکنا اس چیز میں جس کی پاکی کا یقین نہ ہو اور یہ کہ اسماء علام یعنی ناموں سے ان کے معنی مراد نہیں ہوتے اور یہ کہ بولنا ان کا مسمیٰ پر نہیں مستلزم ہے کذب کو اس واسطے کہ وہ لڑکا کسی کا باپ نہ تھا اور حالانکہ ابوعمیر بولا گیا اور اس میں جواز سجع کا ہے کلام میں یعنی کلام میں تک بندی جائز ہے جب کہ نہ تکلف سے اور یہ کہ نہیں منع ہے یہ پیغمبر سے جیسا کہ منع تھا آپ کو جوڑنا شعروں کا اور اس حدیث میں اتحاف زائر کا ہے یعنی زائر کو تحفہ دینا جو اس کو خوش لگے ماکول وغیرہ سے اور اس میں جواز روایت کا ہے ساتھ معنی کے اس واسطے کہ یہ قصہ ایک ہے اور مختلف الفاظ کے ساتھ آیا ہے اور یہ کہ جائز ہے اقتصار کرنا بعض حدیث پر کبھی اور پورا بیان کرنا اس کو کبھی اور یہ سب احتمال ہے کہ ہو انس رضی اللہ عنہ سے یا کسی نیچے کے راوی سے اور اس میں ہاتھ پھیرنا ہے لڑکے سر پر ساتھ مہربانی کے اور اس میں جواز سوال کا ہے اس چیز سے جس کا سائل کو علم ہو واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا کیا لال نے باوجود اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ وہ مر گیا اور اس میں خاطر داری کرنا ہے خادم کے قرابتیوں کی اور ظاہر کرنا محبت کا ان کے واسطے اس واسطے کہ یہ سب جو مذکور ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں جانا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا وغیرہ ان کے گھر والوں کے ساتھ مہربانی اور خوش خلقی سے ملنا بواسطہ خدمت انس رضی اللہ عنہ کے تھا اور یہ جو ابن قاص نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اس پر کہ لڑکے کو جانور کے ساتھ

کھیلنا مطلق جائز ہے تو اس میں نزاع کیا گیا ہے سو کہا ابو عبدالملک نے جائز ہے کہ یہ منسوخ ہو ساتھ نہی کے تعذیب حیوان سے یعنی حیوان کو عذاب کرنا منع ہے کہا قرطبی نے حق یہ ہے کہ یہ منسوخ نہیں بلکہ جس کی رخصت دی گئی ہے لڑکے کے واسطے وہ بند رکھنا جانور کا ہے تا کہ اس کے ساتھ کھیلے اور لیکن اس کو عذاب کرنا خاص کر یہاں تک کہ مر جائے سو یہ کبھی مباح نہیں ہوا اور جو فائدہ کہ ابن قاص نے نہیں ذکر کیا یہ ہے کہ پھر وہ لڑکا بیمار ہوا اور مر گیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رات بھر اپنے خاوند ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے یہ ذکر نہ کیا بلکہ اس کو کپڑے میں لپیٹ کر گھر کے ایک کونے میں رکھ چھوڑا یہاں تک کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رات کو اس سے صحبت کی پھر صبح کے وقت اس کو اس کے مرنے کی خبر دی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے دعا کی ام سلیم رضی اللہ عنہا حاملہ ہوئیں پھر لڑکا جنا انس رضی اللہ عنہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حلق میں شیرینی لگائی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ (فتح)

بَابُ التَّكَنِّي بِأَبِي تُرَابٍ وَإِنْ كَانَتْ لَهُ كُنْيَةٌ أُخْرٰى

ابوتراب کے ساتھ کنیت رکھنی اگر چہ اس کے واسطے اور کنیت ہو

۵۷۳۶۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ إِنْ كَانَتْ أَحَبَّ أَسْمَاءِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَيْهِ لَأَبُوْ تُرَابٍ وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ أَنْ يُّدْعٰى بِهَا وَمَا سَمَّاهُ أَبُوْ تُرَابٍ إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَاضَبَ يَوْمًا فَاطِمَةَ فَخَرَجَ فَاضْطَجَعَ إِلَى الْجِدَارِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَجَآءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُهُ فَقَالَ هُوَ ذَا مُضْطَجِعٌ فِي الْجِدَارِ فَجَآءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَامْتَلَأَ ظَهْرُهُ تُرَابًا فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ وَيَقُوْلُ اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ.

۵۷۳۶۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب ناموں میں بہت پیارا نام علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ابوتراب تھا اور البتہ وہ خوش ہوتے تھے کہ اس کے ساتھ بلائے جائیں اور نہیں رکھا تھا ان کا نام ابوتراب مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ناراض ہوئے سو نکلے اور مسجد میں دیوار کے ساتھ لیٹے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے ان کو تلاش کرتے سو کہا کہ وہ یہ دیوار کے ساتھ لیٹے ہیں، سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور ان کی پیٹھ مٹی سے بھری تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع کیا ان کی پیٹھ سے مٹی پونچھتے تھے اور فرماتے تھے اُٹھ اے ابوتراب!۔

فائدہ: اور مستفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ آدمی کی ایک سے زیادہ کنیت رکھنی جائز ہے اور لقب دینا ساتھ کنیت کے اور اکثر اوقات مشتق ہوتا ہے حال شخص کے سے اور یہ کہ جب صادر ہو لقب کبیر سے بیچ حق چھوٹے کے تو اس کو

قبول کرے اگرچہ اس کا لفظ مدح کا لفظ نہ ہو اور یہ کہ جو اس کو تنقیص پر حمل کرتا ہے اس کی طرف التفات نہیں، کہا ابن بطال نے اور اس حدیث میں ہے کہ کبھی واقع ہوتی ہے درمیان اہل فضل کے اور اس کی بیوی کے وہ چیز جو پیدا ہوا ہے آدمی اس پر غضب سے اور کبھی باعث ہوتا ہے اس کو یہ طرف نکلنے کی گھر سے اور نہیں عیب کیا جاتا اوپر اس کے، میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ ہو سبب علی رضی اللہ عنہ کے نکلنے کا یہ خوف کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ غضب کی حالت میں ان سے وہ چیز صادر ہو جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جناب کے لائق نہ ہو سو اکھاڑا مادہ کلام کا ساتھ اس کے یہاں تک کہ غصے کا جوش دونوں سے ٹھنڈا ہوا اور اس میں کرم خلق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ ان کو راضی کریں اور ان کی پیٹھ سے مٹی پونچھی تا کہ ان کو خوش کریں اور ان کو کنیت مذکور سے بلایا جو ماخوذ تھی ان کی حالت سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عتاب نہ کیا اس پر کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سے ناراض ہوئے باوجود بلند ہونے مرتبے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ مستحب ہے نرمی کرنا ساتھ داماد کے اور نہ جھڑکنا ان کو واسطے باقی رکھنے ان کی محبت کے اس واسطے کہ عتاب کا ڈر اس سے ہوتا ہے جس سے حقد اور کینے کا ڈر ہو نہ اس سے جو اس سے پاک ہو۔ (فتح)

بَابُ أَبْغَضِ الْأَسْمَآءِ إِلَى اللّٰهِ

سب ناموں میں زیادہ تر مبغوض نام اللہ کے نزدیک کون سا ہے؟

فائدہ: ایک روایت میں اخبث کا لفظ آیا ہے اور ایک روایت میں اکرہ کا لفظ آیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مکروہ خالد اور مالک ہے۔

۵۷۳۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْنَى الْأَسْمَآءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمّٰى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ.

۵۷۳۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت بڑا کم بخت نام اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن اس شخص کا ہوگا جس نے شاہان شاہ نام رکھایا۔

فائدہ: اخنع خنوع سے ہے اور اس کے معنی ہیں ذلت یعنی نہایت ذلیل نام اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مرد کا ہوگا جس نے شاہان شاہ نام رکھایا اور کہا ابن بطال نے کہ جب ہو نام ذلیل تر سب ناموں سے تو جو اس کے ساتھ نام رکھا جائے وہ بھی سخت تر ذلیل ہوگا سب سے۔

۵۷۳۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ

۵۷۳۸۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ تر ذلیل نام اور کہا سفیان نے ایک بار سے

أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً قَالَ أَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَ اللهِ وَقَالَ سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ أَخْنَعُ الْأَسْمَآءِ عِنْدَ اللهِ رَجُلٌ تَسَمّٰى بِمَلِكِ الْأَمْلَاكِ قَالَ سُفْيَانُ يَقُوْلُ غَيْرُهٗ تَفْسِيْرُهٗ شَاهَانْ شَاهْ.

زیادہ یعنی کئی بار کہ ذلیل تر سب ناموں میں اللہ کے نزدیک اس مرد کا ہوگا جس نے شاہان شاہ نام رکھا، اور سفیان نے کہا کہ ابوزناد کے غیر نے کہا کہ اس کی تفسیر شاہان شاہ ہے۔

فائدہ: جس نے شاہان شاہ نام رکھا یعنی اس نے خود اپنا یہ نام رکھا یا لوگوں نے اس کا یہ نام رکھا اور وہ اس کے ساتھ راضی ہوا اور اس پر بدستور رہا اور سفیان نے جو ملک الاملاک کی تفسیر شاہان شاہ کے ساتھ کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانے میں اس نام کی بہت کثرت ہوگئی تھی سو تنبیہ کی سفیان نے جس نام کی مذمت کے ساتھ حدیث وارد ہوئی ہے وہ ملک الاملاک میں بند نہیں بلکہ جو لفظ کہ اس کے معنی ادا کرے خواہ کسی زبان میں ہو پس وہی مراد ہے ساتھ ذم کے جیسے شاہان شاہ، اور مہاراج اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ حرام ہے نام رکھنا ساتھ ملک الاملاک اور شاہان شاہ اور مہاراج کے اس واسطے کہ اس میں وعید شدید وارد ہوئی ہے اور ملحق ہے ساتھ اس کے جو اس کے معنی میں ہے مثل خالق الخلق یعنی خلق کا پیدا کرنے والا اور احکم الحاکمین یعنی سب حاکموں کا حاکم اور سلطان السلاطین اور امیر الامیر اور کہا بعض نے اور نیز ملحق ہے ساتھ اس کے وہ شخص جو نام رکھا جائے ساتھ اُن ناموں کے جو خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں مانند رحمان اور قدوس اور جبار کی اور قاضی القضاۃ اور حاکم الحکام بھی اس کے ساتھ ملحق ہے یا نہیں سو اس میں علماء کو اختلاف ہے سو کہا زمخشری نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں احکم الحاکمین اے اعدل الحکام واعلمھم یعنی زیادہ تر عادل اور عالم سب حاکموں سے اس واسطے کہ نہیں فضیلت ہے کسی حاکم کو دوسرے پر مگر ساتھ علم کے اور عدل کے کہا اور بہت لوگ غرق ہوئے جہل اور جور میں ہمارے زمانے کے مقلدوں سے لقب کیے گئے ہیں اقضی القضاۃ اور اس کے معنی ہیں احکم الحاکمین سو عبرت لی اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے ساتھ اس حدیث کے اقضاکم علی سو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ نہیں حرج ہے اس پر جو بولے قاضی کو جو اپنے زمانے میں سب قاضیوں سے زیادہ تر عادل اور عالم ہو اقضی القضاۃ یا مراد اس کی اپنے ملک یا شہر کا قاضی ہو اور تعاقب کیا ہے ابن منیر کا عراقی نے سو کہا اس نے کہ ٹھیک وہی ہے جو زمخشری نے کہا اور رد کیا ہے اس چیز کو کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے ابن منیر نے علی رضی اللہ عنہ کی زیادہ تر قاضی ہونے سے ساتھ اس طور کے کہ یہ تفضیل فقط ان لوگوں کے حق میں وارد ہوئی ہے جو اس کے ساتھ مخاطب تھے اور جو ان کے ساتھ ملحق ہیں پس نہیں ہے یہ مساوی واسطے اطلاق تفضیل کے ساتھ الف اور لام کے اور نہیں پوشیدہ ہے جو اس اطلاق میں ہے جرأت اور سوء ادب سے اور نہیں عبرت ساتھ قول اس شخص کے جو قاضی ہوا پس صفت کیا گیا ساتھ اس کے سو حیلہ کیا اس نے اس کے جائز ہونے میں سو حق لائق تر ہے یہ کہ پیروی کی جائے اس کی اور منع کیا ہے ماوردی نے اس بادشاہ کو جو اس کے زمانے

میں تھا لقب کرنے سے ساتھ ملک الملوک کے باوجود اس کے کہ ماوردی کو اقضی القضاۃ کہا جاتا تھا اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ ملحق ہے ساتھ ملک الملوک کے قاضی القضاۃ اگرچہ مشہور ہوا ہے مشرق کے شہروں میں قدیم زمانے سے اطلاق اس کا بڑے قاضی پر اور البتہ اہل مغرب اس سے سلامت ہیں کہ ان کے نزدیک جو بڑا قاضی ہو اس کا نام قاضی الجماعہ ہے اور اس حدیث میں مشروع ہونا ادب کا ہے ہر چیز میں اس واسطے کہ زجر ملک الاملاک سے اور وعید اس پر تقاضا کرتی ہے اس کو کہ یہ مطلق منع ہے برابر ہے کہ اس کی مراد ہو کہ وہ زمین کے سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے یا بعض کا اور برابر ہے کہ وہ اس میں حق پر ہو یا باطل پر باوجود اس کے کہ نہیں پوشیدہ ہے فرق درمیان اس کے جو اس کا قصد کرنے والا ہو اور اس میں صادق ہو اور جو اس کا قصد کرے اور کاذب ہو۔ (فتح)

بَابُ كُنْيَةِ الْمُشْرِكِ

باب ہے بیچ بیان کنیت مشرک کے

فائدہ: یعنی کیا جائز ہے ابتدا اور کیا جب اس کی کنیت ہو تو کیا جائز ہے بلانا اس کو ساتھ اس کے یا ذکر کرنا اس کا ساتھ کنیت کے اور باب کی حدیثیں اس اخیر معنی کے مطابق ہیں اور ملحق ہے ساتھ اس کے دوسرا حکم میں۔ (فتح)

وَقَالَ مِسْوَرٌ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِلَّا أَنْ يُّرِيْدَ ابْنُ أَبِيْ طَالِبٍ.

یعنی اور کہا مسور نے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے مگر یہ کہ ابو طالب کا بیٹا چاہے کہ میری بیٹی کو طلاق دے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب فرض الخمس میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٧٣٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَّأُسَامَةُ وَرَآءَهُ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِيْ بَنِيْ حَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَسَارَا حَتّٰى مَرَّا بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ

٥٧٣٩۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک گدھے پر سوائے ہوئے فدک کی چادر پر اور اُسامہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پیچھے سوار تھے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو قوم بنی حارث بن خزرج میں جنگ بدر سے پہلے سو چلے یہاں تک کہ گزرے اس مجلس میں جس میں عبداللہ بن اُبی منافق تھا اور یہ واقعہ عبداللہ بن اُبی کے ظاہری مسلمان ہونے سے پہلے تھا سو اچانک دیکھا کہ مجلس میں لوگ ہیں ملے ہوئے مسلمانوں سے اور مشرکوں سے یعنی بت پرستوں اور یہودیوں سے یعنی اس مجلس میں کچھ لوگ مسلمان تھے اور کچھ مشرک اور مسلمانوں میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ صحابی تھے سو جب سواری کی گرد اڑ کر مجلس پر پڑی تو ابن اُبی نے اپنی

يُسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ فَإِذَا فِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُودِ وَفِي الْمُسْلِمِينَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ ابْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَآءِهٖ وَقَالَ لَا تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ أَيُّهَا الْمَرْءُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهٖ فِيْ مَجَالِسِنَا فَمَنْ جَآءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاغْشَنَا فِيْ مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَابَّتَهٗ فَسَارَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُوْ حُبَابٍ يُرِيْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ فَوَالَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَآءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ

چادر سے اپنی ناک کو بند کیا اور کہا کہ ہم پر گرد مت اڑاؤ تو حضرت ﷺ نے ان کو سلام کیا اور پھر کھڑے ہوئے اور اترے سو ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور ان کو قرآن پڑھ کر سنایا تو عبداللہ بن اُبی نے آپ سے کہا اے مرد آدمی نہیں کوئی چیز بہتر اس سے جو تو کہتا ہے اگر ہو حق سو ہم کو ہماری مجلس میں ایذا نہ دیا کر اور جو تیرے پاس آئے تو اس پر مسئلے سنایا کر کہا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کیوں نہیں! یا حضرت! آپ ہماری مجلسوں میں آیا کریں اور جو چاہیں فرمایا کریں، سو ہم اس کو چاہتے ہیں سو مسلمانوں اور مشرکوں اور یہودیوں میں گالی گلوچ ہوئی یہاں تک کہ قریب تھا کہ ایک دوسرے پر حملہ کریں سو ہمیشہ رہے حضرت ﷺ ان کو چپ کراتے یہاں تک کہ چپ ہوئے پھر حضرت ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور چلے یہاں تک کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے سعد! کیا تو نے نہیں سنا جو ابو حباب نے کہا؟ یعنی عبداللہ بن اُبی نے، اس نے ایسا ایسا کہا، سو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میرا باپ آپ پر قربان اس کو معاف کیجیے اور درگزر کیجیے سو قسم ہے اس کی جس نے آپ پر قرآن اُتارا کہ البتہ اللہ تعالیٰ حق دین کو لایا جو آپ پر اُتارا اور البتہ اس شہر والوں نے اتفاق کیا تھا کہ اس کو تاج پہنائیں اور اپنا بادشاہ بنائیں سو جب رد کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو ساتھ حق کے جو آپ کو دیا تو اس کو اس سبب سے حسد ہوا اور جل گیا سو اسی حال نے اس کے ساتھ کیا ہے جو آپ نے دیکھا یعنی آپ جو دین حق لائے اور اس کی ریاست میں خلل پڑا اس واسطے وہ ایسی باتیں کرتا ہے پس وہ حسد کی وجہ سے مغرور ہے تو حضرت ﷺ نے اس سے درگزر کی اور

الَّذِیْ أَنْزَلَ عَلَیْكَ وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبَحْرَةِ عَلٰی أَنْ يُّتَوِّجُوْهُ وَيُعَصِّبُوْهُ بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا رَدَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِیْ أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهٖ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ يَعْفُوْنَ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا أَمَرَهُمُ اللّٰهُ وَيَصْبِرُوْنَ عَلَى الْأَذٰی قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ﴾ الْآيَةَ وَقَالَ ﴿وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَأَوَّلُ فِي الْعَفْوِ عَنْهُمْ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهٖ حَتّٰی أَذِنَ لَهٗ فِيْهِمْ فَلَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهَا مَنْ قَتَلَ مِنْ صَنَادِيْدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ فَقَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ مَنْصُوْرِيْنَ غَانِمِيْنَ مَعَهُمْ أُسَارٰی مِنْ صَنَادِيْدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ هٰذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَايِعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمُوْا.

معمول تھا کہ حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب مشرکوں اور اہل کتاب سے درگزر کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم کیا اور تکلیف پر صبر کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور البتہ سنو گے تم اہل کتاب سے آخر آیت تک اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دوست رکھتے ہیں بہت اہل کتاب سو حضرت ﷺ تاویل کرتے تھے بیچ معاف کرنے کے ان سے جو حکم کیا اللہ نے آپ کو ساتھ اس کے یہاں تک کہ آپ کو ان کے جہاد کا حکم کیا سو جب حضرت ﷺ نے جنگ بدر کیا سو اللہ تعالیٰ نے اس میں قتل کیا جو قتل کیا کفار کے رئیسوں اور قریش کے سرداروں سے اور حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب بافتح اور باغنیمت پلٹے ان کے ساتھ کفار کے رئیس اور قریش کے سردار قیدی تھے اور ابن اُبی اور اس کے ساتھ والے مشرک بت پرستوں نے کہا کہ یہ امر یعنی اسلام سامنے آیا اور غالب ہوا سو حضرت ﷺ سے اسلام کی بیعت کرو سو وہ اسلام لائے یعنی بظاہر مسلمان ہوئے اور دل میں منافق رہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کیا تو نے نہیں سنا جو ابو حباب نے کہا؟ اور یہ کنیت ہے عبداللہ بن اُبی کی اور وہ اس وقت ظاہری اسلام بھی نہیں لایا تھا پھر آخر میں ظاہری

اسلام لایا جیسا کہ سیاق حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

۵۷۴۰۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ نَعَمْ هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ لَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ.

۵۷۴۰۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا یا حضرت! آپ نے ابوطالب کو کچھ نفع پہنچایا کہ بے شک وہ آپ کی حفاظت اور حمایت کرتا تھا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، وہ دوزخ کے پایاب آگ میں ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو دوزخ کے نیچے تہ میں ہوتا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ترجمہ میں گزر چکی ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے اذکار میں اس کے بعد کہ مقرر کیا کہ کافر کی کنیت رکھنی جائز نہیں مگر دو شرطوں سے اور البتہ بہت بار ذکر آیا ہے ابوطالب کا حدیثوں میں اور اس کا نام عبد مناف ہے اور اللہ نے فرمایا: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِيْ لَهَبٍ﴾ کہا اور محل اس کا یہ ہے جب کہ پائی جائے اس میں شرط اور وہ یہ ہے کہ نہ پہچانا جائے مگر کنیت سے یا اس کے نام کے ذکر کرنے سے فتنے فساد کا خوف ہو پھر کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کی طرف خط لکھا اور اس کا نام لیا اس کو کنیت یا اس کے لقب سے ذکر نہ کیا اور اس کا لقب قیصر تھا اور تعقب کیا گیا ہے اس کے کلام پر ساتھ اس کے کہ نہیں بند ہے اس میں جو اس نے ذکر کیا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُبی کو اس کی کنیت سے یاد کیا اس کا نام نہ لیا اور حالانکہ وہ اپنے نام سے زیادہ تر مشہور تھا اور یہ فتنے کے خوف کے واسطے نہ تھا اس واسطے کہ جس کے پاس اس کا ذکر کیا وہ اسلام میں قوی تھا وہاں یہ خوف نہ تھا کہ اگر ابن اُبی کا نام لیا جاتا یعنی عبداللہ تو یہ فتنے تک نوبت پہنچاتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ محمول ہے الفت دلانے پر جیسا کہ جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن بطال نے سو کہا اس نے کہ اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے بلانا کافر کو ساتھ کنیت کے اوپر وجہ الفت کے یا اس کے اسلام کی اُمید کے واسطے یا واسطے حاصل کرنے نفع کے ان سے اور بہرحال کنیت بلانی ابوطالب کی سو ظاہر یہ ہے کہ وہ قبیل اول سے ہے اور وہ مشہور ہونا اس کا ہے کنیت سے نہ اسم سے اور بہرحال کنیت بلانی ابولہب کی سو اشارہ کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے طرف چوتھے احتمال کی اور وہ پرہیز کرتا ہے منسوب کرنے اس کے سے طرف بت کی اس واسطے کہ اس کا نام عبدالعزیٰ تھا اور کہا اس کے غیر نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو ساتھ کنیت اس کی کے سوائے نام اس کے کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ وہ داخل ہوگا آگ میں جو شعلہ مارنے والی ہے یعنی نکتہ بیچ ذکر کرنے اس کے کے کنیت سے یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے معلوم کیا کہ اس کا انجام آگ کی طرف ہے جو شعلہ مارنے والی ہے اور اس کی کنیت اس کے حال کے موافق ہوئی تو مناسب ہوا یہ کہ

ذکر کیا جائے ساتھ کنیت کے اور بعض نے کہا کہ ابولہب لقب ہے اور تعقب کیا گیا ہے اس کا کہ یہ قوی کرتا ہے پہلے احتمال کو اس واسطے کہ لقب جب کہ نہ ہو اوپر وجہ ذم کے واسطے کافر کے تو نہیں لائق ہے کہنا اس کا مسلمان سے اور جو شہادت لی ہے ساتھ اس کے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ہرقل کی طرف لکھنے سے سو واقع ہوا ہے نفس خط میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عظیم روم لکھا اور یہ مشعر ہے ساتھ تعظیم کے اور لقب غیر عرب کے واسطے مانند کنیت کے ہے عرب کے واسطے یعنی حاصل یہ ہے کہ مشرک کو کنیت اور لقب سے بلانا جائز ہے خاص کر الفت یا خوف فتنے کے واسطے تو مطلق جائز ہے اور اسی طرح خط لکھنا اس کی طرف ساتھ لقب اور کنیت کے اور اسی طرح ابتداء اس کی کنیت رکھنا بھی جائز ہے۔

بَابُ الْمَعَارِيضُ مَنْدُوحَةٌ عَنِ الْكَذِبِ معاریض فراخ اور دور ہیں جھوٹ سے

فائدہ: معاریض کے معنی ہیں تعریض کرنا اور تعریض خلاف تصریح کے ہے اور معنی یہ ہیں کہ تعریض کے ساتھ کلام کرنے میں گنجائش ہے جو بے پرواہ کرتی ہے جھوٹ بولنے سے یعنی تعریض کو جھوٹ نہیں کہا جاتا اور یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ معاریض میں وہ چیز ہے جو کفایت کرتی ہے مسلمان کو جھوٹ بولنے سے کہا جوہری نے کہ وہ توریہ ہے ساتی ایک چیز کے دوسری چیز سے یعنی ایک چیز بولی جاتی ہے اور مراد دوسری ہوتی ہے اور کہا راغب نے کہ تعریض ایک کلام ہے کہ اس کے واسطے دو وجہ ہوتی ہیں ایک بولی جاتی ہے اور مراد اس کا لازم ہوتا ہے۔(فتح)

وَقَالَ إِسْحَاقُ سَمِعْتُ أَنَسًا مَاتَ ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ كَيْفَ الْغُلَامُ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ هَدَأَ نَفَسُهُ وَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ قَدِ اسْتَرَاحَ وَظَنَّ أَنَّهَا صَادِقَةٌ.

اور کہا اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ کہا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا لڑکا مر گیا سو اس نے پوچھا کہ کیا حال ہے لڑکے کا؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کا دم ٹھہر گیا، اور میں امید وار ہوں کہ البتہ اس نے آرام پایا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ وہ سچی ہے۔

فائدہ: اور یہ حدیث پوری جنائز میں گزر چکی ہے اور شاہد ترجمہ کا اس سے یہ قول ام سلیم رضی اللہ عنہا کا ہے کہ اس کا دم ٹھہر گیا اور میں اُمید وار ہوں کہ البتہ اس نے آرام پایا اس واسطے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس سے سمجھا کہ بیمار لڑکے کو آرام ہوا اس واسطے کہ ہدا کے معنی ہیں سکن اور نفس ساتھ فتح فا کے مشعر ہے ساتھ سونے کے اور بیمار جب سو جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بیماری دور ہوئی یا ہلکی ہوئی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کی مراد یہ تھی کہ قطع ہوا دم اس کا بالکل ساتھ موت کے اور یہی مراد ہے اس کے قول سے کہ میں اُمید وار ہوں کہ البتہ اس نے آرام پایا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ اس نے آرام پایا بیماری سے ساتھ عافیت کے اور مراد ام سلیم رضی اللہ عنہا کی یہ تھی کہ اس نے آرام پایا دنیا کی تکلیف سے اور بیماری کے دُکھ سے سو وہ سچی ہے باعتبار مراد اپنی کے اور خبر اس کی ساتھ اس کے نہیں مطابق واسطے اس بات کے جس کو

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سمجھا اور اسی واسطے راوی نے کہا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ وہ سچی ہے یعنی باعتبار اس چیز کے کہ اس نے سمجھی۔ (فتح)

۵۷۴۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسِيْرٍ لَهُ فَحَدَا الْحَادِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْفُقْ يَا أَنْجَشَةُ وَيْحَكَ بِالْقَوَارِيْرِ.

۵۷۴۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے سو آہنگ سے سرود کرنے لگا اونٹوں کے ہانکنے والا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آہستہ آہستہ چلا اے انجشہ! ساتھ شیشوں کے تجھ کو خرابی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ نرمی کر ساتھ شیشوں کے اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے عورتیں ہیں كما تقدم تقريره۔

۵۷۴۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ وَأَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ سَفَرٍ وَكَانَ غُلَامٌ يَحْدُوْ بِهِنَّ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ يَعْنِي النِّسَآءَ.

۵۷۴۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور آپ کا ایک غلام تھا آہنگ سے اونٹوں کو ہانکتا تھا اس کو انجشہ کہا جاتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آہستہ آہستہ چل اے انجشہ! اونٹوں کو شیشے لدے اونٹوں کی طرح ہانک کہا ابوقلابہ نے کہ مراد شیشوں سے عورتیں ہیں۔

۵۷۴۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ لَا تَكْسِرُ الْقَوَارِيْرَ قَالَ قَتَادَةُ يَعْنِيْ ضَعَفَةَ النِّسَآءِ.

۵۷۴۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام تھا جو اونٹوں کو آہنگ سے ہانکتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ آہستہ آہستہ چل اے انجشہ! نہ توڑ شیشوں کو کہا قتادہ نے یعنی ضعیف عورتوں کو۔

۵۷۴۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ

۵۷۴۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار مدینے

شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَزَعٌ فَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

میں ہول پڑی تو حضرت مَلَّاثِیْم ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر آگے نکل گئے سو فرمایا کہ ہم نے تو کچھ چیز نہیں دیکھی اور البتہ ہم نے اس گھوڑے کا قدم تو دریا پایا۔

فائدہ: اور مراد اس سے یہ قول حضرت مَلَّاثِیْم کا ہے کہ ہم نے گھوڑے کا قدم تو دریا پایا یعنی اس کی تیز روی کے واسطے اور اس حدیث کی شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور شاید کہ شہادت لی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ کی دونوں حدیثوں سے جواز تعریض کے واسطے اور جامع درمیان تعریض کے اور مدلول ان حدیثوں کے استعمال کرنا لفظ کا ہے بیچ غیر موضوع لہ کے واسطے ان معنی کے کہ دونوں کے درمیان جامع ہیں اور کہا ابن منیر نے کہ حدیث شیشوں اور گھوڑے کی نہیں ہے معاریض سے بلکہ مجاز سے ہے سو گویا کہ جب اس نے اس کو جائز دیکھا تو تعریض جو حقیقت ہے اولیٰ ہے ساتھ جواز کے اور کہا ابن بطال نے کہ تشبیہ دی گھوڑے کے چلنے کو ساتھ دریا کے واسطے اشارہ کرنے کے کہ وہ بند نہیں ہوتا پھر اطلاق کیا صفت چلنے کو نفس گھوڑے پر بطور مجاز کے کہا اور یہ اصل ہے بیچ جائز ہونے استعمال تعریض کے اور محل جواز کا وہ ہے کہ خلاص ہو ظلم سے یا حاصل ہو حق لیکن استعمال کرنا اس کا اس کے عکس میں حق کے باطل کرنے سے یا باطل کے حاصل کرنے سے تو نہیں جائز ہے اور روایت کی طبری نے محمد بن سیرین سے کہ قوم بالہ سے ایک مرد بڑا نظر باز تھا اس کی نظر فوراً لگ جاتی ہے سو اس نے شریح کی خچر دیکھی تو شریح نے خوف کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کو اس کی نظر لگ جائے تو شریح نے کہا کہ جب یہ خچر بیٹھتی ہے تو نہیں اُٹھ سکتی یہاں تک کہ اُٹھائی جائے تو اس نے کہا اُف اُف سو وہ اس کی نظر سے سلامت رہی اور مراد شریح کی یہ تھی کہ وہ نہیں اُٹھتی یہاں تک کہ اللہ اس کو اٹھائے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلشَّيْءِ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَهُوَ يَنْوِي أَنَّهُ لَيْسَ بِحَقٍّ

کہنا مرد کا واسطے کسی شے کے کہ یہ کچھ چیز نہیں اور اس کی مراد یہ ہو کہ وہ حق نہیں

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ بِلَا كَبِيرٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت مَلَّاثِیْم نے دو قبر والوں کو فرمایا کہ ان کو عذاب ہوتا ہے بغیر کبیرے گناہ کے اور البتہ وہ حقیقت میں کبیرہ گناہ ہے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری معہ شرح کے کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٧٤٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا

۵۷۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے

مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ سَأَلَ أُنَاسٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسُوْا بِشَيْءٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ أَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِيْ أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهَا أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ.

حضرت ﷺ سے کاہنوں کا حکم پوچھا یعنی جو لوگ کہ آئندہ کی خبریں دیتے ہیں ان کی بات کو ماننا جائز ہے یا نہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہیں وہ کچھ چیز اس میں جو دعویٰ کرتے ہیں علم غیب سے یعنی ان کی بات صحیح نہیں کہ اس پر اعتماد کیا جائے لوگوں نے کہا یا حضرت! کبھی وہ ہم کو کسی چیز کی خبر دیتے ہیں اور وہ سچ ہوتی ہے یعنی تو اس کا کیا سبب ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ سچ بات جن کی طرف سے ہے کہ وہ اس کو فرشتوں سے لے بھاگتا ہے سو اس کو اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے جیسے آواز شیشے کی یا مرغ کی سو وہ اس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا کر لوگوں کو بتلاتے ہیں۔

فائدہ: ان کی بات صحیح نہیں کہ اس پر اعتماد کیا جائے جیسا کہ اعتماد کیا جاتا ہے پیغمبر کے قول پر جو وحی سے خبر دیتا ہے یعنی کاہن لوگ جھوٹے ہیں اور بے حقیقت ہیں ان سے دریافت کرنا اور ان کی بات پر اعتماد کرنا درست نہیں اس واسطے کہ اللہ کے سوائے غیب کو کوئی نہیں جانتا۔ (فتح)

بَابُ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَآءِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿أَفَلَا يَنْظُرُوْنَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَإِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ﴾.

آسمان کی طرف آنکھ اٹھانا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا نہیں دیکھتے اونٹ کو کیونکر پیدا کیا گیا اور آسمان کو کہ کیونکر بلند کیا گیا۔

فائدہ: اور یہی مراد ہے باب سے اور شاید کہ یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ آئی ہے بیچ نہی کے اس سے اور کہا ابن تین نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی رد کرنا ہے اس پر جو مکروہ رکھتا ہے آسمان کی طرف آنکھ اٹھانے کو جیسا کہ روایت کیا ہے طبری نے عطاء سلمی سے کہ وہ مکے میں چالیس برس رہا عاجزی سے آسمان کی طرف نہ دیکھتا تھا ہاں مسلم میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا منع ہے فرمایا کہ بے شک باز رہیں لوگ اپنی آنکھ اٹھانے سے نماز میں آسمان کی طرف نہیں تو ان کی آنکھیں چھن جائیں گی۔ (فتح)

وَقَالَ أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَآءِ.

اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے آنکھ آسمان کی طرف اٹھائی۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جس کا اول یہ ہے کہ فوت ہوئے حضرت ﷺ میرے گھر میں اور میری باری میں اور میرے سینے کے درمیان اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی آنکھ آسمان کی طرف اٹھائی اور کہا کہ الٰہی! میں بلند رتبہ رفیقوں کا ساتھ چاہتا ہوں اور اس کی شرح وفات نبوی میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٧٤٦ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ أَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ثُمَّ فَتَرَ عَنِّي الْوَحْيُ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ إِلَى السَّمَآءِ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَآءَ نِيْ بِحِرَآءٍ قَاعِدٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ.

۵۷۴۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے پھر وحی مجھ سے بند ہوئی سو جس حالت میں کہ میں چلا جاتا تھا کہ میں نے آسمان سے آواز سنی تو میں نے آنکھ آسمان کی طرف اٹھائی سو اچانک میں نے دیکھا کہ وہی فرشتہ ہے جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا کرسی پر بیٹھا ہے آسمان اور زمین کے درمیان۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول کتاب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ میں نے اپنی آنکھ آسمان کی طرف اٹھائی۔ (فتح)

٥٧٤٧ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ شَرِيْكٌ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَآءِ فَقَرَأَ ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ﴾.

۵۷۴۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک رات کاٹی اور حضرت ﷺ ان کے پاس تھے سو جب رات کی پچھلی تہائی یا کچھ رات باقی رہی تو حضرت ﷺ اٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھا سو یہ آیت پڑھی کہ بے شک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے میں اولی الالباب تک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تہجد کی نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ نے آسمان کی طرف نظر کی اور اس باب میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ حضرت ﷺ اپنی آنکھ آسمان کی طرف بہت اٹھاتے تھے۔ (فتح)

بَابُ نَكْتِ الْعُوْدِ فِي الْمَآءِ وَالطِّيْنِ

مارنا لکڑی کا پانی اور کیچڑ میں

٥٧٤٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ وَفِيْ يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُوْدٌ يَضْرِبُ بِهٖ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ فَجَآءَ رَجُلٌ يَسْتَفْتِحُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَذَهَبْتُ فَإِذَا أَبُوْ بَكْرٍ فَفَتَحْتُ لَهٗ وَبَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا عُمَرُ فَفَتَحْتُ لَهٗ وَبَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ أَوْ تَكُوْنُ فَذَهَبْتُ فَإِذَا عُثْمَانُ فَقُمْتُ فَفَتَحْتُ لَهٗ وَبَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ فَأَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِيْ قَالَ قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ.

۵۷۴۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے کے ایک باغ میں تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی اس کو پانی اور مٹی میں مارتے تھے سو ایک مرد نے آ کر دستک دی یعنی چاہا کہ دروازہ کھلے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے واسطے دروازہ کھول اور اس کو بہشت کی بشارت دے سو میں گیا تو اچانک دیکھا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں سو میں نے ان کے واسطے دروازہ کھولا اور اس کو بہشت کی بشارت دی پھر اور مرد نے دستک دی سو اچانک میں نے دیکھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں سو میں نے اس کے واسطے دروازہ کھولا اور اس کو بہشت کی بشارت دی پھر اور مرد نے دست دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ کیے تھے پس سیدھے ہو کر بیٹھے سو فرمایا کہ اس کے واسطے دروازہ کھول اور اس کو بہشت کی بشارت دے بلوے پر کہ اس کو پہنچے گا یا ہوگا سو میں گیا تو اچانک میں نے دیکھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ ہیں سو میں نے ان کے واسطے دروازہ کھولا اور ان کو بہشت کی بشارت دی اور خبر دی میں نے ان کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہا کہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کیا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے اور یہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور وہ قول اس کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں لکڑی تھی اس کو پانی اور مٹی میں مارتے تھے کہا ابن بطال نے کہ عرب کی عادت ہے کہ ہاتھ میں لاٹھی رکھتے ہیں اور اس پر کلام کے وقت تکیہ کرتے ہیں اور بعض عجم والوں نے اس میں ان پر عیب کیا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کو استعمال کیا تو اس میں حجت بالغہ ہے اور شاید مراد وہ لاٹھی ہے جس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ کیا کرتے تھے، میں کہتا ہوں اور فقہ ترجمہ کی یہ ہے کہ نہیں گنا جاتا یہ عبث مذموم سے اس واسطے کہ واقع ہوتا ہے یہ عاقل سے وقت فکر کرنے کے کسی چیز میں پھر نہیں استعمال کرتا اس کو اس چیز میں کہ نہ ضرر کرے تاثیر اس کی بیچ اس کے برخلاف اس کے جو فکر کرے اور اس کے ہاتھ میں چھری ہو پس استعمال کرے اس کو لکڑی میں کہ ہو بنا میں کہ وہ عبث

مذموم ہے۔(فتح)

بَابُ الرَّجُلِ يَنْكُتُ الشَّيْءَ بِيَدِهِ فِي الْأَرْضِ

مرد کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے زمین میں مارے اس طرح سے کہ اس میں اثر کرے

۵۷۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ الْأَرْضَ بِعُوْدٍ فَقَالَ لَيْسَ مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ فُرِغَ مِنْ مَّقْعَدِهِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَقَالُوا أَفَلَا نَتَّكِلُ قَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى﴾ الْآيَةَ.

۵۷۴۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی کو زمین میں مارنا شروع کیا اور فرمایا کہ تم میں سے ایسا کوئی نہیں مگر کہ البتہ فراغت کی گئی ہے اس کی مکان سے بہشت اور دوزخ سے یعنی بہشتی اور دوزخی لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرر ہو چکے ہیں اصحاب نے کہا ہم اپنے لکھے پر کیوں نہ اعتماد کریں؟ یعنی تقدیر کے روبرو عمل کرنا بے فائدہ ہے جو قسمت میں ہے سو ہو گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر ایک آدمی کو وہی آسان معلوم ہو گا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا، پھر یہ آیت پڑھی سو جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور تقویٰ کیا، آخر آیت تک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ لکڑی کو زمین میں مارنے لگے۔

بَابُ التَّكْبِيرِ وَالتَّسْبِيحِ عِنْدَ التَّعَجُّبِ

تعجب کے وقت اللہ اکبر اور سبحان اللہ کہنا

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ معنی تکبیر اور تسبیح کے تعظیم اللہ کی اور پاک جاننا اس کا ہے بدی سے اور استعمال کرنا اس کا وقت تعجب کے اور یہ توجیہ خوب ہے اور شاید کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رمز کی ہے طرف رد کی اس شخص پر جو اس کو منع کرتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ أَبِي ثَوْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَّقْتَ نِسَآئَكَ قَالَ لَا قُلْتُ اللّٰهُ أَكْبَرُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی عمر رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، میں نے کہا کہ اللہ اکبر۔

۵۷۵۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

۵۷۵۰۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَآئِنِ وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ مَنْ يُّوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجَرِ يُرِيْدُ بِهِ أَزْوَاجَهُ حَتّٰى يُصَلِّيْنَ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ.

حضرت ﷺ سو کر جاگے سو فرمایا کہ سبحان اللہ آج کی رات کیا ہی رحمت کے خزانے اترے ہیں اور آج کی رات کیا ہی فتنے اور فساد نازل ہوئے ہیں کون ہے کہ حجروں والی عورتوں کو جگائے؟ یعنی حضرت ﷺ کی بیویوں کو تا کہ تہجد کی نماز پڑھیں بہت عورتیں دنیا میں کپڑے پہننے والی ہیں اور آخرت میں ننگی ہیں یعنی دنیا میں باعزت اور قیامت میں گناہ سے فضیحت۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے۔

۵۷۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَآءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُوْرُهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً مِنَ الْعِشَآءِ ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ مَعَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْلِبُهَا حَتّٰى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ عِنْدَ مَسْكَنِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَفَذَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا إِنَّمَا

۵۷۵۱۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کی ملاقات کو آئیں اور حضرت ﷺ مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے رمضان کی پچھلی دس راتوں میں سو ایک گھڑی رات حضرت ﷺ کے ساتھ بات چیت کرتی رہیں پھر اٹھ کر گھر کو پلٹیں حضرت ﷺ ان کے ساتھ کھڑے ہوئے ان کے پہنچانے کو یہاں تک کہ جب مسجد کے دروازے پر پہنچیں جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر پاس تھا تو دو انصاری مرد دونوں پر گزرے سو انہوں نے حضرت ﷺ کو سلام کیا پھر چلے تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ جلدی نہ کرو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ صفیہ رضی اللہ عنہا حیی کی بیٹی ہے یعنی میری بیوی ہے کوئی اجنبی عورت نہیں بدگمان نہ ہونا دونوں نے کہا سبحان اللہ یا حضرت! آپ کی ذات میں بدگمانی کو کیا دخل ہے اور یہ بات اُن پر بھاری پڑی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں اس طرح پھرتا ہے جیسے لہو اور میں ڈرا کہ تمہارے دل میں کچھ بدگمانی ڈالے۔

هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا مَا قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِىْ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يَّقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا.

فائدہ: اور یہ حدیث مطابق ہے واسطے باب کے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ ان دونوں انصاریوں نے جو سبحان اللہ کہا تو مراد ان کی تعجب ہے قول مذکور سے ساتھ قرینہ اس قول کے کہ ان پر بھاری پڑی اور شاق گزری اس حدیث کی شرح کچھ علم میں گزر چکی ہے اور کچھ فتن میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور بعض نے کہا کہ مراد خزائن سے رحمت ہے اور مراد فتن سے عذاب ہے اس واسطے کہ وہ اسباب ہیں اس کی طرف پہنچانے والے اور یا مراد خزائن سے پیشین گوئی ہے ساتھ اس چیز کے جو حضرت ﷺ کی امت پر فتح ہوگی مال غنیمت سے یعنی آئندہ ملک فتح ہوں گے اور میری امت کو بیشار غنیمتیں ہاتھ لگیں گی اور فتنے فساد اس سے پیدا ہوں گے پس یہ حدیث منجملہ پیشین گوئیوں سے ہے۔ (فتح)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْخَذْفِ

باب ہے بیچ ٹھیکری مارنے کے

فائدہ: خذف کے معنی ہیں انگلیوں سے کنکرے کا پھینکنا۔

۵۷۵۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهْبَانَ الْأَزْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَقْتُلُ الصَّيْدَ وَلَا يَنْكَأُ الْعَدُوَّ وَإِنَّهُ يَفْقَأُ الْعَيْنَ وَيَكْسِرُ السِّنَّ.

۵۷۵۲۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ٹھیکری مارنے سے منع کیا اور فرمایا کہ بے شک وہ نہ شکار کو مارتی ہے اور نہ دشمن کو زخمی کرتی ہے اور بے شک وہ آنکھ کو پھوڑتی ہے اور دانت کو توڑتی ہے۔

بَابُ الْحَمْدِ لِلْعَاطِسِ

چھینکنے والے کو الحمد للہ کہنا

فائدہ: یعنی اس کا مشروع ہونا اور ظاہر حدیث کا تقاضا کرتا ہے اس کے واجب ہونے کو واسطے ثابت ہونے امر صریح کے ساتھ اس کے لیکن نقل کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے اتفاق اس کے مستحب ہونے پر اور بہر حال لفظ اس کا سو نقل کیا ہے ابن بطال وغیرہ ایک گروہ سے کہ الحمد للہ سے زیادہ نہ کہے جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو دو باب کے بعد آئے گی اور ایک گروہ سے روایت ہے کہ کہے الحمد للہ علی کل حال روایت کیا ہے اس کو طبرانی اور ترمذی وغیرہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ جب کوئی چھینکے تو چاہیے کہ کہے الحمد للہ علی کل حال اور ایک روایت میں ہے کہ یا یہ کہے اور یا الحمد للہ رب العالمین کہے اور ایک گروہ سے روایت ہے کہ الحمد للہ رب العالمین کہے اور ایک روایت

میں ہے کہ دونوں لفظ کہے روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں علی رضی اللہ عنہ سے کہ جو چھینک سن کر الحمد للہ رب العالمین علی کل حال کہے اس کو دانت اور کان میں کبھی درد نہیں ہوتا اور یہ موقوف ہے لیکن اس میں قیاس کو دخل نہیں اس واسطے اس کو حکم رفع کا ہے یعنی وہ حکما مرفوع ہے اور ایک گروہ سے روایت ہے کہ جو زیادہ ہو ثناء سے اس چیز میں کہ حمد کے متعلق ہے بہتر ہے سو روایت کی طبری نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینکا اور کہا الحمد للہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یرحمک اللہ پھر دوسرے نے چھینکا اور کہا الحمد لله رب العالمين حمدا كثير طيبا مباركا فيه تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلند ہوا یہ اس سے انیس درجے اور اس کی تائید کرتی ہے جو ترمذی وغیرہ نے رفاعہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو میں چھینکا تو میں نے کہا الحمد لله حمدا طيبا مباركا فيه مباركا عليه كما يحب ربنا ويرضى پھر جب نماز سے پھرے تو فرمایا کون ہے کلام کرنے والا تین بار فرمایا میں نے کہا کہ میں ہوں فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں نے تیس اوپر کئی فرشتے دیکھے کہ اس کی طرف جلدی جھپٹے کہ ان میں سے کون اس کو لے کر آسمان پر چڑھے اور اس کی اصل بخاری میں ہے لیکن اس میں چھینک کا ذکر نہیں اور نقل کیا ہے ابن بطال نے طبرانی سے کہ چھینکنے والے کو اختیار ہے کہ الحمد للہ کہے یا زیادہ کرے رب العالمین یا علی کل حال اور دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ سب جائز ہے لیکن جس میں ثنا زیادہ ہو وہ افضل ہے بشرطیکہ ماثور ہو اور بعض چھینکنے کے وقت تمام سورۂ الحمد پڑھتے ہیں سو اس کی کوئی اصل نہیں اور بعض الحمد للہ کے بدلے اشھد ان لا الہ الا اللہ کہتے ہیں یا اس کو الحمد للہ سے پہلے کہتے ہیں سو یہ مکروہ ہے۔ (فتح)

٥٧٥٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَهٰذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ.

٥٧٥٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو مردوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینکا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو چھینک کا جواب دیا اور دوسرے کو جواب نہ دیا تو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا سبب پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور اس نے اللہ تعالیٰ کی تعریف نہیں کی۔

فائدہ: تشمیت کے معنی ہیں چھینک کا جواب دینا یعنی اس کے واسطے برکت کی دعا کرنا اور کہا حلیمی نے کہ چھینکنے والے کے واسطے جو الحمد للہ مشروع ہوا ہے تو اس میں حکمت یہ ہے کہ چھینک دفع کرتی ہے ایذا کو دماغ سے جس میں فکر کی قوت ہے اور اسی جگہ سے پیدا ہوتے ہیں پٹھے جو حس کے کان ہیں اور اس کے سلامت رہنے سے سب اعضاء سلامت رہتے ہیں سو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بڑی بھاری نعمت ہے سو مناسب ہوا کہ اس کے عوض میں الحمد اللہ کہا جائے اس واسطے کہ اس میں اقرار ہے اللہ کے واسطے ساتھ پیدا کرنے اور قادر ہونے کے اور منسوب کرنا پیدا کرنے

کو اس کی طرف نہ طرف طبائع کی اور اس حدیث میں ہے کہ جواب دینا چھینک کا فقط اس کے واسطے جائز ہے جو الحمد للہ کہے کہا ابن عربی نے کہ اس پر اجماع ہے اور اس میں جواز سوال کا ہے علت حکم سے اور بیان کرنا اس کا سائل کے واسطے خاص کر جب کہ اس میں اس کا نفع ہو اور اس حدیث میں ہے کہ اگر چھینکنے والا الحمد للہ نہ کہے تو اس کو تلقین نہ کیا جائے تا کہ الحمد للہ کہے اور اس کو اس کا جواب دیا جائے اور اس میں نظر ہے وسیاتی البحث فیہ ان شاء اللہ تعالٰی اور چھینکنے والے کے آداب سے یہ ہے کہ چھینک کے وقت اپنی آواز کو پست کرے اور الحمد للہ پکار کر کہے اور اپنے منہ کو ڈھانپے تا کہ نہ ظاہر ہو اس کے منہ یا ناک سے وہ چیز کہ اس کے ساتھ بیٹھنے والے کو ایذا دے اور اپنی گردن کو دائیں بائیں نہ پھیرے تا کہ اس کے ساتھ ضرر نہ پائے اور کہا ابن عربی نے کہ حکمت آواز کی پست کرنے میں یہ ہے کہ آواز اونچی کرنے سے اعضا میں جنبش آتی ہے اور ابوداؤد اور ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھینکنے کے وقت اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے تھے اور اپنی آواز کو پست کرتے تھے کہا ابن دقیق العید نے کہ چھینک کے جواب دینے میں فائدہ حاصل کرنا محبت اور الفت کا ہے درمیان مسلمانوں کے اور ادب سکھلانا چھینکنے والے کا ساتھ کسر نفسی کے تکبر سے اور حمل کرنا تواضع پر اس واسطے کہ رحمت کے ذکر کرنے میں اشعار ہے ساتھ گناہ کے جس سے اکثر لوگ خالی نہیں ہیں۔ (فتح)

بَابُ تَشْمِیْتِ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللّٰهَ فِیْهِ أَبُوْ هُرَیْرَةَ

چھینکنے والے کو جواب دینا یعنی یرحمک اللہ کہنا جب کہ الحمد للہ کہے

فائدہ: یعنی مشروع ہونا چھینک کے جواب کا ساتھ شرط مذکور کے اور نہیں معین کیا بخاری رحمہ اللہ نے حکم کو اور البتہ ثابت ہو چکا ہے امر ساتھ اس کے باب کی حدیث میں کہا ابن دقیق العید نے کہ ظاہر امر کا وجوب ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو آئندہ باب میں ہے کہ حق ہے ہر مسلمان پر جو سنے کہ اس کو چھینک کا جواب دے اور بخاری رحمہ اللہ کے واسطے ہے کہ پانچ چیزیں ہیں کہ ایک مسلمان کے واسطے دوسرے مسلمان پر واجب ہیں سو ذکر کیا ان میں سے چھینک کا جواب دینا اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی چھینکے تو چاہیے کہ کہے الحمد للہ اور چاہیے کہ کہے جو اس کے پاس ہو یرحمک اللہ روایت کیا ہے اس کو احمد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور البتہ لیا ہے ان حدیثوں کے ظاہر کو ابن مزین مالکی نے اور یہی قول ہے جمہور اہل ظاہر کا کہا ابن ابی جمرہ نے کہ ہمارے علماء میں سے ایک جماعت نے کہا کہ وہ فرض عین ہے اور قوت دی ہے اس کو ابن قیم نے سنن کے حواشی میں اور لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ چھینک کا جواب دینا فرض کفایہ ہے سو جب بعض جواب دیں تو باقی لوگوں سے ساقط ہو جاتا ہے اور ترجیح دی ہے اس کو ابن ولید اور ابوبکر بن عربی نے اور یہی قول ہے حنفیہ اور جمہور حنابلہ کے اور ایک جماعت مالکیہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ مستحب ہے اور کفایت کرتا ہے ایک آدمی جماعت کی طرف

سے اور یہی قول ہے شافعیہ کا اور راجح باعتبار دلیل کے دوسرا قول ہے یعنی فرض کفایہ ہے اور جو حدیثیں کہ وجوب پر دلالت کرتی ہیں وہ اس کے فرض کفایہ ہونے کے مخالف نہیں اس واسطے کہ حکم ساتھ جواب دینے چھینک کے اگرچہ وارد ہوا ہے بیچ عموم مکلفین کے پس فرض کفایہ کے ساتھ بھی سب مکلفین مخاطب ہیں صحیح تر قول میں اور ساقط ہوتا ہے ساتھ فعل بعض کے۔ (فتح)

٥٧٥٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَرَدِّ السَّلَامِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ أَوْ قَالَ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالسُّنْدُسِ وَالْمَيَاثِرِ.

۵۷۵۴۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم کیا سات چیز کا اور منع کیا سات چیز سے ہم کو حکم کیا ان چیزوں کا بیمار کی خبر پوچھنا اور جنازے کے ساتھ جانا اور چھینکنے والے کو جواب دینا اور دعوت کرنے والے کی دعوت کا قبول کرنا اور سلام کا جواب دینا اور مظلوم کی مدد کرنا اور قسم کا سچا کرنا اور منع کیا ہم کو سات چیزوں سے سونے کی چھاپ یا سونے کے حلقے سے اور ریشمی کپڑے سے اور دیبا سے اور سندس سے اور زین پوش سے۔

فائدہ: اس حدیث کی اکثر شرح کتاب اللباس میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ نہیں براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تفصیل جو ترجمہ میں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ ہر چھینکنے والے کو جواب دیا جائے عام طور سے کہا اور تفصیل تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو آئندہ آتی ہے سو اس کو لائق تھا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اس باب میں ذکر کرتا تا کہ معلوم ہوتا کہ اگرچہ براء رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ظاہر عموم ہے لیکن مراد اس سے خاص وہ شخص ہے جو چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہے اور شاید یہ ان بابوں سے ہے کہ بخاری رحمہ اللہ ان کی تہذیب سے پہلے مر گیا، میں کہتا ہوں اور یہ کاری گری اس کی نہیں خاص ہے ساتھ اس باب کے بلکہ بخاری رحمہ اللہ نے صحیح میں ایسا بہت جگہوں میں کیا ہے کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھ تقیید کے اور تخصیص کے جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے اطلاق سے یا تعمیم سے اور اکتفا کیا دلیل تقیید یا تخصیص سے ساتھ اشارہ کرنے کے یا تو اس چیز کے واسطے کہ واقع ہوئی ہے اس حدیث کے بعض طریقوں میں جس کو وارد کیا ہے یا اور حدیث میں جیسا کہ اس باب میں کیا ہے اس واسطے کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ قول اپنے کے فیہ ابو ہریرہ طرف اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے اس کی حدیث میں کہ امر ساتھ جواب دینے چھینک

کے مقید ہے ساتھ اس کے جب کہ چھینکنے والا الحمد للہ کہے اور یہ دقیق تر تصرف اس کا ہے اس کتاب میں اور کثرت سے لانا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس کو دلالت کرتا ہے کہ یہ اس نے جان بوجھ کر کیا ہے نہ یہ کہ وہ اس کی تہذیب سے پہلے مر گیا تھا بلکہ علماء نے اس بات کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دقیق فہم اور خوب غور سے شمار کیا ہے اور حاصل یہ ہے کہ براء رضی اللہ عنہ کی حدیث اگرچہ عام ہے اس میں الحمد للہ کہنے کی قید نہیں لیکن بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ قید آ چکی ہے کہ اگر چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو اس کو اس وقت جواب دینا لازم ہے ورنہ ضروری نہیں پس یہی وجہ ہے مطابقت حدیث کی ترجمہ سے اور اس حکم سے بعض لوگ مخصوص ہیں کہ ان پر چھینکنے والے کو جواب دینا واجب نہیں اول وہ شخص مخصوص ہے جو چھینکنے کے بعد الحمد للہ نہ کہے، کما تقدم، دوسرا کافر ہے کہ اگر وہ چھینکے تو اس کو وہ جواب نہ دیا جائے یعنی یرحمک اللہ نہ کہا جائے سو البتہ روایت کی ہے ابو داؤد نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ یہودی لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینکتے تھے اس امید سے کہ ان کو **یرحمکم اللّٰہ** کہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو فرماتے **یھدیکم اللہ ویصلح بالکم** تیسرا زکام والا ہے جو تین بار سے زیادہ چھینکے اس واسطے کہ ظاہر امر کا ساتھ جواب دینے چھینک کے شامل ہے ایک بار کو اور زیادہ کو لیکن روایت کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جواب دے اس کو چھینک کا ایک بار اور دو بار اور تین بار اور جو اس کے بعد ہے سو وہ زکام ہے اور اسی قسم کی اور بھی روایت آئی ہے کہ تین بار چھینک کا جواب دینا ضروری ہے اس کے بعد نہیں اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اذکار میں کہ جب کوئی کئی بار پے در پے چھینکے تو سنت ہے کہ ہر بار اس کو جواب دے تین بار تک اور مستفاد ہوتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مشروع ہونا جواب چھینک کا جب کہ الحمد للہ کہے جب تک کہ تین بار سے زیادہ نہ چھینکے برابر ہے کہ پے در پے چھینکے یا دیر کے ساتھ اور اگر پے در پے چھینکے اور چھینک کے غلبے سے الحمد للہ نہ کہہ سکے پھر اس کے بعد الحمد للہ کہے جتنی بار چھینکا ہو تو کیا اس کو جواب دیا جائے یا نہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو جواب دیا جائے اور البتہ روایت کی ہے ابو یعلی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ تین بار کے بعد چھینک کا جواب دینا منع ہے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس میں راوی مجہول ہے کہا ابن العربی نے کہ اس حدیث میں اگرچہ راوی مجہول ہے لیکن مستحب ہے عمل ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ دعا ہے ساتھ خیر کے اور صلہ کے پس اولیٰ عمل کرنا ہے ساتھ اس کے اور عبید بن رفاعہ کی حدیث میں ہے کہ تین بار کے بعد کہا جائے کہ تو مزکوم ہے پس یہ زیادتی ہے واجب ہے قبول کرنا اس کا کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں ہے تو جس کو چھینک کا جواب دیا جائے بعد تین بار کے اس واسطے کہ مجھ کو بیماری ہے تیری چھینک خفت بدن سے پیدا نہیں، کما سیاتی اور اگر کوئی کہے کہ جب بیماری ہوئی تو اس کو بطریق اولیٰ جواب دینا چاہیے اس واسطے کہ وہ زیادہ تر محتاج ہے طرف دعا کی اپنے غیر سے ہم کہتے ہیں ہاں لیکن اس کے واسطے وہ دعا کی جائے جو اس کے مناسب ہو نہ وہ دعا جو چھینکنے والے کے واسطے مشروع ہے یعنی بلکہ اس کے واسطے عافیت کی دعا کر

جو مسلمان دوسرے مسلمان کے واسطے کرتا ہے، چوتھا وہ شخص اس حکم سے مخصوص ہے جو چھینک کے جواب کو برا جانے، کہا ابن دقیق العید نے کہ بعض اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ جس کے حال سے معلوم ہوا کہ وہ چھینک کے جواب کو مکروہ جانتا ہے تو اس کو چھینک کا جواب نہ دیا جائے اور اگر کہا جائے کہ کس طرح ترک کیا جائے گا سنت کو اس سبب سے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ سنت ہے اس کے واسطے جو اس کو چاہے نہ اس کے واسطے جو اس کو برا جانے اور یہی حکم ہے سلام اور بیمار پرسی کا کہا ابن دقیق العید نے کہ میرے نزدیک یہ ہے کہ اس سے باز نہ رہے مگر جس سے ضرر کا خوف ہو اور غیر اس کا یعنی جس سے ضرر کا خوف نہ ہو تو اس کو چھینک کا جواب دیا جائے واسطے بجا لانے حکم کے اور تا کہ تکبر ٹوٹے۔ میں کہتا ہوں اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ لفظ تشمیت کا دعا ہے ساتھ رحمت کے پس وہ مناسب ہے ہر مسلمان کے واسطے جو ہو، پانچواں وہ شخص اس حکم سے مخصوص ہے جو امام کا خطبہ سنتا ہو اور کوئی چھینکے کہ راجح یہ ہے کہ اس وقت چپ رہے اس کو چھینک کا جواب نہ دے اس واسطے کہ ممکن ہے کہ خطبے کے بعد اس کا جواب دے خاص کر جب کہ کہا جائے کہ خطبے کہ حالت میں کلام کرنا منع ہے، چھٹا وہ شخص اس حکم سے مخصوص ہے کہ چھینکنے کے وقت ایسی حالت میں ہو جس میں اللہ کا نام لینا منع ہے جیسے کہ پاخانے یا جماع میں ہو تو وہ تاخیر کرے پھر الحمد للہ کہے پھر اس کو جواب دیا جائے اور اگر اسی حالت میں الحمد للہ کہے تو کیا جواب کا مستحق ہے نہیں اس میں نظر ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعُطَاسِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّثَاؤُبِ

جو مستحب ہے چھینکنے سے اور جو مکروہ ہے جمائی لینے سے

فائدہ: کہا خطابی نے کہ معنی استحباب اور کراہت کے ان میں ان کے سبب کی طرف پھرتے ہیں اور اس کا بیان یوں ہے کہ چھینک ہوتی ہے خفت بدن سے اور مسام کے کھلنے سے اور نہ نہایت پیٹ بھر کر کھانے سے اور یہ برخلاف ہے جمائی کے کہ وہ ہوتی ہے بدن کے پر ہونے اور بھاری ہونے سے جو پیدا ہوتا ہے بہت کھانے سے اور اول چاہتا ہے خوش دلی کو عبادت میں اور دوسرا اس کے برعکس ہے۔ (فتح)

٥٧٥٥۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَحَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهٗ أَنْ يُّشَمِّتَهٗ وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ

٥٧٥٥۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ اللہ چھینک کو پسند رکھتا ہے اور جمائی کو برا جانتا ہے سو جب کوئی چھینکے پھر الحمد للہ کہے تو جو مسلمان اس کو سنے اس پر واجب ہے کہ اس کے حق میں دعا کرے یعنی یرحمک اللہ کہے اور بہر حال جمائی سو وہ تو شیطان سے ہے سو چاہیے کہ اس کو دفع کرے جہاں تک کہ اس سے ہو سکے اور جب کہے ہا ہا تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔

الشَّيْطَانِ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ.

فائدہ: چھینکنے سے بدن ہلکا ہوتا ہے اتو آدمی بندگی کرسکتا ہے اس واسطے اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور جمائی گرانی سے آتی ہے اور غفلت اور سستی لاتی ہے اس واسطے اللہ کو بری معلوم ہوتی ہے اور مراد چھینک سے وہ چھینک ہے جو زکام سے نہ پیدا ہو اس واسطے کہ اس میں حکم ہے الحمدللہ کہنے کا اور جواب دینے کا اور احتمال ہے کہ مراد عام چھینک ہو اور اس کا جواب خاص ہو اور البتہ وارد ہوئی ہے وہ چیز جو چھینکنے والے کے بعد حال کو خاص کرتی ہے سو ترمذی نے روایت کی ہے کہ چھینک اور جمائی اور اونگھ نماز میں شیطان سے ہے اور یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معارض نہیں اس واسطے کہ وہ مقید ہے ساتھ حالت نماز کے سو کبھی سبب ہوتا ہے شیطان چھینک کے حاصل ہونے میں نمازی کے واسطے تاکہ اس کو نماز سے باز رکھے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ چھینک کو نماز میں مکروہ نہیں کہا جاتا اس واسطے کہ وہ روک نہیں سکتی برخلاف جمائی کے کہ وہ روک سکتی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مستحب ہے چھینکنے والے کو کہ جلدی الحمدللہ کہے اور بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے مسجد میں چھینک ماری تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یرحمک اللہ اگر تو نے الحمدللہ کہا ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ چھینک کا جواب دینا اس کے واسطے مشروع ہے جو چھینک اور الحمدللہ سنے اور اگر چھینکنا اور الحمدللہ کہنا نہ سنے تو اس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ إِذَا عَطَسَ كَيْفَ يُشَمَّتُ

جب چھینکے تو اس کو چھینک کا جواب کس طرح دیا جائے؟

٥٧٥٦۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَإِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ.

٥٧٥٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی چھینکے تو چاہیے کہ الحمدللہ کہے اور چاہیے کہ اس کا بھائی یا ساتھی اس کو یرحمک اللہ کہے پھر جب اس کو یرحمک اللہ کہے تو چاہیے کہ کہے چھینکنے والا یھدیکم اللہ ویصلح بالکم یعنی اللہ تم کو راہ دکھلائے اور تمہارے حال کو سنوارے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ جب کوئی چھینکے تو چاہیے کہ الحمدللہ کہے تو اس امر سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ وہ مشروع

ہے ہر حال میں یہاں تک کہ نمازی کو بھی اور یہی قول ہے جمہور اصحاب کا اور اماموں کا جو ان کے بعد ہیں اور ساتھ اسی کے قائل ہے شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور نقل کیا ہے ترمذی رحمہ اللہ نے بعض تابعین سے کہ مشروع ہے نفل نماز میں نہ فرض میں اور باوجود اس کے اپنے جی میں الحمد للہ کہے لیکن اگر قرأت فاتحہ میں چھینکے تو نہ کہے اس واسطے کہ اس کی قرأت میں موالات شرط ہے اور جزم کیا ہے ابن العربی نے مالکیہ سے کہ نمازی اپنے دل میں الحمد للہ کہے اور مراد بھائی سے حدیث میں بھائی مسلمان ہے اور یہ جو کہا یرحمک اللہ تو احتمال ہے یہ دعا ہو ساتھ رحمت اللہ کے اور احتمال ہے کہ ہو اخبار بطور بشارت کے تو گویا کہ جواب دینے والے نے چھینکنے والے کو بشارت دی ساتھ حاصل ہونے رحمت کے آئندہ زمانے میں بسبب حاصل ہونے اس کے حال میں اس واسطے کہ اس نے دفع کیا جو اس کو ضرر دیتا تھا اور کہا ابن بطال نے کہ ایک قوم کا یہ مذہب ہے کہ اس کو یرحمک اللہ کہے یعنی اس کو دعا کے ساتھ خاص کرے اس میں اور کسی کو شریک نہ کرے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت ہے کہ اور کو بھی اس میں شریک کرے یعنی کہے یرحمنا اللہ وایاکم اور یہی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مؤطا میں کہا ابن دقیق العید نے ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ نہیں ادا ہوتی ہے سنت مگر ساتھ خطاب کریں گے اور جو بہت لوگوں کی عادت ہے کہ رئیس کو کہتے ہیں یرحم اللہ سیدنا تو یہ خلاف سنت ہے اور یہ جو کہا یهديكم الله ويصلح بالكم تو یہ نہیں مشروع ہے مگر اس کے واسطے جو چھینک کا جواب دے اور یہ واضح ہے اور یہ کہ یہ لفظ جواب ہے تشمیت کا اور اس میں اختلاف ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ کہے اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ وہ یہ کہے یغفر اللہ لنا ولکم اور روایت کیا ہے اس کو طبری نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے کہا ابن بطال نے کہ مذہب مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ اس کو دونوں لفظ میں اختیار ہے جو چاہے سو کہے اور دونوں کو جمع کرنا بہت بہتر ہے مگر ذمی کے واسطے اور کہا بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں بعد روایت کرنے اس کے کہ یہ حدیث یعنی جس میں یہ لفظ ہے یہدیکم اللہ ویصلح بالکم زیادہ تر ثابت ہے جو اس باب میں مروی ہے اور کہا طبری نے کہ یہ ثابت تر ہے سب حدیثوں میں اور کہا بیہقی نے کہ وہ صحیح تر چیز ہے جو اس باب میں وارد ہوئی اور پکڑا ہے اس کو طحاوی نے حنفیہ سے اور ترجیح دی ہے اس کو اور اختیار کیا ہے ابن ابی جمرہ نے کہ مجیب دونوں لفظ کو جمع کرے تاکہ خیر کے واسطے زیادہ تر جامع ہو اور خلاف سے نکلے اور ترجیح دی ہے اس کو ابن دقیق العید نے اور مؤطا مالک میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ چھینکتے اور اس کو یرحمک اللہ کہا جاتا تو کہتے یرحمنا اللہ وایاکم يغفر الله لنا ولكم کہا ابن ابی جمرہ نے اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ چھینکنے والے پر اللہ کی بڑی نعمت ہے لی جاتی ہے یہ اس چیز سے کہ مرتب ہے اس پر خیر سے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ اللہ کا اپنے بندے پر بڑا فضل ہے اس واسطے کہ اللہ نے دور کیا اس سے ضرر ساتھ نعمت چھینک کے پھر اس کے واسطے الحمد للہ کہنا مشروع کیا جس پر اس کو ثواب دیا جائے پھر دعا ساتھ خیر کے بعد دعا کے ساتھ خیر کے اور مشروع ہوئیں یہ نعمتیں پے

در پے نہایت تھوڑے وقت میں بطور فضل اور احسان کے اللہ کی طرف سے اور اس میں جو دیکھے اپنے دل سے بصیرت ہے اور زیادتی قوت ایمان کی ہے یہاں تک کہ حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے اس سے جو نہیں حاصل ہوتا چند دنوں کی عبادت سے اور داخل ہوتی ہے اس میں حب اللہ کی جس نے اس پر یہ انعام کیا جو اس کے دل میں نہ تھی اور حب رسول کی جس کے ہاتھ میں اس خیر کی معرفت حاصل ہوئی اور علم جس کو اس کی سنت لائی جس کا اندازہ معین نہیں اور بیچ زیادتی ایک ذرہ کے اور اس سے وہ چیز ہے جو اس کے سوائے بہت عملوں سے اوپر ہے اور واسطے اللہ کے ہے بہت حمد اور کہا حلیمی نے کہ بلا کے انواع اور سب آفات مؤاخذہ ہے اور مؤاخذہ تو صرف گناہ کا ہے اور جب حاصل ہوا گناہ بخشا گیا اور رحمت نے بندے کو پایا تو نہ واقع ہوگا مؤاخذہ سو جب چھینکنے والے کو کہا جائے یرحمک اللہ تجھ پر رحمت کرے تو اس کے معنی ہیں کہ اللہ اس کو تیرے واسطے ٹھہرائے تا کہ تو ہمیشہ سلامت رہے اور اس میں اشارہ ہے طرف تنبیہ چھینکنے والے کے اوپر طلب رحمت کے اور توبہ کرنے کے گناہ سے اور اسی واسطے مشروع ہے اس کے واسطے جواب ساتھ قول اپنے کے غفر اللہ لنا ولکم۔ (فتح)

بَابٌ لَا يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ إِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ

جب چھینکنے والا الحمدللہ نے کہے تو اس کو چھینک کا جواب نہ دیا جائے یعنی اس کو یرحمک اللہ کہا نہ جائے

٥٧٥٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَمَّتَّ هٰذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِيْ قَالَ إِنَّ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَلَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ.

٥٧٥٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو مردوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینکا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو یرحمک اللہ کہا اور دوسرے کو نہ کہا تو اس مرد نے کہا یا حضرت! آپ نے اس کو یرحمک اللہ کہا اور مجھ کو نہیں کہا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے اللہ کی حمد کی اور تو نے اللہ کی حمد نہیں کی۔

فائدہ: یہ حدیث عنقریب گزر چکی ہے اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ یہ حکم عام ہے اور نہیں خاص ہے ساتھ اس مرد کے جس کے واسطے یہ واقع ہوا اگرچہ یہ واقعہ حال کا ہے جس میں عموم نہیں لیکن وارد ہوتا ہے امر ساتھ اس کے مسلم کی حدیث میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ جب کوئی چھینکے اور الحمدللہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ کہو اور اگر الحمدللہ نہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ نہ کہو کہا نووی رحمہ اللہ نے یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ جو الحمدللہ نہ کہے اس کو یرحمک اللہ نہ کہا جائے، میں کہتا ہوں یہ منطوق اس کا ہے لیکن کیا نہی اس میں تنزیہ کے واسطے ہے یا تحریم کے واسطے سو جمہور کے نزدیک تو تنزیہ کے واسطے ہے اور کم تر درجہ الحمدللہ اور یرحمک اللہ کا یہ ہے کہ اس کا ساتھی سنے اور اس سے لیا جاتا ہے

کہ اگر الحمدللہ کے سوائے کوئی اور لفظ بولے تو اس کو یرحمک اللہ نہ کہا جائے اور البتہ ابوداؤد وغیرہ نے سالم بن عبید سے روایت کی ہے کہ ایک مرد چھینکا سو اس نے کہا السلام علیکم تو حضرت ﷺ نے فرمایا تجھ پر اور تیری ماں پر جب کوئی چھینکے تو چاہیے کہ الحمدللہ کہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مشروع ہے یرحمک اللہ کہنا اس کے واسطے جو الحمدللہ کہے جب کہ پہچانے سامع کو کہ اس نے الحمدللہ کہا اگرچہ اس کو نہ سنے کہ مشروع ہے اس کے واسطے کہ اس کو یرحمک اللہ کہے واسطے عام ہونے امر کے ساتھ اس کے چھینکنے والے کو جب کہ الحمدللہ کہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مختار یہ ہے کہ جو سنے وہی اس کے یرحمک اللہ کہے نہ غیر اس کا اور ابن العربی نے حکایت کیا ہے اس میں اختلاف کو اور ترجیح دی کہ اس کو یرحمک اللہ کہے اور اسی طرح نقل کیا ہے اس کو ابن بطال وغیرہ نے مالک سے اور مستثنیٰ کیا ہے ابن دقیق العید نے اس کو جو جانے کہ جو چھینکنے والے کے پاس ہے وہ جاہل ہیں نہیں کر سکتے ہیں فرق درمیان جواب اس شخص کے جو الحمدللہ کہے اور جو نہ کہے اور یرحمک اللہ کہنا موقوف ہے اس پر جو جانے کہ اس نے الحمدللہ کہا سو منع ہے اس کو یرحمک اللہ کہنا اگرچہ پاس والا اس کو یرحمک اللہ کہے اس واسطے کہ اس کو علم نہیں کہ اس نے الحمدللہ کہا یا نہیں اور اگر اس نے چھینکا اور الحمدللہ کہا اور کسی نے اس کو یرحمک اللہ نہ کہا اور اس نے اس کو دور سے سنا تو اس کے واسطے مستحب ہے کہ اس کو یرحمک اللہ کہے جب کہ اس کو سنے اور البتہ روایت کی ابن عبدالبر نے ساتھ سند جید کے ابوداؤد صاحب سنن سے کہ وہ ایک کشتی میں بیٹھا تھا سو اس نے سنا کہ ایک مرد کنارے پر چھینکا اور اس نے الحمدللہ کہا تو ابوداؤد نے ایک ناؤ ایک درہم سے کرایہ لی یہاں تک کہ چھینکنے والے کے پاس آیا اور اس کو یرحمک اللہ کہا پھر جب وہ سو گئے تو انہوں نے سنا کوئی کہتا ہے کہ اے کشتی والو! ابوداؤد نے ایک درہم سے جنت خرید لی اور کہا نووی رحمہ اللہ نے اگر کوئی چھینکے اور الحمدللہ نہ کہے تو اس کے پاس والے کو مستحب ہے کہ اس کو یاد دلائے تا کہ الحمدللہ کہے اور اس کو یرحمک اللہ کہا جائے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے اور وہ باب نصیحت اور امر بالمعروف سے ہے اور گمان کیا ہے ابن العربی نے کہ یہ جہالت ہے اس کے فاعل سے اور خطا کی ہے اس میں ابن العربی نے اور ٹھیک مستحب ہونا اس کا ہے اور شاید کہ ابن العربی نے لیا ہے ساتھ ظاہر حدیث باب کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو الحمدللہ یاد نہ دلایا جس نے چھینکا اور الحمدللہ نہ کہا اور احتمال ہے کہ وہ مسلمان ہو اس واسطے حضرت ﷺ نے اس کو یاد نہ دلایا اور احتمال ہے کہ مراد ادب سکھلانا اس کا ہو اوپر ترک حمد کے ساتھ ترک تشمیت کے پھر اس کو حکم معلوم کروایا اور یہ کہ جو الحمدللہ نہ کہے وہ یرحمک اللہ کا مستحق نہیں ہے، اور یہی سمجھا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سو کیا بعد حضرت ﷺ کے جیسا کہ حضرت ﷺ نے کیا جس نے الحمدللہ کہا اس کو یرحمک اللہ کہا اور جس نے الحمدللہ نہ کہا اس کو یرحمک اللہ نہ کہا جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا تَثَاءَ بَ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلٰى فِيْهِ کوئی جمائی یعنی اوباسی لے تو چاہیے کہ اپنا ہاتھ

اپنے منہ پر رکھے۔

۵۷۵۸۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ كَانَ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَّقُوْلَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَثَآءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَثَآءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ.

۵۷۵۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ چھینک کو پسند رکھتا ہے اور جمائی کو برا جانتا ہے سو جب کوئی چھینکے اور اللہ کی حمد کرے تو جو مسلمان اس کو سنے اس پر واجب ہے کہ اس کو یرحمک اللہ کہے اور جمائی تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شیطان سے ہے سو جب کوئی جمائی لے تو چاہیے کہ اس کو روکے جہاں تک کہ ہو سکے اس واسطے ک جب کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ حکم ساتھ روکنے جمائی کے شامل ہے ہاتھ کے رکھنے کو منہ پر پس حدیث ترجمہ کے مطابق ہو گی، میں کہتا ہوں اور اس کے بعض طریقوں میں صریح یہ لفظ آچکا ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اس لفظ سے کہ جب کوئی جمائی لے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھے اور ترمذی کا لفظ ترجمہ کی مثل ہے اور یہ جو کہا کہ جمائی شیطان سے ہے تو نسبت اس کی شیطان کی طرف ساتھ معنی رضا اور ارادے کے ہے یعنی شیطان چاہتا ہے کہ آدمی کو جمائی لیتے دیکھے اس واسطے کہ وہ ایسی حالت ہے کہ اس میں آدمی کی صورت بگڑ جاتی ہے پس شیطان اس سے ہنستا ہے اور راضی ہوتا ہے یہ مراد نہیں کہ جمائی لینا شیطان کا فعل ہے کہا ابن العربی نے ہم نے بیان کیا کہ ہر برے کام کو شرع نے شیطان کی طرف منسوب کیا ہے اس واسطے کہ وہ اس کا واسطہ ہے اور ہر نیک کام کو فرشتے کی طرف منسوب کیا ہے اس واسطے کہ وہ اس کا واسطہ ہے اور جمائی پیٹ بھر کر کھانے سے ہے اور اس سے سستی پیدا ہوتی ہے اور یہ شیطان کے واسطہ سے ہے اور چھینک کم غذا کھانے سے ہے اور اس سے خوش دلی پیدا ہوتی ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ شیطان کی طرف نسبت اس واسطے کی کہ وہ شہوتوں اور خواہشوں کی طرف بلاتا ہے اور مراد ڈرانا ہے اس کے سبب سے جس سے یہ پیدا ہوا اور وہ بہت کھانا ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو روکے یعنی اس کے اسباب کے روکنے میں شروع کرے اور نہیں مراد ہے کہ وہ اس کے دفع کرنے پر قابو رکھتا ہے اس واسطے کہ جمائی در حقیقت نہیں روکتی اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب جمائی کا اردہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی نماز میں جمائی لے تو چاہیے کہ اس کو روکے جہاں تک کہ ہو سکے اس واسطے کہ شیطان اس میں داخل ہوتا ہے اور کہا ہمارے شیخ نے اکثر

بخاری اور مسلم کی روایتوں میں مطلق جمائی لینا آیا ہے اور بعض روایتوں میں نماز کی قید آئی ہے سو احتمال ہے کہ محمول ہو مطلق مقید پر اور شیطان کی قوی غرض ہے کہ آدمی کی نماز میں وسوسوں سے خلل ڈالے اور احتمال ہے کہ نماز میں اس کی کراہت اشد ہو اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز کے سوائے اور حالت میں مکروہ نہ ہو اور تائید کرتا ہے اس کی مطلق کراہت کو ہونا اس کا شیطان سے اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا ابن العربی نے کہ لائق ہے روکنا جمائی کا ہر حال میں اور نماز کی حالت اولیٰ ہے ساتھ دفع کرنے اس کے اس واسطے کہ اس میں نکلنا ہے اعتدال ہیئت سے اور ٹیڑھا ہونا خلقت کا اور ایک روایت میں ہے کہ نہ کھولے منہ کو کتے کی طرح اس واسطے کہ کتا اپنا سر اٹھاتا ہے اور منہ کھولتا ہے اور عاہ عاہ کرتا ہے اسی طرح جب جمائی لینے والا جمائی میں زیادتی کرے تو اس کے مشابہ ہو جاتا ہے اور اس جگہ سے ظاہر ہوگا نکتہ اس کا کہ شیطان اس سے ہنستا ہے اس واسطے کہ وہ اس کو اپنی کھیل بناتا ہے اس کی شکل کے بگاڑنے سے اس حالت میں اور یہ جو فرمایا کہ شیطان اس میں داخل ہوتا ہے تو احتمال ہے کہ مراد حقیقۃً داخل ہونا ہو اور شیطان اگرچہ آدمی کی رگوں میں لہو کی مانند چلتا ہے لیکن وہ نہیں قابو پاتا ہے اس پر جب تک کہ وہ اللہ کو یاد کرتا ہے اور جمائی لینے والا اس حالت میں اللہ کو یاد نہیں کرتا سو قابو پاتا ہے اوپر داخل ہونے کے بیچ اس کے حقیقۃً اور احتمال ہے کہ مراد داخل ہونے سے یہ ہو کہ اس پر قابو پاتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھے تو یہ شامل ہے اس کو جب کہ جمائی سے منہ کھولے پھر اس کو ہاتھ وغیرہ سے ڈھانکے اور اس کو جب کہ بند ہو واسطے نگاہ رکھنے اس کے کہ کھلنے سے بسبب جمائی کے اور یہی حکم ہے کپڑے کا اور جو اس کی مانند ہو جس سے مقصود حاصل ہو اور متعین ہوتا ہے ہاتھ اس وقت جب کہ نہ روک سکے جمائی ہاتھ کے سوا اور نہیں فرق ہے اس حکم میں درمیان نماز کے اور اس کے غیر کے بلکہ نماز کی حالت میں اس کی زیادہ تاکید ہے اور یہ حکم مستثنیٰ ہے عموم اس نہی سے کہ نمازی کو منع ہے کہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر نہ رکھے اور جب کوئی نماز میں جمائی لے تو قرأت سے باز رہے یہاں تک کہ جمائی کا اثر جاتا رہے تا کہ اس کی قرأت کی نظم نہ بگڑے اور یہ منقول ہے مجاہد اور عکرمہ اور مشہور تابعین سے اور خصائص نبوی سے ہے یہ جو ابن ابی شیبہ اور بخاری نے تاریخ میں یزید بن اصم سے مرسل روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جمائی نہیں لی۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ — کتاب ہے اجازت مانگنے کے بیان میں

فائدہ: استئذان کے معنی ہیں اجازت طلب کرنا واسطے اندر آنے کے اس مکان میں جس کا وہ مالک نہ ہو۔

بَابُ بَدْءِ السَّلَامِ — سلام کرنا کب شروع ہوا؟

فائدہ: باب باندھا ہے سلام کا ساتھ استیذان کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ جو سلام نہ کرے اس کو اجازت نہ دی جائے اور البتہ روایت کی ابوداؤد وغیرہ نے ربعی بن خراش سے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی اور حضرت ﷺ اپنے گھر میں تھے سو اس نے کہا کہ میں اندر آؤں؟ حضرت ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ نکل کر اس کو اجازت سکھلا سو اس نے کہا کہ السلام علیکم میں اندر آؤں، الحدیث، اور اسی طرح روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور نیز اس نے روایت کی کہ ایک مرد نے ایک مرد صحابی سے اجازت مانگی تین بار کہتا تھا میں اندر آؤں اور وہ اس کو دیکھتا تھا اور اجازت نہ دیتا تھا سو اس نے کہا السلام علیکم میں اندر آؤں اس نے کہا ہاں، پھر کہا کہ اگر تو رات تک کھڑا رہتا تو میں تجھ کو اجازت نہ دیتا وسیاتی مزید ذلك فی الباب الذی یلیہ۔ (فتح)

۵۷۵۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهِ طُوْلُهُ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهُ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى أُولٰئِكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ فَإِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ آدَمَ فَلَمْ

۵۷۵۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس کی صورت پر اور اس کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا تو اس سے کہا کہ جا ان فرشتوں کو سلام کر پھر سن کہ تجھ کو سلام کا کیا جواب دیتے ہیں سو وہی یعنی جو تجھ کو جواب دیں سلام کا وہ جواب تیرا اور تیری اولاد کا ہے تو آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا السلام علیکم سو فرشتوں نے کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ اور فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے سلام کے جواب میں رحمۃ اللہ کا لفظ زیادہ کیا سو جو بہشت میں داخل ہو گا آدم علیہ السلام کی صورت پر ہو گا یعنی ساٹھ ہاتھ کا قد ہو گا پھر

يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدُ حَتَّى الْآنَ. ہمیشہ لوگوں کے قد گھٹتے گئے اب تک۔

فائدہ: اور اختلاف ہے اس میں کہ صورتہ کی ضمیر کس طرف پھرتی ہے سو بعض نے کہا کہ آدم علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے یعنی پیدا کیا آدم علیہ السلام کو اس صورت پر کہ بدستور رہا اس پر یہاں تک کہ اُتارا گیا طرف زمین کی اور یہاں تک کہ مر گیا واسطے دفع کرنے گمان اس کے جو گمان کرتا ہے کہ جب وہ بہشت میں تھا تو اور صفت پر تھا یا اسی طرح پیدا ہوا جس طرح پایا گیا اس کی صورت نہ بدلی جیسے کہ نہیں منتقل ہوئی اولاد اس کی ایک حالت سے طرف دوسری حالت کے اور بعض نے کہا واسطے رد کرنے کے دہریہ پر کہ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہوتا ہے آدمی مگر نطفے سے اور نہیں ہوتا ہے نطفہ آدمی کا مگر آدمی سے اور نہیں کوئی اول اس کے واسطے سو بیان کیا کہ وہ پیدا کیا گیا پہلے پہل اسی صورت پر اور بعض نے کہا واسطے رد کے طبعی علم والوں پر جو گمان کرتے ہیں کہ آدمی کبھی ہوتا ہے طبع کے فعل اور اس کی تاثیر سے اور بعض نے کہا کہ واسطے رد کے قدریہ پر جو گمان کرتے ہیں کہ آدمی اپنے فعل کو خود پیدا کرتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کی ضمیر اللہ کی طرف پھرتی ہے اور تمسک کیا ہے اس کے قائل نے ساتھ اس چیز کے جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے علی صورۃ الرحمٰن اور مراد ساتھ صورت کے صفت ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے آدم علیہ السلام کو اپنی صفت پر علم اور حیات اور سمع اور بصر وغیرہ سے اگرچہ اللہ کی صفتوں کو کوئی چیز مشابہ نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ واجب ہے پہلے سلام کرنا کہ اس کے ساتھ امر وارد ہوا ہے اور یہ ضعیف ہے اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ ہے اس کے واسطے عموم نہیں اور البتہ نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے اجماع اس پر کہ پہلے سلام کرنا سنت ہے اور کہا مازری نے کہ سلام کا جواب دینا واجب ہے اور یہی مشہور ہے نزدیک ہمارے اصحاب کے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اختلاف ہے کہ سلام کا جواب دینا فرض عین ہے یا فرض کفایہ اور تصریح کی اس نے ساتھ اس کے اور جگہ میں اور نقل کیا ہے عیاض نے قاضی عبدالوہاب سے کہ نہیں اختلاف ہے اس میں کہ پہلے سلام کرنا سنت ہے یا فرض کفایہ اور اگر جماعت کی طرف سے ایک آدمی سلام کرے تو کفایت کرتا ہے اور مراد سنت اور فرض کفایہ سے یہ ہے کہ سنت کا زندہ کرنا فرض کفایہ ہے اور یہ جو کہا کہ تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہے یعنی شرع کی جہت سے یا مراد اولاد سے بعض اولاد ہے اور وہ مسلمان ہیں اور البتہ روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں حسد کرتے یہودی تم سے کسی چیز پر جو حسد کرتے ہیں تم پر سلام اور آمین کرنے سے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ سلام فقط اسی امت کے واسطے مشروع ہوئی ان کے واسطے سلام مشروع نہیں تھی اور ابوداؤد میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ہم جاہلیت میں کہتے ما انعم بك علينا ونعم صباحا اور ایک روایت میں ہے کہ کفر کی حالت میں لوگ سلام کے بدلے یہ کہا کرتے تھے حييت مساء حييت صباحا سو اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے سلام مشروع کی اور یہ جو آدم علیہ السلام نے کہا السلام

علیکم احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو السلام علیکم کی کیفیت سکھلائی ہو بطور نص کے یا آدم علیہ السلام نے السلام علیکم کو سلم سے سمجھا ہو اور احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو الہام کیا ہو کہ یوں کہے السلام علیکم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ یہی صیغہ ہے مشروع پہلے سلام کرنے کے واسطے اس قول کے دلیل سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہی ہے سلام تیرا اور تیری اولاد کا اور یہ اس وقت ہے جب کہ جماعت کو سلام کرے اور اگر ایک کو سلام کرے تو اس کا حکم آئندہ آئے گا اور اگر سلام علیکم کہے یعنی بغیر الف لام کے تو یہ بھی جائز ہے اور کہا عیاض نے مکروہ ہے کہ ابتدا میں کہے وعلیک السلام کہا نووی رحمہ اللہ نے اذکار میں کہ اگر پہلے سلام کرنے والا وعلیکم السلام کہے تو نہیں ہوتی ہے یہ سلام اور نہیں مستحق ہوتا ہے سلام کے جواب کا اس واسطے کہ یہ صیغہ ابتدا کے واسطے صلاحیت نہیں رکھتا کہا اس کو متولی نے اور اگر بغیر واؤ کے کہے تو سلام ہے قطع کیا ہے ساتھ اس کے واحدی نے اور وہ ظاہر ہے اور احتمال ہے کہ نہ کفایت کرے اور احتمال ہے کہ نہ گنی جائے سلام اور نہ مستحق ہو جواب کا اس واسطے کہ ابوداؤد وغیرہ نے ابو جزی سے روایت کی ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے کہا علیک السلام یا رسول اللہ! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ کہہ علیک السلام اس واسطے کہ علیک السلام مردوں کا سلام ہے اور احتمال ہے کہ وارد ہوا ہو واسطے بیان اکمل کے، کہا غزالی نے مکروہ ہے علیکم السلام کہنا کہا نووی رحمہ اللہ نے مختار یہ ہے کہ مکروہ نہیں اور واجب ہے اس واسطے کہ وہ سلام ہے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ اولیٰ یہ ہے کہ علیکم السلام کفایت کرتا ہے واسطے حاصل ہونے مسمی سلام کے اس پر کہ نام صادق آتا ہے اور اس واسطے کہ انہوں نے کہا کہ نمازی اپنی ایک سلام سے حاضرین کی سلام کے جواب کی نیت کرے اور حالانکہ وہ ساتھ صیغہ ابتدا کے ہے پھر حکایت کی ابوالولید ابن اشد سے کہ جائز ہے پہلے سلام کرنا ساتھ لفظ رد کے اور عکس اس کا اور یہ جو کہا کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے جواب میں رحمۃ اللہ کا لفظ زیادہ کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ سلام کے جواب میں ابتدا پر زیادتی کرنا مشروع ہے اور یہ مستحب ہے بالاتفاق واسطے واقع ہونے تحیت کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا﴾ اور اگر پہلے سلام کرنے والا ورحمۃ اللہ کا لفظ زیادہ کرے تو اس کے جواب میں مستحب ہے کہ وبرکاتہ کا لفظ زیادہ کیا جائے اور اگر پہلے سلام کرنے والا وبرکاتہ کا لفظ زیادہ کرے تو اس کے جواب میں زیادتی مشروع ہے یا نہیں اور اسی طرح پہلے سلام کرنے والے کو بھی وبرکاتہ پر کچھ زیادہ کرنا جائز ہے یا نہیں موطا مالک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سلام برکت تک ختم ہے آگے نہیں اور اسی طرح روایت کی ہے بیہقی وغیرہ نے عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے کہ سلام وبرکاتہ پر ختم ہو جاتی ہے اور نیز موطا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ سلام کے جواب میں برکت پر زیادتی کرنا جائز ہے کہا ابن دقیق العید نے کہ لیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ﴿فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا﴾ کہ سلام کے جواب میں وبرکاتہ پر اور لفظ کا زیادہ کرنا جائز ہے جب کہ پہنچے برکت تک پہلے سلام کرنے والا اور اسی طرح اور روایتوں میں سلام کے جواب میں وبرکاتہ پر ومغفرتہ ورضوانہ وغیرہ

الفاظ کی زیادتی آئی ہے اور یہ حدیثیں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن جب جوڑی جائیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ برکت پر زیادتی کرنا جائز ہے برابر ہے کہ پہلے سلام کرنے والا برکت تک پہنچے یا نہیں اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ سلام کا جواب دینا واجب کفایہ ہے یعنی بعض کے جواب دینے سے سب کے سر سے ساقط ہو جاتا ہے اور ابو یوسف سے آیا ہے کہ واجب ہے جواب دینا ہر ہر فرد پر اور حجت پکڑی گئی ہے اس کے واسطے ساتھ حدیث باب کے اس واسطے کہ اس میں ہے کہا انہوں نے وعلیک السلام اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہے کہ سب کی طرف منسوب ہو اور کلام کرنے والے ان میں سے بعض ہوں اور حجت پکڑی گئی ہے جمہور کے واسطے ساتھ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے جو مرفوع ہے کہ کفایت کرتا ہے جماعت کی طرف سے جب کہ کسی پر گزریں یہ کہ ان میں سے ایک سلام کرے اور کفایت کرتا ہے بیٹھنے والوں کی طرف سے یہ کہ ان میں ایک سلام کا جواب دے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور بزار نے اور اس کی سند میں ضعیف ہے لیکن اس کے واسطے شاہد ہے حسن بن علی کی حدیث سے نزدیک طبرانی کے اور حجت پکڑی ہے ابن بطال نے ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جو پہلے سلام کرنے والا ہو نہیں شرط ہے اس کے حق میں مکرر سلام کرنا یعنی اتنی بار سلام کرنا جتنے لوگ بیٹھے ہوں جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے آدم علیہ السلام کی سلام سے اور اس کے سوائے اور حدیثوں میں ہے پس اسی طرح نہیں واجب ہے سلام کا جواب دینا ہر ہر فرد پر جب کہ ایک آدمی ان کو سلام کرے کہا حلیمی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سلام کا جواب واجب ہوا اس واسطے کہ سلام کے معنی امان ہیں سو جب پہلے کوئی مسلمان اپنے بھائی مسلمان کو سلام کرے اور وہ سلام کا جواب نہ دے تو وہ وہم کرتا ہے اس سے بدی کا سو واجب ہوا اس پر دفع کرنا اس وہم کا اپنے اوپر سے اور سلام کے لفظ کے معنی آئندہ آئیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اور اس حدیث میں امر ہے ساتھ تعلیم علم کے اس کے اہل سے اور لینا ساتھ نزول کے باوجود امکان علو کے اور اکتفا خبر میں باوجود امکان قطع کے ساتھ اس کے جو اس سے کم ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدت کہ آدم علیہ السلام اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے کے درمیان ہے وہ بہت زیادہ ہے اس سے جو اہل کتاب وغیرہ نقل کرتے ہیں اور اس کی توجیہ احتجاج بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى أَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! نہ جایا کرو کسی کے گھروں میں اپنے گھروں کے سوائے جب تک کہ نہ اجازت مانگو اور سلام کرو ان گھر والوں پر یہ بہتر ہے تمہارے حق میں شاید تم یاد رکھو یعنی بے خبر کسی کے گھر میں نہ گھس جاؤ کیا جانے وہ کس حال میں ہے پھر اگر اس میں کوئی نہ پاؤ تو اس میں نہ جاؤ یہاں تک کہ تم کو

فَارْجِعُوْا هُوَ أَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ﴾.

اجازت دی جائے اور اگر تم کو کہا جائے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ اسی میں خوب ستھرائی ہے تمہاری اور اللہ جانتا ہے جو کرتے ہو نہیں تم پر گناہ اس میں کہ جاؤ ان گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا اس میں تمہاری کچھ چیز ہو اور اللہ جانتا ہے جو ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو۔

فائدہ: اور مراد تستانسوا سے ان آیتوں میں جمہور کے نزدیک اجازت مانگنا ہے ساتھ کھنگورنے کے اور مانند اس کے روایت کیا ہے اس کو طبری نے مجاہد سے اور روایت کی عبداللہ سے کہ جب وہ گھر میں آتے تو کلام کرتے اور اپنی آواز بلند کرتے اور روایت کی ابن ابی حاتم نے ابوایوب سے کہ میں نے کہا یا حضرت! یہ سلام ہے پس کیا ہے استیناس یعنی جو اللہ کے قول ﴿حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا﴾ میں ہے فرمایا کہ کہے مرد سبحان اللہ اور اللہ اکبر اور کھنگورے اور گھر والوں کو خبردار کرے اور روایت کی طبری نے قتادہ سے کہ استیناس تین بار اجازت مانگنا ہے پہلی بار تا کہ سنائے دوسری بار تا کہ تیار ہو تیسری بار اگر چاہیں تو اس کو اجازت دیں اور چاہیں تو نہ دیں اور کہا بیہقی نے کہ اس کے معنی ہیں کہ بے خبر کسی کے گھر میں نہ جائے کیا جانے وہ کس حال میں ہے؟ شاید ایسے حال میں ہو کہ اس پر غیر کی اطلاع کو برا جانے۔ (فتح)

وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ لِلْحَسَنِ إِنَّ نِسَآءَ الْعَجَمِ يَكْشِفْنَ صُدُوْرَهُنَّ وَرُؤُوْسَهُنَّ قَالَ اصْرِفْ بَصَرَكَ عَنْهُنَّ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾ وَقَالَ قَتَادَةُ عَمَّا لَا يَحِلُّ لَهُمْ ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾ ﴿خَآئِنَةَ الْأَعْيُنِ﴾ مِنَ النَّظَرِ إِلٰى مَا نُهِيَ عَنْهُ.

اور کہا سعید نے اپنے بھائی حسن بصری سے کہ عجم کی عورتیں اپنے سینوں اور سروں کو کھولتی ہیں اس نے کہا کہ اپنی آنکھ کو پھیر لے اور اللہ نے فرمایا کہ کہہ دے ایمانداروں سے کہ نیچے رکھیں اپنی آنکھیں اور نگاہ رکھیں اپنی شرم گاہوں کو کہا قتادہ نے اس عورت سے جو ان کے واسطے حلال نہیں اور کہہ دے ایمان دار عورتوں سے کہ نیچے رکھیں اپنی آنکھیں اور بچائیں اپنی شرم گاہوں کو اور مراد خائنۃ الاعین سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْأَعْيُنِ﴾ نظر کرنا ہے طرف اس چیز کی جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔

فائدہ: یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہہ دے ایمان داروں سے تو نکتہ بیچ ذکر کرنے اس آیت کے اس جگہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اصل مشروع ہونا اجازت مانگنے کا واسطے بچنے کے ہے نظر کرنے سے طرف اس چیز کی کہ گھر والا نہ

چاہے کہ اس کی طرف کوئی دیکھے اگر داخل ہو بغیر اجازت کے اور اجنبی عورتوں کی طرف دیکھنا اس سے بڑھ کر ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد خائنۃ الاعین سے یہ ہے کہ مرد خوبصورت عورت کی طرف دیکھے جو اس پر گزرے یا داخل ہو اس گھر میں جس میں وہ عورت ہو اور جب کوئی اس کو دیکھے تو اپنی آنکھیں نیچی کرے اور اللہ جانتا ہے کہ اگر وہ اس پر قابو پائے تو اس سے زنا کرے اور کہا کرمانی نے کہ معنی یہ ہیں کہ اللہ جانتا ہے چوری نظر کرنے کو طرف اس چیز کی کہ حلال نہیں اور ان پر خائنۃ الاعین جو خصائص نبوی میں مذکور ہے تو مراد اس سے اشارہ ہے ساتھ آنکھ کے طرف امر مباح کی لیکن برخلاف اس کے کہ ظاہر ہو اس سے ساتھ قول کے میں کہتا ہوں اور اسی طرح سکوت مشعر ساتھ تقریر کے کہ وہ قائم مقام ہے قول کے۔

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي النَّظَرِ إِلَى الَّتِيْ لَمْ تَحِضْ مِنَ النِّسَآءِ لَا يَصْلُحُ النَّظَرُ إِلٰى شَيْءٍ مِنْهُنَّ مِمَّنْ يُشْتَهَى النَّظَرُ إِلَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ صَغِيْرَةً

اور کہا زہری نے بیچ حق نظر کرنے کے طرف اس عورت کی جس کو حیض نہ آتا ہو یعنی نابالغ کے کہ نہیں جائز ہے دیکھنا طرف کسی کے ان کے بدن سے اُن عورتوں میں سے جن کی طرف دیکھنے کی خواہش کی جاتی ہو اگرچہ چھوٹی ہو۔

وَكَرِهَ عَطَآءٌ النَّظَرَ إِلَى الْجَوَارِي الَّتِيْ يُبَعْنَ بِمَكَّةَ إِلَّا أَنْ يُّرِيْدَ أَنْ يَّشْتَرِيَ

اور مکروہ جانا ہے عطاء نے دیکھنے کو طرف ان عورتوں کی جو مکے میں بیچی جاتی ہیں مگر یہ کہ خریدنے کا ارادہ رکھتا ہو

۵۷۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَرْدَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ يَوْمَ النَّحْرِ خَلْفَهُ عَلٰى عَجُزِ رَاحِلَتِهِ وَكَانَ الْفَضْلُ رَجُلًا وَضِيْئًا فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ يُفْتِيْهِمْ وَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ وَضِيْئَةٌ تَسْتَفْتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَأَعْجَبَهُ حُسْنُهَا فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ

۵۷۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل رضی اللہ عنہ کو قربانی کے دن اپنے پیچھے سوار کیا اپنی سواری کے کولہے پر یعنی اس کے پیچھے پر اور فضل خوبصورت مرد تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے واسطے کھڑے ہوئے ان کو فتوے دیتے تھے سو قبیلہ خثعم کی ایک خوبصورت عورت سامنے آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کرتی تو فضل رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا اور اس کو اس کا حسن خوش لگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر دیکھا اور فضل رضی اللہ عنہ اس کی طرف دیکھتا تھا سو اپنے ہاتھ کو پیچھے سے پھیرا سو فضل رضی اللہ عنہ کی ٹھوڑی پکڑی سو اس کے منہ کو اس کی طرف دیکھنے سے موڑا سو اس نے عورت نے کہا کہ یا حضرت! بے

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْفَضْلُ یَنْظُرُ إِلَیْهَا فَأَخْلَفَ بِیَدِهٖ فَأَخَذَ بِذَقَنِ الْفَضْلِ فَعَدَلَ وَجْهَهٗ عَنِ النَّظَرِ إِلَیْهَا فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِیْضَةَ اللّٰهِ فِی الْحَجِّ عَلٰی عِبَادِهٖ أَدْرَکَتْ أَبِیْ شَیْخًا کَبِیْرًا لَا یَسْتَطِیْعُ أَنْ یَّسْتَوِیَ عَلَی الرَّاحِلَةِ فَهَلْ یَقْضِیْ عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ.

شک اللہ کے فرض حج نے جو اس کے بندوں پر ہے میرے باپ کو بڑھاپے میں پایا سو وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا یعنی بڑھاپے میں اس کو حج فرض ہوا ہے سو اگر میں اس کی طرف سے حج کروں تو اس سے ادا ہو جاتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں۔

فائدہ: اس حدیث میں پست اور نیچا کرنا نظر کا ہے خوف فتنے کے واسطے اور یہ تقاضا کرتا ہے اس کو اگر فتنے سے امن ہو تو منع نہیں ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ حضرت ﷺ نے فضل رضی اللہ عنہ کے منہ کو نہ پھیرا یہاں تک کہ اس نے اس کی طرف توجہ سے نظر کی کہ اس کو وہ عورت خوش لگی سو خوف کیا حضرت ﷺ نے فتنے کا اوپر اس کے اور اس میں غالب ہونا طبیعت بشری کا ہے آدمی پر اور ضعیف ہونا اس کا اس چیز سے کہ مرکب کی گئی ہے اس میں عورتوں کی رغبت سے اور خوش لگنے ان کے سے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ مسلمانوں کی عورتوں پر پردہ لازم نہیں جو حضرت ﷺ کی بیویوں پر لازم ہے اس واسطے کہ اگر یہ سب عورتوں پر لازم ہوتا تو البتہ حضرت ﷺ حکم کرتے اس خثعمی عورت کو ساتھ پردہ کرنے کے اور البتہ نہ پھیرتے منہ فضل رضی اللہ عنہ کا اس سے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ عورت پر اپنے منہ کا ڈھانکنا فرض نہیں اس واسطے کہ اجماع ہے اس پر کہ جائز ہے عورت کے واسطے کہ اپنے منہ کو نماز میں ظاہر کرے اگرچہ اس کو اجنبی لوگ دیکھیں اور یہ کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہہ دے ایمانداروں سے اپنی آنکھیں نیچی رکھیں تو یہ وجوب پر ہے سوائے منہ کے۔ (فتح)

۵۷۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ عَنْ زَیْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَنَا مِنْ مَّجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِیْهَا فَقَالَ إِذْ أَبَیْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِیْقَ حَقَّهٗ قَالُوْا

۵۷۶۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو راہوں کے بیٹھنے سے تو اصحاب نے کہا یا حضرت! ہم کو تو راہوں کے بیٹھنے سے کوئی چارہ نہیں کہ ہم وہاں آپس میں بات چیت کرتے ہیں، سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم وہاں کی نشست کے بغیر نہیں مانتے تو راہ کا حق ادا کرو، اصحاب نے کہا یا حضرت! راہ کا حق کیا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اجنبی عورت اور لوگوں کے عیبوں سے آنکھ کو نیچے جھکانا اور لوگوں کے تکلیف دینے والی چیز کو

وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْاَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ.

راہ سے دور کرنا یعنی اینٹ پتھر کانٹا ہٹانا اور سلام کا جواب دینا اور نیک بات بتلانا اور برے کام سے روکنا۔

فائدہ: یعنی اول تو راہ میں بیٹھنا بہتر نہیں اور اگر ضرورت ہو تو راہ کا حق ادا کرے اور دوسری روایتوں میں یہ چیزیں زیادہ ہیں اور نیک بات کرنا اور گمراہ کو راہ دکھلانا اور چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا اور عاجز کی فریاد رسی کرنا اور مظلوم کی مدد کرنا اور سلام کا پھیلانا اور بوجھ لادنے میں مدد کرنا اور اللہ کا ذکر کرنا اور شامل ہے یہ حدیث اوپر معنی علت نہی کے بیٹھنے سے راہوں میں یعنی راہوں میں بیٹھنے کے منع ہونے کی علت تعرض کرنا واسطے فتنوں کے ساتھ گزرنے جوان عورتوں کے اور خوف اس چیز کے کہ ان کی طرف نظر کرنے سے لاحق ہوتی ہے اس واسطے کہ نہیں منع ہے گزرنا عورتوں کا راہوں میں اپنی حاجتوں کے واسطے اور تعرض کرنا ہے واسطے حقوق مسلمانوں اور حقوق اللہ کے اس قسم سے کہ نہیں لازم آتا آدمی کو جب کہ اپنے گھر میں ہو اور جس جگہ نہ تنہا ہو یا مشغول ہو ساتھ اس چیز کے کہ اس پر لازم آئے اور دیکھنا برے کاموں کا اور بے کار چھوڑنا معارف کا سو واجب ہے ہر مسلمان پر امر اور نہی اس وقت سو اگر اس نے اس کو چھوڑا تو سامنے ہوا گناہ کے اور اسی طرح تعرض کرنا ہے اس کے واسطے جو اس پر گزرے اور اس کو سلام کرے اس واسطے کہ اکثر اوقات اس کی کثرت ہوتی ہے پس عاجز ہوتا ہے سلام کے جواب دینے سے ہر گزرنے والے پر اور اس کا رد کرنا فرض ہے سو گنہگار ہوتا ہے اور آدمی کو حکم ہے کہ فتنوں کے سامنے نہ ہو سو رغبت دی ان کو شارع نے ساتھ ترک جلوس کے یعنی ساتھ نہ بیٹھنے کے راہوں میں واسطے اکھاڑنے مادے کے پھر جب اصحاب نے اپنی ضرورت ذکر کی کہ ہم کو وہاں بیٹھنے سے کوئی چارہ نہیں واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے بہتریوں سے ایک دوسرے کی خبر گیری کرنے سے اور مذاکرہ کرنے ان کے بیچ امور دین اور بہتریوں کے اور راحت دینے نفسوں کے سے مباح بات چیت میں تو ان کو بتلایا جو دور کرے مفسدے کو امور مذکورہ سے اور واسطے ہر ایک کے آداب مذکورہ سے شواہد ہیں اور حدیثوں میں بہرحال اچھی بات کرنا سو کہا عیاض نے کہ اس میں رغبت دلانا ہے طرف نیک معاملہ کے درمیان مسلمانوں کے اس واسطے کہ جو راہ میں بیٹھا ہو اس پر بہت لوگ گزرتے ہیں اور اکثر اوقات اس سے اپنا کچھ حال اور وجہ اپنے راہ کی پوچھتے ہیں سو واجب ہے کہ ان کو اچھی طرح سے جواب دے اور نہ جواب دے ان کو ساتھ سخت گوئی کے اور یہ منجملہ تکلیف کی چیز کے دور کرنے سے ہے اور باقی سب چیزوں کا بیان اپنی اپنی جگہ میں ہے اور مقصود باب کی حدیثوں سے آنکھ کا نیچا کرنا ہے۔ (فتح)

بَابُ السَّلَامِ اِسْمٌ مِّنْ اَسْمَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰى

باب سلام اسم ہے اللہ کے اسموں میں سے

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ مرفوع حدیث کا ہے جو اس کی شرط پر نہیں سو اپنی عادت کے موافق اس کو ترجمہ میں استعمال کیا

ور وارد کی باب میں جو ادا کرے اس کے معنی کو اس کی شرط پر اور وہ حدیث تشہد کی ہے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے اس میں فان اللہ هو السلام یعنی اللہ ہی ہے سلام اور اسی طرح ثابت ہو چکا ہے قرآن میں اللہ کے ناموں میں ﴿اَلسَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ﴾ اور معنی سلام کے ہیں سالم نقصوں سے اور بعض نے کہا کہ سلامت رکھنے والا اپنے بندوں کو اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کی حفاظت ہے جیسے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ہے اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ خبر دار ہے اس پر جو تو کرتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نام لیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا اعمال پر واسطے امید جمع ہونے معانی خیرات کے اُن میں اور دور ہونے عوارض فساد کے اُن سے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں سلامتی محض اور کبھی اس کے معنی سلام کرنے کے آتے ہیں۔ (فتح)

﴿وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جیسا تعظیم کیے جاؤ تم ساتھ سلام کے تو تعظیم کرو ساتھ اس کلمہ کے کہ اس سے بہتر ہو یا وہی کلمہ کہو الٹ کر۔

فائدہ: اور مناسبت ذکر اس آیت کی ترجمہ میں واسطے اشارہ کرنے کے ہے طرف اس کی کہ عموم امر کا ساتھ تعظیم کرنے کے مخصوص ہے ساتھ لفظ سلام کے یعنی مراد تحیۃ سے اس آیت میں فقط سلام کرنا ہے جیسے کہ دلالت کرتی ہیں اس پر حدیثیں جن کی طرف پہلے باب میں اشارہ گزرا اور اس پر سب علماء کا اتفاق ہے اور مالک سے ہے کہ مراد ساتھ تحیہ کے اس آیت میں ہدیہ ہے لیکن یہ مالک سے احتمالی بات ہے اور دعویٰ کیا ہے اس نے کہ یہ قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ انہوں نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے بایں طور کہ سلام کا بعینہ رد کرنا ممکن نہیں برخلاف ہدیہ کے اس واسطے کہ اس کا بعینہ رد کرنا ممکن ہے اور اس سے بہتر بھی اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ مراد رد کرنا مثل کا ہے نہ عین کا اور یہ بہت مستعمل ہے اور نیز کہا ہے قرطبی نے مالک سے کہ مراد ساتھ تحیہ کے آیت میں چھینک کا جواب دینا ہے اور نہیں سیاق میں دلالت اوپر اس کے لیکن حکم تشمیت کا اور جواب اس کا ماخوذ ہے حکم سلام اور رد سلام سے نزدیک جمہور کے اور شاید اسی کی طرف مائل کی ہے مالک نے۔ (فتح)

٥٧٦٢۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى مِيْكَائِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَلَمَّا

٥٧٦٢۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو سلام اس کے سب بندوں سے پہلے جبریل علیہ السلام کو سلام میکائیل علیہ السلام کو سلام اور فلانے کو سلام سو جب حضرت ﷺ نماز سے پھرے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بے شک اللہ ہی ہے سلام یعنی اللہ تعالیٰ کو سلام

انْصَرَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِی الصَّلَاةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ فَإِنَّهٗ إِذَا قَالَ ذٰلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِی السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الْكَلَامِ مَا شَآءَ.

کرنے کے کوئی معنی نہیں سو جب کوئی نماز میں بیٹھے تو چاہیے کہ التحیات پڑھے یعنی سب زبان کی عبادتیں جیسے ذکر اور تعریف اور بدن کی عبادتیں جیسے نماز اور حج وغیرہ اور مال کی عبادتیں جیسے زکوۃ وغیرہ اللہ ہی کے واسطے ہیں سلام تجھ کو اے پیغمبر! اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت اور سلام ہے ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر اس واسطے کہ جب یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام تو جتنے اللہ تعالیٰ کے بندے آسمان اور زمین میں ہیں خواہ فرشتے ہوں یا آدمی پیغمبر ہوں یا ولی تو سب کو اس کا سلام پہنچ گیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ بندہ ہے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہے پھر اس کو اس کے بعد اختیار ہے جو چاہے دعا مانگے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ اللہ ہی ہے سلام اور یہ مطابق ہے واسطے ترجمہ کے اور اتفاق ہے اس پر کہ جو سلام کرے نہیں کفایت کرتا ہے اس کے جواب میں مگر سلام کرنا اور نہیں کفایت کرتا ہے اس کے جواب میں یہ کہنا صحبت بالخیر اور مانند اس کی اور اختلاف ہے اس کے حق میں جو لائے تحیہ میں ساتھ غیر لفظ سلام کے یعنی سلام کے سوائے کسی اور لفظ کے ساتھ سلام کرے کہ کیا اس کا جواب واجب ہے یا نہیں؟ اور نہیں کفایت کرتا ہے جواب سلام کا اشارت سے بلکہ وارد ہوئی ہے اس سے زجر روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے عمرو بن شعیب سے مرفوع کہ نہ مشابہت کرو ساتھ یہود اور نصاریٰ کے اس واسطے کہ یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ کرنا ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں سے ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ نہیں وارد ہوتی ہے اس پر حدیث اسماء رضی اللہ عنہا کی کہ حضرت ﷺ مسجد میں گزرے اور عورتوں کی ایک جماعت وہاں بیٹھی تھی سو حضرت ﷺ سے ہاتھ سے سلام کیا اس واسطے کہ یہ محمول ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے لفظ اور اشارے دونوں جمع کر کے سلام کیا اور اشارے سے سلام کرنا اس کے حق میں منع ہے جو بولنے پر قادر ہو حسًا اور شرعًا ورنہ پس وہ مشروع ہے اس کے واسطے جو کسی شغل میں ہو جو اس کو زبان کے ساتھ سلام کے جواب سے مانع ہو مانند نمازی اور بعید اور گونگے کی اور اسی طرح سلام کرنا بہرے پر اور اگر سلام کرے ساتھ لفظ غیر عربی کے تو کیا جواب کا مستحق ہے اس میں تین قول ہیں تیسرا یہ کہ واجب ہے جو عربی میں جواب سلام کا دے سکتا ہو اور کہا ابن دقیق العید نے کہ ظاہر تر ہے یہ کہ سلام کرنا

ساتھ غیر لفظ عربی کے ترک مستحب کی ہے اور نہیں ہے مکروہ مگر یہ کہ قصد کرے ساتھ اس کے عدول کا سلام سے طرف اس چیز کی کہ ظاہر تر ہے تعظیم میں بسبب اکابر اہل دنیا کے اور واجب ہے جواب دینا سلام کا فی الفور اور اگر دیر کر کے جواب دے تو وہ جواب نہیں شمار کیا جاتا اور شاید محل اس کا وہ ہے کہ جب کوئی عذر نہ ہو اور واجب ہے سلام کا جواب دینا خط میں اور ساتھ ایلچی کے اور اگر لڑکا بالغ کو سلام کرے تو واجب ہے اس پر سلام کا جواب دینا اور اگر ایک جماعت کو سلام کیا اور ان میں لڑکا ہو وہ جواب دے تو کفایت کرتا ہے ایک وجہ میں۔ (فتح)

بَابُ تَسْلِيْمِ الْقَلِيْلِ عَلَى الْكَثِيْرِ — تھوڑے آدمیوں کا بہت آدمیوں کو سلام کرنا

فائدہ: یہ امر نسبی ہے شامل ہے ایک کو بہ نسبت دو کے یا زیادہ کے اور دو کو بہ نسبت تین کے اور زیادہ کے۔

۵۷۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ.

۵۷۶۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کرے چھوٹا بڑے کو اور چلنے والا بیٹھے شخص کو اور تھوڑے لوگ بہت لوگوں کو۔

فائدہ: کہا ماوردی نے کہ اگر کوئی شخص کسی مجلس میں داخل ہو سو اگر وہ تھوڑی جماعت ہو تو اس کو ایک سلام کفایت کرتا ہے اور اگر ایک بار سے زیادہ سلام کرے سو بعض کو خاص کرے تو نہیں ہے کچھ ڈر اور کفایت کرتا ہے کہ ان میں سے ایک سلام کا جواب دے اور اگر زیادہ کرے تو اس کا کچھ مضائقہ نہیں اور اگر بہت ہوں کہ ان میں سلام نہ پھیلے تو سلام کرے اول داخل ہونے میں جب کہ ان کو دیکھے اور ادا ہوتی ہے سنت ان کے حق میں جو اس کو سنیں اور واجب ہے ان پر جواب سلام کا بطور کفایت کے اور جب بیٹھ جائے تو ساقط ہو جاتی ہے اس سے سنت سلام کی ان کے حق میں جنہوں نے نہیں سنی اور جب بیٹھے تو کیا مستحب ہے سلام کرنا ان پر جن کے پاس بیٹھا جنہوں نے اس کے سلام کو پہلے نہیں سنا تھا اس میں دو وجہ ہیں اور اسی طرح اس کے جواب میں بھی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور سلام کرے سوار پیادے پر اور پیادہ بیٹھے پر اور یہ جو کہا مار یعنی گزرنے والا تو یہ عام تر ہے ماشی سے اور شامل ہے سوار اور پیادے کو اور روایت کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں کہ سلام کرے سوار پیادے پر اور پیادہ قائم پر اور جب حمل کیا جائے قائم کو مستقر پر یعنی قرار گیر تو ہوگا عام تر اس سے کہ ہو بیٹھنے والا یا ٹھہرنے والا یا تکیہ کرنے والا یا لیٹنے والا اور جو منسوب کی جائے یہ صورت طرف سوار کی تو کئی صورتیں ہو جائیں گی اور ایک صورت باقی رہے گی جو منصوص نہیں اور وہ یہ ہے کہ ملیں دو چلنے والے سوار ہوں یا پیادہ سو دین میں کم تر درجہ رکھتا ہو وہ پہلے سلام کرے

اس کو جو دین میں اعلیٰ قدر رکھتا ہو واسطے برا جاننے اس کی بزرگی کے اس واسطے کہ دین کی فضیلت میں شرع نے ترغیب دی ہے مگر یہ کہ بادشاہ ہو اس سے خوف کیا جاتا ہو تو جو دین میں اعلیٰ ہو وہ اس کو سلام کرے اور اگر دونوں ملنے والے دین میں برابر ہوں تو دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے کما تقدم اور بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دو چلنے والے جب اکٹھے ہوں تو جو پہلے سلام کرے وہ افضل ہے۔ (فتح)

بَابُ تَسْلِيْمِ الرَّاكِبِ عَلَى الْمَاشِيْ

سلام کرے سوار پیادے پر

٥٧٦٤۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ أَنَّهُ سَمِعَ ثَابِتًا مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ.

۵۷۶۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کرے سوار پیادے پر اور چلنے والا بیٹھے پر اور تھوڑے بہت پر۔

فائدہ: لیکن اگر بہت لوگ تھوڑے لوگوں پر گزریں یا چھوٹا بڑے پر تو اس میں کوئی نقص نہیں اور اعتبار کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے گزرنے کو پس کہا کہ گزرنے والا پہلے سلام کرے خواہ بہت ہوں یا تھوڑے اور جو بازار میں چلے وہ نہ سلام کرے مگر بعض کو اس واسطے کہ اگر ہر ہر فرد کو سلام کرے تو البتہ محروم رہے گا اپنی حاجت سے جس کے واسطے نکلا اور البتہ خارج ہوگا عرف سے۔ (فتح)

بَابُ تَسْلِيْمِ الْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ

سلام کرے چلنے والا بیٹھے پر

٥٧٦٥۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ أَنَّ ثَابِتًا أَخْبَرَهُ وَهُوَ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ.

۵۷۶۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کرے سوار پیادے پر اور پیادہ بیٹھے پر اور قلیل کثیر پر۔

بَابُ تَسْلِيمِ الصَّغِيرِ عَلَى الْكَبِيرِ

سلام کرے چھوٹا بڑے پر

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کرے چھوٹا بڑے پر اور گزرنے والا بیٹھے پر اور قلیل کثیر پر۔

فائدہ: کہا علماء نے کہ ان لوگوں کو جو حکم ہے کہ پہلے سلام کریں تو اس میں حکمت کیا ہے؟ کہا ابن بطال نے کہ سلام کرنا چھوٹے کا بڑے کو بسبب حق بڑے کے ہے اس واسطے کہ اس کو حکم ہے اس کی تعظیم اور عزت کرنے کا اور سلام کرنا قلیل کا کثیر پر بسبب حق کثیر کے ہے اس واسطے کہ ان کا حق بڑا ہے نہ نسبت ان کے اور سلام کرنا چلنے والے کا بیٹھے کو واسطے مشابہ ہونے اس کے کے ہے ساتھ اس کے جو کسی کے گھر میں آئے اور سوار کا سلام کرنا اس واسطے تا کہ سوار ہونے کے سبب سے تکبر نہ کرے پس رجوع کرے طرف تواضع کی اور کہا ابن عربی نے کہ حاصل اس حدیث کا یہ ہے کہ جو کسی قسم سے مفضول ہو وہ پہلے سلام کرے فاضل کو اور کہا مازری نے بہر حال حکم کرنا سوار کو ساتھ سلام کرنے کے سو یہ اس واسطے ہے کہ سوار کو زیادتی ہے پیادے پر سو اس کے بدلے پیادے کو یہ عوض دیا گیا کہ سوار اس کو سلام کرے احتیاط کے واسطے اس واسطے کہ اگر سوار کو دونوں فضیلت حاصل ہوئی تو شاید خود پسندی کرتا اور چلنے والے کو بیٹھے پر سلام کرنے کا اس واسطے حکم ہوا کہ بیٹھے کو اس سے بدی کی توقع ہے خاص کر جب کہ سوار ہو سو جب اس نے پہلے سلام کی تو اس کی بدی سے نڈر ہو گا یا اس واسطے کہ بیٹھنے والے کو چلنے والوں کی رعایت کرنا دشوار ہے باوجود کثرت ان کی کے پس ساقط ہوا اس سے پہلے سلام کرنا واسطے مشقت کے برخلاف چلنے والے کے کہ اس پر کچھ مشقت نہیں اور بہر حال سلام کرنا قلیل کا پس واسطے فضیلت جماعت کے اور یا اس واسطے کہ اگر جماعت اس کو پہلے سلام کرے تو اس پر خود پسندی کا خوف ہے پس احتیاط کی گئی اس کے واسطے اور یہ حکم اس وقت ہے کہ بڑا اور چھوٹا آپس میں ملیں اور اگر ایک سوار ہو اور ایک پیادہ تو پہلے سوار سلام کرے اور اگر دونوں سوار ہوں یا دونوں چلتے ہوں تو چھوٹا پہلے سلام کرے لیکن اگر پیادہ سوار کو سلام کرے تو یہ منع نہیں اس واسطے کہ وہ بجا لانے والا ہے حکم کو ساتھ پھیلانے سلام کے لیکن رعایت اس بات کی کہ حدیث میں ثابت ہو چکی ہے اولیٰ ہے اور وہ خبر ہے ساتھ امر کے بطور استحباب کے اور نہیں لازم آتی ہے مستحب کے ترک کرنے سے کراہت بلکہ خلاف اولیٰ ہو گا سو اگر مامور پہلے سلام نہ کرے بلکہ دوسرا پہلے سلام کرے تو ہو گا تارک مستحب کا اور دوسرا فاعل سنت کا اور کہا متولی نے کہ اگر مخالفت کرے

سوار یا پیادہ تو مکروہ ہے اور وارد ہر حال میں پہلے سلام کرے۔ (فتح)

بَابُ إِفْشَآءِ السَّلَامِ
سلام کا پھیلانا اور رائج کرنا

فائدہ: افشاء کے معنی ہیں ظاہر کرنا اور مراد پھیلانا سلام کا ہے درمیان لوگوں کے تا کہ حضرت ﷺ کی سنت کو زندہ کریں۔

٥٧٦٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَآءِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَنَصْرِ الضَّعِيْفِ وَعَوْنِ الْمَظْلُوْمِ وَإِفْشَآءِ السَّلَامِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهٰى عَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ وَنَهَانَا عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ رُكُوْبِ الْمَيَاثِرِ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْقَسِّيِّ وَالْإِسْتَبْرَقِ.

٥٧٦٦۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو حکم کیا سات چیزوں کا بیمار کی بیمار پرسی کرنا اور جنازے کے ساتھ جانا اور چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا اور ضعیف کی مدد کرنا اور مظلوم کو ظالم سے چھڑانا اور سلام علیکم کا پھیلانا اور قسم کھانے والے کی قسم کو سچا کرنا اور منع کیا پینے سے چاندی کے برتن میں اور منع کیا سونے کی انگوٹھی کے استعمال کرنے سے اور ریشمی زین کے سوار ہونے سے اور ریشم اور دیبا اور قسی اور استبرق کے پہننے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطب میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اس جگہ سلام کا پھیلانا ہے اور مراد سلام کے پھیلانے سے عام تر ہے خواہ پہلے سلام کرے یا سلام کا جواب دے اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو جس سے تمہارے درمیان محبت پیدا ہو سلام علیکم آپس میں رائج کرو کہا ابن عربی نے اس حدیث میں ہے کہ سلام کے پھیلانے کے فوائد سے ہے حاصل ہونا محبت کا درمیان سلام کرنے والوں کے اور شاید یہ اس واسطے ہے کہ اس میں الفت کلمے کی ہے تا کہ عام ہو مصلحت ساتھ واقع ہونے ہم مدوی کے اوپر قائم کرنے احکام دین کے اور رسوا کرنے کافروں کے اور یہ وہ کلمہ ہے کہ جب سنا جائے تو دل اس کے قائل کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ سلام کو رائج کرو بہشت میں داخل ہو گی اور حدیثیں سلام کے پھیلانے میں بہت ہیں لیکن کوئی چیز ان میں سے بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں پس کفایت کی اس نے ساتھ حدیث براء رضی اللہ عنہ کے اور یہ جو فرمایا کہ سلام کو پھیلاؤ تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ نہیں کفایت کرتا ہے سلام کرنا پوشیدہ بلکہ شرط ہے اس میں پکار کر کہنا اور ادنیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ سنا جائے ابتدا میں اور جواب میں اور نہیں کفایت کرتا ہے اشارہ ہاتھ سے اور مانند اس کے سے اور البتہ روایت کی نسائی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ یہودیوں کی طرح سلام

نہ کیا کرو اس واسطے کہ ان کی سلام سروں اور ہاتھوں سے ہے اور مستثنیٰ ہے اس سے حالت نماز کی کہ البتہ وارد ہو چکی ہیں جید حدیثیں کہ حضرت ﷺ نے نماز کی حالت میں سلام کا جواب اشارے سے دیا ان میں سے ایک حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ کو سلام کیا اور حضرت ﷺ نماز پڑھتے تھے سو حضرت ﷺ نے اس کو اشارے سے سلام کا جواب دیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے مانند اس کی اور اسی طرح جو دور ہو سلام کرنے کو نہ سنتا ہو جائز ہے اس کو سلام کرنا اشارت سے اور باوجود اس کے زبان سے بھی کہے اور عطاء سے روایت ہے کہ مکروہ ہے سلام کرنا ہاتھ سے اور نہیں مکروہ ہے سر سے کہا ابن دقیق العید نے استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ پہلے سلام کرنا واجب ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی راہ طرف اس قول کی کہ وہ فرض عین ہے دونوں جانب سے بطور عموم کے اور وہ یہ ہے کہ واجب ہو ہر ایک پر یہ کہ سلام کرے جس کو ملے اس وسطے کہ اس میں حرج اور مشقت ہے اور جب عموم کی دونوں جانب میں ساقط ہو تو خصوص کی دونوں جانب میں بھی ساقط ہو گا اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی قائل کہ ایک پر واجب ہے سوائے باقی لوگوں کے اور نہیں واجب ہے سلام ایک پر سوائے باقی لوگوں کے اور جب ساقط ہو اس صورت پر تو نہیں ساقط ہو گا استحباب اس واسطے کہ عموم بہ نسبت فریقین کے ممکن ہے اور یہ بحث ظاہر ہے اس کے حق میں جو کہتا ہے کہ پہلے سلام کرنا فرض عین ہے اور جو کہتا ہے کہ فرض کفایہ ہے تو اس پر یہ وارد نہیں ہوتا جب کہ ہم قائل ہوں کہ فرض کفایہ کسی ایک معین کے حق میں واجب نہیں اور اس سے کافر مستثنیٰ ہے کہ اس کو پہلے سلام کرنا جائز نہیں ہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا کہ جب تم اس کو کرو گے تو تم میں محبت پیدا ہو گی اور مسلمان کو حکم ہے کہ کافر سے عداوت رکھے پس نہیں مشروع ہے اس کے واسطے وہ فعل جو اس کی محبت کا مستدعی ہو اور فاسق کو سلام کرنے میں اختلاف ہے اور اسی طرح لڑکے پر اور سلام کرنا مرد کا عورت کو اور بالعکس اور اسی طرح مستثنیٰ ہے اس سے جو مشغول ہو ساتھ کھانے اور پینے اور جماع کے یا ہو پاخانے میں یا حمام میں یا سوتا ہو یا نماز میں ہو یا اذان دیتا ہو اور مشروع ہے بیچ خرید و فروخت کرنے والوں اور باقی معاملات کے اور ثابت ہو چکا ہے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے کہ میں نے حضرت ﷺ کو سلام کیا اور حضرت ﷺ نہاتے تھے اور بہر حال سلام کرنا خطبے کی حالت میں سو مکروہ ہے واسطے حکم چپ رہنے کے پس اگر سلام کرے تو نہیں واجب ہے سلام کا جواب دینا اور جو قرآن پڑھنے کے ساتھ مشغول ہو تو اولیٰ یہ ہے کہ اس کو سلام نہ کرے اور اگر سلام کرے تو کافی ہے اس کو جواب دینا اشارے سے اور اگر زبان سے سلام کا جواب دے پھر از سر نو اعوذ باللہ پڑھے، کہا نووی رحمہ اللہ نے اس میں نظر ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس کو سلام کرنا جائز ہے اور واجب ہے اس پر سلام کا جواب دینا اور جو دعا میں مستغرق ہو تو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے اور جو احرام باندھے لبیک کہتا ہو اس کو بھی سلام کرنا مکروہ ہے اس واسطے کہ لبیک کا قطع کرنا مکروہ ہے اور باوجود اس کے اگر اس کو سلام کرے تو اس پر سلام کا جواب دینا واجب ہے اور

اگر کوئی سلام کا جواب دے اور وہ ساتھ پیشاب وغیرہ کے مشغول ہو تو مکروہ ہے اور اگر کھانے والا ہو یا مانند اس کی تو مستحب ہے اس جگہ میں کہ نہیں واجب ہے اور اگر نماز پڑھتا ہو تو نہیں جائز ہے کہ کہے ساتھ لفظ خطاب کے مانند علیک السلام کی اور اگر ایسا کرے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے اگر تحریم کو جانتا ہو اور اگر وہ غائب کی ضمیر سے جواب دے تو نہیں باطل ہوتی ہے اور مستحب ہے کہ اشارے سے جواب دے اور اگر نماز سے فارغ ہو کے زبان سے جواب دے تو وہ بہت بہتر ہے اور اگر مؤذن یا لبیک کہتا ہو تو اس کو زبان سے سلام کا جواب دینا مکروہ نہیں اس واسطے کہ وہ تھوڑی چیز ہے اس کو موالات باطل نہیں ہوتے اور یہ جو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ خطاب سے نماز باطل ہو جاتی ہے تو اس پر اتفاق نہیں بلکہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نص ہے کہ باطل نہیں ہوتی اس واسطے کہ مراد حقیقت خطاب کی نہیں بلکہ دعا ہے اور ذکر کیا ہے بعض حنفیہ نے کہ جو بیٹھا ہو مسجد میں واسطے قرأت کے یا سبحان اللہ کہنے کے یا نماز کے انتظار کے واسطے تو ان کو سلام کرنا مشروع نہیں اور اگر سلام کرے تو جواب دینا واجب نہیں اور جس پر گمان ہو کہ وہ سلام کا جواب نہیں دیتا اس کو بھی سلام کرنا مشروع ہے اور اس گمان سے سلام کو ترک نہ کرے اور ترجیح دی ہے ابن دقیق العید نے کہ اس پر سلام نہ کرے اس واسطے کہ اس کو گناہ میں ڈالنا سخت تر ہے نہ سلام کرنے سے خاص کر سلام کا پھیلانا حاصل ہو چکا ہے اس کے غیر سے۔ (فتح)

بَابُ السَّلَامِ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمَعْرِفَةِ سلام کرنا اس کو جس کو پہچانتا ہو اور جس کو نہ پہچانتا ہو

فائدہ: یعنی نہ خاص کرے ساتھ سلام کے جس کو پہچانتا ہو اور ابتدا ترجمہ کا لفظ حدیث کا ہے جس کو روایت کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ہو گی اس میں سلام واسطے پہچان کے یعنی جس سے پہچان ہو گی اس کو سلام کرے گا اور کسی کو نہ کرے گا۔

٥٧٦٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَعَلٰى مَنْ لَّمْ تَعْرِفْ.

٥٧٦٧۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اسلام کی کون سی خصلت عمدہ ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو بھوکے کو کھانا کھلائے اور سلام کرے تو اس کو جس کو تو پہچانے اور جس کو نہ پہچانے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ معنی من عرفت کے یہ ہیں کہ تو سلام کرے جس کو ملے اور نہ خاص کر سلام کو ساتھ پہچان والے کے اور اس میں خالص کرنا عمل کا ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے اور استعمال کرنا تواضع کا ہے اور پھیلانا سلام کا جو اس امت کی نشانی ہے میں کہتا ہوں اور اس میں فائدہ ہے

کہ اگر ناواقف کو سلام نہ کرے تو احتمال ہے کہ ظاہر ہو کہ وہ اس کا واقف ہو سو اس کو وحشت میں واقع کرے گا اور یہ عموم مخصوص ہے ساتھ مسلمان کے یعنی مراد اس سے مسلمان ہے پس نہ پہلے سلام کیا جائے کافر کو، میں کہتا ہوں اور نہیں ہے اس میں حجت اس کے واسطے جو کہتا ہے کہ کافر کو پہلے سلام کرنا جائز ہے ساتھ عموم اس حدیث کے اس واسطے کہ اصل سلام کا مشروع ہونا مسلمان کے واسطے ہے سو محمول ہوگا اس پر قول اس کا علی من عرفت اور بہر حال جس کو نہ پہچانتا ہو جو اس میں بھی دلالت نہیں بلکہ اگر اس نے پہچان لیا کہ وہ مسلمان ہے تو فبہا نہیں تو اگر احتیاط کے واسطے سلام کرے تو منع نہیں یہاں تک کہ ظاہر ہو کہ وہ کافر ہے کہا ابن بطال نے کہ مشروع ہونا سلام کا اوپر غیر پہچان یک مشروع ہے واسطے لگاوٹ کے تاکہ سب مسلمان بھائی ہو جائیں کوئی کسی سے وحشت نہ کرے اور تخصیص میں وہ چیز ہے جو واقع کرتی ہے وحشت میں اور مشابہ ہے ہجرت کو جو منع ہے۔ (فتح)

۵۷۶۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ يَلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هٰذَا وَيَصُدُّ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ وَذَكَرَ سُفْيَانُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

۵۷۶۸۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال ہے کسی مسلمان کو یہ کہ اپنے بھائی مسلمان سے کلام کرنا چھوڑ دے تین دن سے زیادہ دونوں ملیں پس ایک دوسرے سے منہ پھیریں اور دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے اور ذکر کیا سفیان رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے زہری سے تین بار سنا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں گزر چکی ہے اور یہ متعلق ہے ساتھ رکن اول کے ترجمہ سے۔

بَابُ آيَةِ الْحِجَابِ

باب ہے بیچ بیان حجاب کے

فائدہ: یعنی جس آیت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو حکم ہوا کہ بیگانے مردوں سے پردہ کریں۔

۵۷۶۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِيْنَ مَقْدَمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَخَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرًا حَيَاتَهُ

۵۷۶۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ دس برس کے تھے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے سو میں نے دس برس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی آپ کی زندگی میں اور حجاب کا حال مجھ کو سب لوگوں سے زیادہ معلوم ہے جب کہ اترا اور البتہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اس کا حال مجھ سے پوچھتے تھے اور تھا پہلے پہل اُترنا حجاب کا بیچ بنا

وَكُنْتُ أَعْلَمَ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِيْنَ أُنْزِلَ وَقَدْ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِيْ عَنْهُ وَكَانَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ فِيْ مُبْتَنَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا عَرُوْسًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوْا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوْا وَبَقِيَ مِنْهُمْ رَهْطٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطَالُوا الْمُكْثَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ كَيْ يَخْرُجُوْا فَمَشٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتّٰى جَآءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى زَيْنَبَ فَإِذَا هُمْ جُلُوْسٌ لَمْ يَتَفَرَّقُوْا فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتّٰى بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَظَنَّ أَنْ قَدْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوْا فَأُنْزِلَ آيَةُ الْحِجَابِ فَضَرَبَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ سِتْرًا.

کرنے حضرت ﷺ کے ساتھ زینب رضی اللہ عنہا جحش کی بیٹی کے یعنی جب کہ وہ حضرت ﷺ کے گھر لائی گئیں صبح کو حضرت ﷺ اس کے ساتھ دولہا ہوئے سو حضرت ﷺ نے لوگوں کو شادی کے کھانے میں بلایا سو انہوں نے کھانا کھایا پھر نکلے اور ان میں سے ایک جماعت حضرت ﷺ کے پاس باقی رہی سو وہ بہت دیر ٹھہری رہی سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور نکلے اور میں بھی آپ کے ساتھ نکلا تا کہ وہ نکلیں سو حضرت ﷺ چلے اور میں بھی حضرت ﷺ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر آئے پھر حضرت ﷺ کو گمان ہوا کہ بے شک وہ نکل گئے سو حضرت ﷺ پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھرا یہاں تک کہ زینب رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو اچانک دیکھا کہ وہ بیٹھے ہیں جدا جدا نہیں ہوئے سو حضرت ﷺ پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھرا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے پر پہنچے پھر گمان کیا کہ وہ نکل گئے سو حضرت ﷺ پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھرا سو اچانک دیکھا کہ وہ نکل گئے سو پردے کا حکم اتارا گیا سو حضرت ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح سورۂ احزاب میں گزر چکی ہے اور اس کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اتارا ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ﴾ الآیۃ اے ایمان والو! پیغمبر ﷺ کے گھروں میں نہ جایا کرو اور یہ جو کہا کہ میں نے دس برس حضرت ﷺ کی خدمت کی یعنی آپ کی باقی زندگی یہاں تک کہ فوت ہوئے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو سب لوگوں سے زیادہ تر حجاب کا حال معلوم ہے یعنی سبب نزول اس کے کا اور یہ جو کہا کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ مجھ سے پوچھتے تھے تو اس میں اشارہ ہے طرف خاص ہونے انس رضی اللہ عنہ کے کی ساتھ پہچاننے حال نزول اس کے کے

اس واسطے کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اس سے علم اور عمر میں زیادہ ہیں اور باوجود اس کے وہ اس کا حال انس رضی اللہ عنہ سے پوچھتے تھے۔(فتح)

٥٧٧٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ دَخَلَ الْقَوْمُ فَطَعِمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مِنَ الْقَوْمِ وَقَعَدَ بَقِيَّةُ الْقَوْمِ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقُوا فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ﴾ الْآيَةَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ فِيهِ مِنَ الْفِقْهِ أَنَّهُ لَمْ يَسْتَأْذِنْهُمْ حِينَ قَامَ وَخَرَجَ وَفِيهِ أَنَّهُ تَهَيَّأَ لِلْقِيَامِ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَقُومُوا .

٥٧٧٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو لوگ اندر آئے یعنی طعام ولیمہ کھانے کے واسطے سو انہوں نے کھانا کھایا پھر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوئے جیسے اٹھنے کے واسطے تیار ہوتے ہیں سو لوگ نہ اُٹھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے تو کھڑے ہوئے ساتھ آپ کے جو کھڑے ہوئے اور باقی لوگ بیٹھے رہے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تا کہ اندر داخل ہوں سو اچانک دیکھا کہ لوگ بیٹھے ہیں پھر وہ اُٹھ کر چلے گئے تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور اندر داخل ہوئے سو میں نے چاہا کہ داخل ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اُتارا کہ اے ایمان والو! نہ جایا کرو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں، الآیہ۔

٥٧٧١۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْجُبْ نِسَآئَكَ قَالَتْ فَلَمْ

٥٧٧١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ اپنی عورتوں کو پردہ کرواور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں راتوں رات جائے ضرور کے واسطے پاخانوں کی طرف نکلتی تھیں پس سودہ رضی اللہ عنہا زمعہ کی بیٹی نکلیں اور وہ قد آور تھیں سو ان کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور حالانکہ وہ مجلس میں تھے سو کہا کہ البتہ ہم نے تجھ کو پہچانا اے سودہ!

يَفْعَلْ وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجْنَ لَيْلًا إِلٰى لَيْلٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيْلَةً فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ فَقَالَ عَرَفْتُكِ يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلٰى أَنْ يُنْزَلَ الْحِجَابُ قَالَتْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ الْحِجَابِ.

واسطے حرص کرنے کے اس پر کہ پردے کا حکم اترے سو پردے کا حکم اترا۔

فائدہ: اور اس حدیث اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ یہ دونوں سبب اکٹھے واقع ہوئے سو ہر ایک دونوں امروں سے اس کے نزول کا سبب ہے اور کہا طبری نے یہ محمول ہے اس پر کہ یہ قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دوبار واقع ہوا حجاب اترنے سے پہلے بھی اور پیچھے بھی اور احتمال ہے کہ کسی راوی نے ایک قصے کو دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا ہو اور پہلی بات اولیٰ ہے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس سے عار آئی کہ کوئی اجنبی مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرموں کو دیکھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ان کو پردہ کروائیں سو جب پردے کا حکم اترا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ بالکل باہر نہ نکلیں اور اس میں بڑی مشقت تھی سو ان کو اجازت ہوئی کہ جائے ضرور کے واسطے نکلا کریں جس سے کوئی چارہ نہیں، کہا عیاض نے کہ خاص کی گئیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ساتھ چھپانے منہ اور ہتھیلیوں کے اور ان کے سوائے اور عورتوں کے حق میں اختلاف ہے کہ وہ مستحب ہے یا نہیں علماء نے کہا سو نہیں جائز ہے ان کے واسطے کھولنا اس کا نہ گواہی کے واسطے نہ کسی اور چیز کے واسطے اور نہیں جائز ہے ان کو ظاہر کرنا اپنے بدن کا اگرچہ پردے سے ہوں مگر ضرورت کے واسطے جیسے جائے ضرور کے واسطے نکلا اور جب لوگوں کے واسطے بیٹھ کر بات چیت کرتی تھیں تو پیٹھ کے پیچھے سے کرتی تھیں اور جب حاجت کے واسطے نکلتی تھیں تو پردہ کر لیتی تھیں اور یہ جو اس نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو اپنے بدنوں کا پوشیدہ رکھنا مطلق واجب ہے مگر جائے ضرور میں تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ حج وغیرہ کے واسطے سفر کیا کرتی تھیں اور اس میں طواف اور سعی کرنا ضروری ہے اور اس میں ضروری ہے ظاہر ہونا ان کے بدنوں کا بلکہ سوار ہونے اور اترنے کی حالت میں تو اس سے کوئی چارہ نہیں اور اسی طرح بیچ نکلنے کے طرف مسجد نبوی وغیرہ کی۔ (فتح)

بَابُ الْاِسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ

اجازت مانگنا بسبب نظر کے

فائدہ: یعنی نظر کے سبب سے ہی مشروع ہوا ہے اس واسطے کہ اگر کوئی بغیر اجازت کے کسی کے گھر میں داخل ہو تو البتہ بعض وہ چیز دیکھے گا کہ گھر والا برا جانتا ہے کہ اس کو کوئی دیکھے اور البتہ وارد ہو چکی ہے تشریح اس کی اس کے بعض طریق

میں روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں حلال کسی مسلمان کو کہ کسی کے گھر کے اندر دیکھے یہاں تک کہ اجازت لے سو اگر اس نے کیا تو داخل ہوا یعنی ہو گیا داخل ہونے والے کے حکم میں۔ (فتح)

۵۷۷۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَفِظْتُهُ كَمَا أَنَّكَ هَا هُنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اطَّلَعَ رَجُلٌ مِّنْ جُحْرٍ فِي حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ فَقَالَ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ.

۵۷۷۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد سوراخ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جھانکنے لگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کنگھی تھی لوہے کی جس سے اپنے سر کو کھجلاتے تھے سو فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو دیکھتا ہے تو البتہ اس سے تیری آنکھ پھوڑ ڈالتا کہ آنے کی اجازت مانگنا تو صرف نظر ہی کے سبب سے ٹھہرائی گئی ہے۔

فائدہ: اور ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ لوگوں کے دروازے پر پردے نہ تھے سو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ اجازت مانگیں پھر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مال دیا سو میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے اس کے ساتھ عمل کیا ہو کہا ابن عبد البر نے میں گمان کرتا ہوں کہ شاید دستک سے کفایت کرتے ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی کے گھر میں آتے تو سامنے سے نہ آتے دائیں یا بائیں سے آتے اس واسطے کہ لوگوں کے دروازوں پر پردے نہ تھے۔ (فتح)

۵۷۷۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ أَوْ بِمَشَاقِصَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَخْتِلُ الرَّجُلَ لِيَطْعُنَهُ.

۵۷۷۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض حجرے میں جھانکا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف تیر کا پھل لے کر اٹھے سو جیسے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ اس کو غافل چاہتے ہیں تا کہ اس کی آنکھ پھوڑیں۔

فائدہ: اور یہ حکم مخصوص ہے ساتھ اس کے جو جان بوجھ کر دیکھے اور بہر حال اگر بلا قصد کسی کی نظر کسی کے گھر میں جا پڑے تو اس پر کوئی حرج نہیں پس صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناگہانی نظر سے پوچھے گئے فرمایا کہ اپنی آنکھ کو پھیر لے اور دوسری بار دیکھنا جائز نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے من اجل البصر اوپر مشروع ہونے قیاس کے اور علتوں کے اس واسطے کہ یہ قول دلالت کرتا ہے اس پر کہ حرام ہونا اور حلال ہونا متعلق ہے ساتھ

چیزوں کے کہ جب کسی چیز میں پائی جائیں تو واجب ہوتا ہے اس پر حکم سو جس نے واجب کیا اجازت مانگنے کو ساتھ اس حدیث کے اور اعراض کیا اس علت سے جس کے سبب سے اجازت مانگنا مشروع ہوا ہے تو نہ عمل کیا اس نے ساتھ معنی حدیث کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ آدمی اپنے گھر میں داخل ہونے کے واسطے اجازت مانگنے کا محتاج نہیں واسطے نہ ہونے اس علت کے جس کے سبب سے اجازت مانگنا مشروع ہوا ہے ہاں اگر اس میں کسی منہی چیز کا احتمال ہو جس کے واسطے اجازت مانگنے کی حاجت پڑے تو اس کے واسطے بھی اجازت مانگنا مشروع ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مشروع ہے اجازت مانگنا ہر ایک پر یہاں تک کہ محرموں کو بھی تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا ستر کھلا ہو اور بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب ان کی کوئی اولاد بالغ ہوتی تو نہ داخل ہوتے اس پر مگر اجازت سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اپنی ماں کے پاس بھی بغیر اجازت مانگنے کے نہ جائے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ننگی ہو۔ (فتح)

بَابُ زِنَا الْجَوَارِحِ دُوْنَ الْفَرْجِ

زنا ہاتھ پاؤں وغیرہ حواس کا سوائے شرم گاہ کے

فائدہ: یعنی نہیں خاص ہے اطلاق زنا کا ساتھ فرج کے بلکہ اطلاق کیا جاتا ہے اس پر جو سوائے شرم گاہ کے ہے نظر وغیرہ سے اور اس میں اشارہ ہے طرف حکمت نہی کی نظر کرنے سے گھر میں بغیر اجازت کے تاکہ ظاہر ہو مناسبت اس کی پہلے باب سے۔ (فتح)

٥٧٧٤۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ أَرَ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِنْ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ ح حَدَّثَنِي مَحْمُوْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ كُلَّهُ وَيُكَذِّبُهُ.

۵۷۷۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کے واسطے حرام کاری کا حصہ مقرر کیا ہے ضرور اس کو پائے گا سو آنکھ کی حرام کاری بیگانی عورت کی طرف دیکھنا ہے اور زبان کی حرام کاری اس سے شہوت کی بات کرنا ہے اور جی حرام کاری کی آرزو کا اور چاہت کرتا ہے اور شرم گاہ کبھی اس کو سچا کر دیتی ہے اگر اسنے بھی حرام کاری کی اور کبھی اس کو جھوٹا کرتی ہے اگر اس نے حرام کاری کی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب القدر میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ، کہا ابن بطال نے کہ نام رکھا گیا نظر اور نطق کا زنا اس واسطے کہ وہ باعث ہے حقیقی زنا کے واسطے اور اسی واسطے کہا کہ شرم گاہ کبھی اس کو سچا کرتی ہے اور کبھی جھوٹا کرتی ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اشہب نے کہ جب قاذف کہے کہ تیرے ہاتھ نے زنا کیا تو اس پر حد نہیں آتی اور کہا قاسم نے کہ اس پر حد آتی ہے قذف کی اور یہ ایک قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور مشہور شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ یہ صریح نہیں۔ (فتح)

بَابُ التَّسْلِيمِ وَالْاِسْتِئْذَانِ ثَلَاثًا — تین بار سلام کرنا اور اجازت مانگنا

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ سلام اور استیذان دونوں اکٹھے ہوں یا تنہا تنہا اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی شاہد ہے اول کے واسطے اور حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی شاہد ہے ثانی کے واسطے اور بعض طریقوں میں دونوں اکٹھے آئے ہیں اور اختلاف ہے کہ کیا سلام شرط ہے استیذان میں یا نہیں اور کہا مازری نے کہ اجازت مانگنے کی صورت یہ ہے کہ کہے السلام علیکم میں داخل ہوں پھر اس کو اختیار ہے کہ خواہ اپنا نام لے یا فقط سلام پر کفایت کرے۔ (فتح)

٥٧٧٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلَاثًا وَإِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا.

۵۷۷۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سلام کرتے تو تین بار کرتے اور جب کوئی کلام کرتے تو اس کو تین بار دوہراتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور یہ کہ کبھی جائز ہے دوہرانا صرف سلام کا جب کہ ہو جمع بہت اور بعض سلام کو نہ سنیں اور قصد کرے کہ تمام لوگوں کو سلام کرے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ معنی حدیث انس رضی اللہ عنہ کے اور اسی طرح اگر سلام کرے اور اس کو گمان ہو کہ اس نے نہیں سنا تو مسنون ہے دوہرانا اس کا دوسری بار اور تیسری بار اور تین بار سے زیادہ سلام نہ کرے اور یہی مذہب ہے جمہور کا واسطے پیروی ظاہر حدیث کے اگرچہ اس کو گمان ہو کہ اس نے تیسری بار بھی نہیں سنا اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر تین بار سلام کہے اور گمان کرے کہ اس نے نہیں سنا تو زیادہ کرے یہاں تک کہ تحقیق ہو اور بعض نے کہا کہ اگر استئذان سلام کے لفظ سے ہو تو زیادہ نہ کرے اور اگر کسی اور لفظ سے ہو تو زیادہ کرے اور یہ صیغہ اگرچہ تقاضا کرتا ہے عموم کو لیکن مراد اس سے خصوص ہے یعنی غالب احوال اور اس میں نظر ہے اور مجرد کان اگرچہ مداومت پر دلالت نہیں کرتا لیکن ذکر کرنا فعل مضارع کا اس کے بعد مشعر ہے ساتھ تکرار کے۔ (فتح)

۵۷۷۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنْتُ فِيْ مَجْلِسٍ مِّنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ إِذْ جَآءَ أَبُوْ مُوْسٰى كَأَنَّهٗ مَذْعُوْرٌ فَقَالَ اسْتَأْذَنْتُ عَلٰى عُمَرَ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ قُلْتُ اسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ فَرَجَعْتُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَّهٗ فَلْيَرْجِعْ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَتُقِيْمَنَّ عَلَيْهِ بِبَيِّنَةٍ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ سَمِعَهٗ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَاللّٰهِ لَا يَقُوْمُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ فَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقُمْتُ مَعَهٗ فَأَخْبَرْتُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنِي ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ بِهٰذَا ۔ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ أَرَادَ عُمَرُ التَّثَبُّتَ لَا أَنْ لَّا يُجِيْزَ خَبَرَ الْوَاحِدِ ۔

۵۷۷۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں انصار کی ایک مجلس میں بیٹھا تھا کہ اچانک ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ گھبرائے ہوئے یعنی تو ہم نے کہا کیا حال ہے تیرا؟ کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلا بھیجا تھا سو میں اس کے دروازے پر آیا سو تین بار میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی سو مجھ کو اجازت نہ ملی سو میں پھرا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کس چیز نے تم کو منع کیا میرے دروازے پر ٹھہرنے سے؟ میں نے کہا کہ میں نے تین بار اجازت مانگی سو مجھ کو اجازت نہ ہوئی تو میں پھرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تین بار اجازت مانگے اور اس کو اجازت نہ ملے تو چاہیے کہ پھر جائے اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ تو اس پر گواہ قائم کرے گا کیا تم میں سے کسی نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ کہا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں کھڑا ہوگا تیرے ساتھ مگر جو قوم میں زیادہ تر چھوٹا ہے سو میں لوگوں میں بہت چھوٹا تھا سو میں اس کے ساتھ کھڑا ہوا سو میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایا۔

اور کہا ابن مبارک نے، الخ یعنی سماع بسر کا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

کہا بخاری رحمہ اللہ نے مراد عمر رضی اللہ عنہ کی ثبوت ہونا ہے نہ کہ وہ خبر واحد کو جائز نہیں رکھتے تھے۔

فائدہ: اور شاید کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کسی کام میں مشغول تھے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پھرے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھبرائے اور کہا کہ کیا میں نے عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی آواز نہیں سنی اس کو اجازت دو کسی نے کہا کہ وہ پھر گیا اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عبداللہ! تجھ کو سخت گزرا کہ میرے دروازے پر ٹھہرے اور اسی طرح دشوار ہوتا ہے ٹھہرنا لوگوں کو تیرے دروازے پر اور اس زیادتی میں دلالت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو ادب سکھلائیں جب کہ ان کو خبر پہنچی کہ وہ اپنی سرداری کی حالت میں لوگوں کو اپنے دروازے پر روکتا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے

اس کو کوفے کا حاکم بنایا تھا باوجود اس کے کہ عمر رضی اللہ عنہ مشغول تھے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اس پر گواہ قائم کر ورنہ میں تم کو دکھ دوں گا سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ انصار کی مجلس کی طرف چلے اور کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اجازت مانگنا تین بار ہے؟ تو وہ ہنسنے لگے، میں نے کہا کہ تمہارا بھائی تمہارے پاس آیا گھبرایا ہوا اور تم ہنستے ہو، اور اس حدیث کی شرح نکاح میں گزر چکی ہے اور تعلق کیا ہے ساتھ قصے عمر رضی اللہ عنہ کے جس نے گمان کیا ہے کہ خبر واحد قبول نہ کی جائے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ اس نے قبول کیا ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق ہے اور حالانکہ نہیں خارج ہوئی ہے خبر واحد ہونے سے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جس نے دعویٰ کیا کہ خبر عدل کی تنہا مقبول نہیں یہاں تک کہ اس کا غیر اس کے ساتھ جوڑا جائے جیسا کہ گواہی میں ہے کہا ابن بطال نے کہ یہ خطا ہے اس کے قائل سے اور جہل ہے ساتھ مذہب عمر رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خبردار ہو کہ میں تجھ کو تہمت نہیں کرتا لیکن میں نے ارادہ کیا کہ نہ جرأت کریں لوگ حدیث پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ایک روایت میں ہے لیکن میں نے چاہا کہ ثبوت طلب کروں کہا ابن بطال نے اور اس سے لیا جاتا ہے ثبوت لینا خبر واحد میں اس واسطے کہ جائز ہے اس پر سہو وغیرہ اور البتہ قبول کی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خبر واحد کی تنہا بیچ وارث کرنے عورت کے خاوند کے دیت سے لیکن وہ ثبوت طلب کرتے تھے جب کہ واقع ہوتا ان کے واسطے جو اس کو تقاضا کرے کہا ابن عبدالبر نے احتمال ہے کہ ہو حاضر نزدیک ان کے جو عنقریب مسلمان ہوا ہو سو ڈرے اس سے کہ کوئی بنائے جھوٹی حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واسطے رغبت دلانے یا ڈرانے کے واسطے طلب کرنے مخرج کے اس چیز سے کہ داخل ہوتا ہے بیچ اس کے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ ان کو سکھلائیں کہ جو ایسا کرے اس پر انکار کیا جائے یہاں تک کہ مخرج لائے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ خبر مرفوع کے اس پر کہ تین بار سے زیادہ اجازت مانگنا جائز نہیں ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے اور بعض نے کہا کہ اگر نہ سنے تو تین بار سے زیادہ اجازت مانگنا بھی درست ہے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر معلوم کرے کہ اس نے نہیں سنا تو تین بار سے زیادہ اجازت مانگنا درست ہے اور بعض نے کہا کہ تین بار سے زیادہ اجازت مانگنا مطلق جائز ہے بنا بر اس کے کہ امر ساتھ پھرنے کے بعد تین بار کے اباحت کے واسطے ہے اور تخفیف کی اجازت مانگنے والے سے سو جو تین بار سے زیادہ اجازت مانگے اس پر کچھ حرج نہیں اور نیز اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے گھر والے کے واسطے کہ جب استیذان سنے تو نہ اجازت دے برابر ہے کہ ایک بار سلام کیا ہو یا دو بار یا تین بار جب کہ ہو کسی شغل میں دینی ہو یا دنیاوی اور اس حدیث میں ہے کہ کبھی پوشیدہ رہتا ہے عالم متبحر پر کوئی حکم علم کا کہ جانتا ہے اس کو جو اس سے کم ہو اور نہیں قدح کرتا ہے یہ اس کی وصف میں ساتھ علم اور تبحر یعنی اگر کوئی مسئلہ اس کو معلوم نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو عالم متبحر نہ کہا جائے، کہا ابن بطال نے اور

جب جائز ہے یہ عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں تو کیا گمان ہے تیرا اس کے حق میں جو اس سے کم ہے؟۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا دُعِيَ الرَّجُلُ فَجَآءَ هَلْ يَسْتَأْذِنُ

جب کسی مرد کی دعوت کی جائے اور وہ آئے تو کیا اجازت مانگے یعنی یا کفایت کرے ساتھ قرینہ طلب کے

قَالَ سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ إِذْنُهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہی اجازت ہے اس کی۔

فائدہ: روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں کہ جب کوئی دعوت کے واسطے بلایا جائے اور وہ ایلچی کے ساتھ آئے تو اس کی وہی اجازت ہے۔

٥٧٧٧۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ أَخْبَرَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِيْ قَدَحٍ فَقَالَ أَبَا هِرٍّ الْحَقْ أَهْلَ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ إِلَيَّ قَالَ فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوْا فَاسْتَأْذَنُوْا فَأُذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا.

٥٧٧٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اندر آیا سو آپ نے ایک پیالے میں دودھ پایا سو فرمایا اے ابو ہریرہ! اہل صفہ میں مل اور ان کو میرے پاس بلا سو میں ان کے پاس آیا اور میں نے ان کو بلایا سو وہ سامنے سے آئے سو انہوں نے اجازت مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی سو وہ اندر آئے۔

فائدہ: اور ظاہر اس حدیث کا معارض ہے پہلی حدیث کو اسی واسطے نہیں جزم کیا ساتھ حکم کے اور کہا مہلب وغیرہ نے کہ یہ محمول ہے اوپر اختلاف احوال کے کہ اگر دراز ہو زمانہ درمیان طلب کے اور آنے کے تو از سر نو اجازت مانگنے کی حاجت ہے اور اسی طرح اگر نہ دراز ہو زمانہ لیکن دعوت کرنے والا ایسے مکان میں ہو کہ عادت میں اس سے اجازت لینے کی حاجت پڑے تو اس صورت میں بھی اجازت لینے کی حاجت ہے ورنہ نہیں حاجت ہے از سر نو اجازت مانگنے کی کہا ابن تین نے شاید اول حدیث اس کے حق میں ہے جو جانے کہ نہیں اس کے پاس جس کے سبب سے اجازت مانگی جائے اور دوسری بخلاف اس کے ہے اور اجازت مانگنا ہر حال میں احوط ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ اگر ایلچی کے ساتھ آئے تو حاجت نہیں اور کافی ہے سلام ملاقات کی اور اگر دیر سے آئے تو اجازت مانگنے کی حاجت ہے اور ساتھ اس کے تطبیق دی ہے طحاوی نے۔ (فتح)

بَابُ التَّسْلِيْمِ عَلَى الصِّبْيَانِ

لڑکوں کو سلام کرنا

فائدہ: شاید یہ باب واسطے رد کرنے کے ہے اس پر جو کہتا ہے کہ نہیں مشروع ہے سلام کرنا لڑکوں پر اس واسطے کہ سلام کا جواب دینا فرض ہے اور نہیں لڑکا فرض والوں سے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے حسن بصری رحمہ اللہ اور ابن سیرین رحمہ اللہ سے۔ (فتح)

۵۷۷۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ.

۵۷۷۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لڑکوں پر گزرے سو ان کو سلام کیا کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کرتے تھے۔

فائدہ: اور روایت کیا ہے اس حدیث کو نسائی نے پورے سیاق سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انصاریوں کی ملاقات کو جاتے تھے اور ان کے لڑکوں کو سلام کرتے تھے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور ان کے واسطے دعا کرتے تھے اور یہ حدیث مشعر ہے ساتھ اس کے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بار سے زیادہ واقع ہوا برخلاف سیاق باب کے کہ وہ ایک واقعہ کا ذکر ہے، کہا ابن بطال نے کہ لڑکوں پر سلام کرنے میں عادت ڈالنا ان کا ہے اوپر آداب شریعت کے اور اس میں ڈالنا اکابر کا ہے تکبر کی چادر کو اور سلوک تواضع کا اور نرم جانب ہونا، کہا متولی نے کہ جو لڑکے پر سلام کرے اس پر سلام کا جواب واجب نہیں اس واسطے کہ لڑکا اہل فرض نہیں لیکن اس کا ولی اس کو حکم کرے سلام کے جواب دینے کا تا کہ اس کو اس کی عادت ہو اور اگر سلام کرے ایک جماعت پر کہ ان میں لڑکا ہو اور وہ سلام کا جواب دے دے نہ دیں تو نہیں ساقط ہوتا ہے ان سے فرض اور اگر لڑکا پہلے سلام کرے تو بالغ کو اس کا جواب دینا واجب ہے صحیح قول پر لیکن اگر لڑکا خوبصورت ہو اور اس کو سلام کرنے سے فتنے کا خوف ہو تو اس کو سلام کرنا مشروع نہیں خاص کر جب کہ مراہق منفرد ہو۔ (فتح)

بَابُ تَسْلِيْمِ الرِّجَالِ عَلَى النِّسَآءِ وَالنِّسَآءِ عَلَى الرِّجَالِ

مردوں کا عورتوں کو سلام کرنا اور عورتوں کا مردوں کو سلام کرنا

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کے طرف رد کرنے کے اس چیز پر جو روایت کی عبدالرزاق نے یحییٰ بن ابی کثیر سے کہ مجھ کو پہنچی یہ بات کہ مکروہ ہے کہ سلام کریں مرد عورتوں پر اور مراد ساتھ جائز ہونے کے یہ ہے کہ ہو وقت امن کے فتنے سے اور لیا جاتا ہے جواز باب کی دونوں حدیثوں سے اور اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم چند عورتوں کو سلام کیا اور حسن کہا ہے اس حدیث کو ترمذی نے اور نہیں ہے بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر سو اکتفا کیا اس نے ساتھ اس کے جو اس کی شرط پر ہے اور کہا حلیمی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے فتنے سے مامون تھے سو جس کو اپنے

نفس پر اعتماد ہو وہ عورتوں کو سلام کرے نہیں تو چپ رہنا اسلم ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عورت مرد کو سلام نہ کرے اور نہ بالعکس اور اس کی سند واہی ہے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہاتے تھے۔ (فتح)

۵۷۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كُنَّا نَفْرَحُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قُلْتُ وَلِمَ قَالَ كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ تُرْسِلُ إِلَى بُضَاعَةَ قَالَ ابْنُ مَسْلَمَةَ نَخْلٍ بِالْمَدِينَةِ فَتَأْخُذُ مِنْ أُصُوْلِ السِّلْقِ فَتَطْرَحُهُ فِي قِدْرٍ وَتُكَرْكِرُ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيرٍ فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ انْصَرَفْنَا وَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَدِّمُهُ إِلَيْنَا فَنَفْرَحُ مِنْ أَجْلِهِ وَمَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

۵۷۷۹۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جمعہ کے دن سے خوش ہوتے تھے میں نے کہا اور کیوں؟ کہا کہ ہماری ایک بوڑھی تھی کسی کو بضاعہ کی طرف بھیجتی، کہا ابن مسلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ وہ باغ ہے کھجوروں کا مدینے میں سو وہ چکندر کی جڑ ہیں لیتی سو اس کو ہانڈی میں ڈالتی اور جو کے دانے پیس کر اس میں ملاتی سو جب ہم جمعہ پڑھ کر فارغ ہوتے تو پھرتے اس کو سلام کرتے سو وہ اس کو ہمارے آگے کرتی سو ہم اس کے سبب سے خوش ہوتے اور نہ ہم قیلولہ کرتے تھے اور نہ کھانا کھاتے تھے مگر بعد جمعہ کے۔

فائدہ: اور جمعہ میں گزر چکا ہے کہ وہاں اس عورت کی کھیتی تھی اور کہا اسماعیلی نے کہ اس حدیث میں بیان ہے اس کا کہ بیئر بضاعہ باغ تھا سو دلالت کی اس نے اس پر کہ قول ابو سعید رضی اللہ عنہ کا جو سنن میں ہے کہ اس میں حیض کے کپڑے ڈالے جاتے تھے تو مراد اس سے یہ ہے کہ وہ باغ میں ڈالے جاتے تھے پھر مینہ کا پانی اس کو بہا کر اس کنویں میں ڈالتا ہے، میں کہتا ہوں اور ذکر کیا ہے ابو داؤد نے اپنی سنن میں کہ اس نے بیئر بضاعہ کو دیکھا اور اس کو ماپا اور اس کا پانی دیکھا اور نہیں ہے یہ جگہ بسط اس کے کی۔ (فتح)

۵۷۸۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ قَالَتْ قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ تَرٰى مَا لَا نَرٰى تُرِيْدُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابَعَهُ شُعَيْبٌ وَقَالَ

۵۷۸۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! یہ جبرئیل علیہ السلام تجھ کو سلام کرتا ہے، میں نے کہا اور اس پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھتے مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور یونس اور نعمان نے زہری سے وبرکاتہ کا لفظ زیادہ کیا ہے۔

یُوْنُسُ وَالنُّعْمَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَبَرَكَاتُهُ .

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے اور اعتراض کیا ہے داؤدی نے اوپر اس کے سو کہا اس نے کہ فرشتوں کو مرد نہیں کہا جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو مذکر ذکر کیا ہے اور جواب یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس مرد کی شکل پر آتے تھے کما تقدم فی بدء الوحی کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ جائز ہے واسطے مردوں کے سلام کرنا عورتوں کو اور جائز ہے واسطے عورتوں کے سلام کرنا مردوں کو جب کہ فتنے سے امن ہو اور فرق کیا ہے مالکیہ نے کہ اگر عورت جوان ہو تو جائز نہیں اور اگر بوڑھی ہو تو جائز ہے واسطے بند کرنے ذریعہ کے اور ربیعہ نے مطلق منع کیا ہے اور کہا کوفیوں نے کہ عورتوں کے واسطے پہلے مردوں کو سلام کرنا جائز نہیں اس واسطے کہ ان کو منع ہے اذان دینا اور تکبیر کہنا اور پکار کر قرأت پڑھنا کہا انہوں نے اور مستثنیٰ ہے اس سے محرم عورت کہ اس کو اپنے محرم پر سلام کرنا جائز ہے کہا مہلب نے اور حجت مالک کی باب کی حدیث ہے اس واسطے کہ جو اصحاب اس بوڑھی کی ملاقات کو جاتے تھے وہ اس کی محرم نہ تھی اور کہا متولی نے کہ اگر مرد کی بیوی یا محرم یا لونڈی ہو تو جائز ہے اور اگر عورت اجنبی ہو تو نظر کی جائے اگر خوبصورت ہو اس کے ساتھ فتنے کا خوف ہو تو نہیں جائز ہے سلام کرنا اس کو نہ ابتدا میں اور نہ جواب میں اور اگر دونوں میں سے پہلے کوئی سلام کرے تو دوسرے کو سلام کا جواب دینا مکروہ ہے اور اگر بوڑھی ہو اس سے فتنے کا خوف نہ ہو تو جائز ہے سلام کرنا اور حاصل فرق کا درمیان اس کے اور درمیان قول مالکیہ کے تفصیل ہے جوان عورت میں اور خوبصورت اور بدصورت کے اس واسطے کہ خوبصورت ہونا جگہ گمان فتنے کی ہے برخلاف مطلق جوان عورت کے اور اگر مجلس میں مرد اور عورتیں جمع ہوں تو جائز ہے سلام کرنا دونوں جانب سے وقت امن ہونے کے فتنے سے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا قَالَ مَنْ ذَا فَقَالَ أَنَا — جب کہے یہ کون ہے؟ تو وہ کہے کہ میں ہوں

فائدہ: نہیں جزم کیا اس نے ساتھ حکم کے اس واسطے کہ حدیث نہیں صریح ہے کراہت میں۔

٥٧٨١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَيْنٍ كَانَ عَلٰى أَبِيْ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ أَنَا أَنَا كَأَنَّهُ كَرِهَهَا .

٥٧٨١۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اس قرض کے سبب سے کہ میرے باپ پر تھا سو میں نے دروازے کو دستک دی حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ تو میں نے کہا کہ میں ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا میں ہوں، میں ہوں، جیسے حضرت ﷺ نے اس کو برا جانا۔

فائدہ: یعنی انا کے کوئی معنی نہیں، کہا مہلب نے کہ حضرت ﷺ نے انا کے کلمے کو برا جانا اس واسطے کہ نہیں ہے اس

میں بیان مگر یہ کہ گھر والا اجازت مانگنے والے کی آواز کو پہچانتا ہو اور دوسرے کے ساتھ نہ ملتا ہو اور غالب یہ ہے کہ ایک کی آواز دوسرے سے ملتی ہے اور بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس کو مکروہ جانا اس واسطے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے سلام کے لفظ سے اجازت نہیں مانگی تھی اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے سیاق میں کہ اس نے اندر آنے کی اجازت مانگی تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اپنی حاجت کے واسطے آیا تھا سو دروازے پر دستک دی تا کہ حضرت ﷺ کو اس کا آنا معلوم ہو اسی واسطے حضرت ﷺ اس کے لیے باہر تشریف لائے اور کہا داؤدی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کو مکروہ جانا اس واسطے کہ جواب دیا آپ کو جابر رضی اللہ عنہ نے ساتھ غیر اس چیز کے جس کا سوال کیا اس واسطے کہ جب اس نے دروازے کو دستک دی تو اس سے پہچانا گیا کہ وہاں کوئی دستک دینے والا ہے پھر جب اس نے کہا میں ہوں تو اس سے بھی یہی معلوم ہوا کہ وہاں کوئی دستک دینے والا ہے سو جو کچھ کہ دستک دینے سے معلوم ہوا تھا اس سے زیادہ کوئی چیز معلوم نہ ہوئی، اور کہا خطابی نے کہ یہ جو اس نے کہا میں ہوں تو یہ جواب شامل نہیں ہے اور نہیں فائدہ دیتا اس چیز کے علم کا جس کا حضرت ﷺ نے معلوم کرنا چاہا تھا سو حق جواب کا یہ تھا کہ یوں کہتا کہ میں جابر ہوں تا کہ واقع ہوتی تعریف اسم کی جس سے سوال واقع ہوا تھا اور البتہ روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ مسجد میں تھے سو میں آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے کہا میں بریدہ ہوں اور پہلے گزر چکی ہے حدیث ام ہانی رضی اللہ عنہا کی کہ حضرت ﷺ نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں ام ہانی ہوں، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اگر نہ واقع ہو تعریف مگر ساتھ کنیت کے تو نہیں ہے مکروہ اور اسی طرح نہیں ہے کوئی ڈر یہ کہ کہے کہ میں فلانا شیخ ہوں یا فلانا قاری یا فلانا قاضی ہوں جب کہ نہ حاصل ہو تمیز مگر ساتھ اس کے اور کہا ابن جوزی نے کہ اس کے مکروہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ اس میں ایک قسم ہے تکبر سے گویا اس کا قائل کہتا ہے کہ میں وہ ہوں کہ مجھ کو اپنے نام اور نسب کے ذکر کرنے کی حاجت نہیں اور یہ تکبر اگرچہ جابر رضی اللہ عنہ کے حق میں متصور نہیں لیکن نہیں منع ہے کہ تعلیم کے واسطے کیا ہو تا کہ اس کو اس کی عادت نہ ہو جائے اور کہا ابن عربی نے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مشروع ہونا دستک کا ہے اور نہیں واقع ہوا ہے حدیث میں بیان کہ کیا وہ کسی آلہ سے تھی یا بغیر آلہ کے اور البتہ روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں کہ حضرت ﷺ کے دروازے کو ناخن سے دستک دی جاتی تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ حضرت ﷺ کی تعظیم اور بزرگی اور ادب کے واسطے کرتے تھے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَدَّ فَقَالَ عَلَیْكَ السَّلَامُ — جو سلام کے جواب میں علیک السلام کہے

فائدہ: احتمال ہے کہ یہ اشارہ کیا ہو طرف اس شخص کی جس نے کہا کہ سلام کے لفظ سے پہلے کوئی چیز مقدم نہ کی جائے بلکہ کہے ابتدا میں اور جواب میں السلام علیک یا جس نے کہا کہ نہ اقتصار کرے مفرد کے لفظ پر بلکہ جمع کا صیغہ

لائے یا جس نے کہا کہ نہ حذف کرے واؤ کو بلکہ سلام کا جواب عطف کی واؤ سے دے، پس کہے وعلیک یا جس نے کہا کہ کافی ہے جواب میں یہ کہ اقتصار کرے علیک پر یعنی صرف علیک کہے بغیر لفظ سلام کے یا جس نے کہا کہ نہ اقتصار کرے علیک السلام پر بلکہ رحمۃ اللہ کا لفظ زیادہ کرے اور یہ پانچ جگہیں ہیں ان پر آثار دلالت کرتے ہیں بہر حال پہلا حکم سو لیا جاتا ہے حدیث ماضی سے کہ سلام اللہ کا اسم ہے پس لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر کوئی چیز مقدم نہ کی جائے، تنبیہ کی ہے اس پر ابن دقیق العید نے اور نقل کیا گیا ہے بعض شافعیہ سے کہ اگر کہے علیک السلام تو نہیں کفایت کرتا ہے اور ٹھہرایا ہے نووی رحمہ اللہ نے اختلاف کو بیچ ساقط کرنے واد کے اور ثابت رکھنے اس کے اور متبادر یہ ہے کہ اختلاف تو بیچ مقدم کرنے علیکم کے سلام پر اور صحیح تر حاصل ہونا اس کا ہے پھر ذکر کی حدیث ابو جزی کی اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور بہر حال دوسرا حکم سو روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں کہ تا کہ تو اس اکیلے کو خاص کرے اس واسطے کہ وہ اکیلا نہیں ہے اور اس کی سند صحیح ہے اور اس مسئلے کے فروع سے ہے یہ کہ اگر واقع ہو ابتدا ساتھ صیغہ جمع کے یعنی اگر کوئی پہلے السلام علیکم کہے جمع کی ضمیر سے تو نہیں کفایت کرتا ہے جواب سلام کا ساتھ صیغہ مفرد کے اس واسطے کہ جمع کا صیغہ تعظیم کو چاہتا ہے سو نہ ہوگا ادا کرنے والا جواب کا ساتھ مثل کے چہ جائیکہ اس سے بہتر ہو تنبیہ کی ہے اس پر ابن دقیق العید نے اور بہر حال تیسرا حکم سو کہا نووی رحمہ اللہ نے اتفاق ہے ہمارے اصحاب کا کہ اگر سلام کا جواب دینے والا علیک کہے بغیر واؤ کے تو نہیں جائز ہے اور اگر واؤ کے ساتھ کہے تو اس میں دو وجہ ہیں اور بہر حال چوتھا حکم سو روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب کوئی ان کو سلام کرتا تو کہتے وعلیک ورحمۃ اللہ اور البتہ وارد ہو چکا ہے یہ مرفوع حدیثوں میں اور بہر حال پانچواں حکم تو اس کا بیان پہلے باب میں ہو چکا ہے۔ (فتح)

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور اس پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں

فائدہ: یہ پوری حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى آدَمَ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کا جواب یہ دیا السلام علیک ورحمۃ اللہ

فائدہ: یہ حدیث پوری بھی پہلے گزر چکی ہے۔

۵۷۸۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ

۵۷۸۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد مسجد میں داخل ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک گوشے میں

سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الَّتِيْ بَعْدَهَا عَلِّمْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ فِي الْأَخِيْرِ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا.

بیٹھے تھے سو اس نے نماز پڑھی پھر آیا اور حضرت ﷺ کو سلام کیا حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا وعلیک السلام یعنی اور تجھ کو سلام پلٹ جا اور پھر نماز پڑھ اس واسطے کہ تیری نماز نہیں ہوئی سو وہ پھرا اور اس نے پھر نماز پڑھی پھر آیا اور حضرت ﷺ کو سلام کیا حضرت ﷺ نے فرمایا اور تجھ کو سلام پھر جا اور پھر نماز پڑھ اس واسطے کہ تیری نماز نہیں ہوئی اس نے نماز پھر پڑھی پھر آیا اور حضرت ﷺ کو سلام کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا اور تجھ کو سلام پلٹ جا اور نماز پھر پڑھ اس واسطے کہ تیری نماز نہیں ہوئی سو اس نے دوسری یا تیسری بار میں کہا کہ یا حضرت! مجھ کو نماز سکھایئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تو نماز کی طرف اٹھے یعنی اس کا ارادہ کرے تو وضو کر کامل کیا کر پھر قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو پھر اللہ اکبر کہا کر پھر پڑھا کو جو کچھ کہ تجھ کو قرآن سے یاد اور میسر ہو پھر رکوع کیا کر آرام اور اطمینان سے پھر سر اُٹھایا کر یہاں تک کہ خوب سیدھا کھڑا ہو جائے پھر سجدہ کیا کر آرام اور اطمینان سے پھر سر اٹھایا کر یہاں تک کہ آرام اور اطمینان سے بیٹھے پھر اسی طرح اپنی سب نماز میں کیا کر، کہا ابو اُسامہ رضی اللہ عنہ نے اخیر میں یعنی بدلے حتی تطمئن جالسا کے حتی تستوی قائما یعنی اس لفظ کو ترجیح ہے پہلے لفظ پر کہ اس کا راوی مخالف ہے اور راویوں کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ پھر اس نے آ کر حضرت ﷺ کو سلام کیا اور حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا وعلیک السلام۔

حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر سر اٹھایا کر یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھے۔

وَسَلَّمَ ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا .

بَابُ إِذَا قَالَ فُلَانٌ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ — جب کہے کہ فلانا تجھ کو سلام کرتا ہے

فائدہ: یہ لفظ حدیث باب کا ہے اور اس کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٧٨٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ جِبْرِيلَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ .

۵۷۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ بے شک جبریل علیہ السلام تجھ کو سلام کرتے ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور اس کو سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث میں مشروعیت سلام بھیجنے کی ہے یعنی سلام کا بھیجنا مشروع ہے اور واجب ہے ایلچی پر کہ اس کو پہنچا دے اس واسطے کہ وہ امانت ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ودیعت کے ساتھ زیادہ تر مشابہ ہے اور تحقیق یہ ہے کہ اگر ایلچی اس کا التزام کر لے تو امانت کی مشابہ ہو جاتی ہے ورنہ ودیعت ہے اور ودیعت جب قبول نہ کی جائے تو نہیں لازم ہوتی ہے اس کو کوئی چیز اور نیز اس حدیث میں ہے کہ جب اس کو کسی شخص کی طرف سے سلام آئے یا کاغذ میں تو واجب ہے سلام کا جواب دینا فی الفور اور مستحب ہے کہ پہنچانے والے کو سلام کا جواب دے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے نسائی کی حدیث میں لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے کسی طریق میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جبریل علیہ السلام کے سلام کا جواب دیا ہو سو دلالت کی اس نے اس پر کہ پہنچانے والے کو سلام کا جواب دینا واجب نہیں۔ (فتح)

بَابُ التَّسْلِيمِ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ — سلام کرنا اس مجلس میں جس میں مسلمان اور کافر ملے ہوئے ہوں

٥٧٨٤۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ حِمَارًا عَلَيْهِ إِكَافٌ تَحْتَهُ قَطِيفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَأَرْدَفَ وَرَآئَهُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَهُوَ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ

۵۷۸۴۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان تھا اور اس کے نیچے فدک کی چادر تھی اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کیا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو اور یہ واقعہ جنگ بدر سے پہلے تھا یہاں تک کہ ایک مجلس پر گزرے جس میں مسلمان اور مشرکین بت پرست اور یہودی ملے تھے اور اس میں عبداللہ

عُبَادَةَ فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَذٰلِكَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ حَتّٰى مَرَّ فِيْ مَجْلِسٍ فِيْهِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَفِيْهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَآئِهٖ ثُمَّ قَالَ لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ أَيُّهَا الْمَرْءُ لَا أَحْسَنَ مِنْ هٰذَا إِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا فِيْ مَجَالِسِنَا وَارْجِعْ إِلٰى رَحْلِكَ فَمَنْ جَآءَكَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ اغْشَنَا فِيْ مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى هَمُّوْا أَنْ يَّتَوَاثَبُوْا فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ ثُمَّ رَكِبَ دَابَّتَهٗ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ أَيْ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ إِلٰى مَا قَالَ أَبُوْ حُبَابٍ يُرِيْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ اعْفُ عَنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاصْفَحْ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ أَعْطَاكَ اللّٰهُ الَّذِيْ أَعْطَاكَ وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبَحْرَةِ عَلٰى أَنْ يُّتَوِّجُوْهُ

بن اُبی منافق تھا اور مجلس میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ صحابی بھی تھے سو جب سواری کی گرد مجلس پر پڑی تو عبداللہ بن اُبی نے اپنی چادر سے اپنی ناک کو ڈھانپا پھر کہا کہ ہم پر گرد مت اُڑاؤ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا پھر کھڑے ہوئے اور اترے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا یعنی دعوت اسلام کی دی اور ان پر قرآن پڑھا تو عبداللہ بن اُبی نے کہا کہ اے مرد آدمی اس سے کوئی چیز بہتر نہیں جو تو کہتا ہے اگر ہو حق سو نہ ایذا دیا کر ہم کو ہماری مجلس میں اور اپنی جگہ کی طرف پلٹ جا سو جو ہم میں سے تیرے پاس آئے اس کو نصیحت کیا کر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! آپ ہماری مجلس میں آیا کریں سو ہم اس کو چاہتے ہیں سو مسلمانوں اور مشرکوں اور یہودیوں میں گالی گلوچ ہوئی یہاں تک کہ انہوں نے قصد کیا کہ ایک دوسرے پر حملہ کریں سو ہمیشہ رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپ کراتے یہاں تک کہ چپ ہوئے پھر اپنی سواری پر سوار ہو کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو فرمایا کہ اے سعد! کیا تو نے نہیں سنا جو ابو حباب یعنی عبداللہ بن اُبی نے کہا؟ اس نے ایسا ایسا کہا، سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! اس سے معاف کیجیے اور درگزر کیجیے سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا جو دیا یعنی دین حق اور البتہ اس شہر والوں نے صلاح کی تھی کہ اس کو تاج پہنا دیں اور بادشاہ بنا دیں سو جب اللہ تعالیٰ نے رد کیا ساتھ دین حق کے جو آپ کو دیا تو اس کو اس سے حسد ہوا سو اسی حال نے اس کے ساتھ کیا جو آپ نے دیکھا یعنی ریاست کے لالچ نے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے معاف کیا۔

فَيُعَصِّبُوْنَهٗ بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا رَدَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِیْ أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهٖ مَا رَأَیْتَ فَعَفَا عَنْهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں قول اس کا ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ ایک مجلس پر گزرے جس میں مسلمان اور مشرک تھے سو حضرت مَلَّاتِیْمِ نے ان کو سلام کیا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ جب ایسی مجلس میں گزرے جس میں مسلمان اور کافر ہوں تو سنت یہ ہے کہ سلام کرے ساتھ لفظ تعمیم کے اور قصد کرے ساتھ اس کے مسلمانوں کو کہا ابن عربی نے اور مثل اس کی ہے جب کہ گزرے اس مجلس میں جو اہل سنت اور اہل بدعت کو شامل ہو اور اس مجلس میں جس میں عادل اور ظالم ہوں اور اس مجلس میں جس میں دوست اور دشمن ہوں اور استدلال کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے اس پر ساتھ حدیث باب کے اور وہ مفرع ہے اس پر کہ کافر کو پہلے سلام کرنا منع ہے اور البتہ وارد ہو چکی ہے اس سے صریح نہی مسلم کی روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ یہود اور نصاریٰ کو پہلے سلام نہ کیا کرو اور ان کو تنگ کرو راہ میں کہا قرطبی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ الگ ہو جاؤ ان کے واسطے تنگ راہ سے ان کی خاطر داری اور عزت کے واسطے تا کہ وہ آسانی سے گزریں اور اس کے یہ معنی نہیں کہ اگر ان سے فراخ راہ میں ملو تو ان کو ایک کنارے میں تنگ کرو اور کہا ایک گروہ نے کہ جائز ہے ان کو پہلے سلام کرنا اور یہ مروی ہے ابن عیینہ سے کہ اس نے کہا کہ کافر کو پہلے سلام کرنا جائز ہے اس آیت کی دلیل سے ﴿لَا یَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ﴾ اور ابراہیم علیہ السلام کے قول سے کہ انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ سلام علیک اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ نہی میں اولیٰ ہے اور جواب دیا ہے عیاض نے آیت سے اور ابراہیم علیہ السلام کے قول سے مقصود ساتھ اس کے باہم چھوڑ دینا اور ایک دوسرے سے دور ہونا ہے اور نہیں ہے مقصود اس میں سلام اور کہا طبری نے کہ نہیں مخالفت ہے درمیان حدیث اُسامہ رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ نے کافروں کو سلام کیا جس جگہ مسلمانوں کے ساتھ تھے اور درمیان حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ کافروں کو سلام نہ کیا کرو اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث عام ہے اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث خاص ہے سو خاص کی جائے گی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جب کہ ہو ابتدا بغیر سبب کے اور بغیر حاجت کے حق صحبت سے یا ہمسائیگی سے یا بدلہ دینے سے اور مانند اس کے اور مراد یہ ہے کہ منع ہے ان کو سلام کرنا ساتھ سلام مشروع کے لیکن اگر ایسے لفظ سے سلام کرے جس میں وہ داخل نہ ہو سکیں تو جائز ہے جیسے کہے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین جیسے حضرت مَلَّاتِیْمِ نے ہرقل کو لکھا سلام علی من اتبع الهدیٰ۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ یُسَلِّمْ عَلٰی مَنِ اقْتَرَفَ ذَنْبًا جو نہیں سلام کرتا اس شخص پر جو کسب کرے گناہ کو اور نہ

وَلَمْ يَرُدَّ سَلَامَهُ حَتّٰى تَتَبَيَّنَ تَوْبَتُهُ وَإِلٰى مَتٰى تَتَبَيَّنُ تَوْبَةُ الْعَاصِي.

جواب دے اس کے سلام کا یہاں تک کہ ظاہر نہ ہو توبہ اس کی اور کب تک ظاہر ہوتی ہے توبہ گنہگار کی۔

فائدہ: بہرحال حکم اول جو اشارہ کیا طرف خلاف کی بیچ اس کے اور البتہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہ سلام کی جائے فاسق کو اور نہ بدعتی کو کہا کہ اگر نہ سلام کرنے سے فساد کا خوف ہو دین میں یا دنیا میں تو سلام کرے کہا ابن عربی نے اور نیت کرے ساتھ اس کے کہ سلام اللہ کا نام ہے سو گویا کہ کہے اللہ نگہبان ہے تم پر اور کہا مہلب نے کہ اہل معاصی کو سلام نہ کرنا قدیمی سنت ہے اور یہی قول ہے بہت اہل علم کا اہل بدعت کے حق میں اور ایک گروہ نے کہا کہ جائز ہے کما تقدم کہا ابن وہب نے کہ جائز ہے پہلے سلام کرنا ہر ایک پر اگرچہ کافر ہو اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ ﴿وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ اور جواب یہ ہے کہ دلیل عام ہے دعویٰ سے اور لاحق کیا ہے بعض حنفیہ نے ساتھ فاسق کے اس کو جو بہت خوش طبعی کرے اور بہت بے ہودہ بکے اور بازار میں عورتوں کے دیکھنے کے واسطے بیٹھے اور محکی ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اہل اہواء کو بھی سلام نہ کرے اور بہرحال دوسرا حکم سو اس میں بھی اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ اس کی حد ایک سال ہے ایک سال کے بعد سلام کیا جائے اور بعض نے کہا چھ مہینے اور بعض نے پچاس دن جیسا کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے اور بعض نے کہا کہ اس کی کوئی حد معین نہیں بلکہ مدار اوپر وجود قرائن کے ہے جو دلالت کریں اوپر صدق مدعا اس کی کے بیچ توبہ اس کی کے لیکن نہیں کفایت کرتا یہ ایک گھڑی میں اور نہ دن تک اور مختلف ہے یہ ساتھ اختلاف جنایت کے اور بہرحال بدعتی اور جو بڑا گناہ کرے اور اس سے توبہ نہ کرے تو اس کو سلام نہ کیا جائے اور نہ ان کو سلام کا جواب دیا جائے یہ قول ایک جماعت اہل علم کا ہے اور حجت پکڑی ہے اس کے واسطے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ قصے کعب رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو لَا تُسَلِّمُوْا عَلٰى شَرَبَةِ الْخَمْرِ

اور کہا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہ شراب پینے والوں کو سلام نہ کرو

فائدہ: روایت کیا ہے اس کو طبری نے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر بیمار ہوں تو ان کی خبر نہ پوچھو اور اگر مر جائیں تو ان کا جنازہ نہ پڑھو اور اس کی سند ضعیف ہے۔ (فتح)

٥٧٨٥۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

٥٧٨٥۔ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے سنا حدیث بیان کرتا تھا اس حال سے جب کہ پیچھے رہا جنگ تبوک سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہماری کلام سے منع کیا اور میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تھا تو میں اپنے جی میں کہتا تھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا وَآتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَأَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ أَمْ لَا حَتّٰى كَمَلَتْ خَمْسُوْنَ لَيْلَةً وَآذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلَّى الْفَجْرَ.

لبوں کو سلام کے جواب کے ساتھ ہلایا یا نہیں یہاں تک کہ پچاس راتیں پوری ہوئیں اور حضرت ﷺ نے خبر دی ساتھ قبول کرنے اللہ کے ہماری توبہ کو جب کہ فجر کی نماز پڑھ چکے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری جنگ تبوک میں گزر چکی ہے اور اقتصار کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ اس قدر پر اور اس میں وہ چیز ہے کہ باب باندھا ہے ساتھ اس کے اس جگہ کہ تادیب کے واسطے نہ سلام کرنا نہ سلام کا جواب دینا اور یہ مخصوص ہے اس امر سے کہ سلام پھیلانے کے ساتھ آیا ہے نزدیک جمہور کے اور عکس کیا ہے اس کا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے سو روایت کی ہے اس سے طبری نے ساتھ سند جید کے کہ وہ نہیں گزرتا تھا کسی مسلمان پر اور نہ عیسائی پر نہ چھوٹے پر نہ بڑے پر مگر کہ سلام کرتا تھا سو کسی نے اس سے کہا تو اس نے کہا کہ ہم کو حکم ہے سلام پھیلانے کا اور شاید اس کو دلیل خصوص کی نہیں پہنچی اور مستثنیٰ کیا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب کہ محتاج ہو اس کے واسطے مسلمان دینی ضرورت کے واسطے یا دنیاوی کے واسطے جیسے رفاقت کا حق ادا کرنا اور یہی قول ہے طبری کا اور اسی پر محمول کیا ہے اس نے حضرت ﷺ کے سلام کرنے کو اس مجلس میں جس میں مسلمان اور کافر ملے تھے۔ (فتح)

بَابٌ كَيْفَ يُرَدُّ عَلٰى أَهْلِ الذِّمَّةِ السَّلَامُ

اہل ذمہ کافروں کو سلام کا جواب کس طرح دیا جائے؟

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ذمی کافروں کو سلام کا جواب دینا منع نہیں اسی واسطے ترجمہ باندھا ہے اس نے ساتھ کیفیت کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا﴾ اس واسطے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا دلالت کرتا ہے کہ سلام کا جواب کے موافق ہو اگر اس سے بہتر نہ ہو کما تقدم تقریرہ اور حدیث دلالت کرتی ہے کہ سلام کے جواب میں کافر اور مسلمان کے درمیان فرق ہے کہا ایک قوم نے کہ سلام کا جواب اہل ذمہ کو دینا فرض عین ہے واسطے عموم آیت کے اور ثابت ہو چکا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب کوئی سلام کرے تو اس کو سلام کا جواب دے اگرچہ مجوسی ہو اور یہی قول ہے قتادہ اور شعبی کا اور منع کیا ہے اس سے مالک اور جمہور نے اور کہا عطاء نے کہ آیت مخصوص ہے ساتھ مسلمانوں کے سو کافر کو سلام کا جواب مطلق نہ دیا جائے سو اگر مراد اس کی منع رد کا ساتھ سلام کے ہے تو فبہا ورنہ باب کی حدیثیں اس پر رد کرتی ہیں۔ (فتح)

۵۷۸۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ

۵۷۸۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو انہوں نے سلام

رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ دَخَلَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

کے بدلے السام علیک کہا یعنی تجھ پر موت پڑے، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سو میں اس کو سمجھ گئی تو میں نے کہا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی مار اور لعنت پڑے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! اپنے اوپر نرمی اختیار کر اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کو نرمی پسند آتی ہے ہر کام میں میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کہا علیکم یعنی میں نے ان کو اس کا جواب دے دیا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب یہود تم کو سلام کریں تو کہو **علیکم ما قلتم** اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور مار پڑے تو احتمال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی دانائی سے ان کی کلام کو سمجھا ہو سو انکار کیا اوپر ان کے اور گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کلام کو نہیں سمجھے سو مبالغہ کیا بیچ انکار کے اوپر ان کے اور احتمال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو باب میں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو لعنت کی یا اس واسطے کہ ان کی رائے تھی کہ جائز ہے لعنت کرنا کافر معین کو باعتبار حالت راہنہ کے خاص کر جب کہ صادر ہو اس سے جو تادیب کو تقاضا کرے اور یا اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہلے اس سے معلوم تھا کہ وہ لوگ مذکور کفر پر مریں گے اس واسطے ان کو مطلق لعنت کی اور نہ مقید کیا اس کو ساتھ موت کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبان کو فحش اور بیہودہ بکنے کی عادت نہ ہو جائے یا انکار کیا اس پر افراد کو گالی میں۔ (فتح)

٥٧٨٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُوْدُ فَإِنَّمَا يَقُوْلُ أَحَدُهُمُ السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْ وَعَلَيْكَ.

٥٧٨٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب یہودی لوگ تم کو سلام کریں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ تجھ پر موت پڑے سو تو اس کے جواب میں کہہ اور تجھ پر۔

٥٧٨٨۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

٥٧٨٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا وَعَلَيْكُمْ.

نے فرمایا جب اہل کتاب تم کو سلام کریں تو ان کے جواب میں کہو وعلیکم یعنی اور تم پر۔

فائدہ: اور مسلم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ اصحاب نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ اہل کتاب ہم کو سلام کرتے ہیں تو ہم ان کو کس طرح جواب دیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہو وعلیکم اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ ثابت رکھنے واؤ کے اور حذف کرنے اس کے کے بیچ جواب سلام اہل کتاب کے واسطے اختلاف ان کے کے کہ کون سی روایت زیادہ راجح ہے پس ذکر کیا ہے ابن عبدالبر نے ابن حبیب سے کہ واؤ کے ساتھ وعلیکم نہ کہے اس واسطے کہ اس میں شریک کرنا یعنی واقع ہوتا ہے ساتھ واؤ کے اشتراک اور داخل ہونا اس چیز میں کہ انہوں نے کہی پس معنی یہ ہوں گے کہ مجھ پر بھی اور تم پر بھی اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ واؤ ایسی ترکیب میں تقاضا کرتی ہے پہلے جملے کی تقریر کو اور دوسرے کی زیادتی کو اوپر اس کے اور جمہور مالکیہ اس کے مخالف ہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ ثابت رکھنا واؤ کا اور حذف کرنا اس کا سلام کے جواب میں دونوں جائز اور ثابت ہیں اور اس کا ثابت رکھنا خوب ہے اور نہیں ہے کوئی فساد بیچ اس کے اور اس پر ہیں اکثر روایتیں یعنی اکثر روایتیں واؤ کے ساتھ آئی ہیں اور اس کے معنی میں دو وجہ ہیں، ایک یہ کہ انہوں نے کہا **علیکم الموت** یعنی تم پر موت پڑے سو فرمایا **وعلیکم ایضا** یعنی تم پر بھی یعنی ہم اور تم اس میں برابر ہیں ہم سب مر جائیں گے، دوسری وجہ یہ ہے کہ واؤ ابتدا کلام کے واسطے ہے عطف اور تشریک کے واسطے نہیں اور تقدیر یہ ہے کہ **وعلیکم ما تستحقونه من الذم** یعنی تم وہ چیز ہے کہ مستحق ہو تم اس کے ذم سے اور بعض نے کہا کہ واؤ زائد ہے اور اولیٰ جواب یہ ہے کہ ہماری دعا ان کے حق میں قبول ہوتی ہے اور ان کی دعا ہمارے حق میں قبول نہیں ہوتی اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے کہ کہا جائے سلام کے جواب میں علیکم السلام جیسے کہ مسلمان کو سلام کا جواب دیا جاتا ہے اور یہی ایک وجہ محکی ہے شافعیہ سے لیکن ورحمۃ اللہ نہ کہے اور بعض نے کہا کہ مطلق جائز ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور علقمہ سے ہے کہ ضرورت کے وقت جائز ہے اوزاعی سے روایت ہے کہ جائز ہے اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ ان کو سلام کا جواب بالکل نہ دے اور بعض نے کہا کہ اہل ذمہ کو سلام کا جواب دے اور اہل حرب کو نہ دے اور راجح ان سب اقوال سے وہ قول ہے جس پر حدیث دلالت کرتی ہے لیکن وہ خاص کیا گیا ہے ساتھ اہل کتاب کے یعنی لفظ وعلیکم کہے اس پر کچھ زیادہ نہ کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے **اذا سلم علیکم اهل الکتاب** اس پر کہ کافر کو پہلے سلام کرنا جائز نہیں حکایت کیا ہے اس کو باجی نے عبدالوھاب سے کہا باجی نے اس واسطے کہ سلام کے جواب کا حکم فرمایا اور پہلے سلام کرنے کا حکم نہیں ذکر کیا اور

نقل کیا ہے ابن عربی نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اگر کوئی کسی کو مسلمان جان کر سلام کہے پھر ظاہر ہو کہ وہ کافر ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی سلام پھیر لیتے تھے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہ پھیر لے یعنی اس واسطے کہ اس وقت پھیر لینا بے فائدہ ہے اس واسطے کہ نہیں حاصل ہوئی ہے اس سے کچھ چیز اس واسطے کہ اس نے قصد کیا تھا سلام کا مسلمان کو اور اس کے غیر نے کہا کہ اس کا فائدہ خبردار کرنا ہے کافر کو کہ وہ لائق نہیں کہ اس کو پہلے سلام کی جائے۔ میں کہتا ہوں اور مؤکد ہوتا ہے یہ جب کہ ہو اس جگہ وہ شخص کہ اس کے انکار کا خوف ہو یا یہ خوف ہو کہ وہ اس کی پیروی کرے گا جب کہ سلام کرنے والا پیشوا ہو اس کی پیروی کی جاتی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ یہ سلام کا جواب خاص ہے ساتھ کافروں کے سو مسلمان کی سلام کے جواب میں یہ کہنا کفایت نہیں کرتا اور بعض نے کہا کہ اگر واؤ کے ساتھ جواب دے تو کفایت کرتا ہے نہیں تو نہیں اور تحقیق یہ ہے کہ وہ کافی ہے بیچ حاصل ہونے معنی سلام کے نہ بیچ بجا لانے امر کے جو اللہ تعالیٰ کے قول میں ہے ﴿فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا﴾ اور شاید مراد اس کی بغیر واؤ کے ہے اور بہرحال جو واؤ کے ساتھ ہے تو وہ بہت حدیثوں میں آ چکا ہے ان میں ایک حدیث وہ ہے جو روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا سلام علیکم تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وعلیک ورحمۃ اللہ میں کہتا ہوں کہ جب یہ صیغہ کے غیر مسلمان کے سلام کے جواب میں مشہور ہو چکا ہے تو لائق ہے کہ مسلمان کے سلام کے جواب میں اس کو ترک کیا جائے اگرچہ اصل اسلام کے جواب میں کفایت کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ نَظَرَ فِيْ كِتَابِ مَنْ يُّحْذَرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ لِيَسْتَبِيْنَ أَمْرُهُ

جو نظر کرے اس شخص کے خط میں جو ڈرایا جائے یا ڈرے مسلمانوں پر تا کہ اس کا حال واضح ہو

فائدہ: اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو اثر کہ وارد ہوا ہے اس میں کہ دوسرے کے خط کو دیکھنا جائز نہیں تو خاص کیا گیا ہے اس سے وہ دیکھنا جو معین ہو راہ طرف دفع مفسدی کی کہ وہ اکثر دیکھنے کے مفسدی سے اور اثر مذکو کو روایت کیا ہے ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جو اپنے بھائی مسلمان کے خط کو دیکھے بغیر اس کی اجازت کے تو گویا وہ آگ کو دیکھتا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ (فتح)

۵۷۸۹۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ بُهْلُوْلٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيْسَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَأَبَا مَرْثَدٍ

۵۷۸۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر رضی اللہ عنہ اور ابو مرثد رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ہم سب سوار تھے اور فرمایا کہ چلو یہاں تک کہ روضۂ خاخ میں پہنچو کہ وہاں ایک عورت ہے مشرکین میں سے اس کے ساتھ ایک خط ہے حاطب رضی اللہ عنہ کی طرف سے مکے کے مشرکوں کو سو ہم نے اس کو اونٹ پر سوار پایا جس جگہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فرمایا ہم

الْغَنَوِیَّ وَكُلُّنَا فَارِسٌ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰی تَأْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مَعَهَا صَحِيْفَةٌ مِّنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِیْ بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيْرُ عَلٰی جَمَلٍ لَهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْنَا أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِیْ مَعَكِ قَالَتْ مَا مَعِیْ كِتَابٌ فَأَنَخْنَا بِهَا فَابْتَغَيْنَا فِیْ رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا قَالَ صَاحِبَایَ مَا نَرٰی كِتَابًا قَالَ قُلْتُ لَقَدْ عَلِمْتُ مَا كَذَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ يُحْلَفُ بِهٖ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ قَالَ فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ مِنِّیْ أَهْوَتْ بِيَدِهَا إِلٰی حُجْزَتِهَا وَهِیَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَآءٍ فَأَخْرَجَتِ الْكِتَابَ قَالَ فَانْطَلَقْنَا بِهٖ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ يَا حَاطِبُ عَلٰی مَا صَنَعْتَ قَالَ مَا بِیْ إِلَّا أَنْ أَكُوْنَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَا غَيَّرْتُ وَلَا بَدَّلْتُ أَرَدْتُّ أَنْ تَكُوْنَ لِیْ عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهَا عَنْ أَهْلِیْ وَمَالِیْ وَلَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ هُنَاكَ إِلَّا وَلَهٗ مَنْ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهٖ عَنْ أَهْلِهٖ وَمَالِهٖ قَالَ صَدَقَ فَلَا تَقُوْلُوْا لَهٗ إِلَّا خَيْرًا قَالَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّهٗ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَدَعْنِیْ فَأَضْرِبَ عُنُقَهٗ قَالَ

نے کہا کہ کہاں ہے وہ خط جو تیرے پاس ہے اس عورت نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں سو ہم نے اس کے اونٹ کو اس کے ساتھ بٹھلایا سو اس کے کجاوے میں ڈھونڈھا تو ہم نے کچھ چیز نہ پائی تو میرے دونوں ساتھیوں نے کہا کہ ہم خط نہیں دیکھتے میں نے کہا البتہ مجھ کو معلوم ہے کہ حضرت ﷺ نے جھوٹ نہیں بولا قسم ہے اس کے جس کی قسم کھائی جاتی ہے البتہ خط کو نکال یا میں تجھ کو ننگا کر ڈالوں گا سو جب اس نے میری کوشش دیکھی تو اپنا ہاتھ اپنے تہ بند کی گرہ دینے کی طرف جھکایا یعنی ناف سے نیچے اور حالانکہ وہ کمر میں چادر باندھے تھی یعنی بجائے تہ بند کے سو اس نے خط نکالا سو ہم اس کو حضرت ﷺ کے پاس لائے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے حاطب! اس خط لکھنے کا کیا سبب ہے؟ حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں میرا یہ حال کہ نہ ہوں میں ایمان لانے والا ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول کے نہ میں نے اپنے حال کو متغیر کیا نہ بدلا یعنی میں مسلمان ہوں مرتد نہیں ہوا میں نے چاہا کہ مکے والوں پر کچھ احسان ہو کہ اس کے سبب سے اللہ تعالیٰ میرے اہل اور مال سے کافروں کو دور کرے یعنی میرا وہاں کوئی بھائی بند نہیں جو میرے بال بچوں اور مال کی خبر گیری کرے میں نے اس خط سے چاہا کہ کافروں سے راہ رسم پیدا کروں تا کہ وہ میرے لڑکے بالوں کو نہ ستائیں اور آپ کے اصحاب میں سے کوئی ایسا نہیں مگر کہ اس کا وہاں کوئی بھائی بند ہے جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ اس کے اہل اور مال سے کافروں کو دور کرے یعنی ان کی خبر گیری کرے حضرت ﷺ نے فرمایا یہ سچا ہے سو نہ کہو اس کو مگر نیک بات تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک اس نے اللہ تعالیٰ اور اس

فَقَالَ يَا عُمَرُ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدْ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ قَالَ فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ.

کے رسول اور مسلمانوں کی خیانت کی کہ اس کا بھید کافروں کو لکھا سو مجھ کو حکم ہو تا کہ میں اس کی گردن ماروں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! اور تجھ کو کیا معلوم ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ جنگ بدر والوں کے ایمان کو خوب جان چکا سو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ کرو جو تمہارا جی چاہے سو البتہ تمہارے واسطے بہشت واجب ہوئی کہا راوی نے سو عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہوئے اور کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ ممتحنہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے کہا مہلب نے کہ علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پھاڑنا ہے گناہ کے پردے کا اور ننگا کرنا گنہگار عورت کا اور جو مروی ہے کہ کسی کے خط میں دیکھنا جائز نہیں بغیر اس کی اجازت کے تو یہ حکم اس کے حق میں ہے جو مسلمانوں پر متہم نہ ہو اور جو متہم ہو تو اس کے واسطے کوئی عزت نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے واسطے عورت کے ستر کو دیکھنا جائز ہے جب کہ بغیر اس کے کوئی چارہ نہ ہو کہا ابن تین نے کہ یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو حکم ہو تو اس کی گردن ماروں باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو برا مت کہو تو یہ محمول ہے اس پر کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ قول حضرت ﷺ کا نہیں سنا یا یہ حضرت ﷺ کے فرمانے سے پہلے تھا اور احتمال ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی شدت کے سبب سے جو ان کو اللہ تعالیٰ کے کام میں تھی حمل کیا ہے نہی کو اس کے ظاہر پر کہ اس کو برا مت کہو اور نہ ارادہ کیا ہو یہ مانع ہے قائم کرنے اس چیز کے سے کہ واجب ہے عقوبت سے اس گناہ کے واسطے جس کا اس نے ارتکاب کیا سو حضرت ﷺ نے بیان فرمایا کہ وہ اپنے عذر میں سچا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کیا۔ (فتح)

بَابٌ كَيْفَ يُكْتَبُ الْكِتَابُ إِلٰى أَهْلِ الْكِتَابِ.

کس طرح خط لکھا جائے اہل کتاب کو؟

۵۷۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ

۵۷۹۰۔ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہرقل نے اس کو بلا بھیجا مع چند آدمیوں قریش کے اور حالانکہ وہ شام کے ملک میں تجارت کرتے تھے سو وہ ہرقل کے پاس آئے پس ذکر کی حدیث کہا کہ ہرقل نے حضرت ﷺ کا خط منگوایا اور پڑھا گیا سو اچانک اس میں یہ مضمون تھا شروع اللہ تعالیٰ

إِلَيْهِ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ وَكَانُوْا تِجَارًا بِالشَّامِ فَأَتَوْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُرِءَ فَإِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ السَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى أَمَّا بَعْدُ.

کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا یہ خط ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول کا ہرقل کی طرف جو روم کا سردار ہے سلام ہے اس پر جو راہ راست پر چلا بعد اس کے میں تجھ کو بلاتا ہوں اسلام کی دعوت سے، الخ۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب کی ابتدا میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے لکھنا بسم اللہ کا طرف اہل کتاب کی اور مقدم کرنا اسم کاتب کا اوپر مکتوب الیہ کے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے لکھنا سلام کا طرف اہل کتاب کی ساتھ قید کے جیسا کہ اس حدیث میں ہے السلام علی من اتبع الهدی یا یوں کہے السلام علی من تمسك بالحق یا مانند اس کی۔ (فتح)

بَابُ بِمَنْ يُّبْدَأُ فِي الْكِتَابِ

خط میں پہلے کس کا نام لکھا جائے؟

فائدہ: یعنی کیا لکھنے والا پہلے اپنا نام لکھے یا مکتوب الیہ کا۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيْهَا أَلْفَ دِيْنَارٍ وَصَحِيْفَةً مِنْهُ إِلٰى صَاحِبِهٖ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْهِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَجَرَ خَشَبَةً فَجَعَلَ الْمَالَ فِيْ جَوْفِهَا وَكَتَبَ إِلَيْهِ صَحِيْفَةً مِنْ فُلَانٍ إِلٰى فُلَانٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو قوم بنی اسرائیل میں سے ذکر کیا کہ اس نے ایک لکڑی کو لے کر کریدا پھر اس نے ہزار اشرفیوں کو اس میں بھرا اور اپنی طرف سے ایک خط قرض لینے والے کے نام کا اس میں ڈالا اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے اس نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے لکڑی کو کریدا اور مال کو اس کے اندر ڈالا اور اس کی طرف ایک خط لکھا فلانے کی طرف سے فلانے کو۔

فائدہ: ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ایک ٹکڑا اس حدیث کا اور یہ بنا بر قاعدے بخاری رحمہ اللہ کے ہے کہ اگلے پیغمبروں

کی شرع سے حجت پکڑنی جائز ہے جب کہ وارد ہو اس کی حکایت ہماری شرع میں نہ انکار کیا جائے اوپر اس کے خاص کر جب کہ بیان کی جائے بیچ جگہ مدح کے اس کے فاعل کے واسطے اور حجت اس میں یہ ہے کہ جس پر قرض تھا اس نے خط میں لکھا کہ یہ خط فلانے کی طرف سے ہے فلانے کو اور اس کے واسطے ممکن تھا کہ حجت پکڑے حضرت ﷺ کے خط سے جو ہرقل کی طرف لکھا جس کی طرف عنقریب اشارہ گزرا لیکن کبھی ہوتا ہے ترک کرنا اس کا اس واسطے کہ جب کبیر چھوٹے کو یا عظیم حقیر کو لکھے تو پہلے اپنا نام لکھنا یہ اصل ہے اور تردد تو صرف بالعکس میں واقع ہوتا ہے یا مساوی میں کہ اس میں کس کا نام پہلے لکھا جائے اور روایت کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو پہلے اپنا نام لکھا اور ابوداؤد نے ابن سیرین کے طریق سے روایت کی ہے کہ علاء نے حضرت ﷺ کو خط لکھا سو پہلے اپنا نام لکھا اور نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے غلاموں کو حکم کرتے تھے کہ جب کسی کو خط لکھیں تو پہلے اپنا نام لکھیں اور نیز نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے عامل ان کی طرف خط لکھتے تھے تو پہلے اپنا نام لکھتے تھے کہا مہلب نے سنت یہ ہے کہ کاتب پہلے اپنا نام لکھے اور ایوب سے روایت ہے کہ وہ بہت وقت پہلے مکتوب الیہ کا نام لکھتا تھا اور سوال کیا گیا مالک رحمہ اللہ سے سو کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں تو کہا گیا کہ عراق والے کہتے ہیں کہ پہلے کسی کا نام نہ لکھ اگرچہ تیرا باپ ہو یا تجھ سے بڑا تو مالک رحمہ اللہ نے ان پر عیب کیا اور جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے وہ اکثر احوال پر محمول ہے اس واسطے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں روایت کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا تو پہلے اس کا نام لکھا اور نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک کی طرف خط لکھا اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا تو پہلے بسم اللہ لکھی پھر اس کا نام لکھا اور اس حدیث کی شرح کتاب الکفالہ میں گزر چکی ہے کہا ابن تین نے کہ لکڑی والے کے قصے میں ثابت کرنا ہے ولیوں کی کرامت کا اور جمہور اشعریہ اس کے ثابت کرنے پر ہیں اور انکار کیا ہے اس کا ابواسحاق شیرازی نے اور شیخ ابومحمد بن ابی زید اور شیخ ابوالحسن قالسی نے مالکیہ سے، میں کہتا ہوں کہ یہ ابواسحاق شیرازی سے محفوظ نہیں ابواسحاق اسفرائنی سے منقول ہے اور بہرحال دونوں شیخ سو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کیا ہے انہوں نے اس کرامت سے جو کسی پیغمبر کے واسطے مستقل معجزہ واقع ہوا ہو جیسے پیدا کرنا اولاد کا بغیر باپ کے اور سیر کرنا ساتوں آسمان کا ساتھ بدن کے بیداری میں اور تصریح کی ہے ساتھ اس کے امام ابوالقاسم قشیری نے اپنے رسالہ میں وسیاتی بیانہ فی الرقاق انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اُٹھو اپنے سردار کی طرف

فائدہ: یہ باب معقود ہے قیام قاعد کے حکم کے واسطے یعنی جو بیٹھا ہو وہ باہر سے آنے والے کے واسطے اُٹھ کھڑا ہو اور نہیں جزم کیا اس میں ساتھ حکم کے بلکہ اپنی عادت کے موافق حدیث کے لفظ پر کفایت کی۔ (فتح)

۵۷۹۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّ أَهْلَ قُرَيْظَةَ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِ سَعْدٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ فَجَآءَ فَقَالَ قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ أَوْ قَالَ خَيْرِكُمْ فَقَعَدَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ قَالَ فَإِنِّيْ أَحْكُمُ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبٰى ذَرَارِيُّهُمْ فَقَالَ لَقَدْ حَكَمْتَ بِمَا حَكَمَ بِهِ الْمَلِكُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ أَفْهَمَنِيْ بَعْضُ أَصْحَابِيْ عَنْ أَبِي الْوَلِيْدِ مِنْ قَوْلِ أَبِيْ سَعِيْدٍ إِلٰى حُكْمِكَ.

۵۷۹۱۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی قریظہ کے یہودی سعد رضی اللہ عنہ کے حکم پر راضی ہو کر اترے کہ سعد رضی اللہ عنہ ہمارے حق میں جو تجویز کریں سو ہم کو قبول ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا یعنی مدینے سے سعد رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُٹھو اپنے سردار کی طرف یا یوں فرمایا کہ اپنے سے بہتر کی طرف سو سعد رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ یہودی تیری تجویز پر راضی ہو کر اُترے ہیں تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حکم کرتا ہوں کہ ان کے مرد لڑنے والے قتل کیے جائیں اور ان کی عورتیں اور لڑکے قید کیے جائیں یعنی لونڈی غلام بنائے جائیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تو نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حکم کیا۔ کہا ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میرے بعض ساتھیوں نے مجھ کو سمجھایا ابوالولید سے اس نے ابو سعید سے اول حدیث سے حکمک تک۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں حکم کرنا بادشاہ کا ہے ساتھ اکرام بڑے مسلمان کے اور مشروع ہونا اکرام اہل فضل کا بادشاہ کی مجلس میں اور اکرام کرنا اس میں اپنے کسی ساتھی کے واسطے اور سب لوگوں پر لازم کرنا کہ جوان میں بڑا ہو اس کے واسطے قیام کریں یعنی تعظیم کے واسطے قیام کرنا درست ہے اور ایک قوم نے اس سے منع کیا ہے یعنی تعظیم کے واسطے قیام کرنا منع ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اپنی لاٹھی پر تکیہ کیے تھے سو ہم آپ کے واسطے کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ نہ قیام کیا کرو جیسے عجم کے لوگ ایک دوسرے کے واسطے اٹھتے ہیں اور جواب دیا ہے اس سے طبری نے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور نیز حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ کے کہ اس کا باپ معاویہ رضی اللہ عنہ پر داخل ہو تو اس کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چاہے کہ لوگ اس کے واسطے تصویر کی طرح کھڑے رہیں تو واجب ہوئی اس کے واسطے آگ اور جواب دیا ہے اس سے طبری نے ساتھ اس کے کہ نہی اس حدیث میں تو صرف اس کے واسطے ہے کہ اس کو قیام خوش لگے کہ لوگ اس کے واسطے کھڑے رہیں اس میں اس کو منع نہیں کیا جس کے اکرام کے واسطے قیام کیا جائے اور جواب دیا ہے اس سے ابن قتیبہ نے بایں وجہ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو چاہے کہ لوگ اس کے سر پر کھڑے رہیں

جیسے کہ عجم کے بادشاہوں کے آگے لوگ کھڑے رہتے ہیں اور نہیں ہے مراد اس سے منع کرنا مرد کا قیام کرنے سے اپنے بھائی کے واسطے جب کہ اس کو سلام کرے اور حجت پکڑی ہے ابن بطال نے جائز ہونے کے واسطے ساتھ اس حدیث کے کہ روایت کی نسائی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سامنے آتے دیکھتے تو اس کو مرحبا کہتے اور اس کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوتے پھر اس کا بوسہ لیتے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو اپنی جگہ میں بٹھاتے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں طرف اس تطبیق کی کہ منقول ہے ابن قتیبہ سے اور وارد کی ہے اس نے اس میں حدیث کعب رضی اللہ عنہ کی اس کی توبہ کے قصے میں اور اس میں ہے کہ کھڑا ہوا میرے واسطے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ دوڑتا ہوا اور کہا خطابی نے کہ اس حدیث میں جواز اطلاق سید کا ہے اہل خیر اور فضل پر اور یہ کہ رئیس فاضل اور امام عادل کے واسطے قیام کرنا مستحب ہے اور اسی طرح قیام کرنا طالب علم کا عالم کے واسطے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ تو اس کے واسطے قیام کرنا ہے جو بغیر ان صفتوں کے ہو اور معنی حدیث میں احب ان یقام کے یہ ہیں کہ ان پر لازم کرے کہ اس کے واسطے صف باندھے کھڑے رہیں بطور تکبر اور نخوت کے اور ترجیح دی ہے منذری نے اس تطبیق کو کہ پہلے گزر چکی ہے بخاری رحمہ اللہ اور ابن قتیبہ سے اور یہ کہ منع وہ قیام ہے کہ اس کے سر پر کھڑا رہے اور حالانکہ وہ بیٹھا ہو اور رد کیا ہے ابن قیم رحمہ اللہ نے اس قول کو ساتھ اس کے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا سیاق اس کے خلاف پر دلالت کرتا ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ جو چاہے کہ لوگ اس کے واسطے تصویر کی طرح کھڑے رہیں تو چاہیے کہ اپنا مکان دوزخ میں بنائے اس واسطے کہ اس میں ہے جب معاویہ رضی اللہ عنہ باہر آیا تو ابن عامر نے اس کی تعظیم کے واسطے قیام کیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے آگے یہ حدیث بیان کی سو اس نے دلالت کی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے قیام کو جو اس نے اس کی تعظیم کے واسطے کیا تھا مکروہ جانا اور اس واسطے کہ نہیں کہا جاتا اس کو کہ یہ قیام ہے مرد کے واسطے بلکہ وہ قیام ہے آدمی کے سر پر اور نزدیک مرد کے کہا اور قیام تین قسم پر ہے ایک قیام مرد کے سر پر کھڑا ہونا ہے اور یہ فعل جابروں اور متکبروں کا ہے اور قیام کرنا اس کی طرف اس کے آنے کے وقت اور اس کا کوئی مضائقہ نہیں اور قیام کرنا اس کے واسطے اس کے دیکھنے کے وقت اور اس میں تنازع ہے، میں کہتا ہوں اور وارد ہوئی ہے بیچ خصوص قیام کے بیٹھے رئیس کے سر پر وہ حدیث جو روایت کی طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ تم سے اعلیٰ لوگ تو اس واسطے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے اپنے بادشاہوں کی تعظیم کی کہ کھڑے ہوئے اور وہ بیٹھے تھے پھر حکایت کیا ہے منذری نے قول طبری کا کہ اس نے قصر کیا ہے نہی کو اس پر جس کو قیام خوش لگے کہ لوگ اس کے واسطے کھڑے رہیں اس واسطے کہ اس میں محبت ہے بڑائی کی اور اپنے آپ کو بامرتبہ دیکھنا اور ترجیح دی ہے نووی رحمہ اللہ نے اس قول کو اور منذری نے بعض سے مطلق منع نقل کیا ہے اور رد کیا ہے اس نے استدلال کو ساتھ قصے سعد رضی اللہ عنہ کے بایں طور کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان کو سعد رضی اللہ عنہ کے واسطے اٹھنے کا حکم کیا تھا تا کہ اس کو گدھے سے اُتاریں اس واسطے کہ وہ بیمار تھے اور البتہ حجت

پکڑی ہے ساتھ اس کے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ کتاب قیام کے اور نقل کیا ہے اس نے بخاری اور مسلم اور ابوداؤد سے کہ انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے استدلال کیا اور اسی طرح نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جائز ہونے پر اور بہت حدیثوں سے استدلال کیا ہے اور اعتراض کیا ہے ابن حاج نے اس کے سب استدلالوں پر (اور تفصیل اس کی فتح الباری میں موجود ہے) اور کہا اس نے کہ قیام چار قسم پر ہے اول منع ہے اور وہ یہ ہے کہ واقع ہو اس کے واسطے جو چاہے کہ اس کے واسطے قیام کیا جائے واسطے تکبر اور بڑائی سے ان لوگوں پر جو اس کی طرف اٹھیں، دوسرا مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ واقع ہو اس کے واسطے جو قیام کرنے والوں پر نہ تکبر کرے نہ بڑائی لیکن ڈر ہو کہ اس کے سبب سے اپنے نفس کو منع کام میں داخل کرے اور اس واسطے کہ اس کو مشابہ ہونا ہے ساتھ جابروں کے، تیسرا جائز ہے اور وہ یہ ہے کہ واقع ہو بطورِ نیکی اور اکرام کے اس کے واسطے جس کا ارادہ یہ نہ ہو کہ اس کی تعظیم کریں اور باوجود اس کے جابروں کے ساتھ مشابہ ہونے سے بھی نہ ڈر ہو، چوتھا مندوب ہے اور وہ یہ ہے کہ کھڑا ہو اس کے واسطے جو سفر سے آئے اس کے آنے کی خوشی سے تا کہ اس کو سلام کرے یا اس کو نئی نعمت ہاتھ آئے یا اس کی مصیبت دفع ہو تو اس کی مبارک بادی کے واسطے اُٹھے اور کہا تورپشتی نے کہ قوموا الی سیدکم کے یہ معنی ہیں کہ اس کی اعانت کے واسطے اُٹھو اس کو سواری سے اُتارنے کے واسطے اور اگر مراد تعظیم ہوتی تو یوں فرماتے **قوموا لسیدکم** اور تعقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس کے کہ اس کی تعظیم کے واسطے نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اکرام کے واسطے نہ ہو اور فرق کرنا درمیان لام اور الی کے ضعیف ہے اس واسطے کہ الی اس مقام میں لائق تر ہے لام سے گویا کہ کہا گیا کہ اٹھو اور چلو طرف اس کی واسطے پیشوائی اور اکرام کے اور یہ ماخوذ ہے ترتب حکم کے سے اوپر وصف کے کہ مشعر ہے ساتھ علیت کے اس واسطے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدکم علت ہے اس کے قیام کی اور یہ اس کے شریف قدر ہونے کے واسطے ہے اور کہا بیہقی نے کہ قیام کرنا بطور بر اور اکرام کے جائز ہے جیسے انصار سعد رضی اللہ عنہ کے واسطے کھڑے ہوئے اور طلحہ رضی اللہ عنہ کعب رضی اللہ عنہ کے واسطے اٹھے اور جس کے واسطے قیام کیا جائے اس کو یہ لائق نہیں کہ اپنے آپ کو اس کا مستحق سمجھے یہاں تک کہ اگر اس کے واسطے قیام نہ کیا جائے تو ناراض ہو یا اس کو جھڑکے یا اس کی شکایت کرے اور کہا ابوعبداللہ نے کہ اس کا ضابطہ یہ ہے کہ شرع نے جس امر کی طرف مکلف کے چلنے کو مندوب کیا ہے اگر ہو وہ متاخر یہاں تک کہ مامور آ جائے تو اس کی طرف قیام کرنا اس کے چلنے کے عوض ہوگا جو اس سے فوت ہوا پھر ذکر کیا ہے ابن حاج نے ان حاجتوں کو جو قیام کے استعمال کرنے پر مرتب ہوتے ہیں کہ آدمی کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ تفصیل نہیں کر سکتا درمیان اس کے جس کا اکرام کرنا مستحب ہے مانند اہل دین اور خیر اور اہل علم کی یا جائز ہے مانند مستورین کی اور درمیان اس کے کہ نہیں جائز ہے مانند ظالم معلن کی یعنی جو اپنے ظلم کو ظاہر کرے یا مکروہ ہے مانند اس کی جو عدالت کے ساتھ متصف نہ ہو پس اگر قیام کی عادت نہ ہو تو نہ محتاج ہو کوئی کہ قیام کرے اس کے واسطے جس جس کے

واسطے قیام کرنا حرام ہے بلکہ اس نے نوبت پہنچائی طرف ارتکاب نہی کی کہ اس کی ترک پر شر پیدا ہوتا ہے اور حاصل یہ ہے کہ جب ہو جائے ترک کرنا قیام کا مشعر ساتھ ذلت کے یا مرتب ہو اس پر کوئی مفسدہ تو منع ہے اور بعض محققین نے تفصیل کی ہے کہ منع وہ ہے کہ عادت ٹھہرائے جیسے عجم کے لوگوں کی عادت ہے اور اگر سفر سے آنے والے کے واسطے یا حکم کے واسطے اس کی حکومت کی جگہ میں ہو تو اس کا کوئی مضائقہ نہیں اور کہا غزالی نے کہ قیام کرنا تعظیم کے واسطے مکروہ ہے اور اکرام کے واسطے مکروہ نہیں اور یہ تفصیل خوب ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُصَافَحَةِ — باب ہے بیچ بیان مصافحہ کے

فائدہ: مصافحہ مفاعلہ ہے اور مراد ساتھ اس کے پہنچانا ہے ہاتھ کے صفحہ کا طرف صفحہ ہاتھ کی اور روایت کیا ہے ترمذی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ تمہاری تعظیم آپس میں مصافحہ ہے۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ عَلَّمَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ وَكَفِّيْ بَيْنَ كَفَّيْهِ.

اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تشہد سکھلایا اور میری ہتھیلی آپ کی دونوں ہتھیلیوں میں تھی

وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِيْ وَهَنَّانِيْ.

اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مسجد میں داخل ہوا سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں سو طلحہ رضی اللہ عنہ میری طرف اُٹھ کھڑا ہوا دوڑتا ہوا سو اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھ کو مبارک باد دی۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث کا اور خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بھی مصافحہ کرنا ثابت ہو چکا ہے، کما سیاتی انشاء اللہ تعالٰی۔ (فتح)

۵۷۹۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُوْ بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِيْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ.

۵۷۹۲۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں مصافحہ تھا؟ اس نے کہا ہاں۔

فائدہ: اور انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے کہ کسی نے کہا یا حضرت! مرد اپنے بھائی مسلمان سے ملتا ہے تو کیا اس کے واسطے جھکے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ، کہا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرے؟ فرمایا ہاں، روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور کہا کہ حسن ہے کہا ابن بطال نے کہ مصافحہ بہتر ہے نزدیک عام علماء کے اور مستحب کہا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے بعد کراہت کے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مصافحہ سنت ہے بالاجماع وقت ملاقات کے اور البتہ روایت کی ہے احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے براء رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دو مسلمان ایسے نہیں کہ ملیں اور

ایک دوسرے سے مصافحہ کریں مگر کہ ان کو بخشا جاتا ہے جدا ہونے سے پہلے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور دونوں اللہ تعالیٰ کی حمد کریں اور اس سے بخشش مانگیں اور ایک روایت میں براء رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تو آپ نے مجھ سے مصافحہ کیا میں نے کہا یا حضرت! مجھ کو گمان تھا کہ یہ عجم کے لوگوں کا طریقہ ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لائق تر ہیں ساتھ مصافحہ کے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور بہرحال خاص کرنا مصافحہ کا بعد نماز صبح اور عصر کے سو ابن عبدالسلام نے اس کو بدعت مباح میں شمار کیا ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور اصل مصافحہ سنت ہے اور بعض احوال کے ساتھ اس کو خاص کرنا نہیں خارج کرتا اس کو سنت ہونے سے، میں کہتا ہوں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نفل نماز سنت ہے اس میں رغبت دلائی گئی ہے اور باوجود اس کے پس مکروہ جانا ہے محققین نے کہ اس کو کسی وقت خاص کے ساتھ خاص کیا جائے اور بعض نے ایسی چیزوں کو مطلق حرام کہا ہے مانند نماز غائب کی جس کی کوئی اصل نہیں اور مستثنیٰ ہے مصافحہ کے عموم امر سے مصافحہ کرنا خوبصورت عورت اور بے ریش لڑکے سے جو خوبصورت ہو۔ (فتح)

۵۷۹۳ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

۵۷۹۳۔ حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑے تھے۔

فائدہ: اور وجہ داخل کرنے اس حدیث کے کی باب مصافحہ میں یہ ہے کہ ہاتھ کو پکڑنا مستلزم ہے اس کو کہ غالبًا اس میں ایک کے ہاتھ کا صفحہ دوسرے کے صفحہ ہاتھ سے ملتا ہے اور اسی واسطے اس کا جدا باب باندھا ہے واسطے جواز وقوع پکڑنے ہاتھ کے بغیر حصول مصافحہ کے کہا ابن عبدالبر نے کہ روایت کی ہے ابن وہب نے مالک رحمہ اللہ سے کہ مصافحہ کرنا مکروہ ہے اور یہی ہے مذہب ایک جماعت کا اور البتہ مالک رحمہ اللہ سے مصافحہ کا جائز ہونا بھی آیا ہے اور اسی پر دلالت کرتی ہے کاری گری اس کی مؤطا میں اور اس کے جائز ہونے پر ایک جماعت علماء کی ہے سلف اور خلف سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْأَخْذِ بِالْيَدَيْنِ وَصَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ

دونوں ہاتھوں کو پکڑنا اور مصافحہ کیا ہے حماد نے ساتھ ابن مبارک کے اپنے دونوں ہاتھوں سے

فائدہ: اور روایت کی ترمذی نے کہ تمام تحیہ ہاتھ کا پکڑنا ہے اس کی سند ضعیف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مرد سے ملتے تھے تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نہ کھینچتے تھے یہاں تک کہ وہ پہلے اپنا ہاتھ کھینچتا اور

نہ پہلے اس سے منہ پھیرتے یہاں تک کہ وہ منہ پھیرتا۔ (فتح)

٥٧٩٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَخْبَرَةَ أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَفِّيْ بَيْنَ كَفَّيْهِ التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا السَّلَامُ يَعْنِيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۷۹۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو التحیات سکھلایا اور میری ہتھیلی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں ہتھیلیوں میں تھی جیسے مجھ کو قرآن کی سورت سکھلاتے تھے التحیات للہ، الخ یعنی زبان کی سب عبادتیں اور بدن کی سب عبادتیں اور مال کی سب عبادتیں اللہ کے واسطے ہیں سلام تجھ کو اے نبی! اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں سلام ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا بندہ اور اس کا پیغمبر ہے اور اس طرح ہم پڑھتے تھے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو ہم نے کہا سلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر یعنی ساتھ لفظ غائب کے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ہاتھ کو پکڑنا مبالغہ ہے مصافحہ میں اور یہ مستحب ہے نزدیک علماء کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف ہاتھ چومنے میں ہے سو انکار کیا اس کا مالک رحمہ اللہ نے اور اس کا جو اس میں مروی ہے اور جائز رکھا ہے اس کو اور لوگوں نے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس چیز کے جو عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ جنگ سے پلٹ کر بھاگے اور کہا کہ ہم بھاگنے والے ہیں اور اس میں ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ چوما اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور اس کے دونوں ساتھیوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ چوما جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی ذکر کیا ہے اس کو ابہری نے اور چوما ابو عبیدہ نے ہاتھ عمر رضی اللہ عنہ کا جب کہ آئے اور چوما زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ہاتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جب کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی رکاب پکڑی کہا ابہری نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ کہا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے جب کہ ہو اوپر وجہ تکبر اور تعظیم کے اور جب ہو اوپر وجہ قربت کے طرف اللہ تعالیٰ کی اس کے دین کے واسطے یا علم کے واسطے یا شرافت کے واسطے تو یہ جائز ہے کہا ابن بطال نے اور ذکر کیا ہے ترمذی نے صفوان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ دو یہودیوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ چوما جب کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تسع آیات کا سوال کیا کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ہاتھ کے چومنے میں بہت حدیثیں اور آثار وارد ہوئے ہیں ان میں سے ایک حدیث جید زارع عبدی کی ہے اور وہ عبدالقیس کے ایلچیوں میں تھا اس نے کہا سو ہم نے اپنے

کجاووں سے جھپٹ کر حضرت ﷺ کا ہاتھ پاؤں چوما روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور امامہ بن شریک سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کی طرف اٹھے سو ہم نے حضرت ﷺ کا ہاتھ چوما اور اس کی سند قوی ہے اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کی طرف کھڑے ہوئے اور حضرت ﷺ کا ہاتھ چوما اور بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اعرابی کے قصے میں کہ اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو حکم ہو کہ میں آپ کا سر اور پاؤں چوموں، حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی روایت کیا ہے ان حدیثوں کو ابوداؤد نے اور ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے انس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ چوما اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ چوما اور ابو مالک سے روایت ہے کہ میں نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ چوما جس کے ساتھ اس نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تھی، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کسی مرد کے ہاتھ کا چومنا اس کے زہد اور علم اور شرف وغیرہ دینی امور کے سبب سے مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے اور اگر اس کی مال داری اور دولت مندی اور شوکت اور جاہ کے سبب سے ہو تو سخت مکروہ ہے اور کہا ابو سعید متولی نے کہ جائز نہیں۔

تمام ہوا پارہ ۲۵ فیض الباری کا۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب الاستیذان

❀ ...... ❀ ...... ❀

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۶

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم الله الرحمن الرحيم

بَابُ الْمُعَانَقَةِ وَقَوْلِ الرَّجُلِ كَيْفَ أَصْبَحْتَ

۵۷۹۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا يَعْنِي ابْنَ أَبِيْ طَالِبٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَقَالَ النَّاسُ يَا أَبَا حَسَنٍ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا فَأَخَذَ بِيَدِهِ الْعَبَّاسُ فَقَالَ أَلَا تَرَاهُ أَنْتَ وَاللّٰهِ بَعْدَ الثَّلَاثِ عَبْدُ الْعَصَا وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأُرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيُتَوَفّٰى فِيْ وَجَعِهِ وَإِنِّيْ لَأَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْمَوْتَ فَاذْهَبْ بِنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْأَلُهُ فِيْمَنْ يَكُوْنُ

باب ہے بیچ بیان معانقہ کے اور قول مرد کے یعنی کہنے مرد کے اپنے ساتھی سے کہ تو نے کس حال میں صبح کی؟

۵۷۹۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے آپ کی اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے کہا یعنی پوچھا کہ اے ابو حسن! (یہ علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس حال میں صبح کی؟ یعنی آج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ کہا کہ صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اچھے ہونے والی بیماری سے یعنی شکر ہے کہ آج اچھے ہیں یعنی قریب الصحت ہیں سو عباس رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا سو کہا کہ کیا تو نہیں جانتا شان یہ ہے کہ تو تین دن کے بعد لاٹھی کا غلام ہے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ البتہ مجھ کو گمان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس بیماری میں فوت ہوں گے سو بے شک میں عبدالمطلب کی اولاد کے چہروں میں موت پہچانتا ہوں یعنی ذلیل ہو جائیں گے سو تو ہمارے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چل سو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں کہ خلافت کن لوگوں میں ہوگی سو اگر ہم لوگوں میں ہو تو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں سو ہم کو وصیت کریں، علی رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت پوچھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو منع کریں یعنی جواب دیں کہ تم میں نہیں ہوگی تو لوگ ہم کو کبھی خلافت نہ دیں گے، میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت کا حال کبھی نہیں پوچھوں گا۔

الْأَمْرُ فَإِنْ كَانَ فِيْنَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ وَإِنْ كَانَ فِيْ غَيْرِنَا أَمَرْنَاهُ فَأَوْصٰى بِنَا قَالَ عَلِيٌّ وَاللّٰهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَمْنَعُنَا لَا يُعْطِيْنَاهَا النَّاسُ أَبَدًا وَإِنِّيْ لَا أَسْأَلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَدًا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح وفات نبوی ﷺ میں گزر چکی ہے اور معانقہ کے معنی ہیں بدن سے بدن لگا کر ملنا کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے واسطے معانقہ کے اور نہیں ذکر کیا اس کو باب کی حدیثوں میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کیا تھا بخاری رحمہ اللہ نے یہ کہ داخل کرے اس میں معانقہ کرنا حضرت ﷺ کا واسطے حسن کے الحدیث، جو کتاب البیوع میں گزر چکی ہے سو اس نے اس کی پہلی سند کے سوائے اور سند نہ پائی سو فوت ہوا پہلے اس سے کہ اس میں کوئی چیز لکھے سو اس واسطے معانقہ کے ذکر سے باب خالی رہا اور تھا بعد اس کے باب قول الرجل کیف اصبحت اور یا اس میں علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے سو جب کتاب کے ناقل نے دونوں ترجمہ کے پے در پے پایا تو دونوں کو ایک گمان کیا اس واسطے کہ اس نے دونوں کے درمیان کوئی حدیث نہ پائی اور کتاب یعنی صحیح بخاری میں بہت باب خالی ہیں حدیثوں سے ان کو حدیثوں سے تمام نہیں کر سکا اور بیچ جزم کرنے اس کے ساتھ اس کے نظر ہے اور اظہر یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہے اس حدیث کا کہ روایت کیا ہے اس کو ادب مفرد میں کہ اس نے ترجمہ باندھا ہے اس میں ساتھ معانقہ کے اور وارد کی ہے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ اس کو پہنچی ایک صحابی سے کہ اس نے کہا سو میں نے ایک اونٹ خریدا سو اس پر اپنا کجاوہ ایک مہینا باندھا یعنی اس پر سوار ہو کر مہینہ بھر چلتا رہا یہاں تک کہ شام میں آیا سو اچانک دیکھا کہ عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ صحابی وہاں ہیں میں نے ان کو بلا بھیجا وہ باہر آئے سو وہ مجھ کو بدن سے بدن لگا کر ملے اور میں ان سے بدن لگا کر ملا، الحدیث، سو یہ اولیٰ ہے ساتھ مراد اس کی کے چند حدیثیں ہیں کہ نہیں قرین ہے ان میں معانقہ ساتھ قول کیف اصبحت کے بلکہ نہیں واقع ہوا ہے باب کی حدیث میں کہ دونوں ملے اور ایک نے دوسرے سے کہا کیف اصبحت تا کہ ٹھیک ہو حمل کرنا عادت پر معانقہ میں بلکہ اس میں تو فقط اتنا ہے کہ جو حضرت ﷺ کے دروازے کے پاس موجود تھے جب انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کے پاس سے نکلتے دیکھا تو ان سے حضرت ﷺ کی بیماری کا حال پوچھا، علی رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی اور راجح یہ ہے کہ ترجمہ معانقہ کا حدیث سے خالی ہے اور نیز معانقہ میں حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ کی وارد ہوئی ہے روایت کیا ہے اس کو احمد اور ابوداؤد نے ایک مرد سے جو عنزہ کے قبیلے سے تھا جس کا نام معلوم نہیں اس نے کہا کہ میں نے

ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم سے مصافحہ کیا کرتے تھے جب تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے تھے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی نہیں ملا مگر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے مصافحہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک دن بلا بھیجا اور میں اپنے گھر میں نہ تھا سو جب میں گھر میں آیا تو مجھے خبر ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلا بھیجا سو میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چارپائی پر تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بدن لگا کر ملے سو تھا یہ ملنا خوب اور خوب اور اس حدیث کے راوی معتبر ہیں مگر یہ مرد مبہم جس کا حال معلوم نہیں اور روایت کی ہے طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اصحاب کا دستور تھا کہ جب آپس میں ملتے تو ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے اور جب سفر سے آتے تو ایک دوسرے سے معانقہ کرتے اور واسطے اس کے کبیر میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے اصحاب سے ملتے تو نہ مصافحہ کرتے یہاں تک کہ ان کو سلام کرتے کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے معانقہ میں سو مکروہ رکھا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے اور جائز رکھا ہے اس کو ابن عیینہ نے اور روایت کی ہے ترمذی رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے سو اس نے دروازے کو دستک دی سو کھڑے ہوئے اس کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا کھینچتے سو اس سے معانقہ کیا اور اس کو چوما کہا ترمذی رحمہ اللہ نے کہ حدیث حسن ہے، کہا مہلب نے کہ عبداللہ نے جو علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا تو اس میں جواز مصافحہ کا ہے اور پوچھنا بیمار کے حال سے کہ کیا حال ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قسم کھانا غالب گمان پر اور یہ کہ نہیں ذکر ہوئی ہے خلافت واسطے علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ علی رضی اللہ عنہ مامور یعنی محکوم ہوں گے نہ حاکم واسطے اس چیز کے کہ پہچانتے تھے پھیرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے خلافت کو طرف غیر علی رضی اللہ عنہ کی اور علی رضی اللہ عنہ نے جو عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول پر سکوت کیا تو اس میں دلیل ہے اوپر علم علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس چیز کے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے کہی کہا اس نے اور بہر حال قول علی رضی اللہ عنہ کا کہ اگر تصریح کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ پھیرنے اس کے عبدالمطلب کی اولاد سے تو کوئی ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت نہ دے سکتا سو نہیں ہے جیسا کہ گمان کیا اس نے اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے سو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم کریں تو خوب ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو حکم نہ کیا پھر نہ منع کیا اس نے عمر رضی اللہ عنہ کو روایت اس کی سے اس کے بعد، میں کہتا ہوں اور یہ کلام اس شخص کا ہے جس نے علی رضی اللہ عنہ کی مراد نہیں سمجھی اور میں نے اول بیان کیا ہے میں نے بیچ شرح حدیث وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان مراد اس کی کا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ڈرے علی رضی اللہ عنہ اس سے کہ ہو منع کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے ان کے خلافت سے حجت قاطع ساتھ منع کرنے ان کے اس سے ہمیشہ واسطے تمسک کرنے کے ساتھ منع اول کے واسطے وارد ہونے اس کے ساتھ منع کرنے کے خلافت سے بطورِ نص کے اور بہر حال منع کرنا نماز پڑھانے سے سو نہیں ہے اس

میں نص اوپر منع کرنے کے خلافت سے اگرچہ بیچ نص کرنے کے اوپر امامت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اپنی بیماری میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ لائق تر ہیں ساتھ خلافت کے لیکن یہ بطور استنباط کے ہے نہ بطورِ نص کے اور اگر نہ ہوتا قرینہ ہونے اس کے کا مرض الموت میں تو نہ قوی ہوتا استنباط نہیں تو حضرت ﷺ نے پہلے اس سے اپنے سفروں میں اور لوگوں کو بھی نماز میں اپنا نائب بنایا ہے اور بہرحال جو استنباط کیا اس نے پہلے سو اس میں بھی نظر ہے اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ کی اس میں فراست ہے اور قرینے احوال کے اور نہیں بند ہے یہ بیچ اس کے کہ اس کے پاس تھی حضرت ﷺ سے اوپر منع کرنے علی رضی اللہ عنہ کے خلافت سے اور یہ ظاہر ہے قصے کے سیاق سے اور میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا بعد فوت ہونے حضرت ﷺ کے کہ اپنا ہاتھ دراز کر کہ میں تجھ سے بیعت کروں، سو لوگ تجھ سے بیعت کریں گے سو علی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ دراز نہ کیا سو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ عباس رضی اللہ عنہ کے پاس اس باب میں کوئی نص نہ تھی، واللہ اعلم۔ اور یہ جو کہا کہ آمرنا تو شاید مراد عباس رضی اللہ عنہ کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ وہ سوال میں حضرت ﷺ پر تاکید کرے یعنی سوال میں بڑی تاکید کرے یہاں تک کہ ہو جائے جیسے کہ وہ آمر ہے واسطے اس کے ساتھ اس کے اور کہا کرمانی نے کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ نہیں شرط ہے امر میں علو اور استعلاء اور حکایت کی ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ پہلے پہل استعمال کیف اصبحت کی طاعون عمواس کے زمانے میں ہوا اور تعاقب کیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ عرب لوگ اسلام سے پہلے بھی یہ لفظ بولا کرتے تھے اور ساتھ اس کے کہ مسلمانوں نے اس کو اس حدیث میں کہا میں نے کہا اور جواب حمل کرنا اور روایت کا اس چیز پر ہے جو اسلام میں واقع ہوئی اس واسطے کہ آیا اسلام ساتھ مشروع ہونے سلام کے واسطے دو ملنے والوں کے پھر حادث ہوا سوال حال سے اور قلیل تھا جو دونوں کو جمع کرے اور سنت پہلے سلام کرنا ہے اور گویا کہ سبب اس میں وہ ہے جو واقع ہوئی طاعون سے سو باعث بہت تھے اوپر سوال کرنے شخص کے اپنے دوست کے حال سے بیچ اس کے پھر اس کے پھر بہت زیادہ ہو گیا یہ حتی کہ کفایت کی انہوں نے ساتھ اس کے سلام سے اور ممکن ہے فرق درمیان سوال شخص کے اس شخص سے جو اس کے پاس ہو جس کو پہچانتا ہو کہ وہ دردناک ہے اور درمیان سوال کے حال اس کے سے کہ احتمال رکھتا ہے دونوں کا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَجَابَ بِلَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو جواب دے ساتھ لفظ لبیک اور سعدیک کے یعنی میں حاضر ہوں خدمت اور اطاعت میں۔

٥٧٩٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ مُعَاذٍ

٥٧٩٦۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پیچھے سوار تھا یعنی ہم دونوں ایک گدھے پر

قَالَ أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ قَالَ مِثْلَهُ ثَلَاثًا هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ قُلْتُ لَا قَالَ حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ.

حَدَّثَنَا هُدْبَةُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنْ مُعَاذٍ بِهٰذَا.

سوار تھے آگے حضرت ﷺ تھے اور پیچھے میں سوفرمایا اے معاذ! میں نے کہا میں حاضر ہوں خدمت اور اطاعت میں پھر اسی طرح فرمایا تین بار بھلا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے بندوں پر؟ وہ یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، پھر ایک گھڑی چلے سوفرمایا کہ اے معاذ! میں نے کہا میں حاضر ہوں خدمت اور اطاعت میں، بھلا تو جانتا ہے کہ کیا حق ہے بندوں کا اللہ تعالیٰ پر جب کہ وہ اس کو کریں؟ یعنی اس کی بندگی کریں وحدہ لاشریک جان کر، بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ ان کو عذاب نہ کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی کچھ شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور پوری شرح کتاب الرقاق میں آئے گی، انشاءاللہ تعالیٰ۔

٥٧٩٧۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا وَاللّٰهِ أَبُو ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ عِشَاءً اسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ مَا أُحِبُّ أَنَّ أُحُدًا لِي ذَهَبًا يَأْتِي عَلَيَّ لَيْلَةٌ أَوْ ثَلَاثٌ عِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَأَرَانَا بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْأَكْثَرُونَ هُمُ الْأَقَلُّونَ إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثُمَّ قَالَ لِي مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ يَا أَبَا ذَرٍّ حَتّٰى أَرْجِعَ فَانْطَلَقَ حَتّٰى غَابَ عَنِّي فَسَمِعْتُ صَوْتًا فَخَشِيتُ أَنْ

٥٧٩٧۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ چلتا تھا مدینے کی پتھریلی زمین میں عشاء کے وقت کہ ہم کو اُحد پہاڑ سامنے آیا سوفرمایا کہ اے ابو ذر! میں نہیں چاہتا کہ اُحد پہاڑ میرے واسطے سونا ہو اور مجھ پر ایک یا تین راتیں گزریں اور میرے پاس اس سے ایک دینار ہو مگر کہ میں اس کو ادا قرض کے واسطے نگاہ رکھوں مگر یہ کہ خرچ کروں اس کو اللہ کے بندوں میں اس طرح اور اس طرح یعنی لپ بھر بھر کر دائیں اور بائیں اور آگے سب طرف خرچ کروں اور ہم کو اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے دکھلایا پھر فرمایا کہ اے ابو ذر! میں نے کہا کہ میں خدمت اور اطاعت میں حاضر ہوں، فرمایا کہ جو مالدار ہیں وہی قیامت میں ثواب سے مفلس ہیں مگر جس نے مال کو خرچ کیا اس طرح اس طرح یعنی دائیں اور بائیں اور آگے سب طرف خرچ کیا یعنی جس مالدار نے راہ الٰہی میں خوب دیا وہ البتہ بہت ثواب پائے گا

يَكُوْنَ عُرِضَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَدْتُّ أَنْ أَذْهَبَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبْرَحْ فَمَكُثْتُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعْتُ صَوْتًا خَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ عُرِضَ لَكَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَكَ فَقُمْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ جِبْرِيْلُ أَتَانِيْ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ مَنْ مَّاتَ مِنْ أُمَّتِيْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ لِزَيْدٍ إِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَقَالَ أَشْهَدُ لَحَدَّثَنِيْهِ أَبُوْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِيْ أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ نَحْوَهُ وَقَالَ أَبُوْ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ يَمْكُثُ عِنْدِيْ فَوْقَ ثَلَاثٍ .

اور جس نے بخیلی کی اور مال کو دبا رکھا وہ قیامت میں مفلس ہوگا نہ تو مال ہی پاس ہوگا اور نہ ثواب پھر مجھ سے فرمایا کہ اے ابوذر! تو اپنے مکان سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں پھروں سو حضرت ﷺ چلے یہاں تک کہ مجھ سے چھپے سو میں نے ایک آواز سنی تو میں ڈرا کہ حضرت ﷺ کو کچھ چیز عارض ہوئی ہو یعنی کسی چیز نے آپ کو تکلیف دی ہو سو میں نے چاہا کہ آگے جاؤں پھر میں نے حضرت ﷺ کا قول یاد کیا کہ اپنے مکان سے نہ ہٹنا سو میں وہیں ٹھہرا رہا میں نے کہا یا حضرت! میں نے ایک آواز سنی میں ڈرا کہ کوئی بدی سے حضرت ﷺ کے پیش آیا ہو پھر مجھ کو آپ کی بات یاد آئی سو میں اپنی جگہ میں کھڑا رہا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبریل تھا کہ میرے پاس آیا سو اس نے مجھ کو خبر دی کہ جو میری امت سے مر جائے اس حال میں کہ نہ شریک جانتا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کو وہ بہشت میں داخل ہوگا میں نے کہا یا حضرت! اور اگرچہ زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟ فرمایا اور اگرچہ زنا کیا ہو اور چوری کی ہو، اعمش کہتا ہے کہ میں نے زید بن وہب سے کہا کہ بے شک شان یہ ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ وہ ابودرداء رضی اللہ عنہ ہے اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ البتہ بیان کی مجھ سے حدیث ساتھ اس کے ابوذر رضی اللہ عنہ نے ربذہ میں کہ نام ہے ایک جگہ کا قریب مدینے کے کہا اعمش نے اور حدیث بیان کی مجھ سے ابو صالح نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مانند اس کے اور کہا اور ابو شہاب نے اعمش سے کہ رہے میرے پاس زیادہ تین رات سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جواب میں لبیک کا لفظ کہنا جائز ہے اور البتہ وارد ہو چکا ہے یہ لفظ حضرت ﷺ سے بھی سو روایت کی نسائی نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میری ماں مجھ

کو ایک مرد کے پاس لے گئی جو بیٹھا تھا سو اس نے اس سے کہا کہ یارسول اللہ! حضرت ﷺ نے اس کو جواب میں فرمایا لبیک وسعد یک یعنی میں حاضر ہوں خدمت میں اور اطاعت میں، میں کہتا ہوں اور اس عورت کا نام ام جمیل ہے بیٹی محلل کی اور پوری شرح اس کی رقاق میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهٖ.

نہ اُٹھائے ایک مرد دوسرے مرد کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے۔

فائدہ: یہ باب ساتھ لفظ خبر کے ہے اور وہ ساتھ نہی کے ہے اور البتہ روایت کیا ہے اس کو ابن وہب نے ساتھ لفظ نہی لا یقیم کے اور ایک روایت میں نفی مؤکد کا لفظ آیا ہے لا یقیمن۔

٥٧٩٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ.

٥٧٩٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ اٹھائے کوئی مرد کسی مرد کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے پھر وہاں خود بیٹھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ابھی آتی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا﴾ الْآيَةَ.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ جب تم کو کہا جائے کہ کھل بیٹھو مجلسوں میں تو کھل بیٹھو اللہ تمہاری ہر مشکل کھولے، آخر آیت تک۔

فائدہ: اختلاف کیا گیا ہے اس آیت کے معنی میں سو بعض نے کہا کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مجلس حضرت ﷺ کے کہا ابن بطال نے کہ کہا بعض نے کہ مراد اس سے خاص حضرت ﷺ کی مجلس ہے یہ مروی ہے مجاہد اور قتادہ سے، میں نے کہا کہ لفظ طبری کا قتادہ سے یہ ہے کہ تھے رغبت کرتے حضرت ﷺ کی مجلس میں جب حضرت ﷺ کو سامنے سے آتے دیکھتے تو اپنی مجلس کو تنگ کرتے سو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم کیا کہ کشادگی کرے بعض واسطے بعض کے، میں کہتا ہوں اور آیت جو اس میں اتری تو اس اسے اس کا خاص ہونا لازم نہیں ہوتا اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حیان سے کہ یہ آیت جمعہ کے دن اتری کہ مہاجرین اور انصار بدریوں کی ایک جماعت سامنے آئی سو ان کو بیٹھنے کے واسطے کوئی جگہ نہ ملی سو حضرت ﷺ نے چند آدمیوں کو جو پیچھے اسلام لائے تھے اٹھایا اور ان کو ان کی جگہ میں بٹھلایا سو یہ بات ان پر بھاری پڑی اور منافقوں نے اس میں کلام کیا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اے ایمان والو! جب تم کو کہا جائے کہ کھل بیٹھ مجلس میں تو کھل بیٹھو، اور حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مراد ساتھ اس

کے لڑائی کی مجلس ہے اور کہا کہ معنی انشزوا کے یہ ہیں کہ اٹھو واسطے لڑائی کے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ عام ہے ہر مجلس میں خیر کی مجلسوں سے اور یہ جو فرمایا کہ کشادگی کرو اللہ تمہارے واسطے کشادگی کرے یعنی کشادگی کرے تم پر دنیا اور آخرت میں۔ (فتح)

٥٧٩٩۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى أَنْ يُّقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَّجْلِسِهٖ وَيَجْلِسَ فِيْهِ آخَرُ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا.

٥٧٩٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ اٹھایا جائے مرد اپنی جگہ سے پھر دوسرا مرد اس کی جگہ میں بیٹھے لیکن کشادگی کرو اور کھل بیٹھو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ نہ اٹھائے کوئی مرد کسی مرد کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے پھر خود وہاں بیٹھے اور واقع ہوا ہے بیچ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسلم کے کہ ہرگز نہ اٹھائے کوئی اپنے بھائی کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے پھر خود وہاں بیٹھے لیکن کہے کہ کھل بیٹھو کہا ابن ابی جمرہ نے کہ یہ لفظ عام ہے سب مجلسوں میں لیکن وہ خاص کیا گیا ہے ساتھ مباح مجلسوں کے یا تو بطور عموم کے مانند مساجد اور مجلسوں حکام اور علم کے اور یا بطور خصوص کے جیسے بلائے کوئی شخص خاص لوگوں کو واسطے ولیمہ کے اور مانند اس کی کے اپنی جگہ میں اور بہرحال مجلسیں کہ نہیں ہے ان میں واسطے شخص کے ملک اور نہ اجازت سو وہ اٹھایا جائے اور وہاں سے نکالا جائے پھر وہ عام مجلسوں کا حکم ہے اور نہیں ہے آدمیوں میں بلکہ وہ خاص ہے ساتھ غیر دیوانوں کے اور وہ شخص کہ حاصل ہو اس سے تکلیف جب کہ داخل ہو مسجد میں اور بیوقوف کے جب کہ داخل ہو مجلس علم یا حکم میں کہا اور حکمت اس نہی میں منع ناقص کرنا حق مسلمان کا ہے جو تقاضا کرنے والا ہے واسطے کینے کے اور حث ہے تواضع پر جو مقتضی ہے دوستی کو آپس میں اور نیز لوگ مباح چیز میں سب برابر ہیں سو جو کسی چیز کی طرف پہلے جائے وہ اس کا مستحق ہو جاتا ہے اور جو کسی چیز کا مستحق ہو تو اس چیز سے اس سے ناحق چھیننا غصب ہے اور غصب حرام ہے بنا بر اس کے بعض اس کا بطورِ کراہت کے ہوتا ہے اور بعض اس کا بطورِ تحریم کے اور بہرحال یہ جو کہا تفسحوا و توسعوا سو اول کے معنی یہ ہیں کہ اپنے درمیان کشادگی کرو اور دوسرے کے معنی یہ ہیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر بیٹھو تا کہ مجلس سے کوئی جگہ خالی بچے واسطے آنے والے کے۔ (فتح)

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ أَنْ يَّقُوْمَ الرَّجُلُ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسَ مَكَانَهٗ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما مکروہ رکھتے تھے یہ کہ کھڑا ہو مرد اپنے مکان سے پھر وہاں بیٹھے۔

فائدہ: روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں ساتھ اس لفظ کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب کوئی ان کے واسطے اپنی جگہ سے اٹھتا تو وہاں نہ بیٹھتے اور البتہ وارد ہو چکا ہے یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کیا

ہے اس کو ابوداؤد نے اس سے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو ایک مرد اس کے واسطے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا سو وہ وہاں بیٹھنے لگا حضرت ﷺ نے منع کیا اور نیز اس میں سعید بن ابی الحسن سے روایت ہے کہ ہمارے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو ایک مرد ان کے واسطے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہاں بیٹھنے سے انکار کیا اور کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور روایت کیا ہے اس کو حاکم نے اور صحیح کہا ہے اس کو اس وجہ سے لیکن لفظ اس کا مثل لفظ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہے صحیح میں سو شاید ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حمل کیا ہے نہی کو عام معنی پر اور کہا بزار نے کہ نہیں پہچانا جاتا واسطے اس کے کوئی طریق سوائے اس کے اور اس کی سند میں ابوعبداللہ ہے اور وہ بصری ہے نہیں پہچانا جاتا ہے کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا گیا ہے نہی میں سو بعض نے کہا کہ ادب کے واسطے ہے نہیں تو جو واجب ہے واسطے عالم کے یہ ہے کہ متصل ہوں اس کے اہل عقل لوگ اور سمجھ والے اور بعض نے کہا کہ وہ اپنے ظاہر پر ہے اور نہیں جائز ہے واسطے اس شخص کے مباح مجلس میں پہلے جائے یہ کہ اُٹھایا جائے اس سے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث کے یعنی جو روایت کی ہے مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ جب کوئی اپنے بیٹھنے کی جگہ سے کھڑا ہو پھر وہ اس کی طرف پھرے تو وہ زیادہ حق دار ہے ساتھ اس کے کہا انہوں نے کہ جب وہ لائق تر ہے ساتھ اس کے بعد پھرنے اپنے کے تو ثابت ہوا کہ وہ حق اس کا ہے پہلے اس سے کہ اٹھے اور تائید پاتا ہے یہ ساتھ فعل ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جو مذکور ہے اس واسطے کہ وہ راوی ہے حدیث کا اور وہ زیادہ تر دانا ہے ساتھ مراد کے اس سے اور جس نے اس کو ادب پر حمل کیا ہے اس نے جواب دیا ہے کہ اصل میں جگہ نہیں ملک اس کے پہلے بیٹھنے سے اور نہ بعد جدا ہونے کے سو دلالت کی اس نے کہ مراد ساتھ احق ہونے کے بیٹھنے میں اولویت ہے سو ہوگا کھڑا ہونے والا تارک واسطے اس کے اس کا سب حق ساقط ہوا اور جو کھڑا ہوا تا کہ پھرے ہوگا اولیٰ اور البتہ پوچھے گئے مالک رحمہ اللہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے سو کہا کہ میں نے اس کو نہیں سنا اور البتہ وہ خوب ہے جب کہ اس کا پھر آنا قریب ہو یعنی جلدی پھرے اور اگر دیر سے پھرے تو میں اس کو اس کے واسطے نہیں دیکھتا لیکن یہ حسن خلق اور خوب عادت ہے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر صحیح ہونے قول کے ساتھ وجوب اختصاص جالس کے ساتھ جگہ اپنی کے یہاں تک کہ اس سے کھڑا ہو اور جو حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے حمل کرنے اس کے سے ادب پر واسطے نہ ہونے اس کے ملک اس کے کے نہ پہلے یہ پیچھے تو نہیں ہے حجت اس واسطے کہ ہم مانتے ہیں کہ وہ جگہ اس کی ملک نہیں لیکن خاص ہے وہ ساتھ اس کے یہاں تک کہ فارغ ہو غرض اس کی سو ہو گیا جیسے کہ وہ مالک ہے اس کی منفعت کا سو نہ ہجوم کرے اس پر غیر اس کا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کہا ہمارے ساتھیوں نے کہ یہ حکم اس شخص کے حق میں ہے جو مسجد وغیرہ کی کسی جگہ میں نماز کے واسطے بیٹھے پھر اس سے اٹھے تا کہ اس کی طرف پھرے مثل ارادے وضو کی مثلاً یا واسطے کسی تھوڑے کام کی نہیں باطل ہوتا ہے اختصاص اس کا ساتھ اس کے اور جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ اُٹھائے اس شخص کو

کہ اس کی جگہ میں بیٹھے اور لازم ہے بیٹھنے والے پر یہ کہ اس کا کہا مانے اور اس کی اطاعت کرے اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا یہ اس پر واجب ہے یا نہیں اس میں دو وجہیں ہیں صحیح تر واجب ہونا ہے اور بعض نے کہا کہ مستحب ہے اور وہ مذہب مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہا ہمارے اصحاب نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے لائق تر ساتھ اس کے اسی نماز میں سوائے غیر اس کے کہا اور نہیں فرق ہے اس میں کہ کپڑا ہو اس جگہ سے اور چھوڑے اس میں مصلیٰ اور مانند اس کی یا نہ چھوڑے، واللہ اعلم۔ کہا عیاض نے اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں کہ معتاد ہو ساتھ ایک جگہ کے مسجد سے واسطے تدریس اور فتویٰ کے سو حکایت ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ وہ لائق تر ساتھ اس کے جب کہ پہچانا جائے ساتھ اس کے کہا اور جس پر جمہور ہیں یہ ہے کہ یہ مستحب اور خوب ہے واجب نہیں اور شاید یہی ہے مراد مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اور اسی طرح کہا ہے انہوں نے بیچ حق اس شخص کے کہ بیٹھے کسی جگہ میں صحنوں اور راہوں سے جو کسی کی ملک نہیں کہا انہوں نے کہ جس کی عادت ہو کسی جگہ میں بیٹھنے کی تو وہ لائق تر ہے ساتھ اس کے یہاں تک کہ تمام ہو غرض اس کی کہا اور حکایت کیا ہے اس کو ماوردی نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے واسطے قطع کرنے جھگڑے کے کہا قرطبی نے کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ واجب نہیں اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مستثنیٰ کیا ہے ہمارے ساتھیوں نے اس حدیث کے عموم سے نہ اٹھائے کوئی کسی کو اس کی جگہ سے، الخ اس شخص کو جو الفت رکھتا ہو ساتھ کسی جگہ کے مسجد سے کہ اس میں فتویٰ دے یا قرآن یا علم پڑھے سو اس کے واسطے جائز ہے کہ اُٹھائے اس شخص کو جو اس سے پہلے اس جگہ میں جا بیٹھے اور اسی کے معنی میں ہے وہ شخص جو شارع عام اور بازار کی کسی جگہ میں بیٹھے واسطے کسی معاملہ کے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور جو منسوب ہے طرف ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سو وہ تقویٰ ہے اس سے اور نہیں ہے بیٹھنا اس میں حرام جب کہ ہو یہ ساتھ رضا مندی اس شخص کی جو کھڑا ہوا لیکن وہ اس سے تورع ہے واسطے احتمال کے کہ ہو وہ شخص جو کھڑا ہوا اس کے سبب سے شرمایا ہو اس سے سو کھڑا ہوا ہو بغیر خوشی اپنے دل کی کے سو بند کیا گیا دروازے کو تا کہ اس سے سلامت رہے اور اس نے دیکھا کہ اختیار کرنا ساتھ قرب کے مکروہ ہے یا خلاف اولیٰ سو باز رہا واسطے اس کے تا کہ نہ مرتکب ہو اس کو کوئی اس کے سبب سے کہا ہمارے ساتھیوں کے علماء نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تعریف کیا جاتا ہے اشعار کرنا ساتھ حظ النفس کے اور امور دنیا کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ أَوْ بَيْتِهِ وَلَمْ يَسْتَأْذِنْ أَصْحَابَهُ أَوْ تَهَيَّأَ لِلْقِيَامِ لِيَقُوْمَ النَّاسُ.

جو اٹھا اپنی مجلس سے یا اپنے گھر سے اور نہ اجازت مانگے اپنے ساتھیوں سے یا تیار ہو واسطے اٹھنے کے تا کہ لوگ اٹھیں۔

۵۸۰۰ ۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِيْ يَذْكُرُ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ

۵۸۰۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا جحش کی بیٹی سے نکاح کیا تو

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا النَّاسَ طَعِمُوْا ثُمَّ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ قَالَ فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُوْمُوْا فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مَعَهُ مِنَ النَّاسِ وَبَقِيَ ثَلَاثَةٌ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوْا فَانْطَلَقُوْا قَالَ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوْا فَجَآءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَرْخَى الْحِجَابَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾.

لوگوں کو دعوت ولیمہ کے واسطے بلایا لوگوں نے کھانا کھایا پھر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے کہا سو حضرت ﷺ شروع ہوئے جیسے کھڑے ہونے کے واسطے تیار ہوتے ہیں سو لوگ نہ کھڑے ہوئے سو جب حضرت ﷺ نے دیکھا کہ کھڑے نہیں ہوئے اور اس اشارے کو نہیں سمجھے تو اُٹھ کھڑے ہوئے سو جب حضرت ﷺ کھڑے ہوئے تو اُٹھے ساتھ آپ کے جو لوگ کہ اُٹھے اور تین آدمی باقی رہے وہ نہ اٹھے اور حضرت ﷺ آئے تا کہ اندر داخل ہوں سو اچانک دیکھا کہ لوگ بیٹھے ہیں پھر وہ اُٹھ کر چلے گئے کہا سو میں نے آ کر حضرت ﷺ کو خبر دی کہ بے شک وہ چلے گئے سو حضرت ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ اندر داخل ہوئے سو میں بھی اندر جانے لگا سو حضرت ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اے ایمان والو! نہ داخل ہوا کرو پیغمبر ﷺ کے گھروں میں مگر یہ کہ تم کو پروانگی ملے، اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ بے شک یہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ شروع ہوئے جیسے اُٹھنے کو تیار ہوتے ہیں سو لوگ نہ اُٹھے سو جب حضرت ﷺ نے یہ دیکھا تو اُٹھ کھڑے ہوئے سو جب حضرت ﷺ اُٹھے تو لوگ بھی آپ کے ساتھ اُٹھے اور تین آدمی باقی رہے اور اس حدیث کی پوری شرح سورۂ احزاب کی تفسیر میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے اس میں ہے کہ نہیں لائق ہے واسطے کسی کے یہ کہ غیر کے گھر میں داخل ہو مگر اس کی اجازت سے اور یہ کہ جس کے واسطے اجازت ملے تو اس کو لائق نہیں کہ دیر تک بیٹھا رہے بعد تمام ہونے اس چیز کے کہ اجازت دی گئی اس کو بیچ اس کے تا کہ گھر والوں کو تکلیف نہ دے اور نہ منع کرے ان کو تصرف کرنے سے اپنی حاجتوں میں اور اس حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ کام کرے یہاں تک کہ گھر والا اس کے ساتھ ضرر پائے تو جائز ہے واسطے گھر والے کے یہ کہ ظاہر کرے ثقیل ہونے کو ساتھ اس کے اور یہ کہ اُٹھ کھڑا ہو بغیر اجازت کے یہاں تک کہ مہمان جان جائے کہ یہ مجھ سے تنگ ہے اور یہ کہ گھر والا جب اپنے گھر سے نکل جائے تو نہیں جائز ہوتا ہے واسطے اس شخص کے جس کو داخل ہونے کے واسطے اجازت دی گئی تھی کہ اس کے بعد اس کے گھر میں ٹھہرے مگر نئی اجازت سے۔

بَابُ الْاِحْتِبَآءِ بِالْيَدِ وَهُوَ الْقُرْفُصَآءُ

دونوں زانو اُٹھا کر کونوں پر بیٹھنا اور ہاتھوں کے گرد حلقہ کرنا اور وہ قرفصاء ہے یعنی اس طرح سے بیٹھنا جائز ہے

فائدہ: کہا عیاض نے کہ وہ احتباء ہے اور بعض نے کہا کہ بیٹھنا مرد کا ہے اپنے کونوں پر حدیث قیلہ کی دلالت کرتی ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ آپ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی تھی سو دلالت کی اس نے کہ حضرت ﷺ نے ہاتھوں سے زانو کے گرد حلقہ نہیں کیا ہوا تھا میں کہتا ہوں اور نہیں ہے اس میں دلالت اوپر نفی احتباء کے اس واسطے کہ وہ کبھی ہاتھوں سے ہوتا ہے اور کبھی کپڑے سے ہوتا ہے سو شاید جس وقت کہ قیلہ نے حضرت ﷺ کو دیکھا تھا اس وقت آپ نے کپڑے سے زانو کے گرد حلقہ کیا ہوا ہوگا۔

۵۸۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ غَالِبٍ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَآءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدِهٖ هٰكَذَا.

۵۸۰۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کعبے کے صحن میں یعنی اس کی جانب میں دروازے کی طرف سے کہ زانو اُٹھا کر اپنے دونوں ہاتھوں سے زانو کے گرد حلقہ کر کے بیٹھے تھے اس طرح یعنی دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے پہنچے پر رکھا تھا۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے نزدیک ابوداؤد کے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں سے حلقہ کرتے اور زیادہ کیا ہے بزار نے اور اپنے دونوں زانو کھڑے کرتے اور نیز روایت کی ہے بزار نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ اس لفظ کے کہ حضرت ﷺ خانے کعبے کے نزدیک بیٹھے سو اپنے دونوں پاؤں کو جوڑ کر کھڑا کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے حلقہ کر کے بیٹھے اور مستثنیٰ ہے دونوں ہاتھوں کے ساتھ حلقہ کر کے بیٹھنے سے جب کہ وہ مسجد میں نماز کا انتظار کرتا ہو سو دونوں ہاتھوں سے حلقہ کرے سو لائق ہے کہ پکڑ رکھے ایک کو دوسرے سے جیسے کہ واقع ہوا ہے اشارہ اس حدیث میں رکھنے ایک کے سے دوسرے کے پہنچے پر اور نہ قینچی کرے اپنی انگلیوں کو اس حالت میں سو البتہ وارد ہوئی ہے نہی اس سے نزدیک احمد کے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ سند کے کہ نہیں ہے کچھ ڈر ساتھ اس کے، واللہ اعلم۔ کہا ابن بطال نے کہ نہیں جائز ہے واسطے احتباء کرنے والے یعنی اوکڑو بیٹھنے والے کے یہ کہ اپنے ہاتھوں سے کچھ کام کرے اور نماز وغیرہ کے واسطے حرکت کرے اس واسطے کہ اس کی شرم گاہ ظاہر ہو جائے گی مگر جب کہ اس پر کپڑا ہو جو اس کی شرم گاہ کو ڈھانکے پس جائز ہے اور یہ بنا بر اس کے ہے کہ اکڑو بیٹھنا کبھی فقط دونوں ہاتھوں سے ہوتا ہے اور یہی ہے معتمد۔

بَابُ مَنِ اتَّكَأَ بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِهٖ قَالَ

جو تکیہ کرے اپنے ساتھیوں کے روبرو

خَبَّابٌ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً قُلْتُ أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ فَقَعَدَ.

فائدہ: بعض نے کہا کہ اتکا لیٹنا ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیچ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کتاب الطلاق میں وھو متکی علی سریر یعنی لیٹنے والے تھے اپنی چار پائی پر ساتھ دلیل قول اس کے کہ اثر کیا تھا چار پائی نے حضرت ﷺ کے پہلو میں اسی طرح کہا ہے عیاض نے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ صحیح ہوتا ہے باوجود نہ تمام ہونے اضطجاع کے جس کے معنی ہیں لیٹنا اور کہا خطابی نے کہ ہر تکیہ کرنے والا کسی چیز پر قرار گیر اس سے پس وہ تکیہ کرنے والا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے جو خباب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو وارد کیا ہے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ اضطجاع کے معنی ہیں تکیہ کرنا ساتھ زیادتی کے اور البتہ روایت کی ہے ترمذی اور داری وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تکیہ کیے تھے گھد یلے پر اور نقل کیا ہے ابن عربی نے بعض طبیبوں سے کہ اس نے مکروہ جانا ہے تکیہ کرنے کو اور تعاقب کیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ اس میں راحت ہے مانند استناد اور احتباء کی۔ (فتح)

٥٨٠٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ.

٥٨٠٢۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو کبیرے گناہ جو بہت بڑے ہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں، یا حضرت! فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ مِّثْلَهُ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ.

حدیث بیان کی ہم سے مسدد نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے بشر نے مثل اس کی اور حضرت ﷺ تکیہ کیے ہوئے تھے پھر سیدھے ہو کر بیٹھے سو فرمایا کہ خبردار ہو اور جھوٹی بات پھر حضرت ﷺ اس کو دوہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ کاش حضرت ﷺ یہ چپ ہوتے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ تکیہ کیے تھے پھر سیدھے ہو کر بیٹھے اور البتہ وارد ہو چکی ہے مثل اس کی بیچ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ضمام بن ثعلبہ کے قصے میں جب کہ اس نے کہا کہ تم میں عبدالمطلب کا بیٹا کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ سفید رنگ تکیہ کرنے والا، کہا مہلب نے کہ جائز ہے واسطے عالم اور مفتی اور امام کے تکیہ کرنا اپنی مجلس میں

لوگوں کے روبرو واسطے ورد کے کہ پائے اس کے بعض اعضاء میں یا واسطے راحت کے کہ آرام پاتا ہے ساتھ اس کے اور نہ ہو یہ اس کے عام بیٹھنے میں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَسْرَعَ فِيْ مَشْيِهٖ لِحَاجَةٍ أَوْ قَصْدٍ.

جو جلدی چلے اپنی چال میں واسطے حاجت کے یعنی واسطے کسی سبب کے اسباب سے یا واسطے قصد کے یعنی بسبب شے معروف کے اور قصد اس جگہ کے ساتھ معنی مقصود کے ہے یعنی جلدی کی واسطے امر مقصود کے۔

۵۸۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهٗ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَأَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ.

۵۸۰۳۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی سو جلدی کی پھر گھر میں داخل ہوئے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے عقبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے جلدی چلنا امام کو واسطے کسی حاجت کے اور البتہ آیا ہے کہ جلدی کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے داخل ہونے کے گھر میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا بسبب صدقہ کے چاہا تھا کہ اس کو اسی وقت بانٹ دیں، میں کہتا ہوں اور یہ جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے متصل ہے عقبہ کی حدیث میں کما تقدم فی کتاب الزکوۃ اور کہا ترجمہ میں واسطے حاجت کے یا قصد کے اس واسطے کہ ظاہر سیاق سے یہ ہے کہ وہ اس خاص حاجت کے واسطے تھا سو یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ چلنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے غیر حاجت کے باآرام تھا اسی واسطے تعجب کیا لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلدی چلنے سے سو دلالت کی اس نے کہ واقع ہوا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ برخلاف عادت آپ کے کی سو حاصل ترجمہ کا یہ ہے کہ اگر جلدی چلنا حاجت کے واسطے ہو تو اس کے ساتھ کوئی ڈر نہیں اور اگر جان بوجھ کر بغیر حاجت کے ہو تو نہیں ہے اور البتہ روایت کی ہے ابن مبارک نے کتاب استئذان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چلنا سوتی یعنی بازاری کے چلنے کے مشابہ تھا نہ عاجز اور نہ سست اور نیز روایت کی ہے اس نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جلدی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ بعید تر ہے تکبر سے اور پہنچانے والا ہے طرف حاجت کے اور اس کے غیر نے کہا کہ اس میں باز رہنا ہے نظر کرنے سے طرف اس چیز کی کہ نہیں لائق ہے مشغول ہونا ساتھ اس کے اور کہا ابن عربی نے کہ چلنا بقدر حاجت کے سنت ہے جلدی کے ساتھ ہو یا دیر کے جب کہ ہو بغیر تکلیف کرنے کے بیچ اس کے۔ (فتح)

بَابُ السَّرِيْرِ

باب ہے تخت کے بیان میں

فائدہ: سریر ماخوذ ہے سرور سے جس کے معنی ہیں خوشی اس واسطے کہ وہ اکثر اوقات نعمت والوں کے واسطے ہوتا ہے

اور کہا گیا سریر میت کا واسطے مشابہ ہونے اس کے اس کو صورت میں اور واسطے فال لینے کے ساتھ خوشی کے اور کبھی تعبیر کیا جاتا ہے ساتھ سریر کے ملک سے۔

۵۸۰۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَسْطَ السَّرِيْرِ وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ تَكُوْنُ لِي الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَقُوْمَ فَأَسْتَقْبِلَهُ فَأَنْسَلُّ انْسِلَالًا.

۵۸۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے تخت کے درمیان میں اور میں آپ کے اور قبلے کے درمیان میں لیٹی ہوتی سو مجھ کو حاجت ہوتی سو میں برا جانتی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اُٹھوں سو میں سرک جاتی سرک جانا۔

فائدہ: اور یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ظاہر ہے بیچ اس چیز کے کہ باب باندھا ہے واسطے اس کے بخاری رحمہ اللہ نے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بنانا تخت کا اور سونا اوپر اس کے اور سونا عورت کا اپنے خاوند کے روبرو اور وجہ وارد کرنے اس ترجمہ کے اور جو اس سے پہلے ہے اور پیچھے ہے بیچ کتاب استیذان کے یہ ہے کہ اجازت لینا چاہتا ہے دخول منزل کو سو ذکر کیا منزل کے متعلق چیزوں کو واسطے موافقت کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أُلْقِيَ لَهُ وِسَادَةٌ

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے کہ ڈالا جائے اس کے واسطے تکیہ

فائدہ: وسادہ وہ چیز ہے کہ رکھا جاتا ہے اس پر سر اور کبھی تکیہ کیا جاتا ہے اوپر اس کے اور یہی مراد ہے اس جگہ۔

۵۸۰۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُو الْمَلِيْحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيْكَ زَيْدٍ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِيْ فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ

۵۸۰۵۔ حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو ابو الملیح نے کہا کہ داخل ہوا میں ساتھ باپ تیرے کے (یہ خطاب واسطے ابوقلابہ کے ہے) جس کا نام زید ہے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ پر سو حدیث بیان کی اس نے ہم سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میرے روزے کا ذکر ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے سو میں نے آپ کے واسطے تکیہ ڈالا جس میں بجائے روئی کے کھجور کی چھیل بھری ہوئی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھے اور تکیہ میرے اور آپ کے درمیان ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا نہیں

فَقَالَ لِیْ أَمَا یَکْفِیْكَ مِنْ کُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَیَّامٍ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خَمْسًا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ سَبْعًا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تِسْعًا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِحْدٰی عَشْرَةَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ شَطْرَ الدَّهْرِ صِیَامُ یَوْمٍ وَإِفْطَارُ یَوْمٍ.

کفایت کرتے تجھ کو ہر مہینے میں تین دن یعنی تین روزے؟ میں نے کہا کہ یا حضرت! میں زیادہ طاقت رکھتا ہوں، فرمایا کہ ہر مہینے سے پانچ روزے رکھ، میں نے کہا یا حضرت! میں زیادہ رکھ سکتا ہوں، فرمایا سات روزے رکھ، میں نے عرض کیا کہ یا حضرت! میں زیادہ رکھ سکتا ہوں فرمایا نو روزے رکھ، میں نے کہا کہ یا حضرت! میں اس سے بھی زیادہ رکھ سکتا ہوں، فرمایا کہ گیارہ روزے رکھ میں نے کہا کہ یا حضرت! میں اس سے بھی زیادہ رکھ سکتا ہوں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی روزہ داؤد علیہ السلام کے روزے سے اوپر نہیں آدھا زمانہ ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کے واسطے تکیہ ڈالا تو کہا مہلب نے کہ اس میں تعظیم بڑے آدمی کی ہے اور یہ کہ جائز ہے کبیر کو جانا واسطے زیارت اپنے شاگرد کی اور سکھلانا اس کا بیچ جگہ اس کی کے وہ چیز کہ ہے محتاج اس کی طرف اپنے دین میں اور اختیار کرنا تواضع کا اور حمل کرنا نفس کا اوپر اس کے اور جواز رد کرامت کا جس جگہ کہ نہ ایذا پائے ساتھ اس کے وہ شخص کہ رد کی جائے اوپر اس کے۔ (فتح)

۵۸۰٦۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُغِیْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ قَدِمَ الشَّامَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِیْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِیْمَ قَالَ ذَهَبَ عَلْقَمَةُ إِلَی الشَّامِ فَأَتَی الْمَسْجِدَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ جَلِیْسًا فَقَعَدَ إِلٰی أَبِی الدَّرْدَآءِ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ قَالَ مِنْ أَهْلِ الْکُوْفَةِ قَالَ أَلَیْسَ فِیْکُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِیْ کَانَ لَا یَعْلَمُهُ غَیْرُهُ یَعْنِیْ حُذَیْفَةَ أَلَیْسَ فِیْکُمْ أَوْ کَانَ فِیْکُمُ الَّذِیْ أَجَارَهُ اللّٰهُ عَلٰی لِسَانِ

۵۸۰٦۔ حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں علقمہ کے پاس شام میں گیا سو وہ مسجد میں آیا سو اس نے دو رکعت نماز پڑھی سو کہا الٰہی! روزی کر مجھ کو ہم نشین نیک سو ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا اس نے کہا کہ تو کون لوگوں میں سے ہے؟ اس نے کہا کہ کوفہ والوں میں سے کہا کہ کیا نہیں تم میں بھید والا کہ اس کے سوائے اس کو کوئی نہ جانتا تھا یعنی حذیفہ رضی اللہ عنہ کیا نہیں تم میں یا تھا تم میں وہ شخص کہ پناہ دی اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان پر شیطان سے؟ یعنی عمار رضی اللہ عنہ کو کیا نہیں تم میں مسواک اور تکیہ والا؟ یعنی ابن مسعود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کس طرح پڑھتا تھا ﴿وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی﴾؟ کہا کہ ﴿وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی﴾ یعنی بجائے ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ

رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِيْ عَمَّارًا أَوَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّوَاكِ وَالْوِسَادِ يَعْنِيْ ابْنَ مَسْعُوْدٍ كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقْرَأُ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ قَالَ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى فَقَالَ مَا زَالَ هٰؤُلَاءِ حَتّٰى كَادُوْا يُشَكِّكُوْنِيْ وَقَدْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَالْأُنْثٰى﴾ کے ﴿وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى﴾ پڑھتا تھا، سو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیشہ رہے یہ لوگ یعنی جھگڑتے ساتھ میرے یہاں تک کہ قریب تھا کہ مجھ کو شک میں ڈالیں اور حالانکہ میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ پناہ دی اس کو اللہ تعالیٰ نے شیطان سے تو اس سے کیا مراد ہے؟ اس کا بیان مناقب میں گزر چکا ہے اور احتمال ہے کہ یہ اشارہ ہو طرف اس چیز کی کہ آئی ہے عمار رضی اللہ عنہ سے اگر ثابت ہو اس واسطے کہ روایت کی ہے طبرانی نے حسن بصری رحمہ اللہ سے کہ عمار رضی اللہ عنہ کہتا تھا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنوں اور آدمیوں سے لڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بدر کے کنویں کی طرف بھیجا سو شیطان آدمی کی صورت میں مجھ سے ملا سو اس نے مجھ سے کشتی کی اور میں نے اس سے کشتی کی۔ (فتح)

بَابُ الْقَائِلَةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

جمعہ کی نماز کے بعد سونا۔

فائدہ: اور وہ سونا ہے بیچ درمیان دن کے وقت زوال کے اور اس کے قریب اس سے پہلے اور پیچھے کہا گیا ہے اس کو قایلہ اس واسطے کہ حاصل ہوتا ہے بیچ اس کے یہ۔

٥٨٠٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا نَقِيْلُ وَنَتَغَدّٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

٥٨٠٧۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے اور دن کا کھانا کھایا کرتے تھے۔

بَابُ الْقَائِلَةِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں قیلولہ کرنے کا باب

٥٨٠٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِيْ تُرَابٍ وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ بِهٖ إِذَا دُعِيَ بِهَا جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي

٥٨٠٨۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک کوئی نام ابوتراب سے زیادہ پیارا نہ تھا اور البتہ وہ اس کے ساتھ خوش ہوتے تھے جب اس کے ساتھ بلائے جاتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آئے سو علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پایا سو فرمایا یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہ تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے اور ان کے

الْبَيْتِ فَقَالَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ فَقَالَتْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ انْظُرْ أَيْنَ هُوَ فَجَآءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَآؤُهُ عَنْ شِقِّهِ فَأَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُوْلُ قُمْ أَبَا تُرَابٍ قُمْ أَبَا تُرَابٍ.

درمیان کچھ چیز تھی یعنی کچھ گفتگو تھی سو وہ مجھ سے ناراض ہوئے سو باہر گئے اور میرے پاس قیلولہ نہیں کیا تو حضرت ﷺ نے ایک آدمی سے کہا کہ دیکھ وہ کہاں ہے؟ سو وہ آدمی آیا اور کہا کہ یا حضرت! وہ مسجد میں لیٹا ہے، سو حضرت ﷺ تشریف لائے اور وہ لیٹے تھے اور البتہ ان کی چادر ان کے پہلو سے گر پڑی تھی اور ان کو مٹی پہنچی تھی سو حضرت ﷺ مٹی کو ان کے بدن سے پونچھنے لگے اور فرماتے تھے کہ اُٹھ کھڑا ہو اے ابوتراب! اُٹھ کھڑا ہو اے ابوتراب! (دو بار فرمایا)۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجمعہ میں گزر چکی ہے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ یہ عادت تھی ان کی ہر دن میں اور وارد ہوا ہے ساتھ اس کے امر حدیث میں جو روایت کی ہے طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوپہر کو سویا کرو اس واسطے کہ شیطان نہیں سوتے اور اس کی سند میں ضعیف راوی ہے اور روایت کی ہے سفیان بن عیینہ نے اپنے جامع میں موقوف حدیث کہ اول دن کا سونا حرق ہے یعنی جل جانا اور درمیان سونا خلق ہے اور اخیر دن کا سونا حماقت ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَهُمْ

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو کسی قوم کی ملاقات کرے سو ان کے پاس قیلولہ کرے

٥٨٠٩ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِطَعًا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا عَلٰى ذٰلِكَ النِّطَعِ قَالَ فَإِذَا نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهِ وَشَعَرِهِ فَجَمَعَتْهُ فِيْ قَارُوْرَةٍ ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِيْ سُكٍّ قَالَ فَلَمَّا

٥٨٠٩۔ حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا دستور تھا کہ حضرت ﷺ کے واسطے چمڑے کا مصلیٰ یا دستر خوان بچھاتیں سو حضرت ﷺ اس کے پاس اس چمڑے کے مصلے پر قیلولہ کرتے پھر جب حضرت ﷺ کھڑے ہوتے تو آپ کا پسینہ اور بال لیتے اور اس کو شیشے میں جمع کرتی پھر اس کو خوشبو میں ڈالتی کہا راوی نے سو جب انس رضی اللہ عنہ کو موت حاضر ہوئی یعنی قریب المرگ ہوئے تو مجھ کو وصیت کی یہ کہ ڈالا جائے ان کی حنوط (خوشبو مرکب جو غسل کے بعد مردے کو

حَضَرَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْوَفَاةُ أَوْصٰى إِلَيَّ أَنْ يُّجْعَلَ فِيْ حَنُوْطِهٖ مِنْ ذٰلِكَ السُّكِّ قَالَ فَجُعِلَ فِيْ حَنُوْطِهٖ.

لگائی جاتی ہے) میں اس خوشبو میں سے سو ڈالی گئی ان کی حنوط میں۔

فائدہ: اور بیچ ذکر کرنے بالوں کے اس قصے میں غرابت ہے یعنی اس میں اشکال ہے اور بیچ روایت محمد بن سعد کے وہ چیز ہے جو دور کرتی ہے اس شک کو اس واسطے کہ اس نے روایت کی ہے ساتھ سند صحیح کے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب منیٰ میں اپنے بال منڈائے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے بالوں کو لیا سو اس کو ام سلیم رضی اللہ عنہا (اپنی بیوی) کے پاس لایا سو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بالوں کو خوشبو میں ڈالا ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ تشریف لاتے اور میرے پاس چمڑے کے دستر خوان پر قیلولہ فرماتے سو میں آپ کا پسینہ جمع کرتی، الحدیث سو اس روایت سے سمجھا جاتا ہے کہ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا نے قیلولہ کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ لیا تو اس کو بالوں کے ساتھ ملایا جو اس کے پاس تھے نہ یہ کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال لیے سونے کے وقت اور نیز اس سے سمجھا جاتا ہے کہ قصہ مذکور حجۃ الوداع کے بعد تھا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حجۃ الوداع ہی میں منیٰ میں بال منڈائے تھے اور یہ جو کہا کہ اس کو خوشبو میں ڈالتی تو مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف لائے اور ہمارے پاس دوپہر کو سوئے اور میری ماں شیشہ لائی سو اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ جمع کرنے لگی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اور فرمایا اے ام سلیم! یہ کیا کرتی ہو؟ کہا کہ یہ آپ کا پسینہ ہے ہم اس کو اپنی خوشبو میں ڈالتی ہیں اور وہ نہایت عمدہ خوشبو ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کرتی ہو؟ کہا کہ ہم اُمید رکھتی ہیں اس کی برکت کی اپنے لڑکوں کے واسطے اور ان روایتوں سے مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ام سلیم رضی اللہ عنہا کے اس فعل پر اطلاع ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اچھا کہا اور یہ جو کہا کہ ہم اس کو خوشبو کے واسطے جمع کرتے ہیں اور پھر کہا کہ ہم اس کو برکت کے واسطے جمع کرتے ہیں تو ان باتوں میں کچھ معارضہ نہیں بلکہ محمول ہے کہ دونوں کام کے واسطے آپ کا پسینہ لیتی تھیں کہا مہلب نے اس حدیث میں مشروع ہونا قیلولہ کا ہے واسطے بزرگ کے بیچ گھر اپنے دوستوں کے ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے ثبوت مودت اور پختہ ہونے محبت کے سے کہا اس نے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کے بال اور پسینہ پاک ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ اس میں دلالت نہیں اس واسطے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور دلیل اس کی قرار گیر ہے قوت میں اور خاص کر جب کہ ثابت ہو دلیل اوپر نہ پاک ہونے ہر ایک کے دونوں میں سے۔ (فتح)

۵۸۱۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ

۵۸۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب قبا کی طرف تشریف لے جاتے تو ام حرام

طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ إِلٰى قُبَآءٍ يَدْخُلُ عَلٰى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ قَالَ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ شَكَّ إِسْحَاقُ قُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ فَقُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ زَمَانَ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

کے گھر میں داخل ہوتے وہ حضرت ﷺ کو کھانا کھلاتیں اور وہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں سو حضرت ﷺ ایک دن اس کے گھر میں تشریف لائے سو اس نے آپ کو کھانا کھلایا پھر حضرت ﷺ سوئے پھر ہنستے جاگے میں نے کہا یا حضرت! آپ کیوں ہنستے ہیں؟ فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کیے گئے لڑتے اللہ تعالیٰ کی راہ میں سمندر کے اندر سوار بادشاہ بنے تختوں پر یا جیسے بادشاہ تختوں پر اسحاق راوی کو شک ہے، کہ یہ لفظ کہا یا وہ لفظ یعنی بادشاہ بنے تختوں پر یا فرمایا جیسے بادشاہ تختوں پر یعنی میری امت کی ایسی ترقی ہو گی کہ جہازوں پر سوار ہو کے جہاد کریں گے بادشاہوں کی طرح، میں نے کہا کہ یا حضرت! دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے سو حضرت ﷺ نے دعا کی پھر حضرت ﷺ سر رکھ کر سو گئے پھر جاگے ہنستے میں نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے فرمایا تو پہلے لوگوں میں سے ہے، سو معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ام حرام رضی اللہ عنہا دریا میں سوار ہوئیں پھر جب دریا سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر پڑیں اور مر گئیں۔

فائدہ: ام حرام رضی اللہ عنہا انس رضی اللہ عنہ کی خالہ ہیں اور کہا جاتا تھا اس کو رمیصا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے سر کو کنگھی کرنے لگیں اور یہ جو فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے لائے گئے تو حماد بن زید کی روایت میں ہے کہ میں متعجب ہوا اپنی امت کی ایک قوم سے اور یہ مشعر ہے ساتھ کہ حضرت ﷺ کا ہنسنا تھا واسطے تعجب کرنے کے ساتھ ان کے اور واسطے خوش ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ دیکھے واسطے ان کے مرتبے بلند سے اور یہ جو فرمایا

کہ جیسے بادشاہ تختوں پر تو کہا ابن عبدالبر نے کہ مراد، واللہ اعلم یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے دیکھا کہ جہاد کرنے والوں کو دریا میں سوار ہو کر اپنی امت سے بادشاہ بنے تختوں پر بہشت میں اور حضرت ﷺ کا خواب وحی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بہشتیوں کی صفت میں فرمایا کہ تختوں پر بیٹھے ہوں گے ایک دوسرے کے مقابل اور تختوں پر تکیہ کیے ہوں گے یا موقع تشبیہ کا یہ ہے کہ وہ لوگ اس چیز میں کہ اس میں ہیں نعمتوں سے کہ ثواب دیئے گئے ہیں ساتھ اس کے اپنے جہاد پر مثل بادشاہوں دنیا کے ہیں تختوں پر اور تشبیہ ساتھ محسوس چیز کے ابلغ ہے اور یہ جو کہا کہ پھر سر رکھ کر سو گئے تو ایک روایت میں ہے کہ پہلے گروہ کے حق میں فرمایا کہ دریا میں سوار ہو کر جہاد کریں گے اور دوسرے گروہ کے حق میں فرمایا کہ قیصر کے شہر کا جہاد کریں گے اور کہا قرطبی نے کہ پہلا خواب اُن لوگوں کے حق میں ہے جنہوں نے اول جہاد کیا دریا میں اصحاب میں سے اور دوسرا ان لوگوں کے حق میں ہے جنہوں نے اول جہاد کیا دریا میں تابعین میں سے میں نے کہا بلکہ تھا ہر ایک میں دونوں میں سے دونوں فریق سے لیکن اول میں اصحاب اکثر تھے اور دوسرے میں بالعکس کہا عیاض اور قرطبی نے کہ سیاق میں دلیل ہے اس پر کہ پہلا خواب آپ کا اور ہے اور دوسرا اور ہے اور یہ کہ ہر خواب میں ایک گروہ غازیوں کا حضرت ﷺ کو دکھلایا گیا اور یہ جو ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا دوسری بار میں کہ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے تو یہ واسطے گمان کرنے اس کے کے ہے کہ دوسرا گروہ مرتبے میں پہلے گروہ کے مساوی ہے اسی واسطے اس نے دوبارہ سوال کیا تا کہ اس کے واسطے ثواب دوگنا ہو نہ یہ کہ اس نے شک کیا بیچ اس کے کہ حضرت ﷺ کی دعا پہلی بار اس کے واسطے قبول ہوئی یا نہیں، میں کہتا ہوں اور نہیں ہے مخالفت درمیان قبول ہونے دعا حضرت ﷺ کی کے اور جزم کرنے حضرت ﷺ کے کہ وہ پہلے گروہ میں سے ہے اور درمیان سوال کرنے ام حرام رضی اللہ عنہا کے کہ ہو دوسرے گروہ سے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوئی تصریح واسطے ام حرام رضی اللہ عنہا کے کہ وہ دوسرے جہاد کے زمانے سے پہلے مر جائیں گی سو اس نے جائز رکھا کہ وہ اس کو پائے اور ان کے ساتھ جہاد کرے اور حاصل ہو واسطے اس کے اجر دونوں فریق کا سو حضرت ﷺ نے اس کو معلوم کروایا کہ وہ دوسرے جہاد کو نہ پا سکے گی سو جیسے آپ نے فرمایا تھا ویسے ہی ہوا اور یہ جو کہا کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دریا میں سوار ہوئیں تو لیث کی روایت میں ہے کہ نکلیں وہ ساتھ اپنے خاوند عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے جہاد کو اول جب کہ سوار ہوئے مسلمان سمندر میں ساتھ معاویہ رضی اللہ عنہ کے اور پہلے گزر چکا ہے بیان اس وقت کا کہ سوار ہوئے تھے مسلمان دریا میں واسطے جہاد کے اول اور یہ کہ وہ ۲۸۰ ہجری المقدس میں تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور معاویہ رضی اللہ عنہ اس وقت شام کا امیر تھا اور اس حدیث میں اور بھی فوائد ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے رغبت دلاتا ہے جہاد میں اور باعث ہوتا ہے اوپر اس کے اور بیان فضیلت مجاہد کا اور اس میں جواز سوار ہونا دریا تلخ کا ہے واسطے جہاد کے یعنی سمندر میں اور پہلے گزر چکا ہے بیان اختلاف کا بیچ اس کے اور یہ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس سے منع کیا کرتے تھے پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی

اجازت دی کہا ابوبکر بن العربی نے کہ پھر منع کیا اس سے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے پھر اجازت دی بیچ اس کے اس کے بعد اور قرار پایا امر اوپر اس کے اور منقول ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا انہوں نے سوار ہونے سے بیچ سمندر کے ساتھ غیر حج اور عمرے کے اور مانند اس کے کے اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے کہ حرام ہے سوار ہونا وقت موج مارنے اس کے کے اتفاقاً اور مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ عورتوں کو دریا میں سوار ہونا مطلق منع ہے واسطے اس چیز کے کہ خوف کی جاتی ہے اطلاع ان کی سے مردوں کی شرم گاہوں پر بیچ اس کے اس واسطے کہ دشوار ہے بچنا اس سے اور خاص کیا ہے اس کے اصحاب نے اس کو ساتھ چھوٹی کشتیوں کے اور بہرحال جہاز اور بڑی کشتیاں کہ ممکن ہو ان میں پردہ کرنا ساتھ جگہوں کے کہ خاص ہوں ساتھ عورتوں کے تو نہیں ہے کوئی حرج بیچ اس کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے آرزو کرنی شہادت کی اور یہ کہ جو مر جائے جہاد میں وہ ملحق ہے ساتھ اس شخص کے جو جہاد میں قتل کیا جائے اسی طرح کہا ہے ابن عبدالبر نے اور وہ ظاہر ہے قصہ کا لیکن اصل فضیلت میں برابر ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ درجوں میں بھی برابر ہوں اور میں نے ذکر کیا ہے باب الشہداء میں بہت لوگوں کو بلایا جاتا ہے ان کو شہید اگرچہ نہیں قتل کیے گئے معرکہ میں اور اس میں مشروع ہونا قیلولہ کا ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے مدد سے رات کے کھڑے ہونے پر اور جواز نکالنا اس چیز کا کہ ایذا دے بدن کو جوں وغیرہ سے اور مشروع ہونا جہاد کا ساتھ ہر امام کے واسطے شامل ہونے اس کے کو اوپر اس شخص کے کہ جہاد کرے قیصر کے شہر کا اور تھا امیر اس جہاد کا یزید بن معاویہ اور یزید یزید ہے اور ثبوت فضل غازی کا جب کہ نیک ہو نیت اس کی اور اس میں کئی قسم خبر دینا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ساتھ امر آئندہ کے سو واقع ہوا جس طرح کہ آپ نے فرمایا اور یہ شمار کیا گیا ہے آپ کی پیغمبری کی نشانیوں سے ایک خبر دینا آپ کا ہے ساتھ باقی رہنے امت آپ کی کے بعد آپ کے اور یہ کہ ان میں صاحب قوت اور شوکت کے ہوں اور وہ جو دشمن کو زخمی کریں گے اور یہ کہ قدرت پائیں گے شہروں پر یہاں تک کہ جہاد کریں گے دریا میں اور یہ کہ ام حرام رضی اللہ عنہا اس زمانے تک زندہ رہے گی کہ وہ ہوگی ساتھ ان لوگوں کے جو سمندر میں سوار ہو کر جہاد کریں گے اور یہ کہ وہ دوسرے جہاد کا زمانہ نہ پائے گی اس واسطے کہ حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو دوسرے گروہ میں نہیں اور اس میں جواز خوشی کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ پیدا ہو نعمتوں سے اور ہنسنا وقت حصول خوشی کے واسطے ہنسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعجب سے ساتھ اس چیز کے کہ دیکھی بجا لانے امت اپنی کے سے آپ کے حکم کو ساتھ جہاد دشمن کے اور جو ثواب دیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے اوپر اس کے اور جو وارد ہوا ہے اس کے بعض طریقوں میں ساتھ لفظ تعجب کے محمول ہے اوپر اس کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مہمان کو سونا دوپہر کے وقت غیر کے گھر میں ساتھ شرط اس کی کے مانند اجازت کے اور امن کے فتنہ سے اور یہ کہ جائز ہے واسطے اجنبی عورت کے یہ کہ خدمت کرے مہمان کی ساتھ کھانا کھلانے اس کے کے اور تمہید کے واسطے اس کے اور مانند اس کی

کے اور مباح ہے وہ چیز کہ لائے اس کو عورت واسطے مہمان کے اپنے خاوند کے مال سے اس واسطے کہ غالب یہ ہے کہ جو عورت کے گھر میں ہوتا ہے وہ خاوند کا مال ہوتا ہے اسی طرح کہا ہے ابن بطال نے اور اس میں ہے کہ وکیل اور امانت دار جب جانے کہ اس کا صاحب خوش ہوگا اس چیز سے کہ کرے اس سے تو جائز ہے واسطے اس کے فعل اس کا اور نہیں شک ہے کہ خوش لگتا تھا عبادہ رضی اللہ عنہ کو کھانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس چیز سے کہ اس کو عورت اس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے لائے اگرچہ ہو بغیر اجازت خاص کے اس سے اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے کہ عبادہ رضی اللہ عنہ اس وقت اس کا خاوند نہ تھا میں کہتا ہوں لیکن نہیں حدیث میں وہ چیز جو نفی کرے اس کی کہ وہ اس وقت خاوند والی تھی مگر ابن سعد کی کلام میں وہ چیز ہے جو تقاضا کرتی ہے کہ وہ اس وقت بے خاوند کے تھی اور اس میں ہے کہ جائز ہے عورت کو خدمت کرنا مہمان کی ساتھ کنگھی کرنے کے اس کے سر میں اور البتہ مشکل ہوا ہے یہ امر ایک جماعت پر سو کہا ابن عبدالبر نے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ ام حرام رضی اللہ عنہا یا اس کی بہن ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا سو ہو گئی ہر ایک دونوں میں سے ماں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یا خالہ رضاعی آپ کی اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سوتے تھے اور پہنچتی تھی آپ سے اس چیز کو کہ جائز ہے واسطے محرم کے یہ کہ پہنچے محرم اپنے سے پھر بیان کیا اس نے ساتھ سند اپنی کے یحییٰ بن ابراہیم سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ ام حرام رضی اللہ عنہا آپ کے سر کو کنگھی کرے اس واسطے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محرم تھی آپ کے خالاؤں کی طرف سے اس واسطے کہ عبدالمطلب آپ کے دادا کی ماں بنی نجار سے تھی اور بیان کیا یونس کے طریق سے کہ ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ تھی اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس قیلولہ کرتے تھے اور اس کی گود میں سوتے تھے اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں کنگھی کرتی تھی کہا ابن عبدالبر نے جس طور سے ہو سو ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محرم تھی اور حکایت کی ہے ابن عربی نے ابن وہب سے قول اس کا یعنی جو اوپر مذکور ہوا اور کہا کہ اس کے غیر نے کہا بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے اپنی شہوت پر غالب تھے اپنی بیوی سے پس کیا حال ہے اس کے غیر کا اس چیز سے کہ وہ پاک ہیں اس سے یعنی جب اپنی بیوی سے اپنی شہوت کو روک سکتے تھے تو پھر اجنبی عورت سے کیونکر نہ روک سکتے تھے؟ اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاک تھے ہر فعل قبیح سے اور بیہودہ بات سے پس ہوگا یہ خاصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا اور احتمال ہے کہ ہو یہ پہلے پردے کے حکم سے اور رد کیا گیا یہ ساتھ اس کے کہ تھا یہ بعد اترنے پردے کے یقیناً اور اول گزر چکا ہے کہ یہ حجۃ الوداع کے بعد تھا اور رد کیا ہے عیاض نے اول کو کہ خاصہ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور ثابت ہونا عصمت کا واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلم ہے لیکن اصل نہ خاص ہونا ہے اور جائز ہونا پیروی کا ہے بیچ افعال آپ کے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل اوپر خصوصیت کے اور کہا دمیاطی نے کہ نہیں ہے حدیث میں وہ چیز جو دلالت کرے خلوت پر ساتھ ام حرام رضی اللہ عنہا کے اور شاید یہ ساتھ ولد کے یا خادم کے یا خاوند کے یا تابع کے، میں کہتا ہوں اور یہ احتمال قوی ہے لیکن اصل اشکال کو دفع نہیں کرتا

واسطے باقی رہنے ملامت کے بیچ کنگھی کرنے کے سر میں اور اسی طرح بیچ سونے کے اس کی گود میں اور بہت بہتر جواب دعویٰ خصوصیت کا ہے یعنی یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور نہیں رد کرتا ہے اس کو یہ کہ خاصہ نہیں ہوتا ہے مگر دلیل سے اس واسطے کہ دلیل اس پر واضح ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْجُلُوْسِ كَيْفَ مَا تَيَسَّرَ.

باب ہے بیچ بیان بیٹھنے کے جس طرح کہ میسر اور آسان ہو۔

٥٨١١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّآءِ وَالْاِحْتِبَآءِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِ الْإِنْسَانِ مِنْهُ شَيْءٌ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ حَفْصَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُدَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

٥٨١١۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا دو طرح کے لباس سے اور دو طرح کی بیع سے ایک لپیٹنے کپڑے سے سب بدن پر اس طرح کہ نماز یا کسی اور کام کے واسطے ہاتھ نہ نکل سکیں دوسرے گوٹ مار کر بیٹھنے سے ایک کپڑے میں اس حال میں کہ آدمی کی شرم گاہ پر اس کپڑے سے کچھ چیز نہ ہو اور بیع ملامست اور منابذہ سے متابعت کی ہے سفیان کی معمر اور محمد اور عبداللہ نے زہری سے۔

فائدہ: احتبا یہ ہے کہ کونوں بیٹھے اور دونوں زانو کو کھڑے کر کے یعنی گوٹ مار کے کپڑا اپنے زانو اور کمر کے گرد لپیٹے اور نیچے سے ستر کھلا رہے اور حدیث کی باقی شرح کتاب الصلوۃ اور بیوع میں گزر چکی ہے، کہا مہلب نے کہ یہ ترجمہ قائم ہے حدیث سے اور اس کا بیان یوں کہ حضرت ﷺ نے منع کیا ہے دو حالتوں سے سو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ مباح ہے غیر ان دونوں حالتوں کا اس قسم سے کہ آسان ہو شکلوں اور لباسوں سے جب کہ شرم گاہ کو ڈھانکے، میں کہتا ہوں کہ جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ مناسبت پکڑی جاتی ہے اس سے حضرت ﷺ نے ہیئت جلوس سے منع نہ کیا بلکہ اس سے عدول کر کے منع فرمایا دو طرح کے لباس سے کہ مستلزم ہے ہر ایک دونوں میں سے ستر کے کھل جانے کو سو اگر بیٹھنا اپنی ذات کے واسطے مکروہ ہوتا تو نہ تعرض کرتے واسطے ذکر لباس کے سو دلالت کی اس نے کہ نہی اس طرح کے بیٹھنے سے ہے جو نوبت پہنچائے طرف کھل جانے شرم گاہ کے کی اور جو شرم گاہ کے کھلنے کی طرف نوبت نہ پہنچائے وہ مباح ہے ہر صورت میں پھر دعویٰ کیا ہے مہلب نے کہ ان دونوں طرح کے لباس کا منع ہونا خاص ہے ساتھ حالت نماز کے اس واسطے کہ ان میں ستر کھل جاتا ہے اونچے نیچے ہونے میں، اٹھنے بیٹھنے میں اور جو نماز کے سوائے دوسری حالت میں بیٹھا ہوا ہو وہ کچھ چیز نہیں کرتا اور نہیں تصرف کرتا ہے اپنے دونوں ہاتھوں سے پس نہیں

ہے کچھ حرج اوپر اس کے اور پہلے گزر چکا ہے باب الاحتباء میں کہ حضرت ﷺ نے احتباء کیا، میں کہتا ہوں اور غافل ہوا ہے وہ اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے تقیید سے نفس حدیث میں اس واسطے کہ اس میں ہے کہ گوٹ مار کر بیٹھنے سے ایک کپڑے میں اس حال میں کہ اس کی شرم گاہ پر اس سے کچھ چیز نہ ہو اور کتاب اللباس میں گزر چکا ہے کہ احتباء یہ ہے کہ ڈالے اپنا کپڑا اپنے ایک مونڈھے پر پس کھل جائے ایک پہلو اس کی اور ڈھانکنا شرم گاہ مطلوب سے ہر حالت میں اگرچہ زیادہ مؤکد ہے نماز کی حالت میں اس واسطے کہ کبھی باطل ہوتی ہے نماز اس کی ترک کرنے سے اور نقل کیا ہے ابن بطال نے ابن طاؤس سے کہ وہ مکروہ رکھتا تھا چار زانو ہو کر بیٹھنے کو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب فجر کی نماز پڑھتے تو اپنی بیٹھنے کی جگہ میں چار زانو ہو کر بیٹھتے یہاں تک کہ آفتاب نکلتا اور ممکن ہے توفیق۔ (فتح)

بَابُ مَنْ نَّاجٰی بَیْنَ یَدَیِ النَّاسِ وَمَنْ لَّمْ یُخْبِرْ بِسِرِّ صَاحِبِهٖ فَإِذَا مَاتَ أَخْبَرَ بِهٖ.

جو کانا پھوسی کرے لوگوں کے روبرو اور جو نہ خبر دے ساتھ بھید ساتھی اپنے کے پھر جب مر جائے تو اس کے ساتھ خبر دے۔

۵۸۱۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی عَنْ أَبِیْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا فِرَاسٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ حَدَّثَتْنِیْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَتْ إِنَّا كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهٗ جَمِیْعًا لَمْ تُغَادَرْ مِنَّا وَاحِدَةٌ فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِیْ لَا وَاللّٰهِ مَا تَخْفٰی مِشْیَتُهَا مِنْ مِشْیَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِیْ ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ یَمِیْنِهٖ أَوْ عَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَآءً شَدِیْدًا فَلَمَّا رَاٰی حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِیَةَ فَإِذَا هِیَ تَضْحَكُ فَقُلْتُ لَهَا أَنَا مِنْ بَیْنِ نِسَائِهٖ خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالسِّرِّ مِنْ بَیْنِنَا ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِیْنَ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّٰی

۵۸۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک ہم حضرت ﷺ کی بیویاں سب آپ کے پاس تھیں ہم میں سے کوئی چھوڑی نہیں گئی تھیں یعنی سب حضرت ﷺ کے پاس حاضر تھیں کوئی غیر حاضر نہ تھی سو فاطمہ رضی اللہ عنہا سامنے سے چلتی آئیں قسم ہے اللہ کی ان کی چال حضرت ﷺ کی چال سے پوشیدہ نہ تھی یعنی ان کی چال حضرت ﷺ کی چال کے موافق تھی سو جب حضرت ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا اے میری بیٹی! مرحبا، پھر ان کو اپنی دائیں یا بائیں طرف بٹھایا پھر ان سے کان میں بات کی سو فاطمہ رضی اللہ عنہا سخت روئیں سو جب حضرت ﷺ نے ان کے غم کو دیکھا تو دوسری بار پھر ان سے کان میں بات کی سو اچانک وہ ہنسنے لگیں سو میں نے ان سے کہا کہ میں حضرت ﷺ کی بیویوں سے ہوں حضرت ﷺ نے تجھ کو ہمارے درمیان سے بھید کے ساتھ خاص کیا ہے پھر تم روتی ہو پھر جب حضرت ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے تو میں

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهٗ فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ لَهَا عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتِنِيْ قَالَتْ أَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ فَأَخْبَرَتْنِيْ قَالَتْ أَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهٗ أَخْبَرَنِيْ أَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهٗ بِالْقُرْاٰنِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهٗ قَدْ عَارَضَنِيْ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أَرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَإِنِّيْ نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ قَالَتْ فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِيْ رَأَيْتِ فَلَمَّا رَأٰى جَزَعِيْ سَارَّنِي الثَّانِيَةَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ.

نے ان سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے تم سے کیا سرگوشی کی؟ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حضرت ﷺ کے بھید کو ظاہر نہیں کروں گی سو جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں تجھ کو قسم دیتی ہوں اس حق کی جو میرا تجھ پر ہے کہ البتہ تو مجھ کو خبر دے، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہاں اب تو کچھ مضائقہ نہیں خبر دیتی ہوں سو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو خبر دی کہا کہ بہرحال جب حضرت ﷺ نے پہلی بار مجھ سے کان میں بات کی سو بے شک آپ نے مجھ کو خبر دی کہ جبریل علیہ السلام مجھ سے ہر سال ایک بار قرآن کا دور کیا کرتا تھا اور تحقیق شان یہ ہے کہ البتہ اس نے مجھ سے اس سال دو بار دور کیا ہے سو میں نہیں دیکھتا اپنی موت کو مگر کہ قریب ہو سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور صبر کرنا کہ بے شک میں خوب پیشوا ہوں واسطے تیرے سو میں روئی رونا جو تو نے دیکھا سو جب حضرت ﷺ نے میری بے قراری دیکھی تو دوسری بار مجھ سے کان میں بات کی سو فرمایا کہ اے فاطمہ! کیا تو راضی نہیں اس سے کہ تو مسلمانوں کی عورتوں کی سردار یا یوں فرمایا کہ تو اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب اور وفات نبوی میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ خبر دی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس کے بعد انتقال حضرت ﷺ کے کہا ابن بطال نے کہ سرگوشی کرنی ایک کے ساتھ ایک کی جماعت کے روبرو جائز ہے اس واسطے کہ جو معنی کہ خوف کیے جاتے ہیں ترک واحد کے سے وہ نہیں خوف کیے جاتے ترک جماعت کے سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ظاہر کرنا بھید کا جب کہ دور ہو وہ چیز کہ مترتب ہو اوپر ظاہر کرنے اس کے ضرر سے اس واسطے کہ اصل راز میں کتمان ہے نہیں تو اس کا کچھ فائدہ نہیں اور کہا ابن تین نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے کہ میں تجھ کو قسم دیتی ہوں اس حق کی جو میرا تجھ پر ہے جائز ہونا قسم کا واسطے غیر اللہ تعالیٰ کے اور مدونہ میں مالک رحمہ اللہ سے ہے ہے کہ جب کہے اغرم علیك باللّٰه اور نہ کرے تو نہیں حانث ہوتا اور اگر کہے کہ اغرم باللّٰه ان تفعل پس نہ کرے تو حانث ہوتا ہے اس واسطے کہ یہ قسم ہے اور جو شافعیہ کے نزدیک ہے یہ ہے کہ یہ دونوں صورتوں

میں راجع ہے طرف قصد قسم کھانے والے کی اگر اپنی قسم کا قصد ہو تو قسم ہے اور اگر مخاطب کی قسم کا قصد ہو یا شفاعت کا یا مطلق بولے تو نہیں ہے قسم۔ (فتح)

بَابُ الْإِسْتِلْقَاءِ. باب ہے بیچ بیان چت لیٹنے کے یعنی برابر ہے کہ اس کے ساتھ سونا ہو یا نہ ہو۔

فائدہ: یہ ترجمہ اور اس کی حدیث کتاب اللباس میں گزر چکی ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیان حکم کا ابواب المساجد میں اور ذکر کیا ہے میں نے اس جگہ قول اس شخص کا جو گمان کرتا ہے کہ نہی اس سے یعنی چت لیٹنے سے منسوخ ہے اور یہ کہ تطبیق اولیٰ ہے اور یہ کہ محل نہی کا اس جگہ ہے کہ ظاہر ہو شرم گاہ اور جائز اس جگہ ہے کہ نہ ظاہر ہو اور یہ جواب خطابی اور اس کے تابعداروں کا ہے اور نقل کیا ہے میں نے قول اس شخص کا جو ضعیف کہتا ہے حدیث کو جو اس میں وارد ہے اور گمان کیا ہے اس نے کہ صحیح میں نہیں اور وارد کیا ہے میں نے اس پر کہ وہ صحیح مسلم میں ہے۔ (فتح)

٥٨١٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبَّادُ بْنُ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى.

٥٨١٣۔ حضرت عباد سے روایت ہے اس نے روایت کی اپنا چچا سے کہ میں نے حضرت ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے دیکھا اس حال میں کہ ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھا تھا۔

بَابُ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ نہ سرگوشی کریں دو سوائے تیسرے کے یعنی نہ بات کریں کان میں

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿يَاۤأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ وَقَوْلُهٗ ﴿يَاۤأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَاللّٰهُ

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو! جب تم سرگوشی کرو تو نہ سرگوشی کرو ساتھ گناہ کے اور تعدی کے اس قول تک پس چاہیے کہ توکل کریں ایمان والے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو! جب تم سرگوشی کرو رسول ﷺ سے تو آگے کر لو اپنی بات کہنے سے پہلے خیرات، اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ اللہ خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ تم عمل کرتے ہو۔

خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے ساتھ وارد کرنے ان دونوں آیتوں کے اس کی طرف کہ کانا پھوسی جائز جو ماخوذ ہے مفہوم حدیث کے سے مقید ہے ساتھ اس کے کہ نہ ہو گناہ اور تعدی میں اور یہ جو کہا کہ آگے کرلو اپنی بات کہنے سے پہلے خیرات تو روایت کی ہے ترمذی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور روایت کی ہے سفیان بن عیینہ نے اپنی جامع میں کہ جب یہ آیت اتری تو کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سرگوشی نہ کرتا تھا مگر کہ خیرات کرتا تھا سو پہلے پہل علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کانا پھوسی کی اور ایک دینار خیرات کی پھر رخصت اتری ﴿فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا﴾ سو جب تم نے نہ کیا۔ (فتح)

٥٨١٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةٌ فَلَا یَتَنَاجَی اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ.

۵۸۱۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تین آدمی ہوں تو نہ کانا پھوسی کریں دو سوائے تیسرے کے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اس واسطے کہ یہ اس کو دل گیر کرتا ہے اور ساتھ اس زیادتی کے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کے واسطے آیت کے قول اس کے سے ﴿لِیَحْزُنَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا﴾۔

بَابُ حِفْظِ السِّرِّ

باب ہے بیچ بیان نگاہ رکھنے راز کے یعنی نہ ظاہر کرنے اس کے

٥٨١٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَسَرَّ إِلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سِرًّا فَمَا أَخْبَرْتُ بِهٖ أَحَدًا بَعْدَهٗ وَلَقَدْ سَأَلَتْنِیْ أُمُّ سُلَیْمٍ فَمَا أَخْبَرْتُهَا بِهٖ.

۵۸۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک راز آہستہ کہا سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو اس کی خبر نہیں دی اور البتہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مجھ سے پوچھا سو میں نے وہ راز اس کو بھی نہیں بتلایا۔

فائدہ: کہا بعض علماء نے کہ شاید یہ راز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کے ساتھ خاص تھا نہیں تو اگر علم سے ہوتا تو کسی آدمی کو اس کے چھپانے کی گنجائش نہ تھی کہا ابن بطال نے کہ جس پر اہل علم ہیں یہ ہے کہ راز کو ظاہر نہ کیا جائے جب کہ اس کے صاحب پر اس سے ضرر ہو اور اکثر کہتے ہیں کہ جب وہ مر جائے تو نہیں لازم آتا اس کے چھپانے سے وہ

چیز کہ لازم آتی تھی اس کی زندگی میں مگر یہ کہ ہو اس میں اس پر نقص میں کہتا ہوں کہ ظاہر تقسیم ہونا اس کا ہے بعد موت کے طرف اس چیز کی کہ مباح ہے اور کبھی مستحب ہوتا ہے ذکر اس کا اگر چہ مکروہ جانے اس کو راز والا جیسا کہ ہو واسطے اس میں تزکیہ کرامت سے یا مناقب سے اور مانند اس کے سے اور طرف اس کی کہ مکروہ ہے مطلق اور کبھی حرام ہوتا ہے اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے ابن بطال نے اور کبھی واجب ہوتا ہے جیسے کہ ہو اس میں وہ چیز کہ واجب ہے ذکر اس کا اور وارد ہوئی ہے اس میں حدیث انس رضی اللہ عنہ کی کہ میرا راز نگاہ رکھ تو ایماندار ہوگا اور ایک حدیث میں ہے کہ دو مجلس کرنے والے امانت کے ساتھ بات کرتے ہیں سو نہیں حلال ہے واسطے کسی کے یہ کہ ظاہر کرے اپنے ساتھی پر اس چیز کو کہ مکروہ جانے مگر تین رازوں کا ظاہر کرنا جائز ہے ایک وہ ہے کہ اس میں خون ریزی ہو یا شرم گاہ حرام ہو یا اس میں غیر کا مال ناحق کاٹا جائے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةٍ فَلَا بَأْسَ بِالْمُسَارَّةِ وَالْمُنَاجَاةِ

جب تین سے زیادہ آدمی ہوں تو نہیں ڈر ہے ساتھ سرگوشی اور کانا پھوسی کے یعنی ساتھ بعض کے سوائے بعض کے۔

٥٨١٦۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى رَجُلَانِ دُوْنَ الْآخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ أَجْلَ أَنْ يُحْزِنَهُ.

٥٨١٦۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی چپکے سے کان میں بات نہ کریں سوائے تیسرے کے یہاں تک کہ تم لوگوں کے ساتھ ملو اس سبب سے کہ یہ اس کو دل گیر کرتا ہے۔

فائدہ: یہاں تک کہ تم لوگوں سے ملو یعنی ملیں تین آدمی ساتھ غیر اپنے کے اور غیر عام تر ہے اس سے کہ ایک ہو یا زیادہ پس مطابق ہوگی حدیث ترجمہ کو اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جب چار ہوں تو نہیں ہے سرگوشی دو کی واسطے ممکن ہونے اس کے کہ دوسرے دو بھی سرگوشی کریں اور وارد ہو چکا ہے یہ صریح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ جب چار ہوں تو نہیں ضرر کرتا اس کو اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب سرگوشی کا ارادہ کرتے تو تین آدمی ہوتے تو چوتھے کو بلاتے اور لیا جاتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ یہاں تک کہ تم لوگوں سے ملو کہ جمع تین سے زائد ہو یعنی برابر ہیں کہ اتفاقاً آئے یا بلانے سے اس میں کچھ ڈر نہیں جیسے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کیا اور یہ جو فرمایا کہ یہ اس کو دل گیر کرتا ہے اس واسطے کہ اس کو وہم ہوتا ہے کہ ان دونوں کی سرگوشی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ واسطے بد ہونے رائے ان دونوں کے ہے بیچ اس کے یعنی وہ خیال کرے گا کہ مجھ کو مشورے کے لائق نہیں جانتے یا کچھ میری بدی کے ذکر میں ہیں اور لیا جاتا ہے تعلیل سے مستثنیٰ ہونا ایک صورت کا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطلق جواز سے جب کہ ہوں چار اور وہ اس چیز سے ہے جب کہ ہو درمیان ایک کے جو باقی ہے اور درمیان وہ کے عداوت کسی سبب سے کہ دغا کریں

ساتھ اس کے یا ایک دونوں کے اس واسطے کہ وہ ایک کے حکم میں ہوتا ہے اور راہ دکھلایا ہے اس تعلیل نے کہ چپکے سے کان میں بات کہنے ولا جب ان لوگوں میں سے ہو کہ جب کسی کو سرگوشی کے ساتھ خاص کرے تو باقی لوگوں کو دل گیر کرے تو یہ منع ہے مگر یہ کہ ہو کسی امر مہم میں کہ نہ قدح کریں دین میں اور نقل کیا ہے ابن بطال نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ نہ کان میں بات کریں تین ایک کو چھوڑ کر اور نہ دس اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے کہ ایک کو نہ چھوڑا جائے کہا اور یہ استنباط کیا گیا ہے باب کی حدیث سے اس واسطے کہ معنی بیچ ترک جماعت کے واسطے واحد کی مانند چھوڑنے دو کی ہے ایک کو اور کہا کہ یہ حسن ادب ہے تا کہ آپس میں بغض پیدا نہ ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا گیا ہے تین کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہ اول عدد ہے کہ تصور کیے جاتے ہیں اس میں یہ معنی سو جب پائے جائیں معنی بیچ اس کے لاحق کیا جائے گا ساتھ اس کے حکم میں کہا ابن بطال نے اور جوں جوں زیادہ ہو گی جماعت ساتھ اس شخص کے کہ نہیں سرگوشی کرتا ہو گا بعید تر واسطے حاصل ہونے غم کے اور وجود تہمت کے پس ہو گا اولیٰ اور جب تنہا ہو ایک جماعت ساتھ کانا پھوسی کے ایک جماعت کو چھوڑ کر تو اس میں اختلاف ہے کہا ابن تین نے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں دلالت کرتی ہے جواز پر پھر ذکر کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس شخص کے قصے میں جس نے کہا کہ اس تقسیم سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی مقصود نہیں اور مراد اس سے قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ ایک جماعت میں تھے سو میں نے آپ سے چپکے سے کان میں بات کی اس واسطے کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ دور ہوتی ہے ممانعت جب کہ باقی رہی جماعت کہ نہ ایذا پائیں ساتھ سرگوشی کے اور مستثنیٰ ہے اصل حکم سے وہ چیز جب کہ اجازت دے وہ شخص کہ باقی ہو برابر ہے کہ ایک ہو یا زیادہ واسطے دو کے سرگوشی میں سوائے اس کے یا سوائے ان کے اس واسطے کہ ممانعت دور ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ حق اس شخص کا ہے جو باقی ہو اور بہر حال جب سرگوشی کریں دو ابتدا اور اس جگہ تیسرا ہو اس طرح سے کہ اگر دونوں اونچی کلام کریں تو ان کی کلام کو نہ سنے پھر آئے تا کہ ان کے کلام کو سنے تو نہیں جائز ہے جیسے کہ نہ ہو حاضر ساتھ ان کے بالکل اور روایت کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں سعید مقبری کی روایت سے کہا کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما پر گزرا اور ان کے ساتھ ایک مرد بات کرتا تھا سو میں ان کے پاس کھڑا ہوا انہوں نے میرے سینے میں مکا مارا اور کہا کہ جب تو دو آدمیوں کو بات کرتے پائے تو ان کے پاس کھڑا مت ہو یہاں تک کہ تو ان سے اجازت لے اور ایک روایت میں ہے کہ کہا کہ تو نے نہیں سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو آدمی سرگوشی کریں تو نہ داخل ہو ساتھ ان کے غیر ان کا یہاں تک کہ ان سے اجازت لے کہا ابن عبدالبر نے کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ داخل ہو دو آدمیوں پر کہ آپس میں چپکے سے بات کرتے ہوں ان کی سرگوشی کی حالت میں، میں کہتا ہوں اور نہیں لائق ہے واسطے کسی داخل ہونے والے کے یہ کہ بیٹھے پاس ان کے اگرچہ ان سے دور ہو کر مگر ان کی اجازت سے اس

واسطے کہ جب کہ انہوں نے چپکے سے بات شروع کی اور حالانکہ کوئی ان کے پاس نہیں تھا تو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ان کی یہ ہے کہ کوئی ان کی کلام پر مطلع نہ ہو اور مؤکد ہے یہ جب کہ ہو ایک کی آواز موٹی نہ حاصل ہو اس سے پوشیدہ کرنا کلام کا حاضر سے اور کبھی ہوتی ہے واسطے بعض لوگوں کے قوت فہم کی اس طور سے کہ جب کچھ کلام سنے تو باقی استدلال کرتا ہے واسطے باقی کے یعنی سب کلام کو سمجھ جاتا ہے پس محافظت کرنی اوپر ترک اس چیز کے کہ ایذا دے مسلمان کو مطلوب ہے اگرچہ اس کے مراتب میں فرق ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حدیث میں حرام ہونا ہے سننا سرگوشی کا جب کہ ہو بغیر رضا کے اور دوسری جگہ میں کہا مگر اس کی اجازت سے صریح ہو یا غیر صریح ہو اور اجازت خاص تر ہے رضا اس واسطے کہ رضا مندی کبھی معلوم ہوتی ہے قرینہ سے پس کفایت کی جاتی ہے ساتھ اس کے تصریح سے اور ظاہر اطلاق کا یہ ہے کہ نہیں فرق ہے بیچ اس کے درمیان حضر اور سفر کے اور یہ قول جمہور کا ہے اور حکایت کی ہے عیاض نے اور لفظ اس کا یہ ہے کہا گیا ہے کہ مراد ساتھ اس حدیث کے سفر ہے اور ان جگہوں میں کہ نہ امن ہو مرد کو اپنے رفیق سے یا نہ پہچانے اس کو یا نہ اعتبار کرتا ہو ساتھ اس کے اور اس طرح سے ڈرے اور البتہ مروی ہے اس میں اثر، کہا ابن عربی نے کہ حدیث کا لفظ اور معنی عام ہے اور علت غم ہے اور وہ موجود ہے سفر میں اور حضر میں سو واجب ہے کہ عام ہو نہی دونوں کو۔ (فتح)

۵۸۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِنَّ هٰذِهٖ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ قُلْتُ أَمَا وَاللّٰهِ لَآتِيَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهٗ وَهُوَ فِيْ مَلَإٍ فَسَارَرْتُهٗ فَغَضِبَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهٗ ثُمَّ قَالَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى مُوْسٰى أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

۵۸۱۷۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن کچھ بانٹا تو انصار میں سے ایک آدمی نے کہا بے شک یہ ایسی تقسیم ہے کہ اس میں وجہ اللہ (رضائے الٰہی) کا ارادہ نہیں کیا گیا تو میں نے کہا خبردار! اللہ تعالیٰ کی قسم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ضرور جاؤں گا پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ جماعت میں بیٹھے تھے سو میں نے آپ کے کان میں (انصاری مرد کا قول) کہہ دیا تو آپ ایسے غضبناک ہوئے کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا پھر فرمانے لگے اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے وہ تو اس سے بھی زیادہ ستائے گئے اور صبر کیا۔

بَابُ طُوْلِ النَّجْوٰى وَقَوْلُهٗ ﴿وَإِذْ هُمْ نَجْوٰى﴾ مَصْدَرٌ مِّنْ نَّاجَيْتُ فَوَصَفَهُمْ بِهَا وَالْمَعْنٰى يَتَنَاجَوْنَ

باب ہے بیچ بیان طول سرگوشی کے اور بیان قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَإِذْ هُمْ نَجْوٰى﴾ اور نجویٰ مصدر ہے ناجیت سے پس وصف کیا ان کو ساتھ نجویٰ کے اور معنی اس کے

یہ ہیں کہ جب وہ باہم کانا پھوسی کرتے ہیں۔

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا بیچ تفسیر آیت کے سورۂ سبحان میں۔

۵۸۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَرَجُلٌ يُنَاجِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زَالَ يُنَاجِيْهِ حَتّٰى نَامَ أَصْحَابُهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى.

۵۸۱۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کی تکبیر ہوئی اور ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کانا پھوسی کرتا تھا ہمیشہ رہا وہ مرد آپ سے سرگوشی کرتا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سو گئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ لَا تُتْرَكُ النَّارُ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ

نہ چھوڑی جائے آگ گھر میں سونے کے وقت

۵۸۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ.

۵۸۱۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ رکھا کرو آگ کو اپنے گھروں میں جب سویا کرو یعنی اس واسطے کہ اکثر آگ لگ جاتی ہے۔

۵۸۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلٰى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ فَحُدِّثَ بِشَأْنِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ.

۵۸۲۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار مدینے میں رات کو ایک گھر مع گھر والوں کے جل گیا تو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا حال بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک یہ آگ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمہاری دشمن ہے سو جب تم سونے کا ارادہ کیا کرو تو اپنے پاس سے اس کو بجھایا کرو۔

فائدہ: اس حدیث میں بیان ہے حکمت نہی کا اور وہ خوف جل جانے کا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سوتے وقت آگ ہو یا چراغ ہو بجھا دینا چاہیے۔

۵۸۲۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ كَثِيْرٍ هُوَ ابْنُ شِنْظِيْرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ

۵۸۲۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ڈھانکو برتنوں کو اور بند کرو

بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِّرُوا الْآنِيَةَ وَأَجِيْفُوا الْأَبْوَابَ وَأَطْفِئُوا الْمَصَابِيْحَ فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا جَرَّتِ الْفَتِيْلَةَ فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ.

دروازوں اور بجھا دو چراغوں کو اس لیے کہ چوہا اکثر وقت کھینچ لے جاتا ہے بتی کو سو جلا دیتا ہے گھر والوں کو۔

فائدہ: اور یہ جو فرمایا کہ جب تم سویا کرو تو مقید کیا ہے اس کو ساتھ سونے کے واسطے حاصل ہونے غفلت کے ساتھ اس کے اکثر اوقات اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے کہ جب پائی جائے غفلت تو حاصل ہوتی ہے نہی اور یہ جو فرمایا کہ آگ تمہاری دشمن ہے تو ابن عربی نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مخالف ہے ہمارے بدنوں اور مالوں کو جیسے دشمن مخالف ہوتا ہے اگرچہ ہمارے واسطے اس میں نفع ہے لیکن نہیں حاصل ہوتا ہے وسطے ہمارے نفع اس سے مگر ساتھ واسطہ کے سو مطلق فرمایا کہ وہ ہماری دشمن ہے واسطے پائے جانے معنی عداوت کے بیچ اس کے کہا قرطبی نے کہ امر اور نہی اس حدیث میں واسطے ارشاد کے ہے اور کبھی ہوتا ہے واسطے ندب کے اور جزم کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ وہ واسطے ارشاد کے ہے اس واسطے کہ اس میں مصلحت دنیاوی ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس میں مصلحت دینی بھی ہے اور وہ بچانا جان کا جس کا قتل کرنا حرام ہے اور بچانا مال کا ہے جس کا بے جا خرچ کرنا حرام ہے اور کہا قرطبی نے کہ ان حدیثوں میں ہے کہ ایک آدمی جب کسی گھر میں سوئے کہ اس کے سوائے اس میں کوئی نہ ہو اور اس میں آگ ہو تو لازم ہے اس پر کہ اس کو بجھا ڈالے اپنے سونے سے پہلے یا کرے ساتھ اس کے وہ چیز کہ بے خوف ہو ساتھ اس کے جلنے سے اور یہی حکم ہے جب کہ گھر میں جماعت ہو کہ متعین ہے بعض پر بجھا ڈالنا اس کا اور لائق تر ساتھ اس کے وہ شخص ہے جو سب سے پیچھے سوئے اور جو اس میں قصور کرے تو وہ سنت کا مخالف ہے اور اس کے ادا کا تارک ہے اور روایت کی ہے ابوداؤد وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ایک چوہا آیا اور اس نے بتی کو کھینچ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ڈالا اس مصلے پر جس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے سو بقدر درہم کے اس سے جل گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم سویا کرو تو چراغ بجھا دیا کرو اس واسطے کہ شیطان ایسی چیز کو ایسے کام کی طرف راہ دکھلاتا ہے اور اس حدیث میں بھی بیان ہے سبب امر کا اور بیان باعث کا واسطے چوہے کے اوپر کھینچنے بتی کے اور وہ شیطان ہے پس مدد لیتا ہے اور وہ آدمی کا دشمن ہے اوپر اس کے اور دشمن سے اور وہ آگ ہے پناہ دے ہم کو اللہ دشمنوں کی کید سے وہ مہربان ہے رحم کرنے والا اور کہا ابن دقیق العید نے کہ جب علت بیچ بجھانے چراغ کے خوف کھینچنے چوہے کا ہے بتی کو تو اس کا مقتضی یہ ہے کہ جب چراغ ایسی جگہ پر ہو کہ اس کی طرف چوہا نہ پہنچ سکتا ہو تو نہیں منع روشن رکھنا اس کا جیسے کہ ہوتا ہے ملائم کے منارے پر کہ وہاں چوہا نہ چڑھ سکے یا ہو مکان اس کا بعید اس جگہ سے

کہ ممکن نہ ہو کہ اس سے چراغ پر کودے اور بہر حال وارد ہونا امر کا ساتھ بجھانے آگ کے مطلق جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور وہ عام تر ہے چراغ کی آگ سے سو پیدا ہوتا ہے اس سے فساد اور سوائے کھینچنے بتی کے مانند گرنے کسی چیز کے چراغ سے اوپر بعض اسباب گھر کے اور مانند گرنے منارے کے پس کھنڈ جائے چراغ طرف کسی چیز کی اسباب سے سو اس کو جلا ڈالے پس حاجت پڑتی ہے طرف اطمینان کی اس سے سو جب حاصل ہو اطمینان اس طور سے کہ اس کے ساتھ چلنے سے امن حاصل ہو تو دور ہوتا ہے حکم ساتھ دور ہونے علت اس کی کے اور تصریح کی ہے ساتھ اس کے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے قندیل میں یعنی اگر چراغ قندیل میں ہو تو بجھانا ضروری نہیں اس واسطے کہ اس سے آگ نکلنے کا خوف نہیں جیسا چراغ سے خوف ہے اور کہا ابن دقیق العید نے بھی کہ اکثر لوگ ان امروں کو وجوب پر حمل نہیں کرتے اور اہل ظاہر ان کو ظاہر پر حمل کرتے ہیں اور نہیں خاص ہے ساتھ ظاہری کے بلکہ واجب حمل کرنا ظاہر ہے مگر واسطے معارض ظاہر کے کہ قائل ہیں ساتھ اس کے قیاس والے اگرچہ اہل ظاہر اولیٰ ہیں ساتھ التزام کرنے اس کے کے اس واسطے کہ نہیں التفات کرتے وہ طرف مفہومات اور مناسبات کے اور یہ امر کئی قسم پر ہیں باعتبار مقاصد اپنے کے سو بعض امر محمول ہے ندب پر اور وہ بسم اللہ کہنا ہے ہر حال میں اور بعض امر ندب اور ارشاد دونوں پر محمول ہے جیسے دروازوں کا بند کرنا اس واسطے کہ شیطان نہیں کھولتا بند دروازے کو اس واسطے کہ بچنا شیطان کی مخالطت سے مندوب ہے اگرچہ اس کے نیچے کئی مصالح دنیاوی ہیں مانند نگہبانی کی اور اسی طرح بند کرنا مشکوں کا اور ڈھانکنا برتنوں کا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ إِغْلَاقِ الْأَبْوَابِ بِاللَّيْلِ

باب ہے بیچ بیان بند کرنے دروازوں کے رات میں

۵۸۲۲۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِي عَبَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَآءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْفِئُوا الْمَصَابِيْحَ بِاللَّيْلِ إِذَا رَقَدْتُّمْ وَغَلِّقُوا الْأَبْوَابَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ وَخَمِّرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ قَالَ هَمَّامٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَلَوْ بِعُوْدٍ يَعْرُضُهُ.

۵۸۲۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم رات کو سویا کرو تو بجھا دیا کرو چراغوں کو اور بند کیا کرو دروازوں کو اور بند کیا کرو منہ مشکوں کے اور ڈھانکو کھانے اور پینے کو کہا ہمام راوی نے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ فرمایا اگرچہ لکڑی سے ہو۔

فائدہ: کہا ابن دقیق العید نے کہ حکم ساتھ بند کرنے دروازوں کے مصالح دینی اور دنیاوی سے ہے واسطے نگاہ رکھنے جاہ اور مال اہل فساد سے خاص کر شیطانوں سے اور یہ جو فرمایا کہ شیطان دروازے کو نہیں کھولتا تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ امر ساتھ بند کرنے دروازوں کے واسطے مصلحت دور کرنے شیطان کے ہے آدمی کے ساتھ ملنے سے

اور خاص کیا ہے اس کو ساتھ تعلیل کے واسطے تنبیہ کرنے کے اس چیز پر کہ پوشیدہ ہے اس چیز سے کہ نہیں اطلاع پائی جاتی ہے اس پر کہ مگر پیغمبری کی جانب سے اور ایک روایت میں سب امروں میں اتنا زیادہ ہے اور یاد کر نام اللہ کا اوپر اس کے اور البتہ حمل کیا ہے اس کو ابن بطال نے عموم پر اور اشارہ کیا ہے طرف اشکال کی سو کہا کہ حضرت ﷺ نے خبر دی ہے کہ شیطان نہیں دیا گیا ہے قوت اوپر کسی چیز کے اس سے اگرچہ دیا گیا ہے وہ چیز جو اس سے زیادہ ہے اور وہ داخل ہونا اس کا ہے ان جگہوں میں کہ نہیں قادر ہے آدمی یہ کہ داخل ہو بیچ ان کے، میں کہتا ہوں اور وہ زیادتی جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے دور کرتی ہے اس اشکال کو اور وہ یہ ہے کہ ذکر اللہ کا حائل ہوتا ہے درمیان اس کے اور درمیان فعل ان چیزوں کے اور تقاضا اس کا یہ ہے کہ وہ قادر ہے ان سب چیزوں پر جب کہ نہ ذکر کیا جائے نام اللہ کا اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو مسلم نے روایت کی ہے کہ جب مرد اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے اور کھانے کے وقت تو شیطان کہتا ہے یعنی اپنی قوم کو کہ نہ تم کو رات کا ٹھکانہ ہے نہ کھانا اور جب داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے کہ تم نے ٹھکانہ پایا اور یہ جو فرمایا کہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا تو احتمال ہے کہ عموم پر یعنی خواہ اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہو یا نہ لیا ہو اور احتمال ہے کہ خاص ہو ساتھ اس کے جب کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے اور احتمال ہے کہ ہو منع واسطے امر کے کہ متعلق ہے ساتھ جسم اس کے اور حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو شیطان کے گھر سے باہر ہے وہ گھر میں داخل نہیں ہوتا اور بہرحال جو شیطان کہ گھر میں داخل ہے سو نہیں دلالت کرتی ہے حدیث اس کے نکل جانے پر سو ہوگا یہ واسطے تخفیف معتدی کے نہ اٹھانے اس کے اور احتمال ہے کہ ہو بسم اللہ کہنا وقت بند کرنے کے تقاضا کرتا دفع کرنے اس شیطان کے کو کہ گھر میں ہے اور بنا بر اس کے پس لائق ہے کہ ہو بسم اللہ کہنا ابتدا بند کرنے سے اس کے تمام ہونے تک اور استنباط کیا ہے اس سے بعض نے بند کرنا منہ وقت جمائی کے واسطے داخل ہونے اس کے عام دروازوں میں۔ (فتح)

بَابُ الْخِتَانِ بَعْدَ الْكِبَرِ وَنَتْفِ الْإِبْطِ

ختنہ کرنا بعد بڑے ہونے کے اور اکھاڑنا بغل کے بالوں کا

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ مناسبت اس ترجمہ کے ساتھ کتاب استیذان کی یہ ہے کہ ختنہ تقاضا کرتا ہے اجتماع کو جگہوں میں غالباً۔

٥٨٢٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفِطْرَةُ

٥٨٢٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں پیدائشی سنت ہیں ایک ختنہ کرنا دوسری زیر ناف کے بال مونڈنا تیسری بغل کے بال اکھاڑنا چوتھی مونچھ کتروانا پانچویں ناخن کاٹنا۔

خَمْسٌ الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں گزر چکی ہے اور اسی طرح حکم ختنے کا اور استدلال کیا ہے ابن بطال نے اوپر واجب ہونے اس کے ساتھ اس کے کہ جب مسلمان اسلام لائے تو ان کو ختنہ کرنے کا حکم نہ ہوا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ کسی عذر کے واسطے چھوڑے گئے ہوں یا قصہ ان کا ختنہ واجب ہونے سے پہلے تھا یا ان کا ختنہ ہوا ہو پھر نہیں لازم آتا ہے عدم نقل سے نہ واقع ہونا اور البتہ ثابت ہو چکا ہے امر واسطے غیر اس کے۔ (فتح)

٥٨٢٤۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ اَبِيْ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَتَنَ اِبْرَاهِيْمُ بَعْدَ ثَمَانِيْنَ سَنَةً وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُوْمِ مُخَفَّفَةً.

۵۸۲۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ختنہ کیا ابراہیم علیہ السلام نے بعد اسی برس کے اور ختنہ کیا قدوم سے جو بغیر تشدید کے ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے ایک سو بیس برس کے بعد ختنہ کیا اور ممکن ہے جمع ساتھ اس کے کہ ہو مراد ساتھ قول اس کے کہ وہ اسی سال کے تھے اس وقت سے کہ جدا ہوئے اپنی قوم سے اور ہجرت کی عراق سے طرف شام کی اور یہ کہ روایت دوسری اور وہ ایک سو بیس کے تھے پیدا ہونے کے وقت سے ہے، کہا مہلب نے کہ ابراہیم علیہ السلام کا اسی برس کے بعد ختنہ کرنا نہیں ہے اس قسم سے کہ واجب ہو ہم پر مثل فعل اس کے اس واسطے کہ عام لوگ تو اسی برس کو نہیں پہنچتے بلکہ اسی برس سے پہلے ہی مر جاتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ختنہ کیا ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت میں کہ وحی کی اللہ نے ان کی طرف اس کے ساتھ اور حکم کیا ان کو ساتھ اس کے اور نظر تقاضا کرتی ہے یہ کہ نہ ہو لائق ختنہ کرنا مگر وقت حاجت کے اس کی طرف واسطے استعمال کرنے آلت کے بیچ جماع کے جیسا کہ واقع ہوا ہے واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جس جگہ کہا کہ ختنہ نہ کرتے تھے مرد کو یہاں تک کہ بالغ ہوتا پھر کہا کہ ختنہ کرنا چھوٹی عمر میں چاہیے واسطے آسان ہونے امر کے لڑکے پر واسطے ضعیف ہونے عقل اس کی کے اور کم ہونے فہم اس کے، میں کہتا ہوں کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ قصے ابراہیم علیہ السلام کے واسطے مشروع ہونے ختنے کے یہاں تک کہ اگر مؤخر ہو واسطے کسی مانع کے یہاں تک کہ عمر مذکور کو پہنچے تو نہیں ساقط ہوتی ہے طلب اس کی اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ترجمہ کے اور اس کی یہ مراد نہیں کہ مشروع ہے مؤخر کرنا ختنے کا بڑے ہونے تک تاکہ حاجت ہو طرف عذر کرنے کی اس سے اور بہر حال جو تعلیل کہ اس نے بطورِ نظر کے ذکر کی ہے سو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حکمت ختنہ کرنے کی نہیں بند ہے بیچ کامل کرنے اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ جماع کے بلکہ

اور واسطے اس چیز کے کہ خوف کیا جاتا ہے بند ہونے بول کے سے بیچ زائد گوشت کے خاص کر واسطے ڈھیلے لینے والے کے سو نہیں امن ہے کہ بول بھی اور کپڑا اور بدن پلید ہو جائے سو ہو گا جلدی کرنا واسطے قطع کرنے اس کے نزدیک پہنچنے کی طرف اس عمر کی کہ حکم کیا جاتا ہے اس میں لڑکا ساتھ نماز کے لائق تر وقتوں کا اور کہا بعض نے کہ ابراہیم علیہ السلام نے بسوئے سے ختنہ کیا اور شاید دونوں امر کا اتفاق ہوا ہو۔ (فتح)

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ وَقَالَ بِالْقَدُّوْمِ وَهُوَ مَوْضِعٌ مُشَدَّدٌ.

اس روایت میں ہے کہ قدوم تشدید کے ساتھ ہے اور وہ جگہ ہے۔

٥٨٢٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلُ مَنْ أَنْتَ حِيْنَ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا يَوْمَئِذٍ مَخْتُوْنٌ قَالَ وَكَانُوْا لَا يَخْتِنُوْنَ الرَّجُلَ حَتّٰى يُدْرِكَ وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا خَتِيْنٌ.

٥٨٢٥۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ تو کتنی عمر کا تھا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے؟ کہا کہ میں اس دن ختنہ کیا گیا تھا، کہا اور دستور تھا کہ نہ ختنہ کرتے تھے مرد کا یہاں تک کہ بالغ ہوتا اور دوسری روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور میں ختنہ کیا گیا تھا یعنی میں بالغ تھا۔

بَابٌ كُلُّ لَهْوٍ بَاطِلٌ إِذَا شَغَلَهُ عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ

باب ہے اس بیان میں کہ ہر کھیل باطل ہے جب باز رکھے اس کو اللہ کی بندگی سے

فائدہ: یعنی مانند اس شخص کی کہ مشغول کی ہو ساتھ کسی چیز کے چیزوں سے مطلق برابر ہے کہ اس کے فعل کی اجازت ہو یا نہی کی گئی ہو مثل اس کے جو مشغول ہو ساتھ نماز نفل کے یا تلاوت کے یا ذکر کے یا فکر کرنے کے قرآن کے معانی میں مثلاً یہاں تک کہ فوت ہوا وقت نماز فرض کا جان بوجھ کر سو بے شک وہ داخل ہوتا ہے نیچے اس ضابطہ کے اور جب ہوا یہ حال ان چیزوں میں کہ رغبت دی گئی ہے بیچ ان کے مطلوب ہے فعل ان کا تو کیا حال ہے اس چیز کا کہ اس سے کم ہے اور اول اس ترجمہ کا لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کو احمد اور چار نے عقبہ کی حدیث سے کہ ہر چیز کہ کھیلتا ہے ساتھ اس کے مرد مسلمان باطل ہے مگر تیر اندازی اس کی اپنی کمان سے اور ادب سکھلانا اس کا

اپنے گھوڑے کو اور کھیلنا اپنے گھر والوں سے اور شاید چونکہ یہ حدیث بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھی تو استعمال کیا اس کو لفظ ترجمہ کا اور استنباط کے معنی سے وہ چیز ہے کہ قید کرے ساتھ اس کے حکم مذکور کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تیر اندازی کو کھیل کہا واسطے پھیرنے رغبتوں کے طرف تعلیم اس کی کے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے صورت کھیل کی سی لیکن مقصود اس کے سیکھنے سے مدد کرنا ہے جہاد پر اور ادب سکھلانا گھوڑے کا اشارت ہے طرف مسابقت کی اوپر اس کے اور کھیلنا اپنے گھر والوں سے واسطے دل لگانے کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے ماسوائے کو باطل کہا مقابلہ کے طریق سے نہ یہ کہ سب باطل حرام ہے۔ (فتح)

وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ أُقَامِرْكَ

اور جو اپنے ساتھی سے کہے کہ آ تا کہ میں تجھ سے جوا کھیلوں یعنی کیا ہے حکم اس کا

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور بعض لوگ خریدتے ہیں کھیل کو تا کہ گمراہ کریں اللہ کی راہ سے

فائدہ: ذکر کیا ہے ابن بطال نے کہ بخاری رحمہ اللہ نے استنباط کیا ہے تقیید لہو کو ترجمہ میں اس آیت کے مفہوم سے تا کہ گمراہ کرے اللہ کی راہ سے اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو خریدے اس کو نہ اس واسطے کہ گمراہ کریں لوگوں کو تو نہیں ہے مذموم اور اسی طرح ہے مفہوم ترجمہ کا کہ جب نہ باز رکھے کھیل اللہ کی بندگی سے تو نہ ہوگی باطل لیکن عموم اس مفہوم کا مخصوص ہے ساتھ منطوق کے سو ہر چیز کہ نص کی گئی ہے اس کی تحریم پر قسم کھیل سے نہیں ہوتی ہے باطل برابر ہے کہ باز رکھے یا نہ باز رکھے اور شاید کہ اس نے رمز کی ہے طرف ضعیف ہونے اس حدیث کے جو وارد ہوئی ہے بیچ تفسیر لہو کے اس آیت میں ساتھ راگ کے۔ (فتح)

٥٨٢٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِيْ حَلِفِهٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ.

٥٨٢٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم میں سے قسم کھائے سو بھول کر لات اور عزیٰ کی قسم کھائے تو چاہیے کہ اس کے بعد لا الہ الا اللہ کہہ لے اور جو اپنے ساتھی سے کہے کہ آ میں تجھ سے جوا کھیلوں تو چاہیے کہ خیرات کرے۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس کی کہ جوا منجملہ کھیل ہے اور جس نے اس کی طرف بلایا گناہ کی طرف بلایا سو اسی واسطے حکم کیا ہے ساتھ خیرات کرنے کے تا کہ کفارہ ہو اس سے اس گناہ کا اس واسطے کہ جس نے گناہ

کی طرف بلایا واقع ہوا نسبب بلانے اس کے کے طرف اس کی گناہ میں اور کہا کرمانی نے کہ وجہ تعلق اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اور ترجمہ کے ساتھ استیذان کے یہ ہے کہ جو قمار کی طرف بلاتا ہے نہیں لائق ہے یہ کہ اجازت دی جائے واسطے اس کے بیچ دخول منزل کے پھر واسطے ہونے اس کے کہ شامل ہے لوگوں کے جمع ہونے کو اور مناسبت باقی حدیث باب کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ قسم کھانا ساتھ لات کے لہو ہے باز رکھتی ہے حق سے ساتھ خلق کے پس وہ باطل ہے اور احتمال ہے کہ جب مقدم کیا ترجمہ ترک سلام کا اس شخص پر جو گناہ کمائے تو اشارہ کیا طرف ترک اجازت کے واسطے اس شخص کے کہ باز رہے ساتھ کھیل کے بندگی سے اور واسطے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاہد ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مستفاد ہوتا ہے اس سے سبب حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کا روایت کیا ہے اس کو نسائی نے ساتھ سند قوی کے کہ ہم تازہ مسلمان ہوئے تھے سو میں نے لات اور عزیٰ کی قسم کھائی پھر میں نے یہ حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہہ **لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علی كل شیء قدیر** اور تھک تھکا اپنی بائیں طرف سے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگ پھر ایسا نہ کرنا سو احتمال ہے کہ ہو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لا الہ الا اللہ سے مراد آخر ذکر تک یعنی قدیر تک اور احتمال ہے کہ اکتفا کیا ہو ساتھ لا الہ الا اللہ کے اس واسطے کہ وہ کلمہ توحید کا ہے اور زیادتی جو سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے تاکید ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْبِنَآءِ

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ آئی ہے عمارت بنانے میں

فائدہ: یعنی منع ہے اور اباحت سے اور بنا عام تر ہے اس سے کہ ہو مٹی سے یا مدرسے یا لکڑی سے یا بانس سے یا بالوں سے۔

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ إِذَا تَطَاوَلَ رِعَآءُ الْبَهْمِ فِي الْبُنْيَانِ.

اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے ہے یہ کہ جب اونٹوں کے چرانے والے عمارتوں میں فخر کریں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس ٹکڑے کے طرف مذمت فخر کرنے کی عمارتوں میں اور اس استدلال میں نظر ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ مذمت تطویل بنا کے صریح وہ چیز کہ روایت کی ہے ابن ابی الدنیا نے عمارہ بن عامر کی حدیث سے کہ جب مرد ساتھ ہاتھ سے اونچی بنا اٹھائے تو پکارا جاتا ہے اے فاسق کہاں تک! اور اس کی سند ضعیف ہے باوجود موقوف ہونے کے اور بیچ ذم بنا کے مطلق حدیث خباب رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع کہا کہ مرد کو اجر ملتا ہے اس کے ہر خرچ پر مگر جو خرچ کرے مٹی میں اور واسطے طبرانی کے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بدی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے مال کو عمارتوں میں خرچ کرتا ہے اور روایت کی ہے ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ مجھ پر گزرے اور

میں باغ کو مٹی سے لیپتا تھا سو فرمایا کہ کام زیادہ تر جلدی کرنے والا ہے اس سے یعنی موت قریب ہے اور یہ سب محمول ہے اس چیز پر کہ نہ حاجت ہو اس کی اس چیز سے کہ نہیں ہے کوئی چارہ اس سے واسطے رہنے کے اور جو بچائے سردی اور گرمی سے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر بنا وبال ہے اس کے مالک پر مگر جس سے کوئی چارہ نہ ہو۔(فتح)

۵۸۲۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُنِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَيْتُ بِيَدِيْ بَيْتًا يُكِنُّنِيْ مِنَ الْمَطَرِ وَيُظِلُّنِيْ مِنَ الشَّمْسِ مَا أَعَانَنِيْ عَلَيْهِ أَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ.

۵۸۲۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آپ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دیکھا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے گھر بنایا جو مجھ کو مینہ سے بچائے اور آفتاب سے سایہ کرے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے کسی نے مجھ کو اس پر مدد نہ کی یعنی میں نے اکیلے بنایا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف کم محنت ہونے کی۔

۵۸۲۸ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُ لَبِنَةً عَلٰى لَبِنَةٍ وَّلَا غَرَسْتُ نَخْلَةً مُنْذُ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُفْيَانُ فَذَكَرْتُهُ لِبَعْضِ أَهْلِهِ قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ بَنٰى قَالَ سُفْيَانُ قُلْتُ فَلَعَلَّهُ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَّبْنِيَ.

۵۸۲۸۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے قسم ہے اللہ کی نہیں رکھی میں نے اینٹ پر اینٹ اور نہیں لگایا میں نے کوئی درخت جب سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے کہا سفیان نے سو ذکر کیا میں نے اس کو واسطے بعض اہل اس کے سو اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ اس نے گھر بنایا، کہا سفیان نے میں نے کہا سو شاید کہا ہوگا گھر بنانے سے پہلے۔

فائدہ: اور بنا میں تفصیل ہے اور نہیں ہے ہر گھر جو حاجت سے زیادہ ہو مستلزم گناہ کو اور نہیں شک ہے کہ درخت بونے میں اجر ہے بسبب اس چیز کے کہ کھائی جاتی ہے اس سے جو نہیں ہے بنا میں اگرچہ بعض بنا میں وہ چیز ہے کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے اجر مثل اس کی کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے نفع واسطے غیر بانی کے اس واسطے کہ حاصل ہوتا ہے واسطے بانی کے ساتھ اس کے ثواب، واللہ اعلم۔ اور یہ جو کہا کہ اس سے پہلے کہا ہوگا یعنی یہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی تو شاید کہا ہوگا یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پہلے اس سے کہ بنائیں وہ گھر جو ذکر کیا میں نے اور یہ عذر خوب ہے سفیان راوی اس حدیث کی سے اور احتمال ہے کہ نفی کی ہو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی کہ بنا کیا ہو اپنے ہاتھ سے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کو بنایا ہو اور جو ثابت کیا ہے اس کو بعض اہل اس کے نے اس کے حکم سے بنایا گیا ہو سو منسوب کیا ہے اس کو طرف اس کی بطور مجاز کے اور احتمال ہے کہ بنایا ہو اس نے گھر بانس یا بال سے اور احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نفی کی اس چیز کی ہو جو حاجت سے زائد ہو۔(فتح الباری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الدَّعَوَاتِ — کتاب ہے دعاؤں کے بیان میں

فائدہ: دعوات جمع ہے دعوت کی اور وہ ایک سوال ہے اور دعا کے معنی ہیں طلب اور دعا کے معنی حث ہے اس کے فعل پر اور کہا ابو القاسم قشیری نے اسماء حسنٰی کی شرح میں کہ دعا قرآن میں کئی معنوں سے آئی ہے ایک معنی اس کے عبادت ہیں ﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اور یک معنی اس کے استغاثہ ہیں ﴿وَادْعُوْا شُهَدَآءَ كُمْ﴾ اور ایک معنی اس کے سوال کرنے کے ہیں ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ اور ایک معنی قول کے ہیں ﴿دَعْوَاهُمْ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ﴾ اور ندا ﴿يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ﴾ اور ثنا ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ﴾۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اُدْعُوْنِیْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾.

باب ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے کہ مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو تکبر کرتے ہیں میری عبادت سے عنقریب داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل ہو کر۔

فائدہ: یہ آیت ظاہر ہے بیچ ترجیح دعا کے اوپر تفویض کے اور کہا ایک گروہ نے کہ افضل نہ مانگنا دعا کا ہے اور فرماں بردار ہونا واسطے قضا کے اور جواب دیا ہے انہوں نے آیت سے ساتھ اس کے کہ آخر اس کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ساتھ دعا کے عبادت ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ﴾ اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث نعمان رضی اللہ عنہ کے کہ دعا عبادت ہے پھر ان دونوں آیتوں کو پڑھا اور خلاف کیا ہے ایک گروہ نے سو کہا انہوں نے کہ مراد ساتھ دعا کے آیت میں ترک کرنا گناہوں کا ہے اور جواب دیا ہے جمہور نے کہ دعا بڑی اعظم عبادت ہے پس وہ مانند دوسری حدیث کے ہے کہ حج عرفہ ہے یعنی معظم حج اور رکن اس کا اکبر عرفہ ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو روایت کی ہے ترمذی نے کہ دعا مغز عبادت کا ہے اور البتہ وارد ہو چکے ہیں آثار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ ترغیب کے دعا میں مانند حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہیں کوئی چیز بزرگ تر نزدیک اللہ تعالیٰ کے دعا سے کہا طیبی نے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھتا ہے اور مبغوض مغضوب علیہ ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو اس واسطے کہ اللہ چاہتا ہے کہ اس سے سوال کا جائے اور کہا شیخ تقی

الدین سبکی نے کہ اولیٰ حمل دعا کا ہے آیت میں اپنے ظاہر پر اور بہر حال قول اس کا اس کے بعد عبادتی پس وجہ ربط کی یہ ہے کہ دعا خاص تر ہے عبادت سے سو جس نے تکبر کیا عبادت سے اس نے تکبر کیا دعا سے بنا بر اس کے پس وعید تو صرف اس شخص کے حق میں ہے جو ترک کرے دعا کو واسطے تکبر کے اور جو ایسا کرے وہ کافر ہو جاتا ہے اور بہر حال جو چھوڑے اس کو واسطے کسی مقصد کے مقاصد سے تو نہیں متوجہ ہوتی ہے اس کی طرف وعید مذکور اگرچہ ہم دیکھتے تھے کہ ملازمت دعا کی اور استکثار اس سے راجح تر ہے ترک سے واسطے کثرت دلیلوں کے جو وارد ہوئی ہیں بیچ رغبت دلانے کے اوپر اس کے میں کہتا ہوں اور البتہ دلالت کی ہے آیت نے جو آئی ہے کہ اجابت شرط کی گئی ہے ساتھ اخلاص کے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ اور حکایت کیا ہے قشیری نے مسئلے میں اختلاف کو سو کہا کہ اختلاف ہے کہ دعا مانگنی اولیٰ ہے یا سکوت اور رضا سو بعض نے کہا کہ لائق ہے کہ دعا کو ترجیح دی جائے واسطے کثرت اولیٰ کے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے اظہار خضوع اور محتاجی سے اور بعض نے کہا کہ سکوت اور رضا اولیٰ ہے واسطے اس چیز کے کہ رضا میں ہے فضیلت سے، میں کہتا ہوں اور شبہ ان کا یہ ہے کہ دعا کرنے والا نہیں پہچانتا ہے کہ کیا مقدر کیا گیا ہے واسطے اس کے سو دعا اس کی اگر ہو موافق واسطے اس چیز کے کہ مقدر کی گئی ہے تو وہ تحصیل حاصل ہے اور اگر اس کے برخلاف ہو تو وہ عناد ہے اور جواب پہلے شبہ کا یہ ہے کہ دعا من جملہ عبادت کے ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے خضوع اور محتاج ہونے سے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ جب اس نے اعتقاد کیا کہ نہیں واقع ہوگا مگر جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہے تو ہوگا اذعان اور تسلیم نہ عناد اور فائدہ دعا کا حاصل کرنا ثواب کا ہے ساتھ بجا لانے حکم کے اور واسطے اس احتمال کے کہ ہو چیز مدعو بہ موقوف اوپر دعا کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے اسباب کا اور ان کے مسببات کا اور کہا ایک گروہ نے کہ لائق ہے کہ دعا کرے زبان سے راضی ہو کر دل سے کہا اس نے اور اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ جب پائی جائے اس کے دل میں اشارت طرف دعا کی تو دعا افضل ہے وبالعکس، میں کہتا ہوں کہ قول اول اعلیٰ مقامات کا ہے کہ زبان سے دعا کرے اور دل سے راضی ہو اور قول دوسرا نہیں حاصل ہوتا ہے ہر ایک سے بلکہ لائق ہے کہ خاص ہوں ساتھ اس کے کامل لوگ کہا قشیری نے اور صحیح ہے کہ کہا جائے کہ جس چیز میں اللہ تعالیٰ کا یا مسلمانوں کا حصہ ہو تو دعا افضل ہے اور جس نفس کی حظ ہو پس سکوت افضل ہے اور عمدہ شبہ اس شخص کا جو تاویل کرتا ہے دعا کو آیت میں ساتھ عبادت کے یا غیر اس کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ﴾ اور بہت لوگ دعا مانگتے ہیں ان کی دعا قبول نہیں ہوتی سو اگر آیت اپنے ظاہر پر ہوتی تو نہ خلاف ہوتی اور جواب یہ ہے کہ ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے لیکن قبول ہونا کئی قسم پر ہے سو کبھی تو بعینہ وہی چیز حاصل ہوتی ہے جس کے واسطے دعا کی اور کبھی اس کا عوض ملتا ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے اس میں حدیث صحیح جو روایت کی ہے ترمذی اور حاکم نے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ نہیں زمین پر کوئی مسلمان جو اللہ تعالیٰ سے

کوئی دعا کرے مگر کہ اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز دیتا ہے یا اس سے بدی کو پھیرتا ہے مثل اس کی اور واسطے احمد کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ اللہ یا تو اس کو وہ چیز دنیا میں دیتا ہے یا اس کو اس کے واسطے جمع کرتا ہے اور واسطے اس کے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ نہیں کوئی مسلمان جو دعا کرے کہ نہ اس میں گناہ ہو نہ توڑنا ناتے کا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کو بدلے اس کے ایک تین چیز سے یا اس کی دعا دنیا میں قبول کرتا ہے یا اس کو اس کے واسطے آخرت میں جمع کرتا ہے یا اس سے اس کی مثل بدی دور کرتا ہے اور یہ شرط دوسری ہے واسطے اجابت اور قبول کرنے دعا کے اور شرطیں بھی ہیں ایک یہ کہ اس کا کھانا کپڑا حلال ہو واسطے اس حدیث کے کہ اس کی دعا کب قبول ہوتی ہے اور ایک شرط اجابت کی یہ ہے کہ جلدی نہ کرے واسطے حدیث کے کہ قبول ہوتی ہے دعا ہر ایک کی جب تک کہ نہ کہے کہ میں نے دعا کی میری دعا قبول نہ ہوئی۔ (فتح)

بَابٌ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ

باب ہے کہ ہر پیغمبر کے واسطے ایک دعا ہے قبول کی گئی

۵۸۲۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا وَأُرِيدُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي فِي الْآخِرَةِ.

۵۸۲۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کی ایک خاص دعا ہے کہ دعا کرتا ہے ساتھ اس کے اور میں چاہتا ہوں کہ اپنی دعا کو چھپا رکھو اپنی امت بخشانے کے واسطے آخرت میں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے سو وہ پہنچنے والی ہے جو مرے میری امت سے اس حال میں کہ نہ شریک ٹھہراتا ہو ساتھ اللہ کے کسی اور کو اور شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا یہ کہ اس کو مؤخر کریں پھر قصد کیا پھر اس کو مؤخر کیا اور اس کے واقع ہونے کے اُمید وار ہوئے پھر آپ کو اللہ تعالیٰ نے وہ معلوم کروایا سو آپ نے اس کے ساتھ جزم کیا اور باقی بیان اس کا شفاعت میں آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ، اور البتہ مشکل جانا گیا ہے ظاہر حدیث کا ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے واسطے بہت پیغمبروں کے دعاؤں سے جو قبول ہوئیں خاص کر واسطے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ ہر پیغمبر کی فقط ایک دعا قبول ہوتی ہے اور جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ اجابت کے دعا مذکور میں یقین کرنا ہے ساتھ اس کے اور جو دعا ان کی کہ اس کے سوائے ہے سو وہ اوپر اُمید اجابت کے ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر پیغمبر کی دعاؤں میں سے ایک دعا اس کی افضل ہے اور ان کے واسطے اور دعائیں بھی ہیں اور بعض نے کہا کہ ہر پیغمبر کے واسطے ایک دعا عام ہے قبول کی گئی اس کی امت میں یا ساتھ ہلاک کرنے ان کے یا ساتھ نجات ان کی کے اور بہر حال جو دعائیں کہ خاص ہیں سو ان میں سے بعض قبول ہوتی ہیں اور بعض قبول نہیں

ہوتیں اور بعض نے کہا کہ واسطے ہر پیغمبر کے ایک دعا ہے کہ خاص کرے اس کو واسطے دنیا اپنی کے یا جان اپنی کے جیسے نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ الٰہی! نہ چھوڑ زمین پر کوئی گھر کافروں کا اور سلیمان علیہ السلام نے دعا کی کہ الٰہی! مجھ کو ایسی بادشاہی دے کہ میرے بعد کسی کو ویسی نہ ملے اور کہا طیبی نے کہ اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ بے شک اللہ نے ہر پیغمبر کے واسطے ایک دعا ٹھہرائی ہے جو قبول کی جاتی ہے اس کی امت کے حق میں سو پہنچا اس کو ہر ایک ان میں سے دنیا میں اور بہر حال ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو جب آپ نے اپنی بعض امت پر بد دعا کی تو آپ پر یہ آیت اتری ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ﴾ یعنی تیرا کچھ اختیار نہیں سو باقی رہی یہ دعا قبول کی گئی جمع واسطے آخرت کے اور اکثر وہ لوگ جن پر بد دعا کی نہ ارادہ کیا ان کے ہلاک کرنے کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کیا تھا ان کے ہٹانے کا کفر سے تاکہ توبہ کریں اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں فضیلت ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام پیغمبروں پر کہ مقدم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اپنی جان پر اور اپنے اہل بیت پر ساتھ دعا قبول کی گئی کے اور نیز نہ ٹھہرایا ان کو دعا اوپر ان کے جیسا کہ واقع ہوا واسطے اگلوں کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث میں کمال شفقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اپنی امت پر اور مہربانی آپ کی کے واسطے ان کے اور کوشش آپ کی ساتھ نظر کرنے کے ان کی بہتریوں میں سو ٹھہرایا اپنی دعا کو بیچ اہم اوقات حاجت ان کی کے اور یہ جو فرمایا کہ وہ پہنچنے والی ہے ہر موحد کو میری امت سے سو اس میں دلیل ہے واسطے اہل سنت کے جو مر جائے اس حال میں کہ نہ شریک ٹھہرایا ہو اس نے کسی کو ساتھ اللہ تعالیٰ کے وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا اگرچہ مرے اس حال میں کہ اصرار کرنے والا ہو کبیرے گناہوں پر۔ (فتح)

٥٨٣٠ - وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ قَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ نَبِيٍّ سَأَلَ سُؤْلًا أَوْ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فَاسْتُجِيْبَ فَجَعَلْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٥٨٣٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیغمبر علیہ السلام نے ایک سوال کیا اللہ تعالیٰ سے یا فرمایا ہر پیغمبر علیہ السلام کے واسطے ایک دعا خاص ہے البتہ اس نے اس کے ساتھ دعا کی سو اس کی دعا قبول ہوئی سو میں نے ٹھہرائی اپنی دعا واسطے بخشانے اپنی امت کے قیامت کے دن۔

بَابُ أَفْضَلِ الْاِسْتِغْفَارِ

باب ہے بیچ بیان افضل استغفار کے

فائدہ: واقع ہوا ہے بیچ شرح ابن بطال کے ساتھ لفظ فضل استغفار کے اور شاید اس نے نہ دیکھا دونوں آیتوں کو اول ترجمہ میں اور وہ دونوں دلالت کرتی ہیں اوپر رغبت دلانے استغفار کے تو اس نے گمان کیا کہ ترجمہ واسطے بیان فضیلت استغفار کے ہے لیکن حدیث باب کی تائید کرتی ہے اس چیز کو کہ واقع ہوئی ہے نزدیک اکثر کے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہے ثابت کرنا مشروعیت ترغیب کا اوپر استغفار کے ساتھ ذکر آیتوں کے پھر بیان کی ساتھ حدیث کے اولیٰ وہ چیز کہ استعمال کی جاتی ہے اس کے الفاظ سے اور باب باندھا ہے ساتھ افضلیت کے اور واقع ہوا

حدیث میں لفظ سیادت کا اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی کہ مراد ساتھ سیادت کے افضلیت ہے اور معنی اس کے اکثر ہیں نفع میں واسطے استعمال کرنے والے اس کے کے اور زیادہ تر واضح چیز جو واقع ہوئی بیچ فضل استغفار کے وہ حدیث ہے جو روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے حدیث یسار وغیرہ سے مرفوع کہ جو کہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ تو اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اگرچہ بھاگا ہو جہاد سے اور کہا ابونعیم اصبہانی نے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ بعض کبیرے گناہ بعض نیک عملوں سے بخشے جاتے ہیں اور ضابطہ اس کا وہ گناہ ہیں جو نہیں واجب کرتے ہیں اس کے مرتکب پر کسی حکم کو اس کی جان میں اور نہ مال میں اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ آپ نے مثال دی ہے ساتھ بھاگنے کے جنگ سے اور وہ کبیرہ گناہ ہے سو دلالت کی اس نے کہ جو اس کی مثل یا اس سے کم ہو بخشا جاتا ہے جب کہ ہو مثل بھاگنے کے جہاد سے اس واسطے کہ وہ نہیں واجب کرتا ہے اس کے مرتکب پر حکم کو نہ نفس میں نہ مال میں۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ بخشش مانگو اپنے رب سے کہ بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے تا کہ بھیجے تم پر مینہ بہنے والا اور پے در پے دے تم کو مال اور بیٹے اور دے تم کو باغ اور بنا دے واسطے تمہارے نہریں۔

فائدہ: صواب یہ ہے کہ واو اول میں نہ ہو اس واسطے کہ تلاوت فقلت استغفروا الآیۃ یہ ہے اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر اس آیت کے طرف اثر حسن بصری رحمہ اللہ کے کی کہ ایک مرد نے ان کے پاس قحط سالی کی شکایت کی حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ سے استغفار کر اور دوسرے نے محتاجی کی شکایت کی کہا کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کر اور ایک اور نے شکایت کی کہ میرا باغ خشک ہو گیا کہا کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کر اور ایک اور نے اولاد کی شکایت کی کہا کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کر پھر ان سب پر یہ آیت پڑھی اور آیت میں حث ہے اوپر استغفار کے اور اشارہ ہے طرف وقوع مغفرت کے واسطے اس کے جو استغفار کرے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور وہ لوگ کہ جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور بخشش مانگتے ہیں اپنے گناہوں کے لیے، آخر آیت تک۔

فائدہ: اور اختلاف ہے بیچ معنی قول اس کے کے ذکروا اللہ سو بعض نے کہا کہ قول اس کا واستغفروا تفسیر ہے واسطے مراد کے ذکر سے اور بعض نے کہا کہ حذف پر ہے اور تقدیر اس کی یہ ہے کہ یاد کرتے ہیں عتاب اللہ کا یعنی اپنے دلوں

میں فکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا سو استغفار کرتے ہیں اپنے گناہوں کے سبب سے اور البتہ وارد ہوئی ہے حدیث میں صفت استغفار کی جس کی طرف آیت میں اشارہ ہے روایت کیا ہے اس کو احمد اور چار نے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اور سچ کہا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں کوئی مرد جو گناہ کرے پھر کھڑا ہو اور پاک ہو اور خوب پاک ہو پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے مگر کہ اس کے واسطے مغفرت کی جاتی ہے پھر یہ آیت پڑھی ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً﴾ الآية اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا﴾ یعنی نہیں اصرار کیا انہوں نے اس فعل پر جو کیا اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ شرط قبول ہونے استغفار کی یہ ہے کہ اکھڑ جائے استغفار کرنے والا گناہ سے اور اس سے الگ ہو جائے نہیں تو زبان سے استغفار کرنا باوجود مشغول رہنے کے ساتھ گناہ کے مانند کھیلنے کی ہے اور استغفار کی فضیلت میں بہت آیتیں اور حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان میں سے ایک حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع کہ شیطان نے کہا کہ الٰہی! میں آدمیوں کو ہمیشہ گمراہ کروں گا جب تک کہ ان کی روح ان کے بدنوں میں ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قسم ہے میری عزت کی کہ میں ہمیشہ ان کو بخشتا رہوں گا جب تک کہ مجھ سے مغفرت مانگیں گے روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع کہ نہیں مصر ہے جو استغفار کرتا رہے اگرچہ ایک دن میں ستر بار پھر کرے اور ذکر ستر کا واسطے مبالغہ کے ہے نہیں تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو توحید میں مرفوعاً ہے کہ بندہ گناہ کرتا ہے سو کہتا ہے کہ اے میرے رب! میں نے گناہ کیا سو تو مجھ کو بخش دے سو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے بخش دیتا ہے اور اس کے اخیر میں ہے کہ میرے بندے نے جانا کہ اس کا رب ہے جو گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر پکڑتا ہے میں نے تجھ کو بخشا سو کر جو تیرا جی چاہے۔ (فتح)

۵۸۳۱۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ الْعَدَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُوْلَ اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ

۵۸۳۱۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سردار ارعمدہ استغفار یہ ہے کہ بندہ یوں کہے کہ الٰہی! تو میرا مالک ہے کوئی بندگی کے لائق نہیں سوائے تیرے تو نے مجھ کو پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے قول اور تیرے وعدے پر ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے کیے کی بدی سے میں تجھ سے اقرار کرتا ہوں تیرے احسان کا جو مجھ پر ہے اور اقرار کرتا ہوں تجھ سے اپنے گناہ کا سو مجھ کو بخش دے مقرر یہی ہے کہ گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا سوائے تیرے جو یقین سے اس کو دن میں کہے پھر اسی دن شام سے پہلے مر جائے تو وہ شخص جنتی

فَاغْفِرْ لِیْ فَإِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ یَوْمِهٖ قَبْلَ أَنْ یُّمْسِیَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّیْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ یُّصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

ہے اور جو اس کو رات میں کہے یقین کر کے پھر مر جائے فجر سے پہلے تو وہ شخص بہشتی ہے۔

فائدہ: اللھم انت سے الا انت تک صبح وشام پڑھا کرے رات اور دن دونوں اس میں آ گئے رات یا دن میں جب مرے گا اس عمدہ شہادت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: قولہ سید الاستغفار کہا طیبی نے کہ جب کہ تھی یہ دعا جامع واسطے سب معانی توبہ کے تو مانگا گیا واسطے اس کے اسم سید کا اور سید اصل میں رئیس کو کہتے ہیں کہ رجوع کیا جائے اس کی طرف حاجتوں میں اور یہ جو کہا کہ میں تیرے عہد پر ہوں تو کہا خطابی نے کہ مراد یہ ہے کہ میں قائم ہوں اس چیز پر کہ عہد کیا ہے میں نے اس پر تجھ سے اور وعدہ کیا تجھ سے ایمان لانے کا ساتھ تیرے اور خالص تیری عبادت کرنے کا جہاں تک کہ مجھ سے ہو سکے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ میں قائم ہوں اوپر اس چیز کے کہ عہد کیا ہے تو نے میری طرف امر سے اور متمسک ہوں ساتھ اس کے اور پورا کرنے والا ہوں تیرے وعدے کو ثواب اور اجر میں اور شرط ہونا استطاعت کا اس میں اس کے معنی اعتراف ہیں ساتھ عاجز ہونے اور قصور کے اس کے حق سے جو واجب ہے اور کہا ابن بطال نے کہ قول اس کا وانا علی عہدک ووعدک مراد وہ عہد ہے جو لیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے جب کہ نکالا ان کو آدم علیہ السلام کی پشت سے مثل چیونٹیوں کی اور گواہ کیا ان کو ان کی جانوں پر کیا میں تمہارا رب نہیں؟ سو اقرار کیا بندوں نے ساتھ ربوبیت کے اور یقین کیا واسطے اس کے ساتھ وحدانیت کے اور مراد ساتھ وعدے کے وہ چیز ہے جو اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان پر فرمائی کہ جو مر جائے اس حال میں کہ نہ شریک ٹھہرایا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے کسی کو کہ داخل کرے اس کو بہشت میں اور بیچ قول اس کے کے جہاں تک مجھ سے ہو سکے اعلام ہے واسطے امت اپنی کے کہ کوئی آدمی نہیں قادر ہے اوپر لانے کے ساتھ تمام اس چیز کے کہ واجب ہے اس پر واسطے اللہ تعالیٰ کے اور نہ وفا ساتھ کمال بندگی کے اور شکر اوپر نعمتوں کے سو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ساتھ مہربانی کی سو نہ تکلیف دی ان کو مگر موافق ان کے مقدر کے اور قول اس کا میں اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں اس میں اعتراف ہے ساتھ واقع ہونے گناہ کے مطلق تاکہ صحیح ہو اس سے استغفار اور قول اس کا سو بخش دے واسطے میرے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ جو اعتراف کرے گناہ کا اس کا گناہ بخشا جاتا ہے قولہ موقنا بہا یعنی خاص کرنے والا واسطے اس کے دل اپنے کو سچا جاننے والا اس کے ثواب کو اور اس حدیث میں بدیع معانی اور حسن الفاظ سے ہے وہ چیز کہ لائق ہے واسطے اس کے یہ کہ نام رکھا جائے اس کا سید الاستغفار سو اس میں اقرار ہے

واسطے اللہ وحدہ کے ساتھ الوہیت اور عبودیت کے اور اعتراف کے ساتھ اس کے کہ وہ خالق ہے اور اقرار ہے ساتھ عہد کے کہ لیا ہے اس کو اس سے اور اُمید وار ہونا ساتھ اس چیز کے کہ وعدہ کیا ہے ساتھ اس کے اور پناہ مانگنا ہے بدی اس چیز کی سے کہ قصور کرتا ہے آدمی اپنی جان پر اور منسوب کرنا نعمتوں کا طرف پیدا کرنے والے اس کے کی اور منسوب کرنا گناہ کا طرف نفس اپنے کی اور رغبت کرنا اس کی مغفرت میں اور اعتراف اس کا ساتھ اس کے کہ نہیں قادر ہے کوئی اس پر سوائے اس کے مگر وہی اور ان سب امروں میں اشارہ ہے طرف جمع کرنے کی طرف شریعت اور حقیقت کی اس واسطے کہ شریعت کی تکلیفیں نہیں حاصل ہوتی ہیں مگر جب کہ ہو اس میں مدد اللہ تعالیٰ سے اور اس قدر سے مراد حقیقت ہے اور اگر اتفاق ہو کہ بندہ مخالفت کرے تا کہ ہو اس پر وہ چیز کہ قادر ہے اوپر اس کے اور قائم ہو حجت اوپر اس کے ساتھ بیان مخالفت کے تو نہیں باقی رہتا ہے مگر ایک امر دو سے یا عقوبت ساتھ مقتضی عدل کے یا عفو ساتھ تقاضے فضل کے اور نیز کہا کہ شرط استغفار کی صحت نیت کی ہے اور توجہ اور ادب سو اگر کوئی حاصل کرے شرطوں کو اور استغفار کرے ساتھ غیر اس لفظ کے جو وارد ہے اور استغفار کرے دوسرا ساتھ اس لفظ کے جو وارد ہے لیکن شرطوں کو حاصل نہ کرے تو کیا دونوں برابر ہیں؟ اور جواب یہ ہے کہ جو ظاہر ہوتا ہے کہ لفظ مذکور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سید استغفار ہے جب کہ جمع کرے شرائط مذکورہ کو۔ (فتح)

بَابُ اِسْتِغْفَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ

استغفار کرنا حضرت ﷺ کا دن رات میں

فائدہ: یعنی واقع ہونا استغفار کا آپ سے یا تقدیر یہ ہے کہ مقدار استغفار آپ کے کی ہر دن میں اور نہیں محمول ہے کیفیت پر واسطے مقدم ہونے بیان افضل کے اور حضرت ﷺ افضل کو نہیں چھوڑتے تھے۔

۵۸۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَاللهِ إِنِّيْ لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً.

۵۸۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ بے شک میں استغفار کیا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اور توبہ کرتا ہوں دن بھر میں ستر بار سے زیادہ۔

فائدہ: اور دوسری روایت میں استغفار کو سو بار فرمایا ہے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ مغفرت کو طلب کرتے تھے اور قصد کرتے تھے توبہ پر اور احتمال ہے کہ ہو مراد کہ بعینہ یہ لفظ کہتے تھے اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ ایک بار ایک پردہ میرے دل پر ہو جاتا ہے اور میں اللہ سے ہر روز سو بار مغفرت مانگتا ہوں، کہا عیاض نے کہ مراد ساتھ غین

کے قصور ہے ذکر سے جس کی شان یہ ہے کہ اس پر ہمیشگی کی جائے سو اگر کسی امر کے واسطے اس سے قصور ہو اور کسی وقت چھوٹ جائے تو نہیں گنا جاتا گناہ سو استغفار کرتے تھے اس سے اور بعض نے کہا کہ وہ ایک چیز ہے کہ دل کو عارض ہوتی ہے اس قسم سے کہ واقع ہوتی ہے دل کے خطرے سے اور بعض نے کہا کہ وہ سکینہ ہے جو دل کو ڈھانک لیتی ہے اور مشکل جانا گیا ہے واقع ہونا استغفار کا حضرت ﷺ سے اور حالانکہ آپ معصوم ہیں اور استغفار تقاضا کرتا ہے واقع ہونے گناہ کے کو اور جواب دیا گیا ہے اس سے ساتھ کئی طور کے ایک وہ ہے جو گزر چکا ہے تفسیر غین میں اور ایک قول ابن جوزی رحمہ اللہ کا ہے کہ ہفوات طبائع بشریہ کا نہیں سلامت ہے ان سے کوئی اور پیغمبر لوگ اگرچہ معصوم ہیں کبیرے گناہوں سے سو نہیں معصوم ہیں صغیرے گناہوں سے اسی طرح کہا ہے اس نے اور یہ مفرع ہے خلاف پر اور راجح یہ ہے کہ پیغمبر لوگ صغیرے گناہوں سے بھی معصوم ہیں اور ایک قول ابن بطال کا ہے کہ پیغمبر لوگ سخت تر ہیں سب لوگوں سے عبادت میں واسطے اس چیز کے کہ دی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو معرفت سے سو وہ ہمیشہ ہیں اس کے شکر میں اقرار کرنے والے ساتھ اس کے ساتھ قصور کے اور حاصل جواب اس کے کا یہ ہے کہ استغفار قصور کرنے سے ہے بیچ ادا کرنے حق کے جو واجب ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے مشغول ہونے آپ کے ساتھ مباح کاموں کے کھانے اور پینے اور جماع اور سونے اور آرام کرنے سے یا واسطے کلام کرنے کے ساتھ لوگوں کے اور نظر کرنے کے ان کے مصالح میں اور لڑنے کے ساتھ دشمن ان کے اور تالیف مؤلفہ وغیرہ کے اس چیز سے کہ مانع ہوتی تھی آپ کو مشغول ہونے سے ساتھ ذکر اللہ تعالیٰ کے اور تضرع کرنے کی طرف ان کی اور مشاہدے آپ کے اور مراقبہ آپ کے سو خیال کیا اس کو گناہ بہ نسبت اعلیٰ مقام کے اور وہ حضور ہے بیچ مکان پاک کے اور ایک جواب یہ ہے کہ استغفار تشریع ہے واسطے امت اپنی کے یعنی امت کے سکھلانے کے واسطے کرتے تھے تاکہ لوگ استغفار کریں یا استغفار ہے امت کے گناہوں سے سو یہ مانند شفاعت کی ہے واسطے ان کے۔ (فتح)

بَابُ التَّوْبَةِ — باب ہے بیچ بیان توبہ کے

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد دونوں بابوں کے اور وہ استغفار ہے پھر توبہ کرنا بیچ اول کتاب دعا کے طرف اس کی کہ اجابت جلدی کرتی ہے طرف اس شخص کی کہ نہ ہو مشغول ساتھ گناہوں کے سو جب مقدم کرے گا توبہ اور استغفار کو ہو گا قریب تر واسطے قبول ہونے اس کے اور کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ غفران اللہ سے واسطے بندے کے یہ ہے کہ بچائے اس کو عذاب سے اور توبہ ترک کرنے گناہ کا ہے اوپر ایک وجہ کے وجوہ سے اور شرح میں چھوڑ دینا گناہ کا ہے واسطے قبح اس کے اور نادم ہونا اس کے فعل پر اور نیت کرنی کہ پھر نہ کرے گا اور رد کرنا غصب کی گئی چیز کا ہے یا طلب کرنا برأت کا اس کے مالک سے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ اختلاف کیا ہے علماء نے توبہ کی تعریف میں کسی نے کہا کہ وہ نادم ہونا ہے کسی نے کہا کہ وہ نیت کرنی ہے پھر نہ کرنے پر اور کسی نے کہا کہ الگ ہونا ہے گناہ

سے اور بعض نے تینوں کو جمع کیا ہے اور وہ کامل تر ہے لیکن نہیں ہے مانع جامع اور کہا بعض محققین نے کہ وہ اختیار کرنا ترک گناہ کا ہے جو پہلے گزر چکا ہو حقیقۃً یا تقدیرًا واسطے اللہ تعالیٰ کے اور یہ زیادہ جامع ہے اس واسطے کہ تائب نہیں ہوتا ہے تارک واسطے گناہ کے جو فارغ ہوا اس واسطے کہ وہ نہیں قادر ہے اس کے عین پر نہ بطورِ فعل کے نہ ترک کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ قادر ہے اس کی مثل پر حقیقۃً اور اسی طرح وہ شخص کہ نہ واقع ہوا ہو اس سے گناہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صحیح ہے اس سے بچنا اس چیز سے کہ ممکن ہو واقع ہونا اس کا نہ ترک مثل اس چیز کی کہ واقع ہوئی سو ہوگا متقی نہ تائب پھر جاننا چاہیے کہ توبہ یا کفر سے ہے یا گناہ سے سو توبہ کافر کی مقبول ہے قطعا اور توبہ گنہگار کی مقبول ہے ساتھ وعدے صادق کے اور معنی قبول کے خلاص ہونا ہے ضرر گناہ کے سے یہاں تک کہ رجوع کرتا ہے مثل اس شخص کی کہ نہیں عمل کیا پھر توبہ گنہگار کی یا تو اللہ کے حق سے ہے یا اس کے غیر کے حق سے سو حق اللہ تعالیٰ کا کفایت کرتا ہے بیچ توبہ کے اس سے ترک اس چیز پر کہ پہلے گزری لیکن بعض وہ چیز ہے کہ نہیں کفایت کی شرع نے اس میں ساتھ ترک کے فقط بلکہ جوڑا ہے ساتھ اس کے قضا کو یا کفارے کو اور حق غیر اللہ کا محتاج ہے طرف پہنچانے اس کے اس کے مستحق کو یعنی ضروری ہے کہ جس کی وہ چیز ہو اس کو دی جائے نہیں تو نہیں حاصل ہوتا ہے خلاص ہونا ضرر اس گناہ کے سے لیکن جو پہنچانے پر قادر نہ ہو بعد خرچ کرنے اس کے اپنی وسعت کو بیچ اس کے سو اللہ تعالیٰ کی معافی کی امید ہے اس واسطے کہ وہ ضامن ہوتا ہے حقوق کا اور بدل ڈالتا ہے گناہوں کو ساتھ نیکیوں کے، واللہ اعلم۔ میں کہتا ہوں حکایت کی گئی عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے توبہ کی شرطوں میں زیادتی سو کہا کہ نادم ہونا اور نیت کرنی پھر نہ کرنے پر اور پھیر دینا چھینی ہوئی چیز کا اور ادا کرنا اس چیز کا کہ ضائع ہوئی فرائض سے اور یہ کہ قصد کرے طرف بدن کی جس کو پالا ہو حرام سے سو گلائے اس کو ساتھ تشویش اور غم کے یہاں تک کہ پیدا ہو گوشت پاک اور یہ کہ چکھائے اپنے بدن کو رنج بندگی کا جیسے کہ چکھائی ہے اس کو لذت گناہ کی، میں کہتا ہوں اور بعض یہ چیزیں کامل کرنے والی ہیں اور معنی تواب کے پھرنے والا ہے اپنے بندے پر ساتھ فضل رحمت اپنی کے جس وقت کہ پھرے واسطے اطاعت اس کی کے اور نادم ہوا اپنے گناہ پر سو نہیں حبط کرتا اس سے وہ چیز کہ پہلے کی ہے نیکی سے اور نہیں محروم کرتا اس کو اس چیز سے کہ وعدہ کیا ہے ساتھ اس کے فرمانبردار کو احسان سے اور کہا خطابی نے کہ تواب وہ ہے کہ پھرے طرف قبول کی جب کہ عود کرے بندہ طرف گناہ کی پھر توبہ کرے۔ (فتح)

قَالَ قَتَادَةُ ﴿تُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوْحًا﴾ الصَّادِقَةُ النَّاصِحَةُ

کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ توبہ کرو طرف اللہ تعالیٰ کی توبہ نصوح یعنی سچی خیر خواہی کرنے والی یعنی خالص۔

فائدہ: اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا ناصحہ اس واسطے کہ بندہ خیر خواہی کرتا ہے اس میں اپنی جان کی حکایت کی ہے

قرطبی نے کہ توبہ نصوح کی تفسیر میں علماء کے تیس قول ہیں، اول قول عمر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ ایک بار گناہ کرے پھر نہ کرے اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نادم ہو جب کہ گناہ کرے، پھر استغفار کرے پھر گناہ نہ کرے، دوسرا قول یہ ہے کہ برا جانے گناہ کو اور استغفار کرے اس سے جب کہ یاد کرے، تیسرا قول قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، چوتھا قول یہ ہے کہ خالص کرے، پانچواں قول یہ ہے کہ اس کے نہ قبول ہونے کا خوف رکھے، چھٹا قول یہ ہے کہ نہ محتاج ہو ساتھ اس کے طرف اور توبہ کے، ساتواں یہ کہ شامل ہو خوف اور اُمید پر اور ہمیشہ رہے بندگی پر۔ (فتح)

٥٨٣٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ قَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَأَنَّهٗ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَّقَعَ عَلَيْهِ وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلٰى أَنْفِهٖ فَقَالَ بِهٖ هٰكَذَا قَالَ أَبُوْ شِهَابٍ بِيَدِهٖ فَوْقَ أَنْفِهٖ ثُمَّ قَالَ لَلّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ رَّجُلٍ نَزَلَ مَنْزِلًا وَبِهٖ مَهْلَكَةٌ وَمَعَهٗ رَاحِلَتُهٗ عَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَوَضَعَ رَأْسَهٗ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهٗ حَتّٰى إِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ أَوْ مَا شَآءَ اللّٰهُ قَالَ أَرْجِعُ إِلٰى مَكَانِيْ فَرَجَعَ فَنَامَ نَوْمَةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَإِذَا رَاحِلَتُهٗ عِنْدَهٗ تَابَعَهٗ أَبُوْ عَوَانَةَ وَجَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ سَمِعْتُ الْحَارِثَ وَقَالَ شُعْبَةُ وَأَبُوْ مُسْلِمٍ اسْمُهٗ عُبَيْدُ اللّٰهِ كُوْفِيٌّ قَائِدُ

٥٨٣٣۔ حضرت حارث سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہم سے دو حدیثیں بیان کیں ایک حضرت ﷺ سے اور ایک اپنی طرف سے کہا کہ بے شک ایماندار دیکھتا ہے اپنے گناہوں کو جیسے وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھنے والا ہے ڈرتا ہے کہ اس پر گر پڑے اور گنہگار دیکھتا ہے اپنے گناہوں کو مثل مکھی کی کہ اس کی ناک پر گزری سو کیا ساتھ اس کے اس طرح یعنی اس کو ہاتھ سے اُڑا دیا، کہا ابوشہاب نے اپنے ہاتھ سے ناک پر پھر کہا کہ البتہ حق تعالیٰ کا اپنے ایماندار بندے کی توبہ کرنے سے اس مرد سے بھی زیادہ تر خوش ہوتا ہے جو چٹیل میدان ہلاکی کے مکان میں اترا اور اس کے ساتھ سواری تھی اس پر اس کا کھانا اور پانی تھا سو اس مرد نے اپنے سر کو زمین میں رکھا پھر ایک نیند سویا پھر جاگا اس حال میں کہ اس کی سواری جاتی رہی تھی یعنی کسی طرف کو یعنی سو اس نے اس کی تلاش کی یہاں تک کہ جب اس پر گرمی اور پیاس وغیرہ کی شدت ہوئی تو اس نے کہا کہ اے دل پلٹ چل اسی مکان میں جہاں میں تھا سو وہیں سو رہوں یہاں تک کہ مر جاؤں سو وہ پلٹ آیا یعنی سو اس نے اپنا سر اپنی کلائی پر رکھا تھا تا کہ مر جائے سو وہ ایک نیند سویا پھر جاگ پڑا سو اس نے اپنا سر اٹھایا سو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اس کے پاس موجود ہے اس

الْأَعْمَشِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ وَقَالَ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ.

پر اس کا زادِ راہ اور پانی ہے، متابعت کی ہے اس کی ابوعوانہ اور جریر نے اعمش سے۔

فائدہ: قولہ ایماندار اپنے گناہوں کو دیکھتا ہے جیسے پہاڑ کے نیچے بیٹھنے والا ہے ابن ابی جمرہ نے کہا کہ سبب اس کا یہ ہے کہ ایماندار کا دل روشن ہے سو جب اپنے جی سے دیکھتا ہے جو مخالف ہے اس چیز کو جو اس کے دل کو روشن کرے تو بھاری پڑتی ہے اوپر اس کے اور پہاڑ کے ساتھ جو مثال بیان کی تو حکمت اس میں یہ ہے کہ اس کے سوائے جو اور ہلاک کرنے والی چیزیں ہیں کبھی حاصل ہوتا ہے سبب طرف نجات کی اس سے برخلاف پہاڑ کے کہ جب کسی پر گرے تو عادت میں اس سے نجات کے نہیں پاتا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ غالب ہوتا ہے ایماندار پر خوف واسطے وقت اس چیز کے کہ اس کے پاس ہے ایمان سے سو نہیں امن میں ہے عقوبت سے بسبب اس کے اور یہ حال ایمان دار کا ہے کہ وہ ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے مراقبہ میں رہتا ہے اپنے نیک عمل کو چھوٹا جانتا ہے اور اپنے بدعمل سے ڈرتا ہے اگرچہ چھوٹا ہو قولہ اور گنہگار اپنے گناہ کو دیکھتا ہے مثل مکھی کے کہ اس کی ناک پر گزری یعنی اپنے گناہ کو آسان اور سہل جانتا ہے نہیں اعتقاد کرتا کہ اس کے سبب سے اس کو بڑا ضرر حاصل ہوگا جیسا کہ مکھی کا ضرر اس کے نزدیک سہل ہے کہا طبری نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ صفت ایماندار کی ہے واسطے شدت خوف اس کے اللہ تعالیٰ سے اور اس کے عذاب سے اس واسطے کہ اپنے گناہ کا تو اس کو یقین ہے اور اپنی مغفرت کا اس کو یقین نہیں ہے اور گنہگار اللہ کو کم پہچانتا ہے اسی وسطے اس سے کم ڈرتا ہے اور گناہ کو آسان جانتا ہے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ سبب اس کا یہ ہے کہ گنہگار کا دل کالا ہے سو گناہ کا واقع ہونا اس کے نزدیک ہلکا ہے اسی واسطے جو گناہ میں جب اس کو وعظ کیا جائے تو کہتا ہے کہ یہ سہل ہے کہا اس نے اور مستفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ ایمان دار کا اپنے گناہوں سے کم ڈرنا اور ان کو ہلکا جاننا دلالت کرتا ہے اس کے گنہگار ہونے پر کہا اور گنہگار کے گناہوں کو جو مکھی کے ساتھ تشبیہ دی تو حکمت اس میں یہ ہے کہ مکھی نہایت ہلکا اور ناچیز تر جانور ہے اور وہ اس قسم سے ہے کہ دیکھی جاتی ہے اور دفع کی جاتی ہے ساتھ کم تر چیز کے اور ناک کو جو ذکر کیا تو واسطے مبالغہ کے ہے بیچ اعتقاد اس کے گناہ کے ہلکا ہونے کو نزدیک اس کے یعنی وہ گناہ کو بہت ہلکا جانتا ہے اس واسطے کہ مکھی ناک پر کم اُترتی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ غالبًا آنکھ کا قصد کرتی ہے اور یہ جو اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو اس میں بھی خفت کے واسطے تاکید ہے اس واسطے کہ وہ اس قدر تھوڑے کے ساتھ دفع کرتا ہے اس کے ضرر کو کہا اور حدیث میں بیان کرنا مثال کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ ممکن ہو اور اشارہ ہے طرف

رغبت دلانے کی اوپر حساب کرنے کے ساتھ نفس کے اور اعتبار ان علامتوں کا جو دلالت کرتی ہیں اوپر باقی رہنے نعمت ایمان کے اور اس حدیث میں ہے کہ فجور قلبی ہے یعنی دل کا امر ہے مانند ایمان کی اور اس میں دلیل ہے واسطے اہل سنت کے اس واسطے کہ وہ نہیں کافر کہتے آدمی کو ساتھ گناہوں کے اور رد ہے خارجیوں وغیرہ پر جو گناہوں کے ساتھ کافر کہتے ہیں کہا ابن بطال نے کہ لیا جاتا ہے اس سے کہ لائق ہے کہ ایمان دار اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتا ہے ہر گناہ سے کبیرہ ہو یا صغیرہ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کبھی عذاب کرتا ہے چھوٹے گناہ پر کہ وہ نہیں پوچھا جاتا اس چیز سے کہ کرتا ہے پاک ہے اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے اس بندے کے توبہ کرنے سے تو کہا خطابی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے ساتھ توبہ کے اور متوجہ ہوتا ہے طرف اس کی اور جو خوشی اور فرحت کہ لوگوں میں معروف ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز ہے اور وہ مانند قول اللہ تعالیٰ کے کی ہے ﴿كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ﴾ یعنی راضی ہیں، کہا ابن عربی نے کہ ہر چیز کہ تقاضا کرے فرحت اور خوش ہونے کو نہیں جائز ہے کہ وصف کیا جائے اللہ تعالیٰ ساتھ حقیقت اس کی کے سو اگر وارد ہو کوئی چیز اس سے اللہ کے حق میں تو حمل کیا جائے گا اس کو ان معنی پر کہ لائق ہیں ساتھ اس کے اور کبھی تعبیر کی جاتی ہے شے سے ساتھ سبب اس کے یا ثمرے اس کے کہ حاصل ہو اس سے اس واسطے کہ جو کسی چیز کے ساتھ خوش ہو وہ بخشش کرتا ہے واسطے فاعل اس کے ساتھ اس چیز کے کہ مانگے اور خرچ کرتا ہے واسطے اس کے جو طلب کرے سو تعبیر کی گئی ہے عطا باری سے اور اس کے واسع کرم سے ساتھ فرح کے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ مراد احسان اللہ تعالیٰ کا ہے واسطے توبہ کرنے والے کے اور تجاوز کرنا اس کا اس سے ہے ساتھ فرح کے اس واسطے کہ بادشاہوں کی عادت ہے کہ جب کسی کے قول سے خوش ہوتے ہیں تو اس کے ساتھ بہت احسان کرتے ہیں اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ یہ مثل ہے کہ مقصود ساتھ اس کے بیان جلدی توبہ قبول کرنے اللہ تعالیٰ کا ہے اپنے بندے توبہ کرنے والے سے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ بہت جلدی قبول کرتا ہے اور یہ کہ متوجہ ہوتا ہے اس کی طرف ساتھ مغفرت اپنی کے اور معاملہ کرتا ہے ساتھ اس کے معاملہ اس شخص کا کہ خوش ہوتا ہے اس کے عمل سے اور وجہ مثل کی یہ ہے کہ گنہگار اپنے گناہ کے سبب سے شیطان کے قید میں ہوا ہے اور البتہ قریب ہوا ہے ہلاک پر سو جب اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ مہربانی کرتا ہے اور اس کو توبہ کی توفیق دیتا ہے تو نکلتا ہے اس گناہ کی نحوست سے اور اخلاص ہوتا ہے شیطان کی قید سے اور ہلاکت سے جس کے قریب ہوا ہے سو متوجہ ہوتا ہے اللہ اس پر ساتھ مغفرت اپنی کے اور رحمت کے نہیں جو فرحت کہ مخلوق کی صفتوں سے ہے وہ محال ہے اللہ تعالیٰ پر اس واسطے کہ وہ جنبش کرنا ہے اور خوش ہونا کہ پاتا ہے اس کو شخص نفس اپنے سے وقت ظفریاب ہونے اس کے ساتھ غرض کے کہ پورا ہو ساتھ اس کے نقصان اس کا یا دفع کرے ساتھ اس کے اپنے نفس سے ضرر کو یا نقصان کو اور کل یہ محال ہے اللہ تعالیٰ پر اس واسطے کہ وہ کامل ہے ساتھ ذات اپنی کے غنی ہے ساتھ وجود اپنے کے کہ نہیں لاحق ہوتا ہے اس کو

کوئی نقص اور نہ قصور لیکن اس فرح میں نزدیک ہمارے فائدہ ہے اور متوجہ ہونا ہے اوپر چیز مفروح بہ کے اور اُتارنا اس کا محل اعلیٰ میں اور یہی معنی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حق میں صحیح ہیں پس تعبیر کی ثمرہ فرح کے سے ساتھ فرح کے اور یہ قانون جاری ہے بیچ تمام اس چیز کے کہ بولا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اوپر صفت کے ان صفات سے کہ نہیں لائق ہیں ساتھ اس کے اور اسی طرح جو ثابت ہوا ہے ساتھ اس کے حضرت ﷺ سے۔ (فتح)

اور قولہ کہا ابو اُسامہ نے یعنی ان تینوں نے موافقت کی ہے ابو شہاب کی اس حدیث کی سند میں سو دونوں اول نے تو اس کو اعمش سے عن کے ساتھ روایت کیا ہے اور ابو اُسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کو تحدیث کے ساتھ روایت کیا ہے قول اور کہا شعبہ اور مسلم نے یعنی شعبہ اور ابو مسلم نے مخالفت کی ہے ابو شہاب کی اعمش کے شیخ کے نام میں سو پہلوں نے کہا کہ عمارہ اور ان دونوں نے کہا کہ ابراہیم تیمی قولہ کہا ابو معاویہ نے الخ، یعنی ابو معاویہ نے سب کی مخالفت کی ہے سو ٹھہرایا ہے اس نے حدیث کو نزدیک اعمش کے عمارہ اور ابراہیم تیمی دونوں سے۔ (فتح)

٥٨٣٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا هُدْبَةُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ أَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَقَدْ أَضَلَّهٗ فِيْ أَرْضِ فَلَاةٍ.

۵۸۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ کرنے سے اس مرد سے بھی زیادہ تر خوش ہوتا ہے جو اپنے اونٹ پر گرا یعنی اس کو پایا اور حالانکہ اس کو گم کیا تھا زمین بیابان میں یعنی جاتا رہا تھا اس سے بغیر قصد کے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جب وہ جاگا تو اچانک اس نے دیکھا کہ وہ اونٹ اس کے پاس کھڑا ہے تو اس نے اس کی نکیل پکڑی اور کہا شدت فرحت سے الٰہی! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں، خطا کی اس نے شدت فرح سے، کہا عیاض نے اس حدیث میں ہے کہ جو کہے اس کو آدمی ایسی بات سے دہشت کی حالت میں نہیں مؤاخذہ کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اور اسی طرح حکایت اس کی اس سے اوپر طریق علمی کے اور فائدہ شرعی کی نہ اوپر ہزل اور محاکات اور عبث کے اور دلالت کرتا ہے اس پر حکایت کرنا حضرت ﷺ کا اس سے اور اگر منکر ہوتا تو نہ حکایت کرتے، واللہ اعلم، اور کہا ابن ابی جمرہ نے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بہت فائدے ہیں نام رکھنا بیابان کا ہے ساتھ مہلکہ کے یعنی ہلاکی کا مکان جس میں کھانے پینے کی چیز نہ ہو اور اس حدیث میں ہے کہ جو اللہ کے سوائے اور چیز کی طرف جھکے یقین کرے ساتھ اس کے تو نہایت محتاج ہوتا ہے اس کی طرف اس واسطے کہ نہیں سویا تھا وہ مرد

بیابان میں اکیلا مگر واسطے جھکنے کی طرف اس چیز کی کہ تھی ساتھ اس کے زاد سے سو جب اس نے اس پر اعتماد کیا تو محتاج ہوا تھا اگر نہ مہربانی کرتا اللہ ساتھ اس کے اور نہ پھیرلاتا اس کی گم ہوئی چیز کو اور اس میں برکت فرماں بردار ہونے کی ہے واسطے امر اللہ کے اس واسطے کہ جب وہ مرد اپنی سواری کے پانے سے نا اُمید ہو تو تفویض کیا اس نے اپنے آپ کو واسطے موت کے سو احسان کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر ساتھ رد کرنے سواری اس کی کے اور اس میں ارشاد ہے طرف رغبت دلانے کی اوپر حساب کرنے نفس کے اور اعتبار کرنے نشانیوں کے جو دلالت کرنے والی ہیں اور پھر باقی رہنے نعمت ایمان کے۔ (فتح)

بَابُ الضَّجْعِ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ

دائیں کروٹ پر لیٹنا

۵۸۳۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَجِيْءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنَهٗ.

۵۸۳۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ رات سے گیارہ رکعتیں پڑھتے سو جب فجر نکلتی تو دو رکعت نماز ہلکی پڑھتے پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹتے یہاں تک کہ مؤذن آتا اور آپ کو نماز کی اطلاع کرتا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ إِذَا بَاتَ طَاهِرًا وَفَضْلِهٖ

جب پاکی کی حالت میں رات کاٹے اور اس کی فضیلت کا بیان

فائدہ: اور اس باب میں چند حدیثیں وارد ہو چکی ہیں ایک حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ نہیں کوئی مسلمان کہ رات کاٹے ذکر اور طہارت پر پھر جاگے رات سے سو اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی خیر مانگے مگر کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیتا ہے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے۔

۵۸۳٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُوْرًا عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۵۸۳٦۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب تو اپنے لیٹنے کی جگہ میں آیا کرے تو وضو کیا کر جیسے تو نماز کے واسطے وضو کرتا ہے پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ، اور کہہ الٰہی! میں نے اپنی جان تجھ کو سونپی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوْئَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ وَقُلِ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُوْلُ فَقُلْتُ أَسْتَذْكِرُهُنَّ وَبِرَسُوْلِكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ قَالَ لَا وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ.

یعنی میں نے اپنی جان کو تیرے حکم کے تابع کیا اس واسطے کہ نہیں قدرت واسطے میرے اس کی تدبیر پر اور اس کے نفع ونقصان پر اور اپنا سب کام تیرے حوالے کیا یعنی توکل کیا تجھ پر کام میں اور اپنی پیٹھ تیری طرف جمائی یعنی اعتماد کیا اپنے کاموں میں تجھ پر شوق اور تیرے خوف سے یعنی واسطے رغبت کرنے کے تیرے ثواب میں اور واسطے ڈرنے کے تیرے عذاب سے تجھ سے نہ کوئی بھاگنے کی جگہ ہے نہ بچاؤ کا مکان مگر تیری ہی طرف الٰہی! میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اُتاری اور تیرے پیغمبر ﷺ پر ایمان لایا جس کو تو نے بھیجا سو اگر تو اسی رات مر گیا تو فطرت پر مرا یعنی دین قویم دین ابراہیم پر اور ٹھہرا ان کو آخر اپنی کلام کا یعنی جب تو یہ دعا پڑھے تو اس کے بعد اور کلام نہ کر سو جا سو میں نے کہا اس حال میں کہ میں ان کلمات کو یاد کرتا تھا یعنی دوہراتا تھا تا کہ یاد کر لوں وبرسولك الذی ارسلت حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح مت کہو بلکہ کہو وبنبيك الذی ارسلت۔

فائدہ: حکم وضو کا واسطے ندب کے ہے اور واسطے اس کے کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ پاکی پر سوئے تا کہ اچانک اس کو موت نہ آ جائے پس ہو ہیئت کاملہ پر اور لیا جاتا ہے اس سے ندب استعداد کا واسطے موت کے ساتھ طہارت دل کے اس واسطے کہ وہ اولیٰ ہے طہارت بدن سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو باوضو مرے گا وہ باوضو اٹھے گا اور مؤکد ہے یہ بیچ حق محدث اور جنبی کے اور ایک یہ کہ جو باوضو سوئے اس کی خواب سچی ہوتی ہے اور بعید تر ہوتا ہے شیطان کی کھیل سے اور خاص کیا ہے دائیں کروٹ کو واسطے کئی فائدوں کے ایک یہ کہ آدمی اس سے جلدی جاگ اُٹھتا ہے اور ایک یہ کہ دل متعلق ہے طرف دائیں جہت کی پس نہیں ثقیل ہوتا ہے واسطے سونے کے اور ایک یہ کہ وہ اصلح ہے واسطے بدن کے کہتے ہیں کہ اول دائیں کروٹ پر لیٹے پھر بائیں کروٹ کی طرف پلٹ جائے اس واسطے کہ اول سبب ہے واسطے اُترنے کھانے کے اور بائیں کروٹ پر سونا کھانے کو ہضم کرتا ہے واسطے شامل ہونے جگر کے اوپر معدے کے۔

فائدہ: کہا طیبی نے کہ اس ذکر کی نظم میں کئی عجائبات ہیں نہیں پہچانتا ہے اس کو مگر جو مضبوط علم والا ہے اہل بیان سے سو اشارہ کیا ساتھ قول اپنے کے کہ میں نے اپنی جان تجھ کو سونپی اس کی طرف کہ جوارح آپ کے فرمانبردار ہیں

واسطے اللہ تعالیٰ کے اس کے اوامر اور نہی میں اور اشارہ کیا ساتھ قول اپنے کے کہ میں نے اپنے منہ کو تیرے سامنے کیا اس کی طرف کہ ذات حضرت ﷺ کی خالص ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے بری ہے نفاق سے اور ساتھ قول اپنے کے کہ میں نے اپنا سب کام تیرے حوالے کیا اس کی طرف کہ کام آپ کے داخلہ اور خارجہ سب سونپے گئے ہیں اس کی طرف نہیں کوئی مدبر واسطے اس کے غیر اس کا اور ساتھ قول اپنے کے کہ میں نے اپنی پیٹھ تیری طرف جمائی اس کی طرف کہ تفویض کے بعد پناہ پکڑنے والے ہیں اس کی طرف اس چیز سے کہ آپ کو ایذا دے سب اسباب سے اور مراد فطرت سے دین اسلام ہے اور یہ حدیث ساتھ معنی دوسری حدیث کے ہے کہ جس کی اخیر کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ بہشت میں داخل ہوگا اسی طرح کہا ہے بعض علماء نے کہا قرطبی نے کہ اس میں نظر ہے کہ جب ہوا قائل ان کلمات کا جو تقاضا کرتے ہیں واسطے معانی توحید اور تسلیم اور رضا کے یہاں تک کہ مر جائے مثل اس شخص کی جو لا الہ الا اللہ کہے جس کے دل میں ان امور سے کچھ چیز نہیں گزری تو کہاں گیا فائدہ ان کلمات عظیمہ اور مقامات شریفہ کا اور ممکن ہے جواب ساتھ اس کے کہ ہر ایک دونوں میں سے اگرچہ فطرت پر مرتا ہے لیکن دونوں فطرتوں میں وہ فرق ہے دو دونوں حالتوں میں ہے سو پہلی فطرت مقربین کی فطرت ہے میں کہتا ہوں کہ واقع ہوا ہے احمد کی روایت میں بدل قول اس کے کہ مرا فطرت پر کہ بنایا جاتا ہے واسطے اس کے گھر بہشت میں اور یہ تائید کرتی ہے اس چیز کو کہ ذکر کی ہے قرطبی نے اور یہ جو آپ نے منع فرمایا وبرسولك الذی ارسلت سے بدلے وبنبيك الذی ارسلت کے تو حکمت اس میں یہ ہے کہ الفاظ اذکار کا توقیفی ہیں یعنی موقوف ہیں سماع پر قیاس کو ان میں دخل نہیں ہے اور واسطے ان کے خصوصیتیں اور راز ہیں کہ نہیں داخل ہوتا ہے ان میں قیاس سو واجب نگہبانی کرنی اوپر اس لفظ کے کہ وارد ہوا ہے اور یہ مختار ہے نزدیک مازری کے کہا اور اقتصار کیا جائے اس میں اوپر اس لفظ کے کہ وارد ہوا ہے ساتھ حروف اس کے اور کبھی متعلق ہوتی ہے جزا ساتھ ان حرفوں کے اور شائد کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کلمات کے ساتھ وحی کی تھی سو متعین ہوگا ادا کرنا ان کا ان کے حرفوں سے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث میں تین سنتیں ہیں ایک وضو کرنا وقت سونے کے اور اگر پہلے سے باوضو ہو تو اس کو کفایت کرتا ہے اس واسطے کہ مقصود سونا ہے باوضو دوسرے سونا ہے دائیں کروٹ پر تیسرے ختم کرنا ہے ساتھ ذکر اللہ تعالیٰ کے اور کہا کرمانی نے کہ یہ حدیث شامل ہے اوپر ایمان لانے کے ساتھ ہر اس چیز کے کہ واجب ہے ایمان ساتھ اس کے بطور اجمال کے کتابوں اور پیغمبروں سے الٰہیات اور نبویات سے اوپر منسوب کرنے ہر چیز کے طرف اللہ کی ذاتوں اور صفتوں اور افعال سے واسطے ذکر وجہ اور نفس اور امر کے اور اسناد ظہر کے باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہے توکل سے اللہ تعالیٰ پر اور رضا سے ساتھ قضا اس کی کے یہ سب باعتبار معاش یعنی زندگی دنیا کے ہے اور اوپر اعتراف کے ساتھ ثواب کے اور عقاب کے باعتبار نیکی اور بدی کے اور یہ باعتبار آخرت کے ہے اور بعض نے استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر منع ہونے روایت بالمعنیٰ کے اور یہ

اس وقت منع ہے جب کہ گمان کرے کہ دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی ظن کرے کہ دونوں کے لفظ کے معنی ایک ہیں سو ایک کو دوسرے سے بدلے اگرچہ غالب گمان ہو اور جب ثابت ہو جائے ساتھ یقین کے کہ دونوں لفظ کے معنی ایک ہیں اور ایک کو دوسرے سے بدل ڈالے تو یہ جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا نَامَ

سونے کے وقت کیا کہے اور کیا ذکر کرے؟

۵۸۳۷۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا وَإِذَا قَامَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

۵۸۳۷۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے بچھونے کی طرف ٹھکانہ پکڑتے تو کہتے کہ الٰہی! میں تیرے نام کی یاد سے جیتا ہوں یعنی جب تک کہ جیتا ہوں اور تیرے نام پر مروں گا اور جب اٹھتے یعنی سونے سے جاگتے تو کہتے شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے ہم کو زندہ کیا اس کے بعد کہ ہم کو مارا اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے یعنی قیامت میں۔

فائدہ: نیند کو موت اس واسطے فرمایا کہ جیسے موت سے عقل اور حواس نہیں رہتے ویسے ہی نیند سے بھی نہیں رہتے پھر اس کے بعد قیامت کا جی اٹھنا اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ سو کر جاگنا قیامت کی زندگی کی مثل ہے یعنی جیسے نیند کے بعد جاگتے ہیں ویسے ہی موت کے بعد قیامت میں لوگ زندہ ہوں گے اور کہا ابو اسحاق زجاج نے کہ جو نفس کہ جدا ہوتا ہے آدمی سے وقت سونے کے وہی ہے جو تمیز اور تفریق کے واسطے ہے یعنی وہی ہے جس سے چیزوں میں تمیز ہوتی ہے اور جو نفس کہ جدا ہوتا ہے اس سے وقت موت کے رہی ہے واسطے زندگی کے اور وہی ہے کہ دور ہوتا ہے ساتھ اس کے سانس لینا اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ موت کے اس جگہ سکون یعنی اس کی حرکت کا تھم جانا سو احتمال ہے کہ اطلاق کیا ہو سونے والے پر موت کو ساتھ معنی ارادے سکون حرکت اس کی کے اور کبھی استعارہ کیا جاتا ہے موت کو واسطے احوال شاقہ کے مثل فقر اور ذلت اور سوال اور ہرم اور گناہ کے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ جامع ہے سونے اور مرنے کو قطع ہونا تعلق روح کا بدن سے اور یہ کبھی ہوتا ہے ظاہر اور وہ سونا ہے اور کبھی ہوتا ہے باطن اور وہ موت ہے سو اطلاق موت کا سونے پر بطریق مجاز کے ہے واسطے مشترک ہونے دونوں کے بیچ انقطاع تعلق روح کیے بدن سے اور کہا طیبی نے کہ سونے کو جو مرنا کہا گیا تو اس میں حکمت یہ ہے کہ انتفاع آدمی کا ساتھ زندگی کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے طلب کرنے رضا مندی اللہ تعالیٰ کی ہے اس سے اور واسطے قصد طاعت اس کی کے اور اجتناب کے غضب اور عتاب اس کی کے سو جو سو جائے دور ہوتا ہے اس سے انتفاع سو ہو گا مانند مردے کی سو حمد کی واسطے اللہ تعالیٰ کے اس نعمت پر اور دور ہونے اس مانع کے کہا اور یہ تاویل موافق ہے واسطے دوسری حدیث کے جس

میں ہے کہ اگر تو اس کو چھوڑے تو نگاہ رکھ اس کو ساتھ اس چیز کے کہ نگاہ رکھتا ہے تو ساتھ اس کے اپنے نیک بندوں کو اور قول اس کا والیہ النشور یعنی اور طرف اسی کی ہے پھرنا بیچ پانے ثواب کے بسبب اس چیز کے کہ کماتا ہے اس کو زندگی میں۔ (فتح)

٥٨٣٨۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ رَجُلًا ح وَحَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصٰى رَجُلًا فَقَالَ إِذَا أَرَدْتَّ مَضْجَعَكَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَا وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ.

٥٨٣٨۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو وصیت کی سو فرمایا کہ جب تو اپنے لیٹنے کی جگہ کا ارادہ کیا کرے تو یوں کہا کر کہ الٰہی! میں نے اپنی جان تجھ کو سونپی اور اپنا سب کام تیرے حوالے کیا اور اپنے منہ کو تیرے سامنے کیا اور اپنی پیٹھی تیری طرف جمائی تیرے شوق اور تیرے خوف سے نہیں ہے کوئی جگہ بھاگنے کی تجھ سے اور نہ بچاؤ کا مکان مگر تیری ہی طرف میں تیری کتاب یعنی قرآن کے ساتھ ایمان لایا جو تو نے اتاری اور تیرے پیغمبر کے ساتھ ایمان لایا جو تو نے بھیجا سو اگر تو مر گیا تو ایمان پر مرا۔

بَابُ وَضْعِ الْيَدِ الْيُمْنٰى تَحْتَ الْخَدِّ الْأَيْمَنِ

رکھنا ہاتھ کا دائیں رخسار کے نیچے

٥٨٣٩۔ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا

٥٨٣٩۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب رات کو اپنے لیٹنے کی جگہ پکڑتے تو اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے پھر کہتے الٰہی! میں تیرے نام سے مروں گا اور تیرے نام سے جیتا ہوں اور جب سو کر جاگتے تو کہتے شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو زندہ کیا اس کے بعد کہ ہم کو مارا اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے۔

وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

فائدہ: اور اس حدیث میں دائیں کا ذکر نہیں سو شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے موافق عادت اپنی کے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں آ چکی ہے روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور روایت کی ہے نسائی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے بستر پر آتے تو اپنے دائیں ہاتھ کو دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور فرماتے کہ الٰہی! بچا مجھ کو قیامت کے عذاب سے جب کہ تو اپنے بندوں کو اُٹھائے۔ (فتح)

بَابُ النَّوْمِ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ

دائیں کروٹ پر سونا

٥٨٤٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ حَدَّثَنِىْ أَبِىْ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِىْ إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِىْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِىْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِىْ إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِىْ أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِىْ أَرْسَلْتَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهٖ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ. قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ ﴿اسْتَرْهَبُوْهُمْ﴾ مِنَ الرَّهْبَةِ مَلَكُوْتٌ مُلْكٌ مَثَلُ رَهَبُوْتٌ خَيْرٌ مِّنْ رَّحَمُوْتٍ تَقُوْلُ تَرْهَبُ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَرْحَمَ.

٥٨٤٠۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے بچھونے پر ٹھکانہ پکڑتے تو اپنی دائیں کروٹ پر سوتے پھر فرماتے الٰہی! میں نے اپنی جان تجھ کو سونپی اور اپنا منہ تیرے سامنے کیا اور اپنا سب کام تیرے حوالے کیا اور اپنی پیٹھ تیری طرف جمائی تیرے شوق اور تیرے خوف سے نہیں کوئی جگہ بھاگنے اور نہ بچاء کا مکان مگر تیری ہی طرف الٰہی! میں تیری کتاب کے ساتھ ایمان لایا جو تو نے اُتاری اور تیرے پیغمبر پر ایمان لایا جو تو نے بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ان کلمات کو کہے پھر اسی رات مر جائے تو مرا دین اسلام پر، کہا ابوعبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ استرھبوھم ماخوذ ہے رھبۃ سے۔

فائدہ: اس ترجمہ کے فائدے پہلے گزر چکے ہیں اور نوم اور لیٹنے میں عموم اور خصوص ہے۔

بَابُ الدُّعَآءِ إِذَا انْتَبَهَ بِاللَّيْلِ

باب ہے بیچ دعا کرنے کے جب کہ رات سے جاگے

۵۸۴۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتٰى حَاجَتَهٗ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَأَتَى الْقِرْبَةَ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءًا بَيْنَ وُضُوْئَيْنِ لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ فَصَلّٰى فَقُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَّرٰى أَنِّيْ كُنْتُ أَتَّقِيْهِ فَتَوَضَّأْتُ فَقَامَ يُصَلِّيْ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَأَخَذَ بِأُذُنِيْ فَأَدَارَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَتَتَامَّتْ صَلَاتُهٗ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ فَآذَنَهٗ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَعَنْ يَّمِيْنِيْ نُوْرًا وَعَنْ يَّسَارِيْ نُوْرًا وَفَوْقِيْ نُوْرًا وَتَحْتِيْ نُوْرًا وَأَمَامِيْ نُوْرًا وَخَلْفِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا قَالَ كُرَيْبٌ وَسَبْعٌ فِي التَّابُوْتِ فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِنْ وَلَدِ الْعَبَّاسِ فَحَدَّثَنِيْ بِهِنَّ فَذَكَرَ عَصَبِيْ وَلَحْمِيْ وَدَمِيْ وَشَعَرِيْ وَبَشَرِيْ وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ.

۵۸۴۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رات کاٹی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھے سو اپنی حاجت ادا کی پھر اپنا منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر سوئے پھر اٹھے سو مشک کے پاس آئے سو اس کے منہ کو کھولا پھر وضو کیا وضو کرنا درمیان دو وضوؤں کے یعنی نہ زیادہ کیا اور البتہ کامل کیا یا کم پانی خرچ کیا باوجود تین تین بار دھونے کے پھر نماز پڑھی سو میں اٹھا سو میں نے انگڑائی لی واسطے مکروہ رکھنے اس بات کو کہ دیکھیں کہ بے شک میں آپ کا انتظار کرتا تھا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ گمان کریں کہ میں جاگتا تھا سو میں نے وضو کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو کھڑے ہوئے سو میں آپ کی بائیں طرف کھڑا ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کان پکڑا اور مجھ کو پھیر کر اپنی دائیں طرف کیا سو پوری ہوئی نماز آپ کی تیرہ رکعتیں پھر لیٹے سو سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے اور جب سوتے تھے تو خراٹے لیتے تھے پھر بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو نماز کی اطلاع دی سو آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا اور آپ کی دعا میں یہ کلمات تھے الٰہی! میرے دل میں روشنی کر اور میری آنکھ میں روشنی کر اور میرے کان میں روشنی کر اور میرے دائیں روشنی کر اور میرے بائیں روشنی کر اور کر ڈال مجھ کو سراپا نور، کہا کریب نے اور سات کلمے تابوت میں تھے سو میں ملا ایک مرد کو عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد سے سو حدیث بیان کی اس نے مجھ سے ساتھ ان کے سو ذکر کیا اس نے ان کلمات کو کہ روشنی کر میرے پٹھوں میں اور میرے گوشت میں اور میری لبوں میں اور میرے بالوں میں اور میرے چمڑے میں اور ذکر کیا دو کلموں کو۔

فائدہ: میں کہتا ہوں اور حاصل اس چیز کا کہ اس روایت میں ہے دس کلمے ہیں اور مسلم کی روایت میں ہے کہ

حضرت ﷺ نے انیس کلموں کے ساتھ دعا کی حدیث بیان کی مجھ سے ساتھ ان کے کریب نے سو میں نے ان میں سے بارہ کلمے یاد رکھے اور باقی کو بھول گیا سو ذکر کیا اس نے دل کے بعد زبان کو اور زیادہ کیا ہے اس کے آخر میں اور کر میری جان میں روشنی اور کر ڈال مجھ کو تمام نور اور یہ دونوں ان کلموں سے ہیں کہ ذکر کیا ہے کریب نے کہ وہ تابوت میں تھے اور اختلاف ہے کہ تابوت سے کیا مراد ہے سو دمیاطی نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے سینہ ہے اور وہ برتن ہے دل اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے نور ہیں کہ تھے لکھے ہوئے تابوت میں جو بنی اسرائیل کے پاس تھا جس میں سکینہ تھی کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ مراد ساتھ تابوت کے صندوق ہے یعنی سات کلمے لکھے ہوئے تھے صندوق میں جو اس کے پاس تھا یعنی اس وقت میں وہ کلمے اس کو یاد نہ تھے بلکہ اس کے پاس صندوق میں لکھے ہوئے تھے اور تائید کرتا ہے اس کی جو کہ کریب نے باب کی حدیث میں کہا کہ چھ کلمے میرے پاس تابوت میں لکھے ہوئے ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ تابوت کے بدن ہے یعنی یہ سات کلمے مذکورہ متعلق ہیں ساتھ بدن انسان کے بخلاف اکثر کلموں کے کہ گزرے اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ لکھے ہوئے تھے کاغذ میں جو صندوق میں تھا نزدیک بعض اولاد عیاض کے اور دونوں کلمے ہڈی اور مغز ہے اور ظاہر تر یہ ہے کہ مراد ساتھ دو کلموں کے زبان اور نفس ہے کہا قرطبی نے کہ یہ روشنیاں جو حضرت ﷺ نے مانگیں ممکن ہے حمل کرنا ان کا ظاہر پر سو سوال کیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہر عضو میں روشنی کرے کہ روشن ہوں ساتھ اس کے قیامت تک ان اندھیروں میں حضرت ﷺ اور جو آپ کے تابعدار ہیں ان شاء اللہ کہا اور اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ وہ استعارہ ہے علم اور ہدایت سے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ﴾ وقولہ تعالیٰ ﴿وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ﴾ پھر کہا کہ تحقیق یہ ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نور ظاہر کرنے والا ہے اس چیز کو کہ نسبت کیا گیا ہے اس کی طرف اور وہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے اس کے کے سو نور کان کا ظاہر کرنے والا ہے واسطے مسموعات کے یعنی ان چیزوں کے کہ سنی گئیں اور نور آنکھ کا کاشف ہے واسطے ان چیزوں کے کہ دیکھی گئیں اور نور دل کا کاشف ہے معلومات سے اور نور ہاتھ پاؤں وغیرہ جوارح کا وہ ہے جو ظاہر ہو اس پر اعمال طاعت سے کہا طیبی نے کہ معنی طلب نور کے واسطے اعضاء کے یہ ہیں کہ مزین ہو ہر ایک ساتھ نور معرفت اور اطاعت کے اور ننگا ہو اس چیز سے کہ سوائے ان کے ہے اس واسطے کہ شیطان گھیر لیتا ہے چھ طرفوں سے ساتھ وسوسوں کے سو ہوگا خلاص ہونا اس سے ساتھ ان روشنیوں کے واسطے ان طرفوں کے اور یہ کل امر رجوع کرنے والے ہیں طرف ہدایت اور بیان اور روشن ہونے حق کے اور اس کی طرف راہ دکھلاتا ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ الی قولہ ﴿نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾ اور خاص کیا کان اور آنکھ اور دل کو اس واسطے کہ دل جگہ قرار پکڑنے فکر کی ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں اور خاص کیا ہے دائیں اور بائیں کو ساتھ عن کے یعنی کہا عن یمین واسطے خبر دینے کے ساتھ بڑھنے انوار کے دل اور کان اور آنکھ سے طرف اس شخص کی کہ اس کی

دائیں طرف اور بائیں طرف ہے اس کے تابعداروں سے۔ (فتح)

٥٨٤٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِي مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَوْ لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.

٥٨٤٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھتے تہجد کی نماز پڑھنے کو تو یہ دعا پڑھتے الٰہی! تجھ ہی کو حمد ہے تو ہی آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان والوں کی روشنی اور تجھی کو شکر ہے تو ہے آسمانوں اور زمین کا تھامنے والا اور جو ان کے درمیان ہے اور تجھی کو شکر ہے تو سچ مچ ہے اور تیرا وعدہ سچ مچ ہے اور تیرا قول حق ہے اور تیرا ملت سچ مچ ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے اور پیغمبر حق ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں الٰہی! میں تیرا تابعدار ہوں اور میں تیرے ساتھ ایمان لایا اور میں نے تیری طرف رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں اور تیری طرف جھگڑا رجوع کرتا ہے کہ تو فیصل کرے سو بخش دے مجھ کو جو کہ میں نے آگے کیا اور جو پیچھے ڈالا اور جس کو میں نے چھپایا اور ظاہر کیا تو ہی آگے کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور تو ہی پیچھے ڈالتا ہے جس کو چاہتا ہے کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے تیرے راوی کو شک ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا الہ الا انت فرمایا یا لا الہ غیرک فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التہجد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ التَّكْبِيْرِ وَالتَّسْبِيْحِ عِنْدَ الْمَنَامِ

سونے کے وقت سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنا یعنی اور حمد کا کہنا

٥٨٤٣۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ فَاطِمَةَ شَكَتْ مَا تَلْقٰى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحٰى فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تَجِدْهُ فَذَكَرَتْ

٥٨٤٣۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی جو پاتی تھیں اپنے ہاتھ میں چکی پیسنے کی تکلیف سے یعنی چکی پیسنے سے ان کے ہاتھ میں آبلے پڑ گئے تھے اور ہاتھ موٹے ہو گئے تھے سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں لونڈی خدمت گار مانگنے کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا یعنی اس وقت

ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَآءَ أَخْبَرَتْهُ قَالَ فَجَآءَ نَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ أَقُوْمُ فَقَالَ مَكَانَكِ فَجَلَسَ بَيْنَنَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِىْ فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ إِذَا أَوَيْتُمَا إِلٰى فِرَاشِكُمَا أَوْ أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ فَهٰذَا خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ وَعَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ التَّسْبِيْحُ أَرْبَعٌ وَّثَلَاثُوْنَ.

حضرت ﷺ سے ملاقات نہ ہوئی سو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا یعنی جب حضرت ﷺ تشریف لائیں تو ایسے کہہ دینا سو جب حضرت ﷺ تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو خبر دی علی رضی اللہ عنہ نے کہا سو حضرت ﷺ ہمارے گھر میں تشریف لائے اور حالانکہ ہم بستر پر لیٹے تھے سو میں حضرت ﷺ کو دیکھ کر اٹھنے لگا فرمایا کہ اپنی جگہ میں لیٹ رہ سو حضرت ﷺ ہمارے درمیان بیٹھے یہاں تک کہ میں نے آپ کے دونوں قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی سو فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم دونوں کو جو تمہارے لیے خدمت گار سے بہتر ہے؟ جب تم دونوں اپنے بستر پر ٹھکانہ پکڑو یا فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو اللہ اکبر کہو تینتیس بار اور سبحان اللہ کہو تینتیس بار اور الحمد للہ کہو تینتیس بار سو یہ تمہارے لیے بہتر ہے خدمت گار سے اور ایک روایت میں ہے کہ سبحان اللہ کہو چونتیس بار۔

فائدہ: ایک روایت میں علی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیٹی میرے نکاح میں تھیں سو چکی پیسنے ان کے ہاتھ میں آبلے پڑ گئے اور مشک میں پانی لانے سے ان کی گردن میں نشان پڑ گیا اور گھر کو جھاڑنے سے ان کے کپڑے گرد آلودہ ہوئے اور روٹی پکانے سے ان کا چہرہ متغیر ہوا سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جا اپنے باپ سے لونڈی مانگ حضرت ﷺ کے پاس لونڈی غلام آئے ہیں قولہ سو حضرت ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہم اپنے بستر پر لیٹے تھے سو سائب کی روایت میں ہے سو ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے سو میں نے کہا یا حضرت! البتہ میں کنویں سے پانی پینے کو لایا یہاں تک کہ میں نے اپنا سینہ بیمار پایا یعنی اب نہیں لا سکتا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ میں نے چکی پیسی یہاں تک کہ میرے دونوں ہاتھ موٹے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ آپ کے پاس بندی لایا ہے سو ہم کو خادم دیجیے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں تم کو نہ دوں گا کہ اہل صفہ کو چھوڑوں ان کے پیٹ خالی ہیں نہیں پاتا میں جو ان پر خرچ کروں لیکن میں ان کو بیچتا ہوں اور ان کی قیمت ان پر خرچ کرتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہم پر ایک چادر تھی کہ جب ہم اس کو لمبائی کی طرف پہنتے تو ہمارے پہلو اس سے نکل جاتے اور جب اس کو چوڑائی کی طرف سے پہنتے تو ہمارے سر اور قدم اس سے نکل جاتے اور ایک روایت میں

اس حدیث کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس ذکر کو اس کے بعد کبھی نہیں چھوڑا لوگوں نے کہا اور نہ رات جنگ صفین کی کہا اور نہ رات صفین کی اور مراد ساتھ رات صفین کے وہ لڑائی ہے جو علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان صفین میں ہوئی تھی اور صفین ایک شہر ہے مشہور درمیان عراق اور شام کے اور دونوں لشکر وہاں کئی مہینے ٹھہرے رہے تھے اور ان کے درمیان بہت لڑائیاں واقع ہوئی تھیں لیکن نہیں لڑے رات کو مگر ایک بار اور اس رات میں دونوں فریق سے کئی ہزار آدمی قتل ہوا اور صبح کو علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی فتح کے ساتھ قریب تھے سو معاویہ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں نے قرآن کو اٹھایا سو ہوا جو ہوا اتفاق سے منصفی پر اور پھرنے ایک کے کی ان میں سے طرف شہر اپنے کے اور خروج کیا خارجیوں نے علی رضی اللہ عنہ پر بعد منصفی کے اول اڑتیسویں سال میں اور قتل کیا ان کو علی رضی اللہ عنہ نے نہروان میں اور سب یہ مبسوط ہے طبری وغیرہ کی تاریخ میں کہا ابن بطال نے کہ یہ ایک قسم کا ذکر ہے وقت سونے کے اور ممکن ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے وقت اس سب ذکر کو کہتے ہیں اور اشارہ کیا ہے واسطے امت اپنی کے ساتھ کفایت کرنے کے بعض پر واسطے خبردار کرنے کے آپ سے کہ معنی اس کے ترغیب اور ندب ہے نہ وجوب کہا عیاض نے کہ آئے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وقت سونے کے اذکار مختلف باعتبار احوال اور اشخاص اور اوقات کے اور ہر میں فضل ہے اور کہا عیاض نے کہ نہیں ہے کوئی وجہ واسطے اس شخص کے کہ استدلال کرتا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ فقیر افضل ہے غنی سے اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے بیچ خیریت کے یعنی اس ذکر کے بہتر ہونے کے کیا معنی ہیں سو کہا عیاض نے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ ان کو سکھلائیں کہ عمل آخرت کا افضل ہے دنیا کے کام سے ہر حال میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اقتصار کیا اس پر واسطے اس چیز کے کہ نہ ممکن ہو آپ کو دینا خادم کا پھر سکھلایا ان کو جب کہ نہ ہاتھ آیا ان کو جو انہوں نے طلب کیا تھا ذکر کہ حاصل ہو واسطے ان کے اجر افضل اس چیز سے کہ مانگی اور کہا قرطبی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حوالہ کیا ان کو ذکر پر تا کہ ہو عوض دعا سے وقت حاجت کے یا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا واسطے بیٹی اپنی کے جو اپنے جی کے واسطے چاہا اختیار کرنے فقر کے سے اور تحمل شدت اس کی سے ساتھ صبر کرنے کے اوپر اس کے واسطے بڑا جاننے اجر اس کے کو اور کہا مہلب نے کہ سکھلائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کو ذکر سے وہ چیز کہ اکثر ہے نفع اس کا واسطے اس کے آخرت میں اور اختیار کیا ہے اہل صفہ کو اس واسطے کہ وقف کیا تھا انہوں نے اپنی جانوں کو واسطے سماع علم کے اور ضبط کرنے سنت کے اپنے پیٹ بھرنے پر یعنی صرف ان کو پیٹ کا فکر تھا نہ رغبت کرتے تھے بیچ کمانے مال کے اور نہ عیال کے لیکن انہوں نے خریدا اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ سے ساتھ قوت کے اور اس سے لیا جاتا ہے مقدم کرنا طالب علموں کا غیروں پر پانچویں حصے میں اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر سلف صالح تنگ گزران اور قلت چیز اور شدت حال سے اور اللہ تعالیٰ نے بچایا ان کو دنیا سے باوجود ممکن ہونے اس کے کے واسطے بچانے ان کے اس کی خرابیوں سے اور

یہ سنت ہے پیغمبروں کی کہا اسماعیل قاضی نے کہ اس حدیث میں ہے کہ امام کو جائز ہے یہ کہ تقسیم کرے خمس کو جہاں مناسب دیکھے اس واسطے کہ قیدی نہیں ہوتا مگر خمس سے اور اس پر باقی چار خمس پس حق غنیمت لوٹنے والوں کا ہے اور یہ قول مالک رحمۃ اللہ علیہ اور جماعت کا ہے اور مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت کا یہ ہے کہ واسطے اہل بیت کے حصہ ہے خمس سے اور اس کا مفصل بیان خمس میں گزر چکا ہے کہا مہلب نے کہ اس حدیث میں کہ باعث ہونا انسان کا ہے اپنے اہل کو اس چیز پر کہ اٹھاتا ہے اس پر نفس اپنے کو اختیار کرنے آخرت کے سے دنیا پر جب کہ ہو واسطے ان کے قدرت اوپر اس کے اور اس میں ہے کہ جائز ہے مرد کو داخل ہونا اپنے بیٹی اور اس کے خاوند پر ساتھ اجازت کے اور بیٹھنا درمیان ان کے ان کے بچھونے پر اور مباشر ہونا اس کے قدموں کا ان کے بعض بدن کو اور دفع کیا ہے بعض نے استدلال مذکور کو واسطے معصوم ہونے صفت کے سو نہ ملحق ہو گا ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر آپ کا جو معصوم نہیں اور حدیث میں مناقب ہے ظاہرہ واسطے علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اور اس میں بیان ہے اظہار غایت مہربانی اور شفقت کا بیٹی پر اور داماد پر اور نہایت اتحاد ساتھ دور کرنے حشمت اور حجاب کے اس واسطے کہ نہ اُٹھایا ان کو ان کی جگہ سے اور چھوڑا ان کو حالت لیٹنے پر اور مبالغہ کیا یہاں تک کہ اپنے پیر کو ان کے درمیان داخل کیا اور ان کے درمیان ٹھہرے یہاں تک کہ سکھلایا ان کو جو اولیٰ ہے ساتھ حال ان کے ذکر سے بدلہ اس چیز کا کہ مانگی انہوں نے خادم سے واسطے خبردار کرنے کے کہ اہم مطلوب وہ زاد لینا ہے واسطے آخرت کے اور صبر کرنا دنیا کی مصیبتوں پر اور الگ ہونا دارا لغرور سے اور اس حدیث میں ہے کہ جو اس ذکر کو سونے کے وقت ہمیشہ پڑھتا رہے وہ تھکتا نہیں اس واسطے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی تکلیف کے کام سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر حوالہ کیا اور اس میں نظر ہے اور نہیں متعین ہے دور ہونا لقب کا بلکہ احتمال ہے کہ جو اس پر ہمیشگی کرے وہ ضرر نہ پائے ساتھ کثرت عمل کے اور نہیں دشوار ہوتا اوپر اس کے اگرچہ حاصل ہو تعب۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ وَالْقِرَآءَةِ عِنْدَ الْمَنَامِ

پناہ مانگنا اور پڑھنا سونے کے وقت

٥٨٤٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِيْ يَدَيْهِ وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ.

٥٨٤٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب لیٹتے تو اپنے ہاتھ میں پھونک مارتے سو معوذات کو پڑھتے اور ان کے ساتھ اپنے بدن کو مسح کرتے۔

فائدہ: مراد ساتھ معوذات کے سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس ہے جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے اور

البتہ وارد ہوئی ہیں بیچ قرأت کے وقت سونے کے چند حدیثیں صحیحہ ایک حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے آیۃ الکرسی میں اور حدیث ابن سعید کی ہے سورۂ بقرہ کے خاتمہ اور حدیث فروہ کی ہے قل یاایھا لکافرون میں اور حدیث عرباض رضی اللہ عنہ کی ہے مسبحات میں اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے سورۂ الم تنزیل اور تبارک میں روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں اور حدیث اس کی ہے مطلق قرآن کی کسی سورۂ میں اور پناہ مانگنے میں چند حدیثیں وارد ہوئی ہیں ایک حدیث ابو صالح کی ہے اعوذبکلمات اللّٰہ التامة من شرما خلق اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اللهم فاطر السموات والارض عالم الغيب والشهادة رب كل شي ومليكه اشهد ان لا اله الا انت اعوذ بك من شر نفسي ومن شر الشيطان الرجيم وشركه ، اخرجه ابو داؤد کہا ابن بطال نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں رد ہے اس شخص پر کہ منع کرتا ہے استعمال تعوذ اور جھاڑ پھونک سے مگر بعد واقع ہونے بیماری کے۔ (فتح)

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اور مناسبت اس کی واسطے ماقبل کے عام ہونا ذکر کا ہے وقت سونے کے۔

٥٨٤٥۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ أَبِي سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِيْ مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ تَابَعَهُ أَبُوْ ضَمْرَةَ وَإِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَقَالَ يَحْيٰى وَبِشْرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مَالِكٌ وَابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ

٥٨٤٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بچھونے پر آئے یعنی سونے کے واسطے تو چاہیے کہ جھاڑے اپنے بچھونے کو اپنے ازار کے اندر کی طرف سے اس واسطے کہ اس کو معلوم نہیں کہ اس کے پیچھے اس پر کیا پڑا ہے پھر کہے یعنی یہ دعا پڑھے باسمک ربی سے آخر تک دعا کے یہ معنی ہیں اے میرے رب! تیرے نام پر میں نے اپنا پہلو رکھا اور تیری مدد سے پھر اس کو اٹھاؤں گا اگر تو نے میری جان کو بند کیا یعنی نیند میں آ کر مر گیا تو اس پر رحم کرنا اور اگر تو نے جان کو چھوڑا یعنی زندہ رکھا تو اس کو بچانا گناہوں سے اور بلاؤں سے جس سے تو نیکوں کو بچاتا ہے۔

متابعت کی ہے اس کی ابوضمرہ نے اور اسماعیل نے عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے یعنی دونوں نے متابعت کی ہے زہیر کی بیچ داخل کرنے واسطہ کے درمیان سعید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور کہا یحییٰ اور بشر نے عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سعید رضی اللہ عنہ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے اور ابن عجلان نے سعید رضی اللہ عنہ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: اور مراد داخل ازار سے طرف ازار کی جو بدن کے ساتھ لگی ہوئی ہو کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ داخل ازار کا وہ چیز ہے جو متصل ہے داخل بدن کو اس سے اور کہا عیاض نے کہ داخل ازار اس حدیث میں طرف اس کی ہے اور داخل ازار اس شخص کی حدیث میں جس کو نظر لگی تھی وہ چیز ہے جو بدن کے ساتھ لگی ہوی ہو اور کہا قرطبی نے حکمت اس جھاڑنے کی البتہ ذکر کی گئی ہے حدیث میں اور بہرحال خاص ہونا جھاڑنے کا ساتھ اندر کی طرف ازار کے سو نہیں ظاہر ہوئی ہے وجہ واسطے ہمارے اور واقع ہوتا ہے میرے دل میں کہ اس میں خاصیت ہے طبی جو منع کرتی ہے قریب ہونے بعض جانوروں کے سے جیسا کہ حکم کیا ساتھ اس کے نظر لگانے والے کو کہا صاحب نہایہ نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا ساتھ داخل ازار کے اور نہ حکم کیا ساتھ خارج کے اس واسطے کہ ازار باندھنے والا پکڑتا ہے دونوں طرف ازار کی اپنے دائیں ہاتھ اور بائیں سے اور چمٹاتا ہے اس چیز کو کہ اس کے بائیں ہاتھ میں ہے اور وہ طرف داخل ہے اوپر بدن اس کے کے اور رکھتا ہے جو اس کے دائیں ہاتھ میں ہے اوپر دوسرے کے سو جب اس کو کسی کام کی جلدی ہو یا ڈرے ازار کے گر پڑنے سے تو پکڑ رکھتا ہے اس کو اپنے بائیں ہاتھ سے اور ہٹاتا ہے اپنے نفس سے ساتھ دائیں ہاتھ کے سو جب اپنے بستر کی طرف پھرتا ہے اور اپنے ازار کو کھولتا ہے تو دائیں ہاتھ سے کھولتا ہے خارج ازار کا اور باقی رہتا ہے خارج اس کا معلق اور ساتھ اس کے واقع ہوتا ہے جھاڑنا اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ادب عظیم ہے اور البتہ ذکر کی گئی ہے حکمت اس کی حدیث میں اور وہ یہ ہے کہ کوئی کیڑا ضرر دینے والا بستر پر آیا ہو سو اس کو ایذا دے اور کہا قرطبی نے کہ لیا جاتا ہے اس حدیث سے یہ کہ لائق ہے واسطے اس شخص کے جو سونا چاہے یہ کہ جھاڑے بستر کو اس لیے کہ احتمال ہے کہ ہو اس پر کوئی چیز پوشیدہ رطوبت وغیرہ سے کہا ابن عربی نے کہ یہ حذر ہے اور نظر ہے بیچ اسباب دفع بدی قدر کے اور اشارہ کیا ہے کرمانی نے کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ ہو ہاتھ اس کا مستور تاکہ نہ ہو اس جگہ کوئی چیز سو حاصل ہو اس کے ہاتھ میں مکروہ اور یہ حکمت جھاڑنے کی ہے ساتھ طرف کپڑے کے سوائے ہاتھ کے نہ خاص اندر کی طرف سے اور کہا کرمانی نے کہ مراد امسکتھا سے موت ہے اور مراد ارسلتھا سے زندگی ہے اور واقع ہوئی ہے ایک روایت میں تصریح کی ساتھ موت اور حیاۃ کے روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور اس چیز سے کہ کہی جاتی ہے وقت سونے کے یہ دعا ہے جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد ہوئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر آتے تو کہتے تھے **الحمد لله الذى اطعمنا وسقانا و كفانا و آوانا فكم ممن لا كافى له ولا**

مؤوی روایت کی ہے یہ حدیث مسلم اور ترمذی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی کہ جو کہے جب کہ اپنے بستر پر آئے أستغفرا اللّٰہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واتوب الیہ تین بار اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اگر چہ ہوں مثل جھاگ دریا کی اور اگر چہ ہوں بقدر ریت کے اور اگر چہ ہوں بقدر ایام دنیا کے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ نِصْفَ اللَّيْلِ — آدھی رات کو دعا کرنا

فائدہ: یعنی بیان ہے فضیلت دعا کرنے کا اس وقت میں اور وقت پر فجر نکلنے تک کہا ابن بطال نے کہ وہ وقت ہے شریف خاص کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ اترنے کے بیچ اس کے سو فضل کرتا ہے اپنے بندوں پر ساتھ قبول کرنے دعا ان کی کے اور دینے اس چیز کے کہ انہوں نے مانگی اور بخشنے گناہ ان کے اور وہ وقت ہے غفلت اور خلوت اور استغراق کا سونے میں اور لذت لینے کا واسطے اس کے اور چھوڑنا لذت کا مشکل ہے خاص کر آسو وہ لوگوں کو اور سردی کے زمانے میں اور اسی طرح محنتی لوگوں کو خاص کر جب کہ رات چھوٹی ہو سو جو اختیار کرے قیام کو واسطے سرگوشی اپنے رب کے اور عاجزی کرنے کو طرف اس کی باوجود اس کے کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر خالص ہونے نیت اس کی کے اور صحیح ہونے رغبت اس کی کے اس چیز میں کہ اس کے رب کے پاس ہے سو اسی واسطے تنبیہ کی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دعا کرنے پر اس وقت میں کہ خالی ہوتا ہے اس میں نفس دنیا کے خیالوں سے اور اس کے علاقوں سے تا کہ خبردار ہو بندہ واسطے کوشش اور اخلاص کے اپنے رب کے لیے۔ (فتح)

٥٨٤٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ يَقُوْلُ مَنْ يَّدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَّسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهٗ مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهٗ.

٥٨٤٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اترتا ہے ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات کو پہلے آسمان تک جب کہ پچھلی تہائی رات باقی رہتی ہے تو فرماتا ہے کہ کون مجھ سے دعا مانگتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون مجھ سے سوال کرتا ہے کہ میں اس کو دوں، کون مجھ سے گناہ بخشواتا ہے کہ میں اس کے گناہ بخشوں۔

فائدہ: اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ یہ وقت نہایت مقبول ہے اس وقت کی دعا قبول ہے اور ترجمہ میں آدھی رات کا ذکر ہے اور حدیث میں تہائی کا کہا ابن بطال نے کہ لیکن بخاری نے اعتماد کیا ہے اس چیز پر کہ آیت میں ہے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيْلًا نِصْفَهٗ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ﴾ سو لیا ہے اس نے ترجمہ کو قرآن کی دلیل سے

اور ذکر نصف کا بیچ اس کے دلالت کرتا ہے اوپر تاکید محافظت کرنے کے اوپر وقت اترنے کے اس کے داخل ہونے سے پہلے تا کہ حاصل ہو وقت قبول ہونے دعا کے اور بندہ منتظر ہے واسطے اس کے مستعد ہے واسطے ملاقات اس کی کے اور کہا کرمانی نے کہ لفظ حدیث کا تہائی رات کی ہے اور یہ واقع ہوتی ہے دوسرے نصف میں اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ اپنی عادت کے موافق چلا ہے سو اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس روایت کی کہ واقع ہوئی ہے ساتھ لفظ نصف کے سو روایت کی ہے دار قطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ اترتا ہے اللہ تعالیٰ پہلے آسمان کی طرف آدھی رات کو یا پچھلی تہائی رات میں اور نیز اس نے کہا کہ اُترنا محال ہے اوپر اللہ تعالیٰ کے اس واسطے کہ حقیقت اس کی حرکت کرنا ہے بلندی کی طرف سے نیچے کی طرف کو اور البتہ روایت کی ہے براہین قاطع نے اس پر کہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے سو چاہیے کہ تاویل کیا جائے اس کو ساتھ اس کے کہ مراد اترنا رحمت کے فرشتے کا ہے یا مانند اس کی یا تفویض کیا جائے اس کو طرف اللہ تعالیٰ کی باوجود اعتقاد پاک جاننے اس کے کے اور البتہ گزر چکی ہے شرح حدیث کی کتاب الصلوۃ میں ویاتی فی التوحید ان شاء اللّٰہ تعالٰی۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ عِنْدَ الْخَلَاءِ

پاخانے کے وقت دعا کرنے کا بیان یعنی وقت ارادے داخل ہونے کے بیچ اس کے

٥٨٤٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ.

۵۸۴۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب پاخانے میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو یہ دعا پڑھتے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دیو بھوت اور بھوتنیوں کے شر سے۔

فائدہ: پاخانے میں اللہ تعالیٰ کا نام مذکور نہیں ہوتا اس واسطے شیطان وہاں رہتے ہیں اور اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا أَصْبَحَ

صبح کے وقت کیا کہے اور کیا دعا پڑھے؟

٥٨٤٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا

۵۸۴۸۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمدہ استغفار یہ ہے کہ بندہ یوں کہے کہ الٰہی! تو میرا مالک ہے کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے تیرے تو نے مجھ کو پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے قول اور وعدے پر ہوں جہاں تک کہ مجھ سے ہو سکے تجھ سے

أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَإِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ إِذَا قَالَ حِيْنَ يُمْسِيْ فَمَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِذَا قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهٖ مِثْلَهٗ.

اقرار کرتا ہوں تیرے احسان کا جو مجھ پر ہے اور اقرار کرتا ہوں تجھ سے اپنے گناہ کا سو مجھ کو بخش دے مقرر یہی ہے کہ کوئی گناہ کو نہیں بخش سکتا سوائے تیرے میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے کیے کی بدی سے جب کوئی شام کے وقت کہے پھر اسی رات میں مر جائے تو وہ شخص بہشت میں داخل ہوتا ہے یا بہشتیوں سے ہے اور جب اس کو صبح کے وقت کہے پھر اسی دن شام سے پہلے مر جائے مثل اس کی ہے یعنی وہ بھی داخل ہوتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔

٥٨٤٩۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّنَامَ قَالَ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَمُوْتُ وَأَحْيَا وَإِذَا اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهٖ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

٥٨٤٩۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سونے کا ارادہ کرتے تو کہتے الٰہی! میں تیرے نام سے مروں گا اور تیرے نام سے جیتا ہوں اور جب سونے سے جاگتے تو کہتے شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو زندہ کیا بعد ہمارے مرنے کے اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے قیامت میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٥٨٥٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهٗ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا فَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

٥٨٥٠۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب رات کو اپنے بستر پر لیٹتے تو کہتے الٰہی! میں تیرے نام سے مروں گا اور تیرے نام سے جیتا ہوں اور جب سو کر جاگتے تو کہتے شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو زندہ کیا ہمارے مرنے کے بعد اور اسی کی طرف ہی جی اٹھنا ہے قیامت میں۔

فائدہ: اور البتہ وارد ہوئی ہیں چند حدیثیں اس ذکر میں کہ کہا جاتا ہے وقت صبح کے ایک حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے

مرفوع کہ جو صبح کے وقت کہے: اللهم انی اصبحت اشهدك واشهد حملة عرشك وملآئكتك وجميع خلقك انك انت الله لا اله الا انت وان محمدا عبدك ورسولك تو آزاد کرتا ہے اللہ اس کی چوتھائی کو آگ سے اور جو دو بار کہے اللہ تعالیٰ اس کے نصف کو آگ سے آزاد کرتا ہے روایت کیا ہے اس کو ترمذی وغیرہ نے اور ایک حدیث ابوسلام کی ہے کہ صبح اور شام کے وقت کہے رضيت بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد رسولا مگر یہ کہ حق ہوتا ہے اللہ پر یہ کہ اس کو راضی کرے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور اس کی سند قوی ہے اور اس کے سوائے اوراذکار بھی ابوداؤد اور نسائی وغیرہ کی حدیثوں میں آئے ہیں۔(فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں دعا کرنے کا بیان

٥٨٥١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِيْ دُعَآءً أَدْعُوْ بِهٖ فِيْ صَلَاتِيْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ إِنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥٨٥١۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا حضرت! مجھ کو کوئی دعا سکھلایئے جس کے ساتھ میں نماز میں دعا کیا کروں؟ فرمایا کہہ الہٰی! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا بہت سا ظلم اور نہیں بخشتا کوئی گناہوں کو سوائے تیرے سو مجھ کو بخش دے اپنے پاس کی مغفرت سے اور مجھ پر رحم کر بے شک تو بڑا بخشنے والا ہے نہایت مہربان۔

اور کہا عمرو بن حارث نے یزید سے اس نے ابوالخیر سے اس نے سنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یعنی ابوالخیر نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب صفة الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔ کہا طبری نے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ نہیں مستحق ہے ایمان کے نام کا مگر وہ شخص کہ نہیں ہے واسطے اس کے کوئی گناہ اور نہ خطا اس واسطے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بڑے اہل ایمان میں سے ہیں اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سکھلایا کہ کہیں کہ الہٰی! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور کوئی نہیں بخشتا گناہ کو سوائے تیرے کہا کرمانی نے کہ یہ دعا جامع ہے اس واسطے کہ اس میں اعتراف ہے ساتھ نہایت تقصیر کے اور طلب ہے نہایت انعام کے سو مغفرت ڈھانکنا گناہ کا اور مٹا دینا اس کا

ہے اور رحمت پہنچانا خیرات کا ہے سو اول میں طلب ہے دور ہونے کی آگ سے اور دوسری میں طلب داخل کرنے کی ہے بہشت میں اور یہی ہے ظفر یابی بڑی اور کہا ابن ابی جمرہ نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں مشروع ہونا دعا کا ہے نماز میں اور فضیلت دعا مذکور کی اس کے غیر پر اور طلب تعلیم کی اعلیٰ سے اگرچہ طالب پہچانتا ہو اس نوع کو اور خاص کیا دعا کو ساتھ نماز کے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ بندہ نہایت نزدیک ہوتا ہے رب سے سجدے کی حالت میں اور اس حدیث میں ہے کہ بندہ نظر کرے اپنی عبادت میں طرف بلند تر چیز کی سو سبب پیدا کرے بیچ حاصل کرنے اس کے اور حضرت ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ دعا سکھلائی تو اس میں اشارہ ہے طرف اختیار کرنے امر آخرت کے کی دنیا پر اور شاید حضرت ﷺ نے سمجھا اس کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حال سے اور مقدم کرنے امر آخرت کے سے اور یہ جو کہا ظلمت نفسی الخ یعنی نہیں واسطے میرے کوئی حیلہ اس کے دفع کرنے میں سو وہ حالت محتاجی کی ہے سو مشابہ ہوا مضطر کی حالت کو جو موعود ہے ساتھ اجابت کے اور اس میں کسر نفسی ہے اور اعتراف ہے ساتھ تقصیر کے اور باقی فائدے اس کے اوپر گزر چکے ہیں۔

٥٨٥٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ أُنْزِلَتْ فِي الدُّعَاءِ.

٥٨٥٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ پکار اپنی نماز کو اور نہ چپکے سے پڑھ کہا کہ یہ آیت دعا میں اتری یعنی پکار دعا کو اور نہ چپکے سے پڑھ۔

٥٨٥٣ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ فِي الصَّلَاةِ السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ إِلٰى قَوْلِهِ الصَّالِحِيْنَ. فَإِذَا قَالَهَا أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ صَالِحٍ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الثَّنَآءِ مَا شَآءَ.

٥٨٥٣۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں بیٹھ کر کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو سلام فلانے کو سلام سو حضرت ﷺ نے ہم سے ایک دن کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے صاحب سلامتی کا سو جب کوئی نماز میں بیٹھے تو چاہیے کہ کہے التحیات للہ سے صالحین تک سو جب اس کو کہے یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہے تو جتنے اللہ کے نیک بندے آسمان اور زمین میں ہیں خواہ جن خواہ آدمی خواہ پیغمبر خواہ اولیاء سب کو اس کا سلام پہنچ گیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ بندہ ہے اللہ تعالیٰ کا اور اس کا رسول ہے پھر اختیار کرے دعا سے جو چاہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح صفة الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے اور لینا ترجمہ کا ان حدیثوں سے یہ ہے کہ اول حدیث نص ہے مطلوب میں اور مستفاد ہوتی ہے دوسری حدیث سے صفت دعا کرنے والے کی صفتوں سے اور وہ نہ پکارنا ہے نہ پوشیدہ کرنا سوا اپنے نفس کو سنائے اور غیر کو نہ سنائے اور نماز کو دعا کہا گیا اس واسطے کہ نہیں ہوتی ہے نماز مگر دعا سے سو وہ از قبیل نام رکھنے بعض چیز کے سے ہے ساتھ نماز کل چیز کے اور تیسری حدیث میں حکم ہے ساتھ دعا کرنے کے التحیات میں اور وہ منجملہ نماز کے ہے اور مراد ثناء سے دعا ہے اور البتہ وارد ہوا ہے امر ساتھ دعا کرنے کے سجدے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو مرفوع ہے کہ بندہ نہایت نزدیک ہوتا ہے رب سے سجدے کی حالت میں سو بہت دعا کیا کرو اور نیز وارد ہوا ہے امر ساتھ دعا کرنے کے التحیات میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک ابوداؤد اور ترمذی کے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک مرد کو کہ التحیات کے بعد اللہ کی ثناء کہے جو اس کے لائق ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے پھر چاہیے کہ دعا کرے جو چاہے اور حاصل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے اندر چھ جگہوں میں دعا کرنا ثابت ہوا ہے اول تکبیر تحریمہ کے بعد سو بخاری رحمہ اللہ اور مسلم رحمہ اللہ کی حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللھم باعد بینی وبین خطایای الحدیث دوسری اعتدال میں سو اس میں ابن ابی اوفی کی حدیث ہے نزدیک مسلم کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے بعد قول اپنے کہ من شی اللھم طھرنی بالثلج والبرد والمآء البارد تیسری رکوع میں اور اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجود میں اکثر یہ کہتے تھے سبحانك اللھم ربنا وبحمدك اللھم اغفرلی چوتھی سجدہ میں اور اس میں اکثر دعا مانگتے تھے پانچویں دو سجدوں کے درمیان اللھم اغفرلی چھٹی التحیات میں اور اسی طرح قنوت میں بھی دعا کرتے تھے اور قرأت کی حالت میں بھی جب رحمت کی آیت پر گزرے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے اور جب عذاب کی آیت پر گزرتے تو پناہ مانگتے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ — نماز کے بعد دعا کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی بعد نماز فرض کے اور اس ترجمہ میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ نماز کے بعد دعا مشروع نہیں ہے واسطے استدلال کرنے کے ساتھ اس حدیث کے جو مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرتے تو نہ ٹھہرتے اپنی نماز پڑھنے کی جگہ میں مگر بقدر اس کے کہ کہتے اللھم انت السلام ومنك السلام تبارکت یا ذاالجلال والاکرام اور جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ نفی مذکور کے نفی اس بات کی ہے کہ نہ بیٹھے رہتے تھے بدستور اپنے طور پر جس طور پر کہ سلام سے پہلے بیٹھے ہوتے تھے مگر بقدر اس کے کہ کہتے ذکر مذکور کو اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوتے تھے سو محمول ہے وہ چیز کہ وارد ہوئی ہے دعا سے بعد نماز کے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کہتے تھے بعد اس کے کہ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوتے کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے ہدی نبوی میں بہرحال دعا بعد سلام کے نماز سے قبلے کی طرف منہ کر

کے برابر ہے کہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد سو نہیں ہے یہ حضرت ﷺ کی ہدایت سے ہرگز اور نہیں مروی ہے حضرت ﷺ سے ساتھ سند صحیح کے اور نہ حسن کے اور خاص کیا ہے اس کو بعض نے ساتھ نماز فجر اور عصر کے اور نہیں کیا ہے اس کو حضرت ﷺ نے اور نہ خلیفوں نے آپ کے بعد اور نہ ارشاد کیا ہے اپنی امت کو اس کی طرف ، میں کہتا ہوں جو دعویٰ کیا ہے ابن قیم رحمہ اللہ نے نفی مطلق کا وہ مردود ہے پس ثابت ہوا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے اس سے کہا اے معاذ! قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں سو نہ چھوڑنا ہر نماز کے بعد یہ کہ تو کہے اللهم اعنى على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اللهم انى اعوذبك من الكفر والفقر وعذاب القبر حضرت ﷺ دعا کرتے تھے ساتھ اس کے ہر نماز کے بعد روایت کیا ہے اس کو احمد اور ترمذی نے اور حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی جو آتی ہے باب التعوذ من البخل میں کہ اس کے بعض طریقوں میں مطلوب ہے اور حدیث زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا دعا کرتے تھے ہر نماز کے بعد اللهم ربنا ورب كل شيء ،الحدیث روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور حدیث صہیب رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت ﷺ جب نماز سے پھرتے تھے تو کہتے تھے اللهم اصلح لى دينى، الحدیث روایت کیا ہے اس کو نسائی نے سو اگر کہا جائے کہ مراد ساتھ ہر نماز کے قریب ہونا آخر اس کے کا ہے اور وہ تشہد ہے ہم کہتے ہیں کہ البتہ وارد ہوا ہے امر ساتھ ذکر کر کے پیچھے ہر نماز کے اور مراد ساتھ اس کے بعد سلام پھیرنے کے ہے اجماعًا پس اسی طرح ہے یہ بھی یہاں تک کہ ثابت ہو خلاف اس کا اور البتہ روایت کی ہے ترمذی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا یا حضرت! کون سی دعا زیادہ مقبول ہے؟ فرمایا جو رات کے درمیان اور فرض نماز کے بعد ہو اور روایت کی ہے طبری نے جعفر صادق رحمہ اللہ سے کہ دعا فرض نماز کے بعد افضل ہے دعا کرنے سے بعد نفل نماز کے جیسے نماز کو فضیلت ہے نفل نماز پر۔ (فتح)

٥٨٥٤ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ أَخْبَرَنَا وَرْقَاءُ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ قَالَ كَيْفَ ذَاكَ قَالُوْا صَلَّوْا كَمَا صَلَّيْنَا وَجَاهَدُوْا كَمَا جَاهَدْنَا وَأَنْفَقُوْا مِنْ فُضُوْلِ أَمْوَالِهِمْ وَلَيْسَتْ لَنَا أَمْوَالٌ قَالَ أَفَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَمْرٍ تُدْرِكُوْنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

۵۸۵۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب نے کہا یا حضرت! مالدار لوگ درجوں اور دائمی نعمتوں کو لے گئے یعنی ہم سے بڑھ گئے ، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کس طرح؟ کہا کہ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں اور جہاد کرتے ہیں جیسے ہم جہاد کرتے ہیں اور اپنی حاجت سے زیادہ مال کو خیرات کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور ہمارے پاس مال نہیں جو خیرات کریں فرمایا کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ ایسی چیز کے جس سے تم اپنی اگلی

وَتَسْبِقُوْنَ مَنْ جَآءَ بَعْدَكُمْ وَلَا يَأْتِيْ أَحَدٌ بِمِثْلِ مَا جِئْتُمْ بِهِ إِلَّا مَنْ جَآءَ بِمِثْلِهِ تُسَبِّحُوْنَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَتَحْمَدُوْنَ عَشْرًا وَتُكَبِّرُوْنَ عَشْرًا تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سُمَيٍّ وَرَوَاهُ ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سُمَيٍّ وَرَجَآءِ بْنِ حَيْوَةَ وَرَوَاهُ جَرِيْرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَآءِ وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

امتوں کے مرتبے پا جاؤ اور اپنے پچھلے لوگوں سے بڑھ جاؤ اور نہیں لائے گا کوئی مثل اس چیز کی کہ تم لائے مگر جو لائے مثل اس کی یعنی نہ ہوگا کوئی تم سے بہتر مگر وہی شخص جو کرے جیسا تم نے کیا سبحان اللہ کہو ہر نماز کے بعد دس بار اور الحمد للہ کہو ہر نماز کے بعد دس بار اور اللہ اکبر کہو ہر نماز کے بعد دس بار۔ متابعت کی ہے اس کی عبیداللہ نے سمی سے اور روایت کیا ہے اس کو ابن عجلان نے سمی سے اور رجا سے اور روایت کیا ہے اس کو جریر نے عبدالعزیز سے اس نے ابوصالح سے اس نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا ہے اس کو سہیل نے اپنے باپ سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: ایک روایت میں تینتیس تینتیس بار آیا ہے اور یہی روایت ہے اکثر کی اور یہی راجح ہے۔

٥٨٥٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ الْمُغِيْرَةُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ إِذَا سَلَّمَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُسَيَّبَ.

٥٨٥٥۔ وراد سے روایت ہے کہ مغیرہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد کہتے تھے بعد سلام کے لا الہ الا اللہ سے آخر تک یعنی کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کا شکر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے الٰہی! نہیں کوئی منع کرنے والا تیری دی چیز کو اور نہیں کوئی دینے والا تیرے روکی چیز کو اور تیرے روبرو مالدار کو اس کا کچھ فائدہ نہیں دیتا اور کہا شعبہ نے منصور سے اس نیسنا میّب سے یعنی سماع منصور کا میّب سے ثابت ہے گو پہلی سند میں عن کے ساتھ روایت کی ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ان حدیثوں میں رغبت دلاتا ہے اوپر ذکر کرنے کے بعد نمازوں کے اور یہ کہ یہ برابر ہے مال خرچ کرنے کے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تم اس کے سبب سے اگلوں کے مرتبے کو پہنچ جاؤ گے اور ان حدیثوں میں ہے کہ ذکر مذکور فرض نماز کے متصل ہے اور نہ مؤخر کرے اس کو سنتوں کے پڑھنے

تک واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزری، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ﴾ باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں اور نماز پڑھ اوپر ان کے

فائدہ: اور اتفاق ہے اس پر کہ مراد ساتھ نماز کے اس جگہ دعا ہے اور باب کی تیسری حدیث اس کی تفسیر کرتی ہے اور اسی طرح بیچ قول اللہ تعالیٰ کے وصلوات الرسول بھی صلوات سے مراد دعا ہی ہے۔

وَمَنْ خَصَّ أَخَاهُ بِالدُّعَآءِ دُوْنَ نَفْسِهٖ اور جو خود خاص کرتا ہے اپنے بھائی کو ساتھ دعا کے سوائے اپنے نفس کے

فائدہ: اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف رد کرنے اس چیز کے کہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے آئی ہے سعید بن یسار رضی اللہ عنہ کے طریق سے کہا کہ میں نے ایک مرد کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ذکر کیا سو میں نے اس پر رحمت بھیجی سو انہوں نے میرے سینے میں دھکا مارا اور کہا کہ اول اپنے حق میں دعا مانگ روایت کیا ہے اس کو ابی شیبہ نے اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ وہ کہتا تھا کہ جب تو دعا کرے تو اول اپنے واسطے کر اس واسطے کہ تو نہیں جانتا کہ تیری کون سی دعا قبول ہو گی اور باب کی حدیثیں رد کرتی ہیں اوپر اس کے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو روایت کی ہے مسلم نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں جو دعا کرے اپنے بھائی کے واسطے اس کی پیٹھ پیچھے مگر کہ فرشتہ کہتا ہے اور واسطے تیرے ہے مثل اس کی اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع کہ پانچ دعائیں مقبول ہیں اور ذکر کیا ان میں دعا بھائی مسلمان کے واسطے بھائی مسلمان کے اس طرح استدلال کیا ساتھ اس کے ابن بطال نے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ پیٹھ پیچھے دعا کرنا اور دعا بھائی کے واسطے بھائی کی عام تر ہے اس سے کہ داعی نے اس کو خاص کیا ہو یا اپنے آپ کو بھی اس کے ساتھ ذکر کیا ہو اور نیز عام تر ہے اس سے کہ پہلے اپنے واسطے دعا مانگے یا اس کے واسطے۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِيْ عَامِرٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهٗ.

اور کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی! بخش دے عبید بن عامر کو الٰہی! بخش دے عبداللہ بن قیس کو اس کا گناہ۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث غزوہ اوطاس میں گزر چکی ہے اور اس میں قصہ ابو عامر کا ہے۔

٥٨٥٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى سَلَمَةَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ

٥٨٥٦۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے سو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ اے عامر! اگر تو ہم کو اپنے شعر سناؤ تو خوب ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَيْبَرَ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَيَا عَامِرُ لَوْ أَسْمَعْتَنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِهِمْ يُذَكِّرُ تَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَذَكَرَ شِعْرًا غَيْرَ هٰذَا وَلٰكِنِّيْ لَمْ أَحْفَظْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّائِقُ قَالُوْا عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْلَا مَتَّعْتَنَا بِهِ فَلَمَّا صَافَّ الْقَوْمَ قَاتَلُوْهُمْ فَأُصِيْبَ عَامِرٌ بِقَائِمَةِ سَيْفِ نَفْسِهِ فَمَاتَ فَلَمَّا أَمْسَوْا أَوْقَدُوْا نَارًا كَثِيْرَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ النَّارُ عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ تُوْقِدُوْنَ قَالُوْا عَلٰى حُمُرٍ إِنْسِيَّةٍ فَقَالَ أَهْرِيْقُوْا مَا فِيْهَا وَكَسِّرُوْهَا قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا نُهَرِيْقُ مَا فِيْهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ أَوْ ذَاكَ.

سو وہ ان کو ہانکتا تھا کہ شعر پڑھتا ہوا نصیحت کرتا تھا قسم ہے اگر اللہ تعالیٰ ہم کو ہدایت نہ کرتا اور ہم ہدایت نہ پاتے اور ذکر کیا شعر سوائے اس کے لیکن مجھ کو یاد نہیں رہا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے یہ ہانکنے والا؟ لوگوں نے کہا کہ عامر بن اکوع، فرمایا اللہ رحم کرے اس پر تو ایک مرد نے قوم میں سے کہا یا حضرت! کیوں نہیں فائدہ دیا آپ نے ہم کو اس کے ساتھ پھر جب لوگوں نے لڑائی کے واسطے صف باندھی تو لڑائی کی انہوں نے ساتھ ان کے سو شہید ہوا عامر اپنی تلوار کی دھار سے سو مر گیا سو جب شام ہوئی تو لوگوں نے بہت جگہ آگ جلائی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ آگ کیسی ہے؟ کس چیز پر جلاتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت پر فرمایا کہ بہا دو جو ہانڈیوں میں ہے اور ان کو توڑ ڈالو، کہا ایک مرد نے یا حضرت! کیا نہ ہم بہا دیں جو ان میں ہے اور ان کو دھو ڈالیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا یا یہ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح غزوہ خیبر میں گزر چکی ہے۔

۵۸۵۷ ۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو هُوَ ابْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ رَجُلٌ بِصَدَقَةٍ قَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ فُلَانٍ فَأَتَاهُ أَبِيْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ أَبِيْ أَوْفٰى.

۵۸۵۷۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی مرد صدقہ لاتا تھا تو حضرت ﷺ فرماتے تھے الٰہی! رحم کر فلانے کی آل پر سو میرا باپ حضرت ﷺ کے پاس صدقہ لایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی! رحم کر ابی اوفی کی آل پر۔

۵۸۵۸ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ

۵۸۵۸۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا ذی الخلصہ کے

سَمِعْتُ جَرِيْرًا قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَهُوَ نُصُبٌ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَهُ يُسَمَّى الْكَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ رَجُلٌ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَصَكَّ فِيْ صَدْرِيْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا قَالَ فَخَرَجْتُ فِيْ خَمْسِيْنَ فَارِسًا مِنْ أَحْمَسَ مِنْ قَوْمِيْ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ فَانْطَلَقْتُ فِيْ عُصْبَةٍ مِّنْ قَوْمِيْ فَأَتَيْتُهَا فَأَحْرَقْتُهَا ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا أَتَيْتُكَ حَتّٰى تَرَكْتُهَا مِثْلَ الْجَمَلِ الْأَجْرَبِ فَدَعَا لِأَحْمَسَ وَخَيْلِهَا.

ڈھانے سے اور وہ ایک بت خانہ تھا کہ اس کو پوجتے تھے کعبہ یمانیہ اس کو کہتے تھے میں نے کہا کہ یا حضرت! میں ایک مرد ہوں کہ گھوڑے پر نہیں ٹھہر سکتا سو حضرت ﷺ نے میرے سینے میں اپنا ہاتھ مارا سو فرمایا الٰہی! اس کو ٹھہرا دے گھوڑے پر اور کر دے اس کو ہدایت کرنے والا اور راہ یاب سو میں اپنی قوم سے پچاس آدمیوں کو ساتھ لے کر نکلا اور بہت وقت سفیان راوی نے کہا کہ میں اپنی قوم سے ایک جماعت کے ساتھ نکلا سو میں وہاں گیا سو میں نے اس کو جلایا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس آیا سو میں نے کہا یا حضرت! میں آپ کے پاس نہیں آیا یہاں تک کہ چھوڑا میں نے اس کو مثل اونٹ خارش والے کی، سو حضرت ﷺ نے دعا کی واسطے احمس کے اور اس کے سواروں کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے۔

٥٨٥٩۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَسٌ خَادِمُكَ قَالَ اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتَهُ.

٥٨٥٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا میری ماں نے حضرت ﷺ سے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ آپ کا خادم ہے حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی! زیادہ کر اس کے مال کو اور اس کی اولاد کو اور برکت کر اس چیز میں جو تو نے اس کو دی۔

٥٨٦٠۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا آيَةً أَسْقَطْتُهَا فِيْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا.

٥٨٦٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو سنا کہ مسجد میں قرآن پڑھتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے البتہ اس نے تو مجھے فلانی فلانی آیت یاد دلا دی جس کو میں نے فلانی فلانی سورت سے بسبب نسیان کے ساقط کر ڈالا تھا یعنی میں اس کو بھول گیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزر چکی ہے، کہا جمہور نے کہ جائز ہے حضرت ﷺ پر یہ کہ کوئی چیز قرآن سے بھول جائیں بعد پہنچا دینے کے لیکن وہ نہیں برقرار رہتے اوپر اس کے اور اسی طرح جائز ہے یہ کہ بھول جائیں جو متعلق ہے ساتھ ابلاغ کے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾۔ (فتح)

٥٨٦١ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ هٰذِهٖ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ حَتّٰى رَأَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ وَقَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى لَقَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

٥٨٦١۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے غنیمت کا مال تقسیم کیا تو ایک مرد نے کہا کہ البتہ یہ تقسیم ہے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اس سے مقصود نہیں ہوئی سو میں نے حضرت ﷺ کو خبر دی سو حضرت ﷺ غضبناک ہوئے یہاں تک کہ میں نے غضب کو آپ کے چہرہ میں دیکھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ رحم کرے موسیٰ علیہ السلام پر وہ تو اس سے زیادہ تر ایذا دیا گیا تھا پھر اس نے صبر کیا۔

فائدہ: اور مراد اس سے قول اس کا ہے یرحم اللہ موسیٰ سو خاص کیا ان کو ساتھ دعا کے سو وہ مطابق ہے واسطے ایک رکن ترجمہ کے اور قول اس کا وجہ اللہ یعنی اخلاص واسطے اس کے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّجْعِ فِي الدُّعَآءِ

جو مکروہ ہے سجع اور تک بندی سے دعا میں۔

٥٨٦٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ أَبُوْ حَبِيْبٍ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ الْمُقْرِءُ حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ الْخِرِّيْتِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدِّثْ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ أَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَإِنْ أَكْثَرْتَ فَثَلَاثَ مِرَارٍ وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْقُرْآنَ وَلَا أُلْفِيَنَّكَ تَأْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِيْ حَدِيْثٍ مِّنْ حَدِيْثِهِمْ فَتَقُصُّ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيْثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ وَلٰكِنْ أَنْصِتْ فَإِذَا أَمَرُوْكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ

٥٨٦٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حدیث بیان کیا کر لوگوں سے ہر جمعہ میں ایک بار سو اگر تو نہ مانے تو دو بار اور اگر تو زیادہ چاہے تو تین بار اور نہ تھکا لوگوں کو اس قرآن سے اور نہ دل گیر کر ان کو اور البتہ نہ پاؤں میں تجھ کو کہ تو کسی قوم میں آئے اور حالانکہ وہ اپنی کسی بات میں ہوں سو تو ان پر حدیث بیان کرے سو ان کی بات کو ان پر کاٹ ڈالے اور ان کو دل گیر کرے لیکن چپ رہ سو اگر وہ تجھ کو حکم کریں تو ان سے حدیث بیان کر اور حالانکہ ان کو اس کی خواہش ہو اور بچ تک بندی سے دعا میں سو میں نے پایا حضرت ﷺ کو اور آپ کے اصحاب کو سجع نہیں کرتے تھے۔

يَشْتَهُوْنَهُ فَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَآءِ فَاجْتَنِبْهُ فَإِنِّيْ عَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ لَا يَفْعَلُوْنَ إِلَّا ذٰلِكَ يَعْنِيْ لَا يَفْعَلُوْنَ إِلَّا ذٰلِكَ الْاِجْتِنَابَ.

فائدہ: سجع بولنا کلام کا ہے ساتھ تک بندی اور قافیہ کے قول اس کا نہ پاؤں میں آپ کو اس حدیث میں کراہت حدیث بیان کرنے کی ہے نزدیک اس شخص کے کہ نہ متوجہ ہو اس کی طرف اور نہی ہے قطع کرنے حدیث غیر کی سے اور یہ کہ نہیں لائق ہے پھیلانا علم کا نزدیک اس شخص کے جس کو اس کی حرص نہ ہو اور بیان کرے اس کو آگے اس شخص کے جو اس کے سنن کی خواہش رکھتا ہے اس واسطے کہ وہ لائق تر ہے ساتھ فائدہ پانے اس کے اور یہ جو فرمایا کہ بچ سجع سے یعنی نہ قصد کر اس کی طرف اور نہ مشغول کر فکر اپنے کو ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے تکلف سے جو مانع ہے خشوع کو جو مطلوب ہے دعا میں اور کہا داؤدی نے کہ مراد کثرت کرنی اس کی ہے اور نہیں وارد ہوتا ہے اس پر جو واقع ہوا ہے صحیح حدیثوں میں اس واسطے کہ وہ بغیر قصد اور بغیر تکلف کے صادر ہوتا تھا اور مکروہ ہے جو تکلف کے ساتھ ہو۔ (فتح)

بَابٌ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ

چاہیے کہ عزم کرے دعا میں یعنی پکا قصد کر کے دعا مانگے اس واسطے کہ نہیں ہے کہ کوئی جبر کرنے والا اس کے واسطے۔

٥٨٦٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ وَلَا يَقُوْلَنَّ اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِيْ فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ.

٥٨٦٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی دعا مانگے تو مانگنے میں مطلب حاصل ہونے کا یقین رکھے اور یوں نہ کہے کہ الٰہی! دے مجھ کو اگر تو چاہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں ہے جو نہ کرنے دے یعنی اس کو قبول کرتے کیا چاہیے۔

فائدہ: اور معنی امر بالعزم کے یہ ہیں کہ کوشش کرے بیچ اس کے اور یہ کہ جزم کرے ساتھ واقع ہونے مطلوب آپ کے اور نہ معلق کرے اس کو ساتھ چاہنے اللہ تعالیٰ کے اگرچہ مامور ہے ہر کام میں جس کا ارادہ کرے یہ کہ معلق کرے اس کو ساتھ مشیت اس کی کے اور کہا گیا ہے کہ معنی عزم کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان رکھے قبول کرنے میں۔

٥٨٦٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

٥٨٦٤۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی یوں نہ کہے کہ الٰہی! مجھ کو بخش دے اگر تو چاہے الٰہی! مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے اور چاہیے کہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ إِنْ شِئْتَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ إِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهٗ لَا مُكْرِهَ لَهٗ.

پکا قصد کر کے دعا مانگے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں جو دعا نہ قبول ہونے دے۔

فائدہ: نہیں کوئی جبر کرنے والا واسطے اس کے مراد یہ ہے کہ جو محتاج ہے طرف تعلیق کی ساتھ چاہنے اللہ تعالیٰ کے وہ چیز ہے جب کہ ہو مطلوب منہ حاصل ہوا کراہ اس کا اوپر چیز کے سو تخفیف کیا جائے امر اوپر اس کے اور جانتا ہو کہ نہیں طلب کرتا ہے اس سے اس چیز کو مگر اس کی رضا مندی سے اور بہر حال سبحانہ وتعالیٰ پس وہ پاک ہے اس سے پس نہیں ہے واسطے تعلق کرنے کے کوئی فائدہ اور کہا ابن عبدالبر نے کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ کہے الٰہی! دے مجھ کو اگر تو چاہے اور سوائے اس کے دین اور دنیا کے کاموں سے اس واسطے کہ وہ کلام محال ہے نہیں ہے کوئی وجہ واسطے اس کے اس واسطے کہ وہ نہیں کرتا مگر جو چاہے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ حمل کیا ہے اس نے نہی کو تحریم پر اور وہ ظاہر ہے اور حمل کیا ہے اس کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کراہت تنزیہ پر اور یہ اولیٰ ہے اور کہا ابن بطال نے کہ حدیث میں ہے کہ لائق ہے واسطے داعی کے یہ کہ کوشش کرے دعا میں اور ہو اُمید وار اجابت کا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو اس واسطے کہ وہ کریم سے دعا مانگتا ہے اور کہا داؤدی نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ کوشش کرے اور الحاح کرے دعا میں اور نہ کہے کہ اگر تو چاہے مانند مستثنی کی لیکن دعا نا اُمید فقیر کی، میں کہتا ہوں اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جب اس کو بطور تبرک کے کہے تو نہیں مکروہ ہے۔ (فتح)

بَابٌ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَعْجَلْ

قبول کی جاتی ہے دعا بندے کی جب تک کہ نہ جلدی کرے یعنی جب کہ دعا کرے

۵۸٦۵ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِيْ.

۵۸٦۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبول کی جاتی ہے دعا ہر ایک آدمی کی جب تک کہ جلدی نہ کرے کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی تھی اس نے میری دعا قبول نہ کی۔

فائدہ: مسلم اور ترمذی میں ہے کہ ہمیشہ دعا قبول ہوتی ہے آدمی کی جب تک کہ نہ سوال کرے ساتھ گناہ کے یا ناتے توڑنے کے اور جب تک کہ نہ جلدی کرے کہا گیا اور کیا ہے جلدی کرنا فرمایا کہ کہے کہ البتہ میں نے دعا کی سو میری دعا قبول نہ ہوئی سو حسرت کرتا ہے نزدیک اس کے اور چھوڑ دیتا ہے دعا کو کہا ابن بطال نے کہ معنی یہ ہیں کہ وہ دل

گیر ہو جاتا ہے سو چھوڑ دیتا ہے دعا کو یا ایسی چیز کے ساتھ دعا مانگتا ہے جو قبول ہونے کے لائق نہیں ہوتی سو ہوتا ہے مانند بخیل کی واسطے رب کریم کے کہ نہیں عاجز کرتی ہے اس کو اجابت اور نہیں کم کرتی اس کو عطا اور اس حدیث میں ادب ہے آداب دعا کی سے اور وہ یہ ہے کہ ملازم ہو طلب کو اور قبول ہونے سے نا اُمید نہ ہو واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے انقیاد اور تابعدار ہونے اور اظہار محتاجی سے کہا داؤدی نے خوف ہے اس شخص پر جو خلاف کرے اور کہے کہ میں نے دعا مانگی تھی میری دعا قبول نہیں ہوئی یہ کہ محروم ہو اجابت سے اور جو اس کے قائم مقام ہو ادخار اور تکفیر سے اور میں نے اول کتاب دعا میں بیان کیا ہے ان حدیثوں کو جو دلالت کرتی ہیں اس پر کہ دعا مسلمان کی رد نہیں ہوتی یا اس کی جلدی قبول ہو جاتی ہے یا اس کے بدلے اس کی بدی دور ہو جاتی ہے مثل اس کی یعنی یا اس کے برابر اس کی بدی دور کی جاتی ہے اور یا یہ کہ جمع کی جاتی ہے واسطے اس کے آخرت میں بہتر اس چیز سے کہ مانگی اور آداب دعا سے ہے طلب کرنا اوقات فاضلہ کا واسطے اس کے مانند سجدے کی اور وقت اذان کی اور ایک مقدم کرنا وضو کا ہے اور نماز کا اور منہ کرنا طرف قبلے کی اور اٹھانا ہاتھ کا اور مقدم کرنا توبہ کا اور اعتراف کرنا ساتھ گناہوں کے اور اخلاص اور شروع کرنا اس کا ساتھ حمد اور ثناء اور درود کے اور سوال کرنا ساتھ اسماء حسنیٰ کے اور کہا کرمانی نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دعائے قبول ہونے میں اور نہ ہونے میں چار صورتیں متصور ہیں اول صورت نہ کرنا جلدی کا اور نہ کہنا قول مذکور کا دوسری وجود ان دونوں کا ہے تیسری اور چوتھی نہ ہونا ایک کا ہے اور وجود دوسری کا سو دلالت کی حدیث نے کہ اجابت یعنی قبول کرنا دعا کا خاص ہوتا ہے ساتھ پہلی صورت کے سوائے باقی تین صورتوں کے اور دلالت کی حدیث نے اس پر کہ مطلق قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ مقید ہے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث، میں کہتا ہوں کہ البتہ تاویل کیا ہے حدیث مشار الیہ کو پہلے اس پر کہ مراد ساتھ اجابت کے وہ چیز ہے کہ عام تر ہے تحصیل مطلوب سے بعینہٖ یا جو اس کے قائم مقام ہے۔ (فتح)

بَابُ رَفْعِ الْاَيْدِیْ فِی الدُّعَآءِ

اٹھانا ہاتھوں کا دعا میں یعنی او پر صفت خاص کے

وَقَالَ اَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیُّ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَاَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ.

اور کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی پھر اپنے ہاتھ اٹھائے اور میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث مغازی میں گزر چکی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَفَعَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ

اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھائے الٰہی! میں بیزاری ظاہر کرتا ہوں تیری طرف اس چیز سے کہ خالد رضی اللہ عنہ نے کی۔

فائدہ: یہ حدیث پوری ساتھ اپنی شرح کے مغازی میں گزر چکی ہے۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَشَرِيْكٍ سَمِعَا أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ.

اور کہا اویسی نے حدیث بیان کی مجھ سے محمد نے یحییٰ اور شریک سے ان دونوں سے کہ حضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری استسقاء میں گزر چکی ہے اور حدیث اول میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نہ ہاتھ اُٹھائے اس طرح مگر استسقاء میں بلکہ اس میں اور اس سے پچھلی حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نہ اٹھائے ہاتھوں کو دعا میں سوائے استسقاء کے ہرگز اور تمسک کیا ہے اس نے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ اپنے دونوں ہاتھ کسی دعا میں نہ اٹھاتے تھے مگر استسقاء میں اور وہ صحیح ہے لیکن جمع کیا گیا ہے درمیان اس کے اور باب کی حدیثوں کو ساتھ اس کے کہ منفی صفت خاص ہے نہ اصل ہاتھوں کا اٹھانا اور حاصل یہ ہے کہ اُٹھانا ہاتھوں کا استسقاء میں مخالف ہے اس کے غیر کو یا ساتھ مبالغہ کے یہاں تک کہ ہو جائیں دونوں ہاتھ برابر منہ کے مثلاً اور دعا میں مونڈھوں کے برابر اور اگر کہا جائے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاتی تھی تو کہا جائے گا کہ تطبیق یہ ہے کہ روایت سفیدی دیکھنے کی استسقاء میں ابلغ ہے غیر سے اور یا یہ کہ دونوں ہتھیلیاں استسقاء میں زمین کی طرف تھیں اور دعا میں آسمان کی طرف ہوتی تھیں کہا منذری نے کہ بتقدیر دشوار ہونے جمع کے پس جانب اثبات کی راجح ہے اور خاص کر باوجود کثرت حدیثوں کے جو اس میں وارد ہیں کہ بے شک اس میں بہت حدیثیں ہیں جمع کیا ہے ان کو منذری نے ایک جز مفرد میں اور نووی رحمہ اللہ نے اذکار میں اور شرح مہذب میں تمام۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ

دعا کرنا بغیر منہ کرنے کے قبلے کی طرف

٥٨٦٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّسْقِيَنَا فَتَغَيَّمَتِ السَّمَآءُ وَمُطِرْنَا حَتّٰى مَا كَادَ الرَّجُلُ يَصِلُ إِلٰى مَنْزِلِهٖ فَلَمْ تَزَلْ تُمْطَرُ إِلٰى

٥٨٦٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ خطبہ پڑھتے تھے جمعہ کے دن سو ایک مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے کہ اللہ ہم پر مینہ برسا دے یعنی سو حضرت ﷺ نے دعا کی اور آسمان برابر ہوا اور ہم مینہ برسائے گئے یہاں تک کہ آدمی اپنے گھر میں نہ پہنچ سکتا تھا سو ہمیشہ رہا ہم پر مینہ برستا آئندہ جمعہ تک سو کھڑا ہوا وہ مرد یا غیر اس کا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! دعا کیجیے کہ

الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ فَقَامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّصْرِفَهُ عَنَّا فَقَدْ غَرِقْنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَقَطَّعُ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ وَلَا يُمْطِرُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ.

اللہ تعالیٰ ہم سے مینہ کو پھیرے سو البتہ ہم پانی میں ڈوب گئے سو حضرت مَلَّاتِیْمِ نے دعا کی کہ الٰہی! آس پاس مینہ برسے ہم پر اب نہ برسے سو بادل مدینے کے آس پاس ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگا یعنی مدینے کے اوپر سے ٹل گیا اور مدینے والوں پر نہ برستا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح استسقاء میں گزر چکی ہے اور اس کے بعض طریقوں مین ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ نے دعا کی کہ الٰہی! ہم کو پانی پلا اور وجہ پکڑنے اس کے کی ترجمہ سے اس جہت سے ہے کہ خطبہ پڑھنے والے کی شان سے یہ ہے کہ قبلے کو پیٹھ دے اور یہ کہ نہیں منقول ہے کہ جب حضرت مَلَّاتِیْمِ نے دوبارہ دعا کی تو پھرے یعنی منقول نہیں ہے کہ قبلے کی طرف منہ کیا ہو اور پہلے گزر چکا ہے کہ استسقاء میں اسحاق بن ابی طلحہ سے انس رضی اللہ عنہ سے اس قصے میں اس کے آخر میں یہ لفظ اور نہیں مذکور ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ نے اپنی چادر پلٹی ہو اور نہ یہ کہ قبلے کی طرف منہ کیا ہو۔

بَابُ الدُّعَآءِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

قبلے کی طرف منہ کر کے دعا مانگنا

٥٨٦٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى هٰذَا الْمُصَلّٰى يَسْتَسْقِيْ فَدَعَا وَاسْتَسْقٰى ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَآئَهُ.

٥٨٦٧۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ اس عید گاہ کی طرف نکلے مینہ مانگنے کو سو آپ نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ سے مینہ مانگا پھر قبلے کی طرف منہ کیا اور اپنی چادر پلٹی۔

فائدہ: کہا اسماعیلی نے کہ یہ حدیث مطابق ہے واسطے پہلے باب کے یعنی اس نے مقدم کیا ہے دعا کو پہلے مینہ مانگنے سے پھر کہا کہ شاید بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ جب حضرت مَلَّاتِیْمِ نے چادر پلٹی تو دعا بھی اسی وقت کی، میں کہتا ہوں اور وہ اسی طرح ہے سو اشارہ کیا ہے اس نے موافق عادت اپنی کے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے اور استسقاء میں یہ حدیث اس وجہ سے گزر چکی ہے کہ جب حضرت مَلَّاتِیْمِ نے دعا کا ارادہ کیا تو قبلے کی طرف منہ کیا اور اپنی چادر پلٹی اور باب باندھا ہے واسطے اس کے منہ کرنا طرف قبلے کی دعا میں اور تطبیق درمیان اس کے اور درمیان حدیث انس رضی اللہ عنہ کے یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو قصہ ہے وہ جمعہ کے خطبے میں تھا مسجد میں اور جو قصہ کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے وہ عید گاہ میں تھا اور بعض روایتوں میں یہ باب نہیں ہے بلکہ اس کی حدیث پہلے باب کے تحت میں داخل ہے اور ساتھ اس کے دفع ہوگا اعتراض اسماعیلی کا اصل سے اور البتہ وارد

ہوئی ہیں بیچ منہ کرنے کے طرف قبلے کی دعا میں حضرت ﷺ کے فعل سے چند حدیثیں ایک عمر رضی اللہ عنہ کی ہے ترمذی میں اور ایک حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے دن قبلے کی طرف منہ کر کے دعا کی روایت کیا ہے اس کو مسلم اور ترمذی نے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے قبلے کی طرف منہ کیا جب کہ قریش کے چند آدمیوں پر بددعا کی اور اسی طرح اور حدیثیں بھی آئی ہیں۔ (فتح)

بَابُ دَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِهٖ بِطُوْلِ الْعُمُرِ وَبِكَثْرَةِ مَالِهٖ

دعا کرنا حضرت ﷺ کا واسطے خادم اپنے کے ساتھ درازی عمر اور بہتایت مال کے

٥٨٦٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتْ أُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَادِمُكَ أَنَسٌ ادْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا أَعْطَيْتَهٗ.

٥٨٦٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری ماں نے کہا کہ یا حضرت! انس رضی اللہ عنہ آپ کا خادم ہے اس کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی! بہتایت دے اس کو مال اور اس کی اولاد میں اور اس کے لیے برکت کر اس چیز میں کہ اس کو دی۔

فائدہ: یہ حدیث عنقریب گزر چکی ہے اور ذکر کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے چند طریقوں سے اور نہیں ہے اس کے کسی طریق میں ذکر عمر رضی اللہ عنہ کا سو کہا بعض شارحین نے کہ مطابقت حدیث کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ دعا ساتھ کثرت اولاد کے مستلزم ہے عمر کے دراز ہونے کو اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ نہیں ہے ملازمہ درمیان ان کے مگر ساتھ ایک نوع مجاز کے ساتھ اس کے کہ ارادہ کیا جائے کہ اولاد کا بہت ہونا عادت میں استدعا کرنا ہے ذکر والد کے کو جب تک کہ اس کی اولاد باقی رہے سو گویا کہ وہ زندہ ہے اور اولیٰ جواب میں یہ ہے کہ کہا جائے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے موافق عادت اپنی کے اس چیز کی طرف کہ وارد ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں سو روایت کی ہے اس نے ادب مفرد میں انس رضی اللہ عنہ سے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اور وہ انس رضی اللہ عنہ کی ماں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ آپ کا خادم ہے کیا آپ اس کے حق میں دعا نہیں کرتے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی! زیادہ کر اس کے مال اور اس کی اولاد کو اور دراز کر اس کی عمر کو اور بخش دے اس کو سو بہرحال انس رضی اللہ عنہ کی اولاد مال کا زیادہ ہونا سو واقع ہوا ہے نزدیک مسلم کے اس حدیث کے آخر میں انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ مال میرا بہت ہے اور میرے بیٹے اور پوتے البتہ گنے جاتے ہیں آج بقدر ایک سو کے اور روایت کی ہے ترمذی نے ابوالعالیہ سے کہ انس رضی اللہ عنہ کا ایک باغ تھا ہر سال میں دو بار میوہ لاتا تھا اور اس میں ریحان تھی اس سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور بہرحال انس رضی اللہ عنہ کی عمر کا دراز ہونا سو ثابت ہو چکا ہے صحیح میں کہ وہ ہجرت میں نو سال کے تھے اور ان کی وفات ۹۱ ہجری میں تھی اور ان کی عمر ایک سو تین برس کی تھی۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ عِنْدَ الْكَرْبِ

مشکل کے وقت دعا کرنا

۵۸۶۹ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ عِنْدَ الْكَرْبِ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ.

۵۸۶۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مشکل کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے کوئی بندگی کے لائق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ بڑا ہے حلم والا کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اس کے جو رب آسمانوں اور زمین کا ہے اور رب بڑے عرش کا۔

۵۸۷۰ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَقَالَ وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ مِثْلَهُ.

۵۸۷۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشکل کے وقت دعا کرتے تھے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ بڑا ہے حلم والا نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اس کے رب آسمانوں اور زمین کا ہے اور رب عرش کریم کا کہا وہب نے حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے قتادہ سے مثل اس کی۔

فائدہ: کہا علماء نے کہ حلیم وہ ہے جو مؤخر کرے عقوبت کو باوجود قدرت کے اور عظیم وہ ہے جس پر کوئی چیز بھاری نہ ہو اور کریم دینے والا ہے بطور فضل کے کہا طیبی نے کہ صادر ہوئی ہے یہ دعا ساتھ ذکر رب کے تاکہ مناسب ہو مشکل آسان کرنے کو اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے ترتیب کا اور اس میں تہلیل یعنی لا الہ الا اللہ ہے جو مشتمل ہے اوپر توحید کے اور وہ اصل ہے تنزیہات جلالیہ میں اور عظمت ہے جو دلالت کرتی ہے اوپر تمام قدرت کے اور حلم جو دلالت کرتا ہے اوپر علم کے اس واسطے کہ جو جاہل ہو نہیں متصور ہے اس سے حلم اور علم اور وہ دونوں اصل اوصاف اکرامیہ کا ہیں کہا طبری نے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دعا کرتے تھے اور حالانکہ وہ لا الہ الا اللہ ہے اور تعظیم ہے تو اس میں دو امروں کا احتمال ہے ایک یہ کہ مراد مقدم کرنا اس کا ہے دعا سے پہلے جیسا کہ وارد ہوا ہے دوسرے طریق میں کہ پھر دعا کرتے تھے یعنی پہلے یہ تہلیل پڑھتے تھے پھر اس کے بعد دعا کرتے تھے کہا طبری نے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو

روایت کی ہے اعمش نے ابراہیم سے کہ کہا جاتا تھا کہ جب مرد دعا سے ثناء کہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور جب ثناء سے پہلے دعا کرے تو ہوتی ہے امید، دوسرا جو جواب دیا ہے ابن عیینہ نے اس چیز میں کہ حدیث بیان کی ہے ہم سے حسین مروزی نے کہ میں نے ابن عیینہ سے اس حدیث کے معنی پوچھے جس میں ہے کہ اکثر وہ چیز کہ حضرت ﷺ اس کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے عرفات میں لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، الحدیث سو کہا سفیان نے کہ وہ ذکر ہے اور نہیں ہے اس میں دعا لیکن حضرت ﷺ نے فرمایا حدیث قدسی میں کہ جو مشغول ہوا ساتھ ذکر میرے کے باز رہا میرے سوال سے دیتا ہوں میں اس کو اکثر اس چیز سے کہ دیتا ہوں میں مانگنے والوں کو اور تائید کرتی ہے احتمال ثانی کی حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ دعا ذی النون پیغمبر علیہ السلام کی جب کہ اس نے دعا کی مچھلی کے پیٹ میں لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین ہے کہ نہیں دعا کی ساتھ اس کے کسی مرد مسلمان نے کبھی مگر کہ اس کی دعا قبول ہوئی روایت کیا ہے اس کو ترمذی وغیرہ نے اور حاکم کی ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ کیا یہ دعا یونس علیہ السلام پیغمبر کے واسطے خاص تھی یا عام مسلمانوں کے واسطے ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نہیں سنتا طرف قول اللہ تعالیٰ کی ﴿وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کہا ابن بطال نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابو بکر رازی نے کہ میں اصبہان میں تھا ابو نعیم کے پاس حدیث لکھتا تھا اور وہاں ایک شیخ تھا بوڑھا اس کو ابو بکر بن علی کہا جاتا تھا اس پر مدار تھی فتویٰ کی یعنی وہ سارے شہر کا مفتی تھا سو وہ بادشاہ کے پاس پکڑا گیا اور قید ہوا سو میں نے حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا اور جبریل علیہ السلام آپ کی دائیں طرف تھے اپنے دونوں ہونٹ سبحان اللہ کے ساتھ ہلاتے تھے نہ سست ہوتے تھے سو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ابو بکر بن علی یعنی مفتی سے کہہ دے کہ دعا کرے ساتھ دعا مشکل کے جو صحیح بخاری میں ہے تا کہ اللہ اس کی مشکل آسان کرے کہا سو میں نے صبح کے وقت اس کو خبر دی سو اس نے اس کے ساتھ دعا کی سو کچھ دیر نہ ہوئی کہ قید سے خلاص ہوا اور روایت کی ہے ابن ابی الدنیا نے کتاب الفرج بعد الشدۃ میں عبدالملک بن عمیر کے طریق سے کہا کہ لکھا ولید بن عبدالملک نے طرف عثمان بن حبان کی کہ دیکھ حسن بن حسن کو سو اس کو سو کوڑا مار اور کھڑا کر اس کو واسطے لوگوں کے کہا سو اس کی طرف آدمی بھیجا گیا سو اس کو لایا گیا سو علی بن حسین اس کی طرف کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ اے چچا کے بیٹے! بول ساتھ کلمات فرج کے یعنی ان کلمات کو پڑھ جس سے مشکل آسان ہوتی ہے سو اس نے ان کلمات کو کہا یعنی لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریك لہ لہ العلی العظیم لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریك لہ لہ الحلیم الکریم سو عثمان بن حبان نے اپنا سر اس کی طرف اٹھایا سو کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس مرد پر جھوٹ کہا گیا ہے اس کا چہرہ ایسا نہیں اس کو چھوڑ دو سو میں امیر المؤمنین کو اس کا عذر لکھ بھیجوں گا سو وہ چھوڑا گیا اور روایت کیا ہے نسائی اور طبرانی نے طریق حسن بن حسن بن علی کے سے کہ جب نکاح کیا عبداللہ بن جعفر نے اس کی بیٹی سے تو اس نے اپنی بیٹی سے کہا کہ اگر تم پر کوئی مصیبت اترے تو مقابلہ کر اس کا ساتھ

اس کے کہ کہہ لا اله الا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم الحمد لله رب العالمين کہا حسن نے سو حجاج نے مجھ کو کہلا بھیجا سو میں نے ان کو کہا حجاج نے کہا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نے تجھ کو بلا بھیجا تھا کہ تجھ کو قتل کروں اور البتہ تو آج میرے نزدیک بہتر ہے ایسی ایسی چیز سے سو مانگ جو چاہے۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ

پناہ مانگنا بلا کی مشقت سے

۵۸۷۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِيْ سُمَيٌّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ قَالَ سُفْيَانُ الْحَدِيْثُ ثَلَاثٌ زِدْتُ أَنَا وَاحِدَةً لَا أَدْرِيْ أَيَّتُهُنَّ هِيَ.

۵۸۷۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے بلا کی مشقت سے اور بدبختی کے پہنچنے سے اور بدی کی تقدیر سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے، سفیان راوی نے کہ حدیث میں تین چیزوں کا ذکر ہے ایک میں نے زیادہ کی ہے میں نہیں جانتا کہ وہ ان میں کون سی ہے۔

فائدہ: بلا اس حالت کو کہتے ہیں کہ امتحان کیا جائے اور فتنہ میں ڈالا جائے اس میں آدمی اور دشوار ہو اوپر اس کے اور مراد بلا سے مصیبتیں ہیں کہ پہنچیں آدمی کو دین یا دنیا میں اور صبر نہ کر سکے ان کے واقع ہونے پر اور بری تقدیر سے مراد وہ چیزیں ہیں کہ بری ہوں آدمی کے حق میں اور دشمنوں کے خوش ہونے یعنی ہم کو دین یا دنیا میں ایسی کوئی مصیبت نہ پہنچے کہ اس سے دشمن خوش ہوں سو یہ دعا شامل ہے سب مطالب کو اور جو جملہ کہ سفیان نے اس حدیث میں زیادہ کیا ہے وہ شماتة الاعداء ہے پھر ہر ایک جملہ ان تین جملوں سے مستقل ہے اس واسطے کہ ہر امر کہ برا ہو دیکھا جاتا ہے اس میں جہت مبدء کی سے اور وہ بری تقدیر ہے اور جہت معاد کی سے اور وہ پہنچنا بدبختی کا ہے اس واسطے کہ بدبختی آخرت کی وہی ہے بدبختی حقیقی اور جہت معاش کی سے اور وہ مشقت بلا کی ہے اور بہر حال خوش ہونا دشمنوں کا سو واقع ہوتا ہے واسطے اس شخص کے کہ واقع ہو واسطے اس کے ہر ایک تین خصلتوں میں سے اور کہا ابن بطال نے کہ مشقت بلا کی ہر وہ چیز ہے جو پہنچے آدمی کو شدت مشقت سے جس کے اٹھانے کی اس کو طاقت نہ ہو اور اس کو دفع نہ کر سکے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ جہد بلا کے کم ہونا مال کا اور بہت ہونا عیال کا ہے اور اس طرح آیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور حق یہ ہے کہ یہ ایک فرد ہے بلا کے افراد سے اور بعض نے کہا کہ وہ چیز ہے کہ اختیار کرے موت کو اوپر اس کے اور بدبختی کا پہنچنا ہوتا ہے دنیا کے کاموں میں اور آخرت کے کاموں میں اور اسی طرح بری تقدیر بھی عام ہے نفس اور اہل اور مال اور اولاد اور خاتمہ میں اور معاد میں کہا اور مراد ساتھ قضا کے وہ چیز ہے جو مقدر کی گئی اس واسطے کہ حکم اللہ تعالیٰ کا اچھا ہے اس میں بدی نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پناہ مانگی ساتھ ان کلمات کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

واسطے تعلیم امت اپنی کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو ان سب بلاؤں سے امن میں رکھا تھا میں کہتا ہوں اور یہ متعین نہیں ہے بلکہ احتمال ہے کہ پناہ مانگی ہو ساتھ رب اپنے کے واقع ہونے ان بلاؤں کے سے ساتھ امت اپنی کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث میں دلالت ہے واسطے مستحب ہونے استعاذہ کے ان چیزوں سے اور اجماع کیا ہے اس پر سب علماء نے اور خلاف کیا ہے اس میں زاہدوں کی ایک جماعت نے اور اس حدیث میں ہے کہ سجع والا کلام نہیں مکروہ ہے جب کہ صادر ہو بغیر قصد اور بغیر تکلف کے اور اس میں مشروع ہونا استعاذہ کا ہے اور نہیں معارض ہے یہ اس چیز کو کہ پہلے گزر چکی ہو تقدیر میں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ بھی اس چیز میں ہو جو مقدر کی گئی تقدیر میں اس واسطے کہ کبھی تقدیر میں کسی بندے کی لکھا ہوتا ہے کہ وہ بلا میں مبتلا ہو گا اور یہ بھی تقدیر میں لکھا ہوتا ہے کہ اگر یہ دعا کرے گا تو اس کی بلا دفع ہو گی پس قضا محتمل ہے واسطے دفع اور مدفوع کے اور فائدہ پناہ مانگنے اور دعا کرنے کا ظاہر کرنا بندے کا ہے اپنے فاقہ کو آگے رب اپنے کے اور زاری کرنی اس کی طرف اس کی۔ (فتح)

بَابُ دُعَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى

دعا کرنا حضرت ﷺ کا ساتھ اس دعا کے کہ الٰہی! میں بلند رتبے کے رفیقوں کا ساتھ چاہتا ہوں

۵۸۷۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِي رِجَالٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ لَنْ يُّقْبَضَ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهٖ وَرَأْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهٗ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى قُلْتُ إِذًا لَا يَخْتَارُنَا وَعَلِمْتُ أَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ قَالَتْ فَكَانَتْ تِلْكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى.

۵۸۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فرماتے تھے اس حال میں کہ تندرست تھے کہ کوئی پیغمبر ہرگز نہیں مرتا جب تک کہ اپنا مکان بہشت میں نہیں دیکھ لیتا پھر مرنے جینے میں اس کو اختیار دیا جاتا ہے سو جب موت حضرت ﷺ پر اتری اور آپ کا سر میری ران پر تھا تو ایک گھڑی آپ بیہوش ہوئے پھر ہوش میں آئے سو اپنی آنکھ کو چھت کی طرف لگایا پھر فرمایا کہ الٰہی! بلند رتبہ والے رفیقوں کا ساتھ چاہتا ہوں میں نے کہا کہ اب ہم کو اختیار نہیں کریں گے اور میں نے معلوم کیا کہ یہی مطلب تھا اس حدیث کا جو ہم سے بیان کیا کرتے تھے صحت کی حالت میں سو تھا یہ آخر کلمہ کیا ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے الٰہی! میں بلند رتبہ والے رفیقوں کا ساتھ چاہتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے اور تعلق اس کا ساتھ ناقل کے اس جہت سے ہے کہ اس میں اشارہ ہے طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ حضرت ﷺ جب بیمار ہوتے تھے تو اپنے بدن پر معوذات کے ساتھ دم کرتے تھے اور قضیہ بیان کرنے اس کے کا اس جگہ یہ ہے کہ نہیں پناہ مانگی حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے مرض الموت میں۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ بِالْمَوْتِ وَالْحَيَاةِ

دعا کرنا ساتھ مرنے اور جینے کے

٥٨٧٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ أَتَيْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعًا قَالَ لَوْلَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ.

٥٨٧٣۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں خباب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے سات داغ کروائے تھے کہا کہ اگر حضرت ﷺ نے ہم کو موت کی دعا مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا مانگتا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ قَالَ أَتَيْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعًا فِيْ بَطْنِهٖ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ لَوْلَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ .

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں خباب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور حالانکہ اس نے اپنے پیٹ میں سات داغ کروائے تھے سو میں نے اس سے کہتے سنا کہ اگر حضرت ﷺ نے ہم کو موت کی دعا مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا مانگتا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب عیادۃ المرضٰی میں گزر چکی ہے۔

٥٨٧٤ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدٌ مِّنْكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهٖ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا لِلْمَوْتِ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ.

٥٨٧٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی موت کی آرزو نہ کیا کرے کسی تکلیف سے جو اس پر اتری ہو سو اگر کسی کو موت کی آرزو کرنا ضروری ہو تو چاہیے کہ یوں کہے کہ الٰہی! زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے حق میں بہتر ہو اور مجھ کو موت دے اگر موت میرے حق میں بہتر ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی وہیں گزر چکی ہے۔

بَابُ الدُّعَآءِ لِلصِّبْيَانِ بِالْبَرَكَةِ وَمَسْحِ رُؤُوْسِهِمْ

لڑکوں کے واسطے برکت کی دعا کرنا اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرنا

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جو کسی یتیم کے سر پر محض اللہ کے واسطے ہاتھ پھیرے ہوتی ہے واسطے اس کے نیکی ساتھ ہر بال کے جس پر اس کا ہاتھ گزرا روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور اس کی سند ضعیف ہے اور احمد کی روایت میں ہے کہ شکایت کی ایک مرد نے طرف حضرت ﷺ کی دل کی سختی کی فرمایا کہ محتاج کو کھانا کھلا اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کی سند حسن ہے۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُو مُوسٰى وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ

اور کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا سو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے برکت کی دعا کی

٥٨٧٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهٖ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ إِلٰى خَاتَمِهٖ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

٥٨٧٥۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری خالہ مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس لے گئی سو اس نے کہا کہ یا حضرت! میرا بھانجا بیمار ہے حضرت ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے واسطے برکت کی دعا کی پھر وضو کیا سو میں نے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا پھر میں آپ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہوا سو میں نے آپ کی خاتم النبوۃ کو دیکھا جو آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان تھی مثل انڈے جانور کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح باب خاتم النبوۃ میں گزر چکی ہے۔

٥٨٧٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ عُقَيْلٍ أَنَّهٗ كَانَ يَخْرُجُ بِهٖ جَدُّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ مِّنَ السُّوْقِ أَوْ إِلَى السُّوْقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عُمَرَ فَيَقُوْلَانِ أَشْرِكْنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ

٥٨٧٦۔ حضرت ابو عقیل سے روایت ہے کہ اس کا دادا عبداللہ بن ہشام اس کے ساتھ بازار کی طرف نکلتا تھا یا کہا بازار سے سو اناج خریدتا تھا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس سے ملتے اور کہتے کہ ہم کو شریک کر اس واسطے کہ حضرت ﷺ تیرے واسطے برکت کی دعا کی ہے سو وہ ان کو شریک کرتا سو اکثر اوقات ہو بہو سواری کو پہنچتا یعنی اونٹ کا سارا بوجھ نفع حاصل ہوتا سو اس کو اپنے گھر کی طرف بھیجتا۔

فَيُشْرِكُهُمْ فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح شرکت میں گزر چکی ہے۔

٥٨٧٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ وَهُوَ الَّذِي مَجَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ غُلَامٌ مِّنْ بِئْرِهِمْ.

۵۸۷۷۔ حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ وہی ہے جس کے منہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی ماری تھی یعنی اپنی کلی کا پانی اس کے منہ میں مارا تھا اور حالانکہ وہ لڑکا تھا ان کے کنویں سے۔

٥٨٧٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُو لَهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَآءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

۵۸۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لڑکے لائے جاتے تھے سو ان کے واسطے دعا کرتے سو ایک لڑکا آپ کے پاس لایا گیا اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پر پیشاب کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور اس کو اس کے اوپر بہایا اور اس کو نہ دھویا۔

٥٨٧٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَسَحَ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ.

۵۸۷۹۔ حضرت عبداللہ بن ثعلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے منہ پر ہاتھ پھیرا تھا کہ اس نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا ایک رکعت کے ساتھ وتر کرتا تھا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری غزوہ فتح میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح بھی اسی جگہ گزر چکی ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا بیان

فائدہ: یہ اطلاق احتمال رکھتا ہے اس کے حکم کا اور فضل کا اور اس کی صفت کا اور اس کے محل کا اور اقتصار کرنا اس چیز پر کہ وارد کیا ہے اس کو باب میں دلالت کرتا ہے مراد رکھنے تیسرے معنی کے اور کبھی لیا جاتا ہے اس سے دوسرا بھی

بہر حال حکم اس کا سو اس میں علماء کے دس مذہب ہیں، اول قول ابن جریر طبری کا ہے کہ وہ مستحبات سے ہے اور دعویٰ کیا ہے اس نے اجماع کا اوپر اس کے، دوسرا قول مقابل اس کا اور وہ نقل کرنا ابن قصار وغیرہ کا ہے اجماع کو اس پر کہ واجب ہے درود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فی الجملہ بغیر حصر کے لیکن کم تر درجہ وہ ہے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے اجزا ایک مرتبہ ہے، تیسرا قول واجب ہے عمر میں نماز میں یا اس کے غیر میں اور وہ مثل کلمہ توحید کی ہے یہ قول ابوبکر رازی کا ہے حنفیہ سے اور ابن حزم وغیرہ کا اور کہا قرطبی مفسر نے کہ نہیں خلاف ہے بیچ واجب ہونے اس کے عمر میں ایک بار اور یہ کہ وہ واجب ہے ہر وقت میں مانند واجب ہونے سنتوں مؤکدہ کی، چوتھا قول واجب ہے قعدہ آخر نماز میں اور درمیان قول تشہد اور اسلام تحلل کے یہ قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے تابعداروں کا ہے، پانچواں واجب ہے تشہد میں یہ قول شعبی کا ہے، چھٹا قول واجب ہے نماز میں بغیر معین کرنے جگہ اس کی کے منقول ہے یہ ابو جعفر باقر سے، ساتواں قول واجب ہے اکثار اس سے بغیر تقیید کے ساتھ عدد معین کے یہ قول ابوبکر بن بکیر کا ہے مالکیہ سے، آٹھواں قول جب ذکر کیا جائے نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول طحاوی اور ایک جماعت حنفیہ کا ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت شافعیہ کا اور کہا ابن عربی نے مالکیہ سے کہ وہ احوط ہے یعنی اس میں احتیاط ہے، نواں ہر مجلس میں ایک بار اگرچہ مکرر ہو ذکر آپ کا کئی بار حکایت کیا ہے اس کو زمخشری نے، دسواں ہر دعا میں اس کو بھی زمخشری نے حکایت کیا ہے اور بہر حال محل اس کا سو لیا جاتا ہے اس چیز سے کہ وارد کیا ہے میں نے اس کو آراء سے اور بہر حال صفت اس کی سو وہ اصل ہے اس چیز کا کہ اعتبار کیا جاتا ہے اوپر اس کے باب کی حدیثوں میں۔ (فتح)

٥٨٨٠ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِيْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ أَلَا أُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ.

٥٨٨٠۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مجھ سے ملا سو اس نے کہا کہ کیا میں تجھ کو ایک تحفہ نہ دوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر ہمارے پاس تشریف لائے سو ہم نے کہا کہ یا حضرت! ہم نے جانا کہ آپ کو کس طرح سلام کریں سو ہم آپ پر کس طرح درود پڑھیں؟ فرمایا یوں درود پڑھا کرو، الٰہی! اپنی مہر کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جیسے تو نے مہر کی ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو سب خوبیوں سے سراہا بڑائی والا ہے الٰہی! برکت کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام پر بیشک تو سب خوبیوں سے سراہا بڑائی والا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے **کیف الصلوٰۃ علیکم اہل البیت وان اللہ قد علمنا کیف نسلم** یعنی کس طرح ہے درود اوپر تمہارے اے اہل بیت! سو بے شک اللہ تعالیٰ نے سکھلائی ہے ہم کو کیفیت سلام کی اوپر آپ کے آپ کی زبان پر اور آپ کے بیان سے اور بہرحال لانا صغیر جمع کا اس کے قول علیکم میں سو بے شک بیان کی ہے مراد اپنی ساتھ قول اپنے کے اے اہل بیت! اس واسطے کہ اگر اقتصار کرتا اوپر اس کے تو احتمال تھا کہ ارادہ کیا جاتا ساتھ اس کے تعظیم کا اور ساتھ اس کے حاصل ہو گی مطابقت جواب کی واسطے سوال کے جس جگہ کہا کہ محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر اور ساتھ اس کے استغناء حاصل ہو گا اس شخص کے قول سے جو کہتا ہے کہ جواب میں زیادتی ہے سوال پر اس واسطے کہ سوال واقع ہوا ہے کیفیت درود کی سے سو واقع ہوا جواب ساتھ زیادتی کیفیت درود کے آپ کی آل پر، قولہ ہم آپ کو کس طرح سلام کریں کہا بیہقی نے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس سلام کی جو تشہد میں ہے اور وہ قول آپ کا ہے **السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ** پس ہو گی مراد ساتھ قول ان کے کہ ہم کس طرح درود پڑھیں یعنی بعد تشہد کے اور تفسیر سلام کے اسلام کی ساتھ اس کے ظاہر ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اس میں احتمال ہے اور وہ یہ کہ مراد ساتھ اس کے وہ اسلام ہے جس کے ساتھ حلال ہوتا ہے آدمی نماز سے اور کہا کہ اول قول ظاہر تر ہے اور رد کیا ہے بعض نے احتمال مذکور کو ساتھ اس کے کہ سلام حلال ہونے کا نہیں مقید ہے ساتھ اس کے اتفاقا اتفاق میں نظر ہے کہ مالکیہ کی ایک جماعت نے جزم کیا ہے ساتھ اس کے کہ مستحب ہے واسطے نمازی کے یہ کہ کہے وقت سلام تحلل کے **السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علیکم** اور کیف سے کیا مراد ہے اس میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ مراد سوال صلوٰۃ کے معنوں سے ہے جو مامور بھا ہے کہ کس لفظ کے ساتھ ادا کی جائے اور بعض نے کہا کہ صفت اس کی سے کہا عیاض نے کہ جب کہ تھا لفظ صلوٰۃ کا جو مامور بھا ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے صلوا علیہ احتمال رکھتا رحمت اور دعا اور تعظیم کا تو انہوں نے سوال کیا کہ کس لفظ سے ادا کیا جائے اور ترجیح دی ہے باجی نے اس بات کو کہ سوال تو فقط اس کی صفت سے واقع ہوا ہے نہ اس کی جنس سے اور یہ ظاہر تر ہے اس واسطے کہ لفظ کیف کا ظاہر ہے صفت میں اور بہرحال جنس سو سوال کیا جاتا ہے اس سے ساتھ لفظ ما کے اور باعث واسطے ان کے اس پر یہ ہے کہ سلام جب کہ پہلے گزر چکا ہے ساتھ لفظ لفظ مخصوص اور وہ **السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ** ہے تو اس سے سمجھا گیا کہ درود بھی واقع ہو گا ساتھ لفظ مخصوص کے اور عدول کیا انہوں نے قیاس سے واسطے امکان واقف ہونے نص پر خاص کر ذکر کے الفاظ میں کہ وہ خارج ہیں قیاس سے غالبا سو واقع ہوا امر جس طرح کہ انہوں نے سمجھا اس واسطے کہ نہیں کہا واسطے ان کے کہ کہو **الصلاۃ علیك ایھا النبی** الخ اور نہ یہ کہ کہو **الصلوٰۃ والسلام علیك** الخ بلکہ سکھلایا ان کو صیغہ اور قولہ **اللھم** کہا نضر بن شمیل نے کہ جس نے کہا **اللھم** اس نے سوال کیا اللہ تعالیٰ سے ساتھ تمام اسموں اس کے، قولہ صل ابی العالیہ سے روایت ہے کہ معنی صلوٰۃ اللہ علی نبیہ کی ثنا

ہے اللہ تعالیٰ کی اپنے پیغمبر پر اور معنی صلوٰۃ فرشتوں کے اوپر آپ کی دعا ان کی ہے واسطے آپ کے اور مقاتل سے ہے کہ صلاۃ اللہ سے مراد مغفرت اس کی ہے اور صلاۃ الملائکۃ سے مراد استغفار ان کا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معنی صلاۃ الرب کی رحمت ہیں اور صلاۃ الملائکۃ کے معنی استغفار ہیں اور اولیٰ سب اقوال سے قول ابوالعالیہ کا ہے کہ معنی صلاۃ اللہ علی نبیہ کی ثنا ہے اللہ تعالیٰ کی اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تعظیم آپ کی اور صلوٰۃ ملائکہ وغیرھم کی اوپر آپ کے طلب کرنا اس چیز کا ہے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ سے اور مراد طلب کرنا زیادتی کا ہے نہ طلب کرنا اصل صلوٰۃ کا اور کہا گیا کہ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق پر خاص ہوتی ہے اور عام ہوئی ہے پس صلوٰۃ اس کی اس کے پیغمبروں پر ثناء اور تعظیم ہے اور صلوٰۃ اس کے غیروں پر رحمت ہے کہ وہی ہے جس نے سما لیا ہے ہر چیز کو اور نقل کیا ہے عیاض قشیری سے کہ مراد صلوٰۃ اللہ سے پیغمبر پر تشریف ہے اور زیادتی تعظیم کی ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے اور لوگوں پر رحمت ہے اور ساتھ اس تقدیر کے ظاہر ہوگا فرق درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور درمیان لوگوں کے جس جگہ کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ﴾ اور دوسری جگہ فرمایا ﴿هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ﴾ اور یہ بات معلوم ہے کہ جو قدر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لائق ہے وہ بلند تر ہے اس چیز سے کہ لائق ہے ساتھ غیر اس کے اور اجماع منعقد ہوا ہے اس پر کہ اس آیت میں تعظیم ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تکریم ہے جو نہیں ہے اس کے غیر میں اور اختلاف ہے بیچ جائز ہونے صلوٰۃ کے اور غیر پیغمبروں کے یعنی پیغمبروں کے سوائے اور لوگوں پر صلوٰۃ کہنا جائز ہے یا نہیں اور اگر صلوٰۃ کے معنی رحم ہوں تو البتہ جائز ہوگا واسطے غیر پیغمبروں کے اور اگر اس کے معنی برکت یا رحمت کے ہوں تو البتہ ساقط ہو وجوب تشہد میں نزدیک اس شخص کے جو اس کو واجب کہتا ہے ساتھ قول نمازی کے تشہد میں السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبركاته اور ممکن ہے خلاصی اس سے ساتھ اس کے کہ واقع ہوا ہے بطریق عقد کے پس ضروری ہے لانا اس کا اگرچہ سابق ہو لانا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر اس کے اور درود کے الفاظ حدیثوں میں مختلف طور سے آئے ہیں کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ لائق ہے سب کو جمع کیا جائے اور ظاہر یہ ہے کہ افضل واسطے اس شخص کے کہ تشہد بیٹھے یہ ہے کہ اکمل روایت کو لائے یعنی جو روایت کہ کامل پڑھے اس کو لائے اور کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ یہ کیفیت نہیں وارد ہوئی ہے مجموع کسی طریق میں طریق سے اور اولیٰ یہ ہے کہ استعمال کیا جائے ہر لفظ کو الگ الگ پس ساتھ اس کے حاصل ہوگا لانا ساتھ تمام اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بخلاف اس کے جب کہ سب کو ایک بار اکٹھا کہے اس واسطے کہ غالب گمان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہیں کیا یعنی سب الفاظ تشہد کو ایک بار اٹھا کر کے کہنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں بلکہ کبھی کسی طرح کہا اور کبھی کسی طرح اور ایک روایت میں تشہد کے آخر میں اتنا لفظ زیادہ ہے وعلینا معھم اور تعاقب کیا ہے ابن عربی نے اس زیادتی کا سو کہا اس نے کہ یہ ایک چیز ہے کہ منفرد ہوا ہے ساتھ اس کے زائدہ راوی پس نہ اعتبار کیا جائے گا اوپر اس کے اس واسطے

کہ لوگوں کو آل کے معنی میں بڑا اختلاف ہے ایک معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ امت آپ کی ہے پس نہ باقی رہے گا واسطے تکرار کے کوئی فائدہ اور نیز اختلاف کیا ہے انہوں نے بیچ جواز صلوٰۃ کے غیر پیغمبروں پر سو ہم نہیں دیکھتے کہ شریک کریں اس خصوصیت میں ساتھ محمد ﷺ کے اور آپ کی آل کے کسی کو اور تعاقب کیا ہے اس کا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ زائدہ اثبات سے ہے سو اس کا اکیلا ہونا مضر نہیں باوجود اس کے کہ وہ اکیلا بھی نہیں ہے اس واسطے کہ روایت کیا ہے اس کو اسماعیل قاضی نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اور اس کے اخیر میں ہے وعلینا معهم اور بہرحال ایراد اول سو وہ خاص ہے ساتھ اس شخص کے جو دیکھتا ہے کہ معنی آل کے سب امت ہیں اور باوجود اس کے نہیں معنی ہیں عطف خاص کا عام پر اور بہرحال ایراد دوسرا سو ہم نہیں جانتے کہ کسی نے اس کو منع کیا ہے اور خلاف تو صرف اس میں ہے کہ صلوٰۃ کا کہنا بالاستقلال جائز ہے یا نہیں اور البتہ مشروع ہے دعا واسطے احاد کے ساتھ اس چیز کے کہ دعا کی ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے واسطے نفس اپنے کے حدیث میں اللّٰھم انی اسألك من خیر ما سألك منه محمد اور یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور کہا ابن قیم نے کہ نص کی ہے شافعی رحمہ اللہ نے اس پر کہ اختلاف بیچ الفاظ تشہد کے اور مانند اس کی کے مثل اختلاف کے ہے قرأتوں میں اور نہیں کہا ہے کسی امام نے ساتھ مستحب ہونے تلاوت کے ساتھ جمیع الفاظ مختلفہ کے حرف واحد میں قرآن سے اگرچہ بعض نے اس کو تعلیم کے وقت تمرین کے واسطے جائز رکھا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اگر ہو ایک لفظ ساتھ معنی لفظ دوسرے کے برابر جیسا کہ ازواج وامہات المؤمنین دونوں لفظ کے ایک معنی ہیں تو اولیٰ اختصار کرنا ہے ہر بار مین ایک لفظ پر دونوں میں سے یعنی صرف ایک لفظ کہے دونوں لفظ نہ کہے اور اگر ہو کوئی لفظ مستقل ساتھ زیادہ معنی کے کہ دوسرے لفظ میں نہ ہوں تو اولیٰ لانا ہے اس کو اور محمول کیا جائے گا اس پر کہ یاد رکھا دوسرے بعض نے اور کہا ایک گروہ نے انہیں سے ہے طبری کہ یہ اختلاف مباح سے ہے سو جس لفظ کو آدمی ذکر کرے کفایت کرتا ہے اور افضل یہ ہے کہ استعمال کرے اکمل اور ابلغ لفظ کو اور استعمال کیا ہے اس نے اس پر ساتھ اختلاف نقل کے اصحاب سے اور دعویٰ کیا ہے ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ اکثر حدیثیں بلکہ سب تصریح کرنے والی ہیں ساتھ ذکر محمد ﷺ کے اور آل محمد ﷺ کے اور ساتھ ذکر آل ابراہیم علیہ السلام کے فقط اور نہیں آیا ہے کسی حدیث صحیح میں لفظ ابراہیم علیہ السلام وآل ابراہیم علیہ السلام کا اکٹھا، میں کہتا ہوں اور غافل ہوا ہے ابن قیم رحمہ اللہ اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے صحیح بخاری میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے طریق سے ساتھ اس لفظ سے کے كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد وكذا في قوله باركت اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو طبری وغیرہ نے بہت طریقوں سے اور حق یہ ہے کہ ذکر محمد ﷺ کا اور آل محمد ﷺ اور ابراہیم علیہ السلام کا اور آل ابراہیم علیہ السلام کا ثابت ہے بیچ اصل حدیث کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یاد رکھا ہے بعض راویوں نے جو نہیں یاد رکھا ہے بعض دوسروں نے اور روایت میں اتنا زیادہ ہے وترحم علی محمد وعلی آل

محمد کما ترحمت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم اور یہ زیادتی ضعیف ہے لیکن اگر اس کو سلام اور صلوٰۃ کے ساتھ جوڑ کر کہا جائے تو جائز ہے اور ابن عربی نے اس کو منع کیا ہے اور کہا ابوالقاسم انصاری نے کہ یہ جائز ہے صلاۃ کے ساتھ جوڑ کر اور نہیں جائز ہے تنہا اور نقل کیا ہے عیاض نے جمہور سے جواز مطلق اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ وہ صحیح ہے واسطے وارد ہونے حدیثوں کے ساتھ اس کے اور مخالفت کی ہے اس کی غیر اس کے نے سو ذخیرہ میں محمد سے ہے کہ مکروہ ہے یہ واسطے وہم نقص کے اس واسطے کہ رحمت غالبًا ہوتی ہے اس فعل سے کہ ملامت کی جائے اوپر اس کے اور جزم کیا ہے ابن عبدالبر نے ساتھ منع کے سو اس نے کہا کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے جب ذکر کرے حضرت ﷺ کو تو کہے رحمۃ اللہ اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو درود پڑھے مجھ پر اور یہ نہیں کہا کہ من ترحم علی اور نہ من دعا لی اگرچہ صلوٰۃ کے معنی رحمت کے ہیں لیکن خاص کیا گیا ہے یہ لفظ واسطے تعظیم آپ کی کے سو نہ عدول کیا جائے گا اس سے طرف غیر اس کے کی اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ اور یہ بحث خوب ہے۔

قولہ وعلی آل محمد، الخ کہا گیا ہے کہ اصل آل کا اہل ہے بدل کی گئی ہا ساتھ ہمزہ کے پھر سہل کی گئی یعنی آسانی کے ساتھ پڑھی گئی اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے آل فلاں کا اس کے نفس پر اور اس پر اور ان لوگوں پر جو اس کی طرف منسوب ہیں اکٹھا اور ضابطہ اس کا یہ ہے کہ جب کہا جائے کہ فلانے کی آل نے یہ کام کیا ہے تو داخل ہوتا ہے وہ بیچ ان کے مگر ساتھ قرینہ کے اور اس کے شواہد سے ہے قول حضرت ﷺ کا واسطے حسین بن علی کے انا آل محمد لا تحل لنا الصدقة یعنی ہم محمد ﷺ کی آل ہیں ہم کو صدقہ حلال نہیں ہے اور اگر دونوں ذکر کیے جائیں تو نہیں داخل ہوتا ہے بیچ ان کے اور جب کہ مختلف ہوئے الفاظ حدیث کے کہ کسی روایت میں دونوں اکٹھے ہیں اور کسی میں فقط ایک ہی تو ہوگا اولیٰ محامل یہ کہ حمل کیا جائے اس پر کہ حضرت ﷺ نے یہ سب الفاظ کہے ہیں سو بعض راویوں نے یاد رکھا جو دوسرے بعض نے یاد نہیں رکھا اور بہر حال محمول کرنا اس کو اوپر تعدد قصے کے سو بعید ہے اور اختلاف ہے اس میں کہ اس حدیث میں آل محمد ﷺ سے کیا مراد ہے راجح یہ ہے کہ مراد وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے اور اختیار کیا ہے اس کو جمہور نے اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا واسطے حسین رضی اللہ عنہ کے کہ ہم محمد ﷺ کی آل کو صدقہ حلال نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ لوگوں کی میل ہے نہ محمد ﷺ کو حلال ہے اور نہ اس کی آل کو اور کہا احمد نے کہ مراد ساتھ آل محمد ﷺ کے تشہد کی حدیث میں اہل بیت حضرت ﷺ کے ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ آل کے آپ کی بیویاں اور اولاد ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تینوں لفظ اکٹھے وارد ہو چکے ہیں پس محمول ہوگا اس پر کہ یاد رکھا ہے بعض راویوں نے جو نہیں یاد رکھا ہے دوسرے بعض نے پس مراد ساتھ آل کے تشہد میں ازواج ہیں اور جن پر صدقہ حرام ہے ان میں اولاد بھی داخل ہے اور ساتھ اس کے

حاصل ہو گی تطبیق درمیان حدیثوں کے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ آل کے تمام امت ہے کہا ابن عربی نے کہ میل کی ہے اس کی طرف مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اور اختیار کیا ہے اس کو زہری نے اور ترجیح دی ہے اس کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں۔

قولہ کما صلیت علی آل ابراھیم مشہور ہوا ہے سوال موقع تشبیہ سے باوجود اس کے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ مشبہ یعنی وہ چیز کہ تشبیہ دی گئی کم ہوتی ہے مشبہ بہ سے یعنی اس چیز سے کہ تشبیہ دی گئی ساتھ اس کے یعنی تشبیہ دی گئی ہے اس جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے درود بھیجنے میں پس اس سے لازم آتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ابراہیم علیہ السلام سے کم ہو اور حالانکہ واقع میں اس کا برخلاف ہے اس واسطے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تنہا افضل ہیں آل ابراہیم علیہ السلام سے خاص کر جوڑی گئی ہے ساتھ آپ کے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل ہونے کا یہ ہے کہ ہو درود مطلوب افضل ہر درود سے کہ حاصل ہوا یا حاصل ہو گا واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جواب دیا گیا ہے اس سے ساتھ کئی وجہ کے اول یہ کہ کہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پہلے اس سے کہ آپ کو معلوم ہو کہ آپ افضل ہیں ابراہیم علیہ السلام سے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ اگر اس طرح ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس درود کو بدل ڈالتے اس کے بعد کہ آپ نے جانا کہ آپ ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں، دوسرا یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تواضع کے مشروع کیا اس کو واسطے امت اپنی کے تا کہ حاصل کریں ساتھ اس کے فضیلت کو، تیسرا یہ کہ تشبیہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے اصل درود کے ہے ساتھ اصل درود کے نہ واسطے قدر کے ساتھ قدر کے، پس وہ مانند قول اللہ تعالیٰ کی ہے ﴿اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ كَمَا اَوْحَيْنَا اِلٰى نُوْحٍ﴾ اور قول اللہ تعالیٰ کے ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَاَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ﴾ اور ترجیح دی ہے اس جواب کو قرطبی نے مفہم میں، چوتھا یہ کہ کاف واسطے تعلیل کے ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے ﴿كَمَا اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ﴾ اور ﴿فَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدَاكُمْ﴾ اور بعض نے کہا کہ کاف واسطے تشبیہ کے ہے اور عدول کیا گیا ہے اس سے واسطے اعلام کے ساتھ خصوصیت مطلوب کے، پانچواں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خلیل بنائے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور یہ کہ بنائے واسطے آپ کے لسان صدق کے جیسے کہ ابراہیم علیہ السلام کے واسطے کی جوڑی گئی ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہوئی ہے واسطے آپ کے محبت سے اور وارد ہوتا ہے اس پر جو وارد ہوتا ہے پہلے جواب پر اور قریب کیا ہے اس کو بعض نے ساتھ اس کے کہ وہ مثال دو مردوں کی ہے کہ ایک ہزار روپیہ کا مالک ہو اور دوسرا دو ہزار کا سو دو ہزار والا سوال کرے یہ کہ دیا جائے ہزار روپیہ اور نظیر اس کی کہ دیا گیا ہے اس کو پہلا سو دوسرے کے واسطے کئی گنا پہلے سے زیادہ روپیہ ہو گا، چھٹا یہ کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللھم صل علی محمد قطع کیا گیا ہے تشبیہ سے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشبیہ مراد نہیں پس ہو گی تشبیہ متعلق ساتھ قول اس کے کے وعلی آل محمد اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ نہیں ممکن

ہے کہ جو لوگ پیغمبروں کے سوائے ہیں وہ پیغمبروں کے مساوی ہوں سو کس طرح طلب کی جائے گی واسطے ان کے صلوٰۃ مثل اس صلوٰۃ کے کہ واقع ہوئی واسطے ابراہیم علیہ السلام کے اور پیغمبر لوگ ابراہیم علیہ السلام کی آل سے ہیں اور ممکن ہے جواب اس سے ساتھ اس کے کہ مطلوب ثواب ہے جو حاصل ہے واسطے ان کے نہ تمام صفتیں کہ ہوئی ہیں سبب واسطے ثواب کے، ساتواں یہ کہ تشبیہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے مجموع کے ہے ساتھ مجموع کے اس واسطے کہ پیغمبروں میں جو ابراہیم علیہ السلام کی آل سے ہیں کثرت ہے سو مقابلہ کیا جائے ان ذوات کثیرہ کو ابراہیم علیہ السلام سے اور آل ابراہیم علیہ السلام سے ساتھ صفات کثیرہ کے جو واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں تو ممکن ہے نفی کمی بیشی کی، آٹھواں یہ کہ تشبیہ بنظر اس چیز کے ہے کہ حاصل ہوتی ہے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درود ہر فرد فرد کے سے پس حاصل ہوگا مجموع درود پڑھنے والوں کے سے اول تعلیم سے آخر زمانے تک کئی گنا زیادہ اس چیز سے کہ آل ابراہیم علیہ السلام کے واسطے تھا، نواں یہ کہ تشبیہ راجع ہے طرف درود پڑھنے والوں کی اس چیز میں کہ حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے ثواب نہ بہ نسبت اس چیز کی کہ حاصل ہوتی ہے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثواب سے، دسواں دفع کرنا مقدمہ کا ہے جو اول میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے کہ مشبہ بہ افضل ہوتا ہے مشبہ سے اور یہ کہ یہ قاعدہ ہر جگہ جاری نہیں بلکہ تشبیہ کبھی برابر کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی اس سے کم کے ساتھ ہوتی ہے جیسا کہ بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ہے ﴿مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ﴾ یعنی اللہ کے نور کی کہاوت مثل طاق کی ہے جس میں چراغ ہو اور کیا چیز ہے نور طاق کا بہ نسبت نور اللہ تعالیٰ کے لیکن جب کہ تھی مراد مشبہ بہ سے یہ کہ ہو ہر چیز ظاہر واضح واسطے سامع کے تو خوب ہوئی تشبیہ نور کی ساتھ مشکوٰۃ کے اور اسی طرح اس جگہ جب کہ تھی تعظیم ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ درود پڑھنے کے اوپر ان کے مشہور واضح نزدیک سب گروہوں کے تو خوب ہوا یہ کہ طلب کی جائے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ درود پڑھنے کے اوپر ان کے مثل اس چیز کی کہ حاصل ہوئی ہے واسطے ابراہیم علیہ السلام کے اور آل ابراہیم علیہ السلام کے اور تائید کرتا ہے اس کو ختم کرنا طلب مذکور کا ساتھ قول اس کے **في العالمين** یعنی جیسا کہ ظاہر کیا ہے تو نے درود کو اوپر ابراہیم علیہ السلام کے اور آل ابراہیم علیہ السلام کے عالموں میں اسی واسطے نہیں واقع ہوا ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فی العالمین مگر بیچ ذکر آل ابراہیم علیہ السلام کے سوائے ذکر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ احسن جواب یہ ہے جو منسوب ہے طرف شافعی رحمہ اللہ کی کہ تشبیہ اصل صلوٰۃ کی ساتھ اصل صلوٰۃ کے ہے یا مجموع کی واسطے مجموع کے اور کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ احسن جواب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ثابت ہو چکا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ تفسیر اس آیت کی کہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ مُحَمَّدٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کی آل سے ہیں سو گویا کہ حکم کیا کہ ہم درود پڑھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر خصوصاً بقدر اس چیز کے کہ درود پڑھا ہم نے اوپر آپ کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے عموماً پس حاصل ہوگا واسطے آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کے جو لائق ہے

ساتھ ان کے اور باقی سب آپ کے واسطے رہے گا اور یہ قدر زائد ہے اس چیز سے کہ واسطے غیر اس کے ہے ابراہیم علیہ السلام کی آل سے قطعًا اور ظاہر ہوگا اس وقت فائدہ تشبیہ کا اور یہ کہ مطلوب ساتھ اس لفظ کے افضل ہے مطلوب سے ساتھ غیر اس لفظ کے۔

قولہ وبارك مراد ساتھ برکت کے اس جگہ زیادتی ہے خیر اور کرامت سے اور بعض نے کہا کہ مراد پاک کرنا ہے عیبوں سے اور تزکیہ اور بعض نے کہا کہ مراد ثابت کرنا اس کا ہے اور ہمیشگی اس کی اور حاصل یہ ہے کہ مطلوب یہ ہے کہ دی جائے ان کو پوری خیر اور یہ کہ ثابت ہو یہ اور بدستور ہے ہمیشہ اور مراد ساتھ عالمین کے اصناف مخلوق ہے اور بعض نے کہا کہ جس چیز کو کہ گھیرا ہے آسمان کے بطن نے اور بعض نے کہا کہ ہر محدث اور جو چیز کہ نئی پیدا ہوئی اور کہا گیا ہے ساتھ فیہ عقلا کے اور کہا گیا ہے کہ فقط جن اور آدمی۔

قولہ انك حميد مجيد حمید فعیل ہے حمد سے ساتھ معنی محمود کے اور ابلغ ہے اس سے اور حمید اس کو کہتے ہیں کہ حاصل ہوں واسطے اس کے صفات حمد سے کامل تر صفتیں اور بہر حال مجید سو وہ مجد سے ہے اور وہ صفت ہے اس شخص کی کہ کامل ہو شرف اور بزرگی میں اور وہ مستلزم ہے واسطے عظمت اور جلال کے اور مناسبت ختم اس دعا کی ساتھ ان دونوں ناموں کے جو عظیم ہیں یہ ہے کہ مطلوب تکریم اللہ کی ہے واسطے نبی اپنے کے اور ثناء اس کی واسطے آپ کے اور یہ مستلزم ہے طلب حمد اور مجد سو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ دونوں مثل تعلیل کی ہیں واسطے مطلوب کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ واجب ہے درود پڑھنا اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر نماز میں واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے اس حدیث کے بعض طریقوں میں **فكيف نصلي عليك اذا نحن صلينا عليك في صلاتنا** روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے اور صحیح کہا ہے اس کو ترمذی اور ابو خزیمہ وغیرہ نے اور البتہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس زیادتی کے شافعیہ کی ایک جماعت نے مانند ابن خزیمہ اور بیہقی کی واسطے واجب ہونے درود کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تشہد میں بعد تشہد کے سلام سے پہلے اور تعاقب کیا گیا ہے اس استدلال کا ساتھ اس کے کہ نہیں دلالت ہے بیچ اس کے اوپر اس کے بلکہ اس کے سوائے کچھ نہیں کہ فائدہ دیتی ہے یہ حدیث اس کا کہ واجب ہے لانا ساتھ ان لفظوں کا اس شخص پر جو درود پڑھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز میں اور برتقدیر اس کے کہ وہ دلالت کرے اوپر واجب ہونے اصل درود کے پس نہیں دلالت کرتی ہے اوپر اس محل مخصوص کے لیکن قریب کیا ہے اس کو بیہقی نے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزری کہ جب یہ آیت اتری اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو التحیات میں کیفیت سلام کی سکھلائی ہوئی تھی اور التحیات نماز کے اندر ہے سو انہوں نے درود کی کیفیت پوچھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو درود کی کیفیت سکھلائی سو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ساتھ اس کے واقع کرنا درود کا اوپر آپ کے تشہد میں ہے بعد فارغ ہونے کے تشہد سے جس کی تعلیم پہلے ان کو ہو چکی تھی اور بہر حال یہ احتمال کہ ہو یہ نماز سے باہر سو بعید ہے اور صحیح

تر جو وارد ہوا ہے اس میں اصحاب اور تابعین سے یہ ہے جو روایت کی ہے حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آدمی التحیات پڑھے پھر حضرت ﷺ پر درود پڑھے پھر اپنے واسطے دعا مانگے اور یہ قوی تر چیز ہے کہ حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے واسطے شافعی رحمہ اللہ کے اوپر وجوب کے اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو نماز میں تشہد سکھلایا اور یہ کہ آپ نے فرمایا کہ پھر چاہیے کہ اختیار کرے دعا جو چاہے سو جب ثابت ہوا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے امر ساتھ درود پڑھنے کے اوپر حضرت ﷺ کے دعا سے پہلے تو دلالت کی اس نے اس پر کہ حضرت ﷺ کو اطلاع ہوئی اوپر زیادتی کے جو درمیان تشہد اور دعا کے ہے پس دفع ہوگئی حجت اس شخص کی جو تمسک کرتا ہے ساتھ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اوپر دفع کرنے اس چیز کے جو مذہب شافعی رحمہ اللہ کا ہے مثل عیاض کی اور روایت کی ہے ترمذی نے عمر رضی اللہ عنہ سے موقوف کہ دعا موقوف رہتی ہے درمیان آسمان اور زمین کے نہیں چڑھتی اس سے کوئی چیز یہاں تک کہ حضرت ﷺ پر درود پڑھا جائے اور یہ مرفوع ہے حکما اس واسطے کہ ایسا قیاس سے نہیں کہا جاتا اور اس کے واسطے شاہد ہے مرفوع ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ساتھ سند جید کے کہا کہ نہیں ہوتی ہے نماز مگر ساتھ قرأت اور تشہد اور درود کے اور بیہقی نے سند قوی کے ساتھ شعبی سے روایت کی ہے کہ جو التحیات میں حضرت ﷺ پر درود نہ پڑھے سو چاہیے کہ نماز کو دوہرائے اور امام احمد رحمہ اللہ سے اس میں دو روایتیں ہیں ایک روایت ہے کہ اگر التحیات میں درود نہ پڑھے تو نماز کو دوہرائے اور اسی طرح مالکیہ کے نزدیک اختلاف ہے ذکر کیا ہے اس کو ابن حاجب رحمہ اللہ نے اور حنفیہ کے درمیان یہی اختلاف ہے طحاوی وغیرہ کا یہ قول ہے کہ واجب ہے درود پڑھنا حضرت ﷺ پر جس جگہ آپ کا نام ذکر کیا جائے اور مدد کی ہے ابن قیم رحمہ اللہ نے واسطے شافعی رحمہ اللہ کے سو کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ التحیات میں حضرت ﷺ پر درود پڑھنا مشروع اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو وجوب اور مستحب ہونے میں ہے اور بیچ تمسک اس شخص کے کہ نہیں واجب کرتا اس کو ساتھ عمل سلف کی نظر ہے اس واسطے کہ عمل ان کا اس کے موافق تھا مگر یہ کہ ارادہ کیا جائے ساتھ عمل کے اعتقاد پس حاجت ہوگی طرف نقل صریح کی ان سے ساتھ اس کی کہ وہ نہیں ہے واجب اور یہ کہاں پایا جائے گا اور میں نے نہیں دیکھی کسی صحابی اور تابعی سے تصریح ساتھ نہ واجب ہونے درود کے اوپر حضرت ﷺ کے مگر جو منقول ہے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے اور باوجود اس کے پس لفظ منقول اس سے مشعر ہے ساتھ اس کے کہ وہ غیر وجوب کے ساتھ قائل تھا اس واسطے کہ اس نے تعبیر کی ہے ساتھ اجزا کے یعنی کفایت کرتا ہے۔ (فتح)

٥٨٨١۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ وَّالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَّزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا

٥٨٨١۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے کہا یا حضرت! یہ سلام کرنا آپ کو سو ہم نے جانا سو کس طرح ہم درود پڑھیں اوپر آپ کے؟ فرمایا کہ یوں کہا کرو، الٰہی! مہر کر محمد ﷺ پر جو تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے جیسے تو نے

السَّلَامُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ إِبْرَاهِيْمَ.

مہر کی ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت کی محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر معین ہونے اس لفظ کے جو حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو سکھلایا بیچ بجالانے امر کے برابر ہے کہ ہم کہیں ساتھ وجوب مطلق کے یا مقید کے ساتھ نماز کے اور بہرحال معین ہونا اس کا نماز میں سو احمد سے ایک روایت میں واجب نہیں اور اختلاف ہے افضل میں سو احمد سے ہے کہ کامل تر چیز جو وارد ہوگی اور ایک روایت میں اختیار ہے اور بہرحال شافعیہ سو کہتے ہیں کہ کفایت کرتا ہے یہ کہ **اللھم صل علی محمد** اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا کفایت کرتا ہے لانا ساتھ اس چیز کے جو دلالت کرے اس پر جیسے کہے ساتھ لفظ حدیث کے سو کہے **صلی اللہ علی محمد** مثلاً اور صحیح تر کفایت کرنا اس کا ہے اور یہ اس واسطے کہ دعا ساتھ لفظ حدیث کے زیادہ مؤکد ہے پس ہوگی جائز بطریق اولیٰ اور جو منع کرتا ہے یعنی غیر لفظ ماثور کے ساتھ منع کرتا ہے وہ کھڑا ہوتا ہے نزدیک تعبد کے اور اسی کو ترجیح دی ہے ابن عربی نے بلکہ اس کا کلام دلالت کرتا ہے اس پر کہ ثواب وارد واسطے اس شخص کے ہے جو حضرت ﷺ پر درود پڑھے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے جو درود پڑھے ساتھ کیفیت مذکورہ کے اور اتفاق کیا ہے ہمارے اصحاب نے اس پر کہ نہیں کفایت کرتا ہے یہ کہ اقتصار کرے اوپر حدیث کے جیسے مثلاً کہے **الصلوٰۃ علی محمد** اس واسطے کہ نہیں ہے نسبت درود کی طرف اللہ تعالیٰ کے اور اختلاف ہے بیچ معین کرنے لفظ محمد ﷺ کے لیکن جائز رکھا ہے انہوں نے کفایت کرنے کو ساتھ وصف کے سوائے نام کے مانند نبی اور رسول اللہ کی اس واسطے کہ واقع ہوا ہے تعبد ساتھ لفظ محمد ﷺ کے پس نہ کفایت کرے گا بدلے اس کے مگر جو ہو اعلیٰ اس سے اسی واسطے انہوں نے کہا ہے کہ نہیں کفایت کرتا ہے ساتھ ضمیر کے اور نہ ساتھ احمد کے مثلاً اصح قول میں اُن دونوں میں باوجود مقدم ہونے ذکر آپ کے تشہد میں ساتھ قول اپنے کے النبی اور ساتھ قول اپنے کے محمد اور مذہب جمہور کا یہ ہے کہ کفایت کرتا ہے ساتھ ہر لفظ کے کہ ادا کرے مراد کو ساتھ درود کے اوپر حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ بعض نے کہا کہ اگر کہے **اشھد ان محمدا** ﷺ **عبدہ ورسولہ** بخلاف اس کے جب کہ مقدم کرے عبدہ ورسولہ کو اور یہ لائق ہے کہ مبنی کیا جائے اس پر کہ تشہد کے الفاظ میں ترتیب شرط نہیں اور یہ صحیح تر قول ہے لیکن دلیل اس کے مقابل کی قوی ہے واسطے قول ان کے **کما یعلمنا السورۃ** اور عمدہ قول جمہور کا بیچ کافی ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہے یہ ہے کہ وجوب اس کا ثابت ہوا ہے ساتھ نص قرآن کے ساتھ قول اللہ

تعالیٰ کے ﴿صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ سو جب اصحاب نے اس کی کیفیت پوچھی اور حضرت ﷺ نے ان کو کیفیت سکھلائی اور مختلف ہوئی نقل واسطے ان الفاظ کے تو اقتصار کیا گیا اس چیز پر کہ اتفاق ہے روایتوں کا اوپر اس کے اور چھوڑا گیا جو زیادہ ہے اوپر اس کے جیسا کہ تشہد میں ہے اور اگر متروک واجب ہوتا تو اس سے سکوت نہ کرتے اور اختلاف ہے بیچ واجب ہونے صلوٰۃ کے اوپر آل کے سوا اس کے معین ہونے میں بھی شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک دو روایتیں ہیں مشہور ان کے نزدیک یہ ہے کہ واجب نہیں اور یہ قول جمہور کا ہے اور دعویٰ کیا ہے بہت لوگوں نے اس میں اجماع کا اور اکثر شافعیہ نے جو وجوب کو ثابت کیا ہے تو منسوب کیا ہے اس کو طرف ترجی کی اور ابو اسحاق مروزی سے ہے اور وہ کبرا شافعیہ سے ہے کہ میں اعتقاد کرتا ہوں اس کے واجب ہونے کا کہا بیہقی نے کہ احادیث ثابتہ میں دلالت ہے اس چیز پر جو اس نے کہی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مشروع ہونے صلوٰۃ کے اوپر حضرت ﷺ کے اور آل آپ کی کے تشہد اول میں اور صحیح نزدیک شافعیہ کے استحباب صلوٰۃ کا ہے اوپر آپ کے فقط اس واسطے کہ مبنی ہے اوپر تخفیف کے اور بہر حال اول بنا کیا ہے اس کو اصحاب نے اوپر حکم اس کے بیچ تشہد اخیر کے اگر ہم قائل ہوں ساتھ وجوب کے، میں کہتا ہوں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ تعلیم حضرت ﷺ کی کے اپنے اصحاب کو کیفیت بعد سوال کرنے ان کے اس سے بایں طور کے یہ افضل کیفیت درود کی ہے اوپر آپ کے اس واسطے کہ نہیں اختیار کرتے حضرت ﷺ واسطے نفس اپنے کے مگر اشرف اور افضل کو اور مرتب ہوتا ہے اس پر کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ حضرت ﷺ پر افضل درود پڑھے تو طریق قسم کا پورا کرنے کا یہ ہے کہ اس درود کو پڑھے اور ابراہیم مروزی سے روایت ہے کہ پوری ہوتی ہے قسم اس کی جب کہ کلما ذکرہ الذاکرون و کلما سہا عن ذکرہ الغافلون کہے، میں کہتا ہوں کہ اگر جمع کرے درمیان اس کے سو کہے جو حدیث میں ہے اور جوڑے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ کے اثر کو تو شامل تر ہو اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ قصد کرے طرف تمام اس چیز کی کہ شامل ہیں اس کو روایتیں اور جس کی طرف دلیل راہ دکھلاتی ہے یہ ہے کہ برأت حاصل ہوتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ جس کو خوش لگے یہ کہ ماپے پورے پیمانے سے جب کہ ہم پر درود پڑھے تو چاہیے کہ کہے اللهم صل علی محمد النبی وازواجه امهات المؤمنين وذريته واهل بيته كما صليت على ابراهيم ،الحدیث اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے درود پڑھنا اوپر غیر پیغمبروں کے وسیاتی البحث فیه اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر رد قول نخعی کے کہ کفایت کرتا ہے بیچ بجا لانے امر درود کے قول اس کا السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبركاته تشہد میں اس واسطے کہ اگر ہوتا جس طرح کہ اس نے کہا تو البتہ راہ بتلاتے اپنے اصحاب کو حضرت ﷺ اس کی طرف اور اس کے سوائے اور یہ کیفیت ان کو نہ سکھلاتے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جدا کرنا صلوٰۃ کا سلام سے نہیں ہے مکروہ اور اسی طرح بالعکس اس واسطے کہ تعلیم

سلام کی درود کے سکھلانے سے پہلے تھی سو ایک مدت تک التحیات میں صرف سلام کو کہنا درود پڑھنے سے پہلے اور البتہ تصریح کی ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ کراہت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ وارد ہونے امر کے ساتھ دونوں کے آیت میں اکٹھے اور اس میں نظر ہے ہاں مکروہ ہے کہ تنہا کہا جائے درود اور سلام بالکل نہ کیا جائے لیکن اگر ایک وقت میں درود پڑھے اور دوسرے وقت میں سلام کہے تو ہوتا ہے وہ بجا لانے والا حکم کا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر فضیلت صلوٰۃ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس جہت سے کہ وارد ہوا ہے امر ساتھ اس کے اور کوشش کی اصحاب نے ساتھ سوال کے کیفیت اس کی سے اور البتہ وارد ہوئی ہیں بیچ فضیلت اس کی کے حدیثیں قوی جن کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نہیں کیا ان میں سے ایک یہ حدیث ہے جو روایت کی ہے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جو ایک بار مجھ پر درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو مجھ پر درود پڑھے خالص دل سے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے اور اس کے سبب سے اس کے دس درجے بلند کرتا ہے اور اس کے واسطے دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کی دس بدیاں مٹاتا ہے روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور ایک یہ حدیث ہے کہ بخیل ہے وہ شخص کہ میں اس کے پاس ذکر کیا جاؤں اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور ایک یہ حدیث ہے جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ بہشت کی راہ سے چوکا روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور ایک یہ حدیث ہے خاک میں ملا ناک اس شخص کا کہ میں اس کے پاس ذکر کیا گیا سو اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا اور ان حدیثوں کے سوائے اس باب میں جو وارد ہوئی ہیں حدیثیں بہت ضعیف اور واہی ہیں اور بہرحال جو حدیثیں کہ بنایا ہے ان کو واعظوں اور قصہ خوانوں نے سو ان کا تو کچھ شمار نہیں اور باوجود صحیح اور قوی حدیثوں کے اس باب میں واہی حدیثوں کی کچھ حاجت نہیں ہے کہا حلیمی نے کہ مقصود ساتھ درود پڑھنے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرابت حاصل کرنی ہے طرف اللہ تعالیٰ کی ساتھ بجا لانے امر اس کے کے اور ادا کرنے حق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ہم پر ہے اور پیروی کی ہے اس کی ابن عبدالسلام نے سو کہا کہ درود پڑھنا ہمارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں ہے شفاعت واسطے آپ کے اس واسطے کہ ہم سا آدمی ایسے پیغمبر عالی شان کی شفاعت نہیں کر سکتا لیکن ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کرتے ہیں، کہا ابن عربی نے کہ فائدہ درود کا پھرتا ہے طرف درود پڑھنے والے کی واسطے دلالت کرنے اس کے کے اوپر خالص عقیدے اور خالصیت کے اور اظہار محبت کے اور ہمیشگی کرنے کے بندگی پر اور احترام کے واسطے وسیلہ کریم کے صلی اللہ علیہ وسلم اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ احادیث مذکورہ کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کو واجب کہتا ہے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو اس واسطے کہ دعا ساتھ خاک آلود ناک کے اور ابعاد اور شقا کے اور بخل وغیرہ تقاضا کرتا ہے وعید کا اور وعید ترک پر وجوب کی نشانیوں سے ہے اور معنی کے اعتبار سے بھی اس واسطے کہ فائدہ درود کا بدلہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان کا اور احسان آپ کا بدستور ہے پس مؤکد ہوگا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو اور نیز تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ

کے ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ سو اگر نہ درود پڑھا جائے حضرت ﷺ پر جب کہ آپ کا ذکر کیا جائے تو ہوں گے اور لوگوں کی طرح اور جو اس کو واجب نہیں کہتا وہ کئی طور سے جواب دیتا ہے ایک یہ کہ یہ قول سے نہیں پہچانا گیا کسی سے اصحاب اور تابعین سے سو یہ قول مخترع ہے اور اگر یہ عموم پر ہوتا تو لازم آتا مؤذن کو اذان کی حالت میں اور اسی طرح اس کے سامع پر اور البتہ لازم آتا قاری پر جب کہ گزرے ذکر آپ کا قرآن میں اور البتہ لازم ہوتا اسلام میں داخل ہونے والے پر جب کہ کلمہ شہادت پڑھے اور البتہ ہوتی اس میں مشقت اور حرج اور البتہ آئی ہے شریعت آسان برخلاف اس کے اور اسی طرح واجب ہوتی ثناء اللہ تعالیٰ کی جب کہ ذکر کیا جاتا نام اللہ تعالیٰ کا اور حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں اور قدوری وغیرہ حنفیہ نے مطلق یہ کہا ہے کہ واجب کہنا درود کا جب کہ حضرت ﷺ کا ذکر کیا جائے مخالف ہے واسطے اجماع کے جو منعقد ہوا ہے اس کے قائل سے پہلے اس واسطے کہ نہیں یاد رکھا گیا ہے کسی صحابی سے کہ اس نے خطاب کیا ہو سو کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیك اور نیز اگر اس طرح ہوتا تو سامع کسی عبادت کے واسطے فارغ نہ ہو اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیثوں سے کہ خارج ہوئی ہیں وہ جگہ مبالغہ کے بیچ تاکید طلب اس کی کے اور بیچ حق اس شخص کے ہیں جس کی درود نہ پڑھنے کی عادت ہو رہی ہو اور حاصل کلام یہ ہے کہ نہیں دلالت ہے وجوب پر کہ مکرر ہو ساتھ مکرر ہونے ذکر ﷺ کے ایک مجلس میں اور حجت پکڑی ہے طبری نے واسطے نہ واجب ہونے کے ہرگز باوجود وارد ہونے صیغہ امر کے ساتھ اتفاق تمام متقدمین اور متاخرین کے علماء امت سے اس پر کہ نہیں ہے یہ لازم بطور فرض کے تاکہ اس کا تارک گنہگار ہو سو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد اس میں واسطے ندب کے ہے اور حاصل ہوگا بجا لانا حکم کا واسطے اس شخص کے کہ اس کو کہے اگرچہ نماز سے باہر ہو اور جو دعویٰ کیا ہے اس نے اجماع کا وہ معارض ہے ساتھ دعویٰ غیر اس کے کے اجماع کا اوپر مشروع ہونے اس کے کے نماز میں یا بطریق وجوب کے یا بطریق ندب کے اور نہیں پہچانا گیا ہے صحابہ سے کوئی مخالف اس کا مگر جو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے کہ اس کی رائے یہ تھی کہ قول نمازی کا التحیات میں السلام علیك ایها النبی ورحمة اللہ وبرکاته کفایت کرتا ہے درود سے اور باوجود اس کے نہیں مخالف ہے اصل مشروع ہونے میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دعویٰ کیا ہے اس نے کہ درود کے بدلے سلام کفایت کرتا ہے اور جن جگہوں میں درود کے واجب ہونے میں اختلاف ہے پہلا التحیات ہے اور خطبہ جمعہ کا اور جو سوائے اس کے اور خطبے ہیں اور نماز جنازے کی اور جس جس جگہ خاص حدیثیں وارد ہو چکی ہیں وہ جگہیں یہ ہیں مؤذن کے جواب کے بعد اور دعا کے اول میں اور اوسط میں اور آخر میں اور دعا کی اول میں زیادہ تر مؤکد ہے اور بیچ آخر قنوت کے اور بیچ درمیان تکبیروں عید کے اور وقت داخل ہونے کے مسجد میں اور وقت نکلنے کے اس سے اور وقت جمع ہونے کے اور جدا جدا ہونے کے اور وقت سفر کے اور آنے کے سفر سے اور وقت کھڑے ہونے کے واسطے نماز رات کے اور وقت ختم قرآن کے اور وقت

تشویش اور مشکل کے اور وقت توبہ کے گناہ سے اور وقت پڑھنے حدیث کے اور تبلیغ علم کے اور ذکر کے اور وقت بھول جانے چیز کے اور وقت ہاتھ لگانے حجر اسود کے اور وقت آواز کرنے کان کے مانند آواز مکھی کی اور وقت لبیک کہنے کے اور پیچھے وضو کے اور وقت ذبح کے اور چھینکنے کے اور وارد ہوا ہے امر ساتھ بہت درود پڑھنے کے دن جمعہ کے صحیح حدیث میں، کما تقدم۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يُصَلّٰى عَلٰى غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾.

کیا حضرت ﷺ کے سوائے اور پر بھی درود پڑھنا جائز ہے؟

فائدہ: یعنی بطورِ استقلال کے یا بالتبع اور داخل ہیں غیر میں اور پیغمبر اور فرشتے اور ایمان دار لوگ سو بہر حال مسئلہ پیغمبروں کا سو وارد ہوئی ہیں اس میں کئی حدیثیں ایک حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے دعا میں ساتھ حفظ قرآن کے اور اس میں ہے وصل علی وعلی سائر الانبياء، اخرجه الترمذی والحاکم اور اسی طرح وارد ہوا ہے بیچ حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ کے کہ نہ چھوڑنا التحیات میں درود مجھ پر اور تمام پیغمبروں پر روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ درود پڑھو اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں پر اور اسی طرح وارد ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اور اس کی سند ضعیف ہے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ درود حضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہے روایت کیا ہے اس کو اس سے ابن شیبہ نے اور اسی طرح آیا ہے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے کہا عیاض نے کہ عام اہل علم جواز پر ہیں یعنی جائز کہتے ہیں کہا سفیان نے کہ مکروہ ہے یہ کہ درود پڑھا جائے مگر حضرت ﷺ پر اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ میں مکروہ رکھتا ہوں درود کو غیر پیغمبروں پر کہا عیاض نے کہ جس کی طرف میں میل کرتا ہوں قول مالک رحمہ اللہ اور سفیان کا ہے اور یہ قول محققین کا ہے متکلمین اور فقہاء سے کہا انہوں نے کہ ذکر کیا جائے پیغمبروں کے اور لوگوں کے ساتھ رضا اور غفران کے یعنی کہا جائے کہ راضی ہو ان سے اللہ تعالیٰ اور بخشے ان کو اور درود پیغمبروں کے سوائے اور لوگوں پر یعنی ساتھ استقلال کے نہ تھا امر معروف سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پیدا ہوا یہ بنی امیہ کی بادشاہی میں اور بہر حال فرشتوں پر درود پڑھنا سو نہیں پہچانتا میں اس میں کوئی حدیث نص اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لیا جاتا ہے پہلے سے اگر ثابت ہو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام بھی رسول رکھا ہے اور بہر حال مسلمان لوگ سو اس میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ نہیں جائز ہے درود مگر حضرت ﷺ پر خاص اور محکی ہے مالک رحمہ اللہ سے کما تقدم اور ایک گروہ نے کہا کہ نہیں جائز ہے مطلق ساتھ استقلال کے اور جائز ہے بالتبع اس چیز میں کہ وارد ہوئی ہے اس میں نص یا لاحق کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ اور اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے ان کو سلام سکھلایا تو فرمایا السلام علینا وعلی عباد اللہ

الصالحین اور جب ان کو درود سکھلایا تو اس کو اپنے ساتھ اور اپنے اہل بیت کے ساتھ خاص کیا اور اس قول کو اختیار کیا ہے قرطبی نے مفہم میں اور ابوالمعالی نے حنابلہ سے اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن تیمیہ نے متاخرین سے اور کہا ایک گروہ نے کہ بالتبع مطلق جائز ہے اور مستقل جائز نہیں اور یہ قول ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت کا ہے اور ایک گروہ نے کہا کہ مستقل مکروہ ہے بالتبع مکروہ نہیں اور یہ روایت احمد سے ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ خلاف اولیٰ ہے اور کہا ایک گروہ نے کہ جائز ہے مطلق اور یہ مقتضی بخاری کی کاری گری کا ہے اس واسطے کہ اس نے ابتدا کیا ہے ساتھ آیت کے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ یعنی اور دعا خیر کر واسطے ان کے کہ بے شک تیری دعا سبب آرام کا ہے واسطے ان کے پھر معلق کیا حدیث کو جو دلالت کرتی ہے اوپر جواز کے مطلق اور پیچھے لایا اس کے اس حدیث کو جو دلالت کرتی ہے اوپر جواز کے بالتبع بہرحال پہلی حدیث اور وہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے سو اس کی شرح کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے اور واقع ہوا مثل اس کی قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور حالانکہ کہتے تھے **اجعل صلوٰتك ورحمتك علی آل سعد بن عبادة** الٰہی! کر اپنی مہر اور رحمت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی آل پر روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ **صل علی وعلی زوجی** میرے اور میرے خاوند کے حق میں دعا خیر کرو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور آیا ہے یہ قول حسن اور مجاہد سے اور نص کی ہے اس پر احمد نے ابوداؤد کی روایت میں اور ساتھ اسی کے قائل ہے اسحاق اور ابوثور اور داؤد اور طبری اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس آیت کے ﴿هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَمَلَآئِكَتُهٗ﴾ اور جواب دیا ہے مانعین نے ان سب دلیلوں سے کہ یہ صادر ہوا ہے اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور جائز ہے واسطے ان کے یہ کہ خاص کریں جس کو چاہیں اور ان کے سوائے اور کسی کو یہ جائز نہیں کہا بیہقی نے کہ حمل کیا جائے گا قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ساتھ منع کے جب کہ ہو اوپر وجہ تعظیم کے نہ جب کہ ہو بطور دعا کے ساتھ رحمت اور برکت کے اور کہا ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مختار یہ ہے کہ درود پڑھا جائے پیغمبروں اور فرشتوں پر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں پر اور آپ کی اولاد پر اور اہل طاعت پر بطور اجمال کے اور مکروہ ہے بیچ غیر پیغمبروں کے واسطے شخص مفرد کے ساتھ اس طور کے کہ ہو جائے علامت خاص کر جب کہ چھوڑے بیچ حق مثل اس کے یا افضل کے اس سے جیسا کہ رافضی لوگ کرتے ہیں اور اگر اتفاقاً کسی خاص شخص کے حق میں واقع ہو بغیر اس کے کہ علامت ٹھہرائی جائے تو اس کا کچھ ڈر نہیں ہے اور اسی واسطے نہیں وارد ہوا ہے بیچ حق غیر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ساتھ اس قول کے سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے زکوٰۃ ادا کی مگر نادر۔

تنبیہ: اختلاف کیا گیا ہے بیچ سلام کرنے کے غیر پیغمبروں پر بعد اتفاق کے اوپر مشروع ہونے اس کے بیچ تحفہ زندہ کے سو بعض نے کہا کہ مشروع ہے مطلق اور بعض نے کہا کہ بلکہ بالتبع اور نہ تنہا کیا جائے واسطے کسی کے اس واسطے کہ

وہ رافضیوں کی علامت ہے۔(فتح)

۵۸۸۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ كَانَ إِذَا أَتٰى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَتِهٖ قَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ فَأَتَاهُ أَبِيْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ أَبِيْ أَوْفٰى.

۵۸۸۲۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی مرد حضرت ﷺ کے پاس اپنی زکوۃ لاتا تھا تو کہتے تھے یعنی اس کے حق میں یوں دعا کرتے تھے اس پر رحم کر سو میرا باپ آپ کے پاس زکوۃ لایا سو حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی! رحم کر ابی اوفی کی آل پر۔

۵۸۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

۵۸۸۳۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب نے کہا یا حضرت! ہم کس طرح آپ پر درود پڑھیں؟ فرمایا یوں کہا کرو الٰہی! مہر کر محمد ﷺ پر اور اس کی بیویوں پر اور اس کی اولاد پر جیسے تو نے مہر کی ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت کر محمد ﷺ پر اور اس کی بیویوں پر اور اس کی اولاد پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام پر بیشک تو سب خوبیوں سراہا بڑائی والا ہے۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مراد ساتھ آل محمد ﷺ کے اس کی بیویاں اور اولاد ہے، کما تقدم البحث فیہ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں واجب ہے درود آل پر واسطے ساقط ہونے اس کے اس حدیث میں اور یہ استدلال ضعیف ہے کہ نہیں خالی ہے اس سے کہ مراد ساتھ آل کے آپ کی بیویاں اور اولاد ہو یا غیر ان کا اور ہر تقدیر پر نہیں قائم ہے استدلال اوپر نہ واجب ہونے کے بہر حال بنا بر اول احتمال کے سو واسطے ثابت ہونے امر کے ساتھ اس کے غیر اس حدیث میں اور نہیں ہے اس حدیث میں اور نہیں ہے اس حدیث میں منع اس سے بلکہ ایک روایت میں ہے صل علی محمد واھل بیتہ وازواجہ و ذریتہ اور بہر حال بنا بر دوسرے احتمال کے سو واضح ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بیہقی نے اس پر کہ ازواج اہل بیت میں سے ہیں اور تائید کی ہے اس کی اس نے ساتھ قول اللہ تعالٰی کے ﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾۔(فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
باب ہے حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں کہ

مَنْ آذَيْتُهُ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَّرَحْمَةً. جس کو میں برا کہوں سو کر اس کو اس کے واسطے گناہوں کی پاکی اور رحمت۔

فائدہ: اسی طرح باب باندھا ہے ساتھ اس لفظ کے اور وارد کیا ہے اس کو ساتھ لفظ اللھم الخ کے اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس مسلمان کو میں گالی دوں یا لعنت کروں یا کوڑے ماروں تو اس بد دعا کو اس کے واسطے گناہوں کی پاکی اور رحمت کر دو، ایک روایت میں ہے کہ جس مسلمان کو میں ایذا دوں، گالی دوں، لعنت کروں، کوڑے ماروں تو اے رب! اس بد دعا کو اس کے واسطے گناہوں کی پاکی اور اپنی نزدیکی کا سبب کر دے قیامت کے دن کہ اس بد دعا کے بدلے اس کو میرے نزدیکی حاصل ہو اور روایت کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے سبب اس حدیث کا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمی آئے سو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کلام کیا میں نہیں جانتی کیا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے غضبناک ہوئے سو ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا کہا اور لعنت کی سو جب نکلے تو میں نے آپ سے کہا، فرمایا کیا تجھ کو معلوم نہیں جو میں نے اپنے رب سے شرط کی ہوئی ہے میں نے کہا الٰہی! میں بندہ ہوں سو جس مسلمان کو میں برا کہوں یا لعنت کروں تو کر اس کے واسطے زکوٰۃ یعنی سبب پاک ہونے کا گناہوں سے اور واقع ہوئی ہے بیچ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے قید مدعو علیہ کی ساتھ اس کے کہ اس کے لائق نہ ہو یعنی برا کہنا اور لعنت کرنا اس شخص کے لیے موجب زکوٰۃ کا ہے جو لعنت کے لائق نہ ہو۔ (فتح)

٥٨٨٤ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٥٨٨٤ - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! جس مسلمان کو میں برا کہوں تو اس کو اس کے واسطے اپنی قربت کا سبب کر دینا قیامت کے دن۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں بندہ ہوں راضی ہوتا ہوں جیسے آدمی راضی ہوتا ہے اور غضبناک ہوتا ہوں جیسے آدمی غضبناک ہوتا ہے سو جس پر میں بد دعا کروں جس کے وہ لائق نہ ہو تو کرے اس کو اس کے واسطے گناہوں کی پاکی اور طہارت اور نزدیک کا سبب کہ اس کے بدلے اس کو اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل ہو قیامت کے دن، کہا مازری نے اگر کہا جائے کہ کس طرح جائز ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کریں ساتھی ایسی دعا کے جس کے وہ لائق نہ ہو تو کہا گیا ہے کہ مراد ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جس کے وہ لائق نہ ہو یعنی نزدیک تیرے باطن امر میں نہ بنا بر ظاہر حال اس کے اور قصور اس کے جب کہ میں اس پر بد دعا کروں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جس پر تو

راضی ہو یا باعتبار باطن اس کے کے تو اس کے واسطے میری بد دعا کو گناہوں کی پاکی کر دینا اور یہ معنی صحیح ہیں اس میں کوئی استحالہ نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ ظاہر کے ساتھ متعبد تھے اور حساب لوگوں کا باطن میں اللہ پر ہے اور یہ جواب مبنی ہے اس شخص کے قول پر جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ احکام میں اجتہاد کیا کرتے تھے اور حکم کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ پہنچائے اس کی طرف اجتہاد آپ کا اور بہر حال جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ نہیں حکم کرتے تھے مگر ساتھ وحی کے تو نہیں حاصل ہوتا ہے اس سے یہ جواب پھر کہا مازری نے کہ اگر کہا جائے کہ کیا معنی ہیں حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ میں غضبناک ہوتا ہوں جیسے بندہ غضبناک ہوتا ہے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ واقع ہوئی یہ دعا آپ کی بحکم جوش غضب کے نہ یہ کہ حسب مقتضی شرع کے ہے سو پھر وہی سوال وارد ہوگا سو جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد آپ کی یہ ہو کہ بد دعا آپ کی برا کہنا آپ کا اس کو یا کوڑے مارنا آپ کا اس کو اس چیز سے کہ تھا کہ آپ اس کو عقوبت کریں یا اس کے سوائے اور طرح سے اس کو جھڑک کریں پس ہوگا غضب واسطے اللہ تعالیٰ کے اور احتمال ہے کہ واقع ہوئی ہو حضرت ﷺ سے لعنت اور گالی بغیر قصد کے اس کی طرف سو نہ ہوگی وہ اس میں مانند لعنت کی جو واقع ہے واسطے رغبت کرنے کے طرف اللہ تعالیٰ کی اور واسطے طلب قبول ہونے اس کی کے اور اشارہ کیا ہے عیاض نے طرف ترجیح اس دوسرے احتمال کی سو کہا اس نے احتمال ہے کہ یہ بد دعا اور گالی بغیر قصد کے واقع ہوئی ہو اور نیت میں نہ ہو بلکہ عرب کی عادت کے موافق زبان پر بغیر قصد کے جاری ہوئی اور یہ احتمال خوب ہے لیکن وارد ہوتا ہے یہ اس پر قول اس کا کہ میں اس کو کوڑے ماروں اس واسطے کہ نہیں واقع ہوتا ہے کوڑا مارنا بغیر قصد کے اور سب کو ایک جلد مین بیان کیا ہے مگر یہ حمل کیا جائے ایک کوڑے پر اور اس حدیث سے کمال شفقت حضرت ﷺ کی اپنی امت پر ثابت ہوئی جس جگہ کہ قصد کیا آپ نے مقابلہ اس چیز کا کہ واقع ہوئی آپ سے ساتھ جبر اور تکریم کے اور یہ سب بیچ حق معین کے حضرت ﷺ کے زمانے میں واضح ہے اور بہر حال جو واقع ہوا ہے آپ سے بطور تعمیم کے واسطے غیر معین کے تا کہ شامل ہو اس شخص کو جس نے حضرت ﷺ کا زمانہ نہیں پایا سو نہیں گمان کرتا کہ اس کو شامل ہو۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ — فتنوں سے پناہ مانگنا

فائدہ: یہ ترجمہ اور اس کی حدیث آئندہ آئے گی۔

٥٨٨٥۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَحْفَوْهُ الْمَسْأَلَةَ فَغَضِبَ فَصَعِدَ

٥٨٨٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت ﷺ سے سوال کیا یہاں تک کہ سوال میں آپ کا بہت پیچھا کیا سو حضرت ﷺ غضبناک ہوئے اور منبر پر چڑھے سو فرمایا کہ نہیں پوچھو گے مجھ سے کچھ مگر کہ میں بتلاوں

الْمِنبَرَ فَقَالَ لَا تَسْأَلُونِي الْيَوْمَ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُهُ لَكُمْ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِينًا وَّشِمَالًا فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِي فَإِذَا رَجُلٌ كَانَ إِذَا لَاحَى الرِّجَالَ يُدْعٰى لِغَيْرِ أَبِيهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَبِيْ قَالَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ إِنَّهُ صُوِّرَتْ لِيَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتّٰى رَأَيْتُهُمَا وَرَآءَ الْحَائِطِ وَكَانَ قَتَادَةُ يَذْكُرُ عِنْدَ هٰذَا الْحَدِيْثِ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَآءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾.

گا سو میں دائیں اور بائیں دیکھنے لگا، سو اچانک ہر مرد اپنے سر کو اپنے کپڑے سے لپیٹے روتا ہے سو اچانک ایک مرد تھا کہ جب لوگ جھگڑتے تو اپنے باپ کے سوائے اور کا بلایا جاتا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا کہ حذافہ ہے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھٹنے کے بل کھڑے ہوئے سو کہا کہ ہم بہ دل راضی ہوئے اللہ تعالیٰ کی خدائی سے اور اسلام کے دین سے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری سے ہم پناہ مانگتے ہیں فتنوں سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں دیکھا میں نے خیر اور شر میں مثل آج کی کبھی مجھ کو بہشت اور دوزخ کی صورت دکھائی گئی یہاں تک کہ میں نے ان دونوں کو اس باغ یا دیوار کے پیچھے دیکھا اور قتادہ راوی اس حدیث کے ذکر کے وقت اس آیت کو ذکر کرتا تھا اے ایمان والو! مت پوچھو وہ چیزیں کہ اگر ان کی حقیقت تمہارے آگے ظاہر کی جائے تو تم کو غمگین کریں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غضب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں منع کرتا آپ کے حکم سے اس واسطے کہ نہیں کہتے مگر حق غضب میں اور رضا میں اور اس میں سمجھنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے اور فضیلت علم ان کے کی۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ غَلَبَةِ الرِّجَالِ

پناہ مانگنا مردوں کے غلبے سے

٥٨٨٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ الْتَمِسْ لَنَا غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِيْ فَخَرَجَ بِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ يُرْدِفُنِيْ وَرَآئَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٥٨٨٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تلاش کر لا ایک لڑکے کو اپنے لڑکوں میں سے تاکہ میری خدمت کیا کرے سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مجھ کو لے کر نکلے اس حال میں کہ مجھ کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھائے ہوئے تھے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا جب کہ اُترتے سو میں آپ سے سنتا تھا اکثر یہ دعا کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تشویش اور غم سے اور جان کی ماندگی اور بدن کی کاہلی سے اور بخیلی اور نامردی سے اور قرض

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَّقُوْلَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتّٰى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ وَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَازَهَا فَكُنْتُ أَرَاهُ يُحَوِّيْ وَرَآئَهُ بِعَبَآئَةٍ أَوْ كِسَآءٍ ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَآئَهُ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَآءِ صَنَعَ حَيْسًا فِيْ نِطَعٍ ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَأَكَلُوْا وَكَانَ ذٰلِكَ بِنَآئَهُ بِهَا ثُمَّ أَقْبَلَ حَتّٰى إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ هٰذَا جُبَيْلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهٖ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ.

کے بوجھ اور مردوں کے غلبے سے سو ہمیشہ رہا میں حضرت ﷺ کی خدمت کرتا یہاں تک کہ ہم خیبر سے پھرے سو سامنے آئے ساتھ صفیہ بیٹی حیی کے البتہ اس کو قابو کیا تھا سو میں آپ کو دیکھتا کہ پردہ کرتے تھے اپنے پیچھے چادر سے یا کملی سے پھر اس کو اپنے پیچھے اپنی سواری پر بٹھایا یہاں تک کہ جب ہم صہباء میں تھے تو ہم نے حیس بنایا چمڑے کے دستر خوان پر پھر مجھ کو بھیجا سو میں نے لوگوں کو بلایا سو لوگوں نے کھایا اور تھی یہ بنا حضرت ﷺ کی صفیہ رضی اللہ عنہا سے یعنی حضرت ﷺ کے تصرف میں لائی گئیں پھر متوجہ ہوئے مدینے کو یہاں تک کہ جب اُحد پہاڑ ظاہر ہوا تو کہا یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں سو جب مدینے پر جھانکے تو فرمایا الٰہی! میں حرام کرتا ہوں جو اس کے دونوں پہاڑ کے درمیان ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرام کیا الٰہی! برکت کر واسطے ان کے مد اور صاع میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے اور مراد ضلع الدین سے بوجھ اس کا ہے اور شدت اس کی اور یہ اس وقت ہے جب کہ نہ پائے قرض دار وہ چیز جس سے قرض ادا ہو سکے باوجود تقاضا کرنے قرض خواہ کے اور کہا بعض سلف نے کہ نہیں داخل ہوا غم قرض کا کسی دل میں مگر کہ لے گیا عقل سے جو اس کی طرف پھر نہیں آتی اور مردوں کا غلبہ یہ ہے کہ بادشاہ ظالم ہوں یا کمینے اور جاہل لوگ غالب ہوں، کہا کرمانی نے کہ یہ دعا جامع ہے اس واسطے کہ انواع رذائل کے تین ہیں نفسانی اور بدنی اور خارجی سو پہلی نوع باعتبار ان قولوں کے ہے جو آدمی کے واسطے ہیں اور وہ تین ہیں عقلی اور غضبی اور شہوانی سو تشویش اور غم متعلق ہیں ساتھ قوت عقلی کے اور نامردی ساتھ غضبی کے اور بخل ساتھ شہوانی کے اور عجز اور کسل ساتھ بدنی کے اور دوسری ہوتی ہے وقت سلامتی اعضاء کے اور تمام آلات اور قوے کے اور اول وقت نقصان عضو کے ہے اور مانند اس کی اور ضلع اور غلبہ متعلق ہے ساتھ خارجی کے اول مالی ہے اور دوسری جانی اور دعا مشتمل ہے سب پر۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

قبر کے عذاب سے پناہ مانگنا

٥٨٨٧۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ خَالِدٍ بِنْتَ خَالِدٍ قَالَ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

٥٨٨٧۔ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے۔

٥٨٨٨۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ مُصْعَبٍ كَانَ سَعْدٌ يَأْمُرُ بِخَمْسٍ وَيَذْكُرُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهِنَّ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا يَعْنِيْ فِتْنَةَ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

٥٨٨٨۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ پانچ چیزوں کا حکم کرتے تھے اور ذکر کرتے تھے ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ حکم کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں نامردی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بدی اور نکمی عمر سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے یعنی دجال کے فتنے فساد سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

٥٨٨٩۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوْزَانِ مِنْ عُجُزِ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَتَا لِيْ إِنَّ أَهْلَ الْقُبُوْرِ يُعَذَّبُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ فَكَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ أُنْعِمْ أَنْ أُصَدِّقَهُمَا فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ عَجُوْزَيْنِ وَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ صَدَقَتَا إِنَّهُمْ يُعَذَّبُوْنَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ فِيْ صَلَاةٍ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

٥٨٨٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ دو بوڑھیاں میرے پاس مدینے میں آئیں سو انہوں نے مجھ سے کہا کہ بے شک قبروں والوں کو یعنی مردوں کو عذاب ہوتا ہے ان کی قبروں میں سو میں نے ان کو جھٹلایا اور میں نے اچھا نہ جانا کہ ان کی تصدیق کروں اور ان کو سچا جانوں سو وہ گھر سے نکلیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اندر تشریف لائے سو میں نے کہا کہ یا حضرت! دو بوڑھیاں آئی تھیں اور ذکر کیا واسطے آپ کے قول ان کا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے سچ کہا کہ بے شک مردوں کو ایسا عذاب ہوتا ہے کہ اس کو سب جانور سنتے ہیں سو میں نے آپ کو اس کے بعد نہیں دیکھا مگر کہ آپ نے قبر کے عذاب سے پناہ مانگی تھی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پناہ ہے اللہ کی اس سے یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر کا عذاب مسلمانوں کے لیے نہیں سو تطبیق اس طور سے ہے کہ حضرت ﷺ کو اول وحی نہیں ہوئی تھی کہ مسلمانوں کو قبروں میں عذاب ہوگا سو فرمایا کہ قبر کا عذاب تو صرف یہود کو ہوگا پھر جب آپ کو معلوم ہوا کہ قبر کا عذاب یہود کے سوائے اور لوگوں کو بھی ہوگا تو حضرت ﷺ نے اس سے پناہ مانگی اور اس کو سکھلایا اور حکم کیا ساتھ واقع کرنے اس کے نماز میں تا کہ بہت جلدی قبول ہو، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ مانگنا یعنی زمانے زندگی کے سے اور زمانے موت کے سے اور وہ اول نزع سے ہے اور لگا تار یعنی قیامت کے قائم ہونے تک۔

۵۸۹۰ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

۵۸۹۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کہتے تھے یعنی دعا کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں جان کی ماندگی اور بدن کی کاہلی سے اور پناہ مانگتا ہوں نامردی اور بڑھاپے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے۔

فائدہ: مراد ساتھ ہرم کے زیادتی ہے بڑھاپے میں اور بہر حال فتنہ زندگی اور موت کا سو کہا ابن بطال نے کہ یہ کلمہ جامع ہے واسطے بہت معنوں کے اور لائق ہے واسطے مرد کے یہ کہ رغبت کرے طرف رب اپنے کی بیچ دور کرنے اس چیز کے کہ اتری اور دفع کرنے اس چیز کے کہ نہیں اتری اور ظاہر کرے محتاجی کو طرف رب اپنے کی ان تمام چیزوں میں اور حضرت ﷺ ان سب چیزوں سے پناہ مانگتے تھے واسطے دفع کرنے کے اپنی امت سے اور واسطے مشروع کرنے کے ان کے لیے تا کہ بیان کریں واسطے ان کے صفت مہم کی دعاؤں سے اور اصل فتنہ کے معنی امتحان کے ہیں اور استعمال کیا گیا ہے شرع میں بیچ آزمانے کشف اس چیز کے کہ مکروہ ہے زندگی کا فتنہ بیماری اور مال اور اولاد کا نقصان یا کثرت مال کے جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے یا کفر اور گمراہی اور موت کا فتنہ اس وقت کی شدت اور وحشت یا معاذ اللہ خاتمہ کا بد ہونا اور باقی بیان اس کا صفت نماز میں گزر چکا ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ.

گناہ اور قرض سے پناہ مانگنا۔

۵۸۹۱۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّی بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا

۵۸۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ عَنِّيْ خَطَايَايَ بِمَآءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.

کہتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بدن کی کاہلی اور بڑھاپے سے اور گناہ اور قرض سے اور قبر کے فتنے اور عذاب سے اور دوزخ کے فتنے اور عذاب سے اور فتنہ مال داری کی بدی سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں فقر کے فتنے سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں دجال کے فتنے فساد سے الٰہی! میرے گناہوں کو دھو ڈال برف اور اولے سے یعنی مجھ کو پاک کر طرح طرح کے کرم سے اور میرے دل کو صاف کر ڈال گناہوں سے جیسے تو سفید کپڑے کو میل سے چھانٹتا ہے اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال۔

فائدہ: مغرم وہ چیز ہے کہ لازم ہو آدمی کو ادا کرنا اس کا مانند قرضے کے اور فتنہ قبر کا فرشتوں کا سوال ہے قبر میں اور عذاب قبر کا بیان پہلے گزر چکا ہے اور فتنہ دوزخ کا سوال کرنا اس کے دربان فرشتوں کا بطور توبیخ کے اور اسی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيْرٌ﴾ اور کہا غزالی رحمہ اللہ نے کہ فتنہ غنی کا حرص ہے اوپر جمع کرنے مال کے اور محبت اس کی تا کہ کمائے اس کو غیر حل اس کے سے اور منع کرے اس کو واجب انفاق سے اور اس کے حقوق سے اور فتنہ فقر کا مراد ساتھ اس کے فقر مدقع ہے جس کے ساتھ خیر نہیں ہوتی اور نہ ورع یہاں تک کہ ڈوب جاتا ہے صاحب اس کا اس چیز میں کہ نہیں لائق ہے ساتھ اہل دین کے اور نہیں پرواہ کرتا بسبب فاقہ اپنے کے جس حرام پر کہ پڑے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے محتاجی نفس کی ہے کہ نہیں دفع کرتی ہے اس کو بادشاہی دنیا ساری کی اور حکمت عدول کے پانی گرم سے طرف برف اور اولے کی باوجود اس کے کہ گرم پانی عادت میں اولے ہے بیچ دور کرنے میل کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ یہ دونوں پانی پاک ہیں ان کو ہاتھ نہیں لگا اور نہیں آئے استعمال میں سو ہوگا ذکر دونوں کا آگے اس مقام میں اور یا اس واسطے کہ گناہ بجائے آگ کے ہیں اس واسطے کہ وہ پہنچاتے ہیں طرف اس کی پس تعبیر کی ان کی گرمی کی بجھانے سے ساتھ دھونے کے اس کے بجھانے میں۔ (فتح)

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْجُبْنِ وَالْكَسَلِ

نامردی اور بدن کی کاہلی سے پناہ مانگنا اور کسالیٰ ساتھ

﴿كُسَالٰى﴾ وَكَسَالٰى وَاحِدٌ.

زبر کاف کے اور کسالٰی ساتھ پیش کاف کے ایک ہے۔

٥٨٩٢ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ.

٥٨٩٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تشویش اور غم سے اور عاجزی اور بدن کی کاہلی سے اور نامردی اور بخیلی سے اور قرض کے بوجھ اور مردوں کے غلبے سے۔

فائدہ: اس کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْبُخْلِ الْبُخْلُ وَالْبَخَلُ وَاحِدٌ مِّثْلُ الْحُزْنِ وَالْحَزَنِ

بخیلی سے پناہ مانگنا اور بخل ساتھ ضمہ با اور بخل ساتھ فتحہ با کے ایک ہے مثل حُزن اور حَزن کے

٥٨٩٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِي غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهٰؤُلَاءِ الْخَمْسِ وَيُحَدِّثُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

٥٨٩٣۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ان پانچ چیزوں کے ساتھ حکم کرتا تھا اور بیان کرتا تھا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخیلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں نامردی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بدی اور نکمی عمر سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں آیا ہے کہ مراد ساتھ فتنے دنیا کے فتنہ دجال کا ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ فتنہ اس کا بہت بڑا ہے دنیا کے سب فتنوں سے اور البتہ وارد ہو چکا ہے یہ ایک حدیث میں صریح ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر خطبہ پڑھا سو ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ نہیں ہوا ہے زمین میں کوئی فتنہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو پیدا کیا اعظم دجال کے فتنے سے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ ﴿أَرَاذِلُنَا﴾ أَسْقَاطُنَا

بری اور نکمی عمر سے پناہ مانگنا اور اراذلنا کے معنی ہیں کمینے ہم میں

فائدہ: سقاط کے معنی ہیں بد بخت حسب اور نسب میں یعنی جو کمینہ اور کم ذات ہو۔

٥٨٩٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ.

۵۸۹۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بدن کی کاہلی سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں نامردی سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں بڑھاپے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بخیلی سے۔

فائدہ: نہیں ہے حدیث میں لفظ ترجمہ کا لیکن اس نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس کی طرف کہ مراد ساتھ ارذل کے بیچ حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے جو پہلے ہے بڑھاپا ہے جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے واسطے آنے اس کے دوسری جگہ میں حدیث مذکور سے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَاءِ بِرَفْعِ الْوَبَآءِ وَالْوَجَعِ

دعا مانگنی ساتھ دور کرنے وبا اور درد کے

فائدہ: یعنی ساتھ دور کرنے بیماری کے اس شخص سے کہ اتری ہو اوپر اس کے برابر ہے کہ عام ہو یا خاص اور پہلے گزر چکا ہے ذکر وبا کا طاعون کے بیان میں اور یہ کہ وہ عام تر ہے طاعون سے اور یہ کہ حقیقت اس کی بیماری ہے عام جو پیدا ہوتی ہے فساد ہوا سے۔ (فتح)

٥٨٩٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا وَصَاعِنَا.

۵۸۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ الٰہی! ہمارے نزدیک مدینے کو پیارا کر جیسے تو نے ہمارے نزدیک مکے کو پیارا کیا اس سے بھی زیادہ اور اچھا کر دے مدینے کو یعنی مدینے کی آب و ہوا کو درست کر دے اور لے جا اس کے بخار کو طرف جحفہ کی، الٰہی! برکت کر ہمارے لیے اس کے مد اور اس کے صاع میں۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ لے جا اس کے بخار کو طرف جحفہ کی اور یہ متعلق ہے ساتھ رکن اول کے ترجمہ سے

اور وہ وبا ہے اس واسطے کہ وہ بیماری عام ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس چیز کی طرف کہ وارد ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں جس جگہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم مدینے میں آئے اور حالانکہ ساری زمین سے اس میں زیادہ وبا تھی اور یہ حدیث کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٨٩٦ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ عَادَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ شَكْوٰى أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَلَغَ بِي مَا تَرٰى مِنَ الْوَجَعِ وَأَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا قُلْتُ فَبِشَطْرِهِ قَالَ الثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِي امْرَأَتِكَ قُلْتُ آأُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِيْ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِيْ بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ دَرَجَةً وَرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ اللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ قَالَ سَعْدٌ رَثٰى لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ.

٥٨٩٦۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں میری خبر پوچھنے کو آئے بیماری سے جس سے میں قریب الموت ہوا سو میں نے کہا یا حضرت! آپ دیکھتے ہیں جو مجھ کو پہنچی ہے یعنی میں بہت بیمار ہوں زندگی کی توقع نہیں اور میں مالدار ہوں اور میری ایک بیٹی ہے اس کے سوائے کوئی میرا وارث نہیں کیا میں اپنے مال کی دو تہائی خیرات کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، پھر میں نے کہا کہ آدھا مال خیرات کروں؟ فرمایا کہ نہیں، فرمایا تہائی خیرات کر اور تہائی بھی بہت ہے اگر تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر اور جو کچھ کہ تو خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے واسطے اس کا ضرور ثواب پائے گا یہاں تک کہ جو اپنی عورت کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا ثواب بھی ملے گا میں نے کہا یا حضرت! کیا میں چھوڑ دیا جاؤں گا اپنے ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو بیماری کے سبب سے مکے میں چھوڑا جائے گا اور کوئی کام اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا کرتا رہے گا تو بے شک تیرا درجہ بلند ہوگا اور شاید کہ تو پیچھے چھوڑا جائے گا یعنی تیری زندگی بہت ہوگی یہاں تک کہ نفع پائیں گے تجھ سے بہت گروہ اور ضرر پائیں گے تجھ سے اور لوگ یعنی تیرے جہاد سے مسلمانوں کو قوت ہوگی اور کافروں کو ضرر اے اللہ! جاری اور قائم رکھ میرے اصحاب کی ہجرت کو اور نہ پھیر ان کو ایڑیوں

کے بل لیکن نہایت محتاج سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ ہے یعنی باوجود ہجرت کے پھر مکے میں آ کر مر گیا ہے کہا سعد رضی اللہ عنہ نے کہ مرثیہ کہا حضرت ﷺ نے واسطے اس کے یہ کہ مکے میں مرا۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ میری بیمار پرسی کو آئے بیماری سے، الحدیث اور وہ متعلق ہے ساتھ رکن دوسرے کے ترجمہ سے اور وہ بیماری اور درد ہے اور حدیث کی پوری شرح کتاب الوصایا میں گزر چکی ہے اور شاہد ترجمہ کا اس حدیث سے قول حضرت ﷺ کا ہے الٰہی! قائم رکھ میرے اصحاب کی ہجرت کو اور نہ پھیر ان کو ایڑیوں کے بل اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف دعا کی واسطے سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ عافیت کے تا کہ اپنی ہجرت کے گھر کی طرف پھرے اور وہ مدینہ ہے اور نہ بدستور رہے مقیم بسبب بیماری کے اس شہر میں جس سے ہجرت کی یعنی اور اس میں اشارہ ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے لیکن نہایت محتاج سعد بن خولہ ہے، الخ۔ (فتح)

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَفِتْنَةِ النَّارِ.

بری اور نکمی عمر سے پناہ مانگنا اور دنیا اور آگ کے فتنوں سے پناہ مانگنا۔

٥٨٩٧ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِكَلِمَاتٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

٥٨٩٧۔ حضرت مصعب کے باپ سے روایت ہے کہ پناہ مانگا کرو ساتھ ان کلمات کے کہ حضرت ﷺ ان کے ساتھ پناہ مانگا کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں نامردی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بخیلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ نکمی عمر کی طرف پھیرا جاؤں اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے اور قبر کے فتنے سے۔

٥٨٩٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ

٥٨٩٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کہتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بدن کی کاہلی اور بڑھاپے سے اور گناہ اور قرض سے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے عذاب اور اس کے فتنے سے اور قبر کے عذاب اور قبر کے فتنے سے اور فتنہ غنا کی بدی سے اور فتنہ فقر کی بدی سے اور فتنہ دجال کی بدی سے الٰہی! میرے گناہوں کو

وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِمَآءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِیْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.

دھو ڈال برف اور اولے کے پانی سے اور میرے دل کو گناہوں سے صاف کر ڈال جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال جیسے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ڈالی۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنٰى

مال داری کے فتنے سے پناہ مانگنا

۵۸۹۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِیْ مُطِيْعٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ خَالَتِهٖ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ اللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ.

۵۸۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ یوں پناہ مانگتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے فتنے اور اس کے عذاب سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے فتنے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں مالداری کے فتنے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں فقر کے فتنے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دجال کے فتنے وفساد سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ

محتاجی کے فتنے سے پناہ مانگنا

۵۹۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ اللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ

۵۹۰۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ دعا کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے فتنے اور عذاب سے اور قبر کے فتنے اور عذاب سے اور فتنہ غنا کی بدی سے اور فتنہ فقر کی بدی سے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دجال کے فتنے کی بدی سے الٰہی! دھو ڈال میرے دل کو برف اور اولے کے پانی سے اور میرے دل کو گناہوں سے دھو ڈال جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا اور میرے اور

الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ قَلْبِي بِمَآءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ.

میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال جیسے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ڈالی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الدُّعَآءِ بِكَثْرَةِ الْمَالِ مَعَ الْبَرَكَةِ

دعا کرنا ساتھ کثرت مال کے ساتھ برکت کے

۵۹۰۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَسٌ خَادِمُكَ ادْعُ اللّٰهَ لَهُ قَالَ اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتَهُ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ مِّثْلَهُ.

۵۹۰۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے روایت کی ام سلیم اپنی ماں سے کہ اس نے کہا یا حضرت! انس رضی اللہ عنہ آپ کا خادم ہے اس کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا الٰہی! بہتایت دے اس کے مال میں اور اس کی اولاد میں اور اس کے لیے برکت کر جو تو نے اس کو دیا، اور ہشام سے ہے سنا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مثل اس کی یہ معطوف ہے قتادہ کی روایت پر۔

بَابُ الدُّعَآءِ بِكَثْرَةِ الْأَوْلَادِ مَعَ الْبَرَكَةِ

دعا کرنا ساتھ کثرت اولاد کے ساتھ برکت کے

۵۹۰۲ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ زَيْدٍ سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ أَنَسٌ خَادِمُكَ قَالَ اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتَهُ.

۵۹۰۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت! انس رضی اللہ عنہ آپ کا خدمت گار ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ الٰہی! بہتایت دے اس کے مال میں اور اس کی اولاد میں اور اس کے واسطے برکت کر جو تو نے اس کو دیا۔

بَابُ الدُّعَآءِ عِنْدَ الْاِسْتِخَارَةِ.

استخارہ کے وقت دعا مانگنا۔

۵۹۰۳۔ حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَبُوْ مُصْعَبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ

۵۹۰۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو استخارہ سکھلاتے تھے سب کاموں میں جیسے قرآن کی سورت سکھلاتے تھے کہ جب کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا كَالسُّوْرَةِ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا هَمَّ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ أَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ أَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ.

تو چاہیے کہ دو رکعت نفل نماز پڑھے پھر یہ دعا پڑھے اللھم سے آخر تک یعنی الٰہی! میں تجھ سے خیریت مانگتا ہوں تیرے علم کے وسیلے سے اور تجھ سے قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت کے وسیلے سے اور سوال کرتا ہوں تیرے بڑے فضل سے سو بے شک تو قادر ہے مجھ کو قدرت نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو سب چھپی چیزوں کا جاننے والا ہے اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے واسطے بہتر ہے میرے دین اور دنیا میں اور انجام کار میں یا یوں فرمایا کہ میری دنیا اور عاقب میں تو اس کو میرے واسطے مقرر کر اور اس کو میرے واسطے آسان کر دے برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے حق میں برا ہے میرے دین اور دنیا میں اور انجام کار میں یا یوں فرمایا کہ میری دنیا اور عاقبت میں تو اس کو مجھ سے ہٹا دے اور مجھ کو اس سے ہٹا دے اور مقرر کر دے میرے واسطے بہتر کام کہ جہاں کہیں کہ ہو پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے اور اپنی حاجت کا نام لے۔

فائدہ: اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ ذکر استخارہ کے حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی مرفوع سعادت آدمی سے ہے استخارہ کرنا اس کا اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور اس کی سند حسن ہے۔

قولہ سب کاموں میں: تو کہا ابن جمرہ نے کہ یہ عام ہے اور مراد اس سے خاص ہے اس واسطے کہ واجب اور مستحب کام کے فعل میں استخارہ نہیں کیا جاتا اور حرام اور مکروہ کام کے ترک میں استخارہ نہیں کیا جاتا سو بند ہوا امر مباح میں اور مستحب میں جب کہ معارض ہوں اس سے دو کام کہ کس کو کرے اور کس کو نہ کرے، میں کہتا ہوں اور داخل ہوتا ہے استخارہ بیچ اس چیز کے کہ اس کے سوائے ہے واجب اور مستحب مخیّر میں اور اس میں جس کا زمانہ فراخ ہو اور شامل ہے عموم اس کا بڑے کام کو اور حقیر کو سو بہت حقیر کام ہیں کہ مرتب ہوتا ہے ان پر بڑا کام۔

قولہ جیسے ہم کو قرآن کی سورت سکھلاتے تھے: کہا گیا کہ وجہ تشبیہ کی عام ہونا حاجت کا ہے سب کاموں میں طرف استخارہ کی مانند عام ہونے حاجت کے قرأت کی طرف نماز میں اور احتمال ہے کہ ہو مراد وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تشہد میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تشہد سکھلایا اور حالانکہ میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں

تھا روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے استیذان میں اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے تشہد کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کلمہ کلمہ سیکھا کہا ابن ابی جمرہ نے کہ تشبیہ بیچ نگاہ رکھنے حرفوں اس کے کے ہے اور مرتب ہونے کلمات اس کے کے اور بیچ منع ہونے زیادتی اور نقص کے اس سے اور درس کے واسطے اس کے اور محافظت کرنے کے اوپر اس کے اور احتمال ہے کہ ہو جہت اہتمام کے سے ساتھ اس کے اور ثابت ہونے برکت اس کی سے اور احتمال ہے کہ اس جہت سے ہو کہ ہر ایک دونوں میں سے وحی کے ساتھ معلوم ہوا ہو کہا طیبی نے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اعتنا نام بالغ کی ساتھ اس دعا کے اور اس نماز کے واسطے کرنے ان کے کے تابع واسطے فرض نماز اور قرآن کے۔

قولہ اذا ھم: اس میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ سکھلاتے تھے ہم کو اس حال میں کہ قائل تھے ساتھ اس قول کے کہ جب کوئی کسی کام کا قصد کرے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ ترتیب واردکی اوپر دل کے کئی مراتب پر ہے ہمہ پھر لمہ پھر خطرہ پھر نیت پھر ارادہ پھر عزیمت سو پہلی تین چیزوں سے تو مؤاخذہ نہیں ہوتا بخلاف تینوں کے پس قول اس کا اذا ھم اشارہ کرتا ہے اول اس چیز کی طرف کہ وارد ہوتی ہے دل پر استخارہ کرنے پر پھر ظاہر ہوتی ہے واسطے اس کے ساتھ برکت دعا اور نماز کے وہ چیز کے کہ خیر ہے بخلاف اس کے جب کہ قرار پائے امر نزدیک اس کے اور قوی ہو اس میں قصہ اس کا اور ارادہ اس کا کہ اس کو اس کی طرف میل ہوتی ہے اور محبت سو ڈرتا ہے کہ پوشیدہ ہو اس سے درجہ ارشدیت کے واسطے غلبہ میل اس کی کے طرف اس کی کہا اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ ھم کے عزیمت اس واسطے کہ خطرہ ثابت نہیں رہتا سو نہیں بدستور رہتا ہے مگر اس چیز پر کہ پکا قصد کرتا ہے اس کے فعل کا نہیں تو اگر استخارہ کرے ہر خطرے میں تو البتہ استخارہ کرے اس چیز میں کہ نہیں اعتبار کیا جاتا ہے ساتھ اس کے سو اس کے اوقات ضائع ہوں گے اور واقع ہوا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جب کوئی ارادہ کرے اور یہ جو کہا کہ چاہیے کہ دو رکعتیں پڑھے تو ظاہر ہے کہ شرط ہے کہ جب دو رکعتوں سے زیادہ نماز پڑھے تو چاہیے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرے تا کہ حاصل ہو مسمی دو رکعت کا اور اگر چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھے تو نہیں کفایت کرتی ہیں اور کلام نووی رحمہ اللہ کا مشعر ہے ساتھ کفایت کرنے کے اور یہ جو کہا کہ فرض نماز کے سوائے تو اس میں اعتراض ہے مثلاً صبح کی نماز سے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ فرض کے عین فرض ہو اور جو اس کے متعلق ہے سو اعتراض ہو گا سنت مؤکدہ سے جیسے مثلاً صبح کی دو رکعتیں ہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے استذکار میں کہ اگر مثلاً ظہر کی سنتوں کے بعد دعا استخارہ کرے تو کفایت کرتا ہے برابر ہے کہ دو رکعتیں پڑھے یا زیادہ اور اس میں نظر ہے اور ظاہر یہ ہے کہ کہا جائے کہ اگر بعینہ اس نماز اور نماز استخارہ دونوں کی اکٹھی نیت کی ہو تو جائز ہے بخلاف اس کے جب کہ نہ نیت کرے اور جدا ہوتی ہے تحیۃ المسجد سے اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے مشغول کرنا جگہ کا ہے ساتھ دعا کے اور مراد ساتھ نماز استخارہ کے یہ ہے کہ واقع ہو دعا پیچھے اس کے یا بیچ اس کے اور بعید ہے کفایت کرنا واسطے اس شخص کے کہ عارض ہو واسطے اس کے طلب بعد فارغ ہونے کے نماز

سے اس واسطے کہ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقع ہو نماز اور دعا بعد وجود ارادہ امر کے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ دونوں رکعتوں میں سورہ کافرون اور اخلاص پڑھے اور اس پر کوئی دلیل نہیں اور شاید لاحق کیا ہے اس نے ان کو ساتھ سنتوں فجر کے اور سنتوں مغرب کے اور واسطے ان کے مناسبت ہے ساتھ حال کے واسطے اس چیز کے کہ ان میں ہے اخلاص اور توحید سے اور استخارہ کرنے والا اس کا محتاج ہے واسطے اس کے اور یہ جو کہا سوائے فرض نماز کے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ امر ساتھ نماز استخارہ کے نہیں ہے واسطے وجوب کے اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ میں نے نہیں دیکھا جو استخارہ کے واجب ہونے کا قائل ہو اور جب کہ تھی دعا استخارہ کی شامل اوپر ذکر اللہ تعالیٰ کے اور تفویض کی طرف اس کی تو ہو گی مستحب، واللہ اعلم۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ وہ ظاہر ہے بیچ تاخیر دعا کے نماز سے یعنی پہلے نماز پڑھے پھر اس کے بعد دعاء استخارہ کرے اور اگر دعا کرے ساتھ اس کے نماز کے بیچ میں تو احتمال ہے کفایت کرنے کا اور احتمال ہے ترتیب کا اوپر مقدم کرنے شروع کے نماز میں پہلے دعا سے اس واسطے کہ جگہ دعا کی نماز میں سجدہ ہے یا تشہد کہا ابن ابی جمرہ نے حکمت بیچ مقدم کرنے نماز کے اوپر دعا کے یہ ہے کہ مراد ساتھ استخارہ کے حاصل ہونا جمع کا ہے درمیان خیر دنیا اور آخرت کے سو محتاج ہو گا طرف کو ٹنے دروازے بادشاہ کے کی اور نہیں ہے کوئی چیز زیادہ تر مطلوب کو پہنچانے والی نماز سے واسطے اس چیز کے کہ اس میں تعظیم اللہ تعالیٰ کی ہے اور ثناء سے اوپر اس کے اور محتاج ہونے سے اس کی طرف حال میں اور مآل میں۔

قولہ **استخیرك بعلمك**: با اس میں واسطے تعلیل کے ہے یعنی اس واسطے کہ تو اعلم ہے اور احتمال ہے کہ استعانت کے واسطے ہو اور قول اس کا استقدرک یعنی طلب کرتا ہوں تجھ سے یہ کہ تو مجھ کو اس پر قدرت دے اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ میں تجھ سے طلب کرتا ہوں کہ تو اس کو میرے واسطے آسان کر دے۔

قولہ **اسألك من فضلك**: اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ دینا رب کا فضل ہے اس کی طرف سے اور نہیں ہے واسطے کسی کے اس پر حق اس کی نعمتوں میں جیسا کہ مذہب اہل سنت کا ہے۔

قولہ **فانك تقدر**، الخ: تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ علم اور قدرت فقط اللہ وحدہ کے واسطے ہے اور نہیں واسطے بندے کے اس سے مگر جو مقدر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے اس کے سو گویا کہ کہا کہ الٰہی! تو قادر ہے پہلے اس سے کہ تو مجھ میں قدرت پیدا کرے اور وقت پیدا کرنے کے اور بعد اس کے۔

قولہ اگر تو جانتا ہے، الخ: تو ظاہر یہ ہے کہ یہ کلمہ زبان سے کہے اور احتمال ہے کہ کفایت کرے ساتھ حاضر کرنے اس کے کے دل میں وقت دعا کے قولہ اور مجھ کو اس سے پھیرے دے یعنی تا کہ نہ باقی رہے دل اس کا بعد صرف کرنے کام کے اس سے متعلق ساتھ اس کے اور اس میں دلیل ہے واسطے اہل سنت کے کہ شر یعنی بدی اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہے بندوں پر اس واسطے کہ اگر بندہ اس کے پیدا کرنے پر قادر ہوتا تو اس کے پھیرنے پر بھی قادر ہوتا اور نہ محتاج ہوتا

اس کی طرف کہ رب اس سے اس کو پھیر دے۔

قولہ پھر مجھ کو اس سے راضی کر: سو بھید اس میں یہ ہے کہ نہ باقی رہے دل اس کا متعلق ساتھ اس کے سو نہ اطمینان ہو اس کے دل کو اور رض سکون نفس کا ہے طرف قضا کی اور اس حدیث سے کمال شفقت حضرت ﷺ کی امت پر ثابت ہوئی کہ حضرت ﷺ نے ان کو سکھلایا تمام جو نفع دے ان کو دین اور دنیا میں اور اس حدیث میں ہے کہ بندہ نہیں ہے قادر مگر ساتھ فعل کے نہ پہلے اس سے اور اللہ وہ پیدا کرنے والا ہے علم چیز کا واسطے بندے کے اور ارادے اس کے کے اور قادر ہونے اس کے کے اوپر اس کے اسی واسطے کہ واجب ہے بندے پر پھیرنا سب کاموں کا طرف اللہ تعالیٰ کی اور بَرِّی اپنے حول اور قوت سے طرف اس کی اور یہ کہ سوال کرے اپنے رب سے اپنے سب کاموں میں اور اختلاف ہے کہ استخارہ کے بعد کیا کرے سو ابن عبدالسلام نے کہا کہ کرے جو اتفاق پڑے واسطے اس کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کرے جو کھلے ساتھ اس کے سینہ اس کا اور معتمد یہ ہے کہ نہ کرے جو کھلے ساتھ اس کے سینہ اس کا اس چیز سے کہ ہو اس میں قوی استخارہ سے پہلے اور اس کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اس کے کے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی آخر حدیث میں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ عِنْدَ الْوُضُوْءِ

دعا کے وقت وضو کرنا

٥٩٠٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَآءٍ فَتَوَضَّأَ بِهٖ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِيْ عَامِرٍ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ۔

٥٩٠٤۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے پانی منگوایا سو وضو کیا پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے سو یوں دعا کی کہ الٰہی! بخش دے عبید ابی عامر کو اور میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی سو فرمایا کہ اس کو قیامت کے دن اپنی اکثر خلق سے اونچا رکھ۔

بَابُ الدُّعَآءِ إِذَا عَلَا عَقَبَةً

جب گھاٹی پر چڑھے تو دعا مانگے یعنی جب اونچی جگہ پر چڑھے تو دعا مانگے

فائدہ: باب میں دعا کا ذکر ہے اور حدیث میں تکبیر کا سو شاید کہ لیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس کو قول حضرت ﷺ کے سے انکم لا تدعون اصم و لا غائبا یعنی تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو سو نام رکھا تکبیر کا دعا۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ عُقْبًا عَاقِبَةً وَّعُقْبًا وَّعَاقِبَةٌ وَّاحِدٌ وَّهُوَ الْاٰخِرَةُ

کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے قرآن کے اس لفظ کی تفسیر میں خیر عقبا کہ ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں اور وہ

آخرت ہے۔

٥٩٠٥ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا وَلٰكِنْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ثُمَّ أَتٰى عَلَيَّ وَأَنَا أَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ أَوْ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ هِيَ كَنْزٌ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

٥٩٠٥۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے سو جب ہم اونچی جگہ پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے یعنی چلا کر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! نرمی کرو اپنی جانوں پر یعنی شور نہ کرو البتہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے لیکن تم تو نزدیک والے کو پکارتے ہو یعنی وہ تمہارے ساتھ موجود ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں اپنے جی میں کہتا تھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یعنی نہیں طاقت پھرنے کی گناہوں سے اور نہ قوت بندگی کی مگر اللہ کی توفیق سے سو فرمایا کہ اے عبداللہ بن قیس! کہہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے بیشک وہ بہشت کے خزانوں میں سے ہے یا یوں فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں تجھ کو وہ کلمہ جو بہشت کے خزانوں میں سے ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

فائدہ: اور کتاب القدر میں یہ حدیث خالد کے طریق سے آئے گی اور سلیمان تیمی کے طریق سے اور اس میں بیان ہے سبب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا کہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو اس واسطے کہ سلیمان کی روایت میں ہے کہ جب گھاٹی پر چڑھے تو ایک مرد نے اپنی آواز بلند کی اور خالد کی روایت میں ہے کہ جب ہم کسی اونچی جگہ پر چڑھتے تھے تو بلند آواز سے تکبیر کہتے۔

بَابُ الدُّعَآءِ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا فِيْهِ حَدِيْثُ جَابِرٍ

دعا کرنا وقت اترنے کے نالے میں اور نوان میں اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے

فائدہ: اور مراد ساتھ جابر رضی اللہ عنہ کے وہ حدیث ہے جو جہاد میں باب التسبیح اذا ھبط میں گزر چکی ہے کہ جب ہم اونچی جگہ پر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب ہم اترتے تھے تو سبحان اللہ کہتے تھے اور مناسبت تکبیر کی وقت چڑھنے کے طرف اونچی مکان کی یہ ہے کہ اونچا ہونا اور بلند ہونا محبوب ہے واسطے نفسوں کے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے بڑائی سے سو مشروع کیا واسطے اس شخص کے کہ متلبس ہو ساتھ اس کے یہ کہ ذکر کرے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو اور یہ کہ بلند تر ہے ہر چیز سے پس تکبیر کہے واسطے اس کے تاکہ شکر کرے اللہ تعالیٰ واسطے اس کے پس زیادہ دے اس

کو اپنے فضل سے اور مناسبت سبحان اللہ کہنے کی واسطے اترنے کے پست جگہ میں واسطے ہونے پست جگہ کے محل تنگی کا سو مشروع ہے اس میں سبحان اللہ کہنا اس واسطے کہ اسباب کشادگی اور آسانی کے سے ہے جیسا کہ یونس علیہ السلام کے قصے میں واقع ہوا ہے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَوْ رَجَعَ فِيهِ
دعا کرنا وقت ارادے سفر کے اور وقت پھرنے کے اس

يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ
سے اس میں حدیث یحییٰ کی ہے انس رضی اللہ عنہ سے

فائدہ: مراد ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے وہ حدیث ہے جو جہاد میں گزر چکی ہے جس کا اول یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے پھرے اور صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے اپنی سواری پر بٹھایا تھا اس کے آخر میں ہے آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون.

٥٩٠٦ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ.

٥٩٠٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب جہاد یا حج یا عمرے سے پھرتے تو ہر بلند جگہ پر اللہ اکبر تین بار کہتے کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کا شکر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم سفر سے پھرے توبہ بندگی سجدہ کرنے والے ہم اپنے رب کے شکرگزار ہیں سچا کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کو اور مدد کی اپنے بندے کی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تنہا اسی نے کفار کے گروہوں کو شکست دی۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اس دعا کو پڑھتے اور اس میں اتنا زیادہ ہے آئبون سے آخر تک اور اسی زیادتی کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں ساتھ قول اپنے کے جب سفر کا ارادہ کرے اور یہ جو کہا کہ جب جہاد یا حج یا عمرے کا ارادہ کرے تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ ان تین سفروں کے اور حالانکہ اس طرح نہیں ہے نزدیک جمہور کے بلکہ مشروع ہے کہنا اس کا ہر سفر میں کہ طاعت کا ہونا مانند صلہ رحم اور طلب علم کے واسطے اس کے کہ شامل ہے تمام کو اسم طاعت کا اور بعض نے کہا کہ مباح سفر کا بھی یہی حکم ہے اس واسطے کہ مسافر کو اس میں ثواب نہیں ہے پس نہیں منع اوپر اس کے فعل اس چیز کا کہ حاصل ہو واسطے اس کے ثواب اور بعض نے کہا کہ گناہ کے سفر میں بھی مشروع ہے اس واسطے کہ مرتکب اس کا زیادہ تر محتاج ہے طرف تحصیل

ثواب کے اپنے غیر سے اور تعاقب کیا گیا ہے اس تعلیل کا اس واسطے کہ جو خاص کرتا ہے اس کو سفر گناہ کے سے نہیں منع کرتا اس کو جو سفر کرے مباح میں اور نہ اس کو جو سفر کرے گناہ میں بہت ذکر کرنے اللہ تعالیٰ کے سے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو منع نہیں کرتا لیکن نزاع تو خاص اس ذکر میں ہے اس وقت مخصوص میں سو ایک قوم کا تو یہ مذہب ہے کہ یہ خاص ہے اس واسطے کہ یہ عبادات مخصوصہ ہیں ان کے واسطے ذکر بھی خاص مشروع ہوا ہے سو خاص ہوگا ساتھ اس کے مانند ذکر ماثور کی بعد اذان کے اور بعد نماز کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اقتصار کیا ہے صحابی نے اوپر تین کے واسطے بند ہونے سفر حضرت ﷺ کے بیچ ان کے اسی واسطے ترجمہ باندھا ہے ساتھ سفر کے اور شرف بلند مکان کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ برابر زمین ہے اور بعض نے کہا کہ جو میدان کہ خالی ہو درخت وغیرہ سے پھر کہتے لا الہ الا اللہ احتمال ہے کہ لاتے ہوں اس ذکر کو بعد تکبیر کے اس حال میں کہ اونچی جگہ میں ہوتے اور احتمال ہے کہ تکبیر خاص ہو ساتھ جگہ بلند کے اور مابعد اس کا اگر جگہ فراخ ہوتی تو ذکر کو پورا کرتے نہیں تو جب نیچے اترتے تو سبحان اللہ کہتے كما دل عليه حديث جابر رضی اللہ عنہ اور احتمال ہے کہ کامل کرتے ہوں ذکر مذکور کو مطلق پیچھے تکبیر کے پھر جب پست جگہ میں اترتے تو سبحان اللہ کہتے ہوں کہا قرطبی نے کہ تکبیر کے بعد لا الہ الا اللہ کہنے میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ اکیلا ہے ساتھ پیدا کرنے تمام موجودات کے اور یہ کہ وہی ہے معبود تمام جگہوں میں اور یہ جو کہا کہ ہم رجوع کرنے والے ہیں تو نہیں ہے مراد اخبار ساتھ محض رجوع کے کہ وہ تحصیل حاصل کی ہے بلکہ رجوع ہے بیچ حالت مخصوصہ کے اور وہ مشغول ہونا ان کا ہے ساتھ عبادت مخصوصہ کے اور یہ جو کہا ہم توبہ کرنے والے تو اس میں اشارہ ہے طرف تقصیر کی عبادت میں اور حضرت ﷺ نے اس کو تواضع سے کہا یا اپنی امت کی تعلیم کے واسطے یا مراد امت آپ کی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کو سچا کیا یعنی جو وعدہ کیا تھا اپنے دین کے ظاہر کرنے اس آیت میں ﴿وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً﴾ اور اس آیت میں ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ﴾ الآیۃ اور یہ آیت جہاد کے سفر میں ہے اور مناسبت اس کی واسطے سفر حج اور عمرے کے یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ آمِنِيْنَ﴾ اور یہ جو کہا کہ اسی نے تنہا کفار کے گروہوں کو شکست دی یعنی بغیر فعل کسی آدمی کے اور مراد ساتھ احزاب کے اس جگہ کفار قریش ہیں اور جو ان کے موافق ہوئے عرب اور یہود سے کہ جمع ہوئے تھے جنگ خندق میں اور انہیں کی شان میں سورۂ احزاب اتری۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ لِلْمُتَزَوِّجِ

نکاح کرنے والے کے واسطے دعا کرنی

۵۹۰۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى

۵۹۰۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا نشان دیکھا سو فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا؟ اس نے کہا کہ میں نے ایک عورت سے

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهْيَمْ أَوْ مَهْ قَالَ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

نکاح کیا گٹھلی کے برابر سونے پر سو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرے واسطے برکت کرے ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری سے ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے واسطے برکت کرے۔

۵۹۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ هَلَكَ أَبِيْ وَتَرَكَ سَبْعَ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ ثَيِّبًا قَالَ هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ أَوْ تُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ قُلْتُ هَلَكَ أَبِيْ فَتَرَكَ سَبْعَ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَكَرِهْتُ أَنْ أَجِيْئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ قَالَ فَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ لَمْ يَقُلِ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو بَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ.

۵۹۰۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا باپ مر گیا سو اس نے سات یا نو بیٹیاں چھوڑیں سو میں نے ایک عورت سے نکاح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ اے جابر! میں نے کہا ہاں، فرمایا کنواری سے یا شوہر دیدہ سے میں؟ میں نے کہا کہ شوہر دیدہ سے، فرمایا کیوں نہ نکاح کیا تو نے کنواری لڑکی سے کہ تو اس کے ساتھ کھیلتا اور وہ تیرے ساتھ کھیلتی اور تو اس کو ہنساتا اور وہ تجھ کو ہنساتی؟ میں نے کہا کہ میرا باپ مر گیا اور اس نے سات یا نو بیٹیاں چھوڑیں سو میں نے مکروہ جانا کہ میں اُن کے پاس ان کی مثل لاؤں، یعنی نادان لڑکی سے نکاح کروں جیسی وہ ہیں سو میں نے عورت سے نکاح کیا جو ان کی کارساز بنے، فرمایا سو اللہ تعالیٰ تم پر برکت کرے۔ ابن عیینہ اور محمد نے یہ لفظ نہیں کہا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی نکاح میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول آپ کا ہے بارك الله عليك اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے واسطے لك فرمایا اور جابر رضی اللہ عنہ کے واسطے عليك تو مراد ساتھ اول کے خاص ہونا اس کا ہے ساتھ برکت کے بیچ بیوی اس کی کے اور مراد علیک کے شامل ہونا برکت کا ہے واسطے اس کے بیچ تیز ہونے عقل اس کی کے کہ اس نے اپنی بہنوں کی مصلحت کو اپنے نفس کے حصے پر مقدم کیا سو شوہر دیدہ سے نکاح کیا باوجود اس کے کہ جوان کے واسطے کنواری غالبًا بلند رتبہ ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا أَتٰى أَهْلَهٗ.

جب اپنی بیوی سے صحبت کا ارادہ کرے تو کیا کہے؟

۵۹۰۹۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

۵۹۰۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر

جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنَّهُ إِنْ يُّقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذٰلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا.

مسلمانوں میں سے کوئی جب اپنی بیوی سے صحبت کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے بسم اللہ سے رزقتنا تک یعنی شروع اللہ کے نام سے الٰہی! بچائے رکھ ہم کو شیطان سے اور بچا شیطان سے ہماری اولاد کو سو البتہ بیوی خاوند کے درمیان اس صحبت میں کوئی لڑکا قسمت میں ہوگا تو اس کو شیطان کبھی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

فائدہ: اور اس حدیث کے لفظ میں وہ چیز ہے جو تقاضا کرتی ہے کہ دعا مذکور مشروع ہے وقت ارادے جماع کے سو دور ہوگا احتمال ظاہر حدیث کے مشروع ہے وقت مشروع ہونے کے جماع میں اور اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ شیطان اس کو کبھی ضرر نہ پہنچا سکے گا یعنی اس لڑکے کو ضرر نہ پہنچا سکے گا اس طور سے کہ قادر ہو اس کے ضرر دینے میں اس کے دین میں اور دنیا میں اور یہ مراد نہیں ہے کہ اس کو بالکل وسوسہ بھی نہ ڈال سکے گا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

حضرت ﷺ کا یہ قول کہ ہم کو دنیا میں بہتری دے

٥٩١٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَكْثَرُ دُعَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

٥٩١٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی اکثر دعا یہ تھی الٰہی! ہم کو دنیا میں بہتری اور بھلائی دے اور آخرت میں بہتری اور بھلائی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کہا کرتے تھے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ الآیۃ اور مطابق ہے واسطے ترجمہ کے اور کہا عیاض نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ اکثر اس آیت کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے اس واسطے کہ وہ جامع ہے دعا کے سب معنوں کو امر دنیا اور آخرت کے سے کہا اور حسنہ نزدیک ان کے اس جگہ نعمت ہے سو سوال کیا واسطے نعمتوں دنیا اور آخرت کے اور بچانے کے عذاب سے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ احسان کرے ہم پر ساتھ اس کے اور دوام اس کا، میں کہتا ہوں اور مختلف ہیں عبارتیں سلف کی حسنہ کی تفسیر میں سو حسن سے ہے کہ وہ علم اور عبادت ہے دنیا میں روایت کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا میں رزق پاک اور علم نافع اور آخرت میں بہشت ہے اور تفسیر حسنہ کی ساتھ بہشت کے آخرت میں سدی سے یہی مروی

ہے اور یہی منقول ہے مجاہد اور اسماعیل اور مقاتل سے اور قتادہ سے روایت ہے کہ وہ عافیت ہے دنیا اور آخرت میں اور محمد بن کعب سے ہے کہ نیک بیوی حسنات سے ہے اور سدی اور مقاتل سے روایت ہے کہ حسنہ دنیا کی رزق حلال واسع ہے اور عمل صالح اور حسنہ آخرت کی مغفرت اور ثواب اور عطیہ سے روایت ہے کہ حسنہ دنیا کی علم اور عمل ہے اور بھلائی آخرت کی آسان ہونا حساب کا ہے اور دخول بہشت کا اور عوف سے روایت ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے دیا اسلام اور قرآن اور اہل اور مال اور ولد تو اس کو اس نے دنیا اور آخرت میں بھلائی دی اور صوفیہ سے بھی بہت اقوال اس کی تفسیر میں منقول ہیں حاصل ان کا سلامتی ہے دنیا اور آخرت میں اور کشاف میں علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ دنیا میں عورت نیک ہے اور آخرت میں حور ہے اور عذاب آگ کا بدعورت ہے اور کہا شیخ عماد الدین نے کہ حسنہ دنیا میں شامل ہے ہر مطلوب دنیاوی کو عافیت اور گھر فراخ سے اور بیوی نیک اور اولاد نیک سے اور رزق واسع اور علم نافع سے اور عمل صالح اور مرکب مبارک سے اور ثنا جمیل سے اور سوائے اس کے اس قسم سے کہ شامل ہیں ان کو عبارتیں ان کی کہ وہ سب درج ہیں دنیا کی بھلائی میں اور آخرت کی حسنہ سو اعلیٰ اس کا داخل ہونا ہے بہشت میں اور توابع اس کے امن میں ہونا بڑی گھبراہٹ سے قیامت کے میدان میں اور آسان کرنا حساب کا اور سوائے اس کے امور آخرت سے اور بہر حال آگ سے بچنا سو وہ تقاضا کرتا ہے آسان کرنے اس کے اسباب کے کو دنیا میں اجتناب محارم سے اور ترک شبہات سے۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا

دنیا کے فتنے سے پناہ مانگنا

۵۹۱۱۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا تُعَلَّمُ الْكِتَابَةُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ نُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

۵۹۱۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو یہ کلمات سکھلاتے تھے جیسے لکھنا سکھلایا جاتا ہے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخیلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں نامردی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بری عمر کی طرف پھیرے جانے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے۔

بَابُ تَكْرِيْرِ الدُّعَآءِ

دعا کو مکرر کرنا

۵۹۱۲ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُنْذِرٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُبَّ حَتّٰى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ صَنَعَ الشَّيْءَ وَمَا صَنَعَهُ وَإِنَّهُ دَعَا رَبَّهُ ثُمَّ قَالَ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيْهِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ جَآءَ نِيْ رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِيْ وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ فِيْ مَاذَا قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَّمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِيْ ذَرْوَانَ وَذَرْوَانُ بِئْرٌ فِيْ بَنِيْ زُرَيْقٍ قَالَتْ فَأَتَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى عَائِشَةَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ مَآءَ هَا نُقَاعَةُ الْحِنَّآءِ وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ قَالَتْ فَأَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهَا عَنِ الْبِئْرِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَهَلَّا أَخْرَجْتَهُ قَالَ أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللّٰهُ وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيْرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا زَادَ عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَدَعَا

۵۹۱۲۔ حضرت عائشہ رٍضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک حضرت ﷺ پر جادو ہوا یہاں تک کہ آپ کی طرف خیال کیا جاتا تھا کہ آپ نے کام کیا ہے اور حالانکہ اس کو نہ کیا ہوتا یعنی نا کردہ کام کو آپ جانتے کہ میں کر چکا ہوں اور یہ کہ حضرت ﷺ نے اپنے رب سے دعا کی پھر فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تو نے جانا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم کیا جس میں میں نے اس سے حکم چاہا یعنی میری دعا قبول کی اور جادو کا حال بتلا دیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! اس کا کیا بیان ہے؟ فرمایا کہ میرے پاس دو مرد آئے سو ایک میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس سو ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کیا درد ہے اس مرد کو یعنی حضرت ﷺ کو؟ اس نے جواب میں کہا کہ اس کو جادو کا اثر ہے اس نے کہا کہ کس نے اس کو جادو کیا؟ کہا کہ لبید اعصم کے بیٹے نے کیا ہے، اس نے کہا کہ کس چیز میں کیا ہے؟ اس نے کہا کہ کنگھی میں اور اُن بالوں میں جو کنگھی سے جڑیں اور نر کھجور کی بالی کے غلاف میں اس نے کہا کہ یہ کہاں رکھا ہے؟ اس نے کہا کہ ذی اروان کے کنویں میں اور ذی اروان ایک کنواں ہے قبیلہ بنی زریق میں، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو حضرت ﷺ وہاں تشریف لے گئے پھر عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف پھرے سو فرمایا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اس کنویں کا پانی جیسے مہندی کا بھگویا پانی ہوتا ہے اور اس کے کھجور کے درخت جیسے شیطانوں کے سر، کہا سو حضرت ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کو کنویں کی خبر دی میں نے کہا یا حضرت! آپ نے اس کو کیوں نہیں نکال دیا یعنی اس یہودی کو جس نے آپ پر جادو کیا ہے شہر سے نکلوا دیجیے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو تو اللہ تعالیٰ نے شفا دی میں کس واسطے لوگوں

وَسَاقَ الْحَدِيْثَ.

میں فتنہ انگیزی کروں، زیادہ کیا ہے عیسیٰ اور لیث نے ہشام سے اس کے باپ سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہوا سو دعا کی اور دعا کی اور بیان کی حدیث۔

فائدہ: ایک روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آتا تھا یہ کہ دعا کریں تین بار اور استغفار کریں تین بار روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور روایت عیسیٰ کی مع شرح کے طب میں گزر چکی ہے اور وہی ہے مطابق واسطے ترجمہ کے بخلاف روایت انس رضی اللہ عنہ کے جس کو باب میں وارد کیا ہے سو اس میں تکرار دعا کا ذکر نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ

مشرکوں پر دعا کرنا

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ.

اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! میرے اوپر مدد کر سات برس کا قحط ڈال کر یوسف علیہ السلام کا سا قحط سات برس کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح استسقاء میں گزر چکی ہے کہ جب کفار قریش اور قوم مضر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا پر نہایت کمر باندھی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں یہ بد دعا کی چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے ایسا قحط پڑا کہ انہوں نے ہڈی اور مردار کو کھایا۔

وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِيْ جَهْلٍ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾

اور کہا الٰہی! پکڑ لے ابوجہل کو اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ دعا کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کہ الٰہی! لعنت کر فلانے کو اور فلانے کو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں۔

فائدہ: ابوجہل کی حدیث کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے اوجھڑی کے قصے میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث غزوہ اُحد میں۔

٥٩١٣۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ أَبِيْ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ

٥٩١٣۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے گروہوں پر بد دعا کی الٰہی! کتاب کے اُتارنے والے! جلد حساب کرنے والے! شکست دے کفار کے گروہوں کو شکست دے ان کو اور ان میں زلزلہ ڈال۔

الْأَحْزَابَ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے۔

٥٩١٤ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ قَنَتَ اللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ.

۵۹۱۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمع اللہ لمن حمدہ کہتے نماز عشاء کی اخیر رکعت میں تو قنوت پڑھتے الٰہی! نجات دے عیاش بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو، الٰہی! نجات دے ولید بن ولید رضی اللہ عنہ کو، الٰہی! نجات دے سلمہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کو، الٰہی! نجات دے دبے ہوئے بے زور مسلمانوں کو، الٰہی! اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور ان پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر سورۂ نساء میں گزر چکی ہے۔

٥٩١٥ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ فَأُصِيْبُوْا فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلٰى شَيْءٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ فَقَنَتَ شَهْرًا فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَيَقُوْلُ إِنَّ عُصَيَّةَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ.

۵۹۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا جن کو قراء کہا جاتا تھا سو وہ سب شہید ہوئے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ غمگین ہوئے ہوں کسی پر جو ان پر غمگین ہوئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھی اور کہتے تھے کہ عصیہ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

٥٩١٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ الْيَهُوْدُ يُسَلِّمُوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

۵۹۱۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تھے کہتے تھے تجھ کو سام یعنی موت ہو سو عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی بات سمجھ گئیں سو کہا اور تم پر موت اور لعنت ہو، سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آہستہ ہو اے عائشہ!

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُوْنَ السَّامُ عَلَيْكَ فَفَطِنَتْ عَائِشَةُ إِلٰى قَوْلِهِمْ فَقَالَتْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا يَقُوْلُوْنَ قَالَ أَوَلَمْ تَسْمَعِيْ أَنِّيْ أَرُدُّ ذٰلِكِ عَلَيْهِمْ فَأَقُوْلُ وَعَلَيْكُمْ.

بے شک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے نرمی کو سب کاموں میں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ نے نہیں سنا جو کہتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے نہیں سنا کہ میں اس کو اُن پر رد کرتا ہوں، سو میں کہتا ہوں اور تم پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان میں گزر چکی ہے۔

۵۹۱۷ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَقَالَ مَلَأَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ وَهِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ.

۵۹۱۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ خندق کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی کافروں کے حق میں بد دعا کی اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھرے کہ انہوں نے ہم کو بیچ والی نماز یعنی عصر کی نماز سے باز رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہوا۔

فائدہ: اس حدث کی شرح سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ لِلْمُشْرِكِيْنَ

مشرکوں کے واسطے دعا مانگنا

۵۹۱۸ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِمَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا فَظَنَّ النَّاسُ أَنَّهُ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ.

۵۹۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! البتہ قوم دوس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور انکار کیا سو اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ ان پر عذاب اُتارے سو لوگوں نے گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بد دعا کرتے ہیں سو فرمایا الٰہی! ہدایت کر اس کی قوم کو اور لا ان کو۔

فائدہ: یہ باب اور اس کی حدیث کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح بھی اسی جگہ میں گزر چکی ہے اور میں نے دونوں بابوں کے درمیان وجہ تطبیق ذکر کی ہے اور یہ کہ وہ دو اعتبار سے ہے اور حکایت کی ہے ابن بطال نے کہ مشرکوں پر بد دعا کرنی منسوخ ہے ساتھ اس آیت کے ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ﴾ اور اکثر اس پر ہیں کہ منسوخ نہیں اور بد دعا مشرکوں پر جائز ہے .ورمنع اس شخص کے حق میں ہے جس کے اسلام میں داخل ہونے کی امید ہو اور احتمال ہے تطبیق میں یہ کہ جائز اس جگہ ہے جس جگہ دعا میں وہ چیز ہو جو تقاضا کرے ان کے زجر کو تمادی ان کے سے کفر پر اور منع اس جگہ ہے جہاں واقع ہو بد دعا ان پر ساتھ ہلاک کے ان کے کفر پر اور تقیید ساتھ ہدایت کے راہ دکھلاتی ہے اس کی طرف کہ مراد ساتھ مغفرت کے حضرت ﷺ کے قول میں **اغفر لقومی فانهم لا يعلمون** معاف کرنا ہے ان کے قصور کا نہ مٹانا ان کے سب گناہوں کا یا مراد یہ ہے کہ ان کو ہدایت کر اسلام کی طرف کہ صحیح ہے ساتھ اس کے مغفرت یا معنی یہ ہیں کہ ان کو بخش اگر اسلام لائیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ

حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں کہ الٰہی! بخش دے مجھ کو جو میں نے آگے کیا اور جو پیچھے ڈالا

فائدہ: باب باندھا ہے ساتھ بعض حدیث کے اور یہ قدر اس سے داخل ہے اس میں تمام وہ چیز کہ شامل ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ تمام جو اس میں مذکور ہے نہیں خالی ہے ایک دو امر سے۔

٥٩١٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُوْسٰى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَآءِ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَإِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ كُلِّهِ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطَايَايَ وَعَمْدِيْ وَجَهْلِيْ وَهَزْلِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

٥٩١٩۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ دعا کرتے تھے ساتھ اس دعا کے اے میرے پروردگار! بخش دے مجھ کو میری بھول چوک اور میری نادانی اور میری زیادتی کو جو مجھ سے میرے حال میں ہوئی اور بخش دے اس چیز کو جس کو مجھ سے زیادہ تر جانتا ہے الٰہی! بخش دے میرے بھول اور میرے قصد کو اور میری نادانی اور بیہودگی کو اور یہ سب میری طرف سے ہے، الٰہی! بخش دے مجھ کو جو میں نے آگے کیا اور پیچھے ڈالا اور جو میں نے چھپایا اور ظاہر کیا تو ہی ہے آگے کرنے والا اور تو ہی ہے پیچھے ڈالنے والا اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

فائدہ: اور محل اس دعا کا نماز کے اندر ہے سلام سے پہلے اور بعد سلام کے بھی اور حضرت ﷺ نے جو یہ دعا کی گناہ بخشوانے کی باوجود اس کے کہ آپ کے سب گناہ بخشے گئے ہیں تو حضرت ﷺ حکم بجا لائے جو حکم کیا ان کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ سبحان اللہ کہنے کے اور مغفرت مانگنے کے جب کہ اللہ تعالیٰ کی فتح آئے اور کہا عیاض نے احتمال ہے کہ ہو قول حضرت ﷺ کا کہ الٰہی! بھول چوک بخش دے اور بخش دے جو میں نے آگے کیا اور جو پیچھے ڈالا بطور تواضع اور خشوع کے ہے اور واسطے شکر اپنے کے جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معلوم کرا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخش دیا اور بعض نے کہا کہ وہ محمول ہے اوپر اس چیز کے کہ صادر ہوئی غفلت یا چوک سے اور بعض کہتے ہیں کہ محمول ہے جو پیغمبر ہونے سے پہلے بھول چوک ہوئی اور کہا ایک قوم نے کہ واقع ہونا صغیرہ گناہ کا جائز ہے پیغمبروں سے سو ہوگا استغفار اس سے اور بعض نے کہا کہ وہ مثل اس چیز کی ہے کہ فتح کی آیت میں ہے ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ﴾ یعنی بخشے گناہ تیرا جو آدم علیہ السلام کے گناہ سے پہلے تھا اور جو پیچھے ہے یعنی تیری امت کے گناہوں سے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ پیغمبروں سے چوک جانا جائز ہے اس واسطے کہ وہ مکلّف ہیں سو ڈرتے ہیں اس کے واقع ہونے سے اور پناہ مانگتے ہیں اس سے اور بعض نے کہا کہ بطور تواضع اور خشوع کے ہے واسطے حق الوہیت کے تاکہ پیروی کی جائے ساتھ آپ کے بیچ اس کے۔

تکمیل: نقل کیا ہے کرمانی نے قرافی سے کہ قول قائل کا اس کی دعا میں کہ الٰہی! سب مسلمانوں کو بخش دے دعا ہے ساتھ محال کے اس واسطے کہ صاحب کبیرہ گناہ کا کبھی داخل ہوتا ہے دوزخ میں اور دوزخ کا داخل ہونا منافی ہے غفران کو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ منع کے اور یہ کہ منافی واسطے غفران یعنی بخش دینے کے ہمیشہ رہتا ہے آگ میں اور بہرحال نکالنا ساتھ شفاعت کے یا معافی کے سو وہ غفران ہے فی الجملہ اور نیز تعاقب کیا گیا ہے ساتھ قول نوح علیہ السلام کے ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ اور ساتھ قول ابراہیم علیہ السلام کے ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾ اور تحقیق یہ ہے کہ سوال لفظ تعمیم سے نہیں مستلزم ہے طلب اس کی کو واسطے ہر فرد فرد کے بطریق تعیین کے سو شاید مراد قرافی کے معنی کرنا اس چیز کا ہے کہ مشعر ہے ساتھ اس کے نہ منع کرنا اصل دعا کا ساتھ اس کے پھر نہیں ظاہر ہوئی واسطے میرے مناسبت ذکر اس مسئلے کی اس باب میں، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَحَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ أَبِيْ مُوْسٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ.

یہ دوسری اسناد ہے واسطے حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے۔

٥٩٢٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَبِيْ مُوْسٰى وَأَبِيْ بُرْدَةَ أَحْسِبُهُ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَإِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ هَزْلِيْ وَجِدِّيْ وَخَطَايَايَ وَعَمْدِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ.

٥٩٢٠۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے الٰہی! بخش دے مجھ کو میری چوک اور میری نادانی اور میری زیادتی کو جو مجھ سے میرے سب کاموں میں ہوئی اور اس چیز کو جس کو تو مجھ سے زیادہ تر جانتا ہے الٰہی! بخش دے مجھ کو میری بیہودگی اور میرے قصہ کو اور میری چوک کو اور میرے عمد کو اور یہ سب میرے نزدیک ممکن یا موجود ہے۔

بَابُ الدُّعَآءِ فِي السَّاعَةِ الَّتِيْ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ.

دعا کرنا اس گھڑی میں جو جمعہ کے دن میں ہے

فائدہ: یعنی جس میں دعا کے قبول ہونے کی اُمید ہے اور جمعہ میں بھی اس گھڑی کا باب باندھا ہے اور نہیں ذکر کی دونوں بابوں میں وہ چیز جو مشعر ہے ساتھ معین کرنے اس کے اور اس میں بہت اختلاف ہے اور خطابی نے صرف دو وجہوں کو بیان کیا ہے ایک یہ کہ وہ نماز کی گھڑی ہے دوسری یہ کہ وہ دن کی گھڑی ہے سورج ڈوبنے کے وقت اور پہلے گزر چکا ہے سیاق حدیث کا کتاب الجمعہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ اس میں ایک گھڑی ہے کہ نہیں موافق ہوتا اس کو بندہ مسلمان نماز پڑھتا اللہ تعالیٰ کی کچھ چیز مانگے مگر کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیتا ہے اور اشارہ کیا ہے ہاتھ سے اس کو قلیل بتاتے تھے یعنی وہ ساعت بہت تھوڑا وقت ہے۔

٥٩٢١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ وَقَالَ بِيَدِهٖ قُلْنَا يُقَلِّلُهَا يُزَهِّدُهَا.

٥٩٢١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ہے نہیں پاتا اس کو کوئی مسلمان اور حالانکہ وہ کھڑا نماز پڑھتا ہو اللہ تعالیٰ سے بھلائی مانگے مگر کہ اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرتا ہے اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے ہم نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اس گھڑی کو کم بتلاتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجمعہ میں گزر چکی ہے اور میں نے استیعاب کیا ہے خلاف کو جو وارد ہے گھڑی

مذکور میں سو بڑھ گیا چالیس قول سے اور اتفاق پڑا ہے واسطے میرے نظیر اس کی لیلۃ القدر میں اور البتہ پائی میں نے ایک حدیث جو ظاہر ہوتی ہے اس سے وجہ مناسبت کی درمیان دونوں کے عدد مذکور میں اور وہ حدیث وہ ہے جو روایت کی ہے احمد نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے میں نے کہا کہ اے ابو سعید! حدیث بیان کی ہے ہم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس گھڑی سے کہ جمعہ کے دن میں ہے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے اس کا حال پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو وہ گھڑی معلوم ہوئی تھی سو میں اس کو بھلایا گیا جیسے لیلۃ القدر بھلایا گیا اور اس حدیث میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جس جس روایت میں اس گھڑی کی تعیین آئی ہے وہم ہے اور یہ جو کہا کہ بھلائی مانگے تو خارج ہوئی ہے اس سے بدی مثل دعا کرنے کے ساتھ گناہ کے اور ناتا توڑنے کے اور مانند اس کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَجَابُ لَنَا فِي الْيَهُوْدِ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيْنَا.

باب ہے حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں کہ ہماری دعا مقبول ہوتی ہے یہود کے حق میں اور نہیں مقبول ہوتی ہے ان کی دعا ہمارے حق میں۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ ہم دعا کرتے ہیں ان پر ساتھ حق کے اور وہ دعا کرتے ہیں ہم پر ساتھ ظلم کے۔

٥٩٢٢ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ الْيَهُوْدَ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ قَالَ وَعَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ السَّامُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ أَوِ الْفُحْشَ قَالَتْ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ أَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قُلْتُ رَدَدْتُّ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِيْ فِيْهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ.

٥٩٢٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہود حضرت ﷺ کے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ تم پر موت ہو حضرت ﷺ نے فرمایا اور تم پر، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور تم پر اللہ تعالیٰ کی مار اور لعنت پڑے اور اللہ تعالیٰ تم پر غصہ کرے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آہستہ ہو اے عائشہ! لازم پکڑ اپنے اوپر نرمی کو اور بچ سختی اور بیہودہ بکنے سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا آپ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا فرمایا کیا تو نے سنا جو میں نے ان کو جواب دیا سو میری دعا ان کے حق میں مقبول ہو گی اور ان کی دعا میرے حق میں مقبول نہ ہو گی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان میں گزر چکی ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ دعا کرنے والا جب ظالم ہو جس پر بد دعا کی تو نہیں مقبول ہوتی ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَمَا دُعَآءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلَالٍ﴾۔

بَابُ التَّأْمِيْنِ

باب ہے آمین کہنے کے بیان میں یعنی دعا کے بعد آمین کہنا

۵۹۲۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَاهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمِّنُوْا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

۵۹۲۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس واسطے کہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں سو جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق پڑ گئی تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور مراد ساتھ قاری کے اس جگہ امام ہے جب کہ نماز میں قرأت پڑھے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قاری کے عام تر اس سے اور البتہ وارد ہوئی ہیں مطلق آمین میں چند حدیثیں ان میں سے ایک حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے مرفوع کہ نہیں حسد کرتے تم سے یہود کسی چیز پر جو حسد کرتے ہیں تم سے سلام اور آمین پر پھر روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ نے اور ایک حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ ساتھ اس لفظ کے جو حسد کرتے ہیں تم پر یہود تو بہت آمین کہا کرو اور روایت کی ہے حاکم نے حبیب فہری سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں جمع ہوتی کوئی جماعت سو بعض دعا مانگیں اور بعض آمین کہیں مگر کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور ابوداؤد نے زہیر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے واجب کیا اپنے لیے بہشت کو اگر ختم کیا اس کو کہا کس چیز سے ختم کرے؟ فرمایا کہ آمین سے سو ایک مرد اس کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے فلانے ختم کر آمین سے اور بشارت لے اور ابو زہیر کہتا تھا کہ آمین مثل مہر کی ہے نامہ پر۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ التَّهْلِيْلِ

باب ہے بیچ بیان فضیلت تہلیل کے

فائدہ: یعنی لا الہ الا اللہ کہنے کی فضیلت میں۔

۵۹۲٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

۵۹۲۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لا الہ الا اللہ سے قدیر تک ایک دن میں سو بار پڑھے یعنی نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کو سب خوبیاں ہیں اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے تو اس کو دس غلام

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ.

آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور اس کے واسطے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی سو برائیاں مٹائی جائیں گی اور اس دن شام تک اس کو شیطان سے پناہ رہے گی اور اس سے بہتر کوئی نہیں مگر جس نے کہ اس سے زیادہ پڑھا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے یحیی ویمیت اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے بیدہ الخیر اور ایک روایت میں تقیید اس کی ہے ساتھ بعد نماز فجر کے پہلے اس سے کہ کلام کرے لیکن اس میں دس بار کا ذکر ہے اور اس کی سند میں شہر بن حوشب ہے اور اس میں کلام ہے۔ (فتح)

٥٩٢٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ مَنْ قَالَ عَشْرًا كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ رَبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ مِّثْلَهُ فَقُلْتُ لِلرَّبِيْعِ مِمَّنْ سَمِعْتَهُ فَقَالَ مِنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ فَأَتَيْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ فَقُلْتُ مِمَّنْ سَمِعْتَهُ فَقَالَ مِنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى فَأَتَيْتُ ابْنَ أَبِيْ لَيْلٰى فَقُلْتُ مِمَّنْ سَمِعْتَهُ فَقَالَ مِنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ يُحَدِّثُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَوْلَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

٥٩٢٥۔ حضرت عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ جو کلمہ توحید دس بار پڑھے تو اس کو اس شخص کے برابر ثواب ہوگا جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک غلام آزاد کیا کہا عمرو نے کہ حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے شعبی سے ربیع سے مثل اس کی یعنی مثل روایت ابو اسحاق کی عمرو بن میمون سے موقوف یعنی عمر نے مسند کیا ہے اس کو دو شیخوں سے ایک ابی اسحاق سے موقوف دوسری عبداللہ بن ابی سفر سے مرفوع سو میں نے ربیع سے کہا کہ تو نے اس کو کس سے سنا ہے؟ کہا عمرو بن میمون سے پھر میں عمرو بن میمون کے پاس آیا سو میں نے اس سے کہا کہ تو نے اس کو کس سے سنا ہے؟ کہا ابن ابی لیلیٰ سے پھر میں ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ تو نے اس کو کس سے سنا ہے؟ کہا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ صحابی سے حدیث بیان کرتا تھا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا ابراہیم نے اپنے باپ سے ابی اسحاق سے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے عمرو بن میمون نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے قول اس کا یعنی اسحاق کی تحدیث عمرو سے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُوْسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الرَّبِيْعِ قَوْلَهٗ وَقَالَ آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ هِلَالَ بْنَ يَسَافٍ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَوْلَهٗ وَقَالَ الْأَعْمَشُ وَحُصَيْنٌ عَنْ هِلَالٍ عَنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَوْلَهٗ وَرَوَاهُ أَبُوْ مُحَمَّدٍ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِّنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالصَّحِيْحُ قَوْلُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمْرٍو.

ثابت ہے اور کہا موسیٰ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے وہیب نے داؤد سے عامر سے عبدالرحمٰن سے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا اسماعیل نے شعبی سے ربیع سے قول اس کا اور کہا آدم نے حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبدالملک نے کہا سنا میں نے ہلال بن یساف سے ربیع سے اور عمرو سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قول اس کا اور کہا اعمش اور حصین نے ہلال سے ربیع سے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے قول اس کا اور روایت کیا ہے اس کو ابو محمد نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ صحیح قول عبدالملک کا ہے۔

فائدہ: اور اختلاف ان روایتوں کا بیچ عدد غلاموں کے باوجود ایک ہونے مخرج حدیث کے چاہتا ہے ترجیح کو درمیان ان کے سو اکثر اوپر ذکر چار کے ہیں یعنی چار غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوتا ہے اور تطبیق دی جائے گی درمیان اس کے اور درمیان حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ذکر دس کے واسطے کہنے اس کے سو بار سو ہوگا بدلے ہر دس بار کہنے کے ایک غلام اور یہ حکم بیچ غیر اولاد اسماعیل علیہ السلام کے ہے اور بہر حال چار غلام اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے سو وہ مقابل ہوں گے دس کے ان کے غیروں سے اس واسطے کہ وہ اشرف ہیں عرب سے چہ جائیکہ عجم سے اور تطبیق دی ہے قرطبی نے درمیان اختلاف کے اوپر مختلف ہونے احوال ذاکرین کے یعنی پورا عظیم ثواب اس کو حاصل ہوتا ہے جو ان کو خوب سمجھ سوچ کر پڑھے اور ان کے معانی میں غور کرے اور ان کا حق ادا کرے اور جب کہ ذاکرین اپنی سمجھ اور فکر میں مختلف ہیں تو ان کا ثواب بھی مختلف ہوگا اور مستفاد ہوتا ہے اس حدیث سے کہ عرب کو غلام پکڑنا جائز ہے برخلاف اس شخص کے جو اس کو منع کرتا اور کہا عیاض نے کہ ذکر اس عدد کا سو سے دلیل ہے اس پر کہ وہ نہایت ہے واسطے ثواب مذکور کے اور بہر حال قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مگر جو اس سے زیادہ عمل کرے تو احتمال ہے کہ مراد زیادتی ہو اس عدد پر پس

ہو گا واسطے قائل اس کے کے ثواب سے بحساب اس کے تا کہ نہ گمان کرے کوئی کہ وہ ان حدوں سے ہے کہ منع کیا گیا ہے ان سے آگے بڑھنا اور یہ کہ نہیں ثواب ہے بیچ زیادہ کرنے کے اوپر اس کے جیسے کہ بیچ رکعات سنتوں محدودہ کے ہے اور عددوں طہارت کے اور احتمال ہے کہ مراد زیادتی غیر اس جنس سے نہ ہو ذکر سے ہو یا اس کے غیر سے مگر یہ کہ زیادہ کرے کوئی عمل نیک عملوں سے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ احتمال ہے کہ مراد مطلق زیادتی ہو برابر ہے کہ ہو لا الہ الا اللہ سے یا غیر اس کے سے اور یہ کہ ظاہر تر یہی اشارہ کرتا ہے اس کی طرف کہ یہ خاص ہے ساتھ ذکر کے کہا اور ظاہر اطلاق حدیث کا یہ ہے کہ یہ ثواب حاصل ہوتا ہے واسطے اس شخص کے جو کہے یہ تہلیل دن میں پے در پے یا جدا جدا ایک مجلس میں یا کئی مجلسوں میں دن کے اول میں ہو یا آخر میں لیکن افضل ہے کہ دن کے اول میں کہے پے در پے تا کہ اس کے واسطے تمام دن شیطان سے پناہ ہو اور اسی طرح رات کی ابتدا میں تکمیل پوری الفاظ اس ذکر کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں یہ ہیں لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد یحییٰ ویمیت وهو حی لا یموت بیده الخیر وهو علی کل شیء قدیر ، الحدیث روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے۔

بَابُ فَضْلِ التَّسْبِيْحِ — سبحان اللہ کہنے کی فضیلت میں

فائدہ: اور معنی اس کے پاک جاننا اللہ کا ہے اس چیز سے کہ نہیں لائق ہے ساتھ اس کے ہر نقص سے سو لازم آئے گی اس سے نفی شریک کی اور جورو کی اور اولاد کی اور تمام خسیس چیزوں کی اور بولا جاتا ہے تسبیح اور مراد اس سے تمام الفاظ ذکر کے ہوتے ہیں اور کبھی تسبیح سے نفل نماز مراد ہوتی ہے اور نام رکھی گئی نماز تسبیح واسطے کثرت تسبیح کے بیچ اس کے اور سبحان اللہ اسم ہے منصوب ہے اس پر کہ واقع ہوا ہے جگہ مصدر کی واسطے فعل محذوف کے تقدیر اس کی یہ ہے سبحت اللّٰہ سبحانا۔ (فتح)

٥٩٢٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.

٥٩٢٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سبحان اللّٰہ وبحمدہ کو دن میں سو بار پڑھے اس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے اگرچہ دریا کی جھاگ کے برابر ہوں۔

فائدہ: کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ افضل یہ ہے کہ اس کو دن کے اول میں کہے پے در پے اور اسی طرح رات کے اول میں اور مراد دریا کی جھاگ سے مبالغہ ہے کثرت میں کہا عیاض نے کہ اس ذکر میں کہا کہ اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور تہلیل میں کہا کہ اس کا سو گناہ مٹایا جاتا ہے تو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ تسبیح افضل ہے تہلیل سے اس

واسطے کہ دریا کی جھاگ سو سے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے لیکن تہلیل میں گزر چکا ہے کہ اس سے کوئی افضل نہیں ہے مگر جو اس سے زیادہ لائے سو احتمال ہے کہ تطبیق دی جائے درمیان ان دونوں کے ساتھ اس طور کے کہ ہو تہلیل افضل اور یہ کہ وہ ساتھ اس چیز کے کہ زیادہ کی گئی ہے بلند کرنے درجوں کے سے اور لکھنے نیکیوں کے سے پھر باوجود اس کے کہ ملایا گیا ہے ساتھ اس کے ثواب غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ ہے اوپر فضیلت سبحان اللہ کہنے کے اور اتارنے اس کے تمام گناہوں کو اس واسطے کہ آیا ہے کہ جو ایک غلام آزاد کرے اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کا ہر عضو دوزخ سے آزاد کرتا ہے پس حاصل ہوا ساتھ اس آزادی کے کفارہ تمام گناہوں کا عموماً بعد حصر کرنے اس چیز کے کہ معدود ہے اس سے خصوصاً باوجود زیادتی سو درجے کے اور جو زیادہ کیا ہے اس کو آزاد کرنا غلاموں کا جو ایک کے بعد ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ افضل ذکر تہلیل ہے اور وہ افضل ہے جس کو پیغمبروں نے پہلے حضرت ﷺ سے کہا اور وہ کلمہ توحید کا اور اخلاص کا ہے اور بعض نے کہا کہ وہ اسم اعظم ہے اور نہیں لازم آتا ہے کہ ہو تسبیح افضل تہلیل سے اس واسطے کہ تہلیل صریح ہے توحید میں اور تسبیح متضمن ہے واسطے اس کے اور اس واسطے کہ نفی معبودوں کے بیچ قول لا الہ کے نفی ہے واسطے مضمن اس کے کے فعل خلق اور رزق اور اثابت اور عقوبت سے اور قول اس کا الا اللہ ثابت کرتا ہے واسطے اس کے اور لازم آتی ہے اس سے نفی اس چیز کی کہ اس کی ضد ہے اور اس کے مخالف ہے نقائص سے پس منطوق سبحان اللہ کا تنزیہ ہے اور مفہوم اس کا توحید ہے اور منطوق لا الہ الا اللہ کا توحید ہے اور مفہوم اس کا تنزیہ ہے سو ہوگا لا الہ الا اللہ افضل اس واسطے کہ توحید اصل ہے اور تنزیہ پیدا ہوتی ہے اس سے اور البتہ تطبیق دی ہے قرطبی نے ساتھ اس کے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب ان اذکار میں سے کسی پر بولا جائے کہ وہ افضل ہے یا محبوب تر ہے طرف اللہ تعالیٰ کی تو مراد یہ ہے کہ جب کہ جوڑا جائے ساتھ اور ذکروں کے جو اس کے ساتھ مذکور ہیں ساتھ دلیل حدیث سمرہ کے کہ محبوب تر کلام طرف اللہ تعالیٰ کی چار چیزیں ہیں جس کو تو ان میں سے پہلے کہے جائز ہے **سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر** اور احتمال ہے کہ کفایت کی جائے اس میں ساتھ معنی کے سو جو بعض کو کہے کافی ہوگا کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ اطلاق افضل ہونے میں محمول ہے آدمی کی کلام پر نہیں تو قرآن افضل ذکر ہے اور احتمال ہے کہ تطبیق دی جائے ساتھ اس کے کہ من مقدر ہو بیچ قول اس کے **افضل الذکر لا الہ الا اللہ** اور بیچ قول اس کے **احب الکلام** یعنی **من افضل الذکر ومن احب الکلام** بنا بر اس کے لفظ افضل اور احب کا مساوی ہیں معنی میں لیکن ظاہر ہوتی ہے باوجود اس کے تفصیل **لا الہ الا اللہ** کی اس واسطے کہ اس کو صریح افضل کہا گیا ہے اور ذکر کیا گیا ہے ساتھ بہنوں کے ساتھ احب ہونے کے سو حاصل ہوئی واسطے اس کے تفضیل ساتھ تنصیص کے اور جوڑنے کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۵۹۲۷۔ **حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ**

۵۹۲۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ.

نے فرمایا کہ دو کلمے ہیں زبان پر ہلکے تول میں بھاری اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیارے ایک سبحان اللہ العظیم دوسرا سبحان اللہ وبحمدہ۔

فائدہ: خفت مستعار ہے واسطے سہولیت کے تشبیہ دی ہے سہولیت جریان اس کلام کی کو زبان پر ساتھ اس چیز کے کہ ہلکی ہو اٹھانے والے پر بعض محمولات سے سو نہ دشوار ہو اوپر اس کے پس ذکر مشبہ کا ہے اور ارادہ مشبہ بہ کا ہے اور بہر حال ثقل سو وہ اپنے حقیقی معنی پر ہے اس واسطے کہ اعمال میزان کے وقت جسم پکڑ جائیں گے اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اوپر ہمیشگی کرانے کے اس ذکر پر اس واسطے کہ سب تکلیفیں دشوار ہیں نفس پر اور یہ آسان ہے اور باوجود اس کے بھاری ہوگا یہ ذکر میزان میں جیسے کہ ثقیل ہوتے ہیں افعال شاقہ پس نہیں لائق ہے قصور بیچ اس کے اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیارے ہیں یعنی ان کا کہنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیارا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت واسطے بندے کے ارادہ پہنچانے نیکی کے کا واسطے اس کے اور تکریم اور خاص کیا ہے رحمٰن کو اسماء حسنیٰ سے واسطے تنبیہ کے اوپر فراخ ہونے رحمت اس کی کے کہ تھوڑے عمل پر بہت ثواب دیتا ہے اور واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے تنزیہ اور تحمید اور تعظیم سے اور حدیث میں جواز سجع کا ہے جب کہ واقع ہو بغیر تکلف کے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

باب ہے بیچ فضیلت ذکر اللہ تعالیٰ کے

فائدہ: ذکر کی ہے اس میں حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اور وہ دونوں ظاہر ہیں ترجمہ باب میں اور وہ یہ ہیں سبحان اللّٰه والحمدللّٰه ولا اله الا اللّٰه واللّٰه اکبر اور جو ملحق ہے ساتھ ان کے حوقلہ اور بسم اللہ اور استغفار اور مانند اس کی سے اور دعا ساتھ دنیا اور آخرت کے اور نیز بولا جاتا ہے ذکر اور ارادہ کیا جاتا ہے اس سے ہمیشگی کرنا اوپر عمل کے ساتھ اس چیز کے کہ واجب کیا ہے اس کو یا مندوب کیا ہے اس کو مانند تلاوت قرآن کے اور قرأت حدیث اور مدارسہ علم کی اور نفل نماز کی پھر ذکر کبھی تو زبان سے ہوتا ہے اور ثواب دیا جاتا ہے اس پر بولنے والا اور نہیں شرط ہے لحاظ رکھنا اس کے معنی کا اور نہ یاد رکھنا اس کا لیکن یہ شرط ہے کہ نہ قصد کیا جائے ساتھ اس کے غیر معنی اس کے کا یعنی اس کے معنی کے سوائے اور کچھ معنی اس سے مراد نہ رکھے اور اگر زبان کے ساتھ دل کا بھی ذکر ہو تو یہ اکمل ہے اور اگر اس کے ساتھ معنی کا لحاظ بھی ہو تو اور زیادہ کامل ہے پھر اگر واقع ہو یہ عمل صالح میں اس چیز سے کہ فرض ہے نماز سے یا جہاد سے تو اور کامل تر ہے اور اگر اس کے ساتھ اخلاص ہو تو اور زیادہ کمال ہے کہا فخر رازی نے کہ مراد ساتھ ذکر زبان کے الفاظ ہیں جو دلالت کرتے ہیں اوپر تسبیح اور تحمید اور تمجید کے اور ذکر ساتھ دل کے فکر کرنا

ہے ذات اور صفات کے دلیلوں میں اور تکالیف کی دلیلوں میں امر اور نہی سے تا کہ مطلع ہو اس کے احکام پر اور بیچ اسرار مخلوق اللہ تعالیٰ کے اور ذکر ساتھ جوارح کے یہ ہے کہ ہو مستغرق اللہ تعالیٰ کی بندگی میں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے نماز کا نام ذکر رکھا ہے اور ذکر کی فضیلت میں اور حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں ایک حدیث بخاری کی کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں جیسا کہ میرے ساتھ گمان رکھے اور میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جس دم کہ مجھ کو یاد کرتا ہے سو جب وہ مجھ کو اپنے دل میں یاد کرے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، الحدیث اور ایک حدیث مسلم کی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ نہیں بیٹھتی کوئی قوم کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہوں مگر کہ فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے اور اس پر سکینت اترتی ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کے واسطے فرمایا جو بیٹھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرتی تھی سو فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آیا سو اس نے مجھ کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ محبوب تر کلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار ہیں لا الہ الا اللہ و سبحان اللہ و الحمد للہ اور تجھ کو ضرر نہیں کرتا جس کو پہلے کہے اور روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مرفوع کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ بہتر عمل تمہارے اور پاکیزہ تر کے اور بلند تر کے درجوں میں تمہارے اور بہتر واسطے سونا چاندی خرچ کرنے سے اور بہتر واسطے تمہارے جہاد کرنے سے؟ اصحاب نے عرض کی کہ کیوں نہیں! فرمایا ذکر اللہ تعالیٰ کا اور اس کے سوائے اور بھی بہت حدیثیں اس باب میں آئی ہیں اور وارد ہو چکا ہے مجاہد کے حق میں کہ وہ مانند روزے دار کی ہے جو نہیں کھولتا اور مثل قیام کرنے والے کی ہے جو سست نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کو اور عملوں پر فضیلت ہے اور طریق تطبیق کا اور اللہ خوب جانتا ہے یہ ہے کہ مراد ساتھ ذکر اللہ تعالیٰ کے ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر کامل ہے اور وہ کامل وہ ہے کہ جمع ہو اس میں ذکر واسطے زبان کے اور دل کے ساتھ فکر کرنے کے اس کے معنی میں اور طلب حضور عظمت اللہ تعالیٰ کی اور یہ کہ جس کے واسطے یہ حاصل ہوتا ہے وہ افضل ہے اس شخص سے جو لڑے کافروں سے مثلاً بغیر حضور اس کے اور یہ کہ افضلیت جہاد کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بہ نسبت ذکر زبان کے ہے جو مجرد ہو سو جس کے واسطے اتفاق پڑے کہ اس نے اس کو جمع کیا ہے مثل اس شخص کی کہ یاد کرے اللہ تعالیٰ کو اپنی زبان سے اور دل سے اور حضور سے اور یہ سب اس کی نماز کی حالت میں ہو یا روزے کی حالت میں یا صدقہ کی حالت میں یا وقت لڑنے اس کے کے کفار سے مثلاً سو وہی شخص ہے جو نہایت قصویٰ کو پہنچا ہے اور جواب دیا ہے قاضی ابو بکر بن عربی نے ساتھ اس کے کہ کوئی عمل صالح نہیں مگر کہ ذکر اللہ تعالیٰ کا شرط کیا گیا ہے اس کے صحیح ہونے میں سو جو نہ یاد کرے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل میں اپنے صدقہ کے وقت یا روزے کے وقت مثلاً تو نہیں ہے عمل اس کا کامل پس ہو گیا ذکر افضل سب عملوں سے اس حیثیت سے۔ (فتح)

۵۹۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو

۵۹۲۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُ رَبَّهٗ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ.

نے فرمایا کہ مثل اس شخص کی جو اپنے رب کو یاد کرے اور اس کی جو نہ یاد کرے مثل زندہ اور مردے کی ہے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں ہے کہ مثل اس گھر کی جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے اور اس گھر کی جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا جائے مثل زندہ اور مردے کی ہے اور مراد گھر سے گھر کا رہنے والا ہے سو تشبیہ دی ذاکر کو ساتھ زندہ کے کہ ظاہر اس کا مزین ہے ساتھ نور زندگی کے اور باطن اس کا ساتھ نور معرفت کے اور تشبیہ دی غیر ذاکر کو ساتھ گھر کے کہ ظاہر اس کا عاطل ہے اور باطن اس کا باطل ہے اور بعض نے کہا کہ موقع تشبیہ کا ساتھ زندہ اور مردے کے واسطے اس چیز کے کہ زندہ میں ہے نفع سے واسطے اس شخص کے جو اس کا دوست ہو اور ضرر سے واسطے اس شخص کے جو اس کا دشمن ہو اور نہیں ہے یہ مردے میں۔ (فتح)

٥٩٢٩ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا إِلٰى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ قَالُوْا يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَأَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَوْكَ قَالَ فَيَقُوْلُ وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِيْ قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْكَ كَانُوْا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا

٥٩٢٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں کہ گھومتے پھرتے ہیں راہوں میں ڈھونڈتے ہیں اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والوں کو سو جب پاتے ہیں اس گروہ کو جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں تو آپس میں پکارتے ہیں جلد آؤ اپنی مطلب کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو ان کو وہ چھپا لیتے ہیں اپنے پروں سے پہلے آسمان تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کا حال ان سے زیادہ تر جانتا ہے کہ کیا کہتے ہیں میرے بندے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے کہتے ہیں کہ سبحان اللہ کہتے ہیں یعنی ہر عیب اور نقصان سے تجھ کو پاک بتلاتے ہیں اور اللہ اکبر کہتے ہیں یعنی تجھ کو سب سے بڑا جانتے ہیں اور الحمد للہ کہتے ہیں یعنی تیری خوبیاں بیان کرتے ہیں اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہتے ہیں یعنی بغیر تیری مدد کے اپنا کسی بات میں اختیار نہیں جانتے

وَتَحْمِيْدًا وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا قَالَ يَقُوْلُ فَمَا يَسْأَلُوْنِيْ قَالَ يَسْأَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَأَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَآءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

تیری بڑائی بیان کرتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں دیکھا ہے تجھ کو، حضرت ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا حال ہو ان کا جو مجھ کو دیکھیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ تجھ کو دیکھیں تو بہت تیری بندگی کریں اور نہایت تیری بڑائی بیان کریں اور بہت تیری پاکی بولیں، حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ تجھ سے بہشت مانگتے ہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے بہشت کو دیکھا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اے رب! اس کو انہوں نے نہیں دیکھا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو ان کا کیا حال ہو جو اس کو دیکھیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ اس کو دیکھ پائیں تو اس کے بڑے لالچی بن جائیں اور بہت اس کو مانگیں اور نہایت اس کی خواہش کریں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں کہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا فرشتے کہتے ہیں قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اے رب! انہوں نے دوزخ نہیں دیکھا، حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو کیا حال ہو ان کا جو اس کو دیکھیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ دوزخ کو دیکھیں تو بہت اس سے بھاگیں اور بہت اس سے ڈریں، حضرت ﷺ

نے فرمایا سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تم کو اے فرشتو! گواہ کرتا ہوں کہ بے شک میں نے ان کو بخشا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان میں تو فلانا آدمی بھی تھا وہ اس گروہ میں نہیں وہ صرف اپنے کام کو آیا تھا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہوتا یعنی ان کے پاس بیٹھنے کی برکت سے وہ بھی بخشا گیا اگر چہ وہ ذاکر نہ تھا اور روایت کیا ہے اس کو شعبہ نے اعمش سے اور نہیں مرفوع کیا اور روایت کیا ہے اس کو سہیل نے اپنے باپ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: کہا علماء نے کہ یہ فرشتے زائد ہیں نگہبانی کرنے والے فرشتوں پر جو مرتب ہیں ساتھ خلائق کے نہیں ہے وظیفہ ان کا مگر حلقے ذکر کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ فرشتے ان کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور بعض بعض کو اپنے پروں سے چھپا لیتے ہیں یہاں تک کہ پھرتے ہیں جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور جب وہ جدا جدا ہوتے ہیں تو فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بزار کے نزدیک ہے اتنا زیادہ ہے اور تیری نعمتوں کی تعظیم کرتے ہیں اور تیری کتاب پڑھتے ہیں اور تیرے پیغمبر پر درود پڑھتے ہیں اور تجھ سے اپنی آخرت اور دنیا مانگتے ہیں اور لی جاتی ہے ان حدیث کے مجموع طریق سے مراد ساتھ مجلس ذکر کے اور یہ کہ وہ مجلس وہ ہے کہ شامل ہو اوپر ذکر اللہ تعالیٰ کے ساتھ طرح طرح کے ذکر کے جو وارد ہے تسبیح اور تکبیر وغیرہ سے اور شامل ہے اوپر تلاوت کتاب اللہ کے اور اوپر دعا کے ساتھ بہتری دنیا اور آخرت کے اور حدیث کا پڑھنا اور علم کی تدریس کرنا اس میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ خاص ہے ساتھ مجلس تسبیح اور تکبیر وغیرہ کے اور تلاوت کے فقط اور حسن بصری سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ایک قوم اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کہ ایک مرد اُن کے پاس آیا سو اُن کے پاس بیٹھا سو رحمت اُتری پھر دور ہوئی تو فرشتوں نے کہا کہ اے رب! ان میں فلانا تیرا بندہ ہے فرمایا کہ میری رحمت نے اس کو ڈھانکا وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہوتا اور اس عبارت میں مبالغہ ہے بیچ نفی کرنے بدبختی کے ذاکرین کے پاس بیٹھنے والے سے اور اس حدیث میں فضیلت ہے مجالس ذکر کی اور ذاکرین کی اور فضیلت جمع ہونے کی ذکر پر اور یہ کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی ان میں داخل ہوتا ہے بیچ تمام اس چیز کے کہ فضل کرے اللہ تعالیٰ ساتھ اس کے اوپر ان کے واسطے اکرام ان کے اگر چہ نہ شریک ہو وہ ان کو اصل ذکر میں اور اس میں محبت فرشتوں کی

ہے واسطے آدمیوں کے اور کوشش ساتھ ان کے اور اس میں ہے کہ سوال کبھی صادر ہوتا ہے سائل سے اور حالانکہ وہ مسئول عنہ کو مسئول سے زیادہ جانتا ہے واسطے ظاہر کرنے عنایت کے ساتھ مسئول عنہ کے اور واسطے تنویہ کے ساتھ قدر اس کی کے اور واسطے اعلان کے ساتھ شرف مرتبے اس کے کے اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو خاص فرشتوں کو اہل ذکر سے سوال کیا تو اس میں اشارہ ہے طرف قول فرشتوں کے کی کہ کیا تو پیدا کرتا ہے زمین میں جو فساد کرے اس میں اور خون ریزی کرے اور ہم پاکی بولتے ہیں ساتھ حمد تیری کے سو گویا کہ کہا گیا کہ دیکھو جو حاصل ہوا ان سے سے تسبیح اور تقدیس سے باوجود اس چیز کے کہ غالب کی گئی ہے ان پر شہوت اور شیطان کے وسوسوں سے اور کس طرح انہوں نے محنت کی اور تمہارے مشابہ ہوئے تسبیح اور تقدیس میں اور اس حدیث سے لیا جاتا ہے کہ ذکر حاصل بنی آدم سے اعلیٰ اور اشرف ہے اس ذکر سے جو حاصل ہے فرشتوں سے واسطے حصول ذکر آدمیوں کے باوجود کثرت شغلوں اور روکنے والی چیزوں کے اور صادر ہونے اس کے عالم غیب میں برخلاف فرشتوں کے ان سب باتوں میں اور اس میں بیان کذب یعنی جھوٹ اس شخص کا جو دعویٰ کرتا ہے زندیقوں سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے دنیا میں کھلم کھلا اور البتہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ جانو کہ تم اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھ سکو گے یہاں تک کہ مرو اور اس میں جواز قسم کا ہے امر محقق میں واسطے تاکید اس کی کے اور تعظیم اس کی کے اور اس میں ہے کہ وہ چیز کہ شامل ہے اس کو بہشت انواع خیرات سے اور دوزخ انواع مکروہات سے اوپر ہے اس چیز سے کہ وصف کی گئی بہشت اور دوزخ ساتھ اس کے اور یہ کہ رغبت اور طلب اللہ تعالیٰ سے ہے اور مبالغہ بیچ اس کے اسباب حصول سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

باب ہے بیچ قول لاحول ولاقوۃ الا باللہ کے

۵۹۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَقَبَةٍ أَوْ قَالَ فِيْ ثَنِيَّةٍ قَالَ فَلَمَّا عَلَا عَلَيْهَا رَجُلٌ نَادٰى فَرَفَعَ صَوْتَهٗ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ قَالَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَتِهٖ قَالَ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَآئِبًا ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا

۵۹۳۰۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شروع ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی میں سو جب اس پر چڑھے تو ایک مرد چلایا سو اس نے اپنی آواز کو بلند کیا یعنی ساتھ اس ذکر کے لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خچر پر سوار تھے فرمایا بے شک تم نہیں پکارتے بہرے کو اور نہ غائب کو پھر فرمایا کہ اے ابو موسیٰ! کیا نہ بتلاؤں تجھ کو وہ بات جو بہشت کے خزانے سے ہے میں نے کہا کہ کیوں نہیں! فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ.

مُوْسٰى أَوْ يَا عَبْدَ اللهِ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ مِّنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابٌ لِلّٰهِ مِائَةُ اسْمٍ غَيْرَ وَاحِدٍ

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں

٥٩٣١ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً قَالَ لِلّٰهِ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ اسْمًا مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدًا لَا يَحْفَظُهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

٥٩٣١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں ایک کم سو جو ان کو یاد کرلے وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ بیان کرنے ناموں اللہ تعالیٰ کے کہ کیا وہ مرفوع ہیں حدیث میں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے یا کسی راوی کا سو اکثر علماء کا مذہب پہلا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے اوپر جواز نام رکھنے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس نام کے کہ نہیں وارد ہوا ہے قرآن میں ساتھ صیغہ اسم کے اس واسطے کہ بہت نام ان ناموں سے ایسے ہی ہیں اور لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ تعیین مدرج ہے واسطے خالی ہونے اکثر روایتوں کے اس سے اور یہ منقول ہے بہت علماء سے اور واقع ہوئے ہیں یہ ننانوے نام اللہ تعالیٰ کے بیچ روایت ترمذی کے ولید کی روایت سے اور بعض روایتوں میں تبدل وتغیر واقع ہوا ہے یعنی بعض ناموں کی جگہ اور بعض واقع ہوئے ہیں اور غزالی نے کہا کہ نہیں پہچانتا میں کسی کو علماء میں سے کہ اہتمام کیا ہو ساتھ ڈھونڈنے ناموں کے اور جمع کرنے ان کے سوائے ایک مرد کے جس کو علی بن حزم کہا جاتا ہے کہ اس نے کہا کہ صحیح ہوئے ہیں میرے نزدیک اسی نام جو قرآن اور صحیح حدیثوں میں پائے جاتے ہیں سو چاہیے کہ باقی کو بھی صحیح حدیثوں سے تلاش کیا جائے کہا ابن حزم نے کہ جن حدیثوں میں ناموں کا بیان آیا ہے یعنی جیسے کہ ترمذی وغیرہ کی حدیث میں ہے وہ ضعیف میں کوئی چیز اُن سے صحیح نہیں ہے اور جن کو میں نے قرآن سے تلاش کر کے نکالا ہے وہ اڑسٹھ ٦٨ نام ہیں یعنی جو وارد ہوئے ہیں قرآن میں ساتھ صورت اسم کے نہ وہ نام جو لیا جاتا ہے اشتقاق سے مانند باقی کے قول اللہ تعالیٰ کے سے ﴿وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ﴾ اور کہا ابو الحسن قابسی نے کہ اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی صفات نہیں معلوم ہوتے ہیں مگر ساتھ توقیف کے کتاب سے یا سنت سے یا اجماع سے اور نہیں داخل ہے ان میں قیاس اور نہیں واقع ہوا ہے قرآن میں ذکر عدد معین کا اور ثابت ہوا ہے حدیث میں کہ وہ ننانوے نام ہیں سو بعض لوگوں نے ننانوے نام قرآن

سے نکالے ہیں اور بعض نے نکالا ہے ان کو قرآن سے بغیر تقیید کے ساتھ عدد معین کے شیخ ابن حجر رحمہ اللہ شارح صحیح بخاری نے فتح الباری میں فرمایا کہ میں نے تلاش کیا ہے باقی ناموں کو جو قرآن میں ساتھ صیغہ اسم کے وارد ہوئے ہیں جو ترمذی کی روایت میں نہیں ہیں اور وہ یہ ہیں، الرب ، الالٰه ، المحیط، القدیر، الکافی، الشاکر، الشدید، القائم، الحاکم ، الفاطر ، الغافر، القاهر، المولٰی، النصیر، الغالب، الخالق، الرفیع، الملیك، الکفیل، الخلاق، الاکرام، الاعلٰی، المبین، الخفی، القریب، الاحد، الحافظ سو یہ ستائیس نام ہیں جب جوڑا جائے ان کو طرف ان ناموں کے جو ترمذی کی روایت میں واقع ہوئے ہیں تو پورے ہوں گے ساتھ ان کے ننانوے نام ایک کم سو اور یہ سب وارد ہیں قرآنِ مجید میں ساتھ صیغہ اسم کے اور جگہیں ان کی سب ظاہر ہیں قرآن سے اور جو ننانوے نام کہ ترمذی کی روایت میں واقع ہوئے ہیں یہ ہیں: هو اللّٰه الذی لا اله الاّ هوا لرحمن الرحی، الملك ، القدوس، السلام، المؤمن، المهیمن، العزیز، الجبار، المتکبر، الخالق ، الباری، المصور، الغفار، القهار ، الوهاب، الرزاق ، الفتاح، العلیم ، القابض، الباسط، الخافض، الرافع، المعز، المذل، السمیع، الحکم ، العدل، اللطیف، الخبیر، الحلیم، العظیم، الغفور، الشکور، العلی ، الکبیر، الحفیظ، المقیت ، الحسیب، الجلیل، الکریم، الرقیب، المجیب، الواسع، الحکیم، الودود، المجید ، الباعث، الشهید، الحق ، الوکیل، القوی، المتین، الولی ، الحمید، المحصی، المبدئ، المعید، المحیی ، الممیت، الحی، القیوم، الواجد، الماجد، الصمد، القادر، المقتدر، المقدم، المؤخر، الاول، الآخر، الظاهر، الباطن ، الوالی ، المتعالی، البر، التواب، المنتقم ، العفو، الرؤوف، مالك الملك، ذوالجلال والاکرام، المقسط، الجامع، الغنی المغنی، المانع، الضار النافع، النور، الهادی، البدیع ، الباقی، الوارث، الرشید، الصبور، اور ان میں سے ستائیس نام جو قرآن میں صیغہ اسم کے ساتھ واقع نہیں ہوئے وہ یہ ہیں، القابض، الباسط، الخافض، الرافع، المعز، المذل، العدل، الجلیل، الباعث، المحصی، المبدئ، المعید، الممیت ، الواجد، الماجد، المقدم، المؤخر، الوالی، ذوالجلال والاکرام، المقسط، المغنی المانع، الضار، الناف، الباقی، الرشید، الصبور اور جب اقتصار کیا جائے ترمذی کی روایت میں اُن ناموں پر سوائے ان ستائیس ناموں کے ہیں اور بدل کیے جائیں یہ نام ساتھ ان ستائیس ناموں کے کہ میں نے اوپر بیان کیے ہیں تو یہ ننانوے نام نکلیں گے اور وہ سب قرآن میں ہیں ساتھ صیغہ اسم کے اور ان کی ترتیب یاد کرنے کے واسطے یوں ہے: اللّٰه ، الرحمن، الرحیم، الملك، القدوس، السلام، المؤمن، المهیمن، العزیز، الجبار، المتکبر، الخالق، البارئ، المصور، الغفار، القهار، التواب، الوهاب، الخالق، الرزاق، الفتاح، العلیم، الحلیم، العظیم، الواسع، الحکیم، الحی، القیوم، السمیع

، البصير، اللطيف، الخبير، العلى ، الكبير، المحيط، القدير، المولى، النصير، الكريم، الرقيب، القريب، المجيب، الحسيب، الحفيظ، المقيت، الودود، المجيد، الوارث، الشهيد، الولى، الحميد، الحق، المبين، القوى، المتين، الغنى، المالك، الشديد، القادر، المقتدر، القاهر، الكافى، الشاكر، المستعان، الفاطر، البديع، الغافر، الاول، الآخر، الظاهر، الباطن، الكفيل، الغالب، الحكم، العالم، الرفيع، الحافظ، المنتقم، القائم، المحيى، الجامع، المليك، المتعال، النور، الهادى، الغفور، الشكور، العفو، الرؤف، الاكرام، الاعلى، البر، الحفى، الرب، الاله، الواحد، الاحد، الصمد الذى لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے بیچ اس عدد کے یعنی ننانوے کے کہ کیا مراد ساتھ اس کے حصر اور بند کرنا اللہ تعالیٰ کے ناموں کا ہے اس شمار میں یا وہ اس سے زیادہ ہیں لیکن خاص کیا گیا ہے یہ عدد ساتھ اس کے کہ جو ان کو یاد رکھے وہ بہشت میں داخل ہوگا سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام اس سے زیادہ ہیں اور خاص کیے گئے ہیں یہ ساتھ اس کے کہ جو ان کو یاد کر رکھے گا وہ بہشت میں داخل ہوگا اور نقل کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اتفاق علماء کا اوپر اس کے سو کہا اس نے کہ نہیں ہے حدیث میں حصر اللہ تعالیٰ کے ناموں کا اور اس کے یہ معنی نہیں کہ ان ننانوے ناموں کے سوائے اللہ تعالیٰ کا اور کوئی نام نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقصود حدیث کا یہ ہے کہ ان ناموں کو جو یاد کر رکھے بہشت میں داخل ہوگا سو مراد خبر دینا ہے جنت کے داخل ہونے سے ساتھ یاد کر رکھنے ان کے نہ خبر دینا ہے ساتھ حصر کرنے ناموں کے بیچ ان کے اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے ہر نام تیرے کے جس کے ساتھ تو نے اپنے آپ کا نام رکھا یا تو نے اس کو اپنی کتاب میں اتارا یا کسی کو اپنے خلق سے سکھلایا یا اختیار کیا ہے تو نے اس کو علم غیب میں نزدیک اپنے روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ نے اور کعب احبار سے روایت ہے دعا میں کہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے ساتھ اسماء حسنیٰ کے جو مجھ کو ان سے معلوم ہیں اور جو مجھ کو معلوم نہیں ، کہا خطابی نے کہ اس حدیث میں ثابت کرنا ان اسموں مخصوصہ کا ہے ساتھ اس عدد کے اور نہیں ہے اس میں منع اُن ناموں سے جو سوائے ان کے ہیں زیادتی میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تخصیص واسطے ہونے ان کے ہے اکثر ناموں میں اور ظاہر تر معانی میں اور خبر مبتدا کی حدیث میں وہ قول اس کا ہے من احصاها نہ قول اس کا للہ اور نقل کیا ہے ابن بطال نے قاضی ابوبکر سے کہا کہ نہیں حدیث میں دلیل اس پر کہ ان ناموں کے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور نام نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ان کو یاد رکھے وہ بہشت میں داخل ہوگا اور دلالت کرتا ہے عدم حصر پر کہ اکثر نام اللہ تعالیٰ کے صفات ہیں اور اللہ کی صفات کا کچھ انتہا نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ مراد دعا ہے ساتھ ان ناموں کے اس واسطے کہ حدیث مبنی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول پر ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں سو دعا کی جائے ساتھ ان کے اور نہ دعا کی جائے گی ساتھ غیر ان کے یہ محکی ہے مہلب سے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ ثابت ہو چکی ہے صحیح حدیثوں میں دعا مانگنی ساتھ بہت ناموں کے جو قرآن میں وارد نہیں ہوئے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے قیام اللیل میں انت المقدم وانت المؤخر اور کہا فخر رازی نے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کی کوئی نہایت نہیں اور حکایت کی ہے قاضی ابوبکر بن عربی نے بعض سے کہ اللہ تعالیٰ کا ہزار نام ہے کہا اور یہ کم ہے ان میں اور نقل کیا ہے فخر رازی نے بعض نے کہ اللہ تعالیٰ کا چار ہزار نام ہے ہزار نام اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے اور باقی فرشتوں اور پیغمبروں اور تمام لوگوں کو سکھلایا ہے اور یہ دعویٰ محتاج ہے طرف دلیل کی اور ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام محصور ہیں ننانوے میں اس سے زیادہ نام اللہ تعالیٰ کے نہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک کم سے اور اگر اللہ تعالیٰ کا نام اس سے زیادہ ہو تو یہ قول باطل ہو جائے اور جواب یہ ہے کہ یہ حجت نہیں اس واسطے کہ حصر مذکور نزدیک ان کے باعتبار وعدے کے ہے جو حاصل ہے واسطے اس شخص کے جو ان کو یاد کر رکھے سو جو دعویٰ کرے کہ وعدہ واقع ہوتا ہے واسطے اس شخص کے کہ اس سے زیادہ یاد کر رکھے تو اس نے خطا کی اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس جگہ ان کے سوائے اللہ تعالیٰ کا اور کوئی نام نہ ہو۔

فصل: اور بہرحال حکمت بیچ قصر کرنے کے عدد مخصوص پر یعنی ننانوے پر سو ذکر کیا ہے رازی نے اکثر سے کہ وہ تعبد ہے اس کے معنی معلوم نہیں جیسے کہ نماز وغیرہ کے عدد میں ہے اور منقول ہے ابی خلف محمد بن ملک سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے اس عدد کو واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ اسماء الٰہی نہیں لیے جاتے ہیں قیاس سے اور بعض نے کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ ناموں کے معانی اگرچہ بہت ہیں لیکن وہ موجود ہیں ننانوے میں جو مذکور ہیں اور بعض نے کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ عدد زوج اور فرد ہے اور فرد افضل ہے زوج سے اور انتہاء افراد کی بغیر تکرار کے ننانوے ہیں اس واسطے کہ سو اور ایک متکرر ہے اس میں ایک اور فرد اس واسطے زوج سے سے افضل ہے کہ طاق افضل ہے جفت سے اس واسطے کہ طاق خالق کی صفت ہیں اور صفت مخلوق کی صفت ہے اور بعض نے کہا کہ کمال عدد میں حاصل ہے سو میں اس واسطے کہ عدد تین قسم پر ہیں احاد اور عشرات اور مئات اور الف یعنی ہزار ابتدا ہے واسطے احاد اور کے سو اللہ تعالیٰ کے نام سو ہیں تنہا ہوا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ ایک کے ان میں سے اور وہ اسم اعظم ہے کہ اس پر کسی کو اطلاع نہیں دی سو گویا کہ کہا گیا کہ سو ہیں مگر ایک کہ وہ اللہ کے پاس ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ اسم وہی ہے مسمی یعنی اسم اور مسمی ایک چیز ہے حکایت کیا ہے اس کو ابوالقاسم قشیری نے شرح اسماء حسنیٰ میں اس واسطے کہ اگر اس کا غیر ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے نام اللہ کے غیر ہوتے واسطے قول اس کے ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ پھر کہا اور مخلص اس سے یہ ہے کہ مراد ساتھ اسم کے اس جگہ تسمیہ ہے یعنی نام رکھنا

اور کہا فخر رازی نے کہ مشہور ہمارے اصحاب کے قول سے یہ ہے کہ اسم نفس مسمی کا ہے اور غیر تسمیہ کا اور معتزلہ کے نزدیک اسم نفس تسمیہ کا ہے اور غیر مسمی کا اور اختیار کیا ہے غزالی نے کہ تینوں امر تابئن ہیں اور یہی ہے حق نزدیک میرے اس واسطے کہ اسم اگر ہو مراد لفظ سے جو دلالت کرنے والا ہے اوپر چیز کے ساتھ وضع کے اور ہو مسمیٰ مراد نفس اس چیز کے سے جو مسمی ہے تو علم ضروری حاصل ہے ساتھ اس کے کہ اسم غیر مسمی کا ہے اور نہیں ممکن ہے کہ واقع ہو نزاع بیچ اس کے، کہا قرطبی نے کہ اسم اللہ تعالیٰ کے اگرچہ متعدد ہیں لیکن نہیں تعدد ہے اس کی ذات میں اور نہ ترکیب نہ محسوس مانند جسم والی چیزوں کے نہ عقلی مانند محدودات کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ متعدد ہیں اسم ساتھ اختلاف اعتبارات کے جو زائد ہیں فوات پر پھر وہ دلالت کی جہت سے چار قسم پر ہیں اول وہ ہیں جو مجرد ذات پر دلالت کرتے ہیں مانند جلالت کی اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اس پر دلالت مطلق غیر مقید اور ساتھ اس کے پہچانے جاتے ہیں سب نام اس کے سو کہا جائے گا کہ رحمٰن مثلاً اللہ کے ناموں میں سے ہے اور نہیں کہا جاتا کہ اللہ رحمٰن کے ناموں میں سے ہے اسی واسطے صحیح تر یہ ہے کہ وہ اسم علم ہے غیر مشتق اور نہ صفت، دوسری وہ اسم ہیں جو دلالت کرتے ہیں صفات ثابتہ پر واسطے ذات کے مانند علیم اور قدیر اور سمیع اور بصیر کی، تیسری وہ اسم ہیں جو دلالت کرتے ہیں اوپر منسوب کرنے کے کسی امر کے طرف اس کی مانند خالق اور رازق کی، چوتھی قسم وہ اسم ہیں جو دلالت کرتے ہیں اوپر سلب کرنے کسی چیز کے اس سے مانند علی اور قدوس کی اور یہ چاروں قسم منحصر ہیں بیچ نفی اور اثبات کے اور اختلاف ہے اسماء حسنیٰ میں کہ کیا وہ توقیفی ہیں اس معنی سے کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ مشتق کرے افعال سے جو ثابت ہیں واسطے اللہ تعالیٰ کے کوئی اسم مگر جب کہ وارد ہو نص یا کتاب میں یا سنت میں فخر رازی نے کہا کہ مشہور ہمارے اصحاب کے نزدیک یہ ہے ہیں کہ وہ توقیفی ہیں اور کہا معتزلہ اور کرامیہ نے کہ جب دلالت کرے عقل اس پر کہ معنی لفظ کے ثابت ہیں واسطے اللہ تعالیٰ کے تو جائز ہے اطلاق اس کا اللہ تعالیٰ پر اور کہا قاضی ابوبکر اور غزالی نے کہ اسماء اللہ توقیفی سوائے صفات کے اور یہ مختار ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ جو چیز کہ اجازت دی ہے شارع نے یہ کہ بلایا جائے ساتھ اس کے اللہ تعالیٰ کو سو وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے برابر ہے کہ مشتق ہو یا غیر مشتق اور جو چیز کہ جائز ہے یہ کہ منسوب کیا جائے اس کی طرف برابر ہے کہ اس میں تاویل داخل ہو یا نہ ہو سو وہ اس کی صفات میں سے ہے اور اس کو اسم بھی بولا جاتا ہے اور کہا حلیمی نے کہ اسماء حسنیٰ منقسم ہے طرف پانچ عقائد کی اول ثابت کرنا اللہ تعالیٰ کا ہے واسطے رد کرنے کے معطلین پر اور وہ حی اور باقی اور وارث ہے اور جو ان کے معنی میں ہیں، دوسرے توحید اس کی واسطے رد کرنے کے مشرکین پر اور وہ کافی اور علی اور قادر ہے اور جو اس کی مانند ہے، تیسرے تنزیہ اس کی ہے یعنی پاک جاننا اس کو واسطے رد کرنے کے فرقہ مشبہ پر اور وہ قدوس اور مجید اور محیط وغیرہ ہے، چوتھے اعتقاد اس کا کہ ہر موجود چیز اس کے پیدا کرنے سے ہے واسطے رد کرنے کے قول بالعلت والمعلول پر اور وہ خالق اور باری اور

مصور اور قوی ہے اور جو اس کی مانند ہے پانچویں یہ کہ وہ مدبر ہے واسطے اس چیز کے کہ پیدا کی اور پھیرنے والا ہے اس کا جس طرف چاہے اور وہ قیوم اور علیم اور حکیم ہے اور جو اس کی مانند ہے اور کہا ابو العباس بن معد نے کہ اسموں میں سے بعض ایسا اسم ہے کہ وہ ذات پر دلالت کرتا ہے مانند اللہ تعالیٰ کی اور بعض دلالت کرتا ہے اوپر ذات کے ساتھ سلب کے مانند قدوس اور سلام کی اور بعض دلالت کرتا ہے ذات پر ساتھ اضافت کے مانند علی اور عظیم کی اور بعض سمیت سلب اور اضافت کی مانند ملک اور عزیز کی اور بعض اسم اول میں سے رجوع کرتا ہے طرف صفت کی مانند علیم اور قدیر اور سمیت اضافت کی مانند حلیم اور خبیر کی اور بعض ان میں سے رجوع کرتا ہے طرف قدرت کی سمیت اضافت کی مانند قہار کی اور بعض ان میں سے رجوع کرتا ہے طرف ارادے کے سمیت فعل اور اضافت کی مانند رحمٰن اور رحیم کی اور بعض رجوع کرتا ہے طرف صفت فعل کی مثل خالق اور باری کی اور باوجود اس کے دلالت ہے اوپر فعل کے مانند کریم اور لطیف کی کہا پس نام نہیں خارج ہوتے ان دس قسموں سے اور نہیں ہے ان میں کوئی چیز مترادف اس واسطے کہ ہر اسم کے واسطے ایک خصوصیت ہے اگرچہ اصل معنی میں بعض بعض کے موافق ہے۔

تکمیل: بیچ بیان اسم اعظم کے اور البتہ انکار کیا ہے اس سے ایک قوم نے مانند ابو جعفر طبری اور ابو الحسن الاشعری کی اور ایک جماعت نے بعد ان کے سو انہوں نے کہا کہ اسم اعظم کوئی نہیں ہے اور بعض اسموں کو بعض پر فضیلت دینی جائز نہیں ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے اس چیز کو کہ وارد ہوئی ہے اس میں اوپر اس کے کہ مراد ساتھ اعظم کے عظیم ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سب نام عظیم ہیں اور ایک گروہ نے کہا کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے پاس رکھا ہے یعنی اسم اعظم اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتلایا ہے فقط اسی کو معلوم ہے اور ثابت کیا ہے اس کو ایک گروہ نے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے اس کی تعیین میں چودہ قولوں پر، اول قول یہ ہے کہ اسم اعظم وہ ہے، دوسرا یہ کہ اسم اعظم اللہ ہے اس واسطے کہ وہ اسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے غیر پر نہیں بولا جاتا اور اس واسطے کہ وہ اصل ہے اسماء حسنٰی میں، تیسرا یہ کہ اسم اعظم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے، چوتھا یہ کہ الرحمٰن الرحیم الحی القیوم ہے، پانچواں یہ کہ وہ الحی القیوم ہے، چھٹا حنان منان بدیع السموات والارض ذوالجلال والاکرام الحی القیوم ہے، ساتواں بدیع السموات والارض ذوالجلال، آٹھواں ذوالجلال والاکرام، نواں اللہ لا الہ الا ھو الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد، دسواں رب ہے، گیارھواں دعا حضرت یونس علیہ السلام کی ہے، بارھواں اللہ اللہ اللہ الذی لا الہ الا ھو رب العرش العظیم، تیرھواں یہ کہ وہ مخفی ہے اسماء حسنٰی میں، چودھواں یہ کہ وہ کلمہ توحید کا ہے، اور یہ جو کہا کہ جو ان کو یاد کر رکھے گا تو اس میں کئی وجہ کا احتمال ہے ایک یہ کہ گنے ان کو یہاں تک کہ پورا کرے ان کو مراد یہ ہے کہ بعض اسموں پر اقتصار نہ کرے لیکن دعا کرے اللہ تعالیٰ سے ساتھ سب اسموں کے اور ثناء کرے اس کی ساتھ تمام کے پس مستحق ہو ثواب موعود کا، دوسری یہ کہ مراد احصا سے طاقت ہے یعنی جو طاقت رکھے قیام کے ساتھ حق ان ناموں کے اور عمل کرنے کے ساتھ مقتضی ان

کے اور وہ یہ ہے کہ اعتبار کرے ان کے معانی کو سو لازم کرے اپنے نفس کو ساتھ واجب ہونے اس کے سو جب مثلا رزاق کہے تو پکا یقین کرے ساتھ رزق کے اور اسی طرح باقی اسم، تیسری یہ کہ مراد ساتھ احصا کے احاطہ ہے ساتھ معانی ان کے اور کہا قرطبی نے اللہ تعالیٰ کے کرم سے اُمید ہے کہ حاصل ہو جس شخص کے واسطے احصا ان ناموں کا اوپر ایک مرتبے کے ان تین مرتبوں سے باوجود صحت نیت کے یہ کہ داخل کرے اس کو بہشت میں اور یہ تینوں مراتب واسطے سابقین اور صدیقین اور اصحاب یمین کے ہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ معنی احصا کے یہ ہیں کہ ان کو پہچانیں اس واسطے کہ عارف ساتھ ان کے نہیں ہوتا ہے مگر ایماندار اور ایماندار بہشت میں داخل ہوگا اور بعض نے کہا کہ شمار کرے اعتقاد سے اس واسطے کہ دھری نہیں اعتراف کرتا ساتھ خالق کے اور فلسفی نہیں اعتراف کرتا ساتھ قادر کے اور بعض نے کہا کہ شمار کرے ان کو چاہتا ہو ساتھ ان کے رضا مندی اللہ تعالیٰ کی اور بڑا جاننا اس کا اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ ان کے ساتھ عمل کرے سو جب مثلا قدوس کہے تو حاضر کرے ذہن میں پاک اور منزہ ہونا اس کا تمام نقائص سے، کہا ابن بطال نے کہ طریق عمل کا ساتھ ان کے یہ ہے کہ جن ناموں میں پیروی جائز ہے مانند رحیم اور کریم کی سو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ دیکھے اثر اس کا اپنے بندے پر سو چاہیے کہ عادت کرے بندہ اپنے نفس پر یہ کہ صحیح ہو واسطے اس کے متصف ہونا ساتھ اس کے اور جو اسم کہ خاص ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے مانند جبار اور عظیم کی تو واجب ہے بندے پر اقرار کرنا ساتھ اس کے اور خضوع واسطے اس کے اور نہ متصف ہونے کے ساتھ کسی صفت کے اس سے اور جس میں وعدے کے معنی ہوں تو کھڑا ہو اس سے نزدیک طمع اور رغبت کے اور جس میں وعید کے معنی ہوں کھڑا ہو اس سے نزدیک خوف اور دہشت کے پس یہ معنی ہیں ان کے گننے اور یاد رکھنے کے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ جو یاد کرے ان کو بطورِ شمار کے اور گنے ان کو بطورِ تلاوت کے اور نہ عمل کرے ساتھ ان کے تو ہوتا ہے مانند اس شخص کی جو حفظ کرے قرآن کو اور نہ عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ بیچ اس کے ہے میں کہتا ہوں کہ جو ذکر کیا ہے اس نے وہ مقام کمال کا ہے اور نہیں لازم آتا اس سے کہ نہ دیا جائے ثواب جو یاد کرے اس کو اور عبادت جانے ان کی تلاوت کو اور دعا کرے ساتھ ان کے اگرچہ ہو متلبس ساتھ گناہوں کے جیسا کہ واقع ہوتا ہے مثل اس کی قرآن کے قاری ہیں اس واسطے کہ قرآن کا قاری اگرچہ متلبس ہو ساتھ گناہ کے سوائے اس کے کہ متعلق ہے ساتھ قرأت کے ثواب دیا جاتا ہے اس کی تلاوت پر نزدیک اہل سنت کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کہا بخاری رحمہ اللہ وغیرہ محققین نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو حفظ کرے اور یہ ظاہر تر ہے واسطے ثابت ہونے اس کے کے بیچ نفس حدیث کے کہا اور یہ قول اکثر علماء کا ہے اور کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ مراد گننا اور شمار کرنا اس کا ہے واسطے حفظ کرنے کے، میں کہتا ہوں اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حفظ کے لفظ سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو زبانی یاد سے پڑھے بلکہ احتمال ہے کہ معنوی حفظ ہو اور بعض نے کہا کہ مراد قرآن کا حفظ کرنا ہے واسطے ہونے اس کے کے مستوفی سب ناموں کو اور کہا اصیلی نے کہ

نہیں مراد ساتھ احصا کے شمار کرنا ان کا فقط اس واسطے کہ کبھی ان کو فاجر بھی گنتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد عمل کرنا ہے ساتھ ان کے اور ایمان لانا ساتھ ان کے اور اعتبار کرنا ساتھ معانی ان کے۔ (فتح)

وَهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مَنْ أَحْصَاهَا مَنْ حَفِظَهَا.

اور اللہ تعالیٰ طاق ہے طاق کو دوست رکھتا ہے اور کہا ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ احصا کے معنی ہیں حفظ کرے ان کو۔

فائدہ: اور اس کے معنی اللہ تعالیٰ کے حق میں یہ ہیں کہ وہ اکیلا ہے اس کی کوئی نظیر نہیں اس کی ذات میں اور نہ تقسیم ہونا اور قول اس کا یحب الوتر کہا عیاض نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ طاق کو فضیلت ہے جفت پر اس کے اسموں میں واسطے ہونے اس کے کے دال اوپر وحدانیت کے اس کی صفات میں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر مراد ساتھ اس کے دلالت اس کی وحدانیت پر ہوتی تو البتہ نہ متعدد ہوتے اسماء بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے وتر کو ہر چیز سے اگرچہ متعدد ہو وہ چیز کہ اس میں وتر ہے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ امر کیا ہے اس نے ساتھ وتر کے بہت عملوں اور بندگیوں میں جیسے کہ پانچ نمازوں اور وتر لیل اور عدد طہارت اور تکفین میت اور بہت مخلوقات میں مانند آسمان اور زمین کی اور کہا قرطبی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ وتر اس جگہ واسطے جنس کے ہے اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی معہود چیز جس کا ذکر پہلے ہوا ہوتا کہ اس پر محمول کیا جائے پس معنی یہ ہوں گے کہ وہ وتر ہے دوست رکھتا ہے ہر وتر کو جس کو اس نے مشروع کیا اور معنی اس کی محبت کے یہ ہیں کہ اس نے اس کے ساتھ حکم کیا ہے اور اس پر ثواب دیا ہے اور صلاحیت رکھتا ہے یہ واسطے عموم اس چیز کے کہ پیدا کیا ہے اس کو طاق اپنی مخلوق سے یا معنی محبت کے یہ ہیں کہ خاص کیا ہے اس نے اس کو ساتھ اس کے واسطے حکمت کے کہ جانتا ہے اس کو اور احتمال ہے کہ مراد بعینہ وتر ہوا اگرچہ نہیں جاری ہوا ہے واسطے اس کے ذکر پھر اختلاف ہے بعض نے کہا کہ مراد نماز وتر کی ہے اور بعض نے کہا کہ نماز جمعہ ہے اور بعض نے کہا کہ دن جمعہ کا اور بعض نے کہا کہ آدم علیہ السلام اور بعض نے غیر اس کے کہا ہے اور اولیٰ حمل کرنا اس کا ہے عموم پر اور ایک معنی اس کا اور ہے اور وہ یہ ہے کہ مراد ساتھ وتر کے توحید ہے سو معنی یہ ہوں گے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور اپنے کمال اور افعال میں واحد ہے اور دوست رکھتا ہے توحید کو یعنی یہ کہ اس کو ایک جانے اکیلا مانے اس کا کوئی شریک نہ جانے اور اعتقاد کرے کہ وہ اکیلا ہے ساتھ خدائی کے سوائے خلقت اپنی کے۔ (فتح)

بَابُ الْمَوْعِظَةِ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ

گھڑی گھڑی کے بعد وعظ نصیحت کرنا

فائدہ: مناسبت اس باب کے ساتھ کتاب الدعوات کے یہ ہے کہ مخلوط ہوتا ہے ساتھ وعظ کے غالبًا یاد دلانا ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور پہلے گزر چکا ہے کہ ذکر منجملہ دعا سے ہے۔ (فتح)

٥٩٣٢۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ قَالَ

٥٩٣٢۔ حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتظار کرتے تھے کہ یزید بن معاویہ آیا سو ہم

كُنَّا نَنْتَظِرُ عَبْدَ اللّٰهِ إِذْ جَآءَ يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فَقُلْنَا أَلَا تَجْلِسُ قَالَ لَا وَلٰكِنْ أَدْخُلُ فَأُخْرِجُ إِلَيْكُمْ صَاحِبَكُمْ وَإِلَّا جِئْتُ أَنَا فَجَلَسْتُ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِهٖ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ أَمَا إِنِّيْ أُخْبَرُ بِمَكَانِكُمْ وَلٰكِنَّهٗ يَمْنَعُنِيْ مِنَ الْخُرُوْجِ إِلَيْكُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ كَرَاهِيَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا.

نے کہا کہ کیا تو نہیں بیٹھتا اس نے کہا کہ نہیں، میں اندر جاتا ہوں اور تمہارے ساتھی کو تمہاری طرف نکالتا ہوں نہیں تو میں آتا ہوں سو میں بیٹھا سو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ باہر آئے اور حالانکہ وہ اس کا ہاتھ پکڑے تھے سو ہم پر کھڑے ہوئے سو کہا خبردار ہو بے شک مجھ کو خبر ہوئی تھی تمہارے ٹھہرنے کی لیکن مجھ کو روکا تمہاری طرف نکلنے سے اس نے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر گیری کرتے تھے ہمارے ساتھ وعظ کے دنوں میں یعنی کبھی کبھی واسطے برا جاننے دل گیری او رتھک جانے ہمارے کے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ مراد یہ ہے کہ رعایت کرتے تھے اوقات کی ان کی تعلیم میں اور وعظ میں اور نہ کرتے تھے اس کو ہر دن واسطے خوف تھک جانے کے یعنی وعظ کرے ان کو خوش دل ہونے کی حالت میں اور بہت وعظ نہ کرے تا کہ تھک جائیں اور اس حدیث میں نرمی اور مہربانی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے ساتھ اصحاب اپنے کے اور نیک توصل طرف تعلیم اور تفہیم ان کی کے تا کہ سیکھیں آپ سے ساتھ خوش دلی کے نہ تنگی سے اور نہ دل گیری سے اور پیروی کی جائے ساتھ آپ کے بیچ اس کے اس واسطے کہ تعلیم ساتھ سہولت کے اخف ہے محنت میں اور بہت بلانے والی ہے طرف ثبات کی لینے اس کے سے ساتھ مشقت کے اور اس میں منقبت ہے واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے متابعت ان کی کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں اور عمل میں اور محافظت کے اوپر اس کے۔ (فتح)

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الرِّقَاقِ

کتاب ہے رقاق کے بیان میں

فائدہ: اور نام رکھا گیا ہے ان حدیثوں کا ساتھ رقاق کے اس واسطے کہ ان حدیثوں سے دل میں رقت اور نرمی ہوتی ہے اور اس کی ضد قسوۃ ہے یعنی سختی ہے اور بدنوں میں اس کی ضد صفاقت ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ

باب ہے بیچ بیان قول حضرت ﷺ کے کہ نہیں زندگی مگر آخرت کی زندگی

٥٩٣٣۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ هُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ قَالَ عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيْهِ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

٥٩٣٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو نعمتیں ہیں جن میں اکثر لوگوں کو زیان اور نقصان ہوتا ہے ایک تو تندرستی دوسری روزی سے دل جمعی، کہا عباس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی مجھ سے صفوان نے عبداللہ بن سعید سے اس نے اپنے باپ سے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا حضرت ﷺ سے مثل اس کی یعنی سعید کا سماع ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے۔

فائدہ: نعمت نیک حالت کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ منفعت مفعولہ ہے اوپر جہت احسان کے واسطے غیر کے اور غبن بیع میں ساتھ سکون با کے ہے اور رائے میں ساتھ حرکت کے سو بنا بر اس کے دونوں معنی اس حدیث میں ہو سکتے ہیں اس واسطے کہ جس نے نہ استعمال کیا اس کو اس چیز میں کہ لائق ہے تو اس کا نقصان ہوا اس واسطے کہ اس نے اس کو ناقص چیز سے بیچا اور نہیں کہا جاتا ہے اس کی رائے کو اچھا بیچ اس کے یعنی اس کی عقل کو کوئی اچھا نہیں کہتا کہا ابن بطال نے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نہیں ہوتا ہے آدمی فارغ یہاں تک کہ ہو روزی سے بافراغت اور تندرست سو جس کے واسطے یہ حاصل ہو تو چاہیے کہ حرص کرے کہ نہ نقصان پائے یعنی جو اللہ تعالیٰ نے اس کو نعمت دی ہے اس کا شکریہ ادا کرے اور اس کے شکر میں سے ہے بجا لانا اس کے امروں کا اور بچنا اس کی منع کی چیز سے سو جس نے

اس میں قصور کیا سو اس کا نقصان ہوا اور یہ جو فرمایا کہ اکثر لوگوں کو تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جن کو اس بات کی توفیق ملتی ہے وہ تھوڑے ہیں اور کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ کبھی ہوتا ہے آدمی تندرست اور نہیں ہوتا ہے فارغ واسطے مشغول ہونے اس کے ساتھ معاش کے اور کبھی روزی سے بے پرواہ ہوتا ہے اور تندرست نہیں ہوتا سو جب دونوں جمع ہوں تو غالب ہوتی ہے اس پر سستی اور کاہلی بندگی سے سو وہ مغبون ہے یعنی اس کا نقصان ہوا اور تمام اس کا یہ ہے کہ دنیا کھیتی ہے آخرت کی اور اس میں تجارت ہے کہ ظاہر ہوتا ہے نفع اس کا آخرت میں سو جس نے استعمال کیا اپنی صحت اور فراغت کو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں تو وہ مغبوط ہے یعنی چاہیے کہ اس کا رشک کیا جائے اور جس نے اس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خرچ کیا تو وہ مغبون ہے نقصان کیا گیا اس واسطے کہ فراغت کے پیچھے شغل ہے اور صحت کے پیچھے بیماری ہے اور اگرچہ نہ ہو مگر بڑھاپا اور کہا طیبی نے کہ مثال دی ہے حضرت ﷺ نے واسطے مکلّف کے مثلاً ساتھ سوداگر کے کہ واسطے اس کے راس المال ہو سو وہ طلب کرتا ہے نفع کو باوجود سلامت رہنے راس المال کے سو طریق اس کا اس میں یہ ہے کہ کوشش کرے اس شخص کی تلاش میں جس کے ساتھ معاملہ کرتا ہے اور لازم کرے صدق کو تاکہ اس کو گھاٹا نہ پڑے پس صحت اور فراغت روزی سے آدمی کا راس المال ہے اور لائق ہے واسطے اس کے یہ کہ معاملہ کرے اللہ تعالیٰ سے ساتھ ایمان کے اور مجاہدہ نفس کے اور دشمن دین کے تاکہ نفع پائے خیر دنیا اور آخرت کی اور قریب ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ الآیۃ اور لازم ہے اس پر کہ بچے نفس کی تابعداری سے اور معاملہ کرنے سے ساتھ شیطان کے تاکہ نہ ضائع ہو راس المال اس کا سمیت نفع کے اور یہ جو حدیث میں فرمایا مغبون فیھا کثیر من الناس تو یہ مانند قول اللہ تعالیٰ کی ہے ﴿وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾ سو کثیر حدیث میں بیچ مقابلے قلیل کے ہے آیت میں اور کہا قاضی ابوبکر بن عربی نے کہ اختلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پہلی نعمت بندے پر کیا ہے؟ سو بعض نے کہا کہ ایمان ہے اور بعض نے کہا کہ زندگی اور بعض نے کہا کہ تندرستی اور پہلی بات اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ نعمت ہے مطلق اور بہرحال زندگی اور صحت سو وہ نعمتیں دنیاوی ہیں اور نہیں ہوتی ہے نعمت حقیقی مگر جب کہ ایمان کے ساتھ مصاحب ہو اور اس وقت بہت لوگوں کو اس میں نقصان ہوتا ہے یعنی ان کا نفع جاتا رہتا ہے یا کم ہو جاتا ہے سو جس نے ڈھیلا چھوڑا اپنے آپ کو ساتھ نفس امارہ کے جو حکم کرنے والا ہے ساتھ بدی کے اور چھوڑ دی اس نے محافظت حدود پر اور ہمیشگی طاعت پر تو البتہ وہ مغبون ہوا اور نقصان کیا گیا اور اسی طرح جب کہ ہو فارغ اس واسطے کہ جو مشغول ہو کبھی ہوتا ہے واسطے اس کے عذر برخلاف اس شخص کے جو فارغ ہو کہ اس کا کوئی عذر نہیں ہوتا اور تمام ہوتی ہے اس پر حجت۔ (فتح)

٥٩٣٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ

۵۹۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی! نہیں زندگی مگر آخرت کی زندگی سو بخش

أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ فَأَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ.

دے انصار اور مہاجرین کو۔

فائدہ: یہ حدیث فضل انصار میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اصحاب کہتے ہیں جنگ خندق کے دن ہم نے محمد ﷺ سے بیعت کی جہاد پر جب تک کہ ہم زندہ رہیں سو حضرت ﷺ نے ان کو یہ جواب دیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ سردی کی فجر میں تھا سو جب حضرت ﷺ نے ان کی تکلیف اور بھوک دیکھی تو یہ فرمایا۔ (فتح)

٥٩٣٥ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَنْدَقِ وَهُوَ يَحْفِرُ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ وَيَمُرُّ بِنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ تَابَعَهُ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

٥٩٣٥۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ خندق میں تھے اور حضرت ﷺ کھائی کھودتے تھے اور ہم مٹی اٹھائے لے جاتے تھے اور حضرت ﷺ نے ہم کو دیکھا سو فرمایا الٰہی! نہیں سچی زندگی مگر آخرت کی سو بخش دے انصار اور مہاجرین کو۔

فائدہ: بعض اصحاب حضرت ﷺ کے ساتھ خندق کھودتے تھے اور بعض مٹی نکالتے تھے اور ان دونوں حدیثوں میں اشارہ ہے طرف تحقیر زندگی دنیا کی کہ دنیا کی زندگی کچھ چیز نہیں واسطے اس چیز کے کہ عارض ہوتی ہے اس کو سیاہی اور سرعت فنا سے یعنی بہت جلد فانی ہو جاتی ہے کہا ابن منیر نے کہ مناسبت حدیث انس رضی اللہ عنہ اور سہل رضی اللہ عنہ کی ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے جس کو ترجمہ شامل ہے یہ ہے کہ بہت لوگوں کو نقصان ہوا ہے تندرستی اور فراغت میں کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر مقدم کیا سو مراد اس کی اشارہ کرنا طرف اس کی کہ جس زندگی کے ساتھ وہ مشغول ہوئے ہیں وہ کچھ چیز نہیں بلکہ زندگی وہ ہے جس سے انہوں نے روگردانی کی ہے اور وہ مطلوب ہے سو جس سے آخرت کی زندگی فوت ہوئی تو اس کا نقصان ہوا۔ (فتح)

بَابُ مَثَلِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ

مثال دنیا کی آخرت میں یعنی مثل دنیا کی روبرو آخرت کے

فائدہ: یہ باب ایک ٹکڑا ہے حدیث کا کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے کہ نہیں ہے دنیا آخرت کے روبرو مگر جیسے کوئی

اپنی انگلی دریا میں ڈالے پھر دیکھے کہ کس قدر پانی اگا لاتی ہے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صرف سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ذکر کیا ہے کہ کوڑا رکھنے کی جگہ بہشت سے ساری دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے اور جب کہ ہوئی کوڑے کی جگہ بہشت سے بہتر ساری دنیا سے تو کوڑے سے کم جگہ بہشت کی اس کے مساوی ہوگی سو موافق ہوگی اس چیز کو کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث مسلم کی جس کے ساتھ باب باندھا ہے اور غدوة في سبيل الله کی شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے کہا قرطبی نے کہ یہ مانند قول اللہ تعالیٰ کی ہے ﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ﴾ اور یہ حکم بہ نسبت اس کی ذات کی ہے اور بہر حال بہ نسبت آخرت کے سو نہیں کچھ قدر اس کی اور نہ حقیقت اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے اس کو بطور تمثیل اور تقریب کے ورنہ نہیں نسبت ہے درمیان اس چیز کے کہ ختم ہونے والی ہے اور درمیان اس چیز کے کہ نہیں ہے ختم ہونے والی اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ قول اپنے کے کہ پھر دیکھے کہ کس قدر پانی لگا لاتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جس قدر پانی کہ انگلی کے ساتھ دریا سے لگتا ہے اس کی کوئی قدر نہیں ہے اور نہ کچھ حقیقت اور اسی طرح ہے دنیا بہ نسبت آخرت کے اور حاصل یہ ہے کہ آخرت کے روبرو دنیا نہایت حقیر ہے اور دنیا کی مثال اس پانی کی ہے جو دریا سے انگلی کے ساتھ لگے اور آخرت کی مثال دریا کی ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا وَّفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾.

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے۔

فائدہ: کہا ابن عطیہ نے کہ مراد ساتھ حیاتی دنیا کے اس آیت میں وہ چیز ہے جو خاص ہے ساتھ گھر دنیا کے تصرف سے اور بہر حال جو کچھ کہ ہے اس میں بندگی سے اور جس سے کوئی چارہ نہیں اس چیز سے کہ مدد کرے بندگی پر تو نہیں ہے وہ مراد اس جگہ اور زینت وہ چیز ہے کہ آرائش کی جائے ساتھ اس کے اس چیز سے کہ خارج ہے چیز کی ذات سے جس کے ساتھ وہ چیز خوبصورت ہو جاتی ہے اور فخر واقع ہوتا ہے ساتھ نسب کے غالبًا مانند عادت عرب کی اور صورت اس مثال کی یہ ہے کہ اول آدمی پیدا ہوتا ہے پھر جوان ہوتا ہے اور قوی ہوتا ہے پس کماتا ہے مال اور اولاد کو اور عمر نمو کی نہایت کو پہنچتا ہے پھر شروع ہوتا ہے گھٹنے میں سو بوڑھا ہو جاتا ہے اور ضعیف ہو جاتا ہے اور بیمار ہو جاتا ہے اور پہنچتی ہیں اس کو مصیبتیں بیماری اور مال اور عزت کے کم ہونے پر پھر مر جاتا ہے اور اس کا کام تباہ ہو جاتا ہے

اور اس کا مال غیر کے ملک ہو جاتا ہے اور اس کی رسوم بدل جاتی ہے پس حال اس کا اس زمین کے حال کی طرح ہے جس کو مینہ پہنچا سو اس پر گھاس اور سبزہ اُگا خوش لگتا ہے رونق دار پھر خشک ہوا اور زرد ہوا پھر چُورا ہو گیا اور جدا جدا ہو گیا پھر نابود ہو گیا اور اختلاف ہے اس میں کہ اس آیت میں کفار سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کہ وہ جمع ہے کافر باللہ کی اس واسطے کہ وہ دنیا کی بہت تعظیم کرتے ہیں اور اس کی رونق سے بہت خوش ہوتے ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ ان کے کھیتی کرنے والے ہیں اور خاص کیا ہے ان کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہ سبزوں کا حال خوب جانتے ہیں پس نہیں خوش آتی ہے ان کو مگر وہ چیز کہ حقیقۃً خوش لگنے والی ہو۔ (فتح)

۵۹۳۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَغَدْوَةٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا.

۵۹۳۶۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بہشت میں کوڑے رکھنے کی جگہ بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے اور جہاد میں اول روز یا آخر روز کوشش کرنا بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ.

باب ہے بیچ بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ دنیا میں رہ مسافر کی طرح یا کہ جیسے راہ چلتا ہے۔

فائدہ: باب باندھا ہے ساتھ بعض حدیث کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ ثابت ہے مرفوع ہونا اس کا طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور جس نے اس کو موقوف روایت کیا ہے اس نے اقتصار کیا ہے۔

۵۹۳۷ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو الْمُنْذِرِ الطُّفَاوِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِيْ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا

۵۹۳۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں مونڈھے پکڑے سو فرمایا کہ رہ دنیا میں مسافر کی طرح یا کہ جیسے راہ چلتا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار مت کر اور جب صبح کرے تو شام کا انتظار مت کر اور لے اپنی صحت کے زمانے سے اپنی بیماری کے واسطے اور اپنی زندگی کے زمانے سے اپنی موت کے واسطے۔

تَنۡتَظِرِ الصَّبَاحَ وَإِذَا أَصۡبَحۡتَ فَلَا تَنۡتَظِرِ الۡمَسَآءَ وَخُذۡ مِنۡ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنۡ حَيَاتِكَ لِمَوۡتِكَ.

فائدہ: کہا طیبی نے کہ نہیں ہے او واسطے شک کے بلکہ واسطے تخییر اور اباحت کے ہے اور احسن یہ ہے کہ ہو ساتھ معنی بل کے سو تشبیہ دی عابد سالک کو ساتھ مسافر کے کہ نہیں واسطے اس کے کوئی ٹھکانہ رہنے کا اور نہ کوئی جگہ سکونت کی پھر اس سے ترقی کی اور اضراب کیا اس سے طرف راہ چلنے والے کی اس واسطے کہ غریب کبھی سکونت کرتا ہے مسافری کے شہر میں برخلاف عابر سبیل کے جو قصد کرنے والا ہے طرف کسی شہر کی جو دور ہے اور درمیان دونوں کے بہت نالے ہیں اور جنگل ہیں ہلاک کرنے والے اور راہ زن اس واسطے کہ اس کی شان سے ہے کہ ایک لحظہ نہ کھڑا ہو اور ایک لحہ نہ ٹھہرے اسی واسطے اس کے پیچھے یہ کہا کہ جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار مت کر، الخ اور یہ قول لایا اور گن اپنے آپ کو قبر والوں میں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ بدستور چلا جا اور نہ سستی کر اس واسطے کہ اگر تو قصور کرے گا تو ان نالوں اور جنگلوں میں رہ کر ہلاک ہو جائے گا اور یہ معنی مشبہ بہ کے ہیں اور بہرحال مشبہ سو وہ قول اس کا ہے اور لے اپنی صحت کے زمانے سے اپنی بیماری کے واسطے یعنی عمر نہیں خالی ہے صحت اور بیماری سے سو جب تو تندرست ہو تو میانہ روی کر اور زیادہ کر اس پر بقدر قوت اپنی کے جب تک کہ تجھے قوت ہے اس طور سے کہ ہو یہ زیادتی قائم مقام اس چیز کے جو شاید بیماری کی حالت میں فوت ہوا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر جیسے تو اس کو دیکھتا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ جب کہ ہوتا ہے مسافر کم معرفت طرف لوگوں کی بلکہ ان سے وحشت کرنے والا ہوتا ہے اس واسطے کہ نہیں قریب ہے کہ گزرے اس شخص پر کہ اس کو پہچانے اس کے ساتھ لگاؤ پکڑے سو وہ ذلیل ہے اپنے نفس میں ڈرنے والا ہے اور اسی طرح راہ چلتا بھی نہیں چلتا ہے اپنے سفر میں مگر ساتھ قوت اپنی کے اوپر اس کے اور تخفیف اس کی سے اثقال سے نہیں ہے پنجہ مارنے والا ساتھ اس چیز کے کہ منع کرے اس کو قطع سفر اس کے سے کہ اس کے ساتھ اس کا زاد اور راحلہ ہے جو اس کو اس کے مطلب کی طرف پہنچا دیں تو تشبیہ دی اس کو ساتھ ان کے اور اس میں اشارہ ہے طرف اختیار زہد کی دنیا میں اور طرف لینے کی بقدر کفاف کے اس سے سو جس طرح کہ نہیں محتاج ہے مسافر طرف اکثر کی اس چیز سے کہ پہنچائے اس کو طرف نہایت سفر اس کے کی پس اسی طرح نہیں محتاج ہے مسلمان دنیا میں زیادہ کی طرف اس چیز سے کہ پہنچائے اس کو محل میں اور کہا اس کے غیر نے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ رغبت دلانے کے اوپر فارغ ہونے کے دنیا سے اور زہد کرنے کے بیچ اس کے اور حقیر جاننے اس کے اور قناعت کرنے کے بیچ اس کے ساتھ کفاف کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نہ مائل ہو طرف دنیا کی اور نہ ٹھہرا اس کو وطن اور نہ بات کر اپنے جی سے ساتھ باقی رہنے کے اور نہ تعلق پکڑ ساتھ اس چیز کے کہ نہیں تعلق پکڑتا

ساتھ اس کے مسافر اپنے غیر وطن میں اور اس کے غیر نے کہا کہ عابر سبیل وہ چلنے والا ہے راہ پر اپنے وطن کو طلب کرنے والا سو آدمی دنیا میں مثل اس غلام کی ہے جس کو اس کے مالک نے کسی کام کے واسطے دوسرے شہر میں بھیجا سو اس کا شان یہ ہے کہ جلدی کرے ساتھ کرنے اس کام کے جس کے واسطے بھیجا گیا پھر اپنے وطن کی طرف پھرے اور نہ تعلق پکڑے ساتھ کسی چیز کے سوائے اپنے کام کے اور اس کے غیر نے کہا کہ اتارے مومن اپنے نفس کو دنیا میں بجائے مسافر کے سو نہ معلق کرے اپنے دل کو ساتھ کسی چیز مسافری کے شہر سے بلکہ دل اس کا متعلق ہو ساتھ وطن اپنے کے کہ رجوع کرے گا اس کی طرف اور ٹھہرائے اپنے آپ کو دنیا میں تا کہ پوری کرے حاجت اپنی اور سامان اپنا واسطے رجوع کرنے کے طرف وطن اپنے کی اور یہ حال مسافر کا ہے یا ہو مانند اس مسافر کی کہ نہیں قرار پکڑتا ہے کسی جگہ خاص میں بلکہ وہ ہمیشہ چلنے والا ہے طرف شہر اقامت کی اور عطف عابر سبیل کا غریب پر عطف عام کا ہے خاص پر اور اس میں نوع ترقی ہے اس واسطے کہ اس کے تعلقات غریب مقیم کے تعلقات سے کم ہوتے ہیں اور یہ جو کہا کہ لے اپنی صحت کے لیے، الخ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مشغول ہو صحت کی حالت میں ساتھ بندگی کے ساتھ اس طور کے کہ اگر حاصل ہو قصور بیماری میں تو نہیں پورا ہو گا ساتھ اس کے اور یہ جو کہا کہ اپنی زندگی سے موت کے واسطے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اے اللہ کے بندے! تو نہیں جانتا کہ کل تیرا کیا نام ہو گا یعنی کیا تجھ کو شقی کہا جائے گا یا سعید اور نہیں مراد ہے اسم خاص اس کا کہ وہ نہیں بدل ہوتا اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ کہا جائے گا کہ وہ زندہ ہے یا مردہ اور کہا بعض علماء نے کہ کلام ابن عمر رضی اللہ عنہما کا نکالا گیا ہے حدیث سے اور وہ شامل ہے واسطے نہایت قصر امل کے اور یہ کہ عاقل کو لائق ہے کہ جب شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کرے اور جب صبح ہو تو شام کا انتظار نہ کرے بلکہ گمان کرے کہ اس کی موت اس کو پانے والی ہے اس سے پہلے اور قول اس کا کہ لے اپنی صحت سے یعنی عمل کر اپنی زندگی میں جس کا نفع موت کے بعد تجھ کو پہنچے اور صحت کے دنوں میں نیک عمل کے ساتھ جلدی کر اسے کہ مرض کبھی عارض ہوتی ہے سو باز رہتا ہے عمل کرنے سے سو جو کوئی اس میں قصور کرے اس پر خوف ہے کہ پہنچے طرف آخرت کی بغیر زاد کے اور حدیث میں ہاتھ لگانا معلم کا ہے طالب علم کے اعضاء کو وقت تعلیم کے اور یہ واسطے لگاؤ اور تنبیہ کے ہے اور نہیں کرتا ہے اس کو غالبا مگر وہ شخص کہ وہ اس کی طرف مائل اور اس میں مخاطبت ساتھ واحد ہے اور ارادہ جمع کا ہے اور حرص حضرت ﷺ کی اوپر پہنچانے کے خیر کے واسطے امت اپنی کے اور ترغیب اوپر ترک کرنے دنیا کے اور قصر کرنا اس چیز پر کہ نہیں ہے کوئی چارہ اس سے۔ (فتح)

بَابُ فِي الْأَمَلِ وَطُوْلِهِ — باب ہے بیچ امید کے اور درازی اس کی کے

فائدہ: امل کے معنی ہیں اُمید داری اس چیز کی کہ چاہتا ہے اس کو نفس درازی عمر سے اور زیادتی مال سے اور وہ قریب ہے تمنی کے معنی سے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو دور کیا گیا آگ سے اور داخل کیا گیا بہشت میں تو وہ مطلب کو پہنچا اور نہیں ہے جینا دنیا کا مگر اسباب غرور کا۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ متعلق اُمید کا کچھ چیز نہیں ہے اس واسطے کہ وہ اسباب ہے غرور کا تشبیہ دی ہے دنیا کو ساتھ متاع کے کہ دغا کیا جائے اور دھوکا دیا جائے ساتھ اس کے خریدار کو تا کہ اس کو خریدے پھر ظاہر ہو واسطے اس کے فساد اس کا اور عیب اس کا اور دھوکا دینے والا شیطان ہے اور کہا کرمانی نے کہ مناسبت اس آیت کی واسطے ترجمہ کے آیت کے اول میں ہے ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ اور اس کے آخر میں ہے ﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا﴾۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿ذَرْهُمْ يَأْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾

یعنی چھوڑ ان کو کھائیں اور نفع اٹھائیں اور غفلت میں ڈالے ان کو اُمید سو عنقریب معلوم کریں گے

فائدہ: کہا جمہور نے کہ یہ آیت عام ہے اور کہا ایک جماعت نے کہ وہ خاص کفار کے حق میں ہے اور امر اس میں واسطے تہدید کے ہے اور اس میں زجر ہے دنیا کے اسباب میں غرق ہونے سے۔

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ ارْتَحَلَتِ الدُّنْيَا مُدْبِرَةً وَارْتَحَلَتِ الْاٰخِرَةُ مُقْبِلَةً وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بَنُوْنَ فَكُوْنُوْا مِنْ أَبْنَآءِ الْاٰخِرَةِ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ أَبْنَآءِ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَلَا حِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَلَا عَمَلَ ﴿بِمُزَحْزِحِهٖ﴾ بِمُبَاعِدِهٖ.

اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ کوچ کیا دنیا نے پیٹھ دے کر اور کوچ کیا آخرت نے سامنے آنے والی اور دونوں میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں سو آخرت کے بیٹے بنو دنیا کے بیٹے مت بنو اس واسطے کہ آج دن عمل کرنے کا ہے اور نہیں ہے اس میں حساب اور کل یعنی قیامت کے دن حساب ہوگا اور نہیں اس میں عمل اور ﴿بِمُزَحْزِحِهٖ﴾ کے معنی دور کرنے والا اس کو۔

فائدہ: اور علی رضی اللہ عنہ کے اثر کے اول میں ہے وہ چیز کہ جو ترجمہ کے مطابق ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ زیادہ تر خوفناک چیز جس کا مجھ کو تم پر ڈر ہے پیروی ہوا کی ہے اور درازی امید کی سو پیروی ہوا کی تو حق سے روکتی ہے اور درازی امل کی آخرت کو بھلا دیتی ہے اور بعض حکما نے علی رضی اللہ عنہ کی کلام کو لیا ہے کہ دنیا جانے والی ہے اور آخرت آنے والی سو عجب ہے اس شخص پر کہ پیٹھ دینے والی چیز کی طرف متوجہ ہو اور سامنے آنے والی چیز کو پیٹھ دے اور وارد ہوئی ہے بیچ ذم ستر سال کے ساتھ امل کے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ چار چیزیں بدبختی سے ہیں جمود آنکھ کا اور سختی دل کی اور طول امل اور حرص۔ (فتح)

٥٩٣٨ ۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ مُنْذِرٍ عَنْ رَبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِّنْهُ وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا إِلٰى هٰذَا الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ وَقَالَ هٰذَا الْإِنْسَانُ وَهٰذَا أَجَلُهُ مُحِيْطٌ بِهِ أَوْ قَدْ أَحَاطَ بِهِ وَهٰذَا الَّذِيْ هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهُ وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْأَعْرَاضُ فَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا وَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا.

٥٩٣٨۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکیر چوگوشہ کھینچی اور ایک اس کے بیچ میں کھینچی باہر اس سے اور چھوٹی چھوٹی لکیریں اس لکیر کے ساتھ کھینچیں جو بیچ میں ہے اس کی جانب میں جو مربع لکیر کے بیچ میں ہے سو فرمایا کہ یہ آدمی ہے اور یہ اس کی اجل ہے جو اس کو گھیرے ہے یا فرمایا جس نے اس کو گھیرا ہے اور یہ لکیر جو اس سے نکلی ہوئی ہے اُمید اس کی ہے اور یہ چھوٹی لکیریں اعراض ہیں اگر یہ اس سے چوکے تو یہ اس کو پہنچتی ہے اور اگر یہ اس سے چوکے تو یہ اس کو پہنچتی ہے۔

فائدہ: اور اس کی صورت یہ ہے .... سو اشارہ ساتھ قول اس کے کہ یہ انسان ہے طرف نقطہ داخل کی ہے یعنی جس جگہ سے بیچ والی لکیر شروع ہوئی اور اشارہ ساتھ قول اس کے اور یہ اس کی اجل ہے جو اس کو گھیرے ہے طرف مربع لکیر کی ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ قول اپنے کے اور یہ جو نکلنے والا ہے اس کی امید ہے طرف لکیر دراز کی جو اکیلی ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ قول اپنے کے ہذہ طرف لکیروں کی ہے اور یہ مذکور ہیں بطور مثال کے اس واسطے کہ مراد حصر ہونا ہے عدد معین میں اور تائید کرتا ہے اس کی قول انس رضی اللہ عنہ کا اس کے بعد جب کہ آتا ہے اس کے پاس خط اقرب اس واسطے کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے طرف خط محیط کی اور نہیں ہے شک کہ جس لکیر نے اس کو احاطہ کیا ہوا ہے وہ قریب تر ہے اس لکیر سے جو اس سے خارج ہے اور اعراض جمع عرض کی اور عرض وہ چیز ہے کہ نفع اُٹھایا جاتا ہے ساتھ اس کے دنیا میں خیر میں اور شر میں اور مشکل یہ ہے کہ اشارتین اس حدیث میں چار واقع ہوئی ہیں اور خطوط فقط تین ہیں اور جواب دیا ہے کرمانی نے ساتھ اس کے کہ جو خط کہ داخل ہے اس کے واسطے دو اعتبار ہیں پس جس قدر کہ مربع کے اندر ہے وہ انسان ہے جو اس سے باہر ہے وہ اس کی اُمید ہے اور مراد ساتھ اعراض کے آفات ہیں جو عارض ہوتی ہیں واسطے اس کے سو اگر ایک سے سلامت رہے تو دوسری سے سلامت نہیں رہتا اور اگر سب سے سلامت رہے اور اس کو کوئی آفت بیماری یا فقد مال وغیرہ سے نہ پہنچے تو اچانک اس کو موت آ جاتی ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کسی سبب سے مرے وہ اجل سے مرتا ہے اور حدیث میں اشارہ ہے طرف ترغیب کی قصر امل پر اور

استعداد کے واسطے اچانک موت کے اور تعبیر کی ہے ساتھ نہش کے اور وہ کاٹنا زہر دار چیز کا ہے واسطے مبالغہ کے بیچ اصابت اور ہلاک کرنے کے۔ (فتح)

٥٩٣٩ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطُوْطًا فَقَالَ هٰذَا الْأَمَلُ وَهٰذَا أَجَلُهٗ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ جَآءَهُ الْخَطُّ الْأَقْرَبُ.

۵۹۳۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکیریں کھینچیں سو فرمایا کہ یہ ہے اُمید انسان کی اور یہ اجل اس کی ہے سو جس حالت میں کہ وہ اسی طرح تھا کہ اچانک اس کے پاس خط اقرب یعنی موت آئی۔

فائدہ: اور ایک روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آگے ایک لکڑی گاڑی پھر اس کے پہلو میں ایک اور لکڑی گاڑی پھر تیسری گاڑی سو اس کو دور کیا پھر فرمایا کہ یہ انسان ہے اور یہ اس کی اجل ہے اور یہ اس کی امل ہے اور اس طرح اور روایت آئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اجل قریب تر ہے اس کی امید سے۔ (فتح)

بَابٌ مَنْ بَلَغَ سِتِّيْنَ سَنَةً فَقَدْ أَعْذَرَ اللّٰهُ إِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ لِقَوْلِهٖ ﴿أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ﴾ يَعْنِي الشَّيْبَ.

جو ساٹھ برس کو پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا عذر دور کیا عمر میں یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا کوئی عذر باقی نہیں رہتا واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کیا نہیں عمر دی میں نے تم کو وہ چیز کہ نصیحت پکڑے اس میں جو نصیحت پکڑے اور آیا تمہارے پاس ڈرانے والا آگے سے۔

فائدہ: اور البتہ اختلاف کیا ہے اہل تفسیر نے بیچ اس کے سو اکثر اس پر ہیں کہ مراد ساتھ اس کے بڑھاپا ہے اس واسطے کہ وہ آتا ہے بیچ عمر کہولت کے اور جو اس کے بعد ہے اور وہ علامت ہے واسطے مفارقت عمر لڑکے کے جس میں کھیل کا گمان ہے اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ مراد ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ مراد تعمیر سے آیت میں کیا ہے ایک قول یہ ہے کہ مراد اس سے چالیس برس ہیں نقل کیا ہے اس کو طبری وغیرہ نے مسروق سے دوسرا قول چھیالیس برس ہیں روایت کیا ہے اس کو ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تیسرا قول ستر برس ہیں یہ بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے چوتھا قول ساٹھ برس ہیں روایت کیا ہے اس کو ابو نعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جو عمر کہ اس میں اللہ تعالیٰ آدمی کا عذر دور کرتا ہے ساٹھ سال ہیں۔ (فتح)

٥٩٤٠ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْغِفَارِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ

۵۹۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مرد کا عذر دور کیا جس کی اجل کو مؤخر کیا یہاں تک کہ ساٹھ برس کو پہنچا۔ متابعت کی ہے اس کی ابن عجلان اور

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَعْذَرَ اللَّهُ إِلَى امْرِئٍ أَخَّرَ أَجَلَهُ حَتَّى بَلَّغَهُ سِتِّينَ سَنَةً تَابَعَهُ أَبُو حَازِمٍ وَابْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ.

ابوحازم نے مقبری سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ساٹھ برس اس کی حد ہوئی اس واسطے کہ وہ قریب ہے معترک سے اور وہ عمر رجوع اور خشوع اور موت کے انتظار کی ہے سو یہ عذر ہیں بعد عذر کے واسطے مہربانی کے اللہ تعالیٰ سے ساتھ بندوں کے یہاں تک کہ نقل کیا ان کو حالت جہل سے طرف حالت علم کی پھر دور کیا عذر ان کا سو نہ عقاب کیا ان کو مگر بعد دلائل واضح کے اگرچہ پیدا ہوئے ہیں وہ اوپر حب دنیا کے اور طول امل کے لیکن حکم ہوا ان کو ساتھ مجاہدے نفس کے بیچ اس کے تاکہ بجا لائیں جو حکم ہوا ان کو بندگی سے اور باز رہیں اس چیز سے کہ منع کیے گئے ہیں اس سے گناہ سے اور اس حدیث میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ کامل ہونا ساٹھ برس کا جگہ ظن کی ہے واسطے گزر جانے اجل کے اور صریح تر اس سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی عمریں ساٹھ اور ستر کے درمیان ہیں اور کم تر ہے جو اس سے بڑھے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور اس وقت ظاہر ہوتا ہے ضعف قوت کا ساتھ کسی کے اور نیچے اترنے کے سو لائق ہے واسطے اس کے متوجہ ہونا آخرت پر بالکلیہ واسطے محال ہونے اس بات کے کہ پھرے طرف حالت پہلی کی نشاط اور قوت سے اور استنباط کیا ہے اس سے بعض شافعیہ نے کہ جو ساٹھ برس کامل کرے اور باوجود قدرت کے حج نہ کرے تو وہ گنہگار ہوتا ہے اگر حج کرنے سے پہلے مر جائے برخلاف اس کے کہ اس سے پہلے مرے۔ (فتح)

٥٩٤١ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيرِ شَابًّا فِي اثْنَتَيْنِ فِي حُبِّ الدُّنْيَا وَطُولِ الْأَمَلِ قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ وَابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ وَأَبُو سَلَمَةَ.

۵۹۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ رہتا ہے بوڑھے کا دل جوان چیزوں میں دنیا کی محبت اور درازی امید میں، کہا لیث نے اور حدیث بیان کی مجھ سے یونس نے اور ابن وہب نے یونس ابن شہاب سے خبر دی مجھ کو سعد اور ابو سلمہ نے۔

فائدہ: مراد ساتھ امل کے اس جگہ محبت طول عمر کی ہے اور نام رکھا ہے اس کا جوان واسطے اشارہ کرنے کے طرف قوت استحکام حب اس کے کی واسطے مال کے اور ایک روایت میں ہے کہ آدمی کا بدن ضعیف ہو جاتا ہے اور گوشت بڑھاپے سے گل جاتا ہے اور اس کا دل جوان رہتا ہے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ دل بوڑھے کا جوان ہے دو چیزوں پر۔ (فتح)

۵۹۴۲ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْبَرُ ابْنُ آدَمَ وَيَكْبَرُ مَعَهُ اثْنَانِ حُبُّ الْمَالِ وَطُوْلُ الْعُمُرِ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ.

۵۹۴۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے اور جوان ہوتی ہیں ساتھ اس کے دو چیزیں محبت مال کی اور طول عمر کی۔ روایت کیا اس کے شعبہ نے قتادہ سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے اور دو چیزیں اس کے ساتھ جوان ہوتی ہیں حرص مال کی اور حرص عمر کی روایت کیا ہے اس کو مسلم نے قتادہ سے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ مجاز اور استعارہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ دل بوڑھے کا کامل حب والا ہے واسطے مال کے پکا ہے اس میں مانند پکے ہونے قوت جوان کی جوانی کی عمر میں اور کہا قرطبی نے کہ اس حدیث میں مکروہ ہونا حرص کا ہے اوپر طول عمر اور کثرت مال کے اور یہ کہ یہ محمود نہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ حکمت بیچ خاص کرنے ساتھ ان دو امروں کے یہ ہے کہ سب چیزوں سے محبوب بندے کو نفس اپنا ہے پس رغبت کرنے والا ہے اس کے باقی رہنے میں پس دوست رکھتا ہے واسطے اس کے درازی عمر کو اور دوست رکھتا ہے مال کو اس واسطے کہ وہ اعظم اسباب سے ہے بیچ دوام صحت کے کہ پیدا ہوتا ہے اس سے غالبًا دراز ہونا عمر کا پس جوں جوں اس کا گھٹنا معلوم کرتا ہے اس کی محبت اپنی عمر کی درازی میں زیادہ ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْعَمَلِ الَّذِيْ يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ فِيْهِ سَعْدٌ.

باب ہے بیچ بیان اس عمل کے کہ طلب کی جاتی ہے ساتھ اس کے رضا مندی اللہ تعالیٰ کی اس میں سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

فائدہ: مراد حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی ہے تہائی مال کی وصیت میں اور اس میں ہے کہ نہ چھوڑا جائے گا تو پیچھے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے واسطے کوئی عمل کرے گا مگر کہ ایک درجہ تیرا بلند ہوگا اور ابن بطال نے اس باب کی حدیث کو پہلے باب کے ساتھ جوڑا ہے اس کی شرح میں یہ باب نہیں ہے سو اس نے کہا کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ توبہ مقبول ہے جب تک کہ آدمی غرغرہ کو نہ پہنچے اور کہا ابن منیر نے کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ عذروں سے توبہ قطع نہیں ہوتی

اس کے بعد اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قطع ہوتی ہے حجت جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کے واسطے اپنے فضل سے ٹھہرایا ہے اور باوجود اس کے پس امید باقی ہے اور یہی مناسبت ہے اس باب کو پہلے باب سے۔ (فتح)

٥٩٤٣ ۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ وَزَعَمَ مَحْمُوْدٌ أَنَّهُ عَقَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا مِنْ دَلْوٍ كَانَتْ فِيْ دَارِهِمْ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ ثُمَّ أَحَدَ بَنِيْ سَالِمٍ قَالَ غَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنْ يُّوَافِيَ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ.

٥٩٤٣۔ حضرت محمود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے معلوم کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی جس وقت میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا میں ہوش میں تھا اور مجھ کو خوب یاد ہے اگرچہ میں پانچ برس کا لڑکا تھا اور معلوم کیا ہے اس کلی کو کہ لی ان کے ڈول سے جو ان کے گھر میں تھا کہا کہ سنا میں نے عتبان بن مالک سے جو بنی سالم میں سے ہے کہا کہ صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے سو فرمایا کہ نہیں پائے گا کوئی بندہ قیامت کے دن کو لا الہ الا اللہ کہتا اس حال میں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتا ہو مگر کہ حرام کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو۔

فائدہ: اس طرح وارد کیا ہے اس کو اس جگہ مختصر اور نہیں ہے یہ قول پیچھے آنے کے صبح کو بلکہ ان کے درمیان بہت اور ہیں داخل ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اس کے گھر میں اور نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سے اور سوال ان کے سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں کھانا کھائیں اور سوائے اس کے اور وارد کیا ہے اس کو پورے طور سے نفل نماز کے بیان میں۔ (فتح)

٥٩٤٤ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِيْ جَزَآءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهٗ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهٗ إِلَّا الْجَنَّةُ.

٥٩٤٤۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بہشت کے سوائے میرے ایماندار بندے کا کوئی بدلہ نہیں جب کہ میں نے اس کا اہل دنیا کا پیارا لے لیا پھر اس نے ثواب کے واسطے صبر کیا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ احتساب کے اس جگہ صبر کرنا ہے اس کے مرنے پر واسطے امید ثواب کے اللہ تعالیٰ سے اور احتساب طلب کرنا ثواب کا ہے اللہ سے خالص دل سے اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ ابن بطال نے اس پر کہ

جس کا لڑکا مرجائے وہ ملحق ہے ساتھ اس شخص کے جس کے تین لڑکے مر گئے ہوں اور اسی طرح دو اور قول صحابی کا کہ ہم نے حضرت ﷺ سے ایک کا حکم نہیں پوچھا کما مر فی الجنائز سو شاید اس کے بعد کسی نے حضرت ﷺ سے ایک لڑکے کا حکم پوچھا ہوگا سو خبر دی ساتھ اس کے یا آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ ایک کا حکم بھی وہی ہے جو ایک سے زیادہ کا سو خبر دی ساتھ اس کے اور طبرانی کی حدیث میں صریح ایک کا ذکر آ چکا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور وجہ دلالت کی باب کی حدیث سے یہ ہے کہ صفی عام تر ہے اس سے کہ بیٹا ہو یا بھائی وغیرہ جس کے ساتھ آدمی کا پیار ہو اور البتہ اس کو اکیلا بیان کیا اور مرتب کیا ثواب کو ساتھ بہشت کے واسطے اس شخص کے کہ مرجائے اور وہ صبر کرے واسطے اُمید ثواب کے اور داخل ہے اس باب میں یہ حدیث کہ روایت کیا ہے اس کو احمد اور نسائی نے قرہ کی حدیث سے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا کرتا تھا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا ہوتا تھا حضرت ﷺ نے پوچھا کہ فلانے کا کیا حال ہوا؟ اس نے کہا کہ یا حضرت! وہ مر گیا، فرمایا کیا تو نہیں چاہتا کہ تو بہشت کے کسی دروازے میں آئے اور اس کو تیرے انتظار میں پائے سو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! یہ خاص اسی کے واسطے یا سب کے واسطے؟ فرمایا سب کے واسطے یہی حکم ہے اور سند اس کی شرط صحیح پر ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَالتَّنَافُسِ فِيهَا.

ڈرانا دنیا کی رونق اور تازگی اور آرائش اور خوبی سے اور رغبت کرنے سے بیچ اس کے۔

٥٩٤٥۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ كَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ أَبُو

٥٩٤٥۔ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ بدر میں حاضر تھا کہ حضرت ﷺ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین کے ملک کی طرف بھیجا اس کا جزیہ لانے کو اور حضرت ﷺ نے بحرین والوں سے صلح کی ہوئی تھی اور علاء رضی اللہ عنہ کو ان پر حاکم کیا تھا سو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے مال لائے انصار نے اس کے آنے کی خبر سنی سو انہوں نے صبح کی نماز حضرت ﷺ کے ساتھ پائی سو جب حضرت ﷺ نماز سے پھرے تو انصار آپ کے سامنے ہوئے حضرت ﷺ مسکرائے جب کہ ان کو دیکھا سو فرمایا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ تم ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر سن کے آئے ہو اور یہ کہ وہ مال لایا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! یا رسول اللہ! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوش ہو اور اُمید رکھو اس چیز

عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُوْمِهٖ فَوَافَتْهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوْا لَهٗ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَآهُمْ وَقَالَ أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ بِقُدُوْمِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ وَأَنَّهٗ جَآءَ بِشَيْءٍ قَالُوْا أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَأَبْشِرُوْا وَأَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا أَلْهَتْهُمْ.

سے جو تم کو خوش کرے یعنی فتح اسلام کی سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی مجھ کو تمہاری محتاجی کا ڈر نہیں لیکن میں تم پر خوف کھاتا ہوں دنیا کی کشائش اور بہتایت سے جیسے اگلی امتوں پر کشائش ہوئی سو تم دنیا میں حرص اور حسد کرو جیسے انہوں نے کیا اور دنیا تم کو غفلت میں ڈالے جیسے ان کو غفلت میں ڈالا۔

فائدہ: اور یہ خوف حضرت ﷺ کا احتمال ہے کہ اس کا سبب یہ ہو کہ حضرت ﷺ کو معلوم ہوا ہو کہ اسلام کی فتح ہوگی اور وہ مالدار ہو جائیں گے اور البتہ ذکر کیا گیا ہے یہ اعلام نبوت میں اس چیز سے کہ خبر دی حضرت ﷺ نے ساتھ واقع ہونے اس کے سو واقع ہوئی جس طرح کہ فرمایا اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو ساتھ اس کے اس کی طرف کہ ضرر فقر کا کم ہے مالداری کے ضرر سے اس واسطے کہ ضرر فقر کا اکثر دنیاوی ہوتا ہے اور ضرر مالداری کا اکثر دینی ہوتا ہے اور مراد ساتھ فقر کے عہدی ہے جس پر اصحاب تھے قلت مال سے اور منافست کے معنی ہیں رغبت کرنی چیز میں اور محبت انفراد کی ساتھ اس کے اور مبالغہ اوپر اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا تم کو ہلاک کرے یعنی اس واسطے کہ مال مرغوب فیہ ہے پس رغبت کرتا ہے نفس واسطے طلب کرنے اس کے سو منع کیا جاتا ہے اس سے سو واقع ہوتی ہے عداوت جو تقاضا کرتی ہے واسطے لڑائی کے جو نوبت پہنچاتی ہے طرف ہلاک کی، کہا ابن بطال نے اس حدیث میں ہے کہ دنیا کی آرائش جس کے واسطے کشادہ کی جائے اس کو لائق ہے کہ ڈرے اس کی بدانجامی سے اور اس کے فتنے کی بدی سے سو نہ اطمینان پکڑے طرف آرائش اس کے کی اور نہ رغبت دلائے غیر کو بیچ اس کے اور استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ فقر افضل ہے غنا سے اس واسطے کہ فتنہ دنیا کا مقرون ہے ساتھ غنا کے اور غنا مظنہ ہے واقع ہونے کا فتنے میں جو نوبت پہنچاتا ہے طرف ہلاک نفس کی غالبًا اور فقیر امن میں ہے اس سے۔ (فتح)

٥٩٤٦ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا

٥٩٤٦۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّيْ فَرَطُكُمْ وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلٰى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّيْ قَدْ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيْحَ الْأَرْضِ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا.

حضرت ﷺ ایک دن نکلے اور جنگ اُحد کے شہیدوں پر نماز پڑھی یعنی ان کا جنازہ پڑھا جیسے مردے کا جنازہ پڑھتے ہیں پھر منبر کی طرف پھرے سو فرمایا کہ البتہ میں تمہارے واسطے ہراول اور پیشوا ہوں یعنی مجھ کو سفر آخرت کا قریب ہے تمہاری مغفرت کا سامان درست کرنے جاتا ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں قیامت میں اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم البتہ اپنے حوض کوثر کو اب دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں یا فرمایا کہ زمین کی چابیاں یعنی میری امت کا سب ملکوں میں عمل ہوگا اور میں اللہ کی قسم تم پر اس سے نہیں ڈرتا کہ تم مشرک ہو جاؤ گے میرے بعد لیکن اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا کے لالچ میں کہیں نہ پڑو اور آپس میں حسد نہ کرنے لگو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔

٥٩٤٧ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَكْثَرَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ قِيْلَ وَمَا بَرَكَاتُ الْأَرْضِ قَالَ زَهْرَةُ الدُّنْيَا فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ هَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَصَمَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ ثُمَّ جَعَلَ يَمْسَحُ عَنْ جَبِيْنِهِ فَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ قَالَ أَنَا قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ لَقَدْ حَمِدْنَاهُ حِيْنَ طَلَعَ ذٰلِكَ قَالَ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَإِنَّ

۵۹۴۷۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اکثر جس کا مجھ کو تم پر ڈر لگا ہے وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے زمین کی برکت سے نکالے گا کسی نے کہا کہ کیا ہے زمین کی برکت؟ کہا کہ دنیا کی زینت اور آرائش تو ایک مرد نے آپ سے عرض کیا کہ کیا لاتی ہے خیر بدی کو؟ سو حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ پر وحی اترتی ہے پھر اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگے فرمایا کہ سائل کہاں ہے؟ کہا کہ میں ہوں، کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ ہم نے اس کی تعریف کی جب کہ یہ چڑھا فرمایا کہ نہیں لاتی خیر مگر خیر کو یعنی نیک چیز سے نیک ہی ہوتی اور البتہ ہر گھاس جس کو ربیع کی فصل اُگاتی ہے جانور کو ہلاک کر ڈالتی ہے پیٹ پھلا کر یا قریب ہلاکت کے کر دیتی ہے مگر اس جانور سبزہ کھانے والے کو ہلاکت نہیں کہ وہ کھاتا گیا یہاں تک کہ

كُلَّ مَا أَنْبَتَ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرَةِ أَكَلَتْ حَتّٰى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَاجْتَرَّتْ وَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ مَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِيْ حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ.

جب اس کی دونوں کوکھیں تن گئیں یعنی جب کہ اس کا پیٹ بھر گیا تو آفتاب کے سامنے جا پڑا پھر اس نے جگالی کی اور پیشاب کی اور لید کی پھر چراگاہ میں پلٹ گیا اور کھانا شروع کیا اور بیشک یہ دنیا کا مال ہرا بھرا اور شیریں ہے سو جس نے اس کو بجا لیا اور بجا خرچ کیا یعنی حلال وجہ سے کمایا اور شرع کے موافق موقع پر خرچ کیا تو یہ مال دین کی اچھی مددگاری ہے اور جس نے اس مال کو ناحق لیا یعنی طمع سے اور حرام وجہ سے جمع کیا تو اس مالدار کا حال اس شخص کا سا ہے جو ع کلبی کی بیماری سے کھاتا ہے اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔

فائدہ: زہرۃ الدنیا مراد ساتھ زہرہ کے دنیا کی زینت اور آرائش ہے یعنی جو اس میں ہے چاندی اور سونے اور اقسام اسباب اور کپڑوں وغیرہ سے جس کی خوبی سے لوگ فخر کرتے ہیں باوجود کم ہونے بقا کے اور یہ جو کہا کہ ہم نے اس کی تعریف کی تو اس کا حاصل یہ ہے کہ اصحاب نے اول اس کو ملامت کی جب کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو چپ دیکھا سو انہوں نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ اس سے ناراض ہوئے پھر آخر اس کی تعریف کی جب کہ انہوں نے دیکھا سوال اس کا ہے سبب واسطے حاصل کرنے اس چیز کے کہ حضرت ﷺ نے فرمائی اور یہ جو فرمایا کہ نہیں لاتی ہے نیک چیز بدی کو تو اس سے لیا جاتا ہے کہ رزق اگرچہ بہت ہو سو وہ منجملہ [illegible] سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عارض ہوتی ہے اس کو بدی ساتھ عارضہ بخل کرنے کے اس شخص سے کہ اس کا [illegible] تحق ہے اور خرچ کرنے اس کے اس چیز میں کہ نہیں اجازت دی ہے شرع نے بیچ اس کے اور یہ کہ جو چیز کہ حکم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ کہ ہو خیر پس نہیں ہوتی ہے شر و بالعکس لیکن خوف ہے اس شخص پر کہ دیا گیا ہے مال یہ کہ عارض ہو واسطے اس کے بیچ تصرف اس کے اور اس میں وہ چیز ہے کہ کھینچے واسطے اس کے بدی کو اور یہ جو فرمایا کہ یہ مال ہرا بھرا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ دنیا کی صورت خوب رونق دار ہے اور یہ جو کہا کہ ربیع کی فصل اُگاتی ہے تو یہ اسناد اُگانے کا طرف اس کی مجازی ہے اور حقیقت میں اس کا اُگانے والا اللہ تعالیٰ ہے اور اس حدیث میں ایک مثال حریص اور بخیل مالدار کی ہے اور دوسری مثال سخی مالدار کی ہے سو جس مالدار نے مال کو جمع کر رکھا اور حق [illegible] حال اس جانور کا سا ہے جس نے گھاس کھائی پھر پیٹ پھول کر کُرکُری کی بیماری سے مر گیا تو گھاس نے اس کے حق میں کچھ فائدہ نہ کیا بلکہ ناحق جان گئی اور جس مالدار نے خود کھایا اور اپنی حاجت سے زیادہ مال کو خیرات کیا تو اس کا حال جیسے اس جانور کا حال ہے جس نے گھاس کھائی پھر پیٹ بھر کر آفتاب کے سامنے ہوا اور جگالی سے ہضم کر کے پیشاب اور لید کی اس کو

ہرگز ہلاکت نہیں ہے اور حدیث سے تین فرقوں کی مثل لی جاتی ہے اس واسطے کہ جانور جب گھاس کو غذا کے واسطے چرتا ہے تو یا تو بقدر کفایت کے کھاتا ہے یا زیادہ کھاتا ہے اول فرقہ زاہد ہیں اور دوسرا یا یہ کہ حیلہ کرتا ہے واسطے دفع کرنے اس چیز کے کہ اگر باقی رہے تو ضرر پائے اور جب اس کو نکال ڈالے تو ضرر دور ہو اور بدستور نفع جاری رہے اور یا یہ کہ نہ نکالے اول فرقہ وہ لوگ ہیں جو عمل کرتے ہیں دنیا کے جمع کرنے میں موافق شرع کے یعنی وجہ حلال سے کمانے میں اور حاجت سے زائد کو شرع کے موافق موقع پر خرچ کرتے ہیں دوسرا فرقہ وہ لوگ ہیں جو اس میں برخلاف اس کے عمل کرتے ہیں کہا طیبی نے کہ لی جاتی ہے اس سے چار قسمیں سو جس نے اس سے کھایا ساتھ لذت کے زیادہ حد سے یہاں تک کہ اس کی کوکھیں پھول گئیں اور نہ ہٹا کھانے سے تو وہ جلدی ہلاک ہو جاتا ہے اور جس نے کھایا اسی طرح لیکن حیلہ کیا واسطے دفع کرنے بیماری کے اس کے بعد کہ مضبوط ہوئی سو اس پر غالب ہوئی اور اس کو ہلاک کیا اور جس نے اسی طرح کیا لیکن جلدی کی طرف اس چیز کی کہ اس کو ضرر دے اور حیلہ کیا اس کے دفع کرنے میں یہاں تک کہ ہضم ہوا سو سلامت رہتا ہے اور جس نے زیادہ نہ کھایا بلکہ بقدر بند کرنے بھوک کے کھایا وہ بھی سلامت رہتا ہے سو اول مثال کافر کی ہے اور دوسری مثال گنہگار کی ہے جو غافل ہے باز رہنے اور توبہ سے مگر وقت فوت ہونے اس کے کے اور تیسری مثال واسطے خلط کرنے والے کے جو جلدی کرنے والا ہے طرف توبہ کی جس جگہ مقبول ہو چوتھی مثال زاہد فی الدنیا کی ہے جو رغبت کرنے والا ہے آخرت میں اور بعض کی تصریح حدیث میں واقع نہیں لیکن لینا اس کا اس سے محتمل ہے اور یہ جو کہا کہ خوب مددگاری ہے تو اس کلام میں حذف ہے یعنی اگر حق کے موافق اس میں عمل کرے تو اس کے واسطے اچھی مددگاری ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف عکس کی یعنی اور وہ بد رفیق ہے واسطے اس شخص کے کہ عمل کرے اس میں ناحق یعنی حرام وجہ سے کمائے اور بے جا صرف کرے اور یہ جو کہا کہ مثل اس شخص کی ہے کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا تو ذکر کیا گیا ہے بیچ مقابلے اس کے کہ وہ اچھی مددگاری ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ مال اس پر گواہ ہوگا قیامت کے دن یعنی حجت ہوگا گواہی دے گا اس پر ساتھ حرص اس کی کے اور بے جا خرچ کرنے اس کے کے اور اس چیز میں جس سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں اور غزالی رحمہ اللہ نے کہا کہ مال کی مثال سانپ کی ہے کہ اس میں تریاق نافع ہے اور زہر قاتل ہے سو اگر پہنچے اس کو عارف جو اس کی بدی سے بچے اور اس کے تریاق نکالنے کو پہچانتا ہو تو وہ نعمت ہے نہیں تو ملا وہ بلا ہلاک کرنے والی کو اور حدیث سے ثابت ہوا کہ جائز ہے امام کو بیٹھنا منبر پر وقت وعظ کے بیچ غیر خطبے جمعہ کے اور مانند اس کی کے اور بیٹھنا لوگوں کا گرد اس کے اور ڈرانا رغبت کرنے سے دنیا میں اور اس میں استفہام عالم کا ہے اس چیز سے کہ مشکل ہو اور طلب کرنا دلیل کا واسطے دفع کرنے معارضہ کے اور اس میں نام رکھنا مال کا ہے ساتھ خیر کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ﴾ وان ترك خيرا اور اس میں بیان کرنا مثال کا ہے ساتھ حکمت کے اور اس حدیث میں ہے

کہ حضرت ﷺ وحی کا انتظار کرتے تھے جواب میں اس چیز کی کہ اس سے پوچھے جاتے اور یہ بنا براس کے ہے کہ گمان کیا اس کو اصحاب نے اور جائز ہے کہ ہو چپ رہنا آپ کا تا کہ لائیں عبارت مختصر جامع کو جو سمجھانے والی ہو معنی کو اور کہا ابن درید نے کہ ایسا کلام مختصر مفرد حضرت ﷺ سے پہلے کسی نے نہیں کہا پھر جس نے ایسا کہا ہے اس کو حضرت ﷺ کی کلام سے لیا ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جواب دینے میں جلدی نہ کرے جب کہ محتاج ہو طرف تامل کی اور اس میں تفصیل مالداری کی ہے فقیری پر اور نہیں حجت ہے حدیث میں واسطے اس کے اور اس میں ترغیب ہے اوپر دینے مسکین اور یتیم کے اور مسافر کے اور یہ کہ جو وجہ حرام سے مال کمائے اس کے واسطے برکت نہیں ہوتی اگرچہ بہت مال اس کے پاس جمع ہو جائے واسطے تشبیہ اس کی کے ساتھ اس شخص کے کہ کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اس میں مذمت ہے اسراف کی اور بہت کھانے کی۔ (فتح)

٥٩٤٨ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَمَا أَدْرِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ قَوْلِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَنْذُرُونَ وَلَا يَفُونَ وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ.

۵۹۴۸۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں یعنی تبع تابعین کہا عمران نے سو میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا بعد قول اپنے کے دو بار یا تین بار پھر ان تین زمانوں کے بعد وہ لوگ ہوں گے جو گواہی دیں گے بغیر گواہی مانگے اور خیانت کریں گے اور نہ امانت رکھے جائے گے اور نذر مانیں گے اور پوری نہ کریں گے اور ظاہر ہو گا ان میں موٹاپا پن۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح شہادات میں گزر چکی ہے۔

٥٩٤٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ

۵۹۴۹۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب لوگوں سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں پھر ان تین زمانوں کے

الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَتُهُمْ أَيْمَانَهُمْ وَأَيْمَانُهُمْ شَهَادَتَهُمْ.

بعد وہ لوگ آئیں گے جن کی گواہی قسم پر جلدی کرے گی اور قسم گواہی پر جلدی کرے گی۔

٥٩٥٠ ـ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوٰى يَوْمَئِذٍ سَبْعًا فِيْ بَطْنِهِ وَقَالَ لَوْلَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِالْمَوْتِ إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا بِشَيْءٍ وَإِنَّا أَصَبْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ.

٥٩٥٠۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خباب سے سنا اور اس نے اپنے پیٹ میں سات داغ دلوائے تھے اور کہا کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اپنی موت مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت مانگتا بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب گزرے اور دنیا نے ان کا کچھ نہ گھٹایا اور ہم نے دنیا کا مال پایا جس کے واسطے ہم مٹی کے سوائے کوئی جگہ نہیں پاتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطب میں گزر چکی ہے۔

٥٩٥١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ قَالَ أَتَيْتُ خَبَّابًا وَهُوَ يَبْنِيْ حَائِطًا لَهُ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ مَضَوْا لَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا شَيْئًا وَإِنَّا أَصَبْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ شَيْئًا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ.

٥٩٥١۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ میں خباب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ اپنا باغ بناتا تھا سو اس نے کہا کہ بیشک ہمارے ساتھی جو پہلے گزرے ان کا دنیا نے کچھ نہ گھٹایا اور ہم نے دنیا کا کچھ مال پایا جس کے واسطے ہم مٹی کے سوائے کوئی جگہ نہیں پاتے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ہم خباب رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو آئے اور وہ اپنا باغ بناتا تھا سو اس نے کہا کہ مسلمان کو ہر چیز میں ثواب ملتا ہے مگر جو مٹی میں ڈالے۔

٥٩٥٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِصَّتَهُ.

٥٩٥٢۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور بیان کیا راوی نے حدیث کو۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی کہ روایت کیا ہے اس کو بتمامہ ہجرت میں اور اس کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُوْ حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيْرِ﴾ جَمْعُهٗ سُعُرٌ قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَلْغَرُوْرُ﴾ الشَّيْطَانُ.

باب ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے کہ اے لوگ بیشک وعدہ اللہ تعالیٰ کا سچ ہے سو نہ فریب دے تم کو زندگی دنیا کی آخر آیت تک، کہا ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سعیر کی جمع سعر ہے اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ غرور سے مراد اس آیت میں شیطان ہے۔

فائدہ: غرور ہر وہ چیز ہے جو فریب دے آدمی کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تفسیر کی ساتھ شیطان کے اس واسطے کہ وہ جڑ ہے فریب کی۔

۵۹۵۳۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ الْقُرَشِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُعَاذُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ أَخْبَرَهٗ قَالَ أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِطَهُوْرٍ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمَقَاعِدِ فَتَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَهُوَ فِيْ هٰذَا الْمَجْلِسِ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ هٰذَا الْوُضُوْءِ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ قَالَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغْتَرُّوْا. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ حُمْرَانُ بْنُ أَبَانَ.

۵۹۵۳۔ حضرت ابن ابان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس وضو کا پانی لایا اور وہ کولھوں پر بیٹھے تھے سو وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اور وہ اس مجلس میں تھے سو اچھی طرح وضو کیا پھر فرمایا کہ جو وضو کرے میرے اس وضو کی طرح پھر مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھی پھر بیٹھے تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ مغرور ہو، اور کہا ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ حمران بن ابان ہے۔

فائدہ: اور مراد اس سے عام گناہ نہیں ہیں بلکہ خاص وہ گناہ مراد ہیں جو اس نماز اور اس سے پہلے نماز کے درمیان

ہیں اور تنزیہ مقید ہے ساتھ اس کے کہ اس درمیان میں کبیرہ گناہ نہ کرے اور جاننا چاہیے کہ حمران کے واسطے عثمان رضی اللہ عنہ سے دو حدیثیں ہیں ایک مقید ہے ساتھ ترک حدیث نفس کے یعنی دل میں واہی تباہی خیال نہ کرے اور یہ بیچ دو رکعت نماز کے ہے مطلق بغیر قید کے ساتھ فرض نماز کے اور دوسری فرض نماز میں ہے ساتھ جماعت کے یا مسجد میں بغیر تقیید ترک حدیث نفس کے اور یہ جو فرمایا کہ نہ مغرور ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ حمل کرو مغفرت کو عموم پر تمام گناہوں میں کہ تم ڈھیلے ہو جاؤ گناہوں میں واسطے تکیہ کرنے کے اوپر معاف ہونے ان کے ساتھ نماز کے اس واسطے کہ جو نماز کہ گناہوں کو اُتارتی ہے وہ مقبول ہے اور نہیں ہے اطلاع کسی کو اوپر اس کے یا مراد یہ ہے کہ نماز سے فقط صغیرے گناہ بخشے جاتے ہیں سو نہ کرو تم کبیرے گناہوں کو مغرور ہو کر ساتھ اس کے کہ نماز سے گناہ بخشے جاتے ہیں اس واسطے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ صغیرے گناہوں کے۔ (فتح)

بَابُ ذَهَابِ الصَّالِحِينَ وَيُقَالُ الذِّهَابُ الْمَطَرُ.

نیکوں کا مر جانا اور کہا جاتا ہے بارش کا چلا جانا۔

٥٩٥٤ ـ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ مِرْدَاسٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ وَيَبْقَى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيرِ أَوِ التَّمْرِ لَا يُبَالِيهِمُ اللّٰهُ بَالَةً قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ حُفَالَةٌ وَحُثَالَةٌ.

۵۹۵۴۔ حضرت مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مر جائیں نیک لوگ پہلے پس پہلے اور باقی رہیں گے ردی لوگ مانند ردی جو اور کھجور کے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کچھ پرواہ نہیں کرے گا یعنی ان کو اللہ تعالیٰ کچھ چیز نہ جانے گا اور کچھ قدر نہ سمجھے گا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ہے کہ نیکوں کا مر جانا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور اس میں ندب ہے طرف پیروی کرنے کے ساتھ اہل خیر کے اور ڈرانا ہے ان کی مخالفت سے اس ڈر سے کہ ان کا مخالف اُن لوگوں میں سے ہو جائے جن کو اللہ تعالیٰ کچھ چیز نہیں جانے گا اور اس میں ہے کہ جائز ہے مر جانا اہل خیر کا آخر زمانے میں یہاں تک کہ نہ باقی رہیں مگر محض جاہل لوگ، وسیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ الْمَالِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾.

مال کے فتنے سے بچنا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لیے فتنہ ہیں۔

فائدہ: یعنی مشغول کرتا ہے مال قائم ہونے سے ساتھ بندگی کے اور شاید یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف کہ ہر امت کے واسطے ایک فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے کعب رضی اللہ عنہ سے اور ایک

روایت میں ہے کہ اگر آدمی کے واسطے مال کے دو جنگل ہوں تو تیسرے کی تمنا کرتا ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت اور فتنہ اولاد کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ ایک دن خطبہ پڑھتے تھے سو خطبہ چھوڑ کر حسن، حسین رضی اللہ عنہما کو اُٹھا لیا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لیے فتنہ ہیں، روایت کیا ہے اس کو احمد اور اصحاب سنن نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے۔ (فتح)

٥٩٥٥ ۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيفَةِ وَالْخَمِيصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ.

٥٩٥٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہلاک ہوا اشرفی کا بندہ اور روپے کا بندہ اور سیاہ کمل دھاری دار کا بندہ اگر اس کو دیجیے تو خوش ہو اور اگر نہ دیجیے تو ناخوش ہو۔

فائدہ: اشرفی کا بندہ یعنی اس کا طالب حریص اس کے جمع کرنے پر قائم اس کی نگہبانی پر سو جیسے وہ اس کا غلام اور خادم ہے کہا طیبی نے قیل خاص کیا گیا ہے بندہ ساتھ ذکر کے تاکہ خبر دی جائے ساتھ ڈوبنے اس کے بیچ محبت دنیا کے اور اس کی شہوتوں کے مانند قیدی کی کہ نہیں پاتا ہے خلاص اور نہیں کہا مالک اشرفی کا اور نہ جامع اشرفی کا اس واسطے کہ مذموم ملک اور جمع سے زیادتی ہے قدر حاجت پر اور قول اس کا اگر اس کو دیجیے، الخ خبر دیتا ہے ساتھ شدت حرص کے اوپر اس کے۔ (فتح)

٥٩٥٦ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ.

٥٩٥٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اگر آدمی کے پاس دو جنگل بھر مال ہوتا تو ان کے ساتھ اور تیسرے جنگل کو بھی ڈھونڈتا اور آدمی کا پیٹ سوائے خاک کے نہیں بھرتا اور اللہ تعالیٰ اسی پر رحمت سے متوجہ ہوتا ہے جو حرص سے توبہ کرتا ہے۔

٥٩٥٧ ۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً

٥٩٥٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اگر آدمی کے پاس جنگل

يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ مِثْلَ وَادٍ مَالًا لَأَحَبَّ أَنَّ لَهُ إِلَيْهِ مِثْلَهُ وَلَا يَمْلَأُ عَيْنَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَا أَدْرِىْ مِنَ الْقُرْآنِ هُوَ أَمْ لَا قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ ذٰلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ.

کے برابر مال ہوتا تو اس کے ساتھ اس کے برابر اور بھی چاہتا اور آدمی کی آنکھ کو خاک کے سوائے کوئی چیز نہیں بھرتی اور اللہ تعالیٰ رحمت سے متوجہ ہوتا ہے اس پر جو حرص سے توبہ کرتا ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو میں نہیں جانتا کہ یہ قرآن سے ہے یا نہیں کہا سو میں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ اس کو منبر پر کہتا تھا۔

فائدہ: نہیں بھرتی اس کے پیٹ کو مگر مٹی، کہا کرمانی نے کہ نہیں ہے مراد حقیقت کسی عضو کی بعینہ ساتھ نہ منحصر ہونے کے بیچ مٹی کے اس واسطے کہ مٹی کے سوائے اور چیز بھی اس کے پیٹ کو بھر سکتی ہے بلکہ مراد اس سے موت ہے اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے واسطے بھرنے کے سو گویا کہ کہا گیا کہ نہیں بھرتا پیٹ اس کا دنیا سے یہاں تک کہ مرے اور خاص کیا ہے پیٹ کو اکثر روایتوں میں اس واسطے کہ اکثر وہی مال کو طلب کرتا ہے واسطے حاصل کرنے لذت دار چیزوں کے اور اکثر چیزیں ان میں کھانے پینے کے واسطے ہوتی ہیں اور کہا طیبی نے کہ قول اس کا لا یملأ الخ تقریر ہے واسطے کلام سابق کے سو گویا کہ کہا گیا کہ نہیں پیٹ بھرتا اس شخص کا جو خاک سو پیدا ہو مگر خاک سے اور احتمال ہے کہ ہو حکمت بیچ ذکر کرنے مٹی کے سوائے غیر اس کے کہ آدمی کا طمع پورا نہیں ہوتا یہاں تک کہ مر جائے اور جب مر گیا تو اس کا حال یہ ہے کہ اس کو دفنایا جائے اور جب دفنایا جائے تو اس پر مٹی ڈالی جاتی ہے سو بھر دیتی ہے خاک اس کے منہ کو اور پیٹ کو اور اس کی آنکھ کو اور نہیں باقی رہتی اس سے کوئی جگہ کہ اس کو حاجت رہے مٹی کی سوائے اس کے اور بہر حال نسبت طرف منہ کی جیسے کہ بعض روایتوں میں آیا ہے تو واسطے ہونے اس کے ہے راہ طرف پہنچنے کی پیٹ میں اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ رحمت سے متوجہ ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے توبہ کرنے حرص کرنے والے سے جیسا کہ قبول کرتا ہے اس کے اس کے غیر سے اور بعض نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جمع کرنا بہت مال کا مذموم ہے اور اسی طرح اس کی تمنا کرنی اور اس پر حرص کرنی واسطے اشارہ کے اس کی طرف کہ جو اس کو چھوڑ دے اس پر بولا جاتا ہے کہ اس نے توبہ کی اور احتمال ہے کہ تاب ساتھ معنی لغوی کے ہو اور وہ مطلق رجوع ہے یعنی رجوع کیا اس فعل اور تمنا سے کہا طیبی نے ممکن ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ آدمی پیدا کیا گیا ہے اوپر حب مال کے اور یہ کہ نہیں بھرتا ہے پیٹ اس کا اس کے جمع کرنے سے مگر جس کو اللہ تعالیٰ نگاہ رکھے اور توفیق دے واسطے دور کرنے اس عادت کے اپنے نفس سے اور وہ بہت کم لوگ ہیں سو توبہ کرنے کو اس جگہ رکھا واسطے اشعار کے کہ یہ خصلت مذموم ہے جاری ہے جگہ گناہ کی اور یہ کہ دور کرنا اس کا ممکن ہے ساتھ توفیق اللہ تعالیٰ کے اور اس کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ

تعالیٰ کے ﴿وَمَنْ يُوْقَ شُحَّ نَفْسِهِ﴾ اور مٹی کے ذکر سے بھی مناسبت لی جاتی ہے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ آدمی پیدا ہوا ہے مٹی سے اور اس کی طبع میں قبض اور خشکی ہے اور یہ کہ دور کرنا اس کا ممکن ہے ساتھ اس طور کے کہ اللہ تعالیٰ اس پر مینہ برسائے جو اس کو درست کرے یہاں تک کہ پاک خصلتوں کا میوہ لائے پس واقع ہوا ہے قول اس کا وَيَتُوْبُ اللّٰهُ الخ موقع استدراک کے یعنی یہ دشوار اور مشکل ممکن ہے کہ آسان ہو اس شخص پر جس پر اللہ تعالیٰ اس کو آسان کرے اور یہ قول اس کا کہ میں نہیں جانتا کہ قرآن سے ہے یا نہیں یعنی حدیث مذکور اور یہ جو کہا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس کو منبر پر کہتا تھا یعنی حدیث مذکور کو یعنی بغیر زیادہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے۔ (فتح)

٥٩٥٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيْلِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى الْمِنْبَرِ بِمَكَّةَ فِيْ خُطْبَتِهٖ يَقُوْلُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لَوْ أَنَّ ابْنَ آدَمَ أُعْطِيَ وَادِيًا مَلْئًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَانِيًا وَلَوْ أُعْطِيَ ثَانِيًا أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَالِثًا وَلَا يَسُدُّ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ.

٥٩٥٨۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے سنا کے کے منبر پر اپنے خطبے میں کہتا تھا اے لوگو! بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر آدمی کو سونے کا بھرا جنگل دیا جائے تو اس کے ساتھ دوسرا بھی چاہے اور اگر دوسرا دیا جائے تو اس کے ساتھ تیسرا چاہے اور آدمی کے پیٹ کو مٹی کے سوائے کوئی چیز نہیں بھرتی اور رحمت سے متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر جو توبہ کرتا ہے۔

٥٩٥٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِّنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَادِيَانِ وَلَنْ يَّمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ وَقَالَ لَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أُبَيٍّ قَالَ كُنَّا نَرٰى هٰذَا مِنَ

٥٩٥٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے پاس سونے کا ایک جنگل ہو تو چاہتا ہے کہ اس کے واسطے دو جنگل ہوں اور اس کے منہ کو خاک کے سوائے کوئی چیز نہیں بھرتی اور توبہ قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جو توبہ کرے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے روایت کی ابی سے کہ ہم اس حدیث کو قرآن سے جانتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت اتری کہ غفلت میں ڈالا تم کو بہتایت نے۔

الْقُرْآنِ حَتّٰى نَزَلَتْ ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾.

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ قول اس ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ کا خارج ہوا ہے اوپر لفظ خطاب کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے لوگوں کو اوپر محبت مال اور اولاد کے سو واسطے ان کے رغبت ہے بیچ بہتایت چاہنے کے اس سے اور لازم ہے اس کو غفلت یعنی غافل ہونا قائم ہونے سے ساتھ اس چیز کے کہ حکم ہوا ہے ان کو ساتھ اس کے یہاں تک کہ اچانک ان کو موت آ جائے اور باب کی حدیثوں میں ذم ہے حرص کی اور اسی واسطے اختیار کیا ہے اکثر سلف نے دنیا کی کمی کو اور قناعت کرنے کو ساتھ تھوڑی چیز کے اور رضا کو ساتھ کفاف کے یعنی روزی کو بقدر قوت کے اور وجہ گمان ان کی کے کہ یہ حدیث قرآن سے ہے وہ چیز ہے جو شامل ہے اس کو ذم حرص کرنے سے اوپر طلب کثرت جمع مال کے اور تقریع سے ساتھ موت کے جو اس کو قطع کرے اور نہیں ہے اس سے چارہ کسی کو سو جب یہ آیت اتری یعنی ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ اور شامل ہوئی اس کے معنی کو ساتھ زیادتی کے تو انہوں نے معلوم کیا کہ اول حضرت ﷺ کا کلام اور بعض نے کہا کہ یہ قرآن تھا یعنی لو کان لا ابن آدم الخ اور منسوخ ہوئی تلاوت اس کی جب کہ سورہ ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ اتری لیکن اس کا حکم منسوخ نہیں ہوا بلکہ اس کا حکم بدستور ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْمَالُ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ دنیا کا مال میٹھا ہرا بھرا ہے۔

فائدہ: اس کی شرح گزر چکی ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آراستہ کی گئی واسطے لوگوں کے محبت مردوں کی عورتوں سے اور بیٹوں سے، متاع الغرور تک۔

فائدہ: زینت دینے والے کو ذکر نہیں کیا تو حکمت اس میں یہ ہے کہ شامل ہو لفظ تمام اس شخص کو کہ صحیح ہے نسبت تزیین کی اس کی طرف اگرچہ اللہ تعالیٰ کا علم محیط ہے ساتھ اس کے کہ وہی ہے فاعل حقیقت میں سو اسی نے پیدا کیا ہے تمام دنیا کو اور جو اس میں ہے اور تیار کیا اس کو واسطے نفع اٹھانے کے اور ٹھہرایا دلوں کو مائل اس کی طرف سو نسبت اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی باعتبار پیدا کرنے اور تقدیر کے ہے اور نسبت اس کی طرف شیطان کے باعتبار اس چیز کے ہے کہ قدرت دی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو آدمی پر ساتھ وسوسہ ڈالنے کے جس سے نفس کا خیال پیدا ہوتا ہے کہا ابن تین نے کہ شروع کیا ہے آیت میں ساتھ عورتوں کے اس واسطے کہ وہ سخت تر فتنہ ہیں واسطے مردوں کے اور اس قبیل

سے ہے حدیث کہ نہیں چھوڑا میں نے اپنے بعد کوئی فتنہ زیادہ ضرر دینے والا واسطے مردوں کے عورتوں سے اور بعض نے کہا کہ معنی زینت دینے کے یہ ہیں کہ خوش ہوتا ہے ساتھ ان کے اور حکم بردار ہوتا ہے واسطے ان کے اور قناطیر جمع ہے قنطار کی اور قنطار ستر ہزار اشرفی کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ بہت چیز کو کہتے ہیں اور یہی صحیح قول ہے اور اس کے سوائے اور بھی بہت قول اس کی تفسیر میں آئے ہیں۔

قَالَ عُمَرُ اللّٰهُمَّ إِنَّا لَا نَسْتَطِيْعُ إِلَّا أَنْ نَفْرَحَ بِمَا زَيَّنْتَهُ لَنَا اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ أَنْ أُنْفِقَهُ فِيْ حَقِّهِ.

کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ الٰہی! ہم سے نہیں ہوسکتا مگر یہ کہ ہم خوش ہوں ساتھ اس کے جو تو نے ہم کو زینت دی الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میں اس کو اس کے حق میں خرچ کروں۔

فائدہ: اور اس اثر میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ فاعل تزیین مذکور کا آیت میں اللہ تعالیٰ ہے اور یہ کہ تزیین اس کے ساتھ تحسین کے ہے یعنی اس کو آدمیوں کے دلوں میں خوب کر دکھلایا اور یہ کہ وہ اس پر پیدا کیے گئے ہیں لیکن بعض ناتواں ان میں سے اپنی پیدائشی خصلت پر بدستور رہا اور اسی میں پڑا رہا اور یہ مذموم ہے اور بعض نے اس میں امر اور نہی کی رعایت کی اور حد پر کھڑے ہوئے ساتھ توفیق اللہ تعالیٰ کے سو اس کو ذم شامل نہیں ہے اور بعض نے اس سے ترقی کی اور زہد کیا اور اس میں بعد قدرت کے اوپر اس کے اور اعراض کیا اس سے باوجود اقبال اس کے طرف اس کی تو یہ مقام محمود ہے۔

٥٩٦٠ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ هٰذَا الْمَالُ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ لِيْ يَا حَكِيْمُ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيْبِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ

٥٩٦٠۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مال مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا پھر دوسری بار میں نے آپ سے مانگا آپ نے دیا پھر میں نے تیسری بار آپ سے مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیا پھر فرمایا کہ یہ مال اور اکثر اوقات سفیان راوی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے حکیم! یہ دنیا کا مال ہرا بھرا شیریں ہے یعنی بہت پیارا معلوم ہوتا ہے سو جس نے اس کو لیا دل کی سخاوت یعنی بے حرصی سے لیا تو اس کے واسطے اس مال میں برکت دی جائے گی اور جس نے اس کو لیا دل کی حرص سے تو اس کو ہرگز برکت نہ ہوگی اور اس کا حال اس شخص کا سا ہوگا کہ کھاتا جاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اونچا

مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى.

ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا قَدَّمَ مِنْ مَّالِهٖ فَهُوَ لَهٗ.

جو آگے بھیجے اپنے مال سے وہ اس کے واسطے یعنی واسطے آدمی کے۔

٥٩٦١ - حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهٖ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَّالِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهٗ أَحَبُّ إِلَيْهِ قَالَ فَإِنَّ مَالَهٗ مَا قَدَّمَ وَمَالُ وَارِثِهٖ مَا أَخَّرَ.

٥٩٦١۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون تم میں سے ایسا ہے جس کے نزدیک اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو؟ اصحاب نے کہا یا حضرت! کوئی ہم میں سے ایسا نہیں کہ اس کے نزدیک اس کے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو البتہ اس کا مال تو وہی ہے جو اس نے آگے بھیجا یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جس کو وہ چھوڑ گیا۔

فائدہ: مال اس کا یعنی جس کو آدمی اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے مال سے اگرچہ دونوں مال اس کی طرف منسوب ہیں اس واسطے کہ وہ باعتبار منتقل ہونے اس کے طرف وارث اس کے کی منسوب ہوتا ہے وارث کی طرف پس نسبت اس کی مالک کی طرف اس کی زندگی میں حقیقی ہے اور نسبت اس کی وارث اس کے کی مجازی ہے اور مورث کی موت کے بعد نسبت اس کی طرف وارث اس کے کی حقیقی ہے اور مال تو اس کا وہی ہے جو اس نے آگے بھیجا یعنی جو منسوب ہے اس کی طرف زندگی میں اور موت کے بعد برخلاف اس مال کے کہ اس کو چھوڑ جائے کہا ابن بطال وغیرہ نے کہ اس حدیث میں تحریض ہے اوپر آگے بھیجنے اس چیز کے کہ ممکن ہے اس کو مال سے بیچ وجوہ قربت کے اور نیکی کے تاکہ نفع اٹھائے ساتھ اس کے آخرت میں اس واسطے کہ جس کو پیچھے چھوڑے وہ وارث کے ملک ہو جاتی ہے اور اگر نیک عمل کرے اس میں تو خاص ہوتا ہے ساتھ اس ثواب کے اور اگر اس میں گناہ کرے تو وہ بعید تر ہے واسطے پہلے مالک کے نفع اٹھانے سے ساتھ اس کے اگر سلامت رہے اس کی محنت سے اور نہیں معارض ہے اس کو قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے سعد کے کہ اگر تو وارثوں کو مالدار چھوڑے، الخ اس واسطے کہ حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی محمول ہے اس شخص پر جو اپنا سب مال یا اکثر اپنی بیماری میں صدقہ کر دے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اس شخص کے حق میں ہے جو خیرات کرے حالت صحت اور حرص میں۔ (فتح)

بَابُ الْمُكْثِرُوْنَ هُمُ الْمُقِلُّوْنَ.

باب ہے جو بہت مالدار ہیں وہی قیامت میں ثواب

سے مفلس ہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اخسرون کا لفظ آیا ہے یعنی خسارہ اور ٹوٹا پانے والے اور معنی دونوں کے ایک ہیں اس واسطے کہ مراد ساتھ قلت کے حدیث میں کم ہونا ثواب کا ہے اور جس کا ثواب کم ہو سو وہ خسارہ پانے والا ہے بہ نسبت اس شخص کے کہ اس کا ثواب بہت ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو ارادہ کرتا ہو دنیا کی زندگی کا اور اس کی زینت کا اس قول تک اور باطل ہے جو عمل کرتے ہیں۔

فائدہ: اور اختلاف ہے اس آیت میں سو بعض نے کہا کہ وہ اپنے عموم پر ہے کافروں کے حق میں ساتھ دلیل حصر کے اس آیت میں جو اس سے ملتی ہے کہ نہیں ہے واسطے ان لوگوں کے آخرت میں مگر آگ اور بہرحال مومن سو مآل اس کا بہشت کی طرف ہے ساتھ شفاعت کے یا مطلق عفو کے اور وعید آیت میں ساتھ آگ کے اور عمل باطل کرنے کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کافر کے واسطے ہے اور جواب دیا گیا ہے اس سے ساتھ اس کے کہ وعید بہ نسبت اس عمل کی ہے کہ واقع ہوا ہے اس میں ریا فقط پس بدلہ دیا جائے گا اس کے فاعل کو ساتھ اس کے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے معاف کر دے اور یہ مراد نہیں کہ اس کے سب نیک عمل باطل ہو جائیں گے جن میں ریا واقع نہیں ہوا اور حاصل یہ ہے کہ جو اپنے عمل سے دنیا کے ثواب کا ارادہ کرے تو اس کو دنیا میں ثواب دیا جاتا ہے اور بدلہ دیا جاتا ہے آخرت میں ساتھ عذاب کے واسطے مجرد ہونے قصد اس کے کی طرف دنیا کی اور منہ پھیرنے اس کے کی آخرت سے اور بعض نے کہا کہ وہ خاص مجاہدین کے حق میں اتری اور برتقدیر ثبوت اس کے پس عموم اس کا شامل ہے ہر دکھلانے والے عمل کے کو اور عموم قول اللہ تعالیٰ کے کا ﴿نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا﴾ یعنی دنیا میں مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے کہ نہیں مقدر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے اس کے یہ واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ﴾ پس اس تقیید پر محمول کیا جائے گا یہ مطلق اور اسی طرح مقید کیا جائے گا قول اس کا ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ﴾ اُترنا اس کا اپنی کھیتی میں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے دیں گے ہم اس کو اس سے اور نہیں آخرت میں اس کے لیے کچھ حصہ اور ساتھ اس تقریر کے دفع ہوگا اشکال اس شخص کا جو کہتا ہے کہ دنیا میں بعض کافر تنگ دست پایا جاتا ہے اس کے لیے مال یا صحت یا طول عمر کے وسعت نہیں ہوتی بلکہ پایا جاتا ہے وہ شخص جو منحوس

ہے حصے میں اوران تمام چیزوں میں مانند اس شخص کی کہ کہا گیا ہے اس کے حق میں ﴿خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ﴾ یعنی خسارہ پایا اس نے دنیا اور آخرت میں یہ ہے خسارہ ظاہر اور مناسبت ذکر آیت کی باب میں واسطے حدیث اس کی کے یہ ہے کہ حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو وعید کہ اس میں ہے محمول ہے ناقیت پر یعنی ایک وقت معین پر اس شخص کے حق میں کہ واقع ہو واسطے اس کے یہ مسلمانوں میں سے نہ تابید پر ہمیشہ واسطے دلالت حدیث کے اس پر کہ مرتکب جنس کبیرے کا مسلمانوں میں سے داخل ہوگا بہشت میں اور اس میں اس کی نفی نہیں کہ اس سے پہلے اس کو کبھی عذاب ہو جیسے کہ نہیں آیت میں نفی اس کی کہ کبھی داخل ہوتا ہے بہشت میں بعد تعذیب کے اوپر گناہ ریا کے۔ (فتح)

٥٩٦٢ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِيْ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ وَحْدَهٗ وَلَيْسَ مَعَهٗ إِنْسَانٌ قَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّهٗ يَكْرَهُ أَنْ يَّمْشِيَ مَعَهٗ أَحَدٌ قَالَ فَجَعَلْتُ أَمْشِيْ فِيْ ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَآنِيْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ أَبُوْ ذَرٍّ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَآئَكَ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ تَعَالَهْ قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهٗ سَاعَةً فَقَالَ إِنَّ الْمُكْثِرِيْنَ هُمُ الْمُقِلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَنَفَحَ فِيْهِ يَمِيْنَهٗ وَشِمَالَهٗ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَآئَهٗ وَعَمِلَ فِيْهِ خَيْرًا قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهٗ سَاعَةً فَقَالَ لِيْ اِجْلِسْ هَا هُنَا قَالَ فَأَجْلَسَنِيْ فِيْ قَاعٍ حَوْلَهٗ حِجَارَةٌ فَقَالَ لِيْ اِجْلِسْ هَا هُنَا حَتّٰى أَرْجِعَ إِلَيْكَ قَالَ فَانْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتّٰى لَا أَرَاهُ فَلَبِثَ عَنِّيْ فَأَطَالَ اللُّبْثَ ثُمَّ إِنِّيْ

٥٩٦٢۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک رات عشاء کے وقت نکلا یعنی مدینے کے حرہ کی طرف سو میں نے اچانک دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا چلتے ہیں آپ کے ساتھ کوئی آدمی نہیں سو میں نے گمان کیا کہ بے شک آپ برا جانتے ہیں یہ کہ آپ کے ساتھ کوئی چلے سو میں چاند کے سائے میں چلنے لگا یعنی اس جگہ میں جس میں چاند کی روشنی نہ تھی تا کہ اس کا بدن چھپا رہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ چلتا رہا ساتھ آپ کے وسطے اس احتمال کے کہ آپ کو کوئی حاجت پیش آئے سو آپ سے قریب ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر نظر کی تو مجھ کو دیکھا فرمایا یہ کون ہے؟ یعنی شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہ پہچانا میں نے کہا کہ میں ابو ذر ہوں، اللہ تعالیٰ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرے، حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! فرمایا اے ابوذر! آ سو میں ایک گھڑی آپ کے ساتھ چلا سو فرمایا کہ جو لوگ بہت مالدار ہیں یعنی دنیا میں قیامت کے دن وہی ثواب سے مفلس ہوں گے مگر جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا سو اس نے اس میں پھونکا اپنی دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے یعنی سب طرف خوب دیا اور اس میں نیک عمل کیا، ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں ایک گھڑی

سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ وَهُوَ يَقُوْلُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ فَلَمَّا جَآءَ لَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَآئَكَ مَنْ تُكَلِّمُ فِيْ جَانِبِ الْحَرَّةِ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَرْجِعُ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ ذٰلِكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَام عَرَضَ لِيْ فِيْ جَانِبِ الْحَرَّةِ قَالَ بَشِّرْ أُمَّتَكَ أَنَّهُ مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ وَإِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ قَالَ النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ ثَابِتٍ وَالْأَعْمَشُ وَعَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ رُفَيْعٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ بِهٰذَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيْثُ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَآءِ مُرْسَلٌ لَا يَصِحُّ إِنَّمَا أَرَدْنَا لِلْمَعْرِفَةِ وَالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ أَبِيْ ذَرٍّ قِيْلَ لِأَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيْثُ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَآءِ قَالَ مُرْسَلٌ أَيْضًا لَا يَصِحُّ وَالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ أَبِيْ ذَرٍّ وَقَالَ اضْرِبُوْا عَلٰى حَدِيْثِ أَبِي الدَّرْدَآءِ هٰذَا إِذَا مَاتَ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عِنْدَ الْمَوْتِ.

آپ کے ساتھ چلا سو مجھ سے فرمایا کہ اس جگہ بیٹھ جا سو آپ نے مجھ کو ایک برابر میدان میں بٹھلایا جس کے گرد پتھر تھے سو مجھ سے فرمایا کہ اس جگہ بیٹھا رہ یہاں تک کہ میں تیری طرف پھروں سو حضرت ﷺ حرہ کی طرف چلے یہاں تک کہ میں آپ کو نہیں دیکھتا تھا یعنی میری نظر سے غائب ہوئے سو مجھ سے دیر کی اور بہت دیر کی پھر میں نے آپ سے سنا اور حالانکہ آپ سامنے سے آتے تھے اور کہتے تھے اور اگر چہ چوری اور حرام کاری کی ہو، ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا سو جب حضرت ﷺ تشریف لائے تو میں نہ رہ سکا یہاں تک کہ میں نے کہا یا حضرت! اللہ تعالیٰ مجھ کو آپ پر فدا کرے کس نے کلام کیا تھا حرہ کی جانب میں، میں نے کسی کو نہیں سنا جو آپ کو کچھ جواب دے؟ فرمایا یہ جبریل تھے کہ حرہ کی جانب میں میرے سامنے آئے تھے کہا کہ اپنی امت کو بشارت دیجیے کہ جو مر جائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ جانتا ہو وہ بہشت میں داخل ہوگا میں نے کہا اے جبریل! اور اگر چہ چوری اور حرام کاری کی ہو؟ جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں! میں نے کہا اور اگر چہ چوری اور حرام کاری کی ہو؟ جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں! میں نے پھر کہا اور اگر چہ چوری اور حرام کاری کی ہو؟ جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں! اور اگر چہ شراب پی ہو کہا نضر نے کہ خبر دی ہم کو شعبہ نے حدیث بیان کی ہم سے حبیب اور اعمش اور عبدالعزیز نے کہا سب نے کہ حدیث بیان کی ہم سے زید بن وہب نے اس کے ساتھ اور ابوعبدالعزیز نے ابو صالح سے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مانند اس کی کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ حدیث ابو صالح کی ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مرسل ہے نہیں صحیح اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے اس کو ہم نے

واسطے معرفت کے اور صحیح ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ علیہ نے کہ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ توبہ کرے اور مرنے کے وقت لا الہ الا اللہ یعنی کلمہ توحید کہے۔

فائدہ: حرہ ایک مکان ہے معروف مدینہ منورہ کی شمالی جانب میں واقع ہوئی تھی اس میں لڑائی مشہور یزید بن معاویہ کے زمانے میں اور اصل میں حرہ پتھریلی زمین کو کہتے ہیں اور یہ جو کہا کہ کہا نظر نے ، الخ تو مراد ساتھ تعلیق کے ثابت کرنا تحدیث تینوں اُستادوں کا ہے اور یہ کہ انہوں نے تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ وہب نے ان سے حدیث بیان کی یعنی بالمشافہہ اور پہلی دونوں منسوب ہیں طرف تدلیس کی باوجود اس کے کہ اگر وارد ہوتی حدیث شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بغیر تصریح کے ساتھ اس حدیث کے تو اس میں تدلیس کا امن ہوتا اس واسطے کہ شعبہ نہیں روایت کرتا مدلس سے اور اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آئے گی ، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا.

باب ہے بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ میں نہیں چاہتا کہ میرے لیے اُحد کا پہاڑ سونا ہو جائے۔

٥٩٦٣ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرَّةِ الْمَدِيْنَةِ فَاسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا يَسُرُّنِيْ أَنَّ عِنْدِيْ مِثْلَ أُحُدٍ هٰذَا ذَهَبًا تَمْضِيْ عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ إِلَّا شَيْئًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ إِلَّا أَنْ أَقُوْلَ بِهِ فِيْ عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا عَنْ يَّمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ ثُمَّ مَشٰى فَقَالَ إِنَّ الْأَكْثَرِيْنَ هُمُ الْأَقَلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا عَنْ يَّمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ثُمَّ قَالَ لِيْ

٥٩٦٣۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے کی پتھریلی زمین میں چلتا تھا سو اُحد کا پہاڑ ہم کو سامنے آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ذر! میں نے کہا کہ یا حضرت! حاضر ہوں خدمت میں ، فرمایا مجھ کو خوش نہیں لگتا کہ میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور مجھ پر تیسری رات گزرے اور حالانکہ میرے پاس اس میں سے کوئی دینار ہو مگر وہ چیز کہ اس کو قرض ادا کرنے کے واسطے نگاہ رکھوں مگر یہ کہ خرچ کروں اس کو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اس طرح اور اس طرح اور اس طرح یعنی اپنے دائیں اور بائیں اور پیچھے خوب دوں پھر آگے چلے پھر فرمایا کہ خبردار ہو کہ جو دنیا میں بہت مالدار ہیں وہی قیامت میں ثواب سے مفلس ہوں گی مگر جس نے خرچ کیا اس طرح اور اس طرح اور اس طرح اپنے دائیں اور بائیں اور پیچھے اور وہ تھوڑے ہیں پھر مجھ سے فرمایا کہ اپنے مکان پر ٹھہرو یہاں تک

مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى آتِيَكَ ثُمَّ انْطَلَقَ فِيْ سَوَادِ اللَّيْلِ حَتّٰى تَوَارٰى فَسَمِعْتُ صَوْتًا قَدِ ارْتَفَعَ فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَّكُوْنَ قَدْ عَرَضَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَدْتُّ أَنْ آتِيَهٗ فَذَكَرْتُ قَوْلَهٗ لِيْ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى آتِيَكَ فَلَمْ أَبْرَحْ حَتّٰى أَتَانِيْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتًا تَخَوَّفْتُ فَذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ وَهَلْ سَمِعْتَهٗ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ذَاكَ جِبْرِيْلُ أَتَانِيْ فَقَالَ مَنْ مَّاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ.

کہ میں تیرے پاس آؤں پھر رات کی سیاہی میں چلے یہاں تک کہ مجھ سے غائب ہوئے میں نے ایک بلند آواز سنی سو میں ڈرا کہ کوئی بدی سے حضرت ﷺ کے پیش آیا ہو سو میں نے چاہا کہ آپ کی طرف جاؤں سو مجھ کو آپ کی بات یاد آئی کہ اپنی جگہ بیٹھو یہاں تک کہ میں تیرے پاس آؤں سو میں وہاں سے نہ سرکا یہاں تک کہ حضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے کہا کہ یا حضرت! البتہ میں نے ایک آواز سنی تھی سو میں ڈرا پھر مجھ کو آپ کی بات یاد آئی فرمایا اور کیا تو نے سنی تھی؟ میں نے کہا کہ ہاں! فرمایا یہ جبریل علیہ السلام تھے میرے پاس آئے سو کہا کہ جو میری امت سے مر جائے اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانتا ہو تو وہ بہشت میں داخل ہوگا میں نے کہا اور اگرچہ حرام کاری اور چوری کی ہو؟ کہا اس نے کہ اگرچہ حرام کاری اور چوری کی ہو۔

فائدہ: اور قید کی ساتھ تیسری رات کے اس واسطے کہ وہ اقصیٰ اس چیز کا ہے کہ حاجت ہوتی ہے اس کی طرف بیچ تفریق ایسی چیز کے اور ایک رات اس کا اقل درجہ ہے جس میں یہ ممکن ہے اور یہ جو فرمایا کہ مگر وہ چیز کہ میں اس کو دین کے واسطے نگاہ رکھوں تو یہ نگاہ رکھنا عام تر ہے اس سے کہ ہو واسطے قرض خواہ غائب کے یہاں تک کہ حاضر ہو اور لے اور یا واسطے ادا قرض موجل کے یہاں تک کہ اس کے وعدے کا وقت پہنچے اور قرض ادا کیا جائے اور یہ جو کہا کہ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں خرچ کروں تو یہ استثناء ہے بعد استثناء کے پس فائدہ دے گا اثبات کا سو اس سے لیا جاتا ہے کہ نفی محبت مال کی مقید ہے ساتھ عدم انفاق یعنی نہ خرچ کرنے کے پس لازم آئے گی محبت وجود اس کے کی ساتھ انفاق کے سو جب تک کہ خرچ کرنا بدستور ہو تب تک مکروہ نہیں ہے وجود مال کا اور جب خرچ نہ کرے تو ثابت ہوتی ہے کراہت وجود مال کی اور نہیں لازم آتا اس سے مکروہ ہونا حصول اور چیز کا اگرچہ بقدر اُحد پہاڑ کے ہو یا اس سے زیادہ باوجود بدستور رہنے خرچ کرنے کے اور اس حدیث میں تین طرفوں کا ذکر ہے اور یہ راویوں کا تصرف ہے اور اصل حدیث میں چار طرفوں کا ذکر ہے اور مراد اکثار سے کثرت مال کی ہے اور قلت سے کم ہونا ثواب آخرت کا اور یہ اس شخص کے حق میں ہے کہ بہت مالدار ہو اور نہ متصف ہو ساتھ صفت خرچ کرنے کے اور دو طرفوں کو ذکر نہیں کیا اوپر کو اور نیچے کو واسطے کم یاب ہونے کے اور مراد پیچھے سے پوشیدہ دینا ہے اور مرتب کیا ہے اس

حدیث میں دخول جنت کو اوپر مرنے کے بغیر شرک کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے وعدہ عذاب کا ساتھ دخول دوزخ کے واسطے اس شخص کے کہ بعض کبیرے کرے اور ساتھ نہ داخل ہونے کے بہشت میں واسطے اس شخص کے کہ کبیرے گناہ کرے اور اسی واسطے واقع ہوا ہے استفہام اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو کہتے تھے اگرچہ خاک میں ملے ابوذر رضی اللہ عنہ کی ناک اور ایک روایت میں اس کے اخیر میں ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ہم سے ارادہ کیا ہے واسطے معرفت کے یعنی ہم نے ارادہ کیا ہے کہ ذکر کریں ہم اس کو واسطے معرفت ساتھ حال اس کے۔

٥٩٦٤ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِيْ أَنْ لَّا تَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِيْ مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شَيْئًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ.

٥٩٦٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے پاس اُحد کے پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو مجھ کو یہی خوش معلوم ہوتا کہ میرے پاس تین راتیں نہ گزرتیں اور اس میں سے کچھ میرے پاس باقی رہتا مگر اس قدر جو قرض ادا کرنے کے واسطے رکھوں۔

فائدہ: اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ادب ابو ذر رضی اللہ عنہ کا ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ کے احوال کا منتظر رہنا اور شفقت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تا کہ نہ داخل ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ادنیٰ چیز جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو اور اس میں خوبی ادب کرنے کی ہے ساتھ اکابر کے اور یہ کہ چھوٹا جب بڑے کو تنہا دیکھے تو نہ بیٹھے ساتھ اس کے اور نہ لازم پکڑے ساتھ اس کا مگر اس کی اجازت سے اور برخلاف اس کے ہے جس کو ہو مجمع میں مانند مسجد اور بازار کی پس جائز ہے اس کو بیٹھنا ساتھ اس کے بحسب لیاقت اس کے کی اور اس سے معلوم ہوا کہ مرد کو اپنے آپ کو کنیت سے بلانا جائز ہے واسطے کسی غرض صحیح کے جیسے کہ اس کی کنیت اس کے نام سے مشہور تر ہو خاص کر جب کہ اس کا نام مشترک ہو اور اس کی کنیت مفرد ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے چھوٹے کے کہ کہے بڑے کو کہ میں تجھ پر فدا ہوں اور جواب ساتھ لبیک اور سعدیک کے واسطے زیادتی کے ادب میں اور یہ کہ آدمی قضائے حاجت کے وقت تنہا ہو جائے اور اس میں یہ کہ بڑے کے حکم کو بجا لانا اور اس کے نزدیک ٹھہرنا اولیٰ ہے اختیار کرنے اس چیز کے سے کہ مخالف ہو اس کو ساتھ رائے کے اگرچہ ہو اس چیز میں کہ تقاضا کرتی ہے اس کو رائے تو ہم دفع مفاسد کا یہاں تک کہ یہ متحقق ہو پس ہو گا دفع کرنا مفسدے کا اولیٰ اور اس میں استفہام تابع کا ہے متبوع سے اس چیز پر کہ حاصل ہو واسطے

اس کے فائدہ دینی یا علمی یا سوائے اس کے اور اس میں لینا ہے ساتھ قرینوں کے اس واسطے حضرت ﷺ نے جب ابوذر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ کیا تو کسی کو دیکھتا ہے؟ تو اس نے سمجھا کہ حضرت ﷺ اس کو کسی کام کے واسطے بھیجنا چاہتے ہیں تو نظر کی طرف دھوپ آفتاب کی کہ کیا کچھ باقی ہے جس میں وہ کام ہو سکے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ بعض قرینے مراد پر دلالت نہیں کرتے واسطے ضعف کے اور اس میں تکرار ہے علم میں ساتھ اس چیز کے کہ مقرر ہو چکا ہے نزدیک طالب کے بیچ مقابلے اس چیز کے کہ سنتا ہے اس کو مخالف اس کے اس واسطے کہ مقرر ہو چکا تھا نزدیک ابوذر رضی اللہ عنہ کے آیتوں اور حدیثوں سے جو وارد ہیں بیچ وعید اہل کبائر کے ساتھ دوزخ کے اور ساتھ عذاب کے سو جب اس نے سنا کہ جو مر جائے نہ شرک کرتا ساتھ اللہ تعالیٰ کے وہ بہشت میں داخل ہوگا تو استفہام کیا اس سے ساتھ قول اپنے کے اگر چہ حرام کاری اور چوری کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فقط انہیں دو کبیرے گناہوں کو ذکر کیا اس واسطے کہ وہ مانند مثال کی ہیں اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ حق اللہ تعالیٰ کے اور حق بندوں کے اور بہر حال جو دوسری روایت میں ہے اور اگر چہ شراب پی ہو تو یہ واسطے اشارہ کے ہے طرف فحش ہونے اس کبیرے کی اس واسطے کہ شراب پہنچاتی ہے طرف خلل عقل کی جس کے ساتھ آدمی کو چوپایوں پر فضیلت ہے اور ساتھ واقع نہ ہونے خلل کے اس میں کبھی دور ہوتی ہے پرہیز جو روکتی ہے باقی کبیرے گناہوں سے اور اس حدیث میں ہے کہ طالب جب الحاح کرے مراجعت میں تو اس کو جھڑکا جائے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے لائق ہو واسطے لینے کے اس قول سے کہ اگر چہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی ناک خاک میں ملے اور البتہ حمل کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص پر جو مرنے کے وقت توبہ کرے اور حمل کیا ہے اس کو اس کے غیر نے اس پر کہ مراد دخول بہشت کے عام تر ہے اس سے کہ ابتدا ہو یا بعد سزا پانے گناہ کے ہو اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اہل سنت کے اور رد ہے خارجیوں اور معتزلوں پر کہ کبیرے گناہ والا جب بغیر توبہ کے مر جائے تو وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا لیکن اس استدلال میں نظر ہے اس واسطے کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ یہ اس شخص کے حق میں ہے جو عمل کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے بہر حال اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے اور حمل کیا ہے اس کو بعض نے اس کے ظاہر پر اور خاص کیا ہے اس کو ساتھ اس امت کے واسطے قول جبریل علیہ السلام کے کہ اپنی امت کو بشارت دیجیے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ احادیث صحیحہ کے جو وارد ہیں اس میں کہ اس امت کے بعض گنہگاروں کو عذاب کیا جائے گا پس صحیح مسلم میں ہے کہ مفلس میرے امت میں سے، الحدیث اور اس میں تعاقب ہے اس شخص پر جو تاویل کرتا ہے حدیثوں کو جو وارد ہیں اس میں کہ جو گواہی دے اس کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں تو داخل ہوگا بہشت میں اور بعض میں ہے کہ حرام ہوتا ہے آگ پر کہ تھا یہ حکم پہلے اترنے فرائض اور امر اور نہی کے سے اور یہ مروی ہے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے اور وجہ تعقب کی ذکر زنا اور سرقہ کا ہے بیچ اس کے سو ذکر کیا گیا ہے اوپر خلاف اس تاویل کے اور حمل کیا ہے اس کو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص پر جو کلمہ توحید کہے اور ادا

کرے حق اس کا ساتھ ادا کرنے اس چیز کے کہ واجب ہے اور پرہیز کرے اس چیز سے کہ منع کی گئی ہے اور ترجیح دی ہے اس کو طیبی نے مگر یہ کہ یہ حدیث اس میں خدشہ کرتی ہے اور سب حدیثوں میں بہت مشکل قول حضرت ﷺ کا ہے کہ ملے اللہ تعالیٰ سے ساتھ ان دونوں کے بندہ نہ شک کرنے والا بیچ دونوں کے بہشت میں داخل ہو گا اور اس کے آخر میں ہے اور اگرچہ چوری اور حرام کاری کرے اور بعض نے کہا کہ زیادہ تر مشکل حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے نزدیک مسلم کے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں جو گواہی دے اس کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی بندگی کے لائق نہیں اور اس کی کہ محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام کرے گا اس واسطے کہ اس میں حصر کے حرف وارد ہوئے ہیں اور من استغراقیہ ہے اور تصریح کی ہے ساتھ حرام ہونے اس کے کی آگ پر برخلاف قول اس کے کی کہ بہشت میں داخل ہو گا اس واسطے کہ وہ نہیں نفی کرتا ہے آگ میں داخل ہونے کی اول کہا طیبی نے لیکن اول کو ترجیح دی جاتی ہے ساتھ قول اس کے کی اور اگرچہ چوری اور حرام کاری کرے اس واسطے کہ وہ شرط ہے واسطے مجرد تاکید کے خاص کر یہ کہ مکرر کہا ہے اس کو تین بار واسطے مبالغہ کے اور ختم کیا ہے اس کو ساتھ قول اس کے اور اگرچہ خاک میں ملے ناک ابوذر رضی اللہ عنہ کی واسطے تمام کرنے مبالغہ کے اور دوسری حدیث مطلق ہے قابل تقیید کے ہے سو نہ مقابلہ کرے گی قول اس کے کو اور اگرچہ چوری اور حرام کاری کرے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مذہب سب اہل سنت کا یہ ہے کہ گنہگار لوگ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہیں اور یہ کہ جو مر جائے اس حال میں کہ یقین کرنے والا ہو ساتھ دونوں شہادت کے وہ بہشت میں داخل ہو گا سو اگر گناہ سے سلامت ہو تو داخل ہو گا بہشت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور حرام ہوتا ہے آگ پر اور اگر ہو مخلطین سے یعنی جن کی نیکیوں میں گناہ ملے ہوئے ہیں ساتھ ضائع کرنے اوامر کے یا بعض کے اور اختیار کرنے منع کی چیزوں کے اور مر جائے بغیر توبہ کے تو وہ خطرے مشیت میں ہے اور وہ لائق ہے اس کے کہ گزرے اس پر وعید مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے کہ اس سے معاف کر دے سو اگر چاہے تو اس کو عذاب کرے سو پھرنا اس کا طرف بہشت کی ہے ساتھ شفاعت کے بنا بر اس کے پس تقیید لفظ اول کی تقدیر اس کی اور اگرچہ زنا اور چوری کرے داخل ہو گا بہشت میں لیکن وہ پہلے اس سے کہ مر جائے اس حال میں کہ اصرار کرنے والا ہو گناہ پر تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے اور تقدیر دوسری حدیث کی یہ ہے کہ حرام کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ آگ پر مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے یا حرام کرتا ہے اس کو خلود کی آگ پر، واللہ اعلم۔ کہا طیبی نے کہ کہا بعض محققین نے کہ کبھی لیا جاتا ہے ان حدیثوں سے ذریعہ واسطے پھینکنے تکلیفوں کے اور باطل کرنے عمل کے یعنی ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل کرنے کی کچھ حاجت نہیں واسطے اس گمان کے کہ شرک کا ترک کرنا کافی ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ شریعت کے بچھونے کو لپیٹ دیا جائے اور حدود شرعیہ کو باطل ٹھہرایا جائے اور یہ کہ بندگی کی ترغیب دینی اور گناہ سے ڈرانا بے فائدہ ہے اس کو کچھ تاثیر نہیں بلکہ یہ تقاضا کرتا ہے کہ آدمی دین سے نکل جائے اور شریعت کی قید اور پابندی سے

چھوٹ جائے اور ضبط سے نکل کر خبط میں بڑے اور چھوٹے جائیں لوگ بیکار اور یہ نوبت پہنچا تا ہے اس کی طرف کہ دنیا خراب ہو جائے اس کے بعد کہ پہنچائے طرف خرابی آخرت کی باوجود اس کے کہ قول حضرت ﷺ کا حدیث کے بعض طریقوں میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں شامل ہے تمام تکالیف شرعیہ کو اور قول اس کا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانے شامل ہے مسمی شرک جلی کو اور خفی کو سو نہیں ہے راحت واسطے تمسک کے ساتھ اس کے بیچ ترک کرنے عمل کے اس واسطے کہ حدیث میں جب ثابت ہوں تو واجب ہے جوڑنا بعض کا طرف بعض کی کہ وہ ایک حدیث کے حکم میں ہیں سو محمول ہوگی حدیث مطلق مقید پر تا کہ حاصل ہو عمل ساتھ تمام اس چیز کے کہ ان کے مضمون میں ہے اور اس حدیث میں جواز خلف کا ہے بغیر قسم دینے کے اور مستحب ہے جب کہ ہو واسطے مصلحت کے مانند تاکید امر مہم کے اور تحقیق اس کی کے اور نفی مجاز کے اس سے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا **والذی نفس محمد بیدہ** تو اس میں تعبیر ہے آدمی کے ساتھ اسم کے نفس اپنے سے سوائے ضمیر اپنے کے اور بیچ قسم کھانے کے ساتھ اس کے زیادہ تاکید ہے اس واسطے کہ آدمی جب یہ بات یاد رکھے کہ نفس اس کا اور وہ عزیز تر ہے سب چیزوں سے نزدیک اس کے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں پھیرتا ہے اس کو جس طرح چاہتا ہے تو اس سے ڈرے گا اور باز رہے گا قسم کھانے سے اس چیز پر کہ نہیں متحقق ہے نزدیک اس کے اور اسی واسطے مشروع ہے تاکید قسموں کے ساتھ ذکر صفات الٰہیہ کا اور خاص کر ساتھ صفت جلال اور اس حدیث میں ترغیب ہے اوپر خرچ کرنے کے بیچ وجوہ خیر کے اور یہ کہ حضرت ﷺ دنیا میں اعلیٰ درجہ زہد میں تھے اس طور سے کہ نہ چاہتے تھے کہ آپ کے ہاتھ میں دنیا سے کچھ چیز رہے مگر واسطے خرچ کرنے اس کے کے اس شخص میں جو اس کا مستحق ہے اور یا واسطے نگاہ رکھنے اس کے کے واسطے قرض خواہ اور یا واسطے دشوار ہونے اس شخص کے کہ اس کو قبول کرے آپ سے واسطے قید کرنے اس کے کے ہمام کی روایت میں ساتھ قول اپنے کے کہ میں پاتا ہوں جو اس کو قبول کرے اور اس قبیل سے ہے جواز تاخیر کرنا زکوٰۃ واجب کا دینے سے جب کہ نہ پایا جائے مستحق اس کا اور لائق ہے واسطے اس شخص کے جس کے واسطے یہ واقع ہو کہ قدر واجب کو اپنے مال سے الگ کر رکھے اور کوشش کرے بیچ حاصل کرنے اس شخص کے جو اس کو لے اور اگر کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ پایا جائے تو نہیں ہے کچھ حرج اوپر اس کے اور نہ منسوب کیا جائے طرف قصور کرنے کی اس کے روکنے میں اور اس میں مقدم کرنا وفا دین کا ہے اوپر صدقہ نفل کے اور اس میں جواز ہے قرض لینے کا اور مقید کیا ہے اس کو ابن بطال نے ساتھ تھوڑے کے لیکن حدیث کے بعض طریقوں میں شے کا لفظ آیا ہے اور وہ شامل ہے قلیل اور کثیر کو اور اس حدیث میں ترغیب ہے اوپر ادا کرنے قرض کے اور ادا کرنے امانتوں کے اور جواز استعمال کرنا وقت تمنا خیر کے اور دعویٰ کیا ہے مہلب نے کہ وہ تمثیل ہے بیچ جلدی نکالنے زکوٰۃ کے اور مراد یہ ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ روکوں جو واجب کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نکالنا اس کا بقدر اس چیز کے کہ باقی رہا دن سے اور تعاقب کیا ہے اس کا عیاض نے کہ یہ تاویل بعید ہے اور

سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سیاق حدیث کا اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے چاہا کہ تنبیہ کریں اس کو اوپر عظمت پہاڑ اُحد کے تاکہ بیان کریں ساتھ اس کے مثال کو اس میں کہ اگر اس کے برابر اُن کے پاس سونا ہوتا تو نہ چاہتے کہ اس کو اپنے پاس مؤخر کریں مگر واسطے اس چیز کے کہ ذکر کیا گیا ہے خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور نگاہ رکھنے سے واسطے ادا قرض کے اور کہا عیاض نے کہ کبھی حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے واسطے افضل ہونے فقر کے غنا پر اور کبھی حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے واسطے افضل ہونے غنا کے فقر پر اور ماخذ دونوں کا حدیث کے سیاق سے واضح ہے اور اس میں ترغیب ہے اوپر انفاق مال کے زندگی میں اور صحت میں اور راجح ہونا اس کا انفاق پر وقت موت کے اور گزر چکی ہے اس میں حدیث کہ خیرات کرے تو اور حالانکہ تو صحیح اور حریص ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ بہت مالدار بخل کرتے ہیں ساتھ نکالنے اس چیز کے کہ ان کے نزدیک ہے جب تک کہ عافیت میں ہیں سو امید رکھتے ہیں بقا کی اور ڈرتے ہیں فقر سے سو جس نے اپنے شیطان کی مخالفت کی اور اپنے نفس پر قہر کیا واسطے اختیار کرنے ثواب آخرت کے تو اس نے مراد پائی اور جس نے بخل کیا نہ امن میں رہے گا جو اسے وصیت کرنے میں یعنی خلاف شرع وصیت کرے گا وارثوں کا حق کسی اور کو دے گا اور اگر سلامت رہے تو نہ امن میں ہو گا تاخیر تجہیز اس چیز کی سے کہ وصیت کی ساتھ اس کے یا ترک اس کے سے یا سوائے اس کے آفات سے خاص کر جب کہ چھوڑے وارث نااہل کو سو وہ اس کو بہت تھوڑے وقت میں بیجا صرف کر ڈالے گا اور باقی رہے گا وبال اس کا اس شخص پر جس نے اس کو جمع کیا۔ (فتح)

بَابُ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ.

غنا درحقیقت دل کا غنا ہے یعنی برابر ہے کہ اس کے پاس تھوڑا مال ہو یا بہت ہو۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَيَحْسِبُوْنَ أَنَّ مَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُوْنَ﴾ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ لَمْ يَعْمَلُوْهَا لَا بُدَّ مِنْ أَنْ يَعْمَلُوْهَا.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گمان کرتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہم مدد دیتے ہیں ان کو مال اور بیٹوں سے عاملون تک، کہا ابن عیینہ نے کہ نہیں عمل کیا انہوں نے ان کو ضرور ان کو کریں گے۔

فائدہ: اور معنی یہ ہیں کہ گمان کرتے ہیں کہ جو مال کہ ہم ان کو دیتے ہیں واسطے کرامت ان کی کے ہے اوپر ہمارے اگر ان کا یہ گمان ہے تو یہ ان کی خطا ہے بلکہ وہ استدراج ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْا إِثْمًا﴾ اور اشارہ بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا﴾ یعنی استدراج مذکور سے اور بہرحال قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُوْنَ﴾ سو مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ آئندہ کریں گے عملوں سے کفر سے یا ایمان سے اور مناسبت

آیت کی واسطے حدیث کے یہ ہے کہ مال کا بہتر ہونا اس کی ذات کے واسطے نہیں یعنی مال بالذات خیر نہیں بلکہ بحسب اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ اس کے اگرچہ اس کا نام فی الجملہ خیر رکھا جاتا ہے اور اسی طرح بہت مال والا نہیں ہے غنی لذاتہ بلکہ باعتبار تصرف اس کے کی بیچ اس کے سو اگر فی نفسہ غنی ہو یعنی اس کا دل غنی ہو تو نہیں موقوف ہے بیچ صرف کرنے اس کے واجبات اور مستحبات میں وجوہ بر اور قربت سے اور اگر فی نفسہ فقیر ہو یعنی اس کا دل فقیر ہو تو اس کو روکتا ہے اور باز رہتا ہے اس کے خرچ کرنے سے بیچ اس چیز کے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس کے تمام ہو جانے کے خوف سے سو وہ فی الحقیقت فقیر ہے صورۃً ومعنیً اگرچہ ہو مال اس کے ہاتھ میں اس واسطے کہ نہیں پاتا ہے وہ نفع ساتھ اس کے نہ دنیا میں نہ آخرت میں بلکہ اکثر اوقات اس پر وبال ہوتا ہے۔ (فتح)

٥٩٦٥ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ.

۵۹۶۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے بے پرواہی مال دنیا کی زیادتی سے بے پرواہی تو حقیقت میں دل کی بے پرواہی ہے۔

فائدہ: عرض اس چیز کو کہتے ہیں جو نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ اس کے اسباب اور متاع دنیا کے سے اور عرض جوہر کے مقابل بھی بولا جاتا ہے اور جو آدمی کہ اس کو بیماری وغیرہ سے عارض ہو اس کو بھی عرض کہتے ہیں اور کہا ابو عبید نے کہ عرض اسباب کو کہتے ہیں جو حیوان اور غیر منقول کے سوائے ہے اور ماپا اور تولا نہیں جاتا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ غنا در حقیقت دل کا غنا ہے اور فقر دل کا فقر ہے اور کہا ابن بطال نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نہیں حقیقت غنا اور بے پرواہی کی بہت ہونا مال کا اس واسطے کہ بہت لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت مال دیا ہے لیکن وہ اس کے ساتھ قناعت نہیں کرتے بلکہ کوشش کرتے ہیں زیادہ کرنے میں اور نہیں پرواہ کرتے کہ کہاں سے آتا ہے وجہ حلال سے یا حرام سے سو گویا کہ وہ فقیر ہیں واسطے شدت حرص ان کی کے اور غنا تو درحقیقت دل کا غنا ہے اور وہ شخص وہ ہے جو کہ قناعت کی اس نے ساتھ اس مال کے کہ اس کو دیا گیا اور بے پرواہ ہوا اور راضی ہوا اور نہ حرص کی زیادہ کرنے پر اور نہ کوشش کی اس کی طلب میں سو گویا کہ وہ مالدار بے پرواہ ہے اور مراد غنا سے بیچ قول اللہ تعالیٰ ﴿وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى﴾ کے غنا نفس کا ہے اور کہا طیبی نے کہ غذا نافع یا ممدوح غنا النفس کا ہے۔ (فتح) اور ظاہر تر پہلے معنی ہیں جس کو ابن بطال نے بیان کیا ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْفَقْرِ. — باب ہے بیچ بیان فضیلت فقر کے۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ باب کے پیچھے پہلے باب کے طرف تحقیق محل خلاف کی کہ فقر

غنا سے افضل ہے یا عکس اس کا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ غنا نفس کا غنا ہے تو مستفاد ہوتا ہے اس سے حصر بیچ اس کے سو حمل کیا جائے گا جو وارد ہوا ہے بیچ فضیلت غنا کے اوپر اس کے سو جس کا دل غنی نہ ہو وہ ممدوح نہیں ہوتا بلکہ مذموم ہوتا ہے سو کس طرح فاضل ہوگا اور اس طرح جو وارد ہوا ہے فضیلت فقر کی سے اس واسطے کہ جس کا دل غنی نہیں وہ فقیر نفس ہے اور اسی سے حضرت ﷺ نے پناہ مانگی ہے اور جس فقر میں نزاع واقع ہوئی ہے وہ نہ ہونا مال کا ہے اور قلیل ہونا اس سے اور بہر حال بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ إِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ﴾ تو مراد اس سے محتاج ہونا مخلوق کا ہے طرف خالق کی پس فقر واسطے مخلوق کے ذاتی امر ہے نہیں جدا ہوتے لوگ اس سے اور اللہ تعالیٰ وہ غنی ہے نہیں ہے محتاج کسی کا اور مراد اس جگہ فقر سے فقر مال سے ہے۔ (فتح)

٥٩٦٦ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٍ مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ أَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُّنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُّشَفَّعَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَّا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَّا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَّا يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا.

٥٩٦٦۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ پر گزرا تو حضرت ﷺ نے ایک مرد سے جو آپ کے پاس بیٹھا تھا فرمایا کہ کیا رائے ہے تیری اس مرد کے حق میں؟ اس نے کہا کہ یہ مرد شریف لوگوں میں سے ہے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی سزا وار ہے کہ اگر نکاح کا پیغام کرے اس کا پیغام قبول کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے، کہا سو حضرت ﷺ چپ رہے، پھر ایک اور مرد گزرا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا رائے ہے تیری اس مرد کے حق میں؟ کہا کہ یہ ایک مرد ہے فقرائے مہاجرین میں سے یہ سزا وار ہے کہ اگر نکاح کا پیغام کرے تو وہ اس کا پیغام نہ قبول کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے، اور اگر بات کہے تو اس کی بات نہ سنی جائے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ بہتر ہے ایسی زمین بھر سے یعنی اگر کل آدمی جو زمین پر ہیں ایسے مالدار ہوں کوئی ان میں فقیر مسکین نہ ہو تو یہ ایک فقیر ان سب سے بہتر ہے۔

فائدہ: کہا طیبی نے کہ واقع ہوئی ہے تفصیل دونوں میں باعتبار ضمیر کے اور وہ قول اس کا ہے مثل ہذا اس واسطے کہ بیان اور مبین ایک چیز ہے اور ایک روایت میں ہے کہ خیر فی طلاع الارض من الآخر اور مراد ساتھ طلاع کے

وہ چیز ہے جس پر سورج چڑھے اسی طرح کہا ہے عیاض نے اور اس کے غیر نے کہ مراد وہ چیز ہے جو زمین پر ہے عام طور سے آدمی ہوں یا چاندی سونا وغیرہ اور ایک روایت میں ہے کہ اس فقیر کا نام جعیل تھا جیسا کہ مغازی ابن اسحاق میں ہے کہ حضرت مَثَلِّیْتِمْ نے فرمایا کہ جعیل بہتر ہے زمین بھر سے مثل عیینہ اور اقرع کے لیکن میں دونوں سے لگاوٹ کرتا ہوں اور سپرد کرتا ہوں جعیل کو ایمان اس کے کی طرف اور حدیث میں بیان فضیلت جعیل مذکور کی کا ہے اور یہ کہ مجرد دنیا کی شرافت کو کوئی اثر نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اعتبار اس میں ساتھ آخرت کے ہے جیسے کہ پہلے گزرا ہے کہ سچی زندگی آخرت کی زندگی ہے اور یہ کہ جس کا حصہ دینا میں سے فوت ہو اس کو اس کے عوض آخرت میں نیکی دی جاتی ہے سو اس میں فضیلت ہے واسطے فقر کے جیسا کہ باب باندھا ہے ساتھ اس کے لیکن یہ نہیں حجت ہے اس میں واسطے تفصیل فقیر کے غنی پر جیسا کہ ابن بطال نے کہا اس واسطے کہ اگر وہ فقر کے سبب سے فضیلت دیا گیا ہے تو لائق تھا کہ یوں کہا جاتا **خیر من ملء الارض مثله لا فقیر فیهم** یعنی بہتر ہے مثل اس کی سے زمین بھر کہ ان میں کوئی فقیر نہ ہو اور اگر اس کی فضیلت کے واسطے ہے تو اس میں حجت نہیں، میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے کہ پہلی وجہ کا التزام کریں اور حیثیت مرعی ہے لیکن ظاہر ہوتا ہے سیاق قصے سے کہ اس کو اس کے تقویٰ کے سبب سے فضیلت دی اور نہیں ہے مسئلہ مفروض فقیر متقی میں اور غنی غیر متقی میں بلکہ ضروری ہے اول برابر ہونا دونوں کا تقویٰ میں اور نیز نہیں ہے ترجمہ میں تصریح کی ساتھ تفضیل فقر کے غنا پر اس واسطے کہ نہیں لازم آتا ثبوت فضیلت فقر سے افضل ہونا اس کا اور اسی طرح نہیں لازم آتا ثبوت افضلیت فقیر سے غنی پر افضل ہونا ہر فقیر کا غنی پر۔ (فتح)

٥٩٦٧ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ عُدْنَا خَبَّابًا فَقَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُرِيْدُ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهِ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ نَمِرَةً فَإِذَا غَطَّيْنَا رَأْسَهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ وَنَجْعَلَ عَلٰى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِّنَ الْإِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا.

٥٩٦٧۔ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے خباب رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کی سو اس نے کہا کہ ہم نے حضرت مَثَلِّیْتِمْ کے ساتھ ہجرت کی ہم اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتے تھے سو واقع ہوا بدلہ ہمارا اللہ تعالیٰ پر سو بعض ہم میں سے مر گیا اور اپنی مزدوری سے کچھ چیز نہ لی یعنی دنیا کے مال سے کچھ چیز نہ کھائی ان میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کہ جنگ اُحد کے دن شہید ہوا اور ایک چادر چھوڑی سو جب ہم اس کا سر ڈھانکتے تھے تو اس کے پاؤں کھل جاتے تھے اور جب ہم اس کے دونوں پاؤں ڈھانکتے تھے تو اس کا سر کھل جاتا تھا سو حضرت مَثَلِّیْتِمْ نے ہم کو حکم کیا کہ اس کا سر ڈھانکیں اور اس کے پاؤں پر اذخر کی گھاس ڈالیں اور ہم میں سے بعض شخص وہ ہے

کہ اس کا میوہ پکا سو وہ اس کو چنتا ہے اور کاٹتا ہے۔

فائدہ: ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت کی یعنی حضرت ﷺ کے حکم اور اجازت سے یا مراد ساتھ معیت کے مشترک ہونا ہجرت کے حکم میں اس واسطے کہ ہجرت کے وقت حضرت ﷺ کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عامر کے سوائے کوئی نہ تھا اور قول اس کا ہم اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتے تھے یعنی ثواب اس کا نہ ثواب دنیا کا اور قول اس کا کہ واقع ہوا اجر ہمارا اللہ تعالیٰ پر اور ایک روایت میں ہے سو واجب ہوا اور اطلاق وجوب کا اللہ تعالیٰ پر ساتھ ان معنوں کے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے نفس پر واجب کیا بسبب اپنے سچے وعدے کے نہیں تو اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ تھے اس پر سلف صدق سے اپنے حالات کے بیان کرنے میں اور یہ کہ صبر کرنا فقر کی شدت اور سختی پر نیکوں کے طریق سے ہے اور اس میں ہے کہ کفن سارے بدن کا ڈھانکنے والا ہو اور یہ کہ مردے کا سب بدن ستر ہو جاتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ بطریق کمال کے کہا ابن بطال نے کہ نہیں خباب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تفضیل فقیر کی غنی پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں تو صرف اتنا ہے کہ ان کی ہجرت دنیا کے واسطے نہ تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کے واسطے تھی تا کہ ان کو آخرت میں اس کا ثواب دے سو جو شہروں کے فتح ہونے سے پہلے مر گیا اس کا ثواب زیادہ ہوا اور جو زندہ رہا یہاں تک کہ دنیا کی پاک چیزیں پائیں تو ڈرا وہ اس سے کہ جلدی دیا گیا ہو اس کو بدلہ اس کی بندگی کا دنیا میں اور ان کو آخرت کی نعمتوں پر زیادہ حرص تھی۔ (فتح)

٥٩٦٨ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَآءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَآءَ تَابَعَهُ أَيُّوْبُ وَعَوْفٌ وَقَالَ صَخْرٌ وَحَمَّادُ بْنُ نَجِيْحٍ عَنْ أَبِيْ رَجَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

٥٩٦٨۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے بہشت میں جھانکا تو میں نے اس کے اکثر لوگ محتاج دیکھے اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو میں نے اس کے اکثر لوگ عورتیں دیکھیں، متابعت کی ہے اس کی ایوب اور عوف نے اور کہا صخر اور حماد نے ابو رجا سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ جو فرمایا کہ میں نے بہشت میں جھانکا تو اس کے اکثر لوگ محتاج دیکھے تو نہیں ہے اس میں وہ چیز جو واجب کرے فضیلت فقیر کی کو مالدار غنی پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ محتاج دنیا میں اکثر ہیں مالداروں سے سو خبر دی اس سے جیسے تو کہے کہ دنیا کے اکثر لوگ محتاج ہیں، واسطے خبر دینے کے حال سے

اور فقر نے ان کو بہشت میں داخل نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل ہوئے ہیں اس میں ساتھ تقویٰ اپنے کے سمیت فقر کے اس واسطے کہ فقیر جب نیک نہ ہو تو وہ فاضل نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں کہ ظاہر حدیث کا رغبت دلانے اور ترک کرنے زیادہ وسعت کے دنیا سے جیسے کہ اس میں ترغیب ہے واسطے عورتوں کے اوپر محافظت کرنے کے امر دین پر تا کہ نہ داخل ہوں دوزخ میں جیسا کہ اس کی تقریر کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اس حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے عورتوں سے فرمایا کہ میں نے تم ہی کو دوزخ والوں میں اکثر دیکھا ہے کہا گیا کس سبب سے فرمایا ان کے کفر کرنے کے سبب سے کہا گیا کیا اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتیں؟ فرمایا کہ احسان کو نہیں مانتیں۔ (فتح)

٥٩٦٩ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَأْكُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ حَتّٰى مَاتَ وَمَا أَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتّٰى مَاتَ.

٥٩٦٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے کبھی خوان پر نہیں کھایا یہاں تک کہ فوت ہوئے اور نہیں کھائی پتلی روٹی یہاں تک کہ فوت ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاطعمہ میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ حضرت ﷺ کا خوان پر نہ کھانا اور نہ پتلی روٹی کھانا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ واسطے دفع کرنے دنیا کی ستھری چیزوں کے تھا واسطے اختیار کرنے پاک چیزوں دائمی زندگی کے اور مال میں تو اس واسطے رغبت کی جاتی ہے کہ اس سے آخرت پر مدد لی جائے سو حضرت ﷺ کو اس وجہ سے مال کی حاجت نہ ہوئی اور حاصل اس کا یہ ہے کہ حدیث نہیں دلالت کرتی ہے اس پر کہ فقر کو غنا پر فضیلت ہے بلکہ دلالت کرتی ہے اوپر فضیلت قناعت اور کفاف کے اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ نہیں پاتا بندہ دنیا سے کچھ مگر اس کا درجہ کم ہو جاتا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ ہو۔ (فتح)

٥٩٧٠ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَدْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا فِيْ رَفِّيْ مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُوْ كَبِدٍ إِلَّا شَطْرُ شَعِيْرٍ فِيْ رَفٍّ لِيْ فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتّٰى طَالَ عَلَيَّ

٥٩٧٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ البتہ حضرت ﷺ فوت ہوئے اور میرے گھر میں کچھ چیز نہ تھی جس کو جاندار کھائے مگر کچھ جو کہ میرے طاق میں تھا سو میں نے اس سے مدت تک کھایا پھر میں نے اس کو پایا سو وہ خالی ہوا یا تمام ہوا۔

فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ.

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معنی میں ہے اس میں کہ گزران میں میانہ روی اختیار کرے اور دنیا سے اس قدر لے جس سے اس کی بھوک بند ہو میں کہتا ہوں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے یہ جب کہ واقع ہو ساتھ قصد کے اس کی طرف اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے ایثار کرتے ساتھ اس چیز کے کہ آپ کے پاس ہوتی سو البتہ ثابت ہو چکا ہے صحیح بخاری اور مسلم میں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خیبر وغیرہ فتوحات کی کھجوریں آتی تھی تو اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر کا خرچ جمع کرتے تھے پھر باقی کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے تھے اور باوجود اس کے جب کوئی مہمان آتا یا کوئی اور حاجت پڑتی تو اپنے اہل کو اشارہ کرتے کہ مہمان کو اپنی جان پر مقدم کریں سو اکثر اوقات نوبت پہنچا تا یہ طرف تمام ہونے اس چیز کے کی کہ ان کے نزدیک تھی یا اکثر تمام ہو جاتی اور روایت کی ہے بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں پیٹ بھر کر کھایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن پے در پے اور اگر ہم چاہتے تو پیٹ بھر کر کھاتے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو اپنی جان پر مقدم کرتے تھے اور یہ جو کہا کہ پھر میں نے اس کو پایا تو تمام ہوا تو کہا ابن بطال نے کہ اس میں ہے کہ جو اناج ماپا جائے اس کا تمام ہونا معلوم ہو جاتا ہے واسطے معلوم ہونے ماپ اس کے کے اور یہ کہ جو اناج نہ ماپا جائے اس میں برکت ہوتی ہے اس واسطے کہ اس کی مقدار معلوم نہیں ہوتی، میں کہتا ہوں کہ ہر اناج میں یہ حکم عام نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ وہ خصوصیت تھی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو آخر باب میں آئے گی اور ایک حدیث میں ہے کہ اپنا اناج ماپا کرو تا کہ تمہارے لیے اس میں برکت ہو اور تطبیق دونوں میں یہ ہے کہ اگر کسی سے اناج خریدے تو ماپ لے تا کہ بائع کا حق اس میں نہ آئے اور اپنے خرچ کرنے کے لیے ماپنا مکروہ ہے اور تائید کرتی ہے اس کو حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی جو مسلم میں ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اناج مانگنے کو آیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آدھا وسق جو دیا سو اس میں سے وہ مرد اور اس کی عورت اور ان کا مہمان ہمیشہ مدت تک کھاتے رہے یہاں تک کہ اس نے اس کو ماپا پھر وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو اس کو نہ ماپتا تو البتہ تم اس سے ہمیشہ کھایا کرتے اور البتہ تمہارے پاس اناج قائم رہتا اور کہا قرطبی نے کہ سبب تمام ہونے اس کے کا وقت ماپنے کے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے التفات ہے ساتھ عین حرص کے باوجود معائنہ جاری رہنے نعمت اللہ تعالیٰ کے کی اور کثرت برکت اس کے کی اور غفلت کرنے شکر اس کے سے اور اعتماد کرنے سے ساتھ اس شخص کے جس نے وہ نعمت دی اور میل طرف اسباب معتادہ کے وقت مشاہدہ خرق عادت کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو رزق دیا جائے کچھ چیز یا اکرام کیا جائے ساتھ کرامت کے یا لطف کے کسی امر میں تو متعین ہے اس پر شکر کرنا پے در پے اور دیکھنا اللہ تعالیٰ کی سنت کا اور نہ پیدا کرے اس حالت میں تعبیر کو۔ (فتح)

بَابٌ كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهٖ وَتَخَلِّيهِمْ مِّنَ الدُّنْيَا.

باب ہے بیچ کیفیت گزران حضرت ﷺ کے اور آپ کے اصحاب کے یعنی حضرت ﷺ کی زندگی میں اور الگ ہونے ان کے دنیا سے یعنی اس کی پناہ سے اور اس میں وسعت کرنے سے۔

٥٩٧١ - حَدَّثَنِيْ أَبُوْ نُعَيْمٍ بِنَحْوٍ مِّنْ نِّصْفِ هٰذَا الْحَدِيْثِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ أَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنْ كُنْتُ لَأَعْتَمِدُ بِكَبِدِيْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ وَإِنْ كُنْتُ لَأَشُدُّ الْحَجَرَ عَلٰى بَطْنِيْ مِنَ الْجُوْعِ وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلٰى طَرِيْقِهِمُ الَّذِيْ يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ فَمَرَّ أَبُوْ بَكْرٍ فَسَأَلْتُهٗ عَنْ آيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَأَلْتُهٗ إِلَّا لِيُشْبِعَنِيْ فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ بِيْ عُمَرُ فَسَأَلْتُهٗ عَنْ آيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَأَلْتُهٗ إِلَّا لِيُشْبِعَنِيْ فَمَرَّ فَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ بِيْ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَآنِيْ وَعَرَفَ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَمَا فِيْ وَجْهِيْ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْحَقْ وَمَضٰى فَتَبِعْتُهٗ فَدَخَلَ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لِيْ فَدَخَلَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِيْ قَدَحٍ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ قَالُوْا أَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ أَوْ فُلَانَةُ قَالَ أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْحَقْ إِلٰى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِيْ قَالَ وَأَهْلُ الصُّفَّةِ أَضْيَافُ الْإِسْلَامِ لَا يَأْوُوْنَ

٥٩٧١۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے قسم ہے اس کی جس کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں کہ البتہ میں تکیہ کرتا تھا اپنے پیٹ سے زمین پر بھوک کے مارے اور البتہ میں بھوک کے سبب سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتا تھا اور البتہ میں ایک دن ان کی یعنی حضرت ﷺ اور آپ کے بعض اصحاب کی راہ پر بیٹھا جس سے نکلتے تھے سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرے سو میں نے ان سے قرآن کی ایک آیت پوچھی میں نے ان سے فقط اسی واسطے پوچھی تھی کہ مجھ کو پیٹ بھر کر کھلائیں سو گزرے اور نہ کیا یعنی پیٹ بھر کر کھلانا پھر عمر رضی اللہ عنہ مجھ پر گزرے تو میں نے ان سے قرآن کی ایک آیت پوچھی فقط میں نے ان سے اسی واسطے پوچھی تھی کہ مجھ کو پیٹ بھر کھلائیں سو گزرے اور نہ کیا پھر حضرت ﷺ مجھ پر گزرے سو مسکرائے جب کہ مجھ کو دیکھا اور پہچانا جو میرے دل میں ہے اور جو میرے چہرے میں ہے پھر کہا اے ابو ہریرہ! میں نے کہا حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! فرمایا مل اور گزرے سو میں آپ کے پیچھے گیا سو آپ سے ملا سو داخل ہوئے اور اجازت مانگی سو مجھ کو اجازت ہوئی سو اندر گئے اور ایک پیالے میں دودھ پایا فرمایا یہ دودھ کہاں سے آیا؟ گھر والوں نے کہا کہ فلانے مرد یا فلانی عورت نے آپ کو تحفہ بھیجا ہے کہا اے ابو ہریرہ! میں نے کہا حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! فرمایا جا صفے والوں میں اور

إِلَى أَهْلٍ وَّلَا مَالٍ وَّلَا عَلَى أَحَدٍ إِذَا أَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا وَإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ وَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ فِيهَا فَسَآئَنِيْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ وَمَا هٰذَا اللَّبَنُ فِيْ أَهْلِ الصُّفَّةِ كُنْتُ أَحَقُّ أَنَا أَنْ أُصِيْبَ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً أَتَقَوّٰى بِهَا فَإِذَا جَآءَ أَمَرَنِيْ فَكُنْتُ أَنَا أُعْطِيْهِمْ وَمَا عَسٰى أَنْ يَّبْلُغَنِيْ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدٌّ فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوْا فَاسْتَأْذَنُوْا فَأَذِنَ لَهُمْ وَأَخَذُوْا مَجَالِسَهُمْ مِّنَ الْبَيْتِ قَالَ يَا أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خُذْ فَأَعْطِهِمْ قَالَ فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ أُعْطِيْهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَأُعْطِيْهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوِيَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهٗ عَلٰى يَدِهٖ فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَقِيْتُ أَنَا وَأَنْتَ قُلْتُ صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اقْعُدْ فَاشْرَبْ فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ فَقَالَ اشْرَبْ فَشَرِبْتُ فَمَا زَالَ يَقُوْلُ اشْرَبْ

ان کو میرے واسطے بلا کہا اور اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے کوئی ان کا گھر نہ تھا اور نہ ٹھکانہ پکڑتے تھے اہل پر اور نہ مال پر اور نہ کسی پر قرابتیوں اور دوستوں وغیرہ سے جب حضرت ﷺ کے پاس کوئی صدقہ آتا تو اس کو ان کے پاس بھیجتے اور اس سے کوئی چیز اپنے واسطے نہ لیتے اور جب آپ کے پاس کوئی تحفہ آتا تو ان کی طرف بھیجتے اور آپ بھی اس میں سے لیتے اور ان کو اس میں شریک کرتے سو اس نے مجھ کو دل گیر کیا یعنی آپ کے اس قول نے کہ ان کو بلا سو میں نے اپنے جی میں کہا اور کیا ہے یہ یعنی کیا قدر ہے اس دودھ کی اہل صفہ میں لائق تر تھا کہ اس دودھ سے میں ایک بار پیتا کہ اس کے ساتھ قوی ہوتا سو جب اہل صفہ آئیں گے تو حضرت ﷺ مجھ کو حکم کریں گے سو میں ان کو دوں گا اور نہیں قریب ہے کہ مجھ کو اس دودھ سے کچھ پہنچے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری سے کوئی چارہ نہ تھا سو میں اہل صفہ کے پاس آیا سو میں نے ان کو بلایا سو وہ متوجہ ہوئے اور اجازت مانگی حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی اور گھر اپنی جگہوں میں بیٹھے یعنی جو جگہ جس کے لائق تھی فرمایا اے ابوہریرہ! میں نے کہا حاضر ہوں یا حضرت! فرمایا لے اور ان کو دے تو میں نے پیالہ لیا سو میں نے شروع کیا پیالہ دینا ایک مرد کو سو وہ پیتا یہاں تک کہ سیراب ہو جاتا پھر مجھ کو پیالہ پھیر دیتا پھر دوسرے مرد کو پیالہ دیتا یعنی جو اس کے پہلو میں ہوتا سو وہ پیتا یہاں تک کہ سیراب ہو جاتا پھر مجھ کو پیالہ پھیر دیتا یہاں تک کہ میں حضرت ﷺ کی طرف پہنچا اور حالانکہ سب لوگ سیراب ہو گئے تھے سو میں نے حضرت ﷺ کو پیالہ دیا حضرت ﷺ نے لیا اور اس کو اپنے ہاتھ میں رکھا پھر میری طرف نظر کی

حَتّٰی قُلْتُ لَا وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَجِدُ لَهٗ مَسْلَكًا قَالَ فَأَرِنِیْ فَأَعْطَیْتُهُ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَسَمّٰی وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ.

اور مسکرائے سو فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! فرمایا میں اور تو دونوں باقی ہیں میں نے کہا آپ سچے ہیں یا حضرت! فرمایا بیٹھ جا اور پی سو میں بیٹھا اور میں نے پیا فرمایا پھر پی میں نے پھر پیا سو ہمیشہ رہے حضرت ﷺ فرماتے کہ اور پی یہاں تک کہ میں نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا رسول کیا میں اس کے واسطے کوئی راہ نہیں پاتا فرمایا سو مجھ کو دکھلا سو میں نے حضرت ﷺ کو پیالہ دیا سو حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور بسم اللہ کہی اور باقی دودھ پیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں اپنے پیٹ سے زمین پر تکیہ کرتا تھا بھوک کے مارے یعنی اپنے پیٹ کو زمین سے چمٹاتا تھا اور شاید وہ فائدہ پاتا ساتھ اس کے جو فائدہ حاصل کرتا ساتھ باندھنے پتھر کے سے اپنے پیٹ پر یا مراد یہ ہے کہ میں زمین پر گر پڑتا تھا بیہوش ہو کر جیسا کہ دوسری روایت میں ہے کہ میں بھوک کے مارے بیہوش ہو کر گر پڑتا تھا سو کوئی آتا اور میری گردن پر پاؤں رکھتا گمان کرتا کہ مجھ کو جنون ہے اور نہ تھی مجھ کو کوئی چیز سوائے بھوک کے اور یہ جو کہا کہ میں اپنے پیٹ پر پتھر باندھتا تھا بھوک کے سبب سے تو احمد کی روایت میں عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے ہے کہ میں ایک سال ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا سو کہا اگر تو ہم کو دیکھتا اور حالانکہ ہم پر کئی کئی دن گزرتے تھے نہ پاتا کوئی کھانا جس کے ساتھ اپنے پیٹھ کو سیدھا کرے یہاں تک کہ کوئی ہم میں سے پتھر لیتا سو اس کو کپڑے سے اپنے پیٹ پر باندھتا تا کہ اس کے ساتھ اپنی پیٹھ کو سیدھا کرے کہا علماء نے کہ پیٹ پر پتھر باندھنے کا فائدہ قوت حاصل کرنا ہے اور پر سیدھا ہونے کے منع کرنا ہے کثرت تحلیل ہونے غذا کے سے جو پیٹ میں ہے واسطے ہونے پتھر کے بقدر پیٹ کے پس ہو گا ضعف اقل یا واسطے کم کرنے حرارت بھوک کے ساتھ سردی پتھر کے یا اس میں اشارہ ہے طرف کسر نفسی کی اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے پہچانا جو میرے جی میں ہے تو شاید حضرت ﷺ نے چہرے کے حال سے پہچانا جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جی میں ہے حاجت اس کی سے طرف اس چیز کی کہ اس کی بھوک کو بند کرے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا یعنی شکر کیا اللہ تعالیٰ کا اس چیز پر کہ احسان کی برکت سے جو واقع ہوئی دودھ مذکور میں باوجود کم ہونے اس کے سے یہاں تک کہ سب لوگ سیراب ہوئے اور دودھ باقی چھوڑا اور پینے کی ابتدا میں بسم اللہ کہی اور اس حدیث میں فائدے ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے، مستحب ہے پینا بیٹھ کر اور خادم قوم کا جب ان پر پھیرے وہ چیز کہ پئیں تو لے برتن کو ہر ایک سے اور اس کے پاس والے کو دے اور نہ چھوڑے پینے

والے کو کہ وہ خود اپنے ساتھی کو دے اس واسطے کہ اس میں ایک قسم ذلت ہے مہمان کی اور ایک حدیث میں معجزہ ہے عظیم اور اس کی نظیریں علامات النبوۃ میں گزر چکی ہیں اور مانند تکثیر طعام اور شراب کے ساتھ برکت کے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جائز ہے پیٹ بھر کر کھانا اگر اقصیٰ غایت کو پہنچے واسطے لینے کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے کہ میں اس کے واسطے کوئی راہ نہیں پاتا اور برقرار رکھنا حضرت ﷺ کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اوپر اس کے برخلاف اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ حرام ہونے اس کے کے لیکن احتمال ہے کہ ہو یہ خاص ساتھ اس حال کے سو نہ قیاس کیا جائے گا اس پر غیر اس کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو دنیا میں پیٹ بھر کر کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن بہت بھوکے ہوں گے اور تطبیق دونوں حدیثوں میں یہ ہے کہ زجر محمول ہے اس شخص پر جو پیٹ بھر کر کھانے کی عادت ٹھہرا رکھے کہ اس سے عبادت وغیرہ میں سستی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے اور جواز محمول ہے اس شخص کے حق میں جس کے واسطے یہ کبھی کبھی واقع ہو خاص کر بعد شدت بھوک کے اور بعید جاننے حصول کسی چیز کے اس کے بعد قریب ہے اور اس میں ہے کہ چھپانا حاجت کا اور اشارہ کرنا ساتھ اس کے اولیٰ ہے تصریح سے ساتھ اس کے اور اس میں کرم حضرت ﷺ کا ہے اور اختیار کرنا حضرت ﷺ کا اپنے نفس پر غیر کو اور اسی طرح اپنے اہل اور خادم پر اور اس میں وہ چیز ہے کہ تھے بعض اصحاب اس پر حضرت ﷺ کے زمانے میں تنگ حال سے اور فضیلت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اور بچنا ان کا سوال سے اور کفایت کرنا ساتھ اشارہ کرنے کے اس کی طرف اور مقدم کرنا حضرت ﷺ کی حکم برداری کا اپنے نفس کے حصے پر باوجود شدت حاجت کے اور فضیلت اہل صفہ کی اور اس میں ہے کہ مدعو جب دعوت کرنے والے کے گھر میں پہنچے تو بغیر اجازت مانگنے کے اندر نہ جائے اور اس میں بیٹھنا ہر ایک کا ہے اس مکان میں کہ اس کے لائق ہو اور اس میں اشعار ہے ساتھ ملازمت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے حضرت ﷺ کے اور بلانا بڑے کا اپنے خادم کو ساتھ کنیت کے اور اس میں مرخم کرنا نام کا ہے اور عمل کرنا ساتھ فراست کے اور جواب منادی کا ساتھ لبیک کے اور اجازت مانگنا خادم کا اپنے مخدوم سے جب کہ گھر میں داخل ہو اور سوال کرنا مرد کا اس چیز سے کہ پائے اس کو اپنے گھر میں اس چیز سے کہ معہود نہ ہو اور قبول کرنا حضرت ﷺ کا ہدیہ کو اور لینا اس سے اور اختیار کرنا ساتھ بعد اس کے فقیروں کو اور باز رہنا حضرت ﷺ کا صدقہ کے لینے سے اور رکھنا اس کو اس شخص میں جو اس کا مستحق ہو اور پینا ساقی کا اخیر میں اور پینا گھر والے کا اس کے بعد اور الحمدللہ کہنا نعمت پر اور بسم اللہ پڑھنے وقت پینے کے۔ (فتح)

٥٩٧٢ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُوْلُ إِنِّيْ لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ

٥٩٧٢۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سعد رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ البتہ میں پہلا عرب ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہلے پہل تیر پھینکا اور ہم نے اپنے

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَرَأَيْتُنَا نَغْزُوْ وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ وَهٰذَا السَّمُرُ وَإِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَا لَهٗ خِلْطٌ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُوْ أَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ خِبْتُ إِذًا وَضَلَّ سَعْيِيْ.

آپ کو جہاد کرتے دیکھا اور نہ تھا ہمارے واسطے کھانا مگر پتے درخت حبلہ اور سمر کے کہ یہ دونوں قسم کے درخت ہیں اور ہم میں سے کوئی البتہ پاخانے کے وقت مینگنیاں رکھتا تھا جیسے بکری رکھتی ہے نہ تھا واسطے اس کے ملنا یعنی خشکی کے سبب سے ایک مینگنی دوسرے سے نہ ملتی پھر صبح کی بنو اسد نے کہ واقف کرتے ہیں مجھ کو اسلام پر اور تعلیم کرتے ہیں مجھ کو احکام اور فرائض میں نا امید ہوا میں اس وقت اور ضائع ہوئی میری کوشش۔

فائدہ: بنو اسد بھائی ہیں کنانہ کے جو قریش کی جد ہے اور سعد کوفہ کے حاکم تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے تو بنو اسد نے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس کی شکایت کی اور کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ اچھی نماز نہیں پڑھتا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر دیا تب سعد رضی اللہ عنہ نے یہ کہا یعنی انکار کیا کہ بنو اسد اس لائق نہیں کہ مجھ کو احکام تعلیم کریں باوجود سابق ہونے اور قدیم ہونے صحبت میری کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں کہ وہ نماز اچھی نہیں پڑھتا اور بنو اسد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب مرتد ہو گئے تھے جب کہ طلیحہ اسدی نے پیغمبری کا دعویٰ کیا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑائی کی اور ان کو توڑا اور باقی پھر مسلمان ہوئے اور طلیحہ بھی مسلمان ہوا اور اگر کوئی کہے کہ کس طرح جائز تھا واسطے سعد رضی اللہ عنہ کے یہ کہ اپنے نفس کی مدح کریں اور حالانکہ یہ منع ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ مقصود سعد رضی اللہ عنہ کا اظہار حق کا اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر تھا اور یہ مکروہ نہیں ہے۔ (فتح)

٥٩٧٣ ـ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ بُرٍّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ.

۵۹۷۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں پیٹ بھر کر کھایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نے جب سے مدینے میں آئی گندم کی روٹی سے تین راتیں پے در پے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے۔

فائدہ: خارج ہے اس نفی سے جو تھی اس میں ہجرت سے پہلے گندم کی روٹی سے اور نیز خارج ہے اس سے وہ چیز جو سوائے اس کے ہے اقسام کھانے کی چیزوں سے اور نیز خارج ہے اس سے کھانا گندم کی روٹی کا متفرق اور مراد راتیں ساتھ دنوں کے ہیں اور قول اس کا کہ یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو اس میں اشارہ ہے طرف ہمیشہ رہنے اس حالت کی مدت اقامت کی مدینے میں اور وہ دس سال ہیں ساتھ اس چیز کے کہ ان میں ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفروں سے جہاد میں اور حج میں اور عمرہ میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان

سے کھانے کے بعد روٹی کا ٹکڑا نہیں اُٹھایا گیا جو زیادہ بچا ہو اور ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ حضرت ﷺ کی آل نے لاون والی روٹی سے پیٹ بھر کر نہیں کھایا اخرجہ مسلم اور ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ حضرت ﷺ کے لوگوں نے دو دن پے در پے جو کی روٹی سے پیٹ بھر کر نہیں کھایا یہاں تک کہ فوت ہوئے اور ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ حضرت ﷺ پر چار مہینے گزرتے تھے نہیں پیٹ بھر کر کھاتے گندم کی روٹی سے کہا طبری نے کہ یہ بات بعض لوگوں پر مشکل ہوئی ہے کہ حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب کئی کئی دن تک بھوکے رہتے تھے باوجود اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر کا خرچ جمع کرتے تھے اور یہ کہ حضرت ﷺ نے ایک بار ہزار اونٹ چار آدمیوں کے درمیان تقسیم کیا اس مال سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا اور یہ کہ حضرت ﷺ نے اپنی عمر میں سو اونٹ قربانی کی اور ان کو ذبح کر کے مسکینوں کو کھلایا اور اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب کے پاس بھی بہت مال موجود تھے اور وہ اپنی جان اور مال کو حضرت ﷺ کے آگے خرچ کرتے تھے اور ایک بار حضرت ﷺ نے اصحاب کو صدقہ کرنے کا حکم کیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے آئے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ آدھا اور حضرت ﷺ نے جیش عسرہ کے سامان درست کرنے کا حکم کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہزار اونٹ دے کر اس کا سامان درست کر دیا تو جواب اس کا یہ ہے کہ ایسا خرچ کرنا ان کا کبھی کبھی تھا ہر وقت نہ تھا نہ واسطے تنگی کے بلکہ کبھی واسطے ایثار کے اور کبھی واسطے کراہت پیٹ بھر کر کھانے کے اور جس چیز کی اس نے مطلق نفی کی ہے اس میں نظر ہے اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ کبھی تنگی کے سبب سے تھا اور ابن حبان نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جو تم کو بتلا دے کہ ہم کھجور سے پیٹ بھر کر کھاتے تھے تو اس نے تم سے جھوٹ کہا سو جب قریظہ فتح ہوا تو ہم نے کھجور اور چربی پائی اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا کہ اب ہم کھجوروں سے پیٹ بھر کر کھائیں گے اور حق یہ ہے کہ بہت لوگ ان میں سے ہجرت سے پہلے تنگی میں تھے جب کہ مکے میں تھے پھر جب انہوں نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو اکثر اسی طرح تھے سو انصار نے ان سے سلوک کیا رہنے کو گھر دیا اور دودھ والے جانور دودھ پینے کو دیئے سو جب نضیر اور جو اس کے بعد ہیں فتح ہوئے تو انہوں نے انصار کو وہ چیزیں واپس کر دیں اور ایک حدیث میں ہے کہ البتہ مجھ پر تیس دن گزرے اور نہ تھا واسطے میرے اور بلال رضی اللہ عنہ کے کھانا مگر جو بلال رضی اللہ عنہ کی بغل میں چھپے، اخرجہ الترمذی ہاں حضرت ﷺ اختیار کرتے تھے اس تنگی کے باوجود امکان حاصل ہونے وسعت اور کشائش دنیا کے جیسا کہ ترمذی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ میرے رب نے مجھ سے کہا تا کہ میرے واسطے مکہ کے بطحا کو سونا کر ڈالے سو میں نے کہا کہ نہ اے میرے رب! میں نہیں چاہتا لیکن میں ایک دن پیٹ بھر کر کھاتا ہوں اور ایک دن بھوکا رہتا ہوں سو جب میں بھوکا ہوتا ہوں تو تیری طرف عاجزی کرتا ہوں اور جب میں پیٹ بھر کر کھاتا ہوں تو تیرا شکر ادا کرتا ہوں۔ (فتح)

٥٩٧٤ ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ هُوَ الْأَزْرَقُ عَنْ مِسْعَرِ بْنِ كِدَامٍ عَنْ هِلَالٍ الْوَزَّانِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا أَكَلَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُكْلَتَيْنِ فِي يَوْمٍ إِلَّا إِحْدَاهُمَا تَمْرٌ.

۵۹۷۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے لوگوں نے ایک دن میں دو لقمے نہیں کھائے مگر کہ ایک دونوں میں سے کھجور تھی۔

فائدہ: اور مراد آل محمد ﷺ سے خود حضرت ﷺ کی ذات ہے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ کھجور ان کے پاس آسان تھی اس کے غیر سے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ اکثر اوقات نہیں پاتے تھے دن میں مگر ایک لقمہ اور اگر دو لقمے پاتے تو ایک کھجور ہوتی۔

٥٩٧٥ ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَدَمٍ وَحَشْوُهُ مِنْ لِيْفٍ.

۵۹۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا بچھونا چمڑے سے تھا اور اس کی روئی کھجور کی چھیل سے تھی یعنی بجائے روئی کے اس میں کھجور کی چھیل بھری تھی۔

٥٩٧٦ ـ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ كُنَّا نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ وَقَالَ كُلُوْا فَمَا أَعْلَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَغِيْفًا مُرَقَّقًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَلَا رَأٰى شَاةً سَمِيْطًا بِعَيْنِهِ قَطُّ.

۵۹۷۶۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تھے اور ان کا روٹی پکانے والا کھڑا تھا سو کہا کھاؤ سو میں حضرت ﷺ کو نہیں جانتا کہ پتلی روٹی یعنی چپاتی دیکھی ہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے ملے اور نہ دیکھی بکری بھنی ہوئی اپنی دونوں آنکھوں سے کبھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاطعمہ میں گزر چکی ہے۔

٥٩٧٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَأْتِي عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَا نُوْقِدُ فِيْهِ نَارًا إِنَّمَا هُوَ التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنْ نُؤْتٰى بِاللُّحَيْمِ.

۵۹۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم پر مہینہ آتا تھا ہم اس میں آگ نہ جلاتے تھے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کھجور اور پانی تھا مگر یہ کہ ہم کچھ گوشت لائے جاتے۔

٥٩٧٨ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ ابْنَ أُخْتِيْ إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِيْ شَهْرَيْنِ وَمَا أُوْقِدَتْ فِيْ أَبْيَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ فَقُلْتُ مَا كَانَ يُعِيْشُكُمْ قَالَتِ الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَآءُ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيْرَانٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ كَانَ لَهُمْ مَنَائِحُ وَكَانُوْا يَمْنَحُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَبْيَاتِهِمْ فَيَسْقِيْنَاهُ.

۵۹۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عروہ سے کہا اے میرے بھانجے! بے شک ہم چاند کو دیکھتے تھے تین چاند دو مہینوں میں اور نہ جلائی جاتی تھی حضرت ﷺ کے گھروں میں آگ سو میں نے کہا کہ تمہاری گزران کیا تھی؟ کہا کہ دونوں کالی چیزیں کھجور اور پانی مگر یہ کہ چند انصاری حضرت ﷺ کے ہمسائے تھے ان کے پاس دودھ والی بکریاں تھیں وہ حضرت ﷺ کو دودھ دیا کرتے تھے سو حضرت ﷺ ہم کو وہ دودھ پلاتے تھے۔

فائدہ: مراد ساتھ تیسرے چاند کے تیسرے مہینے کا چاند ہے اور وہ نظر آتا ہے وقت گزر جانے دو مہینوں کے اور اس کے دیکھنے کے تیسرے ماہ کا اول داخل ہونا ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف ثانی حال کے اس کے بعد کہ فتح ہوا قریظہ وغیرہ۔

٥٩٧٩ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْ آلَ مُحَمَّدٍ قُوْتًا.

۵۹۷۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی! محمد ﷺ کی آل بیت کی روزی بقدر زندگی کے کر یعنی اتنی روزی دے جس میں زندگی کی رمق باقی رہے مال کی بہتایت نہ ہو اس واسطے کہ کشائش رزق میں اکثر غفلت ہوتی ہے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اور حضرت ﷺ کی بیویاں دو دو تین تین رات بھوکی سو رہتی تھیں رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے اہل بیت نے جو کی روٹی سے دو روز برابر پیٹ بھر کر نہیں کھایا اور روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے کئی بار سنا فرماتے تھے کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ حضرت ﷺ کے اہل بیت کے پاس کسی دن ایک صاع اناج یا کھجور کا نہ ہوتا تھا اور البتہ اس وقت حضرت ﷺ کی نو بیویاں تھیں اور روا قع ہوا ہے

مسلم کی روایت میں اللهم اجعل رزق آل محمد قوتا اور یہی ہے معتمد اس واسطے کہ لفظ حدیث باب کا صالح ہے واسطے اس کے کہ ہو دعا ساتھ طلب قوت کے اس دن میں اور احتمال ہے کہ طلب کیا ہو واسطے ان کے قوت کو بخلاف لفظ دوسرے کے کہ وہ معین کرتا ہے دوسرے احتمال کو اور وہ دلالت کرتا ہے روزی پر بقدر قوت کے کہا ابن بطال نے کہ اس میں دلیل ہے اوپر فضیلت کفاف کے یعنی روزی بقدر زندگی کے اور زہد کرنا اس چیز میں کہ اس سے زائد ہے واسطے رغبت کرنے کے بیچ بہت ہونے آخرت کی نعمتوں کے اور واسطے مقدم کرنے باقی چیز کے اوپر فانی کے سو لائق ہے کہ امت اس بات میں حضرت ﷺ کی پیروی کرے کہا قرطبی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ حضرت ﷺ نے کفاف کو طلب کیا اس واسطے کہ وقت وہ ہے جو بدن کو قوت دے اور حاجت سے باز رکھے اور اس حالت میں سلامتی ہے آفات غنا اور فقر دونوں سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ

میانہ روی اور ہمیشگی کرنی عمل پر یعنی نیک عمل پر

فائدہ: یعنی میانہ روی کرنا مستحب ہے اور آئندہ آئے گا کہ تفسیر کیا ہے انہوں نے سداد کو ساتھ میانہ روی کے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت اور اس باب میں آٹھ حدیثوں کو ذکر کیا ہے اکثر مکرر ہیں اور بعض میں کچھ زیادہ ہے اور حاصل سب حدیثوں کا رغبت دلانا ہے اوپر ہمیشگی کرنے عمل نیک کے اگرچہ کم ہو اور یہ کہ کوئی آدمی اپنے عمل سے بہشت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوگا اور قصہ حضرت ﷺ کے دیکھنے کا بہشت اور دوزخ کو نماز میں اور اول وہی مقصود ہے ساتھ ترجمہ کے اور دوسرے کو موافقت کے واسطے ذکر کیا ہے یا اس کو بھی تعلق ہے اور تیسرے کو بھی تعلق ہے ساتھ طریق خفی کے۔

٥٩٨٠ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَشْعَثَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الدَّائِمُ قَالَ قُلْتُ فَأَيَّ حِيْنٍ كَانَ يَقُوْمُ قَالَتْ كَانَ يَقُوْمُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ.

٥٩٨٠۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت ﷺ کے نزدیک بہت پیارا عمل کون سا تھا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جو ہمیشہ ہوتا رہے، میں نے کہا کہ کس وقت اٹھتے تھے؟ کہا اٹھتے تھے جب کہ مرغ کی آواز سنتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التہجد میں گزر چکی ہے۔

٥٩٨١ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ

٥٩٨١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ بہت پیارا عمل حضرت ﷺ کے نزدیک وہ تھا جس پر اس کا کرنے

كَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَدُوْمُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ.

والا ہمیشگی کرے۔

فائدہ: اور یہ حدیث مفسر ہے واسطے پہلی حدیث کے۔

۵۹۸۲ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يُّنَجِّيَ أَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهُ قَالُوْا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا وَشَيْءٌ مِّنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا.

۵۹۸۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو اس کا عمل بہشت میں داخل نہیں کرے گا اصحاب نے کہا اور نہ آپ کو بھی یا حضرت! فرمایا اور مجھ کو میرا عمل بہشت میں نہ لے جائے گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنے فضل اور رحمت میں ڈھانک لے میانہ روی اختیار کرو اور نہ قصور کرو یعنی عبادت میں سختی اور تشدید نہ کرو کہ اس سے تھک جاؤ اور عمل چھوڑ دینے کی طرف نوبت پہنچائے اور سیر کرو صبح اور شام کو اور کچھ رات سے اور لازم پکڑو راہ میانہ اور معتدل کو منزل کو پہنچ جاؤ گے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث معارض ہے اس آیت کو ﴿تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ أُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ اور تطبیق آیت اور حدیث کے درمیان اس طور سے ہے کہ آیت محمول ہے اس پر کہ بہشت میں درجے عمل سے ملتے ہیں اس واسطے کہ بہشت کے درجے متفاوت ہیں باعتبار تفاوت عملوں کے جیسا عمل ویسا درجہ اور حدیث محمول ہے اوپر داخل ہونے جنت کے اور ہمیشہ رہنے کے بیچ اس کے اور کہا عیاض نے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے توفیق دینی اس کی واسطے عمل کے اور ہدایت کرنی واسطے بندگی کے اور نہیں مستحق ہے ان سب کو عامل اپنے عمل سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے اور کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ حاصل ہوتے ہیں اس سے چار جواب اول یہ کہ عمل کرنے کی توفیق دینی بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوتی تو ایمان حاصل نہ ہوتا اور نہ حاصل ہوتی طاعت جس کے ساتھ نجات حاصل ہوتی ہے جب عمل کی توفیق دینی بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے اور عمل بہشت میں داخل ہونے کا سبب ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بہشت میں داخل ہوگا محض عمل سے پس نہیں ہے تعارض درمیان آیت اور حدیث کے، دوسرا یہ کہ منافع غلام کے سردار کے واسطے ہیں پس عمل اس کا مستحق ہے واسطے مالک اس کے کے سو جو اللہ تعالیٰ اس پر انعام کرے گا وہ اس کا فضل ہے، تیسرا یہ کہ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ نفس دخول بہشت کا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے اور درجات کا ملنا عملوں سے ہے، چوتھا یہ کہ عمل بندگی کے تھوڑے زمانے میں ہوتے ہیں اور ثواب تمام نہیں ہوتا پس

دینا ایسے انعام کا کہ نہ تمام ہونے والا ہو اس عمل کے بدلے میں جو تمام ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے نہ بیچ مقابلے عملوں کے اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے جواب اور تطبیق میں بیچ آیت اور حدیث کے اور وہ یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اس پر کہ محض عمل من حیث ہو نہیں فائدہ دیتا ہے عامل کو واسطے داخل ہونے کے بہشت میں جب تک کہ مقبول نہ ہو اور قبول کرنا عمل کا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس کا قبول ہونا فقط اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حاصل ہوتا ہے جس سے عمل قبول ہو بنا بر اس کے پس معنی قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ جو عمل کرتے ہو عمل مقبول سے کہا مازری نے کہ مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ ثواب دینا اللہ تعالیٰ کا اس کو جو اس کی بندگی کرے اس کے فضل سے ہے اور اسی طرح سزا دینا اس کو جو اس کی نافرمانی کرے اس کے عدل سے اور نہیں ثابت ہوتا ہے کوئی دونوں میں سے مگر ساتھ سمع کے اور جائز ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے کہ عذاب کرے فرمانبردار کو اور ثواب دے نافرمان کو لیکن اس نے خبر دی کہ اس طرح نہیں کرے گا اور اس کی خبر سچی ہے اس میں خلاف نہیں اور یہ حدیث ان کے قول کو قوی کرتی ہے اور معتزلوں پر رد کرتی ہے کہ انہوں نے عملوں کا بدلہ اپنی عقل سے ثابت کیا ہے اور ان کے واسطے اس میں بہت خبط ہے اور یہ جو کہا کہ نہ آپ کو بھی تو کہا کرمانی نے کہ جب کہ نہ داخل ہوں گے سب لوگ بہشت میں مگر اس کی رحمت سے تو وجہ تخصیص حضرت ﷺ کے ساتھ ذکر کی یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ کا بہشت میں داخل ہونا یقینی امر ہے اور وہ بھی نہ داخل ہوں گے بہشت میں مگر اس کی رحمت سے تو حضرت ﷺ کا غیر بطریق اولیٰ داخل نہ ہو گا مگر اس کی رحمت سے اور یہ جو کہا کہ میانہ روی اختیار کرو تو مسلم کی روایت میں لیکن میانہ روی اختیار کرو اور معنی اس استدراک کے یہ ہیں کہ کبھی سمجھی جاتی ہے کہ نفی مذکور سے نفی فائدے عمل کے کی سو گویا کہ کہا گیا کہ بلکہ اس کے واسطے فائدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ عمل علامت ہے اوپر وجود رحمت کے جو عامل کو بہشت میں داخل کرتی ہے پس عمل کرو اور قصد کرو ساتھ عمل اپنے کے صواب کو یعنی اتباع سنت کو اخلاص وغیرہ سے تاکہ قبول ہو تمہارا عمل اور تم پر رحمت اترے اور یہ جو کہا کہ صبح و شام کو سیر کرو یعنی عبادت کرو صبح اور شام کو تو اس میں اشارہ ہے طرف روزے تمام دن کے کی اور قیام بعض رات کے کی اور طرف عام تر کی اس سے تمام وجوہ عبادت سے اور اس میں اشارہ ہے طرف ترغیب کی اوپر نرمی کرنے کے عبادت میں اور وہ موافق ہے واسطے ترجمہ کے اور تعبیر کے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر سیر کے اس واسطے کہ عابد مانند سیر کرنے والے کی ہے طرف محل اقامت اپنے کے اور وہ بہشت ہے۔

٥٩٨٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

۵۹۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو اور نہ قصور کرو عملوں میں اور جانو کہ کسی کو اس کا عمل بہشت میں داخل نہیں کرے گا اور بہت پیارا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے

سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاعْلَمُوْا أَنْ لَّنْ يُّدْخِلَ أَحَدَكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَأَنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ.

اگر چہ تھوڑا ہو۔

فائدہ: اور یہ جواب ہے سوال کا جو آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵۹۸۴ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ وَقَالَ اكْلَفُوْا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ.

۵۹۸۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیارا عمل کون سا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہمیشہ ہوتا رہے اگر چہ کم ہو اور لازم پکڑو عملوں سے جو تم سے ہو سکے۔

فائدہ: اور حکمت اس میں یہ ہے کہ جو عمل کو ہمیشہ کرتا رہے وہ خدمت کا ملازم رہتا ہے پس بہت کرتا ہے طاعت تردد کو طرف باب طاعت کی ہر وقت تا کہ بدلہ دیا جائے ساتھ نیکی کے واسطے کثرت تردد اس کے کی سو نہیں ہے وہ مثل اس شخص کی جو خدمت کی ملازمت کرے مثلاً پھر اس سے ٹوٹ جائے اور نیز عامل جب عمل کو چھوڑ دے تو ہو جاتا ہے مانند معرض کی بعد وصل کے پس تعرض کرتا ہے واسطے ذم اور جفا کے اور اسی واسطے وارد ہوئی ہے وعید اس شخص کے حق میں جو قرآن یاد کر کے بھول جائے اور مراد ساتھ عمل کے اس جگہ نماز اور روزہ وغیرہ عبادات ہیں۔ (فتح)

۵۹۸۵ - حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ كَيْفَ كَانَ عَمَلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْأَيَّامِ قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهُ دِيْمَةً وَأَيُّكُمْ يَسْتَطِيْعُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَطِيْعُ.

۵۹۸۵۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اے مسلمانوں کی ماں! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کس طرح تھا، کیا کسی دن کو خاص کرتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں آپ کا عمل دائمی تھا یعنی ہمیشہ کرتے رہتے تھے کبھی چھوڑتے نہ تھے اور تم میں سے کون کر سکتا ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کر سکتے تھے یعنی عبادت میں بطور کمیت کے ہو یا کیفیت خشوع اور خضوع اور اخلاص سے۔

فائدہ: قول اس کا کوئی دن خاص کرتے تھے یعنی ساتھ عبادت مخصوصہ کے کہ ویسے اور دن میں نہ کرتے ہوں۔ (فتح)

۵۹۸۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۵۹۸۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَأَبْشِرُوْا فَإِنَّهُ لَا يُدْخِلُ أَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهُ قَالُوْا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ قَالَ أَظُنُّهُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَقَالَ عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَدِّدُوْا وَأَبْشِرُوْا قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿قَوْلًا سَدِيْدًا﴾ وَسَدَادًا صِدْقًا.

نے فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو اور قربت چاہو اور بشارت لو سو البتہ کسی کو اس کا عمل بہشت میں داخل نہیں کرے گا، اصحاب نے عرض کیا، اور نہ آپ کو بھی یا حضرت!؟ فرمایا اور مجھ کو بھی میرا عمل بہشت میں داخل نہ کرے گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنے فضل اور رحمت سے ڈھانک لے کہا اور میں گمان کرتا ہوں اس کو ابوالنضر سے ابوسلمہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یعنی جائز ہے کہ موسیٰ نے یہ حدیث ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے نہ سنی ہو اور کہا عفان نے کہ حدیث بیان کی ہم سے وہیب نے موسیٰ سے اس نے کہا سنا میں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو اور بشارت لو اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے سدید اور سدادا کے معنی صدق کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾ یعنی کہو سچی بات۔

فائدہ: ایک روایت میں اس کا سبب یہ واقع ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کی جماعت پر گزرے اور وہ ہنستے تھے سو فرمایا کہ اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ تھوڑا ہنستے اور بہت روتے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام آیا سو کہا کہ تمہارا رب کہتا ہے کہ میرے بندوں کو نا اُمید مت کرو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف پھرے اور ان کو فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو اور عملوں میں قصور نہ کرو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾ کی تفسیر میں آیا ہے کہ وہ یہ ہے کہ کہے اس کو جو قریب المرگ ہو کہ اپنی جان کے واسطے آگے بھیج اور اپنی اولاد کے پیچھے چھوڑ اور دوسری روایت میں متن کا فقط کا ایک ٹکڑا بیان کیا ہے اس واسطے کہ غرض اس سے فقط بیان کرنا اتصال سند کا ہے۔ (فتح)

٥٩٨٧۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى لَنَا يَوْمًا الصَّلَاةَ ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدِهٖ

٥٩٨٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہم کو نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھے سو اپنے ہاتھ سے مسجد کے قبلے کی طرف اشارہ کیا فرمایا کہ البتہ مجھ کو بہشت اور دوزخ کی صورت دکھائی گئی اس دیوار کی طرف میں جب سے میں نے تم کو نماز پڑھائی سو نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز خیر اور شر میں جیسے آج دیکھی دو بار فرمایا۔

قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ قَدْ أُرِيْتُ الْآنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلَاةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِيْ قُبُلِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ مَرَّتَيْنِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الاعتصام میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور اس حدیث میں ترغیب ہے اوپر مداومت عمل کے یعنی ہمیشگی کرنے کے عمل پر اس واسطے کہ بہشت اور دوزخ کی صورت جس کی آنکھ میں دکھلائی گئی تو یہ اس کو باعث ہوگی کہ بندگی پر ہمیشگی کرے اور گناہ سے باز رہے اور ساتھ اس تقریر کے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے۔ (فتح)

بَابُ الرَّجَاءِ مَعَ الْخَوْفِ — اُمید ساتھ خوف کے

فائدہ: یعنی یہ مستحب ہے سو نہ قطع کی جائے نظر خوف سے اُمید میں اور نہ اُمید سے خوف میں یعنی اگر اللہ تعالیٰ سے ڈر رکھے تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بھی اُمید رکھے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بھی امید رکھے تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھی ڈرتا رہے اس واسطے کہ اگر صرف اُمید رکھے اور خوف نہ رکھے تو یہ مکر کی طرف نوبت پہنچائے گا اور اگر صرف خوف رکھے اُمید نہ رکھے تو نا اُمیدی کی طرف نوبت پہنچائے گا اور دونوں امر برے ہیں اور مقصود اُمید رکھنے سے یہ ہے کہ جس سے کوئی قصور واقع ہو تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رکھے بدگمان نہ ہو اور اُمیدوار رہے کہ اس کا گناہ اس سے مٹایا جائے گا اور اسی طرح جس سے بندگی واقع ہو وہ اس کے قبول کی امید رکھے اور بہرحال جو غرق ہو گناہ میں اور اُمیدوار ہو وہ اس کا کہ اس کو مؤاخذہ نہیں ہوگا بغیر نادم ہونے اور الگ ہونے کے گناہ سے تو یہ غرور ہے اور کیا خوب ہے قول ابو عثمان جیزی کا کہ نیک بختی کی علامت یہ ہے کہ تابعداری کرے اور ڈرتا رہے نہ قبول ہونے سے اور بدبختی کی نشانی یہ ہے کہ گناہ کرے اور نجات کی اُمید رکھے اور البتہ ابن ماجہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! ﴿الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ کیا مراد اس سے وہ شخص ہے جو حرام کاری اور چوری کرے؟ فرمایا کہ نہیں لیکن مراد وہ شخص ہے کہ روزہ رکھے اور خیرات کرے اور نماز پڑھے اور اس کے نہ قبول ہونے سے ڈرے اور حالت صحت میں اس کے مستحب ہونے پر تو سب کا اتفاق ہے اور بعض نے کہا کہ اولیٰ یہ ہے کہ حالت صحت میں خوف زیادہ ہو اور بیماری میں اس کا عکس ہو اور بہرحال جب موت قریب ہو تو سب قوم نے کہا کہ مستحب ہے کہ اس حالت میں صرف اُمید ہی رکھے اس واسطے کہ وہ شامل ہے اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج ہونے کو دیا اس واسطے کہ ترک خوف کا گناہ دشوار ہو چکا ہے سو متعین ہوگا کہ اللہ تعالیٰ

کے ساتھ نیک گمان رکھے اور اس کی معافی اور مغفرت کا اُمید وار رہے اور تائید کرتی ہے اس کو یہ حدیث کہ نہ مرے کوئی مگر اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان رکھتا ہو اور لوگوں نے کہا کہ خوف کی جانب کو بالکل نہ چھوڑ دے اس طور سے کہ یقین کرے کہ وہ اس میں ہے اور تائید کرتی ہے وہ چیز جو ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان پر داخل ہوئے اور وہ موت میں تھا یعنی قریب الموت تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا؟ اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتا ہوں اور اپنے گناہ سے ڈرتا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں اس وقت کسی بندے کے دل میں جمع نہ ہوں گی مگر کہ اللہ تعالیٰ اس کو دے گا جو امید رکھتا ہے اور امن میں رکھے گا اس چیز سے کہ ڈرتا ہے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اس کی طرف اور چونکہ اس کی شرط پر نہ تھی تو وارد کی وہ چی جو اس سے لی جاتی ہے اگرچہ نہیں ہے مساوی واسطے اس کے تصریح میں ساتھ مقصود کے۔ (فتح)

وَقَالَ سُفْيَانُ مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ ﴿لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيْلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾.

کہا سفیان نے نہیں قرآن میں کوئی آیت جو مجھ پر سخت تر ہو اس آیت سے کہ نہیں ہو تم کسی چیز پر یہاں تک کہ قائم کرو توراۃ اور انجیل کو اور جو تم پر اتارا گیا تمہارے رب کی طرف سے۔

فائدہ: اس اثر کی شرح مائدہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو نہ عمل کرے ساتھ مضمون کتاب کے جو اتاری گئی ہے اس پر تو نہیں حاصل ہوتی ہے واسطے اس کے نجات لیکن احتمال ہے کہ ہو اصر سے جو لکھا گیا تھا اگلی امتوں پر سو حاصل ہو گی اُمید ساتھ اس طریق کے ساتھ خوف کے۔ (فتح)

٥٩٨٨ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الرَّحْمَةَ يَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهٗ تِسْعًا وَّتِسْعِيْنَ رَحْمَةً وَّأَرْسَلَ فِيْ خَلْقِهٖ كُلِّهِمْ

٥٩٨٨ ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے رحمت کو پیدا کیا جس دن کہ پیدا کیا سو رحمت سو ننانوے حصے رحمت کے اپنے پاس رکھے اور ایک حصہ رحمت کو اپنی سب خلق میں بھیجا سو اگر کافر اللہ تعالیٰ کی سب رحمت کو جانے تو باوجود کفر کے بہشت سے نا اُمید نہ ہو اور اگر ایمان دار اللہ تعالیٰ کے سب عذاب کو جانے تو دوزخ سے ہرگز نڈر نہ ہو۔

رَحْمَةً وَّاحِدَةً فَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ بِكُلِّ الَّذِيْ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْئَسْ مِنَ الْجَنَّةِ وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِيْ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ.

فائدہ: اور مراد ساتھ رحمت کے اس جگہ وہ چیز ہے کہ واقع ہو صفات فعل سے کما سیاتی انشاء اللہ تعالٰی پس نہیں حاجت ہے اس تاویل کی جو ابن جوزی رحمہ اللہ نے کی ہے کہ رحمت صفت فعل ہے اللہ تعالٰی کی ذاتی صفات سے اور نہیں ہے وہ ساتھ معنی رقت قلب کے جو آدمیوں کی صفت ہے اور یہ جو کہا کہ اگر ایماندار جانے تو حکمت بیچ تعبیر کے ساتھ مضارع کے سوائے ماضی کے اشارہ ہے اس کی طرف کہ نہیں واقع ہوا ہے واسطے اس کے علم اس کا اور نہ واقع ہوا گا اس واسطے کہ جب آئندہ زمانے میں منع ہے تو ماضی میں بطریق اولیٰ منع ہوگا اور یہ جو کہا کہ بہشت سے نا اُمید نہ ہوتا تو بعض نے کہا کہ اگر کافر رحمت کی وسعت کو جانے تو البتہ ڈھانک لے اس چیز کو کہ جانتا ہے اس کو عذاب کے بڑے ہونے سے پس حاصل ہوگی واسطے اس کے اُمید یا مراد یہ ہے کہ متعلق علم اس کے کا ساتھ وسعت رحمت کے باوجود نہ التفات کرنے اس کے طرف مقابل اس کے کی طمع دے اس کو رحمت میں اور مطابقت حدیث کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ وہ شامل ہے وعدے اور وعید پر جو تقاضا کرنے والے ہیں واسطے امید اور خوف کے سو جو جانے کہ اللہ تعالٰی کی صفات سے رحمت واسطے اس شخص کے جس پر رحم کرنا چاہیے اور بدلہ لینا اس شخص سے جس سے بدلہ لینا چاہیے نہ نڈر ہو وہ اس کی سزا سے جو اس کی رحمت کا اُمیدوار ہو اور نا اُمید نہ ہو اس کی رحمت سے جو اس کی سزا سے ڈرتا ہو اور یہ باعث ہے اوپر بچنے کے گناہ سے اگرچہ صغیرہ ہو اور لازم کرنا بندگی کو اگرچہ تھوڑی ہو کہا گیا کہ پہلے جملے میں ایک قسم کا اشکال ہے اس واسطے کہ بہشت کافر کے لیے پیدا نہیں ہوئی اور نہیں اُمید ہے واسطے کافر کے بیچ اس کے سو نہیں بعید ہے کہ طمع کرے بہشت میں جو اپنے آپ کو کافر نہ اعتقاد کرتا ہو سو مشکل ہوگا مرتب ہونا جواب کا اپنے ماقبل پر اور جواب دیا گیا ہے کہ بیان کیا گیا ہے یہ کلمہ واسطے ترغیب ایماندار کے بیچ کشادگی رحمت اللہ تعالٰی کی کے اور فراخی اس کی کے کہ اگر کافر اس کو جانتا جس پر لکھا گیا ہے کہ اس پر مہر کی جائے گی کہ اس کا کوئی حصہ رحمت میں نہیں ہے تو البتہ جلدی کرتا اس کی طرف اور اس سے نا اُمید نہ ہوتا یا تو ساتھ ایمان اپنے کے جو مشروط ہے اور یا واسطے قطع نظر کے شرط سے باوجود یقین اس کے کہ وہ باطل پر ہے اور بدستور رہنے اس کے اوپر اس کی عداوت سے اور جب کہ یہ ہے حال کافر کا تو کس طرح نہ امید رکھے گا اس میں ایماندار جس کو ہدایت کی ہے اللہ تعالٰی نے واسطے ایمان کے اور البتہ وارد ہو چکا ہے کہ شیطان امید کرے گا واسطے شفاعت کے دن قیامت کے واسطے اس کے کہ رحمت کی فراخی دیکھے گا روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور اس میں ضعف ہے اور البتہ کلام

کیا ہے کرمانی نے اس جگہ جس کا حاصل یہ ہے کہ لَوْ اس جگہ واسطے انتفا ثانی کے ہے اور وہ امید ہے واسطے منتفی ہونے اول کے اور وہ علم ہے سو مشابہ ہے اس کے کہ اگر تو میرے پاس آیا تو میں تیری تکریم کروں گا اور نہیں واسطے انتفا اول کے بسبب انتفا ثانی کے جیسی کہ بحث کی ہے اس کی ابن حاجب نے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا﴾ اور علم نزدیک اللہ تعالیٰ کے کہا اور مقصود حدیث سے یہ ہے کہ لائق ہے واسطے مکلّف کے یہ کہ ہو درمیان خوف اور اُمید کے تا کہ نہ ہو زیادتی کرنے والا امید میں اس طور سے کہ ہو جائے فرقہ مرجیہ سے جو قائل ہیں کہ ایمان کے ساتھ کوئی چیز ضرر نہیں کرتی اور نہ زیادتی کرنے والا خوف میں اس طور سے کہ ہو جائے خارجیوں اور معتزلہ سے جو قائل ہیں کہ اگر کبیرہ گناہ والا بغیر توبہ کے مر جائے تو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا بلکہ دونوں کے درمیان رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿يَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ﴾ اور جو دین اسلام کو تلاش کرے پائے گا اس کے قواعد کو اس کے اصول کو اور فروعات سب کو جانب وسط میں، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الصَّبْرِ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ — اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا

فائدہ: داخل ہے اس میں ہمیشگی کرنی اوپر فعل واجبات کے اور باز رہنا محرمات سے اور یہ پیدا ہوتا ہے علم بندی کے ساتھ قبح ان کے کے اور یہ کہ حرام کیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے واسطے بچانے اپنے بندے خسیس اور نکمی چیزوں سے پس باعث ہوگا یہ عاقل کو اوپر ترک کرنے اس کے اگرچہ نہ وارد ہوئی ہو اس کے فعل پر وعید اور منجملہ ان کے حیا کرنا ہے اس سے اور ڈرنا اس سے یہ کہ وقع کرے اپنی وعید کو سو چھوڑتا ہے اس کو واسطے بد ہونے اس کی عاقبت کے اور یہ کہ بندہ اس سے جگہ دیکھنے اور سننے کے ہے سو یہ باعث ہوگا اس کو اوپر باز رہنے کے اس چیز سے کہ منع کیا گیا ہے اس کا اور منجملہ ان کی نعمتوں کی رعایت کرنی ہے اس واسطے کہ نافرمانی اکثر اوقات ہوتا ہے سبب واسطے دور ہونے نعمت کے اور منجملہ ان کے اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اس واسطے کہ محبّ روکتا ہے اپنے نفس کو اوپر مراد دوست اپنے کے اور بہت خوب تعریف صبر کی یہ ہے کہ وہ روکنا نفس کا ہے مکروہ سے یعنی جو چیز بری معلوم ہو اور بند کرنا زبان کا شکایت سے اور محنت اور تکلیف اٹھانی اس کی برداشت میں اور انتظار کرنا کشادگی اور آسانی کا اور البتہ ثنا کی ہے اللہ تعالیٰ نے صابروں کی بہت آیتوں میں اور حدیث میں آچکا ہے کہ صبر آدھا ایمان ہے کہا راغب نے کہ صبر بند رکھنا ہے تنگی میں پس صبر روکنا نفس کا ہے اس چیز پر کہ تقاضا کرے اس کو عقل یا شرع اور مختلف ہوتے ہیں معانی اس کے بحسب تعلقات کے سو اگر صبر مصیبت سے ہو تو اس کا نام فقط صبر ہے اور اگر دشمن کی لڑائی میں ہو تو اس کا شجاعت ہے اور اگر کلام سے ہو تو اس کا نام کتمان ہے یعنی چھپانا اور اگر ہو استعمال کرنے اس چیز کے سے کہ منع کیا گیا ہے اس سے تو اس کا نام عفت ہے، میں کہتا ہوں اور یہی اخیر معنی مراد ہیں اس جگہ۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ﴾ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پورا دیا جائے گا صبر کرنے

أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾. والوں کا ان کا ثواب بغیر حساب کے۔

فائدہ: اور مناسبت اس آیت کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ اس کا ابتدا یہ ہے ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ﴾ اور جو اپنے رب سے ڈرے وہ حرام چیزوں سے باز رہتا ہے اور واجبات کو کرتا ہے اور مراد ساتھ قول اس کے بغیر حساب کے مبالغہ ہے زیادتی میں۔

وَقَالَ عُمَرُ وَجَدْنَا خَيْرَ عَيْشِنَا بِالصَّبْرِ اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ پایا ہم نے بہتر گزران اپنے صبر کو

فائدہ: اور صبر اگر عن کے ساتھ متعدی ہو تو گناہوں میں ہوتا ہے اور اگر علی کے ساتھ متعدی ہو تو بندگیوں میں ہوتا ہے اور وہ آیت اور حدیث اور اثر میں دونوں امر کے واسطے ہے اور ترجمہ واسطے بعض اس چیز کے ہے کہ دلالت کی ہے اس پر حدیث نے۔ (فتح)

٥٩٨٩ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُنَاسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَسْأَلْهُ أَحَدٌ مِّنْهُمْ إِلَّا أَعْطَاهُ حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُمْ حِيْنَ نَفِدَ كُلُّ شَيْءٍ أَنْفَقَ بِيَدَيْهِ مَا يَكُنْ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ لَا أَدَّخِرْهُ عَنْكُمْ وَإِنَّهُ مَنْ يَّسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَلَنْ تُعْطَوْا عَطَاءً خَيْرًا وَّأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ.

۵۹۸۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند انصاریوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مال مانگا سو ان میں سے کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال نہ کیا مگر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیا یہاں تک کہ تمام ہوا جو آپ کے پاس تھا یعنی کچھ باقی نہ رہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جب کہ آپ کے پاس کچھ باقی نہ رہا کہ جو میرے پاس مال ہوگا سو میں اس کو تم سے چھپا کر جمع نہ کر رکھوں گا اور جو اپنے آپ کو سوال اور حرام کاموں سے بچائے پرہیز گار بننے کے ارادے سے تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا پرہیز گار کر دے گا اور جو اپنے آپ کو صبر والا بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا صابر کر دے گا اور جو دنیا سے بے پروائی کی نیت رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو دنیا کے مال سے بے پرواہ کر دے گا اور تم کو بہتر اور کشادہ تر صبر سے کوئی نعمت نہیں ملی۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مال مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیا پھر مانگا پھر دیا اور قول اس کا لا ادخرہ عنکم یعنی اس کو تمہارے غیروں کے واسطے جمع کر رکھوں تم سے چھپا کر اور اس حدیث میں ترغیب ہے اوپر بے پرواہ ہونے کے لوگوں سے اور بچنے کے سوال سے ساتھ صبر کے اور توکل کرنے کے اللہ تعالیٰ پر اور انتظار کرنے کی اس چیز کے کہ روزی دے اس کو اللہ تعالیٰ اور یہ کہ صبر افضل ہے اس چیز میں سے کہ

آدمی کو ملے اس واسطے کہ اس کا بدلہ محدود نہیں ہے اور کہا قرطبی نے کہ یستعف کے معنی یہ ہیں کہ باز رہے سوال سے اور قول اس کا یعفه اللّٰہ یعنی بدلہ دے گا اس کو اوپر بچنے اس کے سوال سے ساتھ بچانے منہ اس کے کو اور دفع کرنے فاقہ اس کے کو اور قول اس کا جو بے پروائی چاہے یعنی ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس کے سوائے ہے اور قول اس کا بے پرواہ کر دیتا ہے اس کو یعنی دیتا ہے اس کو وہ چیز جو بے پرواہ ہو ساتھ اس کے سوال سے اور پیدا کرتا ہے اس کے دل میں بے پروائی کو اس واسطے کہ بے پروائی حقیقت میں دل کی بے پروائی ہے اور قول اس کا جو اپنے آپ کو بزور صبر والا بنائے گا یعنی اور صبر کرے یہاں تک کہ حاصل ہو واسطے اس کے رزق اور قول اس کا کہ اللہ تعالیٰ اس کو صابر کر دے گا یعنی اس کو قوت دے گا اور قدرت دے گا اپنے نفس پر یہاں تک کہ وہ اس کا تابعدار ہو جائے گا اور مطیع ہو گا واسطے اُٹھانے شدت کے سو اس وقت اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کو اپنے مطلوب پر ظفر یاب کرتا ہے اور کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ جب تک تھا سوال اور حرام چیزوں سے بچنا تقاضا کرتا چھپانے حال کے کو خلق سے اور ظاہر کرنے غنا کے کو ان سے تو ہو گا صبر صابر معاملہ کرنے والا ساتھ اللہ تعالیٰ کے باطن میں سو واقع ہو گا واسطے اس کے نفع بقدر صدق کے بیچ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا گیا ہے صبر بہتر سب چیزوں سے اس واسطے کہ وہ روکنا نفس کا ہے محبوب چیز کے کرنے سے اور لازم کرنا اس پر کرنا اس چیز کا جس کو وہ مکروہ جانے دنیا میں اس چیز سے کہ اگر اس کو کرے یا چھوڑے تو آخرت میں اس کے ساتھ ایذا پائے اور کہا طیبی نے کہ قول اس کا من یستعف یعفه اللّٰہ یعنی اگر سوال سے بچے اگرچہ نہ ظاہر کرے بے پروائی کو لوگوں سے لیکن اگر اس کو کوئی چیز دی جائے تو اس کو چھوڑے نہیں تو بھرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنا سے اس طور سے کہ نہیں محتاج ہوتا ہے طرف سوال کی اور جو اس پر زیادہ کرے اور ظاہر کرے بے پروائی کو لوگوں سے اور بزور صابر بنے اور اگر دیا جائے کچھ تو نہ قبول کرے تو اونچا درجہ ہے پس صبر جامع ہے واسطے مکارم اخلاق کے اور کہا ابن تین نے کہ معنی قول اس کے یعفه اللّٰہ یہ ہیں کہ یا تو اس کو مال دیتا ہے جس کے ساتھ وہ سوال سے بے پرواہ ہو جائے اور یا اس کو قناعت دیتا ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٥٩٩٠ـ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ حَتّٰى تَرِمَ أَوْ تَنْتَفِخَ قَدَمَاهُ فَيُقَالُ لَهُ فَيَقُولُ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا.

٥٩٩٠ـ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں سوج گئے یا کہا پھول گئے سو آپ کو کہا جاتا کہ آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں؟ سو فرماتے کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تہجد میں گزر چکی ہے اور وجہ مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے یہ ہے کہ شکر کرنا واجب ہے اور ترک کرنا واجب کا حرام ہے اور بیچ مشغول کرنے نفس کے ساتھ فعل واجب کے صبر کرنا ہے فعل حرام چیز کی سے

اور حاصل یہ ہے کہ شکر شامل ہے صبر کرنے کو طاعت پر اور صبر کرنے کو گناہ سے اور کہا بعض اماموں نے کہ صبر مستلزم ہے شکر کو نہیں تمام ہوتا ہے مگر ساتھ اس کے وبالعکس سو جب ایک جاتا رہے تو دوسرا بھی جاتا رہتا ہے اور جو بلا میں ہو سو فرض اس کا صبر ہے اور شکر بہر حال صبر سو واضح ہے اور بہر حال شکر سو واسطے قائم ہونے کے ساتھ حق اللہ تعالیٰ کے اس بلا میں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے بندے پر عبودیت ہے بلا میں جیسے کہ اس کے لیے اس پر عبودیت ہے نعمتوں میں پھر صبر تین قسم پر ہے ایک صبر کرنا گناہ سے ہے سو نہ کرے گناہوں کو اور ایک صبر بندگی پر ہے یہاں تک کہ اس کو ادا کرے اور ایک صبر بلا پر ہے سو نہ شکایت کرے اپنے رب کی بیچ اس کے اور آدمی کے واسطے ان تینوں سے ایک کا ہونا ضروری ہے پس صبر لازم ہے واسطے اس کے ہمیشہ نہیں ہے واسطے اس کے نکلنا اس سے اور صبر سبب ہے ہر کمال کے حاصل ہونے کا جیسا کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف حدیث میں کہ صبر ہر چیز سے بہتر ہے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾. اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرے تو وہ اس کو کفایت کرتا ہے۔

فائدہ: استعمال کیا ہے لفظ آیت کا ترجمہ میں واسطے شامل ہونے اس کے ترغیب کو توکل میں اور گویا کہ یہ اشارہ کیا ہے طرف تقیید اس چیز کی کہ مطلق ہے حدیث باب میں جو پہلے ہے اور یہ استغناء اور صبر کرنا بزور اور بچنا سوال سے اگر مقرون ہو ساتھ توکل کے تو وہی ہے جو نفع دیتا ہے اور مطلوب کو پہنچاتا ہے اور مراد ساتھ توکل کے اعتقاد کرنا اس چیز کا ہے جو دلالت کرتا ہے اس پر یہ آیت ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ اور نہیں ہے مراد ساتھ اس کے ترک کرنا اسباب کا اور اعتماد کرنا اوپر اس چیز کے کہ آتا ہے مخلوق کی طرف سے اس واسطے کہ کبھی یہ کھینچتا ہے طرف ضد اس چیز کی کہ دیکھتا ہے اس کو توکل سے اور البتہ پوچھے گئے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ایک مرد سے جو بیٹھا اپنے گھر میں یا مسجد میں اور کہا کہ میں کچھ کام نہیں کرتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرا رزق لائے تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ مرد علم سے جاہل ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں رکھا ہے اور فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے جیسا کہ چاہیے تو البتہ تم کو رزق دیتا جیسے رزق دیتا ہے پرندوں کو صبح کو خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر آتے ہیں سو ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ صبح وشام رزق کی طلب میں جاتے ہیں کہا اور اصحاب تجارت اور سوداگری کیا کرتے تھے اور اپنے باغوں میں محنت کرتے تھے اور وہ پیشوا ہیں ساری امت کے۔ (فتح)

قَالَ الرَّبِيْعُ بْنُ خُثَيْمٍ مِّنْ كُلِّ مَا ضَاقَ عَلَى النَّاسِ. یعنی کہا ربیع نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ الآیۃ یعنی جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے وہ اس کے واسطے راہ نکلنے کی ٹھہراتا ہے ہر اس چیز سے

کہ لوگوں پر دشوار ہو۔

۵۹۹۱ ۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ.

۵۹۹۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داخل ہوں گے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار بغیر حساب کے وہ لوگ ہیں جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے اور شگون بد نہیں لیتے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ قِيْلَ وَقَالَ

جو مکروہ ہے قیل اور قال سے

۵۹۹۲ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مُغِيْرَةُ وَفُلَانٌ وَرَجُلٌ ثَالِثٌ أَيْضًا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَى الْمُغِيْرَةِ أَنِ اكْتُبْ إِلَيَّ بِحَدِيْثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْمُغِيْرَةُ إِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ وَمَنْعٍ وَهَاتِ وَعُقُوْقِ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدِ الْبَنَاتِ وَعَنْ هُشَيْمٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ وَرَّادًا

۵۹۹۲۔ حضرت وراد سے روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میری طرف وہ حدیث لکھ جو تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو سو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف لکھا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے وقت پھرنے کے نماز سے لا الہ الا اللہ سے قدیر تک یعنی اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اس کا شکر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھے قیل قال سے یعنی بے فائدہ باتیں کرنے سے اور بے حاجت بہت سوال کرنے سے اور مال کے ضائع کرنے سے اور منع اور ہات سے اور ماؤں کی نافرمانی سے اور زندہ بیٹیوں کے گاڑنے سے۔ اور ہشیم سے ہے کہا خبر دی ہم کو عبدالملک نے کہا سنا میں نے وراد سے بیان کرتا تھا اس حدیث کو مغیرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

يُحَدِّثُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: مراد قیل قال سے بے فائدہ باتیں کرنی ہیں اور حکمت بیچ منع کرنے کے اس سے یہ ہے کہ جب آدمی اس کی کثرت کرے تو نہیں امن ہے اس میں واقع ہونے خط کے سے، میں کہتا ہوں اور ترجمہ میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ یہ سب کی سب باتیں مکروہ نہیں اس واسطے کہ اس کے عموم سے وہ چیز ہے کہ ہوتی ہے محض خبر میں پس نہیں ہے مکروہ ، واللہ اعلم۔ اور بعض نے کہا کہ مراد حکایت کرنا ہے لوگوں کی باتوں کا اور بحث کرنی اس سے جیسے کہا جاتا ہے کہ فلانے سے بیان کیا اور فلانے سے یوں کہا گیا اس چیز سے کہ مکروہ ہے حکایت کرنی اس سے اور نہی کثرت سوال سے شامل ہے لپٹ کر مانگنے کو اور سوال کرنے کو اس چیز سے کہ لایعنی ہے نزدیک سائل کے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ نہی کے وہ مسائل ہیں جن میں یہ آیت اتری ﴿لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ﴾ اور بعض نے کہا کہ شامل ہے اکثار کو تفریع مسائل سے اور یہی ہے منقول مالک رحمہ اللہ سے اور اسی واسطے مکروہ رکھا ہے ایک جماعت سلف نے سوال کرنے کو اس مسئلے سے کہ نہ واقع ہوا ہو ساتھ سائل کے اس واسطے کہ اس میں تکلیف ہے دین میں اور رجم ساتھ گمان کے بغیر ضرورت کے اور بہت بحث اس حدیث کی کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے اور یہ کہ مراد ساتھ نہی کے نہی کثرۃ سوال مال سے ہے اور ترجیح دی ہے اس کو بعض نے واسطے مناسبت اس کی کے ساتھ قول رضاعت مال کے۔ (فتح)

بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ.

باب ہے بیچ نگاہ رکھنے زبان کے۔

فائدہ: یعنی بولنے سے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں جائز ہے شرعا اس قسم سے کہ نہیں حاجت ہے واسطے کلام کرنے والے کے ساتھ اس کے اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیارا عمل زبان کا نگاہ رکھنا ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

اور حضرت ﷺ نے فرمایا اور جو اللہ تعالیٰ کے اور آخرت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے۔

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہیں بولتا کوئی بات مگر کہ اس کے پاس نگہبان حاضر ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ حسن سے آیا ہے کہ دونوں فرشتے ہر چیز لکھتے ہیں اور وارد ہوئی ہیں بیچ فضیلت چپ رہنے کے کئی حدیثیں ان میں سے ایک حدیث سفیان کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! آپ کو کس چیز کا ہم پر زیادہ ڈر ہے؟ فرمایا کہ زبان کا، اخرجہ الترمذی اور ایک حدیث یہ ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ سلامت رہیں اور اس کے سوائے اور بھی حدیثیں ہیں۔

٥٩٩٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ سَمِعَ أَبَا حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَّهُ الْجَنَّةَ.

۵۹۹۳۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ سے ضامن ہو اس کا جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے یعنی زبان سے جھوٹ نہ بولے غیبت نہ کرے حرام مال نہ کھائے اور جو ضامن ہو اس کا جو اس کے دونوں پاؤں میں ہے یعنی زنا حرام کاری نہ کرے تو میں اس کے واسطے بہشت کا ضامن ہوتا ہوں۔

فائدہ: اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جس نے ادا کیا حق جو اس کی زبان پر ہے بولنے سے ساتھ اس چیز کے کہ واجب ہے اوپر اس کے یا چپ رہنا بے فائدہ بات سے اور ادا کیا حق کو جو اس کی شرم گاہ پر ہے رکھنے اس کے سے بیچ حلال کے اور باز رکھنے اس کے سے حرام میں تو میں اس کے واسطے بہشت کا ضامن ہوتا ہوں اور کہا ابن بطال نے کہ دلالت کی ہے حدیث نے کہ بہت بڑی بلا دنیا میں آدمی پر زبان ہے اور شرم گاہ اس کی سو جو ان کی بدی سے بچا وہ بڑے شر سے بچا۔ (فتح)

٥٩٩٤ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ.

۵۹۹۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ کے اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نیک بات بولا کرے یا چپ رہے اور جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور قیامت کے تو نہ تکلیف دے اپنے ہمسائے کو اور جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ کے اور قیامت کے تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی تعظیم کرے یعنی اس کو خندہ پیشانی سے ملے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں گزر چکی ہے اور اس میں ترغیب ہے اوپر تعظیم کرنے مہمان کے اور منع کرنا ہے تکلیف ہمسائے سے۔

٥٩٩٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا لَيْثٌ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ سَمِعَ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الضِّيَافَةُ

۵۹۹۵۔ حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضیافت کا حق تین دن ہے اور دو اس کو جائزہ اس کا کہا گیا اور کیا ہے جائزہ اس کا؟ فرمایا ایک رات دن یعنی

ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ جَائِزَتُهُ قِيلَ مَا جَائِزَتُهُ قَالَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ.

ایک دن رات تکلف سے ضیافت کرے اور حتی المقدور عمدہ کھانا پکا کر کھلائے اور جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور قیامت کے تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی تعظیم کرے اور جو ایمان لیا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور دن قیامت کے تو چاہیے کہ نیک بات بولا کرے یا چپ رہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی وہاں گزر چکی ہے۔

٥٩٩٦ ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيهَا يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ.

٥٩٩٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک بندہ کوئی بات بولتا ہے اور دل میں اس کو نہیں سوچتا اور اس میں تامل نہیں کرتا اور حالانکہ اسی بات کے سبب سے دوزخ میں گر پڑتا ہے جتنی کہ مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ہے اس سے بھی زیادہ دور یعنی دوزخ کی نہایت عمیق اور گہری جگہ میں جا پڑتا ہے۔

فائدہ: اس میں تامل نہیں کرتا تا کہ اس کے معنی سمجھے سو اس کو نہ کہے مگر یہ کہ ظاہر مصلحت اس کے کہنے میں تو کہے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ جس کلمے کے سبب سے آدمی دوزخ میں گر پڑتا ہے وہ بات ہے کہ بولے اس کو نزدیک بادشاہ ظالم کے ساتھ سرکشی کرنے کے یا سعی کرنے کے مسلمان پر سو وہ بات مسلمان کے ہلاک ہونے کا سبب ہو اور اگر قائل کا یہ ارادہ نہ ہو لیکن وہ اکثر اوقات اس کی طرف نوبت پہنچا دے تو اس بات کا اس پر گناہ لکھا جاتا ہے اور جس بات کے سبب سے درجے بلند ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی لکھی جاتی ہے تو وہ بات وہ ہے جس کے ساتھ مسلمان سے ظلم کو ہٹائے یا اس کے ساتھ اس کی کوئی مشکل آسان کرے یا اس کے ساتھ مظلوم کی مدد کرے اور کہا اس کے غیر نے پہلی بات میں کہ وہ بات ہے کہ بادشاہ کے پاس کہے جس کے سبب سے بادشاہ راضی ہو اور اللہ تعالیٰ ناراض ہو کہا ابن تین نے کہ یہی ہے غالب اور کبھی بادشاہ کے غیر کے پاس ہوتا ہے جس سے یہ حاصل ہو اور منقول ہے وہب سے کہ مراد ساتھ اس کے بیہودہ بکنا ہے جب تک کہ نہ ارادہ کرے ساتھ اس کے انکار امر دین کا اور کہا عیاض نے احتمال ہے کہ ہو یہ کلمہ رفث سے اور یہ کہ ہو اس میں مسلمان کی تعریض ساتھ کبیرے گناہ کے یا ساتھ استخفاف نبوت اور شریعت کے یعنی پیغمبری کی یا شریعت کی حقارت کے ساتھ تعریض ہو اگرچہ اس کا اعتقاد نہ ہو اور کہا شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے کہ وہ بات وہ ہے کہ اس کا قائل اس کا حسن قبح نہ پہچانے اور نہ جانے کہ یہ بات بری

ہے یا بھلی، میں کہتا ہوں کہ یہی ہے جو جاری ہوتا ہے اوپر قاعدے مقدمہ واجب کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس حدیث میں ترغیب ہے اوپر نگاہ رکھنے زبان کے سو اگر آدمی کچھ بولنا چاہے تو اس کو لائق ہے کہ سمجھ سوچ کر بولے بغیر سوچے کوئی بات نہ بولے بلکہ بولنے سے پہلے سوچ لے سو اگر اس میں کوئی مصلحت ظاہر ہو تو کلام کرے نہیں تو چپ رہے، میں کہتا ہوں اور یہ صریح ہے دوسری اور تیسری حدیث میں۔ (فتح)

٥٩٩٧ ـ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِیْرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ یَعْنِی ابْنَ دِیْنَارٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا یُلْقِیْ لَهَا بَالًا یَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا یُلْقِیْ لَهَا بَالًا یَهْوِیْ بِهَا فِیْ جَهَنَّمَ.

٥٩٩٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی کوئی بات بول جاتا ہے اس کو دل میں نہیں سوچتا اور اس کی عاقبت میں فکر نہیں کرتا اور اس کو کچھ بڑی بات نہیں سمجھتا حالانکہ اللہ تعالیٰ اسی کے سبب سے اس کے درجے بلند کرتا ہے اور بیشک آدمی اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کی کوئی بات بول جاتا ہے اور اس کو کچھ بڑی بات نہیں سمجھتا اور نہیں گمان کرتا کہ وہ کچھ اثر کرے گی حالانکہ اسی بات کے سبب سے دوزخ میں گر پڑتا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی کوئی بات نہیں گمان کرتا کہ وہ پہنچے گا جس حد کو کہ پہنچا اور حالانکہ اسی کے سبب سے اس کے واسطے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی لکھی جاتی ہے قیامت تک اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بھی اسی طرح ہے اور وہ مانند اس آیت کی ہے ﴿وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمٌ﴾ یعنی تم اس کو آسان گمان کرتے ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی بات ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اسی بات کے سبب سے دوزخ میں گر پڑتا ہے ستر سال کی دوری پر۔ (فتح)

بَابُ الْبُکَآءِ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونا

٥٩٩٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ خُبَیْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ رَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰهَ فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ.

٥٩٩٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں رکھے گا ایک وہ مرد ہے جس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا یعنی خالی مکان میں سو اس کی دونوں آنکھیں جاری ہوئیں یعنی خوف الٰہی سے رویا۔

فائدہ: اسی طرح اقتصار کیا ہے اس پر اس جگہ میں اور اس کی شرح ابواب المساجد میں گزر چکی ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

کی حدیث کے موافق اللہ تعالیٰ کے ڈر سے روتے ہیں ایک اور حدیث وارد ہوئی ہے کہ حرام ہے آگ اس آنکھ پر جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئی روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور ایک روایت میں اس سے آیا ہے کہ نہیں داخل ہوگا آگ میں جو مرد کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا، صحیح کہا ہے اس کو ترمذی نے۔ (فتح)

بَابُ الْخَوْفِ مِنَ اللهِ — اللہ تعالیٰ سے ڈرنا

فائدہ: اور یہ مقام عالی ہے اور یہ ایمان کے لوازمات سے ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ یعنی اور مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو اور دوسری جگہ میں فرمایا کہ لوگوں سے مت ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو اور فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے علماء اور حدیث میں آیا ہے کہ میں تم میں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہوں اور میں تم سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اللہ تعالیٰ سے اور جوں جوں بندہ اللہ تعالیٰ سے نزدیک ہوتا جاتا ہے توں توں اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہے سوائے اس کے اور البتہ وصف کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو ساتھ قول اپنے کے ڈرتے ہیں اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے اور وصف کیا ہے پیغمبروں کو ساتھ قول اپنے کے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقرب لوگ اللہ تعالیٰ سے بہ نسبت اور لوگوں کی زیادہ ڈرتے ہیں اس واسطے کہ ان سے مطالبہ ہوتا ہے اوروں سے نہیں ہوتا سو رعایت کرتے ہیں اس مرتبے کی اور اس واسطے کہ واجب واسطے اللہ تعالیٰ کے شکر کرنا ہے مرتبے پر سو بہ نسبت عالی ہونے اس مرتبے کے شکر بھی دوگنا چاہیے سو بندہ اگر مستقیم ہو تو اس کو بری عاقبت سے ڈر ہے یا درجے کے ناقص ہونے سے اور اگر مائل ہو یعنی سیدھے راہ سے مائل ہو تو اس کا خوف اپنے برے کام سے ہے اور نفع دیتا ہے اس کو یہ ساتھ نادم ہونے کے اور الگ ہونے کے گناہ سے اس واسطے کہ خوف پیدا ہوتا ہے گناہ کے قبح کے پہچاننے سے اور اس کی وعید کے تصدیق سے باز ہو وہ ان لوگوں میں سے جن کو اللہ تعالیٰ بخشنا نہیں چاہے گا سو وہ ڈرنے والا ہے اپنے گناہ سے طلب کرنے والا ہے اپنے رب سے کہ کرے اس کو ان لوگوں میں جن کو بخشے گا اور داخل ہوتی ہے اسباب میں وہ حدیث جو پہلے باب میں ہے کہ اس میں یہ بھی ہے کہ ایک وہ مرد ہے کہ اس کو مالدار خوبصورت عورت نے بلایا بدکاری کے واسطے تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث تین آدمیوں کی جو پہاڑ کی غار میں آ گئے تھے اس واسطے کہ ان میں ایک وہ ہے جو عورت کے ساتھ بدکاری کرنے سے بچا اللہ تعالیٰ کے ڈر سے اور چھوڑا واسطے اس کے وہ مال اس کو دیا تھا اور روایت کی ہے ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کفل کے قصے میں کہ وہ عورت سے بچا اور جو مال اس کو دیا تھا اسی کو چھوڑ دیا واسطے خوف اللہ تعالیٰ کے۔ (فتح)

٥٩٩٩ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ

٥٩٩٩۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم سے اگلی امتوں یعنی بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا اپنے عمل سے بدگمان

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُسِيْءُ الظَّنَّ بِعَمَلِهِ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِذَا أَنَا مُتُّ فَخُذُوْنِيْ فَذَرُّوْنِيْ فِي الْبَحْرِ فِيْ يَوْمٍ صَائِفٍ فَفَعَلُوْا بِهٖ فَجَمَعَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى الَّذِيْ صَنَعْتَ قَالَ مَا حَمَلَنِيْ إِلَّا مَخَافَتُكَ فَغَفَرَ لَهٗ.

تھا سو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھ کو لے جاؤ یعنی جلا ڈالنا پھر مجھ کو دریا میں بکھیر دینا سخت اندھی کے دن میں سو انہوں نے اس کے مرنے کے بعد کیا جو اس نے کہا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی خاک کو جمع کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا تھا؟ اس نے کہا اے رب تیرے خوف سو اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میری آدھی راکھ کو خشکی میں بکھیر دو اور آدھی کو دریا میں اور اس حدیث کی شرح ذکر بنی اسرائیل میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٦٠٠٠ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِيْ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَجُلًا فِيْمَ نْ كَانَ سَلَفَ أَوْ قَبْلَكُمْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَوَلَدًا يَعْنِيْ أَعْطَاهُ قَالَ فَلَمَّا حُضِرَ قَالَ لِبَنِيْهِ أَيَّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوْا خَيْرَ أَبٍ قَالَ فَإِنَّهٗ لَمْ يَبْتَئِرْ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرًا فَسَّرَهَا قَتَادَةُ لَمْ يَدَّخِرْ وَإِنْ يَّقْدَمْ عَلَى اللّٰهِ يُعَذِّبْهُ فَانْظُرُوْا فَإِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُوْنِيْ حَتّٰى إِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُوْنِيْ أَوْ قَالَ فَاسْهَكُوْنِيْ ثُمَّ إِذَا كَانَ رِيْحٌ عَاصِفٌ فَأَذْرُوْنِيْ فِيْهَا فَأَخَذَ مَوَاثِيْقَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ وَرَبِّيْ فَفَعَلُوْا فَقَالَ اللّٰهُ كُنْ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ أَيْ عَبْدِيْ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا فَعَلْتَ قَالَ مَخَافَتُكَ أَوْ فَرَقٌ مِّنْكَ فَمَا تَلَافَاهُ أَنْ رَّحِمَهُ اللّٰهُ فَحَدَّثْتُ أَبَا عُثْمَانَ

٦٠٠٠ ۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو ذکر کیا جو تم سے اگلی امتوں میں تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو مال اور اولاد دی سو جب وہ قریب الرگ ہوا تو اپنی اولاد سے کہا کہ میں تمہارے لیے کیسا باپ تھا؟ انہوں نے کہ بہتر باپ، کہا سو اس نے یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی نیکی جمع نہیں کی اور اگر اللہ تعالیٰ کے سامنے آیا تو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب کرے گا سو دیکھو کہ جب میں مر جاؤں تو مجھ کو جلا ڈالنا یہاں تک کہ کوئلا ہو جاؤں تو مجھ کو گھسا ڈالنا پھر جب سخت آندھی ہو تو مجھ کو اس میں بکھیر دینا سو اس نے ان سے اس پر عہد و پیمان لیا قسم ہے میرے رب کی سو انہوں نے یہ کام کیا یعنی اس کے مرنے کے بعد سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مرد ہو جا سو اچانک وہ مرد کھڑا تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے بندے! تو نے یہ کام کیوں کیا تھا؟ کہا کہ تیرے ڈر سے، سو وہ چیز کہ تلافی کی اس کو اللہ تعالیٰ نے رحمت کی ہے یعنی اس پر رحم کیا اور اس کو بخش دیا سو میں نے حدیث بیان کی ابو عثمان رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا کہ میں نے سلمان رضی اللہ عنہ سے سنا لیکن اس نے اتنا زیادہ کیا ہے سو مجھ کو دریا میں بکھیر

فَقَالَ سَمِعْتُ سَلْمَانَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فَأَذْرُوْنِي فِي الْبَحْرِ أَوْ كَمَا حَدَّثَ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

دینا یا جیسے حدیث بیان کی یعنی یہ حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی معنی میں ہے نہ سب لفظ سے اور کہا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے قتادہ سے اس نے سنا عقبہ رضی اللہ عنہ سے اس نے سنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے پاس گیا تو اس کو عذاب کرے گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر قیامت کے دن اٹھایا گیا اپنی شکل وصورت پر تو اس کو ہر کوئی پہچانے گا اور جب راکھ ہو گیا پانی اور دریا میں تو شاید پوشیدہ رہے اور یہ جو اس نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر قادر ہو تو مجھ کو عذاب کرے گا تو اس نے یہ حالت بیہوشی میں کہا جب کہ غالب ہوئی اس پر بیہوشی خوف الٰہی سے اور اس کی عقل کو ڈھانکا سو وہ اس میں معذور ہے جیسا کہ کہا اس شخص نے جس کی سواری گم ہوئی تھی کہ الٰہی! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو میرے واسطے بہت لکڑیوں کو جمع کرنا پھر اس میں آگ جلانا اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ تلافی کی یعنی تدارک کیا اور یہ ما نافیہ ہے یعنی نہ تدارک کیا اس کا اللہ تعالیٰ نے مگر یہ کہ اس کو بخش دیا اور کہا معتزلہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس واسطے بخش دیا کہ اس نے موت کے وقت توبہ کی تھی اور اپنے فعل پر نادم ہوا اور کہا مرجیہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا اس کی اصل توحید کے سبب سے اس واسطے کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ توحید کے ساتھ گناہ ضرر نہیں کرتا اور تعاقب کیا گیا ہے اول ساتھ اس کے کہ نہیں ارادہ کیا اس نے کہ رد کرے ظلم کو سو مغفرت اس کی اس وقت ساتھ فضل اللہ تعالیٰ کے ہے نہ ساتھ توبہ کے اس واسطے کہ نہیں پوری ہوتی ہے توبہ مگر ساتھ اپنے مظلوم کے حق اپنے کو ظالم سے اور ثابت ہو چکا ہے کہ وہ کفن چور تھا اور تعاقب کیا گیا ہے قول خارجیوں کا ساتھ اس کے کہ واقع ہوا ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ اس کو عذاب ہوا تھا بنا بر اس کے سو محمول ہے رحمت اور مغفرت اوپر ارادے ترک خلود کے دوزخ میں یعنی مراد اس کے بخشے جانے سے یہ ہے کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا اور ساتھ اس کے رد کیا جاتا ہے دونوں فرقوں پر مرجیہ پر بیچ اصل دخول اس کے دوزخ میں اور معتزلہ پر بیچ دعویٰ ان کے کہ وہ ہمیشہ اس میں رہے گا اور نیز اس میں رد ہے ان معتزلوں پر کہ اس نے اس کلام سے توبہ کی تو واجب ہوا اللہ پر قبول کرنا توبہ اس کی کہا کہا ابن ابی جمرہ نے کہ وہ مرد ایماندار تھا اس واسطے کہ اس نے یقین کیا ساتھ حساب کے اور یہ کہ گناہوں پر اس کو عذاب ہوگا اور بہر حال جلا جس کے ساتھ اس نے وصیت کی اپنی اولاد کو سو شاید یہ ان کی شریعت میں جائز ہوگا واسطے صحیح کرنے توبہ کے اس واسطے کہ بنی اسرائیل کی شرع میں ثابت ہو چکا ہے کہ وہ توبہ کے صحیح کرنے کے واسطے اپنے آپ کو قتل کر ڈالتے تھے اور اس حدیث میں نام رکھنا چیز کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس

سے قریب ہو اس واسطے کہ کہا کہ اس کو موت حاضر ہوئی اور اس کو تو فقط اس حالت میں اس کی علامتیں حاضر ہوئی تھیں اور اس میں فضیلت ہے امت محمدی ﷺ کی واسطے اس چیز کے کہ تخفیف ہوئی ان سے اُتار ڈالنے ان بوجھوں کے سے اور احسان کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر ساتھ آسان دین کے کہ دین اسلام ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عظمت ہے کہ جمع کیا اس کے بدن کو اس کے بعد کہ سخت بکھیرا گیا تھا اور پہلے گزر چکا ہے کہ یہ اخبار ہے اس چیز سے کہ ہوگی قیامت کے دن۔ (فتح)

بَابُ الْاِنْتِهَآءِ عَنِ الْمَعَاصِیْ.

گناہوں سے باز رہنا یعنی ان کو بالکل چھوڑ دینا اور اس سے منہ پھیرنا بعد واقع ہونے کے بیچ اس کے۔

۶۰۰۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِيْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتٰى قَوْمًا فَقَالَ رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَإِنِّيْ أَنَا النَّذِيْرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَا النَّجَآءَ فَأَطَاعَتْهُ طَائِفَةٌ فَأَدْلَجُوْا عَلٰى مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْهُ طَائِفَةٌ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَاجْتَاحَهُمْ.

۶۰۰۱ - حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری مثل اور میری پیغمبری اور دین کی مثل اس مرد کی سی مثل ہے جو ایک قوم کے پاس آیا سو اس نے کہا اے قوم! میں بیشک لوٹنے والے لشکر کو اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں اور میں ننگا ڈرانے والا ہوں سو جلدی بھاگو سو اس کی قوم میں سے کچھ لوگوں نے اس کا کہا مانا سو وہ شام ہوتے ہی بھاگے سو آرام سے چلے گئے اور ان میں سے ایک گروہ نے اس کو جھوٹا جانا سو وہ فجر تک اپنے مکانوں میں ٹھہرے رہے سو صبح ہوتے ہی ان پر لشکر ٹوٹ پڑا تو ان کو ہلاک کیا اور ان کو جڑ سے اُکھاڑا سو یہی مثل ہے اس کی جس نے میرا کہنا مانا اور میرے دین کی پیروی کی اور مثل اس کی جس نے میرا کہنا نہ مانا اور جھٹلایا سچے دین کو۔

فائدہ: اصل اس میں یہ ہے کہ ایک مرد ایک لشکر سے ملا سو لشکر والوں نے اس کو پکڑ کر قید کر لیا اور اس کے چھین لیے سو وہ مرد ان کے ہاتھ سے اپنی قوم کی طرف چھوٹ نکلا سو اس نے اپنی قوم سے کہا کہ میں نے ایک لشکر دیکھا انہوں نے میرے کپڑے چھین لیے سو انہوں نے اس کو ننگا پایا تو ان کو اس کا سچ کہنا ثابت ہوا اس واسطے کہ وہ اس کو جانتے تھے اور نہ تہمت کرتے تھے خیر خواہی میں اور نہ جاری تھی عادت اس کی ساتھ ننگے رہنے کے سو ان کو اس کی بات کا یقین ہوا اور اس کو اس بات میں سچا جانا واسطے ان قرینوں کے سو بیان کی حضرت ﷺ نے مثال واسطے نفس اپنے کے اور واسطے اس چیز کے کہ اس کو لائے یعنی دین سے واسطے اس چیز کے کہ ظاہر کیا اس کو خوارق اور معجزات سے جو

دلالت کرتے ہیں اوپر یقین کے ساتھ سچے ہونے آپ کے واسطے سمجھانے مخاطبوں کے ساتھ اس چیز کے جس کو وہ پہچانتے تھے میں کہتا ہوں اور تائید کرتے ہیں اس کو جو احمد نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے سو تین بار پکارا اے لوگو! میری مثل اور تمہاری مثل اس قوم کی مثل ہے جو دشمن کے آنے سے ڈرے سو انہوں نے ایک مرد کو بھیجا کہ ان کے واسطے دیکھے سو جس حالت میں کہ وہ اسی طرح تھے کہ اچانک اس نے دشمن کو دیکھا سو وہ آگے بڑھا تا کہ اپنی قوم کو ڈرائے پھر وہ ڈرا اس سے کہ پائے اس کو دشمن پہلے اس سے کہ اپنی قوم کو ڈرائے سو اس نے اپنے کپڑے کی طرف قصد کیا کہ اے لوگو! تم پر دشمن آپڑا تین بار اور خوب تفسیر حدیث کی حدیث سے ہوتی ہے اور یہ جو کہا فالنجاء تو اس کے معنی یہ ہیں کہ طلب کرو نجات یعنی جلدی بھاگو تم لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور کہا طیبی نے کہ اس کلام میں کئی قسم کی تاکید ہے ایک کہ میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا دوسری والی تیسری عریان اس واسطے کہ وہ غائب ہے بیچ نزدیک ہونے دشمن کے اور تشبیہ دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو ساتھ مرد کے اور اپنے ڈرانے کو ساتھ عذاب قریب کے ساتھ ڈرانے مرد کے اپنی قوم کو لشکر سے جو صبح کو آپڑے اور تشبیہ دی مطیع اور نافرمان کو ساتھ اس مرد کے کہ جھٹلائے مرد کو اس کے ڈرانے میں اور جو سچا جانے اس کو۔ (فتح)

٦٠٠٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِيْ تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيْهَا فَجَعَلَ يَنْزِعُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَقْتَحِمْنَ فِيْهَا فَأَنَا آخُذُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَهُمْ يَقْتَحِمُوْنَ فِيْهَا.

٦٠٠٢ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میری مثل اور لوگوں کی مثل اس مرد کی سی مثل ہے جس نے آگ جلائی سو جب اس نے روشن کیا گرد اس کا تو یہ کیڑے اور پتنگے آگ میں گرنے لگے اور وہ ان کو ہٹانے لگا اور وہ اس پر غلبہ کرتے تھے اور اندھا دھند اس میں گرے پڑتے تھے سو میں تمہاری کمروں کو پکڑے ہوئے ہوں دوزخ سے اور تم اندھا دھند اس میں گرے پڑتے ہو۔

فائدہ: اور اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نرمی اور رحمت اور حرص سے اور پھر نجات امت کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ اور یہ جو کہا آگ سے تو رکھا ہے مسبب کو جگہ سبب کی اس واسطے کہ مراد یہ ہے کہ منع کرتے ہیں ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہونے سے گناہ میں جو سبب ہے داخل ہونے کا آگ میں اور حاصل یہ ہے کہ تشبیہ دی ہے اصحاب شہوات کے گرنے کو گناہوں میں جو سبب ہیں

واسطے گرنے کے دوزخ میں ساتھ گرنے پتنگوں کے آگ میں واسطے پیروی کرنے اپنی خواہشوں کے اور تشبیہ دی ہٹانے گنہگاروں کو گناہوں سے ساتھ اس چیز کے کہ ڈرایا ان کو ساتھ اس کے اور ڈرایا ان کو ساتھ ہٹانے آگ والے کے پتنگوں کو اس سے اور کہا عیاض نے کہ تشبیہ دی ہے گرنے گنہگاروں کے کو آخرت کی آگ میں ساتھ گرنے کے پتنگوں کے دنیا کی آگ میں اور کہا طیبی نے کہ تحقیق تشبیہ کی جو واقع ہے اس حدیث میں موقوف اوپر پہچاننے معنی اس آیت کے ﴿وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ اور اس کا بیان یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدیں اس کی حرام کی ہوئی اور منع کی ہوئی چیزیں ہیں جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے کہ حما اللہ کا اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں اور سب حرام چیزوں کی جڑ حب دنیا کی ہے اور زینت اس کی اور پورا لینا اس کی لذت اور شہوت کا سو تشبیہ دی حضرت ﷺ نے ان حدوں کے ظاہر کرنے کو ساتھ بیان کافی اور شافی کی کتاب اور حدیث سے ساتھ کھینچنے مردوں کے آگ سے اور تشبیہ دی ظاہر اور مشہور ہونے اس کے کو زمین کی پورب اور پچھم میں ساتھ روشن کرنے اس آگ کے جلانے والی گرد کو اور تشبیہ دی لوگوں کو اور ان کی بے پروائی کو ساتھ اس بیان کے اور کشف کے اور بڑھنے ان کے کو اللہ تعالیٰ کی حدوں سے اور حرص ان کی کو اوپر پورا لینے ان لذتوں اور خواہشوں کے اور منع کرنے ان کے کو اس سے ساتھ پکڑنے کمر ان کی کے ساتھ پتنگوں کے جو آگ میں گرے پڑتے ہیں اور غلبہ کرتے ہیں جلانے والے پر جیسے آگ جلانے والے کی غرض اپنے فعل سے نفع اٹھانا خلق کا تھا ساتھ اس کے روشنی لینی اور تاپنے وغیرہ سے اور پتنگوں نے اپنی جہالت کے واسطے اس کو اپنی ہلاکت کا سبب بنایا ہے اسی طرح قصہ ان بیانوں سے ہدایت پانا امت کا تھا اور بچنا اس کا اس چیز سے کہ سبب ہے ان کے ہلاک کا اور باوجود اس کے انہوں نے اس کو دوزخ میں گرنے کا سبب ٹھہرایا ہے اور قول اس کا اور میں تمہاری کمروں کو پکڑے ہوں یہ استعارہ ہے مثل حالت منع کرنے امت کے سے ہلاک سے ساتھ حالت اس مرد کے جس نے پکڑا ہے اپنے ساتھی کی کمر کو جو چاہتا ہے کہ ہلاک کے گڑھے میں گرے۔ (فتح)

٦٠٠٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ.

٦٠٠٣ ـ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچیں اور ہجرت کرنے والا وہ ہے جو اس کو چھوڑے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے، بعض نے کہا کہ خاص کیا ہے مہاجر کو ساتھ ذکر کے واسطے خوش کرنے دل اس شخص کے کہ نہیں ہجرت کی اس نے مسلمانوں میں سے واسطے فوت ہونے ہجرت کے ساتھ فتح ہونے مکہ کے سو حضرت ﷺ نے ان کو معلوم کروایا کامل مہاجر وہ شخص ہے جو چھوڑے اس کو جس سے اللہ تعالیٰ

نے فرمایا اور احتمال ہے کہ یہ ہو تنبیہ واسطے مہاجرین کے یہ کہ نہ تکیہ کر بیٹھیں ہجرت پر اور قصور کریں عمل میں اور یہ حدیث جوامع الکلم سے ہے جو آنحضرت ﷺ کے ملے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا.

حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں کہ اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو تھوڑا ہنسا کرتے۔

٦٠٠٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا.

٦٠٠٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ تم ہنسا کرتے تھوڑا اور رویا کرتے بہت۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاعتصام میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور مراد ساتھ علم کے اس جگہ وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ عظمت اللہ تعالیٰ کے اور انتقام لینے اس کے اس شخص سے جو اس کی نافرمانی کرے اور اُن احوال کے جو واقع ہوتے ہیں وقت نزع اور موت کے بیچ قبر کے اور دن قیامت کے اور مناسبت بہت رونے اور کم ہنسنے اس مقام میں واضح ہے اور مراد ساتھ اس کے ڈرانا ہے اور اس حدیث کے واسطے ایک اور سبب آیا ہے روایت کی ہے طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ مسجد کی طرف نکلے سو اچانک دیکھا کہ کچھ لوگ باتیں کرتے ہیں اور ہنستے ہیں سو فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان پھر ذکر کی حدیث اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جو جانے کہ موت آنے والی اور قیامت اس کی وعدہ گاہ ہے اور اس نے اللہ تعالیٰ کے آگے حاضر ہونا ہے سو اس کا حق ہے کہ دنیا میں بہت غمگین رہے کہا کرمانی نے کہ اس حدیث میں ضاعت بدیع سے ہے مقابلہ ضحک کا ساتھ رونے کے اور قلت کا ساتھ کثرت کے اور مطابقت ہر ایک کی دونوں میں سے۔ (فتح)

٦٠٠٥ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا.

٦٠٠٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ تھوڑا ہنستے اور بہت روتے۔

بَابُ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

روکی گئی دوزخ خواہش نفسانی اور لذات سے یعنی ڈھانکی گئی سو شہوات اور لذات سبب ہیں واقع ہونے کا دوزخ میں۔

٦٠٠٦ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ.

٦٠٠٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روکی گئی دوزخ لذات سے اور روکی گئی بہشت تکلیفات سے۔

فائدہ: اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو مسلم اور ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور وہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع الکلم سے اور بدیع بلاغت سے ہے بیچ مذمت شہوات کے اگرچہ نفس اس کی طرف مائل کرتے ہیں اور ترغیب سے طاعت پر اگرچہ اس کو نفوس ناگوار جانتے ہیں اور ان پر دشوار ہوتا ہے اور وارد ہوا ہے بیان اس کا ترمذی وغیرہ کی حدیث میں اس طور سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بہشت اور دوزخ کو پیدا کیا تو جبریل علیہ السلام کو بہشت کی طرف بھیجا اور کہا کہ اس کو دیکھ سو جبریل علیہ السلام دیکھ کر پھرے اور کہا قسم ہے تیری عزت کی جو اس کو سنے گا اس میں داخل ہوگا سو حکم کیا ساتھ گھیرنے اس کے سو گھیری گئی ساتھ تکلیفات کے سو فرمایا جبریل علیہ السلام کو کہ اس کی طرف پلٹ جا وہ پلٹ گیا اور پھرا اور کہا کہ قسم ہے تیری عزت کی البتہ مجھ کو ڈر ہوا اس کا کہ کوئی اس میں داخل نہ ہو پھر اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ دوزخ کی طرف جا اور اس کو دیکھ سو جبریل پھرا سو عرض کیا کہ جو اس کو سنے گا کوئی اس میں داخل نہ ہوگا پھر حکم کیا سو گھیری ساتھ لذات کے اور فرمایا کہ اس کی طرف پلٹ جا سو جبریل علیہ السلام اس کو دیکھ کر پھرا اور کہا کہ قسم ہے تیری عزت کی البتہ مجھ کو ڈر ہے کہ کوئی اس سے نجات نہ پائے سو یہ حدیث تفسیر کرتی ہے باب کی حدیث کو سو مراد ساتھ مکارہ کے اس جگہ وہ چیز ہے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے مکلّف ساتھ مجاہدے نفس اپنے کے ہے بیچ اس کے کرنے اور نہ کرنے سے مانند عبادات کے کی اپنے طور پر اور نگہبانی کرنے کے اوپر ان کے اور پرہیز کرنے منع کی چیزوں کے سو قولاً وترکاً اور ان کو مکارہ کہا واسطے مشقت ان کے عامل پر اور دشوار ہونے ان کے کے اوپر اس کے اور منجملہ اُن کے صبر ہے مصیبت پر اور ماننے حکم اللہ تعالیٰ کے بیچ اس کے اور مراد ساتھ شہوات کے وہ چیزیں ہیں کہ لذت لی جاتی ہے ساتھ ان کے دنیا کے کاموں سے اس قسم سے کہ منع کیا ہے شرع نے ان کے استعمال سے یا ساتھ اصالت کے کہ اصل اس فعل سے منع کیا اور یا اس واسطے کہ اس کے فعل سے کسی چیز مامور بہ کا ترک لازم آتا ہے اور لاحق ہیں ساتھ اس کے شبہ والی چیزیں اور بہت استعمال کرنا مباح

چیزوں کا واسطے اس خوف کے کہ حرام میں واقع ہو سو گویا کہ کہا کہ نہیں پہنچ سکتا ہے آدمی طرف بہشت کی مگر ساتھ قطع کرنے جنگلوں تکلیف کے اور اسی طرح نہیں نجات پاتا ہے اس سے آدمی مگر ساتھ ترک لذت اور شہوات کے اور کہا ابن عربی نے کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ لذات ٹھہرائی گئی ہیں اوپر دونوں کناروں آگ کے اندر سے اور بعض نے کہا کہ لذت دار چیزیں آگ کی جانب میں باہر سے سو جو ان میں داخل ہوا اور جس نے پردہ پھاڑا وہ دوزخ میں داخل ہوا۔ (فتح)

بَابٌ اَلْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلٰى أَحَدِكُمْ مِّنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ.

بہشت ہر ایک آدمی کو قریب تر ہے اس کے جوتے کے تسمے سے اور دوزخ بھی اسی طرح۔

٦٠٠٧ ـ حَدَّثَنِیْ مُوْسَى بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلٰى أَحَدِكُمْ مِّنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ.

٦٠٠٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت ہر ایک آدمی کو تم لوگوں میں سے قریب تر ہے اس کے جوتے کے تسمے سے اور دوزخ بھی اسی طرح یعنی بہشت اور دوزخ آدمی سے بہت قریب ہیں دور نہ سمجھو۔

فائدہ: پس بندگی بہشت کی طرف پہنچاتی ہے اور نافرمانی کبھی آسان چیز میں ہوتی ہے جس کو آدمی کچھ چیز نہیں سمجھتا اور یہ مطلب پہلے گزر چکا ہے کہ آدمی ایک بات کہتا ہے اور اس کو کچھ بڑی بات نہیں سمجھتا، الحدیث سو لائق ہے واسطے آدمی کے کہ تھوڑی نیکی کو کم نہ سمجھے اور تھوڑی بدی کو آسان جان کر نہ کرے اس واسطے کہ بندہ نہیں جانتا اس نیکی کو جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اور نہ بدی کو جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر نازل ہو اور کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ بہشت کا حاصل کرنا آسان ہے ساتھ صحیح کرنے قصد کے اور فعل بندگی کے اور اسی طرح ہے حاصل کرنا دوزخ ساتھ موافقت ہونے اور فعل گناہ کے۔ (فتح)

٦٠٠٨ ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَهُ الشَّاعِرُ أَلَا كُلُّ شَیْءٍ مَّا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ.

٦٠٠٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچے مضمون کا بیت جس کو شاعر نے کہا یہ بیت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام سچا ہے سب جھوٹا ہے جتن یعنی اللہ تعالیٰ کے سوائے ہر چیز مٹنے والی ہے۔

فائدہ: اور دوسرا مصرع اس بیت کا یہ ہے وکل نعیم لا محالہ زائل اور ضرور ہر نعمت زائل ہونے والی ہے اور اگر کوئی شخص کہے کہ بہشت کی نعمتیں خالی نہیں ہیں اور حالانکہ اس شعر کے عموم میں وہ بھی داخل ہیں تو جواب اس کا یہ

ہے کہ مراد ساتھ باطل کے اس جگہ وہ چیز ہے جو ہلاک ہونے والی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوائے ہر چیز کا فانی ہونا جائز ہے اگرچہ پیدا کیا جائے اس میں بقا اس کے بعد مانند نعمتوں بہشت کی اور مناسبت اس حدیث کی دوسرے کے واسطے ترجمہ کے پوشیدہ ہے اور شاید جب کہ ترجمہ شامل ہے اس چیز کو کہ اول حدیث میں ہے بندگی کی ترغیب سے اور اجر کے گناہ سے اگرچہ بندگی اور گناہ کم ہو تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ جو اس کی مخالفت کرے وہ کسی دنیا کے کام میں مخالفت کرتا ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں اس کی تصریح ہے پس نہیں لائق ہے واسطے عاقل کے یہ کہ اختیار کرے فانی کو باقی پر۔ (فتح)

بَابٌ لِيَنْظُرْ إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ وَلَا يَنْظُرْ إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ.

باب ہے چاہیے کہ نظر کرے آدمی اس کو جو اس سے کم تر ہے اور نہ دیکھے اس کو جو اس سے اونچا ہو۔

٦٠٠٩ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ.

٦٠٠٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی دیکھے اس کو جو اس سے اونچا ہے مال میں اور صورت میں تو چاہیے کہ دیکھے اس کو جو اس سے کم تر ہو۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ دیکھو اس کو جو تم سے کم تر ہو اور نہ دیکھو اس کو جو تم سے اونچا ہو اور یہ جو کہا صورت میں تو احتمال ہے کہ داخل ہو اس میں اولاد اور تابعدار اور ہر چیز کہ تعلق رکھتی ہے ساتھ زندگی دنیا کے اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے کہ نہ حقیر جانو گے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تم پر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ مال داروں کے پاس مت جایا کرو تا کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر نہ جانو کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث جامع ہے واسطے معانی خیر کے اس واسطے کہ آدمی نہیں ہوتا ہے کسی حال میں کہ متعلق ہو ساتھ دین کے اپنے رب کی عبادت سے کوشش کرنے والا بیچ اس کے مگر کہ پاتا ہے اس کو جو اس سے اونچا ہو سو جب اس کا نفس چاہے کہ اس کے ساتھ لاحق ہو تو اپنے آپ کو کم تر جانتا ہے سو ہمیشہ بندگی میں زیادتی کرتا ہے جو اس کو اللہ تعالیٰ سے قریب کرے اور نہیں ہوتا ہے کسی حال خسیس پر دنیا میں مگر کہ پاتا ہے اس کو جو اس سے خسیس تر اور کم تر حال میں ہو دنیا سے سو جب اس میں غور کرے تو معلوم کرے گا کہ جو اللہ تعالیٰ کی نعمت اس کو پہنچی وہ بہت لوگوں کو نہیں پہنچی جو اس سے کم تر ہیں بغیر کسی کام کے جس نے اس کو واجب کیا ہو یعنی وہ نعمت اس کو کسی نیکی کے بدلے نہیں ملی پس لازم کرے گا اس حال میں اپنے اوپر شکر کو پس زیادہ ہوگا رشک اس کا ساتھ اس کے اس کے معاد میں اور اس کے غیر

نے کہا کہ یہ حدیث دوا ہے بیماری کا اس واسطے کہ آدمی جب آپ سے اونچے کو دیکھے تو نہیں ڈر ہے اس سے کہ اس میں حسد پیدا ہو اور اس کی دوا یہ ہے کہ اس کو دیکھے جو اس سے نیچے ہوتا کہ ہو یہ اس کو باعث اوپر شکر کے اور ایک روایت میں ہے کہ دو خصلتیں ہیں جس میں ہوں لکھتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ صابر اور شاکر جو دنیا میں آپ سے کم تر کی طرف دیکھے سو اللہ تعالیٰ کا شکر کرے بسبب اس چیز کے کہ فضیلت دی اس کو اوپر اس کے ساتھ اس کے اور جو نظر کرے دین میں طرف اس کی جو اس سے اونچا ہو سو اس کی پیروی کرے اور جو آپ سے اونچے کو دیکھ کر افسوس کرے تو وہ رضا پر لکھا جاتا ہے نہ شاکر۔ (فتح)

بَابُ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ أَوْ بِسَيِّئَةٍ.

جو قصد کرے ساتھ نیکی کے یا بدی کے۔

فائدہ: ھم کے معنی ہیں ترجیح قصد فعل کی۔ (فتح)

٦٠١٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا جَعْدُ بْنُ دِيْنَارٍ أَبُوْ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَآءٍ الْعُطَارِدِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِىْ عَنْ رَّبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلٰى أَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَّمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً.

٦٠١٠ ـ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سے اس چیز میں کہ روایت کرتے ہیں اپنے رب سے یعنی حدیث قدسی میں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے نیکیوں اور بدیوں کو پھر بیان کیا اس کو ساتھ قول اپنے کے سو جو نیکی کا قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ایک نیکی کامل لکھتا ہے اور اگر اس نے نیکی کا قصد اور اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے اپنے نزدیک دس نیکیاں لکھتا ہے سات سو گناہ تک بلکہ اس سے بھی بہت گنا زیادہ اور جو بدی کا قصد کرے سو اس کو نہ کرے تو اس کے واسطے ایک نیکی کامل لکھی جاتی ہے اور اگر وہ اس کا قصد کرے اور اس پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے صرف ایک بدی لکھتا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اپنے رب سے روایت کرتے ہیں تو یہ حدیث احادیث الٰہیہ سے ہے احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ لیا ہو اور احتمال ہے کہ بواسطہ وحی لیا ہو اور یہی ہے راجح اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے تو احتمال ہے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہو اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کا کلام ہو جس کو حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فعل سے حکایت کیا ہے بافاعل ثم بین کا اللہ تعالیٰ ہے اور قول اس کا سو جو قصد کرے، الخ اس کی شرح ہے

اور قول اس کا اللہ تعالیٰ نے نیکیوں اور بدیوں کو لکھا مجمل ہے اور اس کی شرح سو جو قصد کرے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لکھتا ہے یعنی حکم کرتا ہے چوکیدار فرشتوں کو کہ اس کو لکھیں یا مراد یہ ہے کہ مقدر کیا جاتا ہے اس کے علم میں موافق واقع کے اس سے اور کہا اس کے غیر نے کہ مراد قدر اس کا ہے اور معلوم ہے لکھنے والے فرشتوں کو اندازہ اس کا سو نہیں حاجت کے طرف استفسار کی ہر وقت میں کیفیت کتابت سے واسطے ہونے اس کے امر مفرد فراغت کی گئی اس سے اور یہ جو کہا سو جو نیکی کا قصد کرے اور اس پر عمل کرے تو یہ شامل ہے نفی عمل جوارح کے کو اور بہرحال عمل اس کا سو احتمال ہے کہ اس کی بھی نفی ہو اگر ہو نیکی لکھی جاتی مجرد قصد سے جیسا کہ اکثر حدیثوں میں ہے مگر یہ کہ قید کیا جائے ساتھ تصمیم دل کے اور قول اس کا کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے واسطے لکھتا ہے یعنی واسطے اس کے جس نے نیکی کا قصد کیا نزدیک اپنے یعنی نزدیک اللہ تعالیٰ کے نیکی کامل تو یہ دو قسم کی تاکید ہے بہرحال نزدیک ہونا سو یہ اشارہ ہے طرف شرف اور بزرگی کی اور بہرحال کمال سو اشارہ ہے طرف رفع توہم نقص اس کے کے اس واسطے کہ وہ محض قصد سے پیدا ہوئی ہے سو گویا کہ کہا گیا کہ وہ کامل نیکی ہے اس میں کوئی نقص نہیں ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد کمال سے تعظیم نیکی کی ہے اور تاکید امر اس کے کی اور عکس کیا ہے اس کا گناہ میں سو اس کو کامل کے ساتھ وصف نہیں کیا بلکہ تاکید کی اس کی ساتھ قول اپنے کے واحدۃ واسطے اشارہ کرنے کے طرف تخفیف اس کے کی واسطے مبالغہ کے فضل اور احسان میں اور معنی قول اس کے کے کہ اللہ تعالیٰ لکھتا ہے یعنی اعمال لکھنے والے فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ اس نیکی کو لکھیں ساتھ دلیل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ جب میرا بندہ بدی کا ارادہ کرے تو اس کو نہ لکھا کرو یہاں تک کہ اس کو کرے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ فرشتے کو اطلاع ہے اس چیز پر کہ آدمی کے دل میں ہے یا تو بایں طور کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی اطلاع دی ہے یا اس کے واسطے علم پیدا کرتا ہے جس کے ساتھ وہ اس کو پائے اور بعض نے کہا کہ بلکہ فرشتہ بدی کے قصد کی بدبو پاتا ہے اور نیکی کے قصد کی خوشبو پاتا ہے اور کہا طوفی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مجرد ارادے سے نیکی لکھی جاتی ہے اس واسطے کہ ارادہ خیر کا سبب ہے طرف عمل کی اور ارادہ خیر کا خیر ہے اس واسطے کہ ارادہ خیر کا دل کا عمل ہے اور اس میں اشکال ہے ساتھ اس طور کے کہ جب کہ اس طرح ہوا تو اس نیکی کے بدلے دس نیکیاں کیوں نہیں لکھی جاتیں واسطے عموم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ آیت محمول ہے عمل جوارح پر یعنی جو عمل کہ ہاتھ پاؤں وغیرہ سے کیے جاتے ہیں اور حدیث محمول ہے اوپر قصد مجرد کے اور اس میں اور بھی اشکال ہے اور وہ یہ ہے کہ عمل دل کا جب معتبر ہے بیچ حاصل ہونے نیکی کے تو کس طرح نہ معتبر ہوگا بیچ عمل بدی کے اور جواب دیا گیا ہے کہ ترک کرنا گناہ کے عمل کا کہ واقع ہوا ہے ساتھ اس کے قصد دل کا اس کو اتار ڈالتا ہے اس واسطے کہ اس نے بدی کے قصد کو منسوخ کیا اور اپنی خواہش کی مخالفت کی پھر ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاصل ہوتی ہے نیکی ساتھ مجرد ترک کے برابر ہے کہ کسی مانع کے سبب سے

ہو یا نہ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اس کے کہ حَسَنَةً كَامِلَةً اس پر کہ وہ دگنی نیکی لکھی جاتی ہے اس واسطے کہ کمال اسی کا نام ہے لیکن وہ مشکل ہے لازم آتا ہے اس سے مساوی ہونا اس شخص کا جو نیکی کی نیت کرے ساتھ اس شخص کے جو اس کو کرے اس بات میں کہ دونوں کے واسطے نیکی لکھی جاتی ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ دُگنا ہونا آیت میں تقاضا کرتا ہے خاص ہونے اس کے کو ساتھ عمل کرنے والے کے یعنی جو عمل کرے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ﴾ اور اس کو لانا عمل ہے اور بہر حال نیت کرنے والا سو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوا ہے کہ اس کے واسطے نیکی لکھی جاتی ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ لکھا جاتا ہے واسطے اس کے مثل ثواب نیکی کی اور دگنا ہونا امر زائد ہے اصل نیکی پر اور علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور یہ جو کہا کہ اس کے واسطے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں تو اس سے لیا جاتا ہے رفع تو ہم اس بات کا کہ قصد کی نیکی جوڑی جاتی ہے طرف دس نیکیوں کی جو اس کے کرنے سے حاصل ہوتی ہے سو ہوں گی جملہ گیارہ نیکیاں اور تحقیق یہ ہے کہ نیکی قصد کی درج ہو جاتی ہے عمل کی دس نیکیوں میں لیکن جس نے دل میں اول نیکی کا قصد کیا ہو اس کی نیکی قدر میں بڑی ہوتی ہے اس شخص سے کہ نہ قصد کرے اور نہ علم نزدیک اللہ تعالیٰ کے ہے اور یہ جو کہا کہ سات سو تک تو ایک روایت میں ہے کہ جو نیکی کرے اس کے واسطے دس گنا ہے اور زیادہ تر اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ عمل کی نیکی کا دس گنا تک زیادہ ہونا یقینی ہے اور جو اس پر زیادہ ہے اس کا واقع ہونا جائز ہے بحسب زیادتی کے اخلاص میں اور صدق عزم اور حضور قلب کے میں اور تعدی نفع میں مانند صدقہ جاری کی اور علم نافع کی اور نیک راہ کی اور شرف علم کی اور مانند اس کی اور بعض نے کہا کہ جو عمل کہ سات سو گنا تک زیادہ ہوتا ہے وہ خاص ہے ساتھ خرچ کرنے کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور صحیح یہ ہے کہ یہ حکم عام ہے کسی عمل کے خاص نہیں اور اختلاف ہے اس میں کہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ میں دگنا ہونا ثواب کا ہے فقط سات سو تک ہے سو اول بات تحقق ہے اور دوسری کا احتمال ہے اور تائید کرتا ہے جواز کو وسیع ہونا فضل کا اور یہ جو کہا کہ جو بدی کا قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنے نزدیک ایک نیکی کامل لکھتا ہے تو مراد ساتھ کمال کے بڑا ہونا قدر کا ہے کما تقدم نہ دگنا دس تک اور نہیں واقع ہوئی ہے تقیید ساتھ کمال کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے طریقوں میں اور ظاہر اخلاق حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لکھی جاتی ہے نیکی ساتھ مجرد ترک کے لیکن وہ مقید ہے ساتھ اس چیز کے کہ دوسری روایت میں ہے کہ اگر اس کو میرے سبب سے چھوڑے تو اس کے واسطے نیکی لکھو اور احتمال ہے کہ جو بدی کا قصد کرے پھر اس کو چھوڑ دے تو اس کے واسطے مجرد نیکی لکھی جائے سو اگر اس کو اپنے رب کے خوف سے چھوڑے تو اس کے واسطے دگنی نیکی لکھی جائے اور کہا خطابی نے کہ محل لکھنے نیکی کے کا اوپر ترک گناہ کے یہ ہے کہ تارک اس کے کرنے پر قادر ہو پھر اس کو باوجود قدرت کے نہ کرے اس واسطے کہ نہیں نام رکھا جاتا ہے تارک مگر ساتھ قدرت کے اور داخل ہوتا ہے اس میں وہ شخص جو حائل ہو درمیان اس کے اور

درمیان اس کے فعل پر کوئی مانع جیسے کہ ایک عورت کی طرف چلا کہ اس سے زنا کرے مثلاً سو اس نے دروازے کو بند پایا اور اس کا کھولنا دشوار ہوا اور اسی طرح جو شخص کہ مثلاً حرام کاری پر قادر ہو سو اس کو شہوت نہ آئے یا اس کے سر پر کوئی چیز آ گئی جس کی ایذا سے دنیا میں اس کو خوف ہو اور معارض ہے باب کی حدیث کو وہ چیز جو روایت کی ہے احمد اور ابن ماجہ اور ترمذی وغیرہ نے کہ ایک مرد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو نہ مال دیا ہے نہ علم سو وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلانے کی طرح عمل کرتا سو وہ دونوں گناہ میں برابر ہیں پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دل کے قصد سے گناہ لکھا جاتا ہے اور تطبیق یہ ہے کہ باب کی حدیث میں مراد مجرد قصد ہے بغیر مضبوط اور پکا کرنے دل کے اوپر اس کے اور مراد اس حدیث سے وہ شخص ہے جو اس پر پکا ہو اور اصرار کرے اور وہ موافق ہے واسطے اس کے جو باقلانی کا مذہب ہے کہ اگر دل میں خطرہ گزرے بدی کا بغیر قصد کے تو اس پر گناہ نہیں ہوتا خواہ دل میں اس کے جب کہ دل میں قرار نہ پکڑے فعل کی پکی نیت کرے یا نہ اور یہی مذہب ہے اکثر فقہاء اور محدثین کا اور تعاقب کیا ہے اس کا عیاض نے ساتھ اس کے کہ عام سلف اور اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ دل کے عملوں سے بھی مؤاخذہ ہوتا ہے جیسا کہ جوارح کے عملوں سے اور اس جگہ تیسری قسم بھی ہے اور وہ شخص ہے جو گناہ کرے اور اس سے توبہ نہ کرے پھر اس کے کرنے کا قصد کرے کہ اس کو عقاب ہوتا ہے اصرار پر اور کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر دل میں بدی کا خیال گزرے تو اس پر مؤاخذہ نہیں ہوتا پھر اگر اس پر پکا قصد کرے تو وہ عمل دل کا ہے اس پر مؤاخذہ ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ جو پکا ارادہ گناہ کا ہو وہ دو قسم پر ہے ایک یہ کہ وہ محض دل کے اعمال میں سے ہو مانند شک کرنے کی وحدانیت میں اور پیغمبری اور قیامت میں پس یہ کفر ہے اور اس پر یقیناً مؤاخذہ ہوتا ہے اور اس سے کم ہے وہ گناہ جو کفر کی طرف نہ پہنچے جیسے محبت رکھے اس چیز سے جس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے یا بالعکس یا بغیر کسی موجب کے مسلمان کے واسطے ایذا چاہے سو اس میں گنہگار ہوتا ہے اور ملحق ہے ساتھ اس کے کبر اور خود پسندی اور بغی اور مکر اور حسد اور ان میں سے بعض میں خلاف ہے سو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مسلمان کے ساتھ بدگمان ہونا اور اس پر حسد کرنا معاف ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے اس کو اس چیز پر کہ واقع ہو نفس میں اس قسم سے کہ نہ قادر ہو اس کے دفع کرنے پر لیکن جس کے دل میں ایسا خیال واقع ہو وہ مامور ہے ساتھ مجاہدے نفس کے اوپر ترک کرنے اس کے کے اور دوسری قسم یہ ہے کہ ہو اعمال جوارح سے مانند زنا اور چوری کی سو اس میں اختلاف ہے سو ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ اس پر بالکل مؤاخذہ نہیں ہوتا اور منقول ہے یہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور بہت علماء کا یہ مذہب ہے کہ اگر پکا قصد کرے تو اس پر مؤاخذہ ہوتا ہے اور استدلال کیا ہے بہت علماء نے ان میں سے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ﴾ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو آیا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے معاف کیا ہے میری امت سے جو خطرہ کہ ان کے دل میں گزرے تو یہ محمول ہے ان کے نزدیک خطرات پر کما تقدم پھر یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا

مؤاخذہ فقط دنیا میں ہوتا ہے ساتھ مثل غم اور تشویش کے اور بعض نے کہا کہ بلکہ قیامت کے دن اس کو اس کی سزا ملے گی ساتھ جھڑک کے نہ ساتھ عذاب کے اور یہ منسوب ہے طرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر بدی کا خیال حرم مکہ کے اندر دل میں گزرے تو اس پر مؤاخذہ ہوتا ہے اگرچہ پکا قصد نہ کیا واسطے تعظیم خانے کعبے کے اور کہا سبکی کبیر نے کہ ہاجس پر بالا جماع مؤاخذہ نہیں ہے اور خطرے پر بھی مؤاخذہ نہیں اور وہ جاری ہونا اس ہا جس کا اور اسی طرح خیال نفس کا واسطے حدیث مشار الیہ کے اور ایک ہم ہے اور وہ قصد فعل معصیت کا ہے ساتھ تردد کے اس پر بھی مواخذہ نہیں ہے واسطے حدیث باب کے اور ایک عزم ہے اور وہ قوت اس قصد کی ہے یا جزم کرنا ساتھ اس کے اور رفع تردد کا کہا محققین نے کہ اس پر مؤاخذ ہوتا ہے اور یہ جو کہا کہ اگر وہ بدی کا قصد کرے تو اس کے واسطے ایک بدی لکھی جاتی ہے تو ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک مسلم کے کہ اس کا بدلہ اس کی مثل ہے یا اس کو بخش دوں گا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ اس کو مٹا دے گا اور معنی اس کے یہ ہیں کہ مٹا دے گا اس کو اللہ تعالیٰ ساتھ فضل اپنے کے یا توبہ کے یا ساتھ استغفار کے یا ساتھ نیکی کے اور پہلے معنی موافق ہیں ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اور اس میں رد ہے واسطے قول اس شخص کے جو دعویٰ کرتا ہے کہ کبیرے گناہ نہیں بخشے جاتے مگر ساتھ توبہ کے اور مستفاد ہوتا ہے قول اس کے واحدۃ سے کہ گناہ دگنا نہیں لکھا جاتا جیسے نیکی دگنی لکھی جاتی ہے اور وہ موافق ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کو ﴿فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا﴾ اور مسلم کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں ہلاک ہوتا اللہ تعالیٰ پر مگر ہلاک ہونے والا یعنی جو اصرار کرے اوپر جرأت کرنے کے گناہ پر قصد سے اور قول سے اور فعل سے اور روگردانی کرے نیکیوں سے ساتھ قصد کے اور قول کے اور فعل کے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں بڑا فضل اللہ تعالیٰ کا ہے اس امت پر اس واسطے کہ اگر اس طرح نہ ہوتا تو نہیں قریب تھا کہ کوئی بہشت میں داخل ہوتا اس واسطے کہ بندوں کے گناہ نیکیوں سے بہت ہیں اور تائید کرتا ہے باب کی حدیث کو قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ اس واسطے کہ ذکر کیا ہے بدی میں باب افتعال کو جو دلالت کرتا ہے اوپر معالجہ اور تکلف کے بیچ اس کے برخلاف نیکی کے یعنی گناہ اس بدی کا ہوتا ہے جو جوارح سے کی جائے اور اس حدیث میں وہ چیز ہے جو مرتب ہوتی ہے واسطے بندے کے اوپر چھوڑنے اپنی لذت کے اور ترک کرنے اپنی شہوت کے بسبب اپنے رب کے واسطے رغبت کرنے کے اس کے ثواب میں اور ڈرنے کے اس کے عذاب سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اچانک فرشتے مباح کام کو نہیں لکھتے واسطے قید کرنے کے ساتھ نیکیوں اور بدیوں کے اور اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ نے ٹھہرایا ہے اپنے عدل کو گناہ میں اور اپنے فضل کو نیکی میں سو نیکی کو دگنا کیا اور بدی کو دگنا نہ کیا بلکہ جوڑا اس میں ساتھ عدل کے فضل کو سو دائر کیا اس کو درمیان عفو اور عقوبت کے ساتھ قول اپنے کے کہ اس کے واسطے ایک بدی لکھی جاتی ہے یا اس کو بھی بخش دوں گا اور اس حدیث میں رد ہے کعبی پر اس کے زعم میں کہ نہیں ہے شرع میں کوئی

مباح بلکہ فاعل یا گنہگار ہے یا ثواب دیا گیا ہے سو جو مشغول ہو ساتھ کسی چیز کے روگردان ہو گناہ سے تو اس کو ثواب ہے اور تعاقب کیا ہے انہوں نے اس کا ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے کہ جو ثواب دیا جاتا ہے گناہ کے چھوڑنے پر وہ شخص وہ ہے کہ قصد کرے ساتھ ترک اس کے رضامندی اللہ تعالیٰ کے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنْ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ — حقیر اور ناچیز گناہوں سے بچنا

فائدہ: یعنی جن گناہوں کو لوگ کچھ چیز نہیں سمجھتے اور تعبیر ساتھ محقرات کے واقع ہوئی ہے سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ بچو حقیر اور چھوٹے گناہوں سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حقیر گناہوں کے مثل اس قوم کی سی مثل ہے جو ایک نالے میں اترے سو ایک لکڑی یہ آدمی لایا اور ایک لکڑی یہ لایا یہاں تک کہ انہوں نے گھٹ جمع کیا جس کے ساتھ اپنی روٹیاں پکائیں اور حقیر گناہ جب ان کا صاحب ان کے ساتھ پکڑا جائے تو اس کو ہلاک کر ڈالتے ہیں روایت کیا ہے اس کو احمد نے۔ (فتح)

٦٠١١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ غَيْلَانَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ أَعْمَالًا هِيَ أَدَقُّ فِيْ أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعَرِ إِنْ كُنَّا لَنَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِيْ بِذٰلِكَ الْمُهْلِكَاتِ.

٦٠١١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ تم بعض عمل کرتے ہو جو تمہاری آنکھوں میں بال سے باریک تر ہیں یعنی تم ان کو کچھ چیز نہیں سمجھتے البتہ ہم ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہلاک کرنے والی چیزوں سے گنتے تھے۔

فائدہ: یعنی تم ان کو حقیر اور ناچیز سمجھتے ہو کہا ابن بطال نے کہ جب حقیر گناہ بہت ہو جائیں تو کبیرے ہو جاتے ہیں ساتھ اصرار کے اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ بعض مرد نیک عمل کرتا ہے سو اس پر اعتماد کر بیٹھتا ہے اور حقیر اور چھوٹے گناہوں کو بھلا دیتا ہے سو ملتا ہے اللہ تعالیٰ سے اس حال میں کہ گناہوں نے اس کو گھیرا ہوتا ہے اور مرد البتہ برائی کرتا ہے سو ہمیشہ اس سے ڈرتا رہتا ہے یہاں تک کہ ملتا ہے اللہ تعالیٰ سے اس حال میں کہ اس کو کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ (فتح)

بَابُ الْأَعْمَالِ بِالْخَوَاتِيْمِ وَمَا يُخَافُ مِنْهَا. — عملوں کا اعتبار خاتمے پر ہے اور جو خوف کیا جاتا ہے اس سے۔

٦٠١٢ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ الْأَلْهَانِيُّ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ

٦٠١٢۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا جو مشرکوں سے لڑتا تھا بہت بڑا لوگوں میں واسطے کفایت کرنے کے ان سے یعنی خوب لڑتا تھا سو

قَالَ نَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى رَجُلٍ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَ مِنْ أَعْظَمِ الْمُسْلِمِيْنَ غَنَآءً عَنْهُمْ فَقَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَا فَتَبِعَهُ رَجُلٌ فَلَمْ يَزَلْ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَقَالَ بِذُبَابَةِ سَيْفِهِ فَوَضَعَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ فَتَحَامَلَ عَلَيْهِ حَتّٰى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ فِيْمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ فِيْمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِخَوَاتِيْمِهَا.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو دوزخی مرد کو دیکھنا چاہے تو اس کو دیکھ لے سو ایک شخص اس کا حال دریافت کرنے کو اس کے پیچھے لگا سو ہمیشہ رہا وہ اسی حال پر یعنی لڑتا رہا یہاں تک کہ زخمی ہوا سو اس نے موت کو جلدی چاہا سو اپنی تلوار کے کنارے کو پکڑا اور اس کو اپنے سینے کے درمیان رکھا پھر اپنا بوجھ ڈالا یہاں تک کہ اس کو مونڈھوں کے درمیان سے نکلی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ بعض مرد لوگوں کی نظر میں بہشتیوں کے عمل کیا کرتا ہے اور حالانکہ وہ البتہ دوزخیوں میں سے ہے اور لوگوں کی نظر میں دوزخیوں کے کام کرتا ہے اور حالانکہ وہ بہشتیوں میں سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عملوں کا اعتبار خاتمے پر ہے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو جو اس کا خاتمہ معلوم نہیں کروایا تو اس میں بڑی بھاری حکمت ہے اس واسطے کہ اگر اس کو معلوم ہو جاتا کہ وہ بہشتی ہے تو خود پسند ہو جاتا اور کاہلی کرتا اور اگر اس کو معلوم ہوتا کہ وہ دوزخی ہے تو زیادہ سرکشی کرتا سو اللہ تعالیٰ نے اس کو اس سے چھپایا کہ خوف اور اُمید کے درمیان رہے۔ (فتح)

بَابٌ الْعُزْلَةُ رَاحَةٌ مِّنْ خُلَّاطِ السُّوْءِ.

گوشہ گیری بہتر ہے برے لوگوں کی صحبت سے یعنی برے لوگوں کی صحبت سے الگ ہونا راحت ہے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ اگر گوشہ گیری اور تنہائی میں نہ ہوتی تو سلامتی غیبت اور دیکھنے برے کام کے سے جس کے دور کرنے پر قادر نہیں ہوتا تو البتہ ہوتی یہ خیر کثیر اور ترجمہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ چیز جو روایت کی ہے حاکم نے ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ تنہائی بہتر ہے برے ہم نشین کی صحبت سے اور اس کی سند حسن ہے۔

٦٠١٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَآءُ بْنُ يَزِيْدَ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ حَدَّثَهُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ

٦٠١٣۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! سب لوگوں میں کون سا آدمی بہتر ہے؟ فرمایا کہ ایک وہ مرد ہے جس نے اپنی جان اور مال سے جہاد کیا دوسرا وہ مرد ہے جو پہاڑ کے کسی درے میں ہے یعنی لوگوں میں

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيّ قَالَ جَآءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ رَجُلٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ وَرَجُلٌ فِيْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ رَبَّهٗ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَسُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ وَالنُّعْمَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَآءٍ أَوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يُوْنُسُ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ مِثْلَ حَدِيْثِ أَبِي الْيَمَانِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ.

الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو اپنی بدی سے چھوڑتا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث نہیں مخالف ہے اس حدیث کو کہ بہتر لوگوں میں سے وہ شخص ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ سلامت رہیں اس واسطے کہ اختلاف اس کا بحسب اختلاف اشخاص اور احوال اور اوقات کے ہے اور یہ جو کہا کہ ایک مرد ہے کہ پہاڑ کے درے میں تو یہ محمول ہے اس شخص کے حق میں جو نہ قادر ہو جہاد پر کہ مستحب ہے اس کے حق میں گوشہ گیری تا کہ لوگوں سے سلامت رہے اور لوگ اس سے سلامت رہیں اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ محمول ہے اس پر جو حضرت ﷺ کے زمانے کے بعد ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نماز پڑھتا ہے اور زکوۃ دیتا ہے یہاں تک کہ اس کو موت آئے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے پاس بکریاں ہیں ان کا حق ادا کرتا ہے۔ (فتح)

٦٠١٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْمَاجِشُوْنُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ خَيْرُ مَالِ الرَّجُلِ

٦٠١٤۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پھرے گا چرانے کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور مینہ برسنے کی جگہوں پر اپنا دین لے کر بھاگے گا فسادوں کے سبب سے۔

الْمُسْلِمِ الْغَنَمُ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ.

فائدہ: اور یہ حدیث صریح ہے اس میں کہ مراد ساتھ بہتر ہونے گوشہ گیری کے یہ کہ واقع ہو اخیر زمانے میں اور بہرحال حضرت ﷺ کا زمانہ تو اس میں جہاد مطلوب تھا یہاں تک کہ واجب ہوتا تھا ہر آدمی پر جب کہ خود حضرت ﷺ جہاد کو نکلتے مگر جو معذور ہوتا اور بہرحال آپ کے بعد حضرت ﷺ کے سو مختلف ہے یہ بحسب اختلاف احوال کے اور شعب کے معنی ساتھ کسر شین کے راہ ہے پہاڑ میں یا جگہ اور ساتھ فتح کے پہاڑ کی چوٹی اور ذکر کیا ہے خطابی نے کہ گوشہ گیری مختلف ہے ساتھ اختلاف متعلقات اس کے سو محمول ہوں گی دلیلیں جو وارد ہیں بیچ ترغیب کے اجماع پر اوپر اس چیز کے جو متعلق ہے ساتھ حکم برادری اماموں کے اور دین کے کاموں کے اور عکس اس کا عکس میں اور اکٹھا ہونا اور جدا ہونا ساتھ بدنوں کے سو جو پہچانے کفایت ہونے کو اپنے جی میں اپنے معاش میں اور اپنے دین کی محافظت میں یعنی جانے کہ اس کی گزران ہوتی ہے اور دین کی بھی نگہبانی ہوتی ہے تو اس کے حق میں اولیٰ یہ ہے کہ لوگوں کی صحبت سے الگ رہے بشرطیکہ محافظت کرے اوپر جماعت کے اور سلام کے اور جواب سلام کے اور حقوق مسلمین کے بیمار پرسی اور جنازے میں حاضر ہونے سے اور مانند اس کی ہے اور مطلوب تو فقط بے فائدہ صحبت کا ترک کرنا ہے اس واسطے کہ اس میں دل کا مشغول ہونا ہے اور ضائع کرنا اوقات کا ہے مہمات سے اور ٹھہرایا جائے اجتماع کو بجائے حاجت کے طرف فجر کے کھانے اور رات کے کھانے کی سو فقط ضروری ملاقات پر بس کی جائے کہ وہ راحت دینے والا ہے واسطے بدن کے اور دل کے اور کہا قشیری نے کہ جو گوشہ گیری اختیار کرے تو اس کا طریق یہ ہے کہ اعتقاد کرے کہ لوگ اس کی بدی سے بچیں نہ عکس اس واسطے کہ اس میں حقیر جاننا ہے اپنے نفس کو اور یہ صفت تواضع کرنے والی کے ہے اور ثانی میں یہ اعتقاد ہے کہ اس کو غیر پر زیادتی ہے اور یہ صفت متکبر کی ہے۔ (فتح)

بَابُ رَفْعِ الْأَمَانَةِ. امانت کا اٹھایا جانا۔

فائدہ: امانت ضد ہے خیانت کی اور مراد ساتھ رفع کے دور ہو جانا امانت کا ہے اس طور سے کہ امین معدوم یا مانند معدوم کی ہو جائے گا۔ (فتح)

٦٠١٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ

٦٠١٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کر پھر اس نے کہا کہ امانت کا ضائع ہونا کیسا ہے؟ یا حضرت! فرمایا کہ جب سپرد کی جائے حکومت نا لائق کو تو قیامت کا انتظار کر۔

قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِذَا أُسْنِدَ الْأَمْرُ إِلٰى غَيْرِ أَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ.

فائدہ: جب امانت ضائع کی جائے تو یہ جواب ہے اس شخص کے سوال کا جس نے پوچھا تھا کہ قیامت کب آئے گی اور وہی ہے جس نے کہا کہ اس کا ضائع ہونا کس طرح ہے اور یہ جو کہا کہ جب سپرد کی جائے، الخ تو جواب دیا ہے کیفیت ضائع کرنے کی سے اس واسطے کہ وہ شامل ہے جواب کو اس واسطے کہ لازم آتا ہے اس سے بیان کہ کیفیت اس کی وہی سپرد کرنا حکومت کا ہے اور مراد امر سے جنس امور کی ہے جو متعلق ہے ساتھ دین کے مانند خلافت اور امارت اور قضا اور افتا وغیرہ کی اور کہا ابن بطال نے کہ معنی حکومت سپرد کرنے کے طرف نالائقوں کی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حاکموں کو اپنے بندوں پر امانتدار ٹھہرایا ہے اور فرض کی ہے اوپر ان کے خیر خواہی لوگوں کی سو لائق ہے واسطے ان کے کہ اہل دین کو والی بنائیں اور جب انہوں نے غیر اہل دین کی تقلید کی تو ضائع کیا انہوں نے امانت کو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کی پیروی کا حکم کیا تھا۔ (فتح)

٦٠١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقٰى أَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهٗ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ فَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ فَيُقَالُ إِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا أَمِيْنًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا أَعْقَلَهٗ وَمَا

٦٠١٦۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دو حدیثیں بیان کیں ایک کو تو میں نے دیکھا اور دوسری کا منتظر ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا کہ بیشک امانت مردوں کے دل کی جڑ میں اتری پھر جانا انہوں نے قرآن سے پھر حدیث سے اور حدیث بیان کی ہم سے امانت کے دور ہونے کی فرمایا کہ سوئے گا مرد ایک نیند سو اٹھا لی جائے گی امانت اور دیانت اس کے دل سے تو ہو جائے گا اس کا نشان جیسے آنکھ کا آبلہ یعنی مدہم داغ پھر سوئے گا ایک نیند تو اٹھا لی جائے گی امانت اور دیانت اس کے دل سے تو ہو جائے گا اس کا نشان آبلہ کی طرح جیسے تو چنگاڑی کو اپنے پیر پر ڈھل کائے سو اس پر آبلہ پڑ جائے سو وہ تجھ کو پھولا دیکھ پڑے گا اور حالانکہ اس میں کچھ نہیں پھر صبح ہوتے لوگ خرید و فروخت کریں گے نہیں قریب ہے کہ کوئی بھی امانت کو ادا کرے یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ فلانے کی اولاد میں ایک امانت دار مرد ہے یہاں تک کہ نوبت پہنچے گی کہ کہا

أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيْمَانٍ وَلَقَدْ أَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا أُبَالِيْ أَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامُ وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيْهِ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا.

جائے گا آدمی کے حق میں کہ فلانا شخص کیا خوب دلاور ہے کیا لطیف ظریف ہے کیا خوب عقل مند ہے اور حالانکہ اس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں یعنی امانت داری نہیں اور البتہ مجھ پر ایک زمانہ آیا اور میں نہیں پرواہ کرتا تھا کہ تم میں سے کسی کے ساتھ خرید وفروخت کروں اگر مسلمان ہوتا تو اس کا اسلام اس کو مجھ کو پھیر لاتا اور اگر نصرانی ہوتا تو اس کا والی اس کو مجھ پر پھیر لاتا یعنی حضرت ﷺ کے زمانے میں ہر ایک آدمی کی بلا تامل خرید وفرخت کرتا تھا اور بہر حال آج یعنی اس زمانے میں سو میں نہیں خرید وفروخت کرتا مگر فلاں فلاں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی اور یہ جو کہا کہ اس کے دل میں ایمان نہیں ہوگا تو کبھی سمجھا جاتا ہے کہ مراد ساتھ امانت کے حدیث میں ایمان ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں ہے بلکہ ذکر کیا ہے اس کو اس واسطے کہ وہ لازم ہے ایمان کو اور یہ جو کہا کہ اس کا والی یعنی وہ والی جو قائم کیا گیا ہے اوپر اس کے تا کہ اس سے انصاف لے اور احتمال ہے کہ مراد وہ شخص ہو جو جزیہ لینے کا متولی ہو اور یہ جو کہا کہ فلانے فلانے سے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ میں نہیں اعتماد کرتا کسی پر کہ اس کو میں جانوں نہ بیع میں اور نہ شراء میں مگر فلانے فلانے کو۔

٦٠١٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّمَا النَّاسُ كَالْإِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً.

٦٠١٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آدمیوں کی مثال جیسے سو اونٹ نہیں قریب کہ پائے تو ان میں کوئی اونٹ سواری کے لائق۔

فائدہ: یعنی جیسے سو اونٹ میں ایک بھی سواری کے لائق نہیں نکلتا ویسے ہی سو آدمیوں میں ایک بھی کامل آدمی صحبت کے لائق نہیں نکلتا اور کہا خطابی نے کہ اس حدیث کے معنی دو طور سے ہیں ایک یہ لوگ دین کے احکام میں برابر ہیں نہیں فضیلت ہے انہیں واسطے شریف کے مشروف پر اور نہ رفیع کی وضیع پر مانند سو اونٹ کے کہ ان میں سواری کے لائق ایک بھی نہ ہو یعنی سب بوجھ اٹھانے کے لائق ہیں اور سواری کے لائق نہیں دوسری یہ کہ ناقص لوگ اکثر ہیں اور

کامل لوگ تھوڑے ہیں نہایت اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ کامل اوصاف مرضی الاحوال لوگوں میں بہت کم ہیں اور کہا قرطبی نے کہ جو مناسب تمثیل کی یہ ہے کہ جواد یعنی بہت سخاوت کرنے والا مرد جو اٹھائے لوگوں کے بوجھ اور ضمانتوں کو اور آسان کرے ان کی مشکل کو نہایت کم ہے جیسے بہت اونٹوں میں سواری کے لائق اونٹ کم ملتا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ لوگ بہت ہیں اور عمدہ لوگ ان میں تھوڑے ہیں اور طرف انہیں معنی کے اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ داخل کیا ہے اس کو باب رفع الامانۃ میں اس واسطے کہ جس کی یہ صفت ہو پس مختار یہ ہے کہ اس کی صحبت نہ کی جائے اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے طرف اس کی کہ مراد ساتھ ناس کے حدیث میں وہ لوگ ہیں جو قرون ثلثہ یعنی اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین کے بعد ہیں کہ خیانت کریں گے نہ امانت رکھی جائے گی اور کہا کرمانی نے کہ نہیں حاجت ہے اس تخصیص کی احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ مسلمان کم ہیں بہ نسبت کفار کی۔ (فتح)

بَابُ الرِّيَآءِ وَالسُّمْعَةِ. بیان دکھلانے عمل کے اور سنانے ان کے کا۔

فائدہ: مراد ریا سے ظاہر کرنا عبادت کا ہے واسطے دکھلانے لوگوں کے کہ لوگ اس کو دیکھیں اور اس کو اچھا کہیں اور اس کی تعریف کریں اور مراد سمع سے مثل اس کی ہے لیکن وہ متعلق ہے ساتھ حس سمع کے دلوں میں ساتھ اس طور کے کہ ان کو اچھی خصلتیں دکھلائے اور دکھلانے والا وہ عامل ہے اور کہا ابن عبدالسلام نے کہ ریا یہ ہے کہ غیر اللہ کے واسطے عمل کرے اور سمعہ یہ ہے کہ عمل پوشیدہ کرے اللہ تعالیٰ کے واسطے پھر لوگو کو بتلا دے کہ میں نے ایسا ایسا عمل کیا ہے۔

٦٠١٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَهُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ وَمَنْ يُّرَائِيْ يُرَائِي اللّٰهُ بِهِ.

٦٠١٨۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سنائے اللہ تعالیٰ اس کو سنائے گا اور جو دکھلائے اللہ تعالیٰ اس کو دکھلائے گا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جس کی دنیا میں دو زبانیں ہوں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے واسطے آگ کی دو زبانیں کرے گا اور کہا خطابی نے کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ جو عمل کرے ساتھ غیر اخلاص

کے اور فقط اس کا یہ ارادہ ہو کہ لوگ اس کو دیکھیں اور سنیں تو بدلہ دیا جاتا ہے اس کو اوپر اس کے ساتھ اس کے اس طور کے کہ مشہور کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ اور رسوا کرتا ہے اس کو اور ظاہر کرتا ہے جو اس کے باطن میں تھا اور بعض نے کہا کہ جو قصد کرے ساتھ عمل اپنے کے جاہ اور مرتبہ کا نزدیک لوگوں کے اور نہ ارادہ کرے ساتھ اس کے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا تو اللہ تعالیٰ ٹھہراتا ہے اس کو بات نزدیک لوگوں کے جن کے پاس چاہتا ہے کہ مرتبہ حاصل ہو اور نہیں ثواب ہے واسطے اس کے آخرت میں اور معنی برائی کے یہ ہیں کہ ان کو اطلاع کرتا ہے کہ یہ کام اس نے ان کے واسطے کیا نہ اللہ کی رضا مندی کے واسطے اور بعض نے کہا کہ جو قصد کرے ساتھ عمل اپنے کے یہ کہ لوگ اس کو سنیں اور دیکھیں تا کہ اس کی تعظیم کریں اور اس کا مرتبہ ان کے نزدیک بلند ہو تو حاصل ہوتا ہے مقصود اس کا اور ہوتا ہے یہ بدلہ اس کے عمل کا اور نہیں دیا جاتا اس کو آخرت میں اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ جو منسوب کرے طرف اپنی نیک عمل کو جو اس نے نہیں کیا تو بیشک اللہ تعالیٰ اس کو فضیحت کرے گا اور اس کے جھوٹ کو ظاہر کرے گا اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ جو اپنا عمل لوگوں کو دکھلائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس عمل کا ثواب دکھلائے گا اور اس کو اس ثواب سے محروم رکھے گا اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ مشہور کرے گا اس کو یا بھرے گا لوگوں کے کانوں کو ساتھ بدثنا اس کی کے دنیا میں یا قیامت میں ساتھ اس چیز کے کہ اس کے پلید باطن میں ہے، میں کہتا ہوں کہ وارد ہو چکی ہے چند حدیثوں میں تصریح ساتھ واقع ہونے اس کے کے آخرت میں یعنی قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کو دکھلائے اور سنائے گا سو یہی ہے معتمد اور حدیث میں استحباب اخفا عمل صالح کا ہے یعنی مستحب ہے کہ نیک عمل کو چھپائے ظاہر نہ کرے لیکن جو شخص کہ مقتدا ہو لوگ اس کی پیروی کرتے ہوں تو اس کے واسطے مستحب ہے کہ اپنے عمل کو ظاہر کرے اس ارادے سے کہ لوگ اس کے اس کام نیک میں پیروی کریں اور یہ مقدور ہے ساتھ قدر حاجت کے یا نفع اٹھایا جائے ساتھ اس کے مانند لکھنے علم کے کی اور کہا طبری نے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت سلف کی مسجدوں میں آ کر تہجد کی نماز پڑھا کرتی تھی اور اپنے نیک عملوں کو ظاہر کرتی تھی کہ ان میں لوگ ان کی پیروی کریں سو جو امام ہو اس کے عمل کی پیروی کی جاتی ہو اس کا ظاہر عمل اور پوشیدہ عمل برابر ہیں اور جو اس کے برخلاف ہو اس کے حق میں پوشیدہ عمل کرنا افضل ہے اور اس پر جاری ہے عمل سلف کا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ — جو مجاہدہ کرے اپنے نفس سے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں

فائدہ: یعنی بیان ہے اس شخص کی فضیلت کا جو مجاہدہ کرے اور مراد ساتھ مجاہدے کے روکنا نفس کا ہے ارادے شغل غیر عبادت کے سے یعنی عبادت کے سوائے اور کسی شغل کا ارادہ نہ کرنے دے اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی مناسبت ترجمہ کی ساتھ حدیث باب کے اور کہا ابن بطال نے کہ جہاد کرنا آدمی کا ساتھ نفس اپنے کے یہی ہے جہاد اکمل اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى﴾ اور واقع ہوتا ہے ساتھ منع کرنے نفس کے

گناہوں سے اور ساتھ منع کرنے اس کے شبہ والی چیزوں سے اور ساتھ منع کرنے کے بہت لذات مباحہ سے تا کہ بہت ہوں لذات واسطے اس کے آخرت میں، میں کہتا ہوں اور تا کہ نہ عادت پڑے اکثار کی سو الفت ہو اس کو اس سے سو کھینچے اس کو طرف شبہ والی چیزوں کی سو نہیں نڈر ہے اس سے کہ واقع ہو حرام میں اور کہا قشیری نے کہ اصل مجاہدہ نفس کا توڑنا اس کا ہے اس کی مرغوب چیزوں سے اور باعث ہونا اس کو اس کی غیر خواہش پر اور واسطے نفس کے دو صفتیں ہیں پڑنا شہوات میں اور باز رہنا بندگیوں سے سو مجاہدہ واقع ہوتا ہے موافق اس کے اور کہا بعض اماموں نے کہ جہاد نفس کا داخل ہے دشمن کے جہاد میں اس واسطے کہ دشمن میں ہیں سردار سب کا شیطان پھر نفس اس واسطے کہ وہ بلاتا ہے اور شیطان وہ مددگار ہے واسطے اس کے اوپر اس کے اور زینت دیتا ہے اس کو واسطے اس کے سو جس نے نفس کی مخالفت کی اس نے شیطان کو اُکھاڑا سو مجاہدہ اس کا اپنے نفس سے حمل کرنا اس کا ہے اوپر پیروی حکموں اللہ کے اور پرہیز کرنے منع کی چیزوں اس کی سے اور جب قوی ہو بندہ اس پر تو آسان ہوتا ہے جہاد کرنا دین کے دشمنوں سے اوّل جہاد باطن کا ہے دوسرا جہاد ظاہر کا اور جہاد نفس کے چار مرتبے ہیں حمل کرنا اس کا اوپر سیکھنے احکام دین کے پھر باعث ہونا اس کو اوپر عمل کے ساتھ اس کے پھر باعث ہونا اس کو اوپر تعلیم اس شخص کے جو نہیں جانتا تا پھر بلانا طرف توحید اللہ تعالیٰ کی اور لڑنا اس شخص سے جو اس کے دین کے مخالف ہو اور اس کی نعمت سے انکار کرے اور قوی تر مددگار اوپر جہاد نفس کے جہاد شیطان کا ہے ساتھ دفع کرنے اس چیز کے کہ ڈالتا ہے اس کی طرف شبہ اور شک سے۔ (فتح)

٦٠١٩۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا رَدِيْفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا آخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ أَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا

٦٠١٩۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آپ کی سواری پر سوار تھا میرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کجاوے کی پچھلی لکڑی کے سوائے کچھ چیز نہ تھی یعنی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت قریب تھا سو فرمایا کہ اے معاذ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! پھر ایک گھڑی چلے پھر فرمایا کہ اے معاذ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! پھر ایک ساعت چلے پھر فرمایا کہ اے معاذ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! فرمایا کہ بھلا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو بیشک اللہ تعالیٰ کا حق تو بندوں پر یہ ہے کہ اس کی بندگی کریں اور

يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوْهُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ.

اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں پھر ایک گھڑی چلے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! فرمایا بھلا تو جانتا ہے کہ کیا حق ہے بندوں کا اللہ پر جب کہ اس کو کریں یعنی اس کی بندگی کریں اس کو وحدہ لاشریک جان کر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ ان کو عذاب نہ کرے اور ان کو بہشت میں داخل کرے۔

فائدہ: حق کے معنی ہیں ہر موجود متحقق یا وہ چیز جو ضرور پائی جائے گی اور سچی کلام کو بھی حق کہا جاتا ہے اس واسطے کہ اس کا وقوع متحقق ہے اس میں کوئی تردد نہیں اور اسی طرح وہ حق کہ مستحق ہو غیر پر جب کہ اس میں تردد نہ ہو اور مراد اس جگہ وہ چیز ہے کہ مستحق ہے اس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر جس کو ان پر فرض کیا ہے اور کہا قرطبی نے کہ حق اللہ تعالیٰ کا وہ چیز ہے کہ وعدہ کیا ہے ان کو ساتھ اس کے ثواب سے اور لازم کیا ہے اس کو اوپر ان کے اپنے خطاب سے اور مراد ساتھ عبادت کے طاعت کا ہے اور بچنا گناہوں سے اور معطوف کیا ہے اس پر عدم شرک کو اس واسطے کہ وہ تمام ہے توحید کا اور حکمت بیچ عطف کرنے اس کے کے عبادت پر یہ ہے کہ بعض کافر دعوئی کرتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے سوائے بتوں کی عبادت کرتے تھے سو شرط کی گئی نفی اس کی اور یہ جملہ حالیہ ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی بیچ حالت نہ ذکر کرنے کے ساتھ اس کے کہا ابن حبان نے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی اقرار کرنا ہے ساتھ زبان کے اور تصدیق کرنا ہے ساتھ دل کے اور عمل کرنا ہے ساتھ جوارح کے اس واسطے کہا گیا جواب میں کہ کیا حق ہے بندوں کا جب کہ اس کو کریں سو تعبیر کی ساتھ فعل کے اور نہ تعبیر کی ساتھ قول کے کہا قرطبی نے کہ حق بندوں کا اللہ تعالیٰ پر وہ چیز ہے کہ وعدہ کیا ان کو ساتھ اس کے ثواب سے اور جزا سے حق ہو چکا ہے اور واجب ہوا ساتھ حکم سچے وعدے اس کے اور قول اس کا حق ہے نہیں جائز ہے اس پر کہ کذب خبر میں اور نہ خلاف وعدے میں سو اللہ تعالیٰ سبحانہ پر کوئی چیز واجب نہیں ساتھ حکم امر کے اس واسطے کہ اس سے اوپر کوئی حکم کرنے والا اور نہیں حکم ہے واسطے عقل کے اس واسطے کہ وہ کھولنے والی ہے نہ واجب کرنے والی اور تمسک کیا ہے بعض معتزلوں نے ساتھ ظاہر اس کے کہ اور نہیں تمسک کیا ہے واسطے بیچ اس کے باوجود قائم ہونے احتمال کے اور کتاب العلم میں اس کے چند جواب گزر چکے ہیں ان میں ایک جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ حق کے اس جگہ متحقق ثابت ہے یا جدیر ہے اس واسطے کہ احسان رب کا واسطے اس شخص کے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی کو رب نہ جانے جدیر ہے حکمت میں یہ کہ نہ عذاب کرے اس کو یا مراد یہ ہے کہ وہ مانند واجب کی ہے تحقق اور مؤکد ہونے میں یا ذکر کیا گیا

ہے واسطے مقابلہ کے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے سوار ہونا دو آدمیوں کا ایک گدھے پر اور اس میں بیان ہے حضرت ﷺ کی تواضع کا اور فضل معاذ رضی اللہ عنہ کا اور خوبی ادب کے کی قول میں اور علم میں ساتھ رد کرنے اس چیز کے کہ نہیں احاطہ کیا ہے اس نے ساتھ حقیقت اس کی کے طرف علم اللہ تعالیٰ کے اور رسول اس کے کی اور قرب مرتبے اس کے کا حضرت ﷺ سے اور اس میں تکرار کلام کا ہے واسطے تاکید کرنے اور سمجھانے اس کے کے یعنی حضرت ﷺ نے تین بار فرمایا اے معاذ! اے معاذ! واسطے مبالغہ کے اس کے سمجھنے میں اور استفسار استاذ کا حکم کو اپنے شاگرد سے تا کہ آزمائے جو اس کے پاس ہے علم سے اور بیان کرے واسطے اس کے جو مشکل ہو او پر اس کے اس سے کہا ابن حجر رحمہ اللہ نے بخاری کی شرح میں کہ حضرت ﷺ نے جو معاذ رضی اللہ عنہ کو منع کیا کہ لوگوں کو اس کی بشارت نہ دیں تو اس پر اعتماد کر کے عمل کو نہ چھوڑ دیں تو علماء نے کہا کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ رخصت کی حدیثوں کو پھیلایا نہ جائے عام لوگوں میں اس واسطے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی مراد کو نہ سمجھ سکیں اور البتہ سنا اس کو معاذ رضی اللہ عنہ نے سو نہ زیادہ ہوئے مگر کوشش میں یعنی بلکہ عمل میں اور زیادہ کوشش کی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے میں زیادہ ہوئے اور بہرحال جو ان کے درجے کو نہیں پہنچا تو نہیں امن ہے کہ وہ عمل میں قصور کرے واسطے اعتماد کرنے کے ظاہر اس حدیث پر اور البتہ معارض ہے اس کو وہ چیز کہ متواتر ہوتی ہے نصوص کتاب اور سنت سے کہ البتہ بعض موحدین گنہگار دوزخ میں داخل ہوں گے بنا بر اس کے پس واجب ہے تطبیق درمیان دونوں حدیثوں کے اور علماء کے اس میں کئی مسلک ہیں ایک قول زہری کا ہے کہ یہ رخصت حدود اور فرائض کے اترنے سے پہلے تھی اور اس کے غیر نے اس کو بعید جانا ہے کہ نسخ نہیں داخل ہوتا ہے خبر میں اور ساتھ اس کے کہ سننا معاذ رضی اللہ عنہ کا اس حدیث کو متاخر ہے اکثر فرائض کے اترنے سے اور بعض نے کہا کہ منسوخ نہیں بلکہ وہ اپنے عموم پر ہے لیکن وہ مقید ہے ساتھ شرائط کے جیسے کہ مرتب ہوتے ہیں احکام اپنے اسباب پر جو تقاضا کرتے ہیں اور موقوف ہیں اوپر نہ ہونے موانع کے اور جب کامل ہو تو عمل کرتا ہے مقتضی عمل اس کے کو اور بعض نے کہا کہ مراد ترک دخول آگ شرک کی ہے یعنی وہ شرک کی آگ میں داخل نہیں ہوگا اور بعض نے کہا کہ مراد ترک تعذیب تمام بند موحدین کی ہے یعنی موحدین کے سارے بدن کو عذاب نہیں ہوگا اس واسطے کہ آگ نہیں جلاتی ہے سجدے کی جگہوں کو اور بعض نے کہا کہ نہیں ہے یہ حکم واسطے ہر موحد اور ہر عابد کے بلکہ یہ خاص ہے ساتھ اس کے جو اخلاص کے ساتھ کلمہ توحید پڑھے اور اخلاص چاہتا ہے اس کے معنی کی تحقیق کو اور نہیں متصور ہے حاصل ہونا تحقیق کا ساتھ اصرار کے گناہ پر۔ (فتح)

بَابُ التَّوَاضُعِ. باب ہے تواضع کے بیان میں۔

فائدہ: تواضع کے معنی ہیں ذلت اور مراد ساتھ تواضع کے اظہار تنزل کا ہے مرتبے سے واسطے اس شخص کے کہ اس کی تعظیم کا ارادہ کرے اور بعض نے کہا کہ وہ تعظیم ہے اس کی جو اس سے اونچا ہو واسطے فضیلت اس کی کے۔ (فتح)

۶۰۲۰۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةٌ قَالَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ وَأَبُوْ خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتْ نَاقَةٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُسَمَّى الْعَضْبَآءَ وَكَانَتْ لَا تُسْبَقُ فَجَآءَ أَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ لَهٗ فَسَبَقَهَا فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَقَالُوْا سُبِقَتِ الْعَضْبَآءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَّا يَرْفَعَ شَيْئًا مِّنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهٗ.

۶۰۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی اس کا نام عضباء تھا کوئی اس سے آگے نہ بڑھ سکتا تھا سو ایک دیہاتی اپنے جوان اونٹ پر آیا سو اس سے آگے بڑھ گیا سو یہ بات مسلمانوں بھاری پڑی اور کہا کہ سبقت کی گئی عضباء سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ نہ بلند کرے کسی چیز کو دنیا سے مگر کہ اس کو پست کرے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ جس کو بلند کرے اس کو ضرور پست کرتا ہے تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ بلند ہونا لائق نہیں اور حث ہے تواضع پر اور خبر دیتا ہے ساتھ اس کے کہ دنیا کے کام سب ناقص ہیں کوئی کامل نہیں کہا ابن بطال نے کہ اس میں ہے دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہے اور تنبیہ ہے اس پر ترک فخر کرنے کی آپس میں اور یہ جو چیز کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہو وہ پست جگہ میں ہے سو حق ہے ہر عاقل پر کہ اس میں زہد کرے اور اس کی طلب میں حرص کم نہ کرے اور کہا طبری نے کہ تواضع میں دین اور دنیا دونوں کی مصلحت ہے سو اگر لوگ اس کو دنیا میں استعمال کریں تو کینہ اور عداوت ان کے درمیان سے دور ہو جائے اور البتہ راحت پائیں باہم فخر کرنے کی مشقت سے اور نیز اس میں حسن خلق اور نیک خو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور تواضع آپ کی اس واسطے کہ راضی ہوئے کہ دیہاتی کے ساتھ گھڑ دوڑ کریں اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بڑھ گیا اور اس میں جواز گھڑ دوڑ کا ہے۔ (فتح)

۶۰۲۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ كَرَامَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۰۲۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے ولی سے عداوت کرے تو میں نے اس کو اپنی لڑائی کی خبر دی اور نہیں چاہی میری نزدیکی میرے کسی بندے نے کسی چیز کے ذریعہ جو مجھ کو محبوب تر ہو اس چیز سے کہ میں نے اس پر فرض کی اور

إِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهٗ فَإِذَا أَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِيْ لَأُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَأُعِيْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِيْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَ تَهٗ.

میرا بندہ ہمیشہ میری نزدیکی نفل عبادت کے ذریعہ سے چاہا کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں سو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں اس کو دوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو البتہ اس کو پناہ میں رکھوں اور مجھ کو کسی چیز میں جس کا میں کرنے والا ہوں تردد نہیں ہوتا جیسے ایماندار بندے کی روح قبض کرنے میں تردد ہوتا ہے وہ تو موت کو مکروہ جانتا ہے اور میں اس کے ملول ہونے کو مکروہ جانتا ہوں یعنی اور حالانکہ اس کو مرنا ضروری ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں اس کا دل ہو جاتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بات کرتا ہے۔

قولہ من عادی لی ولیا مراد ساتھ ولی کے عالم ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہمیشگی کرنے والا ہے اس کی طاعت میں مخلص ہے اس کی عبادت میں اور البتہ مشکل ہے وجود کسی کا جو اس سے دشمنی کرے اس واسطے کہ دشمنی واقع ہوتی ہے دونوں طرف سے اور ولی کی شان سے حلم کرنا اور درگزر کرنا ہے اس شخص سے جو جہالت کرے اوپر اس کے اور جواب دیا گیا ہے کہ باہم دشمنی کرنا نہیں بند ہے جھگڑے میں اور معاملہ دنیاوی میں مثلا بلکہ کبھی واقع ہوتی ہے دشمنی بغض سے جو پیدا ہوتا ہے تعصب سے مانند رافضی کی کہ وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے اور مانند بدعتی کی کہ وہ سنی سے بغض رکھتا ہے سو واقع ہوگی دشمنی دونوں طرف سے بہر حال ولی کی جانب سے سو واسطے اللہ تعالیٰ کے اور دوسرے کی طرف سے واسطے اس چیز کے کہ گزری اور اسی طرح کافر مجاہد دشمنی رکھتا ہے اس سے ولی واسطے اللہ تعالیٰ کے اور دوسرا اس سے بغض رکھتا ہے واسطے انکار کرنے کے اوپر اس کے اور منع کرنے کے لذات سے اور کبھی بولی جاتی ہے معاداۃ اور ارادہ کیا جاتا ہے ساتھ اس کے وقوع کا ایک جانب سے بالفعل اور دوسری جانب سے بالقوہ اور یہ جو کہا کہ میں نے اس کو خبر دی ساتھ لڑائی کے تو اس میں بھی اشکال ہے اس واسطے کہ وہ مفاعلہ ہے دونوں طرف سے کہ مخلوق خالق کی قید میں ہے اور جواب یہ ہے کہ وہ مخاطبت سے ہے ساتھ اس چیز کے کہ سمجھی جائے اس واسطے کہ حرب پیدا ہوتی ہے عداوت سے اور عداوت پیدا ہوتی ہے مخالفت سے اور غائت حرب کی ہلاک ہے اور اللہ تعالیٰ پر کوئی غالب نہیں ہے سو گویا کہ معنی یہ ہیں کہ اس نے تعرض کیا اس کا کہ میں اس کو ہلاک کروں سو اطلاق حرب کا ہے اور ارادہ اس کے

لازم کا ہے یعنی عمل کروں گا میں ساتھ اس کے جو عمل کرتا ہے عدو محارب اور کہا فاکہانی نے کہ اس میں تہدید شدید ہے اس واسطے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ لڑا ہو ہلاک ہوا اس واسطے کہ جس نے برا جانا اس کو جس کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہو تو اس نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی اور جس نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی کرتا ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ دشمنی کرے اس کو ہلاک کیا اور جب ثابت ہوا یہ معاداۃ کی جانب میں تو ثابت ہوا موالات کی جانب میں سو جو اللہ تعالیٰ کے ولیوں سے دوستی رکھے اور اس کی تعظیم کرتا ہے اور یہ جو کہا کہ جو میں نے اس پر فرض کیا تو داخل ہیں اس لفظ کے تحت میں سب فرائض عین اور کفایہ اور ظاہر اس کا اختصاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ ابتدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی فرضیت کو اور جس کو مکلف اپنے نفس پر واجب کرے وہ اس میں داخل نہیں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ فرائض کا ادا کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیارا عمل ہے اور کہا طوفی نے کہ امر ساتھ فرائض کے جازم ہے اور واقع ہوتا ہے اس کے ترک سے عقاب برخلاف نفل کے دونوں امر میں اگرچہ شریک ہے ساتھ فرضوں کے بیچ حاصل کرنے ثواب کے سو ہوں گے فرائض کامل تر اسی واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف محبوب تر ہیں اور نیز فرض مانند جڑ کی ہے اور نفل مانند شاخ کی ہے اور بیچ ادا کرنے فرض کے ساتھ وجہ مامور بہ کے بجالانا حکم کا ہے اور حرمت حکم کرنے والے کی اور تعظیم اس کی ساتھ مطیع ہونے کے طرف اللہ تعالیٰ کی اور اظہار کرنا عظمت ربوبیت کا اور ذلت عبودیت کا سو ہوگا نزدیکی چاہنا ساتھ اس کے اعظم عمل اور فرض کا اور ادا کرنے والا کبھی ادا کرتا ہے اس کو واسطے ڈر کے عقوبت سے اور نفل کا ادا کرنے والا نہیں ادا کرتا اس کو مگر واسطے اختیار کرنے خدمت کے سو بدلہ دیا جاتا ہے ساتھ محبت کے کہ وہ غایت مطلوب اس کا ہے جو نزدیکی چاہتا ہے خدمت سے اور یہ جو کہا کہ ہمیشہ میری نزدیکی چاہتا ہے سو تقرب کے معنی ہیں طلب کرنا قربت کا اور کہا ابوالقاسم قشیری نے کہ قرب بندہ کا اپنے رب سے واقع ہوتا ہے اول اس کے ایمان سے پھر اس کے احسان سے اور قریب ہونا رب کا اپنے بندے سے وہ چیز ہے کہ خاص کرے اس کو ساتھ اس کے دنیا میں اپنے عرفان سے اور آخرت میں اپنی رضامندی سے اور اس چیز میں کہ درمیان اس کے ہے وجوہ لطف اور احسان اس کے سے اور نہیں تمام ہوتا ہے قرب بندے کا اپنے رب سے مگر ساتھ دور ہونے اس کے خلق سے اور قرب رب کا ساتھ علم اور قدرت کے عام ہے واسطے لوگوں کے اور ساتھ لطف اور نصرت کے خاص ہے ساتھ خواص کے اور ساتھ تانیس کے خاص ہے ساتھ اولیاء کے اور یہ جو کہا کہ ساتھ نفلوں کے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں یعنی میرا پیارا ہو جاتا ہے تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ محبت اللہ تعالیٰ کی واسطے بندے کے واقع ہوتی ہے ساتھ ہمیشہ نفل پڑھنے کے جب کہ وہ نفلوں سے قربت چاہے اور البتہ یہ مشکل ہے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے کہ فرائض محبوب تر عبادتوں میں ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی طلب کی جاتی ہے سو فرائض سے محبت کیوں نہیں پیدا ہوتی اور جواب یہ ہے کہ مراد نوافل سے وہ چیز ہے جو ہو جائے واسطے فرضوں کے مشتمل ہو اوپر ان کے اور

مکمل ہو واسطے ان کے اور کہا فاکہانی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جب ادا کرے فرضوں کو اور ہمیشگی کرے اوپر ادا کرنے نفلوں کے نماز اور روزے وغیرہ سے تو نوبت پہنچاتا ہے یہ طرف محبت اللہ تعالیٰ کی اور کہا ابن ہبیرہ نے کہ لیا جاتا ہے حضرت ﷺ کے قول ما تقرب الخ سے کہ نوافل نہ مقدم کیے جائیں فرضوں پر اس واسطے کہ نفلوں کا نام نفل اس واسطے رکھا گیا ہے کہ وہ زائد ہیں فرضوں پر سو جب تک کہ فرض ادا نہ ہو حاصل ہوگا نفل اور جس نے فرض ادا کیا پھر اس پر نفل زیادہ کیا اور اس پر ہمیشگی کی تو ثابت ہوتا ہے اس سے ارادہ قربت چاہنے کا اور نیز جاری ہوئی ہے عادت کہ تقرب ہوتا ہے غالبًا ساتھ اس چیز کے کہ نہ واجب ہو نزدیکی چاہنے والے پر مانند ہدیہ اور تحفہ کی برخلاف اس شخص کے کہ ادا کرے جو اس پر ہے خراج سے یا ادا کرے وہ چیز جو اس پر ہے دین سے اور نیز نوافل تو فرضوں کا قصور پورا کرنے کے واسطے مشروع ہوئے ہیں جیسا کہ صحیح ہو چکا ہے مسلم کی حدیث میں کہ دیکھو کیا میرے بندے کے واسطے نفل بھی ہیں سو کامل کیا جائے اس سے اس کے فرضوں کو، الحدیث سو اس سے ظاہر ہوا کہ مراد ساتھ نزدیکی چاہنے کے نفلوں سے یہ ہے کہ واقع ہوں اس شخص سے کہ ادا کیا ہے فرضوں کو نہ وہ شخص جس نے فرضوں کو ادا نہ کیا ہو جیسا کہ بعض اکابر نے کہا کہ جو مشغول ہوا ساتھ فرضوں کے نفلوں سے وہ معذور ہے اور جو مشغول ہوا ساتھ نفلوں کے فرض نماز سے وہ مغرور ہے اور یہ جو کہا کہ میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے سنتا ہے، الخ تو اس میں اشکال ہے کہ کس طرح ہوگا اللہ تعالیٰ جل علا کان بندے کا اور آنکھ اس کی، اور جواب کئی وجہ ہے اول یہ کہ وارد ہوا ہے یہ بطور تمثیل کے اور معنی یہ ہیں کہ میں اس کا کان اور آنکھ ہو جاتا ہوں بیچ اختیار کرنے اس کے حکم میرے کو سو وہ میری بندگی چاہتا ہے اور میری خدمت کو اختیار کرتا ہے جیسا کہ ان جوارح کو چاہتا ہے، دوم یہ کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ کل اعضاء سے میرے ساتھ مشغول ہے سو نہیں سنتا اپنے کان سے مگر جس میں میں راضی ہوں اور نہیں دیکھتا اپنی آنکھ سے مگر جو میں نے اس کو حکم کیا ہے، سوم یہ کہ معنی یہ ہیں کہ ٹھہراتا ہوں واسطے اس کے جیسے کہ پہنچتا ہے اس کو اپنے کان اور آنکھ سے الخ، چہارم یہ کہ میں ہوتا ہوں واسطے اس کے نصرت میں مانند آنکھ اور کان اور ہاتھ اس کے کی بیچ مدد کرنے کے اس کے دشمن پر، پنجم یہ کہ یہاں مضاف محذوف ہے اس کی تقدیر یہ ہے کہ میں حافظ اور نگہبان ہوتا ہوں اس کے کان کا جس کے ساتھ وہ سنتا ہے سو نہیں سنتا ہے مگر وہ چیز کہ حلال ہے سننا اس کا اور اسی طرح حافظ ہوں اس کی آنکھ کا، ششم یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مصدر ساتھ معنی مفعول کے ہو یعنی سمع ساتھ معنی مسموع کے ہو اور معنی یہ ہیں کہ وہ نہیں سنتا ہے مگر ذکر میرا اور نہیں لذت پاتا مگر میری کتاب کی تلاوت سے اور نہیں لگاؤ پکڑتا مگر ساتھ مناجات میری کے اور نہیں دیکھتا مگر میرے ملک کے عجائبات میں اور نہیں دراز کرتا ہے اپنے ہاتھ کو مگر جس میں میری رضا ہے اور اسی طرح اپنا پاؤں بھی کہا طوفی نے اتفاق ہے علماء کا جن کے قول پر اعتماد ہے کہ یہ مجاز اور کنایہ ہے بندے کی مدد اور نصرت اور اعانت سے یہاں تک کہ گویا سبحانہ وتعالیٰ اتارتا ہے اپنے نفس کو اپنے بندے سے بجائے جوارح اس

کے کے کہ مدد لیتا ہے ساتھ اس کے اور اسی واسطے ایک روایت میں واقع ہوا ہے کہ فبی یسمع و بی یبصر و بی یبطش و بی یمشی یعنی میری مدد سے سنتا ہے اور میری مدد سے دیکھتا ہے اور میری مدد سے پکڑتا ہے اور میری مدد سے چلتا ہے اور اتحادیہ فرقہ نے یہ گمان کیا ہے کہ وہ اپنے حقیقی معنی پر ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بندے کا عین ہے اور حجت پکڑی ہے ساتھ آنے جبریل علیہ السلام دحیہ کلبی کی صورت میں کہا انہوں نے کہ وہ روحانی ہے اپنی صورت کو چھوڑ کر بندے کی صورت میں ظاہر ہوا کہا انہوں نے سو اللہ تعالیٰ قادر تر ہے اس پر کہ ظاہر کرے وہ بیچ صورت وجود کلی کے یا بعض اس کے کی بلند ہے اللہ تعالیٰ اس چیز سے جو ظالم کہتے ہیں بہت بلند ہونا اور کہا خطابی نے کہ یہ امثال ہیں اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے اپنے بندے کو ان عملوں میں کہ مباشر ہوتا ہے ان کو ساتھ ان اعضاء کے ساتھ اس طور کے کہ نگاہ رکھتا ہے اس کی جوارح کو یعنی کان آنکھ ہاتھ پاؤں کو اوپر اپنے اور بچاتا ہے اس کو پڑنے سے اس چیز میں کہ مکروہ رکھتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ یعنی اس کو گناہوں سے روکتا ہے سو نہیں سنتا ہے اپنے کان سے کھیل کو اور نہیں دیکھتا ہے اپنی آنکھ سے طرف اس چیز کی کہ منع کیا ہے اس سے اللہ تعالیٰ نے اور نہیں پکڑتا ہے اپنے ہاتھ سے وہ چیز کہ نہیں حلال ہے واسطے اس کے اور نہیں چلتا اپنے پاؤں سے طرف باطل کی یعنی نہیں تصرف کر سکتا ہے مگر اس چیز میں کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو، ہفتم یہ کہ مراد یہ ہے کہ اس کی دعا بہت جلد قبول ہو جاتی ہے اور مطلب حاصل ہو جاتا ہے پس نہیں حرکت کرتا کوئی عضو اس کا مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور اللہ تعالیٰ کے واسطے اور حمل کیا ہے اس کو پچھلے صوفیوں نے اس پر کہ ذکر کرتے ہیں اس کو مقام فنا فی اللہ محو سے اور یہ کہ وہ نہایت ہے جس کے بعد کوئی چیز نہیں اور وہ یہ ہے کہ ہو قائم ساتھ اقامت اللہ تعالیٰ واسطے اس کے محبّ ساتھ محبت اس کی کے واسطے اس کے ناظر ساتھ نظر اس کی کے واسطے اس کے بغیر اس کے کہ اس کے ساتھ کوئی چیز باقی رہے کہ منوط ہو ساتھ اسم کے یا موقوف ہو اوپر رسم کے یا متعلق ہو ساتھ امر کے یا موصوف ہو ساتھ کسی صفت کے اور معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ وہ شاہد ہوتا ہے اقامت اللہ تعالیٰ کی کو واسطے اس کے یہاں تک کہ قائم ہو اور محبت اس کی کو واسطے اس کے یہاں تک کہ اس سے محبت کی اور نظر کرنے اس کے کو طرف بندے اپنے کے یہاں تک کہ متوجہ ہو اور وہ طرف اس کی نظر کرنے والا اپنے دل سے اور حمل کیا ہے اس کو بعض گمراہوں نے اس چیز پر کہ دعویٰ کرتے ہیں اس کو کہ بندہ جب لازم پکڑے عبادت ظاہر اور باطن کو یہاں تک کہ صاف ہو میلوں سے تو وہ اللہ تعالیٰ کے معنوں میں ہو جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے بلند ہے اللہ تعالیٰ اس سے اور یہ کہ وہ اپنی جان سے بالکل فنا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے ذاکر واسطے نفس اپنے کے موحد ہے واسطے نفس اپنے کے محبّ ہے واسطے نفس اپنے کے اور یہ کہ یہ اسباب اور رسوم ہو جاتے ہیں محض عدم اس کے حضور میں اگرچہ معدوم ہوں خارج میں اور بنا بر سب وجہوں کی پس نہیں ہے متمسک اس میں واسطے اتحادیہ کے اور نہ واسطے ان لوگوں کے کہ قائل ہیں ساتھ مطلق وحدت کے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

باقی حدیث میں کہ اگر مجھ سے مانگے تو میں اس کو دوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو میں اس کو پناہ میں رکھوں اس واسطے کہ یہ صریح ہے ان کے رد میں یعنی اس لیے کہ جب وہ خود اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے اور پناہ مانگنے کا محتاج ہے تو پھر عین ذات حق ہونے کے کیا معنی کیا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ بھی سوال کرنے اور پناہ مانگنے کا محتاج ہے اور وہ کس سے سوال کرتا ہے اور کس سے پناہ مانگتا ہے کیا خود آپ ہی اپنے آپ سے سوال کرتا ہے اور پناہ مانگتا ہے اور تحقیق مطلب یہ ہے کہ جب محبت الٰہی نے بندے پر سایہ ڈالا تو اس کو اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی چیز سے تعلق نہیں رہتا اور بجز رضائے الٰہی کوئی آرزو اور تمنا اس کے دل میں دخل نہیں پاتی تو کوئی کام جس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہو اس سے نہیں ہوسکتا، آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہو جاتے ہیں بے اس کی مرضی نہ کسی چیز کو دیکھے نہ کوئی بات سنے اور ایک روایت میں ہے کہ اگر مجھ سے مدد مانگے تو اس کی مدد کرتا ہوں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ مراد ساتھ نوافل کے تمام وہ چیز ہے کہ مندوب ہو اقوال سے اور افعال سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ زیادہ پیاری مجھ کو عبادت اپنے بندے کی خیر خواہی ہے اور البتہ اشکال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بہت عبادت کرنے والے اور نیک لوگوں نے دعا کی اور دعا میں مبالغہ کیا لیکن ان کی دعا قبول نہ ہوئی تو جواب اس کا یہ ہے کہ دعا کا قبول کرنا کئی قسم ہے سو کبھی تو مطلوب ہو بہو اسی وقت حاصل ہو جاتا ہے اور کبھی اس میں دیر ہو جاتی ہے کسی حکمت کے واسطے اور کبھی واقع ہوتی ہے اجابت لیکن جو چیز مطلوب ہو وہ ہو بہو حاصل نہیں ہوتی جس جگہ کہ مطلوب میں فی الحال مصلحت نہ ہو اور واقع میں مصلحت ناخیرہ ہو یا اس سے زیادہ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کی بڑی فضیلت ہے اس واسطیکہ پیدا ہوتی ہے اس سے محبت اللہ تعالیٰ کی واسطے بندے کے جو اس سے نزدیکی چاہتا ہے اور یہ اس واسطے کہ وہ محل ہے مناجات کا اور سرگوشی اور قربت کا نہیں ہے اس میں کوئی واسطہ درمیان رب کے اور بندے اس کے اور نہیں ہے کوئی چیز ٹھنڈک آنکھ کی واسطے بندے کے اس سے اور اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ ٹھہرائی گئی میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں اور جس کے واسطے کسی چیز میں آنکھ کی ٹھنڈک ہو تو وہ دوست رکھتا ہے کہ اس سے جدا نہ ہو اور اس سے باہر نہ نکلے اس واسطے کہ اس میں اس کی نعمتیں ہیں اور ساتھ اس کے خوش ہوتی ہے زندگی اس کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے یہ واسطے اس عابد کے جو صبر کرنے والا ہے تکلیفوں پر اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے اور ہوتا ہے میرے ولیوں سے اور ہوتا ہے میرا ہمسایہ ساتھ پیغمبروں کے اور صدیقوں کے اور شہیدوں کے بہشت میں اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس حدیث کے بعض جاہلوں نے اہل تجلی اور ریاضت سے سو کہا انہوں نے کہ دل جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ محفوظ ہو تو اس کے خیالات اور خطرے خطا سے محفوظ ہوتے ہیں اور تعقب کیا ہے اس کا اہل تحقیق نے اہل طریق سے سو کہا انہوں نے کہ نہیں التفات کیا جاتا ہے طرف کسی چیز کی اس سے مگر جب کہ قرآن اور حدیث کے موافق ہو اور عصمت تو فقط پیغمبروں کے واسطے ہے اور جو ان کے سواء ہیں سو کبھی

خطا کرتے ہیں سو البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جو الہام والوں کے سردار ہیں اور باوجود اس کے بہت وقت ان کی رائے میں ایک بات آتی تھی سو بعض اصحاب ان کو ان کی رائے کے برخلاف خبر دیتے تھے ساتھ حدیث کے جو ان کی رائے کے مخالف ہوتی سو عمر رضی اللہ عنہ اپنی رائے کو چھوڑ دیتے اور اس حدیث کی طرف رجوع کرتے سو جو گمان کرے کہ کفایت کرتی ہے اس کو رائے اس کی جو اس کے دل میں آئے اور اس کی اپنی رائے کے سامنے قرآن اور حدیث کی حاجت نہیں تو اس نے بڑی خطا کی اور بعض نے ان میں سے مبالغہ کیا ہے سو کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے دل نے میرے رب کی طرف یعنی جو اس کی رائے میں آیا اور جو اس کے دل میں خیال گزرا اور وہ اس کے رب کی طرف سے ہے سو یہ لوگ اس سے زیادہ خطا کار ہیں اس واسطے کہ وہ نہیں نڈر ہے اس سے کہ شیطان نے وہ بات اس کے دل میں ڈالی ہو اور کہا طوفی نے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ سلوک کے طرف اللہ تعالیٰ کی اور پہنچنے کی طرف معرفت اس کی کے اور طریق اس کے اس واسطے کہ باطنی فرض یعنی ایمان اور ظاہری فرض یعنی اسلام اور مرکب دونوں سے یعنی احسان موجود ہے اس میں جیسے کہ شامل ہے اس کو حدیث جبریل علیہ السلام کی اور احسان شامل ہے مقامات سالکین کو زہد اور اخلاص اور مراقبہ وغیرہ سے اور نیز اس حدیث میں ہے کہ جو ادا کرے اس کو جو اس پر واجب ہے اور قربت چاہے ساتھ نفلوں کے تو اس کی دعا رد نہیں ہوتی واسطے وجود اس سچے وعدے کے جو مؤکد ہے ساتھ قسم کے اور جس کی دعا کسی سبب سے قبول نہیں ہوتی اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ اگرچہ کیسے ہی اعلیٰ درجے کو پہنچے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جائے لیکن نہیں منقطع ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طلب سے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے خضوع اور اظہار عبودیت سے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو کسی چیز میں تردد نہیں ہوتا جیسے ایماندار بندے کی روح قبض کرنے میں تردد ہوتا ہے تو کہا خطابی نے کہ تردد اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز نہیں لیکن اس کی تاویل دو طور سے ہے ایک یہ کہ بندہ اپنی عمر کے دنوں میں قریب ہلاک کے پہنچتا ہے بیماری کے سبب سے جو اس کو پہنچی اور فاقہ سے کہ اس کے ساتھ اتری سو وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو شفا دیتا ہے اور اس کے دکھ کو دور کرتا ہے سو ہوتا ہے یہ فعل اس کا مانند تردد کرنے اس شخص کے کی کہ ارادہ کرتا ہے کسی کام کا پھر ظاہر ہوتا ہے واسطے اس کے سو اس کو چھوڑ دیتا ہے اور اس سے اعراض کرتا ہے اور اس کو مرنا ضروری ہے جب کہ پہنچے لکھا ہوا اپنی مدت معین کو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے فنا کو خلق پر اور اختیار کیا ہے بقا کو واسطے ذات اپنی کے دوسری یہ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میرے فرشتوں کو کسی چیز میں تردد نہیں ہوتا جس کا میں کرنے والا ہوں جیسے کہ میں ان کو تردید کرتا ہوں ایمان دار بندے کی روح قبض کرنے میں جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ہے کہ فرشتہ دوبار ان کے پاس گیا اور حقیقت معنی کی دونوں وجہ پر مہربانی اللہ تعالیٰ کی ہے بندے پر اور لطف اس کا اور شفقت اس کی اوپر اس کے اور کہا کلاباذی نے جس کا حاصل یہ ہے کہ تعبیر کیا ہے صفت فعل سے ساتھ صفت ذات کے یعنی تردید سے ساتھ تردد کے اور ٹھہرایا ہے متعلق تردید کا

احوال بندے کا ضعف سے اور تکلیف سے اور کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد تردد فرشتوں کا جو ایماندار کی روح کو قبض کرتے ہیں اور احتمال ہے کہ معنی تردد کے یہ ہوں کہ لطف کرتا ہے ساتھ اس کے اور احتمال ہے کہ ہو یہ خطاب ساتھ اس چیز کے کہ ہم سمجھتے ہیں اور رب منزہ اور پاک ہے اس کی حقیقت سے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ قبض کرتا ہے ایماندار کی روح کو ساتھ نرمی اور آہستگی کے برخلاف باقی امروں کے کہ وہ حاصل ہوتے ہیں مجرد قول اس کے سے کن اور یہ جو کہا کہ میں اس کے ملول کو مکروہ جانتا ہوں تو کہا جنید نے کہ کراہت اس جگہ واسطے اس چیز کے ہے کہ ملتی ہے ایماندار کو موت سے اور سختی اس کی سے اور یہ معنی نہیں ہیں کہ میں اس کے واسطے موت کو مکروہ جانتا ہوں اس واسطے کہ موت اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف وارد کرتی ہے اور اس کی مغفرت کی طرف پہنچاتی ہے اور تعبیر کی ہے بعض نے اس سے ساتھ اس کے کہ موت ضروری ہے اور وہ جدا ہونا روح کا بدن سے اور نہیں حاصل ہوتا ہے غالبًا مگر بڑے درد سے اور اللہ تعالیٰ مکروہ رکھتا ہے ایماندار کی تکلیف کو تو اس کو کراہت کہا اور احتمال ہے کہ ہو کراہت باعتبار دراز ہونے زندگی کے اس واسطے کہ وہ پہنچاتی ہے طرف نکمی عمر کی کہا شیخ ابوالفضل نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی اللہ کی بڑی قدر ہے اس واسطے کہ وہ نکلتا ہے اپنی تدبیر سے طرف تدبیر رب اپنے کی اور اپنے نفس کی مدد سے طرف مدد اللہ تعالیٰ کی واسطے اس کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ نہ حکم کیا جائے واسطے کسی آدمی کے جو ولی کو ایذا دے پھر اس کو دنیا میں کوئی مصیبت نہ پہنچے نہ اس کے نفس میں نہ اس کے مال میں نہ اس کی اولاد میں ساتھ اس کے کہ وہ سلامت رہا ہے اللہ تعالیٰ کے بدلہ لینے سے یعنی یہ نہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بدلہ نہیں لیا اس واسطے کہ کبھی مصیبت اس کے غیر میں ہوتی ہے جو اس سے سخت تر ہے مانند مصیبت کی دین میں مثلاً اور یہ جو کہا کہ جو چیز کہ میں نے اس پر فرض کی تو داخل ہوتے ہیں اس میں فرائض ظاہرہ جن کے کرنے کا حکم ہے مانند نماز اور زکوۃ وغیرہ عبادات کی اور جن کے نہ کرنے کا حکم ہے مانند زنا اور قتل وغیرہ حرام چیزوں کی اور فرائض باطنہ جیسے اللہ تعالیٰ کو جاننا اور اس سے محبت رکھنا اور اس پر توکل کرنا اور اس سے ڈرنا اور سوائے اس کے اور اس میں دلالت ہے اوپر جواز اطلاع ولی کے غیب چیزوں پر ساتھ اطلاع دینے اللہ تعالیٰ کے اور نہیں منع کرتا ہے اس کو ظاہر قول اللہ تعالیٰ کا ﴿ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ اس کہ نہیں منع کرتا ہے دخول بعض تابعداروں اس کے کو ساتھ اس کے بالتبع، میں کہتا ہوں کہ وصف مستثنیٰ واسطے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جگہ اگر ہو اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ خصوص ہونے اس کے رسول تو نہیں مشارکت ہے اس میں واسطے کسی کے اس کے تابعداروں سے مگر اس سے نہیں تو احتمال ہے جو اس نے کہا اور علم نزدیک اللہ تعالیٰ کے ہے۔

تنبیہ: مشکل ہوئی ہے وجہ داخل ہونے اس حدیث کے کی تواضع میں یہاں تک کہ کہا داؤدی نے کہ نہیں ہے یہ حدیث تواضع سے کسی چیز میں اور جواب اس کا کئی وجہ سے ہے ایک وجہ یہ ہے کہ نوافل سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی چاہنی

نہیں ہوتی ہے مگر ساتھ نہایت تواضع کے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور توکل کے اوپر اس کے دوسری وجہ یہ کہ کہا گیا ترجمہ مستفاد ہے اس کے اس قول سے کہ میں اس کا کان ہو جاتا ہوں اور تردد سے، میں کہتا ہوں اور نکلتا ہے اس سے جواب تیسرا اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے چوتھا اور وہ یہ ہے کہ مستفاد ہوتا ہے لازم قول اس کے سے من عادی لی ولیا اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے زجر کو ولیوں کی عداوت سے جو مستلزم ہے ان کی دوستی کو اور دوستی سب ولیوں کی نہیں حاصل ہوتی مگر ساتھ غایت تواضع کے اس واسطے کہ بعض ان میں پریشان حال گرد آلود ہیں کہ ان کو کوئی معلوم نہیں کر سکتا اور البتہ وارد ہوئی ہیں بیچ ترغیب تواضع کے عہد حدیثیں ایک یہ حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وحی کی ہے کہ ایک دوسرے سے تواضع کیا کرو تا کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور ایک حدیث میں ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے واسطے تواضع کرے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو اعلیٰ علیین میں پہنچاتا ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ.

باب ہے حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں کہ پیغمبر ہوا اور قیامت جیسے یہ دونوں انگلیاں۔

﴿وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں امر قیامت کا مگر جیسے آنکھ کا لمحہ یا اس سے بھی قریب تر بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

فائدہ: جب ارادہ کیا ہے بخاری نے کہ داخل کرے کتاب الرقاق میں قیامت کی صفت اور اس کی نشانیوں کو تو بیان کیا پہلے باب کی حدیث کو جو شامل ہے اور ذکر موت کے جو دلالت کرنے والی ہے ہر چیز کے فنا ہونے میں پھر ذکر کیا اس چیز کو جو دلالت کرتی ہے قیامت کے قریب ہونے پر اور یہ لطیف ترتیب اس کی ہے۔ (فتح)

٦٠٢٢۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ هٰكَذَا وَيُشِيْرُ بِإِصْبَعَيْهِ فَيَمُدُّ بِهِمَا.

٦٠٢٢۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں پیغمبر ہوا اور قیامت اس طرح اور اشارہ کیا اپنی دونوں انگلیوں سے اور ان کو دراز کیا۔

٦٠٢٣۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ وَأَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ

٦٠٢٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیغمبر ہوا میں اور قیامت جیسے یہ دو انگلیاں۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ.

٦٠٢٤ ۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ يَعْنِي إِصْبَعَيْنِ تَابَعَهُ إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ.

٦٠٢٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیغمبر ہوا میں اور قیامت جیسے دو انگلیاں حضرت ﷺ نے دونوں انگلیوں کی طرف اشارہ کیا یعنی کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی کی۔

فائدہ: کہا عیاض وغیرہ نے کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اس حدیث کے بنا بر اختلاف الفاظ اس کے کی طرف کم ہونے مدت کے کی درمیان حضرت ﷺ کے اور درمیان قیامت کے اور تفاوت یا محاورت میں ہے یا بیچ مقدار اس چیز کے کہ ان کے درمیان ہے اور تائید کرتا ہے اس کو قول اس کا کہ جیسے ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے اور کہا بعض نے کہ یہی ہے باوجہ کہ کہا جائے اور اگر اول معنی مراد ہوتے تو البتہ قائم ہوتی قیامت واسطے متصل ہونے ایک کے ساتھ دوسرے کے کہا ابن تین نے کہ اختلاف ہے بیچ قول حضرت ﷺ کے کہا تین یعنی جیسے یہ دونوں انگلیاں ہیں سو کہا بعض نے کہ جیسے کہ سبابہ اور بیچ کی انگلی کے درمیان طول ہے اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ حضرت ﷺ کے اور قیامت کے درمیان کوئی پیغمبر نہیں اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ حاصل حدیث کا یہ ہے کہ قیامت قریب ہے اور بہت جلدی آنے والی ہے اور کہا بیضاوی نے کہ نسبت تقدم پیغمبری نبی ﷺ کی اوپر قائم ہونے قیامت کے مانند نسبت فضیلت ایک انگلی کی ہے دوسری پر اور بعض نے کہا کہ مراد بدستور رہنا حضرت ﷺ کی دعوت کا ہے نہیں جدا ہو گی ایک دوسرے سے جیسے کہ ایک انگلی دوسری سے جدا نہیں ہوتی اور کہا قرطبی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ قیامت قریب ہے اور نہیں منافات ہے درمیان اس کے اور درمیان قول اس کے کہ لیس المسئول عنا باعلم من السائل یعنی مسئول عنہا سائل سے زیادہ تر قیامت کو نہیں جانتا اس واسطے کہ مراد ساتھ حدیث باب کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے اور قیامت کے درمیان کوئی پیغمبر نہیں جیسے کہ سبابہ اور وسطی کے درمیان اور کوئی انگلی نہیں ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا وقت معین معلوم ہو لیکن سیاق فائدہ دیتا ہے کہ وہ قریب ہے اور اس کی نشانیاں پے در پے آنے والی ہیں کہا ضحاک نے کہ اول نشانی قیامت کی حضرت ﷺ کی پیغمبری ہے اور حکمت بیچ مقدم کرنے نشانیوں کے جگانا ہے غافلوں کا اور رغبت دلانا ان کا ہے توبہ اور استعداد پر اور بعض نے کہا کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ میرے اور قیامت کے درمیان کوئی چیز نہیں قیامت ہی ہے جو میرے بعد آنے والی ہے جیسے کہ وسطی سبابہ کے بعد ہے بنا بر اس کے نہیں ہے کوئی منافات درمیان معنی حدیث کے اور درمیان قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَا يُعَلِّمُهَا إِلَّا هُوَ﴾

اور بعض نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نسبت اس چیز کی کہ دونوں انگلیوں کے درمیان ہے مثل نسبت اس چیز کی ہے جو دنیا سے باقی رہتی ہے بہ نسبت اس کی جو گزر چکی ہے اور یہ کہ جملہ اس کا سات ہزار برس ہے اور سند لی ہے اس نے حدیثوں سے کہ نہیں ہیں صحیح اور صحیح تر اس باب میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے صحیح بخاری اور مسلم میں کہ نہیں عمر اور مدت کے مقابلے میں مگر جیسے عصر کی نماز سے شام تک یعنی اگلی امتوں کی زندگی زیادہ تھی جیسے عصر سے شام تک اور یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے پس لائق ہے اعتماد کرنا اوپر اس کے اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ مدت اس امت کی بقدر پانچویں حصے دن کے ہے تقریبًا۔

بَابٌ. — یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اور وہ مانند فصل کی ہے پہلے باب سے اور وجہ تعلق اس کے کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ چڑھنا سورج کا مغرب سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہو وقت قریب قیام قیامت کے۔ (فتح)

٦٠٢٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ فَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوْا أَجْمَعُوْنَ فَذٰلِكَ حِيْنَ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِيْ إِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيْطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِيْ فِيْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أَحَدُكُمْ أُكْلَتَهُ إِلٰى فِيْهِ فَلَا يَطْعَمُهَا.

٦٠٢٥ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ سورج اپنے ڈوبنے کی جگہ سے چڑھے سو جب چڑھے گا اور لوگ اس کو دیکھ لیں گے تو سب ایمان لائیں گے سو اس وقت نہ فائدے کرے گا کسی جان کو اس کا ایمان جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا نہ کمائی گئی تھی اپنے ایمان میں کچھ نیکی اور البتہ قائم ہو گی قیامت اور حالانکہ دو مردوں نے اپنا کپڑا اپنے درمیان کھولا ہو گا سو وہ اس کو خرید و فروخت نہ کریں گے اور نہ لپیٹیں گے اور البتہ قائم ہو گی قیامت اور حالانکہ پھرا ہو گا مرد اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر سو اس کو نہ پیئے گا اور البتہ قائم ہو گی قیامت اور حالانکہ مرد اپنے حوض کو لیپتا ہو گا سو نہ پانی پلائے گا بیچ اس کے اور البتہ قائم ہو گی قیامت اور حالانکہ مرد نے لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھایا ہو گا سو نہ اس کو کھائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ کہا طیبی نے کہ آیات نشانیاں ہیں واسطے قیامت کے یا

تو اس کے قرب ہونے پر اور یا اس کے حاصل ہونے پر سو اول قسم سے ہے دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام اور یاجوج ماجوج اور زمین کا دھنسنا اور دوسری قسم سے ہے دھواں اوپر چڑھنا آفتاب کا مغرب کی طرف سے اور خروج دابہ کا اور آگ کا جو لوگوں کو جمع کرے گی اور باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سورج مغرب کی طرف سے نکلا تو قیامت قائم ہو جائے گی اور یہ جو کہا کہ اس وقت کسی جی کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا تو کہا طبری نے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ نفع نہ دے گا کافر کو ایمان لانا بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا اور نہ نفع دے گا ایماندار کو نیک عمل کرنا بعد چڑھنے آفتاب کے مغرب سے جو پہلے اس سے نہیں کیا تھا اس واسطے کہ حکم ایمان اور عمل کا اس وقت حکم اس شخص کا ہے جو ایمان لائے وقت غرغرہ کے اور یہ فائدہ نہیں دیتا کچھ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا﴾ اور ثابت ہو چکا ہے صحیح حدیث میں کہ قبول ہوتی ہے توبہ بندے کی جب تک کہ غرغرہ کو نہ پہنچے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ مراد ساتھ بعض کے اللہ تعالیٰ کے قول میں ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ﴾ طلوع سورج کا ہے مغرب کی طرف سے اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور جو چیز کہ راجح ہے مجموع حدیثوں سے یہ ہے کہ نکلنا دجال کا اول نشانیوں عظیم کا ہے جو خبر دینے والی ہیں ساتھ تغیر احوال عام لوگوں کے زمین میں اور ختم ہو گا یہ ساتھ موت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے اور یہ کہ سورج کا مغرب کی طرف سے چڑھنا وہ پہلی نشانی ہے جو خبر دینے والی ہے ساتھ تغیر عالم علوی کے اور ختم ہو گا یہ ساتھ قائم ہونے قیامت کے اور شائد کہ نکلنا دآبۃ الارض کا واقع ہو گا اسی دن میں جس میں سورج مغرب کی طرف سے چڑھے گا جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے قریب قریب ہیں اور حکمت اس میں یہ ہے کہ جب آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا تو توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا سو دآبۃ الارض نکلے گا اور ایماندار کو کافر سے جدا کر دے گا واسطے کامل کرنے مقصود کے بند کرنے دروازے توبہ کے سے اور اول نشانی جو خبر دینے والی ہے ساتھ قائم ہونے قیامت کی آگ ہے جو لوگوں کو پورب کی طرف سے جمع کر کے مغرب کی طرف لے جائے گی اور کہا ابن عطیہ نے جس کا حاصل یہ ہے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ نہیں نفع دے گا کافر کو ایمان اس کا بعد چڑھنے آفتاب کے پچھم کی طرف سے اور اسی طرح گنہگار کو بھی اس کی توبہ فائدہ نہ دے گی اور نہ نفع دے گا ایماندار کو عمل نیک کرنا اس کے بعد جو اس سے پہلے نہ کیا ہو اور کہا قاضی عیاض نے کہ مہر کی جائے گی ہر شخص کے عمل پر جس حالت پر کہ وہ ہے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ اول ابتدا قائم ہونے قیامت کا ہے ساتھ متغیر ہونے عالم علوی کے اور جب یہ مشاہدہ کیا گیا تو حاصل ہو گا ایمان ضروری ساتھ معانہ آنکھ کے اور دور ہو گا ایمان بالغیب اور وہ مانند ایمان کی ہے وقت غرغرہ کے اور وہ فائدہ نہیں دیتا پس مشاہدہ سورج کے نکلنے کا مغرب کے سے بھی اسی طرح ہے اور کہا قرطبی نے کہ اس وقت کی توبہ مردود ہے لیکن اگر اس کے بعد دنیا دراز ہو یہاں تک کہ یہ امر بھول جائے اور تواتر اس کا بند ہو کر آحاد ہو جائے سو جو شخص کہ اس وقت مسلمان ہو یا توبہ

کرے تو مقبول ہے اور اسی کی تائید کرتا ہے جو مروی ہے کہ اس کے بعد چاند اور سورج کو پھر روشنی دی جائے گی اور دونوں بدستور چڑھا کریں گے جیسا کہ پہلے چڑھتے تھے اور ذکر کیا ہے ابواللیث سمرقندی نے اپنی تفسیر میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے کہ ایمان اور توبہ کا مقبول نہ ہونا تو فقط اسی وقت میں ہے جب کہ سورج مغرب کی طرف سے چڑھے گا سو جو اس وقت میں ایمان لائے گا یا توبہ کرے گا اس کی توبہ مقبول نہ ہوگی اور جو اس کے بعد توبہ کرے گا اس کی توبہ قبول ہوگی یعنی توبہ کا قبول نہ ہونا عین طلوع آفتاب کے ساتھ خاص ہے نہ اس سے پہلے ہے نہ پیچھے اور یہ قول مخالف ہے صحیح حدیثوں کے سو صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو توبہ کرے پہلے اس سے کہ سورج مغرب کی طرف سے نکلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو اس کے بعد توبہ کرے اس کی توبہ مقبول نہیں ہے اور ابوداؤد اور نسائی نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ ہمیشہ توبہ مقبول ہوتی رہے گی یہاں تک کہ سورج اپنے ڈوبنے کی طرف سے چڑھے اور صفوان کی حدیث میں ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ مغرب میں ایک دروازہ ہے کھلا ہوا واسطے توبہ کے ستر برس کی راہ چوڑا نہ بند کیا جائے گا یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کی جگہ سے چڑھے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور کہا کہ حسن صحیح ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے مانند اس کی اور اس میں ہے کہ جب یہ دروازہ بند ہو گیا تو اس کے بعد توبہ مقبول نہیں ہوگی اور نہ نیکی فائدہ دے گی مگر جو اس سے پہلے نیک عمل کیا کرتا تھا کہ اس کے واسطے وہ عمل اس کا جاری رہے گا اور اس کو نفع دے گا اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا حال ہوگا سورج کا بعد اس کے اور حالانکہ لوگ موجود ہوں گے فرمایا کہ سورج کو روشنی بھر دی جائے گی اور چڑھائی کرے گا جس طرح کہ پہلے چڑھا کرتا تھا روایت کیا ہے اس کو ابن مردویہ نے اور عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات آئے گی بقدر تین راتوں کے نہ پہچانیں گے اس کو مگر تہجد کی نماز پڑھنے والے کھڑا ہوگا مرد سو اپنا وظیفہ پڑھے گا پھر سوئے گا پھر اٹھے گا پھر پڑھے گا پھر سوئے گا پھر اٹھے گا سو اس وقت لوگوں میں شور وغل پڑ جائے گا یہاں تک کہ جب فجر کی نماز پڑھیں گے اور بیٹھیں گے سو اچانک دیکھیں گے کہ سورج اپنے ڈوبنے کی جگہ سے نکلا سو آہ ماریں گے لوگ ایک آہ یہاں تک کہ جب آسمان کے بیچ میں آئے گا تو پھر پلٹ جائے گا روایت کیا ہے اس کو عبد بن حمید نے اور ایک روایت میں ہے کہ سورج اپنے ڈوبنے کی جگہ سے چڑھے گا سو کوئی پکارنے والا آدمیوں کو پکارے گا کہ اے ایمان والو! تمہاری توبہ قبول ہوئی اور اے کافرو! البتہ توبہ کا دروازہ تم سے بند ہوا اور قلمیں خشک ہو گئیں اور کاغذ لپیٹے گئے روایت کیا ہے اس کو ابونعیم نے اور ایک روایت میں ہے کہ جب سورج ڈوبنے کی جگہ سے چڑھے گا تو مہر کی جائے گی دلوں پر ساتھ اس چیز کے کہ ان میں ہے اور اُٹھائے جائیں گے چوکیدار اور حکم کیا جائے گا فرشتوں کو کہ اس کے بعد کوئی عمل نہ لکھیں یعنی نیک عمل سو یہ حدیثیں ایک دوسری کو پکا کرتی ہیں اور سب بالاتفاق دلالت کرتی ہیں اس پر کہ جس وقت

سورج اپنے ڈوبنے کی جگہ سے چڑھے گا تو اس وقت توبہ کا دروازہ بند کیا جائے گا اور اس کے بعد کبھی نہیں کھولا جائے گا اور یہ کہ نہ قبول ہونا توبہ کا نہیں خاص ہے ساتھ اس دن کے جس میں سورج چڑھے گا بلکہ دراز ہو گا قیامت تک اور اس سے لیا جاتا ہے کہ چڑھنا سورج کا اپنے ڈوبنے کی جگہ سے اول ڈرانا ہے ساتھ قائم ہونے قیامت کے اور اس حدیث میں رد ہے ہیئت والوں پر کہ کہتے ہیں کہ سورج وغیرہ آسمانی چیزیں بسیط ہیں نہیں مختلف ہوتی ہیں مقتضیات ان کی اور نہیں راہ پاتا ہے ان کی طرف بدلنا ان کی وضع کا اور کہا کرمانی نے کہ نہیں ہے منع یہ کہ ہو جائے مشرق مغرب وبالعکس۔ (فتح)

فائدہ: اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ لوگ اپنی دنیا کے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ اچانک قیامت آ جائے گی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهُ.

جو اللہ تعالیٰ کو ملنا یعنی موت اور آخرت چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو چاہتا ہے۔

فائدہ: کہا علماء نے کہ محبت اللہ تعالیٰ کے واسطے بندے اپنے کے ارادہ کرنا خیر کا ہے واسطے اس کے اور ارادہ وہ دکھلانا ہے اس کو اس کی طرف اور انعام کرنا اوپر اس کے اور کراہت اس کی ضد ہے۔ (فتح)

٦٠٢٦۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذَاكِ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ فَأَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ وَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهُ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوبَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهُ. اِخْتَصَرَهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَعَمْرٌو عَنْ شُعْبَةَ

٦٠٢٦۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کو ملنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو چاہتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا ملنا برا جانتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو برا جانتا ہے سو عائشہ رضی اللہ عنہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی نے کہا کہ البتہ ہم موت کو برا جانتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں نہیں لیکن جب ایماندار کو موت آتی ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور کرامت کی خوشی سنائی جاتی ہے سو نہیں ہوتی ہے کوئی چیز زیادہ تر پیاری اس کو اس چیز سے کہ اس کے آگے ہے یعنی جو مرنے کے بعد اس کو سامنے آئے گی سو وہ اللہ تعالیٰ کے ملنے کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو چاہتا ہے اور بیشک جب کافر کو موت آتی ہے تو اس کو عذابِ الٰہی اور اس کی عقوبت کی خبر سنائی جاتی ہے سو نہیں ہوتی ہے نزدیک اس کے کوئی چیز زیادہ تر بری اس چیز سے کہ

وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس کے آگے ہے سو وہ اللہ تعالیٰ کے ملنے کو برا جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو برا جانتا ہے اور اختصار کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور عمرو نے شعبہ سے یعنی اصل حدیث پر سوائے قول اس کے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، الخ اور کہا سعید نے قتادہ سے زرارہ سے سعد سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: جو اللہ تعالیٰ کے ملنے کو برا جانے کہا مازری نے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کی موت لکھی ہے وہ ضرور مرے گا اگرچہ اللہ تعالیٰ کے ملنے کو برا جانے اور اگر اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو برا جانتا تو نہ مرتا سو محمول ہوگی حدیث اوپر کراہت اللہ تعالیٰ کے مغفرت اس کی کو یعنی اس کے بخشنے کو برا جانتا ہے واسطے دور کرنے اس کے اپنی رحمت سے اور کہا ابن اثیر نے کہ مراد ساتھ لقاء اللہ کے اس جگہ پھرنا ہے طرف گھر آخرت کی اور طلب کرنا اس چیز کا کہ نزدیک اللہ تعالیٰ کے ہے اور نہیں ہے غرض ساتھ اس کے موت اس واسطے کہ ہر شخص اس کو برا جانتا ہے سو جو دنیا کو ترک کرے اور اس سے عداوت رکھے اس نے اللہ تعالیٰ کے ملنے کو چاہا اور جس نے دنیا کو اختیار کیا اس نے اللہ تعالیٰ کے ملنے کو برا جانا اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہنچتا ہے اس کی طرف ساتھ موت کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے کہ ہم موت کو برا جانتے ہیں وہم پیدا ہوتا ہے کہ مراد ساتھ لقاء اللہ کے حدیث میں موت ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ لقاء اللہ کا غیر موت کے ہے جیسا کہ دوسری روایت میں ہے کہ موت لقاء اللہ کے سوائے ہے لیکن موت چونکہ وسیلہ ہے طرف لقاء الہ کی تو تعبیر کیا اس سے ساتھ لقاء اللہ کے اور خطابی نے کہا کہ مراد ساتھ چاہنے بندے کے لقاء اللہ کو مقدم کرنا اس کا آخرت کو ہے دنیا پر سو نہ چاہے ہمیشہ رہنے کو بیچ دنیا کے بلکہ تیار رہے واسطے کوچ کرنے کے اس سے اور کراہت ضد اس کی ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ محبت اور کراہت جو شرع میں معتبر ہے وہی ہے جو واقع ہو نزع کی حالت میں جس میں توبہ قبول نہیں اور آدمی کو معلوم ہو جاتا ہے جس کی طرف پھرنے والا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ جب نزع کے وقت آدمی پر خوشی کی نشانیاں ظاہر ہوں تو ہوتی ہے اس پر کہ اس کو خیر کی خوشی سنائی گئی اور اسی طرح اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ملنے کو چاہنا نہیں داخل ہے نہی میں تمنی موت کے سے اس واسطے کہ ممکن ہے ساتھ آرزو کرنے موت کے جیسے کہ ہو محبت حاصل نہ مختلف ہو حال اس کا بیچ اس کے ساتھ حاصل ہونے موت کے اور نہ ساتھ مؤخر ہونے اس کے اور یہ کہ نہی موت کی آرزو کرنے سے محمول ہے اوپر حالت زندگی مستمرہ کے یعنی بدستور جیتا ہو اس حالت میں موت کی آرزو کرنی منع ہے اور بہرحال وقت حاضر ہونے موت کے اور معائنہ اس کے سو نہیں داخل ہے یہ نیچے نہی کے بلکہ مستحب ہے اور یہ کہ صحت کی حالت میں موت کو برا جاننا اس میں تفصیل ہے سو جو مکروہ جانے اس کو واسطے مقدم کرنے زندگی کے اس چیز پر کہ موت کے بعد ہے آخرت

کی نعمتوں سے سو یہ مذموم ہے اور جو اس کو برا جانے اس خوف سے کہ مؤاخذہ کی طرف نوبت پہنچائے جیسے کہ عمل میں قصور ہو تو وہ معذور ہے لیکن اس کو لائق ہے کہ جلدی کرے طرف سامان لینے کی یہاں تک کہ جب اس کو موت آئے تو اس کو برا نہ جانے بلکہ اس کو دوست رکھے واسطے اس چیز کے کہ امیدوار ہے اس کا بعد موت کے اللہ تعالیٰ کے ملنے سے اور اس حدیث میں ہے کہ کوئی زندہ آدمی اللہ تعالیٰ کو دنیا میں نہ دیکھے گا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوگا یہ واسطے ایمانداروں کے بعد موت کے اور مسلم میں صریح تر آ چکا ہے ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث طویل میں اور جانو کہ بیشک تم اللہ تعالیٰ کو ہرگز نہ دیکھو گے یہاں تک کہ مرو۔ (فتح)

٦٠٢٧ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ.

۶۰۲۷۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کا ملنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو چاہتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ملنے کو برا جانتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو برا جانتا ہے۔

٦٠٢٨ـ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِي رِجَالٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ إِنَّهٗ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهٖ وَرَأْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهٗ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى قُلْتُ إِذًا لَا يَخْتَارُنَا وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهٖ قَالَتْ فَكَانَتْ تِلْكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۰۲۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحت کی حالت میں فرماتے تھے کہ بیشک بات یوں ہے کہ کوئی نبی ہرگز نہیں مرتا جب تک کہ اپنا مکان بہشت میں نہیں دیکھ لیتا پھر اس کو مرنے جینے میں اختیار دیا جاتا ہے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر موت اتری اور آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا تو آپ کو ایک گھڑی غش آیا پھر ہوش میں آئے سو اپنی آنکھ کو چھت کی طرف لگایا پھر فرمایا الہٰی! بلند رتبہ رفیقوں کا ساتھ چاہتا ہوں میں نے کہا کہ اب ہم کو اختیار نہیں کریں گے اور میں نے پہچانا کہ یہ وہی حدیث ہے جو ہم کو بتلایا کرتے تھے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ اخیر کلام تھی جس کے ساتھ آپ نے کلام کیا یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ الہٰی ! بلند رتبہ رفیقوں کا ساتھ چاہتا ہوں یعنی اس کے بعد پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کلام نہیں کی یہاں تک کہ دنیا سے انتقال فرمایا۔

قَوْلُهُ اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى.

فائدہ: اس حدیث کی شرح وفات نبوی مَلَاثِیْکُم میں گزر چکی ہے اور مناسبت حدیث کی واسطے باب کے اس جہت سے ہے کہ حضرت مَلَاثِیْکُم نے اللہ تعالیٰ کے لقاء کو اختیار کیا اس کے بعد کہ آپ کو مرنے اور جینے میں اختیار دیا گیا سو حضرت مَلَاثِیْکُم نے موت کو اختیار کیا سو لائق ہے پیروی کرنی حضرت مَلَاثِیْکُم کے بیچ اس کے۔ (فتح)

بَابُ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ.

موت کی بیہوشیوں کے بیان میں۔

٦٠٢٩- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو ذَكْوَانَ مَوْلٰى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ عُلْبَةٌ فِيْهَا مَآءٌ يَشُكُّ عُمَرُ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَآءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْعُلْبَةُ مِنَ الْخَشَبِ وَالرَّكْوَةُ مِنَ الْأَدَمِ.

٦٠٢٩۔ حضرت عائشہ رٹائٹھا سے روایت ہے کہ کہتی تھیں کہ حضرت مَلَاثِیْکُم کے آگے ایک پیالہ تھا چمڑے کا اس میں کچھ پانی تھا سو حضرت مَلَاثِیْکُم نے شروع کیا کہ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں داخل کرتے پھر دونوں سے اپنے منہ کا مسح کرتے اور فرماتے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ تعالیٰ کے بیشک موت کے واسطے سختیاں ہیں پھر آپ نے دونوں ہاتھ کھڑے کیے سو فرمانے لگے الٰہی! مجھ کو بلند رتبہ رفیقوں کے ساتھ ملا دے یہاں تک کہ آپ کی روح قبض ہوئی اور آپ کا ہاتھ جھکا۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ موت کی سختی دلالت نہیں کرتی اوپر کم ہونے مرتبے کے بلکہ واسطے ایماندار کے یا زیادتی سے اس کی نیکیوں میں یا کفارہ ہے اس کے گناہوں کا اور ساتھ اس تقریر کے ظاہر ہوگی مناسبت احادیث باب کی واسطے ترجمہ کے۔ (فتح)

٦٠٣٠- حَدَّثَنِيْ صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْأَعْرَابِ جُفَاةٌ يَأْتُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْأَلُوْنَهُ مَتٰى

٦٠٣٠۔ حضرت عائشہ رٹائٹھا سے روایت ہے کہ دیہاتی لوگ سخت خو سخت دل حضرت مَلَاثِیْکُم کے پاس آتے تھے اور حضرت مَلَاثِیْکُم سے پوچھتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟ سو حضرت مَلَاثِیْکُم ان میں کم عمر والے کی طرف دیکھتے سو فرماتے

السَّاعَةُ فَكَانَ يَنْظُرُ إِلَى أَصْغَرِهِمْ فَيَقُولُ إِنْ يَّعِشْ هٰذَا لَا يُدْرِكُهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُوْمَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي مَوْتَهُمْ.

کہ اگر یہ زندہ رہا تو اس کو بڑھاپا نہ آنے پائے گا یہاں تک کہ تمہاری قیامت تم پر قائم ہو جائے گی، کہا ہشام راوی نے کہ مراد قیامت سے ان کی موت ہے۔

فائدہ: انہوں نے حقیقی قیامت کا سوال کیا تھا حضرت ﷺ نے مجازی قیامت کا جواب دیا اس واسطے کہ اگر فرماتے کہ میں قیامت کا وقت نہیں جانتا باوجود اس چیز کے کہ ان میں ہے جہالت سے اور پہلے قرار پکڑنے ایمان کے ان کے دل میں تو بد اعتقاد ہو جاتے سو ان کو وہ وقت بتلایا جس میں وہ سب مر جائیں گے اور اگر ایمان ان کے دلوں میں قرار گیر ہوتا تو البتہ بیان کرتے مراد کو اور کہا کرمانی نے کہ یہ جواب اسلوب حکیم سے ہے یعنی حقیقی قیامت کا سوال مت کرو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے اس کو کوئی نہیں جانتا اور سوال کرو اس وقت سے کہ تمہارے زمانے کے لوگ اس میں سب گزر جائیں گے اور ساعت تین چیزوں پر بولی جاتی ہے ایک قیامت کبریٰ پر اور وہ اُٹھانا لوگوں کا ہے واسطے حساب کے دوسری قیامت صغریٰ پر اور وہ مر جانا آدمی کا ہے پس قیامت پر آدمی کی مرنا اس کا ہے تیسری قیامت وسطیٰ پر اور وہ مر جانا ایک زمانے کے لوگوں کا ہے۔ (فتح)

٦٠٣١ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَيْهِ بِجِنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرِيْحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِّنْهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُسْتَرِيْحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ قَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَّصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ.

۶۰۳۱۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ حضرت ﷺ پر گزرا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ مردہ آرام پانے والا ہے یا آرام دینے والا اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! آرام پانے والا او رآرام دینے والا کیسا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایماندار دنیا کے رنج اور مصیبت سے آرام پاتا ہے طرف رحمت اللہ تعالیٰ کے اور ظالم فاسق بندے سے آدمی اور شہر اور درخت اور جانور آرام پاتے ہیں۔

فائدہ: یعنی مومن متقی کے حق میں دنیا میں قید خانہ ہے جہاں وہ مر گیا عذاب سے چھوٹا اور ظالم فاسق بے قید ہوتا ہے ہر ایک مخلوق کو ناحق تکلیف دیتا ہے تو اس کی موت سے عالم کو آرام ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد خاص مومن متقی ہو یا ہر مومن اور احتمال ہے کہ مراد فاجر سے کافر ہو اور احتمال ہے کہ اس میں گنہگار بھی داخل ہو کہا داؤدی نے کہ

بندوں کا آرام پانا سو واسطے اس چیز کے کہ برے کام کرتا ہے سو اگر اس پر انکار کریں تو ان کو تکلیف دے اور اگر چپ رہیں تو گنہگاروں اور آرام شہروں کا اس چیز سے ہے کہ لاتا ہے گناہوں سے اس واسطے کہ یہ اس قسم سے ہے کہ حاصل ہوتا ہے اس کو قحط پس تقاضا کرتا ہے کھیتی اور جانوروں کے ہلاک کو اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ آرام پانے بندوں کے اس سے واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوتا ہے ظلم اس کے سے واسطے ان کے اور آرام زمین کا اس سے واسطے اس کے کہ واقع ہوتا ہے اس پر غصب اس کے سے اور منع کرنے حق اس کے سے اور صرف کرنے اس کے سے بیچ غیر وجہ اس کے اور آرام جانوروں کا اس چیز سے کہ نہیں جائز ہے مشقت دینے ان کے سے۔ (فتح)

٦٠٣٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبٍ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُسْتَرِيْحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِّنْهُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ.

٦٠٣٢۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آرام پانے والا ہے یا آرام دینے والا ہے۔

فائدہ: اور وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے یہ ہے کہ مردہ ان دونوں قسموں سے خالی نہیں یا آرام پانے والا ہے یا آرام دینے والا اور ہر ایک دونوں میں سے جائز ہے کہ تشدید کی جائے اوپر اس کے وقت موت کے اور یہ کہ تخفیف کی جائے اور اول ہے جس کے واسطے موت کی سختیاں حاصل ہوتی ہیں اور نہیں متعلق ہے یہ اس کے تقویٰ اور فسق سے بلکہ اگر اہل تقویٰ سے ہو تو اس کا ثواب زیادہ ہوتا ہے نہیں تو اس قدر اس کے گناہ اُتارے جاتے ہیں پھر آرام پاتا ہے دنیا کی تکلیف سے جس کا یہ خاتمہ ہے اور کہا عمر بن عبدالعزیز نے کہ میں نہیں چاہتا کہ آسان ہوں مجھ پر موت کی سختیاں اس واسطے کہ وہ آخر چیز ہے جو ایماندار کے واسطے کفارہ ہے اور باوجود اس کے جو حاصل ہوتا ہے واسطے ایماندار کے شہادت اور خوشی اس کی سے ساتھ ملنے اللہ تعالیٰ کے آسان کرتا ہے اس پر ہر اس چیز کو کہ حاصل ہوتی ہے واسطے اس کے درد موت کے سے یہاں تک کہ ہو جاتا ہے جیسے اس کو کوئی چیز اس سے معلوم نہیں یعنی وہ سختی موت کی اس خوشی کے مقابلے میں اس کو کچھ چیز معلوم نہیں ہوتی۔ (فتح)

٦٠٣٣۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى مَعَهٗ

٦٠٣٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردے کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں سو دو پلٹ آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ باقی رہتی ہے اس کے ساتھ جاتے ہیں اس کے گھر والے اور اس کا مال اور عمل سو اس کے گھر والے اور مال تو پلٹ آتے ہیں اور اس کا عمل اس کے

وَاحِدٌ يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقٰى عَمَلُهُ.

ساتھ باقی رہتا ہے۔

فائدہ: اور یہ باعتبار غالب کے ہے اور بہت مردے ایسے ہیں کہ نہیں جاتا ہے ساتھ اس کے مگر عمل اس کا فقط اور مراد وہ لوگ ہیں جو اس کے جنازے کے ساتھ جاتے ہیں اس کے گھر والوں اور رفیقوں وغیرہ سے اور معنی باقی رہنے عمل کے یہ ہیں کہ اس کا عمل اس کے ساتھ اس کی قبر میں داخل ہوتا ہے اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث دراز میں واقع ہوا ہے کہ آتا ہے اس کے پاس ایک مرد خوبصورت عمدہ کپڑوں والا خوشبو والا سو کہتا ہے کہ تجھ کو بشارت ہو اس چیز کی جو تجھ کو خوش کرے سو وہ کہتا ہے کہ تو کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں تیرا نیک عمل ہوں اور کافر کے پاس ایک بد شکل مرد آتا ہے، الخ۔ (فتح)

٦٠٣٤ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ غُدْوَةً وَّعَشِيًّا إِمَّا النَّارُ وَإِمَّا الْجَنَّةُ فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى تُبْعَثَ إِلَيْهِ.

۶۰۳۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اس کا اصلی مکان صبح وشام اس کے سامنے کیا جاتا ہے یا دوزخ اور یا بہشت پھر کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا مکان ہے یہاں تک کہ تو وہاں بھیجا جائے۔

فائدہ: اور یہ سامنے ہونا واقع ہے اور پھر روح کے حقیقۃً اور اس چیز پر کہ متصل ہے ساتھ اس کے بدن سے ایسا اتصال کہ ممکن ہو ساتھ اس کے ادراک عیش یا عذاب کا اور ظاہر کیا ہے قرطبی نے احتمال کہ یہ عرض فقط روح پر ہے یا روح اور بدن دونوں پر اور بعض نے کہا کہ فقط روح پر عرض کیا جاتا ہے اور یہ خلاف ظاہر کا ہے اور نہیں جائز ہے پھرنا ظاہر سے مگر ساتھ پھیرنے والی چیز کے کہ اس کو ظاہر سے پھیرے، میں کہتا ہوں کہ ظاہر پر حمل کرنے کی تائید کرتی ہے یہ بات کہ حدیث وارد ہوئی ہے عموم پر ایماندار اور کافروں دونوں کے حق میں سو اگر عرض کو روح کے ساتھ خاص کیا جائے تو نہیں ہوتا ہے واسطے شہید کے اس میں بڑا فائدہ اس واسطے کہ اس کی روح عیش میں ہے یقیناً جیسا کہ وارد ہو چکا ہے صحیح حدیثوں میں اور اسی طرح کافر کی روح کو عذاب ہوتا ہے دوزخ میں یقیناً سو جب حمل کیا جائے اوپر روح کے کہ اس کو اتصال ہے ساتھ بدن کے تو ظاہر ہوگا فائدہ اس کا شہید کے حق میں بھی اور کافر کے حق میں بھی اور مراد صبح وشام بہ نسبت اہل دنیا کے ہے پھر یہ عرض واسطے مومن متقی اور کافر کے ظاہر ہے اور بہرحال مومن گنہگار سو احتمال ہے کہ اس کا ٹھکانہ بھی بہشت سے دکھلایا جاتا ہو جس کی طرف انجام کار پہنچے گا، میں کہتا ہوں اور ظاہر ہوتا ہے جواب اس اشکال کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو روایت کی ہے طبرانی وغیرہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن

حبان نے قبر کے سوال کے قصے میں کہ اس میں ہے کہ پھر اس کے واسطے بہشت کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ ہے ٹھکانہ تیرا اور جو تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے تیرے بیچ اس کے سو زیادہ ہوتی ہے اس کو خوشی اور رشک پھر اس کے واسطے دوزخ کا دروازہ کھولا جاتا ہے سو کہا جاتا ہے کہ یہ ٹھکانہ تیرا اور جو تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے تیرے بیچ اس کے اگر تو اس کی نافرمانی کرتا س زیادہ ہوتی ہے اس کو خوشی اور رشک اور اس میں ہے کافر کے حق میں کہ اسی طرح اس کو اول دوزخ دکھلائی جاتی ہے پھر بہشت سو زیادہ ہوتی ہے اس کو حسرت اور ہلاکت دونوں جگہوں میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے لیا جاتا ہے کہ اس کا دیکھنا واسطے نجات یا عذاب کے ہے آخرت میں بنا بر اس کے پس احتمال ہے کہ گنہگار کے حق میں جس پر مقدر کیا گیا ہے کہ اس کو عذاب کیا جائے بہشت میں داخل ہونے سے پہلے یہ کہ مثلاً اس کو کہا جائے بعد سامنے کرنے ٹھکانے اس کے کی بہشت سے کہ یہ مکان تیرا تھا پہلے پہل اگر تو گناہ نہ کرتا اور یہ ٹھکانا ہے تیرا پہلے پہل واسطے گناہ کرنے تیرے کے ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت چاہتے ہیں ہر بلا سے زندگی میں اور موت کے بعد بیشک وہ صاحب بڑے فضل کا ہے۔ (فتح)

٦٠٣٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلٰى مَا قَدَّمُوْا.

٦٠٣٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں کو گالی مت دو اور برا مت کہو سو وہ پہنچ گئے اپنے کیے کو۔

فائدہ: یعنی مردوں نے جو نیک یا بد کام کیے تھے سو قبر میں ثواب یا عذاب ان کو پہنچ گیا اب ان کو بد کہنا بے فائدہ ہے بلکہ ناحق ان کی زندہ اولاد کو رنج دینا ہے اور باقی شرح پوری اس کی کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

كتاب الدعوات

كتاب الرقاق

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۷

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ نَفْخِ الصُّوْرِ — باب ہے بیچ پھونکنے صور میں

فائدہ: مکرر ہوا ہے ذکر اس کا قرآن میں سورہ انعام اور مؤمنین اور نمل اور زمر وغیرہ میں اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مذکور ہے کہ اس نے اس کو فتح واؤ کے ساتھ پڑھا ہے جمع صورت کے یعنی مراد پھونکنا جسموں میں ہے تا کہ ان میں ارواح پھر آئیں اور یہ خلاف اس چیز کا جس پر اہل سنت اور جماعت میں کہتا ہوں اور البتہ روایت کی ابو الشیخ نے کتاب العظمہ میں وہب بن منبہ کے طریق سے اس کے قول سے کہا کہ پیدا کیا اللہ نے صور کو سفید موتی سے پھر فرمایا عرش سے کہ پکڑ صور کو سو تعلق پکڑا اس نے ساتھ اس کے پھر اللہ نے فرمایا کن سو اسرافیل پیدا ہوا تو اللہ نے اس سے حکم کیا کہ صور کو پکڑے تو اس نے اس کو پکڑا اور اس میں سوراخ ہیں بقدر شمار روحوں کے سو ذکر کیا ساری حدیث اور اس میں ہے کہ پھر سب روحوں کو صور میں جمع کیا جائے گا پھر اللہ اسرافیل کو حکم کرے گا وہ صور میں پھونکے گا تو ہر روح اپنے اپنے بدن میں داخل ہو گا بنا بر اس کے پس پھونکنا واقع ہو گا صور میں اول تا کہ پھونکنا روحوں کو صورتوں کی طرف پہنچائے اور مراد صورتوں سے بدن ہیں پس اضافت پھونکنے کی طرف صور کے کہ مراد اس سے نرسنگا ہے حقیقی ہے اور اضافت اس کی طرف صورتوں کی کہ مراد اس سے بدن ہیں مجازی ہے۔ (فتح)

قَالَ مُجَاهِدٌ الصُّوْرُ كَهَيْئَةِ الْبُوْقِ — اور کہا مجاہد نے یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ﴾ کہ صور بوق کی شکل پر ہے

فائدہ: اور وہ معروف ہے اور باطل کو بھی بوق کہا جاتا ہے یعنی بطور مجاز کے اس پر بولا جاتا ہے واسطے ہونے اس کے باطل کی جنس سے میں کہتا ہوں کہ چیز کے مذموم ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے ساتھ ممدوح چیز کو تشبیہ نہ دی جائے سو البتہ واقع ہوئی تشبیہ وحی کی آواز کے ساتھ آواز گھنٹی کی باوجود اس کے کہ گھنٹی کو ساتھ رکھنا منع آیا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صور سینگ ہے اور بعض نے کہا کہ صور سینگ کا نام ہے یمن والوں کی بولی میں اور روایت کی ابوداؤد اور ترمذی نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور حاکم نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے پوچھا کہ صور کیا چیز ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا اور نیز ترمذی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کس طرح چین کروں اور حالانکہ صور والے قرن کو منہ میں لیا ہے اور اجازت کی طرف کان لگایا ہے یعنی منتظر ہے کہ اس کو پھونکنے کا کب حکم ہو؟ اور احمد اور بیہقی کے واسطے ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور اس میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام اس کی

دائیں طرف ہے اور میکائیل علیہ السلام اس کی بائیں طرف ہے اور دونوں حدیثوں کی سند میں کلام ہے اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صور والے یعنی اسرافیل علیہ السلام کی آنکھ جب سے وہ متعین کیا گیا ساتھ اس کے تیار ہے عرش کی طرف دیکھتا ہے واسطے اس ڈر کے کہ اس کو حکم ہو پہلے اس سے کہ اس کی آنکھ اس کی طرف پھرے جیسے اس کی دونوں آنکھیں دو تارے ہیں چمکنے والے یعنی اس کو حکم ہو آنکھ کے لمحے سے پہلے۔ (فتح)

﴿زَجْرَةٌ﴾ صَيْحَةٌ اور زجرۃ کے معنی ہیں سخت آواز یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ﴾

فائدہ: میں کہتا ہوں اور مراد اس سے دوسری بار پھونکنا ہے صور میں جیسے کہ تعبیر کی گئی ہے ساتھ اس کے اول بار پھونکنے سے اللہ کے اس قول میں ﴿مَا يَنظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ﴾۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿النَّاقُوْرِ﴾ الصُّوْرِ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد ناقور سے صور ہے

فائدہ: یعنی اللہ کے اس قول سے ﴿فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ﴾ یعنی جب پھونکا جائے گا صور میں۔

تنبیہ: مشہور یہ بات ہے کہ صور پھونکنے والا اسرافیل ہے اور نقل کیا حلیمی نے اس پر اجماع اور واقع ہوئی ہے ساتھ اس کے تصریح وہب بن منبہ کی حدیث میں جو مذکور ہوئی ہے اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک بیہقی کے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک ابن مردویہ کے اور اسی طرح صور کی حدیث دراز میں جو طبرانی اور طبری اور ابو یعلی وغیرہ نے روایت کی اور مدار اس کی اسماعیل بن رافع پر ہے اور اس کی سند میں اضطراب ہے باوجود ضعیف ہونے اس کے کے اور ایک روایت میں ہے کہ جو صور میں پھونکے گا وہ اور فرشتہ ہے سوائے اسرافیل کے سو طبرانی میں عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے سو اس نے کہا اے کعب! خبر دے مجھ کو اسرافیل سے سو ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ صور والے فرشتے نے اپنے ایک گھٹنے کو زمین پر رکھا ہے اور ایک کو کھڑا کیا ہے اور صور کو منہ میں لیا ہے اپنی پیٹھ کو ٹیڑھا کیا ہے اور اپنی آنکھ کو اسرافیل کی طرف لگایا ہے اور البتہ اس کو حکم ہے کہ جب اسرافیل کو دیکھے اس نے اپنے دونوں بازو جوڑے تو صور میں پھونکے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور اس میں ایک راوی ضعیف ہے اور اگر ثابت ہو تو محمول ہے اس پر کہ دونوں فرشتے اس میں پھونکیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی صبح نہیں ہوتی مگر کہ دو فرشتے صور پر متعین کیے گئے ہیں منتظر ہیں کہ کب پھونکیں اور مثل اس کی ہے نزدیک احمد کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں فرشتے صور میں پھونکنے والے دوسرے آسمان میں ایک کا سر مشرق میں ہے اور اس کے دونوں پاؤں مغرب میں یا بالعکس کہا انتظار کرتے ہیں کہ ان کو صور میں پھونکنے کا کب حکم ہو اور ابن ماجہ اور بزار نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ صور والے دونوں فرشتوں کے ہاتھ میں دو سینگ ہیں آنکھ سے دیکھتے ہیں کہ کب حکم ہو بنا بر اس کے پس قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہ رضی اللہ عنہا کی

حدیث میں کہ جب اسرافیل کو دیکھے کہ اپنے دونوں بازو جوڑے تو پھونکے کہ مراد اس سے پہلی بار پھونکنا ہے اور وہ نفخہ بیہوشی کا ہے پھر اسرافیل دوسری بار صور میں پھونکے گا اور وہ نفخہ بعث یعنی جی اٹھنے کا ہے۔ (فتح)

﴿اَلرَّاجِفَةُ﴾ اَلنَّفْخَةُ الْاُوْلٰى وَ﴿الرَّادِفَةُ﴾ اَلنَّفْخَةُ الثَّانِيَةُ

یعنی راجفہ سے مراد پہلی بار پھونکنا ہے اور رادفہ سے مراد دوسری بار پھونکنا ہے

فائدہ: یہ دونوں لفظ سورہ والنازعات میں واقع ہوئے ہیں۔

۶۰۳۶۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِیْ اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَقَالَ الْيَهُوْدِیُّ وَالَّذِیْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ قَالَ فَغَضِبَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِیِّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِیُّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهٖ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْنِیْ عَلٰى مُوْسٰى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُوْنُ فِیْ أَوَّلِ مَنْ يُّفِيْقُ فَإِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِیْ أَكَانَ مُوْسٰى فِيْمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِیْ أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ.

۶۰۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور یہودی میں لڑائی ہوئی سو مسلمان نے کہا قسم ہے اس کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہان سے برگزیدہ کیا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہان سے بہتر ہیں اور یہودی نے کہا قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہان سے برگزیدہ کیا یعنی موسیٰ علیہ السلام سب سے بہتر ہیں تو مسلمان کو غصہ آیا تو اس نے یہودی کے منہ پر طمانچہ مارا تو یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو اپنے اور مسلمان کے حال سے خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو موسیٰ علیہ السلام سے بہتر نہ کہو سو البتہ سب لوگ صور کی آواز سے قیامت میں بیہوش ہو جائیں گے سو میں ان لوگوں میں ہوں گا جو اول ہوش میں آئیں گے سو اچانک میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح پر دیکھوں گا کہ عرش کی ایک جانب پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں تھے جو بیہوش ہوئے سو مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ نے مستثنیٰ کیا ہے یعنی اس آیت میں ﴿اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور میں نے وہاں ذکر کیا ہے قول ابن حزم کا کہ صور میں چار بار پھونکا جائے گا اور اس کی کلام پر اعتراض ہے پھر میں نے ابن عربی کی کلام میں دیکھا کہ صور میں تین بار

پھونکا جائے گا ایک نفخہ فزع کا جیسا کہ سورۂ نمل میں ہے اور ایک بیہوشی کا جیسا کہ زمر میں ہے اور ایک بعث کا اور وہ بھی زمر میں مذکور ہے اور کہا قرطبی نے صحیح یہ ہے کہ وہ فقط دو نفخہ ہیں یعنی صور میں فقط دو بار ہی پھونکا جائے گا واسطے ثابت ہونے استثناء کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ دونوں آیتوں میں اور بیہوشی اگرچہ مخالف ہے فزع کے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں پہلے نفخہ سے حاصل نہ ہوں پس مغائرت ہر ایک میں باعتبار اس شخص کے ہے جو اس کو سنے سو پہلے پھونک سے جو زندہ ہوگا وہ مر جائے گا اور جو مستثنیٰ ہے وہ بیہوش ہو جائے گا وہ مرے گا نہیں اور دوسرے پھونک سے زندہ ہو جائے گا جو مردہ ہوگا اور جو بیہوش ہوگا وہ ہوش میں آئے گا اور سند ابن عربی کی حدیث صور کی ہے دراز کہ اس میں ہے کہ پھر صور میں تین بار پھونکا جائے گا ایک نفخہ فزع کا اور ایک نفخہ بیہوشی کا اور ایک نفخہ کھڑا ہونے کا اللہ کے آگے روایت کیا ہے اس کو طبری نے مختصر اور اس کی سند ضعیف ہے اور مضطرب ہے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ صور میں دو بار پھونکا جائے گا اور اس کا لفظ حدیث مرفوع میں یہ ہے پھر پھونکا جائے گا صور میں پھر اللہ مینہ بھیجے گا تو اس سے آدمیوں کے بدن جم اٹھیں گے پھر اس میں دوسری بار پھونکا جائے گا سو اچانک وہ کھڑے دیکھتے ہوں گے اور روایت کی بیہقی نے ساتھ سند قوی کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف پھر کھڑا ہوگا صور والا آسمان میں اور نہ زمین میں مگر کہ مر جائیں گے مگر جس کو اللہ چاہے وہ نہ مرے گا پھر دو پھونکوں کے درمیان فرق ہوگا جتنا کہ اللہ چاہے گا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ دو پھونکوں کے درمیان چالیس ہیں اور ان حدیثوں میں دلالت ہے اس پر کہ قیامت کے دن صور میں فقط دو بار پھونکا جائے گا اور اس میں ہے کہ لوگوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ دونوں کے درمیان چالیس برس کا فرق ہوگا یا چالیس دن کا؟ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تعیین مجھ کو معلوم نہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں ہی سنا ہے جیسا تم سے کہا سو میں اپنی رائے سے اس میں خوض نہیں کرتا یا میں اس کو بیان نہیں کرتا کہ اس کے بیان کی حاجت نہیں اور البتہ آیا ہے کہ دونوں پھونکوں کے درمیان چالیس برس کا فرق ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور حسن سے مرسل روایت ہے کہ دو پھونکوں کے درمیان چالیس برس کا فرق ہے پہلی پھونک سے اللہ سب کو مار ڈالے گا اور دوسری سے زندہ کرے گا ہر مردے کو اور ایک روایت کی طبری نے قتادہ سے سو بیان کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی منقطع پھر کہا کہ کہا اس کے ساتھیوں نے کہ ہم نے اس سے نہیں پوچھا اور نہ ہم سے کچھ زیادہ کہا لیکن وہ اپنی رائے سے بیان کرتے تھے کہ مراد چالیس برس ہیں اور اس میں تعقب ہے حلیمی پر کہ اتفاق ہے سب روایتوں کا اس پر کہ دونوں پھونکوں کے درمیان چالیس برس کا فرق ہے، میں کہتا ہوں اور دونوں پھونکوں کے درمیان مردوں کا کیا حال ہوگا سو واقع ہوا ہے بیان اس کا اس چیز میں کہ واقع ہوئی ہے حدیث صور میں جو دراز ہے کہ جب پہلی پھونک کے بعد سب زندہ آدمی مر جائیں گے اور اللہ کے سوائے کوئی چیز باقی نہ رہے گی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمایا گا ﴿اَنَا الْجَبَّارُ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ﴾

یعنی میں ہوں جبار آج کس کی بادشاہی ہے؟ سو نہ جواب دے گا اس کو کوئی پھر اللہ خود فرمائے گا ﴿لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ اور بعض نے کہا کہ یہ حشر کے بعد واقع ہوگا اور ترجیح دی قرطبی نے اول کو اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ یہ دوبار واقع ہوگا اور یہ اولیٰ ہے اور روایت کی بیہقی نے ابی زعزا کے طریق سے کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اس نے ذکر کیا دجال کو پھر کہا کہ دونوں پھونکوں کے درمیان ہوگا جتنا اللہ چاہے گا سو کوئی آدمی نہیں مگر کہ زمین میں اس سے کچھ چیز ہوگی پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے مینہ بھیجے گا تو اس پانی سے ان کے بدن جم اٹھیں گے جیسا کہ زمین میں سبزہ اگاتی ہے۔

تنبیہ: جب یہ بات قرار پائی کہ ایک نفخہ کا دراز یہاں تک کہ کامل ہو زندہ ہونا اس کا شی بعد شی کے اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ تو مراد اس استثناء سے کون لوگ ہیں اس میں دس قول آئے ہیں اول قول یہ ہے کہ مراد اس سے سب مردے ہیں اس واسطے کہ ان کو کوئی شعور نہیں سو نہ بیہوش ہوں گے اور اسی کی طرف میل کی ہے قرطبی نے اور اس میں ہے جو کچھ ہے اور اس کی سند یہ ہے کہ اس کی تعیین میں کوئی چیز صحیح نہیں ہوئی اور تعقب کیا ہے اس کا اس کے ساتھی قرطبی نے سو کہا اس نے کہ صحیح ہو چکی ہے اس میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے موقوف روایت ہے کہ وہ شہید لوگ ہیں اور یہ دوسرا قول ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ وہ پیغمبر لوگ ہیں اور اسی کی طرف میل کی ہے بیہقی نے کہا اور وجہ اس کی میرے نزدیک یہ ہے کہ وہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں شہیدوں کی طرح سو جب صور میں پہلی بار پھونکا جائے گا تو بیہوش ہو جائیں گے پھر نہ ہوگی یہ موت سب معنوں میں مگر شعور کے جانے میں اور البتہ جائز رکھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہوں جن کو اللہ نے مستثنیٰ کیا سو اگر وہ ان میں سے ہیں تو نہ دور ہوگا شعور ان کا اس حالت میں بسبب اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے ان کے واسطے طور کی بیہوشی میں، چوتھا قول یہ ہے کہ وہ جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام اور ملک الموت ہیں کہ وہ سب سے پیچھے رہیں گے پھر تینوں اول مر جائیں گے پھر اللہ ملک الموت سے کہے گا مر جا تو وہ بھی مر جائے گا اور وارد ہوئی ہے اس میں حدیث روایت کیا ہے بیہقی نے اور اس کی سند ضعیف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ان میں عرش کے اٹھانے والے اس واسطے کہ وہ آسمانوں سے اوپر ہیں، پانچواں قول ممکن ہے کہ چوتھے سے لیا جائے، چھٹا قول یہ کہ چاروں فرشتے مذکور اور عرش کے اٹھانے والے اور یہ بھی ایک حدیث میں آیا ہے لیکن وہ ضعیف ہے، ساتواں قول یہ ہے کہ مراد اس سے موسیٰ علیہ السلام ہیں یہ انس رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آٹھواں قول یہ ہے کہ مراد اس سے بہشتی لڑکے ہیں اور حوریں، نواں قول یہ ہے کہ وہ چوکیدار بہشت اور دوزخ کے ہیں اور جو چیز کہ اس میں سے سانپ اور بچھوں سے حکایت کیا ہے اس کو ثعلبی نے ضحاک سے، دسواں قول یہ ہے کہ مراد اس سے سب فرشتے ہیں جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن حزم رحمہ اللہ نے ملل اور نحل میں سو کہا کہ

فرشتے ارواح ہیں ان میں روح نہیں سو وہ بالکل نہیں مریں گے اور ضعیف جانا ہے بعض اہل نظر نے اکثر ان اقوال کو اس واسطے کہ استثناء واقع ہوا ہے آسمان اور زمین کے رہنے والوں سے اور فرشتے وغیرہ مذکور لوگ آسمان کے رہنے والوں میں سے نہیں ہیں اس واسطے کہ عرش آسمانوں سے اوپر ہے تو اس کے اٹھانے والے آسمانوں کے رہنے والوں میں سے نہیں ہیں اور جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام ان فرشتوں میں سے ہیں جو عرش کے گرد صف باندھے ہیں اور اس واسطے کہ وہ بہشت آسمانوں کے اوپر ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ مستثنیٰ لوگ فرشتوں کے سوائے ہیں۔ (فتح)

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ان کی کوہِ طور کی بیہوشی یہاں مجرا ہوگی اور بر تقدیر میں موسیٰ علیہ السلام کے واسطے فضیلت ظاہر ہے اور یہ تواضع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ارشاد ہے امت کو کہ آپ کی راہ چلیں اور نہیں ہے کلام بیچ ثابت ہونے اصل فضیلت کے موسیٰ علیہ السلام کے واسطے اور بہت وقت ایسا ہوتا ہے کہ جھگڑے سے کسی پیغمبر کی توہین لازم آتی ہے اور پیغمبر کی توہین کفر ہے یا واقع ہونا اس کلام کا نزول وحی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سے پہلے تھا ورنہ یہ فضیلت جزوی موسیٰ علیہ السلام کی منافی فضیلت کلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں اور شفاعت وغیرہ کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب پیغمبروں سے افضل ہیں اور جاننا چاہیے کہ مراد ساتھ صعقہ کے اس حدیث میں بیہوشی ہے کہ عارض ہوگی آدمیوں کو بعد بھی اٹھنے کے موقف قیامت میں ساتھ سننے آواز کے یا دیکھنے ہولناک چیز کے اس قرینہ سے کہ اس کے بعد افاقہ کو ذکر کیا اور افاقہ کے معنی ہیں ہوش میں آنا غشی سے جیسا کہ کوہِ طور کے صعقہ اور افاقہ میں تھا اور نہیں مراد ہے صعقہ موت کا اول نفخہ صور سے کہ اس کے بعد دوسرے نفخہ سے جی اٹھنا ہوگا نہ ہوش میں آنا اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام اول نفخہ کے وقت مردے اور قبر میں ہوں گے صعقہ موت کا ان کے حق میں کوئی معنی نہیں رکھتا اور اگر مراد صعقہ اول نفخہ کا ہو تو اس سے لازم آتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرنے کے ساتھ یقین کیا ہو اور موسیٰ علیہ السلام کے حق میں تردد کیا ہو کہ مردہ ہیں یا نہیں اور حالانکہ واقع میں عیسیٰ علیہ السلام بھی مردہ ہیں مگر یہ کہ کہا جائے کہ صعقہ اول نیز گھبراہٹ کا صعقہ ہے کہ شامل ہوگا سب زندوں اور مردوں کو ساتھ قرینہ اس آیت کے ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ اور وہ گھبراہٹ اور ڈر ہے کہ مردوں کو زیادہ ہوگا اس چیز پر کہ اس میں ہیں اور زندوں کے واسطے موت ہوگی سو دوسرے نفخہ کے ساتھ اس سے ہوش میں نہ آئیں گے سو جو مقبور ہوگا اس کی قبر پھٹ جائے گی اور قبر سے باہر آئے گا اور جو قبر میں مدفون نہیں وہ قبر کے پھٹنے کا محتاج نہ ہوگا اور سب سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر سے باہر آئیں گے۔ (شیخ الاسلام)

۶۰۳۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۰۳۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی بیہوش ہو جائیں گے جب کہ بیہوش ہو جائیں تو اول میں کھڑا ہوں گا یعنی اول میں ہوش میں آؤں گا تو

يَصْعَقُ النَّاسُ حِينَ يَصْعَقُونَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ قَامَ فَإِذَا مُوسٰى آخِذٌ بِالْعَرْشِ فَمَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ رَوَاهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اچانک میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح دیکھوں گا کہ عرش کو پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام بھی ان لوگوں میں تھے جو بیہوش ہوئے یا نہیں روایت کیا ہے یعنی اصل حدیث کو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزری۔

بَابٌ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

مٹھی میں کرے گا اللہ زمین کو روایت کیا ہے اس کو نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

فائدہ: جب ذکر کیا ترجمہ نفخ صور کا تو اشارہ کیا اس چیز کی طرف کہ واقع ہوئی ہے سورہ زمر میں نفخے کی آیت سے پہلے ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ اور اس آیت میں ہے ﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً﴾ وہ چیز ہے کہ تمسک کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کہ قبض کرنا آسمانوں اور زمین کا واقع ہوگا بعد پھونکنے کے صور میں یا ساتھ اس کے وسیاق۔ (فتح)

٦٠٣٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِي السَّمَآءَ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوْكُ الْأَرْضِ.

٦٠٣٨۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مٹھی میں کرے گا اللہ زمین کو قیامت کے دن اور لپیٹ لے گا آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں پھر کہے گا میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب التوحید میں آئے گی اور اقتصار کیا ہے میں نے اس جگہ اس چیز پر جو متعلق ہے ساتھ تبدیل زمین کے واسطے مناسبت حال کے کہا عیاض نے کہ یہ حدیث آئی ہے صحیح میں تین لفظوں سے قبض اور طی اور اخذ اور معنی ان سب کے جمع کرنا ہیں اس واسطے کہ آسمان کشادہ اور مبسوط ہیں اور زمین ہموار اور بچھائی گئی ہے پھر رجوع کیا اس نے طرف معنی رفع اور ازالہ اور تبدیل کے سو عود کیا اس نے طرف جوڑنے بعض ان کے ساتھ بعض کے اور ہلاک کرنے ان کے سو وہ تمثیل ہے واسطے صفت قبض کرنے اس مخلوقات کے اور جمع کرنے اس کے بعد کشادہ اور متفرق ہونے اس کے واسطے دلالت کرنے کے اوپر مقبوض اور مبسوط کے نہ اوپر بسط اور قبض کے اور احتمال

ہے کہ ہو اشارہ طرف استیعاب کے اور زیادہ بیان اس کا کتاب التوحید میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور اختلاف ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوَاتُ﴾ کہ کیا مراد بدل ڈالنا ذات زمین اور صفت اس کی کا ہے فقط اور اس کا بیان کتاب التوحید میں ہے۔ (فتح)

٦٠٣٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُبْزَةً وَّاحِدَةً يَتَكَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهٖ كَمَا يَكْفَأُ أَحَدُكُمْ خُبْزَتَهٗ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِأَهْلِ الْجَنَّةِ فَأَتٰى رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ أَلَا أُخْبِرُكَ بِنُزُلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ بَلٰى قَالَ تَكُوْنُ الْأَرْضُ خُبْزَةً وَّاحِدَةً كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِإِدَامِهِمْ قَالَ إِدَامُهُمْ بَالَامٌ وَنُوْنٌ قَالُوْا وَمَا هٰذَا قَالَ ثَوْرٌ وَنُوْنٌ يَأْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُوْنَ أَلْفًا.

٦٠٣٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہو جائے گی زمین یعنی زمین دنیا کی قیامت کے دن ایک روٹی اللہ اس کو اپنے دست قدرت سے الٹے پلٹے گا جیسا ہر ایک آدمی تم میں سے اپنی روٹی کو الٹ پلٹتا ہے سفر کی حالت میں بہشتیوں کی مہمانی کے واسطے سو ایک یہودی مرد آیا سو کہا کہ اللہ برکت کرے تجھ پر اے ابوالقاسم! کیا نہ خبر دوں میں تجھ کو بہشتیوں کی مہمانی کی قیامت کے دن؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں! کہا کہ ہو جائے گی زمین قیامت کے دن ایک روٹی جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف نظر کی پھر ہنسے یہاں تک کہ آپ کے پچھلے دانت ظاہر ہوئے پھر کہا کہ کیا نہ خبر دوں تجھ کو ان کے سالن کی؟ یعنی جس کے ساتھ روٹی کھائی جاتی ہے؟ اس نے کہا کہ ان کا سالن بالام اور نون ہے، اصحاب نے کہا اور کیا ہے؟ کہا یہودی نے کہ وہ بیل اور مچھلی ہے کھائیں گے دونوں کے کلیجے کا بڑھا ہوا گوشت ستر ہزار آدمی۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ روٹی ظلمہ اور وہ آٹا گوندھا ہوا کہ رکھا جاتا ہے گڑھے میں بعد جلانے آگ کے بیچ اس کے اور یہ جو کہا کہ روٹی اپنی سفر کی حالت میں یعنی وہ روٹی کو تیار کرتا ہے اس کو مسافر کہ وہ نہیں ہموار کی جاتی جیسے ہموار کی جاتی ہے چپاتی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ الٹائی پلٹائی جاتی ہے تا کہ برابر ہو کہا داؤدی نے کہ مراد یہ ہے کہ کھائیں گے اس سے وہ لوگ جو انجام کار بہشت میں جائیں گے اہل محشر سے یہ مراد نہیں کہ نہ کھائیں گے اس کو یہاں تک کہ بہشت میں داخل ہوں، میں کہتا ہوں اور ظاہر حدیث کا اس کے مخالف ہے اور گویا کہ بنا کی اس نے

اس چیز پر جو روایت کی طبری نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ہو جائے گی زمین سفید روٹی کہا جائے گا ایماندار اپنے پاؤں کے نیچے سے اور واسطے بیہقی کے ہے عکرمہ سے کہ بدل دی جائے گی زمین مثل روٹی کی کھائیں گے اس سے اہل اسلام یہاں تک کہ فارغ ہوں حساب سے اور نقل کیا ہے طیبی نے بیضاوی سے کہ یہ حدیث نہایت مشکل ہے نہ بوجہ انکار کرنے اللہ کی قدرت سے اس چیز سے جو چاہی بلکہ واسطے عدم توقیف کے اوپر بدلنے جسم زمین کے اپنی ذات سے جس پر ہے طرف طبع اس چیز کی کہ کھائی پی جاتی ہے باوجود اس چیز کے کہ ثابت ہو چکی ہے حدیثوں میں کہ یہ زمین قیامت کے دن آگ کی ہو جائے گی اور دوزخ کے ساتھ جوڑی جائے گی اور شاید وجہ اس میں یہ ہے کہ معنی قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خبزۃ واحدۃ یعنی مثل ایک روٹی کی کہ اس کی نعمت سے ایسا ایسا ہے اور وہ نظیر ہے اس چیز کی کہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے یعنی جو اس کے بعد مذکور ہے جیسے میدے کی روٹی سو بیان کی مثل ساتھ اس کے واسطے گول اور سفید ہونے اس کے سو بیان کی مثل اس حدیث میں ساتھ روٹی کے جو زمین کی مشابہ ہو دو معنوں میں ایک بیان کرنا اس کی شکل وصورت کا ہے جس پر اس دن زمین ہو گی اور دوسرا بیان کرنا روٹی کا ہے کہ تیار کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ بہشتیوں کی مہمانی کے واسطے اور بیان کرنا عظم مقدار اس کے کا از روئے پیدا کرنے کے کہا طیبی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل ہوا ہے اشکال اس واسطے کہ اس نے گمان کیا ہے دونوں حدیثوں کو حشر کے باب میں سو گمان کیا ہے اس نے کہ وہ دونوں ایک چیز کے واسطے ہیں اور حالانکہ اس طرح نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ حدیث دوسرے باب سے ہے اور نیز پس تشبیہ نہیں مستلزم ہے باہم شریک ہونے کو درمیان مشبہ اور مشبہ بہ کے تمام اوصاف میں بلکہ کافی ہے حاصل ہونا تشبیہ کا بعض اوصاف میں اور اس کی تقریر یہ ہے کہ تشبیہ دی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حشر کی زمین کو ساتھ روٹی کے برابر اور سفید ہونے میں اور تشبیہ دی بہشت کی زمین کو بیچ ہونے اس کے مہمانی واسطے بہشتیوں کے ساتھ جلدی کرنے سوار کے اپنے خرچ راہ کو کہ قناعت کرے ساتھ اس کے اپنے سفر میں، میں کہتا ہوں اور اس کا اخیر کلام ثابت کرتا ہے اس چیز کو جو قاضی نے کہی کہ دنیا کی زمین کا آگ ہونا محمول ہے حقیقت پر اور یہ کہ وہ روٹی ہو جائے گی اہل موقف اس سے کھائیں گے محمول ہے مجاز پر اور جو آثار کہ میں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے وارد کیے ہیں رد کرتے ہیں اوپر اس کے اور ادنیٰ حمل کرنا اس کا ہے حقیقت پر جب تک کہ ممکن ہو اور اللہ کی قدرت اس کے واسطے صلاحیت رکھتی ہے بلکہ اس کے حقیقت پر محمول ہونے کا اعتقاد ابلغ ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ نہ عذاب ہو گا ایمانداروں کو بیچ دراز ہونے زمانے قیامت کے ساتھ بھوک کے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ان کے واسطے زمین کی ذات کو بدل کر روٹی کر ڈالے گا تا کہ اس کو اپنے قدموں کے نیچے سے کھائیں جتنا چاہیں بغیر مشقت اور تکلیف کے پس یہ جو کہا کہ مہمانی بہشتیوں کے واسطے یعنی جو انجام کار بہشت میں داخل ہوں گے عام تر اس سے کہ واقع ہو یہ بعد داخل ہونے کی طرف اس کے یا اس سے پہلے اور یہ جو کہا کہ

حضرت ﷺ خوش ہوئے یعنی خوش لگا حضرت ﷺ کو خبر دینا یہودی کا اپنی کتاب سے مثل اس کی کہ خبر دی حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے جہت وحی سے اور تھی خوش لگتی حضرت ﷺ کو موافقت اہل کتاب کی اس چیز میں کہ حضرت ﷺ پر وحی نہ اتری ہو پس کس طرح ہے موافقت اس چیز میں کہ حضرت ﷺ پر وحی اتری ہو اور یہ جو کہا کہ دونوں کلیجے کا بڑھا ہوا گوشت تو کہا عیاض نے کہ وہ ایک ٹکڑا گوشت کا ہے جو الگ ہے اور اس کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور تمام کلیجے میں زیادہ عمدہ اور پاک تر ہے اسی واسطے خاص کیے گئے ساتھ کھانے اس کے ستر ہزار اور شاید وہ ستر ہزار وہی لوگ ہیں جو داخل ہوں گے بہشت میں بغیر حساب کے فضیلت دی گئی ان کو ساتھ عمدہ تر مہمانی کے اور احتمال ہے کہ مراد ستر ہزار سے عدد کثیر ہو اور حصہ مراد نہ ہو اور پہلے گزر چکا ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوالوں میں کہ اول کھانا جو بہشتی لوگ کھائیں گے کلیجے کا بڑھا ہوا گوشت ہے اور ان کی غذا اس کے بعد یہ ہے کہ ذبح کیا جائے گا ان کے واسطے بیل بہشت کا جو بہشت کا سبزہ کھاتا تھا اور ان کا شربت اوپر اس کے اس نہر سے ہے جس کا نام سلسبیل ہے اور روایت کی ہے ابن مبارک نے کعب احبار سے کہ جب بہشتی لوگ بہشت میں داخل ہوں گے تو اللہ دن سے فرمائے گا کہ ہر مہمان کے واسطے ایک اونٹ ہوتا ہے اور میں تم کو آج مچھلی اور بیل دیتا ہوں سو بہشتیوں کے واسطے اس کو ذبح کیا جائے۔ (فتح)

٦٠٤٠۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى أَرْضٍ بَيْضَآءَ عَفْرَآءَ كَقُرْصَةِ نَقِيٍّ قَالَ سَهْلٌ أَوْ غَيْرُهٗ لَيْسَ فِيْهَا مَعْلَمٌ لِأَحَدٍ.

۶۰۴۰۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ حشر ہوگا لوگوں کا یعنی جمع کیا جائے گا ان کو قیامت کے دن سفید زمین پر جو سرخی مارتی ہوگی جیسے میدے کی روٹی کہا سہل رضی اللہ عنہ نے یا اس کے غیر نے کہ اس میں کوئی نشان باقی نہ رہے گا یعنی کوئی مینار اور مکان نہ رہے گا صاف چٹیل میدان ہو جائے گا۔

فائدہ: معلم اس کو کہتے ہیں جس سے راہ معلوم ہو اور کہا عیاض نے مراد یہ ہے کہ نہ اس میں علامت گھر کی ہوگی اور نہ کوئی اور نشان اور نہ کوئی چیز علامتوں سے جن سے آدمی طرقات میں راہ پاتا ہے مانند پہاڑ کی اور پتھر ظاہر کی اور اس میں تعریض ہے ساتھ زمین دنیا کے اور یہ کہ وہ جاتی رہے اور قطع ہوا علاقہ اس سے اور کہا ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ اس میں دلیل ہے اوپر عظیم ہونے قدر کے اور خبر دار کرنا ہے ساتھ جزئیات دن قیامت کے تا کہ ہو سامع بصیرت پر سو خلاص کرے اپنے نفس کو اس ہول سے اس واسطے کہ بیچ پہچاننے جزئیات شے کے اس کے واقع ہونے سے پہلے ریاضت ہے نفس کی اور باعث ہوتا ہے اس کو اس چیز پر کہ اس میں اس کی خلاصی ہے برخلاف آنے امر کے اچانک

اور اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کی زمین اس دنیا کی زمین سے نہایت بڑی ہے اور حکمت صفت مذکور میں یہ ہے کہ یہ دن عدل اور انصاف اور ظہور حق کا ہے سو حکمت نے تقاضا کیا کہ ہو وہ جگہ جس میں یہ واقع ہو پاک صاف گناہ کے عمل سے اور ظلم سے اور تا کہ ہو ظہور اللہ تعالیٰ کا اپنے ایماندار ابندوں پر اور اس زمین پر کہ لائق ہے ساتھ عظمت اس کی کے اور اس واسطے کہ حکم اس میں فقط اللہ ہی کا ہوگا اور کسی کا نہیں ہوگا سو مناسب ہوا کہ محل بھی تنہا اللہ ہی کے واسطے خالص ہو اور اس میں اشارہ ہے کہ زمین دنیا کی نابود اور معدوم ہوگی اور یہ کہ زمین موقف کی نئی پیدا ہوگی اور البتہ واقع ہوا ہے واسطے سلف کے اس میں خلاف اللہ کے اس قول میں ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ﴾ کہ کیا مراد تبدیل سے یہ ہے کہ اس کی ذات اور صفات متغیر ہو جائے گی یا فقط اس کی صفات متغیر ہوں گی اور حدیث باب کی اول وجہ کی تائید کرتی ہے یعنی اس کی ذات بھی بدل جائے گی اور اس کی صفات بھی بدل جائیں گی اور روایت کی عبدالرزاق نے اور طبری وغیرہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ﴾ کہا بدل جائے گی زمین جیسے وہ چاندی ہے نہ بہا ہوگا اس میں خون حرام اور نہ اس پر کوئی گناہ ہوا ہوگا اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور وہ موقوف ہے اور احمد نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدل جائے گی زمین جیسے سفید چاندی کسی نے کہا کہ اس دن خلق کہاں ہوگی؟ کہا کہ اس دن اللہ کے مہمان ہوں گے ہرگز نہ عاجز کرے گا ان کو جو اللہ کے پاس ہے اور طبری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بدل ڈالے گا اللہ تعالیٰ اس زمین کو چاندی کی زمین سے جس پر گناہ واقع نہ ہوئے ہوں اور علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح موقوف روایت آئی ہے اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ زمین ہوگی جیسے چاندی اور اسی طرح آسمان بھی اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آسمان سونے کے ہوں گے اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ قیامت کے دن یہ زمین دنیا کی لپیٹی جائے گی اور اس کے پاس اور زمین ہوگی حشر ہوگا لوگوں کا اس زمین سے اس زمین پر اور صور کی حدیث دراز میں ہے کہ بدلی جائے گی زمین اور زمین سے اور آسمانوں کو بھی سو اللہ اس کو کشادہ کرے گا اور بچھا دے گا اس کو دراز کرے گا جیسے چمڑے کو دراز کیا جاتا ہے نہ اس میں کوئی کجی ہوگی اور نہ بلندی پھر اللہ ایک بار آدمیوں کو زجر کرے تو تو اچانک وہ اس زمین بدلی ہوئی پر ہوں گے اپنی اپنی جگہ میں ہوں گے جیسے اول زمین سے تھے جو اول زمی کے پیٹ میں تھا وہ اس کے بھی پیٹ میں ہوگا اور جو اول زمین کی پشت پر تھا وہ دوسری زمین کی پشت پر ہوگا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ واقع ہوگا یہ بعد نفخہ صعق کے بعد حشر اول کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ کا اور جب زمین دراز کی جائے گی اور ڈال دے گی جو اس میں ہے اور خالی ہو جائے گی یعنی مردوں سے اور جو قائل ہے کہ متغیر ہونا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ زمین کی صفات میں ہوگا سوائے ذات اس کی کے سو اس کی سند وہ چیز ہے جو روایت کی حاکم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو زمین دراز کی جائے گی اور خلق جمع کی جائے گی اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ زمین دراز

کی جائے گی جیسے چمڑا دراز کیا جاتا ہے پھر آدمیوں کے واسطے دونوں قدم کی جگہ کے سوائے کوئی جگہ باقی نہ رہے گی اور واقع ہوا ہے کلبی کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ﴾ الآیۃ کہا اس نے کہ اس میں گھٹایا بڑھایا جائے گا اور جاتے رہیں گے ٹیلے اس کے اور پہاڑ اس کے اور جنگل اس کے اور نالے اس کے اور درخت اس کے اور دراز کی جائے گی جیسے چمڑا دراز کیا جاتا ہے اور یہ قول ظاہر میں اگرچہ پہلے قول کے مخالف ہے لیکن ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ واقع ہوگا یہ سب دنیا کی زمین کے واسطے لیکن موقف قیامت کی زمین اس کی غیر ہے اور تائید کرتا ہے اس کی جو واقع ہوا ہے پہلی حدیث میں کہ دنیا کی زمین ایک روٹی ہو جائے گی اور اس میں حکمت وہ ہے جو پہلے گزری کہ وہ تیار کی جائے گی واسطے کھانے ایمانداروں کے یعنی تا کہ ایمان دار لوگ اس سے کھائیں موقف کے زمانے میں پھر ہو جائے گی مہمانی بہشتیوں کی اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ دریا کی جگہ آگ ہو جائے گی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ زمین اور پہاڑ غبار ہو جائیں گے کافروں کے منہ میں اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ کوئی حصہ زمین کا آگ ہو جائے گا اور کوئی غبار اور کوئی روٹی اور آسمانوں میں بھی اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ جفان ہو جائیں گے اور بعض نے کہا کہ جب لپیٹے جائیں گے تو سورج اور چاند اور تارے بے نور ہو جائیں گے سو ایک بار تو تلچھٹ کی طرح ہو جائیں گے اور ایک بار سرخ چمڑے کی طرح ہو جائیں گے اور ایک بار پھٹ جائیں گے سو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف متغیر ہوں گے اور تطبیق دی ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ اول پھٹ جائیں گے سو ہو جائیں گے سرخ گلاب کی طرح اور تلچھٹ کی طرح اور بے نور ہو جائیں گے سورج اور چاند اور سب تارے پھر لپیٹے جائیں گے آسمان اور جوڑے جائیں گے طرف بہشتوں کی اور تطبیق دی ہے بعض نے ان حدیثوں میں ساتھ اس کے کہ زمین اور آسمان کا بدلنا دو بار واقع ہوگا ایک بار تو فقط اس کی صفت بدل دی جائے گی اور یہ اول نفخہ کے وقت ہوگا سو جھڑ پڑیں گے تارے اور بے نور ہو جائے گا آفتاب اور چاند اور ہو جائیں آسمان تلچھٹ کی طرح اور چلیں گے پہاڑ اور موج مارے گی زمین اور پھٹ جائے گی یہاں تک کہ اس کی شکل اور ہو جائے گی اس کی پہلی شکل کے سوائے پھر دونوں پھونکوں کے درمیان لپیٹ ڈالے جائیں گے آسمان اور زمین اور بدل دیا جائے گا آسمان اور زمین اور علم اللہ کے نزدیک ہے۔ (فتح)

بَابٌ کَیْفَ الْحَشْرُ — آدمیوں کا حشر کس طرح ہوگا؟

فائدہ: کہا قرطبی نے کہ حشر چار قسم پر ہے دو بار دنیا میں حشر ہوگا اور دو بار آخرت میں سو جو دنیا میں ہے ایک ان دونوں میں سے وہ ہے جو مذکور ہے سورۂ حشر کی آیت میں ﴿هُوَ الَّذِیْ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ﴾ اور دوسرا حشر وہ ہے جو مذکور ہے نشانیوں میں جو مسلم کی حدیث میں ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس نشانیاں دیکھو گے اور ابو یعلی اور احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ قیامت سے پہلے

ایک آگ نکلے گی حضر موت سے جو لوگوں کو ہانک لے جائے گی ، الحدیث اور اس میں ہے کہ اصحاب نے عرض کیا کہ ہم کو کیا حکم ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لازم جانو اپنے اوپر شام اور ایک روایت میں ہے کہ ایک آگ عدن سے نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک لے جائے گی ، میں کہتا ہوں اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوالوں میں کہ قیامت کی پہلی نشانی آگ ہے جو لوگوں کو پورب سے پچھم کی طرف ہانک لے جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ بھیجی جائے گی آگ پورب والوں پر سو جمع کر لے جائے گی ان کو مغرب کی طرف رات کاٹے گی ان کے ساتھ جہاں وہ رات کاٹیں گے دوپہر ٹھہرے گی ان کے ساتھ جہاں وہ ٹھہریں گے اور جو ان سے گر پڑے گا یعنی تو اس کو جلا ڈالے گی اور پیچھے رہے گی ہانکے گی ان کو جیسے توٹے اونٹ کو ہانکا جاتا ہے اور مشکل ہے تطبیق ان حدیثوں میں اور ظاہر ہوا ہے میرے واسطے بیچ وجہ تطبیق کے یہ کہ اس کا عدن سے نکلنا نہیں مخالف ہے اس بات کے کہ وہ لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانک لے جائے گی اور یہ اس واسطے کہ پہلے پہل وہ عدن سے نکلے گی پھر کل زمین میں پھیل جائے گی اور یہ جو فرمایا کہ ہانک لے جائے گی لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف تو مراد اس سے عام کرنا حشر کا ہے یعنی سب لوگوں کو ہانک لے جائے گی خاص مشرق اور مغرب مراد نہیں یا بعد پھیل جانے کے پہلے پہل مشرق کو ہانک لے جائے گی اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ شروع فتنے فسادوں کا ہمیشہ مشرق کی طرف سے ہوا اور ٹھہرنا غایت کا طرف مغرب کی سو اس واسطے کہ شام بہ نسبت مشرق کے مغرب ہے اور احتمال ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آگ سے مراد فتنے ہوں پھیلنے والے جن سے بڑے بڑے فساد پیدا ہوئے اور آگ کی طرح بھڑکے اور ان کی ابتدا مشرق کی طرف سے ہوئی یہاں تک کہ اکثر خراب ہوا اور جمع ہوئے لوگ مشرق کی طرف سے شام اور مصر کی طرف اور وہ دونوں مغرب کی طرف میں ہیں جیسا کہ مشاہدہ کیا گیا کئی بار مغلوں سے چنگیز خان کے عہد میں اور جو ان کے بعد ہیں اور جو آگ کہ دوسری حدیث میں ہے وہ محمول ہے حقیقت پر، واللہ اعلم۔ تیسرا حشر مردوں کا ہے قبروں وغیرہ سے بعد جی اٹھنے سب کے طرف موقف قیامت کے اللہ نے فرمایا ﴿وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا﴾ اور چوتھا حشر ان کا ہے طرف بہشت اور دوزخ کی اور میں کہتا ہوں کہ پہلا حشر نہیں ہے مستقل اس واسطے کہ مراد حشر ہر اس کا ہے جو اس دن موجود ہوگا اور اول سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے واسطے ایک خاص فرقہ کے اور البتہ واقع ہوئی ہے نظیر اس کی کئی بار نکالا گیا ایک گروہ اپنے شہر سے بغیر اپنے اختیار کے شام کی طرف جیسا کہ واقع ہوا بنی امیہ کے واسطے اول جب کہ خلیفہ ہوا ابن زبیر سو نکالا اس نے ان کو مدینے سے شام کی طرف اور نہیں شمار کیا کسی نے اس کو حشر۔ (فتح)

٦٠٤١۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ

٦٠٤١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حشر ہوگا لوگوں کا تین طریق پر ایک قسم رغبت

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى ثَلَاثِ طَرَآئِقَ رَاغِبِيْنَ رَاهِبِيْنَ وَاثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَثَلَاثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَأَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَعَشَرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَيَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا وَتَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوْا وَتُمْسِيْ مَعَهُمْ حَيْثُ أَمْسَوْا.

کرنے والے امیدوار ہوں گے یعنی حساب اور ثواب کے اُمیدوار اپنے نیک عملوں کے سبب سے یعنی اور یہ پہلا طریق ہے دوسری قسم خوفناک ہوں گے یعنی مسلمان قصور وار گنہگار اور دو شخص ایک اونٹ پر اور تین اور چار ایک اونٹ پر اور دس ایک اونٹ پر یعنی اور یہ دوسرا طریق ہے اور تیری قسم یہ کہ باقی ماندوں کو آگ ہانک لے چلے گی دوپہر کو آگ ان کے ساتھ ٹھہر جائے گی جہاں وہ ٹھہریں گے اور رات کاٹے گی ساتھ ان کے جہاں وہ رات کاٹیں گے اور صبح کرے گی ان کے ساتھ جہاں وہ صبح کریں گے اور شام کرے گی ان کے ساتھ جہاں وہ شام کریں گے یعنی اور یہ تیسرا طریق ہے۔

فائدہ: اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ آگ ان کے ساتھ رہے گی یہاں تک کہ ان کو حشر کے مکان میں پہنچائے گی کہا خطابی نے کہ یہ حشر قیامت سے پہلے ہوگا کہ تمام ملکوں کے زندہ لوگوں کو آگ شام کے ملک میں ہانک لے جائے گی اور بہرحال قیامت کا حشر جو قبروں سے موقف کی طرف ہوگا سو وہ برخلاف اس صورت کے ہے اونٹوں پر سوار ہونے اور ان پر آگے پیچھے چڑھنے سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ بنا بر اس چیز کے ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جو اس باب میں ہے کہ حشر ہوگا لوگوں کا قیامت کے دن ننگے بدن پیر پیادہ چلتے اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور دو شخص ایک اونٹ پر سوار ہوں گے، الخ تو مراد اس سے یہ ہے کہ ایک اونٹ پر باری باری سے سوار ہوں گے بعض سوار ہوں گے اور بعض پیادہ چلیں گے اور پانچ اور چھ کو دس تک ذکر نہیں کیا واسطے اختصار اور کفایت کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی عددوں سے باوجود اس کے کہ آگے پیچھے سوار ہونے کا جزم نہیں اور نہیں ہے کوئی مانع یہ کہ اللہ تعالیٰ ایک اونٹ کو دس آدمیوں کو اٹھانے کی قوت دے اور میل کی ہے حلیمی نے اس طرف کہ یہ حشر قبروں سے نکلنے کے وقت ہوگا اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے غزالی نے اور کہا اسماعیلی نے کہ ظاہر حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مخالف ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے جو اس کے بعد مذکور ہے کہ اس میں ہے کہ حشر ہوگا لوگوں کا ننگے بدن، ننگے پاؤں، پیادہ چلتے اور تطبیق ان کے درمیان یہ ہے کہ تعبیر کی جاتی ہے ساتھ حشر کے نشر سے واسطے متصل ہونے اس کے ساتھ اس کے اور وہ نکالنا خلق کا ہے قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں سو ہانکے جائیں گے اور جمع کیے جائیں گے طرف موقف کی واسطے حساب کے سو اس وقت جو پرہیزگار ہوں گے وہ اونٹوں پر سوار ہوں گے اور تطبیق دی ہے اس کے غیر نے ساتھ اس کے کہ نکلیں گے قبروں سے ساتھ اس وصف کے جو ابن

عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے پھر جدا جدا ہوگا حال ان کا اس جگہ سے موقف قیامت کی طرف اس طرح پر کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور ٹھیک کہا ہے عیاض نے اس قول کو جو خطابی نے کہا اور قوت دی اس کو ساتھ حدیث حذیفہ ابن اُسید کے باب کے اخیر میں کہ وہ آگ دوپہر کو ان کے ساتھ ٹھہر جائے گی اور ان کے ساتھ رات کاٹے گی اور صبح کرے گی اور شام کرے گی اس واسطے کہ یہ اوصاف خاص ہیں ساتھ دنیا کے اور البتہ وارد ہوا ہے چند حدیثوں میں واقع ہونا حشر کا دنیا میں ملک شام کی طرف منجملہ ان کے حدیث حذیفہ ابن اُسید کی ہے جس کی طرف اشارہ گزرا اور منجملہ ان کے حدیث معاویہ بن حیدہ کی ہے مرفوع کہ تمہارا حشر ہوگا اور اشارہ کیا طرف شام کی پیادہ یا سوار اور گھسیٹے جاؤ گے تم اپنے موہنوں پر، روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور اس کی سند قوی ہے اور منجملہ ان کے حدیث ہے کہ ہوگی ہجرت بعد ہجرت کے اور ہانکے جائیں گے لوگ جگہ ہجرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اور نہ باقی رہیں گے زمین میں مگر بدتر لوگ ان کی زمین ان کو نکال دے گی اور جمع کر لے جائے گی ان کو آگ ساتھ بندروں اور سوروں کے آگ ان کے ساتھ رات کاٹے گی جہاں وہ رات کاٹیں گے اور دوپہر کو ٹھہر جائے گی ان کے ساتھ جہاں وہ ٹھہریں گے روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے وہب بن منبہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کے پتھر سے فرمایا کہ میں البتہ تجھ پر اپنا عرش رکھوں گا اور تجھ پر اپنی خلق کا حشر کروں گا اور جو تقسیم کہ حدیث میں وارد ہوئی ہے وہ بنا بر قصد خلاص ہونے کے ہے سو جس نے غنیمت فرصت جانی وہ چلا اپنی سواری پر سوار ہو کر رغبت کرنے والا اس چیز میں کہ اس کے آگے ہے اور جس نے دیر کی یہاں تک کہ سواری کم ہوئی اور تنگ ہوا سواری پانے سے تو سواری میں شریک ہوئے اور سوار ہوئے آگے پیچھے پس حاصل ہوگا شریک ہونا دو کا ایک اونٹ میں اور اس طرح تین کا اور ممکن ہے ان کو ہر ایک دونوں امر سے یعنی دو اور تین اکٹھے بھی ایک اونٹ پر سوار ہو سکتے ہیں اور باری باری سے بھی سوار ہو سکتے ہیں اور بہرحال سوار ہونا چار آدمیوں کا ایک اونٹ پر سو ظاہر حال ان کے سے باری باری سے سوار ہونا ہے اور سب کا ایک سواری پر اکٹھے سوار ہونا بھی ممکن ہے جب کہ ہلکے بدن ہوں یا لڑکے ہوں اور بہرحال دس آدمیوں کا ایک سواری پر سوار ہونا سو باری باری سے ہے اور سکوت کیا اس چیز سے جو اس سے اوپر ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ وہ انتہا ہے بیچ اس کے اور سکوت کیا اس چیز سے کہ دس اور چار کے درمیان ہے واسطے اختصار کے اور وہ دوسری قسم ہے جو مذکور ہے حدیث میں اور بہرحال تیسری قسم سو تعبیر کی اس سے ساتھ قول اپنے کے کہ باقی ماندہ لوگوں کو آگ ہانک لے جائے گی واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ وہ عاجز ہوئے حاصل کرنے اس چیز کے سے جس پر سوار ہوں اور نہیں واقع ہوا حدیث میں بیان حال ان کے کا بلکہ احتمال ہے کہ وہ پیادہ پا چلیں گے یا گھسیٹے جائیں گے واسطے بھاگنے کے آگ سے جو ان کو ہانک لے جائے گی اور تائید کرتا ہے اس کی جو واقع ہوا ہے بیچ اخیر حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ کے اور اس میں ہے کہ اصحاب نے پوچھا کہ ان کے پیدل چلنے

کا کیا سبب ہے سو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سواریوں پر آفت ڈالے گا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گی سواری یہاں تک کہ مرد اپنا عمدہ باغ دے کر ایک سواری خریدے گا واسطے بے قدر ہونے غیر منقول کے جس سے کوچ کرنے کا اس نے قصد کیا اور واسطے کم یاب ہونے سواری کے جو اس کو مقصود کی طرف پہنچائے اور یہ لائق ہے ساتھ حال دنیا کے اور مؤکد ہے خطابی کے قول کو اور اتاری گئی ہے اوپر موافق حدیث باب کے یعنی مصابیح سے اور وہ یہ کہ قول اس کا ہے فوج طاعمین کاسبین راکبین موافق ہے واسطے اس قسم کے جو ایک اونٹ پر آگے پیچھے سوار ہوں گے اس واسطے کہ صفت پیادہ پا چلنے کی ان کے واسطے لازم ہے اور بہر حال جو لوگ کہ جمع کر لے جائے گی ان کو آگ سو وہی لوگ ہیں جن کو فرشتے گھسیٹیں گے۔ (فتح)

٦٠٤٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ قَالَ أَلَيْسَ الَّذِيْ أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلٰى أَنْ يُّمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلٰى وَعِزَّةِ رَبِّنَا.

۶۰۴۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! کس طرح حشر ہوگا کافر کا قیامت کے دن اپنے منہ کے بل؟ یعنی جو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت میں کافر منہ کے بل چلیں گے یہ کس طرح ہو سکے گا؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اس کو دنیا میں اس کے دونوں پاؤں پر چلایا کیا وہ قادر نہیں اس پر کہ قیامت کے دن اس کو منہ کے بل چلائے؟ یعنی جس نے پاؤں میں چلنے کی طاقت دی وہ منہ میں دے سکتا ہے یعنی اللہ کے آگے سب مشکل چیزیں آسان ہیں، کہا قتادہ نے کیوں نہیں! قسم ہے ہمارے رب کی عزت کی۔

فائدہ: اور ظاہر مراد چلنے سے حقیقی چلنا ہے اسی واسطے اصحاب نے اس سے تعجب کیا اور اس کی حقیقت پوچھی اور حکمت بیچ چلانے کافر کے منہ کے بل یہ ہے کہ عذاب کیا گیا وہ اس پر کہ اس نے دنیا میں اللہ کو سجدہ نہ کیا ساتھ اس کے کہ گھسیٹا جائے منہ کے بل قیامت میں واسطے ظاہر کرنے اس کی ذلت کے اس طور سے کہ ہو گیا منہ اس کا بجائے اس کے ہاتھ اور پاؤں کے بیچ بچنے کے تکلیف دینے والی چیزوں سے۔ (فتح)

٦٠٤٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّكُمْ مُّلَاقُو اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً

۶۰۴۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بیشک تم قیامت میں اللہ کو ملو گے یعنی موقف میں بعد جی اٹھنے کے ننگے پیر ننگے بدن پیدل چلتے بے ختنہ ہوئے، کہا سفیان نے یہ حدیث اس قسم

مُشَاةً غُرْلًا قَالَ سُفْيَانُ هٰذَا مِمَّا نَعُدُّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سے ہے کہ شمار کی جاتی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو حضرت ﷺ سے سنا یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما صغار اصحاب سے ہیں لیکن بہت وقت مرسل بیان کرتے تھے جس کو اکابر اصحاب سے سنا اور واسطہ بیان نہیں کرتے تھے اور کبھی بیان کرتے تھے سو بیان کیا کہ یہ حدیث ان حدیثوں میں سے ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ سے بلا واسطہ سنیں۔

فائدہ: یعنی دنیا کے سامان میں شب و روز مشغول رہتے ہو سواری میں اور پوشاک میں مرتے ہو قیامت میں کچھ بھی نہ ہوگا کپڑا تک بدن پر نہ ہوگا جیسے ننگے مادرزاد پیدا ہوئے تھے ویسے ہی قبروں سے اٹھو گے۔

٦٠٤٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ إِنَّكُمْ مُّلَاقُو اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا.

۶۰۴۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا منبر پر خطبہ پڑھتے تھے فرماتے تھے بیشک تم قیامت میں اللہ کو ملو گے ننگے پیر ننگے بدن بے ختنہ ہوئے۔

فائدہ: کہا بیہقی نے کہ وارد ہوا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یعنی جو ابوداؤد نے روایت کی ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے کہ جب ان کو موت حاضر ہوئی تو نئے کپڑے منگوائے اور ان کو پہنا اور کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ مردہ زندہ کیا جائے گا اپنے کپڑوں میں جن میں مرے گا اور تطبیق دونوں میں یہ ہے کہ حشر میں بعض ننگا ہوگا اور بعض کپڑے پہنے ہوگا یا اول سب کا حشر ننگے ہوگا پھر پیغمبروں کو پوشاک پہنائی جائے گی سو پہلے پہل ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی یا نکالے جائیں گے قبروں سے ان کپڑوں میں جن میں مرے تھے پھر گر پڑیں گے ان سے وہ کپڑے وقت شروع ہونے حشر کے سو حشر ہوگا ان کا ننگے بند پر پہلے پہل ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی اور حمل کیا ہے بعض نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کو شہیدوں پر اس واسطے کہ وہی ہیں جن کو کپڑوں میں دفنانے کا حکم ہے سو احتمال ہے کہ ابو سعید نے اس کو شہید کے حق میں سنا ہو اور اس کو عموم پر حمل کیا ہو اور اسی طرح حمل کیا ہے اس کو عموم پر معاذ رضی اللہ عنہ نے اور حمل کیا ہے اس کو بعض اہل علم نے عمل پر اور اطلاق کپڑے کا عمل پر قرآن میں واقع ہوا ہے ﴿وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾ اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا ہر بندہ اس چیز پر کہ مرا روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور ترجیح دی ہے قرطبی

نے حمل کرنے کو ظاہر حدیث پر یعنی حدیث کا ظاہر پر محمول ہونا راجح ہے اور تائید پاتا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنَاكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ وقولہ تعالیٰ ﴿كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ﴾ یعنی اور البتہ تم آئے ہمارے پاس جیسا ہم نے بنایا تم کو پہلی بار یعنی ننگے بدن ننگے پاؤں بے ختنہ ہوئے اور اسی کی طرف اشارہ ہے باب کی حدیث میں ساتھ ذکر کرنے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ﴾ بعد قول حضرت ﷺ کے حفاۃ عراۃ یعنی جب ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا پھر پیدا کریں گے سو ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث محمول ہے شہیدوں پر اس واسطے کہ وہ اپنے کپڑوں میں دفنائے جاتے ہیں سو ان میں زندہ کیے جائیں گے واسطے جدا کرنے اس کے غیر اس کے سے اور البتہ نقل کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے اکثر علماء سے اور قیاس کی رو سے کہ کپڑے دنیا میں مال ہیں اور نہیں ہے مال آخرت میں اس چیز سے کہ دنیا میں تھا اور اس واسطے کہ جو چیز کہ بچاتی ہے نفس کو بری چیز سے آخرت میں ثواب ہے ساتھ نیک عمل اس کے یا رحمت اللہ کے اور بہر حال دنیا کی پوشاکیں سو اس کو کچھ دفع نہیں کرتیں یہ قول حلیمی کا ہے اور مذہب غزالی کا ظاہر حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کے موافق ہے اور وارد کی ہے اس نے ایک زیادتی جس کی میں نے کوئی اصل نہیں پائی اور وہ یہ ہے کہ میری امت کا حشر اپنے کفنوں میں ہوگا اور باقی سب امتوں کا حشر ننگے ہوگا کہا قرطبی نے اگر ثابت ہو تو محمول ہوگی شہیدوں پر آپ کی امت سے تا کہ حدیثوں میں مخالفت نہ رہے اور یہ جو فرمایا کہ بے ختنہ ہوئے تو کہا ابن عبدالبر نے کہ حشر ہوگا آدمی کا اس حال میں کہ ننگا ہوگا اور واسطے ہر عضو کے وہ چیز ہوگی جو اس کے واسطے پیدا ہونے کے دن تھے سو جس سے کوئی چیز کاٹی گئی ہوگی وہ اس کو پھر دی جائے گی۔ (فتح)

٦٠٤٥۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ﴿كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ﴾ الْاٰيَةَ وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيْمُ وَإِنَّهٗ سَيُجَآءُ بِرِجَالٍ مِّنْ أُمَّتِیْ فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أُصَيْحَابِیْ فَيَقُوْلُ إِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَأَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ﴿وَكُنْتُ

٦٠٤٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے خطبہ پڑھنے کو سو فرمایا کہ بیشک حشر ہوگا تمہارا ننگے پاؤں، ننگے بدن بے ختنہ ہوئے جیسا ہم نے پہلی بار پیدا کیا پھر پیدا کریں گے آخر آیت تک اور بیشک جو قیامت کے دن سب خلق سے پہلے پوشاک پہنایا جائے گا ابراہیم علیہ السلام ہیں اور بیشک شان یہ ہے کہ کچھ لوگ میری امت کے لائے جائیں گے سو بائیں طرف پکڑے جائیں گے یعنی دوزخ کی طرف تو میں کہوں گا اے میرے رب! یہ لوگ میرے اصحاب ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نہیں جانتا ہے کہ انہوں نے تیرے بعد کیا نئی چیز نکالی تو میں کہوں گا جیسا نیک بندے یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں ان پر

عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ إِلٰى قَوْلِهِ الْحَكِيْمُ﴾ قَالَ فَيُقَالُ إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ.

گواہ تھا جب تک ان میں رہا حکیم تک تو کہا جائے گا کہ بیشک وہ سدا پھرتے رہے اپنی ایڑیوں کے بل یعنی دین سے پھر گئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی تو علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پوشاک پہنائی جائے گی عرش کی دائیں طرف روایت کیا ہے اس کو ابن مبارک نے اور روایت کی بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مثل حدیث باب کی اور اس میں اتنا زیادہ ہے اور پہلے پہل بہشت سے ابراہیم علیہ السلام پوشاک پہنائے جائیں گے بہشتی جوڑا پہنائے جائیں گے اور کرسی لائی جائے گی تو وہ کرسی عرش کی دائیں طرف ڈالی جائے گی پھر میں لایا جاؤں گا سو میں بھی بہشتی پوشاک پہنایا جاؤں گا نہ قسمت کر سکے گا اس کے واسطے کوئی آدمی پھر کرسی لائی جائے گی اور عرش کے پائے کے پاس ڈالی جائے گی اور وہ عرش کے دائیں طرف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حشر ہوگا لوگوں کا اس حال میں کہ ننگے پیر اور ننگے بدن ہوں گے تو اللہ فرمائے گا کہ بھلا میں اپنے دوست کو ننگا نہیں دیکھتا سو ابراہیم علیہ السلام سفید کپڑا پہنائے جائیں گے وہی ہیں جو اول پوشاک پہنائے جائیں گے، بعض نے کہا کہ اول جو ابراہیم علیہ السلام پوشاک پہنائیں جائیں گے تو حکمت اس میں یہ ہے کہ وہ ننگے کیے گئے تھے جب کہ آگ میں ڈالے گئے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ پاجامہ پہننے کی سنت پہلے پہل انہوں نے نکالی ہے اور بعض نے کہا ہے اس واسطے کہ زمین میں ان سے زیادہ تر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کوئی نہ تھا سو ان کو جلدی پوشاک پہنائی جائے گی ان کی امان کے واسطے تا کہ ان کے دل کو اطمینان ہو یہ مختار ہے حلیمی کا اور اول قول اختیار قرطبی کا ہے اور روایت کی ابن منذر نے کہ اول اول ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے دوست کو پوشاک پہناؤ تا کہ لوگوں کو آج معلوم ہو ان کی فضیلت جو لوگوں پر ہے میں کہتا ہوں اور کچھ بیان اس کا بدء الخلق میں گزرا اور یہ کہ اول اول جو ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ابراہیم علیہ السلام ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوں مطلق اور احتمال ہے کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر سے اپنے کپڑوں میں نکلے ہوں جن میں فوت ہوئے اور جو بہشتی جوڑا کہ اس وقت پہنائے جائیں گے وہ پوشاک کرامت کی ہے ساتھ قریب بٹھلانے آپ کے کرسی پر عرش کے دائیں طرف سو ابراہیم علیہ السلام کو اول اول پوشاک پہنانا بہ نسبت باقی خلق کے ہوگا اور جواب دیا ہے حلیمی نے کہ اول ابراہیم علیہ السلام پوشاک پہنائے جائیں گے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنا بر ظاہر حدیث کے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوشاک اعلیٰ اور اکمل ہوگی سو قائم ہوگا بیش قیمت ہونا اس کا مقام اس چیز کے کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اولیت سے اور یہ جو فرمایا کہ ان کو بائیں طرف پکڑا جائے گا یعنی دوزخ کی طرف اور واقع ہوا ہے یہ صریح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دوزخ کی

صفت میں اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک گروہ میرے سامنے آیا یہاں تک کہ جب میں نے ان کو پہچانا تو میرے اور ان کے درمیان سے ایک مرد نکلا اس نے ان کو کہا کہ آؤ میں نے کہا کہ ان کو کدھر لے جائے گا؟ اس نے کہا کہ دوزخ کی طرف، الحدیث اور ایک روایت بخاری کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے لائے جائیں گے تم میں سے چند لوگ یہاں تک کہ جب میں ان کی طرف جھکوں گا کہ ان کو حوض کوثر کا پانی دوں تو وہ لوگ میرے پاس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں تو حکم ہو گا کہ تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا بدعتیں نکالیں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ پلٹ گئے اپنی پشت پر اپنی ایڑیوں کے بل تو میں کہوں گا کہ ان کو دوری ہو ان کو دوری ہو اور ایک روایت میں ہے میں نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو ان میں سے نہ کرے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان میں سے نہیں کہا فربری نے کہ ذکر کیا جاتا ہے ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ سے اس نے روایت کی قبیصہ رضی اللہ عنہ سے کہ وہ لوگ وہ ہیں جو حضرت ﷺ کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مرتد ہو گئے تھے سو لڑائی کی ان سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یعنی یہاں تک کہ قتل ہوئے اور مر گئے کفر پر اور کہا خطابی نے کہ اصحاب میں سے کوئی شخص مرتد نہیں ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مرتد ہوئے تھے ایک قوم گنوار لوگوں میں سے جن کے واسطے دین میں کچھ نصرت نہ تھی اور نہیں قدح کرتا ہے یہ مشہور اصحاب میں اور دلالت کرتا ہے قول حضرت ﷺ کا اُصیحابی ساتھ تصغیر کے اوپر کم ہونے ان کے عدد کے اور بعض نے کہا کہ وہ اپنے ظاہر پر ہے کفر سے یعنی مراد یہ ہے کہ وہ کافر ہو گئے تھے اور مراد امت سے دعوت کی ہے نہ امت اجابت کی اور ترجیح دی گئی ہے اس قول کو ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ میں کہوں گا کہ ان کو دوری ہو ان کو دوری ہو اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ ان کا حال حضرت ﷺ پر پوشیدہ رہا اور اگر امت اجابت سے ہوتے تو حضرت ﷺ ان کا حال پہچانتے ساتھ اس کے کہ ان کے عمل حضرت ﷺ کے سامنے کیے جاتے اور رد کرتا ہے اس قول کو حضرت ﷺ کا قول دوسری حدیث میں کہ یہاں تک کہ جب میں نے ان کو پہچانا کہا ابن تین نے احتمال ہے کہ وہ لوگ منافق ہوں یا کبیرے گناہ کرنے والے اور بعض نے کہا کہ وہ ایک قوم گنواروں کی ہے کہ اسلام میں داخل ہوئے تھے واسطے اُمید اور ڈر کے کہا داؤدی نے نہیں منع ہے داخل ہونا کبیرے گناہ اور بدعت والوں کا بیچ اس کے کہا نووی رحمہ اللہ نے بعض نے کہا کہ وہ منافق اور مرتد لوگ ہیں سو جائز ہے کہ ہو حشر ان کا ساتھ روشن ہونے منہ اور ہاتھ، پاؤں کے واسطے ہونے ان کے منجملہ امت کے سو پکاریں گے ان کو حضرت ﷺ بہ سبب اس علامت کے کہ ان پر ہو گی تو کہا جائے گا کہ انہوں نے بدل ڈالا دین کو تیرے بعد یعنی نہیں مرے اس چیز پر جس پر تو نے ان کو چھوڑا تھا کہا عیاض وغیرہ نے اور بنا بر اس کے پس جاتی رہے گی ان سے روشنی منہ اور ہاتھ اور پاؤں کی اور بجھ جائے گا نور ان کا اور بعض نے کہا نہیں لازم ہے کہ ہو ان پر نشانی غرہ اور تحجیل کی بلکہ پکاریں گے ان کو واسطے اس چیز کے کہ پہچانتے

تھے ان کے ظاہری اسلام سے اور بعض نے کہا کہ وہ بدعتی اور کبیرے گناہ والے لوگ ہیں جو اسلام پر مرے اور بنا بر اس کے پس نہیں یقین ہے ساتھ داخل ہونے ان لوگوں کے آگ میں اس واسطے کہ جائز ہے کہ عقوبت کے واسطے اول حوض کوثر سے ہٹائے جائیں پھر ان پر رحم کیا جائے اور نہیں منع ہے کہ ہو ان کے واسطے غرہ اور تحجیل سو حضرت ﷺ نے ان کو اس علامت سے پہچانا برابر ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں ہوں بعد آپ کے اور ترجیح دی ہے عیاض اور باجی وغیرہ نے قبیصہ رضی اللہ عنہ کے قول کو کہ وہ حضرت ﷺ کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور ان کے پہچاننے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان پر پانچ کلیان کے علامت ہو اس واسطے کہ وہ کرامت ہے ظاہر ہوتا ہے ساتھ اس کے عمل مسلمان کا اور مرتد کا عمل اکارت ہوا سو ان کو ہو بہو پہچانتے ہوں گے نہ ان کی صفت سے باعتبار اس چیز کے کہ اس پر تھے مرتد ہونے سے پہلے اور نہیں بعید ہے کہ اس میں منافق لوگ بھی داخل ہوں جو حضرت ﷺ کے زمانے میں تھے اور شفاعت کی حدیث میں آئے گا کہ باقی رہے گی یہ امت اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ حشر ہوگا ان کا ساتھ ایمانداروں کے کہ وہ ہو بہو پہچانے جائیں گے اگرچہ ان کے واسطے یہ علامت نہ ہو سو حضرت ﷺ جس کی صورت پہچانیں گے اس کو پکاریں گے باعتبار اس حال کے جس پر اس کو دنیا میں چھوڑا تھا اور بہرحال داخل ہونا بدعتیوں کا اس حدیث میں سو بعید جانا گیا ہے واسطے تعبیر کرنے کے حدیث میں ساتھ قول حضرت ﷺ کے اصحابی اور بدعتی لوگ تو حضرت ﷺ کے بعد پیدا ہوئے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ مراد صحبت سے عام تر معنی ہیں اور نیز مسلمان کو سحقا نہیں کہا جاتا اگرچہ بدعتی ہو اور جواب یہ ہے کہ نہیں منع ہے کہ کہا جائے اس کے واسطے جو معلوم ہو کہ حکم کیا گیا ہے اس پر ساتھ عذاب کرنے کے گناہ پر پھر نجات پائے ساتھ شفاعت کے اور اسی طرح قول ہے اہل کبائر کے حق میں کہا بیضاوی نے یہ جو کہا مرتدین تو نہیں ہے یہ نص اس میں کہ وہ اسلام سے مرتد ہو گئے تھے بلکہ احتمال ہے اس کا اور احتمال ہے کہ مراد اس سے گنہگار مسلمان ہوں جو پھر گئے استقامت سے بدل ڈالتے ہیں نیک عملوں کو بد عملوں سے اور ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے سو ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! میں پیشوا ہوں تمہارا حوض کوثر پر جب تم میرے پاس آؤ گے تو ایک مرد کہے گا یا حضرت! میں فلانا فلانے کا بیٹا ہوں اور دوسرا کہے گا کہ میں فلانا فلانے کا بیٹا ہوں تو میں کہوں گا کہ میں تمہاری نسب تو پہچانتا ہوں اور شاید تم نے میرے بعد بدعتیں نکالیں اور تم مرتد ہو گئے۔ (فتح)

٦٠٤٦- حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِيْ صَغِيْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ

۶۰۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں لوگ ننگے پیر ننگے بدن بے ختنہ ہوئے اٹھیں گے تو میں نے کہا یا حضرت! مرد اور عورتیں ایک

حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ الْأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُهِمَّهُمْ ذَاكِ.

دوسرے کو دیکھیں گے یعنی تو کیا ہم کو شرم نہ آئے گی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ حال نہایت سخت تر ہوگا اس سے کہ یہ حال ان کو غمگین کرے یا ان کو قصد میں لائے یعنی سب اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار ہوں گے حواس ٹھکانے نہ ہوں گے کہ کوئی کسی کو دیکھے۔

فائدہ: اور حاکم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! سو عورتوں کا کیا حال ہوگا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر مرد کو ان میں سے اس دن ایک فکر ہوگا جو اس کو کفایت کرے گا اور بے پرواہ کرے گا اور چیز سے اور ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی اور البتہ تم آئے ہمارے پاس جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے! اس کی شرم گاہ حشر ہوگا سب مرد اور عورتوں کا اکٹھا ایک دوسرے کی شرم گاہ کی طرف دیکھے گا تو حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ﴾ اور اس میں زیادہ ہے کہ نہ مرد عورتوں کی طرف دیکھیں گے اور نہ عورتیں مردوں کی طرف دیکھیں گی ہر آدمی اپنے شغل میں ہوگا۔ (فتح)

٦٠٤٧۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ إِنِّي لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَذٰلِكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَآءِ

٦٠٤٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک خیمے میں تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا بھلا تم اس بات سے راضی ہو کہ تم بہشتیوں کی چوتھائی ہو؟ ہم نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا تم اس بات سے راضی ہو کہ تم بہشتیوں کی تہائی ہو؟ ہم نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ بیشک میں اُمید رکھتا ہوں کہ تم بہشتیوں میں آدھے ہو گے اور اس کا سبب یہ ہے کہ بہشت میں سوائے مسلمان جان کے کوئی داخل نہ ہوگا اور نہیں تم اہل شرک میں مگر جیسے ایک سفید بال کالے بیل کی کھال میں یا جیسے ایک سیاہ بال سرخ بیل کی کھال میں۔

فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَآءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ.

فائدہ: یعنی آدھی بہشت میں امت محمدی ﷺ ہوگی اور نصف باقی میں اور پیغمبروں کی امتیں ہوں اور اول حضرت ﷺ نے چوتھائی فرمایا پھر تہائی پھر آدھی اس واسطے کہ لوگ شکر الٰہی کریں اور ان کی خوشی میں ترقی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے اللہ اکبر کہا اور ایک روایت میں ہے کہ اصحاب خوش ہوئے اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ اصحاب خوش ہوئے حضرت ﷺ کی اس بشارت دینے سے سوانہوں نے اللہ کی حمد کی اس کی بڑی نعمت پر اور اس کی بڑائی کہی واسطے بڑا جاننے اس کی نعمت کے بعد بڑا جاننے اس کے عذاب کے اور ایک روایت میں ہے کہ تم بہشتیوں کی دو تہائیاں ہو گے اور ایک روایت میں ہے کہ تمام بہشتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی ان میں سے اسی صفیں میری امت کی ہوگیں اور یہ جو فرمایا کہ نہیں تم اہل شرک میں، الخ تو حاصل کلام کا یہ ہے کہ تم اے مسلمانو باوجود کم ہونے کے بہ نسبت کافروں کے بہشتیوں کے آدھے ہو گے۔ (فتح)

۶۰۴۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوَّلُ مَنْ يُدْعٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ آدَمُ فَتَرَآئٰى ذُرِّيَّتُهٗ فَيُقَالُ هٰذَا أَبُوْكُمْ آدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ فَيَقُوْلُ أَخْرِجْ بَعْثَ جَهَنَّمَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ كَمْ أُخْرِجُ فَيَقُوْلُ أَخْرِجْ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذَا أُخِذَ مِنَّا مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ فَمَاذَا يَبْقٰى مِنَّا قَالَ إِنَّ أُمَّتِيْ فِي الْأُمَمِ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَآءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ.

۶۰۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اول اول آدم علیہ السلام کو بلایا جائے گا سو سامنے ہوگی اولاد اس کی اور ایک دوسرے کو دیکھیں گے تو کہا جائے گا کہ یہ تمہارا باپ ہے آدم تو آدم علیہ السلام کہے گا کہ میں حاضر ہوں تیری خدمت اور اطاعت میں سو اللہ فرمائے گا کہ نکال دوزخ کا حصہ اپنی اولاد میں سے یعنی جو دوزخ میں ڈالے جائیں گے ان کو ان کے غیر سے جدا کر تو آدم علیہ السلام کہیں گے کتنا نکالوں یعنی دوزخ کا حصہ کس قدر ہے؟ تو اللہ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار سے نو سو اور ننانوے یعنی ہزار آدمی میں ایک بہشتی اور باقی دوزخی تو اصحاب نے کہا یا حضرت! جب ہم میں سے ہر سینکڑے میں سے نو سو ننانوے پکڑے گئے تو ہم میں سے کیا باقی رہے گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک میری امت بہ نسبت اور امتوں کے جیسے سفید بال سیاہ بیل کی کھال میں۔

بَابُ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ

اللہ نے فرمایا کہ بیشک زلزلہ قیامت کا اور بھونچال ایک

﴿شَيْءٌ عَظِيْمٌ﴾ ﴿أَزِفَتِ الْآزِفَةُ﴾ ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾

بڑی چیز ہے اور ازفت الآزفۃ کے معنی ہیں قیامت قریب ہوئی۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس چیز کی طرف کہ واقع ہوئی ہے پہلی حدیث کے بعض طریقوں میں کہ حضرت ﷺ نے اس حدیث کے ذکر کے وقت یہ آیت پڑھی اور زلزلہ کے معنی ہیں اضطراب اور بے قراری اور ساعت اصل میں ایک حصہ ہے زمانے کا اور استعارہ کی گئی واسطے دن قیامت کے اور کہا زجاج نے کہ ساعت کے معنی ہیں وقت جس میں قیامت قائم ہوگی واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ وہ ساعت خفیف ہے واقع ہوگا اس میں امر عظیم اور بعض نے کہا نام رکھا گیا اس کا ساعت واسطے واقع ہونے اس کے اچانک یا واسطے دراز ہونے اس کے یا واسطے سرعت حساب کے بیچ اس کے اور یا اس واسطے کہ وہ اللہ کے نزدیک ہلکی ساعت ہے باوجود دراز ہونے اس کے لوگوں پر۔ (فتح)

٦٠٤٩۔ حَدَّثَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ يَا آدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ قَالَ يَقُوْلُ أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ فَذَاكَ حِيْنَ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ ﴿وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّنَا ذٰلِكَ الرَّجُلُ قَالَ أَبْشِرُوْا فَإِنَّ مِنْ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ أَلْفًا وَّمِنْكُمْ رَجُلٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنِّيْ لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَحَمِدْنَا اللّٰهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ

٦٠٤٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کہے گا اے آدم! تو آدم علیہ السلام کہیں گے حاضر ہوں تیری خدمت اور اطاعت میں اور سب بہتری تیرے ہی ہاتھوں میں ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا سو اللہ فرمائے گا کہ نکال دوزخ کا حصہ یعنی جو دوزخ میں ڈالے جائیں گے ان کو جدا کر آدم علیہ السلام کہیں گے الٰہی! کس قدر ہے دوزخ کا حصہ؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار سے نو سو ننانوے یعنی ہزار آدمی سے ایک بہشتی باقی سب دوزخی، حضرت ﷺ نے فرمایا سو یہ اس وقت ہوگا جب کہ بوڑھا ہو جائے لڑکا اور ہر ایک حمل والی اپنے پیٹ کا بچہ گرا دے گی اور تو دیکھے گا لوگوں کو بیہوش اور دیوانے اور حالانکہ وہ دیوانے نہیں لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا راوی نے کہا سو یہ بات اصحاب پر نہایت سخت گزری تو اصحاب نے کہا یا حضرت! ہم میں سے ایسا بہشتی مرد کون ہوگا؟ یعنی جب ہزار میں ایک ہی شخص بہشتی ٹھہرا تو ہم کو نجات پانے کی کیا امید باقی رہی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو

نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَکُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِنَّ مَثَلَکُمْ فِی الْاُمَمِ کَمَثَلِ الشَّعَرَةِ الْبَیْضَآءِ فِیْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوِ الرَّقْمَةِ فِیْ ذِرَاعِ الْحِمَارِ.

خوش رہو اس واسطے کہ یاجوج ماجوج سے ہزار دوزخی ہوں گے اور تم میں سے ایک مرد بہشتی ہوگا یعنی دوزخ کے بھرنے کے واسطے یاجوج ماجوج کیا کم ہیں جو تم گھبراتے ہو؟ پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے البتہ میں اس کی اُمید رکھتا ہوں کہ تم لوگ بہشتیوں کی چوتھائی ہو گے راوی نے کہا سو ہم اصحاب نے الحمد للہ اور اللہ اکبر کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں اس کی اُمید رکھتا ہوں کہ تم بہشتیوں کی تہائی ہو گے راوی نے کہا سو ہم نے الحمد اور اللہ اکبر کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ تم آدھے ہو گے تمام اہل بہشت کے البتہ تمہاری مثل اور امتوں میں جیسے سفید بال کے مثل سیاہ بیل کی کھال میں یا جیسے داغ کے مثل گدھے کی ہاتھ میں۔

فائدہ: یہ جو کہا نکال حصہ آگ کا تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیے گئے ساتھ اس کے آدم علیہ السلام اس واسطے کہ وہ سب کے باپ ہیں اور اس واسطے کہ انہوں نے پہچانا ہوا ہے نیک بختوں کو بدبختوں سے سو حضرت ﷺ نے ان کو معراج کی رات دیکھا اور کچھ آدمی ان کی بائیں طرف تھے اور کچھ دائیں طرف، الحدیث کما تقدم فی الاسراء اور روایت کی ہے ابن ابی الدنیا نے کہ اللہ فرمائے گا اے آدم! آج میرے اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو اٹھ کھڑا ہو دیکھ کیا چیز اٹھائی جاتی ہے تیری طرف ان کے عملوں سے اور یہ جو فرمایا کہ ہر ایک ہزار سے نو سو اور ننانوے تو ایک روایت میں ہے کہ ہر ہزار سے ایک اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ہر سینکڑے سے ننانوے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو حضرت ﷺ نے بلند آواز سے یہ دونوں آیتیں پڑھیں ﴿يَآيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِيْمٌ﴾ شدید تک تو اصحاب نے سواریوں کو چھیڑا سو حضرت ﷺ نے فرمایا بھلا تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟ اصحاب نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہیں فرمایا وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو پکارے گا پس ذکر کی حدیث اور جواب دیا ہے کرمانی نے ساتھ اس کے کہ نہیں اعتبار ہے واسطے مفہوم عدد کے پس تخصیص ساتھ عدد کے نہیں دلالت کرتی ہے اوپر نفی عدد زائد کے اور مقصود دونوں عدد سے ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان کم ہوں گے اور کافر بہت ہوں گے، میں کہتا ہوں کہ اس کی

کلام کا اول تقاضا کرتا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مقدم ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث پر اس واسطے کہ وہ شامل ہے اوپر زیادتی کے اس واسطے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ حصہ بہشتیوں کا ہر ایک ہزار سے ایک ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ حصہ بہشتیوں کا دس ہے سو حکم زائد کے واسطے ہے اور اس کی کلام کا اخیر تقاضا کرتا ہے کہ نظر کی جائے گی طرف عدد کے بالکل بلکہ قدر مشترک ان کے درمیان وہ چیز ہے جو ذکر کی عدد مسلمانوں کے قلیل ہونے سے اور البتہ اللہ نے اس میں کئی جواب کھولے ہیں اور وہ حمل کرنا ہے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ اور اس کے موافقوں کا اوپر تمام اولاد آدم کے سو ہوگا ہر ایک ہزار سے ایک اور حمل کرنا حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور اس کے موافقوں کا ان لوگوں پر جو یاجوج اور ماجوج کے سوائے ہیں سو ہوں گے ہر ہزار سے دس اور قریب کرتا ہے اس کو یہ کہ یاجوج ماجوج کا ذکر ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہیں اور احتمال ہے کہ پہلی حدیث ساری خلق کے ساتھ متعلق ہو اور دوسری خاص اس امت کے ساتھ متعلق ہو اور قریب کرتا ہے اس کو قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اذا اخذ منا لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ میری امت کا ایک حصہ ہے ہزار حصہ سے اور احتمال ہے کہ واقع ہوئی ہو تقسیم دوبارا ایک بار سب امتوں سے اس امت سے پہلے سو ہوگا ہر ہزار سے ایک اور ایک بار فقط اس امت سے سو ہوں گے ہر ہزار سے دس اور احتمال ہے کہ ہو مراد بعث النار کافر لوگ اور جو داخل ہوگا دوزخ میں گنہگار مسلمانوں سے سو ہوں گے ہر ہزار سے نو سو ننانوے کافر اور ہر سینکڑے سے ننانوے گنہگار اور علم اللہ کو ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس وقت ہے جب کہ بوڑھا ہو جائے گا لڑکا، الخ تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ حال موقف قیامت میں واقع ہوگا اور البتہ یہ مشکل ہے ساتھ اس کے کہ اس وقت میں نہ حمل ہوگا اور نہ کچھ جننا اور نہ بوڑھا ہونا اسی واسطے بعض مفسرین نے کہا کہ یہ حال قیامت سے پہلے ہوگا لیکن حدیث اس پر رد کرتی ہے اور جواب دیا ہے کرمانی نے کہ یہ بطور تمثیل اور تہویل کے واقع ہوا ہے اور پہلے یہ بات نووی رحمہ اللہ نے کہی ہے سو کہا اس نے کہ مراد یہ ہے کہ اگر فرضا اس وقت عورتیں حاملہ ہوں تو بچہ جنیں اور میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ حقیقت پر محمول ہو اس واسطے کہ ہر ایک اٹھایا جائے گا اس حالت میں جس پر وہ مرا سو حمل والی عورت حمل کے ساتھ اٹھائی جائے گی اور دودھ پلانے والی دودھ پلانے کی حالت میں اٹھائی جائے گی اور جو لڑکا مرا ہوگا وہ لڑکا اٹھایا جائے گا سو جب واقع ہوگا زلزلہ قیامت کا اور یہ بات آدم علیہ السلام سے کہی جائے گی اور لوگ آدم علیہ السلام کو دیکھیں گے اور سنیں گے اور جو اس سے کہا گیا تو واقع ہوگا ان پر ڈر کہ ساقط ہوگا ساتھ اس کے حمل اور بوڑھا ہو جائے اس کے واسطے لڑکا اور غافل ہو جائے گی دودھ پلانے والی عورت دودھ پلانے بچے کے سے اور احتمال ہے کہ ہو یہ اول نفخہ سے پیچھے اور دوسرے نفخہ سے پہلے اور ہو خاص ساتھ ان لوگوں کے جو اس وقت موجود ہوں اور اشارہ ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فذاك دن قیامت کی طرف اور یہ صریح ہے آیت میں اور نہیں مانع ہے اس تاویل سے وہ چیز جو خیال کی جاتی ہے دراز

ہونے مدت اور مسافت کے سے درمیان قائم ہونے قیامت کے اور قرار پکڑنے لوگوں کے موقف میں اور پکارنے آدم علیہ السلام کے واسطے جدا کرنے اہل موقف کے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ قریب قریب واقع ہو گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ﴾ یعنی زمین موقف میں وقال تعالیٰ ﴿يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا۟ السَّمَآءُ مُنفَطِرٌ بِهِ﴾ اور حاصل یہ ہے کہ یوم القیامہ بولا جاتا ہے اس مدت پر جو نفخہ بعث کے بعد ہے اہوال اور زلزلہ وغیرہ سے آخر اس وقت تک کہ بہشتی لوگ بہشت میں قرار گیر ہوں گے اور دوزخی دوزخ میں اور قریب ہے اس سے جو روایت کی مسلم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے قیامت کی نشانیوں میں یہاں تک کہ ذکر کیا پھونکنا صور میں پھر کہا کہ پھر اس میں دوسری بار پھونکا جائے گا سو اچانک وہ کھڑے دیکھتے ہوں گے اور اس میں ہے کہ حمل والی عورتیں بچہ جنیں گی اور لڑکے بوڑھے ہو جائیں گے اور شیطان اڑیں گے سو اچانک وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ زمین کانپے گی سو لوگوں کو اس سے خوف اور ڈر پیدا ہو گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ حج کے اول سے دو آیتیں پڑھیں اور کہا قرطبی نے تذکرہ میں کہ صحیح کہا ہے اس حدیث کو ابن عربی نے سو کہا کہ زلزلے کا دن نفخہ اول کے نزدیک ہو گا اور اس میں ہے جو ہو گا اس میں اہوال عظیمہ سے اور منجملہ اس کے ہے جو آدم علیہ السلام سے کہا جائے گا اور نہیں لازم آتا اس سے یہ کہ ہو متصل نفخہ اول سے بلکہ اس کے واسطے دو محل ہیں ایک یہ کہ ہو اخیر کلام منوط اول سے اور تقدیر یہ ہو کہ کہا جائے گا آدم علیہ السلام سے بیچ درمیان اس دن کے کہ بوڑھے ہو جائیں گے لڑکے اور جو اس کے سوائے ہے دوسرا یہ کہ بوڑھا ہونا لڑکوں کا وقت اول نفخہ کے حقیقۃً اور قول واسطے آدم علیہ السلام کے ہو گا وصف کرنا اس کا ساتھ اس کے خبر دینا اس کی شدت سے اگر چہ ہو بہو یہ چیز نہ پائی جائے اور کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ ہوں معنی یہ کہ جس وقت یہ واقع ہو گا نہ فکر کرے گا کوئی مگر اپنے نفس کا یہاں تک کہ ساقط ہو گی حامل مثل اپنی سے، الخ اور منقول ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت میں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر فرضاً وہاں مرضعہ ہو تو البتہ غافل ہو جائے دودھ پلانے سے اور ذکر کیا ہے حلیمی نے اور اچھا کہا ہے اس کو قرطبی نے کہ احتمال ہے کہ زندہ کرے اللہ اس دن ہر حمل کو جس کا بدن پورا ہو چکا تھا اور اس میں روح پھونکی گئی تھی سو غافل ہو گی اس سے ماں اس وقت اس واسطے کہ نہیں قادر ہے اس کے دودھ پلانے پر اس واسطے کہ نہیں ہے غذا اس وقت اور نہ دودھ اور بہر حال جس حمل میں کہ روح نہیں پھونکی گئی سو جب وہ گر پڑا تو نہیں زندہ کیا جائے گا اس واسطے کہ یہ دن دوسری بار زندہ کرنے کا ہے سو جو دنیا میں نہیں مراد وہ آخرت میں زندہ نہیں ہو گا اور یہ جو کہا کہ ہم میں سے بہشتی مرد کون ہو گا سو احتمال ہے کہ یہ استفہام حقیقت پر ہو سو حق جواب کا یہ تھا کہ کہا جاتا کہ یہ ہے وہ کہ ایک فلانا جو متصف ہو ساتھ صفت فلانی کے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے عظیم جاننے اس امر کے اور واسطے معلوم کرنے ڈر کے اس سے اسی واسطے واقع ہوا ہے جواب ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ خوش رہو اور واقع ہوا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یعنی جو مذکور ہوئی کہ جب ہم میں سے ہر

سینکڑے سے ننانوے پکڑے گئے تو ہم میں سے کیا باقی رہے گا اور ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ کے اصحاب رونے لگے اور یہ جو فرمایا اس واسطے کہ یاجوج ماجوج میں سے ہزار دوزخی ہوں گے اور تم میں سے ایک بہشتی ہوگا تو مراد یہ ہے کہ یاجوج ماجوج سے نوسوننانوے ہوں گے اور تم میں سے ایک بہشتی ہوگا اور کہا طیبی نے اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ یاجوج ماجوج داخل ہیں عدد مذکور میں. اور وعید میں جیسا کہ دلالت کرتا ہے قول حضرت ﷺ کا چوتھائی بہشتیوں کی اس پر کہ اس امت کے سوائے اور امتوں میں بہشتی لوگ ہیں کہا قرطبی نے کہ قول حضرت ﷺ کا کہ یاجوج ماجوج سے ہزار یعنی ان میں سے اور ان لوگوں میں جو ان کی مانند شرک پر تھے اور یہ جو فرمایا اور تم میں سے یعنی اپنے اصحاب میں سے اور جو ان کے مثل ایماندار ہو، میں کہتا ہوں اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اشارہ ساتھ قول حضرت ﷺ کے ومنکم ان لوگوں کی طرف ہے جو مسلمان ہیں سب امتوں میں سے اور البتہ اشارہ کیا ہے اس طرف ساتھ قول اپنے کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں کوئی سوائے مسلمان کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَلَا يَظُنُّ أُولٰٓئِكَ أَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾.

اللہ نے فرمایا کہ نہیں جانتے یہ لوگ کہ اٹھائے جائیں گے ایک بڑے دن کے واسطے جس دن کھڑے ہوں گے جہان کے پروردگار کے آگے۔

فائدہ: شاید اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس چیز کی طرف کہ روایت کی نہاد نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ایک مرد نے اس سے کہا کہ مدینے والے پورا ماپتے ہیں اور کیا مانع ہے ان کو اور حالانکہ اللہ نے فرمایا ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ﴾ الآیۃ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پسینہ ان کے کانوں تک پہنچے گا قیامت کے ہول سے اور یہ حدیث چونکہ اس کی شرط پر نہ تھی تو اس کی طرف اشارہ کیا اور وارد کی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع جو اس کے معنی میں ہے اٹھانا چیز کا جفا ہے اور ہلانا اس کا آرام سے اور مراد اس جگہ زندہ کرنا مردوں کا ہے اور نکلنا ان کا قبروں سے اور مانند اس کے سے طرف حکم قیامت کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ﴾ قَالَ الْوُصُلَاتُ فِي الدُّنْيَا

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہ کٹ جائیں گے ان کے ساتھ اسباب یعنی علاقے اور پیوند کہ ملتے تھے ساتھ ان کے دنیا میں اور جوڑ رکھتے تھے ساتھ ان کے۔

فائدہ: اور کہا طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مراد اسباب سے رشتہ داری اور برادری ہے اور کہا طبری نے کہ سبب ہر وہ چیز ہے کہ سبب ہو طرف حاجت کے اور اسی کو بھی سبب کہا جاتا ہے اس واسطے کہ پہنچا جاتا ہے ساتھ اس کے طرف حاجت کی کہ تعلق پکڑا جاتا ہے ساتھ طرف حاجت کے۔ (فتح)

٦٠٥٠۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ قَالَ يَقُوْمُ أَحَدُهُمْ فِيْ رَشْحِهٖ إِلٰى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ.

٦٠٥٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس دن کھڑے ہوں گے لوگ رب العالمین کے آگے یہاں تک کہ ڈوب جائے گا بعض آدمی اپنے پسینے میں آدھے کانوں تک۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاصل ہوگا ہر شخص کے واسطے پسینہ اپنے نفس سے یعنی ہر شخص اپنے پسینے میں ڈوبے گا اور اس میں ہے اس شخص پر جو جائز رکھتا ہے کہ ہو اس کے پسینے سے فقط یا اس کے اور غیر کے پسینے سے کہا عیاض نے احتمال ہے کہ ہو مراد پسینہ اس کا اور غیر اس کے کا سو بعض پر سخت ہوگا اور بعض پر ہلکا اور یہ سب سبب ہجوم لوگوں کے ہے اور متصل ہونے بعض کے ساتھ بعض کے یہاں تک کہ جاری ہوگا پسینہ زمین میں جیسے جاری ہوتا ہے پانی نالے میں اس کے بعد کہ پیئے گی اس سے زمین اور گھس جائے گا اس میں ستر ہاتھ تک، میں کہتا ہوں اور مشکل ہے یہ حدیث ساتھ اس کے کہ جماعت آدمیوں کی جب کھڑے ہوں پانی میں جو ہموار زمین پر ہو تو پانی ان کو برابر ڈھانکے گا لیکن جب بعض دراز قد ہوں اور بعض پست قد تو ان میں تفاوت ہوتا ہے کس طرح ڈوبے گا ہر ایک اپنے پسینے میں کانوں تک اور جواب یہ ہے کہ یہ معجزہ ہے کہ قیامت کے دن واقع ہوگا اور اولیٰ یہ ہے کہ ہو اشارہ ساتھ اس شخص کے کہ پانی اس کے کانوں تک پہنچے گا طرف غایت اس چیز کے کہ پہنچے گا پانی وہاں تک اور اس میں اس کی نفی نہیں کہ بعض کو کانوں سے نیچے پہنچے سو روایت کی حاکم نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ قریب ہو جائے سورج زمین سے قیامت کے دن سو لوگوں کو پسینہ آئے گا سو ان میں سے بعض اپنی ایڑیوں تک پسینے میں ڈوب جائے گا اور کوئی آدھی پنڈلی تک اور کوئی گھٹنے تک اور بعض ران تک اور بعض کولہے تک اور کوئی کندھے تک اور کوئی منہ تک اور اشارہ کیا ہے اپنے ہاتھ سے یعنی سو اس کے منہ میں داخل ہوگا اور بعض آدمی پسینے میں ڈوب جائے گا اور اپنا ہاتھ اپنے سر پر مارا اور اس کے واسطے شاہد ہے نزدیک مسلم کے مقداد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور نہیں ہے وہ تمام اور اس میں ہے کہ نزدیک کیا جائے گا آفتاب قیامت کے دن خلق سے یہاں تک کہ ان سے میل کے برابر ہو جائے گا سو لوگ بقدر اپنے عملوں کے پسینے میں ہوں گے سو ان میں سے بعض شخص ایسے ہوں گے کہ اس کے دونوں گھٹنوں تک پسینہ ہوگا اور بعض کے کمر تک ہوگا اور بعض کو پسینہ لگا دے گا یعنی منہ میں گھس جائے گا سو یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ وہ برابر ہوں گے بیچ پہنچنے پسینے کی طرف ان کی اور متفاوت ہوں گے بیچ پہنچنے اس کے ان میں اور روایت کی ابو یعلیٰ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ جس دن کھڑے ہوں گے لوگ رب العالمین کے آگے فرمایا کہ بقدر آدھے دن کے پچاس ہزار برس سے سو آسان ہوگا یہ مومن پر مانند لٹکنے آفتاب کے یہاں تک کہ غروب ہو۔ (فتح)

۶۰۵۱۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ آذَانَهُمْ.

۶۰۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پسینہ نکلے گا لوگوں کو قیامت کے دن یہاں تک کہ ان کا پسینہ زمین پر ستر گز گھس جائے گا اور لوگوں کے منہ میں داخل ہوگا یہاں تک کہ ان کے کانوں تک پہنچے گا۔

فائدہ: آفتاب قیامت کے دن بہت پاس آ جائے گا بقدر کوس کے اس کی گرمی کی شدت سے بعض کے ٹخنے تک اور بعض کے گھٹنوں تک اور بعض کے منہ تک پسینہ پہنچے گا اور روایت کی بیہقی نے ساتھ سند حسن کے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ اس دن کی مصیبت سخت ہوگی یہاں تک کہ پسینہ کافر کے منہ میں داخل ہوگا کسی نے کہا اور اس دن ایماندار لوگ کہاں ہوں گے؟ کہا کہ سونے کی کرسیوں پر اور سایہ کرے گا ان پر اور ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن آفتاب لوگوں کے سر پر ہوگا اور ان کے عمل ان پر سایہ کریں گے اور روایت کیا ہے ابن مبارک نے اور ابن ابی شیبہ نے سلمان سے کہ قیامت کے دن سورج کو دس برس کی گرمی دی جائے گی پھر لوگوں کے چوٹیوں سے قریب ہو جائے گا یہاں تک کہ رہ جائے گا فرق بقدر دو کمان کے یہاں تک کہ گھس جائے پسینہ زمین میں بقدر قد آدمی کے پھر بلند ہو گا یہاں تک کہ آدمی کے منہ گھس جائے گا اور نہ ضرر کرے گی اس کی گرمی ایماندار مرد کو اور نہ ایماندار عورت کو کہا قرطبی نے اور مراد اس سے وہ شخص ہے جو کامل ایماندار ہو واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث مقداد وغیرہ کی کہ وہ متفاوت ہوں گے بقدر اپنے اعمال کے اور ابو یعلیٰ کی ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن پسینہ آدمی کے منہ میں گھس جائے گا یہاں تک کہ کہے گا اے رب! مجھ کو راحت دے اگرچہ آگ کی طرف ہو اور یہ حدیث مانند صریح کے ہے کہ یہ سب موقف میں ہوگا اور البتہ وارد ہوا ہے کہ جو تفصیل کہ عقبہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں ہے واقع ہوگی مثل اس کی اس شخص کے واسطے جو آگ میں داخل ہوگا سو نیز مسلم نے سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی کہ ان میں سے بعض کو آگ گھٹنوں تک پکڑے گی اور بعض کو کمر تک اور بعض کو گردن تک اور احتمال ہے کہ ہو آگ اس میں مجاز شدت مصیبت سے جو پیدا ہوگی اس دن پسینے سے سو دونوں حدیثوں کا مورد ایک ہوگا اور ممکن ہے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہو ان لوگوں کے حق میں جو داخل ہوں گے دوزخ میں اہل توحید سے اس واسطے کہ ان کا

حال عذاب کرنے میں مختلف ہوگا بقدر ان کے عملوں کے اور بہر حال کافر لوگ سو وہ بیہوشی میں ہوں گے کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ ظاہر حدیث کا عام ہے سب لوگوں کو یعنی پسینہ سب کو آئے گا اور بقدر اپنے عملوں کے سب پسینے میں ڈوبے ہوں گے لیکن دلالت کرتی ہیں اور حدیثیں کہ مخصوص البعض ہے یعنی مراد اکثر لوگ ہیں اور مستثنیٰ ہیں اس سے پیغمبر لوگ اور شہید اور جن کو اللہ چاہے گا سو سخت تر پسینے میں تو کافر لوگ ہوں گے پھر کبیرے گناہوں والے پھر جو ان کے بعد ہیں اور مسلمان ان میں سے قلیل ہیں بہ نسبت کافروں کے کہا اور ظاہر یہ کہ مراد ساتھ ذراع کے حدیث میں متعارف ہے اور بعض نے کہا کہ مراد فرشتوں کا ہاتھ ہے اور جو تامل کرے حالت مذکورہ میں پہچان لے گا بڑا ہوگا ہول کا بیچ اس کے اور اس کا سبب یہ ہے کہ آگ محشر کی زمین کو گھیر لے گی اور قریب کیا جائے گا آفتاب سروں سے بقدر میل کے سو کس طرح ہوگی گرمی اس زمین کے اور کیا ہے وہ چیز جو تر کرے گی اس کو پسینے سے یہاں تک کہ پہنچے گا زمین میں ستر ہاتھ باجود اس کے کہ نہ پائے گا کوئی جگہ مگر بقدر اپنے قدم کے سو کس طرح ہوگی حالت ان لوگوں کی بیچ پسینے اپنے کے بیشک یہ البتہ اس قسم سے ہے کہ حیران کرتا ہے عقلوں کو اور دلالت کرتا ہے اوپر عظیم قدرت کے اور تقاضا کرتا ہے ایمان لانے کو ساتھ امور آخرت کے اور یہ کہ نہیں ہے اس میں عقل کو مجال اور نہیں اعتراض ہو سکتا ہے اس پر عقل سے اور نہ قیاس سے اور نہ عادت سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قبول کیا جاتا ہے اور داخل ہے تحت ایمان بالغیب کے اور جس نے اس میں توقف کیا دلالت کی اس نے اس کے خسران اور حرمان پر اور فائدہ اس کے خبر دینے کا یہ ہے کہ خبردار ہو سامع سو شروع ہو ان اسباب میں جو اس کو ہول سے خلاص کرے اور جلدی کرے طرف توبہ کی حقوق العباد سے اور پناہ پکڑے طرف کریم وہاب کے بیچ مدد کرنے اس کے اسباب سلامتی پر اور عاجزی کرے طرف اللہ کی بیچ سلامت رکھنے اس کے ذلت اور خواری کے گھر سے اور پہنچانے اس کے کرامت کے گھر میں اپنے احسان اور کرم سے۔ (فتح)

بَابُ الْقِصَاصِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهِيَ ﴿الْحَاقَّةُ﴾ لِأَنَّ فِيهَا الثَّوَابَ وَحَوَاقَّ الْأُمُوْرِ الْحَقَّةُ وَ ﴿الْحَاقَّةُ﴾ وَاحِدٌ وَ ﴿الْقَارِعَةُ﴾ وَالْغَاشِيَةُ وَ ﴿الصَّاخَّةُ﴾ وَالتَّغَابُنُ غَبْنُ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَهْلَ النَّارِ

باب ہے بیچ قصاص لینے قیامت کے دن اور نام رکھا جاتا ہے قیامت کا حاقہ اس واسطے کہ اس میں ثواب ہے ثابت ہونا کاموں سے یعنی بعث اور حساب وغیرہ کا جن سے کافر انکار کرتے تھے اور حقہ اور حاقہ دونوں لفظ کے ایک معنی ہیں اور نام رکھا جاتا ہے قیامت کا قارعہ یعنی قارعہ بھی قیامت کا نام ہے اس واسطے کہ وہ ٹھکوے گی دلوں کو اپنے ہولوں سے اور قیامت کو غاشیہ بھی کہتے ہیں اس واسطے کہ ڈھانک لے گی لوگوں کو اپنی گھبراہٹ سے

اور قیامت کو صاخہ بھی کہتے ہیں یعنی اس واسطے کہ قیامت کی سخت آواز کانوں کو دنیا کے کاموں سے بہرہ کر دے گی اور آخرت کے امور ان کو سنائے گی اور تغابن کے معنی ہیں دبا لینا بہشتیوں کا دوزخیوں کے حق کو۔

فائدہ: اور اس کا سبب یہ ہے کہ بہشتی لوگ اتریں گے کافروں کی جگہوں میں جو ان کے واسطے تیار کی گئیں تھیں اگر وہ نیک بخت ہوتے سو بہشتیوں نے اپنے مکان بھی لیے اور دوزخیوں کے بھی لیے اور بعض نے کہا کہ قیامت کو حاقہ اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ ایک قوم کے واسطے بہشت کو ثابت کرے گی اور ایک قوم کے واسطے دوزخ ثابت کرے گی اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ جھگڑے گی کافروں سے جنہوں نے پیغمبروں کی مخالفت کی اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ حق ہے اس میں کچھ شک نہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے قیامت کے صرف یہی نام ذکر کیے ہیں اور غزالی نے قیامت کے سب ناموں کو جمع کیا ہے سو اسی تک پہنچے۔ (فتح)

۶۰۵۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ بِالدِّمَآءِ.

۶۰۵۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول اول فیصلہ آدمیوں کے درمیان قیامت کے دن خونوں میں ہوگا۔

فائدہ: یعنی جو لوگوں کے درمیان دنیا میں واقع ہوئے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اول سب فیصلوں سے خونوں میں فیصلہ ہوگا اور احتمال ہے کہ تقدیر یہ ہو کہ اول اول وہ چیز کہ حکم کیا جائے گا اس میں امر کائن ہے خونوں میں اور نہیں معارض ہے اس کو حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ قیامت کے دن اول اول نماز کا حساب ہوگا روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے اس واسطے کہ اول حدیث محمول ہے اس چیز پر جو متعلق ہے ساتھ معاملات خلق کے اور دوسری حدیث محمول ہے اس چیز پر جو کہ متعلق ہے ساتھ عبادت خالق کے اور وارد ہوا ہے ذکر اس روایت کا ساتھ خاص تر کے اس چیز سے کہ باب کی حدیث میں ہے اور وہ علی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں پہلا ہوں جو فیصلے واسطے قیامت کے دن اللہ کے آگے گھٹنوں پر کھڑا ہوں گا یعنی وہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ان کے مدعی عتبہ اور شیبہ وغیرہ جو جنگ بدر کے دن آپس میں لڑنے کے واسطے نکلے تھے کہا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہ انہیں کے حق میں یہ آیت اتری ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾ الآیۃ اور صور کی حدیث دراز میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ اول اول فیصلہ آدمیوں کے درمیان خونوں میں ہوگا اور آئے گا ہر قتل کیا گیا اپنے سر کو اٹھائے ہوئے سو کہے گا اے رب میرے! اس سے پوچھ کس سبب سے اس نے مجھ کو قتل کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے کہ آئے گا قیامت کے دن قتل کیا گیا

اپنے سر کو اپنے ایک ہاتھ سے لٹکائے اور دوسرے ہاتھ سے اپنے قاتل کے گلے میں چادر ڈالے اس کی رگیں خون سے جوش مارتی ہوں گی یہاں تک کہ اللہ کے آگے کھڑا ہوگا بہر حال کیفیت قصاص کی اس چیز میں کہ اس کے سوائے ہے سو معلوم کی جاتی دوسری حدیث سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ابن ماجہ نے مرفوع روایت کی ہے کہ ہم دنیا میں سب امتوں سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن حساب میں اول ہوں گے اور اس حدیث میں عظیم ہونا امر خون کا ہے اس واسطے کہ شروع اہم چیز سے ہوتا ہے اور گناہ بڑا ہوتا ہے بقدر بڑے ہونے مفسدے کے جتنا مفسدہ بڑا ہوا اتنا گناہ بڑا اور ضائع کرنا مصلحت کا اور معدوم کرنا آدمی کے بدن کا غایت سے بیچ اس کے یعنی اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ تغلیظ امر خون کے بہت آیتیں اور حدیثیں کہ ان میں سے بعض دیت کے اول میں آئیں گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٦٠٥٣۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ عِنْدَهٗ مَظْلِمَةٌ لِّأَخِيْهِ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهَا فَإِنَّهٗ لَيْسَ ثَمَّ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يُّؤْخَذَ لِأَخِيْهِ مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَخِيْهِ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ.

٦٠٥٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس پر کچھ ظلم ہوا اپنے بھائی مسلمان کا خواہ اس کی آبرو کا یا کسی اور چیز کا یعنی جان مال کا تو چاہیے کہ آج اس سے بخشا لے اس واسطے کہ وہاں یعنی قیامت میں نہ اشرفی ہوگی نہ روپیہ اس سے پہلے کہ اس کے نیک عمل لے کر مظلوم کو دلائے جائیں اور اگر ظالم کے کچھ بھی نیک عمل نہ ہوں گے تو مظلوم کے گناہ لے کر ظالم پر ڈالے جائیں گے۔

فائدہ: گناہ دو قسم کے ہیں اللہ کے گناہ اور بندوں کے گناہ سو اللہ کے گناہ تو توبہ کرنے سے یا اس کے فضل سے معاف ہو سکتے ہیں اور جو بندوں کے گناہ ہیں وہ بے ان کے بخشے معاف نہیں ہوتے تو جس کو قیامت کا ڈر ہو اس کو لازم ہے کہ جس کا کچھ قصور کیا ہو اس سے معاف کرا لے خواہ منت عاجزی کر کے خواہ روپیہ پیسا دے کے اگر کسی کا گھر باغ چھین لیا ہو یا کسی کی چوری کی ہو رشوت لی ہو دغابازی سے کسی کا مال دبایا ہو تو اس کو پھیر دے اور اگر کسی کو مارا کوٹا ہو بے عزت کیا ہو تو اس کو جس طرح ہو سکے راضی کر کے زندگی کو غنیمت جانے کہ ابھی اس کا علاج ممکن ہے قیامت میں اس کی کچھ تدبیر نہ ہو سکے گی وہاں نہ مال ہوگا نہ اسباب اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث میں ہے کہ جو مر گیا اور اس پر اشرف اور روپیہ ہو تو اس کے نیک عمل لے کر مظلوم کو دلائے جائیں گے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور مراد ساتھ حسنات کے ثواب ہے اوپر ان کے اور مراد ساتھ گناہوں کے عذاب ہے اوپر ان کے اور مشکل جانا گیا ہے دینا ثواب کا اور حالانکہ اس کی کچھ حد نہیں ہے بیچ مقابلے عذاب کے اور حالانکہ اس کی حد ہے اور جواب دیا

گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ دیا جائے گا حق دار کو اصل ثواب سے بقدر اس چیز کے کہ برابر ہو عذاب گناہ کے اور جو اس پر زیادہ ہو اللہ کے فضل سے وہ اصل مالک کے واسطے باقی رہے گا کہا بیہقی نے کہ اہل سنت کے اصول پر مسلمان کے گناہوں کا بدلہ متناہی ہے یعنی اس کے واسطے ایک حد اور انتہا ہے اس سے آگے نہیں اور اس کے نیک عملوں کے ثواب کی کوئی حد نہیں اس واسطے کہ ان کا ثواب بہشت میں ہمیشہ رہنا ہے سو وجہ حدیث کی میرے نزدیک اور اللہ خوب جانتا ہے یہ ہے کہ گنہگار مومن کے مدعیوں کو اس کے نیک عملوں کا ثواب دیا جائے گا جو اس کے گناہوں کے عذاب کے برابر ہو سو اگر اس کی نیکیاں تمام ہوئیں تو اس کے مدعیوں کے گناہ لے کر اس پر ڈالے جائیں گے پھر اس کو عذاب ہوگا اگر نہ معاف کیا جائے اس سے سو جب ختم ہو جائے گی سزا ان گناہوں کی تو داخل کیا جائے گا بہشت میں بسبب اس چیز کے کہ لکھی گئی ہے اس کے واسطے ہمیشہ رہنے سے بہشت میں سبب ایمان اس کے اور نہ دیئے جائیں گے مدعی اس کے جو زیادہ ہو ثواب اس کی نیکیوں کے سے اس چیز پر جو مقابل ہے اس کے گناہوں کے سزا کے اور مراد زیادتی سے وہ چیز ہے جو دگنی ہوتی ہے اس کے نیک عملوں کے ثواب سے اس واسطے کہ یہ اللہ کا فضل ہے خاص کرے گا ساتھ اس کے اس کو جو پائے گا قیامت کے دن کو ایمان سے، واللہ اعلم اور کہا حمیدی نے کتاب الموازنہ میں کہ لوگ تین قسم کے ہیں ایک وہ شخص ہے جس کی نیکیاں اس کی بدیوں سے راجح ہوں یا بالعکس یا جس کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں سو پہلا شخص فائز ہے ساتھ نص قرآن کے اور بدلہ لیا جائے گا دوسرے سے بقدر اس چیز کے کہ زیادہ ہو اس کے گناہوں سے اس کی نیکیوں پر تقسہ سے آخر اس شخص تک کہ نکلے گا آگ سے بقدر قلیل ہونے بدی اس کی کے اور بہت ہونے اس کے اور تیسری قسم اصحاب اعراف ہیں اور کہا اور حق یہ ہے کہ جن کی بدیاں نیکیوں سے راجح ہوں گی وہ لوگ دو قسم پر ہیں ایک قسم وہ لوگ ہیں جن کو عذاب ہوگا پھر شفاعت کے ساتھ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور دوسری قسم وہ لوگ ہیں جن کے گناہ معاف کیے جائیں گے سو ان کو بالکل عذاب نہ ہوگا اور نیز ابونعیم کے نزدیک ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ آدمی کا کہ قیامت کے دن آدمی کا پکڑ کے آدمیوں کے سر پر کھڑا کیا جائے گا اور پکارے گا پکارنے والا کہ یہ فلانا ہے بیٹا فلانے کا سو جس کا کوئی حق ہو تو چاہیے کہ آئے سو لوگ آئیں گے تو اللہ فرمائے گا کہ ان لوگوں کا حق دے تو وہ کہے گا اے رب! دنیا فنا ہوئی سو میں ان کو کہاں سے دوں تو اللہ فرمائے گا فرشتوں سے کہ اس کے نیک عمل لو سو ہر آدمی کو دو بقدر اس کے حق کے سو اگر وہ نجات پانے والا ہوگا اور اس کی نیکیوں سے رائی کے دانے کے برابر زیادہ نیکی ہوگی تو اللہ اس کو بڑھائے گا یہاں تک کہ اس کو اس کے سبب سے بہشت میں داخل کرے گا اور ابن ابی الدنیا کے نزدیک حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن میزان تولنے والے جبریل علیہ السلام ہوں گے وارد ہوں گے بعض بعض پر اور نہ اس روز سونا ہوگا نہ چاندی سو ظالم کی نیکیاں لے کر مظلوم کر دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ لے کر اس پر ڈالے جائیں

گے اور روایت کی احمد اور حاکم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ نہ کوئی بہشتی بہشت میں داخل ہوگا اور نہ کوئی دوزخی دوزخ میں کہ اس کے نزدیک کسی کا ظلم ہو یہاں تک کہ اس سے اس کا بدلہ لیا جائے یہاں تک کہ طمانچہ کا بدلہ بھی لیا جائے گا ہم نے کہا یا حضرت! کس طرح ہوگا یہ اور حالانکہ حشر ہوگا ہمارا ننگے پاؤں ننگے بدن فرمایا کہ ساتھ نیکیوں کے اور بدیوں کے اور ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ نہ آگے بڑھے گا مجھ سے آج ظلم کسی ظالم کا اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ قیامت کے دن اعمال تولے جائیں گے اور باب کی حدیث میں دلالت ہے اوپر ضعیف ہونے اس حدیث کے جو روایت کی ہے مسلم نے غیلان کی روایت سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ لائیں کچھ مسلمان لوگ اپنے گناہ پہاڑوں کے برابر اللہ ان گناہوں کو ان سے معاف کر دے گا اور ان گناہوں کو یہود اور نصاریٰ پر رکھ دے گا سو البتہ ضعیف کہا ہے اس کو بیہقی نے اور کہا کہ نہیں عذاب ہوگا کافر کو غیر کے گناہوں سے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ اور البتہ روایت کی اصل حدیث مسلم نے اور طریق سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ ہر مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی دے گا اور کہے گا کہ یہ ہے بدلہ تیرا آگ سے کہا بیہقی نے اور باوجود اس کے پس ضعیف کہا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا کہ حدیث شفاعت کی اصح ہے کہا بیہقی نے احتمال ہے کہ ہو ذرا ان لوگوں کے واسطے ان کے گناہ ان سے اتارے گئے ان کی زندگی میں اور حدیث شفاعت کی ان لوگوں کے حق میں جن کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہوا اور احتمال ہے کہ ہو یہ قول ان کے واسطے فدا میں بعد نکلنے ان کے دوزخ سے ساتھ شفاعت کے اور بعض نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو فدا مجاز اس چیز سے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو بہشت اور دوزخ کی صفت میں آتی ہے کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں کوئی مگر یہ کہ دکھلایا جاتا ہے ٹھکانا اپنا دوزخ سے اگر بدعمل کرتا تا کہ زیادہ شکر کرے اور اس میں ہے اس کے مقابل میں تا کہ ہو اس پر حسرت سو ہوگی مراد فدا سے اتارنا مسلمان کا کافر کے ٹھکانے میں بہشت سے جو کافر کے واسطے تیار کیا گیا تھا اتارنا کافر کا مسلمان کے ٹھکانے میں جو اس کے واسطے تیار کیا گیا تھا اور ساتھ اس کے جواب دیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے غیر کا تابع ہو کر اور غیلان کی روایت کو بھی نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تاویل کیا ہے ساتھ اس کے کہ اللہ مسلمانوں کے ان گناہوں کو بخش دے گا سو جب ان سے گناہ ساقط ہو جائیں گے تو اللہ یہود اور نصاریٰ پر رکھ دے گا مثل ان کی بسبب کفران کے سو ان کو عذاب ہوگا اپنے گناہوں کے سبب سے نہ مسلمانوں کے گناہوں سے اور یہ جو فرمایا کہ رکھ دے گا یعنی رکھ دے گا مثل ان گناہوں کی اس واسطے کہ جب مسلمانوں سے ان کے گناہ ساقط ہوئے اور کافروں پر ان کے گناہ باقی رہے تو گویا ہو گئے اس شخص کے معنی میں جس نے دونوں فریق کے گناہ اٹھائے واسطے ہونے ان کے کہ تنہا ہوئے ساتھ اٹھاتے باقی گناہ کے اور وہ گناہ ان کا ہے اور احتمال ہے کہ ہوں مراد وہ گناہ جن کا سبب کافر لوگ ہوئے بایں طور کہ انہوں نے ان کی راہ نکالی سو جب مسلمانوں کے گناہ بخشے گئے تو باقی رہے گناہ اس

شخص کے جس نے یہ بدطریقہ نکالا تھا اس واسطے کہ کافر نہیں بخشا جاتا سو ہوگی مراد رکھنے گناہ کے سے باقی رکھنا اس گناہ کا کہ لاحق ہوا کافر کو بسبب اس چیز کے کہ اول اس نے اس بدعمل کی رسم نکالی اور اتارنے اس کے مومن سے جس نے اس کو کیا بسبب اس چیز کے کہ احسان کیا اس پر اللہ نے معاف کرنے سے اور شفاعت سے برابر ہے کہ ہو یہ پہلے داخل ہونے سے آگ میں یا بعد داخل ہونے اس کے اور نکلنے کے اس سے ساتھ شفاعت کے اور یہ دوسرا احتمال قوی تر ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٦٠٥٤۔ حَدَّثَنِي الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ﴾ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ أَنَّ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَيُحْبَسُوْنَ عَلٰى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِّنْ بَعْضٍ مَظَالِمُ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى إِذَا هُذِّبُوْا وَنُقُّوْا أُذِنَ لَهُمْ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَأَحَدُهُمْ أَهْدٰى بِمَنْزِلِهٖ فِي الْجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهٖ كَانَ فِي الدُّنْيَا.

٦٠٥٤۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خلاصی پائیں گے ایماندار لوگ دوزخ سے تو پھر روکے جائیں گے اس پل پر جو دوزخ اور بہشت کے درمیان ہے تو وہاں بدلہ لیا جائے گا بعض کا بعض سے ان حق تلفیوں اور ظلموں کا جو ان کے درمیان دنیا میں ہوئے تھے یہاں تک کہ جب وہ پاک صاف ہو جائیں گے تو ان کو حکم ہوگا بہشت میں داخل ہونے کا سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ ان میں سے ہر ایک شخص اپنے بہشت کے مکان کو اپنے دنیا کے مقام سے زیادہ تر واقف اور پہچاننے والا ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث میں وہ ایماندار مراد ہیں جو دوزخ پر ہو کر نکلے مگر دوزخ میں نہیں پڑے اور حق العباد سے درمیان میں روکے گئے پھر جب عذاب سے حق تلفی اور ظلموں کا بدلہ پائیں گے اور حق دار راضی ہو جائیں گے تب بہشت میں داخل ہوں گے کہا قرطبی نے کہ اس حدیث میں وہ ایماندار مراد ہیں کہ اللہ کو معلوم ہے کہ قصاص ان کی نیکیوں کو نہ کم کرے گا، میں کہتا ہوں اور شاید اعراف والے بھی انہیں میں سے ہیں راجح قول پر اور اس سے دو قسم کے ایماندار نکلے ایک وہ جو بہشت میں داخل ہوں گے بغیر حساب کے اور دوسری قسم وہ لوگ ہیں کہ ان کو ان کا عمل ہلاک کرے گا اور آئندہ آئے گا کہ صراط ایک پل ہے رکھا گیا دوزخ کی پشت پر اور بہشت اس کے بعد ہے سو گزریں گے اس پر لوگ بقدر اپنے عملوں کے سو بعض نجات پائے گا اور وہ شخص وہ ہے جس کی نیکیاں بدیوں سے زیادہ ہوں گی یا برابر ہوں گی یا اللہ اس کو معاف کرے گا اور بعض اس میں گر پڑے گا اور وہ شخص وہ ہے جس کی

بدیاں نیکیوں سے زیادہ ہوں گی مگر جس سے اللہ معاف کرے اور جو موحدین سے اس میں گرے گا عذاب کرے گا اس کو اللہ جتنا چاہے گا پھر نکالا جائے گا ساتھ شفاعت وغیرہ کے اور جو اس سے نجات پائے گا کبھی اس پر حقوق العباد ہوں گے اور اس کے واسطے نیکیاں ہوں گی جو حقوق العباد کے برابر ہوں گی یا زیادہ سو بقدر حقوق العباد کے اس کی نیکیاں لی جائیں گی تو ان سے خلاص ہوگا اور اختلاف ہے قنطرہ میں جو مذکور ہے اس حدیث میں سو بعض نے کہا کہ وہ تتمہ ہے صراط کا اور وہ اس کی طرف ہے جو بہشت سے ملی ہوئی ہے اور بعض نے کہا کہ دو پل ہیں اور یہ جو کہا کہ جب وہ پاک صاف ہو جائیں گے یعنی حقوق العباد سے اور اصل حدیث کے واسطے شاہد ہے حسن کی مرسل حدیث سے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے اس سے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ روکے جائیں گے بہشتی اس کے بعد کہ گزریں گے پل صراط سے یہاں تک کہ لیے جائیں گے واسطے بعض کے ان کے بعض سے ظلم ان کے یعنی جو ایک نے دوسرے پر کیے تھے دنیا میں اور داخل ہوں گے بہشت میں اور حالانکہ نہ ہوگا بعض کے دل میں کینہ واسطے بعض کے کہا قرطبی نے کہ واقع ہوا ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ فرشتے ان کو دائیں بائیں طرف بہشت کی راہ بتلائیں گے اور یہ محمول ہے ان لوگوں کے حق میں جو پل پر نہ روکے جائیں گے یا محمول ہے کام سب لوگوں کے حق میں اور مراد یہ ہے کہ فرشتے ان سے یہ کہیں گے پہلے داخل ہونے سے بہشت میں سو جو بہشت میں داخل ہوگا وہ اس میں اپنے مکان کو اس طرح پہچان لے گا جس طرح دنیا میں اپنے مکان کو پہچانتا تھا اور میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ ہو یہ قول بعد داخل ہونے کے اس میں واسطے مبالغہ کرنے کے ان کی بشارت اور تکریم میں اور مانند اس کی ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ﴾ الآیۃ یعنی راہ دکھلائے گا ان کو رب ان کا ان کے ایمان کے سبب سے طرف راہ بہشت کی سو ﴿تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمْ﴾ آخر تک بیان اور تفسیر ہے اس واسطے کہ تمسک ساتھ سبب سعادت کے مثل پہنچنے کی ہے اس کی طرف۔ (فتح)

بَابُ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ — جس کا حساب نہایت سخت ہوا اس پر عذاب ہوا

فائدہ: مراد ساتھ مناقشہ کے نہایت کرنا ہے حساب میں اور مطالبہ کرنا ہے بڑی اور حقیر چیز کا اور ترک کرنا مسامحت کا۔

٦٠٥٥ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ قَالَتْ قُلْتُ أَلَيْسَ يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ قَالَ ذٰلِكِ الْعَرْضُ.

٦٠٥٥ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے حساب میں نہایت مطالبہ ہوا اس پر عذاب ہوا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے کہا یا حضرت! کیا اللہ نہیں فرماتا کہ جن لوگوں کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے ان سے آسان حساب ہوگا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ عرض ہے۔

فائدہ: یعنی نیکوں کو ان کے نامہ اعمال فقط دکھلانے جائیں گے ان سے کچھ پوچھا نہ جائے گا اور احمد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا اپنی بعض نماز میں فرماتے تھے الٰہی! میرا حساب آسان کرنا پھر جب نماز سے پھرے تو میں نے کہا یا حضرت! کیا ہے حساب آسان؟ فرمایا کہ اپنا نامہ اعمال دیکھے گا سو اللہ اس سے معاف کر دے گا، اے عائشہ! جس کا حساب اس دن سخت ہوگا وہ ہلاک ہوگا۔ (فتح)

حَدَّثَنِیْ عَمْرُوْ بْنُ عَلِیٍّ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْاَسْوَدِ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ مُلَیْکَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ وَتَابَعَهٗ ابْنُ جُرَیْجٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَیْمٍ وَاَیُّوْبُ وَصَالِحُ بْنُ رُسْتُمٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٦٠٥٦- حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اَبِیْ صَغِیْرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ مُلَیْکَةَ حَدَّثَنِی الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَتْنِیْ عَائِشَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ اَحَدٌ یُّحَاسَبُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا هَلَكَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَیْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتَابَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا﴾ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا ذٰلِكِ الْعَرْضُ وَلَیْسَ اَحَدٌ یُّنَاقَشُ الْحِسَابَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا عُذِّبَ.

٦٠٥٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہیں کہ جس کا حساب ہو قیامت کے دن مگر کہ ہلاک ہو جائے گا تو میں نے کہا یا حضرت! کیا اللہ نے نہیں فرمایا کہ جن لوگوں کے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے ان کا حساب آسان ہوگا تو حضرت ﷺ نے فرمایا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ عرض ہے یعنی نیکوں کو صرف نامہ اعمال دکھلائے جائیں گے اس میں کچھ گفتگو نہ ہوگی کہ یہ کام کیوں کیا اور ہم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ جس کا حساب قیامت کے دن سخت ہو مگر کہ اس پر عذاب ہوگا۔

فائدہ: ان دونوں جملوں کے معنی ایک ہیں اس واسطے کہ مراد محاسبہ سے تحریر کرنا حساب کا ہے پس مستلزم ہوگا مناقشہ کو

اور جس پر عذاب ہوا وہ ہلاک ہوا اور کہا قرطبی نے مفہم میں قول اس کا حوسب یعنی حساب نہایت کا وقولہ عذب یعنی اس کو عذاب ہوگا آگ میں سزا ان گناہوں کی جو اس کے حساب سے ظاہر ہوئے وقولہ هلك یعنی ہلاک ہوا ساتھ عذاب کرنے کے آگ میں اور تمسک کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ ظاہر لفظ حساب کے اس واسطے کہ وہ شامل ہے قلیل اور کثیر کو کہا قرطبی نے یہ جو کہا انما ذلك العرض یعنی جو حساب کہ مذکور ہے آیت میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ یہ ہے کہ ایماندار کو اس کے اعمال دکھلائے جائیں گے تا کہ پہنچے اللہ کے احسان کو اوپر اپنے کہ اللہ نے اس کے بد اعمال کو دنیا میں چھپایا اور آخرت میں اس کو معاف کیا جیسے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے نجوی میں کہا عیاض نے کہ عذب کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ نفس مناقشہ حساب کا اور دکھلانا گناہوں کا اور واقف کرنا اوپر قبیح اس چیز کے کہ پہلے گزری اور توبیخ عذاب کرنا ہے اور دوسری یہ کہ وہ نوبت پہنچاتا ہے طرف استحقاق عذاب کے اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی نیکی واسطے بندے کے مگر اللہ کے نزدیک ہے واسطے قدرت دینے اللہ کے اوپر اس کے اور انعام کرنے اس کے اوپر اس کے ساتھ اس کے اور ہدایت کرنے اس کے اوپر اس کے اور اس واسطے کہ خالص اس کی رضا مندی کے واسطے قلیل ہے اور تائید کرتا ہے اس دوسرے معنی کو قول اس کا دوسری روایت میں کہ ہلاک ہوا کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ دوسری تاویل ہی صحیح ہے اس واسطے کہ تقصیر غالب ہے لوگوں پر جس کے حساب میں نہایت پرسش ہو گی اور آسانی کی جائے گی وہ ہلاک ہوگا اور اس کے غیر نے کہا کہ وجہ معارضہ کی یہ ہے کہ لفظ حدیث کا عام ہے بیچ عذاب کرنے ہر اس شخص کے جو حساب کیا جائے اور لفظ آیت کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ بعض پر عذاب نہ ہوگا اور طریق تطبیق کا یہ ہے کہ مراد ساتھ حساب کے آیت میں عرض ہے اور وہ کھولنا عملوں کا ہے اور ظاہر کرنا ان کا سو گناہوں والا اپنے گناہوں کو پہچانے گا پھر اللہ اس سے معاف کرے گا اور تائید کرتی تھی اس کی جو روایت کی طبری وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حساب یسیر کیا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے گناہ پیش کیے جائیں گے پھر اس سے معاف کیے جائیں گے اور مسلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لایا جائے گا مرد قیامت کے دن سو کہا جائے گا کہ اس کے صغیرے گناہ اس کے سامنے لاؤ اور روایت کی ابن ابی حاتم اور حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ جس شخص کی نیکیاں اس کی بدیوں سے زیادہ ہوئیں سو یہی ہے وہ مرد جو داخل ہوگا بہشت میں بغیر حساب کے اور جس کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوئیں تو یہی ہے وہ مرد جس کا حساب آسان ہوگا پھر بہشت میں داخل ہوگا اور جس کی بدیاں نیکیوں سے زیادہ ہوئیں سو یہی ہے وہ شخص جس نے اپنے نفس کو ہلاک کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شفاعت اس کی مثل میں ہے اور داخل ہے اس میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو سرگوشی میں ہے اور البتہ روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مظالم میں اور توحید وغیرہ میں اور اس میں ہے کہ تم میں سے ایک آدمی اپنے رب سے قریب ہوگا یہاں تک کہ اللہ اس کو اپنے پردہ رحمت سے چھپائے گا پھر فرمائے گا کہ تو نے ایسا ایسا عمل کیا

تھا؟ بندہ کہے گا ہاں! سو اللہ اس سے اقرار کروائے گا پھر اللہ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تیرا عیب چھپایا تھا اور میں تجھ کو آج تیرے گناہ بخشتا ہوں اور البتہ آئی ہے عرض کی کیفیت میں وہ چیز جو روایت کی ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ قیامت کے دن لوگ تین بار پیش ہوں گے سو دو پیشیوں میں تو جدال اور عذاب ہوں گے اور اس وقت اوڑیں گے نامہ اعمال ہاتھوں میں سو بعض دائیں ہاتھ سے پکڑیں گے اور بعض بائیں ہاتھ سے کہا حکیم ترمذی نے کہ جدال تو کافروں کے واسطے ہو گا اس واسطے کہ وہ اپنے رب کو نہیں پہچانتے سو گمان کریں گے کہ جب وہ جھگڑیں گے تو نجات پائیں گے اور معذرت عذر کرنا ہے اللہ کا آدم علیہ السلام اور اپنے پیغمبروں کے واسطے ساتھ قائم کرنے حجت کے اپنے دشمنوں پر اور تیسرا پیش ہونا ایمانداروں کا ہے اور وہ عرض اکبر ہے۔

تنبیہ: ایک روایت میں ہے کہ کوئی مرد ایسا نہیں جس کا حساب ہو قیامت کے دن مگر کہ بہشت میں داخل ہو گا اور ظاہر اس کا معارض ہے اس حدیث کو جو باب میں ہے اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ دونوں حدیثیں ایماندار کے حق میں ہیں اور نہیں ہے منافات درمیان عذاب کرنے کے اور داخل ہونے کے بہشت میں اس واسطے کہ موحد ایماندار اگرچہ حکم کیا گیا ہو اس پر ساتھ عذاب کرنے کے لیکن ضروری ہے کہ نکالا جائے دوزخ سے ساتھ شفاعت کے یا عموم رحمت کے۔ (فتح)

٦٠٥٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ يُجَآءُ بِالْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهٗ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا أَكُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهٖ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهٗ قَدْ كُنْتَ سُئِلْتَ مَا هُوَ أَيْسَرُ مِنْ ذٰلِكَ.

٦٠٥٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لایا جائے گا کافر قیامت کے دن تو اس سے کہا جائے گا بھلا بتلا تو اگر تیری ملکیت میں زمین کے برابر سونا ہو تو کیا عذاب کے عوض دیتا؟ تو وہ کہے گا کہ ہاں! تو اس سے کہا جائے گا کہ البتہ تجھ سے تو اس سے بھی آسان تر چیز مانگی گئی تھی۔

فائدہ: یعنی دنیا میں تجھ سے تو صرف ایمان کی خواہش اور شرک نہ کرنے کی فرمائش تھی تجھ سے تو اتنا بھی نہ ہو سکا آج دنیا بھر سونا دینے کو تیار ہے اور ایک روایت میں صریح آیا ہے کہ اللہ اس کو خود فرمائے گا اور اس کا لفظ یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ ادنیٰ دوزخی سے فرمائے گا قیامت کے دن کہ اگر زمین کے برابر تیرے پاس کچھ چیز ہوتو کیا تو اس کو عذاب کے عوض دیتا؟ تو وہ کہے گا ہاں! اور ظاہر سیاق اس حدیث کا یہ ہے کہ واقع ہوگا یہ کافر کے واسطے اس کے بعد کہ داخل ہوگا دوزخ میں اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے ارادہ کیا تھا تجھ سے اس چیز کا جو اس سے آسان تر ہے اور حالانکہ تو آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں تھا یہ کہ کسی چیز کو میرے ساتھ شرک نہ ٹھہرانا سو تو نے نہ مانا مگر یہ کہ تو میرا شریک ٹھہرائے سو حکم کیا جائے گا اس کے ساتھ آگ کی طرف، کہا عیاض نے یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف کہ ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ﴾ الآیۃ سو یہی ہے وہ عہد میثاق جو اللہ نے ان سے لیا آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں سو جس نے وفا کیا ساتھ اس عہد کے بعد وجود اپنے کے دنیا میں تو وہ ایماندار ہے اور جس نے اس کے ساتھ وفا نہ کیا تو وہ کافر ہے سو مراد حدیث کی یہ ہے کہ ارادہ کیا میں نے تجھ سے جب کہ میں نے تجھ سے عہد لیا سو تو نے انکار کیا جب کہ تو دنیا کی طرف نکلا مگر شرک کا اور احتمال ہے کہ مراد ارادہ سے اس جگہ طلب ہو یعنی میں نے تجھ کو حکم کیا سو تو نے نہ کیا اس واسطے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نہیں ہوتا ہے اس کے ملک میں مگر جو ارادہ کرے اعتراض کیا ہے بعض معتزلہ نے ساتھ اس کے کہ کس طرح صحیح ہے کہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے جس کا ارادہ نہ کرے اور جواب یہ ہے کہ یہ نہ منع ہے نہ محال اور کہا مازری نے کہ مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے مومن کے ایمان کا اور کافر کے کفر کا اور اگر ارادہ کرتا کافر سے ایمان کا تو کافر ایمان لاتا یعنی اگر مقدر کرتا اس کے واسطے تو واقع ہوتا اور کہا معتزلوں نے کہ بلکہ مراد اللہ کی سب سے ایمان ہے یعنی اللہ کا ارادہ تو یہی تھا کہ سب آدمی ایمان لائیں لیکن مومن نے حکم قبول کیا اور کافر باز رہا سو حمل کیا ہے انہوں نے غائب کو حاضر پر اس واسطے کہ انہوں نے دیکھا کہ ارادہ کرنے والا شر کا شریر ہے اور کفر بھی شر ہے سو نہیں ہے صحیح کہ اللہ کفر کا ارادہ کرے اور جواب دیا ہے اہل سنت نے اس سے کہ شر مخلوقین کے حق میں شر ہے اور بہر حال خالق کے حق میں سو وہ کرتا ہے جو چاہتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ شر کا شر ہے واسطے منع کرنے اللہ تعالیٰ کے اس سے اور اللہ تعالیٰ سے اوپر کوئی نہیں جو اس کو حکم کرے سو نہیں صحیح ہے کہ اس کے ارادہ کو مخلوق کے ارادے پر قیاس کیا جائے اور نیز پس ارادہ کرنے والا واسطے کسی فعل کے جب کہ نہ حاصل ہو جو ارادہ کیا ہو تو یہ خبر دیتا ہے ساتھ عجز اور ضعف اس کے اور اللہ تعالیٰ نہیں وصف کیا جاتا ساتھ عجز اور ضعف کے سو اگر ارادہ کرتا ایمان کا کافر سے اور وہ ایمان نہ لاتا تو یہ دلیل ہوتی اس کے عجز کی اور اللہ بلند ہے اس سے اور تمسک کیا ہے بعض نے ساتھ اس حدیث کے اور جواب اس سے پہلے گزرا اور نیز حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ﴾ اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ عام مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے کہ مقدر کیا ہے اللہ نے اس کے واسطے ایمان بنا بر اس کے پس عبادہ سے مراد فرشتے اور ایماندار آدمی اور جن ہیں اور بعض نے کہا کہ ارادہ غیر رضا کا ہے اور معنی اس

کے یہ ہیں کہ ان کو اس پر ثواب نہ دے گا اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں راضی ہوتا اس سے دین مشروع کو ان کے واسطے اور بعض نے کہا کہ رضا صفت ہے سوائے ارادے کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قول اللہ کا کہ تو جھوٹا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر ہم تجھ کو دنیا کی طرف پھر بھیجیں تو البتہ تو اس کا بدلہ نہ دے گا اس واسطے کہ تجھ سے آسان تر چیز مانگی گئی تھی سو تو نے نہ مانا اور ہوں گے یہ معنی موافق اس آیت کے ﴿وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ﴾ اور ساتھ اس کے جمع ہوں گے معنی حدیث کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ﴾ اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں جواز قول آدمی کا ہے کہ اللہ فرماتا ہے یعنی ایسا کہنا جائز ہے برخلاف اس شخص کے جو اس کو مکروہ رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہے کہ کہے قال اللہ اور یہ کہنا جائز نہیں یقول اللہ اور یہ قول شاذ ہے مخالف ہے واسطے اقوال علماء سلف اور خلف کے اور دلالت کرتی ہیں اس پر حدیثیں اور اللہ نے قرآن میں فرمایا ﴿وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ﴾ ۔ (فتح)

۶۰۵۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ خَيْثَمَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا وَسَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ ثُمَّ يَنْظُرُ فَلَا يَرٰى شَيْئًا قُدَّامَهُ ثُمَّ يَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَّتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ.

۶۰۵۸۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں مگر کہ اللہ اس سے قیامت میں کلام کرے گا اس طرح پر کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا یعنی بلا واسطہ کلام کرے گا پھر نظر کرے گا بندہ سو نہ دیکھے گا اپنے آگے کچھ چیز پھر نظر کرے گا اپنے آگے تو سامنے ہوگی اس کو آگ یعنی دوزخ اس کے منہ کے سامنے ہوگی سو تم میں سے جو دوزخ سے بچ سکے تو چاہیے کہ بچے اگرچہ آدھی کھجور ہی دے کر سہی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پھر نظر کرے گا بندہ اپنی دائیں طرف سو نہ دیکھے گا مگر اپنے اعمال جو آگے کر چکا اور نظر کرے گا اپنی بائیں طرف تو نہ دیکھے گا مگر اعمال جو آگے کر چکا پھر اپنے آگے نظر کرے گا تو کچھ نہ دیکھے گا سوائے دوزخ کے کہ اس کے منہ کے سامنے ہے اور دائیں بائیں دیکھنا بطور مثل کے ہے اس واسطے کہ دستور ہے کہ جب آدمی کو کسی بات کا فکر ہوتا ہے تو دائیں بائیں دیکھتا ہے فریاد رس طلب کرتا ہے میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ سبب دائیں بائیں دیکھنے کا یہ ہو کہ وہ اُمید رکھتا ہو کہ کوئی راہ پائے جس میں چلے تا کہ حاصل ہو اس کے واسطے نجات آگ سے سو نہ دیکھے گا کوئی چیز مگر جو اس کو دوزخ کی طرف پہنچائے اور یہ جو فرمایا کہ آگ اس کے منہ کے سامنے ہوگی تو اس کا سبب یہ ہے کہ آگ اس کی راہ میں ہوگی سو نہ ممکن ہوگا کہ اس سے نجات پائے اس واسطے کہ نہیں ہے اس کو کوئی چارہ پل صراط پر گزرنے سے۔ (فتح)

قَالَ الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي عَمْرٌو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثَلَاثًا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو دوزخ سے پھر اعراض کیا اور دوزخ سے ڈرایا پھر فرمایا کہ بچو دوزخ سے پھر آگ سے اعراض کیا اور اس سے ڈرایا تین بار یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ کو دیکھتے ہیں پھر فرمایا کہ بچو دوزخ سے اگرچہ کھجور کی پھانک ہی دے کر سہی پھر جس کو آدھی کھجور بھی نہ ملے تو نیک بات کہنے کے سبب سے بچے۔

فائدہ: یعنی اللہ کی راہ میں دینا اگرچہ تھوڑا ہو دوزخ سے بچاتا ہے اور اگر دینے کا کچھ بھی مقدور نہ ہو تو نیک بات سے کسی مسلمان کے دل کو خوش کر دے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خیرات کو دوزخ کے بچانے کی بڑی تاثیر ہے اور اشاح کے یہ معنی بھی ہیں کہ آگ سے منہ پھیرا اور اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے کہا ابن ابی جمرہ نے اس حدیث میں کہ آخرت میں اللہ بندوں سے کلام کرے گا بغیر واسطہ کے اس میں رغبت دلانا ہے اوپر صدقہ کے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس میں دلیل ہے اوپر قبول ہونے خیرات کے اور اگرچہ کم ہو اور مقید کیا گیا ہے صدقہ اور حدیث میں ساتھ حلال کے اور کسب طیب کے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ تھوڑی خیرات وغیرہ کو کم اور حقیر نہ جانے اور اس میں حجت ہے اہل زہد کے واسطے جہاں انہوں نے کہا کہ التفات کرنے والا ہلاک ہونے والا ہے لیا جاتا ہے یہ اس سے کہ دائیں بائیں دیکھنے میں صورت التفات کے واسطے جب اس نے اپنے آگے نظر کی تو اس کے منہ کے سامنے آگ ہوئی اور اس میں دلیل ہے اوپر قریب ہونے آگ کے اہل موقف سے اور روایت کی بیہقی نے بعث میں مرسل ہے کہ جیسے کہ میں تم کو دیکھتا ہوں تم کو مکان عالی میں گھٹنوں پر دوزخ سے ورے اور حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بلند ٹیلے پر ہوگی یعنی بہ نسبت اور امتوں کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پوشیدہ ہونا اللہ کا اپنے بندوں سے نہیں ہے ساتھ پردے اور آڑ حسی کے بلکہ ساتھ امر معنوی کے جو متعلق ہے ساتھ قدرت اس کی کے لیا جاتا ہے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ پھر نظر کرے گا بندہ سو نہ دیکھے گا اپنے آگے کچھ چیز کہا ابن ابی ہبیرہ نے کہ مراد ساتھ کلمہ طیب کے اس جگہ وہ چیز ہے جو دلالت کرے ہدایت پر یا صلح کرے درمیان دو آدمیوں کے یا جدائی کرے درمیان دو جھگڑنے والوں کے یا آسان کرے مشکل کو یا کھولے غامض کو یا دفع کرے مفسد کو یا بجھائے غصے کو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ زیادہ تر دانا ہے۔ (فتح)

بَابٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ

داخل ہوں گے بہشت میں ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے

فائدہ: اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ سوائے اس تقسیم کے شامل ہے اس کو آیت جس کی طرف اگلے باب میں اشارہ ہوا اور امر ہے اور یہ مکلفین میں سے بعض وہ لوگ ہیں جن کا بالکل حساب نہیں ہو گا اور بعض وہ لوگ ہیں کہ ان کا حساب آسان ہو گا اور بعض وہ لوگ ہیں جن کا حساب سخت ہو گا۔ (فتح)

٦٠٥٩۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ ح قَالَ أَبُوْ عَبْد اللّٰهِ و حَدَّثَنِيْ أَسِيْدُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَأَخَذَ النَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْأُمَّةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ النَّفَرُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْعَشَرَةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْخَمْسَةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ وَحْدَهُ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَثِيْرٌ قُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ هٰؤُلَاءِ أُمَّتِيْ قَالَ لَا وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَثِيْرٌ قَالَ هٰؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَهٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ أَلْفًا قُدَّامَهُمْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ قُلْتُ وَلِمَ قَالَ كَانُوْا لَا يَكْتَوُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ إِلَيْهِ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ قَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ.

٦٠٥٩۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے سامنے کی گئیں اگلی امتیں سو ایک پیغمبر گزرا اس کے ساتھ ایک گروہ تھا اور بعض پیغمبر گزرا اور اس کے ساتھ بارہ تیرہ لوگ تھے اور بعض پیغمبر گزرا اور اس کے ساتھ دس آدمی تھے اور بعض پیغمبر گزرا اس کے ساتھ پانچ آدمی تھے اور بعض پیغمبر اکیلا ہے اور اس کے ساتھ کوئی آدمی نہ تھا پھر میں نے دیکھا سو اچانک ایک بڑی جماعت ہے سو میں نے کہا اے جبریل! یہ لوگ میری امت ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا نہیں لیکن تو آسمان کے کناروں کی طرف دیکھ سو میں نے دیکھا کہ ایک بڑا جھنڈ ہے یعنی جس نے آسمان کا کنارہ بھرا ہے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ لوگ تیری امت ہیں اور یہ ستر ہزار جو آگے ہیں نہ ان پر حساب ہے نہ عذاب میں نے کہا اس کا کیا سبب ہے کہ ان پر حساب ہے نہ عذاب؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ نہ بیماری میں بدن کو داغتے تھے نہ جھاڑ پھونک کرتے تھے اور نہ شگون بد لیتے تھے اور اپنے رب پر توکل اور بھروسہ کرتے تھے سو عکاشہ رضی اللہ عنہ آپ کی طرف کھڑا ہوا سو اس نے کہا دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں سے کرے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی! اس کو بھی ان میں سے کر پھر اور مرد آپ کی طرف کھڑا ہوا سو اس نے کہا دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں سے کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ نے اس کو تجھ سے پہلے لیا۔

فائدہ: نسائی اور ترمذی میں ہے کہ یہ واقعہ معراج کی رات کا ہے سو اگر یہ رات محفوظ ہو تو اس میں قوت ہے اس

شخص کے قول جو قائل ہے کہ معراج کئی بار واقع ہوئی اور حاصل اس مسئلے کا یہ ہے کہ جو معراج کہ مدینے میں واقع ہوئی تھی نہیں اس میں وہ چیز کہ مکے کے معراج میں واقع ہوئی یعنی آسمانوں کا کھلنا اور پیغمبروں سے ہر آسمان میں ملنا اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تکرار کرنا تخفیف نمازوں کی طلب میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکرر ہوئے بہت احکام سوائے اس کے کہ حضرت ﷺ نے ان کو دیکھا سو ان میں سے بعض کو مکے میں دیکھا اور بعض کو مدینے میں اور اکثر خواب میں اور یہ جو فرمایا کہ بعض پیغمبر کے ساتھ دس آدمی تھے، الخ تو حاصل ان روایتوں کا یہ ہے کہ پیغمبر لوگ متفاوت تھے اپنے تابعداروں کی گنتی میں اور سواد ضد ہے بیاض کی اور وہ شخص وہ ہے کہ دیکھا جاتا ہے دور سے اور وصف کیا اس کو ساتھ کثیر کے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ مراد ساتھ لفظ کے جنس ہے نہ واحد اور مشکل جانا ہے اسماعیلی نے اس حدیث کو کہ حضرت ﷺ نے اپنی امت کو نہ پہچانا یہاں تک کہ گمان کیا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی امت ہیں اور البتہ ثابت ہو چکا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ کسی نے عرض کیا کہ یا حضرت! قیامت کے دن کس طرح پہچانے گے آپ ان لوگوں کو اپنی امت جس کو آپ نے نہیں دیکھا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ پانچ کلیان ہوں گے وضو کے نشان سے کہ ان کے سوائے کسی کو یہ نشان نہ ہوگا اور جواب دیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ جن لوگوں کو حضرت ﷺ نے آسمان کے کناروں میں دیکھا تھا نہ معلوم ہوتی تھی اس سے کوئی چیز مگر کثرت بغیر تمیز کسی خاص شخص کے اور جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ قیامت کے دن اپنی امت کو پہچانیں گے تو یہ محمول ہے ان پر جب کہ آپ سے قریب ہوں گے جیسے ایک شخص دوسرے شخص کو دور سے دیکھتا ہے اور اس سے کلام کرتا ہے اور نہیں پہچانتا کہ وہ اس کا بھائی ہے پھر جب قریب ہوتا ہے تو اس کو پہچان لیتا ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ واقع ہوگا یہ وقت وارد ہونے لوگوں کے حوض کوثر پر اور البتہ انکار کیا ہے شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے اس روایت سے سو کہا اس نے کہ یہ اس کے راوی کی غلطی ہے اس واسطے کہ منتر پڑھنے والا نیکی کرتا ہے طرف اس کی جو کو جھاڑ پھونک کرتا ہے سو کس طرح اس کا ترک کرنا مطلوب ہوگا اور نیز پس جھاڑ پھونک کیا جبریل علیہ السلام نے اور جھاڑ پھونک کیا حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو اور ان کو اجازت دی جھاڑ پھونک کرنے کی اور فرمایا کہ جو اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے تو چاہیے کہ پہنچائے اور نفع پہنچانا مطلوب ہے اور بہر حال جھاڑ پھونک کرنے والا سو وہ سوال کرتا ہے اپنے غیر سے اور امید رکھتا ہے اس کے نفع کی اور تمام توکل اس کے منافی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد وصف ستر ہزار کے ساتھ تمام توکل کے ہے سو نہیں سوال کرتے غیر سے کہ ان کو جھاڑ پھونک کرے یا ان کو داغے اور نہیں شگون بد لیتے کسی چیز سے اور جواب دیا ہے اس کے غیر نے ساتھ اس کے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور ساتھ اس کے کہ نہیں رجوع کیا جاتا ہے طرف غلطی راوی کے باوجود تصحیح زیادتی کے اور ممکن ہے کہ کہا جائے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ترک کیا ستر ہزار مذکور نے جھاڑ پھونک کرنے اور کروانے کو واسطے اکھاڑنے مادے کے اس واسطے کہ اس

کا فاعل نڈر ہے اس سے کہ بھروسہ کرے اوپر اس کے ورنہ جھاڑ پھونک کرنا فی ذاتہ منع نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع تو اس میں سے وہ منتر ہے جس میں شرک ہو یا احتمال شرک کا ہو اور اسی واسطے فرمایا ہے کہ تم اپنے منتر میرے آگے ظاہر کرو کچھ مضائقہ نہیں منتر میں جب تک کہ اس میں شرک کا مضمون نہ ہو سو اس میں اشارہ ہے طرف علت نہی کی اور نقل کیا ہے قرطبی نے اپنے غیر سے کہ استعمال کرنا منتر اور داغ کا قادح ہے توکل میں برخلاف باقی اقسام طب کے اور فرق کیا ہے دونوں قسموں میں ساتھ اس کے کہ صحت کا ہونا اس میں وہمی امر ہے اور جو اس کے سوائے ہے وہ محقق ہے عادت میں جیسے کھانا پینا سو یہ توکل میں قادح نہیں کہا قرطبی نے اور یہ فاسد ہے دو وجہ سے اول اس وجہ سے کہ اکثر باب طب کے وہمی ہیں دوم اس وجہ سے کہ اللہ کے ناموں سے جھاڑ پھونک کرنا تقاضا کرتا ہے توکل کو اوپر اس کے اور پناہ پکڑنے کو طرف اس کی اور رغبت کرنے کو اس چیز میں کہ اس کے پاس ہے اور برکت لینے کو اس کے اسموں سے یہ توکل میں قادح ہوتا تو اللہ سے دعا کرنا بھی توکل میں قادح ہوتا اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی فرق درمیان دعا اور ذکر کے اور البتہ جھاڑ پھونک کی حضرت ﷺ اور جھاڑ پھونک کیے گئے اور کیا ہے اس کو سلف اور خلف نے سو اگر ہوتا یہ مانع لاحق ہونے سے ساتھ ستر ہزار کے یا قادح توکل میں تو نہ واقع ہوتا ان لوگوں سے اور ان میں بعض وہ ہیں جو اعلم اور افضل ہیں اور لوگوں سے جو ان کے سوائے ہیں اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بنا کیا ہے اس نے اس کی کلام کو اس پر کہ ستر ہزار مذکور بلند رتبہ ہیں اور لوگوں سے مطلق اور حالانکہ اس طرح نہیں اور البتہ روایت کی احمد نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے رفاعہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ آئے اور اس میں ہے کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا کہ داخل ہوں گے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار بغیر حساب کے اور البتہ میں اُمید وار ہوں کہ نہ داخل ہوں وہ اس میں یہاں تک کہ ٹھکانا پکڑو تو اس میں اور جو نیک ہے تمہاری بیویوں اور اولاد سے سو یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ ستر ہزار مذکور کا بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ وہ افضل ہیں اپنے غیروں سے بلکہ جن لوگوں کا فی الجملہ کچھ حساب ہوگا اور ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو ان سے افضل ہوں گے اور ان لوگوں میں کہ متاخر ہیں دخول سے جن کی نجات تحقیقی ہے اور پہچانا گیا ہے مقام ان کا بہشت اور قبول ہوگی شفاعت ان کے غیر کی وہ لوگ ہیں جو ان سے افضل ہیں اور ام محصن رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ وہ ستر ہزار ان لوگوں میں سے ہیں جن کا حشر ہوگا مقبرہ بقیع سے جو مدینے میں ہے اور یہ اور خصوصیت ہے اور نہیں شگون بد لیتے جیسے کہ جاہلیت کے زمانے میں کرتے تھے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ پر ہی بھروسہ کرتے ہیں تو احتمال ہے کہ ہو یہ جملہ مفسر واسطے ما تقدم کے اور احتمال ہے کہ ہو عام بعد خاص کے اس واسطے کہ صفت ہر ایک کی ان میں سے صفت خاص ہے توکل سے اور وہ عام تر ہے اس سے اور کہا قرطبی وغیرہ نے کہ کہا صوفیہ کے ایک گروہ نے کہ نہیں مستحق ہے توکل کے اسم کو مگر جس کے دل میں خوف غیر اللہ کا نہ ملے یعنی اللہ کے سوائے کسی سے

نہ ڈرے یہاں تک کہ اگر اس پر شیر بھی ہجوم کرے تو اس سے نہ بھڑکے اور یہاں تک کہ نہ کوشش کرے بیچ طلب رزق کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ اس کے رزق کا ضامن ہوا ہے اور جمہور علماء نے اس کو نہیں مانا سو کہا انہوں نے کہ حاصل ہوتا ہے توکل ساتھ اس کے کہ اعتماد کرے اللہ کے وعدے پر اور یقین کرے ساتھ اس کے کہ اس کی قضا واقع ہونے والی ہے اور نہ ترک کرے سنت کی پیروی کو بیچ طلب کرنے رزق کے جس سے کوئی چارہ نہیں خوراک اور پوشاک سے اور بچاؤ ڈھونڈے دشمن سے تیار کرنے ہتھیار کے اور بند کرنے دروازے کے اور مانند اس کے اور باوجود اس کے پس نہ اطمینان پکڑے اسباب کی طرف اپنے دل سے بلکہ دل سے اعتقاد رکھے کہ وہ بذات خود نہ نفع حاصل کرتے ہیں اور نہ ضرر کو دفع کرتے ہیں بلکہ سبب اور مسبب دونوں اللہ تعالیٰ کا فعل ہیں اور کل اس کی مشیت اور ارادے سے ہے سو جب واقع ہو کسی مرد سے میل طرف سبب کے تو قدح کرتا ہے یہ اس کے توکل میں اور وہ لوگ باوجود اس کے دو قسم پر ہیں ایک قسم واصل ہے اور ایک سالک سو پہلی صفت واصل کی ہے اور وہ شخص وہ ہے جو اسباب کی طرف التفات نہ کرے اگرچہ ان کو استعمال میں لائے اور بہر حال سالک وہ ہے کہ واقع ہو اس کے واسطے کبھی کبھی طرف سبب کی مگر اس خیال کو علم کے طریق سے اور حال کے ذوق سے دفع کرتا ہے یہاں تک کہ ترقی کرتا ہے طرف مقام واصل کے اور کہا ابوالقاسم القشیری نے کہ توکل کا محل دل ہے اور بہر حال حرکت ظاہرہ سو اس کے مخالف نہیں جب کہ تحقیق جانے بندہ کہ ہر چیز اللہ کی طرف سے ہے سو اگر کوئی چیز آسان ہو تو اس کے آسان کرنے سے ہے اور اگر کوئی چیز دشوار ہو تو اس کی تقدیر ہے اور دلیل اوپر مشروع ہونے کسب کے وہ چیز ہے جو بیوع میں گزر چکی ہے کہ افضل کھانا مرد کا اپنے کسب سے ہے اور داؤد علیہ السلام اپنے کسب سے کھاتے تھے اور اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ ہم نے اس کو زرہ کا بنانا سکھلایا تا کہ لڑائی سے تم کو بچائے اور اللہ نے فرمایا ﴿خُذُوْا حِذْرَكُمْ﴾ اور اگر کوئی کہے کہ کس طرح ہے طلب کرنا اس چیز کا جس کا مکان معلوم نہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ وہ کرے اس سبب کو جس کا حکم ہوا اور توکل کرے اللہ پر اس چیز میں کہ نکلی اس کی قدرت سے سو مثلاً ہل سے زمین کو پھاڑے اور اس میں تخم بوئے اور توکل کرے اللہ پر اس کے اُگانے اور مینہ کے برسانے میں اور اسی طرح کوئی جنس لے اور اس کو دوسری جگہ کی طرف نقل کرے اور توکل کرے اللہ پر بیچ ڈالنے رغبت اس کی کے خریدار کے دل میں بلکہ بہت وقت کسب کرنا واجب ہوتا ہے جیسے کوئی کسب پر قادر ہو اور اس کا عیال نفقہ کا محتاج ہو سو جب اس کو چھوڑے تو گنہگار ہوتا ہے اور کرمانی نے صفات مذکورہ میں تاویل کی ہے سو کہا اس نے کہ معنی لایکتوون کے یہ ہیں کہ مگر وقت ضرورت کے باوجود اس اعتقاد کے کہ شفاء اللہ کی طرف سے ہے نہ مجرد داغنے سے اور نہیں جھاڑ پھونک کرتے یعنی ساتھ اس چیز کے کہ نہیں ہے قرآن اور حدیث صحیح میں اور ساتھ اس چیز کے کہ اس میں احتمال شرک کا ہے سو گویا کہ مراد وہ لوگ ہیں جو ترک کرتے ہیں اعمال جاہلیت کو اپنے اعتقاد میں اور کہا کرمانی نے کہ مراد ستر ہزار سے کثرت ہے نہ خصوص

عدد میں، میں کہتا ہوں کہ ظاہر یہ ہے کہ مراد خصوص عدد سے سو واقع ہوئی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو باب کی دوسری حدیث ہے وصف ان کی ساتھ اس کے کہ ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ پہلا گروہ جو بہشت میں داخل ہوگا ان کے منہ چاند کی طرح ہوں گے اور جو ان کے بعد داخل ہوں گے ان کے منہ روشن تارے کی طرح ہوں گے اور البتہ واقع ہوا ہے اور حدیثوں میں کہ ستر ہزار کے ساتھ اور لوگ بھی زیادہ ہوں گے سو روایت کی احمد نے اور بیہقی نے بعث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا تو اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا کہ داخل کرے گا بہشت میں میری امت سے پس ذکر کی حدیث مثل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو باب میں ہے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اپنے رب سے زیادتی طلب کی سو زیادہ کیا اللہ نے مجھ کو ساتھ ہر ہزار کے ستر ہزار اور اس کی سند جید ہے اور وارد ہوئی ہے اس باب میں حدیث ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے نزدیک طبرانی کے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نزدیک احمد کے اور انس رضی اللہ عنہ سے نزدیک بزار کے اور ثوبان رضی اللہ عنہ سے نزدیک ابن ابی حاتم کے پس یہ طریقے قوی کرتے ہیں بعض بعض کو اور اور حدیثوں میں اس سے بھی زیادہ آیا ہے سو روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور حسن کہا ہے اس کو طبرانی نے اور ابن حبان نے اپنے صحیح میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا کہ داخل کرے گا بہشت میں میری امت سے ستر ہزار ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار نہ ان پر حساب ہے نہ عذاب اور تین لپیں اللہ کی لپوں سے اور ابن حبان اور طبرانی کی روایت میں یہ لفظ ہے پھر شفاعت کرے گا ہر ہزار ستر ہزار میں پھر اللہ اپنے دونوں ہاتھوں سے تین انجلے بھرے گا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ اکبر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبول کرے گا اللہ شفاعت ستر ہزار کی ان کے باپوں اور ماؤں اور قرابتیوں کے حق میں اور البتہ میں اُمید رکھتا ہوں کہ ہو ادنیٰ امت میری لپوں میں کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حساب کیا تو انچاس لاکھ کو پہنچا یعنی سوا تین لپوں کے جو اللہ دونوں ہاتھوں سے بھرے گا اور احمد اور ابو یعلیٰ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ نے مجھ کو ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار دیا اور اس کی سند میں دو راوی ہیں ایک ضعیف الحفظ ہے اور دوسرے کا نام معلوم نہیں اور نزدیک کلا بازی کے ہے معانی الاخبار میں ساتھ سند واہی کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن نہ پایا سو اچانک میں نے دیکھا کہ آپ بالا خانے میں نماز پڑھتے ہیں سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر تین نور دیکھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز ادا کی تو فرمایا کہ تو نے نور دیکھے ہیں؟ میں نے کہا ہاں! سو فرمایا کہ بیشک ایک آنے والا میرے پاس آیا سو اس نے مجھ کو بشارت دی کہ اللہ میری امت سے ستر ہزار کو بہشت میں داخل کرے گا بغیر حساب کے اور بغیر عذاب کے پھر میرے پاس آیا سو اس نے مجھ کو بشارت دی کہ بیشک اللہ داخل کرے گا میری امت سے بجائے ہر ایک کے ستر ہزار دو گنا سابق سے ستر ہزار بغیر حساب اور عذاب کے میں نے کہا الٰہی! یہ میری امت کو نہ

پہنچے گا اللہ نے فرمایا کہ پورا کروں گا میں اس کو تیرے واسطے گنواروں سے جو نہ نماز پڑھتے ہیں نہ روزہ رکھتے ہیں کہا کلا باذی نے کہ مراد ساتھ پہلی امت کے امت اجابت ہے اور مراد دوسری امت سے یعنی بیچ حضرت ﷺ کے قول امتی سے امت اتباع کی ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کی امت تین قسم پر ہے ایک خاص تر ہے دوسری سے اول امت اتباع کی ہے پھر امت اجابت کی پھر امت دعوت کی سو پہلی امت نیک عمل والے ہیں اور دوسری مطلق مسلمان اور تیسری جو ان کے سوائے ہیں جن کی طرف بھیجے گئے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ جو قدر کہ زائد ہے پہلے عدد پر وہ مقدار تین لپوں کا ہے اور یہ جو فرمایا کہ عکاشہ تجھ سے پہلے اس کو لے گیا تو اس کی حکمت میں علماء کو اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ دوسرا مرد منافق تھا اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جو چیز مانگی جاتی تھی دیتے تھے سو اس کو یہ جواب دیا اور کہا ابن بطال نے کہ معنی سبقت کرنے کے یہ ہیں کہ سبقت کی اس نے طرف احراز ان صفات کے اور وہ توکل اور شگون بد نہ لینا ہے اور یوں نہ فرمایا کہ تو ان میں سے نہیں واسطے مہربانی کرنے کے ساتھ اصحاب اپنے کے اور حسن ادب کے ساتھ ان کے کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ کہ اول نے صدق دل سے سوال کیا تھا اور بہر حال دوسرا سو احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے اکھاڑ نا مادے کا ہو اس واسطے کہ اگر دوسرے کے واسطے بھی یوں ہی فرماتے تھے قریب تھا کہ تیسرا اٹھتا پھر علی ہذا القیاس چوتھا اور پانچواں مالا نہایت تک پس لازم آتا تسلسل پس بند کیا دروازہ اپنے اس قول سے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا تھا کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ کی دعا قبول ہوگی اور نہیں واقع ہوا یہ دوسرے کے حق میں اور بعض نے کہا کہ وہ ساعت اجابت کی تھی اور ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ بقیع (مقبرہ اہل مدینہ) کی طرف نکلی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اٹھائے جائیں گے اس مقبرے سے ستر ہزار جو داخل ہوں گے بہشت میں بغیر حساب کے ان کے منہ جیسے چودھویں رات کا چاند تو ایک مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! اور میں بھی ان میں اٹھایا جاؤں گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا اور تو بھی ان میں سے ہوگا پھر اور شخص اٹھا سو اس نے کہا کہ میں بھی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ نے اس کو تجھ سے لیا راوی کہتا ہے میں نے اس سے کہا کہ دوسرے کے واسطے حضرت ﷺ نے کیوں نہ فرمایا؟ اس نے کہا میرا گمان ہے کہ وہ منافق تھا اور اس میں صرف گمان سے اس کو منافق کہا ہے پس نہیں دفع کرے گا یہ تاویل اس کے غیر کو اس واسطے کہ نہیں ہے اس میں مگر گمان۔ (فتح)

٦٠٦٠۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٦٠٦٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ داخل ہوگا بہشت میں میری امت سے ایک گروہ کہ وہ ستر ہزار ہوں گے روشن ہوں گے ان کے منہ جیسے چاند روشن ہوتا ہے چودھویں رات کو کہا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا تُضِيْءُ وُجُوْهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اٹھا اپنی دھاری دار کملی اٹھاتا جو اس پر تھی سو اس نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے اللہ مجھ کو بھی ان میں سے کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی! اس کو بھی ان میں سے کر پھر ایک انصاری مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے اللہ مجھ کو بھی ان میں سے کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عکاشہ تجھ سے آگے بڑھا۔

فائدہ: اور پہچانا گیا ہے مجموع طریق سے جن کو میں نے ذکر کیا کہ اول اول جو داخل ہوگا بہشت میں اس امت سے یہ ستر ہزار ہیں جو موصوف ہیں ساتھ صفت مذکورہ کے اور یہ جو فرمایا کہ ساتھ ہر ہزار کے ستر ہزار ہیں یا ساتھ ہر ایک کے ان میں سے ستر ہزار ہیں تو اس میں معنی معیت کے احتمال ہے کہ داخل ہوں ساتھ داخل ہونے ان کے ان کے تابع ہو کر اگر چہ ان کے عمل پہلے کے عملوں کی مثل نہ ہوں اور احتمال ہے کہ مراد معیت سے مجرد داخل ہونا ان کا ہو بہشت میں بغیر حساب کے اگر چہ داخل ہوں بہشت میں بیچ دوسرے گروہ کے یا اس کے بعد ہے اور یہ احتمال اولیٰ ہے اور البتہ روایت کی بیہقی نے بعث میں اور حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ جس کی نیکیاں بدیوں سے زیادہ ہوئیں سو یہی مرد ہے جو داخل ہوگا بہشت میں بغیر حساب کے اور جس کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوئیں تو یہی ہے جس کا حساب آسان ہوگا اور جس نے اپنے نفس کو ہلاک کیا تو وہی ہے جس کے حق میں شفاعت قبول ہوگی اس کے بعد کہ اس کو عذاب ہوگا اور یہ جو فرمایا کہ میری امت تو اس قید سے نکلتا ہے غیر امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عدد مذکور سے اور نہیں اس میں نفی دخول کسی کے غیر اس امت سے اوپر صفت مذکور کے تشبیہ دینے سے ساتھ چاند کے اور اولیت سے اور سوائے اس کے مثل پیغمبروں کے اور جس کو اللہ چاہے شہیدوں اور صدیقوں اور صالحین سے اور اگر ثابت حدیث ام قیس رضی اللہ عنہا کے تو اس میں اور تخصیص ہے ساتھ ان لوگوں کے جو دفن ہوئے بقیع میں اس امت سے اور یہ بڑی فضیلت ہے اہل مدینہ کے واسطے۔ (فتح)

٦٠٦١۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٠٦١۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ داخل ہوں گے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار یا سات لاکھ شک کیا ہے راوی نے

وَسَلَّمَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ شَكَّ فِي أَحَدِهِمَا مُتَمَاسِكِيْنَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ حَتّٰى يَدْخُلَ أَوَّلُهُمْ وَآخِرُهُمُ الْجَنَّةَ وَوُجُوْهُهُمْ عَلٰى ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

ایک دو لفظ میں ایک دوسرے کو پکڑے ہوں گے یہاں تک کہ داخل ہوگا اول اور آخران کا بہشت میں اور ان کے منہ چودھویں کے رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔

فائدہ: اور مراد یہ ہے کہ وہ ایک صف ہوں گے سو سب کے سب ایک بار اس میں داخل ہوں گے اور اول آخران کو باعتبار اس صفت کے کہا جس میں وہ پل صراط سے گزریں گے اور اس میں اشارہ ہے طرف کشادہ ہونے اس دروازے کے جس سے وہ بہشت میں داخل ہوں گے اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ وہ وقار اور آرام کی صفت پر ہوں گے ایک دوسرے سے آگے نہیں بڑھے گا بلکہ سب کے سب اکٹھے داخل ہوں گے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ایک صف ہوں گے چوڑائی میں ایک دوسرے کے پہلو میں ہوں گے اور یہ جو فرمایا کہ ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ انوار بہشتیوں کے متفاوت ہوں گے بحسب ان کے درجوں کے اور اسی طرح ان کی صفات بھی جمال وغیرہ میں۔

تنبیہ: یہ حدیثیں خاص کرتی ہیں اس حدیث کو جو مسلم نے روایت کی کہ ہمیشہ بندہ کھڑا رہے گا یہاں تک کہ پوچھا جائے گا چار چیزوں سے اول عمر سے کہ اس کو کس چیز میں فنا کیا دوسرے اس کے بدن سے کہ اس کو کس چیز میں گلایا اور اس کے علم سے کہ اس کے ساتھ کیا عمل کیا اور اس کے مال سے کہ کہاں سے کمایا اور کس چیز میں اس کو خرچ کیا۔ (فتح)

٦٠٦٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْمُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ يَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ خُلُوْدٌ.

٦٠٦٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داخل ہوں گے بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں پھر اٹھے گا ایک پکارنے والا ان کے درمیان اے دوزخیو! تم کو موت نہیں اور اے بہشتیو! اب تم کو موت نہیں ہر ایک شخص ہمیشہ رہنے والا ہے اس مکان میں کہ ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پھر موت لائی جائے گی یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ کے درمیان ٹھہرائی جائے گی پھر ذبح کی جائے گی پھر پکارے گا پکارنے والا۔

٦٠٦٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

٦٠٦٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ لَا مَوْتَ وَلِأَهْلِ النَّارِ يَا أَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ لَا مَوْتَ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہشتیوں سے کہا جائے گا اے بہشتیو! تم کو ہمیشہ رہنا ہے کبھی موت نہیں اور دوزخیوں سے کہا جائے گا اے دوزخیو! تم کو ہمیشہ رہنا ہے کبھی موت نہیں۔

فائدہ: اور آئندہ باب کی تیسری حدیث میں ہے کہ کہا جائے گا یہ دونوں فریقوں سے وقت ذبح کرنے موت کے اور مناسبت اس حدیث کی اور جو اس سے پہلے واسطے باب دخول الجنة بغير حساب کے اشارہ ہے اس طرف کہ جو بہشت میں داخل ہوگا وہ اس میں ہمیشہ رہے گا سو جو پہلے داخل ہوگا اس کو فضیلت ہوگی اس کے غیر پر۔ (فتح)

بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

باب ہے بیچ بیان صفت بہشت اور دوزخ کے

فائدہ: واقع ہوا ہے بدء الخلق میں یہ باب دو بابوں میں اور واقع ہوا ہے دونوں میں وانهما مخلوقتان یعنی بہشت اور دوزخ دونوں پیدا کیے گئے ہیں اور وارد کی ہیں ان میں حدیثیں بیچ ثابت کرنے اس بات کے کہ دونوں موجود ہیں اور حدیثیں دونوں کی صفت میں اور دوہرایا ہے بعض حدیثوں کو ان میں سے اس باب میں۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ زِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ.

اور کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہلا کھانا جو بہشتی کھائیں گے مچھلی کے کلیجے کی بڑی ہوئی نوک ہے۔

عَدْنٌ خُلْدٌ عَدَنْتُ بِأَرْضٍ أَقَمْتُ وَمِنْهُ الْمَعْدِنُ ﴿فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ﴾ فِيْ مَنْبَتِ صِدْقٍ.

اور عدن کے معنی یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿جَنَّاتِ عَدْنٍ﴾ ہمیشہ رہنا اور قرار پکڑنا کہا جاتا ہے عرف عرب میں عدنت بارض یعنی میں نے اس میں قیام کیا اور اسی سے ماخوذ ہے معدن اور معدن صدق کے معنی ہیں بیچ جگہ پیدا ہونے صدق کے۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے اس جگہ بخاری رحمہ اللہ نے بہشت کے ناموں کی طرف اور وہ دس ہیں یا زیادہ اور کل قرآن میں ہیں اور فردوس اور وہ اعلیٰ بہشت ہے اور دار الخلد اور دار السلام اور دار المقامه اور جنة المأوىٰ وغیرھا۔ (فتح)

٦٠٦٤۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِيْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ

۶۰۶۴۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے بہشت میں جھانکا سو میں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَآءَ.

نے اس کے اکثر لوگ یعنی اکثر بہشتی محتاج دیکھے اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو میں نے اس کے اکثر لوگ عورتیں دیکھیں یعنی بہ نسبت مردوں کے عورتیں دوزخ میں اکثر ہوں گی۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے بسبب ان کے کفر کے اور محتاج ایماندار اکثر تکلیفوں میں رہتے ہیں تو صبر کرتے ہیں اس سبب سے بہشت پاتے ہیں کہا قرطبی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عورتیں بہشت میں کم جائیں گی اس واسطے کہ غالب ہوتی ہے ان پر حرص اور میل دنیا کی زینت کی طرف اور منہ موڑنا آخرت سے واسطے کم ہونے ان کے عقل کے اور جلدی دھوکا کھانے کے اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ یہ دیکھنا حضرت ﷺ کا بہشت اور دوزخ کو معراج کی رات میں واقع ہوا یا خواب میں۔ (فتح)

٦٠٦٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنَ وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَآءُ.

٦٠٦٥۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں کھڑا ہوا بہشت کے دروازے پر سو اس میں اکثر داخل ہونے والے محتاج تھے اور دولت مند عیش والے بہشت کے داخل ہونے سے روکے گئے ہیں مگر دوزخ کے لوگوں کو دوزخ کی طرف جانے کا حکم ہوا اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اکثر اس کے داخل ہونے والی عورتیں تھیں۔

فائدہ: اور دولت مند بہشت کے داخل ہونے سے روکے گئے ہیں یعنی ساتھ محتاجوں کے واسطے حساب لینے کے مال پر اور ہوگا یہ پل پر جہاں ایک کا دوسرے سے بدلہ لیا جائے گا بعد گزرنے کے پل صراط سے۔ (فتح)

٦٠٦٦۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَارَ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ جِيْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَا أَهْلَ

٦٠٦٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب داخل ہوں گے بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں موت لائی جائے گی یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ کے درمیان ٹھہرائی جائے گی پھر پکارے گا پکارنے والا اے بہشتیو! اب تم کو موت نہیں اور اے دوزخیو! اب تم کو موت نہیں سو زیادہ ہو گی بہشتیوں کو خوشی پر خوشی اور زیادہ ہو گا دوزخیوں کو غم پر غم۔

الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَيَزْدَادُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا إِلٰى فَرَحِهِمْ وَيَزْدَادُ أَهْلُ النَّارِ حُزْنًا إِلٰى حُزْنِهِمْ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ لائی جائے گی موت کالے، سفید دنبے کی شکل پر اور ذکر کیا ہے مقاتل اور کلبی نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ﴾ کہ پیدا کیا ہے اللہ نے موت کو دنبے کی شکل پر نہیں گزرتی ہے کسی پر مگر کہ مر جاتا ہے اور پیدا کیا ہے اللہ نے زندگی کو گھوڑے کی شکل پر نہیں گزرتی ہے کسی پر مگر کہ زندہ ہو جاتا ہے کہا قرطبی نے کہ حکمت بیچ لانے موت کے اس طرح اشارہ ہے اس طرف کہ حاصل ہوا ان کے واسطے بدلہ جیسے کہ اسماعیل علیہ السلام کا بدلہ دنبا دیا گیا تھا اور اس کے کالے سفید ہونے سے اشارہ ہے بہشتیوں اور دوزخیوں کی صفت کی طرف اس واسطے کہ املح وہ ہے جس میں سیاہی اور سفیدی ملی ہو اور صور کی حدیث دراز میں ہے کہ پھر زندہ کرے گا اللہ تعالیٰ ملک الموت کو اور جبرئیل علیہ السلام کو اور میکائیل علیہ السلام کو اور اسرافیل علیہ السلام کو اور کی جائے گی موت کالے سفید مینڈھے کی صورت میں تو جبرئیل علیہ السلام اس مینڈھے کو ذبح کریں گے اور وہ موت ہے اور پکارنا بعد ذبح کرنے اس کے واسطے تنبیہ کرنے کے اس پر کہ موت معدودم ہوئی اور وہ پھر کبھی نہیں آئے گی اور واقع ہوا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ پس پکارے گا پکارنے والا اے بہشتیو! تو وہ اپنے سر اٹھا کر نظر کریں گے سو وہ کہے گا کیا تم پہچانتے ہو اس کو؟ وہ کہیں گے ہاں! اور سب نے اس کو دیکھا ہوگا اور پہچانتے ہوں گے پھر ذبح کی جائے گی پھر کہے پکارنے والا اے بہشتیو! اب تم کو اس میں ہمیشہ رہنا ہے موت نہیں سو اگر کوئی خوشی سے مرتا تو بہشتی مرتے اور اگر کوئی غم سے مرتا تو دوزخی مرتے، کہا ابو بکر بن عربی نے کہ مشکل جانی گئی ہے یہ حدیث اس واسطے کہ وہ عقل کی صریح مخالف ہے اس واسطے کہ موت عرض ہے اور عرض پلٹ کر جسم نہیں بن سکتا سو کس طرح ذبح کی جائے گی؟ سو انکار کیا ہے اس حدیث کے صحیح ہونے سے ایک گروہ نے اس کی تاویل کی ہے سو کہا انہوں نے کہ یہ تمثیل حقیقۃً ذبح ہونا مراد نہیں اور بعض نے کہا کہ بلکہ ذبح کے حقیقی معنی ہیں اور ذبح کیا گیا ملک الموت ہے اس واسطے کہ ان کے مارنے کا متولی وہی تھا اور پسند کیا ہے اس کو بعض متاخرین نے کہ مراد موت سے ملک الموت ہے اور پہلے گزر چکا ہے نقل کرنا خلاف کا اس میں کہ مراد مستثنیٰ سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ کیا ہے؟ سو بعض نے گمان کیا ہے کہ ملک الموت بھی ان لوگوں میں سے ہے جو مستثنیٰ ہے اور کہا مازری نے کہ موت ہمارے نزدیک عرض ہے عرضوں سے یعنی نہیں ہے قائم بذاتہ اور معتزلہ کے نزدیک نہیں ہے معنی اور دونوں مذہبوں پر نہیں صحیح ہے کہ وہ کبش اور جسم اور یہ کہ مراد ساتھ اس کے تمثیل اور تشبیہ ہے اور البتہ پیدا کرے گا اللہ اس جسم کو پھر ذبح کیا جائے گا پھر ٹھہرائی جائے گی مثال اس واسطے کہ نہیں عارض ہوگی موت بہشتیوں پر اور کہا قرطبی نے تذکرہ میں کہ موت معنی ہے اور معانی پلٹ کر جوہر

نہیں ہو سکتے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پیدا کرے گا اللہ اشخاص کو ثواب اعمال سے اور اسی طرح ہی موت پیدا کرے گا دنبے کو کہ نام رکھے گا اس کا موت اور دونوں فریق کے دل میں ڈالے گا کہ یہ موت ہی ہو گا اس کا ذبح کرنا دلیل اوپر ہمیشہ رہنے کے دونوں گھر میں اور اس کے غیر نے کہا کہ نہیں ہے کوئی مانع کہ پیدا کرے اللہ اعراض سے جسم کہ ٹھہرائے ان کو مادہ ان کے واسطے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں کہ سورۂ بقرہ اور آل عمران آئیں گے جیسے کہ وہ دونوں بدلیاں ہیں اور مانند ان کی حدیثوں سے کہا قرطبی نے کہ ان حدیثوں میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ نہیں کوئی نہایت واسطے دوزخیوں کے بیچ اس کے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے بغیر موت اور زندگی نافعہ کے اور راحت کے جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ ﴿لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا﴾ اور جس نے گمان کیا ہے کہ دوزخی لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور یہ کہ باقی رہے گی دوزخ خالی اور یہ کہ وہ فنا ہو جائے گی اور زائل ہو گی تو وہ خارج ہے اس چیز سے جو حضرت ﷺ لائے یعنی خارج ہے اسلام سے اور اس سے جس پر اجماع ہے اہل سنت کا اور جمع کیے ہیں بعض متاخرین نے اس مسئلے میں سات قول ایک قول تو یہی ہے جس پر اجماع نقل کیا گیا دوسرا قول یہ ہے کہ دوزخیوں کو دوزخ میں عذاب ہو گا یہاں تک کہ ان کی طبع پلٹ کر آتشی ہو جائے گی یہاں تک کہ وہ آگ سے لذت پائیں گے واسطے موافق ہونے ان کی طبع کے ساتھ اس کے اور یہ قول بعض زندیق صوفیوں کا ہے تیسرا قول یہ ہے کہ داخل ہو گی اس میں قوم پھر بعد ان کے اور لوگ اس میں داخل ہوں گے یہ قول یہودیوں کا ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں اور اللہ نے ان کی تکذیب کی ساتھ اس کے ﴿وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنَ النَّارِ﴾ چوتھا قول یہ ہے کہ نکالے جائیں گے لوگ دوزخ سے اور وہ بدستور رہے گی، پانچواں قول یہ کہ فنا ہو جائے گی اس واسطے کہ وہ حادث ہے اور ہر حادث چیز فنا ہو گی یہ قول جہمیہ کا ہے، چھٹا قول یہ ہے کہ ان کی حرکتیں فنا ہوں گی اور یہ قول بعض معتزلہ کا ہے، ساتواں قول یہ کہ دور ہو گا عذاب اس کا اور دوزخی لوگ اس سے نکلیں گے یہ بعض اصحاب سے آیا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ دوزخ پر ایک زمانہ ایسا ہو گا کہ کوئی اس میں نہ رہے گا اور مراد اس سے موحدین ہیں اور اگر مراد اس سے موحدین نہ ہوں تو یہ مذہب مردود ہے اس کے قائل پر۔ (فتح)

٦٠٦٧۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ

٦٠٦٧۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ فرمائے گا بہشتی لوگوں سے کہ اے بہشتیو! وہ کہیں گے اے رب! ہم حاضر ہیں خدمت اور اطاعت میں۔ یعنی اور سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے سو اللہ فرمائے گا کہ کیا تم راضی ہوئے؟ سو وہ کہیں گے کیوں نہ ہم راضی ہوں اے رب! اور تو نے ہم کو اتنا کچھ

رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ أَنَا أُعْطِيْكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالُوْا يَا رَبِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا.

دیا ہے کہ کسی کو نہیں دیا اپنی خلق سے سو اللہ فرمائے گا کہ میں تم کو اس سے بھی عمدہ چیز دیتا ہوں تو وہ کہیں گے اے رب! بہشت سے زیادہ کون سی چیز افضل ہے؟ پھر اللہ فرمائے گا کہ اب میں نے اتاری تم پر اپنی رضا مندی سو اس کے بعد اب میں کبھی تم پر غصہ نہ کروں گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہشت کی سب نعمتوں سے عمدہ اللہ کی رضا مندی ہے جو سب نعمتوں کے بعد ملے گی اور اس حدیث میں اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ اس واسطے کہ اس کی رضا مندی سبب ہے ہر فوز اور سعادت کا اور جو جانے کہ اس کا مالک اس سے راضی ہے تو ہوگا یہ سبب اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا اور اس کے دل کی خوشی کا ہر نعمت سے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے تعظیم اور تکریم سے اور اس حدیث میں ہے کہ جو نعمتیں کہ بہشتیوں کے واسطے حاصل ہوئی ہیں اس سے کوئی چیز زیادہ نہیں اور آئندہ آئے گا توحید میں ساتھ اس سند کے بیچ صفت گزرنے کے پل صراط سے اور اس میں قصہ ہے ان لوگوں کا جو دوزخ سے نکالے جائیں گے اور اس میں ہے کہ یہ کلام ان سے کہا جائے گا لیکن جب ثابت ہوا کہ یہ کلام ان لوگوں سے کہا جائے گا واسطے ہونے ان کے اہل بہشت سے تو وہ سابقین کے واسطے بطریق اولیٰ ہوگا اور یہ خطاب غیر اس خطاب کے ہے جو سب اہل بہشت سے کہا جائے گا۔ (فتح)

٦٠٦٨۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ أُصِيْبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَجَآءَتْ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّيْ فَإِنْ يَّكُ فِي الْجَنَّةِ أَصْبِرْ وَأَحْتَسِبْ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرٰى تَرٰى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ وَيْحَكِ أَوَهَبِلْتِ أَوَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيْرَةٌ وَإِنَّهُ لَفِيْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ.

٦٠٦٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہوا اور وہ لڑکا تھا تو اس کی ماں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا کہ یا حضرت! آپ نے پہچانی ہے جگہ حارثہ رضی اللہ عنہ کی مجھ سے یعنی آپ کو معلوم ہے کہ وہ مجھ کو بہت پیارا تھا سو اگر وہ بہشت میں ہو تو میں اس کے غم میں صبر کروں اور ثواب کی امید رکھوں اور اگر دوسرا حال ہو یعنی اگر بہشت میں نہ ہو تو آپ دیکھیں جو میں کروں یعنی خوب کھل کر رولوں کہ اس کو ہر کوئی دیکھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو خرابی ہو کیا تو نے فرزند کو گم کیا ہے کیا ایک بہشت ہے بیشک وہ بہت بہشتیں ہیں اور بیشک وہ اونچی بہشت میں ہے یعنی یہ

نہ سمجھ کہ بہشت فقط ایک ہی ہے بلکہ بہشت میں کئی بہشتیں ہیں
ایک سے ایک اعلیٰ اور تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے جو سب
سے عمدہ اور بلند ہے۔

فائدہ: مراد فردوس سے اس جگہ ایک مکان ہے بہشت سے جو سب بہشتوں سے افضل ہے۔

۶۰۶۹۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا الْفُضَيْلُ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ مَسِيْرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ.

۶۰۶۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر کے دونوں مونڈھوں کے درمیان تین دن کی راہ ہوگی تیز رو سوار کی یعنی دوزخ میں کافر بڑا قد ہو جائے گا تا کہ اس کو زیادہ آگ جلائے۔

فائدہ: اور احمد کے نزدیک مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ میں دوزخیوں کا بڑا قد ہو جائے گا یہاں تک کہ ان کے کان کے لٹکے گوشت سے ان کے مونڈھے تک سات سو برس کی راہ ہوگی اور بیہقی نے بعث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ستر برس کی راہ ہوگی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن دانت کافر کا اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا ان کے قد بڑے ہو جائیں گے تا کہ عذاب چکھیں اور نیز بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس کے بیٹھنے کی جگہ مثل اس چیز کے ہوگی کہ مدینے اور ربذہ کے درمیان ہے اور روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے بھی اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جس قدر مکے اور مدینے کے درمیان کا فاصلہ ہے اور اس کی ران بقدر دو پہاڑ کے ہوگی اور شاید کہ مختلف ہونا ان مقدار کا محمول ہے اوپر مختلف ہونے عذاب کافروں کے آگ میں کہا قرطبی نے مفہم میں کہ کافر کا قد جو دوزخ میں بڑا ہو جائے گا تو یہ اس واسطے ہے تا کہ اس کو بڑا عذاب ہو اور اس کا درد دوگنا ہو اور یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بعض کافروں کے حق میں ہے کہ ساتھ دوسری حدیث کے کہ حشر ہوگا متکبروں کا قیامت کے دن مثل چیونٹیوں کے آدمیوں کی شکلوں میں ہانکے جائیں گے طرف قید خانے کی جو دوزخ میں ہے اس کو بولس کہا جاتا ہے اور نہیں شک ہے اس میں کہ کافروں کا عذاب مختلف ہے جیسا کہ معلوم ہوا ہے کتاب اور سنت سے اور نہیں جانتے ہم بطور یقین کے کہ عذاب اس شخص کا جو قتل کرے پیغمبروں کو اور فساد کرے زمین میں نہیں ہے مساوی واسطے عذاب اس شخص کے جو فقط کفر کرے اور مسلمانوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرے مثلاً، میں کہتا ہوں بہر حال حدیث مذکور سو روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے واسطے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اول امر میں ہے نزدیک حشر کے اور بہر حال دوسری حدیثیں سو محمول ہیں اس چیز پر کہ بعد قرار پکڑنے کے تھے آگ میں اور جو حدیث کہ ترمذی نے روایت کی ہے کہ البتہ کافر اپنی زبان کو ایک اور دو فرسخ تک گھسیٹے گا لوگ اس کو پامال

کریں گے سو اس کی سند ضعیف ہے اور بہر حال مختلف ہونا کافروں کا عذاب میں تو اس میں کچھ نہیں اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾۔ (فتح)

وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَّسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ فَحَدَّثْتُ بِهِ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِيْ عَيَّاشٍ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَّسِيْرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِيْعَ مِائَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک بہشت میں ایک درخت ہے کہ اچھے گھوڑے پالے ہوئے تیز قدم کا سوار سو برس چلے اس کو تمام نہ کر سکے یعنی اس کے سائے سے نہ نکلے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہا اور پڑھو اگر تم چاہو ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ﴾ اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ وہ درخت سدرۃ المنتہیٰ ہے جس کے بیر مٹکے کے برابر اور پتے ہاتھی کے کان کے برابر ہیں اور بعض اس کو طوبیٰ کہتے ہیں۔ (فتح)

٦٠٧٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ لَا يَدْرِيْ أَبُوْ حَازِمٍ أَيُّهُمَا قَالَ مُتَمَاسِكُوْنَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَا يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتّٰى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ وُجُوْهُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

٦٠٧٠۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ داخل ہوں گے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار یا ساتھ لاکھ نہیں جانتا ابو حازم راوی کہ کون سا لفظ کہا ستر ہزار کہا یا ساتھ لاکھ ایک دوسرے کو پکڑے ہوں گے نہ داخل ہوگا اول ان کا یہاں تک کہ ہوگا آخر ان کا یعنی ایک قطار ہو کر برابر یکبارگی اندر جائیں گے ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔

٦٠٧١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ

٦٠٧١۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک بہشتی لوگ اونچے محلوں کو دیکھیں گے بہشت میں یعنی اپنے اوپر جیسے تم دیکھتے ہو (روشن) تارے کو آسمان

لَيَتَرَآءَوْنَ الْغُرَفَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَتَرَآءَوْنَ الْكَوْكَبَ فِي السَّمَآءِ قَالَ أَبِي فَحَدَّثْتُ بِهِ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ فَقَالَ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ يُحَدِّثُ وَيَزِيْدُ فِيْهِ كَمَا تَرَآءَوْنَ الْكَوْكَبَ الْغَارِبَ فِي الْأُفُقِ الشَّرْقِيِّ وَالْغَرْبِيِّ.

میں کہا میرے باپ نے سو میں نے نعمان رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی تو اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنا حدیث بیان کرتا تھا اور اس میں زیادہ کرتا تھا جیسے تم دیکھتے ہو روشن تارے کو آسمان کے کنارے پر دور پورب کی طرف یا پچھم کی طرف۔

فائدہ: کہا طیبی نے کہ تشبیہ دی دیکھنے والے کی رؤیت کو بہشت میں محل والے کو ساتھ رؤیت دیکھنے والے کے تارے روشن کو جو دور ہے مشرق اور مغرب کی جانب میں روشن ہوتے ہیں باوجود دور ہونے کے اور فائدہ ذکر مشرق اور مغرب کا بیان کرنا بلندی اور بہت دور ہونے کا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ بہشتیوں کے درجے مختلف اور متفاوت ہیں اور البتہ تقسیم کیے گئے ہیں سورۂ واقعہ میں طرف سابقین کے اور اصحاب الیمین کے سو قسم اول وہ لوگ ہیں جو ذکر کیے گئے ہیں بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ الآیۃ اور جو ان کے سوائے ہیں وہ اصحاب الیمین اور دونوں قسم متفاوت ہیں درجات میں اور اس میں تعقب ہے اس پر جو خاص کرتا ہے مقربین کو ساتھ پیغمبروں کے اور شہیدوں کے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر حدیث میں رجال آمنوا باللہ و صدقوا المرسلین۔ (فتح)

٦٠٧٢۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ أَكُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهِ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقُوْلُ أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَأَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ أَنْ لَّا تُشْرِكَ بِيْ شَيْئًا فَأَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تُشْرِكَ بِيْ.

٦٠٧٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرمائے گا اللہ قیامت کے دن ادنیٰ دوزخی سے جو سب دوزخیوں سے عذاب میں کم تر ہوگا کہ اگر تیری ملکیت میں ہوتا جو کچھ کہ زمین میں ہے یعنی زمین کے بھر سونا ہوتا تو کیا تو اس کو عذاب کے عوض دیتا؟ تو وہ کہے گا کہ ہاں! تو اللہ فرمائے گا کہ میں نے تو تجھ سے اس سے بھی آسان تر چیز مانگی تھی اور حالانکہ تو آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا سو تو نے اس کو نہ مانا بجز اس کے کہ تو میرے ساتھ شریک کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٦٠٧٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ

٦٠٧٣۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ كَأَنَّهُمُ الثَّعَارِيرُ قُلْتُ مَا الثَّعَارِيرُ قَالَ الضَّغَابِيسُ وَكَانَ قَدْ سَقَطَ فَمُهُ فَقُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ أَبَا مُحَمَّدٍ سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَخْرُجُ بِالشَّفَاعَةِ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمْ.

نے فرمایا کہ نکالے جائیں گے دوزخی کچھ ساتھ شفاعت کے جیسے وہ تعاریر ہیں میں نے کہا کیا چیز ہے تعاریر؟ کہا چھوٹی لکڑی اور اس کے دانت گر پڑے تھے یعنی اسی واسطے اسے تعاریث کے ساتھ کہا بدلے شین کے تو میں نے عمرو بن دینار سے کہا کہ اے ابو محمد! کیا تو نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہتے تھے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نکالے جائیں گے دوزخ سے کچھ لوگ ساتھ شفاعت کے؟ اس نے کہا ہاں۔

فائدہ: اور مراد تشبیہ سے وصف ساتھ سفیدی اور پتلے ہونے کے ہے اور یہ تشبیہ ساتھ صفت ان کی کے ہے بعد اس کے کہ آب حیات کی نہر میں جم اٹھیں گے اور جب پہلے پہل آگ سے نکالے جائیں گے تو کوئلے کی طرح ہوں گے جیسا کہ آتا ہے اس حدیث میں جو اس کے بعد ہے اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکالے جائیں گے دوزخ سے جیسے وہ تل کی لکڑیاں ہیں تو داخل کیے جائیں گے نہر میں سو اس میں نہائیں گے پھر نکالے جائیں گے جیسے سفید کاغذ ہیں جب تل نکال کے اس کی لکڑیوں کو پھینکا جاتا ہے تو وہ سیاہ اور پتلی ہو جاتی ہیں اور روایت کی بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا سو کہا کہ عنقریب ہے اس امت میں ایک قوم پیدا ہوگی جو حد رجم کو جھوٹا جانے گی اور دجال کی خبر کو جھوٹا جانیں گے اور قبر کے عذاب کو جھوٹا جانیں گے اور شفاعت کو جھوٹا جانیں گے اور جھوٹا جانیں گے ان لوگوں کو جو آگ سے نکالے جائیں گے کہا ابن بطال نے کہ انکار کیا ہے معتزلہ اور خوارج نے شفاعت سے بیچ نکالنے گنہگاروں کے دوزخ سے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ﴾ وغیرہ ذلك من الآیات اور جواب دیا ہے اہل سنت نے ساتھ اس کے کہ وہ آیات کافروں کے حق میں ہیں اور آئی ہیں بیچ ثابت کرنے شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیثیں متواتر اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا ﴿عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ اور کہا جمہور نے کہ مراد ساتھ اس کے شفاعت ہے اور مبالغہ کیا ہے واحدی نے سو نقل کیا ہے اس نے اس میں اجماع کو لیکن اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف جو آئی ہے مجاہد سے اور اس کو ضعیف کہا ہے اور کہا اکثر اہل تاویل نے کہ مقام محمود وہ ہے جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوں گے تا کہ راحت دیں ان کو موقف قیامت کی مصیبت سے نقل کیا ہے اس کو طبری نے پھر حدیثیں چند روایت کیں کہ بعض میں ان میں سے تصریح ہے ساتھ اس کے اور بعض میں مطلق شفاعت ہے سو منجملہ ان کے حدیث سلمان رضی اللہ عنہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت آپ کی امت کے حق میں قبول کرے گا اور روایت کی اوس نے ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مراد مقام محمود سے شفاعت ہے اور منجملہ ان کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مراد مقام محمود سے شفاعت ہے اور روایت کی کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور میری امت ایک بلند ٹیلے میں ہوں گے تو میرا رب مجھ کو پوشاک سبز پہنا دے گا پھر مجھ کو اجازت ہوگی تو میں کہوں گا جو اللہ چاہے سو یہی ہے مقام محمود اور روایت کی قتادہ سے کہ ذکر کیا گیا ہمارے واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول شفاعت کرنے والے ہیں اور اہل علم کہتے تھے کہ یہی ہے مقام محمود اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع ہے کہ بیشک میں قیامت کے دن مقام محمود میں کھڑا ہوں گا جب کہ تم لائے جاؤ گے ننگے پاؤں ننگے بدن پھر اللہ مجھ کو جوڑا پہنائے گا سو میں اس کو پہن کر عرش کی دائیں طرف کھڑا ہوں گا اس مقام میں کہ رشک کریں گے اس سے پہلے لوگ اور پچھلے لوگ اور روایت کی مجاہد سے کہ مراد مقام محمود سے شفاعت ہے اور حسن کے طریق سے بھی اسی طرح ہے اور کہا لیث نے مجاہد سے کہ مراد مقام محمود سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ کرسی پر بٹھلائے گا کہا طبری نے کہ اول قول مجاہد کا اولیٰ ہے اور دوسرا بھی مرفوع نہیں نہ نقل کی جہت سے نہ قیاس کی جہت سے کہا ابن عطیہ نے یہ اسی طرح ہے جب کہ حمل کیا جائے گا اس کو اس چیز پر جو اس کے لائق ہے اور مبالغہ کیا ہے واحدی نے اس قول کے رد میں اور راجح یہ ہے کہ مراد ساتھ مقام محمود کے شفاعت ہے لیکن جو شفاعت کہ وارد ہوئی ہے ان حدیثوں میں جو مذکور ہیں مقام محمود میں دو قسم پر ہے اول شفاعت عامہ ہے بیچ فیصلہ کرنے قضا کے اور دوسری شفاعت بیچ نکالنے گنہگاروں کے دوزخ سے کہا ماوردی نے کہ اختلاف ہے مقام محمود میں تین قول پر پھر شفاعت اور اجلاس اور تیسرا قول دینا جھنڈا احمد کا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن اور ثابت کیا ہے اس کے غیر نے چوتھا قول کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور جبرائیل علیہ السلام کے درمیان ہوں گے تو سب لوگ اس سے رشک کریں گے اور پانچواں قول یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی تعریف کریں گے اور ممکن ہے رد کرنا سب اقوال کا طرف شفاعت عامہ کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حمد کا جھنڈا دینا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کی تعریف کرنا اور آپ کا اللہ کے آگے کلام کرنا اور کرسی پر بیٹھنا اور کھڑا ہونا قریب تر جبریل علیہ السلام سے یہ سب مقام محمود کی صفات ہیں جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے تاکہ خلق کے درمیان فیصلہ کی جائے اور بہر حال شفاعت کرنا آپ کا بیچ نکالنے گنہگاروں کے دوزخ سے سو اس کے توابع سے ہے اور اختلاف ہے حمد کے فاعل میں کہ کون تعریف کرے گا سو اکثر کا قول یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے اہل موقف ہیں اور بعض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی خود حمد کریں گے عاقبت اس مقام کے کی ساتھ تہجد پڑھنے آپ کے رات میں اور اول قول راجح ہے واسطے اس چیز کے کہ ثابت ہو چکی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ مقام محمود یعنی کل اہل موقف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کریں گے اور جائز ہے کہ حمل کیا جائے اوپر عام تر معنی کے اس سے یعنی وہ مقام کہ تعریف کرے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اس میں کھڑا ہوگا اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچائے گا اور

وہ مطلق ہے ہر اس چیز میں کہ حاصل کرے حمد کو انواع کرامات سے اور مستحسن جانا ہے اس کو ابو حیان نے اور تائید کی اس نے اس کے ساتھ اس کی کہ وہ نکرہ ہے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ نہیں ہے مراد مقام مخصوص کہا ابن بطال نے تسلیم کیا ہے بعض معتزلوں نے واقع ہونا شفاعت کا لیکن خاص کیا ہے انہوں نے اس کو ساتھ اس شخص کے جس نے کبیرے گناہ کیے ہوں اور ان سے توبہ کی ہو اور ساتھ صغیرے گناہوں والے کے جو مر گیا اصرار کرنے والا اوپر اس کے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ان کے قاعدے سے ہے یہ کہ جو گناہ سے توبہ کرے اس کو عذاب نہیں ہوتا اور یہ کہ کبیرے گناہوں سے بچنا کفارہ ہے صغیرے گناہوں کا سو لازم ہے اس کے قائل پر کہ اپنے اصول کی مخالفت نہ کرے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے کوئی مغائرت دونوں قولوں میں اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی مانع اس سے کہ حصول اس کا دونوں فریقوں کے واسطے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوا ہو ساتھ شفاعت کے لیکن جو اس کو قصر کرتا ہے وہ دلیل کا محتاج ہے جو مخصص ہو اور دعوات کے اول میں گزر چکا ہے اشارہ طرف اس حدیث کی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری غفاعت میری امت کے کبیرے گناہ والوں کے واسطے ہے کہا عیاض نے کہ ثابت کیا ہے معتزلوں نے شفاعت عامہ کو راحت دینے سے موقف کی سختیوں سے اور وہ خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ ہمارے کے اور شفاعت بیچ بلند کرنے درجوں کے اور ان دونوں کے سوائے اور شفاعت سے انکار کیا ہے میں کہتا ہوں کہ معتزلہ دوسری شفاعت کو نہیں مانتے کہا نووی رحمہ اللہ نے عیاض کا تابع ہو کر کہ شفاعت پانچ قسم پر ہے، اول بیچ راحت دینے کے ہول موقف سے، دوسری بیچ داخل کرنے ایک قوم کے بہشت میں بغیر حساب کے، تیسری بیچ داخل کرنے ان لوگوں کے جو حساب کیے گئے اور عذاب کے مستحق ہوئے یہ کہ ان کو عذاب نہ ہو، چوتھی بیچ نکالنے گنہگاروں کے دوزخ سے، پانچویں بیچ بلند کرنے درجوں کے اور اول قسم کی دلیل کا بیان سترہویں حدیث کی شرح میں آئے گا اور دوسری کی دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہے حضرت ﷺ کے قول کے جواب میں امتی امتی اللہ نے فرمایا کہ میں داخل کروں گا بہشت میں تیری امت سے ان لوگوں کو جن پر کچھ حساب نہیں اور ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے کہ دلیل اس کی سوال کرنا ہے حضرت ﷺ کا زیادتی کو ستر ہزار سے جو داخل ہوں گے بہشت میں بغیر حساب کے سو حضرت ﷺ کی دعا قبول ہوئی اور تیسری شفاعت کی دلیل قول حضرت ﷺ کا ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو مسلم میں ہے اور تمہارے پیغمبر پل صراط پر ہوں گے کہیں گے الٰہی! پناہ، الٰہی! پناہ اور اس کے واسطے شواہد ہیں جو سترہویں حدیث کی شرح میں آئے گے اور چوتھی شفاعت کی دلیل بھی میں نے وہاں ذکر کی ہے اور پانچویں شفاعت کی دلیل یہ حدیث حضرت ﷺ کی ہے جو مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں بہشت میں اسی طرح کہا ہے بعض نے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ ٹھہرایا ہے بہشت کو ظرف واسطے شفاعت کے میں کہتا ہوں کہ اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ ظرف ہے اول شفاعت میں جو خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے

اور جو مطلوب ہے اس جگہ وہ ہے کہ شفاعت کی جائے اس کے واسطے کہ نہیں پہنچا ہے عمل اس کا عالی درجے کو یہ کہ پہنچے عالی درجے کو حضرت ﷺ کی شفاعت سے اور اشارہ کیا ہے عیاض نے کہ ایک چھٹی شفاعت بھی ہے اور وہ شفاعت حضرت ﷺ کی ہے ابوطالب کے حق میں جو آپ کے چچا ہیں اور بعض نے ساتویں شفاعت کو بھی زیادہ کیا ہے اور وہ شفاعت حضرت ﷺ کی اہل مدینہ کے واسطے ہے واسطے دلیل اس حدیث کے جو مسلم میں ہے کہ جو مدینے کی سختیوں پر صبر کرے گا میں اس کے واسطے گواہ اور شفیع ہوں گا لیکن یہ شفاعت پہلی پانچ سے خارج نہیں اور ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس سے ہو سکے کہ مدینے میں مرے تو چاہیے کہ کرے کہ بیشک میں شفاعت کروں گا اس کے واسطے جو مدینے میں مرا اور زیادہ کی تھی قرطبی نے یہ شفاعت کہ حضرت ﷺ اول شافع ہیں بیچ داخل ہونے امت آپ کی کے بہشت میں سب لوگوں سے پہلے اور اس شفاعت کو جدا بیان کیا ہے نقاش نے اور دلیل اس کی آئے گی شفاعت کی حدیث دراز میں اور نیز زیادہ کی ہے نقاش نے شفاعت حضرت ﷺ کی اپنی امت کے اہل کبائر کے حق میں اور نہیں ہے یہ وارد اس واسطے کہ وہ داخل ہوتی ہے تیسری میں یا چوتھی میں اور ظاہر ہوئی ہے میرے واسطے بعد تلاش کے اور شفاعت اور وہ شفاعت حضرت ﷺ کی اس شخص کے حق میں ہے جس کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں یہ کہ داخل ہو وہ بہشت میں اور سند اس کی وہ چیز ہے جو روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ سابق داخل ہوگا بہشت میں بغیر حساب کے اور میانہ رو اللہ کی رحمت سے اور اپنے نفس کا ظالم اور اصحاب اعراف داخل ہوں گے اس میں حضرت ﷺ کی شفاعت سے اور راجح تر قول اصحاب اعراف میں یہ ہے کہ اصحاب اعراف وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہیں اور ایک شفاعت اور بھی ہے اور وہ شفاعت حضرت ﷺ کی ہے اس شخص کے حق میں جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور کبھی کوئی نیکی نہ کی ہو اور سند اس کی روایت حسن کی ہے انس رضی اللہ عنہ سے کما سیاتی بیانہ فی شرح الباب یلیہ اور نہیں مانع ہے اس سے قول اللہ تعالیٰ کا حضرت ﷺ کے واسطے ﴿لَیْسَ ذٰلِكَ اِلَیْكَ﴾ اس واسطے کہ نفی متعلق ہے ساتھ مباشرت اخراج کے ورنہ نفس شفاعت تو حضرت ﷺ سے صادر ہوئی اور قبول ہونا اس کا بھی واقع ہوا اور اس کا اثر اس پر مترتب ہوا سو وارد پانچ پر چار ہیں اور جو ان کے سوائے ہیں وہ وارد نہیں۔ (فتح)

٦٠٧٤۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بَعْدَ مَا مَسَّهُمْ مِّنْهَا سَفْعٌ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فَيُسَمِّيْهِمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ.

٦٠٧٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نکالی جائے گی ایک قوم دوزخ سے اس کے بعد کہ ان کو ان کی سوختگی سے سیاہی پہنچے گی یعنی اس میں جل کر کالے ہو جائیں گے پھر داخل کیے جائیں گے بہشت میں اور بہشتی لوگ ان کو جہنمی کہیں گے یعنی ان کا لقب جہنمی ہوگا۔

فائدہ: اور نسائی کی روایت میں ہے کہ بہشتی لوگ ان کو جہنمی کہیں گے اور اللہ فرمائے گا کہ یہ لوگ اللہ کے آزاد کیے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آزاد کیے اللہ کے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ لوگ اللہ سے دعا کریں گے تو اللہ ان سے یہ نام دور کرے گا۔ (فتح)

٦٠٧٥۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُوْ بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُوْلُ اللّٰهُ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ فَيُخْرَجُوْنَ قَدِ امْتُحِشُوْا وَعَادُوْا حُمَمًا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهَرِ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ أَوْ قَالَ حَمِيَّةِ السَّيْلِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّهَا تَنْبُتُ صَفْرَآءَ مُلْتَوِيَةً.

٦٠٧٥۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب داخل ہو چکیں گے بہشتی لوگ بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں تو اللہ فرمائے گا کہ جن کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو تو اس کو نکالو یعنی دوزخ سے سو نکالے جائیں گے جلے بھنے ہوئے چنگاڑے ہوئے سو ڈالے جائیں گے آبِ حیات کی نہر میں تو وہ اس سے جم اٹھیں گے جیسے سیلاب کے کوڑے میں خودرو دانہ جم اٹھتا ہے یا راوی نے کہا حمیۃ السیل مطلب ایک ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ اُگتا ہے زرد آپس میں لپٹا ہوا یعنی تازہ اور بارونق۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب التوحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور اس کے فائدے آئندہ باب کی شرح میں آئیں گے اور استدلال کیا ہے غزالی نے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ جس کے دل میں ایمان ہو اوپر نجات اس شخص کے جس نے یقین کیا ساتھ اس کے اور موت اس کو اس کے ساتھ بولنے سے مانع ہوئی یعنی اس کو زبان سے کہنے کی فرصت نہ ملی اور کہا اس کے حق میں جو اس پر قادر ہو سو اس نے اس میں تاخیر کی اور زبان سے اس کو نہ کہا احتمال ہے کہ ہو باز رہنا اس کا بولنے سے ساتھ اس کے بجائے باز رہنے اس کے نماز سے سو آگ میں ہمیشہ نہ رہے گا اور اس میں بھی احتمال ہے اور ترجیح دی ہے اس کے غیر نے دوسرے احتمال کو سو حاجت ہے تاویل کی اس کے قول میں فی قلبه سو مقدر ہوگا اس میں محذوف تقدیر اس کی یہ ہے ضم کیا گیا طرف بولنے کے ساتھ اس کے باوجود قدرت کے اوپر اس کے۔ (فتح)

٦٠٧٦۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا

٦٠٧٦۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ بیشک سب دوزخیوں سے

إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ تُوْضَعُ فِيْ أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَةٌ يَغْلِيْ مِنْهَا دِمَاغُهُ.

زیادہ تر ہلکے عذاب والا قیامت کے دن وہ مرد ہے کہ اس کے دونوں قدموں کے نیچے گہری جگہ میں انگارا رکھا جائے گا جس سے اس کا دماغ ابلے گا۔

فائدہ: آئندہ روایت میں ہے کہ اس کے قدم کے نیچے دو چنگاڑے ہوں گے تو احتمال ہے کہ ہو اقتصار ایک پر واسطے دلالت کے دوسرے پر واسطے علم سامع کے کہ ہر آدمی کے دو قدم ہیں اور اخمص اس جگہ کو کہتے ہیں کہ جو پاؤں کے نیچے کی طرف سے چلتے وقت زمین پر نہیں لگتی۔ (فتح)

۶۰۷۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ عَلٰى أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ وَالْقُمْقُمُ.

۶۰۷۷۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ سب دوزخیوں سے زیادہ تر ہلکے عذاب والا قیامت کے دن وہ شخص ہے کہ رکھے جائیں گے اس کے دونوں قدموں کے نیچے اس جگہ میں جو چلتے وقت زمین پر نہیں لگتی دو چنگاڑے جن سے اس کا دماغ ابلے گا جیسے دیگچی یا چاہ دانی گرم پانی کرنے والی اُبلتی ہے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ اس ترکیب میں نظر ہے کہا عیاض نے کہ ٹھیک یہ ہے کہ دونوں میں واؤ عطف کی ہے اور ایک روایت میں شک کے ساتھ ہے۔

۶۰۷۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ النَّارَ فَأَشَاحَ بِوَجْهِهٖ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَأَشَاحَ بِوَجْهِهٖ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

۶۰۷۸۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا دوزخ کو اور اس سے منہ پھیرا اور اس سے پناہ مانگی پھر ذکر کیا دوزخ کو سو اس سے منہ موڑا اور پناہ مانگی پھر فرمایا بچو آگ سے اگرچہ آدھی کھجور ہی دے کر سہی اور جس کو آدھی کھجور بھی نہ ملے تو نیک بات کے سبب سے دوزخ سے بچے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٦٠٧٩۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ أَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِيْ مِنْهُ أُمُّ دِمَاغِهِ.

٦٠٧٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے چچا ابو طالب کا ذکر ہوا سو فرمایا اُمید ہے کہ قیامت کے دن اس کو میری شفاعت فائدہ دے گی سو ڈالا جائے گا دوزخ کے پایاب یعنی پچھلی آگ میں جو اس کے دونوں ٹخنوں تک پہنچے گی جس سے اس کا اصل دماغ ابلے گا۔

فائدہ: اور ظاہر ہوا ہے عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے واقع ہونا اس امید کا اور وہ حدیث یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو طالب دوزخ کی پاثیاب آگ میں ہے اگر میں نہ ہوتا تو دوزخ کی نیچی تہ میں ہوتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ابو طالب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا نے آپ کو پرورش کیا اور ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حامی اور مددگار رہا اس واسطے دوزخ میں اس پر ہلکا عذاب ہوا اور مشکل جانا گیا ہے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اُمید ہے کہ میری شفاعت اس کو فائدہ دے گی ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ﴾ اور جواب یہ ہے کہ یہ آیت مخصوص ہے اسی واسطے علماء نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے شمار کیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ آیت میں نفع دینے کے معنی اور ہیں اور حدیث میں نفع دینے کے معنی اور ہیں پس مراد آیت میں نکالنا ہے دوزخ سے اور مراد حدیث میں نفع دینا ہے ساتھ تخفیف اور ہلکا کرنے عذاب کے اور ساتھ اس جواب کے جزم کیا ہے قرطبی نے بعث میں اور حمل کیا ہے اس کو بعض اہل نظر نے اس پر کہ واقع ہوتا ہے کافر کو عذاب اس کے کفر پر اور اس کے گناہوں پر سو جائز ہے کہ اللہ بعض کافروں سے ان کے بعض گناہوں کی سزا اتار دے واسطے خوش کرنے دل شافع کے نہ بطور ثواب دینے کے واسطے کافر کے اس واسطے کہ اس کی نیکیاں اس کے کفر پر مرنے کے سبب اڑتی خاک کی طرح اڑ جاتی ہیں اور روایت کی مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ کافر کو تو اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں دیا جاتا ہے یہاں تک کہ جب آخرت کی طرف پہنچایا جاتا ہے تو اس کے واسطے کوئی نیکی نہیں ہوتی کہا قرطبی نے اور اختلاف ہے اس شفاعت میں کہ کیا یہ زبان قال سے ہے یا زبان حال سے اور اول مشکل ہے ساتھ آیت کے اور جواب اس کا جائز ہونا تخصیص کا ہے اور دوسرے قول پر اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جب ابو طالب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام اور حمایت میں مبالغہ کیا تو بدلا گیا اس پر ساتھ اس کے کہ اس پر عذاب ہلکا ہوا تو اس کی شفاعت کہا گیا واسطے ہونے اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے اور نیز جواب دیا جاتا ہے اس سے ساتھ اس کے کہ مخفف عنہ نے جب اثر تخفیف کا نہ پایا تو گویا کہ اس نے اس کے ساتھ

نفع نہ اٹھایا اور تائید کرتا ہے اس کی وہ اعتقاد کرتا ہے کہ نہیں ہے آگ میں کوئی جو اس سے زیادہ تر سخت عذاب میں ہو اور اس کا سبب یہ ہے کہ دوزخ کا عذاب تھوڑا بھی ایسا سخت ہے کہ پہاڑوں کو بھی طاقت نہیں پس معذب واسطے مشغول ہونے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے اس پر صادق آتا ہے کہ نہیں حاصل ہوا اس کے واسطے فائدہ پانا ساتھ تخفیف کے اور کبھی موافق ہے اس کو جو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں کہ ابو لہب خواب میں دیکھا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے تمہارے بعد کوئی بھلائی نہیں دیکھی لیکن مجھ کو پانی پلایا گیا اس سبب سے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا یعنی جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لڑکپن میں دودھ پلایا تھا اور کہا قرطبی نے جائز ہے کہ بعض کافروں کو نیکیوں کے سبب سے آخرت میں عذاب کی تخفیف ہو لیکن یہ بحث قیاسی معارض ہے اس آیت کو ﴿وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا﴾۔ (فتح)

٦٠٨٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا عَلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ الَّذِيْ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ وَيَقُوْلُ ائْتُوْا نُوْحًا أَوَّلَ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ فَيَأْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ ائْتُوْا إِبْرَاهِيْمَ الَّذِي اتَّخَذَهُ اللّٰهُ خَلِيْلًا فَيَأْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ ائْتُوْا مُوْسَى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ فَيَأْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ ائْتُوْا عِيْسٰى فَيَأْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ ائْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٠٨٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ جمع کرے گا لوگوں کو قیامت کے دن سو کہیں گے کہ اگر ہم سفارش کروائیں اپنے رب کے پاس تاکہ ہم اس جگہ سے راحت پائیں تو خوب بات ہے سو وہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو یوں کہیں گے کہ تو وہ ہے کہ اللہ نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور تجھ میں اپنی روح پھونکی اور حکم کیا فرشتوں کو سو انہوں نے تجھ کو سجدہ کیا ہماری سفارش کیجیے ہمارے رب کے پاس یعنی تاکہ ہم کو راحت دے اس جگہ کی تکلیف سے تو آدم علیہ السلام کہے گا کہ میں اس جگہ کے لائق نہیں یعنی میرا رتبہ اس رتبے سے کم ہے یا یہ مکان میرا نہیں بلکہ میرے غیر کا ہے اور یاد کرے گا اپنی خطا کو یعنی جو اس سے ہوئی سو شرمائے گا اپنے رب سے اس خطا کے سبب سے لیکن تم جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس کہ وہ پہلا رسول ہے کہ اللہ نے اس کو بھیجا سو وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہے گا کہ اس مقام کے لائق میں نہیں اور یاد کرے گا اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی لیکن تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جس کو اللہ نے اپنا دوست بنایا سو وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو ابراہیم علیہ السلام

وَسَلَّمَ فَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُونِي فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّي فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُقَالُ لِي ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَحْمَدُ رَبِّي بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِي ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا ثُمَّ أُخْرِجُهُمْ مِّنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَقَعُ سَاجِدًا مِثْلَهُ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ حَتّٰى مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَكَانَ قَتَادَةُ يَقُوْلُ عِنْدَ هٰذَا أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ.

کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کریں گے اپنی خطا کو جوان سے ہوئی لیکن تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جس سے اللہ نے بلا واسطہ کلام کیا سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو موسیٰ علیہ السلام کہے گا کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا اپنی خطا کو جو اس سے ہوئی لیکن تم جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سو وہ لوگ آئیں گے عیسیٰ علیہ السلام کے پاس تو عیسیٰ علیہ السلام کہے گا کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ بیشک اس کے اگلی پچھلی بھول چوک معاف ہوگئی سو وہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا یعنی شفاعت میں بھی یعنی تو مجھ کو اجازت ملے گی سو جب کہ میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو اللہ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ وہ چاہے گا پھر مجھ کو حکم ہوگا کہ اے محمد! اپنا سر اٹھا لے مانگ تجھ کو دیا جائے گا اور کہہ سنا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی ویسی تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی یعنی اتنے لوگوں کی مغفرت ہوئی تو میں اتنے لوگوں کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ آؤں گا اور سجدے میں گروں گا مثل اس کی تیسری بار یا چوتھی بار میں یہاں تک کہ دوزخ میں کوئی باقی نہ رہے گا مگر وہی شخص جس کو قرآن نے بند کیا اور قتادہ راوی اس کے نزدیک کہتا تھا یعنی واجب ہوا ان پر ہمیشہ رہنا دوزخ میں۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ اللہ جمع کرے گا لوگوں کو قیامت کے دن تو معبد بن ہلال کی روایت میں ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو موج ماریں گے آدمی بعض بعض میں اور اول حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ میں سردار ہوں آدمیوں کا

قیامت کے دن جمع کرے گا اللہ اگلے پچھلے سب آدمیوں کو ایک میدان میں سنائے گا ان کو بلانے والا اور گزرے گی ان میں نظر اور قریب ہوگا آفتاب سو پہنچے گی لوگوں کو وہ مصیبت جس کی ان کو طاقت نہ ہوگی اور پسینہ لوگوں کے منہ میں داخل ہوگا اور مقداد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے نزدیک مسلم کے کہ قریب ہو جائے گا آفتاب یہاں تک کہ ہو جائے گا لوگوں سے بقدر میل کے اور عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں سردار ہوں سب آدمیوں کا قیامت کے دن بغیر فخر کے اور کوئی آدمی نہیں مگر کہ میرے جھنڈے کے نیچے ہوگا منتظر ہوگا کہ مشکل کب آسان ہو اور میرے ساتھ حمد کا جھنڈا ہوگا لیکن جو لوگ کہ شفاعت طلب کریں گے وہ صرف ایماندار لوگ ہوں گے اور یہ شفاعت اس وقت طلب کریں گے جب کہ بہشت قریب کی جائے گی اور یہ جو فرمایا کہ یاد کرے گا آدم علیہ السلام اپنی خطا کو یعنی اس کا بہشت کے درخت سے کھانا اور حالانکہ اس سے منع کیا گیا تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ میں اپنی خطا کے سبب سے بہشت سے نکالا گیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آدم علیہ السلام کہے گا کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا ہے اور ایسا غضبناک ہونا کہ ویسا نہ کبھی اس سے پہلے غضبناک ہوا ہے اور نہ اس سے پیچھے ہوگا اور اس نے مجھ کو درخت کھانے سے منع کیا تھا سو میں نے اس کی نافرمانی کی نفسی نفسی نفسی یعنی نفس میرا مستحق ہے مغفرت کا اور نوح علیہ السلام کی خطا کا بیان ہشام کی روایت میں یہ آیا ہے کہ یاد کرے گا نوح علیہ السلام سوال کرنا اس کا رب سے جس کا اس کو علم نہیں تھا اور ایک روایت میں ہے کہ نوح علیہ السلام کہے گا کہ میرے واسطے ایک دعا تھی کہ میں نے اس کے ساتھ اپنی قوم پر بد دعا کی اور غرق کیا میں نے اہل زمین کو یعنی نوح علیہ السلام دو عذر کریں گے ایک یہ کہ اللہ نے ان کو منع کیا ہے کہ سوال کریں اللہ سے جس کا ان کو علم نہیں سو ڈریں گے کہ ہو شفاعت ان کی اہل موقف کے حق میں اس قلیل کے حق میں دوسرا یہ کہ ان کے واسطے ایک دعا تھی جس کا قبول ہونا یقینی تھا سو وہ دعا ان کی تو اہل غرق کے حق میں قبول ہوئی سو ڈریں گے کہ اللہ سے دعا کریں اور ان کی دعا قبول نہ ہو اور ابراہیم علیہ السلام کی خطا کا بیان دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام یوں کہیں گے کہ میں نے تین بار جھوٹ بولا ایک یہ کہا ﴿إِنِّي سَقِيمٌ﴾ میں بیمار ہوں اور دوسرا قول ان کا ﴿فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ﴾ یعنی ان کے بڑے نے کیا ہے تیسرا قول ان کا اپنی عورت کے واسطے کہ اس کو خبر دینا کہ میں تیرا بھائی ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان تینوں باتوں میں سے کوئی جھوٹ نہیں مگر کہ جھگڑا کیا ساتھ اس کے اللہ کے دین سے اور کہا بیضاوی نے حق یہ ہے کہ تینوں باتیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معاریض کلام سے ہیں لیکن چونکہ ظاہر میں ان کی صورت کذب کی ہے تو اس سے خوف کیا واسطے حقیر جاننے اپنے نفس کے شفاعت سے باوجود واقع ہونے اس کے اور موسیٰ علیہ السلام کے گناہ کا بیان دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں نے قتل کیا اس جان کو جس کے قتل کرنے کا حکم نہ تھا اور عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں پوجا گیا اور الٰہ بنایا گیا سوائے اللہ اللہ کے یعنی نصاریٰ نے مجھ کو اللہ کا بیٹا بنایا اور یہ جو کہا کہ لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس کی اگلی پچھلی بھول چوک

معاف ہو چکی ہے کہا عیاض نے کہ اختلاف ہے اس آیت کی تاویل میں ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ بعض نے کہا کہ پہلے وہ گناہ ہیں جو پیغمبر ہونے سے پہلے ہیں اور پچھلے عصمت ہے اور بعض نے کہا وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے سہو سے یا تاویل سے اور بعض نے کہا کہ پہلے گناہ آدم علیہ السلام کے ہیں اور پچھلے آپ کی امت کے اور بعض نے کہا معنی یہ ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخشے گئے ہیں نہیں ہے مؤاخذہ اوپر آپ کے اگر واقع ہو، میں کہتا ہوں اور لائق ساتھ اس مقام کے چوتھا قول ہے اور بہرحال قول تیسرا اس جگہ حاصل نہیں ہوتا اور یہ جو عیسیٰ علیہ السلام نے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کہا اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا آج میں بخشا جاؤں تو کافی ہے باوجود اس کے کہ موسیٰ علیہ السلام بخشے گئے ہیں ساتھ نص قرآن کے تو مستفاد ہوتا ہے اس سے تفرقہ درمیان اس شخص کے جس سے کوئی چیز واقع ہوئی اور جس سے کوئی چیز بالکل واقع نہیں ہوئی اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام باوجود واقع ہونے مغفرت کے ان کے واسطے نہیں رفع ہوا خوف ان کا اس کے مؤاخذے سے اور اپنے نفس میں قصور دیکھا شفاعت کے مقام سے باوجود اس چیز سے کہ صادر ہوئی ان سے برخلاف ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سب باتوں میں اور اسی واسطے حجت پکڑی عیسیٰ علیہ السلام نے ساتھ اس کے کہ وہی ہیں صاحب شفاعت کے اس واسطے کہ ان کی اگلی پچھلی بھول چوک معاف ہوگئی یعنی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ نہ مؤاخذہ کرے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گناہ پر اگر آپ سے واقع ہو اور نضر بن انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک میں دیکھتا ہوں گا اپنی امت کو پل صراط سے گزرتے کہ اچانک عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو کہیں گے اے محمد! یہ پیغمبر لوگ تیرے پاس آئے ہیں تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ دعا کیجیے کہ متفرق کرے امتوں کو جہاں چاہے واسطے اس غم کے کہ اس میں ہیں سو فائدہ دیا اس روایت نے معین کرنا موقف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کا اس وقت اور یہ چیز جو وصف کی گئی کلام اہل موقف کے سے واقع ہو گا کل یہ کھڑا کرنے پل صراط کے بعد ساقط ہونے کافروں کے بیچ دوزخ کے اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کریں گے اور یہ جو فرمایا کہ میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا تو کہا عیاض نے یعنی شفاعت میں اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا اذن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بیچ داخل ہونے بہشت کے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں اول اول بہشت کا دروازہ کھلواؤں گا اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ میں بہشت کا دروازہ پکڑ کر دستک دوں گا تو کہا جائے گا یہ کون ہے؟ تو میں کہوں گا کہ میں محمد ہوں سو فرشتے میرے واسطے دروازہ کھولیں گے اور مجھ کو مرحبا کہیں گے تو میں سجدے میں گروں گا اور ایک روایت میں ہے کہ بہشت کا دربان کہے گا کہ مجھ کو حکم ہے کہ میں تجھ سے پہلے کسی کے واسطے دروازہ نہ کھولوں اور یہ جو فرمایا کہ میں اللہ کی تعریف کروں گا جو میرا رب مجھ کو سکھلائے گا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں اب ان پر قادر نہیں اور میں سجدے میں پڑا رہوں گا بقدر ایک جمعہ کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں تعریف کی ساتھ اس کے کسی نے مجھ سے پہلے اور نہ تعریف کرے گا

ساتھ اس کے کوئی مجھ سے پیچھے اور یہ جو کہا کہ میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی یعنی بیان کی جائے گی میرے واسطے ہر طور میں اطوار شفاعت سے ایک حد کہ میں اس کے پاس کھڑا ہوں گا سو میں اس سے نہ بڑھوں گا جیسے کہے گا کہ میں نے تیری شفاعت قبول کی اس شخص کے حق میں جس نے جماعت کی نماز میں قصور کیا پھر اس کے حق میں جس نے نماز میں قصور کیا پھر اس کے حق میں جس نے شراب پی پھر اس کے حق میں جس نے زنا کیا، وعلی ھذا القیاس اسی طرح ذکر کیا ہے اس کو طیبی نے اور دلالت کرتا ہے سیاق حدیثوں کا اس پر کہ مراد ساتھ اس کے تفصیل مراتب ان لوگوں کی ہے جو نکالے جائیں گے نیک عملوں میں جیسا کہ واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہ نکالا جائے گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں جو کے دانے کے برابر ایمان ہو پھر جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو پھر جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو اور یہ جو کہا کہ پھر میں ان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا تو کہا داؤدی نے کہ اس حدیث میں اشکال ہے اور یہ اس واسطے کہ اول حدیث میں ذکر شفاعت کا ہے بیچ راحت دینے کے موقف سے اور اس کے آخر میں ذکر شفاعت کا ہے بیچ نکالنے کے دوزخ سے یعنی اور یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوگا بعد پھرنے کے موقف سے اور گزرنے کے پل صراط پر اور ساقط ہونے اس کے جو ساقط ہوگا بیچ اس حالت کے آگ میں پھر واقع ہوگی اس کے بعد شفاعت بیچ نکالنے کے دوزخ سے اور یہ اشکال قوی ہے اور البتہ جواب دیا ہے اس سے عیاض نے اور پیروی کی ہے اس کی نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے ساتھ اس کے کہ واقع ہوا ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مقرون ساتھ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعد قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **فیاتون محمدا فیقوم ویؤذن له** یعنی شفاعت میں اور بھیجی جائے امانت اور رشتہ داری تو دونوں پل صراط کے دائیں بائیں کھڑے ہوں گے سو گزرے گا اول تمہارا بجلی کی طرح، الحدیث کہا عیاض نے پس ساتھ اس کے متصل ہو گی کلام اس واسطے کہ وہ شفاعت کہ لوگوں نے پناہ پکڑی ہے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ اس کے وہ راحت دینا ہے موقف کی سختی سے پھر آئے گی شفاعت بیچ نکالنے کے دوزخ سے اور البتہ واقع ہوا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یعنی جو آئندہ باب میں آتی ہے بعد ذکر جمع ہونے کے موقف میں حکم کرنا ہر امت کو ساتھ پیروی کرنے ہر چیز کے جس کو پوجتے تھے پھر الگ کرنا منافقوں کا ایمانداروں سے پھر واقع ہونا شفاعت کا بعد رکھنے پل صراط کے اور گزرنے کے اوپر اس کے سو گویا کہ حکم کرنا ہر امت کو ساتھ پیروی کرنے اپنے معبود کے وہ اول فیصلہ کرنا قضا کا ہے اور راحت دینا موقف کی سختیوں سے اور ساتھ اس وجہ کے جمع ہوں گے متن حدیثوں کے اور مرتب ہوں گے ان کے معنی، میں کہتا ہوں سو گویا کہ بعض راوی نے یاد رکھا جو دوسرے بعض نے یاد نہیں رکھا اور عنقریب آئے گا بقیہ اس کا بیچ شرح حدیث آئندہ باب کے اور اس میں ہے یہاں تک کہ آئے گا مرد سو نہ چل سکے گا مگر گھٹنوں کے بل اور پل صراط کے دونوں جانب میں آنکڑے ہیں مامور ہیں ساتھ پکڑنے اس شخص کے کہ حکم کیے گئے ہیں ساتھ اس کے سو

بعض مخدوش ہو کر نجات پائے گا اور بعض مکدوش ہو کر آگ میں گرے گا سو اس سے ظاہر ہوا کہ اول اول شفاعت حضرت ﷺ کی یہ ہے کہ خلق کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا اور یہ کہ شفاعت کرنا ان لوگوں کے حق میں جو دوزخ میں گر پڑیں گے واقع ہوگا اس کے بعد اور واقع ہوا ہے یہ صریح ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ساتھ اس لفظ کے کہ قریب ہو جائے گا آفتاب یہاں تک کہ پہنچے گا پسینہ آدھے کان تک ہو جس حالت میں کہ وہ اسی حال میں ہوں گے کہ فریاد رسی چاہیں گے آدم علیہ السلام سے پھر موسیٰ علیہ السلام سے پھر محمد ﷺ سے سو حضرت ﷺ شفاعت کریں گے تا کہ خلق کے درمیان فیصلہ کیا جائے سو چلیں گے یہاں تک کہ دروازے کا حلقہ پکڑیں گے سو وہی دن ہے کہ کھڑا کرے گا کہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کو مقام محمود میں کہ کل خلقت آپ کی تعریف کرے گی اور واقع ہوا ہے صور کی حدث دراز میں جو ابو یعلیٰ کے نزدیک ہے سو میں کہوں گا اے رب! تو نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ کیا ہے سو میری شفاعت قبول کر بہشتیوں کے حق میں کہ بہشت میں داخل ہوں تو اللہ فرما دے گا کہ میں نے تیری شفاعت ان کے حق میں قبول کی اور میں نے ان کو اجازت دی بہشت میں داخل ہونے کی ، میں کہتا ہوں اور اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ عرض اور میزان اور اعمال ناموں کا اوڑنا واقع ہوگا اس جگہ میں پھر پکارے گا پکارنے والا کہ چاہیے کہ پیروی کرے ہر امت اپنے معبود کی سو گر پڑیں گے کفار آگ میں پھر الگ کیا جائے گا منافقوں کو مسلمانوں سے ساتھ امتحان سجدہ کرنے کے وقت کھولنے پنڈلی کے پھر حکم ہوگا پل صراط کے کھڑا کرنے کا اور اس پر گزرنے کا سو بجھایا جائے گا نور منافقوں کا تو وہ بھی آگ میں گر پڑیں گے اور گزرے گا اس پر ایماندار طرف بہشت کی اور جو گنہگار ایماندار ہوں گے ان میں سے بعد تو دوزخ میں گر پڑے گا اور بعض نجات پائے گا لیکن قنطرہ پر کھڑا کیا جائے گا تا کہ ان کا آپس میں بدلا لیا جائے پھر داخل ہوں گے بہشت میں اور اس کی تفصیل آئندہ آئے گی باب کی شرح میں ، انشاء اللہ تعالیٰ اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض بدعتیوں مرجیوں نے ساتھ احتمال مذکور کے اپنے دعویٰ میں کہ امت محمدی ﷺ سے بالکل کوئی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے کہ آگ ان کو جلائے گی اور اس چیز کے کہ آئی ہے بیچ نکالنے کے دوزخ سے وہ سب محمول ہے اوپر اس چیز کے کہ واقع ہوگی ان کے واسطے سختی سے موقف میں اور یہ تمسک باطل ہے اور قوی تر چیز جو رد کرتی ہے اوپر ان کے وہ چیز ہے جو پہلے گزری زکوٰۃ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مانع زکوٰۃ کے حق میں کہ اونٹوں کا کوئی ایسا مالک نہیں جس نے ان کا حق ادا نہ کیا یعنی ان کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی مگر کہ قیامت کے دن وہ اونٹ آئیں گے جیسے کبھی نہ تھے اور ان کا مالک برابر میدان میں لٹایا جائے گا سو وہ اونٹ اس کو اپنے پاؤں سے کچلیں گے اور اپنے منہ سے کاٹیں گے اور اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے پھر اپنی راہ دیکھے گا یا بہشت کی طرف یا دوزخ کی طرف ، الحدیث بطولہ اور اس میں ذکر ہے سونے اور چاندی اور گائے اور بکریوں کا اور

یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر عذاب کرنے اس شخص کے کہ چاہے گا اللہ تعالیٰ گنہگاروں سے ساتھ آگ کے حقیقۃً زیادہ موقف کی مصیبت سے اور واقع ہوئی ہے بیچ سبب نکالنے باقی موحدین کے آگ سے وہ چیز جو پہلے گزری کہ کافر لوگ موحدین سے کہیں گے کہ فائدہ دیا تم کو لا الہ الا اللہ کے کہنے نے اور حالانکہ تم ہمارے ساتھ دوزخ میں ہو تو اللہ ان کے واسطے غصہ کرے گا اور ان کو دوزخ سے نکالے گا اور یہ حدیث بھی رد کرتی ہے بدعتیوں پر جو مذکور ہوئے اور یہ جو فرمایا کہ پھر میں سجدے میں گروں گا تیسری بار میں یا چوتھی بار میں تو ایک روایت میں چوتھی بار آیا ہے بغیر شک کے سو میں کہوں گا کہ نہیں باقی رہا اس میں مگر جس کو قرآن نے بند کیا اور اس میں ہے کہ اللہ فرمائے گا کہ یہ تیرے واسطے نہیں اور یہ کہ اللہ نکالے گا دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اگرچہ کبھی کوئی نیکی نہ کی ہو بنا بر اس کے پس قول حضرت ﷺ کا الا من حبسه القرآن شامل ہے کفار کو اور بعض گنہگاروں کو ان لوگوں میں سے جن کے حق میں قرآن میں ہمیشہ رہنا وارد ہوا ہے پھر نکالے گا اللہ گنہگاروں کو اپنی مٹھی میں اور کافر لوگ اس میں باقی رہیں گے اور ہوگی مراد ساتھ تخلید کے بیچ حق گنہگاروں کے جو مذکور ہوئے باقی رہنا دوزخ میں بعد نکالنے ان لوگوں کے جو ان سے پہلے نکلے اور یہ حدیث باب کے اخیر میں قتادہ کا قول ہے الا من حبسه القرآن کی تفسیر میں یعنی جن پر واجب ہوا ہمیشہ رہنا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض بدعتیوں نے اپنے دعویٰ میں کہ جو گنہگاروں میں سے دوزخ میں داخل ہوگا وہ اس سے کبھی نہیں نکلے گا واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا﴾ اور جواب دیا ہے اہل سنت نے ساتھ اس کے کہ وہ آیت کافروں کے حق میں اتری اور بر تقدیر تسلیم وہ عام تر ہے اس سے سو البتہ ثابت ہو چکی ہے تخصیص موحدین کے ساتھ نکالنے کے دوزخ سے اور شاید کہ ہمیشہ رہنا اس شخص کے حق میں ہے جو پیچھے رہے گا بعد شفاعت کرنے سب شافعین کے یہاں تک کہ نکالے جائیں گے ساتھ مٹھی ارحم الراحمین کے کما سیاتی بیانه فی الباب الذی بعده سو ہوگی مراد تابید سے تابید موقت یعنی ہمیشہ رہنا ایک وقت معین تک اور کہا عیاض نے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس شخص نے جو جائز رکھتا ہے خطا کو پیغمبروں کے حق میں مانند قول ہر پیغمبر کے جو اس میں مذکور ہے اور جواب دیا ہے اس نے اصل مسئلے سے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے اختلاف بیچ معصوم ہونے ان کے کفر سے بعد پیغمبر ہونے کے اور اسی طرح اس سے پہلے بھی صحیح قول پر اور اسی طرح قول ہے کبیرے گناہ میں بنا بر تفصیل مذکور کے اور ملحق ہے ساتھ کبیرے گناہوں کے جو قصور وار کرے فاعل کو صغیرے گناہوں سے اور اسی طرح ہے قول بیچ ہر اس چیز کے کہ قادح ہو ابلاغ میں قول کی جہت سے اور اختلاف ہے فعل میں سو بعض نے تو اس کو منع کیا ہے یہاں تک کہ بھول میں بھی اور جائز رکھا ہے جمہور نے سہو کو لیکن نہیں حاصل ہوتی ہے تمادی اور اختلاف ہے اس چیز میں کہ سوائے ان کے ہے سب صغیرے گناہوں سے سو ایک جماعت اہل نظر کا تو یہ مذہب ہے کہ پیغمبر لوگ ان سے مطلق معصوم ہیں اور تاویل کیا ہے انہوں نے

آیتوں اور حدیثوں کو جو وارد ہیں بیچ اس کے اور منجملہ اس کے ایک تاویل یہ ہے کہ جو صغیرہ گناہ ان سے صادر ہو یا تو ہو گا ساتھ بعض پیغمبروں سے یا ساتھ سہو کے یا ساتھ اجازت کے لیکن ڈرے کہ نہ ہو یہ موافق ان کے مقام کو سو ڈرے اخذ سے یا عتاب سے کہا اس نے اور یہ راجح تر سب قولوں میں اور نہیں ہے وہ مذہب معتزلوں کا اگرچہ وہ پیغمبروں کو مطلق معصوم کہتے ہیں اس واسطے کہ جگہ نزاع ان کی بیچ اس کے یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آدمی گناہوں سے مطلق کافر ہو جاتا ہے اور نہیں جائز ہے پیغمبر پر کفر اور ہماری جگہ نزاع کی یہ ہے کہ امت پیغمبر کی مامور ہے ساتھ پیروی کرنے پیغمبر کی اس کے افعال میں سو اگر جائز ہو اس سے واقع ہونا گناہ کا تو البتہ لازم آئے حکم کرنا ساتھ ایک چیز کے اور نہی کے اس سے ایک حالت میں اور یہ باطل ہے کہا عیاض نے اور تمام وہ چیز جو ذکر کی گئی ہے باب کی حدیث میں نہیں خارج ہے اس چیز سے جو ہم نے کہی اس واسطے کہ کھانا آدم علیہ السلام کا درخت کے پھل کو سہو سے تھا اور طلب کرنا نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کی نجات کو تاویل سے تھا اور ابراہیم علیہ السلام کی تین باتیں معاریض تھیں اور مراد ان کی ان سے خیر اور بھلائی تھی اور مقتول موسیٰ علیہ السلام کا کافر تھا اور اس حدیث میں اطلاق غضب کا اللہ پر یعنی اللہ غضبناک ہو گا اور مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے جو ظاہر ہو گی انتقام لینے اس کے سے اس سے جس نے اس کی نافرمانی کی اور وہ چیز کہ مشاہدہ کریں گے اس کو اہل موقف ہولوں سے کہ نہیں ہوئی مثل اس کی اور نہ ہوں گے اسی طرح تقریر کی ہے نووی رحمہ اللہ نے اور کہا اس کے غیر نے کہ مراد ساتھ غضب کے لازم اس کا ہے اور وہ ارادہ بدی کے پہنچانے کا ہے بعض کے واسطے اور قول آدم علیہ السلام کا اور جو ان کے بعد ہیں نفسی نفسی نفسی یعنی میرا نفس ہے مستحق اس کا کہ اس کے واسطے شفاعت کی جائے اس واسطے کہ جب مبتدا اور خبر ایک ہو تو مراد اس سے بعض ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ ایک محذوف ہو اور اس میں تفضیل دینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام خلق پر اس واسطے کہ رسول اور پیغمبر اور فرشتے افضل ہیں غیروں سے اور البتہ ظاہر ہو چکی ہے فضیلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوپر ان کے اس مقام میں کہا قرطبی نے اور اگر نہ ہوتا فرق درمیان اس شخص کے جو کہے نفسی نفسی اور درمیان اس کے جو کہے امتی امتی تو البتہ کافی ہوتا اور اس میں تفضیل ہے ان پیغمبروں کی جو مذکور ہیں بیچ اس کے ان پیغمبروں پر جو اس میں مذکور نہیں واسطے لائق ہونے ان کے ساتھ اس مقام عظیم کے سوائے اور پیغمبروں کے اور احتمال ہے کہ خاص کیے گئے ہوں ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ پانچوں صاحب شرع کے ہیں کہ عمل کیا ہے ساتھ اس کے ان لوگوں نے جو درمیان ان کے ہیں جو اول مذکور ہوئے اور جو ان کے بعد ہیں اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں سوائے اس کے جو مذکور ہوئے جو بڑے آدمی سے کوئی ضروری کام طلب کرے تو اس کو چاہیے کہ سوال سے پہلے مسئول کی صفت کرے اس کی خوب تر صفتوں سے اور اشرف بڑائیوں سے تاکہ ہو یہ زیادہ باعث اس کے سوال قبول کرنے پر اور یہ کہ جب مسئول نہ قادر ہو اوپر حاصل کرنے اس چیز کے جو سوال کیا گیا تو عذر کرے جو اس سے قبول کیا جائے اور راہ بتلائے سائل کو اس شخص کی طرف جو گمان ہو کہ وہ کامل

ہے بیچ قائم ہونے کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے الدال علی الخیر کفاعله اور یہ کہ وہ ثنا کرے مدلول علہ کی اس کی ان صفتوں سے جو تقاضا کرتی ہیں اس کی لیاقت کو اور تا کہ ہو زیادہ تر باعث واسطے قبول ہونے اس کے عذر کے بیچ بار رہنے کے اور اس میں عمل کرنا ہے ساتھ عام کے پہلے بحث کرنے کے تخصیص سے واسطے دلیل قصے نوح علیہ السلام کے بیچ طلب کرنے نجات بیٹے اپنے کے اور کبھی تمسک کرتا ہے ساتھ اس کے جو دیکھتا ہے ساتھ عکس اس کے اور یہ کہ لوگ قیامت کے دن اپنی حاجت میں اللہ کی طرف پیغمبروں سے وسیلہ پکڑیں گے جیسے دنیا میں اپنی حاجتوں میں اللہ کی طرف وسیلہ پکڑتے تھے اور اس کا باعث الہام ہے اور یہ کہ بعض بعض سے مشورہ لیں گے اور جمع ہوں گے چیز مطلوب پر اور یہ کہ بھلائی جائے گی ان سے بعض وہ چیز جو دنیا میں جانتے تھے اس واسطے کہ سائلوں میں وہ لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے اس حدیث کو سنا ہوگا اور باوجود اس کے کسی کو یاد نہ ہوگا کہ یہ مقام ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے اس واسطے کہ اگر ان کو یاد ہوتا تو پہلے پہل سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے اور نہ محتاج ہوتے طرف پھر جانے کی ایک پیغمبر سے دوسرے پیغمبر کی طرف اور شاید اللہ نے ان کو یہ بھلا دیا واسطے حکمت کے کہ مرتب ہوتی ہے اوپر اس کے ظاہر کرنے فضیلت ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے۔ (فتح)

٦٠٨١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ.

۶۰۸۱۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکالی جائے گی ایک قوم دوزخ سے ساتھ شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر داخل ہوں گے بہشت میں اور ان کا لقب جہنمی ہوگا۔

٦٠٨٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ حَارِثَةَ أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ هَلَكَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ غَرْبُ سَهْمٍ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْتَ مَوْقِعَ حَارِثَةَ مِنْ قَلْبِيْ فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ لَمْ أَبْكِ عَلَيْهِ وَإِلَّا سَوْفَ تَرٰى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ لَهَا هَبِلْتِ أَجَنَّةٌ وَّاحِدَةٌ هِيَ إِنَّهَا

۶۰۸۲۔ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کی ماں سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور البتہ حارثہ رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے دن شہید ہوا تھا اس کو ایک تیر لگا جس کا مارنے والا معلوم نہ تھا تو اس نے کہا یا حضرت! البتہ آپ کو معلوم ہے جگہ حارثہ کی میرے دل سے یعنی آپ کو معلوم ہے کہ مجھ کو کس قدر پیارا تھا سو اگر وہ بہشت میں ہو تو اس پر نہ روؤں ورنہ آپ دیکھیں گے جو میں کروں گی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو نے فرزند کو گم کیا ہے کیا ایک بہشت ہے یا بہت بہشتیں ہیں

جِنَانٌ كَثِيرَةٌ وَإِنَّهُ فِي الْفِرْدَوْسِ الْأَعْلٰى.

اور بیشک وہ اونچی بہشت میں ہے۔

٦٠٨٣۔ وَقَالَ غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ أَوْ مَوْضِعُ قَدَمٍ مِّنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ نِسَآءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى الْأَرْضِ لَأَضَآءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيْحًا وَلَنَصِيفُهَا يَعْنِي الْخِمَارَ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا.

۶۰۸۳۔اور فرمایا کہ اللہ کی راہ یعنی جہاد میں صبح یا شام کو کوشش کرنا بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے اور البتہ تمہاری کمان یا قد کے برابر بہشت سے مکان بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے اور اگر بہشتیوں کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو البتہ روشن کرے اس چیز کو کہ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے یعنی تمام دنیا کو روشن کر ڈالے اور البتہ تمام دنیا کو خوشبو سے بھرے اور البتہ اوڑھنی اس کی بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر بہشت کی عورتوں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو سورج اور چاند کی روشنی جاتی رہے اور واقع ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں نزدیک ابی الدنیا کے کہ اگر وہ اپنی اوڑھنی نکالے تو البتہ ہو جائے آفتاب نزدیک حسن اس کے کی مثل بتی کے بہ نسبت سورج کے کہ اس کے واسطے روشنی نہیں ہوتی اور اگر اپنے چہرے سے جھانکے تو البتہ بھرے حسن اس کا درمیان زمین اور آسمان کے اور اگر اپنی ہتھیلی نکالے تو البتہ مبتلا ہو جائے خلق اس کے حسن سے۔ (فتح)

٦٠٨٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ الْجَنَّةَ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ لَوْ أَسَآءَ لِيَزْدَادَ شُكْرًا وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ أَحْسَنَ لِيَكُونَ عَلَيْهِ حَسْرَةً.

۶۰۸۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں کوئی مگر کہ اس کو دکھلایا جائے گا اس کا دوزخ کا مکان اگر وہ برائی کرتا تا کہ زیادہ شکر کرے اور نہ داخل ہوگا کوئی دوزخ میں مگر کہ دکھلایا جائے گا اس کو اس کا بہشت کا مکان اگر وہ نیکی کرتا تا کہ اس کو افسوس ہو۔

فائدہ: اور ابن ماجہ میں سند صحیح کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ واقع ہوگا نزدیک سوال کرنے کے قبر میں اور اس میں ہے کہ کھولی جائے گی اس کے واسطے ایک کھڑکی دوزخ کی طرف سے سو وہ اس کی طرف دیکھے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ دیکھ اس چیز کی طرف جس سے اللہ نے تجھ کو بچایا اور ایک روایت میں ہے کہ بہشتی کو دوزخ دکھلائیں گے اور کہیں گے کہ اگر تو برائی کرتا تو اس جگہ میں ہوتا تو وہ زیادہ شکر کرے گا کہ اللہ نے اپنے کرم سے مجھ

کو ایسی بلا سے بچایا اور دوزخی کو بہشت دکھلائی جائے گی کہ اگر تو نیکی کرتا تو اس مکان میں ہوتا تو اس کو افسوس پر افسوس ہوگا۔

٦٠٨٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لَّا يَسْأَلَنِيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيْثِ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قِبَلِ نَفْسِهٖ.

٦٠٨٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! بڑا سعادت مند آپ کی شفاعت کا قیامت کے دن کون ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں جان چکا تھا اے ابو ہریرہ! کہ مجھ سے اس بات کو تجھ سے پہلے کوئی نہ پوچھے گا اس واسطے کہ میں دیکھ چکا تھا تیری حرص کو حدیث کے دریافت کرنے پر زیادہ تر سعادت مند لوگوں میں سے میری شفاعت کا قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جس نے لا الہ الا اللہ کو اپنے دل سے خالص ہو کر کہا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ اس شفاعت کے جو اس جگہ سوال کی گئی ہے بعض قسم شفاعت کی ہے اور وہ شفاعت وہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے امتی امتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جائے گا کہ نکال دوزخ سے جس کے دل میں اس قدر ایمان ہو سو زیادہ تر سعادت مند ساتھ اس شفاعت کے وہ شخص ہوگا جس کا ایمان کامل ہوگا اپنے نیچے والے سے اور بہر حال شفاعت عظمیٰ بیچ راحت دینے موقف کے مصیبت سے سو زیادہ تر سعادت مند ساتھ اس کے وہ شخص ہے جو اول اول بہشت میں جائے گا اور وہ لوگ وہ ہیں جو داخل ہوں گے بہشت میں بغیر حساب کے پھر وہ لوگ جو ان سے ملتے ہوں گے اور وہ لوگ وہ ہیں جو داخل ہوں گے بہشت میں بغیر عذاب کے اس کے بعد کہ ان کا حساب ہوگا اور مستحق عذاب ہوں گے پھر وہ شخص جس کو آگ کی سوختگی پہنچے گی اور نہ گرے گا اس میں اور حاصل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اسعد میں اشارہ ہے طرف اختلاف مراتب ان کے کی سبقت میں طرف دخول کی ساتھ اختلاف مراتب ان کے کی اخلاص میں اور ساتھ اس تقریر کے کہ ظاہر ہوگا کہ اسعد اپنے باب پر ہے تفضیل سے اور کہا بیضاوی نے احتمال ہے کہ مراد وہ شخص ہو جس کے واسطے کوئی عمل نہ ہو جس کے ساتھ رحمت اور اخلاص کا مستحق ہو اس واسطے کہ اس کو شفاعت کی حاجت اکثر ہے۔ (فتح)

٦٠٨٦۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ

٦٠٨٦۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں جانتا ہوں جو دوزخ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ كَبْوًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْاٰى فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰى فَيَقُوْلُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْاٰى فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰى فَيَقُوْلُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ تَسْخَرُ مِنِّيْ أَوْ تَضْحَكُ مِنِّيْ وَأَنْتَ الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ وَكَانَ يَقُوْلُ ذَاكَ أَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً.

والوں میں سے سب سے پیچھے دوزخ سے نکلے گا اور جو سب سے پیچھے بہشت میں داخل ہو گا ایسا مرد ہو گا جو دوزخ سے نکلے گا گھٹنوں کے بل گھسٹتا یعنی جیسے چھوٹا لڑکا گھسٹتا ہے سو اللہ اس سے کہے گا جا بہشت میں داخل ہو تو وہ بہشت میں آئے گا تو اس کے خیال میں ایسا آئے گا کہ بہشت بالکل بھری ہے یعنی کہیں اس میں جگہ نہیں سو وہ پھر آئے گا سو کہے گا یا رب! میں نے تو اس کو بھرا پایا تو اللہ اس سے فرمائے گا کہ جا بہشت میں داخل ہو پھر وہ بہشت میں آئے گا تو اس کے خیال میں بھری معلوم ہو گی تو واپس لوٹ آئے گا سو کہے گا اے میرے رب! میں نے اس کو بھرا پایا تو اللہ اس سے فرمائے گا کہ جا بہشت میں داخل ہو سو البتہ تیرے واسطے تو دنیا برابر جگہ ہے اور دس گنی دنیا کے یا یوں فرمایا کہ بیشک تیرے لیے دنیا کی دس گنی جگہ ہے تو وہ کہے گا اے میرے رب کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے یا مجھ سے ہنستا ہے بادشاہ ہو کر؟ کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی نے کہ البتہ میں نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ یہ حدیث فرما کر ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپ کے اندر کے دانت ظاہر ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ کہتے تھے کہ یہ شخص رتبے میں ادنیٰ بہشتی ہے یعنی جب ادنیٰ بہشتی کا یہ رتبہ ہے کہ اس جہان کا دس گنا اس کا مکان ہو گا تو عمدہ مرتبے والوں کے مکان اللہ جانے کتنے بڑے اور کیسے ہوں گے؟۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان اگرچہ گناہوں کے سبب دوزخ میں پڑے گا لیکن آخر کار اس کی نجات ہو گی اور بہشت ملے گی اور معلوم ہوا کہ بہشت کی وسعت اور فراخی بے حد اور بے حساب ہے آدمی کے خیال میں نہیں آ سکتی اور یہ جو اس نے کہا کہ تو مجھ سے مذاق کرتا ہے تو کہا مازری نے کہ یہ مشکل ہے اور تفسیر ضحک کی ساتھ رضا کے نہیں حاصل ہوتی ہے اس جگہ لیکن چونکہ مذاق کرنے والے کی عادت ہے کہ ہنستا ہے اس سے جس کو مذاق کرتا ہے

تو ذکر کیا گیا ساتھ اس کے اور بہر حال نسبت سخریت کی اللہ کی طرف تو وہ بطورِ مقابلے کے ہے اگرچہ اس کو دوسری جانب میں لفظ میں ذکر نہیں کیا لیکن جب اس نے ذکر کیا کہ اللہ نے عہد کیا تو اتارا گیا فعل اس کا بجائے مذاق کرنے والے کے اور گمان کیا ہے اس نے کہ بیچ قول اللہ تعالیٰ کے اس کے واسطے کہ داخل ہو بہشت میں اور تردد کرنے اس کے طرف اس کی اور گمان کرنے اس کے کہ وہ بھری ہوئی ہے ایک قسم مذاق کرنا ہے جزا اس کے فعل کی تو مسخری کے بدلے کا نام بھی مسخری رکھا گیا اور جائز رکھا ہے عیاض نے یہ کہ اس مرد نے یہ بات کہی اس حال میں کہ غیر ضابط تھا جاتی رہے عقل اس کی خوشی سے ساتھ اس چیز کے جو اس کے دل میں نہ گزری تھی یعنی اس نے خوشی سے بیہوش ہو کر یہ بات کہی اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ جب اللہ نے اس کو دوزخ سے خلاص کیا تو اس نے کہا کہ البتہ اللہ نے مجھ کو وہ چیز دی جو نہیں دی کسی کو اولین اور آخرین سے اور بعض نے کہا کہ یہ اس نے اس واسطے کہا کہ وہ ڈرا کہ بدلا دیا جائے گا اس چیز کا جو تھی اس سے دنیا میں سستی سے بندگی میں اور گناہ کرنے سے مانند فعل مذاق کرنے والوں کے کی تو گویا کہ اس نے کہا کہ تو مجھ کو بدلا دیتا ہے اس چیز کا جو مجھ سے ہوئی پس وہ مانند قول اللہ کے کی ہے ﴿سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ﴾ اور یہ جو فرمایا اللہ نے ﴿اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ﴾ یعنی اتارتا ہے ان پر بدلا ان کے مذاق کا اور کہا بیضاوی نے کہ نسبت ضحک یعنی ہنسنے کی اللہ کی طرف مجاز ہے ساتھ معنی رضا کے اور ہنسنا حضرت ﷺ کا حقیقت پر ہے اور ہنسا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بطورِ اتباع کے ہے۔ (فتح)

۶۰۸۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ.

۶۰۸۷۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے کہا کیا آپ نے ابو طالب کو کچھ فائدہ پہنچایا؟۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ آپ کی حمایت کرتا تھا اور آپ کے واسطے غصہ کرتا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں وہ دوزخ کی پایاب آگ میں ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کی نیچی تہ میں ہوتا۔ (فتح)

بَابٌ الصِّرَاطُ جَسْرُ جَهَنَّمَ

صراط پل ہے دوزخ کا یعنی کھڑا کیا گیا ہے دوزخ پر واسطے گزرنے مسلمانوں کے اس کے اوپر سے طرف بہشت کی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے جو باب فضل سجود میں ہے یہ لفظ ہے ثم یضرب الصراط سو شاید اشارہ کیا ہے اس نے ترجمہ میں اس کی طرف۔ (فتح)

٦٠٨٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيْدٌ وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أُنَاسٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُوْنَهٗ سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيْتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيْهَا مُنَافِقُوْهَا فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ فِيْ غَيْرِ الصُّوْرَةِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا أَتَانَا رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ فِي الصُّوْرَةِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُوْنَهٗ وَيُضْرَبُ جِسْرُ جَهَنَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُّجِيْزُ وَدُعَاءُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ

٦٠٨٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے کہا یا حضرت! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا تم کو کچھ تردد اور ہجوم ہوتا ہے سورج کے دیکھنے میں جس وقت کہ آسمان صاف ہو بدلی نہ ہو؟ اصحاب نے کہا کہ نہیں یا حضرت! فرمایا بھلا تم کو شک پڑتا ہے چودھویں رات کے چاند دیکھنے میں جس وقت کہ آسمان صاف ہو بدلی نہ ہو؟ اصحاب نے کہا کہ نہیں یا حضرت! فرمایا سو بیشک تم قیامت کے دن اللہ کو بھی اسی طرح دیکھو گے حق تعالیٰ لوگوں کو جمع کرے گا تو فرمائے گا کہ جو جس چیز کو پوج رہا ہو تو اس کا ساتھ دے یعنی اپنے معبود کے ساتھ دوزخ میں جائے سو جو شخص کہ آفتاب کو پوجتا ہوگا تو آفتاب کے ساتھ جائے گا اور جو شخص دیو، بھوت اور بتوں کو پوجتا ہوگا وہ ان کے ساتھ جائے گا یعنی تو ان کے معبودان کو دوزخ میں لے جائیں گے اور یہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم باقی رہ جائے گی اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے تو حق تعالیٰ مسلمانوں پر ظاہر ہو گا اس صفت میں جو ان کے اعتقاد کے مخالف ہے سو فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں مسلمان کہیں گے نعوذ باللہ اللہ ہم کو تجھ سے پناہ میں رکھے ہم اس مکان میں منتظر ہیں یہاں تک کہ ہمارا رب ہم پر ظاہر ہو سو جب کہ ہمارا رب ہم پر ظاہر ہوگا تو ہم اس کو پہچان لیں گے پھر حق تعالیٰ ان پر ظاہر ہوگا اس صفت پر جو ان کے اعتقاد کے موافق ہے سو فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو مسلمان کہیں گے ہاں تو ہمارا رب ہے سو اس کا اتباع کریں گے یعنی اس کے حکم کا اور دوزخ کی پشت پر پل صراط رکھا جائے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو میں اور میری امت سب سے پہلے عبور کریں گے یعنی اور پیغمبروں

اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَبِهٖ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ أَمَا رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهَا لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ فَتَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ مِنْهُمُ الْمُوْبَقُ بِعَمَلِهٖ وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُوْ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَآءِ بَيْنَ عِبَادِهٖ وَأَرَادَ أَنْ يُّخْرِجَ مِنَ النَّارِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُّخْرِجَ مِمَّنْ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَمَرَ الْمَلَآئِكَةَ أَنْ يُّخْرِجُوْهُمْ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِعَلَامَةِ آثَارِ السُّجُوْدِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ مِنِ ابْنِ آدَمَ أَثَرَ السُّجُوْدِ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ قَدِ امْتُحِشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَآءٌ يُقَالُ لَهٗ مَآءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ مِّنْهُمْ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهٖ عَلَى النَّارِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ قَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَأَحْرَقَنِيْ ذَكَاؤُهَا فَاصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللّٰهَ فَيَقُوْلُ لَعَلَّكَ إِنْ أَعْطَيْتُكَ أَنْ تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهٗ فَيَصْرِفُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ ثُمَّ يَقُوْلُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَا رَبِّ قَرِّبْنِيْ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ أَلَيْسَ قَدْ زَعَمْتَ أَنْ لَّا تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهٗ وَيْلَكَ ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ فَيَقُوْلُ لَعَلِّيْ إِنْ أَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ تَسْأَلُنِيْ

کے سوائے اس دن کوئی نہ بول سکے گا اور پیغمبروں کا قول اس دن یہ ہو گا الٰہی! پناہ الٰہی! پناہ اور دوزخ میں آنکڑے ہیں جیسے سعدان کے کانٹے سعدان ایک جھاڑی کا نام ہے اس کے کانٹے سر کج ہوتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ اصحاب نے کہا ہاں یا حضرت! تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو وہ دوزخ کے آنکڑے بھی سعدان کے کانٹوں کی طرح ہیں مگر یہ کہ سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کتنے کتنے بڑے ہیں تو وہ آنکڑے لوگوں کو دوزخ کے اندر پل صراط سے کھینچ لیں گے ان کے بد اعمال کے سبب سے سو بعض آدمی تو اپنے عمل سے ہلاک ہو جائے گا اور بعض آدھ موا نجات پانے تک یا بیہوش ہو جائے گا یہاں تک کہ جب حق تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فراغت کرے گا اور چاہے گا کہ نکالے دوزخ والوں میں سے اپنی رحمت سے جس کو چاہے تو فرشتوں کو حکم کرے گا کہ دوزخ سے اس کو نکالیں جس نے کہ اللہ کے ساتھ کچھ شرک نہ کیا ہو جس پر اللہ نے رحمت کا ارادہ کیا ہو جو کہ لا الہ الا اللہ کہتا ہو تو فرشتے اس کو دوزخ میں پہچان لیں گے ان کے سجدے کے نشان سے پہچانیں گے آگ آدمی کو جلا ڈالے گی مگر سجدے کے نشان کو اللہ نے دوزخ پر سجدے کا مکان جلانا حرام کیا ہے تو دوزخ سے نکالے جائیں گے جلے بھنے ہوئے پھر ان پر آبِ حیات چھڑکا جائے گا تو وہ اس سے زندہ ہو جائیں گے جیسے پانی کے بہاؤ کے کوڑے میں دانہ جم اٹھتا ہے پھر حق تعالیٰ بندوں کا فیصلہ کر چکے گا اور ایک مرد باقی رہ جائے گا دوزخ کا سامنے کیے ہوئے اور وہ اہل بہشت سے سب سے پیچھے بہشت میں داخل ہو گا تو وہ کہے گا اے میرے رب! میرا منہ دوزخ کی

غَيْرَهُ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ فَيُعْطِي اللّٰهَ مِنْ عُهُوْدٍ وَّمَوَاثِيْقَ أَنْ لَّا يَسْأَلَهُ غَيْرَهُ فَيُقَرِّبُهُ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا رَأٰى مَا فِيْهَا سَكَتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ ثُمَّ يَقُوْلُ أَوَلَيْسَ قَدْ زَعَمْتَ أَنْ لَّا تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهُ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِيْ أَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ حَتّٰى يَضْحَكَ فَإِذَا ضَحِكَ مِنْهُ أَذِنَ لَهُ بِالدُّخُوْلِ فِيْهَا فَإِذَا دَخَلَ فِيْهَا قِيْلَ لَهُ تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَيَتَمَنّٰى ثُمَّ يُقَالُ لَهُ تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَيَتَمَنّٰى حَتّٰى تَنْقَطِعَ بِهِ الْأَمَانِيُّ فَيَقُوْلُ لَهُ هٰذَا لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا قَالَ عَطَآءٌ وَّأَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ جَالِسٌ مَعَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا يُغَيِّرُ عَلَيْهِ شَيْئًا مِنْ حَدِيْثِهِ حَتَّى انْتَهٰى إِلٰى قَوْلِهِ هٰذَا لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ حَفِظْتُ مِثْلُهُ مَعَهُ.

طرف سے پھیر دے کہ اس کی بدبو نے مجھ کو تنگ کر دیا اور اس کی لپٹ نے مجھ کو جلا ڈالا سو اللہ سے دعا کیا کرے گا جہاں تک کہ اللہ اس کو دعا کرنا چاہے گا پھر حق تعالیٰ فرمائے گا کہ اگر میں تیرا سوال پورا کروں تو اس کے سوائے تو کچھ اور بھی سوال کرے گا تو وہ شخص کہے گا کہ میں اس کے سوائے کچھ نہ مانگوں گا سو اپنے رب سے نہ مانگنے کا قول وقرار کرے گا جس طرح کہ اللہ چاہے گا تو اللہ اس کے منہ کو دوزخ کی طرف سے پھیر دے گا سو جب کہ وہ بہشت کی طرف منہ کرے گا اور اس کو دیکھے گا جتنا کہ اللہ چاہے گا پھر کہے گا اے میرے رب! مجھ کو آگے بڑھا دے بہشت کے دروازے تک تو حق تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تو قول وقرار نہیں کر چکا ہے کہ پہلے سوال کے سوائے مجھ سے اور سوال نہ کرے گا تیرا برا ہوا اے آدمی تو کیا ہے دغا باز ہے تو وہ مرد کہے گا اے میرے رب! اور اللہ سے دعا مانگے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ اگر میں تیرا مطلب پورا کر دوں تو اس کے سوائے کچھ اور بھی مانگے گا تو وہ کہے گا تیری عزت کی قسم ہے کہ نہ مانگو گا سو اپنے رب سے نہ مانگنے کا قول وقرار کرے گا تو اللہ اس کو بہشت کے دروازے پر کر دے گا سو جب بہشت کے دروازے پر کھڑا ہو گا تو تمام بہشت اس پر ظاہر ہو جائے گی سو اس کو نظر آئے گا جو کچھ کہ اس میں ہے نعمتوں اور فرحت سے تو چپ رہے گا جتنا کہ اللہ چاہے گا پھر کہے گا اے میرے رب! اب مجھ کو بہشت میں داخل کر تو حق تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کیا قول وقرار نہیں کر چکا کہ اب میں نہ مانگوں گا تیرا برا ہوا اے آدمی تو کیا ہی دغا باز ہے تو وہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری خلق میں بدبخت بے نصیب نہیں

ہونا چاہتا سو ہمیشہ دعا کرے گا یہاں تک کہ اللہ اس سے
راضی ہو جائے گا سو جب کہ اللہ راضی ہو گا تو فرمائے گا کہ جا
بہشت میں سو جب وہ بہشت میں جائے گا تو حق تعالیٰ اس
سے فرمائے گا کہ کسی چیز کی آرزو کر تو وہ مانگے گا اپنے رب
سے اور تمنا ظاہر کرے گا یہاں تک کہ اس پر کرم ہو گا کہ حق
تعالیٰ اس کو یاد دلائے گا تو کہے گا کہ فلانی چیز اور فلانی چیز
مانگ یہاں تک کہ اس کے سب ہوس اور خواہشیں ہو چکیں گی
تو حق تعالیٰ فرمائے گا کہ تیرے یہ سب سوال پورے ہوئے
اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور بھی۔

فائدہ: یہ جو کہا کیا ہم اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھیں گے؟ تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ نہیں واقع ہوا ہے سوال دیکھنے اللہ کے سے دنیا میں اور روایت کی مسلم نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جان رکھو کہ ہرگز نہ دیکھ سکو گے تم اپنے رب کو یہاں تک کہ مر جاؤ یعنی اللہ کا دیدار دنیا میں ممکن نہیں مرنے کے بعد آخرت میں ہو گا اور واقع ہوا ہے سبب اس سوال کا نزدیک ترمذی کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حشر کا ذکر کیا تو اصحاب نے یہ سوال کیا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں رات کے چاند کی طرف نظر کی پھر یہ حدیث فرمائی کہ بیشک تم اپنے رب کو دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو اور احتمال ہے کہ یہ کلام ان کی سوال کے وقت واقع ہوا ہے اور معنی تضارون کے یہ ہیں کہ نہ ضرر کرو گے تم کسی کو اور نہ ضرر کرے گا کوئی تم کو ساتھ تنازع کے اور مجادلہ اور مضائقہ کے اور یا اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ خلاف کرے گا بعض بعض کو کہ اس کو جھٹلائے اور اس سے تنازع کرے اور اس کو اس کے ساتھ ضرر دے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ حاجب اور نہ مانع ہو گا بعض تمہارا بعض کو دیدارِ الٰہی سے اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ نہ ظلم کیے جاؤ گے تم اس میں ساتھ اس کے کہ تم میں سے بعض کو اللہ کا دیدار ہو اور بعض کو نہ ہو کہ تم اس کو سب طرفوں میں دیکھو گے یا نہ جمع ہو گے اس کے دیدار کے واسطے ایک جہت میں اور نہ ضم ہو گا بعض تمہارا طرف بعض کے اس واسطے کہ وہ ایک جہت میں نہیں دیکھا جاتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ تم بھی اسی طرح اللہ کو دیکھو گے تو مراد تشبیہ دیکھنے کے ساتھ دیکھنے کے ہے بیچ واضح ہونے کے اور دور ہونے شک کے اور رافع ہونے مشقت اور اختلاف کے اور کہا بیہقی نے کہ تشبیہ ساتھ دیکھنے چاند کے واسطے متعین کرنے رؤیت کے ہے نہیں مراد ہے تشبیہ مروی کی کہ وہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ تمثیل واقع ہوئی بیچ تحقیق رؤیت کے نہ بیچ کیفیت کے اس واسطے کہ سورج اور چاند جگہ گیر ہیں اور حق سبحانہ وتعالیٰ اس سے پاک ہے اور

خاص کیا سورج اور چاند کو ساتھ ذکر کے باوجود اس کے کہ دیکھنا آسمان کا بغیر سحاب کے بڑی نشانی ہے اور بڑی پیدائش ہے مجرد سورج اور چاند سے واسطے اس چیز کے کہ خاص کیے گئے ہیں دونوں بڑی روشنی اور نور سے اس طور سے کہ ہوگئی تشبیہ ساتھ دونوں کے اس کے حق میں کہ وصف کیا جاتا ہے ساتھ جمال اور کمال کے شائع استعمال میں کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ دیکھنا مسلمانوں کا اپنے رب کو ممکن ہے اور انکار کیا ہے اس سے معتزلہ اور خارجیوں نے اور یہ ان کی جہالت اور بے علمی ہے سو البتہ دلالت کی دلیلوں سے کتاب اور سنت سے اور اجماع اصحاب اور اسلف امت نے اوپر ثابت ہونے دیدار الٰہی کے آخرت میں واسطے ایمانداروں کے اور جواب دیا ہے اماموں نے بدعتیوں کے اعتراضوں سے جوابات مشہورہ کے اور نہیں شرط ہے دیکھنے میں مقابل ہونا مروی کا اگرچہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ اس کے درمیان مخلوقین کے اور اعتراض کیا ہے ابن عربی نے اوپر روایت علا کے اور انکار کیا ہے اس نے زیادتی سے اور گمان کیا ہے اس نے کہ جو تکرار کہ باب کی حدیث میں واقع ہوا ہے ہوگا درمیان آدمیوں کے اور درمیان واسطہ کے اس واسطے کہ اللہ کافروں سے کلام نہیں کرے گا اور نہ اس کو دیکھیں گے اور بہر حال ایماندار لوگ سو نہ دیکھیں گے اللہ کو مگر بعد داخل ہونے کے بہشت میں بالا جماع اور یہ جو فرمایا کہ جمع کرے گا اللہ آدمیوں کو تو ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ جمع کرے گا اللہ قیامت کے دن اولین اور آخرین کو ایک میدان میں سو سنائے گا ان کو پکارنے والا اور نافذ ہوگی ان میں نظر یعنی ان کو پھاڑ کر پار نکل جائے گی اور بعض نے کہا کہ تمام آدمیوں کو استیعاب کرے گی اور بعض نے کہا کہ نافذ ہوگی ان میں نظر اللہ کی اور بعض نے کہا کہ مراد نظر آدمیوں کی ہے کہ ہر ایک آدمی سب خلق کو دیکھے گا اور یہ اولیٰ ہے کہا طیبی نے معنی یہ ہیں کہ وہ جمع کیے جائیں گے ایک مکان میں اس طور سے کہ کوئی کسی سے چھپا نہ رہے گا اگر کوئی بلانے والا ان کو بلائے تو اس کو سن لیں اور اگر کوئی دیکھنے والا ان کی طرف نظر کرے تو ان کو پائے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ داعی کے اس جگہ جو بلائے گا ان کو طرف عرض اور حساب کے اور واقع ہوا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک بیہقی وغیرہ کے کہ جب حشر ہوگا لوگوں کا تو کھڑے رہیں گے چالیس سال تک ان کی آنکھیں آسمان کی طرف لگی ہوں گی نہ کلام کرے گا ان سے اور آفتاب ان کے سر پر ہوگا یہاں تک کہ داخل ہوگا پسینہ ہر نیک و بد کے منہ میں واقع ہوا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک احمد کے کہ ہلکا کیا جائے گا وقوف ایماندار سے یہاں تک کہ ہو جائے گا بقدر فرض نماز کے اور ابو یعلیٰ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے مثل لٹکنے آفتاب کے کی واسطے غروب کے یہاں تک کہ غروب ہو اور طبرانی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ دن ایمانداروں پر دن کی ایک ساعت سے بلی زیادہ تر چھوٹا ہوگا اور آفتاب اور چاند کو خاص کیا واسطے تنویہ کے ساتھ ذکر دونوں کے واسطے بڑی ہونے پیدائش ان کی کے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ پھر پکارے گا پکارنے والے اے لوگو! کیا نہیں ہے یہ اللہ کا انصاف کہ ہر بندے کو

اس کے ساتھ کرے جس کو وہ پوجتا تھا تو لوگ کہیں گے کیوں نہیں! پھر اللہ فرمائے گا چاہیے کہ چلے ہر امت اپنے معبود کی طرف اور یہ جو فرمایا کہ جو طواغیت کو پوجتا تھا تو طواغیت جمع طاغوت کی ہے اور مراد اس سے شیطان اور بت ہے اور کہا طبری نے صواب میرے نزدیک یہ ہے کہ وہ ہر سرکش ہے جو سرکشی اللہ پر پوجا جائے سوائے اللہ کے یا ساتھ قہر کے اس سے اس کے واسطے جو اس کو پوجے یا ساتھ رغبت اور خواہش کے اس سے جو پوجے انسان ہو یا شیطان حیوان ہو یا جماد اور ان کو ان کے تابعدار اس وقت کہا جائے گا واسطے بدستور رہنے ان کے کے اوپر اعتقاد کے بیچ ان کے اور احتمال ہے کہ پیروی کریں ان کی ساتھ اس طور کے کہ ہانکے جائیں طرف آگ کی قہرًا اور واقع ہوا ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو توحید میں آئے گی کہ سولی والے اپنی سولی کے ساتھ جائیں گے اور بت پرست لوگ اپنے بتوں کے ساتھ جائیں گے اور ہر معبود والے اپنے معبود کے ساتھ جائیں گے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ جو پوجتا ہوگا شیطان کو اور مانند اس کی کو ان لوگوں سے کہ راضی ہوں ساتھ پوجنے کے یا جماد کو یا حیوان کو داخل ہیں بیچ اس کے اور بہر حال جو پوجتا ہے ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ راضی نہ ہو مانند فرشتوں اور عیسیٰ علیہ السلام کے تو نہیں لیکن واقع ہوا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جس کو پوجتے تھے ان کے واسطے اس کی صورت بنائی جائے گی پس چلیں گے اور علاء کی روایت میں ہے کہ سولی والوں کے واسطے سولی کی شکل بنائی جائے گی اور تصویر والوں کے واسطے تصویر کی صورت بنائی جائے گی سو فائدہ دیا اس روایت نے تعمیم ان لوگوں کی کا جو اللہ کے سوائے پوجتے تھے مگر وہ شخص ذکر کیا جائے گا یہود اور نصاریٰ سے کہ وہ خاص کیا گیا ہے اس عموم سے ساتھ دلیل آنے والی کے اور تعبیر ساتھ تمثیل کے سو احتمال ہے کہ ہو تمثیل واسطے تلبیس کے اوپر ان کے اور احتمال ہے کہ ہو تمثیل اس شخص کے واسطے جو نہیں مستحق ہے تعذیب کا اور بہر حال جو ان کے سوائے ہیں سو حاضر کیے جائیں گے حقیقۃً واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ اور یہ جو فرمایا کہ باقی رہے گی یہ امت تو احتمال ہے کہ مراد امت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہو اور احتمال ہے کہ ہو مراد عام تر اس سے سو داخل ہوں گے اس میں تمام اہل توحید یہاں تک کہ جنوں سے بھی اور دلالت کرتی ہے اس پر وہ چیز جو باقی حدیث میں ہے کہ باقی رہ جائے گا جو اللہ کو پوجتا تھا نیک اور بد سے یعنی خواہ اس امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو یا اور امتوں سے اور یہ جو فرمایا کہ اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے یہاں تک کہ باقی رہ جائے گا جو اللہ کو پوجتا ہوگا نیک اور بد سے اور باقی اہل کتاب جو اللہ کو ایک جانتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر دوزخ لائی جائے گی جیسے وہ سراب ہے اور یہودیوں سے کہا جائے گا کہ تم کس کو پوجتے تھے، الحدیث اور اس میں نصاریٰ کا بھی ذکر ہے سو نہ باقی رہے گا کوئی جو پوجتا تھا بت کو اور نہ صورت کو مگر کہ اس کو دوزخ کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ دوزخ میں گریں گے اور یہود و نصاریٰ میں سے جو سولی کو نہیں پوجتے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ کو پوجتے ہیں وہ مسلمانوں کے ساتھ پیچھے رہیں

گے سو جب تحقیق معلوم ہو جائے گا کہ وہ پیغمبروں کو پوجتے تھے تو وہ بھی بت پرستوں کے ساتھ لاحق کیے جائیں گے اور کہا ابن بطال نے اس حدیث میں ہے کہ منافق لوگ مسلمانوں کے ساتھ پیچھے رہیں گے اس امید سے کہ ان کو یہ نفع دے بنا بر اس کے کہ تھے ظاہر کرتے اس کو دنیا میں ظاہری اسلام سے سو انہوں نے گمان کیا کہ یہ ان کے واسطے بدستور رہے گا سو اللہ الگ کرے گا ایمانداروں کو ساتھ روشن ہونے ان کے منہ اور ہاتھ پاؤں کے اس واسطے کہ منافق کا نہ منہ روشن ہو گا نہ ہاتھ پاؤں، میں کہتا ہوں البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ غرہ اور تحجیل خاص ہے ساتھ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس تحقیق یہ ہے کہ وہ جدا کیے جائیں گے اس مقام میں ساتھ نہ سجدہ کرنے کے اور ساتھ بجھانے ان کی روشنی کے اس کے بعد کہ حاصل ہو گی ان کے واسطے غرہ اور تحجیل پھر چھین لیے جائیں گے وقت بجھانے نور کے اور کہا قرطبی نے کہ گمان کیا منافقوں نے کہ پھر چھپنا ان کا مسلمانوں میں فائدہ دے گا ان کو آخرت میں جیسا کہ ان کو دنیا میں فائدہ دیتا تھا واسطے جہالت ان کی کے اور احتمال ہے کہ حشر ہو ان کا ساتھ مسلمانوں کے واسطے اس چیز کے کہ تھے ظاہر کرتے اس کو اسلام سے سو بدستور رہا یہ یہاں تک کہ اللہ نے ان کو ان سے الگ کیا اور یہ جو فرمایا کہ اللہ ان کے پاس آئے گا یعنی غیر اس صورت میں جس میں انہوں نے اس کو اول بار دیکھا ہو گا اور بہر حال نسبت آنے کی طرف اللہ کی سو بعض نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ اللہ کو دیکھیں گے سو تعبیر کی ساتھ دیکھنے کے آنے سے بطور مجاز کے اور بعض نے کہا کہ آنا اللہ کا فعل ہے اس کے ساتھ ایمان لانا واجب ہے باوجود پاک جاننے سبحانہ وتعالیٰ کے حدوث کی نشانیوں سے اور بعض نے کہا کہ مراد فرشتہ ہے اور ترجیح دی ہے اس کو عیاض نے کہا کہ اور شاید یہ فرشتہ آیا تھا ان کے پاس اس صورت میں کہ اس سے انہوں نے انکار کیا اس واسطے کہ انہوں نے اس میں حدوث کی نشانی دیکھی جو فرشتے پر ظاہر تھی اس واسطے وہ مخلوق ہے اور احتمال چوتھی وجہ کا اور وہ یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آئے گا اللہ تعالیٰ ان کے پاس صورت میں یعنی صفت میں کہ ظاہر ہو گی ان کے واسطے پیدا کی گئی صورتوں سے جو نہیں مشابہ ہے اللہ کی صفت کو تا کہ اس کے ساتھ ان کا امتحان کرے سو جب ان سے یہ فرشتہ کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں اور اس پر مخلوق کی علامت دیکھیں گے جس سے جان لیں گے کہ وہ ان کا رب نہیں تو اس سے پناہ مانگیں گے اور بہر حال قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے بعد کہ پھر حق تعالیٰ ان پر ظاہر ہو گا اس صفت میں کہ پہچانتے تھے تو مراد ساتھ اس کے صفت ہے اور معنی یہ ہیں کہ ظاہر ہو گا حق تعالیٰ ان کے واسطے اس صفت میں کہ اس کو اس کے ساتھ جانتے تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہچان لیں گے وہ اللہ کو ساتھ صفت کے اگرچہ انہوں نے اس کو اس سے پہلے نہ دیکھا ہو گا اس واسطے کہ دیکھیں گے اس وقت اس کو وہ چیز کہ مخلوق کے مشابہ نہ ہو گی اور یہ کہ ان کو معلوم تھا کہ اللہ اپنی مخلوق سے کسی چیز کے مشابہ نہیں سو وہ جان لیں گے کہ وہ ان کا رب ہے سو کہیں گے کہ تو ہے ہمارا رب اور یہ جو کہا کہ انہوں نے پہلی بار کہا کہ ہم تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں تو کہا ابن عربی نے کہ انہوں نے اول بار اس اللہ کی

پناہ مانگی اس واسطے کہ انہوں نے اعتقاد کیا کہ یہ کلام استدراج ہے اس واسطے کہ اللہ حکم نہیں کرتا ساتھ بے حیائی کے اور بے حیائی سے ہے تابعداری کرنا باطل کی اسی واسطے واقع ہوا ہے صحیح میں کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس اس صورت میں آئے گا کہ اس کو نہ پہچانتے ہوں گے اور وہ حکم کرتا ہے ساتھ اتباع باطل کے اسی واسطے کہیں گے کہ جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے یعنی جب آئے گا ہمارے پاس ساتھ اس چیز کے کہ معلوم کی ہوئی ہے ہم نے اس سے قول حق سے اور کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ آئے گا ان کے پاس اللہ ساتھ اہوال قیامت کے اور فرشتوں کی صورتوں سے جو کبھی انہوں نے ویسی دنیا میں نہ دیکھی ہوں گی سو وہ پناہ مانگیں گے اس حال سے اور کہیں گے کہ جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے یعنی جب آئے گا ہمارے پاس ساتھ اس چیز کے کہ پہچانتے ہیں ہم اس کو اس کے لطف سے اور وہ صورت وہی ہے کہ تعبیر کیا گیا ہے اس سے ساتھ قول اللہ کے ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾ یعنی جس دن کھولی جائے گی شدت اور سختی اور دور ہو جائے گی اور کہا قرطبی نے کہ یہ مقام ہائل ہے امتحان کرے گا اللہ ساتھ اس کے اپنے بندوں کا تاکہ جدا کرے پاک کو ناپاک سے اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب منافق لوگ ایمانداروں میں ملے رہیں گے اور گمان کریں گے کہ یہ اس وقت جائز ہوگا جیسا کہ جائز تھا دنیا میں تو اللہ ان کا امتحان کرے گا ساتھ اس طور کے کہ آئے گا ان کے پاس ساتھ صورت ہولناک کے تو سب سے کہے گا کہ میں ہوں تمہارا رب تو ایماندار لوگ اس سے انکار کریں گے اس واسطے کہ وہ پہلے سے اللہ کو پہچانتے ہوں گے اور جانتے ہوں گے کہ وہ پاک ہے اس صورت سے اسی واسطے انہوں نے کہا کہ ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتے یہاں تک کہ قریب ہوگا کہ بعض پھسل جائے اور منافقوں کے موافق ہو جائے اور شاید وہ یہ لوگ ہیں جن کو علم میں رسوخ نہ تھا اور اعتقاد کیا حق کو بغیر بصیرت کے پھر اس کے بعد ایمانداروں کو کہا جائے گا کہ تمہارے اور اللہ کے درمیان کوئی نشانی ہے جس کو تم پہچانتے ہو تو وہ کہیں گے الساق سو کھولا جائے گا اس کی پنڈلی سے اور سجدہ کرے گا اس کو ہر ایماندار اور باقی رہے گا جو سجدہ کرتا تھا واسطے دکھلانے اور سنانے کے سو وہ قصد کرے گا کہ سجدہ کرے تو اس کی پیٹھ ایک طبق ہو جائے گی یعنی اس کی پیٹھ کی ہڈیاں سیدھی اور ہموار ہو جائیں گی تو وہ سجدے کے واسطے نہ جھک سکے گا اور معنی کشف الساق کے دور ہونا خوف اور ہول کا ہے جس نے ان کو متغیر کیا یہاں تک کہ اپنی شرم گاہوں کے دیکھنے سے بے خبر ہو گئے تھے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر مسلمانوں سے کہا جائے گا کہ اپنے سر اٹھاؤ اپنے نور کی طرف بقدر اپنے عملوں کے سو وہ جائیں گے روشنی بقدر اپنے عملوں کے سو بعض کو پہاڑ کی برابر روشنی دی جائے گی اور اس سے کم اور کھجور کے برابر اور اس سے کم یہاں تک کہ ہو گا اخیر ان کا کہ دیا جائے گا روشنی اپنے قدم کے انگوٹھے پر اور مسلم کی روایت میں ہے کہ پھر دیا جائے گا ہر آدمی روشنی پھر روانہ کیے جائیں گے طرف پل صراط کی پھر بجھائی جائے گی روشنی منافقوں کی۔

تنبیہ: حذف کیا گیا ہے اس سیاق سے ذکر شفاعت کا واسطے فصل قضا کے جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جس میں شفاعت کا ذکر ہے جیسا کہ حذف کیا گیا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو ثابت ہے اس حدیث میں اس جگہ میں ان امروں سے جو واقع ہوں گے موقف میں سو منتظم ہوگا دونوں حدیثوں سے یہ کہ جب ان کا حشر ہوگا تو واقع ہوگا جو کچھ کہ اس حدیث میں ہے جو اس باب میں مذکور ہے گرنے کفار کے سے آگ میں اور باقی رہیں گے جو سوائے ان کے ہوں گے موقف کی مصیبتوں میں سو شفاعت چاہیں گے پس واقع ہوگی اجازت بیچ کھڑا کرنے پل صراط کے پھر واقع ہوگا امتحان ساتھ سجدہ کرنے کے تا کہ الگ ہو جائے منافق مسلمان سے پھر عبور کریں گے پل صراط پر اور واقع ہوا ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس جگہ کہ پھر پل صراط کھڑا کیا جائے گا پھر حلال ہوگی شفاعت اور کہیں گے پیغمبر لوگ الٰہی! پناہ، الٰہی! پناہ اور واقع ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث میں کہ ہم دنیا میں سب امتوں سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن ہمارا حساب اول ہوگا اور اس میں ہے پھر ہٹائی جائیں گی امتیں ہماری رہ سے سو ہم گزریں گے پانچ کلیاں وضوء کے نشان سے تو اور امتیں کہیں گی شاید یہ سب امت پیغمبر ہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ پھر ان سے کہا جائے گا کہ نجات پاؤ بقدر اپنے نور کے سو ان میں سے کوئی آنکھ کے جھپکنے کی طرح گزرے گا اور کوئی بجلی کی طرح گزرے گا اور کوئی بدلی کی طرح اور بعض جیسے تارا ٹوٹتا ہے اور بعض ہوا کی طرح اور بعض عمدہ گھوڑے کی طرح اور کوئی اونٹ کی طرح اور کوئی پیادہ دوڑتا اور کوئی چلتا معمولی چال سے یہاں تک کہ گزرے گا سب سے پیچھے وہ مرد جو اپنے قدم کے انگوٹھے پر نور دیا گیا ہے گھسٹتا ہوگا اپنے منہ پر اور اپنے ہاتھ پاؤں پر گرتا پڑتا یہاں تک کہ خلاص ہوگا اور یہ جو فرمایا کہ وہ سعدان کے کانٹوں کی طرح ہیں تو کہا ابن منیر نے کہ تشبیہ آنکڑوں کی سعدان کے کانٹوں کے ساتھ خاص ہے ساتھ جلدی اچک لینے ان کے کی اور کثرت انتشاب کے بیچ ان کے باوجود پرہیز اور حفاظت کے یہ تمثیل ہے ان کے واسطے ساتھ اس چیز کے کہ پہچانتے تھے اس کو دنیا میں اور الفت کی تھی اس سے ساتھ مباشرت کے پھر استثناء کیا واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ نہیں واقع ہوئی ہے تشبیہ دونوں کی مقدار میں اور واقع ہوا ہے سدی کی روایت میں کہ اس کی دونوں جانب میں فرشتے ہیں ان کے ساتھ آگ کے آنکڑے ہیں ان سے لوگوں کو اچک لیتے ہیں اور واقع ہوا ہے مسلم میں کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ پل صراط تیز تر ہے تلوار سے اور باریک تر ہے بال سے اور فضیل بن عیاض سے آیا ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ پل صراط پندرہ ہزار برس کا راہ ہے پانچ ہزار برس چڑھائی اور پانچ ہزار برس کی اترائی ہے اور پانچ ہزار برس کی راہ برابر ہے باریک تر ہے بال سے اور تیز تر ہے تلوار سے دوزخ کی پشت پر اور یہ حدیث معضل ہے ثابت نہیں اور سعید بن ہلال سے روایت ہے کہ پل صراط باریک تر ہے بال سے بعض لوگوں پر اور بعض لوگوں پر کشادہ میدان کی طرح ہے اور یہ جو کہا کہ بعض ان میں مخردل ہے تو بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ دوزخ کے آنکڑے اس کو کاٹ ڈالیں گے تو گر پڑے گا

آگ میں اور کہا بعض نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے اعضا رائی کے دانے کے برابر ہو جائیں گے اور بعض نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ بیہوش ہو جائے گا اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں واقع ہوا ہے کہ بعض نجات پائے گا سلامت اور کوئی مخدوش اور مکدوش ہوگا دوزخ میں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ پل صراط پر گزرنے والے لوگ تین قسم کے ہوں گے بعض نجات پائے گا بغیر خدش کے اور کوئی اول اول ہی ہلاک ہو جائے گا اور بعض دونوں کے درمیان ہو گا اول تکلیف پائے گا پھر نجات پائے گا اور ہر قسم ان تینوں سے منقسم ہوتی ہے کئی قسم پر جو پہچانی جاتی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے بقدر اعمالھم اور یہ جو فرمایا کہ اللہ بندوں کے فیصلے سے فراغت کرے گا تو کہا ابن منیر نے کہ مراد اس سے قضا اور حلول اس کا ہے ساتھ اس شخص کے جس پر حکم کیا گیا اور مراد نکالنا موحدین کا ہے دوزخ سے اور داخل کرنا ان کا بہشت میں اور قرار پکڑنا دوزخیوں کا آگ میں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ معنی یفرغ اللہ کے یہ ہیں کہ قضا سے ساتھ عذاب اس شخص کے کہ فارغ ہے عذاب اس کے سے اور جو فارغ نہیں اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس کے معنی پہنچنا اس وقت کا ہے کہ سابق ہو چکا ہے اللہ کے علم میں کہ ان پر رحم کرے گا اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے اور پیغمبر بھی شفاعت کریں گے اور صدیق بھی اور شہید بھی اور فرشتے بھی اور ایماندار بندے بھی اور واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ سے نزدیک نسائی کے سبب اور بیچ نکالنے موحدین کے دوزخ سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ فارغ ہوگا اللہ لوگوں کے حساب سے اور داخل کی جائے گی میری باقی امت ساتھ دوزخیوں کے تو دوزخی کہیں گے کہ نہ فائدہ دیا تم کو کچھ یہ کہ تم ایک اللہ کی عبادت کرتے تھے اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتے تھے تو حق تعالیٰ فرمائے گا کہ میری عزت کی قسم کہ میں ان کو آگ سے آزاد کروں گا سو وہ دوزخ سے نکالے جائیں گے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ جب جمع ہوں گے دوزخی دوزخ میں اور ان کے ساتھ ہوگا جس کو اللہ چاہے گا اہل قبلہ سے تو کفار ان سے کہیں گے کہ کیا تم مسلمان نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں تو کفار کہیں گے کہ تمہارے اسلام نے تم کو کچھ فائدہ نہ دیا سو تم بھی ہمارے ساتھ دوزخ میں پڑے تو مسلمان کہیں گے کہ ہمارے واسطے گناہ تھے سو ہم ان کے سبب سے پکڑے گئے سو حکم کرے گا اللہ تعالیٰ فرشتوں کو کہ جو اس میں اہل قبلہ میں سے ہو اس کو نکالو سو نکالے جائیں گے تو کفار کہیں گے کاش ہم بھی مسلمان ہوتے اور یہ جو فرمایا کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو نہیں ذکر کیا رسالت کو یا تو اس واسطے کہ وہ دونوں نطق میں غالبًا لازم ہیں اور شرط ہیں تو اکتفا کیا ساتھ ذکر اول کلمے کے یا کلام بیچ حق تمام ایمانداروں کے ہے اس امت سے اور غیر اس امت سے اور اگر رسالت کا ذکر کیا جاتا تو البتہ رسولوں کی تعداد زیادہ ہو جاتی اور یہ جو فرمایا کہ میں نکالوں گا تو مراد یہ ہے کہ فرشتے نکالیں گے پیغمبروں کی زبانوں پر سو اخراج کے مباشر ہوں گے رد فرشتے اور واقع ہوا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بعد قول وزۃ کے سو نکالیں گے فرشتے بہت خلق کو پھر کہیں گے اے رب ہمارے! ہم نے اس میں کوئی نیکی نہیں چھوڑی تو اللہ

فرمائے گا شفاعت کی فرشتوں نے اور شفاعت کی پیغمبروں نے اور شفاعت کی ایمانداروں نے اور نہیں باقی رہا مگر ارحم الراحمین سو دوزخ میں سے ایک مٹھی بھرے گا سو نکالے گا اس سے ان لوگوں کو جنہوں نے کبھی نیکی نہیں کی اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے سو میں کہوں گا یا رب! مجھ کو اجازت ہو ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا تو اللہ فرمائے گا کہ یہ تیرے واسطے نہیں لیکن قسم ہے میری عزت اور جلال اور کبریائی اور عظمت کی کہ البتہ نکالوں گا میں اس سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں ارحم الراحمین ہوں داخل کرو میری بہشت میں جس نے میرے ساتھ شریک نہ کیا ہو کہا طیبی نے یہ خبر دیتا ہے کہ جو چیز کہ مقدر ہو چکی ہے اس سے پہلے ساتھ مقدار جو کے بھر دانے کے بھر رائی کے بھر ذرہ کے غیر اس ایمان کے ہے کہ تعبیر کی جاتی ہے ساتھ اس کے تصدیق اور اقرار سے بلکہ وہ چیز وہ ہے کہ پائی جاتی ہے ایمانداروں کے دل میں ایمان کے ثمرہ اور پھل سے اور وہ دو وجہ پر ہے ایک تو زیادہ ہونا یقین کا اور طمانیت نفس کی ہے اس واسطے کہ تظافر ادلہ کا اقویٰ ہے واسطے مدلول علیہ کے اور اثبت ہے واسطے عدم اس کے دوسرا یہ کہ مراد عمل ہے اور ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اس وجہ کو قول آپ کا ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ انہوں نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی پس مراد لم یعملوا خیرا قط سے عمل ہے نہ اصل ایمان یعنی کبھی انہوں نے نیک عمل نہیں کیا پس اس لفظ میں خیرًا اصل ایمان مراد لینا سراسر گمراہی اور الحاد ہے اور یہ جو فرمایا لیس لک ذلک یعنی میں کرتا ہوں یہ کام واسطے تعظیم اپنے اسم کے اور اجلال اپنی توحید کے اور وہ مخصص ہے واسطے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے زیادہ تر سعادت مند میری شفاعت کا وہ شخص ہے جس نے اپنے خالص دل سے لا الہ الا اللہ کہا اور احتمال ہے کہ جاری ہو اپنے عموم پر اور محمول ہو گی حال اور مقام پر کہا طیبی نے جب کہ ہم تفسیر کریں اس چیز کو کہ خاص ہے ساتھ اللہ کے ساتھ تصدیق کے جو مجرد ہے ثمرہ سے اور اس چیز کو کہ خاص ہے ساتھ رسول اس کے کی وہ ایمان ہے ساتھ ثمرہ کے زیادہ ہونے یقین کے سے یا عمل صالح سے تو حاصل ہو گی تطبیق میں کہتا ہوں کہ اس میں اور وجہ کا بھی احتمال ہے اور وہ یہ کہ مراد ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے لیس لک ذلک مباشرت اخراج کی ہے نہ اصل شفاعت اور ہو گی یہ شفاعت اخیر بیچ اخراج مذکورین کے سو اصل اخراج کے حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی اور مباشرت اخراج سے منع کیے گئے نسبت کی گئی طرف شفاعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کی بیچ حدیث اسعد الناس کے اس واسطے کہ ابتدا کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ طلب کرنے اس کے اور علم اللہ کو ہے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے حرام کیا ہے آگ پر کہ آدمی کے وضو کے نشان کو جلائے تو یہ جواب ہے سوال مقدر کا اس کی تقریر یہ ہے کہ کس طرح پہچانیں گے اثر سجدے کا باوجود قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک مسلم کے یہاں تک کہ جب کوئلے ہو جائیں گے تو حکم کرے گا اللہ ساتھ شفاعت کے اور جب کوئلے ہو گئے تو کس طرح پہچانا جائے گا محل سجدے کا اپنے غیر سے تا کہ پہچانا جائے اثر اس کا اور حاصل جواب کا تخصیص کرنا ہے وضو کے اعضاء کے عموم اعضاء سے جن پر یہ حدیث دلالت

کرتی ہے اور یہ کہ اللہ نے منع کیا ہے آگ کو یہ کہ جلائے اثر سجدے کا ایماندار سے اور کیا مراد ساتھ اثر سجدے کے نفس عضو کا جو سجدہ کرتا ہے یا مراد سجدہ کرنے والا ہے اس میں نظر ہے اور دوسرا ظاہر تر ہے کہا عیاض نے اس میں دلیل ہے اس پر کہ عذاب ایماندار گنہگاروں کا مخالف ہے واسطے عذاب کفار کے اور یہ کہ نہیں آتا ہے وہ ان کے تمام اعضاء پر یا واسطے اکرام کرنے سجدے کی جگہ کے یا واسطے کرامت آدمی کی صورت کے جس کے ساتھ آدمی تمام مخلوق پر فضیلت دیا گیا، میں کہتا ہوں کہ اول منصوص ہے ثانی محتمل ہے لیکن مشکل ہے اس پر کہ یہ صورت نہیں خاص ہے ساتھ ایمانداروں کے بلکہ کافروں کی بھی یہی صورت ہے سو اگر اکرام اس صورت کے سبب سے ہوتا تو کفار بھی ان کو شریک ہوتے اور حالانکہ اس طرح نہیں کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ آگ نہیں جلاتی ہے سجدے کے ساتوں اعضاء کو اور وہ ماتھا ہے اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور دونوں گھٹنے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے بعض علماء نے اور کہا قاضی نے کہ مراد خاص چہرہ ہے اور استنباط کیا ہے اس سے ابن ابی جمرہ نے یہ کہ جو مسلمان ہو لیکن نماز نہ پڑھتا ہو تو وہ نہ نکالا جائے گا اس واسطے کہ اس کے لیے کوئی علامت نہیں لیکن وہ محمول ہے اس پر کہ نکالا جائے گا مٹھی میں واسطے عموم قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ انہوں نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی اور وہ مذکور ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو توحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور جو جلنے سے سلامت رہے گا کیا مراد وہ شخص ہے جو سجدہ کرتا ہے یا عام تر اس سے کہ بالفعل ہو یا بالقوہ دوسرا احتمال ظاہر تر ہے تا کہ داخل ہو اس میں وہ شخص جو سلام لایا تھا مثلا اور خالص لایا تو اچانک اس کو موت آئی سجدہ کرنے سے پہلے اور یہ جو فرمایا کہ نکالیں گے ان کو آگ سے جلے بھنے ہوئے تو نہیں بعید ہے کہ ہو جلنا خاص اہل قبضہ یعنی مٹھی کے اور حرام کرنا آگ پر یہ ہے کہ جلائے صورت ان لوگوں کی جو اول نکلے ان سے پہلے ان لوگوں میں سے جنہوں نے نیک عمل کیا او پر تفصیل مذکور کے اور علم اللہ کو ہی ہے اور یہ جو فرمایا جیسے کہ دانہ جم اٹھتا ہے بہاؤ کے کوڑے میں تو کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس میں اشارہ ہے طرف جلدی جم اٹھنے ان کے اس واسطے کہ دانہ بہ نسبت غیر کے بہت جلدی اگتا ہے اور سیر میں سریع تر ہے واسطے اس چیز کے کہ جمع ہوتی ہے اس میں نرم مٹی سے جو نئی ہوتی ہے ساتھ پانی کے باوجود اس چیز کے کہ مخلوط ہے اس میں حرارت کوڑے کی جو کھینچا گیا ہے ساتھ اس کے اور اس میں سے مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عارف تھے ساتھ تمام امور دنیا کے ساتھ تعلیم کرنے اللہ کے آپ کے واسطے اگرچہ اس کو مباشر نہیں ہوئے تھے اور جو شخص کہ اس حدیث میں مذکور ہے کہ وہ پیچھے رہ جائے گا وہ کفن چور تھا جیسا کہ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے اور ذکر کیا ہے عیاض نے کہ جو شخص کہ سب سے پیچھے دوزخ سے نکلے گا وہی ہے جو سب سے پیچھے پل صراط پر باقی رہے گا یا کوئی اور ہے اگرچہ دونوں سب سے پیچھے بہشت میں داخل ہوں گے اور یہ جو کہا کہ جب وہ دیکھے گا جو بہشت میں ہے تو چپ رہے گا تو مراد یہ ہے کہ دیکھے گا جو اس میں ہے اس کی باہر کی طرف سے یا تو اس واسطے کہ اس کی دیواریں شفاف ہیں سو دیکھا جاتا ہے اندر

اس کا اس کے باہر سے یا مراد ساتھ دیکھنے کے علم ہے جو حاصل ہوا اس کے واسطے اس کی خوشبو کے بلند ہونے سے اور اس کے انوار روشن ہونے والوں سے اور یہ جو اس نے کہا الٰہی! میں تیری خلق سے بدبخت نہیں ہونا چاہتا تو مراد خلق سے اس جگہ وہ لوگ ہیں جو بہشت میں داخل ہوئے پس وہ عام ہے کہ مراد اس سے خاص ہے اور اس کی مراد یہ ہے کہ اگر وہ بدستور بہشت سے باہر رہا تو ہو جائے گا ان میں بدبخت اور ہونا اس کا بدبخت ظاہر تر ہے اگر وہ ہمیشہ بہشت سے باہر رہے اور دوسرے لوگ بہشت کے اندر ہوں اور وجہ ہونے اس کے بدبخت یہ ہے کہ جو چیز کہ مشاہدہ کرے اور اس کی طرف نہ پہنچے تو اس کو سخت تر حسرت ہوتی ہے اس شخص سے جو اس کو مشاہدہ نہ کرے اور قول اس کا خلقک مخصوص ہے ساتھ ان لوگوں کے جو دوزخی نہیں کہا کلاباذی نے کہ باز رہنا اس کا اول سوال کرنے سے واسطے شرمانے کے ہے اپنے رب سے اور اللہ چاہتا ہے کہ سوال کرے اس واسطے کہ وہ چاہتا ہے آواز اپنے مسلمان بندے کی سو اول اس سے کھل کر بات کرتا ہے کہ اگر تیرا یہ سوال پورا ہو تو اور بھی کچھ مانگے گا اور یہ حالت مقصر کی ہے پس کس طرح ہے حالت مطیع کی اور نہیں ہے اس بندے کا اپنے قول وقرار کو توڑنا اور قسم کو چھوڑنا بوجہ جہالت کے اس سے اور نہ بوجہ بے پرواہی کے بلکہ واسطے علم اس بات کے کہ توڑنا اس قول وقرار کا اولیٰ وفا کرنے سے ساتھ اس کے اس واسطے کہ اپنے رب سے سوال کرنا اولیٰ ہے ترک سوال سے واسطے رعایت قسم کے اور البتہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی چیز پر قسم کھائے پھر اس کا خلاف بہتر دیکھے تو چاہیے کہ اپنی قسم کا کفارہ دے اور جو بہتر بات ہو وہ کرے سو عمل کیا اس بندے نے موافق اس حدیث کے اور کفارہ دینا اس سے مرتفع ہوا ہے آخرت میں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث کے فوائد سے ہے جائز ہونا خطاب شخص کا ساتھ اس چیز کے کہ نہ پائے اس کی حقیقت کو اور جواز تعبیر کا اس سے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو سمجھے اور یہ کہ جو امور کہ آخرت میں ہیں نہیں مشابہ ہیں اس چیز کو کہ دنیا میں ہے مگر اسموں میں اور اصل میں ساتھ مبالغہ کے بیچ تفاوت صفت کے اور استدلال کرنا اوپر علم ضروری کے ساتھ نظری کے اور یہ نہیں بند ہوتی ہے تکلیف مگر ساتھ قرار پکڑنے کے بہشت میں یا دوزخ میں اس واسطے کہ حشر میں مسلمان دو بار اللہ کو دیکھیں گے اول امتحان کے واسطے دوسری بار بہشت میں اور یہ کہ بجا لانا امر کا موقف میں واقع ہوگا ساتھ اضطرار کے اور اس میں فضیلت ایمان کی ہے اس واسطے کہ جب متلبس ہوا ساتھ اس کے منافق ظاہرا تو باقی رہی حرمت اس کی یہاں تک کہ واقع ہوا جدا ہونا ساتھ بجھانے نور وغیرہ کے اور یہ کہ پل صراط باوجود عظم دقت اور حدت اس کی کے سالے گا تمام خلقت کو جو آدم سے قیامت تک ہے اور یہ کہ آگ اور شدت اس کی کے نہ بڑھے گی اس سے حد جس کے جلانے کے ساتھ حکم کی گئی اور آدمی باوجود ناچیز ہونے اس کے جرأت کرتا ہے مخالفت پر سو اس میں سخت معنی ہیں توبیخ سے مانند قول اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کے وصف میں ﴿غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ اور اس میں اشارہ ہے طرف توبیخ گنہگاروں کے اور اس میں فضیلت ہے دعا کی اور قوت

امید کی بیچ قبول ہونے دعا کے اگر چہ نہ ہو داعی لائق واسطے اس کے ظاہر حکم میں لیکن فضل کریم کا واسع ہے اور یہ جو کہا ما اغدرک تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ نہیں وصف کیا جاتا ہے شخص ساتھ برے فعل کے مگر اس کے بعد کہ اس سے مکرر ہو اور اس میں اطلاق یوم کا ہے اوپر ایک خبر اس کی کے اس واسطے کہ قیامت کا دن دراصل ایک دن ہے اور البتہ اطلاق کیا گیا ہے اطلاق یوم کا اوپر بہت اجزا اس کی کے اور اس میں جواز سوال شفاعت کا ہے برخلاف اس شخص کے جو اس کو منع کرتا ہے اس جہت سے کہ نہیں ہوتی ہے شفاعت مگر واسطے گنہگاروں کے کہا عیاض نے اور فوت ہوا ہے اس قائل سے کہ کبھی واقع ہوتی ہے بیچ دخول بہشت کے بغیر حساب کے باوجود اس کے کہ ہر عاقل معترف ہے ساتھ تقصیر کے پس محتاج طرف طلب عفو کے اپنی تقصیر سے اور اسی طرح ہر عاقل ڈرتا ہے کہ اس کا عمل قبول نہ ہو پس محتاج ہے طرف شفاعت کی بیچ قبول ہونے اپنے عمل کے اور لازم ہے اس قائل پر کہ نہ دعا کرے ساتھ مغفرت کے اور نہ ساتھ رحمت کے اور وہ خلاف ہے اس چیز کا کہ جو درج کی سلف نے اپنی دعاؤں میں اور نیز اس حدیث میں تکلیف مالا یطاق ہے اس واسطے کہ منافقوں کو حکم ہوگا سجدہ کرنے کا اور حالانکہ اس سے منع کیے گئے ہیں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حکم اس وقت واسطے عاجز کرنے اور رلانے کے ہے اور اس میں ثابت کرنا اللہ کے دیدار کا ہے آخرت میں قالہ الطیبی اور جو ثابت کرتا ہے اللہ کے دیدار کو اور سپرد کرتا ہے اس کی حقیقت کو اللہ کی طرف اس کا قول حق ہے اور اسی طرح جو تفسیر کرتا ہے اتیان کو ساتھ تجلی کے اس کا قول حق ہے اس واسطے کہ اس سے پہلے گزر چکا ہے قول حضرت ﷺ کا کہ کیا تم کو سورج اور چاند کے دیکھنے میں کچھ شک پڑتا ہے اور زیادہ کیا گیا ہے اس کی تقریر اور تاکید میں اور یہ سب دفع کرتا ہے مجاز کو اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض سالمیہ نے اس پر کہ منافقین اور بعض اہل کتاب مسلمانوں کے ساتھ اللہ کو دیکھیں گے اور یہ غلط ہے اس واسطے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کے سیاق میں ہے کہ ایماندار اللہ کو دیکھیں گے اپنے سروں کے سجدے سے اٹھانے کے بعد اور اس وقت کہیں گے کہ تو ہمارا رب ہے اور نہیں واقع ہوگا یہ واسطے منافقوں کے اور جو ان کے ساتھ مذکور ہیں اور بہرحال جس دیدار میں سب لوگ شریک ہیں اس سے پہلے تو اس کا جواب گزر چکا ہے کہ وہ صورت فرشتے کی ہے، میں کہتا ہوں اور نیز نہیں دخل ہے بیچ اس کے واسطے بعض اہل کتاب کے اس واسطے کہ باقی حدیث میں ہے کہ وہ نکالے جائیں گے مومنوں سے اور جو ان کے ساتھ ہیں جو ایمان کو ظاہر کرتا تھا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم کس چیز کو پوجتے تھے؟ اور یہ کہ وہ گر پڑیں گے آگ میں اور یہ سب پہلے حکم کرنے سے ساتھ سجدے کے اور اس حدیث میں ہے کہ ایک جماعت اس امت کے گنہگاروں سے عذاب کیے جائیں گے آگ میں پھر نکالے جائیں گے ساتھ شفاعت کے اور رحمت کے برخلاف اس کے جو اس کی نفی کرتا ہے اس امت سے اور تاویل کرتا ہے اس کی جو وارد ہوا اور نصوص صریح ہیں ساتھ ثابت ہونے اس کے اور یہ کہ عذاب کرنا موحدین کا برخلاف عذاب کرنے کفار کے ہے واسطے مختلف ہونے ان کے مراتب کے

کہ بعض کو آگ پنڈلی تک پکڑے گی اور یہ کہ وہ نہ جلائے گی اثر سجدے کا اور یہ کہ وہ مرجائیں گے سو ہوگا عذاب ان کا جلانا ان کا اور روکنا ان کا بہشت میں داخل ہونے سے جلدی قیدیوں کی طرح برخلاف ان کافروں کے جو نہ مریں گے کبھی تاکہ چکھیں عذاب کو اور نہ زندگی سے راحت پائیں گے علاوہ ازیں بعض اہل علم نے تاویل کی ہے اس کی جو ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے قول اس کا کہ اس میں مرجائیں گے مرنا ساتھ اس کے کہ نہیں ہے مراد کہ وہ حقیقۃً مرجائیں گے بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کے اس میں غائب ہو جائیں گے اور یہ واسطے فرق کرنے کے ہے ساتھ ان کے یا مراد موت سے سونا ہے اور البتہ اللہ نے سونے کا نام موت رکھا ہے اور واقع ہوا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جب وہ دوزخ میں داخل ہوں گے تو مرجائیں گے سو جب اللہ چاہے گا نکالنا ان کا دوزخ سے تو پہنچائے گا ان کو درد عذاب کا اس گھڑی میں اور اس میں وہ چیز ہے جس پر آدمی پیدا کیا گیا ہے قوت طمع سے اور جودت حیلے سے بیچ حاصل کرنے مطلوب کے سو طلب کیا اس نے اول یہ کہ دور ہو وہ آگ سے تاکہ حاصل ہو اس کے واسطے نسبت لطیف ساتھ بہشتیوں کے پھر طلب کیا قریب ہونا ان سے اور البتہ واقع ہوا ہے اس کے بعض طریقوں میں قریب ہونا ایک درخت سے بعد ایک درخت کے یہاں تک کہ طلب کیا دخول کو اور اس سے لیا جاتا ہے کہ صفات آدمی کی جن کے ساتھ وہ حیوان سے افضل ہے اس کے واسطے سب پھر آئیں گی مانند فکر اور عقل وغیرہ کے۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْحَوْضِ کتاب ہے حوضِ کوثر کے بیان میں

فائدہ: اور حوض اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں پانی جمع ہو اور وارد کرنا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا حوض کی حدیثوں کو بعد احادیث شفاعت کے اور بعد کھڑا کرنے پل صراط کے اشارہ ہے اس طرف کہ وارد ہونا حوض پر بعد کھڑا کرنے صراط کے ہے اور گزرنے کے اوپر اس کے اور البتہ روایت کی احمد اور ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میرے واسطے شفاعت کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کرنے والا ہوں یعنی شفاعت میں نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں ڈھونڈوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول اول مجھ کو صراط پر تلاش کرنا میں نے کہا کہ اگر میں آپ کو وہاں نہ پاؤں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میزان کے پاس، میں نے کہا کہ اگر وہاں بھی آپ کو نہ پاؤں تو پھر کہاں تلاش کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حوض کوثر پر تلاش کرنا اور البتہ مشکل جانا گیا ہے ہونا حوض کا بعد صراط کے ساتھ اس چیز کے کہ آئے گی باب کی بعض حدیثوں میں کہ بعض لوگ حوض کوثر سے ہٹائے جائیں گے اس کے بعد کہ قریب ہوں گے کہ اس پر وارد ہوں اور فرشتے ان کو آگ کی طرف لے جائیں گے وجہ اشکال کی یہ ہے کہ جو صراط پر گزرے گا یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر پہنچے اس نے آگ سے نجات پائی ہوگی سو وہ پھر آگ پر کس طرح وارد ہوگا اور ممکن ہے کہ حمل کیا جائے اس پر کہ وہ قریب ہوں گے حوضِ کوثر سے ساتھ اس طور کے کہ اس کو دیکھیں گے اور آگ کو دیکھیں گے سو ہٹائے جائیں گے طرف آگ کی پہلے اس سے خلاص ہوں باقی پل صراط سے کہا قرطبی نے تذکرہ میں کہ مذہب صاحب قوہ وغیرہ کا یہ ہے کہ حوضِ کوثر پل صراط کے بعد ہوگا اور دوسرے لوگوں نے اس کے برعکس کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے دو حوض ہیں ایک موقف میں پل صراط سے پہلے دوسرا بہشت کے اندر اور ہر ایک کو کوثر کہا جاتا ہے۔

قلت: اس میں نظر ہے اس واسطے کہ کوثر نہر ہے جو بہشت کے اندر ہے کما یاتی اور اس کا پانی حوضِ کوثر میں ڈالا جاتا ہے اور حوض کو کوثر اس واسطے کہا جاتا ہے کہ وہ اس میں سے کھینچا گیا ہے سو جو قرطبی کی کلام سے لیا جاتا ہے اس کا غایت یہ ہے کہ حوض پل صراط سے پہلے ہوگا اس واسطے کہ لوگ موقف میں پیاسے ہوں گے سو جو ایماندار ہوں گے وہ حوضِ کوثر پر آئیں گے اور کفار آگ میں گر پڑیں گے اس کے بعد کہ کہیں گے کہ اے رب! ہم پیاسے ہیں تو دوزخ اس کے واسطے نمود ہوگی جیسے وہ سراب ہے تو فرشتے کہیں گے کہ کیا تم اس پر وارد نہیں ہوتے سو اس کو پانی گمان کریں

گے سو اس میں گر پڑیں گے اور روایت کی مسلم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہ حوضِ کوثر میں بہشت سے دو پرنالے گرتے ہیں اور اس کے واسطے شاہد ہے ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور وہ حجت ہے قرطبی پر اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ صراط پل ہے دوزخ کا اور یہ کہ وہ موقف اور بہشت کے درمیان ہے اور یہ کہ مسلمان لوگ اس پر گزریں گے واسطے داخل ہونے کے بہشت میں سو اگر حوض پل صراط سے پہلے ہوتا تو البتہ حائل اور مانع ہوتی آگ اس کی اور اس پانی کے درمیان جو کوثر سے حوض میں گرتا ہے اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ حوض بہشت کی جانب میں ہے نزدیک احمد کے اور کھولی جائے گی نہر کوثر کی طرف حوض کے اور البتہ قاضی عیاض نے کہا کہ ظاہر قول حضرت ﷺ کا حوض کی حدیث میں کہ جو اس سے پانی پیئے گا اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی دلالت کرتا ہے اس پر کہ پانی پینا اس سے واقع ہو گا بعد حساب کے اور بعد نجات پانے کے آگ سے اس واسطے کہ ظاہر حال اس کا جس کو کبھی پیاس نہ لگے یہ ہے کہ اس کو دوزخ میں عذاب نہ ہو اور واقع ہوا ہے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جو اس سے پانی نہ پیئے گا وہ کبھی پانی سے آسودہ نہ ہو گا یعنی اس کی پیاس کبھی دور نہ ہو گی اور روایت کی طبرانی اور حاکم نے لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث دراز اور وہ صریح ہے اس میں کہ حوض کوثر پل صراط سے پہلے ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ پھر پل صراط پر چلیں گے پھر حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ — باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ بیشک ہم نے تجھ کو کوثر عطا کیا

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مراد ساتھ کوثر کے نہر ہے جو حوض میں ڈالی جاتی ہے سو وہ مادہ ہے حوض کا جیسا کہ آیا ہے صریح باب کی ساتویں حدیث میں اور البتہ آیا ہے اطلاق کوثر کا حوض پر انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کوثر کے ذکر میں اور وہ نہر ہے کہ وارد ہو گی اس پر میری امت اور البتہ مشہور ہوا ہے خاص ہونا ہمارے حضرت ﷺ کا ساتھ حوضِ کوثر کے لیکن روایت کی ترمذی نے سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ ہر پیغمبر کا ایک حوض ہو گا اور اشارہ کیا کہ اس کے موصول اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے، میں کہتا ہوں کہ روایت کیا ہے اس کو ابن ابی الدنیا نے حسن رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کا ایک حوض ہو گا اور وہ کھڑا ہو گا اپنے حوض پر اس کے ہاتھ میں لاٹھی ہو گی بلائے گا جس کو پہچانے گا اپنی امت سے مگر یہ کہ پیغمبر لوگ آپس میں فخر کریں گے کہ ان میں سے کس کے تابعدار زیادہ ہیں اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ میرے تابعدار سب سے زیادہ ہوں اور اس کی سند لین ہے اور اگر ثابت ہو تو جو ہمارے حضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہے کوثر کی نہر ہے جس کا پانی حوض میں ڈالا جائے گا اس واسطے کہ نہیں منقول ہے نظیر اس کی واسطے غیر حضرت ﷺ کے اور واقع ہوا ہے ساتھ اس کے احسان آپ پر سورہ مذکور میں کہا قرطبی نے مفہم میں عیاض کا تابع ہو کر منجملہ اس چیز کے کہ واجب ہے مکلف پر کہ اس کو معلوم کرے اور سچا جانے یہ

ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے البتہ خاص کیا ہے حضرت ﷺ کو ساتھ حوض کے کہ تصریح کی گئی ہے ساتھ نام اس کے کی اور صفت اس کے کی اور شربت اس کے کی صحیح مشہور حدیثوں میں کہ حاصل ہوتا ہے ان کے مجموع سے علم قطعی اس واسطے کہ تیس سے زیادہ اصحاب نے اس کو حضرت ﷺ سے روایت کیا ہے ان میں سے بیس سے زیادہ تو صحیحین میں ہیں اور باقی اور کتابوں میں اس قسم سے کہ صحیح ہو چکی ہے نقل اس کی اور مشہور ہیں راوی اس کے پھر اصحاب سے ان کے برابر اس کو تابعین نے روایت کیا ہے جو ان کے بعد ہیں کئی گنا زیادہ ان سے اور اسی طرح لگا تار اور اجماع کیا ہے اس کے ثابت کرنے پر سلف نے اور اہل سنت نے خلف سے اور انکار کیا ہے اس سے بدعتیوں کے ایک گروہ نے اور محال جانا ہے اس کو ظاہر پر اور زیادتی کی ہے انہوں نے اس کی تاویل میں بغیر محال ہونے کے نزدیک عقل کے یا عادت کے کہ لازم آئے محال حمل کرنے اس کے سے اس کے ظاہر اور حقیقت پر اور نہیں ہے کوئی حاجت اس کی تاویل کی سو جس نے اس کی تحریف کی اس نے اجماع سلف کا خلاف کیا اور آئمہ خلف کے مذہب سے جدا ہوا۔

قلت: انکار کیا ہے اس سے خوارج اور بعض معتزلہ نے اور انکار کیا ہے اس سے عبداللہ بن زیاد نے جو معاویہ کی طرف سے عراق پر حاکم تھا اور اس کی اولاد نے سو روایت کی بیہقی نے کہ عبداللہ بن زیاد نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ یہ کیا حدیثیں ہیں جو مجھ کو پہنچتی ہیں کہ تو گمان کرتا ہے کہ حضرت ﷺ کے واسطے بہشت میں ایک حوض ہے تو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم کو ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے اور ایک روایت میں ہے جو اس کو جھوٹا جانے اللہ اس کو اس سے پانی نہ پلائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ ابن زیاد نے کہا کہ میں حوضِ کوثر کو سچا نہیں جانتا اس کے بعد کہ حدیث بیان کی اس سے ابو برزہ رضی اللہ عنہ اور براء رضی اللہ عنہ اور عائذ نے کہا عیاض نے کہ روایت کیا ہے مسلم نے حوض کی حدیثوں کو ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو سعید رضی اللہ عنہ اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اور جندب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حارثہ رضی اللہ عنہ اور مستورد رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ اور ثوبان رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا ہے اس کو غیر مسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ وغیرھم سے اور جمع کیا ہے ان سب کو بیہقی نے بعث میں بہت سندوں سے، میں کہتا ہوں روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ان اصحاب سے جن کی تخریج کو عیاض نے مسلم کی طرف منسوب کیا ہے سوائے ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ثوبان رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ کے سو جن کو عیاض نے ذکر کیا ہے وہ سب پچیس آدمی ہیں اور اتنے اور میں نے اس پر زیادہ کیے ہیں سو پچاس سے تعداد زیادہ ہوئی اور ان میں سے بہت اصحاب کے واسطے زیادتی ہے بیچ اس کے ایک حدیث پر مانند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو سعید رضی اللہ عنہ وغیرہ کے اور ان کی بعض حدیثیں بیچ مطلق ذکر حوض کے ہیں اور بعض اس کی صفت میں اور بعض ان لوگوں کے حق میں جو اس پر وارد ہوں گے اور بعض ان لوگوں کے حق میں جو اس سے ہٹائے جائیں گے اور اسی طرح ان حدیثوں میں کہ وارد کیا ہے

ان کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں اور جملہ طریق اس کے انیس ہیں اور مجھ کو خبر پہنچی کہ بعض متاخرین نے اس کو اسی صحابہ کی روایت سے موصول کیا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ.

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم صبر کرتے رہو یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو۔

فائدہ: اس حدیث کا اول یہ ہے کہ بیشک تم میرے بعد اپنے غیروں کو اپنے اوپر مقدم دیکھو گے اور اس میں کلام انصار کا ہے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی غنیمت غیروں پر تقسیم کی اور اس کی شرح غزوہ حنین میں گزری۔ (فتح)

٦٠٨٩ـ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ.

۶۰۸۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارا پیشوا اور پیش رو ہوں حوض کوثر پر۔

٦٠٩٠ـ وَحَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَلَيُرْفَعَنَّ مَعِيْ رِجَالٌ مِّنْكُمْ ثُمَّ لَيُخْتَلَجُنَّ دُوْنِيْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أَصْحَابِيْ فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ تَابَعَهُ عَاصِمٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ وَقَالَ حُصَيْنٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۰۹۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارا پیشوا اور پیش رو ہوں حوض کوثر پر اور البتہ میرے سامنے لائے جائیں گے تم میں سے چند لوگ یعنی یہاں تک کہ میں جھکوں گا کہ ان کو حوض کوثر کا پانی دوں تو پھر وہ لوگ میرے پاس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں تو حکم ہو گا کہ تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں نکالیں، متابعت کی اعمش کی عاصم نے ابو وائل سے جس طرح اس کو اعمش نے روایت کیا ہے اسی طرح اس کو عاصم نے بھی روایت کیا ہے اور کہا حصین نے ابو وائل سے حذیفہ سے اس نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی اس نے اعمش اور عاصم کی مخالفت کی ہے سو کہا اس نے ابو وائل سے حذیفہ سے۔

٦٠٩١ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ

۶۰۹۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے آگے میرا حوض ہے جتنا کہ جربا اور

اللّٰهُ عَنهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَامَكُمْ حَوْضٌ كَمَا بَيْنَ جَرْبَآءَ وَأَذْرُحَ.

اذرح کے درمیان فاصلہ ہے۔

۶۰۹۲۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ وَعَطَآءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ الْكَوْثَرُ الْخَيْرُ الْكَثِيْرُ الَّذِيْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ قَالَ أَبُوْ بِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِيْدٍ إِنَّ أُنَاسًا يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيْدٌ النَّهَرُ الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِيْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ.

۶۰۹۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کوثر خیر کثیر ہے جو اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی ابو بشر کہتا ہے میں نے سعید سے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ ایک نہر ہے بہشت میں تو کہا سعید نے کہ جو نہر کہ بہشت میں ہے اس خیر سے ہے جو اللہ نے آپ کو دی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزری۔

۶۰۹۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْضِيْ مَسِيْرَةُ شَهْرٍ مَآؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيْحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيْزَانُهُ كَنُجُوْمِ السَّمَآءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا فَلَا يَظْمَأُ أَبَدًا.

۶۰۹۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا حوض کوثر مہینے بھر کی راہ ہے اس کا پانی زیادہ تر سفید ہے دودھ سے اور اس کی بو مشک سے زیادہ تر خوشبو دار ہے اور اس کے آبخورے جیسے آسمان کے تارے یعنی بیشمار ہیں جو اس حوض سے پانی پیئے گا اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

فائدہ: مسلم وغیرہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کے سب گوشے یعنی عرض اور طول میں برابر ہیں اور یہ زیادتی دفع کرتی ہے اس شخص کی تاویل کو جس نے تطبیق دی ہے مختلف حدیثوں میں بیچ مقرر کرنے مقدار حوض کے اوپر اختلاف عرض اور طول کے اور اس کی مقدار میں بہت اختلاف ہے سو واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو اس کے بعد ہے کہ جتنا ایلہ اور صنعاء کے درمیان فاصلہ ہے اور ایلہ ایک گاؤں ہے بحر قلزم کے کنارے پر شام کی طرف سے اور وہ اب ویران ہے مصر کے حاجی وہاں گزرتے ہیں تو ان سے اترائی کی طرف رہتا ہے اور مدینے منورہ سے ایک مہینے کی راہ ہے اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی اسی طرح واقع ہوا ہے جتنا صنعاء اور ایلہ کے درمیان

فرق ہے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی مثل اس کی ہے لیکن اس میں صنعاء کے بدلے عدن ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جتنا ایلہ سے عدن دور ہے اور عدن ایک شہر ہے مشہور سمندر کے کنارے پر یمن کے کناروں کے اخیر میں اور ہند کے کناروں کے اوائل میں اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ مہینے بھر کی راہ ہے جیسے ایلہ اور صنعاء کے درمیان فرق ہے اور یہ سب روایتیں آپس میں قریب قریب ہیں اس واسطے کہ وہ سب بقدر مہینے کے ہیں یا کچھ کم وبیش اور ایک روایت میں تین دن کی راہ بھی آئی ہے سو زیادہ سے زیادہ اس میں مہینے بھر کی راہ آئی ہے اور کم سے کم تین دن کی راہ آئی ہے اور کہا قرطبی نے اس اختلاف کی تطبیق میں کہ گمان کیا ہے بعض قاصرین نے کہ اختلاف بیچ قدر حوض کے اضطراب ہے اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح اور نہیں ہے یہ اختلاف بلکہ سب روایتیں فائدہ دیتی ہیں کہ حوض بہت بڑا ہے اور کشادہ ہے اس کی طرفیں دور دور تک ہیں اور شاید ذکر کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جہات مختلف کو بحسب اس شخص کے ہے جو اس وقت حاضر تھا اور اس جہت کو پہچانتا تھا سو خطاب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قوم کو ساتھ اس جہت کے جو پہچانتے تھے اور جواب دیا ہے نووی رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہے بیچ ذکر مسافت قلیل کے وہ چیز جو دفع کرے مسافت کثیر کو پس اکثر ثابت ہے ساتھ حدیث صحیح کے پس نہیں ہے کوئی معارضہ اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول ساتھ تھوڑی مسافت کے پس پھر آپ کو مسافت کا زیادہ ہونا معلوم ہوا سو اس کے ساتھ خبر دی گویا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان کیا کہ آہستہ آہستہ اس کو آپ کے واسطے کشادہ کیا سو ہوگا اعتماد اوپر اس روایت کے جس میں زیادہ تر دراز مسافت کا ذکر ہے اور تطبیق دی ہے اس کے غیر نے پہلے دونوں اختلاف کے درمیان ساتھ اختلاف سست چال کے اور وہ چلنا بار برداریوں کا ہے اور ساتھ تیز چال کے اور وہ چال ہلکے بوجھ والے سوار کی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کا پانی زیادہ میٹھا ہے شہد سے۔ (فتح)

٦٠٩٤۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ قَدْرَ حَوْضِيْ كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ وَصَنْعَآءَ مِنَ الْيَمَنِ وَإِنَّ فِيْهِ مِنَ الْأَبَارِيْقِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَآءِ.

۶۰۹۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک میرے حوض کی مقدار جتنا ایلہ اور صنعاء یمن کے درمیان فاصلہ ہے اور اس میں آبخورے ہیں جتنے آسمان کے تارے۔

٦٠٩٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا

۶۰۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں بہشت میں چلتا تھا کہ اچانک میں نے ایک نہر دیکھی کہ اس کے دونوں کناروں پر

هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَسِيْرُ فِي الْجَنَّةِ إِذَا أَنَا بِنَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ أَعْطَاكَ رَبُّكَ فَإِذَا طِيْنُهُ أَوْ طِيْبُهُ مِسْكٌ أَذْفَرُ شَكَّ هُدْبَةُ.

نرم موتیوں کے خیمے ہیں تو میں نے جبریل علیہ السلام سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہے جو اللہ نے آپ کو عطا کیا تو اچانک اس کی خوشبو یا فرمایا مٹی نہایت خوشبو دار مشک ہے شک کیا ہے ہدبہ راوی نے کہ اس کی خوشبو کہا یا مٹی۔

٦٠٩٦۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِي الْحَوْضَ حَتّٰى عَرَفْتُهُمُ اخْتُلِجُوْا دُوْنِيْ فَأَقُوْلُ أَصْحَابِيْ فَيَقُوْلُ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ.

٦٠٩٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ آئیں گے میرے پاس کچھ لوگ میرے اصحاب سے حوض پر یہاں تک کہ میں نے ان کو پہچانا میرے پاس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ یہ تو میرے ساتھی ہیں تو فرشتہ کہے گا کہ تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں نکالیں۔

٦٠٩٧۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ بْنُ أَبِيْ عَيَّاشٍ فَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْتَ مِنْ سَهْلٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ أَشْهَدُ عَلٰى أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَزِيْدُ فِيْهَا فَأَقُوْلُ إِنَّهُمْ مِنِّيْ فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَأَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ وَقَالَ ابْنُ

٦٠٩٧۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارا پیش رو ہوں حوض کوثر پر جو مجھ پر گزرے گا یعنی اور قابو پائے اس کے پینے پر وہ اس کا شربت پیئے گا اور جو پیئے گا اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی اور البتہ آئیں گی میرے پاس چند قومیں کہ میں ان کو پہچانوں گا اور وہ مجھ کو پہچانیں گے پھر میرے اور ان کے درمیان آڑ ہو جائے گی، پھر نعمان نے مجھ سے سنا تو اس نے کہا کہ تو نے اس طرح سہل رضی اللہ عنہ سے سنا ہے؟ میں نے کہا ہاں! اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ پر کہ البتہ میں نے اس سے سنا اور وہ اس میں اتنا زیادہ کرتے تھے تو میں کہوں گا کہ وہ مجھ سے ہیں تو حکم ہوگا کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا بدعتیں نکالیں تو میں کہوں گا کہ دوری ہو اس کو جس نے میرے بعد بدعت نکالی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ سحقا کے

عَبَّاسٍ سُحْقًا بُعْدًا يُقَالُ سَحِيْقٌ بَعِيْدٌ سَحَقَهُ وَأَسْحَقَهُ أَبْعَدَهُ.

معنی بعد اور سحیق کے معنی بعید یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيْحُ فِي مَكَانٍ سَحِيْقٍ﴾ اور اسحقہ کے معنی ہیں اس کو دور کیا۔

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ الْحَبَطِيُّ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَرِدُ عَلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَهْطٌ مِّنْ أَصْحَابِيْ فَيُحَلَّئُوْنَ عَنِ الْحَوْضِ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أَصْحَابِيْ فَيَقُوْلُ إِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ إِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُجْلَوْنَ وَقَالَ عُقَيْلٌ فَيُحَلَّئُوْنَ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وارد ہوگی مجھ پر قیامت کے دن ایک جماعت میرے اصحاب سے سو ہٹائے جائیں گے حوضِ کوثر سے تو میں کہوں گا کہ اے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں تو اللہ یا فرشتہ کہے گا کہ تجھ کو معلوم نہیں کہ تیرے بعد انہوں نے کیا نئی راہ نکالی بیشک وہ پلٹ گئے تھے اپنی پشتوں پر الٹے اور کہا زبیدی نے الخ۔

فائدہ: اور حاصل اس اختلاف کا یہ ہے کہ ابن وہب اور شبیب نے اتفاق کیا ہے اپنی روایت میں یونس سے ابن شہاب سے ابن میتب سے پھر دونوں نے اختلاف کیا ہے سعید نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن وہب نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے لیکن یہ مضر نہیں۔

۶۰۹۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَرِدُ عَلَيَّ

۶۰۹۸۔ حضرت ابن میتب رحمہ اللہ سے روایت ہے اس نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ میرے اصحاب سے حوض پر آئیں گے پھر اس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا یا رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں تو حکم ہوگا کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد انہوں نے

الْحَوْضِ رِجَالٌ مِّنْ أَصْحَابِي فَيُحَلَّئُوْنَ عَنْهُ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أَصْحَابِي فَيَقُوْلُ إِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ إِنَّهُمْ ارْتَدُّوْا عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى.

کیا کیا بدعتیں نکالیں بیشک وہ پلٹ گئے تھے اپنی پشتوں پر الٹے۔

٦٠٩٩ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا قَائِمٌ إِذَا زُمْرَةٌ حَتّٰى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَيْنِيْ وَبَيْنِهِمْ فَقَالَ هَلُمَّ فَقُلْتُ أَيْنَ قَالَ إِلَى النَّارِ وَاللّٰهِ قُلْتُ وَمَا شَأْنُهُمْ قَالَ إِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا بَعْدَكَ عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى ثُمَّ إِذَا زُمْرَةٌ حَتّٰى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَيْنِيْ وَبَيْنِهِمْ فَقَالَ هَلُمَّ قُلْتُ أَيْنَ قَالَ إِلَى النَّارِ وَاللّٰهِ قُلْتُ مَا شَأْنُهُمْ قَالَ إِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا بَعْدَكَ عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى فَلَا أُرَاهُ يَخْلُصُ مِنْهُمْ إِلَّا مِثْلُ هَمَلِ النَّعَمِ.

٦٠٩٩ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں کھڑا ہوں گا یعنی حوض پر قیامت کے دن کہ ایک گروہ میرے سامنے آئے گا یہاں تک کہ جب میں ان کو پہچانوں گا تو میرے اور ان کے درمیان ایک مرد نکلے گا تو وہ ان سے کہے گا آؤ سو میں کہوں گا کہ ان کو کدھر لے جائے گا وہ کہے گا اللہ کی قسم! دوزخ کی طرف میں کہوں گا کیا حال ہے ان کا یعنی ان سے کیا قصور ہوا؟ تو وہ مرد کہے گا کہ یہ لوگ پلٹ گئے تھے تیرے بعد اپنی پشتوں پر الٹے یعنی اسلام چھوڑ کر مرتد ہو گئے تھے پھر اچانک دوسرا گروہ ظاہر ہوگا یہاں تک کہ جب میں ان کو پہچانوں گا تو میرے اور ان کے درمیان ایک مرد نکلے گا وہ ان سے کہے گا کہ آؤ تو میں کہوں گا کہ کدھر؟ وہ کہے گا اللہ کی قسم! دوزخ کی طرف میں کہوں گا کہ کیا حال ہے ان کا ان سے کیا قصور ہوا؟ وہ کہے گا کہ بیشک یہ لوگ پلٹ گئے تھے تیرے بعد اپنی پشت پر الٹے سو میں گمان نہیں کرتا کہ ان میں سے کوئی بھی بچے جیسے بھٹکے چھوٹے ہوئے اونٹ بے وارث کے کم تر بچتے ہیں یعنی ان لوگوں سے نجات پانے والے لوگ بہت کم تر ہیں جنہوں نے مرتد ہونے کے بعد پھر توبہ کی۔

فائدہ: مراد مرد سے فرشتہ ہے جو موکل ہے ساتھ اس کے اور روایت کی مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ بیشک میں ہانکوں گا چند مردوں کو اپنے حوض سے جیسے ہانکا جاتا ہے اونٹ اوپر اور حکمت بیچ ہانکنے مذکور کے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں گے کہ راہ دکھلائیں ہر ایک کو اپنے اپنے پیغمبر کے حوض کی طرف بنا بر اس کے کہ پہلے گزرا کہ ہر

پیغمبر کا ایک حوض ہوگا اور یہ کہ پیغمبر لوگ آپس میں فخر کریں گے اپنے تابعداروں کے بہت ہونے کے سبب سے سو ہو گا یہ منجملہ آپ کے انصاف کے اور رعایت کرنے اپنے بھائیں کے پیغمبروں سے نہ یہ کہ ہانکیں گے بہ سبب بخل کرنے سے پانی سے اور احتمال ہے کہ ہانکیں گے اس شخص کو جو حوضِ کوثر سے پینے کا مستحق نہ ہو، والعلم عند اللہ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے خواب میں یہ حال دیکھا جو آپ کے واسطے قیامت میں واقع ہوگا اور یہ جو کہا إِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا بَعْدَكَ عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى یعنی پھرے پشت کی طرف اور معنی قول ان کے رجع القهقری یعنی رجوع کیا رجوع کرنا جو مسمّٰی ہے ساتھ اس اسم کے اور یہ پھرنا مخصوص ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں سخت دوڑنا اور یہ جو فرمایا کہ میں نہیں گمان کرتا کہ ان میں سے کوئی نجات پائے یعنی ان لوگوں میں سے جو حوض سے قریب ہوئے اور قریب تھے کہ اس پر وارد ہوں سو اس سے روکے گئے اور کہا خطابی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ وارد ہوگا حوض پر ان میں سے مگر قلیل۔ (فتح)

۶۱۰۰۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ.

۶۱۰۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغ ہے بہشت کے باغوں سے اور میرا منبر میرے حوض پر ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزری اور یہ جو فرمایا کہ یہ جگہ بہشت کا ایک باغ ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ یہ قطعہ نقل کیا جائے گا بہشت کی طرف سو ہوگا ایک باغ اس کے باغوں سے یا مراد اس سے مجاز ہے اس واسطے کہ جو اس میں عبادت کرے وہ انجام کار بہشت کے باغ میں داخل ہوگا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی خصوصیت اس کو ساتھ اس قطعے کے اور حدیث بیان کی گئی ہے واسطے بیان زیادتی شرف اس قطعہ کے اس کے غیر پر اور بعض نے کہا کہ اس میں حرف تشبیہ کا محذوف ہے یعنی وہ مانند باغ بہشت کے ہے اس واسطے کہ جو بیٹھتا ہے اس میں فرشتوں سے اور ایماندار آدمیوں اور جنوں سے ذکر اور باقی سب انواع عبادت کو کثرت سے کرتے ہیں کہا خطابی نے کہ مراد اس حدیث سے رغبت دلانا ہے بیچ سکونت کرنے کے مدینے میں اور یہ کہ جو لازم کرے اللہ کے ذکر کو اس کی مسجد میں تو انجام کار بہشت میں داخل ہوگا اور پلایا جائے گا قیامت کے دن حوضِ کوثر سے۔ (فتح)

۶۱۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ

۶۱۰۱۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ.

حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ میں ہراول اور پیشوا ہوں حوضِ کوثر پر۔

۶۱۰۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلٰكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا.

۶۱۰۲۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک دن نکلے سو جنگ اُحد کے شہیدوں پر نماز پڑھی جیسے مردے کا جنازہ پڑھتے ہیں پھر منبر کی طرف پھرے سو فرمایا کہ میں تمہارا پیش رو ہوں یعنی مجھ کو سفر آخرت کا قریب ہے تمہاری مغفرت کا سامان درست کرنے جاتا ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں یعنی قیامت میں اور قسم ہے اللہ کی البتہ میں اپنے حوض کوثر کو اب دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں یا یوں فرمایا کہ زمین کی چابیاں یعنی میری امت کا سب ملکوں میں عمل ہوگا اور قسم ہے اللہ کی میں تم پر اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تم مشرک ہو جاؤ گے میرے بعد لیکن میں اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا کے لالچ میں کہیں نہ پڑو اور آپس میں حسد نہ کرنے لگو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں گزر چکی ہے اور یہ جو فرمایا کہ میں اپنے حوض کوثر کو اب دیکھ رہا ہوں تو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو کشف ہوا ہو اور پردہ اٹھایا گیا ہو جب کہ آپ نے خطبہ پڑھا اور یہ ظاہر ہے اور احتمال ہے کہ مراد دل کا دیکھنا ہو کہا ابن تین نے کہ نکتہ بیچ ذکر کرنے اس کے پیچھے تحذیر اور ڈرانے کے اشارہ ہے طرف تحذیر ان کے فعل اس چیز کے سے جو تقاضا کرے دور کرنے ان کے کو حوض سے اور اس حدیث میں ایک نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے۔ (فتح)

۶۱۰۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْحَوْضَ فَقَالَ كَمَا بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَصَنْعَاءَ وَزَادَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ

۶۱۰۳۔ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو سنا فرماتے تھے اور ذکر کیا حوض کو سو فرمایا جتنا صنعاء اور مدینے کے درمیان فرق ہے اور زیادہ کیا ہے ابن عدی نے حارثہ رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ حوض آپ کا اتنا چوڑا ہے جتنا صنعاء اور مدینے

عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ حَارِثَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ حَوْضُهُ مَا بَيْنَ صَنْعَآءَ وَالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ أَلَمْ تَسْمَعْهُ قَالَ الْأَوَانِيْ قَالَ لَا قَالَ الْمُسْتَوْرِدُ تُرٰى فِيْهِ الْاٰنِيَةُ مِثْلَ الْكَوَاكِبِ.

کے درمیان فرق ہے تو مستورد نے اس سے کہا کہ کیا تو نے حضرت ﷺ سے نہیں سنا کہا الاوانی اس نے کہا کہ نہیں کہا مستورد نے کہ اس میں برتن دیکھے جائیں گے تاروں کی طرح۔

فائدہ: الاوانی یعنی بہشت کے برتنوں کا ذکر تو نے حضرت ﷺ سے سنا؟ اس نے کہا کہ نہیں اور مراد صنعاء سے صنعاء یمن ہے کما تقدم۔ (فتح)

٦١٠٤ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ عَلَى الْحَوْضِ حَتّٰى أَنْظُرَ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ وَسَيُؤْخَذُ نَاسٌ دُوْنِيْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ مِنِّيْ وَمِنْ أُمَّتِيْ فَيُقَالُ هَلْ شَعَرْتَ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ وَاللّٰهِ مَا بَرِحُوْا يَرْجِعُوْنَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ فَكَانَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلٰى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ عَنْ دِيْنِنَا ﴿أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ﴾ تَرْجِعُوْنَ عَلَى الْعَقِبِ.

٦١٠٤ـ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک میں حوض کوثر پر ہوں گا تا کہ دیکھوں جو وارد ہوتا ہے مجھ پر تم میں سے اور چند لوگ میرے پاس سے ہٹائے جائیں گے یا میرے پاس آنے سے روکے جائیں گے تو میں کہوں گا اے رب! یہ لوگ میرے ہیں اور میری امت سے ہیں تو حکم ہو گا کہ بھلا تجھ کو معلوم ہے جو انہوں نے تیرے بعد عمل کیا قسم ہے اللہ کی ہمیشہ پھرتے رہے اپنی ایڑیوں کے بل یعنی دین سے پھر گئے تو ابن ابی ملیکہ کہتا تھا الٰہی! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں یہ کہ ہم پھر جائیں اپنی ایڑیوں کے بل یا مبتلا ہوں اپنے دین سے، کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ آیت ﴿عَلٰى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ﴾ کے معنی ہیں پھر جاتے ہو تم اپنی ایڑیوں کے بل۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ میرے اور میری امت سے ہیں تو اس میں دفع کرنا ہے قول اس شخص کا جو حمل کرتا ہے ان کو اوپر غیر اس امت کے اور یہ جو کہا کہ بھلا تو نہیں جانتا تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ حضرت ﷺ نے ان کے شخصوں کو ہو بہو نہیں پہچانا اگرچہ علامت سے پہچان لیا تھا کہ وہ اس امت سے ہیں اور یہ جو ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ ہم پھر جائیں، الخ تو اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ ایڑیوں پر پھرنے سے مراد مخالف امر کی ہے کہ وہ فتنہ سبب اس کا سو دونوں سے پناہ مانگی اور گویا کہ بخاری رحمہ اللہ نے مؤخر کیا ہے اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث کو آخر باب کی طرف واسطے اس چیز کے کہ اس کے آخر میں ہے اشارہ آخری سے جو دلالت کرنے والا ہے اوپر فارغ ہونے کے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْقَدَرِ کتاب ہے قدر کے بیان میں

فائدہ: اور قدر ساتھ فتح قاف مہملہ کے ہے اللہ نے فرمایا ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ کہا راغب نے کہ قدر اپنی وضع سے دلالت کرتا ہے اوپر قدرت کے اور اوپر مقدور کے جو کائن ہے ساتھ علم کے اور شامل ہے ارادے کو عقلاً اور قول کو نقلاً اور حاصل اس کا وجود شے کا ہے ایک وقت میں اور اوپر حال کے موافق علم اور ارادے کے اور قول کے اور قدر اللہ الشیء ٹھہرایا اس کو اللہ نے ساتھ قدر کے کہا کرمانی نے کہ مراد ساتھ قدر کے حکم اللہ کا ہے اور کہا علماء نے کہ قضا حکم کلی اجمالی ہے ازل میں اور قدر جزئیات اس حکم کے ہیں اور اس کی تفاصیل ہیں اور کہا ابو المظفر بن سمعانی نے کہ سبیل معرفت اس باب کا توقیف ہے کتاب اور سنت سے سوائے محض قیاس اور عقل کے سو جو پھرا توقیف سے وہ گمراہ ہوا اور حیران ہوا حیرت کے دریا میں اور نہ پہنچا شفا آنکھ کو اور نہ جس سے دل کو اطمینان ہو اس واسطے کہ قدر ایک راز ہے اللہ کے رازوں سے خاص ہوا ہے ساتھ اس کے علیم خبیر اور اس کے آگے پردے ڈالے ہیں اور چھپایا ہے اس کو مخلوق کی عقلوں اور معارف سے واسطے اس چیز کے کہ معلوم ہے اس کو حکمت سے سو نہیں معلوم ہے کسی پیغمبر مرسل کو اور نہ کسی فرشتے مقرب کو اور بعض نے کہا کہ سر تقدیر کا اس دن کھلے گا جس دن لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور البتہ روایت کی طبرانی نے ساتھ سند حسن کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جب ذکر کی جائے تقدیر تو باز رہو اور روایت کی مسلم نے طاؤس کے طریق سے کہ میں نے پایا لوگوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے کہتے تھے ہر چیز ساتھ قدر کے ہے اور سنا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہتا تھا کہ ہر چیز ساتھ قدر کے ہے یہاں تک کہ حمق اور عقل مندی بھی یعنی نہیں واقع ہوتی وجود میں ہر چیز مگر اور حالانکہ پہلے ہو چکا ہے ساتھ اس کے علم اللہ کا اور مشیت اس کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حدیث میں ان دونوں چیزوں کو غایت ٹھہرایا ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ ہمارے افعال اگرچہ ہم کو معلوم ہیں اور ہم سے بارادہ صادر ہوتے ہیں سو نہیں واقع ہوتے ہیں ہم سے باوجود اس کے مگر اللہ کی مشیت سے اور یہ جو ذکر کیا ہے اس کو طاؤس نے مرفوع اور موقوف موافق ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ اس واسطے کہ یہ آیت نص ہے بیچ اس کے کہ بیشک اللہ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا اور مقدر اس کا اور وہ زیادہ تر نص ہے اللہ کے اس قول سے ﴿خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ وقولہ تعالیٰ ﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾ اور مشہور ہوا ہے اوپر زبان سلف اور خلف کے کہ یہ آیت قدریہ کے حق میں اتری اور پہلے

گزر چکا ہے کتاب الایمان میں کہ ایمان لانا ساتھ قدر کے ارکان ایمان سے ہے اور ذکر کیا گیا ہے وہاں قول قدریہ کا اور مذہب سب سلف کا یہ ہے کہ سب کام اللہ کی تقدیر سے ہیں۔ (فتح)

٦١٠٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنْبَأَنِيْ سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعٍ بِرِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيْدٌ فَوَاللّٰهِ إِنَّ أَحَدَكُمْ أَوِ الرَّجُلَ يَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ بَاعٍ أَوْ ذِرَاعٍ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذِرَاعٍ أَوْ ذِرَاعَيْنِ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا قَالَ آدَمُ إِلَّا ذِرَاعٌ.

٦١٠٥۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے حضرت ﷺ نے اور وہ صادق ومصدوق ہیں یعنی سچ بولنے والے اور سچ بات کہے گئے اللہ کی طرف سے کہ بیشک ہر ایک آدمی کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے پھر چالیس دن خون کی پھٹکی ہو جاتا ہے پھر چالیس دن گوشت کی بوٹی بن جاتا ہے پھر اللہ اس کی طرف فرشتے کو بھیجتا ہے وہ اس میں روح پھونکتا ہے اور چار باتوں کا اس کو حکم کرتا ہے کہ اس کی روزی لکھتا ہے یعنی محتاج ہوگا یا مالدار اور اس کی عمر لکھتا ہے کہ کتنا زندہ رہے گا اور اس کے عمل لکھتا ہے کہ کیا کیا کرے گا اور یہ لکھتا ہے کہ نیک بخت بہشتی ہوگا یا بد بخت دوزخی ہوگا حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں قسم کھاتا ہوں جس کے سوائے کوئی معبود نہیں کہ بیشک تم لوگوں میں سے کوئی بہشتیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور بہشت میں ہاتھ بھر کا فرق رہ جاتا ہے یعنی بہت قریب ہو جاتا ہے پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے سو وہ دوزخیوں کے کام کرنے لگتا ہے پھر دوزخ میں جاتا ہے اور بیشک کوئی آدمی عمر بھر دوزخیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ دوزخ میں اور اس میں سوائے ایک ہاتھ بھر کے کچھ فرق نہیں رہتا پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے سو وہ بہشتیوں کے کام کرنے لگتا ہے پھر بہشت میں جاتا ہے۔

فائدہ: مراد نطفے سے منی ہے اور مراد جمع کرنے سے جوڑنا ہے بعض کا ساتھ بعض کے بعد بکھر جانے اور پراگندہ ہونے کے کہا قرطبی نے مفہم میں کہ مراد یہ ہے کہ واقع ہوتی ہے منی رحم میں وقت بھڑکنے اس کے ساتھ قوت شہوت کے جو دفع کرنے والی ہے متفرق بکھری ہوی پھر اللہ اس کو جمع کرتا ہے پیدا ہونے کی جگہ میں رحم سے اور اصل اس

میں یہ ہے کہ جب مرد کی منی عورت کی منی سے جماع کے ساتھ ملتی ہے اور اللہ چاہتا ہے کہ اس سے بچہ پیدا کرے تو اس کے اسباب کو مہیا کرتا ہے اس واسطے کہ عورت کے رحم میں دو قوتیں ہیں کشادہ ہونا وقت وارد ہونے منی مرد کے یہاں تک کہ عورت کے تمام بدن میں پھیل جائے اور ایک وقت بند کرنے اور روکنے کی ہے اس طور سے کہ اس کی شرم گاہ سے منی بہے باوجود ہونے فرج کے منکوس اور الٹا اور باوجود ہونے منی کے ثقیل بالطبع اور مرد کی منی میں قوت فعل کی ہے اور عورت کی منی میں قوت انفعال کی ہے تو مرد کی منی مل کر ملائی کی طرح ہو جاتی ہے اور کہا ابن اثیر نے نہایہ میں کہ جائز ہے کہ مراد ساتھ جمع ہونے کے ٹھہرنا نطفے کا ہو رحم میں یعنی ٹھہرتا ہے اس میں نطفہ چالیس دن اس میں خمیر ہوتا ہے یہاں تک کہ مہیا ہوتا ہے واسطے صورت بنانے کے پھر پیدا کیا جاتا ہے اس کے بعد اور تفسیر کی ہے اس کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے کہ جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ اس سے آدمی پیدا کرے تو اوڑھتا ہے عورت کے بدن میں تحت ہر ناخن اور بال کے پھر ٹھہرتا ہے چالیس دن پھر اترتا ہے خون رحم میں پس یہ ہے جمع کرنا اس کا اور یہ جو کہا کہ پھر خون کی پھٹکی ہو جاتی ہے تو تکون ساتھ معنی تصیر کے ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہو جاتا ہے ساتھ اس صفت کے چالیس دن کی مدت میں پھر پلٹ جاتا ہے اس صفت کی طرف کہ اس سے لگتی ہے اور احتمال ہے کہ مراد متغیر ہونا اس کا ہو رفتہ رفتہ سو ملتا ہے خون نطفے سے پہلے چالیس دن میں بعد منعقد اور ممتد ہونے اس کے اور جاری ہوتا ہے نطفے کے اجزا میں کچھ کچھ یہاں تک کہ کامل ہو جاتا ہے علقہ چالیس دن پر کچھ کچھ اس کے ساتھ گوشت ملتا جاتا ہے یہاں تک کہ سخت ہو جاتا ہے پس ہو جاتا ہے ٹکڑا سخت گوشت کا اور نہیں نام رکھا علقہ پہلے اس سے جب تک کہ نطفہ رہے اور اسی طرح اس کے بعد زمانے پھٹکی اور بوٹی کے ہے اور البتہ نقل کیا ہے فاضل علی طبیب نے اتفاق طبیبوں کا اس پر کہ پیدا کرنا بچے کا رحم میں ہوتا ہے بیچ مقدار چالیس دن کے اور اس میں ہو جاتے ہیں اعضا مرد کے سوائے عورت کے واسطے حرارت مزاج اس کی کے اور قوتوں اس کی کے اور اعادہ کیا جاتا ہے طرف قوام منی کے جس سے اس کے اعضا بنتے ہیں اور پکانے اس کے سو ہوتا ہے زیادہ تر قبول کرنے والا واسطے شکل اور تصویر کے پھر چالیس دن پھٹکی ہو جاتا ہے خون کی اور علقہ ایک ٹکڑا ہے جمے ہوئے خون کا کہا انہوں نے اور ہوتی ہے حرکت جنین کی بیچ دگنی اس مدت کے کہ پیدا ہوتا ہے بیچ اس کے پھر چالیس دن گوشت کی بوٹی ہو جاتا ہے یعنی چھوٹا گوشت اور وہ تیسرے چالیس دن میں پھر اس میں حرکت کرنے لگتا ہے اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ پھونکنا روح کا اس میں نہیں ہوتا ہے مگر بعد چار مہینے کے اور ذکر کیا ہے شیخ ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ اندر رحم کا خشن ہے اور کھردا اور رکھا گیا ہے اس میں قبول کرنا واسطے منی کے جیسے پیاس دراز میں پانی کو طلب کرتی ہے سو وہ بالطبع اس کا طالب ہے پس اسی واسطے بند کر لیتا ہے اس کو اور شامل ہو جاتا ہے اوپر اس کے اور اس کو پھسلنے سے روکتا ہے بلکہ اس پر منضم ہو جاتا ہے تاکہ نہ فاسد کرے اس کو ہوا پھر حکم کرتا ہے اللہ رحم کے فرشتے کو بیچ عقد کرنے اس کے اور پکانے اس کے چالیس دن اور ان

چالیس دن میں نطفہ اس میں جمع رہتا ہے کہا علماء نے کہ جب شامل ہو رحم منی پر اور اس کو نہ پھینکے تو گھومتا ہے اپنے نفس پر اور سخت ہو جاتا ہے یہاں تک کہ چھ مہینے تمام ہوں پھر اس میں تین نقطے پڑتے ہیں دل اور دماغ اور جگر کی جگہوں میں پھر ان نقطوں میں پانچ لکیریں ظاہر ہوتی ہیں تین دن تمام ہونے تک پھر اس میں دمویت جاری ہوتی ہے پندرہ دن تک پھر متمیز کیا جاتا ہے تینوں اعضاء کو پھر دراز ہوتی ہے رطوبت نخاع کی بارہ دن کے تمام ہونے تک پھر الگ ہوتا ہے سر مونڈھوں سے بعد ہاتھ پاؤں پسلیوں سے اور پیٹ دونوں پہلو سے نو دن میں پھر پوری ہوتی ہے یہ تمیز اس طور سے کہ ظاہر ہوتی ہے اس میں حس چار دن میں پس پورے ہوتے ہیں چالیس دن پس یہ معنی ہیں حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ آدمی کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے اور اس میں تفصیل ہے اس کے اجمال کی اور نہیں منافی ہے یہ قول اس کے کو کہ پھر چالیس دن کو خون کی پھٹکی ہو جاتا ہے اس واسطے کہ علقہ اگر چہ خون کا ایک ٹکڑا ہے لیکن وہ ان دوسرے چالیس دن میں منتقل ہو جاتا ہے منی کی صورت سے اور ظاہر ہوتی ہے اس میں پوشیدہ خط کشی آہستہ آہستہ پھر سخت ہو جاتا ہے واسطے حس کے ظاہر ہونا جس میں کچھ خفا نہیں اور وقت تمام ہونے تین چالیہ کے اور شروع ہونے چوتھے کے پھونکی جاتی ہے اس میں روح جیسا کہ واقع ہوا ہے اس حدیث میں اور نہیں ہے کوئی راہ طرف پہچاننے اس کے مگر ساتھ وحی کے یہاں تک کہ کہا فاضل اور حاذق فلسفیوں نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہچانا جاتا ہے یہ ساتھ توہم اور گمان بعید کے اور اختلاف ہے نقطے اولیٰ میں کہ پہلے کون سا نقطہ ہے اکثر کہتے ہیں کہ دل کا نقطہ ہے اور کہا قوم نے کہ اول اول ناف پیدا ہوتی ہے اس واسطے کہ حاجت اس کی طرف غذا کی اشد ہے حاجت اس کی سے طرف الآت قوتوں اس کے اس واسطے کہ ناف سے اٹھتی ہے غذا اور وہ جھلی کے بچے پر ہے گویا کہ مربوط ہے بعض اس کا ساتھ بعض کے اور ناف اس کے بیچ میں ہے اور اسی سے دم لیتا ہے بچہ اور پرورش پاتا ہے اور کھینچی جاتی ہے غذا اس کی اس سے اور یہ جو کہا کہ مثل اس کی تو مراد اس سے مثل زمانے مذکور کی ہے ایک حال سے دوسرے حال کی طرف متغیر ہونے میں اور علقہ خون جما ہوا ہے غلیظ نام رکھا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے رطوبت کے کہ اس میں ہے اور تعلق اس کے ساتھ اس چیز کے کہ گزری اوپر اس کے اور مضغہ ایک ٹکڑا ہے گوشت کا نام رکھا گیا ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ بقدر اس چیز کے ہے کہ چھپاتا ہے اس کو چھپانے والا اور یہ جو فرمایا کہ پھر بھیجتا ہے اللہ فرشتے کو تو مراد اس سے جنس فرشتوں کی ہے جو تعین کیے گئے ہیں ساتھ رحم کے اور مراد بھیجنے سے کہ اس کو حکم ہوتا ہے چار باتوں کا اور واقع ہوا ہے اعمش کی روایت میں کہ جب نطفہ رحم میں قرار گیر ہو تو فرشتہ اس کو اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور کہتا ہے اے رب! مرد ہے یا عورت، الحدیث اور اس میں ہے کہ اس کو حکم ہوتا ہے کہ ام الکتاب کی طرف جا کہ تو اس میں اس نطفے کا حال پائے گا تو وہ جاتا ہے اور اس کا حال اس میں پاتا ہے پس لائق ہے کہ تفسیر کیا جائے ساتھ اس کے اس قول کو کہ پھر اللہ فرشتہ بھیجتا ہے اور اختلاف ہے کہ اول اول کس عضو

کی شکل بنتی ہے سو بعض نے کہا کہ اول دل کی شکل بنتی ہے اس واسطے کہ وہ اساس اور جڑ ہے اور وہ کھان ہے حرکت اصلی کی اور بعض نے کہا دماغ اس واسطے کہ وہ جگہ ہے جمع ہونے حواس کی اور بعض نے کہا کہ جگر اس واسطے کہ اس میں بڑھنا ہے اور غذا پانا کہ وہ قوام ہے بدن کا اور ترجیح دی ہے اس کو بعض نے ساتھ اس کے کہ وہ مقتضی ہے نظام طبعی کا اس واسطے کہ مطلوب اول بڑھنا ہے اور نہیں حاجت ہے اس کو اس وقت طرف حس اور حرکت کے اور وہ بجائے سبزہ کے ہے جو اُگتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتی ہے اس کے واسطے قوت حس اور ارادے کی وقت تعلق پکڑنے نفس کے ساتھ اس کے پس مقدم کیا جاتا ہے جگر پھر دل پھر دماغ اور یہ جو کہا کہ اس کو چار باتوں کا حکم ہوتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو حکم ہوتا ہے ساتھ لکھنے چار چیزوں کے احوال بچے کے سے اور مراد ساتھ کلمات کے قضایا مقدرہ ہیں اور جو فرمایا کہ نیک بخت ہوگا یا بد بخت تو اس کے معنی یہ ہیں کہ فرشتہ لکھتا ہے ایک دونوں کلموں سے مثلا سو مثلا لکھتا ہے کہ عمر اس بچے کی اتنی ہے اور رزق اس کا اتنا ہے اور عمل اس کا اتنا ہے اور وہ بد بخت ہے باعتبار خاتمہ کے اور نیک بخت ہے باعتبار خاتمہ کے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر باقی جز اور اس کے معنی یہ ہیں کہ لکھتا ہے فرشتہ ہر ایک کے واسطے نیک بختی یا بدبختی اور دونوں کو ایک کے واسطے اکٹھا نہیں لکھتا اگرچہ ممکن ہے وجود دونوں کا اس سے اس واسطے کہ جب دونوں جمع ہوں تو حکم اغلب کے واسطے ہے اور جب دونوں مترتب ہوں تو اعتبار خاتمہ کا ہے اسی واسطے فقط چار کہا پانچ نہ کہا اور مراد ساتھ لکھنے رزق کے اندازہ کرنا اس کا ہے تھوڑا ہو یا بہت یا صفت اس کی حلال ہو یا حرام اور ساتھ اجل کے کہ اس کی عمر تھوڑی ہے یا بہت اور اس کا عمل نیک ہے یا بد اور مراد لکھنے سے لکھنا معروف ہے کاغذ میں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ نامہ لپیٹا جاتا ہے قیامت تک نہ اس میں کچھ کم ہوتا ہے نہ بڑھتا ہے اور واقع ہوا ہے ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہ یہ سب کچھ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا جاتا ہے اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی دلالت کرتی ہے اس پر کہ نطفہ ایک سو بیس دن میں تین طور پر الٹایا پلٹایا جاتا ہے ہر طور اس سے چالیس دن میں پھر اس کے کامل ہونے کے بعد اس میں روح پھونکی جاتی ہے اور البتہ ذکر کیا ہے اللہ نے ان تینوں اطوار کو بغیر تقیید کے چند سورتوں میں چنانچہ سورۂ حج وغیرہ میں اور دلالت کی آیت مذکورہ نے کہ تخلیق گوشت کی بوٹی کے واسطے ہوتی ہے اور بیان کیا حدیث نے کہ یہ ہوتا ہے اس میں جب کہ کامل ہوں چالیس دن اور یہی ہے وہ مدت کہ جب تمام ہو تو نام رکھا جاتا ہے گوشت کی بوٹی اور ذکر کیا ہے اللہ نے نطفے کو پھر علقے کو پھر مضغے کو اور سورتوں میں اور زیادہ کیا ہے سورہ قد افلح میں بعد مضغے کے ﴿فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا﴾ اور لیا جاتا ہے اس آیت اور حدیث سے کہ ہو جانا بوٹی کا ہڈیاں بعد پھونکنے روح کے ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ آیا ہے بعد ذکر مضغہ کے پھر چالیس دن ہڈیاں ہو جاتا ہے پھر اللہ ہڈیوں پر گوشت پہناتا ہے اور البتہ مرتب کیا ہے ان اطوار کو آیت میں ساتھ فا کے اس واسطے کہ مراد یہ ہے کہ دو طور کے درمیان اور کوئی طور نہیں ہوتا

اور مرتب کیا ہے اس کو حدیث میں ساتھ ثم کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس مدت کے کہ دو طور کے درمیان واقع ہے تا کہ پورا ہو اس میں طور اور لایا گیا درمیان نطفے اور علقے کے حرف ثم کا اس واسطے کہ نطفہ کبھی آدمی نہیں بنتا اور لایا گیا ثم آیت کے اخیر میں نزدیک قول اللہ کے ﴿ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا آخَرَ﴾ تا کہ دلالت کرے اوپر اس چیز کے کہ تازہ ہوتی ہے اس کے واسطے بعد نکلنے کے ماں کے پیٹ سے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر قرار پکڑتا ہے نطفہ رحم میں چالیس دن پھر رحم کا فرشتہ آتا ہے اور اس میں داخل ہوتا ہے سو تصویر کھینچتا ہے اس کی ہڈی کی اور گوشت کی اور اس کے بالوں کی اور کھال کی اور آنکھ کی اور کان کی پھر کہتا ہے اے رب! مرد ہے یا عورت، کہا عیاض نے اور نہیں صحیح ہے حمل کرنا اس کا ظاہر پر اس واسطے کہ تصویر کھینچنا ساتھ نطفہ کے اور اول علقہ کے دوسرے چالیس دنوں میں نہیں موجود اور نہ معمور اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے تصویر کھینچنا تیسرے چالیے کے اخیر میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا﴾ الآیۃ سو ہوں گے معنی قول اس کے کہ اس کی تصویر بناتا ہے یعنی لکھتا ہے اس کو پھر اس کو اس کے بعد کرتا ہے ساتھ دلیل قول اس کے بعد اس کے کہ مرد ہے یا عورت اور پیدا کرنا فرشتے کا اس کے تمام اعضاء کو اور اس کا مرد ہونا اور عورت ہونا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے بیچ وقت متفق کے اور وہ مشاہدہ کیا گیا ہے اس چیز میں کہ پائی جاتی ہے حیوانوں کے پیٹ میں بچوں سے اور یہی ہے جس کو تقاضا کرتی ہے پیدائش اور مستویٰ ہونا صورت کا پھر فرشتے کے واسطے اس میں اور تصور ہوتا ہے اور وہ وقت پھونکنے روح کے کا ہے بیچ اس کے جب کہ چار مہینے پورے ہوں جیسا کہ اتفاق کیا ہے اس پر علماء نے کہ پھونکنا روح کا نہیں ہوتا ہے مگر بعد چار مہینے کے میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ پہلے چالیے کے تمام ہونے کے وقت تقسیم کرتا ہو فرشتہ نطفے کو جب کہ علقہ ہو جائے طرف اجزاء کے بحسب اعضاء کے یا تقسیم کرے بعض کو طرف جلد کے اور بعض کو طرف گوشت کے اور بعض کو طرف ہڈیوں کے سو اندازہ کرتا ہے اس کو اس کے وجود سے پہلے پھر سامان تیار کرتا ہو اس کا دوسرے چالیے کے اخیر میں اور کامل ہوتا ہے تیسری چالیے میں اور راجح یہ ہے کہ تصویر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتی ہے تیسری چالیے میں اور کہا عیاض نے کہ اس حدیث کے الفاظ کئی جگہوں میں مختلف ہیں اور نہیں اختلاف کہ پھونکنا روح کا اس میں بعد ایک سو بیس دن کے ہے اور یہ تمام ہونا چار مہینوں کا ہے اور داخل ہونا پانچویں میں اور یہ موجود ہے ساتھ مشاہدے کے اور اس پر اعتماد کیا جاتا ہے اس چیز میں کہ حاجت ہوتی ہے اس کی طرف احکام سے بچے کے لاحق کرنے میں وقت تنازعہ کے اور سوائے اس کے ساتھ حرکت جنین کے پیٹ میں اور کہا گیا ہے کہ یہی حکمت ہے بیچ ٹھہرانے عدت عورت کے اس کے خاوند کے مرنے سے ساتھ چار مہینے اور دس دن کے اور وہ داخل ہونا ہے پانچویں مہینے میں اور حذیفہ بن اُسید کی حدیث کی زیادتی مشعر ہے ساتھ اس کے کہ نہیں فرشتہ آتا ہے مگر بعد چار مہینے کے سو ہوگا مجموع اس کا چار مہینے اور دس دن اور

ساتھ اس کے تصریح کی گئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ جب نطفہ رحم میں واقع ہوتا ہے تو دس دن اور چار مہینے ٹھہرتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے اور یہ جو کہا کہ فرشتہ لکھتا ہے تو حکمت اس میں یہ ہے کہ وہ قابل ہے واسطے محو اور اثابت کے برخلاف اس چیز کے کہ اللہ نے لکھی کہ وہ متغیر نہیں ہوتی اور نسبت کرنا پھونکنے کی طرف فرشتے کی اس وجہ سے ہے کہ وہ کرتا ہے اس کو اللہ کے حکم سے اور نفخ اصل میں نکالنا ہوا کا پھونکنے والے کے منہ سے تاکہ داخل ہو بیچ اس چیز کے جس میں پھونکی گئی اور مراد ساتھ نسبت کرنے اس کے کی طرف اللہ کی یہ ہے کہ کہے اس کو کن فیکون اور تطبیق دی ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ لکھنا دوبار واقع ہوتا ہے سو پہلی بار لکھنا تو آسمان میں ہے اور دوسری بار لکھنا ماں کے پیٹ میں ہے اور احتمال ہے کہ ایک کاغذ میں ہو اور ایک بچے کے ماتھے میں اور بعض نے کہا کہ مختلف ہے ساتھ اختلاف لڑکوں کے سو بعض میں اس طرح ہے اور بعض میں اس طرح اور اول تطبیق اولیٰ ہے اور یہ جو کہا فو اللّٰہ ان احدکم، الخ تو مشتمل ہے یہ جملہ کئی قسم تاکید پر ساتھ قسم کے اور وصف مقسم بہ کے اور ساتھ ان کے اور ساتھ لام کے اور اصل تاکید میں یہ ہے کہ ہو مخاطبت منکر کے یا مستبعد کے اور چونکہ اس جگہ مستبعد ہے اور وہ داخل ہونا ہے آگ میں اس شخص کا جس نے اپنی تمام عمر نیک عمل کیا اور بالعکس تو خوب ہوا مبالغہ کرنا بیچ تاکید خبر کے ساتھ اس کے اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ وہ عمل کرتا ہے ساتھ اس کے حقیقۃً نہ بطور ریا کے اور اس کا خاتمہ بالعکس ہوتا ہے اور سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئے گا عمل کرتا ہے بہشتیوں کے ظاہر میں اور یہ حدیث محمول ہے منافق اور ریا کار کے حق میں برخلاف حدیث باب کے کہ وہ متعلق ہے ساتھ برے خاتمہ کے اور یہ جو کہا کہ ہاتھ بھر تو تعبیر ساتھ ہاتھ بھر کے تمثیل ہے ساتھ قریب ہونے حال اس کے کی موت سے سو اس کے اور مکان مقصود کے درمیان حائل ہوتی ہے ہاتھ بھر مسافت اور ضابط اس کا حسی غرغرہ ہے جو ٹھہرایا گیا ہے علامت واسطے نہ قبول ہونے توبہ کے اور ذکر کیا ہے اس حدیث میں دو قسم کے آدمیوں کو ایک صرف نیکی والوں کو دوسرے صرف بدی والوں کو اور نہیں ذکر کیا ان لوگوں کو جنہوں نے کچھ نیکیاں کیں اور کچھ بدیاں اور اسلام پر مر گئے اس واسطے کہ نہیں قصد کیا حدیث میں مکلفین کے سب حالات بیان کرنے کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حدیث بیان کی گئی ہے واسطے بیان کرنے اس بات کے کہ اعتبار خاتمہ کا ہے اور یہ جو کہا کہ بہشتیوں کے عمل کیا کرتا ہے یعنی طاعات اعتقادیہ اور قولیہ اور فعلیہ سے پھر احتمال ہے کہ کراما کاتبین ان کو لکھتے ہوں سو بعض کو قبول کرتے ہوں اور بعض کو قبول نہ کرتے ہوں اور احتمال ہے کہ لکھے جاتے ہوں پھر مٹائے جاتے ہوں اور قبول ہونا تو خاتمہ پر موقوف ہے اور یہ جو فرمایا کہ غالب ہوتا ہے اس پر لکھا ہوا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ معارض ہوتا ہے عمل اس کا بیچ تقاضا کرنے نیک بختی کے اور لکھا ہوا اس کا بیچ تقاضا کرنے بدبختی کے سو متحقق ہوتا ہے مقتضی مکتوب کا سو تعبیر کی اس سے ساتھ سبقت کرنے کے اس واسطے کہ جو آگے بڑھے اس کی مراد حاصل ہوتی ہے سوائے مسبوق کے اور احمد اور نسائی اور ترمذی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

حضرت ﷺ ہم پر نکلے اور آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں، الحدیث اور اس میں ہے کہ یہ مکتوب ہے رب العالمین کی طرف سے اس میں نام ہیں بہشتیوں کے اور ان کے باپوں کے اور قبیلوں کے پھر جملہ کیا گیا ہے ان کے اخیر پر یعنی کل اتنے ہیں سو نہ ان میں کوئی کم ہوگا اور نہ زیادہ ہوگا تو آپ کے اصحاب نے کہا کہ پھر کیا فائدہ ہے عمل کرنے کا سو فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو اور قربت چاہو اس واسطے کہ بہشتی کا خاتمہ بہشتیوں کے عمل پر ہوتا ہے اگرچہ کوئی عمل کرتا ہو، الحدیث اور اس حدیث میں ہے کہ پیدا کرنا کان اور آنکھ کا واقع ہوتا ہے ان کے پیٹ میں لیکن ادراک بالفعل سو وہ موقوف ہے اوپر دور ہونے حجاب کے جو مانع ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک اور بد عمل نشانیاں ہیں اور نہیں ہیں واجب کرنے والے بہشت اور دوزخ کو اور یہ کہ انجام عملوں کا عاقبت میں اس چیز پر ہے جو مسبوق ہے قضاء اور تقدیر میں اور جاری ہوئی ہے تقدیر ساتھ اس کے ابتدا میں اور اس میں قسم کھانا ہے اوپر خبر سچی کے واسطے تاکید کرنے کے بیچ نفس سامع کے اور اس میں اشارہ ہے طرف علم مبدء اور معاد کے اور جو متعلق ہے ساتھ بدن انسان کے اور حال اس کے بیچ شقاوت اور سعادت کے اور اس میں چند احکام ہیں جو متعلق ہیں ساتھ اصول اور فروع اور حکمت وغیرہ کے اور یہ کہ نیک بخت کبھی بد بخت ہو جاتا ہے اور برعکس لیکن بہ نسبت اعمال ظاہرہ کے اور بہرحال جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے سو متغیر نہیں ہوتا اور یہ کہ اعتبار خاتمہ پر ہے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث نے مردوں کی گردن کاٹی باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہیں جس حال سے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتے کہ ان کا خاتمہ کس چیز پر ہوگا اور یہ کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾ الآیۃ مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے جو اس پر مرے اور یہ کہ جو نیک عمل کرے اور اس کا خاتمہ بد ہو تو وہ اللہ کے نزدیک تمام عمر بد بخت ہے اور بالعکس اور اس میں اشعریہ اور حنفیہ کو اختلاف ہے اور حق یہ ہے کہ نزاع لفظی ہے اور جو اللہ کے علم میں سابق ہو چکا ہے وہ متغیر نہیں ہوتا اور نہ بدل ہوتا ہے اور جس پر تغیر اور تبدل جائز ہے وہ عمل وہ ہے جو ظاہر ہو لوگوں کے واسطے عمل عامل سے اور نہیں بعید ہے کہ ہو یہ متعلق ساتھ اس چیز کے کہ بیچ علم فرشتوں کے جو متعین ہیں ساتھ آدمی کے کہ واقع ہوتا ہے اس میں محو اور اثبات مانند کمی بیشی کی عمر میں اور بہرحال جو اللہ کے علم میں ہے تو اس میں نہ محو ہے نہ اثبات والعلم عند اللہ اور اس میں تنبیہ ہے اوپر جی اٹھنے کے بعد موت کے اس واسطے کہ جو قادر ہوا اوپر پیدا کرنے شخص کے بے قدر پانی سے پھر نقل کرنے اس کے طرف پھٹکی کے پھر بوٹی کے پھر پھونکنے روح کے بعد اس کے کہ مٹی ہو جائے اور جمع کرے اس کے اجزاء کو اس کے بعد کہ اس کو متفرق کرے اور اللہ تعالیٰ البتہ قادر تھا اس پر کہ اس کو یکبارگی پیدا کرے لیکن حکمت نے تقاضا کیا کہ اس کو کئی اطوار میں نقل کرے واسطے رفاقت کرنے کے ساتھ ماں کے اس واسطے کہ وہ معتاد تھی سو بڑی ہوتی مشقت اوپر اس کے سو تیار کیا اس کو اس کے پیٹ میں آہستہ آہستہ یہاں تک کہ کامل ہوا اور جو تامل کرے انسان کی اصل پیدائش میں اور نقل ہونے اس کے طرف ان اطوار کی یہاں تک کہ ہو گیا آدمی

خوبصورت ساتھ عقل اور فہم کے اور نطق کے تو اس پر حق ہے کہ شکر کرے اس کا جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کی عبادت کرے حق عبادت کا اور اس کی حکم برداری کرے اور نافرمانی نہ کرے اور یہ کہ اعمال کے مقدر کرنے میں وہ چیز ہے کہ وہ سابق ہے اور لاحق ہے پس سابق تو وہ چیز ہے جو اللہ کے علم میں ہے اور لاحق وہ چیز ہے جو مقدر کی گئی ہے اس پر اس کی ماں کے پیٹ میں جیسا کہ واقع ہوا ہے اس حدیث میں اور یہی ہے جو قابل ہے نسخ کے اور جو مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ بیشک لکھی ہے اللہ نے تقدیر خلقت کی آسمان اور زمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے تو یہ محمول ہے اوپر لکھنے اس کے لوح محفوظ میں موافق اس چیز کے کہ اللہ کے علم میں ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر ساتھ اس کے اس پر کہ جو بچہ چار مہینے کے بعد ماں کے پیٹ سے گر پڑے اس کا جنازہ پڑھا جائے اس واسطے کہ وہ وقت ہے پھونکنے روح کا بیچ اس کے اور وہ منقول ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے قدیم میں اور مشہور احمد اور اسحاق سے اور راجح شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ ضروری ہے پھونکنا روح کا اور یہ جدید قول ہے اور البتہ کہا ہے انہوں نے کہ جب روئے یا سانس لے تو اس پر نماز پڑھی جائے ورنہ نہ اور اصل اس میں وہ چیز ہے جو نسائی اور ابن حبان نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب لڑکا آواز کرے تو وارث ہوتا ہے اور اس کا جنازہ پڑھا جائے اور ضعیف کہا ہے اس کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور صواب یہ ہے کہ وہ صحیح الاسناد ہے لیکن ترجیح حفاظ کے نزدیک اس کے موقوف ہونے کو ہے اور فقہاء کے طریق پر نہیں ہے کوئی اثر واسطے تعلیل مذکور کے اس واسطے کہ حکم واسطے زیادتی اس کی کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب ایک سو بیس دن کو پہنچے تو غسل دیا جائے اور کفنایا جائے اور دفنایا جائے بغیر نمازِ جنازہ کے اور جو اس سے پہلے ہو اس کے واسطے نہ غسل مشروع ہے نہ غیر اس کا اور یہ کہ ہر ایک سعادت اور شقاوت سے کبھی واقع ہوتی ہے بغیر عمل کے اور بغیر عمر کے اور اس پر منطبق ہوتا ہے قول اس کا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو عمل کرتے ہیں اور اس میں حث قوی ہے اوپر قناعت کے اور زجر شدید حرص سے اس واسطے کہ جب رزق تقدیر میں ہو چکا ہے تو نہیں فائدہ ہے رنج اٹھانے کا اس کی طلب میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مشروع ہوا ہے کسب کرنا اس واسطے کہ وہ منجملہ اسباب کے ہے کہ تقاضا کیا ہے ان کو حکمت نے دنیا میں اور یہ کہ اعمال سبب ہیں دخول کا بہشت میں اور دوزخ میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بد بخت لکھا گیا ہے اس کا حال دنیا میں معلوم نہیں ہو سکتا اور اسی طرح بالعکس اور حجت پکڑی ہے اس نے جو اس کو ثابت کرتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ آئے گی علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جو اہل سعادت سے ہو اس پر سعادت کے عمل آسان کیے جاتے ہیں، الحدیث اور تحقیق یہ ہے کہ کہا جائے کہ اگر مراد یہ ہے کہ وہ دنیا میں بالکل معلوم نہیں ہو سکتا تو یہ مردود ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ وہ معلوم ہوتا ہے ساتھ طریق علامت کے جو ثابت کرنے والی ہے واسطے گمان غالب کے تو یہ ہو سکتا ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ وہ قطعا معلوم ہوتا ہے تو یہ منجملہ غیب کے ہے جو خاص اللہ کو معلوم ہے اور جس کو چاہتا ہے اپنے پیغمبروں سے اس کو اس پر اطلاع دیتا ہے او

راس میں رغبت دلانا ہے اوپر پناہ مانگنے کے ساتھ اللہ کے بڑے خاتمہ سے اور البتہ عمل کیا ہے ساتھ اس کے ایک بڑی جماعت نے سلف سے اور آئمہ خلف سے کہا عبدالحق نے کہ بد خاتمہ نہیں واقع ہوتا ہے اس کے واسطے جس کا باطن مستقیم ہو اور ظاہر نیک ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے یہ اس کے واسطے جس کے دل میں فساد ہو اور شک اور بہت واقع ہونا اس کا واسطے اس کے ہے جو اصرار کرنے والا ہو کبیرے گناہوں پر اور جرأت کرنے والا ہو بڑے گناہوں پر پس ہجوم کرتی ہے اس پر موت اچانک سو ورغلاتا ہے اس کو شیطان وقت اس صدمہ کے پس ہوتا ہے سبب واسطے بد خاتمہ کے سوال کرتے ہیں ہم اللہ سے سلامتی کا سو وہ محمول ہے اکثر اغلب پر اور یہ نہیں کہ واجب کرتی ہے اللہ کی قدرت کو کوئی چیز اسباب سے مگر اس کی مشیت سے اس واسطے کہ نہیں ٹھہرایا اس نے جماع کو علت واسطے اولاد کے اس واسطے کہ جماع کبھی حاصل ہوتا ہے اور نہیں حاصل ہوتی ہے اولاد جب تک کہ اللہ نہ چاہے اور اس میں ہے کہ شے کثیف محتاج ہے طرف طول زمانے کی برخلاف لطیف کے اسی واسطے دراز ہوئی مدت بیچ اطوار جنین کے یہاں تک کہ حاصل ہوا پیدا کرنا اس کا برخلاف پھونکنے روح کے اور استدلال کیا ہے داؤدی نے ساتھ قول حضرت ﷺ کے فتدخل النار اس پر کہ حدیث خاص ہے ساتھ کفار کے اور اس کی حجت یہ ہے کہ نہیں حبط کرتا ہے ایمان کو مگر کفر اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے حدیث میں تعرض واسطے حبط کرنے کے اور حمل کرنا عام تر معنی پر اولیٰ ہے سو شامل ہوگا ایماندار کو یہاں تک کہ خاتمہ ہو اس کا ساتھ عمل کافر کے مثلا سو مرتد ہو جائے پھر اسی پر مر جائے سو ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس سے اور شامل ہے مطیع کو یہاں تک کہ اس کا خاتمہ عاصی کے عمل پر ہو اور اسی پر مر جائے اور یہ جو اس پر اطلاق کیا گیا ہے کہ وہ دوزخ میں داخل ہوگا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے بلکہ مجرد داخل ہونا اس کا صادق ہے دونوں گروہوں پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں واجب ہے اللہ پر رعایت اصلح کی برخلاف بعض معتزلہ کے جو اس کے قائل ہیں اس واسطے کہ اس حدیث میں ہے کہ بعض لوگوں کی تمام عمر اللہ کی بندگی میں گزرتی ہے پھر اس کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے اور اللہ کی پناہ پھر اسی پر مرجاتا ہے پھر داخل ہوتا ہے دوزخ میں سو اگر اللہ پر اصلح کی رعایت واجب ہوتی تو نہ برباد ہوتے اس کے تمام نیک عمل اس کفر کے کلمے سے جس پر وہ مرا اور خاص کر اگر دراز ہو عمر اس کی اور قریب ہو موت اس کی کفر سے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض معتزلہ نے اس پر کہ جو دوزخیوں کے عمل کرے واجب ہے کہ اس میں داخل ہو واسطے مرتب ہونے دخول اس کے حدیث میں عمل پر اور مرتب ہونا حکم کا شے پر مشعر ہے ساتھ علت ہونے اس کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ علامت ہے علت نہیں اور جو علامت ہو وہ کبھی خلاف ہوتی ہے، ہم نے مانا کہ وہ علت ہے لیکن کفار کے حق میں اور بہر حال گنہگار جو ہیں تو خارج ہوئے ہیں ساتھ اس دلیل کے کہ ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ سو جس نے شرک نہ کیا وہ داخل ہے اللہ کی مشیت میں اور استدلال

کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے اشعری کے اس پر کہ جائز ہے تکلیف مالا یطاق اس واسطے کہ اس نے دلالت کی کہ اللہ نے تکلیف دی کل بندوں کو ساتھ ایمان کے باوجود اس کے کہ بعض کی تقدیر میں لکھا ہے کہ وہ کفر پر مریں گے اور بعض نے کہا کہ نہیں ثابت ہوا ہے واقع ہونا اس مسئلے کا مگر خاص ایمان میں اور جو سوائے اس کے ہے سو نہیں پائی گئی ہے کوئی دلالت قطعی اوپر واقع ہونے اس کے اور بہر حال مطلق جواز سو حاصل ہے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ جانتا ہے جزئیات کو جیسا کہ جانتا ہے کلیات کو واسطے تصریح کرنے حدیث کے ساتھ اس کے کہ حکم کرتا ہے اللہ ساتھ لکھنے احوال شخص کے مفصل اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارادہ کرنے والا ہے واسطے تمام کائنات کے اس معنی سے کہ وہ ان کا خالق اور مقدر کرنے والا ہے نہ یہ کہ وہ ان کو چاہتا ہے اور ان سے راضی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام نیکی اور بدی اللہ کی تقدیر اور اس کے پیدا کرنے سے ہے اور خلاف کیا ہے اس میں قدریہ اور جبریہ نے سو قدریہ کا تو یہ مذہب ہے کہ فعل بندے کا اپنے نفس کی طرف سے ہے یعنی بندہ اپنے فعل کا آپ خالق ہے اور ان میں سے بعض نے نیکی اور بدی کے درمیان فرق کیا ہے سو کہا کہ نیکی کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور بدی کو اللہ نے پیدا نہیں کیا اور یہ تو صرف رائے مجوس کی ہے اور جبریہ کا یہ مذہب ہے کہ کل اللہ کا فعل ہے اور اس میں مخلوق کے واسطے بالکل کچھ تاثیر نہیں اور اہل سنت نے میانہ روی اختیار کی ہے سو ان میں سے بعض نے کہا کہ اصل فعل کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور بندے کے واسطے اس میں قدرت ہے غیر مؤثر مقدور میں اور بعض نے اس کے واسطے تاثیر ثابت کی ہے لیکن اس کا نام کسب رکھا جاتا ہے اور ان کے دلائل کا بیان دراز ہے اور روایت کی احمد اور ابو یعلیٰ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے کہ تو ہرگز ایمان کا مزہ نہ پائے گا اور علم باللہ کی حقیقت کو نہ پہنچے گا یہاں تک کہ تو تقدیر کے ساتھ ایمان لائے اس کی نیکی کے اور بدی کے اور وہ یہ ہے کہ تو جانے کہ جو چیز تجھ سے چوکی وہ تجھ کو پہنچنے والی نہ تھی اور جو تجھ کو پہنچی وہ تجھ سے چوکنے والی نہ تھی اور اگر تو مر گیا غیر اس اعتقاد پر تو دوزخ میں داخل ہو گا اور روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور اس حدیث میں ہے کہ تقدیر غالب ہے اور انجام کار غائب ہے سو نہیں لائق ہے کسی کو کہ مغرور ہو ساتھ ظاہر حال کے اسی واسطے مشروع ہے دعا کرنا ساتھ ثابت رہنے کے دین پر اور ساتھ نیک خاتمہ کے اور آئندہ آئے گا کہ اصحاب نے عرض کیا کہ تقدیر کے آگے عمل کا کیا فائدہ ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر شخص کو وہی آسان معلوم ہو گا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا اور اس کا ظاہر معارض ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جو اس باب میں ہے کہ اور تطبیق دونوں کے درمیان حمل کرنا حدیث علی رضی اللہ عنہ کا ہے اکثر اغلب پر اور حمل کرنا حدیث باب کا ہے اول پر لیکن جب کہ جائز تھا تعین ہوا طلب کرنا اثبات کا۔ (فتح)

٦١٠٦۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ

۶۱۰۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تعین کیا ہے اللہ نے رحم پر ایک فرشتہ سو وہ کہتا ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكَّلَ اللّٰهُ بِالرَّحِمِ مَلَكًا فَيَقُوْلُ أَىْ رَبِّ نُطْفَةٌ أَىْ رَبِّ عَلَقَةٌ أَىْ رَبِّ مُضْغَةٌ فَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَّقْضِيَ خَلْقَهَا قَالَ أَىْ رَبِّ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثٰى أَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْأَجَلُ فَيُكْتَبُ كَذٰلِكَ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ.

اے رب! نطفہ ہے اے رب! مضغہ ہے یعنی کہتا ہے ہر کلمہ بیچ اس وقت کے کہ اس میں اس طرح ہو جاتا ہے سو جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ اس کو پیدا کرے تو اس میں اجازت دیتا ہے فرشتہ کہتا ہے اے رب میرے! کیا مرد ہے یا عورت، بد بخت ہے یا نیک بخت؟ سو کیا ہے اس کی روزی اور کیا ہے اس کی اجل؟ سو لکھا جاتا ہے اسی طرح اپنی ماں کے پیٹ میں۔

فائدہ: اور فائدہ اس کا یہ ہے کہ وہ استفہام کرتا ہے کہ کیا ہے کہ کیا اس سے مخلوق ہوگی یا نہیں۔ (فتح)

بَابٌ جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ — خشک ہو چکا قلم اللہ کے علم پر

فائدہ: یعنی فارغ ہوا لکھنا واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ جو لوح محفوظ میں لکھا گیا اس کا حکم متغیر نہیں ہوتا سو مراد اس سے فارغ ہونا ہے لکھنے سے اس واسطے کہ کاغذ لکھنے کے وقت تر ہوتا ہے یا بعض اور اسی طرح قلم بھی سو جب لکھنا ختم ہوا تو خشک ہوا لکھنا اور قلم کہا طیبی نے کہ یہ اطلاق لازم کا ہے ملزوم پر اس واسطے کہ فارغ ہونا لکھنے سے مستلزم ہے خشک ہونے قلم کے کو سیاہی سے میں کہتا ہوں اور اس میں اشارہ ہے کہ اس کا لکھنا تمام ہو چکا ہے بہت مدت سے اور کہا عیاض نے کہ معنی جف القلم کے یعنی نہیں لکھی اس کے بعد کچھ چیز اور اللہ کی کتاب اور اس کی لوح اور قلم اس کے غیب سے ہے اور اس کے علم سے جو ہم کو لازم ہے ایمان لانا ہے ساتھ اس کے اور نہیں لازم ہے ہم پر معرفت صفت اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خطاب کیے گئے ہم ساتھ اس چیز کے جو ہم کو معلوم ہے اس چیز میں کہ ہم فارغ ہوئے لکھنے سے یہ کہ قلم خشک ہو جاتا ہے واسطے بے پرواہ ہونے کے اس سے اور یہ جو کہا اللہ کے علم پر یعنی اس کے حکم پر اس واسطے کہ معلوم اس کا ضروری ہے کہ واقع ہو سو علم اس کا ساتھ معلوم کے مستلزم ہے حکم کو ساتھ واقع ہونے اس کے اور یہ لفظ حدیث کا ہے جو روایت کی احمد وغیرہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ البتہ اللہ نے پیدا کیا اپنی مخلوق کو اندھیرے میں پھر ان پر اپنا نور ڈالا سو جس کو اس دن اس کے نور سے حصہ پہنچا اس نے راہ پائی اور جو چوکا وہ گمراہ ہوا اسی واسطے میں کہتا ہوں کہ خشک ہوا قلم اللہ کے علم پر۔ (فتح)

وَقَوْلُهٗ ﴿وَأَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ﴾ — اور اللہ نے فرمایا اور گمراہ کیا اس کو علم پر

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ.

اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ خشک ہو چکا قلم اس چیز پر کہ تو اس کا ملنے والا ہے۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا کہ اس کے اول میں یہ ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا حضرت! میں جوان

آدمی ہوں اور میں اپنی جان پر گناہ یعنی زنا سے ڈرتا ہوں اور نہیں پاتا جس سے عورت کو نکاح میں لاؤں اگر اجازت ہو تو خصی ہو جاؤں، الحدیث اور اس میں ہے کہ اے ابو ہریرہ! خشک ہو چکا ہے قلم اس چیز پر جس کا تو ملنے والا ہے یعنی جو تیری قسمت میں ہونا ہے سو قلم تقدیر اس کو لکھ چکا تیرا خیال بے فائدہ ہے تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہیں چلتی۔ (فتح)

وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَهَا سَابِقُوْنَ﴾ سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَهُمْ لَهَا سَابِقُوْنَ﴾ کہا کہ سابق ہو چکی ہے ان کے واسطے سعادت یعنی انہوں نے جلدی کی خیرات کی طرف بسبب اس چیز کے کہ پہلے گزری ان کے واسطے سعادت کے ساتھ تقدیر اللہ کے۔

فائدہ: اور ظاہر آیت کا یہ ہے کہ سعادت سابق ہے اور اس کے لوگوں نے اس کی طرف سبقت کی ہے نہ یہ کہ وہ اس سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ (فتح)

٦١٠٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الرِّشْكُ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُعْرَفُ أَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلِمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ قَالَ كُلٌّ يَّعْمَلُ لِمَا خُلِقَ لَهُ أَوْ لِمَا يُسِّرَ لَهُ.

٦١٠٧۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! کیا پہچانے جاتے ہیں بہشتی لوگ دوزخیوں سے یعنی کیا اس کو فرشتے پہچانتے ہیں اور تقدیر میں معلوم اور ممتاز ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! سو اس نے کہا سو عمل کرنے والے کیوں عمل کرتے ہیں یعنی جب آگے ہو چکی ہے قلم ساتھ اس کے تو نہیں حاجت ہے عامل کو طرف عمل کے اس واسطے کہ بیشک وہ پھرے گا اس چیز کی طرف جو اس کے واسطے مقرر ہوئی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک عمل کرتا ہے جس کے واسطے وہ پیدا ہوا یا جس کے واسطے آسان کیا گیا۔

فائدہ: مراد ساتھ سوال کے معرفت فرشتوں کی ہے یا جس کو اللہ اس پر اطلاع دے اور بہر حال پہچاننا عامل کا یا جس نے اس کو مشاہدہ کیا تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ پہچانا جائے گا ساتھ عمل کے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر شخص کو وہی آسان معلوم ہو گا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا ہے اور اس حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ انجام کار اور عاقبت چھپائی گئی ہے مکلف سے سو لازم ہے اس پر کہ کوشش کرے بیچ عمل کرنے اس چیز کے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ اس کا عمل نشانی ہے اس کے انجام کار کی کہ اس کا انجام کیا ہو گا اگرچہ بعض کا خاتمہ اس کے غیر

پر ہوتا ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں ہے لیکن نہیں ہے اس کو اطلاع اوپر اس کے سوا اس پر لازم ہے کہ خرچ کرے اپنی کوشش اور جہاد کرے اپنے نفس سے بیچ عمل کرنے طاعت کے اور نہ ترک کرے اس کو بھروسہ کر کے اپنے انجام پر سو ملامت کیا جائے اوپر ترک کرنے مامور کے اور مستحق ہو عقوبت کا اور واسطے مسلم کے ہے عمران رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے کہا بھلا بتلایئے تو کہ جو عمل کرتے ہیں لوگ آج یعنی دنیا میں کیا وہ چیز ہے جو تقدیر میں ان پر لکھی گئی اور ان کے حق میں پہلے گزر چکی یا اس چیز میں جو از سر نو کریں گے جو ان کا پیغمبر ان کے پاس لایا اور ثابت ہو چکی ہے حجت اوپر ان کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ وہ چیز ہے جو تقدیر میں ان پر لکھی گئی اور اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں ہے ﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوَاهَا﴾ اور اس میں ہے کہ ہر چیز اللہ کی پیدا کی ہے سو نہیں پوچھا جاتا اس چیز سے جو کرتا ہے اور اس حدیث میں قصہ ہے ابوالاسود کا ساتھ عمران کے اور قول اس کا اس کے واسطے کہ کیا یہ ظلم ہو گا کہا عیاض نے کہ وارد کیا عمران نے ابوالاسود پر شبہ قدریہ کا تحکم کرنے اس کے سے اللہ پر اور داخل ہونے اس کے سے اپنی رائے سے اس کے حکم میں سو جب جواب دیا اس نے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اوپر ثابت ہونے اس کے دین میں تو قوی کیا اس کو ساتھ ذکر آیت کے اور یہ حد ہے واسطے اہل سنت کے اور یہ جو کہا کہ ہر چیز اللہ کی پیدائش ہے اور اس کی ملک ہے تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ وہ مالک اعلیٰ خالق آمر ہے اور ہر چیز اس کی ملک ہے نہیں اعتراض کیا جاتا ہے اس پر جب کہ تصرف کرے اپنی ملک میں ساتھ اس چیز کے کہ چاہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اعتراض کیا جاتا ہے مخلوق مامور پر۔ (فتح)

بَابٌ اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ — اللہ کو خوب معلوم ہے جو عمل کرتے

فائدہ: ضمیر اس میں واسطے اولاد مشرکین کے ہے جیسا کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے سوال میں۔

٦١٠٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ.

۶۱۰۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی اولاد کا حال پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کو خوب معلوم ہے جو عمل کرتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٦١٠٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ

۶۱۰۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں کی اولاد سے پوچھے گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

وَأَخْبَرَنِي عَطَآءُ بْنُ يَزِيْدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ.

اللہ خوب جانتا ہے جو عمل کرتے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے توقف معلوم ہوتا ہے لیکن پہلے گزر چکا ہے کہ مشرکین کی اولاد بہشت میں ہوگی۔

٦١١٠۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ إِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ كَمَا تُنْتِجُوْنَ الْبَهِيْمَةَ هَلْ تَجِدُوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَآءَ حَتّٰى تَكُوْنُوْا أَنْتُمْ تَجْدَعُوْنَهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَرَأَيْتَ مَنْ يَّمُوْتُ وَهُوَ صَغِيْرٌ قَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ.

٦١١٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا لڑکا پیدا نہیں ہوتا مگر کہ پیدا ہوتا ہے پیدائشی دین اسلام پر پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی کرتے ہیں یا نصرانی کرتے ہیں جیسے جناتے ہو تم چوپائے کو بھلا تم کوئی کنا پاتے ہو یعنی وہ صحیح سالم ہوتا ہے یہاں کہ تم خود اس کا کان کاٹتے ہو؟ اصحاب نے کہا یا حضرت! بھلا بتلایئے تو کہ جو مر جائے لڑکپن کی حالت میں وہ بہشتی ہے یا دوزخی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کو خوب معلوم ہے جو عمل کرتے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ ہے امر اللہ کا قدر مقدور۔

فائدہ: یعنی اللہ کا حکم قطعی واقع ہونے والا ہے اور مراد ساتھ امر کے ایک امور مقدرہ کا ہے یعنی جو چیزیں اللہ نے مقدر کی ہیں اور احتمال ہے کہ ہو مراد ایک اوامر کا اس واسطے کہ ہر چیز کن سے موجود ہوئی ہے۔ (فتح)

٦١١١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحْ فَإِنَّ لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا.

٦١١١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ مانگے عورت اپنی مسلمان بہن کی طلاق کو تا کہ انڈیل لے جو اس کے پیالے میں ہے یعنی جو اس کو خاوند سے ملتا ہے سو آپ لے اور چاہیے کہ بغیر شرط طلاق اس کے خاوند سے نکاح کر لے سو اس کو تو وہی ملے گا جو اس کی قسمت میں ہے اور جو اس کی تقدیر میں لکھا گیا۔

فائدہ: یعنی جو عورت کہ بیوی والے مرد سے نکاح کرنا چاہے تو وہ پہلی بیوی کی طلاق نہ چاہے کہ اس کا سب مال مجھ کو ملے بلکہ اتنی قسمت تقدیر پر راضی رہے اور اس حدیث کی شرح شروط میں گزری کہا ابن عربی نے کہ اس حدیث میں اصول دین سے چلنا ہے بیچ راہ قدر کے اور یہ نہیں مناقض ہے عمل کرنے کو طاعات میں اور نہیں منع کرتا ہے کسب کرنے کو اور نظر کرنے کو آئندہ دن کی قوت کے واسطے اگرچہ اس کا پہنچنا اس کو تحقیق معلوم نہ ہو اور کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ حدیث احسن احادیث قدر سے ہے نزدیک اہل علم کے واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ اگر خاوند اس کا کہنا قبول کر لے اور طلاق دے اس عورت کو جس کی وہ طلاق چاہے تو نہیں حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے اس سے مگر جو اللہ نے اس کے واسطے لکھا برابر ہے کہ اس کا کہنا قبول کرے یا نہ کرے اور وہ مانند اس آیت کی ہے ﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾۔ (فتح)

٦١١٢۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَآءَهُ رَسُوْلُ إِحْدٰى بَنَاتِهِ وَعِنْدَهُ سَعْدٌ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذٌ أَنَّ ابْنَهَا يَجُوْدُ بِنَفْسِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهَا لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلِلّٰهِ مَا أَعْطٰى كُلٌّ بِأَجَلٍ فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ.

٦١١٢۔ اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی کا ایلچی آپ کے پاس آیا کہ میرا بیٹا مرتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سعد رضی اللہ عنہ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کہلا بھیجا کہ اللہ ہی کا تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور اس کے نزدیک ہر چیز کی مدت مقرر ہے سو چاہیے کہ تو صبر کرے اور ثواب چاہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنازے میں گزری۔

٦١١٣۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَيْرِيْزٍ الْجُمَحِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نُصِيْبُ سَبْيًا وَنُحِبُّ الْمَالَ كَيْفَ تَرٰى فِي الْعَزْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَ إِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ لَا

٦١١٣۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک انصاری مرد آیا تو اس نے کہا یا حضرت! ہم بندیوں میں لونڈیاں پاتے ہیں اور ہم مال چاہتے ہیں یعنی ہم نہیں چاہتے کہ لونڈیوں سے اولاد پیدا ہو حکم ہو تو صحبت کر کے انزال کے وقت ان سے علیحدہ ہو جایا کریں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلا تم یہ کام کرتے ہو تم پر کچھ مضائقہ نہیں اس میں کیا کرو اس واسطے کہ کوئی ایسی جان نہیں جس کا پیدا ہونا اللہ نے تقدیر میں لکھا ہے مگر کہ وہ پیدا ہو گی یعنی تمہارا یہ خیال خام ہے جو

عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَفْعَلُوْا فَإِنَّهُ لَيْسَتْ نَسَمَةٌ كَتَبَ اللّٰهُ أَنْ تَخْرُجَ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ.

روح ہونے والی ہے وہ ضرور ہوگی اور تمہاری تدبیر کچھ نہ چلے گی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں گزری اور غرض اس سے یہاں یہ اخیر قول ہے کہ کوئی ایسی جان نہیں جس کا پیدا ہونا اللہ نے تقدیر میں لکھا ہے مگر کہ وہ پیدا ہوگی۔

٦١١٤۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا تَرَكَ فِيْهَا شَيْئًا إِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيْتُ فَأَعْرِفُ مَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ إِذَا غَابَ عَنْهُ فَرَآهُ فَعَرَفَهُ.

۶۱۱۴۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر خطبہ پڑھا کہ نہ چھوڑی اس میں کوئی چیز جو قیامت تک ہونے والی ہے مگر کہ اس کو ذکر کیا جانا اس کو جس نے جانا اور نہ جانا اس کو جس نے نہ جانا اور بیشک میں دیکھتا تھا وہ چیز جو بھول گیا ہوتا سو میں اس کو پہچان لیتا جیسا کہ پہچان لیتا ہے ایک مرد دوسرے مرد کو جو اس سے غائب ہو یعنی اس کی صورت کو بھول گیا ہو پھر جب اس کو دیکھتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔

فائدہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مسلم میں روایت ہے کہ قسم ہے اللہ کی البتہ میں جانتا ہوں جو فتنہ کہ قیامت تک ہونے والا ہے۔

٦١١٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عُوْدٌ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ وَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا قَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَلَا نَتَّكِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى﴾ الْآيَةَ.

۶۱۱۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لکڑی تھی زمین کو کھودتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ایسا کوئی نہیں مگر کہ اس کا مکان بہشت سے اور اس کا مکان دوزخ سے لکھ لیا گیا ہے یعنی بہشتی لوگ اور دوزخی لوگ اللہ کے نزدیک مقرر ہو چکے اصحاب نے کہا یا حضرت! ہم اپنے لکھے پر کیوں نہ اعتماد کریں، یعنی تقدیر کے آگے عمل کرنا بے فائدہ ہے جو قسمت میں ہے سو ہوگا؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس کلام کی سند قرآن سے پڑھی کہ اللہ فرماتا ہے سو جس نے خیرات کی اور ڈرا آخر آیت تک۔

فائدہ: ایک روایت میں آیت کو العسری تک بیان کیا ہے اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کی ہے کہ کہا یا حضرت! کیا فائدہ ہے عمل کرنے کا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص آسان کیا گیا ہے اپنے عمل کے واسطے کہا اب کوشش کرنا ہے اور روایت کی فریابی نے بشیر بن کعب سے کہ دو لڑکوں نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ کیا فائدہ ہے عمل کا اس چیز میں کہ خشک ہو چکا ہے ساتھ اس کے قلم اور جاری ہو چکی ہے ساتھ اس کے تقدیر کیا یہ وہ چیز ہے جس کو ہم از سر نو کرتے ہیں فرمایا بلکہ داخل ہے اس چیز میں کہ خشک ہو چکا ہے ساتھ اس کے قلم دونوں نے کہا سو عمل کا کیا فائدہ ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمل کیے جاؤ کہ ہر شخص کو وہی آسان معلوم ہوگا جو وہ عمل کرنے والا ہے دونوں نے کہا سو اب کوشش کرنی چاہیے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیٹھنا نزدیک قبروں کے اور بات چیت کرنا نزدیک ان کے ساتھ علم کے اور نصیحت کے اور زمین کا کھودنا لکڑی سے عادت ہے اس شخص کی واسطے جو کسی چیز میں فکر کرتا ہو سو احتمال ہے کہ ہو یہ فکر کرنا حضرت ﷺ سے بیچ امر آخرت کے ساتھ قرینے حاضر ہونے جنازے کے اور احتمال ہے کہ ہو اس چیز میں کہ ظاہر کیا اس کو بعد اس کے اپنے اصحاب کے واسطے حکم مذکور سے اور مناسبت اس کی واسطے قصے کے یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے طرف تسلی کرنے کے مردے سے ساتھ اس کے کہ مر گیا ہے وہ ساتھ تمام ہونے اپنی عمر کے اور آنے اجل کے کہ یہ حدیث اصل ہے اہل سنت کے واسطے کہ سعادت اور شقاوت اللہ کی قدیم تقدیر سے ہے اور اس میں رد ہے جبریہ پر اس واسطے کہ آسان کرنا ضد ہے جبر کی اس واسطے کہ جبر نہیں ہوتا ہے مگر زبردستی سے اور نہیں لاتا آدمی چیز کو بطریق آسان کرنے کے مگر کہ وہ اس کے واسطے غیر کارہ ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ ممکن ہے پہچاننا شقی کا سعید سے دنیا میں جیسے کہ مشہور ہو کسی کے واسطے زبان صدق کی اور عکس اس کا اس واسطے کہ عمل علامت ہے بدلے کی بنا بر ظاہر اس حدیث کے اور رد کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزری ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ یہ اعمال ظاہرہ کبھی پلٹ کر برعکس ہو جاتے ہیں موافق تقدیر کے اور حق یہ ہے کہ عمل علامت اور نشانی ہے پس حکم کیا جائے گا ساتھ ظاہر امر کے اور امر باطن کا اللہ کے سپرد ہے کہا خطابی نے کہ جب خبر دی حضرت ﷺ نے سابق ہونے مخلوقات کے سے تو قصد کیا اس شخص نے جس نے تمسک کیا ساتھ قدر کے یہ کہ پکڑے حجت بیچ ترک کرنے عمل کے سو حضرت ﷺ نے ان کو بتلایا کہ یہاں دو امر ہیں نہیں باطل ہوتا ہے ایک دوسرے سے ایک امر باطنی ہے اور وہ علت واجب کرنے والی ہے بیچ حکم ربوبیت کے اور دوسرا ظاہری ہے اور وہ علامت ہے جو لازم ہے عبودیت کے حق میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ علامت ہے خیالی بیچ مطالعہ کرنے علم انجام کار کے نہیں مفید ہے حقیقت کو سو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بیان کیا کہ ہر آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا اور یہ عمل اس کا دنیا میں دلیل ہے اوپر جگہ پھرنے اس کے کی آخرت میں اور اسی واسطے مثل بیان کی ساتھ آیتوں کے اور نظیر اس کی رزق ہے باوجود حکم کسب

کے اور اجل ہے باوجود اجازت کے علاج کرنے میں اور دوسری جگہ میں کہا کہ یہ حدیث ایسی ہے کہ جب تو اس میں تامل کرے تو پائے تو اس میں شفا اس چیز سے کہ تیرے دل میں گزرتی ہے تقدیر کے امر سے اور یہ اس واسطے کہ جس نے کہا تھا کہ کیا ہم اعتماد نہ کریں اور عمل چھوڑ دیں تو نہیں چھوڑی اس نے کوئی چیز اس چیز سے کہ داخل ہے مطالبہ اور سوالوں کے باب میں مگر کہ اس نے اس کا مطالبہ کیا اور اس سے سوال کیا تو حضرت ﷺ نے اس کو معلوم کروایا کہ قیاس اس باب میں متروک ہے اور مطالبہ ساقط ہے اور یہ نہیں ہے وہ مشابہ ان چیزوں کے جن کے معانی سمجھے جاتے ہیں اور جاری ہوا ہے معاملہ بندوں کا اپنے درمیان اوپر ان کے بلکہ لپیٹ ڈالا ہے اللہ نے علم غیب کا اپنی خلق سے اور روکا ہے ان کو اس کے درک سے جیسا کہ چھپایا ہے ان سے علم قیامت کا سو کوئی نہیں جانتا کہ کب قائم ہوگی اور اس کے غیر نے کہا کہ وجہ رہائی کی قدریہ کے شبہ سے یہ ہے کہ حکم کیا ہے ہم کو اللہ نے ساتھ عمل کے سو واجب ہے ہم پر بجا لانا اس کا اور چھپا ڈالا ہے ہم سے تقدیر کو واسطے قائم ہونے حجت کے اور نصیب کیا ہے اعمال کو علامت اس چیز پر جو پہلے گزر چکی ہے اس کی مشیت میں سو جو اس سے پھرا گمراہ ہوا اس واسطے کہ تقدیر راز ہے اللہ کے رازوں سے سوائے اللہ کے کسی کو اس کا علم نہیں ہے سو جب بہشتی بہشت میں داخل ہوں گے تو ان کے واسطے اس وقت کا پردہ کھولے گا اور باب کی حدیثوں میں ہے کہ افعال بندوں کے اگرچہ صادر ہوتے ہیں ان سے لیکن پہلے گزر چکا ہے علم اللہ کا ساتھ واقع ہونے ان کے اس کی تقدیر سے تو اس میں باطل ہونا قول قدریہ کا ہے صریحا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابٌ اَلْعَمَلُ بِالْخَوَاتِيْمِ — عمل ساتھ خاتموں کے ہیں

فائدہ: جب کہ تھا ظاہر حدیث علی رضی اللہ عنہ کا تقاضا کرتا عمل ظاہر کو تو اس واسطے اس کے پیچھے اس باب کو لایا جو دلالت کرنے والا ہے اس پر کہ اعتبار خاتمہ کے ہے اور ذکر کیا اس میں قصہ اس شخص کا جس نے اپنے آپ کو لڑائی میں قتل کیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے۔ (فتح)

٦١١٦۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِّمَّنْ مَعَهُ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ

٦١١٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ خیبر میں حاضر ہوئے یعنی جنگ خیبر میں تو حضرت ﷺ نے اپنے ساتھ والوں میں سے ایک مرد کے حق میں فرمایا جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ دوزخیوں میں سے ہے پھر جب لڑائی حاضر ہوئی تو وہ مرد کافروں سے سخت لڑا سو اس کو زخم بہت لگے تو زخموں نے اس کو ثابت رکھا یعنی زخموں کے سبب لڑنے سے پیچھے نہ ہٹا تو حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے ایک مرد آیا سو اس نے کہا یا حضرت! بھلا

وَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَأَثْبَتَتْهُ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ الَّذِیْ تَحَدَّثْتَ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ يَرْتَابُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ إِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحِ فَأَهْوٰى بِيَدِهٖ إِلٰى كِنَانَتِهٖ فَانْتَزَعَ مِنْهَا سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهَا فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَإِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.

بتلایئے کہ جس شخص کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے البتہ اس نے اللہ کی راہ میں سخت لڑائی کی سو اس کو زخم بہت لگے تو حضرت ﷺ نے فرمایا خبردار ہو بیشک وہ دوزخیوں سے ہے سو قریب تھا کہ بعض مسلمانوں کو شک ہو سو جس حالت میں کہ وہ اسی حال میں تھے کہ اچانک مرد نے زخموں کا درد پایا تو اس نے اپنا ہاتھ ترکش دان کی طرف جھکایا اور اس سے تیر نکالا سو اس کے ساتھ قتل ہوا تو چند مرد مسلمان حضرت ﷺ کی طرف دوڑے تو انہوں نے کہا یا حضرت! اللہ نے آپ کی بات کو سچا کیا البتہ قتل ہوا فلانا اس نے اپنے نفس کو آپ قتل کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے بلال! اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں میں پکار دے کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر ایماندار سو بیشک مدد کرتا ہے اللہ اس دین اسلام کی گنہگار مرد سے۔

٦١١٧ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَعْظَمِ الْمُسْلِمِيْنَ غَنَآءً عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّنْظُرَ إِلَى الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَا فَاتَّبَعَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ

٦١١٧ـ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد مسلمان زیادہ تر مالدار ایک جنگ میں موجود تھا جو اس نے حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کیا سو حضرت ﷺ نے نظر کی سو فرمایا کہ جو دوزخی مرد کو دیکھنا چاہے تو اس کو دیکھے تو قوم میں سے ایک مرد اس کا حال دریافت کرنے کو اس کے پیچھے لگا اور حالانکہ وہ اسی حال میں تھا سخت تر سب لوگوں سے مشرکوں پر یہاں تک کہ زخمی ہوا تو اس نے مرنے میں جلدی کی سو اپنی تلوار کا پیلا اپنی چھاتی میں رکھا یہاں تک کہ اس کے دونوں

الْحَالِ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَجَعَلَ ذُبَابَةَ سَيْفِهِ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتّٰى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْرِعًا فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ قُلْتَ لِفُلَانٍ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَيْهِ وَكَانَ مِنْ أَعْظَمِنَا غَنَآءً عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَا يَمُوْتُ عَلٰى ذٰلِكَ فَلَمَّا جُرِحَ اسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ.

مونڈھوں کے درمیان سے نکلا تو وہ مرد سامنے سے حضرت ﷺ کی طرف آیا جلدی کرتا تو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا اور تیرے اس کہنے کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فلانے شخص کے حق میں فرمایا کہ جو دوزخی مرد کو دیکھنا چاہے تو اس کو دیکھے اور یہ ہم مسلمانوں میں سب سے زیادہ تر مالدار تھا تو میں نے پہچانا کہ وہ اس پر نہ مرے گا پھر جب وہ زخمی ہوا تو اس نے مرنے میں جلدی کی سو اپنے نفس کو آپ قتل کیا تو حضرت ﷺ نے اس وقت فرمایا کہ بیشک ایک بندہ دوزخیوں کے عمل کرتا ہے اور حالانکہ وہ بہشتیوں سے ہے اور دوسرا بندہ بہشتیوں کے عمل کرتا ہے اور حالانکہ وہ دوزخیوں سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک ترمذی کے کہ جب اللہ کسی بندے کے ساتھ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو نیک عمل کی توفیق دیتا ہے پھر اسی پر اس کا خاتمہ کرتا ہے۔

بَابُ إِلْقَآءِ النَّذْرِ الْعَبْدَ إِلَى الْقَدَرِ

ڈالنا نذر کا بندے کو طرف قدر کی

٦١١٨۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ.

۶۱۱۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نذر ماننے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ بیشک وہ نہیں پھیرتی کسی چیز کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکالا جاتا ہے ساتھ اس کے بخیل سے۔

٦١١٩۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ

۶۱۱۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں لاتی نذر آدمی کو نظر کچھ چیز جو میں نے مقدر

أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَأْتِ ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَیْءٍ لَمْ یَكُنْ قَدْ قَدَّرْتُهُ وَلٰكِنْ یُلْقِیْهِ الْقَدَرُ وَقَدْ قَدَّرْتُهُ لَهُ أَسْتَخْرِجُ بِهِ مِنَ الْبَخِیْلِ.

کی لیکن ڈالتی ہے اس کو تقدیر اور حالانکہ میں نے اس کو اس کے واسطے مقرر کیا ہے نکالا گیا ہے اس کے سبب بخیل سے۔

فائدہ: اور ان دونوں حدیثوں کی شرح کتاب الایمان والنذور میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث تو صریح ہے ترجمہ میں لیکن اس کا لفظ یہ ہے یلقیه القدر اور ایک روایت میں یلقیه النذر اور یہ صریح ہے ترجمہ میں اور نسبت القا کی طرف نذر کی مجاز ہے کہ وہ سبب ہے القا کا کہا کرمانی نے کہ ظاہر یہ ہے کہ ترجمہ مقلوب ہے اس واسطے کہ تقدیر ہے جو نذر کی طرف ڈالتی ہے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیث میں کہ ڈالتی ہے اس کو تقدیر اور جواب یہ ہے کہ دونوں صادق ہیں اس واسطے کہ جو حقیقت میں ڈالتی ہے وہ قدر ہے اور وہ پہنچانے والی ہے اور ظاہر میں نذر ہے اور بہرحال حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تو اس کا لفظ یہ ہے کہ نذر نہیں پھیرتی کسی چیز کو اور وہ ادا کرتی ہے دوسری روایت کے معنی کو۔ (فتح)

بَابُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

باب ہے بیچ بیان لاحول کے

فائدہ: اقتصار کیا ہے اس جگہ اوپر لفظ خبر کے اور استغناء کیا ہے ساتھ اس کے واسطے ظاہر ہونے اس کے باب القدر میں اس واسطے کہ معنی لاحول کے یہ ہیں کہ نہیں ہے پھرنا واسطے بندے کے اللہ کے گناہ سے مگر اللہ کی عصمت اور نگہبانی سے اور نہیں قوت ہے اس کو اللہ کی بندگی پر مگر اللہ کی توفیق سے اور بعض نے کہا کہ معنی لاحول کے ہیں نہیں کوئی حیلہ اور کہا نووی رحمہ اللہ نے یہ کلمہ فرمانبردار ہونے اور تفویض کا ہے اور یہ کہ نہیں مالک بندہ اپنے کام سے کسی چیز کا اور نہیں ہے اس کے واسطے کوئی حیلہ بیچ دفع کرنے بدی کے اور نہ قوت بیچ حاصل کرنے بھلائی کے مگر اللہ کے ارادے سے۔ (فتح)

٦١٢٠ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزَاةٍ فَجَعَلْنَا لَا نَصْعَدُ شَرَفًا وَلَا نَعْلُوْ شَرَفًا وَلَا نَهْبِطُ فِیْ وَادٍ إِلَّا رَفَعْنَا أَصْوَاتَنَا بِالتَّكْبِیْرِ قَالَ فَدَنَا مِنَّا

٦١٢٠ـ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں تھے سو نہ چڑھتے تھے ہم کسی بلند جگہ میں اور نہ اونچے ہوتے تھے کسی اونچی جگہ پر اور نہ اوترتے تھے کسی نالے میں مگر کہ ہم اپنی آواز کو اللہ اکبر کے ساتھ بلند کرتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے نزدیک ہوئے سو فرمایا کہ اے لوگو! نرمی کرو اپنی جانو پر یعنی شور نہ کرو اس واسطے کہ بیشک تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو پھر

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَآئِبًا إِنَّمَا تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَةً هِيَ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

فرمایا کہ اے عبداللہ بن قیس! کیا نہ بتلاؤں میں تجھ کو ایک کلمہ جو بہشت کے خزانوں سے ہے وہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

فائدہ: یعنی بہشت میں اس کا اتنا کثرت سے ثواب ہے جیسے کافر کے نزدیک دنیا کا خزانہ عمدہ چیز ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں ہے قوت پھرنے کی گناہ سے اور قوت بندگی کی اللہ کی توفیق سے اور مراد ساتھ تکبیر کے قول لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہے کہا ابن بطال نے کہ حضرت ﷺ اپنی امت کے واسطے معلم تھے یعنی دین کے احکام سکھلانے والے سو نہیں دیکھا حضرت ﷺ نے ان کو کسی حالت خیر پر مگر کہ ان کے واسطے زیادتی کو دوست رکھا سو جن لوگوں نے اپنی آواز کو کلمہ اخلاص اور تکبیر کے ساتھ بلند کیا تھا ان کے واسطے چاہا کہ اس کے ساتھ جوڑیں بری ہونے کو قوت اور حول سے سو جمع کریں توحید کو اور ایمان بالقدر کو اور البتہ حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ کہتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ تو اللہ کہتا ہے کہ اسلام لایا بندہ میرا اور تابعدار اور حکم بردار ہوا اور یہ جو فرمایا بہشت کے خزانوں سے تو مراد یہ ہے کہ وہ بہشت کے ذخیروں سے ہے یا محصل نفائس بہشت سے ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مراد یہ ہے کہ اس کا کہنا حاصل کرتا ہے ثواب نفیس کو جو جمع ہوتا ہے اس کے کہنے والے کے واسطے بہشت میں اور البتہ روایت کی احمد اور ترمذی نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ معراج کی رات میں ابراہیم علیہ السلام پر گزرے تو انہوں نے کہا اے محمد! اپنی امت کو حکم کرنا کہ واقع بہشت میں بہت درخت بوئیں حضرت ﷺ فرمایا اور بہشت کے درخت کیا ہیں کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ (فتح)

بَابُ الْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ

معصوم وہ ہے جس کو اللہ بچائے

فائدہ: یعنی ساتھ اس طور کے کہ نگاہ رکھے اس کو واقع ہونے سے ہلاک میں یا جو اس کی طرف کھینچے اور عصمت پیغمبروں کی نگاہ رکھنا ان کا ہے نقصوں سے اور خاص کرنا ان کا ساتھ کمالات نفسیہ کے اور نصرت اور ثابت رہنا امور میں اور اتارنا سکینت کا اور ان کے غیروں کے درمیان فرق یہ ہے کہ عصمت پیغمبروں کے حق میں بطریق وجوب کے ہے اور ان کے غیروں کے حق میں بطریق جواز کے۔ (فتح)

عَاصِمٌ مَانِعٌ

یعنی عاصم کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ﴾ منع کرنے والا ہیں

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿سَدًّا﴾ عَنِ الْحَقِّ يَتَرَدَّدُوْنَ فِي الضَّلَالَةِ ﴿دَسَّاهَا﴾ أَغْوَاهَا.

یعنی اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا﴾ سدا کے معنی ہیں کہ دیوار مانع حق سے حیران اور متردد ہیں گمراہی میں اور ﴿دَسَّاهَا﴾ کے معنی گمراہ کیا اور بہکایا اس کو اللہ کے اس قول میں ﴿وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا﴾.

فائدہ: اور مناسبت اس تفسیر کی واسطے ترجمہ کے لی جاتی ہے مراد سے ساتھ فاعل دساھا کے سو کہا بعض نے کہ وہ اللہ ہے یعنی البتہ خلاصی پائی اس نفس والے نے جس کے نفس کو اللہ نے پاک کیا اور البتہ خراب ہوا وہ نفس ورنہ جس کے نفس کو اللہ نے بہکایا اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ وہ نفس والا ہے کہ جب اس نے نیکیاں کیں تو اس نے اس کو پاک کیا اور جب اس نے گناہ کیا تو اس نے نفس کو گمراہ کیا اور اول معنی مناسب ہیں واسطے ترجمہ کے اور کہا کرمانی نے مناسبت یہ ہے کہ جس کو اللہ نگاہ نہ رکھے ہوتا ہے وہ سدا گمراہ کیا گیا۔ (فتح)

٦١٢١۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اسْتُخْلِفَ خَلِيْفَةٌ إِلَّا لَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْخَيْرِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ.

٦١٢١۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں کوئی خلیفہ مقرر کیا گیا مگر کہ اس کے دو چھپے رفیق ہوتے ہیں ایک رفیق تو اس کو نیک کام بتلاتا ہے اور اس پر رغبت دلاتا ہے اور دوسرا رفیق بد کام سکھلاتا ہے اور اس پر رغبت دلاتا ہے اور گناہوں سے تو وہی معصوم ہے جس کو اللہ بچائے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احکام میں آئے گی ، انشاء اللہ تعالیٰ اور مراد بطانہ سے وہ شخص ہے جو خبردار ہو اور واقف ہو اندرونی حالات کا تابعداروں سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾ وَقَوْلِهِ ﴿أَنَّهُ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ﴾ وَقَوْلِهِ ﴿وَلَا يَلِدُوْا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾ وَقَالَ مَنْصُوْرُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

اللہ نے فرمایا اور حرام ہے اس گاؤں پر جس کو ہم نے ہلاک کیا کہ بیشک وہ نہیں مریں گے اور اللہ نے فرمایا کہ ہرگز نہ ایمان لائے گا تیری قوم میں سے کوئی مگر جو ایمان لا چکا اور نہ جنیں گے مگر فاجر کفار کو۔

﴿وَحِرْمٌ﴾ بِالْحَبَشِيَّةِ وَجَبَ

فائدہ: اور داخل ہونا اس کا قدر کے بابوں میں ظاہر ہے اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے سابق ہونے علم اللہ کے کو یعنی اللہ کو پہلے سے معلوم ہے جو اس کے بندوں سے واقع ہوگا اور یہ جو آیت میں ہے ﴿اِنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾ تو اس کے معنی ہیں کہ نہ توبہ کرے گا ان میں سے کوئی توبہ کرنے والا اور کہا طبری نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ بیشک وہ ہلاک ہوئے ساتھ مہر کرنے کے ان کے دلوں پر یعنی اللہ نے ان کے دل پر مہر کر دی سو وہ کفر سے نہ پھریں گے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ منع ہے کافروں پر جو ہلاک ہونے والے ہیں کہ وہ اللہ کے عذاب کی طرف رجوع نہ کریں اور اول معنی قوی تر ہیں اور وہی ہے مراد مصنف کی ساتھ ترجمہ کے اور مطابق واسطے اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو آثار اور حدیث سے۔ (فتح)

٦١٢٢ـ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ وَقَالَ شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦١٢٢ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز جو زیادہ تر مشابہ ہو ساتھ صغیرے گناہوں کے اس چیز کے سے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ البتہ اللہ نے آدمی کے واسطے حرام کاری کا حصہ لکھا ہے ضرور اس کو پائے گا سو آنکھ کی حرام کاری بیگانی عورت کو دیکھنا ہے اور زبان کی حرام کاری اس سے شہوت کی بات کرنا ہے اور جی حرام کاری کی آرزو کرتا ہے اور چاہت کرتا ہے اور شرم گاہ کبھی اس کو سچا کر دیتی ہے اگر اس نے بھی حرام کاری کی تو کبھی اس کو جھوٹا کرتی ہے اگر اس نے حرام کاری نہ کی۔

فائدہ: اور حاصل ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کلام کا یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ بعض گناہوں کے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ یہ منجملہ لمم کے ہے یا ان کے حکم میں اور یہ جو فرمایا کہ ضرور اس کو پائے گا یعنی ضروری ہے اس پر عمل کرنا ساتھ اس چیز کے کہ اس کی تقدیر میں لکھا گیا کہ وہ اس کو کرے گا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مطابقت حدیث کی ترجمہ سے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے لکھا ہے یعنی مقدر کیا ہے یا حکم کیا ہے فرشتے کو ساتھ لکھنے اس کے کہا ابن بطال نے جو چیز کہ اللہ نے آدمی پر لکھی ہے تو وہ پہلے ہو چکی ہے اللہ کے علم میں تو ضرور ہے کہ اس کو مکتوب الیہ پائے اور یہ کہ آدمی اس کو اپنے نفس سے نہیں ہٹا سکتا لیکن وہ ملامت کیا جاتا ہے جب کہ واقع کرے اس چیز کو جس سے منع کیا گیا ساتھ روکنے

اس کے اس سے اور قابو دینے اس کے تمسک کرنے سے ساتھ طاعت کے اور ساتھ اس کے دفع ہوگا قول قدریہ اور جبریہ کا اور تائید کرتا ہے اس کو قول اس کا کہ نفس آرزو کرتا ہے اور خواہش کرتا ہے اس واسطے کہ خواہش کرنے والا بخلاف ملجا کے ہے اور شہوت سے دیکھنے اور بات کرنے کو اس واسطے زنا فرمایا کہ یہ زنا کا وسیلہ اور سبب ہے پس اطلاق زنا کا ان پر بطریق مجاز کے ہے اور زنا آنکھ کا نظر کرنا ہے یعنی اس چیز کی طرف جس کی طرف دیکھنا حرام ہے اور یہ جو فرمایا کہ شرم گاہ کبھی اس کو سچا کر دیتی ہے اور کبھی جھوٹا تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ تصدیق وہ حکم ہے ساتھ مطابق ہونے خبر کے واسطے واقع ہونے کے اور تکذیب عکس اس کا ہے سو گویا کہ فرج ہی ہے واقع کرنے والا یا واقع ہونے والا سو ہو گی تشبیہ اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ واقع کرنا مستلزم ہے حکم کو ساتھ اس کے عادۃً سو ہوگی کنایت اور کہا خطابی نے کہ مراد لمم سے وہ چیز ہے جو ذکر کی اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں ﴿اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبَآئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ﴾ اور یہ معاف ہے اور دوسری آیت میں فرمایا ﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ﴾ سو لیا جاتا ہے دونوں آیتوں سے کہ لمم صغیرے گناہوں سے ہے اور یہ کہ وہ اتارے جاتے ہیں ساتھ بچنے کے کبیرے گناہوں سے اور کہا ابن بطال نے کہ احسان کیا ہے اللہ نے اپنے بندوں پر ساتھ بخش دینے صغیرے گناہوں کے جب کہ شرم گاہ ان کو سچا نہ کرے اور جب شرم گاہ ان کو سچا کرے تو وہ کبیرہ ہو جاتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ نفس آرزو کرتا ہے اور شرم گاہ اس کو سچا کر دیتی ہے یا جھوٹا کرتی ہے تو اس میں وہ چیز ہے جو استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ بندہ اپنے فعل کا خالق نہیں اور اپنے فعل کو از خود پیدا نہیں کرتا اس واسطے کہ کبھی مثلاً وہ زنا کا ارادہ کرتا ہے اور اس کی خواہش کرتا ہے سو نہیں تابعداری کرتا اس کی وہ عضو جس کے ساتھ زنا کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور عاجز کرتا ہے اس کو حیلہ پیچ اس کے اور نہیں جانتا ہے اس کے واسطے کوئی سبب اور اگر وہ اپنے فعل کا خود خالق پیدا کرنے والا ہوتا تو البتہ عاجز ہوتا کرنے اس چیز کے سے جس کا ارادہ کرتا ہے باوجود رضا اور استحکام شہوت کے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ یہ فعل مقدر ہے مقدر کرتا ہے اس کو اللہ جب چاہتا ہے اور بیکار کرتا ہے جب چاہتا ہے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾

اور نہیں ٹھہرایا ہم نے خواب جو تجھ کو دکھلایا مگر واسطے امتحان لوگوں کے

٦١٢٣۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦١٢٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں ٹھہرایا ہم نے خواب جو تجھ کو دکھلایا مگر واسطے آزمائش لوگوں کے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ خواب نہیں بلکہ وہ آنکھ کا دیکھنا ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات دکھلائے گئے جس رات آپ بیت المقدس کی طرف سیر

وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْآنِ﴾ قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ.

کرائے گئے کہا اور درخت ملعون جو اس آیت میں ہے ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْآنِ﴾ کہا وہ زقوم یعنی تھور کا درخت ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزری اور وجہ داخل ہونے اس کے کی قدر کے بابوں میں ذکر کرنے فتنے کے سے ہے اور یہ کہ فتنے کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے ﴿اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ﴾ اور اصل معنی فتنے کے آزمانا اور جانچنا ہے پھر استعمال کیا گیا بری چیز میں کبھی کفر میں کبھی احراق میں اور مراد ساتھ اس کے اس جگہ آزمانا ہے اپنے اصلی معنی پر اور کہا ابن تین نے کہ وجہ داخل ہونے اس حدیث کے کی بیچ کتاب القدر کے اشارہ ہے اس طرف کہ اللہ نے مقدر کی مشرکوں پر تکذیب اپنے سچے پیغمبر کی خواب کی سو ہوئی یہ زیادتی ان کی سرکشی میں جس جگہ انہوں نے کہا کہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ سیر کرے بیت المقدس تک ایک رات میں پھر پلٹ آئے بیچ مکے کے اور اسی طرح ٹھہرایا ہے اللہ نے درخت ملعون کو زیادتی ان کے کفر میں جس جگہ انہوں نے کہا کہ کس طرح ہوگا آگ میں درخت اور حالانکہ آگ درخت کو جلا ڈالتی ہے اور اس میں پیدا کرنا اللہ کا ہے کفر کو اور کفر کے باعثوں کو فتنے سے وسیاتی زیادة ذلك في التوحيد، انشاء اللہ تعالیٰ اور جواب ان کے شبہ سے یہ ہے کہ بیشک پیدا کیا ہے اللہ نے درخت مذکور کو ایسے جوہر سے جس کو آگ نہیں کھاتی اور اسی سے ہیں دوزخیوں کے زنجیر اور طوق اور موکل آگ کے اور ان کے طوق اور دربان دوزخ کے فرشتوں سے اور اس کے سانپ اور بچھو اور نہیں ہیں یہ جنس اس چیز کی سے جو دنیا میں ہے اور اکثر اس میں غلطی اسی شخص کو واقع ہوئی ہے جس نے قیاس کیا آخرت کے احوال کو دنیا کے احوال پر اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔ (فتح)

بَابٌ تَحَاجَّ آدَمُ وَمُوْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ

بحث کرنا آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک

فائدہ: گمان کیا ہے بعض نے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ یہ بحث قیامت کے دن واقع ہوگی اور یہ مخالف ہے واسطے اس حدیث کے جو ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے رب! ہم کو آدم علیہ السلام دکھلا جس نے ہم کو بہشت سے نکالا سو اللہ نے اس کو آدم علیہ السلام دکھلایا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تو ہمارا باپ ہے تو نے ہم کو بہشت سے نکالا، الحدیث اور یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ یہ دنیا میں واقع ہوا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ بخاری رحمہ اللہ نے یہ جو کہا عند اللہ تو یہ نہیں صریح اس میں کہ یہ بحث قیامت کے دن واقع ہوگی کہ یہ عندیت اختصاص اور تشریف کی ہے نہ عندیت مکانی سو احتمال ہے واقع ہونے اس کے کا دنیا میں بھی اور قیامت میں بھی اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اس چیز کی طرف کہ روایت کی احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ بحث کی آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے نزدیک۔ (فتح)

٦١٢٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرٍو عَنْ طَاؤُسٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوْسٰى فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُوْنَا خَيَّبْتَنَا وَأَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهُ آدَمُ يَا مُوْسٰى اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهِ وَخَطَّ لَكَ بِيَدِهِ أَتَلُوْمُنِيْ عَلٰى أَمْرٍ قَدَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَنِيْ بِأَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى ثَلَاثًا قَالَ سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

٦١٢٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بحث کی آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے سو کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے آدم! تو ہمارا باپ ہے تو نے ہم کو محروم کیا اور تو نے ہم کو بہشت سے نکالا یعنی اگر تم گندم نہ کھاتے تو تم اور تمہاری اولاد بہشت سے نہ نکالے جاتے تو آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تو موسیٰ علیہ السلام ہے کہ اللہ نے تجھ کو اپنی کلام سے برگزیدہ کیا اور تجھ کو توارت اپنے ہاتھ سے لکھ دی کیا تو مجھ کو الزام دیتا ہے اس کام پر جو اللہ نے میری تقدیر میں لکھا تھا چالیس برس میرے پیدا کرنے سے پہلے؟ تو غالب ہوئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر تین بار، کہا سفیان نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ابوزناد نے اعرج سے اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہمام اور مالک کے ہے تحاج جیسا کہ ترجمہ میں ہے اور یہ واضح تر ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ گفتگو کی آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے پاس تو غالب ہوئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر کہا موسیٰ علیہ السلام نے تو ہی آدم ہے کہ اللہ نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح تجھ میں پھونکی اور فرشتوں سے تجھ کو سجدہ کروایا اور تجھ کو اپنی بہشت میں جگہ دی پھر تو نے اپنے گناہ سے لوگوں کو زمین پر گرایا تو آدم علیہ السلام نے کہا تو ہے موسیٰ کہ تجھ کو اللہ نے اپنی پیغمبری اور رسالت سے برگزیدہ کیا اور تجھ کو تورات دی جس میں ہر چیز کا مفصل بیان ہے اور تجھ کو سرگوشی کے واسطے اپنے نزدیک کیا سو بتلا تو کہ اللہ نے تورات کو میرے پیدا کرنے سے پہلے کتنے برس آگے لکھا تھا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ چالیس برس، آدم علیہ السلام نے کہا کہ کیا تو نے اس میں یہ بھی لکھا دیکھا تھا کہ آدم علیہ السلام نے اللہ کی نافرمانی کی اور وہ مجھ کو بہشت سے نکالے گا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں! آدم علیہ السلام نے کہا پھر کیوں ملامت کرتا ہے مجھ کو اس کام کے کرنے پر جو میری تقدیر میں چالیس برس میری پیدائش سے پہلے ٹھہر چکا تھا تو غالب ہوئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر اور اختلاف ہے علماء کو اس میں کہ یہ گفتگو کب ہوئی؟ سو بعض نے کہا احتمال ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوئی ہو تو اللہ نے آدم علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے واسطے زندہ کیا ہو بطور معجزے کے تو اس سے کلام کیا ہو یا موسیٰ علیہ السلام کے واسطے آدم علیہ السلام کی قبر سے پردہ کھولا گیا ہو تو دونوں نے گفتگو کی یا اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو آدم علیہ السلام کی روح دکھلائی ہو جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں پیغمبروں کے ارواح دکھلائے گئے یا موسیٰ علیہ السلام کو خواب میں آدم علیہ السلام

دکھلائے گئے ہوں اور پیغمبروں کا خواب وحی ہے یا موت کے انتقال کے بعد عالم برزخ میں یہ گفتگو ہوئی ہو اول اول جب کہ موسیٰ علیہ السلام فوت ہوئے اور ان کی روحیں پہلے آسمان میں اکٹھی ہوئیں اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوا ہے کہ یہ دنیا میں واقع نہیں ہوا بلکہ آخرت میں واقع ہوگا اور تعبیر ساتھ لفظ ماضی کے واسطے تحقیق واقع ہونے اس کے ہے اور ذکر کیا ہے ابن جوزی نے احتمال ملنے ان دونوں کے کا عالم برزخ میں اور احتمال ہے کہ یہ ضرب المثل ہو اور معنی یہ ہیں کہ اگر دونوں اکٹھے ہوتے تو یوں کہتے اور اگرچہ اس کا احتمال ہے لیکن اول اولیٰ ہے اور یہ اس قبیل سے ہے کہ واجب ہے ایمان لانا ساتھ اس کے واسطے ثابت ہونے اس کے کے صادق کی خبر سے اگرچہ نہیں ہے اطلاع اوپر کیفیت حال کے مانند عذاب قبر کے کی اور اس کی نعمتوں کے اور جب مشکلات کے حل کرنے کا کوئی حیلہ نہ رہے تو نہیں باقی ہے مگر ایمان لانا اور یہ جو کہا کہ تو نے ہم کو محروم کیا تو بعض نے کہا کہ یہ اطلاق کل کا ہے بعض پر اور مراد وہ شخص ہے کہ جائز ہو اس سے واقع ہونا گناہ کا اور نہیں ہے کوئی مانع حمل کرنے اس کے سے عموم پر اور معنی یہ ہیں کہ اگر آدم علیہ السلام اس درخت سے نہ کھاتا تو اس سے نہ نکالا جاتا اور اگر بدستور اس میں رہتا تو اس میں اس کی اولاد پیدا ہوتی اور اس کی اولاد ہمیشہ بہشت میں رہتی سو جب واقع ہوا نکالنا تو فوت ہوا اس کی اولاد سے جو ایماندار ہیں اس میں ہمیشہ رہنا اگرچہ اس کی طرف منتقل ہوں گے اور فوت ہوا گنہگاروں سے بہشت میں رہنا مدت دنیا کے اور جتنا کہ اللہ نے چاہا مدت عذاب سے آخرت میں یا موقت موحدین کے حق میں اور یا مستمر کفار کے حق میں سو یہ محروم ہونا نسبتی ہے اور یہ جو کہا کہ چالیس برس تو ایک روایت میں ہے زمین وآسمان پیدا کرنے سے پہلے یعنی یہ مطلق ہے تو ابن تین نے کہا احتمال ہے کہ مراد چالیس برس سے وہ مدت ہو جو اللہ کے اس قول ﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ اور آدم کے اندر روح پھونکنے کے درمیان ہے اور جواب دیا ہے اس کے غیر نے ابتدا مدت کے وقت لکھنے کا ہے الواح میں اور آخر اس کا ابتدا آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ہے کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ سب معلومات کو اللہ کے علم قدیم نے احاطہ کیا ہے سب مخلوقات کے وجود سے پہلے لیکن لکھنا اس کا واقع ہوا ہے متفرق اوقات میں اور البتہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں کہ بیشک اللہ نے لکھا ہے تقدیر کو پچاس ہزار برس زمین وآسمان کے پیدا کرنے سے پہلے سو جائز ہے کہ ہو قصہ آدم علیہ السلام کا لکھا گیا خاص کر چالیس برس آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے پہلے اور جائز ہے کہ ہو اس قدر مدت رہنے اس کے کی مٹی یہاں تک کہ اس میں روح پھونکی گئی اور نہیں ہے یہ مخالف عموم مقادیر کو اور کہا مازری نے ظاہر تر یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ اللہ نے اس کو لکھا آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے چالیس برس پہلے اور احتمال یہ ہو کہ مراد یہ ہو کہ ظاہر کیا ہو اس کو واسطے فرشتوں کے یا کوئی فعل کیا ہو جس کی طرف یہ تاریخ منسوب ہے ورنہ اللہ کی مشیت اور اس کی تقدیر قدیم ہے اور ظاہر تر یہ ہے کہ مراد ساتھ قول اس کے کے قدرہ اللہ علی قبل ان اخلق یعنی لکھا اس کو تورات میں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مراد ساتھ تقدیر اس کی کے لکھنا اس کا ہے لوح محفوظ میں یا تورات

میں یا الواح میں اور کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ حدیث اصل عظیم ہے واسطے اہل حق کے بیچ ثابت کرنے قدر کے اور یہ کہ مقدر کیا ہے اللہ نے بندوں کے اعمال کو سو ہر ایک آدمی کا انجام کار وہی ہوگا جو اس کے واسطے مقدر کیا گیا اللہ کے سابق علم میں اور نہیں ہے اس میں حجت واسطے جبریہ کے اگرچہ بظاہر ان کے موافق ہے اور کہا خطابی نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہیں ہے واسطے آدمی کے کہ ملامت کرے اپنے جیسے کو اوپر فعل اس چیز کے کہ مقدر کیا ہے اس کو اللہ نے اس کے واسطے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ تو اللہ ہی کے واسطے ہے اور معترض کے واسطے جائز ہے کہ کہے کہ کیا ہے مانع جب کہ ہو یہ اللہ کے واسطے یہ کہ مباشر ہو اس کا جو لے اس کو اللہ سے اس کے پیغمبروں سے اور جو لے رسولوں سے جو حکم کیا گیا ہے ساتھ تبلیغ کے ان سے اور کہا قرطبی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ غالب ہوئے آدم موسیٰ علیہ السلام پر اس واسطے کہ انہوں نے معلوم کیا تورات سے کہ اللہ نے اس کی توبہ قبول کی سو موسیٰ علیہ السلام کو آدم علیہ السلام کو ملامت کرنا ایک قسم کا جفا ہے ان پر جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ ذکر جفا کا بعد حصول صفا کے جفا ہے اور اس واسطے کہ اثر مخالفت کا بعد درگزر کرنے کے مٹ جاتا ہے جیسے نہ تھا سو ملامت کرنے والے کی ملامت بے محل ہے اور یہ محصل اس چیز کا ہے کہ جواب دیا ساتھ اس کے مازری وغیرہ محققین نے اور یہی ہے معتمد اور البتہ انکار کیا ہے قدریہ نے اس حدیث سے اس واسطے کہ وہ صریح ہے بیچ ثابت کرنے تقدیر سابق کے اور تقریر حضرت ﷺ کی واسطے آدم علیہ السلام کے اوپر احتجاج کے ساتھ اس کے اور شہادت آپ کی کے ساتھ اس کے کہ غالب ہوئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر سو انہوں نے کہا کہ نہیں صحیح ہے یہ حدیث اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام نہیں ملامت کرتے اس چیز پر جس سے اس کے صاحب نے توبہ کی اور حالانکہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک جان کو قتل کیا جس کے قتل کرنے کا اس کو حکم نہ تھا پھر کہا کہ الٰہی! مجھ کو بخش دے تو اللہ نے اس کو بخش دیا سو کس طرح ملامت کرتے موسیٰ علیہ السلام آدم علیہ السلام پر اس فعل کے سبب سے جو ان کو بخشا گیا دوسرا یہ کہ اگر جائز ہونا ملامت کا گناہ پر ساتھ تقدیر کے جس کے لکھنے سے فراغت کی گئی یہ بندوں پر نہ صحیح ہوتا تو البتہ حجت پکڑتا ساتھ تقدیر سابق کے ہر وہ شخص جو گناہ کرتا اور اس پر سزا دیا جاتا یعنی جس طرح کہ آدم علیہ السلام نے پکڑی اور کہتا کہ تقدیر میں یوں ہی لکھا تھا اور اگر یہ جائز ہوتا تو البتہ بند ہو جاتا دروازہ قصاص اور حدود کا اور البتہ حجت پکڑتا ساتھ اس کے ہر شخص جو بے حیائی کے کام کا مرتکب ہوتا اور یہ نوبت پہنچاتا ہے طرف لوازم قطعیہ کے سو دلالت کی اس نے کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں اور جواب اس کا کئی وجہ سے ہے اول یہ کہ آدم علیہ السلام نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حجت پکڑی ساتھ تقدیر کے گناہ پر نہ مخالفت پر اس واسطے کہ محصل ملامت موسیٰ علیہ السلام کی کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ نکالنے پر ہے سو گویا کہ کہا کہ میں نے تم کو نہیں نکالا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکالا تم کو اس نے جس نے مرتب کیا اخراج کو درخت کے کھانے پر اور جس نے اس کو مرتب کیا ہے اس نے اس کو مقدر کیا ہے میرے پیدا ہونے سے پہلے سو کس طرح ملامت کرتا ہے تو مجھ کو اس کام پر کہ نہیں ہے مجھ کو اس میں نسبت مگر کھانا درخت سے اور نکالنا بہشت

سے جو کھانے پر مرتب ہوا ہے وہ میرے فعل سے نہیں میں کہتا ہوں اور یہ جواب نہیں دفع کرتا ہے جبریہ کے شبہ کو، دوم کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے واسطے آدم علیہ السلام کے ساتھ غالب ہونے کے ایک معنی خاص میں اس واسطے کہ اگر ہوتا غالب ہونا بیچ معنی عام کے تو البتہ پہلے اللہ کی طرف سے ملامت نہ ہوتی ساتھ قول اس کے کہ ﴿اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ﴾ اور نہ مؤاخذہ کرتا اس کو اللہ تعالیٰ ساتھ اس کے یہاں تک کہ اس کو بہشت سے نکالا اور زمین پر اتارا لیکن جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام کو ملامت شروع کی اور مقدم کیا اپنے اس قول کو تو ہی ہے جس کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور تو نے اس طرح کیوں کیا؟ تو معارضہ کیا اس کا آدم علیہ السلام نے ساتھ قول اپنے کے تو ہی ہے جس کو اللہ نے برگزیدہ کیا اور تو اور حاصل اس کے جواب کا یہ ہے کہ جب میں اس حال کے ساتھ تھا تو کس طرح پوشیدہ رہا تجھ پر یہ کہ نہیں ہے کوئی جگہ بھاگنے کی تقدیر سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا غلبہ آدم علیہ السلام کے واسطے دو وجہ سے ایک یہ کہ نہیں لائق ہے واسطے مخلوق کے کہ ملامت کرے مخلوق کو بیچ واقع ہونے اس چیز کے جو تقدیر میں اس پر لکھی گئی مگر اللہ کی اجازت سے سو ہو گا ملامت کنندہ خود شارع سو جب شروع ہوئے موسیٰ علیہ السلام اس کی ملامت کرنے میں بغیر اس کے کہ اس میں اجازت الٰہی ہو تو معارضہ کیا اس کو آدم علیہ السلام نے ساتھ تقدیر کے اور اس کو چپکا کیا دوسرا یہ کہ جو آدم علیہ السلام نے کیا تھا اس میں تقدیر اور کسب جمع ہوا تھا اور توبہ مٹا دیتی ہے کسب کے اثر کو اور البتہ اللہ نے ان کی توبہ قبول کی سو نہ باقی رہا مگر قدر اور تقدیر پر ملامت نہیں وارد ہوتی اس واسطے کہ وہ اللہ کا فعل ہے اور نہیں پوچھا جاتا وہ اس چیز سے کہ کرتا ہے، سوم یہ کہ کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ میرے نزدیک مخصوص ہے ساتھ آدم علیہ السلام کے اس واسطے کہ واقع ہوا تھا مناظرہ دونوں کے درمیان اس کے بعد کہ قبول کی اللہ نے توبہ آدم علیہ السلام کو درخت کے کھانے پر ملامت کی اس واسطے کہ اس سے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی ورنہ نہیں جائز ہے کسی کے واسطے یہ کہ کہے اس شخص کو جو اس کو ملامت کرے گناہ کے ارتکاب پر مانند قتل اور زنا اور چوری وغیرہ کے کہ یہ اللہ کی تقدیر میں لکھا گیا ہے میرے پیدا کرنے سے پہلے سو تیرے واسطے جائز نہیں کہ تو مجھ کو اس پر ملامت کرے اس واسطے کہ امت کا اجماع ہے اوپر جواز ملامت اس شخص کے جس سے یہ واقع ہوا بلکہ اس کے مستحب ہونے پر اور حاصل کلام کا یہ ہے کہ صحیح تر جواب دوم اور سوم ہے اور نہیں مخالفت ہے درمیان دونوں کے سو ممکن ہے کہ دونوں مل کر ایک جواب ہو اور وہ یہ کہ نہیں ملامت کیا جاتا ہے تائب اس چیز پر جس میں اس کی توبہ قبول ہوئی اور خاص کر جب کہ منتقل ہو دار تکلیف سے اور کہا تورپشتی نے کہ نہیں معنی قول اس کے کہ کتبه الله علی کہ لازم کیا اس کو مجھ پر اور سوائے اس کے معنی یہ ہیں کہ ثابت کیا اس کو لوح محفوظ میں آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے پہلے اور حکم کیا کہ یہ ہونے والا ہے پھر یہ گفتگو عالم علوی میں ہوئی وقت ملنے روحوں کے اور نہیں واقع ہوئی عالم اسباب یعنی دنیا میں اور فرق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ نہیں جائز ہے قطع کرنا نظر کا عالم اسباب میں وسائل اور کسب کرنے سے

برخلاف علام علوی کے بعد منقطع ہونے موجب کسب کے اور مرتفع ہونے احکام تکلیف کے اس واسطے غالب ہوئے آدم علیہ السلام ساتھ تقدیر سابق کے اور یہ محصل بعض جواب سابقہ کا ہے اور اس حدیث میں استعمال کرنا تعریض کا ہے ساتھ صیغہ مدح کے لیا جاتا ہے یہ قول آدم علیہ السلام کے سے واسطے موسیٰ علیہ السلام کے کہ تو ہی ہے کہ تجھ کو اللہ نے اپنی رسالت سے برگزیدہ کیا، الخ اور اس کا بیان یوں ہے کہ اس نے اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ موسیٰ علیہ السلام مطلع ہوا ہے آدم علیہ السلام کے عذر پر اور پہچان لیا ہے اس کو وحی سے سو اگر موسیٰ علیہ السلام کو یہ یاد ہوتا تو آدم علیہ السلام کو ملامت نہ کرتا باوجود واضح ہونے عذر اس کے کے سو اس میں اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ اس سے عام تر ہے اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کو اس میں اختصاص ہے سو گویا کہ اس نے کہا کہ اگر نہ واقع ہوتا اخراج میرا جو مرتب ہوا ہے اوپر کھانے میرے کے درخت سے تو نہ حاصل ہوتے تیرے واسطے یہ مناقب اس واسطے کہ اگر بہشت میں باقی رہتا اور بدستور رہتی نسل میری بیچ اس کے تو نہ پایا جاتا وہ شخص جو کھلم کھلا کافر ہو اور نہ ظاہر کرتا کفر شنیع کو جو فرعون نے ظاہر کیا یہاں تک کہ تو رسول کیا گیا اور دیا گیا جو دیا گیا سو جب کہ میں ہی ہوں سبب بیچ حاصل ہونے ان فضائل کے جو تجھ کو ملے تو پھر کس طرح جائز ہے تیرے واسطے کہ تو مجھ کو ملامت کرے، کہا طیبی نے کہ مذہب جبریہ کا ثابت کرنا قدرت کا ہے واسطے اللہ کے اور نفی کرنی اس کی بندے کو بالکل کچھ قدرت نہیں بلکہ وہ مجبور ہے اور مذہب معتزلہ کا برخلاف اس کے ہے اور دونوں افراط اور تفریط سے دوزخ کے کنارے پر ہیں اور طریق مستقیم اور سیدھی راہ میانہ روی ہے سو جب کہ سیاق کلام موسیٰ علیہ السلام کا دوسرے مذہب کی طرف مائل تھا ساتھ اس طور کے کہ ابتدا کی ساتھ حرف انکار اور تعجب کے اور تصریح کی ساتھ رسم آدم علیہ السلام کے اور وصف کیا اس کو ساتھ صفات کے کہ ہر ایک ان میں سے مستقل ہے بیچ علت ہونے عدم ارتکاب کے مخالفت کو پھر منسوب کیا اتارنے کو اس کی طرف نفس اتارنا ناقص رتبہ ہے تو گویا کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کیا بعید تر ہے یہ اترنا اور پستی میں گرنا ان مراتب عالیہ سے سو جواب دیا اس کو آدم علیہ السلام نے ساتھ اس چیز کے جو اس کے مقابل ہو بلکہ مبالغہ کیا سو شروع کیا کلام کو ساتھ ہمزہ انکار کے اور تصریح کی ساتھ اسم موسیٰ علیہ السلام کے اور وصف کیا اس کو ساتھ ایسی صفات کے کہ ہر ایک ان میں سے مستقل ہے بیچ علیت عدم انکار کے اوپر اس کے پھر مرتب کیا اس پر علم ازلی کو پھر لایا ہمزہ انکاری بدلے کلمہ استبعاد کے گویا کہ کہا کہ تو اس کو تورات میں پاتا ہے پھر تو مجھ کو ملامت کرتا ہے کہا اور اس تقریر میں تنبیہ ہے اوپر قصد کرنے میانہ روی کے اور ختم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کو ساتھ قول اپنے کہ غالب ہوئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر واسطے تنبیہ کرنے کے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض امت جیسے معتزلہ تقدیر سے انکار کریں گے سو اہتمام کیا ساتھ اس کے اور مبالغہ کیا ارشاد میں ، میں کہتا ہوں اور قریب ہے اس سے جو کتاب الایمان میں مرجیہ کے رد میں گزر چکا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مسلمان کو برا کہنا گناہ ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے سو جب کہ تھا یہ مقام مقام رد کا مرجیہ پر تو اکتفا کیا ساتھ اس کے اس حال میں کہ اعراض کرنے والے

تھے اس چیز سے کہ تقاضا کرتا ہے اس کو ظاہر اس کا تقویت مذہب خوارج کے سے جو گناہ کے ساتھ کافر کہتے ہیں یعنی ان کا مذہب یہ ہے کہ گناہ کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے واسطے اعتماد کرنے کے اس چیز پر جو قرار پا چکی ہے دفع کرنے اس کے سے اپنی جگہ میں سو اسی طرح اس جگہ میں بھی جب کہ تھا مراد ساتھ اس کے رد کرنا اوپر قدریہ کے جو تقدیر کے سابق ہونے سے انکار کرتے ہیں تو کفایت کی ساتھ اس کے اعراض کرنے والے اس چیز سے کہ وہم دلاتا ہے اس کو ظاہر اس کا تقویت مذہب جبریہ کے سے واسطے اس چیز کے کہ گزری اس کے دفع سے اپنی جگہ میں اور اس حدیث میں اور بھی چند فائدے ہیں غیر یا تقدم کہا عیاض نے کہ اس میں حجت ہے اہل سنت کے واسطے کہ جس بہشت سے آدم علیہ السلام نکالے گئے تھے وہی ہے بہشت ہمیشہ رہنے کی کہ وعدہ کیے گئے ہیں متقی لوگ اور آخرت میں اس میں داخل ہوں گے برخلاف اس شخص کے جو قائل ہے معتزلہ سے کہ وہ اور بہشت ہے اور بعض نے ان میں سے گمان کیا ہے کہ وہ زمین میں تھی اور اس میں اطلاق عموم کا اور ارادہ خصوص کا ہے اس کے اس قول میں کہ تجھ کو ہر چیز کا علم دیا اور مراد ساتھ اس کے اس کی کتاب تورات ہے اور نہیں ہے مراد اس سے عموم اس واسطے کہ ہر علم مراد ہوتا تو خضر علیہ السلام کے پاس نہ جاتے اور اس میں مشروع ہونا حجتوں کا ہے مناظرہ میں واسطے اظہار طلب حق کے اور اباحت توبیخ اور تعریض کے درمیان حجتوں کے تاکہ پہنچے ساتھ اس کے طرف ظہور حجت کے اور یہ کہ ملامت کرنا عالم پر اشد تر ہے ملامت سے جاہل پر اور اس میں مناظرہ عالم کا ہے ساتھ اس شخص کے جو اس سے بڑا ہو یعنی چھوٹے کا بڑے سے اور بیٹے کا باپ سے لیکن یہ اس جگہ مشروع ہے جب کہ اظہار حق اور زیادہ ہونے علم کے واسطے ہو اور اس میں حجت ہے اہل سنت کے واسطے بیچ اثبات قدر کے اور خلق افعال عباد کے اور اس میں ہے کہ بخشی جاتی ہے واسطے شخص کے بعض احوال میں وہ چیز جو نہیں معاف ہوتی بعض میں جیسے حالت غضب اور افسوس کے اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام کو مناظرہ کی حالت میں اس کے اسم سے خطاب کیا باوجود اس کے کہ آدم علیہ السلام اس کے والد تھے اور باوجود اس کے کہ آدم علیہ السلام نے اس کو اس پر برقرار رکھا اس پر انکار نہ کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَى اللّٰهُ

نہیں کوئی روکنے والا اللہ کی دی چیز کو

فائدہ: یہ لفظ ترجمہ کا نکالا گیا ہے اس حدیث کے معنی سے جس کو وارد کیا ہے اور بہر حال لفظ اس کا سو معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو مالک نے روایت کیا ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف کہ وہ بعض حدیث باب کا ہے۔

٦١٢٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ

٦١٢٥ـ حضرت وراد مولیٰ مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو لکھا ہے کہ میری طرف لکھ جو تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہتے تھے نماز کے پیچھے سو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے

إِلَى الْمُغِيرَةِ اكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَلْفَ الصَّلَاةِ فَأَمْلَى عَلَيَّ الْمُغِيرَةُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَلْفَ الصَّلَاةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ أَنَّ وَرَّادًا أَخْبَرَهُ بِهٰذَا ثُمَّ وَفَدْتُ بَعْدُ إِلَى مُعَاوِيَةَ فَسَمِعْتُهُ يَأْمُرُ النَّاسَ بِذٰلِكَ الْقَوْلِ.

مجھ سے لکھوایا کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے بعد نماز کے یہ دعا اللھم سے منک ، الحدیث تک یعنی کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں الٰہی! کوئی روکنے والا نہیں تیری دی چیز کو اور کوئی دینے والا نہیں تیری منع کی چیز کو اور تیرے آگے مالدار کو اس کا مال دوست کچھ فائدہ نہیں دیتا اور کہا ابن جریج نے کہ خبر دی مجھ کو عبدہ نے کہ وراد نے خبر دی اس کو ساتھ اس کے یعنی سماع عبدہ کا وراد سے ثابت ہے پھر اس کے بعد میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف ایلچی ہو کر گیا سو میں نے اس سے سنا لوگوں کو اس قول کے ساتھ حکم کرتا تھا۔

بَابُ مَنْ تَعَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾

جو پناہ مانگتا ہے بدبختی کے ملنے اور تقدیر کی برائی سے اور اللہ نے فرمایا کہ کہہ میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب کی ہر چیز کی بدی سے۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر آیت کے طرف رد کی اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ آدمی اپنے کام کا آپ پیدا کرنے والا ہے اس واسطے کہ اگر ہوتی بدی کہ حکم کیا گیا ہے اللہ کی پناہ مانگنے کا اس سے پیدا کی گئی اس کے فاعل کی تو اس سے اللہ کی پناہ مانگنے کے کچھ معنی نہ تھے اس واسطے کہ نہیں صحیح ہے پناہ مانگنا مگر ساتھ اس کے جو قادر ہو اوپر دور کرنے اس چیز کے جس سے پناہ مانگی گئی اور حدیث شامل ہے اس کو کہ اللہ تعالیٰ فاعل ہے کل چیز کا جو مذکور ہے اور مراد ساتھ قضاء کے مقضی ہے۔ (فتح)

٦١٢٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ.

٦١٢٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پناہ مانگو اللہ کی بلا کی مشقت سے اور بدبختی کے ملنے سے اور تقدیر کی برائی سے اور دشمنوں کی خوشنودی سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح اول دعوات میں گزری۔

بَابٌ ﴿يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ﴾

اللہ حائل ہوتا ہے درمیان بندے اور اس کے دل کے

فائدہ: گویا کہ اشارہ کیا ہے طرف تفسیر حیلولت کے جو آیت میں ہے ساتھ بدلانے کے جو حدیث میں ہے اشارہ کیا ہے اس طرف راغب نے کہا اور مراد یہ ہے کہ وہ ڈالتا ہے آدمی کے دل میں وہ چیز جو روکتی ہے اس کو مراد اس کی سے واسطے حکمت کے جو اس کو تقاضا کرتی ہے اور وارد ہوئی ہے آیت کی تفسیر میں جو روایت کی ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حائل ہوتا ہے اللہ درمیان ایماندار اور کفر کے اور حائل ہوتا ہے درمیان کافر کے اور ہدایت اس کی کے۔ (فتح)

٦١٢٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَثِيْرًا مِّمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ.

٦١٢٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بہت وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں قسم کھاتے تھے قسم ہے دل کے پھیرنے والے کی۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

٦١٢٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ وَبِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ صَيَّادٍ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيْئًا قَالَ الدُّخُّ قَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِيْ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ قَالَ دَعْهُ إِنْ يَّكُنْ هُوَ فَلَا تُطِيْقُهُ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِيْ قَتْلِهِ.

٦١٢٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے فرمایا کہ میں نے تیرے واسطے ایک چیز چھپائی ہے سو بتلا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ دُخ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے سورۂ دخان چھپائی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دور ہوا ے کتے! تو اپنی قدر سے ہرگز نہ بڑھے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا حکم ہو تو اس کی گردن کاٹوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد حقیقت میں دجال ہے تو اس کو مار نہ سکے گا اور اگر ابن صیاد دجال نہیں تو اس کے قتل کرنے میں تجھ کو کچھ بہتری نہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مناسبت حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ آیت نص ہے اس میں کہ اللہ نے پیدا کیا کفر اور ایمان کو اور وہی ہے جو حائل ہوتا ہے کافر کے دل اور ایمان کے درمیان جس کا اس کو حکم کیا ہے سو نہیں کماتا اس کو اگر اس کی تقدیر میں اس کو نہ لکھا ہو بلکہ قادر کرتا ہے اس کو اس کی ضد پر اور وہ کفر ہے اور اسی طرح ایماندار میں عکس اس کا سو آیت شامل ہے اس کو کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے تمام افعال عباد کا نیکی کا اور بدی کا اور یہ ہیں معنی قول اس کے کہ مقلب القلوب اس واسطے کہ اس کے معنی ہیں بدلنا بندے کے دل کا اختیار کرنے ایمان کے سے طرف اختیار کرنے کفر کے کی اور عکس اس کے اور ہر فعل اللہ کا عدل ہے اس کے حق میں جس کو اس نے گمراہ کیا اس

واسطے کہ نہیں روکا ان سے اللہ نے حق ان کا جو ان کے واسطے اس پر واجب تھا اور مناسبت ثانی کے واسطے ترجمہ کے قول حضرت ﷺ کا ہے کہ اگر حقیقت میں ابن صیاد دجال ہے تو تجھ کو اس کے مارنے کی طاقت نہیں مراد یہ ہے کہ اگر اللہ کے علم میں سابق ہو چکا ہے کہ وہ اخیر زمانے میں نکلے گا تو تو نہیں قابو پائے گا او پر قتل کرنے اس شخص کے کہ اللہ کے علم میں پہلے گزر چکا ہے اور وہ آئے گا یہاں تک کہ کرے گا جو کرے گا اس واسطے کہ اگر تجھ اس پر قابو دے تو البتہ ہوگا بدلنا اس کے علم کا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس سے پاک ہے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾

اے پیغمبر! ہرگز نہیں پہنچے گا ہم کو مگر جو اللہ نے ہمارے واسطے لکھا یعنی مقدر کیا ہمارے واسطے

فائدہ: تفسیر کیا ہے کتب کو ساتھ قضے کے یعنی جو اللہ نے ہمارے واسطے مقدر کیا اور یہ ایک معنی ہیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے طبری نے کہا ابن بطال نے کہ بعض نے کہا کہ یہ آیت وارد ہوئی ہے اس چیز کے حق میں جو پہنچے بندوں کو افعال اللہ کے سے کہ خاص ہوا ہے ساتھ اس کے اللہ سوائے اپنی خلق کے اور نہیں قادر کیا ان کو ان کے کسب پر سوائے اس چیز کے کہ جس کو انہوں نے پایا کسب کرتے اس کے واسطے مختار، میں کہتا ہوں اور صواب تعمیم ہے اور یہ کہ جو پہنچتا ہے ان کو ان کے کسب اور اختیار سے وہ مقدور ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور اسی کے ارادے سے واقع ہوا ہے۔ (فتح)

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِفَاتِنِيْنَ﴾ بِمُضِلِّيْنَ إِلَّا مَنْ كَتَبَ اللّٰهُ أَنَّهُ يَصْلَى الْجَحِيْمَ ﴿قَدَّرَ فَهَدٰى﴾ قَدَّرَ الشَّقَآءَ وَالسَّعَادَةَ وَهَدَى الْأَنْعَامَ لِمَرَاتِعِهَا.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿مَا أَنْتُمْ بِفَاتِنِيْنَ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ﴾ کہ فاتنین کے معنی ہیں نہیں تم اور تمہارے معبود گمراہ کرنے والے یعنی بے مرضی اللہ کے تم کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے مگر اس کو جس کو حق میں اللہ نے لکھا ہے کہ وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور قدر فھدی کے معنی ہیں کہ مقدر کیا انسان کے واسطے بدبختی اور نیک بختی کو اور راہ دکھلائی چوپایوں کو ان کی چراگاہ کی طرف۔

فائدہ: کہا راغب نے کہ ہدایت اللہ کی خلق کے واسطے چار قسم پر ہے اول عام ہے ہر ایک کے واسطے بحسب احتمال اس کے دوسرے بلانا ہے پیغمبروں کی زبانوں پر تیسری توفیق ہے کہ خاص ہے ساتھ اس کے جس نے ہدایت پائی، چوتھی ہدایت آخرت میں ہے طرف بہشت کی اور یہ چاروں ہدائتیں باترتیب ہیں جس کے واسطے پہلی ہدایت حاصل نہ ہو اس کو دوسری حاصل نہیں ہوتی اور جس کو دوسری حاصل نہ ہو اس کو تیسری حاصل نہیں ہوتی و علی ھذا القیاس۔

٦١٢٩۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ

٦١٢٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے

الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَقَالَ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَكُوْنُ فِيْ بَلَدٍ يَكُوْنُ فِيْهِ وَيَمْكُثُ فِيْهِ لَا يَخْرُجُ مِنَ الْبَلَدِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيْبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيْدٍ.

حضرت ﷺ سے وبا کا حال پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وبا عذاب تھا اللہ اس کو بھیجتا تھا جس پر کہ چاہتا تھا سو اللہ نے اس وبا کو ایمانداروں کے واسطے رحمت کر ڈالا جو بندہ کہ کسی شہر میں ہو اور اس میں وبا پڑے اور وہ وہیں ٹھہرا رہے نہ نکلے شہر سے مضبوط رہے ثواب کی امید رکھے جانتا ہو کہ وبا کا صدمہ بغیر تقدیر الٰہی کے اس کو نہ پہنچے گا تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طب میں گزری اور غرض اس سے قول حضرت ﷺ کا ہے بیچ اس کے کہ نہ پہنچے گا اس کو مگر جو اللہ نے اس کی تقدیر میں لکھا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ﴾ ﴿لَوْ أَنَّ اللّٰهَ هَدَانِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾.

اللہ نے فرمایا اور ہم نہ تھے راہ پانے والے اگر نہ راہ دکھلاتا ہم کو اللہ اور اللہ مجھ کو راہ دکھلاتا تو البتہ ہوتا میں پرہیز گاروں سے۔

فائدہ: اول آیت میں جو ہدایت ہے وہ چوتھی ہے اور دوسری آیت میں جو ہے سو تیسری ہے۔

٦١٣٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ هُوَ ابْنُ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا صُمْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا وَالْمُشْرِكُوْنَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا.

٦١٣٠۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو جنگ خندق کے دن دیکھا ہمارے ساتھ مٹی اٹھاتے تھے اور فرماتے تھے قسم ہے اللہ کی اگر نہ ہوتی اللہ کی رحمت تو ہم دین کی راہ نہ پاتے اور نہ روزہ رکھتے نہ نماز پڑھتے سو اتار دے ہم پر تسکین کو اور جما دے ہمارے قدموں کو اگر کفار سے ہم ملیں یعنی لڑائی کے وقت قدم نہ ہٹے اور مشرکوں نے ہم پر زیادتی کی ہے جب وہ فتنے فساد کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم ان کی بات کو نہیں مانتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح غزوہ خندق میں گزری ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ کتاب ہے قسموں اور نذروں کے بیان میں

فائدہ: ایمان جمع ہے یمین کی اور اصل یمین کے معنی لغت میں ہاتھ ہیں اور قسم کو یمین کہا گیا اس واسطے کہ جب وہ باہم قسم کھاتے تھے تو ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے اور شرع میں قسم کی تعریف یہ ہے کہ مؤکد کرنا چیز کا ساتھ ذکر اسم یا صفت اللہ کے اور یہ مختصر تعریف ہے اور نذور جمع ہے نذر کی اور اصل اس کا ڈرانا ہے ساتھ معنی تخویف کے اور تعریف کی ہے اس کی راغب نے ساتھ اس کے کہ وہ واجب کر لینا ہے اس چیز کا جو واجب نہ ہو حدوث امر کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾.

نہیں پکڑتا تم کو اللہ تمہاری بے فائدہ قسموں پر لیکن پکڑتا ہے تم کو جو قسم تم نے گرہ باندھی اللہ کے قول تشکرون تک۔

فائدہ: اور لغو اصل میں بے فائدہ کلام کو کہتے ہیں اور مراد ساتھ اس کے قسموں میں وہ چیز ہے جو وارد ہو بغیر دیکھنے کے اور اصل میں عقد کے معنی ہیں شے کی طرفوں کا جمع کرنا اور اس کا استعمال اجسام میں آتا ہے اور کبھی معانی کے واسطے مستعار کی جاتی ہے مانند بیع اور معاہدہ کے۔

٦١٣١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

٦١٣١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کبھی قسم کا خلاف نہ کرتے تھے اور کبھی قسم کو نہ توڑتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے قسم کا کفارہ اتارا یعنی قسم

لَمْ يَكُنْ يَحْنَثُ فِيْ يَمِيْنٍ قَطُّ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ كَفَّارَةَ الْيَمِيْنِ وَقَالَ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتُ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ.

کے بدلے کفارہ دینے کا حکم کیا اور کہا کہ میں نہیں کھاتا کسی چیز پر پھر اس کے سوائے اور بات کو اس سے بہتر دیکھوں مگر کہ کرتا ہوں اس کو جو بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ یہ قول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا واقع ہوا وقت قسم کھانے ان کے کہ مسطح سے سلوک نہ کریں پھر یہ آیت اتری ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ﴾ الآیۃ۔

٦١٣٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُوْتِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُوْتِيْتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ وَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ.

٦١٣٢۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبدالرحمٰن! تو مت مانگ حکومت اور سرداری کو اس واسطے کہ اگر حکومت تجھ کو مانگنے سے ملے تو تجھی پر سونپی جائے گی یعنی اللہ کی طرف سے تیری مدد نہ ہوگی اور حکومت تجھ کو بغیر مانگنے ملے تو تیری غیب سے اس پر مدد ہو گی اور جب تو کسی چیز پر قسم کھائے پھر اس کے خلاف کو بہتر جانے تو اپنی قسم کا کفارہ دے اور جو بہتر ہو اس کو کر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

٦١٣٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ أَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ قَالَ ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ نَّلْبَثَ ثُمَّ أُتِيَ بِثَلَاثِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى فَحَمَلَنَا عَلَيْهَا فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا أَوْ قَالَ بَعْضُنَا وَاللّٰهِ لَا يُبَارَكُ لَنَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى

٦١٣٣۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں چند اشعری لوگوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سواری مانگنے کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واللہ میں تم کو سواری نہ دوں گا اور میرے پاس سواری بھی نہیں جس پر تم کو سوار کروں پھر ہم ٹھہرے جتنا کہ اللہ نے چاہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین اونٹ لائے گئے سفید کوہان والے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ان پر سوار کیا سو جب ہم اونٹ لے کر چلے تو ہم نے یا ہم سے بعض نے کہا قسم ہے اللہ کی ہم کو برکت نہیں ہو گی ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواری مانگنے کو آئے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ ہم

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلَنَا فَارْجِعُوْا بِنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُذَكِّرُهُ فَأَتَيْنَاهُ فَقَالَ مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللّٰهُ حَمَلَكُمْ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ وَأَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ أَوْ أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ.

کو سواری نہ دیں گے پھر حضرت ﷺ نے ہم کو سواری دی سو ہم کو حضرت ﷺ کے پاس لے چلو سو ہم حضرت ﷺ کو قسم یاد دلائیں یعنی شاید حضرت ﷺ کو قسم بھول گئی پھر ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے یعنی اور آپ کو قسم یاد دلائی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو سواری نہیں دی بلکہ اللہ نے تم کو سواری دی اور بیشک میں قسم ہے اللہ کی اگر اللہ نے چاہا کسی چیز پر قسم نہیں کھاتا پھر اس کے خلاف کو بہتر جانوں مگر کہ اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں اور جو بہتر ہو اس کو کرتا ہوں یا یوں فرمایا کہ جو بات بہتر ہو اس کو کرتا ہوں اور اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں راوی کو شک ہے کہ یوں فرمایا یا اس طرح۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

٦١٣٤۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۶۱۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں سب سے پیچھے ہیں قیامت کے دن آگے ہوں گے۔

٦١٣٥۔ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَأَنْ يَّلِجَّ أَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهٖ فِيْ أَهْلِهٖ آثَمُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ أَنْ يُّعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِي افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

۶۱۳۵۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم اللہ کی بیشک تم میں سے کسی کا اڑ رہنا اپنی قسم پر جو اپنے گھر والوں کے حق میں کھائی ہو زیادہ تر گناہ ہے اس کے واسطے اللہ کے نزدیک قسم کے کفارہ دینے سے جو اللہ نے اس پر فرض کیا ہے۔

فائدہ: یعنی ہر چند قسم پر ثابت رہنا بہتر ہے لیکن جس میں گھر والوں کو ضرر پہنچے اس قسم کا توڑنا اور کفارہ دینا افضل ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جو ایسی قسم کھا بیٹھے کہ وہ اس کے گھر والوں کے ساتھ متعلق ہو اور ان کی قسم نہ توڑنے سے ضرر پہنچے تو لائق ہے کہ قسم کو توڑ ڈالے اور وہ چیز کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دے اور کہے کہ میں قسم نہیں توڑتا واسطے خوف گناہ کے تو وہ خطا کار ہے اس بات میں بلکہ اس کا قسم نہ توڑنے پر بدستور اڑ رہنا اور اپنے گھر والوں کو ضرر پہنچانا زیادہ تر گناہ ہے قسم توڑنے سے اور ضروری ہے اتارنا اس کا اس چیز پر کہ قسم توڑنے میں

اللہ کی نافرمانی نہ ہو اور بہر حال قول اس کا آثم ساتھ صیغہ افعل التفضیل کے سو وہ واسطے قصد مقابلے لفظ کے ہے بنا بر گمان حالف کے یا وہم کرنے کے اس واسطے کہ وہ گمان کرتا ہے کہ اس پر قسم توڑنے میں گناہ ہے باوجود اس کے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں سو اس کو کہا جاتا ہے کہ اڑ رہنے میں زیادہ گناہ ہے قسم توڑنے کے گناہ سے اور کہا بیضاوی نے کہ مراد یہ ہے کہ جب کوئی مرد قسم کھائے کسی چیز پر جو اس کے گھر والوں سے متعلق ہو پھر اس پر اڑ رہے تو ہوتا ہے زیادہ تر داخل ہونے والے گناہ میں قسم توڑنے سے اس واسطے کہ اس نے ٹھہرایا ہے اللہ کو نشانہ اپنی قسم کا اور حالانکہ اس سے منع کیا گیا ہے اور کہا طیبی نے کہ نہیں بعید ہے کہ اس کو باب سے نکالا جائے مانند قول اس کے کی الصیف احر من الشتاء اور معنی یہ ہو جائیں گے کہ گناہ اڑ رہنے کا اپنے باب میں ابلغ ہے ثواب دینے کفارے کے سے اپنے باب میں اور فائدہ ذکر اہل کا اس مقام میں واسطے مبالغہ کے ہے اور وہ زیادتی شفاعت کی ہے واسطے قبیح ہونے اڑنے کے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ اہل کے اس واسطے کہ جب غیروں کے حق میں برا ہے تو گھر والوں کے حق میں زیادہ برا ہوگا کہا عیاض نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قسم توڑنے والے پر کفارہ دینا فرض ہے۔ (فتح)

٦١٣٦- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَلَجَّ فِي أَهْلِهِ بِيَمِينٍ فَهُوَ أَعْظَمُ إِثْمًا لِيَبَرَّ يَعْنِي الْكَفَّارَةَ.

٦١٣٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اڑ رہے قسم پر جو اپنے گھر والوں کے حق میں کھائی ہو تو وہ بہت بڑا ہے گناہ میں قسم توڑنے سے نہیں فائدہ دیتا اس گناہ سے کفارہ۔

فائدہ: کہا ابن اثیر نے نہایہ میں کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو قسم کھائے کسی چیز پر پھر اس کے سوائے اور کوئی بات بہتر جانے سو قائم رہے اپنی قسم پر اور اس کو توڑ کر کفارہ نہ دے تو یہ زیادہ تر گناہ ہے اس کے واسطے اور بعض نے کہا وہ یہ ہے کہ دیکھے کہ وہ اس میں سچا ہے مصیب ہے سو اڑ رہے اور اس کا کفارہ نہ دے اور کہا ابن جوزی نے کہ یہ جو کہا لیس تغنی الکفارۃ تو اس میں اشارہ ہے کہ گناہ اس کا اس کے قصد میں ہے کہ نہ قسم توڑے گا اور نہ بہتر بات کرے گا پھر اگر کفارہ دے تو نہیں اٹھاتا ہے کفارہ اس قصد کے سابق ہونے کو اور کہا ابن تین نے کہ نہیں فائدہ دیتا کفارہ یعنی باوجود قصد کذب کے قسم میں اور یہ بنا بر روایت غ کے ہے اور بہر حال روایت ع کے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہمیشگی کرے اپنی اڑنے پر اور باز رہے کفارے سے جب کہ ہو بہتر تمادی اور سرکشی سے اور ایک روایت میں لیس کی جگہ لیبر واقع ہوا ہے ساتھ لفظ امر غائب کے بر سے یا ابرار سے اور قول اس کا یعنی الکفارۃ تفسیر ہے بر کی اور تقدیر یہ ہے کہ چاہیے کہ چھوڑ دے اڑنے کو اور اپنی قسم کو سچا کرے یعنی کفارہ دے اور مراد یہ ہے کہ چھوڑ دے

اڑنے کو اس چیز میں کہ قسم کھائی اس نے اور کرے اس چیز کو جس پر قسم کھائی تھی اور حاصل ہو اس کے واسطے نیکی ساتھ ادا کرنے کفارے کے اس قسم سے جو اس نے کھائی تھی جب کہ توڑے اور اہلہ کو جو ذکر کیا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تو اڑنے کو چھوڑ دے اور اس قسم کو توڑ ڈال اور اپنے گھر والوں کو ضرر نہ پہنچا اور حاصل ہو گا تیرے واسطے سچا ہونا قسم میں اور اگر تو اڑ رہا ان کے ضرر پہنچانے پر تو ہو گا یہ زیادہ تر گناہ تیری قسم کے توڑنے سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قسم کا توڑ ڈالنا افضل ہے اڑ رہنے سے اوپر اس کے جب کہ ہو قسم توڑنے میں مصلحت اور مختلف ہے یہ ساتھ اختلاف حکم محلوف علیہ کے پھر اگر قسم کھائے اوپر کرنے واجب چیز کے یا ترک کرنے حرام سے تو اس کی قسم طاعت اور عبادت ہے اور اس پر ثابت رہنا واجب ہے اور اس کا توڑنا گناہ ہے اور عکس اس کا ساتھ عکس اس کے اور اگر نفل چیز کے کرنے پر قسم کھائے تو بھی اس کی قسم عبادت ہے اور اس پر ثابت رہنا مستحب ہے اور قسم کا توڑنا مکروہ ہے اور اگر قسم کھائے اوپر ترک کرنے مستحب چیز کے تو اس کا حکم برعکس ہے اور اگر فعل مباح پر قسم کھائے جیسے قسم کھائے اس پر کہ نہ عمدہ کھائے اور نہ عمدہ پہنے اور دونوں طرفیں برابر ہوں تو اصح ثابت رہنا اولیٰ ہے، واللہ اعلم اور استنباط کیا جاتا ہے حدیث کے معنی سے کہ ذکر اہل کا خارج ہوا ہے مخرج غالب کے ورنہ حکم گھر والوں کے سوائے اور لوگوں کو بھی شامل ہے جب کہ علت پائی جائے اور جب مقرر ہوا اور معلوم ہو گئے معنی حدیث کے تو مطابقت اس کی بعد تقسیم احوال حالف کے یہ ہے کہ اگر اس نے اس سے قسم کا قصد نہ کیا ہو جیسے قصد نہ کیا یا قصد کیا لیکن بھول گیا یا سوائے اس کے **كما تقدم بيانه في لغو اليمين** تو نہیں ہے کفارہ اوپر اس کے اور نہ گناہ اور اگر اس کا قصد کیا اور منعقد ہو گئی پھر اس نے جانا کہ محلوف علیہ بہتر ہے ثابت رہنے سے قسم پر تو چاہیے کہ قسم توڑ ڈالے اور واجب ہے اس پر کفارہ اور اگر یہ خیال کرے کہ کفارہ قسم توڑنے کے گناہ کو دور نہیں کرتا تو یہ خیال اس کا مردود ہے ہم نے مانا کہ قسم توڑنے کا گناہ زیادہ ہے اڑ رہنے سے بیچ ترک فعل اس خیر کے سو واسطے آیت مذکورہ کے التفات ہے طرف اس آیت کے جو اس سے پہلے ہے اس واسطے کہ وہ شامل ہے اس حدیث کی مراد کو اس واسطے کہ اس میں آیا ہے کہ نہ ٹھہراؤ اللہ کو نشانہ اپنی قسموں کا یہ کہ تم نیکی کرو اور مراد یہ ہے کہ نہ ٹھہراؤ اپنی قسم کو جو تو نے قسم کھائی کہ تو نیکی نہ کرے گا برابر ہے کہ فعل ہو یا ترک سبب کہ عذر کیا جائے ساتھ اس کے رجوع سے کہ قسم کھائی تو نے اس پر واسطے خوف گناہ کے جو مرتب ہوتا ہے اوپر قسم توڑنے کے اس واسطے اگر وہ حقیقۃً گناہ ہوتا تو البتہ ہوتا عمل اس خیر کا رافع اس کے واسطے ساتھ کفارہ شروع کے پھر باقی رہتا ثواب نیکی کا زائد اوپر اس کے اور عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کی مؤکد ہے واسطے وارد ہونے امر کے اس میں ساتھ کرنے بہتر بات کے جو قسم کے خلاف جانے اور اسی طرح کفارہ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَايْمُ اللّٰهِ.

باب ہے بیچ قول حضرت ﷺ کے ایم اللہ

فائدہ: اس لفظ میں اختلاف ہے مالکیہ اور حنفیہ نے کہا کہ وہ قسم ہے اور شافعیہ کے نزدیک اگر قسم کی نیت کرے تو منعقد ہوتی ہے اور غیر قسم کی نیت کرے تو قسم منعقد نہیں اور مطلق بولے تو اس میں دو وجہیں ہیں صحیح تر یہ وجہ ہے کہ نہیں منعقد ہوتی اور احمد سے دو روایتیں ہیں صحیح تر یہ ہے کہ منعقد ہو جاتی ہے اور حکایت کی غزالی نے اس کے معنی میں دو وجہ ہیں ایک یہ کہ وہ مانند قول اس کے کی تاللہ دوسری یہ کہ وہ مانند قول اس کے کی احلف باللہ اور یہ راجح ہے اور جزم کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مہذب میں کہ مطلق بولی کے وقت اس کے ساتھ قسم منعقد ہو جاتی ہے اور علماء نے اس کو غریب جانا ہے اور تائید کرتی ہے اس قول کی وہ حدیث جو سلیمان علیہ السلام کے قصے میں ہے وایم الذی نفس محمد بیدہ لو قال ان شاء اللہ لجاھد اور جو کہتا ہے کہ اس سے مطلق قسم منعقد ہو جاتی ہے استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے مگر بنا بر تقدیر متقدم کے کہ اس کے معنی ہیں وحق اللہ۔ (فتح)

٦١٣٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ إِمْرَتِهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمْرَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمْرَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ.

٦١٣٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ان پر سردار کیا تو بعض لوگوں نے اس کی سرداری میں طعن کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر تم اب طعنہ دیتے ہو اُسامہ رضی اللہ عنہ کی سرداری میں تو البتہ تم تو اس کے باپ یعنی زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں طعنہ دیتے تھے اس سے پہلے اور قسم اللہ کی زید رضی اللہ عنہ سرداری کے لائق تھا اور بیشک وہ سب لوگوں سے مجھ کو زیادہ تر پیارا تھا اور البتہ یہ اُسامہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد سب لوگوں سے میرے نزدیک زیادہ تر پیارا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزری۔

بَابُ كَيْفَ كَانَتْ يَمِيْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کس طرح تھی قسم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی؟۔

فائدہ: یعنی جس کے ساتھ قسم کھانے پر ہمیشگی کرتے تھے یا اکثر اس کے ساتھ قسم کھاتے تھے اور جملہ جو اس باب میں مذکور ہے چار لفظ ہیں ایک والذی نفسی بیدہ اور اسی طرح نفس محمد بیدہ سو بعض کے ابتدا میں تو لا ہے اور بعض کی ابتدا میں اما ہے اور بعض کی ابتدا میں ایم اللہ ہے دوسرا لفظ لا ومقلب القلوب ہے تیسرا واللہ، چوتھا ورب

الکعبۃ اور واقع ہوا ہے رفاعہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک طبرانی کے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھاتے تھے تو کہتے تھے والذی نفسی بیدہ اور ابن ابی شیبہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب قسم میں کوشش کرتے تھے تو یوں فرماتے تھے والذی نفس ابی القاسم بیدہ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں قسم کھاتے تھے اشھد عند اللہ والذی نفسی بیدہ اور دلالت کی اس چیز نے جو سوائے تیسری کے ہے چار میں سے اس پر کہ نہیں مراد ہے نہی حلف بغیر اللہ سے خاص ہونا لفظ جلالت یعنی لفظ اللہ کے کا ساتھ اس کے بلکہ شامل ہے ہر اسم اور صفت اس کے کو جو خاص ہے ساتھ اس کے یعنی جو آیا ہے جو قسم کھانا چاہے تو سوائے اللہ کے کسی کی قسم نہ کھائے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ لفظ جلالت کے سوائے اللہ کے کسی اور اسم اور صفت سے قسم کھانی جائز نہیں بلکہ اللہ کے سب ناموں اور صفتوں سے قسم کھانا جائز ہے اور البتہ جزم کیا ہے ابن حزم رحمہ اللہ نے اور یہ ظاہر کلام مالکیہ اور حنفیہ کا ہے کہ تمام اسم اللہ کے جو وارد ہیں قرآن اور سنت صحیحہ میں اور اسی طرح صفات بھی صریح ہیں کہ منعقد ہوتی ہے ساتھ اس کے قسم اور واجب ہے واسطے مخالف اس کی کے کفارہ اور وہ ایک وجہ غریب ہے نزدیک شافعیہ کے اور ان کے نزدیک ایک اور وجہ ہے جو اس سے بھی غریب تر ہے کہ نہیں ہے اس سے کوئی چیز صریح مگر لفظ جلالت کا اور باب کی حدیثیں اس پر رد کرتی ہیں اور مشہور نزدیک ان کے اور حنابلہ کے یہ ہے کہ اللہ کے نام تین قسم پر ہیں ایک قسم وہ ہیں جو خاص ہیں ساتھ اس کے مانند رحمٰن اور رب العالمین اور خالق الخلق کے سو وہ صریح ہے اور منعقد ہوتی ہے قسم ساتھ اس کے برابر ہے کہ اللہ کا قصد کرے یا مطلق بولے دوسری وہ قسم ہے کہ اللہ پر بولی جاتی ہے اور کبھی اس کے غیر کے واسطے بھی بولی جاتی ہے لیکن ساتھ قید کے مانند رب کی اور حق کی سو منعقد ہوتی ہے ساتھ اس کے قسم مگر یہ کہ قصد کرے ساتھ اس کے غیر اللہ کا تیسری قسم وہ ہے جو بولی جاتی ہے برابر مانند حی اور موجود اور مومن کی سو اگر نیت ساتھ اس کے غیر اللہ کی ہو یا مطلق بولے بغیر نیت غیر اللہ کے تو نہیں ہے قسم اور اگر اس سے اللہ کی نیت کرے تو منعقد ہوتی ہے صحیح قول پر اور جب یہ قرار پاچکا تو مثل والذی نفسی بیدہ منصرف ہوتا ہے وقت اطلاق کے طرف اللہ کی جزمًا اور اگر اس سے غیر کی نیت ہو مانند ملک الموت کی مثلا تو نہیں خارج ہوتا ہے صراحت سے صحیح قول پر اور ملحق ہے ساتھ اس کے والذی فلق الحبۃ ومقلب القلوب اور بہر حال مثل والذی اعیدہ او سجدلہ او اصلی لہ تو یہ بھی صریح ہے جزمًا۔ (فتح)

وَقَالَ سَعْدٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ

اور کہا سعد رضی اللہ عنہ نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزری۔

وَقَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاهَا اللّٰهِ إِذًا

اور کہا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں قسم ہے اللہ کی اب اور کہا جاتا ہے

يُقَالُ وَاللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَتَاللّٰهِ.

واللہ وباللہ وتاللہ۔

فائدہ: یعنی یہ تینوں حرف قسم کے ہیں اور قرآن میں تینوں کے ساتھ قسم واقع ہوئی ہیں اور یہ قول جمہور کا ہے اور یہی مشہور ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور منقول ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ت کے ساتھ قسم صریح نہیں اس واسطے کہ اکثر لوگ اس کے معنی کو نہیں پہچانتے اور قسم خاص ہے ساتھ عرف کے اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ وارد کرنے اس کلام کے بعد حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے اس طرف کہ اصل لاہا اللہ کی لا واللہ ہے سو ہا عوض ہے واؤ سے اور البتہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے ایک جماعت اہل لغت نے اور بعض نے کہا کہ خود ہا بھی حرف قسم کا ہے۔ (فتح)

٦١٣٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ يَمِيْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ.

٦١٣٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھی قسم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لا ومقلب القلوب یعنی اکثر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس اسم کے ساتھ قسم کھاتے تھے۔

فائدہ: اور لا نفی ہے واسطے کلام سابق کے اور مقلب القلوب وہ مقسم بہ ہے اور معنی اس کے یہ ہیں قسم ہے دلوں کے پھیرنے والے کی اور مراد ساتھ پھیرنے دلوں کے پھیرنا ان کے اعراض اور احوال کا ہے نہ بدلنا دل کی ذات کا اور اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ اعمال قلب کے ارادوں اور خواہشوں اور باقی اعراض سے ساتھ پیدا کرنے اللہ کے ہیں اور اس میں نام رکھنا ہے اللہ تعالیٰ کا ساتھ اس چیز کے کہ ثابت ہو چکی ہے اس کی صفات سے اس وجہ پر کہ اس کے ساتھ لائق ہے اور اس حدیث میں حجت ہے اس کے واسطے جو واجب کرتا ہے کفارے کو اس شخص پر جو قسم کھائے ساتھ کسی صفت کے صفات اللہ کی سے پھر قسم توڑے اور نہیں ہے نزاع اس کے اصل میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نزاع تو اس میں ہے کہ کون صفت سے قسم منعقد ہوتی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ اس صفت کے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں مانند مقلب القلوب کی کہا قاضی ابو بکر بن عربی نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قسم کھانا ساتھ افعال اللہ کے جب کہ وصف کیا جائے ساتھ اس کے اور نہ ذکر کیا جائے اسم اس کا اور فرق کیا ہے حنفیہ نے درمیان قدرت اور علم کے سو انہوں نے کہا کہ اگر قسم کھائے اللہ کی قدرت سے تو منعقد ہوتی ہے قسم اس کی اور اگر قسم کھائے ساتھ علم کے تو نہیں منعقد ہوتی اس واسطے کہ تعبیر کی جاتی ہے ساتھ علم کے معلوم سے مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ﴾ اور جواب یہ ہے کہ اس جگہ مجاز ہے اگر تسلیم کیا جائے کہ مراد ساتھ اس کے معلوم ہے اور کلام سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ حقیقت میں ہے اور کہا راغب نے کہ تقلیب کرنا اللہ کا دلوں کو پھیرنا ان کا ہے ایک رائے سے دوسری رائے کی طرف اور نام رکھا گیا ہے انسان کے دل کا قلب واسطے بہت پھرنے اس کے کے اور تعبیر کی جاتی ہے ساتھ قلب کے معانی سے کہ خاص ہے ساتھ ان کے روح اور علم اور شجاعت

سے کہا قاضی ابوبکر بن عربی نے کہ دل ایک حصہ ہے بدن کا پیدا کیا ہے اس کو اللہ نے اور ٹھہرایا ہے اس کو واسطے انسان کے محل علم اور کلام وغیرہ صفات باطنہ کا اور ٹھہرایا ہے بدن کو محل تصرفات فعلیہ اور قولیہ کا اور تعین کیا ہے اس پر فرشتہ جو حکم کرتا ہے اس کو نیکی کا اور شیطان جو حکم کرتا ہے اس کو بدی کا سو عقل اپنے نور سے اس کو راہ دکھلاتی ہے اور ہوائے اپنے اندھیرے سے اس کو بہکاتی ہے اور قضا اور قدر داروغہ ہے سب پر اور دل بدلتا ہے نیک اور بد خیالوں سے اور بچتا وہ ہے جس کو اللہ بچائے۔ (فتح)

٦١٣٩۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ وَإِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

۶۱۳۹۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب روم کا بادشاہ ہلاک ہو گا تو اس کے بعد وہاں کا کوئی بادشاہ نہ ہو گا اور جب ایران کا بادشاہ ہلاک ہو گا تو اس کے بعد وہاں کا کوئی بادشاہ نہ ہو گا اور قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ان دونوں ملکوں کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم ہوں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح علامات النبوۃ میں گزری اور غرض اس سے یہ قول ہے والذی نفسی بیدہ۔

٦١٤٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

۶۱۴۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایران کا بادشاہ ہلاک ہو گا تو اس کے بعد وہاں کا کوئی بادشاہ نہ ہو گا اور جب روم کا بادشاہ ہلاک ہو گا تو اس کے بعد وہاں کا کوئی بادشاہ نہ ہو گا اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ البتہ دونوں ملکوں کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم ہوں گے۔

فائدہ: یعنی روم اور ایران کے بادشاہوں کے خاندان میں بادشاہی نہ رہے گی اسلام کا عمل وہاں ہو گا یہ حدیث معجزہ ہے جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا چنانچہ ایران فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتح ہوا اسلام کا لشکر پینتیس ہزار آدمی تھا ہر ہر آدمی کو بارہ ہزار درہم ملے تھے تو اس حساب سے کل خزانہ ایران کا بیالیس کروڑ ہوا اور اسی طرح روم بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے فتح ہوا اور وہاں کا خزانہ بھی لشکر اسلام میں تقسیم ہوا اور اس حدیث کی شرح بھی علامت نبوۃ میں گزری اور غرض اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔

٦١٤١۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَّلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا.

۶۱۴۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اے محمد ﷺ کی امت! اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ رویا کرتے بہت اور ہنستے تھوڑا۔

فائدہ: یعنی موت کی سختیاں اور قبر کے رنگ برنگ عذاب اور قیامت کی مصیبتیں اور دوزخ کی آفتیں اگر تم جانو کمال یقین سے جیسا کہ میں جانتا ہوں تو خواب خور بھول جاؤ خوشی پر غم غالب ہو جائے غفلت کا سبب ہے جو چین سے رہتے ہو اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر خاص ہونے حضرت ﷺ کے ساتھ معارف بصری اور قلبی کے اور کبھی اطلاع دیتا ہے اللہ آپ کے غیر کو امت کے خاص لوگوں سے لیکن بطور اجمال کے اور بہر حال تفصیل اس کی سو خاص کی گئی ہیں ساتھ اس کے حضرت ﷺ کہ اللہ نے آپ کو علم الیقین بھی دیا ہے اور عین الیقین بھی باوجود خوف قلبی کے اور حاضر رکھنے عظمت الٰہی کے ایسے طور سے کہ حضرت ﷺ کے سوائے اور کسی میں یہ جمع نہیں ہوا اشارہ کرتا ہے اس طرف قول حضرت ﷺ کا جو دوسری حدیث میں ہے کہ میں تم سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں اللہ کا اور زیادہ تر جاننے والا اس کو تم سے۔ (فتح)

٦١٤٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عَقِيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَّفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَّفْسِكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللّٰهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآنَ يَا عُمَرُ.

۶۱۴۲۔ حضرت عبداللہ بن ہشام سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے تھے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا یا حضرت! البتہ آپ میرے نزدیک سب چیزوں سے زیادہ تر پیارے ہیں سوائے میری جان کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے یہاں تک کہ میں تیرے نزدیک تیری جان سے بھی زیادہ تر پیارا ہو جاؤں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا سو بیشک شان یہ ہے کہ قسم ہے اللہ کی البتہ اب آپ میرے نزدیک میری جان سے بھی زیادہ تر پیارے ہو گئے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! اب تو نے پہچانا سو بولا تو ساتھ اس چیز کے کہ واجب ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا یہاں تک کہ میں تیرے نزدیک تیری جان سے زیادہ تر پیارا ہوں یعنی نہیں کفایت کرتا ہے یہ واسطے پہنچنے کے بلند رتبے کو یہاں تک کہ جوڑے تو ساتھ اس کے جو مذکور ہوا اور بعض زاہدوں سے ہے یعنی نہیں سچا ہو گا تو میری محبت میں یہاں تک کہ تو مقدم کرے میری رضا کو اپنی خواہش پر اگرچہ تو اس میں ہلاک ہو جائے اور کہا خطابی نے کہ محبت رکھنا انسان کا اپنے نفس سے طبعی بات ہے اور غیر سے محبت رکھنا اختیاری امر ہے ساتھ توسط اسباب کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کیا حضرت ﷺ نے حب اختیاری کا اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی راہ طرف بدلنے طبائع کے اور تغیر کرنے ان کے پیدائشی چیز سے بنا بر اس کے پس جواب عمر رضی اللہ عنہ کا اول تھا بحسب طبع کے پھر تامل کیا سو پہچانا ساتھ استدلال کے کہ حضرت ﷺ اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ تر پیارے ہیں واسطے ہونے حضرت ﷺ کے سبب بیچ نجات نفس کے ہلاک کرنے والی چیزوں سے دنیا اور آخرت میں سو خبر دی اس چیز کی کہ تقاضا کیا اس کو اختیار نے اور اسی واسطے حاصل ہوا جواب ساتھ قول حضرت ﷺ کے الآن یا عمر کہ اب تو نے پہچانا اے عمر! اس چیز کو جو تجھ واجب تھی۔ (فتح)

٦١٤٣۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَقَالَ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِي أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا قَالَ مَالِكٌ وَالْعَسِيْفُ الْأَجِيْرُ زَنٰى بِامْرَأَتِهٖ فَأَخْبَرُوْنِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَجَارِيَةٍ لِي ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِي أَنَّ مَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهٖ

٦١٤٣۔ حضرت ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو مرد حضرت ﷺ کے پاس جھگڑا فیصل کروانے آئے سو دونوں میں سے ایک نے کہا کہ ہمارا فیصلہ کیجیے اللہ کی کتاب سے اور کہا دوسرے نے اور وہ دونوں میں سے زیادہ بوجھ والا تھا ہاں یا حضرت! ہمارا فیصلہ کیجیے اللہ کی کتاب سے اور مجھ کو کلام کرنے کی اجازت ہو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کلام کر اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا کہا مالک نے اور عسیف کے معنی ہیں مزدور سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا تو لوگوں نے مجھ کو خبر دی کہ بیشک میرے بیٹے پر سنگسار کرنا ہے تو میں نے اس کے عوض سو بکری اور اپنی ایک لونڈی دی یعنی اس کے خاوند کو پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ بیشک میرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سنگسار کرنا تو اس کی عورت پر ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا خبردار ہو قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں تم

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهٗ مِائَةً وَّغَرَّبَهٗ عَامًا وَأُمِرَ أُنَيْسٌ الْأَسْلَمِیُّ أَنْ يَّأْتِیَ امْرَأَةَ الْآخَرِ فَإِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

دونوں میں اللہ کی کتاب سے حکم کروں گا بہرحال تیری بکریاں اور لونڈی سو تجھ کو پھیر دی جائیں اور اس کے بیٹے کو سو کوڑے مارے اور سال بھر شہر سے بدر کیا اور حکم کیا انیس رضی اللہ عنہ کو کہ دوسرے کی عورت کے پاس جائے سو اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کرے اس نے اقرار کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حدود میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے خبردار ہو قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔

٦١٤٤ـ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِیْ يَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِّنْ تَمِيْمٍ وَعَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَغَطَفَانَ وَأَسَدٍ خَابُوْا وَخَسِرُوْا قَالُوْا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ إِنَّهُمْ خَيْرٌ مِّنْهُمْ.

۶۱۴۴۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا بتلاؤ کہ اگر قوم اسلم اور قوم غفار اور قوم مزینہ اور قوم جہینہ بہتر ہوں بنی تمیم کی قوم سے اور بنی عامر اور اسد اور غطفان کی قوم سے تو کیا ان کو نقصان اور خسارا پڑا؟ لوگوں نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ قوم یعنی اسلم وغیرہ بہتر ہیں ان قوموں سے یعنی بنی تمیم وغیرہ سے۔

فائدہ: ارأیتم یعنی مجھ کو خبر دو اور مراد ساتھ قوم اسلم کے اور جو ان کے ساتھ مذکور ہیں مشہور قبیلے ہیں اور اس حدیث کی شرح مبعث نبوی میں گزری اور مراد ساتھ اس کے قول حضرت ﷺ کا ہے بیچ اس کے قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ قوم ان لوگوں سے بہتر ہیں اور مراد بہتر ہونا مجموع کا ہے مجموع پر اگرچہ جائز ہے کہ مفضول لوگوں میں بعض فرد افضل ہوں افضل لوگوں کے بعض فردوں سے۔ (فتح)

٦١٤٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ عَنْ أَبِیْ حُمَيْدِ السَّاعِدِیِّ أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ عَامِلًا

۶۱۴۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو تحصیل زکوۃ وغیرہ پر عامل کر کے بھیجا پھر وہ جب عامل اپنے عمل سے فارغ ہوا تو حضرت ﷺ کے پاس آیا سو کہا یا حضرت! یہ تمہارا حق ہے اور یہ مجھ تحفہ دیا گیا تو

فَجَآءَهُ الْعَامِلُ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ عَمَلِهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِيْ فَقَالَ لَهُ أَفَلَا قَعَدْتَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْكَ وَأُمِّكَ فَنَظَرْتَ أَيُهْدٰى لَكَ أَمْ لَا ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلَاةِ فَتَشَهَّدَ وَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ الْعَامِلِ نَسْتَعْمِلُهُ فَيَأْتِيْنَا فَيَقُوْلُ هٰذَا مِنْ عَمَلِكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِيْ أَفَلَا قَعَدَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ فَنَظَرَ هَلْ يُهْدٰى لَهُ أَمْ لَا فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ مِّنْهَا شَيْئًا إِلَّا جَآءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلٰى عُنُقِهِ إِنْ كَانَ بَعِيْرًا جَآءَ بِهِ لَهُ رُغَآءٌ وَإِنْ كَانَتْ بَقَرَةً جَآءَ بِهَا لَهَا خُوَارٌ وَإِنْ كَانَتْ شَاةً جَآءَ بِهَا تَيْعَرُ فَقَدْ بَلَّغْتُ فَقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ ثُمَّ رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ حَتّٰى إِنَّا لَنَنْظُرُ إِلٰى عُفْرَةِ إِبْطَيْهِ قَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ وَقَدْ سَمِعَ ذٰلِكَ مَعِيَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلُوْهُ.

حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا تو اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا سو دیکھتا کہ کیا تجھ کو تحفہ بھیجا جاتا ہے یا نہیں پھر حضرت ﷺ دوپہر سے پیچھے نماز کے بعد خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے سوتشہد پڑھا اور تعریف کی اللہ کی جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد کیا حال ہے اس عامل کا کہ ہم اس کو عامل کرتے ہیں سو وہ ہمارے پاس آتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ مال تمہارے عمل کا ہے اور یہ مجھ کو تحفہ دیا گیا سو کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں پھر دیکھتا کہ اس کو تحفہ دیا جاتا ہے یا نہیں سو قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ نہ خیانت کرے گا تم میں سے کوئی چیز مگر کہ اس کو قیامت کے دن اپنی گردن پر اٹھا کر آئے گا اگر اونٹ ہوگا تو اس کو لائے گا کہ اس کے واسطے آواز ہوگی اور گائے ہوگی تو اس کو لائے گا کہ اس کے واسطے آواز ہوگی اور اگر بکری ہوگی تو اس کے ساتھ آئے گا کہ آواز کرتی ہوگی سو میں نے اللہ کا پیغام پہنچایا، ابوحمید نے کہا پھر حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھایا یہاں تک کہ بیشک ہم دیکھتے ہیں حضرت ﷺ کی بغلوں کی سفیدی کی طرف کہا ابوحمید نے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی میرے ساتھ یہ حدیث حضرت ﷺ سے سنی ہے سو اس سے پوچھو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احکام میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٦١٤٦ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ هُوَ ابْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ

٦١٤٦ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ اگر تم جانو جو میں جانتا ہوں تو البتہ رویا کرتے بہت اور ہنستے تھوڑا۔

لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَّلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا.

٦١٤٧۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ يَقُوْلُ هُمُ الْأَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ هُمُ الْأَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ قُلْتُ مَا شَأْنِيْ أَيُرٰى فِيَّ شَيْءٌ مَا شَأْنِيْ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ فَمَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَسْكُتَ وَتَغَشَّانِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَقُلْتُ مَنْ هُمْ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْأَكْثَرُوْنَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا.

۶۱۴۷۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور حالانکہ آپ کعبے کے سائے میں تھے فرماتے تھے کہ وہ بڑا خسارا پانے والے ہیں قسم ہے رب کعبہ کی وہ بڑے خسارے والے ہیں قسم ہے رب کعبہ کی میں نے کہا اور کیا حال ہے میرا کیا میرے حق میں کوئی چیز دیکھی جاتی ہے کیا حال ہے میرا سو میں بیٹھا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سو میں چپ نہ ہو سکا اور مجھ کو ڈھانکا جو اللہ نے چاہا یعنی میں بے اختیار ہوا سو میں نے کہا یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر قربان وہ خسارہ پانے والے کون ہیں؟ فرمایا وہ بڑے مالدار مگر وہ خسارہ پانے والا نہیں جو دے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح یعنی آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں گزری۔

٦١٤٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُلَيْمَانُ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِيْنَ امْرَأَةً كُلُّهُنَّ تَأْتِيْ بِفَارِسٍ يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ قُلْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ جَمِيْعًا فَلَمْ يَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَّاحِدَةٌ جَآءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَّايْمُ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ قَالَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُوْنَ.

۶۱۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ البتہ میں آج رات کو نوے عورتوں پر گھوموں گا یعنی ان سے صحبت کروں گا کہ ان میں سے ہر ایک عورت لڑکا جنے گی جو سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا تو اس کے ساتھ فرشتے نے اس سے کہا کہ کہہ اگر اللہ چاہے گا سو اس نے انشاء اللہ نہ کہا پھر اس نے ان سب عورتوں سے صحبت کی سو نہ حاملہ ہوئی ان میں سے مگر ایک عورت کہ آدھا آدمی جنی اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتا تو سب سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرتے۔

فائدہ:اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزری اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے۔

٦١٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أُهْدِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَةٌ مِنْ حَرِيرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَدَاوَلُونَهَا بَيْنَهُمْ وَيَعْجَبُونَ مِنْ حُسْنِهَا وَلِينِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَعْجَبُونَ مِنْهَا قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَمَنَادِيلُ سَعْدٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْهَا لَمْ يَقُلْ شُعْبَةُ وَإِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ.

٦١٤٩۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو ایک ٹکڑا ریشمی تحفہ بھیجا گیا تو لوگوں نے اس کو ہاتھوں میں پھیرنا شروع کیا اور اس کی خوبی اور نرمی سے تعجب کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم تعجب کرتے ہو اس ریشمی کپڑے کی نرمی سے؟ لوگوں نے کہا ہاں یا حضرت! فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ بہشت میں سعد رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے زیادہ تر عمدہ اور بہتر ہیں۔

فائدہ: یعنی دنیا کا اسباب اس لائق نہیں کہ اس کی خواہش کی جائے آخرت کی عمدگی طلب کرو، کہا ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے نہیں کہا شعبہ نے اور اسرائیل نے ابو اسحاق سے والذی نفسی بیدہ۔

٦١٥٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا كَانَ مِمَّا عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ أَخْبَاءٍ أَوْ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ أَخْبَائِكَ أَوْ خِبَائِكَ شَكَّ يَحْيَى ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ أَهْلُ أَخْبَاءٍ أَوْ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ أَخْبَائِكَ أَوْ خِبَائِكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَيْضًا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ

٦١٥٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند نے کہا یا حضرت! نہ تھے ان لوگوں میں سے جو زمین پر ہیں کوئی خیمہ والے کہ میرے نزدیک ان کا ذلیل ہونا زیادہ تر محبوب ہو آپ کے خیمے والوں سے یحییٰ راوی نے شک کیا ہے اخبائک کہا یا خبائک پھر نہیں صبح کی آج تنبو والوں نے کہ میرے نزدیک ان کا باعزت ہونا زیادہ محبوب ہو آپ کے خیمے والوں سے یعنی جب میں نے اسلام قبول نہ کیا تھا اس وقت مجھ کو مسلمانوں کے ساتھ تمام دنیا سے زیادہ تر دشمنی اور کینہ تھا اور اب جب میں نے اسلام قبول کیا اور اسلام لائی تو اب میرے نزدیک مسلمان لوگ سب سے زیادہ تر پیارے ہیں تو حضرت ﷺ نے کہا کہ تجھ کو اس سے بھی زیادہ محبت ہو گی قسم

قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِّسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهُ قَالَ لَا إِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ.

ہے اس پاک ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے ہند نے کہا یا حضرت! بیشک ابوسفیان (میرا خاوند) بڑا بخیل مرد ہے بقدر حاجت کے خرچ نہیں دیتا تو کیا مجھ پر کچھ گناہ ہے کہ میں اپنے عیال کو اس کے مال سے کھلاؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں مگر موافق دستور کے خرچ کرنا درست ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نفقات میں گزری۔

٦١٥١۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضِيْفٌ ظَهْرَهُ إِلٰى قُبَّةٍ مِّنْ أَدَمٍ يَمَانٍ إِذْ قَالَ لِأَصْحَابِهِ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ أَفَلَمْ تَرْضَوْا أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

٦١٥١۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ یمانی چمڑے کے خیمے سے تکیہ کیے تھے کہ اچانک اپنے اصحاب سے کہا کہ بھلا تم اس بات سے راضی ہو کہ تم بہشتیوں کی چوتھائی ہو؟ اصحاب نے کہا کیوں نہیں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تم بہشتیوں کی تہائی ہو؟ اصحاب نے کہا کیوں نہیں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوقسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے بیشک میں اُمید رکھتا ہوں کہ تم بہشتیوں کے آدھے ہو گے۔

٦١٥٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَآءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

٦١٥٢۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک مرد سے سنا پڑھتا تھا قل ھو اللہ احد اس کو پھر پھر پڑھتا تھا سو جب صبح ہوئی تو حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے یہ حال ذکر کیا اور جیسے وہ مرد کم گمان کرتا تھا اس پڑھنے کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ البتہ سورہ قل ھو اللہ احد قرآن کی تہائی کے برابر ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزری۔

٦١٥٣۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَتِمُّوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ إِنِّىْ لَأَرَاكُمْ مِّنْ بَعْدِ ظَهْرِىْ إِذَا مَا رَكَعْتُمْ وَإِذَا مَا سَجَدْتُمْ.

۶۱۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ رکوع اور سجدہ پورا کیا کرو سو قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں تم کو اپنی پس پشت سے دیکھتا ہوں جب کہ تم رکوع کرتے ہو اور جب کہ تم سجدہ کرتے ہو۔

٦١٥٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا أَوْلَادٌ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ إِنَّكُمْ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ.

۶۱۵۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس کے ساتھ اس کی اولاد تھی سو فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بیشک تم میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تر پیاری ہو یہ تین بار کہا۔

فائدہ: ان حدیثوں میں جواز حلف کا ہے ساتھ اللہ کے یعنی اللہ کے ساتھ قسم کھانا جائز ہے اور ایک قوم نے کہا کہ مکروہ ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ﴾ اور اس واسطے کہ اکثر اوقات عاجز ہو جاتا ہے اس کے ساتھ وفا کرنے سے اور جو اس باب میں وارد ہوا ہے وہ محمول ہے اس پر جب کہ ہو طاعت میں یا اس کی حاجت ہو یا مانند تاکید امر کے اور یا تعظیم اس شخص کے جو تعظیم کا مستحق ہو یا بیچ دعویٰ کے نزدیک حاکم کے اور ہو سچا۔ (فتح)

بَابٌ لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ — نہ قسم کھاؤ اپنے باپوں کی

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ روایت ابن دینار کا ہے لیکن وہ مختصر ہے اور البتہ روایت کی نسائی اور ابوداؤد نے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ نہ قسم کھایا کرو اپنے باپوں کی اور نہ اپنی ماؤں کی اور نہ بتوں کی اور نہ قسم کھایا کرو مگر اللہ کی۔ (فتح)

٦١٥٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَسِيْرُ فِيْ رَكْبٍ يَحْلِفُ بِأَبِيْهِ فَقَالَ أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ.

٦١٥٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پایا اس حالت میں کہ وہ چند سواروں میں چلتا تھا اپنے باپ کی قسم کھاتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تم کو منع کرتا ہے باپوں کی قسم کھانے سے جو قسم کھانا چاہے تو اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوائے اللہ کے کسی کی قسم درست نہیں نہ اپنے باپ دادا کی نہ اور کی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پکارا اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے میرے پیچھے سے کہا کہ نہ قسم کھایا کرو اپنے باپوں کی سو میں نے مڑ کر دیکھا تو اچانک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر تم میں سے کوئی مسیح کی قسم کھائے تو ہلاک ہو اور حالانکہ مسیح تمہارے باپوں سے بہتر ہے اور یہ مرسل ہے قوی اپنے شواہد سے اور روایت کی ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے سنا ایک مرد سے کہتا ہے قسم ہے کعبے کی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ کے سوائے کسی چیز کی قسم نہ کھایا کر اس واسطے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جو سوائے اللہ کے کسی اور چیز کی قسم کھائے وہ کافر یا مشرک ہو جاتا ہے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہے اور تعبیر ساتھ قول اپنے کے کہ کافر یا مشرک ہو جاتا ہے واسطے مبالغہ کرنے کے ہے زجر اور تغلیظ میں یعنی فی الواقع کافر نہیں ہوتا اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو اس کے حرام ہونے کا قائل ہے اور کہا علماء نے کہ اللہ کے سوائے قسم سے جو منع فرمایا تو اس میں راز یہ ہے کہ کسی چیز کی قسم کھانی تقاضا کرتی اس کے تعظیم کو اور عظمت در حقیقت فقط تنہا اللہ ہی کے واسطے ہے اور ظاہر حدیث کا تخصیص قسم کی ہے ساتھ اللہ کے خاص یعنی صرف اللہ ہی کی قسم کھانی درست ہے لیکن اتفاق ہے علماء کا کہ قسم منعقد ہوتی ہے ساتھ اللہ کے اور اس کی ذات اور صفات کے اور اختلاف ہے بیچ منعقد ہونے اس کے ساتھ بعض صفات کے کما سبق اور گویا کہ مراد ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باللہ ذات اس کی نہ خصوص لفظ اللہ کا اور سوائے اس کے اور چیز کے ساتھ قسم کھانا سو ثابت ہو چکا ہے منع بیچ اس کے اور کیا یہ منع واسطے تحریم کے ہے دو قول میں نزدیک مالکیہ کے اسی طرح کہا ہے ابن دقیق العید نے اور مشہور نزدیک ان کے کراہت ہے اور حنابلہ کے نزدیک بھی خلاف ہے لیکن مشہور ان کے نزدیک حرام ہونا ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ظاہریہ نے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اللہ کے سوائے کسی چیز کی قسم کھانا بالاجماع جائز نہیں اور مراد اس کی ساتھ نفی جواز کے کراہت ہے عام تر تحریم اور تنزیہ سے اور خلاف مشہور ہے نزدیک شافعیہ کے بسبب قول شافعی رحمہ اللہ کے کہ میں ڈرتا ہوں کہ قسم لغیر اللہ گناہ ہو سو اس

میں اشعار ہے ساتھ تردد کے اور جمہور اصحاب اس کے اس پر ہیں کہ وہ تنزیہ کے واسطے ہے اور کہا امام الحرمین نے کہ مذہب قطع ہے ساتھ کراہت کے اور جزم کیا ہے اس کے غیر نے ساتھ تفصیل کے سو اگر اعتقاد کرے محلوف فیہ میں تعظیم کا جو اللہ کے حق میں اعتقاد رکھتا ہے تو حرام ہے قسم کھانا اس کے ساتھ اور وہ اس اعتقاد سے کافر ہو جاتا ہے اور اسی پر محمول ہے حدیث مذکور کہ جو اللہ کے سوائے کسی اور چیز کی قسم کھائے وہ کافر ہو جاتا ہے اور بہر حال اگر قسم کھائے سوائے اللہ کے کسی اور چیز کی اور چیز کے ساتھ اعتقاد تعظیم محلوف بہ جو اس کے لائق ہو تو اس کے ساتھ کافر نہیں ہوتا اور نہیں پکی ہوتی ہے قسم ساتھ اس کے کہا ماوردی نے نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ قسم دے کسی کو ساتھ غیر اللہ کے نہ ساتھ طلاق کے اور نہ ساتھ عتاق کے اور نہ نذر کے اور جب قسم دے حاکم کسی کو ساتھ کسی چیز کے سوائے اللہ کے تو واجب ہے معزول کرنا اس کا واسطے جہالت اس کی کے۔ (فتح)

٦١٥٦۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَآئِكُمْ قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ﴾ يَأْثُرُ عِلْمًا تَابَعَهُ عُقَيْلٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَإِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ.

٦١٥٦۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ بیشک اللہ تم کو منع کرتا ہے اپنے باپوں کی قسم کھانے سے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی کہ میں نے ان کی قسم نہیں کھائی جب سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا نہ جان بوجھ کر اور نہ بطور حکایت کے اپنے غیر کی طرف سے اور کہا مجاہد نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ﴾ یعنی کوئی روایت کرتا ہو علم کی متابعت کی اس کی عقیل اور زبیدی اور اسحاق نے زہری سے اور کہا ابن عیینہ نے اور معمر نے زہری سے سالم سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتا تھا قول مذکور۔

فائدہ: اثر کے معنی علامت بھی ہیں اور بقیہ بھی اور حکایت اور روایت بھی اور جزم کیا ہے ابن تین نے اپنی شرح میں کہ ذاکرا ماخوذ ہے ذکر بالکسر سے یعنی نہ میں نے اپنی طرف سے قسم کھائی اور نہ دوسرے کی طرف سے نقل کیا کہ وہ اس نے اس کی قسم کھائی کہا داؤدی نے کہ مراد یہ ہے کہ نہ میں نے ان کی قسم کھائی اور نہ میں نے غیر کی قسم ذکر کی جو اس نے باپوں کی قسم کھائی تھی اور اس میں اشکال ہے کہ کلام عمر رضی اللہ عنہ کا تقاضا کرتا ہے کہ انہوں نے ایسی قسم زبان پر لانے سے مطلق پرہیز کیا سو کس طرح زبان پر لائے اس کو اس قصے میں تو جواب یہ ہے کہ یہ معاف ہے واسطے

ضرورت کے حکم پہچانے کے۔(فتح)

٦١٥٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِآبَآئِكُمْ.

٦١٥٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کھایا کرو قسم اپنے باپوں کی۔

فائدہ: اور اس حدیث میں بہت فائدے ہیں زجر ہے قسم کھانے سے ساتھ غیر اللہ کے یعنی اللہ کے سوائے اور چیز کے قسم کھانا سخت گناہ ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی قسم عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ باپوں کے واسطے وارد ہونے اس کے اوپر سبب مذکور کے یا خاص کی گئی واسطے ہونے اس کے غالب اوپر اس کے واسطے دلیل قول اس کے دوسری روایت میں کہ قریش کا دستور تھا کہ اپنے باپوں کی قسم کھاتے تھے اور دلالت کرتا ہے عام کرنے پر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جو قسم کھانا چاہے تو اللہ کے سوائے کسی چیز کے قسم نہ کھائے اور بہر حال جو وارد ہوا ہے قرآن میں اللہ کے سوائے اور چیز کی قسم کھانے سے تو اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ اس میں حذف ہے دوم یہ کہ خاص ہے ساتھ اللہ کے سو جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات سے کسی چیز کی تعظیم کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی قسم کھاتا ہے اور اللہ کے سوائے اور کسی کو یہ جائز نہیں اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گنوار کے واسطے فرمایا افلح وابیه ان صدق تو اس کا جواب کئی وجہ سے ہے اول یہ کہ جاری ہوا کرتا تھا یہ لفظ ان کی زبان پر بغیر قصد قسم کے اور منع تو صرف اس کے حق میں ہے جو قصد کرے حقیقت قسم کا اور طرف اس کی میل کی ہے بیہقی نے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ ہے جواب پسندیدہ دوم یہ کہ قسم واقع ہوتی ہے ان کی کلام میں دو وجہ پر ایک تعظیم کے واسطے دوسری تاکید کے واسطے اور منع سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اول سے ہے، سوم یہ کہ اول اسلام میں یہ جائز تھا پھر منسوخ ہوا کہا ہے اس کو ماوردی نے اور حکایت کیا ہے اس کو بیہقی نے، چہارم یہ کہ جواب میں حذف ہے تقدیر یہ ہے افلح ورب ابیه کہا ہے یہ بیہقی نے، پنجم یہ کہ یہ تعجب کے واسطے ہے اور کہا منذری نے کہ دعویٰ نسخ کا ضعیف ہے واسطے امکان جمع کے اور عدم تحقیق تاریخ کے اور اس سے معلوم ہوا کہ جو اللہ کے سوائے کسی اور چیز کی قسم کھائے اس کی قسم منعقد نہیں ہوتی برابر ہے کہ ہو محلوف بہ مستحق تعظیم کا واسطے اور معنی کے سوائے عبادت کے مانند پیغمبروں اور فرشتوں اور علماء اور صالحوں کے اور بادشاہوں اور باپ دادوں اور کعبے کے یا مستحق تعظیم کا نہ ہو مانند عام لوگوں کی یا مستحق تحقیر اور ذلیل کرنے کا ہو مانند شیطانوں اور بتوں اور باقی سب چیزوں جو اللہ کے سوائے پوجی جاتی ہیں اور مستثنیٰ کیا ہے اس سے بعض حنبلیوں نے قسم کھانے کو ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا انہوں نے کہ منعقد ہوتی ہے قسم ساتھ اس کے اور واجب ہے کفارہ ساتھ توڑنے اس کے

کے اس واسطے کہ وہ رکن ہے کلمہ شہادت کا اور نہیں تمام ہوتی ہے شہادت مگر ساتھ اس کے اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ اگر میں ایسا کروں تو یہودی ہوں یا نصرانی یا کافر کہ اس کی قسم اس کے ساتھ منعقد ہو جاتی ہے اور جب کرے تو واجب ہوتا ہے اس پر کفارہ اور البتہ منقول ہے یہ حنفیہ اور حنابلہ سے اور وجہ دلالت کی حدیث سے اس پر یہ ہے کہ اس نے نہیں قسم کھائی ساتھ اللہ کے اور نہ اس چیز کے کہ قائم مقام ہے اس کے بیچ اس امر کے وسیاتی مزید ذلك اور اس حدیث میں ہے کہ جو کہے کہ میں نے قسم کھائی کہ اس طرح کروں گا تو نہیں ہوتی ہے قسم اور حنفیہ کے نزدیک قسم ہے اور اسی طرح کہا ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے لیکن شرط ہے کہ اس کی نیت اس سے اللہ کی قسم کی ہو اور یہ باوجہ ہے اور کہا ابن منذر نے کہ اختلاف کیا ہے اہل علم نے کہ اللہ کے سوائے اور چیز کی قسم کھانا کس سبب سے جائز نہیں سو کہا ایک گروہ نے کہ منع خاص ہے ساتھ ان قسموں کے کہ کفر کے زمانے میں لوگ اس کے ساتھ قسم کھاتے تھے واسطے تعظیم غیر اللہ کے مانند لات اور عزیٰ کے اور باپوں کی جو ایسی قسم کھائے وہ گنہگار ہوتا ہے اور نہیں ہے کفارہ بیچ اس کے اور بہر حال جو رجوع کرے طرف تعظیم اللہ کے مانند قول اس کے کی قسم ہے حق النبی کی اور قسم ہے اسلام کی اور حج کی اور ہدی کی اور صدقہ کی اور عتق کی اور جو ان کے مانند ہے اور اس قسم سے کہ مراد ساتھ اس کے تعظیم اللہ کی ہے اور قربت اس کی تو نہیں ہے داخل بیچ نہی کے اور قائل ہے ساتھ اس کے ابو عبید اور ایک گروہ اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے اصحاب سے واجب کرنے ان کے سے قسم کھانے والے پر ساتھ عتق اور ہدی کے اور صدقہ کے وہ چیز جو واجب کی انہوں نے باوجود اس کے کہ وہ راوی ہیں نہی مذکور کے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ یہ نہی ان کے نزدیک عموم پر نہیں اس واسطے کہ اگر عام ہوتی تو اس سے منع کرتے اور اس میں کچھ چیز واجب نہ کرتے اور تعقب کیا ہے اس کا ابن عبدالبر نے ساتھ اس کے کہ ذکر کرنا ان چیزوں کا اگرچہ بصورت قسم کے ہے لیکن وہ درحقیقت قسم نہیں ہے اور نہیں ہے قسم درحقیقت مگر اللہ کی کہا مہلب نے کہ عرب لوگوں کا دستور تھا کہ اپنے باپوں اور باطل معبودوں کی قسمیں کھایا کرتے تھے سو اللہ نے چاہا کہ اس بات کو ان کے دلوں سے منسوخ کرے اور بھلا دے ان کو ذکر ہر چیز کا کہ سوائے اللہ کے ہے اس واسطے کہ وہی ہے حق معبود سو نہیں ہوتی ہے قسم مگر ساتھ اس کے اور قسم کھانا ساتھ مخلوقات کے بیچ حکم باپوں کے ہے اور کہا طبری نے عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے یعنی جو باب میں ہے کہ نہیں منعقد ہوتی ہے قسم ساتھ اللہ کے اور جو قسم کھائے ساتھ کعبے کے یا آدم علیہ السلام کے یا جبریل علیہ السلام کے اور مانند اس کی کے تو نہیں منعقد ہوتی ہے قسم اس کی اور لازم ہے اس پر استغفار اس واسطے کہ اس نے منہی عنہ چیز پر جرأت کی اور نہیں ہے کفارہ بیچ اس کے اور بہر حال جو واقع ہوا ہے قرآن میں قسم کھانا ساتھ بعض مخلوقات کے تو کہا شعبی نے کہ خالق قسم کھائے جس کی چاہے اپنی مخلوقات سے اور مخلوق نہ قسم کھائے مگر خالق کی اور اللہ کی قسم کھا کر توڑنا میرے نزدیک بہتر ہے غیر اللہ کی قسم کھا کر بنا کرنے سے اور آیا ہے مثل اس کی

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قسم کھائی اللہ نے ساتھ بعض مخلوقات اپنی کے تا کہ تعجب میں ڈالے مخلوقین کو اور معلوم کروائے ان کو قدرت اپنی واسطے عظیم ہونے شان ان کے کی نزدیک ان کے اور واسطے دلالت کرنے ان کے اپنے خالق پر اور البتہ اجماع کیا ہے علماء نے اس شخص پر کہ واجب ہو اس کے واسطے قسم دوسرے پر بیچ حق کے کہ اس پر ہو یہ کہ نہ قسم کھائے اس کے واسطے مگر اللہ کی سو اگر قسم کھائے اس کے واسطے ساتھ غیر اللہ کے تو نہیں ہوتی ہے یہ قسم اگرچہ کہے کہ میں نے محلوف بہ کے رب کی نیت کی تھی اور کہا ابن ابی ہبیرہ نے کہ اجماع ہے اس پر کہ قسم منعقد ہے ساتھ اللہ کے اور ساتھ تمام اسمائے حسنیٰ کے اور ساتھ صفات ذات اس کی کے مانند عزت اس کی کے اور جلال اس کی کے اور علم اس کی کے اور قدرت اس کی کے اور مستثنیٰ کیا ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علم اللہ کا کہ وہ اس کے نزدیک قسم نہیں اور اسی طرح حق اللہ کا اور اتفاق ہے کہ نہ قسم کھائے ساتھ معظم غیر اللہ کی مانند پیغمبر کی اور کہا عیاض نے نہیں خلاف ہے فقہاء کے درمیان کہ قسم ساتھ اسموں اللہ کے اور صفات اس کی کے لازم ہے مگر جو آیا ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اگر صفات کے ساتھ قسم کھائے تو اس میں قسم کی نیت کرنا شرط ہے ورنہ کفارہ نہیں اور تعقب کیا گیا ہے اطلاق اس کا شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاجت نیت کی نزدیک اس کے اس چیز میں ہے کہ صحیح ہے اطلاق اس کا اللہ پر بھی اور اس کے غیر پر بھی اور بہر حال وہ چیز کہ نہیں اطلاق کی جاتی بیچ معرض تعظیم کے شرعا مگر اسی پر تو منعقد ہوتی ہے قسم ساتھ اس کے اور واجب ہے کفارہ اگر توڑے مانند مقلب القلوب اور خالق الخلق اور رازق کل حی اور رب العالمین اور مانند اس کی کے اور یہ بیچ حکم صریح کے ہے اور جو قرآن کی قسم کھائے اس کی قسم منعقد نہیں ہوتی۔ (فتح)

٦١٥٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ وَبَيْنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ وُدٌّ وَإِخَاءٌ فَكُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فِيْهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللّٰهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مِنَ الْمَوَالِي فَدَعَاهُ إِلَى الطَّعَامِ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لَا آكُلَهُ فَقَالَ قُمْ فَلَأُحَدِّثَنَّكَ عَنْ ذَاكَ إِنِّي أَتَيْتُ

٦١٥٨۔ حضرت زہدم سے روایت ہے کہ اس گروہ جرم اور اشعریوں کے درمیان دوستی اور برادری تھی سو ہم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو ان کے پاس کھانا لایا گیا کہ اس میں مرغ کا گوشت تھا اور ان کے پاس ایک مرد تھا قوم بنی تیم اللہ سے سرخ رنگ والا جیسے آزاد غلاموں سے تھا تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو کھانے کی طرف بلایا تو اس نے کہا کہ میں نے اس کو گندگی کھاتے دیکھا سو میں نے اس کو مکروہ جانا یعنی میری طبیعت کو اس سے کراہت آئی تو میں نے قسم کھائی کہ اس کو نہ کھاؤں گا تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اٹھ سو میں تجھ سے اس امر میں حدیث بیان کرتا ہوں کہ بیشک میں چند

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهٗ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّوْنَ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا حَلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْمِلُنَا وَمَا عِنْدَهٗ مَا يَحْمِلُنَا ثُمَّ حَمَلَنَا تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ وَاللّٰهِ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهٗ إِنَّا أَتَيْنَاكَ لِتَحْمِلَنَا فَحَلَفْتَ أَنْ لَّا تَحْمِلَنَا وَمَا عِنْدَكَ مَا تَحْمِلُنَا فَقَالَ إِنِّيْ لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ وَاللّٰهِ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا.

اشعری لوگوں میں حضرت ﷺ کے پاس آیا آپ سے سواری مانگنے کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں تجھ کو سواری نہ دوں گا اور میرے پاس سواری بھی نہیں پھر حضرت ﷺ کے پاس غنیمت کے اونٹ لائے گئے تو حضرت ﷺ نے ہمارا حال پوچھا سو فرمایا کہ کہاں ہیں اشعری لوگ؟ تو حکم کیا ہمارے واسطے پانچ اونٹوں کا جو سفید کوہان والے تھے سو جب ہم لے کر چلے تو ہم نے کہا کہ ہم نے کیا کیا حضرت ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے اور آپ کے پاس سواری بھی نہ تھی پھر حضرت ﷺ نے ہم کو سواری دی ہم نے حضرت ﷺ کو اپنی قسم سے غافل کیا یعنی شاید حضرت ﷺ اپنی قسم کو بھول گئے قسم ہے اللہ کی کہ ہم مراد کو نہ پہنچیں گے تو ہم حضرت ﷺ کی طرف پھرے تو ہم نے آپ سے عرض کیا کہ ہم آپ سے سواری مانگنے کو آئے تھے تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہیں دیں گے اور آپ کے پاس سواری بھی نہ تھی جس پر ہم کو سوار کریں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک میں نے تم کو سواری نہیں دی لیکن اللہ نے تم کو سواری دی قسم ہے اللہ کی کہ میں نہیں قسم کھاتا کسی چیز پر پھر اس کے خلاف کو بہتر جانوں مگر کہ کرتا ہوں جو بہتر ہو اور قسم توڑ ڈالتا ہوں۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ باب کی حدیث میں ترجمہ کے مطابق ہیں لیکن حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی اس کے مطابق نہیں لیکن ممکن ہے کہ کہا جائے کہ خبر دی حضرت ﷺ نے اپنی قسم سے کہ وہ کفارے کو چاہتی ہے اور جس کا کفارہ مشروع ہے وہ قسم وہی ہے جس میں اللہ کی قسم ہو سو دلالت کی اس نے اس پر کہ نہ قسم کھاتے تھے حضرت ﷺ مگر ساتھ اللہ تعالیٰ کے۔ (فتح)

بَابٌ لَا يُحْلَفُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَلَا بِالطَّوَاغِيْتِ.

نہ قسم کھائے لات اور عزیٰ کی اور نہ بتوں کی۔

فائدہ: بہر حال قسم کھانا ساتھ لات اور عزیٰ کے سو ذکر کیا گیا ہے باب کی حدیث میں اور بہر حال قسم کھانا ساتھ بتوں کے سو واقع ہوا ہے اس حدیث میں کہ روایت کی مسلم اور نسائی وغیرہ نے عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ نہ قسم کھایا کرو بتوں کی اور نہ اپنے باپوں کی اور عطف طواغیت کا لات اور عزیٰ پر واسطے مشترک ہونے کل کے ہے معنی میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا گیا بتوں کی قسم کھانے والا ساتھ کہنے لا الہ الا اللہ کے اس واسطے کہ وہ صورت تعظیم بت کی ہے کہ اس نے اور اس کی قسم کھائی کہا جمہور علماء نے کہ جو قسم کھائے لات اور عزیٰ کی یا ان کے سوائے کسی اور بت کی یا کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو یہودی ہوں یا نصرانی ہوں یا اسلام سے بیزار ہوں یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزار ہوں تو نہیں منعقد ہوتی قسم اس کی اور لازم ہے اس پر کہ اللہ سے استغفار کرے اور نہیں ہے کفارہ او پر اس کے اور مستحب ہے کہ کہے لا الہ الا اللہ اور حنفیہ سے روایت ہے کہ واجب ہے کفارہ مگر اس کے اس قول میں کہ میں بدعتی ہوں یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزار ہوں اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ واجب کرنے کفارے کے ظہار کرنے والے پر باوجود اس کے کہ ظہار منکر بات اور زور ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا اور قسم کھانا ساتھ ان چیزوں کے منکر ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس واسطے کہ نہیں ذکر کیا گیا ہے اس حدیث میں مگر حکم ساتھ کہنے لا الہ الا اللہ کے اور نہیں ذکر کیا گیا اس میں کفارہ اور اصل عدم اس کا یہاں تک کہ قائم ہو دلیل اور بہر حال قیاس کرنا ظہار پر سو صحیح نہیں ہے اس واسطے کہ نہیں واجب کیا انہوں نے اس میں کفارہ ظہار کا اور مستثنیٰ کیا ہے انہوں نے کئی چیزوں کو جن میں انہوں نے بالکل کفارہ واجب نہیں کیا باوجود اس کے کہ وہ منکر اور جھوٹی بات ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے اذکار میں کہ قسم کھانا اس چیز کی کہ ذکر کی گئی حرام ہے واجب ہے اس سے توبہ کرنا اور اسی طرح کہا ہے ماوردی نے اور نہیں تعرض کیا ہے انہوں نے واسطے وجوب کہنے لا الہ الا اللہ کے اور حالانکہ یہ ظاہر حدیث کا ہے اور کہا بغوی نے شرح السنہ میں کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ نہیں ہے کفارہ اس شخص پر جو قسم کھائے ساتھ غیر اسلام کے اگرچہ گنہگار ہوتا ہے ساتھ اس کے لیکن لازم ہے اس پر توبہ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اس کو ساتھ کلمہ توحید کے سو اشارہ کیا اس طرف کہ عقوبت اس کی خاص ہے ساتھ گناہ اس کے اور نہیں واجب کی اس پر اس کے مال میں کچھ چیز اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا ہے اس کو ساتھ کلمہ توحید کے اس واسطے کہ قسم کھانی ساتھ لات اور عزیٰ کے مشابہ ہے کفار کے سو اس کو حکم کیا کہ توحید کے ساتھ تدارک کرے اور کہا طیبی نے کہ حکمت بیچ ذکر کرنے قمار کے بعد قسم لات اور عزیٰ کے یہ ہے کہ جو لات کی قسم کھائے وہ کفار کے موافق ہوا ان کی قسم میں سو حکم کیا گیا ساتھ توحید کے اور جس نے جوئے کی طرف بلایا وہ موافق ہوا ان کو ان کی کھیل میں سو حکم کیا کہ اس کا کفارہ تصدق کرنا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ جو کھیل کی طرف بلائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ صدقہ کرے اور جو کھیلے اس کے حق میں بطریق اولیٰ مؤکد ہے۔ (فتح)

٦١٥٩۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلِفِهٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ.

۶۱۵۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو لات اور عزیٰ کی قسم کھائے تو چاہیے کہ اس کے بعد لا الہ الا اللہ کہہ لے اور جو اپنے ساتھی سے کہے کہ آ میں تجھ سے جوا کھیلوں تو چاہیے کہ صدقہ کرے۔

بَابُ مَنْ حَلَفَ عَلَى الشَّيْءِ وَإِنْ لَّمْ يُحَلَّفْ

جو قسم کھائے چیز پر اگرچہ قسم نہ دیا جائے

فائدہ: باب کیف کان یمین النبی ﷺ میں اس کی مثالیں بہت گزر چکی ہیں اور وہ ظاہر ہیں بیچ اس کے۔

٦١٦٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَّكَانَ يَلْبَسُهٗ فَيَجْعَلُ فَصَّهٗ فِيْ بَاطِنِ كَفِّهٖ فَصَنَعَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ ثُمَّ إِنَّهٗ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَعَهٗ فَقَالَ إِنِّيْ كُنْتُ أَلْبَسُ هٰذَا الْخَاتِمَ وَأَجْعَلُ فَصَّهٗ مِنْ دَاخِلٍ فَرَمٰى بِهٖ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَا أَلْبَسُهٗ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ.

۶۱۶۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کو پہنتے تھے سو اس کا نگینہ ہتھیلی کی اندر کی طرف کیا اور لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوائیں پھر منبر پر بیٹھے اور اس کو اتارا سو فرمایا کہ بیشک میں نے اس انگوٹھی کو پہنا تھا اور اس کا نگینہ اندر کی طرف کرتا تھا سو حضرت ﷺ نے اس کو پھینکا پھر فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینکیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغیر طلب کے قسم کھانا درست ہے کہ حضرت ﷺ نے بغیر طلب قسم کھائی اور بعض شافعیہ نے مطلق کہا ہے کہ قسم کھانا بغیر طلب کے مکروہ ہے اس چیز میں کہ عبادت نہ ہو اور اولیٰ یہ ہے کہ تعبیر کی جائے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں مصلحت ہو کہا ابن منیر نے کہ مقصود ترجمہ کا یہ ہے کہ خارج ہو مثل اس کی اللہ کے اس قول سے ﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ﴾ یعنی اس کی ایک تاویل پر تا کہ نہ خیال کیا جائے کہ قسم کھانے والا بغیر طلب قسم کے مرتکب ہے نہی کا سو اشارہ کیا اس طرف کہ نہی خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہ ہو اس میں قصد صحیح مانند تاکید حکم کے جیسا کہ وارد ہوا ہے باب کی حدیث میں کہ سونے کی انگوٹھی کا پہننا منع ہے۔

بَابُ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوٰى مِلَّةِ الْإِسْلَامِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يَنْسُبْهُ إِلَى الْكُفْرِ

جو اسلام کے سوائے کسی اور دین کی قسم کھائے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جولات اورعزیٰ کی قسم کھائے تو چاہیے کہ لا الہ الا اللہ کہے اور اس کو کفر کی طرف منسوب نہیں کیا۔

فائدہ: ملت کے معنی ہیں شریعت اور وہ نکرہ ہے بیچ سیاق شرط کے سو عام ہو گا تمام دینوں کو اہل کتاب سے مانند یہودیت اور نصرانیت کے اور جو لاحق ہیں ساتھ ان کے مجوسیوں اور صائبہ اور بت پرستوں اور دہریہ اور معطلہ اور شیطانوں اور فرشتوں وغیرہ سے اور نہیں جزم کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے کہ کیا اس کی قسم کھانے والا کافر ہو جاتا ہے یا نہیں لیکن اس کا تصرف چاہتا ہے کہ وہ اس سے کافر نہ ہو اس واسطے کہ معلق کیا ہے اس نے اس حدیث کو کہ جولات اورعزیٰ کی قسم کھائے تو چاہیے کہ لا الہ الا اللہ کہے اور نہیں منسوب کیا اس کو طرف کفر کے اور تمام حجت پکڑنے کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ حضرت ﷺ نے اقتصار کیا ہے اوپر حکم کے ساتھ کہنے لا الہ الا اللہ کے اور اگر یہ کفر کو تقاضا کرتا تو البتہ حکم کرتے اس کو ساتھ تمام دونوں شہادت کے اور تحقیق مسئلے میں آئندہ تفصیل ہے اور موصول کیا ہے اس حدیث کو اگلے باب میں اور کہا ابن منذر نے اختلاف ہے اس کے حق میں جو کہے کہ میں کافر ہوں اللہ کا اگر اس طرح کروں پھر اس کام کو کرے سو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عطاء رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ اور جمہور فقہاء شہروں کے نے کہ نہیں کفارہ اوپر اس کے اور نہیں ہوتا ہے کافر مگر یہ کہ اس کے دل میں یہ بات ہو اور کہا اوزاعی اور ثوری اور حنفیہ اور احمد اور اسحاق نے کہ وہ قسم ہے اور اس پر کفارہ ہے اور کہا ابن منذر نے کہ قول اول اصح ہے واسطے دلیل قول حضرت ﷺ کے کہ جولات اورعزیٰ کی قسم کھائے تو چاہیے کہ لا الہ الا اللہ کہے اور نہیں ذکر کیا حضرت ﷺ نے کفارے کو اور اسی واسطے کہا کہ جو اسلام کے سوائے اور کسی دین کی قسم کھائے تو وہ ویسا ہی ہو گیا جیسا کہ اس نے کہا سو مراد حضرت ﷺ کی اس میں تغلیظ اور تشدید ہے تاکہ نہ جرأت کرے کوئی اوپر اس کے۔ (فتح)

٦١٦١۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ رَمٰى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ.

٦١٦١۔ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اسلام کے سوائے کسی اور دین کی قسم کھائے تو وہ ویسا ہی ہو گیا جیسا اس نے کہا اور جو اپنی جان کو کسی چیز سے مارے گا تو اس کو دوزخ کی آگ میں اسی سے عذاب ہو گا اور ایماندار کو لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کے برابر ہے اور جو کسی ایماندار کو کافر کہے تو وہ اس کے قتل کرنے کے برابر ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو اسلام کے سوائے کسی اور دین کی جھوٹی قسم کھائے تو وہ ویسا ہی ہو گیا جیسا اس نے کہا یعنی جو جھوٹی قسم کھائے اس طرح کہ اگر میں نے اس طرح کیا ہو یا کروں تو وہ شخص یہودی ہے یا نصرانی یا ہندو تو جیسے اس نے قسم کھائی ویسا ہی ہو گیا یعنی یہودی یا نصرانی کہا ابن دقیق العید نے کہ حلف ساتھ شے کے حقیقۃً وہ قسم ہے اور داخل کرنا بعض حروف قسم کا اوپر اس کے مانند قول اس کے کی واللہ والرحمٰن اور کبھی تعلیق بالشی کو بھی قسم کہتے ہیں مانند قول اس کے کی من حلف بالطلاق اور مراد تعلیق طلاق ہے اور اس کو حلف کہا گیا واسطے مشابہ ہونے اس کے کی ساتھ قسم کے بیچ تقاضا کرنے حث اور منع کے اور جب یہ مقرر ہوا تو احتمال ہے کہ مراد دوسرے معنی ہوں واسطے قول حضرت ﷺ کے جھوٹا جان بوجھ کر اور کذب داخل ہوتا ہے قضیہ اخباریہ میں کہ کبھی اس کا مقتضی واقع ہوتا ہے اور کبھی نہیں واقع ہوتا اور یہ برخلاف ہمارے کے ہے واللہ اور جو اس کے مشابہ ہے سو نہیں ہے اخبار ساتھ اس کے امر خارجی سے بلکہ وہ واسطے انشاء قسم کے ہے سو ہو گی صورت حلف کی اس جگہ دو وجہ پر ایک یہ کہ متعلق ہو ساتھ مستقبل کے جیسے کہے کہ اگر وہ ایسا کرے تو یہودی ہے دوسرا متعلق ہے ساتھ ماضی کے جیسے کہے کہ اگر اس نے ایسا کیا ہو تو وہ یہودی ہے اور کبھی استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے وہ شخص جو اس میں کفارہ نہیں دیکھتا اس واسطے کہ اس میں کفارہ ذکر نہیں کیا بلکہ ٹھہرایا مرتب اس کے کذب پر قول اپنے کو فھو کما قال کہا ابن دقیق العید نے کہ نہیں کافر ہوتا ماضی کی صورت میں مگر یہ کہ اس کا مقصود تعظیم ہو اور اس میں خلاف ہے نزدیک حنفیہ کے اس واسطے کہ وہ اختیار کرتا ہے معنی کو سو ہو گیا جیسے کہا وہ یہودی ہے اور بعض نے ان میں سے کہا کہ اگر نہ جانتا ہو کہ وہ قسم ہے تو نہیں کافر ہوتا اور اگر جانتا ہو کہ وہ کافر ہو جاتا ہے اس کے توڑنے سے تو کافر ہو جاتا ہے اس واسطے کہ وہ کفر کے ساتھ راضی ہوا جب کہ اقدام کیا اس نے فعل پر اور کہا بعض شافعیہ نے کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ اس پر کفر کا حکم کیا جائے جب کہ جھوٹا ہو اور تحقیق تفصیل ہے سو اگر اس نے اعتقاد کیا ہو تعظیم اس چیز کی کہ اس نے ذکر کی تو کافر ہو جاتا ہے اور اگر قصد کیا ہو حقیقت تعلیق کا تو نظر کی جائے سو اگر اس نے ارادہ کیا ہو کہ اس کے ساتھ متصف ہو تو کافر ہو جاتا ہے اس واسطے کہ ارادہ کفر کا کفر ہے اور اگر ارادہ کیا ہو دور ہونے کا اس سے تو نہیں کافر ہوتا لیکن کیا یہ اس پر حرام ہے یا مکروہ تنزیہ مشہور یہ ہے کہ تنزیہ ہے اور یہ جو فرمایا کاذبا متعمدا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جان بوجھ کر قسم کھانے والا اگر دل سے ایمان کے ساتھ مطمئن ہو اور وہ کاذب ہو بیچ تعظیم اس چیز کے کہ نہیں اعتقاد رکھتا ہے اس کی تعظیم کا تو نہیں کافر ہوتا اور اگر اس دین کو اعتقاد کر کے قسم کھائی ہو اس کو حق جان کر تو کافر ہو جاتا ہے اور اگر اس کی تعظیم کے واسطے کیا ہو تو احتمال ہے میں کہتا ہوں اور مقدوح ہے ساتھ اس کے کہ کہا جائے کہ اگر ارادہ کیا ہو اس کی تعظیم کا باعتبار اس چیز کے کہ نسخ سے پہلے تھی تو بھی کافر نہیں ہوتا اور واسطے قول اس کے کی کاذبا متعمدا شاہد ہے ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ روایت کیا ہے اس کو نسائی نے کہ جو کہے کہ میں بیزار ہوں اسلام سے سو اگر وہ جھوٹا ہو تو ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسا

کہ اس نے کہا اور اگر سچا ہو تو نہیں پھرتا ہے اسلام کی طرف سلامت یعنی جب کہ اس کے ساتھ قسم کھائے اور یہ حدیث تائید کرتی ہے تفصیل مذکور کی اور خاص کیا جاتا ہے ساتھ اس کے عموم حدیث ماضی کا اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ اس کلام کے تہدید اور مبالغہ وعید میں نہ حکم اور گویا کہ کہا کہ وہ مستحق ہے مثل عذاب اس شخص کی جو اعتقاد کرتا ہے جو اس نے کہا اور نظیر اس کی یہ حدیث ہے من ترك الصلوٰة فقد كفر یعنی مستوجب ہوا سزا اس کی کا جو کافر ہوا اور کہا ابن منذر نے قول حضرت ﷺ کا فهو كما قال نہیں ہے مطلق بیچ نسبت کرنے اس کے طرف کفر کی بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ کاذب ہے مانند کذب اس شخص کے جو تعظیم کرنے والا ہے اس جہت کو اور یہ جو فرمایا کہ جو اپنی جان کو کسی چیز سے مارے تو اس کو دوزخ کی آگ میں اسی چیز سے عذاب ہوگا تو ایک روایت میں ہے کہ جو دنیا میں اپنی جان کو کسی چیز سے مارے گا اس کو قیامت میں اسی چیز سے عذاب ہوگا اور قول حضرت ﷺ کا شی عام تر ہے اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے مسلم کی روایت میں کہ لوہے کے ہتھیار سے یا زہر سے کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ باب ہم جنس ہونے عقوبات اخرویہ کے ہے واسطے جنایات دنیاوی کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جنایات آدمی کی اپنے نفس پر مانند جنایت اس کی کے ہے غیر پر گناہ میں اس واسطے کہ اس کی جان مطلق اس کے ملک نہیں بلکہ وہ اللہ کے ملک ہے سو نہ تصرف کرے اس میں مگر جو اس کو اس میں اذن ہوا اور اس میں حجت ہے اس کے واسطے جو واجب کرتا ہے ہم مثل ہونے کو قصاص میں برخلاف اس کے جو خاص کرتا ہے اس کو ساتھ ہتھیار لوہے کے اور رد کیا ہے اس کو ابن دقیق العید نے ساتھ اس کے کہ اللہ کے احکام کا قیاس اس کے فعلوں پر نہیں ہوسکتا سو یہ ضروری نہیں کہ کل جو ذکر ہوا آخرت میں کرے گا وہ دنیا میں بھی بندوں کے واسطے مشروع ہے مانند جلانے کے ساتھ آگ کے مثلاً اور پلانا گرم پانی کے کی جس کے ساتھ انتڑیاں کٹ جائیں کہ یہ آخرت میں اللہ بندوں کے ساتھ کرے گا اور دنیا میں جائز نہیں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ وہ استدلال کرتا ہے واسطے ہم مثل ہونے قصاص کے ساتھ غیر اس حدیث کے اور البتہ استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَجَزَآءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾۔ (فتح)

بَابُ لَا يَقُولُ مَا شَآءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ وَهَلْ يَقُولُ أَنَا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ.

یوں نہ کہے کہ جو اللہ نے چاہا اور تو نے چاہا یعنی دونوں مشیت کو جمع نہ کرے کہ اس میں شرک کا شبہ ہے اور کیا یوں کہے کہ میں مدد مانگتا ہوں اللہ سے پھر تجھ سے؟۔

فائدہ: اسی طرح قطع کیا ہے بخاری رحمہ اللہ ساتھ حکم کے پہلی صورت میں اور توقف کیا ہے دوسری صورت میں اور اس کا سبب یہ ہے کہ اگرچہ واقع ہوا ہے وہ باب کی حدیث میں لیکن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے فرشتے کی کلام سے بطور امتحان کے واسطے مقول لہ کے سو راہ پاتا ہے اس کی طرف احتمال اور شاید کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ پہلی صورت کے اس چیز کی طرف کہ روایت کی نسائی نے کہ ایک یہودی حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس

نے کہا کہ تم شرک کرتے ہو یعنی یوں کہتے ہو کہ جو اللہ نے چاہا اور تو نے چاہا اور تم کہتے ہو قسم ہے کعبے کی سو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا کہ جب قسم کھانا چاہیں تو یوں کہیں ورب الکعبۃ یعنی قسم ہے رب کعبہ کی اور یوں کہیں کہ جو اللہ نے چاہا پھر جو تو نے چاہا اور نیز روایت کی نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب کوئی قسم کھائے تو یوں نہ کہے ما شاء اللہ وشئت اور چاہیے کہ یوں کہے مشاء اللہ ثم شئت اس واسطے کہ ماشاء اللہ وشئت میں شریک کرنا ہے اللہ کی مشیت میں اور کہا مہلب نے کہ ارادہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کہ قول اس کا ماشاء اللہ ثم شئت جائز ہے واسطے استدلال کرنے کے ساتھ اس قول کے انا باللہ ثم بک اور یہ معنی حضرت ﷺ سے بھی آئے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہوا یہ ساتھ داخل ہونے ثم کے اس واسطے کہ اللہ کی مشیت سابق ہے اوپر مشیت خلق کے اور چونکہ حدیث مذکور اس کی شرط پر نہ تھی تو استنباط کیا حدیث صحیح سے جو اس کے موافق ہے اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں کہ یوں کہے ماشاء اللہ ثم شئت اور مکروہ ہے یوں کہنا اعوذ باللہ وبک اور یوں ناجائز ہے ثم بک اور یہ موافق ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کی حدیث کو۔

تنبیه: مناسبت اس باب کی کتاب الایمان سے اس وجہ سے ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بعض طریقوں میں حلف کا ذکر آیا ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور اس وجہ سے کہ کبھی خیال کیا جاتا ہے کہ جائز ہے قسم کھانا ساتھ اللہ کے پھر ساتھ غیر اس کے جیسا کہ واقع ہوا ہے باب کی حدیث میں انا باللہ ثم بک سو اشارہ کیا اس طرف کہ نہی ثابت ہے تشریک سے اور وارد ہوئی ہے ساتھ صورت ترتیب کے اوپر زبان فرشتے کے اور یہ جائز اس چیز میں ہے کہ سوائے قسموں کے ہے اور بہر حال قسم ساتھ غیر اللہ کے سو ثابت ہو چکی ہے اس سے نہی صریح سو نہ ملحق ہو گی ساتھ اس کے وہ چیز جو اس کے غیر میں وارد ہوئی۔ (فتح)

وَقَالَ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَّبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ مَلَكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ تَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فَلَا بَلَاغَ لِيَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں تین آدمی تھے سو اللہ نے چاہا کہ ان کو آزمائے سو اللہ نے فرشتہ بھیجا تو وہ کوڑی کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں محتاج آدمی ہوں سفر میں میرے سب سبب کٹ گئے سو آج مجھ کو منزل پر پہنچنا ممکن نہیں بغیر اللہ کی مدد کے پھر بغیر تیری مدد کے پھر ذکر کی راوی نے ساری حدیث۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَأَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ﴾ اور قسم کھائی انہوں نے اللہ کی سخت تر قسمیں اپنی

فائدہ: یعنی کوشش کی انہوں نے اپنی قسموں میں سو مبالغہ کیا انہوں نے اس میں جہاں تک ان سے ہو سکا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فَوَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّيْ بِالَّذِيْ أَخْطَأْتُ فِي الرُّؤْيَا قَالَ لَا تُقْسِمْ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سو قسم ہے اللہ کی یا حضرت! بیان کیجیے مجھ سے جو میں خواب کی تعبیر میں چوکا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم نہ دے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب التعبیر میں آئے گی اور غرض اس جگہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ نہ قسم دی بجائے قول حضرت ﷺ کے لاتحلف سو اشارہ کیا طرف رد کی اس شخص پر جو قائل ہے کہ جو کہے اقسمت تو اس کی قسم پکی ہو جاتی ہے اور اس واسطے کہ اگر قسمت کے بدلے حلفت کہے تو اس کی قسم بالاتفاق پکی نہیں ہوتی مگر یہ کہ قسم کی نیت کرے یا مقصود اس کا خبر دینا ہو کہ اس سے پہلے قسم ہو چکی ہے اور نیز پس حکم کیا ہے حضرت ﷺ نے ساتھ سچی کرنے قسم کے سو اگر قول اس کا اقسمت قسم ہوتی تو البتہ آپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سچا کرتے جب کہ انہوں نے قسم دی اسی واسطے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کے پیچھے لایا اور اسی واسطے وارد کی حدیث حارثہ رضی اللہ عنہ کی آخر باب میں کہ اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کی قسم کو سچا کر دے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ اگر قسم ہوتی تو البتہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لائق تر تھے کہ ان کی قسم سچی کی جاتی اس واسطے کہ وہ اس امت کے بہشتیوں کے سردار ہیں اور بہر حال حدیث اُسامہ رضی اللہ عنہ کی حضرت ﷺ کی بیٹی کے قصے میں سو ظاہر یہ ہے کہ اس نے حقیقۃً قسم کھائی تھی، واللہ اعلم۔ کہا ابن منذر نے اختلاف ہے اس شخص کے حق میں کہ کہے اقسمت باللہ او اقسمت مجرد سو کہا ایک قوم نے کہ وہ قسم ہے اگرچہ قسم کا قصد نہ ہو مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ساتھ اس کے قائل ہے نخعی اور ثوری اور اہل کوفہ اور کہا اکثر نے کہ نہیں ہوتی ہے قسم مگر یہ کہ نیت کی ہو اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ اقسمت باللہ قسم ہے اور مجرد اقسمت قسم نہیں ہے مگر یہ کہ اس نے نیت کی ہو اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ مجرد بالکل قسم نہیں ہوتی اگرچہ نیت کرے اور اقسمت باللہ اگر نیت کرے تو قسم ہے اور کہا اسحاق نے کہ بالکل قسم نہیں ہوتی اور احمد سے دونوں طرح روایت ہے اور ایک روایت امام احمد رحمہ اللہ سے ہے کہ اگر یوں کہے قسما باللہ تو بالیقین قسم ہوتی ہے کہا ابن منیر نے کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ کا رد کرنا ہے اس شخص پر جو نہیں ٹھہراتا ہے قسم کو ساتھ صیغہ اقسمت کے قسم اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ مقید کرے اس چیز کو جو مطلق ہے حدیثوں میں ساتھ اس چیز کے کہ قید کی گئی ہے ساتھ اس کے آیت میں والعلم عند اللہ۔ (فتح)

٦١٦٢۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ٦١٦٢۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

أَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ.

ہم کو حکم دیا ساتھ سچی کرنے قسم قسم کھانے والے کے۔

فائدہ: یعنی ساتھ کرنے اس چیز کے کہ ارادہ کیا ہے اس کو قسم کھانے والے نے تا کہ ہو جائے اس کے ساتھ سچا اور یہ بھی ایک ٹکڑا ہے حدیث دراز کا جو کئی بار گزری۔

٦١٦٣۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أُسَامَةَ أَنَّ بِنْتًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَسَعْدٌ وَأُبَيٌّ أَنَّ ابْنِيْ قَدِ احْتُضِرَ فَاشْهَدْنَا فَأَرْسَلَ يَقْرَأُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ فَلَمَّا قَعَدَ رُفِعَ إِلَيْهِ فَأَقْعَدَهُ فِيْ حَجْرِهِ وَنَفْسُ الصَّبِيِّ جُئِّثُ فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ مَا هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهٖ رَحْمَةٌ يَضَعُهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ.

٦١٦٣۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُسامہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اور اُبی رضی اللہ عنہ تھے کہ بیشک میرا بیٹا مرا جاتا ہے سو آپ ہمارے پاس تشریف لائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہلا بھیجا سلام کرتے اور فرماتے تھے کہ بیشک اللہ ہی کا تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے نزدیک مدت مقرر ہے سو چاہیے کہ صبر کرے اور ثواب کی اُمید رکھے پھر اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم دے کر بلا بھیجا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ اٹھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں جا کر بیٹھے تو آپ کی طرف لڑکا اٹھایا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی گود میں لیا اور لڑکے کی جان بے قرار اور بے چین تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! یہ رونا کیسا ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے رکھتا ہے اس کو اللہ اپنے جس بندے کے دل میں چاہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رحم کرتا ہے

اللہ اپنے بندوں سے ان پر جو رحم کرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گزری اور تقعقع کے معنی ہیں مضطرب ہے اور حرکت کرتا ہے اور یہ جو کہا بذا تو یہ استفہام ہے حکم سے انکار کے واسطے نہیں اور مراد قسم سے حقیقۃً قسم کھانا ہے۔ (فتح)

٦١٦٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمُوْتُ لِأَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ تَمَسُّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ.

٦١٦٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سے جس کے تین لڑکے مریں گے اس کو دوزخ کی آگ نہ لگے گی مگر بقدر قسم سچی کرنے کے۔

فائدہ: اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کے تین لڑکے مر گئے اور اس نے صبر کیا تو اس کو آگ نہ لگے گی مگر بقدر وارد ہونے کے اور کہا ابن تین وغیرہ نے کہ یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کی ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ یعنی اللہ نے بطور قسم کے فرمایا ہے کہ بیشک سب کو دوزخ پر گزر ہوگا پس اتنا ضرور ہوگا کہ دوزخ کے پل صراط پر چلنا ہوگا باقی کچھ عذاب نہیں اور بعض نے کہا کہ قسم اس میں مقدر ہے اور بعض نے کہا کہ وہ معطوف ہے قسم پر جو ما قبل میں ہے۔ (فتح)

٦١٦٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِيْ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ وَأَهْلِ النَّارِ كُلُّ جَوَّاظٍ عُتُلٍّ مُسْتَكْبِرٍ.

٦١٦٥۔ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کیا نہ بتلاؤں تم کو بہشتی لوگ جو بیچارہ غریب ہے لوگوں کی نظروں میں حقیر اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کی قسم کو سچا کر دے اور دوزخی لوگ جو اُجڈ موٹا حرام خور گھمنڈ والا۔

فائدہ: یعنی بہشت غریب بے زور مسلمانوں کا مقام ہے اور دوزخ بدخلق شکم پرور غرور والوں کا مکان ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو بہشت کا طالب ہو اور دوزخ سے ڈرتا ہو وہ غریبی اختیار کرے اور جو دوزخ سے نہ ڈرے وہ جو چاہے سو کرے اور یہ جو فرمایا کہ اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے یعنی اگر اللہ کے بھروسے سے کسی چیز پر قسم کھا بیٹھے کہ فلانی بات ویسی ہوگی تو اللہ ویسی ہی کر دیتا ہے اور اس کے سبب سے اس کو ٹال دیتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور کہا داؤدی نے کہ مراد یہ ہے کہ ہر ایک دونوں قسم سے اپنے محل مذکور میں ہوگا یہ مراد نہیں

کہ نہ داخل ہوگا بیچ ہر ایک کے دونوں گھر سے مگر جو ان دونوں قسم سے ہو سو گویا کہ کہا گیا ہر بے زور بہشت میں ہوگا اور ہر غرور والا دوزخ میں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان دونوں قسموں کے سوائے اور کوئی اس میں داخل نہ ہو۔

بَابُ إِذَا قَالَ أَشْهَدُ بِاللّٰهِ أَوْ شَهِدْتُ بِاللّٰهِ

جب کہے کہ اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں یا میں نے اللہ کے ساتھ گواہی دی

فائدہ: یعنی کیا یہ قسم ہے اور اس میں اختلاف ہے سو حنفیہ اور حنابلہ نے کہا کہ ہاں قسم ہے اور یہ قول نخعی اور ثوری کا ہے اور راجح نزدیک حنابلہ کے یہ ہے کہ وہ قسم ہے اگرچہ باللہ نہ کہے اور یہ قول ربیعہ اور اوزاعی کا ہے اور نزدیک شافعیہ کے نہیں ہوتی ہے قسم مگر یہ کہ اس کے ساتھ باللہ کو جوڑے اور باوجود اس کے کہ راجح یہ ہے کہ وہ کنایت ہے پس حاجت ہے طرف قصد کی اور یہ نص ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر میں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے حکم کی یا گواہی دیتا ہوں اللہ کے ایک ہونے کی اور یہ قول جمہور کا ہے اور کہا ابو عبید نے کہ شاہد قسم ہے حالف کی سو جو کہے اشہد وہ قسم نہیں اور جو کہے اشہد باللہ وہ قسم ہے۔ (فتح)

٦١٦٦ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ وَكَانَ أَصْحَابُنَا يَنْهَوْنَا وَنَحْنُ غِلْمَانٌ أَنْ نَحْلِفَ بِالشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ.

٦١٦٦ـ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سب لوگوں میں بہتر کون سے لوگ ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگوں میں سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں اور ان کے شاگرد اور صحبت یافتہ ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو تابعین سے ملے ہوئے ہیں یعنی تبع تابعین پھر ان تینوں زمانوں کے بعد وہ لوگ آئیں گے جن کی گواہی قسم پر جلدی کرے گی اور قسم گواہی پر جلدی کرے گی یعنی جھوٹ جہان میں پھیل جائے گا بے علمی اور بے دیانتی کے سبب ناحق بے فائدہ قسمیں کھائیں گے اور بے حاجت گواہی دیں گے، کہا ابراہیم نے کہ ہمارے ساتھی ہم کو منع کرتے تھے اور حالانکہ ہم لڑکے تھے کہ ہم قسم کھائیں ساتھ گواہی اور عہد کے یعنی ہم میں سے کوئی کہے اشہد باللہ یا کہے علی عہد اللہ۔

فائدہ: ان کی گواہی ان کی قسم پر جلدی کرے گی یعنی بہت قسم کھائیں گے ہر چیز میں یہاں تک کہ ان کی عادت ہو

جائے گی سو بغیر طلب کے قسم کھائیں اور قسم کھائیں گے اس جگہ جہاں نہ ارادہ کیا جائے گا ان سے قسم کا اور بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ قسم کھائیں گے اپنی گواہی کی تصدیق پر اس کے ادا کرنے سے پہلے یا پیچھے اور یہ اگر صادر ہو شاہد سے قبل حکم کے تو ساقط ہو جاتی ہے گواہی اس کی اور بعض نے کہا کہ مراد جلدی کرنا ہے طرف گواہی اور قسم کے اور حرص کرنا اوپر اس کے یہاں تک کہ نہیں جانتا کہ پہلے گواہی دے یا قسم کھائے واسطے بے پرواہی کے اور مراد اصحاب سے مشائخ اور اُستاد لوگ ہیں۔ (فتح)

بَابُ عَهْدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ — باب ہے بیچ بیان عہد اللہ کے

فائدہ: یعنی قول قائل کا علی عهد اللّٰه لا فعلن كذا اور عہد کے معنی ہیں نگاہ رکھنا چیز کا اور اس کی رعایت کرنا اسی واسطے وثیقہ کو عہد کہتے ہیں اور میثاق کو بھی عہد کہا جاتا ہے جو اللہ نے اپنے بندوں سے لیا تھا اور نیز مراد رکھی جاتی ہے اس سے وہ چیز کہ حکم کیا ہے ساتھ اس کے کتاب اور سنت میں ساتھ تاکید کے اور نذر کو بھی عہد کہتے ہیں اور امان اور وفا اور وصیت وغیرہ کو بھی عہد کہتے ہیں کہا ابن منذر نے جو قسم کھائے ساتھ عہد کے پھر توڑ ڈالے تو لازم آتا ہے اس پر کفارہ برابر ہے کہ اس کی نیت کی ہو یا نہ نزدیک اوزاعی اور کوفیوں کے اور یہی قول ہے حسن اور شعبی اور طاؤس وغیرہم کا اور یہی قول ہے احمد کا اور کہا عطاء اور شافعی اور اسحاق اور ابو عبید نے کہ نہیں ہوتی ہے قسم مگر یہ کہ نیت کرے اور کہا ابن منذر نے کہ اللہ نے فرمایا ﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يَا بَنِيْ آدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ﴾ سو جو کہے کہ علی عهد الله یعنی مجھ پر ہے عہد اللہ کا تو اس نے سچ کہا اس واسطے کہ اللہ نے خبر دی کہ اس نے ہم سے عہد لیا ہے سو نہ ہوگی یہ قسم مگر یہ کہ نیت کرے اور پہلوں کی حجت یہ ہے کہ عرف اس کے ساتھ جاری ہوئی ہے سو محمول ہوگا قسم پر۔ (فتح)

٦١٦٧۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَوْ قَالَ أَخِيْهِ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَهُ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ﴾ قَالَ سُلَيْمَانُ فِيْ حَدِيْثِهِ فَمَرَّ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ قَالُوْا لَهُ فَقَالَ

٦١٦٧۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو جھوٹی قسم کھائے تا کہ اس کے ساتھ کسی مسلمان یا فرمایا اپنے بھائی مسلمان کا مال چھین لے وہ اللہ سے ملے گا اور حالانکہ اللہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا پھر اللہ نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا کا لیتے ہیں ان لوگوں کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں، کہا سلیمان نے اپنی حدیث میں سو گزرا اشعث سو اس نے کہا کہ کیا حدیث بیان کرتا ہے تم سے عبداللہ؟ انہوں نے اس سے کہا سو کہا اشعث نے کہ اتری یہ آیت میرے اور میرے ایک ساتھی کے حق

الْأَشْعَثُ نَزَلَتْ فِيَّ وَفِيْ صَاحِبٍ لِيْ فِيْ بِئْرٍ كَانَتْ بَيْنَنَا.

میں ایک کنویں میں جو ہمارے درمیان مشترک تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح باب کے بعد آئے گی۔

بَابُ الْحَلِفِ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهٖ وَكَلِمَاتِهٖ

قسم کھانا ساتھ عزت اللہ کے اور صفتوں اس کی کے اور کلام اس کی کے

فائدہ: اس ترجمہ میں عطف عام کا ہے خاص پر اور خاص کا عام پر اس واسطے کہ صفات عام تر ہیں عزت اور کلام سے اور پہلے گزر چکا ہے اشارہ اس طرف کہ قسمیں منقسم ہیں طرف صریح اور کنایہ کی اور متردد درمیان دونوں کے اور وہ صفات ہیں اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا وہ ملحق ہیں ساتھ صریح کہ قصد کی حاجت نہ ہو یا نہیں کہ قصد کی حاجت ہو اور راجح یہ ہے کہ صفات ذات ملحق ہیں ساتھ صریح کے سونہیں نفع دیتا ہے ساتھ اس کے توریہ جب کہ متعلق ہو ساتھ اس کے حق آدمی کا اور صفات فعلیہ ملحق ہیں ساتھ کنایہ کے سو عزۃ اللہ صفت ذات ہے اور اسی طرح جلال اور عظمت اس کی کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو کہے قسم ہے حق اللہ کی اور عظمت اللہ کی اور جلال اللہ کی اور قدرت اللہ کی تو وہ قسم ہے برابر ہے کہ اس کی نیت کرے یا نہ کرے اور کہا اس کے غیر نے احتمال ہے کہ قدرت صفت ذات ہو پس ہو گی قسم صریح اور احتمال ہے کہ ارادہ مقدور کا ہو پس ہو گی کنایت۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی عزت کی

فائدہ: اس حدیث کی شرح توحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور وجہ استدلال کی ساتھ اس کے اوپر قسم کھانے کے ساتھ عزۃ اللہ کے یہ ہے کہ اگرچہ وہ ساتھ لفظ دعا کے ہے لیکن نہیں پناہ مانگی جاتی ہے مگر ساتھ اللہ کے یا ساتھ کسی صفت کے اس کی صفات ذاتی سے اور عزت بھی صفات ذات سے ہے نہ صفات فعل سے پس منعقد ہو گی ساتھ اس کے قسم۔

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْقٰى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهٖ.

اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باقی رہے گا ایک مرد بہشت اور دوزخ کے درمیان سو کہے گا کہ اے میرے رب! میرا منہ آگ سے پھیر دے تیری عزت کی قسم میں تجھ سے اس کے سوائے اور کچھ نہیں مانگوں گا، اور کہا ابو سعید نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرمائے گا کہ یہ تیرے واسطے ہے اور اس کے دس گنا اور۔

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے حدیث دراز سے جو حشر کے باب میں ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ تیری عزت کی قسم اس واسطے کہ حضرت مَلَّاتِیْزًم نے اس کو ذکر کیا اور برقرار رکھا پس ہوگی حجت بیچ اس کے کہ عزت اللہ کی قسم صحیح ہے۔

وَقَالَ أَيُّوْبُ وَعِزَّتِكَ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ

اور کہا ایوب علیہ السلام نے اور تیری عزت کی قسم تیری برکت سے مجھ کو بے پرواہی نہیں

فائدہ: یہ حدیث طہارت میں گزری اور اس میں ہے کہ ایوب علیہ السلام نہاتے تھے سو اس پر سونے کی ٹڈیاں گریں اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ ایوب علیہ السلام نہیں قسم کھاتے تھے مگر اللہ کی اور حضرت مَلَّاتِیْزًم نے ایوب علیہ السلام سے یہ ذکر کیا اور اس کو برقرار رکھا۔ (فتح)

٦١٦٨۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ ﴿تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾ حَتّٰى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيْهَا قَدَمَهٗ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ.

٦١٦٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْزًم نے فرمایا کہ ہمیشہ دوزخ کہتی رہے گی کچھ اور بھی زیادہ ہے یہاں تک کہ عزت والا پروردگار اپنا قدم رکھے گا تو دوزخ کہے گی کہ بس بس تیری عزت کی قسم پھر آپس میں سمٹ جائے گی روایت کیا ہے اس کو شعبہ نے قتادہ سے۔

فائدہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عزت اللہ کی قسم کھانا جائز نہیں سو اس باب میں اشارہ ہے اس قول کے رد کی طرف۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لَعَمْرُ اللّٰهِ

کہنا مرد کا قسم ہے عمر اللہ کی

فائدہ: یعنی کیا یہ قسم ہے اور یہ مبنی ہے اوپر تفسیر عمر کے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَعَمْرُكَ﴾ لَعَيْشُكَ

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد عمر سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے لعمرک یعنی تیری حیاتی کی قسم

فائدہ: اور کہا مالکیہ اور حنفیہ نے کہ منعقد ہوتی ہے ساتھ اس کے قسم اس واسطے کہ اللہ کا بقا اس کی صفت ذاتی ہے اور مالک سے ہے کہ نہیں پسند ہے مجھ کو قسم کھانا ساتھ اس کے اور روایت کی اسحاق بن راہویہ نے کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی قسم لعمری تھی اور کہا شافعی اور اسحاق نے کہ نہیں ہوتی ہے قسم مگر ساتھ نیت کے اس واسطے کہ بولی جاتی ہے علم پر اور حق پر اور کبھی مراد علم سے معلوم ہوتا ہے اور حق ہے جو اللہ نے واجب کیا اور احمد سے دونوں طرح روایت آئی ہے اور جواب دیا ہے انہوں نے آیت سے ساتھ اس کے کہ جائز ہے واسطے اللہ کے کہ قسم کھائے اپنی مخلوق سے جس کی چاہے اور مخلوق کو یہ جائز نہیں واسطے ثابت ہونے نہی کے حلف بغیر اللہ کے اور البتہ شمار کیا ہے اماموں نے

اس کو حضرت ﷺ کے فضائل سے۔ (فتح)

٦١٦٩۔ حَدَّثَنَا الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَآئِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ وَفِيهِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهُ.

٦١٦٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کہ طوفان باندھنے والوں نے ان کے حق میں کہا جو کہا سو اللہ نے ان کی پاک دامنی بیان کی اور ہر ایک نے بیان کیا مجھ سے ایک ٹکڑا حدیث کا سو حضرت ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن اُبی سے بدلہ طلب کیا تو اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑا ہوا سو اس نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا قسم ہے عمر اللہ کی البتہ ہم اس کو قتل کریں گے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث افک کا اور اس حدیث کی شرح تفسیر سورۂ نور میں گزری اور غرض اس سے یہ قول اُسید رضی اللہ عنہ کا ہے واسطے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے قسم ہے عمر اللہ کی البتہ ہم اس کو قتل کر ڈالیں گے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ﴾

نہیں پکڑتا تم کو اللہ تمہاری بے فائدہ قسموں پر لیکن پکڑتا ہے تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تمہارے دل نے کمائی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فائدہ: اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ مراد اس ترجمہ میں آیت سورۂ بقرہ کی ہے اس واسطے کہ مائدہ کی آیت اول کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور تمسک کیا ہے شافعی رحمہ اللہ نے اس میں ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے جو مذکور ہے باب میں اس واسطے کہ وہ قرآن اترنے کے وقت موجود تھیں سو وہ زیادہ تر عالم ہیں ساتھ مراد کے غیر سے اور البتہ جزم کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ اتری یہ آیت بیچ قول اس کے کے لا واللہ و بلی واللہ جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو روایت کی طبری نے مرسل حسن سے کہ قسم تیر اندازوں کی لغو ہے نہ اس میں کفارہ ہے نہ عقوبت لیکن یہ حدیث ثابت نہیں اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اس کے اصحاب اور ایک جماعت سے ہے کہ لغو قسم یہ ہے

کہ قسم کھائے ایک چیز پر کہ اس کے گمان میں ہو پھر ظاہر ہو خلاف اس کا پس خاص ہے ساتھ ماضی کے اور بعض نے کہا کہ مستقبل میں بھی داخل ہوتی ہے اور یہی قول ہے ربیعہ اور مالک اور مکحول اور اوزاعی اور لیث کا اور احمد سے دو روایتیں ہیں اور نقل کیا ہے ابن منذر وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ اصحاب سے اور قسم اور عطاء اور شعبی اور طاؤس اور حسن سے مانند اس چیز کی ہے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو قلابہ سے ہے کہ لا واللہ وبلی واللہ ایک لغت ہے عرب کی لغات سے نہیں مراد ہوتی ہے اس سے قسم اور یہ حیلہ کلام کا ہے اور نقل کیا ہے اسماعیل قاضی نے طاؤس سے کہ لغو قسم یہ ہے کہ قسم کھائے غصے کی حالت میں اور جملہ اس میں آٹھ قول ہیں منجملہ ان کے نخعی کا قول ہے کہ قسم کھائے ایک چیز پر کہ اس کو نہ کرے گا پھر بھول کر اس کو کر لے اور حسن سے مثل اس کی ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ مانند قول مرد کی ہے واللہ وہ اس طرح ہے اس کو گمان ہو کہ وہ سچا ہے اور درحقیقت اس طرح نہ ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ یہ ہے کہ حرام کرے اس چیز کو کہ اللہ نے اس کے واسطے حلال کی اور معارض اس کو ہے حدیث جو ثابت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کما تقدم کہ واجب ہے اس میں کفارہ قسم کا اور بعض نے کہا وہ یہ ہے کہ اپنی جان پر بددعا کرے اگر اس نے ایسا کیا پھر اس کو کیا اور یہ قسم معصیت کی ہے کہا ابن عربی نے کہ یہ قول باطل ہے، اس واسطے کہ جو قسم کھائے اوپر ترک گناہ کے منعقد ہوتی ہے قسم اس کی عبادت اور جو گناہ کے کرنے پر قسم کھائے اس کی قسم منعقد ہوتی ہے اور اس کو کہا جائے کہ نہ کر اور اپنی قسم کا کفارہ دے پھر اگر اس کو کرے تو گنہگار ہوتا ہے اور اپنی قسم میں سچا ہوتا ہے کہا ابن عربی نے کہ جو قائل ہے کہ وہ غصے کی قسم ہے تو رد کرتا ہے اس کو جو ثابت ہو چکا ہے حدیثوں میں جو مذکور ہیں باب وغیرہ میں۔ (فتح)

٦١٧٠۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ﴾ قَالَ قَالَتْ أُنْزِلَتْ فِيْ قَوْلِهٖ لَا وَاللّٰهِ بَلٰى وَاللّٰهِ.

٦١٧٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں پکڑتا اللہ تم کو تمہاری بے فائدہ قسموں پر کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اتری یہ آیت بیچ قول مرد کے لا واللہ وبلی واللہ یعنی اور قسم کا قصد نہیں ہوتا۔

بَابُ إِذَا حَنِثَ نَاسِيًا فِي الْأَيْمَانِ

جب بھول کر قسم توڑے تو کیا اس پر کفارہ واجب ہے یا نہیں؟

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَا أَخْطَأْتُمْ بِهٖ﴾

اور اللہ نے فرمایا اور نہیں تم پر گناہ اس چیز میں کہ تم نے اس پر خطا کی

فائدہ: اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس آیت کے اس شخص نے جو قائل ہے ساتھ عدم حنث اس شخص کے جو بلا قصد

محلوف علیہ کو بھول کر یا زبردستی سے کرے اور اس کی توجیہ یہ ہے کہ اس کا فعل اس کی طرف شرعا منسوب نہیں ہوتا واسطے مرفوع ہونے حکم اس کے کے اس سے ساتھ اس آیت کے سو گویا کہ اس نے اس کو نہیں کیا یعنی تو کفارہ بھی اس پر واجب نہیں ہوگا۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ﴾ اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ نہ پکڑ مجھ کو ساتھ اس چیز کے کہ میں بھول گیا

فائدہ: کہا مہلب نے کہ قصد کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ ثابت کرنے عذر کے ساتھ جہل اور بھول کے تا کہ ساقط کرے کفارہ اور جو مناسب ہے اس کے مقصود کو باب کی حدیثوں سے اول ہے اور حدیث من اکل ناسیا اور حدیث اول تشہد بھول جانے کی اور قصہ موسیٰ علیہ السلام کا اس واسطے کہ خضر علیہ السلام نے معذور رکھا اس کو ساتھ بھول جانے کے اور حالانکہ وہ ایک بندہ ہے اللہ کے بندوں سے سو اللہ لائق تر ہے ساتھ درگزر کرنے کے اور بیچ موافق ہونے باقی حدیثوں کے ترجمہ سے نظر ہے میں کہتا ہوں اور نیز موافق ہے اس کو حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بیچ مقدم کرنے بعض عبادت حج کے بعد پر اس واسطے کہ نہیں حکم کیا اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ دوہرانے کے بلکہ معذور رکھا اس کے فاعل کو بسبب نہ جاننے حکم کے اور کہا اس کے غیر نے کہ وارد کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب کی حدیثوں کو اختلاف پر واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ یہ اصول ہے ادلہ دونوں فریق کے تا کہ استنباط کرے ہر ایک ان سے جو اس کے مذہب کے موافق ہے اور جو میرے واسطے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ قائل ہے ساتھ نہ واجب ہونے کفارے کے مطلق اور توجیہ دلالت کی باب کی سب حدیثوں سے ممکن ہے اور بہر حال جو بظاہر اس کے مخالف ہے سو جواب اس سے ممکن ہے سو منجملہ اس کے دیت ہے بیچ قتل خطا کے اور اگر حذیفہ رضی اللہ عنہ اس کو ساقط نہ کرتا تو اس کو اس کا مطالبہ کرنا جائز تھا اور جواب یہ ہے کہ وہ خطاب وضع سے ہے اور نہیں ہے کلام بیچ اس کے اور منجملہ اس کے بدلنا قربانی کا ہے جو وقت سے پہلے ذبح کی گئی تھی اور جواب یہ ہے کہ یہ اس چیز کی جنس سے ہے جو اس سے پہلے ہے اور منجملہ اس کے حدیث اس کی ہے جس نے اپنی نماز کو خراب کیا تھا اس واسطے کہ اگر اس کو جہالت کے سبب معذور نہ رکھتے تو برقرار رکھتے اس کو اوپر تمام کرنے نماز مختلف کے لیکن چونکہ امید تھی کہ وہ سمجھ جائے گا اس واسطے اس کو دوہرانے کا حکم کیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ اس نے نادانی کے سبب یہ کام کیا ہے تو اس کو سکھلایا اور نہیں ہے اس میں تمسک اس شخص کے واسطے جو قائل ہے ساتھ واجب ہونے کفارے کے نسیان کی صورت میں اور نیز پس نماز تو قائم ہوتی ہے ساتھ ارکان کے سو جو رکن کہ اس سے خلل وارد ہوا اس سے نماز بھی خلل وارد ہوگی جب کہ نہ تدارک کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو مناسب ہے یہ ہے کہ اگر کرے وہ چیز کہ باطل کرے نماز کو یا کلام کرے ساتھ اس کے کہ بیشک وہ نہیں باطل ہوتی ہے نزدیک جمہور کے جیسے کہ دلالت

کرتی ہے اس پر حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو باب میں ہے کہ جو بھول کر کھائے یا پیئے اور کہا ابن تین نے کہ جاری کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ﴾ ہر چیز میں اور کہا اس کے غیر نے کہ یہ قصے مخصوص میں ہے اور جواب یہ ہے کہ بغرض تسلیم نہیں منع کرتا یہ استدلال کرنے کو ساتھ عموم اس کے سے اور البتہ اجماع کیا ہے علماء نے اوپر عمل کے ساتھ عموم اس کے بیچ ساقط ہونے گناہ کے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے اس میں تین قول پر تیسرا قول فرق کرنا ہے درمیان طلاق اور عتاق کے سو واجب ہے اس میں کفارہ ساتھ جہل اور نسیان کے برخلاف اور قسموں کے کہ اس میں کفارہ واجب نہیں اور یہ قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور ایک روایت احمد کی اور راجح نزدیک شافعیہ کے برابری کرنا ہے درمیان تمام کے بیچ نہ واجب ہونے کے اور حنابلہ سے عکس اس کا ہے اور یہ قول مالکیہ اور حنفیہ کا ہے اور احمد سے ہے کہ وہ واقع کرتا تھا حنث کو بیچ بھول طلاق کے اور جو اس کے سوائے ہے اس میں توقف کرتے۔ (فتح)

٦١٧١۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا زُرَارَةُ بْنُ أَوْفٰى عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِيْ عَمَّا وَسْوَسَتْ أَوْ حَدَّثَتْ بِهٖ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهٖ أَوْ تَكَلَّمْ.

٦١٧١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ جو جو خطرے اور خیال دل میں آتے ہیں سو اللہ نے اس کے گناہ میری امت سے معاف کر دیئے ہیں جب تک اس پر عمل نہ کرے یا اس کو بولے۔

فائدہ: کہا اسماعیلی نے کہ نہیں ہے حدیث میں ذکر نسیان کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں ذکر اس چیز کا ہے جو آدمی کے دل میں خطرہ گزرے میں کہتا ہوں اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی لاحق کرنا اس چیز کا ہے جو مرتب ہو نسیان پر ساتھ معاف ہونے کے اس واسطے کہ نسیان متعلقات عمل قلب کے سے ہے اور کہا کرمانی نے کہ قیاس کیا ہے خطا اور نسیان کو وسوسہ پر سو جس طرح نہیں اعتبار ہے وسوسہ کا وقت نہ قرار پکڑنے اس کے کے دل میں تو اسی طرح حال ہے بھول جانے والے اور چوک جانے والے کا کہ نہیں قرار دیتا ہے دونوں کے واسطے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک اللہ نے میری امت کی بھول چوک معاف کر دی اور جس پر وہ مجبور کیے جائیں اور البتہ روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور البتہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے اس نے جو قائل ہے کہ جی کے خطرے پر مؤاخذہ نہیں اگرچہ اس پر قصد کرے اور جو اس کا قائل ہے کہ قصد پر مؤاخذہ ہے تو جواب دیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ وہ ایک قسم ہے عمل سے یعنی دل کے عمل سے میں کہتا ہوں اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ مراد ساتھ عمل کے عمل جوارح کا ہے اس واسطے کہ مفہوم لفظ مالا یعمل کا مشعر ہے ساتھ اس کے کہ جو چیز سینے میں ہے اس پر مؤاخذہ نہیں یعنی دل کا خیال خطرہ سب معاف ہے برابر ہے کہ دل میں جگہ پکڑے یا نہ وقد تقدم البحث في ذلك في آخر الرقاق اور حدیث میں

اشارہ ہے اس طرف کہ امت محمدی ﷺ کا بڑا رتبہ ہے بسبب تعظیم اور تکریم حضرت ﷺ کے واسطے قول حضرت ﷺ کے تجاوز لی اور اس میں اشارہ ہے طرف خاص ہونے امت محمدی کے ساتھ اس کے یعنی دل کے خیال خطرے پر مؤاخذہ نہ ہونا فقط اسی امت محمدی کا خاصہ ہے اور کسی امت کو یہ بات عطا نہیں ہوئی بلکہ تصریح کی بعض نے ساتھ اس کے کہ حکم بھولے سے کرنے والے کا جان بوجھ کر کرنے والے کی مانند تھا گناہ میں اور یہ اس بوجھ سے ہے جو پہلی امتوں پر تھا اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو روایت کی مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب یہ آیت اتری ﴿وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾ تو یہ بات اصحاب پر بھاری پڑی سو انہوں نے حضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ کہو جیسا اہل کتاب نے کہا کہ ہم نے سنا پھر نہ مانا بلکہ کہو کہ ہم نے سنا اور مانا تو اصحاب نے اسی طرح کہا تو یہ آیت اتری ﴿آمَنَ الرَّسُوْلُ﴾ آخر سورت تک اور اس میں ہے بیچ قول اللہ کے ﴿لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِيْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾ اللہ نے فرمایا ہاں یعنی میں نے تمہاری یہ دعا قبول کی۔ (فتح)

٦١٧٢۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَوْ مُحَمَّدٌ عَنْهُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ عِيْسَى بْنُ طَلْحَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ إِذْ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَذَا وَكَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنْتُ أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا لِهٰؤُلَاءِ الثَّلَاثِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ لَهُنَّ كُلِّهِنَّ يَوْمَئِذٍ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ.

٦١٧٢۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ قربانی کے دن خطبہ پڑھتے تھے کہ اچانک ایک مرد حضرت ﷺ کی طرف کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! میں گمان کرتا تھا ایسا ایسا پہلے ایسے ایسے سے یعنی میں نے حج کے بعض افعال میں تقدیم و تاخیر کی پھر اور مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! میں گمان کرتا تھا کہ فلانی فلانی عبادت پہلے ہے فلانی فلانی عبادت سے ان تین چیزوں کے واسطے یعنی سر منڈانے اور قربانی ذبح کرنے اور کنکریاں پھینکنے میں یعنی میں نے سر منڈایا قربانی ذبح کرنے سے پہلے اور قربانی ذبح کی کنکریاں مارنے سے پہلے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب کر لے اور ان سب کے واسطے اس دن کچھ مضائقہ نہیں سو نہ پوچھے گئے حضرت ﷺ اس دن کسی چیز سے مگر کہ یہی فرمایا کہ اب کر لے اور کچھ مضائقہ نہیں۔

٦١٧٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

٦١٧٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میں نے طواف زیارت کیا کنکریاں مارنے سے پہلے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کچھ

قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ آخَرُ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ آخَرُ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ.

مضائقہ نہیں دوسرے نے کہا کہ میں نے سر منڈایا قربانی ذبح کرنے سے پہلے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں تیسرے نے کہا کہ میں نے قربانی ذبح کی کنکریاں مارنے سے پہلے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح حج میں گزری۔

٦١٧٤۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَجَآءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى ثُمَّ سَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ فَأَعْلِمْنِيْ قَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ وَاقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَآئِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ وَتَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَآئِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا.

۶۱۷۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے مسجد میں آ کر نماز پڑھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک کنارے میں بیٹھے تھے سو وہ نماز پڑھ کے آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ پلٹ جا پھر نماز پڑھ اس واسطے کہ تیری نماز نہیں ہوئی سو اس نے پلٹ کر پھر نماز پڑھی پھر سلام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ پلٹ جا اور پھر نماز پڑھ تیری نماز نہیں ہوئی اس نے تیسری بار کہا کہ مجھ کو بتلایئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو نماز کے واسطے کھڑا ہوا کرے تو وضو کو کامل کیا کر پھر خانہ کعبہ کی طرف منہ کیا کر پھر اللہ اکبر کہا کر پھر پڑھا کر جو کچھ کہ تجھ کو آسان ہو قرآن سے پھر رکوع کیا کر آرام اور اطمینان سے پھر سجدے سے سر اٹھایا کر یہاں تک کہ خوب سیدھا کھڑا ہو جائے پھر سجدہ کیا کر اطمینان سے پھر سر اٹھایا کر یہاں تک کہ خوب سیدھا بیٹھ جائے پھر سجدہ کیا کر اطمینان سے پھر سر اٹھایا کر یہاں تک کہ خوب سیدھا کھڑا ہو جائے پھر اسی طرح اپنی سب نماز میں کیا کر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزری۔

٦١٧٥۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ

۶۱۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جنگ اُحد کے دن مشرکوں کو شکست ہوئی جو ان کے منہ میں پہچانی گئی تو

عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ يَوْمَ أُحُدٍ هَزِيمَةً تُعْرَفُ فِيهِمْ فَصَرَخَ إِبْلِيسُ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ فَقَالَ أَبِي أَبِي قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا انْحَجَزُوا حَتّٰى قَتَلُوهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ عُرْوَةُ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ.

شیطان چلایا کہ اے اللہ کے بندو! بچو اپنے پیچھے والوں سے یعنی تمہارے پیچھے سے کافر آتے ہیں تو اگلے لوگ پلٹے سو اگلے پچھلے مسلمان آپس میں لڑنے لگے یعنی اس گمان سے کہ وہ مشرک ہیں سو حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے نظر کی سو اچانک اپنے باپ کو دیکھا یعنی پچھلے لوگوں میں سو کہا کہ یہ میرا باپ ہے میرا باپ ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو قسم ہے اللہ کی نہ باز آئے یہاں تک کہ اس کو قتل کیا تو کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ تم کو بخشے کہا عروہ نے قسم ہے اللہ کی کہ ہمیشہ رہا حذیفہ رضی اللہ عنہ میں بقیہ خیر کا یہاں تک کہ اللہ سے ملے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزری کہا کرمانی نے یعنی بقیہ غم اور افسوس کا اور یہ وہم ہے اور ٹھیک یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ حاصل ہوئی حذیفہ رضی اللہ عنہ کے واسطے خیر اس کی اس بات سے جو اس نے ان مسلمانوں کو کہی جنہوں نے اس کے باپ کو چوک کر قتل کیا تھا کہ اللہ تم کو بخشے اور ہمیشہ رہی یہ نیکی بیچ اس کے یہاں تک کہ فوت ہوا۔ (فتح)

٦١٧٦۔ حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَوْفٌ عَنْ خِلَاسٍ وَمُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ.

٦١٧٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھول کر روزے کی حالت میں کھائے تو چاہیے کہ اپنا روزہ پورا کرے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ ہی نے اس کو کھلایا پلایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزری اور کہا ابن منیر نے کہ واجب کیا ہے مالک نے کفارہ حنث کا بھولے سے کام کرنے والے پر اور نہیں مخالفت کی اس نے اس کے ظاہر امر میں مگر ایک مسئلے میں اور وہ یہ ہے کہ جو قسم کھائے ساتھ طلاق کے کہ البتہ کل روزہ رکھے گا پھر بھولے سے کھا لے اس کے بعد کہ رات کو روزے کی نیت کی ہو تو کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہے کوئی چیز اوپر اس کے اور اختلاف منقول ہے اس سے سو بعض نے کہا کہ اس پر قضاء نہیں اور بعض نے کہا کہ نہ قسم توڑنا لازم آتا ہے اور نہ قضاء اور یہی راجح ہے بہر حال نہ واجب ہونا قضاء کا سو اس واسطے کہ اس نے جان بوجھ کر عبادت کو باطل نہیں کیا اور بہر حال نہ توڑنا قسم کا سو وہ برتقدیر صحیح ہونے روزے کے ہے اس واسطے کہ وہی ہے جس پر قسم کھائی گئی اور البتہ صحیح رکھا ہے شارع نے روزہ اس کا اور جب روزہ صحیح ہوا تو نہ واقع ہوگا

اس پر توڑنا۔(فتح)

٦١٧٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَّجْلِسَ فَمَضٰى فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ انْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيْمَهٗ فَكَبَّرَ وَسَجَدَ قَبْلَ أَنْ يُّسَلِّمَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ وَسَلَّمَ.

٦١٧٧۔ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی سو پہلی دونوں رکعتوں میں اٹھ کھڑے ہوئے التحیات بیٹھنے سے پہلے سو اپنی نماز میں گزرے یعنی بدستور پڑھتے رہے سو جب آپ نے اپنی نماز تمام کی اور لوگوں نے آپ کے سلام کا انتظار کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا سو سجدہ کیا سلام کرنے سے پہلے پھر اپنا سر اٹھایا پھر اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا پھر اپنا سر اٹھایا اور سلام کیا۔

فائدہ: اس حدیث میں سجدہ سہو کا بیان ہے سلام کرنے سے پہلے واسطے ترک کرنے اول تشہد کے اور اس حدیث کی شرح سجدہ سہو میں گزری۔(فتح)

٦١٧٨۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ عَبْدَ الْعَزِيْزِ بْنَ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ صَلَاةَ الظُّهْرِ فَزَادَ أَوْ نَقَصَ مِنْهَا قَالَ مَنْصُوْرٌ لَا أَدْرِيْ إِبْرَاهِيْمُ وَهِمَ أَمْ عَلْقَمَةُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيْتَ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَاتَانِ السَّجْدَتَانِ لِمَنْ لَّا يَدْرِيْ زَادَ فِيْ صَلَاتِهٖ أَمْ نَقَصَ فَيَتَحَرَّى الصَّوَابَ فَيُتِمُّ مَا بَقِيَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ.

٦١٧٨۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ظہر کی نماز پڑھائی سو اس میں کچھ بڑھایا یا گھٹایا کہا منصور نے میں نہیں جانتا کہ ابراہیم نے وہم کیا یا علقمہ نے کہا راوی نے سو کسی نے کہا یا حضرت! کیا نماز گھٹائی گئی یا آپ بھول گئے؟ فرمایا اور تمہارے اس پوچھنے کا کیا سبب ہے؟ اصحاب نے کہا کہ آپ نے ایسی ایسی نماز پڑھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دو سجدے کروائے پھر فرمایا کہ یہ دونوں سجدے اس کے واسطے ہیں جو اپنی نماز میں کچھ بڑھائے یا گھٹائے تو چاہیے کہ قصد اور اٹکل کرے ٹھیک بات کی سو باقی نماز کو تمام کرے پھر دو سجدے کرے۔

٦١٧٩۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ

٦١٧٩۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا بیچ تفسیر اس آیت کے کہ مجھ کو مت پکڑ

جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ﴿لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا﴾ قَالَ كَانَتِ الْأُوْلٰى مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا.

میری بھول پر اور نہ ڈال مجھ پر میرا کام مشکل کہا کہ پہلا اعتراض موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام پر بھولے سے تھا۔

فائدہ: یعنی تھے موسیٰ علیہ السلام وقت انکار کرنے کے خضر علیہ السلام پر کشتی کے پھاڑنے سے بھولنے والے واسطے اس چیز کے کہ شرط کی تھی اس پر خضر علیہ السلام نے بیچ قول اس کے کی ﴿فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ اور اگر کہا جائے کہ نسیان پر مؤاخذہ نہ کرنا باوجہ ہے پھر خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام پر کیوں مؤاخذہ کیا ہم کہتے ہیں کہ واسطے عمل کرنے کے ساتھ عموم شرط اس کے کی جس کا موسیٰ علیہ السلام نے التزام کیا تھا سو جب موسیٰ علیہ السلام نے اس کے واسطے بھول کے ساتھ عذر کیا تو معلوم ہوا کہ وہ خارج ہے ساتھ حکم شرع کے عموم شرط سے اور ساتھ اس تقریر کے باوجہ ہوگا وارد کرنا اس حدیث کا اس ترجمہ میں پھر اگر کہا جائے کہ دوسرا قصہ نہ تھا مگر عمداً سو کیا چیز باعث ہوئی اس کو اوپر خلاف کرنے شرط کے ہم کہتے ہیں اس واسطے کہ پہلی بار میں اس کو توقع تھی کہ کشتی والے ہلاک ہو جائیں گے سو جلدی کی موسیٰ علیہ السلام نے واسطے انکار کے سو ہوا جو ہوا اور عذر کیا موسیٰ علیہ السلام نے ساتھ بھول کے اور مقدر کی تھی اللہ نے سلامتی ان کی اور دوسری بار میں لڑکے کا قتل کرنا محقق تھا سو نہ صبر کیا انکار پر سو انکار کیا اس سے جان بوجھ کر باوجود یاد ہونے شرط کے واسطے مقدم کرنے حکم شرع کے اسی واسطے نہ عذر کیا بھول کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کیا موسیٰ علیہ السلام نے کہ مجرب کرے اپنے نفس کو تیسری بار میں اس واسطے کہ وہ حد مبین ہے غالبًا واسطے اس چیز کے کہ پوشیدہ ہے امور سے پھر اگر کہا جائے کہ کیا تیسرا اعتراض عمداً تھا یا بھولے سے ہم کہتے ہیں ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بھولے سے تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مؤاخذہ کیا موسیٰ علیہ السلام پر خضر علیہ السلام نے بسبب اس شرط کے کہ تھی شرط کی اس نے اپنے نفس پر جدا ہونے سے تیسری بار میں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن تین نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں کہا کہ وہ جان بوجھ کر تھا واسطے بعید جاننے اس بات کے کہ واقع ہو موسیٰ علیہ السلام سے انکار امر شرع کا اور وہ احسان کرنا ہے ساتھ اس کے جو برا کرے۔ (فتح)

٦١٨٠ـ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَتَبَ إِلَيَّ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَكَانَ عِنْدَهُمْ ضَيْفٌ لَهُمْ فَأَمَرَ

٦١٨٠ـ حضرت شعبی سے روایت ہے کہ براء رضی اللہ عنہ نے کہا اور ان کے پاس ایک مہمان تھا سو اس نے اپنے گھر والوں کو حکم کیا کہ قربانی ذبح کریں اس کے پھرنے سے پہلے تا کہ ان کا مہمان کھائے سو انہوں نے قربانی ذبح کی عید کی نماز سے پہلے

أَهْلَهُ أَنْ يَذْبَحُوا قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ لِيَأْكُلَ ضَيْفُهُمْ فَذَبَحُوا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيْدَ الذَّبْحَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ عَنَاقٌ جَذَعٌ عَنَاقُ لَبَنٍ هِيَ خَيْرٌ مِّنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَكَانَ ابْنُ عَوْنٍ يَقِفُ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ عَنْ حَدِيْثِ الشَّعْبِيِّ وَيُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَيَقِفُ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ وَيَقُوْلُ لَا أَدْرِيْ أَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ غَيْرَهٗ أَمْ لَا رَوَاهُ أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پھر انہوں نے یہ حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا پھر قربانی ذبح کرنے کا تو اس نے کہا یا حضرت! میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے شیر خوار جو بہتر ہے دو بکری گوشت والی سے یا دو بکریوں کے گوشت سے اور ابن عون راوی کھڑا ہوتا تھا اس مکان میں شعبی کی حدیث سے اور حدیث بیان کرتا تھا ابن سیرین سے یعنی انس رضی اللہ عنہ سے مثل اس حدیث کی اور کھڑا ہوتا تھا اس مکان میں اور کہتا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا پہنچی ہے رخصت اس کے غیر کو یا نہیں روایت کیا ہے اس کو ایوب نے ابن سیرین سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: کھڑا ہوتا تھا اس مکان میں شعبی کی حدیث سے یعنی ترک کرتا تھا تکملے اس کے کو اور مثل اس حدیث کی ہے یعنی مثل حدیث شعبی کی براء رضی اللہ عنہ سے۔

٦١٨١۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَالَ شَهِدْتُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمَ عِيْدٍ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ قَالَ مَنْ ذَبَحَ فَلْيُبَدِّلْ مَكَانَهَا وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ.

٦١٨١۔ جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس موجود تھا حضرت ﷺ نے عید کے دن نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا پھر فرمایا کہ جس نے قربانی ذبح کی ہو تو چاہیے کہ اس کے بدلے اور ذبح کرے اور جس نے نماز سے پہلے ذبح نہ کی ہو تو چاہیے کہ ذبح کرے ساتھ اللہ کے نام کے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ مناسبت ان دونوں حدیثوں کی ترجمہ سے اشارہ ہے اس طرف کہ بھول جانے والا اور جو حکم سے جاہل ہو دونوں برابر ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْيَمِيْنِ الْغَمُوْسِ
باب ہے بیچ بیان جھوٹی قسم کے

فائدہ: اور نام رکھا گیا ہے اس کا غموس اس واسطے کہ وہ ڈبوتی ہے قسم کھانے والے کو گناہ میں پھر آگ میں اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہے کفارہ بیچ اس کے اور نہیں حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿ وَلٰكِنْ

يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْإِيمَانَ﴾ اور یہ قسم غیر منعقد ہے اس واسطے کہ منعقد وہ ہوتی ہے جس کا توڑنا ممکن ہو اور نہیں حاصل ہوتی ہے قسم غموس میں بر بالکل۔ (فتح)

﴿وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيلِ اللهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ دَخَلًا مَكْرًا وَّخِيَانَةً

اور نہ ٹھہراؤ تم اپنی قسموں کو جو تم نے قسم کھائی اس پر کہ تم پورا کرو گے عہد اس شخص سے جس سے تم نے عہد کیا دغا اور فریب تا کہ ان کو تم پر اطمینان ہو اور تمہارے دل میں ان کے واسطے دغا ہو۔

فائدہ: اور مناسبت اس ذکر کی واسطے قسم غموس کے وارد ہونا وعید کا ہے جو جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے۔

٦١٨٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا فِرَاسٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ.

٦١٨٢۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرے گناہ یہ ہیں اللہ کا شریک مقرر کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور کسی جان کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے میں نے کہا کہ کیا ہے یمین غموس؟ فرمایا جو چھین لے مال مسلمان کا اور حالانکہ وہ اس میں جھوٹا ہو اور قائل قلت کا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ہے اور جواب دینے والے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور احتمال ہے کہ سائل عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نیچے کا راوی ہو اور مجیب خود عبداللہ رضی اللہ عنہ ہو اور ایک روایت میں آیا ہے کہ سائل کا نام فراس ہے اور مسئول شعبی ہے اور البتہ بیان کیا ہے میں نے ضابطہ کبیرہ کا اور خلاف اس میں اور یہ کہ گناہوں میں بعض گناہ صغیرہ ہیں اور بعض کبیرہ اور بعض اکبر اور مراد کبیرے گناہوں سے باب کی حدیث میں اکبر الکبائر ہیں یعنی جو کبیرے گناہوں میں بہت بڑے ہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے جمہور کے اس پر کہ یمین غموس میں کفارہ نہیں اس واسطے کہ اتفاق ہے اس پر کہ شرک اور عقوق اور قتل میں کفارہ نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کفارہ اس کا توبہ کرنا ہے اس سے اور قابو دینا قصاص پر قتل عمد میں تو اسی طرح یمین غموس میں بھی کفارہ نہ ہوگا اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ استدلال کرنا ساتھ اس کے ضعیف ہے اس واسطے کہ جمع کرنا مختلف احکام کو جائز ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے ﴿كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾ اور دینا واجب ہے اور کھانا واجب نہیں اور روایت کی ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں کفارہ ہیں اور نقل کیا ہے محمد بن نصر اور ابن منذر نے اتفاق اصحاب کا اس پر کہ نہیں ہے کفارہ یمین غموس میں اور ابن

مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ ہم شمار کرتے تھے اس گناہ کو جس میں کفارہ نہیں یمین غموس یہ کہ آدمی جھوٹی قسم کھائے اپنے بھائی مسلمان کے مال پر تا کہ اس کو چھین لے اور اصحاب میں سے کوئی اس کا مخالف نہیں اور کہا حکم اور عطاء اور اوزاعی اور شافعی وغیرہ نے کہ اس میں کفارہ واجب ہے اور ان لوگوں نے جواب دیا ہے کہ اس کو کفارے کی زیادہ تر حاجت ہے غیر سے اور ساتھ اس کے کہ نہیں زیادہ کرتا ہے اس کو کفارہ مگر بھلائی اور جو واجب ہے اس پر رجوع کرنا ہے طرف حق کے اور پھیر دینا ظلم کا سوا گر نہ کرے اور کفارہ دے تو کفارہ نہیں اٹھاتا اس سے حکم تعدی کا بلکہ نفع دیتا ہے اس کو فی الجملہ اور طعن کیا ہے ابن حزم نے بیچ صحت اثر کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور حجت پکڑی اس نے ساتھ واجب کرنے کفارے کے اس کے حق میں جو جان بوجھ کر رمضان کے روزے میں جماع کرے اور جو اپنے حج کو فاسد کرے اور اُمید ہے کہ یہ دونوں کا گناہ بڑا ہے اس شخص کے گناہ سے جو یمین غموس کے ساتھ قسم کھائے اور البتہ واجب کیا ہے مالکیہ نے کفارے کو اس پر جو قسم کھائے کہ نہ زنا کرے گا پھر زنا کرے اور شافعی رحمہ اللہ کی حجت قول حضرت ﷺ کا ہے اس حدیث میں جو اول کتاب الایمان میں گزری کہ چاہیے کہ کرے جو بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ دے سو حکم کیا کفارے کا اس کو جو جان بوجھ کر قسم توڑے سو اس سے لیا جاتا ہے شروع ہونا کفارے کا اس کے واسطے جو قسم کھائے حانث ہو کر۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾.

اللہ نے فرمایا کہ جو اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں اُن لوگوں کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں اللہ کے اس قول تک کہ ان کو دکھ کی مار ہے۔

فائدہ: اور مستفاد ہوتا ہے آیت سے کہ عہد اور چیز ہے اور یمین اور چیز ہے واسطے عطف قسم کے اوپر اس کے تو اس میں حجت ہے اس شخص پر جو حجت پکڑتا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عہد یمین ہے کہا ابن بطال نے کہ وجہ دلالت کی یہ ہے کہ اللہ نے خاص کیا ہے عہد کو ساتھ مقدم کرنے کے باقی قسموں پر سو دلالت کی اس نے اوپر مؤکد ہونے قسم کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ عہد اللہ کا وہ ہے جو اس نے بندوں سے لیا اور بندوں نے اس کو دیا جیسا اللہ نے فرمایا ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ عَاهَدَ اللّٰهَ﴾ اس واسطے کہ مقدم کیا ہے اس کو اوپر ترک وفا کرنے اس کے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾.

اللہ نے فرمایا کہ اور نہ ٹھہراؤ اللہ کو نشانہ اپنی قسموں کا۔

فائدہ: کہا ابن تین وغیرہ نے کہ اختلاف ہے اس کے معنی میں سو زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اللہ کی بہت قسمیں نہ کھایا کرو اگر چہ تم سچے ہو اور فائدہ اس کا ثابت کرنا ہیبت کا ہے دلوں میں اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے ہے کہ وہ یہ ہے کہ قسم کھائے کہ اپنے قرابتیوں سے سلوک نہ کرے گا مثلا اور اس سے کہا جائے کہ سلوک کر تو وہ کہے کہ میں قسم کھا چکا ہوں بنا بر اس کے ﴿اَنْ تَبَرُّوْا﴾ کے معنی یہ ہیں واسطے مکروہ جاننے اس بات کے کہ سلوک کرو سو لائق ہے کہ جو بہتر کام ہو اس کو کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دے اور روایت کی طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نہ ٹھہرا اللہ کو نشانہ اپنی قسم کا یعنی اس پر قسم نہ کھا کہ تو نیکی نہ کرے گا لیکن نیکی کر اور قسم کا کفارہ دے اور بعض نے کہا وہ یہ ہے کہ قسم کھائے کسی نیکی کی تاکید کے واسطے کہ اس کو کرے گا پس منع کیا گیا اس سے بنا بر اس کے پس نہیں حاجت ہے تقدیر کی۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا إِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ إِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا﴾.

اور نہ لو بدلے عہد اللہ کے قیمت تھوڑی اور فرمایا کہ پورا کرو عہد اللہ کا جب کہ تم عہد کرو اور نہ توڑو قسموں کو بعد تاکید کے۔

فائدہ: اور یہ سب آیتیں دلالت کرتی ہیں اوپر تاکید وفا کرنے کے ساتھ عہد کے لیکن ہونا اس کا قسم سو اور چیز ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس کی طرف اور کفیل کے معنی ہیں گواہ عہد میں۔

٦١٨٣۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ مَا حَدَّثَكُمْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالُوْا كَذَا وَكَذَا قَالَ

٦١٨٣۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قسم کھائے قسم لازم میں جس پر وہ مجبور کیا جائے تاکہ چھین لے ساتھ اس کے مال مسلمان آدمی کا اللہ سے ملے گا اور وہ اس پر نہایت غضبناک ہو گا پھر اللہ نے قرآن میں اس کی تصدیق اتاری کہ بیشک جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں دے کر تھوڑا سا مال دنیا کا لیتے ہیں ان کو آخرت میں کچھ نہیں آخر آیت تک پھر داخل ہوا اشعث سو کہا کہ کیا حدیث بیان کی ہے تم سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تو انہوں نے کہا کہ اس طرح اس نے کہا کہ یہ آیت میرے حق میں اتری میرا ایک کوان تھا

فِيَّ أُنْزِلَتْ كَانَتْ لِيْ بِئْرٌ فِيْ أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِيْ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَيِّنَتُكَ أَوْ يَمِيْنُهُ قُلْتُ إِذًا يَحْلِفُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِیءٍ مُّسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ.

میرے چچیرے بھائی کی زمین میں سو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ فرمایا کہ گواہ لا یا اس سے قسم لے میں نے کہا یا حضرت! وہ تو اب اس پر قسم کھا جائے گا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو قسم کھائے قسم لازم میں اور وہ اس میں جھوٹا ہو کہ اس سے کسی مسلمان بھائی کا مال چھین لے تو اللہ سے ملے گا قیامت میں اور اللہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں سننا حاکم کا ہے دعویٰ کو اس چیز میں کہ نہ دیکھی ہو جب کہ وصف کی جائے اور اس کی حد بیان کی جائے اور مدعی اور مدعا علیہ اس کو پہچانتے ہوں لیکن نہیں واقع ہوئی ہے تصریح حدیث میں ساتھ وصف کے اور نہ تحدید اور اس حدیث میں ہے کہ حاکم مدعی سے سوال کرے کہ کیا تیرے واسطے گواہ ہیں اور یہ کہ گواہ مدعی پر ہیں سب اموال میں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے بیچ ترک کرنے عمل کے ساتھ ایک گواہ اور قسم مدعی کے اموال میں میں کہتا ہوں اور جواب اس سے بعد ثبوت دلیل عمل کے ساتھ شاہد اور قسم کے یہ ہے کہ وہ زیادتی صحیحہ ہے واجب ہے پھرنا اس کی طرف واسطے ثابت ہونے اس ساتھ منطوق کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مستفاد ہوتی ہے نفی اس کی باب کی حدیث سے ساتھ مفہوم کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر توجیہ قسم کے سب دعوؤں میں اس شخص پر کہ اس کے واسطے گواہ نہ ہوں اور اس میں بنا کرنا احکام کا ہے ظاہر پر اگرچہ محکوم لہ فی نفس الامر جھوٹا ہو اور اس میں دلیل ہے جمہور کے واسطے کہ حکم حاکم کا نہیں مباح کرتا آدمی کے واسطے اس چیز کو جو اس کے واسطے حلال نہ ہو برخلاف ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اسی طرح مطلق کہا ہے اس کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے اجماع اس پر کہ حکم نہیں حلال کرتا حرام کو باطن میں اموال میں اور اختلاف ہے بیچ حلال ہونے نکاح اس عورت کے کہ عقد کیا جائے اس پر ساتھ ظاہر حکم حاکم کے اور حالانکہ وہ باطن میں اس کے برخلاف ہو سو کہا جمہور نے کہ شرم گاہوں کا حکم بھی مانند اموال کے ہے اور کہا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور بعض مالکیہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اموال میں ہے شرم گاہوں میں نہیں یعنی شرم گاہوں میں حکم حاکم کا باطن میں حلال کرتا ہے اور حجت ان کی اس امر میں لعان ہے اور بعض حنفیہ نے بعض مسائل اموال میں بھی اس کو جاری کیا ہے واللہ اعلم۔ اور اس میں تشدید ہے اس شخص پر جو جھوٹی قسم کھائے تا کہ مسلمان کا حق چھین لے اور وہ سب کے نزدیک محمول ہے اس شخص پر جو مر جائے بغیر توبہ صحیحہ کے اور نزدیک اہل سنت کے محمول ہے اس پر جس کو اللہ عذاب کرنا

چاہے گا بقدر اس کے گناہوں کے کما تقدم تقریرہ مراراً اور یہ جو فرمایا کہ اللہ اس کی طرف نظر نہ کرے گا تو مراد اس سے نہ احسان کرنا ہے اس کی طرف نزدیک اس کے جو نظر کو اس پر جائز رکھتا ہے اور مجاز ہے نزدیک اس کے جو اس کو جائز نہیں رکھتا اور مراد ساتھ ترک تزکیہ کے ترک کرنا ثنا کا ہے اوپر اس کے اور مراد ساتھ غضب کے پہنچانا شر اور بدی کا ہے اس کی طرف اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ قبضہ والا اولیٰ ہے ساتھ مدعی فیہ کے یعنی جس چیز کا دعویٰ کیا گیا اور اس میں تنبیہ ہے اوپر صورت حکم کے ان چیزوں میں اس واسطے کہ ابتدا کی ساتھ طالب کے سو فرمایا کہ نہیں تیرے واسطے مگر قسم مدعا علیہ کے اور نہ حکم کیا ساتھ اس کے واسطے مدعا علیہ کے جب کہ قسم کھائے بلکہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا قسم کو کہ پھیرتی ہے دعویٰ مدعی کا نہ غیر اس کا اور اسی واسطے لائق ہے حاکم کو کہ جب مدعی علیہ قسم کھائے تو نہ حکم کیا جائے اس کے واسطے ساتھ ملک مدعی فیہ کے اور نہ ساتھ قبضے اس کے کے بلکہ برقرار رکھے اس کو اوپر حکم قسم اس کی کے اور نیز اس حدیث میں ہے کہ قسم فاجر کی ساقط کرتی ہے اس سے دعویٰ کو اور فجور اس کا اس کے دین میں نہیں واجب کرتا ہے اس پر بندش کو اور تصرف کو معاملات میں اور نہ اس کے اقرار کے باطل کرنے کو اور اگر یہ نہ ہوتا تو قسم کے کوئی معنی نہ ہوتے اور یہ کہ اگر مدعی علیہ اقرار کر دے کہ اصل مدعی اس کے غیر کے واسطے ہے تو نہ تکلیف دیا جائے واسطے بیان وجہ پھرنے اس کے کی طرف اس کی جب تک کہ نہ معلوم ہو انکار اس کا اس کے واسطے یعنی تسلیم مطلوب لہ کے جو کہا اور اس حدیث میں ہے کہ جو گواہ لائے تو حکم کیا جائے اس کے واسطے ساتھ حق اس کے بغیر قسم کے اس واسطے کہ محل ہے کہ اس سے گواہ مانگیں بغیر اس کے کہ واجب ہو حکم اس کے واسطے ساتھ اس کے اور اگر ہوتی قسم تمام حکم سے تو البتہ اس سے فرماتے کہ تیرے گواہ اور قسم ہے اس کے صدق پر اور تعقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ گواہوں کے ساتھ اس سے قسم جو لی اس کے صدق پر تو نہیں لازم اس سے یہ کہ حکم اس کے واسطے نہیں موقوف ہے بعد گواہوں کے اس کی قسم کھانے پر ساتھ اس کے کہ نہیں خارج ہوئی وہ چیز اس کے ملک سے اور نہ اس نے اس کو ہبہ کیا ہے مثلاً اور یہ کہ وہ مستحق ہے اس کے قبضے کا سو یہ اگرچہ نہیں مذکور ہے حدیث میں لیکن نہیں ہے اس میں وہ چیز جو اس کی نفی کرے بلکہ اس میں وہ چیز ہے جو مشعر ہے ساتھ بے پرواہ ہونے کے اس کے ذکر سے اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا تھا اور مدعی بہ کو مدعی کے حوالے کیا تھا سو اس کے بعد مدعا علیہ سے قسم طلب کرنے کی حاجت نہ رہی تھی اور غرض یہ ہے کہ مدعی نے ذکر کیا تھا کہ اس کے پاس گواہ نہیں ہیں سو نہ تھی قسم مگر صرف مدعا علیہ کی جانب میں اور کہا قاضی عیاض نے اور اس اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں اول مدعی کا دعویٰ سننا پھر مدعا علیہ کا بیان سننا کہ کیا اقرار کرتا ہے یا انکار کرتا ہے پھر طلب کرنا گواہوں کا مدعی سے اگر انکار کرے مدعا علیہ پر متوجہ کرنا قسم کا مدعا علیہ پر جب کہ مدعی گواہ نہ پائے اور یہ کہ جب مدعی دعویٰ کرے کہ مدعا بہ مدعا علیہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ مان لے تو نہیں حاجت ہے گواہ کے قائم کرنے کی وہ مدعا علیہ کے قبضے میں اور اس

میں وعظ کرنا حاکم کا ہے مدعا علیہ کو جب قسم کھانے کا ارادہ کرے واسطے اس خوف کے کہ جھوٹی قسم کھائے سو شاید وعظ سے حق کی طرف رجوع کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ کے واسطے کہ جو اسلام لائے اور اس کے ہاتھ میں غیر کا مال ہو کہ وہ رجوع کرتا ہے اپنے مالک کی طرف جب کہ ثابت کرے اس کو اور مالکیہ سے خاص ہونا اس کا ہے ساتھ اس کے جب کہ مال کافر کا ہو اور اگر مسلمان کا ہو اور اسلام لائے اس پر وہ شخص جس کے ہاتھ میں ہو تو وہ برقرار ہے اس کے ہاتھ میں اور حدیث حجت ہے اوپر ان کے کہا ابن منیر نے کہ مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ آیت مذکورہ اس حدیث میں اتری بیچ توڑنے عہد کے اور یہ کہ نہیں ہے کفارہ یمین غموس میں اس واسطے کہ عہد توڑنے میں کفارہ نہیں کہا نووی رحمہ اللہ نے داخل ہے بیچ قول اس کے جو چھین لے حق کے مسلمان کا وہ شخص جو قسم کھائے اوپر غیر مال کے مانند کھال مردار اور گوبر وغیرہ کے اس چیز سے کہ نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ اس کے اور اسی طرح باقی حقوق مانند حصے زوجہ کے ساتھ قسم کے اور بہر حال قید کرنا ساتھ مسلم کے سو نہیں دلالت کرتا ہے اوپر عدم تحریم حق ذمی کے بلکہ وہ بھی حرام ہے لیکن نہیں لازم ہے کہ ہو اس میں عقوبت عظیم اور یہ تاویل خوب ہے لیکن نہیں ہے حدیث مذکور میں دلالت اوپر تحریم حق ذمی کافر کے بلکہ وہ ثابت ہوا ہے اور دلیل سے اور حاصل یہ ہے کہ نہیں جدا ہے حکم مسلمان اور ذمی کا یمین غموس میں اور وعید کے اوپر اس کے اور بیچ لینے حق دونوں کے باطل سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مختلف ہوتا ہے قدر عقوبت کا بہ نسبت ان دونوں کے اور اس میں ہے کہ مسلمانوں کے حقوق سخت حرام ہیں اور نہیں فرق ہے کہ تھوڑا حق ہو یا بہت اور گویا کہ مراد اس کی نہ فرق کرنا ہے بیچ سخت ہونے تحریم کے اور تصریح کی ہے ابن عبدالسلام نے ساتھ فرق کے درمیان قلیل اور کثیر کے اور اسی طرح درمیان اس چیز کے کہ مرتب ہو اس پر بہت مفسدہ اور تھوڑا اور البتہ وارد ہوئی ہے وعید بیچ حالف کاذب کے غیر کے حق میں مطلق ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ تین شخص ہیں کہ اللہ ان سے کلام نہ کرے گا۔ (فتح)

بَابُ الْيَمِينِ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَفِي الْمَعْصِيَةِ وَفِي الْغَضَبِ

قسم اس چیز میں کہ نہ مالک ہو اور قسم کھانا گناہ میں اور قسم کھانا غصے کی حالت میں

فائدہ: ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے باب میں تینوں حدیثوں کو لیا جاتا ہے ان سے حکم ترجمہ کا با ترتیب اور کبھی پکڑے جاتے ہیں تینوں احکام ہر ایک سے تینوں حدیثوں میں سے اگرچہ ایک قسم تاویل سے ہو اور البتہ وارد ہوئی ہے تینوں حکم میں حدیث عمرو بن شعیب کی مرفوع کہ نہیں ہے نذر اور نہ قسم اس چیز میں کہ آدمی اس کا مالک نہ ہو روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے لیکن یہ حدیث اس کی شرط پر نہیں ہے اس واسطے اس کو ذکر نہیں کیا۔ (فتح)

٦١٨٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي

۶۱۸۴۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے ساتھیوں نے مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا سواری مانگنے کو

مُوسٰى قَالَ أَرْسَلَنِيْ أَصْحَابِيْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ الْحُمْلَانَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ عَلٰى شَيْءٍ وَّوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ انْطَلِقْ إِلٰى أَصْحَابِكَ فَقُلْ إِنَّ اللّٰهَ أَوْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ.

تو حضرت ﷺ نے فرمایا واللہ! میں تم کو سواری نہ دوں گا میں نے حضرت ﷺ کو غصے کی حالت میں پایا پھر جب میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ اپنے ساتھیوں کی طرف چل سو کہہ کہ بیشک اللہ یا فرمایا بیشک رسول اللہ ﷺ تم کو سواری دیتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ فرمایا قسم ہے اللہ کی میں تم کو سواری نہ دوں گا اور یہ موافق ہے واسطے ترجمہ کے اور یہ جو کہا اس چیز میں کہ مالک نہ ہو تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ جو اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوئی ہے جیسا کہ کفارے میں آئے گا کہ فرمایا قسم ہے اللہ کی میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور میرے پاس سواری بھی نہیں اور کہا ابن منیر نے کہ ابن بطال نے سمجھا کہ میل کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمہ کے واسطے جہت تعلیق طلاق کے نکاح کرنے سے پہلے یا آزاد کرنے غلام کے مالک ہونے سے پہلے اور ظاہر یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ کا یہ مقصود نہیں بلکہ اس کا مقصود یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے قسم کھائی کہ ان کو سواری نہ دیں پھر جب ان کو سواری دی تو انہوں نے آپ سے قسم میں مراجعت کی تو فرمایا کہ میں نے تم کو سواری نہیں دی لیکن اللہ نے تم کو سواری دی سو حضرت ﷺ نے بیان فرمایا کہ آپ کی قسم پکی ہوئی اس چیز میں کہ مالک ہیں پھر اگر سوار کرتے ان کو اس چیز پر کہ اس کے مالک ہیں تو البتہ قسم توڑنے والے ہوتے اور لازم آتا کفارہ لیکن سواری دی ان کو جس کے خاص مالک نہ تھے اور وہ مال اللہ کا ہے سو اس کے ساتھ نہ لازم آئے گا توڑنا قسم کا اور بہرحال اس کے بعد یہ جو فرمایا کہ میں کسی چیز پر قسم نہیں کھاتا، الخ تو یہ از سر نو کلام ہے اور ایک علیحدہ قاعدے کی بنیاد ہے گویا کہ فرمایا کہ اگر میں نے قسم کھائی ہوتی پھر قسم کے ترک کرنے کو بہتر جانتا تو میں قسم توڑ ڈالتا اور قسم کا کفارہ دیتا میں کہتا ہوں اور یہ محتمل ہے اور جو ابن بطال نے کہا وہ بھی بعید نہیں بلکہ وہ ظاہر تر ہے اس واسطے کہ جن اصحاب نے سواری مانگی تھی انہوں نے سمجھا کہ حضرت ﷺ نے قسم کھائی ہے اور آپ نے قسم کا خلاف کیا ہے اسی واسطے اس کے بعد جب حضرت ﷺ نے ان کو سواری دی تو انہوں نے کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ کو قسم سے غافل پایا اور ان کو گمان ہوا کہ حضرت ﷺ اپنی قسم کو بھول گئے سو حضرت ﷺ نے ان کو جواب دیا کہ میں قسم نہیں بھولا لیکن جو میں نے کیا ہے بہتر ہے اس چیز سے جس پر میں نے قسم کھائی اور یہ کہ جب میں کسی چیز پر قسم کھاؤں پھر اس کے خلاف کو بہتر جانوں تو کرتا ہوں جو بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں، وسیاتی بیان ذلک واضحا فی باب الکفارۃ قبل الحنث۔ (فتح)

٦١٨٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ الْأَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا كُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَآئِفَةً مِنَ الْحَدِيْثِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْإِفْكِ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا فِيْ بَرَآءَتِيْ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ لِقَرَابَتِهٖ مِنْهُ وَاللّٰهِ لَا أُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِيْ قَالَ لِعَائِشَةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْا أُولِي الْقُرْبٰى﴾ الْآيَةَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ بَلٰى وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأُحِبُّ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِيْ فَرَجَعَ إِلٰى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِيْ كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَنْزِعُهَا عَنْهُ أَبَدًا.

٦١٨٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کہ کہا ان کے حق میں بہتان باندھنے والوں نے جو کہا سو پاک کیا ان کو اللہ نے ان کے بہتان سے زہری نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ہر ایک نے ایک ٹکڑا حدیث کا سو اللہ نے دس آیتیں کہ بیشک جو لوگ لائے ہیں یہ طوفان، الخ سب میری پاکی میں اتاریں کہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور وہ مسطح رضی اللہ عنہ پر خرچ کیا کرتے تھے قرابت کے سبب سے قسم ہے اللہ کی میں مسطح پر کبھی کچھ خرچ نہیں کروں گا اس کے بعد کہ کہا اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں جو کہا سو اللہ نے یہ آیت اتاری اور نہ قسم کھائیں بزرگی اور کشائش والے تم میں سے کہ دیں کچھ چیز ناتے والوں کو اخیر آیت تک تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں قسم ہے اللہ کی بیشک میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ کو بخشے سو جاری کیا مسطح رضی اللہ عنہ پر وہ نفقہ جو اس پر پہلے خرچ کیا کرتے تھے اور کہا قسم ہے اللہ کی میں اس کو اس سے کبھی بند نہیں کروں گا۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے افک کی حدیث کا جو پہلے گزری اور غرض اس سے یہ قول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے قسم ہے اللہ کی میں مسطح رضی اللہ عنہ پر کبھی کچھ چیز خرچ نہیں کروں گا اور وہ موافق ہے واسطے ترک کرنے قسم کے گناہ میں اس واسطے کہ انہوں نے قسم کھائی کہ نہ خرچ کریں گے مسطح رضی اللہ عنہ پر اس سبب سے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں بہتان باندھا سو یہ قسم تھی اوپر ترک کرنے طاعت کے سو وہ منع کیے گئے بدستور رہنے سے اس چیز پر کہ انہوں نے اس پر قسم کھائی تو گناہ کے

کرنے پر قسم کھانا بطریق اولیٰ منع ہو گا اور ظاہر حال ان کے سے وقت قسم کھانے کے یہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسطح رضی اللہ عنہ پر غضبناک ہوئے تھے بسبب اس بہتان کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر باندھا اور کہا کرمانی نے کہ نہیں مناسب ہے یہ حدیث ترجمہ کے پہلے دو جز کو اور نہیں لازم ہے کہ ہر حدیث باب کے ترجمہ کے ہر جز کے مطابق ہو۔ (فتح)

٦١٨٦ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا.

٦١٨٦۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا چند اشعری لوگوں میں سو میں نے آپ کو پایا غصے کی حالت میں سو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے پھر کہا قسم ہے اللہ کی اگر اللہ نے چاہا میں کسی بات پر قسم نہیں کھاتا پھر اس کے غیر کو بہتر جانوں مگر کہ کرتا ہوں جو بہتر ہو اور قسم توڑ ڈالتا ہوں۔

فائدہ: یہ حدیث کئی بار پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث میں ہے کہ میں نے پایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غصے کی حالت میں اور یہ مطابق ہے واسطے بعض ترجمہ کے اور اس قصے میں بھی قسم کھانا ہے اوپر ترک کرنے نیک کام کے لیکن ان کے درمیان فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ قسم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موافق پڑی اس کو کہ اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ چیز نہ تھی جس پر قسم کھائی برخلاف قسم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ انہوں نے قسم کھائی اور حالانکہ وہ قادر تھے اوپر کرنے اس چیز کے کہ قسم کھائی اوپر ترک کرنے اس کے کے کہا ابن بطال نے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو قائل ہے کہ غصے کی حالت میں قسم کھانا لغو ہے۔

بَابٌ إِذَا قَالَ وَاللّٰهِ لَا أَتَكَلَّمُ الْيَوْمَ فَصَلّٰى أَوْ قَرَأَ أَوْ سَبَّحَ أَوْ كَبَّرَ أَوْ حَمِدَ أَوْ هَلَّلَ فَهُوَ عَلٰى نِيَّتِهٖ.

جب کوئی کہے قسم ہے اللہ کی میں آج کلام نہیں کروں گا پھر نماز پڑھے اور قرآن پڑھے یا کہے سبحان اللہ یا اللہ اکبر یا الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ تو وہ موقوف ہے اس کی نیت پر۔

فائدہ: یعنی اگر قرأت اور ذکر کے ادخال کا ارادہ کیا ہو تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی جب کہ پڑھے یا ذکر کرے اور اگر ارادہ کرے کہ ان کو داخل نہ کرے تو نہیں حانث ہو گا یعنی اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر مطلق کہا تو جمہور کے نزدیک حانث نہیں ہو گا اور حنفیہ کے نزدیک حانث ہو گا اور فرق کیا ہے بعض شافعیہ نے کہ قرآن کے ساتھ حانث نہیں ہوتا اور ذکر کے ساتھ اس کی قسم ٹوٹ جاتی ہے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ کلام عرف میں منصرف ہے طرف کلام

آدمیوں کے اور وہ قرأت اور ذکر سے نماز کے اندر حانث نہیں ہوتا تو چاہیے کہ نماز کے باہر بھی اس کے ساتھ حانث نہ ہو اور حجت اس میں یہ مسلم کی حدیث ہے کہ بیشک نہیں جائز ہے ہماری اس نماز میں کوئی آدمیوں کی کلام سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تسبیح اور تکبیر اور قرأت قرآن کی ہے سو بیان فرمایا کہ قرأت اور ذکر کا اور حکم ہے اور آدمیوں کی کلام کا اور حکم ہے اور کہا ابن منیر نے کہ جو بخاری نے کہا کہ وہ موقوف ہے اس کی نیت پر یعنی عرفی پر اور احتمال ہے کہ ہو مراد اس کی یہ کہ وہ اس کے ساتھ حانث نہیں ہوتا مگر یہ کہ نیت کرے داخل کرنے اس کے کی اپنی نیت میں سو لیا جاتا ہے اس سے حکم اطلاق کا۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الْكَلَامِ أَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل کلام چار چیزیں ہیں، سبحان اللہ، الحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

فائدہ: یہ حدیث معلق ہے۔

قَالَ أَبُو سُفْيَانَ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى هِرَقْلَ ﴿تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾.

اور کہا ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کی طرف لکھا اے اہل کتاب! آؤ اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے ہرقل کی حدیث دراز کا جو اول صحیح میں گزری اور غرض اس سے اور تمام اس چیز سے جو باب میں مذکور ہے یہ ہے کہ اللہ کا ذکر منجملہ کلام کے ہے اور اطلاق کلمہ کا اوپر مثل سبحان اللہ وبحمدہ کے اطلاق بعض کا ہے کل پر۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ كَلِمَةُ التَّقْوٰى لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کلمہ تقویٰ سے مراد لا الہ الا اللہ ہے

٦١٨٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَآءَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ.

٦١٨٧۔ حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب کے مرنے کا وقت آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے سو فرمایا کہ اے چچا! کہہ لا الہ الا اللہ کہہ لے اس کلمے کو اللہ کے نزدیک اس کلمے کہنے کے سبب میں تیرے واسطے جھگڑوں گا یعنی تیرے اسلام کی گواہی دے کر تجھ کو بخشاؤں گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وفات النبی میں گزری اور غرض اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہہ لا الہ الا اللہ کہہ

لے اس کلمے کو۔ (فتح)

٦١٨٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ.

٦١٨٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو کلمے ہیں زبان پر ہلکے تول میں بھارے اللہ کے نزدیک پیارے ایک تو سبحان اللہ وبحمدہ دوسرا سبحان اللہ العظیم۔

٦١٨٩۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةً وَقُلْتُ أُخْرٰى مَنْ مَّاتَ يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا أُدْخِلَ النَّارَ وَقُلْتُ أُخْرٰى مَنْ مَّاتَ لَا يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا أُدْخِلَ الْجَنَّةَ.

٦١٨٩۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بات فرمائی اور میں نے دوسری کہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مر گیا اس حالت میں کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک جانتا ہو وہ دوزخ میں جائے گا اور میں نے دوسری بات کہی کہ جو مر گیا اس حالت میں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانتا ہو وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ باوجہ ہے کہ کہتا کہ جو مر گیا اس حالت میں کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو نہ داخل ہوگا دوزخ میں لیکن جب کہ بہشت میں داخل ہونا تحقیق تھا موحد کے واسطے تو جزم کیا ساتھ اس کے اگرچہ اخیر میں ہو۔ (فتح).

بَابُ مَنْ حَلَفَ أَنْ لَّا يَدْخُلَ عَلٰى أَهْلِهٖ شَهْرًا وَكَانَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ

جو قسم کھائے کہ اپنے گھر والوں کے پاس مہینہ بھر نہ جائے گا اور مہینہ انتیس دن کا ہو

فائدہ: یعنی پھر داخل ہو تو وہ حانث نہیں ہوتا اور یہ متصور ہے جب کہ واقع ہو قسم بیچ اول جزء مہینے کے اتفاقا اور اگر مہینے کے درمیان واقع ہو اور کم ہو تو کیا متعین ہے کہ انتیس دن پر کفایت کرے اول قول جمہور کا ہے اور قائل ہے ایک گروہ ساتھ دوسرے قول کے اور ساتھ اسی کے قائل ہے ابن عبدالحکم مالکیہ سے۔ (فتح)

٦١٩٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ

٦١٩٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے ایلا کیا یعنی قسم کھائی کہ ایک مہینہ ان پر داخل

أَنَسٍ قَالَ آلٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَآئِهٖ وَكَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهٗ فَأَقَامَ فِيْ مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ.

نہ ہوں گے اور حضرت ﷺ کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا سو انتیس روز بالا خانے میں رہے پھر اترے تو لوگوں نے کہا یا حضرت! آپ نے مہینہ بھر کی قسم کھائی تھی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

بَابٌ إِنْ حَلَفَ أَنْ لَّا يَشْرَبَ نَبِيْذًا فَشَرِبَ طِلَاءً أَوْ سَكَرًا أَوْ عَصِيْرًا لَمْ يَحْنَثْ فِيْ قَوْلِ بَعْضِ النَّاسِ وَلَيْسَتْ هٰذِهٖ بِأَنْبِذَةٍ عِنْدَهٗ

جو قسم کھائے کہ نہ پیئے نچوڑ کھجور کا پھر پیئے طلا یا سکر یا نچوڑ انگور کا تو نہیں حانث ہوتا بعض لوگوں کے قول میں اور نہیں ہیں یہ شرابیں نبیذ نزدیک اس کے۔

فائدہ: نبیذ یہ ہے کہ کھجور کو توڑ کر کے رات کو بھگو کر رکھے اور دن کو اس کا شیرہ پیئے کہا مہلب نے کہ جمہور کا یہ قول ہے کہ جو قسم کھائے کہ بعینہ نبیذ نہ پیئے گا تو وہ اس کے سوائے اور چیز کے پینے سے حانث نہیں ہوتا اور جو قسم کھائے کہ نہ پیئے گا نبیذ کو واسطے اس چیز کے کہ خوف کیا جاتا ہے نشے سے ساتھ اس کے تو وہ حانث ہوتا ہے ساتھ پینے ہر چیز کے جس میں نشے کا خوف ہو اس واسطے کہ تمام شرابیں اس میں داخل ہیں خواہ پکائی گئی ہوں یا نچوڑی گئی ہوں اور سب کا نام نبیذ رکھا جاتا ہے اس واسطے کہ معنی میں سب شرابیں اس کے مشابہ ہیں سو وہ مثل اس شخص کی ہے جو قسم کھائے کہ شراب نہ پیئے گا اور مطلق بولے یعنی کسی خاص قسم شراب کی قید نہ کرے کہ وہ حانث ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو اس پر نام شراب کا کہا ابن بطال نے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ بعض الناس کے ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اس کے پیرو ہیں اس واسطے کہ وہ قائل ہیں اس کے کہ طلا اور عصیر نہیں ہیں نبیذ اس واسطے کہ نبیذ درحقیقت وہ چیز ہے جو پانی میں بھگوئی جائے اور اس میں ڈالی جائے سو مراد بخاری رحمہ اللہ کی ان پر رد کرنا ہے اور توجیہ رد کی باب کی دونوں حدیثوں سے یہ ہے کہ حدیث سہل رضی اللہ عنہ کی تقاضا کرتی ہے کہ جس چیز کے بھگونے کا زمانہ قریب ہو اس کا نام نبیذ رکھا جائے اگرچہ اس کا پینا حلال ہو اور اشربہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث گزر چکی ہے کہ دستور تھا کہ حضرت ﷺ کے واسطے رات کو کھجور بھگوئی جاتی تو صبح کو پیتے اور صبح کو بھگوئی جاتی تو رات کو پیتے اور حدیث سودہ رضی اللہ عنہا کی اس کی تائید کرتی ہے اس واسطے کہ اس نے ذکر کیا ہے کہ اصحاب نبیذ بناتے تھے مری ہوئی بکری کی کھال میں اور نہ نبیذ بناتے ہیں مگر جس کا پینا حلال ہو اور باوجود اس کے اس کا نام نبیذ رکھتے تھے سو نقیع بیچ حکم نبیذ کے ہے جو حد نشے کو نہ پہنچے اور نچوڑ انگور کا جو حد نشے کو پہنچے بیچ معنی نبیذ کھجور کے ہے جو حد نشے کو پہنچے اور حاصل یہ ہے کہ جس چیز کا نام عرف میں نبیذ رکھا جائے اس کے ساتھ اس کی قسم ٹوٹ جاتی ہے مگر یہ کہ کسی خاص معین چیز کی نیت کی ہو پس خاص ہوگی ساتھ اس

کے اور طلا بولا جاتا ہے او پر نچوڑ انگور کے جو پکایا گیا ہو اور یہ کبھی جم جاتا ہے سو نام رکھا جاتا ہے اس کا دبس تو اس کا نام نبیذ بالکل نہیں رکھا جاتا اور کبھی بدستور پتلا رہتا ہے اور اس کا بہت نشہ لاتا ہے سو نام رکھا جاتا ہے اس کا عرف میں نبیذ بلکہ نقل کیا ہے ابن تین نے اہل لغت سے کہ طلا جنس شراب سے ہے اور ابن فارس نے کہا کہ وہ شراب کے ناموں میں سے ہے اور اسی طرح سکر بولا جاتا ہے عصیر پر پہلے اس سے کہ شراب ہو اور بعض نے کہا کہ وہ سکر ہے اس سے اور اس کے غیر سے اور نقل کیا ہے جوہری نے کہ نبیذ اور عصیر وہ چیز ہے جو نچوڑی جائے انگوروں سے سو نام رکھا جاتا ہے اس کا ساتھ اس کے اگرچہ شراب ہو جائے۔ (فتح)

٦١٩١۔ حَدَّثَنِیْ عَلِیٌّ سَمِعَ عَبْدَ الْعَزِیْزِ بْنَ أَبِیْ حَازِمٍ أَخْبَرَنِیْ أَبِیْ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا أُسَیْدٍ صَاحِبَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَسَ فَدَعَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعُرْسِهٖ فَكَانَتِ الْعَرُوْسُ خَادِمَهُمْ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا سَقَتْهُ قَالَ أَنْقَعَتْ لَهٗ تَمْرًا فِیْ تَوْرٍ مِّنَ اللَّیْلِ حَتّٰی أَصْبَحَ عَلَیْهِ فَسَقَتْهُ إِیَّاهُ.

٦١٩١۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو اُسید رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے ساتھی نے شادی کا کھانا کیا اور حضرت ﷺ کو اپنے ولیمہ کے واسطے بلایا سو دلہن ان کی خادم تھی تو سہل رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا تم جانتے ہو کہ اس نے حضرت ﷺ کو کیا پلایا تھا؟ اس نے حضرت ﷺ کے واسطے رات کو تغار میں کھجوریں بھگوئیں اور صبح کے وقت حضرت ﷺ کو پلائیں۔

٦١٩٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِیْلُ بْنُ أَبِیْ خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا ثُمَّ مَا زِلْنَا نَنْبِذُ فِیْهِ حَتّٰی صَارَ شَنًّا.

٦١٩٢۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہماری ایک بکری مرگئی سو ہم نے اس کی کھال کو رنگا پھر ہمیشہ اس میں نبیذ بناتے رہے یہاں تک کہ مشک ہوگئی۔

فائدہ: شن پرانی مشک کو کہتے ہیں اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ سودہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ زہد نہیں تمام ہوتا مگر ساتھ نکلنے کے تمام اس چیز سے کہ اس کا مالک ہو اس واسطے کہ مرنا بکری کا شامل ہے سابق ہونے مالک اس کے کو اور رکھنے اس کے کو اور اس میں جواز بڑھانے مال کا ہے اس واسطے کہ انہوں نے بکری کی کھال لی اور اس کو رنگا اور اس سے فائدہ اٹھایا اس کے بعد کہ پھینکی گئی تھی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے

کھانا اس چیز کا جو کھانے کو ہضم کرے واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے اس پر نبیذ بنانا اور اس میں اضافت فعل کی ہے طرف مالک کی اگرچہ مباشر ہوا اس کو غیر اس کا مانند خادم کے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا حَلَفَ أَنْ لَّا يَأْتَدِمَ فَأَكَلَ تَمْرًا بِخُبْزٍ وَمَا يَكُوْنُ مِنَ الْأُدْمِ

جب قسم کھائے کہ سالن نہ کھائے پھر کھجور کو روٹی کے ساتھ کھائے یعنی تو کیا اس کی قسم ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں اور بیان اس چیز کا کہ حاصل ہوتا ہے اس سے سالن۔

٦١٩٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُوْمٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ لِعَائِشَةَ بِهٰذَا.

۶۱۹۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں پیٹ بھر کر کھایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نے گندم کی روٹی سالن والی سے تین دن پے در پے یہاں تک کہ اللہ سے ملے اور کہا ابن کثیر نے الخ یعنی عابس کی ملاقات عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے جو اول طریق میں عن کے ساتھ روایت ہے۔

٦١٩٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا أَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ أَخَذَتْ خِمَارًا لَّهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبْتُ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَكَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ

۶۱۹۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی ہے میں آپ میں بھوک پہچانتا ہوں سو کیا تیرے پاس کچھ چیز کھانے کی ہے؟ اس نے کہا ہاں سو اس نے جو کی روٹی کے ٹکڑے نکالے پھر اپنی اوڑھنی لی اور روٹی کو اس کے بعض سے لپیٹا پھر مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا سو میں گیا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگ تھے سو میں ان پر کھڑا ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے تجھ کو بھیجا ہے؟ میں نے کہا ہاں! تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ اٹھ کھڑے ہو سو وہ چلے اور میں ان کے آگے چلا یہاں تک کہ میں نے آ کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ام سلیم! البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمارے پاس کھانا نہیں جو ان کو کھلائیں تو

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَّعَهُ قُوْمُوْا فَانْطَلَقُوْا وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَانْطَلَقَ أَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى دَخَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَأَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ قَالَ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ أَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا.

ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول دانا تر ہیں پھر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشوائی کو چلے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے پھر سامنے آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ اندر داخل ہوئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم! جو تیرے پاس ہے تو وہ یہ روٹی لائی کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس روٹی کے سو توڑی گئی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنی کپی نچوڑی سو اس کو سالن بنایا پھر کہا اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اللہ نے چاہا کہ کہیں یعنی اس میں دعا کی پھر فرمایا کہ دس آدمیوں کو اجازت دے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دی سو انہوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے پھر نکلے پھر فرمایا کہ دس کو اجازت دے اس نے ان کو اجازت دی سو انہوں نے بھی کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے پھر فرمایا کہ دس کو اجازت دے سو سب لوگوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے اور سب لوگ ستر یا اسی مرد تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا فادمتہ یعنی ملایا اور مخلوط کیا اس گھی کو ساتھ اس روٹی ٹوٹی ہوئی کے کہا ابن منیر وغیرہ نے کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ کا رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نہیں کہا جاتا ہے کہ اس نے سالن کھایا مگر جب کہ کھائے ساتھ اس چیز کے کہ سالن بنائی جاتی ہے اور مناسبت اس کی عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یہ ہے کہ معلوم ہے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا

کی نفی مطلق سالن کی ہے ساتھ قرینے اس چیز کے کہ معروف ہے تنگ گزران ان کے سے سو کھجور وغیرہ بھی اس میں داخل ہوئی اور کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ ذکر کیا ہو اس حدیث کو اس باب میں واسطے ادنیٰ ملابست کے اور وہ لفظ مادوم کا ہے اس واسطے کہ نہیں پائی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی چیز اپنی شرط پر میں کہتا ہوں اور یہی مراد ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی لیکن ضم کیا جائے ساتھ اس کے اس چیز کو کہ ذکر کی ابن منیر نے کہا ابن منیر نے بہر حال قصہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا تو ظاہر اس کا مناسبت ہے اس واسطے کہ جو گھی کہ کپی کی تہ میں تھا وہ تھوڑا تھا روٹی کے ٹکڑوں کا سالن نہ ہو سکتا تھا جو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے توڑی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی غائت یہ ہے کہ روٹی میں اس کا کچھ ذائقہ ہو جائے سو مشابہ ہوا اس چیز کو جب کہ کھجور کو کھانے کے وقت ملائے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ ہر چیز نام رکھی جاتی ہے وقت اطلاق کے سالن اس واسطے کہ جو قسم کھائے وہ حانث ہوتا ہے جب کہ کھائے اس کو ساتھ روٹی کے اور یہ قول جمہور کا ہے برابر ہے سالن بنایا جائے ساتھ اس کے یا نہ اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس کی قسم نہیں ٹوٹتی جب کہ سالن بنائے ساتھ دہی اور انڈے کے اور مخالفت کی دونوں کی محمد بن حسن نے سو کہا اس نے کہ جو چیز کہ کھائی جائے ساتھ روٹی کے جس پر یہ غالب ہو مانند بھنے ہوئے گوشت اور دہی کے وہ سالن ہے اور مالکیہ سے ہے کہ حانث ہوتا ہے ساتھ ہر چیز کے کہ قسم کھانے والے کے نزدیک سالن ہو اور ہر قوم کی ایک عادت ہے اور مستثنیٰ کیا ہے اس سے بعض نے نمک کو اور حجت جمہور کی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں سو فجر کا کھانا منگوایا سو لائے گئے ساتھ روٹی اور سالن کے گھر کے سالن سے، الحدیث کہا ابن بطال نے کہ ولالت کی اس حدیث نے اس پر کہ جو چیز کہ گھر میں ہو اس چیز سے کہ جاری ہو عادت ساتھ سالن بنانے اس کے کی کہ اس کا نام سالن رکھا جاتا ہے برابر ہے کہ پتلی ہو یا گاڑھی اور بیچ خصوص قسم کے جو مذکور ہے اس ترجمہ میں حدیث یوسف کی ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک ٹکڑا جو کی روٹی کا لیا اور اس پر ایک کھجور رکھی اور فرمایا کہ یہ اس کا سالن ہے اخرجہ ابوداؤ والترمذی اور کہا ابن قصار نے نہیں اختلاف ہے اہل زبان میں کہ جو کوئی بھنے ہوئے گوشت سے روٹی کھائے وہ اس کا سالن ہے اور اس نے سالن کے ساتھ روٹی کھائی سو اگر وہ کہے کہ میں نے بے سالن کے روٹی کھائی تو وہ جھوٹا ہے اور اگر کہے کہ میں نے سالن سے روٹی کھائی تو وہ سچا ہے اور بہر حال قول کوفیوں کا کہ سالن نام ہے واسطے جمع کرنے کے درمیان دو چیزوں کے تو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد یہ ہے کہ روٹی اس میں ہلاک ہو جائے اس طور سے کہ روٹی اس کی تابع ہو جائے ساتھ اس طور کے کہ ایک کی جزیں دوسرے کی جزوں میں داخل ہو جائیں اور یہ نہیں حاصل ہوتا ہے مگر ساتھ اس چیز کے کہ سالن بنائی جاتی ہے ساتھ اس کے سو جواب دیا ہے اس نے جو ان کا مخالف ہے ساتھ اس کے کہ کلام اول مسلم ہے لیکن نہیں ہے کوئی دلیل اوپر دعوے تداخل کے کھانے سے پہلے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد جمع کرنا ہے پھر ہلاک ہونا ساتھ کھانے کے سو متداخل ہوں گے دونوں اس وقت۔ (فتح)

بَابُ النِّيَّةِ فِي الْأَيْمَانِ

قسموں میں نیت کرنا

٦١٩٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلٰى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَّتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

۶۱۹۵۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عملوں کا اعتبار نیت سے ہے اور ہر آدمی کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی سو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہوئی یعنی اس کا ثواب پائے گا اور جس کی ہجرت دنیا کے واسطے ہوئی کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوئی جس کے واسطے اس نے ہجرت کی یعنی دنیا اور عورت۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول بدء الوحی میں گزری اور مناسبت اس کی ترجمہ سے یہ ہے کہ قسم منجملہ اعمال کے ہے سو استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر تخصیص الفاظ کے ساتھ نیت کے زمان میں اور مکان میں اگرچہ نہ ہو لفظ میں وہ چیز جو اس کو تقاضا کرے جیسے مثلا کوئی قسم کھائے کہ زید کے گھر میں داخل نہ ہو اور ارادہ کرے مہینے یا سال کا مثلا یا قسم کھائے کہ نہ کلام کرے زید سے مثلا اور مراد یہ ہو کہ اس کی جگہ میں نہ اور جگہ میں تو نہیں حانث ہوتا ہے جب کہ داخل ہو بعد مہینے کے یا سال کے پہلی صورت میں اور نہ جب کہ کلام کرے اس سے اور گھر میں دوسری صورت میں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ نے اور اس کے تابعداروں نے اس کے حق میں جو کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو تجھ کو طلاق ہے اور نیت کرے عدد کی تو عدد مذکور معتبر ہے اگرچہ اس کو زبان سے نہ بولے اور اسی طرح جو شخص کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو تو بائن ہے تو اس کی نیت معتبر ہے اگر تین کی نیت کی ہو تو بائن ہو جاتی ہے اور اگر اس سے کم کی نیت کی ہو تو رجع واقع ہوتی ہے اور خلاف کیا ہے حنفیہ نے دونوں صورتوں میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ قسم کا اعتبار قسم کھانے والے کی نیت پر ہے لیکن آدمیوں کے حقوق کے سوائے اور چیزوں میں کہ اس کا اعتبار قسم لینے والے کی نیت پر ہے اور نہیں نفع دیتا ہے اس میں توریہ جب کہ اس کے ساتھ غیر کا حق چھین لے اور یہ اس وقت ہے جب کہ دونوں محاکمہ کریں لیکن غیر محاکمہ میں سو کہا اکثر نے کہ اعتبار حالف کی نیت کا ہے اور کہا مالک رحمہ اللہ اور ایک گروہ نے کہ اعتبار محلوف لہ کی نیت کا ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ جو دعویٰ کرے حق کا کسی

مرد پر اور اس کو حاکم قسم دے تو پکی ہوتی ہے قسم اس کی اس چیز پر جو حاکم نے نیت کی ہو اور نہیں جائز ہے اس کے واسطے توریہ اتفاقاً اور اگر قسم کھائے بغیر قسم طلب کرنے حاکم کے تو جائز ہے اس کو توریہ لیکن اگر اس کے ساتھ حق باطل کرے تو گنہگار ہوتا ہے اگرچہ اس کی قسم نہیں ٹوٹتی اور یہ حکم کل اس وقت ہے جب کہ اللہ کی قسم کھائے اور اگر قسم کھائے ساتھ طلاق کے یا عتاق کے تو نفع دیتا ہے اس کو توریہ اگرچہ قسم دے اس کو حاکم اس واسطے کہ حاکم کو جائز نہیں کہ اس کو اس کی قسم دے اسی طرح مطلق کہا ہے اس نے اور لائق ہے یہ کہ نہ نفع دے اس کو توریہ اس چیز میں جب کہ حاکم اس کے ساتھ قسم دینے کو جائز رکھتا ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَهْدٰى مَالَهٗ عَلٰى وَجْهِ النَّذْرِ وَالتَّوْبَةِ — جب تحفہ بھیجے اپنے مال کو بطورِ نذر کے اور توبہ کے

فائدہ: کہا کرمانی نے قول اس کا اھدی یعنی تصدق کرے اپنے مال کو یا ٹھہرائے اس کو تحفہ مسلمانوں کا اور یہ اول باب ہے نذر کا اور نذر لغت میں التزام خیر یا شر کا ہے اور شرع میں التزام مکلّف کا ہے ایک چیز کو کہ نہ ہو اس پر واجب حال میں یا معلق اور وہ دو قسم پر ہے ایک نذر تبرر دوسری قسم نذر لجاج اور نذر تبرر کی پھر دو قسمیں ہیں ایک وہ ہے کہ قربت طلب کی جائے ساتھ اس کے ابتدا جیسے کہے کہ واسطے اللہ کے ہے مجھ پر کہ میں ایسا روزہ رکھوں اور ملحق ہے ساتھ اس کے یہ کہ کہے واسطے اللہ کے ہے مجھ پر یہ کہ میں ایسا روزہ رکھوں گا واسطے شکر کرنے کے اس چیز پر کہ انعام کی مجھ پر میرے بیمار کی شفا سے مثلاً اور البتہ نقل کیا ہے بعض نے اتفاق اوپر صحیح اور مستحب ہونے اس کے اور ایک وجہ میں ہے کہ نہیں پکی ہوتی ہے دوسری قسم وہ ہے کہ قربت طلب کی جائے ساتھ اس کے معلق ساتھ ایک چیز کے کہ نفع اٹھائے ساتھ اس کے جب کہ حاصل ہو اس کے واسطے جیسے کہے کہ اگر میرا غائب آیا تو مجھ پر روزہ ایسا مثلاً اور معلق لازم ہے اتفاقاً اور اسی طرح منجز بھی راجح قول پر اور نذر لجاج بھی دو قسم پر ہے ایک وہ ہے کہ معلق کرے اس کو اوپر کرنے حرام چیز کے یا ترک کرنے واجب کے سو نہیں پکی ہوتی یہ نذر راجح قول میں مگر یہ کہ فرض کفایہ ہو یا اس کے فعل میں مشقت ہو سو لازم ہے اس پر اور ملحق ہے ساتھ اس کے وہ نذر کہ معلق کرے اس کو اوپر فعل مکروہ کے دوسری قسم وہ نذر ہے کہ معلق کرے اس کو اوپر فعل خلاف اولیٰ کے یا مباح کے یا ترک کرنے مستحب کے اور اس میں علماء کے تین قول ہیں وفا کرنا یا کفارہ قسم کا یا دونوں کے درمیان اختیار اور اختلاف ہے ترجیح میں نزدیک شافعیہ کے اور اسی طرح نزدیک حنابلہ کے اور جزم کیا ہے حنفیہ نے ساتھ کفارے قسم کے تمام میں اور مالکیہ کے نزدیک یہ قسم بالکل منعقد نہیں ہوتی۔ (فتح)

٦١٩٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

٦١٩٦۔ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھا وہ کھینچنے والا کعب رضی اللہ عنہ کا اس کی اولاد سے جب کہ وہ اندھے

أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِّنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِيْ حَدِيْثِهِ ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ فَقَالَ فِيْ آخِرِ حَدِيْثِهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنِّيْ أَنْخَلِعُ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ.

ہوئے کہا اس نے سنا میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے اس کی حدیث میں اور ان تین شخصوں پر جو پیچھے ڈالے گئے سو کہا بیچ آخر حدیث اپنی کے کہ میری توبہ سے ہے یہ کہ میں اپنے تمام مال سے نکلوں اور ننگا ہو جاؤں یعنی جیسے آدمی ننگا ہو جاتا ہے جب کہ اپنے کپڑے اتارے اس حال میں کہ صدقہ ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لے کہ وہ تیرے حق میں بہتر ہے۔

فائدہ: اگر کوئی نذر مانے کہ اپنے تمام مال کو خیرات کرے تو اس کے حق میں علماء کو اختلاف ہے دس قول پر سو کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ لازم ہے اس کو تہائی اپنے مال سے واسطے اس حدیث کے اور اس میں نزاع ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ نے نہیں تصریح کی ساتھ لفظ نذر کے اور نہ ساتھ معنی اس کے بلکہ احتمال ہے کہ اس نے نذر کو بالفعل کہنے کے وقت ادا کیا ہو اور احتمال ہے کہ اس کا ارادہ کیا ہو سو اجازت مانگی ہو اور اپنے مال سے الگ ہونا جو اس نے ذکر کیا ہے نہیں ہے ظاہر بیچ صادر ہونے نذر کے اس سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ اس نے ارادہ کیا کہ پکا کرے اپنی توبہ کو ساتھ خیرات کرنے تمام مال اپنے کے واسطے شکر ادا کرنے اللہ کے اس چیز پر جو اللہ نے اس پر انعام کی اور کہا خاکہانی نے کہ تھا اولیٰ واسطے کعب رضی اللہ عنہ کے یہ کہ مشورہ لے اور نہ تنہا ہو اپنی رائے سے لیکن گویا کہ قائم ہوا نزدیک اس کے حال واسطے خوش ہونے اس کے اپنی توبہ سے ظاہر ہوا اس کے واسطے کہ اپنے سب مال کو خیرات کرنا مستحق ہے اوپر اس کے بیچ ادا کرنے شکر کے سو وارد کیا مشورہ لینے کو ساتھ صیغہ جزم کے اور شاید مراد اس کی یہ ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ تنہا ہوا اپنی رائے سے اس میں کہ اس نے جزم کیا ساتھ اس کے کہ اس کی توبہ سے ہے یہ کہ نکلے اپنے تمام مال سے لیکن اس نے اس کو فوراً اسی وقت جاری کیا اور کہا ابن منیر نے نہیں یقین کیا کعب رضی اللہ عنہ نے ساتھ نکلنے کے کہ میں اپنے مال سے نکلا بلکہ مشورہ لیا کہ کیا ایسا کرے یا نہ میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ اس نے استفہام کیا ہو اور استفہام کے حرف کو حذف کر دیا ہو اور اسی واسطے راجح نزدیک بہت علماء کے وجوب وفا کا ہے اس کے واسطے جو التزام کرے کہ صدقہ کرے اپنے تمام مال کو مگر جب کہ ہو بطور قربت کے اور بعض نے کہا اگر مالدار ہو تو لازم ہے اس پر اور اگر محتاج ہو تو اس پر کفارہ قسم کا ہے اور یہ قول لیث کا ہے اور موافق ہوا ہے اس کو ابن وہب اور زیادہ کیا ہے اس نے کہ اگر متوسط حال تو بقدر زکوٰۃ اپنے مال کے نکالے اور اخیر قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے بغیر تفصیل

کے اور یہ قول ربیعہ کا ہے اور شعبی سے منقول ہے کہ اس پر بالکل کوئی چیز لازم نہیں ہے اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ لازم ہے مالدار پر دسواں حصہ اور متوسط پر ساتواں حصہ اور مملق پر پانچواں حصہ اور بعض نے کہا کہ لازم ہے کل مگر نذر لجاج میں کہ اس میں کفارہ قسم کا ہے اور سحنون سے منقول ہے کہ لازم ہے اس پر کہ نکالے مال جو اس کو ضرر کرے اور ثوری اور اوزاعی اور ایک جماعت سے منقول ہے کہ لازم ہے اس پر کفارہ قسم کا بغیر تفصیل کے اور نخعی سے روایت ہے کہ لازم ہے اس پر کل بغیر تفصیل کے اور جب یہ مقرر ہوا تو مناسبت حدیث کعب رضی اللہ عنہ کے واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ جو ہدیہ کرے یا خیرات کرے اپنے تمام مال کو جب کہ توبہ کرے گناہ سے یا جب کہ نذر مانے تو کیا جاری ہوتا ہے یہ جب کہ اس کو کہنے کے وقت دے یا معلق کرے اور قصہ کعب رضی اللہ عنہ کا موافق ہے واسطے پہلی صورت کے اور وہ تنجیز یعنی کہنے کے وقت فوراً دے دینا لیکن نہیں صادر ہوئی اس سے تنجیز جیسا کہ مقرر ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے مشورہ لیا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو صلاح دی ساتھ رکھ لینے کچھ مال کے سو ہو گا اولیٰ اس شخص کے واسطے کہ صدقہ کرے اپنے تمام مال کو وقت کہنے کے فوراً یا معلق کرے اس کو یہ کہ اپنا کچھ مال رکھ لے اور نہیں لازم آتا اس سے کہ اگر اس کو کہنے کے وقت فوراً دے دیتا تو نافذ نہ ہوتا اور پہلے گزر چکا ہے کتاب الزکوۃ میں اشارہ اس طرف کہ اپنے تمام مال کو خیرات کرنا مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص کے سو جو ان پر قوی ہو اپنے جی میں جانتا ہو کہ اس پر صبر کر سکے گا تو نہیں منع ہے اور اسی پر محمول ہے فعل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اور مقدم کرنا انصار کا مہاجرین کو اپنے نفس پر اگرچہ ان کو فاقہ ہو اور جو اس پر قوی نہ ہو اور صبر نہ کر سکے تو اس کو تمام مال کا خیرات کرنا منع ہے اور اسی پر محمول ہے یہ حدیث کہ نہیں ہے صدقہ مگر مالداری سے اور ایک لفظ میں یوں ہے کہ بہتر صدقہ وہ ہے جو مالداری سے ہو یعنی اگر صدقہ کرے تو اپنا سب مال خیرات نہ کر ڈالے بلکہ کچھ اپنے پاس بھی رکھ لے کہا ابن دقیق العید نے کہ کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ واسطے صدقہ کے اثر ہے بیچ مٹانے گناہوں کے اور اسی واسطے مشروع ہے کفارہ مالی اور لیا جاتا ہے کعب رضی اللہ عنہ کے قول سے کہ میری توبہ سے ہے یہ الخ کہ صدقہ کے واسطے اثر ہے بیچ قبول ہونے توبہ کے کہ ثابت ہوتا ہے ساتھ حاصل ہونے اس کے سے مٹنا گناہوں کا اور حجت اس میں تقریر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے واسطے کعب رضی اللہ عنہ کے اوپر قول مذکور کے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا حَرَّمَ طَعَامَهُ — جب حرام کرے طعام کو

فائدہ: اور یہ مثل نذر لجاج کی ہے اور وہ یہ ہے کہ کہے مثلاً کہ فلانا کھانا یا فلانا شربت پانی مجھ پر حرام ہے یا یوں کہے کہ میں نے نذر مانی کہ فلانا کھانا نہ کھاؤں گا یا فلانی چیز نہ پیوں گا اور راجح قول علماء کا یہ ہے کہ یہ نذر پکی نہیں ہوتی مگر یہ کہ اس کے ساتھ قسم کو جوڑے سو لازم ہے اس پر کفارہ قسم کا۔ (فتح)

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ — اور اللہ نے فرمایا کہ اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے تو اس

مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ﴾ وَقَوْلُهُ ﴿لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾.

چیز کو جو اللہ نے تیرے واسطے حلال کی اپنی بیویوں کی رضا مندی چاہنے کو اور اللہ نے فرمایا کہ نہ حرام کرو ستھری چیزیں جو اللہ نے تمہارے واسطے حلال کیں۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے اختلاف بیچ کتاب الطلاق کے اور کیا یہ آیت ماریہ کے حرام کرنے میں اتری یا شہد کے حرام کرنے میں اتری اور دوسرے قول کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس واسطے کہ بیان کیا ہے اس کو باب میں اور لیا جاتا ہے حکم کھانے کا حکم پینے کے سے کہا ابن منذر نے کہ اختلاف ہے اس شخص کے حق میں جو اپنے اوپر کھانے یا پینے کو حرام کرے جو حلال ہو سو کہا ایک گروہ نے کہ نہیں حرام ہوتا ہے اس پر اور لازم ہے اس پر کفارہ قسم کا اور یہ قول اہل عراق کا ہے اور کہا ایک گروہ نے کہ نہیں لازم ہے اس پر کفارہ مگر یہ کہ قسم کھائے اس قول کی ترجیح کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے واسطے قول اس کے کہ البتہ میں نے قسم کھائی اور یہ قول مسروق اور شافعی اور مالک کا ہے لیکن مستثنیٰ کیا ہے مالک نے عورت کو سو کہا کہ اس پر طلاق پڑ جاتی ہے کہا اسماعیل قاضی نے کہ فرق درمیان عورت اور لونڈی کے یہ ہے کہ اگر یوں کہے کہ میری عورت مجھ پر حرام ہے تو وہ فراق ہے جس کا اس نے التزام کیا سو اس کو طلاق پڑ جاتی ہے اور اگر اپنی لونڈی سے کہا بغیر اس کے کہ قسم کھائے تو اس نے لازم کیا ہے اپنے نفس پر جو اس پر لازم نہ تھا پس نہیں حرام ہوتی ہے اس پر لونڈی اس کی کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں واقع ہوتی ہے اس پر کچھ چیز جب کہ نہ قسم کھائے لیکن اگر طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق پڑ جاتی ہے یا آزاد کرنے کی پس آزاد ہو جاتی ہے اور ایک قول اس کا یہ ہے کہ لازم ہے کفارہ قسم کا اور یہ آیت جو نقل کی کہ نہ حرام کرو ستھری چیزیں تو شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ روایت کی ثوری نے اپنی جامع میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ ان کے پاس کھانا لایا گیا تو ایک مرد الگ ہوا سو اس نے کہا کہ میں نے اس کو حرام کیا ہے سو میں اس کو نہ کھاؤں گا تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریب ہو اور کہا اور اپنی قسم کا کفارہ دے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی ﴿لَا تَعْتَدُوْا﴾ تک۔ (فتح)

٦١٩٧۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَزْعُمُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ

٦١٩٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زینب رضی اللہ عنہا (اپنی بیوی) کے پاس ٹھہرتے تھے اور اس کے پاس شہد پیتے تھے سو میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپس میں عہد و پیمان کیا ہم میں سے جس کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوں تو چاہیے کہ کہے کہ بیشک میں آپ سے مغافیر کی بو پاتی ہوں آپ نے مغافیر کھایا؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں میں سے

أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرَ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ فَدَخَلَ عَلٰى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُوْدَ لَهُ فَنَزَلَتْ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ﴾ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلٰى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيْثًا﴾ لِقَوْلِهِ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا وَ قَالَ لِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ هِشَامٍ وَلَنْ أَعُوْدَ لَهُ وَقَدْ حَلَفْتُ فَلَا تُخْبِرِيْ بِذٰلِكِ أَحَدًا.

ایک کے پاس اندر تشریف لے گئے تو اس نے یہ بات آپ سے کہی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں نے زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا اور پھر کبھی نہیں پیوں گا تو یہ آیت اتری اے نبی! تو کیوں حرام کرتا ہے اس چیز کو جو اللہ نے تیرے واسطے حلال کی اللہ کے اس قول تک کہ اگر تم دونوں توبہ کرو طرف اللہ کی عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے واسطے یعنی اللہ کے قول ان تتوبا میں مراد عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں اور مراد اللہ کے قول ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلٰى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيْثًا﴾ سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے نہیں بلکہ میں نے شہد پیا ہے اور کہا ابراہیم نے ہشام سے اور میں پھر کبھی نہیں پیوں گا اور البتہ میں نے قسم کھائی سو کسی کو اس کی خبر نہ دینا۔

فائدہ: یہ حدیث یہاں مختصر ہے اور دوسری جگہ بخاری میں تمام منقول ہے اختصار کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے یہاں ان کلموں پر جو متعلق ہیں ساتھ قسم کی آیتوں سے اور اس میں نام رکھنا ہے بعض مبہم آدمیوں وغیرہ کا۔ (فتح)

بَابُ الْوَفَآءِ بِالنَّذْرِ
نذر کو پورا کرنا یعنی حکم اس کا یا فضیلت اس کی

وَقَوْلِهِ ﴿يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ﴾

اور اللہ نے فرمایا پورا کرتے ہیں نذر کو

فائدہ: اس سے لیا جاتا ہے کہ نذر کو پورا کرنا قربت ہے واسطے ثنا کرنے کے اس کے فاعل پر لیکن یہ مخصوص ہے ساتھ نذر طاعت کے اور روایت کی طبری نے مجاہد کے طریق سے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب نذر مانتے ہیں اللہ کی اطاعت میں کہا قرطبی نے کہ نذر ان عقود میں سے ہے جن کے پورا کرنے کا حکم ہے اور ثنا کی گئی ہے اس کے فاعل پر اور اعلیٰ قسم اس کی وہ ہے جو کسی چیز کے ساتھ معلق نہ ہو جیسے کوئی بیماری سے اچھا ہو سو وہ کہے کہ میں نے اللہ کی نذر مانی کہ اتنے روزے رکھوں گا یا اتنی خیرات کروں گا واسطے شکر اللہ کے اور متصل ہے ساتھ اس کے جو معلق ہو ساتھ فعل طاعت کے جیسے کہے کہ اگر اللہ نے میرے بیمار کو شفا دی تو اتنے روزے رکھوں گا یا اتنی نماز پڑھوں گا اور جو اس کے سوائے ہے اس کے اقسام سے مانند نذر لجاج کی جیسے کوئی اپنے غلام کو بھاری جانے تو اس کے آزاد کرنے کی نذر مانے تا کہ اس کی صحبت سے خلاص ہو سو نہیں قصد کرتا ہے اس سے قربت کا یا بوجھ ڈالے اپنے نفس پر سو نذر مانے بہت نماز کی یا بہت روزوں کی جو اس پر دشوار ہو اور اس کے کرنے سے ضرر پائے سو یہ مکروہ ہے اور کبھی اس کی بعض

قسم حرام کو بھی پہنچتی ہے۔ (فتح)

٦١٩٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْحَارِثِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَوَلَمْ يُنْهَوْا عَنِ النَّذْرِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ النَّذْرَ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَلَا يُؤَخِّرُ وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِالنَّذْرِ مِنَ الْبَخِيْلِ.

٦١٩٨۔ حضرت سعید بن حارث سے روایت ہے کہ اس نے سنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہتے تھے کہ کیا تم نہیں منع کیے گئے نذر ماننے سے؟ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک نذر نہ کسی چیز آگے کرتی ہے اور نہ پیچھے کرتی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نذر کے سبب سے تو البتہ بخیل کا مال خرچ ہوتا ہے یعنی اس اعتقاد سے کہ نذر سے تقدیر ٹل جاتی ہے نذر ماننا بے فائدہ ہے۔

فائدہ: اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث میں نہی کا ذکر نہیں یعنی جو اس نے مرفوع حدیث بیان کی ہے اس میں نہی کے ساتھ تصریح نہیں کی لیکن مسلم کی روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا نذر ماننے سے اور ایک روایت میں ہے کہ نذر کسی چیز کو نہیں ٹالتی اور یہ عام تر ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف تعلیل نہی کے نذر ماننے سے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس نذر میں سو بعض نے اس کو ظاہر پر حمل کیا ہے اور بعض نے اس کی تاویل کی ہے کہا ابن اثیر نے نہایہ میں کہ مکرر آئے ہے نہی نذر سے حدیث میں اور وہ تاکید ہے واسطے امر اس کے کی اور تحذیر ہے سستی کرنے سے ساتھ اس کے بعد واجب کرنے اس کے کی اور اگر اس کے معنی یہ ہوتے کہ مراد زجر کرنا ہے اس سے تاکہ نہ کی جائے تو البتہ ہوتا اس میں باطل کرنا اس کے حکم کا اور اس کا وفا کرنا لازم نہ ہوتا اس واسطے کہ وہ نہی سے گناہ اور نافرمانی ہو جاتا پس نہ لازم ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معنی حدیث کے اور مراد اس سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معلوم کروایا کہ نذر ماننا نہ اس کو دنیا میں فائدہ دیتا ہے اور نہ ان سے ضرر کو پھیرتا ہے اور نہ تقدیر کو متغیر کرتا ہے فرمایا کہ نہ نذر کرو اس پر کہ تم پاؤ نذر کے ساتھ وہ چیز جو اللہ نے تمہاری تقدیر میں نہیں لکھی یا ٹالو ساتھ اس کے اپنے اوپر سے وہ چیز جو اللہ نے تم پر مقدر کی سو جب تم نذر مانو تو اس کو پورا کرو اس واسطے کہ جو نذر کہ تم نے مانی وہ تمہارے واسطے لازم ہے اور کہا ابو عبید نے کہ وجہ نہی کی نذر سے اور تشدید بیچ اس کے نہیں ہے وہ کہ گناہ ہو اور اگر گناہ ہوتا تو نہ حکم کرتا اللہ اس کے پورا کرنے کا اور نہ تعریف کیا جاتا فاعل اس کا لیکن وجہ اس کی میرے نزدیک تعظیم شان نذر کی ہے اور تغلیظ امر اس کے کی تاکہ نہ سستی کی جائے ساتھ اس کے اور نہ ترک کیا جائے وفا کرنا ساتھ اس کے پھر استدلال کیا اس نے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے رغبت دلانے سے اوپر وفا کرنے کے ساتھ اس کے کتاب اور سنت میں اور یہ میرے نزدیک بعید ہے ظاہر حدیث سے اور احتمال ہے کہ ہو مراد حدیث سے یہ کہ نذر ماننے والا لاتا ہے ساتھ قربت کے اس کو بھاری جانتا ہے اس واسطے کہ وہ اس پر لازم ہو جاتی ہے اور جو چیز

کہ لازم ہو اس کو آدمی خوش دلی سے نہیں کرتا جیسا کہ مطلق الاختیار کرتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو سبب اس کا کہ نہ ڈرنے جب کہ نہیں نذر کی قربت کی مگر اس شرط سے کہ اس کی مراد حاصل ہو تو ہو گیا یہ مانند معاوضہ کی جو قدح کرتا ہے متقرب کی نیت میں اور اشارہ کرتا ہے اس تاویل کی طرف قول حضرت ﷺ کا دوسری حدیث میں کہ نذر نہیں لاتی ہے خیر کو اور قول اس کا کہ نذر نہیں قریب کرتی آدمی سے وہ چیز جو اللہ نے اس کے واسطے مقدر نہیں کی اور یہ مانند نص کی ہے اس تعلیل پر اور احتمال اول عام ہے انواع نذر کو دوسرا خاص کرتا ہے نوع مجازات کو اور زیادہ کیا ہے قاضی نے اور کہا جاتا ہے کہ اخبار ساتھ اس کے واقع ہوئی ہے بطور اعلام کے کہ وہ نہیں غالب ہے تقدیر پر اور نہیں آتی ہے خیر اس کے سبب سے اور نہیں اعتقاد خلاف اس کے سے ہے اس خوف سے کہ واقع ہو یہ بعض جاہلوں کے گمان میں کہا اس نے اور محصل مذہب مالک کا یہ ہے کہ وہ مباح ہے مگر جب کہ ہو موبد واسطے مکرر ہونے اس کے اوقات میں سو کبھی بھاری ہوتا ہے اس پر فعل اس کا سو کرتا ہے اس کو ساتھ تکلف کے بغیر خوش دلی کے اور بغیر خالص نیت کے پس اس وقت مکروہ ہوتی ہے اور یہ ایک معنی ہیں حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ نذر نہیں لاتی ہے خیر کو یعنی اس کا انجام محمود نہیں اور کبھی دشوار ہوتا ہے وفا کرنا ساتھ اس کے اور کبھی اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ نہیں ہوتی ہے وہ سبب اس خیر کا کہ مقدر نہیں اور اس احتمال اخیر کو اختیار کیا ہے ابن دقیق العید نے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ معنی حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ وہ نہیں لاتی ہے خیر کو یہ ہیں کہ نہیں دفع کرتی ہے تقدیر کو کچھ جیسا کہ دوسری روایتوں نے اس کو بیان کیا ہے اور کہا خطابی نے کہ یہ باب علم کا غریب ہے اور وہ یہ ہے کہ منع کیا جائے ایک فعل سے یہاں تک کہ اگر کیا جائے تو واجب ہو جائے اور البتہ ذکر کیا ہے اکثر شافعیہ نے نص شافعی رحمہ اللہ سے کہ نذر مکروہ ہے واسطے ثابت ہونے نہی کے اس سے اور اسی طرح منقول ہے مالکیہ سے اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن دقیق العید نے اور اشارہ کیا ہے ابن عربی نے طرف خلاف کے ان سے اور جزم شافعیہ سے ساتھ کراہت کے اور حجت ان کی یہ ہے کہ نہیں ہے وہ طاعت محض اس واسطے کہ نہیں مقصود ہے اس سے خالص قربت اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقصود اس کا یہ ہے کہ اپنے نفس کو نفع دے یا اس سے ضرر کو ٹالے ساتھ اس چیز کے کہ التزام کیا ہے اس نے اس کا اور جزم کیا ہے حنابلہ نے ساتھ کراہت کے اور ایک روایت میں ان کے نزدیک کراہت تحریم ہے اور توقف کیا ہے بعض نے اس کی صحت میں اور کہا ترمذی نے اس کے بعد کہ باب باندھا باب کراہت نذر کا اور وارد کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اور اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت آئی ہے اور عمل اس پر ہے نزدیک بعض اہل علم کے حضرت ﷺ کے اصحاب وغیرھم سے انہوں نے نذر کو مکروہ رکھا ہے کہا ابن دقیق العید نے کہ اس میں اشکال ہے قواعد پر اس واسطے کہ قاعدہ چاہتا ہے کہ وسیلہ طاعت کا طاعت ہو جیسا کہ وسیلہ گناہ کا گناہ ہے اور نذر وسیلہ ہے طرف التزام قربت کے سو لازم ہے کہ قربت ہو مگر یہ کہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر کراہت کے پھر اشارہ کیا کہ فرق ہے درمیان نذر مجازات

کے سو محمول ہے نہی اوپر اس کے اور درمیان نذر ابتدا کے سو وہ قربت محض ہے اور کہا ابن ابی الدم نے شرح وسیط میں کہ قیاس مستحب ہونا اس کا ہے اور مختار یہ ہے کہ وہ خلاف اولیٰ ہے اور نزاع کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ خلاف اولیٰ درج ہے بیچ عموم نہی کے اور مکروہ وہ ہے کہ خاص کر اس سے منع کیا گیا ہو اور البتہ ثابت ہو چکی ہے نہی نذر سے خاص کر کے سو ہو گی مکروہ اور جزم کیا ہے قرطبی نے مفہم میں ساتھ حمل کرنے نہی کے اوپر نذر مجازات کے یعنی جس نذر میں عوض مقصود ہو سو کہا اس نے کہ اس نہی کا محل وہ ہے کہ کہے مثلا کہ اگر اللہ نے میرے بیمار کو شفا دی تو لازم ہے کہ میں صدقہ دوں گا اور وجہ کراہت کی یہ ہے کہ جب موقوف رکھا اس نے فعل قربت مذکورہ کو اوپر حصول غرض مذکور کے تو ظاہر ہوا کہ اس کی نیت محض تقرب الی اللہ کی نہیں واسطے اس چیز کے کہ صادر ہوئی اس سے بلکہ اس میں معاوضہ کے راہ چلا ہے اور اس کو واضح کرتا ہے یہ کہ اگر اس کے بیمار کو شفا نہ ہوتی تو نہ خیرات کرتا وہ چیز جو معلق کی اس کی شفا پر اور یہ حالت بخیل کی ہے اس واسطے کہ وہ نہیں نکالتا اپنے مال سے کچھ چیز مگر ساتھ عوض دنیاوی کے جو زیادہ ہو غالبا اس چیز پر جو اس نے نکالی اور نہیں معنی کی طرف اشارہ ہے اس حدیث میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نذر کے سبب سے بخیل کا مال خرچ ہوتا ہے جو بخیل نہ نکالنے والا تھا اور کبھی منضم ہوتا ہے طرف اس کی اعتقاد جاہل کا جو گمان کرتا ہے کہ نذر واجب کرتی ہے حصول اس غرض کو یا اللہ کرتا ہے اس غرض کو بسبب اس نذر کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے حدیث میں کہ نذر اللہ کی تقدیر سے کچھ چیز نہیں ٹالتی اور پہلی حالت کفر کے قریب ہے اور دوسری حالت خطا صریح ہے میں کہتا ہوں بلکہ یہ بھی کفر کے قریب ہے پھر نقل کیا ہے قرطبی نے علماء سے حمل کرنا نہی کا جو وارد ہے حدیث میں اوپر کراہت کے اور کہا جو میرے واسطے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ تحریم پر ہے اس شخص کے حق میں جس پر اس اعتقاد فاسد کا خوف ہو سو اسی کی طرف اقدام کرنا حرام ہوگا اور کراہت اس کے حق میں ہے جس کا یہ اعتقاد نہ ہو اور یہ تفصیل خوب ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قصہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جو راوی حدیث کا ہے بیچ نہی کے نذر سے اس واسطے کہ وہ نذر مجازات میں ہے اور البتہ روایت کی طبری نے قتادہ سے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ﴾ کہا کہ تھے نذر مانتے بیچ طاعت اللہ کی کے نماز اور روزے اور حج اور زکوۃ وغیرہ سے اور اس چیز سے کہ اللہ نے ان پر فرض کی تو اللہ نے ان کا نام ابرار رکھا اور یہ صریح ہے اس میں کہ ثنا واقع ہوئی بیچ غیر نذر مجازات کے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں طرف جمع کی درمیان آیت اور حدیث کے ساتھ اس کے اور کبھی مشعر ہے تعبیر ساتھ بخیل کے کہ منع وہ نذر ہے جس میں مال ہو سو ہو گی خاص تر نذر مجازات سے لیکن کبھی موصوف ہوتا ہے ساتھ بخل کے جو سست ہو طاعت سے پھر نقل کیا ہے قرطبی نے اتفاق اس پر کہ واجب ہے وفا کرنا ساتھ نذر مجازات کے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو نذر مانے کہ اللہ کی اطاعت کرے تو چاہیے کہ اس کی اطاعت کرے اور نہیں فرق کیا درمیان معلق اور غیر معلق کے اور اتفاق مسلم ہے لیکن حدیث کا وجوب پر دلالت کرنا مسلم نہیں۔ (فتح)

۶۱۹۹۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَلٰكِنَّهُ يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ.

۶۱۹۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نذر سے منع کیا اور فرمایا کہ نذر نہیں پھیرتی کسی چیز کو لیکن اس کے سبب سے بخیل کا مال خرچ ہوتا ہے۔

فائدہ: استخراج کا بیان ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئے گا جو اس کے بعد ہے۔

۶۲۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْتِي ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ يَكُنْ قُدِّرَ لَهُ وَلٰكِنْ يُلْقِيْهِ النَّذْرُ إِلَى الْقَدَرِ قَدْ قُدِّرَ لَهُ فَيَسْتَخْرِجُ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ فَيُؤْتِيْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ يُؤْتِيْ عَلَيْهِ مِنْ قَبْلُ.

۶۲۰۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں لاتی نذر آدمی کو کچھ چیز جو میں نے اس کی تقدیر میں نہ لکھی ہو لیکن شان یہ ہے کہ ڈالتی ہے اس کو نذر طرف قدر کی جو اس کے واسطے مقدر کی گئی سو نکالتا ہے اللہ بسبب اس کے بخیل سے سو دیتا ہے مجھ کو اس پر وہ چیز کہ نہ تھا کہ دیتا مجھ کو اس پر پہلے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں ہے لیکن کبھی نذر تقدیر کے موافق پڑ جاتی ہے تو اس کے سبب سے بخیل کا مال نکالا جاتا ہے جو نہ تھا بخیل کہ اس کے نکالنے کا ارادہ کرے اور یہی ہے مراد حضرت ﷺ کے اس قول سے لیکن ڈالتی ہے اس کو نذر طرف قدر کے، الخ اور یہ روایت مطابق ہے واسطے باب القاء العبد النذر الی القدر جو پہلے مذکور ہوا اور اگر کوئی کہے کہ تقدیر ہی ہے جو آدمی کو نذر کی طرف ڈالتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ تقدیر نذر کی غیر تقدیر القا کے ہے سو پہلی بے قرار کرتی ہے اس کو طرف نذر کی اور نذر بے قرار کرتی ہے اس کو طرف دینے کے اور یہ جو فرمایا کہ جو میں نے اس کے واسطے مقدر نہ کی ہو تو یہ حدیث قدسی ہے لیکن ساقط ہوئی ہے اس سے تصریح ساتھ نسبت کرنے اس کے کی طرف اللہ کی اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نکالا جاتا ہے ساتھ اس سبب کے بخیل سے جو نہ تھا بخیل کہ ارادہ کرے اس کے نکالنے کا اور یہ واضح تر روایت ہے کہا بیضاوی نے اور عادت لوگوں کی معلق کرنا نذر کا ہے اوپر حاصل کرنے منفعت کے یا دفع کرنے ضرر کے سو منع کیا گیا اس سے کہ وہ بخیلوں کا فعل ہے اس واسطے کہ سخی جب ارادہ کرتا ہے قربت الی اللہ کا تو اس کی طرف جلدی کرتا ہے اور بخیل کا نفس نہیں مانتا کہ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز نکالے مگر بیچ مقابلے عوض کے کہ اول اس کو پورا لے سو التزام کرتا ہے اس کا بیچ مقابلے اس چیز کے کہ حاصل ہو اس کے واسطے اور یہ نہیں ٹالتا ہے تقدیر سے کسی چیز کو سو نہیں ہانکتا ہے اس کی طرف خیر کو جو اس کی تقدیر میں نہ لکھی گئی ہو اور نہیں ٹالتا

ہے اس سے بدی کو جو اس پر مقدر کی گئی ہو لیکن نذر کبھی تقدیر کے موافق پڑ جاتی ہے سو نکالتی ہے بخیل سے وہ چیز کہ اگر نذر نہ ہوتی تو اس کو نہ نکالتا کہا ابن عربی نے کہ اس میں حجت ہے واسطے وجوب وفا کے ساتھ اس چیز کے کہ لازم کرے اس کو اوپر اپنے نذر ماننے والا اس واسطے کہ حدیث نص ہے بیچ اس کے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ نکالا جاتا ہے اس کے سبب سے اس واسطے کہ اگر نہ لازم آتا اس کو نکالنا اس کا تو نہ تمام ہوتی مراد وصف کرنے اس کے سے ساتھ بخل کے صادر ہونے نذر کے سے اس سے اس واسطے کہ اگر اس کو وفا میں اختیار ہوتا تو البتہ بدستور رہتا واسطے بخل اس کے اوپر عدم اخراج کے اور اس حدیث میں رد ہے قدریہ پر اور کہا ابن عربی نے کہ نذر دعا کے مشابہ ہے کہ وہ تقدیر کو نہیں پھیرتی لیکن وہ بھی تقدیر سے ہے اور باوجود اس کے پس منع کیا گیا ہے نذر سے اور بلایا طرف دعا کے اور سبب اس میں یہ ہے کہ دعا عبادت دنیاوی ہے اور ظاہر ہوتا ہے ساتھ اس کے توجہ طرف اللہ کی اور تضرع اس کے واسطے اور عاجزی کرنا اور یہ برخلاف نذر کے ہے اس واسطے کہ اس میں تاخیر کرنا عبادت کا ہے حاصل ہونے تک اور ترک کرنا عمل کا ضرورت کے وقت تک اور اس حدیث میں ہے کہ مکلف جو نیک کام ابتدا کرے یعنی بغیر نذر ماننے کے وہ افضل ہے اس چیز سے کہ لازم کرے اس کو ساتھ نذر کے اور اس میں رغبت دلاتا ہے اوپر اخلاص کرنے کے بیچ عمل خیر کے اور ذم بخل کے اور یہ کہ جو مامور چیزوں کے تابع ہو اور منع چیزوں سے بچے وہ بخیل نہیں گنا جاتا۔

تنبیہ: کہا ابن منیر نے کہ مناسبت احادیث باب کی واسطے ترجمہ وفا بالنذر کے قول حضرت ﷺ کا ہے اس کے سبب بخیل سے نکالا جاتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکالتا ہے بخیل جو متعین ہو اوپر اس کے اس واسطے کہ اگر نکالے جو احسان کیا جاتا ہے ساتھ اس کے تو البتہ ہوتی سخی اور کہا کرمانی نے کہ لیا جاتا ہے ترجمہ لفظ یستخرج سے میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو بخاری رحمہ اللہ نے طرف تخصیص نذر منہی عنہ کے ساتھ نذر معاوضہ کے اور لجاج کے ساتھ دلیل آیت کے اس واسطے کہ جس ثنا کو آیت شامل ہے وہ محمول ہے اوپر نذر قربت کے جیسا کہ گزرا ہے باب کی ابتدا میں پس تطبیق دی جائے گی درمیان آیت اور حدیث کے ساتھ خاص کرنے ہر ایک کے دونوں میں سے ساتھ ایک صورت کے نذر کے صورتوں سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ مَنْ لَّا يَفِي بِالنَّذْرِ

باب ہے بیچ بیان گناہ اس شخص کے جو نذر کو پورا نہ کرے

٦٢٠١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ جَمْرَةَ حَدَّثَنَا زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٢٠١۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو تابعین سے ملے

وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ لَا أَدْرِيْ ذَكَرَ ثِنْتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا بَعْدَ قَرْنِهِ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ يَنْذِرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ.

ہوئے ہیں اور ان سے لگتے ہیں یعنی تبع تابعین کہا عمران رضی اللہ عنہ نے میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ نے اپنے زمانے کے بعد دو زمانوں کو بہتر کہا یا تین کو پھر ان تین زمانوں کے بعد وہ لوگ آئیں گے جو نذر مانیں گے اور پوری نہ کریں گے اور خیانت کریں گے اور امانت نہ رکھے جائیں گے اور گواہی دیں گے بغیر گواہی مانگے اور ظاہر ہوگا ان میں موٹاپا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل صحابہ میں گزری اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ نذر مانیں گے اور یہ جو کہا کہ امانت رکھے جائیں گے یعنی وہ خیانت ظاہر ہوگی اس طور سے کہ اس کے بعد ان کو کوئی امین نہیں جانے گا اور کہا ابن بطال نے کہ امانت میں خیانت کرنے والے اور نذر نہ پوری کرنے والے کو برابر کیا اور خیانت مذموم ہے تو نذر کا نہ پورا کرنا بھی مذموم ہوگا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے اور کہا باجی نے کہ بیان کی وہ چیز جس کے ساتھ ان کو وصف کیا بجائے عیب کے اور جو چیز جائز ہو اس پر عیب نہیں ہوتا سو دلالت کی اس نے اس پر کہ وہ جائز نہیں۔ (فتح)

بَابُ النَّذْرِ فِي الطَّاعَةِ

نذر ماننا طاعت اور عبادت میں یعنی حکم اس کا

فائدہ: اور احتمال ہے کہ ہو باب ساتھ تنوین کے اور مراد ساتھ قول اس کے النذر فی الطاعة حصر کرنا مبتدا کا ہو خبر میں سو نہ ہوگی نذر گناہ کی نذر شرعی۔ (فتح)

﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهُ وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ جو خرچ کرو تم خرچ سے یا نذر مانو نذر سے تو اللہ اس کو جانتا ہے

فائدہ: اور بیچ ذکر کرنے اس آیت کے اشارہ ہے اس طرف کہ جس نذر کے فاعل پر ثنا واقع ہوئی ہے وہ نذر اللہ کی فرمانبرداری کی ہے۔

٦٢٠٢ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُّطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَّعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ.

٦٢٠٢ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نذر مانی ہو اللہ کی فرماں برداری کی تو چاہیے کہ اس کی فرمانبرداری کرے اور جس نے نذر مانی ہو اللہ کی نافرمانی کی تو اس کی نافرمانی نہ کرے یعنی اس نذر کو ادا نہ کرے۔

فائدہ: یعنی اگر نذر موافق شرع کے ہو جیسے صدقہ، نماز، روزہ، حج تو اس کا ادا کرنا واجب ہے اور اگر خلاف شرع

کے نذر اور منت ماننے جیسے ماں باپ سے نہ بولنا قبروں پر جھنڈے نشان چڑھانا چراغاں کرنا، پیر کی چوٹی سر پر رکھنا محرم میں لڑکوں کو فقیر بنانا تعزیے کے سامنے رات بھر ایک پاؤں سے کھڑے رہنا ڈھول بجا کر رات جگا کرنا اسی طرح اور خرافات کرنا سراسر خلاف شرع ہیں اول تو ان کاموں کی منت نہ مانے اور اگر مانے تو ہرگز ادا نہ کرے اور طاعت عام تر ہے کہ ہو واجب میں یا مستحب میں اور متصور ہے نذر فعل واجب میں ساتھ اس طور کے کہ اس کو موقت کرے جیسے نذر مانے کہ نماز کو اول وقت پڑھے پس واجب ہے اس پر بقدر طاقت کے اور بہر حال مستحب تمام عبادات مالیہ اور بدنیہ سے سو نذر ماننے سے سب واجب ہو جاتی ہیں اور حدیث صریح ہے بیچ امر کے ساتھ وفا کرنے نذر کے جب کہ ہو اللہ کی بندگی میں اور صریح ہے بیچ نہی کے نہ پوری کرنے نذر کے سے جب کہ ہو گناہ میں اور کیا واجب ہے اس میں کفارہ قسم کا یا نہیں اور نذر مباح کا حکم آئندہ آئے گا۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا نَذَرَ أَوْ حَلَفَ أَنْ لَّا يُكَلِّمَ إِنْسَانًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَسْلَمَ

جب کوئی نذر مانے اور قسم کھائے یہ کہ نہ کلام کرے آدمی سے جاہلیت میں پھر مسلمان ہو جائے

فائدہ: یعنی کیا واجب ہے اس پر پورا کرنا اس کا یا نہیں اور مراد ساتھ جاہلیت کے جاہلیت مذکور ہے اور وہ حال اس کا ہے پہلے اسلام سے اور اصل جاہلیت وہ زمانہ ہے جو حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے ہے اور باب باندھا ہے اس مسئلے کے واسطے طحاوی نے جو نذر مانے اور وہ مشرک ہو پھر اسلام لائے پس واضح کیا اس نے مراد کو۔

٦٢٠٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ أَوْفِ بِنَذْرِكَ.

٦٢٠٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میں نے کفر میں نذر مانی تھی کہ میں ایک رات خانہ کعبہ میں اعتکاف کروں گا حضرت ﷺ نے فرمایا اپنی نذر کو پورا کر۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ قیاس کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے قسم کو نذر پر اور ترک کیا کلام کو اعتکاف پر سو جو نذر مانے یا قسم کھائے اسلام لانے سے پہلے کسی چیز پر تو واجب ہے پورا کرنا اس کا اگر ہو مسلمان سو جب وہ مسلمان ہو تو واجب ہے اس پر بنا بر ظاہر قصے عمر رضی اللہ عنہ کے اور یہی قول ہے شافعی رحمہ اللہ اور ابو ثور کا اور مشہور شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ وہ وجہ ہے بعض کے واسطے اور شافعی رحمہ اللہ اور اکثر اصحاب اس کے اس پر ہیں کہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اور اسی طرح کہا ہے مالکیہ اور حنفیہ نے اور احمد کی ایک روایت میں ہے کہ واجب ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے طبری نے اور مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے مالکیہ سے اور بخاری رحمہ اللہ اور داؤد اور اس کے اتباع نے میں نے کہا کہ اگر پائی جائے

بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے تصریح ساتھ وجوب کے تو قبول کی جائے گی ورنہ مجرد ترجمہ اس کا نہیں دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ قائل ہے ساتھ وجوب اس کے کی اس واسطے کہ محتمل ہے کہ وہ ندب کا قائل ہو کہا قابسی نے کہ نہیں حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بطور واجب کرنے کے بلکہ بطور مشورہ کے اور بعض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ ان کو تعلیم کریں کہ نذر کو پورا کرنے کی بڑی تاکید ہے تو سخت کیا اس کے حکم کو ساتھ اس طور کے کہ حکم کیا عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ وفا کرنے اس کے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ اس کے کہ پورا کرنا اس نذر کا واجب ہے جس کے ساتھ اللہ کی قربت حاصل کی جائے اور نہیں صحیح ہے کافر سے تقرب ساتھ عبادت کے اور جواب دیا ہے اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے قصے سے ساتھ اس احتمال کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے سمجھا ہو کہ ان کو آسان ہے کرنا اس چیز کا جس کی نذر مانی تھی سو حکم کیا اس کو ساتھ اس کے اس واسطے کہ فعل عمر رضی اللہ عنہ کا اس وقت طاعت ہے اللہ تعالیٰ کی سو ہوگا یہ خلاف اس چیز کا کہ واجب کی ہے اپنے نفس پر اس واسطے کہ اسلام ڈھا دیتا ہے جاہلیت کے امر کو کہا ابن دقیق العید نے کہ ظاہر حدیث کا اس کے مخالف ہے سو اگر دلالت کرے کوئی دلیل قوی تر اس سے کہ نہیں صحیح ہے وہ کافر سے تو قوی ہے یہ تاویل ورنہ نہیں اور اس حدیث میں یہ تصریح نہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کب یہ سوال کیا تھا اور کب اعتکاف کیا اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال کرنا اور اعتکاف کرنا جنگ حنین کے بعد تھا اور اس حدیث میں لازم ہونا نذر کا ہے واسطے قربت کے ہر ایک سے یہاں تک کہ اسلام سے پہلے بھی اور جواب دیا ہے ابن عربی نے ساتھ اس کے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نذر مانی جاہلیت میں پھر اسلام لائے تو ارادہ کیا کہ اس کا کفارہ دے ساتھ مثل اس کے کی اسلام میں سو جب اس کی نیت کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معلوم کروایا کہ وہ اس کو لازم ہے کہا اور ہر عبادت کہ تنہا ہو ساتھ اس کے بندہ غیر سے منعقد ہوتی ہے ساتھ مجرد نیت کے اگرچہ زبان سے کچھ نہ بولے اسی طرح کہا ہے ابن عربی نے اور نہیں موافقت کی اس کی کسی نے اوپر اس کے بلکہ نقل کیا ہے بعض مالکیہ نے اتفاق اس پر کہ عبادت نہیں لازم ہوتی ہے مگر ساتھ نیت کے جو سمیت قول کے ہو یعنی زبان سے بولے یا اس کو شروع کرے اور بر تقدیر تنزل کے پس ظاہر کلام عمر رضی اللہ عنہ کا مجرد اخبار ہے ساتھ اس چیز کے کہ جو واقع ہوئی ہے منع طلب کرنے خبر کے حکم اس کے سے کہ کیا لازم ہے یا نہیں اور نہیں ہے اس میں وہ چیز جو دلالت کرے اس چیز پر جو اس نے دعویٰ کیا ہے نیت کرنے کا اسلام میں اور کہا باجی نے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ساتھ پورا کرنے اس کے بطورِ استحباب کے اگرچہ وہ نذر اس پر لازم نہ تھی اس واسطے کہ اس نے التزام کیا اس کا اور اس حالت میں کہ نہیں منعقد ہوتی ہے بیچ اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ کافر لوگ مخاطب ہیں ساتھ فروع کے اگرچہ نہیں صحیح ہے ان سے مگر بعد اسلام لانے ان کے کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ پورا کرنے اس چیز کے کہ حالت شرک میں اس کا التزام کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ

جو مر جائے اور اس پر نذر ہو تو کیا اس کی طرف سے ادا کی جائے یا نہ؟

فائدہ: اور جو ذکر کیا ہے باب میں وہ تقاضا کرتا ہے اول کو لیکن کیا وہ بطور ندب کے ہے یا وجوب کے اس میں خلاف ہے۔

وَأَمَرَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَةً جَعَلَتْ أُمُّهَا عَلٰى نَفْسِهَا صَلَاةً بِقُبَاءٍ فَقَالَ صَلِّىْ عَنْهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ.

اور حکم کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک عورت کو جس کی ماں نے مسجد قبا میں نماز پڑھنے کی نذر مانی تھی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کی طرف سے نماز پڑھ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مانند اس کی۔

فائدہ: اس کی ماں نے نذر مانی تھی کہ وہ پیادہ چل کر مسجد قبا میں نماز پڑھے سو مر گئی اس کے ادا کرنے سے پہلے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی بیٹی کو فتویٰ دیا کہ اس کی طرف سے وہاں پیادہ پا چل کر نماز پڑھے اور مؤطا مالک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا خلاف بھی آیا ہے مؤطا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ نماز پڑھے کوئی کسی طرف سے اور ممکن ہے حمل کرنا اثبات کا اس کے حق میں جو مر گیا ہو اور نفی زندہ کے حق میں اور کہا ابن منیر نے احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ارادہ کیا ہو ساتھ قول اپنے کے کہ اس کی طرف سے نماز پڑھ عمل کرنا ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا عمل مکتوب ہیں واسطے والد کے بغیر اس کے کہ کم ہو کچھ اس کے ثواب سے اور نہیں پوشیدہ ہے تکلف اس کا اور حاصل کلام اس کی کا تخصیص جواز کا ہے ساتھ ولد کے اور طرف اس کی میل کی ہے ابن وہب اور ابو مصعب نے اصحاب مالک سے اور اس میں تعقب ہے ابن بطال پر جس جگہ کہ اس نے نقل کیا ہے اجماع کہ نہ نماز پڑھے کوئی کسی کی طرف سے نہ فرض اور نہ سنت نہ زندہ کی طرف سے نہ مردے کی طرف سے اور منقول ہے مہلب سے کہ اگر یہ جائز ہوتا تو سب بدنی عبادتوں میں جائز ہوتا اور خود شارع احق تر تھا ساتھ اس کے کہ اس کو اپنے ماں باپ کی طرف سے کرتا اور نہ منع کیے جاتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کی مغفرت مانگنے سے اور البتہ باطل ہوتے معنی قول اللہ کے ﴿وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا﴾ اور یہ سب کچھ جو اس نے کہا نہیں پوشیدہ ہے وجہ تعقب اس کے کی خاص کر جو ذکر کیا ہے اس نے بیچ حق شارع کے اور بہر حال آیت سے اس کا عموم مخصوص ہے اتفاقاً۔ (فتح)

٦٢٠٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ

۶۲۰۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ انصاری نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا ایک نذر میں جو اس کی ماں پر تھی سو مر گئی اس کے ادا کرنے سے پہلے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فتویٰ دیا کہ نذر کو ماں کی طرف

اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَأَفْتَاهُ أَنْ يَقْضِيَهُ عَنْهَا فَكَانَتْ سُنَّةً بَعْدُ.

سے ادا کرے سو ہوا یہ فتویٰ سنت اس کے بعد۔

فائدہ: یعنی ہو گیا ادا کرنا وارث کا اس چیز کو کہ مورث پر ہو طریقہ شرعیہ عام تر اس سے کہ ہو بطور وجوب کے یا ندب کے اور اس میں تعقب ہے اس چیز پر جو منقول ہے مالک سے کہ نہ حج کرے کوئی کسی کی طرف سے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ نہیں پہنچا اس کو کسی سے اہل مدینہ سے حضرت ﷺ کے زمانے سے کہ اس نے کسی کی طرف سے حج کیا ہو یا اس کا حکم کیا ہو یا اس کی اجازت دی ہو تو جو مالک کا مقلد ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ البتہ یہ اس کے غیر کو پہنچ چکا ہے اور یہ زہری ہے جو معدود ہے فقہا اہل مدینہ میں اور تھا شیخ اس کا اس حدیث میں اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس زیادتی اخیر کے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے ظاہریہ کے اس امر میں کہ لازم ہے وارث پر قضا کرنا نذر کا اپنے مورث کی طرف تمام حالات میں اور اختلاف ہے بیچ تعین نذر کے سو بعض نے کہا کہ روزہ تھا اور بعض نے کہا کہ آزاد کرنا اور بعض نے کہا کہ صدقہ تھا اور کہا عیاض نے کہ ظاہر یہ ہے کہ اس کی نذر مال میں تھی یا مبہم تھی میں کہتا ہوں بلکہ ظاہر حدیث باب کا یہ ہے کہ وہ سعد رضی اللہ عنہ کے نزدیک معین تھی، واللہ اعلم۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لازم ہے ادا کرنا حقوق واجب کا مردے کی طرف سے اور البتہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ جو مر جائے اور اس پر نذر مالی ہو تو واجب ہے ادا کرنا اس کا رأس المال اس کے سے اگرچہ اس نے نہ وصیت کی ہو مگر یہ کہ واقع ہو نذر مرض الموت میں سو جاری ہو گی تہائی مال سے اور شرط کی ہے مالکیہ اور حنفیہ نے کہ وصیت کرے ساتھ اس کے مطلق اور استدلال کیا ہے جمہور نے ساتھ اس قصے ام سعد رضی اللہ عنہا کے اور قول زہری کے کہ وہ اس کے بعد سنت ہو گئی لیکن ممکن ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے اس کو اس کے ترکہ سے ادا کیا ہو یا احسان کیا ہو ساتھ اس کے اور اس میں فتویٰ طلب کرنا ہے اعلم سے اور اس میں فضیلت نیکی کرنے کی ہے ساتھ ماں باپ کے بعد وفات کے اور بری کرنا ان کو اس چیز سے کہ ان کے ذمہ ہو۔ (فتح)

۶۲۰۵۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ إِنَّ أُخْتِي قَدْ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ

۶۲۰۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور وہ مر گئی حج کرنے سے پہلے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تو اس کو ادا کرتا؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا سو اللہ کا حق ادا کر سو وہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے۔

عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنتَ قَاضِيَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ اللّٰهَ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزری۔

بَابُ النَّذْرِ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَفِي مَعْصِيَةٍ

نذر ماننا اس چیز میں جس کا مالک نہ ہو اور حکم نذر کا گناہ میں

٦٢٠٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ.

۶۲۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نذر مانی ہو اللہ کی اطاعت کی تو چاہیے کہ اس کی اطاعت کرے اور جس نے نذر مانی ہو اللہ کے گناہ کی تو چاہیے کہ اس کو ادا نہ کرے۔

٦٢٠٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيبِ هٰذَا نَفْسَهُ وَرَآهُ يَمْشِي بَيْنَ ابْنَيْهِ وَقَالَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ.

۶۲۰۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ اس کی تکلیف دینے سے اپنے نفس کو بے پرواہ ہے اور اس کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے گھسٹتا چلا جاتا ہے کہا فزاری نے الخ مراد ساتھ اس تعلیق کے تصریح حمید کی ہے ساتھ تحدیث کے۔

٦٢٠٨۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِزِمَامٍ أَوْ غَيْرِهِ فَقَطَعَهُ.

۶۲۰۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا خانے کعبے کو طواف کرتے باگ سے یا غیر اس کے سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کاٹ ڈالا۔

٦٢٠٩۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ

۶۲۰۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانے کعبے کا طواف کرتے ایک آدمی پر گزرے جو دوسرے آدمی کو کھینچتا تھا نکیل سے جو اس کے ناک میں تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا پھر اس کو حکم کیا کہ اس کو اپنے ہاتھ سے کھینچے۔

بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ يَقُوْدُ إِنْسَانًا بِخِزَامَةٍ فِي أَنْفِهٖ فَقَطَعَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ أَمَرَهٗ أَنْ يَّقُوْدَهٗ بِيَدِهٖ.

٦٢١٠۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَآئِمٍ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوْا أَبُوْ إِسْرَائِيْلَ نَذَرَ أَنْ يَّقُوْمَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَيَصُوْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٢١٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے کہ اچانک ایک مرد کھڑا دیکھا تو اس کا حال پوچھا تھا تو لوگوں نے کہا کہ ابو اسرائیل ہے اس نے نذر مانی ہے کہ کھڑا رہے اور نہ بیٹھے اور نہ سائے میں آئے اور نہ کسی سے کلام کرے اور روزہ رکھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو حکم کر کہ بولے اور اپنے اوپر سایہ کرے اور بیٹھے اور اپنا روزہ تمام کرے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ نہیں دخل ہے ان حدیثوں کو بیچ نذر اس چیز کے کہ ملک نہ ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل ہوتی ہیں یہ حدیثیں بیچ نذر گناہ کے اور جواب دیا ہے ابن منیر نے کہ صواب ساتھ بخاری کے ہے اس واسطے کہ اس نے لیا ہے عدم لزوم نذر کو اس چیز میں کہ ملک نہ ہو نہ لازم ہونے اس کے سے گناہ میں اس واسطے کہ نذر اس کی غیر کے ملک میں تصرف ہے بیچ ملک غیر کے بغیر اس کی اجازت کے اور وہ گناہ ہے اور جب ثابت ہوئی نفی نذر کے گناہ میں تو ملحق ہوگی ساتھ اس کے نذر اس چیز میں جس کا مالک نہ ہو کہ وہ مستلزم ہے گناہ کو واسطے ہونے اس کے تصرف بیچ ملک غیر کے اور کہا کرمانی نے کہ دلالت ترجمہ پر اس جہت سے ہے کہ نہیں مالک ہے شخص اپنے نفس کی تعذیب کا اور نہیں مالک ہے التزام مشقت کا جو اس کو لازم نہ ہو جس جگہ اس میں قربت نہ ہو پھر اشکال کیا ہے اس نے اس میں ساتھ اس کے کہ تفسیر کیا ہے جمہور نے اس چیز کو کہ نہ مالک ہو ساتھ مثل نذر کے ساتھ آزاد کرنے غلام فلانے کے اور جو توجیہ ابن منیر نے کی ہے وہ قریب تر ہے لیکن لازم ہے اس پر تخصیص اس چیز کی کہ نہ ملک ہو ساتھ اس چیز کے کہ نذر مانے شے معین کی مانند آزاد کرنے غلام فلانے کے کی جب کہ اس کا مالک ہو باوجود اس کے کہ لفظ عام ہے پس داخل ہوگا اس میں جب کہ نذر مانے آزاد کرنے غلام غیر معین کی اس واسطے کہ وہ صحیح ہے اور جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ دلیل تخصیص کی اتفاق ہے اوپر منعقد ہونے نذر کے مبہم میں اور اختلاف تو معین

میں واقع ہوا ہے اور پہلے گزر چکی ہے تنبیہ بیچ باب من حلف بملة سوى الاسلام کے اس چیز پر کہ روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جس میں تصریح ہے ساتھ اس چیز کے کہ موافق ہے ترجمہ کے اور وہ ثابت بن ضحاک کی حدیث میں ہے اس لفظ سے وليس على ابن آدم نذر فيما لا يملك یعنی نہیں ہے نذر آدمی پر اس چیز میں جس کا وہ مالک نہ ہو اور مسلم میں ہے کہ نہیں ہے نذر اللہ کے گناہ میں اور نہ اس چیز میں جس کا آدمی مالک نہ ہو اور اختلاف ہے اس شخص کے حق میں کہ واقع ہو اس سے نذر بیچ اس کے کہ کیا واجب ہے اس میں کفارہ سو کہا جمہور نے کہ نہیں واجب ہے اس میں کفارہ اور احمد اور ثوری اور اسحاق اور بعض شافعیہ اور حنفیہ سے منقول ہے کہ اس میں کفارہ ہے اور نقل کیا ہے ترمذی نے اتفاق اصحاب کا بیچ اس کے مانند دو قول کے اور اتفاق ہے اوپر حرام ہونے نذر کے گناہ میں اور اختلاف ان کا تو صرف وجوب کفارے میں ہے اور حجت پکڑی ہے اس نے جو اس کو واجب کہتا ہے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ نہیں ہے نذر گناہ میں اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے اور اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن وہ معلول ہے اور اس باب میں نیز عموم عقبے کا ہے کہ کفارہ قسم کا ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور حمل کیا ہے اس کو جمہور نے اوپر نذر لجاج کے اور غضب کے اور بعض نے حمل کیا ہے اس کو اوپر نذر مطلق کے لیکن روایت کی ترمذی نے عقبہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ قسم کا کفارہ ہے اور جو ایسی نذر مانے جس کے ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کا کفارہ بھی قسم کا کفارہ ہے اور حمل کیا ہے اس کو اکثر فقہا اہل حدیث نے اس کے عموم پر لیکن انہوں نے کہا کہ نذر کرنے والا مختار ہے درمیان پورا کرنے اس چیز کے جس کا اس نے التزام کیا اور کفارے قسم کے اور گزر چکی ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی اول باب میں اور وہ اس حدیث کے معنی میں ہے کہ نہیں ہے نذر گناہ میں اور حجت پکڑی ہے بعض حنابلہ نے ساتھ اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے کفارہ ایک جماعت اصحاب سے اور نہیں محفوظ ہے کسی صحابی سے خلاف اس کا اور حجت پکڑی گئی اس کے واسطے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے گناہ سے اور حکم کیا ہے کفارہ کا پس متعین ہوا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیث لا نذر فى معصية واسطے صحیح ہونے نذر کے مباح میں اس واسطے کہ اس میں نفی نذر کی ہے گناہ میں سو باقی رہا جو اس کے سوائے ہے ثابت اور حجت پکڑی ہے اس نے جو قائل ہے کہ وہ مشروع ہے مباح میں ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ابوداؤد وغیرہ نے بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ایک عورت نے کہا یا حضرت! میں نے نذر مانی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر دف بجاؤں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے مانی تھی کہ اگر اللہ آپ کو سلامت پھیر لائے تو میں آپ کے سر پر دف بجاؤں کہا بیہقی نے شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دی ہو گی اس واسطے کہ اس میں ظاہر کرنا خوشی کا ہے ساتھ سلامتی کے اور نہیں لازم آتا اس سے منعقد ہونا نذر کا ساتھ اس کے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جو باب کی تیسری حدیث ہے دلالت کرتی ہے اس پر کہ نہیں منعقد ہوتی ہے نذر مباح میں اس

واسطے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ناذر کو ساتھ اس کے کہ بیٹھے اور کلام کرے اور سائے میں آئے اور روزہ تمام کرے سو حکم کیا اس کو ساتھ فعل طاعت کے اور ساقط کیا اس سے مباح کو اور صریح تر اس سے یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نذر وہ چیز ہے کہ طلب کی جائے ساتھ اس کے رضا مندی اللہ کی اور جواب قصہ اس عورت کے سے جس نے نذر مانی تھی دف بجانے کی وہ کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف بیہقی نے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ قسم مباح سے وہ چیز ہے جو قصد سے مندوب ہو جاتی ہے مانند سحری کھانے کے واسطے قوت حاصل کرنے کے اوپر روزوں دن کے سو ممکن ہے کہ کہا جائے کہ ظاہر کرنا خوشی کا ساتھ پلٹنے حضرت ﷺ کے سلامت معنی مقصود ہیں حاصل ہوتا ہے اس سے ثواب اور اختلاف ہے بیچ جواز دف کے بیچ غیر نکاح اور ختنے کے سو ترجیح دی ہے رافعی نے اس کے مباح ہونے کو اور حدیث حجت ہے بیچ اسباب کے اور اس حدیث کے اخیر میں ہے کہ پس داخل ہوئے عمر رضی اللہ عنہ تو اس عورت نے دف بجانا چھوڑ دیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! البتہ شیطان تجھ سے ڈرتا ہے سو اگر یہ قربت ہوتی تو یوں نہ فرماتے اور جواب یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اطلاع پائی اس پر کہ شیطان حاضر ہوا ہے واسطے محبت اس کی کے ساتھ سننے اس کے کے اس واسطے کہ اس کو اُمید ہے کہ اس سے فتنے پر قابو پائے سو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو بھاگا اس واسطے کہ اس کو معلوم تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسی بات پر بہت جلدی انکار کرتے ہیں یا شیطان بالکل حاضر نہیں ہوا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کی حضرت ﷺ نے مثال واسطے اس صورت کے کہ صادر ہوئی عورت مذکورہ سے اور وہ تو صرف اس چیز میں مشروع ہوئی جس کی اصل کھیل ہے سو جب داخل ہوئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو ڈری وہ عورت اس کی مبادرت سے بوجہ نہ معلوم کرنے عمر رضی اللہ عنہ کے خصوص نذر کو یا قسم کو جو اس سے صادر ہوئے سو تشبیہ دی حضرت ﷺ نے اس کے حال کو شیطان کے حال سے جو ڈرتا ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حاضر ہونے سے اور قریب ہے اس سے قصہ ان دولڑکیوں کا جو حضرت ﷺ کے پاس عید کے دن گاتی تھیں یہ ہے وہ چیز جو متعلق ہے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور بہر حال حدیث انس رضی اللہ عنہ کی جو باب کی دوسری حدیث ہے پس ذکر کیا ہے اس کو ساتھ اختصار کے اور پوری حدیث حج میں گزری اور اس کے اول میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک بوڑھے کو دیکھا اپنے دو بیٹوں کے کندھے پر ہاتھ رکھے چلتا ہے تو حضرت ﷺ نے پوچھا کہ کیا حال ہے اس کا لوگوں نے کہا اس نے نذر مانی ہے کہ پیادہ پا چل کر خانے کعبے کا حج کرے پھر ذکر کی ساری حدیث اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ سوار ہو جائے اور روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ حدیث عقبہ رضی اللہ عنہ کی کہ میری بہن نے نذر مانی ہے کہ خانے کعبے تک پیادہ پا چلے، الحدیث اور اس میں ہے کہ چاہیے کہ پیادہ بھی چلے اور سوار بھی ہو جائے یعنی اگر قادر ہو تو پیادہ پا چلے اور اگر عاجز ہو تو سوار ہو جائے اور ایک روایت میں ہے کہ عقبہ رضی اللہ عنہ کی بہن نے نذر مانی کہ پیادہ پا حج کرے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تیری بہن کے پیدل چلنے سے بے پرواہ ہے سو چاہیے کہ سوار ہو جائے

ایک اونٹ قربانی دے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میری بہن نے نذر مانی ہے کہ کانے کعبے تک پیدل چلے اور پیدل چلنا اس پر بھاری ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو حکم کر کہ سوار ہو جائے جب کہ پیادہ پا نہیں چل سکتی سو بیشک اللہ کو کچھ پرواہ نہیں کہ تیری بہن پر بوجھ ڈالے اور اس حدیث میں صحیح ہو نذر کا ہے ساتھ جانے کے خانے کعبے میں یعنی بغیر نیت حج اور عمرے کے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ جب نہ نیت کرے حج کی اور نہ عمرے کی تو نہیں پکی ہوتی ہے نذر پھر اگر نذر مانی ہو سوار ہو کر جانے کی تو لازم ہے اس پر سوار ہو کر جانا اور اگر پیادہ چلے تو لازم ہے اس پر قربانی اور اگر نذر کرے پیدل چلنے کی تو لازم آتا ہے اس کو پیدل چلنا جس جگہ سے احرام باندھے یہاں تک کہ تمام ہو حج یا عمرہ اور یہ قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں ساتھیوں کا ہے اور اگر عذر سے سوار ہو تو اس کو کفایت کرتا ہے اور لازم ہے اس پر قربانی شافعی کے ایک قول میں اور اس میں اختلاف ہے کہ اونٹ دے یا بکری اور اگر بلا عذر سوار ہو تو لازم ہے اس پر قربانی اور مالکیہ سے عاجز ہے کہ رجوع کرے آئندہ سال کو سو پیدل چلے جتنا سوار ہو مگر یہ کہ مطلق عاجز ہو پس لازم ہے اس پر ہدی اور نہیں عقبہ کی حدیث میں وہ چیز جو تقاضا کرے رجوع کو سو وہ حجت ہے واسطے شافعی کے اور اس کے تابعداروں کے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اس پر مطلق کوئی چیز لازم نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو باب کی اخیر حدیث ہے یہ ہے کہ چپ رہنا مباح کلام سے نہیں ہے اللہ کی طاعت سے اور البتہ روایت کی ابو داؤد نے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور نہ چپ رہنا دن کو رات تک اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ چپ رہنا جاہلیت کے فعل سے ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز سے آدمی ایذا پائے اگرچہ انجام میں ہو جس کے مشروع ہونے میں کتاب اور سنت میں کوئی چیز وارد نہ ہوئی ہو جیسے ننگے پاؤں چلنا اور دھوپ میں بیٹھنا تو نہیں ہے وہ اللہ کی طاعت سے پس نہیں منعقد ہوتی ہے ساتھ اس کے نذر اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا ابو اسرائیل کو ساتھ پورا کرنے روزے کے سوائے غیر اس کے اور یہ محمول ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے معلوم کیا تھا کہ نہیں دشوار ہے وہ اوپر اس کے اور اس کو حکم کیا کہ بیٹھے اور کلام کرے اور اپنے اوپر سایہ کرے کہا قرطبی نے کہ ابو اسرائیل کا یہ قصہ واضح تر دلیل ہے واسطے جمہور کے بیچ نہ واجب ہونے کفارہ کے اس شخص پر جو گناہ کی نذر مانے یا جس میں طاعت نہ ہو اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے نہیں سنا کہ حضرت ﷺ نے اس کو کفارے کا حکم کیا ہو۔ (فتح)

بَابُ مَنْ نَذَرَ أَنْ يَّصُوْمَ أَيَّامًا فَوَافَقَ النَّحْرَ أَوِ الْفِطْرَ

جو نذر مانے کہ روزہ رکھے چند روز معین پھر وہ موافق پڑے بقرہ عید یا فطر کے دن سے

فائدہ: یعنی تو کیا جائز ہے اس کو روزہ یا بدل یا کفارہ منعقد ہوا ہے اجماع اس پر کہ نہیں جائز ہے اس کو کہ روزہ رکھے عید فطر کے دن اور نہ بقرہ عید کے دن نہ نفل روزہ اور نہ نذر سے برابر ہے کہ معین کرے دونوں کو یا ایک کو ساتھ نذر

کے یا دونوں اکٹھے واقع ہوں یا ایک اتفاقاً پھر اگر نذر مانے تو نہیں منعقد ہوتی نذر اس کی نزدیک جمہور کے اور نزدیک حنابلہ کے دو روایتیں ہیں بیچ واجب ہونے قضا کے اور خلاف کیا ہے ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے سو کہا کہ اگر اقدام کرے اور روزہ رکھے تو واقع ہوتا ہے یہ اس کی نذر سے اور کریمہ بنت سیرین سے روایت ہے کہ اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ ہر چارشنبہ کے دن روزہ رکھا کروں اور چارشنبہ قربانی کا دن ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حکم کیا اللہ نے ساتھ پورا کرنے نذر کے اور منع کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بقرہ عید کے دن روزہ رکھنے سے۔

٦٢١١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا حَكِيْمُ بْنُ أَبِي حُرَّةَ الْأَسْلَمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سُئِلَ عَنْ رَّجُلٍ نَذَرَ أَنْ لَّا يَأْتِيَ عَلَيْهِ يَوْمٌ إِلَّا صَامَ فَوَافَقَ يَوْمَ أَضْحًى أَوْ فِطْرٍ فَقَالَ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ لَمْ يَكُنْ يَصُوْمُ يَوْمَ الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ وَلَا يَرٰى صِيَامَهُمَا.

٦٢١١۔ حضرت حکیم بن ابی حرہ سے روایت ہے کہ اس نے سنا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پوچھے گئے ایک مرد کے حکم سے جس نے نذر مانی تھی کہ نہ آئے گا اس پر کوئی دن مگر کہ وہ روزہ رکھے گا سو وہ بقرہ عید یا عید فطر کے دن کے موافق پڑا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ تمہارے واسطے رسول میں نیک چال چلنی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ عید فطر کے دن روزہ رکھتے تھے اور نہ بقرہ عید کے دن اور نہ عبداللہ رضی اللہ عنہ دونوں کا روزہ جائز دیکھتے تھے۔

٦٢١٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُّوْنُسَ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ نَذَرْتُ أَنْ أَصُوْمَ كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثَآءَ أَوْ أَرْبِعَآءَ مَا عِشْتُ فَوَافَقْتُ هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ أَمَرَ اللّٰهُ بِوَفَآءِ النَّذْرِ وَنُهِيْنَا أَنْ نَّصُوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَأَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ مِثْلَهُ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهِ.

٦٢١٢۔ حضرت زیاد بن جبیر سے روایت ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا تو ایک مرد نے ان سے سوال کیا کہا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں روزہ رکھوں ہر سہ شنبے یا چارشنبے کے دن جب تک زندہ رہوں گا سو میں نے اس دن کو بقرہ عید کے دن سے موافق پایا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ پورا کرنے نذر کے اور ہم منع کیے گئے بقرہ عید کے دن روزہ رکھنے سے تو اس مرد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسی طرح کہا اس پر کچھ زیادہ نہ کیا۔

بَابٌ هَلْ يَدْخُلُ فِي الْأَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ الْأَرْضُ وَالْغَنَمُ وَالزُّرُوْعُ وَالْأَمْتِعَةُ

کیا داخل ہوتی ہیں قسموں اور نذروں میں زمین اور بکریاں اور کھیتی اور اسباب

فائدہ: کہا ابن عبدالبر وغیرہ نے کہ مال دوس کی بولی میں غیر عین کے ہے مانند اقسام اسباب اور کپڑوں کے اور

ایک جماعت کے نزدیک مال صرف عین ہے مانند چاندی اور سونے کے اور معروف کلام عرب سے یہ ہے کہ جو چیز کہ مال اور ملک بنائی جائے وہ مال ہے سو اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں طرف راجح ہونے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو حدیثوں سے مانند قول عمر رضی اللہ عنہ کے کی کہ میں نے ایسی زمین پائی کہ میں نے اس سے زیادہ تر عمدہ مال کبھی نہیں پایا اور مانند قول ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے کی کہ میرے نزدیک میرے سب مال سے زیادہ تر پیارا وہ باغ ہے جس کا نام بیرحاء ہے اور مانند قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ نہیں غنیمت پائی ہم نے سونا اور نہ چاندی اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا کہ نہ دو بیوقوفوں کو اپنے مال اس واسطے کہ وہ شامل ہے ہر چیز کو جس کا آدمی مالک ہو اور نیز حدیث میں ہے کہ جو آئے تیرے پاس رزق سے اور تو جھانکنے والا نہ ہو تو اس کو لے اور اس سے مالدار بن اور وہ شامل ہے ہر چیز کو جو مال بنائی جائے اور تینوں حدیثیں روایت کی گئیں ہیں صحیحین میں اور حکایت کی گئی ہے ثعلب سے کہ مال وہ چیز ہے جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تھوڑا ہو یا بہت اور جو اس سے کم ہو وہ مال نہیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن انباری نے اور اس کے غیر نے کہا کہ مال اصل میں عین ہے پھر اطلاق کیا گیا ہر چیز پر جو ملک ہو سکے اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس کے حق میں جو قسم کھائے یا نذر مانے کہ وہ اپنے مال کو صدقہ کرے گا کئی مذہب پر اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ نہیں واقع ہوتی ہے نذر اس کی مگر اس چیز سے جس میں زکوٰۃ ہو اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ شامل ہے تمام اس چیز کو کہ واقع ہو اس پر اسم مال کا اور کہا ابن بطال نے کہ باب کی حدیثیں شہادت دیتی ہیں واسطے قول مالک رحمہ اللہ کے اور کہا کرمانی نے کہ معنی قول بخاری رحمہ اللہ کے ھل یدخل یعنی کیا صحیح ہے قسم اور نذر اعیان پر جیسے کہے کہ یہ زمین میں نے اللہ کی نذر کی میں کہتا ہوں اور جو ابن بطال سے سمجھا ہے اور وہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ اگر کوئی نذر مانے یا قسم کھائے کہ اپنا تمام مال صدقہ کرے تو یہ خاص ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ مالک ہو اس کا سوائے اس کے اور نقل کیا ہے محمد بن نصر مروزی نے بیچ کتاب اختلاف کے ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اس کے اصحاب سے اس کے حق میں جو نذر مانے کہ اپنا کل مال صدقہ کرے کہا انہوں نے کہ صدقہ کرے اس چیز کو کہ واجب ہوتی ہے اس میں زکوٰۃ چاندی اور سونے اور مواشی سے نہ اس چیز سے کہ مالک ہو اس کا اس چیز سے کہ اس میں زکوٰۃ نہیں مانند زمینوں اور گھروں اور متاع گھر کی اور غلام اور گدھے کی اور جو اس کی مانند ہو پس نہیں واجب ہے اس میں کوئی چیز بنا بر اس کے پس مراد بخاری رحمہ اللہ کی موافقت جمہور کی ہے اور یہ کہ مال بولا جاتا ہے ہر چیز پر کہ مال بنائی جائے اور نص کی احمد نے اس پر کہ جو کہے کہ میرا مال مساکین میں خرچ ہو تو یہ محمول ہے اس چیز پر جو اس نے نیت کی یا جو غالب ہو اس کی عرف پر۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ

اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے ایک زمین پائی کہ میں نے اس سے

أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ مِنْهُ قَالَ إِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا وَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ أَمْوَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَآءَ لِحَآئِطٍ لَهُ مُسْتَقْبِلَةِ الْمَسْجِدِ.

زیادہ تر عمدہ مال کبھی نہیں پایا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو وقف کر اس کے اصل کو اور خیرات کر اس کے حاصل کو اور کہا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہ میرے نزدیک میرے سب مال سے زیادہ تر پیارا وہ باغ ہے جس کا نام بیرحاء ہے یہ اس نے اپنے باغ کے واسطے کہا جو مسجد کے سامنے تھے یعنی میں چاہتا ہوں کہ اس کو اللہ کی راہ میں خیرات کروں۔

٦٢١٣۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيْعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً إِلَّا الْأَمْوَالَ وَالثِّيَابَ وَالْمَتَاعَ فَأَهْدٰى رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الضُّبَيْبِ يُقَالُ لَهُ رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ فَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى وَادِي الْقُرٰى حَتّٰى إِذَا كَانَ بِوَادِي الْقُرٰى بَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَهْمٌ عَائِرٌ فَقَتَلَهُ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيْئًا لَهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ أَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَلَمَّا سَمِعَ

٦٢١٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ خیبر کے دن حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے سو نہ غنیمت پائی ہم نے سونا اور نہ چاندی مگر اموال اور کپڑے اور اسباب سو قوم بنی ضبیب کے ایک مرد نے جس کا نام رفاعہ تھا حضرت ﷺ کو ایک غلام تحفہ بھیجا جس کو مدعم کہا جاتا تھا پھر متوجہ ہوئے حضرت ﷺ طرف وادی القریٰ کے کہ ایک بستی کا نام ہے یہاں تک کہ جب وادی القریٰ میں پہنچے تو جس حالت میں کہ مدعم حضرت ﷺ کے کجاوے کو اتارتا تھا کہ اچانک ایک تیر آیا جس کا مارنے والا معلوم نہ تھا سو اس کو قتل کیا تو لوگوں نے کہا کہ اس کو بہشت مبارک ہو یعنی وہ شہید ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا یوں نہیں اس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے بیشک وہ کملی جو اس نے جنگ خیبر کے دن غنیمت کے مال سے تقسیم ہونے سے پہلے لے لی تھی البتہ اس کے بدن پر بھڑک رہی ہے آگ سے یعنی شہادت کہاں وہ تو غنیمت کی چوری سے دوزخ میں جل رہا ہے پھر جب لوگوں نے یہ سنا تو ایک مرد چمڑے کا ایک یا دو تسمے حضرت ﷺ کے پاس لایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک تسمہ آگ کا یا دو تسمے آگ کے یعنی اگر نہ دیتا تو یہ تسمہ آگ ہو کر تجھ کو جلاتا۔

ذٰلِكَ النَّاسُ جَآءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شِرَاكٌ مِّنْ نَّارٍ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ.

فائدہ: وادی القریٰ یہودیوں کی ایک بستی کا نام تھا خیبر کے پاس، بعض نے کہا کہ بیچ اتارنے اس کے اوپر بولی دوس کے نظر ہے اس واسطے کہ اس نے مستثنیٰ کیا ہے اموال کو چاندی اور سونے سے سو دلالت کی اس اس پر کہ وہ اس میں سے ہیں مگر یہ کہ استثناء منقطع ہو سو ہوگا الا ساتھ معنی لکن کے اور ظاہری ہے کہ استثناء اس غنیمت سے ہے جو مفہوم ہوتی ہے قول اس کے سے سونہ غنیمت پائی ہم نے سو اس نے نفی کی اس کی کہ انہوں نے غنیمت میں عین پائی ہو اور ثابت کیا کہ انہوں نے غنیمت میں مال پایا سو دلالت کی اس نے کہ مال نزدیک اس کے غیر عین کے ہے اور یہی مطلوب ہے۔ (فتح)

بَابُ كَفَّارَاتِ الْأَيْمَانِ — باب ہے بیچ کفارے قسموں کے

فائدہ: نام رکھا گیا اس کا کفارہ اس واسطے کہ کفارہ وہ چیز ہے جو دیتا ہے قسم توڑنے والا اور استعمال کیا گیا ہے بیچ کفارے قتل اور ظہار کے اور وہ ماخوذ ہے تکفیر سے اور وہ چھپانا فعل کا اور ڈھانکنا اس کا ہے سو ہو جاتا ہے بجائے اس چیز کے کہ نہیں عمل کی اور اصل کفر کے معنی ہیں چھپانا کہا جاتا ہے کفرت الشمس النجوم یعنی چھپایا سورج نے تاروں کو اور نام رکھا جاتا ہے بدلی کا کافر کہ وہ آفتاب کو چھپا لیتی ہے اور رات کو بھی کافر کہا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ سب چیزوں کو آنکھ سے چھپا لیتی ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَكَفَّارَتُهٗ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ﴾ — اور اللہ نے فرمایا کہ قسم کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا کھلانا ہے یعنی آخر آیت تک

فائدہ: اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ متعین ہے عدد مذکور کو اور یہ قول جمہور کا ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ اگر اس کا کھانا ایک محتاج کو دے دے تو کفایت کرتا ہے اور یہ مروی ہے حسن سے اور برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ دس کو کھانا کھلائے لیکن دس دن پے در پے اور یہ مروی ہے اوزاعی سے اور حکایت کیا ہے اس کو ابن منذر نے ثوری سے لیکن اس نے کہا کہ اگر دس کو نہ پائے۔ (فتح)

وَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ نَزَلَتْ ﴿فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾. — اور جو حکم کیا حضرت ﷺ نے جس وقت یہ آیت اتری سو فدیہ دینا ہے روزوں سے یا صدقہ سے یا قربانی سے

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف حدیث کعب رضی اللہ عنہ کے جو باب میں ہے۔

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَطَآءٍ وَعِكْرِمَةَ مَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ أَوْ أَوْ فَصَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ وَقَدْ خَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَعْبًا فِي الْفِدْيَةِ.

اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور عطاء اور عکرمہ سے کہ جو قرآن میں وارد ہوا ہے تو اس کے عامل کو اختیار ہے اور البتہ اختیار دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب رضی اللہ عنہ کو فدیہ میں۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو چیز قرآن میں أو ہے مانند قول اللہ تعالیٰ کے کی ﴿فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ تو اس میں اس کو اختیار ہے یعنی جو کفارہ ان میں سے چاہے اختیار کرے اور جو ہو ﴿فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ﴾ تو وہ حکم باترتیب ہے یعنی جو پہلے ہو اس کو پہلے کرے اور جو پیچھے ہو اس کو پیچھے کرے کہا ابن بطال نے کہ اس پر اتفاق ہے سب علماء کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف انکا بیچ قدر اطعام کے ہے سو کہا جمہور نے کہ ہر آدمی کو بقدر ایک مد شرعی کے کھانا دے اور فرق کیا ہے مالک نے بیچ جنس طعام کے درمیان اہل مدینہ کے سو اعتبار کیا اس نے اس کو ان کے حق میں اس واسطے کہ وہ درمیانہ گزران ان کی ہے برخلاف باقی شہروں کے سو معتبر بیچ حق ہر ایک کے ان میں سے وہ چیز ہے جو اوسط گزران اس کی ہے اور مخالفت کی ہے اس کی ابن قاسم نے اور موافقت کی ہے اس نے جمہور کی اور کوفیوں کا یہ مذہب ہے کہ واجب کھلانا ہر آدمی کو نصف صاع کا ہے اور حجت اول کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بیچ کفارے اس شخص کے جس نے رمضان کے مہینے میں اپنی عورت سے صحبت کی تھی ساتھ کھلانے ہر ایک مد کے ہر ایک محتاج کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اس جگہ بسبب تخییر کے اس واسطے کہ وہ وارد ہوئی ہے بیچ کفارے قسم کے جیسے کہ وارد ہوئی ہے بیچ کفارے اذی کے اور تعقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ بخاری رحمہ اللہ اس مسئلے میں کوفیوں کے موافق ہو سو وارد کی حدیث کعب رضی اللہ عنہ کی اس واسطے کہ واقع ہوئی تنصیص بیچ حدیث کعب رضی اللہ عنہ کے اوپر نصف صاع کے اور نہیں ثابت ہوئی بیچ قدر طعام کفارے کے پس حمل کیا جائے گا مطلق مقید پر میں کہتا ہوں کہ تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ کفارہ رمضان میں جماع کرنے والے کا کفارہ ظہار کی مانند ہے اور کفارے ظہار میں وارد ہوئی ہے نص ساتھ ترتیب کے برخلاف کفارے اذے کے اس واسطے کہ وارد ہوئی ہے اس میں ساتھ تخییر کے اور نیز سو بیشک وہ دونوں متفق ہیں بیچ قدر روزے کے برخلاف ظہار کے سو ہوگا حمل کرنا کفارے قسم کا اوپر اس کے واسطے موافق ہونے اس کے اس کو اولیٰ حمل کرنے اس کے سے اوپر کفارے اس کے جس نے رمضان میں صحبت کی تھی باوجود مخالفت اس کی کے اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے ابن منیر نے اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہے روکا اس پر جو جائز رکھتا ہے بیچ کفارے قسم کے یہ کہ ٹکڑے ٹکڑے کی جائے خصلت تینوں سے جن میں اختیار دیا گیا ہے مانند اس شخص کی جو پانچ آدمیوں کو کھانا کھلائے اور کپڑے پہنائے یا ان کے سوائے اور پانچ کو کپڑے پہنائے یا آدھا بردہ

آزاد کرے اور پانچ کو کھانا کھلائے یا کپڑے پہنائے اور البتہ یہ نقل کیا گیا ہے بعض حنفیہ اور مالکیہ سے اور بعض نے ملحق کیا ہے اس کو ساتھ کفارے ظہار کے۔ (فتح)

٦٢١٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ أَتَيْتُهُ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْنُ فَدَنَوْتُ فَقَالَ أَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَوْنٍ عَنْ أَيُّوْبَ قَالَ صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَالنُّسُكُ شَاةٌ وَالْمَسَاكِيْنُ سِتَّةٌ.

٦٢١٤۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہو سو میں قریب ہوا سو فرمایا کہ کیا تکلیف دیتے ہیں تجھ کو تیرے سر کے کیڑے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا سر منڈا ڈال اور اس کے بدلے روزے رکھ یا خیرات کر یا قربانی ذبح کر اور خبر دی مجھ کو ابن عون نے ایوب سے کہا کہ تین دن کے روزے اور قربانی بکری اور چھ محتاجوں کو کھانا کھلانا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت میرے حق میں اتری سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللّٰهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ﴾ وَمَتٰى تَجِبُ الْكَفَّارَةُ عَلَى الْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ.

البتہ مشروع کیا ہے اللہ نے تمہارے واسطے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا اور اللہ صاحب ہے تمہارا اور وہی ہے جانتا حکمت والا اور کیا واجب ہوتا ہے کفارہ مالدار اور محتاج پر؟۔

فائدہ: اور مراد کھولنا قسموں کا ہے ساتھ کفارے کے۔

٦٢١٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ فِيْهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَمَا شَأْنُكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ تَسْتَطِيْعُ تُعْتِقُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ

٦٢١٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں ہلاک ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کیا حال ہے تیرا؟ اس نے کہا کہ میں نے رمضان کے مہینے میں اپنی عورت سے صحبت کی، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو ایک بردہ آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، فرمایا سو کیا تو دو مہینے پے در پے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں فرمایا سو کیا تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا

تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ اجْلِسْ فَجَلَسَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ أَعَلٰى أَفْقَرَ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ قَالَ أَطْعِمْهُ عِيَالَكَ.

سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں فرمایا بیٹھ جا سو وہ بیٹھا سو حضرت ﷺ کے پاس ایک عرق لائی گئی جس میں کھجوریں تھیں اور عرق بڑی ٹوکری کو کہتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لے اور خیرات کر اس نے کہا کیا اپنے سے زیادہ تر محتاج پر خیرات کروں؟ تو حضرت ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوئے حضرت ﷺ نے فرمایا اپنے عیال کو کھلاؤ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزری اور پہلے گزر چکا ہے بیان اختلاف کا کہ جو کفارہ نہ پائے اور نہ روزے رکھ سکے تو کیا کفارہ اس سے ساقط ہو جاتا ہے یا اس کے ذمہ میں باقی رہتا ہے کہا ابن منیر نے مقصود بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ تنبیہ کرے اس پر کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کفارہ واجب ہوتا ہے ساتھ قسم توڑنے کے جیسے کہ کفارہ رمضان میں صحبت کرنے والے کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واجب ہوتا ہے ساتھ اقتحام گناہ کے اور اشارہ کیا ہے اس طرف کہ نہیں ساقط ہوتا ہے محتاج سے واجب ہونا کفارے کا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کی محتاجگی کو جانا اور باوجود اس کے اس کو دیا جس سے وہ کفارہ ادا کرے جیسے کہ محتاج کو دیا جائے جس سے وہ اپنا قرض ادا کرے اور شاید جب کہ اس نے تنبیہ کی اوپر احتجاج کوفیوں کے ساتھ فدیہ کے تو تنبیہ کی اس جگہ ساتھ اس چیز کے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے ان کے مخالفوں نے لاحق کرنے اس کے سے ساتھ کفارے مواقع کے اور یہ کہ وہ ہر محتاج کے واسطے ایک ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَعَانَ الْمُعْسِرَ فِي الْكَفَّارَةِ

جو مدد کرے تنگ دست کی کفارے میں

٦٢١٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ وَقَعْتُ بِأَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ هَلْ

٦٢١٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں ہلاک ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا اور اس کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے رمضان میں اپنی عورت سے صحبت کی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو بردہ پاتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، فرمایا کیا تو دو مہینے پے در پے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، فرمایا کیا تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس

تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيْعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ بِعَرَقٍ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فِيْهِ تَمْرٌ فَقَالَ اذْهَبْ بِهٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ أَعَلٰى أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ.

نے کہا نہیں، راوی نے کہا سو ایک انصاری مرد ایک بڑی ٹوکری لایا جس میں کھجوریں تھیں حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو لے جا اور خیرات کر اس نے کہا کیا ہم سے زیادہ تر محتاج پر یا حضرت! قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا مدینے کے دونوں طرف پتھریلی زمین کے درمیان کوئی گھر والے نہیں جو ہم سے زیادہ تر محتاج ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا اور اپنے گھر والوں کو کھلا۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ میں سو جس طرح کہ جائز ہے مدد کرنا تنگ دست کو بیچ کفارے کے رمضان میں صحبت کرنے سے اور اسی طرح جائز ہے مدد کرنا معسر کو ساتھ کفارے کے اس کی قسم سے جب کہ اس میں حانث ہو۔ (فتح)

بَابٌ يُعْطِيْ فِي الْكَفَّارَةِ عَشَرَةَ مَسَاكِيْنَ قَرِيْبًا كَانَ أَوْ بَعِيْدًا

قسم کے کفارے میں دس محتاجوں کو کھانا دے خواہ محتاج قریب رشتے کا ہو یا دور کا

فائدہ: بہر حال عدد سو ساتھ نص قرآن کے ہے بیچ کفارے کے اور بہر حال برابری کرنا درمیان قریب اور بعید کے سو کہا ابن منیر نے کہ ذکر کی اس میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکور اور نہیں ہے اس میں مگر یہ قول حضرت ﷺ کا کہ اپنے گھر والوں کو کھلا لیکن جب جائز ہے دینا قرابتی کو تو بعید کو بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور قیاس کیا ہے اس نے کفارہ قسم کو اوپر کفارے جماع کے روزے میں بیچ اجازت صرف کرنے کے طرف قرابتیوں کے میں کہتا ہوں اور یہ بنا بر رائے اس شخص کی ہے جو حمل کرتا ہے قول حضرت ﷺ کے کو **اطعمه اهلك** اس پر کہ وہ کفارے میں ہے اور بہر حال جو حمل کرتا ہے اس کو اس پر کہ حضرت ﷺ نے اس کو کھجوریں اس واسطے دیں تھیں تا کہ ان کو اپنے گھر والوں پر خرچ کرے اور بدستور رہے کفارہ اس کے ذمہ میں یہاں تک کہ حاصل ہو اس کو کشائش پس نہیں ہے باوجہ الحاق اور اسی طرح اس شخص کے قول پر جو کہتا ہے کہ ساقط ہوتا ہے معسر سے مطلق اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے دینا قرابتی کو مگر جس کا خرچ لازم ہو اور فروع مسئلے سے ہے شرط ہونا ایمان کا یعنی مسلمان محتاج کو دے اور یہ قول جمہور کا ہے اور جائز رکھا ہے اہل رائے نے دینا اہل ذمہ کافروں کو اور موافقت کی ہے ان کی ابو ثور نے اور کہا ثوری نے کہ کفایت کرتا ہے اگر مسلمانوں کو نہ پائے اور نخعی اور شعبی سے بھی مثل اس کی مروی ہے اور حکم سے ہے مانند جمہور کے۔ (فتح)

٦٢١٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِيْ

٦٢١٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں ہلاک ہوا

هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَمَا شَأْنُكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ قَالَ هَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا أَجِدُ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ فَقَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ أَعَلٰى أَفْقَرَ مِنَّا مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَفْقَرُ مِنَّا ثُمَّ قَالَ خُذْهُ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ.

فرمایا اور کیا حال ہے تیرا؟ اس نے کہا کہ میں نے رمضان کے مہینے میں اپنی عورت سے صحبت کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو پاتا ہے ایک بردہ کہ آزاد کرے؟ اس نے کہا کہ نہیں، فرمایا کیا تو دو مہینے پے در پے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، فرمایا کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے کہا میں نہیں پاتا سو حضرت ﷺ ایک ٹوکری لائے گئے جس میں کھجوریں تھیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے اس کو خیرات کر اس نے کہا کہ اپنے سے زیادہ تر محتاج پر مدینے کے دونوں طرف پتھریلی زمین کے اندر کوئی ہم سے زیادہ تر محتاج نہیں پھر فرمایا لے اس کو اور اپنے گھر والوں کو کھلا۔

بَابُ صَاعِ الْمَدِيْنَةِ وَمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَرَكَتِهٖ وَمَا تَوَارَثَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذٰلِكَ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ.

باب ہے بیچ صاع مدینے کے اور مد حضرت ﷺ کے زمانہ کے اور جو وارث ہوئے ہیں آپس میں اہل مدینہ قرن بقرن یعنی ہر زمانے میں بدستور متعارف چلا آیا ہے اس کے اب تک۔

فائدہ: صاع عرب کے پیمانے کا نام ہے جو انگریزی تول کے حساب سے تخمیناً بقدر تین سیر کے ہوتا ہے اور مد اس کی چوتھائی کا نام ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں بطرف وجوب اخراج کے واجبات میں ساتھ صاع اہل مدینہ کے اس واسطے کہ شرع اول اول اسی پر واقع ہوئی ہے اور تاکید کیا گیا ہے ساتھ دعا کرنے حضرت ﷺ کے ان کے واسطے ساتھ برکت کے بیچ اس کے اور یہ جو کہا کہ جو وارث ہوئے ہیں اہل مدینہ، الخ تو یہ اشارہ ہے اس کی مقدار کی طرف مد اور صاع کی مدینے میں نہیں متغیر ہوئی ہے واسطے متواتر ہونے اس کے نزدیک ان کے اس کے زمانے تک اور ساتھ اسی کے حجت پکڑی تھی مالک رحمہ اللہ نے ابو یوسف رحمہ اللہ پر اور غالب ہوئے بیچ قصے کے جو مشہور ہے درمیان دونوں کے تو رجوع کیا ابو یوسف رحمہ اللہ نے کوفیوں کے قول سے بیچ قدر صاع کے طرف قول اہل مدینہ کے۔ (فتح)

۶۲۱۸۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ حَدَّثَنَا الْجُعَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ

۶۲۱۸۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صاع حضرت ﷺ کے زمانے میں ایک مد اور تہائی مد کی تھا تمہارے آج کے دن کے مد سے یعنی آج کی مد کے حساب

كَانَ الصَّاعُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدًّا وَّثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ فَزِيْدَ فِيْهِ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ.

سے پانچ مد اور تہائی مد کا تھا سو زیادہ کیا گیا بیچ اس کے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مد ان کی جب کہ سائب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی بقدر چار رطل کے تھی پھر جب زیادہ کیا گیا اس میں ثلث اس کا اور وہ ایک رطل تھا اور تہائی رطل کی تو قائم ہوئی اس سے پانچ رطل اور تہائی اور وہ صاع ہے بدلیل اس کے کہ مد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رطل ہے اور تہائی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صاع چار مد کا ہے پھر کہا کہ میں نہیں جانتا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں کس قدر اس میں بڑھایا گیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ مد ان کا بقدر تین مد کے تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد سے اور جو اس نے کہا اس سے لازم آتا ہے کہ ہو صاع ان کا سولہ رطل کا لیکن شاید نہیں معلوم ہوئی اس کو مقدار مد اور صاع کے اور جس نے فرق کیا ہے درمیان پانی وغیرہ ماپی گئی چیزوں کے سو خاص کیا ہے اس نے پانی کے صاع کو ساتھ آٹھ رطل کے اور مد کو دو رطل سے سو قصر کیا ہے اس نے خلاف کو اوپر غیر پانی کے ماپی گئی چیزوں سے۔ (فتح)

۶۲۱۹۔ حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيْدِ الْجَارُوْدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ قُتَيْبَةَ وَهُوَ سَلْمٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِيْ زَكَاةَ رَمَضَانَ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُدِّ الْأَوَّلِ وَفِيْ كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ قُتَيْبَةَ قَالَ لَنَا مَالِكٌ مُدُّنَا أَعْظَمُ مِنْ مُدِّكُمْ وَلَا نَرَى الْفَضْلَ إِلَّا فِيْ مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لِيْ مَالِكٌ لَوْ جَآءَكُمْ أَمِيْرٌ فَضَرَبَ مُدًّا أَصْغَرَ مِنْ مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُعْطُوْنَ قُلْتُ كُنَّا نُعْطِيْ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفَلَا تَرٰى أَنَّ الْأَمْرَ إِنَّمَا يَعُوْدُ إِلٰى مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

۶۲۱۹۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما دیتے صدقہ رمضان کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد سے جو پہلی مد ہے اور قسم کے کفارے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد سے کہا ابو قتیبہ نے کہ مالک رحمہ اللہ نے ہم سے کہا کہ ہمارا مد تمہارے مد سے بڑا ہے اور نہیں دیکھتے ہم فضیلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد میں اور کہا مجھ سے مالک رحمہ اللہ نے کہ اگر تمہارے پاس کوئی حاکم آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد سے چھوٹا مد بنائے تو تم کس چیز سے صدقہ دو گے؟ ہم نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مد سے دیں گے کہا پس کیا تو نہیں دیکھتا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد کی طرف رجوع کرتا ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ پہلی مد تو یہ صفت ہے حضرت ﷺ کی مد کی اور یہ صفت لازم ہے اس کے واسطے اور مراد نافع کے ساتھ اس کے یہ ہے کہ وہ نہیں دیتے تھے صدقہ اس مد سے کہ نکالا تھا اس کو ہشام نے کہا ابن بطال نے کہ وہ بڑا ہے حضرت ﷺ کے مد سے دو تہائی رطل کی اور یہ جو کہا کہ مد ہمارا بڑا ہے تمہارے مد سے یعنی برکت میں یعنی مد مدینہ کا اگر چہ مقدار میں ہشام کے مد سے کم ہے لیکن مد مدینہ کا خاص کیا گیا ہے ساتھ برکت کے جو حاصل ہے حضرت ﷺ کی دعا سے سو وہ اعظم ہے ہشام کے مد سے پھر تفسیر کی مالک نے مراد اپنی اپنے قول سے اور نہیں جانتے ہم فضیلت مگر حضرت ﷺ کے مد میں اور یہ جو کہا کہ اگر کوئی حاکم تمہارے پاس آئے ، الخ تو مراد مالک کی ساتھ اس کے الزام دینا ہے اپنے مخالف کو اس واسطے کہ نہیں فرق ہے درمیان زیادتی اور نقصان کے بیچ مطلق مخالفت کے پھر اگر حجت پکڑی جس نے مد ہشامی کے ساتھ تمسک کیا ہے بیچ نکالنے زکوٰۃ فطر وغیرہ کے جو مشروع ہے نکالنا اس کا ساتھ مد کے مانند کھلانے مسکینوں کے کی قسم کے کفارے میں ساتھ اس کے کہ لینا ساتھ زائد کے اولیٰ ہے تو اس کے جواب میں کہا جائے کہ کفایت کرتا ہے اتباع کرنا اس چیز کا کہ ٹھہرایا ہے اس کو شارع ﷺ نے برکت سو اگر جائز ہوتی مخالفت ساتھ زیادتی کے تو البتہ جائز ہوتی مخالفت ساتھ کم کرنے کے اور جب مخالف کم کرنے کو جائز نہیں رکھتا تو اس سے کہا گیا کہ کیا تو نہیں دیکھتا کہ کام سوائے اس کچھ نہیں کہ رجوع کرتا ہے طرف مد حضرت ﷺ کے اس واسطے کہ جب معارض ہوتیں تینوں مدیں اول اور حادث اور وہ شامی ہے جو اول سے زیادہ ہے اور تیسرا مفروض الوقوع اگر چہ نہیں واقع ہوا اور وہ کم ہے اول سے تو ہوگا رجوع کرنا طرف اول کی اولیٰ اس واسطے کہ وہی ہے جس کا مشروع ہونا ثابت ہوا ہے کہا ابن بطال نے اور حجت اس میں نقل اہل مدینہ کی ہے قرن بقرن اور البتہ رجوع کیا ابو یوسف رحمہ اللہ نے بیچ مقدر کرنے مد اور صاع کے طرف مالک کی اور لیا اس کے قول کو۔ (فتح)

٦٢٢٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَصَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ.

٦٢٢٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی! برکت دے مدینے کے لوگوں کو ان کے پیمانے میں اور ان کے صاع میں اور ان کے مد میں۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے احتمال ہے کہ ہو یہ دعا خاص ساتھ اس مد کے جو اس وقت موجود تھے تاکہ نہ داخل ہو اس میں وہ مد جو نکلی بعد اس کے اور احتمال ہے کہ عام ہو مدینے کے ہر پیمانے کو قیامت تک اور ظاہر احتمال دوسرا ہے اور کلام مالک کا جو پہلے مذکور ہوا مائل ہے طرف اول کے اور یہ معتمد ہے اور البتہ متغیر ہو گئے ہیں پیمانے مدینے میں بعد

زمانے مالک رحمہ اللہ کے اور اس زمانے تک اور البتہ پایا گیا ہے مصداق دعوت کا ساتھ اس طور کے کہ برکت دی گئی ان کے صاع اور مد میں اس وجہ سے کہ اعتبار کیا ہے ان دونوں نے مقدار کو اکثر فقہاء شہروں کے نے آج تک اکثر کفاروں میں اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے مہلب نے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ﴾ وَأَيُّ الرِّقَابِ أَزْكٰى

اللہ نے فرمایا یا آزاد کرنا بردے کا اور کون سا بردہ افضل ہے؟

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس طرف کہ بردہ قسم کے کفارے میں مطلق ہے برخلاف کفارہ قتل کے کہ وہ مقید ہے ساتھ ایمان کے کہا ابن بطال نے حمل کیا ہے جمہور نے اور ان میں سے ہیں اوزاعی اور مالک اور شافعی اور احمد اور اسحاق مطلق کو مقید پر اور مخالفت کی کوفیوں نے سو کہا انہوں نے کہ جائز ہے آزاد کرنا کافر کا اور موافقت کی ان کی ابو ثور اور ابن منذر نے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ کفارہ قتل کا مغلظہ ہے یعنی سخت ہے برخلاف کفارے قسم کے اور اسی واسطے شرط ہے پے در پے ہونا بیچ روزے قتل کے سوائے قسم کے اور یہ جو کہا کہ کون سا بردہ افضل ہے؟ تو یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کے جو اول عتق میں گزری ابو ذر رضی اللہ عنہ سے اور اس میں ہے اور میں نے کہا اور کون سا بردہ افضل ہے؟ واسطے آزاد کرنے کے فرمایا جو بیش قیمت ہو اور مالکوں کے نزدیک بہت عمدہ ہو اور اس کی پوری شرح وہاں گزری اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف موافقت کوفیوں کے اس واسطے کہ افعل التفضیل چاہتا ہے اشتراک کو اصل حکم میں کہا ابن منیر نے کہ نہیں قطع کیا بخاری رحمہ اللہ نے حکم کو بیچ اس کے لیکن ذکر کیا ہے فضیلت کو بیچ آزاد کرنے ایماندار بردے کے تا کہ تنبیہ کرے اوپر مجال نظر کے سو جائز ہے واسطے قائل کے کہ کہے کہ جب واجب ہوا آزاد کرنا بردے کا بیچ کفارے قسم کے تو ہوگا لینا ساتھ افضل کے احوط ورنہ جو کفارے میں کافر بردے کو آزاد کرے وہ شک میں ہوگا ذمہ کے بری ہونے سے اور یہ قوی ہے استشہاد سے ساتھ حمل کرنے مطلق کے مقید پر واسطے ظاہر ہونے فرق کے درمیان ان کے۔ (فتح)

٦٢٢١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِيْ غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَرْجَانَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا

٦٢٢١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لونڈی غلام مسلمان کی گردن آزاد کرے گا تو حق تعالیٰ ہر ہر جوڑ غلام کے بدلے ہر ہر جوڑ آزاد کرنے والے کا دوزخ سے آزاد کرے گا یہاں تک کہ اس کی شرم گاہ کے بدلے اس کی شرم گاہ کے۔

مِنَ النَّارِ حَتّٰى فَرْجَهٗ بِفَرْجِهٖ.

بَابُ عِتْقِ الْمُدَبَّرِ وَأُمِّ الْوَلَدِ وَالْمُكَاتَبِ فِي الْكَفَّارَةِ وَعِتْقِ وَلَدِ الزِّنَا

آزاد کرنا غلام مدبر کا اور ام ولد کا اور مکاتب کا کفارے میں اور آزاد کرنا ولد الزنا کا

وَقَالَ طَاوُسٌ يُجْزِئُ الْمُدَبَّرُ وَأُمُّ الْوَلَدِ

اور کہا طاؤس نے کہ کفایت کرتا ہے آزاد کرنا ام ولد کا اور مدبر کا

فائدہ: یعنی کفایت کرتا ہے آزاد کرنا غلام مدبر کا کفارے میں اور ام ولد کا ظہار میں اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے سو موافقت کی ہے طاؤس کی حسن نے مدبر میں اور نخعی نے ام الولد میں اور مخالفت کی ہے اس کی زہری اور شعبی نے اور کہا مالک اور اوزاعی نے کہ نہیں کفایت کرتا ہے کفارے میں مدبر اور نہ ام ولد اور نہ جس کا آزاد کرنا معلق ہو اور یہ قول کوفیوں کا ہے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جائز ہے آزاد کرنا مدبر کا اور کہا ابو ثور نے کہ کفایت کرتا ہے آزاد کرنا مکاتب کا جب تک کہ باقی ہو اس پر کوئی چیز اس کی کتابت سے اور حجت پکڑی گئی ہے مالک کے واسطے ساتھ اس کے کہ ثابت ہوا ہے ان کے واسطے عقد آزادی کا نہیں ہے کوئی راہ طرف دور کرنے اس کے اور واجب کفارے میں آزاد کرنا بردے کا اور جواب دیا ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے کہ اگر مدبر میں کوئی شاخ آزادی کی ہوتی تو اس کا بیچنا جائز نہ ہوتا اور بہر حال آزاد کرنا ولد زنا کا سو کہا ابن منیر نے کہ ولد زنا کے آزاد کرنے کو اسباب کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں مگر یہ کہ جو اس کے آزاد کرنے میں مخالف ہے مخالف ہوا ہو بیچ آزاد کرنے ان لوگوں کے جن کا مذکور پہلے ہوا ہو سو استدلال کیا گیا ہو ساتھ اس کے کہ نہیں قائل ہے کوئی ساتھ فرق کے اور ظاہر ہوتا ہے کہ جب اس نے جائز رکھا ہے مدبر کے آزاد کرنے کو اور استدلال کیا اس کے واسطے اور نہ لایا ام ولد میں مگر قول طاؤس کا اور نہ ولد زنا میں کوئی چیز تو اشارہ کیا اس طرف کہ پہلے گزر چکا رغبت دلانا اوپر آزاد کرنے بردے مسلمان کے پس داخل ہوگا جو ذکر کیا اس کے بعد عموم میں بلکہ خصوص میں اس واسطے کہ ولد زنا باوجود ایمان کے افضل ہے کافر سے میں کہتا ہوں آیا ہے منع اس سے اس حدیث میں جو روایت کی بیہقی نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ منع ہے آزاد کرنا ولد زنا کا اور اسی طرح آیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہاں مؤطا میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتویٰ دیا انہوں نے ساتھ آزاد کرنے ولد زنا کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آزاد کیا انہوں نے ولد زنا کو کہا جمہور نے کہ کفایت کرتا ہے آزاد کرنا اس کا اور مکروہ رکھا ہے اس کو علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے اور منع کیا ہے اس سے شعبی اور نخعی اور اوزاعی نے روایت کیا ہے ان سب کو ابن ابی شیبہ نے اور حجت جمہور کی قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ﴾ اور البتہ صحیح ہو چکا ہے ملک حالف کا اس کے واسطے پس صحیح ہوگا آزاد کرنا اس کو۔ (فتح)

۶۲۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ

۶۲۲۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری

بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوكًا لَهُ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ.

مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا یعنی کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے اور اس کے سوائے اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا تو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے اس کو نیلام کیا سو فرمایا کہ کون ہے جو اس کو مجھ سے خریدے تو نعیم نے اس کو آٹھ سو درہم سے خریدا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ وہ غلام قبطی تھا پہلے سال میں مر گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عتق کے باب میں گزری اور وہاں گزری ہے حجت اس کی جو قائل ہے ساتھ صحیح ہونے اس کی بیع کے اور مقتضا اس کا یہ ہے کہ کفارے میں بھی اس کا آزاد کرنا صحیح ہوا اس واسطے کہ صحیح ہونا اس کی بیع کا فرع ہے بقا ملک کی پیچ اس کے پس صحیح ہوگا آزاد کرنا اس کا وقت کہنے کے اور بہر حال ام ولد سو حکم اس کا حکم غلام کا ہے اکثر حکام میں مانند جنایت اور حدود اور فائدہ لینے مالک کے اور اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ ام ولد کا بیچنا جائز ہے لیکن قرار پایا ہے امر نے اوپر نہ صحیح ہونے بیع اس کی کے اور اجماع ہے سب کا اوپر جواز تخییر عتق اس کی کے یعنی آزاد کرنا اس کا جائز ہے وقت کہنے کے پس کفایت کرتی ہے کفارے میں اور بہر حال آزاد کرنا مکاتب کا کفارے میں سو جائز رکھا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ نے اور ثوری رحمہ اللہ نے اور مالک رحمہ اللہ سے یہ بھی ہے کہ ہرگز جائز نہیں اور کہا اہل رائے نے کہ اگر کچھ بدل کتابت ادا کیا ہو تو نہیں جائز ہے اس واسطے کہ وہ ہوگا ایسا کہ اس نے کچھ حصہ غلام کا آزاد کیا اور ساتھ اس کے قائل ہے اوزاعی اور لیث اور احمد اور اسحاق سے ہے کہ اگر تہائی یا زیادہ ادا کیا ہو تو نہیں کافی ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اس طرف کہ جب مدبر کا بیچنا جائز ہے تو جو اس کے ساتھ مذکور ہے وہ بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَعْتَقَ فِي الْكَفَّارَةِ لِمَنْ يَكُوْنُ وَلَاؤُهُ

جب آزاد کرے کفارے میں ایک غلام کو جو اس کے اور دوسرے شخص کے درمیان مشترک ہو یا آزاد کرے کفارے میں تو اس کی آزادی کا حق کس کے واسطے ہوگا؟۔

فائدہ: اکثر روایتوں میں یہ صرف اتنا باب ہے اذا اعتق فی الکفارۃ لمن یکون ولاءہ اور بعض روایتوں میں دونوں باب جدا جدا ہیں لیکن اول باب میں کوئی حدیث نہیں سو شاید بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا تھا کہ آئندہ باب کی حدیث دوسرے طریق سے اس میں درج کرے لیکن اس کے واسطے اتفاق نہ پڑا یا دونوں بابوں میں تردد کیا اور بعض روایتوں میں دونوں ترجمے اکٹھے ہیں اور حدیث باب کی دونوں کے واسطے صلاحیت رکھتی ہے لیکن تاویل سے۔ (فتح)

٦٢٢٣۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

۶۲۲۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے

شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَاشْتَرَطُوْا عَلَيْهَا الْوَلَاءَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

چاہا کہ بریرہ لونڈی کوخریدیں تو اس کے مالکوں نے ان پر ولا کی شرط کی یعنی ہم اس شرط سے بیچتے ہیں کہ اس کی وراثت کا حق ہمارے واسطے ہو تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کو خرید لے اس واسطے کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وارث وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے۔

فائدہ: اور یہ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ جو آزاد کرے اور اس کا آزاد کرنا صحیح ہو تو اس کی وارثت کا حق اسی کے واسطے ہوگا سو داخل ہوگا اس میں جب کہ آزاد کرے غلام مشترک کو اس واسطے کہ وہ مالدار ہو تو اس کا آزاد کرنا صحیح ہوتا ہے اور اپنے شریک کے حصے کا ضامن ہوتا ہے اور نہیں فرق ہے کہ آزاد کرے اس کو مفت یا کفارے میں اور یہ قول جمہور کا ہے اور ان میں سے ہیں دونوں ساتھی ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اور کہا ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہ نہیں کفایت کرتا ہے اس کو آزاد کرنا غلام مشترک کا کفارے سے اس واسطے کہ اس نے غلام کا بعض حصہ آزاد کیا ہوگا نہ تمام اس واسطے کہ شریک کو اختیار ہے کہ اپنا حصہ آزاد کرے یا اپنے حصے کی قیمت لے یا غلام سے شریک کے حصے میں سعی کرائی جائے۔ (فتح)

بَابُ الْإِسْتِثْنَآءِ فِي الْأَيْمَانِ قسموں میں انشاء اللہ کہنا

فائدہ: اصطلاح میں استثناء کے معنی ہیں نکالنا بعض اس چیز کا کہ شامل ہو اس کو لفظ اور کبھی اس کے معنی یہ آتے ہیں معلق کرنا مشیت پر اور یہی مراد ہے اس ترجمہ میں سو اگر کہے **لافعلن کذا انشاء اللّٰہ تعالٰی** یعنی قسم ہے البتہ میں اس طرح کروں گا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس نے استثناء کیا اور اسی طرح جب کہا **لا افعل کذا انشاء اللّٰہ تعالٰی** یعنی میں اس طرح نہیں کروں گا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور مثل اس کی حکم میں یہ ہے **الا ان یشآء اللّٰہ** اور اگر مشیت کے بدلے ارادے اور اختیار کا لفظ بولے تو جائز ہے پھر اگر نہ کرے جب ثابت کرے یا کرے جب کہ نفی کرے تو اس کی قسم نہیں ٹوٹتی اور اتفاق ہے علماء کا جیسا کہ حکایت کیا ہے اس کو ابن منذر نے اس پر کہ شرط حکم کی ساتھ انشاء اللہ کے یہ ہے کہ بولے مستثنٰی بہ کو زبان سے اور نہیں کفایت کرتا ہے قصد بغیر بولنے کے زبان سے اور کہا ابن منذر نے کہ اختلاف ہے اس کے وقت میں سو اکثر اس پر ہیں کہ شرط ہے کہ انشاء اللہ قسم کے متصل ہو کہا مالک رحمہ اللہ نے جب سکوت کرے یا اپنی کلام کو قطع کرے تو نہیں ہے استثناء اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ شرط ہے ملانا انشاء اللہ کا ساتھ کلام اول کے اور وصل اس کا یہ ہے کہ ہو کلام نسق یعنی بالاتصال پھر اگر اس کے درمیان سکوت ہو تو کلام قطع ہو جاتا ہے مگر یہ کہ ہو سکتہ تذکر کا یا دم لینے کا یا انقطاع صوت کا اور اسی طرح قطع کرتا ہے اس کو شروع کرنا اور کلام نہیں اور اگر اس کے درمیان استغفر اللہ کہے یا لا الہ الا اللہ کہے تو بھی کلام قطع نہیں ہوتا اور طاؤس اور حسن سے ہے کہ جب

تک مجلس میں ہو اس کو استثناء کرنا جائز ہے اور اسی طرح ہے احمد اور اسحاق سے مگر یہ کہ واقع ہو سکوت اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ جب استثناء کرے پہلے اس سے کہ اٹھے یا کلام کرے اور عطاء سے ہے بقدر دودھ دوہنے اونٹنی کے اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے چار مہینے تک اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے بعد دو سال کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اگرچہ بعد کچھ مدت کے ہو اور ایک روایت اس سے سال کی ہے اور ایک روایت اس سے ہے کہ ہمیشہ اور اس قول کے ظاہر کو نہیں لیا جاتا اس واسطے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ کبھی کوئی اپنی قسم میں حانث نہ ہو اور نہ متصور ہو کفارہ جو واجب کیا ہے اللہ نے حالف پر لیکن تاویل حدیث کی ساقط ہونا گناہ کا ہے حالف سے واسطے ترک کرنے اس کے انشاء اللہ کو اس واسطے کہ اللہ نے اس کا حکم کیا ہے اس آیت میں ﴿وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اگر انشاء اللہ کہنا بھول جائے تو پھر کہے اور نہیں مراد اس کی کہ جب یہ کہے اس کے بعد کہ اس کا کلام تمام ہو تو جو اس نے قسم سے عقد کیا ہو وہ کھل جاتا ہے اور حاصل یہ ہے کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی استثناء سے فقط لفظ انشاء اللہ کا ہے اور مراد انشاء اللہ سے تبرک ہے اور دلیل اوپر اشتراط اتصال انشاء اللہ کے ساتھ کلام کے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے باب کی حدیث میں سو چاہیے کہ اپنی قسم کا کفارہ دے اس واسطے کہ اگر قطع کلام کے بعد انشاء اللہ کہنا فائدہ دیتا تو البتہ فرماتے تو چاہیے کہ انشاء اللہ تعالیٰ کہے اس واسطے کہ وہ سہل تر ہے کفارے سے اور البتہ لازم آتا ہے اس سے باطل ہونا اقراروں کا اور طلاق اور آزاد کرنے کا سو انشاء اللہ کہتا جو اقرار کرتا یا طلاق دیتا یا آزاد کرتا بعد زمانے کے اور دور ہوتا حکم اس کا پس اولیٰ تاویل اس چیز کی ہے جو منقول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے اور جب مقرر ہوا یہ تو اختلاف کیا ہے سلف نے کہ کیا شرط ہے قصد استثناء کا اول کلام سے یا نہیں اور منقول ہے ابو بکر فارسی سے کہ اس نے نقل کیا اجماع کو اوپر شرط ہونے واقع ہونے اس کے کے پہلے کلام کے فارغ ہونے سے اس واسطے کہ انشاء اللہ کہنا بعد انفصال کے پیدا ہوتا ہے بعد واقع ہونے طلاق کے مثلا اور یہ واضح ہے اور نقل اس کی معارض ہے ساتھ اس چیز کے کہ نقل کیا ہے اس کو ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر اس کے متصل قصد واقع ہو تو بھی کفایت کرتا ہے لیکن اگر بعد تمام ہونے کے ہو تو نہیں اور اتفاق ہے اس پر کہ جو کہے میں ایسا کروں گا انشاء اللہ جب اس کے ساتھ فقط تبرک کا قصد ہو اور کرے تو حانث ہو جاتا ہے اور اگر استثناء کا قصد ہو تو حانث نہیں ہوتا اور اتفاق ہے اوپر داخل ہونے استثناء کے بیچ ہر اس چیز کے کہ قسم کھائی جاتی ہے ساتھ اس کے مگر اوزاعی طلاق میں اور عتق میں اور وارد ہوئی ہے اس میں حدیث معاذ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ جب کوئی اپنی عورت سے کہے کہ تجھ کو طلاق ہے انشاء اللہ تو اس پر طلاق نہیں پڑتی۔ (فتح)

٦٢٢٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ

۶۲۲۴۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں چند اشعری لوگوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سواری مانگنے

بْنِ أَبِي مُوسٰى عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ مَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَآءَ اللّٰهُ فَأُتِيَ بِإِبِلٍ فَأَمَرَ لَنَا بِثَلَاثَةِ ذَوْدٍ فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ لَا يُبَارِكُ اللّٰهُ لَنَا أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا فَحَمَلَنَا فَقَالَ أَبُو مُوسٰى فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللّٰهُ حَمَلَكُمْ إِنِّي وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَقَالَ إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ أَوْ أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ.

کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ واللہ! میں تم کو سواری نہ دوں گا اور میرے پاس سواری بھی نہیں پھر ہم ٹھہرے جتنا کہ اللہ نے چاہا پھر حضرت ﷺ کے پاس غنیمت کے اونٹ آئے تو حضرت ﷺ نے ہمارے واسطے تین اونٹوں کا حکم دیا پھر جب ہم چلے تو ہمارے بعض نے بعض سے کہا کہ اللہ ہم کو برکت نہیں دے گا ہم حضرت ﷺ کے پاس سواری مانگنے کو آئے سو حضرت ﷺ نے قسم کھائی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے پھر ہم کو سواری دی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے سو ہم نے یہ حال آپ ﷺ سے کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو سواری نہیں دی بلکہ اللہ ہی نے تم کو سواری دی ہے قسم ہے اللہ کی بیشک میں اگر اللہ نے چاہا نہیں قسم کھاتا کسی بات پر پھر اس کے خلاف کو اس سے بہتر جانوں مگر کہ اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں اور کرتا ہوں جو بہتر ہو حدیث بیان کی ہم سے ابو نعمان نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے حماد نے اور کہا مگر کہ اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں اور لاتا ہوں جو بہتر ہو یا یوں کہا کہ کرتا ہوں جو بہتر ہو اور قسم کا کفارہ دیتا ہوں۔

فائدہ: اور ساقط ہوا ہے کلمہ واللہ کا ابن منیر کی روایت سے سو اعتراض کیا ہے اس نے کہ نہیں ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں قسم اور نہیں جس طرح گمان کیا ہے اس نے بلکہ وہ ثابت ہے اصول میں اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی اس کے وارد کرنے سے تو صرف بیان کرنا صیغہ استثناء کا ہے ساتھ مشیت کے۔

٦٢٢٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ عَنْ طَاوُسٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِينَ امْرَأَةً كُلٌّ تَلِدُ غُلَامًا

٦٢٢٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ البتہ میں رات کو نوے عورتوں پر گھوموں گا یعنی ان سے صحبت کروں گا ہر عورت لڑکا جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا تو اس کے ساتھی یعنی

يُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي الْمَلَكَ قُلْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَنَسِيَ فَطَافَ بِهِنَّ فَلَمْ تَأْتِ امْرَأَةٌ مِّنْهُنَّ بِوَلَدٍ إِلَّا وَاحِدَةٌ بِشِقِّ غُلَامٍ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَرْوِيْهِ قَالَ لَوْ قَالَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ دَرَكًا لَهٗ فِيْ حَاجَتِهٖ وَقَالَ مَرَّةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَثْنٰى وَحَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ مِثْلَ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

فرشتے نے اس سے کہا کہ انشاء اللہ کہہ لے یعنی اگر اللہ چاہے گا سو سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہنا بھول گئے سو اس نے سب عورتوں سے صحبت کی سو ان میں سے کوئی عورت نہ جنی مگر ایک عورت آدھا لڑکا جنی سو کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتا تو اس کی قسم پوری ہوتی اور اپنی حاجت کا پانے والا ہوتا اور کہا ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر انشاء اللہ کہتا۔

فائدہ: اور جزم کیا ہے ایک جماعت نے کہ سلیمان علیہ السلام نے قسم کھائی تھی کہ **لاطوفن** میں لام جواب قسم کا ہے گویا کہ کہا مثلاً واللہ لا طوفن اور راہ دکھلاتا ہے اس کی طرف ذکر حنث کا بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لم یحنث اس واسطے کہ ثابت ہونا اس کا اور نفی اس کی دلالت کرتی ہے اوپر سابق ہونے قسم کے اور حق یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی وارد کرنے قصے سلیمان علیہ السلام کے سے اس باب میں یہ ہے کہ بیان کرے کہ استثناء قسم میں واقع ہوتا ہے ساتھ لفظ انشاء اللہ کے پس ذکر کی حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی جو تصریح کرنے والی ہے ساتھ ذکر استثناء کے مع قسم کے پھر ذکر کیا قصہ سلیمان علیہ السلام کا واسطے وارد ہونے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس میں ایک بار ساتھ لفظ انشاء اللہ کے اور ایک بار ساتھ استثناء کے سو اطلاق کیا لفظ انشاء اللہ پر کہ وہ استثناء ہے سو نہیں کوئی اعتراض اوپر اس کے کہ نہیں ہے سلیمان علیہ السلام کے قصے میں قسم اور کہا ابن منیر نے کہ اور گویا کہ بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ جب اس سے استثناء کیا اخبار سے تو کس طرح نہ استثناء کیا جائے گا اخبار سے جو مؤکد ہے ساتھ قسم کے اور وہ زیادہ تر محتاج ہے تفویض میں طرف مشیت کی اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ عدم حنث کے واقع ہونا اس چیز کا ہے جو ارادہ کیا اس نے اور کہا قرطبی نے قول اس کا فلم یقل یعنی زبان سے انشاء اللہ نہ کہا اور نہیں مراد ہے کہ سلیمان علیہ السلام غافل ہوا تفویض الی اللہ سے اور تحقیق یہ ہے کہ اعتقاد تفویض کا اس کے دل میں بدستور تھا لیکن مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ وہ بھول گیا یعنی قصد کرنا استثناء کا جو حکم قصد کو اٹھا دیتا ہے سو اس میں تعقب ہے اس پر کہ جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے واسطے اشتراط نطق کے استثناء میں اور یہ جو کہا کہ نہ حانث ہوتا تو بعض نے کہا کہ وہ خاص ہے ساتھ سلیمان علیہ السلام کے اور اگر وہ اس واقعہ میں انشاء اللہ کہتے تو ان کا مقصود حاصل ہوتا اور یہ مراد نہیں کہ جو اس کو کہے اس کی مراد حاصل ہوتی ہے اور کہا ابن تین نے کہ نہیں استثناء بیچ قصے سلیمان علیہ السلام کے جو قسم کے حکم کو اٹھائے اور اس کی گرہ کو کھولے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے

معنی ہیں اقرار کرنا واسطے اللہ کے ساتھ مشیت کے اور ماننا اس کے حکم کو سو وہ مانند اس آیت کے ہے ﴿وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ اور سلیمان علیہ السلام نے فقط عورتوں پر گھومنے میں قسم کھائی تھی نہ اس پر کہ جو اس کے بعد مذکور ہے حمل اور وضع وغیرہ سے اس واسطے کہ وہ اسی پر قادر تھے نہ اس پر جو اس کے بعد مذکور ہے کہ وہ مجرد تمنا حصول اس چیز کی ہے جو اس کے واسطے خیر کو حاصل کرے۔ (فتح)

بَابُ الْكَفَّارَةِ قَبْلَ الْحِنْثِ وَبَعْدَهُ

کفارہ دینا قسم توڑنے سے پہلے اور پیچھے

٦٢٢٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ الْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِيْ مُوْسٰى وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ إِخَآءٌ وَمَعْرُوْفٌ قَالَ فَقُدِّمَ طَعَامٌ قَالَ وَقُدِّمَ فِيْ طَعَامِهِ لَحْمُ دَجَاجٍ قَالَ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مَوْلًى قَالَ فَلَمْ يَدْنُ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ مُوْسٰى ادْنُ فَإِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْهُ قَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا قَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لَّا أَطْعَمَهُ أَبَدًا فَقَالَ ادْنُ أُخْبِرْكَ عَنْ ذٰلِكَ أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ أَسْتَحْمِلُهُ وَهُوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِّنْ نَّعَمِ الصَّدَقَةِ قَالَ أَيُّوْبُ أَحْسِبُهُ قَالَ وَهُوَ غَضْبَانُ قَالَ وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَقِيْلَ أَيْنَ هٰؤُلَاءِ

٦٢٢٦۔ حضرت زہدم جرمی سے روایت ہے کہ ہم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور ہمارے اور اس گروہ جرم کے درمیان دوستی اور احسان تھا (حق یہ تھا کہ یوں کہتا کہ ہمارے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے درمیان دوستی تھی اس واسطے کہ زہدم خود قوم جرم سے تھا لیکن چونکہ وہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے تابعداروں سے تھا اس واسطے اس نے اپنے آپ کو قوم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ٹھہرایا) سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا کھانا آگے لایا گیا یعنی ان کے آگے رکھا گیا اور اس کے کھانے میں مرغ کا گوشت لایا گیا اور قوم میں ایک مرد تھا قبیلہ بنی تیم اللہ سے سرخ رنگ گویا وہ غلام آزاد تھا سو وہ کھانے سے نزدیک نہ ہوا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ قریب ہو اس واسطے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس سے کھاتے تھے اس نے کہا کہ بیشک میں نے اس کو گندگی کھاتے دیکھا سو میں نے اس سے کراہت کی سو میں نے قسم کھائی کہ اس کو کبھی نہیں کھاؤں گا کہا قریب ہو میں تجھ کو اس سے خبر دیتا ہوں یعنی قسم کے کھولنے کی راہ بتلاتا ہوں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اشعریوں کی ایک جماعت میں آپ سے سواری مانگنے کو اور حالانکہ آپ صدقہ کے اونٹ تقسیم کرتے تھے کہا ایوب نے میں اس کو گمان کرتا ہوں کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غصے میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اللہ کی میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور میرے پاس سواری بھی

الْأَشْعَرِيُّوْنَ فَأَتَيْنَا فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى قَالَ فَانْدَفَعْنَا فَقُلْتُ لِأَصْحَابِيْ أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْنَا فَحَمَلَنَا نَسِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهُ وَاللّٰهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهُ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا ارْجِعُوْا بِنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْنُذَكِّرْهُ يَمِيْنَهُ فَرَجَعْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَيْنَاكَ نَسْتَحْمِلُكَ فَحَلَفْتَ أَنْ لَّا تَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلْتَنَا فَظَنَنَّا أَوْ فَعَرَفْنَا أَنَّكَ نَسِيْتَ يَمِيْنَكَ قَالَ انْطَلِقُوْا فَإِنَّمَا حَمَلَكُمُ اللّٰهُ إِنِّيْ وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا تَابَعَهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ بْنِ عَاصِمٍ الْكُلَيْبِيِّ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ بِهٰذَا حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ بِهٰذَا.

نہیں سو ہم چلے پھر حضرت ﷺ کے پاس غنیمت کے اونٹ لائے گئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہاں ہیں یہ اشعری لوگ؟ کہاں ہیں یہ اشعری لوگ؟ سو ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حکم کیا حضرت ﷺ نے ہمارے واسطے پانچ اونٹوں کا جو سفید کوہان تھے کہا پھر ہم جلدی چلے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم حضرت ﷺ سے سواری مانگنے کو آئے تو حضرت ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے پھر حضرت ﷺ نے ہم کو بلا کر سواری دی حضرت ﷺ اپنی قسم کو بھول گئے قسم ہے اللہ کی اگر ہم نے حضرت ﷺ کو اپنی قسم سے غافل پایا تو ہم کبھی مراد کو نہیں پہنچیں گے حضرت ﷺ کے پاس چلو سو البتہ ہم آپ کو آپ کی قسم یاد دلا دیں تو ہم پھرے سو ہم نے کہا یا حضرت! ہم آپ کے پاس آئے سواری مانگنے کو تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے پھر آپ نے ہم کو سواری دی سو ہم نے گمان کیا یا پہچانا کہ بیشک آپ اپنی قسم کو بھول گئے، حضرت ﷺ نے فرمایا میں بھولا نہیں چلو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ ہی نے تم کو سواری دی قسم ہے اللہ کی بیشک میں ان شاء اللہ نہیں قسم کھاتا کسی چیز پر پھر اس کے غیر کو اس سے بہتر جانوں مگر کہ کرتا ہوں جو بہتر ہو اور قسم توڑ ڈالتا ہوں متابعت کی ہے اس کی حماد نے ایوب سے ابو قلابہ سے اور قاسم بن عاصم کلیبی سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ کو غافل کیا یعنی لیا ہم نے حضرت ﷺ سے جو حضرت ﷺ نے ہم کو دیا بیچ حال غافل ہونے آپ کے اپنی قسم سے بغیر اس کے کہ ہم حضرت ﷺ کو قسم یاد دلائیں اسی واسطے ڈرے کہا ابن

منذر نے کہ مذہب ربیعہ اور اوزاعی اور مالک اور لیث اور تمام فقہاء شہروں کا بجز اہل رائے کے یہ ہے کہ کفایت کرتا ہے کفارہ توڑنے سے پہلے مگر یہ کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مستثنیٰ کیا ہے روزے کو سو کہا اس نے کہ نہیں کفایت کرتا ہے مگر بعد قسم توڑنے کے اور کہا اہل رائے نے کہ نہیں کفایت کرتا کفارہ قسم توڑنے سے پہلے اور موافقت کی ہے حنفیہ کی اشہب مالکی نے اور داؤد ظاہری نے اور مخالفت کی ہے اس کی ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا عیاض نے کہ اتفاق ہے اس پر کہ نہیں واجب ہے کفارہ توڑنے قسم کے سے اور یہ کہ جائز ہے تاخیر کرنی اس میں بعد حنث کے اور مستحب رکھا ہے مالک اور شافعی اور اوزاعی اور ثوری نے تاخیر کرنے اس کے کو بعد قسم توڑنے کے اور منع کیا ہے بعض مالکیہ نے مقدم کرنے کفارے حنث کے کو اس واسطے کہ اس میں مدد کرنا ہے گناہ پر اور رد کیا ہے اس کو جمہور نے اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے جمہور کے ساتھ اس کے کہ اختلاف الفاظ حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا نہیں دلالت کرتا اوپر تعیین ایک دو امر کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا گیا ہے حالف ساتھ دو امروں کے سو جب دونوں کو ادا کرے تو اس نے کیا جو اس کو حکم ہوا تھا اور جب کہ نہ دلالت کی حدیث نے منع پر تو نہ باقی رہا مگر طریق نظر کا سو حجت پکڑی گئی ہے واسطے جمہور کے ساتھ اس کے کہ جب عقد قسم کو استثناء کھول ڈالتا ہے حالانکہ وہ کلام ہے تو کفارہ اس کو بطریق اولیٰ کھول ڈالے گا باوجود اس کے کہ وہ فعل ہے مالی یا بدنی اور نیز ترجیح دی گئی ہے ان کے قول کو ساتھ کثرت کے اور کہا ابوالحسن بن قصار نے اور تابعداری ہوئی ہے اس کی ایک جماعت کہ قائل ہیں ساتھ جواز تقدیم کفارے کے حنث سے پہلے چودہ صحابی اور تابع ہوئے ہیں ان کی تمام فقہاء شہروں کے مگر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ باوجود اس کے کہ وہ قائل ہے اس شخص کے حق میں جو مادہ ہرن کو حرم سے حل کی طرف نکالے پھر وہ بچے جنے پھر وہ اور اس کی اولاد اس کے ہاتھ میں مر جائے کہ اس پر ہے بدلا اس کا اور اس کی اولاد کا لیکن اس نے اگر اس کے نکالنے کے وقت اس کا بدلا ادا کیا تھا تو اس کی اولاد کا بدلا اس پر نہیں آتا باوجود اس کے کہ جو بدلہ اس کا اس نے ادا کیا تھا وہ اس کے بچے جننے سے پہلے تھا پس محتاج ہے طرف فرق کے بلکہ جواز بیچ کفارے قسم کے اولیٰ ہے اور کہا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جائز رکھا ہے حنفیہ نے جلدی دینا زکوٰۃ کا سال گزرنے سے پہلے اور مقدم کرنا زکوٰۃ کھیتی کا اور جائز رکھا ہے انہوں نے مقدم کرنا کفارے قتل کو مقتول کے مرنے سے پہلے اور کہا عیاض نے کہ خلاف بیچ جواز تقدیم کفارے کے مبنی ہے اس پر کہ کفارہ رخصت ہے قسم کے کھولنے کے واسطے یا واسطے اتارنے گناہ اس کے کی ساتھ حنث کے سو جمہور کے نزدیک وہ رخصت ہے مشروع کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے واسطے کھولنے گرہ قسم کے پس اسی واسطے جائز ہے کفارہ پہلے اور پیچھے کہا مازری نے کہ کفارے کی تین حالتیں ہیں ایک حالت قسم کھانے سے پہلے سو نہیں کفایت کرتا ہے بالاتفاق دوسری حالت بعد حلف کے اور توڑنے قسم کے سے سو کفایت کرتا ہے بالاتفاق تیسری حالت بعد حلف کے اور قبل حنث کے ہے سو اس میں خلاف ہے اور اختلاف کیا گیا ہے حدیث کے لفظوں میں سو ایک بار کفارے کو مقدم کیا ہے اور دوسری بار اس کو

مؤخر کیا ہے لیکن ساتھ حرف واؤ کے جو ترتیب کو واجب نہیں کرتی کہا ابن تین نے کہ اگر مقدم کرنا کفارے کا کفایت نہ کرتا تو البتہ اس کو بیان فرماتے کہ چاہیے کہ وہ کام کرے پھر کفارہ دے اس واسطے کہ تاخیر بیان کے وقت حاجت سے جائز نہیں پس دلالت کی اس نے جواز پر اور یہ جو کہا کہ ان کے آگے کھانا رکھا گیا تو مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز ستھری چیزوں کا دستر خوان پر اور جائز ہے واسطے بڑے آدمی کے یہ کہ خدمت کے واسطے نوکر رکھے جو اس کا کھانا لائے اور اس کے آگے رکھے اور مراد اس حدیث سے قول حضرت ﷺ کا ہے حدیث کے اخیر میں کہ نہیں قسم کھاتا میں کسی چیز پر پھر اس کے غیر کو بہتر جانوں مگر کہ کرتا ہوں جو بہتر ہو اور قسم کھول ڈالتا ہوں تو تحللتھا کے معنی یہ ہیں کہ کرتا ہوں جو نقل کرے منع کو جس کو وہ تقاضا کرتا ہے طرف اجازت کے سو ہو جائے حلال اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے یہ ساتھ کفارے کے اور بہر حال گمان کیا ہے بعض نے کہ قسم کھلتی ہے ساتھ ایک دو امروں کے یا انشاء اللہ کہنے کے یا کفارے کے تو وہ بہ نسبت مطلق قسم کے ہے لیکن انشاء اللہ کہنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معتبر ہے بیچ درمیان قسم کے اس کے کامل ہونے سے پہلے اور کفارہ حاصل ہوتا ہے اس کے بعد اور واقع ہوئی دوسری روایت میں وہ چیز جو تصریح کرتی ہے ساتھ اس کے کہ مراد تحللتھا سے یہ ہے کہ قسم کا کفارہ دیتا ہوں اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ لاتا ہوں جو تقاضا کرے حنث کو یعنی اس کے توڑنے کو اس واسطے کہ کھولنا تقاضا کرتا ہے کہ پہلے کوئی گرہ ہو اور گرہ وہ چیز ہے کہ دلالت کرتی ہے اس پر قسم موافق ہونے اس کے مقتضٰی سے سو ہو گا عمل تحلل لانا برخلاف اس کے مقتضٰی کے لیکن لازم آتا ہے اس پر کہ ہو اس میں تکرار واسطے موجود ہونے اس قول کے کہ لاتا ہوں جو بہتر ہو اس واسطے کہ جب بہتر کام کو کیا جائے تو حاصل ہے اس سے مخالفت قسم کی اور کھلنا اس سے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نکلا میں اس کی حرمت سے اس چیز کی طرف کہ حلال ہے اس سے اور ہوتا ہے یہ کفارے سے اور کبھی استثناء سے ہوتا ہے۔ (فتح)

٦٢٢٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ بْنِ فَارِسٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيْتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا

٦٢٢٧۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو مت مانگ حکومت اور سرداری کو سو بیشک اگر حکومت تجھ کو بغیر مانگے ملی تو تیری غیب سے اس پر مدد ہو گی اور اگر تجھ کو حکومت مانگنے سے ملی یعنی اس میں اللہ کی طرف سے تیری مدد نہ ہو گی اور جب تو کسی چیز پر قسم کھائے پھر تو اس کے غیر کو اس سے بہتر جانے تو آ تو اس کو جو بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ دے۔

مِنْهَا فَأْتِ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ یَّمِیْنِكَ تَابَعَهٗ أَشْهَلُ بْنُ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ وَتَابَعَهٗ یُوْنُسُ وَسِمَاكُ بْنُ عَطِیَّةَ وَسِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ وَحُمَیْدٌ وَقَتَادَةُ وَمَنْصُوْرٌ وَهِشَامٌ وَالرَّبِیْعُ.

فائدہ: اس کے غیر کو یعنی محلوف علیہ کے غیر کو بہتر جانے کہا عیاض نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب ظاہر ہو اس کو کہ فعل یا ترک بہتر ہے اس کے واسطے دنیا اور آخرت میں اور موافق تر ہے اس کی مراد اور خواہش کو جب تک کہ گناہ نہ ہو میں کہتا ہوں واقع ہوا ہے مسلم کی روایت میں سو دیکھے اس کے غیر کو زیادہ تر پرہیز گاری اللہ کی تو چاہیے کہ لائے تقویٰ کو اور یہ مشعر ہے ساتھ قصد کرنے اس کے کی اس چیز پر جس میں طاعت ہو کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بیچ حکم کفارے کے باوجود عمدًا توڑنے قسم کے دلالت ہے اوپر مشروع ہونے کفارے کے بیچ قسم غموس کے اس واسطے کہ وہ قسم حانثہ ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ واجب ہے حالف پر فعل ایک امر کا جو دونوں سے اولیٰ ہو قسم پر ثابت رہنا یا اس کو توڑ کر کفارہ دینا اور جو کہتا ہے کہ امر اس میں ندب کے واسطے ہے اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ قول اس گنوار کے جس نے کہا تھا قسم ہے اللہ کی کہ میں اس پر نہ کچھ بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مراد کو پہنچا اگر یہ سچا ہے اور نہ حکم کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ حنث کے اور کفارے کے باوجود اس کے کہ قسم کھانا اس کا اوپر ترک زیادتی کے مرجوع ہے بہ نسبت اس کے فعل کے۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْفَرَآئِضِ کتاب ہے فرائض کے بیان میں

فائدہ: فرائض جمع ہے فریضہ کی فعیل سے ساتھ معنی مفروض کے ماخوذ ہے فرض سے اور اس کے معنی ہیں قطع کرنا کہا جاتا ہے فرضت لفلان کذا قطع کی میں نے اس کے واسطے کچھ چیز مال سے اور مراد یہاں وراثت ہے اور خاص کی گئیں مواریث باسم فرائض اللہ کے اس قول سے ﴿نَصِيبًا مَّفْرُوْضًا﴾ یعنی حصہ مقرر کیا گیا یا معلوم یا مقطوع ان کے غیر سے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيْ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ وَلَدٌ وَّوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصِيْ بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَآؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصِيْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ

اللہ نے فرمایا کہ اللہ وصیت کرتا ہے تم کو تمہاری اولاد میں، دو آیتوں تک۔

فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَّلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصٰى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَّصِيَّةً مِّنَ اللهِ وَاللهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ﴾'

فائدہ: حکمت بیچ تعبیر کرنے کے ساتھ لفظ مضارع کے سوائے ماضی کے اشارہ ہے اس طرف کہ یہ آیت ناسخ ہے واسطے وصیت کے جو لکھی گئی ہے اوپر ان کے کما سیاتی فی باب میراث الزوج اور مضاف کیا فعل کو طرف اسم مظہر کی واسطے عظیم ہونے شان حکم کے اور فی اولادکم کہا واسطے اشارہ کے طرف امر بالعدل کے درمیان ان کے۔ (فتح)

۶۲۲۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ مَرِضْتُ فَعَادَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَأَتَانِي وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَبَّ عَلَيَّ وَضُوءَهُ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي فَلَمْ يُجِبْنِي بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمَوَارِيثِ.

۶۲۲۸۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کو تشریف لائے اور وہ دونوں پیادہ پا چلتے تھے سو میرے پاس آئے اور حالانکہ مجھ پر بیہوشی کی گئی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اپنے وضو کا پانی مجھ پر ڈالا تو میں ہوش میں آیا سو میں نے کہا یا حضرت! میں اپنے مال میں کس طرح کروں؟ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت اتری۔

فائدہ: یعنی ﴿يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ﴾ اور روایت میں ہے کہ کلالہ کی آیت اتری اور ترجیح دی ہے ابن عربی نے مواریث کی آیت کو اور ظاہر یہ ہے کہ کہا کہ جب کہ دونوں آیتوں میں کلالہ کا ذکر تھا تو اس قصے میں اتری لیکن چونکہ تھا پہلی آیت میں کلالہ خاص ساتھ اخیافی بھائیوں کے جو ماں کی طرف سے ہوں تو لوگوں نے ان کے سوائے اور بھائیوں کا حکم پوچھا تو اخیر آیت اتری پس صحیح ہے کہ دونوں آیتیں جابر رضی اللہ عنہ کے قصے میں اتریں لیکن

متعلق ساتھ اس کے پہلی آیت سے وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ کلالہ کے اور بہر حال سبب نزول اول اس کا تو وہ بھی جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے وارد ہوا ہے سعد رضی اللہ عنہ کی دونوں بیٹیوں کے حق میں کہ ان کے چچا نے ان کو ان کے باپ کی میراث سے منع کیا تھا سو یہ آیت اتیری ﴿یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ﴾ تو حضرت ﷺ نے ان کے چچا سے کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی مال دے۔ (فتح)

بَابُ تَعْلِیْمِ الْفَرَآئِضِ وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ تَعَلَّمُوْا قَبْلَ الظَّانِّیْنَ یَعْنِی الَّذِیْنَ یَتَکَلَّمُوْنَ بِالظَّنِّ.

وراثت کے علم کا تعلیم کرنا اور سکھلانا اور کہا عقبہ نے کہ علم سیکھو پہلے ظانین سے یعنی جو کلام کرتے ہیں گمان اور اٹکل سے۔

فائدہ: اور اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ اس زمانے کے لوگ نصوص کے پاس کھڑے ہوتے تھے ان سے آگے نہیں بڑھتے تھے اگرچہ بعض سے منقول ہے کہ انہوں نے رائے سے فتویٰ دیا سو وہ بہ نسبت اس کے قلیل ہیں اور اس میں انذار ہے ساتھ واقع ہونے اس چیز کے کہ حاصل ہوئی کثرت اہل رائے سے اور بعض نے کہا کہ مراد اس کی یہ ہے کہ علم کی مندرس ہونے سے پہلے کہا ابن منیر نے کہ خاص کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے عقبہ کے قول کو ساتھ وراثت کے اس واسطے کہ وہ داخل تر ہے اس میں بہ نسبت غیر اس کے کہ غالب فرائض میں تعبد ہے اس کی بحث گمان اور اٹکل سے ضبط نہیں ہوتی برخلاف اور علموں کے کہ ان میں رائے کو مجال ہے اور غالبا اس میں ضبط ہونا ممکن ہے اور لی جاتی ہے اس تقریر سے مناسبت حدیث مرفوع کی واسطے ترجمہ کے اور بعض نے کہا کہ وجہ مناسبت کی یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ نہی عمل کرنے سے ساتھ گمان کے شامل ہے رغبت دلانے کو اوپر عمل کرنے کے ساتھ علم کے اور یہ فرع ہے اس کے سیکھنے کی اور علم فرائض کا سیکھا جاتا ہے غالبا بطریق علم کے اور کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ کہا جائے کہ جب کہ تھا حدیث میں کہ اے اللہ کے بندو! بھائی ہو جاؤ تو لیا جاتا ہے اس سے سیکھنا فرائض کا تا کہ معلوم ہو بھائی وارث اس کے غیر سے اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ رغبت دلانے کے اوپر سیکھنے علم وراثت کے حدیث جو بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں روایت کیا ہے اس کو احمد اور ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ سیکھو علم میراث کا اور لوگوں کو سکھلاؤ اس واسطے کہ بیشک میں آدمی ہوں قبض کیا گیا اور عنقریب علم بھی قبض کیا جائے گا یہاں تک کہ جھگڑیں گے دو آدمی سو نہ پائیں گے جو دونوں کے درمیان فیصلہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ نصف علم ہے اور وہ پہلے پہل میری امت سے کھینچا جائے گا اور لفظ نصف کا اس حدیث میں ساتھ معنی ایک قسم کے ہے دو قسموں سے اگرچہ نہ برابر ہوں اور کہا ابن عیینہ نے کہ ہر آدمی اس کے ساتھ مبتلا ہوگا اور بعض نے کہا کہ اس واسطے کہ آدمیوں کی دو حالتیں ہیں ایک حالت حیات کی اور ایک موت کی اور علم فرائض کا متعلق ہے ساتھ احکام موت کے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ نہیں سیکھا جاتا ہے مگر نصوص سے۔ (فتح)

٦٢٢٩۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا.

٦٢٢٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو بدگمانی سے اس واسطے کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے اور نہ طلب کرو خبر لوگوں کی اور نہ جاسوسی کرو اور آپس میں بغض اور عداوت نہ رکھو اور ایک دوسرے کی جڑ نہ کاٹو آپس میں پشت دے کر نہ بیٹھو اور بھائی بن جاؤ اے اللہ کے بندو!۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح کتاب ادب میں گزری اور اس میں بیان مراد کا ہے ساتھ ظن کے اور وہ یہ ہے کہ نہ مستند ہو کسی اصل کی طرف اور داخل ہے اس میں بدگمان رکھنا ساتھ مسلمان کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ

ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں چھوڑتے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے

فائدہ: صدقہ ساتھ رفع کے ہے یعنی جو متروک ہے ہم سے وہ صدقہ ہے اور دعویٰ کیا ہے شیعہ نے کہ وہ ساتھ نصب کے ہے بنا بر اس کے کہ ما نافیہ ہے اور رد کیا گیا ہے اوپر ان کے ساتھ اس کے کہ روایت ثابت ہے ساتھ رفع کے اور تنزل پر نصب بھی جائز ہے اور پر تقدیر حذف کے تقدیر اس کی یہ ہے کہ جو ہم نے چھوڑا مبذول ہے از روئے صدقہ کے۔ (فتح)

٦٢٣٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيْرَاثَهُمَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا حِيْنَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَيْهِمَا مِنْ فَدَكَ وَسَهْمَهُمَا مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ لَهُمَا أَبُوْ بَكْرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِّنْ هٰذَا الْمَالِ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَا أَدَعُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيْهِ إِلَّا صَنَعْتُهُ قَالَ فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ

٦٢٣٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک فاطمہ رضی اللہ عنہا اور عباس رضی اللہ عنہ دونوں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اس حال میں کہ طلب کرتے تھے میراث اپنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ دونوں اس وقت طلب کرتے تھے اپنی زمین جو فدک میں تھی اور حصے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کو خیبر سے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل یعنی بیویاں اور اولاد اس مال سے بقدر کھانے کے پائیں گے کہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ قسم ہے اللہ کی نہ چھوڑوں گا میں وہ کام کہ میں نے اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا مگر کہ اس کو کروں گا، کہا راوی نے سو

فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى مَاتَتْ.

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ترک کی سو نہ کلام کیا ان سے یہاں تک کہ مر گئیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزری اور یہ جو کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اس مال سے کھائیں گے تو ظاہر اس کا حصر ہے کہ وہ نہ کھائیں گے مگر اس مال سے اور یہ مراد نہیں بلکہ مراد بالعکس ہے اور توجیہ اس کی یہ ہے کہ من واسطے بعض کے ہے اور تقدیر یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کچھ مال میں سے کھائے گی یعنی بقدر اپنی حاجت کے اور باقی واسطے مصالح مسلمانوں کے ہے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔

٦٢٣١۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي مِنْ حَدِيثِهِ ذٰلِكَ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ انْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ فَأَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ ثُمَّ قَالَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا قَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيدُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٦٢٣١۔ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں چلا تا کہ داخل ہوں عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر تو اس کا دربان یرفا نامی آیا سو اس نے کہا کہ کیا تجھ کو رغبت ہے عثمان اور عبدالرحمن اور زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم میں کہ دروازے پر کھڑے اجازت مانگتے ہیں؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ان کو اجازت دے پھر اس نے کہا کہ کیا علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت ہے؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں کہا عباس رضی اللہ عنہ نے اے امیر المومنین! میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں قسم دیتا ہوں تم کو اس اللہ کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے؟ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے اپنی ذات شریف تھی یعنی میرے مال کا کوئی وارث نہیں ہوگا تو جماعت حاضرین نے کہا کہ البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ فَقَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ فَإِنِّيْ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَّمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ ﴿مَا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ إِلٰى قَوْلِهِ قَدِيْرٌ﴾ فَكَانَتْ خَالِصَةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ أَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهِ مِنْ هٰذَا الْمَالِ نَفَقَةَ سَنَتِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ بِذَاكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهُ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ قَالُوْا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ فَتَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا فَعَمِلَ بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ وَلِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ پر متوجہ ہوئے سو کہا کہ کیا تم دونوں جانتے ہو کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے؟ دونوں نے کہا ہاں اور بیشک میں تم سے بیان کرتا ہوں حال اس بات کا بیشک اللہ تعالیٰ نے خاص کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مال فی میں ساتھ اس چیز کے جو آپ کے سوائے اور کسی کو نہیں دی سو اللہ نے فرمایا جو عطا کیا اللہ نے اپنے پیغمبر پر قدیر تک سو یہ زمین خالص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تھی قسم ہے اللہ کی نہیں جمع کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے تمہارے اور نہ تنہا ہوئے ساتھ اس کے اوپر تمہارے کہ صرف آپ ہی سب کچھ رکھا ہو تم کو کچھ نہ دیا ہو البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خاص تم کو دیا اور اس کو تم میں پھیلایا یعنی تم کو سب تقسیم کر دیا یہاں تک کہ باقی رہا اس میں سے یہ مال سو تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کرتے اپنے گھر والوں پر اس مال سے خرچ سال بھر کا یعنی اپنے گھر والوں کے واسطے اس میں سے سال بھر کا خرچ لے لیتے پھر باقی کو لے کر بیت المال میں داخل کرتے اور مصالح مسلمین میں خرچ کرتے تھے سو عمل کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے اپنی زندگی میں میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم اس کو جانتے ہو؟ حاضرین نے کہا ہاں! پھر علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ سے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم دونوں اس کو جانتے ہو؟ دونوں نے کہا ہاں! پھر اللہ نے اپنے نبی کی روح قبض کی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہوں ولی اور خلیفہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سو اس نے اس کو قبض کیا سو عمل کیا اس نے ساتھ اس چیز کے کہ عمل کیا ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی عمل اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا وہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا پھر اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روح بھی قبض کی تو میں نے

فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيهَا مَا عَمِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا جَمِيعٌ جِئْتَنِي تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ وَأَتَانِي هٰذَا يَسْأَلُنِي نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَآءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَآءً غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيكُمَاهَا.

کہا کہ میں ہوں ولی اور نائب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سو میں نے قبض کیا اس کو دو سال عمل کیا میں نے اس میں جو عمل کیا تھا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور بات تمہاری ایک تھی اور امر تمہارا اکٹھا تھا تو میرے پاس آیا اپنا حصہ مانگنے کو اپنے بھتیجے کی وراثت سے اور یہ میرے پاس آیا اپنی عورت کا حصہ مانگنے کو اس کے باپ کی وراثت سے تو میں نے کہا کہ اگر تم دونوں چاہو تو میں اس کو تمہارے حوالے کرتا ہوں اس شرط سے کیا تم مجھ سے اس کے سوائے اور فیصلہ چاہتے ہو سو قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کہ میں اس میں اس کے سوائے اور کچھ حکم نہیں کروں گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو سو اگر تم اس سے عاجز ہوئے تو اس کو میرے حوالے کرو میں تم کو اس سے کفایت کروں گا۔

٦٢٣٢ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَآئِي وَمَئُونَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ.

۶۲۳۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بانٹیں گے میرے وارث سونے کے دینار کے برابر بھی جو چھوڑ جاؤں میں بعد اپنی بیویوں کے خرچ کے اور کارندے تحصیل دار کی محنت کے تو وہ صدقہ ہے اللہ کی راہ میں۔

فائدہ: یعنی نہ چھوڑوں گا پیچھے اپنے کوئی چیز کہ عادت جاری ہوئی ہے ساتھ قسمت اس کی کے مانند سونے چاندی کے اور جو اس کے سوائے اور کچھ چھوڑیں گے وہ بھی بطور وراثت کے تقسیم نہ ہوگا بلکہ تقسیم ہوں گے منافع ان کے ان لوگوں کے واسطے جو مذکور ہوئے اور یہ جو فرمایا میرے وارث لیئے اگر بالقوۃ ہوتا میں ان لوگوں میں سے جو وارث کیے جاتے ہیں یا مراد یہ ہے کہ نہ تقسیم ہوگا مال ترکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وراثت کی جہت سے سو ورثتی کا لفظ بولا تا کہ ہو حکم معلل ساتھ اس چیز کے کہ اس سے اشتقاق ہے اور وہ ارث ہے پس نفی تقسیم کرنا ان کا ہے ساتھ وارث ہونے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مراد عامل سے اجیر ہے یا خادم یا ناظر اور اگر کوئی سوال کرے کہ تخصیص عورتوں کی ساتھ نفقہ کے

اور مؤنث کی ساتھ عامل کے کیوں کی تو جواب دیا ہے اس سے سبکی کبیر نے کہ مؤنث لغت میں قیام ہے ساتھ کفایت کے اور انفاق کے معنی ہیں خرچ کرنا قوت کا اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ نفقہ کم ہو مؤنث سے اور بھید تخصیص مذکور میں اشارہ کرتا ہے اس طرف کہ جب حضرت ﷺ کی بیویوں نے اللہ اور رسول اور آخرت کو اختیار کیا تو ان کو قوت سے کچھ چارہ نہیں سو اقتصار کیا اس چیز پر جو دلالت کرے اوپر اس کے اور عامل جب کہ مزدور کی صورت میں تھا اور محتاج ہے اس چیز کا جو اس کو کفایت کرے تو اقتصار کیا اس پر جو اس پر دلالت کرے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کہ میرا پیشہ اپنے عیال کو کفایت کرتا تھا سو مشغول ہوا میں اس سے ساتھ کام مسلمانوں کے تو لوگوں نے اس کے واسطے بقدر کفایت کے وظیفہ ٹھہرایا اور یہ جو فرمایا بعد خرچ میری عورتوں کے تو داخل ہے نفقہ کے لفظ میں لباس ان کا اور تمام لوازم ان کے اور جب جوڑا جائے قول حضرت ﷺ کے کو کہ جو ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے ساتھ اس قول کے کہ حضرت ﷺ کی آل پر صدقہ حرام ہے تو متحقق ہوتا ہے قول حضرت ﷺ کا لا نورث اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یرید نفسہ تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ نون بیچ قول حضرت ﷺ کے نورث خاص متکلم کے واسطے ہے اور جو مشہور ہے کتب اصول وغیرہ میں نحن معاشر الانبیاء لانورث تو اس سے ایک جماعت آئمہ نے انکار کیا ہے اور وہ اسی طرح ہے بہ نسبت خصوص لفظ نحن کے لیکن روایت کیا ہے اس کو نسائی نے ساتھ اس لفظ کے انا معاشر الانبیاء لا نورث اور روایت کی ہے یہ حدیث دارقطنی نے اس لفظ سے کہ پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا کہا ابن بطال وغیرہ نے اور وجہ اس کی ، واللہ اعلم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو اپنا پیغام پہنچانے کے واسطے بھیجا ہے اور ان کو حکم کیا ہے کہ اس پر مزدوری نہ لیں جیسا کہ فرمایا ﴿قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا﴾ اور اسی طرح نوح علیہ السلام وغیرہ نے بھی کہا سو حکمت یہی تھی کہ ان کا کوئی وارث نہ ہوتا کہ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ انہوں نے اپنے وارثوں کے واسطے مال جمع کیا اور یہ جو قرآن میں ہے ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوٗدَ﴾ تو حمل کیا ہے اس کو اہل علم بالتاویل نے اوپر علم اور حکمت کے اور اسی طرح قول زکریا علیہ السلام کا ﴿فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَّرِثُنِيْ﴾ کہ مراد اس سے پیغمبری ہے اور برتقدیر تسلیم کے پس نہیں ہے کوئی معارض قرآن سے واسطے قول حضرت ﷺ کے لا نورث ما ترکنا صدقة سو ہوگا یہ خاصہ حضرت ﷺ کا جس کے ساتھ اکرام کیے گئے بلکہ قول عمر کا یرید نفسہ تائید کرتا ہے اس کی کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور بہرحال عموم قول اللہ تعالیٰ کا ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ﴾ تو جواب دیا گیا ہے اس سے ساتھ اس کے کہ وہ عام ہے ان لوگوں کے حق میں جو کچھ چیز اپنی ملکیت چھوڑیں اور جب ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنے مرنے سے پہلے وقف کر دیا ہے تو نہ پیچھے چھوڑا آپ نے کچھ جس کا کوئی وارث ہو تو آپ کا کوئی وارث نہ ہوگا اور برتقدیر اس کے کہ حضرت ﷺ نے اپنی ملکیت سے کچھ چیز اپنے پیچھے چھوڑی ہو تو داخل ہونا آپ کا خطاب میں قابل تخصیص کے ہے واسطے اس چیز کے کہ پہچانی گئی ہے کثرت خصائص حضرت ﷺ

کی ہے اور البتہ مشہور ہوا ہے آپ سے کہ آپ کے مال کا کوئی وارث نہیں سو ظاہر ہوئی تخصیص حضرت ﷺ کی ساتھ اس کے سوائے اور لوگوں کے اور بعض نے کہا کہ حکمت اس میں کہ حضرت ﷺ کے مال کا کوئی وارث نہ ہو اکھاڑنا مادے کا ہے بیچ تمنا کرنے وارث کے مورث کی موت کو بسبب مال کے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ حضرت ﷺ اپنی امت کے واسطے بجائے باپ کے ہیں تو حضرت ﷺ کی میراث تمام لوگوں کے واسطے ہوگی اور یہ معنی ہیں عام صدقہ کے اور کہا ابن منیر نے کہ مستفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ جو کہے کہ میرا گھر صدقہ ہے اس کا کوئی وارث نہیں ہوگا تو وہ وقف ہو جاتا ہے اور نہیں حاجت ہے صریح وقف کرنے کی یا حبس کرنے کی اور یہ استنباط خوب ہے لیکن کیا ہوگا یہ صریح یا کنایہ کہ نیت کی اس میں حاجت ہو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دلالت ہے اوپر صحت وقف منقول چیزوں کے اور یہ کہ وقف نہیں خاص ہے ساتھ غیر منقول چیزوں کے واسطے عموم قول حضرت ﷺ کے ماترکت بعد نفقة نسائی ۔(فتح)

٦٢٣٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَدْنَ أَنْ يَّبْعَثْنَ عُثْمَانَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ مِيْرَاثَهُنَّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ.

٦٢٣٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ کی بیویوں نے چاہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجیں اپنی میراث مانگنے کو یعنی حضرت ﷺ کے ترکہ سے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا حضرت ﷺ نے نہیں فرمایا کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کا حق ہے

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جو مذکور ہے باب میں۔

٦٢٣٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ

٦٢٣٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں قریب تر ہوں مسلمانوں سے ان کی ذاتوں سے زیادہ سو جو کوئی مسلمانوں میں سے مرے اور اس پر قرض ہو اور نہ چھوڑے مال اس قدر جس سے قرض ادا ہو تو اس کا ادا کرنا ہم پر لازم ہے اور جو مال چھوڑے تو

دَيْنٌ وَلَمْ يَتْرُكْ وَفَآءً فَعَلَيْنَا قَضَآؤُهٗ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ. اس کے وارثوں کا حق ہے۔

فائدہ: یہ حدیث یہاں مختصر ہے اور کفالہ میں پہلے گزر چکی ہے ساتھ ذکر سبب اس کے اول میں کہ حضرت ﷺ کا ابتدا اسلام میں معمول تھا کہ جب کوئی جنازہ آتا تو پوچھتے کہ کیا اس نے اپنے قرض ادا ہونے کے واسطے کچھ مال چھوڑا ہے سو اگر کوئی کہتا کہ اس نے قرض ادا ہونے کے واسطے کچھ مال چھوڑا ہے تو حضرت ﷺ اس کے جنازے کی نماز پڑھتے ورنہ خود نماز نہ پڑھتے اور مسلمانوں سے فرماتے کہ اس کا جنازہ پڑھو پھر جب اللہ نے آپ پر ملک فتح کیے اور بیت المال میں مال جمع ہوا تو حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی اور ایک روایت میں ہے کہ میں قریب تر ہوں مسلمانوں سے دنیا اور آخرت میں اور ایک روایت میں مطلق آیا ہے کہ جو مسلمان مر جائے اور قرض چھوڑے تو اس کا ادا کرنا ہم پر لازم ہے تو یہ روایت مقید اور مخصوص ہے ساتھ حدیث باب کے یعنی حضرت ﷺ صرف اس شخص کا قرض ادا کرتے تھے جو قرض ادا کرنے کے واسطے کچھ مال نہ چھوڑتا نہ ہر شخص کا ایک روایت میں ہے **فان ترك دينا او ضياعا فلياتني فانا مولاه** یعنی اگر قرض یا عیال چھوڑے تو چاہیے کہ آئے میرے پاس جو اس کا قائم مقام ہو اس کے قرض ادا کرنے کی کوشش میں یا قرض خواہ اور ضمیر مولاہ میں مردے کے واسطے ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیان حکمت کا بیچ ترک کرنے نماز کے قرض دار پر اور یہ کہ جب کوئی اس کے قرض ادا کرنے کا ذمہ دار ہوتا تھا تو حضرت ﷺ اس کا جنازہ پڑھتے تھے اور کیا یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے یا حضرت ﷺ کے بعد سب حاکموں کو یہ حکم ہے اور راجح ہمیشہ رہنا اس حکم کا ہے لیکن واجب ہونا ادا قرض کا صرف مال مصالح سے ہے اور نقل کیا ہے ابن بطال وغیرہ نے کہ یہ حضرت ﷺ بطور احسان کے کرتے تھے بنا بر اس کے پس نہیں واجب ہوگا حاکموں پر بعد حضرت ﷺ کے اور اول پر کہا ابن بطال نے کہ اگر امام اس کا قرض بیت المال سے ادا نہ کرے تو نہ روکا جائے گا داخل ہونے سے بہشت میں اس واسطے کہ وہ مستحق ہے اس قدر کا جو اس پر قرض ہے بیت المال میں جب تک کہ نہ ہو قرض اس کا اکثر اس قدر سے کہ اس کے واسطے بیت المال میں ہے مثلا میں کہتا ہوں کہ ظاہر یہ ہے کہ داخل ہوگا یہ باہم قصاص لینے میں یعنی پل صراط کے بعد قنطرہ پر اس کا بدلہ دیا جائے گا اور یہ جو کہا کہ اس کے وارثوں کا حق ہے تو ایک روایت میں ہے کہ اس کے عصبے اس کے وارث ہوں گے اور مراد عصبوں سے وارث ہیں نہ وہ لوگ جو وارث ہوتے ہیں عصبہ ہونے کے سبب سے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ عصبوں کے اس جگہ وہ قرابتی ہیں جو مردے کو باپ میں ملیں اگرچہ اوپر کے درجے میں اور کہا کرمانی نے کہ مراد عصبے ہیں بعد اصحاب الفروض کے اور لیا جاتا ہے حکم اصحاب الفروض کا اصحاب کے ذکر سے بطریق اولیٰ۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْوَلَدِ مِنْ أَبِيْهِ وَأُمِّهٖ

باب ہے بیچ بیان میراث بیٹے کے اپنے باپ سے اور

اپنی ماں سے۔

فائدہ: لفظ ولد کا عام تر ہے مرد اور عورت سے اور بولا جاتا ہے صلبی بیٹے کو اور پوتے کو اگرچہ نیچے کے درجے کے ہوں کہا ابن عبدالبر نے کہ اصل قول مالک اور شافعی اور اہل حجاز کا ہے اور جو ان کے موافق ہیں قول زید بن ثابت کا ہے اور اصل قول اہل عراق کا اس میں قول علی رضی اللہ عنہ کا ہے اور دونوں کے درمیان کچھ مخالفت نہیں مگر نہایت تھوڑے مسئلوں میں۔ (فتح)

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِذَا تَرَكَ رَجُلٌ أَوْ امْرَأَةٌ بِنْتًا فَلَهَا النِّصْفُ وَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ فَلَهُنَّ الثُّلُثَانِ وَإِنْ كَانَ مَعَهُنَّ ذَكَرٌ بُدِئَ بِمَنْ شَرِكَهُمْ فَيُؤْتَى فَرِيضَتَهُ فَمَا بَقِيَ فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ.

اور کہا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ جب کوئی مرد یا عورت بیٹی چھوڑے تو اس کے واسطے آدھا ترکہ ہے اور اگر دو یا زیدہ ہوں تو ان کے واسطے دو تہائی ہے ترکہ سے اور اگر ان کے ساتھ مرد ہو تو اول اول شروع کیا جائے ساتھ اس کے جو ترکہ میں ان کا شریک ہو سو دیا جائے اس کو حصہ اس کا اور جو باقی رہے تو مرد کو دو حصے اور عورت کو ایک حصہ۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ قول اس کا اور اگر ان کے ساتھ مرد ہو یعنی اگر بیٹیوں کے ساتھ بھائی ہو ان کے باپ سے اور ان کے ساتھ کوئی اور بھی ہو جس کے واسطے حصہ مقرر ہے جیسے مثلاً باپ میت کا اور اسی واسطے کہا شرکھم اور نہ کہا شرکھن سو دیا جائے مثلاً باپ کو حصہ اس کا جو معین ہے اور تقسیم کیا جائے باقی کو بیٹے اور بیٹیوں میں اس طور سے کہ مرد کو دو حصے اور عورت کو ایک حصہ اور یہی تاویل ہے باب کی حدیث کی اور وہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے الحقوا الفرائض باھلھا۔ (فتح)

۶۲۳۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

۶۲۳۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملاؤ فرائض یعنی معین حصوں کو حصے والوں سے پھر جو مال باقی رہے سو قریب تر رشتہ دار مرد کا حق ہے۔

فائدہ: مراد فرائض سے اس جگہ مقرر حصے ہیں جو قرآن میں مفصل مذکور ہیں اور وہ نصف ہے اور ربع اور ثمن اور ثلثان اور نصف ان کا اور ان کے نصف کا نصف اور مراد اہل سے وہ لوگ ہیں جو مستحق ہیں ان حصوں کے ساتھ نص قرآن کے جیسا آدھا حصہ لڑکی کا اور چوتھائی خاوند کا اور آٹھواں حصہ عورت کا سو فرمایا کہ میت کے مال سے اول فرائض والوں کو دیا جائے پھر جو مال باقی رہے تو عصبہ مرد پائے گا جو رشتہ میں میت سے قریب تر ہو اور نہیں مراد ہے

اس جگہ احق اور کہا خطابی نے معنی یہ ہیں کہ قریب تر مرد عصبوں سے اور کہا ابن بطال نے کہ مرد اولیٰ رجل سے یہ ہے کہ بعد اہل فروض کے عصبوں میں جو مرد ہوں اور اگر ان میں کوئی رشتہ میت کی طرف قریب تر ہو تو وہ مستحق ہے اور جو بعید تر ہو وہ اس کی موجودگی میں مستحق نہیں اور گر رشتہ میں مساوی ہوں تو سب شریک ہیں باقی میں اور نہیں مقصود ہے حدیث میں ساتھ باپوں اور ماؤں کے مثلا اس واسطے کہ ان میں ایسا کوئی نہیں جو دوسرے سے قریب تر ہو جب کہ درجے میں برابر ہوں اور کہا ابن تین نے کہ مراد ساتھ اس کے پھوپھی ہے ساتھ چچا کے اور بھائی کی بیٹی ساتھ بھائی کے بیٹے کے اور چچیری بہن ساتھ چچیرے بھائی کے اور خارج ہے بھائی اور بہن دو ماں باپ سے یا ایک باپ سے اور وہ وارث ہیں ساتھ نص قرآن کے ﴿وَإِنْ كَانُوْا إِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً﴾ اور مستثنیٰ ہے اس سے جو محروم ہے مانند اس بھائی کے جو باپ کی طرف سے ہو ساتھ بیٹی میت کے اور بہن عینی کے اور اسی طرح خارج ہے اس سے بھائی اور بہن عینی ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ﴾ اور البتہ نقل کیا ہے اجماع کو اس پر کہ مراد اس سے وہ بہنیں ہیں جو ماں کی طرف سے ہوں اور ذکر کرنا ذکر کا بعد رجل کے اس حدیث میں واسطے تاکید کے ہے اور بعض نے کہا اس خوف سے کہ تاکہ نہ گمان کیا جائے رجل سے شخص اور وہ عام تر ہے مرد اور عورت سے اور کہا ابن عربی نے کہ ذکر کے ذکر کرنے میں یہ وجہ ہے کہ احاطہ ساتھ میراث کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے واسطے مرد کے بجز عورت کے اور بعض نے کہا کہ احتراز ہے خنثی سے اور بعض نے کہا کہ واسطے نفی توہم اشتراک عورت کے ساتھ اس کے تاکہ نہ حمل کیا جائے تغلیب پر اور بعض نے اس کی اور کئی وجہ سے بھی توجیہ کی ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اجماع ہے اس پر ہ جو مال کہ فروض کے بعد عصبہ کے واسطے رہتا ہے مقدم کیا جائے اس میں قریب تر پھر جو اس کے بعد قریب تر ہو پس نہیں وارث ہوتا عصبہ بعید ساتھ عصبے قریب کے اور عصبہ وہ مرد ہے جو قریب ہو بنفسہ ساتھ قرابت کے اس کے اور میت کے درمیان کوئی عورت نہ ہو سو جب اکیلا ہو تو سب مال کا وارث ہوتا ہے اور اگر ہو ساتھ اصحاب فروض کے جو نہ مستغرق ہوں سب ترکہ کو تو لیتا ہے جو باقی رہے اور اگر متفرقوں کے ساتھ ہو تو اس کے واسطے کچھ چیز نہیں کہا قرطبی نے اور بہر حال فقہاء نے جو بہن کا نام بیٹی کے ساتھ عصبہ رکھا ہے تو یہ بطور مجاز کے ہے اس واسطے کہ جب وہ اس مسئلے میں لیتی ہے جو باقی رہے بیٹی سے تو مشابہ ہوئی عصبے کے اور یا حدیث باب کی مخصوص ہے ساتھ اس حدیث کے **اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة** کہا طحاوی نے استدلال کیا ہے ایک قوم یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اس کے تابعداروں نے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس پر کہ جو چھوڑے بیٹی اور بھائی اور بہن عینی تو آدھا بیٹی کو ملے گا اور باقی بھائی کو اور نہیں ہے کوئی چیز اس کی بہن کے واسطے بلکہ اگر بہن کے ساتھ کوئی اور عصبہ ہو تو بھی اس کے واسطے کچھ چیز نہیں اور استدلال کیا ہے ان پر ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جو چھوڑے بیٹی اور پوتا اور پوتی برابر درجے کے تو بیٹی کے واسطے نصف ہے اور جو باقی رہے وہ پوتی اور پوتے کے

درمیان تقسیم کیا جائے اور نہیں خاص کیا انہوں نے بیٹے کو ساتھ باقی کے واسطے ہونے اس کے مرد بلکہ انہوں نے اس کے ساتھ اس کی بہن کو بھی وارث کیا ہے اور وہ عورت ہے تو معلوم ہوا اس سے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اپنے عموم پر نہیں بلکہ وہ ایک خاص چیز میں ہے اور وہ اس صورت میں ہے جب کہ چھوڑے بیٹی اور چچا اور پھوپھی اس واسطے کہ اس صورت میں بیٹی کے واسطے نصف ہے اور جو باقی رہے گا وہ چچا کے واسطے ہے بجز پھوپھی کے بالا جماع سو قیاس چاہتا ہے کہ بھائی اور بہن کو بیٹے اور بیٹی کے ساتھ ملحق کیا جائے نہ ساتھ چچا اور پھوپھی کے اس واسطے کہ اگر میت نہ چھوڑے مگر بھائی اور بہن عینی تو مال دونوں کے درمیان ہے پس یہی حکم ہے پوتے اور پوتی کا برخلاف چچا اور پھوپھی کے اس واسطے کہ سب مال چچا کے واسطے ہے نہ پھوپھی کے بالاتفاق اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بخاری رحمہ اللہ نے اس پر کہ پوتا سمیٹتا ہے سب مال کو جب کہ اس کے نیچے درجے میں کوئی بیٹا نہ ہو اور اس پر کہ دادا وارث ہوتا ہے تمام مال کا جب کہ اس کے علاوہ باپ نہ ہو اور اس پر کہ بھائی ماں کی طرف سے جب کہ ہو چچا کا بیٹا وارث ہوتا ہے ساتھ فرض کے۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْبَنَاتِ — بیٹیوں کے میراث کا بیان یعنی بیٹی کو میت کے ترکہ سے کتنا حصہ پہنچتا ہے؟

فائدہ: اصل اس میں یہ آیت ہے ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ﴾ یعنی وصیت کرتا ہے تم کو اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد میں کہ مرد کو دوہرا حصہ ہے بہ نسبت عورت کے اور شان نزول اس کا یہ ہے کہ لوگ جاہلیت کے زمانے میں بیٹیوں کو وارث نہیں کرتے تھے اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ سبب مذکور کے جس نے جواب دیا ہے سوال مشہور سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ﴾ جس جگہ کہا گیا کہ ذکر کیا اللہ نے آیت میں حکم دو بیٹیوں کا بیچ حال جمع ہونے دونوں کے ساتھ بیٹے کے سوائے تنہا ہونے کے یعنی جس حالت میں بیٹا ان کے ساتھ نہ ہو اس کا حکم بیان نہیں کیا اور ذکر کیا حکم ایک بیٹی کا دونوں حال میں اور اسی طرح حکم ان کا جو زیادہ ہو دو بیٹیوں سے اور البتہ متفرد ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما ساتھ اس کے کہ حکم دو بیٹیوں کا ایک بیٹی کا حکم ہے اور انکار کیا ہے اس سے جمہور نے اور اختلاف ہے ان کے ماخذ میں سو بعض نے کہا کہ دو بیٹیوں کا حکم تین بیٹیوں کا حکم ہے اور زیادہ کا اور دلیل اس کی بیان سنت کا ہے اس واسطے کہ آیت میں جب کہ احتمال تھا تو بیان کیا سنت نے کہ حکم دو کا حکم زیادہ کا ہے یعنی جو حکم دو سے زیادہ بیٹیوں کا ہے وہی دو کا ہے اور یہ واضح ہے بیچ سبب نزول کے اس واسطے کہ جب چچا نے دونوں بیٹیوں کو وراثت سے منع کیا تو ان کی ماں نے شکایت کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ حکم کرے گا اللہ بیچ اس کے پھر آیت میراث کی اتری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا کو کہلا بھیجا کہ سعد کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی مال دے سو نہ وارد ہوگا اس پر کہ لازم آتا ہے اس سے منسوخ ہونا قرآن کا سنت سے اس واسطے کہ وہ بیان ہے

نسخ نہیں اور بعض نے کہا کہ واسطے قیاس کرنے کے دو بہنوں پر یعنی جب دو بہنوں کا حصہ دو تہائی ہے تو دو بیٹیوں کا حصہ بھی دو تہائی ہوگا اور یہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ بہ نسبت بہنوں کے میت کی طرف قریب تر ہیں سو نہ کم کیا جائے گا درجہ ان کا دو بہنوں سے اور کہا اسماعیل قاضی نے کہ لیا جاتا ہے یہ اس آیت سے ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ اس واسطے کہ یہ آیت تقاضا کرتی ہے کہ جب مرد اور عورت ہو تو مرد کے واسطے دو تہائی ہے اور عورت کے واسطے ایک تہائی ہے سو جب وہ مستحق ہے تہائی کے ساتھ مرد کے تو اپنے جیسی عورت کے ساتھ بطریق اولیٰ مستحق تہائی کے ہوگی اور اس کے سوائے اور بھی کئی وجہ سے علماء نے توجیہ کی ہے۔ (فتح)

٦٢٣٦۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَرِضْتُ بِمَكَّةَ مَرَضًا فَأَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا قَالَ قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ الثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ كَبِيرٌ إِنَّكَ إِنْ تَرَكْتَ وَلَدَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ آأُخَلَّفُ عَنْ هِجْرَتِي فَقَالَ لَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِي فَتَعْمَلَ عَمَلًا تُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ رِفْعَةً وَدَرَجَةً وَلَعَلَّ أَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِي حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ قَالَ

٦٢٣٦۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکے میں بیمار ہوا جس سے میں قریب الموت ہوا تو حضرت ﷺ میری بیمار پرسی کو آئے تو میں نے کہا یا حضرت! میں بہت مالدار ہوں اور میری ایک بیٹی ہے اس کے سوائے کوئی میرا وارث نہیں حکم ہو تو دو تہائی مال خیرات کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ پھر اس نے کہا آدھا خیرات کروں؟ فرمایا کہ نہ پھر میں نے کہا کہ تہائی مال خیرات کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! تہائی خیرات کے واسطے بہت ہے اگر تو اپنی اولاد کو مالدار چھوڑے بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر اور بیشک تو اللہ کی راہ میں کوئی چیز خرچ نہ کرے گا مگر کہ اس کا ثواب پائے گا یہاں تک کہ جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا ثواب بھی ملے گا پھر میں نے کہا یا حضرت! کیا میں پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا اپنی ہجرت سے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو بیماری کے سبب میرے پیچھے نہ چھوڑا جائے گا سو کوئی کام اللہ کی رضا مندی کا کرتا رہے گا مگر کہ اس کے سبب سے تیرا رتبہ اور درجہ بلند ہوگا اور شاید تو میرے پیچھے چھوڑا جائے گا یہاں تک کہ نفع پائیں گے تجھ سے بہت گروہ اور ضرر پائیں گے تجھ سے اور لوگ یعنی تیرے جہاد سے مسلمانوں کو قوت ہوگی اور

سُفْيَانُ وَسَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ.

کافروں کو ضرر لیکن نہایت محتاج سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے واسطے افسوس کرتے تھے کہ باوجود ہجرت کے پھر مکے میں آ کر مر گیا کہا سفیان نے اور سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ ایک مرد ہے قوم بنی عامر سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وصایا میں گزری اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ میری ایک بیٹی کے سوائے میرا کوئی وارث نہیں اور مراد سعد رضی اللہ عنہ کی نفی سے نفی اولاد کی ہے ورنہ اس کے عصبے بھی تھے جو اس کے وارث ہوتے تھے۔

٦٢٣٧۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ شَيْبَانُ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ أَتَانَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِالْيَمَنِ مُعَلِّمًا وَأَمِيْرًا فَسَأَلْنَاهُ عَنْ رَّجُلٍ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ ابْنَتَهُ وَأُخْتَهُ فَأَعْطَى الْإِبْنَةَ النِّصْفَ وَالْأُخْتَ النِّصْفَ.

٦٢٣٧۔ حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے پاس یمن میں آئے معلم بن کے یا سردار ہو کے سو ہم نے ان سے پوچھا حکم اس مرد کا جو مر گیا اور اپنی ایک بیٹی اور بہن چھوڑی تو معاذ رضی اللہ عنہ نے آدھا مال بیٹی کو دلوایا اور آدھا بہن کو۔

بَابُ مِيْرَاثِ ابْنِ الْإِبْنِ إِذَا لَمْ يَكُنِ ابْنٌ

وَقَالَ زَيْدٌ وَلَدُ الْأَبْنَاءِ بِمَنْزِلَةِ الْوَلَدِ إِذَا لَمْ يَكُنْ دُوْنَهُمْ وَلَدٌ ذَكَرُهُمْ كَذَكَرِهِمْ وَأُنْثَاهُمْ كَأُنْثَاهُمْ يَرِثُوْنَ كَمَا يَرِثُوْنَ وَيَحْجُبُوْنَ كَمَا يَحْجُبُوْنَ وَلَا يَرِثُ وَلَدُ الْإِبْنِ مَعَ الْإِبْنِ.

پوتے کی میراث کا بیان جب کہ میت کا بیٹا نہ ہو یعنی اس کو کتنا حصہ ملتا ہے یعنی برابر ہے کہ اس کا باپ ہو یا چچا اور کہا زید رضی اللہ عنہ نے کہ پوتا بجائے بیٹے کے ہے یعنی صلبی بیٹے کے جب کہ ان کے اور میت کے درمیان بیٹا نہ ہو جو پوتے ہوں وہ بیٹوں کی طرح ہیں اور جو پوتیاں ہوں وہ بیٹیوں کی طرح ہیں وارث ہوتے ہیں پوتے جیسے وارث ہوتے ہیں بیٹے اور مانع ہوتے ہیں پوتے میراث سے جیسے مانع ہوتے ہیں بیٹے اور نہیں وارث ہوتا پوتا ساتھ بیٹے میت کے۔

فائدہ: اور مانع ہوتے ہیں میراث سے یعنی وارث ہوتے ہیں تمام مال کے جب کہ متفرد ہوں اور مانع ہوتے میراث سے ان لوگوں کو جو ان سے طبقے میں کم ہوں اُن لوگوں میں سے کہ ان کے اور میت کے درمیان مثلاً دو یا زیادہ ہوں۔ (فتح)

٦٢٣٨۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا

٦٢٣٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْحِقُوا الْفَرَآئِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ملاؤ فرائض کو فرائض والوں سے اور جو باقی رہے سو قریب تر رشتہ دار مرد کا حق ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اکثر فقہاء نے اس شخص کے حق میں جو چھوڑے خاوند اور باپ اور بیٹی اور پوتا اور پوتی کہ اول فروض والوں کو دیا جائے سو خاوند کے واسطے چوتھائی ہے اور باپ کے واسطے چھٹا حصہ ہے اور بیٹی کے واسطے نصف ہے اور جو باقی رہے سو پوتوں میں تقسیم کیا جائے اس طور سے کہ مرد کو دو حصے اور عورت کو ایک حصہ اور اگر پوتی پوتے سے نیچے درجے کی ہو تو باقی پوتے کو ملے گا نہ پوتی کو اور بعض نے کہا کہ باقی مطلق پوتے کو ملے گا واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ جو باقی رہے سو قریب تر رشتہ دار مرد کا حق ہے اور تمسک کیا ہے جمہور نے اور زید رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس آیت کے ﴿فِيْ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ اور اجماع ہے اس پر کہ پوتے بجائے بیٹوں کے ہیں وقت نہ ہونے بیٹوں کے جب کہ ہوں برابر تعدد میں بنا بر اس کے پس یہ صورت مخصوص ہے عموم قول حضرت ﷺ کے سے فلاولی رجل ذکر۔

بَابُ مِيْرَاثِ ابْنَةِ الْإِبْنِ مَعَ بِنْتٍ

باب ہے بیچ بیان میراث پوتی کے ساتھ بیٹی کے

٦٢٣٩۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ قَيْسٍ سَمِعْتُ هُزَيْلَ بْنَ شُرَحْبِيْلَ قَالَ سُئِلَ أَبُوْ مُوْسٰى عَنْ بِنْتٍ وَابْنَةِ ابْنٍ وَأُخْتٍ فَقَالَ لِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَلِلْأُخْتِ النِّصْفُ وَأْتِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَسَيُتَابِعُنِيْ فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَأُخْبِرَ بِقَوْلِ أَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ أَقْضِيْ فِيْهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْابْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ ابْنٍ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ فَأَتَيْنَا أَبَا مُوْسٰى فَأَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَا تَسْأَلُوْنِيْ مَا

٦٢٣٩۔ حضرت ہزیل سے روایت ہے کہ پوچھے گئے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ حکم اس شخص کے سے کہ مر جائے اور ایک بیٹی اور ایک پوتی اور ایک بہن چھوڑے تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیٹی کے واسطے آدھا ہے اور بہن کے واسطے بھی آدھا ہے اور تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جا سو وہ میری پیروی کرے گا پھر پوچھے گئے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور خبر دیئے گئے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے قول سے تو کہا کہ البتہ میں گمراہ ہوا اس وقت اور نہیں میں راہ پانے والوں سے میں حکم کرتا ہوں اس مسئلے میں جو حضرت ﷺ نے حکم کیا بیٹی کے واسطے آدھا مال ہے اور پوتی کے واسطے چھٹا حصہ واسطے پورا کرنے دو تہائیوں کے اور جو باقی رہے سو بہن کے واسطے ہے پھر ہم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو ہم نے ان کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کی خبر دی تو

دَامَ هٰذَا الْحِبْرُ فِيْكُمْ. ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہ پوچھا کرو مجھ سے جب تک یہ عالم تم میں ہے۔

فائدہ: یہ جو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ میری پیروی کرے گا تو یہ بطور گمان کے کہا اس واسطے کہ اس نے اس مسئلے میں اجتہاد کیا اور سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کی موافقت کی تو اس نے گمان کیا کہ شاید ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ان کی موافقت کرے گا اور یہ جو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جا تو احتمال ہے کہ اس کے اس قول کا سبب طلب ثبوت ہو اور یہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں گمراہ ہوا اس وقت تو یہ کہا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے قول کے جواب میں کہ وہ میری پیروی کرے گا اور اشارہ کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ اگر اس نے اس کی متابعت کی تو صریح سنت کے برخلاف کرے گا اور اگر جان بوجھ کر خلاف سنت کرے گا تو گمراہ ہو گا کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ہے کہ عالم اجتہاد کرے جب کہ گمان کرے کہ مسئلے میں نص نہیں اور نہ متولی ہو جواب کا یہاں تک کہ اس سے بحث کرے اور یہ کہ تنازع کے وقت حجت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے پس واجب ہے رجوع کرنا اس کی طرف اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر انصاف سے اور اعتراف سے ساتھ حق کے اور رجوع کرنے کی طرف اس کی اور گواہی بعض کے واسطے بعض کے ساتھ علم اور فضل کے اور کثرت اطلاع ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اوپر سنت کے اور ثبوت طلب کرنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ میں کہ دلالت کی سائل کو اس شخص پر کہ گمان کیا کہ وہ اس سے اعلم ہے اور نہیں خلاف ہے درمیان فقہاء کے اس چیز میں کہ روایت کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب میں اشعار ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کیا اور کہا ابن عبدالبر نے کہ نہیں خلاف کیا اس میں مگر ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ نے اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کیا اور شاید سلمان رضی اللہ عنہ نے بھی رجوع کیا ہو گا کہا ابن عربی نے کہ لیا جاتا ہے قول ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سے کہ جائز ہے عمل کرنا ساتھ قیاس کے قبل معرفت خبر کے اور رجوع کرنا طرف خبر کی بعد معرفت اس کی کے اور توڑنا حکم کا جب کہ مخالف ہو نص کے میں کہتا ہوں اور لیا جاتا ہے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے فعل سے کہ وہ جائز دیکھتے تھے عمل کرنے کو ساتھ قیاس کے پہلے بحث کرنے کے نص سے اور وہ لائق ہے ساتھ اس کے جو عمل کرتا ہے ساتھ عام کے پہلے بحث کرنے کے مخصص سے۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْجَدِّ مَعَ الْأَبِ وَالْإِخْوَةِ. میراث دادا کی ساتھ باپ کے اور بھائیوں کے۔

فائدہ: مراد ساتھ جد کے اس جگہ وہ ہے جو باپ کی طرف سے ہو اور مراد اخوۃ سے بھائی ہیں عینی اور علاتی اور البتہ منعقد ہوا ہے اجماع اس پر کہ دادا نہیں وارث ہوتا ساتھ باپ کے۔

وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ الْجَدُّ أَبٌ. اور کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ دادا باپ ہے۔

فائدہ: یعنی وہ باپ ہے حقیقۃً لیکن اس کے مراتب میں تفاوت ہے باعتبار قرب اور بعد کے اور بعض نے کہا کہ وہ بجائے باپ کے ہے حرمت میں اور وجوہ نیکی میں لیکن معروف مذکورین سے اول ہے اور شعبی سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ تھے ٹھہراتے دادا کو باپ وارث ہوتا ہے وہ جس کا باپ وارث ہوتا ہے اور حاجب ہوتا ہے جس کا وہ حاجب ہوتا ہے اور جب حمل کیا جائے اس کو جو نقل کیا ہے شعبی نے عموم پر تو لازم آتا ہے خلاف اس صورت کا جس پر اجماع ہے اور وہ ماں ہے باپ کی جب کہ اوپر کے درجے کی ہو ساقط ہو جاتی ہے ساتھ باپ کے اور نہیں ساقط ہوتی ہے ساتھ جد کے اور اختلاف ہے دو صورتوں میں ایک یہ کہ بھائی عینی اور علاتی ساقط ہوتے ہیں ساتھ باپ کے اور نہیں ساقط ہوتے دادا سے نزدیک ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اور جو اس کے تابع ہیں اور ماں ساتھ باپ کے اور ایک زوجین کے لیتی ہے تہائی باقی کی اور دادا کے ساتھ تمام مال کی تہائی لیتی ہے مگر ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک وہ باپ کے مانند ہے۔ (فتح)

وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يَا بَنِيْ آدَمَ﴾ ﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِيْ إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ﴾.

اور پڑھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت اے اولاد آدم کی! اور میں تابع ہوا اپنے باپوں کے دین کے ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے۔

فائدہ: بہرحال حجت پکڑنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے یا بنی آدم سو روایت کیا ہے اس کو محمد بن نضر نے کہ ایک مرد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کیا کہتا ہے تو جد میں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تیرا سب سے بڑا باپ کون ہے؟ تو وہ چپ رہا گویا کہ وہ جواب میں عاجز ہوا تو میں نے کہا کہ آدم تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تو نہیں سنتا اللہ کے اس قول کو یا بنی آدم۔

وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّ أَحَدًا خَالَفَ أَبَا بَكْرٍ فِيْ زَمَانِهٖ وَأَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَافِرُوْنَ.

اور نہیں ذکر کیا گیا کہ کسی نے مخالفت کی ہو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ان کے زمانے میں اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بہت تھے۔

فائدہ: اور شاید مراد اس کی ساتھ اس کے تقویت قول مذکور کی ہے اس واسطے کہ اجماع سکوتی حجت ہے اور وہ حاصل ہے اور قول مذکور یہ ہے کہ دادا وارث ہوتا ہے جس کا باپ وارث ہوتا ہے وقت نہ ہونے باپ کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرِثُنِي ابْنُ ابْنِيْ دُوْنَ إِخْوَتِيْ وَلَا أَرِثُ أَنَا ابْنَ ابْنِيْ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وارث ہوتا ہے میرا پوتا میرے سوائے میرے بھائیوں کے اور میں اپنے پوتے کا وارث نہیں ہوتا۔

فائدہ: وجہ قیاس ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ ہے کہ پوتا جب کہ مانند بیٹے کے وقت نہ ہونے بیٹے کے ہوگا دادا وقت نہ

ہونے باپ کے مانند باپ کی۔

وَيُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَزَيْدٍ أَقَاوِيْلُ مُخْتَلِفَةٌ .

اور ذکر کی جاتی ہے علی رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے مختلف باتیں۔

فائدہ: اور البتہ لیا ہے اس کے قول کو جمہور علماء نے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث افرضکم زید کے یعنی زید کو تم سب سے زیادہ تر علم میراث کا آتا ہے اور روایت کی دارمی نے شعبی سے کہ اول اول جو دادا اسلام میں وارث ہوا عمر رضی اللہ عنہ ہے تو اس نے اس کا مال لیا تو علی رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ تیرے واسطے نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک دو بھائیوں کی طرح ہے اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مقاسمہ کرتے تھے جد سے ساتھ ایک بھائی اور دو بھائیوں کے اور جب زیادہ ہوتے تو دادا کو تہائی دیتے تھے اور اس کو اولاد کے ساتھ چھٹا حصہ دیتے تھے اور ابن ابی شیبہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے علی رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ پوچھتے تھے حکم چھ بھائیوں کا اور دادا کا تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ ان سب کو بجائے ایک کے ٹھہرا اور میرا خط مٹا ڈال اور ایک روایت میں ہے کہ دادا کو ساتواں حصہ دے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ دادا کو چھٹا حصہ دے اور روایت کی دارمی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک عورت کے حق میں کہ مرگئی اور چھوڑا خاوند اپنا اور ماں اور بھائی علاتی اور اپنا دادا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے خاوند کو تین حصہ نصف کے دلوائے اور ماں کو تہائی باقی مال کی اور وہ چھٹا حصہ ہے رأس المال سے اور ایک حصہ بھائی کو اور ایک حصہ دادا کو اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ شریک کرتے تھے جد کو ساتھ بھائیوں کے تہائی تک پھر جب تہائی کو پہنچتا تو تہائی اس کو دیتے اور باقی بھائیوں کو اور کہا طحاوی نے کہ مذہب ایک اور شافعی اور ابو یوسف کا قول زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے دادا کے حق میں اگر اس کے ساتھ عینی بھائی ہوں تو مقاسمہ کرتے ساتھ ان کے جب تک کہ مقاسمہ اس کے واسطے تہائی سے بہتر ہوتا اور اگر تہائی اس کے واسطے بہتر ہوتی تو وہ اس کو دیتے اور نہیں وارث ہوتے علاتی بھائی ساتھ دادا کے کسی چیز کو اور نہ اولاد بھائیوں کے اگرچہ عینی ہوں اور جب ہو ساتھ جد اور بھائیوں کے ایک اصحاب فروض سے تو اول اس کو دیتے پھر دادا کو دیتے بہتر تین کا مقاسمہ سے اور تہائی باقی سے اور سدس سے۔ (فتح)

٦٢٤٠۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلْحِقُوا الْفَرَآئِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

٦٢٤٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملاؤ فرائض کو فرائض والوں سے اور جو باقی رہے وہ قریب تر رشتہ دار کا حق ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور وجہ تعلق اس کی ساتھ مسئلے کے یہ ہے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو باقی رہے بعض فرض کے وہ صرف کیا جائے طرف اس شخص کی جومیت کی طرف قریب تر ہو اور گویا کہ جد اقرب ہے سو مقدم ہوگا۔

۶۲۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَّا الَّذِىْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُهُ وَلٰكِنْ خُلَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ أَوْ قَالَ خَيْرٌ فَإِنَّهُ أَنْزَلَهُ أَبًا أَوْ قَالَ قَضَاهُ أَبًا.

۶۲۴۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بہر حال وہ شخص یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو اس امت سے جانی دوست ٹھہراتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو جانی دوست بناتا لیکن اسلام کی دوستی افضل ہے یا فرمایا بہتر ہے سو اس نے اتارا ہے جد کو بجائے باپ کے یا کہا حکم کیا ہے اس کو باپ۔

بَابُ مِيْرَاثِ الزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهٖ

باب ہے میراث خاوند کی ساتھ اولاد وغیرہ وارثوں کے

فائدہ: پس نہیں ساقط ہوگا خاوند کے مال میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اتارتا ہے اس کو نصف سے طرف چوتھائی کے۔ (فتح)

۶۲۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِىْ نَجِيْحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا أَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسَ وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ.

۶۲۴۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اول اسلام میں مال میت کا اولاد کے واسطے تھا یعنی اولاد وارث ہوتی تھی اور وصیت ماں باپ کے واسطے تھی سو منسوخ کیا اللہ نے جو اس سے چاہا سو ٹھہرایا مرد کے واسطے دوہرا حصہ بہ نسبت عورت کے اور ماں باپ سے ہر ایک کے واسطے چھٹا حصہ ٹھہرایا اور خاوند کے واسطے نصف حصہ اور چوتھائی حصہ ٹھہرایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وصایا میں گزری کہا ابن منیر نے کہ شہادت لینا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ اس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے باوجود واضح ہونے دلیل کے آیت سے اشارہ ہے اس سے طرف تقریر سبب نزول آیت کے کہ اور یہ کہ وہ اپنے ظاہر پر نہ مؤول ہے نہ منسوخ اور فائدہ دیا ہے سہیلی نے کہ آیت ناسخ میں یعنی ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ﴾ میں اشارہ ہے اس کے ہمیشہ رہنے کی طرف اسی واسطے تعبیر کیا ہے اس کو ساتھ فعل مضارع کے جو دلالت کرتا ہے دوام پر بخلاف

اور آیتوں کے اس واسطے کہ منسوخ آیت میں کتب ہے اور بعض اہل علم سے ہے کہ باپ نے محجوب کیا بھائیوں کو اور ان کا حصہ لیا اس واسطے کہ وہ متولی ہے ان کے نکاح کا اور خرچ کرنے کا اوپر ان کے سوائے ماں کے۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْمَرْأَةِ وَالزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهٖ — میراث عورت کی ساتھ اولاد وغیرہ وارثوں کے

فائدہ: پس نہیں ساقط ہوتی ہے وراثت کسی کی دونوں میں سے کسی حال میں بلکہ اتارتی ہے اولاد خاوند کو نصف سے چوتھائی تک اور اتارتی ہے عورت کو چوتھائی سے آٹھویں حصے تک۔ (فتح)

٦٢٤٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنِيْنِ امْرَأَةٍ مِّنْ بَنِيْ لَحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِيْ قَضٰى لَهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنَّ مِيْرَاثَهَا لِبَنِيْهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلٰى عَصَبَتِهَا.

۶۲۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ کچے بچے کے ایک عورت قوم بنی لحیان کی جو اس کے پیٹ سے مردہ گر پڑا تھا ساتھ ایک بردے کے غلام ہو یا لونڈی پھر جس عورت پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بردے کا حکم کیا تھا تو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کے واسطے ہے اور دیت اس کے عصبوں پر۔

فائدہ: یعنی ایک عورت نے دوسری کو مارا اور اس کے پیٹ کے بچے کو گرایا پھر مارنے والی عورت مر گئی سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ایک بردے کے اور یہ کہ دیت مارنے والی کے عصبوں پر ہے اور یہ کہ مارنے والی عورت کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کے واسطے ہے اور اس کی شرح دیت کے باب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور وجہ دلالت کی اس سے ترجمہ پر ظاہر ہے اس واسطے کہ مارنے والی عورت کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کے واسطے ہوئی نہ اس کے عصبوں کے واسطے جنہوں نے اس کی دیت دی پس وارث ہوا اس کا خاوند ساتھ اولاد اپنی کے اور اسی طرح اگر خاوند مردہ ہوتا تو وارث ہوتی اس کی عورت ساتھ اولاد کے اور اسی طرح اگر وہاں عصبہ ہوتا بغیر ولد کے۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةً — میراث بہنوں کے ساتھ بیٹیوں کے عصبہ ہونے سے

فائدہ: کہا ابن بطال نے اجماع ہے اس پر کہ بہنیں عصبہ ہوتی ہیں ساتھ بیٹیوں کے سو وارث ہوتی ہیں اس چیز کی جو بیٹیوں سے بچے سو جو نہ پیچھے چھوڑے مگر بیٹی اور بہن تو بیٹے کے واسطے آدھا ہے اور باقی آدھا مال بہن کے واسطے ساتھ عصبہ ہونے کے بنا بر اس کے کہ معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور اگر دو بیٹیاں اور ایک بہن چھوڑے تو دونوں کے واسطے دو تہائی مال کی ہے اور باقی بہن کے واسطے ہے اور اگر چھوڑے ایک بیٹی اور ایک بہن اور ایک پوتی تو آدھا

ترکہ بیٹی کے واسطے ہے اور پوتی کے واسطے تکملہ دو تہائی کا اور باقی بہن کے واسطے ہے بنا بر اس کے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اس واسطے کہ بیٹیاں دو تہائی سے زیادہ کی مالک نہیں ہوتیں اور نہیں مخالف ہوا کسی چیز میں اس سے کوئی مگر ابن عباس رضی اللہ عنہما اس واسطے کہ وہ کہتا تھا کہ آدھا مال بیٹی کے واسطے ہے اور باقی عصبہ کے واسطے اور بہن کے واسطے کچھ چیز نہیں اور اسی طرح اگر دو بیٹیاں ہوں یا ایک بیٹی اور ایک پوتی ہو تو ان کے واسطے دو تہائی ہے اور باقی عصبہ کے واسطے ہے اور اگر عصبہ نہ ہو تو باقی کو پھر بیٹیوں پر رد کیا جائے اور نہیں موافقت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس پر کسی نے مگر اہل ظاہر نے۔ (فتح)

٦٢٤٤۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَضٰى فِيْنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّصْفُ لِلْابْنَةِ وَالنِّصْفُ لِلْأُخْتِ ثُمَّ قَالَ سُلَيْمَانُ قَضٰى فِيْنَا وَلَمْ يَذْكُرْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۲۴۴۔ حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حکم کیا ہم میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کہ آدھا بیٹی کے واسطے اور آدھا بہن کے واسطے پھر سلیمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم کیا ہم میں اور نہیں ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔

فائدہ: اور قائل اس کا شعبہ ہے اور اصل اس کا یہ ہے کہ روایت کیا ہے اعمش نے اول اس حدیث کو ساتھ اثبات قول اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سو ہوگا یہ قول اس کا مرفوع اور یہی ہے راجح اس مسئلے میں اور ایک بار بغیر اس کے تو ہوگا موقوف۔

٦٢٤٥۔ حَدَّثَنَا عَمْرُوْ بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَأَقْضِيَنَّ فِيْهَا بِقَضَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْابْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الْإِبْنِ السُّدُسُ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ.

۶۲۴۵۔ حضرت ہزیل سے روایت ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں حکم کروں گا اس مسئلے میں ساتھ حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یا کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹی کے واسطے آدھا مال ہے اور پوتی کے واسطے چھٹا حصہ ہے اور جو باقی رہے وہ بہن کے واسطے ہے۔

فائدہ: اور مراد اس کی ساتھ قضا کے بہ نسبت اس کے فتویٰ ہے اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس وقت نہ قاضی تھے نہ امیر تھے۔ (فتح)

بَابُ مِيرَاثِ الْأَخَوَاتِ وَالْإِخْوَةِ

میراث بھائیوں اور بہنوں کی

٦٢٤٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَرِيضٌ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ نَضَحَ عَلَيَّ مِنْ وَضُوْءِهٖ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا لِيْ أَخَوَاتٌ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ.

٦٢٤٦۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اندر تشریف لائے اور میں بیمار تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا اور اپنے وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا تو میں ہوش میں آیا تو میں نے کہا یا حضرت! بیشک میری بہنیں ہیں سو فرائض کی آیت اتری۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول جابر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ بیشک میری بہنیں ہیں اس واسطے کہ یہ تقاضا کرتا ہے کہ اس کی اولاد نہ تھی اور استنباط کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے بھائیوں کو بطریق اولیٰ اور مقدم کیا ہے بہنوں کو ذکر میں واسطے تصریح کے ساتھ اس کے حدیث میں کہا ابن بطال نے اجماع ہے اس پر کہ عینی بھائی یا باپ کی طرف سے نہیں وارث ہوتے ساتھ بیٹے کے اگرچہ نیچے کے درجے کے ہوں اور نہ ساتھ باپ کے اور اختلاف ہے ان میں ساتھ جد کے اور جو اس کے سوائے ہیں سو ایک بہن کے واسطے آدھا ہے اور اگر دو یا زیادہ ہوں تو ان کے واسطے دو تہائی ہے اور بھائی کے واسطے تمام مال ہے اور جو زیادہ ہو تو برابر قسمت ہے اللہ نے فرمایا اور اگر بھائی مرد عورتیں ہوں تو مرد کو دوہرا حصہ ہے اور عورت کو ایک حصہ اور نہیں واقع ہوا ہے ان سب میں اختلاف مگر خاوند میں اور ماں میں اور دو بہنوں اخیافی میں اور عینی بھائی میں سو کہا جمہور نے کہ شریک کیا جائے بھائیوں کو اور علی رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور اُبی رضی اللہ عنہ نہ شریک کرتے تھے بھائیوں کو اگرچہ عینی ہوں ساتھ اخیافی بھائیوں کے اس واسطے کہ وہ عصبہ ہیں اور البتہ مستغرق کیا ہے فرائض نے مال کو اور یہی قول ہے ایک جماعت کوفیوں کا۔ (فتح)

بَابٌ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوْا إِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ

فتویٰ طلب کرتے ہیں تجھ سے تو کہہ اللہ فتویٰ دیتا ہے تم کو کلالہ کے حق میں اخیر آیت تک۔

بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ﴾.

٦٢٤٧۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِىْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ خَاتِمَةُ سُوْرَةِ النِّسَاءِ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾.

۶۲۴۷۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اخیر آیت جو اتری خاتمہ سورہ نساء کا ہے فتویٰ مانگتے ہیں تجھ سے تو کہہ اللہ فتویٰ دیتا ہے تم کو کلالہ کے حق میں۔

فائدہ: اور مراد ساتھ حدیث کے وہ چیز ہے کہ وارد ہوئی ہے اس میں تنصیص سے اوپر میراث بھائیوں کے اور روایت کیا ابوداؤد نے مراسیل میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے کہ ایک مرد آیا سو اس نے کہا یا حضرت! کیا ہے کلالہ؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ چھوڑے باپ اور نہ اولاد اس کے وارث کلالہ ہیں اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے کلالہ کی تفسیر میں جمہور کا یہ قول ہے کہ کلالہ وہ ہے جس کی نہ اولاد ہو نہ والد اور اختلاف ہے بیٹی اور بہن میں کیا وارث ہوتی ہے بہن ساتھ بیٹی کے یا نہیں اور اسی طرح جد میں کہ کیا وہ بجائے باپ کے ہے یا کہ نہ وارث ہوں ساتھ اس کے بھائی اور عجیب ہے یہ بات کہ جو کلالہ سورۂ نساء کی پہلی آیت میں ہے اس میں بھائی بیٹی کے ساتھ وارث نہیں ہوتے باوجود اس کے کہ نہیں واقع ہوئی ہے اس میں تقیید ساتھ قول اللہ کے ﴿لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ﴾ قید کی گئی ہے ساتھ اس کے دوسری آیت میں باوجود اس کے کہ وارث ہوئی ہے اس میں بہن ساتھ بیٹی کے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ تعبیر کی گئی ہے پہلی آیت میں ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَإِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ﴾ اس واسطے کہ مقتضاء اس کا احاطہ کرنا ہے ساتھ تمام مال کے سو بے پرواہی کی لفظ یورث نے قید سے اور مثل اس کی ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ﴾ یعنی جو احاطہ کرنے والا ہو اس کے تمام مال کو اور بہر حال دوسری آیت سو مراد ساتھ ولد کے اس میں مرد ہے اور نہیں تعبیر کی اس میں ساتھ لفظ یورث کے اور اسی واسطے وارث ہوئی بہن ساتھ بیٹی کے اور کہا ابن منیر نے کہ استدلال ساتھ آیت کلالہ کے اس پر کہ بہنیں عصبہ میں نہایت باریک بینی ہے اور وہ یہ ہے کہ عرف فرائض کی آیتوں میں جاری ہے اس پر کہ شرط مذکور اس میں وہ مقدار فرض کے واسطے ہے نہ اصل میراث کے واسطے تو سمجھا جاتا ہے کہ جب شرط نہ پائی جائے تو متغیر ہو قدر میراث کا اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ کا اور ہر ایک کو ماں باپ سے چھٹا حصہ مردے کے ترکہ سے اگر اس کی اولاد ہو اور اگر اس کی اولاد نہ ہو اور اس کے ماں باپ اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کے واسطے تہائی ہے سو متغیر ہوئی مقدار اور نہیں متغیر ہوئی اصل میراث اور اسی طرح خاوند اور بیوی میں سو اس کا قیاس یہ ہے کہ جاری ہو بہن میں سو اس کے واسطے آدھا حصہ ہے اگر میت کی اولاد نہ ہو اور اگر اس کی اولاد ہو تو متغیر ہو جاتا ہے قدر اور نہیں متغیر ہوتی ہے اصل میراث اور نہیں ہے اس جگہ کہ متغیر ہو اس کی طرف مگر تعصیب اور نہیں

لازم آتا ہے اس سے کہ وارث ہو بہن ساتھ بیٹے کے اس واسطے کہ وہ خارج ہے بالا جماع اور جو اس کے سوائے ہے وہ اصل پر باقی رہے گا۔ (فتح)

بَابُ ابْنَيْ عَمٍّ أَحَدُهُمَا أَخٌ لِلأُمِّ وَالآخَرُ زَوْجٌ

چچا کے دو بیٹے ایک ماں کی طرف سے بھائی اور دوسرا خاوند

فائدہ: اس کی صورت یہ ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ عورت اس مرد سے بچہ جنے پھر اس نے دوسری عورت سے نکاح کیا تو وہ بھی اس سے ایک بچہ جنے پھر اس نے دوسری عورت کو طلاق دی پھر اس مرد کے بھائی نے اس عورت سے نکاح کیا تو اس عورت نے اس سے ایک بیٹی جنی تو وہ دوسرے بیٹے کی بہن ہے ماں کی طرف اور اس کی چچیری بہن بھی پھر نکاح کیا اس بیٹی سے اس کے پہلے بیٹے نے اور وہ اس کے چچا کا بیٹا ہے پھر مر گئی اپنے دونوں چچا کے بیٹے چھوڑ کر۔ (فتح)

وَقَالَ عَلِيٌّ لِلزَّوْجِ النِّصْفُ وَلِلأَخِ مِنَ الأُمِّ السُّدُسُ وَمَا بَقِيَ بَيْنَهُمَا نِصْفَانِ.

اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ اس کے خاوند کے واسطے آدھا مال ہے اس کی وراثت سے اور بھائی کے واسطے جو ماں کی طرف سے ہے چھٹا حصہ ہے اور باقی دونوں کے درمیان آدھا آدھا۔

فائدہ: اور حاصل یہ ہے کہ خاوند کو آدھا حصہ دیا جائے اس واسطے کہ وہ خاوند ہے اور دوسرے کو چھٹا حصہ دیا جائے اس واسطے کہ وہ بھائی ہے ماں کی طرف سے اور باقی رہی تہائی سو وہ دونوں کے درمیان بطورِ عصوبت کے تقسیم ہو گی پس صحیح ہوں گے ان کے واسطے دو ثلث ساتھ فرض اور تعصیب کے اور دوسرے کے واسطے تہائی ساتھ فرض اور تعصیب کے کہا ابن بطال نے اور موافقت کی ہے علی رضی اللہ عنہ کی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور جمہور نے اور کہا عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ تمام مال یعنی جو باقی رہے بعد حصے خاوند کے اس کے واسطے ہے جو جامع ہو دو قرابتیوں کے سو اس کے واسطے چھٹا حصہ ہے ساتھ فرض کے اور تہائی باقی بسبب عصبہ ہونے کے اور یہ قول حسن اور اہل ظاہر کا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اجماع کے دو بھائیوں میں کہ ایک عینی ہو اور دوسرا باپ کی طرف سے کہ عینی بھائی تمام مال لیتا ہے اس واسطے کہ قریب تر ہے ماں سے اور حجت جمہور کی وہ چیز ہے کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو باب میں وارد کی ساتھ اس لفظ کے کہ جو مر جائے اور مال چھوڑ ے تو اس کا مال موالی عصبہ کے واسطے ہے اور مراد ساتھ موالی عصبہ کے چچا کے بیٹے ہیں سو ان کے درمیان برابری کی اور کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دی اور اسی طرح کہا ہے اہل تفسیر نے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآئِي﴾ یعنی چچا کے بیٹے پھر اگر حجت پکڑیں ساتھ دوسری حدیث کے جو نیز باب میں مذکور ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جو

فرائض والے چھوڑیں تو قریب تر رشتہ دار مرد کا حق ہے اور جواب یہ ہے کہ وہ دونوں عصبہ ہونے کی جہت سے برابر ہیں اور تقدیر یہ ہے کہ ملاؤ فرائض کو فرائض والوں سے یعنی اصحاب فروض کو ان کا حق دو پھر اگر کوئی چیز باقی رہے تو وہ قریب رشتہ دار کے واسطے ہے سو جب خاوند نے اپنا حصہ لیا اور جو ماں کی طرف سے بھائی تھا اس نے بھی اپنا حصہ لیا تو ہو گیا باقی موروث ساتھ عصبہ ہونے کے اور وہ دونوں اس میں برابر ہیں اور البتہ اجماع کیا ہے علماء نے تین بھائیوں میں جو ماں کی طرف سے ہوں اور ایک ان میں چچا کا بیٹا ہو کہ تینوں کے واسطے ایک تہائی ہے اور باقی چچا کے بیٹے کے واسطے ساتھ تعصیب کے اور کہا مازری نے کہ مراتب عصوبت کے بیٹا ہونا ہے پھر باپ ہونا پھر دادا ہونا سو بیٹا اولیٰ ہے باپ سے اور اس کا فرض اس کے ساتھ چھٹا حصہ ہے اور وہ قریب تر ہے بھائیوں سے اور ان کے بیٹوں سے اس واسطے کہ وہ منسوب ہوتے ہیں ساتھ شریک ہونے کے باپ ہونے اور دادا ہونے میں اور باپ قریب تر ہے بھائیوں سے اور جد سے اس واسطے کہ وہ اس کے سبب سے منسوب ہوتے ہیں اور ساقط ہوتے ہیں اس کے موجود ہونے سے اور جد اولیٰ ہے بھائیوں کی اولاد سے اس واسطے کہ وہ مانند باپ کے ہے ساتھ ان کے اور چچا سے بھی اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ اسی کے سبب سے منسوب ہوتے ہیں اور بھائی اور بھتیجے اولیٰ ہیں چچا سے اور ان کے بیٹوں سے اس واسطے کہ بھائیوں کا عصبہ ہونا باپ کے سبب سے ہے اور چچا کا دادا کے سبب سے اور یہ ترتیب ہے ان کی اور وہ مختلف ہیں قریب تر ہونے میں سو جو قریب تر ہو اولیٰ ہے مانند بھائیوں کے اپنے بیٹوں کے ساتھ اور چچا کے ساتھ بیٹے اس کے سو اگر طبقہ اور قرب میں برابر ہوں اور ایک کو زیادتی ہو مانند عینی بھائی کے ساتھ علاتی بھائی کے تو وہ مقدم کیا جائے اور یہی حال ہے ان کے بیٹیوں میں اور چچا میں اور اس کے بیٹوں میں پھر اگر ہو زیادہ ترجیح ساتھ معنی غیر اس چیز کے کہ دونوں اس میں ہیں جیسے دو چچا کے بیٹے ان میں سے ایک اخیافی بھائی ہو سو بعض نے کہا کہ بدستور رہے گی ترجیح سو لے گا چچا کا بیٹا جو اخیافی بھائی ہے تمام باقی مال کو بعد فرض خاوند کے اور یہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور شریح رحمۃ اللہ علیہ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور طبری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ہے اور انکار کیا ہے اس سے جمہور نے سو کہا انہوں نے کہ بلکہ لے گا اخیافی بھائی اپنا حصہ اور باقی کو دونوں کے درمیان تقسیم کیا جائے۔ (فتح)

٦٢٤٨- حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَّاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَمَالُهٗ لِمَوَالِى الْعَصَبَةِ وَمَنْ

٦٢٤٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قریب تر ہوں مسلمانوں سے ان کی ذاتوں سے سو جو مر جائے اور مال چھوڑے تو اس کا مال اس کے چچیرے بھائیوں کے واسطے ہے اور جو چھوڑے بوجھ یعنی عیال یا لڑکے تو میں ہوں کارساز اس کا سو چاہیے کہ میں اس کے واسطے بلایا جاؤں یعنی مجھ کو اس کے واسطے بلاؤ کہ میں

تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَيَاعًا فَأَنَا وَلِيُّهُ فَلِأُدْعٰى لَهُ الْكَلُّ الْعِيَالُ.

کھڑا ہوں اس کے عیال اور لڑکوں پر۔

٦٢٤٩۔ حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلْحِقُوا الْفَرَآئِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَآئِضُ فَلِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

۶۲۴۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ملاؤ فرائض کو فرائض والوں سے پھر جو فرائض والے چھوڑیں تو قریب تر رشتہ دار مرد کا حق ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزری۔

بَابُ ذَوِى الْأَرْحَامِ

باب ہے بیچ بیان ذوی الارحام کے

فائدہ: یعنی بیچ بیان حکم ان کے اور کیا وہ وارث ہوتے ہیں یا نہیں اور وہ دس قسم ہیں خال اور خالہ اور ماں کی طرف سے جد اور نواسے اور بھانجے اور بھائی کے بیٹے اور چچا اور پھوپھی کے بیٹے اور چچا ماں کی طرف سے اور بیٹا بھائی کا جو ماں کی طرف سے ہو اور جو قریب تر ہو ساتھ کسی کے ان میں سے سو جو ان کو وارث کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ اولیٰ ان میں بیٹی کی اولاد ہے پھر بہن کی اولاد اور بھائی کی بیٹیاں پھر عم اور پھوپھی اور خال اور خالہ اور جب دو برابر ہوں تو مقدم کی جائے جو صاحب فرض کی طرف قریب تر ہو۔ (فتح)

٦٢٥٠۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ أُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ إِدْرِيْسُ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ ﴿وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ قَالَ كَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَرِثُ الْأَنْصَارِيُّ الْمُهَاجِرِيَّ دُوْنَ ذَوِيْ رَحِمِهٖ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِيْ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ قَالَ نَسَخَتْهَا ﴿وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾.

۶۲۵۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں اور ہر ایک کے واسطے ٹھہرائے ہم نے وارث اور جن سے تم نے مضبوط قسمیں باندھیں کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جب مہاجرین مدینے میں آئے تو مہاجر انصاری کا وارث ہوتا تھا اس برادری کے واسطے جو حضرت ﷺ نے ان کے درمیان کروائی تھی اور اس کا رشتہ دار اس کا وارث نہیں ہوتا تھا پھر جب یہ آیت اتری کہ ہم نے ہر ایک کے وارث ٹھہرائے کہا کہ منسوخ کیا اس کو اس آیت نے اور جن سے مضبوط قسمیں باندھیں۔

فائدہ: اور صواب یہ ہے کہ ناسخ آیت ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ ہے اور منسوخ ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ ہے اور جواب دیا ہے ابن منیر نے کہ ضمیر نسختھا میں عائد ہے طرف مواخات کی نہ طرف آیت کی اور ضمیر نسختھا میں وہ فاعل مستتر ہے پھرتا ہے طرف قول اس کے کی ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ اور قول اللہ کا ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ بدل ہے ضمیر سے اور اصل کلام یوں ہے کہ جب اتری آیت ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ تو منسوخ کیا اس نے ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ کو اور کہا کرمانی نے کہ فاعل نسختھا کا آیت جعلنا ہے اور ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ منصوب ہے ساتھ مقدر کرنے اعنی کے اور مراد ساتھ وارد کرنے حدیث کے اس جگہ یہ ہے کہ آیت ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ نے منسوخ کیا ہے حکم میراث کو کہ دلالت کرتی ہے اس پر آیت ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ کہا ابن بطال نے کہ کہا اکثر مفسرین نے کہ ناسخ ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ کے واسطے سورۂ انفال کی آیت ہے ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ﴾ اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابوعبید نے کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے فقہاء نے بیچ وارث کرنے ذوی الارحام کے اور ذوالارحام وہ ہے جس کے واسطے کوئی حصہ ہو اور نہ عصبہ ہو سو مذہب اہل حجاز اور شام کا یہ ہے کہ ان کے واسطے میراث نہیں اور مذہب احمد اور اسحاق کا یہ ہے کہ ان کے واسطے میراث ہے اور حجت ان کی یہ آیت ہے ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ﴾ اور حجت پکڑی ہے دوسرے لوگوں نے ساتھ اس کے کہ مراد آیت سے وہ شخص ہے جس کے واسطے قرآن میں کوئی حصہ مقرر نہیں اس واسطے کہ آیت انفال کی مجمل ہے اور آیت مواریث کی مفسر ہے اور نیز حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ جو مال چھوڑے تو وہ اس کے عصبہ کے واسطے ہے اور یہ کہ اجماع ہے ان کا اس پر کہ اس کے ظاہر پر عمل نہیں سو ٹھہرایا ہے انہوں نے اس چیز کو جو معتوق چھوڑے ورثہ اس کے عصبے کے واسطے سوائے اس کے موالی کے پھر اگر عصبے نہ ہوں تو اس کے موالی کے واسطے سوائے ذی رحم اس کے اور اختلاف ہے بیچ وارث کرنے ان کے سو کہا ابوعبید نے کہ رائے اہل عراق کے رد کرنا اس چیز کا ہے جو باقی رہے فروض والوں سے جب کہ نہ ہو عصبہ اوپر ذوالفروض کے ورنہ ان پر اور عصبوں پر اور اگر نہ ہوں تو ذوی الارحام کو دیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ٹھہرایا پھوپھی کو مانند باپ کے اور خالہ کو مانند ماں کے سو تقسیم کیا مال کو درمیان ان کے تین حصے کر کے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نہیں رد کرتے تھے بیٹی پر بجز ماں کے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے الخال وارث من لا وارث له اور جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ ارادہ کیا جائے ساتھ اس کے جب کہ عصبہ ہو اور احتمال ہے کہ مراد اس سے بادشاہ ہو۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْمُلَاعَنَةِ — میراث لعان کرنے والی عورت کی

فائدہ: اور مراد بیان کرنا اس چیز کا ہے جس کی وارث ہوتی ہے وہ عورت اپنے لڑکے سے جس پر اس نے لعان کیا۔

٦٢٥١۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهٗ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَفٰی مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ.

٦٢٥١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک مرد نے اپنی عورت سے لعان کیا اور الگ ہوا اس عورت کے بیٹے سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان تفریق اور جدائی کی اور ملایا بیٹے کو ساتھ عورت کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزری اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ ملایا لڑکے کو ساتھ عورت کے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ معنی لاحق کرنے اس کے اپنی ماں سے باوجود اتفاق ان کے اس پر کہ نہیں ہے میراث درمیان اس کے اور درمیان اس کے جس نے اس کی نفی کی سو آیا ہے علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ دونوں نے کہا ابن ملاعنہ کے حق میں کہ اس کے عصبے اس کی ماں کے عصبے ہیں وہ ان کا وارث ہوتا ہے اور وہ اس کے وارث ہوتے ہیں روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور یہی قول ہے نخعی اور شعبی کا اور آیا ہے علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ٹھہراتے تھے اس کی ماں کو عصبہ اس کا تنہا سو کل مال اس کو دیا جائے اور اگر اس کی ماں اس سے پہلے مر جائے تو اس کا مال اس کی ماں کے عصبوں کے واسطے ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت کا ان میں سے ہیں حسن اور ابن سیرین اور مکحول اور ثوری اور احمد اور آیا ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ وارث ہوتی ہے ابن ملاعنہ کی ماں اس کی اور بھائی اس کے جو اس کی ماں کے پیٹ سے ہوں اور اگر کوئی چیز باقی رہے تو وہ بیت المال کے واسطے ہے اور یہ قول زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور جمہور علماء اور اکثر فقہاء امصار کا ہے کہا مالک نے اور اسی پر پایا ہم نے اہل علم کو اور شعبی سے روایت ہے کہ اہل کوفہ نے کسی کو حجاز کی طرف بھیجا پوچھتے تھے کہ لعان کرنے والی عورت کے بیٹے کی میراث کس کے واسطے ہے؟ تو انہوں نے ان کو خبر دی کہ اس کی میراث اس کی ماں کے واسطے ہے اور اس کی ماں کے عصبوں کے واسطے اور علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اس کی میراث اس کی ماں کو دی اور اس کو اس کا عصبہ ٹھہرایا کہا ابن عبدالبر نے کہ پہلی روایت مشہور تر ہے نزدیک اہل فرائض کے کہا ابن بطال نے کہ یہ خلاف پیدا ہوا ہے باب کی حدیث سے اس واسطے کہ اس میں آیا ہے کہ ملایا لڑکے کو ساتھ عورت کے اس واسطے کہ جب اس کو ماں کے ساتھ ملایا تو اس کے باپ کی نسب کو کاٹ ڈالا سو وہ ہو گیا کہ گویا اس کا کوئی باپ نہیں اور تمسک کیا ہے اور لوگوں نے ساتھ اس کے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ قائم کیا عورت کو مقام اس کے باپ کے سو انہوں نے اس کی ماں کے عصبوں کو اس کے باپ کے عصبوں کے قائم مقام ٹھہرایا ہے میں کہتا ہوں کہ آئی ہے مرفوع حدیث میں ہو چیز جو قوی کرتی ہے پہلے قول کو سو روایت کی ابو داؤد نے مکحول سے مرسل کہ ٹھہرایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میراث ملاعنہ کے لڑکے کی اس کی ماں کے

واسطے اور اگر اس کی ماں اس سے پہلے مر جائے تو اس کے وارثوں کے واسطے ہے اور حجت جمہور کی وہ حدیث ہے جو لعان میں گزری کہ زہری کی روایت میں سہل رضی اللہ عنہ سے ہے سو ہو گئی سنت میراث میں کہ وارث ہو وہ لڑکا اپنی ماں کا اور اس کی ماں اس کی وارث ہو جو اس کے واسطے مقرر ہوا روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قریب تر رشتہ دار مرد کا حق ہے اس واسطے کہ جو اہل فروض سے باقی رہے اس کو میت کے عصبوں کے واسطے ٹھہرایا ہے بجز اس کی ماں کے عصبوں کے اور جب ملاعنہ کے لڑکے کا کوئی عصبہ نہیں ہے باپ کی طرف سے تو اس کے عصبہ مسلمان لوگ ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْوَلَدِ لِلْفِرَاشِ حُرَّةً كَانَتْ أَوْ أَمَةً

لڑکا بستر والے کا ہے آزاد ہو عورت یا لونڈی

٦٢٥٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ عَهِدَ إِلٰى أَخِيْهِ سَعْدٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّيْ فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ ابْنُ أَخِيْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِيْ قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِيْ مِنْهُ لِمَا رَأٰى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ.

۶۲۵۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتبہ نے اپنے بھائی سعد کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے اور میرے نطفے سے سو اس کو اپنے قبضے میں کر لینا سو جب فتح مکہ کا سال ہوا تو اس کو سعد نے لیا کہا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اس نے مجھ کو اس کے بارے میں وصیت کی تھی تو عبد بن زمعہ اٹھا سو اس نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا اس کے بچھونے پر پیدا ہوا تو وہ دونوں اکٹھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے اس طور سے کہ گویا ایک دوسرے کو ہانکتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تیرے واسطے ہے اے عبد بن زمعہ! لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنے والے کو پتھر پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا یعنی اپنی بیوی سے فرمایا کہ اس سے پردہ کر واسطے اس چیز کے کہ اس کی مشابہت عتبہ کے ساتھ دیکھی سو اس نے سودہ رضی اللہ عنہا کو نہ دیکھا یہاں تک کہ مر گیا۔

فائدہ: نکاح میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے گزر چکا ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں ایک صورت میں ماں کے استلحاق کا اعتبار کرتے تھے یعنی اس کی ماں اس کو جس کے ساتھ ملحق کرتی وہ اسی کے ساتھ ملحق ہو جاتا تھا اور ایک

صورت میں قیافہ شناس کے لاحق کرنے کا اعتبار کرتے تھے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ نکاح جاہلیت کے زمانے میں چار وجہ پر تھا، الحدیث اس میں ہے ایک جماعت دس سے کم آدمی جمع ہوتے پھر کسی عورت کے پاس جاتے اور سب اس سے زنا کرتے پھر جب حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو ان سب کو بلا بھیجتی وہ سب اس کے پاس جمع ہوتے تو وہ کہتی کہ میں نے بچہ جنا سو وہ تیرا بیٹا ہے اے فلانے! تو وہ لڑکا اس کے ساتھ ملایا جاتا اور اس کا بیٹا قرار دیا جاتا اور وہ مرد اس سے ہٹ نہ سکتا اور ایک نکاح حرام کار عورتوں کا تھا ان کا دستور تھا کہ اپنے دروازوں پر جھنڈے کھڑے کرتیں سو جو چاہتا ان کے پاس اندر جاتا پھر جب حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو اس کے واسطے قیافہ شناسوں کو جمع کرتے پھر لاحق کرتے لڑکے کو ساتھ اس کے جس کے ساتھ قیافہ شناس اس کو ملحق کرتا اور لائق ساتھ قصے زمعہ کے لونڈی کے اخیر قسم ہے اور شاید جمع کرنا قیافہ شناسوں کا اس لڑکے کے واسطے دشوار ہوا تھا کسی وجہ سے یا وہ لونڈی حرام کار عورتوں کی صفت سے نہ تھی بلکہ عتبہ نے اس سے چھپے زنا کیا اور حالانکہ وہ اس وقت دونوں کافر تھے سو وہ حاملہ ہوئی اور اس نے بچہ جنا جو اس کے مشابہ تھا تو اس کے گمان پر غالب ہوا کہ وہ اس کے نطفے سے ہے سو اچانک موت آئی اس کے ملحق کرنے سے پہلے سو اپنے بھائی کو اس نے وصیت کی کہ اس کو اپنے ساتھ ملا لے تو عمل کیا سعد نے اس کے بعد واسطے تمسک کرنے کے ساتھ برأت اصلی کے اور جاہلیت کے وقت کا یہ بھی طریقہ تھا کہ اگر لونڈی کا مالک چاہتا تو اپنی لونڈی کے لڑکے کو اپنے ساتھ ملاتا اور اگر اس سے نفی کرتا تو وہ اس کے ساتھ ملحق نہ ہوتا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس قصے کے اس پر کہ الحاق کرنا نہیں خاص ہے ساتھ باپ کے بلکہ بھائی کے واسطے بھی جائز ہے کہ ملحق کرے اور اپنے ساتھ ملائے جس کو چاہے اور یہ قول شافعیہ اور ایک جماعت کا ہے بشرطیکہ بھائی حاضر ہو یا باقی وارث بھی اس کے موافق ہوں اور ممکن ہو ہونا اس کا مذکور سے اور یہ کہ موافق ہو اس پر اگر ہو عاقل بالغ اور یہ کہ اس کا باپ معروف نہ ہو اور خاص کیا ہے مالک اور ایک گروہ نے استلحاق کو ساتھ باپ کے اور جواب دیا ہے انہوں نے کہ الحاق نہیں حصر کیا گیا ہے بیچ ملانے عبد کے بلکہ جائز ہے کہ حضرت ﷺ کو اس پر کسی وجہ سے اطلاع ہوئی ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے واسطے وصی کے یہ کہ ملائے وصیت کرنے والے کے لڑکے کو جب کہ اس نے اس کو اس کے ملانے کی وصیت کی ہو اور ہوگا مانند وکیل کے اس کی طرف سے اور اس پر کہ لونڈی ہو جاتی ہے فراش ساتھ وطی کے پھر جب اقرار کرے مالک اپنی لونڈی کے ساتھ وطی کا یا ثابت ہو جائے یہ جس طریق سے کہ ہو پھر بچہ جنے مدت امکان میں بعد وطی کے تو وہ ملحق ہو جاتا ہے ساتھ اس کے بغیر لاحق کرنے کے جیسا کہ بیوی میں ہے لیکن بیوی ہو جاتی فرش مجرد عقد سے سو نہیں شرط ہے استلحاق میں مگر امکان اس واسطے کہ مراد اس سے صحبت کرنا ہوتا ہے سو اس کے نکاح کو بجائے وطی کے ٹھہرایا گیا برخلاف لونڈی کے کہ مراد اس سے اور منافع ہوتے ہیں سو شرط کی گئی ہے اس کے حق میں وطی اور اسی واسطے جائز ہے جمع کرنا درمیان دو بہنوں کے ساتھ ملک کے سوائے وطی کے اور یہ قول

جمہور کا ہے اور حنفیہ سے ہے کہ نہیں ہوتی ہے لونڈی فرش مگر جب کہ مالک سے بچہ جنے اور اس کے ساتھ ملحق کیا جائے پھر جو لڑکا اس کے بعد جنے گی اس کے ساتھ لاحق ہو گا مگر یہ کہ اس کی نفی کرے اور حنابلہ سے ہے کہ جو اعتراف کرے ساتھ وطی کے پھر بچہ جنے بیچ مدت امکان کے تو ملحق ہوتا ہے ساتھ اس کے اور اگر اس نے اس کے نطفے سے اول بچہ جنا اور اس نے اس کو اپنے ساتھ ملایا تو نہیں ملحق ہو گا ساتھ اس کے مابعد اس کے مگر نئے اقرار سے راجح قول پر نزدیک ان کے اور ترجیح اول مذہب کی ظاہر ہے اس واسطے کہ نہیں منقول ہے کہ اس لونڈی سے زمعہ کا کوئی اور لڑکا بھی تھا اور کل متفق ہیں اس پر کہ نہیں ہوتی ہے وہ فرش مگر وطی سے اور وطی کرنا زمعہ کا اس لونڈی مذکور سے مشہور امر تھا کہا ابن دقیق العید نے کہ معنی الولد للفراش کے یہ ہیں کہ تابع ہے واسطے فراش کے یا محکوم بہ ہے واسطے فراش کے اور منقول ہے شافعی سے کہ اس کے دو معنی ہیں یہ کہ وہ اس کے واسطے ہے جب تک کہ اس کی نفی نہ کرے پھر جب اس کی نفی کرے ساتھ لعان کے تو اس سے اس کی نفی ہو جاتی ہے دوسری یہ کہ جب جھگڑا کرے فرش والا اور زانی تو لڑکا فرش والے کا ہے اور دوسری معنی موافق ہیں اس قصے کے کہا ابن عبدالبر نے کہ ثابت ہوتی ہے لونڈی فراش نزدیک اہل حجاز کے اگر اس کا مالک اقرار کرے کہ وہ اس کے ساتھ صحبت کیا کرتا تھا اور نزدیک اہل عراق کے اگر اقرار کرے اس کا خاوند ساتھ ولد کے کہا مازری نے کہ متعلق ہے ساتھ اس حدیث کے ملا لینا بھائی کا اپنے بھائی کو اور وہ صحیح ہے نزدیک شافعی کے جب کہ اس کے سوائے اور کوئی اس کا وارث نہ ہو اور البتہ تعلق پکڑا ہے اس کے ساتھیوں نے ساتھ اس حدیث کے اس واسطے کہ نہیں وارث ہوا ہے کہ زمعہ نے اس کو بیٹا کہا تھا اور نہیں اعتراف کیا اس نے کہ اس نے اس کی ماں سے صحبت کی ہو سو ہو گا اعتبار اس قصے سے اوپر ملانے عبد بن زمعہ کے اور ہمارے نزدیک نہیں صحیح ہے استلحاق بھائی کا اپنے بھائی کو اور نہیں ہے حجت حدیث میں اس واسطے کہ ممکن ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ثابت ہوا ہو کہ زمعہ اپنی لونڈی سے صحبت کرتا تھا سو لاحق کیا لڑکے کو ساتھ اس کے اس واسطے کہ جس کی وطی ثابت ہو نہیں محتاج ہے وہ اس طرف کہ وطی کا اعتراف کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مشکل ہے عراق والوں کے مذہب پر اس واسطے کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ اس لونڈی سے زمعہ کا اور کوئی بیٹا نہ تھا اور مجرد وطی کا ان کے نزدیک اعتبار نہیں پس لازم ہے ان پر تسلیم کرنا شافعی کے قول کا اور مراد حجر سے اس میں محروم ہونا ہے یعنی محروم ہونا اس لڑکے سے جس کا اس نے دعویٰ کیا اور عادت جاری ہے کہ جو محروم ہو اس کو کہتے ہیں کہ اس کے واسطے پتھر ہے اور اس کے منہ میں مٹی ہے اور نہیں مراد ہے اس سے سنگسار کرنا اس واسطے کہ وہ خاص ہے ساتھ شادی شدہ کے اور نیز لازم نہیں آتا اس کے سنگسار کرنے سے منفی ہونا لڑکے کا اور حدیث تو صرف نفی ولد کے واسطے بیان کی گئی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اس کو نہ دیکھا اور اس روایت کو جب مالک رحمہ اللہ کی روایت کے ساتھ ضم کیا جائے تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے حکم کو مانا اور مبالغہ کیا پردہ کرنے میں اس

سے یہاں تک کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس کو نہ دیکھا چہ جائیکہ وہ سودہ رضی اللہ عنہا کو دیکھتا اس واسطے کہ نہیں ہے امر مذکور میں دلالت اوپر منع کرنے سودہ رضی اللہ عنہا کے اس کے دیکھنے سے اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے اس پر کہ نہیں ملحق کیا اس کو ساتھ زمعہ کے اگر لاحق ہوتا تو سودہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کا بھائی ہو جاتا اور بھائی سے پردہ کرنے کا حکم نہیں ہے اور جواب دیا ہے جمہور نے کہ یہ حکم احتیاط کے واسطے ہے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ کے ساتھ اس کا شبہ ظاہر دیکھا پس احتیاط اور توقی شبہات کے واسطے اس سے منع کیا اور اشارہ کیا ہے خطابی نے اس طرف کہ اس میں زیادتی ہے امہات المؤمنین کے واسطے جو ان کے سوائے اور لوگوں کے واسطے نہیں اور کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ ہو یہ واسطے تشدید امر حجاب کے امہات المؤمنین کے حق میں اور پہلے گزر چکا ہے حجاب کی تفسیر میں قول اس شخص کو جو قائل ہے کہ حرام ہے ان پر بعد حجاب کے ظاہر کرنا اپنی ذاتوں اور جسموں کا اگرچہ پردہ پوش مستور ہوں مگر ضرورت سے برخلاف غیر ان کے اور عورتوں سے کہ ان کے حق میں شرط نہیں بلکہ جائز ہے واسطے خاوند کے یہ کہ منع کرے اپنی بیوی کو جمع ہونے سے ساتھ محرم اس کے کے سو شاید مراد پردہ کرنے سے یہ ہو کہ اس کے ساتھ خلوت میں جمع نہ ہو کہا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں واجب ہے عورت پر یہ کہ اس کا بھائی اس کو دیکھے بلکہ واجب اس پر سلوک کرنا ہے اپنے رشتہ داروں سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ حکم حاکم کا نہیں حلال کرتا چیز کو باطن میں جیسا کہ گواہی سے حکم کرے پھر ظاہر ہو کہ وہ جھوٹی گواہی ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ وہ عبد کا بھائی ہے اور حکم کیا سودہ کو ساتھ پردہ کرنے کے بسبب مشابہ ہونے اس کے عتبہ سے سو اگر حکم حلال کرتا چیز کو باطن میں تو نہ حکم کرتے سودہ کو ساتھ حجاب کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ زنا کے واسطے حکم وطی حلال کا ہے بیچ حرمت مصاہرہ کے اور یہ قول جمہور کا ہے اور وجہ دلالت کی حکم کرنا سودہ رضی اللہ عنہا کو ہے ساتھ پردہ کرنے کے بعد حکم کرنے کے کہ وہ سودہ رضی اللہ عنہا کا بھائی ہے بسبب مشابہ ہونے کے ساتھ زانی کے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مشہور قول میں اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں ہے کوئی اثر واسطے زنا کے بلکہ جائز ہے زانی کو یہ کہ نکاح کرے اس عورت کی ماں سے جس سے اس نے زنا کیا ہو اور اس کی بیٹی سے بھی اور زیادہ کیا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور موافق ہوا ہے اس کو ابن ماجشون اور اس بیٹی سے کہ جنے اس کو وہ عورت جس سے اس نے زنا کیا تھا اگرچہ وہ عورت پہچانے کہ وہ اسی کے نطفے سے ہے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور یہ استدلال باطل ہے اس واسطے کہ برتقدیر اس کے کہ وہ زنا سے ہو سو وہ اجنبی ہے سودہ رضی اللہ عنہا سے نہیں حلال ہے اس کو کہ اس کے سامنے ہو برابر ہے کہ زانی کے ساتھ ملحق ہو یا نہ ہو اور یہ رد کرتا ہے واسطے فرع کے ساتھ رد اصل کے ورنہ جو انہوں نے بنا کی وہ صحیح ہے اور جواب دیا ہے اس سے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے کہ حکم پردے کا احتیاط کے واسطے تھا اور امر اس میں ندب کے واسطے ہے اور بہرحال بنا بر تخصیص امہات المؤمنین کے ساتھ اس کے پس بنا بر تقدیر ندب کے پس شافعی رحمۃ اللہ علیہ قائل ہے ساتھ اس کے اس عورت کے حق میں جو

زنا سے پیدا اور تخصیص پر تو کوئی اشکال نہیں اور جو وجوب کا قائل ہے اس پر لازم آتا ہے کہ قائل ہو ساتھ اس کے بیچ نکاح کرنے اس لڑکی کے زنا سے پیدا ہوئی پس جائز رکھے اس کو نزدیک گم ہونے شبہ کے اور منع کرے وقت وجود اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر صحیح ہونے ملک کا فربت پرست کے لونڈی کافرہ پر اور یہ کہ حکم اس کا اس کے بعد کہ اپنے مالک کے نطفے سے بچہ جنے حکم غلام کا ہے اس واسطے کہ عبد اور سعد نے اس کو لونڈی کہا اور حضرت ﷺ نے اس پر انکار نہ کیا اسی طرح اشارہ کیا ہے اس طرف بخاری رحمہ اللہ نے کتاب العتق میں اس حدیث کے بعد لیکن وہ اکثر نسخوں میں نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی وارد کرنے اس کے سے یہ ہے کہ بعض حنفیہ نے جب الزام دیا کہ ام الولد متنازعہ فیہ آزاد عورت تھی تو اس کو اس نے رد کیا اور کہا کہ بلکہ آزاد کی گئی تھی۔ (فتح)

٦٢٥٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَّحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوَلَدُ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ.

۶۲۵۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لڑکا فرش والے کا ہے یعنی جس کے نیچے اس کی ماں ہے اسی کا وہ لڑکا ہے خواہ نکاح سے ہو یا ملک یمین سے۔

فائدہ: ابوداؤد نے عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو ایک مرد نے کہا کہ فلانا میرا بیٹا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے دعوت اسلام میں جاتا رہا حکم جاہلیت کا اور لڑکا بچھونے والے کا ہے اور زانی کو پتھر۔ (فتح)

بَابُ الْوَلَاءِ لِمَنْ أَعْتَقَ وَمِيْرَاثُ اللَّقِيْطِ وَقَالَ عُمَرُ اللَّقِيْطُ حُرٌّ

غلام آزاد کے مال کا وہی وارث ہے جس نے آزاد کیا اور گر پڑے لڑکے کی میراث کا بیان اور کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ گر پڑا لڑکا آزاد ہے۔

فائدہ: یہ ترجمہ معقود ہے میراث لقیط کے واسطے سو اشارہ کیا ہے طرف ترجیح قول جمہور کے کہ لقیط حر ہے یعنی آزاد ہے اور اس کا مال اس کے مرنے کے بعد بیت المال کے واسطے ہے اور اس چیز کی طرف کہ آئی ہے نخعی سے کہ اس کے مال کا وارث وہی ہے جس نے اس کو گرا پڑا پایا اور حجت پکڑی ہے اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے جو انہوں نے ابو جمیلہ سے کہا اس کے حق میں جس کو اس نے اٹھایا تھا کہ جا سو وہ آزاد ہے اور ہم پر ہے خرچ اس کا اور تیرے واسطے ہے ولاء اس کا یعنی تو ہے متولی اس کی تربیت کا اور قائم ہونے کا ساتھ امر اس کے سو وہ ولایت اسلام کی ہے نہ ولایت عتق کی اور حجت اس کی واسطے صریح حدیث مرفوع ہے انما الولاء لمن اعتق سو یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ جو آزاد نہ کرے وہ اس کے مال کا وارث نہیں اس واسطے کہ آزاد کرنا چاہتا ہے کہ پہلے اس کا مالک ہو اور جو دار الاسلام میں گرا پڑا پایا جائے اٹھانے والا اس کا مالک نہیں ہوتا اس واسطے کہ اصل آدمیوں میں آزادی ہے اور جب اس کا حال معلوم نہیں تو اس کا مال بیت المال میں رکھا جائے اور پوشیدہ رہا یہ سب اسماعیلی پر سو کہا اس نے کہ حدیث

عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مطابق ہے واسطے ترجمہ انما الولاء لمن اعتق کے اور نہیں ہے دونوں کی حدیث میں ذکر میراث لقیط کا اور کہا کرمانی نے کہ اس حدیث میں ذکر میراث لقیط کا نہیں سو شاید بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس کے اور حدیث وارد کرنے کا اس کو اتفاق نہیں پڑا میں کہتا ہوں کہ یہ تو فقط باعتبار ظاہر کے ہے اور بہرحال باعتبار تدقیق نظر کے اور مناسبت وارد کرنے اس کے مواریث کے بابوں میں سو بیان اس کا وہ ہے جو میں نے پہلے بیان کیا، واللہ اعلم اور کہا ابن منذر نے اجماع ہے اس پر کہ لقیط یعنی جو گرا پڑا لڑکا پایا جائے وہ آزاد ہے مگر ایک روایت نخعی سے اور دوسری روایت اس کی موافق جماعت کے ہے اور حنفیہ کے قول کے موافق بھی اس سے ایک روایت ہے اور البتہ آیا ہے شریح سے مانند اول کی اور ساتھ اسی کے قائل ہے اسحاق بن راہویہ۔ (فتح)

٦٢٥٤۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ وَأُهْدِيَ لَهَا شَاةٌ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ قَالَ الْحَكَمُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا وَقَوْلُ الْحَكَمِ مُرْسَلٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَأَيْتُهُ عَبْدًا.

۶۲۵۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدا یعنی اس کے خریدنے کا ارادہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید لے یعنی پھر اس کو آزاد کرے اس واسطے کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وہی وارث ہوتا ہے جو آزاد کرے اور بریرہ رضی اللہ عنہا کو گوشت تحفہ بھیجا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گوشت اس کے حق میں صدقہ ہے اور ہمارے واسطے تحفہ ہے اور کہا حکم نے کہ اس کا خاوند آزاد تھا کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ قول حکم کا مرسل ہے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا تک مسند نہیں جو حدیث کی راوی ہیں اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے اس کو غلام دیکھا۔

فائدہ: اور زیادہ کیا ہے آئندہ باب میں کہ اسود کا قول منقطع ہے یعنی نہیں موصول کیا اس کو ساتھ ذکر عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیچ اس کے اور قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا صحیح تر ہے اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا ہے کہ اس نے اس کو دیکھا اور البتہ صحیح ہو چکا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس قصے میں حاضر تھے اور اس کو مشاہدہ کیا سو راجح ہوگا قول اس کا اس شخص کے قول پر جو وہاں موجود نہ تھا اس واسطے کہ اسود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مدینے میں داخل نہیں ہوا اور حکم بہت زمانہ اس کے بعد پیدا ہوا۔ (فتح)

٦٢٥٥۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا

۶۲۵۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وارث وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے۔

الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے احمد کی ایک روایت کے واسطے کہ جو آزاد کرے غیر کی طرف سے تو آزادی کا حق آزاد کرنے والے کے واسطے ہے اور اجر اس کے واسطے جس کی طرف سے آزاد کیا گیا، وسیاتی البحث فیہ ان شاء اللّٰہ تعالٰی۔ (فتح)

بَابُ مِيرَاثِ السَّآئِبَةِ — سائبہ کی میراث کے بیان میں

فائدہ: مراد سائبہ سے ترجمہ میں وہ غلام ہے کہ اس کا مالک اس سے کہے کہ نہیں ولا کسی کے واسطے اوپر تیرے یا تو سائبہ ہے مراد ساتھ اس کے آزاد کرنا اس کا ہو اور یہ کہ نہیں ولا کسی کے واسطے اوپر اس کے اور کبھی اس کو کہتا ہے کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا سائبہ یا تو آزاد ہے سائبہ سو پہلے دونوں صیغوں میں اس کے آزاد کرنے کی نیت ضروری ہے اور دوسرے دونوں میں آزاد ہو جاتا ہے اور اختلاف ہے شرط میں سو جمہور تو اس کے مکروہ ہونے پر ہیں اور شاذ ہے جو اس کی اباحت کا قائل ہے اور اختلاف ہے اس کی ولا میں کما سیاتی انشاء اللّٰہ۔ (فتح)

٦٢٥٦۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْإِسْلَامِ لَا يُسَيِّبُوْنَ وَإِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَ.

٦٢٥٦۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل اسلام سائبہ نہیں کرتے تھے یعنی غلام کو نہیں کہتے تھے کہ تو سائبہ ہے اور جاہلیت کے لوگ سائبہ کرتے تھے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا حدیث کا ہے کہ روایت کیا اس کو اسماعیلی نے کہ ایک مرد عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں نے آزاد کیا اپنے غلام کو سائبہ کر کے سو وہ مر گیا اور اس نے کوئی وارث نہیں چھوڑا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی اور زیادہ کیا ہے اس میں کہ تو ہے وارث اس کے مال کا اور اگر ڈرے کہ گناہ میں پڑے تو ہم اس کو بیت المال میں داخل کریں گے اور یہی قول ہے حسن بصری رحمہ اللہ کا اور ابن سیرین رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا اور روایت کی ابن منذر نے کہ سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ایک انصاری عورت نے سائبہ آزاد کیا تھا پھر جب سالم رضی اللہ عنہ شہید ہوا تو اس کی میراث اس انصاری عورت کو پہنچی یا اس عورت کے بیٹے کو اور روایت کی ابن منذر نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما لائے گئے مال اپنے غلام آزاد کا جو مر گیا تھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم نے اس کو سائبہ آزاد کیا تھا سو حکم کیا کہ اس کے مال سے غلام خرید کر آزاد کیے جائیں اور احتمال ہے کہ یہ فعل ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بطورِ وجوب کے یا بطورِ ندب کے اور لیا ہے اس کے ظاہر کو عطاء نے کہ اگر غلام سائبہ کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کے آزاد کرنے والے کو بلایا جائے پھر اگر وہ قبول کرے تو فبہا ورنہ اس سے غلام خرید کر آزاد کیے جائیں اور اس میں قول بھی ہے کہ اس کا ولاء اور مال مسلمانوں کے واسطے ہے وہی اس کے وارث ہوں گے اور وہی اس کی طرف سے دیت دیں گے یہ قول عمر بن

عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور زہری کا ہے اور یہی قول ہے مالک کا اور شعبی اور نخعی اور کوفیوں کا یہ قول ہے کہ نہیں ہے کچھ مضائقہ ساتھ بیع کرنے ولا سائبہ کے اور اس کے ہبہ کرنے کے کہا ابن منذر نے کہ پیروی کرنا ظاہر قول حضرت ﷺ کے کی الولاء لمن اعتق اولیٰ ہے میں کہتا ہوں اور اسی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ وارد کرنے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں اور اس میں ہے کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وارث وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے اور اس میں ہے قول اسود کا کہ اس کا خاوند آزاد تھا۔ (فتح)

٦٢٥٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اشْتَرَتْ بَرِيْرَةَ لِتُعْتِقَهَا وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَائَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ لِأُعْتِقَهَا وَإِنَّ أَهْلَهَا يَشْتَرِطُوْنَ وَلَائَهَا فَقَالَ أَعْتِقِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ أَوْ قَالَ أَعْطَى الثَّمَنَ قَالَ فَاشْتَرَتْهَا فَأَعْتَقَتْهَا قَالَ وَخُيِّرَتْ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَقَالَتْ لَوْ أُعْطِيْتُ كَذَا وَكَذَا مَا كُنْتُ مَعَهُ قَالَ الْأَسْوَدُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا قَوْلُ الْأَسْوَدِ مُنْقَطِعٌ وَقَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَأَيْتُهُ عَبْدًا أَصَحُّ.

٦٢٥٧۔ حضرت اسود سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی کو خریدنا چاہا تا کہ اس کو آزاد کریں تو اس کے مالکوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اس کی وراثت کا حق ہم کو ملے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! میں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدنا چاہا تھا تا کہ اس کو آزاد کروں اور اس کے مالک بیع میں اس کے حق وراثت کی شرط کرتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے اس واسطے کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وارث وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے یا یوں فرمایا جو قیمت دے کہا راوی نے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو خرید کر آزاد کیا کہا اور اس کو اپنی ذات میں اختیار دیا گیا ہے کہ چاہے اپنے خاوند کے نکاح میں رہے یا نہ رہے سو اس نے اپنی جان کو اختیار کیا اور اس نے کہا کہ اگر مجھ کو اتنا اتنا مال ملے تو بھی اس کے ساتھ نہ رہوں کہا اسود نے اور اس کا خاوند آزاد تھا کہا ابوعبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قول اسود کا منقطع ہے اور قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ میں نے اس کو غلام دیکھا صحیح تر ہے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ تَبَرَّأَ مِنْ مَّوَالِيْهِ

گناہ اس کا جو اپنے مالکوں سے بیزار ہو وہ اور لوگوں کو اپنا مالک ٹھہرائے

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جو روایت کی احمد اور طبرانی نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بعض بندے اللہ کے ایسے ہیں کہ اللہ ان سے کلام نہیں کرے گا، الحدیث اور اس میں ہے اور ایک وہ مرد ہے کہ اس پر ایک قوم نے احسان

کیا سو اس نے ان کی نعمت کا کفر کیا اور ان سے بیزاری ظاہر کی۔ (فتح)

٦٢٥٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَؤُهُ إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ غَيْرَ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ قَالَ فَأَخْرَجَهَا فَإِذَا فِيْهَا أَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَأَسْنَانِ الْإِبِلِ قَالَ وَفِيْهَا الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا أَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَمَنْ وَالٰى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ.

٦٢٥٨۔ حضرت ابراہیم تیمی سے روایت ہے کہ کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں جس کو ہم پڑھیں مگر اللہ کی کتاب بجز اس کاغذ کے سو علی رضی اللہ عنہ نے اس کو نکالا سو اچانک دیکھا گیا کہ اس میں کچھ احکام تھے زخموں کے اور اونٹوں کی عمروں کے یعنی زکوۃ میں کتنے کتنے سال کے اونٹ دیئے جائیں کہا راوی نے اور اس میں تھا کہ مدینہ حرام ہے ان دونوں پہاڑوں کے درمیان کہ ایک پہاڑ کو عیر کہتے ہیں اور ایک کو ثور سو جو اس میں کوئی بدعت نکالے یا بدعت نکالنے والے کو جگہ دے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں اور سب آدمیوں کی لعنت ہے اللہ نہ قبول کرے گا اس سے قیامت کے دن نہ نفل عبادت کو نہ فرض کو اور جو کسی قوم سے دوستی کرے بے اجازت اپنے اگلے مددگاروں اور سرداروں کے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے نہ قبول کرے گا اللہ اس سے قیامت کے دن نہ نفل عبادت کو نہ فرض کو اور مسلمان کی امان ایک ہی ہے ادنیٰ مسلمان بھی ان میں کوشش کرے سو جو شخص کہ مسلمان کی امان کو توڑے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب مسلمانوں کی لعنت ہے نہ قبول کرے گا اس سے اللہ قیامت کے دن نفل عبادت کو نہ فرض کو۔

فائدہ: اور ابوداؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہے پے در پے قیامت تک اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ہے کہ جو اپنے مالکوں کے سوائے اور لوگوں سے دوستی کرے تو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے اور جو چیزیں کہ اس صحیفے میں مذکور تھیں ان میں سے چار چیزیں باب کی حدیث میں مذکور ہیں ایک زخم اور اونٹوں کے دانت ہیں اور اس کی شرح دیات میں آئے گی انشاء اللہ اور کیا مراد اسنان ابل سے وہ ہیں جو متعلق ہیں ساتھ خراج کے یا متعلق ساتھ زکوۃ کے یا عام تر اس سے دوسری مدینہ حرام ہے تیسری جو کسی قوم سے دوستی کرے اور

یہی ہے مقصود اس جگہ میں اور یہ جو اس میں کہا بغیر اجازت اپنے مالکوں کے تو نہیں ہے یہ واسطے قید کرنے حکم کے ساتھ عدم اجازت کے اور قصر کرنے اس کے اوپر اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوا ہے اس پر کہ وہی ہے غالب اور احتمال ہے کہ ہو قول مَنْ تَوَلّٰی شامل معنی کو جو عام تر ہیں موالات سے اور یہ کہ اس سے مطلق مدد ہے اور اعانت اور ارث اور ہو قول اس کا بغیر اذن موالیه متعلق ساتھ مفہوم اس کے ساتھ ماسوائے میراث کے اور دلیل خارج کرنے اس کے کی انما الولاء لمن اعتق ہے، والعلم عند اللہ اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اس کا لحاظ کیا ہے سو اس کے بعد حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی لایا جو منع کرتی ہے بیع ولا کی سے اور ہبہ اس کے سے اس واسطے کہ لیا جاتا ہے اس سے عدم اعتبار اجازت کا بیچ اس کے بطریق اولیٰ اس واسطے کہ جب منع کیا گیا مالک بیع ولا کی سے باوجود اس کے کہ حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے عوض سے اور اس کے ہبہ کرنے سے باوجود اس کے کہ حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے ثواب اس کا تو منع کرنا اس کا بغیر عوض اور امانت کے اولیٰ ہے اور وہ مندرج ہے ہبہ میں اور اس حدیث میں ہے کہ منسوب ہونا غلام کا طرف غیر مالک کی جو اس سے اوپر ہو حرام ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے کفر نعمت سے اور ضائع کرنے میراث کے سے ساتھ ولا اور دیت وغیرہ کے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ نہیں جائز ہے واسطے غلام کے کہ اپنے نفس کو اپنے مالک سے خریدے اس شرط پر کہ دوستی کرے جس سے چاہے اور حجت پکڑی مالک رحمہ اللہ نے ساتھ اس حدیث کے اور کہا کہ ہبہ منع کیا گیا ہے اور تنہا ہوا ہے عطا ساتھ اس کے کہ کہا اس نے کہ اجازت مانگنا غلام کا اپنے مالک سے یہ کہ دوستی کرے جس سے چاہے جائز ہے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے کہا ابن بطال نے اور جماعت فقہاء کی برخلاف قول عطا کے ہے اور محمول ہے حدیث علی رضی اللہ عنہ کی غالب پر مثل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ﴾ اور اجماع ہے اس پر کہ قتل کرنا اولاد کا حرام ہے برابر ہے کہ تنگی کا خوف ہو یا نہ ہو اور وہ منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع ولا کی سے اور ہبہ کرنے اس کے سے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ہے کہ نہیں جائز ہے واسطے غلام آزاد کے یہ کہ لکھے فلان بن فلان اور اپنا نام لے اور اپنے مالک کا جس نے اس کو آزاد کیا بلکہ یوں کہے فلاں مولیٰ فلاں لیکن اس کو جائز ہے کہ اپنی نسب بیان کرے مانند قرشی وغیرہ کی اور یہ کہ جو اس کو جان بوجھ کر کرے اس کی گواہی ساقط ہو جاتی ہے واسطے اس چیز کے کہ مرتب ہے اس پر وعید سے اور واجب ہے اس پر توبہ اور استغفار اور یہ کہ جائز ہے لعنت کرنا فاسقوں کو بطور عموم کے اگرچہ مسلمان ہوں چوتھا ذمہ مسلمانوں کا ہے وقد تقدم شرحه في كتاب الجزية۔ (فتح)

۶۲۵۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۶۲۵۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حق آزادی کے بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا۔

وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

فائدہ: ایک روایت میں الولاء لحمة كلحمة النسب اور بزار نے روایت کی کہ ولاء نہیں منتقل ہوتا اور نہ متحول ہوتا ہے اور اس کی سند میں راوی مجہول ہے ہاں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ولاء کا مالک وہی ہے جو آزاد کرے نہیں جائز ہے اس کا بیچنا اور نہ ہبہ کرنا اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اتفاق ہے جماعت کا اوپر عمل کرنے کے ساتھ اس حدیث کے مگر جو میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے اپنے غلام آزاد کا ولاء ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بخش دیا اور آیا ہے عثمان رضی اللہ عنہ سے جواز بیع ولا کا اور اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اور شاید ان کو حدیث نہیں پہنچی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ انہوں نے انکار کیا بیع کرنے ولاء کے سے اور ہبہ کرنے اس کے سے اور کہا ابن عربی نے کہ معنی حدیث الولاء لحمة كلحمة النسب کے یہ ہیں کہ اللہ نے نکالا ہے اس کو ساتھ حرمت کے طرف نسب کے حکماً جیسا کہ باپ نے نکالا ہے اس کو ساتھ نطفے کے طرف وجود کے حسًا اس واسطے کہ غلام مثل معدوم کے تھا احکام کے حق میں نہ قاضی ہوسکتا تھا نہ ولی نہ گواہ سو اس کے مالک نے اس کو آزاد کرنے کے ساتھ ان احکام کے وجود کی طرف نکالا ان کے عدم سے سو جب مشابہ ہوا نسب کے حکم کو تو متعلق کیا گیا ہے ساتھ آزاد کرنے والے کے اور اسی واسطے آیا ہے کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وارث وہی ہے جو آزاد کرے اور لاحق کیا گیا ساتھ رتبے نسب کے سو منع کیا گیا اس کے بیع اور ہبہ کرنے سے کہا قرطبی نے اور استدلال کیا گیا ہے واسطے جمہور کے ساتھ حدیث باب کے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ وہ امر وجودی ہے نہیں حاصل ہوتا ہے اس سے انفکاک مانند نسب کی سو جس طرح کہ نہیں منتقل ہوتی ہے ابوت اور جدودت یعنی باپ ہونا اور دادا ہونا اسی طرح نہیں نقل ہوتا ہے ولاء مگر یہ کہ نہیں صحیح ہے ولاء میں کھینچنا اس چیز کا کہ مرتب ہوتی ہے اس پر میراث سے اور اختلاف ہے اس کے حق میں جو اپنی ذات کو اپنے مالک سے خریدے مانند مکاتب کی سو جمہور اس پر ہیں کہ اس کا ولاء اس کے مالک کے واسطے ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں ہے ولاء اوپر اس کے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَسْلَمَ عَلٰى يَدَيْهِ وَكَانَ الْحَسَنُ لَا يَرٰى لَهُ وِلَايَةً وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَيُذْكَرُ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ رَفَعَهُ قَالَ هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ وَاخْتَلَفُوا فِي صِحَّةِ هٰذَا الْخَبَرِ.

جب کوئی اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو، اور حسن اس کے واسطے کوئی ولایت نہ دیکھتے تھے یعنی جس کے ہاتھ پر وہ مسلمان ہوا اس کو مسلمان ہونے والے پر کچھ ولایت نہیں اور نہ کوئی حق وراثت ہے، اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آزادی کے حق کا وہی مالک ہوتا ہے جو آزاد کرے، اور ذکر کیا جاتا ہے تمیم داری سے مرفوع یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ قریب تر ہے اس سے بہ نسبت اور لوگوں کے

اس کی زندگی میں اور بعد مرنے کے اور اختلاف کیا ہے
اہل حدیث نے اس حدیث کی صحت میں۔

فائدہ: طبرانی اور ابوداؤد نے تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا ہے سنت اس مرد کے حق میں جو کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام لائے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ قریب تر ہے اس سے بہ نسبت اور لوگوں کے اس کی زندگی میں اور مرنے کے بعد کہا بخاری رحمہ اللہ نے کہ نہیں صحیح ہے یہ حدیث واسطے دلیل قول الولاء لمن اعتق کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ یہ حدیث ثابت نہیں اور صحیح کہا ہے اس کو ابو ذرعہ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے اور جزم کیا ہے اس نے تاریخ میں کہ نہیں صحیح ہے یہ حدیث واسطے معارض ہونے اس کے حدیث ان الولاء کو اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اگر اس کی سند صحیح ہو تو بھی اس حدیث کے مقابل نہیں وہ سکتی اور برتقدیر تنزل کے پس تردد کیا ہے اس نے تطبیق میں کہ کیا عموم حدیث الولاء کا اس کے ساتھ مخصوص ہے تاکہ مستثنیٰ ہو اس سے کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام لائے یا مراد اولیت سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں اولی الناس نصرت اور اعانت ہے اور جو اس کے مشابہ ہے نہ میراث اور باقی اس کی حدیث الولاء اپنے عموم پر جمہور کا قول دوسرا ہے یعنی مراد اولویت سے نصرت اور اعانت ہے اور راجح ہونا اس قول کا ظاہر ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن قصار نے کہا ابن منذر نے کہ کہا جمہور نے ساتھ قول حسن کے بیچ اس کے یعنی وہ اس کا وارث نہیں ہوتا اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور حماد وغیرہ نے کہ وہ بدستور ہے اگر اس کی طرف سے دیت دی جائے اور اگر اس کی طرف سے دیت نہ دے تو اس کو جائز ہے کہ غیر کی طرف پھرے اور مستحق ہوتا ہے دوسرا اور اسی طرح لگاتار اور نخعی سے ایک قول ہے کہ اس کے واسطے جائز نہیں کہ اس سے پھرے اور ایک قول اس کا یہ ہے کہ اگر بدستور رہے یہاں تک کہ مر جائے تو اس سے پھرے اور یہی قول ہے اسحاق اور عمر بن عبدالعزیز کا۔ (فتح)

٦٢٦٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا فَقَالَ أَهْلُهَا نَبِيْعُكِهَا عَلٰى أَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكِ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

٦٢٦٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا ام المومنین نے ارادہ کیا کہ لونڈی خرید کر آزاد کریں یعنی بریرہ رضی اللہ عنہا کو تو اس کے مالکوں نے کہا کہ ہم اس کو اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اس کی وراثت کا حق ہم کو ملے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شرط تجھ کو منع نہ کرے خریدنے سے اس واسطے کہ آزاد لونڈی غلام کی وراثت کا مالک وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہی اخیر قول ہے اس واسطے کہ لام اس میں اختصاص کے واسطے ہے یعنی ولا مختص ہے ساتھ

اس کے جو آزاد کرے۔ (فتح)

٦٢٦١ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْتِقِيْهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ قَالَتْ فَأَعْتَقْتُهَا قَالَتْ فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا فَقَالَتْ لَوْ أَعْطَانِيْ كَذَا وَكَذَا مَا بِتُّ عِنْدَهُ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا قَالَ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا.

٦٢٦١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ میں نے بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی کو خریدا تو اس کے مالکوں نے اس کے ولاء کی شرط کی تو میں نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دے اس واسطے کہ حق وراثت کا وہی وارث ہوتا ہے جو چاندی دے یعنی اس کی قیمت ادا کرے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں نے اس کو آزاد کیا کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اس کو اس کے خاوند میں اختیار دیا اس نے کہا کہ اگر وہ مجھ کو اتنا اتنا مال دے تو اس کے پاس رات نہ کاٹوں سو اس نے اپنی ذات کو اختیار کیا کہا اسود راوی نے اور اس کا خاوند آزاد تھا۔

بَابُ مَا يَرِثُ النِّسَآءُ مِنَ الْوَلَاءِ

جو وارث ہوتی ہیں عورتیں ولاء سے

٦٢٦٢ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَرَادَتْ عَائِشَةُ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَقَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمْ يَشْتَرِطُوْنَ الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

٦٢٦٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اس کے مالک ولاء کی شرط کرتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید لے اور آزاد کر دے اس واسطے کہ آزاد لونڈی غلام کا وہی مالک ہوتا ہے جو آزاد کرے۔

٦٢٦٣ـ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ وَوَلِيَ النِّعْمَةَ.

٦٢٦٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آزادی کے حق کا وہی وارث ہوتا ہے جو قیمت دے اور نعمت کا والی ہو یعنی آزاد کرے۔

فائدہ: اور مطابق ہونا اس کا واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الولاء لمن اعتق یہ ہے کہ آزادی کا صحیح ہونا چاہتا ہے

وہ پہلے اس کے ملک میں ہو اور ملک چاہتا ہے ثابت ہونے عوض کے کو کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ حق وراثت آزادی کا ہر آزاد کرنے والے کے واسطے ہے مرد ہو یا عورت اور اس پر اجماع ہے اور بہر حال کھینچنا ولاء کا سو کہا ابہری نے کہ نہیں ہے درمیان فقہاء کے خلاف اس میں کہ نہیں ہے عورتوں کے واسطے ولاء سے مگر جو انہوں نے خود آزاد کیا یا اس کی اولاد سے جن کو انہوں نے آزاد کیا مگر جو مسروق سے آیا ہے کہ اس نے کہا کہ نہیں خاص ہیں مرد ساتھ ولاء اس شخص کے جس کو ان کے باپ نے آزاد کیا ہو بلکہ مرد اور عورتیں اس میں برابر ہیں مانند میراث کی اور نقل کیا ہے ابن منذر نے مثل اس کی طاؤس سے اور تعقب کیا گیا ہے وہ حصر جو ذکر کیا ہے ابہری نے ساتھ اس کے کہ وارد ہوتی ہے اولاد عورتوں کی اولاد اس شخص کی ہے جس کو انہوں نے آزاد کیا اور سالم عبارت یوں ہے کہ کہا جائے مگر جس کو انہوں نے آزاد کیا یا کھینچے اس کو طرف اس کی وہ شخص جس کو انہوں نے آزاد کیا ساتھ ولادت کے یا آزاد کرنے کے واسطے احتراز کرنے کے اس سے جو ان کا ولد زنا ہو یا عورت لعان والی ہو یا اس کا خاوند غلام ہو اس واسطے کہ ان سب عورتوں کی اولاد کی آزادی کا حق واسطے اس کے ہے جس نے ان کی ماں کو آزاد کیا اور حجت جمہور کی اتفاق اصحاب کا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارث ہوتی ہیں عورتیں اس شخص کے ولاء سے جن کو انہوں نے آزاد کیا اس واسطے کہ وہ مباشرت سے ہے نہ کھینچنے ارث کے سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے الولاء لمن اعطی الورق اس پر جس نے کہا اس کے حق میں کہ آزاد کرے غیر کی طرف سے ساتھ وصیت معتق عنہ کے کہ ولاء آزاد کرنے والے کے واسطے ہے واسطے عمل کرنے کے ساتھ عموم قول حضرت ﷺ کے الولاء لمن اعتق اور جگہ دلالت کی اس سے قول حضرت ﷺ کا ہے الولاء لمن اعطی الورق سو دلالت کی اس نے کہ مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے لمن اعتق یہ ہے کہ اس کے واسطے جس کے ملک میں وہ غلام آزاد کرنے کے وقت تھا نہ اس کے واسطے جو فقط آزاد کرنے کا مباشر ہوا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَابْنُ الْأُخْتِ مِنْهُمْ

ہر قوم کا آزاد کیا ہوا اسی قوم میں داخل ہے اور انہیں کی طرف منسوب ہوگا اور وہی اس کے وارث ہوں گے اور ہر قوم کا بھانجا اسی قوم میں داخل ہے یعنی اس واسطے کہ وہ ان میں سے بعض کی طرف منسوب ہے اور وہ اس کی ماں ہے۔

٦٢٦٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ وَقَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۶۲۶۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر قوم کا آزاد غلام اسی قوم میں داخل ہے یا جیسے فرمایا۔

وَسَلَّمَ قَالَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنفُسِهِمْ أَوْ كَمَا قَالَ.

٦٢٦٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ أَوْ مِنْ أَنفُسِهِمْ.

۶۲۶۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر قوم کا بھانجا اسی قوم میں داخل ہے۔

فائدہ: اور استدلال کیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بھانجا قوم کا ان میں داخل ہے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ ذوی الارحام وارث ہوتے ہیں جیسے عصبے اور حمل کیا ہے اس کو اس نے جو اس کا قائل نہیں اس چیز پر جو پہلے گزری اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف جواب کے ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے اس واسطے کہ اگر صحیح ہو استدلال ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن اخت القوم منهم اوپر ارادے میراث کے تو البتہ صحیح ہو استدلال ساتھ اس کے اس پر کہ آزاد غلام وارث ہو اس کا جس نے اس کو آزاد کیا واسطے وارد ہونے مثل اس کے اس کے حق میں تو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے من انفسهم ومنهم باہم مدد کرنے اور بدلہ لینے اور نیکی کرنے اور شفقت کرنے میں ہے اور مانند اس کی نہ میراث میں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ بیچ ذکر کرنے اس کے باطل کرنا ہے اس چیز کا جس پر جاہلیت میں تھے کہ بیٹیوں کی اولاد کی طرف کچھ التفات نہ کرتے تھے چہ جائیکہ بہنوں کی اولاد کی طرف سو مراد ساتھ اس کلام کے رغبت دلانا ہے الفت پر درمیان قرابت والوں کے۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْأَسِيْرِ — قیدی کی میراث کا بیان

فائدہ: اور مراد ہے کہ اگر میت کے وارثوں میں سے کوئی قیدی کافروں کے ہاتھ میں ہو تو تقسیم میراث کے وقت اس کا حصہ نکالنا واجب ہے برابر ہے کہ اس کی خبر معلوم ہو یا مجہول۔

قَالَ وَكَانَ شُرَيْحٌ يُوَرِّثُ الْأَسِيْرَ فِي أَيْدِي الْعَدُوِّ وَيَقُوْلُ هُوَ أَحْوَجُ إِلَيْهِ

یعنی تھے شریح قاضی وارث کرتے قیدی کو دشمن کے ہاتھوں میں اور کہتے کہ اس کو زیادہ تر حاجت ہے اس کی طرف۔

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَجِزْ وَصِيَّةَ الْأَسِيْرِ وَعَتَاقَهُ وَمَا صَنَعَ فِي مَالِهِ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ عَنْ دِيْنِهِ فَإِنَّمَا هُوَ مَالُهُ يَصْنَعُ فِيْهِ مَا يَشَآءُ.

یعنی اور کہا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہ جائز رکھ قیدی کی وصیت کو اور اس کے آزاد کرنے کو اور جو اپنے مال میں کرے جب تک کہ اپنے دین سے نہ پھرے اس واسطے کہ وہ اسی کا مال ہے کرتا ہے اس میں جو چاہتا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ جب واجب ہو قیدی کے واسطے میراث تو اس کے واسطے موقوف رکھی جائے اور سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نہیں وارث ہوتا ہے قیدی کافروں کے ہاتھ میں اور قول جماعت کا اولیٰ ہے اس واسطے کہ جب وہ مسلمان ہو تو داخل ہو گا تحت عموم قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جو مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کا ہے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ وارد کرنے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور اس کی شرح عنقریب گزری اور نیز وہ مسلمان ہے جاری ہوں گے اس پر احکام مسلمانوں کے سو نہ خارج ہو گا اس سے مگر ساتھ حجت کے اور نہیں ثابت ہوتا ہے مرتد ہونا اس کا یہاں تک کہ ثابت ہو یہ کہ واقع ہوا ہے یہ اس سے خوشی سے سو نہ حکم کیا جائے گا ساتھ خروج مال اس کے اس سے یہاں تک کہ ثابت ہو کہ وہ خوشی سے مرتد ہوا نہ زبردستی سے اور نہ نکاح کیا جائے اس کی بیوی سے اور نہ تقسیم کیا جائے اس کا مال جب تک کہ ثابت ہو زندگی اس کی اور معلوم ہو مکان اس کا اور جب موقوف ہو خبر اس کی تو وہ مفقود ہے۔ (فتح)

٦٢٦٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإِلَيْنَا.

۶۲۶۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کا حق ہے اور جو عیال چھوڑے تو ہمارا ذمہ ہے۔

بَابٌ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ وَإِذَا أَسْلَمَ قَبْلَ أَنْ يُّقْسَمَ الْمِيْرَاثُ فَلَا مِيْرَاثَ لَهٗ

نہیں وارث ہوتا مسلمان کافر کا اور نہ کافر مسلمان کا اور جب اسلام لائے میراث تقسیم ہونے سے پہلے تو اس کے واسطے میراث نہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب اسلام لائے میراث تقسیم ہونے سے پہلے تو اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف کہ عموم اس کا شامل ہے اس صورت کو بھی اور جس نے مقید کیا ہے عدم وارث ہونے کو ساتھ تقسیم ہونے کے تو وہ محتاج ہے دلیل کی طرف اور حجت جماعت کی یہ ہے کہ میراث کا حق حاصل ہوتا ہے ساتھ موت کے سو جب انتقال ہوا ملک میت سے ساتھ مرنے اس کے کے تو نہ انتظار کیا جائے اس کے تقسیم ہونے کا اس واسطے کہ وہ مستحق ہوا ہے اس چیز کا جو اس سے منتقل ہوئی ہے اگرچہ نہ تقسیم کی جائے کہا ابن منیر نے کہ صورت مسئلے کی یہ ہے کہ جب مسلمان مر جائے اور اس کے دو لڑکے ہوں ایک مسلمان اور ایک کافر سو مسلمان ہو جائے کافر مال تقسیم ہونے سے پہلے تو جمہور نے لیا ہے اس چیز کو جس پر دلالت کرتا ہے عموم حدیث اسامہ رضی اللہ عنہ کا یعنی جو مذکور ہے باب میں مگر جو معاذ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ وارث ہوتا ہے مسلمان کافر کا بغیر عکس کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے کہ اسلام بڑھتا ہے اور نہیں کم ہوتا اور یہی قول ہے سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ اور مسروق رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ وارث ہوتا ہے مسلمان کافر

کا بغیر عکس کے جیسا کہ ہمارا نکاح ان میں جائز ہے اور ان کا نکاح ہم میں جائز نہیں اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ یہ قیاس ہے بیچ مقابلے نص کے اور وہ صریح ہے مراد میں اور نہیں ہے قیاس باوجود نص کے اور نہیں ہے حدیث نص مراد میں بلکہ وہ محمول ہے اس پر کہ وہ فاضل ہے سب دینوں پر اور نہیں تعلق ہے اس کو ساتھ میراث کے اور البتہ معارض ہے اس کو قیاس اور وہ یہ ہے کہ وارث ہونا آپس میں متعلق ہے ساتھ ولایت کے اور نہیں ولایت ہے درمیان مسلمان اور کافر کے لقولہ تعالیٰ ﴿لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى اَوْلِيَآءَ﴾ ۔ (فتح)

٦٢٦٧ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ.

۶۲۶۷ـ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں وارث ہوتا مسلمان کافر کا اور نہ کافر مسلمان کا۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ نہیں وارث ہوتے باہم دو مذہب والے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ ایک مذہب کا کافر دوسرے مذہب کے کافر کا وارث نہیں ہوتا اور حمل کیا ہے اس کو جمہور نے اس پر کہ مراد دونوں مذہبوں سے اسلام اور کفر ہے اور یہ اَولیٰ ہے حمل کرنے اس کے سے اوپر ظاہر عموم اس کے سے یہاں تک کہ منع ہو وارث ہونا یہودی کا مثلاً نصرانی سے اور اصح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ کافر وارث ہوتا ہے کافر کا اور یہ قول حنفیہ کا ہے اور اکثر کا اور مقابل اس کے مالک اور احمد سے ہے اور اس سے فرق بھی ہے درمیان ذمی اور حربی کے اور اسی طرح نزدیک شافعیہ کے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہے کہ نہیں وارث ہوتا حربی ذمی کا اور اگر دونوں حربی ہوں تو شرط ہے کہ ایک گھر سے ہوں اور شافعیہ کے نزدیک فرق نہیں اور نزدیک ان کے ایک وجہ ہے مانند حنفیہ کے اور ثوری اور ربیعہ کا یہ قول ہے کہ کفر تین مذہب ہیں یہودی اور نصرانی اور غیر ان کے سو ان میں سے ایک مذہب کا کافر دوسرے مذہب کے کافر کا وارث نہیں ہوتا اور ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ ہر ایک فرقہ کفار میں سے ایک مذہب ہے پس نہیں وارث ہوتا وثنی مجوسی کا اور نہ یہودی نصرانی کا اور یہ قول اوزاعی کا ہے اور اختلاف ہے مرتد میں سو کہا شافعی اور احمد نے کہ جب وہ مر جائے تو ہو جاتا ہے مال اس کا فی مسلمانوں کے واسطے اور کہا مالک نے کہ ہوتا ہے فی مگر یہ کہ قصد کرے اپنے مرتد ہونے سے کہ محروم کرے اپنے مسلمان وارثوں کو سو ہوگا ان کے واسطے اور اسی طرح کہا ہے اس نے زندیق میں اور ابو یوسف اور محمد سے روایت ہے کہ اس کے مسلمان وارثوں کے واسطے ہے اور ابو حنیفہ سے ہے کہ جو مرتد ہونے سے پہلے کمایا ہو وہ اس کے مسلمان وارثوں کے واسطے ہے اور جو بعد مرتد ہونے کے کمایا ہو وہ بیت المال میں داخل کیا جائے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لا یرث، الخ اوپر جواز تخصیص عموم

کتاب کے ساتھ خبر واحد کے۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْعَبْدِ النَّصْرَانِيِّ وَالْمُكَاتَبِ النَّصْرَانِيِّ وَإِثْمِ مَنِ انْتَفٰى مِنْ وَلَدِهٖ.

میراث غلام نصرانی کی اور مکاتب نصرانی کی اور گناہ ان کا جو انکار کرے اپنے لڑکے سے یعنی کہے کہ میرا نہیں

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ نہیں داخل کی بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں کوئی حدیث اور مذہب علماء کا یہ ہے کہ نصرانی غلام اگر مر جائے تو اس کا مال اس کے مالک کے واسطے ہے ساتھ غلام ہونے کے اس واسطے کہ ملک غلام کی صحیح نہیں ہے اور نہ مستقر ہے سو وہ مال اس کے مالک کا ہے مستحق ہوتا ہے وہ اس کا نہ بطریق میراث کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مستحق ہوتا ہے بطریق میراث کے اس مال کا کہ مورث کی ملک مستقر ہو اور ابن سیرین سے ہے کہ اس کا مال بیت المال کے واسطے ہے اور مالک کے واسطے اس سے کچھ چیز نہیں واسطے مختلف ہونے ان کے دین کے اور بہر حال مکاتب سو اگر مر گیا بدل کتابت کے ادا کرنے سے پہلے اور بقدر باقی کتابت ادا کرنے کے مال چھوڑ جائے تو اس کی کتابت میں لیا جائے اور جو باقی رہے وہ بیت المال کے واسطے ہے اور کہا ابن منیر نے احتمال ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہو یہ کہ درج کرے اس ترجمہ کو تحت اس حدیث کے جو اس سے پہلے ہے اس واسطے کہ نظر اس میں محتمل ہے جیسے کہا جائے کہ لیتا ہے مال کو اس واسطے کہ غلام اس کے ملک ہے اور اس کو جائز ہے کہ زندگی میں اس سے لے سو کس طرح نہ لے گا اس سے بعد مرنے کے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ نہ لے اس کو واسطے عموم حدیث کے کہ نہیں وارث ہوتا مسلمان کافر کا اور اول قول باوجہ ہے اور اگر نصرانی غلام کو مسلمان آزاد کرے تو اس میں آٹھ قول ہیں سو کہا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اور شافعی رحمہ اللہ اور لیث رحمہ اللہ نے کہ وہ مانند غلام آزاد مسلمان کی ہے جب کہ اس کے واسطے وارث ہوں ورنہ اس کا مال اس کے مالک کے واسطے ہے اور بعض نے کہا کہ وارث ہوتا ہے اس کا لڑکا خاصۃ اور عکس میں جب کافر مسلمان غلام کو آزاد کرے تو جمہور کے نزدیک نہیں وارث ہوتا ہے اس کا ساتھ ولاء کے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ ادَّعٰى أَخًا أَوِ ابْنَ أَخٍ

جو دعویٰ کرے بھائی کا یا بھائی کے بیٹے کا

٦٢٦٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِيْ غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِيْ عُتْبَةَ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ إِلٰى شَبَهِهٖ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ

٦٢٦٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جھگڑا کیا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے ایک لڑکے میں تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میرے بھائی عتبہ کا بیٹا ہے اس نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ وہ اس کا بیٹا ہے میں اس کو اس کے مشابہ دیکھتا ہوں اور کہا عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہ یا حضرت! یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کے بچھونے پر پیدا ہوا اس کی لونڈی سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مشابہت کی طرف نظر

زَمْعَةَ هٰذَا أَخِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ أَبِيْ مِنْ وَلِيْدَتِهٖ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى شَبَهِهٖ فَرَاٰى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ قَالَتْ فَلَمْ يَرَ سَوْدَةَ قَطُّ.

کی سو اس کی مشابہت عتبہ سے ظاہر دیکھی سو فرمایا کہ یہ تیرے واسطے ہے اے عبد! لڑکا فرش والے کا ہے اور زانی کو پتھر اور اے سودہ! تو اس سے پردہ کیا کر کہا سو اس نے سودہ رضی اللہ عنہا کو کبھی نہ دیکھا۔

فائدہ: شرح میں یہ حدیث اس باب کے تحت میں داخل ہے باب اثم من انتفی من ولدہ اور البتہ پوشیدہ رہی ہے توجیہ اس ترجمہ کی اس حدیث کے واسطے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ عتبہ مسلمان مرا تھا اور یہ جو چیز کہ اس کو باعث ہوئی تھی اس پر کہ وصیت کرے اپنے بھائی کو ساتھ لینے لڑکے زمعہ کی لونڈی کے یہ خوف تھا کہ ہو سکوت اس کا اس سے مع اس اعتقاد کے کہ وہ اس کا بیٹا ہے بجائے نفی کے اور اس نے سنا ہوا تھا وعدہ عذاب کا اس شخص کے حق میں جو اپنے لڑکے سے انکار کرے سو اپنے بھائی کو اس نے وصیت کی کہ وہ اس کا بیٹا ہے اور حکم کیا اس کو ساتھ لاحق کرنے کے اور برتقدیر اس کے کہ عتبہ کافر مرا تھا سو احتمال ہے کہ ہو یہ باعث واسطے سعد رضی اللہ عنہ کے اوپر لاحق کرنے اپنے بھائی کے بیٹے کے اور اپنے بھائی کے بیٹے کی نفی کرنا ملحق ہے ساتھ نفی بیٹے اپنے کے اس واسطے کہ کبھی وہ وارث ہوتا ہے اپنے چچا کا جیسا کہ وارث ہوتا ہے اپنے باپ کا اور البتہ وارد ہوا ہے وعدہ عذاب کا اس کے حق میں جو اپنے بیٹے سے انکار کرے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے کہ جو اپنے بیٹے سے انکار کرے اور کہے کہ میرا نہیں تو البتہ اللہ اس کو رسوا کرے گا دنیا میں اور آخرت میں اور ایک روایت میں ہے کہ چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے اور متن کے مطابق یہ حدیث ترجمہ میں ظاہر ہے اس واسطے کہ متن میں یہ حدیث ترجمہ من ادعا اخا کے تحت میں ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ

جو جان بوجھ کر اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے رشتہ لگائے اور اپنے باپ کے سوائے کسی دوسری کو باپ بتلائے۔

فائدہ: شاید مراد بیان گناہ اس کے کا ہے یا مطلق چھوڑا واسطے واقع ہونے وعید کے بیچ اس کے ساتھ کفر کے اور ساتھ حرام کرنے بہشت کے سو حوالے کیا اس کے اس شخص کی نظر کی طرف جو کوشش کرتا ہے اس کی تاویل میں۔ (فتح)

٦٢٦٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ

۶۲۶۹۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے رشتہ لگائے

عَنْ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰی إِلٰی غَیْرِ أَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُ أَنَّهُ غَیْرُ أَبِیْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ فَذَکَرْتُهُ لِأَبِیْ بَکْرَةَ فَقَالَ وَأَنَا سَمِعَتْهُ أُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِیْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ بتلائے اور وہ جانتا بھی ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں تو بہشت اس پر حرام ہے پھر میں نے اس حدیث کو ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو اس نے کہا کہ میں نے بھی میرے دونوں کانوں نے اس کو سنا اور میرے دل نے اس کو یاد رکھا۔

فائدہ: ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔

٦٢٧٠۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِیْعَةَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِکُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِیْهِ فَهُوَ کُفْرٌ.

٦٢٧٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ روگردانی کرو اپنے باپوں سے یعنی اپنے باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ نہ بتلاؤ اور جو اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ بتلائے تو وہ کافر ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بعض کم ذات لوگ اپنے آپ کو سید یا مغل وغیرہ بتلاتے ہیں وہ بہت برا کرتے ہیں کہا ابن بطال نے کہ ان دونوں حدیثوں کے یہ معنی نہیں کہ جو مشہور ہو ساتھ نسبت کے طرف غیر باپ اپنے کی مانند متبنی ہونے کے وہ داخل ہے وعید میں مانند مقداد بن اسود کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس کے وہ شخص ہے جو جان بوجھ کر اپنا باپ چھوڑ کر کسی دوسرے کو اپنا باپ بتلائے جیسے مثلا نائی ہو اور کہے کہ میں سید ہوں اور نہیں مراد ہے ساتھ کفر کے حقیقی کفر جس کا صاحب ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حدیث ماضی میں کہ ہر قوم کا بھانجا اسی قوم میں داخل ہے اور ہر قوم کا غلام آزاد اسی قوم میں داخل ہے نہیں ہے اپنے عموم پر اس واسطے کہ اگر اپنے عموم پر ہوتی تو جائز ہوتا کہ مثلا اپنے ماموں کی طرف منسوب کیا جائے اور ہوتی وہ حدیث معارض باب کی حدیث کو جس میں تصریح ہے ساتھ وعید کے اس کے حق میں جو یہ کام کرے سو معلوم ہوا کہ وہ حدیث خاص ہے اور مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ وہ ان میں سے ہے شفقت اور بھلائی اور امداد کرنے میں اور مانند اس کی۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا ادَّعَتِ الْمَرْأَةُ ابْنًا

جب دعویٰ کرے عورت بیٹے کا اور کہے کہ یہ میرا بیٹا ہے

٦٢٧١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْیَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

٦٢٧١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو عورتیں تھیں ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے تھے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَآءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْأُخْرٰى إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا إِلٰى دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَضٰى بِهٖ لِلْكُبْرٰى فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ عَلَيْهِمَا السَّلَام فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِالسِّكِّيْنِ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضٰى بِهٖ لِلصُّغْرٰى قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ إِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّيْنِ قَطُّ إِلَّا يَوْمَئِذٍ وَمَا كُنَّا نَقُوْلُ إِلَّا الْمُدْيَةَ.

بھیڑیا آیا سو ایک عورت کے بیٹے کو لے گیا تو وہ عورت اپنی ساتھی عورت سے کہنے لگی کہ تیرے ہی بیٹے کو بھیڑیا لے گیا اور دوسری عورت نے کہا کہ تیرے ہی بیٹے کو بھیڑیا لے گیا تو دونوں داؤد علیہ السلام کے پاس جھگڑا فیصل کروانے کو آئیں سو انہوں نے وہ لڑکا بڑی عورت کو دلوایا سو وہ دونوں نکل کر سلیمان علیہ السلام کے پاس آئیں اور ان سے یہ حال کہا تو سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو چھری دو تا کہ میں اس لڑکے کو آدھا آدھا کاٹ کر ان دونوں عورتوں کو دوں تو چھوٹی عورت نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے یہ نہ کر وہ لڑکا اس بڑی عورت کا ہے یعنی اب میں نے دعویٰ چھوڑا دوسری کو دیجیے تو سلیمان علیہ السلام نے وہ لڑکا چھوٹی عورت لکو دلوایا۔
کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ قسم ہے اللہ کی میں نے کبھی سکین کو نہیں سنا مگر اس دن اور نہ کہتے تھے ہم چھری کو مگر مدیہ۔

فائدہ: حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی عورت کو لڑکا اس واسطے دلوایا کہ اس کو درد آیا اس لڑکے کا کاٹنا گوارہ نہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ لڑکا اسی کا تھا اور اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزری کہا ابن بطال نے کہ اجماع ہے اس پر کہ ماں نہیں ملحق کر سکتی خاوند سے جس سے وہ انکار کرے پھر اگر گواہ قائم ہوں تو قبول کی جائے جہاں اس کی عصمت میں ہو اور اگر خاوند والی نہ ہو اور کہے اس کے واسطے جس کا کوئی باپ معلوم نہ ہو کہ یہ میرا بیٹا ہے اور کوئی اس میں تنازع نہ کرے تو اس کے قول پر عمل کیا جائے اور وہ اس کا وارث ہوگا اور وہ اس کی وارث ہوگی اور وارث ہوں گے اس کے بھائی ماں کی طرف سے اور نزاع کی ہے اس سے ابن تین نے حکایت کی اس نے ابن قاسم سے کہ نہ قبول کیا جائے قول اس عورت کا جب کہ دعویٰ کرے گر پڑے لڑکے کا اور البتہ استنباط کیا ہے اس سے نسائی نے کہ جائز ہے حاکم کے واسطے یہ کہ توڑ ڈالے اس حکم کو جو اس کے غیر نے کیا ہو خواہ وہ غیر اس کے برابر ہو یا اس سے افضل ہو۔ (فتح)

بَابُ الْقَآئِفِ — باب ہے قیافہ شناس کے بیان میں

فائدہ: قائف وہ ہے جو پہچانے شبہ کو اور جدا کرے نشان کو۔

٦٢٧٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ

٦٢٧٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اندر تشریف لائے اس حال میں کہ خوش تھے

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُوْرًا تَبْرُقُ أَسَارِيْرُ وَجْهِهٖ فَقَالَ أَلَمْ تَرٰى أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ آنِفًا إِلٰى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ.

آپ کے چہرے کے خط چمکتے تھے سو فرمایا کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ مجزز نے اس وقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی طرف نظر کی سو کہا کہ بیشک یہ پیر بعض بعض سے ہیں۔

٦٢٧٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مَسْرُوْرٌ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَلَمْ تَرٰى أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ عَلَيَّ فَرَأٰى أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قَطِيْفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُؤُوْسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ.

٦٢٧٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر داخل ہوئے اس حال میں خوش تھے سو فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تو نے نہیں دیکھا کہ مجزز مدلجی آیا سو اس نے اُسامہ اور زید رضی اللہ عنہما کو دیکھا اور ان دونوں پر چادر تھی دونوں نے اپنے سروں کو ڈھانکا ہوا تھا اور ان کے پاؤں ننگے تھے اس نے کہا کہ یہ پیر بعض بعض سے ہیں۔

فائدہ: کہا ابو داؤد نے کہ نقل کیا ہے احمد بن صالح نے اہل نسب سے کہ لوگ جاہلیت کے زمانے میں اُسامہ رضی اللہ عنہ کے نسب میں طعنہ دیتے تھے اس واسطے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ نہایت سیاہ رنگ تھے اور ان کے باپ زید رضی اللہ عنہ سفید رنگ تھے سو جب کہا قیافہ شناس نے جو کہا باوجود مختلف ہونے رنگ کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہت خوش ہوئے اس واسطے کہ ان کے واسطے روکنے والا تھا طعن کرنے سے اُسامہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اہل واسطے کہ وہ قیافہ شناس کے بڑے معتقد تھے اور اس حدیث میں جائز ہونا گواہی کا ہے اوپر منقبت یعنی خوشی کسی شخص کے اور کفایت کرنا ساتھ معرفت اس کی کے بغیر دیکھنے منہ اس کے اور جواز لیٹنا مرد کا اپنے بیٹے کے ساتھ ایک کپڑے میں اور قبول کرنا گواہی اس شخص کی کا جو بغیر مانگے گواہی دے وقت عدم تہمت کے اور خوش ہونا حاکم کا ساتھ ظاہر ہونے حق کے واسطے ایک کے مدعی اور مدعا علیہ سے۔

تنبیہ: وجہ داخل کرنے اس حدیث کے کی کتاب الفرائض میں رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ نہیں معتبر ہے قول قیافہ شناس کا اس واسطے کہ جس نے اس کے قول کا اعتبار کیا اور اس کے ساتھ عمل کیا تو لازم آتا ہے اس سے حاصل ہونا توارث کا درمیان ملحق اور ملحق بہ کے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْحُدُوْدِ — کتاب ہے حدود کے بیان میں

فائدہ: حدود جمع حد کی ہے اور مراد اس سے اس جگہ حد زنا کی اور شراب اور سرقہ کی ہے اور حصر کیا ہے بعض علماء نے اس چیز کو کہ کہا گیا ہے اس کے ساتھ حد واجب ہے سترہ چیزوں میں سو متفق علیہ سے مرتد ہونا ہے اور محاربہ کرنا جب تک کہ تو نہ توبہ کرے قدرت سے پہلے اور زنا اور قذف ساتھ اس کے اور پینا شراب کا برابر ہے کہ نشہ لائے یا نہ اور چوری اور مختلف فیہ سے انکار کرنا ہے عاریت سے اور پینا اس چیز کا جس کا بہت نشہ لائے غیر شراب سے اور قذف ساتھ غیر زنا کے اور تعریض ساتھ قذف کے اور دبر میں زنا کرنا اگرچہ اس کے ساتھ ہو جس سے اس کو نکاح کرنا حلال ہے اور زنا کرنا چوپائے سے اور مشت زنی کرنا اور قابو دینا عورت کا اپنے اوپر بندر وغیرہ چوپایوں کو اور جادو کرنا اور سستی سے نماز چھوڑنا اور رمضان کا روزہ نہ رکھنا اور یہ سب کچھ خارج ہے اس چیز سے کہ مشروع ہے اس میں لڑنا جیسے کوئی قوم زکوۃ دینا چھوڑ دیں اور اس کے واسطے لڑائی قائم کریں اور اصل حد کے معنی ہیں جو آڑ ہو دو چیزوں کے درمیان دونوں کو باہم ملنے سے منع کرے اور نام رکھا گیا زانی کی عقوبت اور مانند اس کی کا حد اس واسطے کہ وہ مانع ہوتی ہے اس کو پھر کرنے سے یا اس واسطے کہ وہ مقلد ہے شارع کی طرف سے اور کبھی حدود سے مراد خود گناہ ہوتے ہیں۔

بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنَ الْحُدُوْدِ — جو ڈرایا جاتا ہے حدود سے

فائدہ: بعض نسخوں میں یہ معطوف ہے کتاب الحدود پر۔

بَابُ الزِّنَا وَشُرْبِ الْخَمْرِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُنْزَعُ مِنْهُ نُوْرُ الْإِيْمَانِ فِي الزِّنَا

زنا کرنا اور شراب پینا یعنی ڈرانا ان کے کرنے سے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ کھینچا جاتا ہے اس سے نور ایمان کا زنا میں۔

فائدہ: روایت کی طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو حرام کاری کرے اللہ اس کے دل سے ایمان کا نور کھینچ لیتا ہے پھر اگر چاہے تو اس کو پھر دیتا ہے۔

٦٢٧٤ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ

۶۲۷۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا زنا کرنے والا جب کہ

بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيْهَا أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ إِلَّا النُّهْبَةَ.

زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہو اور نہیں پیتا کوئی شراب جب کہ پیتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہو اور نہیں چوری کرتا کوئی جب کہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہو اور نہیں اچک لیتا کوئی چیز جس میں لوگ اس کی طرف آنکھیں اٹھائیں اور حالانکہ وہ ایمان دار ہو اور ابن شہاب رحمہ اللہ سے سعید سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مثل اس کی سوائے نہبہ کے نہبہ کا اس میں ذکر نہیں ہے۔

فائدہ: مقید کیا نفی ایمان کو ساتھ حالت ارتکاب کرنے اس کے بدی کو اور مقتضا اس کا یہ ہے کہ نہیں بدستور رہتا ہے وہ بعد فارغ ہونے اس کے یہی ہے ظاہر اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ اس کا دور ہونا اس حالت میں عدم ایمان کا اس وقت ہے جب کہ اقلاع کلی ہو اور بالکل اس گناہ سے الگ ہو جائے اور بہر حال اگر فارغ ہو اور حالانکہ وہ اس گناہ پر اصرار کرنے والا ہو تو وہ مانند مرتکب کی ہے سو باوجہ ہوگا یہ کہ نفی ایمان کی اس سے بدستور رہتی ہے اور مراد نہبہ سے وہ مال ہے جو کھلم کھلا قہر سے لیا جائے اور احتمال ہے کہ ہو مراد نہ پردہ کرنے سے یعنی لوگوں کے سامنے اچک لے برخلاف سرقہ کے کہ وہ کبھی پوشیدہ ہوتا ہے اور اچک لینا اشد تر ہے چوری سے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے زیادہ جرأت اور بے پرواہی سے اور یونس کی روایت میں ہے ذات شرف یعنی قدر قیمت والی چیز کو اچک لے کہ لوگ اس کو جھانکیں نہ نظر کرنے والے طرف اس کی اسی واسطے وصف کیا ہے اس کو ساتھ اس کے کہ لوگ اپنی آنکھیں اس طرف اٹھائیں اور ذکر کیا ہے طبری نے اختلاف کو بیچ تاویل اس کی کے اور قوی تر باعث اوپر پھیرنے اس کے ظاہر سے واجب کرنا حد کا ہے زنا میں مختلف طور سے بیچ حق آزاد شادی شدہ کے اور آزاد کنوارے کے اور بیچ حق غلام کے سو اگر مراد نفی ایمان سے ثابت ہونا کفر کا ہوتا تو سب عقوبت میں برابر ہوتے اس واسطے کہ مکلفین اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ ایمان اور کفر کے برابر ہے سو جب ان لوگوں کی سزا مختلف ہے تو اس نے دلالت کی اس پر کہ ان چیزوں کا کرنے والا کافر نہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ محققین کے نزدیک صحیح معنی اس کے یہ ہیں کہ مراد نفی کمال ایمان کی ہے یعنی وہ اس حالت میں کامل ایمان دار نہیں ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تاویل کی ہم نے اس حدیث کی واسطے حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ کی جو لا الہ الا اللہ کہے وہ بہشت میں داخل ہوگا اگرچہ زنا اور چوری کی ہو

اور واسطے حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کے جو مشہور ہے کہ اصحاب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اس پر کہ نہ چوری کریں نہ زنا کریں، الحدیث اور اس کے اخیر میں ہے کہ جو ان میں سے کوئی چیز کرے پھر اس کے بدلے دنیا میں سزا پائے تو وہ اس کے واسطے کفارہ ہے اور جو دنیا میں سزا نہ پائے تو اللہ کی مشیت میں ہے چاہے اس کو معاف کرے چاہے عذاب کرے سو اس حدیث نے مع اس آیت کے ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ مع اجماع اہل سنت کے اس پر کہ کبیرے گناہ کرنے والے کو کافر نہ کہا جائے مگر ساتھ شرک کے مضطر کیا ہے ہم کو طرف تاویل اس حدیث کی اور بعض علماء نے کہا کہ مراد وہ شخص ہے جو اس کو حلال جان کر کرے باوجود اس کے کہ اس کو حرام جانتا ہو اور کہا حسن بصری رحمہ اللہ نے کہ مراد یہ ہے کہ اس سے نام مدح کا کھینچا جاتا ہے پس نہ کہا جائے اس کو مومن بلکہ کہا جائے زانی اور چور اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ اس سے نور ایمان کا کھینچا جاتا ہے اور بعض نے کہا کہ کھینچی جاتی ہے اس سے بصیرت اس کی اللہ کی اطاعت میں اور بعض نے کہا کہ یہ حدیث مشکل ہے اس کی تاویل نہ کی جائے اس کو ظاہر پر چھوڑا جائے اور بعض نے کہا کہ وہ خبر ہے ساتھ معنی نہی کے یعنی سزاوار ہے ایمان دار کو کہ یہ کام کرے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ منافق ہوتا ہے نفاق گناہ کا نہ نفاق کفر کا یہ اوزاعی سے محکی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ مشابہ ہوتا ہے کافر کو اس کے عمل میں اور ایک یہ قول ہے کہ مراد نفی ایمان سے غافل ہونا ہے اس واسطے کہ گناہ غافل کرتا ہے اس کو ایمان سے اور ایک یہ قول ہے کہ مراد نفی ایمان سے نفی امان کی ہے اللہ کے عذاب سے اور ایک یہ قول ہے کہ مراد نفی ایمان سے زجر اور تنفیر ہے اور نہیں مراد ہے ظاہر اس کا اشارہ کیا ہے اس کی طرف طیبی نے اور ایک قول یہ ہے کہ مراد نفی ایمان سے یہ ہے کہ سلب کیا جاتا ہے اس سے ایمان بیچ حالت کرنے اس کے کبیرے کو اور جب گناہ سے الگ ہوتا ہے تو ایمان اس کی طرف پھر آتا ہے اور یہ ظاہر اس کا کہ مسند کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ایک روایت میں عکرمہ سے اتنا زیادہ ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کس طرح کھینچا جاتا ہے اس سے ایمان؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس طرح اور اپنی انگلیوں کو قینچی کیا پھر ان کو نکالا ایک دوسرے سے پھر جب توبہ کرے تو اس کی طرف پھر آتا ہے اس طرح اور اپنی انگلیوں کو قینچی کیا اور حاصل یہ ہے کہ اس حدیث کے معنی میں تیرہ قول ہیں سوائے قول خارجیوں کے اور کہا مازری نے کہ یہ تاویلیں دفع کرتی ہیں قول خوارج کے کو اور جو ان کے موافق ہیں رافضیوں سے کہ کبیرہ گناہ کرنے والا کافر مخلد فی النار ہے جب کہ بغیر توبہ کے مر جائے اور اسی طرح قول معتزلہ کا کہ وہ فاسق مخلد فی النار ہے اس واسطے کہ ان تمام گروہ مذکورین نے تعلق پکڑا ہے ساتھ اس حدیث کے اور جو اس کے مشابہ ہے اور جب کہ اس میں احتمال ہے ان تاویلوں کا جو ہم نے کیں تو دفع ہوئی حجت ان کی اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں جو زنا کرے داخل ہوتا ہے اس وعید میں برابر ہے کہ شادی شدہ ہو یا کنوارا اور برابر ہے کہ مزنیہ اجنبی عورت ہو یا محرم اور نہیں شک ہے کہ وہ محرم کے حق میں فاحش تر ہے

اور بیوی والے سے اعظم ہے اور نہیں داخل ہے اس میں وہ چیز جس پر زنا کا نام بولا جاتا ہے لمس محرم اور تقبیل اور نظر سے اس واسطے کہ عرف شرعی میں اگرچہ ان گناہوں کا نام زنا ہے لیکن نہیں داخل ہیں اس میں اس واسطے کہ وہ صغیرے گناہوں میں سے ہیں کما مر تقریرہ اور اس حدیث میں ہے کہ جو چوری کی تھوڑی ہو یا بہت اور اسی طرح جو اچک لے داخل ہے وہ وعید میں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ بعض علماء نے شرط کی ہے بیچ ہونے غصب کے کبیرہ گناہ یہ کہ ہو غصب کی گئی چیز نصاب یعنی جس میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور اسی طرح چوری میں اگرچہ نصاب سے کم سرقہ بھی حرام ہے اور اس حدیث میں تعظیم شان لینے حق غیر کے کا ہے ناحق یعنی کسی کا مال ناحق لینا بڑا بھاری گناہ ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس پر قسم کھائی اور نہیں قسم کھاتے حضرت ﷺ مگر اوپر ارادے تعظیم مقسم علیہ کے اور اس حدیث میں ہے کہ جو شراب پیئے داخل ہوتا ہے وعید مذکور میں برابر ہے کہ تھوڑا ہو یا بہت اس واسطے کہ شراب پینا کبیرہ گناہ ہے اگرچہ جو مترتب ہوتا ہے اوپر شراب پینے کے گناہ سے خلل عقل سے فاحش تر ہے پینے اس چیز کے سے کہ نہیں متغیر ہوتی ہے اس سے عقل اور بنا بر اس قول کے کہ ترجیح دی ہے اس کو نووی رحمہ اللہ نے نہیں ہے کوئی اشکال بیچ کسی چیز کے اس سے اس واسطے کہ نقص کمال کے واسطے کئی مراتب ہیں بعض قوی تر ہیں بعض سے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس نے جو کہتا ہے کہ لوٹنا کل حرام ہے یہاں تک کہ جس میں مالک اجازت دے مانند پھینکنے روپیوں پیسوں کے شادی بیاہ میں لیکن تصریح کی ہے نخعی اور حسن اور قتادہ نے کہ شرط حرام ہونے کی یہ ہے کہ بغیر اجازت مالک کے ہو اور تصریح کی ہے مالکیہ اور شافعیہ اور جمہور نے ساتھ کراہت اس کی کے اور مکروہ رکھا ہے اس کو اصحاب میں سے ابو مسعود بدری نے اور تابعین میں سے نخعی اور عکرمہ نے کہا ابن منذر نے اور نہیں مکروہ جانا انہوں نے اس کو جہت مذکورہ سے بلکہ اس واسطے کہ ایسی صورت میں لینا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے جس میں زیادہ زور ہو یا شرم کم ہو اور حجت پکڑی ہے حنفیہ نے اور جو ان کے موافق ہیں ساتھ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کے مرفوع کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا ہے میں نے تم کو لشکر کی لوٹ سے اور بہرحال جو شادیوں میں لوٹ ہوتی ہے وہ منع نہیں اور اس حدیث کی سند ضعیف ہے کہا ابن منذر نے کہ یہ حجت قوی ہے بیچ جواز لینے اس چیز کے جو نثار کی جاتی ہے شادیوں میں اور مانند اس کی میں اس واسطے کہ مباح کرنے والے کو ان کے حال کا اختلاف معلوم ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ لوٹنے میں ان کا حال مختلف ہے کوئی زور والا ہے کوئی کمزور جیسا کہ حضرت ﷺ نے اس کو معلوم کیا اور اس کی اجازت دی بیچ لینے گوشت اس اونٹ کے جس کو ذبح کیا تھا اور جو معنی اس میں ہیں وہ نثار میں موجود ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ ضَرْبِ شَارِبِ الْخَمْرِ — بیچ مارنے شراب خور کے

فائدہ: یعنی برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ متعین ہیں کوڑے اور شراب کے حرام ہونے کا بیان مفصل طور سے اول

اشربہ میں گزر چکا ہے۔

٦٢٧٥۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ أَبُوْ بَكْرٍ أَرْبَعِيْنَ.

٦٢٧٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مارا شراب میں چھڑیوں اور جوتوں سے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے مارے۔

فائدہ: اور روایت کی بیہقی نے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا سو اس کو دو چھڑیوں سے بقدر چالیس چھڑیوں کے ماریں پھر اسی طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے لوگوں سے مشورہ لیا تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زیادہ تر ہلکی حد اسی کوڑے ہیں تو حکم کیا ساتھ اس کے عمر رضی اللہ عنہ نے۔

بَابُ مَنْ أَمَرَ بِضَرْبِ الْحَدِّ فِي الْبَيْتِ

جس نے حکم کیا حد مارنے کا گھر میں یعنی برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ نہ ماری جائے حد پوشیدہ

فائدہ: اور البتہ وارد ہوا ہے عمر رضی اللہ عنہ سے بیچ قصے اس کے بیٹے ابوشحمہ کے جب کہ اس نے مصر میں شراب پی اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس کو گھر میں حد ماری کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا اور حاضر کیا اس کو مدینے میں اور اس کو لوگوں کے سامنے کھلم کھلی حد ماری روایت کیا ہے اس کو ابن سعد نے اور جمہور اہل علم اس پر ہیں کہ گھر میں حد مارنا کافی ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے فعل کو اوپر مبالغہ کرنے کے بیچ تادیب اپنے بیٹے کے نہ یہ کہ قائم کرنا حد کا نہیں صحیح ہے مگر کھلم کھلا۔ (فتح)

٦٢٧٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ جِيْءَ بِالنُّعَيْمَانِ أَوْ بِابْنِ النُّعَيْمَانِ شَارِبًا فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ بِالْبَيْتِ أَنْ يَّضْرِبُوْهُ قَالَ فَضَرَبُوْهُ فَكُنْتُ أَنَا فِيْمَنْ ضَرَبَهُ بِالنِّعَالِ.

٦٢٧٦۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لایا گیا نعیمان یا ابن نعیمان اس حال میں کہ اس نے شراب پی تھی سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو گھر میں تھے کہ اس کو ماریں سو انہوں نے اس کو مارا اور میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو جوتے مارے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز قائم کرنے حد کے مست پر اور اس کے نشے کی حالت میں اور یہی قول ہے بعض ظاہریہ کا اور جمہور اس کے برخلاف ہیں اور تاویل کی ہے انہوں نے حدیث کی ساتھ اس کے کہ مراد ذکر کرنا سبب ضرب کا ہے اور یہ کہ یہ وصف بدستور ہے بیچ حال مارنے اس کے اور تائید کی ہے انہوں نے اس کی معنی سے اور وہ یہ ہے کہ مقصود مارنے سے حد میں درد پہنچانا ہے تا کہ حاصل ہو ساتھ اس کے باز رہنا اور حدیث میں حرام ہونا شراب کا ہے اور واجب ہونا حد کا اس کے پینے والے پر برابر ہے کہ تھوڑی شراب پی ہو یا بہت اور برابر ہے کہ نشہ لائے یا نہ۔

بَابُ الضَّرْبِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ — چھڑیوں اور جوتوں سے مارنا یعنی شراب خور کو

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں ہے شرط کوڑے مارنا اور اختلاف ہے اس میں تین قول پر صحیح تر یہ قول ہے کہ جائز ہے مارنا کوڑوں کا اور صرف جوتوں اور چھڑیوں اور کپڑوں سے بھی مارنا جائز ہے بغیر کوڑوں کے دوسرا قول یہ ہے کہ متعین ہے کوڑے مارنا، تیسرا یہ قول ہے کہ متعین ہے ضرب اور حجت راجح کی یہ ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے زمانے میں کیا گیا اور نہیں ثابت ہوا منسوخ ہونا اس کا اور کوڑے مارنا اصحاب کے زمانے میں جاری ہوا سو دلالت کی اس نے اس کے جواز پر اور حجت دوسرے کی یہ ہے کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ام میں کہا کہ اگر قائم کی جائے اس پر حد ساتھ کوڑوں کے اور مر جائے تو واجب ہے دیت سو برابر کیا اس کو اور اس کو جب کہ زیادہ ہو سو دلالت کی اس نے اس پر کہ اصل ضرب بغیر کوڑوں کے ہے اور تصریح کی ہے کہ نہیں جائز ہے حد مارنا ساتھ کوڑوں کے اور تصریح کی ہے قاضی حسین نے ساتھ معین کرنے کوڑوں کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ اس پر اجماع ہے اصحاب کا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں کہ اجماع ہے اوپر کفایت کرنے کے ساتھ چھڑیوں اور جوتوں اور کپڑوں کے اور صحیح تر جواز اس کا ہے ساتھ کوڑوں کے اور تنہا ہوا ہے وہ جس نے کہا کہ کوڑے شرط ہیں اور یہ قول غلط ہے مخالف ہے صحیح حدیثوں کے اور میانہ روی اختیار کی ہے بعض متاخرین نے سو معین کیا ہے اس نے کوڑوں کو واسطے سرکشوں کے اور جوتے اور کپڑے ضعیف لوگوں کے واسطے اور جوان کے سوائے ہے جو ان کے لائق ہو اور یہ باوجہ ہے۔ (فتح)

٦٢٧٧ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِنُعَيْمَانَ أَوْ بِابْنِ نُعَيْمَانَ وَهُوَ

٦٢٧٧ ـ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نعیمان یا ابن نعیمان حضرت ﷺ کے پاس لایا گیا اور حالانکہ وہ نشے میں تھا سو حضرت ﷺ پر دشوار گزرا اور حکم کیا ان لوگوں کو جو گھر میں تھے کہ اس کو ماریں سو انہوں نے چھڑیوں اور جوتوں سے مارا اور میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو مارا۔

سَكْرَانُ فَشَقَّ عَلَيْهِ وَأَمَرَ مَنْ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَّضْرِبُوْهُ فَضَرَبُوْهُ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ وَكُنْتُ فِيْمَنْ ضَرَبَهٗ.

فائدہ: اور یہ حدیث مطابق ہے اور ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔

٦٢٧٨۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ أَبُوْ بَكْرٍ أَرْبَعِيْنَ.

۶۲۷۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حد ماری حضرت ﷺ نے شراب میں چھڑیوں اور جوتوں سے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس چھڑیاں ماریں۔

٦٢٧٩۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ أَنَسٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ اضْرِبُوْهُ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهٖ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ.

۶۲۷۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس لایا گیا جس نے شراب پی تھی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مارو کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو ہم میں سے بعض اپنے ہاتھ سے مارنے والا تھا اور بعض اپنے جوتے سے مارنے والا تھا اور بعض اپنے کپڑوں سے مارنے والا تھا پھر جب پھرے تو بعض لوگوں نے کہا کہ اللہ تجھ کو رسوا کرے حضرت ﷺ نے فرمایا اس طرح مت کہو اس پر شیطان کی مدد نہ کرو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے بھائی پر شیطان کی مدد نہ کرو اور وجہ شیطان کی مدد کرنے کی یہ ہے کہ شیطان جو اس کو گناہ اچھا کر کے دکھلاتا ہے تو مراد شیطان کی اس سے یہ ہے کہ آدمی کو رسوائی حاصل ہو سو جب انہوں نے اس پر رسوائی کی بد دعا کی تو گویا کہ انہوں نے شیطان کا مقصود حاصل کیا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ منع ہے بد دعا کرنا گنہگار پر ساتھ دور کرنے کے اللہ کی رحمت سے مانند لعنت کی۔ (فتح)

٦٢٨٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَصِيْنٍ سَمِعْتُ عُمَيْرَ بْنَ سَعِيْدٍ النَّخَعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ

۶۲۸۰۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نہیں ہوں کہ قائم کروں حد کو کسی پر سو مر جائے سو میں غمگین ہوں مگر شراب خور اس واسطے کہ اگر وہ مر جائے تو میں اس کی دیت دوں یعنی اس کو جو اس کے قبض کرنے کا مستحق ہے اور یہ دینا اس واسطے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا كُنْتُ لِأُقِيْمَ حَدًّا عَلٰى أَحَدٍ فَيَمُوْتَ فَأَجِدَ فِيْ نَفْسِيْ إِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ فَإِنَّهُ لَوْ مَاتَ وَدَيْتُهُ وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسُنَّهُ.

ہے کہ حضرت مَلَّالِيَّمِ نے اس میں کوئی عدد معین مسنون نہیں کیا۔

فائدہ: فیموت مسبب ہے اقیم سے اور قول اس کا اجد مسبب ہے سبب اور مسبب دونوں سے اور قول اس کا الا صاحب الخمر یعنی لیکن میں غمگین ہوتا ہوں حد شراب خور کی سے جب کہ مر جائے اور ایک روایت میں ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ جس پر ہم حد کو قائم کریں اور وہ مر جائے تو اس کے واسطے دیت نہیں مگر جس کو ہم شراب کی حد ماریں اور اتفاق ہے اس پر کہ جو حد میں مارنے سے مر جائے اس کا بدلا نہیں یعنی اس کے قاتل پر مگر شراب کی حد میں سو علی رضی اللہ عنہ سے ہے جو پہلے گزرا اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ اگر کوڑے کے غیر چیز سے مارے تو اس پر بدلا نہیں اور کوڑے میں بدلہ ہے بعض نے کہا دیت اور بعض نے کہا قدر تفاوت اس چیز کا ہے کہ کوڑے کی مار اور غیر میں ہے اور دیت اس میں عاقلہ پر ہے۔ (فتح)

٦٢٨١۔ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْجُعَيْدِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنَّا نُؤْتٰى بِالشَّارِبِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِمْرَةِ أَبِيْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ فَنَقُوْمُ إِلَيْهِ بِأَيْدِيْنَا وَنِعَالِنَا وَأَرْدِيَتِنَا حَتّٰى كَانَ آخِرُ إِمْرَةِ عُمَرَ فَجَلَدَ أَرْبَعِيْنَ حَتّٰى إِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوْا جَلَدَ ثَمَانِيْنَ.

٦٢٨١۔ حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ ہم لائے جاتے تھے شراب خور حضرت مَلَّالِيَّمِ کے زمانے میں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور ابتدا میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے یعنی اول جانب میں سو کھڑے ہوتے ہم اس کی طرف اپنے ہاتھوں اور جوتوں سے اور اپنی چادروں سے یعنی سو اس کو مارتے یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اخیر ہوا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے مارے یہاں تک کہ جب لوگوں نے سرکشی کی اور فسق کیا تو اسی کوڑے مارے۔

فائدہ: اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ چالیس کوڑوں کو مقرر کرنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے بیچ آخر خلافت فاروق کے اور حالانکہ اس طرح نہیں واسطے اس چیز کے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے اور لکھنے اس کے کی طرف عمر رضی اللہ عنہ کی اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اسی کوڑوں کا حکم خلافت کے وسط میں تھا اس واسطے کہ خالد رضی اللہ عنہ ان کی خلافت کے وسط میں فوت ہوئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ غایت کے جو اول مذکور ہے بدستور رہنا چالیس کا ہے سو نہیں ہے فا پیچھے آنے والی واسطے آخر خلافت کے بلکہ واسطے زمانے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور بیان اس چیز کے کہ واقع ہوئی عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پس تقدیر یہ ہے کہ بدستور رہا مارنا چالیس کا اور مراد ساتھ غایت دوسری کے جو اس کے قول حتی اذا عتو میں تاکید ہے پہلی غایت کی یا بیان ہے اس چیز کا جو کی

عمر رضی اللہ عنہ نے بعد غایت اولیٰ کے اور نسائی کی روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا درمیان ہوا سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں چالیس کوڑے مارے یہاں تک کہ جب سرکش ہوئے، الخ اور اس روایت میں اشکال نہیں اور مراد عتوا سے اوندھا ہونا ہے سرکشی میں اور مبالغہ کرنا فساد میں اور بیچ پینے شراب کے اس واسطے کہ پیدا ہوتا ہے اس سے فساد اور فسقوا یعنی نکلے فرماں برداری سے اور یہ جو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسی کوڑے ادنیٰ حدود ہے تو مراد اس سے وہ حدود ہیں جو قرآن میں مذکور ہیں اور وہ حد زنا اور حد سرقہ اور حد قذف کی ہے اور یہ ہلکی تر ہے عقوبت میں اور کم تر ہے عدد میں اور روایت کی طحاوی نے اور بیہقی وغیرہ نے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ شراب میں چالیس کوڑے مارتے تھے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی چالیس کوڑے مارتے تھے تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عمر کو شام سے لکھا کہ بیشک لوگ شراب میں اوندھے پڑے ہیں اور اس کی سزا کو ہلکا جانتے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اردگرد والوں سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے اور ان کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ وغیرہ تھے مسجد میں تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہماری رائے ہے کہ تو اس کو اسی کوڑے ٹھہرائے اس واسطے کہ جب وہ شراب پیتا ہے تو مست ہوتا ہے اور جب مست ہوتا ہے تو بکواس کرتا ہے اور جب بکواس کرے تو افترا کرتا ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شراب میں اسی کوڑے مارے اور حدیثیں اس باب میں مختلف آئی ہیں بعض روایتوں میں چالیس عدد کا ذکر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے اور بعض مطلق میں ان میں سے کسی عدد معین کی قید نہیں اور مسلم میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس کوڑے مارے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے مارے اور سب سنت ہیں اور یہ یعنی چالیس کوڑے میرے نزدیک محبوب تر ہیں اس واسطے کہ اس میں جزم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے اور باقی حدیثوں میں کوئی عدد مذکور نہیں مگر انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ بقدر چالیس کے اور قصے کے سیاق میں وہ چیز ہے جو تقاضا کرتی ہے کہ اصحاب پہچانتے تھے کہ حد شراب پینے کی چالیس کوڑے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مشورہ کیا انہوں نے اس امر میں کہ حاصل ہو اس سے باز رہنا زیادہ اس پر جو مقرر تھا اشارہ کرتا ہے طرف اس کی تصریح کرنا اس کا بعض طریقوں میں کہ انہوں نے ناچیز جانا ہے عقوبت کو سو ان کی رائے نے تقاضا کیا کہ اضافہ کریں حد مذکور پر بقدر اس کے یا اجتہاد سے بنا بر اس کے کہ حدود میں قیاس کا داخل ہونا جائز ہے سو ہوگی کل حد اور استنباط کیا انہوں نے نص سے معنی کو جو تقاضا کریں زیادتی کو حد میں نہ نقصان کو یا جس قدر انہوں نے زیادہ کیا حد مذکور پر بطورِ تعزیر کے تھا واسطے ڈرانے کے اس واسطے کہ جب شراب خور پہچانے گا کہ عقوبت سخت ہوگئی تو ہوگا قریب تر طرف باز رہنے کی سو احتمال ہے کہ اس کے ساتھ باز آگئے ہوں اور رجوع کیا ہو امر نے طرف اس دستور کی کہ پہلے تھا یعنی چالیس سو علی رضی اللہ عنہ نے مناسب جانا رجوع کرنے کو طرف حد منصوص کی اور اعراض کیا زیادتی سے واسطے منتفی ہونے سبب اس کے سے اور احتمال ہے کہ قدر زائد ان کے نزدیک خاص ہو ساتھ اس شخص کے جو متمرد اور

سرکش ہو اور ظاہر ہوں اس سے نشانیاں مشتہر ہونے کی ساتھ فجور کے اور دلالت کرتا ہے اس پر یہ کہ حدیث کے بعض طریقوں میں نزدیک دارقطنی وغیرہ کے ہے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی ضعیف آدمی لایا جاتا تھا تو اس کو چالیس کوڑے مارتے تھے اور اسی طرح عثمان رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے بھی مارے اور اسی بھی مارے اور کہا مازری نے کہ اگر اصحاب سمجھتے کہ شراب میں کوئی حد معین ہے تو اس میں رائے سے نہ کہتے جیسا کہ اور حکموں میں انہوں نے رائے سے نہیں کہا سو گویا کہ انہوں نے سمجھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنے اجتہاد سے حد ماری ہے اور البتہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ حد معلوم کے سو واجب ہے پھرنا اس کی طرف اور ترجیح دی گئی ہے اس قول کو کہ جس چیز میں انہوں نے اجتہاد کیا تھا جو حد پر زیادہ ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تعزیر ہے بنا بر اس قول کے کہ اجتہاد کیا انہوں نے حد معین میں واسطے اس چیز کے لازم آتی ہے اس سے مخالفت سے اور البتہ روایت کی عبدالرزاق نے عبید بن عمیر سے کہ دستور تھا کہ جو شراب پیتا اس کو اپنے ہاتھوں اور جوتوں سے مارتے تھے پھر جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بھی اسی طرح کیا یہاں تک کہ خوف کیا سو ٹھہرایا اس کو چالیس کوڑے پھر جب دیکھا کہ لوگ باز نہیں آتے تو ٹھہرایا اس کو اسی کوڑے اور کہا کہ یہ ہلکی تر حد ہے اور تطبیق درمیان حدیث علی رضی اللہ عنہ کے جس میں تصریح ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے اور وہ سنت ہیں اور درمیان حدیث ان کی کے جو مذکور ہے باب میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کوئی حد معین مسنون نہیں کی ساتھ اس طور کے کہ نفی محمول ہے اس پر کہ آپ نے اسی کوڑے نہیں مارے یعنی نہیں مسنون کی کوئی چیز زائد چالیس سے اور تائید کرتا ہے اس کو قول اس کا کہ وہ فقط ایک چیز ہے جو ہم نے اپنی رائے سے کی یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف جو مشورہ دیا علی رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اور بنا بر اس کے پس قول اس کا کہ اگر مر جائے تو اس کی دیت دوں یعنی ان چالیس میں جو زائد ہیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے بیہقی نے اور ابن حزم رحمہ اللہ نے اور احتمال ہے کہ ہو قول لم یسنہ یعنی نہیں مسنون کیا اسی کوڑوں کو واسطے قول اس کے دوسری روایت میں کہ وہ تو فقط ایک چیز ہے جو ہم نے از خود کی سو شاید علی رضی اللہ عنہ ڈرے اس چیز سے جو انہوں نے اپنے اجتہاد سے کی کہ مطابق نہ ہو اور خاص ہو وہ ساتھ اس کے اس واسطے کہ انہوں نے اس کا مشورہ دیا تھا اور اس کے واسطے استدلال کیا تھا پھر ان کے واسطے ظاہر ہوا کہ کھڑے ہونا اس حکم پر جس پر امر پہلے تھا اولیٰ ہے سو اس کی ترجیح کی طرف رجوع کیا اور خبر دی کہ اگر وہ حد کو اسی کوڑوں سے قائم کریں اور مضروب مر جائے تو اس کی دیت دیں واسطے علت مذکورہ کے اور احتمال ہے کہ ہو ضمیر بیچ قول ان کے کہ لم یسنہ واسطے صفت ضرب کے اور ہونے اس کے ساتھ کوڑوں کے یعنی نہیں مسنون کیا حد مارنا کوڑوں سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مارا جاتا ہے اس میں ساتھ جوتوں وغیرہ کے اشارہ کیا ہے اس کی طرف بیہقی نے اور کہا ابن حزم نے کہ حدیث ابو ساسان کی لائق تر ہے ساتھ قبول کرنے کے اس واسطے کہ تصریح کی گئی ہے اس میں ساتھ مرفوع ہونے حدیث کے علی رضی اللہ عنہ سے اور کہا ابن عبدالبر

نے کہ یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی یعنی جو مذکور ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے زیادہ تر ثابت ہے سب حدیثوں سے اس باب میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ فعل عمر رضی اللہ عنہ کے کہ انہوں نے شراب خور کو اسی کوڑے مارے اس پر کہ حد شراب کی اسی کوڑے ہیں اور یہ قول تینوں اماموں کا ہے اور ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا اور اختیار کیا ہے اس کو ابن منذر نے اور دوسرا قول شافعی رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ شراب کی حد چالیس کوڑے ہیں اور یہی صحیح قول ہے اور احمد سے بھی دونوں طرح روایت آئی ہے کہا قاضی عیاض نے اجماع ہے اس پر کہ شراب میں حد واجب ہے اور اس کے انداز میں اختلاف ہے سو جمہور کا مذہب اسی کوڑے ہیں اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے مشہور قول میں اور احمد نے ایک روایت میں اور ابو ثور نے اور داؤد نے کہ چالیس کوڑے ہیں اور تابع ہوا ہے اس کی نقل اجماع پر ابن دقیق العید اور نووی اور جو اس کے تابع ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابن منذر اور طبری وغیرہ نے حکایت کی ہے ایک گروہ اہل علم سے کہ شراب میں حد نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں فقط تعزیر ہے اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ احادیث باب کے اس واسطے کہ وہ ساکت ہیں تعیین عدد ضرب سے اور جواب یہ ہے کہ اجماع منعقد ہوا ہے بعد اس کے اوپر واجب ہونے حد کے اور یہ جو ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھی بار میں شراب پینے والے کو قتل کیا تو یہ حدیث منسوخ ہے یعنی حکم قتل کا منسوخ ہے اور جو قائل ہے کہ حد شراب کی اسی کوڑے ہیں تو حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اجماع کے عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس واسطے کہ اصحاب کبار نے اس امر میں ان کی موافقت کی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کیا اور فقط چالیس کوڑوں پر اقتصار کیا اس واسطے کہ وہی قدر ہے جس پر اتفاق کیا تھا اصحاب نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بسند اس انداز کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کیا گیا اور یہ جو علی رضی اللہ عنہ نے اول عمر رضی اللہ عنہ کو اسی کوڑوں کا مشورہ کیا تھا تو قصے کے سیاق سے ظاہر ہوا کہ مشورہ دیا تھا انہوں نے ان لوگوں کے واسطے جو اس میں ڈوبے تھے اس واسطے کہ حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ لوگوں نے عقوبت کو ناچیز جانا تھا اور ساتھ اس کے تمسک کیا ہے شافعیہ نے کہ کم تر حد شراب کی چالیس کوڑے ہیں اور جائز ہے اس میں زیادتی کرنا اسی تک بطور تعزیر کے اور نہ زیادہ کیا جائے اسی پر اور حاصل یہ ہے کہ حد شراب میں چھ قول ہیں اول قول یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کوئی حد معلوم نہیں ٹھہرائی بلکہ جو جس کے لائق ہوتا اس قدر اس کو مارتے، دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی حد چالیس کوڑے ہیں اور اس سے زیادہ مارنا جائز نہیں، تیسرا قول مثل اس کی ہے لیکن امام کو جائز ہے کہ اسی تک پہنچے اور یہ زیادتی حد میں داخل ہے یا تعزیر ہے یہ دو قول ہیں، چوتھا قول یہ ہے کہ شراب کی حد اسی کوڑے ہیں اور اس پر زیادتی جائز نہیں، پانچواں قول مثل اس کی ہے لیکن بقول تعزیر کے اسی پر زیادہ مارنا بھی جائز ہے اور ان سب اقوال پر کیا متعین ہے کوڑوں سے حد مارنا یا کسی اور چیز سے یا سب سے جائز ہے یہ اقوال ہیں، چھٹا قول یہ کہ اکثر شراب پیئے تو اس کو تین بار حد ماری جائے اور اگر

چوتھی یا پانچویں بار پیئے تو واجب ہے قتل کرنا اس کا اور یہ قول چھٹا بعید تر ہے اول قول سے اور یہ دونوں قول شاذ ہیں اور میں گمان کرتا ہوں کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے اول قول ہے اس واسطے کہ اس نے عدد کا کوئی باب نہیں باندھا اور نہ صریح عدد میں کوئی چیز مرفوع روایت کی اور تمسک کیا ہے اس نے جو کہتا ہے کہ حد شراب میں چالیس کوڑے مارنا جائز نہیں ساتھ اس کے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تحری کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہو سو پایا اس کو چالیس کوڑے سو اس کے ساتھ عمل کیا اور نہیں معلوم ہوا کہ کسی نے ان کے زمانے میں ان کی مخالفت کی ہو سو اگر سکوت اجماع ہو تو یہ اجماع سابق ہے اس چیز پر جو واقع ہوئی عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور تمسک کرنا اس کے ساتھ اولیٰ ہے اس واسطے کہ اس کی سند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے اور اسی واسطے رجوع کیا ہے اس کی طرف علی رضی اللہ عنہ نے سو کیا اس کو عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ان کے روبرو اور ان اصحاب کے روبرو جو اس وقت وہاں موجود تھے ان میں سے ہیں عبداللہ بن جعفر اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما سو اگر سکوت اجماع ہو تو یہ اخیر ہے پس لائق ہے ترجیح اس کی اور تمسک کیا ہے اس نے جو چوتھی یا پانچویں بار میں قتل کرنے کا قائل ہے ساتھ اس چیز کے جو آئندہ باب میں آئے گی اور البتہ قرار پایا ہے اجماع اوپر ثابت ہونے حد شراب کے اور اس پر کہ نہیں ہے قتل بیچ اس کے اور بدستور رہا اختلاف چالیس اور اسی میں اور یہ خاص ہے ساتھ آزاد مسلمان کے اور بہرحال ذمی پس نہیں ہے حد بیچ اس کے اور احمد سے ایک روایت میں ہے کہ نہ حد مارا جائے اور غلام کی حد آدھی ہے آزاد سے اور اکثر اہل ظاہر کا یہ مذہب ہے کہ آزاد اور غلام حد شراب میں برابر ہیں۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ لَعْنِ شَارِبِ الْخَمْرِ وَإِنَّهُ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنَ الْمِلَّةِ

جو مکروہ ہے شراب خور کو لعنت کرنا اور یہ کہ وہ دین اسلام سے خارج نہیں

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف طریق تطبیق کے درمیان اس چیز کے کہ شامل ہے اس کو حدیث باب کی نہی لعنت اس کی سے اور درمیان اس چیز کے کہ شامل ہے اس کو حدیث اول باب کی کہ نہیں پیتا کوئی شراب اور حالانکہ وہ مومن ہو اور یہ کہ مراد اس سے نفی کمال ایمان کی ہے نہ یہ کہ وہ بالکل ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور تعبیر کی ساتھ کراہت کے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ نہی تنزیہ کے واسطے ہے اس کے حق میں جو مستحق لعنت کا ہو جب کہ مقصود لعنت کرنے والے کا اس سے محض گالی دینا ہو نہ جب کہ مقصود اس کا اصلی معنی اس کے ہوں اور وہ دور کرنا ہے اللہ کی رحمت سے سو اگر یہ مقصود نہ ہو تو حرام ہے خاص کر اس کے حق میں جو لعنت کا مستحق نہ ہو مانند اس شخص کی جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے خاص کر باوجود قائم کرنے حد کے اوپر اس کے بلکہ مستحب ہے اس کے واسطے دعا کرنا ساتھ توبہ اور مغفرت کے کما تقدم تقریرہ اور سبب اس تفصیل کے عدول کیا ترجمہ میں کراهة لعن شارب الخمر سے طرف اس کی ما یکرہ من سو اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف تفصیل کی اور بنا بر اس تقریر کے پس نہیں حجت ہے اس میں واسطے منع کرنے لعنت فاسق معین کے مطلق اور بعض نے کہا کہ منع خاص ہے ساتھ اس چیز

کے جو واقع ہو روبرو حضرت ﷺ کے تا کہ نہ وہم کرے شراب پینے والا وقت عدم انکار کے کہ وہ اس کا مستحق ہے سو اکثر اوقات ڈالتا ہے اس کے دل میں وہ چیز کہ قادر ہو ساتھ اس کے فتنے سے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ قول اپنے کے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ شیطان کے مددگار نہ بنو اپنے بھائی پر اور بعض نے کہا کہ منع ہے مطلق اس کے حق میں جس پر حد قائم کی جائے اس واسطے کہ حد نے گناہ کو اس سے اتار دیا ہے اور بعض نے کہا کہ منع ہے مطلق بیچ حق صاحب ذلت کے اور جواز مطلق بیچ حق مجاہرین کے اور صواب جانا ہے ابن منیر نے اس کو کہ منع ہے مطلق معین کے حق میں اور جائز ہے مطلق غیر معین کے حق میں اس واسطے کہ غیر معین کے حق میں زجر ہے تعاطی اس فعل کی سے اور معین کے حق میں ایذا ہے اس کے واسطے اور البتہ ثابت ہو چکی ہے نہی ایذا مسلمان کی سے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ بد دعا کرنا معین آدمی پر جو متصف ہو ساتھ کسی چیز کے گناہوں سے سو ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ حرام نہیں اور کاری گری بخاری رحمہ اللہ کی سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے لعنت کرنا اس کو جو گناہوں کے ساتھ متصف ہو بغیر اس کے کہ اس کے نام کو معین کیا جائے پس یہ جامع ہے دونوں مصلحت کو اس واسطے کہ معین آدمی کو لعنت کرنا اور اس پر بد دعا کرنا بھی باعث ہوتا ہے اس کو اوپر تمادی کے یا نا امید کرتا ہے اس کو قبول کرنے توبہ کے سے برخلاف اس کے جب کہ اس کو متصف کی طرف پھیرا جائے اس واسطے کہ اس میں زجر ہے اس گناہ کے کرنے سے اور باعث ہے اس کے فاعل کے واسطے اوپر ہٹ جانے کے اس گناہ سے۔ (فتح)

٦٢٨٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اسْمُهُ عَبْدَ اللّٰهِ وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ فَأُتِيَ بِهِ يَوْمًا فَأَمَرَ بِهِ فَجُلِدَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اللّٰهُمَّ الْعَنْهُ مَا أَكْثَرَ مَا يُؤْتٰى بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنُوْهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ إِنَّهُ

٦٢٨٢۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں ایک مرد کا نام عبداللہ تھا اور اس کا لقب حمار تھا یعنی گدھا اور وہ حضرت ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا اور البتہ حضرت ﷺ نے اس کو شراب پینے میں کوڑے مارے تھے سو وہ ایک دن حضرت ﷺ کے پاس لایا گیا سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ حد مارنے اس کے سو اس کو حد ماری گئی تو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ الٰہی! اس کو لعنت کر کیا اکثر لایا جاتا ہے یعنی کیا اکثر شراب پیتا ہے اور کیا اکثر مارا جاتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لعنت نہ کرو سو قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا مگر یہ کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔

يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ.

فائدہ: حضرت ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا یعنی کہتا تھا حضرت ﷺ کے روبرو یا کرتا وہ چیز جس سے حضرت ﷺ ہنستے ایک روایت میں ہے کہ نہ داخل ہوتی مدینے میں کوئی چیز عجوبہ مگر کہ وہ اس میں سے خریدتا پھر آتا اور کہتا یا حضرت! میں نے یہ آپ کو تحفہ دیا پھر جب اس کا مالک تقاضا کرنے کو اس کے پاس آتا اس کی قیمت مانگنے کو تو اس کو حضرت ﷺ کے پاس لاتا اور کہتا کہ اس کو قیمت دیجیے تو حضرت ﷺ فرماتے کہ کیا تو نے وہ چیز مجھ کو تحفہ نہیں دی؟ تو وہ کہتا کہ میرے پاس کچھ نہیں سو حضرت ﷺ ہنسنے لگتے اور اس کے مالک کو اس کی قیمت دلواتے اور یہ جو کہا فی الشراب یعنی بہ سبب پینے اس کے شراب سکر کو اور یہ جو کہا **فجلد** تو ایک روایت میں ہے کہ جوتے سے پیٹا گیا بنا بر اس کے پس معنی قول اس کے **فجلد** یعنی مارا گیا ایسی ضرب جو اس کے چمڑے کو پہنچی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ وہی ہے وہ شخص جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اول باب میں مذکور ہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فوائد ہیں جائز ہونا لقب کا ہے وقد تقدم **القول فيه في الادب** اور یہ محمول ہے اس جگہ اس پر کہ وہ اس کو برا نہ جانتا تھا اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مرتکب کبیرے گناہ کا کافر ہے واسطے ثابت ہونے نہی کے اس کے لعنت کرنے سے اور امر ساتھ دعا کرنے کے اس کے واسطے اور یہ کہ نہیں ہے منافات درمیان ارتکاب نہی کے اور ثبوت محبت اللہ اور رسول کے بیچ دل مرتکب کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے خبر دی کہ مرد مذکور اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے باوجود اس چیز کے کہ اس سے صادر ہوئی اور یہ کہ جس سے گناہ مکرر ہو اس سے اللہ اور رسول کی محبت نہیں کھینچی جاتی اور اس سے لی جاتی ہے تاکید اس چیز کی جو پہلے گزری کہ نفی ایمان کی شراب خور سے جو وارد ہوئی ہے تو نہیں ہے مراد اس سے دور ہونا ایمان کا بالکل بلکہ مراد اس سے نفی اس کے کمال کی ہے اور احتمال ہے کہ ہو بدستور رہنا محبت اللہ اور اس کے رسول کی کا بیچ دل گناہ کرنے والے کے مقید ساتھ اس کے جب کہ پشیمان ہو اور پچھتائے اوپر واقع ہونے گناہ کے اور قائم کی جائے اس پر حد پس دور کرے اس سے گناہ مذکور کو برخلاف اس کے جس سے یہ واقع نہ ہو اس واسطے کہ ڈر ہے اس پر ساتھ مکرر ہونے گناہ کے یہ کہ مہر کی جائے اس کے دل پر یہاں تک کہ اس سے ایمان چھین لیا جائے نسأل الله العافية والعفو اور اس حدیث میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ چوتھی یا پانچویں بار میں قتل کرنے کا حکم منسوخ ہے اس واسطے کہ ذکر کیا ابن عبدالبر نے کہ وہ پچاس بار سے زیادہ لایا گیا تھا اور کہا ترمذی نے کہ نہیں جانتے ہم اہل علم میں اختلاف پہلے زمانے میں اور نہ پچھلے زمانے میں بیچ اس کے اور کہا اہل علم نے کہ اول اسلام میں یہ حکم تھا پھر منسوخ کیا گیا ساتھ احادیث ثابتہ کے اور اجماع اہل علم کے مگر جو شاذ ہیں۔ (فتح)

۶۲۸۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ

۶۲۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مست آدمی حضرت ﷺ کے پاس لایا گیا یعنی جو شراب سے مست

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَكْرَانَ فَأَمَرَ بِضَرْبِهِ فَمِنَّا مَنْ يَّضْرِبُهُ بِيَدِهِ وَمِنَّا مَنْ يَّضْرِبُهُ بِنَعْلِهِ وَمِنَّا مَنْ يَّضْرِبُهُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ رَجُلٌ مَا لَهُ أَخْزَاهُ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُوْنُوْا عَوْنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى أَخِيْكُمْ.

تھا تو حضرت ﷺ اس کے مارنے کو اٹھے سو ہم میں سے بعض اس کو اپنے ہاتھ سے مارتا تھا اور بعض اپنی جوتی سے مارتا تھا اور بعض اپنے کپڑے کے کنارے سے پھر جب پھرے تو ایک مرد نے کہا کیا ہے اس کے واسطے اللہ اس کو رسوا کرے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بنو شیطان کے مدد گار اپنے بھائی پر۔

فائدہ: کہا طیبی نے کہ ظاہر اس حدیث کا تقاضا کرتا ہے کہ مجرد نشہ واجب کرتا ہے حد کو اس واسطے کہ فاعلت کے واسطے ہے اور نہیں تفصیل کی ہے کہ وہ انگور کے پانی سے مست ہوا تھا یا اس کے غیر سے اور نہ یہ تفصیل کی کہ اس نے تھوڑی شراب پی یا بہت سو اس میں حجت ہے واسطے جمہور کے کوفیوں پر تفرقہ میں۔ (فتح)

بَابُ السَّارِقِ حِيْنَ يَسْرِقُ

چور جب کہ چوری کرتا ہے

٦٢٨٤۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُوْ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ.

۶۲۸۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا زنا کرنے والا جب کہ زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ مومن ہو اور نہیں چوری کرتا چور جب کہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہو۔

بَابُ لَعْنِ السَّارِقِ إِذَا لَمْ يُسَمَّ

چور کو لعنت کرنا جب کہ اس کا نام نہ لیا جائے

فائدہ: یعنی جب کہ نہ معین کیا جائے واسطے اشارہ کرنے کے طرف تطبیق کے درمیان نہی کے لعنت شراب خور سے اور درمیان حدیث باب کے کہا ابن بطال نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں لائق ہے عیب کرنا گناہ والوں کو اور اور ان کو روبرو لعنت کرنا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لعنت کی جائے مجمل طور سے کہ جو ایسا کرے اس پر لعنت ہے تا کہ ہو روکنے والا ان کو اور زجر کرنے گناہ کے سے اور نہ ہو معین کے واسطے تا کہ نا امید نہ ہو جائے سو اگر مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے تو یہ صحیح نہیں اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا شراب خور کے لعنت کرنے سے اور فرمایا کہ اس پر شیطان کی مدد نہ کر بعد قائم کرنے حد کے اوپر اس کے۔ (فتح)

٦٢٨٥۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ

۶۲۸۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

حَدَّثَنِیْ أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ قَالَ الْأَعْمَشُ كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّهُ بَيْضُ الْحَدِيْدِ وَالْحَبْلُ كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْهَا مَا يَسْوَى دَرَاهِمَ.

نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے چور پر کہ انڈا یا خود چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے، اعمش راوی نے کہا کہ گمان کرتے تھے کہ مراد اس سے لوہے کا انڈا ہے یعنی خود اور دیکھتے تھے کہ ان میں سے بعض رسے چند درہموں کے برابر ہوتے ہیں۔

فائدہ: وجہ حدیث کی اور تاویل اس کی ذم چوری کی اور توہین فعل چور کے کی ہے اور ڈرانا بدانجام اس کے سے اس چیز میں کہ کم ہو مال سے اور بہت گویا کہ فرمایا کہ چرانا تھوڑی چیز کا جس کی کوئی قیمت نہ ہو مانند خود کہنہ اور رسی پرانی کی جس کی کوئی قیمت نہ ہو جب کہ اس کو کرنے لگے اور اس کی ہمیشہ عادت ہو جائے تو نہیں امن میں ہے اس سے کہ یہ اس کو زیادہ چیز کے چرانے کی طرف نوبت پہنچائے یعنی جب تھوڑی چیز کے چرانے کی عادت ہو گئی تو پھر رفتہ رفتہ بڑی چیز کو چرائے گا یہاں تک کہ پہنچے گا اس قدر کو جس میں ہاتھ کاٹا جاتا سو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا سو گویا کہ فرمایا پس چاہیے کہ ڈرے اس فعل اور بچے اس سے پہلے اس سے کہ مالک ہو اس پر عادت تاکہ سلامت رہے بد عاقبت اس کی سے اور کہا ابن بطال نے کہ حجت پکڑی ہے خوارج نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ واجب ہے ہاتھ کاٹنا تھوڑی چیز میں اور بہت میں اور نہیں حجت ہے ان کے واسطے بیچ اس کے اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب یہ آیت اتری تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اپنے ظاہر پر ہے پھر اللہ نے آپ کو معلوم کروایا کہ نہیں آتا ہے ہاتھ کٹنا مگر چوتھائی دینار میں پس یہ بیان ہے مجمل چیز جو آیت میں ہے پس واجب ہے پھرنا اس کی طرف اور قول اعمش کا کہ مراد بیضہ سے خود ہے اور رسی کشتی کی تو یہ تاویل بعید ہے اور بعض نے کہا کہ مراد حدیث سے یہ ہے کہ چور چراتا ہے بڑی چیز کو تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور چراتا ہے حقیر چیز کو سو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے سو گویا کہ یہ عاجز کرنا ہے اس کے واسطے اور ضعیف کرنا ہے اس کے اختیار کا اس واسطے کہ اس نے بیچا اپنے ہاتھ کو تھوڑے مال اور بہت سے اور کہا داؤدی نے قول حضرت ﷺ کا لعن اللّٰہ احتمال ہے کہ ہو خبر تاکہ باز رہے جو اس کو سنے چوری سے اور احتمال ہے کہ دعا ہو اور احتمال ہے کہ مراد اس سے حقیقت لعنت کی نہ ہو بلکہ فقط نفرت دلانا مراد ہو کہا طیبی نے شاید مراد اس جگہ لعنت سے اہانت اور خواری ہے فی الجملہ پس حمل کرنا اس کا معین پر اولیٰ ہے اور بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ کی لعنت گنہگاروں کے واسطے گناہوں کے واقع ہونے سے پہلے تحذیر ہوتی ہے پھر جب واقع ہوں تو ان کے واسطے بخشش مانگتے ہیں اور توبہ کی دعا کرتے ہیں اور کہا عیاض نے کہ نہیں لائق ہے کہ التفات کیا جائے اس چیز کی طرف جو

وارد ہوئی ہے کہ مراد بیضہ سے بیضہ کو ہے کا ہے اور مراد رسی سے رسی کشتی کی ہے اس واسطے کہ ایسی چیز کی قدر و قیمت ہوتی ہے اس واسطے کہ سیاق کلام کا تقاضا کرتا ہے اس شخص کی مذمت کو جو تھوڑی چیز چرائے نہ بہت اور حدیث تو فقط وارد ہوئی ہے واسطے تعظیم اس شخص کے جو قصور کرے اپنی جان پر جو موجب حد ہو ساتھ اس چیز کے جس کی قیمت کم ہو نہ بہت اور صواب تاویل اس کی میں وہ چیز ہے جو گزری تقلیل امر اس کے سے اور توہین فعل اس کے سے اور یہ اگر اس قدر میں اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے تو رفتہ رفتہ جاری ہوگی عادت اس کی ساتھ اس چیز کے کہ زیادہ ہے اس سے۔ (فتح)

بَابُ الْحُدُوْدِ كَفَّارَةٌ

حدود کفارہ ہیں گناہ کا

٦٢٨٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَجْلِسٍ فَقَالَ بَايِعُوْنِيْ عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَقَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ كُلَّهَا فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَتُهٗ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ وَإِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ.

٦٢٨٦ـ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مجلس میں بیٹھے تھے سو فرمایا کہ تم مجھ سے بیعت کرو اس پر کہ نہ شریک کرو اللہ کا کسی چیز کو اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو اور اس تمام آیت کو پڑھا یعنی ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ الآیۃ سو تم میں سے جس نے عہد پورا کیا تو اس کا بدلہ اللہ کے ذمے ہے اور جو ان میں سے کسی چیز کو پہنچا یعنی کوئی گناہ موجب حد کیا پھر اس کے بدلے دنیا میں سزا دیا گیا تو وہ اس کا کفارہ ہوا اور جو ان میں سے کسی چیز کو پہنچا پھر اللہ نے اس کا عیب چھپایا تو وہ اللہ کی مشیت میں ہے چاہے تو اس کو بخشے چاہے تو عذاب کرے۔

فائدہ: کہا ابن عربی نے کہ داخل ہے بیچ عموم قول اس کے مشرک یا وہ مستثنیٰ ہے اس واسطے کہ مشرک جب عقاب کیا جائے او پر شرک کے تو یہ اس کے واسطے کفارہ نہیں ہوتا بلکہ زیادتی ہے اس کی عبرت میں، میں کہتا ہوں اور اس میں کچھ اختلاف نہیں اور زنا جمہور کے نزدیک اللہ کا حق ہے اور یہ غفلت ہے ابن عربی کی اس واسطے کہ اس میں مزنیہ عورت کے لوگوں کا بھی حق ہے اس واسطے کہ لازم آتی ہے اس سے عار اس کے باپ اور خاوند وغیرہ پر اور محصل یہ ہے کہ کفارہ خاص ہے ساتھ حق اللہ کے سوائے حق آدمی کے ان سب باتوں میں۔ (فتح)

بَابُ ظَهْرُ الْمُؤْمِنِ حِمًى إِلَّا فِيْ حَدٍّ أَوْ حَقٍّ

مسلمان کی پیٹھ نگاہ رکھی گئی ہے ایذا اور تکلیف سے مگر حد میں یا حق میں

فائدہ: یعنی نہ مارا جائے اور نہ ذلیل کیا جائے مگر بطورِ حد کے یا تعزیر کے واسطے ادب دینے کے اور یہ ترجمہ لفظ

ایک حدیث کا ہے لیکن چونکہ وہ اس کی شرط پر نہیں اس واسطے اس کو باب میں وارد نہیں کیا۔

٦٢٨٧۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيّ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَلَا أَيُّ شَهْرٍ تَعْلَمُوْنَهُ أَعْظَمُ حُرْمَةً قَالُوْا أَلَا شَهْرُنَا هٰذَا قَالَ أَلَا أَيُّ بَلَدٍ تَعْلَمُوْنَهُ أَعْظَمُ حُرْمَةً قَالُوْا أَلَا بَلَدُنَا هٰذَا قَالَ أَلَا أَيُّ يَوْمٍ تَعْلَمُوْنَهُ أَعْظَمُ حُرْمَةً قَالُوْا أَلَا يَوْمُنَا هٰذَا قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدْ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا كُلُّ ذٰلِكَ يُجِيْبُوْنَهُ أَلَا نَعَمْ قَالَ وَيْحَكُمْ أَوْ وَيْلَكُمْ لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

۶۲۸۷۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا خبردار ہو کون سا مہینہ ہے جس کا تم بڑا ادب جانتے ہو؟ لوگوں نے کہا خبردار ہم اس مہینے کو بڑے ادب والا جانتے ہیں فرمایا خبردار ہو تم کس شہر کو بڑے ادب والا جانتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا خبردار ہم اپنے اس شہر کو بڑے ادب والا جانتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار ہو تم کس دن کو بڑے ادب والا جانتے ہو؟ لوگوں نے کہا خبردار ہم اس دن کو بڑے ادب والا جانتے ہیں فرمایا سو بیشک اللہ نے تم پر حرام کیے ہیں تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں مگر ان کے حق سے جیسے تمہارے اس دن کو ادب ہے تمہارے اس شہر میں تمہارے اس مہینے میں خبردار ہو میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا ہر بار لوگ آپ کو جواب دیتے خبردار ہاں فرمایا تم کو خرابی میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تمہارا بعض بعض کی گردن مارے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پوری کتاب الفتن میں ہے۔

بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُوْدِ وَالْإِنْتِقَامِ لِحُرُمَاتِ اللّٰهِ

قائم کرنا حدود اللہ کا اور بدلہ لینا اللہ کی حرمتوں کا

٦٢٨٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَأْثَمْ فَإِذَا كَانَ

۶۲۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں اختیار دیئے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی دو کاموں میں مگر کہ ان میں آسان تر کو اختیار کیا جب تک گناہ نہ ہوتا پھر جب گناہ ہوتا تو سب لوگوں سے زیادہ تر اس سے دور ہوتے قسم ہے اللہ کی نہیں بدلہ لیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان کے واسطے کسی چیز

الْإِثْمُ كَانَ أَبْعَدَهُمَا مِنْهُ وَاللّٰهِ مَا انْتَقَمَ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ يُؤْتٰى إِلَيْهِ قَطُّ حَتّٰى تُنْتَهَكَ حُرُمَاتُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ.

میں جو آپ کی طرف لائی جاتی کبھی یہاں تک کہ اللہ کی حرمتیں پھاڑی اور توڑی جاتیں سو اللہ کے واسطے بدلہ لیتے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ اختیار دینا نہیں ہے اللہ کی طرف سے اس واسطے کہ اللہ نہیں اختیار دیتا اپنے رسول کو ان دو کاموں میں کہ ان میں سے ایک گناہ ہو مگر یہ کہ ہو دین میں اور ایک کا انجام گناہ ہو مانند غلو کی کہ وہ مذموم ہے جیسے آدمی اپنے نفس پر کوئی چیز مشکل واجب کرے عبادت سے پھر اس سے عاجز ہو اسی واسطے منع کیا حضرت ﷺ نے اصحاب کو درویش ہونے سے اور اولیٰ یہ ہے کہ یہ دنیا کے کاموں میں ہے اس واسطے کہ دنیا کے بعض کام گناہ کی طرف پہنچاتے ہیں بہت اور اور قریب تر یہ ہے کہ تخییر کا فاعل آدمی ہے اور وہ ظاہر ہے خاص کر جب کہ صادر ہو کافر سے۔ (فتح)

بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُوْدِ عَلَى الشَّرِيْفِ وَالْوَضِيْعِ

قائم کرنا حد کا شریف اور خسیس پر

٦٢٨٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُسَامَةَ كَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي امْرَأَةٍ فَقَالَ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُقِيْمُوْنَ الْحَدَّ عَلَى الْوَضِيْعِ وَيَتْرُكُوْنَ الشَّرِيْفَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ فَعَلَتْ ذٰلِكَ لَقَطَعْتُ يَدَهَا.

۶۲۸۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کلام کیا حضرت ﷺ سے ایک عورت کے حق میں یعنی اس کی سفارش کی کہ اس کو حد نہ ماری جائے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی نے تو ہلاک کر ڈالا ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے کہ بیشک وہ قائم کرتے تھے حد کو غریب اور خسیس پر اور چھوڑ دیتے شریف کو بے حد قائم کیے قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں۔

فائدہ: فاطمہ رضی اللہ عنہا اسود کی بیٹی قریش زادی تھی اس نے چوری کی لوگوں نے اُسامہ رضی اللہ عنہ سے اس کی سفارش کروائی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی سزا مقرر کی ہوئی میں سفارش کرتے ہو تب حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی اور کسی کی سفارش نہ مانی پھر اس کے بعد اس کا ہاتھ کٹوا ڈالا معلوم ہوا کہ شرع میں کسی کی رعایت نہ چاہیے اگلی امتیں اسی کے سبب سے ہلاک ہوئیں۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحَدِّ إِذَا رُفِعَ إِلَى السُّلْطَانِ

مکروہ ہے سفارش کرنا حد میں جب کہ بادشاہ کی طرف پہنچائی جائے

فائدہ: مقید کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس چیز کو کہ باب کی حدیث میں مطلق ہے اور نہیں ہے اس میں قید صریح اور

شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں صریح وارد ہوئی ہے کہ حضرت ﷺ نے اُسامہ رضی اللہ عنہ سے کہا جب کہ اس نے اس میں سفارش کی نہ سفارش کر اللہ کی حد میں اس واسطے کہ جب حدیں میرے پاس پہنچیں تو ان کے واسطے ترک کرنا نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ معاف کرو حدوں کو اپنے درمیان سو جو حد میرے پاس پہنچی وہ واجب ہوئی روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کی سفارش مانع ہوئی کسی حد کو اللہ کی حدوں سے تو مقابلہ کیا اس نے اللہ کے حکم کا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شریفوں کی لغزشوں اور قصوروں سے درگزر کرو مگر حدوں میں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے جائز ہونا سفارش کا اس چیز میں کہ تقاضا کرے تعزیر کو اور البتہ نقل کیا ہے ابن عبدالبر وغیرہ نے اس میں اتفاق اور داخل ہیں اس میں تمام حدیثیں جو وارد ہیں بیچ ندب عیب چھپانے مسلمان کے اور وہ محمول ہیں اس پر جب تک امام تک نہ پہنچیں۔ (فتح)

٦٢٩٠۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّتْهُمُ الْمَرْأَةُ الْمَخْزُوْمِيَّةُ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُكَلِّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيْفُ فِيْهِمْ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا.

٦٢٩٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ غمگین اور فکر مند کیا قریش کو مخزومی عورت نے جس نے چوری کی تھی تو انہوں نے کہا کہ کون ہے جو حضرت ﷺ سے کلام کرے اور کون ہے جو اس پر جرأت کرے بجز اسامہ رضی اللہ عنہ کے جو حضرت ﷺ کے پیارے ہیں سو اُسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے اس کی سفارش کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو اللہ کی حد مقرر کی ہوئی میں سفارش کرتا ہے؟ پھر حضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا سو فرمایا اے لوگو! سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اسی نے گمراہ کیا ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے کہ جب ان میں کوئی شریف اور رئیس چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اس پر حد قائم نہ کرتے اور جب ان میں کوئی غریب بیچارہ چوری کرتا تو اس پر چوری کی حد قائم کرتے اور قسم ہے اللہ کی اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا محمد ﷺ کی بیٹی چوری کرے تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ ڈالوں۔

فائدہ: اهمتهم المرأة یعنی کھینچا اس نے ان کی طرف غم کو یعنی ان کو رنج اور تشویش میں ڈالا اور ایک روایت میں

ہے شان المرأۃ یعنی اس کے امر نے جو چوری سے متعلق تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جب اس عورت نے چوری کی تو ہم نے اس کو بھاری جانا اور سبب ان کے بھاری جاننے کا یہ تھا کہ وہ ڈرے کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے اس واسطے کہ ان کو معلوم تھا کہ حضرت ﷺ اللہ کی حد میں رخصت نہیں دیتے اور اسلام سے پہلے بھی چور کا ہاتھ کاٹنا ان کے نزدیک معلوم تھا پھر قرآن میں اسی کے مطابق حکم اترا اور بدستور حکم جاری رہا اور وہ چوری یہ تھی کہ اس نے حضرت ﷺ کے گھر سے ایک چادر چرائی تھی اور ابوداؤد اور نسائی وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک عورت کا دستور تھا کہ بطور عاریۃ کے اسباب لیتی پھر اس سے انکار کرتی کہ میں نے نہیں لیا تو حضرت ﷺ نے حکم کیا اس کے ہاتھ کاٹنے کا اور ایک لفظ یہ ہے کہ اس نے زیور عاریت لیا تھا اور علماء کو اس میں اختلاف ہے سو اس کے ظاہر کو لیا ہے احمد نے مشہور روایت میں اور مدد کی ہے اس کی ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ عاریت یعنی مانگی چیز کے انکار کرنے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا اور یہی ہے ایک روایت احمد سے اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیث سے کہ ارجح روایت یہ ہے کہ اس نے چوری کی تھی اس واسطے جس حدیث میں عاریت کا ذکر ہے اس کے اخیر میں یہ ہے کہ اگر فاطمہ چوری کرتی اس واسطے کہ اس میں دلالت قطعی ہے کہ اس نے چوری کی تھی ورنہ چوری کا ذکر لغو ہو جاتا اور نیز اس واسطے کہ اگر عاریت کے انکار میں ہاتھ کاٹا جائے تو البتہ واجب ہو ہاتھ کاٹنا ہر شخص کا جو انکار کرے کسی چیز سے جو اس پر ثابت ہو اگرچہ بطور عاریت کے نہ ہو اور حدیث میں آیا ہے کہ نہیں جائز ہے ہاتھ کاٹنا امانت میں خیانت کرنے والے پر اور نہ مختلس پر اور نہ اچک لینے والے پر اور مختلس وہ ہے جو چرائے اس چیز کو جو حرز اور حفاظت میں نہ ہو اور یہ حدیث قوی ہے روایت کیا ہے اس کو اربعہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابوعوانہ اور ترمذی نے اور اجماع ہے اس پر کہ نہیں ہاتھ کاٹنا آتا مختلس پر مگر جو منقول ہے ایاس سے اور اجماع ہے اس پر کہ نہیں ہے قطع خیانت کرنے والے پر اور نہ اچک لینے والے پر مگر یہ کہ راہ زن ہو اور کہا ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عاریت سے انکار کرنا چوری میں داخل ہے اور یہ جو کہا کہ کون ہے کہ حضرت ﷺ سے کلام کرے؟ یعنی جو حضرت ﷺ کے پاس اس کی سفارش کرے کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے بطورِ معاف کرنے کے یا ساتھ بدلہ لینے کے اور یہ جو کہا اور کون جرأت کرے اس پر تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے قالوا یعنی قریش نے کہا کون ہے جو اس پر جرأت کرے اس واسطے کہ جس نے استفہام کیا تھا ساتھ قول اپنے کے من یکلم وہ اور شخص تھا اور جس نے جواب دیا تھا ساتھ قول اپنے کے من یجترئ وہ اور شخص تھا اور کہا طیبی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں جرأت کرتا حضرت پر ہیبت کے سبب سے کوئی مگر اُسامہ رضی اللہ عنہ کہ وہ اس پر جرأت کر سکتا ہے اور اتشفع میں ہمزہ واسطے استفہام انکاری کے ہے اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں منع کرنا سفارش کا حدود میں جب کہ مقدمہ حاکم کے پاس پہنچے اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ اس کے سو کہا ابن عبدالبر نے کہ نہیں اختلاف ہے اس میں کہ سفارش کرنی گنہگاروں اور قصور

واروں کے حق میں بہتر ہے جب تک کہ حاکم کے پاس نہ پہنچیں اور یہ کہ جب بادشاہ کے پاس مقدمہ پہنچے تو واجب ہے اس پر حد قائم کرنا اور فرق کیا ہے مالک نے کہ جو معروف ہو ساتھ تکلیف دینے لوگوں کے اور جو نہ معروف ہو کہ اول کے واسطے مطلق سفارش نہ کی جائے برابر ہے کہ حاکم کے پاس پہنچے یا نہ اور جو اس کے ساتھ معروف نہ ہو تو نہیں ہے کوئی مضائقہ یہ کہ سفارش کی جائے اس کے واسطے پہلے اس سے کہ حاکم کے پاس پہنچے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس حدیث باب کے اس شخص نے جس نے واجب کیا ہے قائم کرنا حد کا قاذف پر جب کہ حاکم کے پاس پہنچے اگرچہ مقذوف معاف کر دے اور یہ قول حنفیہ اور اوزاعی اور ثوری کا ہے اور کہا مالک اور شافعی اور ابو یوسف نے کہ جائز ہے معاف کرنا مطلق اور ساقط ہو جاتی ہے ساتھ اس کے حد اس واسطے کہ اگر حاکم پائے اس کو بعد معاف کرنے مقذوف کے تو جائز ہے کہ قائم کرے گواہوں کو ساتھ صدق قاذف کے سو ہوگا یہ شبہ قوی اور اُس حدیث میں ہے کہ داخل ہیں عورتیں ساتھ مردوں کے چوری کی حد میں اور یہ کہ چور کی توبہ قبول ہے اور اس میں فضیلت ہے اُسامہ رضی اللہ عنہ کی اور اس حدیث میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بڑا رتبہ تھا اس واسطے کہ قصے میں اشارہ ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نہایت ہیں اس باب میں اور نہیں لیا جاتا ہے اس سے کہ وہ افضل ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس واسطے کہ منجملہ مناسبت سے ہے یہ کہ اس چوری کرنے والی عورت کا نام ان کے نام کے موافق پڑا اور اس سے مساوات کی نفی نکلتی ہے اور اس حدیث میں ترک کرنا محبت کا ہے بیچ قائم کرنے حد کے اس شخص پر جس پر واجب ہو اور اگرچہ اولاد ہو یا قرابتی یا بڑے قدر والا اور تشدید بیچ اس کے اور انکار اس شخص پر جو اس میں رخصت دے یا تعرض کرے واسطے سفارش کے جس پر حد واجب ہو اور اس میں ضرب المثل ہے ساتھ بڑے قدر والے کے واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ زجر کے فعل سے اور لیا جاتا ہے اس سے جائز ہونا اخبار کا امر مقدر سے جو فائدہ دے فی قطع کو امر محقق سے اور اس میں جائز ہونا توجع کا ہے یعنی آہ کرنا اس کے واسطے جس پر حد قائم کی جائے بعد قائم کرنے حد کے اوپر اس کے یعنی کہنا کہ اللہ اس پر رحم کرے اور اس حدیث میں عبرت لینا ہے پہلی امتوں کے احوال سے خاص کر جو شرع کے امر کی مخالفت کرے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰی ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا﴾ وَفِیْ كَمْ يُقْطَعُ.

اللہ نے فرمایا کہ جو مرد چوری کرے اور عورت چوری کرے سو دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو اور کس قدر میں ہاتھ کاٹا جائے؟

فائدہ: اس آیت میں ہاتھ مطلق ہے کوئی ہو لیکن اجماع ہے اس پر کہ مراد دایاں ہاتھ ہے اگر موجود ہو اور اگر جان بوجھ کر یا چوک کر بایاں ہاتھ کاٹا جائے تو کیا کفایت کرتا ہے اس میں اختلاف ہے اور مقدم کیا گیا مرد اس آیت میں اور مؤخر کیا گیا زنا کی آیت میں واسطے وجود سرقہ کے غالبا مردوں میں اور اس واسطے کہ بعث زنا کا عورتوں میں اکثر

ہے اور اس واسطے کہ عورت سبب ہے بیچ واقع ہونے زنا کے اس واسطے کہ ہیں حاصل ہوتا ہے زنا غالبًا مگر عورت کی رضا مندی سے اور سرقہ کے معنی ہیں لینا غیر کے مال کا چھپ کر اور شرط کی ہے اس میں جمہور نے حرز یعنی حفاظت میں ہونا اور کہا ابن بطال نے کہ حرز مستفاد ہے سرقہ کے معنی سے یعنی لغت میں کہا مازری نے کہ نگاہ رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے مالوں کو ساتھ واجب کرنے قطع چرانے والے ان کے اور خاص کیا سرقہ کو واسطے قلیل ہونے اس چیز کے کہ سوائے اس کے ہے انتہاب اور غضب سے اور سخت کی اس کی سزا تا کہ ہو ابلغ زجر میں اور اگر ہاتھ کی دیت چوتھائی دینار کی ہوتی تو لوگ آپس میں بہت ہاٹ کاٹ ڈالتے اور اگر نصاب ہاتھ کاٹنے کی پانچ سو اشرفی ہوتی تو لوگوں کے بہت مال چرائے جاتے سو دونوں جانب میں اللہ کی حکمت ہے اور دونوں جانب میں بچاؤ ہے۔ (فتح)

وَقَطَعَ عَلِیٌّ مِّنَ الْکَفِّ

اور ہاتھ کاٹا علی رضی اللہ عنہ نے چور کا پہنچے سے

فائدہ: اور اختلاف ہے ہاتھ کی حقیقت میں سو بعض نے کہا کہ اول اس کا مونڈھے سے ہے اور بعض نے کہا کہ کہنیوں سے اور بعض نے کہا کہ ہتھیلی سے اور بعض نے کہا کہ انگلیوں کی جڑ سے سو حجت اول کی یہ ہے کہ عرب کے لوگ اس کو ہاتھ کہتے ہیں اور دوسرے قول سے ہے آیت وضو کی ﴿وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ﴾ اور تیسرے قول سے ہے آیت تیمّم کی اول قول خوارج کا ہے اور دوسرے کا کوئی قائل نہیں سرقہ میں اور تیسرا قول جمہور کا ہے یعنی پہنچے سے ہاتھ کاٹنا اور بعض نے اس میں اجماع نقل کیا ہے اور چوتھا قول منقول ہے علی رضی اللہ عنہ سے اور باعتبار اس اختلاف کے واقع ہوا ہے اختلاف بیچ محل قطع کے سو قائل ہیں ساتھ قول اول کے خوارج اور حجت پکڑی گئی ہے ان پر ساتھ اجماع سلف کے اوپر خلاف قول ان کے اور الزام دیا ہے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے حنفیہ کو ساتھ اس کے کہ قائل ہوں اس کے کہ کہنیوں سے ہاتھ کاٹا جائے واسطے قیاس کرنے کے وضو پر اور اسی طرح تیمّم نزدیک ان کے کہا اس نے اور یہ اولیٰ ہے قیاس ان کے سے قدر مہر کو اوپر نصاب سرقہ کے اور نقل کیا ہے اس کو عیاض نے قول شاذ اور حجت جمہور کی لینا کم تر اس چیز کو ہے کہ بولا جائے اوپر اسم اس واسطے کہ ہاتھ چوری کرنے سے پہلے حرمت والا تھا سو جب آئی نص ساتھ قطع کرنے ہاتھ کے اور وہ بولا جاتا ہے ان معنوں پر تو واجب ہے کہ نہ چھوڑی جائے یقینی چیز اور وہ حرام ہونا اس کا ہے مگر ساتھ یقینی کے اور وہ کاٹنا ہے ہتھیلی سے۔ (فتح)

وَقَالَ قَتَادَةُ فِی امْرَأَۃٍ سَرَقَتْ فَقُطِعَتْ شِمَالُهَا لَیْسَ اِلَّا ذٰلِكَ

اور کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت کے حق میں جس نے چوری کی تھی سو اس کا بایاں ہاتھ کاٹا گیا نہیں مگر یہ یعنی اب اس کا دایاں ہاتھ کاٹنا جائز نہیں۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ذکر اس کے کہ اصل یہ ہے کہ چور کا اول دایاں ہاتھ کاٹا جائے اور یہ قول جمہور کا ہے اور نقل کیا ہے اس میں عیاض نے اجماع اور تعقب کیا گیا ہے ہاں البتہ شاذ ہے وہ شخص جو قائل ہے

کہ جب بایاں ہاتھ کاٹا جائے تو مطلق کفایت کرتا ہے جیسا کہ ظاہر قول قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اور کہا مالک نے کہ اگر جان بوجھ کر ہو تو واجب ہے قصاص کاٹنے والے پر اور واجب ہے کاٹنا دائیں ہاتھ کا اور چوک کر ہو تو واجب ہے دیت اس کی اور کفایت کرتا ہے سارق سے اور اسی طرح کہا ہے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دو قول ہیں چوٹے میں اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس کے حق میں جو چوری کرے اور اس کا ہاتھ کاٹا جائے پھر دوبارہ چوری کرے سو کہا جمہور نے کہ اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے پھر اگر چوری کرے تو بایاں ہاتھ پھر اگر چوری کرے تو دائیاں پاؤں اور حجت پکڑی گئی ہے ان کے واسطے ساتھ آیت محاربہ کے اور ساتھ فعل اصحاب کے اور یہ کہ انہوں نے آیت سے سمجھا کہ وہ ایک بار میں ہے اور اگر دوبارہ چوری کرے تو دوسری بار پھر اس پر کاٹنا واجب ہے پھر اگر پانچویں بار چوری کرے تو تعزیر دیا جائے اور بعض نے کہا کہ قتل کیا جائے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہ پانچویں بار قتل کرنا منسوخ ہے اور بعض نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ لوگ کہتے تھے کہ نہ چھوڑا جائے آدمی چوپائے کی طرح کہ اس کا کوئی ہاتھ نہ ہو جس سے کھائے اور استنجاء کرے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا تیسری بار کاٹنے کا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو مار اور قید کر اور یہ قول نخعی اور شعبی اور اوزاعی اور ثوری اور ابوحنیفہ کا ہے۔ (فتح)

٦٢٩١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُقْطَعُ الْيَدُ فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۶۲۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کاٹا جائے ہاتھ چور کا چوتھائی دینار یا زیادہ میں۔

٦٢٩٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ.

۶۲۹۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کاٹا جائے چور کا ہاتھ چوتھائی دینار میں۔

٦٢٩٣۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ يَحْيَى

۶۲۹۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کاٹا جائے چور کا ہاتھ چوتھائی دینار میں۔

بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقْطَعُ الْيَدُ فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ.

فائدہ: دینار ساڑھے چار ماشے سونے کی ہوتی ہے تو اس کی چوتھائی ایک ماشہ اور ایک رتی ہوئی یعنی ایک ماشہ اور ایک رتی سونے کے برابر یا اس سے زیادہ مال چرانے تب اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور اگر اس سے کم چرائے تو نہ کاٹا جائے اور کہا طحاوی نے کہ اس حدیث میں حجت نہیں اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ اس چیز سے جس میں ہاتھ کاٹا گیا سو احتمال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود اس وقت اپنی رائے سے اس چیز کی قیمت یہ ٹھہرائی ہو یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک اس کی قیمت یہ ہو سو کہا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوتھائی دینار میں ہاتھ کاٹتے تھے باوجود اس کے کہ احتمال ہے کہ اس چیز کی قیمت اس وقت اس سے زیادہ ہو اور جواب یہ ہے کہ یہ بعید بات ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ جزم کریں محض اپنے گمان کی سند سے اور نیز مختلف ہونا قیمت کا اگرچہ ممکن ہے لیکن عادۃً محال ہے کہ اس قدر تفاوت فاحش ہو کہ بعض لوگوں کے نزدیک چوتھائی دینار ہو اور بعض کے نزدیک اس کا چار گنا ہو اور تفاوت تو صرف نہایت تھوڑی کمی بیشی سے ہوتا ہے اور غالبًا اس کی ایک مثل کو بھی نہیں پہنچتا اور دعویٰ کیا ہے طحاوی نے اضطراب زہری کا اس حدیث میں واسطے اختلاف راویوں کے اس سے اس کے لفظ میں اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ شرط اضطراب کی یہ ہے کہ اس کے وجوہ مساوی ہوں اور اگر کوئی وجہ راجح ہو تو نہیں اور متعین ہوتا ہے لینا راجح کو اور وہ اس جگہ اسی طرح ہے اس واسطے کہ اکثر راویوں نے زہری سے ذکر کیا ہے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ سے اوپر مقرر کرنے قاعدہ شرعیہ کے نصاب میں اور ابن عیینہ نے کبھی ان کی مخالفت کی ہے اور کبھی موافقت سو اولیٰ اس کی روایت کو لینا ہے جو جماعت کے موافق ہے اور برتقدیر اس کے کہ ابن عیینہ نے اس میں اضطراب کیا ہو تو نہیں ہے یہ قادح اس راوی کی روایت میں جس نے اس کو ضبط رکھا ہو اور نیز طحاوی خود اس ضطراب میں واقع ہوا ہے یعنی بخاری کی اس روایت میں تو اضطراب کا طعن کیا ہے اور خود مضطرب حدیث سے حجت پکڑی ہے اور وہ یہ ہے کہ حجت پکڑی ہے طحاوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کا ہاتھ کاٹا ایک ڈھال کے چرانے میں جس کی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور لفظ طحاوی کا یہ ہے کہ تھی قیمت اس ڈھال کی جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کاٹا دس درہم اور حالانکہ یہ حدیث زہری کی حدیث سے زیادہ تر مضطرب ہے اور بیان اس اضطراب کا مفصل طور سے فتح الباری میں مذکور ہے من شآء فلیرجع الیہ پھر عجب ہے طحاوی سے کہ اس

اضطراب کو قبول کیا ہے اور حدیث زہری کی اضطراب پر طعن کیا ہے علاوہ ازیں معارض ہے اس کو جو روایت کی بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں کاٹا مگر چوتھائی دینار یا زیادہ میں اس واسطے کہ یہ حدیث بھی ابن اسحاق کے طریق سے ہے جس کے طریق سے طحاوی نے دس درہم کی حدیث روایت کی ہے اور اس پر اعتماد کیا ہے اور ایک روایت میں ہے لاقطع فیمادون عشرة دراهم یعنی دس درہموں سے کم میں ہاتھ کاٹا نہیں آتا اور یہ روایت اگر ثابت ہو تو ہو گی نص بیچ معین کرنے حد نصاب سرقہ کے لیکن حجاج بن ارطاۃ جو اس کا راوی ہے ضعیف ہے اور مدلس ہے اور اگر ثابت بھی ہو تو نہیں ہے مخالف بخاری کی روایت کو بلکہ دونوں کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ اول دس درہم میں ہاتھ کاٹنے کا حکم تھا پھر تین درہم سے بھی ہاتھ کاٹنا مشروع ہوا اور زیادتی کی گئی تغلیظ حد میں جیسے کہ زیادتی کی گئی ہے بیچ تغلیظ حد شراب کے۔ (فتح)

٦٢٩٤۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ يَدَ السَّارِقِ لَمْ تُقْطَعْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا فِيْ ثَمَنِ مِجَنٍّ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهٗ.

۶۲۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں کاٹا گیا چور کا ہاتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مگر ڈھال کی قیمت میں راوی کو شک ہے حجفہ فرمایا یا ترس۔

فائدہ: ڈھال سے مراد یہاں ڈھال معین نہیں بلکہ مراد جنس ہے اور یہ کہ کاٹنا واقع ہوتا تھا ہر چیز میں جو ڈھال کی قیمت کے قدر کو پہنچے برابر ہے کہ ڈھال کی قیمت تھوڑی ہو یا بہت اور اعتماد تو اقل پر ہے پس ہو گی نصاب اور نہیں ہے قطع اس سے کم میں۔ (فتح)

٦٢٩٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ تَكُنْ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِيْ أَدْنٰى مِنْ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ذُوْ ثَمَنٍ رَوَاهُ وَكِيعٌ وَابْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ مُرْسَلًا.

۶۲۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہ کاٹا جاتا تھا چور کا ہاتھ بیچ کم تر کے حجفہ یا ڈھال سے کہ ہر ایک دونوں میں سے قیمت دار ہو۔

فائدہ: یعنی وہ قیمت جس میں رغبت کی جاتی پس خارج ہوئی اس سے حقیر چیز۔

٦٢٩٦- حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ تُقْطَعْ يَدُ سَارِقٍ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَدْنَى مِنْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ تُرْسٍ أَوْ حَجَفَةٍ وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ذَا ثَمَنٍ.

۶۲۹۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں کاٹا گیا چور کا ہاتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بیچ کم تر کے قیمت مجن سے یا حجفہ راوی کو شک ہے یعنی ڈھال کی قیمت اور ہر ایک دونوں سے قیمت وار تھی۔

٦٢٩٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَّافِعٍ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قِيْمَتُهُ.

۶۲۹۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال میں چور کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

٦٢٩٨- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

۶۲۹۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال میں چور کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

٦٢٩٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

۶۲۹۹۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال میں چور کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

٦٣٠٠- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۶۳۰۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال میں چور کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

وَسَلَّمَ يَدَ سَارِقٍ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قِيمَتُهُ.

فائدہ: جس قدر میں چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اس میں قریب بیس مذہب کے ہیں اول یہ کہ ہر چیز میں چور کا ہاتھ کاٹا جائے تھوڑی ہو یا بہت حقیر ہو یا غیر حقیر یہ منقول ہے اہل ظاہر اور خوارج سے اور منقول ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اور مقابل اس قول کے شاذ ہونے میں ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ نہیں واجب ہے ہاتھ کٹنا مگر چالیس درہم یا چار دینار میں اور یہ دوسرا قول ہے تیسرا قول پہلے کی مانند ہے مگر یہ کہ اگر مسروقہ حقیر چیز ہو واسطے حدیث عروہ کے نہ ہوگا قطع کسی چیز میں حقیر چیز سے چوتھا قول یہ ہے کہ کاٹا جائے ہاتھ چور کا ایک درہم اور زیادہ میں اور یہ قول عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے اور ربیعہ کا فقہاء مدینہ سے، پانچواں قول یہ کہ دو درہموں میں اور یہ قول حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، چھٹا قول یہ کہ دو درہم سے زیادہ میں اگرچہ تین کو نہ پہنچے، ساتواں تین درہم میں یا ان کی قیمت میں، آٹھواں بھی مثل اس کی ہے لیکن اگر چاندی سونا ہو تو چوتھائی دینار کی ورنہ اس کی قیمت تین درہم کو پہنچے اور ایک قول چوتھائی دینار کی ہے یا جو اس کی قیمت کو پہنچے چاندی سے یا انواع اسباب سے یہ مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور یہی ہے قول عائشہ رضی اللہ عنہا اور عمرو اور ابو بکر بن حزم اور عمر بن عبدالعزیز اور اوزاعی اور لیث کا اور ایک روایت اسحاق سے اور نقل کیا ہے اس کو خطابی وغیرہ نے عمر اور عثمان اور علی سے اور ایک قول دس درہم ہے یا جو اس کی قیمت کو پہنچے سونے اور اقسام اسباب سے یہ قول ابو حنیفہ اور ثوری اور ان کے اصحاب کا ہے اور ان کے سوائے اس میں اور مذہب بھی ہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ دیت سونے والوں پر ہزار دینار ہے اور چاندی والوں پر بارہ ہزار درہم اور کہا جمہور نے کہ جو چرائے اس چیز کو جو حرز میں نہ ہو تو اس پر قطع نہیں پس جمہور نے اس صورت کو آیت سرقہ کے عموم سے خاص کیا ہے اور کہا ظاہریہ نے کہ اس کا بھی ہاتھ کاٹا جائے واسطے عموم آیت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ ہاتھ کاٹنے کے ڈھال میں اوپر مشروع ہونے قطع کے ہر اس چیز میں کہ مال بنائی جائے اور مستثنیٰ کیا ہے حنفیہ نے اس چیز کو کہ جلدی کرتا ہے اس کی طرف فساد یعنی جو چیز جلدی بگڑ جاتی ہے اور جس چیز کی اصل مباح ہے مانند پتھر اور لکڑی اور نمک اور مٹی اور گھاس اور جانوروں کی اور سرگیں میں حنابلہ کے نزدیک کاٹا جاتا ہے واسطے قیاس کرنے کے اس کی بیع پر۔ (فتح)

۶۳۰۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ

۶۳۰۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے چور کو کہ انڈا چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ.

فائدہ: ختم کیا ہے ساتھ اس حدیث کے باب کو واسطے اشارہ کرنے کے طرف تطبیق کی حدیثوں میں اس طور سے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو اصل ٹھہرایا جائے سو ہاتھ کاٹا جائے چوتھائی دینار میں اور زیادہ میں اور اسی طرح اس چیز میں جو اس کی قیمت کو پہنچے سو گویا کہ بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد بیضہ سے وہ چیز ہے جس کی قیمت چوتھائی دینار یا زیادہ کو پہنچے اور اسی طرح رسی سو اس میں اشارہ ہے طرف ترجیح تاویل اعمش کے جو پہلے گزری۔ (فتح)

بَابُ تَوْبَةِ السَّارِقِ

چور کی توبہ کا بیان یعنی کیا اس کو فائدہ دیتی ہے بیچ اٹھانے اسم فسق کے اس سے تاکہ اس کی گواہی قبول ہو نہیں اور واقع ہوا ہے اخیر باب میں کہا ابوعبداللہ رحمہ اللہ نے، الخ۔

٦٣٠٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ يَدَ امْرَأَةٍ قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَابَتْ وَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا.

٦٣٠٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کا ہاتھ کاٹا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو وہ عورت اس کے بعد آتی تھی اور میں اس کی حاجت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اٹھاتی تھی سو اس نے توبہ کی اور خوب توبہ کی۔

٦٣٠٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ فَقَالَ أُبَايِعُكُمْ عَلٰى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ

٦٣٠٣۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ایک جماعت میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بیعت کرتا ہوں تم سے اس پر کہ نہ شریک کرو ساتھ اللہ کے کسی چیز کو اور نہ چوری کرو اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو اور نہ بہتان باندھ لاؤ اپنے دل سے اور نہ نافرمانی کرو میری نیک کام میں سو جس نے تم میں سے عہد پورا کیا تو اس کا اجر اللہ پر واقع ہوا اور جو ان میں سے کسی چیز کو پہنچا اور اس کے بدلے دنیا میں سزا پائی تو وہ اس کے

تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَأُخِذَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَطَهُوْرٌ وَمَنْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ وَإِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ إِذَا تَابَ السَّارِقُ بَعْدَ مَا قُطِعَ يَدُهٗ قُبِلَتْ شَهَادَتُهٗ وَكُلُّ مَحْدُوْدٍ كَذٰلِكَ إِذَا تَابَ قُبِلَتْ شَهَادَتُهٗ .

واسطے کفارہ اور سبب پاک کرنے کا ہے گناہوں سے اور جس کا اللہ نے عیب چھپایا تو وہ اللہ کی مشیت میں ہے چاہے تو اس کو عذاب کرے چاہے تو بخش دے، کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ جب چور توبہ کرے اس کے بعد کہ اس کا ہاتھ کاٹا گیا تو اس کی گواہی قبول ہے اور اسی طرح ہر حد مارا گیا جب کہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہے۔

فائدہ: شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ساقط ہو ہر حق اللہ کا توبہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ زنا کی حد ساقط نہیں ہوتی اور حسن اور لیث سے ہے کہ کوئی حد بھی ساقط نہیں ہوتی یہ قول مالک کا ہے اور حنفیہ سے ہے کہ ساقط ہو جاتی ہے حد مگر شراب اور کہا طحاوی نے کہ نہیں ساقط ہوتی ہے کوئی چیز مگر رہزنی واسطے وارد ہونے نص کے بیچ اس کے اور مناسبت حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ترجمہ سے وصف کرنا توبہ کا ہے ساتھ حسن کے کہ یہ تقاضا کرتا ہے کہ تائب کے واسطے یہ وصف ثابت ہو اور پہلی حالت کی طرف پھر پلٹ آئے اور وجہ دلالت کی عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ ہے کہ جس پر حد قائم ہو وہ وصف کیا گیا ہے ساتھ پاک ہونے کے اور جب اس کے ساتھ توبہ کو ضم کیا جائے تو پلٹ جائے گا پہلی حالت کی طرف تو شامل ہوگا اس کی گواہی کے قبول کرنے کو بھی، واللہ اعلم۔ (فتح الباری)

الحمد للہ کہ فیض الباری کا ستائیسواں پارہ مکمل ہوا

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب القدر

كتاب الايمان والنذور

کتاب الفرائض

كتاب الحدود

❀ ...... ❀ ...... ❀

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۹

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم الله الرحمن الرحيم

كِتَابُ الْفِتَنِ — کتاب ہے فتنوں فسادوں کے بیان میں

فائدہ: فتن جمع ہے فتنے کی اور اصل فتنہ داخل کرنا سونے کا ہے آگ میں تا کہ ظاہر ہو کھوٹا ہے یا کھرا اور استعمال کیا جاتا ہے بیچ داخل کرنے آدمی کے آگ میں اور اطلاق کیا جاتا ہے عذاب پر اور اس چیز پر کہ حاصل ہے عذاب سے اور آزمانے اور جانچنے پر اور اس چیز پر کہ دفع کیا جاتا ہے طرف اس کی آدمی شدت سے اور اکثر استعمال اس کی شدت میں ہے اور بعض نے کہا کہ اصل فتنہ کا آزمانا اور جانچنا ہے پھر استعمال کیا گیا ہر اس چیز میں کہ نکالے اس کو محنت اور اختیار طرف مکروہ کی پھر بولا گیا ہر چیز مکروہ پر یا جس کا انجام اس کی طرف ہو مانند کفر اور اثم اور تحریق اور فضیحت اور گناہ وغیرہ کی۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً﴾.

جو وارد ہوا ہے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے بچو فتنے سے کہ نہ پہنچے تم میں ظالموں کو خاص

فائدہ: میں کہتا ہوں وارد ہوئی ہے اس میں وہ چیز جو روایت کی ہے احمد اور بزار نے مطرف بن عبداللہ کے طریق سے کہ ہم نے زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا یعنی جنگ جمل میں اے ابو عبداللہ! تم کیوں آئے البتہ تم نے ضائع کیا خلیفے کو جو قتل ہوا یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کو مدینے میں پھر تم اس کے قصاص لینے کے واسطے بصرے میں آئے؟ تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پڑھا کہ بچو فتنے سے کہ تم میں سے خاص ظالموں کو نہ پہنچے یعنی بلکہ کہیں ایسا نہ ہو سب کو عام ہو اور طبری نے روایت کی ہے کہ یہ آیت اہل بدر کے حق میں اتری اُن کو جنگ جمل کے دن فتنہ پہنچا اور نیز طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اللہ نے مسلمانوں کو حکم کیا کہ برے کام کو اپنے درمیان برقرار رکھیں پس عام ہو گا ان کو عذاب اور اس حدیث کے واسطے شاہد ہے عدی کی حدیث سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک اللہ نہیں عذاب کرتا عام لوگوں کو ساتھ عمل خاص کے یہاں تک کہ دیکھیں بد کام کو اپنے درمیان اور حالانکہ اس کے انکار کرنے پر قادر ہوں سو جب ایسا کریں تو اللہ عام اور خاص سب لوگوں کو عذاب کرتا ہے۔ (فتح)

وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَذِّرُ مِنَ الْفِتَنِ

اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتنوں سے ڈراتے تھے

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ بغل گیر ہے اس کو حدیث باب کی وعید سے تبدیل اور بدعت نکالنے پر اس واسطے کہ فتنے اکثر اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ (فتح)

٦٥٢٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَتْ أَسْمَآءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا عَلٰى حَوْضِيْ أَنْتَظِرُ مَنْ يَّرِدُ عَلَيَّ فَيُؤْخَذُ بِنَاسٍ مِّنْ دُوْنِيْ فَأَقُوْلُ أُمَّتِيْ فَيُقَالُ لَا تَدْرِيْ مَشَوْا عَلَى الْقَهْقَرٰى. قَالَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ أَنْ نَّرْجِعَ عَلٰى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ.

٦٥٢٦۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے حوض کوثر پر انتظار کروں گا جو میرے پاس آئیں گے سو کچھ لوگ میرے پاس آنے سے روکے جائیں گے میں کہوں گا اے رب! یہ لوگ میری امت ہے تو کہا جائے گا تو نہیں جانتا ہے کہ پھر گئے ایڑیوں کے بل یعنی تیرے بعد دین سے پھر گئے کہا ابن ابی ملیکہ نے الٰہی! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں کہ پھر جائیں ہم ایڑیوں کے بل یا فتنے میں پڑیں یعنی دین میں۔

٦٥٢٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ لَيُرْفَعَنَّ إِلَيَّ رِجَالٌ مِّنْكُمْ حَتّٰى إِذَا أَهْوَيْتُ لِأُنَاوِلَهُمْ اخْتُلِجُوْا دُوْنِيْ فَأَقُوْلُ أَيْ رَبِّ أَصْحَابِيْ يَقُوْلُ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ.

٦٥٢٧۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارا پیشوا ہوں حوض کوثر پر البتہ میرے سامنے لائے جائیں گے تم میں سے چند لوگ یہاں تک کہ جب ان کی طرف جھکوں گا کہ حوض کوثر کا پانی ان کو دوں تو وہ لوگ میرے پاس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں تو حکم ہوگا کہ تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں نکالیں۔

٦٥٢٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ فَمَنْ وَرَدَهُ شَرِبَ مِنْهُ وَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهُ أَبَدًا لَيَرِدُ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ. قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ

٦٥٢٨۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میں تمہارا ہراول اور پیشوا ہوں حوض کوثر پر جو اس پر آئے گا اس سے پیے گا اور جو اس سے پیے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا یعنی ہمیشہ سیراب رہے گا البتہ چند لوگ میرے پاس آئیں گے میں ان کو پہچانوں گا وہ مجھے پہچانیں گے پھر میرے پاس آنے سے روکے جائیں گے، کہا ابو حازم نے سو نعمان نے مجھ کو سنا اور حالانکہ میں ان سے یہ حدیث بیان کرتا تھا تو اس نے کہا کہ تو نے اسی طرح

فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ وَأَنَا أُحَدِّثُهُمْ هٰذَا فَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْتَ سَهْلًا فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا أَشْهَدُ عَلٰى أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ يَزِيْدُ فِيْهِ قَالَ إِنَّهُمْ مِّنِّيْ فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا بَدَّلُوْا بَعْدَكَ فَأَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِيْ.

سہل رضی اللہ عنہ سے سنا ہے؟ میں نے کہا ہاں اس نے کہا البتہ میں گواہی دیتا ہوں ابوسعید رضی اللہ عنہ پر البتہ میں نے اس سے سنا اس میں زیادہ کرتا تھا اتنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ وہ مجھ سے ہیں یعنی میری امت سے تو حکم ہوگا کہ بے شک تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا بدل ڈالا تو میں کہوں گا کہ دوری ہو دوری ہو اس کو جس نے میرے بعد دین بدل ڈالا۔

فائدہ: یہ جو سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا تو مراد اس سے یہ ہے کہ بہشت میں داخل ہوگا اس واسطے کہ وہ صفت ہے اس کی جو بہشت میں داخل ہوگا اور اس حدیث میں وہ لوگ مراد ہیں جو چند گروہ عرب کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے پس نہیں ہے کوئی اشکال بیچ بیزار ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سے اور دور کرنا ان کا اور اگر مرتد نہیں ہوئے تھے لیکن کوئی بڑا گناہ کیا تھا بدن کے عملوں سے یا کوئی بدعت نکالی تھی دل کے اعتقاد سے تو احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ پھیرا ہو اور ان کی شفاعت نہ کی ہو واسطے پیروی حکم اللہ تعالیٰ کے بیچ حق ان کے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے گناہ کی سزا دے اور نہیں ہے کوئی مانع کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عموم شفاعت میں داخل ہوں جو آپ کی امت کے کبیرے گناہ والوں کے واسطے ہوگی سو نکالے جائیں گے وقتیکہ نکالنے موحدین کے آگ سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا

باب ہے بیچ بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تم دیکھو گے میرے بعد وہ کام جو تم کو برے معلوم ہوں گے

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ.

اور کہا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم صبر کرتے رہو تا وقتیکہ تم حوضِ کوثر پر مجھ سے ملو یعنی قیامت تک۔

فائدہ: یہ حدیث پوری جنگ حنین میں گزری اور اس میں ہے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا۔

٦٥٢٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً وَأُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا

٦٥٢٩۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ البتہ تم میرے بعد دیکھو گے اپنے سوائے اوروں کو مقدم اور وہ کام جو تم کو برے معلوم ہوں گے، اصحاب نے کہا یا حضرت! پھر آپ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر حاکم کی فرمانبرداری کا

قَالُوْا فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَدُّوْا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ حَقَّكُمْ.

حق ہے اس کو ان کی طرف ادا کرنا اور اپنا حق اللہ سے مانگنا۔

فائدہ: اور حاصل اثرت کا خاص ہونا ہے ساتھ جصے دنیاوی کے یعنی تمہارے سوائے اور لوگوں کو حکومت اور دنیا ملے گی اور وہ کام جو تم کو برے معلوم ہوں گے یعنی دین کے کاموں سے اور یہ جو کہا کہ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں یعنی جب یہ واقع ہو تو ہم کیا کریں اور قول حضرت ﷺ کا ان کی طرف یعنی حاکموں کی طرف اور قول حضرت ﷺ کا حق ان کا یعنی وہ حق کہ واجب ہے ان کو مطالبہ کرنا اور قبض کرنا اس کا برابر ہے کہ ان کے ساتھ خاص ہو یا عام ہو یعنی ادا کرنا زکوٰۃ کا اور جہاد میں نکلنا جب کہ معین ہو نکلنا اور قول حضرت ﷺ کا کہ اپنا حق اللہ سے مانگنا یعنی یہ کہ اللہ ان کے دل میں ڈالے کہ تمہارا انصاف کریں یا ان کے بدلے کوئی نیک حاکم اللہ تم کو دے اور ظاہر اس کا عام ہونا ہے مخاطبین میں یعنی یہ حکم انصار یا مہاجرین کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ حکم سب کے واسطے ہے بہ نسبت حاکم کے اور البتہ وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر تعمیم کے سو روایت کی طبرانی نے یزید بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے کہ اس نے کہا یا حضرت! اگر ہم پر ایسے حاکم ہوں جو اپنا حق ہم سے لیں اور ہمارا حق ہم کو نہ دیں تو کیا ہم ان سے لڑیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ جو تم پر حاکم کی فرمانبرداری کا حق ہے وہ ادا کرنا اور جو ان پر حق ہے اس کا ادا کرنا اُن پر واجب ہے اور روایت کی مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے مرفوع کہ عنقریب حاکم ہوں گے وہ برے کام کریں گے سو جو ان کو برا جانے گا وہ بری ہوگا اور جو انکار کرے گا وہ سلامت رہے گا لیکن جو راضی ہوگا اور جو پیروی کرے گا وہ گناہ میں ان کے ساتھ ہوگا اصحاب نے کہا کیا ہم اُن سے نہ لڑیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ جب تک کہ نماز پڑھتے رہیں اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت ﷺ سے کہا کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں فتنے فساد ہوں گے حضرت ﷺ نے پوچھا کس طرف سے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ حاکموں اور علماء کی طرف سے جو حاکم ہوں گے وہ لوگوں کو اُن کا حق نہ دیں گے یعنی ان کا حصہ بیت المال سے نہ دیں گے سو لوگ اپنا حق ان سے طلب کریں گے اور فتنے میں پڑیں گے اور یہ علماء حاکموں کے تابع ہوں گے تو وہ بھی فتنے میں پڑیں گے میں نے کہا سو کس طرح کوئی ان سے بچے گا فرمایا کہ ساتھ باز رہنے کے اور صبر کرنے کے اگر اُن کا حق ان کو دیں تو لے لیں اور اگر نہ دیں تو ان کو چھوڑ دیں۔ (فتح)

٦٥٤٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْجَعْدِ عَنْ أَبِيْ رَجَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيْرِهٖ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ

٦٥٣٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے سردار سے کوئی بری بات دیکھے تو چاہیے کہ اس پر صبر کرے اس واسطے کہ جو بادشاہ کی اطاعت سے بالشت بھر نکلے گا تو اس کی موت بطورِ جاہلیت

مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.

کے ہے۔

٦٥٣١۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.

۶۵۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے حاکم سے کوئی بری بات دیکھے تو چاہیے کہ اس پر صبر کرے سو بے شک شان یہ ہے کہ جو جماعت سے بالشت بھر جدا ہو گا اور مرے گا تو اس کا مرنا بطورِ کفر کے ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ جو جماعت سے جدا ہو گا یعنی بادشاہ کی نافرمانی کرے گا اور اس کے ساتھ لڑے گا کہا ابن ابی جمرہ نے کہ مراد ساتھ جدا ہونے کے کوشش کرنا ہے بیچ کھولنے گرہ بیعت کے یعنی بیعت خلافت کی توڑنے میں جو اس بادشاہ یا حاکم کے واسطے حاصل ہوئی ہے اگرچہ ادنیٰ چیز سے ہو سو مراد رکھی اس سے بقدر بالشت کے اس واسطے کہ اس کا انجام ناحق خون ریزی کی طرف ہوتا ہے اور مراد ساتھ موت جاہلیت کے اہل جاہلیت کی طرح مرنا ہے گمراہی پر اور حالانکہ اس کے واسطے کوئی امام بادشاہ نہ ہو اس واسطے کہ جاہلیت کے وقت لوگ بادشاہ اور حاکم کو نہ پہچانتے تھے اور نہ ان میں کوئی حاکم بادشاہ تھا جس کی حکم برداری کرتے ہوں بلکہ ہر ایک آدمی بسر خود تھا اور یہ مراد نہیں کہ وہ کافر ہو کے مرے گا بلکہ گنہگار مرے گا اور احتمال ہے کہ ہو تشبیہ ظاہر پر اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مرے گا مثل موت جاہلیت کے اگرچہ وہ جاہلی نہ ہو یا یہ حدیث وارد ہوئی ہے بطورِ زجر اور تنفیر کے اور اس کا ظاہر مراد نہیں کہا ابن بطال نے کہ حدیث میں حجت ہے واسطے نہ باغی ہونے کے بادشاہ سے اگرچہ ظالم ہو اور البتہ اجماع ہے فقہاء کا اوپر واجب ہونے فرمانبرداری بادشاہ متغلب کے یعنی جو زور سے بادشاہ بن بیٹھے اور واجب ہے جہاد کرنا ساتھ اس کے اور یہ کہ اس کی حکم برداری بہتر ہے اس کی بغاوت سے اس واسطے کہ اس میں نگاہ رکھنا ہے خونوں کا اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے اور جو اس کے موافق ہے اور نہیں مستثنیٰ کی انہوں نے کوئی چیز مگر جب کہ بادشاہ سے صریح کفر کو دیکھیں تو اس وقت اس کی فرمانبرداری جائز نہیں بلکہ واجب ہے مجاہدہ اس کا اس کے واسطے جو اس پر قادر ہو جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے۔ (فتح)

٦٥٣٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ دَخَلْنَا

۶۵۳۲۔ حضرت جنادہ سے روایت ہے کہ ہم عبادہ رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے اور حالانکہ وہ بیمار تھے ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو اچھا کرے ہم سے وہ حدیث بیان کر کہ اللہ تجھ کو اس سے

عَلٰی عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ مَرِيْضٌ قُلْنَا أَصْلَحَكَ اللّٰهُ حَدِّثْ بِحَدِيْثٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهٖ سَمِعْتَهٗ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ فَقَالَ فِيْمَا أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيْ مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَأَثَرَةً عَلَيْنَا وَأَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهٗ إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ.

نفع دے جو تو نے حضرت ﷺ سے سنی ہو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ہم کو بلایا یعنی عقبہ کی رات کو تو ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی سو فرمایا اس چیز میں کہ ہم پر شرط کی یہ کہ ہم نے بیعت کی آپ کی بات سننے اور فرمانبرداری کرنے پر اپنی خوشی اور ناخوشی میں اور اپنی تنگی اور آسانی میں اور اپنے اوپر غیر کی تقدیم میں اور یہ کہ نہ تنازع کریں ہم حاکموں سے حکومت میں مگر یہ کہ تم ان سے صریح کفر دیکھو جس میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے کوئی دلیل ہو۔

فائدہ: یعنی حاکم جو حکم کرے اس کی فرمانبرداری واجب ہے خواہ وہ کام سخت ہو یا آسان تو خوش ہو یا ناخوش اور اس حال میں بھی کہ حاکم تیرے اوپر غیر کو بغیر اس کی حقیقت کے مقدم کرے غیر کو دے تجھ کو نہ دے یا بیت المال سے تیرا حق تجھ کو نہ دے اور قول اس کا مگر یہ کہ صریح کفر دیکھو تو ایک روایت میں ہے کہ جو اللہ کی نافرمانی کرے اس کی فرمانبرداری نہیں اور قول حضرت ﷺ کا کہ تمہارے پاس اس میں اللہ کی طرف سے دلیل ہو یعنی نص آیت یا حدیث صحیح ہو جو تاویل کا احتمال نہ رکھے اور یہ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ جب تک کہ ان کے فعل میں تاویل کا احتمال ہو تب تک ان سے باغی ہونا جائز نہیں اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد کفر سے اس جگہ نافرمانی اور گناہ ہے اور معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نہ تنازع کرو حاکموں سے ان کی حکومت میں اور نہ اعتراض کرو اوپر ان کے مگر یہ کہ ان سے بری بات محقق دیکھو کہ تم اس کو اسلام کے قواعد سے جانتے ہو سو جب تم اس کو دیکھو تو اس سے انکار کرو اور کہو حق جس جگہ کہ ہو تم اور کہا بعض نے کہ مراد ساتھ گناہ کے اس جگہ کفر اور گناہ ہے سو نہ اعتراض کیا جائے بادشاہ پر مگر جب کہ واقع ہو کفر صریح میں اور ظاہر یہ ہے کہ کفر کی روایت محمول ہے اس پر جب کہ حکومت میں جھگڑا ہو یعنی حکومت اور بادشاہی میں جھگڑا کرنا بادشاہ سے جائز نہیں مگر جب کہ کفر صریح کرے اور گناہ کی روایت محمول ہے اس پر کہ جب کہ ہو تنازع اس چیز میں کہ حکومت کے سوائے ہو اور جب نہ قدح کرے اس کی بادشاہی میں تو تنازع کرے اس سے گناہ میں ساتھ اس طور کے کہ انکار کرے اس پر ساتھ نرمی کے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ اس پر قادر ہو اور منقول ہے داؤدی سے کہ علماء کا یہ مذہب ہے کہ اگر حاکم ظالم ہو اور اس کی بیعت توڑنے پر بغیر فتنے کے قادر ہو تو واجب ہے توڑنا اس کی بیعت کا نہیں تو واجب ہے صبر کرنا اور بعض سے روایت ہے کہ نہیں جائز ہے عقد کرنا خلافت کا واسطے فاسق کے ابتداءً اور اگر پہلے عادل ہو پھر ظالم ہو جائے تو صحیح یہ ہے کہ اس کی بیعت توڑنا بھی منع ہے مگر یہ کہ کفر کرے پس

واجب ہے باغی ہونا اس سے۔ (فتح)

٦٥٣٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا وَلَمْ تَسْتَعْمِلْنِيْ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ.

٦٥٣٣۔ حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! آپ نے فلانے کو تحصیل زکوۃ پر حاکم کیا اور مجھ کو نہیں کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور بے شک تم میرے بعد غیروں کو اپنے اوپر مقدم دیکھو گے سو صبر کرتے رہنا یہاں تک کہ مجھ سے ملو۔

فائدہ: اس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حکومت مانگی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب دیا کہ تم میرے بعد غیروں کو اپنے اوپر مقدم دیکھو گے تو اس کا سر یہ ہے کہ اس نے گمان کیا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر مقدم کیا ہے کہ اس کو حکومت دی اور مجھ کو نہیں دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گمان کی نفی کی کہ تیرا یہ گمان غلط ہے اور اس کے واسطے بیان کیا کہ یہ آپ کے زمانہ میں واقع نہیں ہوگا اور یہ کہ نہیں خاص کیا اس کو اس کی ذات کے واسطے بلکہ واسطے عام ہونے مصلحت مسلمانوں کے اور یہ کہ دنیا کی تقدیم کی طلب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگی سو ان کو حکم کیا کہ اس وقت صبر کریں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَاكُ أُمَّتِيْ عَلٰى يَدَيْ أُغَيْلِمَةٍ سُفَهَآءَ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے لونڈوں کے ہاتھ سے ہوگی جو بے وقوف ہوں گے۔

فائدہ: باب کی حدیث میں سفہاء کا لفظ واقع نہیں ہوا لیکن ایک روایت میں آیا ہے علی رؤوس غلمة سفهاء من قريش سو بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اس طرف اشارہ کر دیا ہے۔

٦٥٣٤۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَمْرُوْ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَمَعَنَا مَرْوَانُ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ يَقُوْلُ هَلَكَةُ أُمَّتِيْ عَلٰى يَدَيْ

٦٥٣٤۔ حضرت سعید بن عمرو سے روایت ہے کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینے کی مسجد میں بیٹھا تھا اور ہمارے ساتھ مروان تھا کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے صادق مصدوق یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے لونڈوں کے ہاتھ سے ہوگی تو مروان نے کہا کہ ان لونڈوں پر اللہ کی لعنت کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ اگر میں چاہوں کہ کہوں کہ فلانے کی اولاد اور فلانے کی اولاد

غِلْمَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةٌ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُوْلَ بَنِيْ فُلَانٍ وَّبَنِيْ فُلَانٍ لَفَعَلْتُ فَكُنْتُ أَخْرُجُ مَعَ جَدِّيْ إِلٰى بَنِيْ مَرْوَانَ حِيْنَ مُلِّكُوْا بِالشَّامِ فَإِذَا رَآهُمْ غِلْمَانًا أَحْدَاثًا قَالَ لَنَا عَسٰى هٰؤُلَاءِ أَنْ يَّكُوْنُوْا مِنْهُمْ قُلْنَا أَنْتَ أَعْلَمُ.

تو البتہ کروں سو میں اپنے دادا کے ساتھ مروان کی اولاد کی طرف نکلتا تھا جب کہ بادشاہ ہوئے شام کے ملک میں سو جب لونڈے نوجوان دیکھے تو ہم سے کہا اُمید ہے کہ یہ لوگ ان میں سے ہوں ہم نے کہا تو زیادہ تر دانا ہے۔

فائدہ: کہا ابن اثیر نے کہ مراد غلمہ سے یہاں نابالغ لڑکے ہیں اسی واسطے ان کو کم عمر بیان کیا میں کہتا ہوں کہ مراد اس سے ناقص عقل اور تدبیر اور دین میں اگرچہ بالغ ہو اور وہی مراد ہے اس جگہ اس واسطے کہ بنی امیہ میں سے کوئی ایسا خلیفہ نہیں ہوا جو نابالغ ہو اور اسی طرح جن کو انہوں نے عامل بنایا اور اولیٰ حمل کرنا اس کا ہے عموم پر اور ایک روایت میں ہے ہلاک امتی اور یہی موافق ہے واسطے ترجمہ کہ اور مراد امت سے اس جگہ خاص اس زمانہ کے لوگ ہیں نہ تمام امت قیامت تک اور مراد ہلاک ہونے سے یہ ہے کہ اگر تم ان کی تابعداری کرو گے تو تمہارا دین ہلاک ہو جائے گا اور اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے تو تم کو ہلاک کر ڈالیں گے یعنی تمہاری دنیا میں یا ساتھ جان مارنے کے یا مال لے جانے کے یا دونوں کے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں لونڈوں کی حکومت سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ وہ بازار میں چلتے تھے اور کہتے تھے الٰہی! نہ پائے مجھ کو ساٹھواں سال اور نہ لونڈوں کی حکومت اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ اول ان لونڈوں کا ۶۰ھ ساٹھ میں ہو گا یہ اسی طرح ہوا اس واسطے کہ یزید بن معاویہ اس میں خلیفہ ہوا اور باقی رہا ۶۴ھ تک پھر مر گیا پھر اس کا بیٹا معاویہ خلیفہ ہوا وہ بھی چند مہینوں کے بعد مر گیا اور یہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو ان کے نام بتلا دوں تو شاید کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ان کے نام معلوم تھے لیکن انہوں نے کسی کو نہیں بتلائے اور یہ جو کہا کہ جب ان کو نوجوان لڑکے نے دیکھا تو یہ قوی کرتا ہے اس احتمال کو کہ مراد ساتھ لونڈوں کے اولاد اس شخص کی ہے جس نے اپنی اولاد کو خلیفہ کیا اور اس کے سبب سے فساد واقع ہوا پس نسبت کیا گیا طرف ان کی اور بہر حال یہ جو کہا اس نے تردد کیا اس میں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کون سے لوگ مراد ہیں تو یہ اس جہت سے ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کا نام نہیں لیا اور ظاہر یہ ہے کہ مذکورین منجملہ ان کے ہیں اور اول ان کا یزید ہے جیسا کہ دلالت کرتا ہے اس پر قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا راس ستین وامارۃ الصبیان اس واسطے کہ یزید اکثر بوڑھوں سے حکومت چھینتا تھا اور اپنے قرابتی نوجوانوں کو دیتا تھا اور تعجب ہے مروان کے لعنت کرنے سے ان لونڈوں کو باوجود اس کے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اسی کی اولاد میں

سے ہیں سو شاید اللہ نے یہ لعنت اس کی زبان پر جاری کی تا کہ ہو سخت حجت اوپر ان کے اور شاید کہ وہ نصیحت پکڑیں اور البتہ وارد ہوئی ہیں حدیثیں بیچ لعنت حکم والد مروان کے اور اس کی اولاد کے اور شاید خاص ہے ساتھ ان لونڈوں کے اور مروان اس وقت مدینے کا حاکم تھا معاویہ کی طرف سے جس وقت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں بھی حجت ہے واسطے نہ باغی ہونے کے بادشاہ سے اگرچہ ظالم ہو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ان کے نام اور ان کے باپ کے نام بتلا دیے اور یہ نہ فرمایا کہ ان پر خروج کرنا باوجود خبر دینے کے کہ میری امت کی ہلاکت ان کے ہاتھ سے ہوگی اس واسطے کہ خروج کرنا اشد ہے ہلاک کرنے میں پس اختیار کیا سہل امر کو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ

باب ہے بیچ بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چکی ہے

فائدہ: خاص کیا عرب کو اس واسطے کہ وہ پہلے پہل اسلام میں داخل ہوئے اور واسطے ڈرانے کے کہ جب فتنے فساد واقع ہوں گے تو ہلاکت ان کی طرف بہت جلدی کرے گی۔ (فتح)

٦٥٣٥۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ أَنَّهَا قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّوْمِ مُحْمَرًّا وَجْهُهُ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَعَقَدَ سُفْيَانُ تِسْعِيْنَ أَوْ مِائَةً قِيْلَ أَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ.

٦٥٣٥۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو کے جاگے آپ کا چہرہ سرخ تھا فرماتے تھے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چکی ہے یاجوج ماجوج کی دیوار سے آج کھل گیا اس کے برابر اور عقد کیا سفیان نے نوے یا سو کا یعنی اپنے انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کا حلقہ کیا کہا گیا یا حضرت! کیا ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اور حالانکہ ہم میں نیک لوگ ہوں گے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جب کہ بدکاری غالب ہو جائے گی یعنی جب گناہ اور بدکاری عالم میں کثرت سے ہوئی اور نیک لوگ کم ہو گئے تو نیک اور بد سب ہلاک ہو جاتے ہیں۔

٦٥٣٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ

٦٥٣٦۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے ایک قلعے سے جھانکا تو فرمایا بھلا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ

عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أُطُمٍ مِّنْ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرٰى قَالُوْا لَا قَالَ فَإِنِّيْ لَأَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَوَقْعِ الْقَطْرِ.

میں دیکھتا ہوں تمہارے گھروں کے اندر فتنے فساد کے مقامات کو جیسے مینہ گرنے کے مقامات معلوم ہوتے ہیں۔

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا گیا مدینہ ساتھ اس کے اس واسطے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا شہید ہونا اس میں ہوا پھر اس کے سبب سے شہروں میں فتنے فساد پھیلے جنگ جمل اور جنگ صفین بھی اسی سبب سے تھا اور جو لڑائی اس زمانہ میں واقع ہوئی اسی سے پیدا ہوئی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا بڑا سبب ان کے امیروں پر طعن تھا یعنی جن لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شہروں پر حاکم بنایا ہوا تھا ان پر لوگ طعن کرتے تھے اور اسی سبب سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بھی طعن کرتے تھے کہ انہوں نے ایسے آدمیوں کو حاکم کیوں بنایا اور پہلے پہل یہ فساد عراق کی طرف سے پیدا ہوا اور وہ مشرق کی طرف ہے پس نہیں ہے کوئی منافات درمیان حدیث باب کے اور اس حدیث کے جو آئندہ آتی ہے کہ فتنے فساد مشرق کی طرف سے ہوں گے اور اچھی ہوئی تشبیہ ساتھ مینہ کے واسطے ارادے تعمیم کے اس واسطے کہ جب کسی زمین معین میں واقع ہوتا ہے تو اس کو عام ہوتا ہے اگرچہ اس کی بعض جہت میں واقع ہو کہا ابن بطال نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ڈرایا قیامت کے قائم ہونے سے تا کہ توبہ کریں پہلے اس سے کہ ان پر ہجوم کرے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ یاجوج ماجوج کا نکلنا قیامت کے قریب ہوگا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس قدر سے کھل گیا تو پھر ہمیشہ دن بدن کشادہ ہوتا چلا جائے گا اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو قریب ہو چکی اگر تم سے ہو سکے تو مر جاؤ اور یہ نہایت ہے ڈرانے میں فتنوں سے اور پڑنے سے بیچ ان کے کہ موت کو اس کی مباشرت سے بہتر ٹھہرایا اور خبر دی اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ واقع ہونے فتنوں کے گھروں میں تا کہ اس کے واسطے سامان کریں اور ان میں نہ پڑیں اور اللہ سے ان کی بدی سے نجات مانگیں۔ (فتح)

بَابُ ظُهُوْرِ الْفِتَنِ

باب ہے بیچ ظاہر ہونے فتنوں کے

۶۵۳۷۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيَكْثُرُ

۶۵۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کم ہو جائے گا عمل اور علم لوگوں پر بخیلی ڈالی جائے گی یعنی زکوۃ اور خیرات کی رسم جاتی رہے گی اور عالم میں فتنے فساد ظاہر ہوں گے، اور کثرت سے ہرج ہو گا اصحاب نے کہا یا حضرت! ہرج کیا چیز ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

الْهَرْجُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّمَ هُوَ قَالَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ. وَقَالَ شُعَيْبٌ وَيُوْنُسُ وَاللَّيْثُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فرمایا کہ قتل قتل یعنی خون ریزی کثرت سے ہو گی، اور کہا شعیب نے، الخ یعنی ان چاروں نے مخالفت کی ہے معمر کی کہ اس نے سعید کو زہری کا استاذ ٹھہرایا ہے اور ان چاروں نے حمید کو اس کا استاذ ٹھہرایا ہے۔

فائدہ: اور طبرانی نے اوسط میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ ظاہر ہو گا فحش اور بخل اور امین کو خائن سمجھا جائے گا اور خائن کو امین اور ہلاک ہوں گے اشراف اور ظاہر ہوں گے کم ذات اور یہ جو کہا کہ زمانہ قریب ہو جائے گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ قریب ہو جائے گا حال لوگوں کا بیچ کم ہونے دین کے یہاں تک کہ نہ باقی رہے گا ان میں کوئی نیک بات بتلانے والا اور برے کام سے روکنے والا واسطے غالب ہونے فسق کے اور ظاہر ہونے اہل فسق کے کہا ابن بطال نے کہ جو نشانیاں کہ اس حدیث میں مذکور ہیں ہم نے سب کو آنکھ سے دیکھ لیا سو البتہ کم ہوا علم اور ظاہر ہوا جہل اور ڈالی گئی بخیلی دلوں میں اور عام ہوئے فتنے فساد اور بہت ہوا قتل، میں کہتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ جس کا اس نے مشاہدہ کیا ہے وہ اس سے بہت تھا باوجود مقابل اس کے اور مراد حدیث میں مضبوط اور مستحکم ہونا اس کا ہے یہاں تک کہ نہ رہے گا مقابل اس کا کوئی مگر نادر اور اسی طرف اشارہ ہے ساتھ تعبیر قبض ہونے علم کے سو نہ باقی رہے گا مگر جہل محض اور نہیں ہے یہ مانع کہ کوئی گروہ اہل علم کا اس وقت موجود ہو اس واسطے کہ وہ اس وقت اور لوگوں میں مغمور اور مستور ہوں گے اور تائید کرتی ہے اس کی جو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ پرانا ہو جائے گا علم یہاں تک کہ نہ معلوم رہے گا کیا ہے نماز کیا ہے روزہ کیا ہے حج کیا ہے خیرات اور ایک رات کو قرآن زمین سے اٹھایا جائے گا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گی اس سے زمین پر کوئی چیز لوگوں کے سینوں سے اٹھایا جائے گا کسی کو قرآن کا ایک حرف بھی یاد نہ رہے گا اور واقع یہ ہے کہ ابتدا ان چیزوں کی اصحاب کے زمانے میں ہوئی پھر روز بروز بڑھتی گئیں بعض جگہوں میں سوائے بعض کے اور قیامت کے قریب ان صفات کا استحکام ہو گا اور ابن بطال نے جس وقت یہ کہا تھا اس وقت کو ساڑھے تین سو برس سے زیادہ گزر چکا ہے اور صفات مذکورہ تمام شہروں میں روز بروز زیادتی میں ہیں لیکن بعض بعض میں کم ہوتی ہیں اور بعض بعض میں زیادہ ہوتی ہیں اور جب ایک طبقہ گزر جاتا ہے تو ظاہر ہوتا ہے نقص اور کمی بہت اس طبقے میں جو اس سے پیچھے ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے جو آئندہ باب میں ہے کہ کوئی زمانہ نہیں آئے گا اور حالانکہ جو زمانہ اس کے بعد ہے وہ اس سے بدتر ہو گا اور کہا خطابی نے کہ زمانہ قریب ہو جائے گا اس کے معنی یہ ہیں کہ سال مہینے کے برابر ہو گا اور ہر مہینہ ہفتے کے برابر ہو گا اور ہفتہ دن کے برابر ہو گا اور دن گھڑی کے برابر ہو گا یعنی لوگ خوش گزران

ہوں گے زمانہ گزرتا معلوم نہ ہوگا اور شاید ایام مہدی کے وقت میں ہوگا جب کہ زمین عدل اور امن سے پر ہوگی کہا کرمانی نے کہ یہ نہیں مناسب ہے ان چیزوں کو کہ اس کے ساتھ ہی مذکور ہیں ظہور فتن اور کثرت قتل وغیرہ سے میں کہتا ہوں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محتاج ہوا ہے خطابی طرف اس تاویل کے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے نقص اس کے زمانہ میں نہیں تو جو حدیث میں مذکور ہے البتہ ہمارے اس زمانہ میں پایا گیا ہے کہ بے شک ہم پاتے ہیں جلد گزرنا دنوں کا جو نہیں پاتے تھے ہم اس زمانے میں جو ہمارے زمانے سے پہلے تھا اگرچہ اس جگہ خوش گزران نہ تھی اور حق یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ ہر چیز سے برکت کھینچی جائے گی یہاں تک کہ زمانے سے بھی یعنی کسی چیز میں برکت نہ رہے گی یہاں تک کہ زمانے میں بھی سو رات دن بہت چھوٹا معلوم ہوگا اور یہ قیامت کی نشانیوں سے ہے جیسا کہ نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا کہ مراد ساتھ چھوٹے ہونے زمانے کے یہ ہے کہ اس میں برکت نہ رہے گی اور ہو جائے گا فائدہ پانا ساتھ دن کے مثلاً بقدر فائدہ پانے کے ساتھ ایک گھڑی کے اور یہ معنی ظاہر تر ہیں اور اکثر ہیں فائدے میں اور زیادہ تر موافق ہیں ساتھ باقی حدیثوں کے اور بعض نے کہا کہ زمانے کے قریب ہونے کے معنی یہ ہیں کہ کم ہو جائیں گی عمریں بہ نسبت ہر طبقے کے سو ہر پچھلے طبقے کی عمر کم ہوگی بہ نسبت اس طبقے کی جو اس سے پہلے ہے اور بعض نے کہا کہ قریب ہوگا احوال ان کا شر اور فساد اور جہل میں اور اسی کو اختیار کیا ہے طحاوی نے اور کہا ابن ابی جمرہ نے احتمال ہے کہ ہو ساتھ تقارب زمانے کے چھوٹا ہونا اس کا بنا بر اس کے کہ واقع ہوا ہے حدیث میں کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ ہوگا سال مہینے کے برابر بنا بر اس کے پس چھوٹا ہونا اس کا احتمال ہے کہ قریب ہوگا اور بہرحال معنوی سو وہ مدت سے ظاہر ہوا ہے پہچانتے ہیں اس کو اہل علم دینی اور دنا دنیا دار اس واسطے کہ وہ اپنے جی میں معلوم کرتے ہیں کہ وہ جس قدر کام دن میں اس سے پہلے کرتے تھے اب نہیں کر سکتے اور اس میں شک کرتے ہیں اور اس کا سبب نہیں جانتے کیا ہے اور شاید سبب اس کا ضعیف ہو جانا ایمان کا ہے بسبب ظاہر ہونے ان کاموں کے جو شرع کے مخالف میں کئی وجہ سے اور اشد سبب اس کا قوت ہے یعنی رزق اور روزی سو اس میں بعض چیزیں تو محض حرام ہیں اور بعض چیزیں شبہ والی ہیں یہاں تک کہ بہت لوگ نہیں توقف کرتے کسی چیز میں اس سے اور جب قادر ہو کسی چیز کے حاصل کرنے پر تو اس پر ہجوم کرتا ہے اور کچھ پرواہ نہیں کرتا اور واقع یہ ہے کہ برکت زمانے میں اور رزق میں اور انگوریوں میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتی ہے طریق قوت ایمان کی سے اور حکم کی پیروی کرنے سے اور منع کی چیز بچنے سے اور کہا بیضاوی نے احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ تقارب زمانے کے جلدی کرنا دولت کا طرف ختم ہونے کی اور زمانے کا طرف تمام ہو جانے کی سو ان کا زمانہ قریب ہو جائے گا اور ان کے دن نزدیک ہو جائیں گے اور مراد ساتھ کم ہو جانے علم کے حدیث میں کم ہونا علم ہر عالم کے کا ہے ساتھ اس طور کے کہ بھول جائے مثلاً اور بعض نے کہا علم کم ہو جائے گا ساتھ مرنے اہل علم کے سو جب کوئی عالم کسی شہر میں مر گیا اور بجائے اس کے کوئی عالم نہ ہوا

تو ناقص ہوگا علم اس شہر سے اور بہرحال کم ہونا عمل کا سو احتمال ہے کہ ہو بہ نسبت ہر ہر فرد کے اس واسطے کہ جب دنیا کے کام عامل پر ہجوم کریں تو غافل کرتے ہیں اس کو اس کی عبادت سے اور احتمال ہے کہ مراد ظاہر ہونا خیانت کا ہو امانتوں اور کسبوں میں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ نقص عمل کا حسی پیدا ہوتا ہے نقص دین سے اور بہرحال معنوی سو باعتبار اس چیز کے ہے کہ داخل ہوتی ہے خلل سے بسبب بد خوراک کے اور کم ہونے مددگار کے عمل پر اور نفس بہت میل کرنے والا ہے طرف راحت کی اور قبض علم کا بیان آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ دلوں میں بخیلی ڈالی جائے گی تو مراد اس سے ڈالنا اس کا ہے لوگوں کے دلوں میں بنا بر مختلف ہونے ان کے احوال کے یہاں تک کہ بخل کرے گا عالم اپنے علم سے پس چھوڑ دے گا تعلیم کرنا اور فتویٰ دینا اور بخل کرے گا کاری گر اپنی کاری گری سے پس دوسرے کو نہ سکھلائے گا اور بخل کرے گا مالدار اپنے مال سے پس نہیں دے گا محتاج کو یہاں تک کہ ہلاک ہوگا محتاج اور نہیں مراد ہے وجود اصل بخل کا اس واسطے کہ وہ ہمیشہ سے موجود ہے اور یہ جو کہا کہ ظاہر ہوں گے فتنے تو مراد کثرت ان کی ہے اور مشہور ہونا ان کا کہا ابن ابی عمرو نے احتمال ہے کہ ہو ڈالنا بخیلی کا عام اشخاص میں اور منع اس سے وہ ہے جس پر فساد مرتب ہو اور شرعا بخیل وہ شخص ہے جو منع کرے اس حق کو جو اس پر واجب ہو اور اس کا روکنا مال کو مٹا دیتا ہے برکت کو لے جاتا ہے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ نہیں کم ہوتا مال خیرات کرنے سے اس واسطے کہ اہل معرفت نے اس سے سمجھا کہ جس مال سے حق شرعی نکالا جائے اس کو کوئی آفت نہیں پہنچتی بلکہ حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے بڑھنا اسی واسطے نام رکھا گیا اس کا زکوٰۃ کہ مال اس سے بڑھتا ہے اور بہرحال ظاہر ہونا فتنوں کا سو مراد اس سے وہ چیز ہے جو تاثیر کرے دین کے امر میں اور بہرحال کثرت قتل کی سو مراد اس سے وہ ہے جو ناحق ہو نہ جو حق ہو مانند اقامت حد اور قصاص کی۔ (فتح)

٦٥٣٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لَأَيَّامًا يَنْزِلُ فِيْهَا الْجَهْلُ وَيُرْفَعُ فِيْهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيْهَا الْهَرْجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ.

٦٥٣٨۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک قیامت سے پہلے ایسے دن ہوں گے کہ ان میں جہالت اترے گی یعنی پھیلے گی اور علم اٹھایا جائے گا اور قتل بہت ہوگا۔

فائدہ: اس کے معنی یہ ہیں کہ علم اٹھایا جائے گا ساتھ موت علماء کے سو جب کوئی عالم مر جائے گا تو کم ہو جائے گا علم بہ نسبت گم ہونے اس کے حامل کے اور پیدا ہوگی اس سے جہالت اور بے علمی ساتھ اس چیز کے کہ یہ عالم اس کے ساتھ منفرد تھا باقی علماء سے۔

٦٥٣٩- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ قَالَ جَلَسَ عَبْدُ اللّٰهِ وَأَبُوْ مُوْسٰى فَتَحَدَّثَا فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامًا يُرْفَعُ فِيْهَا الْعِلْمُ وَيَنْزِلُ فِيْهَا الْجَهْلُ وَيَكْثُرُ فِيْهَا الْهَرْجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ.

۶۵۳۹۔ حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیٹھے اور آپس میں حدیث بیان کرنے لگے تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے ایسے دن ہوں گے کہ ان میں علم اٹھایا جائے گا اور ان میں جہالت اترے گی اور ہرج بہت ہوگا اور ہرج کے معنی ہیں قتل۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ إِنِّيْ لَجَالِسٌ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَالْهَرْجُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ الْقَتْلُ.

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ہرج کے معنی حبش کی زبان میں قتل ہیں۔

٦٥٤٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَحْسِبُهُ رَفَعَهُ قَالَ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامُ الْهَرْجِ يَزُوْلُ فِيْهَا الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ فِيْهَا الْجَهْلُ قَالَ أَبُوْ مُوْسٰى وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ وَقَالَ أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنِ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ تَعْلَمُ الْأَيَّامَ الَّتِيْ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ الْهَرْجِ نَحْوَهُ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْيَاءٌ.

۶۵۴۰۔ حضرت ابووائل سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے اس کو مرفوع کیا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے ایسے دن ہوں گے کہ ان میں قتل ہوگا اور دور ہوگا اس میں علم اور ظاہر ہوگی اس میں جہالت اور کہا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ہرج حبش کی زبان میں قتل ہے اور کہا ابوعوانہ نے عاصم سے ابووائل سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو جانتا ہے ان دنوں کو کہ ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن ہرج کے مانند اس کی یعنی مانند حدیث مذکور کے کہ قیامت سے پہلے ہرج کے دن ہیں، الخ کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ سب لوگوں سے بدتر ہیں وہ لوگ جن پر قیامت ہوگی اور حالانکہ وہ زندہ ہوں گے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث کا لفظ اگرچہ عام ہے لیکن مراد ساتھ اس کے خاص لوگ اور اس کے معنی یہ

ہیں کہ نہیں قائم ہوگی قیامت اکثر اغلب میں مگر بدتر لوگوں پر اس حدیث کی دلیل سے کہ ہمیشہ رہے گا میری امت سے ایک گروہ دین حق پر یہاں تک کہ قائم ہو قیامت سو دلالت کی اس حدیث نے کہ جب قیامت قائم ہوگی اس وقت کچھ نیک لوگ بھی موجود ہوں گے میں کہتا ہوں اور نہیں ہے متعین جو اس نے کہا بلکہ آئی ہے وہ چیز جو تائید کرتی ہے عموم کو کہ نہیں قائم ہوگی قیامت مگر بدتر لوگوں پر روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ایک ہوا یمن سے بھیجے گا جو نرم تر ہوگی ریشم سے سو نہ چھوڑے گی کسی کو جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا مگر کہ اس کی روح کو قبض کر لے گی اور ایک روایت میں ہے دجال اور عیسیٰ علیہ السلام کے قصے میں کہ اللہ ایک ہوا کو بھیجے گا سو وہ ہر مومن کی روح کو قبض کرے گی اور باقی رہ جائیں گے بدتر لوگ گدھوں کی طرح آپس میں لڑیں گے سو یہ جو فرمایا کہ ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ دین حق پر قائم رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو تو مراد اس ہوا کے چلنے تک ہے جو ہر ایماندار کی روح کو قبض کرے گی پھر نہ رہیں گے مگر بدتر لوگ پس قائم ہوگی ان پر قیامت اچانک۔ (فتح)

بَابٌ لَا يَأْتِي زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِّنْهُ

نہیں آئے گا کوئی زمانہ مگر کہ جو اس کے بعد ہے اس سے بدتر ہوگا

٦٥٤١ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَلْقَى مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اصْبِرُوْا فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِّنْهُ حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَّبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۵۴۱ـ حضرت زبیر سے روایت ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو ہم نے ان کے پاس شکایت کی جو تکلیف پاتے ہیں حجاج بن یوسف (ظالم مشہور) کے ظلم سے تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صبر کرو اس واسطے کہ نہیں آئے گا تم پر کوئی زمانہ مگر کہ جو اس کے بعد ہے اس سے بدتر ہوگا یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملو یعنی مر جاؤ میں نے اس حدیث کو تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث پیغمبری کی نشانیوں سے ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ساتھ تغیر ہونے احوال کے اور یہ غیب کے علم سے ہے جو رائے سے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ صرف وحی سے معلوم ہو سکتا ہے اور مشکل جانا گیا ہے یہ اطلاق باوجود اس کے کہ بعض پچھلا زمانہ اگلے سے بدی اور شر میں کم ہوتا ہے اس واسطے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ حجاج کے زمانے سے تھوڑا بعد ہے اور البتہ مشہور ہے بھلائی جو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں تھی بلکہ اگر کہا جائے کہ اس کے زمانے میں بدی بالکل مٹ گئی تو کچھ بعید نہیں چہ جائیکہ پہلے زمانے سے بدتر ہو اور البتہ حمل کیا ہے اس کو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر اغلب پر اور جواب دیا ہے بعض نے کہ مراد ساتھ تفصیل کے

تفضیل مجموع عصر کے اوپر مجموع عصر کے یعنی مجموع پہلا زمانہ افضل ہوگا مجموع پچھلے زمانے سے اس واسطے کہ حجاج کے زمانے میں بہت اصحاب زندہ تھے اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں گزر گئے تھے اور جس زمانے میں اصحاب ہوں وہ زمانہ بہتر ہے اس زمانے سے جو اس کے بعد ہے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بہتر میرا زمانہ ہے پھر اصحاب کا پھر پائی میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تصریح ساتھ مراد کے اور وہ اولیٰ ہے ساتھ پیروی کرنے کے سو روایت کی یعقوب بن شیبہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں آئے گا تم پر کوئی زمانہ مگر کہ وہ بدتر ہوگا اس دن سے جو اس سے پہلے یہاں تک کہ قائم ہو قیامت میری یہ مراد نہیں کہ خوش گزران پائے گا یا مال پائے گا بلکہ مراد یہ ہے کہ پچھلا زمانہ کم تر ہوگا علم میں پہلے زمانے سے یعنی مراد باب کی حدیث میں شر سے علم کا کم ہونا ہے یعنی علم نہ رہے گا علماء مر جائیں گے پس نہ کوئی نیک بات بتلائے گا نہ برے کام سے روکے گا پس اس وقت قائم ہوگی قیامت ان پر مشکل ہے زمانہ عیسیٰ علیہ السلام کا بعد زمانے دجال کے کہ وہ بہتر زمانہ ہوگا اور جواب دیا ہے کرمانی نے کہ مراد حدیث میں وہ زمانہ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوگا یا مراد جنس زمانے کی ہے جس میں حاکم ہوں گے ورنہ بداہت سے معلوم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی بدی نہیں، میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ مراد وہ زمانہ ہو جو بڑی بڑی نشانیوں کے ظاہر ہونے سے پہلے ہے مانند دجال وغیرہ کی اور مراد شرار اور بدی کے زمانوں سے وہ زمانے ہوں جو حجاج کے زمانے سے دجال کے زمانے تک ہیں اور بہر حال عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ سو اس کا حکم از سر نو ہے اور احتمال ہے کہ مراد ان زمانوں سے اصحاب کے زمانے ہوں اس واسطے کہ وہی مخاطب ہیں اس حدیث میں پس خاص ہوگا یہ حکم ساتھ ان کے اور بہر حال جو ان کے بعد ہیں سو وہ مقصود اس حدیث میں نہیں لیکن انس رضی اللہ عنہ نے اس سے عام ہونا اس کا سمجھا سو اسی واسطے جواب دیا ہے اس کو جس نے اس کے پاس حجاج کی شکایت کی اور حکم کیا اس کو ساتھ صبر کے اور کہا ابن حبان نے کہ یہ حدیث عام نہیں بلکہ امام مہدی کا زمانہ اس سے مخصوص ہے۔ (فتح)

٦٥٤٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ الْفِرَاسِيَّةِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَزِعًا يَقُولُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ

٦٥٤٢۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات سو کر جاگے غمگین فرماتے تھے سبحان اللہ آج کی رات کیا کیا خزانے اترے ہیں اور کیا ہی فتنے فساد نازل ہوئے کوئی ہے کہ حجروں والی عورتوں کو جگا دے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو بہت عورتیں دنیا میں لباس پہنے ہیں اور آخرت میں ننگی ہوں گی۔

الْفِتَنِ مَنْ يُّوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يُرِيْدُ أَزْوَاجَهُ لِكَيْ يُصَلِّيْنَ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْاٰخِرَةِ.

فائدہ: اس حدیث میں فتوح اسلام اور جو جو فتنے فساد اس امت میں ہونے والے تھے حضرت ﷺ کو خواب میں معلوم ہوئے اور اختلاف ہے اس قول کی تفسیر میں کہ بہت عورتیں دنیا میں لباس دار ہیں آخرت میں ننگی ہیں ایک قول یہ ہے کہ دنیا میں لباس پہنے ہیں واسطے مالدار ہونے کے اور ننگی ہیں آخرت میں ثواب سے واسطے نہ عمل کرنے کے دنیا میں، دوسرا قول یہ ہے کہ پوشاک پہنے ہیں دنیا میں لیکن وہ کپڑے باریک ہیں ان کا ستر اس سے نظر آتا ہے سو اس کو عذاب ہوگا آخرت میں بدلہ اس کے ننگے ہونے کا، تیسرا قول یہ ہے کہ پوشاک دار ہیں اللہ کی نعمتوں سے ننگی ہیں شکر سے کہ ظاہر ہوتا ہے پھل اس کا آخرت میں ساتھ ثواب کے، چوتھا قول یہ ہے کہ وہ کپڑے پہنے ہیں لیکن وہ اپنی اوڑھنی کو پیچھے سے باندھتی ہیں اور سینہ ان کا کھلا رہتا ہے سو ان کو عذاب ہوگا آخرت میں، پانچواں قول یہ ہے کہ نیک خاوند سے نکاح کیا ہے اور آخرت میں ننگی ہیں عمل سے پس نہ فائدہ دے گا ان کو نیک ہونا ان کے خاوند کا اور کہا ابن بطال نے کہ خزانوں کے فتوح سے فتنہ مال کا پیدا ہوتا ہے پس آدمی حرص کرتا ہے پھر واقع ہوتا ہے اس کے سبب سے قتال میں یا بخیلی کرتا ہے پس منع کرتا ہے حق واجب کو یا تکبر کرتا ہے سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ اپنی بیویوں کو سب سے ڈرائیں اور اس حدیث میں بلانا ہے طرف دعا کی اور عاجزی کی وقت اترنے فتنوں کے خاص کر رات میں واسطے امید قبولیت کے تاکہ فتنہ دفع ہو یا سلامت رہے داعی یا جس کے واسطے دعا کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا

باب ہے بیچ بیان قول حضرت ﷺ کے کہ جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں

٦٥٤٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا.

۶۵۴۳ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ہمارے اوپر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔

فائدہ: مراد وہ شخص ہے جو مسلمانوں سے ناحق لڑے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے ڈرانا ان کا اور داخل کرنا خوف کا اوپر ان کے اور احتمال ہے کہ مراد حمل سے ہتھیار کا اٹھانا ہو اور ہوگی مراد قتال سے یا اٹھانا اس کا واسطے ارادے لڑنے کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد اٹھانا اس کا واسطے مارنے کے ساتھ اس کے اور ہر حال میں اس میں دلالت ہے اوپر حرام ہونے لڑائی کے مسلمانوں سے اور تشدید کے بیچ اس کے اور یہ جو کہا کہ وہ ہم میں سے نہیں یعنی

ہمارے طریقے پر یا نہیں پیرو ہمارے طریقے کا اس واسطے کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے کہ اس کی مدد کرے اور اس کے آگے لڑے نہ یہ کہ اس کو ڈرائے کہ اس پر ہتھیار اٹھائے واسطے اس ارادے کے کہ اس سے لڑے یا اس کو قتل کرے اور اس کی نظیر یہ حدیث ہے من غشنا فلیس منا اور یہ اس شخص کے حق میں ہے جو اس کو حلال نہ جانے اور بہر حال جو اس کو حلال جانے تو وہ کافر ہو جاتا ہے حرام کے حلال جاننے سے اس کی شرط سے نہ مجرد ہتھیار اٹھانے سے اور اولیٰ نزدیک بہت سلف کے مطلق چھوڑنا حدیث کے لفظ کا ہے یعنی اس میں تاویل نہ کی جائے تاکہ ہو ابلغ زجر میں لیکن وعید مذکور نہیں شامل ہے اس کو جو باغیوں سے لڑے پس محمول ہوگی باغیوں کے حق میں اور اس کے حق میں جو شروع کرے لڑائی ظالم ہو کر۔ (فتح)

٦٥٤٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا.

۶۵۴۴۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔

٦٥٤٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُشِيْرُ أَحَدُكُمْ عَلٰى أَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِيْ يَدِهٖ فَيَقَعُ فِيْ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ.

۶۵۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نہ اشارہ کرے اپنے بھائی مسلمان کی طرف ہتھیار سے اس واسطے کہ نہیں معلوم کسی کو شاید شیطان اس کے ہاتھ سے کھینچ لے پھر تو گر پڑے دوزخ کے گڑھے میں۔

فائدہ: یعنی ہتھیار سے اشارہ کرنے میں یہ خوف ہے کہ ہاتھ سے چھوٹ پڑے اور مسلمان اس سے مر جائے تو قاتل دوزخ میں پڑے یعنی گناہ میں پڑے جو دخول دوزخ کا سبب ہے کہا ابن بطال نے معنی اس کے یہ ہیں اگر جاری کرے اللہ اس پر وعید کو اور حدیث میں نہی اس چیز سے جو پہنچائے طرف گناہ کی اگرچہ محقق نہ ہو برابر ہے کہ قصد سے ہو یا ہنسی کی راہ سے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ فرشتے لعنت کرتے ہیں جو اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرے اور جب کہ اشارہ کرنے والا لعنت کا مستحق ہے تو پھر جو مارے اس کا کیا حال ہوگا۔ (فتح)

٦٥٤٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو يَا أَبَا مُحَمَّدٍ سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرَّ رَجُلٌ بِسِهَامٍ فِي

۶۵۴۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد تیروں کے ساتھ مسجد میں گزرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ ان کے پھل کو پکڑ لے اس نے کہا اچھا۔

الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا قَالَ نَعَمْ.

٦٥٤٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ بِأَسْهُمٍ قَدْ أَبْدٰى نُصُوْلَهَا فَأُمِرَ أَنْ يَّأْخُذَ بِنُصُوْلِهَا لَا يَخْدِشُ مُسْلِمًا.

۶۵۴۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد کچھ تیروں کے ساتھ مسجد میں گزرا ان کے پھل ظاہر اور کھلے تھے تو حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ ان کے پھل کو ہاتھ سے پکڑ لے کسی مسلمان کو زخمی نہ کر ڈالے۔

٦٥٤٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِيْ مَسْجِدِنَا أَوْ فِيْ سُوْقِنَا وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلٰى نِصَالِهَا أَوْ قَالَ فَلْيَقْبِضْ بِكَفِّهِ أَنْ يُّصِيْبَ أَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْهَا شَيْءٌ.

۶۵۴۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی ہماری مسجد یا بازار میں گزرے اور اس کے ساتھ تیر ہوں تو چاہیے کہ ان کے پھل اپنے ہاتھ میں پکڑ لے یا فرمایا کہ اپنی ہتھیلی سے قبض کرے واسطے مکروہ جاننے اس بات کے کہ کسی مسلمان کو اس سے زخمی کرے۔

فائدہ: یہ حکم عام ہے تمام مکلفین میں برخلاف حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے تعمیم کو مستلزم نہیں اور یہ جو کہا کہ اپنی ہتھیلی سے تیروں کے پھل کو پکڑ لے تو نہیں ہے مراد اس سے خصوص بلکہ مراد یہ ہے کہ کسی وجہ سے مسلمان کو نہ لگنے دے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

حضرت ﷺ کا فرمانا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں میں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

٦٥٤٩۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ.

۶۵۴۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو ناحق قتل کرنا کفر ہے۔

فائدہ: اور پہلے گزر چکی ہے توجیہ اطلاق کفر کی اوپر قتال مسلمان کے اور قوی تر قول بیچ اس کے یہ ہے کہ اطلاق کیا ہے اس پر کفر کا واسطے مبالغہ کے تحذیر میں تاکہ باز رہے سامع اس پر جرأت کرنے سے یا بطور تشبیہ کے ہے اس

واسطے کہ یہ فعل کافر کا ہے جیسے کہ ذکر کی ہے انہوں نے نظیر اس کی اس حدیث میں جو اس کے بعد ہے۔ (فتح)

٦٥٥٠۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِيْ وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

٦٥٥٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اے لوگو! میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

فائدہ: کفر سے یہاں کیا مراد ہے؟ اس میں آٹھ قول ہیں جو پہلے گزرے اور نواں قول یہ ہے کہ مراد چھپانا حق کا ہے اور لغت میں کفر کے معنی ہیں ڈھانکنے کے سو جو مسلمان سے لڑا تو گویا اس نے اس کا حق ڈھانکا جو اس پر واجب تھا اور دسواں یہ کہ فعل مذکور کفر کی طرف پہنچاتا ہے اس واسطے کہ جو بڑے بڑے گناہوں کی عادت کرے پہنچاتی ہے اس کو نحوست ان کی طرف اس گناہ کی جو اس سے سخت تر ہو پس خوف ہے کہ اس کا خاتمہ با ایمان نہ ہو اور اکثر ان جوابوں میں یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ حدیث کے راوی ابوبکرہ نے اس کا خلاف سمجھا اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ سمجھنا اس کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہچانا جاتا ہے اس سے کہ اس نے قتال سے توقف کیا اس حدیث کی حجت سے اور احتمال ہے کہ توقف اس کا بطریق احتیاط کے ہو واسطے اس چیز کے کہ محتمل ہے اس کو ظاہر لفظ کا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حقیقی کفر کا معتقد ہو اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ وہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے باز نہ رہا اور نہ باز رہا ان کے حکم بجا لانے سے اور نہ سوائے اس کے جو دلالت کرے کہ وہ ان کے حقیقی کفر کا معتقد تھا۔ (فتح)

٦٥٥١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ وَعَنْ رَّجُلٍ آخَرَ هُوَ أَفْضَلُ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ أَلَا تَدْرُوْنَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ فَقَالَ أَلَيْسَ بِيَوْمِ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَيُّ بَلَدٍ

٦٥٥١۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ اصحاب نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے کہا سو ہم نے گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نام کے سوا اس کا کوئی اور نام رکھیں گے سو فرمایا کہ کیا نہیں ہے قربانی کا دن؟ ہم نے کہا کیوں نہیں یا حضرت! فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ کیا نہیں ہے یہ شہر ادب والا یعنی مکہ ہم نے کہا کیوں نہیں یا حضرت! فرمایا سو بے شک تمہارے خون اور مال اور تمہاری آبروئیں اور تمہارے چمڑے تم پر حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کو حرمت ہے اس تمہارے مہینے میں اس تمہارے شہر میں

هٰذَا أَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ الْحَرَامِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَإِنَّ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ وَأَبْشَارَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ فَإِنَّهُ رُبَّ مُبَلِّغٍ يُبَلِّغُهُ لِمَنْ هُوَ أَوْعٰى لَهُ فَكَانَ كَذٰلِكَ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ حُرِّقَ ابْنُ الْحَضْرَمِيِّ حِيْنَ حَرَّقَهُ جَارِيَةُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ أَشْرِفُوْا عَلٰى أَبِيْ بَكْرَةَ فَقَالُوْا هٰذَا أَبُوْ بَكْرَةَ يَرَاكَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَحَدَّثَتْنِيْ أُمِّيْ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ أَنَّهُ قَالَ لَوْ دَخَلُوْا عَلَيَّ مَا بَهَشْتُ بِقَصَبَةٍ.

خبردار ہو کہا میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا؟ ہم نے کہا ہاں، فرمایا یا الٰہی! گواہ رہنا سو چاہیے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں اس واسطے کہ بہت پہنچایا گیا پہنچاتا ہے اس کو اس کی طرف جو اس کو زیادہ تر یاد رکھنے والا ہو اور اسی طرح ہوا سو فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں میں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں سو جب کہ ہوا وہ دن جس میں ابن حضرمی جلایا گیا جب کہ اس کو جاریہ نے جلایا کہا کہ اونچے مکان سے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ پر جھانکو تو انہوں نے کہا یہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ تجھ کو دیکھتا ہے کہا عبدالرحمٰن نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے میری ماں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا کہ اگر مجھ پر داخل ہوں تو میں ایک کھپانچ نہ ماروں یعنی میں اپنا ہاتھ کھپانچ کی طرف دراز نہ کروں اور نہ اس کو لوں تا کہ اس کے ساتھ لوگوں کو اپنی جان سے ہٹاؤں۔

فائدہ: اس کا سبب یہ ہے کہ جاریہ کا نام محرق تھا اس واسطے کہ اس نے ابن حضرمی کو بصرے میں جلایا تھا اور اس کا بیان یوں ہے کہ معاویہ نے ابن خضرمی کو بصرے کی طرف بھیجا تھا تا کہ مدد طلب کرے ان سے اوپر لڑائی علی رضی اللہ عنہ کے تو علی رضی اللہ عنہ نے جاریہ کو بھیجا تو اس نے ابن خضرمی کو ایک حویلی میں جا گھیرا پھر اس حویلی کو جلایا اور یہ جو کہا کہ یہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ تجھ کو دیکھتا ہے تو کہا مہلب نے کہ جب کیا جاریہ نے ساتھ ابن حضرمی کے جو کیا تو جاریہ نے بعض کو حکم کیا کہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ صحابی کو دیکھیں تا کہ اس کا حال آزمائے کہ علی رضی اللہ عنہ کی حکم برداری میں ہے یا نہیں اور حشمہ نے اس سے کہا تھا کہ یہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ تجھ کو دیکھتا ہے اور جو تو نے کیا سو بہت وقت تجھ پر انکار کرے ہتھیار سے یا کلام سے سو جب ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو کہا اور حالانکہ وہ اپنے بالا خانے پر تھا کہ اگر وہ میرے گھر میں داخل ہوں تو میں ان پر کھپانچ نہ اٹھاؤں اس واسطے کہ میں مسلمانوں سے لڑنا جائز نہیں جانتا سو میں کس طرح لڑوں گا ان سے ساتھ ہتھیار کے میں کہتا ہوں اور جو اہل علم نے ذکر کیا ہے وہ تقاضا کرتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرے والوں سے علی رضی اللہ عنہ کے واسطے مدد طلب کی تھی تا کہ اس کی مدد کریں معاویہ کی لڑائی پر بعد فارغ ہونے کے امر تحکیم سے پھر واقع ہوا امر خوارج کا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما علی رضی اللہ عنہ کی طرف گئے اور ان کے ساتھ نہروان میں حاضر ہوتے تو اس کے پیچھے

بعض عبدالقیس نے معاویہ کو کہلا بھیجا اور اس کو خبر دی کہ بصرے میں ایک جماعت عثمانی ہے سو کسی مرد کو بصرے میں بھیجو کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کرے تو علی رضی اللہ عنہ نے جاریہ کو بھیجا سو ہوا امر اس کے سے جو ہوا سو ظاہر یہ ہے کہ جاریہ بن قدامہ نے اس کے بعد کہ غالب ہوا اور ابن حضرمی کو اور اس کے ساتھیوں کو جلایا تو لوگوں سے علی رضی اللہ عنہ کے واسطے مدد مانگی اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہ صحابی کی رائے یہ تھی کہ فتنے میں نہ لڑنا بہتر ہے جیسے کہ ایک جماعت اصحاب کی رائے تھی تو بعض لوگوں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ پر دلالت کی تا کہ لازم کریں اس پر نکلنا واسطے لڑائی کے تو ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دیا ساتھ اس کے جو کہا کہ اگر میرے گھر میں داخل ہوں تو بھی ان پر ہتھیار نہ اٹھاؤں اور یہ قول ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا موافق ہے اس حدیث کو جو طبرانی نے روایت کی کہ فتنے میں اپنے گھروں میں گھس جاؤ اور اپنے آپ کو چھپاؤ میں نے کہا بھلا بتلاؤ تو کہ اگر کوئی ہمارے گھر میں آ گھسے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاہیے کہ تو اپنے ہاتھ کو روکے اور چاہیے کہ ہو وہ بندہ اللہ کا مقتول نہ قاتل۔ (فتح)

٦٥٥٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْتَدُّوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

٦٥٥٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

٦٥٥٣۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ جَدِّهٖ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

٦٥٥٣۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ لوگوں کو چپ کرا پھر فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

بَابُ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَآئِمِ

باب ہے بیچ بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ فتنہ فساد ہو گا جس میں بیٹھا شخص بہتر ہو گا کھڑے سے

٦٥٥٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ

٦٥٥٤۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب فتنے فساد ہوں گے جن میں

بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ح قَالَ إِبْرَاهِيْمُ وَحَدَّثَنِيْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَآئِمِ وَالْقَآئِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ مِنْهَا مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ.

بیٹھا شخص بہتر ہوگا کھڑے سے اور ان میں کھڑا بہتر ہوگا چلنے والے سے اور ان میں چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے جو ان کو جھانکے گا تو وہ اس کو کھینچ لیں گے اور جو کوئی پناہ کا مقام یا بچاؤ کی جگہ پائے تو چاہیے کہ اس سے پناہ لے۔

٦٥٥٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَآئِمِ وَالْقَآئِمُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ.

٦٥٥٥۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب فتنے فساد ہوں گے کہ ان میں بیٹھا شخص بہتر ہوگا کھڑے سے اور کھڑا بہتر ہوگا چلنے والے سے اور چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے جو ان کو جھانکے گا وہ اس کو کھینچ لیں گے اور جو کوئی پناہ کا مقام یا بچاؤ کی جگہ پائے یعنی ان کی بدی سے تو چاہیے کہ اس کی پناہ میں آئے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو لوگ ان میں مقتول ہوں گے سب دوزخ میں داخل ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ جب فتنہ اترے تو جس کے پاس اونٹ ہوں چاہیے کہ وہ اونٹوں میں جا رہے اور قول اس کا بیٹھا شخص ان میں بہتر ہوگا یعنی جو فتنے کے وقت گوشہ گیری کرے اور مراد ساتھ کھڑے کے وہ ہے جو اس کو نہ جھانکے اور مراد چلنے والے سے وہ ہے جو اس کے اسباب میں چلے کہ اس کے سبب سے اکثر اوقات مکروہ امر میں پڑے اور بعض نے کہا کہ مراد وہ ہے جو ہو مباشر ان کے واسطے ہر حال میں یعنی بعض ان میں اشد ہیں بعض سے سو ان سب میں اعلیٰ وہ شخص ہے جو ان میں دوڑے اس طور سے کہ فتنوں کے بھڑکانے کا سبب ہو پھر وہ شخص ہے جو قائم ہو ساتھ اسباب ان کے اور وہ ماشی ہے پھر جو ان کا مباشر ہو اور وہ کھڑا ہونے والا ہے پھر وہ ہے جو دیکھنے والوں کے ساتھ ہو اور لڑتا نہ ہو اور وہ قاعدہ ہے پھر وہ ہے جو اس سے بچنے والا ہو نہ مباشر ہو نہ دیکھے اور وہ لیٹنے والا ہے بیدار پھر وہ جس سے

کوئی چیز واقع نہ ہو لیکن راضی ہو اور وہ سوتا ہے اور مراد ساتھ افضل ہونے کے اس خیریت میں وہ ہے جس کا شر کم ہو اور اس سے جو اس سے اوپر ہو بنا بر تفصیل مذکور کے اور قول حضرت ﷺ کا جو اس کو جھانکے یعنی جو اس کے در پے ہو اور اس کے واسطے تعرض کرے اور اس سے منہ نہ پھیرے تو وہ اس کو کھینچ لیں گے یعنی اس کو ہلاک کر ڈالیں گے ساتھ اس طور کے کہ ان سے قریب ہلاک کے ہوگا اور قول حضرت ﷺ کا کہ اس کی پناہ میں آئے یعنی چاہیے کہ اس میں گوشہ گیری کرے تا کہ اس کے شر سے سلامت رہے اور اس حدیث میں ڈرانا ہے فتنے سے اور رغبت دلانا ہے اوپر اجتناب کرنے کے داخل ہونے سے بیچ اس کے اور یہ کہ ہوتی بدی اس کی باعتبار تعلق کے ساتھ اس کے جس قدر تعلق اسی قدر بدی اور مراد ساتھ فتنے کے وہ ہے جو پیدا ہوتا ہے اختلاف اور جھگڑا کرنے سے بیچ طلب ملک اور بادشاہی کے جس جگہ نہ معلوم ہو کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے کہا طبری نے اختلاف ہے سلف کا سو بعض نے اس کو عموم پر حمل کیا ہے اور وہ لوگ وہ ہیں جو مسلمانوں کی لڑائی میں داخل ہونے سے مطلق الگ رہے مانند سعد اور ابن عمر اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہما وغیرہم کی اور تمسک کیا انہوں نے ساتھ ظاہر حدیثوں مذکورہ کے پھر ان کو اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا کہ لازم ہے گھروں میں بیٹھنا اور ایک گروہ نے کہا کہ جس شہر میں فتنہ پڑے اس شہر سے مطلق ہجرت کر جائے پھر بعض نے کہا کہ اگر اس پر کوئی چیز ہجوم کرے تو اپنے ہاتھ کو بند رکھے اگرچہ مارا جائے اور بعض نے کہا کہ اپنے جان مال اہل کو بچائے اور وہ معذور ہے اگر مار ڈالے یا مارا جائے اور اور لوگوں نے کہا کہ جب کوئی گروہ امام سے باغی ہو جائے اور لڑائی قائم کرے تو واجب ہے لڑنا ساتھ اس کے اور یہی حکم دو گروہ کا کہ آپس میں لڑیں کہ واجب ہے ہر قادر پر کہ جو حق پر ہو اس کی مدد کرے اور جو باطل پر ہو اس کا ہاتھ روکے اور یہ قول جمہور کا ہے اور بعض نے تفصیل کی ہے کہ جو لڑائی کہ مسلمانوں کے دو گروہ کے درمیان واقع ہو جس جگہ جماعت کا کوئی امام نہ ہو تو لڑنا اس وقت منع ہے اور باب کی حدیثیں اور جو سوائے ان کے ہیں اسی پر محمول ہیں اور یہ قول اوزاعی کا ہے اور کہا طبری نے صواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ اصل فتنے کے مبتلا ہونا ہے اور برے کام پر انکار کرنا واجب ہے جو اس پر قادر ہو سو جس نے حق والے کی مدد کی اس نے صواب کو پایا اور جس نے خطا کار کی مدد کی اس نے خطا کی اور اگر امر مشکل ہو حق ناحق معلوم نہ ہو تو یہی ہے وہ حالت جس میں لڑنا منع آیا ہے اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ یہ حدیثیں خاص لوگوں کے حق میں وارد ہوئی ہیں جو ان کے ساتھ مخاطب ہیں اور یہ نہی مخصوص ہے ساتھ ان کے اور بعض نے کہا کہ نہی کی حدیثیں مخصوص ہیں ساتھ اخیر زمانے کے جب یہ بات محقق ہوگی کہ لڑائی طلب ملک کے واسطے ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا

جب ملیں دو مسلمان ساتھ تلوار اپنی کے

٦٥٥٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ رَّجُلٍ لَمْ يُسَمِّهِ عَنِ

٦٥٥٦۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ہتھیار پہن کر نکلا فتنے کی راتوں میں یعنی ان لڑائیوں میں جو

الْحَسَنِ قَالَ خَرَجْتُ بِسِلَاحِیْ لَیَالِیَ الْفِتْنَةِ فَاسْتَقْبَلَنِیْ أَبُوْ بَكْرَةَ فَقَالَ أَیْنَ تُرِیْدُ قُلْتُ أُرِیْدُ نُصْرَةَ ابْنِ عَمِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفَیْهِمَا فَكِلَاهُمَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ قِیْلَ فَهٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ إِنَّهٗ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهٖ قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِیْثَ لِأَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ بْنِ عُبَیْدٍ وَأَنَا أُرِیْدُ أَنْ یُّحَدِّثَانِیْ بِهٖ فَقَالَا إِنَّمَا رَوٰى هٰذَا الْحَدِیْثَ الْحَسَنُ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَیْسٍ عَنْ أَبِیْ بَكْرَةَ.

علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان واقع ہوئیں تو ابوبکرہ رضی اللہ عنہ صحابی مجھ کو سامنے آئے سو کہا کہ تو کہاں کا ارادہ کرتا ہے؟ میں نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی یعنی علی رضی اللہ عنہ کی مدد کا ارادہ کرتا ہوں تو ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان ایک دوسرے کا سامنا کریں تلواریں لے کر تو قتل کرنے والا اور جو قتل ہوا دونوں دوزخیوں میں سے ہیں تو کسی نے پوچھا کہ بھلا قتل کرنے والا تو اس واسطے دوزخی ہوا کہ ظالم تھا مگر کیا حال ہے اس کا جو قتل ہوا؟ یعنی اس کا کیا گناہ ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بھی اپنے ساتھی کے مارنے کا ارادہ رکھتا تھا یعنی اس کا قابو نہ ہوا نہیں تو ضرور مارتا اور کہا حماد بن زید نے الخ یعنی عمرو بن عبید نے خطا کی ہے اس میں کہ اس نے احنف کو حسن اور ابوبکرہ کے درمیان سے حذف کر دیا ہے۔

حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بِهٰذَا وَقَالَ مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ حَدَّثَنَا أَیُّوْبُ وَیُوْنُسُ وَهِشَامٌ وَمُعَلَّى بْنُ زِیَادٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَحْنَفِ عَنْ أَبِیْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَیُّوْبَ وَرَوَاهُ بَكَّارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ أَبِیْ بَكْرَةَ وَقَالَ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِیِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ أَبِیْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یَرْفَعْهُ سُفْیَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ.

حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن حرب نے الخ یعنی اس نے بھی یہ حدیث احنف کے واسطے سے روایت کی اور کہا مؤمل نے بھی اس حدیث کو ان چار راویوں سے احنف کے واسطہ سے روایت کیا ہے اور روایت کیا ہے اس کو معمر نے ایوب سے اور بکار نے ابوبکرہ سے اور غندر نے شعبہ سے اس نے منصور سے اس نے ربعی سے اس نے ابوبکرہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہیں مرفوع کیا ہے سفیان نے منصور سے بلکہ موقوف بیان کیا ہے۔

فائدہ: اختلاف ہے اس حدیث کے معنی میں سو بعض نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ دونوں دوزخ کے مستحق

ہوتے ہیں لیکن ان کا کام اللہ کی سپرد ہے اگر چاہے گا تو ان کو عذاب کر کے دوزخ سے نکالے گا جیسے اور موحدین کو اور اگر چاہے گا تو ان کو بالکل معاف کر دے گا اور عذاب بالکل نہ کرے گا اور بعض نے کہا کہ وہ محمول ہے اس پر جو اس کو حلال جانے اور نہیں حجت ہے اس میں خارجیوں وغیرہ کے واسطے جو قائل ہیں کہ گنہگار لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اس واسطے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ آگ میں ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے جو نہیں دیکھتا لڑنے کو فتنے میں اور وہ لوگ وہ ہیں جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائیوں میں شریک نہ ہوئے مانند سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما وغیرہ اصحاب کی اور جمہور اصحاب اور تابعین کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہے مدد کرنا حق کی اور لڑنا باغیوں سے اور حمل کیا ہے انہوں نے حدیثوں کو جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں اس پر جو لڑنے سے ضعیف ہو یا حق کے پہچاننے سے اس کی نظر قاصر ہو اور اتفاق ہے اہل سنت کا اس پر کہ نہیں جائز ہے طعن کرنا کسی ایک پر اصحاب سے بہ سبب ان لڑائیوں کے کہ واقع ہوئیں درمیان ان کے اگرچہ ان میں سے حق والا پہچانا جائے اس واسطے کہ نہیں لڑے وہ ان لڑائیوں میں مگر اجتہاد سے اور البتہ اللہ نے معاف کیا ہے جو اجتہاد میں خطا کرے بلکہ ثابت ہو چکا ہے کہ جو اجتہاد میں خطا کرے اس کو ایک ثواب ملتا ہے اور جو ٹھیک بات کو پا جائے اس کو دوہرا ثواب ملتا ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے وعید کو جو اس حدیث میں مذکور ہے اس پر جو لڑے بغیر تاویل جائز کے بلکہ واسطے مجرد طلب ملک کے اور البتہ روایت کی بزار نے بیچ حدیث قاتل اور مقتول کے زیادتی جو بیان کرتی ہے مراد کو اور وہ یہ ہے کہ جب تم دنیا پر لڑو تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں ہیں اور یہ جو کہا کہ وہ اپنے ساتھی کے مارنے پر حریص تھا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جس نے کہا کہ مجرد قصد اور نیت پر مؤاخذہ ہوتا ہے اگرچہ نہ واقع ہو فعل اور جواب دیا ہے اس نے جو اس کا قائل نہیں ساتھ اس کے کہ اس میں فعل ہے اور وہ سامنا کرنا ہے ہتھیاروں سے اور واقع ہونا لڑائی کا اور قاتل اور مقتول دونوں کے دوزخ میں ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں ایک مرتبے میں ہوں اور اس مسئلہ کی بحث کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور کہا ہے علماء نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ کہ اختیار کیا ہے باب افتعال کو شر میں اس واسطے کہ وہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ ضروری ہے اس میں ہونا فعل کا برخلاف نیکی کے اس واسطے کہ ثواب ملتا ہے اس پر مجرد نیت سے اور تائید کرتی ہے اس کو یہ حدیث کہ البتہ اللہ نے معاف کر دیا ہے میری امت سے جو خطرے کہ ان کے دل میں گزرتے ہیں جب تک کہ نہ عمل کریں ساتھ اس کے یا نہ بولیں اور حاصل یہ ہے کہ اس کے تین مرتبے ہیں ایک ہم مجرد ہے سو اس پر ثواب ملتا ہے اور نہیں مؤاخذہ ہوتا دوسرا قرین ہونا فعل کا ہے ساتھ قصد کے اور اس پر بالاتفاق مؤاخذہ ہوتا ہے تیسرا عزم ہے اور اس میں نزاع ہے۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ الْأَمْرُ إِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ
کس طرح ہے امر جب کہ نہ ہو جماعت

فائدہ: یعنی کیا کرے مسلمان اختلاف کی حالت میں پہلے اس سے کہ واقع ہو اجماع کسی خلیفے پر۔

٦٥٥٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِيْ بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْحَضْرَمِيُّ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيَّ أَنَّهٗ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُوْلُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهٗ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُّدْرِكَنِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَّشَرٍّ فَجَآءَ نَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهٗ قَالَ قَوْمٌ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِيْ إِنْ أَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ.

٦٥٥٧۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ حضرت ﷺ سے نیکی کا حال پوچھتے تھے اور میں بدی کا حال پوچھتا تھا اس ڈر سے کہ مجھ کو پائے تو میں نے کہا یا حضرت! بے شک ہم جاہلیت اور بدی میں تھے سو اللہ تعالیٰ یہ خیر ہمارے پاس لایا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی بدی ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے کہا اور کیا پھر اس بدی کے بعد بھی کوئی بھلائی ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں اور اس میں دخان اور میل ہوگا یعنی جو نیکی کہ بدی کے بعد آئے گی وہ بھلائی خالص نہ ہوگی بلکہ اس میں کدورت ہوگی میں نے کہا اور کیا ہے میل اس کا؟ فرمایا راہ چلیں گے بغیر میری راہ کے یعنی میرے طریقے پر نہ چلیں گے تو ان کے بعض عملوں کو بھلا جانے گا اور بعض عملوں کو برا جانے گا یعنی بعض کام موافق شرع کے کریں گے اور بعض مخالف شرع کے میں نے کہا کیا اس بھلائی کے بعد اور کچھ بدی بھی ہوگی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں، دوزخ کے دروازوں پر بلانے والے ہوں گے جو ان کا کہا مانے گا اس کو اس میں ڈال دیں گے میں نے کہا یا حضرت! ہمارے واسطے ان کی تعریف بیان کیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہماری قوم میں سے اور ہمارے ہم زبان ہوں گے میں نے کہا سو آپ مجھ کو کیا حکم کرتے ہیں اگر مجھ کو یہ وقت پا جائے؟ فرمایا کہ لازم پکڑ ساتھ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کا میں نے کہا اگر ان کے واسطے کوئی جماعت اور امام نہ ہو تو پھر کیا حکم ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان سب فرقوں سے الگ ہو جا اور گوشہ گیری کر اگرچہ کسی درخت کی جڑ کو دانت سے پکڑے

یعنی اگرچہ ہو گوشہ گیری ساتھ دانت مارنے کے درخت سے
پس نہ عدول کر اس سے یہاں تک کہ تجھ کو موت پائے اور
حالانکہ تو اسی پر ہو۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ ہم جاہلیت اور بدی میں تھے تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ اسلام کے پہلے تھی کفر سے اور ایک دوسرے کے قتل کرنے اور لوٹنے سے اور بے حیایوں کے لانے سے اور قول اس کا سو اللہ ہمارے پاس یہ خبر لایا یعنی ایمان اور امن اور اصلاح حال کی اور بچنا بے حیایوں سے اور مراد ساتھ بدی کے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی فتنے فسادوں سے بعد قتل ہونے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور لگا تار یا جو مرتب ہوگا اس پر آخرت کے عذاب سے اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اس میں میل ہوگا یعنی ان کے دل آپس میں صاف نہ ہوں گے ایک دوسرے سے کینہ اور بغض رکھیں گے اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہماری قوم میں سے ہوں گے یعنی عرب سے اور بعض نے کہا بنی آدم سے اور بعض نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ ظاہر میں ہمارے دین پر ہوں گے اور باطن میں مخالف ہوں گے اور کہا عیاض نے کہ مراد ساتھ شر اول کے وہ فتنے ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد واقع ہوئے اور مراد ساتھ خیر کے وہ ہے جو اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں واقع ہوئے اور مراد ساتھ ان کے جن کو پہچانے گا اور انکار کرے گا وہ حاکم ہیں جو اس کے بعد ہوں گے اس واسطے کہ بعض ان میں سے سنت اور عدل کے ساتھ تمسک کرتے تھے اور بعض ظلم کرتے تھے اور بدعت کی طرف بلاتے تھے، میں کہتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ شر اول کے فتنے ہیں جن کی طرف اس نے اشارہ کیا اور مراد ساتھ خیر کے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی جمع ہونے سے ساتھ علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے اور مراد دخن سے وہ چیز ہے جو ان کے زمانے میں بعض حاکم تھے مانند زیاد کی عراق پر اور خلاف خارجیوں کا اور مراد ساتھ بلانے والوں کے دوزخ پر جس نے طلب کیا ملک کو خوارج وغیرہ سے اور اسی طرف اشارہ ہے کہ لازم پکڑ مسلمانوں کی جماعت کو اور ان کے امام کو اگرچہ ظالم ہو اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تو اسی پر ہو یعنی اسی طرح دانت مارے ہو یعنی لازم پکڑ مسلمانوں کی جماعت کو اور ان کے حاکموں کی اطاعت کو اگرچہ نافرمانی کریں کہا بیضاوی نے کہ جب زمین میں کوئی خلیفہ نہ ہو تو لازم ہے تجھ پر گوشہ گیری کرنا اور صبر کرنا زمانے کی شدت پر اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں حجت ہے واسطے جماعت فقہاء کے کہ واجب ہے لازم پکڑنا مسلمانوں کی جماعت کو اور نہ خروج کرنا ظالم حاکموں پر اس واسطے کہ اخیر فرقے کو وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور نہیں ہوں گے وہ مگر ناحق پر اور باوجود اس کے جماعت کے لازم پکڑنے کا حکم کیا کہا طبری نے کہ اختلاف ہے اس امر میں اور جماعت میں سو ایک قوم نے کہا کہ امر واسطے وجوب کے ہے اور جماعت سواد اعظم ہے اور بعض نے کہا کہ مراد جماعت سے خاص اصحاب ہیں نہ جو ان کے بعد ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ ان کے اہل علم ہیں اس واسطے کہ اللہ نے ان کو خلق پر

حجت ٹھہرایا ہے اور باقی سب لوگ ان کے تابع ہیں دین کے کام میں کہا طبری نے صواب یہ ہے کہ مراد حدیث میں وہ جماعت ہے جو جمع ہوئی ہوں ایک شخص کے حاکم بنانے پر یعنی سب نے اتفاق کر کے ایک شخص کو حاکم بنایا سو جس نے اس کی بیعت نہ کی وہ جماعت سے خارج ہوا اور اس حدیث میں ہے کہ جب لوگوں کے واسطے کوئی امام نہ ہو اور لوگ گروہ گروہ ہو جائیں تو ان میں سے کسی کی پیروی نہ کرے اور اگر ہو سکے تو سب سے الگ رہے واسطے خوف واقع ہونے کے فتنے میں اور اسی پر محمول ہے جو آیا ہے سب حدیثوں میں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث میں حکمت اللہ کی ہے اپنے بندوں میں کس طرح قائم کیا ہر ایک کو ساتھ اس چیز کے کہ چاہے سو محبوب کیا طرف اکثر اصحاب کے سوال کرنا وجوہ خیر سے تاکہ عمل کریں ساتھ اس کے اور پہنچائیں اپنے غیروں کو اور اس میں کشادہ ہونا حضرت ﷺ کے سینے کا ہے اور پہچانا حکم کی سب وجوہات کو یہاں تک کہ جواب دیتے تھے ہر سائل کو مناسب اس کے اور اس میں ہے کہ جو چیز کسی کو محبوب ہو وہ اس میں غیر سے فائق ہوتا ہے اسی واسطے حذیفہ رضی اللہ عنہ صاحب سر تھے کہ ان کے سوا اس کو کوئی نہ جانتا تھا یہاں تک کہ منافقوں کے نام اور بہت امر آئندہ کے ان کو معلوم تھے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ ادب تعلیم سے ہے یہ کہ سکھلائے شاگرد کو انواع علوم کے جس کی طرف وہ مائل ہو علوم مباح سے اس واسطے تاکہ جلدی اس کی سمجھ میں آ جائے اور یہ کہ جو چیز نیکی کی طرف راہ بتلائے اس کا نام خیر رکھا جاتا ہے اور اس کے عکس اور اس سے لی جاتی ہے مذمت اس شخص کی جس نے ٹھہرائی ہے دین کے واسطے اصل برخلاف کتاب اور سنت کے اور ٹھہرایا ہے کتاب اور سنت کو فرع اس اصل کی جو انہوں نے نئی نکالی ہے اور اس میں واجب ہونا ہر باطل چیز کا ہے اور ہر چیز کا جو ہدایت نبوی کے مخالف ہو خواہ کسی نے کہا ہو شریف نے یا خسیس نے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يُكَثِّرَ سَوَادَ الْفِتَنِ وَالظُّلْمِ

جو برا جانتا ہے کہ بہت کرے فتنے اور ظلم والوں کی جماعت کو

فائدہ: مراد سواد سے اشخاص ہیں یعنی اہل فتنہ کو بڑھائے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کسی قوم کی جماعت کو بہت کرے تو وہ انہیں میں سے ہے۔

٦٥٥٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ قُطِعَ عَلٰى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيْهِ فَلَقِيْتُ عِكْرِمَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَنَهَانِيْ أَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أُنَاسًا مِّنَ

٦٥٥٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ مسلمان لوگ کافروں کے ساتھ تھے کافروں کے گروہ کو بڑھاتے تھے حضرت ﷺ پر سو تیر آتا جو مارا جاتا سو ان میں سے کسی کو لگتا اور اس کو قتل کرتا یا اس کو مارتا سو اس کو قتل کرتا تو اللہ نے یہ آیت اُتاری کہ بے شک جن لوگوں کو فرشتوں نے مارا یعنی ان کی روح قبض کی اس حال میں کہ اپنی جان پر ظلم

الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ يُكَثِّرُوْنَ سَوَادَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتِي السَّهْمُ فَيُرْمٰى فَيُصِيْبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهٗ أَوْ يَضْرِبُهٗ فَيَقْتُلُهٗ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِيْ أَنْفُسِهِمْ﴾.

کرنے والے تھے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا اس کو مارتا ہے تو یہ معطوف ہے حیاتی پر یعنی اس کو قتل کرتا یا ساتھ تیر کے یا ساتھ تلوار کے اور اس حدیث میں خطا بیان کرنا ہے اس کی جو نافرمانی کرنے والوں کے درمیان ٹھہرے اپنے اختیار سے نہ واسطے قصد صحیح کے اور وہ یہ ہے کہ مثلا ان پر انکار کرے یا امیدوار ہو کہ کسی مسلمان کو ہلاکت سے چھڑائے گا اور یہ کہ جو ہجرت پر قادر ہو وہ معذور نہیں ہے جیسا کہ واقع ہوا ان لوگوں کے واسطے جو مسلمان ہوئے تھے اور کافروں نے ان کو ہجرت کرنے سے منع کیا پھر جنگ میں کافروں کے ساتھ نکلے تھے نہ اس قصد سے کہ مسلمانوں سے لڑیں بلکہ اس وہم کے واسطے کہ مسلمانوں کی آنکھوں میں کافر بہت معلوم ہوں پس حاصل ہوا مؤاخذہ واسطے ان کے ساتھ اس کے سو عکرمہ نے دیکھا کہ جو نکلے ساتھ اس لشکر کے جو مسلمانوں سے لڑے تو وہ گنہگار ہوتا ہے اگرچہ نہ لڑے نہ نیت ہو۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا بَقِيَ فِيْ حُثَالَةٍ مِّنَ النَّاسِ

جب کہ باقی رہ جائے مسلمان کوڑ ناقص لوگوں میں تو کیا کرے؟

٦٥٥٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَّفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقٰى

٦٥٥٩۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دو حدیثیں بیان کیں ایک تو میں نے دیکھ لی اور دوسری کا منتظر ہوں اول یہ کہ ہم کو حدیث بیان کی کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ میں اتری یعنی ان کی پیدائشی بات ہے پھر جانی انہوں نے فضیلت اس کی قرآن سے پھر معلوم کی سنت سے یعنی ظاہر اور باطن سے امانت دار ہوگئی اور دوسری حدیث ہم سے امانت کے جاتے رہنے کی بیان کی سو فرمایا کہ سوئے گا مرد ایک نیند سو اٹھا لی جائے گی امانت داری اس کے دل سے تو ہو جائے گا اس کا نشان جیسے آنکھ کا آبلہ یعنی مدہم داغ پھر سوئے گا ایک نیند سو اٹھا لی جائے گی امانت داری اس

فِيهَا أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ وَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ فَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ فَيُقَالُ إِنَّ فِي بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا أَمِيْنًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا أَعْقَلَهُ وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ وَمَا فِي قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيْمَانٍ وَلَقَدْ أَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَلَا أُبَالِيْ أَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامُ وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيْهِ وَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا.

کے دل سے سو ہو جائے گا اس کا نشان آبلہ کی طرح جیسے تو چنگاڑی کو اپنے پاؤں پر ڈھلکائے سو اس پر آبلہ پڑ جائے سو وہ تجھ کو پھولا ہوا دکھائی دے گا حالانکہ اس میں کچھ نہیں پھر لوگ خرید وفروخت کریں گے اور نہیں قریب کہ کوئی بھی امانت کو ادا کرے یہاں تک کہ کہا جائے کہ فلاں کی اولاد میں ایک امانت دار مرد ہے یہاں تک کہ پہنچے گی کہ کہا جائے گا آدمی کے حق میں کہ فلانا شخص کیا خوب دلاور ہے کیا لطیف اور ظریف ہے کیا خوب عقلمند ہے اور حالانکہ اس کے دل میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان نہیں۔

فائدہ: یعنی امانت داری دم بدم کم ہوتی جائے گی آخر کو یہ حال ہو جائے گا کہ نامی اور مشہور لوگ جن کی لوگ تعریف کریں گے ان کی بھی نیت بدل جائے گی کچھ امانت داری ان کے دل میں نہ رہے گی۔

تنبیہ: اور البتہ مجھ پر ایک زمانہ آیا اور میں کچھ پرواہ نہ کرتا تھا کہ میں کسی شخص سے خرید وفروخت کروں اگر مسلمان ہوتا تو اس کا اسلام مجھ پر پھیرتا اور اگر کوئی نصرانی ہوتا تو اس کا حاکم اس کو مجھ پر پھیرتا اور آج تو میں نہیں خرید وفروخت کرتا مگر فلاں فلاں شخص سے یعنی ان کو ان لوگوں میں وجود امانت کا وثوق تھا اس واسطے ہر آدمی سے سودا کرتے تھے بغیر بحث کرنے کے حال اس کے سے پھر جب لوگوں میں خیانت ظاہر ہوئی تو نہ سودا کرتے تھے مگر اس سے جس کا حال پہچانتے، اور اس حدیث میں اشارہ ہے کہ پہلے لوگ قرآن کو سیکھتے تھے پھر سنت کو اور قول اس کا کہ میں دوسری کا منتظر ہوں یعنی امانت کا بالکل اٹھ جانا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گا موصوف امانت کے مگر شاذ ونادر یعنی سب لوگوں سے امانت اٹھ جائے گی مگر نادر لوگوں سے اور نہیں مخالف ہے اس کو قول حذیفہ رضی اللہ عنہ کا جو حدیث کے اخیر میں ہے اس واسطے کہ وہ نسبت پہلے زمانے کے لوگوں کے ہے یعنی بہ نسبت پہلے زمانے کی ان لوگوں میں امانت داری کم تر ہے اور قول اس کا اگر مسلمان ہوتا، الخ یعنی اگر کسی نے خیانت کی اور سودے میں دغا سے میرا حق لیا سو اگر مسلمان ہوگا تو اسلام کے لحاظ سے میرا حق پھیر دے گا اور اگر نصرانی ہوگا تو اس کا حکم جو مسلمان ہے میرا حق اس سے دلا دے گا اور گویا یہ جواب ہے سوال کا اور سوال یہ ہے کہ خیانت ہمیشہ سے موجود ہے اس واسطے کہ اس وقت میں کافر بھی موجود تھے اور کافر لوگ خیانت کرنے والے ہیں سو اس کا یہ جواب دیا جو

مذکور ہوا اور یہ جو کہا کہ البتہ مجھ پر ایک زمانہ آیا، الخ تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ امانت میں نقص اس زمانے سے شروع ہوا اور امانت سے مراد وہ چیز ہے جو چھپی ہو اور نہ جانتا ہو اس کو مگر اللہ مکلّف سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فرائض ہیں جن کا حکم ہوا اور جن سے منع ہوا اور بعض نے کہا کہ وہ بندگی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ تکالیف ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے عہد میثاق ہے اور یہ اختلاف واقع ہوا ہے بیچ تفسیر امانت کے جو مذکور ہے آیت میں ﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ﴾ الآیۃ اور ابن عربی نے کہا کہ مراد امانت سے حدیث میں ایمان ہے سو جب دل میں قرار پکڑے تو قائم ہوتا ہے ساتھ مامور کے اور باز رہنے کے ممنوع چیز سے اور تحقیق اس کی اس چیز میں کہ ذکر کی گئی ہے امانت کے اٹھ جانے سے کہ بدیاں ایمان کو ہمیشہ ضعیف کرتی ہیں یہاں تک کہ جب ضعف انتہا کو پہنچتا ہے تو نہیں باقی رہتا مگر اثر ایمان کا اور وہ زبان سے اقرار کرتا ہے اور اعتقاد ضعیف بیچ ظاہر دل کے سو تشبیہ دی اس کو ساتھ اثر کے بیچ ظاہر بدن کے اور کفایت کی ضعف ایمان سے ساتھ نبیذ کے اور بیان کی مثال واسطے دور ہونے ایمان کے دل سے حال میں ساتھ دور ہونے چنگاڑی کے پاؤں سے یہاں تک کہ واقع ہو زمین میں اور جو بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے وہ لفظ حدیث کا ہے جو روایت کی طبری نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ! تو کیا کرے گا جب کہ تو رہ جائے گا کوڑ ناقص لوگوں میں جن کے عہد و پیان اور امانت داریاں بگڑ جائیں گے اور ان میں پھوٹ پڑ جائے گی تو وہ لوگ اس طرح ہو جائیں گے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اختلاف کی مثال دی اپنے دونوں ہاتھ کی انگلیاں قینچی کر کے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! سو اس وقت کیا کروں؟ فرمایا کہ خاص اپنے حال پر متوجہ ہونا اور عام لوگوں کو ان کے حالات پر چھوڑ دینا کہا ابن بطال نے کہ بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا اور نہیں داخل کیا اس کو باب میں اس واسطے کہ اس کی شرط پر نہیں پس داخل کیا ان کے معنوں کو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ، میں کہتا ہوں اور جمع ہوتی ہے یہ حدیث ساتھ اس کے بیچ کم ہونے امانت کے اور نہ وفا کرنے کے ساتھ عہد و پیان کے اور شدت اختلاف کے۔ (فتح)

بَابُ التَّعَرُّبِ فِي الْفِتْنَةِ — فتنے فساد کے وقت جنگلوں میں جا رہنا

فائدہ: اور وہ یہ ہے کہ انتقال کرے مہاجر اپنی ہجرت کے شہر میں پس جنگل میں جا رہے سو ہجرت کے بعد پھر گنوار ہو جائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت یہ حرام تھا مگر یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اجازت دیں اور مقید کیا اس کو ساتھ فتنے کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے اجازت سے وقت اترنے فتنے کے جیسا کہ باب کی دوسری حدیث میں ہے اور بعض نے کہا کہ منع کیا جائے لیکن سلف کو اس میں اختلاف ہے بعض نے تو سلامتی اور گوشہ گیری کو اختیار کیا ہے اور بعض نے کہا کہ لڑائی کرے اور یہ قول جمہور کا ہے۔ (فتح)

٦٥٦٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ فَقَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ ارْتَدَدْتَ عَلَى عَقِبَيْكَ تَعَرَّبْتَ قَالَ لَا وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِيْ فِي الْبَدْوِ وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ خَرَجَ سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ إِلَى الرَّبَذَةِ وَتَزَوَّجَ هُنَاكَ امْرَأَةً وَوَلَدَتْ لَهُ أَوْلَادًا فَلَمْ يَزَلْ بِهَا حَتّٰى قَبْلَ أَنْ يَّمُوْتَ بِلَيَالٍ فَنَزَلَ الْمَدِيْنَةَ.

٦٥٦٠۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حجاج پر داخل ہوا یعنی جب کہ حجاج حجاز کا حاکم ہوا بعد قتل کرنے ابن زبیر کے اور مکے سے مدینے میں گیا سو کہا کہ اے اکوع کے بیٹے! کیا تو مرتد ہو گیا ہے تو نے جنگل میں جگہ پکڑی ہے؟ اس نے کہا نہیں لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اجازت دی جنگل میں رہنے کی اور یزید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم شہید ہوئے تو نکلا سلمہ رضی اللہ عنہ طرف ربذہ کی کہ ایک جگہ ہے جنگل میں درمیان مکے اور مدینے کے اور وہاں ایک عورت سے نکاح کیا اور اس نے اس کے واسطے اولاد جنی سو ہمیشہ رہا اس میں یہاں تک کہ مرنے سے پہلے چند روز آیا اور مدینے میں اترا یعنی اور مدینے میں آ کر فوت ہوا۔

فائدہ: یہ جو کہا کیا تو مرتد ہو گیا ہے تو یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف کہ آئی ہے کہ ہجرت کے بعد پھر جنگل میں جا رہنا کبیرہ گناہ ہے اور کہا ابن اثیر نے کہ جو ہجرت کرنے کے بعد بغیر عذر کے اپنی جگہ کی طرف پھر جاتا اس کو مرتد شمار کرتے تھے اور یہ حجاج نے بڑی بے ادبی کی کہ ایسے برے لفظ سے اس کو خطاب کیا پہلے اس سے کہ اس کا عذر معلوم کرے اور بعض نے کہا کہ حجاج اس کے قتل کا ارادہ کرتا تھا سو اس نے ایسی وجہ بیان کی جس سے وہ قتل کا مستحق ہو جائے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مہاجر ہی ہو جس جگہ رہو گے۔ (فتح)

٦٥٦١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ أَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَّتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ.

٦٥٦١۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ہے کہ مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پھرے گا چرانے کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور پانی برسنے کے مقامات پر اپنا دین لے کر بھاگے گا فتنے فسادوں کے سبب سے یعنی فساد کے وقت گوشہ گیری بہتر ہے کہ لوگوں کے ملنے سے ایسے وقت میں ایمان سلامت نہیں رہتا تو بکریاں چرا کر کھانا بہتر ہے۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ذکر کرنے اس حدیث کے کہ سلمہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی اسی پر محمول ہے اس واسطے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو فتنے فساد واقع ہوئے تو سلمہ رضی اللہ عنہ نے گوشہ گیری کی اور ربذہ میں جا رہے

اور وہاں نکاح کیا اور ان لڑائیوں میں شریک نہ ہوئے اور حق حمل کرنا عمل سب اصحاب کا سداد پر ہے سو جس نے ہتھیار پہنے اس کے واسطے دلیل ظاہر ہوئی واسطے ثابت ہونے ساتھ لڑنے امر کے ساتھ لڑنے کے باغی گروہ سے اور اس کو اس پر قدرت تھی اور جو بیٹھا نہ ظاہر ہوا اس کے واسطے کہ دونوں سے کون گروہ باقی ہے جب کہ اس کو لڑائی کی قدرت نہ تھی اور البتہ واقع ہوا ہے خزیمہ رضی اللہ عنہ کے واسطے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور باوجود اس کے نہ لڑتا تھا سو جب عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس وقت لڑا اور یہ حدیث بیان کی کہ ہائے عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر فضیلت گوشہ گیری کے جس کو اپنے دین کا خوف ہو اور اختلاف کیا ہے سلف نے اصل گوشہ گیری میں سو کہا جمہور نے کہ لوگوں میں رہنا بہتر ہے اس واسطے کہ اس میں حاصل کرنا دینی فائدوں کا ہے واسطے قائم ہونے کے ساتھ شعائر اسلام کے اور بڑھانے جماعت مسلمانوں کے اور پہنچانے انواع خیر کے طرف ان کی مدد اور فریاد رسی اور بیمار پرسی وغیرہ سے اور ایک قوم نے کہا کہ گوشہ گیری بہتر ہے واسطے تحقیق ہونے سلامتی کے بیچ اس کے بشرط معرفت اس چیز کے کہ متعین ہوا اور کہا نووی رحمہ اللہ نے مختار فضیلت آدمیوں میں رہنے کی ہے اس کے واسطے جس کو گمان غالب نہ ہو کہ وہ گناہ میں پڑ جائے گا اور اگر امر مشکل ہو تو گوشہ گیری افضل ہے اور بعض نے کہا کہ مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص کے سو بعض پر ایک امر واجب ہوتا یا راجح اور نہیں ہے کلام اس میں بلکہ جب دونوں جانب مساوی ہو سو مختلف ہے ساتھ اختلاف احوال کے اور اگر معارض ہوں تو مختلف ہیں ساتھ اختلاف اوقات کے سو جس پر لوگوں میں رہنا لازم ہے وہ ہے جس کو قدرت ہو اوپر دور کرنے برے کام کے سو اس پر لوگوں میں رہنا فرض عین ہے یا کفایہ بحسب حال اور امکان کے اور راجح ہے اس کے حق میں جس کو گمان غالب ہو کہ وہ سلامت رہے گا جب کہ قائم ہوگا امر بالمعروف میں اور جس کے حق میں مساوی ہے وہ ہے جس کو اپنے نفس پر امن حاصل ہو اور یہ اس وقت جب کہ فتنہ عام نہ ہو اور اگر فتنہ واقع ہو تو راجح ہے گوشہ گیری اس واسطے کہ ایسے وقت غالبًا آدمی گناہ میں پڑ جاتا ہے اور کبھی واقع ہوتی ہے عقوبت ساتھ فتنہ والوں کے پس عام ہوتی ہے اس کو جو اس کے اہل سے نہ ہو۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ — فتنوں سے پناہ مانگنا

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اس کے مشروع ہونے میں رد ہے اس پر جو کہتا ہے کہ اللہ سے فتنہ مانگو اس واسطے کہ اس میں منافقوں کا ہلاک ہونا ہے اور کتاب الدعوات میں چند باب گزر چکے ہیں واسطے پناہ مانگنے کے چند چیزوں سے انہیں میں ہے پناہ مانگنا مال کے فتنے سے اور محتاجی کے فتنے سے اور نکمی عمر کے فتنے سے اور دنیا کے فتنے سے اور آگ کے فتنے سے اور سوائے اس کے کہا علماء نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا اس کے مشروع کرنے کا اپنی امت کے واسطے۔ (فتح)

۶۵۶۲۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا

۶۵۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے

هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَحْفَوْهُ بِالْمَسْأَلَةِ فَصَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْمِنْبَرَ فَقَالَ لَا تَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُ لَكُمْ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَأْسَهٗ فِيْ ثَوْبِهٖ يَبْكِيْ فَأَنْشَأَ رَجُلٌ كَانَ إِذَا لَاحٰى يُدْعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ أَبِيْ فَقَالَ أَبُوْكَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْفِتَنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ إِنَّهٗ صُوِّرَتْ لِيَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتّٰى رَأَيْتُهُمَا دُوْنَ الْحَائِطِ فَكَانَ قَتَادَةُ يَذْكُرُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عِنْدَ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَآءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾.

حضرت ﷺ سے سوال کیا یہاں کہ آپ کو سوال سے گھیرا یعنی حضرت ﷺ کو لپٹ گئی تو حضرت ﷺ ایک دن منبر پر چڑھے سو فرمایا کہ جو کچھ مجھ سے پوچھو گے تم کو بتلا دوں گا تو میں نے دائیں بائیں دیکھنا شروع کیا تو میں نے دیکھا کہ ہر آدمی کپڑے میں سر ڈالے روتا ہے سو شروع کیا کلام کرنا ایک مرد نے جو جھگڑے کے وقت اپنے باپ کے سوا اور کی طرف نسبت کیا جاتا تھا یعنی اس کو اپنے باپ کا بیٹا نہ کہتے تھے تو اس نے کہا یا حضرت! میرا باپ کون ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ ہے پھر شروع کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کلام کرنا سو کہا کہ ہم راضی ہیں اللہ کی الوہیت سے اور اسلام کے دین سے اور حضرت ﷺ کی پیغمبری سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں فتنوں کی بدی سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں دیکھا میں نے کوئی دن نیکی بدی میں کبھی جیسے آج کا دن ہے بے شک شان یہ ہے کہ بہشت اور دوزخ کی صورت میرے سامنے لائی گئی یہاں تک کہ میں نے ان کو دیکھا دیوار سے یعنی اپنے اور دیوار کے درمیان، کہا قتادہ رحمہ اللہ نے کہ ذکر کی جاتی ہے یہ حدیث نزدیک اس آیت کے کہ اے لوگو! نہ پوچھو ان چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر کی جائیں تو تم کو بری لگیں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کی ماں نے کہا کہ کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اوپر اس کے کہ تو نے اپنے باپ کا نام پوچھا اس نے کہا کہ میں نے چاہا کہ میں معلوم کروں کہ میرا باپ کون ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عَبَّاسٌ النَّرْسِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ كُلُّ رَجُلٍ لَافًّا رَأْسَهٗ فِيْ ثَوْبِهٖ يَبْكِيْ وَقَالَ عَآئِذًا بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْفِتَنِ أَوْ قَالَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ان سے یہ حدیث بیان کی اور کہا کہ ہر مرد اپنا سر اپنے کپڑے میں لپیٹے روتا ہے اور کہا کہ میں کہتا ہوں اس حال میں کہ اللہ کی پناہ مانگتا ہوں فتنوں کی بدی سے یا فرمایا کہ میں پناہ مانگتا ہوں فتنوں کی بدی سے۔

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سَوْأَى الْفِتَنِ.

فائدہ: اور اس حدیث کی باقی شرح کتاب الاعتصام میں آئے گی۔ (فتح)

وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ وَمُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ عَآئِذًا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الْفِتَنِ.

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں یہ ہے کہ میں یہ کہتا ہوں اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں فتنوں کے شر سے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفِتْنَةُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ

فتنہ پورب کی طرف سے ہوگا

٦٥٦٣۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَامَ إِلٰى جَنْبِ الْمِنْبَرِ فَقَالَ الْفِتْنَةُ هَا هُنَا الْفِتْنَةُ هَا هُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ أَوْ قَالَ قَرْنُ الشَّمْسِ.

۶۵۶۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر کے پہلو میں کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ فتنہ اس طرف سے ہوگا فتنہ فساد اس جانب سے ہوگا جس طرف سے شیطان کا سینگ یا فرمایا سورج کا سینگ نکلتا ہے۔

فائدہ: مراد شیطان کے سینگ سے سورج ہے اور مراد سورج کے سینگ سے خود سورج ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنہ اس طرف سے پیدا ہوگا اور اشارہ کیا طرف مشرق کی اور ایک روایت میں ہے کہ فتنے فساد کی زمین اس طرف ہے اور اشارہ کیا طرف مشرق کی جس جگہ شیطان کا سینگ یعنی آفتاب نکلتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تین بار فرمایا۔ (فتح)

٦٥٦٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ يَقُوْلُ أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

۶۵۶۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے اور حالانکہ مشرق کی طرف منہ کیے تھے خبردار ہو بے شک فتنہ اس جانب سے ہوگا جس جگہ سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔

٦٥٦٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ

۶۵۶۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! برکت دے ہم کو ہماری شام میں الٰہی!

ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا فَأَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

برکت دے ہم کو ہمارے یمن میں لوگوں نے کہا کہ ہمارے نجد کے واسطے بھی برکت کی دعا کیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی! برکت دے ہم کو ہمارے شام میں الٰہی! برکت دے ہم کو ہمارے یمن میں لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد کے واسطے بھی دعا کیجیے سو میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ نے تیسری بار میں فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے فساد ہوں گے اور اس جانب سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ حضرت ﷺ نے مشرق والوں کے واسطے دعا نہ کی تاکہ ضعیف ہوں اس فساد سے جو رکھا گیا ہے ان کی جہت میں واسطے غالب ہونے شیطان کے ساتھ فتنوں کے اور یہ جو فرمایا سینگ شیطان کا تو کہا داؤدی نے کہ سورج کے واسطے حقیقۃً سینگ ہے اور احتمال ہے کہ مراد قرن سے شیطان کی قوت ہو کہ جس کے ساتھ گمراہ کرنے پر مدد لیتا ہے اور یہ احتمال اوجہ ہے اور بعض نے کہا کہ شیطان اپنے سر کو سورج کے ساتھ جوڑتا ہے وقت چڑھنے اس کے کے تاکہ سورج پرستوں کا سجدہ اس کے واسطے واقع ہو اور احتمال ہے کہ سورج کے واسطے شیطان ہو کہ سورج اس کے دونوں سینگوں میں نکلتا ہو کہا خطابی نے کہ قرن ایک زمانے کے لوگوں کا نام ہے جو پیدا ہوتے ہیں بعد فنا ہونے اگلوں کے اور اس کے غیر نے کہا کہ مشرق والے اس وقت کافر تھے سو خبر دی حضرت ﷺ نے کہ فساد اس طرف سے ہوگا سو جس طرح حضرت ﷺ نے فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا اور اول فتنہ مشرق کی جانب سے پیدا ہوا اور ہوا وہ سبب مسلمانوں کی پھوٹ کا اور اس کو شیطان چاہتا تھا اور اس سے خوش ہوتا ہے اور اسی طرح بدعتیں بھی اسی جانب سے پیدا ہوئیں اور نجد مشرق کی جانب میں ہے سو مدینے والوں کا نجد عراق کا جنگل ہے اور وہ مدینے والوں کا مشرق ہے اور نجد کہتے ہیں اونچی زمین کو اور وہ خلاف غور کے ہے اور تہامہ غور یعنی گہری زمین میں ہے اور مکہ تہامہ میں ہے۔ (فتح)

٦٥٦٦۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِيْنَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَرَجَوْنَا أَنْ يُّحَدِّثَنَا حَدِيْثًا حَسَنًا قَالَ فَبَادَرَنَا إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِّثْنَا عَنِ

٦٥٦٦۔ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہم پر نکلے سو ہم امیدوار ہوئے کہ کوئی اچھی بات ہم سے بیان کریں کہا سو ایک مرد نے اس کی طرف ہم سے جلدی کی سو اس نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! (یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) حدیث بیان کر ہم سے فتنے میں لڑنے کی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے کوئی فتنہ تو

الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾ فَقَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا الْفِتْنَةُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ إِنَّمَا كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَ الدُّخُوْلُ فِيْ دِيْنِهِمْ فِتْنَةً وَلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ کیا ہے فتنہ تیری ماں تجھ کو روئے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافروں سے لڑتے تھے اوران کے دین میں داخل ہونا فتنہ تھا اور نہیں لڑنا تمہارا ملک پر۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو مراد اس کی یہ ہے کہ حجت پکڑی ساتھ آیت کے اوپر جائز ہونے لڑائی کے فتنے میں اور یہ کہ اس میں رد ہے اس پر جو اس کو چھوڑے یعنی فتنے میں نہ پڑے مانند ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اور یہ جو کہا کہ تیری ماں تجھ کو روئے تو زجر ہے اس کے واسطے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ ضمیر ہم کی بیچ قول اللہ کے وقاتلوھم کافروں کے واسطے ہے یعنی لڑو کافروں سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے کوئی جو دین اسلام سے فتنے میں پڑے اور مرتد ہو جائے اور ایک روایت میں ہے کہ آدمی اپنے دین سے فتنے میں پڑتا تھا اس کو مار ڈالتے تھے یا قید کرتے تھے یہاں تک کہ اسلام بہت ہوا سو نہ باقی رہا فتنہ یعنی کسی کافر کی جانب سے کسی مسلمان کے واسطے اور یہ جو کہا کہ نہیں جیسا لڑنا تمہارا ملک پر یعنی واسطے طلب بادشاہی اور حکومت کے یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی درمیان مروان اور اس کے بیٹے عبدالملک کے اور درمیان ابن زبیر کے اور شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے یہ تھی کہ فتنے میں نہیں لڑنا چاہیے اگرچہ معلوم ہو جائے کہ ایک گروہ حق پر ہے اور دوسرا باطل پر اور بعض نے کہا کہ فتنہ خاص ہے ساتھ اس کے جب کہ واقع ہو لڑائی واسطے طلب ملک کے اور جب کہ گروہ باغی معلوم ہو جائے تو اس کا نام فتنہ نہیں رکھا جاتا اور واجب ہے لڑنا اس سے یہاں تک کہ رجوع کرے طرف فرمانبرداری کی اور یہ قول جمہور کا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْفِتْنَةِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ

باب ہے بیچ بیان اس فتنے کے کہ موج مارے گا جیسے دریا موج مارتا ہے

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کے جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ اللہ نے اس امت میں پانچ فتنے رکھے ہیں پانچواں فتنہ وہ ہے جو موج مارے گا جیسے دریا موج مارتا ہے کہ لوگ اس میں چوپاؤں کی طرف ہو جائیں گے ان کی عقل جاتی رہے گی۔

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ خَلَفِ بْنِ حَوْشَبٍ كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَمَثَّلُوْا بِهٰذِهِ الْأَبْيَاتِ عِنْدَ الْفِتَنِ قَالَ امْرُؤُ الْقَيْسِ

اور کہا ابن عیینہ خلف سے کہ لوگ مستحب جانتے ہیں کہ فتنوں کے وقت یہ بیت پڑھیں کہ لڑائی پہلے پہل جوان ہوتی ہے، دوڑتی ہے اپنی زینت سے ہر جاہل کی طرف،

الْحَرْبُ أَوَّلُ مَا تَكُوْنُ فَتِيَّةً تَسْعٰى بِزِيْنَتِهَا لِكُلِّ جَهُوْلٍ حَتّٰى إِذَا اشْتَعَلَتْ وَشَبَّ ضِرَامُهَا وَلَّتْ عَجُوْزًا غَيْرَ ذَاتِ حَلِيْلٍ شَمْطَآءَ يُنْكَرُ لَوْنُهَا وَتَغَيَّرَتْ مَكْرُوْهَةً لِلشَّمِّ وَالتَّقْبِيْلِ.

یہاں تک کہ جب بھڑکتی ہے اور جوان ہوتا ہے بھڑکنا اس کا تو پیٹھ دیتی ہے بوڑھی ہو کر نہیں لائق صحبت کے یعنی کوئی اس کے نکاح کی رغبت نہیں کرتا اس کے بہت بال سفید ہو جاتے ہیں اور اس کی خوبصورتی بدصورتی سے بدل جاتی ہے اور اس کا حال متغیر ہو جاتا ہے مکروہ ہو جاتی ہے واسطے سونگھنے اور چومنے کے یعنی لڑائی پہلے پہل دل کو بھاتی ہے پھر بوڑھی عورت کی طرح مکروہ نظر آتی ہے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ پڑھنے ان ابیات کے یاد رکھنا اس کا ہے جو انہوں نے دیکھا اور سنا فتنے کے حال سے کہ ان کو ان کے پڑھنے سے فتنے کا حال یاد آ جاتا ہے پس روکتا ہے ان کو داخل ہونے سے بیچ اس کے تاکہ نہ مغرور ہوں اس کے ظاہر امر پر اول میں۔

٦٥٦٧۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُوْلُ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ عُمَرَ إِذْ قَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَ عَنْ هٰذَا أَسْأَلُكَ وَلٰكِنِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ عُمَرُ أَيُكْسَرُ الْبَابُ أَمْ يُفْتَحُ قَالَ بَلْ يُكْسَرُ قَالَ عُمَرُ إِذًا لَا يُغْلَقَ أَبَدًا قُلْتُ أَجَلْ قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُوْنَ غَدٍ لَيْلَةً

٦٥٦٧۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک کہا کہ تم میں سے کون یاد رکھتا ہے حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنے کے باب میں؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قصور مرد کا اس کے گھر والوں کے حق میں اور اس کے مال اور اولاد اور ہمسائے کے حق میں اس کو دور کر ڈالتا ہے روزہ اور نماز اور صدقہ اور نیک بات بتلانا اور برے کام سے روکنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ سے یہ نہیں پوچھتا لیکن مین اس فتنے کا حال پوچھتا ہوں جو موج مارے گا جیسے دریا موج مارتا ہے کہا کہ اے امیر المومنین! تجھ پر اس کا کچھ ڈر نہیں کہ تیرے اور اس کے درمیان دروازہ ہے بند کیا ہوا کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ کیا وہ دروازہ ٹوٹ جائے گا یا کھل جائے گا؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا بلکہ ٹوٹ جائے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب تو کبھی بند نہیں ہوگا میں نے کہا کہ ہاں، ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دروازے کو جانتے تھے؟ کہا ہاں، جیسا میں

وَذٰلِكَ أَنِّيْ حَدَّثْتُهٗ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيْطِ فَهِبْنَا أَنْ نَّسْأَلَهٗ مَنِ الْبَابُ فَأَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَأَلَهٗ فَقَالَ مَنِ الْبَابُ قَالَ عُمَرُ.

جانتا ہوں کہ رات آئندہ دن سے پہلے ہے یعنی اس کو علم بدیہی حاصل تھا مثل اس کی اور یہ اس واسطے کہ میں نے اس سے وہ حدیث بیان کی جو نہیں ہے غلط سو ہم ڈرے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دروازے کا حال پوچھیں سو ہم نے مسروق کو حکم کیا تو اس نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو پوچھا کہ دروازے سے کیا مراد ہے اس نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ الٰہی! مجھ کو وہ فتنہ نہ پائے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہ ڈر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بڑے فتنے کا حال پوچھا تھا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اول اس کو خاص فتنے کا حال بتلایا تا کہ نہ غمگین ہو اور اسی واسطے کہا کہ تیرے اور اس کے درمیان دروازہ ہے بند کیا ہوا اور یہ نہ کہا کہ تو دروازہ ہے یہ حسن ادب ہے اور یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ٹوٹ گیا تو بند نہیں ہوگا تو یہ اس جہت سے کہ ٹوٹا نہیں ہوتا ہے مگر غلبہ اور غلبہ نہیں واقع ہوتا ہے مگر فتنے میں اور معلوم ہوا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لڑائی امت کے درمیان واقع ہونے والی ہے اور قتل کرنا ان میں قیامت تک رہے گا۔ (فتح)

٦٥٦٨۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا إِلٰى حَائِطٍ مِّنْ حَوَائِطِ الْمَدِيْنَةِ لِحَاجَتِهٖ وَخَرَجْتُ فِيْ إِثْرِهٖ فَلَمَّا دَخَلَ الْحَائِطَ جَلَسْتُ عَلٰى بَابِهٖ وَقُلْتُ لَأَكُوْنَنَّ الْيَوْمَ بَوَّابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَأْمُرْنِيْ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضٰى حَاجَتَهٗ وَجَلَسَ عَلٰى قُفِّ الْبِئْرِ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ لِيَدْخُلَ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتّٰى

٦٥٦٨۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن قضائے حاجت کے واسطے مدینے کے ایک باغ کی طرف نکلے اور میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں داخل ہوئے تو میں اس کے دروازے پر بیٹھا اور میں نے کہا کہ میں آج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان ہوں گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم کیا کہ میں دربان ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور اپنی حاجت سے فراغت کی اور کنوئیں کی نشست گاہ یا کنارے پر بیٹھے اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور ان کو کنوئیں میں لٹکایا سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تا کہ اندر آئیں میں نے کہا یہیں ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگوں تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں نے کہا یا حضرت! ابوبکر رضی اللہ عنہ

أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَوَقَفَ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ قَالَ ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَآءَ عَنْ يَّمِيْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَآءَ عُمَرُ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجَآءَ عَنْ يَّسَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ فَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَامْتَلَأَ الْقُفُّ فَلَمْ يَكُنْ فِيْهِ مَجْلِسٌ ثُمَّ جَآءَ عُثْمَانُ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَهَا بَلَاءٌ يُّصِيْبُهُ فَدَخَلَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَهُمْ مَجْلِسًا فَتَحَوَّلَ حَتّٰى جَآءَ مُقَابِلَهُمْ عَلٰى شَفَةِ الْبِئْرِ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ دَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَعَلْتُ أَتَمَنّٰى أَخًا لِّيْ وَأَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يَّأْتِيَ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَتَأَوَّلْتُ ذٰلِكَ قُبُوْرَهُمْ اجْتَمَعَتْ هَا هُنَا وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ.

آپ سے اجازت مانگتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری سنا سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور حضرت ﷺ کی دائیں طرف آئے اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور ان کو کنویں میں لٹکایا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے میں نے کہا یہیں ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارے واسطے حضرت ﷺ سے اجازت مانگوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری سنا سو وہ حضرت ﷺ کی بائیں طرف آئے اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور ان کو کنویں میں لٹکایا تو کنویں کا کنارہ بھر گیا اس میں بیٹھنے کی جگہ نہ رہی پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے کہا کہ اس جگہ ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارے واسطے حضرت ﷺ سے اجازت مانگوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری سنا اور اس کے ساتھ بلا ہے جو اس کو پہنچے گی سو عثمان رضی اللہ عنہ اندر آئے اور ان کے ساتھ بیٹھنے کی جگہ نہ پائی سو پھرے یہاں تک کہ ان کے سامنے آئے کنویں کے کنارے پر بیٹھے اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور ان کو کنویں میں لٹکایا سو میں نے اپنے بھائی کی تمنا کی اور اللہ سے دعا مانگی کہ وہ آئے، کہا ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے سو میں نے اس کی تاویل کی ان کی قبروں سے کہ جمع ہوئیں اس جگہ یعنی ان کی قبریں اکٹھی ہوں گی اور جدا ہوئے عثمان رضی اللہ عنہ یعنی ان کی قبر جدا ہو گی ان کی قبروں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزری اور مراد بیان کرنے اس کے سے یہاں اشارہ ہے اس طرف کہ قول حضرت ﷺ کا عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں کہ اس کو بلا پہنچے گی وہ چیز ہے کہ ان کے واسطے واقع ہوئی قتل سے کہ پیدا ہوئے اس سے فتنے جو واقع ہوئے درمیان اصحاب کے جنگ جمل مین پھر صفین میں اور جو اس کے بعد ہے اور

سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا عثمان رضی اللہ عنہ کو ساتھ بلا کے باوجود اس کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے تھے اس واسطے کہ جیسے عثمان رضی اللہ عنہ مبتلا ہوئے تھے ویسے عمر رضی اللہ عنہ مبتلا نہیں ہوئے اس واسطے کہ غالب ہوئے تھے وہ لوگ جنہوں نے چاہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ سے خلافت چھین لیں بسبب اس کے کہ منسوب کیا تھا انہوں نے ان کو طرف جور اور ظلم کی باوجود بری ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے اس سے اور معذور ہونے کے پھر وہ ہجوم کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں جا گھسے اور ان کے گھر والوں کی بے ستری کی اور یہ سب زیادتی ہے ان کے قتل پر اور حاصل یہ ہے کہ مراد ساتھ بلا کے وہ چیز ہے کہ خاص کیے گئے ساتھ ان کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان امروں سے جو زائد ہیں قتل پر۔ (فتح)

٦٥٦٩۔ حَدَّثَنِیْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَآئِلٍ قَالَ قِيْلَ لِأُسَامَةَ أَلَا تُكَلِّمُ هٰذَا قَالَ قَدْ كَلَّمْتُهُ مَا دُوْنَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا أَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يَّفْتَحُهُ وَمَا أَنَا بِالَّذِیْ أَقُوْلُ لِرَجُلٍ بَعْدَ أَنْ يَّكُوْنَ أَمِيْرًا عَلٰى رَجُلَيْنِ أَنْتَ خَيْرٌ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُجَآءُ بِرَجُلٍ فَيُطْرَحُ فِی النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيْهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيُطِيْفُ بِهٖ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُوْلُوْنَ أَیْ فُلَانُ أَلَسْتَ كُنْتَ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ فَيَقُوْلُ إِنِّیْ كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا أَفْعَلُهٗ وَأَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَفْعَلُهٗ.

٦٥٦٩۔ حضرت ابووائل سے روایت ہے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ تو اس سے یعنی عثمان رضی اللہ عنہ سے کلام نہیں کرتا اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں نے اس سے کلام کیا بغیر اس کے کہ تیرے واسطے فتنہ کا دروازہ کھولوں کہ ہوں میں اول کھولنے والا اس کا اور نہیں میں وہ کہ کہوں کسی مرد سے جو دو آدمیوں پر حاکم ہو کہ تو بہتر ہے اس کے بعد کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ لایا جائے گا ایک مرد یعنی قیامت کو تو ڈالا جائے گا دوزخ میں یعنی اس کے پیٹ سے انتڑیاں نکل پڑیں گی تو وہ ان کے ساتھ گھومتا پھرے گا جیسے گدھا اپنی چکی کے گرد گھومتا ہے تو جمع ہوں گے اس کے گرد دوزخی لوگ تو کہیں گے کہ اے فلانے! کیا تو نیک باتیں نہ بتلاتا تھا اور خود اس کو نہ کرتا تھا اور بدکام سے منع کرتا تھا لیکن خود کرتا تھا۔

فائدہ: یہ جو کہا بغیر اس کے کہ دروازہ کھولوں یعنی میں نے اس سے کلام کیا جس میں تم نے اشارہ کیا لیکن بطورِ مصلحت اور ادب کے پوشیدہ بغیر اس کے کہ میری کلام سے فتنہ انگیزی ہو اور کہا کرمانی نے کہ مراد یہ ہے کہ کلام کرے عثمان سے اس چیز میں کہ انکار کیا ہے لوگوں نے ساتھ اس کے عثمان رضی اللہ عنہ پر اپنے قرابتیوں کے حاکم بنانے سے اور سوائے اس کے اور ظاہر یہ ہے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ ڈرتا تھا اس شخص پر جو ادنیٰ چیز پر حاکم ہو اور اگرچہ اس کی حکومت چھوٹی ہو کہ ضروری ہے اس کے واسطے کہ اپنی رعیت کو نیک بات بتلائے اور بدکام سے منع کرے پھر نہ واقع ہوا اس

سے قصور اسی واسطے اُسامہ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ کسی پر سردار نہ بنے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے اپنے قول سے کہ میں کسی حاکم کو بہتر نہیں کہتا بلکہ غایت یہ ہے کہ حسب برابر اتر جائے اور نجات پائے اور کہا عیاض نے کہ مراد اُسامہ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ میں کھلم کھلا امام پر انکار کا دروازہ نہیں کھولتا بلکہ نرمی سے اور پوشیدہ اس کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ لائق تر ہے ساتھ قبول کے اور یہ جو کہا کہ میں کسی حاکم کو بہتر نہیں کہتا تو اس میں مذمت ہے حاکموں کی مداہنت کے حق میں اور اظہار کرنا اس چیز کا کہ باطن میں اس کے برخلاف ہو جیسے چاپلوسی کرنے والا ساتھ باطل کے اور سو اشارہ کیا اُسامہ رضی اللہ عنہ نے طرف مدارت محمود کے اور مداہنت مذموم کے اور مدارت یہ ہے کہ اس میں دین میں قدح نہ ہو اور مداہنت مذموم یہ ہے کہ اس میں قبیح چیز کو آراستہ کرنا ہو اور باطل کو صواب کہنا اور مانند اس کی اور کہا طبری نے کہ اختلاف ہے سلف کو امر بالمعروف میں سو ایک گروہ نے کہا کہ مطلق واجب ہی ہے واسطے عموم اس حدیث کے کہ جو بدکام کو دیکھے تو چاہیے کہ اس کو تغیر کرے اور بعض نے کہا کہ واجب ہے انکار کرنا بدکام پر لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ نہ لاحق ہو انکار کرنے والے کو بلا جس کا اس سے مقابلہ نہ ہو سکے مانند قتل کی اور مانند اس کی اور بعض نے کہا کہ دل سے انکار کرے اور صواب اعتبار کرنا شرط مذکور کا ہے اور کہا طبری نے اگر تو کہے کہ امر بالمعروف کرنے والے جو اُسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہیں دوزخ میں کیوں گئے تو جواب یہ ہے کہ وہ نہ بجا لائے جو ان کو حکم ہوا تھا پس اپنی نافرمانی کے سبب سے ان کو عذاب ہوا اور ان کے امیر کو اس واسطے عذاب ہوا کہ وہ ان کو اس سے منع نہ کرتا تھا اور حدیث میں تعظیم حاکموں کی ہے اور ادب کرنا ان کا اور پہنچانا ان کو جو لوگ ان کے حق میں کہیں تا کہ باز رہیں۔ (فتح)

بَابٌ

یہ باب ہے

٦٥٧٠ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْ نَفَعَنِيَ اللّٰهُ بِكَلِمَةٍ أَيَّامَ الْجَمَلِ لَمَّا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ فَارِسًا مَلَّكُوا ابْنَةَ كِسْرٰى قَالَ لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً.

۶۵۷۰۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ نفع دیا مجھ کو اللہ نے ایک بات سے دن جنگ جمل کے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ فارس والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو حاکم کیا تو فرمایا کہ نہ بھلا ہوگا اس قوم کا کبھی جنہوں نے عورت کو اپنے کام پر حاکم بنایا۔

فائدہ: جنگ جمل اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار تھیں اور جنگ جمل کا مختصر قصہ یہ ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بلوایوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے تو لوگ علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ بازار میں تھے تو لوگوں نے کہا کہ ہاتھ دراز کر ہم تجھ سے بیعت کریں تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھہرو یہاں تک کہ لوگ صلاح کر لیں پس کہا انہوں نے کہ اگر لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے پھر گئے اور کوئی اس کے بعد خلیفہ نہ ہوا تو امت میں اختلاف اور

فساد پڑ جائے گا سو لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی پھر طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ سب لوگوں نے ان سے بیعت کی پھر طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے علی رضی اللہ عنہ سے عمرہ کرنے کی اجازت لی اور مکے کی طرف نکلے اور دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملے تو سب نے اتفاق کیا اس پر کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لیا جائے اور اس کے مارنے والوں کو قتل کیا جائے اور یعلی بن امیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے صنعاء پر حاکم تھا وہ بھی مکے میں حج کو آیا اور وہ بڑی شان والا تھا تو اس نے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو چار لاکھ آدمی سے مدد دی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے اسی اشرفیوں سے اونٹ خریدا جس کا عسکر نام تھا پھر سب جمع ہو کر بصرے کی طرف گئے وہاں کے لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص لینے کو آئے ہیں ہم اگر اس کے واسطے غصہ نہ کریں تو ہم نے انصاف نہ کیا اگر تین باتوں میں بھی ہم غصہ نہ کریں حرام ہونا خون کا اور شہر کا اور مہینے کا یعنی تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کا ناحق خون کیا اور جب علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو وہ بھی لشکر کے ساتھ وہاں گئے تو دو آدمی علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کو سلام کر کے ان سے اس کا سبب پوچھا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ پر ظلم اور اس کو قتل کیا اور میں ان سے الگ ہوں پھر مجھ کو انہوں نے خلیفہ بنایا اور اگر دین کا خوف نہ ہوتا تو میں خلیفہ نہ بنتا پھر طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی اور میں نے ان سے عہد و پیمان کیا پھر دونوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا جو عائشہ رضی اللہ عنہا کو لائق نہ تھا یعنی اس کو بھڑکایا سو مجھ کو ان کی خبر پہنچ گئی اور میں ڈرتا ہوں کہ اسلام کو رخنہ ہو جائے سو میں ان کی تابعداری کروں گا اور ان کے ساتھ والوں نے کہا کہ ہمارا ارادہ ان سے لڑنے کا نہیں مگر یہ کہ وہ لڑیں اور ہم نہیں نکلے مگر واسطے اصلاح کے پھر پہلے پہل لڑائی دونوں لشکر کے لڑکوں میں شروع ہوئی انہوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں پھر تیر مارنے شروع کیے پھر غلام اور بے وقوف لوگ بھی ان کے ساتھ ہوئے پھر لڑائی قائم ہوئی اور پہلے پہل طلحہ رضی اللہ عنہ مارے گئے اور انہوں نے بصرے کے گرد خندق کھودی تھی پھر بعض لوگ مارے گئے اور بعض زخمی ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ کا لشکر ان پر غالب ہوا اور علی رضی اللہ عنہ کے پکارنے والے نے پکارا کہ جو پیٹھ دے کر بھاگے اس کے پیچھے نہ جانا اور زخمی کا کام تمام نہ کرنا اور کسی کے گھر کے اندر نہ گھسنا اور جو اپنا دروازہ بند کر لے یا ہتھیار ڈال دے وہ پناہ میں ہے پھر لوگوں کو جمع کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کو وہاں حاکم کیا اور آپ نے کوفے کو پھر گئے اور ایک روایت میں ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ بصرے میں آئے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے معاملے میں تو قیس اور عبداللہ بن کوا اٹھ کھڑے ہوئے تو انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہاں کیوں آئے ہو، کیا سبب ہے؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیعت کی مدینے میں اور مخالف ہوئے بصرے میں سو میں ان سے لڑوں گا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اگر میں جنگ جمل کے دن اپنے گھر میں بیٹھتی جیسے اور لوگ بیٹھے تو مجھ کو بہتر تھا اس سے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دس لڑکے جنتی اور ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن بدیل سے روایت کی ہے کہ وہ جنگ جمل کے دن عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کجاوے

میں تھیں تو اس نے کہا اے ماں مسلمانوں کی! جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو میں تمہارے پاس آیا تھا تو میں نے کہا تھا کہ تم مجھ کو کیا حکم کرتے ہو تو تو نے کہا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنا یعنی پھر اب تم خود علی رضی اللہ عنہ سے کیوں لڑتے ہو؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا چپ رہیں کچھ جواب نہ دیا تو اس نے کہا کہ اونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالو لوگوں نے ان کے اونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالیں سو میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھائی محمد ہم دونوں اترے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے کجاوے کو اٹھایا اور علی رضی اللہ عنہ کے آگے جا رکھا علی رضی اللہ عنہ نے حکم کیا سو گھر میں داخل کی گئیں اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے لڑائی عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر کی طرف سے شروع ہوئی بعد ظہر کے سو ابھی سورج غروب نہ ہوا تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے گرد کوئی آدمی نہ رہا یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تنہا رہ گئیں سب لوگ تتر بتر ہو گئے اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بھی اسی جنگ میں مارے گئے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ کسی نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا لڑنے سے اہل بصرہ کے ساتھ ہو کر؟ تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں بھلا ہو گا اس قوم کا کبھی جس پر عورت حاکم ہو سو شاید ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا طرف اس حدیث کی تو ان کے ساتھ ہو کر لڑنے سے باز رہا پھر جب علی رضی اللہ عنہ غالب ہوئے تو اس نے اپنی رائے کو ٹھیک جانا اور معتمد یہ ہے کہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فتنے فساد میں لڑنے کو اچھا نہ جانتا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس پر کہ عورت کو حاکم بنانا جائز نہیں اور یہ قول جمہور کا ہے اور مخالفت کی ہے ابن جریر طبری نے سو کہا اس نے کہ جائز ہے کہ حاکم کی جائے عورت اس چیز میں جس میں اس کی گواہی جائز ہے اور بعض مالکیوں نے مطلق جائز رکھا ہے۔ (فتح)

٦٥٧١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَصِيْنٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَرْيَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ الْأَسَدِيُّ قَالَ لَمَّا سَارَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ إِلَى الْبَصْرَةِ بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ وَحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقَدِمَا عَلَيْنَا الْكُوْفَةَ فَصَعِدَا الْمِنْبَرَ فَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَوْقَ الْمِنْبَرِ فِيْ أَعْلَاهُ وَقَامَ عَمَّارٌ أَسْفَلَ مِنَ الْحَسَنِ فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ فَسَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُوْلُ إِنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَارَتْ إِلَى الْبَصْرَةِ وَ وَاللّٰهِ إِنَّهَا لَزَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى

٦٥٧١۔ حضرت عبداللہ بن زیاد اسدی سے روایت ہے کہ جب طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا بصرے کی طرف چلے تو علی رضی اللہ عنہ نے عمار اور حسن بن علی کو بھیجا سو وہ دونوں ہمارے پاس کوفے میں آئے اور منبر پر چڑھے اور حسن بن علی منبر کے اوپر کے درجے میں تھے اور عمار ان سے نیچے تھے سو ہم اس کی طرف جمع ہوئے سو میں نے عمار سے سنا کہتا تھا کہ بے شک عائشہ رضی اللہ عنہا بصرے کی طرف گئی ہیں قسم ہے اللہ کی البتہ وہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے دنیا میں اور آخرت میں لیکن تم کو مبتلا کیا اور آزمایا ہے تاکہ معلوم کرے کہ تم علی رضی اللہ عنہ کی فرمانبرداری کرتے ہو یا عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ابْتَلَاكُمْ لِيَعْلَمَ إِيَّاهُ تُطِيْعُوْنَ أَمْ هِيَ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عمار نے کہا کہ امیر المؤمنین! علی رضی اللہ عنہ نے ہم کو تمہاری طرف بھیجا ہے تا کہ تم عائشہ رضی اللہ عنہا کی لڑائی کی طرف نکلو کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرے کی طرف گئی ہیں اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں قسم دیتا ہوں اس مرد کو جو اللہ کے حق کی رعایت کرتا ہو مگر کہ نکلے سو اگر میں مظلوم ہوں تو میری مدد کریں اور اگر میں ظالم ہوں تو مجھ کو ذلیل کرے اور قسم ہے اللہ کی البتہ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے میری بیعت کی تھی پھر انہوں نے میری بیعت توڑ ڈالی اور نہیں تنہا ہوا میں ساتھ مال کے اور نہ میں نے کوئی حکم بدلا سو بارہ ہزار آدمی اس کی طرف نکلے اور یہ جو عمار نے کہا قسم ہے اللہ کی کہ وہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے، الخ تو مراد عمار کی یہ ہے کہ حق اس قصے میں علی کی طرف ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا باوجود اس کے اسلام سے خارج نہیں ہوئیں اور بے شک وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں بہشت میں اور یہ عمار کا انصاف اور نہایت تقویٰ ہے اور عمار نے جنگ جمل سے فارغ ہونے کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا بعید تر تھا نہ نکلنا تمہارا اور حالانکہ اللہ نے تم کو حکم کیا کہ اپنے گھروں میں ٹھہرو تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تو سچ کہتا ہے۔ (فتح)

٦٥٧٢۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ غَنِيَّةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَامَ عَمَّارٌ عَلٰى مِنْبَرِ الْكُوْفَةِ فَذَكَرَ عَائِشَةَ وَذَكَرَ مَسِيْرَهَا وَقَالَ إِنَّهَا زَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلٰكِنَّهَا مِمَّا ابْتُلِيْتُمْ.

٦٥٧٢۔ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ کوفے کے منبر پر کھڑے ہوئے سو ذکر کیا عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور ان کے چلنے کو اور کہا کہ البتہ وہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں دنیا میں اور آخرت میں لیکن تم آزمائے گئے ہو۔

فائدہ: اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے قوی کرنا ہے پہلی حدیث کو اور اس حدیث میں جواز ارتفاع ذی امر کا ہے یعنی جو صاحب حکم ہو اس کو اونچا ہونا جائز ہے اس شخص پر جو اس سے فضیلت میں زیادہ ہو اس واسطے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین کا بیٹا تھا سو وہی اس وقت حاکم تھا ان پر جن کی طرف ان کو علی رضی اللہ عنہ نے بھیجا اور عمار رضی اللہ عنہ منجملہ ان کے ہے سو حسن رضی اللہ عنہ منبر پر عمار رضی اللہ عنہ سے اونچے ہوئے اگرچہ عمار رضی اللہ عنہ فضیلت میں حسن رضی اللہ عنہ سے راجح تھے۔ (فتح)

٦٥٧٣۔ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ

٦٥٧٣۔ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ عمار رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے جب کہ

يَقُولُ دَخَلَ أَبُو مُوسٰى وَأَبُو مَسْعُوْدٍ عَلٰى عَمَّارٍ حَيْثُ بَعَثَهُ عَلِيٌّ إِلٰى أَهْلِ الْكُوفَةِ يَسْتَنْفِرُهُمْ فَقَالَا مَا رَأَيْنَاكَ أَتَيْتَ أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدَنَا مِنْ إِسْرَاعِكَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ مُنْذُ أَسْلَمْتَ فَقَالَ عَمَّارٌ مَا رَأَيْتُ مِنْكُمَا مُنْذُ أَسْلَمْتُمَا أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمَا عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ وَكَسَاهُمَا حُلَّةً حُلَّةً ثُمَّ رَاحُوْا إِلَى الْمَسْجِدِ.

اس کو علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ والوں پر بھیجا ان سے جنگ کی طرف نکلنا طلب کیا تو دونوں نے کہا کہ ہم نے تجھ کو نہیں دیکھا کہ تو نے کوئی کام کیا جو ہمارے نزدیک بہت برا ہو جلدی کرنے تیرے سے اس کام میں جب سے تو مسلمان ہوا تو عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے تم سے جب سے تم مسلمان ہوئے کوئی کام جو میرے نزدیک مکروہ تر ہو دیر کرنے تمہارے سے اس کام میں سو ابو مسعود نے عمار رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک ایک جوڑا پہنایا پھر دوپہر ڈھلتے مسجد کی طرف گئے یعنی جمعہ کی نماز کے واسطے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ جو ان کے درمیان گفتگو ہوئی اس میں دلالت ہے کہ دونوں گروہ مجتہد تھے اور ہر ایک دونوں میں سے اپنے آپ کو صواب پر جانتا تھا اور دوسرے کو خطا پر اور ابو مسعود مالدار اور سخی تھا اور ان کا جمع ہونا اس کے پاس جمعہ کے دن تھا سو اس نے عمار رضی اللہ عنہ کو جوڑا پہنایا تا کہ جمعہ میں حاضر ہو اس واسطے کہ عمار رضی اللہ عنہ سفر کے کپڑوں میں تھے سو اس نے مکروہ جانا کہ وہ ان کپڑوں سے جمعہ میں حاضر ہو پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی اس کے ساتھ جوڑا پہنایا تا کہ وہ ناراض نہ ہوں۔ (فتح)

٦٥٧٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي مَسْعُوْدٍ وَأَبِي مُوسٰى وَعَمَّارٍ فَقَالَ أَبُو مَسْعُوْدٍ مَا مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ فِيهِ غَيْرَكَ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنَ اسْتِسْرَاعِكَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ عَمَّارٌ يَا أَبَا مَسْعُوْدٍ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ وَلَا مِنْ صَاحِبِكَ هٰذَا شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتُمَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمَا فِي هٰذَا الْأَمْرِ فَقَالَ أَبُو

۶۵۷۴۔ حضرت شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ابو مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا تھا تو ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیرے ساتھیوں میں سے کوئی نہیں مگر کہ اگر چاہوں تو اس کا عیب کروں یعنی کوئی عیب سے خالی نہیں سوائے تیرے اور نہیں دیکھی میں نے تجھ سے کوئی چیز جب سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا کہ زیادہ تر عیب دار ہو میرے نزدیک جلدی کرنے تیرے سے اس کام میں تو عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو مسعود! نہیں دیکھی میں نے تجھ سے اور نہ تیرے اس ساتھی سے کوئی چیز جب سے تم دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے جو میرے نزدیک معیوب تر ہو دیر کرنے تمہارے سے اس امر میں پھر ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا

مَسْعُوْدٍ وَكَانَ مُوْسِرًا يَا غُلَامُ هَاتِ حُلَّتَيْنِ فَأَعْطَى إِحْدَاهُمَا أَبَا مُوْسَى وَالْأُخْرَى عَمَّارًا وَقَالَ رُوْحَا فِيْهِ إِلَى الْجُمُعَةِ.

اور وہ مالدار تھا کہ اے غلام! دو جوڑے لا سو ایک ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو دے اور ایک عمار رضی اللہ عنہ کو پہنا اور کہا کہ اس کو پہن کر جمعہ کی طرف جاؤ۔

فائدہ: ہر ایک نے ان میں سے دیر کرنے اور جلدی کرنے کو اس کام میں عیب ٹھہرایا بہ نسبت اس چیز کے جس کا معتمد تھا سو عمار کا یہ اعتقاد تھا کہ توقف کرنے میں امام کی مخالفت ہے اور ترک کرنا ہے اللہ کے اس قول کو ﴿فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ﴾ اور دوسروں کا یہ اعتقاد تھا کہ فتنے فساد کے وقت لڑنا نہیں چاہیے اور ابومسعود رضی اللہ عنہ کی رائے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق تھی بیچ باز رہنے لڑنے سے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ ان حدیثوں کے جو اس میں وارد ہوئی ہیں اور ساتھ اس وعید کے جو وارد ہوئی ہے بیچ ہتھیار اُٹھانے کے مسلمان پر اور عمار کی رائے علی رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق تھی کہ جو باغی ہو جائے اور امام کی بیعت توڑے اس سے لڑائی کی جائے اس آیت کی دلیل سے ﴿فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ﴾ اور حمل کیا ہے انہوں نے وعید کو تعدی کرنے والے پر۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا

جب اللہ کسی قوم پر عذاب اُتارے یعنی تو اس کا حکم وہ ہے جو حدیث باب میں ہے

٦٥٧٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى أَعْمَالِهِمْ.

٦٥٧٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اللہ کسی قوم پر عذاب اتارتا ہے یعنی ان کے بدعملوں کی سزا تو جتنے لوگ اس قوم میں ہوتے ہیں سب پر عذاب ہوتا ہے پھر قیامت میں اٹھائے جائیں گے اپنے اپنے عملوں پر۔

فائدہ: یعنی جب کسی قوم پر عذاب ہوتا ہے تو نیک اور بد سب ہلاک ہو جاتے ہیں لیکن یہ عذاب فقط دنیاوی ہوتا ہے آخرت میں نیک لوگ اپنی نیکیوں کا ثواب پائیں گے اور بدلوگ اپنی بدیوں کی سزا پائیں گے سو نیکوں کے واسطے یہ عذاب گناہوں سے پاک کرنے والا ہوگا اور بدی کے واسطے سزا اور نیک لوگ عذاب میں اس واسطے شریک ہوئے کہ لوگوں کو گناہوں سے نہ روکا اور وہ کہنا نہ مانتے تھے تو ان کے ساتھ کیوں رہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ بدکام کو دیکھیں اور اس کو متغیر نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ سب کو عذاب کرے روایت کیا ہے اس کو اربعہ نے اور حاصل یہ ہے کہ نہیں لازم آتا موت میں شریک ہونے سے شریک ہونا ثواب یا عقاب میں بلکہ جزا دی

جائے گی ہر ایک کو اپنے عمل کی اس کی نیت کے موافق اور کہا ابن جمرہ نے کہ یہ خاص انہیں لوگوں کے واسطے ہے جو چپ رہیں امر معروف اور نہی منکر سے اور جو لوگ کہ امر بالمعروف کریں اور بدکام سے لوگوں کو منع کریں تو وہ سچے مسلمان ہیں اللہ ان پر عذاب نہیں بھیجتا بلکہ ان کے سبب سے عذاب کو لوگوں سے ہٹا دیتا ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جائز ہے بھاگنا کافروں اور ظالموں سے اس واسطے کہ ان کے ساتھ رہنا جان کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ ان کی مدد نہ کرے اور نہ ان کے فعل سے راضی ہوں اور اگر ان کے فعل سے راضی ہوں تو وہ ان میں سے ہے اور بہرحال ان کا قیامت میں اپنے اپنے عملوں پر اٹھنا سو یہ حکم عدل ہے اس واسطے کہ نیک عملوں کا بدلہ ان کو آخرت ہی میں ملے گا اور دنیا میں جو ان کو بلا پہنچے وہ ان کی بدیوں کا کفارہ ہوگا سو دنیا میں جو یہ عذاب نیکوں کو شامل ہوا تو یہ بدلہ ہے ان کی مداہنت کا کہ انہوں نے ان کو منع نہ کیا اور اس حدیث میں تخویف اور تحذیر عظیم ہے اس کے واسطے جو منع کرنے سے چپ رہے سو کیا حال ہے اس کا جو مداہنت کرے پھر کیا حال ہے اس کا جو راضی ہوا پھر کیا حال ہے اس کا جس نے مدد کی ہم اللہ سے مانگتے ہیں سلامتی، میں کہتا ہوں اور اس کا کلام تقاضا کرتا ہے کہ نیکوں کو دنیا میں بدیوں کے سبب سے عذاب نہیں ہوتا اور جو ہم نے بیان کیا وہ موافق تر ہے ساتھ معنی حدیث کے یعنی جب بدی بہت ہو جائے تو عذاب دنیاوی سب کو شامل اور عام ہوتا ہے اگرچہ نیک لوگ نیک بات کا حکم کریں اور برے کام سے روکیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ إِنَّ ابْنِي هٰذَا لَسَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

باب ہے قول حضرت ﷺ کا حسن رضی اللہ عنہ کے واسطے کہ بے شک یہ بیٹا میرا سردار ہے اور سید ہے کہ اس کے سبب سے اللہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرے گا۔

٦٥٧٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ أَبُوْ مُوْسٰى وَلَقِيْتُهٗ بِالْكُوْفَةِ وَجَآءَ إِلَى ابْنِ شُبْرُمَةَ فَقَالَ أَدْخِلْنِيْ عَلٰى عِيْسٰى فَأَعِظَهٗ فَكَأَنَّ ابْنَ شُبْرُمَةَ خَافَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَفْعَلْ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ لَمَّا سَارَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِلٰى مُعَاوِيَةَ بِالْكَتَآئِبِ قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِمُعَاوِيَةَ أَرٰى كَتِيْبَةً لَا تُوَلِّيْ حَتّٰى تُدْبِرَ أُخْرَاهَا قَالَ مُعَاوِيَةُ مَنْ

٦٥٧٦۔ حضرت سفیان سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے اسرائیل نے اور میں اس کو کوفہ میں ملا کہ وہ ابن شبرمہ کے پاس آیا اور ابن شبرمہ اس وقت کوفہ کا قاضی تھا سو اس نے کہا کہ داخل کر مجھ کو عیسیٰ پر یعنی جو کوفہ کا حاکم ہے کہ میں اس کو وعظ و نصیحت کروں تو گویا کہ ابن شبرمہ نے اسرائیل پر خوف کیا سو نہ کیا جو اس نے کہا یعنی اس نے اس کو عیسیٰ پر داخل نہ کیا کہا اسرائیل نے کہ حدیث بیان کی ہم سے حسن بصری رحمہ اللہ نے کہ جب حسن بن علی رضی اللہ عنہ معاویہ کی طرف چلا ساتھ لشکروں کے جو مثلا پہاڑوں کے تھے یعنی ان کی کوئی

لِذَرَارِيِّ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ أَنَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ نَلْقَاهُ فَنَقُوْلُ لَهُ الصُّلْحَ قَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ جَآءَ الْحَسَنُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

طرف نظر نہ آتی تھی تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جو معاویہ کا مصاحب تھا معاویہ سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں لشکر کو کہ نہ پیٹھ دے گا یہاں تک کہ پیٹھ دے دوسرا یعنی جو اس کے مقابل ہے تو معاویہ نے کہا کہ کون ضامن اور کارساز ہوگا مسلمانوں کے لڑکے بالوں کا؟ عبداللہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حسن رضی اللہ عنہ سے ملتے ہیں اور اس سے صلح کرنے کو کہتے ہیں تو کہا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرے گا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ابن شبرمہ کا فعل دلالت کرتا ہے کہ جس کو اپنی جان پر خوف ہو اس سے امر معروف ساقط ہو جاتا ہے یعنی نیک بات کا بتلانا اور بدکام سے روکنا اس سے ساقط ہو جاتا ہے واجب نہیں اور اشارہ کیا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس قصے کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی بعد شہید ہونے علی رضی اللہ عنہ کے اور جب منصفی کا معاملہ گزر گیا تو علی رضی اللہ عنہ پھر کے کوفہ میں آئے اور شام والوں سے لڑنے کے واسطے سامان درست کیا یعنی تیاری کی کئی بار لیکن مشغول ہوئے ساتھ خارجیوں کے نہروان میں اور ایک روایت میں ہے کہ جب خارجی لوگ نکلے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم شام کی طرف چلتے ہو یا ان خارجیوں کی طرف پھرتے ہو تو لشکر والوں نے کہا کہ ہم انہیں کی طرف پھریں گے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ کی طرف پھرے پھر جب قتل ہوئے اور حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور صلح کی معاویہ سے تو قیس بن سعد کو لکھا تو وہ معاویہ کی لڑائی سے پھرا یعنی علی رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر چالیس ہزار آدمی کا تیار کر کے معاویہ کے ساتھ لڑنے کو شام میں بھیجا تھا اور قیس بن سعد کو ان پر سردار کیا تھا پھر جب علی رضی اللہ عنہ قتل ہوئے امام حسن رضی اللہ عنہ نے معلوم کیا کہ قیس پیچھے نہیں پلٹے گا اور صلح پر اس کا کہا نہیں مانے گا تو اس کو معزول کیا اور ان پر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سردار کیا اور جب معاویہ کو علی رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کی خبر پہنچی تو شام کے لشکر میں نکلا اور امام حسن رضی اللہ عنہ بھی نکلے یہاں تک کہ مدائن میں آئے اور یہ جو معاویہ نے کہا کہ کون ضامن ہوگا مسلمانوں کے بال بچوں کا یعنی جب کہ ان کے باپ مارے گئے اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ معاویہ نے عمرو سے کہا اے عمرو! اگر ان لوگوں نے ان کو مارا اور انہوں نے ان کو مارا تو کون ضامن ہوگا میرے واسطے لوگوں کے کام کا کون ضامن ہوگا میرے واسطے ان کی

عورتوں کا کون ضامن ہوگا ان کے لڑکے بالوں کا جن کی کوئی خبر نہ لی تو ضائع ہو جائیں؟ واسطے نہ مستقبل ہونے ان کے ساتھ امر معاش کے ان کا ضیعہ نام رکھا اشارہ کیا معاویہ نے اس طرف کہ دونوں ملک کے اکثر لوگ دونوں لشکروں میں ہیں سو جب قتل ہو گئے تو ضائع ہوگا امر لوگوں کا اور تباہ ہوگا حال ان کے گھر والوں کا اور ان کی اولاد کا ان کے بعد اور یہ اس واسطے کہا کہ عمرو نے اس کو لڑنے کی صلاح دی تھی حاصل یہ ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا ارادہ بھی صلح کرنے کا تھا لڑنا بالکل نہیں چاہتے تھے لیکن چاہتے تھے کہ معاویہ سے اپنی جان کے واسطے چند چیزوں کی شرط کر لیں اور معاویہ کا ارادہ بھی صلح کرنے کا تھا پھر معاویہ نے عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمن بن سمرہ کو امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف صلح کے واسطے بھیجا اور صلح ہوئی اس شرط پر کہ اتنا مال اور اتنے کپڑے اور اتنا رزق اور جس جس چیز کی حاجت ہو ہر سال امام حسن رضی اللہ عنہ وغیرہ اہل بیت کو بیت المال سے ملا کرے اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت معاویہ کو دے دی اور آپ حکومت کا تعلق بالکل چھوڑ دیا اور مسلمانوں کے دونوں لشکروں میں صلح ہوئی اور اس قصے میں بہت فائدے ہیں نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے اور فضیلت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی کہ اس نے بادشاہی کو چھوڑ دیا نہ کم ہونے کی وجہ سے نہ ذلت کی وجہ سے نہ کسی علت کی وجہ سے بلکہ واسطے رغبت کرنے کے اس چیز میں کہ اللہ کے نزدیک ہے یعنی ثواب آخرت سے اس واسطے کہ اس میں مسلمانوں کے خونوں کا بچاؤ دیکھا سو دین کے امر کی اور امت کی مصلحت کی رعایت کو مقدم کیا اور اس میں رد ہے خارجیوں پر جو کافر کہتے تھے علی رضی اللہ عنہ کو اور اس کے ساتھیوں کو اور معاویہ کو اور اس کے ساتھیوں کو ساتھ گواہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں گروہوں کے واسطے ساتھ اس کے کہ دونوں مسلمان ہیں اور اس میں فضیلت صلح کرانے کی درمیان لوگوں کے خاص کر مسلمانوں کے خونوں کے بچانے میں اور دلالت ہے اوپر مہربانی معاویہ کے ساتھ رعیت کے اور شفقت کرنے کے مسلمانوں پر اور قوت نظر اس کی کے بیچ تدبیر ملک کے اور عاقب اس کی کے اور اس میں ولایت مفضول کی یعنی مفضول کو حاکم بنانا باوجود افضل کے اس واسطے کہ حسن رضی اللہ عنہ اور معاویہ دونوں خلیفہ ہوئے تھے اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ زندہ تھے اور وہ بدری ہیں اور یہ کہ جائز ہے خلیفہ کے واسطے کہ اپنی خلافت سے الگ ہو جائے جب کہ اس میں مسلمانوں کی اصلاح دیکھے اور اترنا وظائف دینی اور دنیاوی سے ساتھ مال کے اور جواز لینا مال کا اوپر اس کے بعد استیفاء شرائط کے ساتھ اس کے کہ منزول لہ اولیٰ ہو نازل سے اور ہو مبذول کے مال سے اور یہ کہ سیادت نہیں خاص ہے ساتھ افضل کے بلکہ وہ رئیس ہے قوم پر اور حدیث دلالت کرتی ہے کہ سیادت کا مستحق وہ ہے جس سے لوگ نفع اٹھائیں اور اس میں اطلاق ابن کا ہے ابن بنت پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر ٹھیک ہونے رائے اس شخص کے جو لڑائی میں علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ کے ساتھ شامل نہ ہوا اگرچہ علی رضی اللہ عنہ امام برحق تھے اور معاویہ کا لشکر باغی تھا یہ قول سعید بن ابی وقاص وغیرہ اصحاب کا ہے اور جمہور اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہوا وہ صواب پر تھا اور معاویہ کا لشکر باغی تھا اور یہ سب لوگ متفق ہیں اس پر

کہ ان میں سے کسی کی مذمت نہ کی جائے بلکہ کہا جائے کہ انہوں نے اجتہاد کیا لیکن ان سے اجتہاد میں خطا ہوئی اور بعض قلیل لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ دونوں گروہ مصیب تھے۔ (فتح)

٦٥٧٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ حَرْمَلَةَ مَوْلٰى أُسَامَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ عَمْرٌو قَدْ رَأَيْتُ حَرْمَلَةَ قَالَ أَرْسَلَنِيْ أُسَامَةُ إِلٰى عَلِيٍّ وَقَالَ إِنَّهُ سَيَسْأَلُكَ الْآنَ فَيَقُوْلُ مَا خَلَّفَ صَاحِبَكَ فَقُلْ لَهُ يَقُوْلُ لَكَ لَوْ كُنْتَ فِيْ شِدْقِ الْأَسَدِ لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُوْنَ مَعَكَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ هٰذَا أَمْرٌ لَمْ أَرَهُ فَلَمْ يُعْطِنِيْ شَيْئًا فَذَهَبْتُ إِلٰى حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ فَأَوْقَرُوْا لِيْ رَاحِلَتِيْ.

٦٥٧٧۔ حضرت حرملہ سے روایت ہے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا یعنی مدینے سے کوفے میں کچھ مال مانگنے کو اور کہا کہ بے شک وہ سوال کرے گا تجھ سے سو کہے گا کہ تیرے ساتھی کو کس چیز نے پیچھے ڈالا میرا ساتھ دینے سے لڑائیوں میں سو اس کو کہنا کہ وہ تجھ سے کہتا ہے کہ اگر تو شیر کے جبڑے یعنی منہ میں ہوتا تو میں تیرے ساتھ ہوتا لیکن میں نے اس امر میں یعنی مسلمانوں کی لڑائی میں داخل ہونا اچھا نہیں جانا سو میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اس کا پیغام پہنچایا سو علی رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کچھ چیز نہ دی سو میں حسن اور حسین اور جعفر رضی اللہ عنہم کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ کو میری سواری پر مال لاد دیا جس قدر اٹھا سکتی تھی۔

فائدہ: یہ جو کہا علی رضی اللہ عنہ تجھ سے پوچھے گا، الخ تو یہ عذر اُسامہ رضی اللہ عنہ کا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ دینے کا اس واسطے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ علی رضی اللہ عنہ انکار کرتے ہیں جو اس سے پیچھے رہا خاص کر اُسامہ رضی اللہ عنہ جیسے سے جو اہل بیت سے ہے عذر کیا کہ میرا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ جانا کینہ کے سبب سے نہیں کہ ان سے میرے دل میں کینہ ہو اور یہ کہ اگر علی رضی اللہ عنہ کسی بڑی سخت جگہ میں ہوں تو البتہ اُسامہ رضی اللہ عنہ چاہتا ہے کہ وہ بھی اس کے ساتھ ہو لیکن وہ پیچھے رہا بسبب مکروہ جاننے کے بیچ لڑائی مسلمانوں کے اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب اُسامہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کو قتل کیا جس کا ذکر دیات میں ہو چکا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ملامت کی تو اس نے قسم کھائی کہ مسلمان کے ساتھ نہ لڑے گا اسی واسطے وہ جنگ جمل اور صفین میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ ہوا اور علی رضی اللہ عنہ نے جو اُسامہ رضی اللہ عنہ کے ایلچی کو کچھ نہ دیا تو یہ شاید اس واسطے کہ اس نے اس سے کچھ اللہ کے مال میں سے مانگا تھا سو علی رضی اللہ عنہ نے مناسب نہ جانا کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کو دیں اس سبب سے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ نے لڑائیوں میں علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ دیا اور پھر حسن حسین رضی اللہ عنہما نے اس کو دیا اس واسطے کہ وہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اہل بیت میں سے جانتے تھے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ران پر اُسامہ رضی اللہ عنہ کو بٹھلاتے تھے اور ایک ران پر حسین رضی اللہ عنہ کو اور فرماتے تھے الٰہی! میں ان کو چاہتا ہوں کما تقدم فی مناقبہ اور سواری اس واسطے بھر دی کہ شاید ان کو معلوم تھا کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس کو کچھ نہیں دیا سو انہوں نے اس کو اس کے عوض مال سے سواری لاد دی جس

قدر اٹھا سکتی تھی۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلَافِهِ

جب کسی قوم کے پاس کچھ کہے پھر نکلے تو اس کے برخلاف کہے یعنی یہ دغا بازی اور عہد شکنی ہے

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ ہر عہد شکن دغا باز کے واسطے ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا اور اس میں قصہ ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیعت کرنے کا یزید سے اور حدیث ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی بیچ انکار کے ان لوگوں پر جو لڑتے ہیں ملک پر دنیا کے واسطے اور حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی منافقوں کے حق میں اور مطابقت اخیر حدیث کی ترجمہ کے واسطے ظاہر ہے اس جہت سے کہ پیٹھ پیچھے کہنا بخلاف اس کے کہ سامنے کہے ایک قسم ہے دغا کی اور کتاب الاحکام میں یہ باب آئے گا کہ مکروہ ہے تعریف بادشاہ کی جب اس کے پاس سے نکلے تو اس کے برخلاف کہے اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ اس کو ہم نفاق شمار کرتے تھے اور مطابقت دوسری حدیث کی اس جہت سے ہے کہ جن لوگوں کو ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے عیب کیا وہ ظاہر میں یہ کہتے تھے کہ ہم دین حق کی مدد کرنے کے واسطے لڑتے ہیں اور باطن میں صرف دنیا کے واسطے لڑتے تھے اور کہا ابن بطال نے کہ ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے مروان سے بیعت کی تھی لیکن یہ دعویٰ اس کا صحیح نہیں اس واسطے کہ ابو برزہ رضی اللہ عنہ بصرے میں تھا اور مروان نے شام میں خلافت کا دعویٰ کیا تھا اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب یزید بن معاویہ مر گیا تو ابن زبیر نے اپنی خلافت کی طرف لوگوں کو بلایا یہاں تک کہ بیعت کی اس سے اہل حرمین اور مصر اور عراق نے اور جو ان کے سوائے ہیں یہاں تک کہ مروان نے بھی ارادہ کیا کہ ابن زبیر کی طرف کوچ کرے اور اس سے بیعت کرے لیکن ابن ابی امیر نے اس کو منع کیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور شام پر غالب ہوا پھر اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے عبدالملک سے شام والوں نے بیعت کی۔ (فتح)

٦٥٧٨۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَمَّا خَلَعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ حَشَمَهُ وَوَلَدَهُ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هٰذَا الرَّجُلَ عَلٰى بَيْعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَإِنِّي لَا أَعْلَمُ غَدْرًا أَعْظَمَ مِنْ أَنْ يُّبَايَعَ رَجُلٌ عَلٰى بَيْعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ثُمَّ يُنْصَبُ لَهُ الْقِتَالُ

٦٥٧٨۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب مدینے والوں نے یزید کی بیعت توڑی اور اتاری تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے غلاموں اور اولاد کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ہر عہد شکن دغا باز کے واسطے قیامت کے دن جھنڈا کھڑا کیا جائے گا اور البتہ ہم نے اس مرد یعنی یزید سے بیعت کی اس شرط پر کہ حکم کیا ہے ساتھ اس کے اللہ اور اس کے رسول نے امام کی بیعت سے اور میں اس سے بڑھ کر کوئی دغا نہیں جانتا کہ ایک مرد کی بیعت کی جائے اوپر شرط بیعت اللہ اور اس کے رسول کے پھر قائم کی

وَإِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِّنكُمْ خَلَعَهُ وَلَا بَايَعَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ إِلَّا كَانَتِ الْفَيْصَلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ. جائے اس کے واسطے لڑائی اور میں تم سے کسی کو نہیں جانتا جس نے اس کی بیعت اتاری اور نہ تابع ہوا اس امر میں مگر کہ اس کے اور میرے درمیان یہ فیصل ہو گی۔

فائدہ: اور اس کا سبب یہ ہے جو طبری نے بیان کیا ہے کہ جب معاویہ مر گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو اپنی بیعت لکھ بھیجی اور یزید نے اپنے چچیرے بھائی عثمان بن محمد کو مدینے پر حاکم کر کے بھیجا اس نے اہل مدینہ سے یزید کے واسطے بیعت کی پھر اہل مدینہ سے ایک جماعت ایلچی بن کر یزید کے پاس گئی ان میں سے تھا عبداللہ بن غسیل ملائکہ سو یزید نے ان کا اکرام کیا اور ان کو انعام دیا سو وہ پھرے تو انہوں نے آ کر مدینے میں یزید کے عیب ظاہر کیے اور کہا کہ وہ شراب پیتا ہے اور سوائے اس کے پھر عثمان رضی اللہ عنہ پر اٹھے اور اس کو نکال دیا اور یزید کی بیعت اتار ڈالی پھر یہ خبر یزید کو پہنچی تو اس نے مسلم بن عقبہ کو لشکر دے کر بھیجا اور اس کو حکم کیا کہ تین بار مدینے والوں کو دعوت دینا پھر اگر رجوع کریں تو فبہا نہیں تو ان سے لڑنا پھر جب تو غالب ہو تو اس کو لشکر کے واسطے تین دن مباح کرنا جو چاہیں سو کریں پھر ان سے رک جانا اور معاویہ نے مرتے وقت یزید کو وصیت کی تھی کہ اگر اہل مدینہ بگڑ جائیں تو مسلم کو ان کی طرف بھیجنا کہ وہ ہمارا خیر خواہ ہے سو مسلم مدینے کی طرف متوجہ ہوا اور ۳۰ھ ہجری میں ذی الحجہ کے مہینہ میں پہنچا تو مدینہ والوں نے اس سے لڑائی کی پھر جب لڑائی واقع ہوئی تو اہل مدینہ کو شکست ہوئی تو اس نے مدینہ کو اپنے لشکر کے واسطے تین دن مباح کیا اور ایک جماعت ان سے بند کر کے ماری گئی اور باقی لوگوں نے بیعت کی اور اس پر کہ وہ یزید کے اختیار میں ہیں حکم کرے گا ان کے مال اور جان اور اہل میں جو چاہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب لڑائی بھڑکی تو مدینے والوں نے مدینے کے اندر تکبیر کی آواز سنی اور یہ اس واسطے کہ بنی حارثہ نے شامیوں کی ایک قوم کو خندق کی جانب سے اندر داخل کیا تو اہل مدینہ نے لڑائی چھوڑی اور مدینے میں داخل ہوئے واسطے خوف کرنے کے اپنے گھر والوں پر سو واقع ہوئی شکست اور قتل ہوا جو قتل ہوا یعنی بہت لوگ قتل ہوئے باقی لوگوں نے بیعت کی اس لڑائی کا نام جنگ حرہ ہے حرہ سنگستانی زمین کو کہتے ہیں کیونکہ یہ لڑائی مدینے کی سنگستانی زمین میں واقع ہوئی تھی پھر مسلم وہاں سے ابن زبیر کی طرف چلا اس وقت مکے میں ابن زبیر حاکم تھے سو راہ میں ہی مر گیا اور یہ جو کہا اوپر بیعت اللہ اور اس کے رسول کے تو یہ اس واسطے ہے کہ جس نے کسی امیر سے بیعت کی تو اس نے اس کو اطاعت دی اور اس سے عطیہ لیا تو ہو گیا وہ مشابہ اس کے جس نے اسباب بیچا اور خرید لیا اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے کسی امام سے بیعت کی تو چاہیے کہ اس کی اطاعت کرے جہاں تک کہ ہو سکے اور مراد فیصل سے توڑنا ہے یعنی میں اس سے توڑوں گا اور اس حدیث میں وجوب تابعداری امام کی ہے جس کے واسطے بیعت منعقد ہوئی اور منع ہے خروج کرنا اوپر اس کے اگرچہ حکم میں ظلم کرے اور یہ کہ نہ بیعت اتاری جائے ساتھ فسق کے۔ (فتح)

٦٥٧٩ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ لَمَّا كَانَ ابْنُ زِيَادٍ وَمَرْوَانُ بِالشَّامِ وَوَثَبَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ وَوَثَبَ الْقُرَّآءُ بِالْبَصْرَةِ فَانْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي إِلٰى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلَيْهِ فِي دَارِهٖ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ عُلِّيَّةٍ لَهٗ مِنْ قَصَبٍ فَجَلَسْنَا إِلَيْهِ فَأَنْشَأَ أَبِي يَسْتَطْعِمُهُ الْحَدِيْثَ فَقَالَ يَا أَبَا بَرْزَةَ أَلَا تَرٰى مَا وَقَعَ فِيْهِ النَّاسُ فَأَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهٗ تَكَلَّمَ بِهٖ إِنِّي احْتَسَبْتُ عِنْدَ اللّٰهِ أَنِّي أَصْبَحْتُ سَاخِطًا عَلٰى أَحْيَآءِ قُرَيْشٍ إِنَّكُمْ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ كُنْتُمْ عَلَى الْحَالِ الَّذِيْ عَلِمْتُمْ مِّنَ الذِّلَّةِ وَالْقِلَّةِ وَالضَّلَالَةِ وَإِنَّ اللّٰهَ أَنْقَذَكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ بِكُمْ مَا تَرَوْنَ وَهٰذِهِ الدُّنْيَا الَّتِيْ أَفْسَدَتْ بَيْنَكُمْ إِنَّ ذَاكَ الَّذِيْ بِالشَّامِ وَاللّٰهِ إِنْ يُّقَاتِلُ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا وَإِنَّ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ وَاللّٰهِ إِنْ يُّقَاتِلُوْنَ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا وَإِنْ ذَاكَ الَّذِيْ بِمَكَّةَ وَاللّٰهِ إِنْ يُّقَاتِلُ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا.

٦٥٧٩۔ حضرت ابو المنہال سے روایت ہے کہ جب نکالا گیا ابن زیاد بصرے سے بعد مرنے یزید بن معاویہ کے کہ وہ اس کی طرف سے بصرے میں حاکم تھا اور قائم ہوا مروان شام میں اور قائم ہوا ابن زبیر مکے میں اور قائم ہوئے قاری بصرے میں تو میں اپنے باپ کے ساتھ ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی طرف چلا یہاں تک کہ ہم اس پر داخل ہوئے اس کے گھر میں اور وہ بیٹھا اپنے بالا خانے کے سائے میں جو قصب سے تھا سو ہم اس کے پاس بیٹھے تو میرے باپ نے اس سے حدیث طلب کی سو کہا اے ابو برزہ! کیا تو نہیں دیکھتا جس میں لوگ پڑے ہیں سو اول چیز جو میں نے اس سے سنی جس کے ساتھ اس نے کلام کیا یہ ہے کہ میں اللہ سے ثواب طلب کرتا ہوں اس پر کہ میں نے صبح کی اس حال میں کہ غصہ کرنے والا ہوں قریش کی قوموں پر اے گروہ عرب کے! بے شک تم ایک حال پر تھے جو تم نے جانا ذلت اور قلت اور گمراہی سے یعنی جاہلیت کے زمانے میں اور البتہ اللہ نے تم کو چھوڑایا ساتھ اسلام کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ پہنچا ساتھ تمہارے جو تم دیکھتے ہو اور اس دنیا نے تمہارے درمیان فساد ڈالا ہے بے شک یہ شخص جو شام میں ہے یعنی مروان قسم ہے اللہ کی کہ نہیں لڑتا مگر دنیا پر۔

فائدہ: اس کا بیان یہ ہے کہ ابن زیاد بصرے میں حاکم تھا یزید کی طرف سے سو جب اس کو یزید کے مرنے کی خبر پہنچی تو اس نے اہل بصرہ کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور ذکر کیا جو واقع ہوا اختلاف سے تو اہل بصرہ راضی ہوئے کہ ان پر ابن زیاد ہی بدستور امیر رہے یہاں تک کہ لوگ ایک خلیفے پر جمع ہوں سو وہ اس پر تھوڑے دن ٹھہرا یہاں تک کہ سلمہ بن ذویف کھڑا ہوا ابن زبیر کے واسطے بیعت لیتا تھا سو ایک جماعت نے اس سے بیعت کی جب ابن زیاد کو یہ خبر پہنچی تو

اس نے چاہا کہ سلمہ کو روکے لوگوں نے اس کا کہا نہ مانا پھر جب اس کو اپنی جان کا خوف پڑا تو اس نے حرث بن قیس سے پناہ مانگی اس نے اس کو راتوں رات اپنے پیچھے سوار کر کے مسعود بن عمرو ازدی کے پاس پہنچایا اس نے اس کو پناہ دی پھر بصرے والوں میں اختلاف واقع ہوا تو انہوں نے عبداللہ بن حرث کو امیر بنایا اور واقع ہوئی لڑائی اور قائم ہوا مسعود عبیداللہ ابن زیاد کے حکم سے سو مسعود مارا گیا اور ابن زیاد بھاگ کر شام میں چلا گیا وہاں مروان کو پایا کہ وہ چاہتا ہے کہ ابن زبیر کی طرف کوچ کرے اور بنی امیہ کے واسطے امن لے اپنی رائے سے پھر گیا اور بنی امیہ کو ساتھ لے کر دمشق میں گیا وہاں ضحاک بن قیس نے لوگوں سے ابن زبیر کے واسطے معیت لی تھی وہاں اس کے اور مروان کے درمیان لڑائی ہوئی ضحاک مارا گیا اور اس کا لشکر متفرق ہو گیا اور مروان شام پر غالب ہوا پھر اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک اس کا جانشین ہوا اور یہ جو کہا کہ قائم ہوئے بصرے میں قاری لوگ تو مراد اس سے خارجی لوگ ہیں کہ وہ ابن زیاد کے بعد بصرے میں اٹھے تھے اور بعض نے کہا کہ مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے لڑنے کے واسطے بیعت کی تھی سو وہ بصرے سے شام کی طرف چلے تو ابن زیاد ان کو بڑے لشکر کے ساتھ ملا جو مروان کی طرف تھا تو وہاں دونوں میں لڑائی ہوئی اور یہ جو ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں قریش کی قوموں سے غصہ رکھنے کو ثواب جانتا ہوں تو یہ اس واسطے ہے کہ اللہ کے واسطے محبت رکھنا اور اللہ کے واسطے دشمنی رکھنا ایمان سے ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میرے باپ نے کہا کہ مجھ کو کیا حکم کرتے ہو اس نے کہا کہ میرے نزدیک سب لوگوں سے بہتر وہ جماعت ہے جن کے پیٹ بھوکے ہیں لوگوں کے مال سے اور جن کی پیٹھ ہلکی ہے لوگوں کے خون سے یعنی نہ کسی کا ناحق مال لیتے ہیں نہ ناحق کسی کا خون کرتے ہیں اور یہ دلالت کرتا ہے کہ ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ فتنے میں الگ رہنا بہتر ہے اور مسلمانوں کی لڑائی میں داخل ہونا نہیں چاہیے خاص کر جب کہ طلب ملک کے واسطے ہو اور اس میں مشورہ لینا ہے اہل علم اور دین سے وقت اترنے فتنے کے اور نیک صلاح دینا عالم کا اس کو اور اس میں کفایت کرنا ہے بیچ انکار منکر کام کے ساتھ قول کے اگرچہ اس کے پس پشت ہو جس پر انکار کرتا ہے تا کہ سامع نصیحت قبول کرے اور اس میں داخل ہونے سے ڈرے۔ (فتح)

٦٥٨٠ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ الْيَوْمَ شَرٌّ مِنْهُمْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا يَوْمَئِذٍ يُسِرُّوْنَ وَالْيَوْمَ يَجْهَرُوْنَ.

٦٥٨٠ـ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک منافق لوگ آج کے دن بدتر ہیں ان سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے اس وقت چھپاتے تھے اور آج ظاہر کرتے ہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ پہلوں سے بدتر اس واسطے ہوئے کہ اگلے منافق لوگ اپنی بات کو چھپاتے تھے سو ان

کی بدی ان کے غیر کی طرف نہ بڑھتی تھی اور بہر حال آج کے لوگ سو کھلم کھلا حاکموں پر خروج کرتے ہیں اور لوگوں میں فتنے فساد ڈالتے ہیں سو ان کا ضرر غیروں کی طرف بڑھتا ہے اور مطابقت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ ظاہر کرنا ان کا نفاق کو اور اٹھانا ہتھیار کا لوگوں پر وہ قول ہے برخلاف اس چیز کے جو خرچ کی انہوں نے طاعت سے جب کہ انہوں نے بیعت کی اول اس شخص سے جس پر خروج کیا۔ (فتح)

٦٥٨١۔ حَدَّثَنَا خَلَّادٌ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ إِنَّمَا كَانَ النِّفَاقُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَإِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ.

٦٥٨١۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نفاق تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا اور بہر حال آج کے دن سو وہ کفر ہے ایمان کے بعد۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ منافق لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنی زبان سے ایمان لائے تھے اور دل سے ایمان نہیں لائے تھے اور بہر حال جو ان کے بعد ہیں سو وہ اسلام میں پیدا ہوئے اور اسلام کی فطرت پر سو جو ان میں سے کافر ہو وہ مرتد ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ مراد نہیں کہ اس زمانے میں نفاق واقع نہیں ہو سکتا بلکہ اس کی مراد نفی انفاق حکم کی ہے اس واسطے کہ نفاق ظاہر کرنا ایمان کا ہے اور چھپانا کفر کا یعنی ظاہر میں مسلمان رہنا اور دل سے کافر رہنا اور یہ ہر زمانے میں ممکن ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم مختلف ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے لگاؤ کیا کرتے تھے اور ان کے ظاہری اسلام کو قبول کرتے تھے اگرچہ ظاہر ہوتا ان سے احتمال خلاف اس کے کا اور بہر حال بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو جو شخص کچھ ظاہر کرے یعنی برخلاف اسلام کے تو اس کو اس کے ساتھ مؤاخذہ کیا جائے اور نہ ترک کیا جائے واسطے مصلحت الفت کے واسطے نہ ہونے حاجت کے طرف اس کی اور بعض نے کہا کہ غرض حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ امام کی فرمانبرداری سے نکلنا جاہلیت ہے اور نہیں ہے جاہلیت اسلام میں یا تفریق جماعت کی اور یہ خلاف قول اللہ تعالیٰ کے ہے ﴿وَلَا تَفَرَّقُوْا﴾ اور یہ سب نہیں ہے پوشیدہ سو وہ مانند کفر کی ہے بعد ایمان کے۔ (فتح)

بَابٌ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُغْبَطَ أَهْلُ الْقُبُوْرِ

نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ رشک کیا جائے گا قبروں والوں سے

٦٥٨٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٥٨٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ گزرے گا مرد کسی مرد کی قبر پر تو کہے گا کہ کسی طرح میں اس کی جگہ مردہ ہوتا

قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ يَا لَيْتَنِيْ مَكَانَهٗ.

یعنی قیامت کے قریب ایسے فتنے اور فساد عالم میں پھیلیں گے کہ لوگ موت کی تمنا کریں گے قبروں کو دیکھ کر۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ قبر والوں سے رشک کرنا اور موت کی آرزو کرنا وقت ظاہر ہونے فتنوں کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ خوف دین کے جاتے رہنے کا ہے واسطے غلبے باطل کے اور اہل اس کے اور ظاہر ہونے گناہوں اور منکر کے اور نہیں ہے یہ عام ہر ایک کے حق میں بلکہ وہ خاص ہے ساتھ اہل خیر کے اور بہر حال جوان کے سوائے اور لوگ ہیں سو کبھی واقع ہوتی ہے مصیبت ان کے جان اور مال اور دنیا میں اگرچہ متعلق ہو اس سے کوئی چیز ساتھ دین کے یعنی صرف دنیا کی مصیبت سے موت کی آرزو کرے گا جیسا کہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ نہیں ہوتا ساتھ اس کے فتنہ دین کا مگر بلا اور کہا قرطبی نے کہ گویا حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ عنقریب فتنے فساد ہوں گے اور بڑی مشقت واقع ہوگی یہاں تک کہ دین کا امر ہلکا ہو جائے گا اور اس کی کوشش کم ہوگی اور نہ باقی رہے گی کسی کے واسطے کوشش مگر ساتھ امر اپنی دنیا اور معاش کے یعنی ہر شخص کو فقط اپنی دنیا اور معاش کا فکر ہوگا دین کا فکر بالکل نہیں رہے گا اسی واسطے فتنے فساد کے دنوں میں عبادت کی بڑی قدر ہے اور یہ جو کہا کہ قبر پر گزرے گا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ موت کی آرزو قبر کے دیکھنے کے وقت حاصل ہوگی اور حالانکہ نہیں ہے یہ مراد بلکہ اس میں اشارہ ہے طرف قوت اس آرزو کی اس واسطے کہ جو کسی شدت کے سبب سے موت کی آرزو کرتا ہے کبھی یہ آرزو اس کی جاتی رہتی ہے یا ہلکی ہو جاتی ہے وقت مشاہدے قبر کے سو یاد کرتا ہے ہول مقام کی سو ضعیف ہو جاتی ہے آرزو اس کی اور جب اس نے اس پر تمادی کی تو اس نے دلالت کی اوپر مؤکد ہونے اس شدت کے نزدیک اس کے جب کہ نہ پھیرا اس کو اس چیز نے جس کو مشاہدہ کیا اس نے قبر کی وحشت سے بدستور رہنے اس کے سے اوپر تمنی موتا کے اور نہیں معارض ہے اس کو وہ حدیث جو آئی ہے کہ موت کی آرزو کرنا منع ہے اس واسطے کہ منع اس جگہ ہے جہاں جسم کے ضرر سے موت کی آرزو کرے اور جب ہو اس ضرر کے واسطے جو دین کے ساتھ متعلق ہے تو اس وقت موت کی آرزو کرنا جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ تَغْيِيْرِ الزَّمَانِ حَتّٰى تُعْبَدَ الْأَوْثَانُ

زمانہ متغیر ہو جائے گا یہاں تک کہ بت پرستی ہوگی

۶۵۸۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ أَلْيَاتُ نِسَآءِ دَوْسٍ عَلٰى ذِي الْخَلَصَةِ وَذُو الْخَلَصَةِ طَاغِيَةُ

۶۵۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ چوتڑ مٹکاتی پھریں گی قوم دوس کی عورتیں بت کے گرد جس کا نام ذی الخلصہ ہے اور ذوالخلصہ قوم دوس کا بت تھا جس کو وہ جاہلیت کے وقت میں پوجتے تھے۔

دَوْسٍ الَّتِيْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

فائدہ: دوس ایک قوم کا نام ہے یمن میں ذی الخلصہ اس قوم کے بت کا نام تھا اس کو کافر کعبہ یمانی بھی کہتے ہیں جب وہ قوم مسلمان ہوئی تو حضرت ﷺ نے اس بت کو توڑ ڈالا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے قریب وہ قوم پھر مرتد ہو جائے گی اس بت کو پھر نیا بنائیں گے اور ان کی عورتیں اس کے گرد طواف کریں گی اور چوتڑ مٹکانے سے مراد یہ ہے کہ عورتیں شہروں سے چوپایوں پر سوار ہو کے اس بت کی طرف جائیں گی اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ ہجوم کریں گی یہاں تک کہ ایک دوسری کو اپنا چوتڑ مارے گی وقت طواف کرنے کے گرد اس بت کے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ لات اور عزیٰ کی پرستش ہوگی اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے کے بعد واقع ہوگا جب کہ ہر مسلمان کی روح ہوا سے قبض ہو جائے گی اور کوئی مسلمان باقی نہ رہے گا زمین پر پھر نہ باقی رہیں گے مگر بدتر لوگ لڑیں گے جیسے گدھے لڑتے ہیں اور ظاہر ہوگی بت پرستی پھر قائم ہوگی ان پر قیامت اور یہی لوگ مراد ہے باب کی حدیث میں۔ (فتح)

٦٥٨٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ.

۶۵۸۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے گا ایک مرد قحطان کے قبیلے سے کہ ہانکے گا لوگوں کو اپنی لاٹھی سے۔

فائدہ: یعنی وہ لوگوں پر غالب ہوگا اور لوگ اس کے فرمانبردار ہوں گے اور نہیں مراد ہے خاص لاٹھی لیکن اس میں اشارہ ہے کہ وہ ان پر سختی کرے گا اور بعض نے کہا کہ حقیقۃً لوگوں کو لاٹھی سے ہانکے گا جیسے اونٹوں اور مویشی کو ہانکا جاتا ہے واسطے نہایت سختی اور ظلم اس کے اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سے اس وجہ سے ہے کہ جب قائم ہوا قحطانی اور حالانکہ نہیں ہے وہ اہل بیت نبوت اور نہ قریش سے جن میں اللہ نے خلافت کا حق رکھا ہے تو یہ بڑا تغیر زمانے کا ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ وہ مطابق ہے واسطے ابتداء ترجمہ کے اور وہ تغیر زمانے کا ہے اور تغیر عام تر ہے اس سے کہ فسق کی طرف راجع ہو یا کفر کی سو قصہ قحطانی کا مطابق ہے واسطے تغیر کے ساتھ فسق کے اور قصہ ذی الخلصہ کا واسطے تغیر کے ساتھ کفر کے۔ (فتح)

بَابُ خُرُوْجِ النَّارِ وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ

باب ہے بیچ نکلنے آگ کے یعنی حجاز کی زمین سے اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی اول نشانی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی

إِلَى الْمَغْرِبِ.

طرف ہانک لے جائے گی۔

فائدہ: اشراط الساعہ سے مراد وہ نشانیاں ہیں جن کے بعد قیامت ہو گی۔

٦٥٨٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِّنْ أَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيْءُ أَعْنَاقَ الْإِبِلِ بِبُصْرٰى.

٦٥٨٥۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ نکلے گی آگ حجاز کی زمین سے روشن کر دے گی بصرے کے اونٹوں کی گردنوں کو یعنی اس کی روشنی ایسی تیز ہو گی کہ عرب سے شام تک پہنچے گی۔

فائدہ: حجاز عرب میں اس زمین کا نام ہے جس میں مکہ اور مدینہ ہے تاریخ مدینہ میں مذکور ہے کہ اول چند روز مدینے میں برابر زلزلہ رہا لوگوں نے جانا کہ قیامت آئی پھر ایک طرف سے زمین پھٹ گئی اس میں سے سربلند آگ نکلی چالیس دن قائم رہی لوہا اور پتھر اس آگ سے جلتا تھا مگر گھاس نہ جلتی تھی سینکڑوں کوس تک اس کی روشنی تھی ٦٥٤ چھ سو چون ہجری میں یہ ماجرا گزرا تو جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہتے ہیں کہ اس آگ کی صورت ایک بڑے شہر کی صورت تھی جس کے گرد دیوار ہو اس پر منارے اور برج ہوں معلوم ہوتا تھا کہ اس میں آدمی ہیں جو اس کو کھینچتے ہیں نہ گزرتی تھی کسی پہاڑ پر مگر کہ اس کو گلا دیتی تھی اور اس کی آواز ایسی تھی جیسے بجلی کی کڑک اور جو آگ کہ باب کی پہلی حدیث میں مذکور ہے وہ اور ہے اور متواتر ہے علم اس آگ کا نزدیک سب شام والوں کے اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ بہے گا ایک نالہ حجاز کی آگ سے جو بصرے کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کرے گا اور یہ وہی آگ ہے جو ساتویں صدی میں ظاہر ہوئی۔ (فتح)

٦٥٨٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّهٖ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَّحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهٗ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا. قَالَ عُقْبَةُ

٦٥٨٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب دریائے فرات سونے کے خزانے سے کھل جائے گا سو جو وہاں حاضر ہو تو اس میں سے کچھ نہ لے اور دوسری روایت کا ترجمہ بھی یہی ہے لیکن اس میں اتنا زیادہ ہے کہ فرمایا کہ سونے کے پہاڑ سے یعنی خزانے کی جگہ پہاڑ کا ذکر کیا۔

وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ يَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ.

فائدہ: خزانہ کہنا اس کو باعتبار حال کے ہے اور پہاڑ کہنا باعتبار کثرت کے ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو روایت کی مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگل دے گی زمین اپنے جگر کے ٹکڑے ستونوں کے برابر سونے اور چاندی کے یعنی زمین کے اندر کے خزانے اور چاندی سونے کی کانیں قیامت میں زمین پر ظاہر ہو جائیں گی سو آئے گا قاتل سو کہے گا کہ میں نے اسی کی محبت میں فلانے کو قتل کیا اور آئے گا چور سو کہے گا کہ اسی کی محبت میں میرا ہاتھ کاٹا گیا پھر اس مال کو چھوڑ دیں گے سو نہ لیں گے اس میں سے کچھ اور ظاہر یہ ہے کہ اس کے لینے سے اس واسطے منع کیا کہ اس کے لینے سے فتنہ اور قتال پیدا ہوتا ہے یعنی اگر اس کو لینا جائز رکھا جاتا تو خلقت اس پر لڑ کر کے مر جاتی اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو مسلم نے روایت کی ہے کہ دریائے فرات سونے کے پہاڑ سے کھل جائے گا سو لڑ مریں گے اس پر لوگ سو ہر ایک سینکڑے سے ننانویں آدمی قتل ہوں گے اور ایک باقی رہے گا اور ان میں سے ہر آدمی کہے گا کہ شاید میں قتل سے بچ رہوں اور بلا شراکت سونا پاؤں اور نیز مسلم نے روایت کی ہے کہ دریائے فرات سونے کے پہاڑ سے کھل جائے گا سو جب لوگ سنیں گے تو اس کی طرف چلیں گے اور جو لوگ اس کے پاس ہوں گے وہ کہیں گے کہ اگر ہم لوگ اس کے لینے سے نہ منع کریں تو سب کو لے جائیں گے کچھ باقی نہ رہے گا سو اس پر لڑیں گے سو قتل ہوں گے ہر سو سے ننانویں آدمی یعنی سو میں سے صرف ایک آدمی باقی رہ جائے گا پس واضح ہوا کہ سبب بیچ نہی کے اس کے لینے سے وہ چیز ہے جو مرتب ہوتی ہے او پر طلب اخذ اس کے لڑائی سے چہ جائیکہ لینا اور نہیں ہے کوئی مانع کہ ہو یہ وقت نکلنے آگ کے واسطے محشر کے لیکن نہیں ہے یہ سبب منع کرنے کا اس کے لینے سے اور ایک روایت میں ہے کہ تمہارے خزانے پر تین آدمی قتل ہوں گے ہر ایک خلیفے کا بیٹا ہوگا اور یہ ذکر مہدی کی حدیث میں ہے سو اگر مراد خزانے سے وہ خزانہ ہو جو باب کی حدیث میں ہے تو دلالت کی اس نے کہ واقع ہوگا یہ وقت ظاہر ہونے مہدی کے نزول عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے اور آگ کے نکلنے سے پہلے اور احتمال ہے کہ لینے سے اس واسطے منع کیا ہو کہ واقع ہوگا بیچ اخیر زمانے کے نزدیک اس حشر کے جو واقع ہوگا دنیا میں اور واسطے عدم ظہور یا قلت اس کی کے سونہ فائدہ اٹھائے گا ساتھ اس چیز کے کہ اس سے لے اور شاید یہی راز ہے اس میں کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو خروج آب کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے۔ (فتح)

بَابٌ یہ باب ہے

٦٥٨٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا مَعْبَدٌ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَصَدَّقُوْا فَسَيَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَّمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهٖ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهَا قَالَ مُسَدَّدٌ حَارِثَةُ أَخُوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لِأُمِّهٖ قَالَهٗ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ.

٦٥٨٧۔ حضرت حارثہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ خیرات کرو سو عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اپنا صدقہ لے کر چلے گا سو نہ پائے گا جو اس کو قبول کرے۔

فائدہ: یہ باب مثل فصل کی ہے پہلے باب سے اور تعلق اس کا ساتھ اس کے اس احتمال کی جہت سے ہے جو پہلے گزرا اور وہ یہ ہے کہ یہ واقع ہوگا اخیر زمانے میں جس میں لوگوں کو مال کی حاجت اور پرواہ نہ رہے گی یا اس وجہ سے کہ ہر ایک فتنے کے سبب سے اپنی جان کے ساتھ مشغول ہوگا ہر ایک کو جان کی مصیبت پڑی ہوگی سو نہ مڑ کر دیکھے گا اپنے گھر والوں کو چہ جائیکہ مال اور یہ دجال کے زمانے میں ہوگا اور یا نہایت امن حاصل ہونے کے سبب سے ہر آدمی بے پرواہ ہوگا اور یہ امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہوگا اور یا اس وجہ سے کہ آگ نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک لے جائے گی اور نہ التفات کرے گا کوئی اس وقت اس چیز پر جو بھاری ہو اس پر مال سے بلکہ قصد کرے گا کہ اس کی جان بچے اور جس پر قادر ہو اپنے اہل اور اولاد سے اور یہ احتمال ظاہر تر ہے اور یہی ہے مناسب واسطے کاری گری بخاری رحمہ اللہ کے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ تم دس نشانیاں دیکھو دخان اور دجال اور دابہ نکلنا آفتاب کا مغرب کی طرف سے اور اترنا عیسیٰ علیہ السلام کا اور نکلنا یاجوج ماجوج کا اور تین خسف کا یعنی زمین کا دھنسنا ایک مشرق میں ایک مغرب ایک جزیرہ عرب میں اور نکلنا آگ کا یمن سے جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک لے جائے گی اور اول ہونا آگ کا جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے تو یہ اول ہونا اس کا اس اعتبار سے ہے کہ اس کے بعد دنیا کا کوئی کام واقع نہیں ہوگا بلکہ واقع ہوگا ساتھ انتہاء اس کی کے پھونکنا صور میں برخلاف باقی نشانیوں کے کہ ان میں سے ہر ایک کے بعد دنیا کا کوئی نہ کوئی امر باقی رہے گا اور یہ جو فرمایا کہ کوئی صدقہ قبول نہ کرے گا تو احتمال ہے کہ یہ واقع ہو چکا ہو جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خلافت میں کہ مال کی اس قدر کثرت ہو گئی تھی کہ کوئی قبول نہ کرتا تھا بنا بر اس کے یہ صرف پیشین گوئی قیامت کی نشانی نہ ہوگی اور احتمال ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہو اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مال کی بہت کثرت ہوگی اور اول احتمال راجح تر ہے اور بہر حال عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مال کی اس واسطے کثرت ہوگی کہ مال بہت ہو جائے گا اور لوگ کم ہو جائیں گے۔ (فتح)

٦٥٨٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيْمَتَانِ يَكُوْنُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَحَتّٰى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتّٰى يَكْثُرَ فِيْكُمُ الْمَالُ فَيَفِيْضَ حَتّٰى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَّقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتّٰى يَعْرِضَهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلَ الَّذِيْ يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِيْ بِهِ وَحَتّٰى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ وَحَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ يَا لَيْتَنِيْ مَكَانَهُ وَحَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ يَعْنِيْ آمَنُوْا أَجْمَعُوْنَ فَذٰلِكَ حِيْنَ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِيْ إِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يُلِيْطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِيْ فِيْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ

٦٥٨٨۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ آپس میں لڑیں گے دو بڑے گروہ دونوں کے درمیان بڑی لڑائی ہوگی دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور یہاں تک کہ قریب تیس کے بڑے جھوٹے دجال ظاہر ہوں گے ہر ایک یہی گمان کرے گا کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور یہاں تک کہ قبض ہوگا علم اور بہت ہوں گے زلزلے اور قریب ہو جائے گا زمانہ اور فتنے فساد ظاہر ہوں گے اور قتل یعنی خون ریزی کثرت سے ہوگی اور یہاں تک کہ تم میں مال بہت ہو جائے گا تو اُبل پڑے گا یہاں تک کہ مالدار فکر میں غمگین ہوگا کہ اس کی زکوٰۃ کا مال کون لے یعنی امام مہدی علیہ السلام کے وقت میں سب لوگ مالدار ہو جائیں گے کوئی محتاج نہ ملے گا جو زکوٰۃ کا مال قبول کرے یا قیامت کی نشانیاں دیکھ کر ایسا خوف پیدا ہوگا کہ کسی کو مال لینے کی خواہش نہ رہے گی اور یہاں تک کہ اس کو عرض کرے سو کہے گا جس پر اس کو عرض کیا مجھ کو کچھ حاجت نہیں اور یہاں تک کہ فخر کریں گے لوگ عمارتوں میں اور یہاں تک کہ گزرے گا مرد کسی مرد کی قبر پر تو کہے گا کہ کاش کہ میں اس کی جگہ مردہ ہوتا اور یہاں تک کہ سورج مغرب کی طرف سے چڑھے اور جب سورج مغرب کی طرف سے نکلے گا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب ایمان لائیں گے سو یہ وہی وقت ہے کہ نہ فائدہ دے گا کسی جان کو اس کا ایمان جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کی تھی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور حالانکہ تحقیق دو مردوں نے اپنے درمیان کپڑا پھیلایا ہوگا خرید وفروخت کو سو وہ خرید وفروخت نہ کر چکے ہوں گے اور نہ اس کو لپیٹ چکے ہوں گے کہ قیامت

أُكْلَتَهُ إِلٰى فِيهِ فَلَا يَطْعَمُهَا.

آ جائے گی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور البتہ ایک مرد اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر پھرے گا یعنی سو نہ پہنچا ہوگا برتن اس کے منہ تک کہ قیامت آ جائے گی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور وہ اپنے حوض کو درست کر رہا ہوگا سو نہ پلا چکا ہوگا اس سے پانی کہ قیامت آ جائے گی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور حالانکہ ایک مرد نے لقمے کو اپنے منہ کی طرف اٹھایا ہوگا سو اس کو اپنے منہ میں نہ رکھا ہوگا کہ قیامت آ جائے گی۔

فائدہ: مراد فئتنا سے علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اور معاویہ اور اس کے ساتھی ہیں کہ دونوں کا دین اسلام تھا اور اسلام پر لڑتے تھے اور یہ جو کہا کہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور ان کا نام مسلمان رکھا تو اس سے لیا جاتا ہے رد خارجیوں پر کہ وہ دونوں گروہوں کو کافر کہتے ہیں اور یہ جو فرمایا کہ ہائے عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا تو یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ امام بحق تھے اور مصیب تھے ان لڑائیوں میں اس واسطے کہ معاویہ کے ساتھیوں نے عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا اور روایت کی بزار نے زید بن وہب سے کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اس نے کہا کہ کیا حال ہے تمہارا اور حالانکہ تمہارے اہل دین یعنی مسلمان باغی ہوئے بعض بعض کے منہ کو تلوار سے مارتے ہیں انہوں نے کہا سو تم ہم کو کیا حکم کرتے ہو؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو گروہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف بلائے اس کو لازم پکڑو اس واسطے کہ وہ حق پر ہے اور روایت کی یعقوب نے زہری سے کہ جب معاویہ کو خبر پہنچی کہ علی رضی اللہ عنہ جمل والوں پر غالب ہوئے تو اس نے عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا دعویٰ کیا تو شام والوں نے اس کا کہنا قبول کیا تو علی رضی اللہ عنہ اس کی طرف چلے یہاں تک کہ صفین میں دونوں کا مقابلہ ہوا اور یہ یحییٰ بن سلیمان نے کتاب صفین میں ابو مسلم خولانی سے روایت کی ہے کہ اس نے معاویہ سے کہا کہ تو علی رضی اللہ عنہ سے خلافت میں تنازع کرتا ہے کیا تو اس کے برابر ہے معاویہ نے کہا کہ میں اس کے برابر نہیں اور بے شک میں جانتا ہوں کہ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہے اور لائق تر ہے ساتھ خلافت کے لیکن کیا تم نہیں جانتے کہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم مارے گئے اور میں اس کا چچیرا بھائی ہوں اور ولی ہوں میں اس کا قصاص چاہتا ہوں سو تم علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دیں سو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کلام کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ معاویہ بیعت میں داخل ہوئے پھر ان کا میرے پاس دعویٰ کرے تو معاویہ نے کہا نہ مانا تو علی رضی اللہ عنہ عراق کے لشکروں کے ساتھ چلے یہاں تک کہ صفین میں اترے اور معاویہ بھی لشکر کے ساتھ وہاں اترا اور یہ ماجرا ہجری کے چھتیسویں سال میں ہوا اور دونوں نے باہم پیغام بھیجا لیکن کچھ فیصلہ نہ ہوا آخر لڑائی واقع ہوئی یہاں تک کہ دونوں لشکروں سے ستر ہزار آدمی بلکہ زیادہ مارے گئے پھر جب شام والوں نے دیکھا

کہ مغلوب ہونا چاہتے ہیں تو انہوں نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے مشورے سے قرآن اٹھایا اور جو اس میں ہے اس کی طرف بلایا سوانجام کر دو منصفوں کی طرف ہوا پھر جاری ہوا جو جاری ہوا دونوں کے مختلف ہونے سے اور تنہا ہونے معاویہ کے سے ساتھ ملک شام کے اور مشغول ہونے علی رضی اللہ عنہ کے سے ساتھ خارجیوں کے اور یہ پیشگوئیاں اور جو ان کی مانند ہیں تین قسم پر ہیں ایک قسم وہ ہے کہ جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ویسا وقوع میں آیا جیسے لڑنا دو بڑے گروہوں کا اور ظاہر ہونا فتنوں کا اور بہت ہونا قتل کا اور فخر کرنا لوگوں کا عمارتوں میں اور دوسری قسم وہ ہے کہ اس کا شروع وقوع میں آیا لیکن مستحکم نہیں ہوا جیسے قریب ہونا زمانے کا اور بہت ہونا زلزلوں کا اور نکلنا جھوٹے دجالوں کا اور تیسری قسم وہ ہے کہ آئندہ واقع ہوگی اور ابھی اس سے کوئی چیز واقع نہیں ہوئی جیسے نکلنا سورج کا مغرب کی طرف سے اور بزار اور طبرانی اور حاکم وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نہ فنا ہوگی یہ امت یہاں تک کہ اٹھے گا مرد طرف عورت کی اور اس کو راہ میں اپنے نیچے ڈال کر اس سے زنا کرے گا اور اس دن ان سب لوگوں میں بہتر وہ شخص ہوگا جو کہے گا کہ اگر ہم اس کو دیوار کی آڑ میں چھپائیں تو بہتر ہو یعنی بر سر راہ کھلم کھلا زنا ہوگا کوئی کسی کو منع نہ کرے گا اور نہ شرم حیا رہے گا اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ پرانا ہو جائے گا اسلام نہ جانے گا کوئی کہ کیا ہے نماز اور کیا ہے روزہ اور کیا ہے حج اور کیا ہے زکوٰۃ؟ اور باقی رہیں گے برے لوگ کہیں گے کہ ہم نے اپنے بڑوں کو اس کلمے لا الہ الا اللہ پر پایا سو ہم اس کو کہتے ہیں یعنی جیسا ہم نے ان سے سنا ویسا کہتے ہیں یہ جو کہا **یبعث** تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں واسطے اللہ تعالیٰ کے اور تمام امور اس کی تقدیر سے ہیں اور یہ جو کہا کہ قریب تیس جھوٹے دجال ظاہر ہوں گے تو ایک روایت میں تیس کا ذکر ہے اور ایک میں تیس سے زیادہ کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت میں ستائیس کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بے شک میں خاتم ہوں سب پیغمبروں کا میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا اور یہ جو کہا **کلھم یزعم** الخ تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک پیغمبری کا دعویٰ کرے گا اور یہی راز ہے بیچ قول اس کے اخیر حدیث ماضی میں اور میں خاتم ہوں سب پیغمبروں کا اور احتمال ہے کہ ان میں سے پیغمبری کے دعویٰ کرنے والے تیس ہی ہوں یا مانند ان کی اور جو زیادہ ہیں عدد مذکور پر وہ فقط کذاب ہوں لیکن گمراہی کی طرف بلائیں مانند غالی رافضیوں اور باطنیوں اور وجودیوں اور حلولیوں اور باقی فرقوں کے جو بلانے والے ہیں طرف اس چیز کی کہ معلوم ہے بداہت سے کہ وہ خلاف ہے اس چیز کے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے اور یہ جو کہا کہ زلزلے بہت ہوں گے تو البتہ واقع ہوئے ہیں بہت زلزلے شمالی اور شرقی اور غربی شہروں میں لیکن ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ کثرت کے شامل ہونا اور دوام ان کا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے قریب کڑک بہت ہوگی اور یہ کہ تم میں بہت ہو جائے گا مال تو یہ تقیید مشعر ہے ساتھ اس کے کہ یہ محمول ہے اصحاب کے زمانے پر سو ہوگی اس میں اشارت طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی فتوحات سے اور فارس اور روم کے مال

تقسیم ہونے سے سو یہ جو کہا مال اُبل پڑے گا اور غمگین ہوگا مالدار تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں سو پہلے گزر چکا ہے جو اس کے زمانے میں واقع ہوا ہے کہ مرد اپنا صدقہ عرض کرتا تھا سو نہ پاتا تھا جو اس کے صدقے کا مال قبول کرے اور یہ جو کہا یہاں تک کہ عرض کرے گا مال کو سو کہے گا جس پر عرض کیا کہ مجھ کو اس کی حاجت نہیں تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں واقع ہوگی تو اس حدیث میں اشارہ ہے طرف تین احوال کی پہلا حال کثرت مال کا ہے فقط اور یہ اصحاب کے زمانے میں تھا دوسرا حال ابلنا اس کا ہے کثرت سے کہ ہر ایک آدمی بے پرواہ ہو جائے گا دوسرے کے مال لینے سے اور یہ تابعین کے ابتدائی زمانے میں تھا یعنی عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے وقت میں تیسرا حال اُبلنا اس کا ہے کثرت سے لیکن اس میں زیادہ ہے کہ وہ اپنا صدقہ غیر پر عرض کرے گا اگرچہ صدقہ کا مستحق نہ ہو تو وہ کہے گا کہ مجھ کو اس کی حاجت نہیں اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہوگا یا آگ نکلنے کے وقت ہوگا کما تقدم اور یہ جو کہا لوگ عمارتوں میں فخر کریں گے یعنی اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے ہر آدمی یہ چاہے گا کہ اس کا گھر دوسرے کے گھر سے اونچا ہو اور احتمال ہے کہ مراد فخر کرنا زینت اور آرائش میں ہو یا عام تر اور البتہ پایا گیا ہے اس سے بہت اور وہ روز بروز زیادتی میں ہے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ مغرب کی طرف سے سورج نکلے تو بعض نے کہا احتمال ہے کہ جس زمانے میں ایمان لانا نفع نہیں دے گا وہ فقط وہی وقت ہو جس میں سورج مغرب کی طرف سے نکلے گا پھر جب دن دراز ہو جائیں گے اور اس نشانی کا زمانہ بعید ہو جائے گا تو پھر ایمان لانا اور توبہ کرنا نفع دے گا اور میں نے اس احتمال کو عمدہ وجہ سے پہلے رد کر دیا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جب سورج مغرب کی طرف سے نکلا تو اس دن سے قیامت تک کسی کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو اور یہ حدیث نص ہے بیچ جگہ نزاع کے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور یہ جو کہا یتبایعانہ تو نسبت کپڑے کی دونوں کی طرف باعتبار حقیقت کے ہے یعنی نسبت اس کی ایک کی طرف بہ اعتبار حقیقت کے ہے اور دوسرے کی طرف باعتبار مجاز کے اس واسطے کہ ایک مالک ہے اور دوسرا قیمت ادا کرنے والا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے تم پر ایک سیاہ بدلی نکلے گی مغرب کی طرف سے جیسے ڈھال سو ہمیشہ اونچی ہوتی جائے گی یہاں تک کہ آسمان کو ڈھانک لے گی پھر کوئی پکارنے والا تین بار پکارے گا کہ اے لوگو! قیامت آ گئی اور یہ جو کہا کہ یلیط حوضہ یعنی اس کو گارے اور مٹی سے درست کرتا ہوگا تا کہ اس کے سوراخوں کو بند کرے اور اس کو پانی سے بھر کر اپنے چارپایوں کو پلائے اور یہ جو کہا سو اس کو اپنے منہ میں نہ رکھا ہوگا یعنی قیامت آ جائے گی پہلے اس سے کہ اس کو اپنے منہ میں رکھے یا پہلے اس سے کہ اس کو نگلے اور یہ احتمال راجح ہے اور یہ سب اشارہ ہے اس طرف کہ قیامت اچانک آ جائے گی اور ابن ماجہ اور احمد وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ معراج کی رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملے تو انہوں نے باہم قیامت کا ذکر

کیا تو ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو اس کا علم نہیں دیا گیا پھر موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تو موسیٰ علیہ السلام نے بھی کہا کہ مجھ کو قیامت کا کچھ علم نہیں پھر عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو اس کا علم دیا گیا ہے سوائے اس علم کے کہ نہیں جانتا اس کو کوئی سوائے اللہ کے پس ذکر کیا عیسیٰ علیہ السلام نے نکلنا دجال کا اور نکلنا یاجوج ماجوج کا اور مر جانا ان کا یک بارگی پھر مینہ کا برسنا وغیرہ وغیرہ جو قیامت سے پہلے ہونے والا ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ذکر کیا کہ جب دجال نکلے گا تو میں اتروں گا تو اس کو قتل کروں گا۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ الدَّجَّالِ باب ہے بیچ بیان ذکر دجال کے

فائدہ: دجال مشتق ہے دجل سے اور دجل کے معنی ہیں ڈھانکنا اور کذاب کا نام دجال اس واسطے رکھا گیا کہ وہ ڈھانکے حق کو باطل سے کہا قرطبی نے کہ اس کا نام دجال جو رکھا گیا تو اس میں دس قول ہیں اور جس چیز کی دجال کے امر میں حاجت ہے اس کی اصل ہے اور کیا دجال ابن صیاد ہے یا اور شخص ہے اور برتقدیر ثانی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھا یا نہیں اور کب نکلے گا اور کیا سبب ہے اس کے نکلنے کا اور کہاں سے نکلے گا اور کیا ہے صفت اس کی اور کس چیز کا دعویٰ کرے گا اور کیا چیز ظاہر ہوگی اس کے ہاتھ پر خوارق عادت سے وقت نکلنے اس کے یہاں تک کہ اس کے تابعدار ہو جائیں گے اور رہلاک ہوگا کون اس کو قتل کرے گا؟ سو اول جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ قسم کھاتے تھے کہ ابن صیاد دجال ہے اور بہر حال دوسری چیز سو تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ دجال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھا اور وہ بعض جزیرے میں قید ہے اور تیسری چیز ہے کہ دجال اس وقت نکلے گا جب کہ مسلمان قسطنطینہ کو فتح کریں گے اور اس کے نکلنے کا سبب یہ ہے کہ وہ نکلے گا قہر سے کہ غصہ کیا کرے گا یعنی دجال مظہر قہر الٰہی ہے اور نکلے گا مشرق کی طرف سے جزمًا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ خراسان سے نکلے گا اور بہر حال صفت اس کی سو مذکور ہے باب کی حدیثوں میں اور دجال پہلے پہل ایمان کا دعویٰ کرے گا پھر پیغمبری کا پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا جیسے کہ روایت کی طبرانی نے سلیمان بن شہاب کے طریق سے اور بہر حال جو خوارق عادت اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں گے سو اس کا بیان آئندہ آئے گا اور کب ہلاک ہوگا اور کون اس کو قتل کرے گا سو وہ ہلاک ہوگا بعد ظاہر اور غالب ہونے اس کے سب زمین پر سوائے مکے اور مدینے کے پھر قصد کرے گا بیت المقدس کا سو عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور اس کو قتل کریں گے روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور ایک روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام کے زمانے سے قیامت تک دجال سے بڑا فتنہ کوئی نہیں اور روایت کی نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں کعب احبار رضی اللہ عنہ کے طریق سے کہ متوجہ ہوگا دجال سو دمشق کے مشرقی دروازے کے پاس اترے گا پھر تلاش کیا جائے گا سو نہ معلوم ہوگا کہ کہاں گیا پھر ظاہر ہوگا مشرق میں سو دیا جائے گا خلافت پھر ظاہر کرے گا جادو کو پھر دعویٰ کرے گا پیغمبری کا تو لوگ اس سے متفرق ہو جائیں گے پھر نہر پر آئے گا سو اس کو حکم

کرے گا کہ بہے وہ جاری ہو جائے گی پھر اس کو حکم کرے گا کہ خشک ہو جائے سو خشک ہو جائے گی اور پہاڑوں کو حکم کرے گا تو بیٹھ جائیں گے اور ہوا کو حکم کرے گا کہ سمندر سے بادل اٹھائے سو زمین پر برسے گا اور غوطہ مارے گا ہر روز سمندر میں تین بار سو نہ پہنچے گا اس کی کمر تک اور اس کا ایک ہاتھ دوسرے سے دراز ہے سو اپنے دراز ہاتھ کو سمندر میں دراز کرے گا تو اس کا ہاتھ سمندر کی تہ تک پہنچے گا سو نکالے گا اس میں سے جس قدر مچھلی چاہے گا اور ایک روایت میں ہے کہ نہ بچے گا دجال کے فتنے سے مگر بارہ ہزار آدمی۔ (فتح)

٦٥٨٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِي الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مَا سَأَلْتُهُ وَإِنَّهُ قَالَ لِيْ مَا يَضُرُّكَ مِنْهُ قُلْتُ لِأَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَّنَهَرَ مَآءٍ قَالَ هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ.

٦٥٨٩۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں پوچھا کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حال دجال کا زیادہ تر اس سے کہ میں نے پوچھا اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا ضرر کرتی ہے تجھ کو اس سے یعنی تجھ کو اس کا کیا خوف ہے کہ تو اس کا حال بہت پوچھتا ہے؟ میں نے کہا اس ڈر سے کہ لوگ کہتے ہیں کہ بے شک اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ ہو گا اور پانی کی نہر ہو گی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک وہ حقیر تر ہے اللہ پر اس سے۔

فائدہ: مراد پہاڑ سے بقدر پہاڑ کے ہے اور مراد روٹیوں سے اس کی اصل ہے جیسے گندم مثلا یعنی اس کے ساتھ بقدر پہاڑ کے گندم ہو گی اور یہ جو کہا کہ وہ اللہ کے نزدیک حقیر تر ہے یعنی جو اللہ تعالیٰ نے دجال کے ہاتھ پر خارق عادت پیدا کرے گا وہ اللہ کے نزدیک حقیر تر ہے اس سے کہ اس کو ایمان داروں کی گمراہی کا سبب ٹھہرائے اور اس سے یقین والوں کے دل میں شک آئے یعنی مراد یہ ہے کہ وہ حقیر تر ہے اس سے کہ ٹھہرائے کسی چیز کو اس سے نشانی اس کے سچے ہونے پر خاص کر اور حالانکہ ٹھہرائی ہے اللہ نے اس میں نشانی جو ظاہر ہے اس کے جھوٹے ہونے پر اور کافر ہونے پر پڑھ لے گا اس کو پڑھا ہوا اور ان پڑھ اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اللہ کے نزدیک حقیر تر ہے اس سے کہ اس کو حقیقت ٹھہرائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تخییل اور تشبیہ ہے یعنی جو اس کے ساتھ پانی نظر آئے گا وہ درحقیقت پانی نہ ہو گا بلکہ خیال ہو گا جیسے سراب پس ثابت رہیں گے ایماندار اور پھسل جائیں گے کافر۔ (فتح)

٦٥٩٠۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ.

٦٥٩٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال دائیں آنکھ کا کانا ہے اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا ہوا انگور۔

٦٥٩١۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيْءُ الدَّجَّالُ حَتّٰى يَنْزِلَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ.

٦٥٩١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے گا دجال سو اترے گا مدینے کے ایک کنارے میں یعنی شورہ زمین میں سو کانپے گا مدینہ تین بار تو نکل جائیں گے دجال کی طرف سب کافر اور منافق۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ نہیں کوئی شہر جس کو دجال نہ روندے گا یعنی سب جگہ اس کا عمل دخل ہوگا سوائے مکے اور مدینے کے دروازوں سے ایسا کوئی دروازہ نہ ہوگا جس پر فرشتے قطار باندھے چوکیداری نہ کرتے ہوں گے اور حاصل تطبیق کا یہ ہے کہ رعب منفی جو ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث آئندہ میں ہے وہ خوف اور فزع ہے یہاں تک کہ نہ حاصل ہوگا کسی کے واسطے اس میں خوف دجال کا بسبب اترنے اس کے قریب مدینے کے یا مراد اس سے غایت اس کی ہے یعنی غلبہ اس کا اوپر مدینے کے اور مراد کانپنے سے ارفاق ہے اور وہ مشہور ہونا ہے اس کے آنے کا اور یہ کہ کسی کو اس کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں سو جلدی کرے گا اس کی طرف ہر کافر اور منافق پس ظاہر ہوگا تمام ہونا اس حدیث کا کہ مدینہ پلید کو نکال ڈالتا ہے۔ (فتح)

٦٥٩٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَلَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ. قَالَ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَدِمْتُ الْبَصْرَةَ فَقَالَ لِيْ أَبُوْ بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

٦٥٩٢۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں داخل ہوگا مدینے میں خوف دجال کا اور مدینے کے اس دن سات دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے اور کہا ابن اسحاق نے، الخ یعنی ابراہیم کا سماع ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ہر فرشتے کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہوگی دجال کو پیچھے ہٹائے گا۔

٦٥٩٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

٦٥٩٣۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ.

نے فرمایا کہ نہ آئے گا مدینے میں خوف مسیح دجال کا اور اس دن مدینے کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے چوکیدار ہوں گے۔

٦٥٩٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنِّيْ لَأُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَّبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ وَلٰكِنِّيْ سَأَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ.

۶۵۹۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے سو اللہ کی حمد کی جو اس کے لائق ہے پھر دجال کو ذکر کیا سو فرمایا کہ بے شک میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی پیغمبر ایسا نہیں مگر کہ اس نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے لیکن میں تمہارے واسطے اس کی پہچان میں وہ بات کہتا ہوں جو کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے نہیں کہی بے شک وہ کانا ہے اور بے شک اللہ کانا نہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے ک ف ر یعنی کفر کا لفظ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دجال میری زندگی میں نکلا تو میں اس کو الزام دوں گا تو یہ محمول ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ پہلے اس سے کہ ظاہر ہو آپ کے واسطے وقت دجال کے نکلنے کا اور اس کی نشانیاں سو جائز تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نکلے پھر بیان کیا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بعد اس کے حال اس کا اور وقت اس کے نکلنے کا پس خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے اور یہ جو فرمایا کہ میں تم کو وہ بات کہتا ہوں جو آگے کسی پیغمبر نے نہیں کہی تو کہا گیا کہ بیچ خاص ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تنبیہ مذکور کے باوجود اس کے کہ وہ واضح تر دلیل ہے دجال کی تکذیب میں یہ ہے کہ دجال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں نکلے گا سوائے اور امتوں کے جو پہلے گزر چکی ہیں اور دلالت کی اس حدیث نے کہ اس بات کا علم کہ دجال کا نکلنا اس امت کے ساتھ خاص ہے اس امت کے سوائے اور امتوں کو معلوم نہ تھا جیسا کہ قیامت کے قائم ہونے کا علم کسی کو معلوم نہیں اور یہ جو کہا کہ وہ کانا ہے اور بے شک اللہ کانا نہیں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اقتصار کیا اس پر باوجود اس کے کہ حدوث کے دلائل دجال میں ظاہر ہیں اس واسطے کہ کانا ہونا ایک ایسا نشان ہے جو نظر آتا ہے دیکھتا ہے اس کو عالم اور عامی اور جو نہیں راہ پاتا

طرف دلائل عقلیہ کی سو جب وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور ناقص الخلقت ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے بلند تر ہے تو معلوم کر لے گا کہ وہ جھوٹا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جان رکھو کہ تم میں سے کوئی اپنے رب کو نہیں دیکھے گا یہاں تک کہ مر جائے یعنی تو اس سے معلوم ہوا کہ دجال جو خدائی کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہے اللہ کو مرنے سے پہلے کوئی نہیں دیکھ سکتا اور دجال خدائی کا دعویٰ کرے گا اور باوجود اس کے لوگ اس کو دیکھیں گے اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ وہ اللہ کو بیداری میں دیکھتا ہے تعالی اللہ عن ذلك اور حضرت ﷺ نے جو اپنے رب کو معراج کی رات میں دیکھا تو یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے سو وہ اللہ نے حضرت ﷺ کو دنیا میں وقت دی جو مسلمانوں کو آخرت میں انعام کرے گا۔ (فتح)

٦٥٩٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ يَنْطُفُ أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ جَسِيْمٌ أَحْمَرُ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قَالُوْا هٰذَا الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِّنْ خُزَاعَةَ.

٦٥٩٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں خواب میں خانے کعبے کا طواف کرتا تھا کہ اچانک میں نے ایک مرد دیکھا گندمی رنگ سیدھے بالوں والا اس کے سر سے پانی ٹپکتا ہے تو میں نے کہا کہ یہ شخص کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ مریم کا بیٹا ہے پھر میں ادھر اُدھر نظر کرنے لگا تو اچانک میں نے ایک مرد دیکھا بڑے قد والا سرخ رنگ گھنگریالے بالوں والا کانی آنکھ والا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا ہوا انگور لوگوں نے کہا کہ یہ دجال ہے سب لوگوں سے زیادہ تر مشابہ ساتھ اس کے ابن قطن ہے جو ایک مرد ہے قبیلے خزاعہ سے۔

فائدہ: جیسے پھولا ہوا انگور یعنی اس کی آنکھ اٹھی ہوئی ہے اور آنکھ کا آنہ پھولا ہوا ہے کہا ابن عربی نے کہ بیچ مختلف ہونے صفات دجال کے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی نقص سے بیان ہے اس کا کہ وہ نہیں دفع کر سکتا نقص کو اپنے نفس سے کسی طرح سے اور وہ محکوم علیہ ہے اپنے نفس میں اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ طواف کرنا دجال کا ہے گرد خانے کعبے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ جب دجال عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو گل جائے گا اور جواب یہ ہے کہ اگرچہ پیغمبروں کا خواب وحی ہوتا ہے لیکن اس میں تاویل ہو سکتی ہے اور کہا عیاض نے کہ مالک کی روایت میں دجال کا طواف واقع نہیں ہوا اور وہ ثابت تر ہے اس روایت سے جس میں طواف کا ذکر ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ترجیح باوجود ممکن ہونے تطبیق کے مردود ہے اور برابر ہے کہ ثابت ہو کہ اس نے طواف کیا یا نہ کیا لیکن دجال کو مکے میں دیکھنا اشکال کیا گیا ہے باوجود ثابت ہونے اس بات کے کہ دجال نہ مکے میں

داخل ہوگا نہ مدینے میں اور البتہ جواب دیا ہے اس سے قاضی نے ساتھ اس کے کہ مراد یہ ہے کہ نہیں داخل ہوگا وہ مکے اور مدینے میں اس وقت جب کہ اخیر زمانے میں نکلے گا دجال ہو کے اور یہی ہے مراد چلنے اس کے سے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے۔ (فتح)

٦٥٩٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِيذُ فِي صَلَاتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ.

٦٥٩٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ پناہ مانگتے تھے اپنی نماز میں دجال کے فتنے سے۔

٦٥٩٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الدَّجَّالِ إِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا فَنَارُهُ مَاءٌ بَارِدٌ وَمَاؤُهُ نَارٌ. قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٥٩٧۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال کے حق میں کہ اس کے ساتھ پانی اور آگ ہو گی سو اس کی آگ تو ٹھنڈا پانی ہے اور اس کا پانی آگ ہے، ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو لوگوں کو پانی نظر آئے گا وہ آگ ہوگی جلانے والی اور جو لوگوں کو آگ نظر آئے گی وہ ٹھنڈا پانی ہوگا سو جو اس کی آگ کے ساتھ مبتلا ہو تو چاہیے کہ فریاد رسی چاہے اللہ سے اور اس پر سورۂ کہف شروع سے پڑھے کہ اس پر ٹھنڈی ہو جائے گی اور ایک روایت میں ہے سو اگر کوئی اس کو پائے تو چاہیے کہ گھسے اس نہر میں جو اس کو آگ نظر آتی ہو اور اس میں غوطہ مارے اور اس سے پانی پیئے کہ وہ میٹھا پانی ہے اور یہ سب راجع ہے طرف مختلف ہونے مرئی چیز کے بہ نسبت دیکھنے والے کے یعنی مرئی کا مختلف ہونا بہ نسبت دیکھنے والے کے ہے ورنہ درحقیقت اس میں اختلاف نہ ہوگا پانی پانی ہوگا اور آگ آگ سو یا تو دجال جادوگر ہوگا نظر بندی کرے گا لوگوں کو چیز کی صورت کا عکس کر دکھلائے گا یا یہ کہ اللہ اس کے باغ کے باطن کو آگ کر ڈالے گا اور اس کے آگ کے باطن کو باغ اور یہ راجح ہے اور یا یہ کہ ہو یہ کنایت نعمت اور رحمت سے ساتھ بہشت کے اور محنت اور مشقت سے ساتھ آگ کے سو جو اس کا کہا مانے گا اس کو وہ بہشت دے گا جس کا انجام دوزخ میں داخل ہونا ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ منجملہ محنت اور فتنے کے سو دیکھے گا دیکھنے والا طرف اس کی دہشت سے آگ کو سو گمان کرے گا اس کو جنت

بالعکس۔(فتح)

٦٥٩٨۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٥٩٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بھیجا گیا کوئی پیغمبر مگر کہ اس نے اپنی امت کو ڈرایا کانے بڑے جھوٹے سے یعنی دجال سے خبردار ہو بے شک وہ کانا ہے اور بے شک تمہارا رب کانا نہیں اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے لفظ کافر کا داخل ہے اس باب میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ پڑھے گا اس کو ہر ایماندار کاتب ہو یا غیر کاتب یعنی لکھنا جانتا ہو یا نہ سو یہ اخبار ہے ساتھ حقیقت کے اور یہ اس واسطے کہ پیدا کرتا ہے اللہ بندے کے واسطے ادراک اس کی آنکھ میں جس طرح چاہتا ہے اور جب چاہے سو دیکھے گا اس کو ایماندار بغیر نظر سے اگرچہ لکھنے کو نہ پہچانتا ہو اور نہ دیکھے گا اس کو کافر اگرچہ لکھا پہچانتا ہو اس واسطے کہ اس زمانے میں عادت کا خلاف ہوگا اس امر میں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ صحیح مذہب جس پر محقق ہیں یہ ہے کہ دجال کے ماتھے میں حقیقۃً کافر کا لفظ لکھا ہوا ہوگا ٹھہرایا ہے اس کو اللہ نے نشانی یقینی دجال کے جھوٹے ہونے پر سو ظاہر کرے گا اس کو اللہ ایماندار پر اور چھپائے گا اس کو کافر سے اور یہ جو کہا کہ پڑھے گا اس کو ہر ایماندار کاتب ہو یا غیر کاتب تو اس سے یہ لازم نہیں کہ وہ حقیقۃً لکھا ہوا نہ ہو بلکہ اللہ غیر کاتب کو ادراک کا علم دے گا تو اس کو پڑھ لے گا اگرچہ وہ پہلے سے لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہوگا اور شاید لطیف راز اس میں کہ اس کو ہر کاتب اور غیر کاتب پڑھے گا واسطے اس مناسبت کے ہے کہ وہ کانا ہوگا جو آدمی اس کو دیکھے گا معلوم کر لے گا یعنی تو اس طرح ہر ایماندار اس لکھے کو پڑھ لے گا، واللہ اعلم۔(فتح)

بَابٌ لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِيْنَةَ

نہ داخل ہو سکے گا دجال مدینہ منورہ میں

٦٥٩٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَدِيْثًا طَوِيْلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيْمَا يُحَدِّثُنَا بِهِ أَنَّهُ قَالَ يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ

٦٥٩٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیان کی ہم سے حضرت ﷺ نے ایک دن حدیث دراز دجال کے حال سے سو جو ہم سے بیان کیا اس میں یہ تھا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آئے گا دجال یعنی مدینے کی طرف اور حرام کیا گیا ہے اس پر داخل ہونا مدینے کے دروازے میں سو اترے گا بعض شورہ زمین میں جو مدینے کے متصل ہے یعنی شام کی

مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِيْ تَلِي الْمَدِيْنَةَ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ فَيَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِيْ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَهُ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّوْنَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيْهِ فَيَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ فِيْكَ أَشَدَّ بَصِيْرَةً مِنِّي الْيَوْمَ فَيُرِيْدُ الدَّجَّالُ أَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ.

طرف سے سو نکلے گا اس کی طرف اس دن ایک مرد اور وہ سب لوگوں سے بہتر ہو گا یا فرمایا کہ برگزیدہ لوگوں سے ہو گا سو وہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ تو وہی دجال ہے جس کی حدیث حضرت ﷺ نے ہم سے بیان کی تو کہے گا دجال بھلا بتلاؤ تو کہ اگر میں اس کو مار ڈالوں پھر اس کو زندہ کروں تو کیا تم امر میں شک کرو گے تو اس کے تابعدار کہیں گے کہ نہیں سو اس کو قتل کرے گا پھر اس کو زندہ کرے گا تو وہ مرد کہے گا قسم ہے اللہ کی آج مجھ کو تیرے حق میں پہلے سے زیادہ تر بینائی حاصل ہوئی یعنی مجھ کو اب نہایت تعین ہو گیا کہ تو وہی دجال ہے جس کی حضرت ﷺ نے ہم کو خبر دی سو ارادہ کرے گا دجال اس کے قتل کرنے کا سو نہ قابو پائے گا اوپر اس کے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ متوجہ ہو گا اس کی طرف ایک مرد مسلمانوں میں سے تو دجال کے ساتھی اس سے ملیں گے تو کہیں گے کہ کیا تو ہمارے رب کو نہیں مانتا؟ وہ کہے گا کہ ہمارے رب میں کوئی شبہ نہیں سو اس کو دجال کی طرف لے جائیں گے بعد اس کے کہ اس کو قتل کا ارادہ کریں گے سو جب وہ مرد اس کو دیکھے گا تو کہے گا اے لوگو! یہ وہی حال ہے جس کو حضرت ﷺ نے ذکر کیا تو دجال کہے گا کہ میری پیروی کر نہیں تو تجھ کو چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالوں گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو تلوار سے چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالے گا پھر اس سے کہے گا اٹھ کھڑا ہو یعنی زندہ ہو جا تو وہ زندہ ہو جائے گا کہا خطابی نے اگر کہا جائے کہ کس طرح جائز ہے یہ کہ جاری کرے اللہ معجزے کو کافر کے ہاتھ پر اس واسطے کہ مردوں کا زندہ کرنا ایک بڑا معجزہ ہے پیغمبروں کے معجزوں سے سو کس طرح پائے گا اس کو دجال اور حالانکہ بڑا جھوٹا ہو گا خدائی کا دعویٰ کرے گا تو جواب یہ ہے کہ یہ بطورِ فتنے اور آزمائش کے ہے واسطے بندوں کے اور جب کہ ان کے پاس یہ دلیل موجود ہو گی کہ وہ جھوٹا ہے حق پر نہیں ہے اپنے دعویٰ میں اور وہ یہ کہ وہ کانا ہے اور اس کے ماتھے پر کافر لکھا ہوا ہے پھر مسلمان اس کو پڑھے گا تو اس کا دعویٰ باطل ہے باوجود کفر کے اور نقص ذات اور قدر کے اس واسطے کہ اگر اللہ ہوتا تو اس کو اپنے ماتھے سے دور کرتا اور پیغمبروں کے معجزے معارضہ سے سلامت ہوتے ہیں تو دونوں میں اشتباہ نہ ہو گا اور کہا طبری نے کہ نہیں جائز ہے کہ پیغمبروں کے معجزے جھوٹوں کو کر دیئے جائیں اس حالت میں کہ نہ ہو کوئی راہ اس کے واسطے جو مشاہدہ کرے اس کو جو لایا بیچ اس حالت کے مگر جدائی کرنا درمیان سچے اور جھوٹے کے اور بہر حال جب کہ ہو اس کے واسطے جو اس کا مشاہدہ کرے راہ طرف معلوم کرنے سچے کے جھوٹے سے

سو جس کے ہاتھ پر یہ ظاہر ہو تو نہ انکار کرے اس سے کہ اللہ یہ جھوٹوں کو دیتا ہے پس یہ بیان ہے اس کا جو دجال کو دیا گیا فتنہ اس کے واسطے جو اس کا مشاہدہ کرے اور باوجود اس کے دجال میں دلالت ظاہر ہے اس کے واسطے جو عقل رکھتا ہو اس کے جھوٹ پر اس واسطے کہ وہ صاحب اجزاء مؤلفہ کا ہے اور تاثیر کاری گری کی اس میں ظاہر ہے باوجود ظاہر ہونے آفت کے اس کی کانی آنکھ سے سو جب لوگوں کو اس طرف بلائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو بدتر حال ہے وہ شخص جو دیکھے گا اس کو ذوی العقول سے یہ کہ جانے کہ وہ نہیں قدرت رکھتا ہے کہ دوسرے کی پیدائش کو برابر کرے اور درست کرے اور سنوارے اور اپنے نفس کا نقص نہ ہٹا سکے سو کم تر جو واجب ہے یہ ہے کہ کہے کہ اے شخص! جو گمان کرتا ہے کہ تو زمین اور آسمان کا پیدا کرنے والا ہے اپنے نفس کی صورت بنا اور اس کو برابر کر اور آفت کو اپنی جان سے یعنی کالے پن کو دور کر پس اگر گمان کرتا ہے تو کر یعنی لفظ کافر کا اور کہا مہلب نے کہ قادر ہونا دجال کا اوپر زندہ کرنے مقتول کے نہیں مخالف ہے حضرت ﷺ کے اس قول کو **هو اهون على الله من ذلك** یعنی حقیر تر ہے اللہ پر اس سے یعنی اس سے کہ قدر پائے معجزے پر قدرت صحیح یعنی یہ دجال کی قدرت صحیح نہیں اس واسطے کہ قادر ہونا اس کا اوپر قتل کرنے مرد کے پھر زندہ کرنے اس کے نہیں بدستور رہا نہ اس میں نہ اس کے غیر میں مگر فقط اسی ساعت میں جس میں اس نے تکلیف پائی ساتھ قتل کے باوجود حاصل ہونے ثواب کے اس کے واسطے اور ہو سکتا ہے کہ اس نے اس کے قتل کرنے سے تکلیف نہ پائی ہو واسطے قدرت اللہ کے اوپر دفع کرنے اس کے اس سے کہا ابن عربی نے کہ جو ظاہر ہو گا دجال کے ہاتھ پر کرامتوں سے جیسے مینہ کا برسانا اور زمین کا خزانوں کا اس کے ساتھ ہونا اور بہشت اور دوزخ اور نہروں وغیرہ کا اس کے ساتھ ہونا سب اللہ کی آزمائش ہے اور اس کا امتحان تا کہ ہلاک ہو شک کرنے والا اور نجات پائے مسلمان یقین والا یعنی کون اس کے داؤ میں آتا ہے اور کون ایمان پر ثابت رہتا ہے اور یہ امر خوفناک ہے اسی واسطے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان کے فتنے سے کوئی فتنہ بڑا نہیں اور حضرت ﷺ اپنی نماز میں اس کے فتنے سے پناہ مانگتے تھے تا کہ امت آپ کی پیروی کرے اور یہ جو کہا کہ وہ شخص کہے گا کہ آج مجھ کو تیرے حق میں زیادہ بصیرت ہوئی تو ایک روایت میں ہے کہ وہ کہے گا اے لوگو! یہ مسیح دجال ہے جو اس کا کہا مانے گا وہ دوزخ میں جائے گا اور جو اس کی نافرمانی کرے گا وہ بہشت میں جائے گا اور میرے بعد یہ کسی کو نہ مار سکے گا تو دجال چاہے گا کہ دوسری بار اس کو قتل کرے تو اس کی پشت تانبا ہو جائے گی سو اس کی طرف کوئی راہ نہ پائے گا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص میری امت میں بڑے درجے والا ہو گا سو اہل ایمان کو لازم ہے کہ جب کسی کافر یا خلاف شرع فقیر سے خرق عادت کرامت دیکھے تو اس کا ہرگز اعتقاد نہ کرے اس کو دجال کا نائب جانے ایمان اور تقویٰ پر نظر رکھے شعبدہ بازی پر خیال نہ کرے کرامت اس کا نام ہے جو ولی یعنی متقی مومن سے ہو اور جو کافر اور بے دین اور فاسق سے ہو اس کو استدراج کہتے ہیں۔

٦٦٠٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ.

٦٦٠٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینے کے دروازوں پر فرشتے ہوں گے نہ داخل ہوگی اس میں وبا یعنی طاعون اور نہ دجال۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ سیر کرے گا دجال زمین میں چالیس دن ہر شہر میں آئے گا سوائے مکے اور مدینے کے اس کے دنوں سے ایک دن سال کے برابر ہوگا اور ایک دن مہینے کے برابر اور ایک ساعت ہفتے کے برابر اور باقی دن تمہارے دنوں کی طرح تو اصحاب نے کہا یا حضرت! جو دن سال کے برابر ہوگا اس میں ہم کو ایک دن کی نماز کفایت کرے گی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اندازہ کر کے پڑھ لینا اور ایک روایت میں ہے کہ زمین اس کے واسطے لپیٹی جائے گی اور ایک روایت میں ہے ہم نے کہا یا حضرت! زمین میں کس قدر جلدی چلے گا فرمایا مینہ کی طرح جس کے پیچھے آندھی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ بیت المقدس میں بھی داخل نہیں ہوگا۔ (فتح)

٦٦٠١۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِيْنَةُ يَأْتِيْهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُوْنَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ قَالَ وَلَا الطَّاعُوْنُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ.

٦٦٠١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال مدینے کی طرف آئے گا سو پائے گا فرشتوں کو اس کی چوکیداری کرتے ہوں گے سو نہ قریب ہوگا اس سے دجال اور نہ وبا اگر اللہ نے چاہا۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ یہ انشاء اللہ تعلیق کے واسطے ہے اور بعض نے کہا تبرک کے واسطے کہا عیاض نے کہ ان حدیثوں میں حجت ہے اہل سنت کے واسطے اس امر میں کہ دجال کا وجود صحیح ہے اور یہ کہ وہ ایک شخص ہے معین مبتلا کرے گا اللہ اس کے ساتھ بندوں کو اور قدرت دے گا اس کو کئی چیزوں پر جیسے زندہ کرنا مردے کا جس کو قتل کرے گا اور ظاہر ہونا ارزانی کا اور نہروں کا اور باغ کا اور آگ کا اور زمین کے خزانوں کا اس کے ساتھ ہونا اور اس کے حکم سے آسمان کا مینہ برسانا اور زمین کا اُگانا اور یہ سب اللہ کی مشیت سے ہوگا پھر اللہ اس کو عاجز کر ڈالے گا اوپر قتل کرنے اس مرد کے اور غیر اس کے پھر باطل ہوگا امر اس کا اور قتل کریں گے اس کو عیسیٰ علیہ السلام اور البتہ مخالفت کی ہے اس میں بعض خارجیوں اور معتزلہ اور جہمیہ نے سو انکار کیا ہے انہوں نے اس کے وجود سے اور رد کیا ہے انہوں نے صحیح حدیثوں کو اور چند گروہ کا یہ مذہب ہے کہ اس کا وجود صحیح ہے لیکن جو چیز کہ اس کے ساتھ خارق عادت سے ہے وہ

محض خیال ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں اور وہ ناچار ہوئے ہیں طرف اس کی اس سبب سے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہو جو اس کے ساتھ ہے بطریق حقیقت کے تو پیغمبروں کے معجزوں پر اعتماد نہ رہے اور یہ خیال ان کا غلط ہے اس واسطے کہ وہ پیغمبری کا دعویٰ کرے گا اور اس کے حال کی صورت اس کو جھٹلائے گی واسطے عاجز ہونے اور ناقص ہونے اس کے سو نہ مغرور ہوں گے ساتھ اس کے مگر گنوار لوگ یا شدت فاقہ کی حاجت سے تنگ آ کر اور یا اس کی بدی کے خوف اور تقیہ سے باوجود جلدی گزرنے اس کے زمین میں پس نہ ٹھہرے گا زیادہ تا کہ ضعیف لوگ اس کے حال میں تامل کریں سو جس نے اس کو اس حال میں سچا جانا تو نہیں لازم آتا اس کے باطل ہونا پیغمبروں کے معجزوں کا اسی واسطے کہے گا وہ شخص جس کو قتل کر کے زندہ کرے گا کہ مجھ کو تو تیرے حق میں زیادہ بصیرت ہوئی اور ابن ماجہ کی حدیث میں جو آیا ہے کہ وہ اول یہ کہے گا کہ میں پیغمبر ہوں پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا تو یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ وہ ظاہر کرے گا خوارق کو بعد دعویٰ خدائی کے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے فتنے سے ہے کہ وہ ایک گروہ پر گزرے گا وہ اس کو جھٹلا دیں گے تو ان کے مویشی سب مر جائیں گے کوئی جاندار ان کا باقی نہ رہے گا اور ایک گروہ پر گزرے گا وہ اس کو سچا جانیں گے تو آسمان کو حکم کرے گا وہ ان پر مینہ برسائے اور زمین کو حکم کرے گا وہ سبزہ اگا دے گی یہاں تک کہ ان کے مویشی شام کو موٹے تازے ہو کر آئیں گے ان کی کوکھیں تنی ہوں گی ان کے تھن (پستان) دودھ سے بھرے ہوں گے پہلے سے زیادہ۔ (فتح)

بَابُ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ — باب ہے بیچ یاجوج ماجوج کے

فائدہ: کچھ بیان ان کا احادیث الانبیاء میں ہو چکا ہے اور یاجوج ماجوج بنی آدم سے ہیں یافث بن نوح کی اولاد سے اور بعض نے کہا کہ ترک سے ہیں اور بعض نے کہا کہ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں غیر حوا سے اور وہ اس طرح ہے کہ آدم علیہ السلام کو خواب میں احتلام ہوا تو ان کی منی مٹی سے مل گئی تو اس سے یاجوج ماجوج پیدا ہوئے اور معتمد پہلا قول ہے کہ حوا کی اولاد میں سے ہیں اور اللہ نے فرمایا ﴿وتركنا بعضهم يومئذ يموج فى بعض﴾ اور یہ اس وقت ہو گا جب کہ دیوار سے نکلیں گے اور آئی ہے ان کی صفت میں وہ حدیث جو روایت کی ہے ابن عدی اور ابن ابی اور طبرانی نے اوسط میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ یاجوج ایک امت ہے اور ماجوج ایک امت ہے ہر ایک امت چار چار لاکھ ہے نہیں مرتا اُن میں سے کوئی یہاں تک کہ دیکھ لے اپنی اولاد سے ہزار مرد ہتھیار پہننے والا کہا ابن عدی نے یہ حدیث موضوع ہے اور کہا ابن حاتم نے منکر ہے میں کہتا ہوں لیکن اس کے بعض کے واسطے شاہد ہے صحیح روایت کیا ہے ابن حبان نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ یاجوج ماجوج میں سے جو کوئی مرتا ہے کم سے کم اس کی اولاد ہزار ہوتی ہے اور نسائی نے اس سے مرفوع روایت کی ہے کہ یاجوج ماجوج جماعت کرتے ہیں جب چاہتے ہیں اور نہیں مرتا ان میں سے کوئی مگر چھوڑتا ہے اپنی اولاد سے ہزار آدمی یا زیادہ اور روایت کی حاکم نے عبداللہ بن

عمرو رضی اللہ عنہ کے طریق سے کہ یاجوج ماجوج آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ان کے سوائے تین امتیں ہیں اور نہیں مرتا ان میں سے کوئی مگر کہ اپنی اولاد سے ہزار آدمی چھوڑتا ہے یا زیادہ اور روایت کی ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے طریق سے کہ جن اور آدمی دس حصے ہیں سو ان میں سے نو حصے تو یاجوج ماجوج ہیں اور ایک حصہ باقی سب آدمی اور روایت کی ابن ابی حاتم نے کعب سے کہ یاجوج ماجوج تین قسم پر ہیں ایک قسم صنوبر کی طرح اونچی لمبی ہیں اور ایک قسم چار گز لمبی ہیں اور چار چوڑے اور ایک قسم وہ ہیں کہ اپنے ایک کان کو نیچے بچھاتے ہیں اور ایک کو اوپر لیتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ بعض کے قد ایک ایک بالشت ہیں اور بعض کے دو دو بالشت اور جو بہت لمبے ہیں ان کے قد تین بالشت ہیں اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ یاجوج ماجوج بائیس قبیلے ہیں اکیس قبیلوں پر ذوالقرنین نے دیوار بنائی اور ایک قبیلہ دیوار سے باہر رہا وہ لوٹ گھسوٹ میں مشغول تھے وہ باہر رہے سو وہ ترک ہیں۔ (فتح)

٦٦٠٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَّدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعَيْهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ.

٦٦٠٢۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اس پر داخل ہوئے گھبرائے ہوئے سو فرمایا کہ خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چکی یاجوج ماجوج کی دیوار سے آج کھل گیا اس کے برابر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کا حلقہ بنایا یعنی اس حلقے کے برابر اس دیوار میں سوراخ ہو گیا ہے تو زینب رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے اور حالانکہ ہم میں سے نیک لوگ ہوں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ پلیدی اور بدکاری غالب ہو جائے گی یعنی جب گناہ اور بدکاری عالم میں کثرت سے ہوئی اور نیک لوگ کم ہو گئے تو سب ہلاک ہو جاتے ہیں۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے اس دیوار میں سوراخ پڑا روز بروز اس کی ترقی ہے یہاں تک کہ قیامت کے قریب راہ ہو جائے گی یاجوج ماجوج نکل کے سب عالم کو تباہ کریں گے اور خاص کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو اس واسطے کہ اس وقت زیادہ مسلمان وہی لوگ تھے اور مراد شر سے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے

سے پھر اس کے بعد لگا تار فتنے پیدا ہوتے رہے سو ہو گئے عرب درمیان امتوں کے جیسے پیالہ کھانے والوں کے درمیان ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ شر کے وہ چیز ہو جس کی طرف ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اشارہ کیا کہ آج کی رات کیا کیا فتنے اترے اور کیا کیا خزانے سو اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف ان فتوح کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوئیں اور لوگوں کے پاس بہت کثرت سے مال ہو گیا سو واقع ہوئی زیادہ حرص جس نے فتنوں کی طرف نوبت پہنچائی اور اسی طرح حرص کرنا حکومت میں اس واسطے کہ اکثر انکار لوگوں کا عثمان رضی اللہ عنہ پر اسی وجہ سے تھا کہ انہوں نے اپنے قرابتیوں کو بنی امیہ وغیرہ سے حاکم بنایا یہاں تک کہ اس حال نے ان کے قتل کی طرف پہنچایا پھر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے درمیان وہ لڑائی ہوئی جو مشہور ہے اور حدیث مرفوع میں آیا ہے یاجوج ماجوج دیوار کو ہر دن کھودتے ہیں اور وہ اس حدیث میں ہے کہ روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور اس کو حسن کہا اور ابن حبان اور حاکم نے اور اس کو صحیح کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع دیوار کے بیان میں کہ کھودتے ہیں اس کو ہر دن یہاں تک کہ جب قریب ہوتے ہیں کہ اس میں راہ کر ڈالیں تو جوان پر داروغہ ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ پھر چلو کل اس میں راہ کر لو گے تو اللہ اس کو پہلے سے سخت تر کر ڈالتا ہے یہاں تک کہ جب ان کی مدت پہنچ چکے گی تو اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ ان کو بھیجے تو ان کا داروغہ کہے گا کہ پھر چلو کل انشاء اللہ تم اس میں راہ کر لو گے سو پھریں گے تو اس کو پائیں گے جس صورت میں اس کو چھوڑا تھا سو اس میں راہ کر لیں گے اور لوگوں پر نکلیں گے، الحدیث کہا ابن عربی نے کہ اس حدیث میں تین نشانیاں ہیں اول یہ کہ اللہ نے ان کو منع کیا ہے اس سے کہ دن رات دیوار کو کھودتے رہیں دوسری یہ کہ اللہ نے منع کیا ہے کہ دیوار پر چڑھنے کا قصد کریں سیڑھی یا کسی اور آلہ سے سو اللہ نے ان کے دل میں یہ بات نہیں ڈالی اور نہ ان کو یہ بات سکھلائی اور وہب کی مبتدا میں ہے کہ ان کے واسطے درخت ہیں اور کھیتیاں اور سوائے اس کے آلات سے تیسری یہ کہ اللہ نے ان کو بند کیا ہے اس سے کہ انشاء اللہ کہیں یہاں تک کہ وقت معین آئے میں کہتا ہوں اور اس حدیث میں ہے کہ ان میں کاری گر ہیں اور حاکم اور رعیت ہے جو اپنے حاکم کی فرمانبرداری کرتی ہے اور ان میں بعض وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ کو پہچانتے ہیں اور اس کی قدرت اور مشیت کا اقرار کرتے ہیں اگرچہ پیغمبر کو نہیں مانتے اور احتمال ہے کہ جاری ہو یہ کلمہ اس داروغہ کی زبان پر بغیر اس کے کہ اس کے معنی کو پہچانے سو حاصل ہو مقصود اس کی برکت سے چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اس کا وقت پہنچے گا تو اللہ بعض کی زبان پر انشاء اللہ ڈال دے گا تو اگلے دن اس میں راہ ہو جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ اس دن ان میں ایک آدمی مسلمان ہو جائے گا تو وہ کہے گا کہ کل انشاء اللہ ہم کھول ڈالیں گے تو اگلے روز دیوار کھل جائے گی اور اس کی سند نہایت ضعیف ہے اور یہ جو زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم میں نیک لوگ بھی ہوں گے تو شاید لیا ہے اس نے اس کو اس آیت سے ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ﴾ اور یہ جو فرمایا کہ ہاں جب پلیدی بہت ہو جائے تو تفسیر کیا ہے اس کو علماء نے ساتھ زنا اور

اولاد زنا کے اور ساتھ فسق وفجور کے اور یہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ مقابل ہے صلاح کے کہا ابن عربی نے اس میں بیان ہے کہ نیک ہلاک ہو جاتا ہے ساتھ ہلاک ہونے شریر کے جب کہ اس کی پلیدی پر غیرت نہ کرے یا غیر کرے لیکن کچھ نفع نہ ہو اور اصرار کرے شریر اپنی بدعملی پر اور عالم میں پھیل جائے اور کثرت سے ہو جائے یہاں تک کہ عام ہو فساد تو ہلاک ہوتا ہے اس پر قلیل اور کثیر پھر اٹھایا جائے گا ہر ایک اپنے اپنے عمل پر اور شاید زینب رضی اللہ عنہا نے سمجھا دیوار میں اس قدر سوراخ ہو جانے سے کہ اگر اس میں روز بروز ترقی ہوتی گئی تو کشادہ ہو جائے گا سوراخ ساتھ اس طور کے کہ اس سے نکل آئیں گے اور ان کو معلوم تھا کہ ان کے نکلنے میں ہلاک عام ہے لوگوں کے واسطے اور البتہ وارد ہوئی ہے یاجوج ماجوج کے حال میں وقت نکلنے ان کے حدیث نواس رضی اللہ عنہ کی جو روایت کی مسلم نے بعد ذکر کرنے دجال کے اور قتل ہونے اس کے عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے پاس وہ لوگ آئیں گے جن کو اللہ نے دجال سے بچایا تو شفقت ان کے چہروں کو پہنچے گی اور ان کو ان کے بہشت کے درجات کی خبر دیں گے سو اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو حکم کرے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں کہ کسی کو ان کے لڑنے کی طاقت نہیں سو پناہ میں لے جا میرے مسلمانوں کو کوہ طور کی طرف اور اللہ بھیجے گا یاجوج ماجوج کو اور وہ ہر بلندی سے نکل پڑیں گے اور ان کے پہلے لوگ طبرستان کے دریا پر گزریں گے تو لے جائیں جتنا پانی کہ اس میں ہوگا اور ان کے پچھلے لوگ جب وہاں آئیں گے تو کہیں گے کہ کبھی اس دریا میں بھی پانی تھا پھر چلیں گے یہاں تک کہ اس پہاڑ تک پہنچیں گے جہاں درختوں کی کثرت ہے یعنی بیت المقدس کا پہاڑ تو وہ کہیں گے کہ البتہ ہم زمین والوں کو تو قتل کر چکے آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں تو اپنے تیروں کو آسمان پر ماریں گے تو اللہ ان کے تیروں کو خون آلودہ کر کے ڈالے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی گھیرے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے نزدیک بیل کا سر افضل ہوگا سو اشرفی سے یعنی کھانے کی نہایت تنگی ہوگی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ یاجوج ماجوج پر عذاب بھیجے گا ان کی گردنوں میں کیڑا پیدا ہوگا تو وہ سب مر جائیں گے جیسے ایک جان مر جاتی ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے یعنی کوہ طور سے تو زمین میں ایک بالشت برابر جگہ ان کی بدبو اور گندگی سے خالی نہ پائیں گے یعنی تمام زمین پر ان کی سڑی لاشیں پڑی ہوں گی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج پر جانور بھیجے گا جیسے بڑے اونٹوں کی گردنیں سو وہ ان کو اٹھا لے جائیں گے اور پھینک دیں گے جہاں اللہ کو منظور ہوگا پھر اللہ ایسا مینہ برسائے گا کہ مٹی کا کوئی گھر اور ان کا اس پانی سے باقی نہ رہے گا سو اللہ زمین کو دھو ڈالے گا یہاں تک کہ زمین کو مثل شیشے کی کر دے گا اس طرح سے کہ دیکھنے والے کو اس میں اپنا منہ نظر آئے گا جیسا شیشے میں نظر آتا ہے پھر زمین کو حکم ہوگا کہ اپنا پھل جما دے اور اپنی برکت کو پھیر دے تو اس دن ایک انار کو ایک گروہ کھا جائے گا اور اس کے چھلکے کو بنگلہ بنا کے اس کے

سائے میں بیٹھیں گے سو اسی حالت میں لوگ ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالیٰ ایک پاک ہوا بھیجے گا کہ ان کی بغلوں کے نیچے اتر جائے گی تو ہر مومن اور ہر مسلم کی روح کو قبض کرے گی اور بڑے بدکار لوگ باقی رہ جائیں گے آپس میں لڑیں گے گدھوں کی طرح سو ان پر قائم ہوگی قیامت۔ (فتح)

٦٦٠٣۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُفْتَحُ الرَّدْمُ رَدْمُ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَعَقَدَ وُهَيْبٌ تِسْعِيْنَ.

۶۶۰۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھل گئی دیوار یاجوج ماجوج کی اس کے برابر اور گرہ کی وہیب نے نوے کی یعنی دو انگلیوں سے حلقہ کیا۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْأَحْكَامِ — کتاب ہے بیچ بیان احکام کے

فائدہ: احکام جمع ہے حکم کی اور مراد اس سے بیان کرنا اس کے آداب اور شرطوں کا ہے اور شامل ہے لفظ حاکم کا خلیفے کو اور قاضی کو پس ذکر کیا جو متعلق ہے ساتھ ہر ایک کے دونوں سے اور حکم شرعی نزدیک اہل اصول کے خطاب ہے اللہ کا جو متعلق ہے ساتھ افعال مکلفین کے ساتھ اقتضاء کے یا تخییر کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَأَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِى الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾

باب ہے اللہ کے اس قول میں کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور حاکموں کی

فائدہ: اس میں اشارہ ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرف کہ ترجیح ہے اس قول کے کہ یہ آیت حاکموں کے حق میں اتری اور نکتہ بیچ دوہرانے عامل کے رسول میں سوائے اولی الامر کے باوجود اس کے کہ حقیقی مطاع اللہ تعالیٰ ہے یہ ہے کہ جس کے ساتھ تکلیف واقع ہوئی وہ قرآن اور سنت ہے تو گویا کہ تقدیر یہ ہے کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اس چیز میں کہ قرآن میں اس پر نص کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی اس چیز میں کہ بیان کی تمہارے واسطے قرآن سے اور جو نص کرے تم پر ساتھ سنت کے یا اس کے معنی یہ ہیں کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اس چیز میں کہ حکم کیا تم کو ساتھ اس کے قرآن سے اور فرمانبرداری کرو رسول کی اس چیز میں کہ حکم کرتا ہے ساتھ اس وحی کے کہ قرآن اور کہا قرطبی نے کہ یہ واسطے اشارہ کرنے کے ہے اس طرف کہ رسول مستقل ہے ساتھ فرمانبرداری کے اور اولی الامر کے ساتھ یہ امر اطاعت کا نہیں دوہرایا تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ حاکموں میں ایسے شخص بھی پائے جاتے ہیں جن کی فرمانبرداری واجب نہیں ہوتی پھر بیان کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول سے ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ﴾ تو گویا کہ کہا گیا سو اگر نہ عمل کریں ساتھ حق کے تو ان کی فرمانبرداری نہ کرو اور جس میں تم مخالفت کرو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی طرف رد کرو جو اللہ اور اس کا رسول فیصلہ کریں اس پر عمل کرو۔ (فتح)

٦٦٠٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٦٠٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری فرمانبرداری کی تو بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے حاکم کی فرمانبرداری کی

وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيْرِيْ فَقَدْ أَطَاعَنِيْ وَمَنْ عَصٰى أَمِيْرِيْ فَقَدْ عَصَانِيْ.

تو بے شک اس نے میری فرمانبرداری کی اور جس نے میرے حاکم کا کہا نہ مانا تو بے شک اس نے میرا کہا نہ مانا۔

فائدہ: یہ جو کہا جس نے میری فرمانبرداری کی تو بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی تو یہ جملہ نکالا گیا ہے اللہ کے اس قول سے ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ یعنی اس واسطے کہ میں نہیں حکم کرتا مگر ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے مجھ کو حکم کیا سو جس نے کیا جو میں نے اس کو حکم کیا تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے فرمانبرداری کی اس کی جس نے مجھ کو حکم کیا کہ میں اس کو حکم کروں اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں اس واسطے کہ اللہ نے میری فرمانبرداری کا حکم کیا ہے سو جس نے میری اطاعت کی تو بے شک اس نے اللہ کے حکم کی اطاعت کی کہ اس نے حکم کیا ہے میری فرمانبرداری کرنے کا اور اسی طرح نافرمانی میں بھی اور طاعت کے معنی ہیں لانا مامور بہ کا اور باز رہنا اس چیز سے جس سے منع کیا گیا ہے اور عصیان اس کے برخلاف ہے اور شاید حضرت ﷺ نے امیر کا نام خاص اسی واسطے لیا کہ وہی مراد ہے وقت خطاب کے اور اس واسطے کہ وہ سبب ہے ورود حدیث کا اور بہر حال حکم سو عبرت ساتھ عموم لفظ کے ہے نہ ساتھ خصوص سبب کے اور اس حدیث میں ہے کہ واجب ہے فرمانبرداری حاکموں کی لیکن وہ مقید ہے ساتھ اس کے کہ گناہ کا حکم نہ کریں کہ اس میں ان کی فرمانبرداری واجب نہیں اور حضرت ﷺ نے حاکموں کی فرمانبرداری کا جو حکم کیا تو حکمت اس میں محافظت کرنا اوپر اتفاق کلمے کے کہ آپس میں اہل اسلام کا اتفاق رہے اس واسطے کہ جدائی میں فساد ہے۔ (فتح)

٦٦٠٥۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ فَالْإِمَامُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ

٦٦٠٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ تم لوگوں میں ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت اور زیر دست سے پوچھا جائے گا سو امام اعظم یعنی بادشاہ سب ملک پر حاکم ہے تو اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم اور مرد اپنے گھر والوں پر یعنی بیوی بچوں پر حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ اس نے نیک کام سکھلایا اور گناہ سے روکا یا نہیں اور بیوی حاکم ہے اپنے خاوند کے گھر والوں اور اس کی اولاد پر تو وہ بھی ان سے پوچھی جائے گی کہ اس نے خیر خواہی کی یا نہیں اور اسی

الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ.

طرح مرد کا غلام اور نوکر بھی حاکم ہے اپنے آقا کے مال میں تو وہ بھی اس سے پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنے آقا کی خیر خواہی اور اس کے مال کی حفاظت کی یا نہیں خبردار ہو سو تم لوگوں میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

فائدہ: راعی کے معنی ہیں حافظ امانت رکھا گیا التزام کیا گیا اس چیز کی صلاح پر جس کے حفظ پر امانت دار رکھا گیا ہے پس وہ مطلوب ہے ساتھ انصاف کرنے کے بیچ اس کے اور قائم ہونے کے ساتھ مصالح اس کے کہا خطابی نے کہ بادشاہ اور مرد وغیرہ مذکورین سب شریک ہیں راعی کے اسم میں یعنی حضرت ﷺ نے سب کا نام راعی رکھا اور ان کے معنی مختلف ہیں سو رعایت بادشاہ کی قائم کرنا شریعت کا ہے ساتھ قائم کرنے حدود کے اور انصاف کرنے کے حکم میں اور رعایت مرد کی اپنے گھر والوں کے واسطے ہے کہ ان پر سیاست رکھے اور ان کے حقوق ان کو پہنچائے اور عورت کی رعایت یہ ہے کہ گھر اور اولاد اور خادموں کا بندوبست کرے اور ہر بات میں خاوند کی خیر خواہی کرے اور رعایت خادم کی یہ ہے کہ آقا کے مال کی حفاظت کرے اور جو خدمت کہ اس پر واجب ہے اس کو بجا لائے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ راعی نہیں ہے مطلوب لذاتہ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قائم کیا گیا ہے واسطے نگہبانی اس چیز کے کہ مالک نے اس کو اس کی نگہبانی میں دیا سو لائق ہے کہ نہ تصرف کرے اس میں مگر جس میں شارع نے اجازت دی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ مکلّف مؤاخذہ کیا جاتا ہے ساتھ تقصیر کے اس شخص کے حکم میں جو اس کے زیر حکم ہے اور یہ کہ جائز ہے غلام کو کہ تصرف کرے اپنے آقا کے مال میں اس کی اجازت سے اور اسی طرح عورت اور اولاد بعض نے کہا کہ داخل ہے اس کے عموم میں وہ شخص جس کی نہ بیوی ہو نہ اولاد نہ غلام اس واسطے کہ اس پر صادق آتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ جوارح پر حاکم ہے تا کہ مامور چیزوں کو بجا لائے اور منع کردہ چیزوں سے پرہیز کرے اور یہ جو بعض متعصبین نے حدیث موضوع بنائی ہوئی ہے کہ جس کو اللہ رعیت پر حاکم بنائے اس کے واسطے کوئی بدی نہیں لکھی جاتی سو اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ یہ حدیث جھوٹی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْأُمَرَآءِ مِنْ قُرَيْشٍ

امیر اور سردار قریش سے ہوں گے

فائدہ: یعنی سرداری اور خلافت قریش کا حق ہے یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کی ہے طبرانی وغیرہ نے لیکن چونکہ بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھی تو اقتصار کیا ساتھ اس کے ترجمہ میں اور وارد کی باب میں وہ حدیث جو اس کے معنی ادا کرے۔

٦٦٠٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

٦٦٠٦۔ حضرت محمد بن جبیر سے روایت ہے کہ معاویہ کو خبر پہنچی

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِّنْ قُرَيْشٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُوْنُ مَلِكٌ مِّنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ فَقَامَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّ رِجَالًا مِّنْكُمْ يُحَدِّثُوْنَ أَحَادِيْثَ لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُولٰئِكَ جُهَّالُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِيَّ الَّتِيْ تُضِلُّ أَهْلَهَا فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ فِيْ قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيْهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ عَلٰى وَجْهِهِ مَا أَقَامُوا الدِّيْنَ. تَابَعَهُ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ.

اور حالانکہ وہ اس کے پاس تھی قریش کی ایلچیوں میں کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتا ہے کہ عنقریب ایک بادشاہ ہو گا قحطان کے قبیلے سے تو معاویہ غضبناک ہوا سو کھڑا ہو خطبہ پڑھنے کو سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر کہا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد بات یہ ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ تم میں سے بعض مرد ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جو نہیں کتاب اللہ میں اور نہ مروی ہیں حضرت ﷺ سے یہ لوگ تم میں بڑے جاہل ہیں سو بچو جھوٹی آرزوؤں سے جو آرزو کرنے والوں کو گمراہ کرتی ہے سو بے شک میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ یہ امر یعنی خلافت اور سرداری قریش کی قوم میں رہے گی جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے جو ان سے دشمنی کرے گا اللہ ان کو منہ کے بل دھکیل دے گا۔

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے کتاب الفتن میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ نکلے گا ایک مرد قحطان کے قبیلے سے جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا وارد کیا ہے اس کو اس باب میں کہ زمانہ متغیر ہو جائے گا یہاں تک کہ بت پرستی ہو گی اور اس میں اشارہ یہ ہے کہ قحطانی بادشاہ اخیر زمانے میں ہو گا جب کہ ہر مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی اور لوگ مرتد ہو کر بت پرستی کریں گے اور یہی لوگ مراد ہیں شرار الناس سے جس پر قیامت قائم ہو گی سو معاویہ کا انکار کرنا اس حدیث سے بالکل بے معنی ہے اور حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اس کی شاہد ہے اور کہا ابن بطال نے کہ شاید معاویہ نے اس کو ظاہر پر حمل کیا اس واسطے اس سے انکار کیا اور کہا ابن تین نے کہ جس چیز کا معاویہ نے انکار کیا اس کو معاویہ کی حدیث قوی کرتی ہے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے سو بعض وقت ان میں وہ شخص ہو گا جو دین کو قائم نہ رکھے گا پس غالب ہو گا قحطانی اوپر ان کے اور یہ کلام مستقیم ہے اور یہ جو معاویہ نے کہا کہ نہیں اللہ کی کتاب میں یعنی قرآن میں اور وہ درحقیقت اسی طرح ہے اس واسطے کہ قرآن میں نہیں ہے نص اس پر کہ شخص معین اس امت محمدی ﷺ میں بادشاہ ہو گا اور یہ جو کہا یہ لوگ تم میں بڑے

جاہل ہیں یعنی جو لوگ بیان کرتے ہیں غیب کی باتیں نہ ان کی سند کتاب اللہ میں ہے نہ حدیث میں اور یہ جو کہا بچو آرزوؤں سے تو مناسبت ذکر اس کے کی تحذیر ہے یعنی ڈرانا ہے اس شخص کو جو سنے قحطانیوں سے تمسک کرنے سے ساتھ حدیث مذکور کے جو اپنے جی میں بیٹھے کہ میں ہی ہوں وہ قحطانی پس طمع کرے بادشاہی کا بسند حدیث مذکور کے پس گمراہ ہو وہ واسطے مخالفت کرنے اس کے حکم شرعی کی کہ امام قریش میں سے ہوں گے اور یہ جو کہا نہ دشمنی کرے گا ان سے کوئی یعنی نہ جھگڑا کرے گا کوئی ان سے خلافت میں مگر کہ مقہور ہوگا دنیا میں معذب آخرت میں اور یہ جو کہا جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ دین کو قائم نہیں رکھیں گے تو خلافت ان کے ہاتھ سے نکل جائے گی اور خلافت ان کا حق نہ رہے گا اور جو ان سے دشمنی کرے گا وہ اس وعید کا مستحق نہ ہوگا یا یہ کہ وارد ہوئی ہے حدیثوں میں وعید ساتھ لعنت ان کی کے جب کہ مامور بہ کی نگہبانی نہ کریں اور وارد ہوئی ان کے حق میں وعید ساتھ اس کے کہ اللہ ان پر غالب کر دے گا اس کو جو ان کو نہایت ایذاء اور تکلیف دے اور اسی طرح وارد ہوئی ہے اجازت بیچ قائم ہونے کے اوپر ان کے اور لڑنے کے ساتھ ان کے اور خبر دینا ساتھ نکل جانے خلافت کے ان سے۔ (فتح)

٦٦٠٧۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ هٰذَا الْأَمْرُ فِيْ قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ.

٦٦٠٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ یہ خلافت اور سرداری قوم قریش میں رہے گی جب تک اس قوم میں سے دو آدمی بھی باقی رہیں گے۔

فائدہ: کہا ابن ہبیرہ نے کہ احتمال ہے کہ ظاہر پر ہو اور یہ کہ نہ باقی رہیں گے اخیر زمانے میں مگر دو ایک امیر دوسرا مؤمر علیہ اور باقی سب لوگ ان کے تابع ہوں گے میں کہتا ہوں اور نہیں ہے مراد حقیقت عدد کی بلکہ مراد نفی کرنا اس امر کا ہے کہ ہو خلافت غیر قریش میں اور احتمال ہے کہ محمول کیا جائے مطلق اس مقید پر جو حدیث اول میں ہے اور تقدیر یہ ہوگی لا یزال ھذا الامر یعنی نہیں نام رکھا جاتا خلیفہ مگر جو شخص قریش سے ہو مگر یہ کہ نام رکھا جائے ساتھ اس کے کوئی غیر ان کے سے ساتھ غلبے اور قہر کے اور یا یہ کہ ہو مراد ساتھ لفظ اس کے امر اگرچہ وہ لفظ خبر کا ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ قیامت تک قریش کی حکومت باقی رہے گی اگرچہ بعض ملک میں ہو چنانچہ یمن میں اب بھی حاکم سید ہے امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے اور مکے اور مدینے وغیرہ حجاز کے شہروں میں بھی لیکن وہ مصر کے بادشاہوں کے زیر حکم ہیں سو فی الجملہ کسی نہ کسی ملک میں قریش کی سرداری باقی ہے اور ان میں جو بڑے ہیں یعنی یمن والے ان کو امام کہا جاتا ہے اور نہیں متولی ہوتا امامت کا ان میں مگر جو ہو عالم کوشش کرنے والا انصاف میں اور کہا کرمانی نے کہ نہیں خالی ہے کوئی زمانہ خلیفے قرشی کے وجود سے اس واسطے کہ مغرب کے ملک میں قریش میں خلیفہ ہے اور اسی طرح

مصر میں بھی اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا حکم بدستور جاری ہے قیامت تک جب تک دو آدمی بھی باقی رہیں گے اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا سو ظاہر ہوا سو آپ کے زمانے سے اب تک خلافت قریش میں ہے بغیر مزاحمت کے اور جو غالب ہوا ملک پر بطریق شرکت کے نہیں انکار کرتا وہ اس سے کہ خلافت قریش کا حق ہے اور وہ تو صرف دعویٰ کرتا ہے کہ یہ بطورِ نیابت کے ہے ان سے یعنی ان کا نائب ہے اور کہا قرطبی نے کہ یہ حدیث خبر ہے مشروعیت سے یعنی نہیں منعقد ہوتی ہے خلافت کبریٰ مگر واسطے قریش کے جب تک کہ ان میں سے کوئی پایا جائے اور گویا کہ اس نے مائل کی ہے اس طرف کہ خبر ساتھ معنی امر کے ہے اور البتہ وارد ہوا ہے امر ساتھ اس کے اور حدیث میں ہے کہ قریش کو آگے کرو اور کسی کو ان سے آگے نہ کرو اور ایک روایت میں ہے کہ سب لوگ تابع ہیں قریش کے اس امر میں کہا ابن منیر نے کہ وجہ دلالت کی حدیث سے نہیں ہے اس جہت سے کہ خاص قریش کو ذکر کیا اس واسطے کہ یہ مفہوم لقب ہے اور نہیں حجت ہے اس میں نزدیک محققین کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہونا مبتداء کا معرف ساتھ لام جنس کے اس واسطے کہ مبتدا حقیت میں اس جگہ وہ امر ہے جو واقع ہوا ہے صفت ہذا کی اور ھذا نہیں صفت کیا جاتا ہے مگر ساتھ جنس کے تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ جنس امر کی قریش میں منحصر ہے سو ہو جائے گا جیسے کہا کہ نہیں ہے سرداری مگر قریش میں اور حدیث اگرچہ ساتھ لفظ خبر کے ہے پس وہ ساتھ معنی امر کے ہے گویا کہ فرمایا کہ پیروی کرو قریش کی خاص اور باقی طریقے حدیث کے اس کی تائید کرتے ہیں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اصحاب کا اتفاق ہے اوپر افادے مفہوم کے واسطے حصر کے برخلاف اس کے جو اس کا منکر ہے اور یہی مذہب ہے جمہور اہل علم کا کہ امام کی شرط یہ ہے کہ قریشی ہو اور مقید کیا ہے اس کو بعض گروہ نے ساتھ بعض قریش کے سو بعض نے کہا کہ نہیں جائز ہے مگر علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے یہ شیعہ کا قول ہے پھر سخت اختلاف ہے بیچ معین کرنے بعض اولاد علی رضی اللہ عنہ کے اور ایک گروہ نے کہا کہ خلافت خاص ہے ساتھ اولاد عباس رضی اللہ عنہ کے اور ایک گروہ نے کہا کہ نہیں جائز ہے مگر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں اور بعض نے کہا کہ عبدالمطلب کی اولاد میں اور کہا بعض نے کہ نہیں جائز ہے مگر بنی امیہ میں اور بعض نے کہا کہ نہیں جائز ہے مگر عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں کہا ابن حزم رحمہ اللہ نے کہ نہیں حجت ہے کسی کے واسطے ان فرقوں سے اور کہا خارجیوں اور معتزلہ کے ایک گروہ نے کہ جائز ہے کہ ہو امام غیر قرشی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ امامت اور خلافت کا مستحق تو وہ ہے جو قائم ہو ساتھ قرآن اور حدیث کے برابر ہے کہ عجمی ہو یا عربی اور مبالغہ کیا ہے ضرار بن عمر نے سو کہا اس نے کہ خلیفہ بنانا غیر قرشی کا اولیٰ ہے اس واسطے کہ اس کا قبیلہ کم تر ہوتا ہے سو جب وہ نافرمانی کرے تو ممکن ہوتا ہے اتارنا اس کو خلافت سے کہا ابوبکر بن طیب نے کہ نہیں التفات کیا مسلمانوں نے طرف اس قول کے بعد ثابت ہونے اس حدیث کے کہ خلافت قریش کا حق ہے اور عمل کیا ہے ساتھ اس کے مسلمانوں نے قرن بعد قرن کے اور قرار پایا ہے اجماع اوپر اعتبار کرنے اس کے پہلے اس سے کہ واقع ہوا اختلاف کہا عیاض نے

کہ سب علماء کا یہ مذہب ہے کہ شرط ہے کہ امام قرشی ہو اور شمار کیا ہے انہوں نے اس کو اجماع کے مسائل سے اور نہیں منقول ہے اس میں سلف سے خلاف اور اسی طرح ان سے جو ان کے بعد ہیں تمام شہروں میں اور نہیں اعتبار ہے خارجیوں کے قول کا اور جو ان کے موافق ہیں معتزلوں سے کہ اس میں مسلمانوں کی مخالفت ہے اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ اور زید بن حارثہ اور اُسامہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کو امیر بنایا تو یہ نہیں ہے خلافت عظمیٰ سے کسی چیز میں بلکہ جائز ہے خلیفے کے واسطے کہ غیر قرشی کو اپنی زندگی میں خلیفہ بنائے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ قریش کو مقدم کرو اور کسی کو ان پر مقدم نہ کرو تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اور باب کی حدیثوں سے اوپر راجح ہونے مذہب شافعی رحمہ اللہ کے واسطے وارد ہونے امر کے ساتھ مقدم کرنے قرشی کے غیر قرشی پر پس مقدم کیا جائے گا شافعی رحمہ اللہ کو اس پر جو اس کے برابر ہے علم اور دین میں غیر قریش سے اس واسطے کہ شافعی رحمہ اللہ قرشی ہے سو معلوم ہوگا کہ مذہب شافعی رحمہ اللہ کا راجح ہے اور مذہبوں سے۔ (فتح)

بَابُ أَجْرِ مَنْ قَضٰى بِالْحِكْمَةِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾.

اجر اس کا جو حکم کرے ساتھ حکمت کے واسطے دلیل اس قول کے اور جو نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے جو اتاری اللہ نے تو یہی لوگ فاسق ہیں۔

فائدہ: نہیں ہے باب میں وہ چیز جو دلالت کرے اجر پر سو ممکن ہے کہ لیا جائے لازم اجازت سے بیچ رشک کرنے اس شخص کے جو قضا کرے ساتھ حکمت کے اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے ثبوت فضیلت کو بیچ اس کے اور جس میں فضیلت ثابت ہوئی اس میں اجر بھی ثابت ہوا اور علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور وجہ استدلال کی آیت سے واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ منطوق حدیث کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ جو حکمت کے ساتھ حکم کرے وہ محمود ہوتا ہے یہاں تک کہ نہیں حرج ہے اس پر جو آرزو کرے کہ ہو اس کے واسطے مثل اس کی کہ دوسرے کے واسطے ہے تا کہ حاصل ہو اس کے واسطے ثواب مثل اس کی کہ اس کے واسطے حاصل ہوتا ہے اور نیک ذکر اور اس کا مفہوم دلالت کرتا ہے کہ جو یہ نہ کرے تو وہ بالعکس ہے اس کے کرنے والے سے اور تصریح کی ہے آیت نے ساتھ اس کے کہ وہ فاسق ہے اور استدلال کرنا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ اس کے دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ ترجیح دیتا ہے اس کے قول کو جو قائل ہے کہ وہ عام ہے اہل کتاب اور مسلمانوں کے حق میں اور کہا ابن تین نے کہ بخاری رحمہ اللہ نے پہلی دونوں آیتوں کو ذکر نہیں کیا اس واسطے کہ وہ یہود اور نصاریٰ کے حق میں اتریں اور ظاہر یہ ہے کہ اگرچہ ان آیتوں کے نزول کا سبب اہل کتاب ہیں لیکن ان کا عموم ان کے غیروں کو بھی شامل ہے لیکن مقرر ہو چکا ہے شریعت کے قواعد سے کہ گناہ کے مرتکب کو کافر نہیں کہا جاتا اور نہ ظالم اس واسطے کہ تفسیر کیا گیا ہے ظلم ساتھ شرک کے باقی رہی تیسری صفت اسی واسطے اس پر اقتصار کیا اور کہا اسماعیل قاضی نے احکام القرآن میں کہ ظاہر آیتوں کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ جو کرے مثل اس کی جو انہوں

نے کہا یا نکالے نیا حکم جو اللہ کے حکم کے مخالف ہو اور اس کو دین ٹھہرا کر اس کے ساتھ عمل کرے تو لازم ہوتی ہے اس کو مثل اس کی کہ لازم ہوئی ان کو وعید سے حاکم ہو یا کوئی غیر ہو اور کہا ابن بطال نے کہ مفہوم آیت کا یہ ہے کہ جو حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری مستحق ہوتا ہے وہ بڑے ثواب کا اور دلالت کی حدیث نے کہ اس کی حرص کرنا جائز ہے تو اس نے تقاضا کیا کہ یہ اشرف عملوں میں سے ہے جن سے آدمی اللہ کی طرف قریب ہوتا ہے میں کہتا ہوں اور تائید کرتی ہے اس کو یہ حدیث کہ اللہ قاضی کے ساتھ ہے جب تک کہ نہ ظلم کرے۔ (فتح)

٦٦٠٨- حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَآخَرُ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا.

٦٦٠٨۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد کرنا لائق نہیں مگر دو چیز میں یا دو آدمی میں ایک تو وہ مرد ہے جس کو اللہ نے مال دیا تو اس کو قدرت دی اس کے خرچ کرنے پر اور دوسرا وہ مرد جس کو اللہ نے حکمت دی سو وہ اس کے ساتھ حکم کرتا ہے اور اس کو سکھلاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور مراد حکمت سے قرآن ہے جیسے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے یا عام تر اس سے اور حکمت کی تعریف یہ ہے جو منع کرے جہل سے اور زجر کرے برے کام سے کہا ابن منیر نے کہ مراد ساتھ حسد کے اس جگہ رشک کرنا ہے اور نہیں مراد نفی سے حقیقت اس کی یعنی یہ مراد نہیں کہ حسد دنیا میں نہیں مگر دو چیزوں میں ورنہ لازم آئے گا خلاف اس واسطے کہ لوگ ان دو چیزوں کے سوائے اور چیزوں میں بھی حسد کرتے ہیں اور رشک کرتے ہیں اس شخص پر جس میں ان دونوں کے سوائے کوئی اور چیز ہو سو نہیں ہے وہ خبر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس کے حکم ہے اور اس کے معنی حصر کرنا ہے بلند مرتبہ کا رشک کرنے سے ان دونوں خصلتوں میں سو گویا کہ کہا کہ یہ دونوں کہ مؤکد تر قربتوں سے ہے جن کے ساتھ رشک کیا جاتا ہے اور نہیں مراد ہے نفی اصل رشک کی اس چیز سے جو ان دونوں کے سوائے ہے اور کہا کرمانی نے کہ یہ دونوں خصلت جو اس جگہ مذکور ہیں یہ رشک ہے حسد نہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں حسد ہے مگر ان دونوں میں اور جو ان دونوں میں ہے وہ حسد نہیں پس نہیں ہے حسد اور اس حدیث میں ترغیب ہے بیچ ولایت حکومت کے اس کے واسطے جو جامع ہو سب شرطوں کو اور قوی ہو اوپر عمل کرنے کے ساتھ حق کے اور پایا جائے اس کے واسطے مددگار اس واسطے کہ اس میں حکم کرنا ہے ساتھ نیک بات کے اور مدد کرنا ہے ساتھ مظلوم کے اور ادا کرنا ہے حق کا اس کے مستحق کو اور روکنا ہے ظالم کو اور صلح کرانا ہے درمیان لوگوں کے اور یہ سب عبادتیں ہیں موجب قربت کا اور اسی واسطے متولی ہوئے اس کے پیغمبر لوگ

اور جو ان کے بعد ہیں خلفائے راشدین سے اسی واسطے اتفاق ہے سب کا اس پر کہ کسی کو حاکم بنانا فرض کفایہ ہے اس واسطے کہ لوگوں کا معاملہ بغیر حاکم کے سیدھا نہیں ہوتا پس روایت کی ہے بیہقی نے ساتھ سند قوی کے کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا کہ لوگوں کے مقدمات فیصل کیا کریں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ نیکوں کو حاکم بناؤ پس یہ اکابر اصحاب ہیں اور جو حکومت سے بھاگا تو وہ عاجز ہونے کے خوف سے بھاگا اور کبھی معارض ہوتا ہے امر جس جگہ واقع ہو حاکم کا بنانا اس کو جس کے ساتھ فساد سخت ہو جب کہ نیک باز رہے اور یہ اس جگہ ہے جس جگہ اس کا غیر ہو اسی واسطے سلف اس سے باز رہتے تھے اور اس سے بھاگتے تھے جب کہ ان کے واسطے ان کو طلب کیا جاتا اور اختلاف ہے اس کے حق میں جو جامع ہو شرطوں کو اور قوی ہو اوپر اس کے کہ کیا اس کے واسطے مستحب ہے یا نہیں اکثر کا قول یہ ہے کہ مستحب نہیں اس واسطے کہ اس میں خطرہ اور دھوکا ہے اور اس واسطے کہ اس میں وعید وارد ہوئی ہے اور کہا بعض نے کہ اگر ہو اہل علم سے اور ہو غیر مشہور اس سے علم نہ اٹھایا جاتا ہو یا محتاج ہو تو مستحب ہے کہ رجوع کیا جائے اس کی طرف حکم میں ساتھ حق کے اور نفع اٹھایا جائے اس کے علم سے اور اگر مشہور ہو تو اولیٰ اس کے واسطے متوجہ ہونا ہے علم اور فتوے پر اور بہر حال اگر نہ ہو شہر میں جو اس کے قائم مقام ہو تو متعین ہوتا ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ وہ فرض کفایہ ہے اس کے سوائے اور کوئی اس پر قائم نہیں ہو سکتا اور احمد سے ہے کہ نہیں گنہگار ہوتا اس واسطے کہ وہ اس پر واجب نہیں ہے جب کہ اس کے غیر کا نفع اس کو ضرر کرے خاص کر جس سے عمل حق نہ ہو سکے واسطے پھیل جانے ظلم کے۔ (فتح)

بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً

امام کی بات کا سننا اور اس کی اطاعت کرنا جب تک کہ گناہ نہ ہو

فائدہ: سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقید کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ امام کے اگرچہ باب کی حدیثوں میں حکم ہے ہر امیر کی فرمانبرداری کا اگرچہ امام نہ ہو یعنی خلیفہ اس واسطے کہ امیر کی فرمانبرداری کا حکم اس وقت ہے جب کہ امام اعظم کی طرف سے امیر بنایا گیا ہو۔ (فتح)

٦٦٠٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَعُوْا وَأَطِيْعُوْا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيْبَةٌ.

٦٦٠٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہا مانو اور فرمانبرداری کرو اگرچہ سردار بنایا جائے تم پر حبشی غلام گویا کہ اس کا سر سیاہ منقہ ہے۔

فائدہ: سردار بنایا جائے یعنی مثلا اس کو کسی شہر کی عام سرداری دی جائے یا کوئی خاص سرداری دی جائے جیسے نماز کی امامت کرانا یا خراج کا لینا یا لڑائی کی مباشرت کرنا اور خلفائے راشدین کے زمانے میں بعض تینوں امروں کے جامع ہوتے تھے اور یہ جو کہا کہ گویا اس کا سر سیاہ منقہ ہے یعنی اگرچہ حقیر اور بدصورت ہو اور نقل کیا ہے ابن بطال نے مہلب سے کہا کہ قول حضرت ﷺ کا کہ کہا مانو اور اطاعت کرو تو یہ نہیں واجب کرتا ہے یہ کہ ہو حاکم بنانے والا حبشی غلام کو مگر امام اعظم قرشی اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ خلافت کا حق قریش کے سوا کسی کو نہیں اور اجماع ہے امت کا کہ خلافت نہیں ہوتی ہے غلاموں میں میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ نام رکھا گیا ہو غلام باعتبار ما کان قبل العتق یعنی آزاد کرنے سے پہلے اور یہ سب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس وقت میں ہے جب کہ ہو بطور اختیار کے لیکن اگر غلام شوکت سے ملک پر غالب ہو جائے تو اس کی تابعداری کرنا بالاجماع واجب ہے واسطے مٹانے فتنے کے جب تک کہ گناہ کا حکم نہ کرے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اگر خلیفہ وقت حبشی غلام کو مثلا کسی شہر کا حاکم بنائے اپنی طرف سے تو اس کی فرمانبرداری واجب ہے یعنی اس واسطے کہ یہ درحقیقت خلیفے کی فرمانبرداری ہے جس نے اس کو امیر بنایا اور اس حدیث میں یہ نہیں کہ غلام حبشی خلیفہ وقت ہو کہا خطابی نے کہ کبھی بیان کی جاتی ہے مثال ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واقع ہوتی ہے وجود میں یعنی اور یہ بھی اسی قبیل سے ہے حبشی غلام کہا واسطے مبالغہ کرنے کے فرمانبرداری کے حکم کرنے میں اگرچہ شرعا متصور نہیں کہ وہ سردار بنے۔ (فتح)

٦٦١٠۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الْجَعْدِ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرْوِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَكَرِهَهُ فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوتُ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.

٦٦٠١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے سردار سے کوئی بری بات دیکھے تو چاہیے کہ صبر کرے سو بے شک بات یہ ہے کہ نہیں کوئی جو جدا ہو جماعت سے بالشت بھر سو مر جائے مگر کہ اس کا مرنا کفر کا سا مرنا ہے۔

٦٦١١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ.

٦٦١١۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ واجب ہے ہر مسلمان پر امام کی بات کا سننا اور اس کی فرمانبرداری کرنا خوشی اور ناخوشی میں جب تک کہ نہ حکم کرے گناہ کا پھر جب گناہ کا حکم کیا جائے تو نہیں واجب ہے بات سننا اور نہ کہا ماننا۔

فائدہ: یہ جو کہا جب تک کہ گناہ کا حکم نہ کرے تو یہ حدیث مقید کرتی ہے اس چیز کو جو پہلے دونوں میں مطلق ہے یعنی حبشی غلام کی فرمانبرداری کرنا اور صبر کرنا امیر کے کام پر خوشی اور ناخوشی میں اور وعید اوپر جدا ہونے کے جماعت سے اور جب گناہ کا حکم کرے تو نہیں واجب ہے فرمانبرداری کرنا بلکہ حرام ہے اس پر جو باز رہنے پر قادر ہو اور معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نہیں واجب ہے فرمانبرداری اس کی جو اللہ کی فرمانبرداری نہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں واجب ہے فرمانبرداری کرنا اللہ کے گناہ میں اور عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ فرمانبرداری کرو مگر یہ کہ صریح کفر دیکھو سو اگر کفر کرے تو بالاجماع معزول کیا جائے اور واجب ہے ہر مسلمان پر قائم ہونا بیچ اس کے سو جو قادر ہو اس پر اس کو ثواب ہے اور جو سستی کرے اس کو عذاب ہے اور جو عاجز ہو تو واجب ہے اس پر ہجرت کرنا اس زمین سے اور پہلے گزر چکا ہے کہ کفر کی روایت محمول ہے اس پر جب کہ ہو تنازع خلافت اور سرداری میں پس نہ تنازع کیا جائے اس بادشاہی اور خلافت میں مگر جب کہ کفر کا مرتکب ہو پس جائز ہے معزول کرنا اس کا اور چھین لینا خلافت کا اس سے جب کہ کھلم کھلا کفر کے کام کرے اور محمول ہے روایت گناہ کی اس پر جب کہ تنازع بادشاہی کے سوائے کسی اور چیز میں ہو پس جب نہ قدح کرے خلافت میں تو تنازع کرے اس سے گناہ میں کہ اس پر انکار کرے ساتھ نرمی کے جب کہ قادر ہو اوپر اس کے لیکن گناہ میں معزول نہ کیا جائے گو گناہ میں اس کی فرمانبرداری واجب نہیں۔ (فتح)

٦٦١٢۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً وَّأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُّطِيْعُوْهُ فَغَضِبَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُطِيْعُوْنِيْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ قَدْ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَمَا جَمَعْتُمْ حَطَبًا وَّأَوْقَدْتُّمْ نَارًا ثُمَّ دَخَلْتُمْ فِيْهَا فَجَمَعُوْا حَطَبًا فَأَوْقَدُوْا نَارًا فَلَمَّا هَمُّوْا بِالدُّخُوْلِ فَقَامَ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّمَا تَبِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٦١٢۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا اور ایک انصاری مرد کو ان پر امیر بنایا اور لشکریوں کو حکم دیا کہ اس کی حکم برداری کرنا سو وہ کسی سبب سے ان پر غصے ہوا اور کہا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو حکم نہیں کیا تھا کہ میری حکم برداری کرنا؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں، کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں مگر یہ کہ تم لکڑیوں کو جمع کرو اور آگ جلاؤ پھر اس میں گھسو سو انہوں نے لکڑیوں کو جمع کیا اور ان میں آگ جلائی سو جب انہوں نے قصد کیا اس میں گھسنے کا تو کھڑے ہوئے بعض بعض کو دیکھنے لگے تو بعض نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوئے آگ سے بھاگنے کے واسطے کیا ہم اس میں گھسیں سو وہ اسی حالت میں تھے کہ اچانک آگ ختم ہو گئی اور اس کا جوش مدہم ہوا سو یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس میں گھستے تو اس

فِرَارًا مِنَ النَّارِ أَفَنَدْخُلُهَا فَبَيْنَمَاهُمْ كَذٰلِكَ إِذْ خَمَدَتِ النَّارُ وَسَكَنَ غَضَبُهُ فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ دَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا أَبَدًا إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ.

سے کبھی نہ نکلتے فرمانبرداری کرنا تو صرف نیک کام میں ہے۔

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے زجر اور ڈر ہے یہ مراد نہیں کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہتے اور بعض نے کہا کہ سردار کی یہ مراد نہیں تھی کہ سچ مچ اس میں گھسیں بلکہ اس نے اشارہ کیا کہ سردار کی فرمانبرداری واجب ہے اور جو واجب کو ترک کرے وہ آگ میں داخل ہوگا اور جب ان پر اس آگ میں داخل ہونا دشوار ہے تو پھر کیا حال ہے دوزخ کی آگ کا اور شاید اس کی نیت یہ تھی کہ جب اس میں گھسنے کا قصد کریں گے تو ان کو منع کروں گا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَسْأَلِ الْإِمَارَةَ أَعَانَهُ اللّٰهُ عَلَيْهَا

جو اللہ سے سرداری نہ مانگے اللہ اس کی مدد کرتا ہے

٦٦١٣۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ مَّسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ وَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ.

۶۶۱۳۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبدالرحمٰن! تو مت مانگنا حکومت اور سرداری کو اس واسطے کہ اگر حکومت تجھ کو مانگنے سے ملے تو تجھی پر سونپی جائے یعنی اللہ کی طرف سے تیری مدد نہ ہوگی اور اگر حکومت تجھ کو بغیر مانگے ملے تو تیری اس پر غیب سے مدد ہوگی اور جب تو کسی چیز پر قسم کھائے پھر تو اس کے خلاف کو اس سے بہتر دیکھے تو کفارہ دے اپنی قسم کا اور کر جو بہتر ہے یعنی خلاف قسم کے۔

فائدہ: اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو مانگنے سے حکومت دیا جائے اس کو اس پر مدد نہیں دی جاتی بسبب اس کی حرص کے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلب کرنا اس چیز کا کہ حکم کے متعلق ہو مکروہ ہے پس داخل ہے حکومت میں قضاء اور حساب اور مانند اس کی اور یہ کہ جو اس کی حرص کرے اس کو مدد نہیں ہوتی لیکن نہیں لازم آتا ہے نہ مدد ہونے سے کہ نہ حاصل ہو اس کے واسطے عدل جب کہ سردار کیا جائے اور مراد مدد کرنے سے یہ ہے کہ اللہ اس پر فرشتہ اتارتا ہے جو اس کو ہر بات میں سیدھا اور مضبوط رکھتا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ سَأَلَ الْإِمَارَةَ وُكِلَ إِلَيْهَا

جو سرداری مانگنے سے لے تو اس پر سونپی جاتی ہے

٦٦١٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ.

۶۶۱۴۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو مجبور کیا جائے اس پر اللہ فرشتہ اتارتا ہے جو اس کو مضبوط رکھے اور بیچ مجبور کرنے کے یہ ہے کہ اس کی طرف بلایا جائے اور وہ اپنے آپ کو اس کے لائق نہ دیکھے واسطے ہیبت اس کی کے اور خوف واقع ہونے کے گناہ میں پس اس کی مدد ہوتی ہے جب کہ داخل ہو بیچ اس کے اور قائم رکھا جاتا ہے اور اصل اس میں یہ ہے کہ جو اللہ کے واسطے تواضع کرے اللہ اس کا درجہ بلند کرتا ہے اور حکومت نہ مانگنے کا حکم محمول ہے غالب پر اس واسطے کہ یوسف علیہ السلام نے کہا تھا: ﴿اِجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ﴾ ۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْإِمَارَةِ

جو مکروہ ہے حرص کرنا سرداری پر یعنی اوپر حاصل کرنے اس کے اور وجہ کراہت کی ماخوذ ہے پہلے باب سے

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ معلوم ہے کہ نہیں خالی ہوتی ہے حکومت مشقت سے سو جس کو اللہ کی طرف سے مدد نہ ہوئی وہ اس میں ڈوب جائے گا اور دنیا اور آخرت کو تباہ کر لے گا سو جو عقل والا ہو تو سرداری کی طلب کے واسطے کبھی تعرض نہیں کرتا بلکہ جب باز رہے اور بغیر مانگے دیا جائے تو اللہ اس کی مدد کرتا ہے اور جو اس میں فضیلت ہے سو پوشیدہ نہیں۔ (فتح)

٦٦١٥۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ فَنِعْمَ

۶۶۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تم حرص کرو گے سرداری پر اور حالانکہ حکومت قیامت میں پچھتاوا ہوگا یعنی کیوں ہم حاکم ہوئے جو آج حساب میں گرفتار ہوئے سو دودھ پلانے والی تو اچھی ہے اور دودھ چھڑانے والی بری ہے اور کہا محمد نے الخ یعنی اس

الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُمْرَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ.

طریق سے یہ حدیث موقوف آئی ہے۔

فائدہ: یعنی حکومت کی ابتداء خوب ہوتی ہے کہ آدمی عیش و آرام میں رہتا ہے جیسے عورت جب تک دودھ پلائے جاتی ہے لڑکا خوش رہتا ہے اور انجام حکومت کا برا ہے اس کے زوال سے آدمی رنج اور افسوس میں گرفتار ہوتا ہے جیسے عورت دودھ چھڑانے والی لڑکے کو بری معلوم ہوتی ہے اور داخل ہے امارت میں امارت عظمیٰ یعنی خلافت اور امارت صغریٰ یعنی بعض شہروں کی حکومت اور یہ حضرت ﷺ کی پیشین گوئی ہے سو جیسا حضرت ﷺ نے فرمایا ویسا ہی واقع میں آیا اور یہ جو فرمایا کہ قیامت کے دن پچھتاوا ہوگا یعنی اس کے واسطے جس نے نہ عمل کیا بیچ اس کے جو لائق تھا اور بزار اور طبرانی نے عوف بن مالک رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ اس کا اول ملامت ہے اور اوسط پچھتاوا اور اس کا آخر عذاب ہے قیامت کے دن اور مسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ مجھ کو تحصیل زکوٰۃ وغیرہ پر حاکم نہیں کرتے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر! تو ضعیف ہے اور ناتواں آدمی ہے اور یہ حکومت اللہ کی امانت ہے اور بے شک حکومت قیامت کے دن رسوائی اور شرمندگی ہوگی مگر اس کو رسوائی اور شرمندگی نہیں جس نے حکومت لے کر اس کا حق ادا کیا اور جو اس پر فرض تھا یعنی امانت داری اور رعیت میں انصاف کرنا سو اس نے بخوبی ادا کیا اور یہ حدیث مقید کرتی ہے پہلی حدیث کو کہ اس میں مطلق ندامت کا ذکر ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ حدیث اصل عظیم ہے بیچ بچنے کے حکومت سے خاص کر جو ضعیف ہو اور وہ اس کے حق میں ہے جو کم لیاقت ہو حکومت کی لیاقت نہ رکھتا ہو اور نہ عدل کرے کہ وہ پچھتائے گا اپنے قصور پر جب کہ بدلا دیا جائے گا ساتھ رسوائی کے قیامت کے دن اور بہر حال جو حکومت کی لیاقت رکھتا ہو اور اس میں انصاف کرے تو اس کے واسطے بڑا ثواب ہے جیسا کہ بہت حدیثوں میں آیا ہے لیکن باوجود اس کے اس میں بہت خطرہ ہے اسی واسطے اکابر نے اس کو اختیار نہیں کیا اور یہ جو فرمایا کہ اچھی ہے دودھ پلانے والی یعنی دنیا میں اور بری ہے دودھ چھڑانے والی یعنی بعد موت کے اس واسطے کہ اس پر اس کا حساب ہوتا ہے پس وہ مانند اس کی ہے کہ دودھ چھڑایا جائے اس کا بے پرواہ ہونے سے پہلے سو اس میں اس کی ہلاکت ہوتی ہے۔ (فتح)

٦٦١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ

٦٦١٦۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی قوم کے دو مردوں کے ساتھ حضرت ﷺ پر داخل ہوا تو دونوں

مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ قَوْمِيْ فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ أَمِّرْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَهُ فَقَالَ إِنَّا لَا نُوَلِّيْ هٰذَا مَنْ سَأَلَهُ وَلَا مَنْ حَرَصَ عَلَيْهِ.

نے کہا یا حضرت! ہم کو حاکم کیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ہم نہیں حاکم کرتے اس پر اس کو جو اس کو طلب کرے اور نہ اس کو جو اس پر حرص کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مرتدوں کے بیان میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں ہے کہ جو پاتا ہے اس کو حاکم عیش و آرام سے کم ہے اس سے کہ پاتا ہے اس کو سختی اور تکلیف سے یا ساتھ معزول ہونے کے دنیا میں پس ہوتا ہے گمنام اور یا ساتھ مؤاخذہ کے آخرت میں اور یہ سخت تر ہے اللہ کی پناہ ہے کہا قاضی بیضاوی نے پس نہیں لائق ہے عاقل کو کہ خوش ہو اس لذت سے جس کے پیچھے حسرت اور افسوس ہو کہا مہلب نے کہ حکومت کی حرص کرنا وہ سبب ہے بیچ لڑ مرنے لوگوں کے اوپر اس کے یہاں تک کہ خون جاری ہو اور مال اور شرم گاہیں مباح جانی گئیں اور بڑا ہوا فساد زمین میں اس کے سبب سے اور وجہ پچھتانے کی یہ ہے کہ کبھی قتل ہوتا ہے یا معزول ہوتا ہے یا مر جاتا ہے پس پچھتاتا ہے داخل ہونے سے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس سے حقوق العباد کا مطالبہ کیا جاتا ہے جن کا وہ مرتکب ہوا اور البتہ فوت ہوئی اس سے وہ چیز جس پر اس نے حرص کی تھی اور مستثنیٰ ہے اس سے کہ متعین ہو اس پر حاکم ہونا جیسے حاکم مر جائے اور کوئی غیر اس کا قائم مقام نہ پایا جائے اور اگر وہ اس میں نہ داخل ہو تو حاصل ہو فساد ساتھ ضائع ہونے احوال کے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ

جو کسی رعیت کا نگہبان کیا جائے اور وہ ان کی خیر خواہی نہ کرے

٦٦١٧۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّيْ مُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللّٰهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيْحَةٍ إِلَّا لَمْ يَجِدْ

٦٦١٧۔ حضرت معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جس کو اللہ نے کسی رعیت کا نگہبان کیا سو اس نے خیر خواہی سے ان کی نگہبانی نہ کی اور نہ ان کی خبر گیری کی تو وہ بہشت کی بو نہ پائے گا۔

رَآئِحَةَ الْجَنَّةِ.

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث کی بو پائے گا اور وہ خلاف مقصود کا ہے اور جواب یہ ہے کہ یہاں الا مقدر ہے۔

٦٦١٨۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ قَالَ زَآئِدَةُ ذَكَرَهُ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ أَتَيْنَا مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ نَعُوْدُهُ فَدَخَلَ عَلَيْنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ أُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا مِنْ وَّالٍ يَلِيْ رَعِيَّةً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهُمْ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ.

٦٦١٨۔ حضرت معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کوئی ایسا حاکم نہیں جو کسی مسلمانوں کی رعیت کا والی ہو پھر مر جائے اور حالانکہ وہ حاکم اس رعیت کا بدخواہ ہو مگر کہ اللہ نے اس پر بہشت کو حرام کیا یعنی ظالم حاکم بہشت سے محروم ہے۔

فائدہ: اور بدخواہی یہ ہے کہ ان پر ظلم کرے اور ان کا مال ناحق چھین لے اور ان کو ناحق قتل کرے اور ان کی بے عزتی کرے اور جو ان کے حقوق ہوں ان کو نہ دے اور نہ سکھلائے ان کو جو واجب ہے اس پر سکھلانا ان کا دین اور دنیا کے امر سے اور نہ قائم کرے ان میں حدوں کو اور نہ ہٹائے مفسدوں یعنی رہزنوں اور چوروں وغیرہ کو اُن سے اور نہ حمایت کرے ان کی ونحو ذلک کہا ابن بطال نے کہ یہ وعید شدید ہے ظالم حاکموں کے حق میں سو جس نے رعیت کا حق ضائع کیا یا ان کی خیانت کی یا ظلم کیا تو قیامت کے دن اس سے بندوں کے مظالم کا مطالبہ کیا جائے گا پس کس طرح قادر ہوگا کہ ایک بہت بڑی امت کے ظلم سے نجات پائے اور اس پر بہشت کو حرام کرے گا یعنی اگر وعید کو اس پر جاری کیا اور مظلوموں کو اس سے راضی نہ کیا اور یہ وعید محمول ہے زجر اور تشدید پر یعنی اس کے ظاہر معنی مراد نہیں صرف ڈرانا مقصود ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ مَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ

جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے اللہ اس کو مشقت میں ڈالے گا۔

٦٦١٩۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ طَرِيْفٍ أَبِيْ تَمِيْمَةَ قَالَ شَهِدْتُ صَفْوَانَ وَجُنْدَبًا وَأَصْحَابَهُ وَهُوَ يُوْصِيْهِمْ فَقَالُوْا هَلْ سَمِعْتَ مِنْ

٦٦١٩۔ حضرت ابو تمیمہ سے روایت ہے کہ میں صفوان اور جندب اور اس کے ساتھیوں کے پاس موجود تھا اور حالانکہ وہ ان کو وصیت کرتا تھا تو انہوں نے کہا کہ کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ وَمَنْ يُّشَاقِقْ يَشْقُقِ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالُوْا أَوْصِنَا فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُنْتِنُ مِنَ الْإِنْسَانِ بَطْنُهٗ فَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَّا يَأْكُلَ إِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ وَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَّا يُحَالَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ بِمِلْءِ كَفِّهٖ مِنْ دَمٍ أَهْرَاقَهٗ فَلْيَفْعَلْ قُلْتُ لِأَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ مَنْ يَّقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنْدَبٌ قَالَ نَعَمْ جُنْدَبٌ.

فرماتے تھے کہ جو سنائے اللہ اس کو قیامت کے دن سنائے گا اور جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے اللہ اس کو قیامت کے دن مشقت میں ڈالے گا تو انہوں نے کہا کہ ہم کو وصیت کر تو اس نے یعنی صفوان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پہل پہل چیز آدمی کے بدن سے سڑتی اور بو کرتی ہے یعنی بعد موت کے اس کا پیٹ ہے سو جس سے ہو سکے کہ نہ کھائے مگر پاک چیز تو چاہیے کہ کرے اور جس سے ہو سکے کہ نہ روکے اس کو بہشت میں داخل ہونے سے کف دست (چلو) بھر خون جس کو اس نے بہایا تو چاہیے کہ کرے یعنی کسی مسلمان کا ناحق خون نہ کرے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ رحمہ اللہ سے کہا کون کہتا ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جندب؟ اس نے کہا ہاں جندب رضی اللہ عنہ۔

فائدہ: جو سنائے، الخ یعنی جو خلقت میں نام نمود چاہے اور شہرت اور نیک نام ہونے کے واسطے نیکی کرے اللہ اس کو قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے ذلیل اور رسوا کرے گا اور اس کی شرح رقاق میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہ حائل ہو درمیان کسی کے تم میں سے اور درمیان بہشت کے چلو بھر خون مسلمان کا جس کو اس نے ناحق بہایا اور ذکر چلو کا بطور مثال کے ہے ورنہ اگر چلو سے کم ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور یہ وعید شدید ہے واسطے قتل مسلمان کے ناحق اور مراد حدیث میں نہی ہے بری بات کہنے سے مسلمانوں کے حق میں اور ظاہر کرنا بدیوں اور عیبوں کا اور نہ مخالف کرنا سبیل مومنین کے اور لازم پکڑنا ان کی جماعت کو اور نہی داخل کرنے مشقت کے سے اوپر ان کے اور ضرر پہنچانا ان کو۔ (فتح)

بَابُ الْقَضَاءِ وَالْفُتْيَا فِي الطَّرِيْقِ

حکم کرنا اور فتویٰ دینا راہ میں

فائدہ: دونوں کو برابر کیا ہے اور دونوں اثر صریح ہیں اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ قضاء کے اور جو حدیث مرفوع ہے لیا جاتا ہے اس سے جائز ہونا فتویٰ کا راہ میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راہ میں اس کو جواب دیا پس لاحق ہو گا ساتھ اس کے حکم۔ (فتح)

وَقَضٰى يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِي الطَّرِيْقِ وَقَضَى الشَّعْبِيُّ عَلٰى بَابِ دَارِهٖ

اور حکم کیا یحییٰ بن یعمر نے راہ میں یعنی شہر مرو میں جب کہ وہاں قاضی ہوا حجاج کے زمانے میں اور حکم کیا شعبی نے اپنے گھر کے دروازے پر۔

فائدہ: اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بازار میں حکم کیا۔

٦٦٢٠۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجَانِ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَقِيَنَا رَجُلٌ عِنْدَ سُدَّةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَعْدَدْتَ لَهَا فَكَأَنَّ الرَّجُلَ اسْتَكَانَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيْرَ صِيَامٍ وَّلَا صَلَاةٍ وَّلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ.

٦٦٢٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں اور حضرت ﷺ مسجد سے نکلتے تھے سو ایک مرد ہم سے ملا مسجد کے دروازے پر تو اس نے کہا یا حضرت! قیامت کب آئے گی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا تو نے اس کے واسطے کیا سامان تیار کیا ہے جو پوچھتا ہے؟ تو گویا کہ وہ مرد دب گیا اور عاجز ہوا پھر اس نے کہا یا حضرت! نہیں تیار کیا میں نے اس کے واسطے زیادہ روزہ نہ نماز نہ صدقہ لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت رکھتا ہے۔

فائدہ: شاید سوال اس مرد کا قیامت سے واسطے ڈرنے کے تھا اس چیز سے کہ اس میں ہے اور اختلاف ہے اس میں کہ چلتے اور پیادہ پا حکم کرنا جائز ہے یا نہیں سو کہا اشہب نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے جب کہ نہ باز رکھے اس کو سمجھنے سے اور کہا سحنون نے کہ نہیں لائق ہے اور کہا ابن حبیب نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر جب کہ چلتا ہو اور بہر حال ابتدا کرنا ساتھ نظر اور مانند اس کی کے سو نہیں جائز ہے کہا ابن بطال نے اور یہ حسن ہے اور قول اشہب کا موافق تر ہے ساتھ دلیل کے اور کہا ابن منیر نے کہ نہیں صحیح ہے حجت اس کی جو منع کرتا ہے علم کی بات کرنے سے راہ میں اور بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں اس میں کہ اصحاب نے حضرت ﷺ سے سوال کیا چلتے اور پیادہ پا اور سوار اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جواز سکوت عالم کا ہے سائل کے جواب سے جب کہ مسئلہ نہ پہچانا جاتا ہو جس کی لوگوں کو حاجت نہ ہو یا فتنے اور بد تاویل کا خوف ہو اور منقول ہے مہلب سے کہ راہ میں اور سواری پر فتویٰ دینا تواضع سے ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا ذُكِرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لَّهُ بَوَّابٌ

جو ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت ﷺ کا کوئی دربان نہ تھا

٦٦٢١۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ

٦٦٢١۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا اس نے اپنے گھر والوں سے ایک عورت سے کہا تو فلانی عورت کو پہچانتی ہے؟ اس نے کہا ہاں،

لِامْرَأَةٍ مِّنْ أَهْلِهِ تَعْرِفِيْنَ فُلَانَةَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهَا وَهِيَ تَبْكِيْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَقَالَتْ إِلَيْكَ عَنِّيْ فَإِنَّكَ خِلْوٌ مِّنْ مُصِيْبَتِيْ قَالَ فَجَاوَزَهَا وَمَضٰى فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ فَقَالَ مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا عَرَفْتُهُ قَالَ إِنَّهُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَآءَتْ إِلٰى بَابِهِ فَلَمْ تَجِدْ عَلَيْهِ بَوَّابًا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا عَرَفْتُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ.

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت پر گزرے اور وہ قبر کے پاس روتی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈر اور صبر کر تو اس عورت نے کہا کہ میرے پاس سے ٹل جا سو بے شک تو خالی ہے میری مصیبت سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے آگے بڑھے اور گزرے پھر ایک مرد اس عورت پر گزرا تو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے کیا کہا؟ اس نے کہا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانا اس نے کہا کہ بے شک وہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئی اور دروازے پر کوئی دربان نہ پایا اس نے کہا یا حضرت! قسم ہے اللہ کی میں نے آپ کو نہیں پہچانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک صبر کا ثواب تو اول صدمہ کے نزدیک ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنازے میں گزر چکی ہے اور اس عورت کا نام معلوم نہیں اور وہ قبر اس کے بیٹے کی تھی اور جس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ بتلایا تھا وہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما تھا کہا مہلب نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دائمی دربان نہ تھا کبھی ہوتا تھا اور کبھی نہ ہوتا تھا یا جب کہ اپنے گھر والوں کے کام میں مشغول ہوتے یا اپنے خلوت کے کام میں ہوتے تو دربان بٹھلاتے نہیں تو لوگوں کے آگے سے پردہ اٹھاتے تا کہ حاجتوں والا اپنی حاجت طلب کرے اور حاصل یہ ہے کہ دربان رکھنا جائز ہے مطلق لیکن مقید ہے ساتھ حاجت کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نہیں لائق ہے واسطے حاکم کے یہ کہ ٹھہرائے دربان اور دوسرے لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ جائز ہے اور حمل کیا گیا ہے قول اول اوپر زمانے آرام کرنے لوگوں کے اور جمع ہونے ان کے خیر پر اور فرمانبردار ہونے ان کے واسطے حاکم کے اور بعض نے کہا کہ بلکہ اس وقت مستحب ہے تا کہ مرتب ہوں خصوم اور دفع ہو شریر اور ثابت ہو چکا ہے بیچ قصے عمر رضی اللہ عنہ کے عباس رضی اللہ عنہ کے جھگڑے میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے واسطے ایک دربان تھا جس کا یرفا نام تھا اور بعض نے مقید کیا ہے جواز کو ساتھ غیر وقت بیٹھنے اس کے واسطے لوگوں کے واسطے فصل احکام کے اور بعض نے جواز کو عام کیا ہے اور بعض نے کہا کہ وظیفہ دربان کا یہ ہے کہ جو دروازے پر آئے اس کی خبر حاکم کو پہنچائے خاص کر جب کہ کوئی خاص آدمی ہو احتمال ہے کہ کوئی جھگڑا لے کر آیا ہو اور حاکم گمان کرے کہ وہ ملاقات کے واسطے آیا ہے اور اس کو کچھ انعام دے اور یہ خبر حاکم کو پہنچانا روبرو ہو کر یا لکھ کر اور ہمیشہ دربان رکھنا مکروہ ہے بلکہ کبھی حرام ہوتا ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے

کہ جو حاکم کہ لوگوں کی حاجتوں سے پردہ پوش رہے اللہ قیامت کے دن اس کی حاجت سے پردہ پوش ہوگا اور اس حدیث میں وعید شدید ہے اس کے واسطے جو لوگوں کے درمیان حاکم ہو اور بغیر عذر کے پردے میں رہے اس واسطے کہ اس میں تاخیر کرنا ہے حقوق پہنچانے سے یا ضائع کرنا ان کا اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ مستحب ہے مقدم کرنا پہلے کا پھر جو اس کے بعد ہو پھر جو اس کے بعد ہو وعلی ہذا القیاس باترتیب سب کو بلایا جائے اور مقدم کرے مسافر کو مقیم پر خاص کر جو خوف کرے ساتھیوں کے چلے جانے کا اور یہ کہ چاہیے کہ دربان ثقہ ہو عفیف ہو امین ہو عارف ہو حسن اخلاق ہو لوگوں کا قدر شناس ہو۔ (فتح)

بَابُ الْحَاكِمِ يَحْكُمُ بِالْقَتْلِ عَلٰى مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ دُوْنَ الْإِمَامِ الَّذِي فَوْقَهُ

حاکم حکم کرے ساتھ قتل کے اس پر جس پر قتل واجب ہو سوائے اس امام کے جو اس سے اوپر ہے یعنی جس نے اس کو حاکم بنایا ہے بغیر حاجت کے طرف اجازت لینے کی اس سے خاص اس واقعہ میں۔

٦٦٢٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الذُّهْلِيُّ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ كَانَ يَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْأَمِيْرِ.

٦٦٢٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بجائے کوتوال کے ہوتے تھے امیر سے۔

فائدہ: اور مشکل ہے مطابقت حدیث کی ترجمہ سے سو اشارہ کیا ہے کرمانی نے کہ وہ لی جاتی ہے اس کے اس قول سے دون الحاکم اس واسطے کہ اس کے معنی ہیں عند یعنی نزدیک حاکم کے اور یہ وجہ خوب ہے اگر موافق ہو اس کو لغت بنا بر اس کے پس قیس کا یہ وظیفہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں یہ کام کریں آپ کے حکم سے برابر ہے کہ خاص ہو یا عام اور اس حدیث میں تشبیہ ہے اس چیز کی کہ پہلے گزری ساتھ اس چیز کے کہ اس کے بعد پیدا ہوئی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی عالم کے پاس کوتوال نہ تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بنی امیہ کی حکومت میں پیدا ہوا تھا سو ارادہ کیا انس رضی اللہ عنہ نے تقریب حال قیس رضی اللہ عنہ کے نزدیک سامعین کے سو تشبیہ دی اس کو ساتھ اس چیز کے جو ان کو معلوم تھی۔ (فتح)

٦٦٢٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى هُوَ الْقَطَّانُ عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ

٦٦٢٣۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یمن میں حاکم کر کے بھیجا پھر اس کے پیچھے معاذ رضی اللہ عنہ

حَدَّثَنَا أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ وَأَتْبَعَهُ بِمُعَاذٍ.

کو بھیجا۔

٦٦٢٤۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا مَحْبُوْبُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى أَنَّ رَجُلًا أَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ فَأَتٰى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَهُوَ عِنْدَ أَبِي مُوْسٰى فَقَالَ مَا لِهٰذَا قَالَ أَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتّٰى أَقْتُلَهُ قَضَآءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۶۲۴۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد اسلام لایا پھر یہودی ہو گیا یعنی مرتد ہو گیا سو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے اور وہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو کیا ہے؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اول مسلمان ہوا تھا پھر یہودی ہو گیا تو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں بیٹھوں گا یہاں تک کہ اس کو قتل کروں یہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے۔

فائدہ: یعنی سو حکم کیا اس کے قتل کرنے کا سو قتل کیا گیا اور ساتھ اس کے تمام ہو گی مراد ترجمہ کی اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ نہ قائم کریں حدوں کو عامل شہروں کے مگر بعد مشورت اور اجازت لینے کے اس خلیفے سے جس نے ان کو حاکم کیا کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس باب میں سو کوفیوں کا تو یہ مذہب ہے کہ قاضی کا حکم وکیل کا سا حکم ہے نہیں مطلق ہے ہاتھ اس کا مگر جس چیز میں اس کو اجازت ہوئی اور حکم اس کا غیروں کے نزدیک وصی کا حکم ہے یعنی جس کو وصیت کی گئی ہو جائز ہے اس کو تصرف کرنا ہر چیز میں اور مطلق ہے ہاتھ اس کا تمام چیزوں میں مگر جو مستثنیٰ ہے اور نقل کیا ہے طحاوی نے ان سے کہ نہ قائم کریں حدوں کو مگر سردار شہروں کے اور نہ قائم کریں ان کو عامل دیہات کے اور نقل کیا ہے ابن قاسم نے کہ نہ قائم کی جائیں حدیں پانیوں پر بلکہ کھینچی جائیں طرف شہروں کی اور نہ قائم کیا جائے قصاص ساتھ قسم کے سب شہروں میں مگر دار الخلافت میں جس جگہ خلیفہ رہتا ہو یا خلیفے سے تحریری اجازت لی جائے اور کہا اشہب نے بلکہ جس کو والی اجازت دے پانیوں کے عاملوں سے اس کے واسطے جائز ہے کہ حدوں کو قائم کرے اور شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے مثل اس کی کہا ابن بطال نے کہ حجت جواز میں حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ اس نے مرتد کو قتل کیا بغیر اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ واقعہ اٹھایا جائے۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يَقْضِي الْقَاضِيْ أَوْ يُفْتِيْ وَهُوَ غَضْبَانُ

کیا حکم کرے حاکم یا فتویٰ دے غصے کی حالت میں؟

٦٦٢٥۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ كَتَبَ أَبُوْ بَكْرَةَ

۶۶۲۵۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کی طرف لکھا اور حالانکہ وہ سجستان میں قاضی تھا کہ نہ حکم کرنا دو آدمیوں میں غصے کی حالت میں اس واسطے کہ

إِلَى ابْنِهِ وَكَانَ بِسِجِسْتَانَ بِأَنْ لَّا تَقْضِيَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ.

میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ ہرگز نہ حکم کرے کوئی حاکم دو آدمیوں میں غصے کی حالت میں۔

فائدہ: یعنی جب حاکم اور قاضی غصے میں ہو تو اس وقت مقدمہ فیصل نہ کرے اس واسطے کہ قضیہ فیصل کرنے کو عقل اور ہوش چاہیے اور غصے کی حالت میں آدمی ہوش میں نہیں رہتا اور کبھی ناحق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اس واسطے کہ اس سے منع کیا گیا ہے اور یہی قول ہے سب شہروں کے فقہاء کا اور کہا ابن دقیق العید نے کہ غصے کی حالت میں اس واسطے حکم کرنا منع ہے کہ حاصل ہوتا ہے غصے کے سبب سے تغیر مزاج میں جس سے نظر میں خلل پیدا ہوتا ہے پس نہیں حاصل ہوتا ہے استیفاء حکم کا اپنی وجہ پر اور یہی حکم ہے ہر چیز کا جس سے عقل اور فکر میں خلل پیدا ہو مانند بہت بھوک اور پیاس اور غلبے نیند وغیرہ کے جو دل کے متعلق ہے ایسا تعلق کہ مشغول رکھتا ہے اس کو استیفائے نظر سے اور شاید غصے کو خاص اس واسطے ذکر کیا کہ وہ نفس پر غالب ہو جاتا ہے اور اس کا مقابلہ دشوار ہوتا ہے برخلاف غیر اس کے لیکن اگر غصے کی حالت میں حکم کرے تو صحیح ہے ساتھ کراہت کے اگر حق کے موافق پڑ جائے اور یہ قول جمہور کا ہے اور البتہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے غصے کی حالت میں زبیر رضی اللہ عنہ کے واسطے حکم کیا اور نہیں حجت ہے اس میں واسطے دور ہونے کراہت کے حضرت ﷺ کے غیر سے اس واسطے کہ حضرت ﷺ معصوم ہیں جیسا رضامندی کی حالت میں کہتے ہیں ویسا غصے کی حالت میں کہتے ہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے لقطہ کی حدیث میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے فتویٰ دینا غصے کی حالت میں اور اسی طرح حکم کرنا بھی اور جاری ہوتا ہے ساتھ کراہت کے ہمارے حق میں اور نہیں مکروہ ہے حضرت ﷺ کے حق میں اس واسطے کہ نہیں خوف کیا جاتا ہے حضرت ﷺ پر غصے کی حالت میں جو خوف کیا جاتا ہے غیر پر اور لیا جاتا ہے اطلاق سے کہ نہیں ہے کوئی فرق درمیان مراتب غصے کے اور نہ اسباب اس کے اور اسی طرح مطلق چھوڑا ہے اس کو جمہور نے اور کہا بعض حنابلہ نے کہ نہیں جاری ہوتا ہے حکم غصے کی حالت میں واسطے ثابت ہونے نہی کے اس سے اور نہی چاہتی ہے فساد کو اور تفصیل کی ہے بعض نے کہ اگر عارض ہوا ہو اس پر غصہ بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا ہو اس کے واسطے حکم تو وہ غصہ اثر نہیں کرتا نہیں تو اس میں اختلاف ہے اور یہ تفصیل معتبر ہے اور کہا ابن منیر نے کہ داخل کی بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی جو دلالت کرتی ہے منع پر پھر حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی جو دلالت کرتی ہے جواز پر واسطے تنبیہ کرنے کے تطبیق پر بایں طور کہ خاص کیا جائے جواز کو ساتھ حضرت ﷺ کے واسطے موجود ہونے عصمت کے حضرت ﷺ کے حق میں اور یہ کہ غصہ حضرت ﷺ کا صرف حق کے واسطے تھا سو جو حضرت ﷺ کے سے حال میں ہو اس کو جائز ہے نہیں تو منع ہے اور وہ مثل شہادت عدوان کے ہے

کہ اگر دنیاوی ہو تو رد کی جائے اور اگر دینی ہو تو قبول کی جائے اور اس حدیث میں ہے کہ لکھنا ساتھ حدیث کے مثل سماع کی ہے شیخ سے بیچ واجب ہونے عمل کے اور بہر حال روایت میں سو منع کیا ہے اس سے ایک قوم نے جب کہ خالی ہو اجازت سے اور مشہور جواز ہے ہاں صحیح نزدیک ادا کے یہ ہے کہ نہ مطلق بولے اخبار کو بلکہ یوں کہے کہ اس نے مجھ کو لکھا یا خبر دی مجھ کو اپنی کتاب میں اور اس میں ذکر کرنا حکم کا ہے ساتھ دلیل اس کی کے تعلیم میں اور مثل اس کی فتویٰ میں اور اس میں شفقت باپ کی ہے اپنے بیٹے پر اور خبر دینا اس کو ساتھ اس چیز کے جو اس کو نفع دے اور ڈرانا اس کو واقع ہونے سے برے کام میں اس میں پھیلانا علم کا ہے واسطے عمل کے اور پیروی کرنے کے اگرچہ عالم اس سے سوال نہ کیا جائے۔ (فتح)

٦٦٢٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ وَاللّٰهِ لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِّمَّا يُطِيْلُ بِنَا فِيْهَا قَالَ فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِيْ مَوْعِظَةٍ مِّنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُّنَفِّرِيْنَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُوْجِزْ فَإِنَّ فِيْهِمُ الْكَبِيْرَ وَالضَّعِيْفَ وَذَا الْحَاجَةِ.

٦٦٢٦ـ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! قسم ہے اللہ کی البتہ میں صبح کی نماز سے پیچھے رہتا ہوں یعنی جماعت میں شریک نہیں ہوتا بسبب فلانے یعنی امام کے کہ وہ اس میں ہمارے ساتھ لمبی قراءت پڑھتا ہے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ میں اس دن سے زیادہ تر غضبناک کبھی نہیں دیکھا پھر فرمایا کہ اے لوگو! بے شک تم میں سے بعض لوگ نفرت دلانے والے اور بھڑکانے والے ہیں سو جو لوگوں کو نماز پڑھائے امام بنے تو چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھے اس واسطے کہ آدمیوں میں بوڑھے اور ضعیف اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح امامت میں گزر چکی ہے اور مراد فلانے سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔

٦٦٢٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ يَعْقُوْبَ الْكِرْمَانِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَآئِضٌ

٦٦٢٧ـ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے اپنی عورت کو طلاق دی حیض کی حالت میں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں غصے ہوئے پھر فرمایا کہ چاہیے کہ اپنی عورت سے رجعت کرے یعنی طلاق کو باطل کر کے پھر اس کو اپنی بیوی

فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا.

بنائے پھر اس کو اپنے گھر میں رہنے دے یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو پھر اس کو دوسرا حیض آئے پھر حیض سے پاک ہو پھر اگر اس کو طلاق دینا چاہے تو طلاق دے کہا بخاری رحمہ اللہ نے کہ محمد زہری ہے۔

فائدہ: فیہ کی ضمیر فعل مذکور کی طرف راجع ہے اور وہ طلاق ہے اور ایک روایت میں علیہ کا لفظ زیادہ ہے اور اس کی ضمیر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف راجع ہے۔

بَابُ مَنْ رَّأٰى لِلْقَاضِيْ أَنْ يَّحْكُمَ بِعِلْمِهٖ فِيْ أَمْرِ النَّاسِ إِذَا لَمْ يَخَفِ الظُّنُوْنَ وَالتُّهَمَةَ.

جو دیکھتا ہے قاضی کے واسطے یہ کہ حکم کرے لوگوں کے معاملے میں اپنے علم سے جب کہ نہ ڈرے بدگمانی اور تہمت سے۔

فائدہ: یہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کی طرف کہ جائز ہے قاضی کو کہ حکم کرے لوگوں کے حقوق میں اپنے علم سے اور نہیں جائز ہے اس کو کہ حکم کرے اپنے علم سے حقوق اللہ میں مانند حدود کے اس واسطے کہ ان کی بنا سہولت اور آسانی پر ہے اور اس کے واسطے لوگوں کے حقوق میں تفصیل ہے اگر ہو جو معلوم کیا اس نے ولایت سے پہلے تو نہ حکم کرے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ بجائے اس کے ہے جو گواہوں سے سنا اور وہ غیر حاکم ہو برخلاف اس کے کہ معلوم کرے اس کو حکومت میں اور بہر حال یہ جو کہا جب کہ نہ ڈرے بدگمانی اور تہمت سے تو مقید کیا گیا ہے ساتھ اس کے قول اس شخص کا جو جائز رکھتا ہے قاضی کے واسطے یہ کہ حکم کرے اپنے علم سے اس واسطے کہ جن لوگوں نے اس کو مطلق منع کیا ہے وہ علت یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ معصوم نہیں سو جائز ہے کہ لاحق ہو اس کو تہمت جب کہ حکم کرے اپنے علم سے حکم کیا ہو اپنے دوست کے حق میں اس کے دشمن پر اکھاڑا گیا مادہ جڑ سے سو ٹھہرایا بخاری رحمہ اللہ نے محل جواز کا جب کہ نہ خوف ہو حاکم کو بدگمانی اور تہمت سے اور اشارہ کیا اس طرف کہ لازم آتا ہے منع کرنے سے بسبب اکھاڑنے مادے کے یہ کہ مثلا ایک مرد کو سنے اس نے اپنی عورت کو طلاق بائن دی پھر عورت نے اس کو حاکم کی طرف اٹھایا اس نے انکار کیا سو جب اس کو قسم دے اور وہ قسم کھائے تو لازم آئے گا کہ وہ ہمیشہ حرام فرج پر رہے اور فاسق ہو ساتھ اس کے سو اس کے واسطے کوئی چارہ نہیں کہ اس کے قول کو قبول نہ کرے اور حکم کرے اس پر اپنے علم سے سو اگر تہمت سے ڈرے تو اس کے واسطے جائز ہے کہ اس کو دفع کرے اور قائم کرے اس کی گواہی کو اوپر اس کے نزدیک دوسرے حاکم کے کہا کرابیسی نے کہ شرط جواز حکم کی اپنے علم سے یہ ہے کہ ہو حاکم مشہور ساتھ بھلائی کے اور عفاف کے اور صدق کے اور نہ پہچانی گئی ہو اس سے زیادہ ذلت اور تقویٰ کے اسباب میں موجود ہوں اور تہمت کے اسباب اس

میں مقصود یہی ہے وہ شخص جس کو اپنے علم سے حکم کرنا مطلق جائز ہے۔ (فتح)

كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِنْدٍ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ وَذٰلِكَ إِذَا كَانَ أَمْرًا مَشْهُوْرًا.

جیسا کہ حضرت ﷺ نے ہند رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ لے لیا کر خاوند کے مال سے دستور کے موافق جتنا تجھ کو اور تیری اولاد کو کفایت کرے اور یہ اس وقت ہے جب کہ ہو امر مشہور۔

فائدہ: یہ تفسیر ہے اس کے قول کی جو کہتا ہے کہ حکم کرے اپنے علم سے مطلق اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ مشہور کے وہ چیز کہ حکم کیا گیا ہو ساتھ اپنے اس کے۔ (فتح)

٦٦٢٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَتْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَآءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَّذِلُّوْا مِنْ أَهْلِ خِبَآئِكَ وَمَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَآءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَّعِزُّوْا مِنْ أَهْلِ خِبَآئِكَ ثُمَّ قَالَتْ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِّسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ حَرَجٍ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهٗ عِيَالَنَا قَالَ لَهَا لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُطْعِمِيْهِمْ مِنْ مَّعْرُوْفٍ.

٦٦٢٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا یا حضرت! قسم ہے کہ زمین پر کوئی گھر والے نہ تھے کہ ان کا ذلیل ہونا میرے نزدیک زیادہ پیارا ہو آپ کے خیمے والوں سے اور نہیں صبح کی آج کے دن زمین کی پشت پر کسی خیمے والوں نے کہ میرے نزدیک ان کا باعزت ہونا زیادہ تر پیارا ہو آپ کے خیمے والوں سے پھر ہند رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! بے شک ابو سفیان رضی اللہ عنہ بخیل آدمی ہے سو کیا مجھ پر کچھ حرج ہے کہ میں اس کے مال سے اپنی اولاد کو کھلاؤں؟ حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تم پر کچھ حرج نہیں کہ تو دستور کے موافق ان کو کھلائے۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح نفقات میں گزر چکی ہے اور اس میں بیان ہے استدلال اس شخص کا جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے حکم کے واسطے حاکم کے اپنے علم سے اور رد ہے قول متدل کا ساتھ اس کے اوپر حکم کرنے والے کے غائب پر یعنی اس حدیث کے استدلال سے غائب پر حکم نہیں ہو سکتا کہا ابن بطال نے کہ حجت پکڑی ہے اس نے جس نے جائز رکھا ہے قاضی کے واسطے یہ کہ حکم کرے اپنے علم سے ساتھ حدیث کے باب کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کے واسطے وجوب نفقہ کے ساتھ حکم کیا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ یہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی ہے اور اس پر گواہ طلب نہ کیا اور جو منع کرتا ہے اس کی حجت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں یہ

قول حضرت ﷺ کا ہے کہ میں اس کے واسطے حکم کرتا ہوں جس طرح سنتا ہوں اور نہیں فرمایا کہ جو جانتا ہوں اور جو مطلق منع کرتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ برے حاکموں سے ڈر ہے کہ اپنے علم سے جس طرح چاہیں حکم کریں اور جس نے تفصیل کی اس کی حجت یہ ہے کہ جو چیز حاکم نے حکم کرنے سے پہلے معلوم کی وہ شہادت کے طریق پر تھی سو اگر اس نے اس کے ساتھ حکم کیا تو ہوگا حکم اپنے نفس کی گواہی سے سو ہو گیا بجائے اس کے جس نے حکم کیا ساتھ دعویٰ اپنے کے غیر پر اور نیز پس ہوگا مانند حکم کرنے والے کے ساتھ ایک گواہ کے اور بہرحال حکم کی حالت میں سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ میں حکم کرتا موافق اس کے کہ سنتا ہوں اور نہیں فرق کیا درمیان سماع کے گواہ سے یا مدعی سے کہا ابن منیر نے کہ نہیں تعرض کیا ابن بطال نے واسطے مقصود باب کے اور یہ اس واسطے کہ بخاری رحمہ اللہ نے حجت پکڑی ہے واسطے جواز حکم کے علم سے ساتھ قصے ہند کے سو شارح کو لائق تھا کہ اس کا تعقب کرتا ساتھ اس کے کہ اس میں کوئی دلیل نہیں اس واسطے کہ وہ خارج ہوا ہے بجائے فتویٰ کے اور کلام مفتی کا تنزل ہوتا ہے بر تقدیر صحت اس کی کے کہ ہند رضی اللہ عنہا نے فتویٰ پوچھا تھا سو گویا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ثابت ہو جائے کہ وہ تیرا حق تجھ کو نہیں دیتا تو جائز ہے تجھ کو اس کا استیفاء کرنا ساتھ امکان کے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ اغلب حضرت ﷺ کے احوال سے اور الزام ہے پس واجب ہے اُتارنا حضرت ﷺ کے لفظ کا اوپر اس کے لیکن وارد ہوتا ہے اس پر یہ کہ نہیں ذکر کیا حضرت ﷺ نے ہند رضی اللہ عنہا کے قصے میں کہ وہ ہند رضی اللہ عنہا کو سچا جانتے ہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ نہیں سنا حضرت ﷺ نے یہ قصہ مگر ہند رضی اللہ عنہا سے پس کس طرح صحیح ہوگا استدلال ساتھ اس کے اوپر حکم کرنے حاکم کے اپنے علم سے میں کہتا ہوں کہ جو ابن منیر نے اس کی نفی کا دعویٰ کیا ہے یہ بعید ہے اس واسطے کہ اگر حضرت ﷺ اس کو سچا نہ جانتے تو اس کو لینے کے ساتھ حکم نہ کرتے اور اطلاع حضرت ﷺ کی اس کے سچ پر ممکن ہے وحی سے اور جو اس کے سوائے ہے اس کو ممکن نہیں بغیر اس کے کہ اس کو پہلے سے معلوم ہو۔ (فتح)

بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الْخَطِّ الْمَخْتُوْمِ

گواہی دینا خط پر جو مہر کیا گیا ہو یعنی کیا صحیح ہے گواہی خط پر کہ یہ فلانے کا خط ہے

وَمَا يَجُوْزُ مِنْ ذٰلِكَ وَمَا يَضِيْقُ عَلَيْهِمْ

اور جو جائز ہے اس سے اور جو تنگی کی جاتی ہے اوپر اس کے

فائدہ: مراد یہ ہے کہ یہ قول عام نہیں نہ اثبات میں نہ نفی میں بلکہ نہیں منع ہے یہ مطلق پس ضائع ہوں حقوق اور نہ عمل کیا جائے ساتھ اس کے مطلق پس نہیں ہے اس میں امن تزویر اور جعل سے سو ہوگا جائز چند شرطوں سے۔

وَكِتَابِ الْحَاكِمِ إِلٰى عَامِلِهٖ وَالْقَاضِيْ إِلَى الْقَاضِيْ

اور خط لکھنا قاضی کا اپنے عامل کو اور خط لکھنا قاضی کا قاضی کو

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف رد کی اس شخص پر جو جائز رکھتا ہے گواہی کو خط پر اور نہیں جائز رکھتا اس کو قاضی کے خط میں۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ كِتَابُ الْحَاكِمِ جَائِزٌ إِلَّا فِي الْحُدُوْدِ ثُمَّ قَالَ إِنْ كَانَ الْقَتْلُ خَطَأً فَهُوَ جَائِزٌ لِأَنَّ هٰذَا مَالٌ بِزَعْمِهٖ وَإِنَّمَا صَارَ مَالًا بَعْدَ أَنْ ثَبَتَ الْقَتْلُ فَالْخَطَأُ وَالْعَمْدُ وَاحِدٌ.

اور بعض لوگوں نے کہا کہ خط لکھنا حاکم کا جائز ہے مگر حدود میں پھر کہا کہ اگر قتل خطا ہو تو جائز ہے اس واسطے کہ وہ مال ہے اس کے گمان میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہو گیا ہے مال اس کے بعد کہ ثابت ہوا قتل اور اور خطا اور عمد ایک ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ حجت بخاری رحمہ اللہ کی اس پر جو قائل ہے ساتھ اس کے حنفیہ سے واضح ہے اس واسطے کہ جب نہیں جائز رکھتا ہے وہ خط لکھنے کو ساتھ قتل کے تو نہیں ہے کوئی فرق درمیان خطا اور عمد کے اول امر میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہو گیا ہے مال بعد ثابت ہونے کے نزدیک حاکم کے اور عمد بھی بہت وقت رجوع کرتا ہے طرف مال کی پس قیاس چاہتا ہے کہ دونوں برابر ہوں۔ (فتح)

وَقَدْ كَتَبَ عُمَرُ إِلٰى عَامِلِهٖ فِي الْجَارُوْدِ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِيْ سِنٍّ كُسِرَتْ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ كِتَابُ الْقَاضِيْ إِلَى الْقَاضِيْ جَائِزٌ إِذَا عَرَفَ الْكِتَابَ وَالْخَاتَمَ وَكَانَ الشَّعْبِيُّ يُجِيْزُ الْكِتَابَ الْمَخْتُوْمَ بِمَا فِيْهِ مِنَ الْقَاضِيْ وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوُهٗ وَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الثَّقَفِيُّ شَهِدْتُّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ يَعْلٰى قَاضِيَ الْبَصْرَةِ وَإِيَاسَ بْنَ مُعَاوِيَةَ وَالْحَسَنَ وَثُمَامَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ وَبِلَالَ بْنَ أَبِيْ بُرْدَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيَّ وَعَامِرَ بْنَ عَبِيْدَةَ وَعَبَّادَ بْنَ مَنْصُوْرٍ يُجِيْزُوْنَ كُتُبَ الْقُضَاةِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِّنَ الشُّهُوْدِ فَإِنْ قَالَ الَّذِيْ جِيْءَ عَلَيْهِ بِالْكِتَابِ إِنَّهٗ زُوْرٌ قِيْلَ لَهٗ اذْهَبْ

اور البتہ لکھا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عامل کی طرف حدود میں اور لکھا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے دانتوں کے مقدمے میں جو توڑے گئے تھے اور کہا ابراہیم رحمہ اللہ نے کہ لکھنا قاضی کا قاضی کو جائز ہے جب کہ لکھا اور مہر پہچانے اور جائز رکھتا تھا شعبی خط مہر کیے گئے کو ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے قاضی سے یعنی جو آئے اس کے پاس قاضی کی طرف سے اور مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مانند اس کی اور کہا معاویہ نے کہ حاضر تھا میں پاس عبدالملک بن یعلی قاضی بصرے کے اور ایاس بن معاویہ کے اور حسن کے اور ثمامہ کے اور بلال کے اور عبداللہ کے اور عامر کے اور عباد کے جائز رکھتے تھے یہ سب امام قاضیوں کے خطوں کو بغیر حاضر ہونے گواہوں کے یعنی یہ سب امام قاضی تھے سو اگر کہے جس کے پاس خط آیا کہ یہ جعلی ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ جا اور تلاش کر اس سے نکلنا یعنی ساتھ قدح کرنے کے گواہوں میں جو ان کی گواہی

فَالْتَمِسِ الْمَخْرَجَ مِنْ ذٰلِكَ وَأَوَّلُ مَنْ سَأَلَ عَلٰی كِتَابِ الْقَاضِی الْبَيِّنَةَ ابْنُ أَبِی لَيْلٰی وَسَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ.

کو باطل کرے اور یا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر براءت کے مشہور بہ سے اور قاضی کے خط پر پہلے پہل ابن ابی لیلیٰ اور سوار نے گواہ طلب کیا۔

وَقَالَ لَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحْرِزٍ جِئْتُ بِكِتَابٍ مِنْ مُوْسَی بْنِ أَنَسٍ قَاضِی الْبَصْرَةِ وَأَقَمْتُ عِنْدَهُ الْبَيِّنَةَ أَنَّ لِیْ عِنْدَ فُلَانٍ كَذَا وَكَذَا وَهُوَ بِالْكُوْفَةِ وَجِئْتُ بِهِ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَأَجَازَهُ.

اور کہا ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی ہم سے عبیداللہ نے کہ میں موسیٰ بن انس قاضی بصرہ کے پاس سے خط لایا اور میں نے اس کے پاس گواہ قائم کیا کہ بے شک میرا اتنا اتنا مال فلانے کے پاس ہے جو کوفے میں ہے سو میں وہ خط قاسم کے پاس لایا یعنی اور وہ اس وقت کوفہ کا حاکم تھا تو قاسم نے اس کو جائز رکھا۔

فائدہ: کہا ابن قدامہ نے کہ شرط ہے ائمہ فتویٰ کے قول میں کہ گواہی دیں ساتھ لکھنے قاضی کے طرف قاضی کی دو گواہ عادل اور حسن سے روایت ہے کہ اگر خط اور مہر کو پہچانتا ہو تو جائز ہے قبول کرنا اس کا۔

وَكَرِهَ الْحَسَنُ وَأَبُوْ قِلَابَةَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلٰی وَصِيَّةٍ حَتّٰی يَعْلَمَ مَا فِيْهَا لِأَنَّهُ لَا يَدْرِیْ لَعَلَّ فِيْهَا جَوْرًا.

اور مکروہ رکھا ہے حسن اور ابو قلابہ نے یہ کہ گواہی دی جائے وصیت پر کہ فلانے کی وصیت ہے یہاں تک کہ معلوم کیا جائے جو اس میں ہے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتا کہ شاید اس میں ظلم ہو۔

فائدہ: اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے ساتھ اس کے کہ جب اس میں ظلم ہے تو نہیں منع ہے اٹھانا اس کا اس واسطے کہ حاکم قادر ہے اس کے رد کرنے پر اگر شرع رد کا حکم کرے اور جو اس کے سوائے ہے اس کے ساتھ عمل کیا جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مانع جہل ہے ساتھ اس چیز کے کہ گواہی دے اور وجہ ظلم کی یہ ہے کہ بہت لوگ رغبت کرتے ہیں اس کے چھپانے میں اس احتمال کے واسطے کہ نہ مرے پس احتیاط کرتا ہے ساتھ گواہوں کے اور اس کا حال بدستور پوشیدہ رہتا ہے۔ (فتح)

وَقَدْ كَتَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰی أَهْلِ خَيْبَرَ إِمَّا أَنْ تَدُوْا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ تُؤْذِنُوْا بِحَرْبٍ.

اور حضرت ﷺ نے خیبر والوں کو لکھا کہ یا اپنے ساتھی کی دیت دو اور یا خبردار ہو جاؤ ساتھ لڑائی کے

وَقَالَ الزُّهْرِیُّ فِی الشَّهَادَةِ عَلَی الْمَرْأَةِ مِنْ وَّرَآءِ السِّتْرِ إِنْ عَرَفْتَهَا فَاشْهَدْ وَإِلَّا

اور کہا زہری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ گواہی کے عورت پر پردے کے پیچھے سے کہ اگر تو اس کو پہچانے تو گواہی دے ورنہ

فَلَا تَشْهَدْ. گواہی نہ دے۔

فائدہ: اور اس سے معلوم ہوا کہ نہیں شرط ہے کہ اس کو گواہی دینے کے وقت دیکھے بلکہ کفایت کرتا ہے کہ اس کو پہچانے خواہ کسی طریق سے ہو۔

٦٦٢٩۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّكْتُبَ إِلَى الرُّوْمِ قَالُوْا إِنَّهُمْ لَا يَقْرَؤُوْنَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِهٖ وَنَقْشُهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

۶۶۲۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ روم والوں کی طرف خط لکھیں تو لوگوں نے کہا کہ وہ بے مہر کے خط کو نہیں پڑھتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جیسے کہ میں اس کی چمک کی طرف دیکھتا ہوں اور اس میں محمد رسول اللہ کھدوایا۔

فائدہ: اور اس باب میں تین حکم ہیں گواہی دینا خط پر اور خط قاضی کا طرف قاضی کی اور شہادت اوپر اقرار کے ساتھ اس چیز کے کہ خط میں ہے اور بخاری رحمہ اللہ کی کاری گری سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک یہ سب جائز ہے بہر حال حکم اول سو کہا ابن بطال نے کہ اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ نہیں جائز ہے گواہی واسطے گواہ کے جب کہ اس کے خط کو دیکھے مگر جب کہ اس کو یہ گواہی یاد ہو اور اگر اس کو یاد نہ ہو تو نہ گواہی دے اس واسطے کہ جو چاہتا ہے نقش کھود سکتا ہے اور جو چاہتا ہے خط لکھ سکتا ہے اور جائز رکھا ہے مالک رحمہ اللہ نے گواہی کو خط پر اور مخالفت کی ہے مالک رحمہ اللہ نے سب فقہاء کی اور بہر حال حکم ثانی تو اس میں اختلاف ہے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ لکھنا قاضی کا طرف قاضی کی جائز ہے اور مستثنیٰ کیا ہے حنفیہ نے حدود کو اور یہ قول شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور حجت بخاری رحمہ اللہ کی حنفیہ پر قوی ہے اس واسطے کہ وہ نہیں ہوا ہے مال مگر بعد ثبوت قتل کے اور جو ذکر کیا ہے اس نے تابعین قاضیوں سے کہ انہوں نے اس کو جائز رکھا ہے ان کی حجت ظاہر ہے حدیث سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کی طرف نامے لکھے اور نہیں منقول ہے کہ کسی کو اپنے خط پر گواہ کیا پھر اجماع ہوا ہے سب فقہاء کا اس پر جو سوار کا مذہب ہے کہ دو گواہوں کا ہونا شرط ہے اس واسطے کہ لوگوں میں فساد داخل ہوا ہے تو احتیاط کے واسطے دو گواہ شرط کیے گئے جو گواہی دیں کہ بے شک یہ فلانے کا خط ہے اس نے ہمارے سامنے لکھا تھا تا کہ لوگوں کی جان اور مال محفوظ رہیں اور بہر حال تیسرا حکم سو اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ اس کے جب کہ قاضی اپنے نوشتے پر دو آدمیوں کو گواہ کرے اور ان کو پڑھ کے نہ سنائے کہ اس نے اس میں کیا لکھا ہے سو مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ جائز ہے کہ وہ نوشتہ کی گواہی دیں اور شافعی رحمہ اللہ اور ابو

حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ نہیں جائز ہے اور حجت ان کی یہ قول اللہ کا ہے ﴿وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا﴾ اور حجت مالک رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ حاکم جب اقرار کرے کہ وہ اس کا خط ہے تو غرض گواہی دینے سے اس پر یہ ہے کہ قاضی مکتوب الیہ جانے کہ یہ خط قاضی کا ہے طرف اس کی اور البتہ ثابت ہوتی ہے نزدیک قاضی کے لوگوں کے امروں سے جو نہیں واجب ہے کہ اس کو ہر ایک جانے مانند وصیت کی اور مالک رحمہ اللہ نے بھی اس کو جائز رکھا ہے کہ دو شخص گواہی دیں وصیت مہر کی گئی پر اور خط لپیٹنے پر اور حاکم کے واسطے کہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں اس کے اقرار پر جو اس خط میں ہے اور حجت اس میں نامے حضرت ﷺ کے ہیں جو آپ نے عاملوں کی طرف لکھے بغیر اس کے کہ اس کو حامل خط پڑھیں اور وہ شامل ہیں احکام اور سنن پر کہا طحاوی نے مستفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ جب خط پر مہر نہ کی گئی ہو تو حجت قائم ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ارادہ کیا کہ ان کی طرف لکھیں اور انگوٹھی تو صرف ان کے کہنے سے بنوائی تھی کہ وہ بے مہر کے خط کو نہیں پڑھتے تو اس نے دلالت کی کہ قاضی کا خط حجت ہے برابر ہے کہ مہر کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو اور اگر قاضی اپنا کوئی خط دیکھے جس میں کوئی حکم ہو اور طلب کرے محکوم کہ اس سے عمل کرنا ساتھ اس کے تو اکثر کا یہ مذہب ہے کہ نہیں جائز ہے واسطے اس کے کہ حکم کرے یہاں تک کہ واقعہ کو یاد کرے اور بعض نے کہا کہ اگر اس کو یقین ہو کہ وہ اسی کا خط ہے تو جائز ہے اس کے واسطے حکم کرنا اور گواہی دینا اگرچہ اس کو واقعہ یاد نہ ہو اور بعض نے کہا کہ اگر حاکم کے حرز میں ہو تو جائز ہے اور یہ قول زیادہ تر قریب ہے انصاف کے اور کہا ابن منیر نے کہ نہیں تعرض کیا شارح نے واسطے مقصود باب کے اس واسطے کہ بخاری رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے خط پر ساتھ خط حضرت ﷺ کے طرف روم کی اور جائز ہے واسطے قائل کے یہ کہ کہے مضمون نامہ کا ان کو بلانا تھا طرف اسلام کی اور یہ امر مشہور ہو چکا تھا واسطے ثابت ہونے معجزے کے اور یقین کرنے کے ساتھ صدق حضرت ﷺ کے یعنی ان کو اسلام کی دعوت بالتواتر معلوم ہو چکی تھی پس نہیں لازم کیا ان کو مجرد خط سے اس واسطے کہ خط تو ظن کا فائدہ دیتا ہے اور اسلام میں ظن بالاجماع کفایت نہیں کرتا سو معلوم ہوا کہ خط کے مضمون کا علم ان کو تواتر سے معلوم ہو چکا تھا خط سے پہلے تو یہ خط واسطے یاد دلانے کے تھا۔ (فتح)

بَابُ مَتٰى يَسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَآءَ کب لائق ہوتا ہے مرد قاضی بننے کے یعنی کب مستحق ہوتا ہے کہ قاضی بنے

فائدہ: کہا کرابیسی نے بیچ کتاب آداب القضاء کے کہ نہیں جانتا میں درمیان علمائے سلف کے اختلاف اس میں کہ لوگوں کے درمیان قاضی بننے کے لائق وہ مرد ہے جس کا فضل اور صدق اور علم اور تقویٰ ظاہر ہو قرآن کو پڑھنے والا ہو اس کے اکثر احکام کا عالم ہو اور حضرت ﷺ کی حدیثوں کا عالم ہو اور اکثر کا حافظ ہو اور اسی طرح عالم ہو ساتھ اقوال کے اور ان کے اتفاق اور اختلاف کے اور عالم ہو ساتھ اقوال فقہاء تابعین کے پہچانتا ہو صحیح کو ضعیف سے

نوازل (یعنی شانِ نزول) میں کتاب کی پیروی کرے اگر نہ پائے تو حدیث کے ساتھ عمل کرے اور اگر حدیث میں وہ حکم نہ پائے تو عمل کرے ساتھ اس کے جس پر اصحاب کا اتفاق ہو اور اگر اصحاب کا اختلاف ہو تو جو زیادہ تر موافق ہو ساتھ قرآن کے پھر حدیث کے پھر ساتھ فتویٰ اکثر اکابر اصحاب کے اس کے ساتھ عمل کرے اور ایسا آدمی اگرچہ زمین پر پایا نہیں جاتا لیکن واجب ہے کہ طلب کیا جائے ہر زمانے سے وہ شخص جو ان میں اکمل اور افضل ہو کہا مہلب نے نہیں کفایت کرتا قضاء کے مستحق ہونے میں کہ وہ اپنے آپ کو اس کے لائق دیکھے بلکہ لوگ اس کو اس کے لائق دیکھیں اور ضروری ہے کہ قاضی عالم عاقل ہو اور نہیں شرط ہے کہ مالدار ہو اور قاضی میں شرط ہے کہ مرد ہو اس پر سب کا اتفاق ہے مگر حنفیہ سے اور مستثنیٰ کیا ہے انہوں نے حدود کو۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ أَخَذَ اللّٰهُ عَلَى الْحُكَّامِ أَنْ لَا يَتَّبِعُوا الْهَوٰى وَلَا يَخْشَوُا النَّاسَ وَلَا يَشْتَرُوْا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيْلًا ثُمَّ قَرَأَ ﴿يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ إِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ﴾ وَقَرَأَ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَّحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ أَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيْلًا وَّمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ﴾ ﴿بِمَا اسْتُحْفِظُوْا﴾ اِسْتُوْدِعُوْا ﴿مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ﴾.

اور کہا حسن رحمہ اللہ نے کہ اللہ نے کہا ہے حاکموں پر یہ کہ نہ پیروی کریں ہوائے نفس کی اور نہ ڈریں لوگوں سے اور نہ لیں اس کی آیتوں کے بدلے قیمت تھوڑی پھر پڑھی یہ آیت: اے داؤد! ہم نے تجھ کو زمین میں خلیفہ بنایا سو حکم کر لوگوں میں ساتھ حق کے اور نہ پیروی کر خواہش نفس کی سو وہ گمراہ کرے گی تجھ کو اللہ کے راہ سے بے شک جو لوگ کہ گمراہ ہوتے ہیں اللہ کی راہ سے ان کے واسطے سخت عذاب ہے بسبب اس چیز کے کہ بھلایا انہوں نے دن حساب کا اور یہ آیت پڑھی بے شک ہم نے توراۃ اُتاری اس میں ہدایت اور نور ہے حکم کرتے ہیں ساتھ اس کے پیغمبر لوگ جو فرمانبردار ہوئے واسطے یہودیوں کے اور اللہ کو ماننے والے لوگ اور عالم اس واسطے کہ نگہبان ٹھہرائے تھے اللہ کی کتاب پر اور جو نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری اللہ نے تو یہی لوگ ہیں کافر۔

فائدہ: میں کہتا ہوں سو مراد پہلی آیت سے ہے ﴿وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى﴾ اور مائدہ کی آیت سے بقیہ اس چیز کا ذکر کی

اوران مناہی کو امر کہا واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ نہی شے سے امر ہے ساتھ ضد اس کی کے سو ہوائے نفس سے جو نہی کی تو اس میں امر ہے ساتھ حکم بالحق کے اور یہ جو کہا کہ لوگوں سے نہ ڈرو تو اس میں حکم ہے ساتھ ڈرنے کے اللہ سے اور اللہ سے ڈرنے کو لازم ہے حکم کرنا ساتھ حق کے اور یہ جو کہا کہ اس کی آیتوں کو نہ بیچو تو اس میں حکم ہے اس کی پیروی کا اور قیمت کو تھوڑا کہا واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ وہ اس کے واسطے وصف لازم ہے بہ نسبت عوض کے کہ وہ مہنگا ہے تمام دنیا سے۔ (فتح)

وَقَرَأَ ﴿وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا﴾ فَحَمِدَ سُلَيْمَانَ وَلَمْ يَلُمْ دَاوُدَ وَلَوْلَا مَا ذَكَرَ اللّٰهُ مِنْ أَمْرِ هٰذَيْنِ لَرَأَيْتُ أَنَّ الْقُضَاةَ هَلَكُوْا فَإِنَّهُ أَثْنٰى عَلٰى هٰذَا بِعِلْمِهٖ وَعَذَرَ هٰذَا بِاجْتِهَادِهٖ

اور حسن بصری رحمہ اللہ نے یہ آیت پڑھی اور یاد کر داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو جب کہ دونوں حکم کرتے تھے کہتے ہیں جس وقت چر گئیں اس میں بکریاں قوم کی اور ہم ان کے حکم کے واسطے شاہد تھے سو سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمان علیہ السلام کو اور ہر ایک کو دیا ہم نے حکم اور علم سو شکر کیا سلیمان نے اور نہ ملامت ہوئی داؤد علیہ السلام کو اور اگر اللہ ان دونوں کے حال کو ذکر نہ کرتا تو البتہ دیکھا جاتا کہ قاضی ہلاک ہوئے سو بے شک اللہ نے اس کی تعریف کی اس کے علم سے اور معذور رکھا اس کو ساتھ اجتہاد کے۔

فائدہ: یعنی چونکہ پہلی دونوں آیتیں اس کو بغل گیر ہیں کہ جو نہ عمل کرے ساتھ ما انزل اللہ کے وہ کافر ہے پس داخل ہے اس کے عموم میں عامد اور خطا کرنے والا سو استدلال کیا اس نے دوسری آیت سے جو کھیتی کے قصے میں ہے کہ یہ وعید خاص ہے ساتھ اس کے جو جان بوجھ کر اس کے ساتھ حکم کرے سو اشارہ کیا کہ اللہ نے اس کی تعریف کی اس کے علم سے یعنی بسبب علم اس کے اور پہچاننے اور سمجھنے اس کے کی وجہ حکم کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس قصے کے اس پر کہ جائز ہے پیغمبر ﷺ کو یہ کہ اجتہاد کرے احکام میں اور وحی کا انتظار نہ کرے اس واسطے کہ داؤد علیہ السلام نے اس مسئلے میں قطعًا اجتہاد کیا اس واسطے کہ اگر جی سے حکم کرتے تو اللہ تعالیٰ سلیمان علیہ السلام کو اس کے سمجھنے کے ساتھ خاص نہ کرتا اور کیا پیغمبر سے اجتہاد میں خطا بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ سو جو اس کو جائز رکھتا ہے اس نے اس قصے سے استدلال کیا ہے اور دونوں فریق کا اتفاق ہے کہ اگر پیغمبر اجتہاد میں خطا کرے تو خطا پر برقرار نہیں رہتا اور جس نے منع کیا ہے اجتہاد کرنے سے واسطے پیغمبر کے اس نے کہا کہ نہیں ہے آیت میں دلیل کہ داؤد علیہ السلام نے اجتہاد کیا اور نہ خطا کی بلکہ ظاہر واقعہ کا یہ ہے کہ صرف اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا تھا داؤد علیہ السلام نے اس میں کچھ حکم نہیں کیا تھا اور جو تامل کرے اس قصے میں اس کے واسطے ظاہر ہوگا کہ اختلاف دونوں حکموں میں صرف اولویت میں ہے نہ عمد اور خطا

میں سو حسن رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے معنی یہ ہوں گے کہ حمد کی سلیمان علیہ السلام نے یعنی واسطے موافق ہونے اس کے طریق راجح تر کو اور نہ مذمت ہوئی داؤد علیہ السلام کو واسطے اقتصار کرنے ان کے طریق راجح پر اور روایت کی عبدالرزاق نے مسروق سے کہ ان کی کھیتی انگور تھے سو اس میں بکریاں چر گئیں تو حضرت داؤد علیہ السلام نے کھیتی والوں کو بکریاں دلوا دیں پھر وہ سلیمان علیہ السلام پر گزرے اور ان کو واقعہ سے خبر دی تو سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ نہیں لیکن میں یہ حکم کرتا ہوں کہ کھیتی والے بکریاں لیں اور ان کا دودھ اور پشم اور منفعت لیں اور بکریاں والے کھیتی کو پانی دیا کریں جب کھیتی جیسی تھی ویسی ہو جائے تو بکریاں پھیر دیں اور ایک روایت میں ہے کہ داؤد علیہ السلام نے ان کو بکریاں دی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ کھیتی والوں کو معلوم ہوتا ہے جو ہر سال اس سے پیدا ہو تو بکری والوں کو جائز ہے کہ بیچیں بکریوں کی اولاد سے اور ان سے یہاں تک کہ کھیتی کی قیمت پوری ہو اور بعض نے کہا کہ سلیمان علیہ السلام نے معلوم کیا تھا کہ جو بکریوں نے نقصان کیا ہے اس کی قیمت مثل اس چیز کی ہے کہ پہنچے گا ان کو ان کے دودھ اور اُون (پشم) سے۔ (فتح)

وَقَالَ مُزَاحِمُ بْنُ زُفَرَ قَالَ لَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ خَمْسٌ إِذَا أَخْطَأَ الْقَاضِيُ مِنْهُنَّ خَصْلَةً كَانَتْ فِيْهِ وَصْمَةٌ أَنْ يَّكُوْنَ فَهِمًا حَلِيْمًا عَفِيْفًا صَلِيْبًا عَالِمًا سَئُوْلًا عَنِ الْعِلْمِ

اور کہا مزاحم بن زفر نے کہ ہم سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پانچ چیزیں ہیں کہ جب چوک گیا قاضی ان میں سے ایک خصلت سے تو ہوگا اس میں عیب وہ پانچ چیزیں یہ ہیں کہ ہو سمجھ دار حلیم بردبار عفیف یعنی حرام سے بچنے والا قوی سخت کھڑا ہو نزدیک حق کے اور نہ میل کرے ساتھ ہوا کے عالم بہت سوال کرنے والا علم سے یعنی باوجود رکھنے اپنے علم کے اور عالم سے بھی علم کا تذکرہ کرتا رہا کہ شاید ظاہر نہ ہو اس کے واسطے جو قوی تر ہو اس کے معلوم سے۔

بَابُ رِزْقِ الْحُكَّامِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا

روزی حاکم کی اور جو اس پر عامل ہوں

فائدہ: رزق وہ چیز ہے کہ مرتب کرے اس کو امام بیت المال سے اس کے واسطے جو مسلمانوں کی بھلائیوں کے ساتھ کھڑا ہو اور کہا مطرزی نے کہ رزق وہ چیز ہے کہ نکالے اس کو ہر مہینے میں بیت المال سے اور عطا وہ ہے جو نکالے اس کو ہر سال اور احتمال ہے کہ عاملین کا عطف حاکم پر ہو یعنی اور رزق ان کا جو ان پر عامل ہوں یعنی مقدمات پر اور احتمال ہے کہ یہ جملہ بطور حکایت کے ہو مراد استدلال کرنا ہو اوپر جواز لینے رزق کے ساتھ آیت صدقات کے اور وہ لوگ بھی صدقات کے مستحقین سے ہیں واسطے عطف ان کے کہ فقراء اور مساکین پر بعد قول اللہ تعالیٰ کے انما الصدقات، الخ کہا طبری نے کہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ قاضی کو حکم پر اجرت لینی جائز ہے اس واسطے کہ وہ حکم کے

ساتھ مشغول ہونے کے سبب سے کسب نہیں کر سکتا لیکن سلف کے ایک گروہ نے اس کو مکروہ رکھا ہے اور باجود اس کے اس کو حرام نہیں کہا کہا ابو علی کرابیسی نے کہ نہیں ڈر ہے واسطے قاضی کے یہ کہ لے روزی حکم پر نزدیک تمام اہل علم کے اصحاب سے اور جو ان کے بعد ہیں اور یہی قول ہے فقہاء شہروں کا کہ نہیں جاجنا میں درمیان ان کے اختلاف اور نہیں جانتا میں کہ کسی نے اس کو حرام کہا ہو لیکن ایک قوم نے اس کو مکروہ جانا ہے اور وجہ کراہت کی یہ ہے کہ وہ دراصل ثواب کے واسطے ہے اور تاکہ نہ داخل ہو اس میں جو اس کا مستحق نہیں سو لوگوں کے مال کو حلال جانے اور بعض نے کہا کہ اگر رزق قضاء پر حلال کی جہت سے ہو تو جائز ہے بالا جماع اور اگر اس میں شبہ ہو تو اولیٰ ترک ہے اور حرام ہے جب کہ بیت المال میں غیر وجہ حلال سے مال جمع کیا جائے جیسے غصب وغیرہ اور اختلاف ہے جب کہ غالب حرام ہو اور بہر حال غیر بیت المال سے سو بیچ جواز لینے سے مدعی اور مدعا علیہ سے اختلاف ہے اور جس نے اس کو جائز رکھا ہے اس نے اس میں کئی شرطیں کی ہیں۔ (فتح)

وَكَانَ شُرَيْحٌ الْقَاضِيْ يَأْخُذُ عَلَى الْقَضَآءِ أَجْرًا

اور شریح قاضی قضاء پر اجرت لیتے تھے

فائدہ: شریح کوفے کے قاضی تھے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی طرف سے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ يَأْكُلُ الْوَصِيُّ بِقَدْرِ عُمَالَتِهٖ

اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کھائے وصی بقدر کام اور محنت اپنی کے

فائدہ: کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ اگر یتیم کا والی محتاج ہو تو کھائے موافق دستور کے۔

وَأَكَلَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ

اور کھایا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے

فائدہ: یعنی بیت المال سے جب کہ خلیفہ ہوئے اور مسلمانوں کے کام میں مشغول ہوئے اپنے وجہ معاش سے۔

٦٦٣٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي السَّآئِبُ بْنُ يَزِيْدَ ابْنُ أُخْتِ نَمِرٍ أَنَّ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزّٰى أَخْبَرَهٗ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ فِيْ خِلَافَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ أَلَمْ أُحَدَّثْ أَنَّكَ تَلِيَ مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا فَإِذَا أُعْطِيْتَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا فَقُلْتُ بَلٰى فَقَالَ عُمَرُ فَمَا تُرِيْدُ إِلٰى ذٰلِكَ

٦٦٣٠۔ حضرت عبداللہ بن سعدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس کی خلافت میں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ کیا مجھ کو خبر نہیں ہوئی کہ تو لوگوں کے کاموں پر حاکم ہوتا ہے سو جب تجھ کو کام کی اجرت دی جائے تو اس کو مکروہ جانتا ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں! تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ارادہ ہے تیرا اس کی طرف یعنی کیا ہے نہایت قصد تیرا ساتھ اس رو کے؟ میں نے کہا کہ میرے پاس گھوڑے اور غلام ہیں اور میں خیر کے ساتھ ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ

قُلْتُ إِنَّ لِيْ أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ وَأُرِيْدُ أَنْ تَكُوْنَ عُمَالَتِيْ صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ عُمَرُ لَا تَفْعَلْ فَإِنِّيْ كُنْتُ أَرَدْتُّ الَّذِيْ أَرَدْتَّ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَآءَ فَأَقُوْلُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰى أَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَآءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَإِلَّا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ.

میری کارگزاری مسلمانوں پر صدقہ ہو، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ نہ کرنا سو بے شک میں ارادہ کرتا تھا جو تو ارادہ کرتا ہے اور حضرت ﷺ مجھ کو مال دیتے تھے یعنی اس مال سے جس کو امام مصالح میں تقسیم کرتا ہے تو میں کہتا کہ جو مجھ سے زیادہ تر محتاج ہو اس کو دیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لے اور جمع کر اور خیرات کر سو جو تیرے پاس اس مال سے آئے اس طرح پر کہ تو تاک لگانے والا اور مانگنے والا نہ ہو تو اس کو لے اور جو ایسا مال نہ ہو تو اس کے پیچھے اپنی جان کو مت ڈال۔

فائدہ: یہ جو فرمایا اس کو لے، الخ تو یہ امر ارشاد کے واسطے ہے اور حضرت ﷺ نے ارشاد کیا کہ مال کو لے کر خود خیرات کرنا افضل ہے ایثار سے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ مالدار ہونے کے بعد صدقہ کرنے کی بڑی فضیلت ہے اس واسطے کہ نفسوں میں مال کی حرص غالب ہے اور یہ جو فرمایا نہ مانگنے والا تو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس میں نہی ہے سوال کرنے سے اور البتہ اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ بغیر ضرورت کے سوال کرنا حرام ہے اور جو کسب کرنے پر قادر ہو اس کو بھی سوال کرنا حرام ہے صحیح تر قول میں اور بعض نے کہا کہ مباح تین شرطوں سے اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے اور لپٹ کر سوال نہ کرے اور مسئول کو ایذا نہ دے سو اگر ان میں سے ایک شرط موجود نہ ہو تو بالاتفاق حرام ہے اور یہ جو فرمایا کہ اپنی جان کو اس کے پیچھے نہ ڈال یعنی اگر تیرے پاس مال نہ آئے تو اس کو طلب نہ کر بلکہ اس کو چھوڑ دے اور نہیں مراد ہے کہ غیر کو اپنے اوپر مقدم کرنا منع ہے بلکہ اس کو لے کر خود اپنے ہاتھ سے خیرات کرنا زیادہ تر ہے ثواب میں اور اس حدیث میں بیان ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کے زہد اور ایثار کا۔ (فتح)

وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَآءَ فَأَقُوْلُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰى أَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ حضرت مجھ کو مال دیتے تھے، الخ باقی ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فَقُلْتُ أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَآءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اسی سبب سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ کسی سے کوئی چیز نہ مانگتے اور نہ پھیرتے وہ چیز جو ان کو دی جاتی اور یہ دلالت کرتا ہے اپنے عموم سے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نہیں پھیرتے تھے اس چیز کو جس میں شبہ ہو مگر جو معلوم ہو کہ محض حرام ہے تو پھیرتے تھے اور کہا طبری نے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دلیل واضح ہے اس پر کہ جو مشغول ہو ساتھ کسی چیز کے مسلمانوں کے کام سے تو اس کو اپنے اس کام کی اجرت لینا جائز ہے مانند حاکموں اور قاضیوں اور عاملوں صدقہ کے اور جو ان کی مانند ہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو اس کام کی اجرت دی اور ذکر کیا ہے ابن منذر نے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قضاء پر اجرت لیتے تھے اور حجت پکڑی ہے ابو عبید نے اس کے جائز ہونے میں ساتھ اس کے جو معین کیا ہے اللہ نے صدقہ کے عاملوں کے واسطے اور ٹھہرایا ہے ان کے واسطے اس میں سے حق پس فرمایا ﴿وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا﴾ واسطے قیام اور سعی ان کی کے بیچ اس کے اور کیا امر بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خذہ و تموله وجوب کے واسطے ہے یا ندب کے تیسرا قول یہ ہے کہ اگر عطیہ بادشاہ کی طرف سے ہو تو حرام ہے یا مکروہ یا مباح اور اگر اس کے غیر سے ہو تو مستحب ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے صحیح یہ ہے کہ اگر حرام غالب ہو تو حرام ہے اور اسی طرح اگر نہ ہو مستحق اس کا اور اگر حرام غالب نہ ہو اور لینے والا مستحق ہو تو مباح ہے اور بعض نے کہا کہ مستحب ہے بادشاہ کے انعام میں سوائے غیر اس کے اور کہا ابن منذر نے کہ حدیث ابن سعدی کی حجت ہے بیچ جواز روزی حاکموں اور قاضیوں کے تمام وجہوں سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لینا اجرت کا حکومت پر مکروہ ہے ساتھ استغناء کے اگرچہ مال پاک ہے اور اس حدیث میں جواز صدقہ کا ہے قبض کرنے سے پہلے جب کہ صدقہ کرنے والے کے واسطے واجب ہو لیکن قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لے اور صدقہ کر دلالت کرتا ہے صدقہ کرنا تو قبض کرنے کے بعد ہوتا ہے اور وہی صدقہ افضل ہے اس واسطے کہ جو مال کہ ہاتھ میں ہو اس کی زیادہ حرص ہوتی ہے اس چیز سے کہ اس کے ہاتھ میں نہ ہو اور کہا بعض صوفیوں نے کہ اگر بغیر سوال کے مال ملے اور اس کو قبول نہ کرے تو اس کو عقاب ہوتا ہے ساتھ محروم رہنے کے عطا سے کہا قرطبی نے مفہم میں کہ اس حدیث میں مذمت ہے جھانکنے کی طرف اس چیز کی کہ مالداروں کے پاس ہے اور تاک لگانا طرف اس کی اور لینا ان سے اور یہ حالت مذموم ہے دلالت کرتی ہے او پر شدت رغبت کرنے کے دنیا میں اور جھکنے کے طرف کشادہ ہونے اس کے کی سو منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لینے

سے اس صورت مذمومہ میں واسطے قمع کرنے نفس کے اور مخالفت کرنے اس کی خواہش کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَضٰی وَلَاعَنَ فِي الْمَسْجِدِ — جو حکم کرے اور لعان کرے مسجد میں

فائدہ: اور لعان کرے یعنی حکم کرے ساتھ واقع کرنے لعان کے درمیان بیوی اور خاوند کے پس وہ مجاز ہے اور نہیں شرط ہے ان کو خود تلقین کرنا۔ (فتح)

وَلَاعَنَ عُمَرُ عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور لعان کیا یعنی حکم کیا ساتھ لعان کرنے کے عمر رضی اللہ عنہ نے پاس منبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

فائدہ: اور یہ بڑا تمسک ہے اوپر جائز ہونے لعان کے مسجد میں اور خاص کیا ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر کو اس واسطے کہ ان کی رائے یہ تھی کہ منبر کے پاس قسم کھانے میں بڑی تشدید ہے اور اس سے لی جاتی ہے تغلیظ قسم میں ساتھ مکان کے اور قیاس کیا گیا ہے اس پر زمانہ اس واسطے کہ جس چیز کو قسم کھانے والا مشاہدہ کرے اس کے واسطے تاثیر ہے بیچ بچنے کے جھوٹ سے۔

وَقَضٰی شُرَيْحٌ وَالشَّعْبِيُّ وَيَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِي الْمَسْجِدِ وَقَضٰی مَرْوَانُ عَلٰی زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِيْنِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ وَكَانَ الْحَسَنُ وَزُرَارَةُ بْنُ أَوْفٰی يَقْضِيَانِ فِي الرَّحَبَةِ خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ

اور حکم کیا مروان نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر ساتھ قسم کے نزدیک منبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حکم کیا شریح اور شعبی اور یحییٰ نے مسجد میں اور حسن اور زرارہ حکم کرتے تھے رحبہ میں خارج مسجد سے۔

فائدہ: رحبہ ایک مکان ہوتا ہے مسجد کے دروازے کے آگے مسجد سے جدا نہیں ہوتا مانند لان یا حجرے کی اور اس میں اختلاف ہے اور راجح یہ ہے کہ اس کو مسجد کا حکم ہے پس صحیح ہے اس میں اعتکاف اور جس چیز کے واسطے مسجد شرط ہے اور اگر رحبہ مسجد سے جدا ہو تو اس کے واسطے حکم مسجد کا نہیں ہے۔ (فتح)

٦٦٣١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً وَفُرِّقَ بَيْنَهُمَا.

۶۶۳۱۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں دو لعان کرنے والوں کے پاس موجود تھا اور میں پندرہ برس کا تھا دونوں کے درمیان تفریق کی گئی۔

٦٦٣٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَهْلٍ أَخِيْ بَنِيْ سَاعِدَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ

۶۶۳۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! بھلا بتلاؤ تو کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کے ساتھ کسی

جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا أَيَقْتُلُهٗ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ.

غیر مرد کو حرام کاری کرتے ہوئے پائے تو کیا اس کو مار ڈالے؟ سو دونوں میں مسجد میں لعان کیا اور میں موجود تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ ایک گروہ کہا کہ مسجد میں حکم کرنا اور مقدمات کا فیصلہ کرنا مستحب ہے کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ امر قدیمی ہے اس واسطے کہ ہر آدمی قاضی کی طرف پہنچ سکتا ہے ضعیف بھی اور عورت بھی اور اگر مکان میں ہو تو وہاں لوگ نہیں پہنچ سکتے اس واسطے کہ پردہ پوش ہونا ممکن ہے اور یہی قول ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا اور مکروہ رکھا ہے اس کو بعض نے اس واسطے کہ کبھی ہوتا ہے حکم درمیان مسلمان اور مشرک کے پس داخل ہو گا مشرک مسجد میں اور مشرک کا مسجد میں داخل ہونا مکروہ ہے لیکن ہمیشہ سے سلف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں حکم کرتے رہے ہیں اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بہتر میرے نزدیک یہ ہے کہ غیر مسجد میں قضاء کرے کہا ابن بطال نے اور حدیث سہل رضی اللہ عنہ کی حجت ہے واسطے جواز کے اگرچہ اولیٰ نگاہ رکھنا مسجد کا ہے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگلے لوگ مسجد کے رحبہ میں بیٹھتے تھے اور میں مستحب جانتا ہوں کہ مسجد کے رحبہ میں بیٹھے تاکہ پہنچے اس کی طرف یہودی اور نصرانی اور حائض اور ضعیف اور یہ قریب تر ہے طرف تواضع کی اور کہا ابن منیر نے کہ رحبہ کو مسجد کا حکم ہے مگر یہ کہ اس سے جدا ہو اور ظاہر یہ ہے کہ وہ مسجد سے جدا ہو اور ممکن ہے بیٹھنا قاضی کا اس رحبہ میں جو مسجد کے ساتھ متصل ہو اور مدعی اور مدعا علیہ اس سے باہر کھڑے ہوں اور شاید تابعی مذکور کی یہ رائے تھی کہ رحبہ کو مسجد کا حکم نہیں اگرچہ مسجد کے ساتھ متصل ہو اور شافعیہ کو اس میں اختلاف ہے لیکن ان کا اس پر اتفاق ہے کہ جو رحبہ میں نماز پڑھے اس کی نماز امام مسجد کے ساتھ صحیح ہے اور اگر قبلہ کی دیوار میں حجرہ ہو تو اس میں تنہا نماز پڑھنا صحیح ہے لیکن جو اس میں نماز پڑھے اس کی نماز امام مسجد کے ساتھ صحیح نہیں ہوتی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ حَكَمَ فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى إِذَا أَتٰى عَلٰى حَدٍّ أَمَرَ أَنْ يُّخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَيُقَامَ.

جو حکم کرے مسجد میں یہاں تک کہ جب حد پر آئے اور حد لازم ہو تو حکم کرے کہ مسجد سے نکالا جائے پھر قائم کی جائے اس پر حد۔

فائدہ: گویا اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس کی طرف جو خاص کرتا ہے جواز حکم فی المسجد کو ساتھ اس کے جب کہ نہ ہو وہاں کوئی چیز کہ ایذاء پائیں ساتھ اس کے جو مسجد میں ہوں یا واقع ہو ساتھ اس کے مسجد کے واسطے نقص مانند آلودہ ہونے کے۔ (فتح)

وَقَالَ عُمَرُ أَخْرِجَاهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهٗ

اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اس کو مسجد سے نکال دو اور ذکر کیا جاتا ہے علی رضی اللہ عنہ سے مانند اس کی

فائدہ: روایت ہے کہ ایک مرد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا حد میں تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو مسجد سے باہر نکالو پھر اس کو حد مارو۔

٦٦٣٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعًا قَالَ أَبِكَ جُنُونٌ قَالَ لَا قَالَ اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ بِالْمُصَلَّى رَوَاهُ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجْمِ.

۶۶۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور کہا یا حضرت! بے شک میں نے زنا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیرا سو جب اس نے گواہی دی اپنے نفس پر چار بار تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تجھ کو جنون ہے؟ اس نے کہا نہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور پتھروں سے مار ڈالو، کہا ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ خبر دی مجھ کو جس نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو عید گاہ میں سنگسار کیا روایت کیا ہے اس کو معمر نے الخ، یعنی مخالفت کی ہے ان تینوں نے عقیل کی صحابی میں کہ اس نے اصل حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ٹھہرایا ہے اور ان تینوں نے تمام حدیث کو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ اس کو لے جاؤ اور سنگسار کرو تو یہی ہے مراد ترجمہ میں لیکن یہ خدشہ سے سالم نہیں اس واسطے کہ سنگسار کرنا قدر زائد کا محتاج ہے جیسا کہ گڑھے کا کھودنا جو مسجد کے لائق نہیں لیکن اس کے ترک سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوئی حد مسجد میں نہ قائم کی جائے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور کوفے والوں کا یہ مذہب ہے کہ مسجد میں حد کا قائم کرنا منع ہے اور جائز رکھا ہے اس کو شعبی اور ابن ابی لیلیٰ نے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ تھوڑے کوڑوں کا کوئی ڈر نہیں اور جب حدیں زیادہ ہوں تو چاہیے کہ مسجد سے باہر ہوں کہا ابن بطال نے کہ جو مسجد کو اس سے دور رکھتا ہے اس کا قول اولیٰ ہے اور ایک حدیث ضعیف میں ہے کہ مسجد میں حد کا قائم کرنا منع ہے اور کہا ابن منیر نے کہ جو قائل ہے کہ میت کو جنازے کے واسطے مسجد میں داخل کرنا مکروہ ہے اس ڈر سے کہ اس سے کوئی چیز نکلے تو اور اولیٰ ہے کہ کہے کہ نہ قائم کیا جائے حد کو مسجد میں اس واسطے کہ نہیں امن ہے اس سے کہ مجلود سے خون نکلے اور لائق ہے کہ قتل بطریق اولیٰ منع ہو۔ (فتح)

بَابُ مَوْعِظَةِ الْإِمَامِ لِلْخُصُومِ

نصیحت کرنا امام کا مدعی اور مدعا علیہ کو

٦٦٣٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيْ عَلٰى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيْهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ.

٦٦٣٤۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی آدمی ہوں اور البتہ تم جھگڑا فیصل کروانے آتے ہو میرے پاس اور شاید کہ تم لوگوں میں سے بعض آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے بعض سے سو میں فیصلہ کر دیتا ہوں جیسا کہ اس سے سنتا ہوں سو جس کو میں اس کے بھائی کے حق سے کچھ کاٹ کے دلا دوں تو وہ شخص نہ لے غیر کے حق کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو دوزخ کا ٹکڑا دیتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور مطابقت اس کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔ (فتح)

بَابُ الشَّهَادَةِ تَكُوْنُ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِيْ وِلَايَتِهِ الْقَضَاءَ أَوْ قَبْلَ ذٰلِكَ لِلْخَصْمِ

گواہی جب کہ ہو نزدیک حاکم کے بیچ والی ہونے اس کے قضاء کو یا اس سے پہلے مدعی یا مدعا علیہ کے واسطے

فائدہ: یعنی کیا حکم کرے اس کے واسطے اس کے خصم پر اپنے اس علم سے یا اس کے واسطے گواہی دے دوسرے حاکم کے نزدیک نہیں جزم کیا اس نے ساتھ حکم کے واسطے قوت خلاف کے مسئلے میں اگرچہ اس کے کلام کا آخر تقاضا کرتا ہے کہ اس کے نزدیک مختار یہ ہے کہ اس میں اپنے علم سے حکم نہ کرے۔ (فتح)

وَقَالَ شُرَيْحٌ الْقَاضِيْ وَسَأَلَهُ إِنْسَانٌ الشَّهَادَةَ فَقَالَ ائْتِ الْأَمِيْرَ حَتّٰى أَشْهَدَ لَكَ.

اور کہا شریح قاضی نے اور حالانکہ ایک آدمی نے اس سے گواہی طلب کی کہا کہ امیر کے پاس جا اور میں تیرے واسطے گواہی دوں گا۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا عَلٰى حَدٍّ زِنًا أَوْ سَرِقَةٍ وَأَنْتَ أَمِيْرٌ فَقَالَ شَهَادَتُكَ شَهَادَةُ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ عُمَرُ لَوْلَا أَنْ يَّقُوْلَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَتَبْتُ آيَةَ الرَّجْمِ بِيَدِيْ وَأَقَرَّ مَاعِزٌ عِنْدَ النَّبِيِّ

اور کہا عکرمہ رحمہ اللہ نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تو کسی مرد کو حد پر دیکھے زنا ہو یا چوری اور حالانکہ تو سردار ہو تو کہا کہ تیری گواہی ایک مرد مسلمان کے برابر ہے اس نے کہا تو سچا ہے اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اگر اس کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن میں زیادہ کیا تو میں اپنے ہاتھ سے رجم کی آیت لکھتا اور اقرار کیا ماعز رضی اللہ عنہ نے ساتھ زنا کے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالزِّنَا أَرْبَعًا فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدَ مَنْ حَضَرَهُ وَقَالَ حَمَّادٌ إِذَا أَقَرَّ مَرَّةً عِنْدَ الْحَاكِمِ رُجِمَ وَقَالَ الْحَكَمُ أَرْبَعًا.

حضرت ﷺ کے پاس چار بار تو حضرت ﷺ نے حکم کیا اس کے سنگسار کرنے کا اور نہیں ذکر کیا گیا کہ حضرت ﷺ نے حاضرین کو گواہ کیا ہو اور کہا حماد نے کہ جب اقرار کرے ایک بار پاس حاکم کے تو سنگسار کیا جائے اور کہا حکم نے چار بار اقرار کرے یعنی نہ سنگسار کیا جائے یہاں تک کہ چار بار اقرار کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور شہادت لی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول عبدالرحمٰن کے جو اس سے پہلے ہے اور ساتھ قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گواہی تھی رجم کی آیت میں کہ وہ قرآن سے ہے سو نہ لاحق کیا اس کو ساتھ نص قرآن اپنی شہادت سے تنہا اور اس کی علت یہ بیان کی کہ اگر اس کا خوف نہ ہوتا، الخ اور یہ اشارہ کیا اس طرف کہ یہ سد ذرائع کے واسطے ہے تاکہ نہ پائیں برے حاکم راہ طرف اس کی کہ دعویٰ کریں علم کا جس کے حق میں کسی چیز کا حکم کرنا چاہیں۔ (فتح)

٦٦٣٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلٰى أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ مَنْ لَّهُ بَيِّنَةٌ عَلٰى قَتِيْلٍ قَتَلَهُ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُمْتُ لِأَلْتَمِسَ بَيِّنَةً عَلٰى قَتِيْلِي فَلَمْ أَرَ أَحَدًا يَشْهَدُ لِي فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَا لِي فَذَكَرْتُ أَمْرَهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ جُلَسَائِهِ سِلَاحُ هٰذَا الْقَتِيْلِ الَّذِيْ يَذْكُرُ عِنْدِيْ قَالَ فَأَرْضِهِ مِنْهُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ كَلَّا لَا يُعْطِهِ أُصَيْبِغَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَدَعَ أَسَدًا مِّنْ أُسُدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ قَالَ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ

٦٦٣٥۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ حنین کے دن فرمایا کہ جس کے واسطے گواہ ہوں کسی مقتول پر جس کو اس نے قتل کیا تو اس کے اسباب کا مالک مارنے والا ہے سو میں اٹھا کہ اپنے مقتول پر گواہ تلاش کروں سو نہ دیکھا میں نے کسی کو جو میری گواہی دے سو میں بیٹھا پھر میرے واسطے ظاہر ہوا تو میں نے اس کا حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو ایک مرد نے حضرت ﷺ کو ہم نشینوں سے کہا کہ ہتھیار اس مقتول کے جو ذکر کرتا ہے میرے پاس ہیں سو اس کو میری طرف سے راضی کر دیجیے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہرگز نہیں اس کو مت دیجیے چھوٹی سے انگلی کو قریش سے اور چھوڑے تو شیر کو اللہ کے شیروں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑتا ہے کہا سو حضرت ﷺ نے معلوم کر لیا اور اس کا اسباب مجھ کو دیا تو میں نے اس سے باغ خریدا سو وہ اول مال تھا جس کو میں نے حاصل اور جمع کیا، کہا عبداللہ

إِلَيَّ فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا فَكَانَ أَوَّلَ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ قَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ اللَّيْثِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ إِلَيَّ وَقَالَ أَهْلُ الْحِجَازِ الْحَاكِمُ لَا يَقْضِيْ بِعِلْمِهِ شَهِدَ بِذٰلِكَ فِيْ وِلَايَتِهِ أَوْ قَبْلَهَا وَلَوْ أَقَرَّ خَصْمٌ عِنْدَهُ لِآخَرَ بِحَقٍّ فِيْ مَجْلِسِ الْقَضَآءِ فَإِنَّهُ لَا يَقْضِيْ عَلَيْهِ فِيْ قَوْلِ بَعْضِهِمْ حَتّٰى يَدْعُوَ بِشَاهِدَيْنِ فَيُحْضِرَهُمَا إِقْرَارَهُ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِرَاقِ مَا سَمِعَ أَوْ رَآهُ فِيْ مَجْلِسِ الْقَضَآءِ قَضٰى بِهِ وَمَا كَانَ فِيْ غَيْرِهِ لَمْ يَقْضِ إِلَّا بِشَاهِدَيْنِ وَقَالَ آخَرُوْنَ مِنْهُمْ بَلْ يَقْضِيْ بِهِ لِأَنَّهُ مُؤْتَمَنٌ وَإِنَّمَا يُرَادُ مِنَ الشَّهَادَةِ مَعْرِفَةُ الْحَقِّ فَعِلْمُهُ أَكْثَرُ مِنَ الشَّهَادَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَقْضِيْ بِعِلْمِهِ فِي الْأَمْوَالِ وَلَا يَقْضِيْ فِيْ غَيْرِهَا وَقَالَ الْقَاسِمُ لَا يَنْبَغِيْ لِلْحَاكِمِ أَنْ يُمْضِيَ قَضَآءً بِعِلْمِهِ دُوْنَ عِلْمِ غَيْرِهِ مَعَ أَنَّ عِلْمَهُ أَكْثَرُ مِنْ شَهَادَةِ غَيْرِهِ وَلٰكِنَّ فِيْهِ تَعَرُّضًا لِتُهَمَةِ نَفْسِهِ عِنْدَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِيْقَاعًا لَهُمْ فِي الظُّنُوْنِ وَقَدْ كَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظَّنَّ فَقَالَ إِنَّمَا هٰذِهِ صَفِيَّةُ.

نے لیث سے سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور اس کا اسباب مجھ کو دیا اور رد کیا بعض نے حجت مذکور کو سو کہا کہ ماعز رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے پاس زنا کا اقرار کیا اور حضرت ﷺ نے اس کو رجم کیا تو نہیں ہے اس میں حجت واسطے حکم کرنے کے اپنے علم سے اس واسطے کہ یہ بات معلوم ہے کہ حضرت ﷺ تنہا نہیں ہوتے تھے بلکہ آپ کے پاس اصحاب بھی ہوتے تھے اور اسی طرح قصہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا اور کہا ابن منیر نے کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں حجت نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے جو معلوم کیا تھا تو خصم سے اقرار سے معلوم کیا تھا پس حکم کیا اوپر اس کے پس یہ حجت ہے واسطے قضاء بالعلم کے اس چیز میں کہ واقع ہو مجلس کے حکم میں اور کہا حجاز والوں نے کہ حاکم نہ حکم کرے اپنے علم سے یعنی بلکہ ضروری ہے لینا دو گواہوں کا جیسا کہ شرع میں حکم ہے برابر ہے کہ گواہ ہوا ہو ساتھ اس کے اپنی حکومت میں یا اس سے پہلے اور اگر اقرار کیا اس کے پاس دوسرے خصم نے ساتھ حق کے حکم کے مجلس یعنی کچہری میں تو نہ حکم کیا جائے اس پر بعض کے قول میں یہاں تک کہ بلائے دو گواہ اور ان کو اس کے اقرار پر گواہ کرے اور کہا بعض اہل عراق نے کہ جو سنے یا دیکھے اس کو قضاء کی مجلس میں تو حکم کرے ساتھ اس کے اور جو اس کے غیر میں ہو تو نہ حکم کرے اس میں مگر دو گواہوں سے اور ان میں سے اور لوگوں نے کہا کہ بلکہ حکم کرے ساتھ اس کے اس واسطے کہ اس کے پاس امانت رکھی گئی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد گواہی سے معرفت حق کی ہے سو علم اس کا زیادہ ہے گواہی سے اور بعض نے کہا کہ حکم کرے اپنے علم سے مالوں میں اور نہ حکم کرے ان کے غیر میں اور کہا قاسم

نے کہ نہیں لائق ہے حاکم کو کہ حکم کرے اپنے علم سے سوائے علم
اپنے غیر کے باوجود اس کے کہ اس کا علم اکثر ہے غیر کی گواہی
سے لیکن اس میں تعرض کرنا ہے اپنے نفس کی تہمت کے واسطے
نزدیک مسلمانوں کے اور واقع کرنا ہے ان کو بدگمانی میں اور
البتہ حضرت ﷺ نے بدگمانی کو برا جانا ہے سو فرمایا یعنی دو
انصاری مردوں سے کہ یہ تو صفیہ رضی اللہ عنہا ہے میری بیوی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ قضاء کرے اپنے علم سے برابر ہے کہ گواہ ہوا ہو ساتھ اس کے اپنی حکومت میں یا اس سے پہلے تو یہ قول مالک رحمہ اللہ کا ہے کہا کرابیسی نے نہ قضاء کرے قاضی اپنے علم سے واسطے وجود تہمت کے اس واسطے کہ نہیں امن ہے پرہیز گار پر یہ کہ راہ پائے طرف اس کی تہمت یعنی لوگ تہمت کریں کہ کسی لحاظ سے یا کسی لالچ سے حکم کیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں کسی کو حد پر پاؤں تو اس پر حد نہ قائم کروں یہاں تک کہ میرے ساتھ کوئی دوسرا گواہ ہو اور جو جائز رکھتا ہے کہ قاضی اپنے علم سے مطلق حکم کرے اس پر لازم آتا ہے کہ اگر قصد کرے طرف مرد مستور کی جس سے کبھی گناہ معلوم نہ ہو یہ کہ اس کو سنگسار کرے اور دعویٰ کرے کہ اس نے اس کو زنا کرتے دیکھا اور یا اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کرائے اور گمان کرے کہ اس نے اس کو طلاق دیتے سنا ہے تو اس کو سنگسار کرنا اور اس کی عورت کو اس سے جدا کرنا جائز ہو اور اگر یہ دروازہ کھولا جائے تو ہر قاضی جو چاہے گا کرے گا جو اس کا دشمن ہو گا اس کو قتل کرے گا یا کافر کہے گا وغیرہ وغیرہ اور اسی واسطے شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر بد حاکم نہ ہوتے تو میں کہتا کہ قاضی کو جائز ہے اپنے علم سے حکم کرے اور جب کہ اگلے زمانے کا یہ حال ہے تو پھر پچھلے زمانے کا کیا حال ہو گا پس متعین ہوا کہ جڑ سے اکھاڑا جائے مادہ اس بات کا کہ قاضی کو اپنے علم سے حکم کرنا جائز ہے ان پچھلے زمانوں میں اور کہا ابن تین نے کہ جو ذکر کیا گیا ہے عمر رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے یہ قول مالک رحمہ اللہ اور اس کے اکثر اصحاب کا ہے اور یہ جو کہا کہ بعض اہل عراق نے، الخ تو یہ قول ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور جو اس کے تابع ہے اور قول اس کا اور دوسرے لوگوں نے کہا، الخ یہ قول ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے اور جو اس کے تابع ہیں اور یہی قول ہے شافعی رحمہ اللہ کا اور قول اس کا وقال بعضھم ، الخ یعنی اہل عراق نے یہ قول ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے۔ (فتح)

٦٦٣٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَتْهُ صَفِيَّةُ بِنْتُ

٦٦٣٦۔ حضرت علی بن حسین سے روایت ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی ملاقات کو آئیں یعنی مسجد میں پھر جب پھریں تو حضرت ﷺ ان کے ساتھ چلتے تو دو انصاری مرد حضرت ﷺ پر گزرے تو حضرت ﷺ نے ان کو بلایا اور

حُيَيٍّ فَلَمَّا رَجَعَتْ انْطَلَقَ مَعَهَا فَمَرَّ بِهِ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَعَاهُمَا فَقَالَ إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ قَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ رَوَاهُ شُعَيْبٌ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَابْنُ أَبِيْ عَتِيْقٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيٍّ يَعْنِي ابْنَ حُسَيْنٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فرمایا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ صفیہ رضی اللہ عنہا ہے تو انہوں نے کہا سبحان اللہ آپ کی ذات میں بدگمانی کو کیا دخل ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان آدمی کے بدن میں ایسا پھرتا ہے جیسا خون اور روایت کیا ہے اس کو شعیب نے الخ یعنی ان چاروں راویوں نے اس حدیث کو موصول کیا ہے اگرچہ پہلی سند کی صورت مرسل ہے۔

فائدہ: اور وجہ استدلال کی ساتھ حدیث صفیہ رضی اللہ عنہا کے اس کے واسطے جو منع کرتا ہے حکم کرنے کو ساتھ علم کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے برا جانا کہ شیطان انصاریوں کے دل میں کچھ وسوسہ اور بدگمانی ڈالے سو رعایت نفی تہمت کی اپنے اوپر سے باوجود معصوم ہونے کے تقاضا کرتی ہے رعایت نفی تہمت کی اس شخص سے جو حضرت ﷺ کے سوائے ہے۔ (فتح)

بَابُ أَمْرِ الْوَالِيْ إِذَا وَجَّهَ أَمِيْرَيْنِ إِلٰى مَوْضِعٍ أَنْ يَتَطَاوَعَا وَلَا يَتَعَاصَيَا

امر حاکم کا جب کہ بھیجے دو امیروں کو ایک جگہ کی طرف یہ کہ ایک دوسرے کی طرف موافقت کریں اور ایک دوسرے کی نافرمانی نہ کریں۔

٦٦٣٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِيْ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا فَقَالَ لَهُ أَبُوْ مُوْسٰى إِنَّهُ يُصْنَعُ بِأَرْضِنَا الْبِتْعُ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَقَالَ النَّضْرُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَوَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٦٣٧۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے میرے باپ کو اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن میں حاکم بنا کر بھیجا سو فرمایا کہ لوگوں سے آسانی اور نرمی کرنا اور سخت نہ پکڑنا اور دلاسا دینا اور نہ بھڑکانا اور ایک دوسرے کی موافقت کرنا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے عرض کیا کہ ہماری زمین میں شراب بنائی جاتی ہے جس کا نام بتع ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ والی چیز حرام ہے اور کہا نضر نے الخ یعنی اس کو موصول کیا ہے۔

فائدہ: قول حضرت ﷺ کا ایک دوسرے کی موافقت کرنا اور نہ اختلاف کرنا اس واسطے کہ یہ نوبت پہنچتا ہے طرف اختلاف اتباع کی پس نوبت پہنچائے گا طرف عداوت کی پھر لڑائی کی اور اختلاف کے وقت مرجع اختلاف کا کتاب اور سنت ہے کما قال تعالیٰ: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ﴾ الآیۃ کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اتفاق پر اس واسطے کہ اس میں ثبوت محبت اور الفت کا ہے اور باہم مدد کرنے کا حق پر اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نصب کرنا دو قاضیوں کا ایک شہر میں ایک ایک جانب اور ایک دوسری جانب میں اور حضرت ﷺ نے ہر ایک کو دونوں میں سے یمن کی ایک ایک جانب پر مقرر کیا تھا اور یہی معتمد قول ہے اور احتمال ہے کہ دونوں کو ہر حکم میں شریک کیا ہو اور یہ جو کہا کہ ایک دوسرے سے موافقت کرنا تو یہ محمول ہے اس صورت پر جس میں دونوں کے جمع ہونے کی حاجت پڑے اور اس حدیث میں امر ہے ساتھ آسانی کرنے کے امروں میں اور نرمی کرنے کے ساتھ رعیت کے اور ایمان کو ان کی طرف محبوب کرنا اور شدت نہ کرنا تا کہ ان کے دل نہ بھڑکیں خاص کر جو تازہ اسلام لایا ہو یا حد تکلیف کے قریب ہوا ہو لڑکوں سے تا کہ قرار پکڑے ایمان ان کے دل میں اور خوگیر ہوں اس پر اور اسی طرح آدمی اپنے نفس کو تعلیم کرے اور اس میں مشروع ہونا زیارت کا ہے اور اکرام زائر کا ہے اور افضلیت معاذ رضی اللہ عنہ کی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پر فقہ میں۔ (فتح)

بَابُ إِجَابَةِ الْحَاكِمِ الدَّعْوَةَ — قبول کرنا حاکم کا دعوت کو

فائدہ: اصل اس میں عموم حدیث کا ہے اور وارد ہونا وعید کا ترک میں حضرت ﷺ کے قول سے من لم یجب الدعوۃ فقد عصی اللہ یعنی جو دعوت قبول نہ کرے اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی کہا علماء نے کہ نہ قبول کرے حاکم دعوت کسی خاص شخص کی سوائے غیر اس کے کے رعیت سے یعنی ایک کی دعوت قبول کرے اور دوسرے کی نہ کرے اس واسطے کہ اس میں دل شکنی ہے جس کی دعوت قبول نہ کرے مگر عذر ہو تو نہ قبول کرے جیسا مثلاً کوئی برا کام دیکھے کہ نہ قبول کیا جائے حکم اس کا طرف دور کرنے اس کے کی۔ (فتح)

وَقَدْ أَجَابَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَبْدًا لِلْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

اور البتہ قبول کی عثمان رضی اللہ عنہ نے دعوت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام کی کہ اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی دعوت کی تھی

٦٦٣٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُكُّوا الْعَانِيَ وَأَجِيْبُوا الدَّاعِيَ.

٦٦٣٨۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑاؤ قیدی کو اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرو۔

فائدہ: مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نہیں لائق ہے قاضی کو کہ دعوت قبول کرے مگر دعوت ولیمہ خاص پھر اگر چاہے تو

کھائے اور چاہے تو نہ کھائے اور نہ کھانا بہتر ہے ہمارے نزدیک اس واسطے کہ اس میں ستھرائی ہے مگر یہ کہ ہو اس کے واسطے جو اللہ کے لیے بھائی ہو یا قرابتی ہو۔ (فتح)

بَابُ هَدَايَا الْعُمَّالِ

عاملوں کے ہدیوں اور تحفوں کا بیان

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ عاملوں کے تحفے غلول ہیں یعنی خیانت ہیں۔

٦٦٣٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ بَنِي أَسْدٍ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْأُتَبِيَّةِ عَلٰى صَدَقَةٍ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِيْ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سُفْيَانُ أَيْضًا فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ الْعَامِلِ نَبْعَثُهُ فَيَأْتِيْ يَقُوْلُ هٰذَا لَكَ وَهٰذَا لِيْ فَهَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ فَيَنْظُرُ أَيُهْدٰى لَهُ أَمْ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَأْتِيْ بِشَيْءٍ إِلَّا جَآءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلٰى رَقَبَتِهٖ إِنْ كَانَ بَعِيْرًا لَّهُ رُغَآءٌ أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْنَا عُفْرَتَيْ إِبْطَيْهِ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا قَالَ سُفْيَانُ قَصَّهُ عَلَيْنَا الزُّهْرِيُّ وَزَادَ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعَ أُذُنَايَ وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنِيْ وَسَلُوْا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَإِنَّهُ سَمِعَهُ مَعِيْ وَلَمْ يَقُلِ الزُّهْرِيُّ سَمِعَ أُذُنِيْ ﴿خُوَارٌ﴾ صَوْتٌ وَالْجُؤَارُ مِنْ ﴿تَجْأَرُوْنَ﴾

٦٦٣٩۔ حضرت عروہ سے روایت ہے کہا خبر دی ہم کو ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اسدی مرد تحصیل زکوۃ پر حاکم کیا جس کو ابن لتبیہ کہا جاتا تھا سو جب آیا تو کہنے لگا کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ مجھ کو تحفہ بھیجا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے نیز سفیان نے کہا کہ منبر پر چڑھے سو اللہ کی حمد اور ثنا بیان کی پھر فرمایا کیا حال ہے اس عامل کا کہ ہم اس کو بھیجتے ہیں سو وہ آتا ہے یعنی زکوۃ کا مال لے کر تو کہتا ہے کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ میرا سو کیوں نہ بیٹھا اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر میں سو دیکھتا کہ کیا اس کو تحفہ بھیجا جاتا ہے یا نہیں قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نہ لائے گا کوئی چیز مگر کہ اس کے ساتھ قیامت کے دن آئے گا اس حال میں کہ اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہو گا اگر اونٹ چرایا ہو گا تو اس کے واسطے آواز ہو گی یا گائے ہو گی تو اس کے واسطے آواز ہو گی یا بکری ہو گی تو اس کے واسطے آواز ہو گی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ہم نے آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی خبردار ہو کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچایا یہ تین بار فرمایا کہا سفیان نے بیان کیا اس کو زہری نے اور زیادہ کیا ہے ابو حمید سے کہا کہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میری دونوں آنکھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور پوچھو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے اس کو میرے ساتھ سنا ہے اور نہیں کہا زہری نے سنا

كَصَوْتِ الْبَقَرَةِ.

میرے کان نے خوار کے معنی ہیں آواز اور جوار ساتھ جیم کے تجزون (کے باب) سے ہے جیسے گائے کی آواز۔

فائدہ: قول حضرت ﷺ کا نہیں لائے گا کوئی چیز یعنی جو اپنے واسطے خاص رکھی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں خیانت کرے گا اس میں کچھ اور یہ روایت مفسر ہے واسطے مراد کے اور یہ جو کہا کہ میں نے اللہ کا حکم پہنچایا یعنی واسطے بجالانے حکم اللہ کے بلغ اور یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ قیامت کے دن واقع ہوگی کہ امتوں سے پوچھا جائے گا کہ ان کے پیغمبروں نے ان کو اللہ کا حکم پہنچایا نہیں اور یہ جو کہا میرے کانوں نے سنا یعنی میں اس کو یقیناً جانتا ہوں اس میں کچھ شک نہیں اور غلول کے معنی ہیں خیانت کرنا مال غنیمت میں پھر استعمال کیا گیا ہے ہر خیانت میں اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں مہم کاموں میں امام خطبہ پڑھے اور استعمال کرنا اما بعد کا خطبے میں اور مشروع ہونا محاسبہ امانت رکھے گئے کا اور منع کرنا عاملوں کا ہدیوں کے قبول کرنے سے ان لوگوں سے جن پر وہ حاکم ہو اور محل اس کا وہ ہے جب کہ امام نے اس کو اجازت نہ دی ہو جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے اور اگر امام اجازت دے تو جائز ہے اور جب یہ لیا جائے تو بیت المال میں ڈالا جائے اور نہ خاص ہو عامل مگر ساتھ اس چیز کے کہ امام اس کی اجازت دے اور احتمال ہے کہ بیت المال میں نہ ڈالا جائے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس سے ہدیہ نہ پھیروایا جو اس کو تحفہ دیا گیا تھا اور کہا ابن بطال نے کہ لاحق ہے ساتھ تحفہ عامل کے تحفہ قرض دار کا قرض خواہ کے واسطے لیکن اس کو جائز ہے کہ اس کو قرض میں شمار کرے اور اس میں باطل کرنا ہر طریق کا ہے کہ پہنچے ساتھ اس کے جو مال لیتا ہے طرف محابات ماخوذ منہ کی اور تنہا ہونے کی ساتھ چیز ماخوذ کے کہا ابن منیر نے کہ اگر پہلے سے تحفہ کی عادت ہو تو جائز ہے لیکن محل اس کا یہ ہے کہ عادت سے زیادہ نہ ہو اور اگر دیکھے کہ کسی نے تاویل میں خطا کی کہ ضرر کرے گی جو اس کو لے گا تو جائز ہے کہ اس کو لوگوں میں مشہور کرے اور اس کے ساتھ مغرور ہونے سے ڈرائے اور اس میں جائز ہونا توبیخ مخطی کا اور حاکم کرنا مفضول کا سرداری میں اور امامت میں اور امانت میں باوجود ہونے افضل کے اور اس میں گواہی طلب کرنا راوی اور ناقل کا ہے اس شخص کے قول سے جو اس کے موافق ہو تا کہ سامع کے دل میں خوب جمے۔ (فتح)

بَابُ اسْتِقْضَاءِ الْمَوَالِيْ وَاسْتِعْمَالِهِمْ

آزاد غلاموں کو قاضی اور حاکم بنانا یعنی شہروں کی حکومت پر لڑائی کے واسطے ہو یا خراج کے واسطے یا نماز کے واسطے۔

٦٦٤٠۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ سَالِمٌ مَوْلٰى أَبِيْ حُذَيْفَةَ

٦٦٤٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سالم ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا غلام آزاد پہلے مہاجرین کی اور حضرت ﷺ کے اصحاب کی مسجد قبا میں امامت کرتا تھا ان میں ابوبکر اور عمر اور ابوسلمہ اور زید اور عامر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

يَؤُمُّ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ وَأَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ قُبَآءٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَبُو سَلَمَةَ وَزَيْدٌ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ.

فائدہ: اور یہ امامت کرنا اس کا حضرت ﷺ کی ہجرت کرنے سے پہلے تھا اور اس کا سبب یہ ہے کہ سالم رضی اللہ عنہ ان میں قرآن کا زیادہ تر قاری تھا اور اگر کوئی سوال کرے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تو حضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت کی پھر ان کو ان لوگوں میں کیوں شمار کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کی ہجرت کرنے کے بعد بھی مسجا قبا میں سالم رضی اللہ عنہ بدستور امامت کرتا رہا ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد قبا میں آتے تھے تو سالم رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے سالم رضی اللہ عنہ کے مقدم کرنے کی جہت سے ہے نماز کی امامت میں اور حالانکہ وہ غلام آزاد ہے آزاد لوگوں پر جو مذکور ہوئے اور جو دین کے امر میں پسند ہو وہ دنیا کے کاموں میں بھی پسند ہوتا ہے پس جائز ہے کہ والی کیا جائے قضاء کا اور سرداری کا حرب پر اور تحصیل خراج پر اور بہرحال امام عظمٰی یعنی خلافت اور بادشاہی سو وہ قریش کا حق ہے کما تقدم بیانہ پس اس کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ خلیفہ وقت قریش میں سے ہو اور داخل ہے اس باب میں جو مسلم نے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن ابزی کو مکے والوں پر حاکم کیا کسی نے کہا کہ یہ غلام آزاد ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ قرآن کا قاری ہے فرائض کا عالم ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ چند قوموں کو اس قرآن کے ساتھ اونچا کرے گا اور بعض کو نیچا۔ (فتح)

بَابُ الْعُرَفَآءِ لِلنَّاسِ
لوگوں کے واسطے چوہدری بنانے کا بیان

فائدہ: عریف اس کو کہتے ہیں جو قائم ہو ساتھ کام ایک گروہ آدمیوں کے اور عریف اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کے حال کو پہنچانتا ہے۔

٦٦٤١ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَمِّهِ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِينَ أَذِنَ لَهُمُ الْمُسْلِمُونَ فِي عِتْقِ سَبْيِ هَوَازِنَ إِنِّي لَا

٦٦٤١ - حضرت مروان اور مسور سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جب کہ مسلمانوں نے قوم ہوازن کی لونڈیوں کے آزاد کرنے کی اجازت دی کہ میں نہیں جانتا کہ تم لوگوں سے کس نے اجازت دی اور کس نے نہیں دی سو پلٹ جاؤ یہاں تک کہ تمہارے چوہدری تمہارا حال ہم سے ظاہر کریں سو لوگ پھرے اور ان کے چوہدریوں نے ان سے کلام کیا پھر وہ حضرت ﷺ کی طرف پھرے تو انہوں نے خبر

أَدْرِیْ مَنْ أَذِنَ مِنْکُمْ مِمَّنْ لَّمْ یَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰی یَرْفَعَ إِلَیْنَا عُرَفَآؤُکُمْ أَمْرَکُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَکَلَّمَهُمْ عُرَفَآؤُهُمْ فَرَجَعُوْا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ طَیَّبُوْا وَأَذِنُوْا.

دی کہ بے شک لوگ راضی ہوئے لونڈیوں کے پھیر دینے پر اور اجازت دی۔

فائدہ: نسبت اجازت کی ان کی طرف حقیقی ہے لیکن اس کا سبب مختلف ہے بعض نے تو بلاعوض لونڈیوں کو چھوڑ دیا تھا اور بعض نے بشرط عوض اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشروع ہے قائم کرنا چوہدریوں کا اس واسطے کہ یہ ممکن نہیں کہ امام سب کاموں کو اپنے ہاتھ سے کرے سو اس کو حاجت ہے کہ قائم کرے اس کو جو اس کا مددگار ہوتا کہ کفایت کرے اس کو اس کام میں جس میں اس کو قائم کیا کہا ابن بطال نے اور امر اور نہی جب سب کی طرف متوجہ ہو تو واقع ہوتا ہے اس میں توکل بعض سے سو اکثر اوقات واقع ہوتی ہے اس میں تغلیط اور جب ہر قوم پر چوہدری قائم کیا تو نہ گنجائش ہو گی کسی کو مگر ساتھ اس کے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے جائز ہونا حکم کا ساتھ اقرار کے بغیر گواہ کرنے کے اس واسطے کہ چوہدریوں نے ہر فرد پر دو دو گواہ کو قائم نہیں کیا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لوگوں نے ان کے پاس اقرار کیا تھا اور حالانکہ وہ امام کے نائب تھے سو اسی کا یعنی اقرار کا اعتبار کیا گیا اور اس حدیث میں ہے کہ حاکم اپنے حکم کو خود دوسرے حاکم کے پاس لے جائے تو وہ اس کو جاری کرے جب کہ دونوں حاکم ہوں اور جو حدیث میں آیا ہے کہ چوہدری لوگ دوزخ میں ہوں گے تو یہ حدیث اگر ثابت ہو تو محمول ہے اس پر کہ غالب چوہدریوں میں ظلم اور نا انصاف کرنا ہے جو نوبت پہنچاتا ہے طرف واقع ہونے کی گناہ میں سو یہ حدیث چوہدری کے قائم کرنے کو منع نہیں کرتی اور کہا طیبی نے کہ یہ جو آیا ہے کہ چوہدری دوزخ میں ہوں گے تو یہ مشعر ہے کہ جو اس میں پڑے اور چوہدری بنے وہ گناہ میں واقع ہونے سے نڈر نہیں جو انجام کار عذاب کی طرف نوبت پہنچاتا ہے پس لائق ہے عاقل کو کہ اس سے ڈرتا رہے تاکہ نہ ڈوبے اس چیز میں کہ اس کو آگ کی طرف پہنچائے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چوہدری مقرر کرنا حق ہے تو مراد ساتھ اس کے اصل قائم کرنا ان کا ہے اس واسطے کہ اس کو مصلحت چاہتی ہے کہ امیر کو امداد لینے کے واسطے اس کی حاجت ہوتی ہے اور کفایت کرنا ہے استدلال کے واسطے موجود ہونا ان کا حضرت ﷺ کے زمانے میں کما دل علیه حدیث الباب۔ (فتح)

بَابُ مَا یُکْرَهُ مِنْ ثَنَآءِ السُّلْطَانِ وَإِذَا خَرَجَ قَالَ غَیْرَ ذٰلِكَ

جو مکروہ ہے تعریف بادشاہ کی اس کے سامنے اور جب اس کے پاس سے نکلے تو اس کے خلاف کہے

فائدہ: یعنی اس کے سامنے اس کی تعریف کرے اور پیچھے توہین کرے اور مذمت یعنی یہ دغا بازی اور عہد شکنی ہے۔

٦٦٤٢۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أُنَاسٌ لِابْنِ عُمَرَ إِنَّا نَدْخُلُ عَلٰى سُلْطَانِنَا فَنَقُوْلُ لَهُمْ خِلَافَ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ كُنَّا نَعُدُّهَا نِفَاقًا.

۶۶۴۲۔ حضرت محمد سے روایت ہے کہ چند لوگوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ہم اپنے بادشاہوں پر داخل ہوتے ہیں سو ہم ان کی تعریف کرتے ہیں بخلاف اس کے کہ ہم کلام کرتے ہیں جب کہ ان کے پاس سے نکلتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم اس کو نفاق شمار کرتے تھے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ہم اپنے سرداروں کے پاس بیٹھتے ہیں تو وہ کسی چیز میں کلام کرتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ حق اس کا غیر ہے یعنی ہم اس کو خلاف حق جانتے ہیں سو ان کی تصدیق کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم اس کو نفاق گنتے تھے سو میں نہیں جانتا کہ تمہارے نزدیک کس طرح ہے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے۔ (فتح)

٦٦٤٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ.

۶۶۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگوں میں بدتر دو منہ والا آدمی ہے آتا ہے ان لوگوں کے پاس ایک منہ سے اور ان لوگوں کے پاس دوسرے منہ سے یعنی چغل خور یا سامنے کچھ کہے اور پیچھے کچھ کہے۔

بَابُ الْقَضَآءِ عَلَى الْغَآئِبِ

باب ہے قضاء کرنے کا غائب پر یعنی مدعی حاضر ہو اور مدعا علیہ حاضر نہ ہو تو اس صورت میں مدعا علیہ پر یک طرفہ ڈگری کرنا جائز ہے یا نہیں؟

فائدہ: یعنی آدمیوں کے حقوق میں اور اللہ کے حقوق میں بالاتفاق جائز نہیں یہاں تک کہ اگر قائم ہوں گواہ اوپر غائب کے ساتھ چوری کے مثلاً تو حکم کیا جائے گا ساتھ مال کے سوائے ہاتھ کاٹنے کے کہا ابن بطال نے کہ جائز رکھا ہے مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور لیث رحمہ اللہ اور ابو عبید رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے حکم کرنا غائب پر اور کہا ابن ماجشون نے کہ غائب پر حکم کرنے کا عمل مدینے میں مطلق ہے یہاں تک کہ اگر غائب ہو بعد اس کے کہ متوجہ ہو اس پر حکم تو حکم کیا جائے اوپر اس کے اور کہا ابن ابی لیلیٰ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ غائب پر حکم کرنا مطلق جائز نہیں اور بہر حال جو گواہ قائم کرنے کے بعد بھاگ جائے یا روپوش ہو جائے تو قاضی تین بار لوگوں میں پکارے سو اگر آئے تو بہتر نہیں تو اس پر ڈگری کی جائے اور نیز جائز رکھا ہے اس کو ابن شبرمہ اور اوزاعی اور اسحاق نے اور یہ ایک روایت امام احمد کی ہے اور ثوری اور شعبی نے منع کیا ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا لیکن جس کے واسطے وکیل ہو اس پر حکم کرنا جائز ہے بعد دعویٰ کرنے کے اس کے وکیل پر اور جو منع کرتا ہے اس کی حجت یہ حدیث ہے کہ نہ حکم کر جب تک کہ تو دوسرے کا کلام نہ

سنے اور جواب یہ ہے کہ یہ غائب پر حکم کرنے کو منع نہیں کرتا اس واسطے کہ حجت اس کی جب آئے گا قائم ہے سنی جائے گی اور اس کی اپیل منظور ہے اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا اگرچہ پہلے حکم کے منسوخ کرنے تک نوبت پہنچے اور حدیث علی رضی اللہ عنہ کی مساوات خصمین میں محمول ہے حاضرین پر جب کہ سماع ممکن ہو اور اگر غائب ہو تو نہیں منع کرتا حکم کو جیسا کہ اغما اور جنون اور حجر اور صغر میں ہے اور البتہ عمل کیا ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے شفعہ میں اور حکم کرنے میں اس شخص پر جس کے پاس غائب کا مال ہو کہ لیا جائے اس سے خرچ غائب کی بیوی کا۔ (فتح)

٦٦٤٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ هِنْدًا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ فَأَحْتَاجُ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ قَالَ خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ.

۶۶۴۴ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ بے شک ابوسفیان رضی اللہ عنہ بخیل مرد ہے سو مجھ کو حاجت ہے کہ اس کے مال میں سے لوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لیا کر جو تجھ کو اور تیری اولاد کو کفایت کرے دستور کے موافق۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النفقات میں گزری اور البتہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ علیہ اور ایک جماعت نے واسطے جائز ہونے حکم کے غائب پر اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ شہر میں حاضر تھا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قُضِيَ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ فَلَا يَأْخُذُهُ فَإِنَّ قَضَاءَ الْحَاكِمِ لَا يُحِلُّ حَرَامًا وَلَا يُحَرِّمُ حَلَالًا.

جس کے واسطے اس کے بھائی کے حق کا حکم کیا جائے تو وہ اس کو نہ لے اس واسطے کہ حکم حاکم کا نہیں حلال کرتا حرام کو اور نہ حرام کرتا ہے حلال کو۔

فائدہ: مراد بھائی سے خصم اس کا ہے اس واسطے کہ مسلمان اور ذمی اور معاہد اور مرتد اس حکم میں سب برابر ہیں اور احتمال ہے کہ تخصیص اخوت کی ساتھ ذکر کے ترغیب کے باب سے ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لفظ بھائی کا کہا واسطے رعایت لفظ حدیث کے۔ (فتح)

٦٦٤٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۶۶۴۵ـ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑا سنا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھگڑنے والوں کی طرف نکلے سو فرمایا کہ میں تو بندہ ہوں اور میرے پاس مدعی اور مدعا علیہ آتے ہیں اور شاید کہ بعض آدمی بعض سے زیادہ گویا اور خوش تقریر ہوتا ہے سو میں گمان کرتا ہوں کہ وہ سچا ہے بظاہر اور حالانکہ وہ باطن میں جھوٹا ہے سو

وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَمِعَ خُصُوْمَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِيْنِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَأَقْضِيْ لَهُ بِذٰلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَتْرُكْهَا.

میں اس کے واسطے اس کا فیصلہ کر دیتا ہوں سو جس کو میں دھوکے سے کسی مسلمان کا حق دلا دوں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک ٹکڑا ہے آگ کا سو چاہے اس کو لے چاہے چھوڑ دے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں بندہ ہوں یعنی شریک ہوں بندوں کو اصل خلقت میں اگرچہ افضل ہیں ان سے ساتھ ان فضیلتوں کے کہ خاص کیے گئے ساتھ اس کے اپنی ذات اور صفات میں اور حصر اس جگہ مجازی ہے اس واسطے کہ وہ خاص ہوتا ہے ساتھ علم باطن کے اور اس کا نام قصر قلب ہے اس واسطے کہ فرمایا ہے اس کو واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ جو پیغمبر ہو وہ ہر غیب کو جانتا ہے یہاں تک کہ نہیں پوشیدہ رہتا ہے اس پر مظلوم اور یہ جو فرمایا کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے یعنی جو چیز کہ میں نے اس کو حسب ظاہر دی اگر باطن میں وہ اس کا مستحق نہ ہو تو وہ اس پر حرام ہے اور اس حدیث میں بہت فائدے ہیں گناہ اس کا جو جھوٹا جھگڑے یہاں تک کہ ظاہر میں کسی چیز کا مستحق ہو اور حالانکہ وہ باطن میں اس پر حرام ہو اور اس میں ہے کہ جو دعویٰ کرے کسی مال کا اور اس کے واسطے گواہ نہ ہوں اور مدعا علیہ قسم کھائے اور حکم کرے حاکم ساتھ پاک ہونے حالف کے تو وہ باطن میں بری نہیں ہوتا اور یہ کہ اگر مدعی قائم کرے گواہ اس کے بعد جو اس کے دعویٰ کے منافی ہوں تو ساعت کی جائے اور باطل ہو جائے گا حکم اور یہ کہ جو حیلہ کرے کسی چیز باطل کے واسطے کسی وجہ سے یہاں تک کہ ظاہر میں حق ہو جائے اور اس کے واسطے اس کے ساتھ حکم کیا جائے تو نہیں حلال ہوتا ہے اس کو لینا اس کا باطن میں اور نہیں دور ہوتا ہے اس سے گناہ ساتھ حکم کے اور اس حدیث میں ہے کہ مجتہد کبھی خطا کرتا ہے پس رد کیا جائے گا ساتھ اس کے اس پر جو گمان کرتا ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور یہ کہ جب مجتہد چوک جائے تو اس کو گناہ نہیں ہوتا بلکہ اس کو ثواب ملتا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ حضرت اجتہاد سے حکم کرتے تھے جس چیز میں وحی نہ اتری ہوتی اور خلاف کیا ہے اس میں ایک قوم نے اور یہ صریح ہے ان کے رد میں اور اس حدیث میں ہے کہ کبھی حضرت ﷺ اجتہاد سے حکم کرتے تھے اور باطن میں امر اس کے برخلاف ہوتا تھا لیکن اگر ایسا واقعہ ہوا تو حضرت ﷺ اس پر برقرار نہیں رہے واسطے ثابت ہونے عصمت کے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے اس کے دلائل سے ہے یہ حدیث کہ مجھ کو حکم ہوا لڑنے کا لوگوں سے یہاں تک کہ لا الہ الا اللہ کہیں، الخ سو جو زبان سے کلمہ شہادت پڑھے اس کے اسلام کے ساتھ حکم کیا جائے گا اگرچہ باطن میں اس کے برخلاف اعتقاد رکھتا ہے اور حکمت اس میں باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ کو ہر جھگڑے میں وحی سے اطلاع ہونا ممکن ہے یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ شرع

بیان کرنے والے تھے تو حکم کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ مشروع ہے واسطے مکلفین کے اور اعتماد کریں اس پر حاکم لوگ بعد آپ کے اسی واسطے فرمایا کہ میں تو بندہ ہوں یعنی حکم میں ساتھ مثل اس چیز کے کہ تکلیف دی گئی ان کو ساتھ اس کے اور اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ وارد کرنے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیچ قصے زمعہ رضی اللہ عنہ کی لونڈی کے بیٹے کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ بیٹے کے واسطے عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کے اور لاحق کیا اس کو ساتھ زمعہ کے پھر جب اس کی مشابہت عتبہ کے ساتھ دیکھی تو حکم کیا سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہ اس سے پردہ کرے واسطے احتیاط کے سو اشارہ کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا زمعہ کی لونڈی کے لڑکے کے حق میں ساتھ ظاہر کے اگرچہ وہ نفس الامر میں زمعہ کا نہ تھا اور نہیں نام رکھا جاتا اس کا خطا اجتہاد میں کہا طحاوی نے کہ ایک قوم کا یہ مذہب ہے کہ حکم ساتھ مالک کرنے مال کے یا دور کرنے ملک کے یا ثابت کرنے نکاح کے یا فرقت کے اور مانند اس کے کی اگر ہو باطن میں جیسے ظاہر میں ہے تو جاری ہوتا ہے جو اس نے حکم کیا اور اگر ہو باطن میں برخلاف اس چیز کے کہ تکیہ کیا ہے حاکم نے طرف اس کی گواہی سے یا غیر اس کے سے تو نہ ہوگا وہ حکم واجب کرنے والا تملیک کو اور نہ اڑانے کو اور نہ نکاح اور نہ طلاق کو اور نہ غیر اس کے کو اور یہ قول جمہور کا ہے اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کے ساتھ ہے اور دوسرے لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ اگر حکم مال میں ہو اور ہو باطن میں برخلاف اس کے کہ تکیہ کیا ہے طرف اس کی حاکم نے ظاہر سے تو نہ ہوگا یہ موجب اس کے حلال ہونے کا واسطے محکوم لہ کے اور اگر نکاح اور طلاق ہیں تو وہ ظاہر باطن جاری ہوتا ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے باب کی حدیث کو اپنے مورد پر اور وہ مال ہے یعنی مال میں حکم حاکم کا باطن میں جاری نہیں ہوتا اور اس کے سوائے اور چیز میں جاری ہو جاتا ہے پس حاکم کے حکم سے وہ چیز ظاہر باطن ہیں اس کے واسطے حلال ہو جاتی ہے اور حجت حدیث سے ظاہر ہے یعنی حدیث عام ہے شامل ہے اموال کو اور عقود کو اور فسوخ کو اور اسی واسطے کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں فرق ہے اس میں کہ دعویٰ کرے بیگانی عورت پر کہ وہ اس کی بیوی ہے اور اس پر جھوٹے گواہ قائم کرے اور درمیان اس کے کہ کسی آزاد مرد پر دعویٰ کرے کہ اس کا غلام ہے اور اس پر جھوٹے گواہ قائم کرے اور حالانکہ اس کو معلوم ہو کہ وہ آزاد ہے سو اگر حاکم اس کو اس کا غلام بنا دے تو اس کے واسطے بالاجماع حلال نہیں کہ اس کو اپنا غلام بنائے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ کہنا کہ حکم حاکم کا ظاہر اور باطن کو حلال کر دیتا ہے مخالف ہے اس حدیث صحیح کو اور اجماع کو جو اس کے قائل سے سابق ہے اور اس قاعدے کو جس پر سب کا اتفاق ہے اور قائل مذکور بھی ان کے موافق ہے کہ شرم گاہ اولیٰ ہے ساتھ احتیاط کے اموال سے اور حجت پکڑی ہے قائل مذکور نے ساتھ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے شاھداك زوجاك اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث سے کہ حاکم نہ حکم کرے اپنے علم سے ساتھ دلیل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں انما اقضی الخ اور اس میں رد ہے اس پر جو حکم کرتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو اس کے دل میں بغیر

سند امر خارجی کے گواہ وغیرہ سے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ گواہ متصل قوی تر ہے گواہ منفصل سے اور وجہ رد کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ اس امر میں اعلیٰ ہیں سب سے مطلق اور باوجود اس کے حضرت ﷺ کی اس حدیث نے دلالت کی اس پر کہ وہ عام کاموں میں صرف ظاہر میں حکم کرتے ہیں سو اگر مدعا صحیح ہو تو حضرت ﷺ زیادہ تر لائق تھے ساتھ اس کے سو بے شک حضرت ﷺ نے معلوم کروایا کہ جاری کیا جائے احکام کو ظاہر پر اگرچہ ممکن تھا کہ اللہ آپ کو ہر مقدمے میں وحی کے ذریعہ سے اطلاع دے دے اور اس کا سبب یہ ہے کہ تشریع احکام کی واقع ہے حضرت ﷺ کے ہاتھ پر سو گویا کہ ارادہ کیا حضرت ﷺ نے تعلیم حکام کا جو آپ کے سوائے ہیں کہ اس پر اعتماد کریں ہاں اگر گواہی دیں گواہ مثلاً برخلاف اس کے کہ معلوم ہو حضرت ﷺ کو حس سے ساتھ مشاہدے کے یا یقین سے ساتھ سماع کے یا گمان راجح کے تو نہیں جائز ہے حضرت ﷺ کے واسطے کہ گواہوں کے موافق حکم کریں اور نقل کیا ہے اس پر بعض نے اتفاق اور نیز حدیث میں نصیحت کرنا امام کا ہے مدعی اور مدعا علیہ کو تا کہ اعتماد کریں حق پر اور عمل کرنا ساتھ نظر راجح کے اور بنا کرنا حکم کا اوپر اس کے اور یہ امر اجماعی ہے مفتی اور حاکم کے واسطے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٦٦٤٦- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلٰى أَخِيْهِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّيْ فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ ابْنُ أَخِيْ قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَتَسَاوَقَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِيْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ

٦٦٤٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتبہ نے اپنے بھائی کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے اور میرے نطفے سے سو اپنے قبضے میں کر لینا جب فتح مکہ کا سال ہوا تو اس کو سعد نے لیا اور کہا کہ میرے بھائی نے مجھ کو اس کے حق میں وصیت کی تھی تو عبد زمعہ کا بیٹا اس کی طرف اٹھا سو اس نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا اس کے بستر پر پیدا ہوا دونوں حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے گئے تو سعد نے کہا یا حضرت! میرے بھائی کا بیٹا ہے میرے بھائی نے مجھ کو اس کی وصیت کی تھی اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا اس کے بستر پر پیدا ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیرے واسطے ہے اے عبد بن زمعہ! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنے والا محروم ہے یعنی لڑکے کا مالک وہی ہے جس کے نیچے اس لڑکے کی ماں ہے خواہ نکاح سے ہو یا ملکیت سے پھر حضرت ﷺ نے سودہ رضی اللہ عنہا اپنی بیوی سے فرمایا کہ اس

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِيْ مِنْهُ لِمَا رَأٰى مِنْ شَبَهِهٖ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى.

سے پردہ کر اس واسطے کہ اس کو عتبہ کے مشابہ دیکھا تو اس نے سودہ رضی اللہ عنہا کو نہ دیکھا یہاں تک کہ اللہ سے ملے۔

بَابُ الْحُكْمِ فِي الْبِئْرِ وَنَحْوِهَا

حکم کرنا بیچ کنویں کے اور مانند اس کی کے

٦٦٤٧۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ مَالًا وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ الْآيَةَ فَجَآءَ الْأَشْعَثُ وَعَبْدُ اللّٰهِ يُحَدِّثُهُمْ فَقَالَ فِيَّ نَزَلَتْ وَفِيْ رَجُلٍ خَاصَمْتُهٗ فِيْ بِئْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَكَ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَا قَالَ فَلْيَحْلِفْ قُلْتُ إِذًا يَحْلِفُ فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ﴾ الْآيَةَ.

٦٦٤٧۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں قسم کھاتا کوئی کسی چیز پر بندگی گئی پر کہ مال چھین لے اور حالانکہ وہ اس میں جھوٹا ہو مگر کہ ملے گا اللہ سے اور اللہ اس سے غضبناک ہوگا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں آخر آیت تک سو اشعث اور عبداللہ ان سے حدیث بیان کرتے تھے تو اس نے کہا کہ یہ آیت میرے اور ایک مرد کے حق میں اتری میں نے اس سے کنویں میں جھگڑا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ میں نے کہا نہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو وہ قسم کھائے میں نے کہا اب وہ قسم کھائے گا سو یہ آیت اتری کہ بے شک جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ایمان والنذور میں گزر چکی ہے اور یہ حدیث حجت ہے اس میں کہ حکم حاکم کا ظاہر میں نہیں حلال کرتا حرام کو اور نہیں مباح کرتا حرام کو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ڈرایا اس شخص کے عذاب سے جو جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال چھین لے اور آیت مذکورہ سخت وعید ہے جو قرآن میں آئی ہے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ جو حیلہ کرے اپنے بھائی پر اور وجہ باطل سے اس کے حق سے کچھ چیز لے تو وہ اس کے واسطے حلال نہیں واسطے سخت ہونے گناہ کے بیچ اس کے۔ (فتح)

بَابُ الْقَضَآءِ فِيْ قَلِيْلِ الْمَالِ وَكَثِيْرِهٖ سَوَآءٌ

حکم کرنا بیچ تھوڑے اور بہت مال کے برابر ہے

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ شاید خوف کیا بخاری رحمہ اللہ نے آفت تخصیص کے سے پہلے ترجمہ میں سو ترجمہ باندھا ساتھ اس کے کہ حکم کرنا عام ہے ہر چیز میں تھوڑی ہو یا بہت۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ الْقَضَآءُ فِيْ قَلِيْلِ الْمَالِ وَكَثِيْرِهٖ سَوَآءٌ

یعنی اور کہا ابن شبرمہ نے کہ حکم کرنا تھوڑے اور بہت مال میں برابر ہے

٦٦٤٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَبَةَ خِصَامٍ عِنْدَ بَابِهٖ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهٗ يَأْتِيْنِيَ الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضًا أَنْ يَّكُوْنَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ أَقْضِيْ لَهٗ بِذٰلِكَ وَأَحْسِبُ أَنَّهٗ صَادِقٌ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَدَعْهَا.

۶۶۴۸۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھگڑے کی آواز سنی اپنے دروازے کے پاس سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پر نکلے سو فرمایا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں بندہ ہوں اور میرے پاس مدعی اور اور مدعا علیہ آتے ہیں سو شاید کہ بعض بعض سے زیادہ خوش تقریر ہوتا ہے میں اس کا اس کے واسطے حکم کرتا ہوں اور میں گمان کرتا ہوں کہ وہ سچا ہے سو میں جس کو کسی مسلمان کا حق دے دوں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے سو چاہے تو لے اور چاہے تو چھوڑ دے۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ جس کو میں کسی مسلمان کا حق دے دوں اور وہ عام ہے شامل ہے تھوڑے اور بہت مال کو اور شاید کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس ترجمے کے طرف رد کرنے کے اس شخص پر جو قائم ہے کہ جائز ہے واسطے قاضی کے کہ نائب بنائے بعض کو جس کو چاہے کرے بعض امروں میں سوائے بعض کے بحسب قوت اس کی معرفت کے اور جاری ہونے اس کے کلمے کے بیچ اس کے اور یہ منقول ہے بعض مالکیوں سے یا اس پر جو قائم ہے کہ نہیں واجب ہے قسم مگر قدر معین میں مال سے اور نہیں واجب ہے حقیر چیز میں یا اس پر قاضیوں سے جو نہیں حکم کرتا حقیر چیز میں بلکہ جب اس کی طرف اس کا مقدمہ لے جائیں تو اس کو رد کر دے اور یہ ایک قسم ہے تکبر سے اور پہلا احتمال لائق تر ہے ساتھ مراد بخاری رحمہ اللہ کے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ أَمْوَالَهُمْ وَضِيَاعَهُمْ

بیچنا امام کا لوگوں پر ان کے مال اور ضیاع کو

فائدہ: منسوب کیا بیع کو طرف امام کی تا کہ اشارہ کرے کہ یہ واقع ہوتا ہے بیوقوف کے مال میں یا غائب کے قرض ادا کرنے میں یا جو باز رہے یا سوائے اس کے تا کہ تحقیق ہو کہ جائز ہے امام کو تصرف کرنا بیچ عقود و مال کے فی الجملہ۔ (فتح)

وَقَدْ بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدَبَّرًا مِنْ نُعَيْمِ بْنِ النَّحَّامِ

اور البتہ حضرت ﷺ نے نعیم کے مدبر غلام کو بیچا

فائدہ: ذکر کیا ترجمہ میں ضیاع کو اور نہیں ذکر کیا حدیث میں مگر غلام کا بیچنا تو گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے طرف قیاس عقار کی حیوان پر۔

٦٦٤٩۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَاعَهُ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ ثُمَّ أَرْسَلَ بِثَمَنِهِ إِلَيْهِ.

۶۶۴۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو خبر پہنچی کہ ایک مرد نے آپ کے اصحاب سے غلام کو مدبر کیا ہے یعنی تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے کہ اس کے سوائے اس کے پاس کچھ مال نہ تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو آٹھ سو درہم سے بیچا پھر اس کی قیمت اس کو بھیجی۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ امام لوگوں کے مال کو اس وقت بیچے جب کہ ان سے ان کے مال میں بے عقلی دیکھے اور بہر حال جو بے عقل نہ ہو اس کے مال سے کوئی چیز نہ بیچے مگر اس حق میں کہ اس پر ہو اور ادا کرنے سے باز رہے اور یہ ٹھیک ہے لیکن قصد مدبر کا اس پر رد کرتا ہے اور البتہ جواب دیا ہے اس سے کہ مدبر کے سوا اس کے پاس اور کوئی مال نہ تھا اور دیکھا کہ اس نے اپنا سب مال خرچ کر ڈالا اور تعرض کیا واسطے ہلاکت کے تو اس کے فعل کو توڑ ڈالا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَكْتَرِثْ بِطَعْنِ مَنْ لَّا يَعْلَمُ فِي الْأُمَرَآءِ حَدِيثًا

جو نہ التفات کرے اور نہ پرواہ کرے واسطے طعن اس شخص کے کہ نہ جانے امیروں میں

فائدہ: کہا مہلب نے کہ اس باب کے معنی یہ ہیں کہ طاعن جب نہ جانتا ہو حال مطعون علیہ کا سو اس پر عیب کرے جو اس میں نہیں تو نہ اعتبار کیا جائے اس طعن کا اور نہ عمل کیا جائے ساتھ اس کے اور قید کیا ہے اس کو ترجمہ میں ساتھ اس کے جو نہ جانتا ہو واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ جو علم سے طعن کرے اس کے ساتھ عمل کیا جائے اور اگر طعن کرے ساتھ امر محتمل کے تو ہوگا یہ راجع طرف رائے امام کے چاہے قبول کرے چاہے نہ کرے اور اسی پر اتارا گیا ہے فعل عمر رضی اللہ عنہ کا ساتھ سعد رضی اللہ عنہ کے یہاں تک کہ اس کو معزول کیا باوجود بری ہونے اس کے اس چیز سے کہ عیب کیا اس کو اہل کوفہ نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نہ معلوم کیا سعد رضی اللہ عنہ کے عیب سے جو حضرت ﷺ نے اُسامہ رضی اللہ عنہ سے معلوم کیا یعنی سو ہوا سبب اس کے معزول کرنے کا اور کہا ابن منیر نے کہ یقین کیا حضرت ﷺ نے ساتھ سلامتی عاقب کے اُسامہ رضی اللہ عنہ کی سرداری میں سو نہ التفات کیا طرف طعن طاعن کی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے احتیاط کی راہ

اختیار کی واسطے نہ ہونے یقین کے۔ (فتح)

٦٦٥٠۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطُعِنَ فِي إِمَارَتِهِ وَقَالَ إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلِهِ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمْرَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ.

٦٦٥٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اس پر سردار کیا سو طعن کیا گیا اس کی سرداری میں یعنی غلام آزاد ہے اس کو کیوں سردار کیا؟ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم طعنہ دیتے ہو اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں تو البتہ تم تو اس سے پہلے اس کے باپ یعنی زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں بھی طعنہ دیتے تھے اور قسم ہے اللہ کی زید رضی اللہ عنہ سرداری کے لائق تھا اور بے شک وہ سب لوگوں سے مجھ کو زیادہ تر پیارا تھا اور البتہ یہ اُسامہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تر پیارا ہے۔

فائدہ: اور تقدیر یہ ہے کہ اگر تم نے طعن کیا ہے اس کی سرداری میں تو تم اس سے گنہگار ہوئے اس واسطے کہ تمہارا طعن حق نہیں جیسا کہ تم اس کے باپ کی سرداری میں طعن کرتے تھے اور حالانکہ ظاہر ہوا کافی ہونا اور لائق ہونا اس کا واسطے سرداری کے اور یہ کہ وہ سرداری کا مستحق تھا اور تمہارے طعن کی کوئی دلیل نہ تھی اس واسطے نہیں اعتبار ہے تمہارے طعن کا اس کے بیٹے کی سرداری میں اور نہیں ہے کوئی پرواہ تمہارے طعن کی اور بعض نے کہا طعن اس واسطے کیا تھا کہ زید رضی اللہ عنہ غلام آزاد تھے۔ (فتح)

بَابُ الْأَلَدِّ الْخَصِمِ وَهُوَ الدَّآئِمُ فِي الْخُصُومَةِ ﴿لُدًّا﴾ عُوْجًا

باب ہے الالد الخصم کا اور اس کے معنی ہیں ہمیشہ جھگڑنے والا بڑا لڑاکا اور لدا کے معنی ہیں ٹیڑے یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا﴾

فائدہ: اور حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں سخت جھگڑالو اور یہ تفسیر ہے ساتھ لازم کے اس واسطے کہ جو حق سے ٹیڑھا ہو گویا اس نے نہ سنا۔

٦٦٥١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ

٦٦٥١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب لوگوں میں سے زیادہ تر دشمن بڑا لڑاکا جھگڑالو ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ.

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ ابغض سے مراد یہاں کافر ہے سو حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تر دشمن کافر لوگ ہیں جو عناد رکھتے ہیں یا ابغض جھگڑالو مراد ہیں میں کہتا ہوں دوسرا احتمال معتمد ہے اور وہ عام تر ہے اس سے کہ کافر ہو یا مسلمان سو اگر کافر ہو تو صیغہ افعل التفضیل کا اس کے حق میں اپنی حقیقت پر ہے عموم میں اور اگر مسلمان ہو تو سبب بغض کا یہ ہے کہ بہت جھگڑنا نوبت پہنچاتا ہے غالبا طرف اس چیز کی کہ اس سے اس کے صاحب کی مذمت کی جائے یا خاص ہوگا مسلمانوں کے حق میں ساتھ اس شخص کے جو جھگڑے باطل میں اور شاہد ہے اول کے واسطے یہ حدیث کہ کفایت کرتا ہے تجھ کو یہ گناہ کہ تو ہمیشہ جھگڑنے والا روایت کیا ہے اس کو طحاوی نے ساتھ سند ضعیف کے اور وارد ہوئی ہے ترغیب بیچ ترک کرنے جھگڑے کے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں ضامن ہوں ایک گھر کا درمیان بہشت کے اس کے واسطے جو جھگڑا چھوڑ دے اگرچہ حق پر ہو۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا قَضَى الْحَاكِمُ بِجَوْرٍ أَوْ خِلَافِ أَهْلِ الْعِلْمِ فَهُوَ رَدٌّ

جب حاکم حکم کرے ساتھ ظلم کے یا خلاف اہل علم کے تو وہ رد ہے یعنی مردود ہے

٦٦٥٢۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدًا ح و حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ إِلَى بَنِيْ جَذِيْمَةَ فَلَمْ يُحْسِنُوْا أَنْ يَقُوْلُوْا أَسْلَمْنَا فَقَالُوْا صَبَأْنَا صَبَأْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ وَيَأْسِرُ وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِّنَّا أَسِيْرَهُ فَأَمَرَ كُلَّ رَجُلٍ مِّنَّا أَنْ يَقْتُلَ أَسِيْرَهُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا أَقْتُلُ أَسِيْرِيْ وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِيْ أَسِيْرَهُ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى

٦٦٥٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو قوم بنی جذیمہ کی طرف بھیجا سو وہ بخوبی یہ بات نہ کر سکے کہ ہم اسلام لائے سو انہوں نے یوں کہا کہ ہم بے دین ہوئے سو خالد رضی اللہ عنہ نے ان کا قتل کرنا اور قید کرنا شروع کیا اور ہر ایک مسلمان کو ایک قدی دیا اور ہر ایک کو حکم دیا کہ اپنے قیدی کو قتل کرے تو میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں تو اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ کوئی میرا ساتھی اپنے قیدی کو قتل کرے پھر جب ہم پلٹے تو یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! میں تیرے سامنے بیزاری ظاہر کرتا ہوں خالد رضی اللہ عنہ کے کام سے جو اس نے کیا یہ دو بار فرمایا یعنی میں اس میں شریک نہیں۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ مَرَّتَيْنِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ الٰہی! میں تیرے سامنے بیزاری ظاہر کرتا ہوں خالد رضی اللہ عنہ کے کام سے یعنی قتل کرنے خالد رضی اللہ عنہ کے سے ان لوگوں کو جنہوں نے کہا تھا کہ ہم بے دین ہوئے پہلے اس سے کہ ان کا مطلب بوجھے کہ اس کہنے سے ان کی کیا مراد تھی؟ اور اس میں اشارہ ہے طرف تصویب فعل ابن عمر رضی اللہ عنہما اور اس کے ساتھیوں کے کہ انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ کی متابعت نہ کی ان کے قتل کرنے میں جن کے قتل کرنے کا اس نے حکم کیا کہا خطابی نے کہ حضرت ﷺ جو خالد رضی اللہ عنہ کے فعل سے بیزار ہوئے باوجود اس کے کہ اس کو اس پر سزا نہ دی اس واسطے کہ وہ مجتہد تھے تو اس میں حکمت یہ ہے کہ تا کہ پہچانا جائے کہ حضرت ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ کو اس کی اجازت نہیں دی تھی واسطے اس خوف کے کہ کوئی اعتقاد کرے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی تھی اور تا کہ اور کوئی ایسا کام نہ کرے اور کہا ابن بطال نے کہ گناہ اگرچہ ساقط ہے مجتہد سے حکم میں جب کہ ظاہر ہو جائے کہ وہ برخلاف جماعت اہل علم کے ہے لیکن ضمان یعنی اس کا بدلہ لازم ہے واسطے مخطی کے نزدیک اکثر کے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ کیا یہ ضمان حاکم کے عاقلہ پر ہے یا بیت المال میں اور ظاہر یہ ہے کہ فعل سے بری ہونا نہیں مستلزم ہے اس کو کہ اس کا فاعل گنہگار ہو اور نہ یہ کہ اس کو چٹی لازم ہے اس واسطے کہ مخطی کا گناہ مرفوع ہے اگرچہ اس کا فعل خوب نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْإِمَامِ يَأْتِيْ قَوْمًا فَيُصْلِحُ بَيْنَهُمْ

امام کسی قوم کے پاس آئے اور ان کے درمیان صلح کروائے

٦٦٥٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِيْ عَمْرٍو فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَتَاهُمْ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَأَذَّنَ بِلَالٌ وَأَقَامَ وَأَمَرَ أَبَا بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ وَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ فِي الصَّلَاةِ فَشَقَّ النَّاسَ حَتّٰى قَامَ خَلْفَ أَبِيْ

٦٦٥٣ـ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم بنی عمرو کے درمیان لڑائی ہوئی یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی سو حضرت ﷺ ظہر کی نماز پڑھ کے ان کے پاس گئے تا کہ ان کے درمیان صلح کروا دیں سو فرمایا کہ اے بلال! اگر نماز کا وقت آئے اور میں نہ آؤں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم کرنا کہ لوگوں کو نماز پڑھائے سو جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور تکبیر کہی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ امام بنے پھر حضرت ﷺ تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں تھے سو حضرت ﷺ لوگوں کو چیر کر آگے بڑھے اگلی صف میں جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے

بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ فِي الصَّفِّ الَّذِي يَلِيهِ قَالَ وَصَفَّحَ الْقَوْمُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ لَمْ يَلْتَفِتْ حَتّٰى يَفْرُغَ فَلَمَّا رَأَى التَّصْفِيحَ لَا يُمْسَكُ عَلَيْهِ الْتَفَتَ فَرَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ أَنِ امْضِهْ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَلَبِثَ أَبُو بَكْرٍ هُنَيَّةً يَحْمَدُ اللّٰهَ عَلٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَشَى الْقَهْقَرٰى فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ تَقَدَّمَ فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ إِذْ أَوْمَأْتُ إِلَيْكَ أَنْ لَّا تَكُونَ مَضَيْتَ قَالَ لَمْ يَكُنْ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يَّؤُمَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لِلْقَوْمِ إِذَا رَابَكُمْ أَمْرٌ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْيُصَفِّحِ النِّسَاءُ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يَقُلْ هٰذَا الْحَرْفَ غَيْرُ حَمَّادٍ يَا بِلَالُ مُرْ أَبَا بَكْرٍ.

متصل تھی یہاں تک کہ نیت کر کے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور لوگوں نے تالی بجائی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب نماز میں داخل ہوتے تو کسی کی طرف نہ دیکھتے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوتے پھر جب دیکھا کہ تالی اس پر بند نہیں ہوتی تو مڑ کر نظر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیچھے دیکھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اشارہ کیا کہ وہیں ٹھہرے رہو اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اس طرح پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تھوڑی دیر اللہ کا شکر ادا کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو امامت کرنے کو فرمایا پھر پیچھے ہٹے بغیر اس کے کہ قبلے کی طرف منہ پھیریں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا اے ابوبکر! کس چیز نے تجھ کو منع کیا وہیں کھڑے رہنے سے جب کہ میں نے تجھ کو اشارہ کیا؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن قحافہ کے بیٹے کو یہ لائق نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے امام بنے اور لوگوں سے فرمایا کہ جب تم کو نماز میں کوئی ضرورت ظاہر ہو یعنی ایسی ضرورت جس میں امام کو خبردار کرنا پڑے تو چاہیے کہ مرد بلند آواز سے سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ نہیں کہا یہ صرف کسی نے سوائے حماد کے اے بلال! ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم کرنا۔

فائدہ: ابن ابی قحافہ کے بیٹے کو یہ لائق نہیں تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تواضع کی راہ سے اپنا نام نہ لیا کہا ابن منیر نے فقہ ترجمہ کی تنبیہ کرنا ہے اوپر جواز مباشرت حاکم کے صلح کو درمیان مدعی اور مدعا علیہ کے اور نہیں شمار کی جاتی ہے یہ تصحیف حکم میں اور یہ کہ جائز ہے جانا حاکم کو مدعی اور مدعا علیہ کی جگہ میں واسطے فیصل کرنے جھگڑنے کے درمیان ان کے یا واسطے بڑے ہونے جھگڑے کے اور یا اس واسطے تاکہ کھولیں اس چیز کو کہ نہیں معلوم ہو سکتی ہے مگر معائنہ سے اور نہیں شمار کی جاتی ہے یہ تخصیص اور نہ تمیز اور نہ ذلت۔ (فتح)

بَابُ يُسْتَحَبُّ لِلْكَاتِبِ أَنْ يَّكُونَ أَمِينًا
جو مستحب ہے کاتب کے واسطے کہ امین اور عاقل ہو یعنی

عَاقِلًا.

لکھنے والا الحکم کا اور اس کے غیر کا۔

٦٦٥٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ أَبُو ثَابِتٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ لِمَقْتَلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيرٌ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِي ذَلِكَ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ عُمَرَ وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَإِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ قَالَ زَيْدٌ فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ بِأَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا كَلَّفَنِي مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يَحُثُّ مُرَاجَعَتِي حَتَّى شَرَحَ

۶۶۵۴۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلا بھیجا وقت لڑائی اہل یمامہ کے اور ان کے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر میرے پاس آیا تو اس نے کہا کہ البتہ سخت ہوا قتل ہونا قرآن کے حافظوں کا یمامہ کی لڑائی کے دن یعنی اس میں بہت حافظ قرآن مارے گئے اور میں ڈرتا ہوں کہ سخت ہو قتل ہونا قرآن کے حافظوں کا سب لڑائیوں میں یعنی کہیں ایسا نہ ہو اور لڑائیوں میں بھی اسی طرح بہت حافظ قرآن مارے جائیں اور بہت قرآن جاتا رہے اور میری رائے یہ ہے کہ تو قرآن کو جمع کرنے کا حکم کرے میں نے کہا کہ کس طرح کروں میں وہ چیز جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی تو کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی کہ قرآن کا جمع کرنا بہتر ہے سو ہمیشہ رہا عمر رضی اللہ عنہ تکرار کرتا مجھ سے بیچ اس کے یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ کھولا جس کے واسطے عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا اور میں نے اس میں مناسب دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہا زید رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ تو جوان مرد ہے عاقل ہے ہم تجھ کو تہمت نہیں کرتے کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وحی کو لکھا کرتا تھا سو قرآن کو تلاش کر کے اور ڈھونڈھ کے جمع کر، کہا زید رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مجھ کو پہاڑ کے اٹھانے کی تکلیف دیتے تو نہ ہوتا مجھ پر زیادہ تر بھاری اس چیز سے جس کی انہوں نے مجھ کو تکلیف دی قرآن کے جمع کرنے سے میں نے کہا تم کس طرح کرتے ہو وہ چیز جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی وہ بہتر ہے سو ہمیشہ رہے چاہتے مجھ سے تکرار کرنے کو یہاں تک کہ اللہ نے

اللّٰهُ صَدْرِیْ لِلَّذِیْ شَرَحَ اللّٰهُ لَهٗ صَدْرَ أَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَرَأَیْتُ فِیْ ذٰلِكَ الَّذِیْ رَأَیَا فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهٗ مِنَ الْعُسُبِ وَالرِّقَاعِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ فَوَجَدْتُ فِیْ آخِرِ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ ﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ إِلٰی آخِرِهَا مَعَ خُزَیْمَةَ أَوْ أَبِیْ خُزَیْمَةَ فَأَلْحَقْتُهَا فِیْ سُوْرَتِهَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِیْ بَكْرٍ حَیَاتَهٗ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَیَاتَهٗ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰهِ اللِّخَافُ یَعْنِی الْخَزَفَ.

میرا سینہ کھولا جس کے واسطے اللہ نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا سینہ کھولا تو میں نے اس میں دیکھا جو انہوں نے دیکھا سو میں نے تلاش کیا قرآن کو جمع کرتا تھا میں اس کو کھجور کی چھڑیوں سے اور کپڑے کے ٹکڑوں سے اور ٹھیکریوں سے اور مردوں کے سینوں سے سو پایا میں نے اخیر سورۂ توبہ کا ﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ﴾ الخ پاس خزیمہ یا ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ کے تو میں نے اس کو اس کی سورت میں ملایا سو وہ کاغذ جن میں قرآن لکھا گیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ان کی زندگی میں یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح قبض کی پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ان کی زندگی میں یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح قبض کی پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے کہا محمد بن عبیداللہ نے لخاف کے معنی ٹھیکری ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزری اور غرض اس سے یہ قول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے زید رضی اللہ عنہ سے کہ تو جوان مرد ہے عاقل ہے ہم تجھ کو تہمت نہیں کرتے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بادشاہ اور قاضی کو رکھنا کاتب کا اور یہ کہ جس کو پہلے سے کسی کام کا علم ہو وہ لائق تر ہے ساتھ اس کے غیر اس کے سے جب کہ واقع ہو اور بیہقی میں ہے کہ حضرت ﷺ نے عبداللہ بن ارقم کو کاتب رکھا وہ حضرت ﷺ کی طرف سے بادشاہوں کی طرف خط لکھتا تھا سو اس کی امانت کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ حضرت ﷺ اس کا خط لکھا سنتے نہ تھے پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کاتب بنایا اور اسی طرح ایک جماعت اصحاب کو۔ (فتح)

بَابُ كِتَابِ الْحَاكِمِ إِلٰی عُمَّالِهٖ وَالْقَاضِیْ إِلٰی أُمَنَآئِهٖ

خط لکھنا حاکم کا اپنے عاملوں کو اور قاضی کا امینوں کو

فائدہ: عامل کہتے ہیں اس کو جو مثلاً کسی شہر پر حاکم ہو اس کے خراج جمع کرنے کے واسطے یا تحصیل زکوۃ کے واسطے یا امامت نماز کے واسطے یا امیر ہو اس کے دشمن کے جہاد کرنے پر اور امین وہ لوگ ہیں جن کو قائم کرے بیچ ضبط کرنے امور لوگوں کے۔ (فتح)

٦٦٥٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِیْ لَیْلٰی ح حَدَّثَنَا

۶۶۵۵۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ دونوں خیبر کی طرف نکلے مشقت سے جو ان کو پہنچی سو

إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ لَيْلَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ هُوَ وَرِجَالٌ مِّنْ كُبَرَآءِ قَوْمِهٖ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلٰى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ فَأُخْبِرَ مُحَيِّصَةُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قُتِلَ وَطُرِحَ فِيْ فَقِيْرٍ أَوْ عَيْنٍ فَأَتٰى يَهُوْدَ فَقَالَ أَنْتُمْ وَاللّٰهِ قَتَلْتُمُوْهُ قَالُوْا مَا قَتَلْنَاهُ وَاللّٰهِ ثُمَّ أَقْبَلَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى قَوْمِهٖ فَذَكَرَ لَهُمْ وَأَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوْهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ فَذَهَبَ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِيْ كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُحَيِّصَةَ كَبِّرْ كَبِّرْ يُرِيْدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِمَّا أَنْ يَّدُوْا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُّؤْذِنُوْا بِحَرْبٍ فَكَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ بِهٖ فَكُتِبَ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ قَالُوْا لَا قَالَ أَفَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُوْدُ قَالُوْا لَيْسُوْا بِمُسْلِمِيْنَ فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهٖ مِائَةَ نَاقَةٍ حَتّٰى أُدْخِلَتِ الدَّارَ قَالَ سَهْلٌ فَرَكَضَتْنِيْ مِنْهَا نَاقَةٌ۔

محیصہ کو خبر ہوئی کہ عبداللہ مارا گیا اور کاریز یا نہر میں ڈالا گیا سو وہ یہود کے پاس آیا اور کہا قسم ہے اللہ کی تم ہی نے اس کو قتل کیا ہے انہوں نے کہا قسم ہے اللہ کی ہم نے اس کو نہیں مارا پھر محیصہ متوجہ ہوا یہاں تک کہ اپنی قوم کے پاس آیا اور ان سے یہ ذکر کیا سو محیصہ اور اس کا بڑا بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن بن سہل حضرت ﷺ کے پاس آئے سو شروع ہوا کہ کلام کرے اور وہی خیبر میں تھا تو محیصہ سے کہا کہ اول بڑے کو بات کرنے دے اول بڑے کو بات کرنے دے یعنی جو عمر میں بڑا ہے سو کلام کیا حویصہ نے پھر کلام کیا محیصہ نے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یا تو تمہارے ساتھی کی دیت دیں اور یا لڑائی کے ساتھ خبردار ہو جائیں سو لکھا حضرت ﷺ نے خیبر والوں کو ساتھ اس کے یعنی ساتھ اس خبر کے جو آپ کی طرف منقول ہوئی تو ان کے کاتب نے لکھا کہ ہم نے اس کو نہیں مارا تو حضرت ﷺ نے حویصہ اور محیصہ اور عبدالرحمٰن سے فرمایا کہ کیا تم قسم کھاتے ہو اور اپنے ساتھی کے قصاص کے مستحق ہوتے ہو انہوں نے کہا کہ نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا پس تمہارے واسطے یہود قسم کھائیں انہوں نے کہا کہ وہ مسلمان نہیں ہیں ان کی قسم کا کچھ اعتبار نہیں سو حضرت ﷺ نے اپنے پاس سے اس کی دیت دی سو اونٹنی یہاں تک کہ گھر میں داخل کی گئیں سو ان میں سے ایک اونٹنی نے مجھ کو لات ماری۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح قسامت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو لکھا اور کہا ابن منیر نے کہ نہیں ہے حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے اپنے نائب یا امین کی طرف لکھا بلکہ خود مدعیوں کو لکھا لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب کی طرف لکھنا جائز ہے اور لکھنا ان کے غیر کی طرف ثابت ہے بطریق اولیٰ۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يَجُوْزُ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَّبْعَثَ رَجُلًا وَحْدَهُ لِلنَّظَرِ فِي الْأُمُوْرِ

کیا جائز ہے واسطے حاکم کے کہ بھیجے تنہا آدمی کو واسطے نظر کرنے کے امروں میں

٦٦٥٦۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَا جَآءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَقَالُوْا لِيْ عَلَى ابْنِكَ الرَّجْمُ فَفَدَيْتُ ابْنِيْ مِنْهُ بِمِائَةٍ مِّنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوْا إِنَّمَا عَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ لِرَجُلٍ فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا.

٦٦٥٦۔ حضرت ابوہریرہ اور زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! حکم کرو ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے پھر مدعی اس کا کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے کہ حکم کرو ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے تو اس گنوار نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ واجب ہے تیرے بیٹے پر سنگسار کرنا تو میں نے اپنے بیٹے کی طرف سے اس کا بدلہ سو بکری اور ایک لونڈی دی پھر میں اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ واجب تیرے بیٹے پر تو سو کوڑا اور سال بھر جلا وطن کرنا ہے پس فرمایا حضرت ﷺ نے البتہ حکم کرتا ہوں میں درمیان تمہارے اللہ کی کتاب سے بہرحال لونڈی اور بکریاں پس وہ رد ہیں تجھ پر اور تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور جلا وطن کرنا ایک برس اور بہرحال تو اے انیس! ایک مرد سے کہا سو صبح کو اس کی عورت پر جانا اور اس کو سنگسار کرنا تو انیس رضی اللہ عنہ صبح کو اس پر گیا اور اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ اے انیس! صبح کو اس عورت پر جانا اور اس میں اختلاف ہے کہ انیس رضی اللہ عنہ حاکم تھا یا خبر تلاش کرنے والا اور ترجمہ میں استفہام کیا واسطے اشارہ کرنے کے طرف خلاف محمد بن حسن کی کہ اس نے کہا کہ نہیں جائز ہے قاضی کو کہ کہے کہ میرے پاس فلانے نے

اقرار کیا اس طرح واسطے کسی چیز کے کہ حکم کیا جائے ساتھ اس کے اوپر اس کے مال سے یا عتق سے یا طلاق سے یہاں تک کہ اپنے ساتھ کسی غیر کو اس پر گواہ کر لے اور دعویٰ کیا ہے کہ حدیث باب کا حکم خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے اور کہا اس نے کہ ہمیشہ قاضی کی مجلس میں دو گواہ عادل رہیں کہ دونوں سنتے رہیں جو اقرار کرے اور اس پر گواہ ہوں پس جاری ہو حکم ان کی گواہی سے کہا مہلب نے اور اس میں حجت ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے بیچ جواز نافذ کرنے حاکم کے ایک مرد کو عذروں میں اور یہ کہ رکھے ایک معتمد کو جو پوشیدہ طور سے گواہوں کا حال معلوم کرے جیسے کہ جائز ہے قبول کرنا خبر واحد کا نہ شہادت کا۔ (فتح)

بَابُ تَرْجَمَةِ الْحُكَّامِ وَهَلْ يَجُوْزُ تَرْجُمَانٌ وَاحِدٌ

جائز ہے ترجمہ کرنا کلام غیر کا حاکموں کے واسطے یا بالعکس اور کیا جائز ہے ایک ترجمان؟

فائدہ: ترجمان اس کو کہتے ہیں جو ایک زبان کا مطلب دوسری زبان میں کہے جیسے مثلاً عبرانی کا عربی زبان میں و بالعکس یہ اشارہ ہے طرف اختلاف کی اور حنفیہ کا قول یہ ہے کہ ایک ترجمان کافی ہے اور یہ ایک روایت ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور اختیار کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور ابن منذر اور ایک گروہ نے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر حاکم مدعی اور مدعا علیہ کی زبان نہ پہچانتا ہو تو نہ قبول کیا جائے اس میں ایک ترجمان بلکہ ضروری ہے اس میں ہونا دو ترجمانوں کا جو عادل ہوں اس واسطے کہ وہ نقل کرتا ہے وہ چیز جو پوشیدہ ہے حاکم پر طرف اس کی اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ حکومت کے پس شرط ہے اس میں ہونا عادل کا مانند شہادت کی اور اس واسطے کہ اس نے خبر دی ہے حاکم کو جو نہیں سمجھتا تو ہوگا مانند نقل کرنے اقرار کے اس کی طرف غیر مجلس اس کی سے۔ (فتح)

وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَتَعَلَّمَ كِتَابَ الْيَهُوْدِ حَتّٰى كَتَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتُبَهُ وَأَقْرَأْتُهُ كُتُبَهُمْ إِذَا كَتَبُوْا إِلَيْهِ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ یہودیوں کا خط لکھنا پڑھنا سیکھے یہاں تک کہ میں نے حضرت ﷺ کے خط لکھے یعنی یہود کی طرف اور ان کے خطوط حضرت ﷺ پر پڑھے جب کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو لکھا۔

فائدہ: مدینے کے گرد یہودی بہت رہتے تھے حضرت ﷺ کی ان سے خط و کتابت اکثر رہتی تھی حضرت ﷺ یہودیوں کو بلا کر لکھاتے پڑھاتے تھے سو حضرت ﷺ کو خوف آیا کہ کہیں یہ لوگ عداوت کے سبب سے خط لکھنے پڑھنے میں تفاوت نہ کریں سو فرمایا کہ واللہ مجھ کو اپنے خط لکھانے پڑھانے میں یہودیوں پر اعتماد نہیں تب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ان کا خط لکھنا پڑھنا سیکھ لو انہوں نے پندرہ دن میں سب سیکھ لیا پھر وہی لکھا پڑھا کرتے تھے اور یہودیوں کی زبان عبرانی تھی۔ (فتح)

وَقَالَ عُمَرُ وَعِنْدَهُ عَلِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَعُثْمَانُ مَاذَا تَقُوْلُ هٰذِهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَاطِبٍ فَقُلْتُ تُخْبِرُكَ بِصَاحِبِهَا الَّذِيْ صَنَعَ بِهَا.

اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اور ان کے پاس علی رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تھے یہ عورت کیا کہتی ہے؟ کہا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے میں نے کہا کہ تجھ کو خبر دیتی ہے اپنے ساتھی سے جس نے اس کے ساتھ زنا کیا یعنی وہ عورت حاملہ تھی۔

وَقَالَ أَبُوْ جَمْرَةَ كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا بُدَّ لِلْحَاكِمِ مِنْ مُتَرْجِمَيْنِ.

اور کہا ابوجمرہ نے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اور لوگوں کے درمیان مترجم تھا کہا بعض لوگوں نے کہ ضروری ہے حاکم کے واسطے ہونا دو مترجموں کا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ بعض ناس کے محمد بن حسن ہے کہ اس نے شرط کی ہے کہ ضروری ہے ترجمہ میں ہونا دو آدمیوں کا اس نے اس کو بجائے شہادت کے اتارا ہے اور مخالفت کی ہے اپنے ساتھیوں کوفے والوں کی اور موافق ہوا ہے اس کو شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ (فتح)

٦٦٥٧ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِيْ رَكْبٍ مِّنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ قُلْ لَّهُمْ إِنِّيْ سَآئِلٌ هٰذَا فَإِنْ كَذَبَنِيْ فَكَذِّبُوْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَقَالَ لِلتُّرْجُمَانِ قُلْ لَّهُ إِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ.

٦٦٥٧ـ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہرقل نے اس کو بھیجا مع چند سواروں قریش کے پھر اپنے ترجمان سے کہا ان سے کہہ کہ میں اس سے پوچھتا ہوں سو اگر یہ جھوٹ بولے تو اس کو جھٹلا دینا پھر ذکر کی حدیث پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے کہہ کہ اگر ہو سچ جو تو کہتا ہے تو اس کی سلطنت میرے قدموں کے نیچے تک پہنچے گی۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کئی بار گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے کہہ اور کہا ابن بطال نے کہ نہیں داخل کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ہرقل کی حجت اوپر جواز ترجمان مشترک کے اس واسطے کہ ہرقل کا ترجمان اپنی قوم کے دین پر تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل کیا ہے اس کو تا کہ دلالت کرے اس پر کہ ترجمان جاری ہوتا تھا نزدیک امتوں کے بجائے خبر کے نہ بجائے شہادت کے کہا ابن منیر نے وجہ دلیل کی ہرقل کے قصے سے باوجود اس کے کہ نہیں حجت ہے فعل اس کا یہ ہے کہ مثل اس کی صواب ہے اس کی رائے

سے اس واسطے کہ اکثر جو اس قصے میں اس نے وارد کیا ہے صواب ہے موافق ہے واسطے حق کے پس جگہ دلیل کی تصویب عاملوں شریعت کی ہے اس کے واسطے اور امثال اس کی کے رائے اس کی سے اور خوب سمجھ اس کی سے اور مناسبت استدلال اس کی سے اگرچہ غالب ہوئی اس پر شقاوت اور تکملہ اس کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ لیا جاتا ہے صحت استدلال اس کی سے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ پیغمبری کے کہ اس کو پیغمبروں کی شریعتوں پر اطلاع تھی سو محمول ہیں تصرفات اس کے اوپر موافق ہونے شریعت کے جس کے ساتھ اس کا تمسک تھا اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ سند بخاری رحمہ اللہ کی تقریر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے اور وہ اماموں سے ہے جن کی پیروی کی جاتی ہے اوپر اس کے اور اسی واسطے حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ کفایت کرنے اس کے ابو جمرہ کے ترجمہ سے سو دونوں اثر راجع ہیں طرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک اس کے تصرف سے اور ایک اس کی تقریر سے اور جب جوڑا جائے ساتھ اس کے فعل عمر کا اور جو ان کے ساتھ ہیں اصحاب سے اور نہیں منقول ہے ان کے غیر سے خلاف اس کا تو قوی ہوگی حجت کہا ابن بطال نے کہ جائز رکھا ہے اکثر نے ترجمہ ایک کا اور کہا محمد بن حسن نے کہ ضروری ہے ہونا دو آدمیوں کا اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے وہ مانند گواہ کی ہے اور حجت اکثر کی ترجمہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے تنہا حضرت ﷺ کے واسطے اور ترجمہ ابو جمرہ کا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے اور ترجمان کو اس کی حاجت نہیں کہ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں بلکہ کفایت کرتا ہے محض خبر دینا اور ہو تفسیر ہے مترجم عنہ کی کلام کی اور نقل کیا ہے قرابیسی نے مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ سے کفایت کرنا ساتھ ایک مترجم کے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اور ابو یوسف رحمہ اللہ سے دو کی روایت ہے اور حاصل یہ ہے کہ اگر ترجمہ بطریق اخبار کے ہو تو اس میں ایک مترجم کفایت کرتا ہے اور اگر بطور شہادت کے ہو تو ضروری ہے اس میں ہونا دو آدمیوں کا۔ (فتح)

بَابُ مُحَاسَبَةِ الْإِمَامِ عُمَّالَهُ

حساب کرنا امام کا اپنے عاملوں سے

٦٦٥٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ ابْنَ الْأُتَبِيَّةِ عَلٰى صَدَقَاتِ بَنِيْ سُلَيْمٍ فَلَمَّا جَآءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَاسَبَهُ قَالَ هٰذَا الَّذِيْ لَكُمْ وَهٰذِهٖ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا جَلَسْتَ

۶۶۵۸۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ابن لتبیہ کو قوم بنی سلیم کے صدقات کی تحصیل کرنے پر حاکم کیا سو جب حضرت ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے حساب کیا یعنی جو اس نے قبض کیا اور خرچ کیا اس نے کہا کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھ کو تحفہ بھیجا گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں تا کہ تیرا تحفہ تیرے پاس آتا اگر تو سچا ہے پھر حضرت ﷺ خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو لوگوں پر خطبہ

فِيْ بَيْتِ أَبِيْكَ وَبَيْتِ أُمِّكَ حَتّٰى تَأْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ أَسْتَعْمِلُ رِجَالًا مِنْكُمْ عَلٰى أُمُوْرٍ مِمَّا وَلَّانِيَ اللّٰهُ فَيَأْتِيْ أَحَدُكُمْ فَيَقُوْلُ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذِهِ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِيْ فَهَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْهِ وَبَيْتِ أُمِّهِ حَتّٰى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا فَوَاللّٰهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ هِشَامٌ بِغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا جَآءَ اللّٰهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا فَلَأَعْرِفَنَّ مَا جَآءَ اللّٰهَ رَجُلٌ بِبَعِيْرٍ لَهُ رُغَآءٌ أَوْ بِبَقَرَةٍ لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةٍ تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ.

پڑھا سو اللہ کی تعریف کی اور اس پر ثنا کہی پھر فرمایا کہ بہر حال بعد حمد اور صلوٰۃ کے بات تو یوں ہے کہ میں تم سے بعض مردوں کو بعض کاموں پر حاکم کرتا ہوں اس چیز سے کہ اللہ نے مجھ کو حاکم کیا ہے تو ان میں سے کوئی آتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھ کو تحفہ بھیجا گیا سو کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں تا کہ اس کا تحفہ اس کے پاس آتا اگر سچا ہے سو قسم ہے اللہ کی نہیں لے گا کوئی اس میں سے کچھ ناحق مگر کہ قیامت کے دن اللہ کے پاس آئے گا اس حال میں کہ اس کو اٹھائے ہو گا خبر دار ہو سو میں نہیں پہچانتا کہ آئے کوئی مرد پاس اللہ کے ساتھ اونٹ کے اس کے واسطے آواز ہو یا ساتھ گائے کے کہ اس کے واسطے آواز ہو یا بکری کے کہ آواز کرتی ہو پھر حضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے یہاں تک کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی خبر دار ہو کیا میں نے اللہ کا حکم پہنچایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ بِطَانَةِ الْإِمَامِ وَأَهْلِ مَشُوْرَتِهِ الْبِطَانَةُ الدُّخَلَاءُ

امام کا خاصہ رفیق اور مشورہ والا یعنی جس سے صلاح اور مشورہ لے کاموں میں اور بطانہ کے معنی ہیں دخیل

فائدہ: دخیل اس کو کہتے ہیں جو داخل ہو رئیس پر اس کی تنہائی کے مکان میں اور اس کو اپنا راز بتلا دے اور رعیت کے کام میں اس کے مشورے پر عمل کرے۔

٦٦٥٩۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيْفَةٍ إِلَّا كَانَتْ لَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَحُضُّهُ

٦٦٥٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا اور نہ کوئی خلیفہ مقرر کیا مگر کہ اس کے دو خاصے رفیق ہوتے ہیں ایک رفیق تو اس کو نیک کام بتلاتا ہے اور اس پر رغبت دلاتا ہے اور دوسرا رفیق بد کام سکھلاتا ہے اور اس پر رغبت دلاتا ہے اور گناہ سے وہی معصوم ہے جس کو اللہ بچائے اور کہا

عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ فَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ يَّحْيٰى أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ بِهٰذَا وَعَنِ ابْنِ أَبِي عَتِيْقٍ وَمُوْسٰى عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مِّثْلَهٗ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَوْلَهٗ وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ وَسَعِيْدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَوْلَهٗ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سلیمان نے یحییٰ سے خبر دی مجھ کو ابن شہاب نے الخ یعنی اختلاف کیا گیا ہے تابعی پر اس کے صحابی میں سو صفوان نے تو جزم کیا ہے کہ وہ ابو ایوب کی روایت سے ہے اور بہر حال زہری سو اختلاف کیا گیا ہے اوپر اس کے کہ کیا وہ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے ہے یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: مراد بطانہ سے احتمال ہے کہ فرشتہ اور شیطان ہو اور احتمال ہے کہ دو وزیر مراد ہوں اور احتمال ہے کہ نفس امارہ اور نفس لوامہ مراد ہو اس واسطے کہ ہر ایک کے واسطے دونوں میں سے قوت ملکی ہے اور قوت حیوانی اور حمل کرنا سب پر اولیٰ ہے مگر جائز ہے کہ نہ ہو بعض کے واسطے مگر بعض اور مشکل ہے یہ تقسیم بہ نسبت پیغمبر کے اس واسطے کہ پیغمبر تو معصوم ہیں نہیں متصور ہے کہ وہ برے رفیق کا کہا مانے اور جواب یہ ہے کہ باقی حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ حضرت ﷺ اس سے سلامت ہیں ساتھ قول اس کے **فالمعصوم من عصم اللّٰه** اور گناہوں سے معصوم تو وہی ہے جس کو اللہ بچائے اور بد مشورہ دینے والے کے وجود سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت ﷺ اس کا مشورہ قبول کریں اور احتمال ہے کہ مراد بطانہ سے پیغمبر کے حق میں فرشتہ اور شیطان ہو اور اسی کی طرف اشارہ ہے حضرت ﷺ کے اس قول میں کہ میرا شیطان میرے تابع ہو گیا ہے مجھ کو بد کام کا وسوسہ نہیں دیتا اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف قسم ثالث کی اور وہ یہ ہے کہ ہمیشہ نیک رفیق کے قول کو قبول کرتا ہے بد رفیق کے قول کو قبول نہیں کرتا اور یہ لائق ہے ساتھ پیغمبر کے اور کبھی رفیق بد کا قول قبول کرتا ہے نیک کا قول قبول نہیں کرتا اور یہ کبھی پایا جاتا ہے خاص کر کافر سے اور اگر دونوں کا قول برابر قبول کرے تو اس کا حدیث میں ذکر نہیں واسطے واضح ہونے حال کے اور اگر ایک سے قبول

غالب ہوتو وہ ملحق ہے ساتھ اس کے نیک ہوتو نیک اور بد ہوتو بد اور لائق ہے امام کو کہ کوئی آدمی مقرر کرے جو پوشیدہ طور سے لوگوں کا حال معلوم کرے لیکن ضروری ہے کہ ہوثقہ ماموں عاقل دانا اور مراد اس حدیث میں ثابت کرنا سب امروں کا ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے سو وہی بچاتا ہے جس کو چاہے۔ (فتح)

بَابٌ كَيْفَ يُبَايِعُ الْإِمَامُ النَّاسَ — کس طرح بیعت کرے امام لوگوں سے؟

فائدہ: مراد ساتھ کیفیت کے صیغے قولی ہیں نہ فعلی بدلیل اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو چھ حدیثوں سے اور وہ بیعت ہے سمع پر اور اطاعت پر اور ہجرت پر اور جہاد پر اور صبر پر اور نہ بھاگنے پر اگرچہ واقع ہو موت اور پر بیعت عورتوں کے اور اسلام پر اور یہ سب واقع ہوا ہے نزدیک بیعت کے درمیان ان کے بیچ اس کے ساتھ قول کے۔ (فتح)

٦٦٦٠۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَأَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَأَنْ نَّقُومَ أَوْ نَقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

٦٦٦٠۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی امام کی بات سننے اور فرمانبرداری کرنے پر خوشی ناخوشی میں اور یہ کہ ہم نہ جھگڑیں حاکموں سے حکومت میں اور یہ کہ ہم قائم رہیں یا کہیں حق جہاں کہیں ہوں نہ ڈریں اللہ کے حکم میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح فتن میں گزر چکی ہے۔

٦٦٦١۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ وَالْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ فَأَجَابُوا نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا.

٦٦٦١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے سردی کی صبح میں اور مہاجرین اور انصار خندق کھودتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی! نہیں ہے کوئی بہتری مگر آخرت کی بہتری سو بخش دے انصار اور مہاجرین کو تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا ہم لوگوں نے بیعت کی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد پر جب تک ہم زندہ ہیں ہمیشہ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے۔

٦٦٦٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا فِيْمَا اسْتَطَعْتُمْ.

۶۶۶۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے تھے سمع اور طاعت کرنے پر تو ہم سے فرماتے اس چیز میں جو ہو سکے۔

٦٦٦٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ شَهِدْتُّ ابْنَ عُمَرَ حَيْثُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ كَتَبَ إِنِّيْ أُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ مَا اسْتَطَعْتُ وَإِنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوْا بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

۶۶۶۳۔ حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر تھا جس جگہ جمع ہوئے لوگ عبدالملک کی بیعت پر تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے لکھا کہ میں اقرار کرتا ہوں ساتھ بات سننے اور کہا ماننے کے عبداللہ عبدالملک امیر المؤمنین کے واسطے اوپر سنت اللہ کے اور سنت اس کے رسول کی کے اور البتہ اقرار کیا میری اولاد نے مثل اس کی۔

٦٦٦٤۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنَنِيْ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۶۶۶۴۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کی بیعت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمع اور طاعت پر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تعلیم کیا جس میں تجھ سے ہو سکے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر۔

فائدہ: جس جگہ لوگ عبدالملک پر جمع ہوئے یعنی مروان کے بیٹے پر اور مراد اجتماع سے جمع ہونا کل کا ہے اور اس سے پہلے تفرقہ تھا اور اس سے پہلے زمین میں دو آدمی تھے جو خلافت کا دعویٰ کرتے تھے عبدالملک اور عبداللہ بن زبیر بہر حال ابن زبیر سو وہ تو مکے میں ٹھہرا اور بیت اللہ سے پناہ لی بعد مرنے معاویہ کے اور باز رہا یزید کی بیعت سے اور یزید نے کئی بار ابن زبیر کی طرف لشکر بھیجا اور عبداللہ بن زبیر نے یزید کی زندگی میں خلافت کا دعویٰ نہیں کیا تھا پھر یزید کے مرنے کے بعد ابن زبیر نے خلافت کا دعویٰ کیا سو بیعت کی اس کی یمن اور مصر اور عراق اور شام نے اور نہ پیچھے رہا اس کی بیعت سے مگر بنی امیہ اور جو ان کے موافق تھا سو بنی امیہ نے مروان کی بیعت کی خلافت پر پھر رفتہ رفتہ مروان سب شام پر غالب ہوا پھر مصر پر پھر مر گیا اور اس کا بیٹا عبدالملک اس کا جانشین ہوا اس نے حجاج کو لشکر دے کے مکے میں بھیجا ابن زبیر کے مارنے کو سو حجاج نے مکے کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ ابن زبیر مارا گیا اور منتظم ہوا سب

ملک عبدالملک کے واسطے سو اس وقت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی بیعت کی اور یہی مطلب ہے اس کے قول کا کہ جب لوگ عبدالملک پر جمع ہوئے اور اختلاف کی مدت میں اس سے پہلے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نہ عبدالملک سے بیعت کی تھی نہ ابن زبیر سے جیسے پہلے نہ علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تھی نہ معاویہ سے پھر جب معاویہ کی حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے صلح ہوئی تو بیعت کی معاویہ سے اور اس کے مرنے کے بعد یزید سے بیعت کی واسطے جمع ہونے لوگوں کے اوپر اس کے پھر یزید کے مرنے کے بعد بیعت سے باز رہے یہاں تک کہ عبداللہ بن زبیر قتل ہوا۔ (فتح)

٦٦٦٥۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ لَمَّا بَايَعَ النَّاسُ عَبْدَ الْمَلِكِ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنِّيْ أُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ وَإِنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوْا بِذٰلِكَ.

٦٦٦٥۔ حضرت عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب لوگوں نے عبدالملک سے بیعت کی تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو لکھا یہ خط ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عبداللہ عبدالملک امیر المؤمنین کی طرف بے شک میں اقرار کرتا ہوں ساتھ سمع اور طاعت کے عبداللہ عبدالملک امیر المؤمنین کے واسطے اللہ اور اس کے رسول کی سنت پر اس میں جو مجھ سے ہو سکے اور میری اولاد نے بھی اس کا اقرار کیا۔

٦٦٦٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِسَلَمَةَ عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ.

٦٦٦٦۔ حضرت یزید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ میں نے سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کس چیز پر تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی حدیبیہ کے دن؟ اس نے کہا کہ مرنے پر یعنی مرنے تک پیچھے نہ ہٹیں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزری۔

٦٦٦٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهٗ أَنَّ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ وَلَّاهُمْ عُمَرُ اجْتَمَعُوْا فَتَشَاوَرُوْا فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لَسْتُ بِالَّذِيْ أُنَافِسُكُمْ عَلٰى هٰذَا الْأَمْرِ وَلٰكِنَّكُمْ إِنْ

٦٦٦٧۔ حضرت مسور سے روایت ہے کہ جس جماعت کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے والی کیا یعنی ان کو معین کیا اور ٹھہرایا خلافت کو شوریٰ درمیان ان کے یعنی جس کو چاہیں اپنے میں سے مشورہ کر کے خلیفہ بنا دیں اور وہ چھ آدمی تھے علی اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور سعد اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم سو وہ جمع ہوئے اور انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ان چھ میں سے کون خلیفہ بنے سو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ نہیں ہوں میں کہ تنازع

شِئْتُمُ اخْتَرْتُ لَكُمْ مِنكُمْ فَجَعَلُوا ذٰلِكَ إِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَلَمَّا وَلَّوْا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ أَمْرَهُمْ فَمَالَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى مَا أَرٰى أَحَدًا مِنَ النَّاسِ يَتْبَعُ أُولٰئِكَ الرَّهْطَ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهُ وَمَالَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُشَاوِرُوْنَهُ تِلْكَ اللَّيَالِيْ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ أَصْبَحْنَا مِنْهَا فَبَايَعْنَا عُثْمَانَ قَالَ الْمِسْوَرُ طَرَقَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَعْدَ هَجْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ فَضَرَبَ الْبَابَ حَتّٰى اسْتَيْقَظْتُ فَقَالَ أَرَاكَ نَائِمًا فَوَاللّٰهِ مَا اكْتَحَلْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ بِكَبِيْرِ نَوْمٍ انْطَلِقْ فَادْعُ الزُّبَيْرَ وَسَعْدًا فَدَعَوْتُهُمَا لَهُ فَشَاوَرَهُمَا ثُمَّ دَعَانِيْ فَقَالَ ادْعُ لِيْ عَلِيًّا فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِّنْ عِنْدِهِ وَهُوَ عَلٰى طَمَعٍ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَخْشٰى مِنْ عَلِيٍّ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيْ عُثْمَانَ فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتّٰى فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا صَلّٰى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ وَاجْتَمَعَ أُولٰئِكَ الرَّهْطُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ فَأَرْسَلَ إِلٰى مَنْ كَانَ حَاضِرًا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَأَرْسَلَ إِلٰى أُمَرَاءِ الْأَجْنَادِ وَكَانُوْا وَافَوْا تِلْكَ الْحَجَّةَ مَعَ عُمَرَ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا تَشَهَّدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَلِيُّ إِنِّيْ قَدْ نَظَرْتُ فِيْ أَمْرِ النَّاسِ فَلَمْ أَرَهُمْ يَعْدِلُوْنَ بِعُثْمَانَ فَلَا

کروں تم سے حکومت پر یعنی اس کے سبب سے یعنی اس واسطے کہ مجھ کو مستقل خلیفہ ہونے کی کچھ رغبت نہیں لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہارے واسطے تم میں سے کسی کو اختیار کرتا ہوں تو پانچوں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اس کا اختیار دیا یعنی وہ جس کو ان چھ میں سے اختیار کریں وہی خلیفہ ہو سو جب انہوں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اپنے کام کا مختار کیا تو لوگوں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طرف قصد کیا یہاں تک کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس جماعت کی پیروی کرے اور نہ اس کے پیچھے چلے اور جھکے لوگ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طرف مشورہ کرتے تھے ان سے ان راتوں میں یعنی لوگ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طرف مشورہ کرنے کو جھکے تھے نہ کسی اور کام کے واسطے یہاں تک کہ جب وہ رات ہوئی جس کی صبح کو ہم نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی کہا مسور نے کہ کچھ رات گئی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے تو انہوں نے دروازے کو دستک دی یہاں تک کہ میں جاگا تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ کو سوتا دیکھتا ہوں سو قسم ہے اللہ کی کہ میں نے ان تین راتوں میں نیند کا بہت سرمہ نہیں ڈالا یعنی نہیں سویا ہوں لیکن تھوڑا سو بلا زبیر اور سعد رضی اللہ عنہما کو سو میں نے ان کو بلایا تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ کیا پھر مجھ کو بلایا سو کہا کہ میرے واسطے علی رضی اللہ عنہ کو بلا میں نے ان کو بلایا سو اس سے سرگوشی کی یہاں تک کہ آدھی رات گزری پھر علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے اٹھے اور وہ امیدوار تھے کہ ان کو خلیفہ بنائیں اور البتہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ سے کچھ ڈرتے تھے پھر مجھ سے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو میرے واسطے بلا سو ان سے کان میں بات کی یہاں تک کہ جدا کیا ان کو صبح کی اذان دینے والے نے یعنی صبح تک مشورہ کرتے تھے پھر

تَجْعَلَنَّ عَلٰى نَفْسِكَ سَبِيْلًا فَقَالَ أُبَايِعُكَ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْخَلِيْفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهٖ فَبَايَعَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَبَايَعَهُ النَّاسُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ وَأُمَرَآءُ الْأَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُوْنَ.

جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھی اور یہ جماعت منبر کے پاس جمع ہوئی تو عبدالرحمٰن نے بلا بھیجا جو حاضر تھا مہاجرین اور انصار سے اور بلا بھیجا لشکروں کے سرداروں کو یعنی معاویہ کو جو شام کا امیر تھا اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کو جو کوفے کا امیر تھا اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو اور انہوں نے یہ حج عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا پھر مدینے تک اس کی رفاقت کی سو جب لوگ جمع ہوئے تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد عبدہ ورسولہ کہا پھر کہا حمد اور صلوٰۃ کے بعد اے علی! میں نے نظر کی لوگوں کے کام میں یعنی ان سے مشورہ کیا اور ان کی رائے لی سو نہیں دیکھا میں نے ان کو کہ کسی کو عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر کرتے ہوں یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں ٹھہراتے بلکہ اس کو سب پر ترجیح دیتے ہیں سو نہ ٹھہرا اپنی جان پر کوئی راہ یعنی ملامت سے جب کہ تو جماعت کے موافق نہیں پھر عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تجھ سے بیعت کرتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی سنت پر اور دونوں خلیفوں کی سنت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہیں یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سنت پر تو عثمان رضی اللہ عنہ نے قبول کیا سو بیعت کی ان سے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اور لوگوں نے مہاجرین اور انصار اور لشکروں کے سرداروں نے اور سب مسلمانوں نے۔

فائدہ: اور خاص کیا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کو اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ کے سوائے خلافت کا کوئی امیدوار نہ تھا مع موجود ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور موجود ہونا عثمان رضی اللہ عنہ کا اور سکوت اہل شوریٰ اور مہاجرین اور انصار اور لشکروں کے امیروں وغیرہ حاضرین کا دلیل ہے اس پر کہ انہوں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق کی اور عثمان رضی اللہ عنہ پر راضی ہوئے کہا طبری نے کہ نہ تھا اہل اسلام میں کوئی کہ اس کے واسطے رتبہ ہو دین میں اور ہجرت میں اور مسابقت میں اور عقل میں اور علم میں اور معرفت سیاست میں جو ان چھ آدمیوں کے واسطے تھے جن کے درمیان عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کو

شوریٰ ٹھہرایا اور اگر کہا جائے کہ بعض ان چھ میں بعض سے افضل تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ لائق خلافت کے وہ ہے جو دین میں پسند ہو اور نہیں صحیح ہے حاکم بنانا مفضول کا وقت موجود ہونے افضل کے سو جواب یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی کے افضل ہونے کا نام لیتے تو یہ نص ہوتی اس کے خلیفہ بنانے پر اور اس نے قصد کیا کہ خلافت میں تقلید نہ کی جائے سو اس کو چھ آدمیوں میں ٹھہرایا جو فضیلت میں قریب قریب تھے اس واسطے کہ یہ امر تحقیق ہے کہ وہ مفضول کے حاکم بنانے پر جمع نہیں ہوں گے اور مسلمانوں کی خیر خواہی میں قصور نہ کریں گے اور یہ کہ جو ان میں مفضول ہے وہ مقدم نہ ہوگا فاضل پر اور نہ کلام کرے گا خلافت میں اور حالانکہ اس کا غیر لائق تر ہو ساتھ اس کے اور معلوم ہوئی رضا امت کی ساتھ اس کے جس پر چھ آدمیوں نے اتفاق کیا اور اس سے معلوم ہوا کہ رافضیوں کا قول باطل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کو خاص معین شخصوں میں معین کر دیا تھا نام لے کر اس واسطے کہ اگر ایسا ہوتا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اطاعت نہ کرتے اس میں کہ انہوں نے خلافت کو ان کے درمیان شوریٰ ٹھہرایا اور البتہ کہنے والا کہتا کہ نہیں کوئی وجہ مشورہ کرنے کی اس امر میں کہ اللہ نے اس کو اپنے پیغمبر کی زبان پر بیان کر دیا ہے اور سب لوگ جو عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات پر راضی ہوئے تو یہ دلیل ہے اس پر کہ ان کے پاس اس امر میں کوئی نص نہ تھی بلکہ ان کے پاس خلافت کی اوصاف تھی کہ جس میں وہ پائی جائیں وہ خلافت کا مستحق ہے اور ان کا پایا جانا اجتہاد سے واقع ہوگا اور اس حدیث میں ہے کہ اگر ایسی جماعت جن کی دیانت پر سب کا اعتماد ہو کسی کے واسطے عقد خلافت کریں تو ان کے غیروں کو جائز نہیں کہ ان کے عقد خلافت کو کھولیں اس واسطے کہ اگر عقد صحیح نہ ہوتا مگر ساتھ سب لوگوں کے تو کہنے والا کہتا کہ ان چھ کے خاص کرنے کی کیا وجہ ہے اور جب کسی نے اعتراض نہ کیا تو معلوم کیا کہ خلافت صحیح ہے اور اس حدیث میں ہے کہ جب چند آدمی کسی چیز میں شریک ہوں اور ان میں جھگڑا پڑے کسی بات میں تو ایک کو اپنا مختار بنا دیں تا کہ وہ ان کے واسطے اختیار کرے بعد اس کے کہ اپنے آپ کو اس امر سے نکالے اور وہ مختار حتی المقدور اس امر میں کوشش کرے اور اپنے گھر والوں سے جدا رہے یہاں تک کہ اس کو کامل کرے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ وکیل مفوض کو جائز ہے کہ وکیل کرے اگرچہ نہ نص کی گئی ہو اس کے واسطے اس کے اس واسطے کہ ان پانچوں نے اس امر میں تنہا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو مختار کیا اور مستقل ہوا باوجود اس کے کہ نہیں نص کی تھی عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے واسطے تنہا ہونے پر اور اس میں ہے کہ احداث قول زائد کا اجماع پر نہیں جائز ہے اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے پہلے علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا پھر ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ سے تو اس میں دور کرنا ہے تہمت کا اپنے نفس سے اور چھپانا اپنے دل کے ارادے کو اس واسطے کہ اس نے مناسب جانا کہ تا کہ اس کے کا ارادہ معلوم نہ ہو کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کو اختیار کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ بَايَعَ مَرَّتَيْنِ

جو دو بار بیعت کیا جائے یعنی ایک حالت میں

۶۶۶۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ

۶۶۶۸۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے

أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ لِيْ يَا سَلَمَةُ أَلَا تُبَايِعُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ قَدْ بَايَعْتُ فِي الْأَوَّلِ قَالَ وَفِي الثَّانِيْ.

حضرت ﷺ سے بیعت کی درخواست کی درخت کے نیچے تو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے سلمہ! کیا تو بیعت نہیں کرتا؟ میں نے کہا یا حضرت! میں بیعت کر چکا ہوں اول بار فرمایا اور دوسرے وقت میں بھی بیعت کر۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے فراست سے معلوم کیا کہ یہ بڑا دلاور ہوگا تو اس سے دو بار بیعت کی اور اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ وہ لڑائی میں دو آدمیوں کے قائم مقام ہوگا سو اسی طرح ہوا اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اعادہ لفظ عقد کا نکاح وغیرہ میں اول عقد کے واسطے فسخ نہیں اور یہی ہے قول جمہور کا۔ (فتح)

بَابُ بَيْعَةِ الْأَعْرَابِ

گنواروں اور جنگلیوں کی بیعت کا بیان یعنی بیعت کرنا ان کا اسلام اور جہاد پر

٦٦٦٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَهُ وَعْكٌ فَقَالَ أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَأَبٰى ثُمَّ جَآءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَأَبٰى فَخَرَجَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا.

٦٦٦٩۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنگلی مرد نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اسلام پر تو اس کو بخار پہنچا تو اس نے کہا کہ میری بیعت مجھ کو پھیر دو حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میری بیعت مجھ کو پھیر دو حضرت ﷺ نے نہ مانا سو وہ نکلا یعنی مدینے سے جنگل کی طرف تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی مثل ہے پلید کو نکال ڈالتا ہے اور ستھرے کو نکھارتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضل مدینہ میں گزر چکی ہے اور حضرت ﷺ نے اس کو اس کی بیعت اس واسطے نہ پھیر دی کہ حضرت ﷺ گناہ پر مدد نہیں کرتے تھے اور اس نے بیعت کی تھی کہ وہ بغیر اجازت کے مدینے سے نہ نکلے گا اور اس کا نکلنا گناہ تھا اور فتح مکہ سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا فرض تھا اس پر جو مسلمان ہو اور مدینے سے نکلنا اس وقت برا ہے جب کہ مدینہ میں رہنے کو برا جانے اور اس سے منہ پھیر کے نکلے جیسا کہ اس گنوار نے کیا اور بہرحال اگر کسی صحیح مقصد کے واسطے نکلے جیسے علم کا پھیلانا اور شرک کے شہروں کو فتح کرنا یا اسلام کی سرحد پر چوکیداری کرنا مع اعتقاد فضل مدینے کے تو یہ منع نہیں بلکہ یہ اکثر اصحاب سے واقع ہوا ہے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعَةِ الصَّغِيْرِ

چھوٹے لڑکے کا بیعت کرنا

فائدہ: یعنی کیا مشروع ہے یا نہیں؟ کہا ابن منیر نے کہ ترجمہ میں وہم ہے اور حدیث اس وہم کو دور کرتی ہے سو وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ چھوٹے لڑکے کی بیعت منعقد نہیں ہوتی۔

٦٦٧٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ عَقِيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَغِيْرٌ فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ وَكَانَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيْعِ أَهْلِهِ.

٦٦٧٠۔ حضرت عبداللہ بن ہشام سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کا زمانہ پایا تھا اور اس کی ماں زینب رضی اللہ عنہا اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گئی تو اس نے کہا یا حضرت! اس سے بیعت کیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا وہ چھوٹا ہے تو حضرت ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے واسطے برکت کی دعا کی اور حضرت ﷺ قربانی کرتے تھے ایک بکری اپنے سب گھر والوں کی طرف سے۔

فائدہ: اور اس میں اشارہ ہے کہ عبداللہ بن ہشام حضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے بہت زمانہ آپ کے بعد زندہ رہا۔

بَابُ مَنْ بَايَعَ ثُمَّ اسْتَقَالَ الْبَيْعَةَ

جو بیعت کرے پھر بیعت کو پھیرنا چاہے

٦٦٧١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَأَتَى الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَآءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى ثُمَّ جَآءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ

٦٦٧١۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے حضرت ﷺ سے اسلام پر بیعت کی تو اس دیہاتی کو مدینے میں بخار چڑھا تو وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! میری بیعت مجھ کو پھیر دو حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میری بیعت مجھ کو پھیر دو حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا مجھ کو میری بیعت پھیر دیجیے حضرت ﷺ نے نہ مانا تو وہ دیہاتی مدینے سے مرتد ہو کر نکل گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ تو لوہار کی بھٹی کی طرح ہے اپنی میل کو چھانٹتا ہے اور ستھرے کو نکھارتا ہے۔

كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا.

بَابُ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا — جو کسی مرد سے صرف دنیا کے واسطے بیعت کرے

فائدہ: یعنی نہ مقصود ہو فرمانبرداری اللہ کی بیعت کرنے میں اس کے ہاتھ پر جو خلافت کا مستحق ہوا۔ (فتح)

٦٦٧٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَآءٍ بِالطَّرِيْقِ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَاهُ إِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيْدُ وَفٰى لَهُ وَإِلَّا لَمْ يَفِ لَهُ وَرَجُلٌ يُبَايِعُ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ فَأَخَذَهَا وَلَمْ يُعْطَ بِهَا.

٦٦٧٢۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے اللہ قیامت میں نہ بولے گا اور نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا اور ان کے واسطے عذاب ہے درد ناک ایک تو وہ مرد جو بیابان میں حاجت سے زیادہ پانی پر ہو اور مسافر کو اس پانی سے روکے دوسرا وہ مرد ہے جس نے ایک امام سے بیعت کی اور اس سے بیعت نہیں کی مگر دنیا ہی کے واسطے سو اگر امام نے اس کو دیا جو چاہتا ہے تو اس نے عہد پورا کیا اور اگر اس نے اس کو کچھ نہ دیا تو اس نے عہد کو پورا نہ کیا تیسرا وہ مرد ہے جس نے کسی مرد سے ایک جنس کو بیچا عصر کی نماز کے بعد پھر اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ میں نے اس جنس کو اتنی اور اتنی قیمت سے خریدا ہے سو خریدنے والے نے اس کو سچا جانا اور اس کو خرید لیا اور حالانکہ نہیں دی تھی اس نے اس کے بدلے اتنی قیمت جس پر اس نے قسم کھائی کہ اس نے اس کے عوض دیا ہے۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں تین آدمی اور ہیں ایک بوڑھا حرام کار دوسرا جھوٹا بادشاہ تیسرا فقیر مغرور اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے ایک ازار کا لٹکانے والا یعنی ٹخنے سے نیچے دوسرا خیرات کر کے احسان جتلانے والا تیسرا بیچنے والا جو اپنی چیز کی گرم بازاری کرے جھوٹی قسم کھا کر اور ایک روایت میں ایک قسم کھا کر مسلمان کا مال ناحق چھیننے والا پس یہ نو خصلتیں ہیں کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ جو کہا کہ اللہ ان سے کلام نہیں کرے گا تو اس کے معنی ہیں کہ نہ کلام کرے گا ان سے جیسے کلام کرے گا اس سے جس سے راضی ہو ساتھ ظاہر کرنے رضا کے بلکہ ساتھ کلام کے کہ دلالت کرے غصے پر یا مراد یہ ہے کہ اللہ ان سے اعراض کرے گا یا وہ کلام جس سے وہ خوش ہوں یعنی ایسا کلام نہیں کرے گا یا مراد یہ ہے کہ نہ بھیجے گا ان کی طرف فرشتوں کو ساتھ تحفہ کے اور مراد نظر سے نظر رحمت ہے یعنی رحمت کی نظر سے ان کو نہ دیکھے گا اور مراد ابن سبیل سے مسافر ہے جس کو پانی کی حاجت ہو لیکن مستثنیٰ ہے اس سے حربی اور مرتد جب کہ اصرار

کریں کفر پر کہ ان کو پانی دینا واجب نہیں اور جھوٹی قسم کھانا ہر وقت حرام ہے لیکن عصر کو اس واسطے خاص کیا کہ اس وقت میں زیادہ تر گناہ ہے اس واسطے کہ اللہ نے اس وقت کا بڑا شان کیا ہے اس وقت میں دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں اور وہ وقت ہے اعمال کے ختم ہونے کا اور عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے سو اس وقت قسم کھانے کا بڑا گناہ ہوا تا کہ کوئی اس پر جرأت نہ کرے اور سلف کا دستور تھا کہ عصر کے بعد قسم کھاتے تھے اور اس حدیث میں وعید شدید ہے بیچ توڑنے بیعت کے اور خروج کرنے کے امام پر اس واسطے کہ اس میں تفرقہ ہے خلق کا اور عہد پورا کرنے میں جان مال اور شرم گاہوں کا بچانا ہے اور اصل بیعت کا یہ ہے کہ بیعت کرے امام سے اس پر کہ عمل کرے ساتھ حق کے اور قائم کرے حدوں کو اور حکم کرے نیک بات کا اور منع کرے برے کام سے اور جس نے مال کے واسطے بیعت کی سوائے ملاحظہ اس چیز کے کہ در اصل مقصود ہے تو اس کو صریح خسارا پڑا اور داخل ہوا وعید مذکور میں اگر نہ معاف کرے اس سے اللہ اور اس حدیث میں ہے کہ جس عمل سے اللہ کی رضا مندی مقصود نہ ہو بلکہ اس سے دنیا کا مال غرض ہو تو وہ عمل فاسد ہے اور اس کا کرنے والا گنہگار ہے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعَةِ النِّسَآءِ رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عورتوں کی بیعت کا بیان روایت کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

٦٦٧٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُوْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ يَقُوْلُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِيْ مَجْلِسٍ تُبَايِعُوْنِيْ عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْا فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ

٦٦٧٣۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا اور ہم مجلس میں بیٹھے تھے کہ مجھ سے بیعت کرو اس پر کہ نہ شریک کرو ساتھ اللہ کے کسی چیز کو اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو اور نہ لاؤ طوفان باندھ کر اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان یعنی جھوٹی قسم نہ کھاؤ اپنی عقل سے بنا کر اور میری نافرمانی نہ کرو نیک بات میں سو جس نے تم میں سے اپنا عہد پورا کیا تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور جو ان گناہوں میں سے کسی چیز کو پہنچا پھر اس نے اس کے بدلے دنیا میں سزا پائی یعنی حد مارا گیا تو وہ اس کے واسطے کفارہ ہے اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچا اور اللہ نے اس کا عیب چھپایا یعنی دنیا میں تو اس کا امر اللہ کی مشیت میں ہے چاہے تو اس کو عذاب کرے چاہے معاف کرے سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی۔

شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَآءَ عَاقَبَهُ وَإِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم سے عہدو پیمان لیا جیسا عورتوں سے لیا کہ ہم کسی کو اللہ کا شریک نہ کریں، الخ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور اسی طریق کی طرف اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اور کہا ابن منیر نے کہ داخل کیا ہے عورتوں کے ترجمہ میں عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اس واسطے کہ قرآن میں بیعت عورتوں کے حق میں وارد ہوئی ہے پس پہچانی گئی ساتھ ان کے پھر استعمال کی گئی مردوں کے حق میں۔ (فتح)

٦٦٧٤- حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ النِّسَآءَ بِالْكَلَامِ بِهٰذِهِ الْآيَةِ ﴿لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ قَالَتْ وَمَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ إِلَّا امْرَأَةً يَّمْلِكُهَا.

٦٦٧٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ عورتوں سے کلام کے ساتھ بیعت کرتے تھے اس آیت سے کہ نہ شریک ٹھہراؤ اللہ کا کسی کو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور حضرت ﷺ کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں لگا مگر اس عورت سے جس کے مالک تھے۔

٦٦٧٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْنَا ﴿أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ مِّنَّا يَدَهَا فَقَالَتْ فُلَانَةُ أَسْعَدَتْنِيْ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَجْزِيَهَا فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ فَمَا وَفَتِ امْرَأَةٌ إِلَّا أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ أَبِيْ سَبْرَةَ امْرَأَةُ مُعَاذٍ أَوْ ابْنَةُ أَبِيْ سَبْرَةَ وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ.

٦٦٧٥۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی سو حضرت ﷺ نے مجھ پر یہ آیت پڑھی یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم کو منع کیا مردے پر نوحہ اور بین کرنے سے تو ہم میں سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ بند کیا یعنی اس نے بیعت نہ کی اور کہا کہ فلانی عورت نے میری مدد کی تھی یعنی نوحہ کرنے پر اور میں ارادہ کرتی ہوں کہ اس کو بدلا دوں تو حضرت ﷺ نے اس کو کچھ نہ کہا سو وہ گئی پھر پلٹ آئی سو نہ عہد پورا کیا کسی عورت نے مگر ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ام علاء رضی اللہ عنہا اور ابو سبرہ کی بیٹی معاذ رضی اللہ عنہ کی بیوی یا یوں کہا کہ ابو سبرہ کی بیٹی اور معاذ رضی اللہ عنہ

کی عورت نے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کا کلام سننا مباح ہے اور اس کی آواز ستر نہیں اور منع ہے اس کے بدن کو ہاتھ لگانا بغیر ضرورت کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ نَكَثَ بَيْعَةً

جو بیعت توڑے

وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ أَوْفٰى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا﴾.

اور قول اللہ تعالیٰ کا کہ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں تو وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اور جو بیعت توڑے تو وہ اپنے نفس پر توڑتا ہے اور وارد ہوئی ہے بیعت توڑنے کی وعید میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ نہیں جانتا میں کوئی دغا بازی زیادہ تر اس سے کہ بیعت کی جائے کسی مرد سے موافق حکم اللہ اور اس کے رسول کے پھر اس کے واسطے لڑائی کی جائے۔

٦٦٧٦ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ جَآءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَايِعْنِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ فَبَايَعَهٗ عَلَى الْإِسْلَامِ ثُمَّ جَآءَ الْغَدَ مَحْمُوْمًا فَقَالَ أَقِلْنِيْ فَأَبٰى فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا.

٦٦٧٦ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ مجھ سے بیعت کیجیے اسلام پر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اسلام پر بیعت کی پھر اگلے روز آیا اور اس کو بخار چڑھ گیا تھا تو اس نے کہا کہ میری بیعت مجھ سے توڑیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مانا پھر جب اس نے پیٹھ پھیری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ لوہار کی بھٹی کی طرح ہے اپنی میل کچیل کو نکال دیتا ہے اور ستھرے کو نکھارتا ہے۔

بَابُ الْإِسْتِخْلَافِ

باب ہے بیچ بیان خلیفہ مقرر کرنے کے

فائدہ: یعنی معین کرنا خلیفے کا وقت مرنے اپنے کے دوسرے خلیفے کو بعد اپنے یا معین کرے جماعت تا کہ اختیار کریں اپنے میں سے کسی کو۔

٦٦٧٧ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَارَأْسَاهُ فَقَالَ

٦٦٧٧ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ ہائے میرا سر درد کرتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیرا انتقال ہوا اور میں زندہ رہا تو تیرے واسطے مغفرت مانگوں گا اور تیرے حق میں دعا کروں گا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے مصیبت قسم ہے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرُ لَكِ وَأَدْعُوْ لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَا ثُكْلِيَاهُ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ وَلَوْ كَانَ ذَاكَ لَظَلَلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهٖ فَأَعْهَدَ أَنْ يَقُوْلَ الْقَآئِلُوْنَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ أَوْ يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ.

اللہ کی بے شک میں آپ کو گمان کرتی ہوں آپ میرا مرنا چاہتے ہیں اور اگر میں مرگئی تو البتہ آپ اخیر دن میں اپنی کسی بیوی سے صحبت کرنے والے ہوں گے تو حضرت ﷺ نے فرمایا بلکہ میں کہتا ہوں ہائے میرا سر البتہ میں نے ارادہ کیا کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اس کے بیٹے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجوں اور اس کو اپنا خلیفہ اور ولی عہد مقرر کر دوں کہیں ایسا نہ ہو کہ کہنے والے کوئی اور بات کہیں یا آرزو کرنے والے خلافت کی آرزو کریں اور کہیں کہ ہم لائق تر ہیں خلافت کے پھر میں نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا اللہ کسی کی خلافت نہ مانے گا اور مؤمنین بھی دفع کریں گے یا یوں فرمایا کہ دفع کرے گا اللہ اور نہ مانیں گے مومن۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ فاعهد یعنی اپنے بعد خلیفہ کو معین کروں اور یہی ہے جو بخاری رحمہ اللہ نے سمجھا پس باندھا ترجمہ ساتھ اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا اے عائشہ! اپنے باپ اور بھائی کو بلا کہ میں ان کو نوشتہ لکھ دوں اور اس کے اخیر میں ہے کہ اللہ اور مؤمنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوائے کسی کی خلافت نہ مانیں گے پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد خلافت ہے۔

٦٦٧٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قِيْلَ لِعُمَرَ أَلَا تَسْتَخْلِفُ قَالَ إِنْ أَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ أَبُوْ بَكْرٍ وَإِنْ أَتْرُكْ فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ رَاغِبٌ رَاهِبٌ وَدِدْتُ أَنِّيْ نَجَوْتُ مِنْهَا كَفَافًا لَا لِيْ وَلَا عَلَيَّ لَا أَتَحَمَّلُهَا حَيًّا وَّلَا مَيِّتًا.

٦٦٧٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا آپ کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کرتے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو البتہ خلیفہ مقرر کیا اس نے جو مجھ سے بہتر تھا یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور اگر میں خلیفہ مقرر نہ کروں تو البتہ خلیفہ نہ مقرر کیا اس نے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی حضرت ﷺ نے تو لوگوں نے اس کو نیک کہا سو کہا کہ بعض رغبت کرنے والا ہے اور بعض ڈرنے والا میں دوست رکھتا ہوں کہ نجات پاؤں خلافت سے برابر برابر نہ مجھ کو اس کا ثواب ہو اور نہ عذاب نہیں اٹھاتا میں خلافت کو زندہ اور مردہ۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تیرا باپ کسی کو خلیفہ نہیں بنانے والا سو میں نے قسم کھائی کہ اس سے اس امر میں کلام کروں گا سو اس نے کہا کہ اگر تیرے واسطے کوئی بکریوں کا چرانے والا ہو اور وہ ان کو چھوڑ کے تیرے پاس چلا آئے تو البتہ بکریاں ضائع ہو جائیں گے سو آدمیوں کی رعایت سخت تر ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ اپنے دین کو نگاہ رکھے گا اور ظاہر یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک نہ خلیفہ کرنا راجح تھا اس واسطے کہ یہی فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع ہوا ہے اور یہ جو کہا کہ راغب یا راہب تو اس کے کئی معنی ہیں ایک یہ کہ جن لوگوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نیک کہا بعض ان میں راغب ہے میری نیک رائے میں اور یا ڈرنے والا ہے ظاہر کرنے اس چیز کے سے جو اس کے دل میں اس کی کراہت سے ہے یا راغب ہے اس میں جو میرے نزدیک ہے اور ڈرانے والا ہے مجھ سے یا مراد یہ ہے کہ بعض آدمی خلافت میں راغب ہے اور بعض اس سے ڈرنے والا یا میں راغب ہوں اس میں جو اللہ کے پاس ہے اور ڈرنے والا ہوں اس کے عذاب سے سو نہیں اعتماد کرتا میں تمہاری تعریف پر اور اسی خیال نے مجھ کو خلیفہ کرنے سے باز رکھا اور اس قصے میں دلیل ہے اوپر جواز عقد خلافت کے امام والی سے اپنے غیر کے واسطے اور یہ کہ امر اس کا اس میں جائز ہے عام مسلمانوں پر واسطے اتفاق کرنے اصحاب کے اوپر عمل کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے عہد کیا اور اسی طرح بیچ قبول کرنے عہد عمر رضی اللہ عنہ کے طرف چھ آدمیوں کے اور چھ کو اس واسطے خاص کیا کہ ان میں سے ہر ایک میں دو امر جمع تھے ایک بدری ہونا اور ایک راضی ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے مرتے دم تک اور اس میں رد ہے طبری وغیرہ پر کہ اس نے جزم کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا اور وجہ رد کی یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جزم کیا ہے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ نہیں کیا لیکن طبری نے تمسک کیا ہے ساتھ اس کے کہ لوگوں کا اتفاق ہے اس پر کہ انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ نام رکھا ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ کیا تو جواب یہ ہے کہ ان کے خلیفہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کے ساتھ قائم ہوئے یا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ان معنوں سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے کہ بغل گیر ہے اس کو حدیث باب کی اور سوائے اس کے دلائل سے اگرچہ نہیں ہے کسی حدیث میں ان میں سے تصریح لیکن مجموع حدیثوں سے لیا جاتا ہے اور اسی طرح اس میں رد ہے اس پر جو گمان کرتا ہے راوندیہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا اور اسی طرح سب رافضیوں پر کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا تھا اور وجہ رد کی ان پر اتفاق اصحاب کا ہے اوپر متابعت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پھر ان کی بات ماننے پر عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے میں پھر عمل کرنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں شوریٰ پر اور نہ دعویٰ کیا عباس رضی اللہ عنہ نے اور نہ علی رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عہدہ خلافت کا ان کو دیا تھا اور کہا نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہ اجماع ہے اوپر منعقد ہونے خلافت کے ساتھ خلیفہ مقرر کرنے کے اور اوپر صحیح

ہونے اس کے ساتھ عقد اہل حق اور عقد کے واسطے کسی آدمی کے جس جگہ نہ ہو خلیفہ بنانا اس کے غیر کا اور یہ کہ جائز ہے ٹھہرانا خلیفہ کا امر کو شوریٰ درمیان عدد محصور کے یا غیر محصور کے اور اجماع ہے اس پر کہ وہ واجب ہے ساتھ شرع کے نہ ساتھ عقل کے اور بعض خارجیوں نے اس میں خلاف کیا ہے سو کہا انہوں نے کہ نہیں واجب ہے قائم کرنا خلیفہ کا اور خلاف کیا ہے بعض معتزلہ نے سو کہا کہ واجب ہے ساتھ عقل کے نہ ساتھ شرع کے اور یہ قول دونوں باطل ہیں پہلا قول اجماع سابق کے مخالف ہے اور معتزلہ کا قول بھی ظاہر فساد ہے اس واسطے کہ نہیں دخل ہے عقل کے واسطے واجب کرنے اور حرام کرنے میں اور نہ تحسین اور تقبیح میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے یہ باعتبار عادت کے۔ (فتح)

٦٦٧٩۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الْآخِرَةَ حِيْنَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذٰلِكَ الْغَدَ مِنْ يَّوْمِ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهَّدَ وَأَبُوْ بَكْرٍ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ قَالَ كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَّعِيْشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَدْبُرَنَا يُرِيْدُ بِذٰلِكَ أَنْ يَّكُوْنَ آخِرَهُمْ فَإِنْ يَّكُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ جَعَلَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ نُوْرًا تَهْتَدُوْنَ بِهٖ هَدَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَانِيَ اثْنَيْنِ فَإِنَّهٗ أَوْلَى الْمُسْلِمِيْنَ بِأُمُوْرِكُمْ فَقُوْمُوْا فَبَايِعُوْهُ وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ قَدْ بَايَعُوْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ سَمِعْتُ

٦٦٧٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اخیر خطبہ سنا جب کہ منبر پر بیٹھے اور یہ خطبہ اگلے دن تھا اس دن سے جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چپ تھے نہ بولتے تھے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ مجھ کو امید تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہیں گے یہاں تک کہ ہم سب لوگوں سے پیچھے رہیں گے سو اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو بے شک اللہ نے تمہارے درمیان نور ٹھہرایا ہے جس کے ساتھ تم راہ پاؤ جس سے اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو راہ دکھلائی یعنی قرآن اور یہ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں اور دوسرے ہیں دو کے یعنی غار میں اور یہ کہ وہ لائق تر سب مسلمانوں میں ساتھ تمہارے کاموں کے یعنی لائق ہے خلافت کے سو اٹھ کر ان کی بیعت کرو اور ان میں سے ایک گروہ اس سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر چکے تھے قوم بنی ساعدہ کی چوپال میں اور عام لوگوں کی بیعت منبر پر تھی کہا زہری نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ سنا میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ اس دن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے کہ منبر پر چڑھ سو ہمیشہ رہے کہتے ان کو یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور عام لوگوں نے ان سے بیعت خلافت کی۔

عُمَرَ يَقُوْلُ لِأَبِيْ بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ اصْعَدِ الْمِنْبَرَ فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ حَتّٰى صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً.

فائدہ: یہ جو انس رضی اللہ عنہ نے حکایت کی کہ انہوں نے سنا تو یہ سننا بعد عقد بیعت کے تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بنی ساعدہ کے چوپال میں یعنی پھر ذکر کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے واسطے جو اس بیعت میں حاضر نہ تھا جو واقع ہوا اس جگہ پھر بلایا باقی لوگوں کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی طرف سو بیعت کی ان سے ان لوگوں نے جو وہاں حاضر نہ تھے اور یہ سب معاملہ ایک ہی دن میں واقع ہوا اور یہ بیعت منبر کی بسبب ان لوگوں کے تھی جو بنی ساعدہ کے چوپال میں حاضر نہ تھے ورنہ اس کی کچھ حاجت نہ تھی اور ثانی اثنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس واسطے ذکر کیا کہ یہ صفت ان کے ساتھ خاص ہے کسی اور میں نہیں پائی جاتی اور یہ فضیلت ان کی سب فضیلتوں میں بڑی ہے جس کے ساتھ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحق خلافت کے ہوئے اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو منبر پر چڑھا تو یہ اس واسطے تھا کہ تا کہ پہچانے ان کو واقف اور ناواقف اور یہ جو کہ عام لوگوں نے ان سے بیعت کی یعنی دوسری بیعت عام تر اور مشہور تھی پہلی بیعت سے جو سقیفہ بنی ساعدہ میں واقع ہوئی تھی۔ (فتح)

٦٦٨٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ شَيْءٍ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تُرِيْدُ الْمَوْتَ قَالَ إِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ أَبَا بَكْرٍ.

٦٦٨٠۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو آپ سے کسی چیز میں کلام کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا کہ ہمارے پاس پھر آنا سو اس نے کہا یا حضرت! خبر دو مجھ کو کہ اگر میں آؤں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پاؤں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہو تو کس کے پاس جاؤں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نہ پائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا جو میں کرتا ہوں سو وہ کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب ابوبکر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے۔

٦٦٨١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِوَفْدِ بُزَاخَةَ تَتْبَعُوْنَ أَذْنَابَ الْإِبِلِ

٦٦٨١۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بزاخہ کے ایلچیوں سے کہا کہ تم اونٹوں کے پیچھے پیچھے پھرو یعنی اونٹ چراؤ اور ان کا منافعہ کھاؤ یہاں تک کہ اللہ اپنے پیغمبر کے خلیفے کو اور مہاجرین کو کوئی امر دکھلائے یعنی کوئی امر ان کے

حَتّٰی یُرِیَ اللّٰهُ خَلِیْفَةَ نَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِیْنَ أَمْرًا یَعْذِرُوْنَکُمْ بِهٖ.

دل میں آئے جس سے تم کو معذور رکھیں۔

فائدہ: اور ظاہر یہ ہے کہ مراد غایب سے جہاں تک ان کو مہلت دی یہ ہے کہ ظاہر ہو توبہ ان کی اور اصلاح ان کی خوبی اسلام ان کے سے اور یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث دراز کا اور غرض اس سے یہ قول ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ خلیفہ اس کے پیغمبر کا اور یہ حدیث پوری یہ ہے کہ ایلچی بزاخہ کی قوم اسد اور غطفان سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان سے صلح طلب کرتے تھے تو اختیار دیا ان کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درمیان لڑائی کھلی کے اور درمیان صلح ذلیل کرنے والی کے سوانہوں نے کہا کہ لڑائی کھلی کو تو ہم پہچانتے ہیں لیکن صلح ذلیل کرنے والے کیا ہے کہا کہ تم سے ہتھیار اور گھوڑے چھین لیے جائیں گے یعنی تا کہ شوکت نہ رہے اور تمہاری طرف سے امن رہے اور ہم لوٹیں گے جو تم سے پائیں گے یعنی اس کو آپس میں بانٹ لیں گے اور تم کو نہیں پھیر دیں گے اور پھیر دو تم ہم کو جو ہم سے لوٹو یعنی لڑائی کی حالت میں اور تم ہمارے مقتولوں کی دیت دو گے اور تمہارے مقتول آگ میں ہیں یعنی ان کی دیت دنیا میں نہیں اس واسطے کہ وہ مشرک تھے باحق مارے گئے تھے پس ان کی کوئی دیت نہیں اور تم چھوڑے جاؤ گے اونٹوں کے پیچھے پیچھے پھرو گے یہاں تک کہ اللہ، الخ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے مقتول اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کا اجر اللہ پر ہے ان کے واسطے کوئی دیت نہیں تو لوگوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کی پیروی کی۔ (فتح)

بَابٌ

یہ باب ہے

۶۶۸۲۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَکُوْنُ اثْنَا عَشَرَ أَمِیْرًا فَقَالَ کَلِمَةً لَّمْ أَسْمَعْهَا فَقَالَ أَبِیْ إِنَّهٗ قَالَ کُلُّهُمْ مِّنْ قُرَیْشٍ.

۶۶۸۲۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میرے بعد بارہ سردار ہوں گے کہا جابر رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لفظ فرمایا کہ میں نے نہیں سنا میرے باپ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لفظ فرمایا کہ وہ سب سردار قریش کی قوم سے ہوں گے۔

فائدہ: ہر چند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت سردار ہوئے لیکن مراد یہ ہے کہ بارہ سردار ایسے ہوں گے ان کی خلافت کی صفت یہ ہے کہ اس وقت اسلام کی قوت اور عزت ہوگی اور دوسری صفت ان کی خلافت کی یہ ہے کہ ہر ایک پر ان میں سے سب امت جمع ہوگی اور کہا قاضی عیاض نے کہ وارد ہوتے ہیں اس عدد پر دو سوال ایک سوال یہ کہ معارض ہے اس کو ظاہر اس حدیث کا کہ میرے بعد خلافت تیس برس ہوگی پھر بادشاہ اس واسطے کہ ان تیس سالوں میں نہ تھے مگر چاروں خلیفے اور امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور دوسرا سوال یہ ہے کہ اس عدد سے زیادہ سردار ہو چکے ہیں اور جواب پہلے

سوال کا یہ ہے کہ مراد تیس سال کی حدیث میں خلافت نبوت کی ہے اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ قید نہیں اور دوسرے سوال کا یہ جواب ہے کہ یہ نہیں کہا کہ بارہ سے زیادہ نہیں ہوں گے صرف یہ کہا کہ بارہ ہیں اور اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ بارہ سے زیادہ نہ ہوں گے اور یہ اس وقت ہے کہ ٹھہرایا جائے یہ لفظ ہر حاکم پر ورنہ احتمال ہے کہ مراد وہ لوگ ہوں جو خلافت کے مستحق ہوں عادل اماموں سے اور چار خلیفے ان میں سے گزر چکے ہیں اور ضروری ہے کہ باقی تعداد قیامت سے پہلے تک پوری ہو اور احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ ہوں گے بارہ خلیفے بیچ مدت عزت خلافت کے اور قوت اسلام کے اور استقامت امور اس کے اور جمع ہونے لوگوں کے خلیفے پر اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ ہر ایک پر سب امت جمع ہو گی اور یہ عدد پایا گیا ہے جن پر لوگ جمع ہوئے یہاں تک کہ بنی امیہ کا کام بگڑا اور واقع ہوا فتنہ ولید بن یزید کے زمانے میں یہاں تک کہ قائم ہوئی حکومت عباسیوں کی اور یہ عدد موجود صحیح ہے جب کہ اعتبار کیا جائے اور احتمال ہے کہ یہ بارہ سردار فتنے فساد کے زمانے میں ہوں اور اللہ جانتا ہے اپنے پیغمبر کی مراد کو اور یہ اخیر احتمال مردود ہے اور کہا ابن جوزی نے کہ مراد موجود ہونا بارہ خلیفوں کا ہے بیچ جمیع مدت اسلام کے قیامت تک عمل کرنے کے ساتھ دین حق کے اگرچہ نہیں متصل ہوگا زمانہ ان کا اور مراد لوگوں کے جمع ہونے سے یہ ہے کہ ان کی بیعت کے واسطے سب لوگ فرمانبردار ہوں گے اور سب لوگ ان کی بیعت کریں گے اور جو واقع ہوا ہے یہ ہے کہ لوگ جمع ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر پھر عمر رضی اللہ عنہ پر پھر عثمان رضی اللہ عنہ پر پھر علی رضی اللہ عنہ پر جمع ہوئے لوگ معاویہ پر وقت صلح کرنے حسن رضی اللہ عنہ کے اس سے پھر جمع ہوئے سب لوگ اس کے بیٹے یزید پر اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا کچھ انتظام نہ ہوا بلکہ اس سے پہلے شہید ہوئے پھر جمع ہوئے عبدالملک پر بعد قتل ہونے ابن زبیر کے پھر جمع ہوئے اس کے چاروں بیٹوں پر یعنی ولید پر پھر سلیمان پر پھر یزید پر پھر ہشام پر اور سلیمان اور یزید کے درمیان عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پر جمع ہوئے پھر ان کے بعد فتنے فساد پھیلے اور پھر اس دن کے بعد کسی پر سب لوگ جمع نہیں ہوئے یا مراد تمام وہ لوگ ہیں جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت تک حاکم ہوئے کہ وہ چودہ امیر ہیں ان میں سے دو آدمیوں کی سرداری تو صحیح نہیں ہوئی اور نہ ان کی مدت حکومت دراز ہوئی اور وہ معاویہ بن یزید اور مروان ہیں اور باقی بارہ سردار ہیں جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ایک سو ایک سال ہجری میں تھی اور اس کے بعد حالات متغیر ہوئے اور گزر گیا وہ زمانہ جو سب زمانوں میں بہتر ہے اور نہیں قدح کرتا ہے اس میں یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ سب لوگ ان پر جمع ہوں گے اور ان کی بیعت کریں گے اس واسطے کہ وہ محمول ہے اکثر اور اغلب اوقات پر اس واسطے کہ یہ صفت نہیں گم ہوئی ہے مگر حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ میں باوجود صحیح ہونے ان کی حکومت کے اور حکم کرنے کے ساتھ اس بات کے کہ جو ان دونوں کا مخالف تھا نہیں ثابت ہوا استحقاق اس کا مگر بعد تسلیم حسن رضی اللہ عنہ کے اور بعد قتل ہونے ابن زبیر کے اور اکثر ان بارہ امیروں کے زمانوں میں امور ملک کا

انتظام رہا اگرچہ ان کی بعض مدت میں ملک کے انتظام میں کچھ قصور واقع ہوا اور یہ نسبت استقامت کی نہایت قلیل اور نادر ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ إِخْرَاجِ الْخُصُوْمِ وَأَهْلِ الرِّيَبِ مِنَ الْبُيُوْتِ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ وَقَدْ أَخْرَجَ عُمَرُ أُخْتَ أَبِيْ بَكْرٍ حِيْنَ نَاحَتْ.

نکالنا جھگڑنے والوں اور شک والوں کا گھروں سے بعد معرفت کے اور البتہ نکالا عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہن کو جب کہ اس نے نوحہ کیا۔

فائدہ: یہ باب اور اثر اور حدیث کتاب الاشخاص میں گزر چکے ہیں۔

٦٦٨٣۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ يُحْتَطَبُ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلٰى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ أَنَّهٗ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَآءَ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ يُوْنُسُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مِرْمَاةٌ مَا بَيْنَ ظِلْفِ الشَّاةِ مِنَ اللَّحْمِ مِثْلَ مِنْسَاةٍ وَمِيْضَاةٍ اَلْمِيْمُ مَخْفُوْضَةٌ.

٦٦٨٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں نے ارادہ کیا کہ حکم کروں لکڑیوں کا کہ جمع کی جائیں پھر حکم کروں نماز کا اس کے واسطے اذان دی جائے پھر حکم کروں کسی مرد کو کہ لوگوں کو جماعت سے نماز پڑھائے پھر میں ان مردوں کی طرف جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے سو ان کے گھر ان پر جلا دوں اور قسم ہے اللہ کی جس کے قابو میں میری جان ہے اگر کوئی جانے کہ وہ پائے گا موٹی ہڈی یا دو کھر بکری کے عمدہ تو البتہ حاضر ہو عشاء کی نماز میں، کہا ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے مرماۃ وہ گوشت ہے جو بکری کے کھر کے درمیان ہو مثل وزن منساۃ کی اور میضاۃ کی ساتھ زیر میم کے۔

فائدہ: اور جب جماعت کے تارک کو گھر سے نکالنا اور اس کا گھر جلانا جائز ہے تو خصوم وغیرہ کا گھر سے نکالنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

بَابٌ هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَّمْنَعَ الْمُجْرِمِيْنَ وَأَهْلَ الْمَعْصِيَةِ مِنَ الْكَلَامِ مَعَهٗ وَالزِّيَارَةِ وَنَحْوِهٖ.

کیا جائز ہے امام کے واسطے یہ کہ منع کرے گنہگاروں کو اور نافرمانی کرنے والوں کو اپنے ساتھ کلام کرنے سے اور زیارت اور مانند اس کی سے۔

فائدہ: اہل المعصیۃ عطف عام کا ہے خاص پر۔

٦٦٨٤۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِّنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تَخَلَّفَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَذَكَرَ حَدِيْثَهٗ وَنَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً وَآذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا.

٦٦٨٤۔ حضرت عبداللہ بن کعب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ کعب رضی اللہ عنہ کا کھینچنے والا تھا ان کی اولاد سے جب کہ وہ اندھے ہو گئے کہا سنا میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے کہا جب کہ جنگ تبوک میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہا پھر ذکر کی حدیث اپنی اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہماری کلام سے سو ٹھہرے ہم اسی حال پر پچاس راتیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ساتھ توبہ قبول کرنے اللہ کے اوپر ہمارے۔

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ التَّمَنِّيْ

کتاب ہے بیچ بیان تمنا اور آرزو کرنے کے

فائدہ: تمنی ایک ارادہ ہے جو متعلق ہوتا ہے ساتھ آئندہ زمانے کے سو اگر خیر میں ہو بغیر اس کے کہ متعلق ہو جسم سے تو وہ مطلوب ہے ورنہ مذموم ہے اور بعضوں نے کہا کہ تمنی اور ترجی میں عموم خصوص ہے کہ ترجی ممکن چیز میں ہے اور تمنی عام تر ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّمَنِّيْ وَمَنْ تَمَنَّى الشَّهَادَةَ

جو آیا ہے تمنی میں اور جو آرزو کرتا ہے شہادت کی

٦٦٨٥۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْلَا أَنَّ رِجَالًا يَكْرَهُوْنَ أَنْ يَّتَخَلَّفُوْا بَعْدِيْ وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ مَا تَخَلَّفْتُ لَوَدِدْتُ أَنِّيْ أُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ۔

٦٦٨٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ مجھ سے پیچھے رہنے کو برا جانتے ہیں اور میرے پاس سواری موجود نہیں جس پر ان کو سوار کروں تو میں کسی لشکر کا ساتھ نہ چھوڑتا البتہ دوست رکھتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں چار بار۔

فائدہ: اور مقصود حدیث سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور وودت وداد سے ہے اور اس کے معنی ہیں ارادہ وقوع شے کا اوپر وجہ مخصوص کے اور راغب نے کہا کہ ود محبت شے کی ہے اور اس کے حاصل ہونے کی آرزو کرنا۔ (فتح)

٦٦٨٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

٦٦٨٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ وَدِدْتُ أَنِّيْ أُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ فَكَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُهُنَّ ثَلَاثًا أَشْهَدُ بِاللّٰهِ.

میں دوست رکھتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں سو مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے تین بار فرمایا میں اللہ کے واسطے گواہی دیتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ تَمَنِّي الْخَيْرِ

باب ہے بیچ بیان آرزو کرنے خیر کے

فائدہ: یہ باب عام تر ہے پہلے باب سے اس واسطے کہ اللہ کی راہ میں لڑنا منجملہ خیر سے ہے اور اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ تمنا مطلوب نہیں بند کی گئی ہے طلب شہادت میں۔

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِيْ أُحُدٌ ذَهَبًا

اور بیچ فرمانے حضرت ﷺ کے کہ اگر میرے واسطے اُحد کا پہاڑ سونا ہوتا

٦٦٨٧ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَانَ عِنْدِيْ أُحُدٌ ذَهَبًا لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَّا يَأْتِيَ عَلَيَّ ثَلَاثٌ وَعِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ لَيْسَ شَيْءٌ أَرْصُدُهٗ فِيْ دَيْنٍ عَلَيَّ أَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهٗ.

٦٦٨٧ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس اُحد کا پہاڑ سونا ہوتا تو البتہ میں چاہتا کہ تین راتیں نہ گزریں اور میرے پاس اس میں سے ایک اشرفی ہوتی کہ پاؤں میں جو اس کو قبول کرے مگر وہ چیز جو قرض ادا کرنے کے واسطے رکھوں جو مجھ پر ہو۔

فائدہ: اور مقصود حدیث سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے احببت۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ

باب ہے حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں کہ اگر میں اپنا حال آگے سے جانتا جو پیچھے جانا

٦٦٨٨ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْيَ

٦٦٨٨ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اپنا حال آگے سے جانتا جو پیچھے جانا تو قربانی کو اپنے ساتھ نہ ہانک لاتا اور لوگوں کے ساتھ احرام اتارتا جب کہ انہوں نے احرام اتارا۔

وَلَحَلَلْتُ مَعَ النَّاسِ حِيْنَ حَلُّوْا.

٦٦٨٩۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبَّيْنَا بِالْحَجِّ وَقَدِمْنَا مَكَّةَ لِأَرْبَعٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَنْ نَّجْعَلَهَا عُمْرَةً وَنَحِلَّ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ قَالَ وَلَمْ يَكُنْ مَعَ أَحَدٍ مِّنَّا هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَجَآءَ عَلِيٌّ مِّنَ الْيَمَنِ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالَ أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا نَنْطَلِقُ إِلٰى مِنًى وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَحَلَلْتُ قَالَ وَلَقِيَهُ سُرَاقَةُ وَهُوَ يَرْمِيْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَنَا هٰذِهٖ خَاصَّةً قَالَ لَا بَلْ لِأَبَدٍ قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ قَدِمَتْ مَعَهُ مَكَّةَ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَنْسُكَ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَا تَطُوْفُ وَلَا تُصَلِّيْ حَتّٰى تَطْهُرَ فَلَمَّا نَزَلُوا الْبَطْحَآءَ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَنْطَلِقُوْنَ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ وَأَنْطَلِقُ بِحَجَّةٍ قَالَ

٦٦٨٩۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے یعنی حجۃ الوداع میں سو ہم نے حج کا احرام باندھا اور لبیک کہی اور ہم ذی حج کے چوتھی تاریخ کو مکے میں پہنچے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم کیا کہ خانے کعبے اور صفا مروہ کا طواف کر کے احرام اتار ڈالیں اور اس کو عمرہ ٹھہرائیں مگر جس کے ساتھ قربانی ہو وہ احرام نہ اتارے اور ہم میں سے کسی کے ساتھ قربانی نہ تھی سوائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے اور علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے اور ان کے ساتھ بھی قربانی تھی سو کہا کہ میں نے احرام باندھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تو اصحاب نے کہا کہ ہم منیٰ کو چلیں گے اور ہمارے ذکر کی منی ٹپکتی ہو گی یعنی تازہ جماع کر کے احرام باندھیں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنا حال آگے سے جانتا جو پیچھے جانا تو قربانی کو اپنے ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں احرام اتار ڈالتا کہا اور سراقہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور حالانکہ آپ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارتے تھے تو اس نے کہا یا حضرت! کیا یہ ہمارے ہی واسطے خاص ہے یعنی حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا یا حج کو عمرہ کے ساتھ فسخ کرنا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ ہمیشہ کے واسطے یہی حکم ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا مکے میں آئیں اور ان کو حیض ہوا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ حج کی سب عبادتیں ادا کریں لیکن خانے کعبے کا طواف نہ کریں اور نہ نماز پڑھیں یہاں تک کہ حیض سے پاک ہوں سو جب بطحاء میں اترے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! کیا تم چلتے ہو حج اور عمرے دونوں کے ساتھ اور میں فقط حج کے ساتھ جاؤں گی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ثُمَّ أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ أَنْ يَنْطَلِقَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرَتْ عُمْرَةً فِيْ ذِي الْحَجَّةِ بَعْدَ أَيَّامِ الْحَجِّ.

نے ان کے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تنعیم کی طرف جائے جو حرم مکہ سے باہر ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ ادا کیا ذی الحجہ میں بعد حج کے دنوں سے۔

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْتَ كَذَا وَكَذَا

باب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے بیان میں کاش کہ ایسا ہوتا اور ایسا ہوتا

فائدہ: لیت تمنی کا حرف ہے اکثر محال چیز کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اور ممکن کے ساتھ کم۔ (فتح)

٦٦٩٠۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ أَرِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِيْ يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ أَحْرُسُكَ فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سَمِعْنَا غَطِيْطَهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ بِلَالٌ أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَجَلِيْلٌ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٦٩٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے خواب رہے سونے کا موقع نہ ملا پھر فرمایا کہ کاش کوئی نیک مرد میرے اصحاب میں سے آج کی رات میری نگہبانی کرے کہ اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے کہا سعد ہے یا حضرت! میں آپ کی نگہبانی کے واسطے آیا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوئے یہاں تک کہ ہم نے آپ کے خراٹے سنے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کاش مجھ کو علم ہوتا کہ کیا میں رات کاٹوں گا اس میدان میں کہ اور میرے گرد اذخر اور جلیل ہو یعنی مکے میں تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔

فائدہ: ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نگہبانی کرواتے تھے پھر جبکہ یہ آیت اتری ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نگہبانی کروانی چھوڑ دی اور موضع دلالت کی قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔

بَابُ تَمَنِّي الْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ

قرآن اور علم کی آرزو کرنا

٦٦٩١۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

٦٦٩١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسُدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ يَقُوْلُ لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ هٰذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا يُنْفِقُهُ فِيْ حَقِّهِ فَيَقُوْلُ لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ بِهٰذَا.

نے فرمایا کہ حسد کرنا لائق نہیں مگر دو آدمیوں میں ایک تو وہ مرد جس کو اللہ نے قرآن دیا ہے سو وہ اس کو رات اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے تو وہ کہے کہ اگر مجھ کو بھی قرآن آتا یا توفیق ہوتی جیسے اس کو ہے تو میں بھی کرتا جیسے یہ کرتا ہے دوسرا وہ مرد جس کو اللہ نے مال دیا ہے اور وہ اس کو بجا خرچ کیا کرتا ہے تو وہ یوں کہے کہ اگر مجھ کو مال دیا جاتا جیسا اس کو دیا گیا تو میں بھی کرتا جیسا یہ کرتا ہے۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے بیچ تمنی کرنے قرآن کے اور علم بھی حکم میں اس کے ساتھ ملحق ہے اور جائز ہے آرزو کرنا اس چیز کی جو غیر کے ساتھ متعلق نہ ہو یعنی اس قسم سے کہ مباح ہے بنا بر اس کی پس نہ تمنی کرنے سے مخصوص ہے ساتھ اس کے کہ حسد اور بغض کا باعث ہو۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَنِّيْ

جو مکروہ ہے تمنی کرنا

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ نہ آرزو کرو جو فضیلت دی اللہ نے ساتھ اس کے بعضوں کو بعض پر آخر آیت تک

٦٦٩٢۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ لَتَمَنَّيْتُ.

٦٦٩٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ نہ آرزو کیا کرو مرنے کی تو البتہ میں مرنے کی آرزو کرتا۔

٦٦٩٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ قَالَ أَتَيْنَا خَبَّابَ بْنَ الْأَرَتِّ نَعُوْدُهٗ وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعًا فَقَالَ

٦٦٩٣۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خباب رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو گئے اور اس نے اپنے بدن پر سات داغ لگوائے تھے سو اس نے کہا کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو موت

لَوْلَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ.

کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا کرتا۔

٦٦٩٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدٍ اسْمُهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَمَنّٰى أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ يَزْدَادُ وَإِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهٗ يَسْتَعْتِبُ. قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ أَبُوْ عُبَيْدٍ اِسْمُهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَزْهَرَ.

٦٦٩٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ آرزو کرے تم میں سے کوئی موت کی اگر نیک ہے تو شاید نیک عمل زیادہ کرے اور اگر بد ہے تو شاید توبہ کرے۔

فائدہ: ان سب حدیثوں میں زجر ہے موت کی آرزو کرنے سے اور حدیثوں اور آیت کے درمیان مناسبت میں خفا ہے مگر یہ کہ ارادہ کیا ہو کہ مکروہ تمنا سے وہ جنس اس چیز کی ہے کہ دلالت کرتی ہے اس پر یہ آیت اور جس پر دلالت کرتی ہے حدیث اور حاصل آیت کا زجر ہے حسد سے اور حاصل حدیث اول کا ترغیب ہے صبر پر سو جب تمنی موت سے منع کیا گیا تو ہوگا امر ساتھ صبر کے مصیبت پر جو اس پر اترے اور جمع کرتا ہے آیت اور حدیث کو رغبت دلانا رضا پر اور ماننا اللہ کے حکم کو اور حکمت بیچ منع ہونے آرزو موت کے یہ ہے کہ موت مانگنا اپنے وقت سے پہلے ایک قسم اعتراض ہے اور مقابلہ ہے تقدیر کا اگرچہ عمر نہ کم ہوتی ہے نہ زیادہ سو موت کی آرزو کرنا نہیں تاثیر کرتا اس کے زیادہ ہونے میں اور نہ کم ہونے میں لیکن وہ ایک امر ہے کہ اس سے پوشیدہ کیا گیا ہے اور ایک حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر موت مانگنے کی ضرورت ہو تو یوں مانگے کہ الٰہی! مجھ کو زندہ رکھ جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہو اور موت دے جب میرے حق میں موت بہتر ہو اور یہ جو فرمایا کہ اگر نیک ہو تو نیک عمل زیادہ کرے گا الخ تو ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ مکلّف کا حال ان دونوں حالتوں میں بند ہے اور تیسری قسم باقی ہے اور وہ یہ کہ اس کے نیک اور بد عمل ملے ہوئے ہوں پس یا تو بدستور رہے گا اوپر اس کے اور یا نیکی زیادہ کرے گا یا بدی زیادہ کرے گا یا نیک ہوگا تو بد ہو جائے گا یا بد ہوگا تو زیادہ بدی کرے گا اور جواب یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اکثر اوقات پر یعنی غالب حال مسلمانوں کا یہی ہوتا ہے خاص کر مخاطب اس کے ساتھ اصحاب تھے اور البتہ میرے دل میں گزرا کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اس میں اشارہ ہے طرف رشک کرنے محسن کے اپنے احسان سے اور ڈرانا ہے بدکا اس کی بدی سے یعنی جو نیک ہو وہ

موت کی آرزو نہ کرے اور بدستور رہے اپنی نیکی پر اور زیادہ کرے نیک عمل اور جو بدکار ہو وہ بھی موت کی آرزو نہ کرے اور باز رہے بدی سے تاکہ اپنی بدی پر نہ مرے پس ہوگا خطرے پر اور باقی تقسیم بھی اس میں داخل ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا

کہنا مرد کا کہ اگر اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف روایت مختصر کی جو روایت کی ہے خندق کھودنے کے باب میں۔

٦٦٩٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ يَقُوْلُ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا نَحْنُ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا إِنَّ الْأُلٰى وَرُبَّمَا قَالَ الْمَلَا قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا أَبَيْنَا يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ.

٦٦٩٥۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ خندق کے دن ہمارے ساتھ مٹی اٹھاتے تھے اور البتہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مٹی نے آپ کا پیٹ چھپایا تھا فرماتے تھے کہ اگر اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے سو اتار دے تسکین کو ہم پر اور مشرکوں نے البتہ ہم پر زیادتی کی ہے اور جب وہ فساد کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم ان کی بات کو نہیں مانتے اپنی آواز کو اس کے ساتھ بلند کرتے تھے۔

فائدہ: اور یہ کلمہ لولا کا عرب کے نزدیک منع ہوتی ہے اس کے ساتھ ایک چیز واسطے وجود غیر کے پس معنی لولا اللہ مااھتدینا کے کہ ہماری ہدایت اللہ کی طرف سے ہے اور مناسبت حدیث کی باب سے یہ ہے کہ جب معلق کیا جائے ساتھ اس صیغے کے قول حق تو نہیں منع ہوتا ہے برخلاف اس کے کہ معلق کیا جائے ساتھ اس کے جو حق نہ ہو مثلا کوئی شخص کوئی چیز کرے پس واقع ہو گناہ میں سو کہے کہ اگر میں ایسا نہ کرتا تو ایسا نہ ہوتا پس اگر اس کو تحقیق معلوم ہو کہ جو اللہ نے اس کی تقدیر میں لکھا ہے وہ ضرور ہونے والا ہے برابر ہے کہ کرتا یا نہ کرتا تو اس کا قول اور اعتقاد نوبت پہنچاتا ہے طرف تکذیب تقدیر کی۔ (فتح)

بَابُ كَرَاهِيَةِ تَمَنِّيْ لِقَآءِ الْعَدُوِّ وَرَوَاهُ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

دشمن کے ملنے کی آرزو کرنا مکروہ ہے روایت کیا ہے اس کو اعرج نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ شہادت کی آرزو کرنا جائز ہے اور ظاہر ان دونوں کے درمیان تعارض ہے اس واسطے کہ شہید ہونے کی آرزو محبوب ہے پس کیوں منع کیا گیا ہے دشمن کے ملنے سے اور حالانکہ وہ پہنچاتا ہے طرف محبوب کی

اور جواب یہ ہے کہ حاصل ہونا شہادت کا خاص تر ہے ملنے سے واسطے امکان تحصیل کرنے شہادت کے باوجود نصرت اسلام کے حاصل دوام عزت اس کی کے ساتھ توڑنے کفار کے اور دشمن سے ملنا کبھی پہنچاتا ہے طرف عکس اس کے کی پس منع کیا گیا اس کی آرزو کرنے سے اور نہیں مخالف ہے شہادت کی آرزو کرنے کو اور یا شاید کراہت خاص ہے ساتھ اس کے جس کو اعتماد ہو اپنی قوت پر اور خود پسند ہو۔ (فتح)

٦٦٩٦۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ أَوْفٰى فَقَرَأْتُهُ فَإِذَا فِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ.

٦٦٩٦۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ غلام آزاد عمر بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ عمر رضی اللہ عنہ کا کاتب تھا کہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف لکھا تو میں نے اس کو پڑھا سو اچانک اس میں لکھا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ آرزو کیا کرو دشمن سے ملنے کی یعنی لڑائی کے وقت اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ سے عافیت مانگو تو اس واسطے کہ دعا کرنا ساتھ تحصیل کرنے امور اخروی کے بغل گیر ہے ایمان بالغیب کو باوجود اس کے کہ اس میں ظاہر کرنا محتاجی کا طرف اللہ کی اور اس کے آگے ذلیل ہونا اور دعا کرنا ساتھ تحصیل امور دنیاوی کے واسطے محتاج ہونے داعی کے ہے طرف ان کی سو کبھی وہ مقدر ہوتی ہے ساتھ دعا کرنے کے سو ہر سبب اور مسبب مقدر ہے بخلاف دعا موت کے کہ نہیں ہے اس میں کوئی مصلحت ظاہرہ بلکہ اس میں مفسدہ ہے اور وہ طلب کرنا نعمت زندگی دور کرنے کو اور جو اس پر مرتب ہوتا ہے فوائد سے خاص کر جب کہ مومن ہو اس واسطے کہ بدستور رہنا ایمان کا افضل عملوں سے ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ اللَّوْ — جو جائز ہے لو سے

فائدہ: مراد یہ ہے کہ جو جائز ہے قول اس شخص کے سے جو راضی ہو ساتھ قضاء اللہ کے اگر یوں ہوتا تو البتہ یوں ہوتا یعنی لو کا کلمہ کسی امر میں کہنا جائز ہے یا نہیں کلمہ لو کا واسطے معلق کرنے دوسری چیز کے ہے ساتھ اول کے زمانہ ماضی میں سو دلالت کرے گا اوپر انتفاء اول کے اس واسطے کہ اگر ثابت ہوتا تو لازم آتا ثبوت ثانی کا اس واسطے کہ وہ واسطے ثبوت ثانی کے ہے بر تقدیر اول کے سو جب ہوا اول لازم واسطے ثانی کے تو دلالت کرے گا اوپر منع ہونے ثانی کے واسطے منع ہونے اول کے واسطے ضرورت منفی ہونے ملزوم کے اور اگر اول دوسرے کو لازم نہ ہو تو نہ دلالت کرے گا مگر مجرد شرط پر۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿لَوْ أَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً﴾ اور قول اللہ تعالیٰ کا کہ لوط علیہ السلام نے کہا کہ اگر مجھ کو تمہارے مقابلے کی قوت ہوتی تو البتہ میں تم کو منع کرتا اس فساد سے جو تم لائے ہو۔

فائدہ: اور مراد لوط علیہ السلام کی قوت آدمیوں کی تھی ورنہ وہ جانتے تھے کہ ان کے واسطے اللہ سے رکن سخت ہے لیکن وہ چلے ظاہر پر اور یہ آیت بغل گیر ہے اس کو کہ جب مومن بد کام دیکھے جس کے دور کرنے پر قادر نہ ہو تو افسوس کرے اور پر غم ہونے اس شخص کے جو اس کے دفع پر اس کی مدد کرے اور تمنا کرے اس کے وجود کے واسطے حرص کرنے کے اپنے رب کی طاعت پر اور گھبرانے کے بدستور رہنے گناہ کے اسے اور اسی واسطے واجب ہے کہ اپنی زبان سے انکار کرے پھر دل سے جب کہ طاقت دفع کی نہ ہو اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول اپنے کے مایجوز من اللو طرف اس کی کہ دراصل وہ جائز نہیں مگر جو اس سے مستثنیٰ ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس قول کے بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس حدیث کے جو مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن قوی اللہ کے نزدیک بہتر اور پیارا ہے مومن ضعیف اور سست سے اور ہر ایماندار میں بہتری ہے اور حرص کرتا رہ اس کام پر جو تجھ کو فائدے دے اور نہ تھک اور اگر تجھ کو کوئی مصیبت پہنچے تو یوں کہہ کہ یہ اللہ نے مقدر کیا تھا اور جو اللہ نے چاہا سو کیا اور بچ اگر کہنے سے اس واسطے کہ اگر کہنا شیطانی کام کا دروازہ کھولتا ہے یعنی یوں نہ کہو کہ اگر میں ایسا ایسا کام کرتا تو ایسا ایسا ہوتا اور کہا طبری نے کہ تطبیق درمیان اس نہی کے اور ان حدیثوں کے جو جواز پر دلالت کرتی ہیں یہ ہے کہ نہی مخصوص ہے ساتھ جزم کرنے کے فعل سے جو نہیں واقع ہوا یعنی نہ کہہ کسی چیز کے واسطے کہ اگر میں یوں کرتا تو البتہ ضرور ہوتی بغیر اس کے کہ تیرے دل میں مشیت الٰہی کی شرط ہو اور جو وارد ہوا ہے قول لو سے محمول ہے اس پر جب کہ اس کا قائل یقین کرنے والا ہو ساتھ شرط مذکور کے اور وہ شرط اللہ کی مشیت کی ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو واقع ہوتی اور یہ کہ نہیں واقع ہوتی ہے کوئی چیز مگر اللہ کی مشیت اور اس کے ارادے سے اور وہ مانند قول ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کی ہے غار میں کہ اگر کوئی ان میں اپنا قدم اٹھائے تو ہم کو دیکھ پائے باوجود یقین اس بات کے کہ اللہ ان کی آنکھوں کو ان دونوں سے بند کرنے پر قادر ہے لیکن وہ چلے بحکم عادت ظاہر کے اور ان کو یقین تھا کہ اگر انہوں نے قدم اٹھایا تو نہ دیکھ سکیں گے ان دونوں کو مگر اللہ کی مشیت سے اور کہا عیاض نے کہ جو سمجھا جاتا ہے بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ سے اور ان حدیثوں سے جو باب میں ذکر کیں یہ ہے کہ جائز ہے استعمال کرنا لو اور لولا کا اس چیز میں کہ ہو استقبال کے واسطے اس چیز سے کہ اس کا فعل وجود غیر کے واسطے ہے اور وہ باب لو سے ہے اس واسطے کہ نہیں داخل کی اس نے باب میں مگر وہ چیز جو استقبال کے واسطے ہے اور جو حق صحیح یقینی ہے برخلاف ماضی کے یا جس میں اعتراض ہے غیب پر اور تقدیر سابق پر اور نہی تو صرف اس جگہ ہے کہ کہے اس کو اعتقاد کر کے لازم طور سے اور یہ کہ

اگر ہو کرتا اس کو قطعاً وہ مصیبت نہ پہنچتی جو پہنچی اور بہر حال جو اللہ کی مشیت کی شرط کرے اور یہ کہ اگر اللہ کا ارادہ نہ ہوتا تو وہ چیز واقع نہ ہوتی تو یہ اس قسم سے نہیں ہے اور میرے نزدیک معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نہی اپنے ظاہر اور عموم پر ہے لیکن وہ نہی تنزیہی ہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا کہ لو شیطان کے کام کی چابی ہے یعنی ڈالتا ہے دل میں معارضہ تقدیر کا اور تعاقب کیا ہے اس کا نووی رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ لو کا استعمال ماضی میں بھی آیا ہے مثل قول اس کے کی کہ اگر گھر میں اپنا حال آگے سے جانتا، الخ پس ظاہر یہ ہے کہ نہی اس کے اطلاق سے ہے اس چیز میں کہ اس میں فائدہ نہ ہو اور بہر حال اگر کہے اس کو بطور افسوس کرنے کے اس چیز پر جو اس سے فوت ہوئی اللہ کی بندگی سے یا اس پر جو دشوار ہو اوپر اس کے تو اس کا کوئی ڈر نہیں اور اسی پر محمول ہے اکثر استعمال اس کا جو موجود ہے حدیثوں میں کہا قرطبی نے مفہم میں کہ مراد مسلم کی حدیث سے یہ ہے کہ مقدر چیز کے واقع ہونے کے بعد متعین یہ ہے کہ اس کو قبول کرے اور مقدر کے ساتھ راضی ہو اور جو چیز فوت ہو چکی ہو اور واقع ہو چکی ہو اس کی طرف التفات نہ کرے اور اگر فوت شدہ چیز میں فکر کرے اور کہے کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا تو شیطان کے وسوسے اس کے دل میں آتے ہیں سو ہمیشہ اس کے دل میں وسوسے آیا کرتے ہیں یہاں تک کہ نوبت پہنچاتے ہیں اس کو طرف صریح خسارے کی پس معارضہ کرتا ہے تو ہم تدبیر سے سابق تقدیر کا اور یہ عمل شیطان کا ہے جس کے اسباب لانے سے منع کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ نہ کہو لو اس واسطے کہ لو شیطان کے کام کی چابی ہے اور یہ مراد نہیں کہ لو کا کلمہ مطلق زبان سے نہ بولے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو چند حدیثوں میں بولا ہے لیکن محل نہی کا اس کے اطلاق سے تو فقط اس چیز میں ہے کہ بطور مقابلے تقدیر کے بولا جائے باوجود اس اعتقاد کے کہ اگر یہ مانع اٹھ جاتا تو البتہ واقع ہوتا برخلاف مقدور کے نہ جب کہ خبر دے ساتھ مانع کے اس جہت سے کہ متعلق ہے ساتھ اس کے فائدہ مستقبل میں اس واسطے کہ ایسے اگر کے جائز ہونے میں کچھ اختلاف نہیں اور نہیں ہے اس میں شیطان کے کام کی چابی اور نہ وہ تحریم کی طرف نوبت پہنچاتا ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں نو حدیثیں ذکر کی ہیں بعض میں بولنا ہے ساتھ لو کے اور بعض میں ساتھ لولا کے سو پہلی اور دوسری اور تیسری اور چھٹی اور آٹھویں اور نویں حدیث میں تو لو ہے اور باقی حدیثوں میں لولا ہے۔ (فتح)

٦٦٩٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ أَهِيَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ

٦٦٩٧۔ حضرت قاسم سے روایت ہے کہ ذکر کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دو لعان کرنے والوں کو تو عبداللہ بن شداد نے کہا کہ کیا وہ عورت وہی ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر ہوتا میں سنگسار کرنے والا کسی عورت کو بغیر گواہوں کے؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نہیں بلکہ یہ وہ عورت ہے کہ ظاہر کیا تھا

رَاجِمًا امْرَأَةً مِنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ قَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ.

اس نے اس بدی کو اسلام میں اور خوف نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ اگر میں ہوتا سنگسار کرنے والا کسی کو بغیر گواہوں کے۔ (فتح)

٦٦٩٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا عَطَآءٌ قَالَ أَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَآءِ فَخَرَجَ عُمَرُ فَقَالَ الصَّلَاةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَقَدَ النِّسَآءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ يَقُوْلُ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ أَوْ عَلَى النَّاسِ وَقَالَ سُفْيَانُ أَيْضًا عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالصَّلَاةِ هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الصَّلَاةَ فَجَآءَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَقَدَ النِّسَآءُ وَالْوِلْدَانُ فَخَرَجَ وَهُوَ يَمْسَحُ الْمَآءَ عَنْ شِقِّهٖ يَقُوْلُ إِنَّهُ لَلْوَقْتُ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ وَقَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا عَطَآءٌ لَيْسَ فِيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ رَأْسُهُ يَقْطُرُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ يَمْسَحُ الْمَآءَ عَنْ شِقِّهٖ وَقَالَ عَمْرٌو لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ إِنَّهُ لَلْوَقْتُ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٦٩٨۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز میں دیر کی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نکلے تو کہا یا حضرت! نماز پڑھیے عورتیں اور لڑکے سو گئے سو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ کے سر سے پانی ٹپکتا تھا فرماتے تھے کہ اگر میں اپنی امت پر یا یوں فرمایا کہ لوگوں پر اور سفیان نے بھی کہا اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو البتہ ان کو واجب کر کے حکم کرتا کہ عشاء کی نماز اسی وقت میں پڑھا کریں، کہا ابن جریج نے عطاء سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ نے عشاء کی نماز میں ایک رات دیر کی سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور کہا یا حضرت! عورتیں اور لڑکے سو گئے سو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور حالانکہ اپنے سر کی ایک طرف سے پانی نچوڑتے تھے فرماتے تھے بے شک یہ وقت ہے فضیلت کا اور اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ جانتا اور کہا عمرو نے کہ حدیث بیان کی ہم سے عطاء نے نہیں ہے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عمرو نے تو کہا کہ حضرت ﷺ کے سر سے پانی ٹپکتا تھا اور ابن جریج نے کہا کہ سر سے پانی نچوڑتے تھے اور کہا عمرو نے اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا اور کہا ابن جریج نے البتہ وہ وقت ہے اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا اور کہا ابن ابراہیم نے یعنی روایت کیا ہے اس کو محمد بن مسلم نے عمرو سے عطاء سے موصول ساتھ ذکر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بیچ اس کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

٦٦٩٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ.

٦٦٩٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت پر دشوار اور کٹھن نہ جانتا تو البتہ میں ان کو واجب کر کے مسواک کا حکم کرتا یعنی نماز پنجگانہ میں۔

٦٧٠٠۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَاصَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ الشَّهْرِ وَوَاصَلَ أُنَاسٌ مِّنَ النَّاسِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ مُدَّ بِيَ الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُوْنَ تَعَمُّقَهُمْ إِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّيْ أَظَلُّ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ. تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ مُغِيْرَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٧٠٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر ماہ رمضان میں وصال کے روزے رکھے اور بعض اصحاب نے بھی آپ کے ساتھ وصال کے روزے رکھے یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر رمضان کا مہینہ مجھ پر دراز ہو جاتا تو میں برابر وصال کے روزے اتنے رکھتا جاتا کہ چھوڑ دیتے شدت سے عبادت کرنے والے اپنی شدت کو یعنی لوگ عاجز ہو کر وصال کرنا چھوڑ دیتے بے شک میں تمہاری طرح نہیں ہوں بے شک میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

فائدہ: وصال کا روزہ یہ ہے کہ دو روز یا زیادہ برابر روزہ رکھے اور رات کو بھی نہ کھائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اس روزے سے منع کیا اصحاب نے کہا کہ آپ جو وصال کا روزہ رکھتے ہیں اس کا کیا سبب ہے؟ تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی یعنی مجھ کو اپنی طرح نہ سمجھو مجھ کو اللہ کھلاتا پلاتا ہے اور اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔

٦٧٠١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٧٠١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے روزے سے منع فرمایا تو اصحاب نے کہا کہ آپ وصال کا روزہ رکھتے ہیں؟ یعنی اس کا کیا سبب ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کون میرے برابر ہے؟ میں رات کاٹتا ہوں میرا رب مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے سو جب

وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوْا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ أَيُّكُمْ مِثْلِيْ إِنِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَّنْتَهُوْا وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُّكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ.

انہوں نے باز رہنے سے انکار کیا تو حضرت ﷺ نے ان کے ساتھ وصال کا روزہ رکھا پھر ایک روزہ رکھا یعنی دو روز برابر وصال کا روزہ رکھا پھر لوگوں نے ہلال کو دیکھا سو فرمایا کہ اگر رمضان کا مہینہ زیادہ ہو جاتا تو میں وصال کا روزہ زیادہ کرتا جیسے ان کو سزا دینے والے تھے۔

٦٧٠٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوْهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهٖ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَ ذَاكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوْا مَنْ شَآءُ وْا وَيَمْنَعُوْا مَنْ شَآءُ وْا وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوْبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهٗ فِي الْأَرْضِ.

٦٧٠٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ کیا حطیم کعبے میں ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے کہا ان کو کیا ہوا انہوں نے اس کو کعبے میں داخل نہ کیا؟ فرمایا کہ تیری قوم کے پاس خرچ نہیں رہا تھا میں نے کہا کیا حال ہے اس کے دروازے کا اونچا ہے؟ فرمایا کہ تیری قوم نے یہ کام اس واسطے کیا تھا کہ جس کو چاہیں اندر داخل کریں اور جس کو چاہیں منع کریں اور اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو سو میں ڈرتا ہوں کہ ان کے دل میں رنج ہو تو میں حطیم کو کعبے میں داخل کرتا اور اس کا دروازہ زمین کے ساتھ ملاتا۔

فائدہ: کفر کے زمانے میں کفار قریش نے کعبہ بنایا تھا تو خرچ کی کمی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قدیم بنیاد سے شمال کی طرف جدھر حطیم ہے سات ہاتھ کو کم کر دیا حضرت ﷺ نے اس کو دوبارہ اس واسطے نہ بنوایا کہ قریش نو مسلم تھے ان کو رنج ہوتا کہ پیغمبر نے ہماری بنائی عمارت کو مٹایا شاید اسلام سے پھر جاتے۔

٦٧٠٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ

٦٧٠٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصاریوں میں سے ایک مرد ہوتا یعنی اصحاب مجھ کو ایسے پسند خاطر ہیں کہ اگر ہجرت کی صفت مجھ میں نہ ہوتی تو میں اپنی ذات کو انصاریوں میں شمار کرتا اور اگر انصار چلتے کسی میدان میں یا پہاڑ کے کسی درے میں تو میں انصار کے میدان میں یا انصار

الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَ الْأَنْصَارِ.

کے راہ میں چلتا۔

۶۷۰۴۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا تَابَعَهُ أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشِّعْبِ.

۶۷۰۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصاریوں میں سے ایک مرد ہوتا یعنی اصحاب مجھ کو ایسے پسند خاطر ہیں کہ اگر ہجرت کی صفت مجھ میں نہ ہوتی تو میں اپنی ذات کو انصاریوں میں شمار کرتا اور اگر انصار چلتے کسی میدان میں یا پہاڑ کے کسی درے میں تو میں انصار کے میدان میں یا انصار کے راہ میں چلتا۔

فائدہ: کہا سبکی کبیر نے کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ کا اس باب سے اور اس کی حدیث سے یہ ہے کہ لو یعنی اگر کہنا مطلق مکروہ نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ تو مخصوص چیز میں ہے لیا جاتا ہے یہ اس کے قول من اللو سے پس اشارہ کیا طرف تبعیض کی اور وارد ہونے اس کے سے صحیح حدیثوں میں، میں کہتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حرص کرتا رہ اس پر جو تجھ کو نفع دے اور پھر فرمایا کہ بچ اگر کہنے سے تو اس میں اشارہ ہے کہ لو مذموم دو قسم پر ہے ایک قسم حال میں ہے جب تک فعل خیر کا ممکن ہو سونہ چھوڑے بسبب گم ہونے اور چیز کے سو تو نہ کہے کہ اگر اس طرح موجود ہوتا تو میں اس طرح کرتا باوجود قادر ہونے اس کے اس کے کرنے پر اگرچہ یہ موجود نہ ہوتا بلکہ کرے چیز کو اور حرص کرے اس کے نہ فوت ہونے پر دوسری قسم یہ ہے کہ فوت ہو اس سے کوئی امر دنیا کے امر سے سو نہ مشغول کرے اپنے نفس کو ساتھ افسوس کرنے کے اوپر اس کے اس واسطے کہ اس میں اعتراض ہے تقدیر پر پس ذم راجح ہے اس چیز میں کہ رجوع کرتی ہے حال میں طرف قصور کی اور اس چیز میں کہ رجوع کرتی ہے ماضی میں طرف اعتراض کی تقدیر پر۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ اَخْبَارِ الْاٰحَادِ
کتاب ہے بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خبر واحد ہیں

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الصَّدُوْقِ فِي الْأَذَانِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَالْفَرَآئِضِ وَالْأَحْكَامِ.

جو چیز کہ آئی ہے بیچ قبول کرنے خبر واحد صدوق کے یعنی جو بڑا سچا ہو بیچ اذان کے اور نماز کے اور روزے کے اور فرائض اور احکام کے۔

فائدہ: مراد ساتھ اجازت خبر واحد کے یہ ہے کہ عمل کرنا ساتھ اس کے اور قائل ہونا ساتھ اس کے کہ وہ حجت ہے اور مراد ساتھ واحد کے اس جگہ حقیقۃً ایک ہے اور بہر حال اہل اصول کی اصطلاح میں پس مراد ساتھ اس کے وہ خبر ہے جو متواتر نہ ہو عام تر اس سے کہ مشہور ہو یا واحد اور مقصود اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نہیں حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ حدیث کے مگر جب کہ روایت کریں اس کو ایک سے زیادہ تا کہ ہو جائے مانند گواہی کی اور لازم آتا ہے اس سے رد کرنا اس شخص پر جو شرط کرتا ہے چار کو یا زیادہ کو سو بعضوں سے منقول ہے کہ شرط ہے بیچ قبول ہونے خبر واحد کے یہ کہ روایت کریں اس کو تین آدمی تین سے ابتدا سے انتہا تک اور بعضوں نے کہا کہ شرط ہے روایت کرنا پانچ کا پانچ سے اور بعضوں نے کہا کہ سات کا سات سے اور شاید یہ لوگ قائل ہیں کہ عدد مذکور تواتر کا فائدہ دیتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ شرط ہے ہونا دو کا دو سے انتہا تک اور صدوق کی قید ہونا ضروری ہے ورنہ مقابل اس کا اور وہ کذوب ہے بالاتفاق حجت نہیں اور بہر حال جس کا حال معلوم نہ ہو وہ تیسری قسم ہے جائز ہے حجت پکڑنا ساتھ اس کے اگر قوت پا جائے اور عطف فرائض کا صوم پر عطف عام کا ہے خاص پر اور ان کو خاص کر ذکر کیا اہتمام کے واسطے اور تا معلوم ہو کہ وہ عملیات میں ہے نہ اعتقادیات میں اور مراد ساتھ قبول خبر واحد کے اذان میں یہ ہے کہ جب وہ امین ہو اور اذان دے تو ضامن ہو جاتا ہے دخول وقت کا پس جائز ہے نماز اس وقت کی اور نماز میں خبر دار کرنا ہے ساتھ جہت قبلے کے اور روزے میں خبر دار کرنا ہے ساتھ طلوع فجر کے یا غروب آفتاب کے اور احکام عطف عام کا ہے خاص پر اس واسطے کہ فرائض ایک فرد ہیں احکام کا۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ

اور اللہ نے فرمایا سو کیوں نہ نکلے ہر فرقہ میں سے ان کے ایک گروہ تا کہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور تا کہ خبر

وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾ وَيُسَمَّى الرَّجُلُ طَائِفَةً لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا﴾ فَلَوِ اقْتَتَلَ رَجُلَانِ دَخَلَ فِي مَعْنَى الْآيَةِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا﴾ وَكَيْفَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَرَاءَهُ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ فَإِنْ سَهَا أَحَدٌ مِنْهُمْ رُدَّ إِلَى السُّنَّةِ.

پہنچائیں اپنی قوم کو جب پھر آئیں ان کی طرف شاید کہ وہ ڈریں اور نام رکھا جاتا ہے ایک مرد کا طائفہ واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اور اگر مسلمانوں میں سے دو گروہ باہم لڑیں سو اگر دو مرد لڑیں تو آیت کے معنی میں داخل ہوں گے اور اللہ نے فرمایا کہ اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لائے تو تحقیق کرو تا کہ نہ جا پڑو کسی قوم پر بے علمی سے اور کس طرح بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امیروں کو ایک کو بعد ایک کے اور اگر کوئی ان میں چوک گیا تو رد کیا گیا طرف سنت کی۔

فائدہ: یہ جو کہا فلولا نفر الخ تو مراد بخاری رحمہ اللہ کی اس سے یہ ہے کہ لفظ طائفہ کا شامل ہے ایک کو اور زیادہ کو اور نہیں خاص ہے ساتھ عدد معین کے اور یہ منقول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد اور نخعی اور عطاء اور عکرمہ وغیرہ سے اور اسی طرح دلالت قول اللہ تعالیٰ سے ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ اور یہی منقول ہے مجاہد سے اور یہ جو اللہ نے فرمایا کہ اگر کوئی فاسق خبر لائے، الخ تو وجہ دلالت اس کی لی جاتی ہے مفہوم شرط اور صفت سے اس واسطے کہ وہ دونوں چاہتے ہیں خبر واحد کے قبول کرنے کو اور یہ دلیل وارد کی جاتی ہے واسطے قوی ہونے کے نہ واسطے استقلال کے اور نیز اماموں نے حجت پکڑی ہے ساتھ آیتوں اور حدیثوں کے جو مذکور ہیں باب میں اور مانع کی حجت یہ ہے کہ نہیں فائدہ دیتی ہے خبر واحد مگر ظن کا اور جواب یہ ہے کہ مجموع ان کا فائدہ دیتا ہے قطع کا مانند تواتر معنوی کے اور البتہ عام ہوا ہے عمل اصحاب اور تابعین کا ساتھ خبر واحد کے بغیر انکار کے پس یہ تقاضا کرتا ہے ان کے اتفاق کو اوپر قبول کرنے خبر واحد کے اور مراد ساتھ بھیجنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کو بعد ایک کے تعدد وجہات کا ہے جن کی طرف بھیجے جاتے تھے ساتھ تعدد ان لوگوں کے جو بھیجے جاتے تھے اور حمل کیا ہے اس کو کرمانی نے ظاہر پر سو کہا کہ فائدہ بھیجنے دوسرے کا بعد اول کے یہ ہے کہ تا کہ پھیرے اس کو طرف حق کی بعد بھول جانے اس کے اور نہیں نکلتی ساتھ اس کے ہونے اس کے سے خبر واحد اور یہ استدلال قوی ہے واسطے ثابت ہونے خبر واحد کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے اس واسطے کہ اگر خبر واحد کا قبول کرنا کافی نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے کے کوئی معنی نہ تھے اور تائید کی اس کی شافعی رحمہ اللہ نے اس حدیث سے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچائیں اور یہ حدیث بخاری اور مسلم میں ہے اور ساتھ اس حدیث کے کہ تر و تازہ کرے اللہ اس مرد کو جو میری حدیث سنے پھر ہو بہو اس کو پہنچائے اور یہ سنن میں ہے اور حدیثیں ظاہر ہیں اس میں کہ ان میں سے ہر شہر والے اپنے حاکم کی طرف جھگڑا فیصل کروانے جاتے تھے اور اپنے

حاکم کی خبر کو قبول کرتے تھے اور اس پر اعتماد کرتے تھے بغیر التفات کے طرف قرینے کی اور باب کی حدیثوں میں بہت دلائل ہیں اس قسم سے اور حجت پکڑی ہے بعض اماموں نے ساتھ اس آیت کے ﴿یَاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں کی طرف پیغمبر ہیں اور واجب ہے حضرت ﷺ پر ان کو اللہ کا حکم پہنچانا سو اگر خبر واحد کی مقبول نہ ہوتی تو البتہ مشکل ہوتا پہنچانا شریعت کا سب لوگوں کو بداہۃً اس واسطے کہ حضرت ﷺ کو سب لوگوں کے ساتھ روبرو خطاب کرنا دشوار ہے اور اسی طرح مشکل ہے بھیجنا عدد تواتر کا طرف ان کی اور یہ مسلک جید ہے جوڑا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ پھر بخاری رحمہ اللہ نے اور بعض اصحاب سے جو منقول ہے کہ انہوں نے خبر واحد کے قبول کرنے میں توقف کیا تو یہ یا تو شک کے وقت ہے اور یا وقت معارضہ دلیل قطعی کے اور عقلی دلیل یہ ہے کہ حضرت ﷺ احکام پہنچانے کے واسطے بھیجے گئے ہیں اور صدق خبر واحد کا ممکن ہے پس واجب ہے عمل ساتھ اس کے احتیاط کے واسطے اور اصابت ظن کی ساتھ خبر واحد صدوق کے غالب ہے اور واقع ہونا خطا کا اس میں نادر ہے پس نہ ترک کی جائے گی مصلحت غالبہ نادر مفسدے کے خوف سے اور بعض حنفیوں نے رد کیا ہے اس خبر واحد کو جو قرآن پر زائد ہو اور تعقب کیا گیا ہے ان کا ساتھ اس کے کہ قبول کیا ہے انہوں نے خبر واحد کو بیچ وجوب غسل مرفق کے وضو میں اور حاصل ہونے عموم اس کے ساتھ خبر واحد کے مانند نصاب سرقہ کی اور رد کیا ہے اس کو بعضوں نے ساتھ اس چیز کے کہ عام ہو ساتھ اس کے آزمائش یعنی جو کام مکرر ہوتا رہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ انہوں نے عمل کیا ہے ساتھ اس کے عام آزمائش میں مانند واجب کرنے وضو کے ساتھ قہقہ کے نماز میں اور ساتھ قے اور نکسیر کے اور یہ سب مبسوط ہے فقہ میں۔

۶۷۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَیْرِثِ قَالَ اَتَیْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِیْنَ لَیْلَةً وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَفِیْقًا فَلَمَّا ظَنَّ اَنَّا قَدِ اشْتَهَیْنَا اَهْلَنَا اَوْ قَدِ اشْتَقْنَا سَاَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا بَعْدَنَا فَاَخْبَرْنَاهُ قَالَ ارْجِعُوْا اِلٰی اَهْلِیْكُمْ فَاَقِیْمُوْا فِیْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ وَذَكَرَ اَشْیَآءَ اَحْفَظُهَا

۶۷۰۵۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے اور ہم نوجوان قریب العمر تھے سو ہم حضرت ﷺ کے پاس بیس دن رہے اور حضرت ﷺ نرم دل تھے سو حضرت ﷺ نے گمان کیا کہ ہم کو اپنے گھر والوں کی خواہش ہے یا ہم مشتاق ہیں تو ہم سے ہمارے پچھلوں کا حال پوچھا ہم نے حضرت ﷺ کو خبر دی فرمایا پلٹ جاؤ اپنے گھر والوں کی طرف اور ان میں رہو اور ان کو احکام سکھلاؤ اور ان کو حکم کرو اور ذکر کیں بہت چیزیں جو مجھ کو یاد ہیں یا یاد نہیں اور نماز پڑھو جیسا تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا اور جب نماز کا وقت آئے تو چاہیے کہ کوئی تم میں سے

أَوْ لَا أَحْفَظُهَا وَصَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ.

اذان دے اور جو تم میں بڑا ہو وہ امام بنے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ان کو حکم کرو تو مراد ساتھ اس کے عام تر ہے ضد نہی سے اس واسطے کہ منع کرنا چیز سے امر ہے ساتھ فعل خلاف اس کی کے اتفاق اور عطف امر کا تعلیم پر واسطے خاص تر ہونے اس کے ہے اس سے اور مراد مامور سے وہ چیز ہے جو دوسری روایت میں آئی ہے کہ حکم کرنا ان کو کہ نماز پڑھیں ایسی فلانے وقت میں اور نماز ایسی فلانے وقت میں اور وقتوں کا ذکر مشہور ہونے کے سبب سے نہیں کیا اور یہ جو فرمایا کہ نماز پڑھو جیسا تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا یعنی منجملہ ان چیزوں کے کہ ابوقلابہ نے ان کو مالک سے یاد رکھا یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہا ابن دقیق العید نے کہ استدلال کیا ہے بہت فقہاء نے بہت جگہوں میں اوپر وجوب کے ساتھ فعل کے سمیت اس قول کے کہ نماز پڑھو جیسا تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا اور جب لیا جائے اس کو باوجود قطع نظر کے اس کے سبب اور سیاق سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب امت کے واسطے خطاب ہے ساتھ اس کے کہ نماز پڑھا کریں جیسے حضرت ﷺ نے نماز پڑھی پس قوی ہوگا استدلال ساتھ اس کے ہر فعل پر جو ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ نے اس کو نماز میں کیا لیکن یہ خطاب تو صرف مالک اور اس کے ساتھیوں کے واسطے واقع ہوا ہے ہاں سب امت ان کو اس حکم میں شریک ہیں بشرطیکہ ثابت ہو استمرار حضرت ﷺ کا اس چیز کے فعل پر جس سے استدلال کیا گیا ہے ہمیشہ تا کہ داخل ہو نیچے امر کے اور ان میں سے بعض چیزوں پر تو حضرت ﷺ کا استمرار کرنا قطعی ہی ثابت ہو چکا ہے اور بہرحال وہ چیز کہ نہیں دلالت کرتی ہے دلیل ہے اوپر وجود اس کے ان نمازوں میں کہ تعلق پکڑا ہے امر نے ساتھ واقع کرنے نماز کے اوپر صفت ان کی کے تو اس کو یہ امر شامل نہیں ہے اور موضع ترجمہ کی یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آئے تو چاہیے کہ کوئی اذان دے۔ (فتح)

٦٧٠٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِّنْ سَحُوْرِهٖ فَإِنَّهٗ يُؤَذِّنُ أَوْ قَالَ يُنَادِيْ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَّقُوْلَ هٰكَذَا وَجَمَعَ يَحْيٰى كَفَّيْهِ حَتّٰى يَقُوْلَ هٰكَذَا وَمَدَّ يَحْيٰى إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَتَيْنِ.

٦٧٠٦۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ روکے کسی کو بلال رضی اللہ عنہ کی اذان اس کی سحری کھانے سے اس واسطے کہ وہ اذان دیتا ہے رات سے تا کہ تم میں سے جو نماز تہجد پڑھتا ہو وہ آرام کر لے اور جو سوتا ہو وہ نماز اور سحری کھانے کے واسطے جاگے اور فجر کا وقت وہ نہیں جو اس طرح اشارہ کرے اور یحییٰ اس حدیث کے راوی نے اپنی دونوں ہتھیلیاں ملا کر اونچا کر کے دکھلایا یعنی جو لمبی اونچی روشنی اول ہوتی ہے اس کا نام صبح نہیں حضرت ﷺ نے

فرمایا جب تک اس طرح نہ اشارہ کرے اور یحییٰ نے اپنے کلمے کی دونوں انگلیوں کو ملا کر پھیلایا دائیں اور بائیں یعنی صبح وہ ہے جس کی روشنی چوڑی ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اذان میں گزر چکی ہے اور اصل اس روایت کی ساتھ اشارت کے ہے جو مقرون ہے ساتھ قول کے۔ (فتح)

٦٧٠٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِيْ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ.

٦٧٠٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتا ہے رات سے سو کھایا پیا کرو یہاں تک کہ اذان دے ابن ام مکتوم۔

٦٧٠٨۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ أَزِيْدَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ.

٦٧٠٨۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو ظہر کی نماز پانچ رکعتیں پڑھائیں یعنی بھول کر تو کسی نے حضرت ﷺ سے کہا کہ کیا نماز زیادہ کی گئی فرمایا اور تمہارے اس کہنے کا کیا سبب ہے؟ اصحاب نے کہا کہ آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں تو حضرت ﷺ نے دو سجدے کیے سلام کے بعد۔

فائدہ: اور اس حدیث میں یہ خبر واحد کی نہیں بلکہ جماعت کی خبر ہے اور اس کا جواب آئندہ آئے گا۔

٦٧٠٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمْ نَسِيْتَ فَقَالَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٧٠٩۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ دو رکعت سے پھرے یعنی چار فرضوں میں صرف دو رکعت پر سلام پھیر کر اٹھ کھڑے ہوئے تو ذوالیدین نے حضرت ﷺ سے کہا یا حضرت! کیا نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے؟ اصحاب نے کہا ہاں پھر حضرت ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور دو رکعت اور نماز پڑھی پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی پھر سجدہ کیا اپنے

فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ ثُمَّ رَفَعَ.

سجدے کے برابر یا اس سے دراز تر پھر سر اٹھایا پھر تکبیر کہی پھر سجدہ کیا اپنے سجدے کی طرح پھر سر اٹھایا۔

فائدہ: اور وجہ وارد کرنے ان دونوں حدیثوں کے کی بیچ باب اجازت خبر واحد کے تنبیہ ہے اس پر کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں قناعت کی حضرت ﷺ نے بیچ خبر سہو کے ساتھ خبر واحد کے اس واسطے کہ اس نے معارضہ کیا حضرت ﷺ کے فعل کا اسی واسطے استفہام کیا ذوالیدین کے قصے میں سو جب آپ کو بہت لوگوں نے اس کے صدق کی خبر دی تو اس کی طرف رجوع کیا اور پہلے قصے میں سب لوگوں نے آپ کو خبر دی اور یہ اوپر طریق اس شخص کے ہے جو دیکھتا ہے رجوع امام کا سہو میں طرف اخبار اس شخص کی جو اس کے نزدیک علم کا فائدہ دے اور یہ رائے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور اسی واسطے وارد کیا ہے اس نے دونوں حدیثوں کو اس جگہ میں اور کہا کرمانی نے کہ یہ خبر واحد ہونے سے خارج نہیں ہوئی اگرچہ قرینے کے سبب سے علم کے مفید ہو گئے۔ (فتح)

٦٧١٠ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَآءٍ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَآءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ.

٦٧١٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ قباء میں صبح کی نماز میں تھے کہ اچانک کوئی آنے والا ان کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ بے شک آج رات حضرت ﷺ پر قرآن اترا اور البتہ آپ کو حکم ہوا کہ خانے کعبے کی طرف منہ کریں تو اصحاب نے نماز ہی میں خانے کعبے کی طرف منہ کیا اور ان کے منہ شام کی طرف تھے یعنی بیت المقدس کی طرف سو کعبے کی طرف گھوم گئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور حجت اس سے ساتھ عمل کرنے کے خبر واحد سے ظاہر ہے اس واسطے کہ جو اصحاب بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اس شخص کے خبر دینے سے کعبے کی طرف پھر گئے سو انہوں نے اس کی خبر کو سچا جانا اور اس پر عمل کیا بیچ گھومنے ان کے بیت المقدس سے اور وہ شام میں ہے طرف جہت کعبے کی اور وہ یمانی ہے برعکس پہلے قبلے کے۔ (فتح)

٦٧١١ - حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٧١١۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں آئے تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی سولہ یا سترہ مہینے اور چاہتے تھے کہ خانے کعبے کی طرف

الْمَدِيْنَةَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا﴾ فَوُجِّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَصَلّٰى مَعَهُ رَجُلٌ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ فَمَرَّ عَلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ قَدْ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَانْحَرَفُوْا وَهُمْ رُكُوْعٌ فِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ.

نماز پڑھنے کا حکم ہو سو اللہ نے یہ آیت اتاری البتہ ہم دیکھتے ہیں پھر پھر جانا تیرے منہ کا آسمان کی طرف سو البتہ ہم پھیریں گے تجھ کو جس قبلے کی طرف تو راضی ہو سو حضرت ﷺ کو خانے کعبے کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا اور ایک مرد نے حضرت ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی پھر نکلا اور انصاریوں کی ایک قوم پر گزرا سو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ کو خانے کعبے کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا ہے سو وہ کعبے کی طرف پھر گئے اور حالانکہ وہ عصر کی نماز میں رکوع میں تھے۔

٦٧١٢۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَسْقِيْ أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَأَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِنْ فَضِيْخٍ وَهُوَ تَمْرٌ فَجَآءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ يَا أَنَسُ قُمْ إِلٰى هٰذِهِ الْجِرَارِ فَاكْسِرْهَا قَالَ أَنَسٌ فَقُمْتُ إِلٰى مِهْرَاسٍ لَنَا فَضَرَبْتُهَا بِأَسْفَلِهِ حَتَّى انْكَسَرَتْ.

٦٧١٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو شراب پلاتا تھا فضیح سے اور وہ کھجور کی شراب ہوتی ہے سو کوئی آنے والا ان کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ بے شک شراب حرام ہوئی تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے انس! اٹھ کھڑا ہو ان مٹکوں کی طرف سو ان کو توڑ ڈالا سو میں ہاون یعنی چٹو لے کر اٹھا تو میں نے اس کے نیچے کی طرف کو مٹکوں پر مارا یہاں تک کہ ٹوٹ گئے۔

فائدہ: اور یہ حدیث قوی حجت ہے بیچ قبول کرنے خبر واحد کے اس واسطے کہ ثابت کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے منسوخ کرنا اس چیز کا کہ مباح تھی یہاں تک کہ اس کے سبب سے انہوں نے اس کو حرام ٹھہرایا اور اس پر عمل کیا۔ (فتح)

٦٧١٣۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَهْلِ

٦٧١٣۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نجران والوں سے فرمایا کہ البتہ میں تمہاری طرف بڑا معتمد امانت دار مرد بھیجوں گا تو حضرت ﷺ کے اصحاب اس کے

نَجْرَانَ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ.

واسطے جھانکنے لگے اور اس میں رغبت کرنے لگے یعنی بہ سبب وصف مذکور کے سو حضرت ﷺ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

٦٧١٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ.

٦٧١٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر ایک امت کا ایک معتمد امانت دار رہا ہے اور اس امت کا معتمد امانت دار ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہے جراح کا بیٹا۔

٦٧١٥۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ وَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَابَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُهُ أَتَيْتُهُ بِمَا يَكُوْنُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا غِبْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَهُ أَتَانِي بِمَا يَكُوْنُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٧١٥۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد تھا کہ جب وہ حضرت ﷺ کے پاس حاضر نہ ہوتا اور میں حاضر ہوتا تو میں اس کے پاس لاتا جو حضرت ﷺ سے ظہور میں آتا اور جب میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر نہ ہوتا اور وہ حاضر ہوتا تو میرے پاس خبر لاتا جو حضرت ﷺ سے وقوع میں آتا۔

فائدہ: اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ خبر واحد کو قبول کرتے تھے اور بعض علماء نے کہا کہ اگر کوئی کسی سے مسئلہ پوچھے اور وہ اس کو خبر دے جو اس کو یاد ہو حکم سے تو اس پر کسی نے یہ شرط نہیں کی کہ وہ سائل اس پر عمل نہ کرے یہاں تک کہ اس کے سوا کسی اور سے بھی پوچھے سو اس نے دلالت کی کہ اتفاق ہے سب کا اوپر واجب ہونے عمل کے ساتھ خبر واحد کے۔ (فتح)

٦٧١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٧١٦۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور ایک مرد کو ان پر سردار مقرر کیا سو انہوں نے آگ جلائی اس نے کہا کہ اس میں گھسو تو انہوں نے ارادہ کیا کہ اس میں گھسیں تو اور لوگوں نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ

وَسَلَّمَ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا فَأَوْقَدَ نَارًا وَقَالَ ادْخُلُوْهَا فَأَرَادُوْا أَنْ يَّدْخُلُوْهَا وَقَالَ آخَرُوْنَ إِنَّمَا فَرَرْنَا مِنْهَا فَذَكَرُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِلَّذِيْنَ أَرَادُوْا أَنْ يَّدْخُلُوْهَا لَوْ دَخَلُوْهَا لَمْ يَزَالُوْا فِيْهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَقَالَ لِلْآخَرِيْنَ لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةٍ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ.

نہیں کہ ہم تو اس سے بھاگے ہیں تو انہوں نے یہ حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا ان لوگوں سے جنہوں نے اس میں گھسنا چاہا تھا کہ اگر اس میں گھستے تو ہمیشہ قیامت تک اس میں پڑے رہتے اور دوسروں سے فرمایا کہ نہیں واجب ہے فرمانبرداری گناہ میں فرمانبرداری تو صرف نیک کام میں ہے۔

فائدہ: وہ لوگ اس سردار کے ہر امر میں تابعدار تھے جو حکم حضرت ﷺ کی طرف سے ان کو بتلاتا اس کو قبول کرتے تھے سوائے اس حکم کے، وفيه المطابقة للترجمة۔

۶۷۱۷۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۷۱۸۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَعْرَابِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ لِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ لَهُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِيْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ فَقَالَ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا وَالْعَسِيْفُ الْأَجِيْرُ فَزَنٰى

۶۷۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک گنوار مرد کھڑا ہوا تو اس نے کہا یا حضرت! میرے واسطے حکم کیجیے اللہ کی کتاب سے تو دوسرے مدعی نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے حکم کیجیے اس کے واسطے اللہ کی کتاب سے اور مجھ کو کلام کرنے کی اجازت ہو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا اجازت ہے کہہ سو اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا اور عسیف مزدور کو کہتے ہیں سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا تو لوگوں نے مجھ کو خبر دی بے شک میرے بیٹے پر واجب ہے سنگسار کرنا تو میں نے اس کے بدلے میں سو بکری

بِامْرَأَتِهٖ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةٍ مِّنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ وَأَنَّمَا عَلَى ابْنِيْ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ فَرُدُّوْهَا وَأَمَّا ابْنُكَ فَعَلَيْهِ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ لِرَجُلٍ مِّنْ أَسْلَمَ فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

اور ایک لونڈی دی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ اس کی عورت پر سنگسار کرنا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میرے بیٹے پر تو سو کوڑا اور ایک سال جلا وطن کرنا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی کہ جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں حکم کروں گا تمہارے درمیان ساتھ اللہ کی کتاب کے بہر حال لونڈی اور بکریاں سو ان کو پھیر دو اور بہر حال تیرا بیٹا تو لازم ہے اس پر سو کوڑا اور ایک سال جلا وطن کرنا اور بہر حال تو اے انیس! ایک مرد سے کہا جو قوم اسلم میں سے تھا سو صبح کو اس کی عورت پر جانا سو اگر زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کرنا تو انیس رضی اللہ عنہ صبح کو اس کے پاس گیا اس عورت نے اقرار کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: کہا ابن قیم نے بیچ رد کے اس شخص پر جو رد کرتا ہے خبر واحد کو جب کہ قرآن پر زائد ہو کہ سنت ساتھ قرآن کے تین قسم ہے ایک ہر وجہ سے اس کے موافق ہوتی ہے اور دوسری بیان ہوتی ہے قرآن کی مراد کے واسطے تیسری دلالت کرتی ہے ایک حکم پر جس سے قرآن ساکت ہو یہ تیسری قسم ہوتا ہے حکم ابتدا کیا گیا حضرت ﷺ سے سو واجب ہے تابعداری حضرت ﷺ کی بیچ اس کے اور اگر حضرت ﷺ کی تابعداری واجب نہ ہوتی مگر اس چیز میں جو قرآن کے موافق ہو تو آپ کے واسطے کوئی طاعت خاص نہ ہوتی اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جو کہتا ہے کہ نہیں قبول ہے حکم جو زائد ہو قرآن پر مگر جو متواتر یا مشہور ہو تو اس نے تناقض کیا ہے سو انہوں نے کہا کہ حرام ہے نکاح کرنا عورت سے اس کی پھوپھی اور خالہ پر اور حرام ہے رضاعت سے جو حرام ہے نسب سے اور وہ قائم ہیں ساتھ خیار شرط کے اور شفعہ کے اور رہن کے حضر میں اور میراث جدہ کے اور تخییر لونڈی کے جب کہ آزاد ہو اور منع کرنے حائض کے روزے اور نماز سے اور واجب ہونے کفارے کے جو جماع کرے روزے کی حالت میں اور واجب ہونے سوگ معتدہ کے جس کا خاوند مر گیا ہو اور جائز رکھنے وضو کے ساتھ نچوڑ کھجور کے اور واجب کرنے وتر کے اور یہ کہ کم تر مہر دس درہم ہیں اور وارث کرنے پوتی کے ساتھ بیٹی کے اور استبراء کرنے قیدی عورت کے ساتھ ایک حیض کے اور عینی بھائی وارث ہوتے ہیں اور باپ کو بیٹے کے قصاص میں نہ مارا جائے اور لینا جزیہ کا مجوس سے اور کاٹنا چور کے پاؤں کا دوسری بار میں اور نہ بدلہ لینا زخم کا اچھے ہونے سے پہلے اور منع ہونا بیع کالی کا ساتھ کالی کے وغیرھم یطول شرحہ اور یہ حدیثیں سب آحاد ہیں اور بعض ثابت ہیں اور

بعض ثابت نہیں اور ان کا بیان اصول فقہ میں ہے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ (فتح)

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزُّبَيْرَ طَلِيعَةً وَحْدَهُ

بھیجنا حضرت ﷺ کا زبیر رضی اللہ عنہ کو تنہا کہ کفار کے لشکر کی خبر لائے

٦٧١٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمَدِيْنِيِّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثَلَاثًا فَقَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ قَالَ سُفْيَانُ حَفِظْتُهُ مِنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَقَالَ لَهُ أَيُّوْبُ يَا أَبَا بَكْرٍ حَدِّثْهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَإِنَّ الْقَوْمَ يُعْجِبُهُمْ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَقَالَ فِي ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ سَمِعْتُ جَابِرًا فَتَابَعَ بَيْنَ أَحَادِيْثَ سَمِعْتُ جَابِرًا قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ الثَّوْرِيَّ يَقُوْلُ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَقَالَ كَذَا حَفِظْتُهُ مِنْهُ كَمَا أَنَّكَ جَالِسٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ قَالَ سُفْيَانُ هُوَ يَوْمٌ وَاحِدٌ وَتَبَسَّمَ سُفْيَانُ.

٦٧١٩۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ خندق کے دن لوگوں کو بلایا اور طلب کیا تو زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کا حکم قبول کیا پھر لوگوں کو بلایا پھر زبیر رضی اللہ عنہ نے حکم قبول کیا پھر ان کو بلایا سو زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کا حکم قبول کیا اور حاضر ہوا تین بار تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کا کوئی خالص مددگار ہوتا رہا ہے اور میرا خالص مددگار اور فدائی جان نثار زبیر رضی اللہ عنہ ہے کہا سفیان نے میں نے یاد رکھا ہے اس کو ابن منکدر سے اور اس سے ایوب نے کہا کہ اے ابوبکر! حدیث بیان کر ان کو جابر رضی اللہ عنہ سے اس واسطے کہ لوگوں کو پسند آتا ہے کہ ان کو جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرے سو اس نے کہا اس مجلس میں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا اور پے در پے حدیثوں کو بیان کیا میں نے سنا جابر رضی اللہ عنہ سے میں نے سفیان سے کہا کہ ثوری کہتا ہے دن قریظہ کے کہا میں نے اسی طرح اس سے یاد رکھا ہے جیسا تو بیٹھا ہے خندق کے دن کہا سفیان نے کہ خندق اور قریظہ کا ایک دن ہے یعنی ایک زمانہ ہے۔

فائدہ: اور مراد دن قریظہ سے وہی ہے جس میں ان کی خبر منگوائی نہ وہ دن جس میں ان سے جہاد کیا اس واسطے کہ جنگ خندق بہت دن تک رہا پھر جب اللہ نے کفار کے گروہوں کو شکست دی اور مدینے کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو حضرت ﷺ پھرے پھر جبریل علیہ السلام آئے اور حضرت ﷺ سے کہا کہ بنی قریظہ کی طرف نکلیے اور فرمایا کہ کوئی نماز عصر کی نہ پڑھے مگر بنی قریظہ کے گڑھے میں پہنچ کر اور اس میں حضرت ﷺ نے تنہا زبیر رضی اللہ عنہ کو کفار کے لشکر کی خبر لانے کے واسطے بھیجا اور اس کی خبر کو قبول کیا، وفيه المطابقة للترجمة۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَا تَدْخُلُوْا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ جاؤ پیغمبر ﷺ کے گھروں میں

بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ﴾ فَإِذَا أُذِنَ لَهُ وَاحِدٌ جَازَ.

مگر یہ کہ تم کو اجازت ہو اگر ایک اس کو اجازت دے تو جائز ہے۔

فائدہ: وجہ استدلال کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ نہیں مقید کیا اس کو ساتھ عدد کے تو ایک کی اجازت بھی جائز ہوگی اور اس پر عمل ہے نزدیک جمہور کے یہاں تک کہ کفایت کی انہوں نے اس میں ساتھ خبر اس شخص کی کے جس کی عدالت ثابت نہ ہوئی ہو واسطے قائم ہونے قرینے کے اس میں ساتھ صدوق کے۔ (فتح)

٦٧٢٠ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِيْ بِحِفْظِ الْبَابِ فَجَآءَ رَجُلٌ يَّسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ جَآءَ عُمَرُ فَقَالَ ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ جَآءَ عُثْمَانُ فَقَالَ ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ.

٦٧٢٠ـ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک احاطے والے باغ میں داخل ہوئے اور مجھ کو حکم کیا دروازے کی نگہبانی کا سو ایک مرد نے آ کر اجازت مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اجازت دے اور اس کو بہشت کی بشارت دے سو اچانک میں نے دیکھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری دے پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشی سنا۔

٦٧٢١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَّحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ جِئْتُ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهُ وَغُلَامٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوَدُ عَلٰى رَأْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ قُلْ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَذِنَ لِيْ.

٦٧٢١ـ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالا خانے میں تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کالا غلام سیڑھی کے سر پر تھا تو میں نے کہا کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ خطاب کا بیٹا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اجازت دی۔

فائدہ: اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ یؤذن لکم آیت میں مجہول کا صیغہ ہے صحیح ہے ایک کے واسطے اور ایک سے زیادہ کے واسطے اور حدیث صحیح نے بیان کر دیا کہ ایک کی اجازت کافی ہے پس ہوگی اس میں حجت واسطے قبول خبر واحد کے۔ (فتح)

بَابُ مَا كَانَ يَبْعَثُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأُمَرَآءِ وَالرُّسُلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ.

جو بھیجتے تھے حضرت ﷺ امیروں اور ایلچیوں کو ایک کے بعد ایک کو

فائدہ: اس کا بیان مجمل طور سے پہلے گزر چکا ہے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ حضرت ﷺ نے لشکر بھیجے اور ہر لشکر پر ایک آدمی کو سردار مقرر کیا اور ہر ایک بادشاہ کی طرف ایک ایلچی بھیجا اور ہمیشہ آپ کے خطوط آپ کے حاکموں کی طرف جاری ہوتے رہے ساتھ امر اور نہی کے سو کوئی حاکم آپ کے حاکموں سے ایسا نہیں کہ آپ کے حکم جاری نہ کرتا ہو اور اسی طرح تھے چاروں خلیفے آپ کے بعد اور بہرحال لشکروں کے سرداروں سو ان کو تو محمد بن سعد نے بیان کیا اور بہرحال سردار شہروں کے جو حضرت ﷺ کے وقت فتح ہوتے تھے سو حضرت ﷺ نے ہی مکہ پر عتاب بن سعد کو حاکم کیا اور طائف پر عثمان رضی اللہ عنہ کو اور بحرین پر علاء خضرمی رضی اللہ عنہ کو اور سواحل پر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو اور جند پر معاذ رضی اللہ عنہ کو اور عمان پر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو اور نجران پر ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو اور یمن پر باذان رضی اللہ عنہ کو اور ہر ایک ان میں سے اپنے عمل میں حکم کرتا تھا اور اس پر چلتا تھا اور کبھی ملتے تھے اور اس طرح اور لوگوں کو بھی اور شہروں پر حاکم مقرر کیا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ بِكِتَابِهِ إِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى أَنْ يَّدْفَعَهُ إِلٰى قَيْصَرَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت ﷺ نے دحیہ کلبی کو اپنا خط دے کر بصرے کے حاکم کی طرف بھیجا کہ وہ اس کو قیصر روم کے پاس پہنچا دے۔

٦٧٢٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يُّوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلٰى كِسْرٰى فَأَمَرَهُ أَنْ يَّدْفَعَهُ إِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ يَدْفَعُهُ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ إِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرٰى مَزَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ.

٦٧٢٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنا خط ایران کے بادشاہ کی طرف بھیجا اور ایلچی کو حکم کیا کہ اس کو بحرین کے حاکم کے پاس پہنچا دے اور وہ اس کو ایران کے بادشاہ کے پاس پہنچا دے سو جب ایران کے بادشاہ نے حضرت ﷺ کا خط پڑھا تو اس کو پھاڑ ڈالا سو میں گمان کرتا ہوں کہ ابن مسیب رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ان پر بد دعا کی کہ ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں ہر وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔

فائدہ: حضرت ﷺ کی اس بد دعا کی یہ تاثیر ہوئی کہ اس کے بیٹے نے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا اور تھوڑی مدت کے

بعد آپ بھی مر گیا حضرت ﷺ نے بصرے کے حاکم کی طرف دحیہ کو خط دے کر بھیجا تھا اور بحرین کے حاکم کی طرف عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا اور بصرہ بادشاہ روم کے تحت تھا اور بحرین ایران کے بادشاہ کے ماتحت تھا اور ان کے درمیان ایک مہینے کی راہ ہے۔ (فتح)

٦٧٢٣ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ أَسْلَمَ أَذِّنْ فِيْ قَوْمِكَ أَوْ فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ أَنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ.

۶۷۲۳۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے قوم اسلم کے ایک مرد سے کہا کہ اپنی قوم میں یا لوگوں میں پکار دے عاشورے کے دن کہ جس نے کھا لیا ہو تو چاہیے کہ پورا کرے باقی دن اور جس نے نہ کھایا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔

بَابُ وَصَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُفُوْدَ الْعَرَبِ أَنْ يُّبَلِّغُوْا مَنْ وَّرَآئَهُمْ قَالَهٗ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ.

وصیت کرنا حضرت ﷺ کا عرب کے ایلچیوں کو کہ اپنے پچھلوں کو حکم پہنچا دیں کہا اس کو مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث عنقریب گزر چکی ہے۔

٦٧٢٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُقْعِدُنِيْ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَقَالَ لِيْ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ الْوَفْدُ قَالُوْا رَبِيْعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ أَوِ الْقَوْمِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارَ مُضَرَ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَّدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنُخْبِرُ بِهٖ مَنْ وَّرَآءَنَا فَسَأَلُوْا عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ وَّأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ

۶۷۲۴۔ حضرت ابو جمرہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ کو اپنے چوپائے پر بٹھلاتے تھے یعنی اس واسطے کہ وہ ان کے اور لوگوں کے درمیان مترجم تھا اس چیز کے واسطے جو لوگ اس سے پوچھتے تھے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کہ عبدالقیس کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس آئے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کون ایلچی ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم ربیعہ کی قوم سے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوشی ہو ایلچیوں اور قوم کے حال کو نہ ذلیل ہوں نہ شرمندہ انہوں نے کہا یا حضرت! ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر واقع ہیں سو ہم کو وہ بات بتلایئے جس کے سبب سے ہم بہشت میں داخل ہوں اور اپنے پچھلوں کو اس کی خبر دیں سو انہوں نے

أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللّٰهِ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَآءُ الزَّكَاةِ وَأَظُنُّ فِيهِ صِيَامُ رَمَضَانَ وَتُؤْتُوْا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّآءِ وَالْحَنتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ قَالَ احْفَظُوْهُنَّ وَأَبْلِغُوْهُنَّ مَنْ وَّرَآئَكُمْ.

شرابوں کا حکم پوچھا سو منع کیا ان کو چار چیزوں سے اور حکم کیا ان کو چار چیزوں کا حکم کیا ان کو ساتھ ایمان لانے کے اللہ پر پھر فرمایا بھلا تم جانتے ہو کہ اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے فرمایا اس طرح گواہی دینا کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے اور نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ کا دینا اور میں گمان کرتا ہوں اس میں رمضان کا روزہ اور جو غنیمت کا مال پاؤ اس کا پانچواں حصہ راہ الٰہی میں دو اور ان کو منع کیا کدو کے تونبے سے اور مرتبان سے اور روغنی برتن سے اور کھجور کی لکڑی کے کھدے برتن سے اور بہت وقت راوی نے مزفت کے بدلے نقیر کہا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان چیزوں کو یاد رکھو اور اپنے پچھلوں کو پہنچاؤ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ اخیر قول ہے کہ ان چیزوں کو یاد رکھو اور اپنے پچھلوں کو پہنچاؤ اس واسطے کہ اس کا حکم شامل ہے ہر فرد کو سوا لگ ایک کے حکم پہنچانے سے حجت قائم نہ ہوتی تو ان کو اس کی ترغیب نہ دیتے۔ (فتح)

بَابُ خَبَرِ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ

ایک عورت کی خبر کا بیان

٦٧٢٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ قَالَ لِيَ الشَّعْبِيُّ أَرَأَيْتَ حَدِيْثَ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَاعَدْتُ ابْنَ عُمَرَ قَرِيْبًا مِّنْ سَنَتَيْنِ أَوْ سَنَةٍ وَنِصْفٍ فَلَمْ أَسْمَعْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هٰذَا قَالَ كَانَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

٦٧٢٥۔ حضرت توبہ عنبری سے روایت ہے کہ شعبی نے مجھ سے کہا کہ کیا دیکھی تو نے حدیث حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت ﷺ سے اور میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا قریب دو برس یا ڈیڑھ برس کے سو میں نے اس سے نہیں سنا کہ حضرت ﷺ سے روایت کی ہو اس حدیث کے سوائے یعنی جس کو وہ اس وقت ذکر کرنا چاہتا تھا اور شاید اس کو وہ اس وقت یاد تھی یعنی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ باوجود تابعی ہونے کے حضرت ﷺ سے بہت حدیثیں روایت کرتا ہے اور ابن

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ سَعْدٌ فَذَهَبُوْا يَأْكُلُوْنَ مِنْ لَّحْمٍ فَنَادَتْهُمْ امْرَأَةٌ مِّنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ فَأَمْسَكُوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا أَوِ اطْعَمُوْا فَإِنَّهُ حَلَالٌ أَوْ قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ شَكَّ فِيْهِ وَلٰكِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِيْ.

عمر رضی اللہ عنہما باوجود صحابی ہونے کے کم حدیثیں روایت کرتے ہیں کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب تھے ان میں سعد رضی اللہ عنہ بھی تھے سو وہ گوشت کھانے لگے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے ایک عورت نے ان کو پکارا کہ وہ سوسمار کا گوشت ہے تو وہ کھانے سے بند رہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ اور کھلاؤ اس واسطے کہ بے شک وہ حلال ہے یا فرمایا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں راوی کو اس میں شک ہے لیکن وہ میرے کھانے میں سے نہیں ہے یعنی مجھ کو اس سے الفت نہیں ہے۔

فائدہ: اور شاید شعبی انکار کرتا تھا حسن رحمۃ اللہ علیہ پر کہ وہ مرسل حدیث بہت بیان کرتا ہے صرف موصول حدیثوں پر کفایت نہیں کرتا شاید مطلب اس کا یہ ہے کہ لوگ اس سے بہت حدیثیں روایت کریں اور اس حدیث میں اصحاب نے ایک عورت کی خبر کو قبول کیا۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْاِعْتِصَامِ

کتاب ہے بیچ بیان اعتصام کے

فائدہ: اعتصام کے معنی ہیں پنجہ مارنا اور مضبوط پکڑنا۔

بَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

قرآن اور حدیث کو مضبوط پکڑنا

فائدہ: اور مراد ساتھ اس کے بجا لانا ہے اللہ کے قول کو ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا﴾ کہا کرمانی نے کہ یہ باب نکالا گیا ہے اس آیت اس واسطے کہ مراد ساتھ رسی کے اس آیت میں قرآن اور سنت ہے مراد کتاب سے قرآن ہے جس کی تلاوت عبادت ٹھہرائی گئی ہے اور مراد سنت سے وہ چیز ہے جو آئی ہے حضرت ﷺ کے اقوال اور افعال اور تقریر سے اور جس کے کرنے کا قصد کیا اور سنت کے معنی لغت میں ہیں طریقہ اور بعض فقہاء کی اصطلاح میں وہ چیز ہے جو مستحب کے مرادف ہو کہا ابن بطال نے نہیں بچاؤ ہے کسی کے واسطے مگر اللہ کی کتاب میں اور اس کے رسول کی سنت میں یا بیچ اجماع علماء کے ان معنوں پر کہ قرآن یا حدیث میں پائی جائیں۔ (فتح)

٦٧٢٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ وَغَيْرِهٖ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ لِعُمَرَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ أَنَّ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَيَّ يَوْمٍ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ نَزَلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ سَمِعَ سُفْيَانُ مِنْ مِّسْعَرٍ وَّمِسْعَرٌ قَيْسًا وَقَيْسٌ طَارِقًا.

٦٧٢٦۔ حضرت طارق سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین! اگر ہم پر یہ آیت اترتی کہ آج کے دن ہم نے کامل کر دیا تمہارا دین اور پوری کیں میں نے تم پر اپنی نعمتیں اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین تو ہم اس دن کو عید ٹھہراتے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک میں جانتا ہوں جس دن یہ آیت اتری عرفہ کے دن جمعہ کے روز اتری، سنا سفیان نے مسعر سے اس نے قیس سے اس نے طارق سے یعنی ان راویوں کا سماع آپس میں ثابت ہے۔

فائدہ: اور اصل جواب عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ ہم نے اس دن کو عید ٹھہرایا ہوا ہے جیسا تو نے ذکر کیا اور ظاہر اس آیت

کا یہ ہے کہ اس کے بعد کوئی حکم نہیں اترا اور اس میں نظر ہے اور حضرت ﷺ اس آیت کے اترنے کے بعد بقدر اسی روز کے زندہ رہے اور بعض علماء نے کہا کہ مراد ساتھ کامل کر دینے کے وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ اصول ارکان کے نہ فروع کے پس نہیں ہے اس میں حجت ان لوگوں کے واسطے جو قیاس کے منکر ہیں اور برتقدیر تسلیم اول کے ممکن ہے ان کی حجت کا دفع کرنا ساتھ اس کے کہ استعمال کرنا قیاس کا حوادث میں لیا گیا ہے امر قرآن سے اور اگر نہ ہوتا یہی قول اللہ کا ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾ اور البتہ وارد ہوا ہے امر حضرت ﷺ کا ساتھ قیاس کے اور تقریر حضرت ﷺ کی اوپر اس کے تو درج ہوتا بیچ عموم اس چیز کے کہ وصف کی گئی ساتھ اکمال کے۔ (فتح)

٦٧٢٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ الْغَدَ حِيْنَ بَايَعَ الْمُسْلِمُوْنَ أَبَا بَكْرٍ وَاسْتَوٰى عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشَهَّدَ قَبْلَ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ فَاخْتَارَ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ عِنْدَهُ عَلَى الَّذِيْ عِنْدَكُمْ وَهٰذَا الْكِتَابُ الَّذِيْ هَدَى اللّٰهُ بِهِ رَسُوْلَكُمْ فَخُذُوْا بِهِ تَهْتَدُوْا وَإِنَّمَا هَدَى اللّٰهُ بِهِ رَسُوْلَهُ.

٦٧٢٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے سنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اگلے دن حضرت ﷺ کی وفات سے جب کہ بیعت کی مسلمانوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ﷺ کے منبر پر سیدھے کھڑے ہوئے اور خطبہ پڑھا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے سو کہا کہ بہرحال حمد اور صلوٰۃ کے سو اختیار کیا اللہ نے اپنے رسول کے واسطے جو اس کے پاس ہے یعنی ثواب سے اس پر جو تمہارے پاس ہے یعنی رنج اور تکلیف سے اور یہ قرآن ہے جس سے اللہ نے تمہارے پیغمبر کو راہ دکھلائی سو اس کو پکڑو راہ پاؤ گے جس سے اللہ نے اپنے پیغمبر کو ہدایت کی۔

٦٧٢٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِيْ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ.

٦٧٢٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اپنے گلے لگایا اور فرمایا الٰہی! اس کو قرآن سکھا دے۔

٦٧٢٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفًا أَنَّ أَبَا الْمِنْهَالِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَرْزَةَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يُغْنِيْكُمْ أَوْ نَعَشَكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ

٦٧٢٩۔ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ بے شک اللہ نے بے پرواہ کیا تم کو یا فرمایا کہ قائم کیا تم کو ساتھ اسلام کے اور محمد ﷺ کے۔

وَقَعَ هَاهُنَا يُغْنِيكُمْ وَإِنَّمَا هُوَ نَعَشَكُمْ يُنْظَرُ فِي أَصْلِ كِتَابِ الْاعْتِصَامِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ قائم کیا تم کو ساتھ اسلام کے یعنی راہ دکھلائی تم کو ساتھ اس کے پس قائم رہو ساتھ قرآن اور سنت کے اور مضبوط پکڑو ان کو، وفيه المطابقة للترجمة۔

۶۷۳۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَتَبَ إِلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُبَايِعُهُ وَأُقِرُّ لَكَ بِذٰلِكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهِ فِيمَا اسْتَطَعْتُ.

۶۷۳۰۔ حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک کو لکھا اس سے بیعت کرنے کو اور میں اقرار کرتا ہوں تیرے واسطے ساتھ بات سننے اور فرمانبرداری کرنے کے اللہ اور اس کے رسول کی سنت پر جس میں مجھ سے ہو سکے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاحکام میں گزری اور یہ بیعت کرنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عبدالملک سے بعد قتل ہونے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے تھا جو مکے میں حاکم تھے اور غرض اس سے اس جگہ استعمال کرنا اللہ اور اس کے رسول کی سنت کا ہے اور تمام امروں میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ میں بھیجا گیا ہوں ساتھ جوامع کلم کے

فائدہ: جوامع الکلم اس کو کہتے ہیں جس میں لفظ تھوڑے ہوں اور مطلب اور معانی بہت ہوں اور مراد جوامع الکلم سے قرآن اور احادیث ہیں جن کے معانی اور مطلب کی کچھ حد نہیں۔

۶۷۳۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَدْ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَلْغَثُونَهَا

۶۷۳۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھیجا گیا ساتھ جوامع الکلم کے اور مجھ کو رعب سے فتح ملی اور جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں میرے پاس لائی گئیں سو میرے آگے رکھی گئیں کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاتے رہے یعنی فوت ہوئے اور تم ان کو لغث کرتے ہو یا رغث یا کوئی ایسا اور کلمہ کہا یعنی تم اس کو کھاتے ہو یا تم مال کو لیتے ہو اور اس کو متفرق کرتے ہو یا مراد کشادہ ہونا گزران کا اور مراد وہ چیز ہے جو فتح ہوئی

أَوْ تَرْغَثُونَهَا أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا.

مسلمانوں پر دنیا سے اور وہ شامل ہے غنیمت اور خزانوں کو۔

٦٧٣٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنَ الْأَنْبِيَآءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ أُوْمِنَ أَوْ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ أُوْتِيْتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللّٰهُ إِلَيَّ فَأَرْجُوْ أَنِّيْ أَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٦٧٣٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیغمبروں میں سے کوئی پیغمبر نہیں مگر کہ اس کو معجزے دیے گئے اس قدر کہ آدمی اس پر ایمان لائیں اور مجھ کو تو وہ چیز دی گئی جو وحی ہے یعنی قرآن جس کو اللہ نے میری طرف بھیجا سو میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے تابعدار سب امت پیغمبروں سے زیادہ ہوں گے۔

فائدہ: اور معنی حصر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں کہ مجھ کو تو قرآن ہی ملا یہ ہے کہ قرآن سب معجزوں کے تابعداروں سے بڑا معجزہ ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے واسطے شامل ہونے اس کے کے دعوت اور حجت پر اور اس واسطے کہ ہمیشہ رہے گا نفع اٹھانا ساتھ اس کے قیامت تک اور جب کوئی چیز اس کے قریب نہیں چہ جائیکہ اس کے مساوی ہو تو جو اس کے سوائے ہے گویا کہ نہیں واقع ہوا ہے وہ بہ نسبت اس کے اور جوامع الکلم کی مثالیں قرآن اور حدیث میں بہت ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے ﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ﴾ اور حدیثوں میں اس کی مثال یہ ہے کل عمل لیس علیه امرنا فهو رد وعلی هذا القياس۔ (فتح)

بَابُ الْإِقْتِدَآءِ بِسُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی پیروی کرنا یعنی ان کو قبول کرنا اور ان کے ساتھ عمل کرنا

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا﴾ قَالَ أَيِمَّةً نَقْتَدِيْ بِمَنْ قَبْلَنَا وَيَقْتَدِيْ بِنَا مَنْ بَعْدَنَا وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ ثَلَاثٌ أُحِبُّهُنَّ لِنَفْسِيْ وَلِإِخْوَانِيْ هٰذِهِ السُّنَّةُ أَنْ يَّتَعَلَّمُوْهَا وَيَسْأَلُوْا عَنْهَا وَالْقُرْآنُ أَنْ يَّتَفَهَّمُوْهُ وَيَسْأَلُوْا عَنْهُ وَيَدَعُوا النَّاسَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کر ہم کو پرہیزگاروں کا امام کہا کہ یعنی ہم اگلوں کی پیروی کریں اور ہم سے پچھلے ہماری پیروی کریں یعنی تقویٰ میں کہا ابن عون نے کہ تین چیزیں ہیں کہ میں ان کو اپنی جان کے واسطے چاہتا ہوں اور اپنے بھائیوں کے واسطے بھی ایک تو یہ سنت ہے کہ اس کو سیکھیں اور اس سے سوال کریں دوسرے قرآن کہ اس کو سمجھیں اور اس سے سوال کریں اور چھوڑ دیں لوگوں کو مگر نیکی سے یعنی ان کے ساتھ نیکی کرے بدی نہ کرے۔

فائدہ: یہ قول مجاہد رحمہ اللہ کا ہے اور طبری نے ترجیح دی ہے کہ مراد یہ ہے کہ انہوں نے سوال کیا تھا کہ ان کو متقیوں کا

امام بنا دے اور یہ انہوں نے سوال نہیں کیا تھا کہ متقیوں کو ان کا امام بنا دے یعنی یہ مراد نہیں ہے کہ ہم اگلوں کی پیروی کریں بلکہ مراد یہ ہے کہ پچھلے لوگ ہماری پیروی کریں یعنی اور نہ ٹھہرا ہم کو امام گمراہی کے۔ (فتح)

٦٧٣٣۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ قَالَ جَلَسْتُ إِلٰى شَيْبَةَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ قَالَ جَلَسَ إِلَيَّ عُمَرُ فِي مَجْلِسِكَ هٰذَا فَقَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَّا أَدَعَ فِيهَا صَفْرَآءَ وَلَا بَيْضَآءَ إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ قُلْتُ مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ قَالَ لِمَ قُلْتُ لَمْ يَفْعَلْهُ صَاحِبَاكَ قَالَ هُمَا الْمَرْءَانِ يُقْتَدٰى بِهِمَا.

۶۷۳۳۔ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں شیبہ کے پاس بیٹھا اس مسجد میں اس نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس بیٹھا تیرے اس بیٹھنے کی جگہ میں سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے قصد کیا کہ نہ چھوڑوں کعبے میں سونا نہ چاندی مگر کہ اس کو مسلمانوں میں تقسیم کروں میں نے کہا کہ تو نہیں کرے گا کیوں میں نے کہا کہ تیرے دونوں ساتھی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو نہیں کیا اور وہ دونوں ایسے مرد ہیں کہ ان کی پیروی کی جاتی ہے۔

فائدہ: مراد مسجد سے کعبے کی مسجد ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا تھا کہ اس مال کو مسلمانوں کی بھلائیوں میں خرچ کرے لیکن جب شیبہ نے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کا خلاف نہ کر سکے اور دونوں کی پیروی اس میں واجب جانی اور تمام اس کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر بجائے حکم کے ہے ساتھ استمرار اس چیز کے جس کو متغیر نہ کیا۔ (فتح)

٦٧٣٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَأَلْتُ الْأَعْمَشَ فَقَالَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُولُ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَآءِ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ فَقَرَءُوا الْقُرْآنَ وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ.

۶۷۳۴۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے حدیث بیان کی کہ امانت آسمان سے اتری مردوں کے دلوں میں پھر قرآن اترا سو انہوں نے قرآن کو پڑھا اور سنت کو جانا۔

فائدہ: اس کی شرح فتن میں گزر چکی ہے۔

٦٧٣٥۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ مُرَّةَ

۶۷۳۵۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہایت عمدہ کلام اللہ کی کتاب ہے اور نہایت عمدہ طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

الْهَمْدَانِيَّ يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ﴿إِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَآتٍ وَّمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ﴾.

طریقہ ہے اور نہایت برے کام وہ ہیں جو دین میں نئے نکالے گئے اور بے شک وہ چیز وعدہ دیے جاتے ہو تم آنے والی ہے اور نہیں تم عاجز کرنے والے اللہ کو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور مراد ساتھ محدث کے وہ چیز ہے جو نئی نکالی گئی ہو اور اس کی شرع میں کوئی اصل نہ ہو اور شرع میں اس کا نام بدعت رکھا جاتا ہے اور جس کی شرع میں کچھ اصل ہو اس کو بدعت نہیں کہا جاتا پس بدعت شرع کے عرف میں مذموم ہے برخلاف لغت کے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بدعت دو قسم پر ہے ایک محمود اور دوسری مذموم، محمود وہ ہے جو سنت کے موافق ہو اور جو اس کے مخالف ہو وہ مذموم ہے اور بعض علماء نے بدعت کو پانچ قسم پر تقسیم کیا ہے سو جو چیز کہ نئی نکالی گئی اس میں سے جمع کرنا حدیث کا پھر تفسیر قرآن کی پھر جمع کرنا مسائل فقہ کا جو محض رائے سے نکالے گئے ہیں پھر جمع کرنا علم تصوف کا سو انکار کیا ہے پہلی قسم سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور ایک گروہ نے اور رخصت دی ہے اس میں اکثر نے اور دوسری قسم یعنی قرآن کی تفسیر کرنے سے شعبی وغیرہ بعض تابعین نے انکار کیا ہے اور تیسری قسم یعنی تدوین مسائل فقہ سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ایک قوم نے انکار کیا ہے اور اسی طرح تدوین اصول دین کی بھی بدعت ہے یعنی نئی نکالی گی ہے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سلف نے اس سے سخت انکار کیا ہے اور ان کا کلام اہل کلام کی مذمت میں مشہور ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے کلام کیا اس چیز میں جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب چپ رہے اور ثابت ہو چکا ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خوارج اور رافضیوں اور قدریہ کی بدعتوں سے کوئی چیز نہ تھی اور وسیع کیا ہے متاخرین نے کلام کو اکثر ان امروں میں جس سے ائمہ تابعین اور تبع تابعین نے انکار کیا ہے اور نہیں قناعت کی انہوں نے یہاں تک کہ ملا دیا ہے انہوں نے دین کے مسئلوں میں یونانیوں کے کلام سے اور ٹھہرایا ہے انہوں نے فلاسفہ کے کلام کو اصل کہ جو حدیثیں ان کے مخالف ہوں ان کی تاویل کر کے اس کی طرف پھیرتے ہیں اگرچہ وہ تاویل مکروہ ہو پھر انہوں نے اس پر بھی قناعت نہیں کی یہاں تک کہ انہوں نے علم کلام کو اشرف العلوم ٹھہرایا ہے اور لائق تر ساتھ تحصیل کے اور جو اس علم کو استعمال نہ کرے وہ ان کے گمان میں عامی جاہل ہے پس نیک بخت وہ ہے جو تمسک کرے ساتھ اس چیز کے جس پر سلف تھے اور پیچھے متاخرین کی بدعت نکالی ہوئی سے لیکن اگر ضرورت ہو تو بقدر ضرورت سیکھ لے اور کتاب اور سنت کو اصل مقصود ٹھہرائے اور یہ جو کہا کہ ہر بدعت گمراہی ہے تو یہ قاعدہ شرعیہ کلیہ ہے ساتھ منطوق اپنے کے اور مفہوم اپنے کے بہر حال منطوق اس کا

پس جیسا کہ کہا جائے کہ حکم ایسی چیز کا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے پس نہ ہو گی شرع سے اس واسطے کہ شرع سب ہدایت ہے پس اگر ثابت ہو کہ حکم مذکور بدعت ہے تو صحیح ہوں گے دونوں مقدمے اور نتیجہ صحیح نکلے گا اور مراد ساتھ قول اس کے ہر بدعت گمراہی ہے وہ چیز ہے جو نئی نکالی گئی ہو اور اس کے واسطے شرع سے کوئی دلیل نہ ہو بطریق عام کے نہ خاص کے اور کہا ابن عبدالسلام نے کہ بدعت پانچ قسم پر ہے پس واجب مانند مشغول ہونے کے ہے ساتھ علم نحو کے جس سے اللہ اور اس کے رسول کا کلام سمجھا جائے اس واسطے کہ نگاہ رکھنا شریعت کا واجب ہے اور نہیں حاصل ہوتا ہے مگر ساتھ اس کے پس ہو گا واجب اور اسی طرح شرح غریب کی اور تدوین اصول فقہ کی اور پہنچنا طرف تمیز صحیح کی ضعیف سے اور حرام وہ بدعت ہے جو سنت کے مخالف ہو جیسے قدریہ اور مرجیہ نے تدوین کی ہے اور مندوب وہ کام ہے جو ہو بہو حضرت ﷺ کے زمانے میں نہ پایا گیا ہو جیسے نماز تراویح کے واسطے جمع ہونا اور مدرسوں وغیرہ کا بنانا اور مباح مانند مصافحہ کرنے کی ہے نماز صبح سے پیچھے اور اچھا کھانا اور عمدہ کپڑا پہننا اور کبھی بعض چیز اس سے مکروہ یا خلاف اولیٰ ہوتی ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٦٧٣٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ.

٦٧٣٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب سے حکم کروں گا۔

فائدہ: اور غرض بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ سنت پر بھی کتاب اللہ بولا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ وحی سے ہے اور اس کی تقدیر سے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى﴾۔

٦٧٣٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ أُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبٰى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّأْبٰى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ أَبٰى.

٦٧٣٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری کل امت بہشت میں داخل ہو گی مگر جو باز رہے لوگوں نے کہا اور کون باز رہتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری فرمانبرداری کی وہ بہشت میں داخل ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی وہ باز رہا۔

فائدہ: اس کا ظاہر یہ ہے کہ عموم مستمر ہے اس واسطے کہ کوئی ان میں سے نہیں باز رہتا دخول بہشت سے اسی واسطے

انہوں نے کہا کہ کون باز رہتا ہے؟ سو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بیان کیا کہ اسناد باز رہنے کا دخول سے طرف ان کی مجاز ہے حضرت ﷺ کی سنت سے باز رہنے سے اور وہ حضرت ﷺ کی نافرمانی کرنا ہے پھر اگر باز رہنے والا کافر ہے تو وہ بہشت میں کبھی داخل نہیں ہوگا اور اگر مسلمان ہے تو مراد یہ ہے کہ نہیں داخل ہوگا وہ بہشت میں ساتھ اول داخل ہونے والوں کے۔ (فتح)

٦٧٣٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادَةَ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ حَدَّثَنَا سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَآءَ حَدَّثَنَا أَوْ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جَآءَتْ مَلَائِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوْا لَهُ مَثَلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا وَجَعَلَ فِيْهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوْا أَوِّلُوْهَا لَهُ يَفْقَهْهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا فَالدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِيْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمُحَمَّدٌ

٦٧٣٨۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرشتے حضرت ﷺ کے پاس آئے اور حضرت ﷺ سوتے تھے سو بعضوں نے کہا کہ حضرت ﷺ سوتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے تو انہوں نے کہا کہ تمہارے اس ساتھی کی ایک مثل ہے سو اس کی مثل بیان کرو سو بعضوں نے کہا کہ وہ سوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے سو انہوں نے کہا کہ اس کی مثل اس مرد کی سی مثل ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس میں ضیافت کی اور بلانے والے کو بھیجا سو جس نے داعی کا کہنا قبول کیا وہ گھر میں داخل ہوگا اور دعوت کا کھانا کھائے گا اور جس نے بلانے والے کا کہنا قبول نہ کیا وہ گھر میں داخل نہ ہوگا اور نہ دعوت کا کھانا کھائے گا تو انہوں نے کہا کہ اس کے واسطے اس کی تعبیر کہو تا کہ اس کو سمجھ لے سو بعضوں نے کہا کہ وہ سوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے سو انہوں نے کہا کہ مراد گھر سے بہشت ہے اور بلانے والے سے مراد محمد ﷺ ہیں سو جس نے حضرت ﷺ کی فرمانبرداری کی اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جس نے حضرت محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور محمد ﷺ فرق ہے درمیان لوگوں کے یعنی مطیع اور گنہگاروں کے کہا قتیبہ نے لیث سے، الخ یعنی یہ حدیث موصول ہے موقوف نہیں جیسا کہ پہلے طریق سے وہم ہوتا ہے کہ اس میں مرفوع ہونے کے ساتھ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ. تَابَعَهُ قُتَيْبَةُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ جَابِرٍ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

تصریح نہیں کی۔

فائدہ: بہر حال حکم عبد کا ساتھ مولیٰ کے پاس اس کو حدیث بغل گیر ہے۔ (فتح)

٦٧٣٩۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَّآءِ اسْتَقِيْمُوْا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيْدًا فَإِنْ أَخَذْتُمْ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيْدًا.

۶۷۳۹۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ اگر گروہ قاریوں کے استقامت کرو سو البتہ تم نے سبقت کی اور آگے بڑھ گئے آگے بڑھنا ظاہر اگر تم دائیں بائیں راہ لو گے اور سیدھی راہ کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے گمراہ ہونا دور کا۔

فائدہ: مراد ساتھ قاریوں کے عالم ہیں قرآن اور سنت کے اور استقامت کرو یعنی استقامت کی راہ چلو اور مراد اس سے تمسک کرنا ہے ساتھ امر اللہ کے فعل اور ترک سے اور یہ جو کہا تم بہت آگے بڑھ گئے تو مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ اس نے خطاب کیا ساتھ اس کے ان لوگوں کو جنہوں نے اول اسلام کو پایا سو جب انہوں نے قرآن اور سنت کے ساتھ تمسک کیا تو آگے بڑھ گیا وہ طرف ہر خیر کی اس واسطے کہ جو ان کے بعد آئے اگر ان کے برابر عمل کریں تو نہ پہنچیں گے طرف اس چیز کی کہ پہنچے طرف اس کی سابق اسلام والے ورنہ بعید تر ہیں وہ ان سے حسًا وحکمًا اور یہ جو کہا کہ دائیں بائیں طرف راہ لو گے یعنی مخالفت نہ کرو امر مذکور کی اور یہ کلام حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ماخوذ ہے اللہ کے اس قول سے ﴿وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهِ﴾ اور جو مرفوع ہے حکما حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے اشارہ ہے طرف فضل سابقین کی اولین کی مہاجرین اور انصار سے جو گزرے استقامت پر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے شہید ہوئے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہے پھر شہید ہوئے یا اپنے بچھونے پر مر گئے۔ (فتح)

٦٧٤٠۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتٰى قَوْمًا فَقَالَ يَا قَوْمِ إِنِّيْ

۶۷۴۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میری مثل اور میری پیغمبری اور دین کی مثل جیسے اس مرد کی مثل جو ایک قوم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے قوم میں بے شک لوٹنے والے لشکر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں اور میں ننگا ڈرانے والا

رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهِ فَأَدْلَجُوا فَانْطَلَقُوا عَلَى مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ.

ہوں سو جلدی بھاگو سو اس کی قوم سے کچھ لوگوں نے اس کا کہا مانا سو وہ شام ہوتے ہی بھاگے اور آرام سے چلے گئے اور بچ گئے اور کچھ لوگوں نے جھوٹا جانا وہ فجر تک اپنے مکانوں میں ٹھہرے رہے تو صبح ہوتے ہی لشکر ان پر ٹوٹ پڑا تو ان کو ہلاک کیا اور ان کو جڑ سے اکھاڑا سو یہی مثل ہے اس کی جس نے میرا کہنا مانا اور میرے دین کی پیروی کی اور مثل اس کی جس نے میرا کہنا نہ مانا اور جھٹلایا سچے دین کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں گزر چکی ہے۔

٦٧٤١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِي عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهِ فَقَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ

٦٧٤١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور حضرت ﷺ کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور مرتد ہوا جو مرتد ہوا عرب سے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کس طرح لڑے گا تو لوگوں سے اور حالانکہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں سو جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے اپنا مال اور جان مجھ سے بچایا مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ پر ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ میں لڑوں گا اس سے جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے یعنی نماز کو فرض جانے اور زکوٰۃ کو فرض نہ جانے اس واسطے کہ زکوٰۃ حق مال کا ہے قسم ہے اللہ کی اگر انہوں نے مجھ سے روکی ایسی چیز یعنی بکری کا بچہ جس کو حضرت ﷺ کے پاس ادا کرتے تھے تو البتہ میں لڑوں گا اس کے روکنے پر کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی نہ تھا وہ یعنی میرا خیال کچھ مگر یہ کہ میں نے دیکھا کہ اللہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا لڑنے کے واسطے سو میں نے پہچانا کہ وہ حق ہے اور کہا مجھ سے ابن بکیر نے ، الخ یعنی اس میں کذا کی

قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ عَنِ اللَّيْثِ عَنَاقًا وَهُوَ أَصَحُّ وَرَوَاهُ النَّاسُ عَنَاقًا وَّعِقَالًا هٰهُنَا لَا يَجُوْزُ وَعِقَالًا فِيْ حَدِيْثِ الشَّعْبِيِّ مُرْسَلٌ وَكَذَا قَالَ قُتَيْبَةُ عِقَالًا.

جگہ لفظ عناق کا واقع ہوا ہے یعنی بکری کا بچہ اور یہ صحیح تر ہے عقالا کی روایت سے اور روایت کیا ہے اس کو آدمیوں نے عناقا اور عقالا اس جگہ جائز نہیں اور عقالا شعبی کی حدیث میں مرسل ہے اور اسی طرح کہا قتیبہ نے عقالا یعنی رسی۔

٦٧٤٢۔ حَدَّثَنِيْ إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ أَخِيْهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ وَكَانَ الْقُرَّآءُ أَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهٖ كُهُوْلًا كَانُوْا أَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيْهِ يَا ابْنَ أَخِيْ هَلْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْأَمِيْرِ فَتَسْتَأْذِنَ لِيْ عَلَيْهِ قَالَ سَأَسْتَأْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاسْتَأْذَنَ لِعُيَيْنَةَ فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَاللّٰهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ وَمَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ بِأَنْ يَّقَعَ بِهٖ فَقَالَ الْحُرُّ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ وَإِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ فَوَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ.

٦٧٤٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عیینہ بن حصن آیا یعنی مدینے میں اور اپنے بھتیجے حر بن قیس پر اترا اور وہ ان لوگوں سے تھا جن کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے نزدیک کرتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس اور شوریٰ والے قاری یعنی علماء اور عابد لوگ تھے بوڑھے ہوتے یا جوان تو عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا اے بھتیجے! کیا اس امیر کے پاس تیرا کچھ لحاظ ہے سو تو میرے واسطے اس سے اجازت مانگے یعنی خلوت اور تنہائی کے وقت تو اس نے کہا کہ میں تیرے واسطے اجازت مانگوں گا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو اس نے عیینہ کے واسطے اجازت مانگی سو جب اندر گیا تو کہا اے خطاب کے بیٹے! تو ہم کو بہت مال نہیں دیتا اور تو ہمارے درمیان انصاف نہیں کرتا عمر فاروق رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے یہاں تک کہ قصد کیا کہ اس کو ماریں تو حر نے کہا اے سردار مسلمانوں کے! اللہ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ لازم پکڑ معاف کرنا اور حکم کر نیک کام کا اور منہ پھیر جاہلوں سے اور بے شک یہ جاہلوں سے ہے سو قسم ہے اللہ کی نہ بڑھے اس سے عمر رضی اللہ عنہ جب کہ اس نے آیت کو ان پر پڑھا اور تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت کھڑے ہونے والے نزدیک کتاب اللہ کے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے اے خطاب کے بیٹے! اور یہ کلمہ کہا جاتا ہے جب کہ کسی مرد سے کچھ زیادتی طلب کرے کوئی بات ہو یا کام اور مراد اس سے حکم سے یہاں زجر ہے اور طلب باز رہنے کی نہ زیادتی طلب کرنا اور عیینہ بڑا سخت مزاج اور بدخو تھا اسی واسطے اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایسے ایسے سخت الفاظ سے خطاب کیا اے خطاب کے بیٹے! اور یہ جو کہا کہ قسم ہے اللہ کی عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس سے نہ بڑھے تو یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کلام ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ عمل کیا عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ غیر اس چیز کے جس پر آیت نے دلالت کی بلکہ عمل کیا ساتھ معنی اس کے اسی واسطے کہا کہ وہ اللہ کی کتاب کے پاس ٹھہرنے والے تھے یعنی عمل کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے اور اس سے آگے نہ بڑھتے تھے اور اس میں قوت دینا ہے اکثر علماء کے مذہب کو کہ یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں اور کہا طیبی نے کہ حکم کیا ہے اللہ نے اپنے پیغمبر کو ساتھ مکارم اخلاق کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اپنی امت کو جس طرح اللہ نے آپ کو حکم کیا اور محصل اس کا امر ہے ساتھ اچھے برتاؤ کے لوگوں سے اور کوشش کرنے کے ساتھ احسان کرنے کے طرف ان کی اور صلح رکھنے کے ساتھ ان کے اور چشم پوشی کرنا ان سے۔ (فتح)

٦٧٤٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهَا قَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَالنَّاسُ قِيَامٌ وَهِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَآءِ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ آيَةٌ قَالَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَرَهُ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَأُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ قَرِيْبًا مِّنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُسْلِمُ لَا أَدْرِيْ أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَآءُ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ جَآءَ نَا

٦٧٤٣۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی جب کہ سورج میں گہن پڑا اور لوگ کھڑے نماز پڑھتے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کھڑی نماز پڑھتی تھیں تو میں نے کہا کیا ہے لوگوں کو؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا یعنی سورج میں گہن پڑا ہے اور کہا سبحان اللہ میں نے کہا کیا نشانی ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پھرے تو اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ کوئی ایسی چیز نہیں جس کو میں نے نہ دیکھا تھا مگر کہ میں نے اس کو اس جگہ میں دیکھا یہاں تک کہ میں نے بہشت اور دوزخ کو بھی دیکھا اور مجھ کو وحی ہوئی کہ بے شک تم فتنے میں ڈالے جاؤ گے قریب دجال کے فتنے سے سو بہرحال مومن یا مسلم میں نہیں جانتا کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے ان دونوں سے کون سا لفظ کہا سو کہے گا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لائے ہمارے پاس دلیلیں روشن سو ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم قبول کیا اور ہم ایمان لائے ساتھ اس چیز

بِالْبَيِّنَاتِ فَأَجَبْنَاهُ وَآمَنَّا فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا عَلِمْنَا أَنَّكَ مُوْقِنٌ وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِيْ أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَآءُ فَيَقُوْلُ لَا أَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ.

کے کہ حضرت ﷺ اس کو لائے اللہ کی طرف سے سو کہا جائے گا کہ سورہ اس حال میں کہ تو نیکو کار ہے ہم نے جانا کہ تو یقین کرنے والا ہے اور بہرحال منافق یا مرتاب میں نہیں جانتا کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کون سا لفظ کہا سو کہے گا کہ میں نہیں جانتا کہ اسلام اور پیغمبر کیا چیز ہے میں نے لوگوں سے سنا ایک بات کہتے تھے سو میں نے بھی کہی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح خسوف میں گزر چکی ہے۔

٦٧٤٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَآئِهِمْ فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ.

۶۷۴۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے سوال کرنا چھوڑ دو جب تک کہ تم کو چھوڑوں اور نہ بتلاؤں تم سے اگلی امتوں کو تو ان سے سوال اور اختلاف ہی نے ہلاک کیا یعنی سوال کے سبب سے ہلاک ہوئے کہ اپنے پیغمبر کو کرتے تھے سو جب میں تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس سے بچا کرو اور جب میں کسی چیز کے کرنے کا حکم کروں تو اس کو کیا کرو جتنا تم سے ہو سکے۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں اس حدیث کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم پر خطبہ پڑھا یعنی فتح مکہ کے دن سو فرمایا کہ اے لوگو! بے شک اللہ نے تم پر حج کو فرض کیا سو تم حج کو ادا کیا کرو تو ایک شخص نے کہا یا حضرت! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ اس نے تین بار پوچھا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہتا تو تم پر ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا اور تم سے کبھی نہ ہو سکتا پھر یہ حدیث فرمائی یعنی بیہودہ سوال نہ کیا کرو جو تمہارے حق میں بہتر ہے میں اس کو خود بیان کر دیتا ہوں تم کو ایسی کوشش کرنا کیا ضروری ہے اور یہ آیت اتری اے ایمان والو! نہ سوال کیا کرو ان چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے بیان کی جائیں تو تم کو بری لگیں اور یہ جو کہا جب تک میں تم کو چھوڑوں یعنی جب تک کہ میں تم کو کسی چیز کے کرنے کا حکم نہ کروں یا اس سے منع نہ کروں اور مراد ساتھ امر کے ترک کرنا سوال کا ہے اس چیز سے کہ نہ واقع ہوئی ہو اس خوف کے واسطے کہ اس کے سبب سے اس کا واجب کرنا یا حرام کرنا اترے اور بہت سوال کرنے سے کہ اس میں سختی کرنا ہے اور خوف ہے اس کا کہ واقع ہو اجابت ساتھ ایسی چیز کے کہ ثقیل ہو اور نہ ہو سکے اور واقع ہو مخالفت اور ابن فرج نے کہا کہ نہ بہت طلب کرو تفصیل ان جگہوں سے کہ ہوں مفید واسطے وجہ کے کہ ظاہر ہوئی ہو اگرچہ اس کے سوائے اور کی صلاحیت

بھی اس میں ہو جیسا کہ قول حضرت ﷺ کا جو انکرار کا احتمال رکھتا ہے سو لائق ہے کہ اکتفاء کیا جائے ساتھ اس چیز کے کہ صادق آئے اس پر لفظ اور وہ ایک بار کرنا ہے اس واسطے کہ اصل نہ ہونا زیادتی کا ہے اور اس میں بہت نقب زنی نہ کرو اس واسطے کہ وہ نوبت پہنچاتا ہے طرف ایسی چیز کی کہ بنی اسرائیل کے واسطے واقع ہوئی جب کہ ان کو گائے ذبح کرنے کا حکم ہوا سو اگر کوئی ایک گائے ذبح کرتے تو حکم بجا لانا حاصل ہوتا لیکن انہوں نے سختی کی سو ان پر سختی کی گئی اگر مطلق کوئی گائے کسی طرح کی ذبح کرتے تو کفایت کرتی اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی مناسبت قول حضرت ﷺ کے کی **فانما اهلك من كان قبلكم**، الخ ساتھ قول اس کے ذرونی ما ترکتکم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے کوئی حکم شرع کے وارد ہونے سے پہلے اور یہ کہ اصل چیزوں میں عدم وجوب ہے پھر یہ نہی عام ہے تمام منع چیزوں میں مگر مستثنیٰ ہے اس سے وہ چیز جس پر مکلّف مجبور کیا جائے مانند شراب پینے کی اوپر رائے جمہور کے اور مخالفت کی ہے اس میں ایک قوم نے سو کہا انہوں نے کہ گناہ پر مجبور ہونا اس کو مباح نہیں کرتا اور صحیح نہ ہونے مواخذہ کا ہے جب کہ پائی جائے صورت اکراہ معتبر کی اور مستثنیٰ کیا ہے اس سے بعض شافعیہ نے زنا کی صورت کو کہ اس میں زبردستی متصور نہیں لیکن نہیں ہے کوئی مانع مجبور ہونے زنا پر اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس نے جو کہتا ہے کہ نہیں جائز ہے دوا کرنا ساتھ حرام چیز کے مانند شراب کی اور نہ دفع کرنا پیاس کا ساتھ اس کے اور نہ نگلنا لقمے کا جو حلق میں اٹک گیا ہو ساتھ اس کے اور صحیح نزدیک شافعیہ کے جائز ہونا تیسری چیز کا ہے یعنی لقمے کا نگلنا شراب سے جائز ہے جب کہ حلق میں اٹک گیا ہو واسطے بچانے جان کے پس یہ مردار کے کھانے کی مانند ہے مضطر کو برخلاف دوا کرنے کے اس واسطے کہ ثابت ہوئی اس سے نہی بطور نص کے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ شراب دوا نہیں لیکن وہ بیماری ہے اور ابوداؤد میں ہے کہ حرام چیز سے دوا نہ کیا کرو اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ نے میری امت کی شفا حرام چیز میں نہیں ٹھہرائی اور بہرحال پیاس سو وہ اس کے پینے سے بند نہیں ہوتی اور وہ بھی دوا کے معنی میں ہے اور تحقیق یہ ہے کہ امر ساتھ بچنے کے نہی سے عموم پر ہے جب کہ نہ عارض ہو اس کو اجازت بیچ ارتکاب منہی کے جیسے کھانا مردار کا مضطر کو اور نہیں متصور ہے بچنا منہی سے مگر ساتھ چھوڑنے تمام منع چیزوں کے اور اگر بعض منع چیزوں سے بچے اور بعض سے نہ بچے تو وہ حکم بجا نہ لایا برخلاف امر کے یعنی مطلق کے کہ جو لائے کم تر جس پر اسم صادق آئے تو ہوتا ہے وہ بجا لانے والا حکم کا اور ابن فرج نے اس کے برعکس تقریر کی ہے اسی واسطے اختلاف ہے اس میں کہ کیا امر کرنا ساتھ کسی چیز کے نہی ہے اس کی ضد سے اور نہی شے سے امر ہے ساتھ ضد اس کی کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ حدیث جوامع الکلم سے ہے اور قواعد اسلام سے داخل ہوتی ہیں اس میں بہت احکام مانند نماز کی اس شخص کے واسطے جو اس کے کسی رکن یا شرط سے عاجز ہو اور جو ہو سکتے بحسب مقدور ادا کرے اور اسی طرح حکم ہے وضو کا اور ستر عورت کا اور یاد کرنا بعض فاتحہ کا اور نکالنا بعض زکوٰۃ فطر کا اس کے واسطے جو سب پر قادر نہ ہو کہ جتنا

ہو سکے کرے اور بند رہنا کھانے پینے سے رمضان میں اس کو جو عذر سے روزہ نہ رکھے پھر قادر نہ ہو روزے پر بیچ دن کے اور سوائے اس کے اور مسائل جن کی شرح دراز ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ جو عاجز ہو بعض امروں سے نہیں ساقط ہوتا ہے اس سے مقدور اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو امر کیا جائے ساتھ کسی چیز کے اور وہ اس کے بعض سے عاجز ہو اور جو مقدور ہو اس کو بجا لائے تو ساقط ہو جاتی ہے اس سے وہ چیز جس سے عاجز ہو اور ساتھ اس کے استدلال کیا ہے مزنی نے اس پر کہ جس چیز کا ادا کرنا واجب ہے اس کی قضا واجب نہیں اسی واسطے صحیح یہ ہے کہ قضا ساتھ امر جدید کے ہے اور ظاہر یہ ہے کہ تقیید امر میں ساتھ استطاعت کے نہیں دلالت کرتی ہے اس پر کہ منہی چیز کا زیادہ اہتمام ہے بلکہ وہ باز رہنے کی جہت سے ہے اس واسطے کہ ہر ایک آدمی قادر ہے اوپر ترک کے برخلاف فعل کے اس واسطے کہ عاجز ہونا اس کے کرنے سے محسوس ہے اور اسی واسطے امر میں استطاعت کی قید لگائی اور نہی میں نہ لگائی اور کہا ابن فرج نے کہ یہ جو فرمایا کہ بچو تو یہ اپنے اطلاق پر ہے یہاں تک کہ پایا جائے جو اس کو مباح کرے جیسے مردار کا کھانا وقت ضرورت کے اور پینا شراب کا وقت اکراہ اور مجبور ہونے کے اور اصل اس میں جواز تلفظ یعنی جائز ہے بولنا کلمہ کفر کا جب کہ دل میں ایمان کا اطمینان ہو جیسا کہ ناطق ہے ساتھ اس کے قرآن اور تحقیق یہ ہے کہ مکلف ان سب چیزوں میں نہیں ہے منع کیا گیا اس حال میں اور جواب دیا ہے ماوردی نے کہ گناہ سے باز رہنا ترک ہے اور وہ آسان ہے اور عمل طاعت کا فعل ہے اور وہ مشکل ہے پس اسی واسطے نہیں مباح ہوا ہے گناہ کرنا اگرچہ عذر سے ہو اس واسطے کہ وہ ترک ہے اور ترک سے کوئی آدمی عاجز نہیں ہوتا اور مباح کیا چھوڑ دینا عمل کا عذر سے اس واسطے کہ کبھی عمل سے آدمی عاجز ہو جاتا ہے اور کہا بعضوں نے کہ نہی کبھی ہوتی ہے ساتھ مانع کے نقیض سے اور وہ حرام ہے اور کبھی نہی ہوتی ہے ساتھ اس کے اور وہ مکروہ ہے اور ظاہر حدیث کا دونوں کو شامل ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس کے کہ مباح مامور بہ نہیں اس واسطے کہ تاکید فعل کی تو واجب اور مندوب کے مناسب ہوتی ہے اور جو اس کو مامور بہ کہتا ہے اس نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ مراد امر سے طلب نہیں ہے بلکہ مراد اس سے عام تر معنی ہیں اور وہ اجازت ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ امر نہیں چاہتا ہے تکرار کو اور نہ اس کے عدم کو اور بعض نے کہا کہ تقاضا کرتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ تمام چیزیں مباح ہیں یعنی اصل سب چیزوں میں اباحت ہے یہاں تک کہ ثابت ہو نہی شارع کی طرف سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ منع ہے بہت سوال کرنا مسئلوں سے اور سختی کرنا بیچ اس کے کہا بغوی نے کہ اگر دین کے کسی مسئلے کی حاجت پڑے تو اس کا پوچھنا جائز ہے بلکہ مامور بہ ہے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ﴾ اور اگر بصورت تشدید اور تکلف کے ہے تو منع ہے اور یہی مراد ہے حدیث میں اور تائید کرتا ہے اس کی وارد ہونا زجر کا حدیث میں اغلوطات سے کہا اوزاعی نے کہ اغلوطات سخت اور مشکل مسئلے ہیں اور اکثر سلف سے منقول ہے کہ مکروہ

ہے کلام کرنا ان مسئلوں میں جو واقع نہ ہوئے ہوں مگر عالم کے واسطے اور عالم کو مکروہ اس وقت ہے جب کہ باز رکھے عالم کو اس چیز سے کہ اس سے اہم تر ہو اور لائق ہے کہ چھانٹا جائے اس چیز کو جس کا وقوع بہت ہو نہ جس کا وقوع نادر ہو اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ لائق ہے مشغول ہونا ساتھ اس امر کے جس کی فی الحال حاجت ہو اور نہ مشغول ہونا ساتھ اس کے جس کی فی الحال حاجت نہ ہو سو گویا کہ فرمایا کہ لازم پکڑو اپنے اوپر کرنا امروں کا اور بچنا منع چیزوں کے بدلے مشغول ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واقع ہوئی پس لائق ہے مسلمانوں کو کہ بحث کرے اس چیز سے کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے آئی ہے پھر کوشش کرے اس کے سمجھنے میں اور اس کی مراد معلوم کرنے میں پھر مشغول ہو وہ ساتھ عمل کرنے کے اوپر اس کے پھر اگر علمیات سے ہو تو اس کی تصدیق کے ساتھ مشغول ہو اور اس کے حق ہونے کے ساتھ اعتقاد کرے اور اگر عملیات سے ہو تو خرچ کرے اپنی کوشش کو ساتھ عمل کرنے کے اوپر اس کے فعل سے ہو یا ترک سے اور اگر اس سے زیادہ وقت پائے تو نہیں ڈر ہے کہ خرچ کرے اس کو مشغول ہونے میں ساتھ پہچاننے حکم اس چیز کے کہ واقع ہو گی جب کہ یہ قصد ہو کہ عمل کرے گا ساتھ اس کے اگر واقع ہوئی اور اگر جدل اور جھگڑے کا قصد ہو تو یہ منع ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَتَكَلُّفِ مَا لَا يَعْنِيهِ وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾.

جو مکروہ ہے کثرت سوال سے اور تکلف مالا یعنی سے اور اللہ نے فرمایا کہ نہ سوال کرو ان چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر کی جائیں تو تم کو بری لگیں۔

فائدہ: مراد اس کی یہ ہے کہ استدلال کرے ساتھ اس آیت کے مدعی پر اور وہ کراہت بہت سوال کرنے کی اور یہ پھرنا ہے بخاری رحمہ اللہ سے طرف ترجیح بعض اس چیز کی کہ آئی ہے اس کی تفسیر میں اور اس کے شانِ نزول کا اختلاف تفسیر میں گزر چکا ہے اور ترجیح دی ہے ابن منیر نے اس کو کہ وہ وارد ہوئی ہے بیچ بہت سوال کرنے کے اس چیز سے کہ واقع ہوئی اور آئندہ واقع ہو گی اور اسی کو چاہتی ہے کاری گری بخاری رحمہ اللہ کی اور باب کی حدیثیں اس کی تائید کرتی ہیں اور البتہ سخت ہوا ہے انکار ایک جماعت کا اوپر اس کے ان میں سے قاضی ابو بکر بن عربی ہے سو کہا اس نے کہ اعتقاد کیا ہے غافلوں کی ایک قوم نے کہ منع ہے پوچھنا مسائل کا جب تک کہ واقع نہ ہوں اس آیت کی دلیل سے اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح اس واسطے کہ آیت تصریح کرتی ہے کہ منع ہے وہ کہ واقع ہو مسئلہ اس کے جواب میں اور مسئلے حوادث کے اس طرح نہیں ہیں اور یہ قول ٹھیک ہے اس واسطے کہ ظاہر خاص ہونا اس آیت کا ساتھ زمانے نزول وحی کے اور تائید کرتی ہے اس کو حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی جو باب میں ہے کہ جو سوال کرے ایسی چیز سے جو حرام نہ ہو پھر اس کے سوال کے سبب سے حرام ہو جائے اس واسطے کہ ایسی چیز کے واقع ہونے سے البتہ امن حاصل ہو چکا ہے اور سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معنی میں اور حدیث بھی آ چکی ہے اور اس سے جو ثابت ہوا ہے حدیثوں میں کہ اصحاب نے

حضرت ﷺ سے اکثر اوقات میں بہت چیزوں کا سوال کیا تو احتمال ہے کہ اس آیت کے نزول سے پہلے ہو اور احتمال ہے کہ نہی آیت میں نہ شامل ہو اس چیز کو کہ اس کی حاجت ہے جس کا حکم مقرر ہو چکا ہے یا ان کو اس کے پہچاننے کی حاجت ہو مانند سوال کی کھاپچ کے ساتھ ذبح کرنے سے اور سوال کی وجوب طاعت سرداروں کی سے جب کہ معروف چیز کا حکم کریں اور جیسا سوال کرنا احوال قیامت سے اور جو اس سے پہلے ہے لڑائیوں اور فتنے فسادوں سے اور مانند ان سوالوں کی کہ قرآن میں ہیں جیسا سوال کرنا شراب اور جوئے اور کلالہ اور محیض اور عورتوں اور شکار وغیرہ سے لیکن جو اس آیت سے نکالتے ہیں کہ مکروہ ہے بہت سوال کرنا ان مسئلوں سے جو نہیں واقع ہوئے انہوں نے اس کو اس کے ساتھ لاحق کیا ہے اس واسطے کہ کثرت سوال کی جب سبب ہے تکلیف اس چیز کا جو مشکل ہو تو لائق ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے اور امام دارمی نے اس میں ایک باب باندھا ہے اور اس میں اصحاب اور تابعین سے بہت آثار نقل کیے ہیں اور کہا بعضوں نے کہ بحث دو قسم پر ہے ایک بحث یہ ہے کہ کیا یہ مسئلہ عموم نص میں داخل ہے یا نہیں؟ سو یہ مطلوب ہے مکروہ نہیں بلکہ متعین ہوتا ہے بعض مجتہدوں پر دوسری قسم یہ ہے کہ مثل چیزوں میں فرق کرے باوجود وصف جمع کے یا دو متفرق چیزوں کو جمع کرے پس یہی قسم ہے جس کی سلف سے مذمت وارد ہوئی ہے اور اس کے موافق ہے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ ہلاک ہوئے سختی کرنے والا کہ اس میں ضائع کرنا ہے اوقات کا بے فائدہ چیز میں اور مثل اس کی ہے بہت تفریع کرنا ایسے مسئلے پر کہ نہ ہو اصل اس کے واسطے قرآن میں نہ حدیث میں نہ اجماع میں اور وہ نہایت نادر الوقوع ہو اور سخت تر اس سے سوال کرنا ہے غیبی چیزوں سے کہ وارد ہوئی ہے شرع ساتھ ایمان لانے کے اوپر ان کے باوجود ترک کیفیت ان کی کے اور سوال کرنا وقت قیامت اور روح وغیرہ سے جو نہیں پہچانا جاتا ہے مگر محض نقل سے اور ان میں سے بہت چیزوں کے حق میں کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی پس واجب ہے ایمان لانا ساتھ اس کے بغیر بحث کے اور جو عذر کرے بیچ معانی قرآن کے نگہبانی کرنے والا ہو اس چیز پر جو آئی ہے اس کی تفسیر میں حضرت ﷺ سے اور اصحاب سے اور حاصل کرے احکام سے اس چیز کو کہ مستفاد ہوتی ہے اس کے منطوق سے اور مفہوم سے اور غور کرے سنت کے معانی میں اور جس پر وہ دلالت کرے اور لے جو اس سے حجت کے لائق ہے تو یہ محمود ہے اور نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ اس کے اور اسی پر معمول ہے عمل شہروں کے فقہاء کا تابعین سے اور جو ان کے بعد ہیں اور اس باب میں نو حدیثیں مذکور ہیں بعض متعلق ہیں ساتھ کثرت سوال کے اور بعض متعلق ہیں ساتھ تکلیف مالا یعنی کے اور بعض ساتھ سبب نزول آیت کے اور حدیث اول متعلق ہے ساتھ دوسری قسم کے اور اسی طرح حدیث دوسری اور پانچویں۔ (فتح)

٦٧٤٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

۶۷۴۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک سب مسلمانوں میں بڑا

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَّمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ.

گنہگار وہ ہے کہ جس نے وہ بات پوچھی کہ حرام نہ تھی پھر اس کے پوچھنے کے سبب سے حرام ہو گئی۔

فائدہ: مسئلہ پوچھنا دو قسم پر ہے ایک تو وہ کہ اس کی حاجت پڑے اور وہ بات معلوم نہیں تو دریافت کے واسطے پوچھے تو یہ درست ہے بلکہ اس کا حکم ہے کہ دریافت کرے اللہ نے قرآن میں فرمایا ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ دوسرے یہ کہ ناحق بے حاجت پوچھنا اور تنگ کرنا یہ منع ہے سو اسی کو حضرت ﷺ نے منع کیا کہ ناحق بے حاجت باتیں نہ پوچھا کرو شاید حلال چیز تمہارے بے فائدہ سوال سے حرام ہو جائے اور تم گنہگار ہو لیکن جس مسئلے کی حاجت پڑے وہ اس حدیث سے مخصوص ہے ساتھ آیت مذکور کے پس اس کا سوال کرنا درست ہے بلکہ مامور بہ ہے اور حدیث محمول ہے تحذیر اور تہدید پر نہ یہ کہ سوال علت ہے تحریم کی پس نہیں تمسک ہے اس میں واسطے قدریہ کے کہ اللہ ایک چیز دوسری چیز کے سبب سے کرتا ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو ایسا عمل کرے جو دوسرے کو ضرر کرے تو وہ گنہگار رہوتا ہے اور حدیث میں ہے کہ اصل چیزوں میں اباحت ہے یعنی دراصل سب چیزیں مباح ہیں یہاں تک کہ وارد ہو شرع برخلاف اس کے اور بعضوں نے کہا کہ اس کا جرم یہ ہے کہ اس کے سوال کے سبب سے مسلمانوں کو ضرر پہنچا کہ منع ہوا ان کو تصرف کرنا اس چیز میں جو اس کے سوال کرنے سے پہلے حلال تھی اور مستفاد ہوتی ہے بڑائی گناہ کی یعنی یہ گناہ اتنا بڑا ہے کہ جو اس کے واقع ہونے کا سبب ہو اس کو بھی یہ کہنا جائز ہے کہ یہ بہت بڑے گناہ میں واقع ہوا۔ (فتح)

٦٧٤٦۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ يُحَدِّثُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا لَيَالِيَ حَتَّى اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوا صَوْتَهُ لَيْلَةً فَظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ

٦٧٤٦۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک سال مسجد میں چٹائی کا حجرہ بنایا یعنی رمضان کے مہینے میں سو حضرت ﷺ نے اس میں چند راتیں نماز پڑھی یہاں تک کہ لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے پھر انہوں نے ایک رات حضرت ﷺ کی آواز نہ پائی اور گمان کیا کہ حضرت ﷺ سو گئے تو ان میں سے بعض آدمی کھنگورنے لگے تا کہ حضرت ﷺ ان کی طرف نکلیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ رہا تمہارے ساتھ جو دیکھا میں نے تمہارے عمل سے یہاں تک کہ میں ڈرا کہ وہ تم پر

مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِيْ رَأَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ حَتّٰى خَشِيْتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهٖ فَصَلُّوْا أَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ.

فرض ہو جائے سو اگر تم پر فرض ہو جائے تو تم اس کو قائم نہ کر سکو سواے لوگو! تم اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اس واسطے کہ افضل نماز مرد کی اپنے گھر میں ہی ہے مگر فرض نماز یعنی فرض نماز مسجد میں افضل ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تہجد کی نماز میں گزری اور متعلق ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس حدیث سے وہ چیز جو سمجھی جاتی ہے حضرت ﷺ کے انکار سے یعنی جو انکار کیا حضرت ﷺ نے ان کے فعل پر کہ انہوں نے سختی کی اس چیز میں جس کی حضرت ﷺ نے ان کو اجازت نہیں دی تھی یعنی رات کی نماز میں مسجد کے اندر جمع ہونا۔ (فتح)

٦٧٤٧۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أَكْثَرُوْا عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ غَضِبَ وَقَالَ سَلُوْنِيْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَبِيْ قَالَ أَبُوْكَ حُذَافَةُ ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَبِيْ فَقَالَ أَبُوْكَ سَالِمٌ مَوْلٰى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأٰى عُمَرُ مَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ إِنَّا نَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

٦٧٤٧۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کئی چیزوں سے پوچھے گئے جن کو برا جانا سو جب لوگوں نے حضرت ﷺ سے بہت سوال کیا تو حضرت ﷺ غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ مجھ سے پوچھو تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! میرا باپ کون ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے پھر اور مرد کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ میرا باپ کون ہے یا رسول اللہ؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرا باپ سالم ہے شیبہ کا غلام آزاد سو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے چہرے میں غصہ دیکھا تو کہا کہ ہم اللہ کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

فائدہ: پوری روایت یوں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک روز بعد نماز ظہر کے خطبہ پڑھا اور قیامت کو یاد کیا پھر فرمایا کہ جو کچھ کوئی پوچھا جائے سو پوچھے سو جو کچھ مجھ سے پوچھو گے بتلاؤں گا جب تک میں اپنے مکان میں ہوں یعنی منبر پر تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر کہا کہ ہم دل سے راضی ہیں اللہ کی الوہیت سے اور اسلام کے دین سے اور حضرت ﷺ کی پیغمبری سے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کا غصہ ختم ہوا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہت سوال کرنا منع ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ مراد کثرت سوال سے منع ہونا کثرت سوال کا ہے حادثوں سے اور اغلوطات سے اور یہ قول اکثر علماء کا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ کے احوال کو اصحاب زیر نظر رکھتے تھے اور

حضرت ﷺ کے غضب سے سخت ڈرتے تھے اس خوف سے کہ کسی ایسے امر کے واسطے ہو جوان کو عام ہو جائے اور یہ کہ جائز ہے چومنا مرد کے پاؤں کا اور جائز ہے غصہ کرنا وعظ کی حالت میں اور گھٹنوں کے بل بیٹھنا شاگرد کا استاد کے آگے جب کہ اس سے کچھ پوچھے اور یہی حکم ہے تابع کا واسطے متبوع کے اور مشروع ہونا تعوذ کا فتنوں سے اور یہ حدیث متعلق ہے ساتھ قسم اول کے اور اسی طرح چوتھی اور آٹھویں اور نویں۔ (فتح)

٦٧٤٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيْرَةِ اكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنَّهٗ كَانَ يَنْهٰى عَنْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقُوْقِ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدِ الْبَنَاتِ وَمَنْعٍ وَهَاتِ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَانُوْا يَقْتُلُوْنَ بَنَاتِهِمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ.

٦٧٤٨۔ حضرت وراد مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کاتب سے روایت ہے کہ معاویہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میری طرف لکھ جو تو نے حضرت ﷺ سے سنا ہے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف لکھا کہ حضرت ﷺ ہر نماز کے پیچھے یہ ذکر کہتے تھے لا الہ سے منک الجد تک یعنی کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کو سب شکر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے الہٰی! نہیں کوئی روکنے والا تیری دی چیز کو اور کوئی دینے والا نہیں تیری رد کی چیز کو اور تیرے روبرو نصیبے والے مالدار کو اس کا مال کچھ فائدہ نہیں دیتا اور نیز اس نے اس کی طرف لکھا کہ حضرت ﷺ منع کرتے تھے قیل وقال اور کثرت سوال اور مال کے ضائع کرنے سے اور منع کرتے تھے ماؤں کی نافرمانی سے اور زندہ لڑکیوں کے گاڑنے سے، کہا ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے کہ کفر کے وقت اپنی لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے سو اللہ نے اس کو حرام کیا۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث کے یہاں لانے سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ منع کرتے تھے قیل وقال سے اور کثرت سوال سے اور پہلے گزر چکی ہے بحث کہ کثرت سوال سے کیا مراد ہے؟ کیا وہ خاص ہے ساتھ مال کے یا احکام کے یا عام تر ہے اس سے اور اولیٰ حمل کرنا اس کا ہے عموم پر یعنی مال اور احکام وغیرہ سب کو شامل ہے اور سب چیز میں کثرت سوال منع ہے لیکن منع اس چیز میں ہے جس کی سائل کو حاجت نہ ہو اور باقی شرح کتاب الرقاق میں گزری۔ (فتح)

٦٧٤٩۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

٦٧٤٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کے

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ نُهِينَا عَنِ التَّكَلُّفِ.

پاس تھے سو کہا کہ ہم منع کیے گئے تکلف اور تشدد سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا اللہ کے اس قول سے ﴿وَفَاكِهَةً وَّأَبًّا﴾ کہ ابّ کیا چیز ہے؟ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم منع کیے گئے تعمق اور تکلف سے اور مراد ابّ سے وہ سبزہ ہے جو چوپائے کھاتے ہیں اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اب وہ چیز ہے جس کو زمین اگاتی ہے جو چوپائے کھاتے ہیں اور آدمی نہیں کھاتے۔ (فتح)

٦٧٥٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا أُمُورًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ فَوَاللَّهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا قَالَ أَنَسٌ فَأَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ وَأَكْثَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي فَقَالَ أَنَسٌ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْنَ مَدْخَلِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ النَّارُ فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ قَالَ ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي سَلُونِي فَبَرَكَ عُمَرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا

٦٧٥٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے جب کہ آفتاب ڈھلا سو آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر جب سلام پھیرا تو منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کو یاد کیا اور ذکر کیا کہ قیامت سے پہلے بڑی بڑی مصیبتیں ہونے والی ہیں پھر فرمایا کہ جو کچھ کوئی پوچھنا چاہے سو پوچھے سو قسم ہے اللہ کی نہیں پوچھو گے مجھ سے کچھ مگر کہ میں تم کو بتلاؤں گا جب تک کہ میں اپنے مقام میں ہوں کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو لوگ بہت رونے لگے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرماتے تھے کہ مجھ سے پوچھو انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کھڑا ہوا تو اس نے کہا یا حضرت! میرے داخل ہونے کی جگہ کہاں ہے یعنی بہشت میں جاؤں گا یا دوزخ میں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ میں پھر عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ اٹھا تو اس نے کہا یا حضرت! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر بہت بار فرمایا کہ مجھ سے پوچھو کہا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھٹنوں کے بل ہو کر کہا کہ ہم دل سے راضی ہوئے اللہ کی الوہیت سے اور اسلام کے دین سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری سے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہوئے جب کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ تو ہلاک ہو قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں

وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِيْ عُرْضِ هٰذَا الْحَآئِطِ وَأَنَا أُصَلِّيْ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ.

میری جان ہے کہ البتہ میرے سامنے کیے گئے بہشت اور دوزخ اس وقت اس دیوار کے آگے اور میں نماز پڑھتا تھا سونہیں دیکھی میں نے کوئی چیز خیر اور شر میں جیسے آج دیکھی۔

فائدہ: اور یہ حدیث متعلق ہے ساتھ تیسری قسم کے اور اسی طرح چوتھی حدیث بھی اور وہ چوتھی حدیث کے معنی میں ہے۔ (فتح)

٦٧٥١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ أَبِيْ قَالَ أَبُوْكَ فُلَانٌ وَنَزَلَتْ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَآءَ﴾ الْآيَةَ.

٦٧٥١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! میرا باپ کون ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا باپ فلاں ہے اور یہ آیت اتری اے ایمان والو! نہ پوچھو ان چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر کی جائیں تو تم کو بری لگیں۔

٦٧٥٢۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَآءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَآئَلُوْنَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ.

٦٧٥٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگ آپس میں پوچھتے ہیں کہ یہ تو اللہ نے سب خلق کو پیدا کیا ہے سو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان آدمی کے دل میں خیال ڈالتا ہے کہ زمین آسمان کو کس نے بنایا تو کہتا ہے اللہ نے تو شیطان پوچھتا ہے کہ اللہ کو کس نے بنایا اور ہذا اللہ مبتدا اور خبر ہے اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ یہ مقرر اور معلوم ہے کہ اللہ نے خلق کو پیدا کیا اور وہ شے ہے اور ہر چیز مخلوق ہے تو اس کو کس نے پیدا کیا اور ایک روایت میں ہے کہ جب شیطان دل میں خیال ڈالے تو اس وقت اللہ کی پناہ مانگے یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے اور باز رہے اور ایک روایت میں ہے کہ آمنت باللہ و رسلہ کہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

چند گنوار لوگ مسجد میں آئے اور مجھ سے پوچھا کہ بھلا اللہ کو کس نے پیدا کیا اور میں نے ان کو پتھر مارے اور میں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے سچ فرمایا کہ ایسے سوال کرنے والے احمق ہوتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کہے آمنت باللہ کہ یہ صریح ایمان ہے یعنی اس وسوسہ کو برا جاننا اور اس کو قبول نہ کرنا دلیل ہے اوپر خالص ہونے ایمان کے اس واسطے کہ کافر اصرار کرتا ہے اس پر جو اس کے دل میں ہے محال سے اور نہیں نفرت کرتا اس سے اور یہ جو دوسری روایت میں کہا کہ اللہ کی پناہ مانگے اور باز رہے یعنی اس خیال میں فکر کرنا چھوڑ دے اور اللہ کی پناہ مانگے جب کہ نہ واقع ہو اس سے وسوسہ اور حکمت اس میں یہ ہے کہ علم اس کا کہ اللہ بے نیاز شیطان کے ہر وسوسے سے بدیہی امر ہے حجت اور مناظرہ کا محتاج نہیں سو اگر اس سے کوئی خیال دل میں گزرے تو شیطان کا وسوسہ ہے اور اس کی کوئی حد نہیں سو جب کسی دلیل سے اس کا معارضہ کیا جائے تو اور طرح سے مغالطہ دیتا ہے سو ضائع کرتا ہے اس کے وقت کو اگر سالم رہے فتنے سے سو نہیں ہے کوئی تدبیر اس کے دفع کرنے کی قوی تر اس سے کہ اللہ کی پناہ پکڑے اعوذ باللہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ احد اللہ الصمد کہے اور ہر انسان صاف طبیعت کی یہ پیدائشی بات ہے کہ وہ جانتا ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہے اس کے پہلے کوئی چیز نہیں جو اس کو بنائے اور ہزاروں دلیل عقلی سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے سو ایسا سوال وہی کرے گا جس کی اصل پیدائش میں خلل ہے اور عقل میں نقصان ہے اور یہ عجب حماقت کا سوال ہے کہ جب اس کو اللہ کہا تو پھر اس کو پیدا کرنے والے کو پوچھنا عجب نادانی ہے اگر اللہ کا پیدا کرنے والا کوئی ہوتا تو پھر وہ اللہ کیسا باقی رہا وہ بھی مخلوق ہو گیا مثل اور مخلوقات کی اور کہا مہلب نے قول اس کا صریح ایمان ہے یعنی نہ نکالنا امر کو مالا نہایت تک اس واسطے کہ جب امر کو مالا نہایت تک نکالا جائے تو اس وقت ضروری ہے کہ کوئی ایسا خالق ہو جس کو کسی نے پیدا نہیں کیا اس واسطے کہ عاقل فکر کرنے والا جانتا ہے کہ سب مخلوقات مخلوق ہے واسطے ہونے اثر کاری گری کے جو اس میں موجود ہے اور اثر حدث کے جو اس پر جاری ہے اور خالق کی یہ صفت نہیں ہوتی پس واجب ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے واسطے خالق ہو جس کو کسی نے پیدا نہیں کیا پس یہ ہے صریح ایمان نہ بحث کرنا جو شیطان کے مکر سے ہے جو حیرت کی طرف نوبت پہنچاتی ہے کہا ابن بطال نے کہ اگر وسوسہ کرنے والا کہے کہ کون مانع ہے کہ خالق اپنے نفس کو آپ پیدا کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ یہ بعض بعض کے متناقض ہے اس واسطے کہ تو نے خالق کو ثابت کیا ہے اور اس کے وجود کو واجب ٹھہرایا ہے پھر تو نے کہا کہ وہ اپنے نفس کو خود آپ پیدا کرتا ہے سو تو نے واجب کیا اس کے عدم کو اور اس کے موجود اور معدوم ہونے میں تطبیق ممکن نہیں بلکہ دونوں امر کو جمع کرنا فاسد ہے اس واسطے کہ اس میں تناقض ہے اس واسطے کہ فاعل کا وجود مقدم ہوتا ہے اس کے فعل کے وجود پر پس یہ محال ہے کہ اس کا نفس اس کا فعل ہو اور یہ واضح ہے اس شبہ کے حل کرنے میں اور یہ نوبت پہنچاتا ہے طرف صریح ایمان کی اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب نے کہا یا حضرت! ہم دل میں پاتے ہیں وہ وسوسہ کہ ہم میں سے

کوئی بھاری جانتا ہے کہ اس کے ساتھ کلام کرے حضرت ﷺ نے فرمایا البتہ تم نے اس کو پایا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ پوچھے گئے وسوسے سے فرمایا کہ یہ محض ایمان ہے کہا ابن تین نے اگر جائز رکھا جائے کہ خالق کے واسطے کوئی خالق ہو تو تسلسل لازم آئے پس ضروری ہے نہایت ہونے سے طرف موجد قدیم کی اور قدیم اس کو کہتے ہیں جس سے پہلے کوئی چیز نہ ہو اور نہیں صحیح ہے معدوم ہونا اس کا اور وہ فاعل ہے یعنی پیدا کرنے والا ہے کسی نے اس کو پیدا نہیں کیا اور وہ اللہ تعالیٰ ہے کہا کرمانی نے ثابت ہوا ہے کہ پہچاننا اللہ تعالیٰ کا دلیل سے فرض عین ہے یا کفایہ ہے اور راہ طرف اس کی ساتھ سوال کرنے کے اس سے متعین ہے اس واسطے کہ وہ اس کا مقدمہ ہے لیکن جب بداہت سے معلوم ہوا کہ خالق غیر ہے مخلوق کا یا ساتھ کسب کے جو قریب ہو صدق کے تو ہوگا سوال کرنا اس سے تشدد اور سختی سو ہوگی ذم متعلق ساتھ اس سوال کے جو بطور تشدید اور سختی کے ہو نہیں تو پہنچنا اس کی معرفت کی طرف اور دور کرنا شبہ کا اس سے صریح ایمان ہے اس واسطے کہ ضروری ہے قطع ہونا اس تسلسل کا طرف ایسے خالق کی جس کو کسی نے پیدا نہیں کیا دفع تسلسل کے واسطے اور ہارون رشید کے زمانے میں کسی نے اس سے ایسا سوال کیا کہ کیا اللہ قادر ہے اس پر کہ اپنی مثل پیدا کرے؟ سو ہارون رشید نے اہل علم سے اس کا جواب پوچھا تو ایک نوجوان نے جلدی کی سو اس نے کہا کہ یہ سوال محال ہے اس واسطے کہ مخلوق محدث ہے یعنی نئی پیدا کی گئی ہے آگے نہ تھی اور جو محدث ہو نیا پیدا کیا گیا ہو وہ قدیم کی مثل نہیں ہوتا پس محال ہے یہ کہ کہا جائے کہ اللہ قادر ہے اس پر کہ اپنی مثل پیدا کرے یا کہا جائے کہ نہیں قادر ہے جیسا کہ محال ہے کہ کہا جائے قادر عالم میں قادر ہے اس پر کہ جاہل عاجز ہو جائے۔ (فتح)

٦٧٥٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرْثٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى عَسِيْبٍ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوْهُ لَا يُسْمِعُكُمْ مَا تَكْرَهُوْنَ فَقَامُوْا إِلَيْهِ فَقَالُوْا يَا أَبَا الْقَاسِمِ حَدِّثْنَا عَنِ الرُّوْحِ فَقَامَ سَاعَةً يَنْظُرُ

٦٧٥٣ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا مدینے کی کھیتی میں اور حضرت ﷺ ایک چھڑی پر تکیہ کیے تھے سو حضرت ﷺ چند یہودیوں پر گزرے تو ان میں سے بعضوں نے کہا کہ اس سے روح کی حقیقت پوچھو اور بعضوں نے کہا کہ نہ پوچھو کہ تم کو کوئی بات نہ سنائے تو ان میں سے بعض حضرت ﷺ کی طرف کھڑے ہوئے سو انہوں نے کہا اے ابوالقاسم! خبر دے ہم کو روح سے کہ کیا چیز ہے؟ سو حضرت ﷺ ایک ساعت کھڑے دیکھتے رہے سو میں نے پہچانا کہ حضرت ﷺ کو وحی ہوتی ہے سو میں آپ سے پیچھے ہٹا یہاں تک کہ وحی چڑھی پھر

فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُوحٰى إِلَيْهِ فَتَأَخَّرْتُ عَنْهُ حَتّٰى صَعِدَ الْوَحْيُ ثُمَّ قَالَ ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ﴾.

حضرت ﷺ نے فرمایا اور تجھ سے پوچھتے ہیں حقیقت روح کی تو کہہ کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ حضرت ﷺ نے ان کو اسی وقت جواب دیا۔ (فتح)

بَابُ الْاِقْتِدَآءِ بِأَفْعَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ﷺ کے افعال کی پیروی کرنا

فائدہ: اصل اس میں یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ یعنی البتہ تمہارے واسطے حضرت ﷺ کی تابعداری میں بہتر پیروی ہے اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہے واسطے داخل ہونے اس کے بیچ عموم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ اور قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ سو واجب ہے پیروی حضرت ﷺ کی آپ کے فعل میں جیسے کہ واجب ہے آپ کے قول میں یہاں تک کہ قائم ہو کوئی دلیل ندب پر یا خصوصیت پر اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس میں احتمال ہے وجوب کا اور ندب کا اور اباحت کا پس محتاج ہے طرف قرینے کی اور کہا جمہور نے ندب کے واسطے ہے جب کہ ظاہر ہو وجہ قرب کی اور بعضوں نے کہا اگرچہ نہ ظاہر ہو اور بعضوں نے تفصیل کی ہے درمیان تکرار اور عدم تکرار کے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر حضرت ﷺ کا فعل کسی مجمل کا بیان ہو سو جو حکم اس مجمل کا ہے وہی اس کا ہے وجوب ہو یا ندب یا اباحت پھر اگر ظاہر ہو وجہ قربت کی تو ندب کے واسطے ہے اور جس میں قربت کی وجہ ظاہر نہ ہو تو اباحت کے واسطے ہے اور بہرحال تقریر حضرت ﷺ کی اس پر جو حضرت ﷺ کے سامنے کیا جائے سو دلالت کرتا ہے جواز پر اور یہ مسئلہ مبسوط ہے اصول فقہ میں اور متعلق ہے ساتھ اس کے تعارض حضرت ﷺ کے قول اور فعل کا اور متفرع ہوتا ہے اس پر حکم خصائص کا پھر اگر قول اور فعل آپس میں معارض ہو تو اس میں علماء کے تین قول ہیں ایک یہ کہ قول حضرت ﷺ کا مقدم ہے آپ کے فعل پر اس واسطے کہ اس کے لیے صیغہ ہے جو معانی کو بغل گیر ہے دوسرا قول یہ ہے کہ فعل مقدم ہے قول پر اس واسطے کہ اس کی طرف کوئی احتمال راہ نہیں پاتا جو قول کی طرف پاتا ہے تیسرا قول یہ ہے کہ ترجیح دی جائے اور محل اس سب کا وہ ہے کہ نہ قائم ہو قرینہ جو دلالت کرے خصوصیت پر اور جمہور کا مذہب اول قول ہے اور اس کے واسطے حجت یہ ہے کہ تعبیر کیا جاتا ہے ساتھ قول کے محسوس سے اور معقول برخلاف فعل کے ہے پس خاص ہوگا ساتھ محسوس کے سو ہوگا قول اتم اور ساتھ اس وجہ کے کہ اتفاق ہے اس پر کہ قول دلیل ہے برخلاف فعل کے اور اس واسطے کہ قول دلالت کرتا ہے بنفسہ برخلاف فعل کے پس محتاج ہوگا طرف واسطہ کی اور اس واسطے کہ مقدم کرنا فعل کا نوبت پہنچاتا ہے طرف ترک عمل کی ساتھ قول کے یعنی اس میں قول کے ساتھ عمل نہیں ہوتا اور اگر قول کے ساتھ عمل کیا جائے تو ممکن ہے ساتھ

اس کے عمل کرنا فعل کے مدلول پر پس ہوگا قول راجح ان اعتباروں سے۔ (فتح)

٦٧٥٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ وَقَالَ إِنِّي لَنْ أَلْبَسَهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ.

٦٧٥٤۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تو لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے سونے کی انگوٹھی بنوائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھینکا اور فرمایا کہ میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا سو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں کو پھینکا۔

فائدہ: بخاری رحمہ اللہ نے صرف ایک مثال بیان کی اس واسطے کہ وہ شامل ہے اس پر کہ اصحاب نے آپ کی پیروی کی فعل میں اور ترک میں اور ابن بطال نے اس حدیث سے حجت پکڑی ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی پیروی واجب ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی اتاری اور اصحاب نے بھی انگوٹھیاں اتاریں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں جوتا اتارا تو اصحاب نے بھی اتارا اور حدیبیہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈایا اور قربانی ذبح کی تو اصحاب نے بھی آپ کی پیروی میں جلدی کی بعد اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو احرام سے حلال ہونے کا حکم دیا اور لوگوں نے اس میں تردد کیا سو اس نے دلالت کی کہ فعل ابلغ ہے قول سے لیکن اس میں وجوب پر دلالت نہیں جو اس نے دعویٰ کیا ہے بلکہ مطلق پیروی پر دلالت ہے، والعلم عند اللہ۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ وَالتَّنَازُعِ فِي الْعِلْمِ وَالْغُلُوِّ فِي الدِّيْنِ وَالْبِدَعِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ﴾.

جو مکروہ ہے تشدید اور سختی کرنے سے اور تنازع اور زیادتی کرنے سے دین میں اور بدعتوں سے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اے کتاب والو! نہ حد سے بڑھ جاؤ دین کی بات میں اور نہ بولو اللہ پر مگر سچی بات۔

فائدہ: ابتداء آیت کی متعلق ہے ساتھ فروع دین کے اور اسی سے تعبیر کی گئی ہے ترجمہ میں ساتھ علم کے اور جو اس کے مابعد ہے وہ متعلق ہے اصول دین سے اور تعمق کے معنی ہیں تشدید کرنا کام میں یہاں تک کہ اس میں حد سے بڑھ جائے اور غلو کے معنی ہیں مبالغہ اور تشدید کرنا کام میں یہاں تک کہ حد سے بڑھ جائے اور یہی معنی تعمق کے ہیں اور تنازع کے معنی ہیں مجادلہ اور مراد جھگڑنا ہے وقت اختلاف کے حکم میں جب کہ نہ واضح ہو دلیل اور مذموم ہے جھگڑنا بعد قائم ہونے دلیل کے اور بدع جمع ہے بدعت کی اور بدعت وہ چیز ہے کہ پہلے اس کی کوئی مثال نہ ہو یعنی دین میں ایسا کوئی کام پہلے نہ ہو پس شامل ہوگی باعتبار لغت کے محمود اور مذموم کو اور خاص ہوگی شرع کے عرف میں ساتھ مذموم

کے اور شرع میں بدعت اس کو کہتے ہیں جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو اور وہ مذموم ہے اور اگر وارد ہو بدعت محمود کام میں تو باعتبار لغوی معنی کے اور استدلال کرنا ساتھ آیت کے مبنی ہے اس پر کہ لفظ اہل کتاب کا واسطے تعمیم کے ہے تا کہ یہود ونصاریٰ کے سوائے اور لوگوں کو بھی شامل ہو یا محمول ہے اس پر کہ جو لوگ یہود اور نصاریٰ کے سوائے ہیں وہ ملحق ہیں ساتھ ان کے۔ (فتح)

٦٧٥٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوَاصِلُوْا قَالُوْا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ فَلَمْ يَنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ قَالَ فَوَاصَلَ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَيْنِ أَوْ لَيْلَتَيْنِ ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَأَخَّرَ الْهِلَالُ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ.

٦٧٥٥۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وصال کا روزہ نہ رکھا کرو اصحاب نے کہا کہ آپ وصال کا روزہ رکھتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات کاٹتا ہوں اس حال میں کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے سو لوگ وصال کے روزے سے باز نہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ وصال کا روزہ رکھا دو دن یا دو راتیں پھر لوگوں نے عید کا چاند دیکھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چاند دیر سے چڑھتا تو میں تم کو روزہ زیادہ کرتا جیسے ان پر انکار کرنے والے تھے۔

فائدہ: واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو تمنی میں گزری کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر رمضان کا مہینہ مجھ پر زیادہ ہو جاتا تو میں برابر اتنے وصال کے روزے رکھتا جاتا کہ چھوڑ دیتے دین میں سختی کرنے والے اپنی شدت کو اور اسی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں لیکن اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ واقع ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں وہ چیز جو ترجمہ کے موافق ہے یعنی تعمق کرنا۔ (فتح)

٦٧٥٦۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى مِنْبَرٍ مِّنْ آجُرٍّ وَعَلَيْهِ سَيْفٌ فِيْهِ صَحِيْفَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ يُقْرَأُ إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ وَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ فَنَشَرَهَا فَإِذَا فِيْهَا

٦٧٥٦۔ حضرت یزید بن شریک سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ہم پر خطبہ پڑھا اینٹوں کے منبر پر اور وہ تلوار پہنے تھے اس میں ایک کاغذ تھا لٹکا ہوا سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ ہمارے پاس کوئی ایسی کتاب نہیں جو پڑھی جائے سوائے قرآن کے اور جو اس کاغذ میں ہے پھر اس کاغذ کو کھولا سو اچانک میں نے دیکھا کہ اس میں اونٹوں کی عمر کا بیان ہے کہ دیت میں اتنے اونٹ اتنی اتنی عمر کے دیے جائیں اور اچانک

أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَإِذَا فِيهَا الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِّنْ عَيْرٍ إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيهِ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيهَا مَنْ وَّالٰى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا.

اس میں لکھا تھا کہ مدینہ حرام ہے عیر کے پہاڑ سے فلانے پہاڑ تک یعنی ثور کے پہاڑ تک سو جو اس میں کوئی بدعت نکالے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے اللہ نہ قبول کرے گا اس سے قیامت کے دن نہ نفل عبادت کو نہ فرض اور اچانک اس میں لکھا تھا کہ مسلمانوں کی امان ایک ہے ادنیٰ مسلمان بھی امان میں کوشش کرے سو جو کسی مسلمان کی امان کو توڑے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے نہ قبول کرے گا اس سے اللہ قیامت کے دن نفل عبادت کو نہ فرض کو اور جو کسی قوم سے دوستی کرے اجازت اپنے مالکوں اور سرداروں کے تو اس پر بھی اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب مسلمانوں کی لعنت ہے نہ قبول کرے گا اللہ اس سے نفل عبادت کو اور نہ فرض کو۔

فائدہ: یعنی جیسے مکے کے حرم میں زیادتی اور بے ادبی درست نہیں ویسے ہی مدینے کے حرم میں بھی اور اگر مسلمانوں سے ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کسی کافر کو پناہ دے تو سب مسلمانوں پر اس کی رعایت واجب ہوگئی جو اس کی امان کو توڑے اس پر لعنت ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ اس کاغذ میں ان حکموں کے سوا اور احکام بھی تھے قصاص اور عفو وغیرہ سے اور غرض وارد کرنے اس حدیث کے سے اس جگہ لعنت کرنا ہے اس پر جو مدینے میں بدعت نکالے اس واسطے کہ اگرچہ حدیث میں مدینے کی قید ہے لیکن حکم عام ہے اس میں اور اس کے غیر میں جب کہ ہوں دین کے متعلقات سے۔ (فتح)

٦٧٥٧۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا تَرَخَّصَ فِيهِ وَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُونَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ فَوَاللهِ إِنِّي أَعْلَمُهُمْ

٦٧٥٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے کوئی کام کیا اور لوگوں کو اس کی اجازت دی اور بعض لوگوں نے اس کو ہلکا جانا اور اس کے کرنے میں تامل کیا یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی حضرت ﷺ نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا جو آپ کو دور کھینچتے ہیں اس چیز سے جو میں کرتا ہوں سو قسم ہے اللہ کی کہ بے شک میں ان سے زیادہ تر جانتا ہوں اللہ کو اور میں ان کی نسبت اللہ سے نہایت خوفناک ہوں۔

بِاللّٰهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں گزری اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی شرع میں اجازت اور رخصت ہے اس کو ہلکا جاننا یا خلاف تقوی اور پرہیز گاری کے سمجھنا درست نہیں اور مراد اس سے اس جگہ یہ ہے کہ خیر اور بھلائی حضرت مَلَّاثِیْم کی پیروی میں ہے برابر ہے کہ عزیمت ہو یا رخصت اور استعمال کرنا رخصت کا ساتھ قصد اتباع حضرت مَلَّاثِیْم کے اس جگہ میں کہ وارد ہوئی ہے اولی ہے استعمال کرنے عزیمت یعنی اولویت کے سے بلکہ اکثر اوقات استعمال کرنا عزیمت کا اس وقت مرجوح ہوتا ہے جیسے کہ سفر میں پوری نماز پڑھنا اکثر اوقات مذموم ہوتا ہے جب کہ ہو بطور اعراض کے سنت سے جیسے موزوں پر مسح نہ کرنا اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے کہ جس چیز سے لوگوں نے آپ کو دور کھینچا تھا وہ بوسہ لینا ہے روزے دار کے واسطے اور بعضوں نے کہا کہ شاید سفر میں روزہ نہ رکھنا تھا اور نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ دور رکھنا اپنے آپ کو اس چیز سے جس کی حضرت مَلَّاثِیْم نے رخصت دی بڑا گناہ ہے اس واسطے کہ وہ اپنے آپ کو حضرت مَلَّاثِیْم سے زیادہ تر پرہیز گار دیکھتا ہے اور یہ الحاد ہے میں کہتا ہوں نہیں شک ہے اس کے ملحد ہونے میں جو یہ اعتقاد رکھے لیکن جن لوگوں کی طرف حدیث میں اشارہ ہے ان لوگوں نے اس کی یہ علت بیان کی ہے کہ اللہ نے حضرت مَلَّاثِیْم کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے یعنی سو جب کسی چیز کی رخصت دیں تو نہ ہوں گے غیر کے برابر جس کی مغفرت نہیں ہوئی سو محتاج ہو گا جس کی مغفرت نہیں ہوئی اس طرف کہ اولویت کے لے تا کہ نجات پائے سو حضرت مَلَّاثِیْم نے ان کو بتلایا کہ اگرچہ اللہ نے آپ کو بخش دیا ہے لیکن وہ باوجود اس کے بہ نسبت ان کی اللہ سے نہایت ڈرنے والے ہیں اور ان سے زیادہ پرہیز گار ہیں سو جو کام کہ حضرت مَلَّاثِیْم کریں عزیمت سے ہو یا رخصت سے سو وہ اس میں نہایت خوف اور تقوی میں ہیں یہ نہیں کہ گناہ معاف ہو جانے سے عمل کرنا چھوڑ دیں اور عمل کرنے کی کچھ حاجت نہ رہے بلکہ عمل کرتے تھے تا کہ اللہ کی شکر گزاری کریں سو جب کسی چیز کی رخصت دیں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے اعانت کے ہے عزیمت پر تا کہ اس کو خوش دلی سے کرے اور یہ جو فرمایا اعلمهم تو یہ اشارہ ہے طرف قوت علمیہ کی اور یہ جو کہا کہ میں زیادہ ڈرنے والا ہوں اللہ سے تو یہ اشارہ ہے طرف قوت عملی کی یعنی میں اعلم ہوں ان میں ساتھ فضل کے اور اولی ہوں ساتھ عمل کے۔ (فتح)

۶۷۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَادَ الْخَيِّرَانِ أَنْ يَهْلِكَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ لَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدُ بَنِي تَمِيمٍ أَشَارَ أَحَدُهُمَا

۶۷۵۸۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ قریب تھے کہ دو برگزیدہ نیک مرد ہلاک ہوں یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ جب قوم بنی تمیم کے ایلچی حضرت مَلَّاثِیْم کے پاس آئے تو دونوں میں سے ایک نے اقرع کی طرف اشارہ کیا کہ سرداری کے لائق یہ ہے اور دوسرے نے اس کے غیر کی

بِالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ التَّمِيمِيِّ الْحَنْظَلِيِّ أَخِي بَنِي مُجَاشِعٍ وَأَشَارَ الْآخَرُ بِغَيْرِهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ إِنَّمَا أَرَدْتَ خِلَافِي فَقَالَ عُمَرُ مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿عَظِيمٌ﴾ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَكَانَ عُمَرُ بَعْدُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذٰلِكَ عَنْ أَبِيهِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ إِذَا حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيثٍ حَدَّثَهُ كَأَخِي السِّرَارِ لَمْ يُسْمِعْهُ حَتّٰى يَسْتَفْهِمَهُ.

طرف اشارہ کیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو نے میری مخالفت کا ارادہ کیا ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تیری مخالفت نہیں کرنا چاہی سو دونوں کی آواز بلند ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو یہ آیت اتری اے ایمان والو! نہ کرو اونچی اپنی آواز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے عظیم تک کہا ابن ابی ملیکہ نے کہ ابن زبیر نے کہا کہ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات کرتے تو آہستہ کرتے جیسے کوئی کان میں بات کرتا ہے اور اپنی آواز کو نہایت پست کرتے یہاں تک کہ بعض بات کے استفہام کی حاجت پڑتی تو پست آواز ہونے کے سبب سے سمجھ بھی نہ آتی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزری اور مقصود اس سے قول اللہ تعالیٰ کا ہے سورہ کے اول میں ﴿لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ﴾ اور اس جگہ سے ظاہر ہوگی مناسبت اس ترجمہ میں۔ (فتح)

٦٧٥٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ

٦٧٥٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے کہا یا حضرت! ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم دل ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام میں نماز پڑھانے کو کھڑا ہوگا تو رونے لگے گا قرآن کی آواز لوگ نہ سنیں گے رونے کے سبب سے سو عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایئے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تو کہہ کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے مقام میں کھڑا ہوگا تو لوگ قرآن کی آواز نہ سن سکیں گے رونے کے سبب سے سو عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایئے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے حفصہ رضی اللہ عنہا نے

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا.

حضرت ﷺ سے کہا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تم یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو یعنی کیوں خلاف نمائی کرتی ہو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ لوگوں کو امام بن کے نماز پڑھائیں تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ نہیں میں کہ تجھ سے نیکی پاؤں یعنی تجھ سے میں نے کبھی بھلا نیکی نہ پائی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح امامت میں گزری اور مقصود اس سے بیان کرنا مخالفت کی مذمت کا ہے۔

٦٧٦٠۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَآءَ عُوَيْمِرٌ الْعَجْلَانِيُّ إِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا فَيَقْتُلُهٗ أَتَقْتُلُوْنَهٗ بِهٖ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهٗ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا فَرَجَعَ عَاصِمٌ فَأَخْبَرَهٗ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَائِلَ فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ لَآتِيَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى الْقُرْآنَ خَلْفَ عَاصِمٍ فَقَالَ لَهٗ قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْكُمْ قُرْآنًا فَدَعَا بِهِمَا فَتَقَدَّمَا فَتَلَاعَنَا ثُمَّ قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَفَارَقَهَا وَلَمْ يَأْمُرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِهَا فَجَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوْهَا فَإِنْ جَآءَتْ بِهٖ أَحْمَرَ

٦٧٦٠۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عویمر رضی اللہ عنہ عاصم رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو کہا بھلا بتلا تو کہ اگر کوئی اپنی عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو حرام کرتے پائے اور اس کو قتل کر ڈالے تو کیا تم اس کو اس کے قصاص میں قتل کرو گے؟ اے عاصم! میرے واسطے حضرت ﷺ سے پوچھ، اس نے حضرت ﷺ سے پوچھا سو حضرت ﷺ نے اس سوال کو برا جانا اور اس کو عیب کیا سو اس نے اس کو خبر دی کہ حضرت ﷺ اس سوال کو برا جانا تو عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ میں خود حضرت ﷺ کے پاس جاؤں گا سو وہ آیا سو اللہ نے عاصم رضی اللہ عنہ کے بعد قرآن اُتارا سو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ البتہ اللہ نے تیرے حق میں قرآن اتارا سو حضرت ﷺ نے دونوں مرد اور عورت کو بلایا دونوں نے لعان کیا پھر عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا سو اس نے عورت کو جدا کیا اور حضرت ﷺ نے اس کو جدا کرنے کا حکم نہ کیا سو جاری ہوئی یہ سنت دو لعان کرنے والوں میں کہ جو لعان کریں ان کا یہی حکم ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھتے رہو اس عورت کو کہ اگر وہ جنے لڑکا سرخ رنگ پست قد بھنی کی طرح یعنی پتلا تو میں نہیں گمان کرتا اس کو مگر کہ اس

قَصِيْرًا مِثْلَ وَحَرَةٍ فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ كَذَبَ وَإِنْ جَآءَ تْ بِهِ أَسْحَمَ أَعْيَنَ ذَا أَلْيَتَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا فَجَآءَ تْ بِهِ عَلَى الْأَمْرِ الْمَكْرُوْهِ.

نے اس پر جھوٹ بولا اور اگر وہ عورت جنے لڑکا سیاہ رنگ کشادہ آنکھ والا موٹی رانوں والا تو میں نہیں گمان کرتا مگر کہ اس نے اس عورت پر سچ کہا سو اس عورت نے لڑکا جانا مکروہ شکل پر یعنی زانی کی شکل پر۔

فائدہ: یعنی ایک کیڑا ہے سرخ رنگ پتلا اور لمبا ہوتا ہے اس حدیث کی شرح لعان میں گزری اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ نے اس سوال کو برا جانا۔

٦٧٦١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ النَّصْرِيُّ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِيْ ذِكْرًا مِنْ ذٰلِكَ فَدَخَلْتُ عَلٰى مَالِكٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ انْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِيْ عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ قَالَ نَعَمْ فَدَخَلُوْا فَسَلَّمُوْا وَجَلَسُوْا فَقَالَ هَلْ لَّكَ فِيْ عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَأَذِنَ لَهُمَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الظَّالِمِ اسْتَبَّا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ اتَّئِدُوْا أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهٗ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ

٦٧٦١۔ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں چلا تا کہ عمر رضی اللہ عنہ پر داخل ہوں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دربان جس کا نام یرفا تھا آیا تو اس نے کہا کہ کیا تجھ کو حاجت ہے عثمان اور عبدالرحمٰن اور زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم میں کہ اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں سو وہ اندر آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے پھر دربان نے کہا کہ کیا تجھ کو علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی حاجت ہے کہ اجازت مانگتے ہیں؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی اجازت دی کہا عباس رضی اللہ عنہ نے اے امیر المؤمنین! میرے اور اس ظالم یعنی علی رضی اللہ عنہ کے درمیان حکم کر کہ دونوں نے آپس میں جھگڑا کیا ہے تو کہا جماعت نے یعنی عثمان رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں نے کہ اے امیر المؤمنین! ان کے درمیان حکم کر اور ایک دوسرے کو آرام دے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھہرو مہلت لو میں تم کو قسم دیتا ہوں اس اللہ کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں بھلا تم جانتے ہو کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں چھوڑتے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے مراد حضرت ﷺ کی یہ تھی کہ میرا کوئی وارث نہیں ہوگا جماعت نے کہا کہ البتہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ عباس رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ پر

ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ عُمَرُ فَإِنِّيْ مُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَالِ بِشَيْءٍ لَّمْ يُعْطِهٖ أَحَدًا غَيْرَهٗ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ﴿مَا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ﴾ اَلْآيَةَ فَكَانَتْ هٰذِهٖ خَالِصَةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ وَقَدْ أَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِّنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ حَيَاتَهٗ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ فَقَالُوْا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ أَنْشُدُكُمَا اللّٰهَ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا أَبُوْ بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمَا حِيْنَئِذٍ وَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ تَزْعُمَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ فِيْهَا

متوجہ ہوئے سو کہا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے؟ دونوں نے کہا ہاں کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں قصہ اس امر کا بے شک اللہ نے اپنے رسول کو خاص کیا تھا اس مال میں ساتھ اس چیز کے کہ آپ کے سوائے کسی کو نہ دی اللہ نے فرمایا کہ جو عطا کیا اللہ نے اپنے رسول پر اموال بنی نضیر سے سو تم نے نہیں دوڑائے اس پر گھوڑے اور نہ اونٹ یعنی بغیر لڑائی کے ہاتھ لگا سو یہ مال خالص حضرت ﷺ کے واسطے تھا یعنی اس میں مسلمانوں کا حق نہ تھا جیسا مال غنیمت میں ہوتا ہے پھر قسم ہے اللہ کی نہ جمع کیا اس کو حضرت ﷺ نے سوائے تمہارے اور نہ ترجیح دی کسی کو ساتھ اس کے اوپر تمہارے اور البتہ حضرت ﷺ نے وہ مال تم کو دیا اور تم میں تقسیم کر دیا یہاں تک کہ باقی رہا اس سے یہ مال اور حضرت ﷺ اپنے گھر والوں کو اس مال سے سال بھر کا خرچ دیا کرتے تھے پھر باقی کو لیتے اور بیت المال میں ڈالتے اور مسلمانوں کی بہتریوں میں خرچ ہوتا سو حضرت ﷺ نے مرتے دم تک یہی عمل کیا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم اس کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں پھر علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تم دونوں کو قسم دیتا ہوں اللہ کی کیا تم اس کو جانتے ہو؟ دونوں نے کہا ہاں پھر اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کی روح قبض کی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہوں والی حضرت ﷺ کا سو قبضے میں کیا اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سو جو حضرت ﷺ اس مال میں کرتے تھے وہی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا پھر علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہما پر متوجہ ہوئے اور کہا کہ تم دونوں اس وقت گمان کرتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس میں ایسا ہے یعنی ہم کو ہمارا حصہ نہیں دیتا اور

كَذَا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ فِيهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا عَلٰى كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ وَأَمْرُكُمَا جَمِيعٌ جِئْتَنِي تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ وَأَتَانِي هٰذَا يَسْأَلُنِي نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا عَلٰى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ وَبِمَا عَمِلْتُ فِيهَا مُنْذُ وَلِيتُهَا وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِي فِيهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا إِلَيْنَا بِذٰلِكَ فَدَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ فَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَالَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيكُمَاهَا.

اللہ جانتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس میں سچا نیکوکار راہ یاب حق کے تابع تھا پھر اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی تو میں نے کہا کہ میں ہوں خلیفہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سو میں نے اس کو دو سال قبضے میں کیا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اس مال میں کرتے تھے وہی میں کرتا پھر دونوں میرے پاس آئے اور تم دونوں کی بات ایک تھی اور تمہارا امر اکٹھا تھا تو مجھ سے اپنا حصہ اپنے بھتیجے کی میراث سے مانگتا تھا اور یہ مجھ سے اپنی عورت کا حصہ اپنے باپ کی میراث سے مانگتا تھا سو میں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں اس کو تمہارے حوالے کرتا ہوں یہاں تک کہ تم پر اللہ کا عہد و پیمان ہے کہ تم دونوں اس میں کرو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کیا اور جو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کیا اور جو میں نے اس میں کیا جب سے میں اس کا متولی ہوں نہیں تو مجھ سے اس بارے میں کلام نہ کرو تو تم دونوں نے کہا کہ اس کو ہمارے حوالے کر اس شرط پر تو میں نے تم کو دیا اس شرط پر میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا میں نے اس کو ان کے حوالے اس شرط سے کیا تھا جماعت نے کہا ہاں پھر متوجہ ہوئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ پر اور کہا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا میں نے اس کو تمہارے حوالے اس شرط سے کیا تھا؟ دونوں نے کہا ہاں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا سو کیا تم مجھ سے اس کے سوائے اور حکم طلب کرتے ہوں سو قسم ہے اس کی جس کے حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں کہ میں اس میں اس کے سوائے کوئی حکم نہیں کروں گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو اور اگر تم اس سے عاجز ہوئے تو اس کو میرے حوالے کرو کہ میں اس کو تم سے کفایت کروں گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزری اور مقصود اس سے بیان کراہت تنازع کا ہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول عثمان رضی اللہ عنہ کا اور ان کے ساتھیوں کا کہ اے امیر المؤمنین! ان کے درمیان حکم کر اور ایک کو دوسرے سے راحت دی اس واسطے کہ گمان یہ ہے کہ دونوں نے جھگڑا نہیں کیا مگر کہ ہر ایک کے واسطے سند تھی کہ حق اس کے ہاتھ میں ہے سوائے دوسرے کے تو اس نے دونوں کے درمیان جھگڑے تک نوبت پہنچائی پھر جھگڑا فیصل کروانے کی طرف کہ اگر جھگڑا نہ ہوتا تو لائق ساتھ دونوں کے خلاف اس کا تھا اور یہ جو کہا استبا یعنی نسبت کیا ہر ایک نے دوسرے کو اس طرف کہ اس نے اس پر ظلم کیا اور یہ جو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اس ظالم کے درمیان تو یہ مراد نہیں کہ علی رضی اللہ عنہ لوگوں پر ظلم کرتے تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد عباس رضی اللہ عنہ کی خاص اس قصے میں تھی اور یہ مراد نہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ کو گالی دی اور نہ عباس رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو جانتے تھے اور بعضوں نے کہا کہ مراد عباس رضی اللہ عنہ کی ظاہر لفظ کا نہیں بلکہ مراد اس سے زجر ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ کلمہ غصے کے وقت بولا جاتا ہے اور اس کی حقیقت مراد نہیں ہوتی اور بعضوں نے کہا کہ ظلم رکھنا چیز کا ہے اپنی غیر جگہ میں پس شامل ہوگا بڑے گناہ کو اور خصلت مباح کو جو عرف میں اس کے لائق نہ ہو اور محمول ہے یہ ظلم اخیر معنی پر اور کہا ابن بطال نے کہ باب کی حدیثوں میں وہ چیز ہے جو ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس کے مکروہ ہونے خصومت اور تنازع کے سے واسطے اشارہ کرنے کے طرف مذمت اس شخص کی جو بدستور رہا وصال کے روزے پر اور نہی کے اور واسطے اشارہ کرنے علی رضی اللہ عنہ کے طرف مذمت اس شخص کی جو اس کے حق میں مبالغہ اور زیادتی کرے پس دعویٰ کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خاص کیا ہے ساتھ چند امروں کے دیانت سے جیسے کہ شیعہ لوگ گمان کرتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا اس شخص کی مذمت کی طرف جو سختی کرے اس میں جس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رخصت دی اور بنی تمیم کے قصے میں مذمت ہے جھگڑے کی جو نوبت پہنچائے طرف خصومت کی اور ایک نے دوسرے کو نسبت کیا کہ وہ اس کی مخالفت کا قصد کرتا ہے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ مذموم ہے ہر وہ حالت جو پھوٹ اور دشمنی کی طرف نوبت پہنچائے۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ مَنْ آوٰی مُحْدِثًا رَوَاهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

گناہ اس کا جو بدعت نکالنے والے کو جگہ دے روایت کیا ہے اس کو علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

فائدہ: یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی پہلی گزر چکی ہے۔

٦٧٦٢۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٦٧٦٢۔ حضرت عاصم سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کو حرام کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں جو عیر اور ثور کے درمیان ہے اس کا درخت نہ کاٹا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا إِلٰى كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا مَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ قَالَ عَاصِمٌ فَأَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ أَنَسٍ أَنَّهٗ قَالَ أَوْ آوٰى مُحْدِثًا.

جائے جو اس میں کوئی بدعت نکالے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے یا بدعت نکالنے والے کو جگہ دے۔

فائدہ: یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ مدینے کے سوائے اور جگہ کا یہ حکم اور یہ وعید اس کے غیر کے حق میں نہیں اگر چہ جو گنہگار کو جگہ دے وہ گناہ میں اس کے ساتھ شریک ہوتا ہے لیکن خاص مدینے کو اس واسطے ذکر کیا کہ وہ حضرت ﷺ کا وطن ہے اور وہیں سے سب زمین میں اسلام پھیلا سو اس کو زیادہ فضیلت ہے اس کے غیر پر۔ (فتح)

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ ذَمِّ الرَّأْيِ وَتَكَلُّفِ الْقِيَاسِ

جو ذکر کیا جاتا ہے ذم رائے سے اور تکلف قیاس سے

فائدہ: ذم رائے سے یعنی اپنی رائے سے فتویٰ دینا اور وہ صادق ہے اس پر جو نص کے موافق ہو اور جو اس کے مخالف نہ ہو اور مذموم اس سے وہ ہے کہ اس کے برخلاف نص موجود ہو اور یہ جو کہا من تو س میں اشارہ ہے کہ بعض فتویٰ رائے سے دینا مذموم نہیں یعنی جب کہ نہ پائی جائے نص کتاب سے یا سنت سے یا اجماع سے اور یہ جو کہا تکلف قیاس سے یعنی جب کہ تینوں چیزوں مذکورہ سے کوئی چیز نہ پائے اور قیاس کی حاجت پڑے تو نہ تکلف کرے اس میں بلکہ استعمال کرے اس کو اس کے اوضاع پر اور نہ تعسف کرے بیچ ثابت کرنے علت جامع کے جو ارکان قیاس سے ہے بلکہ جب علت جامع واضح نہ ہو تو چاہیے کہ تمسک کرے ساتھ اباحت اصلی کے یعنی اباحت اصلی کی دلیل سے اس کو مباح کہے اور داخل ہے تکلف قیاس میں جب کہ استعمال کرے اس کو اس کے اوضاع پر وقت موجود ہونے نص کے اور اسی طرح داخل ہے اس میں جب کہ پائے نص اور اس کی مخالفت کرے اور تاویل کرے اس کی مخالفت کے واسطے تاویل بعید اور سخت مذمت ہے اس میں اس شخص کی جو مدد کرے اپنے امام کی جس کی وہ تقلید کرتا ہے باوجود اس احتمال کے کہ اس کے امام کو اس نص پر اطلاع نہ ہوئی ہو۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَقْفُ﴾ لَا تَقُلْ ﴿مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾.

اور نہ پیروی کر اس چیز کی جس کا تجھ کو علم نہیں

فائدہ: حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس آیت کے اوپر ذم تکلف کرنے کے قیاس میں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو مقدم کرتا ہے قیاس کو حدیث پر ساتھ اس آیت کے ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ کہا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے معنی یہ ہیں کہ تابعداری

کرو اس میں جو اللہ اور رسول نے کہا اور وارد کی ہے اس جگہ بیہقی نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ نہیں ہے کوئی سال مگر کہ جو اس کے بعد ہے وہ اس سے بدتر ہے اور میں نہیں کہتا کہ یہ سال ارزان تر ہے دوسرے سال سے اور نہ یہ امیر بہتر ہے امیر سے لیکن علماء جاتے رہیں گے پھر پیدا ہو گی ایک قوم جو قیاس کریں گے کاموں کو اپنی رائے سے پس خراب ہو جائے گا اسلام۔ (فتح)

٦٧٦٣۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ وَغَيْرُهٗ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ حَجَّ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أَعْطَاكُمُوْهُ انْتِزَاعًا وَلٰكِنْ يَّنْتَزِعُهٗ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَآءِ بِعِلْمِهِمْ فَيَبْقٰى نَاسٌ جُهَّالٌ يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُوْنَ بِرَأْيِهِمْ فَيُضِلُّوْنَ وَيَضِلُّوْنَ فَحَدَّثْتُ بِهٖ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو حَجَّ بَعْدُ فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي انْطَلِقْ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَاسْتَثْبِتْ لِيْ مِنْهُ الَّذِيْ حَدَّثْتَنِيْ عَنْهُ فَجِئْتُهٗ فَسَأَلْتُهٗ فَحَدَّثَنِيْ بِهٖ كَنَحْوِ مَا حَدَّثَنِيْ فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا فَعَجِبَتْ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَفِظَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو.

٦٧٦٣۔ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حج کیا ہم پر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے سو میں نے اس سے سنا کہتا تھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک اللہ نہ نکالے گا علم کو کھینچ کر اس کے بعد کہ تم کو دیا لیکن علم کو کھینچ لے گا علماء کو اٹھا کر اور باقی رہ جائیں گے جاہل لوگ تو لوگ انہیں جاہلوں سے مسئلہ پوچھیں گے تو وہ اپنی رائے پر فتویٰ دیں گے یعنی بے علمی سے لوگوں کو مسئلے بتلائیں گے سو آپ بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے سو میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث بیان کی پھر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد حج کیا یعنی آئندہ سال تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے میری بہن کے بیٹے! عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور طلب کر اس سے میرے واسطے ثبوت اس حدیث کا کہ تو نے مجھ سے اس سے روایت کی تھی سو میں نے اس سے پوچھا سو حدیث بیان کی اس نے مجھ سے جیسے اس نے مجھ سے پہلے بیان کی تھی سو میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا سو میں نے اس کو خبر دی پس تعجب کیا میں نے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ یاد رکھی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے پھر حج کیا یعنی گزرا اس حال میں کہ حج کرنے کو جاتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ علم کو اس طرح نہ اٹھالے گا کہ لوگوں سے علم نکال لے کھینچ کر لیکن علم اٹھالے گا علماء کو قبض کر کے یہاں تک کہ جب کسی عالم کو نہ چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو پیر مرشد ٹھہرائیں گے پھر انہیں جاہلوں سے لوگ مسئلہ پوچھیں گے سو وہ فتویٰ دیں گے مسئلہ بتائیں بے علمی اور نادانی سے سو آپ بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی

گمراہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ علماء جاتے رہیں گے جب کوئی عالم جاتا رہے گا تو جو اس کے ساتھ علم ہوگا وہ بھی جاتا رہے گا یہاں تک کہ باقی رہ جائیں گے بے علم لوگ اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث سے اس پر کہ جائز ہے خالی ہونا زمانے کا مجتہد سے اور یہ قول جمہور کا ہے برخلاف اکثر حنابلہ کے اس واسطے کہ حدیث صریح ہے بیچ اٹھانے علم کے ساتھ قبض کرنے علماء کے اور بیچ رئیس بنانے جاہلوں کے اور لازم ہے اس کو حکم کرنا ساتھ جہل کے اور جب منتفی ہوا علم اور جو حکم کرے ساتھ اس کے تو لازم آیا نہ ہونا اجتہاد اور مجتہد کا اور معارضہ کیا گیا۔ یہ اس حدیث کا ساتھ اس حدیث کے کہ ہمیشہ رہے گا ایک گروہ میری امت سے غالب حق پر یہاں تک کہ آئے حکم اللہ کا اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ظاہر ہے عدم خلو میں نہ بیچ نفی جواز کے اور نیز دلیل اول کے واسطے ظاہر تر ہے واسطے تصریح کے ساتھ قبض کرنے علماء کے ایک بار اور ساتھ اٹھانے اس کے دوسری بار خلاف دوسرے کے اور برتقدیر تعارض کے پس باقی رہے گا یہ کہ اصل عدم مانع ہے اور ممکن ہے کہ اتاری جائیں یہ حدیثیں اس ترتیب پر کہ واقع ہے سو پہلے پہل علم اٹھایا جائے گا ساتھ قبض علماء مجتہدین کے جو مجتہد مطلق ہیں پھر ساتھ قبض کرنے مجتہدین کے جو مقید ہیں سو جب کوئی مجتہد نہ رہے گا تو سب لوگ تقلید میں برابر ہوں گے لیکن بعض مقلد بعض وقت قریب تر ہوگا طرف پہنچنے کی اجتہاد مقید کے درجے کو بہ نسبت بعض کی خاص کر اگر ہم تفریع کریں اوپر جواز تجزی اجتہاد کے یعنی جب جائز رکھیں کہ اجتہاد کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا جائز ہے کہ بعض مسائل میں مجتہد ہو اور بعض خاص مسائل میں اس کو درجہ اجتہاد حاصل ہو لیکن غلبہ جہالت کے سبب سے جاہل لوگ آپ جیسوں کو پیر مرشد ٹھہرائیں گے اور اسی کی طرف اشارہ ہے کہ لوگ جاہلوں کو رئیس بنائیں گے اور یہ نہیں منع کرتا اس شخص کے رئیس بنانے کو جو متصف نہ ہو ساتھ پوری جہالت کے جیسا کہ نہیں منع ہے رئیس بنانا اس شخص کا جو منسوب ہو طرف جہل کی فی الجملہ اہل اجتہاد کے زمانے میں پھر جائز ہے کہ اس صفت والا بھی کوئی آدمی نہ رہے اور نہ باقی رہیں مگر محض مقلد پس اس وقت متصور ہوگا خالی ہونا زمانے کا مجتہد سے یہاں تک کہ بعض بابوں میں بلکہ بعض مسئلوں میں بھی لیکن باقی رہے گا جس کو علم کی طرف فی الجملہ نسبت ہو گی پھر زیادہ ہوگا غلبہ جہل کا اور رئیس بنانا جاہلوں کا پھر جائز ہے کہ یہ بھی قبض ہوں یہاں تک کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہے اور یہ لائق ہے کہ دجال کے نکلنے کے وقت ہو یا بعد موت عیسیٰ علیہ السلام کے اور اس وقت متصور ہوگا خالی ہونا زمانے کا اس شخص سے کہ منسوب ہو طرف علم کی بالکل پھر ہوا چلے گی اور قبض کرے گی ہر مسلمان کی روح کو اور اس وقت تحقیق ہوگا خالی ہونا زمین کا مسلمان سے چہ جائیکہ عالم چہ جائیکہ مجتہد اور باقی رہ جائیں گے بدتر لوگ سو انہیں لوگوں پر قائم ہوگی قیامت والعلم عند اللہ اور اس حدیث میں زجر ہے جاہل کے رئیس بنانے سے اس چیز کے واسطے کہ مرتب ہوتے ہیں اس پر مفسدے سے اور کبھی تمسک کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں جائز ہے بنانا جاہل کا حاکم اگرچہ عاقل عفیف ہو لیکن اگر عالم فاسق ہو تو اس کے بدلے جاہل پرہیزگار کو حاکم بنانا اولیٰ ہے اس واسطے کہ

اس کی پرہیز گاری اس کو منع کرے گی حکم کرنے سے ساتھ بے علمی کے پس باعث ہوگی اس کو سوال پر اور نیز حدیث میں ترغیب ہے اہل علم کے واسطے ایک دوسرے سے علم سیکھنے پر کہا ابن بطال نے کہ توفیق درمیان آیت اور حدیث کے بیچ مذمت عمل کرنے کے رائے پر اور درمیان اس چیز کے کہ کیا ہے اس کو سلف نے استنباط احکام سے نص آیت سے مذمت قول کی ہے بغیر علم کے پس خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے وہ شخص جو کلام کرے صرف رائے سے بغیر کسی اصل کی اور معنی حدیث کے ذم اس شخص کی ہے جو فتویٰ دے جہالت سے اسی واسطے ان کو وصف کیا کہ وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا ورنہ مدح کیا گیا ہے جو استنباط کرے اصل سے واسطے اس آیت کے ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهُ﴾ پس رائے جب کہ ہو مستند نہ ہو تو وہ مذموم ہے برا ہے اور حدیث سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی اور عمر رضی اللہ عنہ کی اگرچہ دلالت کرتی ہے اوپر مذمت رائے کے لیکن وہ مخصوص ہے ساتھ اس کے جب کہ نص کے معارض ہو سو گویا کہ فرمایا کہ تہمت کرو رائے کو جب کہ سنت کے مخالف ہو اور عیب لگاؤ اس کو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شریح قاضی کو لکھا کہ حکم کر ساتھ کتاب اللہ کے اور اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو حکم کر ساتھ سنت رسول اللہ کے اور اگر سنت میں بھی نہ ہو تو اپنی رائے سے اجتہاد کر پس یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ حکم کیا ہے ساتھ اجتہاد کے پس دلالت کی اس نے اس پر کہ سلف نے جس رائے کی مذمت کی ہے وہ رائے وہ ہے کہ قرآن یا حدیث کے مخالف ہو۔ (فتح)

٦٧٦٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَمْزَةَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَآئِلٍ هَلْ شَهِدْتَ صِفِّيْنَ قَالَ نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ ح و حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ قَالَ قَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوْا رَأْيَكُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ يَوْمَ أَبِيْ جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ لَرَدَدْتُهُ وَمَا وَضَعْنَا سُيُوْفَنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا إِلٰى أَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلٰى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ غَيْرَ هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ وَقَالَ أَبُوْ وَآئِلٍ شَهِدْتُ صِفِّيْنَ وَبِئْسَتْ صِفُّوْنَ.

٦٧٦٤۔ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اے لوگو! عیب لگاؤ اور تہمت کرو اپنی رائے کو اپنے دین میں البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا ابو جندل کے دن اور اگر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو رد کر سکتا تو رد کرتا اور نہیں رکھیں ہم نے اپنی تلواریں اپنے مونڈھوں پر کسی امر کی طرف جو ہم کو نہایت قبیح چیز میں ڈالے مگر کہ انہوں نے ہم کو نرم زمین میں اتارا یعنی ہم کو شدت سے کشادگی حاصل ہوئی سوائے اس امر کے کہا ابووائل نے اور میں جنگ صفین میں موجود تھا اور بری تھی لڑائی صفین کی کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے اپنی رائے کو تہمت کرو یعنی جس میں نہ کتاب ہو نہ سنت اور نہیں لائق ہے اس کو کہ فتویٰ دے۔

فائدہ: اور مراد سہل کی یہ ہے کہ جب واقع ہوتے تھے شدت میں کہ محتاج ہوں اس میں طرف قتال کی مغازی میں اور ثبوت اور مفتوح عمری میں تو قصد کرتے تھے اپنی تلواروں کی طرف اور ان کو اپنے مونڈھوں پر رکھتے یعنی لڑائی میں شدت سے کوشش کرتے سو جب ایسا کرتے تو فتح یاب ہوتے اور یہی مراد ہے اترنے سے نرم زمین میں پھر مستثنیٰ کیا اس نے اس لڑائی کو کہ صفین میں واقع ہوئی واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی اس میں دیر فتح یابی میں اور شدت معارضہ کی دونوں فریق کی حجتوں سے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کی حجت یہ تھی کہ باغیوں سے لڑنا مشروع ہے یہاں تک کہ حق کی طرف پھریں اور معاویہ کا لشکر باغی ہے اور معاویہ اور اس کے ساتھیوں کی حجت یہ تھی کہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم مارے گئے اور ان کے قاتل ہو بہو علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود ہیں پس بڑا ہوا یہ شبہ یہاں تک کہ سخت ہوئی لڑائی اور بہت ہوا قتال دونوں جانب سے یہاں تک کہ واقع ہوئی تحکیم سو ہوا جو ہوا اور یہ جو کہا اپنی رائے کو عیب لگاؤ یعنی نہ عمل کرو دین کے امر میں صرف رائے سے جس کی دین میں کوئی اصل نہ ہو اور یہ علی رضی اللہ عنہ کے قول کی مانند ہے کہ اگر دین رائے سے ہوتا تو موزے کے نیچے کی طرف اولیٰ ہوتی ساتھ مسح کے اس کے اوپر کی طرف سے اور سہل رضی اللہ عنہ کے اس قول کا سبب وہ ہے جو پہلے گزر چکا ہے توبہ مرتدوں کے بیان میں کہ شام والوں یعنی معاویہ کے لشکر نے معلوم کیا کہ عراق والے یعنی علی رضی اللہ عنہ کا لشکر ان پر غالب ہونا چاہتے ہیں اور اکثر اہل عراق قرآن کے حافظ تھے اور مبالغہ کرتے تھے دیندار ہونے میں اور اسی واسطے ہو گئے ان سے خارجی جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے سو انکار کیا انہوں نے علی رضی اللہ عنہ اور اس کے تابعداروں پر منصفی کے قبول کرنے سے تو سہل رضی اللہ عنہ نے حدیبیہ کی صلح سے سند لی کہ حضرت ﷺ نے قریش سے صلح قبول کی باوجود ظاہر ہونے اس بات کے کہ حضرت ﷺ ان پر غالب ہوں گے اور بعض اصحاب نے اول توقف کیا یہاں تک کہ پیچھے ان کو معلوم ہو گیا کہ ٹھیک بات وہ ہے جو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا اور کہا کرمانی نے کہ مراد یہ ہے کہ گویا کہ انہوں نے عیب لگایا تھا سہل رضی اللہ عنہ کو ساتھ قصور کرنے کے اس وقت لڑائی میں یعنی اس سے لڑائی نہیں ہو سکتی اس واسطے لڑائی سے بھاگتا ہے چاہتا ہے کہ صلح ہو جائے تو سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بلکہ تم اپنی رائے کو عیب لگاؤ کہ میں لڑائی میں قاصر نہیں جیسا کہ میں نے حدیبیہ کے دن لڑائی میں قصور نہ کیا وقت حاجت کے سو جیسا کہ میں نے توقف کیا صلح حدیبیہ کے دن اس سبب سے کہ میں حضرت ﷺ کے حکم کی مخالفت نہ کروں تو ویسا ہی آج توقف کرتا ہوں بسبب مصلحت مسلمانوں کے اور اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی ہے اور حاصل یہ ہے کہ رائے کی طرف پھرنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وقت نہ موجود ہونے نص کے ہے اور اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ قیاس ضرورت کے وقت ہے اور باوجود اس کے پس نہیں ہے عمل کرنے والا اپنی رائے سے اعتماد پر کہ ٹھیک مراد حکم پر واقع ہوا ہے یا نہیں اور روایت کی بیہقی اور ابن عبدالبر نے بیچ بیان اہل علم کے حسن اور ابن سیرین اور شریح اور شعبی اور نخعی وغیرہ ایک جماعت تابعین سے مذمت رائے کی اور جامع ہے

ان سب کو یہ حدیث کہ نہیں ایماندار ہوگا کوئی یہاں تک کہ اس کی خواہش تابع ہو اس کی جو میں لایا ہوں اور روایت کی بیہقی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ بچتے رہنا اہل رائے سے اس واسطے کہ وہ سنتوں کے دشمن ہیں تھک گئے حدیثوں کو یاد کرنے سے سو انہوں نے اپنی رائے سے فتویٰ دیا اور یہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا ظاہر ہے اس میں کہ مراد ان کی مذمت اس شخص کی ہے جو فتویٰ دے رائے سے باوجود نص حدیث کے واسطے غفلت اس کے اس کی تعقیب سے پس کیوں نہ ملامت کیا جائے اور اولیٰ اس سے ساتھ ملامت کے وہ شخص ہے جو نص کو پہچانے اور عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ معارض ہو اس کو رائے سے اور تکلف کرے واسطے رد کرنے کے ساتھ تاویل کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ترجمہ میں ساتھ قول اس کے و تکلف القیاس اور کہا ابن عبدالبر نے بیچ بیان علم کے اس کے بعد کہ بیان کیا بہت آثار کو بیچ مذمت قیامت کے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ ان اثروں میں کون سی رائے کی مذمت مقصود ہے اور وہ کیا رائے ہے جس کی مذمت ان آثار میں وارد ہوئی ہے سو ایک گروہ نے کہا کہ وہ قول ہے اعتقاد میں ساتھ مخالفت سنتوں کے اس واسطے کہ انہوں نے استعمال کیا ہے اپنی رائے اور قیاس کو حدیثوں کے رد کرنے میں یہاں تک کہ طعن کیا ہے انہوں نے مشہور حدیثوں میں جو تواتر کو پہنچ چکی ہیں جیسے کہ شفاعت کی حدیث اور انکار کیا ہے انہوں نے کہ نکلے کوئی دوزخ سے اس کے بعد کہ اس میں داخل ہو اور انکار کیا ہے انہوں نے حوض اور میزان اور عذاب قبر وغیرہ سے اور سوائے اس کے کلام ان کی سے صفات اور علم اور نظر میں اور کہا اکثر اہل علم نے کہ رائے مذموم کہ نہیں جائز ہے نظر کرنا بیچ اس کے اور نہ مشغول ہونا ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ ہو مانند اس کی اقسام بدعت سے اور امام احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تو نہ دیکھے گا کسی کو جو رائے میں نظر کرتا ہو مگر کہ اس کے دل میں تباہی ہے اور کہا جمہور اہل علم نے کہ رائے مذموم آثار مذکورہ میں وہ قول ہے احکام میں ساتھ استحسان کے اور مشغول ہونا ساتھ اغلوطات کے اور رد کرنا فروع کا بعضوں کو بعضوں کی طرف بغیر اس کے کہ رد کیا جائے ان کو طرف اصول سنتوں کی اور جو مشغول ہو ساتھ بہتایت کے اس سے ان کے واقع ہونے سے پہلے اس واسطے کہ لازم آتا ہے اس میں غرق ہونے سے بیکار چھوڑنا حدیثوں کا اور قوت دی ہے ابن عبدالبر نے اس دوسرے قول کو اور اس کے واسطے حجت پکڑی ہے پھر کہا کہ امت کے علماء سے ایسا کوئی نہیں کہ اس کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے کوئی چیز ثابت ہو پھر اس کو رد کرے مگر ساتھ دعویٰ نسخ کے یا معارضہ اثر کے جو اس کے سوائے ہے یا اجماع کے یا عمل کے کہ واجب ہے اس کے اصل پر جس کا وہ تابعدار ہے یا ساتھ طعن کرنے کے اس کی سند میں اور اگر کوئی ایسا کرے بغیر اس عذر کے تو اس کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے چہ جائیکہ اس کو امام بنایا جائے اور اللہ نے ان کو اس سے پناہ میں رکھا اور سہل بن عبداللہ تستری سے روایت ہے کہ جو علم میں کوئی نئی چیز نکالے اس سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا سو اگر سنت کے موافق ہوئی تو فبہا ورنہ فلا۔ (فتح)

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَيَقُوْلُ لَا أَدْرِيْ أَوْ لَمْ يُجِبْ حَتّٰى يُنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَلَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ وَّلَا بِقِيَاسٍ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ﴾.

جو حضرت ﷺ سے پوچھے جاتے تھے اس چیز میں جس میں آپ پر وحی نہ اتری ہوتی تو فرماتے کہ میں نہیں جانتا یا نہ جواب دیتے یہاں تک کہ آپ پر وحی اترتی اور نہ کہتے رائے اور قیاس سے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ حکم کر لوگوں میں ساتھ اس چیز کے کہ تجھ کو اللہ نے دکھلایا۔

فائدہ: یعنی جب حضرت ﷺ پوچھے جاتے تھے اس چیز سے جس میں آپ کو وحی نہ ہوئی ہوتی تو ایسے وقت آپ کے دو حال تھے یا کہتے کہ میں نہیں جانتا اور یا چپ رہتے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو اس کا بیان آتا وحی سے اور مراد وحی سے عام تر ہے اس سے کہ قرآن سے ہو یا حدیث سے اور یہ جو کہا میں نہیں جانتا تو بخاری رحمہ اللہ نے اس کی کوئی دلیل بیان نہیں کی اس واسطے کہ دونوں حدیثیں معلق اور موصول دوسری شق کی مثال ہیں اور جواب دیا ہے بعض متاخرین نے ساتھ اس کے کہ وہ بے پرواہ ہوا ہے ساتھ عدم جواز اس کے اور ظاہر یہ ہے کہ اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اس چیز کی طرف جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے لیکن نہیں ثابت ہوئی اس سے کوئی چیز اس کی شرط پر اگرچہ حجت پکڑنے کے لائق ہے اور قریب تر جو اس میں وارد ہوئی ہے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے جو سورۂ ص کی تفسیر میں گزری کہ جو کوئی جانتا ہو سو کہے اور جو نہ جانتا ہو تو کہے اللہ زیادہ تر دانا ہے لیکن یہ حدیث موقوف ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس سے وہ چیز ہے جو آئی ہے حضرت ﷺ سے کہ حضرت ﷺ نے جواب دیا ساتھ لا اعلم اور لا ادری کے اور وارد ہوا ہے یہ جواب چند حدیثوں میں اور کہا کرمانی نے کہ رائے اور قیاس کے ایک معنی ہیں اور بعضوں نے کہا کہ رائے فکر کرنا اور قیاس الحاق ہے اور بعضوں نے کہا کہ رائے عام تر ہے اس سے تاکہ داخل ہو اس میں استحسان اور ظاہر یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی اخیر معنی ہیں اور دلالت کرتا ہے اس پر وہ لفظ جو وارد کیا ہے پہلے باب میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور کہا اوزاعی نے کہ علم وہ ہے جو حضرت ﷺ کے اصحاب سے آیا اور جو ان سے نہیں آیا وہ علم نہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ رہیں گے لوگ خیر سے جب کہ آئے ان کو علم حضرت ﷺ کے اصحاب سے اور ان کے اکابر سے اور جب ان کے چھوٹے لوگوں سے ان کو علم آئے اور ان کی خواہشیں متفرق ہوگئی ہوں تو ہلاک ہوں گے کہا ابوعبیدہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو علم کہ آئے اصحاب سے اور تابعین سے وہی ہے علم مورث اور جو ان سے پچھلوں نے نکالا ہے وہ مذموم ہے اور سلف فرق کرتے تھے علم اور رائے میں سو سنت کو علم کہتے تھے اور جو اس کے سوائے ہے اس کو رائے کہتے تھے اور حاصل یہ ہے کہ اگر رائے کے واسطے کتاب اور سنت سے سند ہو تو وہ محمود ہے اور اگر علم سے مجرد ہو تو وہ مذموم اور بدرائے ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مذکور کہ اس نے ذکر کیا ہے بعد گم ہونے

علم کے کہ جاہل لوگ اپنی رائے سے فتویٰ دیں گے مسئلہ بتلائیں گے اور یہ جو کہا کہ ساتھ قول اللہ کے ﴿بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ﴾ داؤدی سے منقول ہے کہ جس کے ساتھ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حجت پکڑی ہے اپنے دعویٰ پر نفی سے وہ حجت ہے اثبات میں یعنی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے رائے کی نفی پر حجت پکڑی ہے اور حالانکہ وہ دلالت کرتا ہے اس کے ثابت کرنے پر اس واسطے کہ مراد ﴿بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ﴾ سے نہیں محصور ہے منصوص میں بلکہ اس میں اجازت ہے قول بالرائی اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے ساتھ اس کے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد مطلق نفی نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک کیا کلام کو کئی چیزوں میں اور جواب دیا رائے سے کئی چیزوں میں اور ہر ایک کے واسطے باب باندھا ساتھ اس چیز کے کہ وارد کی اس میں اور اشارہ کیا طرف قول اپنے کے بعد دو بابوں کے باب من شبه اصلا معلوما باصل مبين اور ذکر کی اس میں یہ حدیث شاید اس کو رگ نے کھینچا ہو اور یہ حدیث کہ اللہ کا قرض لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے اور ساتھ اس کے دفع ہوگا جو سمجھا ہے مہلب اور داؤدی نے پھر نقل کیا ابن بطال نے اختلاف علماء کا اس میں کہ کیا جائز تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اجتہاد کرنا اس چیز میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نہ اترتی تیسری قسم اس چیز میں ہے جو قائم مقام وحی کی ہے مانند خواب وغیرہ کی اور کہا کہ نہیں نص ہے واسطے مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بیچ اس مسئلے کے اور قریب تر طرف صواب کی یہ ہے کہ جائز ہے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجتہاد میں خطا بالکل نہیں ہوتی تھی اور یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے اور بہر حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سو واقعات بہت ہوئے اقوال پھیل گئے پس سلف احتراز کرتے تھے نئے کاموں سے پھر لوگ تین فرقے ہوئے سو تمسک کیا پہلے فرقے نے ساتھ امر کے اور عمل کیا ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمسكو بسنتي وسنة خلفاء الراشدين سو نہ باہر نکلے اپنے فتووں میں اس سے اور جب پوچھے گئے ایسے مسئلے سے جس میں ان کے پاس کوئی سند نہ تھی تو بند رہے جواب سے اور توقف کیا اور دوسرے فرقے نے قیاس کیا نہ واقع ہوئی چیز کو اس چیز پر جو واقع ہوئی اور کشادگی کی انہوں نے بیچ اس کے یہاں تک کہ پہلے فرقے نے ان پر انکار کیا اور تیسرے فرقے نے میانہ روی کی سو مقدم کیا انہوں نے آثار کو جب کہ انہوں نے ان کو پایا اور جب ان کو کوئی حدیث نہ ملی تو قیاس کیا۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوْحِ فَسَكَتَ حَتّٰى نَزَلَتِ الْآيَةُ.

اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ سوال کیے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روح سے تو چپ رہے یہاں تک کہ آیت اتری

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے۔

٦٧٦٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُوْلُ

٦٧٦٥۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں بیمار ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کو آئے

سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرِضْتُ فَجَآءَ نِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَأَتَانِيْ وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْءَهٗ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ فَقُلْتُ أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ كَيْفَ أَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ قَالَ فَمَا أَجَابَنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ.

اور حالانکہ دونوں پیادہ پا تھے سو حضرت ﷺ میرے پاس آئے اس حال میں کہ میں بیہوش ہوا تھا سو حضرت ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا بچا پانی مجھ پر ڈالا سو میں ہوش میں آیا سو میں نے کہا یا حضرت! میں اپنے مال میں کس طرح حکم کروں کیا کروں سو حضرت ﷺ نے مجھ کو کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت اتری۔

فائدہ: اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ تَعْلِيْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهٗ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ لَيْسَ بِرَأْيٍ وَّلَا تَمْثِيْلٍ.

سکھلانا حضرت ﷺ کا اپنی امت کو مردوں اور عورتوں سے اس چیز سے جو اللہ نے حضرت ﷺ کو سکھلائی نہ رائے سے نہ تمثیل سے۔

فائدہ: کہا مہلب نے مراد اس کی یہ ہے کہ جب ممکن ہو عالم کو بیان کرنا نص کا تو نہ بیان کرے نظر اور قیاس کو اور مراد ساتھ تمثیل کے قیاس ہے اور وہ ثابت کرنا مثل حکم معلوم کا ہے دوسرے حکم میں واسطے مشترک ہونے دونوں کے حکم کے علت میں اور رائے عام تر ہے۔ (فتح)

٦٧٦٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ جَآءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ فَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ نَّفْسِكَ يَوْمًا نَّأْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ اجْتَمِعْنَ فِيْ يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فِيْ مَكَانِ كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَأَتَاهُنَّ رَسُوْلُ

٦٧٦٦۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا یا حضرت! مرد آپ کی حدیثوں کو لے گئے سو ہمارے واسطے اپنی طرف سے کوئی دن مقرر کیجیے جس میں ہم آپ کے پاس آئیں اور جو اللہ نے آپ کو سکھلایا وہ ہم کو سکھلائیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فلانے فلانے دن فلانی فلانی جگہ میں جمع ہونا سو وہ اس روز جمع ہوئیں سو حضرت ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور جو اللہ نے آپ کو سکھلایا تھا سو ان کو سکھلایا پھر فرمایا کہ تم میں ایسی کوئی عورت نہیں جو آگے بھیج چکی ہو تین لڑکے یعنی تین لڑکے

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلَاثَةً إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوِ اثْنَيْنِ قَالَ فَأَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ.

مر گئے ہوں مگر کہ وہ اس عورت اور دوزخ کے درمیان پردہ بن جائیں گے یعنی اس کو دوزخ سے بچائیں گے پھر ایک عورت نے کہا یا حضرت! اگر کسی کے دولڑکے مر گئے ہوں اس نے یہ دو بار کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا اور دو بھی اور دو بھی اور دو بھی یعنی دو بھی اس کو دوزخ سے بچائیں گے۔

فائدہ: مراد آپ کی حدیث کو لے گئے یعنی مرد ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں اور دین سیکھتے ہیں ہمارے واسطے بھی کچھ باری مقرر کیجیے اور جو ان کو سکھلایا تھا یہ ہے کہ فرمایا اے گروہ عورتوں کے! خیرات کرو اس واسطے کہ میں نے دوزخ میں اکثر تمہیں کو دیکھا، الحدیث اور کہا کرمانی نے کہ موضع ترجمہ حدیث سے قول حضرت ﷺ کا ہے کہ وہ اس کے واسطے آگ سے پردہ ہو جائیں گے اس واسطے کہ یہ امر توقیفی ہے نہیں معلوم ہوتا ہے مگر اللہ کی طرف سے، اس میں قیاس اور رائے کو دخل نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ يُقَاتِلُوْنَ وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ

باب ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت سے ایک گروہ دین حق پر غالب رہے گا

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث مسلم کا ہے اس کے بعد یہ ہے کہ نہ ضرر کرے گا ان کو جو ان کو ذلیل کرے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آئے اور وہ اسی حال میں ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ لڑتے رہیں گے دین حق پر غالب ہو کے قیامت تک اور یہ جو کہا کہ وہ اہل علم ہیں تو یہ کلام بخاری رحمہ اللہ کا ہے اور ترمذی نے علی بن مدینی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ وہ لوگ اہل حدیث ہیں اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ مراد آیت میں ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا﴾ یہی گروہ ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے۔ (فتح)

٦٧٦٧۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ.

٦٧٦٧۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت میں سے ایک گروہ دین حق پر غالب رہے گا یہاں تک کہ ان کو اللہ کا حکم آئے اور وہ غالب ہوں گے یعنی اپنے مخالفوں پر۔

فائدہ: اور معارض ہے اس کو ظاہر میں یہ حدیث کہ نہ قائم ہو گی قیامت مگر بدتر لوگوں پر اور تطبیق دی ہے درمیان

دونوں کے اس طور سے کہ بدتر لوگ جن پر قیامت قائم ہو گی وہ ایک خاص جگہ میں مثلاً مشرق کے ملک میں اور جو لوگ دین حق پر ہمیشہ غالب رہیں گے وہ دوسری جگہ میں ہوں گے یعنی بیت المقدس میں کوئی ان کو ذلیل نہ کر سکے گا اور میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ مراد ساتھ امر اللہ کے ہوا کا چلنا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اللہ ایک ہوا بھیجے گا سو نہ چھوڑے گی وہ کسی مسلمان کو جس کے دل میں دانہ کے برابر ایمان ہو گا مگر کہ اس کی روح قبض کرے گی اور مراد ساتھ قیام ساعت کے مرنا ان کا ہے ساتھ ہوا کے اور جو لوگ بیت المقدس میں ہوں گے وہ دجال کے نکلنے کے وقت میں ہوں گے نہ وقت عین قائم ہونے قیامت کے اور یہی ہے معتمد، واللہ اعلم۔ (فتح)

٦٧٦٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَّيُعْطِي اللّٰهُ وَلَنْ يَّزَالَ أَمْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ مُسْتَقِيْمًا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ أَوْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ.

٦٧٦٨۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس کے ساتھ اللہ نیکی چاہتا ہے تو اس کو دین میں سمجھ بوجھ دیتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے اور ہمیشہ اس امت کا امر مستقیم رہے گا یہاں تک کہ قائم ہو قیامت یا یوں فرمایا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آئے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ لیا جاتا ہے استقامت سے جو دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ منجملہ استقامت کے یہ ہے کہ ہو بوجھنا دین میں اس واسطے کہ وہی ہے اصل اور اس کے ساتھ حاصل ہو گا ربط اخباروں میں جو معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہیں اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی چارہ انفاق سے جس کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ میں تو بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث میں کہ اجماع حجت ہے پھر کہا جائز ہے کہ ہو گروہ مذکور جماعت متعددہ اقسام مومنوں سے بعض ان میں دلاور ہوں اور بعض لڑائی کا فن جاننے والے اور بعض فقیہ اور بعض محدث اور بعض مفسر اور بعض نیک بات بتلانے والے اور برے کام سے روکنے والے اور بعض زاہد اور بعض عابد اور نہیں لازم ہے کہ ایک شہر میں جمع ہوں بلکہ جائز ہے جمع ہونا ان کا زمین کے ایک کنارے میں اور جائز ہے جدا جدا ہونا ان کا زمین کے سب کناروں میں اور جائز ہے کہ جمع ہوں سب ایک شہر میں اور جائز ہے کہ شہر کے ایک حصے میں سارے جمع ہوں سوائے بعض کے اور جائز ہے خالی ہونا زمین ساری کا بعضوں سے اول پس اول یہاں تک کہ نہ باقی رہے مگر ایک فرقہ ایک شہر میں سو جب وہ گزر گئے تو اللہ کا حکم آئے گا اور نظیر اس کی یہ حدیث ہے کہ اللہ ہر سو سال کے سر پر بھیجے گا اس شخص کو جو اس کے دین کو تازہ کرے گا کہ یہ لازم نہیں کہ صرف ایک آدمی ہو

بلکہ جائز ہے کہ کئی قسم کے مومن ہوں جیسا کہ گروہ مذکور کی تفسیر میں بیان ہوا اور نہیں لازم ہے کہ سب خصلتیں ایک شخص میں جمع ہوں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا﴾.

باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالیٰ کے یا ٹھہرائے تم کو کئی فرقے۔

٦٧٦٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ قَالَ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ ﴿أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ قَالَ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾ قَالَ هَاتَانِ أَهْوَنُ أَوْ أَيْسَرُ.

٦٧٦٩۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتری کہ تو کہہ کہ وہ قادر ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب اوپر سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیری ذات کی پناہ مانگتا ہوں یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیری ذات کی پناہ مانگتا ہوں پھر جب یہ آیت اتری یا ٹھہرائے تم کو کئی فرقے یا چکھائے ایک کو لڑائی دوسرے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں سہل اور آسان ہیں۔

فائدہ: اور وجہ مناسبت اس کی ماقبل سے یہ ہے کہ غالب ہونا بعض امت کا اپنے دشمن پر سوائے بعض کے تقاضا کرتا ہے کہ ان کے درمیان اختلاف ہو یہاں تک کہ منفرد ہو ایک گروہ ان میں ساتھ وصف کے اس واسطے کہ غلبہ گروہ کا اگر کفار پر ہو تو ثابت ہوا مدعیٰ اور اگر اس امت سے ایک فرقہ پر ہو تو وہ ظاہر تر ہے بیچ ثابت ہونے اختلاف کے پس ذکر کیا اس کے بعد اصل واقع ہونا اختلاف کا اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ کرتے تھے کہ نہ واقع ہو سو اللہ نے آپ کو معلوم کروایا کہ اس کا واقع ہونا تقدیر میں لکھا گیا ہے اس کے دفع ہونے کی کوئی راہ نہیں کہا ابن بطال نے کہ اللہ نے قبول کی دعا اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آپ کی امت کو جڑ سے نہ اکھاڑے ساتھ عذاب کے اور یہ دعا قبول نہ کی کہ ان کو فرقے فرقے نہ ٹھہرائے اور ایک کی لڑائی دوسرے کو نہ چکھائے یعنی ساتھ لڑائی اور قتل کے اسی سبب سے اگر چہ یہ بھی اللہ کا عذاب ہے لیکن ہلکا ہے جڑ سے اکھاڑنے سے اور اس میں ایمان داروں کا کفارہ ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ شَبَّهَ أَصْلًا مَّعْلُوْمًا بِأَصْلٍ مُّبَيَّنٍ قَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ حُكْمَهُمَا لِيُفْهِمَ السَّآئِلَ

جو تشبیہ دے اصل معلوم کو ساتھ اصل مبین کے جس کا حکم اللہ نے بیان کیا ہے تا کہ سمجھ لے سائل

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے یہ باب لیس برأی ولا تمثیل یعنی جو وارد ہوا ہے اس سے تمثیل سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تشبیہ اصل کی ہے ساتھ اصل کے اور مشبہ پوشیدہ تر ہے مشبہ بہ سے اور فائدہ تشبیہ کا تقریب ہے واسطے

سمجھنے سائل کے اور روایت کی نسائی نے ساتھ اس لفظ کے جو تشبیہ دے اصل معلوم کو ساتھ اصل مبہم کے جس کا حکم اللہ نے بیان کیا ہے تا کہ سمجھ لے سائل اور یہ واضح تر ہے مراد میں اور کہا ابن بطال نے کہ تشبیہ اور تمثیل قیاس ہے نزدیک عرب کے۔ (فتح)

٦٧٧٠۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ وَإِنِّي أَنْكَرْتُهُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَّكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا قَالَ فَأَنّٰى تُرٰى ذٰلِكَ جَآءَ هَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ وَلَعَلَّ هٰذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الْإِنْتِفَآءِ مِنْهُ.

٦٧٧٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میری عورت نے کالا لڑکا جنا یعنی اور میں گورا ہوں اور میں نے اس سے انکار کیا کہ میرا ہو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا ان کا کیا رنگ ہے؟ اس نے کہا سرخ حضرت ﷺ نے فرمایا کیا ان میں کوئی سفید اور سیاہ رنگ ملا ہوا بھی ہے؟ اس نے کہا کہ ان میں سفید اور سیاہ رنگ ملا ہوا بھی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا سو تو دیکھتا ہے کہ یہ رنگ ان میں کہاں سے آیا؟ اس نے کہا یا حضرت! کوئی رگ ہے جس نے ان کو اس رنگ کی طرف کھینچا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا اور شاید یہ بھی رگ ہے جس نے اس کو اس رنگ کی طرف کھینچا ہے اور نہ اجازت دی حضرت ﷺ نے اس کو ساتھ دور ہونے کے اس سے کہ یہ لڑکا میرا نہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزر چکی ہے۔

٦٧٧١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً جَآءَ تْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ قَبْلَ أَنْ تَحُجَّ أَفَأَحُجَّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَتَهُ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ اقْضُوا اللّٰهَ الَّذِيْ لَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ أَحَقُّ بِالْوَفَآءِ.

٦٧٧١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی سو وہ مر گئی حج کرنے سے پہلے سو کیا میں اس کی طرف سے حج کروں تو جائز ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا بھلا بتلا تو کہ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو اس کو ادا کرتی؟ اس نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا قرض ادا کر اس واسطے کہ اللہ لائق تر ہے ساتھ پورا کرنے نذر کے۔

فائدہ: اور حجت پکڑی ہے مزنی نے ساتھ ان دونوں حدیثوں کے اس پر جو قیاس سے انکار کرتا ہے اور انکار قیاس کا ثابت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اصحاب میں سے اور عامر شعبی سے جو کوفے کے فقہاء میں سے ہے اور محمد بن سیرین سے جو بصرے کے فقہاء میں سے ہے اور حجت وہ چیز ہے جس پر سب کا اتفاق ہے سو البتہ قیاس کیا ہے اصحاب نے اور جو ان کے بعد ہیں تابعین سے اور شہروں کے فقہاء سے اور کہا کرمانی نے کہ اس باب میں دلالت ہے اوپر صحیح ہونے قیاس کے اور یہ کہ وہ مذموم نہیں اور جو بخاری رحمہ اللہ نے اس سے پہلے باب باندھا ہے وہ مشعر ہے ساتھ مذمت قیاس کے اور مکروہ ہونے اس کے اور وجہ توفیق کی یہ ہے کہ قیاس دو قسم پر ہے ایک قسم صحیح ہے اور وہ جو مشتمل ہو شرائط پر اور ایک فاسد ہے اور وہ اس کے برخلاف ہے پس قیاس مذموم وہی ہے فاسد اور بہرحال جو صحیح ہے اس میں کوئی مذمت نہیں بلکہ وہ مامور بہ ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ جو قیاس کرے اس کے واسطے یہ شرط ہے کہ عالم ہو ساتھ احکام کے کتاب اللہ سے اور جانتا ہو اس کے ناسخ کو اور منسوخ کو اور عام کو اور خاص کو اور استدلال کرے اس پر جو تاویل کا احتمال رکھے ساتھ سنت کے اور اجماع کے اور اگر نہ ہو تو قیاس کرے اس پر جو قرآن میں ہے اور اگر قرآن میں نہ ہو تو قیاس کرے اس پر جو حدیث میں ہو اور اگر حدیث میں بھی نہ ہو تو قیاس کرے اس پر جس پر سلف کا اتفاق اور لوگوں کا اجماع ہو اور اس کا کوئی مخالف نہ پہچانا گیا ہو کہا شافعی رحمہ اللہ نے نہیں جائز ہے بات کرنا علم میں مگر ان وجہوں سے اور نہیں جائز ہے کسی کو کہ قیاس کرے یہاں تک کہ عالم ہو ساتھ حدیثوں کے اور اقوال سلف کے اور اجماع لوگوں کے اور اختلاف علماء کے اور زبان عرب کے اور صحیح العقل ہو تا کہ مشتبہات میں فرق کرے اور نہ جلدی کرے اور سنے اپنے مخالف سے تا کہ متنبہ ہو غفلت پر اگر ہو اور نہایت کوشش کرے اور اپنے دل سے انصاف کرے تا کہ پہچانے کہ کہاں سے کہا ہے جو کہا اور اختلاف دو وجہ پر ہے جو مسئلہ منصوص ہو اس میں اختلاف جائز نہیں اور جس میں تاویل کا احتمال ہو یا قیاس سے پایا جاتا ہو تو اس پر کوئی تنگی نہیں اور جب قیاس کریں جن کو قیاس کرنا جائز ہے اور اختلاف کریں تو ہر ایک کو گنجائش ہے کہ اپنے مبلغ اجتہاد کے ساتھ قائم ہو اور نہیں گنجائش ہے اس کو کہ غیر کی پیروی کرے اور مذہب معتدل وہ ہے جو شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ قیاس مشروع ہے وقت ضرورت کے نہ یہ کہ وہ اصل ہے براسہ۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي اجْتِهَادِ الْقُضَاةِ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰي لِقَوْلِهِ ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ﴾.

جو آیا ہے بیچ اجتہاد قضاء کے ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اور جو نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری تو یہی ہیں ظالم لوگ۔

فائدہ: اور اجتہاد القضاء کے معنی ہیں اجتہاد کرنا حکم میں ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری یا معنی اس کے یہ ہیں اجتہاد کرنا حاکم کا حکم میں اور اجتہاد کے معنی ہیں خرچ کرنا کوشش کا اور اصطلاح میں خرچ کرنا وسعت کا ہے واسطے پہنچنے کے طرف معرفت حکم شرعی کے اور پہلے اس آیت کا یہ باب باندھا ہے اجر اس کا جو حکمت سے حکم کرے اور اس

میں اشارہ ہے اس طرف کہ موصوف ساتھ دونوں صفتوں کے نہیں ہے ایک برخلاف اس کے جو قائل ہے کہ ایک آیت نصاریٰ میں ہے اور دوسری مسلمانوں میں اور پہلی یہود کے واسطے ہے اور ظاہر تر عموم ہے اور اقتصار کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے دونوں آیتوں کی تلاوت پر اس واسطے کہ ممکن ہے کہ دونوں مسلمانوں کو شامل ہوں برخلاف پہلی آیت کے کہ وہ اس کے حق میں ہے جو حلال جانے حکم کرنے کو برخلاف اس چیز کے جو اللہ نے اتاری اور بہرحال دوسری دونوں آیتیں سو وہ عام تر ہیں اس سے۔ (فتح)

وَمَدَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ الْحِكْمَةِ حِيْنَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا لَا يَتَكَلَّفُ مِنْ قِبَلِهِ وَمُشَاوَرَةِ الْخُلَفَآءِ وَسُؤَالِهِمْ أَهْلَ الْعِلْمِ.

اور حضرت ﷺ نے حکمت والے کی مدح کی جب اپنی حکمت سے حکم کرے اور اس کو سکھلائے اور نہ تکلف کرے اپنی طرف سے اور مشورہ کرنا خلیفوں کا اور سوال کرنا ان کا اہل علم سے۔

٦٧٧٢۔ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلٰى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَآخَرُ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا.

٦٧٧٢۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں لائق ہے حسد کرنا مگر دو چیزوں میں ایک وہ مرد جس کو اللہ نے مال دیا ہے سو اس کو قدرت دی اس کے بجا خرچ کرنے پر اور دوسرا وہ مرد جس کو اللہ نے حکمت دی سو وہ اس کے ساتھ حکم کرتا ہے اور اس کو سکھلاتا ہے۔

٦٧٧٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ هِيَ الَّتِيْ يُضْرَبُ بَطْنُهَا فَتُلْقِيْ جَنِيْنًا فَقَالَ أَيُّكُمْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ شَيْئًا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ مَا هُوَ قُلْتُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ فَقَالَ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى تَجِيْئَنِيْ بِالْمَخْرَجِ

٦٧٧٣۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوال کیا عمر رضی اللہ عنہ نے عورت کے املاص سے اور وہ عورت وہ ہے کہ اس کے پیٹ کو مارا جائے تو وہ کچا بچہ ڈالے یعنی کوئی اس کے پیٹ میں کچھ مارے اور اس کے پیٹ سے کچا بچہ گر پڑے سو کہا کہ تم میں کون ایسا ہے جس نے حضرت ﷺ سے اس میں کوئی بات سنی ہو؟ میں نے کہا میں نے سنی ہے کہا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اس میں بردہ لازم ہے غلام ہو یا لونڈی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہ جدا ہونا یہاں سے یہاں تک کہ تو گواہ لائے اس میں

فِيمَا قُلْتَ فَخَرَجْتُ فَوَجَدْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَجِئْتُ بِهِ فَشَهِدَ مَعِيَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ تَابَعَهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ.

جو تو نے کہا سو میں نکلا تو میں نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو پایا تو میں اس کو لایا سو اس نے میرے ساتھ گواہی دی کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ لازم ہے اس میں ایک بردہ غلام ہو یا لونڈی متابعت کی ہے ہشام کی ابو زناد نے اپنے باپ سے عروہ مغیرہ رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ نہیں جائز ہے قاضی کو حکم کرنا مگر بعد طلب کرنے حکم حادثے کے کتاب یا سنت پر اور اگر اس کو نہ پائے تو اجماع کی طرف رجوع کرے اور اگر اس کو بھی نہ پائے تو نظر کرے کہ کیا صحیح ہے حمل کرنا بعض احکام مقررہ پر واسطے علت کے کہ دونوں کے درمیان جامع ہو سو اگر یہ پائے تو لازم ہے اس کو قیاس کرنا مگر یہ کہ عارض ہو اس کو اور علت سو لازم ہے اس کو ترجیح اور اگر علت کو نہ پائے تو استدلال کرے شواہد اصول سے اور غلبے اشتباہ سے اور اگر اس کے واسطے کوئی چیز اس سے متوجہ نہ ہو تو رجوع کرے طرف حکم عقل کی اور یہ قول ابوبکر باقلانی کا ہے پھر اشارہ کیا طرف انکار کرنے کی اس کے اخیر کلام پر ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ﴾ اور یہ سب کو معلوم ہے کہ نصوص نے سب حوادث کو احاطہ نہیں کیا سو ہم نے پہچانا کہ البتہ اللہ نے بیان کیا ہے حوادث کے حکم کو بغیر طریق نص کے اور یہ وہ قیاس ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهُ مِنْهُمْ﴾ اس واسطے کہ استنباط وہ استخراج ہے اور وہ قیاس سے ہوتا ہے اس واسطے کہ نص ظاہر ہے پھر رد کیا قیاس کے منکروں پر اور الزام دیا ان کو ساتھ تناقض کے اس واسطے کہ ان کے اصل سے ہے کہ جب نص نہ پائی جائے تو اجماع کی طرف لائے سو لازم ہے ان کو کہ لائیں اجماع اس پر کہ قیاس پر عمل کرنا جائز نہیں اور ان کو اس کی طرف کوئی راہ نہیں سو ظاہر ہوا کہ قیاس سے تو اس وقت انکار کیا جاتا ہے جب کہ نص یا اجماع موجود ہو نہ اس وقت جب کہ نہ نص موجود ہو اور نہ اجماع اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ.

حضرت ﷺ کا قول کہ البتہ تم چلو گے اگلے لوگوں کی چالوں پر۔

فائدہ: لفظ ترجمہ کا مطابق ہے دوسری حدیث کو۔

٦٧٧٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَأْخُذَ أُمَّتِيْ

٦٧٧٤۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ میری امت چلے گی اگلی امتوں کی چال پر بالشت بالشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر تو کسی نے کہا یا حضرت! فارسیوں اور رومیوں

بِأَخْذِ الْقُرُوْنِ قَبْلَهَا شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَفَارِسَ وَالرُّوْمِ فَقَالَ وَمَنِ النَّاسُ إِلَّا أُولٰٓئِكَ.

کی طرح یعنی فارسیوں اور رومیوں کی چال پر چلیں گے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا اور کون لوگ ہیں سوائے ان کے یعنی یہی لوگ مراد ہیں انہیں کی چال پر چلیں گے۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ اس وقت زمین کے سب بادشاہوں میں یہی بہت بڑے بادشاہ تھے اور انہیں کی رعیت زیادہ تھی اور انہیں کے شہر وسیع تھے اور قرون جمع قرن کی اور قرن آدمیوں کی ایک امت کا نام ہے۔

٦٧٧٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُمَرَ الصَّنْعَانِيُّ مِنَ الْيَمَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا شِبْرًا وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ.

٦٧٧٥۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ تم چلو گے اگلوں کی چالوں پر بالشت بالشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر یہاں تک کہ اگر وہ سوسمار کی سوراخ میں گھسے ہوں گے تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے ہم نے کہا یا حضرت! کیا یہود اور نصاریٰ کی چال پر چلیں گے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہی نہیں تو پھر کون یعنی یہود اور نصاریٰ ہی مراد ہیں انہیں کی چال پر چلو گے۔

فائدہ: بالشت اور ہاتھ اور طریق اور سوراخ میں گھسنا تمثیل ہے یعنی ان کی پیروی کریں گے ہر چیز میں جس سے شرع نے منع کیا ہے کہا ابن بطال نے کہ حضرت ﷺ نے خبر دی کہ میری امت بدعات اور محدثات کی پیروی کرے گی اور ہوائے ہوس نفسانی کے پیچھے چلے گی جیسے کہ اگلی امتوں نے بدعات اور شرک کی پیروی کی اور البتہ حضرت ﷺ نے اور بہت حدیثوں میں ڈرایا ہے کہ بدتر لوگ پیچھے رہ جائیں گے اور قیامت نہ قائم ہو گی مگر بدتر لوگوں پر اور دین تو فقط خاص لوگوں کے پاس رہ جائے گا اور دوسری حدیث پہلی حدیث کے معارض نہیں اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ مبعوث ہوئے تو اس وقت ملک کی بادشاہی صرف فارسیوں اور رومیوں میں منحصر تھی اور ان کے سوائے جو اور لوگ تھے وہ سب ان کے ماتحت تھے بہ نسبت ان کی کچھ چیز نہ تھے اور احتمال ہے کہ ہو اختلاف جواب کا باعتبار مقام کے سو جس جگہ کہ فارس اور روم کہا وہاں کوئی ایسا قرینہ نہ تھا جو متعلق تھا ساتھ حکم کرنے کے درمیان لوگوں کے اور سیاست رعیت کے اور جس جگہ یہود و نصاریٰ کہا وہاں کوئی ایسا قرینہ تھا جو متعلق تھا ساتھ امور دین کے اس کے اصول اور فروع میں، میں کہتا ہوں اور جس سے حضرت ﷺ نے ڈرایا تھا اور جیسا فرمایا تھا ویسا ہی واقع ہوا کہ اس امت کے عوام خلقت میں شرک اور بدعت نہایت رائج ہو گئے قبر پرستی اور پیر پرستی اور بداعتقادی علی العموم ظاہر ہوئی یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم ہو گئی بلکہ تعزیہ داروں اور پیر پرستوں نے ایسے بدعات نکالے ہیں کہ

یہود ونصاریٰ کو بھی نہیں سوجھے۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ مَنْ دَعَا إِلٰى ضَلَالَةٍ أَوْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً.

گناہ اس شخص کا جو گمراہی کی طرف لوگوں کو بلائے یا بری راہ نکالے۔

فائدہ: ترجمہ باب کے مطابق دو حدیثیں وارد ہوئی ہیں لیکن اس کی شرط پر نہیں ہیں سو کفایت کی اس نے ساتھ اس چیز کے جو دونوں کے معنی ادا کرے اور وہ آیت اور حدیث ہے اور بہر حال یہ جو کہا جو گمراہی کی طرف بلائے تو یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خلق کو نیک کام کی طرف بلائے گا تو اس کو ثواب ملے گا برابر ان کے ثواب کے جو نیک کام میں اس کے تابع ہوں گے اور بتانے والے کا ثواب کرنے والوں کے ثواب کو نہ گھٹائے گا یعنی دونوں کو پورا ثواب ملے گا یہ نہ ہوگا کہ کچھ بتلانے والے کو ملے اور کچھ کرنے والوں کو اور جو گمراہی کی طرف لوگوں کو بلائے گا تو اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا اس کی پیروی کرنے والوں پر ہوگا گمراہ کرنے والے کا گناہ کرنے والوں کے گناہ کو نہیں گھٹائے گا یعنی دونوں کو برابر پورا گناہ ہوگا اور یہ جو کہا یا بری راہ نکالے تو اس کو بھی مسلم نے روایت کیا ہے جریر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اسلام میں اچھی راہ نکالے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے ان کا ثواب بھی اس کو ملے گا بغیر اس بات کے کہ ان کا ثواب کچھ گھٹے یعنی دونوں کو جدا جدا پورا پورا ثواب ملے گا اور جو اسلام میں بری راہ نکالے گا تو اس کو اس کا گناہ ہوگا اور جو اس کے بعد اس بری پر چلیں گے ان کا گناہ بھی اس کی گردن پر ہوگا بغیر اس بات کے کہ کچھ ان کے گناہوں سے گھٹے یعنی سب کو جدا جدا پورا گناہ ہوگا۔ (فتح)

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ اَلْاٰيَةَ.

واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے اور ان کے گناہوں سے جن کو گمراہ کرتے ہیں بے علمی سے۔

فائدہ: کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ قیامت کے دن اپنے گناہوں کو بھی اٹھائیں گے اور جن لوگوں نے ان کا کہا مانا ان کے گناہوں کو بھی اٹھائیں گے اور ان کا کہا ماننے والوں کے گناہوں سے کچھ کم نہیں ہوگا۔

٦٧٧٦۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ مِنْ دَمِهَا لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ

٦٧٧٦۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسی جان نہیں جو ظلم سے قتل ہوئی مگر کہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے یعنی قابیل پر اس کے خون کا حصہ پڑتا ہے یعنی وہ بھی گناہ میں شریک ہوتا ہے اس واسطے کہ اس نے اول اول خون کرنے کی راہ نکالی۔

سَنَّ الْقَتْلَ أَوَّلًا.

فائدہ: یعنی خون ریزی کی رسم اول اسی سے نکلی اس حدیث کی شرح قصاص میں گزری کہا مہلب نے یہ باب اور اس سے پہلا باب بیچ معنی تحذیر کے ہے گمراہی سے اور بچنے کے بدعات سے اور نہی کے مومنوں کے راہ کی مخالفت کرنے سے اور وجہ تحذیر کی یہ ہے کہ جو بدعت نکالتا ہے وہ اس کو آسان جانتا ہے کہ اول اول ہلکی معلوم ہوتی ہے اور نہیں معلوم کرتا جو مرتب ہوتا ہے اس پر مفسدے سے اور وہ یہ ہے کہ جو اس کے بعد اس بدعت پر چلیں گے ان کا گناہ بھی اسی کی گردن پر پڑے گا اگرچہ اس نے خود اس پر عمل نہ کیا ہو بلکہ اس واسطے کہ وہ بدعت دراصل پہلے پہل اسی نے نکالی۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب الفتن

کتاب الاحکام

کتاب التمنی

کتاب اخبار الآحاد

کتاب الاعتصام

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

۲۸، ۲۹، ۳۰

مکتبہ اصحاب الحدیث

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

شرح صحیح بخاری

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور

www.KitaboSunnat.com

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۸

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام

عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد دہم

مصنف .... علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ
دوسرا ایڈیشن .... اگست 2009ء

ناشر .... مکتبہ اصحاب الحدیث
قیمت کامل سیٹ 10000
کمپوزنگ و ڈیزائننگ .... حافظ عبدالوہاب
0321-416-22-60

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔
042-7321823, 0301-4227379

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

كِتَابُ الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ

کتاب ہے بیچ بیان محاربین کے کافروں اور مرتدوں سے

فائدہ: اولیٰ یہ ہے کہ کتاب کے لفظ کو باب کے لفظ سے بدلا جائے اور یہ سب ابواب کتاب الحدود میں داخل ہوں گے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُّقَتَّلُوْا أَوْ يُصَلَّبُوْا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سزا ان لوگوں کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے اور دوڑتے ہیں زمین میں فساد کرنے کو کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی چڑھایا جائے یا ان کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹا جائے جانب مخالف سے دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں یا دور کیے جائیں اس ملک سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ بخاری رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ آیت محاربے کی کافروں اور مرتدوں کے حق میں اُتری اور بیان کیا ہے باب میں عرینیوں کی حدیث کو اور اس میں اس کے ساتھ تصریح نہیں ہے لیکن روایت کی ہے عبدالرزاق نے قتادہ رحمہ اللہ سے حدیث عرینیوں کی اور اس کے آخر میں ہے کہ یہ آیت انہی کے حق میں اتری اور یہی قول ہے حسن اور عطاء اور ضحاک اور زہری کا اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اُتری یہ آیت اس شخص کے حق میں جو خارج ہوا مسلمانوں سے زمین میں فساد اور رہزنی کرنے کو اور یہ قول مالک کا ہے اور یہی شافعی اور کوفیوں کا قول ہے لیکن یہ پہلے قول کو منافی نہیں اس واسطے کہ اگرچہ خاص وہ عرینیوں کے حق میں اتری لیکن اس کا لفظ عام ہے داخل ہے اس کے معنی میں ہر شخص جو ایسا کرے جیسا انہوں نے کیا محاربہ اور فساد سے میں کہتا ہوں بلکہ وہ دونوں مغایر ہیں اور مرجع اس کا اس طرف ہے کہ محاربہ سے کیا مراد ہے سو جس نے حمل کیا ہے اس کو کفر پر اس نے خاص کیا ہے آیت کو ساتھ کافروں کے اور جس نے حمل کیا ہے اس کو گناہ پر اس نے اس کو عام کیا ہے اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ لڑنے کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا اور معتمد بات کہ اول اول یہ آیت عرینیوں کے حق میں اتری لیکن وہ شامل ہے اپنے عموم سے اس کو جو مسلمانوں میں سے محاربہ کرے ساتھ رہزنی کے لیکن سزا دونوں فریق کی مختلف ہے سو اگر کافر ہوں تو امام کو اختیار ہے جب کہ اُن پر فتح یاب ہو کر جو چاہے کرے اور اگر مسلمان ہوں

تو اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ قصور میں دیکھا جائے اگر اس نے کسی کو قتل کیا ہو تو اس کو قتل کیا جائے اور جو مال لے اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور جس نے نہ قتل کیا نہ مال لیا ہو اس کو وطن سے نکالا جائے اور ٹھہرایا انہوں نے أو کو واسطے تنویع کے یہ قول شافعی اور کوفیوں کا ہے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بلکہ أو تخییر کے واسطے ہے سو امام کو اختیار ہے محارب مسلمان میں کہ تینوں امر سے جو چاہے اس کے ساتھ کرے اور ترجیح دی ہے طبری نے اول قول کو اور اختلاف ہے اس میں کہ آیت میں نفی سے کیا مراد ہے سو مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جس شہر میں اس نے قصور کیا ہو اس سے اور شہر کی طرف نکالا جائے اور اس میں قید کیا جائے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اسی شہر میں قید کیا جائے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بدستور رہنا اس شہر میں اگرچہ قید کے ساتھ ہو اقامت ہے سو وہ ضد ہے نفی کی اس واسطے کہ حقیقت نفی کی نکال دینا ہے شہر سے اور حجت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ امن نہیں کہ دوسرے شہر میں بھی محاربہ کرے اور مالک نے کہا کہ دوسرے شہر میں قید کیا جائے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کفایت کرتا ہے اس کو جدا ہونا وطن سے اور اپنی برادری سے واسطے رسوائی اور ذلت کے۔ (فتح)

٦٣٠٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ قِلَابَةَ الْجَرْمِيُّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِّنْ عُكْلٍ فَأَسْلَمُوْا فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّأْتُوْا إِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَفَعَلُوْا فَصَحُّوْا فَارْتَدُّوْا وَقَتَلُوْا رُعَاتَهَا وَاسْتَاقُوا الْإِبِلَ فَبَعَثَ فِيْ آثَارِهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ ثُمَّ لَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتّٰى مَاتُوْا.

۶۳۰۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم عکل کے چند آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور مسلمان ہوئے سو ان کو مدینے کی آب و ہوا ناموافق پڑی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ صدقے کے اونٹوں میں جا رہیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں سو انہوں نے کیا یعنی اونٹوں میں جا رہے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا سو اچھے ہو گئے پھر مرتد ہو گئے اور ان کے چرواہوں کو قتل کر ڈالا اور اونٹ ہانک لے چلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے آدمی بھیجے سو وہ پکڑے آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور گرم سلائی ان کی آنکھوں میں ڈال کے اندھا کیا پھر ان کے زخموں کو آگ سے نہ داغا یہاں تک کہ مر گئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طہارت میں گزری اور دستور ہے کہ جب کسی کا ہاتھ پاؤں کاٹا جائے تو اس کو آگ سے واغتے ہیں تاکہ لہو بند ہو جائے اور کبھی گرم تیل میں تل دیتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخموں کو نہ داغا تاکہ خون بند نہ ہو جائے۔

بَابُ لَمْ يَحْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاربین مرتدوں کے زخموں کو نہ داغا

الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ أَهْلِ الرِّدَّةِ حَتّٰى هَلَكُوْا.

یہاں تک کہ ہلاک ہوئے۔

٦٣٠٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ أَبُوْ يَعْلٰى حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ الْعُرَنِيِّيْنَ وَلَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتّٰى مَاتُوْا.

۶۳۰۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرنیوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اوران کے زخموں کو نہ داغا یعنی پس لہو بند نہ ہوا یہاں تک کہ مر گئے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ داغا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ مر جائیں اور بہر حال جس کا ہاتھ مثلا چوری میں کاٹا جائے تو اس کو داغنا واجب ہے اس واسطے کہ اس میں غالبا ہلاک کا خوف ہوتا ہے ساتھ جاری رہنے لہو کے۔

بَابٌ لَمْ يُسْقَ الْمُرْتَدُّوْنَ الْمُحَارِبُوْنَ حَتّٰى مَاتُوْا.

نہ پانی پلایا جائے مرتدوں، محاربوں کو یہاں تک کہ مر جائیں۔

٦٣٠٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ وُهَيْبٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ رَهْطٌ مِّنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا فِي الصُّفَّةِ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَبْغِنَا رِسْلًا فَقَالَ ((مَا أَجِدُ لَكُمْ إِلَّا أَنْ تَلْحَقُوْا بِإِبِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ)) فَأَتَوْهَا فَشَرِبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتّٰى صَحُّوْا وَسَمِنُوْا وَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّرِيْخُ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ آثَارِهِمْ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتّٰى أُتِيَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِمَسَامِيْرَ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ وَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَمَا حَسَمَهُمْ ثُمَّ أُلْقُوْا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَمَا سُقُوْا حَتّٰى

۶۳۰۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم عکل کے چند آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے صفے میں تھے سو ان کو مدینے کی آب وہوا ناموافق پڑی تو انہوں نے کہا یا حضرت! ہمارے واسطے دودھ تلاش کیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے واسطے کوئی علاج نہیں پاتا سوائے اس کے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں میں جا کر ملو سو وہ اونٹوں میں گئے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا یہاں تک کہ تندرست اور موٹے ہوئے سو انہوں نے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹوں کو ہانک لے چلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلانے والا آیا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی فریاد آئی، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاش کرنے والوں کو ان کے پیچھے بھیجا سو نہ بلند ہوا آفتاب مگر کہ پکڑے آئے سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلائیوں کے گرم کرنے کا سو گرم کی گئیں پھر ان کی آنکھوں میں پھیر کے ان کو اندھا کیا اور ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور ان کے

مَاتُوا. قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ سَرَقُوْا وَقَتَلُوْا وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

زخموں کو نہ داغا پھر پتھریلی زمین میں ڈالے گئے، آفتاب کی گرمی میں پانی مانگتے تھے سو پانی نہ پلائے گئے یہاں تک کہ مر گئے، کہا ابوقلابہ نے انہوں نے چوری کی اور قتل کیا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑائی کی۔

فائدہ: اور اس حدیث میں ہے کہ وہ اونٹ حضرت ﷺ کے تھے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کچھ حضرت ﷺ کے تھے اور کچھ صدقہ کے سو دلالت کی ہر قسم نے دوسری قسم پر۔

بَابُ سَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيُنَ الْمُحَارِبِيْنَ.

حضرت ﷺ نے محاربوں کی آنکھوں میں گرم سلائی پھروائی۔

٦٣٠٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَهْطًا مِّنْ عُكْلٍ أَوْ قَالَ عُرَيْنَةَ وَلَا أَعْلَمُهٗ إِلَّا قَالَ مِنْ عُكْلٍ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّخْرُجُوْا فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَشَرِبُوْا حَتّٰى إِذَا بَرِؤُوْا قَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُدْوَةً فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ إِثْرِهِمْ فَمَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ حَتّٰى جِيْءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ فَأُلْقُوْا بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَلَا يُسْقَوْنَ قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ سَرَقُوْا وَقَتَلُوْا وَكَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.

٦٣٠٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم عکل یا عرینہ کے چند آدمی اور میں نہیں جانتا مگر کہ کہا قوم عکل کے چند آدمی مدینے میں آئے سو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے شیر دار اونٹنیوں کا حکم کیا اور ان کو حکم کیا کہ ان کی طرف نکلیں اور ان کا پیشاب اور دودھ پئیں سو انہوں نے پیا یہاں تک کہ جب اچھے ہوئے تو چرواہے کو قتل کیا اور اونٹوں کو ہانک لے چلے سو حضرت ﷺ کو صبح کے وقت خبر پہنچی حضرت ﷺ نے ان کے پیچھے تلاش کرنے والوں کو بھیجا سو نہ بلند ہوا آفتاب یہاں تک کہ لائے گئے سو حضرت ﷺ نے ان کے بارے میں حکم دیا سو ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائی ڈال کے اندھا کیا اور پتھریلی زمین میں ڈالے گئے پانی مانگتے تھے سو نہ پلائے جاتے تھے، کہا ابوقلابہ نے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے چوری کی اور قتل کیا اور اسلام کے بعد مرتد ہو گئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑائی کی۔

فائدہ: محاربین کی آیت میں ہے کہ ان کے واسطے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے تو مخالف ہے اس کو حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کی جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ جس پر دنیا میں حد قائم کی جائے وہ اس کے واسطے کفارہ ہے اور

ظاہر آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے واسطے دونوں امر جمع ہوں گے اور جواب یہ ہے کہ عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مخصوص ہے ساتھ مسلمانوں کے اس واسطے کہ آیت میں ذکر شرک کا ہے باوجود اس چیز کے کہ جوڑی گئی ہے ساتھ اس کے گناہوں سے اور جب حاصل ہوا اجماع اس پر کہ کافر اپنے شرک پر قتل کیا جائے اور شرک کی حالت میں مر جائے تو یہ قتل اس کے واسطے کفارہ نہیں ہوتا تو قائم ہوا اجماع اہل سنت کا اس پر کہ گنہگاروں میں سے جس پر حد قائم کی جائے وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہوتا ہے اور اس کا ضابطہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ تَرَكَ الْفَوَاحِشَ
جو بے حیائیوں کو چھوڑے اس کی فضیلت کا بیان

فائدہ: فاحشہ ہر سخت گناہ کو کہتے ہیں قول سے ہو یا فعل سے اور غالباً زنا کو فاحشہ کہا جاتا ہے اور اغلام کو بھی فاحشہ کہا جاتا ہے اسی واسطے اکثر کے نزدیک زنا اور اغلام کی ایک حد ہے۔

۶۳۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهٗ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فِيْ خَلَاءٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسْجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ إِلٰى نَفْسِهَا قَالَ إِنِّيْ أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا صَنَعَتْ يَمِيْنُهٗ.

۶۳۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے سوائے کہیں سایہ نہ ہوگا یعنی قیامت میں، ایک تو منصف سردار، دوسرا وہ جوان جو اُمنگ جوانی سے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مشغول ہوا، تیسرا وہ مرد جس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا خالی مکان میں سو اس کی دونوں آنکھوں سے پانی جاری ہوا، چوتھا وہ مرد جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے یعنی بار بار جماعت کے واسطے مسجد میں جاتا ہے، پانچویں وہ دو مرد جو اللہ تعالیٰ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں، چھٹا وہ مرد جس کو مال دار باعزت خوبصورت عورت نے بلایا اپنی جان کی طرف یعنی بدکاری کے واسطے تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں میں بدکام ہرگز نہیں کروں گا، ساتواں وہ مرد جس نے خیرات کی سو اس کو چھپایا یہاں تک کہ نہیں جانتا اس کا بائیاں ہاتھ کہ کیا خرچ کیا اس کے دائیں ہاتھ نے یعنی نہایت چھپا کر دیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوۃ میں گزری اور غرض اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ ایک وہ مرد ہے جس کو

مال دار باعزت خوبصورت عورت نے اپنی جان کی طرف بلایا تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔

٦٣٠٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ ح و حَدَّثَنِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَكَّلَ لِي مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَمَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ تَوَكَّلْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ.

٦٣٠٩۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میری خوشنودی کی خاطر ضامن ہوا اس کا جو اس کے دونوں پاؤں میں ہے یعنی حرام کاری نہ کرے اور جو ضامن ہوا اس کا جو اس کے دونوں جبڑوں میں ہے یعنی زبان سے جھوٹ نہ بولے، غیبت نہ کرے، حرام نہ کھائے تو میں اس کے واسطے بہشت کا ضامن ہوتا ہوں۔

فائدہ: اصل توکل کے معنی ہیں اعتماد کرنا کسی چیز پر اور یقین کرنا ساتھ اس کے اور جو پاؤں کے درمیان ہے یعنی شرم گاہ اور جو جبڑوں کے درمیان ہے یعنی زبان یا بولنا۔

بَابُ إِثْمِ الزُّنَاةِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَلَا يَزْنُونَ﴾ ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا﴾

زانیوں کے گناہ کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور نہیں حرام کاری کرتے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور نہ نزدیک جاؤ حرام کاری کے اس واسطے کہ وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے۔

فائدہ: پہلی آیت میں اشارہ ہے اس آیت کی طرف جو سورۂ فرقان میں ہے اور مراد اس سے قول اللہ تعالیٰ کا ہے پچھلی آیت میں ﴿وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا﴾ یعنی جو یہ کرے وہ گناہ کو ملے گا اور شاید اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طرق میں ہے اور وہ بیچ اخیر طریق مسدد کے ہے یحییٰ قطان سے متصل ساتھ قول اس کے وحليلة جارك کہا سو یہ آیت اتری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق کے واسطے اور جو نہیں پکارتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی معبود کو اس قول تک اور نہیں حرام کاری کرتے اور جو یہ کام کرے وہ گناہ کو ملے گا۔ (فتح)

٦٣١٠۔ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ أَخْبَرَنَا أَنَسٌ قَالَ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَا يُحَدِّثُكُمُوهُ أَحَدٌ بَعْدِي سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ وَإِمَّا قَالَ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا

٦٣١٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ البتہ میں تم سے بیان کرتا ہوں وہ حدیث کہ میرے بعد کوئی تم سے بیان نہیں کرے گا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہ قائم ہوگی قیامت اور یا یوں فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ علم اٹھایا جائے گا اور جہالت ظاہر ہوگی اور شراب پی جائے گی اور حرام کاری ظاہر ہوگی یعنی پھیل جائے گی اور مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں بہت ہو جائیں گی یہاں تک کہ

وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَآءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِلْخَمْسِيْنَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ.

پچاس عورتوں کا ایک خبر لینے والا رہ جائے گا۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزری اور غرض اس سے یہ ہے کہ حرام کاری ظاہر ہو گی یعنی پھیل جائے گی اور مشہور ہو جائے گی یہاں تک کہ اس کو چھپایا نہ جائے گا زانیوں کی کثرت ہونے سے۔ (فتح)

٦٣١١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الْعَبْدُ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ عِكْرِمَةُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ يُنْزَعُ الْإِيْمَانُ مِنْهُ قَالَ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ أَخْرَجَهَا فَإِنْ تَابَ عَادَ إِلَيْهِ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ.

٦٣١١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حرام کاری کرتا ہے بندہ حالانکہ وہ ایماندار ہے اور نہیں چوری کرتا چوری کرنے والا جب کہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے اور نہیں شراب پیتا جب کہ شراب پیتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے اور نہیں قتل کرتا کسی کو اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے، عکرمہ کہتا ہے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اس سے ایمان کس طرح کھینچا جاتا ہے کہا اس طرح اور اپنی انگلیوں کو قینچی کیا پھر ان کو ایک دوسرے سے نکالا پھر اگر اس نے توبہ کی تو اس کی طرف پھر آتا ہے اس طرح اور اپنی انگلیوں کو قینچی کیا۔

٦٣١٢۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوْضَةٌ بَعْدُ.

٦٣١٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا زنا کرنے والا جب کہ زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے اور نہیں چوری کرتا چوری کرنے والا جب کہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے اور نہیں شراب پیتا جب کہ شراب پیتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے اور توبہ پیش کی گئی ہے اس کے بعد۔

فائدہ: کہا ترمذی نے بعد روایت کرنے اس حدیث کے کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی نے کافر کہا ہو زنا اور چوری کرنے اور شراب پینے سے یعنی اُن لوگوں میں سے جن کے خلاف کا اعتبار ہے اور امام باقر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ یہ نکلا ایمان سے اسلام کی طرف یعنی اس نے ایمان کو اسلام سے خاص ٹھہرایا ہے سو جب ایمان سے خارج ہوا تو اسلام میں باقی رہا اور یہ موافق ہے جمہور کے قول کو کہ مراد ساتھ ایمان کے اس جگہ کمال ایمان کا ہے نہ اصل ایمان یعنی

کامل مؤمن نہیں رہتا نہ یہ کہ بالکل مومن نہیں رہتا۔ (فتح)

٦٣١٣۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مِنْ أَجْلِ أَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ. قَالَ يَحْيٰى وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِثْلَهُ قَالَ عَمْرٌو فَذَكَرْتُهُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَ حَدَّثَنَا عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُوْرٍ وَوَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ قَالَ دَعْهُ دَعْهُ.

٦٣١٣۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا: یا حضرت! کون سا گناہ بہت بڑا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اور حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے میں نے کہا: پھر کون سا؟ فرمایا: یہ کہ اپنی اولاد کو قتل کرے اس سبب سے کہ تیرے ساتھ کھائے، میں نے کہا: پھر کون سا؟ فرمایا یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرے۔ کہا یحییٰ نے اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے الخ یعنی ثوری نے یہ حدیث تین آدمیوں سے بیان کی تو ان تینوں نے اس کو ابووائل سے روایت کیا ہے سو اعمش اور منصور نے تو ابووائل اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان ابومیسرہ کا واسطہ داخل کیا ہے اور واصل نے اس کو حذف کیا ہے اور ضبط کیا ہے اس کو یحییٰ نے سفیان سے اسی طرح مفصل اور بہرحال عبدالرحمٰن سو حدیث بیان کی اس نے پہلے بغیر تفصیل کے سو حمل کیا اس نے واصل کی روایت کو اوپر روایت منصور اور اعمش کے پس جمع کیا تینوں کو اور داخل کیا ابومیسرہ کو سند میں پھر جب عمرو نے ذکر کیا کہ یحییٰ نے اس کو مفصل بیان کیا ہے تو اس نے اس میں تردد کیا اور صرف سفیان سے روایت کیا منصور اور اعمش کے طریق سے فقط اور واصل کا طریق چھوڑ دیا اور یہی ہیں معنی اس کے اس قول کے دعہ یعنی چھوڑ دے اس سند کو جس میں ابومیسرہ کا ذکر نہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے جائز ہے کہ بعض گناہ بڑے ہوں بعض ان دونوں گناہوں سے جو مذکور ہیں اس حدیث میں شرک کے بعد اس واسطے کہ نہیں اختلاف ہے درمیان امت کے کہ اغلام کرنے والے کا گناہ زنا کرنے والے کے گناہ سے بڑا ہے، میں کہتا ہوں کہ اس میں کسی امام سے صریح نقل نہیں پائی گئی بلکہ منقول جماعت سے عکس اس کا ہے اس واسطے کہ حد اس کی نزدیک جمہور کے اور راجح اقوال سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثابت ہوئی ہے ساتھ

قیاس کرنے کے زنا پر اور مقیس علیہ اعظم ہے مقیس سے یا مساوی ہے اس کے واسطے اور یہ جو حدیث وارد ہوئی ہے کہ قتل کرو فاعل اور مفعول کو تو یہ حدیث ضعیف ہے اور نیز اس میں کوئی مفسدہ نہیں مگر کہ ویسا زنا میں بھی موجود ہے بلکہ اشد اس سے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ تینوں گناہ باترتیب ہیں بڑے ہونے میں سب سے بڑا شرک ہے اس کے بعد قتل کرنا اولاد کا اس کے بعد زنا کرنا اور اگر کوئی اور گناہ جو اس حدیث میں مذکور نہیں ان سے بڑا ہوتا تو جواب سوال کے مطابق نہ ہوتا ہاں یہ جائز ہے کہ کوئی گناہ جو اس حدیث میں مذکور نہیں ان کے مساوی ہو موجودگی تقدیر مرتبے ثانی میں مثلا بعد قتل موصوف کے اور جو فحش میں اس کی مثل ہو لیکن یہ مستلزم ہے یہ کہ ہو اس چیز میں کہ نہیں مذکور ہے دوسرے مرتبے میں کوئی گناہ جو اعظم ہو اس سے جو تیسرے مرتبے میں ہے اور نہیں ہے کوئی ڈر بیچ اس کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنا سو جائز ہے کہ یہ چوتھے مرتبے میں ہو اور یہ اکبر ہے ان گناہوں سے جو اس سے کم ہیں۔ (فتح)

بَابُ رَجْمِ الْمُحْصَنِ — باب ہے بیچ بیان سنگسار کرنے محصن کے

فائدہ: محصن احصان سے ہے اور آتا ہے ساتھ معنی عفت کے اور تزویج کے اور اسلام کے اور حریت کے اس واسطے کہ ہر ایک ان چیزوں میں سے منع کرتی ہے مکلف کو بے حیائی سے اور محصن ساتھ صیغہ اسم فاعل کے ہے اور لفظ اسم مفعول کے ہے اور وہ یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے اس جگہ وہ ہے جس کے واسطے بیوی ہو اس سے عقد کیا ہو اور اس سے صحبت کی ہو سو گویا کہ جس نے اس کو نکاح کر دیا ہے یا نکاح کرنے کا باعث ہوا ہے اگر چہ اس کا نفس ہو اس نے اس کو محصن کیا ہے یعنی کیا ہے اس کو عفت کے قلعے میں اور منع کیا ہے اس کو بے حیائی کے عمل سے اور جس عورت نے نکاح کیا ہو اس کو بھی محصنہ کہتے ہیں کہ اس کے خاوند نے اس کو بچایا ہے اور کہا ابن منذر نے اجماع ہے اس پر کہ نہیں ہوتا ہے مرد محصن نکاح فاسد سے اور نہ شبہ سے اور مخالفت کی ہے ان کی ابو ثور نے سو اس نے کہا کہ محصن ہو جاتا ہے اور اجماع ہے اس پر کہ نہیں ہوتا ہے مجرد نکاح سے محصن اور اختلاف ہے اس میں جب کہ خلوت کرے ساتھ اس کے اور دعویٰ کرے کہ اس نے اس سے صحبت نہیں کی کہا یہاں تک کہ قائم ہوں گواہ یا پایا جائے اس سے اقرار یا معلوم ہو اس کے واسطے بیٹا اس عورت سے اور مالکیہ سے ہے کہ جب میاں بیوی سے ایک زنا کرے اور اختلاف کریں وطی میں تو نہ تصدیق کی جائے زانی کی اگر چہ نہ گزری ہو دونوں کے واسطے مگر ایک رات اور زنا سے پہلے محصن نہیں ہوتا اگر چہ رہا اس کے ساتھ جو رہا اور اگر آزاد مرد لونڈی سے نکاح کرے تو کیا وہ اس سے محصن ہوتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے اکثر کا یہ قول ہے کہ محصن ہو جاتا ہے اور عطاء اور حسن اور قتادہ اور ثوری اور کوفیوں اور احمد اور اسحاق سے ہے کہ نہیں ہوتا اور اگر کتابی عورت سے نکاح کرے تو کہا ابراہیم اور طاؤس اور شعبی نے کہ وہ اس کو محصن نہیں کرتی اور حسن سے ہے کہ نہیں محصن کرتی ہے یہاں تک کہ صحبت کرے اس سے اسلام میں اور جابر بن

زید اور ابن مسیب سے روایت ہے کہ وہ اس کو محصن کرتی ہے اور یہی قول ہے عطاء اور سعید بن جبیر کا اور کہا ابن بطال نے اجماع ہے اصحاب کا اور شہروں کے اماموں کا اس پر کہ محصن یعنی شادی شدہ جب زنا کرے جان بوجھ کر جانتا ہو تو واجب ہے اس پر رجم اور دفع کیا ہے اس کو بعض خارجیوں اور معتزلہ نے اور انہوں نے اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ سنگسار کرنا قرآن میں مذکور نہیں اور حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے سنگسار کیا اور اسی طرح حضرت ﷺ کے بعد اماموں نے بھی اور اسی واسطے اشارہ کیا علماء نے ساتھ قول اپنے کے باب کی اول حدیث میں اور میں نے اس کو سنگسار کیا حضرت ﷺ کی سنت سے اور ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سیکھو مجھ سے، سیکھو مجھ سے بے شک اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کی راہ کر دی کنوارے کے ساتھ سو کوڑے اور برس بھر شہر بدر کرنا اور نکاح والے کو نکاح والے کے ساتھ سو کوڑے اور سنگساری اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اول رجم کی آیت قرآن میں تھی پھر اس کی تلاوت منسوخ ہوئی اور اس کا حکم باقی رہا، وسیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ مَنْ زَنٰى بِأُخْتِهٖ حَدُّهٗ حَدُّ الزَّانِيْ

اور کہا حسن نے کہ جو اپنی بہن سے زنا کرے اس کی حد زانی کی حد ہے۔

فائدہ: اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جو جان بوجھ کر محرم عورت سے نکاح کرے اس پر حد ہے اور وجہ دلالت کی علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس عورت کو سنگسار کیا حضرت ﷺ کی سنت سے اور نہیں فرق کیا اس میں کہ زنا محرم سے کیا ہو یا غیر محرم سے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے اس طرف کہ جو حدیث کہ وارد ہوئی ہے اس میں کہ جو محرم عورت سے زنا کرے اس کو قتل کیا جائے تو یہ حدیث ضعیف ہے اور مشہور تر حدیث اس باب میں حدیث براء رضی اللہ عنہ کی ہے کہ میں اپنے ماموں سے ملا اور اس کے ساتھ علم تھا سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو بھیجا ایک مرد کی طرف جس نے اپنے باپ کی عورت سے نکاح کیا ہے کہ اس کی گردن ماروں اور اس کی سند میں بڑا اختلاف ہے اور اس کے واسطے شاہد ہے روایت کیا ہے اس کو دارقطنی نے اور ساتھ ظاہر اس حدیث کے قائل ہے امام احمد اور حمل کیا ہے اس کو جمہور نے اس پر کہ جو اس کو حلال جانے اس کے بعد کہ اس کو اس کا حرام ہونا معلوم ہو ساتھ قرینے امر کے ساتھ لینے مال اس کے کے اور تقسیم کرنے اس کے کے۔ (فتح)

٦٣١٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ رَجَمَ الْمَرْأَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَالَ قَدْ رَجَمْتُهَا بِسُنَّةِ

۶۳۱۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب کہ انہوں نے رجم کیا ایک عورت کو جمعہ کے دن کہا کہ میں نے اس کو سنگسار کیا ہے حضرت ﷺ کی سنت سے۔

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اور ذکر کیا ہے ابن عبدالبر نے شعبی رحمہ اللہ سے کہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حاملہ عورت لائی گئی تو علماء نے اس سے کہا کہ شاید کسی مرد نے تجھ سے زبردستی کی اس نے کہا نہیں کہا شاید تو سوتی ہوگی اس نے کہا کہ نہیں کہا تیرا خاوند شاید ہمارا دشمن ہے اس نے کہا نہیں سو حکم کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے قید کرنے کا سو وہ قید کی گئی پھر جب اس نے بچہ جنا تو جمعرات کے دن اس کو سو کوڑے مارے پھر اس کو قید میں رکھا پھر جمعہ کے دن اس کے واسطے گڑھا کھودا اور اس کو سنگسار کیا اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو نے دو حدوں کو جمع کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے سو کوڑے مارے اور سنت سے سنگسار کیا اور کہا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مثل اس کی اور مذہب احمد اور اسحاق اور داؤد اور ابن منذر کا یہ ہے کہ زانی محصن کو کوڑے مارے جائیں سنگسار کیا جائے اور کہا جمہور نے کہ دونوں حدوں کو جمع نہ کیا جائے اور ذکر کیا ہے انہوں نے کہ عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے یعنی جو مسلم نے روایت کی ہے کہ نکاح والے کو نکاح والے کے ساتھ سو کوڑے اور سنگساری الخ، اور ناسخ اس کے واسطے وہ ہے جو ثابت ہو چکا ہے ماعز رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنگسار کیا اور نہیں مذکور ہے سنگسار کرنا اور اس کے نہ ذکر کرنے نے دلالت کی اس پر کہ جلد یعنی کوڑوں کا مارنا واقع نہیں ہوا اور ان کے نہ واقع ہونے نے دلالت کی اس پر کہ جلد واجب نہیں کہا شافعی رحمہ اللہ نے دلالت کی سنت نے اس پر کہ کوڑے مارنا ثابت ہے کنوارے پر اور ساقط ہے نکاح والے سے اور قصہ ماعز رضی اللہ عنہ کا متراخی ہے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور بعض نے کہا کہ جلد اور رجم کا جمع کرنا خاص ہے ساتھ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کے سوائے جوان کے کہا نووی رحمہ اللہ نے یہ مذہب باطل ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز نسخ تلاوت کے سوائے حکم کے اور خلاف کیا ہے اس میں بعض معتزلہ نے اور علت بیان کیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ تلاوت ساتھ حکم اپنے کے مثل عالم کے ہے ساتھ علمیت کے پس جدا جدا نہ ہوں گے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ منع کے اس واسطے کہ علمیت نہیں منافی ہے قیام علم کو ساتھ ذات کے ہم نے مانا لیکن تلاوت نشانی ہے حکم کی سو دلالت کرتا ہے وجود اس کا اس کے ثبوت پر اور نہیں دلالت ہے مجرد اس کے سے اوپر وجوب دوام کے پس نہیں لازم آتا ہے نہ ہونے نشانی کے سے بیچ طرف دوام کے نہ ہونا اس چیز کا جس پر تلاوت دلالت کرتی ہے سو جب تلاوت منسوخ ہوئی تو نہ نفی ہوگی مدلول کی اور اسی طرح بالعکس ہے۔ (فتح)

۶۳۱۵۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى هَلْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ قَبْلَ سُوْرَةِ النُّوْرِ أَمْ

۶۳۱۵۔ حضرت شیبانی سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگسار کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے کہا کہ سورۂ نور کے اترنے سے پہلے یا پیچھے اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔

بَعْدُ قَالَ لَا أَدْرِي.

فائدہ: اور فائدہ سوال کا یہ ہے کہ سنگسار کرنا اگر اس سے پہلے واقع ہوا ہے تو ممکن ہے کہ دعویٰ کیا جائے منسوخ ہونے اس کے کا ساتھ نص کرنے کے بیچ اس کے اس پر کہ حد زانی کی کوڑے مارنا ہے اور اگر اس سے بعد واقع ہوا ہے تو ممکن ہے کہ استدلال کیا ہے اس کے ساتھ اوپر منسوخ ہونے جلد کے محصن کے حق میں لیکن وارد ہوتا ہے اس پر کہ وہ منسوخ کرنا کتاب کا ہے ساتھ سنت کے اور اس میں اختلاف ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ منع نسخ کتاب کا سنت سے اس وقت ہے جب کہ خبر واحد سے ہو اور اگر حدیث مشہور سے تو منع نہیں اور نیز نہیں ہے یہ نسخ اور وہ تو صرف مخصص ہے ساتھ غیر محصن کے اور قائم ہوئی ہے دلیل اس پر کہ واقع ہوا ہے سنگسار کرنا بعد سورۂ نور کے اس واسطے کہ سورۂ نور افک کے قصے میں اُتری تھی اور رجم اس کے بعد واقع ہوا ہے۔ (فتح)

٦٣١٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَسْلَمَ أَتَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهُ أَنَّهُ قَدْ زَنٰى فَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَأَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ وَكَانَ قَدْ أُحْصِنَ.

٦٣١٦ـ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد قوم اسلم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ اس نے زنا کیا سو اس نے اپنے نفس پر چار بار گواہی دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم کیا تو وہ سنگسار کیا گیا اور البتہ وہ شادی شدہ تھا۔

بَابُ لَا يُرْجَمُ الْمَجْنُونُ وَالْمَجْنُونَةُ

نہ سنگسار کیا جائے مجنون مرد اور مجنون عورت کو

فائدہ: یعنی جب کہ واقع ہو بیچ زنا کے جنون کی حالت میں اور بہرحال اجماع ہے اور اختلاف ہے اس میں جب کہ واقع ہو بیچ حالت صحت کے پھر دیوانہ ہو جائے تو کیا دیر کی جائے ہوش میں آنے تک کہا جمہور نے کہ نہ تاخیر کی جائے اس واسطے کہ مراد ہلاک کرنا ہے پس نہیں ہیں کوئی معنی واسطے تاخیر کے برخلاف اس شخص کے جو کوڑے مارا جائے اس واسطے کہ مقصود ساتھ اس کے درد دینا ہے سو اس میں دیر کی جائے یہاں تک کہ ہوش میں آئے۔

وَقَالَ عَلِيٌّ لِعُمَرَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ.

اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کیا تو نے نہیں جانا کہ قلم اٹھایا گیا ہے مجنون سے یہاں تک کہ ہوش میں آئے اور لڑکے سے یہاں تک کہ بالغ ہو اور سونے والے سے یہاں تک کہ جاگے۔

فائدہ: روایت کیا ہے اس اثر کو ابن حبان اور نسائی وغیرہ نے اور ترجیح دی ہے نسائی نے اس کے موقوف ہونے کو لیکن وہ حکما مرفوع ہے اور اس اثر کے اول میں قصہ ہے جو ترجمہ باب کے مطابق ہے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مجنون عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا اور وہ حاملہ تھی سو عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ اس کو سنگسار کریں تو علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ کیا تو نے نہیں جانا کہ تین آدمیوں سے قلم اٹھایا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا اور کہا کہ تو سچا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو نے نہیں جانا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھایا گیا ہے قلم تین آدمیوں سے ایک مجنون سے جس کی عقل مغلوب ہو دوسرا لڑکے سے یہاں تک کہ بالغ ہو، تیسرا سونے والے سے یہاں تک کہ جاگے پس یہ حدیث مرفوع ہے اور نسائی نے اس حدیث کو بہت طریقوں سے روایت کیا ہے اور کہا کہ نہیں صحیح ہے کوئی چیز اس سے اور مرفوع اولیٰ ہے ساتھ صواب کے، میں کہتا ہوں اور مرفوع کے واسطے شاہد ہے ابو ادریس خولانی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مجھ کو کئی اصحاب نے خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُٹھایا گیا ہے قلم حد میں چھوٹے سے یہاں تک کہ بڑا ہو اور سوتے سے یہاں تک کہ جاگے اور دیوانے سے یہاں تک کہ ہوش میں آئے اور مغلوب العقل سے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور البتہ لیا ہے فقہاء نے اس حدیث کو لیکن ذکر کیا ہے ابن حبان نے کہ مراد ساتھ اٹھنے قلم کے یہ ہے کہ ان کی بدی نہیں لکھی جاتی ہے سوائے نیکی کے اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ یہ حدیث ظاہر ہے لڑکے میں سوائے مجنون اور سونے والے کے اس واسطے کہ وہ دونوں صحت عبادت کے قابل نہیں واسطے زائل ہونے شعور اور عقل کے اور حکایت کی ہے ابن عربی نے کہ بعض فقہاء پوچھے گئے لڑکے کے اسلام سے تو اس نے کہا کہ لڑکے کا اسلام صحیح نہیں اور استدلال کیا اس نے ساتھ اس حدیث کے اور معارضہ کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ اس سے تو صرف مؤاخذہ کا قلم اٹھایا گیا ہے اور بہرحال قلم ثواب کا سو وہ نہیں اٹھایا گیا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے کہا جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ کیا اس لڑکے کے واسطے حج ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور نیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکم کرو ان کو نماز کا اور جب اس کے واسطے ثواب کا قلم جاری ہے تو پھر کلمہ اسلام کا اجل انواع ثواب کا ہے تو کس طرح کہا جائے گا کہ وہ واقع ہوتا ہے لغو اور معتبر ہے اس کا حج اور اس کی نماز اور یہ جو کہا یہاں تک کہ محتلم یعنی بالغ ہو تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ بالغ ہونے سے پہلے اس کو مؤاخذہ نہیں ہوتا۔ (فتح)

٦٣١٧ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ

٦٣١٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا تو اس نے کہا یا حضرت! میں نے زنا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیرا یہاں تک کہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حَتّٰى رَدَّدَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ أَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْهَبُوْا بِهِ فَارْجُمُوْهُ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فَكُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ فَأَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ.

حضرت ﷺ پر چار بار مکرر کہا سو جب اس نے اپنی جان پر گواہی دی تو حضرت ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا کیا تو دیوانہ ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا: کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لے جاؤ اور اس کو سنگسار کرو کہا ابن شہاب نے سو خبر دی مجھ کو جس نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا اس نے کہا کہ میں بھی سنگسار کرنے والوں میں تھا سو ہم نے اس کو عید گاہ میں سنگسار کیا سو جب پتھروں نے اس کو بے قرار کیا تو بھاگا تو ہم نے اس کو سنگستانی زمین میں پایا پھر ہم نے اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا تو ایک روایت میں ہے کہ الگ ہوا حضرت ﷺ کے منہ کی طرف جس طرف حضرت ﷺ نے منہ پھیرا تھا یعنی منتقل ہوا اس طرف سے جس میں تھا اس طرف جس طرف حضرت ﷺ کا منہ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ماعز تھا اور یہ جو کہا کہ اس نے چار بار مکرر کہا یعنی چار بار اقرار کیا تو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو خرابی پھر اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگ اور اس کی طرف توبہ کر تو وہ تھوڑی دور پھرا پھر آیا اور کہا حضرت ﷺ مجھ کو گناہ سے پاک کیجیے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد قوم اسلم سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اس نے کہا: کہ میں نے زنا کیا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کر اور عیب کو چھپا اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی سے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا انہوں نے بھی اسی طرح کہا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے اس سے تین بار منہ پھیرا اور یہ جو فرمایا کہ کیا تو دیوانہ ہے تو فائدہ سوال کا یہ ہے کہ اگر وہ دعویٰ کرتا کہ وہ دیوانہ ہے تو البتہ اس پر سے حد دور ہو جاتی یہاں تک کہ اس کے دعویٰ کا خلاف ظاہر ہوتا سو جب اس نے جواب دیا کہ وہ دیوانہ نہیں تو اس سے سوال کیا واسطے اس احتمال کے کہ اسی طرح ہو اور اس کے قول کا اعتبار نہ ہو اور کہا عیاض نے کہ فائدہ سوال کا کہ کیا تو دیوانہ ہے؟ ستر حالت کا ہے اور بعید جاننا اس بات کو کہ اصرار کرے عاقل ساتھ اعتراف اس چیز کے کہ اس کے ہلاک کو چاہے اور شاید کہ وہ اپنے قول سے رجوع کرے یا اس واسطے کہ اس سے تنہا سنا یا اس واسطے کہ پورا ہو اقرار اس کا چار بار جس کے نزدیک وہ شرط ہے اور تعقب کیا ہے بعض شارحین نے اس کے اس قول کو یا حضرت ﷺ نے اس کو اس سے تنہا سنا ساتھ اس کے کہ

یہ کلام ساقط ہے اس واسطے کہ نفس حدیث میں واقع ہوا ہے کہ یہ واقعہ اصحاب کی موجودگی میں تھا مسجد میں اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تو نے شراب پی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، سوایک مرد اس کی طرف کھڑا ہوا تو اس نے اس کو سونگھا تو اس سے شراب کی بو نہ پائی اور ایک روایت میں ہے کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہو گا یا غمز کیا ہو گا یا نظر کی ہو گی یعنی ان سب پر زنا بولا گیا لیکن اس میں حد نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تو نے اس سے زنا کیا ہے اس نے کہا ہاں فرمایا یہاں تک کہ داخل ہوا یہ ذکر تیرا اس کی شرم گاہ میں اس نے کہا ہاں فرمایا جیسے غائب ہوتی ہے سلائی سرمہ دانی میں اس نے کہا ہاں فرمایا کہ کیا تو جانتا ہے کیا ہے زنا؟ اس نے کہا ہاں اس نے کہا: میں نے اس عورت سے حرام کاری کی جو مرد اپنی عورت سے حلال کرتا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرا اس قول سے کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو پاک کیجیے سو اس کو سنگسار کیا گیا اور اس حدیث میں فوائد ہیں بڑی فضیلت ہے ماعز رضی اللہ عنہ کی واسطے اس لیے کہ وہ بدستور رہا اوپر طلب قائم کرنے حد کے اوپر اس کے باوجود توبہ اس کی کے تا کہ تمام ہو پاک ہونا اس کا اور نہ رجوع کیا اس نے اپنے اقرار سے باوجود اس کے کہ طبع انسان کی تقاضا کرتی ہے اس کو کہ نہ بدستور رہے اس اقرار پر جو تقاضا کرے اس کی جان کے ہلاک کرنے کو سو جہاد کیا اس نے اپنے نفس سے اس پر اور قوی ہوا اوپر نفس کے اور اقرار کیا بغیر اضطرار کے طرف اقامت اس کی کے اوپر اس کے ساتھ شہادت کے باوجود واضح ہونے طریق کے طرف سلامت رہنے اس کی کے قتل سے ساتھ توبہ کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مستحب ہے اس کے واسطے جس کے ساتھ ایسا حال واقع ہو کہ توبہ کرے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اپنی جان سے پردہ پوشی کرے اور اس کو کسی کے آگے ذکر کرے کہ میں نے حرام کاری کی جیسا کہ اشارہ کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ماعز رضی اللہ عنہ کو اس کی طرف اور یہ کہ جو اس پر مطلع ہو اس کا عیب چھپائے اور اس کو لوگوں میں رسوا نہ کرے اور نہ حاکم کی طرف اس کا مقدمہ اٹھا لے جائے جیسا کہ حضرت ﷺ نے اس قصے میں فرمایا کہ اگر تو اس کو اپنے کپڑے سے چھپاتا تو البتہ بہتر ہوتا اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے شافعی رحمہ اللہ نے سو کہا کہ جو کسی گناہ کو پہنچے اور اللہ تعالیٰ اس کا عیب چھپائے تو وہ اپنے عیب کو چھپائے اور توبہ کرے اور کہا ابن عربی نے کہ یہ حکم سب غیر مجاہر کے حق میں ہے اور جب کھلم کھلا بے حیائی کو کرنے والا ہو مجاہر ہوا تو میں چاہتا ہوں کہ اس کا عیب ظاہر کیا جائے تا کہ اس کو اور اس کے غیر کو اس سے تنبیہ ہو اور مشکل ہے مستحب ہونا ستر کا باوجود اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے تعریف سے ماعز رضی اللہ عنہ اور غامدیہ عورت کے حق میں اور جواب دیا ہے ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ غامدیہ کا حمل ظاہر ہو چکا تھا باوجود اس کے کہ اس کا کوئی خاوند نہ تھا پس دشوار ہوا استتار واسطے اطلاع کے اس چیز پر کہ مشعر ہے ساتھ فاحشہ کے اور اسی واسطے ترجیح دی بعض نے استتار کو جس جگہ کہ نہ ہو وہ چیز کہ مشعر ہو ساتھ ضد اس کی کے اور اگر ایسی چیز پائی جائے اُٹھانا مقدمہ کا طرف امام کی تا کہ قائم کرے اس پر حد کو افضل ہے اور ظاہر یہ ہے کہ چھپانا عیب کا مستحب ہے اور اُٹھانا طرف امام کی واسطے

قصد مبالغہ کے تطہیر میں محبوب تر ہے اور علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور اس میں ثبوت لیتا ہے بیچ ہلاک کرنے جان مسلمان کے اور مبالغہ کرنا اس کے نگاہ رکھنے میں واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے اس قصے میں تردید اس کی سے اور اشارہ کرنے حضرت ﷺ کے سے طرف اس کی ساتھ رجوع کے اور اشارہ کرنے سے طرف قبول ہونے اس کے دعویٰ کے اگر دعویٰ کرے زبردستی کا یا چوکنے کا زنا کے معنی میں یا مباشرت کا سوائے فرج کے مثلا اور اس میں مشروع ہونا اقرار کا ہے ساتھ فعل فاحشہ کے نزدیک امام کے اور مسجد میں اور تصریح کرنا اس میں ساتھ اس چیز کے کہ شرم کی جاتی ہے بولنے سے ساتھ اس کے انواع گناہ سے قول میں بسبب حاجت کے جو اس کی بے قرار کرنے والی ہے اور اس میں پکارنا ہے بڑے کو بلند آواز سے اور اعراض کرنا امام کا اس شخص سے جو اقرار کرے ساتھ امر کے جو محتمل ہے اقامت حد کو واسطے اس احتمال کے کہ تفسیر کرے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واجب کرتی ہے حد کو یا رجوع کرے اور استفسار کرنا اس سے اس کی شرطوں کا تا کہ مرتب ہو اس پر مقتضا اس کا اور یہ کہ اقرار مجنون کا لغو ہے اور تعریض کرنا اقرار کرنے والے کو ساتھ اس کے کہ پھر جائے اور یہ کہ جب وہ رجوع کرے تو اس کا رجوع قبول کیا جائے اور یہ کہ مستحب ہے اس کے واسطے جو گناہ میں واقع ہو اور پچھتائے یہ کہ توبہ کی طرف جلدی کرے اور کسی کو اس کی خبر نہ دے اور اپنا عیب چھپائے اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی سے اور اگر اتفاقا کسی کو خبر دے دے تو مستحب ہے کہ حکم کرے اس کو ساتھ توبہ کے اور چھپانے اس کے لوگوں سے جیسا کہ جاری ہوا ماعز رضی اللہ عنہ کے واسطے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور اس قصے میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ہزال سے فرمایا کہ اگر تو اس کا عیب چھپاتا تو تیرے واسطے بہتر ہوتا یعنی اس سے کہ تو نے اس کو حکم کیا ساتھ ظاہر کرنے اس کے اور اس کا عیب چھپانا یہ تھا کہ اس کو حکم کرتا ساتھ توبہ کرنے اور عیب چھپانے کے جیسا کہ حکم کیا اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یعنی یہ افضل تھا اس کے ظاہر کرنے سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ شرط ہے مکرر کرنا اقرار کا ساتھ حرام کاری کے چار بار اس سے کم کے ساتھ حد واجب نہیں ہوتی بدلیل ظاہر قول اس کے کہ جب اس نے اپنی جان پر چار بار گواہی دی اس واسطے کہ اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ عدد ہی ہے علت بیچ تاخیر کرنے اقامت حد کے اوپر اس کے ورنہ پہلی بار ہی اس کو سنگسار کرنے کا حکم فرماتے اور اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ فرمایا کہ تو نے اپنی جان پر چار بار گواہی دی اس کو لے جاؤ اور سنگسار کرو اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ زنا میں چار گواہوں کا ہونا شرط ہے سوائے اور حدود کے یعنی تو بنا بر اس کے قیاس چاہتا ہے کہ اقرار بھی چار بار ہو اور یہ قول کوفیوں کا ہے اور راجح نزدیک حنابلہ کے اور ابن ابی لیلیٰ نے زیادہ کیا ہے یہ کہ شرط ہے کہ اقرار کی مجلس بھی متعدد ہو اور یہ ایک روایت ہے حنفیہ سے اور ظاہر یہ ہے کہ مجلس متعدد ہوئی لیکن نہ بقدر تعداد اقرار کے اور تاویل کی ہے جمہور نے ساتھ اس کے کہ یہ فقط ماعز رضی اللہ عنہ کے قصے میں واقع ہوا ہے اور وہ واقعہ ہے ایک حال کا پس جائز ہے کہ ہو زیادتی واسطے

زیادہ ثبوت طلب کرنے کے اور تائید کرتا ہے اس جواب کی یہ کہ حضرت ﷺ نے غامدیہ سے فرمایا جب کہ اس نے آ کر حضرت ﷺ سے کہا کہ مجھ کو پاک کیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر جا اور استغفار کر اس عورت نے کہا میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ مجھ سے اقرار کا تکرار چاہتے ہیں جیسا آپ نے ماعز رضی اللہ عنہ سے تکرار کیا بے شک میں تو زنا سے حاملہ ہوں سو حضرت ﷺ نے اس پر حد قائم کرنے میں تاخیر نہ کی مگر اس واسطے کہ وہ حاملہ تھی سو جب اس نے بچہ جنا تو اس کو سنگسار کروایا اور دوسری بار اس سے استفسار نہ کیا اور نہ اس کے اقرار کے مکرر کرنے کو معتبر جانا اور نہ تعدد مجلس کو اور اسی طرح واقع ہوا ہے عسیف کے قصے میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے انیس! اس کی عورت کے پاس جا سو اگر اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر سو اُنیس رضی اللہ عنہ اس عورت کے پاس گیا اور اس نے اقرار کیا سو اس نے اس کو سنگسار کیا اور نہیں ذکر کیا تعدد اقرار کا اور نہ تعدد مجلس کا اور جواب دیا ہے جمہور نے قیاس مذکور سے ساتھ اس کے کہ نہیں قبول ہیں قتل میں مگر دو گواہ برخلاف باقی اموال کے سو قبول کیا جاتا ہے اس میں ایک مرد اور دو عورتیں سو قیاس چاہتا تھا کہ قتل میں بھی اقرار دو بار شرط ہوتا اور حالانکہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ اس میں صرف ایک بار اقرار کافی ہے اور اگر تو کہے کہ استدلال کرنا عدم ذکر تعدد اقرار سے عسیف وغیرہ کے قصے میں ٹھیک نہیں اس میں نظر ہے اس واسطے کہ عدم ذکر نہیں دلالت کرتا اوپر عدم وقوع کے پس جب ثابت ہوا ہونا عدد کا شرط تو سکوت کرنا اس کے ذکر سے احتمال ہے کہ ہوا واسطے علم کے ساتھ مامور بہ کے لیکن ممکن ہے تمسک کرنا غامدیہ کے قول سے کہ آپ مجھ سے اقرار کا تکرار چاہتے جیسا ماعز رضی اللہ عنہ سے تکرار کیا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں شرط ہے کہ پہلے امام سنگسار کرنا شروع کرے اس کو جو زنا کا اقرار کرے اگرچہ مستحب ہے بلکہ جب گواہوں سے رجم ثابت ہو تو پہلے گواہ سنگسار کرنا شروع کریں اور اس میں سپرد کرنا امام کا ہے حد کو اپنے غیر کے واسطے اور جس کو سنگسار کرنا ہو اس کے واسطے گڑھا کھودا جائے اور اگر عورت کا زنا گواہوں سے ثابت ہو تو مستحب ہے اس کے واسطے گڑھا کھودنا نہ ساتھ اقرار کے اور تینوں اماموں کا مشہور قول یہ ہے کہ اس کے واسطے گڑھا نہ کھودا جائے اور کہا ابو یوسف رحمہ اللہ اور ابو ثور رحمہ اللہ نے کہ مرد اور عورت دونوں کے واسطے گڑھا کھودا جائے اور یہ کہ جائز ہے کرنا تلقین کا اس کے واسطے جو اقرار کرے ساتھ اس چیز کے جو واجب کرے حد کو یعنی اس کو وہ چیز تلقین کرنا جو اس سے حد کو دور کرے اور یہ کہ نہیں واجب ہوتی ہے حد مگر صریح اقرار سے اسی واسطے شرط ہے اس شخص پر جو زنا کی گواہی دے یہ کہ کہے کہ میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے اپنا ذکر عورت کی شرم گاہ میں داخل کیا تھا یا جو اس کے مشابہ ہو اور یہ کافی نہیں کہ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے زنا کیا اور ثابت ہو چکا ہے ایک جماعت اصحاب سے تلقین کرنا اس شخص کو جو حد کا اقرار کرے جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے علی رضی اللہ عنہ سے اور بعض نے خاص کیا ہے تلقین کو ساتھ اس کے جس پر گمان ہو کہ وہ زنا کے حکم سے جاہل ہے اور یہ قول ابو ثور کا ہے اور مستثنیٰ ہے تلقین سے نزدیک مالکیہ کے وہ شخص جو کھلم کھلا زنا کرتا ہو اور مشہور ہو

ساتھ پھاڑنے حرام چیزوں کے اور جائز ہے تلقین کرنا اس کا جو اس کے سوائے ہو اور نہیں ہے شرط اور اس میں ہے کہ نہ قید کیا جائے اس کو جو زنا کا اقرار کرے بیچ مدت استثبات کے اور حامل میں یہاں تک کہ بچہ جنے اور کہا ابن عربی نے کہ حضرت ﷺ نے نہ اس کو قید کیا اور نہ اس سے ضامن لیا اس واسطے کہ اس کا رجوع کرنا مقبول ہے سو اس میں کوئی فائدہ نہیں باوجود جواز اعراض کے اس سے جب کہ رجوع کرے اور یہ جو فرمایا کہ کیا تو شادی شدہ ہے؟ تو اس سے لیا جاتا ہے کہ واجب ہے استفسار کرنا اس حال سے جس سے اختلاف ہو اور یہ کہ نشے والے کے اقرار کا کوئی اثر نہیں، لیا جاتا ہے یہ اس کے اس قول سے کہ لوگوں نے اس کو سونگھا اور جن لوگوں نے اس کا اعتبار کیا ہے انہوں نے کہا کہ اس کی عقل گناہ سے دور ہوگئی تھی اور نہیں ہے دلالت ماعز رضی اللہ عنہ کے قصے میں احتمال ہے کہ یہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے ہو یا اس کا نشہ بغیر گناہ کے واقع ہوا ہو اور یہ کہ جب کوئی زنا کا اقرار کرے تو اس کو چھوڑا جائے پھر اگر تصریح کرے ساتھ رجوع کے تو فبہا ورنہ سنگسار کیا جائے اور یہ قول شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کا ہے اور دلالت اس کی ماعز رضی اللہ عنہ کے قصے سے ظاہر ہے اور یہ کہ عیدگاہ جب وقف نہ ہو تو نہیں ثابت ہوتا ہے اس کے واسطے حکم مسجد کا اور یہ کہ جو سنگسار کیا جائے اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے اور یہ کہ جس سے شراب کی بو پائی جائے اس پر حد واجب ہے یہ قول مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ صحیح ہمارے نزدیک صحیح ہونا اقرار نشے والے کا ہے اور جاری ہونا اس کے اقوال کا اس چیز میں کہ اس کے واسطے ہے اور اس پر ہے اور سوال شراب پینے سے محمول ہے ہمارے نزدیک اس پر کہ اگر وہ نشے میں ہوتا تو اس پر حد قائم نہ ہوتی۔ (فتح)

بَابٌ لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

زانی کے واسطے پتھر ہے

٦٣١٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدٌ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ. زَادَ لَنَا قُتَيْبَةُ عَنِ اللَّيْثِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ.

٦٣١٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جھگڑا کیا سعد رضی اللہ عنہ اور ابن زمعہ نے یعنی زمعہ کی لونڈی کے بیٹے میں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تیرے واسطے ہے اے عبد بن زمعہ! لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنے والے کو پتھر، یعنی لڑکے کا مالک وہی ہے جس کے نیچے اس لڑکے کی ماں ہے خواہ نکاح سے ہو خواہ ملکیت سے اور اگر حرام کا دعویٰ کرے کہ لڑکا میرے نطفے سے ہے تو اس کی قسمت میں پتھر ہے یعنی وہ مالک نہیں ہوسکتا اور اگر حرام کار شادی شدہ ہو تو اس کو سنگسار کرنا چاہیے اور پردہ کر اس سے اے سودہ!۔

٦٣١٩۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا

٦٣١٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ.

نے فرمایا: کہ لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنے والے کو پتھر۔

فائدہ: اور اس کے ترجمہ میں اشارہ ہے اس طرف کہ وہ ترجیح دیتا ہے اس شخص کے قول کو جس نے تاویل کی ہے حجر کی ساتھ ان پتھروں کے جن سے زانی کو سنگسار کیا جائے یعنی مراد حجر سے وہ پتھر ہیں جن کے ساتھ زانی کو سنگسار کیا جائے وقد تقدم ما فیه اور مراد اس سے یہ ہے کہ سنگسار کرنا مشروع ہے زانی کے واسطے اس کی شرط سے نہ یہ کہ ہر زانی پر سنگساری ہے۔ (فتح)

بَابُ الرَّجْمِ فِي الْبَلَاطِ

بلاط میں سنگسار کرنا

فائدہ: بلاط ایک جگہ کا نام ہے مسجد نبوی کے دروازے کے پاس کہ اس کا فرش پتھروں وغیرہ سے تھا اور کہا ابن بطال نے کہ یہ ترجمہ مشکل ہے اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ سنگسار کرنے میں بلاط اور اس کا غیر برابر ہے اور جواب دیا ہے ابن منیر نے کہ اس نے ارادہ کیا ہے کہ تنبیہ کرے اس پر کہ سنگسار کرنا نہیں خاص ہے ساتھ مکان معین کے اس واسطے کہ کبھی عید گاہ میں سنگسار کرنے کا حکم کیا اور کبھی بلاط میں اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ سنگسار کرنے کے واسطے گڑھا کھودنا شرط نہیں اس واسطے کہ بلاط میں گڑھا نہیں کھد سکتا میں نے کہا احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ جو مکان کہ مسجد کے ساتھ لگا ہوا ہو اس کو مسجد کا حکم نہیں ادب کرنے میں اس واسطے کہ بلاط مذکور ایک جگہ ہے مسجد نبوی سے لگی ہوئی تھی اور باوجود اس کے حضرت ﷺ نے اس کے پاس سنگسار کرنے کا حکم کیا۔ (فتح)

۶۳۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ كَرَامَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَهُودِيٍّ وَيَهُودِيَّةٍ قَدْ أَحْدَثَا جَمِيعًا فَقَالَ لَهُمْ مَا تَجِدُونَ فِي كِتَابِكُمْ قَالُوا إِنَّ أَحْبَارَنَا أَحْدَثُوا تَحْمِيمَ الْوَجْهِ وَالتَّجْبِيَةَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ادْعُهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِالتَّوْرَاةِ فَأُتِيَ بِهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ

۶۳۲۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد اور عورت حضرت ﷺ کے پاس لائے گئے کہ دونوں نے بے حیائی کا کام کیا تھا تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا پاتے ہو تم اپنی کتاب میں؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے علماء نے نکالا ہے منہ کالا کرنا اور جھکا کر کھڑا کرنا مانند رکوع کرنے والے کی، عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! ان کو حکم کیجیے تورات لائیں سو تورات لائی گئی تو ان میں سے ایک نے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھا اور اس کے آگے پیچھے سے پڑھنے لگا تو ابن سلام نے اس سے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھا سو اچانک سنگسار کرنے کی آیت اس کے ہاتھ کے نیچے تھی اور حضرت ﷺ

وَجَعَلَ يَقْرَأُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَإِذَا آيَةُ الرَّجْمِ تَحْتَ يَدِهِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَرُجِمَا عِنْدَ الْبَلَاطِ فَرَأَيْتُ الْيَهُودِيَّ أَجْنَأَ عَلَيْهَا.

نے ان کے سنگسار کرنے کا حکم کیا تو دونوں کو سنگسار کیا گیا کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سو دونوں کو بلاط کے پاس سنگسار کیا گیا سو میں نے یہودی کو دیکھا کہ اس عورت پر اوندھا جھکا یعنی تا کہ عورت کو پتھر نہ لگے۔

بَابُ الرَّجْمِ بِالْمُصَلّٰى

عید گاہ میں سنگسار کرنے کا بیان

فائدہ: اور مراد وہ مکان ہے جس کے نزدیک عید اور جنازے پڑھے جاتے تھے اور وہ بقیع الغرقد کی طرف ہے اور مراد یہ ہے کہ سنگسار کرنا عید گاہ کے پاس واقع ہوا نہ اس کے اندر اور عیاض نے سمجھا کہ سنگسار کرنا عید گاہ کے اندر واقع ہوا سو کہا کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ عید گاہ کو مسجد کا حکم نہیں اور حالانکہ ثابت ہو چکا ہے حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے عورتوں کو حکم کیا کہ عید گاہ میں حاضر ہوں یہاں تک کہ حیض والیوں کو بھی اور یہ ظاہر ہے مراد میں۔ (فتح)

٦٣٢١۔ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَآءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا قَالَ آحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَأُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا وَصَلّٰى عَلَيْهِ. لَمْ يَقُلْ يُوْنُسُ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَصَلّٰى عَلَيْهِ سُئِلَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ يَصِحُّ قَالَ رَوَاهُ مَعْمَرٌ قِيْلَ لَهُ رَوَاهُ غَيْرُ مَعْمَرٍ قَالَ لَا.

٦٣٢١۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد قوم اسلم سے حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے زنا کا اقرار کیا اور حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا یہاں تک کہ اس نے اپنے نفس پر گواہی دی حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا تو دیوانہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں فرمایا: کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، سو حکم کیا حضرت ﷺ نے اس کے سنگسار کرنے کا سو سنگسار کیا گیا عید گاہ میں سو جب پتھروں نے اس کو بے قرار کیا تو بھاگا پھر پایا گیا اور سنگسار کیا گیا سو حضرت ﷺ نے اس کو نیک کہا یعنی اس کو بھلائی سے یاد کیا اور اس کا جنازہ پڑھا اور نہیں کہا یونس اور ابن جریج نے زہری سے کہ حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا، کسی نے بخاری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ یہ جو آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا یہ صحیح ہے اس نے کہا کہ روایت کیا ہے اس کو معمر نے سو کہا گیا کہ روایت کیا ہے اس کو غیر معمر نے کہا کہ نہیں۔

فائدہ: ماعز رضی اللہ عنہ کے حق میں لوگ دو فرقے ہوئے بعض کہتے تھے کہ وہ ہلاک ہوا اس کے گناہ نے اس کو گھیرا اور بعض کہتے تھے کہ ماعز رضی اللہ عنہ کے توبہ سے کوئی توبہ افضل نہیں سو تین دن ٹھہرے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ ماعز رضی اللہ عنہ کے واسطے مغفرت مانگو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر ایک امت پر بانٹی جائے تو ان کو کفایت کرے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کو بہشت کی نہروں میں دیکھا غوطہ مارتا اور یہ جو ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ پڑھا تو روایت نفی کی محمول ہے اس پر کہ جس وقت وہ سنگسار کیا گیا اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا تھا اور روایت اثبات کی محمول ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے دن اس کا جنازہ پڑھا اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عورت کو قوم جہینہ سے سنگسار کروایا تھا اس کا جنازہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا اور فرمایا کہ اگر اس کی توبہ ستر آدمیوں پر تقسیم کی جائے تو ان کو کفایت کرے اور جواب پسند یہ ہے کہ جس جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محدود کا جنازہ نہیں پڑھا وہاں غیر کی عبرت کے واسطے تھا کہ غیر کو عبرت ہو اور جس جگہ اس کا جنازہ پڑھا وہاں کوئی ایسا قرینہ تھا کہ اس کے ساتھ عبرت کی حاجت نہ تھی پس یہ مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص کے اور البتہ اختلاف کیا ہے اہل علم نے اس مسئلے میں سو کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ امام سنگسار کرنے کا حکم کر دے اور خود آپ اس میں شامل نہ ہوئے اور نہ اس سے اٹھائے یہاں تک کہ مر جائے پھر اس کے اور اس کے گھر والوں کے درمیان مانع نہ ہوئے وہ اس کو غسل دیں اور اس کا جنازہ پڑھیں اور امام خود اس کا جنازہ نہ پڑھے تا کہ گناہ اور زنا کرنے والوں کو عبرت ہو اور تا کہ نہ جرأت کریں لوگ ایسے کام پر اور بعض مالکیہ سے ہے کہ جائز ہے امام کو اس کا جنازہ پڑھے اور یہ قول جمہور کا ہے اور مشہور مالک سے یہ ہے کہ مکروہ ہے امام کو اور اہل فضل کو یہ کہ مرحوم کا جنازہ پڑھیں اور یہ قول احمد کا ہے اور شافعی رحمہ اللہ سے ہے کہ مکروہ نہیں اور یہ قول جمہور کا ہے اور زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نہ مرجوم کا جنازہ پڑھا جائے اور نہ اس کا جو اپنے آپ کو مار ڈالے اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ولد الزنا کا جنازہ نہ پڑھا جائے اور مطلق کہا ہے عیاض نے سو کہا کہ نہیں اختلاف ہے علماء کو اس میں کہ جائز ہے جنازہ پڑھنا فاسقوں اور گناہ کرنے والوں کا اور ان کا جو حد میں مارے جائیں اور بعض نے کہا کہ اہل فضل کو مکروہ ہے مگر ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہے کہ محاربین کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں اور حسن سے ہے کہ جو زنا کے نفاس میں مر جائے اس کا جنازہ بھی جائز نہیں اور حدیث غامدیہ کے قصے میں حجت ہے جمہور کے واسطے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَصَابَ ذَنْبًا دُوْنَ الْحَدِّ فَأَخْبَرَ الْإِمَامَ فَلَا عُقُوْبَةَ عَلَيْهِ بَعْدَ التَّوْبَةِ إِذَا جَآءَ مُسْتَفْتِيًا.

جو ایسا گناہ کرے جو حد سے کم ہو اور امام کو خبر دے تو نہیں ہے سزا اوپر اس کے بعد توبہ کے جب کہ فتویٰ پوچھنے کو آئے۔

فائدہ: یہ جو قید کی کہ کم حد سے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا گناہ حد کو واجب کرتا ہو اس پر سزا ہے اگرچہ اس نے توبہ کی ہو اور اخیر قید کا کوئی مفہوم نہیں۔ (فتح)

قَالَ عَطَآءٌ لَمْ يُعَاقِبْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور کہا عطاء نے کہ نہیں سزا دی حضرت ﷺ نے

فائدہ: یعنی جس نے حضرت ﷺ کو خبر دی تھی کہ وہ گناہ میں واقع ہوا بلا مہلت کے یہاں تک کہ اس نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو حضرت ﷺ نے اس کو خبر دی کہ اس کی نماز اس کے گناہ کا کفارہ ہوگئی۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَلَمْ يُعَاقِبِ الَّذِيْ جَامَعَ فِيْ رَمَضَانَ وَلَمْ يُعَاقِبْ عُمَرُ صَاحِبَ الظَّبْيِ وَفِيْهِ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور کہا ابن جریج نے کہ نہ سزا دی حضرت ﷺ نے اس کو جس نے رمضان میں اپنی عورت سے صحبت کی تھی، اور نہ سزا دی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہرن والے کو یعنی جس نے حرم مکہ میں ہرن کو قتل کیا اور بیچ معنی حکم ترجمہ کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے اس نے روایت کی حضرت ﷺ سے۔

٦٣٢٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ فِيْ رَمَضَانَ فَاسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَسْتَطِيْعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا. وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ احْتَرَقْتُ قَالَ مِمَّ ذَاكَ قَالَ وَقَعْتُ بِامْرَأَتِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ لَهُ تَصَدَّقْ قَالَ مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ فَجَلَسَ وَأَتَاهُ إِنْسَانٌ

٦٣٢٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے رمضان کے مہینے میں اپنی عورت سے صحبت کی تو اس نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو ایک بردہ پاتا ہے کہ اس کو آزاد کرے؟ اس نے کہا کہ نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا: کیا تو دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا: کہ نہیں فرمایا کہ ساٹھ کا مسکینوں کو کھانا کھلا۔ (اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔(فتح) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس مسجد میں آیا تو اس نے کہا کہ میں جل گیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو یہ کس سبب سے کہتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اپنی عورت سے صحبت کی رمضان میں حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ خیرات کر اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ چیز نہیں سو بیٹھا اور ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا گدھا ہانکتا اور اس کے ساتھ طعام تھا کہا عبدالرحمٰن

يَسُوقُ حِمَارًا وَمَعَهُ طَعَامٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَا أَدْرِيْ مَا هُوَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ فَقَالَ هَا أَنَا ذَا قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ عَلٰى أَحْوَجَ مِنِّيْ مَا لِأَهْلِيْ طَعَامٌ قَالَ فَكُلُوْهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَدِيْثُ الْأَوَّلُ أَبْيَنُ قَوْلُهٗ أَطْعِمْ أَهْلَكَ.

نے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہاں ہے جلنے والا؟ اس نے کہا: خبر دار! میں یہ ہوں، تو حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو لے اور خیرات کر اس نے کہا کیا اپنے سے زیادہ تر محتاج پر صدقہ کروں میرے گھر والوں کے واسطے کھانا نہیں ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم ہی اس کو کھا لو۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا ہم بھوکے ہیں ہمارے پاس کچھ چیز نہیں اور ایک روایت کے کسی طریق میں نہیں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سزا دی۔

بَابٌ إِذَا أَقَرَّ بِالْحَدِّ وَلَمْ يُبَيِّنْ هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَّسْتُرَ عَلَيْهِ

جب اقرار کرے ساتھ حد کے اور نہ بیان کرے یعنی اس کی تفسیر نہ کرے کہ کون سا گناہ ہے تو کیا امام کو جائز ہے کہ اس کی پردہ پوشی کرے؟۔

٦٣٢٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ قَالَ وَلَمْ يَسْأَلْهُ عَنْهُ قَالَ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ قَالَ أَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ

٦٣٢٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس تھا سو ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! میں حد کو پہنچا یعنی میں نے ایسا گناہ کیا جو حد کو واجب کرتا ہے سو مجھ پر حد قائم کیجیے اور حضرت ﷺ نے اس سے نہ پوچھا کہ کون سا گنا ہے یعنی بلکہ چپ رہے، کہا راوی نے اور نماز کا وقت آیا تو اس نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر جب حضرت ﷺ نماز پڑھ چکے تو وہ مرد حضرت ﷺ کی طرف اٹھا تو اس نے کہا یا حضرت! میں حد کو پہنچا تو اس کو مجھ پر قائم کیجیے موافق حکم کتاب اللہ کے حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی؟ اس نے کہا: ہاں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرا گناہ بخشا یا یوں فرمایا کہ تیری حد بخشی۔

ذَنْبَكَ أَوْ قَالَ حَدَّكَ.

فائدہ: کہا نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے شاید اس کا گناہ صغیرہ تھا جیسے بوسہ یا مساس اس دلیل سے کہ حضرت ﷺ نے اس کی مغفرت نماز جماعت پڑھنے سے فرمائی بنا بر اس کے کہ نماز صغیرے گناہوں کے واسطے کفارہ ہوتی ہے نہ کبیرے گناہوں کے واسطے اور یہ اکثر ہے اور کبھی کبیرے گناہوں کا بھی نماز کفارہ ہوتی ہے اور حضرت ﷺ نے اس واسطے اس سے نہ پوچھا کہ بدکام کا تفحص بہتر نہیں اور اگر وہ اپنے گناہ کو کھل کر بتلاتا اور وہ لائق حد کے ہوتا تو حضرت ﷺ ضرور اس پر حد مارتے۔

فائدہ: یہ قصہ جو اس حدیث میں ہے اور ہے اور جو قصہ کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے وہ اور ہے اس واسطے کہ اس قصے میں حد کا ذکر ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بوسہ کا ذکر ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس کو تعدد پر حمل کیا ہے ان دونوں باب میں سو حمل کیا ہے اس نے پہلے قصے کو اس پر جو اقرار کرے گناہ کا جو حد سے کم ہو اس واسطے کہ اس میں تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ میں نے اس سے صحبت نہیں کی اور حمل کیا ہے اس نے دوسرے قصے کو اس پر جو واجب کرے سو اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے اس مرد کے قول سے اور جس نے دونوں قصوں کو ایک کہا ہے اس نے کہا کہ شاید اس نے گمان کیا حد اس چیز کو جو حد نہیں یا اس نے اپنے فعل کو بہت بڑا بھاری جانا سو گمان کیا اس نے کہ اس میں حد واجب ہے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس حکم میں سو ظاہر ترجمہ بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ جو حد کا اقرار کرے اور نہ بیان کرے کہ کون سا گناہ ہے تو نہیں واجب ہے امام پر کہ اس پر حد کو قائم کرے جب کہ وہ ثابت ہو اور حمل کیا ہے اس کو خطابی نے اس پر کہ جائز ہے کہ حضرت ﷺ کو اس پر وحی سے اطلاع ہوگئی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ ہے ورنہ نہیں تو اس سے پوچھتے کہ کون سا گناہ ہے؟ اور اس پر حد قائم کرتے اور نیز اس حدیث میں ہے کہ حدوں سے پردہ نہ اٹھائے اور جہاں تک ہو سکے اس کو دفع کرے اور نہیں تصریح کی اس مرد نے ساتھ اس امر کے کہ لازم آئے اس سے قائم کرنا حد کا اوپر اس کے اور شاید وہ صغیرہ گناہ تھا اس نے اس کو کبیرہ گمان کیا جو حد کو واجب کرے اور حضرت ﷺ نے اس سے نہ پوچھا کہ کون سا گناہ ہے اس واسطے کہ موجب حد کا نہیں ثابت ہوتا ہے احتمال سے اور حضرت ﷺ نے جو اس سے نہ پوچھا یا تو اس واسطے کہ تفحص کرنا منع ہے اور واسطے مقدم کرنے پردہ پوشی کے اور حضرت ﷺ نے دیکھا کہ یہ جو حد چاہتا ہے تو یہ اس سے نادم ہوا ہے اور البتہ مستحب رکھا ہے علماء نے تلقین کرنا اس شخص کو جو اقرار کرے ساتھ موجب حد کے ساتھ رجوع کرنے کے اس سے یا ساتھ اشارے کے اور یا ساتھ تصریح کے تاکہ دفع ہو اس سے حد اور احتمال ہے کہ یہ حکم اس شخص کے ساتھ خاص ہو اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے نماز سے اس کی حد بخش دی اور یہ نہیں پہچانا جاتا ہے مگر وحی کے طریق سے سو یہ حکم اس کے غیر کے حق میں بدستور جاری نہیں رہے گا مگر اس شخص کے حق میں

کہ اس کا حال معلوم ہو جائے کہ وہ بھی اس مرد کے مثل ہے اور البتہ بند ہو چکا ہے علم اس کا ساتھ بند ہونے وحی کے بعد حضرت مَلَّاتِیْمِ کے اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے صاحب ہدی نے سو کہا کہ لوگوں کے اس میں تین مسلک ہیں ایک یہ کہ نہیں واجب ہے اس پر حد مگر بعد تعیین گناہ کے اور اصرار کرنے کے اوپر اس کے دوسرا یہ کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مرد مذکور کے تیسرا یہ کہ ساقط ہو جاتی ہے حد ساتھ توبہ کے کہا اور یہ صحیح تر مسلک ہے۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يَقُولُ الْإِمَامُ لِلْمُقِرِّ لَعَلَّكَ لَمَسْتَ أَوْ غَمَزْتَ

کیا کہے امام اس کو جو اقرار کرے کہ شاید تو نے ہاتھ لگایا ہو یا آنکھ سے اشارہ کیا ہو یا چوکا ہوگا

فائدہ: یہ باب معقود ہے واسطے جواز تلقین امام کے اس کو جو حد کا اقرار کرے وہ چیز جو حد کو دفع کرے اور البتہ خاص کیا ہے اس کو بعض نے ساتھ اس شخص کے کہ اس کے ساتھ گمان کیا جائے کہ اس نے خطا کی یا جہالت۔ (فتح)

٦٣٢٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيْمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا أَتَى مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ أَوْ غَمَزْتَ أَوْ نَظَرْتَ قَالَ لَا يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ أَنِكْتَهَا لَا يَكْنِيْ قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ أَمَرَ بِرَجْمِهٖ.

۶۳۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ماعز رضی اللہ عنہ حضرت مَلَّاتِیْمِ کے پاس آیا تو حضرت مَلَّاتِیْمِ نے اس سے فرمایا کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا یا اشارہ کیا ہوگا آنکھ سے یا ہاتھ سے یا دیکھا ہوگا اس نے کہا نہیں یا حضرت! فرمایا کیا تو نے اس سے زنا کیا ہے؟ اور نہ کنایت کی ساتھ اس کے یعنی صریح لفظ کہا اور کسی اور لفظ کے ساتھ اس سے کفایت نہ کی، کہا سو حضرت مَلَّاتِیْمِ نے اس وقت اس کے سنگسار کرنے کا حکم فرمایا۔

فائدہ: ان تینوں چیزوں کو زنا فرمایا تو اس میں اشارہ ہے اس حدیث کی طرف کہ آئی ہے کہ آنکھ بھی زنا کرتی ہے اور اس کا زنا دیکھنا ہے اور اسی طرح زبان اور ہاتھ پاؤں وغیرہ جوارح کا ذکر اور طریق میں آ گیا ہے پھر فرمایا کہ شرم گاہ ان سب کو جھٹلاتی ہے یا سچا کرتی ہے۔

بَابُ سُؤَالِ الْإِمَامِ الْمُقِرَّ هَلْ أَحْصَنْتَ

امام کا سوال کرنا مقر سے کہ کیا تو شادی شدہ ہے؟ یعنی کیا تو نے نکاح کیا ہوا ہے اور عورت سے صحبت کی ہے؟

٦٣٢٥ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى

۶۳۲۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں میں سے ایک مرد حضرت مَلَّاتِیْمِ کے پاس آیا اور آپ مسجد میں تھے سو اس نے حضرت مَلَّاتِیْمِ کو پکارا کہ یا حضرت! میں نے زنا کیا، مراد اس کی اپنا نفس تھا یعنی میں صرف مسئلہ پوچھنے کو نہیں

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِّنَ النَّاسِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ زَنَيْتُ يُرِيْدُ نَفْسَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ أَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَجَآءَ لِشِقِّ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ أَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ فَكُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى أَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ.

آیا نہ اپنے واسطے نہ غیر کے واسطے بلکہ میں آیا ہوں زنا کا اقرار کرتا تا کہ کیا جائے ساتھ اس کے جو شرعًا اس پر واجب ہے تو حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا تو وہ اس طرف سر کا جس طرف حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا پھر اس نے کہا یا حضرت! میں نے زنا کیا ہے حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا تو وہ اس طرف آیا جس طرف حضرت ﷺ نے اس سے منہ گھمایا سو جب اس نے اپنی جان پر چار بار گواہی دی تو حضرت ﷺ نے اس کو بلایا سو فرمایا کہ کیا تو دیوانہ ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں یا حضرت! پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں یا حضرت! فرمایا اس کو لے جاؤ اور سنگسار کرو کہا ابن شہاب نے خبر دی مجھ کو جس نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں اُن لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو سنگسار کیا سو ہم نے اس کو عید گاہ کے پاس سنگسار کیا سو جب اس کو پتھروں نے بے قرار کیا تو بھاگا یہاں تک کہ ہم نے اس کو سنگستانی زمین میں پایا پھر ہم نے اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ محل سوال کے مشروع ہونے کا اس شخص سے جو زنا کا اقرار کرے اس وقت ہے جب کہ نہ جانتا ہو کہ اس نے صحیح طور سے نکاح کر کے اس کے ساتھ دخول کیا ہے اور جب اس کو معلوم ہو کہ وہ شادی شدہ ہے تو پھر نہ پوچھے پھر حکایت کی مالکیہ سے تفصیل جب کہ اس کو معلوم ہو کہ اس نے نکاح کیا ہوا ہے اور نہ سنا اس سے اقرار دخول کا سو بعض نے کہا کہ جو عورت کے ساتھ ایک رات رہا ہو اس کا انکار مقبول نہیں اور بعض نے کہا کہ اس سے اکثر اور کیا اس کو شادی شدہ کی حد ماری جائے یا کنوارے کی؟ دوسرا قول راجح تر ہے اور اسی طرح جب اقرار کرے خاوند ساتھ صحبت کرنے کے پھر اس نے کہا کہ میں نے تو اس کے ساتھ اقرار اس واسطے کیا تھا تا کہ رجعت کا مالک ہوں یا اقرار کیا عورت نے پھر کہا کہ میں نے یہ اس واسطے کیا ہے کہ پورا مہر لوں سو ہر ایک کو دونوں میں سے کنوارے کی حد ماری جائے اور ان کے غیر کے نزدیک حد بالکل اٹھائی جاتی ہے اور نقل کیا ہے طحاوی نے اپنے اصحاب سے کہ جو دوسرے کو کہے اے زانی! اور وہ اس کی تصدیق کرے تو قائل کو کوڑے مارے جائیں اور نہ حد ماری جائے تصدیق کرنے والے کو اور کہا زفر نے بلکہ اس کو بھی حد ماری جائے، میں کہتا ہوں اور یہ قول جمہور کا

ہے اور ترجیح دی ہے طحاوی نے زفر کے قول کو اور استدلال کیا ہے اس نے باب کی حدیث سے اور حضرت ﷺ نے ماعز رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا سچ ہے جو خبر مجھ کو تجھ سے پہنچی کہ تو نے زنا کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں، تو حضرت ﷺ نے اس کو حد ماری اور اس واسطے کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ جو دوسرے سے کہے کہ میرا تجھ پر ہزار قرض ہے اس نے کہا تو سچا ہے تو لازم آتا ہے اس کو مال۔ (فتح)

بَابُ الْاِعْتِرَافِ بِالزِّنَا — اقرار کرنا ساتھ زنا کے

فائدہ: یہ بحث پہلے گزر چکی ہے کہ کیا اعتراف کا مکرر ہونا شرط ہے یا نہیں اور جو کہتا ہے کہ صرف ایک بار اقرار کافی ہے اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ مطلق ہونے اعتراف کے حدیث میں اور نہیں معارض ہے اس کو وہ چیز جو ماعز رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے اقرار کے مکرر ہونے سے اس واسطے کہ وہ واقعہ ہے ایک حال کا کما تقدم۔ (فتح)

٦٣٢٦ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ قَالَا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِيْ قَالَ قُلْ قَالَ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَعَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ

٦٣٢٦ـ حضرت ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس تھے سو ایک مرد کھڑا ہوا تو اس نے کہا میں تجھ کو سوال کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر مگر یہ کہ تو ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے حکم کرے تو اس کا خصم کھڑا ہوا اور وہ اس سے زیادہ تر بوجھ والا تھا سو اس نے کہا کہ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے ساتھ حکم کیجیے اور مجھ کو اجازت ہو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہو اس نے کہا کہ بے شک میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا تو میں نے اس کا بدلہ دیا سو بکری اور ایک غلام پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ بے شک میرے بیٹے پر لازم ہے سو کوڑا اور برس بھر شہر بدر کرنا اور لازم ہے اس کی عورت پر سنگسار کرنا تو حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے البتہ میں حکم کروں گا تم میں کتاب اللہ سے سو بکری اور خادم تجھ پر پھیرے جائیں اور لازم ہے تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور سال بھر شہر بدر کرنا اور اے انیس! اس کی عورت کی طرف جا سو اگر زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر سو وہ اس کے پاس گیا اس

هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا قُلْتُ لِسُفْيَانَ لَمْ يَقُلْ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَقَالَ الشَّكُّ فِيْهَا مِنَ الزُّهْرِيِّ فَرُبَّمَا قُلْتُهَا وَرُبَّمَا سَكَتُّ.

عورت نے زنا کا اقرار کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا، میں نے سفیان سے کہا نہیں کہا تو نے انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ لازم ہے تیرے بیٹے پر سنگسار کرنا اس نے کہا کہ میں شک کرتا ہوں اس میں زہری سے سو بہت وقت میں نے اس کو کہا اور بہت وقت میں نے اس کو کہا اور بہت وقت میں چپ رہا۔

فائدہ: انشدك بالله ای اسألك بالله یعنی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس میں معنی اذکرک کا ہے یعنی میں تجھ کو یاد کرتا ہوں اٹھانے والا اپنی آواز کو اور یہ جو کہا کہ مگر کہ تو ہمارے درمیان کتاب اللہ تعالیٰ سے حکم کرے یعنی نہیں سوال کرتا میں تجھ سے مگر حکم کرنا ساتھ کتاب اللہ کے اور احتمال ہے کہ الا جواب قسم کا ہو اس واسطے کہ اس میں حصر کے معنی ہیں اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ساتھ اللہ تعالیٰ کے کہ نہ کرے تو کچھ چیز مگر حکم اور مراد کتاب اللہ سے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو اس نے اپنے بندوں پر لکھا اور بعض نے کہا کہ مراد قرآن ہے اور یہ متبادر ہے اور احتمال اول اولیٰ ہے اس واسطے کہ سنگسار کرنا اور شہر بدر کرنا قرآن میں مذکور نہیں ہیں مگر اس واسطہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا اپنے رسول ﷺ کی پیروی کرنے کا اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے قرآن کی یہ آیت ہے: ﴿أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾ سو حضرت ﷺ نے بیان کیا کہ کنوارے کی راہ سو کوڑے مارنا اور شہر بدر کرنا ہے اور شادی شدہ کی راہ سنگسار کرنا ہے، میں کہتا ہوں اور یہ بواسطہ بیان کرنے کے ہے اور احتمال ہے کہ مراد کتاب اللہ سے وہ آیت ہو جس کی تلاوت منسوخ ہے اور وہ یہ ہے: الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ کتاب اللہ کے نہی ہے کھانے مال کے سے ساتھ باطل کے اس واسطے کہ اس کے مدعی نے اس سے بکریاں اور لونڈی ناحق لی تھیں پس اسی واسطے فرمایا کہ بکریاں اور لونڈی تجھ پر رد کی جائیں گی اور راجح یہ ہے کہ مراد ساتھ کتاب اللہ تعالیٰ کے وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ تمام افراد قصے کے اس چیز سے کہ واقع ہوا ہے ساتھ اس کے جواب جو آگے آتا ہے اور مراد خادم سے اس حدیث میں لونڈی ہے اور یہ جو فرمایا کہ بے شک تیرے بیٹے پر سو کوڑا ہے تو یہ محمول ہے اس پر کہ حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ اس کا بیٹا کنوارا ہے اور اس نے زنا کا اقرار کیا ہے اور احتمال ہے کہ اعتراف مضمر ہو اور تقدیر یہ ہو اور تیرے بیٹے پر ہے اگر وہ زنا کا اقرار کرے اور اول لائق تر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ بیچ مقام حکم کے تھے اور اگر فتویٰ دینے کے مقام پر ہوتے تو اس میں کوئی اشکال نہ تھا اس واسطے کہ تقدیر یہ ہے اگر اس نے زنا کیا ہے اور وہ کنوارا ہے اور قرینہ اس کے اعتراف کا حاضر ہونا اس کا ہے ساتھ باپ اپنے کے اور چپ رہنا اس کا اس چیز سے کہ منسوب کی گئی اس کی طرف اور بہرحال علم ساتھ کنوارے ہونے اس کے سو ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ وہ کنوارا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ بہرحال تیرا

بیٹا تو اس کی سزا سو کوڑا اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ جو اس وقت صادر ہوا وہ حکم تھا نہ فتویٰ برخلاف روایت سفیان کے اور استدلال کیا ہے بعض نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے تاخیر کرنا اقامت حد کے نزدیک تنگ ہونے وقت کے اور یہ ضعیف ہے اس واسطے کہ نہیں ہے اس حدیث میں کہ یہ دن کے اخیر میں تھا اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں سوائے اس کے کہ گزرے رجوع کرنا طرف کتاب اللہ کی نص سے ہو یا بطورِ استنباط کے اور جائز ہونا قسم کا کسی کام پر اس کی تاکید کے واسطے اور قسم کھانا بغیر طلب کرنے قسم کے اور حسن خلق حضرت ﷺ کا اور حلم آپ کا اس شخص پر جو آپ سے خطاب کرے ساتھ اس چیز کے کہ اولیٰ اس کا خلاف ہے اور یہ کہ جو آپ کی پیروی کرے حاکموں سے بیچ اس کے وہ محمود ہے مثل اس شخص کی کہ نہ بھڑکے مدعی کے قول سے مثلا کہ ہمارے درمیان حکم کر کہا بیضاوی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دونوں نے یہی سوال کیا کہ کتاب اللہ کے ساتھ حکم کریں باوجود اس کے کہ ان کو معلوم تھا کہ حضرت ﷺ نہیں حکم کرتے مگر ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے تا کہ حکم کیا جائے ان کے درمیان محض حق سے نہ ساتھ مصالحت کے اور نہ لینے آسان حکم کے اس واسطے کہ حاکم کو جائز ہے کہ فریقین کی رضا مندی سے ایسا حکم کرے اور یہ کہ حسن ادب بیچ گفتگو بزرگ آدمی کے تقاضا کرتا ہے مقدم کرنے کو جھگڑے میں اگرچہ مذکور مسبوق ہو اور یہ کہ امام کو جائز ہے کہ اجازت دے جس کو چاہے مدعی اور مدعا علیہ سے دعویٰ میں جب کہ دونوں اکٹھے آئیں اور ممکن ہو کہ ہر ایک دونوں میں سے دعویٰ کرے اور مستحب ہے اجازت لینا مدعی اور فتویٰ طلب کرنے والے کو حاکم اور عالم سے کلام میں اور مؤکد ہے یہ اس وقت جب کہ گمان ہو کہ اس کو عذر ہے اور یہ کہ جو اقرار کرے حد کا واجب ہے امام پر قائم کرنا اس کا اوپر اس کے اگرچہ نہ اعتراف کرے جو اس کو اس میں شریک ہو اور یہ کہ جو دوسرے کو تہمت کرے اس پر حد نہ قائم کی جائے مگر یہ کہ مقذوف طلب کرے برخلاف ابن ابی لیلیٰ کے کہ اس نے کہا واجب ہے اگرچہ مقذوف طلب نہ کرے اور اس استدلال میں نظر ہے اس واسطے کہ محل خلاف کا وہ ہے جب کہ مقذوف حاضر ہو اور جب کہ غائب ہو جیسا کہ یہ ہے تو ظاہر یہ ہے کہ تاخیر واسطے دریافت کرنے حال کے ہے سو اگر ثابت ہو مقذوف کے حق میں تو نہیں ہے حد قاذف پر جیسا کہ اس قصے میں ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت ﷺ نے اُنیس رضی اللہ عنہ کو اس واسطے بھیجا تھا تا کہ معلوم کروائے اس عورت کو قذف مذکور تا کہ مطالبہ کرے وہ عورت اپنے قاذف کی حد کا اگر قذف سے انکار کرے اور اس کا ہونا ضروری ہے اس واسطے کہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو زنا کی حد قائم کرنے کے واسطے بھیجا تھا اور حالانکہ یہ مراد نہیں اس واسطے کہ نہیں احتیاط کی جاتی واسطے حد زنا کے ساتھ جاسوسی اور نقب زنی کے اس سے یعنی اس کے واسطے زیادہ تحقیق اور تفتیش کرنے کا حکم نہیں آیا بلکہ مستحب ہے کہ جو زنا کا اقرار کرے اس کو تلقین کی جائے اور عذر سکھلایا جائے تا کہ وہ اقرار زنا سے رجوع کرے اور ہوگا حضرت ﷺ کے قول کے واسطے اگر اقرار کرے مقابل یعنی اور اگر انکار کرے تو اس کو

معلوم کروا کہ اس کے واسطے جائز ہے مطالبہ کرنا حد قذف کا پس حذف کیا گیا واسطے وجود احتمال کے اور وہ انکار کرتی اور حد قذف کا مطالبہ کرتی تو اس کو حد ماری جاتی اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت سے زنا کیا ہے تو حضرت ﷺ نے اس کو سو کوڑا مارا پھر عورت سے پوچھا تو اس نے کہا کہ جھوٹا ہے تو حضرت ﷺ نے اس کو اسی کوڑے مارے حد قذف کے اور یہ کہ پردہ دار عورت جس کی عادت باہر نکلنے کی نہ ہو اس کو حاکم کی مجلس میں حاضر ہونے کی تکلیف نہ دی جائے بلکہ جائز ہے کہ اس کی طرف بھیجا جائے جو اس کے واسطے یا اس پر حکم کرے اور اس میں ہے کہ سائل ذکر کرے ہر چیز کو جو واقع ہوئی ہو قصے میں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ سمجھے مفتی اس سے وہ چیز کہ استدلال کرے اس کے ساتھ اوپر خصوص حکم کے مسئلے میں واسطے قول اس مرد کے کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا اور حالانکہ وہ صرف زنا کا حکم پوچھنے کو آیا تھا اور اس میں راز یہ ہے کہ اس نے ارادہ کیا تھا کہ اپنے بیٹے کے واسطے کوئی عذر قائم کرے اور یہ کہ وہ زنا کے ساتھ مشہور نہ تھا اور نہیں ہجوم کیا اس نے عورت پر اور نہ اس سے زبردستی کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا یہ اس کے واسطے بسبب دراز ہونے ملازمت کے جو تقاضا کرتی ہے زیادہ لگاؤ اور رغبت کو سو مستفاد ہوتا ہے اس سے حث اوپر دور کرنے اجنبی مرد کے اجنبی عورت سے جہاں تک کہ ممکن ہو اس واسطے کہ خلا ملا کبھی نوبت پہنچاتا ہے طرف فساد کی، اور یہ کہ جائز ہے فتویٰ طلب کرنا مفضول سے باوجود فاضل کے اور رد کرنا ہے اس پر جو منع کرتا ہے تابع کو کہ فتویٰ دے باوجود صحابی کے مثلا اور یہ کہ جائز ہے کفایت کرنا حکم میں ساتھ امر کے جو پیدا ہو گمان سے باوجود قدرت کے یقین پر لیکن اگر اختلاف کریں فتویٰ طلب کرنے والے میں تو رجوع کرے طرف اس چیز کی جو مفید یقین ہو اور یہ کہ اس شریف زمانے میں بھی بعض ایسا آدمی تھا جو فتویٰ دیتا تھا گمان سے جو کسی اصل سے پیدا نہ ہو اور احتمال ہے کہ یہ منافقوں سے واقع ہوا ہو یا جو نو مسلم ہو اور یہ کہ اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت ﷺ کے زمانے میں اور آپ کے شہر میں فتویٰ دیا کرتے تھے ان میں سے ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ وغیرھم اور یہ کہ جو حکم کہ گمان پر مبنی ہو وہ توڑا جاتا ہے ساتھ اس چیز کے جو مفید یقین کو ہو اور یہ کہ حد بدلا قبول نہیں کرتی اور اس پر اجماع ہے زنا میں اور چوری میں اور حرب میں اور نشہ لانے والی چیز کے پینے میں اور قذف میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ بھی اور حدود کی طرح ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جاری ہوتا ہے بدلا بدن میں مانند قصاص جان کی اور ہاتھ پاؤں وغیرہ کی اور یہ کہ جو صلح کہ شرع کے مخالف ہو وہ مردود ہے اور جو مال اس میں لیا جائے وہ پھیر دیا جائے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ ساتھ اس کے ظاہر ہوگا کہ جو بعض فقہاء نے بعض عقود فاسدہ سے یہ عذر بیان کیا ہے کہ دونوں معارضہ کرنے والے آپس میں راضی ہیں اور ایک نے دوسرے کو تصرف میں اجازت دی ہے تو یہ عذر ان کا ضعیف ہے اور حق یہ ہے کہ اجازت تصرف میں مفید ہے ساتھ عقود صحیحہ کے اور یہ کہ جائز ہے نائب پکڑنا بیچ قائم کرنے حد کے اور استدلال کیا

گیا ہے ساتھ اس کے اوپر وجوب اعذار کے اور کفایت کرنا اس میں ساتھ ایک کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے حکم کرنا ساتھ اقرار قصور کرنے والے کے بغیر ضبط کرنے گواہی کے اوپر اس کے لیکن وہ خاص ایک واقعہ کا ذکر ہے سو احتمال ہے کہ انیس رضی اللہ عنہ نے گواہی دی ہو اس کے سنگسار کرنے سے پہلے اور حجت پکڑی ہے ایک قوم نے ساتھ جواز حکم حاکم کے حدود وغیرہ میں ساتھ اس چیز کے کہ اقرار کرے خصم ساتھ اس کے نزدیک اس کے یعنی بغیر گواہ کے اور یہ ایک قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور ساتھ اس کے قائل ہے ابوثور اور جمہور نے اس سے انکار کیا ہے اور خلاف غیر حدود میں قوی تر ہے اور انیس رضی اللہ عنہ کے قصے میں احتمال عذر کا ہے کما مضٰی اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اس کو سنگسار کر یعنی بعد معلوم کروانے میرے کے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کو اس کی سپرد کیا سو جب اقرار کرے ان کے سامنے جس سے یہ ثابت ہو تو حکم کرے اور ظاہر یہ ہے کہ جب اس نے اقرار کیا تو انیس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم کروایا واسطے مبالغہ کرنے کے طلب ثبوت میں باوجود اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلق کیا تھا اس کے سنگسار کرنے کو اس کے اقرار پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ حاضر ہونا امام کا سنگساری میں نہیں ہے شرط اور اس میں نظر ہے احتمال ہے کہ انیس رضی اللہ عنہ حاکم ہو اور البتہ رجم میں حاضر بلکہ مباشر تھا اور اس میں ترک کرنا جمع کا ہے درمیان جلد اور تغریب کے وسیاتی اور یہ کہ کافی ہے ایک بار اقرار کرنا اس واسطے کہ نہیں منقول ہے کہ اس عورت نے مکرر اقرار کیا تھا اور کفایت کرنا ساتھ رجم کے بغیر جلد کے اس واسطے کہ اس کے قصے میں یہ بھی منقول نہیں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ فعل عام نہیں ہوتا پس ترک اولیٰ ہے اور یہ کہ جائز ہے مزدور پکڑنا آزاد کو اور جائز ہے باپ کے واسطے یہ کہ اجارے میں دے اپنے بیٹے کو کسی کی خدمت اور نوکری میں جب کہ اس کو اس کی حاجت ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اگر باپ اپنے مجور بیٹے کی طرف سے دعویٰ کرے تو اس کا دعویٰ صحیح ہے اگرچہ بالغ ہو اس واسطے کہ لڑکا حاضر تھا اور نہیں کلام کیا تھا مگر اس کے باپ نے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ وہ اس کی طرف سے وکیل ہو یا اس واسطے کہ دعویٰ کرنا نہیں واقع ہوا تھا مگر بسبب اس مال کے جو بدلا دیا گیا تھا سو لڑکے کے باپ نے دعویٰ کیا تھا اس عورت کے خاوند پر اس مال کا جو اس نے اس سے لیا بدلا اس زنا کا جب کہ اہل علم نے اس کو بتلایا کہ یہ صلح فاسد ہے تا کہ اس سے وہ مال پھیر لے برابر ہے کہ اس کے مال میں سے ہو یا اس کے بیٹے کے مال سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے خاوند کو حکم کیا کہ اس کا مال جو اس سے لیا ہے اس کو پھیر دے اور بہرحال جو واقع ہوا ہے قصے میں حد سے تو وہ مزدور کے اقرار سے ہے پھر عورت کے اقرار سے اور یہ کہ جب حال دونوں زانی کا مختلف ہو جائے تو قائم کی جائے ہر ایک پر حد اس کی اس واسطے کہ مرد کو کوڑے مارے گئے اور عورت کو سنگسار کیا گیا اور اسی طرح حکم ہے جب کہ ایک آزاد ہو اور دوسرا غلام اور یہی حکم ہے جب کہ زنا کرے بالغ مرد نابالغ لڑکی سے یا عاقل ساتھ مجنون عورت کے کہ بالغ اور عاقل کو حد ماری جائے سوائے دونوں

کے اور اسی طرح عکس اس کا اور یہ کہ جو کوئی اپنے بیٹے کو قذف کرے اس پر حد نہیں اس واسطے کہ اس مرد نے کہا کہ میرے بیٹے نے زنا کیا ہے اور نہیں ثابت ہوئی اس پر حد قذف کی۔ (فتح)

٦٣٢٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ عُمَرُ لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَّطُوْلَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتّٰى يَقُوْلَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ أَلَا وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى وَقَدْ أَحْصَنَ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الْاِعْتِرَافُ. قَالَ سُفْيَانُ كَذَا حَفِظْتُ أَلَا وَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ.

٦٣٢٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں ڈرا یہ کہ دراز ہو لوگوں پر زمانہ یہاں تک کہ کہنے والا کہے کہ ہم سنگسار کرنے کا حکم قرآن میں نہیں پاتے سو گمراہ ہو جائیں اللہ تعالیٰ کے فرض کے ترک کرنے سے جس کو اللہ تعالیٰ نے اُتارا خبردار ہو اور بے شک سنگسار کرنا لازم ہے ہر مسلمان پر جو حرام کاری کرے اور شادی شدہ ہو جب کہ قائم ہوں گواہ یا حمل ہو یا اقرار، کہا سفیان نے اسی طرح میں نے یاد رکھا خبردار ہو بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگسار کیا اور ہم نے بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سنگسار کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اس کے بعد اتنا زیادہ ہے کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا قرآن میں اور بڑھایا جو قرآن میں نہ تھا تو البتہ میں اس آیت کو اپنے ہاتھ سے قرآن میں لکھتا: ﴿الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموها البتة نكالا من الله والله عزيز حكيم﴾ اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جب بوڑھا زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو تو اس کو کوڑے مارے جاتے ہیں اور اگر جوان زنا کرے اور شادی شدہ ہو تو اس کو سنگسار کیا جاتا ہے سو مستفاد ہوتا ہے اس حدیث سے سبب اس کی تلاوت کے منسوخ ہونے کا یعنی اس واسطے کہ عمل اس کے ظاہر عموم کے برخلاف ہے اس کے عموم سے معلوم ہوتا ہے کہ بوڑھے زانی کو سنگسار کیا جائے خواہ کنوارا ہو یا شادی شدہ ہو اور حالانکہ کنوارے زانی کو سنگسار نہیں کیا جاتا خواہ بوڑھا ہو یا جوان اور غرض اس حدیث سے یہ قول ہے خبردار سنگسار کرنا حق لازم ہے۔ (فتح)

بَابُ رَجْمِ الْحُبْلٰى مِنَ الزِّنَا إِذَا أَحْصَنَتْ

سنگسار کرنا اس عورت کو جو زنا سے حاملہ ہو جب کہ شادی شدہ ہو

فائدہ: کہا اسماعیلی نے کہ مراد یہ ہے جب کہ حامل ہو زنا سے احصان پر پھر بچہ جنے تو اس کو سنگسار کیا جائے اور اگر حاملہ ہو تو اس کو سنگسار نہ کیا جائے یہاں تک کہ بچہ جنے اور کہا ابن بطال نے کہ معنی ترجمہ کے یہ ہیں کہ کیا حاملہ عورت پر سنگسار کرنا واجب ہے یا نہیں اور قرار پایا ہے اجماع اس پر کہ اس کو سنگسار نہ کیا جائے یہاں تک کہ بچہ جنے

کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور یہی حکم ہے کوڑے مارنے کا کہ اس کو کوڑے نہ مارے جائیں یہاں تک کہ بچہ جنے اور اسی طرح اگر حاملہ پر قصاص واجب ہو تو نہ قصاص لیا جائے یہاں تک کہ بچہ جنے اجماع ہے ان سب میں اور البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ حاملہ کو سنگسار کریں تو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیرے واسطے اس کی طرف کوئی راہ نہیں یہاں تک کہ بچہ جنے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور بچہ جننے کے بعد اختلاف ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب بچہ جنے تو اسی وقت سنگسار کیا جائے اور نہ انتظار کیا جائے کہ اس کا بچہ پرورش پائے اور کہا کوفیوں نے کہ بچہ جننے کے بعد نہ سنگسار کیا جائے اس کو یہاں تک کہ پائے جو اس کے لڑکے کی پرورش کرے یہ قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور ایک روایت مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور غامدیہ اور جہنیہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی لڑکے کا پرورش کرنے والا ہو تو اس کو فی الحال سنگسار کیا جائے ورنہ انتظار کیا جائے یہاں تک کہ اس کا بچہ پرورش پائے۔ (فتح)

۶۳۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أُقْرِئُ رِجَالًا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَبَيْنَمَا أَنَا فِيْ مَنْزِلِهٖ بِمِنًى وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا إِذْ رَجَعَ إِلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا أَتَى أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الْيَوْمَ فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هَلْ لَكَ فِيْ فُلَانٍ يَقُوْلُ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ لَقَدْ بَايَعْتُ فُلَانًا فَوَاللّٰهِ مَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِيْ بَكْرٍ إِلَّا فَلْتَةً فَتَمَّتْ فَغَضِبَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ إِنِّيْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَقَآئِمٌ الْعَشِيَّةَ فِي النَّاسِ فَمُحَذِّرُهُمْ هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّغْصِبُوْهُمْ أُمُوْرَهُمْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ

۶۳۲۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں چند مہاجرین کو پڑھاتا تھا ان میں سے ہیں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سو جس حالت میں کہ میں منیٰ میں اس کی جگہ میں تھا اور وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا ان کے پچھلے حج میں کہ اچانک میری طرف عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پھرا سو اس نے کہا کہ اگر تو دیکھتا ایک مرد کو کہ آج امیر المومنین کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے امیر المومنین! کیا تیرے واسطے فلانے کے حق میں کوئی کلام ہے؟ وہ کہتا ہے کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ مر گیا تو میں فلانے سے بیعت کروں گا سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت ناگہانی تھی سو پوری ہوگئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے پھر کہا کہ بے شک میں انشاء اللہ تعالیٰ دو پہر کے بعد کھڑا ہوں گا اور ڈراؤں گا لوگوں کو جو ارادہ کرتے ہیں کہ چھین لیں اُن سے خلافت ان کی یعنی اُچھلتے ہیں خلافت پر بغیر عہد اور مشورہ کے کما وقع لابی بکر کہا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے میں نے کہا: اے امیر المومنین! ایسا نہ کر اس واسطے کہ موسم حج کا جامع ہوتا ہے رذیل اور کمینے لوگوں کو جو فتنے کی جلدی کرتے ہیں یعنی حج میں ہر قسم کے آدمی جمع ہوتے ہیں اور وہ

الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَائَهُمْ فَإِنَّهُمْ هُمُ الَّذِيْنَ يَغْلِبُوْنَ عَلٰى قُرْبِكَ حِيْنَ تَقُوْمُ فِي النَّاسِ وَأَنَا أَخْشٰى أَنْ تَقُوْمَ فَتَقُوْلَ مَقَالَةً يُطَيِّرُهَا عَنْكَ كُلُّ مُطَيِّرٍ وَأَنْ لَّا يَعُوْهَا وَأَنْ لَّا يَضَعُوْهَا عَلٰى مَوَاضِعِهَا فَأَمْهِلْ حَتّٰى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ فَإِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ فَتَخْلُصَ بِأَهْلِ الْفِقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ فَتَقُوْلَ مَا قُلْتَ مُتَمَكِّنًا فَيَعِيْ أَهْلُ الْعِلْمِ مَقَالَتَكَ وَيَضَعُوْنَهَا عَلٰى مَوَاضِعِهَا فَقَالَ عُمَرُ أَمَا وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَأَقُوْمَنَّ بِذٰلِكَ أَوَّلَ مَقَامٍ أَقُوْمُهُ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فِيْ عُقْبِ ذِي الْحَجَّةِ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ عَجَّلْتُ الرَّوَاحَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى أَجِدَ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ جَالِسًا إِلٰى رُكْنِ الْمِنْبَرِ فَجَلَسْتُ حَوْلَهُ تَمَسُّ رُكْبَتِيْ رُكْبَتَهُ فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ مُقْبِلًا قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ لَيَقُوْلَنَّ الْعَشِيَّةَ مَقَالَةً لَمْ يَقُلْهَا مُنْذُ اسْتُخْلِفَ فَأَنْكَرَ عَلَيَّ وَقَالَ مَا عَسَيْتَ أَنْ يَّقُوْلَ مَا لَمْ يَقُلْ قَبْلَهُ فَجَلَسَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمَّا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُوْنَ قَامَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ قَائِلٌ لَكُمْ مَقَالَةً قَدْ قُدِّرَ لِيْ أَنْ أَقُوْلَهَا لَا أَدْرِيْ لَعَلَّهَا بَيْنَ يَدَيْ

ہی ہیں جو غالب ہوں گے تیری نزدیکی پر یعنی اس مکان پر جو تجھ سے نزدیک ہے جب کہ تو لوگوں میں کھڑا ہو اور میں ڈرتا ہوں کہ کھڑا ہو تو اور کوئی بات کہے کہ اُڑا لے جائے اس کو تجھ سے ہر اڑانے والا یعنی حمل کریں اس کو اس کی غیر وجہ پر اور نہ پہچانیں اس کی مراد کو اور یہ کہ نہ رکھیں اس کو اس کی جگہ میں سو توقف کر یہاں تک کہ تو مدینے میں پہنچے اس واسطے کہ وہ گھر ہے ہجرت کا اور سنت کا سو تو پہنچے ساتھ سمجھ بوجھ والوں اور شریف لوگوں کے سو تو کہے جو کہے باقدرت ہو کر سو اہل علم تیری بات کو نگاہ رکھیں گے اور اس کو اس کی جگہ میں اُتاریں گے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: خبردار! قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں قائم ہوں گا ساتھ اس کے اول مقام میں جو مدینے میں کھڑا ہوں گا تو خوب ہوتا، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو ہم مدینے میں آئے ذیحجہ کے بعد سو جب جمعہ کا دن ہوا تو میں ڈھلتے دن دوپہر کے بعد چلا یہاں تک کہ میں نے سعید بن زید کو منبر کے رکن کے پاس بیٹھا پایا تو میں اس کے گرد بیٹھا میرے دونوں گھٹنے اس کے گھٹنے سے چھوتے تھے سو میں نے کچھ دیر نہ کی یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نکلے یعنی بہت جلدی نکلے سو جب میں نے اُن کو سامنے سے آتے دیکھا تو میں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ آج وہ بات کہیں گے جو نہیں کہی جب سے خلیفہ ہوئے تو اس نے مجھ پر انکار کیا اور کہا کہ مجھ کو اُمید نہیں کہ کہیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں کہا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے پھر جب مؤذن چپ ہوا تو کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر کہا کہ بہرحال حمد اور صلوٰۃ کے بعد میں تم سے ایک بات کہتا ہوں جو میرے واسطے مقرر کی گئی کہ میں اس کو

أَجَلِي فَمَنْ عَقَلَهَا وَوَعَاهَا فَلْيُحَدِّثْ بِهَا حَيْثُ انْتَهَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ وَمَنْ خَشِيَ أَنْ لَا يَعْقِلَهَا فَلَا أُحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَكْذِبَ عَلَيَّ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةُ الرَّجْمِ فَقَرَأْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ فَأَخْشَى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُوْلَ قَائِلٌ وَاللّٰهِ مَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ وَالرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنٰى إِذَا أُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الْاِعْتِرَافُ ثُمَّ إِنَّا كُنَّا نَقْرَأُ فِيْمَا نَقْرَأُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ أَنْ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ فَإِنَّهُ كُفْرٌ بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ أَوْ إِنَّ كُفْرًا بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ أَلَا ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أُطْرِيَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ إِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّ قَائِلًا مِنْكُمْ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ بَايَعْتُ فُلَانًا فَلَا يَغْتَرَّنَّ امْرُؤٌ أَنْ يَقُوْلَ إِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِيْ بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ أَلَا وَإِنَّهَا قَدْ كَانَتْ كَذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ وَقٰى شَرَّهَا وَلَيْسَ

کہوں میں نہیں جانتا کہ شاید میری موت کے آگے ہے یعنی میری موت کے قریب ہے یعنی سو واقع ہوا جیسا کہا سو جو اس کو سمجھے اور یاد رکھے تو چاہیے کہ بیان کرے اس کو جہاں تک اس کی سواری پہنچے اور جو ڈرے اس کے سمجھنے سے تو میں نہیں حلال کرتا کسی کو کہ مجھ پر جھوٹ بولے بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا اور اس پر کتاب اُتاری اور تھی آیت رجم کی اس چیز میں سے کہ اُتاری سو ہم نے اس کو پڑھا اور سمجھا اور یاد رکھا حضرت ﷺ نے سنگسار کیا یعنی زانی کو اور ہم نے بھی حضرت ﷺ کے بعد سنگسار کیا سو میں ڈرتا ہوں اگر لوگوں پر زمانہ دراز ہو جائے یہ کہ کہنے والا کہے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی ہم رجم کی آیت کتاب اللہ میں نہیں پاتے سو گمراہ ہوں اللہ تعالیٰ کے فرض کے ترک کرنے سے جس کو اللہ تعالیٰ نے اتارا یعنی آیت مذکور میں جس کی تلاوت منسوخ ہوئی اور حکم باقی ہے اور سنگسار کرنا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں حق ہے اس شخص پر جو زنا کرے جب کہ شادی شدہ ہو یعنی عاقل بالغ ہو نکاح صحیح سے صحبت کی ہو مردوں اور عورتوں سے جب کہ قائم ہوں گواہ ساتھ شرط ان کی کے یا ہو حمل یعنی جس عورت کا خاوند اور مالک کوئی نہ ہو یا اقرار زنا کا اور تکرار اس پر بے شک ہم پڑھتے تھے اس کو اس چیز میں کہ پڑھتے تھے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے اور نہ منہ پھیرو اپنے باپوں سے سو بے شک شان یہ ہے کہ تمہارے واسطے کفر ہے کہ اپنے باپوں سے منہ پھیرو یعنی اپنے باپ کے لیے اپنے آپ کو منسوب نہ کرو یا یوں فرمایا کہ بے شک تمہارے واسطے کفر ہے کہ اپنے باپوں سے منہ پھیرو پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہایت بے حد میری تعریف نہ کیا کرو جیسے بے حد تعریف ہوئی مریم کے بیٹے

مِنكُمْ مَنْ تُقْطَعُ الْأَعْنَاقُ إِلَيْهِ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَنْ غَيْرِ مَشُوْرَةٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَا يُبَايَعُ هُوَ وَلَا الَّذِي بَايَعَهُ تَغِرَّةً أَنْ يُّقْتَلَا وَإِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ خَبَرِنَا حِيْنَ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَنْصَارَ خَالَفُوْنَا وَاجْتَمَعُوْا بِأَسْرِهِمْ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَخَالَفَ عَنَّا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَّعَهُمَا وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُوْنَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَقُلْتُ لِأَبِيْ بَكْرٍ يَا أَبَا بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلٰى إِخْوَانِنَا هٰؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْطَلَقْنَا نُرِيْدُهُمْ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُمْ لَقِيَنَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ فَذَكَرَا مَا تَمَالَأَ عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالَا أَيْنَ تُرِيْدُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقُلْنَا نُرِيْدُ إِخْوَانَنَا هٰؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَا لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَقْرَبُوْهُمْ اقْضُوْا أَمْرَكُمْ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَنَأْتِيَنَّهُمْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَاهُمْ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ فَإِذَا رَجُلٌ مُزَمَّلٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقُلْتُ مَا لَهُ قَالُوْا يُوْعَكُ فَلَمَّا جَلَسْنَا قَلِيْلًا تَشَهَّدَ خَطِيْبُهُمْ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَنَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ وَكَتِيْبَةُ الْإِسْلَامِ وَأَنْتُمْ مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَهْطٌ وَقَدْ دَفَّتْ دَافَّةٌ مِّنْ قَوْمِكُمْ فَإِذَا هُمْ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّخْتَزِلُوْنَا مِنْ أَصْلِنَا وَأَنْ

کی اور مجھ کو یوں کہو کہ اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں پھر مجھ کو خبر پہنچی کہ تم میں سے کوئی کہنے والا کہتا ہے قسم ہے اگر عمر رضی اللہ عنہ مر گیا تو ہم فلانے کی بیعت کریں گے سو نہ مغرور ہو کوئی آدمی یہ کہ کہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت تو اچانک ہوئی اور پوری ہوئی خبردار ہو اور بے شک وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اسی طرح ہوئی یعنی اچانک لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی بدی کو نگاہ رکھا یعنی بچایا ان کو اس چیز سے کہ جلدی میں ہے غالبًا شر سے اس واسطے کہ عادت ہے کہ جو چیز کی حکمت نہ جانتا ہو وہ اس کی ناگہانی کرنے سے راضی نہیں ہوتا اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ کاٹی جائیں گردنیں اس کی طرف مثل ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جو بیعت کرے کسی مرد سے بغیر مشورے مسلمانوں کے تو نہ بیعت کیا جائے یعنی اس کی بیعت نہ کی جائے اور نہ اس کے تابع ہو واسطے ڈرنے کے قتل سے یعنی جس نے یہ کام کیا اس نے اپنے نفس کو اور اپنے ساتھی کو قتل کے سامنے کیا اور بے شک ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں بہتر تھا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور انصاری لوگ ہم سے مخالف ہوئے یعنی ہمارے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ میں جمع نہ ہوئے بلکہ بنی ساعدہ کی بیٹھک میں سب جمع ہوئے اور مخالف ہوئے علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور جو ان دونوں کے ساتھ تھا اور جمع ہوئے مہاجرین ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تو میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ ہمارے ان انصاری بھائیوں کی طرف چل سو ہم چلے ان کے ارادے سے سو جب ہم ان سے قریب ہوئے تو ہم ان میں سے دو نیک مردوں کو ملے سو ذکر کیا دونوں نے جس پر اتفاق کیا قوم نے یعنی انصار نے پھر دونوں نے کہا تم کہاں کا ارادہ کرتے ہو اے گروہ مہاجرین کے؟ ہم نے کہا

يَحْضُنُونَا مِنَ الْأَمْرِ فَلَمَّا سَكَتَ أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَكُنْتُ قَدْ زَوَّرْتُ مَقَالَةً أَعْجَبَتْنِي أُرِيْدُ أَنْ أُقَدِّمَهَا بَيْنَ يَدَيْ أَبِي بَكْرٍ وَكُنْتُ أُدَارِيْ مِنْهُ بَعْضَ الْحَدِّ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ عَلَى رِسْلِكَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُغْضِبَهُ فَتَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ فَكَانَ هُوَ أَحْلَمَ مِنِّيْ وَأَوْقَرَ وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ أَعْجَبَتْنِيْ فِيْ تَزْوِيْرِيْ إِلَّا قَالَ فِيْ بَدِيْهَتِهِ مِثْلَهَا أَوْ أَفْضَلَ مِنْهَا حَتّٰى سَكَتَ فَقَالَ مَا ذَكَرْتُمْ فِيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ فَأَنْتُمْ لَهُ أَهْلٌ وَلَنْ يُعْرَفَ هٰذَا الْأَمْرُ إِلَّا لِهٰذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ نَسَبًا وَدَارًا وَقَدْ رَضِيْتُ لَكُمْ أَحَدَ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ فَبَايِعُوْا أَيَّهُمَا شِئْتُمْ فَأَخَذَ بِيَدِيْ وَبِيَدِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَنَا فَلَمْ أَكْرَهْ مِمَّا قَالَ غَيْرَهَا كَانَ وَاللّٰهِ أَنْ أُقَدَّمَ فَتُضْرَبَ عُنُقِيْ لَا يُقَرِّبُنِيْ ذٰلِكَ مِنْ إِثْمٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَأَمَّرَ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ اَللّٰهُمَّ إِلَّا أَنْ تُسَوِّلَ إِلَيَّ نَفْسِيْ عِنْدَ الْمَوْتِ شَيْئًا لَا أَجِدُهُ الْآنَ فَقَالَ قَائِلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ أَنَا جُذَيْلُهَا الْمُحَكَّكُ وَعُذَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ مِنَّا أَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ فَكَثُرَ اللَّغَطُ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ حَتّٰى فَرِقْتُ مِنَ الْاِخْتِلَافِ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَدَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَبَسَطَ يَدَهُ فَبَايَعْتُهُ وَبَايَعَهُ

کہ ہم ارادہ کرتے ہیں اپنے ان انصاری بھائیوں کا تو دونوں نے کہا کہ نہیں تم پر یہ کہ ان کے قریب جاؤ اپنا کام کرو یعنی وہاں نہ جاؤ میں نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ ہم ان کے پاس آئیں گے سو ہم چلے یہاں تک کہ ہم ان کے پاس آئے بنی ساعدہ کی بیٹھک میں تو اچانک میں نے دیکھا کہ ایک مرد ہے کپڑا لپیٹے درمیان ان کے میں نے کہا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ، میں نے ان سے کہا اس کو کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس کو بخار آیا ہے سو جب تھوڑا سا بیٹھے تو ان کے خطیب نے خطبہ پڑھا سو اس نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر کہا بہر حال حمد اور صلوٰۃ کے بعد سو ہم اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں اور لشکر ہیں اسلام کا یعنی جگہ جمع ہونے اسلام کی اور تم گروہ مہاجرین کی ایک جماعت ہو یعنی تم بہ نسبت ہماری قلیل ہو عدد میں اور البتہ تمہاری قوم میں سے ایک جماعت قلیل سست قدم چلی یعنی مکے سے مدینے میں ہجرت کر کے نہایت محتاجی سے سو اچانک وہ ارادہ کرتے ہیں کہ ہماری جڑ یعنی جڑ خلافت کی کاٹیں اور ہم کو خلافت سے نکال دیں یعنی چاہتے ہیں کہ فقط تنہا وہی خلافت لیں ہم کو نہ دیں سو جب انصار کا خطیب چپ ہوا تو میں نے ارادہ کیا کہ کلام کروں اور میں نے اپنے دل میں ایک بات تیار کی تھی جو مجھ کو خوش لگی ہے تو میں نے ارادہ کیا کہ اس کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے مقدم کروں یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کلام کرنے نہ دوں میں خود کلام کروں اور میں دفع کرتا تھا اس سے بعض حد کو سو جب میں نے ارادہ کیا کہ کلام کروں تو کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہ ٹھہر جا جلدی نہ کر سو میں نے برا جانا کہ ان کو ناراض کروں سو کلام کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سو

الْمُهَاجِرُوْنَ ثُمَّ بَايَعَتْهُ الْأَنْصَارُ وَنَزَوْنَا عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَقُلْتُ قَتَلَ اللّٰهُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ عُمَرُ وَإِنَّا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْنَا فِيْمَا حَضَرْنَا مِنْ أَمْرٍ أَقْوٰى مِنْ مُّبَايَعَةِ أَبِيْ بَكْرٍ خَشِيْنَا إِنْ فَارَقْنَا الْقَوْمَ وَلَمْ تَكُنْ بَيْعَةٌ أَنْ يُّبَايِعُوْا رَجُلًا مِنْهُمْ بَعْدَنَا فَإِمَّا بَايَعْنَاهُمْ عَلٰى مَا لَا نَرْضٰى وَإِمَّا نُخَالِفُهُمْ فَيَكُوْنُ فَسَادٌ فَمَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَلٰى غَيْرِ مَشْوَرَةٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَا يُتَابَعُ هُوَ وَلَا الَّذِيْ بَايَعَهُ تَغِرَّةً أَنْ يُّقْتَلَا.

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ سے زیادہ تر گویا اور خوش تقریر اور باوقار تھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اس نے کوئی بات نہیں چھوڑی جو مجھ کو سوچ بوجھ میں خوش لگی ہو مگر کہ اس نے کہی ہدایت میں مثل اس کی یا افضل اس سے یہاں تک کہ چپ ہوئے سو کہا کہ جو تم نے ذکر کیا اپنے میں بہتری سے سو تم اس کے لائق ہو اور ہرگز نہیں پہچانا جائے گا یہ امر خلافت مگر اس گروہ قریش کے واسطے وہ بہتر ہیں عرب کے نسب میں اور گھر میں اور البتہ میں نے پسند کیا ہے تمہارے واسطے ایک کو ان دو مردوں سے سو دونوں میں سے جس سے چاہو بیعت کرو سو میرا ہاتھ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور حالانکہ وہ ہمارے درمیان بیٹھا تھا سو میں نے نہ برا جانا اس چیز سے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہی سوائے اس بات کے تھا حال میرا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی یہ کہ میں مقدم کیا جاؤں اور میری گردن ماری جائے کہ نہ قریب کرے مجھ کو گناہ سے زیادہ تر پیارا مجھ کو اس سے کہ میں سردار ہوں ان لوگوں پر جن میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں الٰہی! مگر یہ کہ آراستہ کرے میرے واسطے نفس میرا وقت موت کچھ چیز کہ میں اس کو اب نہیں پاتا یعنی مرتے دم تک ایسا ارادہ نہ کروں گا تو انصار میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ میں بڑی لکڑی ہوں کہ شتر خانے میں کھڑی کرتے ہیں کہ خارش والے اونٹ اس سے اپنا بدن کھجلیں اور میں وہ ستون ہوں کہ ضعیف درخت کے نیچے کھڑا کرتے ہیں جو پھل سے بھرا ہو یعنی میں وہ ہوں کہ میرے لوگ مجھ پر اعتماد کرتے ہیں ایک سردار ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے اے گروہ قریش کے! پھر مجلس میں بہت گفتگو اور شور وغل ہوا یہاں تک کہ میں اختلاف سے ڈرا تو میں نے کہا اے ابوبکر! ہاتھ دراز کر اور کشادہ کر ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کشادہ کیا سو میں نے اس سے بیعت کی اور مہاجرین نے بھی اس سے بیعت کی پھر انصاریوں نے بھی اس سے بیعت کی اور ہم اٹھے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ پر تو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ تم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کو قتل کرے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی بے شک ہم نے نہیں پایا کسی امر کو جس میں ہم حاضر ہوئے قوی تر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے ہم ڈرے کہ اگر ہم قوم سے جدا ہوئے اور بیعت نہ ہوئی یہ کہ ہمارے بعد کسی مرد اپنے سے بیعت کریں سو یا تو ہم ان کی متابعت کریں گے جس پر ہم راضی نہیں اور یا ہم ان کی مخالفت کریں گے سو واقع ہو گا فساد سو جو بیعت کرے کسی مرد سے بغیر مشورے مسلمانوں کے اس کی متابعت نہ کی جائے اور نہ اس کی جو اس کے تابع ہو اس خوف کے واسطے کہ قتل کیے جائیں دونوں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ گمراہ ہوں ساتھ ترک کرنے فرض کے جس کو اللہ تعالیٰ نے اُتارا یعنی آیت مذکور میں جس کی تلاوت منسوخ ہوئی اور اس کا حکم باقی ہے اور یہ جو کہا کہ سنگسار کرنا کتاب اللہ میں حق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں: ﴿اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ مراد ساتھ اس کے سنگسار کرنا شادی شدہ کا ہے اور کوڑے مارنا کنوارے کو اور یہ جو کہا کہ یوں کہو کہ میں بندہ اللہ تعالیٰ کا ہوں تو کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ نہیں لازم آتا ایک چیز کی نہی کرنے سے واقع ہونا اس کا اس واسطے کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی نے دعویٰ کیا ہو ہمارے پیغمبر میں جو دعویٰ کیا نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سبب نہی کا ظاہر وہ چیز ہے جو معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوئی ہے جب کہ اس نے آپ سے سجدہ کرنے کی اجازت مانگی کہ اجازت ہو تو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا کریں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کیا سو شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کیا کہ مبالغہ کرے غیر اس کا ساتھ اس چیز کے کہ اس سے اوپر ہے سو جلدی کی طرف نہی کے واسطے تاکید امر کے کہا ابن تین نے معنی لا تطرونی کے یہ ہیں کہ میری بے حد تعریف نہ کرو جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی بے حد تعریف کی یہاں تک کہ بعض نے اس کے حق میں غلو اور زیادتی کی سو اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ الہٰ ٹھہرایا اور بعض نے کہا کہ وہ اللہ بھی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ

اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو اس قصے کو یہاں وارد کیا تو اس میں نکتہ یہ ہے کہ اس نے ان پر غلو کا خوف کیا کہ جو مستحق خلافت کا نہ ہو اس کو خلافت کا مستحق گمان کریں سو اس کی بے حد تعریف کریں سو داخل ہوں نہی میں اور احتمال ہے کہ ہو مناسبت یہ کہ جو اس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعریف کی ہے وہ بے حد تعریف میں داخل نہیں جو منع ہے اور رجم کا قصہ جو ذکر کیا اور زجر باپ سے منہ پھیرنے کی تو اس کی مناسبت اس قصے سے جس کے سبب سے خطبہ پڑھا اور وہ قول ہے کسی شخص کا کہ اگر عمر مر گیا تو ہم فلانے کی بیعت کریں گے یہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا ساتھ قصے رجم کے طرف زجر اس شخص کی جو کہتا ہے کہ نہیں عمل کرتے ہم احکام شرعی میں مگر جو ہم قرآن میں پائیں اور نہیں ہے قرآن میں شرط مشورہ کرنے کی جب کہ مر جائے خلیفہ بلکہ یہ تو سنت کی جہت سے لیا جاتا ہے جیسا کہ سنگسار کرنا نہیں ہے قرآن متلو میں بلکہ وہ لیا جاتا ہے طریق سنت سے اور بہر حال زجر باپ سے منہ پھیرنے سے تو شاید اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ خلیفہ رعیت کے واسطے بجائے باپ کے ہے سو نہیں لائق ہے رعیت کو کہ اس سے منہ پھیریں بلکہ واجب ہے ان پر فرمانبرداری اس کی اپنی شرط سے جیسے کہ واجب ہے فرمانبرداری باپ کی اور یہ جو کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ناگہانی تھی یعنی واقع ہوئی تھی بغیر مشورہ تمام ان لوگوں کے کہ لائق مشورہ تھے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے جلدی کی اپنے جانے میں طرف انصار کی سو بیعت کی انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کے سامنے اور ان میں بعض وہ آدمی تھا جو نہیں پہچانتا تھا جو واجب ہے اس پر اس کی بیعت سے سو اس نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے پس مراد ساتھ فلتة سے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی مخالفت انصار سے اور جو انہوں نے ارادہ کیا تھا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیعت سے اور اسی واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی طرف جلدی کی اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ انصار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کریں اور ابن حبان نے کہا کہ فلتة کے معنی یہ ہیں کہ اس کی ابتدا تھوڑے لوگوں سے ہوئی اور یہ جو کہا کہ تم میں ایسا کوئی نہیں کہ اس کی طرف گردنیں کاٹی جائیں تو مراد یہ ہے کہ تم میں سے سابق جو نہیں ملحق ہے فضل میں نہیں پہنچتا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درجے کو سو نہ امید رکھے اس کی کہ واقع ہو اس کے واسطے مثل اس کی جو واقع ہوا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطے کہ اول ان کی بیعت تھوڑے لوگوں میں ہوئی پھر جمع ہوئے سب لوگ اوپر اس کے اور نہ اختلاف کیا انہوں نے اس پر اس لیے کہ ان کو تحقیق ہوا کہ وہ خلافت کا مستحق ہے سو نہ حاجت ہوئی ان کو اس کے امر میں خلاف نظر کی اور نہ اور مشورے کی اور اس کا غیر اس میں اس کی مثل نہیں اور اس میں اشارہ ہے طرف تحذیر کی کہ جہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا نہ ہو وہاں بیعت کی طرف جلدی نہیں کرنی چاہیے اور تعبیر کی ساتھ کٹنے گردنوں کے کہ جو سابق طرف دیکھنے والا ہو اس کی گردن دراز ہوتی ہے تاکہ دیکھے سو جب نہیں حاصل ہوتا مقصود اس کا کہ آگے بڑھنا تھا اس شخص سے جس سے آگے بڑھنا چاہتا تھا تو کہا جاتا ہے کہ اس کی گردن کٹ گئی اور یہ جو اس نے کہا کہ ایک جماعت تمہاری قوم سے چلی یعنی تم لوگ قوم ہو

طاری محتاج تم مکے سے ہمارے پاس آئے پھر تم اب ارادہ کرتے ہو کہ مقدم ہو ہم پر اور یہ جو کہا جب انصار کا خطیب چپ ہوا تو اس کی کلام کا حاصل یہ ہے کہ اس نے خبر دی کہ ایک گروہ مہاجرین سے ارادہ کرتے ہیں کہ منع کریں انصار کو اس چیز سے کہ انصار اعتقاد کرتے ہیں کہ وہ اس کے مستحق ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ ان کے ساتھیوں پر اعتراض کیا تھا اور یہ جو کہا کہ میں اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے مقدم کروں یعنی اس سے پہلے کہوں تا کہ شاید جو بات میں نے سوچی ہے وہ ان کے خیال میں نہ آئے اور انصاری خطیب کی تعریض کا جواب ادا نہ ہو سو جو بات میں نے سوچ سے نکالی تھی وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلا تامل کہی اور یہ جو کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے تو اس کا باعث یہ ہے کہ عرب کے لوگ نہیں پہچانتے تھے سرداری کو کسی قوم پر مگر اس کے واسطے جو ان میں سے ہو اور شاید کہ اس کو نہ پہنچا تھا حکم سرداری کا اسلام میں کہ یہ قریش کے ساتھ خاص ہے اور خلافت قریش میں ہوگی پھر جب اس کو یہ حدیث پہنچی تو بند رہا اور اس نے اور اس کی قوم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے انصار کے گروہ! کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائے سو تم میں سے کس کا دل چاہتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھے تو انہوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھیں اور اس کے آگے امام بنیں اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں سیکھنا علم کا ہے اہل اس کے سے اگرچہ ماخوذ منہ کم عمر ہو سیکھنے والے سے اور اسی طرح حکم ہے اگر اس کی قدر اس کی قدر سے کم ہو اور اس میں تنبیہ ہے اس پر کہ علم نہ امانت رکھا جائے نزدیک نالائقوں کے اور نہ بیان کیا جائے اس کو مگر اس کے پاس جو سمجھ دار ہو اور نہ بیان کرے کم فہم سے جو نہ اٹھائے اور یہ کہ جائز ہے اخبار بادشاہ کی ساتھ کلام اس شخص کی کہ خوف کرے اس سے وقوع کا جس میں جماعت کا فاسد کرنا ہے اور یہ چغلی نہیں ہے اور یہ کہ جو بڑا آدمی ہو اور اس کے حق میں کوئی امر مباح ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہر ایک کے واسطے مباح ہو جو اس بڑے کے ساتھ موصوف نہ ہو مانند ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اور یہ کہ خلافت نہیں ہوگی مگر قریش میں اور اس کے واسطے دلائل بہت ہیں مشہور اور یہ کہ جب کوئی عورت حاملہ پائی جائے اور نہ اس کا کوئی خاوند ہو اور نہ مالک ہو تو واجب ہے اس پر حد مگر یہ کہ قائم کرے گواہ حمل پر یا اکراہ پر اور کہا ابن قاسم نے کہ اگر دعویٰ کرے اکراہ کا اور ہو غریب تو نہیں ہے حد اوپر اس کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ علیہ اور کوفیوں نے کہ نہیں حد ہے اوپر اس کے مگر ساتھ گواہوں کے یا اقرار کے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ اس نے معاف کیا حد کو ساتھ دعویٰ اکراہ کے اور بعض نے کہا کہ اگر اس کا سچ لوگوں میں معروف ہو تو اس کا قول اکراہ میں قبول ہے اور اگر وہ دینداری اور صدق کے ساتھ معروف نہ ہو تو اس کا دعویٰ اکراہ قبول نہ کیا جائے خاص کر جب کہ متہم ہو اور استنباط کیا ہے اس سے باجی نے کہ جو زنا کرے غیر فرج میں اور اس کا پانی فرج میں داخل ہو اور عورت دعویٰ کرے کہ بچہ اس سے ہے

تو نہ قبول کیا جائے اور نہ لاحق کیا جائے جب کہ نہ اقرار کرے ساتھ اس کے اس واسطے کہ اگر وہ اس کے ساتھ لاحق کیا جاتا تو حاملہ پر سنگسار کرنا نہ آتا واسطے جائز ہونے مثل اس کی کے اور عکس کیا ہے اس کا غیر اس کے نے سو کہا کہ نہیں واجب ہے حد حاملہ عورت پر مجرد حمل سے واسطے احتمال ایسے شبہ کے کہ اس نے غیر فرج میں زنا کیا ہو اور اس کا پانی فرج عورت میں داخل ہوا ہو اور یہ قول جمہور کا ہے اور جواب دیا ہے طحاوی نے کہ مستفاد عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے کہ سنگسار کرنا حق ہے زانی پر یہ ہے کہ جب حمل زنا سے ہو تو واجب ہے سنگسار کرنا اور یہ ٹھیک ہے لیکن ضروری ہے ثابت ہونا اس کا زنا سے اور نہ سنگسار کیا جائے اس کو مجرد حمل سے باوجود قائم ہونے احتمال کے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس عورت نے دعویٰ کیا کہ میں سوتی تھی سو کوئی مرد مجھ پر سوار ہوا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے حد کو ساقط کیا، میں کہتا ہوں اور نہیں پوشیدہ ہے تکلف اس کا اس واسطے کہ حمل مقابل اعتراف کی ہے اور جو مقابل ہو وہ اس کا قسم نہیں ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اعتماد کیا ہے اس نے جو نہیں دیکھتا حد کو مجرد حمل سے واسطے قائم ہونے احتمال کے کہ نہیں ہے وہ زنا محقق سے اور حد ساقط ہوتی ہے شبہ سے اور یہ کہ جائز ہے اعتراض کرنا امام پر رائے میں جب کہ خوف کرے کسی امر سے اور اس کا مشورہ راجح ہو امام کے ارادے سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اہل مدینہ مخصوص ہیں ساتھ علم کے اور فہم کے واسطے اتفاق کرنے عبدالرحمٰن اور عمر رضی اللہ عنہما کے اوپر اس کے اور یہ قول صحیح ہے اس زمانے کے لوگوں کے حق میں اور ملحق ہیں ساتھ ان کے جو ان کے مشابہ ہیں بیچ اس کے اور نہیں لازم آتا ہے اس سے کہ بدستور رہے یہ حکم ہر زمانے میں بلکہ اور نہ ہر ہر فرد میں اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر پہنچانے علم کے اس شخص کو جو اس کو یاد رکھے اور سمجھے اور جو اس کو نہ سمجھے وہ اس کو نہ پہنچائے مگر یہ کہ اس کو ہو بہو لفظ سے وارد کرے اور نہ تصرف کرے بیچ اس کے اور اشارہ کیا ہے مہلب نے اس طرف کہ مناسبت قصے رجم کے وارد کرنے کی یہاں اس جہت سے ہے کہ اس نے اشارہ کیا اس طرف کہ نہیں لائق کسی کو یہ کہ قطع کرے اس چیز میں کہ نہیں ہے اس میں نص قرآن سے اور نہ سنت سے اور نہ کہے اور نہ عمل کرے اس میں اپنی رائے سے جیسا کہ قطع کیا اس شخص نے جس نے کہا تھا کہ اگر عمر مر گیا تو میں فلاں سے بیعت کروں گا جب کہ نہ پائی اس نے شرط اس شخص کی جو خلافت کے لائق ہے منصوص کتاب میں سو اس نے اس کو قیاس کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حال پر اور خطا کی قیاس میں واسطے وجود فاروق رضی اللہ عنہ کے اور اس پر واجب تھا کہ اہل قرآن اور سنت سے پوچھتا اور اس پر عمل کرتا سو مقدم کیا عمر رضی اللہ عنہ نے قصہ رجم کا اور قصہ نہی منہ پھیرنے کا باپوں سے اور یہ دونوں قصے قرآن متلو میں نہیں ہیں اگرچہ اس چیز میں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اتاری اور ان کا حکم بدستور رہا اور ان کی تلاوت منسوخ ہوئی لیکن یہ مخصوص ہے ساتھ اہل اس زمانے کے جن کو اس پر اطلاع تھی ورنہ اصل یہ ہے کہ جس کی تلاوت منسوخ ہے اس کا حکم بھی منسوخ ہے اور یہ جو کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ لوگوں پر زمانہ دراز ہو جائے تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ علم پرانا ہو جائے گا ساتھ گزرنے

زمانوں کے سوا ئیں جاہل لوگ راہ طرف تاویل کی بغیر علم کے اور بہر حال دوسری حدیث کہ میری بے حد تعریف نہ کیا کرو تو اس میں اشارہ ہے طرف تعلیم اس چیز کی جس کی بے علمی کا ان پر خوف ہے اور اس میں اہتمام اصحاب کا ہے اور اہل قرن اول کا ساتھ قرآن کے اور منع کرنا زیادتی کرنے سے قرآن میں اور اسی طرح کم کرنا اس سے بطریق اولیٰ اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ جو سلف سے منقول ہے مثل اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی زیادتی سے کہ نہیں قرآن میں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ بطور تفسیر کے ہے اور مانند اس کی کے اور احتمال ہے کہ یہ اول امر میں ہو پھر قرار پایا اجماع اس چیز پر جو قرآن میں ہے اور باقی رہا منقول ہونا ان روایتوں کا یعنی مانند اور روایتوں کی بنا بر اس کے کہ وہ قرآن میں ثابت ہیں اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ جو ڈرے کسی قوم کے فتنے سے اور یہ کہ وہ اس کا حکم بجا نہ لائیں امر حق میں ان پر متوجہ ہو اور ان سے مناظرہ کرے اور ان پر حجت کو قائم کرے اور یہ کہ جائز ہے بڑے قدر والے کے واسطے یہ کہ تواضع کرے اور جو اس سے نیچے ہو اس کو اپنے نفس پر فضیلت دے ادب کے واسطے اور واسطے بھاگنے کے تزکیہ نفس سے اور دلالت کرتا ہے اس پر یہ کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہاتھ دراز کر تو وہ باز نہ رہے اور یہ کہ مسلمانوں کے واسطے ایک امام سے زیادہ نہ ہو اور اس میں بددعا کرنا ہے اس پر جس کے باقی رہنے میں فتنے و فساد کا خوف ہو کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سعد رضی اللہ عنہ کو قتل کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو امام کے پاس کسی کو تہمت کرے تو نہیں واجب ہے امام پر کہ اس پر حد کو قائم کرے یہاں تک کہ اس کو مقذوف طلب کرے اس واسطے کہ اس کو جائز ہے کہ قاذف سے معاف کرے اور تمسک کیا ہے بعض شیعہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے کہ میں پسند کرتا ہوں تمہارے واسطے ایک کو ان دو مردوں سے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی خلافت کے واجب ہونے کا اور اس کے مستحق ہونے کا اعتقاد نہ تھا اور اس کا جواب کئی وجہ سے ہے، اول جواب یہ ہے کہ یہ قول ان سے بطور تواضع کے تھا، دوسرا یہ کہ وہ جائز رکھتے تھے مفضول کی امامت کو باوجود فاضل کے اور اگرچہ ان کے واسطے اس میں حق تھا تو ان کو جائز تھا کہ غیر پر احسان کریں، تیسرا یہ کہ ان کو معلوم تھا کہ دونوں میں سے کوئی ان کے آگے نہیں ہوگا سو ارادہ کیا ساتھ اس کے اشارہ کرنے کا اس طرف کہ اگر مقدر کیا گیا کہ وہ اس میں داخل نہیں ہوگا تو البتہ ہوگی خلافت بند بیچ دونوں کے اور اسی واسطے جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت قریب ہوئی تو عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا اس واسطے کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس وقت شام کے ملک میں جہاد میں مشغول تھے اور قول عمر رضی اللہ عنہ کا کہ میں مقدم ہوں اور میری گردن ماری جائے دلالت کرتا ہے اوپر صحیح ہونے احتمال مذکور کے اور یہ کہ جائز ہے اہل رائے کے واسطے کہ امام کو مشورہ دیں ساتھ عام مصلحت کے جو نفع دے عموماً یا خصوصاً اگرچہ وہ نہ مشورہ طلب کرے اور رجوع کرنا امام کا اس کی طرف وقت واضح ہونے صواب کے اور یہ جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کو ان دو مردوں سے تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ شرط ہے کہ خلیفہ ایک ہو اور

البتہ ثابت ہو چکی ہے نص صریح کہ جو دو خلیفوں سے بیعت کی جائے تو دونوں میں سے پچھلے کی گردن مارو۔ (فتح)

بَابُ الْبِكْرَانِ يُجْلَدَانِ وَيُنْفَيَانِ

اگر دونوں زنا کرنے والے کنوارے ہوں تو دونوں کو کوڑے مارے جائیں اور شہر بدر کیا جائے

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مثل اس کی اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ شادی شدہ لوگوں کو کوڑے مارے جائیں اور سنگسار کیا جائے اور مسروق سے ہے کہ کنواروں کو کوڑے مارے جائیں اور شہر بدر کیا جائے اور شادی شدہ لوگوں کو سنگسار کیا جائے اور بوڑھوں کو سنگسار کیا جائے اور کوڑے مارے جائیں اور نقل کیا ہے محمد بن نصر نے کتاب الاجماع میں اتفاق اس پر کہ زانی کنوارے کو شہر بدر کیا جائے مگر کوفیوں سے اور ان میں سے ابن ابی لیلیٰ بھی جمہور کے موافق ہے اور دعویٰ کیا ہے طحاوی نے کہ وہ منسوخ ہے وسیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور جو تغریب کے قائل ہیں ان کو اختلاف ہے سو کہا شافعی اور ثوری اور طبری نے ساتھ تعمیم کے اور ایک قول شافعی کا یہ ہے کہ غلام کو شہر بدر نہ کیا جائے اور کہا اوزاعی نے کہ عورت کو شہر بدر نہ کیا جائے فقط مرد کو کیا جائے اور یہی ہے قول مالک کا اور قید کیا ہے اس کو ساتھ آزاد ہونے کے اور یہی قول ہے اسحاق کا اور جو اس میں حریت کو شرط کرتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ غلام کے شہر بدر کرنے میں اس کے مالک رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سزا ہے اور منع کرنا ہے اس کو اس کے منفعت سے بیچ مدت تغریب کے اور تصرف شرع کا تقاضا کرتا ہے کہ نہ سزا دی جائے گی مگر قصور کرنے والے کو اور اسی واسطے ساقط ہوا ہے فرض ہونا جہاد اور حج کا غلام سے اور کہا ابن منذر نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عسیف کے قصے میں قسم کھائی کہ ان کے درمیان کتاب اللہ سے حکم کریں گے پھر فرمایا کہ اس پر سو کوڑا ہے اور ایک سال شہر بدر کرنا اور خطبہ پڑھا عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے منبر پر عام لوگوں پر اور عمل کیا ساتھ اس کے خلفائے راشدین نے اور کسی نے اس سے انکار نہ کیا تو یہ اجماع ہو گیا اور اختلاف ہے شہر بدر کرنے کے مسافت میں سو بعض نے کہا کہ وہ امام کی رائے پر ہے اور بعض نے کہا کہ شرط ہے اس میں مسافت قصر کی اور بعض نے کہا کہ تین دن کی راہ اور بعض نے کہا کہ ایک دن رات کی راہ اور بعض نے کہ دو دن کی۔ (فتح)

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ الزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زانی عورت اور مرد کو سو سو کوڑے مارو اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ یہ حرام ہیں مسلمانوں پر۔

مُشْرِكٌ وَّحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾.

فائدہ: اور مراد ساتھ ذکر کرنے اس آیت کے یہ ہے کہ کوڑے مارنا ثابت ہے ساتھ کتاب اللہ تعالیٰ کے اور قائم ہوا ہے اس پر اجماع اُن لوگوں کا جن پر اعتماد ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ کنوارے کے جو شادی شدہ نہ ہو اور اختلاف ہے کوڑے مارنے کی کیفیت میں مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پیٹھ میں مارے اور اس کے غیر نے کہا کہ متفرق کرے ان کو سب اعضاء پر سوائے منہ اور سر کے اور زنا اور شراب اور تعزیر میں ننگا اور کھڑا کر کے کوڑے مارے اور عورت کو بٹھا کر اور قذف میں کپڑوں سمیت اور کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہ ننگا کیا جائے کوئی حد میں اور آیت میں شہر بدر کرنے کا حکم نہیں سو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے سو کہا انہوں نے کہ نہیں زیادتی کی جاتی ہے قرآن پر جز واحد سے اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مشہور ہے کثرت طرق کی وجہ سے اور واسطے بہت ہونے عمل اصحاب کے ساتھ اس کے اور البتہ عمل کیا ہے انہوں نے ساتھ مثل اس کی کے بلکہ ساتھ اس چیز کے کہ اس سے کم ہے جیسے ٹوٹنا وضوء کا قہقہ سے اور جائز ہونا وضو کا نچوڑ کچوڑ سے اور سوائے اس کے جو قرآن میں نہیں ہے اور البتہ روایت کی مسلم نے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ فرمایا سیکھو مجھ سے البتہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے واسطے راہ مقرر کر دی کنواری کو کنوارے کے ساتھ سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا اور شادی شدہ شخص کو شادی شدہ عورت کے ساتھ سو کوڑا اور سنگسار کرنا اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ جب یہ آیت اتری ﴿وَاللَّاتِيْ يَأْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾ تو عورتوں کو گھروں میں قید کیا جاتا تھا خواہ مریں یا زندہ رہیں یہاں تک کہ یہ آیت اُتری: ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ رَأْفَةٌ فِيْ إِقَامَةِ الْحَدِّ

اور کہا ابن عیینہ نے کہ رافتہ سے مراد حد کا قائم کرنا ہے

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور نہ معطل کیا جائے حد کو یعنی نہ ترک کی جائے بالکل اور نہ کم کی جائے عدد سے۔

٦٣٢٩۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ فِيْمَنْ زَنٰى وَلَمْ يُحْصَنْ جَلْدَ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبَ عَامٍ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ

٦٣٢٩۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا حکم کرتے تھے اس کے حق میں جو زنا کرے اور شادی شدہ ہو سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا، کہا ابن شہاب نے اور خبر دی مجھ کو عروہ نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شہر بدر کیا پھر ہمیشہ جاری رہی یہ سنت۔

وَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَرَّبَ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تِلْكَ السُّنَّةَ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے یہاں تک کہ مروان نے شہر بدر کیا پھر اہل مدینہ نے اس کو چھوڑ دیا یعنی بسبب کاہلی کے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے کوڑے مارے اور شہر بدر کیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی کوڑے مارے اور شہر بدر کیا اور اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اور اکثر راویوں نے اس کو موقوف روایت کیا ہے۔ (فتح)

٦٣٣٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِيْمَنْ زَنٰى وَلَمْ يُحْصَنْ بِنَفْيِ عَامٍ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَيْهِ.

٦٣٣٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا اس کے حق میں جس نے زنا کیا اور شادی شدہ نہ تھا ساتھ برس بھر شہر بدر کرنے کے اور قائم کرنے حد کے اوپر اس کے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں جائز ہونا جمع کا ہے درمیان حد اور تعزیر کے برخلاف حنفیہ کے اگر لیا جائے اس کے قول کو ساتھ اقامت حد کے اور یہ کہ جائز ہے جمع کرنا درمیان کوڑوں اور شہر بدر کرنے کے یعنی کوڑے بھی ماریں جائیں اور شہر بدر بھی کیا جائے اس زانی کے حق میں جو شادی شدہ نہ ہو یہ بھی ان کے خلاف ہے اگر ہم کہیں کہ سب حد ہے اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کی جس میں شہر بدر کرنا ہے منسوخ ہے ساتھ آیت نور کے اس واسطے کہ اس میں صرف کوڑے مارنے کا ذکر ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ محتاج ہے طرف ثبوت تاریخ کی اور ساتھ اس کے کہ اس کا عکس قریب تر ہے اس واسطے کہ آیت مطلق ہے ہر زانی میں سو خاص کیا گیا اس سے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں شادی شدہ اور سورۂ نور کی آیت میں جو نفی کا ذکر نہیں تو اس سے اس کا نہ جائز ہونا لازم نہیں جیسا کہ اس سے سنگسار کرنے کا جائز نہ ہونا لازم نہیں آتا اور قوی حجتوں سے ہے یہ کہ قصہ عسیف کا نور کی آیت کے بعد ہے اس واسطے کہ وہ افک کے قصے میں اُتری اور وہ مقدم ہے عسیف کے قصے پر اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس میں حاضر تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہجرت افک سے بہت زمانہ بعد ہے۔ (فتح)

بَابُ نَفْيِ أَهْلِ الْمَعَاصِيْ وَالْمُخَنَّثِيْنَ
گناہ کرنے والوں اور مخنثوں کا شہر بدر کرنا

فائدہ: شاید مراد اس کی رد کرنا ہے اس پر جو انکار کرتا ہے شہر بدر کرنے سے غیر محارب کے حق میں سو بیان کیا کہ وہ ثابت ہے حضرت ﷺ کے فعل سے اور جو آپ کے بعد ہیں بیچ حق غیر محارب کے اور جب ثابت ہوا اس کے حق میں جس سے کبیرہ واقع نہیں ہوا تو جو کبیرہ گناہ کرے اس کے حق میں بطریق اولیٰ ہوگا۔ (فتح)

٦٣٣١۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ أَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ وَأَخْرَجَ فُلَانًا وَأَخْرَجَ عُمَرُ فُلَانًا.

۶۳۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ان مردوں کو جو عورتوں سے مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں کو جو مردوں سے مشابہت کرتی ہیں اور فرمایا کہ ان کو گھروں سے نکال دو اور فلانے کو نکال دیا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے اس ترجمہ کے بعد ترجمہ زانی کے اس طرف کہ جب مشروع ہوا شہر بدر کرنا اس کے حق میں جو ایسا گناہ کرے جس میں حد نہیں تو جو حد والا گناہ کرے اس کے حق میں بطریق اولیٰ مشروع ہوگا پس موکد ہوگی سنت ثابت ساتھ قیاس کے تا کہ رد کیا جائے اس پر جو معارضہ کرتا ہے سنت کا قیاس سے اور جب دونوں قیاس معارض ہوئے تو باقی رہے گی سنت بغیر معارض کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مراد مخنث سے وہ شخص ہے جو عورتوں سے مشابہت کرے نہ وہ شخص جس کے ساتھ اغلام کیا جائے اس واسطے کہ اس کی حد رجم ہے اور جس پر رجم واجب ہو اس پر شہر بدر کرنا نہیں اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس کی حد میں اختلاف ہے اکثر کے نزدیک اس کا حکم زانی کا ہے سو اگر ثابت ہو اس پر تو اس کو کوڑے مارے جائیں اور شہر بدر کیا جائے اس واسطے کہ نہیں متصور ہے اس میں احصان اور اگر مشابہت کرنے والا ہو تو اس کی حد فقط شہر بدر کرنا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَمَرَ غَيْرَ الْإِمَامِ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ غَائِبًا عَنْهُ

جو حکم کرے غیر امام کو ساتھ اقامت حد کے غائب اس سے

فائدہ: کہا ابن بطال نے اس باب کا مطلب آئندہ بھی ایک باب میں آئے اور دونوں کا مطلب ایک ہے لیکن اس جہت سے فرق ہے کہ اس باب میں غائبا عنہ حال ہے مامور سے یعنی جو حد کو قائم کرے اور دوسرے باب میں حال ہے اس شخص سے جس پر حد قائم کی جائے۔ (فتح)

٦٣٣٢۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۶۳۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے سو اس نے کہا یا حضرت! ہمارے درمیان کتاب اللہ سے حکم کیجیے تو اس کا خصم اٹھا سو اس نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے یا

وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهٗ فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِكِتَابِ اللّٰهِ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهٖ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ بِمِائَةٍ مِّنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَزَعَمُوْا أَنَّ مَا عَلَى ابْنِيْ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا الْغَنَمُ وَالْوَلِيْدَةُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا فَغَدَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا.

حضرت! ہمارے درمیان حکم کیجیے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے بے شک میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا سو اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا سو لوگوں نے مجھ کو خبر دی کہ میرے بیٹے پر سنگسار کرنا ہے سو میں نے بدلہ دیا ۱۰۰ سو بکری اور ایک لونڈی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ سے حکم کروں گا بہرحال بکریاں اور لونڈی سو پھیری جائیں تجھ پر اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور بہرحال تو اے انیس! اس کی عورت کے پاس جا اور اس کو سنگسار کر سو انیس رضی اللہ عنہ گیا اور اس کو سنگسار کیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِإِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَّلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَأَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کہ اور جو کوئی نہ رکھتا ہو تم میں سے مقدور یہ کہ نکاح میں لائے بیوی آزاد مسلمان الخ تو چاہیے کہ نکاح کرے لونڈی ایماندار سے، الخ۔

﴿غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ﴾ زَوَانِيَ ﴿وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ﴾ أَخِلَّاءَ.

فائدہ: اور اختلاف ہے لونڈی کے احصان میں سو اکثر نے کہا کہ احصان اس کا نکاح کرنا ہے اور بعض نے کہا کہ آزاد کرنا ہے پس بنا بر پہلے قول کے نکاح سے پہلے اس پر حد واجب نہیں ہوگی اگر زنا کرے نکاح کرنے سے پہلے یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت تابعین کا ہے اور دعویٰ کیا ہے ابن شاہین نے کہ یہ حکم منسوخ ہے ساتھ حدیث باب کے لیکن ناسخ کے تاریخ معلوم نہیں اور معارض ہے اس کو یہ حدیث کہ قائم کرو حدوں کو اپنے غلاموں پر شادی شدہ ہوں یا نہ شادی شدہ ہوں اور یہ حدیث مرفوع ہے پس تمسک کرنا ساتھ اس کے اولیٰ ہے اور جب حمل کیا جائے احصان کو حدیث میں نکاح کرنے پر اور آیت میں اسلام پر تو حاصل ہوتی ہے تطبیق اور البتہ بیان کیا سنت نے کہ اگر وہ احصان سے پہلے زنا کرے تو اس کو کوڑے ماری جائیں اور بعض نے کہا کہ قید کرنا ساتھ احصان کے فائدہ دیتا ہے اس کا کہ حکم لونڈی کے حق میں کوڑے مارنا ہے نہ سنگسار کرنا سو لیا حکم زنا کرنے اس کے کا بعد شادی کے کتاب سے اور حکم زنا اس کے کا پہلے شادی کے سنت سے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ سنگسار کرنا آدھا ہم آدھ نہیں ہوتا پس بدستور رہا حکم کوڑوں کا اس کے حق میں اور غیر مسافحات کے معنی ہیں نہ زنا کرنے والیاں اور ﴿ولا متخذات اخدان﴾ کے معنی ہیں نہ دوست پکڑنے والیاں پوشیدہ۔

بَابٌ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ

اگر لونڈی زنا کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

۶۳۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ قَالَ إِذَا زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ بِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا أَدْرِيْ بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ.

۶۳۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے لونڈی سے جب کہ زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر زنا کرے تو اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو پھر اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو پھر بھی اس کو کوڑے مارو پھر چوتھی بار اس کو بیچ ڈالو اگرچہ بالوں کی رسی سے ہو کہا ابن شہاب نے میں نہیں جانتا کہ تیسری بار کے بعد فرمایا اس کو بیچ ڈالو یا چوتھی بار کے بعد۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اگر زنا کرے تو پھر اس کو کوڑے مارو تو بعض نے کہا کہ دوہرایا ہے زنا کو جواب میں بغیر قید شادی کے واسطے تنبیہ کرنے کے اس پر کہ اس کے واسطے کوئی اثر نہیں اور موجب حد کا لونڈی میں مطلق زنا ہے اور معنی حد

مارنے کے یہ ہیں کہ اس کو حد مارو جو اس کے لائق ہے جو بیان کی گئی ہے قرآن میں اور وہ آدھی حد ہے آزاد عورت کی یعنی جو آزاد عورت کی حد ہے اس سے لونڈی کی حد آدھی ہے اور خطاب اجلدوھا میں اس کے مالک کو ہی پس استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ کو قائم کرنا حد کا اس پر جس کا وہ مالک رحمۃ اللہ علیہ ہو لونڈی اور غلام سے لونڈی پر تو ساتھ نص اس حدیث کے اور غلام ملحق ہے ساتھ اس کے اور سلف کو اس میں اختلاف ہے سو کہا ایک گروہ نے کہ نہ قائم کرے حدوں کو مگر امام یا جس کو اس نے اجازت دی ہو اور یہ قول حنفیہ کا ہے اور اوزاعی اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ نہ قائم کرے مالک مگر حد زنا کو اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی مسلم بن یسار کے طریق سے کہا کہ ابو عبداللہ ایک صحابی کہتا تھا کہ زکوٰۃ اور حد اور فی اور جمعہ بادشاہ کے اختیار میں ہے کہا طحاوی نے کہ اصحاب میں سے اس کا کوئی مخالف نہیں اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن حزم نے کہ بارہ اصحاب نے اس کی مخالفت کی ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ قائم کرے اس کو مالک اگرچہ بادشاہ نے اس کو اجازت نہ دی ہو اور یہ قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور روایت کی عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اگر لونڈی زنا کرے اور اس کا کوئی خاوند نہ ہو تو اس کا مالک اس کو حد مارے اور اگر خاوند والی ہو تو اس کو حد مارنے کا اختیار بادشاہ کو ہے اور یہ قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے لیکن یہ کہ اگر اس کا خاوند بھی اسی کے مالک کا غلام ہو تو اس کا اختیار مالک کو ہے اور مستثنیٰ کیا ہے مالک نے کاٹنا ہاتھ کا چوری میں اور یہ ایک وجہ ہے شافعیہ کو اور نیز مستثنیٰ کیا ہے دوسری وجہ حد شراب کو اور حجت جمہور کی حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے جس کی طرف پہلے اشارہ ہوا اور وہ مسلم وغیرہ میں ہے اور نزدیک شافعیہ کے خلاف ہے بیچ شرط ہونے اہلیت مالک کے اس کے واسطے یعنی یہ شرط ہے کہ مالک حد مارنے کی لیاقت رکھتا ہو اور جو نہیں شرط کرتا ہے اس کا تمسک یہ ہے کہ اس کی راہ استصلاح کی راہ ہے سو اس میں اہلیت کی حاجت نہیں اور اگر مالک کافر ہو تو وہ حد نہ مارے اور کہا ابن عربی نے کہ کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اگر لونڈی خاوند والی ہو تو نہ حد مارے اس کو مگر امام لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اولیٰ ہے ساتھ پیروی کرنے کے یعنی حدیث علی رضی اللہ عنہ کی مذکور جو دلالت کرتی ہے عموم پر کہ خاوند والی ہو یا بے خاوند والی یعنی مالک کو اس پر حد قائم کرنے کا ہر وقت میں اختلاف ہے خواہ خاوند والی ہو یا نہ اور البتہ واقع ہوا ہے اس حدیث کے بعض طریقوں میں کہ جو ان میں سے شادی شدہ ہو اور جو نہ شادی شدہ ہو اور اس حدیث میں ہے کہ زنا عیب ہے رد کیا جاتا ہے ساتھ اس کے غلام واسطے امر کم کرنے قیمت اس کی کے جب کہ پایا جائے اس سے زنا اور یہ کہ جو زنا کرے اور اس پر حد قائم کی جائے پھر زنا کرے تو پھر اس پر حد قائم کی جائے برخلاف اس شخص کے جو کئی بار زنا کرے کہ اس کو فقط ایک بار حد مارنا کافی ہے راجح قول پر اور اس میں زجر ہے فاسقوں کے میل جول سے اور ان کے ساتھ گزران کرنے سے اگرچہ الزام سے ہوں جب کہ ان کو مکرر زجر کی جائے اور وہ اس سے باز نہ آئیں اور واقع ہوتی ہے زجر ساتھ قائم کرنے حد کے اس چیز میں جس میں حد مشروع ہے اور

ساتھ تعزیر کے جس میں حد نہیں اور امر ساتھ بیچ ڈالنے اس کے شرب کے واسطے نزدیک جمہور کے اور کوڑے مارنے کا اور وجوب کے واسطے ہے کہا ابن بطال نے کہ حمل کیا ہے فقہاء نے بیچ کے امر کو اوپر رغبت دلانے کے اوپر دور ہونے کے اس شخص سے جس سے زنا مکرر ہوتا کہ یہ گمان نہ کیا جائے کہ مالک اس سے راضی ہے اور اس واسطے کہ یہ وسیلہ ہے اولاد زنا کے بہت ہونے کا اور کہا ابن عربی نے کہ مراد حدیث سے جلدی بیچ ڈالنا اس کا ہے اور نہ انتظار کرے اس کی جو قیمت زیادہ دے اور نہیں ہے مراد بیچنا اس کا ساتھ قیمت رسی کے حقیقۃً اور لیکن اس میں شبہ باقی ہے کہ حکم ہے کہ زنا کار غلام لونڈی کو بیچ ڈالے اور مسلمان کو حکم ہے کہ جو اپنے واسطے چاہے وہی اپنے بھائی مسلمان کے واسطے چاہے تو جواب یہ ہے کہ یہ سبب اور عیب مشتری کے نزدیک محقق الوقوع نہیں جائز ہے کہ غلام اس عیب سے باز آئے جب کہ معلوم کرے گا کہ اگر اس نے ایسا کام پھر کیا تو نکالا جائے گا اس واسطے کہ جلا وطن کرنا دشوار ہوتا ہے اور نیز جائز ہے کہ مشتری کی صحبت یا کسی اور نیک کی صحبت سے اس کو تاثیر ہو اور عفت حاصل ہو اور اس حدیث میں ہے کہ مالک قائم کرے حد کو اپنے غلام پر اگرچہ بادشاہ سے اجازت نہ لے۔ (فتح)

بَابُ لَا يُثَرَّبُ عَلَى الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَا تنفٰي

نہ ملامت کرے لونڈی کو جب کہ زنا کرے اور نہ شہر بدر کی جائے

٦٣٣٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعَرٍ. تَابَعَهُ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۳۳۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لونڈی حرام کاری کرے پھر ظاہر ہو جائے اس کی حرام کاری خواہ اس کے اقرار سے خواہ گواہوں سے تو چاہیے کہ مالک اس کو حد مارے یعنی پچاس کوڑے اور نہ ملامت کرے پھر اگر زنا کرے یعنی دوسری بار تو چاہیے کہ دوسری بار بھی اس کو حد مارے اور نہ ملامت کرے پھر اگر تیسری بار زنا کرے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اگرچہ بالوں کی رسی سے۔ متابعت کی ہے اس کی اسماعیل نے سعید سے اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی متن میں۔

فائدہ: اور بہر حال نہ شہر بدر کرنا سو استنباط کیا گیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اس واسطے کہ مقصود شہر بدر کرنے سے دور کرنا ہے وطن سے جس میں گناہ واقع ہوا اور وہ حاصل ہے ساتھ بیع کے کہا ابن بطال نے وجہ دلالت کی یہ ہے کہ فرمایا کہ اس کو کوڑے مارے اور بیچ ڈالے سو دلالت کی اس نے اوپر سقوط نفی

کے اس واسطے کہ جو شہر بدر کی جائے نہیں قادر ہوتا ہے اس پر مگر بعد مدت کے اور اس میں نظر ہے جائز ہے کہ مشتری کو مدت نفی کی منفعت مجرا دے اور کم قیمت کو دے یا مشتری اس کو اس جگہ لے جائے جہاں اس پر شہر بدر ہونا صادق آئے کہا ابن عربی نے کہ مستثنیٰ ہے لونڈی شہر بدر کرنے سے واسطے ثابت ہونے حق مالک کے سو مقدم ہوگا اللہ تعالیٰ کے حق پر اور حد اس واسطے ساقط نہیں ہوتی کہ وہ اصل ہے اور نفی فرع اور غلام میں مالک کے حق کی رعایت کی گئی ساتھ ترک کرنے رجم کے اس واسطے کہ اس میں فوت ہونا نفع کا ہے بالکل جڑھ سے برخلاف کوڑوں کے اور بدستور رہا شہر بدر کرنا غلام کا اس واسطے کہ نہیں حق ہے مالک کا صحبت کرنے میں اور اختلاف ہے بیچ نفی غلام کے صحیح یہ ہے کہ غلام کو آدھا سال شہر بدر کیا جائے اور شافعیہ کا ایک قول ضعیف یہ ہے کہ پورا سال اور اکثر کے نزدیک غلام پر شہر بدر کرنا نہیں ہے اور کہا ابن بطال نے کہ لیا جاتا ہے اس سے کہ جس پر حد قائم کی جائے اس کو ملامت اور جھڑکی کے ساتھ تعزیر نہ دی جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لائق ہے یہ ساتھ اس شخص کے کہ صادر ہو اس سے یہ پہلے اس سے کہ اٹھایا جائے طرف بادشاہ کی واسطے تحذیر اور تخویف کے اور جب بادشاہ کی طرف اس کا قصہ اٹھایا جائے اور اس پر حد قائم کی جائے تو اس کو کفایت کرتی ہے اور یہ جو کہا کہ نہ ملامت کرے اس کو یعنی نہ جمع کرے اس پر سزا کو ساتھ کوڑے مارنے اور ملامت کرنے کے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ نہ کفایت کرے ساتھ جھڑکی کے سوائے کوڑے مارنے کے۔ (فتح)

بَابُ أَحْكَامِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَإِحْصَانِهِمْ إِذَا زَنَوْا وَرُفِعُوْا إِلَى الْإِمَامِ

باب ہے بیچ بیان احکام اہل ذمہ کافروں کے اور احصان ان کے جب کہ زنا کریں اور امام اسلام کی طرف پہنچائے جائیں۔

فائدہ: اہل ذمہ اُن کافروں کو کہتے ہیں جن سے حاکم اسلام نے عہد و پیمان کیا ہو اور مراد اہل ذمہ سے یہاں یہود اور نصاریٰ وغیرہ سب لوگ ہیں جن سے جزیہ لیا جاتا ہے اور محصن ہونا ان کا یعنی برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ احصان کی شرطوں سے اسلام ہے اور امام کی طرف پہنچائے جائیں یعنی برابر ہے کہ مسلمانوں کے حاکم کے پاس آئیں تا کہ ان میں حکم کرے یا ان کے سوائے کوئی اور لوگ زور سے ان کو اس کی طرف پہنچائیں برخلاف اس کے جس نے مقید کیا ہے اس کو ساتھ شق اول کے مانند حنفیہ کے۔ (فتح)

٦٣٣٥ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى عَنِ الرَّجْمِ فَقَالَ رَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَقَبْلَ

٦٣٣٥ـ حضرت شیبانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سنگسار کرنے کا حکم پوچھا یعنی اس شخص کا سنگسار کرنا کہ ثابت ہو کہ اس نے زنا کیا ہے اور وہ شادی شدہ ہو تو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا میں

النُّوْرِ أَمْ بَعْدَهٗ قَالَ لَا أَدْرِیْ. تَابَعَهٗ عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْمُحَارِبِیُّ وَعَبِیْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمَائِدَةِ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ.

نے کہا کہ کیا سورۂ نور سے پہلے یا پیچھے اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ متابعت کی عبدالواحد کی علی رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ اور محاربی اور عبیدہ نے شیبانی سے اور بعض نے کہا کہ مائدہ اور اول یعنی سورۂ نور کا ہونا صحیح ہے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ مطابقت حدیث کے ترجمہ سے اطلاق کی جہت سے ہے میں کہتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں وہ چیز ہے جو ترجمہ کے مطابق ہے چنانچہ ایک طریق میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی مرد اور یہودی عورت کو سنگسار کیا روایت کیا ہے اس کو احمد اور طبرانی وغیرہ نے اور یہ جو اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا تو اس میں ہے کہ کبھی چھپا رہتا ہے صحابی جلیل پر بعض امر جو واضح ہو اور یہ کہ جو لا ادری کے ساتھ جواب دے اس پر کوئی عیب نہیں بلکہ دلالت کرتا ہے یہ اس کی کوشش اور ثابت ہونے پر پس مدح کیا جاتا ہے ساتھ اس کے۔ (فتح)

٦٣٣٦ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ قَالَ إِنَّ الْيَهُوْدَ جَآءُوْا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهٗ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُوْنَ فِی التَّوْرَاةِ فِیْ شَأْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوْا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوْهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهٗ عَلٰی آيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهٗ فَإِذَا فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ قَالُوْا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا فَرَأَيْتُ

٦٣٣٦ـ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے آپ سے ذکر کیا کہ ان میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کیا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا پاتے ہو تم توراۃ میں بیچ حال رجم کے؟ یعنی توراۃ میں سنگسار کرنے کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم ان کو ذلیل اور رسوا کرتے ہیں اور کوڑے مارے جاتے ہیں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جھوٹے ہو بے شک توراۃ میں سنگسار کرنا ہے سو وہ توراۃ لائے اور اس کو کھولا تو ان میں سے ایک نے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھا اور اس کے آگے پیچھے پڑھا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھا اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا سو اچانک اس میں سنگسار کرنے کی آیت تھی یہودیوں نے کہا کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سچا ہے اسے محمد توارۃ میں رجم کی آیت ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے سنگسار کرنے کا حکم کیا سو دونوں سنگسار کیے گئے سو میں نے مرد کو دیکھا کہ عورت پر جھکا اس کو

الرَّجُلَ يَحْنِيْ عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ. پتھروں سے بچاتا تھا یعنی یہاں تک کہ دونوں قتل ہوئے۔

فائدہ: اور ذکر کیا ہے ابوداؤد نے سبب اس قصے کا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک یہودی مرد نے عورت سے زنا کیا انہوں نے کہا کہ ہم کو اس پیغمبر کے پاس لے چلو کہ وہ پیغمبر ہوا ہے ساتھ تخفیف کے سو اگر اس نے ہم کو فتویٰ دیا سوائے سنگسار کرنے کے تو ہم اس کو قبول کریں گے اور حجت پکڑیں گے ساتھ اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے اور ہم کہیں گے کہ تیرے ایک پیغمبر کا فتویٰ ہے سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ مسجد میں بیٹھے تھے سو انہوں نے کہا کہ اے ابوالقاسم! کیا رائے ہے تمہاری ایک مرد اور عورت کے حق میں کہ انہوں نے زنا کیا؟ الخ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ مرد اور عورت دونوں شادی شدہ تھے اور یہ جو فرمایا کہ تم توراۃ میں رجم کا حال کیا پاتے ہو؟ تو احتمال ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وغیرہ کے خبر دینے سے معلوم کیا ہو اور احتمال ہے کہ اس واسطے پوچھا ہو تا کہ معلوم کریں کہ ان کے نزدیک اس میں کیا حکم ہے پھر اللہ سے اس کی صحت سیکھیں اور یہ جو کہا کہ ہم ان کو فضیحت کرتے ہیں تو یعنی ان کا منہ کالا کرتے ہیں اور ان کو ذلیل کرتے اور گدھے پر چڑھاتے ہیں اس طور سے کہ ایک کا منہ اگلی طرف اور ایک کا منہ پچھلی طرف کرتے ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے ارادہ کیا تھا کہ توراۃ کے حکم میں تحریف کریں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولیں یا تو اس امید سے کہ حکم کریں درمیان ان کے ساتھ غیر اس چیز کے کہ اللہ نے اُتاری اور یا انہوں نے قصد کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کرنے سے تخفیف کا دونوں زانی سے اور اعتقاد کیا کہ جو ان پر واجب ہے وہ ان کے سر سے اتر جائے گا اور یا انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزمانے کے واسطے یہ کام کیا تھا کہ مقرر ہے کہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہو وہ باطل پر قائم نہیں رہتا سو ظاہر ہوا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کذب انکار اور سچ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور البتہ واقع ہوا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں بیان اس چیز کا جو توراۃ میں تھی کہ شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت جب زنا کریں اور ان پر گواہ قائم ہوں تو دونوں سنگسار کیے جائیں اور اگر عورت حاملہ ہو تو انتظار کیا جائے ساتھ اس کے یہاں تک کہ جنے جو اس کے پیٹ میں ہے اور ایک روایت میں ہے جب چار آدمی گواہی دیں کہ انہوں نے دیکھا اس کے ذکر کو عورت کی فرج میں جیسے سلائی سرمہ دانی میں تو سنگسار کیے جائیں اور اگر پائیں مرد کو ساتھ عورت کے ایک گھر میں یا ایک کپڑے میں یا عورت کے پیٹ پر تو اس میں شبہ ہے اور اس میں تعزیر ہے اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں واجب ہونا حد کا ہے کافر ذمی پر جب کہ زنا کرے اور یہ قول جمہور کا ہے اور اس میں خلاف ہے واسطے شافعیہ کے اور غفلت کی ہے ابن عبدالبر نے سو نقل کیا ہے اس نے اتفاق اس پر کہ شرط احصان کی جو رجم کا موجب ہے اسلام ہے اور رد کیا گیا ہے اس پر یہ ساتھ اس کے کہ شافعیہ اور احمد یہ شرط نہیں کرتے اور تائید کرتا ہے ان دونوں کے مذہب کی یہ کہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے کہ دونوں یہودی جو سنگسار کیے گئے وہ شادی شدہ تھے اور کہا مالکیہ اور اکثر حنفیہ نے کہ شرط احصان کی اسلام ہے یعنی شادی شدہ زانی پر اس وقت حد آتی ہے جب کہ

مسلمان ہو اور جواب دیا ہے انہوں نے باب کی حدیث سے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے تو ان کو فقط توراۃ کے حکم سے سنگسار کیا تھا اور نہیں ہے وہ اسلام کے حکم سے کسی چیز میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جاری کرنا حکم کا ہے اوپر ان کے ساتھ اس چیز کے کہ ان کی کتاب میں ہے اس واسطے کہ توراۃ میں سنگسار کرنا ہے زانی پر شادی شدہ ہو یا نہ شادی شدہ ہو اور پہلے پہل حضرت ﷺ کو حکم تھا کہ توراۃ کے حکم پر عمل کریں یہاں تک کہ حضرت ﷺ کی شرع میں یہ حکم منسوخ ہو پھر منسوخ ہوا یہ حکم ساتھ اس آیت کے ﴿وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَآئِكُمْ﴾ الخ اور یہ جو کہا کہ غیر محصن کو بھی سنگسار کیا جاتا تھا تو اس میں نظر ہے اور کہا ابن عربی نے کہ حدیث میں ہے کہ اسلام نہیں ہے شرط احصان میں اور بعض نے جواب دیا ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سنگسار کیا حضرت ﷺ نے ان دونوں کو واسطے قائم کرنے حجت کے یہودیوں پر اس چیز میں کہ حاکم کیا انہوں نے حضرت ﷺ کو حکم توراۃ کے سے اور اس جواب میں نظر ہے اس واسطے کہ کس طرح جائز ہے قائم کرنا حجت کا اوپر ان کے ساتھ اس چیز کے جو حضرت ﷺ کی شرع میں جائز نہیں باوجود اس قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ اور جواب دیا ہے بعض حنفیہ نے ساتھ اس کے کہ یہودیوں کا سنگسار کرنا توراۃ کے حکم سے واقع ہوا تھا اور رد کیا ہے اس کو خطابی نے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے کہ حکم کر ان کے درمیان ساتھ اس چیز کے کہ اللہ تعالیٰ نے اُتاری اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تو آئے تھے کہ پوچھیں کہ آپ کے نزدیک کیا حکم ہے؟ جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر آیت مذکورہ سو اشارہ کیا ان پر ساتھ اس چیز کے کہ چھپایا انہوں نے اس کو حکم توراۃ کے سے اور نہیں جائز ہے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک اسلام کا حکم اس کے مخالف ہو اس واسطے کہ نہیں جائز ہے حکم کرنا ساتھ منسوخ کے سو دلالت کی اس نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے ناسخ کے ساتھ حکم کیا تھا اور یہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ میں حکم کرتا ہوں ساتھ اس چیز کے جو توراۃ میں ہے تو اس کی سند میں ایک راوی مبہم ہے اور باوجود اس کے اگر ثابت ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے واسطے قائم کرنے حجت کے اوپر ان کے اور حالانکہ وہ آپ کی شریعت کے واسطے موافق ہے، میں کہتا ہوں اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ سنگسار کرنا ناسخ ہے کوڑوں کے واسطے اور نہیں کہا کسی نے کہ رجم شروع ہوا پھر کوڑوں سے منسوخ ہوا پھر منسوخ ہوئے کوڑے رجم سے اور جب کہ حکم رجم کا باقی ہے جب سے شروع ہوا تو نہیں حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ رجم کے مجرد توراۃ کے حکم سے بلکہ اپنی شرع سے کہ بدستور رہا ہے حکم توراۃ کا اوپر اس کے اور نہیں مقدر کیا گیا کہ انہوں نے اس کو بدل کیا ہو اس چیز میں جو بدل کی اور اس حدیث میں ہے کہ جب عورت پر حد قائم کی جائے تو وہ بیٹھی ہو اسی طرح استدلال کیا ہے ساتھ اس کے طحاوی نے اور اس میں اختلاف ہے کہ جس عورت کو سنگسار کیا جائے اس کے واسطے گڑھا کھودا جائے یا نہیں سو جو دیکھتا ہے کہ اس کے واسطے گڑھا کھودا جائے تو گڑھے میں غالبًا بیٹھی ہو گی اور اختلاف تو ان کا اس صورت میں ہے جب کہ عورت کو کوڑے

مارے جائیں کہ بیٹھی ہو یا کھڑی سو رجم کی صورت کو کوڑے مارنے کی صورت پر قیاس کرنا مخدوش ہے اور یہ کہ جائز ہے قبول کرنا اہل ذمہ کی گواہی کا ایک دوسرے پر اور کہا قرطبی نے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہیں قبول ہے گواہی کافر کی مسلمان پر اور نہ کافر پر نہ حد میں نہ غیر حد میں اور نہیں فرق ہے اس میں درمیان سفر اور حضر کے اور ایک جماعت تابعین نے ان کی گواہی کو قبول کیا ہے جب کہ کوئی مسلمان موجود نہ ہو اور مستثنیٰ کی ہے احمد نے حالت سفر کی جب کہ مسلمان موجود نہ ہو اور جواب دیا ہے قرطبی نے جمہور سے یہودیوں کے واقعہ سے کہ حضرت ﷺ نے جاری کیا اس پر جو معلوم کیا کہ وہ توراۃ کا حکم ہے اور لازم کیا ان پر عمل کرنا ساتھ اس کے واسطے ظاہر کرنے تحریف ان کی کے اپنی کتاب کو اور بدل کرنے ان کے اس کے حکم کو کہا نووی رحمہ اللہ نے ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو سنگسار کیا اعتراف سے اور اگر جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت ہو تو شاید گواہ مسلمان تھے ورنہ نہیں ہے کوئی اعتبار ان کی گواہی کا، میں کہتا ہوں نہیں ثابت ہوا کہ وہ مسلمان تھے اور احتمال ہے کہ گواہوں نے باقی یہودیوں کو اس کی خبر دی ہو تو حضرت ﷺ نے ان کا کلام سنا ہو اور نہ حکم کیا ہو درمیان ان کے مگر اس چیز کی سند سے جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دی سو حکم کیا ان کے درمیان وحی سے اور لازم کی ان پر حجت درمیان ان کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا﴾ اور یہ کہ ان کے گواہوں نے گواہی دی تھی ان کے علماء کے پاس ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی پھر جب انہوں نے اس قصے کو حضرت ﷺ کے پاس پہنچایا تو معلوم کیا قصے کو جیسا کہ تھا سو راویوں نے جو دیکھا یاد رکھا اور نہ تھی سند حضرت ﷺ کے حکم کی اس میں مگر جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دی اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے اس پر کہ مجلود کو کھڑا کر کے کوڑے مارے جائیں اور اگر عورت ہو تو بٹھا کر اس واسطے کہ اس میں ہے کہ وہ مرد اس عورت پر جھکا اس کو پتھروں سے بچاتا تھا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے پس نہیں دلالت ہے اس میں اس پر کہ مرد کا کھڑا ہونا بطریق حکم کے تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر سنگسار کرنے شادی شدہ کے اور اوپر اقتصار کرنے کے رجم پر سوائے کوڑے مارنے کے اور یہ کہ کافروں کے نکاح صحیح ہیں اس واسطے کہ ثابت ہونا احصان کا فرع ہے ثبوت صحت نکاح کی اور یہ کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ فروع شریعت کے اور یہ کہ یہود منسوب کرتے تھے طرف توراۃ کی وہ چیز جو اس میں نہیں اگرچہ اس کو توراۃ میں نہ بدلا ہو اور اس میں کفایت کرنا حاکم کا ہے ساتھ ایک ترجمان کے جس کا اعتماد ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ اگلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ ثابت ہو ہمارے واسطے قرآن یا حدیث کی دلیل سے جب تک کہ نہ ثابت ہو نسخ اس کا ہماری شریعت سے یا ان کے پیغمبر سے یا ان کی شریعت سے اور بنا بر اس کے پس محمول ہو گا جو واقع ہوا ہے اس قصے میں اس پر کہ حضرت ﷺ نے معلوم کیا تھا کہ یہ حکم توراۃ سے بالکل منسوخ نہیں ہوا۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا رَمَى امْرَأَتَهُ أَوِ امْرَأَةَ غَيْرِهِ بِالزِّنَا عِنْدَ الْحَاكِمِ وَالنَّاسِ هَلْ عَلَى الْحَاكِمِ أَنْ يَبْعَثَ إِلَيْهَا فَيَسْأَلَهَا عَمَّا رُمِيَتْ بِهِ.

جب کوئی اپنی عورت یا غیر کی عورت کو زنا کا عیب لگائے حاکم کے اور لوگوں کے سامنے تو کیا حاکم پر ہے کہ کسی کو اس کی طرف بھیجے اور اس کو پوچھے اس چیز سے جس کے ساتھ اس کو تہمت کی گئی؟

۶۳۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَقَالَ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِيْ أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلَى هٰذَا قَالَ مَالِكٌ وَالْعَسِيْفُ الْأَجِيْرُ فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِيْ ثُمَّ إِنِّيْ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ مَا عَلَى ابْنِيْ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً وَغَرَّبَهُ عَامًا وَأَمَرَ أُنَيْسًا الْأَسْلَمِيَّ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخَرِ فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

۶۳۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتے آئے تو دونوں میں سے ایک نے کہا کہ ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب سے حکم کرو اور کہا دوسرے نے اور وہ دونوں میں سے زیادہ بوجھ والا تھا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے حکم کیجیے اور مجھ کو اجازت دیجیے کہ میں کلام کروں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلام کر اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا کہا مالک رحمہ اللہ نے عسیف مزدور کو کہتے ہیں سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا سو لوگوں نے مجھ کو خبر دی کہ میرے بیٹے پر سنگساری ہے سو میں نے اس کا بدلہ دیا سو بکری اور اپنی ایک لونڈی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سنگساری تو اس کی عورت پر ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار ہو البتہ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ سے حکم کروں گا بہر حال تیری بکریاں اور لونڈی تو پھیری گئی ہیں تجھ پر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیٹے کو سو کوڑے مارے اور سال بھر شہر بدر کیا اور حکم کیا انیس رضی اللہ عنہ کو کہ دوسرے کی عورت کے پاس جائے سو اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کرے تو اس نے اقرار کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور حکم مذکور ظاہر ہے اس شخص کے حق میں جو غیر کی عورت کو عیب لگائے اور بہر حال اپنی عورت کو عیب لگانا سو شاید لیا ہے اس کو اس سے کہ اس کا خاوند حاضر تھا اور اس نے انکار نہ کیا اور یہ جو کہا کیا امام پر ہے تو اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اختلاف کی جو اس میں ہے اور جمہور کا یہ قول ہے کہ یہ امام کی رائے پر ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ صحیح تر ہمارے نزدیک وجوب اس کا ہے اور حجت اس میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس رضی اللہ عنہ کو اس کی عورت کے پاس بھیجا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا فعل ہے نہیں ہے اس میں دلالت وجوب پر احتمال ہے کہ ہو سبب بھیجنے اس کے کا وہ چیز جو واقع ہوئی دونوں کے درمیان جھگڑے سے اور صلح ہونے سے حد پر اور مشہور ہونے قصے کے سے یہاں تک ک مزدور کے والد نے تصریح کی ساتھ اس کے اور نہ انکار کیا اس پر اس کے خاوند نے اور کہا ابن بطال نے کہ اجماع ہے علماء کا اس پر کہ جو اپنی عورت کو یا غیر کی عورت کو زنا کا عیب لگائے اور اس پر گواہ نہ لائے واجب ہے اس پر حد مگر یہ کہ اقرار کرے اور مان لے مقذوف پس اسی واسطے واجب ہے امام پر کہ بھیجے کسی کو عورت کی طرف جو اس سے پوچھے اور اگر عسیف کے قصے میں عورت اقرار نہ کرتی تو مزدور کے باپ پر حد قذف واجب ہوتی اور متفرع ہوتا ہے اس پر یہ مسئلہ کہ اگر کوئی مرد اقرار کرے کہ اس نے کسی خاص عورت سے زنا کیا ہے اور عورت انکار کرے تو کیا واجب ہے اس مرد پر حد زنا کی اور حد قذف کی دونوں یا فقط حد قذف کی اول قول مالک رحمہ اللہ کا ہے اور دوسرا ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اور کہا شافعی رحمہ اللہ اور صاحبین نے کہ اس پر زنا کی حد ہے اور حجت یہ ہے کہ اگر وہ درحقیقت سچا ہو تو اس پر حد قذف نہیں اور اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر حد زنا کی ہے اس واسطے کہ اس نے اپنے نفس پر زنا کا اقرار کیا سو اس سے پکڑا جائے گا۔ (فتح)

بَابٌ مَنْ أَدَّبَ أَهْلَهُ أَوْ غَيْرَهُ دُوْنَ السُّلْطَانِ.

جو اپنے گھر والوں کو یا ان کے سوائے غیر کو ادب سکھلائے سوائے بادشاہ کے یعنی بغیر اس کے کہ بادشاہ نے اس کو اس کی اجازت دی ہو۔

فائدہ: اور یہ باب معقود ہے واسطے بیان خلاف کے کہ کیا مالک کو جائز ہے کہ اپنے غلام پر آپ حد قائم کرے بغیر اجازت بادشاہ کے یا اس کو اپنے غلام پر حد قائم کرنا جائز نہیں۔

وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنْ أَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ وَفَعَلَهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ .

اور کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی نماز پڑھتا ہو اور کوئی چاہے کہ اس کے آگے سے گزرے تو چاہیے کہ اس کو ہٹا دے اور اگر نہ مانے تو اس سے لڑے اس واسطے کہ بے شک وہ شیطان ہے اور کیا اس کو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ حدیث وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے کہ نمازی کو اجازت ہے کہ لڑے اس سے جو اس کے آگے سے گزرنا چاہے ساتھ دفع کرنے کے اور نہیں حاجت ہے اس میں بادشاہ کی اجازت کی اور کیا اس کو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور نہ انکار کیا اس پر مروان نے بلکہ اس سے اس کا سبب پوچھا اور اس کو اس پر برقرار رکھا۔ (فتح الباری)

٦٣٣٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلٰى فَخِذِيْ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ فَعَاتَبَنِيْ وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ وَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ.

٦٣٣٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے یعنی نزول تیمّم کے قصے میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر میری ران پر رکھے سوئے تھے سو کہا کہ تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو روکا اور یہاں پانی موجود نہیں سو مجھ کو جھڑکی دی اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں چوکا اور نہ منع کرتی تھی مجھ کو ملنے سے کوئی چیز مگر قرار پکڑنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میری ران پر سو اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت اتاری۔

٦٣٣٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهٗ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ فَلَكَزَنِيْ لَكْزَةً شَدِيْدَةً وَقَالَ حَبَسْتِ النَّاسَ فِيْ قِلَادَةٍ فَبِي الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَوْجَعَنِيْ نَحْوَهٗ. لَكَزَ وَوَكَزَ وَاحِدٌ.

٦٣٣٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سامنے سے آئے سو انہوں نے مجھ کو سخت دھکا مارا اور کہا کہ تو نے ہار کی تلاش میں لوگوں کو روکا سو مجھ کو موت آئی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری ران پر تھا اور البتہ اس نے مجھ کو درد پہنچایا اور لکز اور وکز کے معنی ایک ہیں۔

فائدہ: اور ان دونوں حدیثوں میں دلالت ہے اس پر کہ جائز ہے واسطے مرد کے کہ ادب سکھائے اپنے گھر والوں کو اور غیر کو سامنے بادشاہ کے اگرچہ اس کو اجازت نہ دی ہو جب کہ ہو یہ حق میں اور اپنے غلام کو ادب سکھلانا بھی اپنے گھر والوں کے ادب سکھلانے میں داخل ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَّأٰى مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا فَقَتَلَهٗ

جو اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو زنا کرتے دیکھے اور اس

کو مار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا حکم بیان نہیں کیا اور اس میں اختلاف ہے جمہور نے کہا کہ اس پر قصاص ہے اور کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر گواہ قائم کرے کہ اس نے اس کو اپنی عورت کے ساتھ پایا تو اس کا خون معاف ہے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عنداللہ اس کو قتل کرنا جائز ہے اگر شادی شدہ ہو اور ظاہر حکم میں اس پر قصاص ہے۔ (فتح)

٦٣٤٠۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّيْ.

۶۳۴۰۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں کسی مرد کو اپنی عورت کے ساتھ پاؤں تو البتہ اس کو تلوار سے مار ڈالوں اس حال میں کہ نہ ہوں درگزر کرنے والا یا نہ ماری گئی ہو تلوار چوڑائی سے یعنی بلکہ اپنی تیزی سے تو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم تعجب کرتے ہو سعد رضی اللہ عنہ کی غیرت سے البتہ میں اس سے زیادہ تر غیرت دار ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ تر غیرت دار ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس کو مارنا جائز نہیں اور اس پر قصاص آئے گا اور یہ کہ نہیں جائز ہے معارضہ کرنا احکام شرعیہ کا رائے سے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّعْرِيْضِ
جو آیا ہے تعریض میں

فائدہ: تعریض اس کلام کو کہتے ہیں جس کے واسطے دو وجہ ہوں ایک ظاہر اور ایک باطن سو قائل کا مقصود اس کا باطن ہوتا ہے اور ظاہر کرتا ہے ارادہ ظاہر کا اور کتاب اللعان میں اس کا کچھ بیان ہو چکا ہے۔ (فتح)

٦٣٤١۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ امْرَأَتِيْ وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيْهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنّٰى كَانَ ذٰلِكَ قَالَ أُرَاهُ عِرْقٌ نَزَعَهُ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ.

۶۳۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! میری عورت نے کالا لڑکا جنا یعنی اور میں گورا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا رنگ کیا ہے؟ اس نے کہا: سرخ فرمایا: کیا ان میں کوئی سفید اور سیاہ مخلوط رنگ والا بھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہاں سے آیا؟ اس نے کہا میں گمان کرتا ہوں کہ اس کو کسی رگ نے کھینچا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو شاید تیرے اس بیٹے کو بھی

کسی رگ نے کھینچا ہو۔

فائدہ: استدلال ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ نے کہ اگر تعریض سے قذف کرے تو اس کو تصریح کا حکم نہیں یعنی اس پر حد قذف نہیں آتی سو پیروی کی ہے اس کی بخاری رحمہ اللہ نے کہ وارد کیا ہے اس حدیث کو دو جگہوں میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بیٹے سے جدا ہونے کی اجازت نہ دی اور حجت پکڑی ہے شافعی رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ تعریض بیچ نکاح عدت والی عورت کی جائز ہے باوجود اس کے کہ اس کو نکاح کا صریح پیغام کرنا حرام ہے سو اس نے دلالت کی اس پر کہ ان کا حکم جدا جدا ہے اور حد دفع کی جاتی ہے شبہ سے اور تعریض میں دونوں امر کا احتمال ہوتا ہے بلکہ عدم قذف اس میں ظاہر ہے نہیں تو اس کو تعریض نہ کہا جاتا اور جو لوگ تعریض میں حد کے قائل نہیں وہ قائل ہیں کہ اس میں ادب سکھلایا جائے اور تعزیر دی جائے اس واسطے کہ تعریض میں مسلمان کی ایذا ہے اور اجماع ہے اس پر کہ ادب دیا جائے اس کو جو پایا جائے اجنبی عورت کے ساتھ کسی گھر میں اور دروازہ بند ہو اور ثابت ہو چکا ہے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے کہ تعریض میں سزا ہے اور جواب دیا ہے بعض مالکیہ نے باب کی حدیث سے ساتھ اس کے کہ وہ گنوار فتویٰ طلب کرنے کو آیا تھا اور اس کی مراد تعریض سے قذف نہ تھی اور حاصل اس کا یہ ہے کہ قذف تعریض میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثابت ہوتی ہے اس شخص پر کہ پہچانا جائے کہ اس کا ارادہ قذف کا ہے اور یہ قوی کرتا ہے اس بات کو کہ تعریض میں حد نہیں واسطے مشکل ہونے اطلاع کے ارادے پر، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابٌ كَمِ التَّعْزِيْرُ وَالْأَدَبُ — کتنا ہے تعزیر دینا اور ادب سکھلانا

فائدہ: تعزیر کبھی قول سے ہوتی ہے اور کبھی فعل سے اور مراد ترجمہ میں تادیب ہے اور تعزیر بسبب گناہ کے ہوتی ہے اور تادیب عام تر ہے۔ (فتح)

٦٣٤٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ.

٦٣٤٢۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے سنا حضرت ﷺ سے فرماتے تھے کہ نہ کوئی کوڑے مارا جائے دس کوڑوں سے زیادہ مگر کسی حد میں اللہ تعالیٰ کی حدوں سے۔

٦٣٤٣۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِيْ

٦٣٤٣۔ حضرت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ اس نے سنا حضرت ﷺ سے فرماتے تھے کہ نہیں ہے سزا دس کوڑوں سے

مَرْيَمَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ عَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عُقُوْبَةَ فَوْقَ عَشْرِ ضَرَبَاتٍ إِلَّا فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ.

زیادہ مگر کسی حد میں اللہ تعالیٰ کی حدوں سے۔

٦٣٤٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ إِذْ جَآءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ فَحَدَّثَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بُرْدَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَجْلِدُوْا فَوْقَ عَشَرَةِ أَسْوَاطٍ إِلَّا فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ.

۶۳۴۴۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا کہ نہ کوئی کوڑے مارا جائے دس کوڑوں سے زیادہ مگر کسی حد میں اللہ تعالیٰ کی حدوں سے۔

فائدہ: ظاہر اس کا یہ ہے کہ مراد ساتھ حد کے وہ چیز ہے جو وارد ہوئی ہے اس میں شارع سے عدد معین کوڑوں سے یا ضرب مخصوص سے یا سزا مخصوص سے مانند حد زنا اور چوری اور شراب اور قذف اور قتل اور قصاص اور ارتداد کے اور ان کے سوائے اور بہت چیزوں میں اختلاف ہے کہ کیا ان کی سزا کا نام حد ہے یا نہیں اور وہ انکار کرتا ہے امانت سے اور اغلام کرنا اور چوپائے سے زنا کرنا اور زنا کروانا عورت کا چوپائے نر سے اور کھانا لہو اور مردار کا اختیار سے اور گوشت سور کا اور جادو اور کاہلی سے نماز کا ترک کرنا اور رمضان میں روزہ نہ رکھنا اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ مراد حد سے باب کی حدیث میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے یعنی ہو گناہ چھوٹا یا بڑا اور اختلاف ہے سلف کو اس حدیث کے معنی میں سو لیا ہے اس کے ظاہر کو لیث اور احمد نے مشہور میں اور اسحاق اور بعض شافعیہ نے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین نے کہ جائز ہے زیادہ کرنا دس کوڑوں پر پھر کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہ پہنچے ادنیٰ حد کو اور باقی لوگوں نے کہا کہ وہ امام کی رائے پر ہے جتنے کوڑے مناسب جانے اتنے زیادہ مارے جہاں تک ہو اور یہ قول مختار ہے نزدیک ابو ثور کے اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تعزیر میں بیس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے جائیں اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سو کوڑے کو پہنچے اور عثمان رضی اللہ عنہ سے تیس کوڑے آئے ہیں اور اسی طرح ابن

مسعود رضی اللہ عنہ سے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نہ تعزیر دی جائے مگر اس کو جس سے گناہ مکرر ہوا اور اگر کسی سے ایک بار ایسا گناہ واقع ہوا جس میں حد نہیں تو اس پر تعزیر نہیں ہے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ چالیس کو نہ پہنچے اس سے کم جتنے مناسب ہوں مارے اور ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف سے ہے کہ پچانوے کوڑوں سے زیادہ نہ مارے اور ایک روایت مالک اور ابو یوسف سے اسی کوڑوں کی روایت آئی ہے اور باب کی حدیث سے انہوں نے کئی جواب دیے ہیں ایک یہ کہ وہ مقصور ہے کوڑوں پر اور اگر لاٹھی وغیرہ سے مارے تو دس سے زیادہ مارنا جائز ہے اور ایک یہ کہ وہ منسوخ ہے دلالت کرتا ہے اجماع اس کے منسوخ ہونے پر اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ بعض تابعین اس کے ساتھ قائل ہیں اور وہ قول ہے لیث بن سعد کا اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں قائل ہے ساتھ اس حدیث کے کوئی اصحاب میں سے اور جمہور کا مذہب اس کے برخلاف ہے۔ (فتح)

٦٣٤٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فَقَالَ لَهٗ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَإِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُوَاصِلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّكُمْ مِّثْلِيْ إِنِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَّنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ بِهِمْ حِيْنَ أَبَوْا. تَابَعَهٗ شُعَيْبٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَيُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٣٤٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے روزے تو ایک مسلمان مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا حضرت! آپ وصال کا روزہ رکھتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کون میرے برابر ہے میں رات کاٹتا ہوں میرا رب مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے سو جب اصحاب وصال کے روزے سے باز نہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ وصال کا روزہ رکھا ایک دن پھر ایک دن یعنی لگاتار دو دن روزہ رکھا رات کو بھی کچھ نہ کھایا پیا پھر انہوں نے چاند کو دیکھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چاند کا چڑھنا موخر ہوتا تو میں تم کو وصال کے روزے زیادہ کرتا گویا ان کو سزا دیتے تھے جب کہ انہوں نے کہا نہ مانا۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہ قول اس کا ہے کہ ان کے ساتھ وصال کا روزہ رکھا گویا کہ ان کو سزا دیتے تھے کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ اس حدیث میں ہے کہ تعزیر امام کی رائے پر موقوف ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ اگر مہینہ دراز ہو جاتا تو میں وصال کے روزے زیادہ کرتا سو اس نے دلالت کی اس پر کہ امام کو جائز ہے کہ زیادہ کرے تعزیر میں جس قدر مناسب دیکھے لیکن نہیں معارض ہے یہ حدیث مذکور کو اس واسطے کہ وہ وارد ہوئی ہے بیچ عدد کے ضرب سے یا کوڑوں سے سو متعلق ہوگی ساتھ شے محسوس کے اور یہ متعلق ہے ساتھ چیز متروک کے اور وہ بند رہنا ہے روزہ توڑنے والی چیزوں سے اور درد اس میں راجع ہے طرف بھوک اور پیاس کی اور تاثیر ان کی اشخاص میں نہایت متفاوت ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جن کے سمیت حضرت ﷺ نے وصال کا روزہ رکھا تھا ان کو اس پر قدرت تھی سو اشارہ کیا اس طرف کہ اگر مہینہ دراز ہو جاتا یہاں تک کہ نوبت پہنچا تا ان کے عاجز ہونے کی طرف تو البتہ وہ تاثیر کرنے والا ہوتا ان کے زجر میں اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ مراد تعزیر سے وہ چیز ہے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے باز رہنا اور ممکن ہے دس کوڑوں میں ساتھ اس طور کے کہ مختلف ہو سال بیچ صفت جلد اور ضرب کے بطور تخفیف کے اور تشدید کے، واللہ اعلم ، ہاں مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز تعزیر کا ساتھ بھوکا رکھنے کے اور مانند اس کی امور معنوی سے۔ (فتح)

٦٣٤٦۔ حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُضْرَبُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَرَوْا طَعَامًا جِزَافًا أَنْ يَّبِيْعُوْهُ فِيْ مَكَانِهِمْ حَتّٰى يُؤْوُوْهُ إِلٰى رِحَالِهِمْ.

۶۳۴۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک وہ لوگ مارے جاتے تھے حضرت ﷺ کے زمانے میں جب کہ خریدیں اناج تخمینے سے یعنی بغیر تول اور ماپ کے یہ کہ بیچیں اس کو اپنے مکان میں جہاں خریدا یہاں تک کہ جگہ دیں اس کو اپنے مکانوں میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب البیوع میں گزر چکی ہے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ جائز ہے تعزیر دینا اس کو جو امر شرعی کی مخالفت کرے اور عقود فاسدہ کو استعمال میں لائے ساتھ ضرب کے اور مشروع ہونا اقامت محتسب کا بازاروں میں اور ضرب مذکور محمول ہے اس پر جو مخالفت کرے امر کی اس کے بعد کہ اس کو معلوم ہو۔ (فتح)

٦٣٤٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ يُؤْتٰى إِلَيْهِ حَتّٰى يُنْتَهَكَ مِنْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ.

۶۳۴۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی جان کے واسطے کسی چیز میں بدلا نہیں لیا جو آپ کی طرف لائی جاتی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کی چیزوں کی حرمت پھاڑی جاتی سو بدلہ لیتے اللہ تعالیٰ کے واسطے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح صفت النبی ﷺ میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں اختیار دیا گیا حضرت ﷺ کو دو امروں میں مگر کہ آسان تر کو اختیار کیا۔

بَابُ مَنْ أَظْهَرَ الْفَاحِشَةَ وَاللَّطْخَ وَالتُّهَمَةَ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ

جو ظاہر کرے بے حیائی کو اور آلودگی کو اور تہمت کو بغیر گواہ کے

فائدہ: اور مراد ساتھ اظہار فاحشہ کے یہ ہے کہ لائے وہ چیز جو دلالت کرے فاحشہ پر عادۃ بغیر اس کے کہ ثابت ہو یہ گواہوں سے یا اقرار سے اور لطخ کے معنی ہیں عیب لگایا گیا ساتھ بدی کے اور آلودہ کیا گیا اور تہمت سے مراد وہ شخص ہے جو متہم ہو ساتھ اس کے بغیر اس کے کہ تحقیق ہو اس میں اگرچہ عادۃً ہو۔ (فتح)

٦٣٤٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ شَهِدْتُّ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَرَّقَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ زَوْجُهَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا إِنْ أَمْسَكْتُهَا. قَالَ فَحَفِظْتُ ذَاكَ مِنَ الزُّهْرِيِّ إِنْ جَآءَ تْ بِهِ كَذَا وَكَذَا فَهُوَ وَإِنْ جَآءَ تْ بِهِ كَذَا وَكَذَا كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَهُوَ وَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ جَآءَ تْ بِهِ لِلَّذِيْ يُكْرَهُ.

٦٣٤٨۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں موجود تھا پاس دو لعان کرنے والوں کے اور میں پندرہ برس کا تھا دونوں کے درمیان تفریق کی گئی تو اس کے خاوند نے کہا کہ اگر میں اس کو رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا کہا سو میں نے یاد رکھا اس کو زہری سے کہ اگر اس عورت نے ایسا ایسا بچہ یعنی ایسی شکل وصورت کا بچا جنا تو اس کا خاوند جھوٹا ہے اور اگر اس نے ایسا ایسا بچا جنا گویا وہ بہمنی ہے تو اس کا خاوند سچا ہے اور میں نے زہری سے سنا کہتا تھا کہ اس نے بچہ جنا مگر وہ شکل کا۔

٦٣٤٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ هِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا امْرَأَةً عَنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ قَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ.

٦٣٤٩۔ حضرت قاسم سے روایت ہے کہ ذکر کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دو لعان کرنے والوں کو تو عبداللہ بن شداد نے کہا کہ یہ وہی عورت ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے سنگسار کرنے والا ہوتا اس نے کہا کہ نہیں اس عورت نے زنا کو ظاہر کیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزر چکی ہے۔

٦٣٥٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا

٦٣٥٠۔ حضرت قاسم سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے

اللَّیث حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ذُکِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِیٍّ فِیْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ وَأَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ یَشْکُوْ أَنَّهٗ وَجَدَ مَعَ أَهْلِهٖ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِیْتُ بِهٰذَا إِلَّا لِقَوْلِیْ فَذَهَبَ بِهٖ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهٗ بِالَّذِیْ وَجَدَ عَلَیْهِ امْرَأَتَهٗ وَکَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِیْلَ اللَّحْمِ سَبِطَ الشَّعَرِ وَکَانَ الَّذِی ادَّعٰی عَلَیْهِ أَنَّهٗ وَجَدَهٗ عِنْدَ أَهْلِهٖ آدَمَ خَدِلًا کَثِیْرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَیِّنْ فَوَضَعَتْ شَبِیْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِیْ ذَکَرَ زَوْجُهَا أَنَّهٗ وَجَدَهٗ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِی الْمَجْلِسِ هِیَ الَّتِیْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَیْرِ بَیِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ کَانَتْ تُظْهِرُ فِی الْإِسْلَامِ السُّوْءَ.

پاس لعان کرنے والے کا ذکر ہوا تو عاصم بن عدی سے اس میں کوئی بات کہی پھر پھرا سو ایک مرد اس کی قوم سے اس کے پاس آیا شکایت کرتا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک مرد کو پایا تو عاصم نے کہا کہ نہیں مبتلا ہوا میں ساتھ اس کے مگر اپنی بات سے سو اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا اور آپ کو خبر دی اس کی جس پر اس نے اپنی عورت کو پایا تھا یہ مرد زرد رنگ کم گوشت والا یعنی دبلا پتلا سیدھے بال والا تھا اور جس پر اس نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کو اس نے اپنی عورت کے ساتھ پایا وہ گندم گوں موٹا بہت گوشت والا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی! بیان کر سو اس عورت نے بچہ جنا مشابہ اس مرد کی کہ اس کے خاوند نے ذکر کیا کہ اس نے اس کو اپنی عورت کے پاس پایا سو حضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان لعان کروایا تو اس مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا اسی مجلس میں کیا یہ وہی عورت ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے سنگسار کرنے والا ہوتا تو اس عورت کو سنگسار کرتا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں یہ وہ عورت ہے جو اسلام میں بدی یعنی زنا کو ظاہر کرتی تھی۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ ظاہر ہوا ہے شبہ اس کی بول چال میں اور شکل وصورت میں اور جو داخل ہوتا ہے اوپر اس کے اور شاید راویوں نے اس کی پردہ پوشی کے واسطے اس کا نام نہیں لیا کہا مہلب نے کہ اس حدیث میں ہے کہ حد نہیں واجب ہوتی ہے کسی پر بغیر گواہوں کے یا اقرار کے اگرچہ متہم ہو بے حیائی کے کام سے، کہا نووی رحمہ اللہ نے معنی تظہر السوء کے یہ ہیں کہ بدی اس سے مشہور ہوئی تھی اور پھیل گئی تھی لیکن نہ قائم ہوئے گواہ اوپر اس کے ساتھ اس کے

اور نہ اس نے اقرار کیا سو دلالت کی اس نے کہ نہیں واجب ہوتی ہے حد مشہور ہونے سے ساتھ بدی کے۔ (فتح)

بَابُ رَمْيِ الْمُحْصَنَاتِ
عورتوں کو عیب لگانا اور زنا کی تہمت کرنا

فائدہ: اور مراد محصنات سے آزاد اور پاک دامن عورتیں ہیں اور نہیں خاص ہے یہ ساتھ خاوند والیوں کے بلکہ کنواری کا حکم بھی بالاجماع اسی طرح ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَّأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾.

اور جو عیب لگاتے ہیں پرہیزگار عورتوں کو پھر نہ لائیں چار گواہ تو ان کو اسی کوڑے مارو غفور رحیم تک، جو لوگ بدکاری کی تہمت دیتے ہیں پرہیزگار غافل اور ایماندار عورتوں کو آخر آیت تک۔

فائدہ: پہلی آیت شامل ہے حد قذف کے بیان کو اور دوسری اس کو کہ وہ کبیرہ گناہ ہے اس واسطے کہ جس گناہ پر عذاب یا لعنت کا وعدہ دیا گیا ہو یا اس میں حد مشروع ہو وہ کبیرہ ہوتا ہے اور یہی معتمد ہے اور ساتھ اس کے مطابق ہو گی حدیث باب کی دونوں آیتوں کو اور البتہ اجماع ہوا ہے اس پر کہ جو حکم شادی شدہ مرد کے قذف کا ہے وہی حکم شادی شدہ عورت کے قذف کا ہے اور اختلاف ہے بیچ حکم قذف غلاموں کے۔ (فتح)

۶۳۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ.

۶۳۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو سات کبیرے گناہوں سے جو ایمان کو ہلاک کر ڈالتے ہیں اصحاب نے کہا یا حضرت! وہ کون سے گناہ ہیں؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو اور اس جان کو مارنا جس کا مارنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست ہے اور سود کھانا اور یتیم لڑکے کا مال کھانا اور لڑائی کے دن کافروں کے سامنے سے بھاگنا اور خاوند والی ایماندار عورتوں کو جو بدکاری سے واقف نہیں ان کو عیب لگانا۔

فائدہ: اس حدیث میں کبیرے گناہ فقط سات ہی فرمائے لیکن اور حدیثوں میں اور بھی ثابت ہیں اور معتمد ان سے وہ چیز ہے جو وارد ہوئی ہے مرفوع بغیر تداخل کی وجہ صحیح سے اور وہ سات تو یہ ہیں جو اس حدیث میں مذکور ہیں اور انتقال کرنا ہے ہجرت سے اور زنا اور چوری اور عقوق اور جھوٹی قسم اور الحاد کرنا حرم کعبے میں اور شراب پینا اور جھوٹی گواہی اور چغلی اور نہ بچنا پیشاب سے اور غنیمت میں خیانت کرنا اور باغی ہونا امام سے اور جدا ہونا جماعت سے سو یہ بیس کبیرے گناہ ہیں اور متفاوت ہیں مرتبے ان کے اور جو تعداد اس سے مجمع علیہ ہے وہ قوی تر ہے مختلف فیہ سے مگر جس کو قرآن نے مضبوط کیا یا اجماع نے پس ملحق ہوگا ساتھ اس چیز کے جو اوپر ہے اور جمع ہوگا مرفوع اور موقوف سے جو اس کے قریب ہے اور حاجت پڑے گی اس وقت جواب کی اس سے کہ اس حدیث میں فقط سات ہی کبیرے گناہوں کو کیوں ذکر کیا سب کبیرے گناہوں کو کیوں نہیں ذکر کیا؟ اور جواب یہ ہے کہ مفہوم عدد کا حجت نہیں اور یہ جواب ضعیف ہے اور ساتھ اس کے کہ پہلے حضرت ﷺ کو یہی سات معلوم ہوئے تھے پھر معلوم ہوئے جو زیادہ ہیں اس سے پس واجب ہے لینا زائد کو یا واقع ہوا ہے اقتصار بحسب مقام کے بہ نسبت سائل کے کہ اس وقت انہیں گناہوں کا ذکر کرنا مصلحت ہوگا اور مانند اس کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کبیرے گناہ سات سو تک ہیں اور محمول ہے کلام اس کا مبالغہ پر بہ نسبت اس کے جو کبیرے گناہوں کو فقط سات ہی میں حصر کرتا ہے اور جب یہ قرار پایا تو معلوم ہوگیا فاسد ہونا اس شخص کے قول کا جو کبیرے گناہ کی تعریف کرتا ہے ساتھ اس کے کہ کبیرہ وہ ہے جس میں حد واجب ہو اس واسطے کہ اکثر ان گناہوں میں حد نہیں ہے اور کہا رافعی کبیر نے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس میں حد واجب ہو، اور بعض نے کہا کہ کبیرہ وہ ہے کہ ملحق ہو وعید ساتھ صاحب اس کے نص کتاب سے یا سنت سے اور اکثر لوگوں نے اول تعریف کو ترجیح دی ہے لیکن دوسری تعریف موافق تر ہے واسطے اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے انہوں نے اس کو وقت تفصیل کبیرے گناہوں کے اور بعض نے کہا کہ کبیرہ وہ گناہ ہے کہ قرین ہو ساتھ اس کے وعید یا لعنت اور یہ شامل تر ہے اس کے غیر سے اس واسطے کہ جس میں حد ثابت ہوئی ہے نہیں خالی ہے وارد ہونے وعید کے سے اس کے فعل پر اور داخل ہے اس میں ترک کرنا واجبات فوری کا مطلق اور متراخیہ کا جب کہ تنگ ہو وقت اور ابن صلاح نے کہا کہ کبیرے گناہ کے واسطے کئی علامتیں ہیں ایک واجب ہونا حد کا ہے اور ایک وعدہ دینا ہے اس پر عذاب کا ساتھ آگ کے اور مانند اس کی کے کتاب میں یا سنت میں اور ایک وصف کرنا اس کے صاحب کا ہے ساتھ فسق کے اور ایک لعنت ہے اور یہ وسیع تر ہے پہلی تعریفوں سے اور سب سے بہتر تعریف قول قرطبی کا ہے مفہم میں کہ جس گناہ پر بولا گیا ہے ساتھ نص کتاب کے یا سنت کے یا اجماع کے کہ وہ کبیرہ ہے یا عظیم ہے یا خبر دی جائے اس میں ساتھ شدت عقاب کے یا معلق کی جائے اس پر حد یا سخت ہو انکار اوپر اس کے تو وہ کبیرہ گناہ ہے بنا بر اس کے پس سزاوار ہے تلاش کرنا اس چیز کا کہ وارد ہوئی ہے اس میں وعید یا لعن یا فسق قرآن میں یا صحیح حدیثوں میں یا حسان میں اور جوڑا جائے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے اس میں نص قرآن میں

اور صحیح یا حسن حدیثوں میں اس پر کہ وہ کبیرہ ہے سو جہاں تک پہنچیں گے وہاں سے ان کی گنتی معلوم ہو جائے گی اور کہا حلیمی نے کہ ایسا کوئی گناہ نہیں مگر کہ اس میں صغیرہ اور کبیرہ ہے اور کبھی صغیرہ پلٹ کر کبیرہ ہو جاتا ہے اور کبیرہ فاحشہ ہو جاتا ہے مگر کفر کہ اس کی کوئی قسم صغیرہ نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَذْفِ الْعَبِيْدِ — غلاموں کو بدکاری کی تہمت کرنا

فائدہ: اور حکم لونڈی اور غلام کا اس میں برابر ہے اور ترجمہ میں اضافت طرف مفعول کی ہے بدلیل حدیث باب کے اور احتمال ہے کہ فاعل کی طرف اضافت ہو اور حکم اس کا یہ ہے کہ اگر غلام قذف کرے تو اس پر آدھی حد ہے بہ نسبت حد آزاد کے مرد ہو یا عورت اور یہ قول جمہور کا ہے اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور زہری رحمۃ اللہ علیہ اور ایک تھوڑی جماعت سے ہے کہ اس کی حد اسی کوڑے ہیں۔ (فتح)

٦٣٥٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نُعْمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهٗ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِّمَّا قَالَ جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ كَمَا قَالَ.

۶۳۵۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو اپنے غلام کو بدکاری کا عیب لگائے اور وہ پاک ہو اس سے جو اس نے کہا تو اس کو قیامت کے دن کوڑے مارے جائیں گے مگر یہ کہ حقیقت ایسا ہی ہو جیسا اس نے کہا۔

فائدہ: یعنی پس اس کو قیامت کے دن کوڑے نہ مارے جائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ غلام کو اختیار ہو گا کہ قیامت کے دن خواہ اس سے حد لے لے یا معاف کر دے کہا مہلب نے اجماع ہے اس پر کہ اگر آزاد مرد غلام کو قذف کرے تو اس پر حد واجب نہیں اور دلالت کرتی ہے اس پر یہ حدیث اس واسطے کہ اگر اس کے مالک پر دنیا میں حد واجب ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ذکر کرتے جیسا ذکر کیا کہ اس کو آخرت میں کوڑے مارے جائیں گے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے اس کو ساتھ آخرت کے واسطے جدا کرنے آزاد لوگوں کے غلاموں سے سو بہر حال آخرت میں سو ملکیت ان کی ان سے دور ہو جائے گی اور برابر ہو جائے گی حدود میں اور بدلہ لیا جائے گا واسطے ہر ایک کے ان میں سے مگر یہ کہ معاف کیا جائے اور نہیں کمی بیشی ہو گی فضیلت میں مگر ساتھ تقویٰ کے اور اس کے اجماع میں جو اس نے نقل کیا ہے نظر ہے اس واسطے کہ عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اگر ام ولد کو قذف کرے تو آزاد کو حد ماری جائے اور یہی قول ہے حسن اور اہل ظاہر کا کہا ابن منذر نے اختلاف ہے اس کے حق میں جو ام ولد کو زنا کا عیب لگائے سو مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت نے کہا کہ اس میں حد واجب ہے اور قیاس قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے بعد موت مالک کے اور اسی طرح ہر وہ شخص جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ وہ آزاد ہو جاتی ہے مالک

کے مرنے سے اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ ام ولد کے قاذف پر حد نہیں اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو آزاد مرد کو قذف کرے غلام جان کر تو واجب ہے اس پر حد۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يَأْمُرُ الْإِمَامُ رَجُلًا فَيَضْرِبُ الْحَدَّ غَائِبًا عَنْهُ وَقَدْ فَعَلَهُ عُمَرُ

کیا حکم کرے امام کسی مرد کو سو مارے حد غائب اس سے تو کیا یہ مکروہ ہے یا نہیں اور البتہ کیا ہے اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے۔

۶۳۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَا جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهٗ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ فَقَالَ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا فِيْ أَهْلِ هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهٖ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَّخَادِمٍ وَإِنِّيْ سَأَلْتُ رِجَالًا مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا الرَّجْمَ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ الْمِائَةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَيَا أُنَيْسُ اغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَسَلْهَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

۶۳۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں تجھ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں مگر یہ کہ تو ہمارے درمیان کتاب اللہ سے حکم کرے تو اس کا خصم اٹھا اور وہ اس سے زیادہ تر سمجھ والا تھا سو اس نے کہا کہ یہ سچا ہے ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب سے حکم کیجیے اور مجھ کو اجازت ہو یا حضرت! تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہہ سو اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے گھر والوں میں مزدور تھا سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا تو میں نے بدلہ دیا اس کا سو بکری اور ایک لونڈی اور پھر میں نے بعض اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ بے شک میرے بیٹے پر سو کوڑے ہیں اور سال بھر شہر بدر کرنا اور یہ کہ اس کی عورت پر سنگسار کرنا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے البتہ میں حکم کروں گا درمیان تمہارے کتاب اللہ سے سو بکری اور لونڈی تجھ پر پھیری جائے اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور اے انیس! اس کی عورت پر جا اور اس سے پوچھ سو اگر اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر سو اس نے اقرار کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الدِّيَاتِ — کتاب ہے دیت کے بیان میں

فائدہ: دیت اس مال کا نام ہے جو جان کے عوض دیا جاتا ہے یعنی خون بہا اور وارد کی ہے بخاری نے تحت اس ترجمہ کے وہ چیز جو متعلق ہے قصاص سے اس واسطے کہ جس چیز میں قصاص ہے اس میں مال پر عفو کرنا بھی جائز ہے سو ہوگی دیت شامل تر اور اس کے سوائے اور لوگوں نے کتاب القصاص کہا ہے اور اس کے تحت میں دیت کو داخل کیا ہے اس واسطے کہ قتل عمد اصل قصاص ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو قتل کرے ایمان دار کو جان بوجھ کے تو اس کا بدلہ دوزخ ہے

فائدہ: اور اس آیت میں وعید شدید ہے اس کے واسطے جو قتل کرے مسلمان کو جان بوجھ کر ناحق اور سورۂ فرقان کی تفسیر میں اس کا مفصل بیان ہو چکا ہے اور بیان اختلاف کا کہ قاتل کے واسطے توبہ ہے یا نہیں اور روایت کی ہے اسماعیل قاضی نے ساتھ سند حسن کے احکام قرآن میں کہ جب یہ آیت اتری تو اصحاب نے کہا کہ دوزخ واجب ہوئی یہاں تک کہ یہ آیت اُتری ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ میں کہتا ہوں اور اس پر اعتماد کیا ہے اہل سنت نے اس میں کہ قاتل مومن کا اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے جو چاہے گا اس کے ساتھ کرے گا اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کی جو بخاری اور مسلم میں ہے اس کے بعد کہ ذکر کیا قتل اور زنا وغیرہ کو اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچا تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے چاہے تو اس کو عذاب کرے چاہے اس سے معاف کرے اور تائید کرتا ہے اس کی قصہ اس شخص کا جس نے بنی اسرائیل میں سے سو آدمی کو مارا تھا۔ (فتح)

٦٣٥٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ

۶۳۵۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! کون سا گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ہے؟ فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اور حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے اس نے کہا کہ پھر کون سا؟ فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے واسطے اس خوف کے کہ تیرے ساتھ کھائے اس نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا کہ تو اپنے

يَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيْقَهَا ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾ الْآيَةَ.

ہمسائے کی عورت سے زنا کرے سو اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق قرآن میں اتاری اور جو نہیں پکارتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود کو اور نہیں خون کرتے کسی جان کا جو حرام کی اللہ تعالیٰ نے مگر ساتھ حق کے اور نہیں بدکاری کرتے اور جو کرے یہ کام وہ بڑے گناہ سے ہے۔

فائدہ: یہ کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے کہا کرمانی نے کہ اس کا کوئی مفہوم نہیں اس واسطے کہ قتل مطلق اعظم ہے، میں کہتا ہوں نہیں منع ہے کہ ہو گناہ بڑا غیر سے اور بعض فرد اس کا بعض سے بڑا ہو اور وجہ اعظم ہونے اس کے کی یہ ہے کہ اس نے جمع کیا ہے ساتھ قتل کے ضعف اعتقاد کو اس میں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے رزق دینے والا۔ (فتح)

٦٣٥٥- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّزَالَ الْمُؤْمِنُ فِيْ فُسْحَةٍ مِّنْ دِيْنِهِ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا.

٦٣٥٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ مرد اپنے اپنے دین کی راہ سے کشائش اور امن و امان میں ہے جب تک کہ ناحق خون نہ کیا ہو۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے اپنے گناہ سے سو مفہوم اول کا یہ ہے کہ ناحق خون کرنے سے اس کا دین اس پر تنگ ہو جاتا ہے سو اس میں اشعار ہے ساتھ وعید کے ایمان وار کے قتل کرنے پر جان بوجھ کے ساتھ اس چیز کے کہ وعدہ دیا جاتا ہے ساتھ اس کے کافر کو اور مفہوم دوسرے کا یہ ہے کہ وہ گناہ کے سبب سے تنگ ہو جاتا ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف بعید ہونے عفو کے اس سے واسطے ہمیشہ رہنے اس کے تنگی مذکور میں، کہا ابن عربی نے کہ کشادگی دین میں فراخ ہونا نیک عملوں کا ہے یہاں تک کہ جب قتل آتا ہے تو نیک عملوں میں تنگی ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس کے گناہ کو دور نہیں کرتے اور کشادگی گنا میں یہ ہے کہ وہ توبہ سے مغفرت کو قبول کرے یہاں تک کہ جب قتل آتا ہے تو قبول ہونا توبہ کا اُٹھ جاتا ہے اور یہ تفسیر بنا بر رائے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہے کہ قاتل کی توبہ قبول نہیں ہے۔ (فتح)

٦٣٥٦- حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوْبَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ إِنَّ مِنْ وَرَطَاتِ

٦٣٥٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلاک کرنے والے امروں سے جس سے کوئی راہ نکلنے کی نہیں اس کے واسطے جو اپنی جان کو ان میں ڈالے بہانا خون حرام کا ہے

الْاُمُوْرِ الَّتِیْ لَا مَخْرَجَ لِمَنْ اَوْقَعَ نَفْسَهٗ فِيْهَا سَفْكَ الدَّمِ الْحَرَامِ بِغَيْرِ حِلِّهٖ.

ناحق۔

فائدہ: اور مراد اس سے قتل کرنا اس کا ہے جس طور سے کہ ہو اور ورطہ اس چیز کو کہتے ہیں جس سے آدمی نجات نہ پائے اور شاید یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا کھینچا گیا ہے حدیث مذکور سے اس واسطے کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قاتل کشائش میں نہیں ہوتا تو اس سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سمجھا کہ اس نے اپنی جان کو ورطہ میں ڈالا اور اس کو ہلاک کیا اور ثابت ہو چکا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے ایک مرد سے کہا جس نے ناحق ایک آدمی کو مارا تھا کہ تو بہشت میں داخل نہیں ہوگا اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ سب دنیا کا دور ہو جانا آسان تر ہے اللہ تعالیٰ پر مسلمان آدمی کے قتل کرنے سے، کہا ان تین نے کہ ثابت ہو چکی ہے نہی قتل چوپائے کے سے ناحق اور وعید اس میں سو کیا حال ہے آدمی کے قتل کرنے کا کیا حال ہے مسلمان کا پھر کیا حال ہے متقی کا۔ (فتح)

٦٣٥٧۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَآءِ.

۶۳۵۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول فیصلہ آدمیوں کے درمیان قیامت کے دن خونوں میں ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ناحق خون کرنا اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے اور ایسا سخت گناہ ہے کہ قیامت کے دن پہلے پہل خونوں کے مقدمات رجوع ہو کر فیصلہ ہوں گے یعنی معاملات میں اور عبادات میں پہلے پہل نماز سے سوال ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ ناحق خون کرنا بڑا سخت گناہ ہے اس واسطے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتی ہے ابتدا ساتھ اہم چیز کے۔ (فتح)

٦٣٥٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عَطَآءُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيٍّ حَدَّثَهٗ اَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ حَلِيْفَ بَنِيْ زُهْرَةَ حَدَّثَهٗ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَقِيْتُ كَافِرًا فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ يَدِيْ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّيْ بِشَجَرَةٍ وَقَالَ

۶۳۵۸۔ حضرت مقداد بن عمرو کندی سے روایت ہے اور وہ جنگ بدر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا کہ اس نے کہا یا حضرت! میں ایک کافر سے ملا سو ہم ایک دوسرے سے لڑے سو اس نے تلوار سے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر اس نے ایک درخت کی پناہ لی اور کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے واسطے مسلمان ہوا کیا میں اس کو قتل کروں اس کے بعد کہ اس نے یہ کلمہ کہا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت قتل کر اس کو کہا یا حضرت! سو بے شک اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا پھر ہاتھ کاٹنے کے

أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ أَأَقْتُلُهُ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنَّهُ طَرَحَ إِحْدٰى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا أَأَقْتُلُهُ قَالَ لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَأَنْتَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِيْ قَالَ.

بعد یہ کہا کیا میں اس کو قتل کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مت قتل کر سو اگر تو اس کو مارے گا تو وہ تیرے مارنے سے پہلے بجائے تیرے ہو گیا ہے اور تو بجائے اس کے ہو جائے گا جیسے وہ کافر کلمہ پڑھنے سے پہلے تھا۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ قتل نہیں ہے سبب واسطے ہونے ہر ایک کے بجائے دوسرے کے اور مراد لازم اس کا ہے مانند قول اس کے کی کہ مباح ہو جائے گا خون تیرا اگر تو نے نافرمانی کی کہا خطابی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کافر مباح الدم ہے ساتھ حکم دین کے اسلام لانے سے پہلے اور جب مسلمان ہو جائے تو اس کا خون حرام ہو جاتا ہے مسلمان کی طرح سو اگر مسلمان اس کے بعد اس کو قتل کرے تو اس کا خون مباح ہو جاتا ہے ساتھ حق قصاص کے مانند کافر کی ساتھ حق دین کے اور نہیں مراد ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے جیسا خارجی لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان کبیرے گناہ سے کافر ہو جاتا ہے اور حاصل اس کا اتحاد دونوں منزلوں کا ہے باوجود اختلاف ماخذ کے پس اول یہ کہ وہ مثل تیری ہے خون کے محفوظ ہونے میں اور ثانی یہ کہ تو اس کے برابر ہے خون رائیگاں ہونے میں اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تو قاتل ہو جائے گا جیسا وہ قاتل تھا اور یہ تعریض ہے اس واسطے کہ مراد تغلیظ ہے ساتھ ظاہر لفظ کے بجز باطن اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ ہر ایک دونوں میں سے قاتل ہے یہ مراد نہیں کہ وہ اس کے قتل کرنے سے کافر ہو جاتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تو اس کے قتل کے قصد کرنے سے گنہگار ہے جیسا کہ وہ تیرے قتل کے قصد سے گنہگار ہوا سو تم دونوں ایک حالت میں ہو گناہ سے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تو اس کے نزدیک حلال الدم ہے پہلے اس سے کہ تو مسلمان ہو کہ تو اس کی مثل کفر میں تھا جیسا کہ وہ تیرے نزدیک حلال الدم تھا اس سے پہلے اور بعض نے کہا کہ مغفرت کی گئی ہے اس کی ساتھ گواہی توحید کے جیسا کہ تو بخشا گیا ہے ساتھ حاضر ہونے کے بدر میں اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تو بجائے اس کے ہے مباح الدم ہونے میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد جھڑکنا ہے اس کے قتل کرنے سے نہ یہ کہ جب کافر کہے کہ میں مسلمان ہوا تو اس کا خون حرام ہو جاتا ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ کافر کا خون مباح ہے اور مسلمان جس نے اس کو قتل کیا ہے اگر جان بوجھ کے اس کو قتل نہ کیا ہو اور نہ پہچانتا ہو کہ وہ مسلمان ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قتل کیا ہو اس کو تاویل سے تو بہ بجائے اس کے مباح الدم نہیں ہوتا اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس کے برابر ہے بیچ مخالفت حق کے اور ارتکاب کرنے گناہ کے اگرچہ مختلف ہے نوع کہ ایک کفر ہے اور ایک گناہ اور بعض نے کہا

کہ مراد یہ ہے کہ اگر تو اس کے قتل کو حلال جان کر اس کو قتل کرے گا تو اس کے برابر ہے کفر میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر صحت اسلام اس شخص کے جو کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے واسطے اسلام لایا اور اس سے زیادہ نہ کہے اور اس میں نظر ہے کہ وہ کفایت کرتا ہے کف میں علاوہ اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ اس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے سوال کرنا مسئلوں کا ان کے واقع ہونے سے پہلے بنا بر اس کے کہ پہلے گزر چکی ہے ترجیح اس کی اور جو بعض سلف سے اس کی کراہت منقول ہے تو یہ محمول ہے اس پر جس کا واقع ہونا نہایت کم اور نہایت نادر ہو اور بہرحال جس کا واقع ہونا عادۃً ممکن ہو تو اس کا سوال کرنا جائز ہے تاکہ معلوم کرے۔

وَقَالَ حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمِقْدَادِ إِذَا كَانَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ يُخْفِيْ إِيْمَانَهُ مَعَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَأَظْهَرَ إِيْمَانَهُ فَقَتَلْتَهُ فَكَذٰلِكَ كُنْتَ أَنْتَ تُخْفِيْ إِيْمَانَكَ بِمَكَّةَ مِنْ قَبْلُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد سے فرمایا کہ جب کہ ایک مرد ایمان دار اپنے ایمان کو قوم کفار میں چھپاتا تھا کہ اس نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا اور مقداد رضی اللہ عنہ نے اس کو مار ڈالا سو اسی طرح تو بھی اس سے پہلے مکے میں اپنے ایمان کو چھپاتا تھا۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا اس میں مقداد رضی اللہ عنہ بھی تھا کافر ان کو دیکھ کر بھاگ گئے ایک مرد ان میں بہت مال دار تھا وہ ٹھہرا رہا سو اس نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ مقداد رضی اللہ عنہ نے اس کو مار ڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کا ذکر ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مقداد! تو نے قتل کیا اس مرد کو جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو اس کا جواب دے گا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ أَحْيَاهَا﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا إِلَّا بِحَقٍّ ﴿فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے کسی جان کو زندہ رکھا تو گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ رکھا اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حرام ہے قتل کرنا اس کا مگر حق سے کہ زندہ ہوں ان سے سب آدمی۔

فائدہ: اور مراد اس آیت سے ابتدا اس کی ہے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ جو مار ڈالے کسی جان کو بغیر عوض کے اور بغیر رہزنی کرنے کے تو گویا کہ اس نے مار ڈالا سب لوگوں کو اور جس نے زندہ کیا ایک جان کو تو گویا زندہ کیا سب لوگوں کو اور اس پر تطبیق کھاتی ہے پہلی حدیث باب کی اور وہ قول اس کا ہے کہ مگر کہ آدم کے بیٹے پر اس کے خون کا حصہ پڑتا ہے اور باقی سب حدیثیں بیچ

تعظیم امر قتل کی ہیں یعنی قتل کرنے کا بڑا بھاری اور بہت بڑا سخت گناہ ہے اور مبالغہ کرنا ہے بیچ زجر کرنے کے اس سے اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس میں کہ کیا مراد ہے اس آیت میں سب آدمیوں کے قتل کرنے اور زندہ کرنے سے سو کہا ایک گروہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان کے قتل کرنے کا بڑا سخت اور بہت بھاری گناہ ہے یہ قول حسن اور مجاہد اور قتادہ کا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ سب لوگ اس کے مدعی ہوں گے اور بعض نے کہا کہ واجب ہے اس پر قصاص مسلمان کے قتل کرنے سے برابر اس کے کہ واجب ہوتا ہے اس پر اگر سب آدمیوں کو قتل کرے اور اختیار کیا ہے طبری نے کہ مراد ساتھ اس کے تعظیم عقوبت کی ہے اور شدت وعید کی اس طور سے کہ قتل ایک کا اور قتل کرنا سب کا برابر ہے بیچ واجب ہونے غضب اللہ تعالیٰ کے اور اس کے عذاب کے اور اس کے مقابل یہ ہے کہ جس نے کسی کو قتل نہ کیا تو زندہ ہوئے اس سے سب لوگ واسطے سلامت ہونے ان کے اس سے اور کہا ابن تین نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کے واسطے قصاص واجب ہو اور وہ اس سے معاف کر دے تو اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا سب لوگوں کے زندہ کرنے سے اور بعض نے کہا کہ واجب ہوتا ہے شکر اس کا سب لوگوں پر اور گویا اس نے سب پر احسان کیا اور کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختیار کیا ہے اس کو اس واسطے کہ نہیں پایا جاتا کوئی جی کہ قائم ہو قتل کرنا اس کا دنیاوی ضرر میں مقام قتل کرنے تمام نفسوں کے اور نہ زندہ کرنا ان کا دنیاوی نفع میں مقام زندہ کرنے تمام آدمیوں کے۔ (فتح)

۶۳۵۹۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْهَا.

۶۳۵۹۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں قتل کیا جاتا کوئی جی مگر کہ آدم علیہ السلام کے بیٹے پر اس کے خون کا حصہ پڑتا ہے۔

فائدہ: قاتل کا نام قابیل ہے اور مقتول کا نام ہابیل ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس وقت کوئی مسکین نہ تھا جس پر صدقہ کیا جائے فقط اس وقت قربانی کرنا تھا سو اگر قبول ہوتی تو آسمان سے آگ اترتی اور اس کو جلا ڈالتی ورنہ نہ جلاتی سو قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی آگ نے اس کو نہ جلایا اور ہابیل کا صدقہ قبول ہوا اس رشک سے اس نے اس کو مار ڈالا اور قابیل آدم علیہ السلام کا سب سے پہلا صلبی بیٹا ہے بہشت میں پیدا ہوا تھا اور جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اس وقت قابیل پچیس برس کا تھا اور ہابیل بیس برس کا اور ہابیل کے معنی ہیں ہبۃ اللہ اور جب ہابیل قتل ہوا تو آدم علیہ السلام غمگین ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے گھر میں شیث علیہ السلام کو پیدا کیا اور اس کے معنی ہیں عطیۃ اللہ اور انہی سے آدم علیہ السلام کی اولاد پھیلی اور ذکر کیا ہے اہل علم نے کہ حضرت حوا بیس بار جنیں چالیس بیٹے ہر بار میں ایک لڑکا اور

ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے پھر جب آدم علیہ السلام فوت ہوئے اس وقت ان کی اولاد چالیس ہزار آدمی تھے اور نہ باقی رہا طوفان میں کوئی مگر اولاد نوح علیہ السلام کی اور وہ شیث علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور کشتی میں ان کے ساتھ اسی آدمی تھے اور باوجود اس کے پس نہ باقی رہی مگر اولاد نوح علیہ السلام کی سو بڑھے لوگ ان سے یہاں تک کہ زمین بھر گئی اور یہ جو کہا اس واسطے کہ قتل کی رسم پہلے اسی سے شروع ہوئی تو یہ اصل ہے اس میں کہ مدد کرنا اس چیز پر کہ حلال نہ ہو حرام ہے اور یہ حدیث میں ہے کہ جو بد رسم نکالے تو جتنا گناہ کرنے والے کو ہوگا اتنا گناہ اس کو ہوگا جس نے پہلے وہ رسم بد نکالی، روایت کیا ہے اس کو مسلم نے سو یہ حدیث محمول ہے اس شخص کے حق میں جس نے اس گناہ سے توبہ نہ کی ہو۔ (فتح)

۶۳۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ وَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي عَنْ أَبِيْهِ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

۶۳۶۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم میں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

فائدہ: اس حدیث کے معنی میں آٹھ قول ہیں ایک یہ کہ وہ ظاہر پر ہے دوم یہ کہ وہ حلال جاننے والوں کے حق میں ہے، تیسرا یہ کہ کفر کرنے والے ساتھ حرام ہونے خون کے اور حرمت مسلمانوں کے اور حقوق دین کے، چوتھا یہ کہ یہ فعل کافروں کا سا ہے، پانچواں ہتھیار پہننے والے، چھٹا اللہ تعالیٰ کی نعمت کا کفر کرنے والے، ساتواں یہ زجر ہے اس کے ظاہر معنی مراد نہیں ہیں، آٹھواں یہ کہ ایک دوسرے کو کافر نہ کہو۔ (فتح)

۶۳۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. رَوَاهُ أَبُوْ بَكْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۳۶۱۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ لوگوں کو چپ کرا کہ نہ پلٹ جانا میرے بعد کافر ہو کر بعض بعض کی گردن مارے، روایت کیا ہے اس کو ابو بکرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: چپ کرا یعنی تا کہ خطبہ سنیں۔

۶۳۶۲۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

۶۳۶۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کبیرے

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ أَوْ قَالَ الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ. شَكَّ شُعْبَةُ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ أَوْ قَالَ وَقَتْلُ النَّفْسِ.

گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا یا فرمایا جھوٹی قسم کھانا، شعبہ راوی کو شک ہے اور کہا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے کہا کہ کبیرے گناہ شرک کرنا ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور جھوٹی قسم اور ماں باپ کی نافرمانی یا کہا اور قتل کرنا جان کا۔

فائدہ: اور غرض اس سے قتل جان کا ہے۔

٦٣٦٣۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَبَائِرُ ح و حَدَّثَنَا عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ مَرْزُوْقٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ أَوْ قَالَ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ.

٦٣٦٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرے گناہوں میں بہت بڑے گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کا شریک مقرر کرنا اور جان کا قتل کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور ایذاء رسانی اور جھوٹی بات یا فرمایا اور جھوٹی گواہی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ادب میں گزر چکی ہے۔

٦٣٦٤۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ ظَبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحُرَقَةِ مِنَ

٦٣٦٤۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو گروہ حرقہ کی طرف بھیجا جو قوم جہینہ کی ایک شاخ ہے تو صبح ہوتے ہی ہم ان پر ٹوٹ پڑے سو ہم نے ان کو شکست دی کہا اور میں اور ایک انصاری مرد ایک مرد کو ان میں سے ملے یعنی ہم نے اس کو پایا سو جب ہم نے اس کو گھیرا تو اس

جُهَيْنَةَ قَالَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ قَالَ وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ قَالَ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِيْ حَتّٰى قَتَلْتُهُ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ لِيْ يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّيْ لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

نے زبان سے لا الہ الا اللہ کہا سو انصاری اس سے باز رہا اور میں نے اس کو اپنا نیزہ مارا یہاں تک کہ میں نے اس کو قتل کیا کہا سو جب ہم مدینے میں آئے تو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے فرمایا: اے اُسامہ! کیا تو نے اس کو قتل کر ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد؟ میں نے کہا یا حضرت! اس نے تو اپنے بچاؤ کے واسطے کلمہ پڑھا تھا، یعنی وہ سچا مسلمان نہ تھا فرمایا کیا تو نے اس کو قتل کر ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد؟ سو ہمیشہ رہے اس کلمے کو مکرر کہتے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ میں آج سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کیا تو نے اس کا دل چیر کے دیکھا تھا؟ یعنی تجھ کو صرف ظاہر پر عمل کرنے کی تکلیف دی گئی ہے اور جو آدمی زبان سے بولے دل کا حال معلوم کرنے کی کوئی راہ نہیں اور نہ دل کا حال کسی طریق سے معلوم ہو سکتا ہے سو حضرت ﷺ نے اس پر انکار کیا کہ تو نے ظاہر پر عمل کیوں نہیں کیا سو فرمایا کہ تو نے اس کے دل کو نہیں چیرا تا کہ تو دیکھتا کہ اس کے دل میں ایمان تھا یا نہیں سو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تو دل کا حال معلوم نہیں کر سکتا تو کفایت کر ساتھ ظاہر کے اور جو زبان سے بولے اور اس میں دلیل ہے اوپر مرتب ہونے احکام کے اسباب ظاہرہ پر سوائے باطنہ کے اور اس میں حجت ہے اس کے واسطے جو ثابت کرتا ہے کلام نفسی کو اور یہ جو کہا کہ میں نے آرزو کی کہ میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا یعنی میں آج مسلمان ہوا ہوتا اس واسطے کہ اسلام پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے سو اس نے آرزو کی کہ ہوتا یہ وقت اول داخل ہونے اس کے کا اسلام میں تا کہ بے خوف ہوتا ایسے فعل کی جرأت سے اور یہ مراد نہیں کہ اس نے آرزو کی کہ میں اس سے پہلے مسلمان نہ ہوتا اور گویا اُسامہ رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے سب نیک عملوں کو اس فعل کے مقابلے میں حقیر جانا واسطے اس چیز کے کہ سنی انکار شدید سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے اس کو بطور مبالغہ کے اور اس حدیث میں اس بات کا ذکر نہیں کہ اس کی دیت دلوائی یا نہیں اس کو اس واسطے ذکر نہیں کیا کہ سامع کو اس کا علم تھا یا یہ واقعہ دیت اُترنے سے پہلے کا ہے یا اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اصل قتل کی اجازت دی پس نہ لازم ہوگی ضمان اس چیز کی کہ تلف ہو نفس سے اور مال سے مانند طبیب کی یا اس کا کوئی والی مسلمان نہ تھا جو اس کی دیت کا مستحق ہوتا کہا قرطبی نے کہ حضرت ﷺ نے اس کلمے کو کئی بار مکرر فرمایا اور اُسامہ رضی اللہ عنہ

کا عذر قبول نہ کیا تو اس میں سخت جھڑکی ہے ایسے فعل کے کرنے سے اور یہی قصہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کی قسم کا سبب تھا کہ میں اس کے بعد کے مسلمان سے نہیں لڑوں گا اسی واسطے جنگ جمل اور صفین میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ ہوئے۔ (فتح)

٦٣٦٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنِّيْ مِنَ النُّقَبَآءِ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعْنَاهُ عَلٰى أَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِيَ بِالْجَنَّةِ إِنْ فَعَلْنَا ذٰلِكَ فَإِنْ غَشِيْنَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَآءُ ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ.

٦٣٦٥۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اُن نقیبوں سے ہوں جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی یعنی عقبہ کی رات کو ہم نے آپ سے بیعت کی اس پر کہ نہ شریک کریں ساتھ اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کو اور نہ زنا کریں اور نہ چوری کریں اور نہ قتل کریں اس جان کو جو اللہ تعالیٰ نے حرام کی اور نہ اچک لیں چیز کسی کی اور نہ نافرمانی کریں بدلے بہشت کے اگر ہم ان کاموں کو کریں اور اگر ہم ان چیزوں سے کسی چیز کو ڈھانکیں یعنی اگر ان سے کوئی چیز واقع ہو تو اس کا حکم اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

فائدہ: ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ بیعت اس کیفیت سے عقبہ کی رات واقع ہوئی اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح بلکہ یہ کیفیت عورتوں کی بیعت میں واقع ہوئی۔

٦٣٦٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا. رَوَاهُ أَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٣٦٦۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں روایت کیا ہے اس کو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یعنی ہمارے طریقے پر نہیں اور مراد اس سے زجر اور تشدید ہے نہ یہ کہ وہ مسلمان نہیں رہتا اور مراد وہ شخص ہے جو اٹھائے ہتھیار مسلمانوں پر لڑنے کے واسطے اس واسطے کہ اس میں داخل کرنا رعب کا ہے اوپر ان کے اور جو ان کی چوکیداری کے واسطے ہتھیار اٹھائے وہ مراد نہیں۔ (فتح)

٦٣٦٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ وَيُوْنُسُ

٦٣٦٧۔ حضرت احنف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں گیا تا کہ علی رضی اللہ عنہ کی مدد کروں یعنی جمل میں تو ابو بکرہ رضی اللہ عنہ مجھ سے ملا تو

عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ ذَهَبْتُ لِأَنْصُرَ هٰذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرَةَ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ أَنْصُرُ هٰذَا الرَّجُلَ قَالَ ارْجِعْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ إِنَّهُ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ.

اس نے کہا کہ کہاں کا ارادہ کرتا ہے؟ میں نے کہا کہ اس مرد کی مدد کرتا ہوں کہا پلٹ جا سو بے شک میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جب دو مسلمان مقابلہ کریں تلواریں لے کر تو قتل کرنے والا اور جو قتل ہوا دونوں دوزخ میں ہیں میں نے کہا یا حضرت! پہلا قتل کرنے والا تو اس واسطے دوزخی ہوا کہ ظالم تھا مگر جو قتل ہوا اس کا کیا قصور تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی اپنے ساتھی کے مارنے پر حریص اور مستعد تھا یعنی اس کا قابو نہ ہوا نہیں تو ضرور مارتا۔

فائدہ: دونوں آگ میں ہیں یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو دونوں پر جاری کیا اس واسطے کہ دونوں نے ایسا فعل کیا ہے کہ اس کے سبب سے مستحق ہوئے عذاب کے اور کہا خطابی نے کہ یہ وعید اس شخص کے حق میں ہے جو لڑے عداوت دنیاوی سے یا طلب ملک کے واسطے مثلا اور بہر حال جو باغیوں سے لڑے یا حملہ کرنے والے کو دفع کرے اور اس کو قتل کر ڈالے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہوتا اس واسطے کہ اس کو شرع نے اس حالت میں لڑنے کی اجازت دی ہے وسیاتی شرح الحدیث فی کتاب الفتن انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثٰى بِالْأُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ أَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! لکھا گیا یعنی لازم کیا گیا تم پر بدلہ برابر مارے گئے لوگوں میں آزاد بدلے آزاد کے اور غلام بدلے غلام کے اور عورت بدلے عورت کے، آخر آیت تک۔

بَابُ سُؤَالِ الْقَاتِلِ حَتّٰى يُقِرَّ وَالْإِقْرَارِ فِي الْحُدُوْدِ

سوال کرنا قاتل سے یہاں تک کہ اقرار کرے اور اقرار کرنا حد میں

فائدہ: میں کہتا ہوں اور آیت مذکور اصل ہے اس میں کہ قصاص میں مساوات اور برابری شرط ہے اور یہ قول جمہور کا

ہے اور کوفیوں نے ان کی مخالفت کی ہے سوانہوں نے کہا کہ قتل کیا جائے آزاد کو بدلے غلام کے اور مسلمان کو بدلے کافر کے اور تمسک کیا ہے انہوں نے اس آیت سے ﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ یعنی لازم کیا ہم نے ان پر اس میں کہ قتل کیا جائے جان کو بدلے جان کے کہا اسماعیل قاضی نے احکام قرآن میں کہ دونوں آیتوں میں تطبیق اولیٰ ہے سو محمول ہے نفس مکافیہ پر یعنی جو اس کے برابر ہو اور تائید کرتا ہے اس کی اتفاق ان کا اس پر کہ اگر آزاد غلام کو قذف کرے تو اس پر حد قذف کی واجب نہیں اور یہ حکم خود آیت سے لیا جاتا ہے اس واسطے کہ اس کے آخر میں ﴿فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ﴾ اور نہیں نام رکھا جاتا ہے کافر کا صدقہ کرنے والا اور نہ مکفر عنہ کہ وہ اس کے واسطے کفارہ ہو جاتا ہے اور اسی طرح غلام اپنے زخم سے اس واسطے کہ حق اس کے مالک کا ہے اور کہا ابو ثور نے کہ جب اتفاق ہے اس پر کہ نہیں قصاص ہے درمیان غلاموں کے اور آزادوں کے اس چیز میں جو جان سے کم ہے یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ میں تو جان میں بطریق اولیٰ قصاص نہ ہوگا کہا ابن عبدالبر نے اجماع ہے اس پر کہ غلام قتل کیا جائے بدلے آزاد کے اور عورت قتل کی جائے بدلے مرد کے اور مرد اس کے بدلے قتل کیا جائے مگر یہ کہ وارد ہوا ہے بعض اصحاب سے مانند علی رضی اللہ عنہ کی اور تابعین سے مانند حسن بصری رحمہ اللہ کی کہ جب مرد عورت کو قتل کرے اور عورت کے وارث اس مرد کا قتل کرنا چاہیں تو واجب ہے ان پر آدھی دیت ورنہ ان کے واسطے پوری دیت ہے اور نہیں ثابت ہے علی رضی اللہ عنہ سے لیکن وہ قول بعض فقہاء بصرہ کا ہے اور دلالت کرتا ہے مکافات پر درمیان مرد اور عورت کے یہ کہ ان کا اتفاق ہے اس پر کہ ہاتھ کٹا ہوا اور کانا اگر قتل کرے اس کو ثابت جان بوجھ کے تو البتہ واجب ہے اس پر قصاص اور نہیں واجب ہے اس کے واسطے بسبب آنکھ اور ہاتھ اس کے دیت اور قول اس کا ترجمہ میں سوال کرنا قاتل سے یہاں تک کہ اقرار کرے جو متہم ہو ساتھ قتل کے اور نہ قائم ہوں اس پر گواہ۔ (فتح)

٦٣٦٨۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا أَفُلَانٌ أَوْ فُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتّٰى أَقَرَّ بِهٖ فَرُضَّ رَأْسُهٗ بِالْحِجَارَةِ.

٦٣٦٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر کچلا دو پتھروں میں تو اس نے کہا کہ تیرے ساتھ کس نے یہ کام کیا ہے؟ فلانے نے یا فلانے نے یہاں تک کہ نام لیا گیا یہودی کا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا سو ہمیشہ رہے اس سے پوچھتے یہاں تک کہ اس نے اقرار کیا سو کچلا گیا سر اس کا پتھروں سے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ لائق ہے حاکم کو یہ کہ استدلال کرے اہل جنایت پر اور نرمی کرے ساتھ ان کے یہاں تک کہ اقرار کریں تا کہ ان کے اقرار کو لیا جائے اور برخلاف اس کے ہے جب کہ توبہ کرتے آئیں اس واسطے

کہ اعراض کرے اس شخص سے جو نہ تصریح کرے ساتھ جنایت کے اس واسطے کہ واجب ہے قائم کرنا حد کا اس پر جب کہ اقرار کے اور سیاق قصہ کا تقاضا کرتا ہے کہ یہودی پر گواہ قائم نہیں ہوئے تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لیا اس کے اقرار کو اور اس میں ہے کہ واجب ہے مطالبہ ساتھ خون کے مجرد شکایت سے اور اشارہ سے اور اس میں دلیل ہے اوپر جواز وصیت غیر بالغ کے اور دعویٰ کرنا اس کا ساتھ دیت اور خون کے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو انکار کرتا ہے قصاص لینے سے ساتھ غیر تلوار کے یعنی جو کہتا ہے کہ تلوار کے سوائے کسی چیز سے قصاص لینا درست نہیں اور قتل کرنا مرد کا بدلے عورت کے اور یہ جو کہا کہ اس یہودی کا سر کچلا گیا پتھروں سے تو جواب دیا ہے اس سے بعض حنفیہ نے ساتھ اس کے کہ نہیں دلالت ہے اس حدیث میں اوپر مماثلت کے قصاص میں اس واسطے کہ عورت زندہ تھی اور قصاص زندہ میں نہیں ہوتا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا تھا حضرت ﷺ نے ساتھ قتل کرنے یہودی کے بعد مرنے اس کے اس واسطے کہ حدیث میں ہے کہ کیا تجھ کو فلانے نے قتل کیا ہے سو دلالت کی اس پر کہ وہ اسی وقت مرگئی تھی پھر جب مرگئی تو یہودی سے اس کا قصاص لیا گیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ واجب ہے قصاص ذمی کافر پر اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے اس میں تصریح ساتھ ہونے اس کے ذمی احتمال ہے کہ معاہد یا مستامن ہو۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَتَلَ بِحَجَرٍ أَوْ بِعَصًا — جب قتل کرے پتھر یا لاٹھی سے

فائدہ: اس میں کوئی حکم بیان نہیں کیا واسطے اشارہ کرنے کے طرف اختلاف کی لیکن وارد کرنا حدیث کا اشارہ کرتا ہے طرف ترجیح قول جمہور کے کی۔ (فتح)

٦٣٦٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ جَدِّهٖ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجَتْ جَارِيَةٌ عَلَيْهَا أَوْضَاحٌ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ فَرَمَاهَا يَهُوْدِيٌّ بِحَجَرٍ قَالَ فَجِيْءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُلَانٌ قَتَلَكِ فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا فَأَعَادَ عَلَيْهَا قَالَ فُلَانٌ قَتَلَكِ فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا فَقَالَ لَهَا فِي الثَّالِثَةِ فُلَانٌ قَتَلَكِ فَخَفَضَتْ رَأْسَهَا

٦٣٦٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی نکلی مدینے میں اور اس پر چاندی کا زیور تھا سو ایک یہودی نے اس کو پتھر مارا سو وہ لڑکی حضرت ﷺ کے پاس لائی گئی اور حالانکہ اس میں کچھ زندگی باقی تھی تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا فلاں نے تجھ قتل کیا ہے؟ تو اس نے اپنا سر اٹھایا یعنی نہیں تو حضرت ﷺ نے اس سے دوبارہ کہا تجھ کو فلاں نے قتل کیا ہے؟ اس نے اپنا سر اٹھایا یعنی نہیں سو تیسری بار اس سے کہا گیا کہ فلاں نے تجھ کو قتل کیا ہے؟ تو اس نے اپنا سر پست کیا یعنی ہاں سو حضرت ﷺ نے اس کو بلوایا اور اس کو دو پتھروں کے درمیان کچلا۔

فَدَعَا بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلَهُ بَيْنَ الْحَجَرَيْنِ.

فائدہ: اور یہ حدیث حجت ہے جمہور کے واسطے کہ قاتل کو قتل کیا جائے اس چیز سے جس سے اس نے قتل کیا اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس آیت کے ﴿وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ﴾ اور اس آیت کے ﴿فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَااعْتَدٰى عَلَيْكُمْ﴾ اور خلاف کیا ہے کوفیوں نے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے اس حدیث سے لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّيْفِ اور یہ حدیث ضعیف ہے روایت کیا ہے اس کو بزار اور ابن عدی نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور ذکر کیا ہے بزار نے اختلاف کو باوجود ضعیف ہونے سند اس کی کے اور کہا ابن عدی نے کہ اس کے سب طریقے ضعیف ہیں اور بر تقدیر ثبوت ہونے اس کے وہ ان کے قاعدے کے برخلاف ہے اس میں کہ سنت کتاب کو منسوخ نہیں کرتی اور نہ اس کی تخصیص ہوتی ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ منع ہونے کے مثلہ سے اور وہ صحیح ہے لیکن محمول ہے نزدیک جمہور کے اوپر غیر مماثلت کے قصاص میں واسطے تطبیق دینے کے دونوں دلیلوں میں کہا ابن منذر نے کہ کہا اکثر علماء نے کہ جب قتل کرے اس چیز سے جس سے غالبًا قتل کیا جاتا ہو تو وہ قتل عمد ہے یعنی جان بوجھ کے مارنا اور کہا ابن ابی لیلیٰ نے کہ اگر قتل کرے پتھر یا لاٹھی سے تو دیکھا جائے اگر اس کو مکرر مارا ہو تو وہ عمد ہے نہیں تو نہیں اور کہا عطاء اور طاؤس نے کہ شرط عمد کی یہ ہے کہ ہو ہتھیار سے اور کہا حسن بصری رحمہ اللہ اور شعبی رحمہ اللہ اور نخعی رحمہ اللہ اور حکم رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اور جو ان کے تابع ہیں کہ شرط عمد کی یہ ہے کہ لوہے سے قتل کیا ہو اور اختلاف ہے اس کے حق میں جو لاٹھی سے قتل کرے پھر قصاص لیا جائے اس سے ساتھ ضرب لاٹھی کے اور وہ نہ مرے تو کیا اس کو مکرر مارا جائے سو بعض نے کہا کہ مکرر نہ مارا جائے اور بعض نے کہا کہ اگر نہ مرے تو تلوار سے قتل کیا جائے اور اسی طرح جو بھوکا رکھ کے قتل کرے اور کہا ابن عربی نے مستثنیٰ ہے مماثلت سے وہ چیز جس میں گناہ ہو مانند شراب اور اغلام اور جلانے کی اور تیسری چیز میں شافعیہ کو خلاف ہے اور پہلی دونوں میں اتفاق ہے لیکن بعض نے کہا کہ قتل کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے قائم مقام ہو اور جو لوگ مانعین ہیں ان کی دلیلوں سے ہے حدیث اس عورت کی جس نے اپنی سوکن کو خیمے کی چوب ماری اور اس کو مار ڈالا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں دیت ٹھہرائی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جان بدلے جان کے۔

كَفَّارَةٌ لَّهُ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ﴾.

فائدہ: اور غرض بیان کرنے اس آیت کے سے یہ ہے کہ وہ حدیث کے لفظ کے مطابق ہے اور شاید اس نے ارادہ کیا ہے کہ بیان کرے کہ اگرچہ وہ اہل کتاب کے حق میں وارد ہوئی ہے لیکن اس کا حکم جس پر وہ دلالت کرتی ہے بدستور ہے ہماری شریعت میں یعنی اسلام میں پس وہ اصل ہے قصاص میں بیچ قتل عمد کے۔ (فتح)

٦٣٧٠۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِيْ وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّيْنِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ.

٦٣٧٠۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال ہے خون اس مسلمان کا جو گواہی دیتا ہو اس کی کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس کے کہ میں پیغمبر ہوں اللہ تعالیٰ کا مگر ساتھ ایک چیز کے تین چیزوں سے ایک تو جان بدلے جان کے، دوسری شادی شدہ آدمی جو حرام کاری کرے، تیسرا جس نے اپنا اسلام کا دین چھوڑا مرتد ہوا اور مسلمانوں کے گروہ سے الگ ہوا۔

فائدہ: ظاہر لا یحل سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تین صورتوں میں قتل کرنا مسلمان کا مباح ہے اور یہ بہ نسبت تحریم قتل غیر ان کی کے ہے اگرچہ ان تین صورتوں میں قتل کرنا واجب ہے حکم میں اور قول اس کا جان بدلے جان کے یعنی قتل کرے جان بوجھ کر ناحق قتل کیا جائے اس کی شرط سے اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور شادی شدہ زنا کار یعنی حلال ہے قتل کرنا اس کا ساتھ رجم کے اور یہ جو کہا جماعت کا چھوڑنے والا تو مراد ساتھ جماعت کے جماعت مسلمانوں کی ہے یعنی علیحدہ ہوا ان سے یا چھوڑا ان کو یعنی مرتد ہو گیا کہا ابن دقیق العید نے کہ مرتد ہونا سبب ہے واسطے مباح ہونے خون مسلمان کے بالاجماع مرد میں اور بہر حال اگر عورت ہو سو اس میں اختلاف ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے جمہور کے اس میں کہ حکم عورت کا حکم مرد کا سا ہے واسطے برابر ہونے دونوں کے زنا میں اور اس حدیث میں دلیل ہے اس کے واسطے جو گمان کرتا ہے کہ نہ قتل کیا جائے کوئی جو اسلام میں داخل ہوا سوائے ان تین چیزوں کے جو شمار ہوئیں مانند ترک نماز کے اور نہیں جواب دیا اس نے اس کا اور تابع ہوا ہے اس کا طیبی اور کہا ابن دقیق العید نے کہ لیا جاتا ہے اس کے قول سے جس نے جماعت کو چھوڑا کہ مراد اس سے وہ شخص ہے جو اجماع کا مخالف ہے سو ہوگا تمسک اس کے واسطے جو قائل ہے کہ مخالف اجماع کا کافر ہے اور منسوب ہے یہ بعض لوگوں کی طرف اور نہیں ہے یہ قول سہل اس واسطے کہ مسائل اجماعی کبھی تو صاحب شرع سے متواتر ہوتے ہیں مانند وجوب نماز

کی مثلا اور کبھی متواتر نہیں ہوتے سو اول کا منکر کافر ہے واسطے مخالفت تواتر کے نہ واسطے مخالفت اجماع کے اور دوسرے سے کافر نہیں ہوتا اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ صحیح بیچ تکفیر منکر اجماع کے مقید کرنا اس کا ہے ساتھ انکار کرنے اس چیز کے کہ اس کا واجب ہونا دین سے بداہۃً معلوم ہو مانند پانچ نمازوں کی یا انکار اس کا جس کا وجوب تواتر سے معلوم ہو اور اس قسم سے قول ساتھ حدوث عالم کے اور البتہ حکایت کی ہے عیاض وغیرہ نے کہ اجماع ہے اوپر تکفیر اس شخص کے جو قائل ہو ساتھ قدیم ہونے عالم دنیا کے اور گمان کیا ہے بعض فلسفیوں نے کہ مخالف بیچ حدوث عالم کے نہیں تکفیر کیا جاتا اس واسطے کہ وہ از قبیل مخالفت اجماع کے ہے اور تمسک کیا ہے اس نے ہمارے اس قول سے کہ منکر اجماع کا مطلق کافر نہیں یہاں تک کہ ثابت ہو نقل ساتھ اس کے متواتر صاحب شرع سے اور یہ تمسک ساقط ہے اس واسطے کہ حدوث عالم دنیا کا اس قبیل سے ہے کہ جمع ہوا ہے اس میں اجماع اور تواتر نقل اور کہا نووی رحمہ اللہ نے قول اس کا التارك لدينه عام ہے ہر شخص میں کہ مرتد ہو جس ردّت سے کہ ہو سو واجب ہے قتل کرنا اس کا اگر نہ رجوع کرے طرف اسلام کی اور قول اس کا المفارق للجماعة شامل ہے ہر خارج ہونے والے کو جماعت سے ساتھ بدعت کے یا نفی اجماع کے مانند روافض اور خوارج وغیرہ کی اور کہا قرطبی نے قول اس کا المفارق للجماعة ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ لغت ہے تارک دین کی اس واسطے کہ جب مرتد ہوا تو خارج ہوا جماعت مسلمین سے لیکن ملحق ہے ساتھ اس کے ہر شخص جو خارج ہو جماعت مسلمین سے اگرچہ نہ مرتد ہو مانند اس شخص کی کہ باز رہے قائم کرنے حد کے سے اوپر اس کے جب کہ واجب ہو اور لڑے اس پر مانند باغیوں اور رہزنوں اور محاربین کی خوارج وغیرہم سے پس شامل ہے ان کو لفظ مفارق جماعت کا بطریق عموم کے اور اگر یہ نہ ہو تو نہیں صحیح ہوگا حصر اس واسطے کہ لازم آتا ہے کہ نفی ہو ان لوگوں کی جو مذکور ہوئے اور خون ان کا حلال ہے اور اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ اصل خصلت تیسری مرتد ہونا ہے سو ضروری ہے موجود ہونا اس کا اور جدا ہونے والا جماعت سے بغیر مرتد ہونے کے نہیں رکھا جاتا ہے نام اس کا مرتد پس لازم آئے گا خلف حصر میں اور تحقیق جواب میں یہ ہے کہ حصر اس شخص کے حق میں ہے کہ واجب ہے قتل عین اس کا اور جن کو اس نے ذکر کیا ہے ان میں سے کسی کا قتل کرنا تو صرف حالت محاربہ اور مقاتلے میں مباح ہے اس دلیل سے کہ اگر قیدی ہو تو نہیں جائز ہے قتل کرنا اس کا بند کر کے اتفاقاً غیر محاربین میں اور راجح قول پر محاربین میں بھی لیکن لازم آتا ہے اس سے قتل کرنا تارک نماز کا اور تعرض کیا ہے ابن دقیق العید نے اس کے واسطے سو کہا اس نے کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ تارک نماز قتل کیا جائے نماز کے چھوڑنے سے اس واسطے کہ وہ نہیں ہے تینوں امروں سے، میں کہتا ہوں اور تارک نماز میں اختلاف ہے سو مذہب احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور بعض مالکیہ اور شافعیہ سے ابن خذیمہ اور ابوالطیب اور منصور فقیہ اور ابوجعفر ترمذی کا یہ ہے کہ اس کو نماز کے ترک سے کافر کہا جائے اگرچہ اس کے فرض ہونے سے انکار نہ کرے اور جمہور کا یہ

مذہب ہے کہ قتل کیا جائے اس کو بطورِ حد کے اور مذہب حنفیہ کا اور موافق ہوا ہے ان کو مزنی کہ نہ قتل کیا جائے اور نہ اس کو کافر کہا جائے اور قوی دلیل جو اس کے نہ کافر ہونے پر ہے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے مرفوع کہ پانچ نمازیں فرض کیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر، الحدیث اور اس میں ہے کہ جو نمازیں نہ پڑھے تو نہیں اس کے واسطے نزدیک اللہ تعالیٰ کے کوئی عہد چاہے اس کو عذاب کرے اور چاہے اس کو بہشت میں داخل کرے روایت کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ اور اصحاب سنن نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان وغیرہ نے اور تمسک کیا ہے امام احمد رحمہ اللہ نے اور جو ان کے موافق ہے ساتھ ظاہر اُن حدیثوں کے کہ وارد ہوئی ہیں ساتھ تکفیر اس کی کے اور حمل کیا ہے ان کو اس شخص نے جو ان کے مخالف ہے اوپر حلال جاننے والے کے واسطے تطبیق کے درمیان حدیثوں کے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض شافعیہ نے واسطے قتل تارک نماز کے اس واسطے کہ وہ تارک ہے اپنے دین کا جو عمل ہے اور جو زکوٰۃ کا تارک ہو اس کو انہوں نے کافر نہیں کہا اس واسطے کہ ممکن ہے لینا اس کا اس سے قہر اور زبردستی سے اور نہ قتل کیا جائے تارک روزے کا اس واسطے کہ ممکن ہے کہ اس کو روزہ توڑنے والی چیزوں سے منع کیا جائے پس اس کو حاجت پڑے گی کہ روزے کی نیت کرے یعنی جب اس کو کھانے پینے کی چیزوں سے روکا جائے تو خواہ مخواہ روزے کی نیت کرے گا اس واسطے کہ وہ اس کے وجوب کا معتقد ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ آزاد نہ قتل کیا جائے بدلے غلام کے اس واسطے کہ نہیں سنگسار کیا جاتا ہے غلام کو جب کہ حرام کاری کرے اگرچہ شادی شدہ ہو حکایت کیا ہے اس کو ابن تین نے اور نہیں کسی کے واسطے یہ کہ جدا کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے جمع کیا ہے مگر ساتھ دلیل کے کتاب سے یا سنت سے اور برخلاف تیسری خصلت کی ہے اس واسطے کہ اجماع منعقد ہے اس پر کہ غلام اور آزاد مرتد ہونے میں برابر ہیں اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ مستثنیٰ کیا ہے بعض نے تینوں سے قتل کرنا حملہ کرنے والے کا اس واسطے کہ جائز ہے قتل کرنا اس کا واسطے ہٹانے اس کے اپنے اہل اور مال سے اور کبھی جواب دیا جاتا ہے اس سے کہ وہ داخل ہے مفارق میں یا مراد یہ ہے کہ نہیں حلال ہے قتل کرنا اس کا جان بوجھ کے ان معنوں سے کہ نہیں حلال ہے قتل کرنا اس کا مگر بطور دفع کرنے کے اور معتمد جواب دوسرا ہے اور البتہ حکایت کی ہے ابن عربی نے کہ اسباب قتل کے دس ہیں اور نہیں خارج ہوتا ہے کوئی ان تینوں میں سے کسی حال میں اس واسطے کہ جو جادو کرے یا پیغمبر کو برا کہے وہ کافر ہو جاتا ہے پس وہ داخل ہے تارک دین میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ﴾ اوپر برابر ہونے نفسوں کے قتل میں سو قصاص لیا جائے ہر مقتول کا اس کے قاتل سے برابر ہے کہ آزاد ہو یا غلام اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے اور دعویٰ کیا ہے انہوں نے کہ آیت مائدہ کی جو مذکور ہے ترجمہ میں ناسخ ہے بقرہ کی آیت کے واسطے ﴿کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی﴾ الآیۃ اور کہا جمہور نے کہ آیت بقرہ کی مفسر ہے آیت مائدہ کے واسطے سو قتل کیا جائے غلام بدلے آزاد کے اور نہ قتل کیا جائے آزاد کو بدلے غلام کے واسطے

ناقص ہونے اس کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ غلام اور آزاد کے درمیان بدلہ نہیں مگر یہ کہ آزاد چاہے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ غلام ایک اسباب ہے سو نہیں واجب ہوگی اس میں مگر قیمت اگر قتل خطا ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ عموم اس کے اس پر کہ جائز ہے قتل کرنا مسلمان کا بدلے کافر مستامن اور معاہد کے اور البتہ پہلے گزر چکی ہے شرح حدیث علی رضی اللہ عنہ کی کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان بدلے کافر کے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے وصف کرنا شخص کا باعتبار مکان کے اگرچہ اس سے انتقال کیا ہو واسطے مستثنیٰ کرنے مرتد کے مسلمانوں سے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَقَادَ بِالْحَجَرِ — جو حکم کرے ساتھ بدلہ لینے کے پتھر سے

فائدہ: اور یہ آپس میں ہم مثل ہوتا ہے قصاص میں۔

٦٣٧١ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُوْدِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلٰى أَوْضَاحٍ لَهَا فَقَتَلَهَا بِحَجَرٍ فَجِيْءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ أَقَتَلَكِ فُلَانٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَّا ثُمَّ قَالَ الثَّانِيَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَّا ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّالِثَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ فَقَتَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَجَرَيْنِ.

٦٣٧١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے قتل کیا ایک لڑکی کو اس کے چاندی کے زیور پر سو قتل کیا اس کو پتھر سے سو اس لڑکی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اور اس میں کچھ زندگی باقی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو فلانے نے قتل کیا ہے؟ سو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں پھر دوسری بار کہا تو اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار اس سے پوچھا سو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں سو قتل کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھروں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور مراد یہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا اشارہ سمجھانے والا کہ مستفاد ہو اس سے جو مستفاد ہوتا اس سے اگر بولتی اور کہتی ہاں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قُتِلَ لَهٗ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ — جس کا کوئی آدمی مارا جائے وہ دو باتوں میں سے بہتر بات میں مختار ہے

فائدہ: یعنی دو باتوں سے جو بہتر جانے سو اختیار کرے یا تو خون بہا قاتل سے لے یا خون کے بدلے خون لے اور ترجمہ باندھا ہے ساتھ لفظ حدیث کے اور اس کا ظاہر حجت ہے اس کے واسطے جو قائل ہے کہ اختیار دیت یا قصاص کے لینے کا مقتول کے وارثوں کی طرف راجع ہے یعنی ان کو اختیار ہے خواہ قاتل سے دیت لیں یا خون کے بدلے خون لیں اور نہیں شرط ہے اس میں رضامندی قاتل کی اور یہی مقصود ہے اس بات سے اور اسی واسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو لایا جس میں تفسیر ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ

اَخِیْهِ شَیْءٌ﴾ یعنی اس کا خون اس کے واسطے چھوڑا گیا یعنی مقتول کے وارثوں نے خون کا بدلہ نہ لیا اور خون بہا پر راضی ہوئے تو پیروی کرنا ہے موافق دستور کے یعنی بیچ مطالبہ دیت کے اور تفسیر کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عفو کو ساتھ دیت کے عمد میں اور قبول کرنا دیت کا راجع ہے مقتول کے ولیوں کی طرف جن کے واسطے قصاص کا طلب کرنا ہے اور نیز لازم کی گئی ہے دیت قاتل پر بغیر اس کی رضا مندی کے اس واسطے کہ وہ مامور ہے ساتھ زندہ رکھنے اپنی جان کے واسطے عموم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ﴾ سو جب راضی ہو جائیں وارث مقتول کے ساتھ لینے دیت کے تو نہیں جائز ہے قاتل کو کہ اس سے باز رہے کہا ابن بطال نے کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ بنی اسرائیل میں دیت کا لینا جائز نہ تھا بلکہ قصاص لازم تھا سو اللہ تعالیٰ نے اس امت سے تخفیف کی کہ ان کے واسطے دیت کا لینا مشروع کیا جب کہ مقتول کے وارث راضی ہوں۔ (فتح)

٦٣٧٢۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوْا رَجُلًا وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا حَرْبٌ عَنْ يَحْيٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ قَتَلَتْ خُزَاعَةُ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ لَيْثٍ بِقَتِيْلٍ لَّهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَّكَّةَ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِيْ أَلَا وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِيْ هٰذِهٖ حَرَامٌ لَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا إِلَّا مُنْشِدٌ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا يُوْدٰى وَإِمَّا يُقَادُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَبُوْ شَاهٍ فَقَالَ اكْتُبْ لِيْ يَا رَسُوْلَ

٦٣٧٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک شان یہ ہے کہ فتح کے سال قوم خزاعہ نے قوم بنی لیث کے ایک مرد کو قتل کیا بدلے اپنے اس مقتول کے کہ جاہلیت کے زمانے میں قتل ہوا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے یعنی خطبہ پڑھنے کو سو فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مکے سے ہاتھی والوں کو روکا تھا اور اپنے رسول کو اور مسلمانوں کو اس پر غالب کیا خبردار ہو اور بے شک وہ میرے واسطے صرف ایک ساعت بھر حلال ہوا خبردار ہو اور بے شک وہ اب میری اس ساعت میں حرام ہوا اس کا کانٹا نہ اکھاڑا جائے اور اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر اس کو اٹھانا اس کا جائز ہے جو ڈھونڈھ کے مالک کو پہنچائے اور جس کا کوئی آدمی مارا جائے تو وہ دو باتوں میں سے ایک بات کو جو بہتر جانے اختیار کر لے یا تو قاتل سے خون بہا لے یا خون کے بدلے خون لے سو ایک مرد ابو شاہ نامی یمن کا رہنے والا کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! یہ سب مجھ کو لکھوا دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکھ دو ابو شاہ کے واسطے پھر قریش میں سے ایک مرد کھڑا ہوا یعنی عباس رضی اللہ عنہ

اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُكْتُبُوْا لِاَبِیْ شَاهٍ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّمَا نَجْعَلُهٗ فِیْ بُيُوْتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ وَتَابَعَهٗ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ شَيْبَانَ فِی الْفِيْلِ قَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِیْ نُعَيْمٍ الْقَتْلَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ إِمَّا أَنْ يُّقَادَ أَهْلُ الْقَتِيْلِ.

حضرت ﷺ کے چچا سو کہا یا حضرت! مگر اذخر گھاس کے کاٹنے کی اجازت دیجیے اس واسطے کہ ہم مکے والے لوگ اس گھاس کو اپنے گھروں کی چھتوں پر اور قبروں میں ڈالتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے، متابعت کی ہے اس کی عبیداللہ نے شیبان سے فیل میں اور کہا بعض نے ابونعیم سے ساتھ لفظ قتل کے اور کہا عبیداللہ نے یا بدلہ لیا جائے مقتول کے وارثوں کے واسطے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے مکے سے ہاتھی والوں کو روکا تھا تو یہ اشارہ ہے طرف قصہ حبشہ کی جو مشہور ہے بیان کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے بسط سے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ ابرہ حبشی جب ملک یمن پر غالب ہوا اور وہ نصرانی تھا تو اس نے ایک عبادت خانہ بنایا اور لوگوں پر لازم کیا کہ اس کا حج کیا کریں اور عرب کے بعض لوگوں نے اس کے دربانوں کو غافل پا کر اس میں پاخانہ پیشاب کیا اور بھاگا تو ابرہ اس بات سے سخت غضبناک ہوا اور خانے کعبے کو ڈھانے کا قصد کیا سو اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اپنے ساتھ ایک بڑا ہاتھی لیا سو جب مکے سے قریب ہوا تو عبدالمطلب اس کی طرف نکلا اس نے تعظیم کی اور وہ خوب شکل تھا سو اس نے ابرہ سے طلب کیا کہ اس کے اونٹ جو لوٹے گئے پھیر دیے جائیں تو ابرہ نے اس کو کم ہمت جانا اور کہا کہ البتہ مجھ کو گمان تھا کہ تو نہ سوال کرے گا مجھ سے مگر اس امر میں جس میں میں اٹھا تو عبدالمطلب نے کہا اس گھر کا ایک رب ہے وہ اس کو نگاہ رکھے گا اس نے اس کو اس کے اونٹ پھیر دیے اور آگے بڑھا ابرہ ساتھ لشکر اپنے کے اور ہاتھی کو آگے کیا تو ہاتھی اپنے گھٹنوں پر بیٹھا اور وہ اس میں عاجز ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر پرندے بھیجے ہر ایک کے پاس تین تین کنکریاں تھیں ایک چونچ میں اور دو دونوں پاؤں میں سو انہوں نے ان کو ان پر ڈالا سو نہ باقی رہا ان میں سے کوئی مگر کہ اس کو پتھر لگا اور ان پتھروں کا رنگ سیاہ تھا اور ان پرندوں کا رنگ سبز تھا دریا سے نکلے تھے ان کے سر درندوں کے سر کی طرح تھے اور یہ جو کہا **فهو بخير النظرين** تو نہیں ممکن ہے حمل کرنا اس کا ظاہر پر اس واسطے کہ مقتول کو کچھ اختیار نہیں بلکہ اختیار تو اس کے ولی کو ہے اور ایک روایت میں عفو آیا ہے تو مراد اس سے معاف کرنا دیت پر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے واسطے تین چیزوں میں اختیار ہے یا خون کے بدلے خون لے یا بالکل معاف کر دے یا دیت لے اور اگر قصاص یا دیت کے سوائے کوئی اور بات کرے تو اس کو روکو اور اختیار کا مستحق کون ہے قاتل یا ولی مقتول کا اس کا بیان آگے آتا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ ولی مقتول کا مختار ہے قصاص اور دیت میں اور جب ولی مقتول کا دیت اختیار کرے تو کیا

واجب ہے قاتل پر قبول کرنا اس کا اس میں اختلاف ہے اکثر کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہے اس پر قبول کرنا اس کا اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ نہیں واجب ہے مگر قاتل کی رضامندی سے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ قول حضرت ﷺ کے ومن قتل له اس طور سے کہ حق متعلق ہے مقتول کے وارثوں سے سو اگر بعض وارث لڑکا ہو یا موجود نہ ہو تو نہیں ہے باقی وارثوں کے واسطے لینا قصاص کا یہاں تک کہ جو غائب ہو وہ حاضر ہو اور جو لڑکا ہو وہ بالغ ہو اور اس حدیث میں جواز واقع ہونا قصاص کا ہے حرم مکہ میں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے مکے میں یہ خطبہ پڑھا اور نہیں مقید کیا اس کو ساتھ غیر حرم کے۔ (فتح)

٦٣٧٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ قِصَاصٌ وَلَمْ تَكُنْ فِيْهِمُ الدِّيَةُ فَقَالَ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى﴾ إِلٰى هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيْهِ شَيْءٌ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَالْعَفْوُ أَنْ يَّقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ قَالَ ﴿فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ أَنْ يَّطْلُبَ بِمَعْرُوْفٍ وَيُؤَدِّيَ بِإِحْسَانٍ.

٦٣٧٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں قصاص تھا یعنی خون کے بدلے خون لینا اور ان میں دیت نہ تھی سو اللہ تعالیٰ نے اس امت سے کہا کہ لازم ہوا تم پر بدلہ لینا مارے گئے لوگوں میں اس قول تک جو اس آیت میں ہے سو جس کو معاف ہو اس کے بھائی مسلمان یعنی مقتول کے خون سے کچھ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ عفو یہ ہے کہ دیت کو قبول کرے عمد میں خون کے بدلے خون نہ لے کہا اور پیروی کرنا ہے موافق دستور کے یعنی مطالبہ کرے موافق دستور کے اور ادا کرے اچھی طرح سے۔

فائدہ: حاصل کلام ابن عباس رضی اللہ عنہما کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا﴾ یعنی لازم کیا ہم نے بنی اسرائیل پر توراۃ میں کہ جان بدلے جان کے ہے مطلق سو تخفیف کی اللہ تعالیٰ نے اس امت سے ساتھ مشروع کرنے دیت کے بدلہ قتل کا اس کے واسطے جو مقتول کے وارثوں سے قصاص معاف کر دے اور خاص کیا آزاد کو بدلے آزاد کے پس نہیں حجت ہے اس وقت مائدہ کی آیت میں اس کے واسطے جو تمسک کرتا ہے ساتھ اس کے بیچ قتل کرنے آزاد کے بدلے غلام کے اور مسلمان کے بدلے کافر کے اس واسطے کہ پہلے پیغمبروں کی شریعت سے تمسک کرنا اس وقت جائز ہے جب کہ نہ وارد ہو ہماری شرع میں جو اس کے مخالف ہو اور البتہ کہا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں قصاص نہ تھا اس میں تو صرف دیت تھی سو ہماری شریعت میں یعنی اسلام میں دونوں امر جمع ہوئے سو یہ شریعت متوسط ہے نہ اس میں افراط ہے نہ تفریط اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اختیار قصاص اور دیت لینے کا مقتول کے ولی کو ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور تقریر کی ہے اس کی خطابی نے اس طور سے کہ عفو آیت

میں محتاج ہے بیان کا اس واسطے کہ ظاہر قصاص کا یہ ہے کہ نہیں ہے کسی کا دوسرے پر حق لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کو معاف ہوا قصاص ساتھ دیت کے تو مستحق دیت پر اتباع ہے ساتھ معروف کے یعنی مطالبہ کرنا اور قاتل پر ادا کرنا ہے دیت کا ساتھ اچھی طرح کے اور مالک رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ اختیار قصاص میں یا دیت میں قاتل کے واسطے ہے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ان کے واسطے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے ربیع کے قصے میں کتاب اللہ القصاص کہ اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں دیا اور نہ بیان فرمایا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا تھا جب کہ مقتول کے وارثوں نے قصاص چاہا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کروایا کہ اگر مقتول کے وارث قصاص چاہیں تو قبول کیا جائے اور اس میں تاخیر بیان کی نہیں ہے اور کہا مہلب وغیرہ نے کہ مستفاد ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے **فهو بخير النظرين** کہ جب وارث مقتول کا سوال کیا جائے ساتھ معاف کرنے کے مال پر تو چاہے قبول کرے چاہے نہ قبول کرے اور خون کے بدلے خون لے اور ولی پر اتباع اولیٰ کا ہے اس میں اور نہیں ہے اس میں وہ چیز جو دلالت کرے اوپر اکراہ قاتل کے دیت پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ واجب قتل عمد میں قصاص ہے اور دیت اس کا بدل ہے اور بعض نے کہا کہ واجب خیار ہے اور یہ دو قول علماء کے ہیں اور شافعی رحمہ اللہ کے مذہب میں صحیح تر پہلا قول ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور جو تعدی کرے یعنی قتل کرے بعد قبول کرنے دیت کے تو اس کے واسطے عذاب ہے دردناک کہا جمہور نے کہ مراد اس عذاب سے عذاب آخرت کا ہے اور بہر حال دنیا میں سو اس کے واسطے ہے جس نے پہلے قتل کیا یہ قول جمہور کا ہے اور عکرمہ اور قتادہ وغیرہ سے ہے کہ لازم ہے قصاص اوپر اس کے اور نہیں قادر ہے ولی دیت لینے پر اور حدیث مرفوع میں ہے کہ میں نہیں معاف کرتا جو دیت لے کر قتل کرے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ مذہب ہے کہ یہ آیت مائدہ کی آیت سے منسوخ نہیں ﴿أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ بلکہ دونوں محکم ہیں اور شاید اس کی رائے یہ ہے کہ آیت مائدہ کی مفسر ہے بقرہ کی آیت کے واسطے اور یہ کہ مراد نفس سے اس آیت میں آزاد لوگ ہیں مرد اور عورتیں نہ غلام اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جمہور نے اوپر جواز لینے دیت کے بیچ قتل عمد کے اگرچہ غیلہ ہو اور وہ یہ ہے کہ دغا بازی سے کسی شخص کو چھپی جگہ میں لے جائے جنگل میں یا کہیں اور وہاں اس کو مار ڈالے برخلاف مالکیہ کے اور ملحق کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے ساتھ محارب کے کہ اس کا اختیار اس کے نزدیک بادشاہ کی طرف ہے ولی مقتول کو دیت لینے کا اختیار نہیں اور یہ بنا بر اس کے اصل کی ہے کہ حد محارب کی قتل ہے جب کہ اس کو امام مناسب دیکھے اور او آیت میں تخییر کے واسطے ہے نہ تنویع کے واسطے اور اس حدیث میں ہے کہ جو تاویل سے قتل کرے اس کا حکم خطا کا ہے دیت کے واجب ہونے میں واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ میں اس کی دیت دوں گا جیسا کہ اس کے دوسرے طریق میں ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیوں نے اوپر قتل کرنے اس شخص کے جو پناہ لے حرم مکہ میں اس کے

بعد کہ قتل کرے کسی کو جان بوجھ کر برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ حرم مکے میں قتل نہ کیا جائے بلکہ اس کو تنگ کیا جائے اوپر نکلنے کے حرم سے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ یہ حضرت ﷺ نے فرمایا بیچ قصے مقتول خزاعہ کے جو حرم میں قتل ہوا تھا اور یہ کہ قصاص مشروع ہے اس کے حق میں جو قتل کرے عمداً اور نہیں معارض ہے اس کو وہ چیز جو مذکور ہوئی ادب حرم کے سے اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے تعظیم اس کی ہے ساتھ حرام کرنے اس چیز کے کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کی اور قائم کرنا حد کا قاتل پر منجملہ تعظیم حرمتوں اللہ تعالیٰ کے ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِیءٍ بِغَیْرِ حَقٍّ

جو طلب کرے خون کسی شخص کا ناحق یعنی کیا ہے حکم اس کا؟

٦٣٧٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْیَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ حُسَیْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَی اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِی الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِی الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِیءٍ بِغَیْرِ حَقٍّ لِیُهَرِیْقَ دَمَهُ.

٦٣٧٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب لوگوں میں زیادہ تر دشمن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین شخص ہیں ایک تو حرم مکے کی زمین میں کج روی کرنے والا یعنی وہ کام کرنا جو وہاں حرام ہے، دوسرا دین اسلام میں کفر کی رسم طلب کرنے والا، تیسرا ناحق کسی شخص کا خون چاہنے والا صرف اس کی خون ریزی کے واسطے۔

فائدہ: حرم میں کج روی کرنا یعنی وہ کام کرنا جو اس میں حرام ہے جیسے قتل اور لڑائی اور شکار کرنا یا کج روی سے سب گناہ مراد ہیں چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے کہ جیسے عبادت کا حرم میں دگنا ثواب ہے ویسے ہی گناہ کا بھی دگنا عذاب ہے کہ حضور میں بے ادبی زیادہ تر بری ہوتی ہے اور کفر کی رسمیں جیسے نوحہ کرنا سر پیٹنا شگون لینا اور کہانت وغیرہ اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ایک شخص کا کسی پر حق ہو اور وہ اس کو اس کے غیر سے طلب کرے جو اس میں شریک نہ ہو مثل والد کی یا بیٹے کی یا قریبی کی اور بعض نے کہا کہ مراد باقی رکھنا خصلت جاہلیت کا ہے اور اس کا پھیلانا اور سنت جاہلیت کی اسم جنس ہے شامل ہے ہر چیز کو جس پر اہل جاہلیت اعتقاد کرتے تھے کہ ہمسائے کو ہمسائے کے بدلے پکڑنا اور حلیف کو حلیف کے بدلے یا مراد یہ ہے کہ جاہلیت کے وقت کے خون کا بدلہ اسلام میں لینا اور مراد ساتھ الحاد کے فعل کبیرے گناہ کا ہے اور مراد مُطَّلب سے مبالغہ کرنے والا ہے طلب میں یا مراد وہ طلب ہے جس پر مطلوب مرتب ہو نہ مجرد طلب یا ذکر کیا طلب کو تا کہ لازم آئے زجر فعل میں بطریق اولیٰ اور ناحق احتراز ہے اُس خون سے جو باحق ہو جیسے قصاص۔ (فتح)

بَابُ الْعَفْوِ فِی الْخَطَإِ بَعْدَ الْمَوْتِ

عفو کرنا خطا میں موت کے بعد

فائدہ: یعنی عفو کرنا وارث مقتول کا نہ عفو کرنا مقتول کا کہ وہ محال ہے اور احتمال ہے کہ اس میں داخل ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قید کیا ہے اس کو بعد موت کے اس واسطے کہ نہیں ظاہر ہوتا ہے اثر اس کا مگر موت کے بعد اس واسطے کہ اگر معاف کیا مقتول نے پھر مر گیا تو اس کے عفو کا اثر ظاہر نہیں ہوگا اس واسطے کہ اگر وہ زندہ رہا تو ظاہر ہوگا کہ نہیں کوئی چیز اس کے واسطے جو معاف کرے کہا ابن بطال نے اجماع ہے اس پر کہ عفو ولی کا تو صرف موت مقتول کے بعد ہوتا ہے اور بہرحال مرنے سے پہلے سو معاف کرنا مقتول کے واسطے ہے یعنی وہی ہے جو معاف کرے برخلاف اہل ظاہر کے کہ انہوں نے باطل کیا ہے مقتول کے معاف کرنے کو اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ جب ولی قائم مقام مقتول کے ہے بیچ طلب کرنے اس چیز کے جس کا وہ مستحق ہے سو جب ٹھہرایا جائے اس کے واسطے معاف کرنا تو یہ اصیل کے واسطے بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ جب عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو دعوت اسلام کی دی اور کسی نے اس کو تیر مارا اور وہ اس سے قتل ہوا سو اس نے اپنے قاتل کا خون معاف کیا مرنے سے پہلے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جائز رکھا۔ (فتح)

٦٣٧٥ - حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ يَوْمَ أُحُدٍ ح و حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ زَكَرِيَّآءَ يَعْنِي الْوَاسِطِيَّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ صَرَخَ إِبْلِيْسُ يَوْمَ أُحُدٍ فِي النَّاسِ يَا عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ عَلٰى أُخْرَاهُمْ حَتّٰى قَتَلُوا الْيَمَانَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَبِيْ أَبِيْ فَقَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ وَقَدْ كَانَ انْهَزَمَ مِنْهُمْ قَوْمٌ حَتّٰى لَحِقُوْا بِالطَّآئِفِ.

٦٣٧٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جنگ اُحد کے دن شیطان نے لوگوں میں پکارا اے اللہ کے بندو! لازم پکڑو اپنے اوپر پچھاڑی والوں کو تو اگلے لوگ پچھلوں پر پلٹے یہاں تک کہ قتل کیا انہوں نے یمان رضی اللہ عنہ کو تو کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے میرا باپ میرا باپ سو انہوں نے اس کو قتل کیا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو بخشے کہا اور ان میں سے ایک قوم کو شکست ہوئی یہاں تک کہ طائف میں جا ملے۔

فائدہ: اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس نے جو کہتا ہے کہ اس کی دیت حاضرین پر واجب ہوئی تھی اس واسطے کہ معنی غفر اللہ لکم کے یہ ہیں کہ میں نے تم سے معاف کیا اور نہیں معاف کرنا مگر اس چیز سے جس کے مطالبہ کرنے کا وہ مستحق تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے پاس سے دیت دی سو بخاری رحمہ اللہ نے

اپنی عادت کے موافق اس طریق کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَّمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلٰى أَهْلِهٖ إِلَّا أَنْ يَّصَّدَّقُوْا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلٰى أَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہیں کسی ایمان دار کے واسطے یہ کہ قتل کرے کسی ایمان دار کو مگر چوک سے۔

فائدہ: یہ آیت حارث بن زید رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری اس کو عیاش بن ابی ربیعہ نے قتل کیا کافر گمان کر کے اور حالانکہ وہ مسلمان ہو چکا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ قصاص مسلمان سے خاص ہے ساتھ قتل کرنے اس کے مسلمان کو اور اگر مسلمان کافر کو قتل کرے تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہوتی برابر ہے کہ کافر حربی ہو یا غیر حربی اس واسطے کہ آیات نے بیان کیا ہے مقتولوں کے احکام کو قتل عمد میں پھر بیان کیا خطا کو اور حربیوں کے حق میں فرمایا کہ جہاں ان کو پاؤ مار ڈالو پھر فرمایا کہ جس نے عہد و پیمان کیا ہے ان کی طرف کوئی راہ نہیں اور فرمایا اس کے حق میں جو دوبارہ محاربہ کرے کہ ان کو مار ڈالو جہاں پاؤ پھر خطا میں فرمایا کہ کسی ایمان دار کے واسطے لائق نہیں کہ کسی ایمان دار کو مارے مگر چوک سے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کو جائز ہے کہ قتل کرے کافر کو جان بوجھ کے سو خارج ہوا ذمی کافر ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی اور ایمان دار کے قتل خطا میں کفارہ اور خون بہا ٹھہرایا اور کافر کے قتل میں اس سے کوئی چیز نہیں ٹھہرائی تو اس سے معلوم ہوا کہ کافر کے قتل کرنے میں کوئی چیز واجب نہیں ہوتی اگرچہ ذمی ہو۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَقَرَّ بِالْقَتْلِ مَرَّةً قُتِلَ بِهٖ

جب قتل کے ساتھ ایک بار اقرار کرے تو اس کو قتل کیا جائے

٦٣٧٦ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ

۶۳۷۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں سے کچلا تو اس سے پوچھا گیا کہ

مَالِكٍ أَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا أَفُلَانٌ أَفُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا فَجِيْءَ بِالْيَهُوْدِيِّ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ وَقَدْ قَالَ هَمَّامٌ بِحَجَرَيْنِ.

یہ کام تیرے ساتھ کس نے کیا ہے؟ یعنی تجھ کو کس نے قتل کیا ہے؟ کیا فلانے نے کیا فلانے نے یہاں تک کہ نام لیا گیا یہودی کا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں پھر یہودی لایا گیا اس نے اقرار کیا تو اس کا سر پتھروں سے کچلا گیا اور کہا ہمام نے دو پتھروں سے۔

فائدہ: کہا ابن منذر نے کہ اگر مسلمان مسلمان کو چوک کر قتل کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں دیت کا حکم کیا ہے اور اجماع ہے اہل علم کا اس پر اور اگر کافر کو قتل کرے جس سے عہد و پیمان ہوا ہو تو اس کے عاقلہ پر دیت ہے بسبب عہد کے یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ہے کہ مراد آیت ﴿وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيْثَاقٌ﴾ میں کافر ہے اور یہودی کے قصے میں حجت ہے واسطے جمہور کے کہ قتل میں ایک بار سے زیادہ اقرار شرط نہیں اور یہ ماخوذ ہے اطلاق حدیث سے کہ اس نے اقرار کیا اور نہیں ذکر کیا اس میں عدد کو اور اصل عدم اس کا ہے اور کوفیوں کا یہ مذہب ہے کہ شرط ہے مکرر ہونا اقرار قتل کا دوبارہ واسطے قیاس کرنے کے اوپر شرط ہونے تکرار زنا کے چار بار واسطے تابع ہونے عدد گواہوں کے دونوں جگہ میں۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ
قتل کرنا مرد کو بدلے عورت کے

٦٣٧٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ يَهُوْدِيًّا بِجَارِيَةٍ قَتَلَهَا عَلٰى أَوْضَاحٍ لَهَا.

٦٣٧٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا ہے یہودی کو بدلے ایک لڑکی کے جس کو اس نے زیور پر مار ڈالا تھا۔

فائدہ: اور وجہ دلالت کی اس سے ظاہر ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف رد کی اس پر جو اس کو منع کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْقِصَاصِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِي الْجِرَاحَاتِ
قصاص درمیان مردوں اور عورتوں کے زخموں میں

فائدہ: کہا ابن منذر نے اجماع ہے اس پر کہ قتل کیا جائے مرد کو بدلے عورت اور عورت کو بدلے مرد کے مگر ایک روایت علی رضی اللہ عنہ سے اور حسن رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے اور مخالفت کی ہے حنفیہ نے اس چیز میں جو جان سے کم ہے اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ ہاتھ پورا نہ کاٹا جائے بدلے بیکار ہاتھ کے برخلاف نفس کے کہ قتل کیا

جائے تندرست جان کو بدلے بیمار جان کے اتفاقًا اور جواب دیا ہے ابن قصار نے کہ بیکار ہاتھ بجائے مرد کے ہے نہ کہ بدلہ لیا جائے زندہ سے بدلے مرد کے کہا ابن منذر نے جب اجماع ہے بیچ قصاص نفس کے اور اختلاف ہے اس سے کم میں تو واجب ہے رد کرنا مختلف کا طرف متفق کی۔ (فتح)

وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ

اور کہا اہل علم نے کہ قتل کیا جائے مرد کو عورت کے بدلے

فائدہ: مراد ساتھ اس کے جمہور سلف ہیں یا اشارہ کیا اس کی طرف کہ جو علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ واہی ہے یا طرف اس کی کہ اس میں مخالف ہے نادر ہے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ تُقَادُ الْمَرْأَةُ مِنَ الرَّجُلِ فِيْ كُلِّ عَمْدٍ يَّبْلُغُ نَفْسَهُ فَمَا دُوْنَهَا مِنَ الْجِرَاحِ وَبِهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَإِبْرَاهِيْمُ وَأَبُو الزِّنَادِ عَنْ أَصْحَابِهِ.

اور ذکر کیا جاتا ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ بدلہ لیا جائے عورت سے مرد کا ہر قصور میں جو جان بوجھ کر کرے پہنچے نفس کو اور جو اس سے کم ہے زخموں سے۔

فائدہ: یعنی اگر عورت مرد کو مار ڈالے تو اس سے بدلہ لیا جائے اور جو عضو اس نے مرد کا کاٹا ہے سو اس کا کاٹا جائے وبالعکس اور یہی قول ہے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالزناد کا اپنے ساتھیوں سے اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مردوں اور عورتوں کے زخم برابر ہیں اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ قصاص مرد اور عورت کے درمیان عمد میں برابر ہے۔ (فتح)

وَجَرَحَتْ أُخْتُ الرُّبَيِّعِ إِنْسَانًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِصَاصُ

اور مجروح اور زخمی کیا ربیع کی بہن نے ایک آدمی کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لازم ہے بدلہ

٦٣٧٨۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيِّ بْنِ بَحْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ أَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَدَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ فَقَالَ لَا تَلِدُّوْنِيْ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ لَا يَبْقٰى أَحَدٌ مِّنْكُمْ إِلَّا لُدَّ غَيْرَ الْعَبَّاسِ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ.

٦٣٧٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق میں دوا ڈالی آپ کی بیماری میں تو فرمایا کہ میرے حلق میں دوا مت لگاؤ ہم نے کہا کہ بیمار دوا سے کراہت کرتا ہے اس واسطے منع فرماتے ہیں پھر جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ کوئی باقی نہ رہے گھر میں مگر کہ اس کے حلق میں دوا لگائی جائے عباس رضی اللہ عنہ کے سوائے اس واسطے کہ وہ تمہارے ساتھ موجود نہ تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اس جگہ یہ قول ہے کہ نہ باقی رہے

کوئی مگر کہ اس کے حلق میں دوا لگائی جائے کہ اس میں اشارہ ہے طرف مشروع ہونے قصاص کی عورت سے یعنی مشروع ہے قصاص لینا عورت سے ساتھ اس چیز کے جو اس نے مرد پر تعدی کی ہو اس واسطے کہ جنہوں نے حضرت ﷺ کو حلق میں دوا لگائی تھی وہ مرد اور عورتیں تھیں اور البتہ وارد ہوئی ہے تصریح اس کی بعض طریقوں میں ساتھ اس کے کہ انہوں نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے حلق میں بھی دوا لگائی اور حالانکہ وہ روزہ دار تھیں بسبب عام ہونے امر کے اور اس حدیث میں ہے کہ صاحب حق کا مستثنیٰ کرے اپنے قرض داروں سے جس کو چاہے سو اس سے معاف کرے اور باقی لوگوں سے قصاص لے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ موجود نہ تھے اور اس میں پکڑنا جماعت کا ہے بدلے ایک کے کہا خطابی نے اس میں حجت ہے اس کے واسطے جو دیکھتا ہے قصاص کو طمانچہ وغیرہ میں اور جو اس کا قائل نہیں وہ یہ عذر بیان کرتا ہے کہ اس کی کوئی انداز معین نہیں اور ضبط کرنا اس کو دشوار ہے اس طور سے کہ کم و بیش نہ ہو اور بہر حال حلق میں دوا لگانا سو احتمال ہے کہ قصاص کی وجہ سے ہو اور احتمال ہے کہ سزا ہو مخالفت حکم کی سو سزا دی گئی ان کو اس جنس سے جو انہوں نے قصور کیا تھا اور اس میں ہے کہ جتنے لوگ قصور میں شریک ہوں ہر ایک سے بدلہ لیا جائے جب کہ ان کے افعال متمیز نہ ہوں برخلاف قصور کرنے کے مال میں اس واسطے کہ اس کے حصے ہو سکتے ہیں اس واسطے کہ شریک ہوں ایک جماعت چوتھائی دینار کی چوری میں تو کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَخَذَ حَقَّهُ أَوِ اقْتَصَّ دُوْنَ السُّلْطَانِ — جو اپنا حق لے یا بدلہ لے سوائے بادشاہ کے

فائدہ: اپنا حق لے یعنی قرض دار کی جہت سے بغیر حکم حاکم کے یا بدلہ لے یعنی جب واجب ہو قصاص کسی پر نفس میں یا ہاتھ پاؤں وغیرہ میں تو کیا شرط ہے کہ اس مقدمہ کو حاکم کے پاس پہنچا دے یا اس کو جائز ہے کہ اپنا حق پورا لے بغیر حکم حاکم کے اور یہی مراد ہے بادشاہ سے ترجمہ میں کہا ابن بطال نے کہ اتفاق ہے اماموں کا اس پر کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ بدلہ لے اپنے حق سے سوائے بادشاہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو اس کے حق میں ہے جو قائم کرے حد کو اپنے غلام پر کما تقدم اور بہر حال لینا حق کا سو جائز ہے ان کے نزدیک یہ کہ مال سے خاص اپنا حق لے جب کہ وہ اس سے انکار کرے اور گواہ نہ ہوں اور جواب دیا ہے اس نے باب کی حدیث سے ساتھ اس کے کہ وہ محمول ہے تغلیظ اور زجر پر اطلاع سے لوگوں کی چھپی باتوں پر اور مراد اتفاق سے اتفاق اہل مدینہ کا ہے ابو الزناد کے زمانے میں اور بہر حال جو اس نے جواب دیا ہے سو اگر مراد یہ ہے کہ نہیں عمل کیا جاتا ساتھ ظاہر حدیث کے تو اس میں نزاع ہے۔ (فتح)

٦٣٧٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ إِنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ

٦٣٧٩۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں تو سب سے پیچھے ہیں اور آخرت میں سب سے آگے ہوں گے کہ ہمارا اول فیصلہ ہو گا سب خلق

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

سے پہلے۔

۶۳۸۰۔ وَبِإِسْنَادِهٖ لَوِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِكَ أَحَدٌ وَلَمْ تَأْذَنْ لَهٗ خَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهٗ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ.

۶۳۸۰۔ اور اسی سند سے روایت ہے کہ اگر کوئی تیرے گھر میں جھانکے بغیر تیری اجازت کے اور تو اس کو کنکری سے مارے اور اس کی آنکھ پھوڑ دے تو تجھ پر کچھ گناہ نہ ہوگا۔

فائدہ: اور یہی مراد ہے ترجمہ میں اور ذکر کیا ہے اول کو واسطے ہونے اس کے اول حدیث کا۔

۶۳۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَدَّدَ إِلَيْهِ مِشْقَصًا فَقُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ.

۶۳۸۱۔ حضرت حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جھانکا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف تیر کو سیدھا کیا یعنی تا کہ اس کی آنکھ میں ماریں یعنی یہاں تک کہ اس کا سر نکالا اس جگہ سے جہاں سے اس نے جھانکا تھا۔

بَابُ إِذَا مَاتَ فِي الزِّحَامِ أَوْ قُتِلَ

جب مر جائے ہجوم میں یا قتل کیا جائے

فائدہ: اس باب میں کوئی حکم بیان نہیں کیا اس واسطے کہ اس میں اختلاف ہے۔

۶۳۸۲۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَصَاحَ إِبْلِيْسُ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْهِ الْيَمَانِ فَقَالَ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أَبِيْ أَبِيْ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا احْتَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ قَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ. قَالَ عُرْوَةُ فَمَا زَالَتْ فِيْ حُذَيْفَةَ مِنْهُ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ.

۶۳۸۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جنگ اُحد کا دن ہوا تو مشرکوں کو شکست ہوئی تو شیطان نے پکارا اے اللہ تعالیٰ کے بندو! اپنے پچھاڑی والوں کی خبر لو سو اگلے لوگ پلٹ آئے تو اگلے اور پچھلے لوگ آپس میں لڑے سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نظر کی سو اچانک انہوں نے اپنے باپ یمان کو دیکھا سو کہا اے اللہ تعالیٰ کے بندو! میرا باپ میرا باپ کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہ باز رہے یہاں تک کہ اس کو قتل کیا کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ تم کو بخشے، کہا عروہ نے سو ہمیشہ رہا حذیفہ رضی اللہ عنہ میں بسبب اس فعل کے کہ وہ عفو ہے بقیہ خیر کا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا علی رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہ واجب ہوتی ہے اس کی دیت بیت المال میں یا نہیں اور کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ واجب ہونے کے اس واسطے کہ وہ مسلمان ہے مر گیا ساتھ فعل مسلمانوں کے سو واجب

ہے اس کی دیت بیت المال مسلمانوں میں، میں کہتا ہوں اور شاید حجت اس کی وہ چیز ہے جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ جنگ اُحد کے دن اس کو بعض مسلمانوں نے قتل کیا کافر گمان کر کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دیت دی اور اس مسئلے میں اور قول بھی ہیں ایک قول حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ دیت اس کی واجب ہے حاضرین پر اس واسطے کہ وہ ان کے فعل سے مرا ہے تو نہ بڑھے گا ان کے غیر کی طرف اور ایک قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ اگر قسم کھائے تو دیت کا مستحق ہوتا ہے اور اگر انکار کرے تو مدعی علیہ قسم کھائے نفی پر اور ساقط ہو جاتا ہے مطالبہ اس واسطے کہ خون نہیں واجب ہوتا ہے مگر مطالبہ سے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس کا خون مؤاخذہ نہ کیا جائے گا۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا قَتَلَ نَفْسَهُ خَطَأً فَلَا دِيَةَ لَهُ

جب قتل کرے اپنے نفس کو خطا سے تو اس کے واسطے دیت نہیں ہے

فائدہ: کہا اسماعیلی نے اور نہ جب قتل کرے اس کو جان بوجھ کے یعنی نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے قول اس کے خطا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقید کیا ہے ساتھ خطا کے اس واسطے کہ اس میں اختلاف ہے کہا ابن بطال نے کہا اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے واجب ہے دیت اس کی اس کے عاقلہ پر سو اگر زندہ رہے تو دیت اس کے واسطے ہے اوپر ان کے اور اگر مر جائے تو وہ وارثوں کے واسطے ہے اور کہا جمہور نے کہ اس میں کوئی چیز واجب نہیں اور یہ قصہ عامر کا اس کے واسطے حجت ہے اس واسطے کہ نہیں منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قصے میں اس کے واسطے کوئی چیز واجب کی ہو اور اگر کوئی چیز واجب ہوتی تو اس کو بیان کرتے اس واسطے کہ نہیں جائز ہے تاخیر کرنا بیان کا وقت حاجت سے اور اجماع ہے اس پر کہ اگر قطع کرے کوئی اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ سے تو نہیں واجب ہوتی ہے اس میں کوئی چیز برابر ہے کہ جان بوجھ کر ہو یا خطا سے۔ (فتح)

۶۳۸۳۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ أَسْمِعْنَا يَا عَامِرُ مِنْ هُنَيْهَاتِكَ فَحَدَا بِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ السَّآئِقُ قَالُوْا عَامِرٌ فَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللَّهِ هَلَّا أَمْتَعْتَنَا بِهِ فَأُصِيْبَ صَبِيْحَةَ لَيْلَتِهِ فَقَالَ الْقَوْمُ حَبِطَ

۶۳۸۳۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے تو اُن میں سے ایک مرد نے کہا کہ اے عامر! ہم کو اپنے شعروں میں سے کچھ سنا سو وہ راگ سے ان کو ہانکنے لگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے یہ ہانکنے والا سرور سے؟ لوگوں نے کہا عامر، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے تو لوگوں نے کہا یا حضرت! کیوں نہیں فائدہ دیا آپ نے ہم کو اس کے ساتھ یعنی آپ نے اس کے مرنے کی خبر دی اگر زندہ رہتا تو

عَمَلُهٗ قَتَلَ نَفْسَهٗ فَلَمَّا رَجَعْتُ وَهُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهٗ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ زَعَمُوْا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهٗ فَقَالَ كَذَبَ مَنْ قَالَهَا إِنَّ لَهٗ لَأَجْرَيْنِ اثْنَيْنِ إِنَّهٗ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ وَأَيُّ قَتْلٍ يَزِيْدُهٗ عَلَيْهِ.

ہم کو اس سے فائدہ ہوتا تو اسی رات کو صبح کو شہید ہوا تو لوگوں نے کہا کہ اس کا عمل اکارت ہوا اس نے اپنی جان کو آپ مارا یعنی حرام موت مرا سو جب میں پھرا اور لوگ چرچا کرتے تھے کہ عامر کا عمل اکارت ہوا تو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو میں نے کہا یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر فدا لوگوں نے گمان کیا کہ عامر کا کیا اکارت ہوا، حضرت ﷺ نے فرمایا جھوٹ کہا جس نے وہ قول کہا بے شک اس کے واسطے تو دوہرا ثواب ہے بے شک وہ غازی تھا اور محنت کش اور کون سا قتل ہے کہ اجر کو اس پر زیادہ کرے یعنی کوئی ایسا شہید نہیں ہوا جس کا ثواب عامر کی شہادت سے زیادہ ہو۔

فائدہ: اور اس طریق میں یہ مذکور نہیں کہ عامر نے اپنے آپ کو کس طرح مارا تھا اور ادب میں گزر چکا ہے کہ عامر کی تلوار چھوٹی تھی سو اس نے ایک یہودی پر تلوار ماری سو ان کی تلوار اُلٹ کر ان کے زانو پر لگی تو وہ اسی صدمے سے مر گئے اور ایک روایت میں ہے کہ ان کی تلوار اُلٹ کر ان کو لگی اور ان کو قتل کیا اور یہی مراد ہے ترجمہ میں روایت کیا ہے اس کو اسماعیلی نے اور بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے اس طرف کہ وارد ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں وہ چیز جو ترجمہ باب کے مطابق ہے اور اعتراض کیا ہے اس پر کرمانی نے سو اس نے کہا کہ قول اس کا ترجمہ میں کہ اس کے واسطے دیت نہیں اس باب میں بے محل ہے لائق یہ تھا کہ اس کو پہلے ترجمہ میں لاتا اذا مات في الزحام فلا دية له علی المزاحمين اور یہ شاید اس کے ناقلوں کا تصرف ہے اور کہا ظاہریہ نے کہ جو اپنے آپ کو خود مار ڈالے اس کی دیت اس کے عاقلہ پر ہے سو شاید بخاری نے ارادہ کیا ہے اس قول کے رد کا، میں کہتا ہوں کہ ہاں بخاری رحمہ اللہ کی یہی مراد ہے لیکن اس کے قائل پر جو ظاہریہ سے پہلے ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ مذہب ظاہریہ کا صحیح بخاری کی تصنیف سے پیچھے ظاہر ہوا اس واسطے کہ صحیح بخاری ۲۲۰ھ میں تصنیف ہوئی اور اس وقت داؤد ظاہریہ کا پیشوا طالب علم تھا بیس سال کی عمر میں اور یہ جو کرمانی نے کہا کہ اس کے واسطے لائق پہلا باب تھا تو یہ قول اس کا صحیح ہے لیکن اس کا اس باب میں ہونا زیادہ تر لائق ہے اس واسطے کہ جو ہجوم میں مر جائے اس کے حق میں خلاف قوی ہے اسی واسطے نہیں جزم کیا اس نے ساتھ نفی کے اور یہ بخاری رحمہ اللہ کے تصرفات کی خوبیوں سے ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا عَضَّ رَجُلًا فَوَقَعَتْ ثَنَايَاهُ

جب کوئی کسی مرد کو دانتوں سے کاٹے اور اس کے دانت گر پڑیں

فائدہ: یعنی کیا اس میں کوئی چیز لازم ہے یا نہیں؟

٦٣٨٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ أَوْفَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ فَمِهِ فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتَاهُ فَاخْتَصَمُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَعَضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ لَا دِيَةَ لَكَ.

۶۳۸۴۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک مرد کا ہاتھ کاٹ کھایا تو اس نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا تو کاٹنے والے کا دانت گر پڑا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتے آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی چبالیتا ہے اپنے بھائی کا ہاتھ جیسے اونٹ چبالیتا ہے تجھ کوخون بہا نہ ملے گا یعنی اس نے اپنے بچاؤ کے واسطے اپنا ہاتھ کھینچا اگر تیرا دانت گر پڑا تو وہ کیا کرے؟۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں کچھ بدلا نہیں اور یہی مذہب ہے سب اماموں کا۔

٦٣٨٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ خَرَجْتُ فِيْ غَزْوَةٍ فَعَضَّ رَجُلٌ فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهُ فَأَبْطَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۳۸۵۔ حضرت یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک جہاد میں نکلا تو ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ کھایا تو اس کا دانت گر پڑا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باطل کیا اور اس کا بدلہ نہ دلوایا۔

فائدہ: اور لیا ہے ساتھ اس قصے کے جمہور نے سو کہا انہوں نے کہ نہیں لازم ہے معضوض پر قصاص اور نہ دیت اس واسطے کہ وہ حملہ کرنے والے کے حکم میں ہے اور نیز حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ اجماع کے کہ جو دوسرے پر ہتھیار اٹھا دے تا کہ اس کو قتل کرے اور اس نے اس کو اپنی جان سے ہٹایا اور ہتھیار اٹھانے والے کو قتل کیا تو نہیں ہے کچھ چیز اوپر اس کے پس اسی طرح نہیں ضامن ہوتا ہے اس کے دانت کا ساتھ دفع کرنے اس کے اپنے بیان سے کہا انہوں نے اور اگر معضوض کسی اور چیز میں اس کو زخمی کرے تو بھی اس پر کچھ لازم نہیں آتا اور شرط رائیگاں ہونے کی یہ ہے کہ معضوض یعنی کاٹا گیا اس سے درد پائے اور یہ کہ اس کو اپنے ہاتھ کا خلاص کرنا بغیر اس کے ممکن نہ ہو اور اگر اس کے منہ پر مارنے یا اس کی داڑھی اکھاڑنے سے ہاتھ چھوڑانا ممکن ہو تو اس کا دانت نہ اکھاڑے اور باوجود ممکن ہونے خلاصی کے اس سے ساتھ ہلکی بات کے اگر بھاری بات کو اختیار کرے تو وہ معاف نہیں اور شافعیہ کے نزدیک مطلق معاف ہے ایک وجہ میں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر دفع کرے اس کو بغیر اس کے تو اس پر ضمان ہے اور مالک سے دو روایتیں ہیں مشہور تر یہ ہے کہ واجب ہے بدلہ اور جواب دیا ہے انہوں نے اس حدیث سے کہ احتمال ہے کہ سبب معاف ہونے کا شدت کاٹنے کی ہو نہ کھینچنا ہاتھ کا تو کاٹنے والے کے دانت کا گر پڑنا خود اپنے فعل سے ہوگا نہ کاٹے گئے کے فعل سے اس واسطے کہ اگر یہ ہاتھ والے کے فعل سے ہوتا تو اس کو ممکن تھا کہ خلاص کرتا اپنے

ہاتھ کو بغیر دانت اکھاڑنے کے اور نہ جائز ہوتا دفع کرنا ساتھ اثقل کے باوجود ہلکی چیز کے اور بعض نے کہا کہ یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اس کے واسطے عموم نہیں اور تعقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسی طرح حکم کیا جیسا کہ بخاری رحمہ اللہ نے اجارے میں اس حدیث کے بعد نقل کیا ہے اور بعض مالکیہ نے کہا کہ کاٹنے والے کا فعل اور ہے اور اس نے اس کے عضو کا قصد کیا تھا اور معضوض کا فعل اور ہے سو واجب ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک ضامن ہو دوسرے کے قصور کا جیسے ایک نے دوسرے کی آنکھ پھوڑی اور دوسرے نے اس کا ہاتھ کاٹا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ قیاس ہے نص کے مقابلے میں اور وہ فاسد ہے اور کہا یحییٰ بن عمر نے کہ اگر مالک کو یہ حدیث پہنچتی تو اس کا خلاف نہ کرتا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ڈرانا ہے غضب سے اور یہ کہ جس کو غصہ آئے جہاں تک ہو سکے اس کو مٹا دے اس واسطے کہ غصے ہی نے اس کے دانت اکھاڑنے تک نوبت پہنچائی اس واسطے کہ یہ قصہ یعلیٰ اور اس کے مزدور کا ہے اور وہ مزدور پر غصے ہوا اور غصے سے اس کا ہاتھ کاٹا اس نے اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کا دانت گر پڑا اور اگر غصے نہ ہوتا تو یہاں تک نوبت نہ پہنچتی اور یہ کہ جائز ہے مزدور رکھنا آزاد کا خدمت کے واسطے اور کفایت محنت کے جہاد میں نہ اس واسطے کہ اس کی طرف سے لڑے کما تقدم فی الجہاد اور اس میں پہنچانا فوج داری مقدمے کا ہے طرف حاکم کی اور یہ کہ آدمی اپنے نفس کے واسطے بدلہ نہ لے اور اس میں دفع کرنا حملہ کرنے والے کا ہے اور یہ کہ جب نہ ممکن ہو خلاص مگر ساتھ قصور کرنے کے اس کے نفس میں یا بعض عضو میں اور وہ اس کو کرے تو وہ معاف ہے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے اور یہ کہ جائز ہے تشبیہ دینا آدمی کے فعل کو چوپائے کے فعل سے جب کہ مقصود نفرت دلانا ہو اس فعل سے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿اَلسِّنُّ بِالسِّنِّ﴾ دانت بدلے دانت کے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اجماع ہے اوپر اکھاڑنے دانت کے بدلے دانت کے اور باقی ہڈیوں میں اختلاف ہے سو کہا مالک نے کہ اس میں بدلہ ہے مگر جو مجوف ہو یا ہو مانند مامومہ کی اور منقلہ کی اور ہاشمہ کی اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ آیت کے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ پہلے پیغمبروں کی شرح ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ ہمارے پیغمبر کی زبان پر بغیر انکار کے وارد ہو اور البتہ دلالت کی قول اللہ تعالیٰ نے ﴿اَلسِّنُّ بِالسِّنِّ﴾ اوپر جاری ہونے قصاص کے ہڈیوں میں اس واسطے کہ دانت ہڈی ہے مگر جس پر اجماع ہے کہ اس میں قصاص نہیں یا واسطے خوف مر جانے کے یا واسطے عدم قدرت کے مماثلت پر اور کہا شافعی اور لیث اور حنفیہ نے کہ نہیں قصاص ہے ہڈی میں سوائے دانت کے اس واسطے کہ ہڈی کے آگے حائل ہے چمڑا اور گوشت اور پٹھے جس کے ساتھ ہم مثل ہونا دشوار ہے اور اگر ممکن ہوتا تو البتہ حکم کرتے ہم ساتھ قصاص کے لیکن نہیں پہنچتا ہے طرف ہڈی کی یہاں تک کہ پہنچے اس کو جو آگے اس کے ہے جس کی قدر معلوم نہیں اور کہا طحاوی نے اتفاق ہے اس پر کہ سر کی ہڈی میں قصاص نہیں سو باقی

ہڈیاں بھی اس کے ساتھ ملحق ہوں گی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ قیاس ہے بیچ مقابلے نص کے اس واسطے کہ باب کی حدیث میں ہے کہ اس نے دانت توڑا تھا سو حکم کیا ساتھ قصاص کے باوجود اس کے کہ توڑنے میں ہم مثل ہونا ایک طور سے نہیں ہے۔ (فتح)

٦٣٨٦۔ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ ابْنَةَ النَّضْرِ لَطَمَتْ جَارِيَةً فَكَسَرَتْ ثَنِيَّتَهَا فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ.

٦٣٨٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نضر کی بیٹی نے ایک لڑکی کو طمانچہ مارا اور اس کا دانت توڑ ڈالا اس کے مالک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم کیا یعنی دانت کے بدلے دانت توڑا جائے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کتاب اللہ کی قصاص ہے یعنی حکم اللہ کا قصاص ہے یا حکم کتاب اللہ کا قصاص ہے اور بعض نے کہا کہ یہ اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف ﴿وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ﴾ اور بعض نے کہا کہ ﴿اَلسِّنُّ بِالسِّنِّ﴾ کی طرف بنا بر اس کے کہ شرع پہلے پیغمبروں کی ہمارے واسطے شرع ہے جب تک کہ نہ وارد ہو اس میں وہ چیز جو اس کی ناسخ ہو اور ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا سو اس لڑکی کے مالک دیت پر راضی ہوئے اور دیت قبول کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض بندے اللہ تعالیٰ کے ایسے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر کسی کام پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کر دے اور اگر کوئی کہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر انکار کیوں کیا؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ انکار نہیں بلکہ یہ اشارہ ہے طرف تاکید کی بیچ طلب شفاعت کے یعنی ان کے مالکوں کے پاس سفارش کریں تاکہ دیت کو قبول کر لیں اور بعض نے کہا کہ مراد انکار محض نہیں بلکہ کہا اس کو انس رضی اللہ عنہ نے واسطے توقع اور اُمید کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کہ مدعیوں کے دل میں صلح ڈالے تاکہ وہ قصاص سے درگزر کر کے دیت قبول کر لیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے طیبی نے کہ مراد حکم کا رد کرنا نہیں بلکہ نفی کرنی ہے اس کے وقوع کی بسبب اس چیز کے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے لطف سے ساتھ اس کے بیچ کاموں اس کے اور اعتماد کرنے سے اس کے فضل پر کہ نہ محروم کرے اس کو جس میں اس نے اس کی قسم کھائی اور اس حدیث میں جواز قسم کا ہے اس میں جس کے واقع ہونے کا گمان ہو اور ثنا اس پر جس کے واسطے یہ واقع ہو جب کہ فتنے سے امن ہو اور مستحب ہونا عفو کا ہے قصاص سے اور شفاعت کرنا عفو میں اور یہ کہ اختیار قصاص یا دیت کا مستحق کے واسطے ہے مستحق علیہ پر اور ثابت کرنا قصاص کا عورتوں میں زخموں میں اور دانتوں میں اور اس میں صلح کرنا ہے دیت پر اور جاری ہونا قصاص کا بیچ توڑنے دانت کے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ ممکن ہو ہم مثل ہونا کہ سوہن کے ساتھ اس کا اتنا دانت کاٹا جائے۔ (فتح)

بَابُ دِيَةِ الْأَصَابِعِ

انگلیوں کی دیت کا بیان یعنی کیا سب برابر ہیں

یا مختلف ہیں؟۔

٦٣٨٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ سَوَآءٌ يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْإِبْهَامَ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ.

٦٣٨٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اور یہ برابر ہیں چھنگلی اور انگوٹھا خون بہا میں برابر ہیں۔

فائدہ: یعنی دیت سب انگلیوں میں برابر ہے چھوٹی ہو یا بڑی ہاتھوں کی ہو یا پاؤں کی اور آدمی کا پورا خون بہا ہزار دینار یا دس ہزار درہم یا سو اونٹ ہے اور ایک انگلی کا خون بہا دسواں حصہ ہے پوری دیت کا یعنی سو دینار یا ہزار درہم یا دس اونٹ کہا ترمذی نے کہ عمل اسی پر ہے نزدیک اہل علم کے اور یہی قول ہے ثوری رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ کا اور یہی قول ہے تمام شہروں کے فقہاء کا اور قدیم زمانہ میں اس میں اختلاف تھا اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انگوٹھے میں پندرہ اونٹ اور بنصر میں نو اور خنصر میں چھ اور سبابہ اور وسطیٰ میں دس دس اور مؤطا مالک میں ہے کہ جو نامہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کے واسطے دیتوں میں لکھا تھا اس میں ہے کہ دس انگلیوں میں سو اونٹ ہیں اور ایک ہاتھ میں پچاس اونٹ ہیں اور ایک پاؤں میں پچاس اونٹ ہیں اور ہر انگلی میں دس دس اونٹ ہیں اور شعبی سے روایت ہے کہ میں شریح کے پاس تھا سو اس کے پاس ایک مرد آیا سو اس نے کہا شریح سے پوچھا شریح نے کہا کہ ہر انگلی میں دس اونٹ ہیں تو اس نے کہا سبحان اللہ کیا یہ اور یہ انگوٹھا اور چھنگلی برابر ہیں؟ تو شریح نے کہا تیری کم بختی بے شک سنت نے قیاس کو منع کر دیا ہے یعنی سنت کے ہوتے قیاس کرنے منع ہے سنت کی پیروی کر اور بدعت نہ نکال خطابی نے کہا کہ انگلیوں اور دانتوں کی دیت باعتبار اشتراک کے ہے اسم میں نہ باعتبار معنی کے اور کہا کہ یہ حدیث اصل ہے ہر قصور میں جس کی کیت اور انداز ضبط نہ ہو سکے اس واسطے کہ انگلیوں کا حال اور نفع اور قوت مختلف ہے اور ان کی دیت برابر ہے اور اسی طرح دانتوں کا حال بھی مختلف ہے اور ان کی دیت برابر ہے اور اسی طرح اُن زخموں کا حال ہے جو ہڈی کھول دیں کہ وہ مختلف ہیں اور ان کی دیت برابر ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَصَابَ قَوْمٌ مِّنْ رَّجُلٍ هَلْ يُعَاقَبُ أَوْ يَقْتَصُّ مِنْهُمْ كُلِّهِمْ

جب قتل کریں یا زخمی کریں ایک جماعت ایک شخص کو تو کیا واجب ہے قصاص یا سزا سب پر یا متعین ہے ایک پر تا کہ اس سے بدلہ لیا جائے اور باقی لوگوں سے جو اس

کے ساتھ شریک ہوں دیت لی جائے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ عقاب کے اس جگہ مکافات ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ابن سیرین کے قول کی طرف کہ اگر دو آدمی کسی شخص کو ماریں تو ایک کو قتل کیا جائے اور دوسرے سے دیت لی جائے اور جب زیادہ ہوں تو باقی دیت ان پر تقسیم کی جائے مثلاً اگر دس آدمی مل کر ایک شخص کو قتل کریں تو ایک کو قتل کیا جائے اور باقی نو آدمیوں سے نواں حصہ دیت کا لیا جائے اور شعبی سے ہے کہ ولی قتل کرے جس کو ان میں سے چاہے اور باقی لوگوں سے معاف کرے اور بعض سلف سے ہے کہ ساقط ہوتا ہے قصاص اور متعین ہوتی ہے دیت یہ اہل ظاہر سے محکی ہے اور معاویہ اور زہری اور ابن زبیر سے بھی ابن سیرین کے قول کے موافق آیا ہے اور جمہور کی حجت یہ ہے کہ جان حصے حصے نہیں ہوسکتی ہے سونہیں ہوگا نابود ہونا جان کا ساتھ فعل بعض کے سوائے بعض کے اور ہر ایک ان میں سے قاتل ہو گا اور اسی طرح اگر سب مل کر پتھر اٹھا کر کسی مرد کو ماریں اور وہ اس سے مر جائے تو گویا سب نے اس کو اٹھایا برخلاف اس کے کہ روٹی کے کھانے میں شریک ہوں اس واسطے کہ روٹی ٹکڑے ٹکڑے ہوسکتی ہے ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی۔ (فتح)

وَقَالَ مُطَرِّفٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِيْ رَجُلَيْنِ شَهِدَا عَلٰى رَجُلٍ اَنَّهٗ سَرَقَ فَقَطَعَهٗ عَلِيٌّ ثُمَّ جَآءَ ا بِآخَرَ وَقَالَا اَخْطَأْنَا فَأَبْطَلَ شَهَادَتَهُمَا وَأُخِذَا بِدِيَةِ الْأَوَّلِ وَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّكُمَا تَعَمَّدْتُمَا لَقَطَعْتُكُمَا.

اور کہا مطرف نے شعبی سے ان دو مردوں کے حق میں جنہوں نے گواہی دی ایک مرد پر کہ اس نے چوری کی تو علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹا پھر دونوں اور شخص کو لائے تو دونوں نے کہا کہ ہم سے خطا ہوئی گواہی دینے میں اول پر یہ ہے جس نے چوری کی تو علی رضی اللہ عنہ نے دونوں کی شہادت کو باطل کیا اور اول کی دیت لی یعنی دوسرے پر ان کی گواہی قبول نہ کی اور دونوں سے پہلے کی دیت لی اور فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تم نے جان بوجھ کر یہ گواہی دی ہے تو تم دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالتا۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لِيَ ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ غُلَامًا قُتِلَ غِيْلَةً فَقَالَ عُمَرُ لَوِ اشْتَرَكَ فِيْهَا اَهْلُ صَنْعَآءَ لَقَتَلْتُهُمْ وَقَالَ مُغِيْرَةُ بْنُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک لڑکا پوشیدہ مارا گیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر صنعا والے سب اس میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کرتا اور کہا مغیرہ نے اپنے باپ سے کہ چار شخصوں نے ایک لڑکے کو قتل کیا مثل اس کی۔

حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ إِنَّ أَرْبَعَةً قَتَلُوا صَبِيًّا فَقَالَ عُمَرُ مِثْلَهُ.

فائدہ: یہ واقعہ صنعا کا ہے کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے کو چند شخصوں سے جو اس کے یار تھے قتل کروایا اور اس کا خاوند کہیں چلا گیا ہوا تھا تو یہ خبر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہنچی تب انہوں نے یہ کہا۔

وَأَقَادَ أَبُوْ بَكْرٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَعَلِيٌّ وَسُوَيْدُ بْنُ مُقَرِّنٍ مِّنْ لَّطْمَةٍ وَأَقَادَ عُمَرُ مِنْ ضَرْبَةٍ بِالدِّرَّةِ وَأَقَادَ عَلِيٌّ مِّنْ ثَلَاثَةِ أَسْوَاطٍ وَاقْتَصَّ شُرَيْحٌ مِّنْ سَوْطٍ وَخُمُوْشٍ.

اور قصاص لیا ابوبکر اور ابن زبیر اور علی اور سوید نے طمانچہ کا یعنی طمانچہ کے بدلے طمانچہ مارا اور بدلہ لیا عمر نے درے کی چوٹ کا اور بدلہ لیا علی رضی اللہ عنہ نے تین کوڑوں کا اور بدلہ لیا شریح نے کوڑوں کا اور زخم کا جس میں دیت معین نہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ عثمان اور خالد سے بھی ابوبکر کے قول کے موافق آیا ہے اور یہ قول شعبی کا ہے اور ایک جماعت اہل حدیث کا اور کہا لیث اور ابن قاسم نے کہ کوڑے وغیرہ کی مار کا بدلہ لیا جائے مگر جو آنکھ میں طمانچہ مارے اس میں سزا ہے واسطے خوف آنکھ کے اور اکثر کا قول یہ ہے کہ طمانچہ کا بدلہ نہیں مگر یہ کہ زخم کرے کہ اس میں حکومت ہے اور یہی مشہور قول ہے مالک کا اور سبب اس میں یہ ہے کہ طمانچہ میں مماثلت مشکل ہے اس واسطے کہ زور والے کا طمانچہ سخت ہوتا ہے اور کمزور کا نرم ہوتا ہے پس لائق ہے تعزیر جو طمانچہ مارنے والے کے لائق اور مناسب ہو اور کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ مبالغہ کیا ہے بعض متاخرین نے سو نقل کیا ہے انہوں نے اجماع اس پر کہ طمانچہ اور ضرب کا بدلہ نہیں اس میں تعزیر ہے اور غفلت کی ہے اس نے اس واسطے کہ بدلہ لینا اس کا ثابت ہو چکا ہے خلفائے راشدین سے۔ (فتح)

۶۳۸۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ وَجَعَلَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا لَا تَلُدُّوْنِي قَالَ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ بِالدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّوْنِي قَالَ قُلْنَا كَرَاهِيَةٌ لِلدَّوَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْقٰى مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا لُدَّ

۶۳۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق میں دوا لگائی آپ کی بیماری میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ میرے حلق میں دوا مت لگاؤ ہم نے کہا اس واسطے منع کرتے ہیں کہ بیمار دوا سے کراہت کرتا ہے یعنی نہی تحریمی نہیں پھر جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ کیا میں نے تم کو منع نہیں کیا تھا کہ میرے حلق میں دوا مت ڈالو ہم نے کہا کہ بیمار تو دوا کو برا جانتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی گھر میں باقی نہ رہے مگر کہ اس کے حلق میں دوا ڈالی جائے میرے سامنے عباس رضی اللہ عنہ کے

وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَّا الْعَبَّاسَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَشْهَدْكُمْ. سوائے کہ وہ تمہارے ساتھ موجود نہ تھے۔

فائدہ: یہ حدیث نہیں ظاہر ہے قصاص میں لیکن قول حضرت ﷺ کا اس کے آخر میں عباس رضی اللہ عنہ کے سوائے دلالت کرتا ہے اوپر اس کے سو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ یہ حضرت ﷺ نے بطورِ قصاص کے کیا تھا نہ بطور تادیب کے اور یہ حجت ہے اس کے واسطے جو کہتا ہے کہ طمانچہ اور کوڑے کا بدلہ لیا جائے اور قصاص قتل میں یہ حدیث ظاہر نہیں اور جواب دیا ہے ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ یہ مستفاد ہے جاری کرنے قصاص کے سے حقیر چیزوں میں اور جب ان میں قصاص سے تادیب کی طرف عدول نہیں کیا جاتا تو اسی طرح لائق ہے کہ جاری ہو قصاص سب ان لوگوں پر جو قتل میں شریک ہوں برابر ہے کہ تھوڑے ہوں یا بہت اس واسطے کہ حصہ ہر ایک کا اُن میں کبیرہ گناہ ہے پس کس طرح نہ جاری ہوگا اس میں قصاص۔ (فتح)

بَابُ الْقَسَامَةِ باب ہے قسامت کے بیان میں

فائدہ: قسامت کے معنی ہیں قسم کھانا مقتول کے ولیوں کا جب کہ دعویٰ کریں خون کا یا جن پر خون کا دعویٰ کیا گیا۔

وَقَالَ الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ اَوْ يَمِيْنُهٗ. اشعث بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تیرے دو گواہ چاہییں یا قسم اس کی یہ ایک ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جو پہلے گزر چکی ہے۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ذکر کرنے اس کے اس طرف کہ سعید بن عبید کی حدیث کو باب میں ترجیح ہے کہ قسامت میں پہلے مدعا علیہم کو قسم دی جائے کما سیاتی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ لَمْ يُقِدْ بِهَا مُعَاوِيَةُ اور کہا ابن ابی ملیکہ نے کہ نہیں بدلہ لیا ساتھ اس کے یعنی قسامت کے معاویہ رضی اللہ عنہ نے

فائدہ: اور عبداللہ بن زبیر نے اس کے ساتھ بدلہ لیا ہے۔ (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ سعید بن عاص نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے مقتول کے وارثوں سے پچاس آدمی سے قسم لی پھر قاتل کو ان کے حوالے کر دیا۔ (فتح)

وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِلٰى عَدِيِّ بْنِ اَرْطَاةَ وَكَانَ اَمَّرَهٗ عَلَى الْبَصْرَةِ فِيْ قَتِيْلٍ وُجِدَ عِنْدَ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ السَّمَّانِيْنَ اِنْ وَجَدَ اَصْحَابُهٗ بَيِّنَةً وَاِلَّا فَلَا تَظْلِمِ النَّاسَ فَاِنَّ هٰذَا لَا يُقْضٰى فِيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. اور لکھا عمر بن عبدالعزیز نے عدی کی طرف اور اس کو بصرے پر حاکم کیا تھا ایک مقتول کے حق میں جو روغن فروشوں کے ایک گھر کے پاس پایا گیا کہ اگر اس کے ساتھی یعنی اس کے وارث گواہ پائیں تو فبہا ورنہ لوگوں پر ظلم نہ کرنا اس واسطے کہ نہیں حکم کیا جاتا ہے اس میں قیامت تک۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے قسامت میں بدلہ لیا ہے اور شاید جب وہ مدینے پر حاکم تھے اس وقت نہ لیا ہوگا پھر جب خود خلیفہ ہوئے تو قسامت کا بدلہ لیا اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے سالم بن عبداللہ نے قسامت سے انکار کیا سو ابن منذر نے اس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا تھا خرابی ہے اس قوم کے واسطے جو قسم کھاتے ہیں اس چیز سے جس کو انہوں نے نہیں دیکھا اور نہ اس کے پاس موجود تھے اور اگر میرا اختیار ہوتا تو ان کو سزا دیتا اور ٹھہراتا ان کو عبرت اور نہ قبول کرتا ان کی گواہی کو اور یہ قدح کرتا ہے بیچ نقل اجماع اہل مدینہ کے اوپر قصاص کے ساتھ قسامت کے اس واسطے کہ سالم اجل فقہاء مدینے سے ہے اور نیز روایت کی ہے ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ قسامت میں قصاص نہیں اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ قصاص ساتھ قسامت کے ظلم ہے اور حکم بن عتیبہ سے روایت ہے کہ وہ قسامت کو کچھ چیز نہیں دیکھتا تھا اور محصل خلاف کا قسامت میں یہ ہے کہ کیا عمل کیا جائے ساتھ اس کے یا نہیں اور برتقدیر اول کے کیا وہ قصاص کو واجب کرتی ہے یا دیت کو اور کیا پہلے مدعیوں کو قسم دی جائے یا مدعا علیہم کو اور نیز اس کی شرط میں بھی اختلاف ہے۔ (فتح)

٦٣٨٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ زَعَمَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَفَرًا مِّنْ قَوْمِهِ انْطَلَقُوا إِلَى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقُوا فِيهَا وَوَجَدُوا أَحَدَهُمْ قَتِيلًا وَقَالُوا لِلَّذِي وُجِدَ فِيهِمْ قَدْ قَتَلْتُمْ صَاحِبَنَا قَالُوا مَا قَتَلْنَا وَلَا عَلِمْنَا قَاتِلًا فَانْطَلَقُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ انْطَلَقْنَا إِلَى خَيْبَرَ فَوَجَدْنَا أَحَدَنَا قَتِيلًا فَقَالَ الْكُبْرَ الْكُبْرَ فَقَالَ لَهُمْ تَأْتُونَ بِالْبَيِّنَةِ عَلَى مَنْ قَتَلَهُ قَالُوا مَا لَنَا بَيِّنَةٌ قَالَ فَيَحْلِفُونَ قَالُوا لَا نَرْضَى بِأَيْمَانِ الْيَهُودِ فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبْطِلَ دَمَهُ فَوَدَاهُ مِائَةً مِّنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ.

٦٣٨٩۔ حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کی قوم میں سے چند آدمی یعنی عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما خیبر کی طرف چلے اور اس میں جدا ہوئے اور انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو مقتول پایا کسی نے اس کو قتل کیا اور کہا انہوں نے اُن لوگوں سے جن میں مقتول پایا گیا کہ تم ہی نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے انہوں نے کہا ہم نے قتل نہیں کیا اور نہ ہم کو قاتل معلوم ہے جس نے قتل کیا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے سو انہوں نے کہا یا حضرت! ہم خیبر کی طرف گئے تھے سو ہم نے اپنے ایک ساتھی کو مقتول پایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے بڑے کو بات کرنے دے پہلے بڑے کو بات کرنے دے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا گواہ لاتے ہو اس پر جس نے اس کو قتل کیا؟ انہوں نے کہا ہمارے پاس گواہ نہیں ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو مدعا علیہم قسم کھائیں گے انہوں نے کہا کہ ہم یہودیوں کی قسم سے راضی نہیں ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا جانا کہ اس کا خون عبث جائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

صدقہ کے اونٹوں سے سو اونٹ اس کی دیت دی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ محیصہ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو اس کو دیکھا کہ قتل کیا گیا ہے اپنے خون میں لوٹتا ہے سو اس نے اس کو دفنایا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم قسم کھاتے ہو کہ اپنے قاتل کے مستحق ہو اور ایک روایت میں ہے کیا تم مستحق ہوتے ہو اپنے ساتھی کے خون کے ساتھ قسم پچاس آدمیوں کے اور اس میں خلاص کرنا ہے مدعیوں کا ساتھ قسم کے اور یہ جو کہا کہ ہم یہودیوں کی قسموں سے راضی نہیں ہوتے تو یحییٰ بن سعید کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو بری کریں گے تم کو یہود ساتھ پچاس قسموں کے یعنی خلاص کریں گے تم کو قسموں سے ساتھ اس کے کہ قسم کھائیں گے اور جب انہوں نے قسم کھا لی تو ختم ہو جائے جھگڑا اور نہ واجب ہو گی ان پر کچھ چیز اور خلاص ہوئے تم قسموں سے تو انہوں نے کہا کہ ہم کافروں کی قسمیں کس طرح لیں ان کو کچھ پرواہ نہیں کہ ہم سب کو قتل کریں پھر قسمیں کھا لیں اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ سے سو اونٹ اس کی دیت دی تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے اس کی دیت دی اور مراد اپنے پاس سے یہ ہے کہ بیت المال سے جو جمع تھا واسطے بہتریوں مسلمانوں کے اور اس کو صدقہ کہا باعتبار انتفاع کے ساتھ اس کے مفت اس واسطے کہ اس میں قطع کرنا جھگڑے کا ہے اور اصلاح کرنا ذات البین کا اور بعض نے کہا کہ مراد زکوٰۃ کا مال ہے کہ اس کو مصالح عامہ میں خرچ کرنا جائز ہے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے اور بنا براس کے پس مراد عندیت سے ہونا اس مال کا ہے تحت امر اور حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور واسطے احتراز کے ٹھہرانے دیت اس کے سے یہود پر اور یہ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بنا بر تقاضے کرم اور حسن سیاست حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اور واسطے حاصل کرنے مصلحت کے اور دفع کرنے مفسدے کے بطور تالیف کے خاص کر وقت دشوار ہونے وصول کے طرف استیفاء حق کے اور کہا عیاض نے کہ یہ حدیث ایک اصل ہے اصول شرع سے اور ایک قاعدہ ہے قواعد احکام سے اور ایک رکن ہے ارکان مصالح بندوں کے سے اور لیا ہے اس کو تمام اماموں اور سلف نے اصحاب اور تابعین اور علماء امت اور فقہاء شہروں کے سے حجاز والوں اور شام والوں اور کوفہ والوں سے اگرچہ اختلاف کیا ہے بیچ صورت اخذ اس کے اور ایک گروہ نے اس کے لینے میں توقف کیا ہے سو نہیں دیکھا انہوں نے قسامت کو اور نہیں ثابت کیا انہوں نے شرع میں ساتھ اس کے کوئی حکم اور یہ مذہب حکم بن عتیبہ اور ابی قلابہ اور سالم بن عبداللہ اور سلیمان بن عیار اور قتادہ اور مسلم اور ابراہیم بن علیہ کا ہے اور اسی کی طرف ہے مائل بخاری رحمہ اللہ کی اور گزر چکی ہے اول باب میں نقل اس شخص سے جو قسامت کو مشروع نہیں جانتا اور مختلف ہے قول مالک رحمہ اللہ کا اس کے مشروع ہونے میں بیچ قتل خطا کے اور جو اس کے ساتھ قائل ہیں ان کو اختلاف ہے عمد میں کہ کیا واجب ہے اس کی دیت یا قصاص سو مذہب اکثر حجاز والوں کا یہ ہے کہ واجب ہے قصاص جب کہ اس کی شرطیں پوری ہوں اور یہ قول زہری اور ربیعہ اور ابو زناد اور مالک رحمہ اللہ اور لیث

اور اوزاعی کا ہے اور ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا اور احمد اور اسحاق اور ابوثور کا اور مروی ہے یہ بعض اصحاب سے مانند ابن زبیر کے اور اختلاف ہے عمر بن عبدالعزیز سے کہا ابوزناد نے کہ قتل کیا ہم نے ساتھ قسامت کے اور اصحاب عام تھے بے شک میں دیکھتا ہوں کہ وہ ہزار آدمی ہیں ان میں سے دو مختلف نہیں، میں کہتا ہوں اور یہ ابوزناد نے خارجہ سے نقل کیا ہے ورنہ ابوزناد کا بیس اصحاب کو دیکھنا بھی ثابت نہیں کہا قاضی نے اور حجت ان کی حدیث باب کی ہے یعنی روایت یحییٰ بن سعید کی کہ اس کا آنا صحیح طریقوں سے مدفوع نہیں ہوتا اور اس میں خلاص کرنا مدعیوں کا ہے قسم سے جب کہ انہوں نے انکار کیا اور رد کیا اس کو مدعا علیہم پر اور حجت پکڑی ہے انہوں نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ گواہ مدعی پر ہیں اور قسم مدعا علیہ پر مگر قسامت اور ساتھ قول مالک رحمہ اللہ کے کہ اجماع ہے اماموں کا قدیم زمانے اور پچھلے میں کہ قسامت میں پہلے مدعیوں سے شروع کیا جائے اور کہا انہوں نے سنت ہے مستقل اور اصل بسر خود واسطے زندگی لوگوں کے اور روکنے تعدی کرنے والوں کے اور مخالف ہوئی ہے قسامت مال کی دعوؤں کو پس بند کی گئی ہے اوپر اس چیز کے کہ وارد ہوئی بیچ اس کے اور ہر اصل کی پیروی کی جائے اور اس کے ساتھ عمل کیا جائے اور نہ چھوڑی جائے ایک سنت ساتھ دوسری سنت کے اور جواب دیا ہے انہوں نے سعید بن عبید کی روایت سے جو باب کی حدیث میں مذکور ہے ساتھ اس کے کہ وہ وہم ہے اس کے راوی سے کہ ساقط کیا ہے اس نے بری کرنا مدعیوں کا ساتھ قسم کے اس واسطے کہ اس میں قسم کے رد کرنے کا ذکر نہیں اور شامل ہے روایت یحییٰ کی اوپر زیادتی ثقہ کی پس واجب ہے قبول کرنا اس کا کہا قرطبی نے کہ اصل دعا میں یہ ہے کہ قسم مدعا علیہ پر ہے اور حکم قسامت کا اصل ہے بنفسہ واسطے مشکل ہونے اقامت گواہوں کے اوپر قتل کے اس میں غالبًا یعنی غالبًا اس میں قائم کرنا گواہوں کا قتل پر مشکل ہے اس واسطے کہ قاصد قتل کا قصد کرتا ہے تنہائی کو اور انتظار کرتا ہے مقتول کی غفلت کو اور مؤید ہے ساتھ اس کے روایت صحیحہ جو بخاری اور مسلم میں ہے اور جو قسامت کے سوائے ہے وہ باقی ہے اپنے اصل پر پھر نہیں ہے یہ نکلنا اصل سے بالکل بلکہ اس واسطے کہ مدعا علیہ کا تو قول معتبر ہوتا ہے واسطے قوی ہونے اس کی جانب کے ساتھ شہادت اصل کے اس کے واسطے ساتھ براءت کے اس چیز سے کہ اس پر دعویٰ کی گئی، اور وہ موجود ہے قسامت میں مدعی کی جانب میں واسطے قوی ہونے اس کی جانب کے ساتھ لوث کے جو اس کے دعویٰ کو قوی کرتا ہے کہا عیاض نے جو قائل ہیں ساتھ دیت کے انکار مذہب یہ ہے کہ پہلے مدعا علیہم سے قسم لی جائے مگر شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ سو وہ قائل ہیں ساتھ قول جمہور کے کہ پہلے مدعیوں کو قسم دی جائے اگر وہ قسم نہ کھائیں تو پھر مدعا علیہم سے اور قائل ہیں ساتھ عکس اس کے اہل کوفہ اور بہت اہل بصرہ سے اور بعض اہل مدنیہ سے اور اوزاعی سو کہا کہ گاؤں والوں میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ ہم نے اس کو قتل نہیں کیا اور نہ ہم کو اس کا قاتل معلوم ہے سو اگر قسم کھا لیں تو بری ہو جاتے ہیں اور اگر کم ہو قسامت ان کے عدد سے یا انکار کریں تو مدعی لوگ قسم کھائیں ایک مرد پر اور مستحق ہو جاتے ہیں خون کے اور اگر کم ہو قسامت ان کے

عدد سے تو اس کو اس کا بدلہ دیت دے اور کہا کوفیوں نے کہ اگر قسم کھائیں تو واجب ہے ان پر دیت اور آیا ہے یہ عمر رضی اللہ عنہ سے اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ نہیں واجب ہوتی ہے قسامت ساتھ مجرد دعویٰ ولیوں کے یہاں تک کہ قرین ہو ساتھ اس کے شبہ کہ غالب ہو گمان پر حکم کرنا ساتھ اس کے اور شبہ یہ ہے کہ بیمار کہے کہ میرا خون فلانے کے پاس ہے اور نہ ہو ساتھ اس کے کوئی اثر یا زخم یا گواہی دے وہ شخص جس کی گواہی سے نصاب پوری نہ ہو مثل ایک کی یا جماعت غیر عدول کے یا گواہی دیں دو عادل ساتھ ضرب کے پھر اس کے بعد چند روز زندہ رہے پھر مر جائے بغیر تخلل افاقہ کے کہ واجب ہوتی ہے اس میں قسامت نزدیک مالک رحمہ اللہ اور لیث رحمہ اللہ کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے اس تیسری صورت میں کہ واجب ہے اس میں قصاص اور یا مقتول پایا جائے اور اس کے قریب وہ شخص ہو جس کے ہاتھ میں آلہ قتل کا ہو اور اس پر مثلا خون کا نشان ہو اور نہ موجود ہو غیر اس کا کہ واجب ہے اس میں قسامت نزدیک مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کے اور یا شبہ یہ کہ دو گروہ باہم لڑیں اور ان کے درمیان ایک مقتول پایا جائے کہ اس میں جمہور کے نزدیک قسامت ہے اور یا شبہ یہ کہ کسی محلے یا قبیلے میں مقتول پایا جائے سو یہ واجب کرتا ہے قسامت کو نزدیک ثوری رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے تابعداروں کے اور نہیں واجب کرتا قسامت کو نزدیک ان کے سوائے اس صورت کے اور شرط اس کی ان کے نزدیک یہ ہے کہ مقتول میں کوئی اثر پایا جائے اور کہا داؤد نے کہ نہیں جاری ہوتی ہے قسامت مگر عمد میں شہر والوں پر یا بڑے گاؤں والوں پر اور وہ مقتول کے دشمن ہوں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اس میں قسامت نہیں بلکہ وہ معاف ہے اور ساتھ اس کے قائل ہے شافعی رحمہ اللہ مگر یہ کہ ہو مثل اس قصے کی جو باب کی حدیث میں ہے واسطے موجود ہونے عداوت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر قصاص کے قسامت میں واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فَتَسْتَحِقُّوْنَ قَاتِلَكُمْ اور دوسری روایت میں ہے دَمَ صَاحِبِكُمْ اور کہا ابن دقیق العید نے کہ استدلال ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو دوسری روایت میں ہے فَيُدْفَعُ بِرُمَّتِهٖ قوی تر ہے اس واسطے کہ یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مستعمل ہے اس میں کہ قاتل کو مقتول کے ولیوں کے حوالے کیا جائے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ قصہ ایک ہے اور راویوں نے اس کے الفاظ میں اختلاف کیا ہے پس نہیں مستقیم ہے استدلال کرنا ساتھ کسی لفظ کے ان میں سے واسطے نہ تحقیق ہونے اس بات کے کہ یہی لفظ صادر ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تمسک کیا ہے اس نے جو قائل ہے کہ نہیں واجب ہے مگر دیت ساتھ اس حدیث کے جو روایت کی ثوری رحمہ اللہ نے اپنی جامع میں شعبی رحمہ اللہ سے کہ پایا گیا ایک مقتول عرب کے دو گروہوں کے درمیان تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دونوں جانب کو قیاس کرو جو گروہ اس مقتول سے قریب تر ہو ان سے پچاس قسمیں لو اور ان کو دیت لگاؤ اور اسی طرح خود عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قریب تر گاؤں کے لوگوں سے قسم لی اس مقتول کے حق میں جو دو گاؤں کے درمیان پایا گیا ان کے پچاس آدمیوں سے قسم لی پھر ان پر دیت کا حکم کیا اور کہا کہ تمہاری قسموں نے تمہارے خونوں کو بچایا تم

سے قصاص معاف ہوا لیکن ایک مسلمان کا خون عبث نہیں جائے گا اس کی دیت پر بھر اور یہ جو کہا علی رجل منهم تو اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ قسامت سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ایک مرد پر ہوتی ہے اور یہ قول احمد رحمۃ اللہ علیہ اور مشہور قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور کہا جمہور نے شرط ہے کہ معین پر ہو برابر ہے کہ ایک ہو یا زیادہ ایک سے اور اختلاف ہے کہ کیا سب کو قتل کیا جائے یا صرف ایک کو اور اس حدیث میں ہے کہ قسم قسامت میں نہیں ہوتی ہے مگر ساتھ جزم قاتل کے اور اس کا طریق مشاہدہ ہے اور خبر دینا معتمد آدمی کا باوجود قرینے کے جو اس پر دلالت کرے اور اس میں ہے کہ جس پر قسم متوجہ ہو اور وہ اس سے انکار کرے تو نہ حکم کیا جائے اس پر یہاں تک کہ وارد ہو قسم دوسرے پر اور یہ مشہور ہے نزدیک جمہور کے اور حنفیہ کے نزدیک حکم کیا جائے بغیر رد کرنے قسم کے اور یہ کہ قسامت کی قسمیں پچاس ہیں اور اختلاف ہے قسم کھانے والوں کے عدد میں سو کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں واجب ہوتا ہے حق یہاں تک کہ وارث پچاس قسمیں کھائیں برابر ہے کہ کم ہوں یا بہت یعنی اس میں یہ ضروری ہے کہ قسمیں پچاس ہوں اور یہ ضروری نہیں کہ قسم کھانے والے بھی پچاس ہوں اور اگر اتفاقاً پچاس آدمی ہوں تو ہر ایک آدمی ایک قسم کھائے اور اگر کم ہوں یا بعض انکار کریں تو باقی لوگوں سے پچاس قسمیں لی جائیں اور اگر صرف ایک ہی مرد ہو تو پچاس بار قسم کھائے اور مستحق ہو گا اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس کے ساتھ عصبوں سے کوئی جوڑا جائے اور تو پچاس سے زیادہ ہوں تو ان میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں اور کہا لیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے کسی سے نہیں سنا کہ وہ تین آدمیوں سے کم ہوتے ہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مقدم کرنے بڑی عمر والے کے مہم امر میں جب کہ اس میں لیاقت ہو نہ اس وقت جب کہ اس میں اس کی لیاقت نہ ہو اور اسی پر محمول ہے جو باب کی حدیث میں ہے حکم مقدم کرنے بڑی عمر والے کے سے اور اس میں تانیس اور تسلی ہے مقتول کے وارثوں کے واسطے نہ یہ کہ وہ حکم ہے غائبوں پر اس واسطے کہ نہیں مقدم ہوئی صورت دعویٰ کی غائب پر اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوا ہے خبر دینا ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مجرد دعویٰ نہیں واجب کرتا ہے مدعا علیہ کے حاضر کرنے کو اس واسطے کہ اس کے حاضر کرنے میں ضائع کرنا ہے ان کے وقت کا بغیر موجب کے اور بہر حال اگر ظاہر ہو وہ چیز جو قوی کرے دعویٰ کو شبہ ظاہر سے تو راجح یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ قرب اور بعد اور شدت ضرر اور خفت اس کی کے اور یہ کہ جائز ہے کفایت کرنا ساتھ لکھنے کے اور ساتھ خبر واحد کے باوجود ممکن ہونے مشافہ کے اور یہ کہ قسم کھانا بغیر طلب کرنے حاکم کے بے فائدہ ہے اس کا کوئی اثر نہیں ہے واسطے قول یہودیوں کے ان کے جواب میں **واللہ ما قتلنا** اور یہ جو کہا انہوں نے کہ ہم یہودیوں کی قسم سے راضی نہیں تو اس میں بعید جاننا ہے ان کے سچ کو اس واسطے کہ ان کو معلوم تھا کہ وہ جھوٹی قسموں کے کھانے سے پرواہ نہیں کرتے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ دعویٰ قسامت میں ضروری ہے کہ عداوت یا کینہ یا اشتباہ سے ہو اور اختلاف ہے اس دعویٰ کے سننے میں اگرچہ قسامت کو واجب نہیں کرتا سو احمد رحمۃ اللہ علیہ

سے دو روایتیں ہیں اور قائل ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مدعی اور مدعا علیہ جب قسم سے انکار کریں تو واجب ہے دیت بیت المال میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جو قسامت میں قسم کھائیں نہیں شرط ہے کہ ہو مرد بالغ اس واسطے کہ قول حضرت ﷺ کا خمسین منکم مطلق ہے اور یہی ہے قول ربیعہ اور لیث اور ثوری اور اوزاعی اور احمد کا اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ عورتیں دعویٰ قسامت میں داخل نہیں اس واسطے کہ مقصود قسامت میں قتل ہے اور وہ عورتوں سے نہیں سنی جاتی ہے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نہ قسم کھائے قسامت میں مگر عاقل بالغ اور نہیں فرق ہے اس میں درمیان مرد اور عورت کے اور کہا ابن منیر نے کہ مذہب بخاری رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ اس نے قسامت کو ضعیف ٹھہرایا ہے اسی واسطے باب کی ابتدا میں پہلے وہ حدیثیں لایا ہے جو دلالت کرتی ہیں اس پر کہ قسم مدعا علیہ کی جانب میں ہے، میں کہتا ہوں اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے مطلق قسامت کو ضعیف نہیں ٹھہرایا بلکہ وہ شافعی رحمہ اللہ کے موافق ہے اس میں کہ نہیں ہے اس میں بدلہ اور مخالف ہے اس کو اس میں کہ جو اس میں قسم کھائے وہ مدعی ہے بلکہ اس کی رائے یہ ہے کہ روایات اس میں مختلف ہیں انصار اور یہود خیبر کے حصے میں پس رد ہوگا مختلف طرف متفق علیہ کی کہ قسم مدعا علیہ پر ہے اسی واسطے وارد کی ہے اس نے روایت سعید کی قسامت کے باب میں اور طریق یحییٰ کا دوسرے باب میں، واللہ اعلم ۔ (فتح)

٦٣٩٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِيْ عُثْمَانَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ رَجَاءٍ مِّنْ آلِ أَبِيْ قِلَابَةَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ قِلَابَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَبْرَزَ سَرِيْرَهُ يَوْمًا لِلنَّاسِ ثُمَّ أَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِي الْقَسَامَةِ قَالَ نَقُوْلُ الْقَسَامَةُ الْقَوَدُ بِهَا حَقٌّ وَقَدْ أَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ قَالَ لِيْ مَا تَقُوْلُ يَا أَبَا قِلَابَةَ وَنَصَبَنِيْ لِلنَّاسِ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عِنْدَكَ رُؤُوْسُ الْأَجْنَادِ وَأَشْرَافُ الْعَرَبِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ شَهِدُوْا عَلٰى رَجُلٍ مُّحْصَنٍ بِدِمَشْقَ أَنَّهُ قَدْ زَنٰى لَمْ يَرَوْهُ

٦٣٩٠۔ حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک دن اپنا تخت لوگوں کے واسطے ظاہر کیا یعنی اپنی خلافت میں اور وہ اس وقت شام میں تھا یعنی ظاہر کیا اس کو گھر سے باہر نہ یہ کہ شارع عام کی طرف پھر لوگوں کو آنے کی اجازت دی سو کہا کہ تم قسامت میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ قسامت کا بدلہ حق ہے اور بدلہ لیا ہے ساتھ اس کے خلفاء نے پھر مجھ سے کہا کہ تو اے ابوقلابہ! کیا کہتا ہے؟ اور مجھ کو لوگوں کے مناظرہ کے واسطے منصوب کیا، تو میں نے کہا اے امیر المؤمنین! تیرے پاس نوجوانوں کے سردار اور عرب کے شریف لوگ موجود ہیں بھلا بتلا تو کہ اگر ان میں پچاس مرد گواہی دیں کسی مرد شادی شدہ پر جو دمشق میں ہو کہ اس نے زنا کیا ہے جس کو انہوں نے نہ دیکھا ہو تو کیا تو اس کو سنگسار کرے گا؟ اس نے کہا کہ نہیں میں نے کہا بھلا بتلا تو اگر

أَكُنتَ تَرْجُمُهُ قَالَ لَا قُلْتُ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِينَ مِنْهُمْ شَهِدُوْا عَلٰى رَجُلٍ بِحِمْصَ أَنَّهُ سَرَقَ أَكُنتَ تَقْطَعُهُ وَلَمْ يَرَوْهُ قَالَ لَا قُلْتُ فَوَاللّٰهِ مَا قَتَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا فِيْ إِحْدٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ رَجُلٌ قَتَلَ بِجَرِيْرَةِ نَفْسِهِ فَقُتِلَ أَوْ رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ رَجُلٌ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ الْقَوْمُ أَوَلَيْسَ قَدْ حَدَّثَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي السَّرَقِ وَسَمَرَ الْأَعْيُنَ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ فَقُلْتُ أَنَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثَ أَنَسٍ حَدَّثَنِيْ أَنَسٌ أَنَّ نَفَرًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعُوْهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَاسْتَوْخَمُوا الْأَرْضَ فَسَقِمَتْ أَجْسَامُهُمْ فَشَكَوْا ذٰلِكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفَلَا تَخْرُجُوْنَ مَعَ رَاعِيْنَا فِيْ إِبِلِهِ فَتُصِيْبُوْنَ مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا قَالُوْا بَلٰى فَخَرَجُوْا فَشَرِبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَصَحُّوْا فَقَتَلُوْا رَاعِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَطْرَدُوا النَّعَمَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ فِيْ آثَارِهِمْ فَأُدْرِكُوْا فَجِيْءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُطِّعَتْ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ

پچاس آدمی گواہی دیں کسی مرد پر جو حمص میں ہو کہ اس نے چوری کی تو بھلا تو اس کا ہاتھ کاٹے گا، اور حالانکہ انہوں نے اس کو نہیں دیکھا؟ اس نے کہا نہیں میں نے کہا سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں قتل کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی (نمازی) کو کبھی مگر تین خصلتوں میں ایک تو وہ مرد جس نے اپنے نفس کی جنایت سے کسی کو قتل کیا سو اس کے عوض قتل کیا گیا دوسرا وہ مرد جس نے شادی کے بعد زنا کیا تیسرا وہ مرد جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑائی کی اور دین اسلام سے مرتد ہوا تو لوگوں نے یعنی عنبسہ نے کہا کہ کیا نہیں حدیث بیان کی انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چوری میں ہاتھ کاٹا اور آنکھوں میں گرم سلائی پھیر کے اندھا کیا پھر ان کو سورج کی گرمی میں ڈالا یعنی یہاں تک کہ مر گئے یعنی انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ گناہ میں بھی قتل کرنا جائز ہے اگرچہ نہ واقع ہو کفر تو پھر ان تین خصلتوں مذکورہ میں تو نے قتل کو کیوں بند کیا؟ اس نے کہا کہ میں تم سے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کرتا ہوں کہ قوم عکل اور عرینہ کے آٹھ شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کی بیعت کی سو انہوں نے مدینے کی آب وہوا کو ناموافق پایا سو ان کے بدنوں میں بیماری ہوئی تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا تم باہر نہیں نکلتے ہمارے چرانے والے کے ساتھ اس کے اونٹوں میں سو پاؤ ان کے دودھ اور پیشاب انہوں نے کہا کیوں نہیں، سو وہ اونٹوں کی طرف نکلے اور اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پی کر اچھے ہوئے تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ چرانے والے کو مار ڈالا اور اونٹوں کو

وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ حَتّٰى مَاتُوْا قُلْتُ وَأَيُّ شَيْءٍ أَشَدُّ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ ارْتَدُّوْا عَنِ الْإِسْلَامِ وَقَتَلُوْا وَسَرَقُوْا فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاللّٰهِ إِنْ سَمِعْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ فَقُلْتُ أَتَرُدُّ عَلَيَّ حَدِيْثِيْ يَا عَنْبَسَةُ قَالَ لَا وَلٰكِنْ جِئْتَ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهٖ وَاللّٰهِ لَا يَزَالُ هٰذَا الْجُنْدُ بِخَيْرٍ مَا عَاشَ هٰذَا الشَّيْخُ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ فِيْ هٰذَا سُنَّةٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَتَحَدَّثُوْا عِنْدَهٗ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ فَقُتِلَ فَخَرَجُوْا بَعْدَهٗ فَإِذَا هُمْ بِصَاحِبِهِمْ يَتَشَحَّطُ فِي الدَّمِ فَرَجَعُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَاحِبُنَا كَانَ تَحَدَّثَ مَعَنَا فَخَرَجَ بَيْنَ أَيْدِيْنَا فَإِذَا نَحْنُ بِهٖ يَتَشَحَّطُ فِي الدَّمِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِمَنْ تَظُنُّوْنَ أَوْ مَنْ تَرَوْنَ قَتَلَهٗ قَالُوْا نَرٰى أَنَّ الْيَهُوْدَ قَتَلَتْهُ فَأَرْسَلَ إِلَى الْيَهُوْدِ فَدَعَاهُمْ فَقَالَ آأَنْتُمْ قَتَلْتُمْ هٰذَا قَالُوْا لَا قَالَ أَتَرْضَوْنَ نَفَلَ خَمْسِيْنَ مِنَ الْيَهُوْدِ مَا قَتَلُوْهُ فَقَالُوْا مَا يُبَالُوْنَ أَنْ يَّقْتُلُوْنَا أَجْمَعِيْنَ ثُمَّ يَنْتَفِلُوْنَ قَالَ أَفَتَسْتَحِقُّوْنَ الدِّيَةَ بِأَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ قَالُوْا مَا كُنَّا لِنَحْلِفَ فَوَدَاهُ

ہانک لے چلے سو حضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی حضرت ﷺ نے تلاش کرنے والے کو ان کے پیچھے بھیجا سو پائے گئے اور پکڑے گئے اور پکڑے آئے سو حضرت ﷺ نے حکم کیا ساتھ ان کے سو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیر کے ان کو اندھا کیا گیا پھر ان کو سورج کی گرمی میں پھینکا یہاں تک کہ مر گئے میں نے کہا اور کون سی چیز سخت تر ہے ان لوگوں کے فعل سے اسلام سے مرتد ہوئے اور قتل کیا چرواہے کو اور چوری کی تو کہا عنبسہ نے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں سنا میں نے آج کی طرح کبھی یعنی جیسا تجھ سے آج سنا تو میں نے کہا اے عنبسہ کیا تو میری حدیث سے انکار کرتا ہے اور مجھ کو متہم کرتا ہے اس نے کہا کہ نہیں لیکن تو نے حدیث بیان کی اپنے طور پر یعنی تو نے اس میں کچھ کمی بیشی نہیں کی ٹھیک بیان کی یعنی عنبسہ نے ابوقلابہ کی تعریف کی اور اس کے ضبط کا اقرار کیا اور شاید عنبسہ کا گمان یہ تھا کہ جائز ہے قتل کرنا گناہ میں اگرچہ نہ واقع ہو کفر پھر جب ابوقلابہ نے ساری حدیث بیان کی تو عنبسہ کو یاد آیا کہ یہی حدیث ہے جو انس رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کی تھی قسم ہے اللہ کی ہمیشہ رہے گی یہ فوج خیر میں جب تک یہ شیخ ان کے درمیان جیتا رہے گا اور البتہ اس باب میں حضرت ﷺ سے سنت وارد ہوئی ہے چند انصاری حضرت ﷺ پر داخل ہوئے اور آپ کے پاس بات چیت کی (اور شاید یہ قصہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ کا ہے) تو ان میں سے ایک مرد ان کے آگے نکلا اور قتل کیا گیا اور باقی لوگ اس کے بعد نکلے سو اچانک انہوں نے اپنے ساتھی کو دیکھا کہ خون میں لوٹتا ہے سو وہ حضرت ﷺ کی طرف پھرے تو انہوں نے کہا یا حضرت! ہمارا ساتھی جو ہمارے ساتھ بات

مِنْ عِنْدِهٖ قُلْتُ وَقَدْ كَانَتْ هُذَيْلٌ خَلَعُوْا خَلِيْعًا لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَطَرَقَ أَهْلَ بَيْتٍ مِّنَ الْيَمَنِ بِالْبَطْحَآءِ فَانْتَبَهَ لَهٗ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَحَذَفَهٗ بِالسَّيْفِ فَقَتَلَهٗ فَجَآءَتْ هُذَيْلٌ فَأَخَذُوا الْيَمَانِيَّ فَرَفَعُوْهُ إِلٰى عُمَرَ بِالْمَوْسِمِ وَقَالُوْا قَتَلَ صَاحِبَنَا فَقَالَ إِنَّهُمْ قَدْ خَلَعُوْهُ فَقَالَ يُقْسِمُ خَمْسُوْنَ مِنْ هُذَيْلٍ مَا خَلَعُوْهُ قَالَ فَأَقْسَمَ مِنْهُمْ تِسْعَةٌ وَّأَرْبَعُوْنَ رَجُلًا وَقَدِمَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ مِنَ الشَّامِ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يُّقْسِمَ فَافْتَدٰى يَمِيْنَهٗ مِنْهُمْ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ فَأَدْخَلُوْا مَكَانَهٗ رَجُلًا آخَرَ فَدَفَعَهٗ إِلٰى أَخِي الْمَقْتُوْلِ فَقُرِنَتْ يَدُهٗ بِيَدِهٖ قَالُوْا فَانْطَلَقَا وَالْخَمْسُوْنَ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِنَخْلَةَ أَخَذَتْهُمُ السَّمَآءُ فَدَخَلُوْا فِيْ غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْهَجَمَ الْغَارُ عَلَى الْخَمْسِيْنَ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا فَمَاتُوْا جَمِيْعًا وَأَفْلَتَ الْقَرِيْنَانِ وَاتَّبَعَهُمَا حَجَرٌ فَكَسَرَ رِجْلَ أَخِي الْمَقْتُوْلِ فَعَاشَ حَوْلًا ثُمَّ مَاتَ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ أَقَادَ رَجُلًا بِالْقَسَامَةِ ثُمَّ نَدِمَ بَعْدَ مَا صَنَعَ فَأَمَرَ بِالْخَمْسِيْنَ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا فَمُحُوْا مِنَ الدِّيْوَانِ وَسَيَّرَهُمْ إِلَى الشَّامِ.

کرتا تھا ہمارے آگے نکلا سو اچانک ہم نے اس کو دیکھا کہ خون میں لوٹتا ہے تو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے سو فرمایا کہ کس پر تمہارا گمان ہے یا تمہارے گمان میں کس نے اس کو قتل کیا ہے سو انہوں نے کہ ہمارا گمان ہے کہ یہودیوں نے اسے قتل کیا ہے سو حضرت ﷺ نے یہود کو بلا بھیجا سو فرمایا کہ کیا تم نے اس کو قتل کیا ہے انہوں نے کہا نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم راضی ہو یہود کی پچاس قسموں سے کہ انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا تو مقتول کے وارثوں نے کہا کہ وہ نہیں پرواہ کرتے کہ ہم سب کو مار ڈالیں پھر قسم کھائیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم مستحق ہوتے ہو دیت کا اپنی پچاس قسموں سے انہوں نے کہا کہ ہم قسم نہیں کھائیں گے سو حضرت ﷺ نے اپنے پاس سے اس کی دیت دی، میں نے کہا اور البتہ ہذیل کے قبیلے نے جاہلیت کے زمانے میں اپنے ایک ہم قسم سے قسم توڑی تھی سو ہجوم کیا اس نے رات کو یمن کے ایک گھر والوں پر چھپ کر یعنی تا کہ ان کی کوئی چیز چرائے تو گھر والوں میں سے ایک مرد نے اس کو اچک لیا اور تلوار سے اس کو مار ڈالا پھر ہذیل کا قبیلہ آیا سو انہوں نے یمانی کو پکڑا جس نے اس کو تلوار سے مارا تھا اور اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس موسم حج میں لے گئے سو انہوں نے کہا کہ اس نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے تو قاتل نے کہا کہ انہوں نے اس سے قسم توڑ ڈالی ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہذیل میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ انہوں نے اس سے قسم نہیں توڑی سو ان میں سے اُنتالیس آدمیوں نے جھوٹی قسم کھائی اور ایک مرد اُن میں سے شام سے آیا انہوں نے اس سے کہا کہ قسم کھا تو اس نے اپنی قسم کا بدلہ ہزار درہم دیا اور قسم نہ کھائی اور انہوں نے اس

کی جگہ اور مرد کو داخل کیا سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو مقتول کے بھائی کے حوالے کیا تو اس کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے جوڑا گیا سو ہم چلے اور وہ پچاس آدمی جنہوں نے قسم کھائی تھی یہاں تک کہ جب نخلہ (ایک جگہ کا نام ہے ایک دن مسافت پر مکے سے) میں تھے تو مینہ برسنا شروع ہوا سو وہ سب پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے سو اچانک گر پڑی غار اُن پچاس آدمیوں پر جنہوں نے جھوٹی قسم کھائی تھی سو سب مر گئے اور خلاص ہوئے دونوں قرین جن کے ہاتھ جوڑے گئے تھے یعنی بھائی مقتول کا اور جس نے پچاس کی گنتی پوری کی تھی سو دونوں کے پیچھے ایک پتھر لگا اور مقتول کے بھائی کا پاؤں توڑ ڈالا سو وہ ایک سال زندہ رہا پھر مر گیا اور البتہ عبدالملک بن مروان نے بدلہ لیا تھا ایک مرد سے قسامت میں پھر پچھتایا بعد اپنے کرتب کے سو حکم کیا ساتھ پچاس آدمیوں کے جنہوں نے قسم کھائی تھی سو ان کا نام دفتر سے کاٹا گیا اور ان کو شام کی طرف جلا وطن کیا۔

فائدہ: اور حاصل قصہ غار کا یہ ہے کہ قاتل نے دعویٰ کیا تھا کہ مقتول چور ہے اور اس کی قوم نے اس سے قسم توڑ ڈالی ہے تو اس کی قوم نے اس سے انکار کیا سو انہوں نے جھوٹی قسم کھائی کہ ہم نے اس سے قسم نہیں توڑی سو ہلاک کیا ان کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ حنث قسامت کے اور خلاص ہوا مظلوم تنہا اور ظاہر مراد ابو قلابہ کی استدلال کرنا ہے ساتھ قصے عرینیوں کے واسطے اس چیز کے کہ دعویٰ کیا ہے اس کا اس کو حصر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین خصلتوں کے سوائے کسی کو کبھی قتل نہیں کیا سو اعتراض کیا گیا ساتھ قصے عرینیوں کے اور قصد کیا معترض نے چوتھی قسم کے ثابت کرنے کا سو گمان کیا اس نے کہ عرینیوں کے قصے میں حجت ہے بیچ جواز قتل اس شخص کے جو نہیں مذکور ہے حدیث مذکور میں اور تھا تمسک کرتا ساتھ اس کے حجاج ظالم اور عنبسہ اس کا دوست تھا سو رد کیا اس پر ابو قلابہ نے ساتھ اس کے جس کا حاصل یہ ہے کہ بے شک وہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مستوجب ہوئے قتل کے ساتھ اس سبب کے کہ انہوں نے چرواہے کو قتل کیا اور دین اسلام سے مرتد ہو گئے اور یہ ظاہر ہے اس میں کچھ خفا نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ استدلال کیا ہے اس نے اوپر ترک قصاص کے قسامت میں ساتھ قصے مقتول کے نزدیک یہود کے کہ اس میں قصاص کا ذکر نہیں

قسامت میں بلکہ اور نہ اصل قصے میں قصاص کے ساتھ تصریح ہے جو عمدہ ہے باب میں پس نہیں وارد کیا ابو قلابہ نے قصہ عرینیوں کا واسطے استدلال کرنے کے ساتھ اس کے اوپر ترک قسامت کے بلکہ واسطے رد کرنے کے اس پر جو تمسک کرتا ہے ساتھ اس کے واسطے قصاص کے قسامت میں اور بہرحال قصہ غار کا سو اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ عادت جاری ہے ساتھ ہلاک ہونے اس شخص کے جو قسم کھائے قسامت میں بغیر حلم کے جیسا کہ واقع ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس مقتول کے قصے میں جس کے سبب سے قسامت واقع ہوئی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے پہلے اور اس میں ہے کہ ایک سال نہ گزرا کہ اڑتالیس آدمی مر گئے جنہوں نے قسم کھائی تھی اور یہ معلوم نہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہذیل کے قصے میں کیا حکم کیا بدلہ لیا یا دیت کا حکم کیا اور نہیں ظاہر ہوئی میرے واسطے وجہ استدلال ابوقلابہ ساتھ کی ساتھ اس کے کہ قتل نہیں مشروع ہے مگر ان تینوں میں واسطے رد کرنے قصاص کے قسامت میں باوجود اس کے کہ قود مارنا جان کا ہے بدلے جان کے اور وہ داخل ہے ان تینوں قسم میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نزاع تو اس کے ثبوت کے طریق میں ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ فَفَقَئُوا عَيْنَهُ فَلَا دِيَةَ لَهُ

جو کسی قوم کے گھر میں جھانکے اور وہ اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں تو اس میں دیت نہیں

فائدہ: حدیث باب میں اس کی تصریح نہیں کہ اس کی دیت نہیں لیکن اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے۔ (فتح)

٦٣٩١۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِي بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ أَوْ بِمَشَاقِصَ وَجَعَلَ يَخْتِلُهُ لِيَطْعُنَهُ.

٦٣٩١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض کوٹھریوں میں سوراخ سے جھانکا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف چوڑے پھل والا تیر لے کر اٹھے اور اس کے ساتھ داؤ کرنے لگے کہ اس کو غافل پا کر زخمی کریں۔

٦٣٩٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِي جُحْرٍ فِي بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٣٩٢۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے دروازے میں سوراخ سے جھانکا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوہے کی کنگھی تھی اس سے اپنے سر کو کھجلتے تھے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو مجھ کو دیکھتا ہے تو اس سے تیری

مِدْرًى يَحُكُّ بِهٖ رَأْسَهٗ فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْتَظِرُنِیْ لَطَعَنْتُ بِهٖ فِیْ عَيْنَيْكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْبَصَرِ.

آنکھ پھوڑ ڈالتا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آنے کی اجازت مانگنا تو صرف نظر ہی کے سبب سے ٹھہرائی گئی ہے۔

فائدہ: یعنی شرع میں جو حکم ہے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگنے کا تو صرف اسی واسطے کہ آدمی کی نظر محرم پر نہ پڑے اور جب تو نے جھانکا تو اجازت مانگنے کا کیا فائدہ ہوا معلوم ہوا کہ بیگانے گھر میں جھانکنا سخت حرام ہے۔

۶۳۹۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ امْرَأً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَخَذَفْتَهٗ بِعَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهٗ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ.

۶۳۹۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی مرد تیرے گھر میں جھانکے بغیر تیری اجازت کے پھر تو اس کو کنکری سے مارے سو تو اس کی آنکھ پھوڑ ڈالے تو تجھ پر کچھ گناہ نہ ہوگا یعنی کچھ حرج نہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جو کسی قوم کے گھر میں جھانکے بغیر ان کی اجازت کے تو ان کے واسطے حلال ہے کہ اس کی آنکھ کو پھوڑ ڈالیں اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو حمل کرتا ہے جناح کو اس جگہ گناہ پر اور مرتب کرتا ہے اس پر وجوب دیت کو اس واسطے کہ نہیں لازم آتا اس کے دور ہونے سے دور ہونا دیت کا اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ ثابت کرنا حلت کا منع کرتا ہے ثبوت قصاص اور دیت کو اور بیہقی وغیرہ میں اس سے صریح تر آچکا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جو کسی کے گھر میں جھانکے بغیر ان کی اجازت کے سو وہ اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں تو نہیں ہے دیت اور نہ قصاص اور وہ رائیگاں ہے اور ان حدیثوں میں بہت فائدے ہیں باقی رکھنا سر کے بالوں کا ہے اور تربیت ان کی اور رکھنا آلہ کا جس کے ساتھ اپنی جان سے موذی جانوروں کو دفع کرے اور اس کے ساتھ کھجلی واسطے دفع کرنے میل کے اور اس میں مشروع ہونا استیذان کا یعنی اجازت مانگنا اس سے جو بند دروازہ والے گھر کے اندر ہو اور منع ہے جھانکنا اس پر سوراخ کے اندر سے اور یہ کہ مشروع ہے کرنا کنگھی کا اور یہ کہ اجازت مانگنا نہیں خاص ہے ساتھ غیر محارم کے بلکہ مشروع ہے اس پر جو ننگا ہوا اگرچہ ماں ہو یا بہن اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز تیر مارنے اس شخص کے جو جاسوسی کرے اور اگر خفیف سے نہ ہٹے تو جائز ہے ساتھ ثقیل کے اور یہ کہ اگر اس سے اس کا نفس یا بعض ہلاک ہو تو وہ ہدر ہے اور مالکیہ کا مذہب قصاص ہے اور یہ کہ نہیں جائز ہے قصد کرنا عین اور نہ غیر اس کے کا اور انہوں نے

علت یہ بیان کی ہے کہ گناہ نہیں دفع ہوتا ہے گناہ سے اور جواب دیا ہے جمہور نے کہ ماذون فیہ جب ثابت ہوا اذن تو نہیں نام رکھا جاتا ہے گناہ اگرچہ ہے یہ فعل کہ اگر اس سبب سے مجرد ہو تو گنا جاتا ہے گناہ اور اتفاق ہے سب کا اوپر دفع کرنے حملہ کرنے والے کے اگرچہ مدفوع کا نفس مارا جائے اور وہ بغیر سبب مذکور کے گناہ ہے پس یہ ملحق ہے ساتھ اس کے باوجود ثابت ہونے نص کے بیچ اس کے اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیث سے ساتھ اس کے کہ وہ وارد ہوئی ہے بطور تغلیظ اور ڈرانے کے اور موافق ہوا ہے جمہور کو ان میں سے نافع اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر اعتبار قدر اس چیز کے کہ پھینکی جائے ساتھ کنکری کے جو پھینکی جاتی ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے حدیث میں فخذفتہ سو اگر اس کو پتھر مارے جو قتل کرے یا تیر مثلا تو تعلق پکڑتا ہے ساتھ اس کے قیاس اور ایک وجہ میں نہیں ہے بدلہ مطلق اور اگر نہ دفع ہو مگر ساتھ اس کے تو جائز ہے اور مستثنیٰ ہے اس سے وہ شخص کہ اس کے واسطے اس گھر میں عورت ہو یا محرم یا متاع سو ارادہ کرے اطلاع کا اوپر اس کے سو منع ہے کنکری مارنا اس کو واسطے شبہ کے اور بعض نے کہا کہ نہیں ہے اس میں کچھ فرق اور بعض نے کہا جائز ہے اگر نہ ہو گھر میں سوائے حریم اس کے اور بعض نے کہا کہ جائز ہے مطلق اس واسطے کہ بعض حالات ایسے ہیں کہ مکروہ ہے اطلاع اوپر ان کے۔ (فتح)

بَابُ الْعَاقِلَةِ — باب ہے عاقلہ کے بیان میں

فائدہ: عاقلہ جمع ہے عاقل کی اور وہ دینے والا ہے دیت کا اور دیت کا نام عقل رکھا گیا اس واسطے کہ اونٹ باندھے جاتے تھے ولی مقتول کے صحن میں پھر بہت ہوئی استعمال یہاں تک کہ عقل دیت پر بولا گیا اور مرد کے عاقلہ اس کے قرابتی ہیں باپ کی طرف سے اور وہ عصبے اس کے ہیں یعنی چچا اور بھتیجے وغیرہ اور اُٹھانا عاقلہ کا دیت کو ثابت ہے ساتھ سنت کے اور اجماع ہے اہل علم کا اوپر اس کے اور وہ مخالف ہے واسطے ظاہر اس آیت کے ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ لیکن یہ حکم اٹھانے کا دیت کو مخصوص ہے اس کے عموم سے اس واسطے کہ اس میں مصلحت ہے اس واسطے کہ اگر قاتل پر دیت ڈالی جائے تو عنقریب ہے کہ آدمی اس کے تمام مال پر کہ پے در پے خطا ہونے سے اس کو امن نہیں اور اگر دیت نہ لی جائے تو البتہ رائیگاں ہوگا دم مقتول کا، میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ راز اس میں یہ ہو کہ اگر صرف قاتل کو چٹی لگائی جائے یہاں تک کہ محتاج ہو جائے تو البتہ رجوع کرے گا امر طرف راہدار کے بعد محتاج ہونے کے سو ٹھہرائی گئی اس کے عصبوں پر اس واسطے کہ ایک کے محتاج ہونے کا احتمال اکثر ہے احتمال محتاج ہونے جماعت کے سے اور اس واسطے کہ جب یہ اس سے مکرر ہوا تو ہوگا ڈرانا اس کا عود سے ایسے فعل کی طرف جماعت سے زیادہ تر باعث طرف قبول کی ڈرانے اس کے سے نفس اپنے کو اور علم نزدیک اللہ تعالیٰ کے ہے اور عاقلۃ الرجل اس کا قبیلہ ہے سو پہلے پہل قریب تر شاخ سے شروع کیا جائے پھر اگر عاجز ہوں تو جوڑا جائے طرف ان کی جو قریب تر ہو طرف ان کی اور وہ آزاد بالغ مردوں پر ہے جو اُن سے مال دار ہوں۔ (فتح)

٦٣٩٤۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِّمَّا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ وَقَالَ مَرَّةً مَا لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ فَقَالَ وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فَهْمًا يُعْطٰى رَجُلٌ فِيْ كِتَابِهٖ وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيْرِ وَأَنْ لَّا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

۶۳۹۴۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کچھ چیز ہے جو قرآن میں نہیں اور ایک بار یوں کہا جو لوگوں کے پاس نہیں تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس کی جس نے دانے کو پھاڑا اور جان دار چیزوں کو پیدا کیا نہیں ہے ہمارے پاس کچھ مگر جو اس قرآن میں ہے مگر سمجھ اور بوجھ دیا گیا کوئی مرد اس کی کتاب میں اور جو اس کاغذ میں ہے میں نے کہا اور کیا ہے اس کاغذ میں کہا دیت کا بیان اور یہ کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے۔

فائدہ: جو قرآن میں نہیں یعنی جس کو تم نے حضرت ﷺ سے لکھا برابر ہے کہ اس کو یاد رکھا یا نہیں اور نہیں ہے مراد تعمیم ہر مکتوب اور محفوظ کے واسطے کثرت مرویات علی رضی اللہ عنہ کی حضرت ﷺ سے جو اس کاغذ میں نہ تھے اور مراد وہ چیز ہے جو سمجھی جائے فحوے لفظ قرآن سے اور استدلال کیا جائے ساتھ اس کے باطن معانی اس کے سے اور مراد علی رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ جو ان کے نزدیک زائد ہے قرآن پر اس چیز سے ہے کہ لکھا گیا ہے اس سے صحیفہ مذکورہ اور جو استنباط کیا گیا ہے قرآن سے اور شاید علی رضی اللہ عنہ لکھتے تھے جو واقع ہوتا ان کے واسطے اس سے تا کہ نہ بھول جائیں برخلاف اس چیز کے کہ یاد رکھا اس کو حضرت ﷺ سے احکام سے اس واسطے کہ خبر گیری کرتے تھے اس کے ساتھ فعل کے اور فتوے دینے کے سو نہ ڈرے اس پر بھول سے۔ (فتح)

بَابُ جَنِيْنِ الْمَرْأَةِ
عورت کے پیٹ کا بچہ یعنی کچا

فائدہ: جنین اس بچے کو کہتے ہیں جو عورت کے پیٹ میں ہو جننے سے پہلے۔

٦٣٩٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى فَطَرَحَتْ جَنِيْنَهَا فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

۶۳۹۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم ہذیل کی دو عورتیں آپس میں لڑیں اور ایک نے دوسری کو پتھر مارا سو اس کے پیٹ کے بچے کو گرایا سو حضرت ﷺ نے اس میں ایک بردے کا حکم کیا غلام یا لونڈی۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ وہ عورت مرگئی تو حضرت ﷺ نے حکم کیا کہ اس کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کے واسطے ہے اور یہ کہ دیت اس کے عصبوں پر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ فرمایا دس اونٹ یا سو بکری دے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک غرہ دے غلام ہو یا لونڈی یا گھوڑا یا خچر اور نقل کیا ہے ابن منذر نے طاؤس اور مجاہد اور عروہ سے کہ مراد غرہ سے غلام ہے یا لونڈی یا گھوڑا اور کہا اہل ظاہر نے کہ کفایت کرتی ہے وہ چیز کہ واقع ہو اس پر اسم غرہ کا اور غرہ دراصل کہتے ہیں اس سفیدی کو جو گھوڑے کی پیشانی میں ہوتی ہے اور حدیث میں آدمی کے واسطے بھی استعمال کی گئی ہے اور غرہ بولا جاتا ہے نفیس چیز پر آدمی ہو یا کچھ اور چیز ہو مرد ہو یا عورت اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کالا لونڈی غلام جنین کی دیت میں کافی نہیں یعنی بلکہ گورے رنگ کا ہے اس واسطے کہ اگر غرہ میں معنی زائد نہ ہوتے تو اس کو ذکر نہ کرتے اور کہا جاتا ہے کہ وہ اکیلا ہوا ہے ساتھ اس کے اور تمام فقہاء کہتے ہیں کہ اگر کالا غلام نکالے تو بھی جائز ہے اور جواب دیا ہے انہوں نے ساتھ اس وجہ کہ کہ مراد معنی زائد سے یہ ہیں کہ نفیس اور قیمتی ہو اسی واسطے تفسیر کیا ہے اس کو لونڈی یا غلام سے اس واسطے کہ آدمی سب جاندار چیزوں سے اشرف ہے بنابر اس کے جمہور کے قول پر کم تر وہ چیز جو کافی ہے غلام یا لونڈی سے وہ چیز ہے جو سالم ہو عیبوں سے کہ ثابت ہوتا ہے ساتھ ان کے پھیر دینا بیع میں اس واسطے کہ عیب دار چیز نہیں ہے خیار سے یعنی بہتر یعنی راجح یہ ہے کہ کفایت کرتا ہے غلام اگرچہ پہنچے ساٹھ برس کی عمر کو یا زیادہ کو جب تک کہ نہ پہنچے طرف عدم استقلال کے ساتھ بڑھاپے کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر نہ واجب ہونے قصاص کے جب کہ بھاری چیز سے قتل کرے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس میں قصاص کا حکم نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا ہے ساتھ دیت کے اور جو قتل بالمثقل میں قصاص کا قائل ہے اس نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ چوب خیمے کی مختلف ہوتی ہے کبھی بڑی ہوتی ہے کبھی چھوٹی اور بعض غالبًا قتل کر ڈالتی ہیں اور بعض غالبًا قتل نہیں کرتی اور مطرد ہونا مماثلت کا قصاص میں تو صرف اس وقت مشروع ہے جب کہ واقع ہو قتل ساتھ اس چیز کے کہ غالبًا قتل کر ڈالے اور اس جواب میں نظر ہے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ اس میں قصاص کو تو صرف اس واسطے واجب نہیں کیا کہ ایسی چیز میں قصد قتل کا نہیں ہوتا اور شرط قصاص کی عمد اور قصد ہے اور یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شبہ عمد ہے پس نہیں ہے حجت بیچ اس کے واسطے قتل بالمثقل کے اور عکس اس کے کی۔ (فتح)

٦٣٩٦۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ

٦٣٩٦۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ طلب کیا بیچ حکم اس عورت کے جس کے پیٹ میں مارا جائے اور اس کے پیٹ سے کچا بچہ گر پڑے سو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم کیا ہے اس میں حضرت ﷺ

الْمُغِيْرَةُ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْغُرَّةِ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ. فَشَهِدَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِهٖ.

نے ساتھ ایک بردے کے غلام ہو یا لونڈی سو گواہی دی محمد بن مسلمہ نے کہ حضرت ﷺ نے اس کی موجودگی میں اس کے ساتھ حکم کیا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لا جو تیرے ساتھ گواہی دے تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ آیا سو اس نے اس کی گواہی دی۔ (فتح)

٦٣٩٧۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ نَشَدَ النَّاسَ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي السِّقْطِ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ أَنَا سَمِعْتُهٗ قَضٰى فِيْهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ. قَالَ ائْتِ مَنْ يَّشْهَدُ مَعَكَ عَلٰى هٰذَا فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَا أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هٰذَا.

٦٣٩٧۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے قسم کے ساتھ پوچھا کہ کون ہے؟ جس نے سنا ہو کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا کچے بچے میں جو عورت کے پیٹ سے گرے تو کہا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے سنا حضرت ﷺ سے حکم کیا اس میں ساتھ ایک بردے کے غلام ہو یا لونڈی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لا جو گواہی دے ساتھ تیرے اوپر اس کے تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں حضرت ﷺ پر ساتھ ایسے حکم کے۔

حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا زَآئِدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ سَمِعَ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِيْ إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ مِثْلَهٗ.

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مشورہ لیا اُن سے بیچ حکم اس عورت کے کہ کوئی اس کو مارے اور اس کے پیٹ سے کچا بچہ گر پڑے مثل اس کی۔

فائدہ: کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ ثابت کرنے دیت عورت کے پیٹ کے بچے کے اور یہ کہ واجب اس میں ایک بردہ ہے غلام ہو یا لونڈی اور یہ اس وقت ہے جب کہ اس کے پیٹ سے بچہ مرا ہوا گرے بسبب مار کے اور تصرف کیا ہے فقہاء نے ساتھ قصد کرنے کے بردے کی عمر میں اور یہ حدیث کے مقتضیٰ سے نہیں ہے اور مشورہ طلب کرنا عمر رضی اللہ عنہ کا اصل ہے بیچ سوال امام کے حکم سے جب کہ اس کو معلوم نہ ہو یا اس کو شک ہو یا ثبوت کا ارادہ ہو اور اس میں ہے کہ بعض خاص واقعی اکابر پر پوشیدہ رہتے ہیں اور جانتے ہیں ان کو جو ان سے کم ہوں اور اس میں رد ہے مقلد پر جب کہ استدلال کیا جائے اس پر ساتھ اس حدیث کے جو اس کے مخالف ہو اور

جواب دے کہ اگر یہ صحیح ہوتی تو مثلاً میرا امام اس کو جانتا اس واسطے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے شخص سے اس کا پوشیدہ رہنا جائز ہے تو پھر اس سے پیچھے ہے اس سے پوشیدہ رہنا اس کا زیادہ تر جائز ہوگا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ اس پر گواہ لا اس شخص نے جو دیکھتا ہے اعتبار عدد کو روایت میں اور شرط کرتا ہے کہ نہیں قبول ہے روایت میں کم تر دو سے جیسا کہ اکثر گواہیوں میں ہے اور یہ استدلال ضعیف ہے جیسا کہ کہا ابن دقیق العید نے کہ اس واسطے کہ بے شک ثابت ہو چکا ہے قبول کرنا ایک کی خبر کا چند جگہوں میں اور طلب کرنا عدد کا خاص جزی صورت میں نہیں دلالت کرتا ہے اوپر معتبر ہونے اس کے ہر واقعہ میں واسطے جواز مانع خاص کے اس صورت میں باوجود سبب کے جو تقاضا کرے ثابت کرنے کو اور زیادتی استظہار کو خاص کر جب کہ قائم ہو قرینہ اور البتہ تصریح کی عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ ارادہ کیا ہے اس نے زیادہ ثبوت کا اور یہ جو کہا املاص المرء ۃ تو یہ صریح تر ہے اس میں کہ ضرور ہے منفصل ہونا بچے کا مردہ اور البتہ شرط کی ہے فقہاء نے بیچ واجب ہونے بردے کے جدا ہونا بچے کا پیٹ سے مر کر بسبب مار کے اور اگر جدا ہو زندہ پھر مر جائے تو واجب ہے اس میں قصاص یا دیت پوری اور اگر اس کی ماں مر گئی اور وہ جدا نہ ہو تو نہیں واجب ہے اس پر کوئی چیز نزدیک شافعیہ کے واسطے نہ ہونے یقین وجود بچے کے کہ ہے یا نہیں اور بنا بر اس کے کیا معتبر نفس انفصال ہے یا تحقق حصول بچے کا پیٹ میں اس میں دو قول ہیں اور ظاہر ہوتا ہے اثر اس کا جب کہ اس کا پیٹ چیرا جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ نظر آئے اور اس وقت جب کہ مثلاً بچے کا سر نکلے بعد مار کے اور ماں مر جائے اور وہ جدا نہ ہوا اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ فالقت غلاما قد نبت شعرہ یعنی اس نے لڑکا ڈالا جس کے بال اُگے تھے سو یہ حدیث صریح ہے بیچ انفصال کے یعنی لڑکا اس کے پیٹ سے باہر گر پڑا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ حکم مذکور خاص ہے ساتھ لڑکے آزاد عورت کے اس واسطے کہ یہ قصہ اس کے حق میں وارد ہوا ہے اور البتہ تصرف کیا ہے اس میں فقہاء نے سو کہا شافعیہ نے کہ واجب بیچ بچے لونڈی کے دسواں حصہ ہے اس کی ماں کی قیمت کا جیسا کہ آزاد عورت کے بچے میں دسواں حصہ ہے اس کی ماں کی دیت کا اور اس پر کہ حکم مذکور خاص ہے ساتھ اس کے جس پر اسلام کے ساتھ حکم کیا جائے یعنی مسلمان کہا جائے اور نہیں تعرض کیا واسطے اس بچے کہ جو یہودی ہو یا نصرانی اور یہ کہ قتل مذکور نہیں جاری ہے بجائے عمد کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر ذم تک بندی کی کلام میں اور محل مکروہ ہونے کا وہ ہے جو ظاہر تکلف ہو یا ہو ساتھ انسجام کے لیکن جب کہ ہو بیچ باطل کرنے حق کے یا حق کرنے باطل کے اور بہر حال اگر ہو ساتھ انجسام کے اور وہ حق باب میں ہو یا مباح میں تو اس میں کراہت نہیں ہے بلکہ کبھی مستحب ہوتا ہے جیسا کہ ہو اس میں اذعان مخالف کا واسطے فرمانبرداری کے اور جو بعض اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوا ہے تو وہ اتفاق سے واقع ہوا ہے واسطے بڑے ہونے بلاغت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ قصداً۔ (فتح)

بَابُ جَنِيْنِ الْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى الْوَالِدِ وَعَصَبَةِ الْوَالِدِ لَا عَلَى الْوَلَدِ

عورت کے پیٹ کا بچہ اور یہ کہ اس کی دیت والد پر ہے اور والد کے عصبوں پر نہ ولد پر

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مراد یہ ہے کہ قتل کی گئی عورت کی دیت قتل کرنے والی عورت کے والد پر ہے اور اس کے عصبوں پر، میں کہتا ہوں اور قاتلہ کا باپ اور اس کے باپ کے عصبے اس عورت قاتلہ کے عصبے ہیں سو یہ مطابق ہے باب کی پہلی حدیث کے لفظ کو اور یہ کہ دیت اس عورت کے عصبات پر ہے اور نیز بیان کیا ہے اس کو دوسری حدیث کے لفظ نے کہ حکم کیا کہ اس کی دیت اس کے عاقلہ پر ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو ساتھ لفظ والد کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے قصے کے بعض طریقوں میں اور یہ جو کہا نہ ولد پر تو مراد یہ ہے کہ لڑکا عورت کا جب کہ نہ ہو اس کے عصبوں سے تو نہیں ہے اس پر دیت اس کی اس واسطے کہ دیت تو عصبوں پر ہے سوائے ذوی الارحام کے اور اسی واسطے نہیں دیت لی جاتی ہے اُن بھائیوں سے جو ماں کی طرف سے ہوں اور حدیث اس کو چاہتی ہے کہ جو عورت کا وارث ہوتا ہے اس پر اس کی دیت نہیں آتی اور اس پر سب علماء کا اتفاق ہے۔ (فتح)

٦٣٩٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِيْ جَنِيْنِ امْرَأَةٍ مِّنْ بَنِيْ لَحْيَانَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مِيْرَاثَهَا لِبَنِيْهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلٰى عَصَبَتِهَا.

٦٣٩٨۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک عورت کے پیٹ کے بچے میں جو قوم بنی لحیان سے تھی ساتھ ایک بردے کے غلام ہو یا لونڈی پھر جس عورت پر ایک بردے کا حکم کیا تھا وہ مر گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ اس کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کے واسطے ہے اور یہ کہ دیت اس کے عصبوں پر ہے۔

فائدہ: اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس عورت کے باپ نے کہا کہ اس عورت کے بیٹے اس کی دیت دیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی دیت اس کے عصبوں پر ہے۔

٦٣٩٩۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

٦٣٩٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم ہذیل کی دو عورتیں آپس میں لڑیں سو ایک نے دوسرے کو پتھر مارا سو قتل کیا اس کو اور اس کے پیٹ کے بچے کو سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتی آئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ اس کے پیٹ

اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِيْ بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰى أَنَّ دِيَةَ جَنِيْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيْدَةٌ وَقَضٰى أَنَّ دِيَةَ الْمَرْأَةِ عَلٰى عَاقِلَتِهَا.

کے بچے کی دیت ایک بردہ ہے غلام ہو یا لونڈی اور حضرت ﷺ نے حکم کیا کہ اس کی دیت عصبوں پر ہے۔

بَابُ مَنِ اسْتَعَارَ عَبْدًا أَوْ صَبِيًّا

جو عاریت لے غلام یا لڑکا

فائدہ: اور مناسبت اس باب کی کتاب سے یہ ہے کہ اگر ہلاک ہو جائے تو واجب ہے اس میں قیمت غلام کی یا دیت آزاد کی۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ بَعَثَتْ إِلٰى مُعَلِّمِ الْكُتَّابِ ابْعَثْ إِلَيَّ غِلْمَانًا يَنْفُشُوْنَ صُوْفًا وَلَا تَبْعَثْ إِلَيَّ حُرًّا

اور ذکر کیا جاتا ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے معلم کتاب کو کہلا بھیجا کہ لڑکوں کو میرے پاس بھیج کہ صوف یعنی ان کو دھنیں اور نہ بھیج میری طرف کسی آزاد کو۔

٦٤٠٠۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ أَخَذَ أَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِيْ فَانْطَلَقَ بِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ قَالَ فَخَدَمْتُهُ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَوَاللّٰهِ مَا قَالَ لِيْ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا هٰكَذَا وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ أَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذَا هٰكَذَا.

٦٤٠٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے یعنی ہجرت کر کے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا سو کہا یا حضرت! بے شک انس رضی اللہ عنہ دانا لڑکا ہے سو چاہیے کہ آپ کی خدمت کیا کرے؟ کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو میں نے حضرت ﷺ کی خدمت کی حضر میں اور سفر میں سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ نہیں کہا مجھ سے حضرت ﷺ نے کسی چیز کے واسطے جو میں نے کی کہ تو نے یہ اس طرح کیوں کی اور نہ کسی چیز کے واسطے جو میں نے نہ کی کہ تو نے یہ اس طرح نہ کی۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آزاد کی شرط کی اس واسطے کہ جمہور علماء کہتے ہیں کہ جو نابالغ آزاد سے یا غلام سے بغیر اجازت اس کے مالک کے مدد لے کسی کام میں اور وہ دونوں اس کام سے ہلاک ہو جائیں تو وہ ضامن ہے غلام کی قیمت کا اور بہر حال دیت آزاد کی سو وہ اس کے عصبوں پر ہے اور اس فرق میں نظر ہے اور بعض نے کہا کہ یہ فعل محمول ہے اس پر کہ وہ سب کی ماں ہیں بنا بر اس کے پس نہیں فرق ہے درمیان

آزاد اور غلام کے اور کہا کرمانی نے شاید غرض ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کے منع کرنے سے اکرام ہے آزاد کا اور پہنچانا عوض کا اس واسطے کہ وہ برتقدیر ہلاک ہونے اس کے اس عمل میں نہیں ضامن ہوتے ہیں اس کو برخلاف غلام کے کہ اس کا بدلہ اس پر ہے اگر ہلاک ہو اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے خدمت لینا آزاد آدمی سے اور ہمسایوں کی اولاد سے جس میں بڑی مشقت نہ ہو اور نہ اس سے تلف کا خوف ہو اور مناسبت اثر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی انس رضی اللہ عنہ کے قصے سے یہ ہے کہ دونوں میں خدمت لینا ہے چھوٹے لڑکے سے اس کے ولی کی اجازت سے اور وہ جاری ہے اوپر عرف کے جائز ہے۔ بیچ اس کے اور خاص کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے غلاموں کو اس واسطے کہ عرف جاری ہے اوپر راضی ہونے مالکوں کے ساتھ خدمت لینے کے ان کے غلاموں سے ہلکے کام میں جس میں مشقت نہ ہو برخلاف آزادوں کے کہ نہیں جاری عادت ساتھ تصرف کرنے کے بیچ ان کے ساتھ خدمت کے جیسا کہ تصرف کیا جاتا ہے غلاموں میں اور بہرحال قصہ انس رضی اللہ عنہ کا سو وہ یہ ہے کہ وہ ماں کی پرورش میں تھا سو اس کی ماں یعنی ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مصلحت دیکھی کہ انس رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرے اس واسطے کہ اس میں دنیا اور آخرت دونوں کا نفع ہے اور اس کا خاوند بھی اس کے ساتھ تھا۔ کبھی حاضر کرنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کیا گیا اور کبھی ام سلیم رضی اللہ عنہا کی طرف اور کہا کرمانی نے کہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے یہ ہے کہ خدمت مستلزم ہے اعانت کو۔ (فتح)

بَابٌ الْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ

کان کا بدلہ نہیں اور کنوئیں کا بدلہ نہیں

٦٤٠١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَآءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.

۶۴۰۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانور کے زخم کا بدلہ نہیں یعنی اگر کسی کا جانور بلا تعدی مالک کے کسی کو مار ڈالے یا زخمی کرے تو اس کے مالک پر جرمانہ نہیں اور اگر مزدور کنواں کھودنے میں مر جائے تو بدلہ نہیں اور اسی طرح اگر مزدور کان کھودنے میں مر جائے تو بدلہ نہیں یعنی کھدوانے والے پر کچھ عوض اور جرمانہ نہیں اور دفن شدہ خزانے کے پانے میں پانچواں حصہ ہے بیت المال کا۔

فائدہ: مراد جانور سے وہ جانور ہے جو اپنے مالک سے چھوٹ جائے سو جو اس حالت میں نقصان کرے اس کا جرم اس کے مالک پر نہیں اور مراد کنوئیں سے قدیمی کنواں ہے جس کا کوئی مالک معلوم نہ ہو کہ اگر کوئی آدمی یا جانور اس میں گر کر مر جائے تو کسی پر کچھ چیز نہیں اور اسی طرح اگر کنواں کھودے اپنے ملک میں یا بے آباد زمین میں اور اس میں کوئی آدمی وغیرہ گر کر مر جائے تو اس پر کچھ بدلہ نہیں جب کہ وہ اس کا سبب نہ ہو اور اسی طرح اگر کسی کو کنواں کھودنے کے واسطے یا کان کھودنے کے واسطے مزدور رکھے اور کنواں یا کان پھٹ پڑے اور مزدور دب کر مر جائے تو

کھدوانے والے پر کچھ بدلہ اور جرمانہ نہیں اور جو مسلمانوں کے راہ میں یا غیر کے ملک میں کنواں کھودے اور اس میں کوئی گر کر مر جائے تو واجب ہے بدلہ اس کا کھدوانے والے کے عصبوں پر اور کفارہ اس کے مال میں اور اگر آدمی کے سوائے کوئی اور چیز اس میں مر جائے تو واجب ہے بدلہ اس کا کھدوانے والے کے مال میں اور ملحق ہے ساتھ کنوئیں کے ہر گڑھا بنا بر تفصیل مذکور کے اور مراد زخم سے ہر چیز ہے جو تلف ہو خاص زخم ہی مراد نہیں بلکہ شامل ہے حکم ہر تلف اور نقصان کو نفس میں ہو یا مال میں مخالفت کی ہے اس میں حنفیہ نے سو کہا انہوں نے کہ کنواں کھدوانے والا ضامن ہے مطلق واسطے قیاس کرنے کے اس پر جو چوپائے پر سوار ہو اور نہیں جائز ہے اقتباس کرنا ساتھ نص کے اور اسی طرح اگر مزدور رکھے کسی کو کھجور پر چڑھنے کے واسطے اور وہ کھجور سے گر کر مر جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ چڑھانے والے پر کچھ بدلہ اور جرمانہ نہیں۔ (فتح)

بَابٌ الْعَجْمَآءُ جُبَارٌ — جانور کے مارنے کا بدلہ نہیں

فائدہ: اس کے واسطے جدا باب باندھا ہے اس واسطے کہ اس میں وہ تفریعات ہیں جو زیادہ ہیں کنوئیں اور کان پر۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ كَانُوْا لَا يُضَمِّنُوْنَ مِنَ النَّفْحَةِ وَيُضَمِّنُوْنَ مِنْ رَدِّ الْعِنَانِ

اور کہا ابن سیرین نے کہ نہ بدلہ لیتے تھے لوگ چوپائے کے لات مارنے سے یعنی اگر چوپایہ کسی کو لات مارے تو اس کے مالک پر اس کا تاوان نہیں اور بدلہ لیتے تھے لگام کے پھیرنے سے یعنی اگر آدمی چوپائے پر سوار ہو اور اس کی لگام کو مروڑے اور وہ اپنے پاؤں سے کوئی چیز تلف کر ڈالے تو لازم ہے اس پر بدلہ اور جرمانہ اس کا۔

فائدہ: اور اگر وہ بغیر اس کے چھیڑنے کے کسی چیز کو تلف کرے تو اس پر کچھ بدلہ نہیں۔ (فتح)

وَقَالَ حَمَّادٌ لَا تُضْمَنُ النَّفْحَةُ إِلَّا أَنْ يَّنْخُسَ إِنْسَانٌ الدَّابَّةَ

اور کہا حماد نے کہ نہیں بدلہ ہے اس پر لات مارنے سے مگر یہ کہ کوئی آدمی چوپائے کو چوکے اور چھیڑے لکڑی وغیرہ سے۔

وَقَالَ شُرَيْحٌ لَا تُضْمَنُ مَا عَاقَبَتْ أَنْ يَّضْرِبَهَا فَتَضْرِبَ بِرِجْلِهَا.

اور کہا شریح نے نہیں جرمانہ ہے مالک پر چوپائے کے دولتی مارنے کا یعنی کوئی شخص چوپائے کو مارے اور چوپایہ اس کو دولتی مارے۔

وَقَالَ الْحَكَمُ وَحَمَّادٌ إِذَا سَاقَ

اور حکم اور حماد نے کہا کہ جب ہانکے کرایہ کرنے والا

الْمُكَارِیْ حِمَارًا عَلَيْهِ امْرَأَةٌ فَتَخِرُّ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ.

گدھے کو جس پر عورت سوار ہو اور عورت گر پڑے تو اس پر کچھ چیز نہیں یعنی اس پر بدلہ اور جرمانہ نہیں۔

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ إِذَا سَاقَ دَابَّةً فَأَتْعَبَهَا فَهُوَ ضَامِنٌ لِمَا أَصَابَتْ وَإِنْ كَانَ خَلْفَهَا مُتَرَسِّلًا لَمْ يَضْمَنْ.

اور کہا شعبی نے جب چوپائے کو ہانکے سو اس کو مشقت میں ڈالے یعنی اور وہ تنگ ہو کر کسی آدمی کو تلف کرے تو وہ ضامن ہے یعنی واجب ہے اس پر تاوان اس کا جو اس نے تلف کیا اور اگر اس کے پیچھے آرام سے معمولی چال سے چلتا ہو تو اس پر تاوان نہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ فرق کیا ہے حنفیہ نے اس چیز میں کہ تلف کرے چوپایہ اپنے ہاتھ پاؤں سے سو کہا انہوں نے کہ اگر چوپایہ اپنے ہاتھ اور منہ سے کوئی چیز تلف کرے تو اس کا بدلہ واجب ہے اور اگر اپنے پاؤں اور دم سے کوئی چیز تلف کرے تو اس کا بدلہ نہیں سو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ یہ قول ان کا مردود ہے ساتھ اس چیز کے کہ نقل کیا ہے اس کو کوفے کے اماموں سے جو اس کے مخالف ہے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ان کے واسطے ساتھ اس کے کہ نہیں ممکن نگہبانی پاؤں اور دم کی برخلاف ہاتھ اور منہ کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ روایت سفیان بن حسین کے الرجل جبار یعنی پاؤں کا بدلہ نہیں اور کہا حفاظ نے کہ یہ روایت غلط ہے اور اگر صحیح ہو تو ہاتھ بھی معاف ہے ساتھ قیاس کے پاؤں پر اور ہر ایک دونوں سے مقید ہے ساتھ اس کے جب کہ اس کے ساتھ والے کے واسطے چھیڑنا نہ ہو اور نہ سبب ہونا اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ حدیث الرجل جبار مختصر ہے اس حدیث سے العجماء جبار اس واسطے کہ وہ ایک فرد ہے عجماء کے فرد سے اور وہ لوگ نہیں قائل ہیں ساتھ تخصیص عموم کے مفہوم سے سو نہیں ہے حجت ان کے واسطے بیچ اس کے اور کہا بیہقی نے کہ یہ زیادتی وہم ہے اور نزدیک حنفیہ کے خلاف ہے سو کہا اکثر نے کہ نہیں ضامن ہے سوار اور کھینچنے والا آگے سے پاؤں اور دم میں مگر یہ کہ اس کو راہ میں کھڑا کرے اور بہر حال ہانکنے والا پیچھے سے سو بعض نے کہا کہ ضامن ہے اس کا جو تلف کرے اپنے ہاتھ اور پاؤں سے اس واسطے کہ لات مارنا اس کے سامنے ہے سو ممکن ہے احتراز اس سے اور راجح نزدیک ان کے یہ ہے کہ وہ لات مارنے سے ضامن نہیں اگرچہ اس کو دیکھتا ہو اس واسطے کہ نہیں اس کے پاؤں پر وہ چیز جس سے اس کو منع کرے سو نہیں ممکن ہے بچنا اس سے برخلاف منہ کے کہ منع کرتا ہے اس کو لگام سے۔ (فتح)

٦٤٠٢۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

۶۴۰۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چوپائے کی دیت معاف ہے یعنی اس کے تلف کا بدلہ نہیں اور جو تلف کرے اس کی دیت اور چٹی نہیں اور اگر

اَلْعَجْمَآءُ عَقْلُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.

مزدور کنواں کھودنے میں مر جائے تو کھدوانے والے پر بدلہ نہیں اور اگر مزدور کان کھودنے میں مر جائے تو کھدوانے والے پر بدلہ نہیں اور دفن شدہ مال میں پانچواں حصہ بیت المال کا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جانور کے زخم کا بدلہ نہیں تو ذکر جرح کا نہیں بلکہ مراد ساتھ اس کے تلف کرنا اس کا ہے جس وجہ سے کہ ہو برابر ہے کہ زخم سے ہو یا کسی اور وجہ سے اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اطلاق اس کے اس نے جو کہتا ہے کہ نہیں بدلہ ہے اس کا جو چوپایہ تلف اور نقصان کرے برابر ہے کہ تنہا ہو یا اس کے ساتھ کوئی ہو اور برابر ہے کہ اس پر سوار ہو یا ہانکنے والا یا کھینچنے والا اور یہ قول ظاہر یہ کا ہے لیکن اگر اس کو چھیڑے یا لگام مروڑے یا اور کسی طرح سے اس کو باعث ہو اور بھڑکائے اور وہ اس کو تلف کر ڈالے تو اس پر بدلہ ہے اور کہا شافعیہ نے کہ اگر چوپائے کے ساتھ کوئی آدمی ہو تو واجب ہے اس پر جرمانہ جو تلف کرے چوپایہ اپنے ہاتھ پاؤں سے مطلق ہر صورت میں اور ہر حال میں اور حکایت کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے جمہور سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں فرق ہے بیچ تلف کرنے چوپائے کے کھیتی وغیرہ کو رات میں اور دن میں اور یہ قول حنفیہ کا ہے اور کہا جمہور نے کہ اگر دن میں کھیتی وغیرہ کو تلف کرے تو بدلہ نہیں اور اگر رات کو اس کے قصور سے چھوٹ جائے اور کسی کا کچھ نقصان کرے تو وہ اس کا ضامن ہے اس واسطے کہ ابوداؤد اور نسائی وغیرہ میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کا جانور رات کو کسی کا نقصان کرے تو واجب ہے بدلہ اس کا چوپائے کے مالک پر اور واجب ہے باغ والوں پر نگہبانی ان کی دن کو اور مویشی والوں پر نگہبانی ان کی رات کو اور اشارہ کیا ہے طحاوی نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ حدیث باب کے اور تعقب کیا ہے اس کا علماء نے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا باوجود نہ معلوم ہونے تاریخ کے بلکہ حدیث باب کی عام ہے اور مراد اس سے خاص ہے یعنی ایک حال میں جانور کے تلف کا بدلہ نہیں اور ایک حال میں ہے۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ مَنْ قَتَلَ ذِمِّيًّا بِغَيْرِ جُرْمٍ

جو عہد و پیمان والے کافر کو مار ڈالے بغیر قصور کے اس کا گناہ

فائدہ: یہ قید اگرچہ حدیث میں مذکور نہیں لیکن معلوم ہے شرع کے قاعدے سے اور ذمی منسوب ہے طرف ذمہ کے اور ذمہ کے معنی ہیں عہد و پیمان۔

٦٤٠٣ـ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

۶۴۰۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو قول و قرار والی جان کو مار ڈالے گا وہ بہشت کی بو نہ سونگھے گا اور بے شک بہشت کی خوشبو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَّسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا.

چالیس برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے۔

فائدہ: معاہد اور ذمی اس کافر کو کہتے ہیں جو مطیع اہل اسلام ہو اور امام نے اس کو پناہ دی ہو اور مراد ساتھ اس کے وہ شخص ہے جس سے مسلمانوں نے عہد و پیمان کیا ہو برابر ہے کہ عقد جزیہ پر ہو یا صلح پر بادشاہ سے یا کسی مسلمان نے اس کو امان اور پناہ دی ہو اور یہ جو کہا کہ بہشت کی خوشبو نہ پائے گا تو مراد ساتھ اس نفی کے اگرچہ عام ہے لیکن مراد اس سے تخصیص کرنا ہے ساتھ کسی وقت خاص کے یعنی ایک وقت خاص میں وہ بہشت کی بو نہ پائے گا اس واسطے کہ دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ جو مر جائے مسلمانی کی حالت میں یعنی باایمان مر جائے اگرچہ کبیرے گناہوں والوں میں سے ہو تو اس کو مسلمان کہا جاتا ہے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا بلکہ انجام اس کا بہشت ہے آخر میں بہشت میں داخل ہوگا اگرچہ اس کو اس سے پہلے عذاب کیا جائے اور یہ جو فرمایا کہ چالیس برس کی راہ سے تو ایک روایت میں ہے کہ ستر سال کی راہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ پانچ سو برس کی راہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ ہزار برس کی راہ سے تو کہا کرمانی نے کہ مقصود مبالغہ کرنا ہے کثرت میں اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے بیچ تطبیق کے یہ ہے کہ کہا جائے کہ چالیس سال اکثر زمانہ ہے جو پائے گا ساتھ اس کے خوشبو بہشت کی وہ شخص جو موقف میں ہے اور ستر سال اس سے زیادہ ہے یا ذکر کیا گیا ہے واسطے مبالغہ کے اور پانچ سو پھر ہزار سال اکثر ہے اس سے اور مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص اور اعمال کے سو جو پائے گا اس کو دور مسافت سے وہ افضل ہے اس سے جو پائے گا اس کو قریب مسافت سے اس واسطے کہ جو اس کو دور سے پائے گا اس کا ادراک زیادہ ہوگا اس سے جو اس کو قریب سے پائے گا اور اس کی قوت سونگھنے کی نہایت تیز ہوگی پس یہ مختلف ہے باعتبار اختلاف مراتب اور درجات کے اور کہا ابن عربی نے کہ بہشت کی خوشبو نہیں پائی جاتی ہے طبیعت سے اور نہ عادت سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پائی جاتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ ادراک اس کے سے سو جس کو اللہ تعالیٰ چاہے گا کبھی تو وہ اس کو ستر برس کی راہ سے پائے گا اور کبھی پانچ سو برس کی راہ سے اور استدلال کیا ہے مہلب نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ مسلمان جب معاہد اور ذمی کافر کو مار ڈالے تو اس کو ان کے بدلے قتل نہ کیا جائے اس واسطے کہ حدیث میں صرف اُخروی سزا کو ذکر کیا ہے دنیاوی سزا کو ذکر نہیں کیا۔ (فتح)

بَابٌ لَا يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ

نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے اس طرف کہ نہیں لازم آتا ہے وعید شدید سے اوپر قتل کرنے ذمی کے جو اس سے پہلے باب میں مذکور ہے یہ کہ ہر مسلمان کو اس کے بدلے اور قصاص میں مارا جائے جب کہ قتل کرے اس کو مسلمان

جان بوجھ کے اور یا اشارہ ہے اس طرف کہ جب کہ نہیں قتل کیا جاتا ہے مسلمان کو بدلے کافر کے تو نہیں جائز ہے اس کے واسطے قتل کرنا ہر کافر کا بلکہ حرام ہے اس پر قتل کرنا ذمی اور معاہد کا بغیر استحقاق کے۔ (فتح)

٦٤٠٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ ح حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِّمَّا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَرَّةً مَا لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ فَقَالَ وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فَهْمًا يُعْطٰى رَجُلٌ فِيْ كِتَابِهٖ وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيْرِ وَأَنْ لَّا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

۶۴۰۴۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تمہارے پاس کچھ چیز ہے جو قرآن میں نہیں کہا کہ بیان دیت کا اور چھوڑانا قیدی کا اور یہ کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے تو لیا ہے اس کو جمہور نے کہ مسلمان کو کافر کے بدلے مارنا جائز نہیں مگر یہ کہ لازم آتا ہے مالک رحمہ اللہ کے قول سے رہزن میں اور جو اس کے معنی میں ہے کہ جب قتل کرے کسی سے چھپ کر یہ کہ قتل کیا جائے اگرچہ مقتول ذمی ہو مستثنیٰ ہونا اس صورت کا عموم منع قتل مسلم کے سے بدلے کافر کے اور نہیں مستثنیٰ ہے حقیقت میں اس واسطے کہ اس میں معنی ہیں اور وہ فساد ہے زمین میں اور مخالفت کی حنفیہ نے سو کہا انہوں نے کہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے ذمی کافر کے جب کہ قتل کرے اس کو ناحق اور نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے مستامن کے یعنی جو بادشاہ اسلام سے امان لے کر دار الاسلام میں تجارت وغیرہ کے واسطے آئے اور عشر دینا قبول کرے اور شعبی اور نخعی سے روایت کیا ہے کہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے یہودی اور نصرانی کے سوائے مجوسی کے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ مراد کافر سے اس حدیث میں وہ کافر ہے جو حربی ہو اس واسطے کہ دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے **ولا ذو عهد فی عهده** پس تقدیر کلام کی یہ ہے کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کو اور نہ عہد والے کو بدلے کافر کے اس واسطے کہ یہ عطف خاص کا ہے عام پر پس یہ تقاضا کرتا ہے اس کی تخصیص کو اس واسطے

کہ جس کافر کے بدلے عہد والے کو قتل کیا جاتا ہے وہ حربی ہے نہ مساوی اس کا اور نہ اعلیٰ پس نہ باقی رہے گا جو قتل کیا جائے بدلے عہد والے کے مگر حربی پس واجب ہے کہ جس کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہیں کیا جاتا وہ حربی ہوتا کہ عطف معطوف برابر ہو جائے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ حدیث کل طریقوں سے ضعیف ہے اور نیز اصل عدم تقدیر ہے اور کلام مستقیم ہے بغیر اس کے جب کہ جملہ کو مستانفہ ٹھہرایا جائے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ حدیث صحیح میں صرف پہلے جملے کو ذکر کیا ہے اور برتقدیر تسلیم عطف کے پس مشارکت اصل نفی میں ہے نہ ہر وجہ سے اور کہا سمعانی نے کہ نہیں صحیح ہے حمل کرنا اس کا مستامن پر اس واسطے کہ عبرت ساتھ عموم لفظ کے ہے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل تخصیص پر اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے قصاص میں اور نہ قتل کیا جائے عہد والے کو جب تک کہ اس کا عہد باقی ہو اور کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معلوم کروایا کہ ان کے اور کافروں کے درمیان قصاص نہیں تو ان کو معلوم کروایا کہ اہل ذمہ اور عہد والوں کے خون ان پر حرام ہیں ناحق سو فرمایا کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے اور نہ عہد والے کو اس کے عہد میں اور نیز حجت پکڑی ہے حنفیہ نے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا مسلمان کو بدلے کافر کے کہا دارقطنی نے کہ اس کا راوی ابراہیم ضعیف ہے اور کہا بیہقی نے کہ اس کے راوی نے اس میں خطا کی ہے پس نہیں حجت پکڑی جائے گی ساتھ اس چیز کے جس کے ساتھ منفرد ہو چہ جائیکہ مرسل ہو اور چہ جائیکہ مخالف ہو اور برتقدیر تسلیم منسوخ ہے اس واسطے کہ حدیث باب کی لا یقتل مسلم بکافر فتح مکہ کے دن کی ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا لَطَمَ الْمُسْلِمُ يَهُوْدِيًّا عِنْدَ الْغَضَبِ رَوَاهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جب مسلمان یہودی کو غصے کے وقت طمانچہ مارے، روایت کیا ہے اس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض (جیسا کہ احادیث انبیاء میں گزر چکا ہے موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں کہ یہودی نے کہا کہ میرے واسطے عہد و پیان ہے)۔

فائدہ: یعنی نہیں واجب ہے اس میں قصاص جیسا کہ اہل ذمہ سے ہو اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ مخالف کی رائے یہ ہے کہ طمانچہ میں قصاص ہے سو جب نہ قصاص لیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ذمی کے مسلمان سے تو اس نے دلالت کی اس پر کہ نہیں جاری ہے قصاص لیکن سارے کوفے والے طمانچہ میں قصاص کو نہیں دیکھتے تو یہ اعتراض خاص ہے ساتھ اس کے جو ان میں سے اس کا قائل ہے۔ (فتح)

٦٤٠٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا

۶۴۰۵۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب پیغمبروں سے مجھ کو بہتر نہ کہو۔

تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْأَنْبِيَآءِ.

٦٤٠٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهٗ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِكَ مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ لَطَمَ فِيْ وَجْهِيْ قَالَ ادْعُوْهُ فَدَعَوْهُ قَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ مَرَرْتُ بِالْيَهُوْدِ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ قَالَ قُلْتُ وَعَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَخَذَتْنِيْ غَضْبَةٌ فَلَطَمْتُهٗ قَالَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَآءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى آخِذٌ بِقَآئِمَةٍ مِّنْ قَوَآئِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِيْ أَفَاقَ قَبْلِيْ أَمْ جُوْزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ.

٦٤٠٦۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہ البتہ اس کے منہ پر طمانچہ مارا گیا تھا سو اس نے کہا اے محمد! تیرے اصحاب سے ایک انصاری مرد نے میرے منہ پر طمانچہ مارا ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو بلاؤ لوگوں نے اس کو بلایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کے منہ پر طمانچہ کیوں مارا؟ اس نے کہا یا حضرت! میں یہودی پر گزرا تھا سو میں نے اس سے سنا کہتا تھا قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سب آدمیوں سے برگزیدہ کیا، یعنی موسیٰ علیہ السلام سب عالم سے بہتر ہیں تو میں نے کہا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بہتر ہیں؟ سو مجھ کو غصہ آیا تو میں نے اس کو طمانچہ مارا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو سب پیغمبروں سے بہتر اور افضل نہ کہو اس واسطے کہ لوگ قیامت کے دن بیہوش ہو جائیں گے یعنی صور کی آواز سے تو اول اول میں ہوش میں آؤں گا تو اچانک میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح پھر دیکھوں گا کہ عرش کا پایہ پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا کوہ طور کی بیہوشی ان کی مجرا ہوگئی۔

فائدہ: اور اس حدیث میں طلب تعدی ذمی کی ہے مسلمان پر اور اُٹھانا اس کا طرف حاکم کی اور سننا حاکم کا اس کے دعوے کو اور سیکھنا اس شخص کا جو نہ پہچانتا ہو حکم جو پوشیدہ ہو اوپر اس کے اس سے اور کفایت کرنا ساتھ اس کے مسلمان کے حق میں اور یہ کہ ذمی جب ایسی بات کہے جس کا اس کو علم نہ ہو تو جائز ہے واسطے مسلمان کے کہ اس کو اُس پر تعزیر دے۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ اِسْتِتَابَةِ الْمُعَانِدِيْنَ وَالْمُرْتَدِّيْنَ وَقِتَالِهِمْ

کتاب ہے توبہ طلب کرانا معاندوں اور مرتدوں سے اور اور لڑنا ان سے

بَابُ إِثْمِ مَنْ أَشْرَكَ بِاللّٰهِ وَعُقُوْبَتِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰي ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ ﴿لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾.

باب ہے بیچ گناہ اس شخص کے جو شرک کرے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور سزا اس کی دنیا اور آخرت میں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک شرک بڑا ظلم ہے اور اگر تو نے شرک کیا تو تیرا کیا اکارت ہوگا اور البتہ تو خسارہ پانے والوں سے ہوگا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ پہلی آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں اور اصل ظلم رکھنا چیز کا ہے بیچ غیر جگہ اس کی کے یعنی چیز کا بے جا رکھنا اور شرط اصل ہے اس کی جس نے رکھا چیز کو اپنی غیر جگہ میں اس واسطے کہ ٹھہرایا ہے اس نے اس کے واسطے جس نے اس کو عدم سے وجود کی طرف نکالا مساوی اور برابر سو نسبت کیا نعمت کو طرف غیر اس شخص کی جس نے نعمت عطا کی اور دوسری آیت میں خطاب حضرت ﷺ کو ہے اور مراد اس سے آپ کی امت ہے اور حبط مذکور مقید ہے ساتھ مرنے کے شرک پر واسطے دلیل اس آیت کے ﴿فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ﴾۔ (فتح)

٦٤٠٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْأٰيَةُ ﴿اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰي أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا أَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ إِيْمَانَهٗ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهٗ لَيْسَ

٦٤٠٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کو نہ ملایا ان کو قیامت میں امن وامان ہے تو یہ بات حضرت ﷺ کے اصحاب پر بہت بھاری پڑی اور انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں میں سے کون ایسا ہے جو اپنی جان پر کچھ ظلم اور گناہ نہیں کرتا؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یوں نہیں کیا تم نے لقمان علیہ السلام کا قول نہیں سنا کہ بے شک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

بِذَاكَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِلٰى قَوْلِ لُقْمَانَ ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.

فائدہ: ظلم بے جا چیز رکھنے کا نام ہے اور کفر بھی بے جا کام ہے تو اصحاب نے ظلم کے معنی کو عام سمجھا تھا اس واسطے گھبرائے کہ آدمی اگر کفر اور کبیرے گناہوں سے بچے تو ہر ایک صغیرے گناہ سے نہیں بچ سکتا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے گناہ مراد نہیں جو تم گھبراتے ہو چنانچہ حدیث کے بعض طریقوں میں ظلم کی تفسیر موجود ہے کہ مراد اس سے شرک ہے اور اسی طرح مروی ہے ایک جماعت اصحاب اور تابعین سے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ وہ خاص ہے اس کے ساتھ جس نے ہجرت نہیں کی اور کہا طبری نے ٹھیک بات یہ ہے کہ وہ سارے مسلمانوں کے واسطے ہے اور کہا طیبی نے واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ لبس کا لفظ اس بات سے انکار کرتا ہے کہ ظلم کو اس جگہ شرک کے ساتھ تفسیر کیا جائے اس علت سے کہ لبس کے معنی ہیں خلط اور وہ نہیں صحیح ہے اس جگہ اس واسطے کہ کفر اور ایمان جمع نہیں ہوتے اور جواب دیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ ﴿اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾ کے عام تر ہے مومن خالص وغیرہ سے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ اسم اشارہ ساتھ صلہ اپنے کے تقاضا کرتا ہے کہ اس کا مابعد من قبلہ کے واسطے ثابت ہو پس واجب ہے کہ ہو ظلم عین شرک کا اس واسطے کہ اس سے پہلی آیت میں شرک کا ذکر ہے اور بہرحال معنی لبس کے سو لبس ایمان کا ساتھ ظلم کے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کی تصدیق کرے اور اس کے ساتھ اس کے غیر کی عبادت کو ملا دے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ اور پہچانی گئی ساتھ اس کے مناسبت اس آیت کے ذکر کرنے کی مرتد کے باب میں اور اسی طرح وہ آیت جس کے ساتھ باب کو شروع کیا اور بہرحال آیت دوسری تو کہا انہوں نے کہ وہ قضیہ شرطیہ ہے نہیں مستلزم ہے وقوع کو اور بعضوں نے کہا کہ خطاب حضرت ﷺ کو ہے اور مراد امت ہے۔ (فتح)

٦٤٠٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ ح وَحَدَّثَنِيْ قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا سَعِيْدٌ الْجُرَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْبَرُ الْكَبَآئِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کبیرے گناہوں میں بہت بڑے گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کا شریک مقرر کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی اور جھوٹی گواہی تین بار فرمایا یا فرمایا جھوٹی بات پھر حضرت ﷺ ہمیشہ اس کو مکرر کہتے رہے یہاں کہ ہم نے کہا کہ کاش حضرت ﷺ چپ ہوتے۔

الزُّوْرِ ثَلَاثًا أَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهٗ سَكَتَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح ادب میں گزر چکی ہے۔

٦٤٠٩۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَآءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْكَبَائِرُ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ قُلْتُ وَمَا الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ قَالَ الَّذِيْ يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ هُوَ فِيْهَا كَاذِبٌ.

۶۴۰۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! کبیرے گناہ کیا ہیں؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شریک مقرر کرنا اس نے کہا پھر کیا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا پھر ماں باپ کی نافرمانی اس نے کہا پھر کیا؟ فرمایا جھوٹی قسم میں نے کہا اور کیا ہے جھوٹی قسم فرمایا جو چھین لے مال کسی مسلمان کا جھوٹی قسم کھا کر۔

٦٤١٠۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَآءَ فِي الْإِسْلَامِ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ.

۶۴۱۰۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! کیا ہم کو مؤاخذہ ہوگا اس عمل کا جو ہم نے جاہلیت کے وقت میں کیا حضرت ﷺ نے فرمایا جس نے اسلام میں نیکی کی اس کو جاہلیت کے عمل کا مؤاخذہ نہیں ہوگا اور جس نے اسلام میں بدی کی تو اس کو پہلے پچھلے دونوں کا مؤاخذہ ہوگا یعنی جو بدی اسلام سے پہلے کی اور جو بدی پیچھے کی۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ ظاہر اس کا خلاف ہے اس چیز کا جس پر امت کا اجماع ہے کہ اسلام پہلے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہہ کافروں سے کہ اگر باز رہیں تو ان کی مغفرت ہوگی پہلے گناہوں سے اور معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ کافر جب اسلام لائے تو اس کو مؤاخذہ نہیں ہوتا اس کے گزرے گناہوں کا پھر اگر مسلمان ہو کے نہایت بدی کرے اور سخت گناہوں پر سوار ہو اور حالانکہ وہ اسلام پر بدستور ہو تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو مؤاخذہ ہوگا اس گناہ پر جو اس نے اسلام میں کیا اور جھڑکی دی جائے گی اس کو اس پر جو اس نے کفر کی حالت میں

بدی کی اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اس نے تاویل کیا ہے اول مؤاخذہ کو ساتھ تبکیت اور رُلانے کے اور آخر کو ساتھ عقوبت کے اور اولیٰ قول خطابی کے غیر کا ہے کہ مراد ساتھ اساءت کے حدیث میں کفر ہے اس واسطے کہ وہ نہایت ہے بدی کی اور اشد ہے گناہوں میں پھر جب مرتد ہو جائے اور کفر پر مر جائے تو ہو گا وہ مثل اس شخص کی جو مسلمان نہیں ہوا سو اس کو سب اگلے گناہوں کا عذاب ہو گا اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے بعد حدیث اکبر الکبائر الشرك کے اور وارد کیا ہے ہر ایک کو ابواب المرتدین میں اور نقل کیا ہے ابن بطال نے مہلب سے کہ معنی اس حدیث باب کے یہ ہیں کہ جو نیکی کرے اسلام میں ساتھ تمادی اور ہمیشگی کرنے کی اس کی محافظت پر اور قائم ہونے کے ساتھ شرطوں اس کی کے تو نہیں مؤاخذہ ہو گا اس کو اس عمل کا جو کفر کی حالت میں کیا اور جس نے بدی کی اسلام میں یعنی اس کے عقد میں ساتھ ترک توحید کے تو پکڑا جائے گا ساتھ ہر گناہ کے جو پہلے کیا اور نہیں ہے اساءت اس جگہ مگر کفر واسطے اجماع کے اس پر کہ نہیں مؤاخذہ ہے مسلمان پر اس عمل کا جو اس نے کفر کی حالت میں کیا اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے محبّ طبری نے اور بعضوں نے کہا کہ معنی احسان کے اخلاص ہیں جب کہ داخل ہو اس میں اور ہمیشہ رہنا اوپر اس کے موت تک اور اساءت بدکاری اس کے برخلاف ہے اس واسطے کہ اگر اس کا اسلام خالص نہ ہو تو منافق ہو گا سو نہ مٹے گا اس سے جو عمل کیا اس نے جاہلیت میں پس جوڑا جائے گا نفاق متاخر اس کا ساتھ اگلے کفر اس کے اور عذاب ہو گا اس کو سب پر اور حاصل اس کا یہ ہے کہ حمل کیا ہے خطابی نے قول اس کے کو فی الاسلام اس صفت پر جو خارج ہے اسلام کی ماہیت سے اور حمل کیا ہے اس کو اس کے غیر نے اس صفت پر جو نفس اسلام میں ہے اور یہ باوجہ ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جو گناہ اسلام سے پہلے کیا کرتا تھا اگر اسلام میں بھی ان کو بدستور کرتا رہا تو اس کو ان گناہوں پر مؤاخذہ ہو گا اس واسطے کہ جب اس نے اصرار کیا تو اس نے توبہ نہ کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ توبہ تو اس نے کفر سے کی ہے پس نہ ساقط ہو گا اس سے گناہ اس نافرمانی کا واسطے اصرار کرنے اس کے اوپر اس کے اور یہ نقل قدح کرتی ہے خطابی وغیرہ کی اجماع میں اور اختلاف اس مسئلے میں مبنی ہے اس پر کہ توبہ پچھتانا ہے گناہ پر ساتھ الگ ہونے کے اس سے اور نیت کرنے کے کہ پھر نہ کروں گا اور کافر جب کفر سے توبہ کرے اور نہ نیت کرے کہ پھر گناہ نہ کروں گا تو نہیں ہوتا ہے اس سے تائب سو نہیں ساقط ہوتا ہے اس سے مطالبہ اس کا اور جواب جمہور کی طرف سے یہ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مسلمانوں کے اور بہر حال کافر سو وہ ہوتا ہے اسلام سے اس دن کی طرح کہ اس کی ماں نے اس کو جنا اور حدیثیں دلالت کرتی ہیں اوپر اس کے مانند حدیث اُسامہ رضی اللہ عنہ کی کہ اس نے کہا کہ یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ آج مسلمان ہوا ہوتا۔ (فتح)

بَابُ حُكْمِ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ وَاسْتِتَابَتِهِمْ.

مرتد مرد اور عورت کا حکم یعنی کیا دونوں برابر ہیں یا نہیں واستتابتهم اور اُن سے توبہ طلب کرنا

فائدہ: کہا ابن منذر نے کہ کہا جمہور نے کہ قتل کیا جائے مرتد عورت کو اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ غلام بنائی جائے عورت اور کہا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہ دوسری زمین میں بھیجی جائے اور کہا ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قید کی جائے اور قتل نہ کی جائے اور یہ قول عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قید کیا جائے آزاد عورت کو اور لونڈی کے مالک کو حکم کیا جائے کہ اس کو جبر کرے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالزُّهْرِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ تُقْتَلُ الْمُرْتَدَّةُ.

اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور زہری رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قتل کیا جائے مرتد عورت کو۔

فائدہ: ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر مرد اور عورت مرتد ہو جائیں تو ان سے توبہ طلب کی جائے اگر توبہ کریں تو فبھا ورنہ دونوں کو قتل کیا جائے اور دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت مرتد ہو گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کرنے کا حکم کیا اور یہ رد کرتا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں کہ آپ نے مرتد ہونے کو قتل کیا ہو۔ (فتح)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا أَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَ هُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ، أُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلَآئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ ، خَالِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ، إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ، إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کس طرح ہدایت کرے گا اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو کافر ہوئے بعد ایمان اپنے کے یعنی مرتد ہوئے اس قول تک اور یہی لوگ ہیں گمراہ۔

فائدہ: نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک انصاری مرد مسلمان ہوا پھر مرتد ہوا پھر پچھتایا سو اس نے اپنی قوم کو کہلا بھیجا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! کیا اس کے واسطے توبہ ہے؟ تو یہ آیت اتری اس قول تک ﴿إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا﴾ تو وہ پھر مسلمان ہو گیا۔

وَقَالَ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنْ تُطِيْعُوْا

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم کہنا مانو ایک گروہ کا اُن

فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ كَافِرِيْنَ﴾.

لوگوں سے جو دیے گئے کتاب تو تم کو ایمان کے بعد پھر کافر کر دیں گے۔

فائدہ: کہا عکرمہ رحمہ اللہ نے کہ یہ آیت شماس بن قیس یہودی کے حق میں اُتری کہ اس نے انصاریوں کو پرانی لڑائیاں جو ان کے درمیان ہوئی تھیں یاد لا کر بھڑکایا یہاں تک کہ قریب تھا کہ ان کے درمیان کشت وخون ہو تو حضرت ﷺ نے آ کر ان کو نصیحت کی سو انہوں نے پہچان لیا کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے پھر آپس میں معانقہ کیا اور پھرے اس حال میں کہ سننے والے اور اطاعت کرنے والے تھے اور اس آیت میں اشارہ ہے طرف تحذیر کے اہل کتاب کی دوستی سے اس واسطے کہ ان کی دوستی میں خوف ہے دین ایمان کے فتنے کا۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ آمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر زیادہ ہوئے کفر میں تو ان کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشے گا اور نہ ان کو راہ دکھلائے گا۔

فائدہ: اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس آیت کے جو قائل ہے کہ زندیق کی توبہ نہ قبول کی جائے گی۔

وَقَالَ ﴿مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ﴾ وَقَالَ ﴿وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ، ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ، أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُوْنَ﴾ ﴿لَا جَرَمَ﴾ يَقُوْلُ حَقًّا ﴿أَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو مرتد ہو تم میں اپنے دین سے سو عنقریب اللہ تعالیٰ ایک قوم لائے گا جن کو وہ چاہے گا اور وہ اس کو چاہیں گے اور فرمایا لیکن جس نے کشادہ کیا ساتھ کفر کے سینہ تو ان پر غضب ہے اللہ تعالیٰ کا اور ان کے واسطے عذاب ہے بڑا یہ اس سبب سے کہ انہوں نے چاہا اور مقدم کیا دنیا کی زندگی کو آخرت پر ضرور وہ آخرت میں خسارہ پانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس قول تک پھر تیرا رب اُن لوگوں کے واسطے جنہوں نے ہجرت کے بعد مبتلا ہونے کے پھر جہاد کیا اور صبر کیا بے شک تیرا رب اس کے بعد البتہ بخشنے والا ہے رحم کرنے والا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ پھیر دیں تم کو اپنے دین سے اگر ان سے ہو سکے اور جو مرتد ہو جائے تم میں اپنے

لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ وَقَالَ ﴿وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولٰٓئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ﴾.

دین سے اور مر جائے کفر کی حالت میں تو یہی لوگ ہیں کہ اکارت ہوئے عمل ان کے دنیا اور آخرت میں اور یہی لوگ ہیں رہنے والے دوزخ کے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

فائدہ: اور غرض ان سب آیتوں سے یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿إِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ﴾ اس واسطے کہ وہ مقید کرتا ہے یہ مطلق اس چیز کو جو پہلی آیت میں ﴿وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ﴾ ہے کہا ابن بطال نے کہ اختلاف ہے مرتد کی توبہ میں کہ اس سے توبہ طلب کی جائے پھر اگر توبہ کرے تو بہتر ورنہ قتل کیا جائے اور یہ قول جمہور کا ہے اور بعضوں نے کہا کہ واجب ہے قتل کرنا اس کا فی الحال یہ قول حسن اور طاؤس کا ہے اور یہی قول ہے اہل ظاہر کا اور اس پر دلالت کرتا ہے تصرف بخاری رحمہ اللہ کا اس واسطے کہ اس نے مدد لی ہے اُن آیتوں سے جن میں توبہ طلب کرنے کا ذکر نہیں اور ساتھ اس آیت کے جس میں ہے کہ توبہ فائدہ نہیں دیتی اور ساتھ عموم اس حدیث کے کہ جو اپنا دین بدل ڈالے یعنی اسلام سے مرتد ہو جائے اس کو مار ڈالو اور ساتھ قصے معاذ رضی اللہ عنہ کے جو اس کے بعد ہے اور نہیں ذکر کیا اس کے سوائے کچھ اور کہا طحاوی نے کہ مذہب ان لوگوں کا یہ ہے کہ جو اسلام سے مرتد ہو جائے اس کا حکم حربی کافر کا ہے جس کو دعوت اسلام پہنچ چکی ہو کہ اس کو قتل کیا جائے دعوت سے پہلے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ توبہ طلب کرنا تو اس شخص سے مشروع ہے جو بغیر بصیرت کے اسلام سے مرتد ہو جائے اور جو اسلام سے بصیرت کے ساتھ مرتد ہو تو اس کے واسطے توبہ نہیں ہے لیکن اگر جلدی توبہ کر لے تو اس کی راہ چھوڑی جائے اور اس کے کام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء رحمہ اللہ سے ہے کہ اگر دراصل مسلمان ہو تو اس سے توبہ طلب نہ کیا جائے ورنہ توبہ طلب کی جائے اور استدلال کیا ہے ابن قصار نے جمہور کے قول کے واسطے ساتھ اجماع سکوتی کے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مرتد کے حق میں لکھا کہ کیوں نہیں قید کیا تم نے اس کو تین دن اور کھلائی اس کو ہر دن ایک روٹی شاید وہ توبہ طلب کرتا اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا اور کسی صحابی نے اس سے انکار نہ کیا تو گویا کہ انہوں نے سمجھا کہ قتل کرنے کا حکم اس وقت ہے جب کہ رجوع نہ کرے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کو چھوڑ دو اور اختلاف ہے کہ توبہ ایک بار کافی ہے یا تین بار ہونا ضروری ہے اور کیا ایک مجلس میں یا ایک دن میں یا تین دن میں اور علی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ایک مہینہ۔ (فتح)

٦٤١١۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ

۶۴۱۱۔ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس

الْفَضْلِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ أُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِزَنَادِقَةٍ فَأَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحْرِقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ.

زندیق یعنی بے دین لوگ لائے گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا ڈالا سو یہ خبر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو کہا کہ اگر میں ہوتا تو ان کو نہ جلاتا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ نہ عذاب کرو اللہ تعالیٰ کے خاص عذاب سے یعنی آگ سے کسی کو نہ جلاؤ بلکہ میں ان کو قتل کرتا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اسلام چھوڑ کر اپنا دین بدلے اس کو مار ڈالو۔

فائدہ: اور طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ ایک قوم دین اسلام سے مرتد ہوگئی سو ان کو بلا بھیجا اور ان کو کھانا کھلایا پھر ان کو اسلام کی طرف بلایا انہوں نے نہ مانا سو علی رضی اللہ عنہ نے ایک گڑھا کھدوایا اور ان کی گردنیں کٹوا کر ان کو اس گڑھے میں ڈلوایا پھر ان پر لکڑیاں ڈال کر ان کو جلایا اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ایک قوم مسجد کے دروازے پر ہے وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تو ان کا اللہ ہے علی رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا سو کہا کہ تم کو خرابی تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ تو ہمارا رب ہے اور ہمارا خالق ہے اور رازق ہے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا تم کو خرابی میں تو ایک بندہ ہوں جیسے تم ہو کھانا کھاتا ہوں جیسا تم کھاتے ہو اور پانی پیتا ہوں جیسا تم پیتے ہو سو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور توبہ کرو انہوں نے نہ مانا اسی طرح تین دن کیا انہوں نے نہ مانا پھر ان کو جلوا ڈالا۔

فائدہ: اور زندیق اصل میں اس شخص کو کہتے ہیں جو زمانے کو قدیمی جانے اور زمانے کے ہمیشہ ہونے کا قائل ہو اور تحقیق یہ ہے کہ اصل زندیق ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو دیصان اور مانی اور مزدک کے تابعدار ہیں اور حاصل ان کے قول کا یہ ہے کہ روشنی اور اندھیرا دونوں قدیمی چیزیں ہیں اور یہ کہ وہ دونوں آپس میں مل گئے تو سارا جہان دونوں سے پیدا ہوا سو جو بد ہے اندھیرے سے ہے اور جو نیک ہے روشنی سے ہے پھر بولا گیا ہے زندیق ہر اس شخص پر جو ظاہر میں مسلمان ہو اور دل میں کافر ہو ظاہر میں کہے کہ میں مسلمان ہوں اور باطن میں کافر ہو اور یہ حدیث عام ہے خاص کیا گیا ہے اس سے وہ شخص جو بدل ڈالے دین کو باطن میں اور نہ ثابت ہو یہ اس پر ظاہر میں اس واسطے کہ جاری ہوں گے احکام اس پر ظاہر کے اور اسی طرح مخصوص ہے اس سے جو بدل ڈالے اپنے دین کو ظاہر میں لیکن ساتھ اکراہ کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر قتل کرنے مرتد عورت کے مانند مرتد مرد کے اور خاص کیا ہے اس کو حنفیہ نے ساتھ مرد کے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث نہی کے عورت کے قتل کرنے سے اور حمل کیا ہے جمہور نے نہی کو اس عورت پر جو دراصل کافر ہو جب کہ نہ مباشر ہو لڑائی میں اور نہ قتل میں اس واسطے کہ حدیث نہی کی

بعض طریقوں میں ہے کہ جب حضرت ﷺ نے ایک لڑائی میں عورت قتل ہوئی دیکھی تو فرمایا کہ یہ تو نہ لڑتی تھی پھر منع کیا عورتوں کے قتل کرنے سے اور قتل کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں مرتد عورت کو اور اصحاب عام موجود تھے سو کسی نے انکار نہ کیا اور حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ قیاس کے کہ اصلی کافرہ عورت غلام بنائی جاتی ہے سو وہ مجاہدین کے واسطے غنیمت ہوتی ہے اور مرتدہ غلام نہیں بنائی جاتی نزدیک ان کے پس نہیں ہے غنیمت بیچ اس کے پس نہ ترک کیا جائے گا قتل کرنا اس کا اور واقع ہوا ہے معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جب کہ حضرت ﷺ نے ان کو یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا کہ جو عورت اسلام سے مرتد ہو جائے سو اس کو دعوت دینا سو اگر توبہ کرے تو بہتر ورنہ اس کو مار ڈالنا اور اس کی سند حسن ہے اور یہ حدیث نص ہے بیچ محل نزاع کے پس واجب ہے رجوع کرنا اس کی طرف اور تائید کرتا ہے یہ کہ حرام کاری اور چوری اور شراب خوری وغیرہ حدود میں مرد اور عورتیں سب شریک ہیں اور زنا کی صورتوں سے ہے سنگسار کرنا شادی شدے کا یہاں تک کہ مر جائے خواہ مرد ہو یا عورت سو یہ صورت مخصوص ہے اس حدیث کے عموم سے جس میں عورتوں کا قتل کرنا منع آیا ہے پس اسی طرح مرتد عورت کا قتل کرنا بھی اس سے مستثنیٰ ہے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض شافعیہ نے بیچ قتل کرنے ہر اس شخص کے جو کفر کے ایک دین سے دوسرے دین کی طرف انتقال کرے برابر ہے کہ اس دین والے جزیہ دیتے ہو یا نہ اور جواب دیا ہے بعض حنفیہ نے ساتھ اس کے کہ عموم حدیث کا مبتدل میں ہے نہ تبدیل میں بہرحال تبدیل سو وہ مطلق ہے اس میں عموم نہیں اور برتقدیر تسلیم کے وہ بالاتفاق متروک الظاہر ہے کافر کے حق میں اگرچہ اسلام لائے اس واسطے کہ وہ داخل ہے بیچ عموم حدیث کے اور حالانکہ نہیں ہے مراد اور نیز انہوں نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے کہ کفر ایک مذہب ہے سو اگر یہودی نصرانی ہو جائے یا بت پرست یہودی ہو جائے تو وہ کفر کے دین سے نہیں نکلتا بلکہ کافر کا کافر ہی رہتا ہے پس ظاہر ہوا کہ مراد یہ ہے کہ جو بدل ڈالے دین اسلام کو اور دین سے تو اس کو قتل کر ڈالو اس واسطے کہ دین درحقیقت اسلام ہی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ اور جو دین کہ اس کے سوائے ہے وہ مدعی کے زعم میں ہے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ تو حجت پکڑی ہے اس سے بعض شافعیہ نے سو کہا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام کے سوائے اور کسی دین پر کافر کو برقرار نہ رکھا جائے اور جواب یہ ہے کہ یہ ظاہر ہے اس شخص کے حق میں جو دین اسلام سے مرتد ہو جائے کہ اس کو اس پر برقرار نہ رکھا جائے لیکن نہ قبول کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ برقرار رکھا جائے ساتھ جزیہ کے بلکہ عدم قبول اور خسران تو صرف آخرت میں ہے ہم نے مانا کہ مستفاد ہوتا ہے عدم قبول سے نہ برقرار رکھنا دنیا میں لیکن مستفاد یہ ہے کہ نہ برقرار رکھا جائے اوپر اس کے پس اگر رجوع کرے اس دین کی طرف جس پر پہلے تھا اور اس میں جزیہ کے ساتھ برقرار رکھا گیا تھا تو وہ قتل کیا جائے اگر اسلام نہ لائے باوجود ممکن ہونے امساک کے ساتھ اس کے کہ نہ ہم اس کو قبول کریں اور نہ اس کو قتل کریں

اور تائید کرتا ہے اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں اسلام کی تخصیص آچکی ہے اخرجہ الطبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جو دین اسلام کو اور کسی دین سے بدل ڈالے تو اس کی گردن مارو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے قتل کرنا زندیق کا بغیر توبہ طلب کرنے کے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اُن سے توبہ طلب کی اور نص کی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اوپر قبول کے مطلق اور کہا کہ توبہ طلب کی جائے زندیق سے جیسے توبہ طلب کی جاتی ہے مرتد سے اور احمد اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ توبہ نہ طلب کی جائے دوسری یہ کہ اگر اس سے مکرر ہو تو اس کی توبہ قبول نہیں اور یہ قول اسحاق اور لیث کا ہے اور حجت جمہور کی بیچ طلب کرنے توبہ ان کی کے یہ آیت ہے: ﴿اِتَّخَذُوْا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً﴾ سو اس نے دلالت کی کہ ظاہر کرنا ایمان کا بچاتا ہے قتل سے اور سب کا اجماع ہے اس پر کہ احکام دنیا کے ظاہر پر ہیں اور دل کے راز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تو نے اس کے دل کو چیر کر دیکھا تھا اور حدیثیں اس باب میں بہت ہیں۔ (فتح)

٦٤١٢ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِيْ رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَّمِيْنِيْ وَالْآخَرُ عَنْ يَّسَارِيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَكِلَاهُمَا سَأَلَ فَقَالَ يَا أَبَا مُوْسٰى أَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قَالَ قُلْتُ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَطْلَعَانِيْ عَلٰى مَا فِيْ أَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ فَقَالَ لَنْ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلٰى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ وَلٰكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوْسٰى أَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ إِلَى الْيَمَنِ ثُمَّ اتَّبَعَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ أَلْقٰى لَهُ وِسَادَةً قَالَ انْزِلْ

٦٤١٢۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور میرے ساتھ دو اشعری مرد تھے ایک میری دائیں طرف تھا اور دوسرا بائیں طرف اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرتے تھے سو دونوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حکومت کا سوال کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو موسیٰ! یا فرمایا اے عبداللہ بن قیس! تو کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا نہیں اطلاع دی دونوں نے مجھ کو اپنے دل کی بات پر اور میں نے معلوم نہیں کیا کہ وہ حکومت طلب کرتے ہیں سو جیسے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک کی طرف دیکھتا ہوں آپ کے ہونٹ کے نیچے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ہم نہیں حاکم کرتے اپنے عمل پر جو اس کو چاہے لیکن تو اے ابو موسیٰ! یا فرمایا اے عبداللہ بن قیس! یمن کی طرف جا پھر اس کے پیچھے معاذ رضی اللہ عنہ کو بھیجا سو جب معاذ رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچے تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے واسطے تکیہ ڈالا کہا اتر اور اچانک دیکھا کہ اس کے پاس مرد ہے بندھا ہوا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کیا ہے؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُوْثَقٌ قَالَ مَا هٰذَا قَالَ كَانَ يَهُوْدِيًّا فَأَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ اجْلِسْ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتّٰى يُقْتَلَ قَضَآءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِهٖ فَقُتِلَ ثُمَّ تَذَاكَرَا قِيَامَ اللَّيْلِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا أَمَّا أَنَا فَأَقُوْمُ وَأَنَامُ وَأَرْجُوْ فِيْ نَوْمَتِيْ مَا أَرْجُوْ فِيْ قَوْمَتِيْ.

یہ یہودی تھا سو مسلمان ہوا پھر یہودی ہو گیا کہا بیٹھ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا یہاں تک کہ قتل کیا جائے یہ حکم اللہ اور اس کے رسول کا ہے تین بار کہا سو حکم کیا اس کے قتل کرنے کا سو قتل کیا گیا پھر دونوں نے ذکر کیا تہجد کی نماز کا سو ایک نے کہا کہ میں تو کچھ رات تہجد کی نماز پڑھتا ہوں اور کچھ رات سوتا ہوں اور میں اُمید رکھتا ہوں اپنے سونے میں ثواب کی جو اُمید رکھتا ہوں اپنے قیام میں۔

فائدہ: اور مراد تکیہ سے وہ ہے جو سونے والے کے سر کے نیچے رکھا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر دونوں نے اس کو لکڑیوں میں جلا دیا سو اس سے لیا جاتا ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ جائز ہے عذاب کرنا آگ سے اور جائز ہے جلانا مردے کا آگ سے واسطے مبالغہ کرنے کے اس کی اہانت میں اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ اس سے پہلے اس سے توبہ طلب کی گئی تھی پس نہیں حجت ہے اس میں اس کے واسطے جو کہتا ہے کہ قتل کیا جائے مرتد کو بغیر طلب کرنے توبہ کے اس واسطے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے اکتفا کیا ساتھ اس چیز کے جو پہلے گزری کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے توبہ طلب کی تھی اور روایت کی معاذ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ طلب کرنے توبہ مرتد کے اور اس حدیث میں اور فائدے بھی ہیں حاکم کرنا دو سرداروں کو ایک شہر پر اور تقسیم کرنا ایک شہر کو دو حاکموں کے درمیان اور یہ کہ مکروہ ہے سوال کرنا حکومت کا اور حرص کرنا اوپر اس کے اور منع کرنا حریص کو اس سے اور ملاقات کرنا بھائیوں کا اور علماء کا اور حاکموں کا اور اکرام کرنا مہمان کا اور جلدی کرنا طرف انکار منکر کے اور قائم کرنا حد کا جس پر واجب ہو اور مباح چیزوں پر نیت سے ثواب ملتا ہے جب کہ ہوں وسائل واسطے مقاصد واجبہ یا مندوبہ کے واسطے کامل کرنے کسی چیز کے دونوں سے اور مقصود اس جگہ قصہ اس یہودی کا ہے جو مسلمان ہوا تھا پھر مرتد ہو گیا تھا۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ مَنْ أَبٰى قَبُوْلَ الْفَرَآئِضِ وَمَا نُسِبُوْا إِلَى الرِّدَّةِ

قتل کرنا اس شخص کا جو انکار کرے فرضوں سے اور منسوب ہونا ان کا طرف مرتد ہونے کی

فائدہ: یعنی جائز ہے قتل کرنا اس شخص کو جو باز رہے التزام احکام واجبہ سے اور ان کے ساتھ عمل کرنے سے کہا مہلب نے جو باز رہے فرائض کے قبول کرنے سے اس میں دیکھا جائے اگر مثلاً زکوٰۃ کے واجب ہونے کے ساتھ اقرار کرے تو اس سے جبراً لی جائے اور اگر مع ذلک لڑے تو اس سے لڑائی کی جائے یہاں تک کہ رجوع کرے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے مؤطا میں کہ امر ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے کسی فرض سے باز رہے اور مسلمان اس سے نہ لے سکیں تو واجب ہے اُن پر جہاد کرنا ساتھ اس کے اور مراد اس کی یہ ہے جب کہ اقرار کرے اس کے فرض ہونے کا

نہیں ہے خلاف بیچ اس کے اور منسوب ہونا ان کا طرف ردت کی یعنی بولا گیا ان پر نام مرتدوں کا اور ما مصدر یہ ہے یعنی منسوب ہونا ان کا طرف ردت کی اور یہ تین گروہ ہو گئے تھے ایک گروہ تو پھر بت پرست ہو گئے تھے اور ایک گروہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کی تابع ہو گئے تھے اور وہ اہل یمامہ اور اہل صنعاء وغیرہ ایک جماعت تھی اور ان دونوں نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا حضرت ﷺ کے انتقال کے پہلے پھر اسود تو حضرت ﷺ کی زندگی میں مارا گیا اور مسیلمہ کذاب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا اور ایک گروہ بدستور مسلمان رہے لیکن انہوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا اور انہوں نے کہا کہ زکوٰۃ حضرت ﷺ کے زمانے کے ساتھ خاص تھی اور ایک گروہ بدستور اسلام اور احکام اسلام پر قائم رہا اور وہ جمہور اہل اسلام تھے اور کہا ابو محمد بن حزم نے علل والنحل میں کہ حضرت ﷺ کے انتقال کے بعد عرب کے لوگ چار قسم پر ہو گئے تھے ایک گروہ تو بدستور باقی رہا اس چیز پر کہ حضرت ﷺ کی زندگی میں تھے یعنی بدستور اسلام پر رہے اور وہ جمہور اہل اسلام تھے اور دوسرا گروہ بھی اسلام پر باقی رہا لیکن انہوں نے کہا کہ ہم قائم کرتے ہیں احکام اعلام کو سوائے زکوٰۃ کے اور وہ لوگ بھی بہت تھے لیکن وہ بہ نسبت پہلے گروہ کے قلیل تھے اور تیسرا گروہ وہ لوگ ہیں جو کھلم کھلا مرتد ہو گئے تھے جیسے طلیحہ اور سجاح کے ساتھی اور ان دونوں نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا اور وہ لوگ کم تھے بہ نسبت پہلوں کے لیکن ہر قبیلے میں وہ شخص تھا جو مرتد کا مقابلہ کرے اور ایک گروہ نے توقف کیا سو انہوں نے تینوں فرقوں میں سے کسی کی فرمانبرداری نہ کی اور انتظار کیا انہوں نے کہ کس کا غلبہ ہو سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف لشکر بھیجے اور فیروز اور اس کے ساتھی اسود کے شہروں پر غالب ہوئے اور اس کو قتل کیا اور مسیلمہ یمامہ میں قتل ہوا اور طلیحہ اور سجاح پھر مسلمان ہوئے اور اکثر لوگوں نے جو مرتد ہوئے تھے اسلام کی طرف پھر رجوع کیا سو ایک سال نہ گزرا تھا کہ سب اسلام کی طرف پھر آئے اور واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے حمد۔ (فتح)

٦٤١٣ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُوْ بَكْرٍ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ يَا أَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ

٦٤١٣ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ فوت ہوئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور کافر ہوا جو کافر ہوا عرب سے تو کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اے ابوبکر! کس طرح لڑے گا تو لوگوں سے اور حالانکہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا یہاں تک کہ لا الہ الا اللہ کہیں سو جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے مجھ سے اپنا مال اور جان بچایا مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ پر ہے؟ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم

حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ إِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ أَبِيْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ میں لڑوں گا اس شخص سے جس نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا اس واسطے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے (اور نماز جان کا حق ہے) قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر انہوں نے مجھ سے بکری کا بچہ روکا جس کو حضرت ﷺ کے پاس ادا کرتے تھے تو البتہ میں اُن سے لڑوں گا اس کے روکنے پر کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہ تھا وہ مگر یہ کہ میں نے دیکھا کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ لڑنے کے واسطے کھولا سو میں نے پہچانا کہ وہی حق ہے۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہاں تک کہ گواہی دیں اس کی کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور قائم کریں نماز کو اور دیں زکوٰۃ کو اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہمارے قبلے کی طرف منہ کریں اور ہمارا ذبیحہ کھائیں اور ایمان لائیں ساتھ میرے اور جو میں لایا ہوں کہا خطابی نے کہ گمان کیا ہے رافضیوں نے کہ حدیث باب کی متناقض ہے اس واسطے کہ اس کے اول میں ہے کہ وہ کافر ہو گئے تھے اور اس کے آخر میں ہے کہ وہ اسلام پر ثابت تھے لیکن انہوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا تھا سو اگر وہ مسلمان تھے تو ان سے لڑنا اور ان کی اولاد کو قید کرنا حلال نہ تھا اور اگر کافر تھے تو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرنے کے کوئی معنی نہیں اور جواب یہ ہے کہ جو لوگ مرتد ہونے کی طرف منسوب تھے وہ دو قسم پر تھے ایک گروہ تو پھر بت پرست ہو گئے تھے اور ایک گروہ نے زکوٰۃ سے منع کیا تھا اور انہوں نے گمان کیا تھا کہ دفع کرنا زکوٰۃ کا حضرت ﷺ کے ساتھ خاص تھا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا غیر ان کو پاک نہیں کرتا جیسا کہ حضرت ﷺ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اپنے اس قول تقاتل الناس سے دوسری قسم ہے اس واسطے کہ نہیں تردد تھا ان کو اول قسم کے قتل کے جائز ہونے میں اور کہا عیاض نے کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نص ہے بیچ لڑنے کے اس شخص سے جو نماز پڑھے نہ زکوٰۃ دے مثل اس شخص کی جو نہ اقرار کرے ساتھ شہادتین کے اور حجت پکڑنا عمر رضی اللہ عنہ کا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اور جواب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ نہیں سنا دونوں نے حدیث میں نماز اور زکوٰۃ کو اس واسطے کہ اگر سنا ہوتا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے تو نہ حجت پکڑتے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اور اگر سنا ہوتا اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو رد کرتے ساتھ اس کے عمر رضی اللہ عنہ پر اور نہ محتاج ہوتے طرف احتجاج

کی ساتھ عموم قول اس کے الا بحقه میں کہتا ہوں کہ اگر ضمیر اسلام کی طرف ہے تو جو ثابت ہوگا کہ وہ حق اسلام سے ہے اس میں لڑنا جائز ہوگا اسی واسطے اتفاق کیا ہے اصحاب نے اوپر لڑنے کے اس شخص سے جو زکوٰۃ سے انکار کرے اور مراد ساتھ فرق کرنے کے یہ ہے کہ نماز کا اقرار کرے اور زکوٰۃ سے انکار کرے بطور انکار اس کی فرضیت کے ہو یا مانع ہو ساتھ اعتراف فرضیت اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اول حدیث میں کفر کا لفظ بولا تا کہ شامل ہو دونوں قسموں کو سو جو انکار کرے اس کے فرض ہونے سے اس کے حق میں تو باعتبار حقیقت کے ہے اور دوسروں کے حق میں بطور مجاز اور تغلیب کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لڑے اُن سے صدیق اور نہ معذور کیا ان کو ساتھ جہالت کے اس واسطے کہ انہوں نے لڑائی کو قائم کیا تھا سو تیار کر کے بھیجا ان کی طرف اس شخص کو جو ان کو بلائے طرف رجوع کی سو جب انہوں نے اصرار کیا تو ان سے لڑائی کی کہا مازری نے کہ ظاہر سیاق کا یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ موافق تھے اوپر قتال اس شخص کے جو نماز سے انکار کرے سو الزام دیا ان کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ساتھ زکوٰۃ کے واسطے وارد ہونے دونوں کے بیچ کتاب اور سنت کے ایک جگہ اور یہ جو کہا کہ زکوٰۃ حق مال کا ہے تو یہ اشارہ ہے طرف اس دلیل کی جو فرق کو منع کرے کہ حق جان کا نماز ہے اور حق مال کا زکوٰۃ ہے سو جس نے نماز پڑھی اس نے اپنی جان کو بچایا اور جس نے زکوٰۃ دی اس نے اپنے مال کو بچایا اور اگر نماز نہ پڑھی تو لڑائی کی جائے اس سے ترک نماز پر اور جو زکوٰۃ نہ دے اس سے قہراً لی جائے اور اگر لڑے تو اس سے لڑائی کی جائے اور یہ جو کہا بکری کا بچہ تو کہا نووی رحمہ اللہ علیہ نے مراد یہ ہے کہ وہ چھوٹے تھے سو ان کی ماں مر گئی بعض سال میں سو زکوٰۃ لی جائے گی ان سے ساتھ سال مارن کے اگرچہ ان کے پاؤں سے کوئی چیز باقی نہ رہی ہو یا اکثر بڑی بکریاں مر جائیں اور چھوٹی پیدا ہوں پھر سال بھر گزرے جاتی بڑی بکریوں پر اور چھوٹیوں پر اور کہا بعض مالکیہ نے کہ عناق اور جذعہ کفایت کرتا ہے قلیل اونٹوں کی زکوٰۃ میں جن کی زکوٰۃ بکریوں کے ساتھ دی جاتی ہے اور بکریوں میں بھی جب کہ جذعہ ہو اور ایک روایت میں عناق کے بدلے رسی کا ذکر آیا ہے جس سے اونٹ کا گھٹنا باندھا جاتا ہے یعنی واجب ہے لینا ڈھنگے کا ساتھ اونٹوں زکوٰۃ کے اس واسطے کہ زکوٰۃ تحصیل کرنے والے کی عادت تھی کہ رسی لے اور دو اونٹوں کو جوڑ کر اس کے ساتھ باندھے تا کہ جدا جدا نہ ہوں سو فرمایا کہ اگر یہ رسی نہ دیں گے تو بھی ان سے لڑوں گا اور بعضوں نے کہا کہ مراد چیز واجب ہے اگرچہ تھوڑی اور قلیل ہو اور یہ جو کہا کہ میں نے پہچانا کہ وہ حق ہے یعنی ظاہر ہوا ان کے واسطے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا احتجاج صحیح ہے نہ یہ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے تقلید کی اور اس حدیث میں اور بھی فائدہ ہیں اجتہاد کرنا نوازل میں اور رد کرنا ان کا طرف اصول کی اور مناظرہ اس پر اور رجوع کرنا طرف راجح قول کی اور ادب مناظرہ میں ساتھ اس طور کے کہ کسی کو صریح نہ کہا جائے کہ تو خطا پر ہے اور رجوع کرنا طرف مہربانی کی اور شروع کرنا بیچ قائم کرنے حجت کے یہاں تک کہ ظاہر ہو واسطے مناظرہ کرنے والے کے سو اگر اعتماد کرے بعد ظاہر ہونے حجت کے سو اس وقت

مستحق ہے اور اغلاظ اور سخت گوئی کا بحسب اس کے حال کے اور اس میں قسم کھانا ہے چیز پر واسطے تاکید اس کی کے اور یہ کہ منع ہے لڑنا اس شخص سے جو لا الہ الا اللہ کہے اگرچہ اس سے زیادہ نہ کہے اور وہ اسی طرح ہے لیکن کیا اس کے ساتھ مسلمان ہو جاتا ہے یا نہیں راجح یہ ہے کہ نہیں ہوتا بلکہ واجب ہے باز رہنا اس کی لڑائی سے یہاں تک کہ آزمایا جائے پھر اگر رسالت کی گواہی دے اور احکام اسلام کا التزام کرے تو حکم کیا جائے ساتھ اسلام اس کی کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اس کے الا بحق الاسلام کہا بغوی نے کہ کافر جب ہو وثنی یا ثنوی نہ اقرار کرتا ساتھ توحید اللہ تعالیٰ کے پھر جب لا الہ الا اللہ کہے تو حکم کیا جائے ساتھ اسلام اس کے پھر جبر کیا جائے اس پر اوپر قبول کرنے جمیع احکام اسلام کے اور بیزار ہو ہر دین سے جو دین اسلام کے مخالف ہو اور بہر حال جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا قائل ہو اور پیغمبری کا منکر ہو تو نہ حکم کیا جائے ساتھ اسلام اس کے یہاں تک کہ محمد رسول اللہ ﷺ کہے اور اگر اس کا یہ اعتقاد ہو کہ حضرت ﷺ فقط عرب کے واسطے پیغمبر تھے تو ضروری ہے کہ کہے کہ سب خلق کی طرف پیغمبر ہیں اور اگر کافر ہو ساتھ انکار کرنے واجب کے یا مباح جاننے حرام کے سو محتاج ہے کہ اس اعتقاد سے رجوع کرے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے لا الہ الا اللہ اس جگہ بولنا ساتھ شہادتین کے اس واسطے کہ وہ اس پر علم ہو گیا ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ اس حدیث کے دوسرے طریقوں میں صریح آ چکا ہے یہاں تک کہ گواہی دیں اس کی کہ کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور محمد ﷺ رسول ہیں اللہ کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ زکوٰۃ نہیں ساقط ہوتی ہے مرتد سے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ مرتد کافر ہے اور کافر سے زکوٰۃ کا مطالبہ نہیں ہوتا اس سے تو فقط ایمان کا مطالبہ ہوتا ہے اور نہیں ہے صدیق کے فعل میں حجت واسطے اس چیز کے جو مذکور ہوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں تو قتال ہے اس شخص سے جو زکوٰۃ سے انکار کرے جو لوگ اصل اسلام کے ساتھ قائل تھے اور شبہ سے زکوٰۃ کو منع کیا تھا ان کو کفر کا حکم نہیں دیا گیا حجت کے قائم کرنے سے پہلے اور البتہ اختلاف کیا اصحاب نے ان میں بعد غالب ہونے کے اوپر ان کے کیا ان کے مال لوٹے جائیں اور ان کی بیوی لڑکوں کو قید کیا جائے مانند کافروں کی یا نہ مانند باغیوں کی سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ کافروں کی طرح ان کا مال لوٹا جائے اور ان کی بیوی لڑکوں کو قید کیا جائے اور عمل کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے اور مناظرہ کیا ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے بیچ اس کے **کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ** اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مذہب دوسرا قول ہے اور ان کی خلافت میں اور لوگ بھی ان کے ساتھ موافق ہو گئے تھے اور قرار پایا اجماع اوپر اس کے اس شخص کے حق میں جو انکار کرے کسی فرض سے ساتھ شبہ کے پس مطالبہ کیا جائے اس سے ساتھ رجوع کے پھر اگر لڑے تو اس کے ساتھ لڑائی کی جائے اور اس پر حجت قائم کی جائے سو اگر رجوع کرے تو فبہا ورنہ معاملہ کیا جائے ساتھ اس کے کافر کا کہا عیاض نے مستفاد ہوتا ہے اس قصے سے کہ اگر حاکم کسی امر میں اجتہاد کرے جس میں نص نہ ہو تو واجب ہے

فرمانبرداری اس کی بیچ اس کے اگرچہ بعض مجتہد اس کی خلاف کے معتقد ہوں پھر اگر یہ مجتہد ہو اس کے مخالف ہے حاکم ہو جائے تو واجب ہے اس پر عمل کرنا ساتھ اس چیز کے جس کا خود معتقد ہو اور اس کو پہلے حاکم مجتہد کی مخالفت کرنی جائز ہے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رائے کی فرمانبرداری کی پھر جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ خود خلیفہ ہوئے تو اپنے اجتہاد پر عمل کیا اور اصحاب وغیرہ سب اہل عصر ان کے نے ان کی موافقت کی اور یہ اجماع سکوتی ہے پس شرط ہے اس کی احتجاج میں دور ہونا موانع کا اور کہا خطابی نے کہ اس حدیث میں ہے کہ جو اسلام کو ظاہر کرے اس پر اسلام کے احکام جاری کیے جائیں اگرچہ نفس الامر میں کافر ہو اور محل خلاف کا تو وہ ہے جب کہ اطلاع ہو اس کے اعتقاد فاسد پر اور ظاہر کرے رجوع کو کہ کیا اس سے قبول کیا جائے یا نہیں اور جس کی باطن حال کی خبر نہ ہو تو نہیں خلاف ہے بیچ جاری کرنے احکام ظاہرہ کے اوپر اس کے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيُّ وَغَيْرُهُ بِسَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُصَرِّحْ نَحْوَ قَوْلِهِ السَّامُ عَلَيْكَ.

جب تعریض کرے ذمی وغیرہ یعنی معاہد اور جو اسلام ظاہر کرے ساتھ سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نہ تصریح کرے مانند قول اس کے کی تم پر موت پڑے یعنی اور ساتھ تنقیص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو اس کا کیا حکم ہے اور مراد تعریض سب سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے ساتھ لفظ غیر صریح کے۔

٦٤١٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مَرَّ يَهُوْدِيٌّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّامُ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرُوْنَ مَا يَقُوْلُ قَالَ السَّامُ عَلَيْكَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا نَقْتُلُهُ قَالَ لَا إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ.

٦٤١٤ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرا تو اس نے کہا کہ تجھ کو موت پڑے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تجھ پر یعنی جس کا تو مستحق ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کیا کہتا ہے؟ کہا ہے اس نے السام علیک یعنی تجھ پر موت پڑے اصحاب نے کہا یا حضرت! کیا ہم اس کو قتل نہ کر ڈالیں فرمایا نہ جب اہل کتاب تم کو سلام کریں تو ان کے جواب میں کہا کرو وعلیکم۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح استیذان میں گزری اور اعتراض کیا گیا ہے کہ اس لفظ میں گالی کے ساتھ تعریض نہیں اور جواب یہ ہے کہ مراد اس کی تعریض سے وہ چیز ہے جو تصریح کے مخالف ہو اور نہیں مراد ہے تعریض اصطلاحی اور وہ استعمال کرنا لفظ کا ہے اس کی حقیقت میں اشارہ کرے ساتھ اس کے طرف اور معنیٰ کی جو اس کا مقصود ہو۔ (فتح)

٦٤١٥ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ قُلْتُ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

۶۴۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے حضرت ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی سو انہوں نے کہا السام علیکم یعنی تم پر موت پڑے تو میں نے کہا بلکہ تم پر موت اور لعنت اللہ تعالیٰ کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور ہر کام میں نرمی کو پسند رکھتا ہے میں نے کہا کیا آپ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا فرمایا میں نے ان کے جواب میں کہا وعلیکم۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ حدیث باب کی مطابق ہے ترجمہ کو بطریق اولیٰ اس واسطے کہ جرح اشد ہے گالی سے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اس مسئلے میں کوفیوں کا مذہب اختیار کیا ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اس نے کوئی حکم بیان نہیں کیا اور نہیں لازم آتا ترک قتل اس شخص کی سے جو یہ کہے واسطے مصلحت تالیف کی یہ کہ نہ واجب ہو قتل اس کا جہاں کوئی مصلحت نہ ہو اور البتہ نقل کیا ہے ابن منذر نے اتفاق اس پر کہ جو حضرت ﷺ کو صریح گالی دے واجب ہے قتل کرنا اس کا اور نقل کیا ہے ابوبکر فارسی نے جو شافعیہ میں سے ایک امام ہے کہ جو حضرت ﷺ کو گالی دے ساتھ اس چیز کے جو صریح قذف ہو تو کافر ہو جاتا ہے ساتھ اتفاق علماء کے پھر اگر توبہ کرے تو نہیں ساقط ہوتا اس سے قتل اس واسطے کہ اس کی قذف کی حد قتل ہے اور حد قذف کی توبہ سے ساقط نہیں ہوتی اور مخالفت کی ہے اس کی قفال نے سو کہا کہ گالی دینے سے کافر ہو جاتا ہے اور ساقط ہو جاتا ہے قتل اسلام سے اور اگر تعریض کرے تو کہا خطابی نے کہ نہیں جانتا میں خلاف بیچ واجب ہونے اس کے قتل کے جب کہ ہو مسلمان یعنی اتفاق ہے اس پر کہ اس کا قتل کرنا واجب ہے کہا ابن بطال نے اختلاف ہے علماء کا اس شخص کے حق میں جو حضرت ﷺ کو گالی دے سو بہر حال اہل عہد اور اہل ذمہ مثل یہود کے تو کہا ابن قاسم نے مالک سے کہ قتل کیا جائے مگر یہ کہ اسلام لائے اور اگر مسلمان ہو تو اس کو قتل کیا جائے بغیر طلب کرنے توبہ کے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے لیث اور شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ سے مثل اس کی یہود کے حق میں اور جو اس کی مانند ہو اور اوزاعی اور مالک سے ہے کہ مسلمان ہو تو مرتد ہو جاتا ہے اس سے توبہ طلب کی جائے اور کوفیوں سے ہے کہ اگر ذمی ہو تو اس کو تعزیر دی جائے اور اگر مسلمان ہو تو

مرتد ہو جاتا ہے اور کہا عیاض نے اس میں خلاف ہے کہ حضرت ﷺ نے یہودیوں کو اس قصے میں کیوں نہ قتل کیا عدم تصریح کے واسطے یا مصلحت تالیف کے واسطے اور نقل کیا گیا ہے بعض مالکیہ سے کہ حضرت ﷺ نے یہودیوں کو اس قصے میں تو اس واسطے قتل نہیں کیا تھا کہ ان پر اس کے ساتھ گواہ قائم نہیں ہوئے تھے اور نہ انہوں نے اس کا اقرار کیا تھا سو نہ حکم کیا ان کے حق میں اپنے علم سے اور بعضوں نے کہا اس واسطے کہ انہوں نے گالی کو ظاہر نہیں کیا تھا بلکہ اپنی زبان کو پھیرا تھا اور بعضوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس کو گالی پر محمول نہیں کیا بلکہ موت کی دعا پر جس سے کسی کو چارہ نہیں اسی واسطے ان کے جواب میں کہا وعلیکم یعنی موت سے اُترنے والی ہے ہم پر اور تم پر پس یہ بددعا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے یہودیوں کو مصلحت تالیف کے واسطے قتل نہ کیا اور یا اس واسطے کہ انہوں نے کھلم کھلا حضرت ﷺ کو برا نہیں کہا تھا یا دونوں کے واسطے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے اپنے ساتھیوں کے واسطے باب کی حدیث سے اور تائید کی ہے اس کی ساتھ اس کے کہ اگر یہ کلام کسی مسلمان سے صادر ہو تو مرتد ہو جاتا ہے اور بہر حال صادر ہونا اس کا یہودی سے سو جس کفر پر کہ وہ ہیں وہ سخت تر ہے اس سب سے پس اسی واسطے حضرت ﷺ نے ان کو قتل نہ کیا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں محفوظ ہیں خون ان کے مگر ساتھ عہد کے اور نہیں ہے عہد میں یہ شرط کہ وہ حضرت ﷺ کو گالی دیں سو جس نے ان میں سے حضرت ﷺ کو گالی دی تو اس کا عہد ٹوٹ گیا سو ہو گیا کافر بغیر عہد کے سو معاف ہوگا خون اس کا مگر یہ کہ اسلام لائے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ اگر فرض کیا جائے کہ جو چیز ان کے اعتقاد میں حلال ہے اس پر ان کو مؤاخذہ نہیں تو پھر کہا جائے گا کہ اس سے لازم آتا ہے کہ اگر وہ کسی مسلمان کو قتل کر ڈالیں تو اس پر بھی ان کو مؤاخذہ نہ ہو اس واسطے کہ ان کے اعتقاد میں مسلمانوں کے خون حلال ہیں اور باوجود اس کے اگر کوئی ان میں سے کسی مسلمان کو مار ڈالے تو اس کے بدلے قتل کیا جاتا ہے۔ (فتح)

٦٤١٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْيَهُوْدَ إِذَا سَلَّمُوْا عَلٰى أَحَدِكُمْ إِنَّمَا يَقُوْلُوْنَ سَامٌ عَلَيْكَ فَقُلْ عَلَيْكَ.

٦٤١٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب یہودی کسی کو تم میں سے سلام کریں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہتے ہیں تم پر موت پڑے سو ان کے جواب میں کہا کر علیک یعنی تم پر بھی پڑے۔

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اور یہ بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے اور اس کو پہلے باب سے تعلق ہے بایں

وجہ کہ ظاہر یہ ہے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ وارد کرنے اس کے طرف ترجیح اس قول کے کہ ترک کرنا قتل یہودیوں کا مصلحت تالیف کے واسطے تھا کہ جب نہ مؤاخذہ کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جس نے اس کو مارا یہاں تک کہ زخمی کیا ساتھ بد دعا کرنے کے اوپر اس کے تا کہ ہلاک ہو بلکہ اس کی تکلیف پر صبر کیا بلکہ اس کے حق میں دعائے خیر کی تو جو تکلیف کہ زبان سے گالی وغیرہ کے ساتھ دے اس پر صبر کرنا بطریق اولیٰ ہے اور لیا جاتا ہے اس سے ترک کرنا قتل کا تعریض سے بطریق اولیٰ۔ (فتح)

٦٤١٧۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ فَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ.

٦٤١٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیسے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا ہوں ایک پیغمبر کی حکایت کرتے تھے کہ ان کی قوم نے ان کو مارا اور ان کو زخمی اور خون آلودہ کیا سو وہ خون کو اپنے چہرے سے صاف کرتے تھے اور کہتے تھے الٰہی! میری قوم کو بخش دے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتے نادان ہیں۔

فائدہ: اور مراد اس سے نوح علیہ السلام ہیں جیسا کہ دوسری روایت میں آیا ہے اور پہلے گزر چکا ہے احادیث الانبیاء میں کہ جنگ اُحد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر زخم لگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کس طرح بھلا ہوگا اس قوم کا جنہوں نے اپنے پیغمبر کو زخمی کیا اور یہ بھی فرمایا کہ الٰہی! میری قوم کو بخش دے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتے۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِيْنَ بَعْدَ إِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُوْنَ﴾.

لڑنا خارجیوں اور ملحدوں سے بعد قائم کرنے حجت کے اوپر ان کے اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ گمراہ کرے کسی قوم کو بعد اس کے کہ ان کو ہدایت کی یہاں تک کہ بیان کرے ان کے واسطے جس سے بچیں۔

فائدہ: خارجی لوگ ایک گروہ ہے بدعتیوں کا اور نام رکھا گیا ان کا خارجی واسطے نکلنے ان کے دین سے اور نکلنے ان کے مسلمانوں کے بہتر شخص پر اور اتفاق ہے اہل اخبار کا اس پر کہ خارجیوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کا خون طلب نہیں کیا بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کئی باتوں کو برا جانتے تھے اور آپ کو اس سے زیادہ تر پاک جانتے تھے اور اصل ان کی یہ ہے کہ بعض عراق والوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعض قرابتیوں کی خصلت اور چال چلن سے انکار کیا جن کو عثمان رضی اللہ عنہ نے بعض شہروں پر حاکم کیا ہوا تھا سو انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں اس وجہ سے طعنہ دیا اور یہی لوگ جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ پر اس وجہ سے طعن کیا ان کو قراء یعنی قاری لوگ کہا جاتا تھا اس واسطے کہ وہ قرآن کی تلاوت اور عبادت میں سخت کوشش کرتے تھے لیکن وہ قرآن کو اور وجہ پر تاویل کرتے یعنی اصل مطلب کو چھوڑ کر کچھ اور معنی اس سے مراد

لیتے تھے اور تنہا ہوتے تھے اپنی رائے سے اور زیادتی کرتے تھے زہد اور خشوع وغیرہ میں سو جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو وہ لوگ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر لڑتے رہے اور ان کا اعتقاد یہ تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور اس کے تابعدار کافر ہیں اور ان کا اعتقاد یہ بھی تھا کہ امام بحق علی رضی اللہ عنہ ہیں اور کافر ہے جو ان سے لڑا اہل جنگ جمل سے جن کے رئیس طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما تھے یعنی طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ ان کے ساتھ والوں کو کافر جانتے تھے اس واسطے کہ دونوں نے پہلے علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی پھر مکے کی طرف نکلے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس سال حج کیا تھا سو سب نے اتفاق کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو طلب کیا جائے اور ان سے قصاص لیا جائے اور سارے لوگ اتفاق کر کے بصرے کی طرف نکلے اور لوگوں کو اس کی طرف بلایا سو یہ خبر علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی وہ بھی ان کی طرف لشکر سمیت گئے سو واقع ہوئی درمیان ان کے لڑائی جو مشہور ہے ساتھ جنگ جمل کے اور فتح یاب ہوئے علی رضی اللہ عنہ اور قتل ہوئے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بیچ اس لڑائی کے پس یہی گروہ ہے جو عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص چاہتے تھے یعنی طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھ والے بالاتفاق اور اسی طرح معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ملک شام میں قائم ہوا اور وہ اس وقت شام کا حاکم تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے علی رضی اللہ عنہ نے اس کو کہلا بھیجا کہ اہل شام ان کی بیعت کریں تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ بہانہ بنا کر کہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم مارے گئے سو واجب ہے کہ اول جلدی ان کے قاتلوں سے قصاص لیا جائے اور علی رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ تر قوت ہے قصاص لینے کی اور التماس کی علی رضی اللہ عنہ سے کہ اس کو ان پر قابو دیں اور علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اول میری بیعت کر جیسے اور لوگوں نے کی پھر میرے آگے یہ مقدمہ فیصل کروانے کو رجوع کر میں حکم کروں گا ان میں ساتھ حق کے سو جب دراز ہوا معاملہ تو علی رضی اللہ عنہ لشکر لے کر نکلے شام والوں سے لڑنے کو اور معاویہ رضی اللہ عنہ شام سے لشکر لے کر نکلا علی رضی اللہ عنہ سے لڑنے کو سو دونوں لشکر مقام صفین میں ملے اور دونوں میں مقابلہ ہوا سو دونوں کے درمیان ایک مہینہ لڑائی ہوتی رہی اور قریب تھا کہ شام والے یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر مغلوب ہو جائیں اور شکست کھائیں سو انہوں نے قرآن کو اٹھایا نیزوں پر اور پکارا کہ ہم تم کو قرآن کی طرف بلاتے ہیں یعنی جو قرآن ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے وہ ہم کو منظور ہے اور یہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے ہوا اور وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ والوں میں سے بہت لوگوں نے لڑائی چھوڑ دی دیندار ہونے کے سبب سے خاص کر قاریوں نے اور حجت پکڑی انہوں نے ساتھ اس آیت کے ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتَابِ یُدْعَوْنَ اِلٰی کِتَابِ اللّٰهِ لِیَحْکُمَ بَیْنَهُمْ﴾ الآیۃ سو علی رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھ والوں نے شام والوں کو کہلا بھیجا سو انہوں نے کہا کہ ایک منصف تم بھیجو اور ایک ہم بھیجتے ہیں اور حاضر ہو ساتھ ان دونوں کے جو لڑائی کے ساتھ مباشر نہیں ہوا سو ان کی رائے میں جس کے ساتھ حق ہو سب لوگ اس کی فرمانبرداری کریں سو علی رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھ والوں نے اس کو قبول کیا اور انکار کیا اس سے اس گروہ نے جو خارجی ہو گئے تھے اور لکھا علی رضی اللہ عنہ نے درمیان

اپنے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے نوشتہ منصفی کا عراق اور شام والوں میں هذا ما قضى عليه امير المؤمنين على معاوية یعنی یہ ہے وہ نوشتہ جس پر امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کیا تو اہل شام نے کہا کہ امیر المؤمنین نہ لکھو علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی مان لیا اور خارجیوں نے اس سے بھی انکار کیا پھر فیصلہ ہوا اس پر کہ دونوں منصف اور ان کے ساتھی ایک مدت معین کے بعد یعنی آئندہ سال کو ایک مکان معین میں آئیں جو شام اور عراق کے درمیان ہے اور دونوں لشکر اپنے اپنے شہروں کی طرف پلٹ جائیں یہاں تک کہ واقع ہو حکم منصفی کا سو معاویہ رضی اللہ عنہ شام کی طرف پلٹ گیا اور علی رضی اللہ عنہ کوفہ پلٹ آئے بغیر کسی فیصلے کے سو جدا ہوئے علی رضی اللہ عنہ سے خارجی اور وہ آٹھ ہزار سے زیادہ تھے اور ایک مکان میں اُترے جس کو حرورا کہا جاتا ہے اور ان کا سردار عبداللہ بن کواء تھا تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیجا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُن سے مناظرہ کیا سو بہت لوگوں نے ان میں سے توبہ کی پھر علی رضی اللہ عنہ ان کی طرف نکلے انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی اور ان کے ساتھ کوفے میں داخل ہوئے پھر انہوں نے مشہور کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے منصفی سے توبہ کی تو علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور اس سے انکار کیا تو انہوں نے مسجد کی طرف سے پکارا لا حکم الا للہ یعنی نہیں حکم ہے مگر اللہ کا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کلمہ حق ہے اور مراد اس سے باطل ہے پھر انہوں نے آہستہ آہستہ وہاں سے نکلنا شروع کیا یہاں تک کہ مدائن میں جمع ہوئے علی رضی اللہ عنہ نے ان کو کہلا بھیجا کہ توبہ کریں انہوں نے اس پر اصرار کیا اور باز رہے توبہ کرنے سے اور کہا کہ ہم باز نہیں رہیں گے یہاں تک کہ علی رضی اللہ عنہ اپنے نفس کو کافر کہیں اس سبب سے کہ وہ منصفی پر راضی ہوئے اور توبہ کریں منصفی سے پھر انہوں نے اجماع کیا اس پر کہ جو ان کے عقیدہ کے مخالف ہو وہ کافر ہے اور اس کا مال اور جان مباح ہے سو جو مسلمان ان پر گزرتا اس کو مار ڈالتے تھے علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی سو علی رضی اللہ عنہ لشکر لے کر ان کی طرف نکلے اور نہروان میں ان پر جا پڑے اور نہ باقی رہا ان میں سے کوئی مگر کم دس آدمی سے اور علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے صرف دس آدمی قتل ہوئے تھے یہ خلاصہ ہے اول حال ان کے کا پھر باقی چھپے رہے یہاں تک کہ ان میں سے عبدالرحمن بن ملجم نے علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا بعد اس کے کہ صبح کی نماز میں داخل ہوئے پھر ہمیشہ ان سے کچھ نہ کچھ لوگ باقی چلے آئے اور کہا ابوبکر بن عربی نے کہ خارجی لوگ دو قسم پر ہیں ایک وہ لوگ ہیں جو گمان کرتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور جو لوگ کہ جنگ جمل اور صفین میں تھے اور سب لوگ جو منصفی پر راضی ہوئے تھے وہ سب کے سب کافر ہیں اور دوسرا گروہ گمان کرتا ہے کہ جو کبیرہ گناہ کرے وہ کافر ہے ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور بعضوں نے کہا کہ جو صغیرے گناہ پر اصرار کرے وہ مانند اس کی ہے جو کبیرے گناہ کرے کہ وہ بھی ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور بعضوں نے انکار کیا ہے پانچ نمازوں سے اور کہا کہ فقط صبح اور عشاء کی نماز فرض ہے اور جائز ہے نکاح کرنا پوتی سے اور بھانجی اور بھتیجی سے اور بعضوں نے کہا کہ سورۂ یوسف قرآن سے نہیں اور بعضوں نے کہا کہ جو لا الہ الا اللہ کہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن ہے اگر چہ دل سے کافر ہو اور کہا انہوں نے

کہ واجب ہے نماز عورت پر حیض کی حالت میں اور جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے وہ کافر ہے اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ واجب ہے لڑنا مسلمانوں سے یعنی عام مسلمانوں سے جو ان کے اعتقاد کے مخالف ہیں اور جائز ہے قتل کرنا ان کا اور لوٹنا ان کے مال کا اور قید کرنا اور لونڈی غلام بنانا ان کے بیوی لڑکوں کا وغیر ذلک اور کہا غزالی نے وسیط میں کہ خارجیوں کے حکم میں دو وجہ ہیں ایک یہ کہ وہ مرتدوں کی طرح ہیں دوسری یہ کہ وہ باغیوں کی طرح ہیں اور ترجیح دی ہے رافعی نے اول وجہ کو اور نہیں ہے یہ کہ جاری ہو ہر خارجی میں سو بے شک وہ دو قسم پر ہیں ایک وہ قسم ہے جس کا ذکر پہلے گزرا اور دوسرا گروہ وہ ہے جو طلب ملک کے واسطے نکلا نہ واسطے بلانے کے طرف اعتقاد اپنے کی اور یہ بھی دو قسم پر ہیں ایک وہ لوگ ہیں جو نکلے واسطے غصے دین کی بسبب ظلم حاکموں کے اور ترک کرنے ان کے عمل کو ساتھ سنت نبویہ کے سو یہ لوگ اہل حق ہیں اور ان میں سے ہیں حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور اہل مدینہ جنگ حرہ میں اور دوسرا گروہ ہے جو فقط طلب ملک کے واسطے نکلے برابر ہے کہ اُن میں شبہ ہو یا نہ اور وہ باغی لوگ ہیں وسیاتی حکمهم فی کتاب الفتن وباللہ التوفیق۔ (فتح)

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ إِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا إِلٰى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ.

اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما دیکھتے ان کو بدتر سب خلق اللہ سے اور کہا کہ وہ چلے اُن آیتوں کی طرف جو کافروں کے حق میں اتریں سو ٹھہرایا انہوں نے ان کو مسلمانوں پر۔

فائدہ: اور صحیح مسلم میں ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ بدتر ہیں سب خلق سے۔

٦٤١٨۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا خَيْثَمَةُ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا فَوَاللّٰهِ لَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَآءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خِدْعَةٌ وَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَآءُ الْأَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا

٦٤١٨۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جب میں تم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کروں سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ میرا آسمان سے گر پڑنا مجھ کو زیادہ تر محبوب ہے اس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولوں یعنی وہ سچ ہے اور جب میں تم سے حدیث بیان کروں اس چیز میں جو میرے اور تمہارے درمیان ہے یعنی اپنے نفس سے سو لڑائی فریب ہے اور دغا اور البتہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ عنقریب ایک قوم پیدا ہوگی آخر زمانے میں کم عمر ناقص عقل کلام کریں گے بہتر لوگوں کا سا کلام ان کا ایمان نہ اترے گا ان کے نرخروں سے نیچے یعنی ان کے دل میں ایمان کا کچھ اثر نہ ہوگا نکل جائیں گے دین سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے

يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَإِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

سو جہاں کہیں تم ان کو ملو تو ان کو قتل کرو سو البتہ ان کے قتل کرنے میں قتل کرنے والوں کو ثواب ہے قیامت کے دن۔

فائدہ: یہ جو کہا جب کہ میں تم سے بیان کروں یعنی جب میں تم سے حضرت ﷺ کی حدیث بیان کروں تو اس کو صریح بیان کرتا ہوں اس میں کوئی تعریض اور توریہ نہیں کرتا اور جب میں حضرت ﷺ سے بیان نہ کروں بلکہ اپنی طرف سے بیان کروں تو توریہ کرتا ہوں تا کہ دغا کروں ساتھ اس کے جس سے لڑوں اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب کسی نہر یا نالے پر گزرتے تو کہتے صدق اللہ ورسولہ تو لوگوں نے کہا اے امیر المومنین! تم ہمیشہ یہ کلمہ کہتے ہو تو کہا کہ جب میں تم کو حضرت ﷺ کی حدیث بیان کروں، الخ اور علی رضی اللہ عنہ یہ لڑائی کی حالت میں کہتے تھے اور جب واقع ہوتا ان کے واسطے کوئی امر وہم دلاتے کہ ان کے پاس کوئی اثر ہے سو خوف کیا انہوں نے اس واقعہ میں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ گمان کریں کہ قصہ پستان والے کا اسی قبیل سے ہے تو ان کو واضح کر دیا کہ اس امر میں ان کے پاس نص صریح ہے اور بیان کیا ان کے واسطے کہ جب وہ حضرت ﷺ سے حدیث بیان کریں تو اس میں توریہ اور تعریض نہیں کرتے اور جب حضرت ﷺ سے حدیث بیان نہ کریں بلکہ اپنی طرف سے بیان کریں اور صدق اللہ ورسولہ کہیں تو یہ اس واسطے کرتے ہیں تا کہ دھوکا اور فریب دیں اس کو جس سے لڑتے ہوں اسی واسطے استدلال کیا ساتھ اس حدیث کے الحرب خدعة پس یہ سبب ہے اس کلام کا اور یہ جو کہا بہتر لوگوں کا سا کلام یعنی قرآن اور بعضوں نے کہا احتمال ہے کہ مراد اس سے وہ بات ہو جو ظاہر میں اچھی ہو اور باطن میں برخلاف ہو جیسے قول ان کا لا حکم الا للّٰہ اور مراد یہ ہے کہ زبان سے ایمان لائیں گے دل سے نہ لائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ عبیدہ نے تین بار قسم دے کر علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تو نے یہ حدیث حضرت ﷺ سے سنی ہے؟ علی رضی اللہ عنہ نے تین بار قسم کھا کر کہا کہ ہاں، کہا نووی رحمہ اللہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حلف کی اس نے تا کہ سور کہ ہو امر نزدیک سامع کے تا کہ ظاہر ہو معجزہ حضرت ﷺ کا اور یہ کہ علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی حق پر ہیں اور تا کہ قسم لینے والے کو اطمینان ہو واسطے مدد کرنے تو ہم اس چیز کے کہ اشارہ کیا اس کی طرف علی رضی اللہ عنہ نے کہ لڑائی دغا ہے سو وہ ڈرا کہ اس نے حضرت ﷺ سے اس میں کوئی چیز منصوص نہ سنی ہو۔ (فتح)

٦٤١٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ

۶۴۱۹۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور عطاء سے روایت ہے کہ دونوں نے آ کر ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا خارجیوں کے حال سے کیا تو نے کچھ حضرت ﷺ سے سنا ہے؟ اس نے کہا

سَلَمَةَ وَعَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ فَسَأَلَاهُ عَنِ الْحَرُوْرِيَّةِ أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا أَدْرِيْ مَا الْحَرُوْرِيَّةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَخْرُجُ فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ أَوْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَنْظُرُ الرَّامِيْ إِلٰى سَهْمِهٖ إِلٰى نَصْلِهٖ إِلٰى رِصَافِهٖ فَيَتَمَارٰى فِي الْفُوْقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ.

میں نہیں جانتا کہ حروریہ کیا ہیں اور کون ہیں؟ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نکلے گی اس امت میں اور نہیں کہا اس سے ایک قوم کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ حقیر جانو گے یعنی بہ نسبت اس کی پڑھیں گے قرآن کو اُن کے حلق یا نرخروں سے نیچے نہ اترے گا نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر نشانے سے سو تیر مارنے والا تیر کی طرف دیکھے اور اس کے پھل کی طرف دیکھے اور اس کے باڑ کی طرف دیکھے سو شک کرے تیر کے سر میں کہ کیا کوئی چیز خون سے اس کے ساتھ لگی ہے یا نہیں یعنی دین اسلام سے صاف نکل جائیں گے کوئی لگائی نہیں رہے گا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے روزے کو ان کے روزے کے ساتھ حقیر جانو گے اور اس حدیث میں اشارہ ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اس طرف کہ خارجی لوگ کافر ہیں اور وہ غیر اس امت سے ہیں اور فوقہ جگہ تانت کی ہے تیر سے۔

۶۴۲۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَذَكَرَ الْحَرُوْرِيَّةَ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ.

۶۴۲۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور ذکر کیا حروریہ کو سو کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار سے۔

فائدہ: بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کے پیچھے لایا تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ توقف ابو سعید رضی اللہ عنہ کا جو مذکور ہے محمول ہے اس پر کہ جس کی طرف میں نے اشارہ کیا کہ نہیں نص کی حدیث مرفوع میں اوپر نام ان کے ساتھ اس اسم کے یعنی خارجیوں کو حروریہ کہنا نص حدیث میں نہیں ہے نہ یہ کہ حدیث ان کے حق میں وارد نہیں ہوئی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ لِلتَّأَلُّفِ وَأَنْ لَّا يَنْفِرَ النَّاسُ عَنْهُ

جو نہ لڑے خارجیوں سے واسطے الفت کے اور یہ کہ لوگ اس سے نفرت نہ پکڑیں

٦٤٢١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ جَآءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ذِي الْخُوَيْصِرَةِ التَّمِيْمِيُّ فَقَالَ اعْدِلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَّعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ دَعْنِيْ أَضْرِبْ عُنُقَهٗ قَالَ دَعْهُ فَإِنَّ لَهٗ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهٗ مَعَ صَلَاتِهٖ وَصِيَامَهٗ مَعَ صِيَامِهٖ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ فِيْ قُذَذِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِيْ نَصْلِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِيْ رِصَافِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِيْ نَضِيِّهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدٰى يَدَيْهِ أَوْ قَالَ ثَدْيَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ قَالَ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ يَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ أَشْهَدُ سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا قَتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهٗ جِيْءَ بِالرَّجُلِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِيْ نَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَنَزَلَتْ فِيْهِ ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ﴾.

٦٤٢١۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مال تقسیم کرتے تھے تو عبداللہ ذوالخویصرہ سے آیا سو اس نے کہا اے پیغمبر! عدل کر برابر بانٹ ہم کو بھی دے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے کم بخت! اگر میں عدل نہ کروں گا تو پھر دنیا میں کون عادل پیدا ہوگا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! اگر حکم ہو تو اس کی گردن کاٹ ڈالوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ اور مت مارو سو بے شک اس کے چند ساتھی ہوں گے یعنی اس کی نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی کہ تم میں سے ہر ایک آدمی اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ حقیر جانے گا اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے ساتھ حقیر جانے گا وہ لوگ دین اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے سو تیر مارنے والا تیر کے پر کو دیکھے تو اس میں کچھ خون کا اثر نہ پائے پھر اس کے پھل کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے پھر اس کی باڑہ کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے تیر پار نکل گیا پیٹ کے گوبر اور خون سے یعنی جیسے پار ہوئے تیر میں جانور کا کچھ اثر نہیں لگا رہتا اسی طرح اس قوم میں اسلام کا کچھ اثر باقی نہ رہے گا اس قوم کی پہچان یہ ہے کہ ان میں ایک مرد ہوگا جس کا ایک ہاتھ یا فرمایا ایک پستان جیسے عورت کا پستان یا فرمایا جیسے گوشت کا لوتھڑا جنبش کیا کرے گا آدمیوں کے عمدہ تر گروہ پر خروج کریں گے علی رضی اللہ عنہ سے باغی ہوں گے وہ لوگ اختلاف اور پھوٹ کے زمانے میں ظاہر ہوں گے ابو سعید رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی نے کہا البتہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خارجی لوگ پیدا ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قتل کیا اور میں بھی اس لڑائی میں ان

کے ساتھ موجود تھا لایا گیا وہ مرد اُس صفت پر جو حضرت ﷺ
نے بیان فرمائی یعنی جس نشانی کا مرد حضرت ﷺ نے فرمایا
تھا اسی نشانی کا آدمی اس قوم میں موجود تھا سو یہ آیت اتری
کہ ان میں سے بعض طعن کرتے ہیں تجھ کو تقسیم صدقات میں۔

فائدہ: یہ جو فرمایا اس کو چھوڑ دو مت مارو تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس کے نہ مارنے کا سبب یہ ہے کہ اس کے چند ساتھی ہوں گے صفت مذکور پر اور یہ نہیں چاہتا ہے اس کے نہ مارنے کو باوجود اس کے کہ اس نے حضرت ﷺ کی خدمت میں ایسی بے ادبی کی اور آپ کے سامنے ایسا سخت کلام کیا سو احتمال ہے کہ مصلحت تالیف کے واسطے اس کو قتل نہ کیا ہو جیسا کہ بخاری رحمہ اللہ نے اس کو سمجھا اس واسطے کہ وصف کی ان کی ساتھ عبادت کے باوجود ظاہر کرنے اسلام کے سو اگر حضرت ﷺ ان کے قتل کی اجازت دیتے تو یہ ان کے سوائے اور لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کی نفرت کا سبب ہوتا لوگ اسلام میں داخل ہونے سے نفرت کرتے اور یہ جو کہا کہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کی قراءت کو اللہ نہیں بلند کرے گا اور نہیں قبول کرے گا اور بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ قرآن کے ساتھ عمل نہ کریں گے سو ان کو اس کے پڑھنے کا ثواب نہ ملے گا اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو قرآن میں کچھ حصہ نہیں مگر گزرنا اس کا ان کی زبان پر ان کے حلق تک نہ پہنچے گا چہ جائیکہ ان کے دل میں پہنچے اس واسطے کہ مطلوب سمجھنا اس کا ہے ساتھ واقع ہونے اس کے دل میں اور یہ مثل قول ان کے کی ہے کہ ان کا ایمان ان کے نرخرے سے نیچے نہ اترے گا یعنی زبان سے کلمہ پڑھیں گے اور اس کو دل سے نہ پہچانیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا بازو ہوگا اور ہاتھ نہ ہوگا اس کے بازو پر جیسے عورت کا پستان اس پر سفید بال ہیں اور حضرت ﷺ نے دوسری صفت ان کی یہ فرمائی کہ ان کے سر منڈے ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ قتل کرے گا ان کو وہ گروہ جو حق سے قریب تر ہوگا اور اس میں ہے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تم ہو اے عراق والو! جنہوں نے خارجیوں کو قتل کیا یعنی علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اور اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے حبیب بن ابی ثابت سے کہ میں ابو وائل کے پاس آیا سو میں نے کہا کہ خبر دے مجھ کو ان لوگوں کے حال سے جن کو علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا کس بات میں وہ علی رضی اللہ عنہ سے جدا ہوئے اور کس سبب سے ان کا لڑنا جائز ہوا تو اس نے کہا کہ جب ہم صفین میں تھے تو سخت ہوئی لڑائی اہل شام میں سو انہوں نے قرآن کو اٹھایا سو ذکر کیا اس نے قصہ منصفی کا سو کہا خارجیوں نے جو کہا اور اُترے حروراء میں سو علی رضی اللہ عنہ نے ان کو کہلا بھیجا تو انہوں نے رجوع کیا سو انہوں نے کہا کہ اگر اس نے قضیہ کو قبول کیا تو ہم اس سے لڑیں گے اور اگر اس نے اس کو توڑ ڈالا تو ہم اس کے ساتھ شامل ہوں گے پھر ان میں سے ایک فرقہ پھوٹ نکلا لوگوں کو قتل کرنے

لگے سو علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے ان کے بارے میں حدیث بیان کی اور حاکم اور طبرانی وغیرہ نے عبداللہ بن شداد کے طریق سے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے جب معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط وکتابت کی اور دونوں نے دو منصفوں کو مقرر کیا تو آٹھ ہزار آدمی نے قراء سے اُن سے بغاوت کی اور حرورا میں اترے کوفے کی جانب میں اور علی رضی اللہ عنہ کو اس پر جھڑکی دی سو کہا انہوں نے کہ تو نے پیراہن اتار ڈالا جو اللہ تعالیٰ نے تجھ کو پہنایا تھا اور تو الگ ہوا اس نام سے جو اللہ تعالیٰ نے تیرا نام رکھا تھا پھر اس نے منصف ٹھہرایا مردوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم میں اور حالانکہ نہیں ہے حکم کسی کا سوائے اللہ کے تو یہ خبر علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور ایک بڑا قرآن منگوایا سو اس کو ہاتھ مارنے لگے اور کہنے لگے اے قرآن! لوگوں سے بات کر تو لوگوں نے کہا کہ وہ آدمی نہیں وہ تو صرف سیاہی اور کاغذ ہے اور ہم کلام کرتے ہیں ساتھ اس کے جو اس سے ہم نے روایت کی سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے اور لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب منصف ہے اللہ تعالیٰ ایک مرد کے عورت کے حق میں فرماتا ہے ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ﴾ الآیۃ اور محمد ﷺ کی امت بہت بڑی قدر والی ہے ایک مرد کی عورت سے اور انہوں نے عیب کیا مجھ پر اس میں کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط وکتابت کی اور حالانکہ حضرت ﷺ نے سہیل بن عمرو سے خط وکتابت کی اور البتہ تمہارے واسطے حضرت ﷺ کی بہتر چال چلنی ہے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کی طرف بھیجا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے مناظرہ کیا تو چار ہزار نے ان میں سے رجوع کیا اور علی رضی اللہ عنہ نے باقی لوگوں کو کہلا بھیجا کہ توبہ کریں انہوں نے نہ مانا تو ان کو کہلا بھیجا کہ تم جہاں چاہو رہو اور ہمارے اور تمہارے درمیان یہ عہد و پیمان ہے کہ نہ قتل کرو کسی کو ناحق اور نہ رہزنی کرو اور نہ ظلم کرو اور اگر تم نے کیا تو جاری ہوگی تمہاری طرف لڑائی اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے لڑائی کے بعد کہا کہ جس نشانی کا مرد حضرت ﷺ نے بیان فرمایا تھا اس نشانی کا مرد لاشوں میں تلاش کرو سو لوگوں نے اس کو لاشوں میں تلاش کیا سو نہ پایا پھر علی رضی اللہ عنہ خود اٹھے یہاں تک کہ آئے اُن لاشوں پر جو ایک دوسری پر پڑی تھیں سو کہا کہ ان کو الگ کرو سو انہوں نے اس کو لاش کے نیچے پایا زمین سے لگا ہوا۔

تنبیہ: ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اسی طرح ایک اور قصہ بھی خارجیوں کے حق میں آیا ہے جو اس قصے کے مخالف ہے اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جا اس کو قتل کر ڈال سو علی رضی اللہ عنہ گئے اور اس کو نہ پایا وہ ان کے جانے سے پہلے کہیں چلا گیا اور ممکن ہے کہ یہ وہی پہلا مرد ہو اور یہی قصہ پہلے قصے سے متراخی ہو اول اس کے مارنے سے منع کیا پھر اس کے مارنے کی اجازت دی واسطے دور ہونے علت منع کے اور وہ تالیف ہے اور شاید اسلام کے پھیل جانے کے بعد تالیف کی حاجت نہ رہی ہوگی اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں اس میں بڑی فضیلت ہے علی رضی اللہ عنہ کے واسطے اور یہ کہ وہی تھے امام بحق اور یہ کہ وہی تھے حق پر ان لوگوں کی لڑائی میں جن سے لڑے جنگ جمل اور صفین وغیرہ میں اور یہ کہ مراد ساتھ حصر کے کاغذ میں ان کے اس قول میں ما عندنا الا القرآن و الصحیفة مقید

ہے ساتھ کتابت کے نہ یہ کہ نہیں پاس ان کے حضرت ﷺ سے کوئی چیز اس چیز سے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو اطلاع دی آئندہ زمانے کے حالات سے مگر جو اس کاغذ میں ہے سو البتہ شامل ہیں طریقے اس حدیث کے بہت چیزوں پر جن کا علم علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کی طرف سے تھا اس قسم سے کہ متعلق ہے ساتھ خوارج وغیرہ کے اور ثابت ہو چکا ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ خبر دیتے تھے کہ ان کو بدلوگوں کا قتل کرے گا اور احتمال ہے کہ ہو نفی مقید ساتھ مختص ہونے ان کے ساتھ اس کے یعنی اس میں اور کوئی ان کے ساتھ شریک نہیں سو نہ وارد ہو گی حدیث باب کی اس واسطے کہ اس میں اور لوگ بھی ان کو شریک ہیں اگرچہ ان کے پاس زیادتی ہے اوپر ان کے اس واسطے کہ وہ صاحب قصہ ہیں سو ان کی کوشش اس کے ساتھ غیر سے زیادہ ہو گی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کے اعتقاد میں امام سے بغاوت جائز ہو اس سے لڑائی نہ کی جائے جب تک کہ اس کے واسطے لڑائی کو قائم نہ کرے یا اس کے واسطے مستعد نہ ہو اور حکایت کیا ہے طبری نے اس پر اجماع کو اس کے حق میں کہ نہ تکفیر کی جائے اس کی اعتقاد اس کے سے اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس نے لکھا بیچ باز رہنے کے خارجیوں کے لڑنے سے جب تک کہ ناحق خون ریزی نہ کریں یا مال لیں سو اگر کریں تو ان سے لڑو اگرچہ میری اولاد ہوں اور عطاء سے ہے جب کہ رہزنی کریں اور ڈاکہ ماریں اور اس میں ہے کہ نہیں جائز ہے قتال خوارج کا اور قتل کرنا ان کا مگر بعد قائم کرنے حجت کے اوپر ان کے بایں طور کہ ان کو بلایا جائے کہ حق کی طرف رجوع کریں اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں ساتھ آیت کے جو اس میں مذکور ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس شخص کے واسطے جو قائل ہے ساتھ تکفیر خوارج کے یعنی خارجی لوگ کافر ہیں اور یہی معلوم ہوتا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کاری گری سے کہ ان کو ملحدوں کے ساتھ جوڑا اور تاویل کرنے والوں کو ان سے الگ جدا باب میں بیان کیا اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے ابوبکر بن عربی نے ترمذی کی شرح میں سو کہا صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ نکل جائیں گے اسلام سے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں ان کو قتل کروں گا قوم عاد کا سا قتل کرنا اور قوم عاد کی کفر سے ہلاک ہوئی اور اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بدتر ہیں سب خلقت میں اور نہیں وصف کیے جاتے ساتھ اس کے مگر کافر لوگ اور اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب خلق سے زیادہ دشمن ہیں اور اس واسطے کہ جو ان کے اعتقاد کے مخالف ہو اس کو کافر جانتے ہیں اور مخلد فی النار شمار کرتے ہیں سو وہ بطریق اولیٰ کافر ہوں گے اور اسی کی طرف میل کی ہے تقی الدین سبکی نے سو اس نے کہا کہ جو شخص خارجیوں کو کافر کہتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ وہ لوگ بڑے بڑے اصحاب کو کافر جانتے ہیں اور یہ بغل گیر ہے حضرت ﷺ کی تکذیب کو کہ حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بہشت کے ساتھ گواہی دی اور یہ حجت میرے نزدیک صحیح ہے اور جو ان کو کافر نہیں کہتا اس کی حجت یہ ہے کہ اس کو کافر کہنا چاہتا ہے کہ ان کو اس شہادت مذکور کا قطعی علم حاصل ہو اور اس

میں نظر ہے اس واسطے کہ ہم قطعی جانتے ہیں کہ جن کو وہ کافر کہتے ہیں وہ پاک ہیں مرتے دم تک اور یہ کافی ہے ان کی تکفیر میں ہمارے اعتقاد میں اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ جو اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہے تو دونوں سے ایک اس کے ساتھ پھرتا ہے اور البتہ تحقیق ہو چکا ہے کہ وہ لوگ ایک جماعت اصحاب کو کافر جانتے ہیں جن کے ایمان کا ہم کو قطعی علم حاصل ہو چکا ہے سو واجب ہے کہ ان کو کافر کہا جائے ساتھ مقتضی حدیث حضرت ﷺ کے اور اس کی نظیر وہ شخص ہے جو بت کو سجدہ کرے اور مجمل طور سے اسلام کا معتقد ہو اور فرائض کو ادا کرے کہ یہ اعتقاد اسلام کا اس کو بت کے سجدہ کرنے سے نجات نہیں دیتا اور نہ عمل کرنا ساتھ واجبات کے اور اکثر اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ خارجی لوگ فاسق ہیں اور حکم اسلام کا جاری ہے اوپر ان کے اس واسطے کہ وہ کلمہ گو ہیں اور ارکان اسلام پر ہمیشگی کرتے ہیں اور مسلمانوں کو جو کافر کہتے ہیں تو تاویل سے کہتے ہیں کہا خطابی نے اجماع ہے مسلمانوں کا اس پر کہ خارجی لوگ باوجود گمراہ ہونے کے ایک فرقہ ہے مسلمانوں سے جائز ہے نکاح کرنا ان سے اور کھانا ان کے ذبح کیے جانور کا اور نہ کافر کہا جائے ان کو جب تک کہ اصل اسلام کے ساتھ تمسک کرتے ہوں اور کہا ابن بطال نے کہ جمہور علماء کا یہ مذہب ہے اور کہا قرطبی نے کہ ان کو کافر کہنا ظاہر تر ہے حدیث میں پھر جو لوگ خارجیوں کو کافر جانتے ہیں ان کے قول پر ان سے لڑنا اور ان کے بیوی بچوں کو قید کرنا جائز ہے اور یہ قول ایک گروہ اہل حدیث کا ہے خارجیوں کے اماموں میں اور جو لوگ ان کو کافر نہیں کہتے ان کے قول پر ان کا حکم باغیوں کا حکم ہے اگر لڑائی کو قائم کریں تو ان سے لڑائی کی جائے ورنہ نہ اور اس حدیث میں نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے کہ جس طرح حضرت ﷺ نے فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا اور یہ اس واسطے کہ جب خارجیوں نے اپنے مخالفوں کو کافر کہا تو ان کے خونوں کو حلال جانا اور مشرکوں سے لڑنا چھوڑ دیا اور اس حدیث میں ہے کہ لڑنا خارجیوں سے اولیٰ ہے مشرکوں کے قتال سے اس واسطے کہ ان کے لڑنے میں حفظ راس المال اسلام کا ہے اور مشرکوں کی لڑائی میں طلب کرنا نفع کا ہے اور حفظ رأس المال کا اولیٰ ہے اور اس میں زجر ہے عمل کرنے سے ساتھ ظاہر جمیع آیات کے جو تاویل کے قابل ہیں جن کے ظاہر پر عمل کرنے سے اجماع سلف کی مخالفت لازم آتی ہے اور اس میں ڈرانا ہے غلو اور مبالغہ کرنے سے بیچ دیانت کے اور شدت کرنے سے عبادت میں جس کی شارع نے اجازت نہیں دی اور حضرت ﷺ نے شریعت کی تعریف کی ہے ساتھ اس کے کہ وہ سہل اور آسان ہے اور رغبت دی مسلمانوں کو کہ مسلمانوں کے ساتھ نرمی کریں اور اور کافروں کے ساتھ سختی کریں اور خارجیوں نے اس کا عکس کیا اور یہ کہ جائز ہے لڑنا اس شخص سے جو امام پر خروج کرے اور امام عادل کی طاقت سے نکلے اور جو قائم کرے لڑائی کو اور لڑے اعتقاد فاسد پر اور جو راہزنی کرے اور راہ میں ڈرائے اور زمین میں فساد کرے اور جو حاکم ظالم کی فرمانبرداری سے نکلے اور جو ارادہ کرے غالب ہونے کا اس کے مال پر یا اہل پر یا نفس پر تو وہ معذور ہے اس سے لڑنا جائز نہیں اور اس کو جائز ہے کہ اپنے اہل اور جان اور مال سے اس کو ہٹا

دے بقدر طاقت اپنی کے اور اس میں جواز قتال خوارج کا ہے ساتھ پہلی شرطوں کے اور ثابت ہونا اجر کا اس کے واسطے جو ان کو قتل کرے اور یہ کہ بعض مسلمان دین سے نکلتے ہیں بغیر قصد کرنے کے اور بغیر اس کے کہ اسلام کے سوائے کوئی اور دین اختیار کریں اور اس میں ہے کہ خارجی لوگ امت محمدی کے سب بدعتی فرقوں سے بدتر ہیں بلکہ یہود اور نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں اور یہ مبنی ہے ان کے کفر پر کہ خارجی لوگ مطلب کافر ہیں۔ (فتح)

٦٤٢٢۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا يُسَيْرُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ لِسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الْخَوَارِجِ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ وَأَهْوٰى بِيَدِهٖ قِبَلَ الْعِرَاقِ يَخْرُجُ مِنْهُ قَوْمٌ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ.

۶۴۲۲۔ حضرت یسیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سہل رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے خارجیوں کے حق میں کچھ فرماتے تھے؟ اس نے کہا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے اور اپنے ہاتھ سے عراق کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے ایک قوم نکلے گی قرآن کو پڑھیں گے ان کے ہنسلیوں سے نیچے نہ اترے گا وہ لوگ اسلام سے نکل جائیں گے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار سے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں ہے کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے تصریح کی کہ حرور یہ ہی مراد ہیں ساتھ اس قوم کے جو ان دونوں بابوں کی حدیثوں میں مذکور ہیں سو یہ قوی کرتا ہے اس چیز کو جو پہلے گزری کہ توقف کیا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے ان کے نام اور نسبت میں نہ بیچ ہونے ان کے مرد اور روایت کیا ہے اس حدیث کو پچیس اصحاب نے سوائے علی رضی اللہ عنہ کے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ.

باب ہے بیچ بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ہرگز نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ آپس میں لڑیں گے دو گروہ دعویٰ دونوں کا ایک ہی ہوگا۔

٦٤٢٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ.

۶۴۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ آپس میں لڑیں گے دو گروہ دعویٰ دونوں کا ایک ہی ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ دونوں کے درمیان بڑی لڑائی ہوگی اور مراد اس حدیث میں دو گروہ سے گروہ علی رضی اللہ عنہ اور گروہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور مراد ساتھ

دعویٰ کے اسلام ہے راجح قول پر یعنی دونوں اسلام پر لڑیں گے اور بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک کا اعتقاد یہ ہوگا کہ وہ حق پر ہے اور وارد کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے اشارہ کرنے کے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوئی ہے جیسے کہ روایت کی طبرانی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث باب کے اور زیادہ کیا اس کے اخیر میں کہ وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ ایک گروہ نکلے گا قتل کرے گا ان کو وہ گروہ جو حق سے قریب تر ہوگا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت اس کی واسطے ماقبل کے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُتَأَوِّلِيْنَ — جو آیا ہے تاویل کرنے والوں کے بیان میں

فائدہ: اس کا بیان کتاب الادب میں ہو چکا ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جو مسلمان کو کافر کہے دیکھا جائے سو اگر بغیر تاویل کے ہو تو مستحق ہے مذمت کا اور اکثر اوقات کہنے والا ہی کافر ہو جاتا ہے اور اگر تاویل سے ہو تو اس میں دیکھا جائے اگر تاویل ناجائز ہو تو بھی مذمت کا مستحق ہے اور نہیں پہنچتا طرف کفر کی بلکہ اس کی خطا کی وجہ اس کے واسطے بیان کی جائے اور جھڑکی دی جائے اس کو جو اس کے لائق ہو اور نہیں لاحق ساتھ اول کے نزدیک جمہور کے اور اگر جائز تاویل کے ساتھ ہو تو نہیں مستحق ہے ذم کا بلکہ قائم کی جائے اس پر حجت یہاں تک کہ رجوع کرے طرف صواب کی کہا علماء نے ہر تاویل کرنے والا معذور ہے گنہگار نہیں جب کہ اس کی تاویل جائز ہو عرب کی زبان میں اور علم میں اس کے واسطے کوئی وجہ ہو۔ (فتح)

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيَّ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَآئَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَؤُهَا عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ فَكِدْتُّ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَانْتَظَرْتُهُ حَتّٰى سَلَّمَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم کو سورۂ فرقان پڑھتے ہوئے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سو میں نے اس کی قراءت کی طرف کان لگایا سو اچانک وہ اس کو پڑھتا ہے اس قراءت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس طرح نہیں پڑھائی یعنی دوسری طرح پڑھتا تھا اور مجھ کو اور طرح سے یاد تھا سو میں قریب تھا کہ نماز میں اس کو لپیٹوں سو میں نے اس کو مہلت دی یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا سو جب اس نے سلام پھیرا تو میں نے اپنی یا اس کی چادر اس کے گلے میں ڈالی سو میں نے کہا کہ کس نے یہ سورت تجھ کو پڑھائی ہے؟ اس نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ سورت پڑھائی ہے میں نے

بِرِدَآئِهٖ أَوْ بِرِدَآئِيْ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ قَالَ أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَهٗ كَذَبْتَ فَوَاللّٰهِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِيْ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَؤُهَا فَانْطَلَقْتُ أَقُوْدُهٗ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ بِسُوْرَةِ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا وَأَنْتَ أَقْرَأْتَنِيْ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَآئَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهٗ يَقْرَؤُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.

اس سے کہا کہ تو جھوٹا ہے سوقسم ہے اللہ تعالیٰ کی بے شک حضرت ﷺ نے مجھ کو یہ سورت پڑھائی جو میں نے تجھ کو پڑھتے سنا سو میں اس کو کھینچتا ہوا حضرت ﷺ کی طرف چلا سو میں نے کہا یا حضرت! میں نے اس کو سورۂ فرقان پڑھتے ہوئے سنا اس قراءت سے جو حضرت ﷺ نے مجھ کو نہیں پڑھائی اور آپ ہی نے مجھ کو سورۂ فرقان پڑھائی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا چھوڑ دے اس کو اے عمر! اے ہشام! پڑھ سو اس نے اس کو حضرت ﷺ پر پڑھا اس قراءت سے جس طرح میں نے اس کو پڑھتے سنا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا اسی طرح اتری ہے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا اے عمر تو پڑھ سو میں نے پڑھا حضرت ﷺ نے فرمایا اسی طرح اتری پھر فرمایا کہ یہ قرآن اُتارا گیا ہے عرب کی سات بولیوں میں سو اس میں سے پڑھو جو تم کو آسان معلوم ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب فضائل القرآن میں گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ حضرت ﷺ نے نہ مواخذہ کیا عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ تکذیب ہشام کے اور نہ اس کے گلے میں چادر ڈالنے سے اور نہ اس سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا ایقاع کا ساتھ اس کے بلکہ سچا کہا ہشام کو اس چیز میں جو اس نے نقل کی اور معذور رکھا عمر رضی اللہ عنہ کو انکار میں اور نہ زیادہ کیا اس کو اوپر بیان کرنے حجت کے بیچ جائز ہونے دونوں قراءتوں کے۔ (فتح)

٦٤٢٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا

۶۴۲۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان

وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كَمَا تَظُنُّوْنَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ ﴿يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.

کو ظلم سے نہ ملایا تو یہ بات حضرت ﷺ کے اصحاب پر بہت بھاری پڑی اور کہا کہ ہم لوگوں میں کون ایسا ہے جو اپنی جان پر کچھ ظلم اور گناہ نہیں کرتا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یوں نہیں جیسا تم نے گمان کیا وہ مطلب تو یوں ہے جیسا لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا تھا اے بیٹا! اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرانا بے شک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی ترجمہ میں اس جہت سے ہے کہ نہ مؤاخذہ کیا حضرت ﷺ نے اصحاب کو اس پر کہ انہوں نے آیت میں ظلم کے معنی عام سمجھے کہ ظلم گناہ کو بھی شامل ہے بلکہ ان کو معذور رکھا اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے تاویل میں پھر ان کے واسطے بیان کیا کہ ظلم سے مراد شرک ہے گناہ مراد نہیں۔ (فتح)

٦٤٢٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ غَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَّا ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَقُوْلُوْهُ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ بَلٰى قَالَ فَإِنَّهُ لَا يُوَافٰى عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ.

٦٤٢٥۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اول دن میں میرے پاس تشریف لائے تو ایک مرد نے کہا کہاں ہے مالک بن دخشن؟ تو ہم میں سے ایک مرد نے کہا کہ وہ منافق ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت نہیں رکھتا حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اس کو نہیں سنا لا الہ الا اللہ کہتا اس حال میں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتا ہے؟ کہا کیوں نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا سو بے شک شان یہ ہے کہ نہیں لائے گا کوئی بندہ قیامت کے دن مگر کہ اللہ تعالیٰ آگ کو اس پر حرام کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ابواب المساجد میں گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی اس جہت سے ہے کہ حضرت ﷺ نے نہ مؤاخذہ کیا ان لوگوں پر جنہوں نے مالک بن دخشن کے حق میں کہا جو کہا بلکہ ان کے واسطے بیان کیا کہ احکام

اسلام کے ظاہر پر جاری ہیں باطن پر نہیں کہ اس کو اللہ تعالیٰ سمجھ لے گا۔

٦٤٢٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ فُلَانٍ قَالَ تَنَازَعَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحِبَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ فَقَالَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لِحِبَّانَ لَقَدْ عَلِمْتُ مَا الَّذِيْ جَرَّأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَآءِ يَعْنِيْ عَلِيًّا قَالَ مَا هُوَ لَا أَبَا لَكَ قَالَ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُهُ قَالَ مَا هُوَ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ وَأَبَا مَرْثَدٍ وَكُلُّنَا فَارِسٌ قَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَأْتُوْا رَوْضَةَ حَاجٍ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ هٰكَذَا قَالَ أَبُوْ عَوَانَةَ حَاجٍ فَإِنَّ فِيْهَا امْرَأَةً مَعَهَا صَحِيْفَةٌ مِّنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِيْ بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَأْتُوْنِيْ بِهَا فَانْطَلَقْنَا عَلٰى أَفْرَاسِنَا حَتّٰى أَدْرَكْنَاهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسِيْرُ عَلٰى بَعِيْرٍ لَهَا وَقَدْ كَانَ كَتَبَ إِلٰى أَهْلِ مَكَّةَ بِمَسِيْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقُلْنَا أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِيْ مَعَكِ قَالَتْ مَا مَعِيْ كِتَابٌ فَأَنَخْنَا بِهَا بَعِيْرَهَا فَابْتَغَيْنَا فِيْ رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا فَقَالَ صَاحِبَايَ مَا نَرٰى مَعَهَا كِتَابًا قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ عَلِمْنَا مَا كَذَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَلَفَ عَلِيٌّ وَالَّذِيْ يُحْلَفُ بِهٖ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ فَأَهْوَتْ إِلٰى

٦٤٢٦۔ حضرت فلان سے روایت ہے کہ جھگڑا کیا ابو عبدالرحمٰن اور حبان نے سوا ابو عبدالرحمٰن نے حبان سے کہا البتہ میں نے معلوم کی وہ چیز جس نے تیرے ساتھی یعنی علی رضی اللہ عنہ کو خون ریزی پر دلیر کیا حبان نے کہا وہ کیا ہے؟ تیرا باپ نہ ہو ابو عبدالرحمٰن نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر رضی اللہ عنہ اور ابو مرثد رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ہم سب سوار تھے سو فرمایا چلو یہاں تک کہ روضہ حاج میں جس کو کہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کہا ابو عوانہ نے سو وہاں ایک عورت ہے اس کے پاس خط ہے حاطب رضی اللہ عنہ کا مشرکین مکہ کی طرف سو اس کو میرے پاس لے آؤ سو ہم اپنے گھوڑوں پر چلے یہاں تک کہ ہم نے اس کو پایا جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فرمایا اپنے اونٹ پر چلتی تھی اور حاطب رضی اللہ عنہ نے مکے والوں کو لکھا تھا حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے کا ان کی طرف یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرف چلنے کا ارادہ رکھتے ہیں ہم نے کہا کہاں ہے وہ خط جو تیرے پاس ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں سو ہم نے اس کو اونٹ کے ساتھ بٹھلایا پھر ہم نے اس کے کجاوے میں خط ڈھونڈا تو ہم نے کچھ چیز نہ پائی تو میرے دونوں ساتھیوں نے کہا کہ ہم اس کے پاس خط نہیں دیکھتے تو میں نے کہا البتہ ہم کو معلوم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ نہیں بولا پھر قسم کھائی علی رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ خط نکال یا میں تجھ کو ننگا کروں گا سو وہ اپنے تہ بند باندھنے کی جگہ کی طرف جھکی اور وہ کمر میں چادر باندھے تھی سو اس نے خط نکالا تو ہم اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! البتہ اس نے اللہ اور اس

حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتِ الصَّحِيفَةَ فَأَتَوْا بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ دَعْنِيْ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لِيْ أَنْ لَّا أَكُوْنَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَلٰكِنِّيْ أَرَدْتُ أَنْ يَكُوْنَ لِيْ عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يُدْفَعُ بِهَا عَنْ أَهْلِيْ وَمَالِيْ وَلَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَهُ هُنَالِكَ مِنْ قَوْمِهِ مَنْ يَّدْفَعُ اللّٰهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ قَالَ صَدَقَ لَا تَقُوْلُوْا لَهُ إِلَّا خَيْرًا قَالَ فَعَادَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ دَعْنِيْ فَلِأَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ أَوَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ أَوْجَبْتُ لَكُمُ الْجَنَّةَ فَاغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ خَاخٍ أَصَحُّ وَلٰكِنْ كَذَا قَالَ أَبُوْ عَوَانَةَ حَاجٍ وَحَاجٍ تَصْحِيْفٌ وَهُوَ مَوْضِعٌ وَهُشَيْمٌ يَقُوْلُ خَاخٍ.

کے رسول اور مسلمانوں کی خیانت کی ہے حکم ہو تو اس کی گردن ماروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے حاطب! کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اس پر جو تو نے کیا تو اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو کیا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان دار نہ ہوں لیکن میں نے ارادہ کیا کہ کفار مکہ پر کچھ احسان اور منت رکھوں کہ دفع اور دور کی جائے تکلیف ساتھ اس کے میرے اہل اور مال سے اور آپ کے اصحاب میں سے کوئی ایسا نہیں مگر کہ اس کے واسطے وہاں اس کی قوم میں سے وہ شخص ہے جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ اس کے اہل اور مال سے تکلیف دور کرے حضرت ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا سو نہ کہو اس کو مگر نیک کہا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھر پہلی بات دوہرائی سو کہا یا حضرت! البتہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اور مسلمانوں کی خیانت کی مجھ کو حکم ہو تو اس کی گردن ماروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کیا یہ جنگ بدر والے اصحاب میں سے نہیں ہے اور تجھ کو کیا معلوم ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اس جنگ بدر والے گروہ پر البتہ آگاہ ہو چکا سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کرو جو تمہارا جی چاہے سو البتہ میں نے تمہارے واسطے بہشت کو واجب کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھوں سے بہت آنسو جاری ہوئے یعنی بہت روئے یعنی بہ سبب اس خطا کے کہ حاطب رضی اللہ عنہ کو واجب القتل جان کر اس کے مارنے کا ارادہ کیا سو کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے۔ کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ خاخ صحیح تر ہے لیکن کہا ابو عوانہ نے حاج اور حاج تصحیف ہے اور وہ ایک جگہ ہے درمیان مکہ اور مدینے کے اور کہا ہشیم نے خاخ۔

فائدہ: خون ریزی پر یعنی مسلمانوں کی خون ریزی پر اس واسطے کہ مشرکوں کے خون تو بالاتفاق مندوب ہیں جب

حضرت ﷺ نے مکے کے جہاد کا ارادہ کیا تو بعض اصحاب سے چھپ کر کہا اور لوگوں میں مشہور ہوا کہ حضرت ﷺ غیر مکے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ بات حاطب رضی اللہ عنہ نے سنی اور اہل مکہ کو چھپ کر لکھا اور ایک عورت کو خط دیا حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا حضرت ﷺ نے وہ خط راہ سے پکڑ منگوایا پھر حاطب رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمایا کہ یہ خط تو نے لکھا تھا؟ اس نے کہا ہاں، اور ایک روایت میں ہے کہ حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نے شک نہیں کیا جس دن سے میں مسلمان ہوا اور یہ جو فرمایا کہ اس نے سچ کہا تو احتمال ہے کہ معلوم کیا ہو حضرت ﷺ نے صدق اس کا اس چیز سے کہ اس نے ذکر کی عذر سے اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا ہو اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھر پہلی بات دوہرائی تو یہ صریح ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ دوبار کہا سو پہلی بار میں تو معذور تھے اس واسطے کہ اس میں اس کا عذر نہیں ظاہر ہوا تھا اور دوسری بار میں تو اس کا عذر واضح ہو چکا تھا کہ اس نے اپنے اہل اور مال کی حفاظت کے واسطے یہ کام کیا تھا اور حضرت ﷺ نے بھی اس کی تصدیق کی تھی اور منع فرمایا کہ اس کو نہ کہو مگر نیک تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات دوہرانے میں اشکال ہے اور جواب یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے گمان کیا تھا کہ اس کا سچا ہونا اپنے عذر میں نہیں دفع کرتا جو واجب ہے اس پر قتل سے اور مراد اعملوا ما شئتم سے یہ ہے کہ بے شک گناہ ان کے واقع ہوں گے بخشے گئے یہاں تک کہ اگر مثلا کوئی فرض ترک کریں تو ان کو اس کا مؤاخذہ نہیں ہوگا اور اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ جو مباشر ہو بعض اعمال صالحہ کا تو اس کے بدلے اس کو بہت ثواب ملتا ہے جو مقابل ہو گناہوں کو جو حاصل ہوں بہت فرضوں کے ترک کرنے سے اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے یہ کہ ایمان دار اگرچہ پہنچے ساتھ نیک عمل کے اس رتبے کو کہ اس کے واسطے بہشت واجب ہو جائے لیکن تاہم گناہ میں واقع ہونے سے معصوم نہیں اس واسطے کہ حاطب رضی اللہ عنہ داخل ہوا ان لوگوں میں جن کے واسطے اللہ تعالیٰ نے بہشت کو واجب کیا اور باوجود اس کے واقع ہوا اس سے جو واقع ہوا اور اس میں تعقب ہے اس پر جو تاویل کرتا ہے کہ مراد ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے اعملوا ما شئتم یہ ہے کہ وہ محفوظ ہیں گناہ میں واقع ہونے سے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو کافر کہتا ہے مسلمان کو ساتھ ارتکاب گناہ کے اور اس پر جو یقین کرتا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ہمیشہ آگ میں رہے گا اور اس پر جو یقین کرتا ہے کہ ضروری ہے کہ اس کو عذاب ہو اور یہ کہ جس سے خطا واقع ہو اس کو لائق نہیں کہ اس سے انکار کرے بلکہ اس کا اقرار کرے اور عذر کرے تاکہ دو گناہ جمع نہ ہوں اور یہ کہ جائز ہے تشدید بیچ طلب خلاص حق کے اور تہدید ساتھ اس چیز کے کہ نہ کرے اس کو تہدید کیا گیا واسطے ڈرانے اس شخص کے کہ اس سے حق نکالنا چاہے اور یہ کہ جائز ہے پھاڑنا جاسوس کے پردہ کا اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جو جائز رکھتا ہے اس کے قتل کرنے کو مالکیہ سے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کی اجازت مانگی اور حضرت ﷺ نے اس کو رد نہ کیا مگر اس واسطے کہ وہ بدر والوں میں سے تھا اور بعضوں نے مقید کیا ہے اس کو ساتھ اس

کے کہ یہ اس سے مکرر واقع ہو اور معروف مالک رحمہ اللہ سے یہ ہے کہ امام اس میں اجتہاد کرے اور نقل کیا طحاوی نے اجماع کہ مسلمان جاسوس کا خون مباح نہیں اور کہا شافعیہ اور اکثر نے کہ اس کو تعزیر دی جائے اور اگر باعزت آدمی ہو تو اس سے معاف کیا جائے اور اسی طرح کہا اوزاعی رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہ اس کو درد پہنچایا جائے ساتھ سزا کے اور وارد کیا جائے حبس اس کا اور یہ کہ معاف کی جائے ذلت شریف آدمی کی اور کہا بعضوں نے کہ حضرت ﷺ نے اس سے اس واسطے درگزر کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی سے اطلاع دی کہ وہ اپنے عذر میں سچا ہے سو اس کا غیر اس کی مانند نہ ہوگا تو جواب دیا ہے قرطبی نے کہ یہ گمان خطا ہے اس واسطے کہ احکام اللہ تعالیٰ کے اس کے بندوں میں جاری ہوتے ہیں ان کے ظاہر پر اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو منافقوں کے حال سے خبر دی جو آپ کی خدمت میں حاضر تھے اور نہ حلال کیا آپ کے واسطے قتل کرنا ان کا باوجود اس کے واسطے ظاہر کرنے ان کے اسلام کو اور یہی حکم ہے ہر اس شخص کا جو ظاہر کرے اسلام کو بظاہر مسلمان ہو کہ اس پر احکام اسلام کے جاری ہوں گے اور اس حدیث میں نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی کے حاطب رضی اللہ عنہ کے قصے سے خبر دی اور اس میں مشورہ دینا ہے بڑے آدمی کا امام کو ساتھ اس چیز کے کہ ظاہر ہو اس کے واسطے رائے سے جس کا نفع مسلمانوں پر عائد ہو اور امام کو اس میں اختیار ہے چاہے مانے چاہے نہ مانے اور یہ کہ جائز ہے معاف کرنا گنہگار سے اور یہ کہ گنہگار کا کوئی ادب نہیں عزت نہیں اور اجماع ہے اس پر کہ اجنبی عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے برابر ہے کہ مسلمان ہو یا کافر اور اگر اس کی نافرمانی کے سبب سے اس کی حرمت ساقط نہ ہوتی تو اس کو ننگا کرنے کے ساتھ تہدید نہ کرتے اور یہ کہ جائز ہے بخشنا تمام گناہوں کا جو جائز الوقوع ہوں اس شخص سے کہ اللہ تعالیٰ چاہے برخلاف اہل بدعت کے جو اس سے انکار کرتے ہیں لیکن محل معاف کا برائے صحابی سے وہ گناہ ہے جس میں حد نہ ہو جیسے کہ زنا وغیرہ میں ہے اور یہ کہ جائز ہے بخشنا ان گناہوں کا جو مؤخر ہوں اور دلالت کرتا ہے اس پر دعا کرنا حضرت ﷺ کا چند حدیثوں میں اور البتہ وارد ہوئے ہیں چند حدیثوں میں وہ عمل جن کے کرنے والوں کو وعدہ دیا گیا ہے کہ اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخشے جائیں گے اور یہ کہ نہیں لائق ہے قائم کرنا حد اور تادیب کا حاکم کے سامنے مگر اس کی اجازت سے اور اس میں فضیلت ہے عمر رضی اللہ عنہ کی اور سب اہل بدر کی۔ (فتح)

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْإِكْرَاهِ

کتاب ہے زبردستی کے بیان میں

فائدہ: وہ لازم کرنا ہے غیر پر وہ چیز جس کو وہ نہ چاہے یعنی زبردستی اور اکراہ کی شرطیں چار ہیں اول یہ کہ ہو فاعل اس کا قادر اوپر واقع کرنے اس چیز کے کہ ڈرایا جاتا ہے ساتھ اس کے اور مامور عاجز ہو اس کے دفع کرنے سے اگرچہ ساتھ بھاگنے کے ہو، دوسری یہ کہ غالب ہو اس کے گمان پر کہ اگر وہ باز رہا تو واقع کرے گا یہ ساتھ اس کے، تیسری یہ کہ جس چیز کے ساتھ ڈراتا ہے وہ فوری ہو یعنی اسی وقت واقع ہونے والی ہو اور اگر کہے کہ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تجھ کو کل ماروں گا تو وہ مکرہ نہیں گنا جاتا، چوتھی یہ کہ نہ ہو ظاہر امور سے وہ چیز جو دلالت کرے اس کے اختیار پر مثل اس شخص کی جو زبردستی کیا گیا زنا کرنے پر سو اپنا ذکر داخل کیا اور ممکن ہو اس کو کھینچ لینا سو تمادی کرے یہاں تک کہ انزال ہو اور مثل اس شخص کی کہ اس سے کہا گیا کہ تین طلاقیں دے اور اس نے ایک طلاق دی اور اسی طرح عکس اس کا اور نہیں فرق ہے درمیان اکراہ کے قول میں اور فعل میں نزدیک جمہور کے اور مستثنیٰ ہے فعل سے جو ہمیشہ حرام ہے جیسا کسی کو ناحق قتل کرنا اور اختلاف ہے مکرہ میں کہ کیا تکلیف دیا جائے ساتھ ترک فعل اس چیز کے کہ اکراہ کیا گیا ہے اوپر اس کے یا نہ سو کہا شیخ ابو اسحاق شیرازی نے کہ اجماع ہے اس پر کہ جو قتل کرنے پر زبردستی کیا جائے وہ مامور ہے ساتھ بچنے کے قتل کرنے سے اور دفع کرنے کے اپنے نفس سے اور یہ کہ وہ گنہگار ہوتا ہے اگر قتل کرے اس کو جس کے قتل کرنے پر زبردستی کیا گیا اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ مکلّف ہے بیچ حالت اکراہ کے اور اسی طرح واقع ہوا ہے غزالی وغیرہ کی کلام میں اور ان کا کلام تقاضا کرتا ہے تخصیص خلاف کو ساتھ اس چیز کے کہ موافق ہو باعث اکراہ کا باعث شرع کو مانند اکراہ کی قتل کافر پر اور اکراہ کی اسلام پر اور بہرحال جس چیز میں باعث اکراہ کا باعث شرع کے مخالف ہو مانند اکراہ کی قتل پر تو نہیں خلاف ہے بیچ جائز ہونے تکلیف کے بیچ اس کے اور جس فعل سے کوئی چارہ نہ ہو اس میں اختلاف ہے جیسا کہ کوئی پہاڑ سے گرایا جائے اور وہ کسی شخص پر پڑے اس کو قتل کرے اس واسطے کہ نہیں ہے اس کے واسطے کوئی اختیار نہ کرنے میں اور وہ تو اس حالت میں صرف آلہ ہے اور نہیں نزاع ہے اس میں کہ وہ غیر مکلّف ہے اور اختلاف ہے اس چیز میں کہ ڈرایا جاتا ہے ساتھ اس کے سو اتفاق ہے قتل پر اور تلف عضو پر اور سخت مار پر اور حبس طویل پر۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مگر جو زبردستی کیا گیا اور حالانکہ

مُطْمَئِنٌّۢ بِالْإِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾.

تسکین پکڑنے والا ہو اس کا دل ساتھ ایمان کے لیکن جو کھولے ساتھ کفر کے سینہ یعنی واسطے قبول کرنے کفر کے تو ان پر غضب ہے اللہ تعالیٰ کا۔

فائدہ: یہ استثناء ہے مقدم ہے گویا کہ کہا گیا کہ ان پر غضب ہے اللہ تعالیٰ کا مگر جو زبردستی کیا گیا اس واسطے کہ کفر ہوتا ہے ساتھ قول اور فعل کے بغیر اعتقاد کے اور کبھی ہوتا ہے ساتھ اعتقاد کے پس استثناء کیا گیا اول اور وہ مکرہ ہے اور یہ وعید شدید ہے اس کے حق میں جو مرتد ہو اختیار سے اور بہر حال جو زبردستی کیا جائے اوپر اس کے تو وہ معذور ہے ساتھ آیت کے اس واسطے کہ استثناء اثبات سے نفی ہے سو یہ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ نہ داخل ہو جو زبردستی کیا گیا کفر پر تحت وعید کے اور مشہور یہ ہے کہ یہ آیت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری کہ ان کو مشرکین مکہ نے پکڑا اور سخت عذاب کیا تو عمار رضی اللہ عنہ نے زبان سے کہا کہ میں نے کفر کیا ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جو لائے یہ بات کافروں کو خوش لگی انہوں نے ان کو چھوڑ دیا پھر عمار رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے دل کو کس طرح پاتا ہے؟ کہا کہ آرام پکڑنے والا ساتھ ایمان کے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر پھر کریں تو تو بھی اسی کر اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ خبر دی اللہ تعالیٰ نے کہ جو ایمان کے بعد مرتد ہو جائے اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور بہر حال جو زبان سے زبردستی کیا جائے اور دل سے مخالف ہو یعنی اس کے دل میں ایمان ہو تا کہ اس کے ساتھ کافر سے نجات پائے تو اس پر کوئی حرج نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بندوں کو مؤاخذہ ہوتا ہے اس کا جو ان کے دل میں اعتقاد ہو۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿إِلَّا أَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقَاةً﴾ وَهِيَ تَقِيَّةٌ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر یہ کہ تم پکڑو ان سے بچاؤ اور یہ تقیہ ہے

فائدہ: اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ نہ پکڑے مسلمان کافر کو رفیق نہ باطن میں نہ ظاہر میں مگر واسطے تقیہ کے ظاہر میں کہ اس کے واسطے جائز ہے کہ اس کو ظاہر میں دوست پکڑے اور دل سے اس کے ساتھ دشمنی رکھے۔

وَقَالَ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَآئِكَةُ ظَالِمِيْٓ أَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْأَرْضِ قَالُوْا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا إِلٰى قَوْلِهٖ عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾ وَقَالَ ﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن لوگوں کی فرشتوں نے جان قبض کی اس حال میں کہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے تو فرشتوں نے کہا کہ کس چیز میں تھے تم؟ انہوں نے کہا کہ تھے ہم عاجز کیے گئے زمین میں، تو انہوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی تا کہ تم اس میں ہجرت کرتے آخر آیت تک، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مگر جو

وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا﴾ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَعَذَرَ اللّٰهُ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَمْتَنِعُوْنَ مِنْ تَرْكِ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ وَالْمُكْرَهُ لَا يَكُوْنُ إِلَّا مُسْتَضْعَفًا غَيْرَ مُمْتَنِعٍ مِّنْ فِعْلِ مَا أُمِرَ بِهٖ.

بے بس ہیں مردوں اور عورتوں سے اور لڑکوں سے جو کہتے ہیں، آخر آیت تک ۔ کہا ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سو معذور رکھا اللہ تعالیٰ نے عاجز کیے گئوں کو جو نہیں باز رہتے ترک اس چیز کی سے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم کیا یعنی مگر جب کہ مغلوب ہوں اور جو زبردستی کیا گیا ہو نہیں ہوتا ہے مگر بیچارہ نہ باز رہنے والا فعل اس چیز کے سے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے ۔

فائدہ: یعنی جو حکم کرے ساتھ اس کے وہ شخص جس کو قدرت ہو اوپر واقع کرنے بدی کے ساتھ اس کے یعنی اس واسطے کہ نہیں قادر ہے اوپر باز رہنے کے ترک امر اللہ تعالیٰ سے جیسا کہ نہیں قادر ہے مکرہ اوپر باز رہنے کے فعل حکم اکراہ کرنے والے سے سو وہ مکرہ کے حکم میں ہے پہلی آیت سورہ میں پیچھے ہے پچھلی آیت سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اول اس کو نقل کیا واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس چیز کی جو مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت مکے کے چند آدمیوں کے حق میں اتری جو ایمان لائے تھے تو مدینے سے مسلمانوں نے ان کو لکھا کہ تم ہجرت کرو ورنہ تم مسلمان نہیں ہو سو نکلے تو ان کے لوگوں نے ان کو راہ میں پکڑ لیا اور ان پر جبر کیا یہاں تک کہ مجبور ہو کر کافر ہوئے ۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ التَّقِيَّةُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

یعنی اور کہا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ تقیہ جائز ہے مسلمان کے واسطے قیامت تک لیکن اگر کسی کے قتل کرنے پر زبردستی کیا جائے تو اس میں معذور نہیں ۔

فائدہ: اور معنی تقیہ کے ڈرنا ہے ظاہر کرنے اس چیز کے سے کہ دل میں ہو اعتقاد وغیرہ سے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ تقیہ زبان سے ہے اور دل قرار پکڑنے والا ہے ساتھ ایمان کے ۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْمَنْ يُكْرِهُهُ اللُّصُوْصُ فَيُطَلِّقُ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَالشَّعْبِيُّ وَالْحَسَنُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے حق میں جس پر چور زبردستی کریں سو وہ طلاق دے کہ نہیں ہے کچھ چیز یعنی طلاق واقع نہیں ہوتی اور یہی قول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ کا ۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اجماع ہے اس پر کہ جو زبردستی کیا جائے کفر پر یہاں تک کہ اس کو خوف ہو اپنی جان کے قتل ہونے کا اور وہ کفر کرے اور اس کا دل آرام پکڑنے والا ہو ساتھ ایمان کے تو اس پر کفر کا حکم نہیں کیا جاتا اور نہیں جدا ہوتی ہے اس سے عورت اس کی مگر محمد بن حسن نے کہا کہ وہ مرتد ہو جاتا ہے اور اس کی عورت اس سے جدا

ہو جاتی ہے اور اس قول کے رد کرنے کی کچھ حاجت نہیں اس واسطے کہ وہ نصوص کے مخالف ہے اور کہا ایک قوم نے کہ محل رخصت کا قول میں ہے نہ فعل میں سو اگر بت کو سجدہ کرے یا کسی مسلمان کو ناحق قتل کرے یا سور کھا جائے یا زنا کرے تو وہ اس میں معذور نہیں ہے اور یہ قول اوزاعی کا ہے اور ایک قوم نے کہا کہ اکراہ قول اور فعل میں برابر ہے اور اختلاف ہے اکراہ کی حد میں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں ہے مراد امین اپنے نفس پر جب کہ قید کیا جائے یا زنجیروں میں باندھا جائے یا عذاب کیا جائے اور کہا شریح نے کہ چار چیزیں اکراہ ہیں قید اور مار اور وعید اور بیڑی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں کوئی ایسا کلام جو مجھ سے دو کوڑے ہٹا دے مگر کہ میں اس کو کہوں گا یعنی پس شامل ہے یہ کلمہ کفر کو بھی اور یہ قول جمہور کا ہے اور کوفیوں کے نزدیک اس میں تفصیل ہے اور اختلاف ہے مکرہ کی طلاق میں سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ واقع نہیں ہوتی اور نقل کیا ہے اس میں ابن بطال نے اجماع اصحاب کا اور کوفیوں کے نزدیک واقع ہوتی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ

یعنی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ وارد کرنے اس کے اس جگہ طرف رد کی اس شخص پر جو فرق کرتا ہے اکراہ میں درمیان قول اور فعل کے اس واسطے کہ عمل فعل ہے اور جب کہ نہیں اعتبار ہے اس کا بغیر نیت کے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث تو مکرہ کی کوئی نیت نہیں بلکہ اس کی نیت نہ کرنا فعل کا ہے جس پر اکراہ کیا گیا اور ترک کرنا کسی چیز کا فعل ہے صحیح قول پر اور مستثنیٰ ہے اس سے قتل پس نہیں ساقط ہوتا ہے قصاص قاتل سے اگر زبردستی کیا جائے قتل کرنے پر اس واسطے کہ اس نے مقدم کیا ہے اپنے نفس کو مقتول کے نفس پر اور نہیں جائز ہے کسی کے واسطے کہ اپنی جان کو بچائے قتل سے ساتھ اس طور کے کہ اپنے غیر کو قتل کرے۔ (فتح)

٦٤٢٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ فِي الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَالْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ

٦٤٢٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دعا کرتے تھے الٰہی! نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو اور سلمہ بن ہشام کو اور ولید بن ولید کو، الٰہی! نجات دے دبے ہوئے بے روز مسلمانوں کو، الٰہی! اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور ان پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا۔

الْمُؤْمِنِيْنَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَابْعَثْ عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ.

فائدہ: یہ دعا حضرت ﷺ عشاء کی نماز میں کرتے تھے یا ہر نماز میں رکوع کے بعد قومے میں اور پہلے گزر چکی ہے سورۂ آلِ عمران کی تفسیر میں جو متعلق ہے ساتھ مشروع ہونے قنوت کے نماز میں اور تعلق حدیث کا ساتھ اکراہ کے اس وجہ سے ہے کہ وہ لوگ زبردستی کیے گئے تھے اوپر رہنے کے ساتھ مشرکوں کے یعنی مشرک لوگ ان کو نکلنے نہیں دیتے تھے اس واسطے کہ دبا ہوا کمزور نہیں ہوتا ہے مگر مکرہ کما تقدم اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اکراہ کفر پر اگر کفر ہوتا تو ان کے واسطے حضرت ﷺ دعا نہ کرتے اور ان نام مومن نہ رکھتے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اخْتَارَ الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ وَالْهَوَانَ عَلَى الْكُفْرِ

جو اختیار کرتا ہے مار کو اور قتل کو اور خواری کو اوپر کفر کے

فائدہ: اختیار کیا بلال وغیرہ نے مار اور ذلت کو اوپر کفر کے یعنی کلمہ کفر زبان سے نہ کہا مار منظور کی اور چونکہ یہ حدیث اس کی شرط پر نہیں تھی اس واسطے کفایت کی مصنف نے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے اوپر اس کے۔

٦٤٢٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ الطَّآئِفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ أَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ إِلَّا لِلّٰهِ وَأَنْ يَّكْرَهَ أَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ.

٦٤٢٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین خصلتیں ہیں جس میں وہ ہوں گی وہ ایمان کی شیرینی کا مزہ پائے گا ایک یہ کہ اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمام عالم سے زیادہ تر محبوب ہوا اور یہ کہ محبت کرے آدمی سے اس طرح کہ نہ چاہتا ہو اس کو مگر اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے یعنی محبت میں دنیا کا کچھ لگاؤ نہ ہو اور یہ کہ برا جانے کفر میں پھر پلٹ جانے کو جیسے اس کو برا لگتا ہے آگ میں ڈالا جانا۔

فائدہ: اور وجہ لینے ترجمہ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ برابر کیا ہے اس کو اس میں بیچ برا جاننے اس کے کفر کو اور بیچ برا جاننے اس کے آگ میں داخل ہونے کو اور قتل اور مار اور خواری آسان تر ہے نزدیک مومن کے داخل ہونے آگ کے سے پس ہوگا آسان تر کفر سے اگر اختیار کرے شدت کو ذکر کیا ہے اس کو ابن بطال نے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے ساتھ اس کے کہ علماء کا اتفاق ہے کہ اختیار کیا جائے قتل کو اوپر کفر کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوگی حجت اس شخص پر جو قائل ہے کہ کلمہ کفر کا اولیٰ ہے صبر کرنے سے قتل پر اور ایک قوم نے اس سے منع کیا ہے

اور اجماع ہے اس پر کہ جائز ہے داخل ہونا ہلاک کی جگہوں میں جہاد میں۔ (فتح)

٦٤٢٩ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ سَمِعْتُ قَيْسًا سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَإِنَّ عُمَرَ مُوْثِقِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَلَوِ انْقَضَّ أُحُدٌ مِّمَّا فَعَلْتُمْ بِعُثْمَانَ كَانَ مَحْقُوْقًا أَنْ يَّنْقَضَّ.

۶۴۲۹۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے البتہ آپ کو دیکھا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو اسلام پر باندھا ہوا تھا یعنی اسلام لانے پر اس واسطے کہ اس وقت عمر رضی اللہ عنہ اسلام نہ لائے تھے اور اگر جدا ہوتا اُحد کا پہاڑ اس چیز سے کہ تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی یعنی ظلم سے تو لائق ہی تھا کہ جدا ہوتا۔

فائدہ: یعنی عثمان رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا قتل کو اوپر لانے اس چیز کے کہ راضی تھے اور گزر چکی ہے یہ حدیث بیچ باب اسلام سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اس واسطے کہ سعید رضی اللہ عنہ اور اس کی بیوی عمر رضی اللہ عنہ کی بہن نے اختیار کی خواری کفر پر اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کے ترجمہ سے اور کہا کرمانی نے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا قتل کو اس چیز پر کہ ان کے قاتل راضی تھے تو اختیار کرنا ان کا قتل کو کفر پر بطریق اولیٰ ہوگا۔ (فتح)

٦٤٣٠ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَّهٗ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا أَلَا تَدْعُوْ لَنَا فَقَالَ قَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهٗ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهَا فَيُجَآءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهٖ وَعَظْمِهٖ فَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاللّٰهِ لَيَتِمَّنَّ هٰذَا الْأَمْرُ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ إِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ وَالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ.

۶۴۳۰۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی کہ ہم نے مشرکین مکہ سے بہت تکلیف پائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر سے تکیہ کیے تھے کعبے کے سائے میں تو ہم نے کہا کیا آپ مدد نہیں مانگتے کیا ہمارے واسطے دعا نہیں کرتے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تم سے آگے وہ لوگ تھے کہ ایک مرد پکڑا جاتا اور اس کے واسطے زمین میں گڑھا کھودا جاتا پھر اس میں ڈالا جاتا پھر آرہ لایا جاتا اور اس کے سر پر رکھا جاتا سو اس کا بدن چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا اور اس کا گوشت ہڈی یا پٹھے تک لوہے کی کنگھی سے نوچا جاتا تھا ایسی سختی بھی اس کو اپنے دین سے نہ پھیرتی تھی اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی بے شک اللہ اپنے دین کو پورا اور کامل کرے گا یہاں تک کہ سوار چلے گا شہر صنعاء سے حضر موت کے شہر تک سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہ ڈرے گا اور نہ خوف کرے گا اپنی بکری پر مگر بھیڑیئے سے لیکن تم تو جلدی کرتے ہو۔

فائدہ: یعنی کیوں بے صبری اور جلدی کرتے ہو تم سے اگلے دینداروں پر تو ایسی ایسی مصیبتیں گزریں کہ وہ چیر ڈالے گئے تم پر تو ایسی سختی کبھی نہیں گزری باقی دین کا غلبہ سو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق کرے گا ملک میں ایسا امن ہو گا کہ آدمی دور تک اکیلا چلا جائے گا چنانچہ یہ وعدہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پورا ہوا اور اس حدیث کی شرح سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزر چکی ہے اور داخل ہونا اس کا ترجمہ میں اس وجہ سے ہے کہ طلب کرنا خباب رضی اللہ عنہ کا دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کافروں پر دلالت کرتا ہے اس پر کہ کفار نے ان پر بڑا ظلم کیا تھا اور طرح طرح سے تکلیف دی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خباب رضی اللہ عنہ کے سوال سے کافروں پر بد دعا اس واسطے نہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ تقدیر میں لکھا گیا ہے کہ وہ سخت مصیبتوں میں مبتلا ہوں گے اور کفار کے ہاتھ سے نہایت تکلیفیں پائیں گے پھر آخر ش ان کو دھوگی اور بہت اجر ملے گا اور بہر حال جو لوگ کہ پیغمبروں کے سوائے ہیں سو واجب ہے ان پر دعا کرنی وقت ہر حادثے کے اس واسطے کہ ان کو اطلاع نہیں جس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی اور یہیں حدیث میں تصریح ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے دعا نہ کی تھی بلکہ احتمال ہے کہ دعا کی ہو اور یہ جو کہا کہ تم سے آگے وہ لوگ، الخ تو اس میں تسلی ہے ان کے واسطے اور اشارہ ہے اس طرف کہ صبر کریں یہاں تک کہ مدت مقررہ گزری اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر حدیث میں لیکن تم تو جلدی کرتے ہو اور کہا ابن بطال نے اجماع ہے اس پر کہ جو زبردستی کیا جائے کفر پر اور اختیار کرے قتل کو تو اس کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ثواب ہے بہ نسبت اس کے جو رخصت کو اختیار کرے اور اگر کفر کے سوائے کسی اور چیز پر اکراہ کیا جائے جیسے مثلاً سور کا کھانا یا شراب پینا تو فعل اولیٰ ہے یعنی اس کا کھانا اولیٰ ہے اور کہا بعض مالکیہ نے کہ بلکہ گنہگار رہتا ہے نہ کھانے سے اگر اس کے سوائے اور چیز سے منع کیا جائے اس واسطے کہ وہ مثل مضطر کے ہو جاتا ہے کہ اس کو مردار کا کھانا حلال ہے جب کہ اس کو خوف ہو کہ مر جائے گا۔ (فتح)

بَابٌ فِي بَيْعِ الْمُكْرَهِ وَنَحْوِهٖ فِي الْحَقِّ وَغَيْرِهٖ

بیع مکرہ کی اور مانند اس کی کے حق میں اور اس کے غیر میں

فائدہ: کہا خطابی نے کہ استدلال کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جو باب میں مذکور ہے اوپر جائز ہونے بیع مکرہ کے اور حدیث ساتھ بیع مضطر کے اشبہ ہے اس واسطے کہ مکرہ بیع پر وہ شخص ہے جو چیز کے بیچنے پر مجبور کیا جائے خواہ مخواہ اور یہود اگر اپنی زمینوں کو نہ بیچتے تو ان پر بیچنا لازم نہیں تھا بلکہ مضطر ہو کے بیچ گئے تھے، میں کہتا ہوں بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں صرف مکرہ ہی کو بیان نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ ونحوہ بھی کہا سو مضطر بھی داخل ہو گا اور شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے کے اس پر جو نہیں صحیح جانتا مضطر کی بیع کو اور کہا ابن منیر نے ترجمہ باندھا ہے ساتھ حق وغیرہ کے اور نہیں ذکر کیا مگر پہلے شق کو اور جواب یہ ہے کہ مراد اس کی ساتھ حق کے دین ہے اور مراد غیرہ

سے وہ چیز ہے جو اس کے سوائے ہے جس کی بیع لازم ہوتی ہے اس واسطے کہ یہود مجبور کیے گئے تھے اپنے مال کے بیچنے پر نہ واسطے دین کے کہ ان پر تھا اور جواب دیا ہے کرمانی نے کہ مراد حق سے جلا وطن کرنا ہے اور مراد غیرہ سے جنایات ہیں یا حق سے مراد مالی چیزیں ہیں اور غیرہ سے مراد جلا ہے، میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ مراد غیرہ سے دین ہو پس ہوگا یہ خاص بعد عام کے اور جب صحیح ہے بیع صورت مذکورہ میں اور وہ سبب غیر مالی ہے تو بیع دین میں اور وہ سبب مالی ہے بطریق اولیٰ ہے۔ (فتح)

٦٤٣١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا إِلٰى يَهُوْدَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا فَقَالُوْا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ ذٰلِكَ أُرِيْدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ فَقَالُوْا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اعْلَمُوْا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَإِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوْا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ.

۶۴۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ اچانک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر نکلے سو فرمایا کہ چلو یہود کی طرف سو ہم آپ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم ان کے مدرسے میں پہنچے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ان کو پکارا اے یہود کے گروہ! اسلام لاؤ تا کہ دین دنیا میں سلامت رہو تو انہوں نے جواب میں کہا کہ البتہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچایا اے ابوالقاسم! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری یہی مراد ہے اپنے اس قول سے کہ اسلام لاؤ کہ اگر تم اقرار کرو کہ میں نے تم کو اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچایا تو مجھ سے حرج ساقط ہو پھر دوسری بار یہ کلمہ کہا تو انہوں نے کہا کہ البتہ تم نے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچایا اے ابوالقاسم! پھر تیسری بار کہا سو فرمایا کہ جان لو کہ تمہاری زمین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم کو وطن سے نکالوں سو جو شخص کہ تم لوگوں میں سے اپنا کچھ مال پائے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اور نہیں تو جان رکھو کہ زمین تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہے۔

فائدہ: شاید یہ یہود کا گروہ خیبر کے یہودیوں سے تھا مدینے میں رہتے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نکال دیا اور مرتے وقت وصیت کی کہ عرب کے ٹاپو سے مشرکوں کو نکال دیا جائے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں یہود کو شام کے ملک کی طرف جلا وطن کیا اور یہ جو کہا کہ زمین تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یعنی بے شک اس میں حکم اللہ تعالیٰ کا ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اس واسطے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچانے والے ہیں۔ (فتح)

بَابٌ لَا يَجُوزُ نِكَاحُ الْمُكْرَهِ

نہیں جائز ہے نکاح مکرہ کا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهُهُنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور نہ مجبور کرو اپنی لونڈیوں کو زنا پر جب کہ ارادہ کریں زنا سے بچنے کا

فائدہ: اور حکمت بیچ قید تحصن کے یہ ہے کہ اکراہ نہیں حاصل ہوتا ہے مگر ساتھ ارادے عفت کے اس واسطے کہ جو اطاعت کرے اس کا نام مکرہ نہیں رکھا جاتا اور کہا بعضوں نے کہ مناسبت آیت کی ترجمہ سے مشکل ہے اور جائز ہے کہ اشارہ کیا ہو اس طرف کہ مستفاد ہوتا ہے مطلوب ترجمہ کا بطریق اولیٰ اس واسطے کہ جب منع کیا اکراہ سے اس چیز میں جو حلال نہیں تو نہی اکراہ سے حلال چیز میں بطریق اولیٰ ہوگی اور کہا ابن بطال نے کہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ نکاح مکرہ کا باطل ہے اور کہا کوفیوں نے کہ جائز ہے اور کہا انہوں نے کہ اگر زبردستی کیا جائے کوئی مرد اوپر نکاح کرنے کے کسی عورت سے دس ہزار مہر پر اور اس کا مہر مثل ہزار ہو تو صحیح ہو جاتا ہے نکاح اور لازم ہوتا ہے اس پر ہزار اور باطل ہوتا ہے زائد سو جب باطل کیا ہے انہوں نے زائد کو ساتھ اکراہ کے تو اصل نکاح بھی اکراہ سے باطل ہوگا اور اگر نکاح سے راضی ہو اور مہر پر مجبور کیا جائے تو مسئلہ اتفاقی ہوگا نکاح صحیح ہوگا اور دخول سے مہر معین لازم ہوگا اور اگر مجبور کیا جائے اوپر نکاح اور وطی کے تو نہ حد مارا جائے اور نہیں لازم ہے اس پر کوئی چیز اور اگر وطی کرے اختیار سے بغیر رضا نکاح کے تو حد مارا جائے۔ (فتح)

٦٤٣٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيْدَ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ خَنْسَآءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهَا.

٦٤٣٢۔ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کیا اور وہ شوہر دیدہ تھی سو اس نے نکاح کو برا جانا یعنی اس کا نکاح اس کے باپ نے جبراً کر دیا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح باطل کر دیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں گزر چکی ہے۔

٦٤٣٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ

٦٤٣٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! حکم طلب کیا جائے عورتوں سے ان کے نکاح میں؟

عَنْ أَبِيْ عَمْرٍو هُوَ ذَكْوَانُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يُسْتَأْمَرُ النِّسَآءُ فِيْ أَبْضَاعِهِنَّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَإِنَّ الْبِكْرَ تُسْتَأْمَرُ فَتَسْتَحْيِيْ فَتَسْكُتُ قَالَ سُكَاتُهَا إِذْنُهَا.

حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں، میں نے کہا کہ کنواری سے اجازت مانگی جاتی ہے سو وہ شرماتی ہے اور چپ رہتی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا اس کا چپ رہنا اس کی اجازت ہے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں تقویت ہے پہلی حدیث کے مضمون کو اور ارشاد ہے طرف سلامتی کی عقد کے باطل کرنے سے اور نہیں خلاف ہے بیچ صحت جبر کرنے ولی کے چھوٹی نابالغ لڑکی پر یعنی اس کے ولی کو جائز ہے کہ جبرًا اس کا عقد کر دے اور اگر کنواری بالغ ہو تو اس میں خلاف ہے **كما تقدم بيانه في النكاح.**

بَابٌ إِذَا أُكْرِهَ حَتّٰى وَهَبَ عَبْدًا أَوْ بَاعَهُ لَمْ يَجُزْ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فَإِنْ نَذَرَ الْمُشْتَرِيْ فِيْهِ نَذْرًا فَهُوَ جَآئِزٌ بِزَعْمِهٖ وَكَذٰلِكَ إِنْ دَبَّرَهٗ.

جب مجبور کیا جائے تا کہ غلام کو ہبہ کرے یا اس کو بیچے تو نہیں جائز ہے اور یہی قول ہے بعض لوگوں کا کہا اور اگر مشتری اس میں کوئی نذر کرے تو وہ جائز ہے اس کے گمان میں اور اسی طرح اگر مدبر کرے۔

فائدہ: نہیں جائز ہے یعنی یہ ہبہ اور بیع اور غلام باقی ہے اس کے ملک میں اور یہ جو کہا کہ اگر نذر مانے تو جائز ہے یعنی گزرنے والی ہے اس پر اور صحیح ہے بیع جو صادر ہونے والی ہے ساتھ اکراہ کے اور اسی طرح ہبہ بھی اور اس کے گمان میں یعنی اس کے نزدیک اور اسی طرح اگر مدبر کرے یعنی صحیح ہوتا ہے مدبر کرنا کہا ابن بطال نے کہ کوفے والے جمہور کے موافق ہیں کہ بیع مکرہ کی باطل ہے اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ بیع ساتھ اکراہ کے نہیں نقل کرتی ہے ملک کو سو اگر اس کو تسلیم کریں تو باطل ہوگا قول ان کا کہ نذر مشتری کی اور بدر کرنا اس کا منع کرتا ہے اول کے تصرف کو بیچ اس کے اور اگر کہیں کہ وہ ملک کو نقل کرنے والا ہے تو پھر انہوں نے کیوں خاص کیا ہے اس کو ساتھ آزاد کرنے اور ہبہ کے سوائے غیر ان دونوں کے تصرفات سے کہا کرمانی نے کہ ذکر کیا ہے مشائخ نے کہ مراد ساتھ قول بخاری رحمہ اللہ کے ان بابوں میں بعض الناس سے حنفیہ ہیں اور اس کی غرض یہ ہے کہ انہوں نے تناقض کیا ہے اس واسطے کہ اگر بیع اکراہ کی نقل کرنے والی ہے ملک کی طرف مشتری کی تو صحیح ہوں گے سب تصرفات اس کے پس نہ خاص ہوگا تصرف ساتھ نذر اور تدبیر کے اور اگر کہیں کہ وہ ملک کو نقل نہیں کرتی تو نذر اور مدبر کرنا بھی صحیح نہ ہوگا اور اس میں تحکم ہے اور تخصیص بغیر تخصص کے کہا مہلب نے اجماع ہے علماء کا اس پر کہ بیع اور ہبہ اکراہ سے جائز نہیں اور ذکر کیا جاتا ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کہ اگر آزاد کرے اس کو مشتری یا مدبر کرے تو جائز ہے اور اسی طرح موہوب لہ اور شاید اس نے اس کو بیع فاسد پر قیاس کیا ہے اس واسطے کہ انہوں نے کہا کہ تصرف مشتری کا بیع فاسد میں نافذ ہے۔ (فتح)

٦٤٣٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوْكًا وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِيْهِ مِنِّيْ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ قَالَ فَسَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ.

۶۴۳۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا اور اس کے سوائے اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا تو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی سو فرمایا کون ہے جو اس کو مجھ سے خریدے؟ تو نعیم نے اس کو آٹھ سو درہم سے خریدا کہا سو میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتا تھا کہ وہ قبطی غلام تھا اول سال میں میرا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے اور وجہ رد کی ساتھ اس کے قول مذکور پر یہ ہے کہ جب کہ اس غلام مدبر کے سوائے اس کے پاس کچھ مال نہ تھا تو اس کا مدبر کرنا حماقت اور سفاہت ہوگی اس کے فعل سے سو حضرت ﷺ نے اس کے اس فعل کو اس پر رد کیا اگرچہ ملک اس کی غلام کے واسطے صحیح تھی تو جو اس کو شرائے فاسد سے خریدے اور غلام کا اس کی ملک ہونا صحیح نہ ہو جب اس کو مدبر کرے یا آزاد کرے تو اولیٰ تر ہے کہ اس کے فعل کو رد کیا جائے اس سبب سے کہ اس کی ملک غلام کے واسطے صحیح نہیں ہوئی۔ (فتح)

بَابٌ مِنَ الْإِكْرَاهِ ﴿كُرْهًا﴾ وَ ﴿كَرْهًا﴾ وَاحِدٌ

باب ہے اکراہ سے کُرھا اور کَرھا ایک ہے

فائدہ: یعنی منجملہ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بیچ کراہیت اکراہ کے وہ چیز ہے جس کو آیت بغل گیر ہے اور وہ مذکور ہے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ شان نزول آیت یاایھا الذین آمنوا، الخ کے۔

٦٤٣٥۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ بْنُ فَيْرُوْزٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشَّيْبَانِيُّ وَحَدَّثَنِيْ عَطَآءٌ أَبُو الْحَسَنِ السُّوَآئِيُّ وَلَا أَظُنُّهُ إِلَّا ذَكَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا﴾ الْآيَةَ قَالَ كَانُوْا إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ

۶۴۳۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں اے ایمان والو! نہیں حلال ہے تم کو یہ کہ وارث بنو عورتوں کے زبردستی آخر آیت تک، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دستور تھا کہ جب مرد مر جاتا تو اس کے وارث اس کی عورت کے زیادہ حق دار ہوتے اگر ان میں سے بعض چاہتا تو اس سے نکاح کرتا اور اگر چاہتے تو اس کو کسی کے نکاح میں دیتے اور اگر چاہتے تو اس کو کسی کے نکاح میں نہ دیتے تو وہ اس کے زیادہ تر حق دار ہوتے اس کے گھر والوں سے سو یہ آیت اس

كَانَ أَوْلِيَآؤُهُ أَحَقَّ بِامْرَأَتِهِ إِنْ شَآءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَإِنْ شَآءُوْا زَوَّجُهَا وَإِنْ شَآءُوْا لَمْ يُزَوِّجُهَا فَهُمْ أَحَقُّ بِهَا مِنْ أَهْلِهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِيْ ذٰلِكَ.

بارے میں اُتری کہا مہلب نے اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو کوئی بند رکھے عورت کو اس اُمید پر کہ مر جائے اور اس کا وارث بنے تو یہ اس کے واسطے حلال نہیں ساتھ نص قرآن کے اور نہیں لازم آتا نص سے اس کے نہ حلال ہونے پر یہ کہ نہ صحیح ہو میراث مرد کی اس عورت سے حکم ظاہر میں۔

بَابٌ إِذَا اسْتُكْرِهَتِ الْمَرْأَةُ عَلَى الزِّنَا فَلَا حَدَّ عَلَيْهَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ يُّكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

جب مجبور کی جائے عورت زنا پر تو نہیں ہے اس پر کوئی حد واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اور جو ان کو مجبور کرے یعنی بدکاری پر تو بے شک اللہ تعالیٰ بعد مجبور ہونے ان کے بخشنے والا ہے مہربان۔

فائدہ: یعنی ان عورتوں واسطے اور اشکال کیا گیا ہے معلق کرنا مغفرت کا ان کے واسطے اس واسطے کہ جو مجبور کی جائے زنا پر وہ گنہگار نہیں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ ہو اکراہ مذکور کم اس چیز سے کہ اعتبار کیا گیا ہے شرعًا سو بہت وقت کم ہوتا ہے اس حد سے جس کے ساتھ معذور رکھی جاتی ہے پس مناسب ہوا متعلق کرنا مغفرت کا کہا بیضاوی رحمہ اللہ نے اکراہ نہیں منافی ہے مؤاخذہ کو میں کہتا ہوں یا ذکر مغفرت اور رحمت کا نہیں مستلزم ہے گناہ کے مقدم ہونے کو جیسا فرمایا: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ کہا طیبی نے مستفاد ہوتی ہے اس سے وعید شدید اس کے واسطے جو ان کو مجبور کرے اور بیچ ذکر کرنے رحمت اور مغفرت کے تعریض ہے یعنی باز آؤ اے زبردستی کرنے والو! اس واسطے کہ جب وہ باوجود مجبور ہونے کے ماخوذ ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوئی تو پھر تمہارا کیا حال ہوگا اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ آیت میں دلالت ہے اس پر کہ جو عورت زنا پر مجبور کی جائے اس پر کچھ گناہ نہیں پس لازم آتا ہے اس سے کہ نہ واجب ہو اس پر حد۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِيْ عُبَيْدٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَبْدًا مِّنْ رَّقِيْقِ الْإِمَارَةِ وَقَعَ عَلٰى وَلِيْدَةٍ مِّنَ الْخُمُسِ فَاسْتَكْرَهَهَا حَتّٰى اقْتَضَّهَا فَجَلَدَهٗ عُمَرُ الْحَدَّ وَنَفَاهُ وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيْدَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْأَمَةِ الْبِكْرِ يَفْتَرِعُهَا الْحُرُّ

حضرت صفیہ بنت ابی عبید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک غلام مال خلیفے کے غلاموں میں سے ایک لونڈی پر پڑا یعنی زنا کیا اس نے ایک لونڈی سے جو مال خمس غنیمت میں تھی جو متعلق ہوتا ہے ساتھ تصرف امام کے سو اس غلام نے اس لونڈی کو مجبور کیا یہاں تک کہ اس کی بکارت کو توڑا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو حد میں کوڑے مارے اور شہر بدر کیا اور لونڈی کو کوڑے نہ مارے اس

يُقِيمُ ذٰلِكَ الْحَكَمُ مِنَ الْأَمَةِ الْعَذْرَآءِ بِقَدْرِ قِيمَتِهَا وَيُجْلَدُ وَلَيْسَ فِي الْأَمَةِ الثَّيِّبِ فِيْ قَضَآءِ الْأَئِمَّةِ غُرْمٌ وَلٰكِنْ عَلَيْهِ الْحَدُّ.

سبب سے کہ اس نے اس سے جبرًا زنا کیا یعنی اس کو پچاس کوڑے مارے اور آدھا سال شہر بدر کیا اس واسطے کہ غلام کی حد آدھی ہے آزاد کی حد سے اور کہا زہری نے کنواری لونڈی میں کہ آزاد مرد اس کی بکارت کو دور کرے قیمت ڈالے منصف ثالث ازالہ بکارت کی لونڈی کنواری سے بقدر اس کی قیمت کے یعنی اس پر جو اس کی بکارت کو دور کرے یعنی لے حاکم زنا کرنے والے سے چٹی اس کی بکارت کی بہ نسبت اس کی قیمت کے یعنی تاوان اس کے نقص اور کمی کا اور وہ تفاوت ہے درمیان ہونے اس کے کنواری اور اس کو کوڑے مارے جائیں یعنی تا کہ نہ وہم کرے کوئی کہ تاوان بے پرواہ کرتا ہے حد سے اور نہیں ہے لونڈی شوہر دیدہ میں اماموں کے حکم میں جرمانہ لیکن مرد پر حد ہے۔

٦٤٣٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ بِسَارَةَ دَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ مِّنَ الْمُلُوْكِ أَوْ جَبَّارٌ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ أَرْسِلْ إِلَيَّ بِهَا فَأَرْسَلَ بِهَا فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّيْ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهِ.

٦٤٣٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہجرت کی ابراہیم علیہ السلام نے ساتھ سارہ کے اور اس کے ساتھ ایک گاؤں میں داخل ہوئے کہ جس میں ایک ظالم بادشاہ تھا تو اس نے ابراہیم علیہ السلام کو کہلا بھیجا کہ اس عورت کو میرے پاس بھیج دے سو وہ سارہ کی طرف اُٹھا یعنی بدکاری کی نیت سے تو سارہ نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھی پھر کہا الٰہی! اگر میں ایمان لائی ہوں تیرا اور تیرے رسول کا یعنی اگر میں تیرے نزدیک مقبول الایمان ہوں تو اس کافر کو مجھ پر قابو نہ دے سو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا یہاں تک کہ اپنا پاؤں ہلانے لگا۔

فائدہ: سارہ باوجود اس کے کہ ہر بدی سے معصوم تھیں نہیں ہے ملامت ان پر خلوت میں اس واسطے کہ وہ مجبور تھیں پس اسی طرح اگر کوئی مرد کسی عورت سے زبردستی زنا کرے تو عورت پر حد نہیں اور اگر مرد زنا پر مجبور کیا جائے کہ جمہور

کے نزدیک اس پر بھی حد نہیں اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ایک گروہ نے کہ اس پر حد ہے اس واسطے کہ نہیں منتشر ہوتا ہے مگر ساتھ لذت کے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کسی سے کہ اس پر حد ہے اگر مجبور کرے اس کو غیر بادشاہ کا وخالفہ صاحباہ۔ (فتح)

بَابُ يَمِيْنِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ إِنَّهٗ أَخُوْهُ إِذَا خَافَ عَلَيْهِ الْقَتْلَ أَوْ نَحْوَهٗ وَكَذٰلِكَ كُلُّ مُكْرَهٍ يَخَافُ فَإِنَّهٗ يَذُبُّ عَنْهُ الْمَظَالِمَ وَيُقَاتِلُ دُوْنَهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ.

قسم کھانا مرد کا اپنے ساتھی کے واسطے کہ وہ اس کا بھائی ہے جب کہ اس کو اس کے قتل ہونے کا خوف ہو یا مانند اس کی اور اسی طرح ہر مجبور جو خوف کرے سو بے شک وہ مسلمان اس سے مظالم کو دفع کرے اور لڑے آگے اس کے یعنی اس کی طرف سے اور نہ زائل کرے اس کو۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مذہب مالک رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا یہ ہے کہ جو زبردستی کیا جائے قسم پر کہ اگر قسم نہ کھائے تو اس کا بھائی مسلمان قتل ہوگا تو اس پر قسم کا کفارہ نہیں اور کہا کوفیوں نے کہ اس پر قسم کا کفارہ ہے اس واسطے کہ اس کو جائز تھا کہ توریہ کرے سو جب اس نے توریہ چھوڑا تو اس نے قصداً قسم کھائی پس حانث ہوگا اور جواب دیا ہے جمہور نے کہ جب وہ مجبور کیا گیا قسم پر تو اس کی نیت مخالف ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے الاعمال بالنیات۔ (فتح)

فَإِنْ قَاتَلَ دُوْنَ الْمَظْلُوْمِ فَلَا قَوَدَ عَلَيْهِ وَلَا قِصَاصَ

یعنی پھر اگر مظلوم کی طرف سے لڑے تو نہیں ہے اس پر دیت اور نہ قصاص

فائدہ: اگر کوئی کسی مرد کی طرف سے لڑے جس کے قتل ہونے کا اس کو خوف ہو پھر اس کے آگے مارا جائے تو کیا واجب ہے دوسرے پر قصاص یا دیت اس میں اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا کہ اس پر کوئی چیز نہیں واسطے حدیث مذکور کے اس واسطے کہ اس میں ہے ولا یسلمہ اور دوسری حدیث میں ہے کہ اپنے بھائی کی مدد کر اور ایک گروہ نے کہا کہ اس پر قصاص ہے اور یہ قول کوفیوں کا ہے اور ایک گروہ مالکیہ کا اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیث سے ساتھ اس کے کہ اس میں بلانا ہے طرف مدد کی اور نہیں ہے اس میں اجازت قتل کی اور باوجہ قول ابن بطال کا ہے کہ جو قادر ہو اوپر خلاص کرنے ظالم کے متوجہ ہوتا ہے اس پر دفع کرنا ظلم کا ساتھ ہر چیز کے کہ ممکن ہو پھر جب اس سے ہٹا دے نہ قصد ہو ظالم کے قتل کا صرف قصد اس کا دفع کرنا ہو پھر اگر آئے دفع ظالم پر تو ہوگا خون اس کا معاف اور اس وقت نہیں فرق ہے بیچ دفع کرنے اس کے اپنے نفس سے یا غیر سے۔ (فتح)

وَإِنْ قِيْلَ لَهٗ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَتَبِيْعَنَّ عَبْدَكَ أَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ أَوْ تَهَبُ هِبَةً وَتَحُلُّ عُقْدَةً أَوْ لَنَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوْ أَخَاكَ فِي الْإِسْلَامِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ

اور اگر اس سے کہا جائے کہ تو شراب پی یا مردار کھا یا اپنا غلام بیچ ڈال یا دین کا اقرار کر یا کچھ چیز ہبہ کر یا گرہ کھول یا میں تیرے باپ یا بھائی مسلمان کو قتل کروں گا تو اس کو اس کی گنجائش ہے واسطے دلیل قول حضرت ﷺ

وَسِعَهُ ذٰلِكَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ.

کے کہ مسلمان بھائی ہے مسلمان کا۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ مراد ساتھ حل عقدہ کے فسخ کرنا ہے اس کا اور مقید کیا ہے بھائی کو ساتھ اسلام کے تا کہ شامل ہو قریب اور بعید کو وسعہ ذلك یعنی اس کو گناہ کرنے جائز ہیں تا کہ خلاص کرے اپنے باپ یا بھائی کو اور کہا ابن بطال نے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ جو ڈرایا جائے ساتھ قتل اپنے باپ کے یا قتل بھائی مسلمان کے اگر نہ کرے کوئی چیز گناہوں سے یا اقرار کرے اپنے نفس پر قرض کا جو اس پر نہ ہو یا کوئی چیز کسی کو ہبہ کرے بغیر خوشی دل کے یا کوئی گرہ کھولے یعنی طلاق دے یا آزاد کرے بغیر اختیار کے تو اس کے واسطے جائز ہے کہ یہ سب گناہ کرے تا کہ اس کا باپ یا بھائی مسلمان قتل سے نجات پائے اور دلیل اس پر وہ حدیثیں ہیں جو اس کے بعد باب میں مذکور ہیں موصول اور معلق۔ (فتح)

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَوْ قِيْلَ لَهُ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَنَقْتُلَنَّ ابْنَكَ أَوْ أَبَاكَ أَوْ ذَا رَحِمٍ مُحَرَّمٍ لَمْ يَسَعْهُ لِأَنَّ هٰذَا لَيْسَ بِمُضْطَرٍّ ثُمَّ نَاقَضَ فَقَالَ إِنْ قِيْلَ لَهُ لَنَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوِ ابْنَكَ أَوْ لَتَبِيْعَنَّ هٰذَا الْعَبْدَ أَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ أَوْ تَهَبُ يَلْزَمُهُ فِي الْقِيَاسِ وَلٰكِنَّا نَسْتَحْسِنُ وَنَقُوْلُ الْبَيْعُ وَالْهِبَةُ وَكُلُّ عُقْدَةٍ فِيْ ذٰلِكَ بَاطِلٌ فَرَّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِيْ رَحِمٍ مُحَرَّمٍ وَغَيْرِهٖ بِغَيْرِ كِتَابٍ وَلَا سُنَّةٍ.

اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر اس سے کہا جائے کہ تو شراب پی یا مردار کھا یا میں قتل کروں گا تیرے بیٹے کو یا باپ کو یا قرابتی کو تو اس کو جائز نہیں اس واسطے کہ یہ مضطر نہیں پھر مناقضہ کیا سو کہا کہ اگر اس سے کہا جائے کہ البتہ میں قتل کروں گا تیرے باپ کو یا بیٹے کو یا اس غلام کو یا بیچ ڈال یا دین کا اقرار کر یا ہبہ کا تو لازم ہے اس کو یہ قیاس میں لیکن بہتر جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بیع اور ہبہ اور ہر عقد اس میں باطل ہے فرق کیا ہے انہوں نے درمیان ہر محرم اور غیر اس کے بغیر کتاب اور سنت کے یعنی نہیں کتاب اور سنت میں وہ چیز جو دلالت کرے اوپر فرق کے درمیان دونوں کے۔

فائدہ: یعنی اگر کوئی ظالم کسی مرد کو قتل کرنے کا ارادہ کرے سو مثلا اس مرد کے بیٹے سے کہے کہ اگر تو شراب نہ پیے گا یا مردار نہ کھائے گا تو میں تیرے باپ کو قتل کر ڈالوں گا یا تیرے بیٹے یا قرابتی کو قتل کروں گا تو نہیں گنہگار ہوتا ہے نزدیک جمہور کے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ گنہگار ہوتا ہے اس واسطے کہ نہیں ہے مضطر اور یہ جو کہا کہ انہوں نے فرق کیا ہے یعنی مذہب حنفیہ کا قرابتیوں میں برخلاف ان کے مذہب کے ہے اجنبی میں سو اگر کسی مرد سے کہا جائے کہ اس مرد اجنبی کو قتل کر یا یہ چیز بیچ ڈال اور وہ کرے تا کہ اس کو قتل سے بچائے تو لازم ہے اس کو بیع اور اگر یہ اس کو کہا

جائے اس کے قرابتی کے حق میں تو نہیں لازم آتا ہے اس کو جو اس نے عقد کیا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اصل ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا لزوم ہے سب میں واسطے قیاس کے لیکن مستثنیٰ ہے اس سے قرابتی بطور استحسان کے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ نہیں فرق ہے اس میں درمیان قرابتی اور اجنبی کے واسطے حدیث مسلم کے ہر مسلمان بھائی ہے دوسرے مسلمان کا اور مراد ساتھ اس کے برادری اسلام کی ہے نہ نسب کی اسی واسطے شہادت لی ابراہیم علیہ السلام کے قول سے کہ یہ میری بہن ہے اور مراد بہن اسلام کی ہے ورنہ نکاح کرنا بہن سے ابراہیم علیہ السلام کے دین میں بھی حرام تھا اور یہ اخوت واجب کرتی ہے بھائی مسلمان کی حمایت کو اور دفع کرنے کو اس سے پس نہ لازم آئے گا اس کو جو عقد کیا اس نے اور نہیں گناہ اس پر اس چیز میں جو کھائے اور پے واسطے دفع کرنے کے اس سے تکلیف کو۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ لِامْرَأَتِهِ هٰذِهِ أُخْتِيْ وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی کو کہا کہ یہ میری بہن ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے مقدمے میں ہے یعنی بسبب پہنچنے ان کے ساتھ اس کے طرف سلامتی کے اس چیز سے کہ ارادہ کیا تھا اس ظالم نے ان سے یا ان کی بیوی سے۔

وَقَالَ النَّخَعِيُّ إِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ ظَالِمًا فَنِيَّةُ الْحَالِفِ وَإِنْ كَانَ مَظْلُوْمًا فَنِيَّةُ الْمُسْتَحْلِفِ.

اور کہا نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب قسم لینے والا ظالم ہو تو معتبر نیت قسم کھانے والے کی ہے اور اگر مظلوم ہو تو معتبر نیت قسم لینے والے کی ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے قول نخعی کا دلالت کرتا ہے کہ معتبر اس کے نزدیک نیت مظلوم کی ہے ہمیشہ اور یہی مذہب ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک معتبر نیت قسم کھانے والے کی ہے ہمیشہ اور مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ اگر قسم حاکم کے پاس ہو تو قسم کا اعتبار حاکم کی نیت پر ہے اور وہ راجع ہے طرف نیت صاحب حق کی اور اگر غیر حکم میں ہو تو اعتبار قسم کھانے والے کی نیت کا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ قسم لینے والے کا مظلوم ہونا اس صورت میں ہے کہ اس کے واسطے حق ہو کسی مرد کی طرف اور وہ انکار کرے اور اس کا کوئی گواہ نہ ہو پس اس سے قسم لے تو قسم کا اعتبار اسی کی نیت پر ہے یعنی جو وہ نیت کرے اس کے موافق قسم کھائے قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار نہیں سو نہیں فائدہ دیتا اس کو اس میں توریہ۔ (فتح)

٦٤٣٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

۶۴۳۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان بھائی ہے دوسرے مسلمان کا نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو ہلاکت میں ڈالتا ہے

عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهِ.

اور جو اپنے بھائی کی حاجت روائی میں ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں ہوتا ہے۔

فائدہ: جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ٹھہرا تو اس پر ظلم کرنا یا اس کو بلا اور مصیبت میں پڑے رہنے دینا اس کی مدد نہ کرنا کسی طرح مناسب نہیں اور یہ جو کہا جو اپنے بھائی مسلمان کی حاجت روائی میں ہو یعنی آدمی ہر دم اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے جو چاہے کہ اللہ تعالیٰ میرا مطلب پورا کرے اس کو لازم ہے کہ مقدور بھر اپنے بھائی مسلمان کا کام کاج کیا کرے اور اس کے واسطے سعد سفارش کیا کرے اور باقی شرح اس کی مظالم میں گزری۔ (فتح)

٦٤٣٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُوْمًا أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ قَالَ تَحْجُزُهُ أَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهُ.

٦٤٣٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدد کر اپنے بھائی مسلمان کی ظالم ہو یا مظلوم تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! اس کی مدد کروں گا جب کہ وہ مظلوم ہو گا بھلا یہ تو بتلائیے کہ اگر وہ ظالم ہو تو کیونکر اس کی مدد کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ظلم سے روک یہی اس کی مددگاری ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اگر مظلوم ہو تو اس کا حق اس کو دلوا اور اگر ظالم ہو تو اس کو ظلم سے روک۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْحِيَلِ کتاب ہے بیچ بیان حیلوں کے

فائدہ: حیلہ اس کو کہتے ہیں کہ پہنچا جائے ساتھ اس کے طرف مقصود کی ساتھ طریق خفی کے اور وہ علماء کے نزدیک کئی قسم پر ہے سو اگر پہنچے ساتھ اس کے طریق مباح سے طریق ابطال حق کی یا اثبات باطل کی تو وہ حرام ہے یا طرف اثبات حق کی یا باطل کی تو وہ واجب ہے یا مستحب ہے اور اگر پہنچے ساتھ اس کے طریق مباح سے طرف سلامتی کی واقع ہونے سے مکروہ میں تو وہ مستحب ہے یا مباح ہے یا طرف ترک مندوب کی تو وہ مکروہ ہے اور البتہ واقع ہوا ہے اختلاف درمیان اماموں کے قسم اول میں کہ کیا صحیح ہے مطلق اور نافذ ہوتی ہے ظاہر اور باطن میں یا باطل ہے مطلق یا صحیح ہے ساتھ گناہ کے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے اس کے واسطے دلیلیں بہت ہیں منجملہ اُن کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ﴾ اور عمل کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے ضعیف کے حق میں جس نے زنا کیا تھا اور منجملہ اس کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ اور حیلوں میں جگہ نکلنے کی ہے تنگی کے مقاموں سے اور اسی قبیل سے ہے مشروع ہونا انشاء اللہ تعالیٰ کہنے کا اس واسطے کہ اس میں خلاصی ہے حانث ہونے سے اور اسی طرح سب شرطیں اس واسطے کہ ان میں سلامتی ہے واقع ہونے سے حرج میں اور منجملہ ان کے ہے حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ بیچ مائل کھجور کو درہموں سے پھر درہموں سے عمدہ کھجور خریدے اور جو اس کو باطل کہتا ہے اس کی دلیل قصہ اصحاب سبت کا ہے اور یہودیوں کا چربی کو پگھلا کر بیچنا اور اس کی قیمت کھانا اور حدیث لعن محلل اور محلل لہ کی اور اصل اختلاف علماء کا اس بات میں ہے کہ کیا معتبر عقود کے لفظوں میں ان کے لفظ ہیں یا ان کے معنی سو جو اول کے ساتھ قائل ہے اس نے حیلوں کو جائز رکھا ہے پھر اختلاف ہے بعضوں نے تو کہا کہ ظاہر باطن نافذ ہوتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ ظاہر نافذ ہوتے ہیں نہ باطن اور جو دوسرے ان کے معنوں کے ساتھ قائل ہے وہ ان کو باطل کہتا ہے اور نہیں جائز رکھتا ہے اس سے مگر اس چیز کو جس میں لفظ معنی کے موافق ہو جس پر قرائن حالی دلالت کریں اور البتہ مشہور ہوا ہے کہ حنفیہ حیلوں کے ساتھ قائل ہیں اس واسطے کہ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں کتاب لکھی ہے لیکن معروف ان کی بہت اماموں سے تقیید عمل کرنے کی ساتھ ان کی ہے بقصد حق کے اور کہا صاحب محیط نے کہ اصل حیلوں میں یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ﴾ یعنی پکڑ اپنے ہاتھ میں چھڑیوں کا مٹھا اور قسم میں جھوٹا نہ ہو اور ضابطہ اس کا یہ ہے کہ اگر ہو واسطے بھاگنے کے حرام سے اور دور

ہونے کے گناہوں سے تو خوب ہے اور اگر کسی مسلمان کے حق باطل کرنے کے واسطے ہو تو وہ بہتر نہیں بلکہ وہ گناہ اور تعدی ہے۔ (فتح)

بَابٌ فِيْ تَرْكِ الْحِيَلِ
باب ہے بیچ ترک کرنے حیلوں کے

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ داخل کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترک کو ترجمہ میں تا کہ نہ وہم پیدا ہو یعنی پہلے ترجمہ سے جائز ہونا حیلوں کا، میں کہتا ہوں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہلے اس نے حیلے کو مطلق چھوڑا ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ حیلوں سے بعض حیلہ جائز ہے پس نہ ترک کیا جائے مطلق۔ (مطلق)

وَأَنَّ لِكُلِّ امْرِىءٍ مَّا نَوٰى فِي الْأَيْمَانِ وَغَيْرِهَا
اور ہر ایک مرد کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی قسموں وغیرہ میں

فائدہ: یہ بخاری رحمہ اللہ کی فقاہت ہے نہ حدیث سے کہا ابن منیر نے کہ گنجائش اور فراخی کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ استنباط کے اور مشہور نزدیک اماموں کے حمل کرنا حدیث کا ہے عبادات پر سو حمل کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے عبادات اور معاملات دونوں پر اور تابع ہوا ہے مالک رحمہ اللہ کے بیچ سد ذرائع کے اور اعتبار مقاصد کے سو اگر فاسد ہو لفظ اور صحیح ہو قصد تو لغو کیا جائے لفظ اور عمل کیا جائے ساتھ قصد کے تصحیح میں یا ابطال میں کہا اور استدلال کرنا اس حدیث سے اوپر سد ذرائع کے اور باطل کرنے حیلوں کے قوی دلائل سے ہے اور وجہ تعمیم کی یہ ہے کہ محذوف مقدر اعتبار ہے سو معنی اعتبار کے عبادات میں کافی ہونا ان کا ہے اور بیان مراتب ان کے کا اور معاملات میں اور اسی طرح قسمیں رد کرنا طرف قصد کی اور گزر چکا ہے اول کتاب میں تصریح کرنا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ داخل ہونے سب احکام کے اس حدیث میں۔

٦٤٣٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِىءٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَمَنْ هَاجَرَ إِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ

٦٤٣٩۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اے لوگو! عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے اور ہر ایک مرد کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی یعنی کوئی عمل بغیر نیت کے ٹھیک نہیں سو جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے واسطے ہوئی تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے واسطے ہو چکی ہے یعنی اس کا ثواب پائے گا اور جس کی ہجرت دنیا کے واسطے ہوئی کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوئی جس کے واسطے اس نے ہجرت کی

امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ. یعنی دنیا اور عورت۔

فائدہ: اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو کچھ نیت کرے اس کو کچھ حاصل نہیں ہوتا اور وارد ہوتا ہے اس پر جو غیر کی طرف سے حج کی نیت کرے اور خود حج نہ کیا ہو اس واسطے کہ وہ خود اس کی طرف سے صحیح ہوتا ہے اور فرض اس کے سر سے ساقط ہو جاتا ہے ساتھ اس حج کے نزدیک شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ کے اور کہا باقی لوگوں نے کہ صحیح ہوتا ہے غیر کی طرف سے اور نہیں ساقط ہوتا ہے حج فرض اس کے سر سے اس واسطے کہ اس نے نیت کی اور دلیل پہلے قول کے قصہ شبرمہ کا ہے کہ فرمایا اول اپنی طرف سے حج کر پھر شبرمہ کی طرف سے حج کر اور جواب دیا ہے انہوں نے کہ حج مستثنیٰ ہے باقی عبادات سے اسی واسطے حج فاسد میں گزرنے کا حکم ہے نہ اس کے قیر میں اور مستثنیٰ ہے عموم حدیث سے وہ چیز جو حاصل ہو فضل الٰہی کی جہت سے ساتھ قصد کے بغیر عمل کے جیسے کہ بیمار کے واسطے اجر حاصل ہوتا ہے اس کی بیماری کے سبب سے صبر پر واسطے ثابت ہونے حدیثوں کے ساتھ اس کے اور اسی طرح مستثنیٰ ہے اس سے وہ شخص جس کے واسطے کوئی درد ہو اور وہ بیماری کے سبب اس کے کرنے سے عاجز ہو کہ اس کا ثواب اس کے واسطے لکھا جاتا ہے اگرچہ اس کو عمل نہ کرے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جو قائل ہے ساتھ باطل کرنے حیلوں کے اور جو قائل ہے ساتھ عمل کرنے ان کے کے اس واسطے کہ مرجع دونوں فریق کا عامل کی نیت کی طرف سے ہے اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر اس میں مثلاً مظلوم کی خلاصی ہو تو وہ حیلہ درست ہے اور اگر اس میں حق کا فوت ہونا ہو تو وہ مذموم ہے اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ ایسا حیلہ مکروہ ہے اور بعض شافعیہ نے کہا کہ مکروہ تنزیہی ہے اور اکثر محققین نے کہا کہ وہ مکروہ تحریمی ہے اور گنہگار ہوتا ہے نیت سے اور دلالت کرتا ہے اس پر یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ہر مرد کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی سو جو نیت کرے ساتھ عقد نکاح کی تحلیل کی وہ محلل ہوگا اور داخل ہوگا وعید لعنت میں اور نہیں خلاص کرتی ہے اس کو صورت نکاح کی اور ہر چیز جس کے ساتھ قصد کیا جائے سرانجام دینا اس چیز کا جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی یا برعکس تو وہ گناہ ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں صحیح ہے عبادت کافر سے اور نہ دیوانے سے اس واسطے کہ وہ اہل عبادت سے نہیں اور اوپر ساقط ہونے قصاص کے شبہ عمد میں اس واسطے کہ اس کا قصد قتل کا نہیں ہوتا اور اوپر نہ مؤاخذہ مخطی اور ناسی اور مکرہ کے طلاق اور عتاق میں اور جو دونوں کی مانند ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ قسم کا اعتبار قسم لینے والے کی نیت پر ہے اور بعضوں نے اس کو برعکس کیا ہے اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث مسلم کے کہ قسم کا اعتبار قسم لینے والے کی نیت پر ہے اور حمل کیا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ نے حاکم پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر سد ذرائع کے اور اعتبار مقاصد کے ساتھ قرائن کے یہ قول مالک رحمہ اللہ کا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر مسبوق ایک رکعت امام کے ساتھ پائے تو اس کو جماعت کا ثواب ملتا ہے یا نہیں اور اگر دن کے درمیان نفلی روزے کی نیت کرے تو اس کو سارے دن کے

روزے کا ثواب ملتا ہے یا جس وقت سے نیت کرے اور اگر جمعہ کا وقت دوسری رکعت کے اول میں خارج ہو جائے تو تو کیا جمعہ کامل کیا جائے یا ظہر کی نماز اور کیا خود بخود پلٹ جاتا ہے یا تجدید نیت کی حاجت ہے اور اگر مسبوق مثلاً اعتدال ثانی کو پائے تو جمعہ کی نیت کرے یا ظہر کی تو ان سب مسئلوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ثواب ملتا ہے اور بعض کہتے ہیں نہیں۔ (فتح)

بَابٌ فِي الصَّلَاةِ

باب ہے بیچ داخل ہونے حیلے کے نماز میں

٦٤٤٠۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ.

۶۴۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں قبول کرتا اللہ تعالیٰ نماز کسی کی جب کہ بے وضوء ہو یہاں تک کہ وضوء کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزری کہا ابن بطال نے اس میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ جو اخیر قعدے میں گوز مارے اس کی نماز صحیح ہے اس واسطے کہ وہ اس کی ضد کو لایا ہے اور تعقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس کے کہ حدث نماز کے درمیان میں اس کے واسطے مفسد ہے سو وہ مانند جماع کی ہے حج میں کہ اگر اس کے درمیان عارض ہو تو اس کو فاسد کر دیتا ہے اور اسی طرح اس کے آخر میں اور کہا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر طہارت یقینی یا حدث یقینی ہو سو جس کی حقیقت ثابت ہو اس کو حیلے سے نفی کرنا اس کو باطل کرتا ہے اور جس کی حقیقت منتفی ہو تو اس کو حیلے سے ثابت کرنا اس کا باطل کرنا ہے اور کہا ابن منیر نے اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس باب کے طرف رد کرنے کی اس شخص پر جو قائل ہے ساتھ صحیح ہونے نماز اس شخص کی کے جو گوز مارے اخیر قعدے میں اور اس کا گوز مارنا اس کے سلام پھیرنے کی طرح ہے ساتھ اس طرح کے کہ یہ حیلہ ہے واسطے صحیح کرنے نماز کے ساتھ حدث کے اور اس کی تقریر یوں ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بنا کی ہے اس پر کہ نماز سے نکلنا رکن ہے اس کا پس نہیں صحیح ہے ساتھ حدث کے اور جو اس کو صحیح کہتا ہے اس کی رائے یہ ہے کہ نماز سے نکلنا اس کی ضد ہے پس صحیح ہے ساتھ حدث کے اور جب یہ بات مقرر ہوئی تو ضروری ہے تحقیق ہونا اس بات کا کہ سلام رکن داخل ہے نماز میں نہ ضد اس کی اور استدلال کیا ہے اس نے جو اس کے رکن ہونے کا قائل ہو ساتھ اس کے کہ وہ تحریم کے مقابلے میں واقع ہوئی ہے اس حدیث میں تحریمها التکبیر و تحلیلها التسلیم اور جب اس کی پہلی طرف رکن ہے تو اس کی آخری طرف بھی رکن ہو گی اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ سلام عبادات کی جنس سے ہے اس واسطے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور اس کے بندوں کے واسطے دعا ہے سو نہ قائم ہو گا حدث فاحش مقام ذکر نیک کے اور صرف حنفیہ ہی نے کہا ہے کہ سلام واجب

ہے، رکن نہیں اور کہا ابن بطال نے اس میں رد ہے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اس قول میں کہ جس کا وضوء نماز میں ٹوٹ جائے وہ وضوکر کے اس پر بنا کرے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ از سر نو نماز شروع کرے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس حدیث کے اور اس کے بعض طرق میں ہے **لا صلوٰۃ الا بطھور** سو نہیں خالی ہے کہ وہ پھرنے کی حالت میں مصلی ہے یا غیر مصلی سو اگر کہیں کہ وہ نمازی ہے تو رد کیا جائے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **لا صلوٰۃ الا بطھور** اور کہا کرمانی نے وجہ لینے اس کے ترجمہ سے یہ ہے کہ انہوں نے حکم کیا ہے کہ اس کی نماز صحیح ہے ساتھ حدث کرنے کے جہاں انہوں نے کہا کہ وضوء کر کے بنا کرے اور جہاں انہوں نے حکم کیا ہے ساتھ صحت اس کی کے باوجود عدم نیت کے وضوء میں اس علت سے کہ وضوء عبادت نہیں۔ (فتح)

بَابٌ فِي الزَّكَاةِ وَأَنْ لَّا يُفَرَّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَّلَا يُجْمَعَ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ.

باب ہے زکوٰۃ میں یعنی بیچ ترک کرنے حیلے کے اس کے ساقط کرنے میں اور یہ کہ نہ جدا جدا کیا جائے اکٹھے جانوروں کو اور نہ جمع کیا جائے جدا جدا جانوروں کو واسطے زکوٰۃ کے۔

٦٤٤١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهٗ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهٗ فَرِيْضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَّلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ.

۶۴۴۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے واسطے زکوٰۃ کا حکم نامہ لکھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا اور نہ اکٹھا کیا جائے جدا جدا جانوروں کو اور نہ جدا جدا کیا جائے اکٹھے جانوروں کو واسطے خوف زکوٰۃ کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٦٤٤٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَآءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِيْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فَقَالَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ إِلَّا أَنْ

۶۴۴۲۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پراگندہ سر والا اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو خبر دو کیا فرض کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نمازوں سے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں مگر یہ کہ تو کچھ نفل پڑھے پھر اس نے کہا خبر دو مجھ کو کیا فرض کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر روزوں سے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

تَطَوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ أَخْبِرْنِيْ بِمَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ قَالَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا قَالَ أَخْبِرْنِيْ بِمَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ قَالَ فَأَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَالَ وَالَّذِيْ أَكْرَمَكَ لَا أَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ.

رمضان کے مہینے کے روزے مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھے پھر اس نے کہا خبر دو کیا فرض کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر زکوٰۃ سے؟ کہا سو حضرت ﷺ نے اس کو احکام اسلام کی خبر دی اس نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو اکرام کیا کہ نہ میں کچھ نفل عبادت کروں گا اور نہ گھٹاؤں گا اس سے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فرض کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مراد کو پہنچا اگر یہ سچا ہے بہشت میں داخل ہوگا اگر وہ سچا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ عِشْرِيْنَ وَمِائَةِ بَعِيْرٍ حِقَّتَانِ فَإِنْ أَهْلَكَهَا مُتَعَمِّدًا أَوْ وَهَبَهَا أَوِ احْتَالَ فِيْهَا فِرَارًا مِنَ الزَّكَاةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ.

اور کہا بعض لوگوں نے کہ ایک سو بیس اونٹوں میں دو حقے ہیں سو اگر ان کو ہلاک کر ڈالے جان بوجھ کے یا ہبہ کر دے یا کوئی حیلہ کرے اس میں واسطے بھاگنے کے زکوٰۃ سے تو اس پر کچھ چیز نہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے اجماع ہے علماء کا اس پر کہ جائز ہے مرد کو سال گزرنے سے پہلے تصرف کرنا اپنے مال میں ساتھ بیع اور ہبہ اور ذبح کے جب کہ نہ نیت ہو بھاگنے کی زکوٰۃ سے اور اجماع ہے اس پر کہ جب سال گزر جائے تو نہیں حلال ہے حیلہ کرنا ساتھ اس کے کہ جدا جدا کرے اکٹھے جانوروں کو یا برعکس کرے پھر اختلاف ہے سو کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر سال گزرنے سے پہلے ایک مہینہ کوئی چیز اپنے مال سے فوت کرے واسطے بھاگنے کے زکوٰۃ سے تو لازم ہے اس کو زکوٰۃ وقت گزرنے سال کے واسطے قول حضرت ﷺ کے **خشية الصدقة** اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر سال گزرنے سے پہلے ایک دن کوئی چیز اپنے مال سے فوت کرے اور اس کی نیت زکوٰۃ سے بھاگنا ہو تو یہ نیت اس کو ضرر نہیں کرتی اس واسطے کہ نہیں لازم ہے اس کو یہ مگر بعد گزرنے سال کے اور **خشية الصدقة** کے معنی اسی وقت اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی سال گزرنے کے بعد، کہا مہلب نے کہ مقصود بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ جو حیلہ کوئی زکوٰۃ کے ساقط کرنے کے واسطے کرے اس کا گناہ اس پر ہے اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے جانوروں کو جمع اور متفرق کرنے سے منع فرمایا تو اس سے یہ معنی سمجھے گئے اور طلحہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کا فرض کسی حیلہ سے ساقط کرے وہ مراد کو نہیں پہنچے گا اور بعض حنفیہ نے کہا کہ یہ جو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا

ہے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے اور کہا محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مکروہ ہے اس واسطے کہ اس میں باطل کرنا فقیروں کے حق کا ہے اور نقل کیا ہے ابوحفص کبیر نے محمد بن حسن سے کہ جو حیلہ کرے ساتھ اس کے مسلمان تا کہ خلاص ہو ساتھ اس کے حرام سے یا پہنچے ساتھ اس کے طرف حلال کی تو اس کا کچھ ڈر نہیں اور اگر حیلہ کرے تا کہ باطل کرے ساتھ اس کے حق کو یا ثابت کرے ساتھ اس کے باطل کو تو مکروہ تحریمی ہے اور ذکر کیا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس نے مناظرہ کیا محمد سے اس عورت میں جس نے اپنے خاوند کو مجبور کیا جدائی پر اور وہ باز رہا جدائی سے تو اس عورت نے اپنے خاوند کے بیٹے سے زنا کروایا اس کو اپنے نفس پر قادر کیا کہ وہ ان کے نزدیک اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے بنا بر قول ان کے کہ حرمت مصاہرت کی ثابت ہوتی ہے زنا سے تو میں نے محمد سے کہا کہ زنا نہیں حرام کرتا حلال کو اس واسطے کہ وہ اس کی ضد ہے اور نہیں قیاس کی جاتی ہے چیز اپنی ضد پر تو محمد نے کہا کہ جامع ہے دونوں کو جماع تو میں نے کہا کہ فرق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ پہلی عورت تعریف کی گئی ساتھ اس کے اور اس نے اپنی شرم گاہ کو بچایا اور دوسری مذمت کی گئی اور اس پر سنگسار کرنا واجب ہوا اور لازم آتا ہے کہ جب تین طلاق والی زنا کرے تو اپنے خاوند کے واسطے حلال ہو جائے اور جس کے پاس چار عورتیں ہوں پھر پانچویں سے زنا کرے تو ایک چار میں سے حرام ہو جائے آخر مناظرہ تک اور شاید ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے رجوع کیا ہے اور یہ جو ترجمہ میں کہا کہ ہلاک کرے تو یہ حیلہ نہیں بلکہ اس کی صورت یہ ہے کہ ذبح کرے دو حقوں کو مثلا اور نفع اٹھائے ان کے گوشت سے پس ساقط ہوگی زکوٰۃ ساتھ حقوں کے اور جوان سے کم ہیں وہ دینے آئیں گے۔ (فتح)

٦٤٤٣۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهٗ فَيَطْلُبُهٗ وَيَقُوْلُ أَنَا كَنْزُكَ قَالَ وَاللّٰهِ لَنْ يَّزَالَ يَطْلُبُهٗ حَتّٰى يَبْسُطَ يَدَهٗ فَيُلْقِمَهَا فَاهُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَا رَبُّ النَّعَمِ لَمْ يُعْطِ حَقَّهَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَتَخْبِطُ وَجْهَهٗ بِأَخْفَافِهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِیْ رَجُلٍ لَهٗ إِبِلٌ فَخَافَ

٦٤٤٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر ایک کا خزانہ یعنی جس مال کی زکوٰۃ نہ دی ہو گنجا سانپ ہو جائے گا اس کا مالک اس سے بھاگے گا اور وہ اس کے پیچھے دوڑے گا اور کہے گا کہ میں تو تیرا خزانہ ہوں فرمایا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ رہے گا اس کے طلب میں یہاں تک کہ اپنا ہاتھ دراز کر کے اس کے منہ میں ڈالے گا سو سانپ اس کو لقمہ کر لے گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اونٹوں اور گائیوں اور بکریوں کا مالک ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کو اس پر قیامت کے دن قابو دیا جائے گا سو وہ اپنے پاؤں سے اس کے منہ کو کچل ڈالیں گے اور کہا بعض لوگوں نے اس مرد کے حق میں جس کے پاس اونٹ ہوں سو ڈرے

أَنْ تَجِبَ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ فَبَاعَهَا بِإِبِلٍ مِثْلِهَا أَوْ بِغَنَمٍ أَوْ بِبَقَرٍ أَوْ بِدَرَاهِمَ فِرَارًا مِنَ الصَّدَقَةِ بِيَوْمٍ احْتِيَالًا فَلَا بَأْسَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ إِنْ زَكّٰى إِبِلَهٗ قَبْلَ أَنْ يَّحُوْلَ الْحَوْلُ بِيَوْمٍ أَوْ بِسِتَّةٍ جَازَتْ عَنْهُ.

کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو پھر ان کو بیچ ڈالے ویسے اونٹوں سے یا بکریوں سے یا گائیوں سے یا درہموں سے واسطے بھاگنے کے زکوٰۃ سے ایک دن پہلے حیلہ کر کے تو نہیں ہے اس پر کچھ چیز اور وہ کہتا ہے کہ اگر زکوٰۃ دے اپنے اونٹوں کے سال گزرنے سے پہلے ایک دن یا ایک سال تو جائز ہے۔

فائدہ: یعنی تو اس میں تناقض ہے اور وجہ الزام ان کے تناقض کی یہ ہے کہ جو سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ دینے کو جائز رکھتا ہے وہ سال گزرنے کی رعایت ہر وجہ سے نہیں کرتا اور جب سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ دینا کفایت کرتا ہے تو چاہیے کہ تصرف کرنا اس میں سال گزرنے سے پہلے نہ ساقط کرنے والا ہو زکوٰۃ کو اور جواب دیا ہے ابن بطال نے کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر اس میں تناقض لازم نہیں آتا اس واسطے کہ وہ نہیں واجب کرتا ہے زکوٰۃ کو مگر ساتھ گزرنے تمام سال کے اور جس نے پہلے زکوٰۃ دی وہ مانند اس شخص کے ہے جس نے دین مؤجل کو حلول اجل سے پہلے ادا کی اور تناقض لازم ہے ابو یوسف رحمہ اللہ کو اس واسطے کہ وہ قائل ہے کہ حرمت جمع ہوتی ہے ساتھ فرض کے مثل طواف عاری کی اور اگر نہ مقرر ہو وجوب تو نہ جائز ہو تعجیل سال سے پہلے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں جو اونٹوں کے ساتھ بیچے بیچ سال کے یعنی وہ دے کر ویسے اور اونٹ لے لے تو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ بنا پہلے اونٹوں کی سال پر ہے یعنی پہلے اونٹوں کا سال جس وقت سے شروع ہوا ہے وہی معتبر ہوگا واسطے متحد ہونے جنس اور نصاب اور ماخوذ کے اور شافعی رحمہ اللہ سے دو قول ہیں اور اگر اونٹوں کے سوائے کسی اور جنس سے بیچے تو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ از سر نو سال کو شمار کرے واسطے مختلف ہونے نصاب کے اور اگر یہ زکوٰۃ سے بھاگنے کے واسطے کرے تو گنہگار ہوتا ہے اور کہا احمد رحمہ اللہ نے کہ اگر ان کو درہموں سے بیچے تو بیع کے دن سے چھ مہینے کے بعد درہموں کی زکوٰۃ دے۔ (فتح)

٦٤٤٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ قَالَ اسْتَفْتٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى أُمِّهٖ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْضِهِ عَنْهَا.

۶۴۴۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا ایک نذر میں جو اس کی ماں پر تھی اور وہ اس کے ادا کرنے سے پہلے مر گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی طرف سے نذر ادا کر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور اس میں حجت ہے کہ زکوٰۃ نہیں ساقط ہوتی حیلہ سے

اور نہ موت سے اس واسطے کہ جب نذر موت سے ساقط نہ ہوئی تو زکوٰۃ بطریق اولیٰ ساقط نہ ہو گی اس واسطے کہ زکوٰۃ اس سے زیادہ تر مؤکد ہے اس واسطے کہ جب ولی پر نذر کا ادا کرنا لازم کیا اس کی ماں کی طرف سے تو زکوٰۃ کا ادا کرنا جو اللہ تعالیٰ نے فرض کی اشد ہے لازم ہونے میں۔ (فتح)

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا بَلَغَتِ الْإِبِلُ عِشْرِيْنَ فَفِيْهَا أَرْبَعُ شِيَاهٍ فَإِنْ وَهَبَهَا قَبْلَ الْحَوْلِ أَوْ بَاعَهَا فِرَارًا وَاحْتِيَالًا لِإِسْقَاطِ الزَّكَاةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَكَذٰلِكَ إِنْ أَتْلَفَهَا فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ فِيْ مَالِهٖ.

اور کہا بعض لوگوں نے کہ جب اونٹ بیس کو پہنچیں تو ان میں چار بکریاں زکوٰۃ دینی آتی ہے پھر اگر ان کو بخش دے سال گزرنے سے پہلے یا بیچ ڈالے واسطے بھاگنے کے زکوٰۃ سے یا حیلہ کرے واسطے ساقط کرنے زکوٰۃ کے تو نہیں ہے اس پر کوئی چیز اور اسی طرح اگر ان کو تلف کرے پھر مر جائیں تو نہیں ہے کوئی چیز اس کے مال میں۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے تنازع بیچ صورت تلف کے اور جواب دیا ہے بعض حنفیہ نے ساتھ اس کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واجب ہوتی ہے زکوٰۃ مال میں جب کہ واجب ہو ذمہ میں یا جو متعلق ہو ساتھ اس کے حقوق سے اور جو مر گیا اس کے ذمہ میں کوئی چیز باقی نہیں رہی جس کا وفا کرنا اس کے وارثوں پر واجب ہو اور کلام تو حیلے کے حلال ہونے میں ہے نہ بیچ لازم ہونے زکوٰۃ کے جب کہ بھاگے، میں کہتا ہوں اور حرف مسئلے کا یہ ہے کہ جب قصد کرے ساتھ بیچنے اس کے بھاگنے کا زکوٰۃ سے یا اس کے ہبہ کرنے سے حیلہ اوپر ساقط کرنے زکوٰۃ کے اور جو قصد کرے کہ ان میں رجوع کرے بعد اس کے تو وہ گنہگار ہے ساتھ اس قصد کے لیکن کیا تاثیر کرتا ہے یہ قصد بیچ باقی رکھنے زکوٰۃ کے اس کے ذمہ میں یا عمل کیا جائے ساتھ اس کے باوجود گناہ کے یہ جگہ ہے اختلاف کے کاٹنے کی کہا کرمانی نے کہ اس باب میں تین فروع ہیں جامع ہے ان کو ایک حکم اور وہ یہ ہے کہ جب دور ہو جائے ملک اس کی اس چیز سے کہ واجب ہے اس میں زکوٰۃ سال گزرنے سے پہلے تو ساقط ہوتی ہے زکوٰۃ برابر ہے کہ ہو ساتھ قصد فرار کے زکوٰۃ سے یا نہ پھر اس کے بعد تشنیع کی کہ جو اس کو جائز رکھتا ہے اس نے مخالفت کی ہے تین حدیثوں کی۔ (فتح)

بَابُ الْحِيْلَةِ فِي النِّكَاحِ

نکاح میں حیلہ کرنا

٦٤٤٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ قُلْتُ لِنَافِعٍ مَا الشِّغَارُ قَالَ يَنْكِحُ ابْنَةَ

۶۴۴۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا شغار سے میں نے نافع رحمہ اللہ سے کہا شغار کیا ہے؟ کہا کہ کسی مرد کی لڑکی سے نکاح کرے اور اپنی بیٹی اس کو نکاح کر دے بغیر مہر کے اور نکاح کرے کسی مرد کی بہن سے اور اپنی بہن اس کو نکاح کر دے بغیر مہر کے

الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ ابْنَتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَيَنْكِحُ أُخْتَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ أُخْتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ احْتَالَ حَتّٰى تَزَوَّجَ عَلَى الشِّغَارِ فَهُوَ جَآئِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ فِي الْمُتْعَةِ النِّكَاحُ فَاسِدٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمُتْعَةُ وَالشِّغَارُ جَآئِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ.

اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر حیلہ کرے یعنی ساتھ اس شرط کے یہاں تک کہ نکاح کرے شغار پر تو جائز ہے اور شرط باطل ہے اور کہا متعہ میں کہ نکاح فاسد ہے اور شرط باطل ہے اور کہا بعضوں نے کہ متعہ اور شغار جائز ہے اور شرط باطل ہے یعنی دونوں میں۔

فائدہ: اور ظاہر یہ ہے کہ حیلہ شغار میں متصور ہے، مالدار مرد کے حق میں جو کسی محتاج کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہے سو باز رہے محتاج یا مہر میں زیادتی کرے تو وہ مالدار اس سے دغا کرے سو اس سے کہے کہ اپنی بیٹی مجھ کو نکاح کر دے اور میں اپنی بیٹی تجھ کو نکاح کر دیتا ہوں سو رغبت کرے اس میں محتاج واسطے سہولت اس کام کے اوپر اس کے پھر جب اس شرط پر عقد واقع ہو اور اس سے کہا جائے کہ عقد صحیح ہے اور لازم ہے ہر ایک کو مہر مثل تو وہ محتاج پچھتاتا ہے اس واسطے کہ نہیں ہے قدرت اس کو اوپر مہر مثل کے مالدار کی بیٹی کے واسطے اور حاصل ہوا واسطے مالدار کے مقصود اس کا ساتھ نکاح کرنے کے واسطے سہولت مہر مثل کے اوپر اس کے سو جب اصل سے باطل ہے تو یہ حیلہ بھی باطل ہوگا اور یہ جو کہا ایک جگہ میں فاسد اور دوسری جگہ میں باطل تو یہ بنا بر حنفیہ کے قاعدے کی ہے کہ جو اپنے اصل سے مشروع نہ ہو وہ باطل ہے اور جو اصل سے مشروع ہو اور وصف سے مشروع نہ ہو وہ فاسد ہے پس نکاح مشروع ہے باصلہ اور بضع کا مہر ٹھہرانا اس میں وصف ہے سو مہر فاسد ہوگا اور نکاح صحیح ہوگا برخلاف متعہ کے کہ جب اس کا منسوخ ہونا ثابت ہوا تو ہو گیا غیر مشروع باصلہ اور دوسرے بعضھم سے مراد زفر ہے کہ اس نے جائز رکھا ہے نکاح مؤقت کو اور لغو کیا ہے وقت کو اس واسطے کہ وہ شرط فاسد ہے اور نکاح شرط فاسد سے باطل نہیں ہوتا اور رد کیا ہے اس پر علماء نے ساتھ فرق مذکور کے کہا ابن بطال نے کہ نہیں ہوتا ہے بضع یعنی شرم گاہ مہر نزدیک کسی کے علماء سے اور انہوں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ نکاح منعقد ہوتا ہے ساتھ مہر مثل کے جب کہ اس کی شرطیں پائی جائیں اور مہر نہیں ہے رکن بیچ اس کے سو وہ ایسا ہے جیسا کوئی نکاح کرے بغیر مہر کے پھر ذکر کرے مہر کا پس ذکر بضع کا کالعدم ہے اور یہ محصل اس کا ہے جو ذکر کیا ہے ابو زید وغیرہ حنفیہ نے اور تعقب کیا ہے سمعانی نے سو کہا کہ نہیں ہے شغار مگر وہ نکاح جس میں ہمارا اختلاف ہے اور البتہ ثابت ہو چکی ہے اس میں نہی اور نہی چاہتی ہے کہ منہی عنہ فاسد ہو اس واسطے کہ عقد شرعی تو وہی ہے جو شرع کے ساتھ جائز ہو اور جب منع ہوا تو مشروع نہ ہوگا اور معنی کی جہت سے یہ ہے کہ وہ منع کرتا ہے تمام ایجاب کو بضع میں خاوند کے واسطے اور نکاح نہیں منعقد ہوتا ہے مگر ساتھ ایجاب کامل کے اور وجہ ہمارے قول کی کہ منع کرنا ہے یہ ہے کہ

جس چیز نے واجب کیا ہے خاوند کے واسطے نکاح کو اسی چیز نے واجب کیا ہے عورت کے واسطے مہر کو اور جب کہ نہ حاصل ہو کمال ایجاب کا تو نہیں صحیح ہو گا اس واسطے کہ وہ ٹھہرایا گیا ہے عین اس چیز کا کہ واجب کیا ہے اس کو خاوند کے واسطے مہر واسطے عورت کے تو وہ مانند اس شخص کی ہے جس نے ٹھہرایا چیز کو کسی کے واسطے ایک عقد میں پھر ہو بہو اسی چیز کو کسی اور شخص کے واسطے ٹھہرایا سو نہیں کامل ہو گا عقد اول اور رقبہ بضع کا نہیں داخل ہوتا تحت ملک یمین کے تا کہ مہر ہو سکے۔ (فتح)

٦٤٤٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنَیْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيْهِمَا أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قِيْلَ لَهٗ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَرٰى بِمُتْعَةِ النِّسَآءِ بَأْسًا فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ احْتَالَ حَتّٰى تَمَتَّعَ فَالنِّكَاحُ فَاسِدٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ النِّكَاحُ جَآئِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ.

٦٤٤٦۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما عورتوں کے متعہ کے ساتھ کچھ ڈر نہیں دیکھتے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے متعہ سے جنگ خیبر کے دن اور منع کیا ہے گھریلو گدھوں کے گوشت سے اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر متعین حیلہ کرے تو نکاح فاسد ہے یعنی اگر عقد یا نکاح متعہ کا اور فساد نہیں مستلزم ہے باطل ہونے کو واسطے ممکن ہونے اس کی اصلاح کے ساتھ لغو کرنے شرط کے سو حیلہ کرے اس کے صحیح ہونے میں جیسا کہ کہا بیچ بیاج زیادتی کے کہ اگر حذف کی جائے اس سے زیادتی تو صحیح ہوتی ہے بیع اور کہا بعضوں نے کہ نکاح جائز ہے اور شرط باطل ہے یعنی اور یہ قول زفر رحمہ اللہ کا ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ فِي الْبُيُوْعِ وَلَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَآءِ لِيُمْنَعَ بِهٖ فَضْلُ الْكَلَإِ.

جو مکروہ ہے حیلہ کرنا بیعوں میں اور نہ منع کیا جائے حاجت سے زیادہ پانی کو تا کہ منع کیا جائے ساتھ اس کے حاجت سے زیادہ گھاس کو۔

٦٤٤٧۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَآءِ لِيُمْنَعَ بِهٖ فَضْلُ الْكَلَإِ.

٦٤٤٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ منع کیا جائے حاجت سے زیادہ پانی کو تا کہ منع کیا جائے ساتھ اس کے حاجت سے زیادہ گھاس کو۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ مراد وہ مرد ہے کہ اس کے واسطے کنواں ہو اور اس کے گرد گھاس ہو مباح یعنی کسی کی ملک نہ ہو سو ارادہ کرے کہ وہ خاص ہو سو ساتھ اس کے سو منع کرے حاجت سے زیادہ پانی سے یعنی غیر کے جانوروں کو پانی

پینے سے روکے اور وہ پانی اس کی حاجت سے زیادہ ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو گھاس کی حاجت ہے اور وہ اس کو منع نہیں کر سکتا اس واسطے کہ وہ اس کی ملک نہیں سو منع کرتا ہے پانی سے تا کہ اس کے واسطے گھاس زیادہ ہو یعنی جب اس نے پانی نہ دیا تو کسی کا جانور وہاں نہ چرے گا تو گھاس اسی کے واسطے رہے گا اس واسطے کہ اونٹ وغیرہ جانور نہیں بے پرواہ ہیں پانی سے بلکہ جب گھاس چریں تو پیاس لگتی ہے اور کنویں کے سوائے اور پانی وہاں سے بعید ہو سو اعراض کرے گا مالک اس گھاس سے تو اس حیلے سے کنویں والے کے واسطے گھاس وافر ہوگا اور اس حدیث میں اور معنی بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ کبھی ایک معنی حدیث کا خاص کیا جاتا ہے اور باقی سے سکوت کیا جاتا ہے اس واسطے کہ ظاہر حدیث کا اختصاص نہی کا ہے ساتھ اس صورت کے جب کہ ارادہ کرے ساتھ اس کے گھاس کے منع کرنے کا اور بہر حال اگر یہ ارادہ نہ ہو تو نہیں ہے منع کرنے گھاس کے سے اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نہ منع کیا جائے حاجت سے زیادہ پانی کسی وجہ سے اس واسطے کہ جب نہ منع کرے بسبب غیر کے تو لائق تر ہے کہ نہ منع کرے بسبب نفس اپنے کے اور یہ جو کہا کہ حاجت سے زیادہ تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ اگر حاجت سے زیادہ پانی اس کے پاس نہ ہو تو کنویں والے کو اس سے منع کرنا جائز ہے اور کہا ابن منیر نے کہ وجہ مطابقت ترجمہ کی یہ ہے کہ جو کنواں کہ جنگل میں ہو اس کے کھودنے والے کو جائز ہے کہ خاص ہو ساتھ اس پانی کے جو اس کی حاجت سے زیادہ نہ ہو برخلاف گھاس مباح کے کہ نہیں اختصاص ہے اس کو ساتھ اس کے سو اگر حیلہ کرے کنویں والا اور دعویٰ کرے کہ کنویں میں اس کی حاجت سے زیادہ پانی نہیں ہے تا کہ اس کے گرد گھاس بڑھے اس واسطے کہ جانوروں کا مالک اس وقت محتاج ہوگا کہ اور پانی کی طرف ان کو لے جائے اس واسطے کہ جانور پیاس کے ساتھ نہیں چر سکتے تو البتہ داخل ہوگا نہی میں اور اس کا تمام یہ ہے کہ کہا جائے کہ کنویں والا دعویٰ کرتا ہے کہ کنویں میں اس کی حاجت سے زیادہ پانی نہیں تا کہ جو گھاس کا محتاج ہو اس کے کنویں کا پانی اس سے خریدے تا کہ اپنے مواشی کو پلائے سو ظاہر ہوگا اس وقت کہ اس نے حیلہ کیا ہے ساتھ انکار کرنے کے اوپر حاصل ہونے بیع کے تا کہ تمام ہو مراد اس کی بیچ لینے قیمت کنویں کے پانی کے اور بڑھانے گھاس کے اوپر اس کے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَاجُشِ — جو مکروہ ہے نجش سے

فائدہ: مراد کراہت سے کراہت تحریمی ہے اور یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں ساتھ اس لفظ کے نہی عن النجش اور اس کی شرح بیوع میں گزر چکی ہے۔

٦٤٤٨ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّجْشِ.

۶۴۴۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا نجش سے۔

فائدہ: نجش اس کو کہتے ہیں کہ دو آدمی سودا کرتے ہیں تیسرا آدمی آکر اس جنس کی زیادہ قیمت لگا دے اور لینے کا ارادہ نہ ہو۔ (فتح)

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبُيُوْعِ وَقَالَ أَيُّوْبُ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ كَأَنَّمَا يُخَادِعُوْنَ آدَمِيًّا لَوْ أَتَوُا الْأَمْرَ عِيَانًا كَانَ أَهْوَنَ عَلَيَّ.

جو منع ہے دغا کرنا بیع میں اور کہا ایوب نے دغا بازی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے گویا کہ دغا بازی کرتے ہیں آدمی سے اگر کھلم کھلا زیادہ قیمت لیتے بغیر دغا بازی کے تو البتہ آسان تر ہوتا مجھ پر یعنی اس واسطے کہ دین دغا بازی کا نہیں ٹھہرایا گیا۔

فائدہ: اور اسی واسطے فریبی اور دغا باز زیادہ تر دشمن ہیں لوگوں کے نزدیک اس شخص سے جو کھلم کھلا گناہ کرے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ جب تو سودا کرے تو کہہ لا خلابۃ تو ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے بجائے شرط کے یعنی اگر یہ بیع میں دغا ظاہر ہو تو وہ صحیح نہیں تو گویا کہ اس نے کہا کہ بشرط اس کے کہ نہ ہو اس میں فریب کہا مہلب نے کہ نہیں داخل ہے خداع محرم میں ثنا اپنی جنس کی اور اس کی بے حد تعریف کرنی کہ وہ معاف ہے اور نہیں تو ٹتی ہے ساتھ اس کے بیع۔ (فتح)

٦٤٤٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ.

۶۴۴۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ بیعوں میں اس سے دغا ہوتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو سودا کیا کرے تو یوں کہا کر کہ نہیں ہے فریب اور دغا یعنی شرط اس کی کہ نہ ہو اس میں دغا۔

فائدہ: اور تحقیق یہ ہے کہ نہیں لازم آتا گناہ سے عقد میں باطل ہونا اس کا ظاہر حکم میں سو شافعیہ جائز رکھتے ہیں عقود کو ظاہر پر اور کہتے ہیں باوجود اس کے کہ جو حیلہ کرے ساتھ مکر اور فریب کے وہ باطن میں گنہگار رہتا ہے اور ساتھ اس کے حاصل ہوگی خلاصی اشکال سے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الْاِحْتِيَالِ لِلْوَلِيِّ فِي الْيَتِيْمَةِ الْمَرْغُوْبَةِ وَأَنْ لَا يُكَمِّلَ لَهَا صَدَاقَهَا.

جو منع ہے حیا کرنے سے ولی کے واسطے یتیم لڑکی میں جو مرغوب اور محبوب ہے اور یہ کہ نہ پورا دے مہر اس کا

٦٤٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ أَنَّهُ

۶۴۵۰۔ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا شان نزول اس آیت کا اور اگر تم ڈرو کہ

سَأَلَ عَائِشَةَ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ﴾ قَالَتْ هِيَ الْيَتِيْمَةُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ مَالِهَا وَجَمَالِهَا فَيُرِيْدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِأَدْنٰى مِنْ سُنَّةِ نِسَآئِهَا فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ فِيْ إِكْمَالِ الصَّدَاقِ ثُمَّ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

نہ انصاف کرو یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو خوش لگیں تم کو عورتوں سے یعنی سوائے ان کے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مراد اس سے یتیم لڑکی ہے اپنے ولی کی پرورش میں سو رغبت کرتا ہے اس کے مال میں اور جمال میں چاہتا ہے کہ اس سے نکاح کرے ساتھ کم تر کے اس کے قبیلے کی عورتوں کے معمولی مہر سے سو منع کیے گئے ان کے نکاح سے مگر یہ کہ انصاف کریں ان کے واسطے مہر کے پورا کرنے میں یعنی تو لوگ اس سے باز آئے پھر اس کے بعد لوگوں نے اس کا حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری اور پوچھتے ہیں تجھ سے حکم عورتوں کے بارے میں پس ذکر کی حدیث۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے ولی کو یہ کہ نکاح کرے یتیم لڑکی سے ساتھ کم تر کے مہر اس کے سے اور نہ یہ کہ دے اس کو عروض سے وہ چیز جو نہ وفا کرے ساتھ قیمت مہر مثل اس کی کے اور کہا ابوبکر بن طیب نے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں جن کا کوئی ولی نہیں جو تم سے ان کے حق کا مطالبہ کریں اور نہ امن ہو تم کو ترک قیام سے ساتھ حقوق ان کے واسطے عاجز ہونے ان کے اس سے تو نکاح کرو ان عورتوں سے جو قادر ہیں اپنے کام کی تدبیر پر یا جن کے ولی ہیں جو تم کو روکیں ان پر ظلم کرنے سے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا غَصَبَ جَارِيَةً فَزَعَمَ أَنَّهَا مَاتَتْ فَقُضِيَ بِقِيْمَةِ الْجَارِيَةِ الْمَيِّتَةِ ثُمَّ وَجَدَهَا صَاحِبُهَا فَهِيَ لَهٗ وَيَرُدُّ الْقِيْمَةَ وَلَا تَكُوْنُ الْقِيْمَةُ ثَمَنًا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْجَارِيَةُ لِلْغَاصِبِ لِأَخْذِهِ الْقِيْمَةَ وَفِيْ هٰذَا احْتِيَالٌ لِمَنِ اشْتَهٰى جَارِيَةَ رَجُلٍ لَا يَبِيْعُهَا فَغَصَبَهَا وَاعْتَلَّ بِأَنَّهَا مَاتَتْ حَتّٰى يَأْخُذَ رَبُّهَا قِيْمَتَهَا فَيَطِيْبُ لِلْغَاصِبِ جَارِيَةَ غَيْرِهٖ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْوَالُكُمْ عَلَيْكُمْ

جب کوئی کسی کی لونڈی چھین لے پھر گمان کرے کہ وہ مر گئی سو حکم کیا گیا ساتھ قیمت لونڈی مردہ کے پھر اس کے مالک نے اس کو پایا تو وہ مالک کے واسطے ہے اور غاصب کو قیمت پھیر دے اور وہ قیمت اس کی قیمت نہ ہو گی اور کہا بعض لوگوں نے کہ لونڈی غاصب کے واسطے ہے اس واسطے کہ مالک نے اس کی قیمت غاصب سے لے لی ہے اور اس میں حیلہ کرنا ہے اس کے واسطے جو کسی مرد کی لونڈی کی نہایت خواہش رکھے اور اس کا مالک اس کو نہ بیچے سو اس کو اس سے چھین لے پھر یہ حجت کرے کہ وہ مر گئی تا کہ اس کا مالک اس کی قیمت لے سو حلال کرتا ہے

حَرَامٌ وَلِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. غاصب کے واسطے غیر کی لونڈی کو اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے مال تم پر حرام ہیں اور ہر دغا باز کے واسطے ایک جھنڈا ہوگا قیامت کے دن۔

فائدہ: نفقضی احتمال ہے کہ معلوم ہو یعنی حکم کرے قاضی غاصب پر پھر اس کا مالک اس کو پائے یعنی اطلاع پائے اس پر کہ وہ نہیں مری تو وہ اس کے واسطے ہے یعنی مالک کے واسطے اور نہ ہوگی وہ قیمت اس کی قیمت یعنی واسطے نہ جاری ہونے بیع کے درمیان ان کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے قیمت لی تھی واسطے نہ ہونے لونڈی کے اور جب عذر دور ہوگا تو واجب ہوگا رجوع کرنا طرف اصل کی اور یہی حکم ہے اور مال کا کھانے کی چیز ہو یا کوئی غیر اور دعویٰ کرے کہ وہ فاسد ہوگئی اور یہی حکم ہے حیوان ماکول اللحم کا سو اس کو ذبح کر کے کھا لے اور یہ جو کہا کہ حلال کرے غاصب کے واسطے غیر کی لونڈی کو یعنی اور اسی طرح مال غیر کا کہا ابن بطال نے کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس مسئلے میں جمہور کی مخالفت کی ہے سو حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ نہیں جمع ہوتی ہے چیز اور بدل اس کا ایک شخص کی ملک میں اور جمہور کی حجت یہ ہے کہ نہیں حلال ہے مال مسلمان کا مگر اس کے دل کی خوشی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واجب ہوئی تھی قیمت بنا بر صدق دعویٰ غاصب کے کہ لونڈی مرگئی سو جب ظاہر ہو گیا کہ وہ زندہ ہے مری نہیں تو وہ باقی ہے مالک کی ملک میں اس واسطے کہ نہیں جاری ہوا دونوں کے درمیان عقد صحیح سو واجب ہوا کہ مالک کی طرف پھیری جائے اور فرق کیا ہے انہوں نے درمیان ثمن اور قیمت کے بایں طور کے کہ ثمن وہ ہے جو ہو بیچ مقابلے اس چیز کے جو قائم ہو اور قیمت وہ ہے جو ہلاک ہوئی چیز کی ہو اور اسی طرح بیع فاسد میں اور فرق درمیان غصب اور بیع فاسد کی یہ ہے کہ بائع راضی ہوا ہے ساتھ لینے قیمت کے عوض اپنی جنس کے اور اجازت دی ہے مشتری کو ساتھ تصرف کرنے کے بیچ اس کے سو اصلاح اس بیع کی یہ ہے کہ جنس کی قیمت لے اگر فوت ہوئی اور غاصب کو مالک نے اجازت نہیں دی سو نہیں جائز ہے اس کے واسطے کہ غاصب خواہ مخواہ اس کا مالک بنے مگر یہ کہ مالک اس کی قیمت کے ساتھ راضی ہو میں کہتا ہوں اور محل پہلی صورت کا نزدیک حنفیہ کے یہ ہے کہ دعویٰ کرے حق دار غاصب پر ساتھ لونڈی کے تو غاصب جواب دے کہ وہ مرگئی سو اس کو سچا جانے یا جھوٹا جانے سو غاصب گواہ قائم کرے یا اس سے قسم طلب کرے اور وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو اس وقت وہ غاصب پر قیمت کا مستحق ہوگا واسطے راضی ہونے مدعی کے ساتھ مبادلہ کے اس قدر پر جہاں اس نے دعویٰ کیا ہے اور بہر حال اگر قیمت لے ساتھ قول غاصب کے باوجود قسم اس کی کے کہ وہ مرگئی تو مدعی کو اس وقت اختیار ہے جب کہ غاصب کا جھوٹ ظاہر ہو چکا ہے بدستور رہے بدلے پر اور چاہے لونڈی کو پھیر لے اور اس کی قیمت اس کو پھیر دے اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ مالک ہوا ہے مغصوب کا بدل کا رقبے اور بدن سے سو دور ہوئی ملک اس کی مبدل سے اس واسطے کہ وہ نقل

کے قابل ہے پس نہیں واقع ہوا ہے حکم واسطے تعدی محض کے بلکہ واسطے ضمان مشروط کے اگرچہ پیدا ہوا ہے اس سے خارج ہونا لونڈی کا مالک کی ملک سے ساتھ حیلے کے اور اگرچہ مرتب ہوا ہے گناہ غاصب پر ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ نہیں منافی ہے عقد کے صحیح ہونے کو۔ (فتح)

٦٤٥١۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهٖ.

۶۴۵۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دغا باز کا ایک جھنڈا ہو گا قیامت کے دن کہ اس کے ساتھ وہ پہچانا جائے گا۔

فائدہ: اور حجت پکڑنا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ اس حدیث کے ظاہر ہے اس واسطے کہ دعویٰ غاصب کا کہ وہ مر گئی خیانت ہے اور دغا ہے بھائی مسلمان کے حق میں۔

٦٤٥٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ وَأَقْضِيَ لَهٗ عَلٰى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ مِنْ حَقِّ أَخِيْهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ.

۶۴۵۲۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں بندہ ہوں اور البتہ تم جھگڑا فیصل کروانے آتے ہو میرے پاس اور شاید کہ تم لوگوں میں بعض آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے اپنی ملکیت کی وکیل کے بیان میں بہ نسبت دوسرے آدمی کے سو میں فیصلہ کر دیتا ہوں جیسا کہ اس سے سنتا ہوں سو جس شخص کو میں اس کے بھائی کے حق سے کچھ کاٹ کے دلا دوں تو وہ شخص نہ لے بیگانے حق کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں اس کو دوزخ کا ٹکڑا دیتا ہوں۔

فائدہ: یہ باب بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے اور اس کا تعلق اس کے ساتھ نہایت ظاہر ہے واسطے دلالت کرنے اس کے اس پر کہ حکم حاکم کا نہیں حلال کرتا اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام کی اور اس واسطے کہ اس کو اس کے لینے سے منع کیا جب کہ اس کو معلوم ہو کہ وہ نفس الامر میں غیر کا حق ہے اور جدا کیا ہے اس کو پہلے باب سے اس واسطے کہ وہ شامل ہے حکم مذکور کو اور اس کے غیر کو یعنی عام ہے پہلے باب سے وسیاتی شرحہ فی الاحکام اور یہ جو فرمایا میں بندہ ہوں یعنی ایک بندوں میں سے بیچ نہ جاننے غیب کے اور یہ جو فرمایا خوش تقریر ہوتا ہے تو مراد یہ ہے کہ جب زیادہ تقریر کرنے والا ہو گا تو قادر ہو گا کہ حجت میں دوسرے سے غالب تر ہو اور یہ جو فرمایا

کہ میں اس کو دوزخ کا ٹکڑا کاٹ دیتا ہوں یعنی اگر اس نے اس کو لیا باوجود علم اس کے کہ وہ اس پر حرام ہے تو دوزخ میں داخل ہوگا۔ (فتح)

بَابٌ فِي النِّكَاحِ
باب ہے نکاح میں

فائدہ: عنقریب گزر چکا ہے باب الحیلۃ فی النکاح اور ذکر کیا ہے اس میں شغار اور متعہ کو اور ذکر کی اس جگہ وہ چیز جو متعلق ہے ساتھ گواہی جھوٹی کے نکاح میں۔

٦٤٥٣۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ وَلَا الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ إِذَا سَكَتَتْ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ لَمْ تُسْتَأْذَنِ الْبِكْرُ وَلَمْ تَزَوَّجْ فَاحْتَالَ رَجُلٌ فَأَقَامَ شَاهِدَيْ زُورٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا بِرِضَاهَا فَأَثْبَتَ الْقَاضِي نِكَاحَهَا وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّ الشَّهَادَةَ بَاطِلَةٌ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَطَأَهَا وَهُوَ تَزْوِيجٌ صَحِيحٌ.

۶۴۵۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ نکاح کیا جائے کنواری عورت کا جب تک کہ اس کی اجازت نہ لی جائے اور نہ نکاح کیا جائے بیوہ عورت کا جب تک کہ اس کا حکم نہ لیا جائے سو کسی نے کہا یا حضرت! کنواری کی اجازت کس طرح ہو؟ یعنی وہ شرم سے کس طرح بتلائے گی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب چپ رہے تو یہی اس کی اجازت ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر کنواری عورت سے اجازت نہ لی جائے اور نہ نکاح کیا جائے اور حیلہ کرے کوئی مرد اور دو گواہ جھوٹے قائم کرے کہ بے شک اس نے اس سے نکاح کیا ہے اس کی رضا مندی سے اور قاضی گواہوں کی گواہی سے اس کا نکاح ثابت کر دے اور خاوند جانتا ہو کہ گواہی جھوٹی ہے تو نہیں ہے کچھ ڈر کہ اس سے وطی کرے یعنی نہیں گنہگار ہوتا ساتھ اس کے باوجود اس کے کہ وہ جانتا ہے کہ اس کے گواہوں نے جھوٹ کہا اور وہ نکاح صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں گزر چکی ہے۔

٦٤٥٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ وَلَدِ جَعْفَرٍ تَخَوَّفَتْ أَنْ يُزَوِّجَهَا وَلِيُّهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَأَرْسَلَتْ إِلَى شَيْخَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ

۶۴۵۴۔ حضرت قاسم سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اولاد جعفر سے خوف کیا کہ اس کا ولی اس کا نکاح کر دے اور حالانکہ وہ اس سے راضی نہ تھی اس نے انصاری دو بوڑھوں یعنی عبدالرحمٰن اور مجمع کو کہلا بھیجا کہ نہیں جائز ہے کسی کو میرے نکاح سے کچھ چیز تو دونوں نے کہا کہ تو کچھ خوف نہ کر اس

ابْنَيْ جَارِيَةَ قَالَا فَلَا تَخْشَيْنَ فَإِنَّ خَنسَاءَ بِنْتَ خِذَامٍ أَنْكَحَهَا أَبُوهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ قَالَ سُفْيَانُ وَأَمَّا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ عَنْ أَبِيْهِ إِنَّ خَنسَاءَ.

واسطے کہ خنساء خدام کے بیٹے کو اس کے باپ نے نکاح کر دیا اور وہ راضی نہ تھی تو حضرت ﷺ نے اس کا نکاح رد کیا۔

٦٤٥٥ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ قَالُوْا كَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ احْتَالَ إِنْسَانٌ بِشَاهِدَيْ زُوْرٍ عَلٰى تَزْوِيْجِ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ بِأَمْرِهَا فَأَثْبَتَ الْقَاضِيْ نِكَاحَهَا إِيَّاهُ وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَتَزَوَّجْهَا قَطُّ فَإِنَّهُ يَسَعُهُ هٰذَا النِّكَاحُ وَلَا بَأْسَ بِالْمُقَامِ لَهُ مَعَهَا.

۶۴۵۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ نکاح کیا جائے بیوہ عورت کا جب تک کہ اس کا حکم نہ لیا جائے اور نہ نکاح کیا جائے کنواری کا یہاں تک کہ اس کی اجازت لی جائے لوگوں نے کہا کہ اس کی اجازت کس طرح ہو؟ فرمایا یہ کہ چپ رہے یعنی جب اس سے اجازت طلب کی جائے تو وہ چپ رہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر کوئی مرد حیلہ کرے ساتھ دو جھوٹے گواہوں کے کسی بیوہ عورت کے نکاح پر اس کی اجازت سے یعنی دو جھوٹے گواہ قائم کرے کہ اس نے ایک شوہر دیدہ عورت سے نکاح کیا ہے اس کی رضا مندی سے اور ثابت کر دے قاضی دونوں گواہوں کی شہادت سے نکاح کرنا اس عورت کا اس مرد سے اور حالانکہ خاوند جعلی جانتا ہو کہ اس نے اس سے کبھی نکاح نہیں کیا تو اس کو اس نکاح میں گنجائش ہے اور اس کو اس کے ساتھ رہنا اور اس سے صحبت کرنا جائز ہے۔

فائدہ: کہا مہلب نے اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ واجب ہے اجازت لینا بیوہ عورت سے اور اصل اس میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ﴾ یعنی نہ روکو ان کو یہ کہ نکاح کریں اپنے خاوندوں سے جب کہ آپس میں راضی ہوں سو اس نے دلالت کی کہ نکاح موقوف ہے زوجین کی رضا مندی پر اور حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اجازت لینے کے بیوہ عورت سے اور رد کیا نکاح اس عورت کا جو زبردستی نکاح کی گئی بغیر اس کی رضا مندی کے تو حنفیہ کا قول ان سب سے خارج ہے۔ (فتح)

٦٤٥٦ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ

۶۴۵۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ قُلْتُ إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِي قَالَ إِذْنُهَا صُمَاتُهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ هَوِيَ رَجُلٌ جَارِيَةً يَتِيمَةً أَوْ بِكْرًا فَأَبَتْ فَاحْتَالَ فَجَاءَ بِشَاهِدَيْ زُورٍ عَلَى أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا فَأَدْرَكَتْ فَرَضِيَتِ الْيَتِيمَةُ فَقَبِلَ الْقَاضِي شَهَادَةَ الزُّورِ وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ بِبُطْلَانِ ذٰلِكَ حَلَّ لَهُ الْوَطْئُ.

نے فرمایا کہ کنواری عورت سے اجازت لی جائے یعنی نکاح کے وقت ، میں نے کہا کہ کنواری شرماتی ہے وہ کیونکر کہے گی فرمایا کہ اس کی اجازت اس کا چپ رہنا ہے اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر کوئی مرد کسی یتیم لڑکی یا کنواری عورت سے رغبت کرے یعنی نکاح کی اور وہ نہ مانے تو وہ حیلہ کرے اور دو جھوٹے گواہ لائے اس پر کہ اس نے اس سے نکاح کیا سو وہ یتیم لڑکی راضی ہوئی اور بالغ ہوئی یعنی اور وہ پہلے نابالغ تھی سو قاضی نے جھوٹی گواہی قبول کی اور خاوند جعلی جانتا ہو کہ باطل ہے تو حلال ہے اس کو اس سے وطی کرنی۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ پہلی صورت کنواری عورت کے حق میں ہے اور دوسری شوہر دیدہ کے حق میں اور تیسری نابالغ لڑکی کے حق میں اور وہ اصل ان تین مسئلوں کا ایک ہے اور وہ یہ کہ حکم حاکم کا جاری ہوتا ہے ظاہر اور باطن میں حلال کرتا ہے حرام کو اور حرام کرتا ہے حلال کو اور فائدہ وارد کرنے ان کے کا مبالغہ کرنا ہے طعن میں اس واسطے کہ اس میں باعث ہوتا ہے خاوند کو تینوں صورتوں میں اوپر دلیر کرنے کے گناہ عظیم پر باوجود علم حرام ہونے اس کے اور کہا ابن بطال نے کہ نہیں حلال ہے یہ نکاح نزدیک کسی کے علماء سے اور حکم قاضی کا ظاہر عدالت گواہوں سے ظاہر میں نہیں حلال کرتا خاوند کے واسطے جو حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اوپر اس کے اور اتفاق ہے اس پر کہ نہیں حلال ہے اس کو کھانا غیر کے مال کا ایسی گواہی سے اور نہیں ہے کوئی فرق درمیان کھانے مال حرام کے اور وطی فرج حرام کے اور حجت حنفیہ کی یہ ہے کہ اجازت لینا صحت نکاح کے واسطے شرط نہیں اگرچہ واجب ہے اور جب ایسا ہوا تو گویا قاضی نے اس خاوند کا از سر نو نکاح کیا پس صحیح ہوگا اور یہ قول تنہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور حجت اس کی اثر علی رضی اللہ عنہ کا ہے شاهداك زوجاك یعنی تیرے دونوں گواہوں نے تیرا نکاح کر دیا اور مخالفت کی ہے اس کی صاحبین نے اور کہا ابن تین نے کہ کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر دو جھوٹے گواہ گواہی دیں طلاق پر اور قاضی طلاق کا حکم کر دے تو عورت حاکم کے حکم سے مطلقہ ہو جاتی ہے اور اس کو اور خاوند سے نکاح کرنا جائز ہے اور جب حاکم کے واسطے نکاح اور طلاق میں ولایت ہے تو اس کا حکم ظاہر اور باطن میں نافذ ہوگا اور جب کہ محرم کے نکاح کر دینے اور مال غیر کے نقل کرنے میں ولایت نہیں ہے تو اس کا حکم صرف ظاہر میں نافذ ہوگا نہ باطن میں اور حجت جمہور کی یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے فمن قضيت له من حق اخيه شيئا فلا ياخذه اور یہ عام ہے اموال اور شرمگاہوں میں سو اگر حکم حاکم کا پلٹ دیتا چیزوں کی حقیقت کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بطریق اولیٰ ہوتا، میں کہتا ہوں اور ساتھ اس کے حجت پکڑی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور حجت

پکڑی ہے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جدائی لعان میں واقع ہوتی ہے ساتھ قضا قاضی کے اگرچہ لعان کرنے والا باطن میں جھوٹا ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اثر مقدم علی رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں اور وہ موقوف ہے اور جب اصحاب کا اختلاف ہو تو نہیں ہوتا ہے قول بعض کا حجت بغیر مرجح کے اور ساتھ اس کے کہ جدائی لعان میں ثابت ہوئی ہے نص سے اور حاکم کو معلوم نہیں کہ لعان کرنے والا جھوٹا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنِ احْتِيَالِ الْمَرْأَةِ مَعَ الزَّوْجِ وَالضَّرَآئِرِ وَمَا نَزَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ.

جو مکروہ ہے حیلہ کرنا عورت کے سے ساتھ خاوند کے اور سوکنوں کے اور جو اُتارا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیچ اس کے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ ترجمہ کے معنی ظاہر ہیں لیکن نہیں بیان کی جو چیز اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ میں کہتا ہوں کہ اس کی مراد میں اختلاف ہے اور جو صحیح میں ہے وہ شہد ہے اور یہی زینب رضی اللہ عنہا کے قصے میں واقع ہوا ہے اور بعضوں نے کہا کہ ماریہ رضی اللہ عنہا کے حرام کرنے میں اور صحیح یہ ہے کہ آیت دونوں امر میں اتری۔ (فتح)

٦٤٥٧۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَآءَ وَيُحِبُّ الْعَسَلَ وَكَانَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ أَجَازَ عَلٰى نِسَآئِهِ فَيَدْنُوْ مِنْهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ عِنْدَهَا أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحْتَبِسُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِيْ أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِّنْ قَوْمِهَا عُكَّةَ عَسَلٍ فَسَقَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ أَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهٗ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسَوْدَةَ قُلْتُ إِذَا دَخَلَ عَلَيْكِ فَإِنَّهٗ سَيَدْنُوْ مِنْكِ فَقُوْلِيْ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ فَإِنَّهٗ سَيَقُوْلُ لَا فَقُوْلِيْ لَهٗ مَا هٰذِهِ الرِّيْحُ وَكَانَ

٦٤٥٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محبت رکھتے تھے شیرینی سے اور محبت رکھتے تھے شہد سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب عصر کی نماز پڑھتے تو اپنی عورتوں پر گھومتے اور ان سے قریب ہو کر بیٹھتے سو ایک دن عصر کے بعد حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے اور اس کے پاس عادت سے زیادہ ٹھہرے سو میں نے اس کا سبب پوچھا تو کسی نے مجھ سے کہا کہ اس کی قوم سے ایک عورت نے شہد کی کپی تحفہ بھیجا تھا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا شربت پلایا تو میں نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کوئی حیلہ کروں گی تو میں نے سودہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا اور میں نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیرے پاس تشریف لائیں تو تجھ سے قریب ہوں گے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا یا حضرت! آپ نے مغافیر کھائی کہ ایک قسم کی گوند ہے جس میں بو ہوتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے کہیں گے کہ نہیں تو آپ سے کہنا

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ يُّوْجَدَ مِنْهُ الرِّيْحُ فَإِنَّهٗ سَيَقُوْلُ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُوْلِيْ لَهٗ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَأَقُوْلُ ذٰلِكِ وَقُوْلِيْهِ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلٰى سَوْدَةَ قُلْتُ تَقُوْلُ سَوْدَةُ وَالَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ كِدْتُّ أَنْ أُبَادِرَهٗ بِالَّذِيْ قُلْتِ لِيْ وَإِنَّهٗ لَعَلَى الْبَابِ فَرَقًا مِنْكِ فَلَمَّا دَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ قَالَ لَا قُلْتُ فَمَا هٰذِهِ الرِّيْحُ قَالَ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ قُلْتُ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيَّ قُلْتُ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ وَدَخَلَ عَلٰى صَفِيَّةَ فَقَالَتْ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ قَالَتْ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا أَسْقِيْكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ بِهٖ قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قَالَتْ قُلْتُ لَهَا اسْكُتِيْ.

کہ یہ بو کیسی ہے؟ اور حضرت ﷺ پر سخت گزرتا تھا یہ کہ آپ سے بو پائی جائے تو بے شک حضرت ﷺ فرمائیں گے کہ مجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نے شہد کا شربت پلایا تو آپ سے کہنا کہ اس کی مکھی نے عرفط کو کھایا ہے کہ ایک درخت ہے کہ اس کا پھل بودار ہوتا ہے اور میں بھی یہ کہوں گی اور اے صفیہ! تو بھی یہ کہنا سو جب حضرت ﷺ سودہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سودہ کہتی ہے قسم ہے اس کی جس کے سوائے کوئی لائق عبادت کے نہیں البتہ میں قریب تھی کہ آپ کو پکاروں ساتھ اس کے جو تو نے مجھ سے کہا اور حالانکہ حضرت ﷺ دروازے پر تھے تیرے خوف سے سو جب حضرت ﷺ قریب ہوئے تو میں نے کہا یا حضرت! آپ نے مغافیر کھائی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا پس یہ بو کیسی ہے؟ فرمایا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو شہد کا شربت پلایا کہا کہ اس کی مکھی نے عرفط کھایا پھر جب مجھ پر داخل ہوئے تو میں نے بھی اسی طرح کہا اور جب صفیہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے تو اس نے بھی اسی طرح کہا پھر جب حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے تو اس نے آپ سے کہا یا حضرت! کیا میں آپ کو شہد کا شربت نہ پلاؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سودہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سبحان اللہ البتہ ہم نے اس کو حضرت ﷺ پر حرام کر دیا عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے اس سے کہا چپ رہ۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہوا ان بیبیوں کے واسطے یہ کہ کہیں کہ آپ نے مغافیر کھائی اس واسطے کہ انہوں نے اس کو بطور استفہام کے وارد کیا اس دلیل سے کہ حضرت ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا لا اور ارادہ کیا انہوں نے ساتھ اس کے تعریض کا نہ صریح کذب پس یہ وجہ ہے حیلہ کی جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ ہم حضرت ﷺ کے واسطے حیلہ کریں گی اور اگر محض جھوٹ ہوتا تو اس کو حیلہ نہ کہا جاتا اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی شبہ اس

کے صاحب کے واسطے اور اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں گذر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ فِي الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُوْنِ

جو مکروہ ہے حیلہ کرنے سے بیچ بھاگنے کے وبا سے

۶۴۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَآءَ بِسَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَآءَ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ فَرَجَعَ عُمَرُ مِنْ سَرْغَ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ إِنَّمَا انْصَرَفَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

۶۴۵۸۔ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے جب مقام سرغ میں آئے تو ان کو خبر پہنچی کہ ملک شام میں وبا پڑی ہے تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی زمین میں وبا سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب اسی زمین میں پڑے جس میں تم ہو تو نہ نکلو واسطے بھاگنے کے اس سے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سرغ سے پلٹ آئے اور ابن شہاب سے ہے سالم سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پلٹے تھے۔

۶۴۵۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَنَّهُ سَمِعَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الْوَجَعَ فَقَالَ رِجْزٌ أَوْ عَذَابٌ عُذِّبَ بِهِ بَعْضُ الْأُمَمِ ثُمَّ بَقِيَ مِنْهُ بَقِيَّةٌ فَيَذْهَبُ الْمَرَّةَ وَيَأْتِي الْأُخْرٰى فَمَنْ سَمِعَ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا يُقْدِمَنَّ عَلَيْهِ وَمَنْ كَانَ بِأَرْضٍ وَقَعَ بِهَا فَلَا يَخْرُجْ فِرَارًا مِّنْهُ.

۶۴۵۹۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا وبا کو سو فرمایا کہ رجز ہے یا فرمایا عذاب ہے کہ عذاب ہوا اس سے بعض امتوں کو پھر اس میں سے کچھ چیز باقی رہی سو ایک بار جاتی ہے اور دوسری بار آتی ہے یعنی وبا سو جو کسی زمین میں سنے تو وہاں نہ جائے اور جو اس زمین میں ہو جہاں وبا پڑے تو نہ نکلے واسطے بھاگنے کے اس سے۔

فائدہ: اور طاعون سے بھاگنے میں حیلہ کرنے کی یہ صورت ہے کہ مثلاً تجارت یا زیارت کے واسطے نکلے اور اس کی

نیت ساتھ اس کے وبا سے بھاگنے کی ہو اور استدلال کیا ہے ابن باقلانی نے ساتھ قصے عمر رضی اللہ عنہ کے اس پر کہ اصحاب مقدم کرتے تھے خبر واحد کو قیاس پر اس واسطے کہ سب اصحاب نے اتفاق کیا رجوع پر واسطے اعتماد کرنے کے عبدالرحمن کی حدیث پر جو خبر واحد ہے اس کے بعد کہ انہوں نے مشقت اٹھائی چلنے میں مدینے سے شام تک پھر پلٹ آئے اور شام میں داخل نہ ہوئے۔ (فتح)

بَابٌ فِي الْهِبَةِ وَالشُّفْعَةِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ وَهَبَ هِبَةً أَلْفَ دِرْهَمٍ أَوْ أَكْثَرَ حَتَّى مَكَثَ عِنْدَهُ سِنِيْنَ وَاحْتَالَ فِيْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَجَعَ الْوَاهِبُ فِيْهَا فَلَا زَكَاةَ عَلٰى وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فَخَالَفَ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهِبَةِ وَأَسْقَطَ الزَّكَاةَ.

باب ہے ہبہ اور شفعہ میں یعنی کس طرح داخل ہوتا ہے ان میں حیلہ اکٹھے اور جدا جدا اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر ہبہ کرے ہزار درہم یا زیادہ یہاں تک کہ کئی سال اس کے پاس رہیں اور اس میں حیلہ کرے پھر ہبہ کرنے والا اس میں رجوع کرے تو نہیں واجب ہے زکوۃ کسی پر دونوں میں سے کہا اور ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہبہ میں اور ساقط کیا زکوۃ کو۔

فائدہ: پھر اس میں حیلہ کرے یعنی ساتھ اس طور کے کہ مواطاۃ کرے ساتھ موہوب لہ کے اوپر اس کے ورنہ پس نہیں تمام ہوتا ہے ہبہ مگر ساتھ قبض کرنے کے اور جب قبض کرے تو اس کو اس میں تصرف کرنے کا اختیار ہوتا ہے اور نہیں جائز ہے ہبہ کرنے والے کو رجوع کرنا بیچ اس کے بعد تصرف کے پس نہیں ہے کوئی چارہ موالات سے ساتھ اس کے کہ اس میں تصرف نہ کرے تا کہ تمام ہو حیلہ اور کہا ابن بطال نے کہ جب موہوب ہبہ کو قبض کرے تو وہ اس کا مالک ہے سو جب اس کے پاس اس پر سال گزر جائے تو واجب ہے اس پر زکوۃ بیچ اس کے نزدیک تمام علماء کے اور بہر حال اس میں رجوع کرنا پس نہیں جائز۔ ہے نزدیک جمہور کے مگر اس چیز میں جو اپنے بیٹے کو ہبہ کرے سو اگر رجوع کرے اس میں باپ بعد سال کے تو واجب ہے اس میں زکوۃ بیٹے پر، میں کہتا ہوں اور اگر سال سے پہلے رجوع کرے تو صحیح ہوتا ہے رجوع اور از سر نو سال کو شمار کرے اور اگر اس کو زکوۃ کے ساقط کرنے کے واسطے کرے تو زکوۃ ساقط ہو جاتی ہے اور وہ گنہگار ہوتا ہے باوجود اس کے اور جو حیلہ کرنے کو مطلق باطل کہتا ہے اس کے قول پر اس کا رجوع صحیح نہیں اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہبہ میں رجوع کرنا منع ہے خاص کر جب کہ اس کے ساتھ حیلہ ہو زکوۃ کے ساقط کرنے کا اور یہ جو کہا کہ اس نے مخالفت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یعنی اس نے خلاف کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر حدیث کا اور وہ منع کرنا ہے رجوع کرنے سے ہبہ میں اور کہا ابن تین نے مراد اس کی یہ ہے کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ جو والدین کے سوائے ہے اس کے ہبہ میں رجوع کرے اور نہ رجوع کرے باپ اپنے بیٹے کے ہبہ میں اور وہ خلاف ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا کہ فرمایا کہ نہیں حلال کسی کو کہ ہبہ کرے کوئی چیز پھر اس میں رجوع

کرے مگر باپ کو اس چیز میں جو اپنے بیٹے کو دے اور جو اپنے ہبہ کی چیز میں رجوع کرے وہ مثل کتے کی ہے کہ قے کر کے چاٹے، میں کہتا ہوں بنا بر اس کے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روایت کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو واسطے اشارہ کرنے کی طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوئی ہے اور وہ ابوداؤد میں ہے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ زکوۃ واجب ہے موہوب لہ پر جتنی مدت اس کے پاس مال رہا۔ (فتح)

٦٤٦٠۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَآئِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ.

۶۴۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی ہبہ کی چیز کا پھیر لینے والا کتے کی مثل ہے جو اپنی قے کو پھر نگل جاتا ہے ہمارے واسطے بری کہاوت نہیں۔

٦٤٦١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الشُّفْعَةُ لِلْجِوَارِ ثُمَّ عَمَدَ إِلٰى مَا شَدَّدَهٗ فَأَبْطَلَهٗ وَقَالَ إِنِ اشْتَرٰى دَارًا فَخَافَ أَنْ يَّأْخُذَ الْجَارُ بِالشُّفْعَةِ فَاشْتَرٰى سَهْمًا مِّنْ مِّائَةِ سَهْمٍ ثُمَّ اشْتَرَى الْبَاقِيَ وَكَانَ لِلْجَارِ الشُّفْعَةُ فِي السَّهْمِ الْأَوَّلِ وَلَا شُفْعَةَ لَهٗ فِيْ بَاقِي الدَّارِ وَلَهٗ أَنْ يَّحْتَالَ فِيْ ذٰلِكَ.

۶۴۶۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرایا ہے شفعہ کو اس چیز میں جو تقسیم نہیں ہوئی اور جب حدیں واقع ہوں اور پھیری جائیں راہیں تو نہیں ہے شفعہ اور کہا بعض لوگوں نے شفعہ جوار یعنی ہمسائے کے واسطے ہے یعنی مشروع ہے شفعہ ہمسائے کے واسطے جیسا کہ مشروع ہے شریک کے واسطے پھر قصد کیا اس نے طرف اس چیز کی جس کو سخت کیا سو اس کو باطل کیا یعنی جس جگہ کہا کہ نہیں شفعہ ہے ہمسائے کے واسطے اس صورت میں اور وہ صورت یہ ہے اور کہا اگر خریدے یعنی ارادہ کرے سارا گھر خریدنے کا سو خوف کرے کہ ہمسایہ شفعہ لے تو خریدے ایک حصہ سو حصے میں سے پھر خریدے باقی کو اور ہمسائے کے واسطے پہلے حصے میں شفعہ تھا سو نہیں شفعہ ہے اس کے واسطے باقی گھر میں اور اس کو جائز ہے کہ اس میں حیلہ کرے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اصل یہ مسئلہ اس طور سے ہے کہ کسی نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ میں ایک گھر خریدنے کا ارادہ کرتا ہوں اور ہمسائے کے شفعہ سے ڈرتا ہوں سو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کے سو حصے مشترکہ سے ایک حصہ خرید کر تو اس کے مالک کا شریک ہو جائے گا پھر اس سے باقی سارا گھر خرید لینا تیرا حق شفعہ مقدم ہوگا ہمسائے

کے شفعہ سے اور پہلے ایک حصہ خریدنے کو اس واسطے کہا کہ ہمسایہ اس کو حقیر جان کر نہ خریدے گا اور یہ مسئلہ حدیث کے مخالف نہیں فقط اس میں الزام ہے تناقض کا کہ وہ ہمسائے کے واسطے شفعہ کے قائل ہیں پھر اس کو اس حیلہ سے ساقط کرتے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ یہ حیلہ ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے اور محمد رحمہ اللہ کے نزدیک سخت مکروہ ہے یہ حیلہ کرنا واسطے ساقط کرنے شفعہ کے پھر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محل اس کا اس شخص کے حق میں ہے جو حیلہ کرے شفعہ واجب ہونے سے پہلے اور بہر حال اس کے بعد جیسا کہے شفعہ والے سے کہ لے یہ مال اور شفعہ والے سے مطالبہ نہ کر اور وہ راضی ہو جائے اور مال لے لے تو اس کا شفعہ بالاتفاق باطل ہو جاتا ہے۔ (فتح)

٦٤٦٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الشَّرِيْدِ قَالَ جَآءَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى مَنْكِبِيْ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ إِلٰى سَعْدٍ فَقَالَ أَبُوْ رَافِعٍ لِلْمِسْوَرِ أَلَا تَأْمُرُ هٰذَا أَنْ يَّشْتَرِيَ مِنِّيْ بَيْتِي الَّذِيْ فِيْ دَارِيْ فَقَالَ لَا أَزِيْدُهُ عَلٰى أَرْبَعِ مِائَةٍ إِمَّا مُقَطَّعَةٍ وَإِمَّا مُنَجَّمَةٍ قَالَ أُعْطِيْتُ خَمْسَ مِائَةٍ نَقْدًا فَمَنَعْتُهُ وَلَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهِ مَا بِعْتُكَهُ أَوْ قَالَ مَا أَعْطَيْتُكَهُ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ مَعْمَرًا لَمْ يَقُلْ هٰكَذَا قَالَ لٰكِنَّهُ قَالَ لِيْ هٰكَذَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّبِيْعَ الشُّفْعَةَ فَلَهُ أَنْ يَّحْتَالَ حَتّٰى يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ فَيَهَبَ الْبَآئِعُ لِلْمُشْتَرِي الدَّارَ وَيَحُدُّهَا وَيَدْفَعُهَا إِلَيْهِ وَيُعَوِّضُهُ الْمُشْتَرِيْ أَلْفَ دِرْهَمٍ فَلَا يَكُوْنُ لِلشَّفِيْعِ فِيْهَا شُفْعَةٌ.

٦٤٦٢۔ حضرت عمرو بن شرید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسور آیا تو اس نے اپنا ہاتھ میرے مونڈھے پر رکھا سو میں اس کے ساتھ سعد کی طرف چلا تو ابورافع نے مسور سے کہا کہ کیا تو نہیں حکم کرتا اس کو کہ خریدے مجھ سے میرا گھر جو اس کی حویلی میں ہے تو اس نے کہا کہ میں اس کو چار سو سے زیادہ نہیں دوں گا متفرق یا کہا قسطوں سے ابورافع نے کہا کہ مجھ کو پانچ سو ملتا تھا سو میں نے اس کو نہ لیا اور اگر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ ہمسایہ زیادہ تر حق دار ہے اپنے لگے ہوئے مکان کا تو میں اس کو تیرے ہاتھ نہ بیچتا یا کہا میں تجھ کو نہ دیتا میں نے سفیان سے کہا کہ معمر نے یہ نہیں کہا سفیان نے کہا لیکن اس نے مجھ سے اسی طرح کہا ہے اور پہلے قلت کا قائل علی بن مدینی ہے اور کہا بعض لوگوں نے کہ جب ارادہ کرے شفعہ کے بیچنے کا تو اس کو جائز ہے کہ حیلہ کرے تا کہ باطل کرے شفعہ کو سو بائع اپنا گھر مشتری کو ہبہ کر دے اور اس کی حدیں بیان کرے اور وہ گھر اس کو دے دے اور مشتری اس کے عوض اس کو مثلاً ہزار درہم دے تو نہ ہو گا شفیع کے واسطے اس میں شفعہ۔

فائدہ: یعنی اور شرط کرے کہ عوض مذکور مشروط نہ ہو اور اگر ہوتا تو شفعہ والا اس کو قیمت سے لیتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ساقط ہوا ہے شفعہ اس صورت میں اس واسطے کہ ہبہ نہیں ہے معاوضہ محض سو مشابہ ہو گا ارث کو اور کہا ابن

تین نے کہ مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ بیان کرے کہ جو حضرت ﷺ نے ہمسائے کے واسطے حق ٹھہرایا ہے نہیں حلال ہے اس کو باطل کرنا اس کا اور کہا مہلب نے کہ مناسبت ذکر حدیث ابو رافع کی یہ ہے کہ جس چیز کو حضرت ﷺ نے کسی شخص کے حق میں ٹھہرایا ہے اس کا باطل کرنا کسی کو حلال نہیں نہ حیلے سے نہ غیر اس کے سے۔ (فتح)

٦٤٦٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ سَعْدًا سَاوَمَهُ بَيْتًا بِأَرْبَعِ مِائَةِ مِثْقَالٍ فَقَالَ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهِ لَمَا أَعْطَيْتُكَ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ اشْتَرٰى نَصِيْبَ دَارٍ فَأَرَادَ أَنْ يُّبْطِلَ الشُّفْعَةَ وَهَبَ لِابْنِهِ الصَّغِيْرِ وَلَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ يَمِيْنٌ.

۶۴۶۳۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے گھر کا چار سو مثقال قیمت ڈالی تو ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں نے حضرت ﷺ سے نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ ہمسائیہ زیادہ تر حق دار ہے اپنے لگے ہوئے مکان کا تو میں تجھ کو نہ دیتا اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر گھر کا ایک حصہ خریدے اور چاہے کہ شفعہ کو باطل کرے تو اپنے چھوٹے لڑکے کو ہبہ کر دے اور نہ ہوگی اس پر قسم۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ اگر بڑے کو ہبہ کرے تو واجب ہوگی اس پر قسم سو حیلہ کرے اس کے ساقط کرنے میں کہ چھوٹے نابالغ لڑکے کو ہبہ کر دے کہا ابن بطال نے یہ اس واسطے کہا کہ جو اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کر دے تو یہ اس نے مباح کام کیا اور جو ہبہ چھوٹے بیٹے کے واسطے ہو اس کو باپ قبول کرتا ہے اپنے بیٹے کے واسطے اپنے نفس سے اور اشارہ کیا ساتھ قسم کے اس طرف کہ اگر جنبی کو ہبہ کرے تو جائز ہے شفیع کے واسطے کہ اجنبی کو قسم دے کہ کیا یہ ہبہ حقیقی ہے اور وہ جاری ہوا ہے اپنی شروط سے اور چھوٹا قسم نہیں دیا جاتا اور مالکیہ کے نزدیک اس کی طرف سے باپ قسم کھائے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ موہوب چیز میں شفعہ نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ احْتِيَالِ الْعَامِلِ لِيُهْدٰى لَهُ

حیلہ کرنا عامل کا تا کہ اس کو تحفہ بھیجا جائے

٦٤٦٤ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا عَلٰى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ يُدْعَى ابْنَ اللُّتْبِيَّةِ فَلَمَّا جَآءَ حَاسَبَهُ قَالَ هٰذَا مَالُكُمْ وَهٰذَا هَدِيَّةٌ فَقَالَ

۶۴۶۴۔ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو قوم بنی سلیم سے زکوۃ تحصیل کرنے پر حاکم کیا ابن لتبیہ کہا جاتا تھا سو جب وہ آیا تو حضرت ﷺ نے اس سے حساب کیا اس نے کہا یہ تمہارا مال ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھ کو تحفہ بھیجا گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں تا کہ تیرا تحفہ تیرے پاس آتا اگر

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا جَلَسْتَ فِيْ بَيْتِ أَبِيكَ وَأُمِّكَ حَتّٰى تَأْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا ثُمَّ خَطَبَنَا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ أَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِيَ اللّٰهُ فَيَأْتِيْ فَيَقُوْلُ هٰذَا مَالُكُمْ وَهٰذَا هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِيْ أَفَلَا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ حَتّٰى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ وَاللّٰهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِّنْكُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَأَعْرِفَنَّ أَحَدًا مِّنْكُمْ لَقِيَ اللّٰهَ يَحْمِلُ بَعِيْرًا لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَهُ حَتّٰى رُئِيَ بَيَاضُ إِبْطِهِ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ بَصُرَ عَيْنِيْ وَسَمِعَ أُذُنِيْ.

تو سچا ہے پھر ہم پر خطبہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثنا کی پھر فرمایا حمد اور صلوٰۃ کے بعد سو میں کسی مرد کو تم میں سے حاکم کرتا ہوں عمل پر اس چیز سے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس پر حاکم کیا ہے سو وہ آتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھ کو تحفہ بھیجا گیا سو کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں تا کہ اس کا ہدیہ اس کے پاس آتا اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں لے گا تم میں سے کوئی چیز ناحق مگر کہ ملے گا اللہ تعالیٰ سے اس حال میں کہ قیامت کے دن اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوگا سو میں نہ پہچانوں کسی کو تم میں سے کہ ملے اللہ تعالیٰ سے اس حال میں کہ اونٹ کو اٹھائے جس کے واسطے آواز ہو یا گائے کو کہ اس کے واسطے آواز ہو یا بکری کو کہ چلاتی ہو پھر حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھایا یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی گئی فرماتے تھے الٰہی! کیا میں نے تیرا حکم پہنچایا میری دونوں آنکھوں نے دیکھا اور میرے دونوں کانوں نے سنا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الاحکام میں آئے گی اور مطابقت اس کی ترجمہ سے اس جہت سے ہے کہ مالک ہونا اس کا تحفہ بھیجے چیز کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا واسطے علت ہونے اس کے عامل سو اس نے اعتقاد کیا کہ جو اس کو تحفہ بھیجا گیا ہو صرف اسی اکیلے کا حق ہے سوائے اور حق داروں کے جن کے حقوق میں اس نے عمل کیا تھا سو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے بیان کیا کہ جن حقوق کے سبب سے اس نے عمل کیا ہے وہی سبب ہیں اس کی طرف تحفہ بھیجنے کا اور یہ کہ اگر وہ اپنے گھر میں رہتا تو اس کو کوئی چیز تحفہ نہ بھیجی جاتی سو نہیں حلال ہے اس کے واسطے کہ اس کو حلال جانے مجرد اس بات سے کہ وہ اس کی طرف بطورِ ہدیہ کے پہنچا اس واسطے کہ یہ تو صرف اسی وقت ہوتا ہے جب کہ محض اسی کا حق ہو اور کسی کا اس میں حق نہ ہو کہا مہلب نے کہ حیلہ کرنا عامل کا تا کہ اس کو ہدیہ بھیجا جائے واقع ہوتا ہے ساتھ اس طور کے کہ سہولت کرے بعض اس شخص پر جس پر حق ہو پس اسی واسطے فرمایا کہ کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں اور دیکھتا کہ اس کو تحفہ بھیجا جاتا ہے یا نہیں سو اشارہ کیا اس طرف کہ اگر نہ ہوتی اُمید کہ وہ حق سے کچھ چھوڑ دے گا تو اس کو تحفہ نہ بھیجتا سو حضرت ﷺ نے ہدیہ کا لینا واجب کیا اور اس کو مسلمانوں کے مال کے ساتھ جوڑا اور میں نے صریح نہیں دیکھا کہ حضرت ﷺ نے وہ تحفہ اس سے لے لیا ہو کہا ابن بطال نے کہ دلالت کی

حدیث نے اس پر کہ تحفہ عامل اور حاکم کے واسطے ہوتا ہے واسطے شکر معروف اس کے یا واسطے محبت کے طرف اس کی یا واسطے اس امید کے کہ کچھ حق میں سے چھوڑ دے گا سو حضرت ﷺ نے اشارہ کیا اس طرف کہ وہ اس چیز میں جو اس کو تحفہ بھیجی گئی مثل اور مسلمانوں کے ہے اس کو اس میں کچھ زیادتی نہیں اور یہ کہ نہیں جائز ہے اکیلا اور مقدم ہونا ساتھ اس کے غیروں پر اور ظاہر یہ ہے کہ تیسری صورت اگر واقع ہو تو نہیں حلال ہے عامل کے جزما یعنی کچھ حق سے چھوڑ دینا اور جو اس سے پہلے وہ طرف احتمال میں ہے۔ (فتح)

٦٤٦٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ اشْتَرٰى دَارًا بِعِشْرِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَّحْتَالَ حَتّٰى يَشْتَرِيَ الدَّارَ بِعِشْرِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَيَنْقُدَهٗ تِسْعَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ وَيَنْقُدَهٗ دِيْنَارًا بِمَا بَقِيَ مِنَ الْعِشْرِيْنَ الْأَلْفَ فَإِنْ طَلَبَ الشَّفِيْعُ أَخَذَهَا بِعِشْرِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَإِلَّا فَلَا سَبِيْلَ لَهٗ عَلَى الدَّارِ فَإِنِ اسْتُحِقَّتِ الدَّارُ رَجَعَ الْمُشْتَرِيْ عَلَى الْبَائِعِ بِمَا دَفَعَ إِلَيْهِ وَهُوَ تِسْعَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ دِرْهَمًا وَدِيْنَارٌ لِأَنَّ الْبَيْعَ حِيْنَ اسْتُحِقَّ انْتَقَضَ الصَّرْفُ فِي الدِّيْنَارِ فَإِنْ وَجَدَ بِهٰذِهِ الدَّارِ عَيْبًا وَلَمْ تُسْتَحَقَّ فَإِنَّهٗ يَرُدُّهَا عَلَيْهِ بِعِشْرِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ.

٦٤٦٥۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمسایہ زیادہ تر حق دار ہے اپنے لگے مکان کا اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر کوئی بیس ہزار درہم سے گھر خریدنا چاہے تو نہیں ہے کچھ ڈر کہ حیلہ کرے یعنی واسطے ساقط کرنے شفعہ کے جب کہ خریدے گھر کو بیس ہزار درہم سے اور بائع کو ایک کم دس ہزار درہم دے اور جو بیس ہزار درہم سے باقی ہے یعنی دس ہزار اور ایک درہم اس کے بدلے اس کو دینار دے یعنی بطور بیع صرف کی اس سے یعنی گویا اس نے ایک اشرفی دے کر دس ہزار درہم مول لیا پھر اگر شفیع والا شفعہ کا مطالبہ کرے تو اس کو بیس ہزار درہم سے لے گا اور پوری قیمت اس کو دینی پڑے گی یعنی اگر راضی ہو ساتھ اس قیمت کے جس پر عقد واقع ہوا ورنہ اس کو گھر کی طرف کوئی راہ نہیں یعنی واسطے ساقط ہونے شفعہ کے اس واسطے کہ وہ باز رہا ہے بدل قیمت سے جس پر عقد واقع ہوا اور اگر ظاہر ہو کہ وہ گھر بائع کے سوائے کسی اور کا حق ہے تو رجوع کرے مشتری بائع پر ساتھ اس چیز کے جو اس کو دی یعنی ایک اشرفی اور ایک کم دس ہزار درہم یعنی اس واسطے کہ یہی قدر ہے جو اس نے بائع کو دیا تھا اور نہ رجوع کرے اس پر ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوا ہے اس پر عقد اس واسطے کہ بیع یعنی جو چیز بکی جب مستحق ہوئی واسطے غیر کے یعنی وہ غیر کا حق نکلا تو ٹوٹ گئی بیع صرف جو

واقع ہوئی تھی درمیان بائع اور مشتری کے گھر مذکور میں ساتھ
دینار کے یعنی بیع صرف کہ وہ بیع نقد کی ہے ساتھ نقد کے
باطل ہوئی اس واسطے کہ بیع صرف مبنی تھی اوپر بیع گھر کے اور
گھر کی بیع باطل ہوئی تو جو اس پر مبنی ہے وہ بھی باطل ہوا پھر
اگر اس گھر میں کوئی عیب پائے اور نہ ظاہر ہو اس میں حق کسی
کا تو رد کرے اس کو اوپر اس کے بیس ہزار درہم سے یعنی اور
یہ تناقض ہے ظاہر۔

فائدہ: اور اسی واسطے اس کے پیچھے یہ کہا سو جائز رکھا ہے اس دغا بازی کو درمیان مسلمانوں کے اور فرق ان کے نزدیک یہ ہے کہ بیع اول مبنی ہے اوپر خریدنے گھر کے اور وہ بیع ٹوٹ گئی یہ اور لازم آتا ہے نہ قبض کرنا مجلس میں سو نہیں جائز ہے اس کے واسطے گر یہ کہ لے مگر جو اس کو دیا اور وہ درہم اور دینار ہے برخلاف رد کرنے کے ساتھ عیب کے اس واسطے کہ بیع صحیح ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فسخ ہوتی ہے مشتری کے اختیار سے اور بہرحال بیع صرف کی سو واقع ہوئی تھی صحیح سو نہیں لازم آتا اس کے فسخ ہونے سے باطل ہونا اس کا کہا ابن بطال نے کہ خاص کیا ہے قدر کو سونے اور چاندی سے ساتھ مثال کے اس واسطے کہ چاندی اور سونے کا کم و بیش بیچنا درست ہے جب کہ دست بدست ہو سو بنا کیا ہے قائل نے اپنے اصل کو اوپر اس کے سو جائز رکھا ہے اس نے بیچنا دس درہموں اور ایک اشرفی کا بدلے گیارہ درہموں کے دس درہم بدلے دس درہم کے اور ایک اشرفی بدلے ایک درہم کے اور اسی واسطے صورت مذکور میں ایک اشرفی کو بدلے دس ہزار درہم کے ٹھہرایا ہے تاکہ بھاری جانے شفعہ والا اس قیمت کو جس پر عقد واقع ہوا ہے سو چھوڑ دے شفعہ کو اور ساقط ہو شفعہ اس کا اور نہیں التفات ہے اس چیز کی طرف کہ نقد دے اس واسطے کہ مشتری نے تجاوز کیا ہے واسطے بائع کے نزدیک عقد کے اور خلاف کیا ہے مالک رحمہ اللہ نے بیچ اس کے سو کہا کہ رعایت اس میں نقد کی ہے جو حاصل ہوا ہے ہاتھ بائع کے ہاتھ میں بیچ اس کے کہ لے شفعہ والا بدلیل اجماع کے اس پر کہ وہ استحقاق اور رد کرنے میں ساتھ عیب کے نہ رجوع کرے مگر ساتھ اس چیز کے جو اس نے دی اور کہا مہلب نے کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے اس مسئلے کے یہ ہے کہ جب حدیث نے دلالت کی اس پر کہ ہمسایہ زیادہ تر حق دار ہے ساتھ بیع کے غیر اس کے سے واسطے رعایت اس کے حق کے تو لازم ہے کہ ہو حق یہ کہ نرمی کی جائے ساتھ اس کے قیمت میں اور نہ قائم کیا جائے اس پر عروض کو ساتھ اکثر کے اس کی قیمت سے اور البتہ سمجھا صحابی نے جو حدیث کا راوی ہے اس قدر کو سو مقدم کیا ہمسائے کو عقد میں ساتھ قیمت کے کہ دفع کیا ہے اس کو طرف اس کی اوپر اس کے جس نے دفع کیا ہے طرف اس کی اکثر اس سے بقدر چوتھائی اس کی کے واسطے رعایت جار کے جس کی رعایت کا شارع نے حکم کیا ہے۔ (فتح)

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَأَجَازَ هٰذَا الْخِدَاعَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

کہا ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سو جائز رکھا ہے اس نے اس دغا بازی کو درمیان مسلمانوں کے۔

فائدہ: یعنی حیلہ کرنا تا کہ واقع کرے شریک شفعہ والے کو بیچ غبن شدید کے اگر لے وہ شفعہ کو یا باطل کرنا اس کے حق کا اگر چھوڑ دے واسطے خوف غبن کے قیمت میں ساتھ زیادتی فاحشہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ استحقاق کا جو گزرا تا کہ استدلال کرے ساتھ اس کے اس پر کہ وہ قصد کرنے والا تھا واسطے حیلہ کے بیچ باطل کرنے شفعہ کے اور اس کی رد بالعیب کے مسئلے کو بیان کیا تا کہ بیان کرے کہ وہ تحکم ہے اور اس کا تقاضا یہ تھا کہ نہ پھیرتا مگر جو اس نے قبض کیا نہ اس سے زائد۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعُ الْمُسْلِمِ لَا دَآءَ وَلَا خِبْثَةَ وَلَا غَائِلَةَ.

اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیع مسلمان کی نہ اس میں کوئی عیب ہے جو واجب کرے رد کو اور نہ کوئی خبث اور نہ کوئی آفت۔

فائدہ: خبثہ یہ ہے کہ ہو بیع غیر طیب جیسے کہ اس قوم سے کہ نہیں حلال ہے قیدی ان کا واسطے عہد و پیمان کے کہ ان کے ساتھ ہوا ہو اور غائلہ یہ ہے کہ کوئی امر پوشیدہ لائے جیسے کہ دغا بازی اور دھوکا اور بعضوں نے تفسیر کیا ہے غائلہ کو ساتھ چوری اور باق وغیرہ کے اور یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جو بیوع میں گزری کہ عداء بن خالد نے حضرت ﷺ سے لونڈی یا غلام خریدا اور حضرت ﷺ نے اس کے واسطے ایک نوشتہ لکھا یہ وہ چیز ہے جو خریدی علاء نے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول سے لونڈی یا غلام نہ اس میں کوئی عیب ہے اور نہ دغا اور نہ خبث بیع مسلمان کی ہے ساتھ مسلمان کے اور اس کی سند حسن ہے کہا ابن بطال نے کہ مستفاد ہوتا ہے اس حدیث سے کہ نہیں جائز ہے حیلہ کرنا بیچ کسی چیز کے مسلمانوں کی بیعوں سے ساتھ صرف مذکور کے اور نہ غیر اس کے، میں کہتا ہوں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اگرچہ لفظ حدیث کا لفظ خبر کا ہے لیکن اس کے معنی نہی کے ہیں اور اس کے عموم سے لیا جاتا ہے کہ نہیں حلال ہے حیلہ کرنا کسی بیع میں مسلمانوں کی بیعوں سے پس داخل ہوگا اس میں صرف اشرفی کا ساتھ اکثر کے اس کی قیمت سے اور مانند اس کی۔ (فتح)

٦٤٦٦ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ سَاوَمَ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ بَيْتًا بِأَرْبَعِ مِائَةِ مِثْقَالٍ وَقَالَ لَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهٖ مَا أَعْطَيْتُكَ.

٦٤٦٦ـ حضرت عمرو بن شرید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ نے قیمت ٹھہرائی سعد بن مالک سے ایک گھر چار مثقال کو اور کہا اگر میں نے حضرت ﷺ سے نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ ہمسایہ زیادہ حق دار ہے اپنے لگے مکان کا تو میں تجھ کو نہ دیتا۔

فائدہ: اور اس میں بیان ہے قیمت مذکور کا۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ التَّعْبِيْرِ — کتاب ہے تعبیر کے بیان میں

فائدہ: تعبیر کے معنی ہیں عبور کرنا ان کے ظاہر سے باطن کی طرف یعنی خوابوں کا مطلب بیان کرنا۔

بَابُ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ.

پہلے پہل جو شروع کیے گئے حضرت ﷺ ساتھ اس کے وحی سے نیک خواب ہے۔

فائدہ: رؤیا وہ چیز ہے جس کو آدمی دیکھتا ہے اور کہا بعض علماء نے کہ کبھی آتی ہے رؤیا ساتھ معنی رؤیت کے یعنی آنکھ سے دیکھنا مانند قول اللہ تعالیٰ کی ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ کہا اس نے کہ مراد اس سے وہ چیز ہے جو حضرت ﷺ نے معراج کی رات میں دیکھی عجائب چیزوں سے اور معراج شب بیداری کی حالت میں ہوئی، میں کہتا ہوں کہ یہی ہے معتمد کہ معراج بیداری کی حالت میں ہوئی جاگتے اور حضرت ﷺ نے سب کچھ انہیں آنکھوں سے دیکھا لیکن بعض نے کہا کہ مراد اس آیت میں رؤیا سے خواب ہے اور اول معتمد ہے اور کہا مازری نے کہ بہت ہوا ہے کلام لوگوں کا بیچ حقیقت خواب کے اور وہ کیا چیز ہے اور مسلمانوں کے سوائے اور لوگوں نے اس میں بہت قیل قال کی ہے منکر وہ اس واسطے کہ انہوں نے قصد کیا ہے وقوف کا اوپر حقائق کے کہ نہیں مدرک ہیں عقل سے اور نہیں قائم ہے اس پر کوئی دلیل اور صحیح وہ چیز ہے جس پر اہل سنت ہیں کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے سونے والے کے دل میں اعتقادات جیسا کہ پیدا کرتا ہے ان کو جاگنے والے کے دل میں پھر جب اس کو پیدا کرے تو ٹھہراتا ہے اس کو علامت اور چیزوں پر جس کو دوسرے حال میں پیدا کرتا ہے اور جو واقع ہو اس سے اوپر خلاف اعتقاد کے تو اس کی مثال وہ چیز ہے جو واقع ہوتی ہے واسطے جاگنے والے کے اور اس کی نظیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ابر کو علامت اوپر بارش کے اور کبھی خلاف ہوتا ہے اور یہ اعتقادات کبھی واقع ہوتے ہیں فرشتے کی حاضری میں سو واقع ہوتی ہے اس کے بعد وہ چیز جو خوش لگے یا شیطان کے سامنے سو واقع ہوتی ہے اس کے بعد وہ چیز جو بری لگے اور ضرر کرے اور علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے پھر تمام خوابیں منحصر ہیں دو قسم میں ایک قسم سچی خواب ہے اور وہ پیغمبروں کا خواب ہے اور نیک بندوں کا ان کے تابعداروں سے اور کبھی کبھی ان کے سوائے اور لوگوں کے واسطے بھی واقع ہوتا ہے اور وہ قسم وہی ہے جو واقع ہوتا ہے بیداری میں موافق اس کے کہ واقع ہوتا ہے خواب میں اور دوسری قسم اُڑتی خوابیں ہیں اور وہ کئی قسم ہیں ایک شیطان کا کھیل ہے تا کہ غمگین ہو خواب دیکھنے والا جیسے دیکھے کہ اس کا سر کاٹا گیا اور

وہ اس کے پیچھے چلتا ہے یا دیکھے کہ وہ کسی خوفناک چیز میں واقع ہوتا ہے اور نہیں پاتا جو اس کو خلاص کرے، دوسری قسم یہ کہ دیکھے کہ کوئی فرشتہ اس کو حکم کرتا ہے کہ مثلا حرام کام کرے اور مانند اس کی جو محال ہے از روئے عقل کے، تیسری یہ کہ بیداری میں اس کے دل میں کوئی خطرہ گزرے یا کسی چیز کی آرزو کرے پھر خواب میں ہو بہو اسی کو دیکھے اور اسی طرح دیکھنا اس چیز کا کہ جاری ہو عادت ساتھ اس کے بیداری میں غالب ہو اس کی مزاج پر اور واقع ہوتا ہے مستقبل سے غالبا اور حال سے بہت اور ماضی سے کم۔ (فتح)

٦٤٦٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح و حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا إِلَّا جَآءَ تْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ فَكَانَ يَأْتِيْ حِرَآءً فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى خَدِيْجَةَ فَتُزَوِّدُهُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَآءٍ فَجَآءَهُ الْمَلَكُ فِيْهِ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّيَ الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيَ الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّيَ الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيَ الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّيَ

٦٤٦٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ اول اول جو شروع کیے گئے ساتھ اس کے حضرت ﷺ وحی سے نیک خواب ہے سونے میں سو نہ دیکھتے تھے کوئی خواب مگر کہ صبح کی روشنی کی طرح ظہور میں آتی یعنی جو خواب دیکھتے سو ٹھیک ہوتی اور حرا پہاڑ کی غار میں آتے اور اس میں بہت راتیں عبادت کرتے اور اس کے واسطے خرچ لیتے پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف پھرتے اور اتنی اور راتوں کا خرچ لیتے یہاں تک کہ آپ کے پاس دین یا جبریل علیہ السلام حق آیا اور حالانکہ آپ حرا کی غار میں تھے سو اس میں آپ کے پاس فرشتہ آیا سو اس نے حضرت ﷺ سے کہا کہ پڑھ، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تو پڑھا نہیں پھر اس نے مجھ کو پکڑا اور سخت دبایا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ، تو میں نے کہا کہ میں تو پڑھا نہیں تو اس نے مجھ کو دوسری بار پھر دبایا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا کہ میں تو پڑھا نہیں تو اس نے مجھ کو تیسرا بار پھر دبایا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ یعنی سورۂ اقرأ اُتری یعنی پڑھ اپنے رب کا نام جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹکی سے پڑھ اور تیرا رب بڑا بزرگ ہے جس نے قلم کے سبب سے علم دیا سکھلایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا سو حضرت ﷺ اُن پانچوں آیتوں کے

الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ فَرَجَعَ بِهَا تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِي زَمِّلُوْنِي فَزَمَّلُوْهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ يَا خَدِيْجَةُ مَا لِي وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ وَقَالَ قَدْ خَشِيْتُ عَلَى نَفْسِي فَقَالَتْ لَهُ كَلَّا أَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيْجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قُصَيٍّ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيْجَةَ أَخُوْ أَبِيْهَا وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ فَيَكْتُبُ بِالْعَرَبِيَّةِ مِنَ الْإِنْجِيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيْجَةُ أَيِ ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيْكَ فَقَالَ وَرَقَةُ ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرٰى فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأٰى فَقَالَ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى مُوْسٰى يَا لَيْتَنِي فِيْهَا جَذَعًا أَكُوْنُ حَيًّا حِيْنَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ فَقَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ

ساتھ پلٹے اس حال میں کہ آپ کا دل تڑپتا تھا یہاں تک کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو کہا کہ مجھ کو کمبل اوڑھاؤ کمبل اوڑھاؤ سو لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کمبل اوڑھایا یہاں تک کہ آپ کا ڈر دور ہوا سو فرمایا اے خدیجہ! مجھ کو کیا ہے اور اس کو خبر دی اور فرمایا کہ مجھ کو اپنی جان پر خوف ہوا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا ہرگز نہیں آپ کو بشارت ہو سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا آپ براوری سے سلوک کرتے ہیں اور سچ بات کہتے ہیں اور بوجھ اُٹھاتے ہیں یعنی محتاجوں کی خبر لیتے ہیں اور مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور حق کی مصیبتوں میں مدد کرتے ہیں پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے چلیں یہاں تک کہ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لائیں اور وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا چچیرا بھائی تھا اور وہ مرد جاہلیت کے زمانے میں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے پہلے نصرانی ہو گیا تھا اور وہ عربی کتاب لکھتا تھا سو لکھتا عربی میں انجیل سے کہ وہ سُریانی زبان میں ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ لکھے اور وہ بڑا بوڑھا اندھا ہو گیا تھا سو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا اے میرے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے سے سن کیا کہتا ہے تو ورقہ نے کہا اے بھتیجے! کیا دیکھتا ہے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خبر دی جو دیکھا تو کہا ورقہ نے کہ یہ وہ فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اُترا تھا کاش میں اس وقت جوان ہوتا میں زندہ ہوتا جب کہ تیری قوم تجھ کو نکالے گی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ مجھ کو نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا ہاں نہیں لایا کبھی کوئی مرد جو تو لایا مگر کہ لوگوں کو اس سے عداوت ہوئی اور اگر تیرے دن نے مجھ کو پایا تو میں تیری قوی مدد کروں گا پھر نہ دیر کی ورقہ نے کہ مر گیا اور وحی بند

مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُوْدِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً حَتّٰى حَزِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدّٰى مِنْ رُؤُوْسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ فَكُلَّمَا أَوْفٰى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ مِنْهُ نَفْسَهُ تَبَدّٰى لَهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَيَسْكُنُ لِذٰلِكَ جَأْشُهُ وَتَقِرُّ نَفْسُهُ فَيَرْجِعُ فَإِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ فَتْرَةُ الْوَحْيِ غَدَا لِمِثْلِ ذٰلِكَ فَإِذَا أَوْفٰى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ تَبَدّٰى لَهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فَالِقُ الْإِصْبَاحِ﴾ ضَوْءُ الشَّمْسِ بِالنَّهَارِ وَضَوْءُ الْقَمَرِ بِاللَّيْلِ.

ہوئی یہاں تک کہ حضرت ﷺ سخت غمگین ہوئے، (کہا زہری نے یہ بیچ جملہ اس چیز کے ہے کہ پہنچی ہم کو حضرت ﷺ کی خبر سے اس قصے میں) کہ حضرت ﷺ اس سبب سے کئی بار گئے کہ اپنے آپ کو اونچے پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیں سو جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تا کہ اپنے آپ کو گرائیں تو جبریل علیہ السلام آپ کے واسطے ظاہر ہوتے سو کہتے اے محمد! بے شک تو اللہ تعالیٰ کا سچا پیغمبر ہے تو آپ کی بے قراری کو تسکین ہوتا اور آپ کا جی قرار پکڑتا تو پلٹتے پھر جب وحی کا بند ہونا آپ پر دراز ہوتا تو پھر اسی طرح کرتے سو جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تو جبریل علیہ السلام آپ کے واسطے ظاہر ہوتے اور آپ سے اسی طرح کہتے، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ الاصباح کے معنی ہیں روشنی سورج کی دن کو اور روشنی چاند کی رات کو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ صبح کی روشنی کی طرح ٹھیک ہوتی سو تشبیہ دی اس کو ساتھ پھٹنے روشنی صبح کے سوائے اس کے غیر کے اس واسطے کہ پیغمبری کے سورج کی ابتدا خوابوں سے ہوئی پھر ہمیشہ یہ روشنی کشادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ پیغمبروں کا آفتاب نکلا سو جس کا باطن نوری تھا وہ تصدیق میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مثل ہوگا اور جس کا باطن کالا ہو وہ ابوجہل کی طرح ہو اور باقی سب لوگ ان دونوں مرتبوں کے درمیان ہیں اور حرا پہاڑ کی غار کو اس واسطے خاص رکھا تھا کہ اس میں تین عبادتیں حاصل ہوتی تھیں خلوت اور عبادت اور خانے کعبے کو دیکھنا اور حضرت ﷺ اس میں رمضان کے مہینے میں عبادت کیا کرتے تھے اور کفار قریش بھی اسی طرح کرتے تھے جیسے کہ عاشورے کا روزہ رکھتے تھے اور انہوں نے حضرت ﷺ سے اس امر میں نزاع نہ کیا اور شاید کہ یہ امور شرع سے ان کے نزدیک باقی تھا اور اختلاف ہے کہ حضرت ﷺ اس میں کیا عبادت کرتے تھے اور کیا کسی سابق شرع کے موافق عبادت کرتے تھے یا نہیں جمہور کا قول یہ ہے کہ کسی سابق شرع کے طور پر عبادت نہیں کرتے تھے اس واسطے کہ اگر یہ پایا جاتا تو منقول ہوتا اور کیا عبادت کرتے تھے بعض نے کہا کہ عبادت کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ ڈالی جاتی طرف آپ کی انوار معرفت سے اور بعض نے کہا ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہوتی آپ کو سچی خوابوں سے اور بعض نے کہا کہ فکر ذکر میں مشغول رہتے تھے

اور ترجیح دی ہے ایک قوم نے پہلے قول کو یعنی کسی سابق شرع کے طور پر عبادت کرتے تھے ابراہیم علیہ السلام کی شرح پر یا نوح علیہ السلام کی یا کسی اور پیغمبر کی شرع پر اور ابوداؤد طیالسی رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کیا سو موافق پڑا یہ رمضان کے مہینے کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے اور السلام علیکم سنا فرمایا سو میں نے گمان کیا کہ وہ جن سے ہے سو اس نے کہا کہ بشارت ہو اس واسطے کہ سلام خیر ہے پھر دوسرے دن جبریل علیہ السلام کو دیکھا آفتاب پر ایک پر ان کا مشرق میں تھا اور ایک مغرب میں سو میں اس سے ڈرا، الحدیث اور اس میں ہے کہ پھر جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ آشنائی ہوئی اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آئی اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چالیس برس کی تھی مشہور قول پر اور یہ جو جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بار دبوچا تو اس میں اشارہ ہے کہ آپ کے واسطے تین بار سختی واقع ہوگی پھر فراخی ہوگی سو اسی طرح ہوا کہ پہلی بار کفار قریش نے آپ کو پہاڑ کے درے میں بند کیا دوسری بار جب کہ نکلے اور کفار نے اُن کو قتل کا وعدہ کیا یہاں تک کہ حبشہ کی طرف بھاگے پھر تیسری بار قصد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کا یہاں تک کہ آپ نے ہجرت کی اور احتمال ہے کہ مناسبت یہ ہو کہ جو دین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں وہ ثقیل ہے باعتبار نیت اور قول اور عمل کے یا بجہت توحید اور احکام اور اخبار غیب کے جو ماضی اور آئندہ آنے والی ہیں اور اشارہ کیا ساتھ تین بار چھوڑ دینے کی طرف حصول تیسیر اور تسہیل اور تخفیف کی دنیا میں اور برزخ میں اور آخرت میں آپ پر اور آپ کی امت پر اور یہ جو کہا کہ کیا میری قوم مجھ کو نکال دے گی تو اس سے لی جاتی ہے شدت مفارقت وطن کی نفس پر اس واسطے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قول ورقہ سے سنا تو گھبرائے اور احتمال ہے کہ گھبرانا اس جہت سے ہو کہ آپ ڈرے کہ آپ کی قوم ایمان سے محروم رہی یا دونوں امر کے واسطے اور اگر کوئی کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں شک کیا اس کے ثبوت میں یہاں تک کہ ورقہ کی طرف رجوع کیا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی اور جب جائز ہے شک کرنا باوجود معائنہ جبریل علیہ السلام کے جو آپ پر اترے تھے تو پھر کیونکر انکار کیا جائے گا اس پر جو شک کرے اس چیز میں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے تو جواب یہ ہے کہ جاری ہے عادت اللہ تعالیٰ کی ساتھ اس کے کہ جب چاہتا ہے کہ خلق کی طرف کوئی حکم پہنچائے تو پہلے تاسیس کرتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سچی خوابوں کو دیکھنا اس قسم سے تھا سو جب اچانک آپ کے پاس وہ امر آیا جو عادت کے مخالف ہے تو طبع بشریٰ کو اس سے نفرت ہوئی اور اس حالت میں تامل کرنے پر قادر نہ ہوئے اس واسطے کہ پیغمبر طبع بشریٰ کو بالکل دور نہیں کرتی سو نہیں تعجب ہے اس سے کہ گھبرائے اس چیز سے کہ مالوف نہ ہو اور اس سے طبیعت نفرت کرے یہاں تک کہ جب اس سے الفت ہو جائے تو اس پر قائم ہو سو اسی واسطے اپنے اہل کی طرف رجوع جن سے لگاؤ حاصل کرنے کی عادت تھی تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس خوف کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آسان کر دیا پھر ارادہ کیا خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تائید لینے کا ساتھ چلنے کے طرف ورقہ کی واسطے معرفت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ صدق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے اور معرفت ورقہ کی پھر جب ورقہ کا کلام سنا تو یقین کیا ساتھ حق کے اور اعتراف کیا ساتھ اس کے اور حاصل جواب یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو اس کے ثبوت میں شک نہ ہوا تھا بلکہ صرف بشریت کے سبب سے اور عادت مالوف کے مخالف ہونے کے سبب سے طبع کو اس سے کچھ نفرت ہوئی تھی سو وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تسکین اور تسلی دینے سے دور ہوئی پھر زیادہ ثبوت کے واسطے ورقہ سے پوچھا پھر اس کی تائید سے پورا اطمینان ہوا اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ جو خواب دیکھتے تھے صبح کی روشن کی طرح ٹھیک ہوتی تھی اور یہ جو کہا کہ نیک خوابیں تو ایک روایت میں اس کے بدلے سچی خوابیں آیا ہے اور دونوں کے معنی ایک ہیں بہ نسبت امور آخرت کے پیغمبروں کے حق میں اور بہر حال بہ نسبت امور دنیا کے تو نیک خواب دراصل خاص تر ہیں سو پیغمبروں کی سب خوابیں سچی ہیں اور کبھی نیک ہوتی ہیں اور یہ اکثر ہے اور کبھی نیک نہیں ہوتیں بہ نسبت دنیا کے جیسا کہ واقع ہوا ہے خواب میں جنگ اُحد کے دن اور بہر حال پیغمبروں کے سوائے اور لوگوں کی خوابیں تو ان کے درمیان عموم خصوص ہے اگر ہم تفسیر کریں صادقہ کو ساتھ اس کے کہ وہ تعبیر کی محتاج نہیں اور اگر کہیں کہ صادقہ وہ ہے جو پریشان خوابوں کے سوائے ہے تو صالحہ مطلق خاص ہے۔ (فتح)

بَابُ رُؤْيَا الصَّالِحِيْنَ — نیکوں کا خواب

فائدہ: اضافت اس میں فاعل کے واسطے ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے باب کی حدیث میں کہ دیکھتا ہے اس کو مرد اور شاید کہ جمع کیا ہے اس کو واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ مراد ساتھ رجل کے جنس ہے۔

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُؤُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾.

البتہ اللہ تعالیٰ نے سچ دکھلایا اپنے رسول کو خواب مطابق واقع کے، آخر آیت تک

فائدہ: طبری وغیرہ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے حدیبیہ میں خواب دیکھا کہ حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب مکے میں داخل ہوئے سر منڈاتے پھر جب حضرت ﷺ نے حدیبیہ میں قربانی ذبح کی تو اصحاب نے کہا کہ آپ کا خواب کہاں ہے تو یہ آیت اتری ﴿فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾ سو مراد ساتھ ذلک کے قربانی ذبح کرنا ہے حدیبیہ کے دن اور مراد ساتھ فتح کے فتح خیبر ہے سو اس کے بعد انہوں نے رجوع کیا اور خیبر کو فتح کیا پھر حضرت ﷺ کی خواب کی تصدیق یہ ہوئی کہ آپ نے آئندہ سال عمرہ کیا اور اس آیت میں انشاء اللہ تعالیٰ جو کہو تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ نہیں واقع ہوتی ہے کوئی چیز مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت سے اور بعض نے کہا یہ بطورِ تعلیم کے ہے کہ جو آئندہ کوئی کام کرنا چاہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ کہے۔

٦٤٦٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

۶۴۶۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھیک خواب نیک مرد کی ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالس حصوں میں سے۔

فائدہ: یہ حدیث مقید کرتی ہے اس چیز کو جو دوسری روایت میں ہے رؤیا المؤمن جزء کہ نہ اس میں حسنہ کی قید ہے اور نہ نیک مرد کی کہا مہلب نے کہ مراد غالب خوابیں ہیں نیکوں کی ورنہ نیک مرد بھی اُڑتی خواب بھی دیکھتا ہے لیکن وہ نادر ہے واسطے کم ہونے قابو شیطان کے اوپر ان کے اور لوگ اس میں تین درجوں پر ہیں ایک پیغمبر لوگ ہیں اور ان کی خوابیں سب سچی ہیں اور کبھی واقع ہوتی ہے اس میں وہ چیز جو تعبیر کی محتاج ہو دوسرے نیک لوگ ہیں اور ان کی غالب خوابیں سچی ہیں اور کبھی واقع ہوتی ہے ان میں وہ چیز جو تعبیر کی محتاج نہیں اور جو لوگ ان کے سوائے ہیں بعض خوابیں ان کی سچی ہوتی ہیں اور بعض پریشان ہوتی ہیں اور وہ لوگ تین قسم پر ہیں ایک مستور ہیں غالب ہے برابر ہونا حال کا ان کے حق میں دوسری قسم فاسق لوگ ہیں اور غالب خوابیں ان کی پریشان ہوتی ہیں اور ان میں سچ کم ہوتا ہے، تیسری قسم کافر لوگ ہیں اور ان کی خوابوں میں سچ نہایت کم ہے اور جو راست گو ہو اس کی خواب بھی سچی ہوتی ہے اور کبھی بعض کافروں سے بھی سچی خواب واقع ہوتی ہے جیسے کہ یوسف علیہ السلام کے ساتھیوں کا خواب تھا اور ان کے بادشاہ کا خواب تھا قاضی نے کہا کہ ایمان دار نیک کا خواب ہے جو پیغمبری کے اجزاء کی طرف منسوب ہوتا ہے اور معنی اس کے صالح ہونے کے مستقیم ہونا اس کا ہے اور انتظام اس کا اور فاسق کا خواب پیغمبری کے اجزاء سے نہیں گنا جاتا اور کافر کا تو خواب بالکل ان میں نہیں گنا جاتا کہا قرطبی نے کہ جو مسلمان نیک سچا ہو وہی ہے جس کا حال پیغمبر کے حال کے مناسب ہے سو اکرام کیا گیا ساتھ ایک نوع کے اس چیز سے کہ اکرام کیا گیا ہے ساتھ اس کے پیغمبروں کو اور وہ اطلاع دینا ہے غیب پر اور جو کافر اور فاسق اور مخلط ہو اس کا حال پیغمبروں کے حال کے مناسب نہیں اگرچہ ان کی خواب کبھی سچی ہوتی ہے جیسا کہ بہت جھوٹا آدمی کبھی سچ کہتا ہے ورنہ نہیں ہے کہ جو غیب کی خبر دے اس کی پیغمبری کے حصوں سے ہو مانند کاہن اور نجومی کی اور قید مرد کے واسطے غالب کی ہے اس کا کوئی مفہوم نہیں اس واسطے کہ عورت نیک کی خواب کا بھی یہی حکم ہے اور البتہ مشکل جانا گیا ہے ہونا خواب کا ایک حصہ پیغمبری سے باوجود اس کے کہ پیغمبری موقوف ہوگئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرنے سے تو جواب میں کہا گیا ہے کہ خواب کو پیغمبری کا حصہ کہنا بطور مجاز کے ہے ورنہ حقیقت پیغمبری کا حصہ وہی خواب ہے جو پیغمبر کی خواب ہو اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پیغمبری کے

موافق ہوتا ہے نہ یہ کہ وہ پیغمبری کا حصہ باقی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ حصہ ہے پیغمبری کے علم کا اس واسطے کہ پیغمبری اگرچہ بند ہو گئی ہے لیکن اس کا علم باقی ہے اور کہا ابن بطال نے کہ یہ جو فرمایا کہ خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے حصوں میں سے تو یہ بات بھاری ہے اگرچہ اس کے ہزار حصے میں ایک حصہ ہے سو ممکن ہے کہ کہا جائے کہ لفظ نبوت کا ماخوذ ہے نبا سے اور لغت میں اس کے معنی ہیں اعلام کرنا سو اس کے معنی یہ ہیں کہ خواب خبر صادق ہے اللہ تعالیٰ سے نہیں ہے اس میں کذب جیسے کہ نبوت سچی ہے اللہ تعالیٰ سے نہیں جائز ہے اس پر کذب سو مشابہ ہوئی خواب نبوت کو خبر کے سچے ہونے میں کہا مازری نے احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ نبوت کے اس حدیث میں خبر ساتھ غیب کے نہ غیر اس کا اگرچہ ساتھ اس کے انذار اور تبشیر ہو سو غیب کی خبر دینا ایک ثمرہ نبوت کا ہے اور وہ نہیں ہے مقصود لذاتہ اس واسطے کہ صحیح ہے کہ مبعوث ہو پیغمبر جو مقرر کرے شریعت کو اور بیان کرے احکام کو اگرچہ نہ خبر دی ہو اپنی ساری عمر میں ساتھ غیب کے اور نہیں ہوتا ہے یہ قادح اس کی پیغمبری میں اور نہ باطل کرنے والا واسطے مقصود کے اس سے اور خبر ساتھ غیب کے پیغمبر سے نہیں ہوتی ہے مگر سچی اور نہیں واقع ہوتی ہے مگر حق اور بہر حال خصوص عدد کا سو وہ اس چیز سے ہے کہ اطلاع دی ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنے پیغمبر کو اس واسطے کہ پیغمبر صاحب جانتے ہیں پیغمبری کے حقائق سے جس کو آپ کے سوائے اور کوئی نہیں جانتا کہا ابوبکر بن عربی نے کہ پیغمبری کے حصوں کی حقیقت نہیں جانتا ہے مگر فرشتہ یا پیغمبر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو قدر کہ ارادہ کیا ہے حضرت ﷺ نے کہ بیان کریں کہ خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے حصوں میں سے فی الجملہ اس واسطے کہ اس میں اطلاع ہے غیب پر ایک وجہ سے اور بہر حال تفصیل نسبت کی سو خاص ہے ساتھ درجہ پیغمبری کے کہا مازری نے نہیں لازم ہے عالم پر یہ کہ پہچانے ہر چیز کو بطورِ اجمال اور تفصیل کے سو ٹھہرائی ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے عالم کے حد جو کھڑا ہو نزدیک اس کے سو بعض چیز کی مراد کو مجمل اور مفصل طور سے جانتا ہے اور بعض کو بطورِ اجمال کے جانتا ہے نہ بطورِ تفصیل کے اور یہ بھی اسی قبیل سے ہے اور بعض لوگوں نے اس عدد کی مناسبت میں کلام کیا ہے سو بعض نے کہا کہ خوابیں دلالتیں ہیں اور دلالتوں میں بعض جلی ہیں اور بعض خفی سو کم تر عدد میں وہ جلی ہے اور اکثر عدد میں وہ خفی ہے اور جو اس کے درمیان ہے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ پیغمبری کے واسطے کئی فائدے ہیں دنیاوی اور اُخروی بطورِ خصوص کے اور عموم کے ان میں بعض معلوم ہوتے ہیں اور بعض معلوم نہیں ہوتے اور پیغمبری اور خواب کے درمیان کوئی نسبت نہیں مگر بیچ ہونے اس کے حق سو ہو گا مقام پیغمبری کا بہ نسبت مقام خواب کے بحسب ان اعداد کے راجع طرف درجات پیغمبروں کے سو نسبت اس کی جو ان میں اعلیٰ ہے اور وہ شخص وہ ہے کہ اس کی پیغمبری کے ساتھ رسالت بھی جمع ہو اکثر اس چیز کا ہے جو وارد ہوئی ہے عدد سے اور بہر حال نسبت اس کی طرف اُن پیغمبروں کی جو رسول نہیں کم تر اس چیز کا ہے جو وارد ہوئی ہے اس سے اور جو اس کے درمیان ہے اور اسی واسطے حدیث میں نبوت کو مطلق بیان کیا ہے اور کسی معین پیغمبر کی پیغمبری کے ساتھ خاص نہیں

کیا اور الہام بھی پیغمبری کا حصہ ہے یا نہیں اس کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے

فائدہ: یعنی مطلق اگرچہ مقید ہے حدیث میں ساتھ نیک خواب کے سو وہ بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ اس میں شیطان کا دخل نہیں اور بہر حال جس میں شیطان کا دخل ہے تو اس کی نسبت اس کی طرف مجازی ہے باوجود اس کے کہ کل بہ نسبت خلق اور تقدیر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور نسبت خواب کی طرف اللہ تعالیٰ کے واسطے بزرگی کے ہے اور احتمال ہے کہ اشارہ ہو طرف اس چیز کے جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٦٤٦٩۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ.

٦٤٦٩۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ نہ بیان کرے خواب کو مگر عالم پر یا ناصح یعنی خیر خواہ پر اس واسطے کہ عالم حتی الامکان اس کی نیک تاویل کرتا ہے اور بہر حال جو خاص ہو سو راہ دکھلاتا ہے طرف اس چیز کی جو اس کو فائدہ دے اور مدد کرے اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی بری خواب دیکھے تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تھک تھکا دے تین بار اور پناہ مانگ اللہ تعالیٰ کی اس کی بدی سے کہ وہ بے شک اس کو ضرر نہ کرے گا اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی بری خواب دیکھے تو چاہیے کہ پناہ مانگے اللہ تعالیٰ کی اس کی بدی سے اور شیطان کی بدی سے اور تین بار تھوکے بائیں طرف اور اس کو کسی سے بیان نہ کرے سو بے شک وہ اس کو ضرر نہ کرے گی اور کہا ابو عبدالملک نے کہ نسبت کیا گیا پریشان خواب کی طرف شیطان کی واسطے ہونے اس کے اس کی خواہش اور مراد پر اور کہا ابن باقلانی نے کہ پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ نیک خواب کو فرشتے کی حاضری میں اور پیدا کرتا ہے پریشان کو شیطان کے سامنے پس اسی واسطے نسبت کی گئی اس کی طرف اور بعض نے کہا اس واسطے اس کی طرف منسوب ہے کہ وہی ہے جو اس کا خیال دل میں ڈالتا ہے اور نہیں ہے اس کے واسطے حقیقت نفس الامر میں۔ (فتح)

٦٤٧٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا

٦٤٧٠۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جب کوئی تم میں سے خواب دیکھے جو اس کو اچھی معلوم ہو تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے سو اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد

رَأٰى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأٰى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ.

کہے اور اس کو بیان کرے اور جب اس کے سوائے اور خواب دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ شیطان کی طرف سے ہے اور چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑے اس کی بدی سے اور نہ ذکر کرے اس کو کسی سے سو بے شک وہ اس کو نہ ضرر کرے گی۔

فائدہ: نیک خواب کے تین ادب ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور اس کی بشارت لے اور اس کو بیان کرے لیکن اس سے جس سے محبت رکھتا ہو نہ اس سے جس کو برا جانتا ہو اور بری خواب کے چار ادب ہیں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور یہ کہ اپنی بائیں طرف تھوکے تین بار جب کہ خواب سے جاگے اور اس کو بالکل کسی سے ذکر نہ کرے اور ایک روایت میں نماز کا ذکر بھی آیا ہے یعنی جب خواب سے جاگے تو نماز پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ کروٹ بھی بدل ڈالے اور بعض نے کہا کہ آیۃ الکرسی بھی پڑھے کہ شیطان قریب نہیں آتا اور حکمت پناہ مانگنے کی تو واضح ہے اور وہ مشروع ہے نزدیک ہر کام کے جو اس کو برا معلوم ہو اور بہر حال شیطان سے پناہ مانگنا سو واسطے اس چیز کے جو واقع ہوئی ہے حدیث کے بعض طریقوں میں کہ وہ خواب شیطان کی طرف سے ہے اور یہ کہ وہ خیال ڈالتا ہے اس آدمی کے دل میں تاکہ اس کو غمگین کرے اور اس کو ڈرائے اور بہر حال تھوکنا سو حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے رد کرنے شیطان کے جو حاضر ہوا ہے بری خواب میں واسطے تحقیر اس کی کے اور استقذار کی اور خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے بائیں طرف کو اس واسطے کہ وہ محل ہے گندگیوں کا اور مانند اس کی کا اور تین بار تھوکنا تاکید کے واسطے ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے حدیث ساتھ ان تین لفظوں کے نفث اور تفل اور بصق سو بعض نے کہا کہ نفث اور تفل کے ایک معنی ہیں اور نہیں دونوں مگر ساتھ تھوک کے اور کہا ابو عبیدہ نے کہ شرط ہے تفل میں تھوڑی تھوک اور نفث میں نہیں ہوتی اور بعض نے کہا کہ عکس اس کا ہے اور آیا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جھاڑ پھونک میں ساتھ سورۂ الحمد کے کہ اس نے اپنی تھوک کو جمع کیا کہا عیاض نے فائدہ تھوکنے کا تبرک لینا ہے ساتھ اس رطوبت کے اور ہوا اور نفث کے واسطے مباشر رقیہ کی جو مقارن ہے واسطے ذکر نیک کے جیسا کہ تبرک لیا جاتا ہے غسالہ اس چیز کے سے جو لکھی جاتی ہے ذکر اور اسماء سے لیکن منتر میں تبرک ہوتا ہے ساتھ رطوبت ذکر کے کما تقدم اور مطلوب اس جگہ ہانکنا اور رد کرنا شیطان کا ہے اور اظہار احتقار اور استقذار اس کے کا اور جامع تینوں لفظوں کو حمل کرنا ہے تفل پر اس واسطے کہ وہ پھونک ہے اس کی تھوک لطیف ہوتی ہے سو باعتبار نفخ کے اس کو نفث کہا جاتا ہے اور باعتبار تھوک کے اس کو بصاق کہا جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو ضرر نہیں کرے گی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ٹھہرایا ہے اللہ تعالیٰ نے جو مذکور ہوا سبب واسطے سلامتی کے مکروہ سے جو مرتب ہوتی ہے خواب پر جیسا کہ ٹھہرایا ہے صدقہ کو سبب نگاہ رکھنے مال

کے کا اور بہر حال نماز سو اس واسطے کہ اس میں توجہ ہے طرف اللہ تعالیٰ کی اور پناہ پکڑنا طرف اس کی اور ساتھ اس کے کامل ہوتی ہے رغبت اور صحیح ہوتی ہے طلب واسطے قریب ہونے نمازی کے اپنے رب سے وقت سجدے کے اور بہر حال کروٹ بدلنا سو واسطے نیک فال کے ہے ساتھ بدلنے اس حال کے جس پر وہ ہے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لائق ہے یہ کہ ان سب چیزوں کے ساتھ عمل کیا جائے جن پر حدیث شامل ہے اور اگر بعض چیزوں کو ہی کرے تو کافی ہے بیچ دفع کرنے بدی اس کی کے ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے میں کہتا ہوں کہ نہیں دیکھا میں نے کسی حدیث میں اقتصار کرنا ایک پر ہاں البتہ اشارہ کیا ہے مہلب نے صرف اعوذ پڑھنا کفایت کرتا ہے بیچ دفع کرنے اس کی بدی کے اور شاید لیا ہے اس نے اس کو اس آیت سے ﴿فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾ پس حاجت ہے ساتھ پناہ مانگنے کے صحیح ہونا توجہ کا اور نہیں کافی ہے گزارنا اعوذ کا زبان پر کہا قرطبی نے مفہم میں کہ نماز ان سب چیزوں کی جامع ہے اور صفت تعوذ کی یہ ہے اعوذ بما عاذت به ملائكة الله ورسوله من شر رؤياى هذه ان يصيبنى فيها ما اكره فى دينى ودنياى اور اگر خواب میں ڈرے تو اس طور سے اعوذ پڑھے اعوذ بكلمات الله التامات من شر غضبه وعذابه وشر عباده ومن همزات الشياطين وان يحضرون اور لیکن سچی خواب اس سے مخصوص اور مستثنیٰ ہے کہ اس میں اعوذ باللہ نہ پڑھے لیکن کروٹ بدلنا اور نماز پڑھنا منع نہیں اور کہا حکیم ترمذی نے کہ سچی خواب حق ہے خبر دیتی ہے حق سے اور وہ بشارت اور انذار اور عتاب ہے تا کہ ہو مددگار اس چیز پر جس کی طرف بلایا گیا اور غالب حال پہلے لوگوں کا خوابیں تھیں لیکن اس امت میں کم ہو گئیں واسطے بہت ہونے اس چیز کے کہ لائے اس کو پیغمبر اس کے اور واسطے کثرت اُن لوگوں کے کہ آپ کی امت میں ہیں صدیقوں اور الہام والوں اور اہل یقین سے سو کفایت کی انہوں نے ساتھ کثر الہام اور الہام والوں کے کثرت خوابوں سے جو اول لوگوں میں تھیں اور کہا عیاض نے کہ خواب نیک احتمال ہے کہ راجع ہو طرف حسن ظاہر اس کی کے اور صدق اس کی کے جیسے کہ خواب احتمال رکھتی ہے بدی ظاہر کو یا بری تاویل کو اور بہر حال چھپانا اس کا باوجود اس کے کہ کبھی صادق ہوتی ہے سو چھپائی گئی ہے حکمت اس کی اور احتمال ہے کہ ہو واسطے خوف تعجیل اشتغال خواب دیکھنے والے کے ساتھ مکروہ تفسیر اس کی کے اس واسطے کہ کبھی اس میں دیر ہوتی ہے سو جب نہ خبر دے ساتھ اس کے کسی کو تو دور ہوتی ہے تعجیل ڈر اس کے کی اور باقی رہتا ہے جب کہ نہ تاویل کرے اس کی کوئی درمیان اس طمع کے کہ اس کی تاویل نیک ہو یا اُمید کے کہ وہ پریشان خوابوں سے ہو سو اس میں تسکین ہوتی ہے اس کے دل کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ اس کو ذکر نہ کرے اس پر کہ جو خاب کی تعبیر کرے وہی ہوتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ وہم کو تاثیر ہے نفوس میں اس واسطے کہ تھوکنا اور جو اس کے ساتھ مذکور ہے دور کرتا ہے اس وہم کو جو واقع ہوتا ہے نفس میں خواب سے اور اسی طرح منع کرنا کہ جس کو برا جانے اس سے خواب کو بیان نہ کرے اور حکم کرنا کہ خواب اس سے بیان کرے جس سے محبت رکھتا ہو اور یہ

جو ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ شیطان ہی سے ہے تو ظاہر اس کا حصر ہے کہ نیک خواب نہیں شامل ہوتی ہے اس چیز پر جو خواب دیکھنے والے کو بری معلوم ہو اور تائید کرتا ہے اس کی مقابلہ نیک خواب کا ساتھ پریشان خواب کے اور منسوب کرنے اس کے طرف شیطان کی بنا بر اس کے پس اہل تعبیر کے قول میں کہ سچی خواب کبھی ہوتی ہے بشارت اور کبھی انذار نظر ہے اس واسطے کہ انذار غالبًا ہوتا ہے اس چیز میں کہ برا جانتا ہے اس کو دیکھنے والا اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ انذار نہیں مستلزم ہے وقوع مکروہ کو اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ یہ قسم خواب یعنی جس میں تہویل اور تخویف اور تحزین ہو وہی مامور ہے کہ اس میں پناہ مانگی جائے یعنی اعوذ پڑھنے کا صرف اسی خواب میں حکم ہے اس واسطے کہ وہ شیطانی خیالات سے ہے سو جب خواب دیکھنے والا اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے صدق دل سے اور کرے جو حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے تھوکنے اور کروٹ بدلنے وغیرہ سے تو اللہ تعالیٰ اس کے خوف کو دور کر دیتا ہے اور نہیں پہنچتی ہے اس کو کوئی چیز اور بعض نے کہا کہ حدیث اپنے عموم پر ہے اس چیز میں کہ برا جانے اس کو خواب دیکھنے والا شامل ہے اس کو جس میں شیطان کا سبب نہ ہو اور فعل امور مذکورہ کا مانع ہے واقع ہونے سے مکروہ میں جیسے کہ آیا ہے کہ دعا دفع کرتی ہے بلا کو اور صدقہ دفع کرتا ہے بری موت کو اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہے لیکن یہ اسباب عادات میں نہ پیدا کرنے والے اور بہر حال وہ چیز کہ دیکھتا ہے اس کو خواب میں کبھی اور اس کو خوش لگتی ہے لیکن نہیں پاتا اس کو بیداری میں اور نہ وہ چیز جو اس پر دلالت کرے تو یہ داخل ہے اور قسم میں اور وہ چیز وہ ہے کہ مشغول ہو اول اس کا ساتھ اس کے سونے سے پہلے پھر حاصل ہوتا ہے سونا تو وہ اس کو اس میں دیکھتا ہے سو یہ قسم نہ نفع دیتی ہے نہ ضرر کرتی ہے۔ (فتح)

بَابُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

نیک خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں سے

فائدہ: باب باندھا ہے ساتھ لفظ حدیث کے اور شاید کہ اس نے حمل کیا ہے دوسری روایت کو جس کا یہ لفظ ہے رؤیا المومن اس حدیث مقید پر جو باب میں ہے۔

٦٤٧١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَّأَثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا لَقِيتُهُ بِالْيَمَامَةِ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَتَعَوَّذْ مِنْهُ وَلْيَبْصُقْ

٦٤٧١۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے سو جب کوئی پریشان خواب دیکھے تو چاہیے کہ اس سے پناہ مانگے اللہ تعالیٰ کی اور اپنی بائیں طرف تھوکے سو بے شک وہ خواب اس کو ضرر نہ کرے گی اور روایت ہے اس کے باپ سے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے

عَنْ شِمَالِهِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَعَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

مثل اس کی۔

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے اس کے کی اس باب میں اشارہ کرنا ہے اس طرف کہ نیک خواب تو اس واسطے پیغمبری کا ایک حصہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے برخلاف اس خواب کے کہ وہ شیطان کی طرف سے ہو کہ وہ پیغمبری کا ایک حصہ نہیں ہے اور باوجود اس کے بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف جو اس حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ ایمان دار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں میں سے۔ (فتح)

٦٤٧٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ. وَرَوَاهُ ثَابِتٌ وَحُمَيْدٌ وَإِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَشُعَيْبٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۴۷۲۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں میں سے روایت کیا ہے اس کو ثابت وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی بغیر واسطہ عبادہ رضی اللہ عنہ کے۔

٦٤٧٣ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

۶۴۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں سے۔

٦٤٧٤ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى

۶۴۷۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں میں سے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

فائدہ:اس حدیث کے سب طریقوں میں نبوت کا ذکر ہے رسالت کا ذکر کسی طریق میں نہیں ہے اور شاید کہ راز اس میں یہ ہے کہ رسالت زیادہ ہوتی ہے نبوت پر ساتھ پہنچانے احکام کے واسطے مکلفوں کے برخلاف نبوت مجرد کے اس واسطے کہ وہ اطلاع ہے بعض غیبی چیزوں پر اور کبھی بعض پیغمبر اگلے پیغمبر کی شریعت کو برقرار رکھتا ہے لیکن نہیں لاتا ساتھ حکم جدید کے جو ہو مخالف پہلے پیغمبر کے سو لی جاتی ہے اس سے ترجیح اس قول کی کہ جو حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھے سو حضرت ﷺ اس کو کوئی حکم کریں جو ظاہر شرع مقررہ کے مخالف ہو تو نہیں ہوتا ہے وہ حکم مشروع اس کے حق میں اور نہ اس کے غیر کے حق میں تا کہ واجب ہو اس کے حق میں پہنچانا اس کا وسیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ الْمُبَشِّرَاتِ

باب ہے مبشرات یعنی بشارت دینے والی چیزوں کے بیان میں

فائدہ: یہ جمع ہے مبشر کی اور وہ بشارت ہے اور البتہ وارد ہوا ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ کہ وہ نیک خوابیں ہیں۔

٦٤٧٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ.

٦٤٧٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں باقی رہی نبوت سے کوئی چیز سوائے مبشرات کے یعنی بشارت دینے والی چیزوں کے اصحاب نے کہا اور کیا ہیں مبشرات حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نیک خو ہیں۔

فائدہ:اسی طرح ذکر کیا ہے ساتھ لفظ کے جو دلالت کرتا ہے اوپر ماضی کے واسطے تحقیق کرنے وقوع اس کے اور مراد استقبال ہے یعنی باقی رہے گی اور بعض نے کہا کہ وہ اپنے ظاہر پر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنے زمانے میں فرمایا اور لام نبوت میں عہد کے واسطے ہے اور مراد نبوت حضرت ﷺ کی ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں باقی رہی کوئی چیز میری نبوت کے بعد جو میرے ساتھ خاص ہے مگر مبشرات پھر تفسیر کیا اس کو ساتھ نیک خوابوں کے اور نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں باقی رہے گا میرے بعد نبوت سے کچھ سوائے نیک خوابوں کے اور یہ حدیث تائید کرتی ہے پہلی تاویل کی اور ظاہر استثناء کا یہ ہے کہ خواب نبوت ہے باوجود اس کے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کا اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ مراد تشبیہ

دینا ہے خواب کو ساتھ نبوت کے یا اس واسطے کہ حصہ چیز کا نہیں مستلزم ہے ثبوت وصف کو اس کے واسطے جیسے کوئی بلند آواز سے لا الہ الا اللہ کہے تو اس کو مؤذن نہیں کہا جاتا اور نہ یہ کہ اس نے اذان دی اگرچہ وہ اذان کا ایک حصہ ہے اور کہا مہلب نے کہ ان کو مبشرات کہنا باعتبار اغلب کے ہے اس واسطے کہ بعض خوابیں ڈرانے والی ہوتی ہیں اور کہا ابن تین نے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ میری موت سے وحی کا آنا بند ہو گیا اور نہیں باقی رہی کوئی چیز جس سے آئندہ کا حال معلوم ہو مگر خوابیں اور وارد ہوتا ہے اس پر الہام اس واسطے کہ اس میں خبر دینا ہے آئندہ چیزوں کی اور وہ پیغمبروں کے واسطے بہ نسبت وحی کے مثل خواب کی ہے اور پیغمبروں کے سوائے اور لوگوں کو بھی ہوتا ہے جیسا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں وارد ہوا ہے اور البتہ بہت ولیوں نے غیبی چیزوں سے خبر دی سو جس طرح انہوں نے خبر دی اسی طرح واقع ہوا اور جواب یہ ہے کہ حصر خواب میں اس واسطے ہے کہ وہ شامل ہے عام مسلمانوں کو برخلاف الہام کے کہ وہ خاص کیا گیا ہے ساتھ بعض کے اور باوجود خاص ہونے کے وہ نادر اور نہایت کم ہے سو ذکر خواب کا واسطے شامل ہونے اور کثرت واقع ہونے اس کے کے ہے اور راز اس میں کہ الہام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کم تھا اور آپ کے بعد اس کی کثرت ہوئی غالب ہونا وحی کا ہے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں اور واسطے ارادہ ظاہر کرنے معجزات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو مناسب ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ کے سوائے کسی شخص کے واسطے اس سے کوئی چیز واقع نہ ہو پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے سے وحی بند ہو گئی تو واقع ہوا الہام اس کے واسطے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ خاص کیا واسطے امن ہونے کے لبس سے بیچ اس کے اور الہام کے وقوع سے انکار کرنا باوجود کثرت اور شہرت اس کی کے ہے۔ (فتح)

بَابُ رُؤْيَا يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلٰى إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلٰى أَبَوَيْكَ مِنْ

باب ہے بیچ خواب یوسف علیہ السلام کے

جب کہا یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہ اے باپ! میں نے خواب میں دیکھا گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو میرے واسطے سجدہ کرتے اللہ تعالیٰ کے اس قول تک تیرا رب جاننے والا ہے حکمت والا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے باپ یہ بیان ہے میری اس پہلی خواب کا البتہ میرے رب نے اس کو سچ کیا اس قول تک اور ملا مجھ کو نیک بختوں میں۔

قَبْلُ إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿يَا أَبَتِ هٰذَا تَأْوِيْلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا وَّقَدْ أَحْسَنَ بِيْ إِذْ أَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ أَنْ نَّزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ إِخْوَتِيْ إِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ إِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَأْوِيْلِ الْأَحَادِيْثِ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيِّيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّأَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ﴾. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَاطِرٌ وَالْبَدِيْعُ وَالْمُبْدِعُ وَالْبَارِئُ وَالْخَالِقُ وَاحِدٌ ﴿مِنَ الْبَدْوِ﴾ بَادِيَةٍ.

فائدہ: اور مراد یہ ہے کہ معنی اس کے اس قول کے کہ یہ تعبیر ہے میری خواب کی یعنی جس کا ذکر سورۂ کی ابتدا میں ہو چکا ہے اور وہ تاروں اور چاند اور سورج کا دیکھنا ہے سو جب یوسف علیہ السلام کے ماں باپ اور بھائی مصر میں پہنچے اور وہ بادشاہی کے مرتبے میں تھا تو سب نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا اور یہ ان کی شریعت میں جائز تھا سو ہوئی تعبیر سجدہ کرنے والوں میں اور ہونا اس کا حق سجدے میں اور یہ تعبیر چالیس سال کے بعد واقع ہوئی اور بعض نے کہا اسی سال کے بعد۔ (فتح)

بَابُ رُؤْيَا إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّيْ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَّا إِبْرَاهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذٰلِكَ

باب ہے بیچ خواب ابراہیم علیہ السلام کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر جب پہنچا اس کے ساتھ دوڑنے کو تو کہا اے بیٹا! میں تجھ کو دیکھتا ہوں خواب میں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں سو دیکھ تیری کیا رائے ہے؟ تو بولا اے باپ! کر جو تجھ کو حکم ہوتا ہے تو مجھ کو پائے گا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا صبر کرنے والا اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔

نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ﴾.

فائدہ: بعض نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو سارہ سے بیٹا دیا تو اس کو قربانی کریں گے سو جب ان کے بیٹا پیدا ہوا تو خواب میں دیکھا کہ اپنی نذر پوری کر اور یہ قصہ شاید ماخوذ ہے بعض اہل کتاب سے اور احمد کے نزدیک ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے مناسک کو دیکھا تو شیطان ان کے سامنے ہوا نزدیک سعی کے تو ابراہیم علیہ السلام اس سے آگے بڑھ گئے تو جبریل علیہ السلام ان کو عقبہ کی طرف لے گئے پھر شیطان ان کے سامنے آیا تو ابراہیم علیہ السلام نے اس کو سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ جاتا رہا اور اسماعیل علیہ السلام پر سفید پیراہن تھا اور وہاں اس کو پیشانی پر لٹایا تو کہا اے باپ! اس کے سوائے میرا کوئی اور پیراہن نہیں جس میں تو مجھ کو دفنا دے سو اس کو اُتار لے تو پیچھے سے آواز آئی کہ اے ابراہیم! تو نے خواب کو سچا کیا سو پھر کر نظر کی تو دیکھا کہ ایک سفید دنبہ ہے سینگوں والا تو ابراہیم علیہ السلام نے اس کو ذبح کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابتدائے اسلام میں اس دنبے کے سینگ کعبے کے پرنالے پر لٹکے تھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دفنائے گئے سو یہ آثار قوی حجت ہے کہ ذبیح اسماعیل علیہ السلام ہیں اور بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبیح اسحاق علیہ السلام ہیں روایت کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے سدی سے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسحاق علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے ساتھ چل کہ ہم قربانی کریں اور ابراہیم علیہ السلام نے رسی اور چھری لی یہاں تک کہ جب پہاڑوں کے درمیان پہنچے تو کہا اے باپ! تیری قربانی کہاں ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تو اے بیٹا! میں نے خواب میں دیکھا کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں کہا کہ مجھ کو مضبوط باندھ لے تا کہ میں نہ تڑپوں اور اپنے کپڑوں کو بچانا تا کہ ان پر خون کی چھینٹ نہ پڑے کہ سارہ اس کو دیکھ کر غمگین ہوگی اور میرے حلق پر جلدی چھری چلانا تا کہ تجھ پر آسان ہو سو ابراہیم علیہ السلام نے یہ کام کیا اور روتے تھے اور چھری ان کے حلق پر چلائی چھری نے کچھ نہ کاٹا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حلق پر تانبے کی تختی ڈالی پھر اس کو پیشانی پر اوندھا لٹایا اور اس کی گردن پر چھری چلائی سو یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا ﴿فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِيْنِ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَّا إِبْرَاهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا﴾ سو اچانک دیکھا کہ ایک دنبہ ہے سو اس کو اپنے بیٹے کے بدلے ذبح کیا اور شاید سدی نے اس کو اہل کتاب سے لیا ہے یعنی یہ روایت ضعیف ہے اور صحیح پہلا قول ہے اور روایت کی طبری نے سدی کے طریق سے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کے شہروں سے ہجرت کر کے شام کی طرف چلے اور سارہ سے ملے اور وہ حران کے بادشاہ کی بیٹی تھی سو وہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائی تو ابراہیم علیہ السلام نے اس سے نکاح کیا سو جب مصر میں داخل ہوئے تو ظالم بادشاہ نے ان کو لونڈی بخشی اور حضرت سارہ کے گھر میں اولاد نہ ہوتی تھی اور ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو نیک بیٹا دے تو اس کی قبولیت میں دیر ہوئی یہاں تک کہ بڑے ہوئے سو جب سارہ کو معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ سے صحبت کی تو غمگین ہوئیں اس پر جو فوت ہوئی ان سے اولاد سے پھر ذکر کیا قصہ فرشتوں کے آنے کا بسبب ہلاک کرنے قوم لوط

کے اور انہوں نے بشارت دی سارہ کو ساتھ اسحاق علیہ السلام کے تو اسی واسطے کہا ابراہیم علیہ السلام نے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمَاعِیْلَ وَاِسْحَاقَ﴾ اور کہا جاتا ہے کہ دونوں کے درمیان تین سال کا فرق ہے اور جو پہلے گزرا کہ قصہ ذبح کا مکے میں تھا تو یہ حجت قوی ہے کہ ذبیح اسماعیل علیہ السلام ہیں اس واسطے کہ سارہ اور اسحاق علیہ السلام مکے میں نہ تھے، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَسْلَمَا﴾ سَلَّمَا مَا أُمِرَا بِهٖ ﴿وَتَلَّهٗ﴾ وَضَعَ وَجْهَهٗ بِالْأَرْضِ.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اسلما کے معنی ہیں مانا انہوں نے جو ان کو حکم ہوا اور تلہ کے معنی ہیں اس کا چہرہ زمین پر رکھا۔

بَابُ التَّوَاطُؤِ عَلَی الرُّؤْیَا.

موافق ہونا خوابوں کا یعنی موافق ہونا جماعت کا ایک چیز پر اگرچہ ان کی عبارت مختلف ہو۔

٦٤٧٦۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أُنَاسًا أُرُوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ وَأَنَّ أُنَاسًا أُرُوْا أَنَّهَا فِی الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْتَمِسُوْهَا فِی السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ.

٦٤٧٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک کچھ لوگوں کو خواب میں معلوم ہوا کہ شب قدر پچھلی سات راتوں میں ہے اور کچھ لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ پچھلی دس راتوں میں ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلاش کرو اس کو پچھلی سات راتوں میں۔

فائدہ: اور ایک طریق میں ہے کہ فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں تمہاری خوابوں کو کہ موافق ہو گئیں پچھلی سات راتوں میں سو جو شب قدر کا تلاش کرنے والا ہو سو پچھلی سات راتوں میں تلاش کرے اور بعض نے اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث میں تواطی کا لفظ نہیں تو جواب یہ ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کا التزام نہیں کیا کہ وارد کرے حدیث کو ساتھ لفظ تواطی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی مراد موافق ہونا ہے اور وہ عام تر ہے اس سے کہ ہو حدیث اس کے لفظوں سے یا اس کے معنی سے اور اس کا بیان یوں ہے کہ افراد سبع کے داخل ہیں بیچ افراد عشر کے سو جب ایک قوم نے دیکھا کہ وہ دس راتوں میں ہے اور ایک قوم نے کہ سات راتوں میں ہے تو ہو گئے جیسے انہوں نے اتفاق کیا سات راتوں پر سو حکم کیا ان کو تلاش کرنے کا سات راتوں میں واسطے موافق ہونے دونوں گروہ کے اوپر اس کے اور اس واسطے کہ وہ آسان تر ہے اوپر ان کے سو چلا بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی عادت پر بیچ مقدم کرنے کے اخفی کے اجلی پر اور جس حدیث کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے وہ کتاب قیام اللیل میں گزر چکی ہے یعنی جو اوپر منقول ہوئی جس میں ہے کہ میں نے تمہاری خوابوں کو دیکھا کہ موافق پڑ گئیں اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ موافق ہونا جماع کا

ایک خواب پر دلالت کرتا ہے اوپر صدق اور صحت اس کی کے جیسا کہ مستفاد ہوتا ہے قوی ہونا خبر کا ایک جماعت کے موافق ہونے سے اوپر اس کے۔ (فتح)

بَابُ رُؤْيَا أَهْلِ السُّجُوْنِ وَالْفَسَادِ وَالشِّرْكِ.

یہ اشارہ ہے اس طرف کہ اگرچہ نیک خواب خاص ہے ساتھ نیکوں کے غالبًا لیکن کبھی ان کے سوائے اور لوگوں کو بھی سچی خواب آتی ہے۔

فائدہ: اہل علم تعبیر نے کہا کہ اگر کافر یا فاسق نیک خواب دیکھے تو یہ اس کے واسطے بشارت ہے ساتھ ہدایت اس کی کے طرف ایمان کی مثلا یا توبہ کے یا ڈرانے کے باقی رہنے سے کفر اور فسق پر اور کبھی دیکھتا ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر رضا مندی کے ساتھ اس چیز کے جس میں وہ ہے اور یہ مکر اور غرور ہے نعوذ باللہ من ذلک۔ (فتح)

لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّيْ أَرَانِيْ أَعْصِرُ خَمْرًا وَّقَالَ الْآخَرُ إِنِّيْ أَرَانِيْ أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِيْ خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيْلِهِ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ قَالَ لَا يَأْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيْلِهِ قَبْلَ أَنْ يَّأْتِيَكُمَا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ إِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كَافِرُوْنَ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَآئِيْ إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ﴾ وَقَالَ الْفُضَيْلُ عِنْدَ قَوْلِهِ يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ ﴿أَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ أَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ مَا

واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اور داخل ہوئے ساتھ یوسف علیہ السلام کے قید خانے میں دو جوان اس قول تک کہ پلٹ جا اپنے بادشاہ کی طرف۔

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ إِلَّا أَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَا
أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ
سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ أَمَرَ أَنْ لَا
تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ
وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ يَا
صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ
رَبَّهُ خَمْرًا وَّأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ
الطَّيْرُ مِنْ رَّأْسِهِ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ
تَسْتَفْتِيَانِ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ
مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ فَأَنْسَاهُ
الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ
بِضْعَ سِنِيْنَ وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّيْ أَرٰى سَبْعَ
بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَّأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ
وَّسَبْعَ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَّأُخَرَ يَابِسَاتٍ
يَّا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُوْنِيْ فِيْ رُؤْيَايَ إِنْ
كُنْتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُوْنَ قَالُوْا أَضْغَاثُ
أَحْلَامٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَأْوِيْلِ الْأَحْلَامِ
بِعَالِمِيْنَ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ
بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيْلِهِ فَأَرْسِلُوْنِ
يُوْسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيْقُ أَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ
بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَّأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ
وَّسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَّأُخَرَ يَابِسَاتٍ
لَّعَلِّيْ أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ
قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَأَبًا فَمَا
حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيْلًا

مِّمَّا تَأْكُلُوْنَ ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ﴾.

فائدہ: وہ دونوں ایک باورچی تھا اور ایک شربت پلانے والا تو بادشاہ نے دونوں کو تہمت دی کہ دونوں نے کھانے پینے میں زہر ملانے کا ارادہ کیا سو بادشاہ نے دونوں کو قید کیا یہاں تک کہ شربت پلانے والا خلاص ہوا اور باورچی سولی چڑھایا گیا۔

﴿وَادَّكَرَ﴾ اِفْتَعَلَ مِنْ ذَكَرَ ﴿أُمَّةٍ﴾ قَرْنٍ وَتُقْرَأُ أَمَهٍ نِسْيَانٍ

اور وادکر افتعال ہے ذکر سے یعنی یاد کیا اور امۃ کے معنی زمانہ ہیں اور پڑھا جاتا ہے امہ اس کے معنی میں نسیان اور مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ﴾

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يَعْصِرُوْنَ﴾ الْأَعْنَابَ وَالدُّهْنَ ﴿تُحْصِنُوْنَ﴾ تَحْرُسُوْنَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نچوڑیں گے انگوروں کو اور تیل کو یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ﴾ اور نچوڑنے کو شراب کہا باعتبار انجام کے اور تحصنون کے معنی ہیں نگہبانی کرو گے یہ لفظ بھی اسی رکوع میں واقع ہوا ہے۔

٦٤٧٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَأَبَا عُبَيْدٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ ثُمَّ أَتَانِي الدَّاعِيْ لَأَجَبْتُهُ.

٦٤٧٧۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں قید خانے میں رہتا جتنی دیر یوسف علیہ السلام رہا تھا پھر مجھ کو بلانے والا آتا تو میں اس کی بات قبول کر لیتا، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ اگر میں ہوتا تو البتہ میں اس کی بات مان لیتا اول بار میں یعنی فوراً اس کے ساتھ نکل کر چلا جاتا تکرار نہ کرتا۔

فائدہ: یعنی جب بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کو قید خانے سے بلانے کے واسطے ایلچی بھیجا تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے بادشاہ کی طرف پلٹ جا اور اس سے ان عورتوں کا حل پوچھ جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے اور قید خانے سے

نکلنا منظور نہ کیا جب تک کہ ان کی پاک دامنی ثابت نہ ہو۔

بَابُ مَنْ رَّأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ.

جو حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھے

٦٤٧٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ رَّآنِيْ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقَظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِيْ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ إِذَا رَآهُ فِيْ صُوْرَتِهِ.

۶۴۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو وہ مجھ کو جاگتے بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا۔

فائدہ: اس حدیث کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ مجھ کو قیامت میں دیکھے گا یا یہ بات حضرت ﷺ کی زندگی تک تھی اور ایک روایت میں شک کے ساتھ ہے یعنی یا اس نے مجھ کو دیکھا جیسے جاگتے دیکھا اور ایک روایت میں ہے سو البتہ اس نے مجھ کو جاگتے دیکھا اور پہلے لفظ کے یہ معنی ہیں کہ وہ دیکھے گا اپنی بیداری میں تفسیر اس چیز کی جو دیکھے اس واسطے کہ وہ حق ہے اور غیب ہے جس میں وہ ڈالا گیا اور دوسری روایت تشبیہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ حضرت ﷺ کو جاگتے دیکھتا تو مطابق پڑتا اس کو جو خواب میں دیکھا سو ہوگا اول دیکھنا حق اور حقیقۃً اور ثانی حق اور تمثیل اور یہ سب اسی وقت ہے جب کہ حضرت ﷺ کو صورت معروفہ میں دیکھے اور اگر برخلاف آپ کی صفت کے دیکھے تو وہ مثال ہے پھر اگر حضرت ﷺ کو اپنی طرف متوجہ دیکھے تو یہ خواب دیکھنے والے کے واسطے بہتر ہے اور اگر بالعکس ہو تو بالعکس ہے اور اگر حضرت ﷺ کو دیکھے ساتھ صفت معلوم کے تو وہ ادراک حقیقی ہے اور اگر غیر صفت پر دیکھے تو یہ مثال ہے اس واسطے کہ ٹھیک یہ بات ہے کہ پیغمبروں کے بدن کو زمین متغیر نہیں کرتی اور بعض نے خلاف کیا ہے سو کہا کہ خواب کی کوئی حقیقت نہیں اور بعض نے گمان کیا ہے کہ وہ حقیقۃً سر کی آنکھ سے واقع ہوتی ہے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کہا عیاض نے کہ یہ جو کہا کہ البتہ اس نے مجھ کو دیکھا یا حق کو دیکھا تو احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ اس کے یہ کہ جو دیکھے آپ کو آپ کی صورت میں آپ کی زندگی میں تو اس کی خواب حق ہوگی اور جس نے آپ کو دیکھا آپ کی غیر صورت میں اس کی خواب تاویل ہوگی اور کہا کہ یہ ضعیف ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ وہ آپ کو حقیقۃً دیکھتا ہے برابر ہے کہ ہوں حضرت ﷺ اپنی صفت معروف پر یا اس کے غیر پر اور نہیں ظاہر ہوا میرے واسطے قاضی کی کلام سے جو اس کے مخالف ہو بلکہ ظاہر اس کے قول سے یہ ہے کہ وہ آپ کو حقیقۃً دیکھتا ہے دونوں حال میں لیکن پہلی صورت

میں ہوتی ہے خواب اس قسم سے کہ نہیں محتاج ہے طرف تاویل کی اور دوسری صورت میں خواب محتاج ہے طرف تاویل کی کہا قرطبی نے کہ اختلاف ہے حدیث کے معنی میں سوایک قوم نے کہا کہ اپنے ظاہر پر ہے سو جس نے حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا اس نے آپ کو حقیقۃً دیکھا مثل اس شخص کی جس نے آپ کو جاگتے دیکھا اور یہ قول خالد کا ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ نہ دیکھے حضرت ﷺ کو کوئی مگر اس صورت میں جس میں حضرت ﷺ نے انتقال فرمایا اور یہ کہ نہ دیکھیں آپ کو دو دیکھنے والے ایک آن میں دو مکانوں میں اور یہ کہ زندہ ہوں اب اور نکلیں اپنی قبر سے اور چلیں بازاروں میں اور بات کریں لوگوں سے اور لازم آتا ہے اس سے کہ آپ کی قبر آپ کے بدن سے خالی ہو سو نہ باقی رہی آپ کی قبر میں کوئی چیز پس زیارت کی جائے گی مجرد اور سلام کیا جائے غائب کو اس واسطے کہ جائز ہے کہ دیکھے دائم بیداری میں ساتھ اتصال اوقات کے اپنی حقیقت پر اپنی غیر قبر میں اور یہ بڑی سخت جہالت ہے اور کہا ایک گروہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس نے آپ کو دیکھا اس نے آپ کو دیکھا آپ کی اصلی اور حقیقی صورت میں اور اس سے لازم آتا ہے کہ جو دیکھے آپ کو غیر صفت میں یہ کہ ہو خواب اس کی پریشان خوابوں سے اور یہ معلوم ہے کہ وہ دیکھتا ہے خواب میں اس حالت پر جو مخالف ہے حالت اس کی کو دنیا میں احوال لائقہ سے ساتھ اس کے اور واقع ہو یہ خواب حق جیسے کہ مثلاً دیکھے جائیں کہ آپ نے اپنے جسم سے گھر کو بھرا ہے تو یہ دلالت کرتا ہے اوپر ہونے اس گھر کے ساتھ خیر کے اور اگر قادر ہو شیطان اوپر تمثیل کسی چیز کے اس چیز سے کہ حضرت ﷺ اس پر تھے یا اس کی طرف منسوب تھے یا اس کی طرف منسوب ہو تو البتہ معارض ہو حضرت ﷺ کی عموم قول کو کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا پس اولیٰ یہ ہے کہ منزہ ہو خواب آپ کا اور اسی طرح دیکھنا کسی چیز کا آپ سے سو وہ ابلغ ہے حرمت میں اور لائق ہے ساتھ عصمت کے جیسا کہ معصوم ہیں شیطان سے اپنے جاگنے میں اور صحیح بیچ معنی اس حدیث کے یہ ہے کہ مقصود یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا دیکھنا ہر حالت میں باطل نہیں ہے اور نہ پریشان خواب بلکہ فی نفس الامر حق ہے اور اگر خواب میں اپنی غیر صورت پر دیکھے جائیں تو تصور اس صورت کا نہیں ہے شیطان سے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور تائید کرتا ہے اس کے قول حضرت ﷺ کا کہ اس نے حق دیکھا یعنی دیکھا حق کو کہ قصد کیا گیا ہے اعلام دیکھنے والے کا ساتھ اس کے اور کہا ابن بطال نے کہ یہ جو فرمایا کہ وہ مجھ کو جاگتے دیکھے گا تو مراد اس سے تصدیق اس خواب کی ہے بیداری میں اور اور صحت اس کی اور خارج ہونا اس کا حق پر اور یہ مراد نہیں کہ وہ قیامت میں حضرت ﷺ کو دیکھے گا اس واسطے کہ قیامت کے دن تو سب امت آپ کو دیکھے گی جس نے آپ کو خواب میں دیکھا اور جس نے نہ دیکھا یعنی تو خواب میں دیکھنے کو کچھ زیادتی نہ ہو گی اور کہا ابن تین نے کہ مراد یہ ہے کہ جو ایمان لایا ساتھ حضرت ﷺ کے حضرت ﷺ کی زندگی میں اور حضرت ﷺ کو نہ دیکھا واسطے ہونے اس کے غائب آپ سے تو اس کے ساتھ اس کو بشارت ہو گی کہ جو حضرت ﷺ کے ساتھ ایمان لایا وہ حضرت ﷺ کو بیداری میں بھی

ضروری دیکھے گا اور حاصل اس کا چھ جواب ہیں اول جواب یہ ہے کہ وہ تمثیل اور تشبیہ پر ہے کہ اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا دوسری روایت **فکانما رمانی فی الیقظۃ** دوسرا جواب یہ ہے دیکھے گا بیداری میں تاویل اس کی بطورِ حقیقت کے یا تعبیر کے تیسرا جواب یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ اہل عصر حضرت ﷺ کے وہ لوگ ایمان لائے ساتھ آپ کے پہلے اس سے کہ آپ کو دیکھیں، چوتھا جواب یہ ہے کہ دیکھے گا آپ کو شیشے میں جو حضرت ﷺ کے پاس تھا اور یہ بعید تر تاویل ہے، پانچواں یہ کہ دیکھے گا آپ کو قیامت کے دن ساتھ زیادہ خصوصیت کے نہ مطلق وہ شخص جو دیکھے گا حضرت ﷺ کو اس دن ان لوگوں میں سے جنہوں نے آپ کو خواب میں نہیں دیکھا، چھٹا یہ کہ وہ دیکھے گا حضرت ﷺ کو دنیا میں حقیقۃً اور آپ سے بات کرے گا اور اس میں اشکال ہے جو پہلے گزرا کہا قرطبی نے کہ جو خواب میں دیکھا جاتا ہے وہ مثالیں ہیں واسطے مرئیات کے نہ حقیقت ان کی لیکن یہ مثالیں کبھی تو مطابق پڑتی ہیں اور کبھی ان کے معنی واقع ہوتے ہیں سو پہلی قسم سے ہے حضرت ﷺ کا عائشہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھنا اور اس میں ہے سو اچانک وہ تو ہی تھی سو حضرت ﷺ نے خبر دی کہ آپ نے دیکھا جاگتے جو آپ نے خواب میں دیکھا بعینہ اور دوسری قسم سے ہے دیکھنا گائے کا جو نحر کی جاتی تھی اور مقصود ساتھ ثانی کے تنبیہ کرنا ہے اوپر معانی ان امروں کے اور حضرت ﷺ کے دیکھنے کے فوائد سے ہے تسکین شوق رائی کا واسطے ہونے اس کے صادق آپ کی محبت میں اور یہ جو فرمایا کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا تو اس کے معنی ہیں کہ میرے مشابہ نہیں ہو سکتا یعنی نہیں ہوتا ہے میری صورت میں اور ایک روایت میں ہے کہ میری صورت میں دیکھا نہیں جا سکتا یعنی اللہ تعالیٰ نے اگرچہ شیطان کو قدرت دی ہے کہ وہ جو صورت چاہے بن سکتا ہے لیکن نہیں قدرت دی اس کو اللہ تعالیٰ نے کہ حضرت ﷺ کی صورت پکڑ سکے اور البتہ یہ ہی مذہب ہے ایک جماعت کا سو انہوں نے کہا کہ محل حدیث کا یہ ہے کہ جب کہ دیکھے حضرت ﷺ کو خواب میں اصلی صورت پر جس میں قبض ہوئے اور ان میں سے بعض نے تنگ کیا ہے غرض کو سو کہا انہوں نے کہ دیکھے آپ کو اس صورت میں جس میں حضرت ﷺ کی روح قبض ہوئی یہاں تک کہ اعتبار کرنا ہے سفید بالوں کا جو بیس کو نہیں پہنچے تھے اور صواب تعمیم ہے ہر حالت میں بشرطیکہ وہ آپ کی حقیقی صورت ہو کسی وقت میں برابر ہے کہ جوانی میں ہو یا جوانی ہو یا رجولیت میں یا کہولیت میں یا آخر عمر میں اور کہا مازری نے کہ اختلاف کیا ہے محققین نے اس حدیث کی تاویل میں سو قاضی ابوبکر کا یہ مذہب ہے کہ مراد ساتھ اس حدیث کے یہ ہے کہ جس نے مجھ کو دیکھا تو اس کا خواب صحیح ہے نہیں ہے پریشان خوابوں سے اور نہ تشبیہات شیطان سے اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا اور اور لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اپنے ظاہر پر اور مراد یہ ہے کہ جس نے حضرت ﷺ کو دیکھا اس نے آپ کو پایا اور یہ محال نہیں اور بہرحال غیر صفت پر دیکھنا حضرت ﷺ کا یا دو جگہوں مختلف میں اکٹھا نظر آنا تو یہ غلطی ہے آپ کی صفت میں اور تخیل ہے واسطے صفت کے جو مخالف ہے نفس

الامر کو اور کبھی بعض خیالات مرئی چیزیں گمان میں آتی ہیں واسطے ہونے اس چیز کے کہ تخیل ہے مرتبہ ساتھ اس چیز کے کہ دیکھی جاتی ہے عادت میں سو ہو گی ذات حضرت ﷺ کی دیکھی گئی اور صفات آپ کی خیالی غیر مرئی ہیں اور نہیں شرط ہے ادراک میں تحدیق آنکھوں کا اور نہ قریب ہونا مسافت اور نہ ہونا مرئی کا ظاہر زمین پر یا مدفون اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شرط ہے کہ موجود ہو اور ظاہر ہوتی ہے میرے واسطے توفیق درمیان اس چیز کے کہ ذکر کی انہوں نے کہ جو حضرت ﷺ کو دیکھے ایک صفت پر یا اکثر پر جو خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے تو اس نے حضرت ﷺ کو دیکھا اگرچہ باقی صفات مخالف ہوں اور بنا بر اس کے پس متفاوت ہے خواب اس کا جو حضرت ﷺ کو دیکھے سو جس نے حضرت ﷺ کو کامل ہیئت میں دیکھا تو اس کی خواب حق ہے جو محتاج تعبیر کی نہیں اور اس پر اُتارا گیا ہے قول حضرت ﷺ کا سو بے شک اس نے حق دیکھا اور جوں جوں کم ہو حضرت ﷺ کی صفات سے سو داخل ہو گی تاویل بحسب اس کے اور صحیح ہو گا اطلاق کہ جس نے حضرت ﷺ کو دیکھا جس حالت میں ہو تو اس نے حضرت ﷺ کو حقیقۃً دیکھا۔

تنبیہ: اہل تعبیر نے جائز رکھا ہے دیکھنا اللہ تعالیٰ کا خواب میں اور نہیں جاری کیا انہوں نے خلاف جو حضرت ﷺ کی خواب میں ہے اور بعض نے کہا کہ اس کی تعبیر کرنی جائز ہے کبھی ساتھ بادشاہ کے اور کبھی ساتھ سردار کے اور کہا غزالی نے کہ معنی رآنی کے یہ نہیں کہ اس نے میرا بدن اور جسم دیکھا اور مراد یہ ہے کہ اس نے مثال دیکھی کہ ہو گئی یہ مثال آلہ کہ ادا ہوں ساتھ اس کے معنی جو میرے نفس میں ہیں اس کی طرف اور یہ آلہ کبھی حقیقی ہوتا ہے اور کبھی خیالی اور نفس غیر مثال خیالی کا ہے سو جو شکل کہ اس نے خواب میں دیکھی نہیں ہے روح حضرت ﷺ کا بلکہ وہ مثال ہے حضرت ﷺ کی تحقیق پر اور کہا طیبی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا جس صفت سے کہ ہو سو چاہیے کہ بشارت لے اور جانے کہ اس نے دیکھا ہے خواب سچا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور وہ بشارت دینے والا ہے نہ باطل کہ وہ پریشان خواب ہے کہ وہ منسوب ہے طرف شیطان کی اس واسطے کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا اور اسی طرح قول حضرت ﷺ کا کہ اس نے حق دیکھا یعنی وہ خواب حق ہے نہ باطل اور اسی طرح قول حضرت ﷺ کا فقد رآنی اس واسطے کہ جب شرط اور جزا دونوں ایک ہوں تو دلالت کرتا ہے نہایت پر کمال ہونے میں یعنی تو اس نے ایسا خواب دیکھا ہے کہ اس کے بعد کچھ چیز نہیں اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ جس کے دل میں حضرت ﷺ کی صورت متمثل ہو ارباب قلوب سے اور متصور ہو اس کے واسطے عالم سر میں کہ حضرت ﷺ اس سے کلام کرتے ہیں تو یہ حق ہو گا بلکہ زیادہ تر سچا غیروں کے دیکھنے سے واسطے اس چیز کے احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اوپر ان کے دل کے روشن کرنے سے اور یہ مقام جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے وہ الہام ہے اور وہ منجملہ صفات وحی پیغمبروں

کے ہے لیکن میں نے کسی حدیث میں نہیں دیکھا کہ وہ بھی پیغمبری کا حصہ ہے جیسے نیک خواب کی وصف کی اور بعض نے کہا کہ فرق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ خوابوں کے قواعد مقرر ہیں اور ان کے واسطے تاویلات مختلف ہیں اور ہر ایک آدمی کو خواب آتی ہے برخلاف الہام کے کہ وہ نہیں واقع ہوتا ہے مگر واسطے خواص کے اور نہ اس کے واسطے کوئی قاعدہ مقرر ہے جس کے ساتھ اس کے اور شیطانی خیال کے درمیان تمیز اور فرق کیا جائے اور تعقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ اہل معرفت نے ذکر کیا ہے کہ جو خطرہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو وہ دل میں قرار پکڑتا ہے اور مضطرب نہیں ہوتا اور جو خطرہ کہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے وہ دل میں قرار نہیں پکڑتا سو اگر یہ ثابت ہو تو ہوگا فارق واضح اور باوجود اس کے سو تصریح کی ہے اماموں نے ساتھ اس کے کہ احکام شرعی الہام سے ثابت نہیں ہوتے اور کہا ابوالمظفر بن سمعانی نے بعد اس کے کہ حکایت کی ابو زید ابلو سے حنفی سے کہ الہام وہ چیز ہے جو ہلا دے دل کو واسطے علم کے جو بلائے طرف عمل اس کے کی بغیر استدلال کے اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ نہیں جائز ہے عمل کرنا ساتھ اس کے مگر وقت گم کرنے سب دلیلوں کے مباح کے باب میں اور بعض بدعتیوں سے مروی ہے کہ وہ حجت ہے اور حجت اہل سنت کی وہ آیتیں ہیں کہ دلالت کرتی ہیں اوپر اعتبار کرنے حجت کے اور رغبت دلانے کے اوپر تفکر کے آیات ہیں اور اعتبار اور نظر کے دلائل میں اور دلالت کرتی ہیں اوپر مذمت آرزوؤں اور ہوا جس اور ظنوں کے اور وہ بہت ہیں مشہور اور ساتھ اس کے کہ خطرہ کبھی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور کبھی شیطان کی طرف سے اور کبھی ہوتا ہے نفس سے اور جس چیز میں یہ احتمال ہو کہ وہ حق نہیں تو اس کو حق نہیں کہا جاتا اور بہر حال جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا﴾ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ معلوم کروایا اس کو طریق علم کا اور وہ حجتیں ہیں اور بہر حال وحی کرنا طرف نحل کی یعنی شہد کی مکھی کے تو اس کی نظیر آدمی میں وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ کاری گروں کے اور جس میں اصلاح معاش کی ہے اور فراست کو ہم مانتے ہیں لیکن وہ حجت نہیں اس واسطے کہ ہم کو اس کی تحقیق نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا غیر کی طرف سے کہا ابن سمعانی نے کہ انکار الہام کا مردود ہے اور جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کسی بندے کو اکرام کرے لیکن تمیز حق اور باطل کے درمیان یہ ہے کہ جو شریعت محمدی ﷺ کے موافق ہو اور نہ ہو کتاب اور سنت میں جو اس کو رد کرے تو وہ مقبول ہے ورنہ مردود ہے اور واقع ہوتا ہے نفس اور شیطان سے اور ہم نہیں انکار کرتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اکرام کرے ساتھ زیادتی نور کے جس سے اس کے دل کا نور زیادہ ہو اور جس کے ساتھ اس کی نظر قوی ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کرتے ہیں ہم کہ رجوع کرے اپنے دل کی طرف سے ساتھ کسی قول کے جس کے اصل کو نہ پہچانتا ہو اور ہم نہیں گمان کرتے کہ وہ حجت ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ نور ہے خاص کرتا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ اس کے جس کو چاہے اپنے بندوں سے سو اگر شرع کے موافق ہو تو شرع ہے حجت ہوگی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اگر کوئی خواب میں حضرت ﷺ کو دیکھے اور حضرت ﷺ اس کو کسی

چیز کا حکم کریں تو کیا اس پر اس کا بجالانا واجب ہے اور یا اس کو ظاہر شرع پر پیش کرنا ضروری ہے یا نہیں معتمد یہ ہے ضروری ہے کہ اس کو ظاہر شرع پر پیش کیا جائے۔ (فتح)

٦٤٧٩۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِي وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

۶۴۷۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو بے شک اس نے مجھ کو دیکھا اس واسطے کہ شیطان مجھ سا نہیں بن سکتا اور ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں سے۔

فائدہ: کہا طیبی نے کہ اس حدیث میں شرط اور جزا ایک ہے سو یہ دلالت کرتی ہے اوپر نہایت مبالغہ کے یعنی جس نے مجھ کو دیکھا تو البتہ اس نے میری حقیقت کو دیکھا کامل طور پر بغیر شبہ اور شک کے اس میں جو دیکھا بلکہ وہ خواب کامل ہے اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی فقد رای الحق یعنی اس نے حق دیکھا نہ باطل اور وہ رد کرتا ہے اس چیز کو جو پہلے گزری اس شخص کے کلام سے جس نے تکلف کیا ہے بیچ تاویل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظة اور ظاہر یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ من رآنی فی المنام یعنی جو مجھ کو دیکھے جس صفت پر کہ ہو تو چاہیے کہ وہ بشارت لے اور جانے کہ اس نے سچا خواب دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ باطل کہ وہ پریشان خواب ہے اس واسطے کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔ (فتح)

٦٤٨٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَّأَى شَيْئًا يَّكْرَهُهُ فَلْيَنْفِثْ عَنْ شِمَالِهِ ثَلَاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَرَآئَى بِي.

۶۴۸۰۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے سو جو خواب میں کچھ چیز دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تھوک دے تین بار اور چاہیے کہ پناہ مانگے اللہ تعالیٰ کی شیطان سے کہ وہ اس کو ضرر نہ کرے گی اور بے شک شیطان میری صورت میں نظر نہیں آ سکتا۔

٦٤٨١۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ خَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ

۶۴۸۱۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو دیکھا تو بے شک اس نے حق دیکھا

الزُّهْرِيّ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَآنِيْ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ. تَابَعَهُ يُوْنُسُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيّ.

یعنی سچ مچ مجھ کو دیکھا متابعت کی ہے ابن یزید کی یونس اور ابن اخی زہری نے۔

٦٤٨٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيّ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ رَآنِيْ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَكَوَّنُنِيْ.

۶۴۸۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس نے مجھ کو دیکھا تو بے شک اس نے حق دیکھا اس واسطے کہ شیطان مجھ سا نہیں بن سکتا۔

بَابُ رُؤْيَا اللَّيْلِ رَوَاهُ سَمُرَةُ

باب رات کو خواب دیکھنا روایت کیا ہے اس کو سمرہ نے کما سیاتی فی آخر کتاب التعبیر

فائدہ: یعنی کیا رات اور دن کا خواب برابر ہے یا دونوں میں تفاوت ہے اور گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی کہ زیادہ تر سچا خواب رات کا ہے اور نہ ذکر کیا ہے نصر بن یعقوب دیولسی نے کہ جو اول رات میں خواب دیکھے اس کی تاویل میں دیر ہوتی ہے اور نصف ثانی سے جوں جوں پیچھے دیکھے توں توں جلدی اس کی تعبیر ہوتی ہے اور زیادہ تر جلدی تعبیر اس خواب کی ہوتی ہے جو سحری کے وقت دیکھے خاص کر طلوع صبح صادق کے وقت اور جعفر صادق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ زیادہ جلدی اس خواب کی تاویل ہوتی ہے جو قیلولہ کے وقت دیکھے۔ (فتح)

٦٤٨٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ الْبَارِحَةَ إِذْ أُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ حَتّٰى وُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَنْتَقِلُوْنَهَا.

۶۴۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو جوامع الکلم عطا ہوئے اور مجھ کو رعب سے فتح ملی اور جس حالت میں کہ میں رات کو سوتا تھا کہ مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں یہاں تک کہ میرے ہاتھ میں رکھی گئیں کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور تم ان خزانوں کو نقل کرتے ہو یعنی غنیمت لاتے ہو اور مراد اس سے خزانے قیصر اور کسریٰ کے ہیں۔

٦٤٨٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَآءٍ مِّنْ أُدْمِ الرِّجَالِ لَهٗ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَآءٍ مِّنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا تَقْطُرُ مَآءً مُتَّكِئًا عَلٰى رَجُلَيْنِ أَوْ عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ.

۶۴۸۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو خواب میں ایک رات معلوم ہوا کہ کعبے کے پاس ہوں تو میں نے ایک مرد دیکھا گندمی رنگ جیسے کہ تو نے بہت اچھی گندمی رنگ مرد دیکھے ہوں اس کے کندھوں تک بال ہیں جیسے کہ تو نے بہت اچھے کندھوں تک بال دیکھے ہوں البتہ اس مرد نے اُن بالوں میں کنگھی کی ہے تو ان سے پانی ٹپکتا ہے دو مردوں پر تکیہ دیے یا یوں فرمایا کہ دو مردوں کے کندھوں پر تکیہ دیے وہی شخص خانے کعبے کا طواف کرتا ہے تو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ تو فرشتے نے کہا کہ یہ مسیح ہے مریم کا بیٹا پھر میں نے اچانک ایک اور مرد دیکھا نہایت گنگھر یالے بالوں والا دائیں آنکھ کا کانا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور تو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ تو فرشتے نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٦٤٨٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ أُرِيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَتَابَعَهٗ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَسُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَوْ أَبَا هُرَيْرَةَ

۶۴۸۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا اور بیان کیا حدیث کو اور متابعت کی اس کی سلیمان نے الخ، یعنی یہ حدیث بھی اس کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اور دوسری روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا ہے اور تیسری روایت میں زہری نے صرف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور معمر پہلے اس کو مسند نہیں بیان کرتا تھا پھر بااسناد بیان کرتا تھا۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعَيْبٌ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَعْمَرٌ لَا يُسْنِدُهُ حَتّٰى كَانَ بَعْدُ.

فائدہ: اور فرق اس کے درمیان یہ ہے کہ پہلی روایت فقط ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اور دوسری دونوں سے اور تیسری صرف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور یہ حدیث پوری معہ شرح کے آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ الرُّؤْيَا بِالنَّهَارِ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ رُؤْيَا النَّهَارِ مِثْلُ رُؤْيَا اللَّيْلِ

دن کو خواب دیکھنا اور کہا ابن عون نے ابن سیرین سے کہ خواب دن کا رات کی خواب کی مانند ہے

فائدہ: اور اسی طرح عورتوں اور مردوں کا خواب بھی برابر ہے اور کبھی تفاوت ہوتا ہے باعتبار سچ بولنے کے۔

٦٤٨٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِيْ رَأْسَهٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ شَكَّ إِسْحَاقُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

٦٤٨٦۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام کے پاس جایا کرتے تھے اور وہ عبادہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں سو ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا کھلایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں کنگھی کرنے لگیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر جاگے ہنستے ہوئے ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں نے کہا یا حضرت! آپ کیوں ہنستے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کیے گئے لڑتے اللہ تعالیٰ کی راہ میں سمندر کے اندر سوار بادشاہ تختوں پر یا فرمایا جیسے بادشاہ تختوں پر اسحاق راوی کو شک ہے کہ کون سا لفظ فرمایا تو میں نے کہا یا حضرت! میرے واسطے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی اُن غازیوں میں شریک کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے دعا کی پھر سر رکھ کر سو گئے پھر ہنستے جاگے میں نے کہا حضرت! آپ کس سبب سے ہنستے ہیں؟ فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کیے گئے لڑتے اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهٗ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْأُوْلٰى قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِيْ زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

تعالیٰ کی راہ میں جیسے پہلی بار فرمایا تھا تو میں نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو غازیوں کی پہلی جماعت میں سے ہے جو جہازوں میں سوار ہو کے جہاد کریں گے سو ام حرام رضی اللہ عنہا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جہاز پر سوار ہوئیں تو اپنی سواری سے گر پڑیں جب کہ دریا سے نکلیں یعنی جہاز سے اتریں اور مر گئیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ رُؤْيَا النِّسَآءِ

باب ہے بیچ بیان خواب عورتوں کے

فائدہ: جب دیکھے عورت جو اس کے لائق نہ ہو تو وہ اس کے خاوند کے واسطے ہے اور اسی طرح حکم ہے غلام کا اپنے مالک کے واسطے جیسا کہ خواب لڑکے کا اس کے ماں باپ کے واسطے ہے اور نقل کیا ہے ابن بطال نے اتفاق اس پر کہ نیک عورت کا نیک خواب داخل ہے حضرت ﷺ کی اس حدیث میں کہ ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں میں سے۔ (فتح)

٦٤٨٧ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ بَايَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمُ اقْتَسَمُوا الْمُهَاجِرِيْنَ قُرْعَةً قَالَتْ فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ وَأَنْزَلْنَاهُ فِيْ أَبْيَاتِنَا فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَلَمَّا تُوُفِّيَ غُسِّلَ وَكُفِّنَ فِيْ أَثْوَابِهٖ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ

٦٤٨٧۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کو ام العلاء رضی اللہ عنہا نے خبر دی اور اس نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تھی کہ انصاریوں نے مہاجرین کو بانٹا قرعہ ڈال کر سو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا نام ہمارے قرعہ میں نکلا یعنی وہ ہمارے حصے میں آئے اور ہم نے اس کو اپنے گھروں میں اتارا سو وہ بیمار ہوئے اس بیماری سے جس میں ان کا انتقال ہوا پھر جب فوت ہوئے اور نہلائے گئے اور کفنائے گئے اپنے کپڑوں میں تو حضرت ﷺ تشریف لائے ام العلاء رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں نے کہا تجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اے ابوالسائب! سو میں تجھ پر گواہ ہوں البتہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اکرام کیا تو

عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْكِ أَنَّ اللّٰهَ أَكْرَمَهُ فَقُلْتُ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا هُوَ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ جَآءَهُ الْيَقِيْنُ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ وَ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ وَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَاذَا يُفْعَلُ بِيْ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا أُزَكِّيْ بَعْدَهُ أَحَدًا أَبَدًا.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اکرام کیا؟ تو میں نے کہا یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر فدا سو کون ہے جس کو اللہ تعالیٰ اکرام کرے گا؟ یعنی جب ایسے نیک بندے پر اللہ تعالیٰ نے رحمت نہ کی تو پھر کس پر رحمت کرے گا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اس کو تو موت آئی اور البتہ میں اس کے واسطے بہتری کا امیدوار ہوں اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نہیں جانتا اور حالانکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا سو ام العلاء رضی اللہ عنہا نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں اس کے بعد کبھی کسی کو پاک نہ کہوں گی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنازوں میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا وَقَالَ مَا أَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِهِ قَالَتْ وَأَحْزَنَنِيْ فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ عَيْنًا تَجْرِيْ فَأَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِكَ عَمَلُهُ.

حدیث بیان کی ہم سے ابوالیمان نے اس نے کہا کہ خبر دی ہم کو شعیب نے ساتھ اس کے اور کہا میں نہیں جانتا کہ اس کا کیا حال ہو گا؟ ام العلاء رضی اللہ عنہا نے کہا سو مجھ کو اس بات نے غمگین کیا سو میں سوئی تو میں نے خواب میں عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے نہر جاری دیکھی تو میں نے حضرت ﷺ کو خبر دی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس کا عمل ہے۔

بَابُ الْحُلُمِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے اور جب کوئی پریشان خواب دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تھوک دے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے شیطان سے۔

٦٤٨٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۴۸۸۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ حضرت ﷺ کے اصحاب اور آپ کے سواروں میں سے تھا کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی

وَفُرْسَانِهٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمُ الْحُلْمَ يَكْرَهُهٗ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ فَلَنْ يَّضُرَّهٗ.

طرف سے ہے سو جب کوئی پریشان خواب دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تھوک دے اور پناہ مانگے اللہ تعالیٰ کی شیطان سے سو وہ خواب اس کو ہرگز ضرر نہ کرے گی۔

فائدہ: اور منسوب کرنا پریشان خواب کا شیطان کی طرف اس وجہ سے ہے کہ وہ شیطان کی صفت کے مناسب اور موافق ہے کذب اور تہویل وغیرہ سے برخلاف سچی خواب کے سو اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف تشریف اور بزرگی کے واسطے ہے اگرچہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کی پیدائش سے ہے اور اس کی نظیر یہ ہے کہ سب آدمی اللہ تعالیٰ کی پیدائش میں اگرچہ گنہگار ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ﴾۔ (فتح)

بَابُ اللَّبَنِ
باب ہے دودھ کے بیان میں

فائدہ: یعنی جب خواب میں دودھ دیکھے تو اس کی کیا تعبیر کرے کہا مہلب نے دودھ دلالت کرتا ہے اوپر فطرت کے اور سنت کے اور قرآن کے اور علم کے، میں کہتا ہوں اور بعض حدیثوں میں اس کی تاویل فطرت کے ساتھ آئی ہے جیسے کہ طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور اشربہ میں گزر چکا ہے کہ جب حضرت ﷺ نے دودھ کو لیا تو جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے آپ کو پیدائشی دین کے واسطے راہ دکھلائی اور ذکر کیا ہے دینوری نے کہ دودھ جو اس حدیث میں مذکور ہے خاص ہے ساتھ دودھ اونٹوں کے اور یہ کہ اس کے دیکھنے والے کے واسطے مال حلال ہے اور علم اور حکمت اور گائے کا دودھ ارزانی کی نشانی ہے اور مال حلال اور فطرت بھی اور بکری کا دودھ مال ہے اور سرور اور صحت بدن کے اور دودھ وحشی جانوروں کا شک ہے دین میں۔ (فتح)

٦٤٨٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَظْفَارِيْ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِيْ يَعْنِيْ عُمَرَ قَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ.

٦٤٨٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا پھر میرے سامنے دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا سو میں نے اس سے دودھ پیا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ تراوت اور تازگی پھوٹ نکلی میرے ناخنوں سے یعنی نہایت آسودہ ہو گیا پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر رضی اللہ عنہ کو دیا لوگوں نے کہا کہ یا حضرت! آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر کی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی تعبیر علم ہے۔

فائدہ: کہا ابن ابی جمرہ نے کہ حضرت ﷺ نے علم کی تعبیر دودھ سے کی واسطے اعتبار کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ بیان کی گئی آپ کے واسطے اول امر میں جب کہ حضرت ﷺ کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک پیالہ شراب کا اور ایک دودھ کا سو حضرت ﷺ نے دودھ کو لیا تو جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپ نے پیدائشی دین لیا آخر حدیث تک اور اس حدیث میں مشروعیت خواب بیان کرنے کی ہے اس پر جو اس سے کم تر ہو اور ڈالنا علم کے مسائل کو اور اپنے ساتھیوں کو آزمانا اس کی تاویل میں اور ادب سے ہے یہ کہ رد کرے طالب اس کے علم کو اپنے معلم کی طرف اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کی یہ مراد نہ تھی کہ اصحاب اس کی تعبیر کریں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد حضرت ﷺ کی یہ تھی کہ حضرت ﷺ سے اس کی تعبیر پوچھیں سو انہوں نے حضرت ﷺ کی مراد کو سمجھا اور آپ سے پوچھا حضرت ﷺ نے اس کی تعبیر ان کو بتلائی اور لائق ہے کہ ہر حالت میں اسی ادب پر چلے اور یہ کہ کوئی حضرت ﷺ کے علم کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا حضرت ﷺ نے دودھ پیا یہاں تک کہ اس کی تازگی آپ کے ناخنوں سے پھوٹ نکلی اور یہ جو حضرت ﷺ نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر رضی اللہ عنہ کو دیا تو اس میں اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ حاصل ہوئی عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے علم باللہ سے اس طور سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقدمے میں کسی کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے اور یہ کہ بعض خواب دلالت کرتی ہے ماضی اور حال اور استقبال پر اور اس خواب کی تاویل ماضی پر ہوئی اس واسطے کہ حضرت ﷺ کی یہ خواب تمثیل ہے اس امر کی کہ واقع ہوا اس واسطے کہ علم آپ کو پہلے سے حاصل ہو چکا تھا اور اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ہے تو اس خواب کا فائدہ نسبت کا بیان کرنا ہے کہ حضرت ﷺ کے علم کو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے علم کو ایک دوسرے سے کیا نسبت ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا جَرَى اللَّبَنُ فِيْ أَطْرَافِهٖ أَوْ أَظَافِيْرِهٖ

جب کہ جاری ہو دودھ پینے والے کے اطراف اور ناخنوں میں یعنی خواب میں تو اس کی کیا تعبیر ہے؟

٦٤٩٠ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَطْرَافِيْ فَأَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ

۶۴۹۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میرے سامنے دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا تو میں نے اس سے دودھ پیا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ تراوت میری انگلیوں سے پھوٹ نکلی پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیا تو آپ کے گرد والوں نے کہا کہ یا حضرت! آپ نے اس کی کیا تاویل کی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی تاویل علم ہے۔

بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَنْ حَوْلَهُ فَمَا أَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ.

بَابُ الْقَمِيْصِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں کرتے کو دیکھنا

٦٤٩١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِّنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَمَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهُ قَالُوْا مَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ.

۶۴۹۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ میرے سامنے کیے گئے اور ان پر کرتے ہیں ان میں سے بعض کرتہ تو چھاتی تک پہنچتا ہے اور بعض اس کے نیچے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے سامنے کیا گیا اور اس پر کرتہ تھا کہ اس کو زمین پر گھسیٹتا جاتا تھا یعنی بہت لمبا تھا اصحاب نے عرض کیا سو آپ نے اس کی کیا تعبیر کی یا حضرت! فرمایا کہ دین۔

فائدہ: دین اور کرتے میں یہ مناسبت ہے کہ جیسے کرتا بدن کو چھپاتا ہے سردی گرمی سے بچاتا ہے ویسے ہی دین بھی روح اور دل کو محفوظ رکھتا ہے اور کفر اور گناہ سے بچاتا ہے۔

بَابُ جَرِّ الْقَمِيْصِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں کرتے کو گھسیٹنا

٦٤٩٢۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوْا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجْتَرُّهُ قَالُوْا فَمَا

۶۴۹۲۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ.

فائدہ: کہا علماء نے کہ وجہ تعبیر کرتے کی ساتھ دین کے یہ ہے کہ جیسا کرتا دنیا میں ستر کو چھپاتا ہے ویسے ہی دین اس کو آخرت میں چھپائے گا اور اس کو ہر عذاب سے مانع ہوگا اور اصل اس میں یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ﴾ اور اتفاق ہے اہل تعبیر کا اس پر کہ کرتے کی تعبیر دین ہے اور اس کا دراز ہونا دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس شخص کے مرنے کے بعد اس کی نشانی باقی رہے گی اور اس حدیث میں ہے کہ دین والے لوگ دین میں ایک دوسرے سے کم وبیش ہیں ساتھ قلت اور کثرت اور قوت اور ضعف کے اور کرتے کا گھسیٹنا بیداری میں شرعاً منع ہے اور خواب میں محمود ہے اور اس حدیث میں شروع ہونا تعبیر خوابوں کا ہے اور پوچھنا ان کی تعبیر کا عالم تعبیر سے اگر چہ خود وہی خواب دیکھے اور اس میں ثنا ہے اوپر فاضل کے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے واسطے ظاہر کرنے اس کے مرتبے کے نزدیک سامعین کے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ اس کا محل یہ ہے جب کہ عجب اور خود پسندی سے امن ہو اور اس حدیث میں فضیلت ہے عمر رضی اللہ عنہ کی کہ ان کا دین نہایت کامل تھا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہوں اس واسطے کہ حدیث میں اس کی تصریح نہیں احتمال ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں نہ ہوں جو سامنے کیے گئے یا اس سے پہلے سامنے کیے گئے ہوں یا ان کا کرتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کرتے سے بھی دراز تر ہو جب کہ سامنے ہوئے یا ان کی فضیلت معلوم ہونے کے سبب سے ان کے ذکر سے سکوت کیا گیا ہو اور باوجود ان احتمالات کے پس وہ معارض ہے صحیح حدیثوں کو جو دلالت کرتے ہیں اوپر افضل ہونے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عمر سے اور یہ حدیثیں معنی کے اعتبار سے متواتر ہیں پس انہیں پر ہے اعتماد اور قوی تر یہ احتمال ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اُن لوگوں میں نہ ہوں اور مراد حدیث سے تنبیہ کرنا ہو اس پر کہ عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں ہے جن کو دین میں بڑا حصہ حاصل ہوا اور اس میں نہیں ہے تصریح ساتھ اس کے کہ وہ فضیلت عمر رضی اللہ عنہ میں منحصر ہے کہا ابن عربی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دین کے ساتھ تعبیر کی اس واسطے کہ دین جہالت کے ستر کو چھپاتا ہے جیسے کہ کپڑا بدن کے ستر کو چھپاتا ہے اور بہر حال عمر رضی اللہ عنہ کے سوائے جو لوگ تھے سو جس کا کرتہ چھاتی کو پہنچتا تھا وہ شخص وہ ہے جو بچاتا ہے اپنے دل کو کفر سے اگر چہ گناہ کرتا ہو اور جو اس سے نیچے پہنچتا تھا اور اس کی شرم گاہ ننگی تھی وہ شخص وہ ہے جو نہیں ڈھانکتا اپنے پاؤں کو چلنے سے طرف گناہ کی اور جو اپنے پاؤں کو ڈھانکتا ہے وہ شخص وہ ہے جو چھپایا گیا ہے ساتھ تقویٰ کے جمیع وجوہ سے اور جو گھسیٹتا ہے کرتے کو اس سے زیادہ ہے ساتھ نیک عمل کے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ مراد ساتھ ناس کے اس حدیث میں مسلمان ہیں واسطے تعبیر کرنے کے ساتھ دین کے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد خاص امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے بلکہ بعض امت اور مراد ساتھ دین کے عمل ہے ساتھ احکام اس کے اور حرص کرنا اوپر بجالانے امروں کے اور بچنے کے منع کی چیزوں سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے واسطے اس میں مقام عالی تھا اور حدیث سے لیا جاتا ہے کہ جو دیکھا جائے کرتے میں خوبی

وغیرہ سے تو تعبیر اس کی ساتھ دین پہننے والے اس کے ہے اور کبھی ہوتا ہے نقص کپڑے کا واسطے نقص ایمان کے اور کبھی ہوتا ہے نقص اس کا سبب نقص عمل کے۔ (فتح)

بَابُ الْخُضَرِ فِي الْمَنَامِ وَالرَّوْضَةِ الْخَضْرَآءِ

خواب میں سبز رنگ اور سبز باغ کو دیکھنا

فائدہ: بعض نے کہا کہ سبز باغ سے مراد اسلام ہے واسطے تازگی اور خوبی اس کی کے اور نیز تعبیر کی جاتی ہے ساتھ ہر مکان فاضل کے اور کبھی اس کی تعبیر قرآن اور کتب علم وغیرہ سے کی جاتی ہے۔ (فتح)

٦٤٩٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيْهَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَابْنُ عُمَرَ فَمَرَّ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ قَالُوْا كَذَا وَكَذَا قَالَ سُبْحَانَ اللهِ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لَهُمْ أَنْ يَّقُوْلُوْا مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ إِنَّمَا رَأَيْتُ كَأَنَّمَا عَمُوْدٌ وُضِعَ فِيْ رَوْضَةٍ خَضْرَآءَ فَنُصِبَ فِيْهَا وَفِيْ رَأْسِهَا عُرْوَةٌ وَّفِيْ أَسْفَلِهَا مِنْصَفٌ وَالْمِنْصَفُ الْوَصِيْفُ فَقِيْلَ ارْقَهْ فَرَقِيْتُهٗ حَتّٰى أَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُوْتُ عَبْدُ اللهِ وَهُوَ آخِذٌ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى.

٦٤٩٣۔ حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک مجلس میں بیٹھا تھا جس میں سعد بن مالک رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے سو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وہاں گزرے تو انہوں نے کہا کہ یہ مرد بہشتیوں سے ہے تو میں نے اس سے کہا کہ انہوں نے ایسا ایسا کہا، عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا سبحان اللہ ان کو لائق نہ تھا کہنا جس کا ان کو علم نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا جیسے ایک ستون ہے رکھا گیا سبز باغ میں سو اس میں کھڑا کیا گیا اور اس کے سر میں ایک رسی دستاویز ہے اور اس کے نیچے ایک غلام ہے تو کسی نے مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھ سو میں اس پر چڑھا یہاں تک کہ میں نے رسی کو پکڑ لیا سو میں نے اس خواب کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرے گا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اس حالت پر کہ اسلام کی مضبوط رسی پکڑے ہو گا یعنی مسلمان مرے گا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اور اس میں تعبیر خوابوں سے ہے معرفت اختلاف طرق اور تاویل عمود اور حبل اور سبز باغ اور عروہ کے اور اس میں نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ شہید نہ مرے گا سو جس طرح آپ نے فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں اپنے گھر میں فوت ہوئے۔

بَابُ كَشْفِ الْمَرْأَةِ فِي الْمَنَامِ

کھولنا عورت کو خواب میں

٦٤٩٤۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيرٍ فَيَقُولُ هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَأَكْشِفُهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُولُ إِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ.

۶۴۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی دو بار اور اچانک میں نے دیکھا کہ ایک مرد تجھ کو اٹھائے ہے ریشمی ٹکڑے میں سو یوں کہتا ہے کہ یہ تیری عورت ہے سو میں اس کو کھولتا ہوں سو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ صورت تیری ہی ہے سو میں کہتا تھا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ یوں ہی کرے گا یعنی تو میرے نکاح میں آئے گی۔

بَابُ ثِيَابِ الْحَرِيرِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں ریشمی کپڑا دیکھنا

٦٤٩٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيتُكِ قَبْلَ أَنْ أَتَزَوَّجَكِ مَرَّتَيْنِ رَأَيْتُ الْمَلَكَ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيرٍ فَقُلْتُ لَهُ اكْشِفْ فَكَشَفَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَقُلْتُ إِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ ثُمَّ أُرِيتُكِ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيرٍ فَقُلْتُ اكْشِفْ فَكَشَفَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَقُلْتُ إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ.

۶۴۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی پہلے اس سے کہ میں تجھ سے نکاح کروں دو بار میں نے فرشتے کو دیکھا تجھ کو ریشمی ٹکڑے میں اٹھائے ہے تو میں نے فرشتے سے کہا کہ اس کا چہرہ کھول سو جب اس نے تیرا چہرہ کھولا تو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ صورت تیری ہی ہے تو میں نے کہا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو یوں ہی کرے گا پھر تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی فرشتہ تجھ کو اٹھائے ہے ریشمی ٹکڑے میں سو میں نے کہا کہ اس کا چہرہ کھول سو اس نے کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہی ہے تو میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ یوں ہی کرے گا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ عورت کو خواب میں دیکھنا مختلف ہے کئی وجوہ پر ایک یہ کہ نکاح کرے خواب دیکھنے والا حقیقۃً اس عورت سے جس کو دیکھے یا اس کے مشابہ سے اور ایک یہ کہ دلالت کرے اوپر حاصل ہونے دنیا کے یا مرتبے کے یا کشادگی رزق کے اور یہ اصل ہے نزدیک معبرین کے بیچ اس کے اور کبھی دلالت کرتی ہے عورت ساتھ اس چیز کے کہ قرین ہو ساتھ اس کے خواب میں فتنے پر جو حاصل ہو دیکھنے والے کے واسطے اور بہرحال ریشمی کپڑا سو دلالت کرتا ہے پکڑنا ان کا واسطے عورتوں کے خواب میں اوپر نکاح کے اور مال داری کے اور زیادتی کے بدن میں اور

کل ملبوس یعنی کپڑا دلالت کرتا ہے اوپر جسم پہننے والے اس کے کی اس واسطے کہ وہ اس پر شامل ہوتا ہے خاص کر اور لباس عرف میں دلالت کرتا ہے اوپر قدر لوگوں کے اور احوال ان کے۔ (فتح)

بَابُ الْمَفَاتِيحِ فِي الْيَدِ
خواب میں چابیوں کو ہاتھ میں دیکھنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ چابی مال ہے اور عزت ہے اور بادشاہی ہے سو جو خواب میں دیکھے کہ اس نے چابی سے دروازہ کھولا تو اس کی مراد حاصل ہو گی خوفناک آدمی کی مدد سے اور جب دیکھے کہ اس کے ہاتھ میں چابی ہے تو وہ پہنچے گا بڑی بادشاہی کو۔ (فتح)

٦٤٩٦۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَبَلَغَنِي أَنَّ جَوَامِعَ الْكَلِمِ أَنَّ اللّٰهَ يَجْمَعُ الْأُمُورَ الْكَثِيرَةَ الَّتِي كَانَتْ تُكْتَبُ فِي الْكُتُبِ قَبْلَهُ فِي الْأَمْرِ الْوَاحِدِ وَالْأَمْرَيْنِ أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ.

٦٤٩٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میں بھیجا گیا ہوں ساتھ جوامع الکلم کے اور مجھ کو فتح حاصل ہوئی ہے اور جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ مجھ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھی گئیں کہا محمد نے اور مجھ کو خبر پہنچی کہ جوامع الکلم یہ ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ جمع کرتا ہے بہت حکموں کو جو پہلی کتابوں میں لکھے جاتے تھے ایک یا دو امر میں یا مانند اس کی یعنی جوامع الکلم اس کو کہتے ہیں جس کے لفظ تھوڑے اور معانی بہت ہوں۔

بَابُ التَّعْلِيقِ بِالْعُرْوَةِ وَالْحَلْقَةِ
خواب میں دستاویز اور حلقے کو پکڑنا

فائدہ: اہل تعبیر نے کہا کہ حلقہ اور عروہ مجہولہ دلالت کرتا ہے اوپر قوی ہونے کے دین میں جو اس کو پکڑے اور خالص ہونا اس کا بیچ اس کے۔

٦٤٩٧۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ ح و حَدَّثَنِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ رَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ وَوَسْطَ

٦٤٩٧۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میں ایک باغ میں ہوں باغ کے درمیان ایک ستون ہے اور ستون کے سر پر ایک حلقہ ہے تو کسی نے مجھ سے کہا کہ چڑھ تو میں نے کہا کہ میں نہیں چڑھ سکتا پھر میرے پاس ایک غلام آیا تو اس نے میرا کپڑا اُٹھایا تو

الرَّوْضَةِ عَمُوْدٌ فِيْ أَعْلَى الْعَمُوْدِ عُرْوَةٌ فَقِيْلَ لِيَ ارْقَهْ قُلْتُ لَا أَسْتَطِيْعُ فَأَتَانِيْ وَصِيْفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِيْ فَرَقِيْتُ فَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ فَانْتَبَهْتُ وَأَنَا مُسْتَمْسِكٌ بِهَا فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ رَوْضَةُ الْإِسْلَامِ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى لَا تَزَالُ مُسْتَمْسِكًا بِالْإِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ.

میں اس پر چڑھا تو میں نے حلقے کو پکڑا پھر میں جاگا اور حالانکہ میں اس حلقے کو پکڑے تھا سو میں نے اس خواب کو حضرت ﷺ سے بیان کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ باغ تو اسلام کا باغ ہے اور یہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ حلقہ مضبوط حلقہ دین کا ہے اور تو اسلام کو ہمیشہ پکڑے رہے گا مرتے دم تک۔

بَابُ عَمُوْدِ الْفُسْطَاطِ تَحْتَ وِسَادَتِهٖ

خیمے کے چوب تکیے کے نیچے دیکھنا

فائدہ: اس باب میں کوئی حدیث نہیں بیان کی اور بعض نے ان دونوں بابوں کو جمع کیا ہے اور معتمد یہ ہے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمہ کے اس حدیث کی طرف کہ آئی ہے کہ حضرت ﷺ نے خواب میں دیکھا عمود کتاب یعنی چوب خیمے کی کھینچی گئی آپ کے سر کے نیچے سے تو میں اس کو دیکھتا رہا سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ شام میں اس کا عہد مقرر کیا گیا ہے خبردار ہو اور جب فتنے فساد واقع ہوں گے اس وقت ایمان شام میں ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے معراج کی رات ایک سفید ستون دیکھا جیسے کہ وہ علم ہے اس کو فرشتے اٹھائے ہیں میں نے کہا کہ تم کیا اٹھائے ہو؟ انہوں نے کہا کہ عمود الکتاب ہم کو حکم ہوا ہے کہ اس کو شام میں رکھیں روایت کیا ہے اس کو طبرانی وغیرہ نے بہت طریقوں سے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ لکھا تھا اور حدیث کے واسطے سفید جگہ چھوڑی تھی سو اس کو نہ میسر ہوا کہ حدیث لکھے اور ترجمہ میں عمود خیمہ ہے اور حدیث میں عمود الکتاب ہے تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ جو خیمے کا ستون خواب میں دیکھے تو وہ تعبیر کرے جیسے کہ اس حدیث میں واقع ہوا اور یہ قول علمائے تعبیر کا ہے کہا انہوں نے کہ جو خواب میں ستون دیکھے تو تعبیر کرے اس کو دین سے یا ساتھ اس مرد کے کہ اعتماد کرے اس پر بیچ اس کے اور تفسیر کیا ہے انہوں نے عمود کو ساتھ دین اور بادشاہ کے اور جو دیکھے کہ اس پر خیمہ مارا گیا تو وہ بادشاہی پائے گا یا کسی بادشاہ سے جھگڑے گا تو اس پر فتح یاب ہوگا۔ (فتح)

بَابُ الْإِسْتَبْرَقِ وَدُخُوْلِ الْجَنَّةِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں استبرق کو دیکھنا اور بہشت میں داخل ہونا

فائدہ: ترمذی وغیرہ کی روایت میں آیا ہے جیسے میرے ہاتھ میں ایک ٹکڑا ہے استبرق کا سو شاید بخاری رحمہ اللہ نے

اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اس روایت کی طرف اور نسائی کی روایت میں دونوں لفظوں کو جمع کیا ہے اور استبرق بھی ایک قسم ہے ریشمی کپڑے کی۔

٦٤٩٨۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِيْ يَدِيْ سَرَقَةً مِنْ حَرِيْرٍ لَا أَهْوِيْ بِهَا إِلٰى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِيْ إِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ أَوْ قَالَ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ.

۶۴۹۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میرے ہاتھ میں ریشمی ٹکڑا ہے نہیں قصد کرتا میں ساتھ اس کے کسی مکان کی طرف بہشت میں مگر کہ مجھ کو اس کی طرف لے اُڑتا ہے سو میں نے اس خواب کو حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تیرا بھائی نیک مرد ہے یا یوں فرمایا کہ عبداللہ نیک مرد ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اتنا زیادہ ہے کہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے سو انہوں نے چاہا کہ مجھ کو دوزخ کی طرف لے جائیں تو میں نے یہ خواب اپنی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ اچھا مرد ہے اگر رات کو تہجد کی نماز پڑھتا کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور جب میں سوتا تھا تو صبح تک نہ اٹھتا تھا تو اس کے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو بہت تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ (فتح)

بَابُ الْقَيْدِ فِي الْمَنَامِ — خواب میں قید کو دیکھنا

فائدہ: یعنی جو خواب میں دیکھے کہ وہ مقید ہے تو اس کی کیا تعبیر ہے اور ظاہر اطلاق حدیث کا یہ ہے کہ تعبیر اس کی ثابت رہنا ہے دین میں تمام وجوہ میں لیکن خاص کیا ہے اس کو اہل تعبیر نے ساتھ اس کے جب کہ وہاں اور کوئی قرینہ نہ ہو جیسا کہ مسافر ہو یا بیمار اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس کا سفر اور بیماری دراز ہوگی اور اگر قید میں صفت زائدہ دیکھے جیسے کہ کوئی شخص اپنے پاؤں میں چاندی کی قید دیکھے کہ وہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ نکاح کرے گا اور اگر سونے کی قید ہو تو یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ مال طلب کرے گا اور اگر پیتل سے ہو تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ مکروہ امر کے واسطے ہے یا مال فوت ہونے کے واسطے ہے اور قلعی سے ہو تو وہ اس کے واسطے ہے جس میں سستی ہو اور اگر رسی سے ہو تو دین کے کسی اور امر کے واسطے ہے۔ (فتح)

٦٤٩٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا

۶۴۹۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ عَوْفًا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ تَكْذِبُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّهُ لَا يَكْذِبُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّأَنَا أَقُوْلُ هٰذِهٖ قَالَ وَكَانَ يُقَالُ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ حَدِيْثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيْفُ الشَّيْطَانِ وَبُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ فَمَنْ رَّأٰى شَيْئًا يَّكْرَهُهٗ فَلَا يَقُصَّهٗ عَلٰى أَحَدٍ وَّلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ وَكَانَ يُكْرَهُ الْغُلُّ فِي النَّوْمِ وَكَانَ يُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ وَيُقَالُ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّيْنِ وَرَوٰى قَتَادَةُ وَيُوْنُسُ وَهِشَامٌ وَّأَبُوْ هِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَدْرَجَهٗ بَعْضُهُمْ كُلَّهٗ فِي الْحَدِيْثِ وَحَدِيْثُ عَوْفٍ أَبْيَنُ وَقَالَ يُوْنُسُ لَا أَحْسِبُهٗ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَيْدِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَا تَكُوْنُ الْأَغْلَالُ إِلَّا فِي الْأَعْنَاقِ.

نے فرمایا کہ جب زمانہ قریب آ لگے گا تو نہیں قریب ہے کہ ایماندار کا خواب جھوٹ ہو اور ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں سے اور کہا محمد بن سیرین نے اور میں کہتا ہوں کہ جو پیغمبری سے ہو وہ جھوٹ نہیں ہوتا کہا ابن سیرین نے اور کہا جاتا تھا کہ خواب تین قسم پر ہے خیال نفس کا اور ڈرانا شیطان کا اور بشارت اللہ تعالیٰ کی طرف سے سو جو خواب میں کچھ چیز دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو اس کو کسی سے بیان نہ کرے اور چاہیے کہ اٹھ کر نماز پڑھے کہا اور مکروہ رکھتے تھے پھانسی کو خواب میں اور قید ان کو خوش لگتی تھی یعنی دیکھنا قید کا خواب میں اور کہا جاتا تھا کہ قید کی تعبیر ثابت رہنا ہے دین میں اور روایت کیا ہے اس کو قتادہ اور یونس اور ہشام واور ابو ہلال نے ابن سیرین سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مدرج کیا ہے بعض نے سب کو حدیث میں یعنی سب کو مرفوع ٹھہرایا ہے اور حدیث عوف کی زیادہ تر بیان کرنے والی ہے یعنی اس واسطے کہ اس نے جدا کیا ہے مرفوع کو موقوف سے خاص کر تصریح کی ہے اس میں ساتھ قول ابن سیرین کے، میں کہتا ہوں کہ وہ دلالت کرتا ہے اختصاص پر برخلاف اس کے کہ کہا ہے اس میں کہ کہا جاتا تھا کہ اس میں احتمال ہے برخلاف اول حدیث کے کہ تصریح کی ہے ساتھ مرفوع ہونے اس کے اور کہا یونس نے کہ نہیں گمان کرتا میں اس کو مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قید میں، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہوتی ہے پھانسی مگر گردنوں میں۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ اس حدیث کے معنی میں دو قول ہیں ایک یہ کہ بہار کے موسم میں جب رات دن برابر ہو جاتے ہیں تو خواب سچا ہوتا ہے اس واسطے کہ اس وقت غالباً آدمی کی طبیعت صاف ہوتی ہے دوسرا یہ کہ جب قیامت قریب آئے گی تو مسلمان کا خواب سچا ہوا کرے گا، میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں مومن کی قید آئی اور جس وقت

میں کہ طبیعتیں برابر اور معتدل ہوتی ہیں وہ وقت مومن کے ساتھ خاص نہیں کافر کی طبع بھی معتدل ہوتی ہے تو لازم آتا ہے کہ اس کا خواب بھی جھوٹ نہ ہو پس معلوم ہوا کہ مراد معنی اخیر ہیں یعنی اخیر زمانے میں قیامت کے قریب مسلمان کا خواب سچا ہوا کرے گا اور بنا بر اس کے اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ جب دین کا علم جاتا رہے گا اکثر عالموں کے مرنے سے اور مشکل ہے ہونا پیغمبری کا اس امت میں تو پیغمبری کا بدلہ ان کو سچی خوابیں دی گئیں تاکہ تازہ کرے ان کے واسطے جو علم کہ پرانا ہو دوسرا یہ کہ جب ایماندار کم ہو جائیں گے اور غالب ہوگا کفر اور جہل اور فسق ان لوگوں پر جو موجود ہوں گے تو لگاؤ پیدا کیا جائے گا ایماندار سے اور مدد دی جائے گی اس کو ساتھ سچی خوابوں کے اس کے اکرام اور تسلی کے واسطے اور بنا بر ان دونوں قولوں کے نہیں خاص ہے یہ ساتھ زمانے معین کے بلکہ جوں جوں قریب ہوگا فارغ ہونا دنیا کا اور دین معدوم ہونے لگے گا تو سچے مسلمان کی خواب بہت سچی ہوگی اور تیسرا قول یہ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ زمانے عیسیٰ علیہ السلام کے اور اول قول ان تینوں میں اولیٰ ہے اور کہا داؤدی نے کہ مراد زمانے کے قریب ہونے سے یہ ہے کہ جلدی جلدی گزر جائے گا اور یہ قیامت کے قریب ہوگا یہاں تک کہ سال مہینے کے برابر ہوگا اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے زمانہ مہدی کا ہے وقت جلدی ہونے عدل کے اور کثرت امن کے کشادہ ہونے رزق کے اور خیر کے اس واسطے کہ یہ زمانہ چین اور آرام کے سبب سے کم اور چھوٹا معلوم ہوگا اور یہ جو کہا نہیں قریب ہے تو اس میں اشارہ ہے طرف غلبے صادق کے خواب پر اگرچہ ممکن ہو کہ اس سے کوئی چیز جھوٹی نہ ہو اور راجح یہ ہے کہ مراد نفی کذب کی ہے اس سے بالکل اور پہلے گزر چکا ہے کہ نہیں ہوتا ہے حصہ پیغمبری کا مگر وہ خواب کہ مسلمان صالح اور صادق سے واقع ہوں اور مطلق حدیثیں محمول ہیں اوپر اس کے اس واسطے کہ وہی مسلمان ہے جس کا حال پیغمبر کے حال کے مناسب ہوتا ہے پس اکرام کیا جاتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اکرام کیا جاتا ہے ساتھ اس کے پیغمبر کو اور وہ خبردار کرنا ہے کسی غیبی چیز پر اور بہرحال کافر اور منافق اور کاذب اور مخلط سو اگرچہ ان کی خواب بعض وقت میں سچی ہوتی ہے لیکن وہ نہ وحی سے ہوتی ہے نہ پیغمبری سے اس واسطے کہ نہیں ہے یہ بات کہ جو کسی چیز میں سچا ہو اس کی خبر پیغمبری ہو کبھی کاہن سچ بات کہتا ہے اور کبھی نجومی کوئی بات بتلاتا ہے اور وہ ٹھیک ہوتی ہے لیکن یہ نہایت نادر اور کم ہے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ حدیث باب کے معنی یہ ہیں کہ اخیر زمانے میں مسلمان کا خواب جھوٹ نہ ہوگا یعنی واقع ہوگا غالبًا اس وجہ پر کہ نہ محتاج ہو طرف تعبیر کی پس نہ داخل ہوگا اس میں کذب برخلاف ماقبل اس کے کہ اس کی تعبیر کبھی پوشیدہ ہوگی سو بیان کرتا ہے اس کو تعبیر کرنے والا تو نہیں واقع ہوتی ہے جس طرح اس نے کہا پس صادق آتا ہے داخل ہونا جھوٹ کا اس میں اس اعتبار سے اور ابن ماجہ نے مرفوع روایت کی ہے کہ خواب تین قسم پر ہیں ایک ڈرانا ہے شیطان سے تاکہ آدمی کو غمگین کرے دوسری یہ کہ قصد کرتا ہے آدمی ساتھ اس کے بیداری میں سو اس کو خواب میں دیکھتا ہے تیسری وہ ہے جو ایک حصہ ہے پیغمبری کا اور نہیں ہے مراد حصر کرنا تین میں واسطے ثابت ہونے

چوتھی قسم حدیث نفس کے اور وہ خطرہ نفس کا ہے اور پانچویں قسم کھیل شیطان کا ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک گنوار نے کہا یا حضرت! میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹا گیا اور میں اس کے پیچھے دوڑتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیطان کا کھیل ہے کسی کو اس کی خبر مت دے اور چھٹی قسم یہ ہے کہ آدمی کو کسی چیز کی بیداری میں عادت ہو جیسے کسی کو عادت ہو ایک وقت کھانا کھانے کی اور اس وقت وہ سو جائے سو خواب میں دیکھے کہ وہ کھانا کھاتا ہے اور اس کے اور حدیث نفس کے درمیان عموم خصوص ہے اور ساتویں قسم پریشان خواب ہے، اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کہا علماء نے کہ قید اس واسطے محبوب ہے کہ اس کا محل پیر ہے اور وہ روکنا ہے گناہوں اور شر اور باطل سے اور مبغوض ہے پھانسی اس واسطے کہ اس کی جگہ گردن ہے اور وہ صفت دوزخیوں کی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِذِ الْاَغْلَالُ فِيْ اَعْنَاقِهِمْ﴾ اور کہا کرمانی نے کہ قول اس کا کان یقال مرفوع ہے یا نہیں سو بعض نے کہا کہ کان یقال سے فی الدین تک سب مرفوع ہے اور یہ سب حضرت ﷺ کا کلام ہے اور بعض نے کہا کہ وہ سب ابن سیرین کا کلام ہے اور فاعل کان یکرہ کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے۔ (فتح)

بَابُ الْعَيْنِ الْجَارِيَةِ فِي الْمَنَامِ — خواب میں نہر جاری دیکھنا

فائدہ: کہا مہلب نے کہ نہر جاری میں کئی احتمال ہیں اگر اس کا پانی صاف ہو تو اس کی تعبیر نیک عمل ہے ورنہ نہیں اور بعض نے کہا کہ مراد نہر جاری سے عمل جاری ہے صدقہ سے یا معروف سے زندہ کے واسطے ہو یا مردہ کے اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے نعمت اور برکت ہے۔ (فتح)

٦٥٠٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ وَهِيَ امْرَأَةٌ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ بَايَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ طَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ فِي السُّكْنٰى حِيْنَ اقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلٰى سُكْنَى الْمُهَاجِرِيْنَ فَاشْتَكٰى فَمَرَّضْنَاهُ حَتّٰى تُوُفِّيَ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ فِيْ أَثْوَابِهٖ فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّآئِبِ فَشَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ قَالَ وَمَا

٦٥٠٠ـ حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ ایک عورت ہے ان کی عورتوں سے اس نے حضرت ﷺ سے بیعت کی کہا کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہمارے حصے میں آئے بیچ رہنے کے گھروں میں جب کہ انصاریوں نے قرعہ ڈالا مہاجرین کی بود و باش میں سو عثمان رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے سو ہم نے ان کی بیمارداری کی یہاں تک کہ فوت ہوئے پھر ہم نے ان کو انہیں کے کپڑوں میں کفنایا اور ہمارے پاس حضرت ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی رحمت تجھ کو اے ابو سائب! سو میں تجھ پر گواہی دیتی ہوں کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اکرام کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے میں نے کہا میں نہیں جانتی فرمایا کہ بہر حال عثمان رضی اللہ عنہ سو اس کو

يُدْرِيْكِ قُلْتُ لَا أَدْرِيْ وَاللّٰهِ قَالَ أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَآءَهُ الْيَقِيْنُ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ وَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ فَوَاللّٰهِ لَا أُزَكِّيْ أَحَدًا بَعْدَهُ قَالَتْ وَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ فِي النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِيْ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ ذَاكِ عَمَلُهُ يَجْرِيْ لَهُ.

تو موت آئی اور میں البتہ اس کے واسطے بہتری کا امید وار ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نہیں جانتا اور حالانکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہ میرا کیا حال ہوگا اور نہ تمہارا ام العلاء رضی اللہ عنہا نے کہا سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں اس کے بعد کسی کو پاک دامن نہ ٹھہراؤں گی کہا ام العلاء رضی اللہ عنہا نے سو میں نے خواب میں عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے نہر جاری دیکھی سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا عمل جاری ہے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ مراد عثمان رضی اللہ عنہ کے عمل سے چوکیداری کرنا اس کا ہو کافروں کے جہاد میں اس واسطے کہ سنن میں ثابت ہو چکا ہے کہ مرنے سے ہر آدمی کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر راہِ الٰہی میں چوکیداری کرنے والا ہو کہ اس کا عمل قیامت تک جاری رہے گا اور نڈر ہو گا قبر کے فتنے سے اور ساتھ اس کے دور ہو گا اشکال۔ (فتح)

بَابُ نَزْعِ الْمَآءِ مِنَ الْبِئْرِ حَتّٰى يَرْوَى النَّاسُ رَوَاهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کھینچنا پانی کو کنویں سے یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو جائیں روایت کیا ہے اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٦٥٠١۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا عَلٰى بِئْرٍ أَنْزِعُ مِنْهَا إِذْ جَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَأَخَذَ أَبُوْ بَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَّدِ أَبِيْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِيْ يَدِهِ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَهُ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

٦٥٠١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں خواب میں ایک کنویں پر پانی کھینچتا تھا یعنی ڈول سے کہ اچانک ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ڈول کو لیا یعنی جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانی کھینچتے تھے سو اس نے ایک یا دو ڈول نکالے اور اس کے کھینچنے میں کچھ سستی اور کمزوری تھی اور اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرے گا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اس کو ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے لیا تو وہ اس کے ہاتھ میں پلٹ کر چرس ہو گیا سو میں نے تو آدمیوں سے ایسا بڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک کہ اس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی سے آسودہ

کر کے ان کے بیٹھنے کی جگہ میں بٹھلایا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے لیا تو اس میں اشارہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وصیت سے خلیفہ ہوں گے یعنی اور ایسا ہی ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ میرے بعد عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو برخلاف ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہ ان کی خلافت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح عہد سے نہ تھی لیکن اس میں چند اشارتیں وارد ہوئی ہیں جو صراحت کے قریب ہیں اور مراد ضعف سے یہ ہے کہ ان کی خلافت کی مدت کم ہوگی ان کے وقت میں اسلام عالم میں خوب نہیں پھیلے گا چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کل دو برس خلیفہ رہے اس مدت میں مسیلمہ کذاب اور مرتدوں کو مار کے عرب کا اسلام مضبوط کر کے کچھ ملک شام کا فتح کیا تھا کہ ان کا انتقال ہوا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے دس برس خلیفہ رہے ان کے وقت میں عالم میں اسلام خوب ہو گیا بلکہ شام اور مصر اور ایران اور عراق اور اکثر روم فتح ہوا چار ہزار بڑے بڑے شہر مع پرگنات فتح ہوئے اور بے شمار خزانے مسلمانوں میں تقسیم ہوئے اور لوگ آسودہ اور غنی ہو گئے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہونا تھا سو اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھلایا سو تشبیہ دی مسلمانوں کے کام کو ساتھ کنویں کے جس میں پانی ہو کہ اس میں ان کی زندگی اور درستی ہو اور پانی پلانا قائم ہونا اس کا ہے ساتھ بھلائیوں ان کی کے اور یہ جو کہا کہ ان کے کھینچنے میں سستی تھی تو اس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں نقص نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اخبار ہے کہ ان کی خلافت کی مدت کم ہوگی اور بہرحال خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سو جب دراز ہوئی تو لوگوں کو اس سے بہت فائدہ ہوا اور اسلام کا دائرہ بہت کشادہ ہوا ساتھ کثرت فتوح کے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرے گا تو اس میں بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطے کچھ نقص نہیں اور نہ اشارہ ہے اس طرف کہ ان سے گناہ واقع ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک کلمہ ہے جو کلام میں کہتے تھے اور اس حدیث میں اعلام ہے ساتھ خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور صحیح ہونے ولایت ان کی کے اور کثرت نفع اٹھانے کے ساتھ دونوں کے سو جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہا ابن عربی نے کہ نہیں ہے مراد ساتھ ڈول کے انداز جو دلالت کرے اوپر کم ہونے حصے کے بلکہ مراد قادر ہونا ہے کنویں پر۔ (فتح)

بَابُ نَزْعِ الذَّنُوْبِ وَالذَّنُوْبَيْنِ مِنَ الْبِئْرِ بِضَعْفٍ

کھینچنا ایک یا دو ڈول کا کنویں سے ساتھ سستی کے

٦٥٠٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ النَّاسَ

٦٥٠٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا جمع ہوئے سو اٹھے ابوبکر رضی اللہ عنہ سو اس نے ایک یا دو ڈول کھینچے اور

اجْتَمَعُوْا فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ قَامَ ابْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَمَا رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَفْرِيْ فَرِيَهٗ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

اس کے کھینچنے میں سستی تھی اور اللہ تعالیٰ اس کو بخشے گا پھر خطاب کا بیٹا اُٹھا سو وہ ڈول پلٹ کر چرس ہو گیا سو میں نے آدمیوں سے ایسا بڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک کہ اس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی سے آسودہ کرنے کے بعد ان کے بیٹھنے کی جگہ بٹھلایا۔

٦٥٠٣۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ وَعَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

٦٥٠٣۔ ترجمہ اس کا ہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: جو خواب میں دیکھے کہ کنویں سے پانی نکالتا ہے تو کنویں کی تعبیر عورت کے ساتھ کی جاتی ہے اور جو عورت سے اولاد پیدا ہوتی ہے اور اسی پر اعتماد ہے اہل تعبیر کا لیکن وہ بحسب حال اس کے ہے جو پانی کو کھینچے۔ (فتح)

بَابُ الْاِسْتِرَاحَةِ فِي الْمَنَامِ
خواب میں آرام کرنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ اگر آرام کرنے والا چت لیٹا ہو اپنی پشت پر تو اس کا حکم قوی ہوگا اور دنیا اس کے ہاتھ میں ہوگی اس واسطے کہ زمین قوی تر تکیہ گاہ ہے برخلاف اس کے جب کہ کروٹ پر لیٹا ہو کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے کیا ہے۔

٦٥٠٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهٗ سَمِعَ

٦٥٠٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا میں

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ أَنِّيْ عَلٰى حَوْضٍ أَسْقِي النَّاسَ فَأَتَانِيْ أَبُوْ بَكْرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِيْ لِيُرِيْحَنِيْ فَنَزَعَ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ فَأَتَى ابْنُ الْخَطَّابِ فَأَخَذَ مِنْهُ فَلَمْ يَزَلْ يَنْزِعُ حَتّٰى تَوَلَّى النَّاسُ وَالْحَوْضُ يَتَفَجَّرُ.

نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ایک حوض پر ہوں لوگوں کو پانی پلاتا ہوں سو ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آیا اور اس نے میرے ہاتھ سے ڈول لیا تا کہ مجھ کو راحت دے سو اس نے دو ڈول کھینچے اور اس کے کھینچنے میں سستی تھی اور اللہ تعالیٰ اس کو بخشے گا پھر خطاب کا بیٹا آیا سو اس نے اس سے ڈول لیا سو ہمیشہ رہا کھینچتا یہاں تک کہ لوگوں نے پیٹھ پھیری اور حوض جوش مارتا تھا۔

فائدہ: اور شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنویں سے پانی نکال کے حوض میں ڈالتے جاتے تھے اور لوگ اس سے اپنے واسطے اور اپنے چوپایوں کے واسطے پانی لیتے تھے اور مراد اس حدیث سے یہاں یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ڈول لیا تا کہ مجھ کو راحت دے۔ (فتح)

بَابُ الْقَصْرِ فِي الْمَنَامِ — خواب میں محل کو دیکھنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ خواب میں محل دیکھنا عمل نیک ہے واسطے اہل دین کے اور واسطے غیر کے حبس اور تنگی ہے اور کبھی محل میں داخل ہونے سے مراد نکاح کرنا ہوتا ہے۔ (فتح)

٦٥٠٥۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ قُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهٗ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَبَكٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ قَالَ أَعَلَيْكَ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغَارُ.

٦٥٠٥۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا میں نے اپنے آپ کو بہشت کے اندر دیکھا سو اچانک وہاں ایک عورت ہے کہ ایک محل کی جانب میں وضو کرتی ہے سو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا محل ہے سو مجھ کو عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت یاد آئی سو میں پلٹ آیا پشت دے کر یعنی مرد کو اس کی عورت کے پاس اجنبی مرد کے جانے سے غیرت جوش مارتی ہے تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کی کہ یا حضرت! کیا آپ پر بھی مجھ کو غیرت آتی؟ یعنی یہ بات مجھ سے ممکن نہ تھی۔

فائدہ: بعض نے اعتراض کیا ہے کہ بہشت تکلیف کا گھر نہیں پھر وضو کے کیا معنی؟ کہا قرطبی نے وضو تو صرف اس

واسطے کرتی تھی کہ اس کا حسن اور نور بڑھے نہ یہ کہ وہ میل اور گندگی کو دور کرتی تھی اس واسطے کہ بہشت ان باتوں سے پاک ہے اور جائز ہے کہ وضوء بوجہ تکلیف کے نہ ہو، میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ واقع ہونا وضوء کا اس سے حقیقی مراد نہ ہو واسطے ہونے اس کے خواب سو ہو گی وہ مثال عورت مذکورہ کے واسطے اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کو بہشت میں دیکھا اور حالانکہ وہ اس وقت زندہ تھیں سو اس کی تعبیر یہ ہو گی کہ وہ بہشتیوں سے ہے واسطے قول جمہور اہل تعبیر کے کہ جو دیکھے خواب میں کہ وہ بہشت میں داخل ہوا تو وہ بہشت میں داخل ہو گا پھر کیا حال ہے جب کہ ہو دیکھنے والا اس کو سچا سب خلق سے اور مراد وضو سے ستھرائی اس کی ہے حسًا و معنًی اور پاک ہونا اس کا جسماً وحکماً۔ (فتح)

٦٥٠٦۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِرَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَمَا مَنَعَنِيْ أَنْ أَدْخُلَهُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِلَّا مَا أَعْلَمُ مِنْ غَيْرَتِكَ قَالَ وَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

٦٥٠٦۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بہشت میں داخل ہوا یعنی خواب میں سو اچانک میں نے سونے کا ایک محل دیکھا سو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ ایک قریشی مرد کا سو نہ منع کیا مجھ کو اس میں داخل ہونے سے اے خطاب کے بیٹے! مگر جو مجھ کو معلوم ہے تیری غیرت سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ پر بھی مجھ کو غیرت آتی ہے؟۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے معلوم کیا تھا کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ ہے یا قرائن سے یا وحی سے۔ (فتح)

بَابُ الْوُضُوْءِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں وضوء کرنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ خواب میں وضوء کرنا وسیلہ ہے طرف بادشاہ کی یا عمل کی پھر اگر اس کو خواب میں پورا کرے تو حاصل ہوتی ہے مراد اس کی بیداری میں اور اگر دشوار ہو ساتھ عاجز ہونے پانی کے مثلا یا وضو کرے ساتھ اس کے جس سے نماز جائز نہیں تو نہیں اور وضوء واسطے خوف کرنے والے کے امان ہے اور دلالت کرتا ہے اوپر حاصل ہونے ثواب اور رفع خطایا کے۔ (فتح)

٦٥٠٧۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا

٦٥٠٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے آپ

نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ فَقَالُوْا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهٗ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكٰى عُمَرُ وَقَالَ عَلَيْكَ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغَارُ.

کو بہشت کے اندر دیکھا سو اچانک وہاں ایک عورت ہے کہ ایک محل کی جانب میں وضوء کرتی ہے سو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا محل ہے سو مجھ کو عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت یاد پڑی تو میں پلٹ آیا پشت دے کر تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کی کہ یا حضرت! کیا آپ پر مجھ کو غیرت آتی؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔

بَابُ الطَّوَافِ بِالْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں خانے کعبے کا طواف کرنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ خانے کعبے کا طواف دلالت کرتا ہے اوپر حج کے اور اوپر نکاح کرنے کے اور اوپر حاصل ہونے امر مطلوب کے امام سے اور اوپر نیکی ماں باپ کے اور اوپر خدمت عالم کے۔ (فتح)

٦٥٠٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ أَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطُفُ رَأْسُهٗ مَآءً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا ابْنُ مَرْيَمَ فَذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيْمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ وَابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ.

٦٥٠٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا میں نے اپنے آپ کو دیکھا خانے کعبے کا طواف کرتا ہوں سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مرد ہے گندمی رنگ، سیدھے بالوں والا دو مردوں کے درمیان اس کے سر سے پانی ٹپکتا ہے سو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ تو فرشتوں نے کہا کہ یہ مریم کا بیٹا ہے پھر میں نے ادھر اُدھر دیکھا اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مرد ہے سرخ رنگ بڑے جسم والا گھنگریالے بالوں والا دائیں آنکھ کا کانا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ یہ دجال ہے سب لوگوں سے زیادہ مشابہ اس کے ساتھ ابن قطن ہے اور ابن قطن ایک مرد ہے بنی مصطلق سے قوم جزاعہ سے۔

بَابٌ إِذَا أَعْطٰى فَضْلَهٗ غَيْرَهٗ فِي النَّوْمِ

خواب میں جب اپنے جھوٹا کسی غیر کو دے تو اس کا کیا حکم ہے؟

٦٥٠٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَرَى الرِّيَّ يَجْرِيْ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلَهُ عُمَرَ قَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمُ.

٦٥٠٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ مجھ کو دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا سو میں نے اس سے پیا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ تازگی اور تراوت جاری ہوتی ہے پھر میں نے جھوٹا عمر رضی اللہ عنہ کو دیا لوگوں نے کہا یا حضرت! آپ نے اس کی کیا تعبیر کی؟ فرمایا علم۔

فائدہ: اور مراد ری سے دودھ ہے۔ (فتح)

بَابُ الْأَمْنِ وَذَهَابِ الرَّوْعِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں امن کا حاصل ہونا اور خوف کا دور ہونا

فائدہ: جو خواب میں اپنے آپ کو خوف کرنے والا دیکھے تو وہ امن میں رہے گا اور اگر بالعکس ہو تو بالعکس۔

٦٥١٠۔ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا يَرَوْنَ الرُّؤْيَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُصُّوْنَهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَأَنَا غُلَامٌ حَدِيْثُ السِّنِّ وَبَيْتِي الْمَسْجِدُ قَبْلَ أَنْ أَنْكِحَ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ لَوْ كَانَ فِيْكَ خَيْرٌ لَرَأَيْتَ مِثْلَ مَا يَرٰى هٰؤُلَاءِ فَلَمَّا اضْطَجَعْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ قُلْتُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ فِيَّ خَيْرًا فَأَرِنِيْ رُؤْيَا فَبَيْنَمَا أَنَا كَذٰلِكَ إِذْ جَاءَنِيْ مَلَكَانِ

٦٥١٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بعض مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے خواب دیکھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے سو اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اور میں لڑکا کم عمر تھا اور میرا گھر مسجد تھا یعنی میں مسجد میں رہتا تھا نکاح کرنے سے پہلے سو میں نے اپنے جی میں کہا کہ اگر تجھ میں نیکی ہوتی تو خواب دیکھتا جیسے یہ لوگ دیکھتے ہیں سو جب میں ایک رات لیٹا تو میں نے کہا الٰہی! اگر تو مجھ میں نیکی جانتا ہے تو مجھ کو خواب دکھلا سو جس حالت میں کہ میں اسی طرح تھا کہ اچانک دو فرشتے میرے پاس آئے دونوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز تھا میری طرف متوجہ تھے اور میں دونوں کے درمیان تھا اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تھا الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ سے پھر میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ایک فرشتہ مجھ سے ملا اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز

فِيْ يَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِقْمَعَةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ يُقْبِلَانِ بِيْ إِلٰى جَهَنَّمَ وَأَنَا بَيْنَهُمَا أَدْعُو اللّٰهَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ جَهَنَّمَ ثُمَّ أُرَانِيْ لَقِيَنِيْ مَلَكٌ فِيْ يَدِهٖ مِقْمَعَةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ لَنْ تُرَاعَ نِعْمَ الرَّجُلُ أَنْتَ لَوْ كُنْتَ تُكْثِرُ الصَّلَاةَ فَانْطَلَقُوْا بِيْ حَتّٰى وَقَفُوْا بِيْ عَلٰى شَفِيْرِ جَهَنَّمَ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ لَهٗ قُرُوْنٌ كَقَرْنِ الْبِئْرِ بَيْنَ كُلِّ قَرْنَيْنِ مَلَكٌ بِيَدِهٖ مِقْمَعَةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ وَأَرٰى فِيْهَا رِجَالًا مُعَلَّقِيْنَ بِالسَّلَاسِلِ رُؤُوْسُهُمْ أَسْفَلَهُمْ عَرَفْتُ فِيْهَا رِجَالًا مِّنْ قُرَيْشٍ فَانْصَرَفُوْا بِيْ عَنْ ذَاتِ الْيَمِيْنِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ. فَقَالَ نَافِعٌ فَلَمْ يَزَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ.

ہے تو اس نے مجھ سے کہا کہ مت ڈر تو اچھا مرد ہے اگر تو بہت نماز پڑھا کرے سو وہ مجھ کو لے چلے یہاں تک کہ انہوں نے مجھ کو دوزخ کے کنارے پر کھڑا کیا اس کا منہ گول تھا جیسے کنواں گول ہوتا ہے اس کے واسطے قرن ہیں جیسے کنویں کے قرن ہوتے ہیں ہر دو قرن کے درمیان ایک فرشتہ ہے اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز ہے اور میں نے اس میں مردوں کو دیکھا زنجیروں سے لٹکے ان کے سر نیچے کی طرف تھے یعنی الٹے لٹکے تھے میں نے اس میں چند قریشی مردوں کو پہچانا سو وہ فرشتے مجھ کو لے پھرے دائیں طرف سے سو میں نے یہ خواب اپنی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک عبداللہ نیک مرد ہے سو نافع نے کہا سو ہمیشہ رہے عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد بہت نماز پڑھتے یعنی اس کے بعد رات کو تہجد کی نماز بہت پڑھتے تھے۔

فائدہ: مراد قرون سے کنویں کی دونوں جانب ہیں جو پتھروں سے بنائی جاتی ہیں ان پر لکڑی رکھی جاتی ہے اور عادت ہے کہ ہر کنویں کے دو قرن ہوتے ہیں کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض خواب تعبیر کی محتاج نہیں ہوتی اور یہ کہ جو تعبیر اس کی خواب میں کی جائے وہی تعبیر اس کی بیداری میں ہے اس واسطے کہ جو فرشتے نے اس کی تعبیر کہی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زیادہ نہ کہی یعنی جو آخر حدیث میں فرمایا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نیک مرد ہے اور اس میں واقع ہونا وعید کا ہے اوپر ترک سنتوں کے اور جواز وقوع عذاب کے اوپر اس کے، میں کہتا ہوں اور وہ مشروط ہے ساتھ ہمیشگی کرنے کے ترک پر واسطے منہ پھیرنے کے اس سے پس وعید اور تعذیب تو واقع ہوتی ہے حرم پر اور وہ ترک ہے ساتھ قید اعراض کے اور یہ کہ اصل تعبیر پیغمبروں کی طرف سے ہے اسی واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تمنا کی

کہ خواب دیکھے کہ اس کی حضرت ﷺ تعبیر کریں تا کہ ہو یہ اس کے نزدیک اصل اور تصریح کی ہے اشعری نے ساتھ اس کے کہ اصل تعبیر توقیف سے ہے پیغمبروں کی طرف سے اور ان کی زبانوں پر کہا ابن بطال نے کہ لیکن جو وارد ہوا ہے پیغمبروں سے بیچ اس کے اگرچہ اصل ہے سو نہیں عام ہے تمام خوابوں کو سو ضروری ہے واسطے حاذق اس فن کے یہ کہ استدلال کرے ساتھ حسن نظر اپنی کے سو رد کرے اس خواب کو جس پر نص نہیں طرف حکم تمثیل کی اور اس کے واسطے حکم کرے ساتھ نسبت صحیحہ کے سو اس کو اصل ٹھہرائے اور اس کے غیر کو اس کے ساتھ ملحق کرے جیسا فقیہ کرتا ہے اور یہ کہ جائز ہے رات رہنا مسجد میں اور مشروع ہونا نیابت کا بیچ بیان کرنے خواب کے اور ادب ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ساتھ حضرت ﷺ کے اور ڈرنا آپ سے کہ خود اپنا خواب حضرت ﷺ سے بیان نہ کیا اور فضیلت قیام اللیل کی۔ (فتح)

بَابُ الْأَخْذِ عَلَى الْيَمِينِ فِي النَّوْمِ

خواب میں دائیں طرف چلنا

٦٥١١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ أَبِيتُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ مَنْ رَأَى مَنَامًا قَصَّهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ لِي عِنْدَكَ خَيْرٌ فَأَرِنِي مَنَامًا يُعَبِّرُهُ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ مَلَكَيْنِ أَتَيَانِي فَانْطَلَقَا بِي فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِي لَنْ تُرَاعَ إِنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَانْطَلَقَا بِي إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُ بَعْضَهُمْ فَأَخَذَا بِي ذَاتَ الْيَمِينِ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِحَفْصَةَ فَزَعَمَتْ حَفْصَةُ أَنَّهَا قَصَّتْهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ عَبْدَ اللهِ

٦٥١١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نوجوان لڑکا تھا کنوارا حضرت ﷺ کے زمانے میں سو میں رات کو مسجد میں رہتا تھا اور جو آدمی خواب دیکھتا تھا حضرت ﷺ سے بیان کرتا تھا سو میں نے کہا الٰہی! اگر میرے واسطے تیرے پاس کچھ نیکی ہے تو مجھ کو خواب دکھلا کہ حضرت ﷺ اس کی تعبیر فرمائیں سو میں سویا سو میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے سو مجھ کو لے چلے سو ایک اور فرشتہ ان کو ملا تو اس نے مجھ سے کہا کہ مت ڈر بے شک تو نیک مرد ہے سو دونوں مجھ کو دوزخ کی طرف لے گئے سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ گول ہے جیسے کنواں گول ہوتا ہے اور اچانک اس میں لوگ ہیں کہ میں نے بعض کو پہچانا سو دونوں مجھ کو دائیں طرف لے چلے سو جب میں نے صبح کی تو میں نے یہ خواب حفصہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس نے اس کو حضرت ﷺ سے بیان کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک عبداللہ رضی اللہ عنہ نیک مرد ہے اگر رات کو بہت نماز پڑھا کرتا، کہا زہری رحمہ اللہ نے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد رات کو بہت نماز پڑھا کرتے تھے۔

رَجُلٌ صَالِحٌ لَوْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو خواب میں دائیں طرف چلے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دائیں طرف والوں میں سے ہے۔

بَابُ الْقَدَحِ فِي النَّوْمِ — خواب میں پیالہ دیکھنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ خواب میں پیالہ دیکھنا عورت کی جہت سے اور پیالہ بلور کا دلالت کرتا ہے اوپر ظاہر ہونے مخفی چیزوں کے اور چاندی سونے کا پیالہ ثنا نیک ہے۔

٦٥١٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ.

٦٥١٢۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ دودھ کا پیالہ میرے آگے لایا گیا سو میں نے اس سے پیا پھر میں نے اپنا جوٹھا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیا اصحاب نے عرض کیا کہ یا حضرت! آپ نے اس کی کیا تعبیر کی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم۔

بَابُ إِذَا طَارَ الشَّيْءُ فِي الْمَنَامِ — جب خواب میں کوئی چیز اڑے یعنی جس کا اڑنا پیدائشی ہو

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ جو خواب میں دیکھے کہ اُڑتا ہے سو اگر ہو آسمان کی طرف بغیر عروج کے تو پہنچے گا اس کو ضرر اور اگر غائب ہو آسمان میں اور نہ پھرے تو وہ مر جائے گا اور اگر رجوع کرے تو بیماری سے ہوش میں آئے گا اور اگر چوڑا اُڑے تو سفر کرے گا اور پہنچے گا رُتبے کو بقدر اُڑنے کے سو اگر اُڑنا بازو سے ہو تو وہ مال ہے یا بادشاہ جو اپنے پردے میں سفر کرے اور اگر بغیر بازو کے ہو تو دلالت کرتا ہے اوپر تعزیر کے اس چیز میں کہ داخل ہو بیچ اس کے۔ (فتح)

٦٥١٣۔ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْجَرْمِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ

٦٥١٣۔ حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب پوچھا جو آپ نے ذکر کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے واسطے ذکر کیا گیا کہ

نَشِيطٍ قَالَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رُؤْيَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ ذَكَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُكِرَ لِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفُظِعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا فَأُذِنَ لِيْ فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَان. فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَحَدُهُمَا الْعَنَسِيُّ الَّذِيْ قَتَلَهُ فَيْرُوْزٌ بِالْيَمَنِ وَالْاٰخَرُ مُسَيْلِمَةُ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ مجھ کو نظر آیا کہ سونے کے دو کنگن میرے دونوں ہاتھوں میں ڈالے گئے سو میں نے ان کو کاٹ ڈالا اور برا جانا سو مجھ کو حکم ہوا سو میں نے ان کو پھونک ماری سو وہ اڑ گئے سو میں نے دونوں کنگنوں کی تعبیر ان دونوں جھوٹوں سے کی جو نکلے گے یعنی ظاہر ہوں گے، کہا عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک تو عنسی ہے جس کو فیروز نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ یہ خواب اپنے طور پر نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک مثال ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے دونوں کنگنوں کی تعبیر دو جھوٹوں سے کی اس واسطے کہ جھوٹ رکھنا چیز کا ہے بے محل اور اسی طرح جھوٹا رکھتا ہے خبر کو اپنی غیر جگہ میں سو جب حضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے اور حالانکہ وہ حضرت ﷺ کے لباس سے نہیں اس واسطے کہ وہ عورتوں کا لباس ہیں اس سے پہچانا گیا کہ عنقریب ظاہر ہوگا جو پیغمبری کا دعویٰ کرے گا اور نیز سونے کا لباس منع ہے تو اس میں دلیل ہے ان کے جھوٹ پر اور مؤکد ہوا یہ ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ کو حکم ہوا ان میں پھونک مارنے کا سو دونوں اڑ گئے سو اس سے پہچانا گیا کہ ان دونوں کا امر ثابت نہیں رہے گا اور یہ کہ وحی کا کلام جو آپ کے پاس آیا ان کو دور کر دے گا اور پھونک مارنا دلالت کرتا ہے کلام پر اور مسیلمہ کذاب کا حال اور اس کا قتل ہونا جنگ اُحد میں بیان ہو چکا ہے کہا کرمانی نے کہ اسود عنسی کو ذوالحمار کہا جاتا تھا اس واسطے کہ اس نے گدھے کو سکھلایا ہوا تھا کہ جب وہ اس کو کہتا سجدہ کر تو وہ اپنے سر کو جھکاتا تھا کہا ابن عربی نے کہ حضرت ﷺ کو مسیلمہ اور عنسی کے بطلان کی توقع تھی سو محمول کیا خواب کو ان دونوں پر تاکہ ہو اخراج خواب کا دونوں پر اس واسطے کہ جب خواب کی تعبیر کہی جائے تو واقع ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ وحی سے ہو اور اول بات قوی تر ہے اور سونے کے کنگن نہ ہونے میں اشارہ ہے طرف دور ہونے اور معدوم ہونے ان کے امر کی اس واسطے کہ ذہب کے معنی ہیں جانا رہنا۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا رَأَى بَقَرًا تُنْحَرُ

جب خواب میں دیکھے گائے ذبح کی جاتی تو اس کی کیا

تعبیر ہے؟۔

٦٥١٤ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ جَدِّهٖ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أُهَاجِرُ مِنْ مَّكَّةَ إِلٰى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِيْ إِلٰى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرٌ فَإِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِيْهَا بَقَرًا وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَآءَ اللّٰهُ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِيْ آتَانَا اللّٰهُ بِهٖ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ.

٦٥١٤۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہجرت کرتا ہوں مکے سے اس زمین کی طرف جہاں کھجور کے درخت ہیں سو میرا خیال یمامہ یا ہجر کی طرف گیا سو حقیقت میں ہجرت کا مقام تو مدینہ نکلا اور میں نے خواب میں گائے دیکھی قسم ہے اللہ تعالیٰ کی خیر سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شہید ہونا مسلمانوں کا ہے جنگ اُحد کے دن اور اچانک خیر وہ چیز ہے جو لایا اللہ خیر اور ثواب صدق سے جو دیا ہم کو اللہ تعالیٰ نے بعد دن جنگ بدر کے۔

فائدہ: احمد اور نسائی اور دارمی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں مضبوط زرہ میں ہوں اور میں نے دیکھی خواب میں گائے جو ذبح کی جاتی ہے سو میں نے تعبیر کی زرہ مضبوط سے مدینہ اور گائے ذبح کرنا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی خیر ہے اور باب کی حدیث میں اگرچہ گائے کے ذبح کرنے کا ذکر نہیں لیکن بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے اور نہیں ذکر کیا اس کو باب میں واسطے نہ ہونے اس کے بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر کہا اہل تعبیر نے کہ گائے کو خواب میں دیکھنا کئی وجہ سے ہے اگر ایک گائے ہو تو اس کی تعبیر عورت اور خادم اور زمین ہے اور یہ جو کہا کہ بعد جنگ بدر کے تو مراد مابعد سے فتح ہونا خیبر کا ہے پھر مکے کا اور منصوب ہونا یوم کا یعنی جو لایا اللہ تعالیٰ بعد بدر ثانی کے مسلمانوں کے دل ثابت رکھنے سے اور کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ مراد ساتھ خیر کے غنیمت ہو اور بعد لینے بعد خیر کے اور خیر اور ثواب دونوں جنگ بدر میں حاصل ہوئے تھے، میں کہتا ہوں اور اس سیاق میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ قول حضرت ﷺ کا حدیث میں واللہ خیر منجملہ خواب کے اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ مراد ابن اسحاق کی روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خواب میں گائے دیکھی اور خیر دیکھی سو تاویل کیا گائے کو ان اصحاب پر جو جنگ اُحد کے دن قتل ہوئے اور تاویل کیا خیر کو اس چیز پر کہ حاصل ہوئی ان کے واسطے ثواب صدق سے لڑنے میں اور صبر کرنے سے جہاد پر جنگ بدر کے دن اور جو اس کے بعد ہے فتح مکہ تک اور بنا بر اس کے پس مراد ساتھ بعدیت کے نہیں خاص ہے ساتھ اس چیز کے جو درمیان بدر اور اُحد کے ہے اور احتمال ہے کہ مراد بدر سے بدر موعد ہو نہ جنگ مشہور جو سابق ہے اُحد سے اس واسطے

کہ بدر موعد جنگ اُحد کے بعد تھا اور نہیں واقع ہوئی ہے اس میں لڑائی اور جب مشرکین جنگ اُحد سے پھرے تو انہوں نے کہا کہ تمہارے وعدہ کی جگہ آئندہ سال بدر ہے سو حضرت ﷺ آئندہ سال کو بدر کی طرف نکلے اور مشرکین وہاں حاضر نہ ہوئے سو اس کا نام بدر موعد رکھا گیا سو اشارہ کیا ساتھ صدق کے اس طرف کہ انہوں نے اپنا وعدہ سچا کیا اور وعدہ خلاف نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ثواب دیا اس پر ساتھ اس کے جو فتح کیا ان پر بعد اس کے قریظہ اور خیبر سے اور جو اس کے بعد ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ النَّفْخِ فِي الْمَنَامِ خواب میں پھونک مارنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ پھونک مارنے کی تعبیر کلام ہے اور کہا ابن بطال نے کہ مراد ساتھ اس کے دور کرنا اس چیز کا ہے جو پھونک ماری گئی بغیر تکلف شدید کے واسطے سہل ہونے پھونک مارنے کے پھونک مارنے والے پر اور اللہ تعالیٰ نے دونوں جھوٹوں کو ہلاک کیا حضرت ﷺ کی کلام سے۔ (فتح)

٦٥١٥۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أُوْتِيْتُ خَزَآئِنَ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ وَأَهَمَّانِيْ فَأُوْحِيَ إِلَيَّ أَنْ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَآءَ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ.

٦٥١٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں پیچھے ہیں آخرت میں آگے ہوں گے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ اچانک زمین کے خزانے میرے سامنے کیے گئے تو سونے کے دو کنگن میرے دونوں ہاتھوں میں ڈالے گئے سو مجھ پر بہت بھاری پڑے اور انہوں نے مجھ کو غم اور تشویش میں ڈالا تو مجھ کو حکم ہوا کہ ان کو پھونک مار سو میں نے ان کو پھونک ماری یعنی تو وہ جاتے رہے سو میں نے ان دونوں کنگنوں کی تعبیر کی ان دونوں جھوٹوں سے جن کے درمیان میں ہوں صنعاء اور یمامہ والا۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ مراد ساتھ خزانوں کے وہ چیز ہے جو فتح ہوئی حضرت ﷺ کی امت پر غنیمتوں سے کسریٰ اور قیصر وغیرہ کے خزانوں سے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ خزانوں کے چاندی اور سونے کی کانیں ہوں اور کہا اس کے غیر نے کہ مراد اس سے عام تر ہے اور حضرت ﷺ کو بھارے اس واسطے معلوم ہوئے کہ سونا عورتوں کا لباس ہے اور مردوں پر حرام ہے اور پھونک مارنے میں اشارہ ہے طرف حقارت ان کی کے اور مراد حقارت معنوی ہے نہ

حسی اور مراد اڑ جانے سے یہ ہے کہ ان کا امر نابود ہو جائے گا اور کہا بعض نے کہ کنگن کفار بادشاہوں کا لباس ہے کہا قرطبی نے کہ مناسبت اس تاویل کی واسطے اس خواب کے یہ ہے کہ اہل صنعاء اور اہل یمامہ مسلمان ہوئے تھے تو گویا کہ وہ اسلام کے دو بازو تھے سو جب دونوں میں دو جھوٹے ظاہر ہوئے اور ان لوگوں کو ورغلایا اپنی طمع باتوں اور جھوٹے دعویٰ سے تو بہت لوگوں نے اس کے ساتھ دھوکا کھایا تو دونوں ہاتھ بجائے دوشہروں کے ہوئے اور دو کنگن بجائے دو جھوٹوں کے اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ جس وقت حضرت ﷺ یہ خواب بیان کی اس وقت وہ دونوں موجود تھے مسیلمہ کذاب نے تو حضرت ﷺ کی زندگی میں پیغمبری کا دعویٰ کیا لیکن نہ بڑھی شوکت اس کی اور نہ واقع ہوئی لڑائی اس سے مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مارا گیا اور اسود عنسی نے بھی حضرت ﷺ کی زندگی میں پیغمبری کا دعویٰ کیا اور اس کی شوکت بڑی ہوئی اور مسلمانوں سے اس کی لڑائی ہوئی یہاں تک کہ حضرت ﷺ کی زندگی میں مارا گیا کہا ابن عربی نے کہ احتمال ہے کہ یہ تعبیر حضرت ﷺ نے وحی سے کی ہو اور احتمال ہے کہ فال لینے کے واسطے کی ہو۔ (فتح)

بَابُ إِذَا رَأَى أَنَّهُ أَخْرَجَ الشَّيْءَ مِنْ كُوَّرَةٍ فَأَسْكَنَهُ مَوْضِعًا آخَرَ

جب دیکھے کہ اس نے ایک گوشے سے چیز نکالی اور دوسری جگہ رکھی

٦٥١٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ كَأَنَّ امْرَأَةً سَوْدَآءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَآءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ إِلَيْهَا.

٦٥١٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک کالی عورت دیکھی جس کے سر کے بال پریشان تھے مدینے سے نکلی یہاں تک کہ مہیعہ میں جا کر اتری تو میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینے کی وبا مہیعہ میں ڈالی گئی۔

فائدہ: مہیعہ جحفہ کا نام ہے جو مدینے سے چھ کوس ہے وہاں یہودی رہتے تھے مدینے میں اکثر وبا رہتی تھی جب سے کہ حضرت ﷺ نے دعا کی اور یہ خواب دیکھی تو وہاں سے وبا جاتی رہی اور ایک روایت میں ہے کہ نکالی گئی مدینے سے اور سکونت کرائی گئی جحفہ میں اور یہی ہے موافق واسطے ترجمہ کے اور ظاہر ترجمہ کا یہ ہے کہ فاعل اخراج کا حضرت ﷺ ہیں اور گویا کہ منسوب کیا گیا نکالنا طرف حضرت ﷺ کی اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کے واسطے دعا کی کہا مہلب نے کہ یہ خواب قسم خواب معبرہ سے ہے اور وہ وہ ہے جس کے ساتھ مثال بیان کی جائے اور

وجہ تمثیل کی یہ ہے کہ چیرا گیا اسم سودا سے بدی اور بیماری کو پس تاویل کیا گیا نکلنا ان کا ساتھ اس چیز کے کہ جمع کرے اس کے اسم کو اور اس کے بال پریشان ہونے کی تعبیر کی ساتھ اس کے کہ جو فتنہ فساد اٹھائے وہ مدینے سے خارج ہوگا اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ بال پریشان ہونے کے بخار ہے اس واسطے کہ وہ جوش دلاتا ہے بدن کو ساتھ کھڑا کرنے رونگٹے کے خاص کر جب کہ سودا سے ہو۔ (فتح)

بَابُ الْمَرْأَةِ السَّوْدَآءِ

باب ہے کالی عورت کے بیان میں یعنی جو خود آپ خواب میں دیکھے

٦٥١٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسَى حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَدِيْنَةِ رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَآءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى نَزَلَتْ بِمَهْيَعَةَ فَتَأَوَّلْتُهَا أَنَّ وَبَآءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ إِلٰى مَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ.

٦٥١٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب مدینے کے بیان میں کہ میں نے خواب میں ایک کالی عورت دیکھی جس کے سر کے بال پریشان تھے مدینے سے نکلی یہاں تک کہ مہیعہ میں جا کر اتری تو میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینے کی وبا مہیعہ میں ڈالی گئی اور وہ جحفہ ہے۔

بَابُ الْمَرْأَةِ الثَّآئِرَةِ الرَّأْسِ

خواب میں پریشان بالوں والی عورت کو دیکھنا

٦٥١٨۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَآءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَآءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ إِلٰى مَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ.

٦٥١٨۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو پہلے گزرا۔

بَابُ إِذَا هَزَّ سَيْفًا فِي الْمَنَامِ

جب خواب میں دیکھے کہ اس نے تلوار کو ہلایا

٦٥١٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِيْ رُؤْيَايَ أَنِّيْ هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهٗ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهٗ أُخْرٰى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ.

٦٥١٩۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں تلوار کو ہلایا تو وہ سینے سے ٹوٹ گئی تو اس کا انجام مسلمانوں کی شہادت ہوئی جنگ اُحد میں پھر میں نے تلوار کو دوسری بار ہلایا تو پھر ثابت ہوگئی آگے سے اچھی سے تو اس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب کی اور مسلمانوں کی جماعت قائم ہوئی یعنی جنگ اُحد کے بعد خیبر اور مکہ فتح ہوا اور اسلام کے لشکر نے زور پکڑا۔

فائدہ: یہ حدیث ضرب المثل ہے اور مراد تلوار سے اصحاب ہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ حملہ کرتے تھے اور مراد ہلانے سے حکم کرنا ہے ان کو ساتھ لڑائی کے اور مراد ٹوٹ جانے سے قتل ہونا ان کا ہے اور مراد دوسری بار ہلانے اور پھر بدستور ہونے سے جمع ہونا ان کا ہے اور فتح یاب ہونا اوپر ان کے کہا اہل تعبیر نے کہ جو تلوار پائے خواب میں تو وہ بادشاہی پائے گا یا حکومت پائے گا یا امانت یا بی یا اولاد اور اگر تلوار کو میان میں کرے تو وہ نکاح کرے گا اور اگر کسی شخص کو مارے تو اس کی عیب جوئی کرے گا اور اگر خواب میں دیکھے کہ کسی سے لڑتا ہے اور اس کی تلوار اس سے لمبی ہے تو وہ اس پر غالب ہوگا اور بڑی تلوار دیکھے وہ فتنہ ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَذَبَ فِيْ حُلُمِهٖ

جو خواب میں جھوٹ بولے یعنی جو بے دیکھے اپنی طرف سے بنا کر خواب بیان کرے تو وہ مذموم ہے

٦٥٢٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلُمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلٰى حَدِيْثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ أَوْ يَفِرُّوْنَ مِنْهُ صُبَّ فِيْ أُذُنِهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ

٦٥٢٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بے دیکھے اپنی طرف سے بنا کر خواب بیان کرے تو اس کو یہ حکم ہوگا کہ دو جو کو گرہ دے کر جوڑے اور یہ ہرگز نہ کر سکے گا یعنی نہ دو جو میں گرہ پڑ سکے گی نہ اس سے عذاب موقوف ہوگا اور جو کان لگائے قوم کی بات سننے کے واسطے اور اس کا سننا ان کو برا لگتا ہو یا وہ اس سے بھاگتے پھرتے ہوں تو اس کے دونوں کانوں میں پگھلا ہوا شیشہ ڈالا جائے گا قیامت کے دن اور جو کسی جاندار کی تصویر

أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ قَالَ سُفْيَانُ وَصَلَهُ لَنَا أَيُّوبُ وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ مَنْ كَذَبَ فِي رُؤْيَاهُ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الرُّمَّانِيِّ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ مَنْ صَوَّرَ صُورَةً وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنِ اسْتَمَعَ.

بنائے تو اس کو عذاب ہو گا اور اس کو حکم ہو گا کہ اس میں جان ڈالے اور حالانکہ وہ اس میں جان نہ ڈال سکے گا کہا سفیان نے موصول کیا ہے اس کو ہمارے واسطے ایوب نے اور کہا قتیبہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ابوعوانہ نے عکرمہ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے قول اس کا جو اپنی خواب میں جھوٹ بولے، الخ۔

فائدہ: جو خواب میں جھوٹ بولے کہا طبری نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سخت وارد ہوئی ہے وعید بیچ اس کے باوجود اس کے کہ جاگتے جھوٹ بولنا کبھی سخت تر ہوتا ہے اس سے فساد میں اس واسطے کہ کبھی ہوتی ہے شہادت قتل میں یا حد میں یا مال کے لینے میں اس واسطے کہ خواب میں جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو خواب دکھلایا جو اس نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا سخت تر ہے جھوٹ بولنے سے خلق پر اس واسطے کہ جب خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کا اور جو پیغمبری کا حصہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اشعریہ نے کہ اس پر کہ تکلیف مالا یطاق جائز ہے اور جو اس کو منع کرتے ہیں ان کی دلیل یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ اور حمل کیا ہے انہوں نے اس کو امور دنیا پر اور حق یہ ہے کہ تکلیف مذکور حدیث میں وہ تکلیف مصطلح نہیں بلکہ مراد اس سے تعذیب ہے علی الدوام اور یہ جو قید کی کہ اس کا سننا ان کو برا لگتا ہو تو مستثنیٰ ہے اس سے جس سے وہ راضی ہوں یا پکار کر بات کرتے ہوں اور جو وہاں بیٹھا ہو اس کو بلا قصد سنے کہ وہ اس وعید میں داخل نہیں اور حکمت اس وعید میں یہ ہے کہ اول جھوٹ بولنا ہے پیغمبری کی جنس پر اور دوسرے نے تنازع کیا ہے خالق سے اس کی قدرت میں اور اسی طرح داخل ہے اس وعید میں وہ شخص جو سنے بات اس کی جو اپنا دروازہ بند کر کے اپنے گھر والوں کے ساتھ بات چیت کرتا ہو اور اس حدیث میں ہے کہ جو بندگی سے نکلے مستحق ہوتا ہے وہ عقوبت کا بقدر خروج اس کے اور یہ کہ جاہل اس میں اپنی جہالت سے معذور نہیں اور اسی طرح جو اس میں تاویل باطل کرے اس واسطے کہ حدیث میں فرق نہیں کیا کہ اس کے حرام ہونے کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو کہا ابن ابی جمرہ نے کہ سوائے اس کے نہیں کہ نام رکھا ہے جھوٹی خواب کا حلم اور اس کا نام رؤیا نہ رکھا اس واسطے کہ اس نے دعویٰ کیا کہ اس نے خواب دیکھا اور حالانکہ اس نے کچھ نہیں دیکھا سو ہوا کاذب اور جھوٹا اور جھوٹ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شیطان کی طرف سے ہے اور البتہ فرمایا کہ حلم شیطان کی طرف سے ہے اور مناسبت وعید مذکور کی واسطے جھوٹ باندھنے والے کی خواب میں اور واسطے مصور کے یہ ہے کہ خواب ایک مخلوق ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اور وہ صورت معنوی ہے سو اس نے اپنی

جھوٹ سی صورت پیدا کی جو واقع میں نہیں ہوئی جیسی کہ پیدا کی ہے مصور نے وجود میں صورت جو حقیقت میں نہیں اس واسطے کہ صورت حقیقی وہ ہے جس میں روح ہو سو تکلیف دی گئی صاحب لطیف صورت کو یعنی جھوٹی خواب بنانے والے کو ساتھ امر لطیف کے اور وہ دو جو کو جوڑنا ہے گرہ دے کر اور تکلیف دی گئی سورت کثیف یعنی تصویر بنانے والے کو ساتھ امر شدید کے اور وہ یہ ہے کہ اس تصویر میں روح کو پھونکے اور واقع ہوئی ہے وعید ہر ایک کی دونوں میں سے ساتھ اس کے کہ اس کو عذاب ہو گا یہاں تک کہ کرے جس کی اس کو تکلیف دی گئی اور حالانکہ وہ اس کو نہیں کر سکے گا سو مراد اس سے یہ ہے کہ ان کو ہمیشہ عذاب ہوا کرے گا۔ (فتح)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنِ اسْتَمَعَ وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنْ صَوَّرَ نَحْوَهُ تَابَعَهُ هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو کان لگائے اور جو جھوٹی خواب اور صورت بنائے مانند اس کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول اس کا یعنی بعض راویوں نے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف بیان کیا ہے۔

٦٥٢١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أَفْرَى الْفِرٰى أَنْ يُّرِيَ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَ.

٦٥٢١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب بہتانوں میں سے بہت بڑا بہتان یہ ہے کہ اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھلائے جو آنکھوں نے نہیں دیکھی یعنی جھوٹا خواب بنا کر کہے۔

فائدہ: اور معنی نسبت خواب کی طرف آنکھ کی باوجود اس کے کہ آنکھوں نے کچھ نہیں دیکھا یہ ہے کہ اس نے خبر دی دونوں آنکھوں سے ساتھ دیکھنے کے اور حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا رَأٰى مَا يَكْرَهُ فَلَا يُخْبِرْ بِهَا وَلَا يَذْكُرْهَا

جب خواب میں دیکھے وہ چیز جو اس کو بری معلوم ہو تو اس کی خبر نہ دے اور نہ اس کو ذکر کرے

٦٥٢٢۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُوْلُ لَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا فَتُمْرِضُنِيْ حَتّٰى سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُوْلُ وَأَنَا كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا تُمْرِضُنِيْ حَتّٰى سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

٦٥٢٢۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ میں خواب دیکھتا تھا سو مجھ کو بیمار کرتے تھے یہاں تک کہ میں نے سنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہتا تھا اور میں خواب دیکھتا تھا سو مجھ کو بیمار کرتی یہاں تک کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے سو جب کوئی خواب دیکھے جو اس کو محبوب ہو سو نہ بیان کرے اس کو مگر جس

الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ اللّٰهِ فَإِذَا رَأٰى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهٖ إِلَّا مَنْ يُّحِبُّ وَإِذَا رَأٰى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَلْيَتْفِلْ ثَلَاثًا وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ.

سے محبت ہو اور جب بری خواب دیکھے تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اس کی بدی سے اور شیطان کی بدی سے اور چاہیے کہ تھوکے تین بار اور نہ بیان کرے کسی سے سو بے شک وہ اس کو ضرر نہ کرے گی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ بیان کرے اس کو مگر اپنے دوست سے تو یہ اس واسطے کہ جب نیک خواب اپنے دشمن سے بیان کرے تو اس کی تعبیر کرے گا ساتھ اس کے جو نہیں چاہتا یا عداوت سے یا حسد سے سو کبھی واقع ہوتی ہے اوپر اس صفت کے یا جلدی کرتا ہے اپنے نفس کے واسطے اس سے غم سو اس سبب سے حکم فرمایا کہ دشمن سے خواب بیان نہ کرے۔ (فتح)

٦٥٢٣۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا رَأٰى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّهَا مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأٰى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ.

٦٥٢٣۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی خواب دیکھے جو اس کو اچھی معلوم ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے سو چاہیے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اور اس کو بیان کرے اور جب اس کے سوائے اور خواب دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو وہ تو شیطان کی طرف سے ہے سو چاہیے کہ پناہ مانگے اس کی بدی سے اور نہ ذکر کرے اس کو کسی سے سو بے شک وہ اس کو ہرگز نقصان نہ کرے گی۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرَ الرُّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ إِذَا لَمْ يُصِبْ

باب ہے جو نہیں دیکھتا تعبیر خواب کی اول تعبیر کرنے والے کے واسطے جب کہ ٹھیک بات نہ پائے

فائدہ: یہ اشارہ ہے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب کی تعبیر اول تعبیر کرنے والے کے واسطے ہے یعنی جس طرح وہ تعبیر کہے اسی طرح واقع ہوتا ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کے واسطے شاہد ہے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے کہ خواب پرندے کے پاؤں پر ہے جب تک کہ نہ تعبیر کی جائے سو جب تعبیر کی جائے تو واقع ہوتی ہے یعنی جس طرح اس نے تعبیر کی اور ایک روایت میں ہے کہ خواب واقع ہوتی ہے موافق تعبیر کے اور اس کی مثل ایک مرد کی مثل ہے جس نے اپنا پاؤں اٹھایا سو وہ انتظار کرتا ہے کہ کب رکھے سو اشارہ

کیا بخاری رحمہ اللہ نے اس طرف کہ یہ حکم مخصوص ہے ساتھ اس کے جب کہ تعبیر کرنے والا اپنی تعبیر میں ٹھیک بات پا جائے اور لیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اس سے جو باب کی حدیث میں واقع ہوا ہے کہ حضرت ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو نے بعض ٹھیک تعبیر کی اور بعض جگہ پر تو چوک گیا اس واسطے کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ جس چیز میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چوک گئے تھے اگر حضرت ﷺ اس کو اس کے واسطے بیان کرتے تو اس کی وہی تعبیر صحیح ہوتی جو حضرت ﷺ اس کی تعبیر کرتے اور نہ اعتبار ہوتا پہلی تعبیر کا جس میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چوک گئے تھے کہا ابوعبیدہ وغیرہ نے کہ یہ جو کہا کہ خواب کی تعبیر اول تعبیر کرنے والے کے واسطے ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب اول تعبیر کرنے والا عالم ہو پس تعبیر کرے اور ٹھیک بات پا جائے ورنہ ٹھیک بات اس کی ہے جو اس کے بعد تعبیر کرے اس واسطے کہ نہیں ہے مدار مگر اوپر پانے ٹھیک بات کے خواب کی تعبیر میں تا کہ پہنچے ساتھ اس کے طرف اللہ تعالیٰ کی مراد کے اس چیز میں جس کی اللہ تعالیٰ نے مثال بیان کی سو جب ٹھیک بات پا جائے تو نہیں لائق ہے کہ دوسرے سے پوچھے اور اگر ٹھیک بات نہ پائے تو پھر دوسرے سے پوچھے اور لازم ہے اس پر کہ اس کی تعبیر کہے جو اس کے دل میں آئے اور بیان کرے جو دل کو معلوم نہ ہوا، میں کہتا ہوں اور یہ تاویل نہیں موافق ابورزین کی حدیث کو کہ جو خواب کی تعبیر کہی جائے تو واقع ہوتی ہے مگر یہ کہ دعویٰ کیا جائے کہ تعبیر مخصوص ہے ساتھ اس کے کہ اس کا تعبیر کرنے والا عالم مسیّب ہو پس وارد ہوگا اس پر قول حضرت ﷺ کا بری خواب میں کہ نہ بیان کرے اس کو کسی سے اور حکمت اس نہی کی یہ ہے کہ اکثر اوقات وہ اس کی تعبیر بری کہتا ہے ظاہر میں باوجود اس احتمال کے کہ باطن میں بہتر ہو سو واقع ہوتی ہے موافق تعبیر کے اور ممکن ہے جواب ساتھ اس کے کہ یہ متعلق ہے ساتھ دیکھنے والے کے سو جب اس کو کسی سے بیان کرے اور وہ اس کے واسطے اس کی تعبیر بری کہے تو اس کو جائز ہے کہ جلدی کرے اور کسی اور سے اس کی تعبیر پوچھے جو ٹھیک بات پائے پس نہیں ضروری ہے واقع ہونا اول تعبیر کا بلکہ واقع ہوتی ہے تعبیر اس کی جو ٹھیک تعبیر کہے اور اگر خواب دیکھنے والا قصور کرے اور دوسرے سے نہ پوچھے تو واقع ہوتی ہے تعبیر پہلے کی اور تعبیر کرنے والے کے ادب سے ہے جو روایت کی عبدالرزاق نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جب کوئی خواب دیکھے اور اس کو اپنے بھائی سے بیان کرے تو چاہیے کہ کہے بہتری ہمارے واسطے اور بدی ہمارے دشمنوں کے واسطے لیکن اس کی سند منقطع ہے اور ذکر کیا ہے تعبیر کے اماموں نے کہ ادب خواب دیکھنے والے کے سے ہے یہ کہ ہو صادق لہجہ اور یہ کہ سوئے باوضوء اپنی دائیں کروٹ پر اور یہ کہ پڑھے سورۂ والشمس اور واللیل اور سورۂ والتین اور سورۂ اخلاص اور معوذتین اور کہے کہ الٰہی! میں پناہ مانگتا ہوں تیری بدخوابوں سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری شیطان کی کھیل سے خواب اور بیداری میں الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں خواب نیک سچی نافع یاد رہنے والی نہ بھولنے والی اور مجھ کو دکھلا خواب میں جو میں چاہتا ہوں اور اس کے ادب سے ہے یہ کہ نہ بیان کرے اس کو عورت پر اور نہ دشمن پر اور نہ جاہل

پر اور تعبیر کرنے والے کے ادب سے یہ ہے کہ نہ تعبیر کہے اس کی وقت چڑھنے سورج کے اور نہ وقت ڈوبنے اس کے اور نہ وقت زوال کے اور نہ رات کو۔ (فتح)

٦٥٢٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطُفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُوْنَ مِنْهَا فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَإِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِّنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَآءِ فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهٖ فَعَلَوْتَ ثُمَّ أَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهٖ ثُمَّ أَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهٖ ثُمَّ أَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَاللّٰهِ لَتَدَعَنِّيْ فَأَعْبُرَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْبُرْهَا قَالَ أَمَّا الظُّلَّةُ فَالْإِسْلَامُ وَأَمَّا الَّذِيْ يَنْطُفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْآنُ حَلَاوَتُهٗ تَنْطُفُ فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَآءِ إِلَى الْأَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِيْ أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهٖ فَيُعْلِيْكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ مِّنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُوْ بِهٖ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُوْ بِهٖ ثُمَّ يَأْخُذُهٗ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهٖ ثُمَّ يُوَصَّلُ لَهٗ فَيَعْلُوْ

٦٥٢٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ بدلی سے گھی اور شہد ٹپکتا ہے سو میں نے دیکھا کہ لوگ اس سے اپنی انگلیوں میں بھرتے ہیں بعض آدمی زیادہ لیتا ہے اور بعض کم اور اچانک میں نے ایک رسی دیکھی جو آسمان سے زمین تک لٹکتی ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پکڑ کے اوپر چڑھ گئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک اور مرد اس کو پکڑ کے چڑھ گیا پھر ایک اور مرد اس کو پکڑ کے چڑھ گیا پھر ایک اور مرد نے اس کو پکڑا سو وہ رسی ٹوٹ گئی پھر جوڑی گئی یعنی سو وہ بھی چڑھ گیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ماں باپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اگر اجازت ہو تو میں اس خواب کی تعبیر کہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو ہی اس کی تعبیر کہہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ بدلی تو اسلام کی بدلی ہے اور گھی اور شہد جو ٹپکتا ہے سو قرآن ہے اور اس کی شیرینی ٹپکتی ہے اور جو لوگ انگلیوں میں لیتے ہیں سو قرآن خواں ہیں کسی کو بہت قرآن یاد ہے اور کسی کو کم اور بہر حال وہ رسی جو آسمان سے زمین تک لٹکتی ہے سو وہ دین حق ہے جس پر آپ قائم ہیں سو آپ اس کو پکڑیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے سبب سے اپنی طرف چڑھا لے گا پھر آپ کے بعد ایک اور مرد اس کو پکڑ کے اوپر چڑھ جائے گا پھر ایک اور مرد اس کو پکڑ کے چڑھ جائے گا پھر ایک اور مرد اس کو پکڑے گا تو وہ رسی اس کے ساتھ ٹوٹ جائے گی پھر اس کے واسطے جوڑی جائے گی تو وہ بھی اس کے ساتھ چڑھ جائے

بِهٖ فَأَخْبِرْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا قَالَ فَوَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّيْ بِالَّذِيْ أَخْطَأْتُ قَالَ لَا تُقْسِمْ.

گا سو یا حضرت! مجھ کو خبر دیجیے کہ میں نے ٹھیک تعبیر کی یا میں کہیں چوک گیا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے بعض جگہ ٹھیک تعبیر کہی اور بعض جگہ تو چوک گیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی قسم ہے اللہ تعالیٰ کی یا حضرت! آپ مجھ کو بتلائیے کہ جو میں چوک گیا، حضرت ﷺ نے فرمایا نہ قسم دے یعنی اور حضرت ﷺ نے انکار کیا خبر دینے سے۔

فائدہ: کہا مہلب نے تو جیہ تعبیر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ بدلی ایک نعمت ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بہشتیوں پر اور اسی طرح بنی اسرائیل پر بھی اور اسی طرح اسلام بچاتا ہے ایذاء سے اور چین پاتا ہے ساتھ اس کے ایماندار دنیا اور آخرت میں اور بہرحال شہد سو اللہ تعالیٰ نے اس کو لوگوں کے واسطے شفا ٹھہرایا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن شفا ہے سینے کی بیماریوں کے واسطے اور وہ میٹھا ہے کانوں پر شہد کی طرح مذاق ہیں اور جن لوگوں نے رسی کو حضرت ﷺ کے بعد پکڑا تھا وہ تینوں خلیفے ہیں اور جس کے ساتھ رسی ٹوٹ گئی پھر جوڑی گئی تھی وہ عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور بعض علماء نے کہا کہ ہر چند تعبیر ٹھیک تھی لیکن خطا یہ ہوئی کہ حضرت ﷺ سے تعبیر کی اجازت مانگی اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صبر کرتے اور حضرت ﷺ خود اس کی تعبیر کہتے تو خوب ہوتا اور موافق تر ساتھ حدیث کے یہ ہے کہ خطا خواب کی تعبیر میں ہوئی یعنی چوک گیا تو اپنی بعض تاویل میں نہ اس واسطے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے اس کی تعبیر کی اجازت مانگی اور تائید کرتا ہے اس کی ترجمہ بخاری رحمہ اللہ کا جہاں کہا کہ جو نہیں دیکھتا تعبیر خواب کی واسطے اول تعبیر کرنے والے کے جب کہ ٹھیک بات نہ پائے اور بعض علماء یوں کہتے ہیں کہ بعض عبارت کی تعبیر میں خطا نہ ہوئی شہد کی تعبیر تو قرآن سے خوب ہوئی لیکن گھی کی حدیث کو کہنا تھا ذکر کیا گیا ہے یہ طحاوی سے اور حکایت کیا ہے اس کو خطیب نے اہل تعبیر سے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے تعبیر کی اجازت اس واسطے مانگی تھی تا کہ حضرت ﷺ کے سامنے اس کی تعبیر کہیں اور حضرت ﷺ اس تعبیر کو سنیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس سے اپنے علم کا اندازا پہچانیں واسطے تقریر حضرت ﷺ کے اور احتمال ہے کہ مراد گھی اور شہد سے علم اور عمل ہو اور احتمال ہے کہ فہم اور حفظ ہو کہا نووی رحمہ اللہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قسم کو سچا نہ کہا اس واسطے کہ قسم کا سچا کرنا تو وہاں ہوتا ہے جہاں کو مفسدہ نہ ہو اور نہ مشقت ظاہرہ اور اگر وہاں یہ ہو تو نہیں ہے سچا کرنا قسم کا اور شاید مفسدہ اس میں وہ چیز ہے جو معلوم کی حضرت ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کی رسی ٹوٹنے سے اور وہ قتل ہونا اس کا ہے اور یہ لڑائیاں اور فتنے وفساد جو اس پر مرتب ہیں سو حضرت ﷺ نے اس کے ذکر کرنے کو برا جانا واسطے خوف مشہور ہو جانے اس کے اور احتمال ہے کہ اس کا سبب یہ ہو کہ اگر حضرت ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے واسطے اس کا سبب بیان کرتا تو اس سے لازم آتا کہ

اس کو لوگوں کے درمیان جھڑکی دیں اور احتمال ہے کہ ہو چوک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیچ ترک تعیین ان مردوں کے جو حدیث میں مذکور ہیں سو اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قسم کو سچا کرتے تو اس سے لازم آتا کہ ان کو معین کریں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا حکم نہ تھا اس واسطے کہ اگر ان کو معین کرتے ہر ایک کا نام لے کر تو ہوتی نص ان کی خلافت پر اور اللہ تعالیٰ کی مشیت میں سابق ہو چکا ہے کہ خلافت اسی وجہ پر ہوگی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعیین نہ کی اس خوف سے کہ واقع ہو فتنہ بیچ اس کے اور بعض نے کہا کہ مراد خطائت اور اصبت سے یہ ہے کہ تعبیر خواب کا مرجع گمان ہے اور گمان میں کبھی چوک ہوتی ہے اور کبھی ٹھیک بات پا لیتا ہے، میں کہتا ہوں اور یہ سب جو گزر چکا ہے اس کو میں نے بطور حکایت کے نقل کیا ہے ورنہ میں راضی نہیں کہ خطا اور توہم وغیرہ کا لفظ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں بولا جائے اور بعض نے کہا کہ چوک عثمان رضی اللہ عنہ کے خلع میں ہے اس واسطے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے رسی کو پکڑا اور وہ رسی ٹوٹ گئی اور یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ خود بخود اس سے نکلے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس کو خلافت سے خلع نہیں کیا تو صواب یہ ہے کہ مراد اس سے کوئی اور شخص ہو سوائے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور احتمال ہے کہ ترک کیا ہو سچا کرنا قسم کا واسطے اس چیز کے کہ داخل ہوتی ہے نفسوں میں خاص کر اس شخص سے جس کے ہاتھ میں رسی ٹوٹ گئی اگرچہ جوڑی گئی اور بعض نے کہا کہ مراد چوکنا ہے اس امر میں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم دی اور بعض نے کہا کہ صواب تعبیر میں یہ ہے کہ مراد بدلی سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور کہا بعض عارفوں نے کہ دین کا مقتضا یہ ہے کہ اس بات سے باز رہے اس امر میں کلام نہ کرے اور نہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف خطا کو منسوب کرے بلکہ واجب ہے اور سکوت اختیار کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ علماء نے اس خطا کے بیان کرنے میں جرأت کی باوجود اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیان نہیں کیا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرنے سے اس وقت مفسدہ پیدا ہوتا تھا اور اب اس مفسدے کا خوف نہیں رہا باوجود اس کے کہ جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے وہ سب کا سب بطریق احتمال کے ہے اور کسی بات کا ان میں سے پکا یقین نہیں اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں یہ کہ بے شک خواب تعیین ہے اول تعبیر کرنے والے کے واسطے اور یہ کہ نہیں مستحب ہے سچا کرنا قسم کا جب کہ اس میں مفسدہ ہو اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر تعلیم کرنے علم خوابوں کے اور تعبیر خوابوں کے اور فضیلت ان کے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے اس پر اطلاع سے اوپر بعض غیب چیزوں کے اور کائنات کی چھپی چیزوں کے اور یہ کہ نہ تعبیر کرے خواب کی مگر عالم ناصح امین حبیب اور یہ کہ تعبیر کرنے والا کبھی چوک جاتا ہے اور کبھی ٹھیک بات پا جاتا ہے اور یہ کہ جائز ہے عالم تعبیر کے واسطے یہ کہ چپ رہے تعبیر خوابوں کی سے یا بعض خوابوں کی سے جب کہ چھپانا راجح ہو ذکر کرنے پر اور محل اس کا وہ ہے جب کہ اس میں عموم ہو اور اگر ایک کے ساتھ مثلاً خاص ہو تو نہیں ہے کچھ ڈر کہ خبر دے ساتھ اس کے تا کہ صبر کے واسطے تیاری کرے اور یہ کہ جائز ہے عالم کے واسطے ظاہر کرنا علم کا جب کہ اس کی نیت خالص ہو اور خود پسندی

سے امن ہو اور کلام کرنا عالم کا ساتھ علم کے سامنے اس کے جو اس سے زیادہ تر عالم ہو جب کہ اس کو صریح اجازت دے اور اسی طرح جائز ہے فتویٰ دینا اور حکم کرنا۔ (فتح)

بَابُ تَعْبِيْرِ الرُّؤْيَا بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ — صبح کی نماز کے بعد خواب کی تعبیر کہنا

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف ضعف اس چیز کی کہ جو روایت کی عبدالرزاق نے بعض علماء سے کہ نہ بیان کر اپنی خواب کو عورت پر اور نہ خبر دے ساتھ اس کے یہاں تک کہ سورج نکلے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو قائل ہے اہل تعبیر سے کہ مستحب ہے کہ ہو تعبیر خواب کی سورج نکلنے کے رابعہ تک اور عصر سے سورج ڈوبنے تک اس واسطے کہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر مستحب ہونے تعبیر اس کی کے سورج نکلنے سے پہلے کہا مہلب نے کہ صبح کی نماز کے وقت خواب کی تعبیر کہنا اولیٰ ہے اور وقتوں سے اس واسطے کہ اس کو اس وقت خواب بخوبی یاد ہوتی ہے کہ اس کے دیکھنے کا وقت قریب ہوتا ہے صبح کی نماز سے برخلاف اور وقت کے کہ دم بدم اس سے دور ہوتا ہے اور تعبیر کرنے والے کا ذہن حاضر ہوتا ہے اور اس وقت اس کو اپنے معاش کے فکر کا شغل کم ہوتا ہے اور تاکہ پہچان لے خواب دیکھنے والا جو عارض ہوگا اس کو خواب کے سبب سے سو بشارت لے ساتھ خیر کے اور بچے اور ڈرے بدی سے اور اس کے واسطے سامان کرے سو اکثر اوقات خواب ڈرانا ہوتا ہے گناہوں سے تو گناہوں سے باز رہتا ہے اور بہت اوقات کسی کام سے ڈرانا ہوتا ہے سو وہ اس کا منتظر رہتا ہے۔ (فتح)

٦٥٢٥۔ حَدَّثَنِيْ مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ أَبُوْ هِشَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يُكْثِرُ أَنْ يَقُوْلَ لِأَصْحَابِهٖ هَلْ رَأٰى أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنْ رُّؤْيَا قَالَ فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُصَّ وَإِنَّهٗ قَالَ ذَاتَ غَدَاةٍ إِنَّهٗ أَتَانِيَ اللَّيْلَةَ آتِيَانِ وَإِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِيْ وَإِنَّهُمَا قَالَا لِيَ انْطَلِقْ وَإِنِّيْ انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَإِنَّا أَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّضْطَجِعٍ وَإِذَا آخَرُ قَآئِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَإِذَا هُوَ يَهْوِيْ بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهٖ

٦٥٢٥۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے بہت فرمایا کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے سو بیان کرتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ بیان کرے اور بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صبح کو ہم سے کہا کہ بے شک شان یہ ہے کہ رات کو دو آنے والے میرے پاس آئے اور دونوں نے مجھ کو جگایا اور مجھ سے کہا کہ چل اور بے شک میں ان کے ساتھ چلا اور ہم ایک مرد کے پاس آئے کو کروٹ پر لیٹا تھا اور اچانک ایک مرد اس کے سر پر پتھر لیے کھڑا ہے سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے سر پر پتھر مارنے کے واسطے جھکتا ہے اور اس کے سر کو کچلتا ہے تو پتھر لڑھک جاتا ہے اس طرف تو وہ پتھر کے پیچھے جاتا ہے کہ لے آئے سو وہ اس کی طرف نہیں پھرتا

فَيَثْلَغُ رَأْسَهُ فَيَتَهَدْهَدُ الْحَجَرُ هَا هُنَا فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَأْخُذُهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتّٰى يَصِحَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُوْلٰى قَالَ قُلْتُ لَهُمَا سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَا لِيَ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوْبٍ مِّنْ حَدِيْدٍ وَإِذَا هُوَ يَأْتِيْ أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهٖ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهٗ إِلٰى قَفَاهُ وَمَنْخِرَهٗ إِلٰى قَفَاهُ وَعَيْنَهٗ إِلٰى قَفَاهُ قَالَ وَرُبَّمَا قَالَ أَبُوْ رَجَاءٍ فَيَشُقُّ قَالَ ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ فَيَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْأَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذٰلِكَ الْجَانِبِ حَتّٰى يَصِحَّ ذٰلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُوْلٰى قَالَ قُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَا لِيَ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى مِثْلِ التَّنُّوْرِ قَالَ فَأَحْسِبُ أَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فَإِذَا فِيْهِ لَغَطٌ وَّأَصْوَاتٌ قَالَ فَاطَّلَعْنَا فِيْهِ فَإِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَّنِسَاءٌ عُرَاةٌ وَإِذَا هُمْ يَأْتِيْهِمْ لَهَبٌ مِّنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ فَإِذَا أَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰؤُلَاءِ قَالَ قَالَا لِيَ انْطَلِقِ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ حَسِبْتُ أَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ أَحْمَرَ مِثْلِ الدَّمِ وَإِذَا فِي النَّهَرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَّسْبَحُ

یہاں تک کہ اس کا سر درست ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلے تھا سو وہ مرد اس کی طرف پلٹ آتا ہے تو اس کے ساتھ کرتا ہے جیسے پہلی بار اس کے ساتھ کیا تھا تو میں نے دونوں سے کہا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چل آگے چل فرمایا سو ہم چلے یہاں تک کہ ہم چت لیٹے مرد کے پاس آئے اور اچانک ایک اور مرد اس کے ہاتھ میں لوہے کی سنی ہے اور اچانک وہ اس کے منہ کی طرف آتا ہے تو وہ اس کے گل پڑے کو پھاڑ ڈالتا ہے اس کی گدی تک اور اس کی ناک کی سوراخ کو اس کی پیٹھ تک اور اس کی آنکھ اس کی پیٹھ تک کہا اور اکثر اوقات ابورجا راوی نے کہا فیشق بدل فیشرشر کی پھر اس کی دوسری جانب کی طرف پھرتا ہے سو اس کے ساتھ کرتا ہے جیسا پہلی جانب کے ساتھ کیا تھا سو نہیں فارغ ہوتا اس جانب سے یہاں تک کہ دوسری جانب درست ہو جاتی ہے جیسے تھی پھر اس کی طرف پلٹ آتا ہے تو اس کے ساتھ کرتا ہے جیسا پہلی بار کیا حضرت ﷺ نے فرمایا میں نے کہا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چل آگے چل سو ہم چلے تو ایک گڑھے پر جو مثل تنور کی تھا پہنچے کہا راوی نے سو میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ فرماتے تھے سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں شور وغل ہے سو ہم اس میں جھانکنے لگے سو اچانک اس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں سو اچانک ان کو نیچے سے لپٹ آتی ہے سو جب ان کو یہ لپٹ آتی ہے تو چلاتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں نے ان سے کہا کہ یہ کون ہیں تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چل آگے چل سو ہم چلے یہاں تک کہ ایک نہر پر پہنچے میں گمان کرتا ہوں کہ فرماتے تھے کہ وہ سرخ رنگ تھی خون کی

وَإِذَا عَلَى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيْرَةً وَإِذَا ذٰلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ ثُمَّ يَأْتِي ذٰلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا فَيَنْطَلِقُ يَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ فَغَرَ لَهُ فَاهُ فَأَلْقَمَهُ حَجَرًا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَا لِيَ انْطَلِقِ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ كَرِيْهِ الْمَرْآةِ كَأَكْرَهِ مَا أَنْتَ رَاءٍ رَجُلًا مَرْآةً وَإِذَا عِنْدَهُ نَارٌ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَا قَالَ قَالَا لِيَ انْطَلِقِ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ فِيْهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيْعِ وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَيِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيْلٌ لَا أَكَادُ أَرٰى رَأْسَهُ طُوْلًا فِي السَّمَآءِ وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أَكْثَرِ وِلْدَانٍ رَأَيْتُهُمْ قَطُّ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَا مَا هٰؤُلَاءِ قَالَ قَالَا لِيَ انْطَلِقِ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَانْتَهَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ عَظِيْمَةٍ لَمْ أَرَ رَوْضَةً قَطُّ أَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا أَحْسَنَ قَالَ قَالَا لِيَ ارْقَ فِيْهَا قَالَ فَارْتَقَيْنَا فِيْهَا فَانْتَهَيْنَا إِلَى مَدِيْنَةٍ مَّبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَّلَبِنِ فِضَّةٍ فَأَتَيْنَا بَابَ الْمَدِيْنَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا فَدَخَلْنَاهَا فَتَلَقَّانَا فِيْهَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِّنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ قَالَ قَالَا لَهُمُ اذْهَبُوْا

طرح اور اچانک نہر میں ایک مرد ہے تیرنے والا جو تیرتا ہے اور اچانک نہر کے کنارے پر ایک مرد ہے اس نے اپنے پاس بہت پتھروں کو جمع کیا ہے سو جب یہ تیرنے والا تیرتا ہے جو تیرتا ہے پھر آتا ہے اس مرد کی طرف جس نے پتھروں کو جمع کیا یعنی چاہتا ہے کہ نکلے تو اس کے واسطے اپنا منہ کھولتا ہے تو وہ کنارے والے اس کے منہ میں پتھر مارتا ہے سو وہ چلتا ہے اور اس نہر میں تیرتا ہے پھر اس کی طرف پلٹ آتا ہے جب اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس کے واسطے منہ کھولتا ہے تو وہ اس کے منہ میں پتھر ڈالتا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دونوں سے کہا کہ یہ کون ہیں؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ چل چل فرمایا سو ہم چلے یہاں تک کہ ہم ایک مرد بدشکل پر پہنچے جیسے تو بہت بدشکل مرد اور عورت دیکھے ہوں اور اچانک اس کے پاس آگ ہے اس کو بھڑکا رہا ہے اور اس کے گرد دوڑتا ہے میں نے دونوں سے کہا یہ کون ہے؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ چل چل سو ہم چلے سو ہم ایک باغ تک پہنچے کہ اس میں ہر قسم شگوفہ بہار کا تھا اور اچانک باغ کے درمیان ایک دراز قد مرد ہے نہیں قریب کہ میں اس کے سر کو دیکھوں بسبب درازی کے آسمان میں اور اچانک اس مرد کے گرد لڑکے ہیں میں نے کبھی اس سے زیادہ تر لڑکے نہیں دیکھے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان دونوں سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ یہ کون ہیں؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چل آگے چل فرمایا سو ہم چلے ہم ایک بڑے باغ تک پہنچے کہ میں نے کبھی کوئی باغ اس سے بہتر اور افضل نہیں دیکھا دونوں نے مجھ سے کہا کہ اس میں چڑھ سو ہم اس میں چڑھے سو ہم ایک شہر تک پہنچے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا سو

فَقَعُوْا فِيْ ذٰلِكَ النَّهَرِ قَالَ وَإِذَا نَهَرٌ مُّعْتَرِضٌ يَّجْرِيْ كَأَنَّ مَآءَهُ الْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ فَذَهَبُوْا فَوَقَعُوْا فِيْهِ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَ قَالَا لِيْ هٰذِهٖ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَ فَسَمَا بَصَرِيْ صُعُدًا فَإِذَا قَصْرٌ مِّثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَآءِ قَالَ قَالَا هٰذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمَا ذَرَانِيْ فَأَدْخُلَهٗ قَالَا أَمَّا الْآنَ فَلَا وَأَنْتَ دَاخِلُهٗ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا فَإِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا فَمَا هٰذَا الَّذِيْ رَأَيْتُ قَالَ قَالَا لِيْ أَمَا إِنَّا سَنُخْبِرُكَ أَمَّا الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِيْ أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَأْسُهٗ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهٗ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُ شِدْقُهٗ إِلٰى قَفَاهُ وَمَنْخِرُهٗ إِلٰى قَفَاهُ وَعَيْنُهٗ إِلٰى قَفَاهُ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُوْ مِنْ بَيْتِهٖ فَيَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تَبْلُغُ الْآفَاقَ وَأَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ الْعُرَاةُ الَّذِيْنَ فِيْ مِثْلِ بِنَآءِ التَّنُّوْرِ فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِيْ وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ أَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبَحُ فِي النَّهَرِ وَيُلْقَمُ الْحَجَرَ فَإِنَّهٗ آكِلُ الرِّبَا وَأَمَّا الرَّجُلُ الْكَرِيْهُ الْمَرْآةِ الَّذِيْ عِنْدَ النَّارِ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا فَإِنَّهٗ مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ وَأَمَّا الرَّجُلُ

ہم شہر کے دروازے پر آئے تو ہم نے چاہا کہ دروازہ کھلے سو ہمارے واسطے دروازہ کھولا گیا سو ہم اس کے اندر داخل ہوئے سو ہم کو اس میں کچھ مرد ملے ان کی آدھی شکل جیسی کہ تو نے بہت اچھی شکل دیکھی اور آدھی شکل جیسی کہ تو نے بہت بری شکل دیکھی ہو تو فرمایا دونوں نے ان سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں غوطہ لگاؤ اور اچانک ایک نہر ہے کہ جاری ہوتی ہے چوڑائی میں جیسے اس کا پانی خالص دودھ ہے سفیدی میں سو وہ گئے اور اس میں کود پڑے پھر ہماری طرف پھرے اس حال میں کہ ان سے یہ بدی یعنی بدصورتی جاتی رہی تو ہو گئے نہایت اچھی صورت میں یعنی جو آدھا حصہ ان کا بدصورت تھا وہ بھی خوبصورت ہو گیا تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ یہ بہشت ہے ہمیشہ رہنے کا یعنی یہ شہر اور یہ تیری جگہ ہے تو میری آنکھ نے اوپر کی طرف بہت اونچی نظر کی سو اچانک ایک محل ہے سفید بدلی کی طرح تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ یہ ہے تیری جگہ تو میں نے دونوں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم میں برکت کرے مجھ کو چھوڑو کہ میں اس میں داخل ہوں تو دونوں نے کہا کہ اس وقت تو تو داخل نہیں ہو گا اور تو اس میں داخل ہونے والا ہے یعنی بعد موت کے حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں نے دونوں سے کہا کہ بے شک میں نے ابتدا آج کی رات سے عجب دیکھا سو کیا ہے یہ جو میں نے دیکھا؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا خبردار ہو بے شک ہم تجھ کو خبر دیں گے بہر حال پہلا مرد جس پر تو آیا تھا جس کا سر پتھر سے کچلا جاتا تھا سو وہ مرد تھا جو قرآن کو سیکھ کر چھوڑ دیتا ہے اور فرض نماز سے سو جاتا ہے نہیں پڑھتا اور جس مرد پر تو آیا تھا جس کے گل پھڑی چیری جاتی تھی پیٹھ تک اور اس کی ناک اور آنکھ پیٹھ تک سو وہ مرد ہے جو

الطَّوِيْلُ الَّذِیْ فِي الرَّوْضَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيْمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِيْنَ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِّنْهُمْ حَسَنًا وَّشَطْرٌ مِّنْهُمْ قَبِيْحًا فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

صبح کو گھر سے نکلتا تھا اور جھوٹی باتیں بنا کر لوگوں سے کہتا تھا یہاں تک کہ سارے جہان میں اس کا جھوٹ مشہور ہو جاتا تھا اور بہر حال ننگے مرد اور عورتیں جو تنور جیسے گڑھے میں تھے تو وہ حرام کار عورتیں اور مرد ہیں اور جس مرد پر تو آیا کہ نہر میں تیرتا تھا اور پتھر کھاتا تھا سو وہ سود خور ہے اور جو مرد بدشکل کہ آگ کے پاس تھا اس کو بھڑکاتا تھا اور اس کے گرد دوڑتا تھا سو مالک ہے دوزخ کا داروغہ اور جو دراز قد مرد کہ باغ میں تھا سو وہ ابراہیم علیہ السلام ہے اور جو لڑکے کہ اس کے گرد تھے سو ہر لڑکا ہے جو فطرت اسلام پر مرا کہا راوی نے سو بعض مسلمانوں نے کہا یا حضرت! اور مشرکوں کی اولاد؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکوں کی اولاد کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ مسلمانوں کی اولاد کے ساتھ ملحق ہیں (یعنی اور یہ جو فرمایا ھم من آبائھم تو یہ اس کو معارض نہیں اس واسطے کہ یہ دنیا کا حکم ہے) اور جو لوگ آدھے خوبصورت اور آدھے بدشکل تھے سو وہ لوگ ہیں جنہوں نے نیک اور بد عملوں کو ملایا اللہ تعالیٰ نے ان سے معاف کیا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے اور پہلا گھر جس میں تو داخل ہوا تھا سو وہ عام مسلمانوں کا گھر ہے اور یہ شہیدوں کا گھر ہے اور میں جبریل ہوں اور یہ میکائیل ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے مرد اور عورتیں دیکھیں نہایت بدصورت ان کے بدنوں سے پاخانوں کی طرح بو آتی ہے میں نے کہا یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ لوگ حرام کار ہیں پھر ہم نے آگے مردے دیکھے سوجے ہوئے نہایت بدبودار کہا کہ یہ کافروں کے مردے ہیں پھر ہم نے آگے اور مرد دیکھے جو درختوں کے سائے میں سوتے ہیں میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ دونوں نے کہا کہ یہ مسلمانوں کے مردے ہیں پھر ہم نے اس سے آگے اور مرد دیکھے نہایت خوبصورت اور خوشبودار اور کہا کہ یہ لوگ صدیق اور شہید اور صالحین ہیں اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں ایک یہ کہ معراج کئی بار واقع ہوئی جاگتے بھی اور سوتے بھی کئی طرح پر اور یہ کہ بعض گنہگاروں کو عذاب ہوتا ہے برزخ میں اور اس میں تحذیر ہے سو جانے سے فرض نماز سے اور قرآن چھوڑنے سے اس کے واسطے جس کو یاد ہو اور اس میں ڈرانا ہے زنا سے اور سود کھانے سے اور عمدًا جھوٹ بولنے سے اور یہ کہ جس کے واسطے بہشت میں محل ہیں وہ اس میں نہیں رہے گا اس حال میں کہ دنیا میں ہو یعنی زندہ بلکہ مرنے کے بعد اس میں

داخل ہوگا یہاں تک کہ پیغمبر اور شہید بھی اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر طلب علم کے اور اس میں فضیلت شہیدوں کی ہے اور یہ کہ ان کی جگہ بہشت میں سب جگہوں سے اونچی ہے اور نہیں لازم آتا اس سے کہ ابراہیم علیہ السلام سے بھی بلند تر درجہ ہو کیونکہ احتمال ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا وہاں رہنا بسبب پرورش لڑکوں کے ہو اور ان کی جگہ اعلیٰ علیین میں ہو شہیدوں کی جگہوں سے اونچی جیسا کہ معراج میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کو پہلے آسمان میں دیکھا اور حالانکہ ان کی جگہ اعلیٰ علیین میں ہے سو جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر ایک ان میں سے اپنی اپنی جگہ میں قرار گیر ہوگا اور یہ کہ جس کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں اللہ تعالیٰ اس سے معاف کرے گا الٰہی! ہم سے معاف کر اپنی رحمت کے ساتھ اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے اور اس حدیث میں اہتمام کرنا ہے ساتھ امر خواب کے ساتھ سوال کرنے کے اس سے اور فضیلت اس کی تعبیر کی اور مستحب ہونا بعد نماز صبح کے اس واسطے کہ اس وقت دل جمع ہوتا ہے اور اس میں متوجہ ہونا امام کا ہے طرف نمازیوں کی بعد نماز کے جب کہ اس کے بعد سنت مؤکدہ نہ ہو اور ارادہ کرے کہ ان کو وعظ کرے یا فتویٰ دے یا ان میں حکم کرے اور یہ کہ استقبال قبلے کا ترک کرنا واسطے متوجہ ہونے کے نمازیوں پر مکروہ نہیں بلکہ مشروع اور درست ہے مانند خطبہ پڑھنے والے کے کہا کرمانی نے کہ مناسب عقوبت مذکورہ کی اس میں واسطے گناہوں کے ظاہر ہے سوائے زنا کے کہ اس میں خفا ہے اور اس کا بیان یہ ہے کہ ننگا ہونا رسوائی ہے مانند زنا کی اور زانی کی شان سے ہے طلب کرنا خلوت کا سو مناسب ہوا اس کو تنور اور نیز اس نے کہا کہ حکمت بیچ اقتصار کرنے کے فقط انہیں گنہگاروں پر سوائے غیر ان کے یہ ہے کہ عقوبت متعلق ہے ساتھ قول اور فعل کے سو اول بنا بر اس چیز کے ہے کہ نہیں لائق ہے کہ کہی جائے اور دوسرا یا بدنی ہے یا مالی ہے سو ان میں سے ہر ایک کے واسطے ایک مثال بیان کی تا کہ اس کے ساتھ تنبیہ کی جائے ان لوگوں پر جو ان کے سوائے ہیں جیسے کہ تنبیہ کی ساتھ اس شخص کے کہ ذکر کیا گیا ہے اہل ثواب سے اور یہ کہ وہ چار مراتب پر ہیں اول درجے پیغمبروں کے دوم درجے امت کے سب سے اعلیٰ شہید لوگ ہیں تیسرے وہ جو بالغ ہوں چوتھے وہ جو بالغ نہ ہوں۔ (فتح)

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب الدیات

كتاب استتابة المعاندين والمرتدين

کتاب الاکراہ

کتاب الحیل

کتاب التعبیر

❀......❀......❀

فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۳۰

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَضَّ عَلَى اتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْحَرَمَانِ مَكَّةُ وَالْمَدِيْنَةُ وَمَا كَانَ بِهَا مِنْ مَّشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمِنبَرِ وَالْقَبْرِ.

جو ذکر کیا حضرت ﷺ نے اور رغبت دلائی اوپر اتفاق کرنے اہل علم کے اور جس پر اجماع کیا ہے مکے اور مدینے والوں نے اور جو ہے مدینے میں حضرت ﷺ اور مہاجرین اور انصار کے حاضر ہونے کی جگہ سے اور جو ہے وہاں حضرت ﷺ کی جائے نماز اور منبر اور قبر سے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اجماع وہ اتفاق ہے اہل حل اور عقد کا یعنی مجتہدین کا حضرت ﷺ کی امت سے کسی امر پر دینی امروں میں سے اور صرف مکے اور مدینے کے مجتہدوں کا اتفاق جمہور کے نزدیک اجماع نہیں جب تک کہ اور سب شہروں کے مجتہدین ان کے ساتھ شامل نہ ہوں اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ مدینے والوں کا اجماع حجت ہے اور عبارت بخاری رحمہ اللہ کی مشعر ہے ساتھ اس کے کہ مکے اور مدینے والوں کا اجماع حجت ہے میں کہتا ہوں شاید مراد بخاری رحمہ اللہ کی ترجیح ہے نہ دعویٰ اجماع کا اور جب مالک رحمہ اللہ اور اس کے پیروکار صرف اہل مدینہ کے اجماع کو حجت جانتے ہیں تو جب اہل مکہ ان کے ساتھ موافق ہوں تو پھر وہ اس کے ساتھ بطریق اولیٰ قائل ہوں گے اور البتہ نقل کیا ہے ابن تین نے سحنون سے اعتبار اجماع اہل مکہ کا ساتھ اہل مدینہ کے یہاں تک کہ اگر سب اتفاق کریں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کسی چیز میں ان کے مخالف ہوں تو وہ اجماع نہیں گنا جاتا اور یہ مبنی ہے اس پر کہ مدت مخالف کی اثر کرتی ہے بیچ ثابت ہونے اجماع کے یعنی اجماع ثابت نہیں ہوتا جب کہ کوئی مخالف ہو۔ (فتح)

۶۷۷۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السَّلَمِيِّ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَجَآءَ الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

۶۷۷۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے حضرت ﷺ سے اسلام کی بیعت کی تو اس دیہاتی کو مدینے میں بخار چڑھ گیا سو وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! میری بیعت توڑ دو حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میری بیعت توڑ دو حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَأَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَآءَهٗ فَقَالَ أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَأَبٰى ثُمَّ جَآءَهٗ فَقَالَ أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَأَبٰى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا.

کہ میری بیعت توڑ دو حضرت ﷺ نے نہ مانا تو وہ مرتد ہو کر نکل گیا یعنی مدینے سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ تو جیسے بھٹی ہے لوہار کی نکالتا ہے میل کچیل کو اور نکھارتا ہے ستھرے کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آخر حج میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ مدینہ افضل ہے سب شہروں سے بہ سبب اس چیز کے کہ خاص کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ اس کے کہ وہ میل کچیل کو نکال ڈالتا ہے اور مرتب کیا ہے اس پر اس بات کو کہ اجماع اہل مدینہ کا حجت ہے اور تعقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ قول ابن عبدالبر کے کہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر فضیلت مدینے کے لیکن یہ وصف اس کے واسطے سب زمانوں میں عام نہیں ہے بلکہ وہ حضرت ﷺ کے زمانے کے ساتھ خاص ہے اس واسطے کہ نہیں نکلتا تھا مدینے سے واسطے منہ پھیرنے کے حضرت ﷺ کے ساتھ رہنے سے مگر وہ شخص جس میں خیر نہ ہو اور کہا عیاض نے مانند اس کے اور تائید کی اس کی ساتھ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جو روایت کی مسلم نے کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ نکال ڈالے گا مدینہ بدلوگوں کو جیسے نکالتی ہے بھٹی میل چاندی کا کہا اور آگ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکالتی ہے میل اور ردی کو اور البتہ نکلی مدینے سے حضرت ﷺ کے بعد ایک جماعت چند اصحاب سے اور مدینے کے سوا اور جگہ کو وطن ٹھہرایا اور مدینے سے باہر فوت ہوئے مانند ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ وغیرہم کے سو دلالت کی اس نے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ زمانے حضرت ﷺ کے ساتھ قید مذکور کے پھر واقع ہو گا تمام اخراج ردی کا بیچ محاصرہ زمانہ دجال کے جب کہ وہ مدینے کا محاصرہ کرے گا جیسا کہ مفصل بیان اس کا فتن میں گزر چکا ہے سو نہ باقی رہے گا کوئی منافق مگر کہ اس کی طرف نکلے گا پس یہ دن ہے خلاص ہونے کا۔ (فتح)

٦٧٧٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أُقْرِئُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَلَمَّا

٦٧٧٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو پڑھاتا تھا سو جب ہوا وہ حج جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آخر کیا تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے پھرا اور مجھ سے ملا سو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے مجھ سے منیٰ میں کہا کاش تو امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوتا ان کے

كَانَ آخِرُ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بِمِنًى لَوْ شَهِدْتَّ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَتَاهُ رَجُلٌ قَالَ إِنَّ فُلَانًا يَقُوْلُ لَوْ مَاتَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ لَبَايَعْنَا فُلَانًا فَقَالَ عُمَرُ لَأَقُوْمَنَّ الْعَشِيَّةَ فَأُحَذِّرَ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّغْصِبُوْهُمْ قُلْتُ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ يَغْلِبُوْنَ عَلٰى مَجْلِسِكَ فَأَخَافُ أَنْ لَّا يُنْزِلُوْهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَيُطِيْرُ بِهَا كُلُّ مُطِيْرٍ فَأَمْهِلْ حَتّٰى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ دَارَ الْهِجْرَةِ وَدَارَ السُّنَّةِ فَتَخْلُصَ بِأَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ فَيَحْفَظُوْا مَقَالَتَكَ وَيُنْزِلُوْهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَقَالَ وَاللّٰهِ لَأَقُوْمَنَّ بِهٖ فِيْ أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُوْمُهٗ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ فِيْمَا أُنْزِلَ آيَةُ الرَّجْمِ.

پاس ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ فلانا کہتا ہے کہ اگر امیر المومنین مر گیا تو البتہ ہم فلانے کے ہاتھ پر بیعت کریں گے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں دو پہر کے بعد کھڑا ہوں گا یعنی خطبہ پڑھوں گا سو ڈراؤں گا ان لوگوں کو جو ارادہ کرتے ہیں کہ ان سے خلافت غصب کریں یعنی امر خلافت پر کود پڑتے ہیں بغیر عہد اور مشورے کے جیسے کہ واقع ہوئی بیعت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بغیر صلاح اور مشورے کے میں نے کہا کہ ایسا مت کرنا اس واسطے کہ موسم حج کا جمع کرتا ہے جاہل اور کمینے لوگوں کو تیری مجلس پر غالب ہوں گے یعنی ہجوم کر کے تیرے پاس جمع ہو جائیں گے سو میں ڈرتا ہوں کہ نہ اُتاریں تیری بات کو اس کی وجہ پر یعنی اس کی مراد کو نہ سمجھیں سو اُڑائے اس کو ہر اُڑانے والا یعنی بغیر تامل اور ضبط کے سو توقف کیا یہاں تک کہ تو مدینے میں آئے جو ہجرت اور سنت کا گھر ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مہاجرین اور انصار میں پہنچے اور تیری بات کو یاد رکھیں اور اس کو اس کی وجہ پر اتاریں سو کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی کھڑا ہوں گا میں ساتھ اس کے اول مقام میں کہ کھڑا ہوں گا مدینے میں کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو ہم مدینے میں آئے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا سو رجم کی آیت قرآن میں تھی۔

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے اور البتہ داخل کیا ہے بہت لوگوں نے جو اہل مدینہ کے اجماع کو حجت جانتے ہیں اس مسئلے کو بیچ مسئلے اجماع اصحاب کے اور یہ اس جگہ ہے جس جگہ کہتا ہے اس واسطے کہ وہ قرآن کے اترنے اور نزول وحی کے وقت موجود تھے اور جو اس کی مشابہ ہے اور یہ دونوں مسئلے مختلف ہیں اور یہ قول کہ اجماع اصحاب کا حجت ہے قوی تر ہے اس قول سے کہ اجماع اہل مدینہ کا حجت ہے اور راجح یہ ہے کہ اہل مدینہ جو اصحاب کے بعد ہیں جب کسی چیز پر اتفاق کریں تو اس کے ساتھ قائل ہونا قوی تر ہے قائل ہونے سے ساتھ غیر اس کے مگر یہ

کہ نص مرفوع کے مخالف ہو اور جو خاص ہے ساتھ اس باب کے قائل ہونا ہے ساتھ حجت ہونے قول اہل مدینے کے جب کہ اتفاق کریں اور بہرحال ثبوت فضل مدینہ کا اور اہل اس کے کا اور غالب جو ذکر کیا گیا ہے اس باب میں سو نہیں ہے قوی استدلال میں اس مطلوب پر۔ (فتح)

٦٧٧٩۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ فَتَمَخَّطَ فَقَالَ بَخْ بَخْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَتَمَخَّطُ فِي الْكَتَّانِ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَإِنِّيْ لَأَخِرُّ فِيْمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ مَغْشِيًّا عَلَيَّ فَيَجِيْءُ الْجَائِيْ فَيَضَعُ رِجْلَهٗ عَلٰى عُنُقِيْ وَيُرٰى أَنِّيْ مَجْنُوْنٌ وَمَا بِيْ مِنْ جُنُوْنٍ مَا بِيْ إِلَّا الْجُوْعُ.

٦٧٧٩۔ حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے اور ان پر دو کپڑے تھے السی کے گیری سے رنگے ہوئے سو رینٹھ ڈالا اور کہا تعجب ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ السی کے کپڑے میں رینٹھ ڈالتا ہے البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان گر پڑتا تھا بیہوش ہو کر سو آنے والا آتا اور اپنا پاؤں میری گردن پر رکھتا اور اس کو گمان ہوتا کہ میں دیوانہ ہوں اور حالانکہ مجھ کو کچھ جنون نہ ہوتا نہ ہوتی مجھ کو مگر بھوک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان بیہوش ہو کر گر پڑتا تھا اور وہی ہے مکان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کا کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ وجہ داخل ہونے اس کے کی ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جب صبر کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے شدت پر جس کی طرف اشارہ کیا بہ سبب ملازمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے طلب علم کے تو بدلہ دیا گیا ساتھ اس چیز کے تنہا ہوا ساتھ اس کے کثرت محفوظ اور منقول سے احکام وغیرہ سے اور یہ ساتھ برکت صبر کرنے اس کے ہے مدینہ پر۔ (فتح)

٦٧٨٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَشَهِدْتَّ الْعِيْدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَنْزِلَتِيْ مِنْهُ مَا شَهِدْتُّهٗ مِنَ الصِّغَرِ فَأَتَى الْعَلَمَ الَّذِيْ عِنْدَ دَارِ كَثِيْرِ بْنِ الصَّلْتِ فَصَلّٰى ثُمَّ

٦٧٨٠۔ حضرت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید میں حاضر ہوا ہے؟ اس نے کہا ہاں اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک میرا رتبہ نہ ہوتا تو میں اس میں حاضر نہ ہوتا بہ سبب کم عمر ہونے کے سو تشریف لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس اس علم کے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس ہے سو آپ نے عید کی نماز

خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَّلَا إِقَامَةً ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَ النِّسَآءُ يُشِرْنَ إِلٰى آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَتَاهُنَّ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پڑھی پھر خطبہ پڑھا اور نہ ذکر کیا اذان کو اور نہ تکبیر کو پھر حکم کیا ساتھ صدقہ کرنے کے سو عورتیں اپنے کان اور حلق کی طرف ہاتھ لے جانے لگیں پھر حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو سو وہ عورتوں کے پاس آئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عید کی نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ ذکر عیدگاہ کا ہے جس جگہ کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس علم کے پاس تشریف لائے جو کثیر بن صلت رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس ہے اور گھر مذکور بنایا گیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے بعد اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معروف تھا ساتھ اس کے واسطے مشہور ہونے اس کے کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ شاہد ترجمہ کا قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے کہ اگر میرا رتبہ نہ ہوتا تو میں عید میں حاضر نہ ہوتا اس واسطے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اہل مدینہ کے بڑوں اور چھوٹوں اور عورتوں اور خادموں نے ضبط کیا ہے علم کو ساتھ معائنہ کے عمل کی جگہوں میں شارع صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اللہ کی طرف سے بیان کرنے والے ہیں اور ان کے سوا اور لوگوں کو یہ رتبہ حاصل نہیں ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا من الصغر ما شهدته اشارہ ہے اس سے اس کی طرف کہ کم ہونا عمر کا جگہ گمان عدم وصول کی ہے طرف اس مقام کی کہ جس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا یہاں تک کہ آپ کا کلام سنا اور تمام جو بیان کیا اس قصے میں لیکن چونکہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے اور ان کی خالہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں تو اس سبب سے رتبہ مذکور میں پہنچے اور اگر یہ نہ ہوتا تو نہ پہنچتے اور لے جاتی ہے اس سے نفی تعمیم کی جس کا مہلب نے دعویٰ کیا ہے اور برتقدیر تسلیم کے پس وہ خاص ہے ساتھ اس کے جو وہاں موجود تھا اور وہ اصحاب ہیں سو نہ شریک ہوگا ان کو اس میں جو ان کے بعد ہے ساتھ مجرد ہونے اس کے اہل مدینہ سے۔ (فتح)

٦٧٨١۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي قُبَآءَ مَاشِيًا وَّرَاكِبًا.

٦٧٨١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں جایا کرتے تھے پیادہ اور سوار۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ مراد اس حدیث سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا ہے پیادہ اور سوار بیچ قصد کرنے آپ کے طرف مسجد قبا کی اور یہ مشہد ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہد سے اور نہیں یہ غیر مدینے میں۔ (فتح)

٦٧٨٢۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو

٦٧٨٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے

أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ادْفِنِّيْ مَعَ صَوَاحِبِيْ وَلَا تَدْفِنِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ فَإِنِّيْ أَكْرَهُ أَنْ أُزَكّٰى.

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ کو میری مصاحبوں یعنی حضرت ﷺ کی بیویوں کے ساتھ دفنانا اور مجھ کو حضرت ﷺ کے ساتھ گھر میں نہ دفنانا اس واسطے کہ میں برا جانتی ہوں کہ پاک اور بے عیب ٹھہرائی جاؤں۔

٦٧٨٣- وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلٰى عَائِشَةَ ائْذَنِيْ لِيْ أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ فَقَالَتْ إِيْ وَاللّٰهِ قَالَ وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَرْسَلَ إِلَيْهَا مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَتْ لَا وَاللّٰهِ لَا أُوْثِرُهُمْ بِأَحَدٍ أَبَدًا.

٦٧٨٣۔ اور حضرت ہشام سے روایت ہے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہلا بھیجا کہ مجھ کو اجازت ہو کہ میں اپنے دونوں ساتھی کے ساتھ دفنایا جاؤں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں قسم ہے اللہ کی اور اصحاب میں سے جب کوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کہ کہلا بھیجتا تھا تو کہتی تھیں قسم ہے اللہ کی نہیں اختیار کروں گی میں ساتھ ان کے کسی کو کبھی۔

فائدہ: یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں برا جانتی ہوں کہ پاک ٹھہرائی جاؤں یعنی کوئی میری تعریف کرے جو مجھ میں نہیں بلکہ ساتھ مجرد ہونے میرے کے مدفون نزدیک حضرت ﷺ کے سوائے باقی بیویوں کے سو گمان کرے کہ میں خاص کی گئی ہوں ساتھ اس کے سوائے ان کے واسطے اس چیز کے کہ مجھ میں اور ان میں نہیں اور یہ نہایت تواضع ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور روایت کی ترمذی نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ لکھی ہوئی ہے توراۃ میں صفت محمد ﷺ کی کہ عیسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ دفن ہوں گے اور اس کے بعض راویوں نے کہا کہ حجرے میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ دفن ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام ساتھ حضرت ﷺ کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے پس ہوگی چوتھی قبر کہا ابن بطال نے مہلب سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ برا جانا عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہ دفن ہو ساتھ ان کے اس خوف سے کہ گمان کرے کوئی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں سب اصحاب سے بعد حضرت ﷺ کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور البتہ حجت پکڑی ہے ابوبکر ابہری مالکی نے ساتھ اس کے کہ مدینہ افضل ہے مکہ سے اس واسطے کہ حضرت ﷺ مدینے کی مٹی سے پیدا ہوئے اور وہ افضل ہیں سب آدمیوں سے تو مدینے کی مٹی بھی سب مٹیوں سے افضل ہوگی اور یہ جو کہا کہ مدینہ کی مٹی افضل ہے تو اس میں کوئی نزاع نہیں اور نزاع تو اس میں ہے کہ کیا اس سے لازم آتا ہے کہ مدینہ مکے سے افضل ہو اس واسطے کہ مجاور شے کا اگر ثابت ہوں اس کے واسطے تمام فضائل اس کے تو ہوگا یہ مجاور مانند اس کی سو اس سے لازم آئے گا کہ جو مدینہ کے قرب و جوار کی زمین مکے سے افضل ہو اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح اتفاقاً اسی طرح جواب دیا ہے بعض متقدمین نے اور اس میں نظر ہے۔

٦٧٨٤- حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا

٦٧٨٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَيَأْتِي الْعَوَالِيَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَزَادَ اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ وَبُعْدُ الْعَوَالِيَ أَرْبَعَةُ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةٌ.

کا دستور تھا کہ عصر کی نماز پڑھتے سو ہم ان گاؤں میں آتے جو مدینے کی اُچان میں ہیں اور حالانکہ آفتاب بلند ہوتا زیادہ کیا ہے لیث نے یونس سے اور عوالی مدینے سے چار میل یا تین میل دور ہیں۔

فائدہ: شاید یہ شک ہے اس سے اس واسطے کہ وہ اس کے نزدیک ابو صالح سے ہے اور یہ بنا بر اس کی عادت کے ہے کہ وارد کرتا ہے اس کو شواہد اور متممات میں اور نہیں حجت پکڑتا ہے ساتھ اس کے اصول میں۔ (فتح) اس حدیث میں ذکر ہے اصحاب کے مشاہد کا۔

٦٧٨٥۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْجُعَيْدِ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ كَانَ الصَّاعُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدًّا وَثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ وَقَدْ زِيْدَ فِيْهِ سَمِعَ الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْجُعَيْدَ.

٦٧٨٥۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صاع بقدر ایک مد اور تہائی کے تھا تمہارے آج کے مد سے اور البتہ زیادہ کیا گیا اس میں عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں سنا ہے قاسم نے جعید سے۔

فائدہ: اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے یہ ہے کہ انداز صاع کی اس قبیل سے ہے کہ اجماع کا ہے اس پر اہل مکہ اور مدینہ نے بعد زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بدستور رہا اور جب بنو امیہ نے اس میں زیادتی کی تو نہ چھوڑا لوگوں نے اعتبار صاع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس چیز میں کہ وارد ہوئی ہے اس میں تقدیر ساتھ صاع کے صدقہ فطر وغیرہ سے بلکہ بدستور رہے اوپر اعتبار کرنے اس کے بیچ اس کے اگرچہ استعمال کیا انہوں نے صاع زائد کو اس چیز میں کہ تحقیق واقع ہوئی ہے اس میں تقدیر ساتھ صاع کے جیسے کہ تنبیہ کی ہے اس پر مالک نے اور رجوع کیا اس کی طرف ابو یوسف نے بیچ قصے مشہور کے۔ (فتح)

٦٧٨٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

٦٧٨٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی! برکت دے مدینے کے لوگوں کو ان کے ماپ میں اور برکت دے ان کو ان کے صاع میں اور مد میں مراد

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ يَعْنِيْ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ.

حضرت ﷺ کی اہل مدینہ ہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ حضرت ﷺ نے جو مدینہ والوں کے واسطے دعا کی ان کے صاع اور مد میں تو اس دعا نے خاص کیا ہے ان کو برکت سے جس نے بے بس کیا اہل دنیا کو طرف قصد کرنے ان کے کی اس معیار میں کہ دعا کی گئی ہے واسطے اس کے ساتھ برکت کے تا کہ ٹھہرائیں اس کو طریقہ کہ پیروی کریں اس کی اپنی معاش میں اور جو فرض کیا ہے اللہ نے اوپر ان کے۔ (فتح)

٦٧٨٧۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُوْدَ جَآءُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيْبًا مِنْ حَيْثُ تُوْضَعُ الْجَنَآئِزُ عِنْدَ الْمَسْجِدِ.

٦٧٨٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی لوگ ایک مرد اور عورت کو حضرت ﷺ کے پاس لائے کہ دونوں نے زنا کیا تھا سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ان کے سنگسار کرنے کا سو دونوں سنگسار کیے گئے قریب اس جگہ کے کہ جنازے رکھے جاتے ہیں مسجد کے پاس۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح محاربین میں گزر چکی ہے۔

٦٧٨٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا تَابَعَهُ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أُحُدٍ.

٦٧٨٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو اُحد کا پہاڑ نظر آیا تو فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں الٰہی! بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرام کیا اور البتہ میں حرام کرتا ہوں جو مدینہ کی دونوں طرف پتھریلی زمین کے درمیان ہے۔

فائدہ: یعنی جیسے مکے میں شکار کرنا اور درخت کاٹنا درست نہیں ایسے ہی مدینے میں بھی اور اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔ (فتح) متابعت کی ہے اس کی سہل رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے اُحد میں۔

٦٧٨٩۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ أَنَّهُ

٦٧٨٩۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد کے قبلے کی دیوار اور منبر کے درمیان بقدر گزرنے بکری کے جگہ تھی۔

كَانَ بَيْنَ جِدَارِ الْمَسْجِدِ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ وَبَيْنَ الْمِنبَرِ مَمَرُّ الشَّاةِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

٦٧٩٠۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ.

٦٧٩٠۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغ ہے بہشت کے باغوں میں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضل مدینہ میں گزر چکی ہے اور بعض روایت میں حجرہ ہے اور بعض میں قبر سب کا مطلب ایک ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں حضرت ﷺ اکثر رہتے تھے اور وہیں دفن ہوئے حضرت ﷺ کی قبر اور منبر کے درمیان چند گز کا فرق ہے یعنی اس قدر جگہ بہشت میں اٹھ جائے گی اور وہاں کی عبادت اور دعا نہایت مقبول ہے اس کی برکت سے بہشت ملے گی۔ (فتح)

٦٧٩١۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَابَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْخَيْلِ فَأُرْسِلَتِ الَّتِيْ ضُمِّرَتْ مِنْهَا وَأَمَدُهَا إِلَى الْحَفْيَاءِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَالَّتِيْ لَمْ تُضَمَّرْ أَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ إِلٰى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ فِيْمَنْ سَابَقَ.

٦٧٩١۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مسابقت کی درمیان گھوڑوں کے سو چھوڑے گئے وہ گھوڑے کہ اضمار کیے گئے تھے ان میں سے اور ان کی حد حفیا سے ثنیۃ الوداع تک تھی اور جو گھوڑے کہ نہیں اضمار کیے گئے تھے ان کی حد ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک تھی اور البتہ عبداللہ بھی گھر دوڑ کرنے والوں میں تھے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بیچ مقدار اس چیز کے کہ دیوار اور منبر کے درمیان ہے سنت ہے پیروی کی گئی منبر کی جگہ میں تا کہ داخل ہو اس کی طرف اس جگہ سے اور جو مسافت کہ حفیا اور ثنیہ کے درمیان ہے گھڑ دوڑ کے واسطے سنت ہے پیروی کی گئی کہ جو گھوڑے کہ اضمار کیے گئے ہوں ان کی مسابقت کے واسطے اس قدر میدان ہو۔ (فتح)

٦٧٩٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ لَّيْثٍ عَنْ نَّافِعٍ

٦٧٩٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح و حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عِيْسٰى وَابْنُ إِدْرِيْسَ وَابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عمر رضی اللہ عنہ سے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر۔

فائدہ: اسی طرح اقتصار کیا ہے حدیث سے اس قدر پر اس واسطے کہ اس جگہ صرف اسی کی حاجت ہے اور وہ ذکر منبر کا ہے اور یہ حدیث اشربہ میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ اترا احرام کرنا شراب کا اور حالانکہ وہ پانچ چیز سے تھی۔ (فتح)

٦٧٩٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ خَطَبَنَا عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٧٩٣۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ پڑھتے تھے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ ان دونوں حدیثوں میں سنت ہے پیروی کی گئی ساتھ اس کے کہ خلیفہ خطبہ پڑھے منبر پر مہم امروں میں ان کو پوشیدہ نہ کرے تا کہ پہنچے وعظ لوگوں کے کانوں میں جب کہ ان پر بلند ہو اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانے تک باقی رہا اس میں کمی بیشی نہ ہوئی اور اس کے سوائے اور روایت میں آیا ہے کہ وہ اس کے بعد بھی اور زمانہ باقی رہا۔ (فتح)

٦٧٩٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ أَنَّ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدْ كَانَ يُوْضَعُ لِيْ وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْمِرْكَنُ فَنَشْرَعُ فِيْهِ جَمِيْعًا.

٦٧٩٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ البتہ میرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے یہ لگن رکھا جاتا تھا سو ہم اس میں نہانا شروع کرتے اکٹھے یعنی اس میں سے پانی لیتے بغیر کسی برتن کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں سنت ہے پیروی کی گئی واسطے بیان مقدار اس چیز کے کہ کفایت کرتی ہے میاں بیوی کو پانی سے جب کہ دونوں نہائیں۔ (فتح)

٦٧٩٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ حَالَفَ

٦٧٩٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور مہاجرین کے درمیان برادری کروائی میرے

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْأَنْصَارِ وَقُرَيْشٍ فِيْ دَارِي الَّتِي بِالْمَدِيْنَةِ وَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلٰى أَحْيَاءٍ مِّنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ.

اس گھر میں جو مدینے میں ہے اور حضرت ﷺ نے ایک مہینہ قنوت پڑھی بد دعا کرتے تھے بنی سلیم کی کئی قوموں پر۔

فائدہ: اختصار کیا ہے اس حدیث کو دو حدیثوں سے پہلی حدیث کی شرح ادب میں گزر چکی ہے اور فرق درمیان حلف اور اخا کے اور دوسری حدیث کی شرح کتاب وتر میں گزر چکی ہے اور اس میں بیان ہے وقت کا اور سبب کا جس میں قنوت پڑھی۔ (فتح) برادری کروائی یعنی انصار اور مہاجرین کو آپس میں بھائی بنایا کہ ایک دوسرے کو بھائی جانیں۔

٦٧٩٦ـ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لِيَ انْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ فَأَسْقِيَكَ فِيْ قَدَحٍ شَرِبَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُصَلِّيْ فِيْ مَسْجِدٍ صَلّٰى فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ فَسَقَانِيْ سَوِيْقًا وَأَطْعَمَنِيْ تَمْرًا وَصَلَّيْتُ فِيْ مَسْجِدِهٖ.

٦٧٩٦ـ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینے میں آیا اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے سو کہا کہ میرے ساتھ میرے گھر میں چل سو میں تجھ کو پانی پلاؤں اس پیالے میں جس میں حضرت ﷺ نے پیا اور تو نماز پڑھے اس مسجد میں جس میں حضرت ﷺ نے نماز پڑھی سو میں ان کے ساتھ چلا تو انہوں نے مجھ کو ستو پلائے اور مجھ کو کھجور کھلائی اور میں نے ان کی مسجد میں نماز پڑھی۔

فائدہ: واقع ہوا ہے نزدیک عبدالرزاق کے بیان سبب آنے ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے کا مدینے میں سو روایت کی ہے اس نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے کہ میرے باپ نے مجھ کو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تا کہ میں اس سے علم سیکھوں سو اس نے مجھ سے پوچھا کہ تو کون ہے میں نے اس کو خبر دی تو اس نے مجھ کو مرحبا کہا اور اس روایت کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ جب کوئی قرض لے پھر قرض خواہ تقاضا کرے جب کہ وعدہ کا وقت آئے اور مدیون اس کو ہدیہ دے تو یہ منجملہ بیاج کے ہے۔ (فتح)

٦٧٩٧ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَّحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِيْ عِكْرِمَةُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهٗ قَالَ حَدَّثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَهُوَ بِالْعَقِيْقِ أَنْ صَلِّ

٦٧٩٧ـ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آیا میرے پاس ایک آنے والا میرے رب کی طرف سے اور حالانکہ حضرت ﷺ عقیق میں تھے کہ نماز پڑھ اس مبارک نالے میں اور کہہ عمرہ اور حج اور کہا ہارون نے کہ حدیث بیان کی ہم سے علی نے کہ کہہ عمرہ داخل ہوا حج میں۔

فِيْ هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ وَحَجَّةٌ وَقَالَ هَارُوْنُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ عُمْرَةٌ فِيْ حَجَّةٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے نویں سال حضرت ﷺ حج کو چلے جب اس نالے میں پہنچے جس کا نام عقیق ہے تب یہ حدیث فرمائی یعنی حج اور عمرہ ساتھ ہی ایک احرام سے ادا کرو اس کو قران کہتے ہیں اور تمتع یہ کہ عمرہ کر کے احرام اُتار ڈالے پھر حج کے موسم میں دوسرا احرام باندھ کے حج ادا کرے جیسے مفصل بیان اس کا حج میں گزر چکا ہے۔

٦٧٩٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَقَّتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرْنًا لِأَهْلِ نَجْدٍ وَالْجُحْفَةَ لِأَهْلِ الشَّامِ وَذَا الْحُلَيْفَةِ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ سَمِعْتُ هٰذَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَلَغَنِيْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ وَذُكِرَ الْعِرَاقُ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ عِرَاقٌ يَوْمَئِذٍ.

٦٧٩٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نجد والوں کے واسطے احرام باندھنے کی جگہ قرن مقرر کی اور شام والوں کے واسطے جحفہ مقرر کیا اور مدینے والوں کے واسطے ذوالحلیفہ مقرر کیا کہا کہ میں نے اس کو حضرت ﷺ سے سنا اور مجھ کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یمن والوں کے واسطے احرام باندھنے کی جگہ یلملم ہے اور ذکر کیا گیا عراق سو کہا کہ اس وقت عراق نہ تھا۔

فائدہ: یعنی اس وقت ملک عراق مسلمانوں کے ہاتھ میں نہ تھا اس واسطے کہ اس وقت عراق کے سب شہر ایران کے بادشاہ کے قبضے میں تھے سو گویا کہ کہا کہ عراق کے لوگ اس وقت مسلمان نہ تھے تا کہ ان کے واسطے احرام باندھنے کی جگہ مقرر کی جاتی اور وارد ہوتا ہے اس جواب پر ذکر اہل شام کا سو شاید مراد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نفی دونوں عراق کی ہے اور وہ کوفہ اور بصرہ ہیں اور ہر ایک دونوں میں سے ہو گیا مصر جامع بعد فتح کرنے مسلمانوں کے ایران کے شہروں کو۔ (فتح)

٦٧٩٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أُرِيَ وَهُوَ فِيْ مُعَرَّسِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّكَ بِبَطْحَآءَ مُبَارَكَةٍ.

٦٧٩٩۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو خواب میں نظر آیا اور حالانکہ آپ اپنی تعریس کی جگہ میں تھے یعنی جس جگہ میں اخیر رات کو سوئے تھے سو آپ سے کہا گیا کہ بے شک آپ مبارک میدان میں ہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے اور اس کی حدیثوں سے فضیلت دینا ہے مدینے کو اس چیز سے کہ خاص کیا ہے اس کو اللہ نے ساتھ اس کے دین کی نشانیوں سے اور یہ کہ وہ گھر ہے وحی کا اور جگہ اُترنے فرشتوں کی ساتھ ہدایت اور رحمت کے اور بزرگی دی ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ رہنے رسول اپنے کے بیچ اس کے اور ٹھہرائی اس میں قبر حضرت ﷺ کی اور منبر آپ کا اور ان کے درمیان ایک باغ ہے بہشت کے باغوں میں سے اور فضل مدینے کا ثابت ہے نہیں محتاج ہے طرف قائم کرنے دلیل خاص کے اور پہلے گزر چکی ہیں حدیثیں بیچ فضیلت مدینے کے آخر حج میں جن میں شفا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس جگہ مقدم ہونا ہے مدینے والوں کا علم میں اپنے غیر پر سو اگر ہو مراد ساتھ اس کے مقدم کرنا ان کا بعض زمانوں میں اور وہ حضرت ﷺ کا زمانہ ہے جس وقت حضرت ﷺ اس میں مقیم تھے اور وہ زمانہ کہ حضرت ﷺ کے بعد ہے پہلے اس سے کہ متفرق ہوں اصحاب شہروں میں سو نہیں ہے کوئی شک بیچ مقدم کرنے دونوں زمانوں کے ان کے غیر پر اور یہی مستفاد ہوتا ہے باب کی حدیثوں سے اور غیر ان کے سے اور اگر ہو مراد بدستور رہنا اس کا واسطے تمام ساکنوں اس کے ہر زمانے میں تو وہ محل نزاع کا ہے اور نہیں ہے کوئی راہ طرف تعمیم اس قول کے اس واسطے کہ ائمہ مجتہدین کے زمانے کے بعد پچھلے زمانوں میں مدینے میں کوئی ایسا نہیں ہوا جو علم اور فضل میں اور شہروں کے لوگوں سے فائق ہو چہ جائیکہ مدینے کے تمام لوگ دوسروں پر مقدم ہوں بلکہ رہے مدینے میں اہل بدعت سے وہ لوگ جن کے بدنیت اور خبیث باطن ہونے میں کچھ شک نہیں ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰی ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ تیرا کچھ اختیار نہیں

فائدہ: ذکر کی بخاری رحمہ اللہ نے اس میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیچ سبب نزول اس کے اور البتہ پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا تفسیر آل عمران میں اور پہلے گزر چکی ہے کچھ شرح اس کی اور نام ان لوگوں کا جن پر بد دعا کی تھی اس واسطے کہ وہ ایمان نہ لائے تا کہ پکڑیں اس کو اور بچیں لعنت سے اور ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ نہیں لازم ہے تجھ پر ان کو ہدایت کرنا لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو مراد اس کی اشارہ کرنا اس مسئلے کی طرف جس میں اختلاف مشہور ہے اصول فقہ میں اور وہ یہ ہے کہ کیا حضرت ﷺ کو جائز تھا کہ احکام میں اجتہاد کریں یا نہیں اور اس کا بیان بسط سے پہلے گزر چکا ہے۔ (فتح)

٦٨٠٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى

٦٨٠٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا کہتے تھے فجر کی نماز میں رکوع سے سر اٹھا کر کہا الٰہی! اے رب ہمارے! تیرے واسطے حمد ہے اخیر میں

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فِي الْآخِيْرَةِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ﴾.

پھر کہا الٰہی! لعنت کر فلانے کو اور فلانے کو سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں یا اللہ ان کی توبہ قبول کرے یا ان کو عذاب کرے سو بے شک وہ ظالم ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو یہ جملہ حالیہ ہے یعنی فرمایا یہ وقت سر اٹھانے کے رکوع سے اور قال دوسرا احتمال ہے کہ ساتھ معنی قائلا کے ہو اور احتمال ہے کہ زائد ہو اور اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ واقع ہوا ہے ابن حبان کی روایت میں ساتھ اس لفظ کے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا جب نماز فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے سر اٹھایا تو کہا اللھم الخ اور اس سے لیا جاتا ہے کہ محل قنوت کا وقت اٹھانے سر کے ہے رکوع سے نہ رکوع سے پہلے اور قول حضرت ﷺ کا اللھم ربنا ولک الحمد معین کرنے والا ہے واسطے سر اٹھانے کے رکوع سے اس واسطے کہ یہ ذکر اعتدال کا ہے یعنی سیدھا ہونے کا رکوع سے اور قول اس کا فی الاخیرہ یعنی دوسری رکعت میں صبح کی نماز سے جیسے کہ واقع ہوئی ہے ساتھ اس کے تصریح ابن حبان کی روایت میں اور گمان کیا ہے کرمانی نے کہ قول اس کا فی الآخرہ متعلق ہے ساتھ حمد کے اور وہ بقیہ ذکر کا ہے جو حضرت ﷺ نے اعتدال کی حالت میں فرمایا اور نہیں ہے جس طرح کہ گمان کیا اس نے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَلَا تُجَادِلُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ آدمی بڑا جھگڑالو ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ جھگڑو اہل کتاب سے مگر ساتھ اس طریق کے کہ وہ بہتر ہے۔

٦٨٠١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنْ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٨٠١۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ رات کو ان کے اور اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نماز نہیں پڑھتے؟ کہا علی رضی اللہ عنہ نے سو میں نے کہا یا حضرت! ہماری جان اللہ کے قابو میں ہے سو جب اللہ ہم کو اٹھانا چاہتا ہے تو ہم اٹھتے ہیں سو حضرت ﷺ پھرے جب کہ علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے یہ کہا اور اس کو کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے حضرت ﷺ سے سنا اور حالانکہ آپ پیٹھ دیے اپنی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور کہتے

وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ أَلَا تُصَلُّوْنَ فَقَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَإِذَا شَآءَ أَنْ يَّبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعَهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ مَا أَتَاكَ لَيْلًا فَهُوَ طَارِقٌ وَيُقَالُ ﴿الطَّارِقُ﴾ النَّجْمُ وَ ﴿الثَّاقِبُ﴾ الْمُضِيْءُ يُقَالُ أَثْقِبْ نَارَكَ لِلْمُوْقِدِ.

تھے اور آدمی بڑا جھگڑالو ہے، کہا ابوعبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو رات کو تیرے پاس آئے وہ طارق ہے اور کہا جاتا ہے کہ طارق ستارہ ہے اور ثاقب کے معنی ہیں چمکنے والا اور کہا جاتا ہے واسطے آگ جلانے والے کے کہ اپنی آگ کو روشن کر۔

فائدہ: اور یہ حدیث متعلق ہے ساتھ رکن اول کے ترجمہ سے اور کہا کرمانی نے کہ جھگڑنا تین قسم پر ہے قبیح اور حسن اور احسن سو جو فرائض کے واسطے ہو وہ احسن ہے اور جو مستحبات کے واسطے ہو وہ حسن ہے اور جو اس کے سوا اور چیز کے واسطے ہو وہ قبیح ہے اور یا وہ تابع ہے واسطے طریق کے سو اس کے اعتبار سے کئی قسم پر ہے اور یہ ظاہر ہے اور لازم آتا ہے اول پر کہ مباح میں قبیح ہو اور فوت ہوا ہے اس سے تقسیم کرنا قبیح کا طرف اقبح کے اور وہ وہ ہے جو حرام میں ہو اور اس حدیث کی شرح دعوات میں گزر چکی ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ ترک کیا علی رضی اللہ عنہ نے فعل اولیٰ کو اگرچہ تھی وہ چیز کہ حجت پکڑی ساتھ اس کے علی رضی اللہ عنہ نے باوجہ اور اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت پڑھی اور نہ لازم کیا ان کو باوجود اس کے قیام طرف نماز کی اور اگر علی رضی اللہ عنہ حکم بجالاتے اور نماز کے واسطے کھڑے ہوتے تو اولیٰ ہوتا اور لیا جاتا ہے اس سے اشارہ طرف مراتب جدال کے سو اگر ہو اس چیز میں کہ نہیں کوئی چارہ اس کے واسطے اس سے تو متعین ہوتی ہے مدد کرنی حق کے ساتھ حق کے سو اگر مامور اس چیز سے تجاوز کرے تو ہوتا ہے منسوب طرف تقصیر کی اور اگر مباح میں ہو تو کفایت کی جائے اس میں ساتھ مجرد امر کے اور اشارہ کرنے کے طرف ترک اولیٰ کے اور اس حدیث میں ہے کہ آدمی پیدا ہوا ہے اوپر ٹالنے کے اپنی جان سے ساتھ قول کے اور فعل کے اور یہ کہ لائق ہے اس کے واسطے کہ اپنے نفس سے مجاہدہ کرے تاکہ نصیحت کو قبول کرے اگرچہ غیر واجب میں ہو اور یہ کہ نہ دفع کرے مگر ساتھ طریق معتدل کے بغیر افراط اور تفریط کے اور نقل کیا ہے ابن بطال نے مہلب سے کہ نہیں لائق تھا علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہ ٹالے جس کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا یعنی تہجد کی نماز کی طرف بلکہ لازم تھا علی رضی اللہ عنہ پر پکڑنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو سو نہیں حجت ہے واسطے کسی کے بیچ ترک کرنے امور کے اور یہ اس کو کہاں سے معلوم ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کا حکم بجا نہ لائے اس واسطے کہ نہیں ہے قصے میں تصریح ساتھ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جواب دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہے واسطے عذر بیان کرنے کے ترک قیام سے ساتھ غلبہ نیند کے اور نہیں منع ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس جواب کے بعد نماز پڑھ لی ہو اس واسطے کہ نہیں ہے حدیث میں جو اس کی نفی کرے کہا کرمانی نے کہ ترغیب دی ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باعتبار کسب اور قدرت کاسبہ کے اور جواب دیا علی رضی اللہ عنہ نے باعتبار قضا اور قدر کے اور مارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اپنی ران پر واسطے تعجب کرنے کے علی رضی اللہ عنہ کی سرعت جواب سے اور احتمال ہے کہ ہو تسلیم واسطے اس چیز کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث میں کئی فائدے ہیں مشروع ہونا تذکیر کا ہے واسطے غافل کے خاص کر جو قرابتی اور مصاحب ہو اس واسطے کہ غفلت آدمی کی پیدائشی چیز ہے سو لائق ہے آدمی کے واسطے یہ کہ خبر گیری کرے اپنے نفس کی اور جس سے محبت رکھتا ہو ساتھ تذکیر خیر کے اور مدد کرنے کے اوپر اس کے اور یہ کہ جو اعتراض کہ اثر حکمت کے ساتھ ہو اس کا جواب اثر قدرت کے ساتھ مناسب نہیں اور یہ کہ جائز ہے عالم کے واسطے کہ جب کلام کرے ساتھ مقتضیٰ حکمت کے امر غیر واجب میں یہ کہ کفایت کرے اس شخص سے جس نے کلام کیا اس سے بیچ حجت پکڑنے اس کے ساتھ قدرت کے یعنی اس کو جائز ہے کہ اس پر سکوت کرے لیا جاتا ہے پہلا مسئلہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مارنے سے اپنی ران پر اور دوسرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ انکار کرنے سے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے صریح انکار نہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ آیت نہ پڑھی ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ نہیں جاہل ہیں اس بات سے کہ جواب ساتھ قدرت کے نہیں ہے حکمت سے بلکہ احتمال ہے کہ ان کے واسطے کوئی قدر ہو جو ان کو نماز سے مانع ہو سو علی رضی اللہ عنہ شرمائے اس کے ظاہر کرنے سے سو انہوں نے ارادہ کیا کہ دفع کریں شرمندگی کو اپنی جان سے اور اپنے گھر والوں سے سو حجت پکڑی انہوں نے ساتھ قدرت کے اور تائید کرتا ہے اس کی پھرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے جلدی اور احتمال ہے کہ ارادہ کیا ہو علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے کہ کہا استدعا کرنا جواب کا کہ اس سے فائدہ زیادہ ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بات چیت کرنا آدمی کا اپنے نفس سے اس چیز میں کہ اس کے غیر سے متعلق ہو اور جائز ہے مارنا ہاتھ کا بعض اعضاء کو وقت تعجب اور افسوس کے اور مستفاد ہوتا ہے قصے سے کہ شان عبودیت سے ہے یہ کہ نہ طلب کیا جائے اس کے واسطے ساتھ مقتضیٰ شرع کے کوئی عذر مگر اعتراف ساتھ تقصیر کے اور شروع کرنا استغفار میں اور اس میں فضیلت ظاہرہ ہے واسطے علی رضی اللہ عنہ کے ان کی بہت تواضع کی جہت سے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث روایت کی باوجود اس کے کہ واجب کرتی ہے وہ نہایت عتاب کو نزدیک اس شخص کے جو ان کی قدر کو نہیں پہچانتا سو نہ التفات کیا واسطے اس کے بلکہ بیان کیا اس کو واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے فوائد دینیہ سے۔ (فتح)

۶۸۰۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا إِلٰى يَهُوْدَ فَخَرَجْنَا مَعَهٗ حَتّٰى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا فَقَالُوْا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ أُرِيْدُ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا فَقَالُوْا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ أُرِيْدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ فَقَالَ اعْلَمُوْا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَأَنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهٖ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوْا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

۶۸۰۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم مسجد میں تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے سو فرمایا کہ چلو یہودیوں کی طرف سو ہم آپ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم مدرسے میں آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے سو ان کو پکارا سو فرمایا کہ اے گروہ یہود کے اسلام لاؤ تا کہ تم دنیا میں سلامت رہو تو انہوں نے کہا اے ابو القاسم! البتہ تو نے اللہ کا حکم پہنچایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم اسلام قبول کرو تا کہ دین دنیا میں سلامت رہو تو انہوں نے کہا کہ اے ابو القاسم! البتہ تو نے اللہ کا حکم پہنچایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میں بھی چاہتا ہوں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تیسری بار فرمایا سو فرمایا کہ جان لو کہ تمہاری زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس زمین سے یعنی وطن سے نکال دوں سو جو شخص کہ تم میں سے اپنا کچھ مال پائے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اور نہیں تو جان لو کہ زمین تو اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا ذلک ارید یعنی میں چاہتا ہوں کہ تم اقرار کرو کہ میں نے اللہ کا حکم پہنچایا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اللہ کا حکم پہنچا دینے کا حکم تھا کہا مہلب نے اس کے بعد کہ تقریر کی کہ یہ حدیث متعلق ہے ساتھ رکن دوسرے کے ترجمہ سے وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو اللہ کا حکم پہنچایا اور ان کو اسلام کی طرف بلایا کہ اس کے ساتھ پنجہ ماریں تو انہوں نے کہا کہ آپ نے اللہ کا حکم پہنچایا اور نہ اعتقاد کیا واسطے فرماں برداری آپ کی کے سو مبالغہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تبلیغ میں اور مکرر کیا اس کو اور یہ مجادلہ ہے ساتھ طریقہ بہتر کے اور وہ اس میں موافق ہے مجاہد کے قول کو کہ یہ آیت اس کے حق میں اتری جو ان میں سے ایمان نہیں لایا تھا اور اس کے ساتھ عہد و پیمان تھا اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ منسوخ ہے تلوار کی آیت سے انتہی اور روایت کی طبری نے ساتھ سند صحیح کے مجاہد رحمہ اللہ سے کہ اگر وہ بد کہیں تو تم نیک کہو مگر جو ان میں سے ظالم ہیں کہ ان سے بدلہ لو اور ایک روایت میں ہے مگر جو ظالم ہو اور لڑے اور جزیہ نہ دے اور روایت کی ساتھ سند حسن کے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کہ مراد اس اہل حرب ہیں

جن سے عہد و پیمان نہیں کہ لڑے ساتھ ان کے تلوار سے اور روایت کی زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے کہ مراد وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اہل کتاب میں سے منع کیا ان کے جھگڑنے سے اس چیز میں کہ بیان کرتے ہیں ان کو کتاب سے یعنی توراۃ اور انجیل سے شاید کہ حق ہو اور تجھ کو معلوم نہ ہو اور نہیں لائق ہے کہ تو جھگڑے مگر اس سے جو اپنے دین پر رہے اور روایت کی قتادہ رحمہ اللہ سے کہ وہ منسوخ ہے ساتھ آیت براءت کے کہ لڑائی کی جائے ان سے یہاں تک کہ گواہی دیں اس کی کہ نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اللہ کے اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں یا جزیہ ادا کریں اور ترجیح دی ہے طبری نے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مراد وہ شخص ہے جو جزیہ دینے سے باز رہے اور رد کیا ہے اس نے اس پر جو دعویٰ کرتا ہے نسخ کا اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوتا ہے وہ مگر دلیل سے اور حاصل اس کی ترجیح کا یہ ہے کہ حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ جھگڑنے کے اہل کتاب سے ساتھ بیان اور حجت کے ساتھ طریق انصاف کے اس سے جو معاند ہوا ان سے سو مفہوم آیت کا جواز مجادلہ اس کا ہے ساتھ غیر اس طریق کے کہ بہتر ہے اور وہ مجادلہ ہے ساتھ تلوار کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰی ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا﴾ وَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلُزُوْمِ الْجَمَاعَةِ وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ.

اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت معتدل تا کہ ہو تم گواہ لوگوں پر اور جو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ لزوم جماعت کے۔

فائدہ: بہر حال آیت سو نہیں واقع ہوئی تصریح ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی تشبیہ ساتھ اس کے اور راجح یہ ہے کہ وہ ہدایت ہے جو مدلول علیہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ یعنی مثل جعل قریب کے کہ خاص کیا ہم نے تم کو اس میں ساتھ ہدایت کے جیسے کہ تقاضا کرتا ہے اس کو سیاق آیت کا اور واقع ہوئی ہے ساتھ اس کے تصریح براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور وسط کے معنی ہیں عدل اور حاصل آیت کا احسان کرنا ہے ساتھ ہدایت اور عدالت کے اور بہر حال یہ جو کہا کہ جو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ لزوم جماعت کے سو مطابق ہونا اس کا باب کی حدیث سے پوشیدہ ہے اور شاید وہ صفت مذکورہ کی جہت سے ہے اور وہ عدالت ہے جب کہ وہ شامل تھی سب کو واسطے ظاہر خطاب کے تو اشارہ کیا اس کی طرف کہ وہ عام سے ہے کہ مراد ساتھ اس کے خاص ہے اس واسطے کہ اہل جہل عدول نہیں اور اسی طرح اہل بدعت بھی سو پہچانا گیا کہ مراد ساتھ وصف مذکور کے اہل سنت اور جماعت ہیں اور وہ اہل علم شرعی ہیں اور جو ان کے سوا ہے اگرچہ منسوب ہے طرف علم کے سو وہ نسبت اس کی صوری ہے نہ حقیقی اور وارد ہوا ہے حکم ساتھ لزوم جماعت کے چند حدیثوں میں ان میں سے ایک حدیث وہ ہے جو ترمذی نے حارث رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے سو ذکر کی حدیث طویل اور اس میں ہے اور میں تم کو حکم کرتا ہوں پانچ چیزوں کا کہ حکم کیا ہے اللہ نے مجھ کو ساتھ ان کے سننا اور کہا ماننا اور جہاد اور ہجرت کرنا اور جماعت کو لازم پکڑنا اس

واسطے کہ جو جدا ہوا جماعت سے بقدر ایک بالشت کے تو اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے اتارا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خطبے میں ہے جو انہوں نے جابیہ میں پڑھا تھا کہ لازم جانو اپنے اوپر جماعت کو اور بچو جدائی سے اس واسطے کہ ایک کے ساتھ شیطان ہے اور وہ دو سے بہت دور ہے اور اس میں ہے کہ جو بہشت کا درمیان چاہے تو لازم پکڑے جماعت کو کہا ابن بطال نے کہ مراد باب سے رغبت دلانا ہے اوپر اعتصام کے ساتھ جماعت کے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور شرط قبول شہادت کی عدالت ہے اور البتہ ثابت ہو چکی ہے ان کے واسطے یہ صفت ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے وسطا اور وسط کے معنی ہیں عدل اور مراد ساتھ جماعت کے اہل حل اور عقد ہیں ہر زمانے کے کہا کرمانی نے کہ حکم کیا ساتھ لازم پکڑنے جماعت کے تو اس کا مقتضا یہ ہے کہ لازم ہے مکلف پر متابعت اس چیز کی کہ اجماع کیا ہے اس پر مجتہدوں نے اور وہی ہیں مراد ساتھ قول اس کے وهم اهل العلم اور جس آیت کے ساتھ بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ باندھا ہے حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے اہل اصول نے واسطے ہونے اجماع کے حجت اس واسطے کہ وہ عدول ہیں ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا﴾ اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ معصوم ہیں خطا سے اس چیز میں جس پر انہوں نے اجماع کیا قول سے یا فعل سے۔ (فتح)

٦٨٠٣۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَآءُ بِنُوْحٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ يَا رَبِّ فَتُسْأَلُ أُمَّتُهُ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا جَآءَ نَا مِنْ نَّذِيْرٍ فَيَقُوْلُ مَنْ شُهُوْدُكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّأُمَّتُهُ فَيُجَآءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُوْنَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا﴾ قَالَ عَدْلًا ﴿لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَوْنٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ

٦٨٠٣۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لایا جائے گا نوح علیہ السلام کو قیامت کے دن سو اس سے کہا جائے گا کہ کیا تو نے اپنی امت کو اللہ کا پیغام پہنچایا تھا؟ یعنی عذاب سے ڈرایا تھا تو نوح علیہ السلام کہے گا کہ ہاں میں نے پیغام پہنچا دیا تھا اے میرے رب! پھر اس کی امت سے پوچھا جائے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تم کو پیغام پہنچا دیا تھا تو اس کی امت کے لوگ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تو اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرمائے گا کہ تیرے دعویٰ کا کون گواہ ہے؟ تو نوح علیہ السلام کہے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی امت میرے گواہی ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تم کو اے مسلمانو! لایا جائے گا سو تم گواہی دو گے کہ بے شک نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو پیغام پہنچا دیا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت معتدل کہا وسط سے مراد عدل ہیں تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو اور

النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

جعفر بن عون سے ہے، الخ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ شہادت نہیں خاص ہے ساتھ قوم نوح علیہ السلام کے بلکہ عام ہے سب امتوں کو۔

بَابٌ إِذَا اجْتَهَدَ الْعَامِلُ أَوِ الْحَاكِمُ فَأَخْطَأَ خِلَافَ الرَّسُوْلِ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ فَحُكْمُهُ مَرْدُوْدٌ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.

جب اجتہاد کرے عامل یا حاکم سو چوک جائے خلاف رسول اللہ ﷺ کے بغیر علم کے تو اس کا حکم مردود ہے واسطے دلیل قول حضرت ﷺ کے کہ جو کوئی وہ کام کرے جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ کام مردود ہے یعنی جس دین کے کام میں حضرت ﷺ کا حکم نہ ہو وہ مردود ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے۔

فائدہ: اور یہ ترجمہ پہلے بھی گزر چکا ہے کتاب الاحکام میں اور وہاں یہ ترجمہ معقود ہے واسطے مخالفت اجماع کے اور یہاں واسطے مخالفت رسول اللہ ﷺ کے اور یہ جو کہا سو چوک گیا یعنی اس نے جان بوجھ کر مخالفت نہ کی بلکہ چوک کے پیغمبر ﷺ کی مخالفت کی اور حدیث میں عمل عملا الخ کی شرح کتاب الصلح میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ جو حکم کرے ساتھ غیر سنت کے جہالت سے یا غلطی سے تو واجب ہے اس پر رجوع کرنا طرف حکم سنت کے اور ترک کرنا اس چیز کا کہ اس کے مخالف ہو واسطے بجا لانے حکم اللہ کے کہ اللہ نے پیغمبر ﷺ کی فرمانبرداری کو واجب کیا ہے اور یہ نفس اعتصام کا ہے ساتھ سنت کے اور قول اس کا ترجمہ میں اخطاء کے متعلق ہے ساتھ قول اس کے کے اجتہد اور تمام ہوتا ہے کلام اس جگہ میں اور یہ جو کہا کہ خلاف رسول یعنی سو کہا خلاف رسول کے اور حذف ہونا قال کا کلام میں بہت ہے۔ (فتح)

٦٨٠٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَخِيْهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَخَا بَنِيْ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيَّ وَاسْتَعْمَلَهُ عَلٰى خَيْبَرَ فَقَدِمَ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ

٦٨٠٤۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بنی عدی انصاری کے بھائی کو زکوٰۃ کا مال تحصیل کرنے کے واسطے خیبر پر عامل کر کے بھیجا سو وہ عمدہ کھجور لایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا خیبر کی تمام کھجوریں اسی طرح عمدہ ہوتی ہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت! البتہ ہم دو صاع ناقص کھجور دے کر ایک صاع عمدہ کھجور خریدتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو لیکن برابر لیا کرو یا اس ناقص کھجور کو بیچ ڈالا کرو اور

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَشْتَرِي الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلُوْا وَلٰكِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ أَوْ بِيْعُوْا هٰذَا وَاشْتَرُوْا بِثَمَنِهِ مِنْ هٰذَا وَكَذٰلِكَ الْمِيْزَانُ.

اس کی قیمت کے ساتھ عمدہ کھجوریں خریدا کرو یعنی ایک جنس میں زیادہ لینا درست نہیں اور اسی طرح تول میں بھی زیادہ لینا درست نہیں۔

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی ترجمہ کے واسطے اس جہت سے ہے کہ صحابی نے اجتہاد کیا اس میں جو کیا تو حضرت ﷺ نے اس کو رد کیا اور منع کیا اس کو اس چیز سے کہ کی اور معذور کہا اس کو اس کے اجتہاد کے سبب سے۔ (فتح)

بَابُ أَجْرِ الْحَاكِمِ إِذَا اجْتَهَدَ فَأَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ

اجر حاکم کا جب کہ اجتہاد کرے پھر ٹھیک بات پا جائے یا چوک جائے

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ نہیں لازم آتا رد کرنے اس کے حکم یا فتویٰ کے سے جب کہ اجتہاد کرے اور چوک جائے یہ کہ گنہگار ہو وہ بلکہ جب مقدور بھر کوشش کرے تو اس کو ثواب ملتا ہے سو اگر ٹھیک بات پا جائے تو اس کو دوہرا ثواب ہے لیکن اگر حکم کرے یا فتویٰ دے بغیر علم کے تو گنہگار ہوتا ہے کما تقدم کہا ابن منذر نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثواب دیا جاتا ہے حاکم کو وقت چوک جانے کے جب کہ ہو عالم ساتھ اجتہاد کے پھر اجتہاد کرے اور جب اجتہاد کا عالم نہ ہو تو اس کو ثواب نہیں ملتا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ قاضی تین قسم کے ہیں اور اس میں ہے اور ایک قاضی وہ ہے جو حکم کرے ساتھ ناحق کے سو وہ آگ میں ہے اور ایک قاضی وہ ہے جو حکم کرے بے علمی سے سو وہ بھی آگ میں ہے روایت کیا ہے اس حدیث کو اصحاب سنن نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ الفاظ مختلف کے اور تائید کرتی ہے باب کی حدیث کو وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے سلیمان علیہ السلام کے قصے میں بیچ حکم کرنے ان کے کہنے والوں میں اور کہا خطابی نے معالم السنن میں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثواب دیا جاتا ہے مجتہد کو جب کہ جامع ہو واسطے آلہ اجتہاد کے سو وہی ہے جو معذور ہے چوک سے برخلاف اس کے جو تکلف کرے اجتہاد میں یعنی جو اپنے آپ کو مجتہد ٹھہرائے اور اجتہاد کے لائق نہ ہو سو اس پر خوف ہے پھر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثواب دیا جاتا ہے اجتہاد پر عالم کو اس واسطے کہ اجتہاد اس کا بیچ طلب حق کے عبادت ہے یہ اس وقت ہے جب کہ ٹھیک بات پا جائے اور بہر حال جب چوک جائے تو اس کو چوک پر ثواب نہیں ملتا بلکہ دور ہوتا ہے اس سے گناہ فقط اور شاید کہ خطابی کی رائے یہ ہے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک ثواب ملتا ہے تو یہ مجاز ہے وضع اثم سے۔ (فتح)

٦٨٠٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ

٦٨٠٥۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس

الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ قَيْسٍ مَوْلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالَ هٰكَذَا حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جب حاکم اور قاضی کسی مقدمے میں حکم کرنے کا ارادہ کرے سو مقدور بھر اس بات کی تحقیق میں محنت اور کوشش کرے پھر ٹھیک بات پا جائے تو اس کے واسطے دو ثواب ہیں یعنی ایک محنت کا اور دوسرا ٹھیک بات پا جانے کا جب حکم کا ارادہ کرے اور مقدور بھر کوشش کرے پھر اس میں چوک جائے یعنی حق بات اس کو معلوم نہ ہو سکے تو اس کو ایک ثواب ہے یعنی صرف محنت کرنے کا، الخ۔

فائدہ: یعنی جب حاکم اور قاضی مقدمہ فیصل کرنے میں خوب کوشش اور غور کرے اور قرآن اور حدیث سے اس کا حکم نکالے تو اس کو دو ثواب ہیں اور اگر چوک ہو تو ایک ثواب ہے کوشش کے بعد چوک پر پکڑ نہیں کہا قرطبی نے اسی طرح واقع ہوا ہے حدیث میں حکم کرنا اجتہاد سے پہلے اور حالانکہ امر بالعکس ہے اس واسطے کہ اجتہاد مقدم ہے حکم سے اس لیے کہ نہیں جائز ہے حکم کرنا اجتہاد سے پہلے اتفاقاً لیکن تقدیر یہ ہے کہ جب حکم کرنے کا ارادہ کرے تو اس وقت اجتہاد کرے اور احتمال ہے کہ ف تفسیر کے واسطے ہو یعنی فاجتہد میں نہ تعقیب کے واسطے اور قول اس کا فاصاب یعنی موافق پڑا اللہ تعالیٰ کے حکم کو جو نفس الامر میں ہے اور قول اس کا ثم اخطأ یعنی اس نے گمان کیا کہ حق ایک جہت میں ہے اور حالانکہ نفس الامر میں اس کے برخلاف تھا اور البتہ پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف وقوع خطا کے بیچ اجتہاد کے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ البتہ تم جھگڑا لاتے ہو میرے پاس اور شاید کہ تم لوگوں میں کوئی آدمی خوش تقریر ہوتا ہے اپنی دلیل سے بہ نسبت دوسرے کے اور کہا ابوبکر بن عربی نے کہ تعلق پکڑا ہے ساتھ اس حدیث کے جو کہتا ہے کہ حق ایک جہت میں ہے واسطے تصریح کرنے کے ساتھ اس کے کہ ایک غیر معین مخطی ہے یعنی حدیث میں تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ دونوں میں سے ایک مخطی ہے لیکن معین نہیں کیا کہ فلانا مخطی ہے اور اس مسئلے میں بڑا اختلاف ہے اور

کہا مازری نے کہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے ہر ایک نے دونوں گروہوں میں سے جو قائل ہے کہ حق بیچ دو طرف کے ہے اور جو قائل ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہے لیکن پہلا مسئلہ سو اس واسطے کہ اگر ہر مجتہد مصیب ہوتا تو کوئی دونوں میں سے چوک کی طرف منسوب نہ کیا جاتا واسطے محال ہونے دو نقیضوں کے ایک حالت میں اور بہر حال مصوبہ جو کہتے ہیں کہ ہر مجتہد مصیب ہے سو حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے اس کے واسطے ثواب ٹھہرایا ہے سو اگر مصیب نہ ہوتا تو نہ ثواب دیا جاتا اور یہ جو اس پر خطا کا اطلاق کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا ہے اس سے ساتھ اس کے کہ یہ محمول ہے اس پر جو غافل ہوا نص سے یا اجتہاد کیا اس چیز میں کہ نہیں جائز ہے اجتہاد کرنا بیچ اس کے قطعیات سے اس میں جو اجماع کے مخالف ہو سو اگر ایسا اتفاق پڑے اور اس میں چوک جائے تو منسوخ کیا جائے حکم اس کا اور فتویٰ اس کا اگرچہ اجتہاد کیا ہو بالا جماع اور وہی ہے جس پر صحیح ہے اطلاق خطا کا اور بہر حال جو اجتہاد کرے ایسے مقدمے میں جس میں نہ نص ہو اور نہ اجماع تو نہیں اطلاق کیا جاتا ہے اس پر خطا کا اور دراز کیا ہے مازری نے اس تقریر کو اور ختم کیا ہے اپنی کلام کو ساتھ اس کے کہ جو قائل ہے کہ حق بیچ دو طرف کے دائر ہے یہ قول اکثر اہل تحقیق کا ہے فقہاء اور متکلمین سے اور وہ مروی ہے چاروں اماموں سے اگرچہ اس میں اختلاف حکایت کیا گیا ہے میں کہتا ہوں اور معروف شافعی رحمہ اللہ سے قول اول ہے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ حکم مذکور لائق ہے کہ خاص ہو ساتھ حاکم کے جو حکم کرنے والا ہو درمیان مدعی اور مدعا علیہ کے اس واسطے کہ اس جگہ حق نفس الامر میں معین ہے جھگڑا کرتے ہیں اس میں مدعی اور مدعا علیہ سو جب دونوں میں سے ایک کے واسطے اس کے ساتھ حکم کرے تو باطل ہو جاتا ہے حق دوسرے کا قطعاً اور دونوں میں سے ایک تو ضرور جھوٹا ہے اور حاکم کو اس پر اطلاع نہیں ہوتی سو اس صورت میں اختلاف نہیں کہ مصیب اس میں ایک ہی ہے اس واسطے کہ حق ایک طرف میں ہے اور لائق ہے کہ خاص ہو خلاف ساتھ اس کے کہ مصیب واحد ہے یا ہر مجتہد مصیب ہے ساتھ ان مسائل کے کہ نکالا جاتا ہے حق ان میں سے بطریق دلالت کے اور کہا ابن عربی نے کہ میرے نزدیک اس حدیث میں فائدہ زائدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ثواب عمل قاصر کا عامل پر ایک ہے اور عمل متعدی کا ثواب دوگنا ہے اس واسطے کہ اجر دیا جا رہا ہے اس کو فی نفسہ اور منجر ہوتا ہے اس کے واسطے جو متعلق ہو اس کے غیر سے اس کی جنس سے اور جب قضا کرے ساتھ حق کے اور حق دار کو اس کا حق دے تو ثابت ہوتا ہے اس کے واسطے اجر اس کے اجتہاد کا اور جاری ہوتا ہے اس کے واسطے مثل اجر مستحق حق کے سو اگر ایک دونوں میں سے زیادہ خوش تقریر ہو بہ نسبت دوسرے آدمی کے سو قاضی اس کے واسطے حکم کرے اور نفس الامر میں حق اس کے غیر کے واسطے ہو تو اس کو فقط اجتہاد کا اجر ملتا ہے میں کہتا ہوں اور تمام اس کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ اگر حاکم اپنے اجتہاد سے حق غیر مستحق کو دے تو اس پر اس کو مؤاخذہ نہیں ہوتا اس واسطے کہ حاکم نے جان بوجھ کر غیر کا حق اس کو نہیں دیا یعنی بلکہ چوک کی بلکہ گناہ محکوم لہ کا قاصر ہے اوپر اس کے اور نہیں ہے پوشیدہ کہ محل اس کا یہ ہے کہ

مقدور بھر اجتہاد میں کوشش کرے اور حالانکہ وہ اس کے اہل سے ہو ورنہ لاحق ہوتا ہے اس کو گناہ اگر اس کے اہل سے نہ ہو۔ (فتح) اور یہ جو کہا کہ بیان کی میں نے یہ حدیث ابوبکر بن محمد سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یعنی مثل حدیث عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی اور قائل حدیث کا یزید بن عبداللہ ہے جو اس حدیث کے راویوں سے ہے اور یہ جو کہا عن ابی سلمة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو مراد اس سے یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی بکر نے مخالفت کی ہے اپنے باپ کی بیچ روایت کرنے اس کے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے اور مرسل کیا ہے حدیث کو جس کو اس نے موصول کیا ہے۔

بَابُ الْحُجَّةِ عَلٰى مَنْ قَالَ إِنَّ أَحْكَامَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ ظَاهِرَةً وَمَا كَانَ يَغِيبُ بَعْضُهُمْ مِنْ مَّشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمُوْرِ الْإِسْلَامِ.

حجت قائم کرنا اس پر جس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ظاہر تھے اور جو غائب ہوتے تھے بعض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہد سے اور امور اسلام سے۔

فائدہ: ظاہر تھے یعنی لوگوں کے واسطے نہیں چھپے رہتے تھے مگر نادر پر اور یہ ترجمہ معقود ہے واسطے اس بیان کے کہ بہت اکابر اصحاب نہ حاضر ہوتے تھے نزدیک بعض اس چیز کے کہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے یا کرتے اعمال تکلیف سے سو بدستور رہتے اس چیز پر کہ ان کو اس پر اطلاع ہوتی یا منسوخ پر واسطے نہ خبر پانے کے اس کے ناسخ پر اور یا اوپر براءت اصلی کے اور جب یہ مقرر ہوا تو قائم ہوئی حجت اس شخص پر جو مقدم کرتا ہے بڑے صحابی کے عمل کو خاص کر جب کہ والی ہوا ہو حکم کا اوپر روایت غیر اس کے کے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ اس کے کہ اگر نہ ہوتا نزدیک اس کبیر صحابی کے جو قوی تر ہے اس روایت سے تو البتہ نہ مخالفت کرتا اس کی اور رد کرتا ہے اس کو یہ کہ اس اعتماد میں ترک کرنا محقق کا ہے واسطے گمانی چیز کے اور کہا ابن بطال نے کہ ارادہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے رد کرنے کا رافضیوں اور خارجیوں پر جو گمان کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور سنتیں آپ سے بطور تواتر کے منقول ہیں اور یہ کہ نہیں جائز ہے عمل کرنا ساتھ اس حکم کے جو تواتر کے ساتھ منقول نہ ہو یعنی خبر واحد کے ساتھ عمل کرنا جائز نہیں کہا اور قول ان کا مردود ہے ساتھ اس چیز کے کہ صحیح ہو چکی ہے کہ اصحاب ایک دوسرے سے احکام سیکھتے تھے اور رجوع کیا بعض نے اس چیز کی طرف کہ اس کے غیر نے روایت کی اور منعقد ہوا اجماع اوپر واجب ہونے عمل کے ساتھ خبر واحد کے میں نے کہا اور باب باندھا ہے بیہقی نے مدخل میں باب دلیل ہے اس پر کہ کبھی پوشیدہ رہتی ہے اس پر جو صحبت میں متقدم ہو وسیع علم والا ہو وہ چیز کہ جانتا ہے اس کو اس کا غیر پھر ذکر کی حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جدہ کے حق میں جو ان کو پہلے معلوم نہ تھی پھر معلوم ہوئی اور حدیث عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اجازت مانگنے میں اور وہ مذکور ہے اس باب میں اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس مرد کے حق میں جس نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا پھر اس کو طلاق

دے کر چاہا کہ اس کی ماں سے نکاح کرے سو کہا کہ کچھ نہیں اور انہوں نے چاندی کے ٹکڑوں کو مکمل چاندی سے کم وبیش لینا لینا جائز کیا پھر دونوں امر سے رجوع کیا جب کہ اور اصحاب سے سنا کہ یہ منع ہے اور اور چیزیں سوائے اس کے اور ذکر کی اس میں حدیث براء رضی اللہ عنہ کی کہ سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کو نہیں سنتے تھے ہم کو دنیا کے کاروبار اور شغل تھے لیکن جو لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے سو جو اس وقت موجود ہوتا وہ بیان کرتا اور بتلا دیتا اس شخص کو جو حاضر نہ ہوتا اور اس کی سند ضعیف ہے اور اسی طرح حدیث انس رضی اللہ عنہ کی کہ جو حدیثیں کہ ہم تم سے بیان کرتے ہیں وہ سب ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنیں لیکن ہمارے بعض نے بعض سے جھوٹ نہیں بولا پھر بیان کیں وہ حدیثیں جو اصحاب نے اصحاب سے روایت کی ہیں جو بخاری اور مسلم میں واقع ہوئی ہیں اور کہا کہ اس میں دلالت ہے اوپر اتفاق ان کے کی روایت میں اور اس میں ظاہر تر حجت اور واضح تر دلالت ہے اوپر ثابت کرنے خبر واحد کے اور یہ کہ بعض سنت بعض سے پوشیدہ رہتی تھی اور یہ کہ جو حاضر ہوتا تھا وہ غائب کو پہنچا دیتا تھا اور یہ کہ غائب اس سے اس کو قبول کر لیتا تھا اور اس پر اعتماد اور عمل کرتا تھا میں کہتا ہوں اور خبر واحد اصطلاح میں خلاف متواتر کے ہے برابر ہے کہ ایک شخص کی روایت سے ہو یا زیادہ کی روایت سے اور وہی مراد ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوا ہے اس میں اختلاف اور نہیں وارد ہوتا اس پر جو اس کے ساتھ عمل کرے جو واقع ہوا ہے باب کی حدیث میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگنے پر گواہ طلب کیا اس واسطے کہ نہیں خارج ہوئی وہ ساتھ شہادت ابو سعید رضی اللہ عنہ کے اس کے واسطے خبر واحد ہونے سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے صرف احتیاط کے واسطے گواہ طلب کیا تھا جیسا کہ اس کا بیان واضح طور سے پہلے گزر چکا ہے نہیں تو قبول کی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حدیث عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیچ لینے جزیہ کے مجوس سے اور حدیث اس کی وبا میں اور حدیث عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی انگلیوں کی دیت کے برابر ہونے میں اور حدیث ضحاک رضی اللہ عنہ کی بیچ وارث ہونے عورت کے اپنے خاوند کی دیت سے اور سوائے اس کے اور گزر چکا ہے علم میں عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ وہ اور ایک انصاری باری باری سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جایا کرتے تھے ایک دن یہ جاتے اور ایک دن وہ جاتا اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کو خبر دیتا اس کی جس سے وہ غائب ہوتا اور تھی غرض ان کی ساتھ اس کے حاصل کرنا اس چیز کا جو قائم ہو ساتھ ان کے حال کے اور حال عیال اپنے کے تا کہ بے پرواہ ہو محتاج ہونے سے واسطے غیر کے اور تا کہ قوی ہوں اس چیز پر کہ وہ اس کے درپے تھے جہاد سے اور اس سے معلوم ہوا کہ نہیں شرط ہے اس پر جس کو مشافہت ممکن ہو یہ کہ اس پر اعتماد کرے اور نہ کفایت کرے ساتھ واسطہ کے بلکہ جائز ہے کفایت کرنا ساتھ واسطے کہ واسطے ثابت ہونے اس کے اصحاب کے فعل سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بغیر نکیر کے اور بہر حال حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو باب کی دوسری حدیث ہے سو اس میں بیان ہے سبب کا بیچ پوشیدہ رہنے بعض سنتوں کے بعض اصحاب سے اور قول اس کا کہ مشغول رکھتا تھا مہاجرین کو عقد خرید و فروخت کا بازار میں

اور یہ موافق ہے عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے جو پہلے گزرا کہ غافل کیا مجھ کو سودے نے بازار میں اور یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ اصحاب تجارت کیا کرتے تھے۔ (فتح)

٦٨٠٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِيْ عَطَآءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ أَبُوْ مُوْسٰى عَلٰى عُمَرَ فَكَأَنَّهٗ وَجَدَهٗ مَشْغُوْلًا فَرَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ائْذَنُوْا لَهٗ فَدُعِيَ لَهٗ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ فَقَالَ إِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا قَالَ فَأْتِنِيْ عَلٰى هٰذَا بِبَيِّنَةٍ أَوْ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ فَانْطَلَقَ إِلٰى مَجْلِسٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوْا لَا يَشْهَدُ إِلَّا أَصَاغِرُنَا فَقَامَ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ قَدْ كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا فَقَالَ عُمَرُ خَفِيَ عَلَيَّ هٰذَا مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ.

٦٨٠٦۔ حضرت عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی سو شاید ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کو مشغول پایا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پلٹے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی آواز نہیں سنی اس کو اجازت دو سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ان کے واسطے بلائے گئے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اس فعل پر جو تو نے کیا؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حکم کیے جاتے تھے ساتھ اس کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس اس پر گواہ لانا ورنہ میں تجھ کو تکلیف دوں گا سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ انصاریوں کی ایک مجلس کی طرف چلے یعنی اور ان سے کہا کہ میری گواہی دو تو انہوں نے کہا کہ نہ گواہی دے گا مگر جو ہم سب میں زیادہ تر چھوٹا ہے سو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے سو انہوں نے کہا یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گواہی دی کہ البتہ ہم حکم کیے جاتے تھے اس کے ساتھ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پوشیدہ رہا مجھ سے یہ حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امر سے مشغول کر رکھا مجھ کو بازار کی خرید و فروخت نے۔

٦٨٠٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ أَنَّهٗ سَمِعَهٗ مِنَ الْأَعْرَجِ يَقُوْلُ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّكُمْ تَزْعُمُوْنَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ إِنِّيْ كُنْتُ امْرَأً مِسْكِيْنًا أَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ وَكَانَ

٦٨٠٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ تم گمان کرتے ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت حدیثیں روایت کرتا ہے یعنی شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جھوٹی حدیثیں بیان کرتا ہے اور اللہ کی طرف ہے جگہ پھرنے کی یعنی قیامت میں ظاہر ہو گا کہ تم اس انکار میں حق پر ہو یا میں سچ کہتا ہوں اس کا سبب یہ ہے کہ میں محتاج مرد تھا ہر دم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر رہتا تھا اپنے پیٹ

الْمُهَاجِرُوْنَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلٰى أَمْوَالِهِمْ فَشَهِدْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَّقَالَ مَنْ يَّبْسُطْ رِدَآئَهٗ حَتّٰى أَقْضِيَ مَقَالَتِيْ ثُمَّ يَقْبِضْهُ فَلَنْ يَّنْسٰى شَيْئًا سَمِعَهٗ مِنِّيْ فَبَسَطْتُ بُرْدَةً كَانَتْ عَلَيَّ فَوَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا نَسِيْتُ شَيْئًا سَمِعْتُهٗ مِنْهُ.

بھرنے کے واسطے اور مہاجرین بازار میں خرید وفروخت میں مشغول رہتے تھے اور انصاری لوگ اپنے مال کی خبر گیری میں مشغول رہتے تھے سو میں ایک دن حضرت ﷺ کے پاس حاضر تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنا کپڑا پھیلائے رہے گا جب تک کہ میں اپنی بات کو تمام کرلوں پھر اپنے کپڑے کو اپنی طرف سمیٹ لے تو نہ بھولے گا کچھ چیز جو مجھ سے سنی یعنی وہ میری سنی حدیث کو کبھی نہ بھولے گا سو میں نے اپنی اوپر کی چادر پھیلائی سوقسم ہے اس کی جس نے حضرت ﷺ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا کہ میں کبھی کچھ چیز نہیں بھولا جس کو حضرت ﷺ سے سنا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا سبب ہے کہ مہاجر اور انصار ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے برابر حضرت ﷺ سے حدیثیں روایت نہیں کرتے اور یہ جو کہا کہ اپنے پیٹ بھرنے کے واسطے یعنی یہ سبب پیٹ بھرنے کے یعنی سبب اصلی جو تقاضا کرتا ہے واسطے بہت روایت کرنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حدیث کو حضرت ﷺ سے ہر وقت حضرت ﷺ کے ساتھ رہنا ہے تاکہ پائیں جو کھائیں اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ چیز نہ تھی جس میں تجارت کریں اور نہ زمین تھی کہ اس میں کھیتی کریں سو حضرت ﷺ سے کسی وقت جدا نہ ہوتے تھے کہ کہیں قوت ان سے فوت ہو سو حاصل ہوتا تھا اس ملازمت میں اقوال کے سننے اور افعال کے روایت کرنے سے جو نہ حاصل ہوتا تھا ان کے غیر کے واسطے جو ہر وقت حضرت ﷺ کے ساتھ نہ رہتا تھا اور مدد کی ان کے ہمیشہ یاد رکھنے پر حضرت ﷺ کی دعا نے اور ایک روایت میں ہے کہ میرے بھائی انصاری اپنے کھیتی کے کام میں مشغول رہتے تھے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَّأٰى تَرْكَ النَّكِيْرِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَّةً لَا مِنْ غَيْرِ الرَّسُوْلِ.

جو دیکھتا ہے کہ ترک کرنا انکار کا حضرت ﷺ سے حجت نہ حضرت ﷺ کے غیر سے

فائدہ: البتہ اتفاق ہے اس پر کہ مقرر رکھنا حضرت ﷺ کا اس چیز کو کہ آپ کے سامنے کی جائے یا کہی جائے اور خبر پائیں اس پر حضرت ﷺ بغیر انکار کے دلالت کرنے والا ہے اوپر جواز کے اس واسطے کہ عصمت دور کرتی ہے حضرت ﷺ سے جو متحمل ہو اس کے غیر کے حق میں اس چیز سے کہ مرتب ہوتی ہے انکار پر سو نہیں برقرار رکھتے باطل پر اور اسی واسطے کہا نہ غیر رسول سے اس واسطے کہ غیر حضرت ﷺ کا سکوت نہیں دلالت کرتا ہے جواز پر اور اشارہ کیا ہے ابن تین نے اس کی طرف کہ ترجمہ متعلق ہے ساتھ اجماع سکوتی کے اور لوگ مختلف ہیں سو ایک گروہ نے کہا کہ

نہیں منسوب کیا جاتا طرف ساکت کے کوئی قول اس واسطے کہ بیچ مہلت نظر کے ہے اور کہا ایک گروہ نے کہ اگر مجتہد کوئی بات کہے اور پھیل جائے اور اس پر اطلاع پانے کے بعد کوئی اس کے مخالف نہ ہو تو وہ حجت ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں ہوتا ہے حجت یہاں تک کہ متعدد ہو قیل ساتھ اس کے اور محل خلاف کا وہ ہے کہ نص مقدم ہے اور حجت پکڑی ہے جس نے مطلق منع کیا ہے کہ اصحاب نے بہت اجتہادی مسائل میں اختلاف کیا ہے سو ان میں سے بعض اپنے غیر پر انکار کرتا تھا جب کہ قول اس کے نزدیک ضعیف ہوتا اور ہوتی نزدیک اس کے وہ چیز جو اس سے قوی تر ہو نص کتاب یا سنت سے اور بعض ان میں سے چپ رہتا تھا سو اس کا چپ رہنا جواز کی دلیل نہ ہوگا اس واسطے کہ جائز ہے کہ اس کے واسطے حکم ظاہر نہ ہوا ہو سو اس نے سکوت کیا واسطے جائز رکھنے اس بات کے کہ یہ قول صواب ہو اگرچہ اس کے واسطے اس کی وجہ ظاہر نہ ہوئی۔ (فتح)

٦٨٠٨۔ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَحْلِفُ بِاللهِ أَنَّ ابْنَ الصَّآئِدِ الدَّجَّالُ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللهِ قَالَ إِنِّيْ سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٨٠٨۔ حضرت محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا اللہ کی قسم کھاتا تھا کہ ابن صیاد دجال موجود ہے میں نے کہا کہ تو اللہ کی قسم کھاتا ہے کہا کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سنا کہ قسم کھاتے تھے اس پر نزدیک حضرت ﷺ کے سو نہ انکار کیا اس سے حضرت ﷺ نے۔

فائدہ: شاید جابر رضی اللہ عنہ نے جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کے پاس قسم کھاتے سنا اور حضرت ﷺ نے اس پر انکار نہیں کیا تو سمجھی اس سے مطابقت لیکن باقی رہی یہ بات کہ شرط عمل کرنے کی ساتھ تقریر کے یہ ہے کہ نہ معارض ہو اس کو تصریح ساتھ خلاف اس کے سو جس نے حضرت ﷺ کے سامنے کچھ کہا یا کیا اور حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا تو دلالت کی اس نے جواز پر پھر اگر حضرت ﷺ نے اس کے برخلاف کہا یا کیا تو دلالت کرے گا اوپر منسوخ ہونے اس تقریر کے مگر یہ کہ ثابت ہو دلیل خصوصیت کی کہا ابن بطال نے اس کے بعد کہ مقرر رکھا جابر رضی اللہ عنہ کی دلیل کو سو اگر کہا جائے کہ پہلے گزر چکا ہے یعنی جنائز میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا ابن صیاد کے قصے میں کہ مجھ کو حکم ہو تو اس کی گردن ماروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر حقیقت میں یہی دجال ہے تو تو اس کو نہ مار سکے گا سو یہ صریح ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کے امر میں تردد کیا یعنی پس نہ دلالت کرے گا چپ رہنا حضرت ﷺ کا اس کے انکار سے وقت حلف عمر رضی اللہ عنہ کے اس پر کہ وہی دجال اکبر ہے اور جواب اس کے دو ہیں ایک یہ کہ تردد

حضرت ﷺ کو تھا پہلے اس سے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو معلوم کروائے ساتھ اس کے کہ وہی ہے دجال پھر جب اللہ نے حضرت ﷺ کو معلوم کروایا کہ دجال وہی ہے تو نہ انکار کیا حضرت ﷺ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قسم پر دوسرا یہ کہ عرب کی عادت ہے کہ کلام کو شک کی جگہ نکالتے ہیں اگرچہ خبر میں شک نہ ہو پھر ذکر کیا جو وارد ہوا ہے غیر جابر رضی اللہ عنہ سے جو دلالت کرتا ہے کہ ابن صیاد وہی ہے دجال مانند اس حدیث کی جو عبدالرزاق نے صحیح سند کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں ابن صیاد سے ملا اور اس کے ساتھ ایک یہودی مرد تھا اس کی آنکھ پھول گئی اور وہ خارج تھی جیسے اونٹ کی آنکھ سو جب میں نے اس کو دیکھا تو میں نے کہا میں تجھ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اے ابن صیاد! تیری آنکھ کب پھولی تھی؟ ابن صیاد نے کہا کہ میں نہیں جانتا کب پھولی تھی میں نے کہا تو جھوٹا ہے تو نہیں جانتا اور حالانکہ وہ تیرے سر میں ہے پھر اس نے اس پر مسح کیا اور تین بار آواز کی جیسے گدھا آواز کرتا ہے سو گمان کیا یہودی نے کہ میں نے اپنا ہاتھ اس کے سینے میں مارا اور میں نے اس سے کہا کہ دور ہو تیری قدر اس سے نہ بڑھے گی پھر میں نے اس کو حفصہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بچ اس مرد سے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ چرچا ہوتا ہے کہ دجال نکلے گا نزدیک غضب کے کہ غضبناک ہوگا پھر کہا ابن بطال نے جس کا حاصل نہ تسلیم کرنا ہے جزم کو ساتھ اس کے کہ وہی ہے دجال پس عود کرے گا سوال اول جواب حلف عمر رضی اللہ عنہ کے سے پھر جابر رضی اللہ عنہ کے سے اس پر کہ وہی ہے دجال معہود لیکن بیچ قصہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے دلیل ہے کہ مراد ان دونوں کی دجال اکبر ہے اور البتہ روایت کی ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ کہ موسیٰ بن عقبہ سے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے قسم ہے اللہ کی میں نہیں شک کرتا کہ مسیح دجال وہ ابن صیاد ہے اور واقع ہوا ہے ابن صیاد کے واسطے ساتھ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے اور قصہ جو متعلق ہے ساتھ امر دجال کے سو روایت کی مسلم نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے کہ ابن صیاد مکے تک میرے ساتھ رہا سو اس نے مجھ سے کہا کہ کیا ایذا پائی میں نے لوگوں سے وہ گمان کرتے ہیں کہ میں دجال ہوں کیا تو نے حضرت ﷺ سے نہیں سنا فرماتے تھے کہ دجال کی اولاد نہ ہوگی میں نے کہا کیوں نہیں اس نے کہا سو میری اولاد ہے کیا تو نے حضرت ﷺ سے نہیں سنا فرماتے تھے کہ دجال نہ مدینے میں داخل ہوگا نہ مکہ میں میں نے کہا کیوں نہیں کہا سو میں مدینے میں پیدا ہوا اور یہ میں مکے کا ارادہ کرتا ہوں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابن صیاد نے کہا کہ بے شک میں دجال کو پہچانتا ہوں اور پہچانتا ہوں اس کے پیدا ہونے کی جگہ کو اور اب وہ کہاں ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں نے کہا کہ تجھ کو ہلاکت ہو باقی دن کہا بیہقی نے کہ نہیں بیچ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے زیادہ حضرت ﷺ کے سکوت سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قسم پر سو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ اس کے امر میں متوقف ہوں پھر حضرت ﷺ کو اللہ کی طرف سے معلوم ہوا ہو کہ دجال ابن صیاد کا غیر ہے یعنی دجال اور ہے اور ابن صیاد اور بنا بر اس کے کہ تمیم داری کا قصہ اس کو تقاضا کرتا ہے اور ساتھ اسی کے تمسک کیا ہے جس نے جزم کیا ہے کہ دجال ابن صیاد کے سوائے ہے اور طریقہ اس کا صحیح ہے اور جو صفت کہ

ابن صیاد میں تھی وہ موافق پڑ گئی دجال کی صفت کو میں کہتا ہوں اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کے قصے کو روایت کیا ہے مسلم نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اور اس میں ہے کہ تمیم نے دجال کو سمندر کے ایک جزیرے میں لوہے کی زنجیروں میں بندھا ہوا دیکھا سو اس نے ان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر پوچھی کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہو کے بھیجے گئے ہیں یا نہیں؟ اور یہ کہ اس نے کہا کہ ان کے حق میں بہتر ہے کہ اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے کہا کہ میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ میں مسیح دجال ہوں اور عنقریب مجھ کو نکلنے کی اجازت ہوگی سو میں نکل کر زمین میں سیر کروں گا سو کوئی گاؤں نہ چھوڑوں گا مگر کہ اس میں اتروں گا سوائے مکے اور مدینے کے اور بیہقی کے ایک طریق میں ہے کہ وہ بڑا بوڑھا ہے کہا بیہقی نے اس حدیث میں ہے کہ دجال اکبر جو اخیر زمانے میں نکلے گا وہ ابن صیاد کے سوائے ہے اور ابن صیاد ایک دجال تھا ان دجالوں میں سے جن کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ قیامت سے پہلے جھوٹے لوگ ہوں گے سو تم ان سے بچنا اور ان میں سے اکثر نکل چکے ہیں اور جو لوگ جزم کرتے ہیں کہ ابن صیاد ہی دجال ہے شاید ان کو تمیم داری رضی اللہ عنہ کا قصہ نہیں پہنچا نہیں تو ان کے درمیان تطبیق نہایت بعید ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور کہا علماء نے کہ قصہ ابن صیاد کا مشکل ہے اور اس کا حال مشتبہ ہے لیکن نہیں شک ہے اس میں کہ وہ ایک دجال ہے دجالوں میں سے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے حال میں کچھ وحی نہیں ہوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وحی ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ صفات دجال کے اور ابن صیاد میں قرائن محتملہ تھے اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حال میں کسی چیز کے ساتھ یقین نہیں کیا بلکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تیرے واسطے اس کے قتل کرنے میں کچھ بہتری نہیں، الحدیث اور یہ جو ابن صیاد نے حجت پکڑی کہ میں مسلمان ہوں تو نہیں ہے اس میں دلالت اس کے دعویٰ پر کہ وہ دجال اکبر نہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خبر دی ہے اس کی صفات سے وقت نکلنے اس کے اخیر زمانے میں اور بہر حال اسلام لانا اور حج کرنا اس کا سو نہیں تصریح ہے اس میں کہ وہ دجال نہیں احتمال ہے کہ ہو خاتمہ اس کا ساتھ بدی کے یعنی جو صفات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی بیان فرمائی ہیں وہ اس میں اس وقت پائی جائیں گی جب کہ وہ اخیر زمانے میں نکلے گا اگرچہ اس سے پہلے مسلمان ہو اور نماز روزہ وغیرہ کرتا ہو پس ابن صیاد کا مسلمان ہونا اور حج کرنا اس کے دجال ہونے کا منافی نہیں اس لیے کہ جائز ہے کہ حال میں مسلمان ہو اور اخیر زمانے میں مرتد ہو کے نکلے اور روایت کی ہے ابونعیم اصبہانی نے تاریخ اصبہان میں جو دلالت کرتی ہے کہ ابن صیاد وہی ہے دجال اکبر جو اخیر زمانے میں نکلے گا اور البتہ روایت کی ہے ابوداؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند صحیح کے کہ ہم نے جنگ حرہ کے دن ابن صیاد کو گم کیا معلوم نہیں کہاں گیا اور حسان بن عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ہمارا لشکر اصبہان میں اترا تھا سو میں ایک دن یہودیوں کے لشکر کے پاس گیا وہ خوشی کرتے تھے اور دف بجاتے تھے سو میں نے اپنے ایک یار سے پوچھا جو ان میں سے تھا اس نے کہا کہ ہمارا بادشاہ جس کے ساتھ ہم عرب کی فتح چاہتے

تھے داخل ہوا سو صبح کو میں نے دیکھا تو اچانک وہ ابن صیاد تھا اور قریب تر تطبیق درمیان حدیث تمیم داری رضی اللہ عنہ کے اور ہونے ابن صیاد کے دجال یہ ہے کہ دجال بعینہ وہی ہے جس کو تمیم رضی اللہ عنہ نے لوہے کی زنجیروں میں بندھا ہوا دیکھا جزیرے میں اور ابن صیاد شیطان ہے کہ ظاہر ہوا تھا بیچ صورت دجال کے اس مدت میں یہاں تک کہ متوجہ ہوا طرف اصبہان کے سو پوشیدہ ہوا ساتھ ساتھی اپنے کے یہاں تک کہ آئے وہ مدت کہ مقدر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے نکلنا اس کا بیچ اس کے اور واسطے شدت التباس امر کے بیچ اس کے بخاری رحمہ اللہ ترجیح کی راہ چلا ہے سو فقط اس نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی جو ابن صیاد کے قصے میں ہے عمر رضی اللہ عنہ سے اور نہیں روایت کی اس نے روایت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی جو تمیم رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے اور وہم کیا ہے بعض نے کہ تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث غریب فرد ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ روایت کیا ہے اس کو ساتھ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور جابر رضی اللہ عنہ نے اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو تو ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن منبر پر فرمایا کہ جس حالت میں کہ چند آدمی دریا میں سوار تھے کہ اُن کا کھانا تمام ہوا تو ان کو ایک جزیرہ نظر آیا سو نکلے حال دریافت کرنے کو تو ان سے جساسہ ملا سو ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ دجال ابن صیاد ہے میں نے کہا کہ وہ مر گیا تھا اس نے کہا کہ اگرچہ مر گیا ہو میں نے کہا وہ مسلمان ہو گیا تھا کہا اگرچہ مسلمان ہو گیا تھا میں نے کہا کہ وہ مدینے میں داخل ہوا تھا کہا اگرچہ مدینے میں داخل ہوا اور جابر رضی اللہ عنہ کی کلام میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اس کا امر مشتبہ ہے اور جائز ہے کہ جو حال میں اس سے ظاہر ہوا نہ منافی ہو اس چیز کو کہ متوقع ہے اس سے بعد نکلنے اس کے اخیر زمانے میں اور البتہ روایت کی احمد نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اگر میں دس بار قسم کھاؤں کہ ابن صیاد دجال ہے تو یہ بہتر ہے مجھ کو اس سے کہ ایک بار قسم کھاؤں کہ وہ دجال نہیں اور اس کی سند صحیح ہے، واللہ اعلم اور حدیث میں جائز ہونا قسم کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ غالب ہو گمان پر اور اس کی صورت اتفاقی یہ ہے کہ جو پائے اپنے باپ کے خط سے جس کو پہچانتا ہو کہ اس کے واسطے کسی شخص کے پاس مال ہے اور غالب ہو اس کے گمان پر صدق اس کا یہ کہ جائز ہے اس کے واسطے جب کہ مطالبہ کرے اور متوجہ ہو اس پر قسم یہ کہ قسم کھائے کہ وہ مستحق ہے اس کا اس سے قبض کرنے کا۔ (فتح)

بَابُ الْأَحْكَامِ الَّتِيْ تُعْرَفُ بِالدَّلَائِلِ وَكَيْفَ مَعْنَى الدِّلَالَةِ وَتَفْسِيْرُهَا

جو احکام کہ پہچانے جاتے ہیں دلائل سے اور کس طرح ہیں معنی دلالت کے اور تفسیر اس کی

فائدہ: اور دلیل وہ چیز ہے جو راہ دکھلائے طرف مطلوب کی اور لازم آئے اس کے علم سے علم ساتھ وجود مدلول کے اور مراد ساتھ دلالت کے شرع کے عرف میں ارشاد ہے اس کی طرف کہ حکم شے خاص کا جس میں کوئی خاص نص وارد نہ ہوئی ہو داخل ہے تحت حکم دلیل دوسری کے بطریق عموم کے سو یہ ہیں معنی دلالت کے اور بہرحال تفسیر اس کی سو مراد ساتھ اس کے بیان کرنا اس کا ہے اور وہ تعلیم کرانا ہے مامور کو کیفیت اس کی کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے اور اس کی

طرف اشارہ ہے باب کی دوسری حدیث میں اور مستفاد ہوتا ہے ترجمہ سے بیان رائے محمود کا اور وہ چیز وہ ہے کہ لی جائے اس چیز سے کہ ثابت ہو حضرت ﷺ کے اقوال سے اور افعال سے بطریق نص کے اور بطریق اشارے کے سو مندرج ہوگا اس میں استنباط اور خارج ہوگا جمود اوپر ظاہر محض کے۔ (فتح)

وَقَدْ أَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَ الْخَيْلِ وَغَيْرِهَا ثُمَّ سُئِلَ عَنِ الْحُمُرِ فَدَلَّهُمْ عَلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾.

اور البتہ خبر دی حضرت ﷺ نے ساتھ حکم گھوڑوں وغیرہ کے پھر پوچھے گئے گدھوں کے حکم سے سو دلالت کی ان کو اوپر اللہ کے قول کے سو جس نے ذرہ برابر بھلائی کی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

فائدہ: یہ باب کی اول حدیث کی طرف اشارہ ہے اور اس کی مراد یہ ہے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾ آخر سورہ تک عام ہے عامل میں اور اس کے عمل میں اور یہ کہ حضرت ﷺ نے بیان کیا پالنا گھوڑوں کا اور احوال ان کے پالنے والے کا اور سوال کیے گئے گدھوں کے حکم سے تو اشارہ کیا اس کی طرف کہ حکم گدھوں کا اور حکم گھوڑوں وغیرہ کا داخل ہے عموم میں جو مستفاد ہے آیت سے۔ (فتح)

وَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا آكُلُهٗ وَلَا أُحَرِّمُهٗ وَأُكِلَ عَلٰى مَآئِدَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الضَّبُّ فَاسْتَدَلَّ ابْنُ عَبَّاسٍ بِأَنَّهٗ لَيْسَ بِحَرَامٍ

اور سوال کیے گئے حضرت ﷺ سوسمار کے کھانے سے سو فرمایا کہ میں اس کو نہ کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں اور حضرت ﷺ کے دستر خوان پر سوسمار کھائی گئی سو استدلال کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے کہ وہ حرام نہیں۔

فائدہ: یہ باب کی تیسری حدیث کی طرف اشارہ ہے اور مراد اس کی بیان کرنا ہے حکم حضرت ﷺ کی تقریر کا اور یہ کہ وہ جواز کا فائدہ دیتا ہے یہاں تک کہ پایا جائے قرینہ جو اس کو غیر کی طرف پھیرے۔ (فتح)

۶۸۰۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِيْ لَهٗ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ لَهَا فِيْ مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ

۶۸۰۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے تین آدمیوں کے واسطے ہیں ایک مرد کے واسطے تو ثواب ہیں اور دوسرے مرد کے واسطے پردہ ہیں اور تیسرے مرد پر وبال ہیں سو جس کو ثواب ہے سو وہ مرد ہے جس نے گھوڑوں کو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے واسطے باندھ رکھا پھر ان کو لمبی رسی میں باندھا کسی چراگاہ یا باغ کے چمن میں سو وہ اپنی رسی کے اندر چراگاہ یا چمن میں جہاں تک کہ پہنچے اور جتنی گھاس کہ چرے تو اس مرد کے

الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهٖ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَّهُ وَهِيَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَآءً فَهِيَ عَلٰى ذٰلِكَ وِزْرٌ وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِيْهَا إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾.

واسطے اتنی نیکیاں ہوں گی اور اگر گھوڑوں کی رسی ٹوٹ گئی پھر وہ ایک بار یا دو بار زقند مار گئے تو اس مرد کے واسطے اُن کے ٹاپوں کی مٹی اور ان کی لید نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی دریا پر گزرے سو اس میں سے پانی پیا اگرچہ مالک نے ان کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو بھی اس کے واسطے نیکیاں ہوں گی تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے ثواب کا سبب ہیں اور جس مرد نے کہ گھوڑوں کو باندھا اس نیت سے کہ ان کی سوداگری سے فائدہ اٹھائے اور بیگانی سواری مانگنے سے بچے پھر وہ اللہ کا حق جو گھوڑوں کی گردنوں اور پیٹھوں میں ہے نہ بھولا یعنی ان کی زکوٰۃ ادا کی اور عاجزوں کو ان کی سواری سے نہ روکا تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے پردہ ہیں یعنی باعزت رہا ذلت سے بچا اور جس مرد نے کہ گھوڑوں کو باندھا اترانے اور دکھلانے کے لیے اور اہل اسلام کی بدخواہی اور عداوت کے واسطے یعنی کفر کی کمک کو تو ایسے گھوڑے اس مرد پر وبال ہیں اور پوچھے گئے حضرت ﷺ گدھوں کے حکم سے سو فرمایا کہ نہیں اتاری گئی مجھ پر ان کے حق میں مگر یہ آیت جو تنہا اور جامع ہے سو جس نے ذرہ بھر بھلائی کی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر بدی کی وہ بھی اس کو دیکھ لے گا۔

فائدہ: یعنی گھوڑے پالنا تین طرح ہیں عمدہ قسم تو یہ ہے کہ جہاد کے واسطے پالے کہ اس کا ثواب بے شمار ہے دوسری قسم یہ کہ اپنی سواری اور سوداگری کے واسطے پالے تو اس میں دنیا کا فائدہ ہے دین کا نقصان نہیں تیسری قسم یہ کہ کافروں کی مدد کے واسطے پالے اور نمود کے واسطے تو یہ سراسر وبال ور عذاب ہے اور محکی ہے مہلب سے کہ اس حدیث میں حجت ہے بیچ ثابت کرنے قیاس کے وفیہ نظر، تقدم فی کتاب الجهاد عند شرحه۔ (فتح)

٦٨١٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح

۶۸۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت ﷺ سے حیض کا حکم پوچھا کہ اس کے بعد کس طرح غسل کرے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے ٹکڑا کپڑے

و حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ النُّمَيْرِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنُ شَيْبَةَ حَدَّثَتْنِي أُمِّيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَيْضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْهُ قَالَ تَأْخُذِيْنَ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِيْنَ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئِيْ قَالَتْ كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئِيْنَ بِهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَرَفْتُ الَّذِيْ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَذَبْتُهَا إِلَيَّ فَعَلَّمْتُهَا.

کا مشک آلودہ پھر اس سے وضو کر یعنی خون کی جگہ کو تلاش کر کے وہاں خوشبو لگا تا کہ خون کی بد بو دفع ہو پھر غسل کر اس نے کہا یا حضرت! میں اس سے کس طرح وضو کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ وضو کر اس نے کہا میں اس سے کس طرح وضو کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا اس کے ساتھ وضو کر، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں حضرت ﷺ کی مراد پہچان گئی سو میں نے اس کو اپنی طرف کھینچا پھر میں نے اس کو غسل حیض کا طریقہ سکھلایا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ عورت سائلہ حضرت ﷺ کی غرض کو نہ سمجھی اس واسطے کہ وہ نہ پہچانتی تھی کہ کپڑے کے ٹکڑے مشک آلودہ سے خون کی جگہوں کو تلاش کرنے کا نام وضو رکھا جاتا ہے جب کہ جوڑا گیا ہو ساتھ ذکر خون کے اور گندگی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا اس کو یہ اس واسطے کہ اس کے ذکر کرنے سے شرم آتی ہے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ کی غرض سمجھی سو بیان کی اس عورت کے واسطے وہ چیز جو اس پر پوشیدہ رہی اور اس کا حاصل یہ ہے کہ مجمل موقوف ہے اوپر بیان اس کے قرائن سے اور مختلف ہیں افہام لوگوں کے اس کے سمجھنے میں اور اصول والوں نے مجمل کی یہ تعریف کی ہے کہ مجمل وہ ہے جس کی دلالت واضح نہ ہو اور واقع ہوتا ہے اجمال لفظ مفرد میں مانند قراء کی کہ وہ طہر اور حیض کا احتمال رکھتا ہے اور واقع ہوتا ہے اجمال مرکب میں بھی مانند قول اللہ تعالیٰ کے بیدہ عقدۃ النکاح کہ وہ احتمال رکھتا ہے خاوند کا اور ولی کا اور مانند اس کے ہے حدیث باب کی اس واسطے کہ واقع ہوا ہے بیان اس کا واسطے سائلہ کے ساتھ اس چیز کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اس سے سمجھا اور برقرار رکھی گئیں اوپر اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٦٨١١۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ

٦٨١١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام حفید حارث کی بیٹی نے حضرت ﷺ کو گھی اور پنیر اور گوئیں تحفہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ حُفَيْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضُبًّا فَدَعَا بِهِنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُكِلْنَ عَلٰى مَائِدَتِهٖ فَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْمُتَقَذِّرِ لَهُنَّ وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أُكِلْنَ عَلٰى مَائِدَتِهٖ وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ.

بھیجا سو حضرت ﷺ نے ان کو منگوایا تو حضرت ﷺ کے دستر خوان پر کھائی گئیں اور حضرت ﷺ نے ان کو چھوڑا جیسے اس سے کراہت کرنے والے ہیں اور اگر حرام ہوتیں تو حضرت ﷺ کے دستر خوان پر نہ کھائی جاتیں اور نہ ان کے کھانے کا حکم کرتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاطعمہ میں گزر چکی ہے۔

٦٨١٢ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءُ بْنُ أَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ ثُوْمًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهٖ وَإِنَّهٗ أُتِيَ بِبَدْرٍ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ يَعْنِيْ طَبَقًا فِيْهِ خَضِرَاتٌ مِّنْ بُقُوْلٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيْحًا فَسَأَلَ عَنْهَا فَأُخْبِرَ بِمَا فِيْهَا مِنَ الْبُقُوْلِ فَقَالَ قَرِّبُوْهَا فَقَرَّبُوْهَا إِلٰى بَعْضِ أَصْحَابِهٖ كَانَ مَعَهٗ فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا قَالَ كُلْ فَإِنِّيْ أُنَاجِيْ مَنْ لَّا تُنَاجِيْ وَقَالَ ابْنُ عُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ بِقِدْرٍ فِيْهِ خَضِرَاتٌ وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّيْثُ وَأَبُوْ صَفْوَانَ عَنْ يُّوْنُسَ قِصَّةَ الْقِدْرِ فَلَا أَدْرِيْ هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ أَوْ فِي الْحَدِيْثِ.

٦٨١٢ـ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو لہسن اور پیاز کھائے تو چاہیے کہ ہم سے یا فرمایا کہ ہماری مسجد سے الگ رہے اور چاہیے کہ اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور یہ کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک طشت لایا گیا جس میں ساگ کی سبزی تھی تو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بو پائی اور ان سے پوچھا سو خبر دی گئی ساتھ اس کے جو اس میں تھا ساگوں سے سو فرمایا کہ قریب کرو طرف بعض اصحاب کی جو آپ کے ساتھ تھا یعنی ابو ایوب سو جب اس نے دیکھا کہ حضرت ﷺ نے اس سے نہیں کھایا تو اس کے کھانے کو مکروہ جانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کھا اس واسطے کہ میں سرگوشی کرتا ہوں جس سے تو سرگوشی نہیں کرتا اور روایت کی ابن عفیر نے ابن وہب سے ہانڈی اس میں سبزی تھی اور نہیں ذکر کیا لیث۔ اور ابو صفوان نے یونس سے قصہ ہانڈی کا سو میں نہیں جانتا کہ وہ زہری کے قول سے ہے یا حدیث میں۔

فائدہ: یہ جو کہا فلما راہ الخ تو اس میں حذف ہے اس کی تقدیر یہ ہے کہ جب اس نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اس

کے کھانے سے باز رہے اور حکم کیا ساتھ قریب کرنے اس کے اس کی طرف تو اس نے اس کے کھانے کو مکروہ جانا اور شاید کہ ابو ایوب نے استدلال کیا تھا ساتھ عموم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ اوپر مشروع ہونے متابعت حضرت ﷺ کی کے آپ کے سب افعال میں سو جب حضرت ﷺ ان سبزیوں کے کھانے سے باز رہے تو اس نے حضرت ﷺ کی پیروی کی تو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے وجہ تخصیص کی بیان کی سو فرمایا کہ میں کانا پھوسی کرتا ہوں جس سے تو کانا پھوسی نہیں کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ میرے ساتھی کو ایذا ہو اور ایک روایت میں فرمایا کہ میں اللہ کے فرشتوں سے شرماتا ہوں اور حرام نہیں کہا ابن بطال نے یہ جو فرمایا کہ اس کو بعض اصحاب کے نزدیک کرو تو یہ نص ہے اوپر جواز کھانے اس کے کے اور اسی طرح یہ قول حضرت ﷺ کا کہ میں کانا پھوسی کرتا ہوں، الخ میں کہتا ہوں اور تکملہ اس کا وہ ہے جو میں نے ذکر کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ فرشتوں کو آدمیوں پر فضیلت ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ جس سے کانا پھوسی کرتے تھے مراد اس سے وہ ہے جو حضرت ﷺ پر وحی اتارتا تھا اور وہ اکثر اوقات میں جبریل علیہ السلام تھے اور اگر کوئی دلیل دلالت کرے کہ جبریل علیہ السلام افضل ہے ابو ایوب رضی اللہ عنہ جیسے صحابی سے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہو وہ افضل اس شخص سے جو ابو ایوب سے افضل ہو خاص کر جب کہ پیغمبر ہو اور اگر بعض افراد کو بعض پر فضیلت دی جائے تو نہیں لازم آتی اس سے تفضیل تمام جنس کی تمام جنس پر۔ (فتح)

٦٨١٣۔ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ وَعَمِّيْ قَالَا حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ أَبِيْهِ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَّ أَبَاهُ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ شَيْءٍ فَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ فَقَالَتْ أَرَأَيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ لَّمْ أَجِدْكَ قَالَ إِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ أَبَا بَكْرٍ زَادَ لَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ كَأَنَّهَا تَعْنِي الْمَوْتَ.

٦٨١٣۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے حضرت ﷺ سے کسی چیز میں بات کی سو حضرت ﷺ نے اس کو کچھ حکم کیا تو اس نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو یا حضرت! اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو کس کے پاس آؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نہ پاوے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آنا، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ زیادہ کیا ہے ہمارے واسطے حمیدی نے ابراہیم سے کہ گویا کہ اس عورت کی مراد موت ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ استدلال کیا حضرت ﷺ نے ساتھ ظاہر قول عورت کے کہ اگر میں نہ پاؤں اس پر کہ اس کی مراد موت ہے سو حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور یہ بات اس کے حال سے سمجھی گئی اگرچہ اس نے اس کو زبان سے نہ بولا میں کہتا ہوں اور اسی کی طرف واقع ہوا ہے اشارہ اس طریق میں جو مذکور

ہے اس جگہ جس میں ہے کہ گویا کہ مراد اس کی موت تھی لیکن یہ جو اس نے کہا کہ اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو یہ عام تر ہے نفی میں زندگی کی حالت اور موت کی حالت سے اور حضرت ﷺ نے جو اس کو فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا تو یہ مطابق ہے واسطے اس عموم کے اور یہ جو بعض نے کہا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت ﷺ کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں تو یہ صحیح ہے لیکن بطریق اشارت کے نہ تصریح کے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو جزم کیا کہ حضرت ﷺ نے خلیفہ نہیں کیا تو یہ اس کے معارض نہیں اس واسطے کہ مراد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ اس میں کوئی نص صریح وارد نہیں ہوئی کہا کرمانی نے کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور مناسبت پہلی حدیث کی یہ ہے کہ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا اس پر کہ لہسن کا کھانا مکروہ ہے ساتھ باز رہنے حضرت ﷺ کے اس کے کھانے سے عموم پیروی کی جہت سے اور یہ باب حکم اس چیز کا ہے کہ پہچانی جائے استدلال سے نہ جو پہچانی جائے نص سے۔ (فتح)۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ

نہ پوچھو اہل کتاب سے کچھ چیز

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے روایت کی احمد اور ابن ابی شیبہ وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک کتاب بعض اہل کتاب سے پائی تو اس کو حضرت ﷺ کے پاس لائے اور اس کو حضرت ﷺ پر پڑھا تو حضرت ﷺ غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہارے پاس سفید اور صاف دین لایا ہوں نہ پوچھو ان سے کچھ چیز سو وہ خبر دیں تم کو ساتھ حق کے اور تم اس کو جھٹلاؤ یا خبر دیں تم کو ساتھ باطل کے اور تم اس کو سچا جانو یعنی دونوں صورتوں میں تمہارا نقصان ہے قسم ہے اللہ کی اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی سے کچھ چارہ نہ ہوتا اور اس کے راوی ثقہ ہیں مگر مجالد میں ضعف ہے اور استعمال کیا ہے اس کو ترجمہ میں واسطے وارد ہونے اس چیز کے کہ شاہد ہے اس کی صحت کے واسطے صحیح حدیث سے اور روایت کی عبدالرزاق نے حویرث رضی اللہ عنہ سے کہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نہ سوال کرو اہل کتاب سے کہ تم کو راہ نہ بتلائیں گے اور حالانکہ وہ خود گمراہ ہوئے کہ تم حق کو جھٹلایا یا جھوٹ کو سچ جانو کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ یہ نہی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بیچ سوال کرنے ان کے ہے اس چیز سے کہ اس میں نص نہیں اس واسطے کہ ہماری شرع بنفسہ کافی ہے سو جب نہ پائے کوئی نص تو نظر اور استدلال میں بے پرواہی ہے ان کے سوال سے اور نہیں داخل ہے نہی میں پوچھنا ان سے ان خبروں سے جو ہماری شرع کو سچا کرتی ہیں اور پہلی امتوں کی خبروں سے اور بہرحال یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿فَاسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَؤُوْنَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ تو مراد ان سے وہ لوگ ہیں جو ان میں سے ایمان لائے اور منع سوال کرنا ان سے ہے جو ایمان نہیں لائے ان میں سے اور احتمال ہے کہ ہو مراد خاص ساتھ اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ توحید کے اور حضرت ﷺ کی پیغمبری کے اور جو اس کے

مشابہ ہے اور نہی اس چیز سے جو سوائے اس کے ہے۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يُحَدِّثُ رَهْطًا مِنْ قُرَيْشٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَذَكَرَ كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَقَالَ إِنْ كَانَ مِنْ أَصْدَقِ هٰؤُلَآءِ الْمُحَدِّثِيْنَ الَّذِيْنَ يُحَدِّثُوْنَ عَنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَإِنْ كُنَّا مَعَ ذٰلِكَ لَنَبْلُوْ عَلَيْهِ الْكَذِبَ.

حمید سے روایت ہے کہ اس نے معاویہ سے سنا حدیث بیان کرتا تھا قریش کی ایک جماعت سے مدینے میں اور ذکر کیا کعب احبار کو سو کہا کہ البتہ وہ زیادہ تر سچا تھا ان محدثین میں جو اہل کتاب سے حدیثیں بیان کرتے ہیں یعنی توراۃ اور انجیل میں سے اور البتہ ہم باوجود اس کے اس پر جھوٹ کا امتحان کرتے تھے۔

فائدہ: معاویہ حدیث بیان کرتا تھا مدینے میں یعنی جب کہ اس نے اپنی خلافت میں حج کیا اور یہ جو کہا اہل کتاب سے یعنی اگلی قدیمی کتابوں سے سو شامل ہوگا توراۃ اور انجیل کو اور صحیفوں کو اور یہ جو کہا کہ ہم اس پر جھوٹ کا امتحان کرتے ہیں یعنی اس کی بعض خبر واقع کے خلاف واقع ہوتی تھی اور کہا ابن حبان نے کتاب الثقات میں کہ مراد معاویہ کی یہ ہے کہ کبھی وہ چوک جاتا تھا اس چیز میں کہ ہم کو خبر دیتا اور اس کی یہ مراد نہیں کہ وہ جھوٹا تھا اور بعض نے کہا کہ ضمیر لنبلو علیہ کتاب کی طرف راجع ہے نہ کعب کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے ان کی کتاب میں جھوٹ اس واسطے کہ انہوں نے اس کو بدل ڈالا اور اس میں تحریف کی اور کہا عیاض نے کہ صحیح ہے عود کرنا ضمیر کا طرف کتاب کی اور صحیح ہے عود اس کا طرف کعب کی اور اس کی حدیث پر جو بیان کرتا تھا اگرچہ نہ قصد کرتا تھا جھوٹ کا اور نہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتا تھا اس واسطے کہ نہیں شرط ہے کذب کے مسمی میں قصد کرنا بلکہ وہ خبر دینا ہے شے سے برخلاف اس چیز کے کہ اس پر ہے اور نہیں ہے اس میں کعب کی جرح ساتھ کذب کے اور مراد ساتھ محدثین کے وہ لوگ ہیں جو اہل کتاب میں سے کعب کے برابر تھے اور اسلام لائے تھے اور اہل کتاب سے حدیث بیان کرتے تھے اور شاید کہ وہ کعب کے برابر تھے لیکن کعب کو ان سے زیادہ تر بصیرت تھی اور زیادہ تر پہچاننے والا تھا اس چیز کو کہ بیان کرتا اور کعب احبار یہودیوں کے ایک بڑے عالم تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمان ہو گئے تھے اور بعض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمان ہوئے تھے اور پہلی بات زیادہ مشہور ہے۔ (فتح)

٦٨١٤۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ

۶۸۱۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت یہود توراۃ کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور مسلمانوں کے واسطے عربی میں اس کا ترجمہ کرتے تھے

أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَؤُوْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَ﴿قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ﴾ اَلْاٰيَةَ.

تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کتاب والوں کو یعنی یہود اور نصاریٰ کو نہ سچا جانو نہ ان کو جھٹلاؤ اور کہو کہ ہم ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور اس کے جو ہم پر اترا یعنی قرآن اور جو اگلے پیغمبروں پر اُترا۔

فائدہ: مراد ساتھ اہل کتاب کے یہود ہیں لیکن حکم عام ہے سو شامل ہوگا نصاریٰ کو بھی اور یہ حدیث نہیں معارض ہے ترجمہ کی حدیث کو اس واسطے کہ وہ نہی ہے سوال کرنے سے اور یہ نہی ہے تصدیق اور تکذیب سے سو محمول ہے ثانی اس پر کہ جب کہ اہل کتاب مسلمانوں کو خبر دیں بغیر پوچھنے کے اور نہی تصدیق تکذیب کی توجیہ سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٦٨١٥۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْدَثُ تَقْرَؤُوْنَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَغَيَّرُوْهُ وَكَتَبُوْا بِأَيْدِيْهِمُ الْكِتَابَ وَقَالُوْا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا أَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ.

٦٨١٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تم کیوں پوچھتے ہو اہل کتاب سے کچھ چیز اور تمہاری کتاب یعنی قرآن جو تمہارے پیغمبر پر اُترا تازہ تر ہے کہ ہاتھوں کے استعمال اور سالوں کی کثرت سے اس میں شبہ نے کچھ راہ نہیں پائی پڑھتے ہو تم اس کو خالص اس میں کچھ چیز اللہ کی کلام کے سوا نہیں ملی اور البتہ اللہ نے تم سے بیان کر دیا کہ یہود و نصاریٰ نے اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا اور متغیر کر دیا اور اپنے ہاتھ سے انہوں نے کتاب لکھی اور کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تا کہ لیں اس کے بدلے تھوڑی قیمت کیا نہیں منع کرتا تم کو ان کے سوال سے جو آیا تمہارے پاس علم سے قسم ہے اللہ کی ہم نے ان میں سے کسی مرد کو نہیں دیکھا کہ سوال کرے تم کو اس چیز سے جو تم پر اتری۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے اور تمہارے پاس کتاب ہے جو تازہ اور نئی ہے سب کتابوں سے باعتبار اترنے کے اللہ کی طرف سے اور یہ روایت تفسیر کرتی ہے اس حدیث کی اور اس حدیث کی شرح شہادات میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخِلَافِ
باب ہے بیچ مکروہ ہونے اختلاف کے

فائدہ: اور بعض کے واسطے خلاف ہے یعنی احکام شرعیہ میں یا عام تر اس سے۔

٦٨١٦۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ سَلَّامًا.

٦٨١٦۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑھا کرو قرآن کو جب تک تمہارے دل زبان سے موافقت کریں اور جب تمہارے دل اور زبان میں اختلاف پڑے تو اس سے اٹھ کھڑے ہو، کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ عبدالرحمٰن نے سلام سے سنا ہے۔

٦٨١٧۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ هَارُوْنَ الْأَعْوَرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ عَنْ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٨١٧۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٦٨١٨۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ قَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٨١٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا وقت آیا یعنی قریب الموت ہوئے کہا اور گھر میں بہت مرد تھے جن میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آؤ میں تم کو نوشتہ لکھ دوں تا کہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بھٹکو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درد غالب ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے سو ہم کو اللہ کی کتاب کافی ہے اور گھر والوں میں اختلاف پڑا اور

غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ فَحَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَّنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالْإِخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُوْمُوْا عَنِّيْ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَّكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

جھگڑنے لگے سو ان میں بعض کہتے تھے کہ قریب لاؤ حضرت ﷺ تم کو نوشتہ لکھ دیں کہ اس کے بعد تم کبھی نہ بھٹکو اور ان میں سے بعض کہتا تھا جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی کتاب ہم کو کافی ہے سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کے پاس بہت شور وغل اور اختلاف کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ کہا عبید اللہ نے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ مصیبت ہے کل مصیبت وہ چیز کہ مانع ہوئی حضرت ﷺ کو کہ ان کے واسطے یہ نوشتہ لکھیں ان کے اختلاف اور شور وغل کے سبب سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن اور حدیث میں اختلاف کرنا مکروہ ہے اور اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزر چکی ہے۔

بَابُ نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّحْرِيْمِ إِلَّا مَا تُعْرَفُ إِبَاحَتُهُ وَكَذٰلِكَ أَمْرُهُ نَحْوَ قَوْلِهِ حِيْنَ أَحَلُّوْا أَصِيْبُوْا مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ جَابِرٌ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلٰكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ.

باب ہے منع کرنا حضرت ﷺ کا تحریم سے ہے مگر جو پہچانی جائے اباحت اس کی اور اسی طرح امر حضرت ﷺ کا مانند قول حضرت ﷺ کے کی جب کہ اصحاب نے عمرہ کر کے احرام اتار ڈالا کہ عورتوں سے صحبت کرو کہا جابر رضی اللہ عنہ نے اور حضرت ﷺ نے ان پر صحبت کرنا واجب نہ کیا لیکن عورتوں کو ان کے واسطے حلال کیا۔

فائدہ: منع کرنا حضرت ﷺ کا تحریم سے یعنی نہی جو صادر ہے حضرت ﷺ سے محمول ہے تحریم پر اور وہ حقیقت ہے بیچ اس کے یعنی نہی کے حقیقی معنی تحریم ہیں مگر جس کا مباح ہونا پہچانا جائے یعنی سیاق کی دلالت سے یا حال کے قرینے سے یا اس پر دلیل کے قائم ہونے سے اور اسی طرح امر حضرت ﷺ کا یعنی حرام ہے مخالفت اس کی واسطے واجب ہونے پیروی حضرت ﷺ کے جب تک کہ نہ قائم ہو دلیل اوپر ارادے ندب کے یا غیر اس کے مانند قول حضرت ﷺ کے کی یعنی حجۃ الوداع میں جب کہ ان کو حکم کیا سو انہوں نے فسخ کیا حج کو طرف عمرے کی اور عمرہ کر کے حلال ہوئے اور مراد ساتھ امر کے صیغہ افعل کا ہے اور نہی لا تفعل اور اختلاف ہے صحابی کے قول میں کہ حضرت ﷺ

نے ہم کو اس طرح حکم کیا یا اس سے منع کیا سوراجح نزدیک اکثر سلف کے یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں یہ نہی امر اور نہی میں داخل ہے اور تقسیم کیا ہے بعض اصولیوں نے امر کے صیغے کو سترہ قسم پر اور نقل کیا ہے قاضی ابوبکر بن طیب نے مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ سے کہ امر ان کے نزدیک ایجاب پر ہے یعنی وجوب کے واسطے ہے اور نہی تحریم کے واسطے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل اس کے خلاف پر اور کہا ابن بطال نے کہ یہ قول جمہور کا ہے اور کہا بہت شافعیہ وغیرھم نے کہ امر وجوب کے واسطے ہے اور نہی کراہت کے واسطے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل وجوب کی امر میں اور دلیل تحریم کی نہی میں اور بہت لوگوں نے اس میں توقف کیا ہے اور سبب توقف کا یہ ہے کہ وارد ہوتا ہے صیغہ امر کا واسطے وجوب کے استحباب کے اور اباحت کے اور ارشاد وغیرہ کے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ جو کرے مامور بہ کو وہ مستحق ہوتا ہے تعریف کا اور جو اس کو نہ کرے مستحق ہوتا ہے وہ ذم کا اور اسی طرح بالعکس نہی میں اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ شامل ہے امر اور نہی کو اور جو اس میں وعید ہے وہ دلالت کرتی ہے اس کی تحریم پر فعل میں اور ترک میں اور یہ جو فرمایا کہ جماع کرو عورتوں سے تو یہ اجازت ہے ان کے واسطے عورتوں سے صحبت کرنے میں واسطے اشارہ کے طرف مبالغہ کرنے کی حلال کرنے میں اس واسطے کہ جماع فاسد کرتا ہے حج کو سوائے اور محرمات کے۔ (فتح)

وَقَالَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ نُهِيْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا

اور کہا ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہم کو منع ہوا جنازے کے ساتھ جانا اور ہم کو واجب نہ ہوا

فائدہ: اور فرق اس حدیث میں اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مباح کرنا ہے بعد حرام کرنے کے پس نہ دلالت کرے گی وجوب پر واسطے قرینہ مذکور کے لیکن مراد جابر رضی اللہ عنہ کی تاکید کرنا ہے بیچ اس کے اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں نہی ہے بعد مباح کرنے کے سوا ارادہ کیا ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہ بیان کریں ان کے واسطے یہ کہ نہیں تصریح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے ساتھ تحریم کے اور صحابی اعرف ہے ساتھ مراد حدیث کے اپنے غیر کے۔ (فتح)

۶۸۱۹۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَآءٌ قَالَ جَابِرٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ اُنَاسٍ مَعَهٗ قَالَ اَهْلَلْنَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۶۸۱۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے صرف حج کا احرام باندھا اس کے ساتھ عمرہ نہ تھا کہا عطاء نے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحجہ کی چوتھی صبح کو مکے میں تشریف لائے سو جب ہم مکے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ ہم عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالیں اور فرمایا کہ احرام اتار ڈالو اور عورتوں سے صحبت کرو کہا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ خَالِصًا لَيْسَ مَعَهُ عُمْرَةٌ قَالَ عَطَآءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَحِلَّ وَقَالَ أَحِلُّوْا وَأَصِيْبُوْا مِنَ النِّسَآءِ قَالَ عَطَآءٌ قَالَ جَابِرٌ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلٰكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ فَبَلَغَهُ أَنَّا نَقُوْلُ لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ إِلٰى نِسَآئِنَا فَنَأْتِي عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيْرُنَا الْمَذْيَ قَالَ وَيَقُوْلُ جَابِرٌ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَحَرَّكَهَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّيْ أَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَصْدَقُكُمْ وَأَبَرُّكُمْ وَلَوْلَا هَدْيِيْ لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّوْنَ فَحِلُّوْا فَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.

جابر رضی اللہ عنہ نے اور حضرت ﷺ نے اس کو اصحاب پر واجب نہ کیا لیکن عورتوں کو ان کے واسطے حلال کیا سو حضرت ﷺ کو خبر پہنچی کہ ہم کہتے ہیں کہ جب ہمارے اور عرفہ کے دن کے درمیان صرف پانچ دن رہتے تھے تو حضرت ﷺ نے ہم کو حکم کیا کہ ہم احرام اتار کر اپنی عورتوں سے صحبت کریں سو ہم عرفات میں آئیں ہماری شرم گاہوں سے مذی ٹپکتی ہو کہا اور اشارہ کیا جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اور اس کو ہلایا یعنی ہاتھ کو ہلا کر ذکر کی صورت بتائی سو حضرت ﷺ خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ البتہ تم نے جان لیا کہ میں تم سے زیادہ تر پرہیز گار ہوں اللہ کا اور تم میں زیادہ تر سچا اور نیک ہوں اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ میں عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالتا جیسا تم نے احرام اُتارا سو احرام اُتار ڈالو سو اگر مجھ کو اپنا حال پہلے سے معلوم ہوتا جو پیچھے معلوم ہوا تو میں قربانی کو اپنے ساتھ نہ لاتا یعنی میں قربانی ساتھ لانے کے سبب سے ناچار ہو گیا ہوں اگر یہ حال جانتا تو مکے میں قربانی خریدتا سو ہم نے احرام اُتارا اور ہم نے سنا اور فرمانبرداری کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم کو حضرت ﷺ نے واجب کر کے حکم نہ کیا یعنی عورتوں کے جماع میں اس واسطے کہ امر مذکور تو صرف اباحت کے واسطے تھا اسی واسطے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے عورتوں کو ان کے واسطے حلال کیا اور پہلے گزر چکا ہے کہ اصحاب نے کہا کہ کون سا حلال ہونا؟ فرمایا کہ بالکل حلال ہونا اور یہ جو کہا کہ پانچ راتیں یعنی ان میں سے پہلی رات یک شنبہ کی اور اخیر رات پنج شنبہ کی اس واسطے کہ متوجہ ہونا ان کا مکے سے چار شنبے کی رات کو تھا اور پنج شنبہ کی رات کو منیٰ میں رہے اور پنج شنبے کے دن عرفات میں داخل ہوئے اور یہ جو کہا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو ہلایا تو کہا کرمانی نے کہ یہ اشارہ ہے طرف کیفیت ٹپکنے کی اور احتمال ہے کہ ہو اشارہ طرف محل ٹپکنے کی۔ (فتح)

٦٨٢٠۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ

٦٨٢٠۔ حضرت عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نماز پڑھا کرو مغرب کی نماز سے

حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ الْمُزَنِیُّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوْا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ کَرَاهِیَةَ أَنْ یَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً.

پہلے اور تیسری بار میں فرمایا کہ جو چاہے واسطے مکروہ جاننے اس بات کے کہ لوگ اس کو سنت ٹھہرائیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اذان میں گزر چکی ہے اور جگہ ترجمہ کی اس کے اخیر میں ہے کہ اس کے واسطے جو چاہے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ امر وجوب کے واسطے ہے اسی واسطے اس کے پیچھے وہ چیز لائے جو دلالت کرتی ہے اختیار دینے پر فعل اور ترک میں سو ہوگا یہ صاف واسطے حمل کرنے کے وجوب پر اور یہ جو کہا کہ اس کو سنت ٹھہرائیں یعنی طریق لازم جس کا ترک کرنا جائز نہ ہو یا سنت راتبہ کہ اس کا ترک کرنا مکروہ ہو اور نہیں مراد ہے جو وجوب کے مقابل ہو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ﴾ ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کا کام مشورے سے ہے درمیان ان کے اور فرمایا کہ مشورہ کر ان سے کام میں۔

فائدہ: بہر حال آیت پہلی سو روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ نہیں مشورہ کیا کسی قوم نے کبھی مگر کہ اللہ نے ان کو ہدایت کی واسطے بہتر چیز کے اور دوسری آیت کی تفسیر میں بھی حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مشورہ کی کچھ حاجت نہ تھی لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ پچھلے لوگ اس میں آپ کی پیروی کریں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی اپنے اصحاب سے مشورہ کرتا ہو زیادہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مسور کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشورہ دو مجھ کو ان لوگوں میں اور اس میں جواب ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا اور عمل کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ اس چیز کے جو دونوں نے صلاح دی اور یہ صلح حدیبیہ کی طویل حدیث میں ہے۔ (فتح)

وَاَنَّ الْمُشَاوَرَةَ قَبْلَ الْعَزْمِ وَالتَّبَیُّنِ لِقَوْلِهٖ ﴿فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ﴾

اور یہ کہ مشورہ کرنا عزم اور بیان کرنے سے پہلے ہے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے سو جب تو قصد کرے تو اللہ پر توکل کر۔

فائدہ: اور وجہ دلالت کی وہ ہے جو عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت میں وارد ہوئی ہے ت کے پیش سے یعنی جب میں تجھ کو اس کی طرف ہدایت کروں تو اس سے نہ پھر سو گویا کہ مشورہ تو مشروع ہے وقت عدم عزم کے اور یہ واضح ہے اور البتہ اختلاف ہے بیچ متعلق مشورہ کے سو بعض نے کہا کہ ہر چیز میں ہے جس میں نص نہ ہو اور بعض نے کہا کہ فقط دنیا کے کام میں اور کبھی بعض احکام میں بھی مشورہ کرتے تھے اور نقل کیا ہے سہیلی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مشورہ خاص ہے ساتھ

ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ میں بعض امر مراد ہے اور بہت شافعیہ نے مشورہ کو خصائص سے شمار کیا ہے اور اختلاف ہے اس کے وجوب میں سو نقل کیا ہے بیہقی نے استحباب نص سے اور یہی ہے راجح۔ (فتح)

فَإِذَا عَزَمَ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لِبَشَرٍ التَّقَدُّمُ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ

اور جب قصد کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو نہیں جائز ہے کسی آدمی کو آگے بڑھنا اللہ اور اس کے رسول سے

فائدہ: یعنی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشورے کے بعد کسی کام کے کرنے کا قصد کریں اس کام سے کہ واقع ہو اس پر مشورہ اور اس میں شروع کریں تو اس کے بعد کسی کو جائز نہیں ہوتا کہ صلاح دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برخلاف اس کے واسطے وارد ہونے نہی کے اللہ اور اس کے رسول کے آگے بڑھنے سے سورۂ حجرات کی آیت میں اور ظاہر ہوا تطبیق دینے سے درمیان آیت مشورے کے اور درمیان آیت حجرات کے خاص کر عموم اس کے کا ساتھ مشورے کے سو جائز ہے آگے بڑھنا لیکن اجازت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سے جس جگہ مشورہ طلب کریں اور مشورے کے سوائے اور کسی صورت میں آگے بڑھنا جائز نہیں سو مباح کیا ان کے واسطے جواب مشورہ طلب کرنے کا اور زجر کی ان کو ابتدا کرنے سے ساتھ مشورے وغیرہ کے اور داخل ہوتا ہے اس میں اعتراض کرنا اس پر جو دیکھیں بطریق اولیٰ اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امر ثابت ہو تو نہیں جائز ہوتا کسی کو یہ کہ اس کی مخالفت کرے اور نہ حیلہ کرے اس کی مخالفت میں بلکہ ٹھہرائے اس کو اصل کہ رد کرے اس چیز کی طرف جو اس کے مخالف ہو نہ بالعکس جیسا کہ بعض مقلدین کرتے ہیں اور غافل ہیں اللہ کے اس قول سے ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهٖ﴾ الآیۃ۔

وَشَاوَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهٗ يَوْمَ أُحُدٍ فِي الْمُقَامِ وَالْخُرُوْجِ فَرَأَوْا لَهُ الْخُرُوْجَ فَلَمَّا لَبِسَ لَأْمَتَهٗ وَعَزَمَ قَالُوْا أَقِمْ فَلَمْ يَمِلْ إِلَيْهِمْ بَعْدَ الْعَزْمِ وَقَالَ لَا يَنْبَغِيْ لِنَبِيٍّ يَلْبَسُ لَأْمَتَهٗ فَيَضَعُهَا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ،

اور مشورہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے جنگ اُحد کے دن مقام میں اور نکلنے میں تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نکلنے کی رائے دی پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ پہنی اور عزم کیا تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! مدینے میں ٹھہریے سو نہ التفات کیا اس کی طرف عزم کے بعد اور کہا کہ نہیں لائق ہے کسی پیغمبر کو جو اپنی زرہ پہنے کہ پھر اس کو رکھے یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کرے۔

فائدہ: اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب مشرک لوگ جنگ اُحد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب جانا کہ مدینے میں رہیں اور ان سے مدینے میں لڑیں تو بعض لوگوں نے جو جنگ بدر میں موجود نہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا حضرت! ہمارے ساتھ ان کی طرف نکلیے کہ ہم ان سے اُحد میں لڑیں اور ہم امیدوار ہیں کہ فضیلت پائیں جو جنگ بدر والوں نے پائی سو ہمیشہ رہے یہ کہتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زرہ پہنی

پھر جب حضرت ﷺ زرہ پہن چکے تو وہ اصحاب پشیمان ہوئے اور پچھتائے اور عرض کیا کہ یا حضرت! مدینے میں قیام کیجیے آپ ہی کی رائے ٹھیک ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی پیغمبر کو لائق نہیں کہ ہتھیار پہن کر اتار ڈالے یہاں تک کہ اللہ اس کے اور اس کے دشمن کے درمیان فیصلہ کرے اور ہتھیار پہننے سے پہلے ان کے واسطے ذکر کیا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مضبوط زرہ میں ہوں سو میں نے اس کی تعبیر مدینے سے کی اور یہ سند حسن ہے۔ (فتح)

وَشَاوَرَ عَلِيًّا وَأُسَامَةَ فِيمَا رَمٰى بِهٖ أَهْلُ الْإِفْكِ عَائِشَةَ فَسَمِعَ مِنْهُمَا حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْآنُ فَجَلَدَ الرَّامِيْنَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلٰى تَنَازُعِهِمْ وَلٰكِنْ حَكَمَ بِمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ.

اور مشورہ کیا حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ اور اُسامہ رضی اللہ عنہ سے اس میں کہ عیب کیا اہل افک نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو سو دونوں سے سنا یہاں تک کہ قرآن اترا سو کوڑے مارے حضرت ﷺ نے عیب کرنے والوں کو اور نہ التفات کیا ان کے تنازع کی طرف لیکن حکم کیا جو اللہ نے آپ کو حکم کیا۔

فائدہ: دونوں سے سنا یعنی دونوں کی کلام کو سنا اور نہ عمل کیا ساتھ تمام اس کلام کے یہاں تک کہ وحی اتری بہر حال علی رضی اللہ عنہ نے تو حضرت ﷺ کو اشارہ کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو چھوڑ دیں سو کہا کہ اس کے سوائے اور عورتیں بہت ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عذر پہلے گزر چکا ہے اور بہر حال اُسامہ رضی اللہ عنہ سو اس نے کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہیں جانا مگر نیک سو نہ عمل کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس چیز کے کہ اشارہ کیا طرف اس کی علی رضی اللہ عنہ نے جدا ہونے سے اور عمل کیا ساتھ قول ان کے اور لونڈی سے پوچھیے سو حضرت ﷺ نے اس سے پوچھا اور عمل کیا ساتھ قول اُسامہ رضی اللہ عنہ کے نہ چھوڑنے میں لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دی کہ اپنے ماں باپ کے گھر میں جائیں اور مراد تنازع سے مختلف ہونا دونوں کے قول کا ہے وقت پوچھنے اور مشورہ طلب کرنے کے ان سے اور جن کو حد ماری گئی وہ مسطح رضی اللہ عنہ اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حمنہ رضی اللہ عنہا ہیں اور قصہ افک کی شرح سورۂ نور کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

وَكَانَتِ الْأَئِمَّةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَشِيْرُوْنَ الْأُمَنَاءَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْأُمُوْرِ الْمُبَاحَةِ لِيَأْخُذُوْا بِأَسْهَلِهَا فَإِذَا وَضَحَ الْكِتَابُ أَوِ السُّنَّةُ لَمْ يَتَعَدَّوْهُ إِلٰى غَيْرِهٖ اقْتِدَآءً بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور تھے امام بعد حضرت ﷺ کے مشورہ لیتے امین اہل علم سے مباح کاموں میں تا کہ سہل اور آسان کام کو لیں پھر جب ظاہر ہو کتاب اور سنت تو نہ بڑھتے اس سے اس کے غیر کی طرف واسطے پیروی کرنے کے ساتھ حضرت ﷺ کے۔

فائدہ: یعنی جب کہ نہ ہو ان میں نص ساتھ حکم معین کے اور ہوں اصل اباحت پر سو مراد اس کی وہ چیز ہے جو احتمال رکھے فعل اور ترک کا احتمال واحد اور بہر حال جس میں وجہ حکم کی پہچانی جائے تو نہیں اور قید کرنا ساتھ امینوں کے تو وہ

صفت موضح ہے اس واسطے کہ جو امین نہ ہو اس سے مشورہ نہیں طلب کیا جاتا اور اس کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جاتا اور یہ جو کہا تا کہ آسان حکم کو لیں سو واسطے عموم امر کے ہے ساتھ لینے سہل اور آسان حکم کے اور واسطے نہی کے تشدید سے جو مسلمان کو مشقت میں ڈالے کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا جاتا ہے حاکم ساتھ مشورے کے اس واسطے کہ مشورہ دینے والا خبر دار کرتا ہے اس کو اس چیز پر جس سے وہ غافل ہوا اور دلالت کرتا ہے اس کو اس چیز پر کہ نہ یاد ہو اس کو دلیل سے اس واسطے نہ تا کہ تقلید کرے مشورہ دینے والے کی اس چیز میں جو کہتا ہے اس واسطے کہ نہیں ٹھہرایا ہے اللہ نے یہ منصب واسطے کسی کے بعد رسول کے اور البتہ وارد ہوئیں بہت خبریں اماموں کے مشورہ طلب کرنے سے بعد حضرت ﷺ کے ان میں سے ہے مشورہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیچ لڑنے مرتدوں کے اور البتہ روایت کی ہے بیہقی نے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب قرآن اور حدیث میں حکم نہ پاتے تو علماء سے مشورہ کرتے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے اور مشورہ کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے اصحاب سے بیچ جمع کرنے لوگوں کے ایک قرآن پر۔ (فتح)

وَرَاٰى اَبُوْ بَكْرٍ قِتَالَ مَنْ مَنَعَ الزَّكَاةَ فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَآئَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَابَعَهُ بَعْدُ عُمَرُ فَلَمْ يَلْتَفِتْ اَبُوْ بَكْرٍ اِلٰى مَشُوْرَةٍ اِذْ كَانَ عِنْدَهُ حُكْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَاَرَادُوْا تَبْدِيْلَ الدِّيْنِ وَاَحْكَامِهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ

اور مناسب دیکھا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لڑنا زکوۃ کے منع کرنے والوں سے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو کس طرح لڑے گا لوگوں سے اور حالانکہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں سو جب انہوں نے لا الہ الا اللہ کہا یعنی کلمہ توحید پڑھا تو انہوں نے اپنی جان مال مجھ سے بچایا مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ میں لڑوں گا اس شخص سے جو فرق کرے درمیان اس چیز کے کہ حضرت ﷺ نے جمع کی پھر اس کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی پیروی کی سو نہ التفات کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے طرف مشورہ کی جب کہ ان کے پاس پیغمبر ﷺ کا حکم تھا ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کیا یعنی نماز کو فرض کیا اور زکوۃ کو فرض نہ کیا اور دین اور اس کے احکام کے بدل

دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ.

ڈالنے کا ارادہ کیا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنا دین بدل ڈالے یعنی مرتد ہو جائے تو اس کو مار ڈالو۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

وَكَانَ الْقُرَّآءُ أَصْحَابَ مَشُوْرَةِ عُمَرَ كُهُوْلًا كَانُوْا أَوْ شُبَّانًا وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورے والے قاری لوگ تھے بوڑھے ہوں یا جوان اور تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت ٹھہرنے والے نزدیک کتاب اللہ کے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے۔

٦٨٢١۔ حَدَّثَنَا الْأُوَيْسِيُّ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا قَالَتْ وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْأَلُهُمَا وَهُوَ يَسْتَشِيْرُهُمَا فِيْ فِرَاقِ أَهْلِهِ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ بِالَّذِيْ يَعْلَمُ مِنْ بَرَآءَةِ أَهْلِهِ وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَآءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ فَقَالَ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيْبُكِ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَمْرًا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَعْذِرُنِيْ مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِيْ

٦٨٢١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کہ کہا بہتان باندھنے والوں نے ان کے حق میں کہا جو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو بلایا جب کہ وحی بند ہوئی ان سے پوچھنے کو اور حالانکہ دونوں سے مشورہ پوچھتے تھے اپنے اہل یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے چھوڑ دینے میں سو بہرحال اُسامہ رضی اللہ عنہ سو اشارہ کیا اس نے ساتھ اس کے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی سے جانتا تھا اور بہرحال علی رضی اللہ عنہ سو انہوں نے کہا کہ اللہ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں کی اور اس کے سوا اور بہت عورتیں موجود ہیں اور بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی سے پوچھیے وہ آپ کو سچ سچ بتلا دے گی سو حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا اے بریرہ! کیا تو نے کبھی ایسی بات عائشہ رضی اللہ عنہا سے دیکھی ہے جس سے تجھ کو اس کی پاک دامنی میں شک پڑے؟ بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اس کی پاک دامنی میں کبھی شک نہیں دیکھا ہاں اتنی بات البتہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کم عمر لڑکی ہے اپنے گھر والوں کے خمیر سے سو جاتی ہے سو بکری آ کر اس کو کھا جاتی ہے تو حضرت ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ اے گروہ مسلمانوں کے! کون ایسا ہے جو میرا عذر دریافت کر کے بدلہ لے اس مرد سے جس کی

أَذَاهُ فِيْ أَهْلِيْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِيْ إِلَّا خَيْرًا فَذَكَرَ بَرَآئَةَ عَائِشَةَ وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ.

ایذا میرے اہل بیت یعنی میرے گھر والی بیوی کو پہنچی سو اللہ کی قسم نہیں جانا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور ذکر کی پاک دامنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب المغازی میں گزر چکی ہے اور یہاں اس سے جگہ حاجت کی فقط ذکر کیا اور وہ مشورہ پوچھنا ہے علی رضی اللہ عنہ اور اُسامہ رضی اللہ عنہ سے اور اخیر میں اشارہ کیا کہ اس نے خود اس کو مختصر بیان کیا ہے۔ (فتح)

٦٨٢٢۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ زَكَرِيَّآءَ الْغَسَّانِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ مَا تُشِيْرُوْنَ عَلَيَّ فِيْ قَوْمٍ يَسُبُّوْنَ أَهْلِيْ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ لَمَّا أُخْبِرَتْ عَائِشَةُ بِالْأَمْرِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ أَنْطَلِقَ إِلٰى أَهْلِيْ فَأَذِنَ لَهَا وَأَرْسَلَ مَعَهَا الْغُلَامَ وَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ سُبْحَانَكَ ﴿مَا يَكُوْنُ لَنَا أَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾.

٦٨٢٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا سو اللہ کی حمد اور ثنا کی اور فرمایا کہ تم مجھ کو کیا مشورہ دیتے ہو ان لوگوں میں جنہوں نے میرے گھر والوں کو برا کہا نہیں جانی میں نے ان پر کبھی کچھ بدی اور عروہ سے روایت ہے کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس حال سے خبر ہوئی تو کہا یا حضرت! کیا مجھ کو اجازت ہے کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر جاؤں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی اور ان کے ساتھ غلام بھیجا اور ایک انصاری مرد نے کہا الٰہی! تو پاک ہے ہم کو لائق نہیں کہ ایسی بات بولیں الٰہی! تو پاک ہے یہ بڑا طوفان ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ تم مجھ کو کیا مشورہ دیتے ہو تو اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مشورہ طلب کیا اس چیز میں کہ کریں ساتھ ان لوگوں کے جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت دی سو اشارہ کیا آپ کی طرف سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہیں اس چیز میں جو کہیں اور کریں اور جو حکم ہو بجا لائیں سو اصحاب کے درمیان جھگڑا واقع ہوا پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی میں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حد قذف قائم کی اس پر جس نے قذف کی اور یہ جو کہا علیہم یعنی اہل پر اور جمع باعتبار اہل کے ہے اور قصہ صرف عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے تھا لیکن چونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سبب سے ان کے باپ کی سب لازم آتی ہے اور وہ اہل میں معدود ہیں تو صحیح ہوا لانا لفظ جمع کا۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ التَّوْحِيْدِ وَالرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ

کتاب ہے بیچ بیان توحید کے اور رد کرنے کے جہمیہ وغیرھم پر

فائدہ: اور بعض روایتوں میں توحید کے لفظ اخیر میں واقع ہوئے ہے اور ظاہر اس کا اعتراض کیا گیا ہے اس واسطے کہ جہمیہ وغیرہ اہل بدعت نے توحید کو رد نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف کیا ہے انہوں نے اس کی تفسیر میں اور دلائل باب کے ظاہر ہیں اور مراد اس کے قول وغیرھم سے قدریہ اور خوارج ہیں اور ان کا بیان کتاب الفتن میں گزر چکا ہے اور اسی طرح رافضیوں کا بیان کتاب الاحکام میں ہو چکا ہے اور یہ چاروں فرقے بدعتیوں کے سرگروہ ہیں اور البتہ نام رکھا ہے اپنا معتزلوں نے اہل عدل اور توحید اور مراد ان کی ساتھ توحید کے وہ چیز ہے جو اعتقاد کیا ہے انہوں نے اللہ کی صفتوں کی نفی کرنے سے اس واسطے کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ صفات باری کا ثابت کرنا مستلزم ہے تشبیہ کو اور جو اللہ کے ساتھ خلق کو مشابہ کہے وہ مشرک ہے اور وہ لوگ نفی میں جہمیہ کے موافق ہیں اور بہر حال اہل سنت سو تفسیر کیا ہے انہوں نے توحید کو ساتھ نفی کرنے تشبیہ اور تعطیل کے اسی واسطے کہا جنید نے کہ توحید اکیلا کرنا قدیم کا ہے محدث سے اور کہا ابو القاسم تمیمی نے بیچ کتاب الحجہ کے کہ توحید مصدر ہے وحد یوحد کا اور وحدت اللہ کے معنی یہ ہیں کہ اعتقاد کیا میں نے اللہ کو ایک اکیلا تنہا اپنی ذات میں اور صفات میں نہیں کوئی نظیر اس کی اور نہ شبیہ اور بعض نے کہا کہ وحدتہ کے معنی ہیں کہ میں نے اس کو ایک جانا اور بعض نے کہا کہ میں نے اس سے کیفیت اور کمیت کو سلب کیا سو وہ اکیلا ہے اپنی ذات میں اور صفات میں نہیں ہے کوئی مشابہ اس کی ہیئت میں اور ملک میں اور تدبیر میں نہیں کوئی شریک اس کا اور نہیں کوئی رب سوائے اس کے اور نہیں کوئی خالق سوائے اس کے اور کہا ابن بطال نے کہ بغل گیر ہے ترجمہ اس کو کہ اللہ جسم نہیں اس واسطے کہ جسم مرکب ہے کئی چیزوں مؤلفہ سے اور یہ رد کرتا ہے جہمیہ وغیرہ پر ان کے زعم میں کہ وہ جسم ہے اور شاید مراد اس کی یہ تھی کہ کہے شبہ اور بہر حال جہمیہ سو نہیں اختلاف کیا ہے کسی نے ان میں سے جنہوں نے ان کے مقالات میں تصنیف کی کہ وہ صفات کی نفی کرتے ہیں یہاں تک کہ منسوب ہیں طرف تعطیل کی اور ثابت ہوا ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کہا کہ مبالغہ کیا ہے جہم نے بیچ نفی تشبیہ کے یہاں تک کہ کہا کہ اللہ کچھ چیز نہیں اور کہا کرمانی نے کہ جہمیہ ایک فرقہ ہے بدعتیوں میں سے منسوب ہے طرف جہم بن صفوان کی جو پیشوا ہے اس گروہ کا جو قائل ہیں کہ بندے کو بالکل کچھ قدرت نہیں اور وہ جبریہ ہیں اور قتل ہوا تھا ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں اور

جہمیہ کا مذہب صرف جبر کا ہی نہیں بلکہ وہ صفات باری کا بھی انکار کرتے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں اور یہ کہ وہ مخلوق ہے اور کہا استاذ ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر بغدادی نے کہ جہمیہ جہم بن صفوان کی پیروی کرنے والے ہیں جو قائل ہے ساتھ اجبار اور اضطرار کے طرف اعمال کی اور کہا کہ نہیں ہے فعل کسی کے واسطے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منسوب کیا جاتا ہے فعل طرف بندے کے بطورِ مجاز کے بغیر اس کے کہ فاعل ہو یا کچھ اس سے ہو سکے اور گمان کیا ہے اس نے کہ علم اللہ کا حادث ہے اور باز رہا ہے اس سے کہ اللہ تعالیٰ کو وصف کرے ساتھ اس کے کہ وہ شے ہے یا زندہ ہے یا عالم ہے یا مرید ارادہ کرنے والا ہے اور کہا کہ میں نہیں وصف کرتا اللہ کو ساتھ اس صفت کے کہ جائز ہے اطلاق اس کا اس کے غیر پر اور میں اس کا وصف کرتا ہوں ساتھ اس کے کہ وہ خالق ہے اور زندہ کرنے والا ہے اور مارنے والا ہے اور موحد ہے ساتھ فتح مہملہ کے اس واسطے کہ یہ اوصاف خاص ہیں ساتھ اس کے اور گمان کیا ہے اس نے کہ اللہ کا کلام حادث ہے اور ابو معاذ بلخی سے روایت ہے کہ جہم دراصل کوفے کا رہنے والا تھا اور فصیح تھا اور اس کو علم نہ تھا اور نہ اس کو اہل علم سے صحبت تھی سو کسی نے اس سے کہا کہ اللہ کو بیان کر سو گھر میں داخل ہوا پھر چند ایام کے بعد نکلا سو کہا کہ اللہ یہ ہوا ہے ساتھ ہر چیز کے اور ہر چیز میں ہے اور نہیں خالی ہے اس سے کوئی چیز اور روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے عبدالعزیز بن ابی سلمہ کے طریق سے کہا کہ کلام جہم کا صفت ہے بغیر معنی کے اور عمارت ہے بغیر بنیاد کے اور کسی نے اس کو کبھی اہل علم میں نہیں شمار کیا اور سوال کیا گیا اس مرد سے جو دخول سے پہلے طلاق دے کہا جہم نے کہ اس کی عورت عدت بیٹھے اور وارد کیا ہے بہت آثار کو سلف سے جہم کی تکفیر میں اور ذکر کیا ہے طبری نے کہ قتل ہونا جہم کا اٹھائیسویں سال میں تھا اور بکیر بن معروف کی روایت میں ہے کہ میں نے مسلم بن احوز کو دیکھا کہ اس نے جہم کی گردن کاٹی سو جہم کا منہ سیاہ ہو گیا اور کہا ابن حزم نے کتاب الملل والنحل میں کہ جو فرقے کہ اسلام کے ساتھ قائل ہیں وہ پانچ ہیں اہل سنت پھر معتزلہ اور ان میں سے ہیں قدریہ پھر مرجیہ اور ان میں سے ہیں جہمیہ اور کرامیہ پھر رافضیہ اور ان میں سے شیعہ پھر خوارج اور ان میں سے ہیں ازارقہ اور اباضیہ پھر وہ بہت فرقے ہوئے ہیں سو اکثر اہل سنت کا اختلاف فروع میں ہے اور اعتقاد میں نہایت تھوڑا ہے اور بہر حال جو باقی ہیں سو ان کے مقالات میں وہ چیز ہے جو اہل سنت کے مخالف ہے بعید اور قریب سو قریب تر فرقہ مرجیہ کا وہ شخص ہے جس نے کہا کہ ایمان فقط تصدیق قلبی اور زبانی کا نام ہے اور عبادت ایمان سے نہیں اور بعید تر فرقہ جہمیہ ہیں جو قائل ہیں کہ ایمان عقد دل کا ہے فقط اگرچہ ظاہر کرے کفر کو اپنی زبان سے اور عبادت کرے بت کی بغیر تقیہ کے اور کرامیہ قائل ہیں کہ ایمان فقط زبانی اقرار کا نام ہے اگرچہ دل میں کافر ہو اور عمدہ کلام مرجیہ کا ایمان اور کفر میں ہے سو جو قائل ہے کہ عبادت ایمان میں سے ہے اور ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور نہیں کافر ہوتا مسلمان گناہ کرنے سے اور نہیں قائل ہے کہ وہ ہمیشہ آگ میں رہے گا تو وہ مرجی نہیں اگرچہ باقی باتوں میں ان کے موافق ہو

اور عمدہ کلام معتزلہ کا وعد اور وعید اور قدر میں ہے سو جو قائل ہے کہ قرآن مخلوق نہیں اور ثابت کرتا ہے تقدیر کو اور اللہ کے دیدار کو قیامت میں اور ثابت کرتا ہے اس کی صفات کو جو قرآن اور حدیث میں وارد ہیں اور کبیرہ گناہ کرنے والا اس کے ساتھ ایمان سے خارج نہیں ہوتا تو وہ معتزلہ میں سے نہیں اگرچہ اور باتوں میں ان کے موافق ہو اور جہمیہ اور معتزلوں نے تعطیل میں مبالغہ کیا ہے اور رافضیوں نے تشبیہ میں یہاں تک کہ انہوں نے اللہ کو خلق کے ساتھ تشبیہ دی ہے اللہ تعالیٰ پاک بلند ہے ان کے قول سے بہت بلند ہونا اور کہا جہمیہ نے کہ آدمی کو بالکل کچھ قدرت نہیں اور کہا قدریہ نے کہ آدمی اپنے فعل کا آپ خالق ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ دُعَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلٰى تَوْحِيْدِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.

جو آیا ہے بیچ بلانے حضرت ﷺ کے اپنی امت کو اللہ کی توحید کی طرف بابرکت ہیں نام اس کے اور بلند ہے عظمت اس کی۔

فائدہ: مراد ساتھ توحید اللہ تعالیٰ کے گواہی دینی ہے اس کی کہ وہ اللہ ایک ہے اور یہی ہے وہ توحید جس کا نام بعض غالی صوفیوں نے توحید عامہ رکھا ہے اور دونوں گروہوں نے توحید کی تفسیر میں نئی بات نکالی ہے ایک تفسیر معتزلہ کی ہے کما تقدم دوسری توحید غالی صوفیوں کی ہے اس واسطے کہ جب ان کے بڑوں نے کلام کیا بیچ مسئلے محو اور فنا کے اور ان کی مراد اس سے مبالغہ کرنا تھا رضا اور تسلیم میں اور امر کی تفویض میں تو مبالغہ کیا بعض نے یہاں تک کہ مرجیہ کے مشابہ ہوئے بیچ نفی کرنے نسبت فعل کے طرف بندے کے اور اس نے نوبت پہنچائی طرف اس کی کہ بعض نے گنہگاروں کو معذور ٹھہرایا پھر بعض غالی یہاں تک بڑھے کہ انہوں نے کافروں کو بھی معذور ٹھہرایا پھر بعض غالی یہاں تک بڑھ گئے کہ انہوں نے گمان کیا کہ توحید کے معنی اعتقاد کرنا وحدۃ الوجود کا ہے یعنی خالق اور مخلوق کا وجود ایک ہے اور سب اللہ ہی اللہ ہے اس کے سوا اور کوئی چیز عالم میں نہیں خالق ہو یا مخلوق اور بڑا ہوا یہ معاملہ یہاں تک کہ بہت اہل علم بدظن ہوئے صوفیوں کے اکابر سے اور اللہ کی پناہ ان کو اس سے اور میں نے شیخ طائفہ جنید کی کلام کو پہلے بیان کیا ہے اور وہ نہایت خوب اور مختصر ہے۔ (فتح)

٦٨٢٣ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ.

۶۸۲۳ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا۔

٦٨٢٤ـ وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ

۶۸۲۴ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب

حَدَّثَنَا الْفَضلُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ يَّحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلٰى نَحْوِ أَهْلِ الْيَمَنِ قَالَ لَهُ إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلٰى قَوْمٍ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلٰى أَنْ يُّوَحِّدُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فَإِذَا عَرَفُوا ذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَإِذَا صَلَّوْا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ غَنِيِّهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فَقِيرِهِمْ فَإِذَا أَقَرُّوا بِذٰلِكَ فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ.

حضرت ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ البتہ تو اس قوم کے پاس آئے گا جو کتاب والے ہیں یعنی یہود سو چاہیے کہ تو ان کو پہلے پہل بلائے اس طرف کہ اللہ کو ایک جانیں یعنی گواہی دیں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں سو جب اس کو پہچان لیں تو ان کو خبر دار کر اس سے کہ اللہ نے ان پر ہر ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں سو جب وہ نماز پڑھنا قبول کریں تو ان کو خبر دار کر اس سے کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے ان کے مال میں کہ ان کے مالدار سے لی جائے اور ان کے محتاج کو پھیر کر دی جائے سو جب وہ اس کا اقرار کریں تو ان سے زکوٰۃ لینا اور بچنا لوگوں کے عمدہ مال سے یعنی زکوٰۃ میں جانور چن چن کر عمدہ قسم کے نہ لینا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے پہل ان کو اللہ کی عبادت کی طرف بلانا اور جب اللہ کو پہچانیں الخ اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو قائل ہے اس کا کہ اول واجب اللہ کی معرفت ہے یعنی اللہ کو پہچاننا یہ قول امام الحرمین کا ہے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ نہیں حاصل ہوتا ہے لانا کسی چیز مامور کا بقصد بجا لانے کے اور نہ باز رہنا کسی منع کی ہوئی چیز سے مگر بعد پہچاننے آمر اور ناہی یعنی حکم کرنے والے اور منع کرنے والے کے اور اعتراض کیا گیا ہے اس پر ساتھ اس کے کہ نہیں حاصل ہوتی ہے معرفت مگر ساتھ نظر اور استدلال کے اور وہ مقدمہ ہے واجب کا سو ہوگا واجب سو اول واجب استدلال کرنا ہوگا اور یہی مذہب ہے ایک گروہ کا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نظر میں کئی اجزا ہوتے ہیں کہ بعض بعض پر مرتب ہوتے ہیں سو ہوگی اول واجب ایک جز نظر کی اور میں نے کتاب الایمان میں ذکر کیا ہے جس نے منہ پھیرا ہے اصل اس مسئلے سے اور تمسک کیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيفًا فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾ اور ساتھ حدیث کے كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ اس واسطے کہ ظاہر آیت اور حدیث کا یہ ہے کہ معرفت حاصل ہے ساتھ اصل فطرت کے اور اس سے خارج ہونا عارض ہوتا ہے شخص پر واسطے قول حضرت ﷺ کے سو اس کے ماں باپ اس کو یہودی کرتے ہیں اور نصرانی

کرتے ہیں اور ابو جعفر سمنانی اس کے ساتھ قائل ہوا ہے اور وہ رئیس ہے اشاعرہ کا اور کہا اس نے کہ یہ مسئلہ معتزلوں کا ہے اشعری کی کتابوں میں باقی رہا اور تفریع کی اس پر کہ واجب ہے ہر ایک پر معرفت اللہ کی ساتھ دلیلوں کے جو اس پر دلالت کرتی ہیں اور نہیں کفایت کرتی ہے اس میں تقلید یعنی دوسرے آدمی سے سن کر اس کی تقلید سے اللہ کے وجود کو ثابت کرنا اور اس کو وحدہ لاشریک جاننا کافی نہیں اور مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ خود دلیلوں سے اللہ کے وجود کو ثابت نہ کرے اور بعض نے کہا کہ دلائل میں نظر کرنا حرام ہے اور بعض نے کہا کہ موقوف ہے صحیح ہونا ایمان ہر ایک کے کا اوپر پہچاننے دلیلوں کے علم کلام سے یہ قول منسوب ہے طرف ابو اسحاق اسفرائینی کی اور کہا غزالی نے کہ زیادتی کی ہے ایک گروہ نے سو انہوں نے کافر ٹھہرایا ہے عام مسلمانوں کو اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ جو نہ پہچانے عقائد شرعیہ کو ساتھ ادلہ کے جن کو انہوں نے تحریر کیا تو وہ کافر ہے سو انہوں نے اللہ کی فراخ رحمت کو تنگ کیا ہے اور ٹھہرایا ہے انہوں نے بہشت کو خاص ساتھ نہایت تھوڑے گروہ کے متکلمین سے اور ذکر کیا ہے مانند اس کی ابو المظفر سمعانی نے اور طول کیا ہے اس نے رد میں اس کے قائل پر اور نقل کیا ہے اکثر ائمہ فتویٰ سے کہ انہوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے یہ کہ تکلیف دی جائے عوام کو واسطے اعتقاد کرنے اصول کے سمیت ان کی دلیلوں کے اس واسطے کہ اس میں وہ مشقت ہے جو اشد ہے مشقت سے بیچ سیکھنے فروع فقیہ کے اور کہا قرطبی نے مفہم میں بیچ شرح حدیث ابغض الرجال الی اللہ الالد الخصم کے کہ یہ شخص وہ ہے جو قصد کرتا ہے ساتھ جھگڑنے کے دفع کرنا حق کے کا اور رد کرنا اس کا ساتھ وجوہ فاسدہ کے اور شبہ وہم پیدا کرنے والے کے اور اشد اس سے جھگڑنا ہے دین کے اصول میں جیسا کہ واقع ہوتا ہے اکثر متکلمین کے واسطے جو منہ پھیرنے والے ہیں ان راہوں سے جن کی طرف کتاب اور سنت نے راہ دکھلائی ہے اور رجوع کرنے والے ہیں طرف طرق مبتدعہ کی اور قوانین جدمیہ کی اور امور صناعیہ کی کہ مدار اکثر ان کے کی اوپر آراء سوفسطائی کے ہے یا مناقضات لفظی کے کہ پیدا ہوتا ہے اس کے سبب سے اس میں مشروع کرنے والے پر شبہ کہ اکثر اوقات عاجز ہوتا ہے اس کے حل کرنے سے اور پیدا ہوتے ہیں شکوک کہ جاتا رہتا ہے ساتھ ان کے ایمان اور ان میں خوب جواب دینے والا وہ ہے جو بہت جھگڑنے والا ہو سو بہت جاننے والے شبہ کے فساد کو نہیں قوی ہوتے اس کے حل کرنے پر اور بعض اس سے خلاصی پانے والے نہیں پاتے ہیں ان کے علم کی حقیقت کو پھر انہوں نے ارتکاب کیا ہے کئی قسم محال کا کہ نہیں راضی ہوتے اس سے بے وقوف اور لڑکے جب کہ انہوں نے بحث کی تخیر جواہر اور الوان اور احوال سے سو شروع کیا انہوں نے اس چیز میں کہ بند ہے اس سے سلف صالح کیفیت تعلق صفات اللہ کے سے اور گننے ان کے سے اور متحد ہونے ان کے سے اپنے نفس میں اور کیا وہ ذات عین ہیں یا غیر اور کلام میں کہ کیا وہ متحد ہے یا منقسم اور کیا وہ منقسم ہے ساتھ وصف کے یا نوع کے اور کس طرح تعلق پکڑا ہے ازل میں ساتھ مامور کے باوجود ہونے ان کے حادث پھر جب مامور منعدم ہو جائے تو کیا باقی رہتا ہے تعلق اور کیا

امر زید کے واسطے ساتھ نماز کے مثلا وہ نفس امر ہے واسطے عمرو کے اور ساتھ زکوۃ وغیرہ کے جو انہوں نے نیا نکالا ہے
جس کے ساتھ شارع نے حکم نہیں کیا اور چپ رہے اس سے اصحاب اور جو ان کی راہ چلا بلکہ منع کیا انہوں نے بحث
کرنے سے بیچ اس کے واسطے جاننے ان کے کہ یہ بحث ہے اس چیز کی کیفیت سے جس کی کیفیت عقل سے معلوم نہیں
ہوتی اس واسطے کہ عقل کی ایک حد ہے کہ وہاں کھڑی ہو جاتی ہے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور نہیں فرق ہے
درمیان بحث کے ذات کی کیفیت سے اور صفات کی کیفیت سے اور جو توقف کرے اللہ میں تو چاہیے کہ جانے کہ
جب وہ محروم ہے اپنے نفس کی کیفیت سے مع موجود ہونے اس کے کے اور کیفیت ادراک اس چیز کے سے جس کو
ادراک کرتا ہے تو وہ اس کے سوائے اور چیز کے ادراک سے بطریق اولیٰ عاجز ہوگا اور عالم کے علم کی غایت یہ ہے
کہ یقین کرے کہ ان مصنوعی چیزوں یعنی مخلوق کا کوئی خالق ہے پاک ہے مثل سے پاک ہے نظیر سے متصف ہے
ساتھ صفات کمال کے پھر جب ثابت ہو اس سے نقل ساتھ کسی چیز اس کی اوصاف اور اسماء سے تو اس کو ہم قبول کریں
گے اور اس پر اعتقاد کریں گے اور چپ رہیں گے اس سے جو سوائے اس کے ہے جیسا کہ وہ طریق ہے سلف کا اور جو
اس کے سوائے ہے اس کا صاحب زلل سے نہیں بچتا اور قطع کیا ہے بعض اماموں نے کہ نہیں بحث کی اصحاب نے
جوہر میں اور نہ عرض میں اور جو اس کے متعلق ہے متکلمین کی بحثوں سے سو جس نے ان کے طریق سے منہ پھیرا وہ
گمراہ ہوا اور علم کلام نے بہت لوگوں کو شک میں ڈالا ہے اور بعض کو الحاد کی طرف پہنچایا اور بعض عبادت سے رہ گئے
اور اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے شارع ﷺ کے نصوص سے منہ پھیرا اور امور کے حقائق کو اس کے غیر سے طلب
کیا اور نہیں ہے عقل کی قوت میں وہ چیز جو پائے اس کو جو نصوص شارع ﷺ میں ہے حکم سے کہ اختیار کیا ہے اس کو
شارع نے اور متکلمین کے بہت اماموں نے اپنے طریق سے رجوع کیا یہاں تک کہ امام الحرمین سے آیا ہے کہ میں
بڑے سمندر میں سوار ہوا اور غوطہ مارا میں نے ہر چیز میں جس سے اہل علم نے منع کیا بیچ طلب کرنے حق کے واسطے
بھاگنے کے تقلید سے اور اب میں نے رجوع کیا اور اعتقاد کیا ساتھ مذہب سلف کے اور کہا بعض نے کہ جو نہ پہچانے
اللہ کو ساتھ ان طریقوں کے کہ مرتب کیا ہے انہوں نے اس کو تو نہیں صحیح ہے ایمان اس کا اور قائل اس کا کافر ہے اس
واسطے کہ داخل ہوتے ہیں اس کی کلام کے عموم میں سلف صالح اصحاب اور تابعین سے اور اس کا فساد دین سے معلوم
ہے ساتھ ہدایت کے اور بعض نے کہا کہ جو قائل ہے کہ طریق سلف کا اسلم ہے اور طریق خلف کا احکم ہے تو یہ قول اس
کا مستقیم نہیں اس واسطے کہ اس نے گمان کیا ہے کہ طریقہ سلف کا مجرد ایمان لانا ہے ساتھ الفاظ قرآن کے اور حدیث
کے بغیر سمجھنے کے اس میں اور طریقہ خلف کا نکالنا معانی کا ہے نصوص سے جو مصروف ہیں اپنے حقائق سے ساتھ انواع
مجاز کے سو جمع کیا ہے اس قائل نے درمیان جہل کے طریقہ سلف سے کا اور دعویٰ کے بیچ طریقے خلف کے اور نہیں
امر جس طرح گمان کیا اس نے بلکہ سلف بیچ نہایت معرفت کے تھے ساتھ اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے

اور بیچ نہایت تعظیم اس کی کے اور جھکنے کے واسطے امر اس کے اور ماننے کے واسطے مراد اس کی کے اور جو خلف کے طریقے پر چلے اس کو اعتماد نہیں کہ جو اس نے تاویل کی وہی مراد ہے اور نہیں ممکن ہے اس کو قطع کرنا ساتھ صحت تاویل اپنی کے اور بعض نے کہا کہ جو قائل ہے کہ مذہب خلف کا احکم ہے تو یہ نسبت رد کرنے کی ہے اس شخص پر جو نہیں ثابت کرتا پیغمبری کو سو جو چاہے کہ اس کو حق کی طرف بلائے وہ محتاج ہے اس کی طرف کہ اس پر دلائل کو قائم کرے یہاں تک کہ مسلمان ہو یا ہلاک ہو برخلاف ایمان دار کے کہ اس کو اصل ایمان لانے میں اس کی حاجت نہیں اور نہیں سبب اول کا مگر ٹھہرانا اصل کا عدم ایمان پس لازم آتا ہے واجب کرنا استدلال کا جو پہنچانے والا ہے طرف معرفت کے نہیں تو طریق سلف کا سہل ہے اور حجت پکڑی ہے بعض نے جس نے استدلال کو واجب کیا ہے ساتھ اتفاق کرنے علماء کے اوپر مذمت تقلید کے اور ذکر کیا آیتوں اور حدیثوں کو جو تقلید کی مذمت میں وارد ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ تقلید مذموم یعنی بری تقلید پکڑنا ہے غیر کے قول کا بغیر حجت کے اور نہیں ہے اس قبیل سے حکم رسول کا اس واسطے کہ اللہ نے رسول کی تابعداری کو واجب کیا ہے ہر چیز میں کہ فرمائی اور نہیں عمل کرنا اس چیز میں کہ حکم کیا ساتھ اس کے رسول نے یا منع کیا اس سے داخل تحت تقلید مذموم کے یعنی حضرت ﷺ کے حکم کو ماننا تقلید مذموم میں بالاتفاق داخل نہیں اور بعض نے کہا کہ تقلید کے معنی ہیں ماننا غیر کے قول کو بغیر حجت کے اور جس پر قائم ہو حجت ساتھ ثبوت نبوت کے یہاں تک کہ اس کو اس کا یقین حاصل ہوگیا سو وہ جس چیز کو حضرت ﷺ سے سنے گا وہ چیز اس کے نزدیک قطعی سچ ہوگی سو جب اس نے اس کے ساتھ اعتقاد کیا تو وہ مقلد نہ ہوگا اس واسطے کہ اس نے غیر کے قول کو بغیر حجت کے نہیں لیا یعنی بلکہ قائم ہوئی اس پر حجت ساتھ ثبوت نبوت حضرت ﷺ کے اور یہ سند ہے سب سلف کی بیچ لینے کے ساتھ اس چیز کے کہ ثابت ہوئی نزدیک ان کے آیات قرآن اور احادیث رسول سے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ اس باب کے سو وہ محکم کے ساتھ ایمان لائے اور متشابہ کو اللہ کے سپرد کیا اور بعض نے کہا کہ مطلوب ہر ایک سے تصدیق جزمی ہے کہ نہ شک رہے باوجود اس کے ساتھ وجود اللہ کے اور ایمان کے ساتھ پیغمبروں اس کے کے اور ساتھ اس چیز کے کہ وہ لائے جس طرح کہ حاصل ہو اور جس طریق سے کہ اس کی طرف پہنچا جائے اگرچہ تقلید محض سے ہو جب کہ سلامت ہو پھسلنے سے کہا قرطبی نے کہ اسی پر ہیں امام فتویٰ دینے والے اور جو ان سے پہلے ہیں سلف سے اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے اصل فطرت سے اور ساتھ اس چیز کے کہ متواتر ہے حضرت ﷺ سے پھر اصحاب سے کہ انہوں نے حکم کیا ساتھ اسلام ان لوگوں کے جو مسلمان ہوئے جاہل گنواروں سے ان لوگوں میں سے جو بت پرست تھے سو قبول کیا انہوں نے ان سے شہادتین کے اقرار کو اور التزام احکام اسلام کو بغیر لازم کرنے کے ساتھ سیکھنے ادلہ کے اگرچہ بہت ان میں سے اسلام لائے تھے واسطے وجود کسی دلیل کے لیکن بہت ان میں سے اسلام لائے تھے طوعاً بغیر تقدم استدلال کے بلکہ ساتھ مجرد اس بات کے کہ تھے نزدیک ان کے

اخبار اہل کتاب سے کہ عنقریب ایک پیغمبر پیدا ہوگا اور مخالفوں پر غالب ہوگا سو جب ان کے واسطے محمد ﷺ میں علامتیں ظاہر ہوئیں تو انہوں نے اسلام کی طرف جلدی کی اور ہر بات میں حضرت ﷺ کی تصدیق کی نماز اور زکوۃ وغیرہ سے اور کہا ابو المظفر بن سمعانی نے کہ عقل نہیں واجب کرتی کسی چیز کو اور نہ حرام کرتی ہے کسی چیز کو اور نہیں حصہ اس کو کسی چیز میں اس سے اور اگر نہ وارد ہو شرع ساتھ حکم کے تو نہ واجب ہو کسی پر کچھ چیز واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ یعنی ہم نہیں عذاب کرنے والے کسی کو یہاں تک کہ ہم پیغمبر بھیجیں اور واسطے دلیل اس آیت کے ﴿لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ یعنی تا کہ نہ ہو واسطے لوگوں کے حجت اللہ پر بعد پیغمبروں کے اور سوائے اس کے آیتوں سے سو گمان کرے کہ پیغمبروں کی دعوت تو صرف فروعات کے بیان کرنے کے واسطے تھی تو اس کو لازم آتا ہے کہ کہے کہ اللہ کی طرف بلانے والی صرف عقل ہی ہے پیغمبر کی حاجت نہیں اور لازم آتا ہے اس کو کہ کہے کہ پیغمبر کا ہونا اور نہ ہونا بہ نسبت دعوت الی اللہ کے برابر ہے اور کافی ہے یہ گمراہی اور ہم نہیں انکار کرتے اس سے کہ عقل راہ دکھلاتی ہے طرف توحید کی لیکن ہم کو اس سے انکار ہے کہ عقل کسی چیز کے واجب کرنے میں مستقل ہو بغیر پیغمبر کے یہاں تک کہ نہ صحیح ہو اسلام مگر اس کے طریق سے باوجود قطع نظر کے سمعی دلائل سے یعنی قرآن اور حدیث سے اس واسطے کہ یہ خلاف ہے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر قرآن کی آیتیں اور احادیث صحیحہ جو متواتر ہیں اگرچہ معنی کے طریق سے ہو اور اگر ہوتا جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو البتہ باطل ہو جاتے وہ دلائل جو سمعی ہیں جن میں عقل کو مجال نہیں سب یا اکثر بلکہ واجب ہے ایمان ساتھ اس چیز کے کہ ثابت ہو سمعی دلائل سے سو اگر ان کو ہم سمجھ لیں تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے نہیں تو کفایت کریں گے ہم ساتھ اعتقاد حقیقت اس کی کے موافق مراد اللہ تعالیٰ کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اور بھی فائدے ہیں جب کافر کلمہ شہادت کے ساتھ اقرار کرے تو اس پر اسلام کا حکم جاری کیا جائے یعنی اس کو مسلمان کہا جائے اگرچہ اس وقت کسی حکم اسلام کو بجا نہ لایا ہو اس واسطے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لانے کو لازم ہے تصدیق کرنا ساتھ اس چیز کے کہ دونوں سے ثابت ہو اور اس کا التزام کرنا سو حاصل ہوتا ہے یہ اس کے واسطے جو دونوں شہادتوں کی تصدیق کرے اور جو بعض بدعتیوں سے بعض چیز کا انکار واقع ہوا ہے تو یہ نہیں قادح ہے بیچ صحیح ہونے حکم ظاہری کے اس واسطے کہ اگر انکار تاویل کے ساتھ ہو تو ظاہر ہے اور اگر عناد سے ہو تو اسلام کے صحیح ہونے میں قادح ہے سو جاری ہوں گے اس پر احکام مرتد وغیرہ کے اور اس حدیث میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اور واجب ہونا عمل کا ساتھ اس کے اور تعقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ معاذ رضی اللہ عنہ کی خبر کو قرینہ حاوی ہے کہ وہ نزول وحی کے زمانے میں ہے سو نہ برابر ہوگی ساتھ اور اخبار احاد کے اور اس میں ہے کہ جب کافر اسلام کے کسی رکن کو سچ جانے اور اس کے ساتھ اعتقاد کرے جیسے نماز کو مثلاً تو وہ اس کے ساتھ مسلمان ہو جاتا ہے اور مبالغہ کیا ہے جس نے کہا کہ جس چیز کے انکار سے مسلمان کافر ہو

جائے اس کے اعتقاد کرنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے اور پہلا قول راجح تر ہے اور جزم کیا ہے اس کے ساتھ جمہور نے اور یہ حکم اعتقاد میں ہے اور بہر حال فعل میں جیسے اگر نماز پڑھی تو نہیں حکم کیا جاتا ہے ساتھ اسلام اس کے اور وہ اولیٰ ہے ساتھ منع کے اس واسطے کہ فعل میں عموم نہیں پس داخل ہوتا ہے اس میں احتمال عبث اور استہزاء کا اور اس سے ثابت ہوا کہ واجب ہے لینا زکوۃ کا اس شخص سے جس پر واجب ہو اور جو اس سے باز رہے اس سے قہر اور جبر کے ساتھ زکوۃ لینا اگرچہ اس سے منکر نہ ہو اور اگر باوجود باز رہنے کے زکوۃ دینے سے شوکت والا ہو تو اس کے ساتھ لڑائی کی جائے زکوۃ کے نہ دینے پر اور نہیں تو اگر اس کی تعزیر ممکن ہو تو اس کو تعزیر دی جائے جو اس کے لائق ہو اور البتہ وارد ہوئی ہے تعزیر بالمال میں حدیث بہز بن حکیم کی مرفوع کہ جو زکوۃ نہ دے تو ہم اس کو اس سے جبراً لیں گے اور آدھا مال اس کا تاوان ہے اس پر اللہ کے تاوان سے، الحدیث روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور جس نے اس کو صحیح کہا ہے اور اس پر عمل نہیں کیا تو اس نے یہ جواب دیا ہے کہ جس حکم پر وہ دلالت کرتی ہے وہ منسوخ ہے اول یہ حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا تھا اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ جواب ضعیف ہے اس واسطے کہ تعزیر بالمال کا ابتدا میں ہونا معروف نہیں ہے تا کہ دعویٰ نسخ کا تمام ہو اور اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوتا ہے نسخ مگر اس کی شرط سے جیسے معرفت تاریخ کی اور اس کی تاریخ معلوم نہیں اور اعتماد کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے بہز کے ضعیف ہونے پر یعنی یہ حدیث بہز کی ضعیف ہے اور یہ جواب اس کا خوب نہیں اس واسطے کہ وہ جمہور کے نزدیک ثقہ ہے مگر شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ثقہ نہیں سو جو شافعی رحمہ اللہ کا مقلد ہو اس کو یہ کافی ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ اتفاق کیا ہے سب شہروں کے علماء نے اوپر ترک کرنے عمل کے ساتھ اس کے سوا اس نے دلالت کی اس پر کہ اس کا کوئی معارض ہے جو اس سے راجح ہے اور جو اس کے ساتھ قائل ہے وہ نہایت قلیل ہے اور نیز باب کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو زکوۃ کو قبض کرے وہ امام ہے یا جو اس کے قائم مقام ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے اس کے بعد اس پر کہ جائز ہے باطنی مال والوں کے واسطے مباشرت اخراج کی یعنی جس کے پاس چاندی سونا ہو وہ خود زکوۃ ادا کرے جس کو چاہے دے امام کی طرف پہنچانا واجب نہیں اور قلیل ہے جو قائل ہے کہ واجب ہے دفع کرنا زکوۃ کا امام کی طرف اور یہ ایک روایت ہے مالک رحمہ اللہ سے اور قدیم قول میں شافعی رحمہ اللہ سے۔ (فتح)

۶۸۲۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ وَالْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ سَمِعَا الْأَسْوَدَ بْنَ هِلَالٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ أَتَدْرِيْ مَا

۶۸۲۵۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ! کیا تو جانتا ہے کہ کیا حق ہے اللہ کا بندوں پر؟ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے فرمایا یہ کہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں پھر فرمایا بھلا تو جانتا ہے کہ کیا

حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا أَتَدْرِیْ مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ.

ہے حق بندوں کا اللہ پر؟ کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے فرمایا یہ کہ ان کو عذاب نہ کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور داخل ہونا اس کا اس باب میں حضرت ﷺ کے اس قول سے ہے کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں کہ یہی مراد ہے ساتھ توحید کے کہا ابن تین نے کہ مراد قول حضرت ﷺ کے سے حق العباد علی اللہ وہ حق ہے جو معلوم ہوا ہے شرع کی جہت سے نہ عقل کے واجب کرنے سے سو مانند واجب کی ہے بیچ تحقق واقع ہونے اس کے یا وہ بطور مشاکلت کے ہے۔ (فتح)

٦٨٢٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ زَادَ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَخْبَرَنِيْ أَخِيْ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٨٢٦۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک مرد کو سنا کہ سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے اس کو پھر پڑھتا ہے سو جب اس نے صبح کی تو حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حضرت ﷺ سے یہ ذکر کیا اور گویا کہ وہ اس کو کم گمان کرتا تھا یعنی صرف اس کا اسی چھوٹی سورت کو پڑھنا سوائے اور قرآن کے کم جانتا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بے شک وہ سورت یعنی قل ھو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے زیادہ کیا ہے اسماعیلی نے، الخ یعنی اس سند میں ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ﷺ کے درمیان قتادہ رضی اللہ عنہ کا واسطہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزر چکی ہے اور وارد کیا ہے اس کو اس جگہ اس واسطے کہ اس میں تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ اللہ ایک اکیلا ہے جیسا کہ اس کے بعد کی حدیث میں ہے۔ (فتح)

٦٨٢٧۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ أَبِيْ هِلَالٍ أَنَّ أَبَا الرِّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

٦٨٢٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو ایک چھوٹے لشکر پر سردار بنا کر بھیجا سو وہ اپنے ساتھیوں کے واسطے ان کی نماز میں قرآن پڑھتا تھا پھر قرأت

حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَتْ فِيْ حَجْرِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰى سَرِيَّةٍ وَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهٖ فِيْ صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلُوْهُ لِأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فَسَأَلُوْهُ فَقَالَ لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرُوْهُ أَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهٗ.

کو سورۂ قل ھو اللہ احد کے ساتھ ختم کرتا تھا یعنی ان کی امامت کرتا تھا اور ہر رکعت میں دو دو سورتوں کو جوڑ کر پڑھتا تھا سو جب وہ سفر سے پھرے تو انہوں نے یہ حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس سے پوچھو کہ وہ یہ کام کس واسطے کرتا ہے؟ لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا اس واسطے کہ وہ اللہ کی صفت ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کو پڑھوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خبر دار کر دو کہ اللہ اس سے محبت رکھتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ وہ اول سوائے اس کے کوئی اور سورہ پڑھتا تھا پھر اس کو پڑھتا تھا اور اسی طرح ہر رکعت میں کرتا تھا اور یہی ظاہر ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ اپنی اخیر قراءت کو اس کے ساتھ ختم کرتا تھا سو خاص ہوگا یہ ساتھ اخیر رکعت کے اور پہلی توجیہ پر سو لیا جاتا ہے اس سے کہ جائز ہے جمع کرنا دو سورتوں کا ایک رکعت میں اور یہ جو کہا کہ وہ اللہ کی صفت ہے تو کہا ابن تین نے کہ یہ اس نے اس واسطے کہا کہ اس میں اللہ کے نام اور اس کی صفات ہیں اور اس کے نام مشتق ہیں اس کی صفات سے اور کہا اس کے غیر نے کہ احتمال ہے کہ کہا ہو اس کو اس نے کسی سند سے کہ اس نے اس کو حضرت ﷺ سے سنا ہو ساتھ نص کے یا استنباط کے اور البتہ روایت کی بیہقی نے ساتھ سند حسن کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ یہود حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے واسطے اپنے رب کی تعریف کر جس کی تو بندگی کرتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے سورۂ اخلاص اتاری سو فرمایا کہ یہ تعریف ہے میرے رب کی اور روایت کیا ہے اس کو ابن خزیمہ نے اور صحیح کہا ہے حاکم نے اور اس میں زیادہ ہے کہ کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی مگر کہ مر جائے گی اور نہیں کوئی چیز جو مر جائے مگر کہ وارث کی جاتی ہے یعنی اس کا کوئی وارث ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نہ مرتا ہے اور نہ کوئی اس کا وارث ہوتا ہے اور نہیں کوئی اس کے برابر نہ مشابہ اور نہیں مثل اس کی کوئی چیز اور باب کی حدیث میں حجت ہے اس کے واسطے جو ثابت رکھتا ہے کہ اللہ کے واسطے صفت ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور اکیلا اور تنہا ہوا ہے ابن حزم رحمہ اللہ سو کہا اس نے کہ یہ لفظ ہے کہ اصطلاح باندھی ہے اس پر اہل کلام نے معتزلہ سے اور نہیں ثابت ہوئی حضرت ﷺ سے اور

نہ کسی آپ کے صحابی سے اور اگر باب کی حدیث سے اعتراض کریں تو وہ ضعیف ہے اور بر تقدیر صحت اس کی کے سو قل ھو اللہ احد صفت ہے رحمٰن کی جیسا کہ اس حدیث میں آیا ہے اور زیادہ کیا جائے گا اس پر برخلاف اس صفت کے کہ اس کو بولتے ہیں اس واسطے کہ وہ عرب کی لغت میں نہیں بولی جاتی مگر جوہر یا عرض پر اور یہ حدیث بالاتفاق صحیح ہے اور نہیں التفات کیا جاتا طرف قول ابن حزم رحمہ اللہ کے اس کے ضعیف کہنے میں اور اس کا کلام اخیر بھی مردود ہے اس واسطے کہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے اسمائے حسنیٰ ثابت ہیں اللہ نے فرمایا ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ یعنی اللہ ہی کے واسطے ہیں سب نام نیک سو پکارو اس کو ساتھ ان کے اور کہا اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد کہ ذکر کیا چند ناموں کو سورۂ حشر کے اخیر میں لہ الاسماء الحسنٰی اور جو نام اللہ کے کہ اس میں مذکور ہیں وہ عرب کی بولی میں صفات ہیں سو اس کے ناموں کے ثابت کرنے میں اس کی صفتوں کا ثابت کرنا ہے اس واسطے کہ جب ثابت ہوا کہ وحی ہے مثلاً تو البتہ وصف کیا گیا ساتھ اس صفت کے جو زائد ہے ذات سے اور وہ صفت زندگی کی ہے اور اگر یہ نہ ہوتا تو البتہ واجب ہوتا اقتصار کرنا اس چیز پر کہ خبر دی ذات کے وجود سے اور دوسری آیت سے مفہوم ہوتا ہے کہ وصف کرنا اس کا ساتھ صفت کمال کے مشروع ہوے اور البتہ تقسیم کیا ہے بیہقی نے اور اہل سنت کی ایک جماعت نے اللہ کے تمام ناموں کو جو قرآن اور صحیح حدیثوں میں مذکور ہیں دو قسم پر ایک قسم دونوں سے صفتیں ذات کی ہیں اور وہ صفتیں وہ ہیں کہ مستحق ہے ان کا ازل میں اور دوسری قسم اس کے فعل کی صفتیں ہیں اور وہ وہ ہیں کہ مستحق ہے ان کا ابد میں نہ ازل میں اور نہیں جائز ہے وصف کرنا اس کو مگر ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر کتاب اور سنت صحیح ثابتہ یا اجماع کیا گیا ہے اوپر اس کے پھر بعض صفتیں ان میں سے وہ ہیں کہ قرین ہے ساتھ اس کے دلالت عقل کی مانند حیاۃ اور قدرت اور علم اور ارادے اور سمع اور بصر اور کلام کی اس کی ذات کی صفتوں سے اور مانند خلق اور رزق اور زندہ کرنے اور مارنے اور عفو اور عقوبت کی فعل کی صفتوں سے اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو ثابت ہوئے ہیں ساتھ نص کتاب اور سنت کے مانند ہاتھ اور منہ اور آنکھ کی ذات کی صفتوں اور مانند استواء اور نزول اور آنے کی اس کے فعل کی صفتوں سے سو جائز ہے ثابت کرنا ان صفتوں کا اس کے واسطے اس واسطے کہ ثابت ہوئی ہے خبر ساتھ ان کے ایسی وجہ سے کہ دور کرے اس سے تشبیہ کو سو جو اس کی ذات کی صفتیں ہیں وہ ہمیشہ ازل میں اس کی ذات میں موجود ہیں اور ابد میں بھی اس کی ذات میں موجود رہیں گی اور اس کے فعل کی صفتیں اس سے ثابت ہیں اور نہیں محتاج ہے اللہ پاک فعل میں طرف مباشرت کی کہ ہاتھوں سے کرنا پڑے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ امر اس کا جب کہ کسی چیز کا ارادہ کرے یہ ہے کہ کہتا ہے اس کو ہو جا سو ہو جاتا ہے اور کہا قرطبی نے کہ شامل ہے قل ھو اللہ دو اسموں پر جو بغل گیر ہیں تمام اوصاف کمال کو اور وہ احد اور صمد ہے اس واسطے کہ وہ دونوں دلالت کرتی ہیں اوپر تنہا ہونے ذات مقدس کے جو موصوف ہے ساتھ تمام اوصاف کمال کے اس واسطے کہ واحد میں اصل عدد کا اثبات ہے

اور ماسوا کی نفی نہیں اور احد ثابت کرتا ہے اپنے مدلول کو اور تعرض کرتا ہے واسطے نفی ماسوائے کے اور استعمال کرتے ہیں اس کو نفی میں پس احد اللہ کے ناموں میں مشعر ہے ساتھ وجود اس کے جو خاص ہے اور میں اس کا کوئی شریک نہیں اور بہر حال صمد سو وہ بغل گیر ہے تمام اوصاف کمال کو اس واسطے کہ اس کے معنی ہیں وہ شخص کہ انتہا کو پہنچی ہے بادشاہی اس کی اس طرح سے کہ سب حاجتوں میں اس کی طرف رجوع کیا جائے اور نہیں تمام ہوتا ہے یہ حقیقۃً مگر اللہ کے واسطے اور یہ جو کہا اس واسطے کہ وہ رحمٰن کی صفت ہے تو احتمال ہے کہ اس کی مراد یہ ہو کہ اس میں ذکر ہے رحمٰن کی صفت کا اور احتمال ہے کہ اس کی مراد اور کچھ ہو لیکن نہیں خاص ہے یہ ساتھ اس سورت کے لیکن تخصیص اس کی ساتھ اس کے شاید اس وجہ سے ہے کہ اس میں اللہ کی صفتوں کے سوائے اور کچھ نہیں سو خاص کی گئی وہ ساتھ اس کے سوائے غیر اس کے اور یہ جو کہا کہ اس کو خبر دو کہ اللہ اس سے محبت رکھتا ہے تو کہا ابن دقیق العید نے احتمال ہے کہ ہو محبت رکھنا اس کا اس سورۂ سے سبب محبت رکھنے اللہ کے کا اس سے اور احتمال ہے کہ ہو اس چیز کے واسطے جس پر اس کا کلام دلالت کرتا ہے اس واسطے کہ محبت اس کی واسطے ذکر صفات رب کے دلالت کرتی ہے اوپر صحیح ہونے اس کے اعتقاد کے اور کہا مازری وغیرہ نے کہ محبت اللہ کے بندوں سے ارادہ کرنا اس کا ہے ان کے ثواب دینے کا اور بعض نے کہا کہ وہ نفس ثواب ہے اور کہا ابن تین نے کہ مخلوق کی اللہ سے محبت رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ ان کو نفع دے اور کہا قرطبی نے مفہم میں اللہ کا بندے سے محبت رکھنا قریب کرنا ہے اس کو اپنی طرف اور اس کا اکرام کرنا ہے اور نہیں ہے میل اور نہ غرض جیسے کہ بندے کی طرف سے ہے اور نہیں محبت بندے کی رب سے نفس ارادہ بلکہ وہ ایک چیز زائد ہے اس پر اور جب صحیح ہوا فرق تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ محبوب ہے اپنے محبوں کا بنا بر حقیقت محبت کے اور کہا بیہقی نے کہ محبت اور بغض ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک صفات فعل سے ہے سو اس کی محبت کے معنی یہ ہیں کہ اس کا اکرام کرتا ہے جو اس سے محبت رکھے اور معنی اس کے بغض کے یہ ہیں کہ اس کی اہانت کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ أَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾.

کہہ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو جس کو پکارو گے بہتر ہوگا سو اس کے ہیں سب نام نیک یعنی یہ سب نام اللہ ہی کے ہیں جو کہہ کر پکارو بہتر ہے۔

٦٨٢٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ وَأَبِيْ ظَبْيَانَ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ.

٦٨٢٨۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ رحم کرے گا اللہ اس پر جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

فائدہ: یعنی ظالم پر جو لوگوں کو ناحق ستائے خواہ زبان سے ہو یا ہاتھ سے اللہ کی رحمت نہ ہو گی اور اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں گزر چکی ہے۔

۶۸۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَآءَهُ رَسُوْلُ إِحْدٰى بَنَاتِهِ يَدْعُوْهُ إِلَى ابْنِهَا فِي الْمَوْتِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ إِلَيْهَا فَأَخْبِرْهَا أَنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَعَادَتِ الرَّسُوْلَ أَنَّهَا قَدْ أَقْسَمَتْ لَتَأْتِيَنَّهَا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَدُفِعَ الصَّبِيُّ إِلَيْهِ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ كَأَنَّهَا فِيْ شَنٍّ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذَا قَالَ هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ.

۶۸۲۹۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ اچانک آپ کی ایک بیٹی کا ایلچی آپ کے پاس آیا آپ کو بلانے کو اس کے بیٹے کی طرف جو موت میں تھا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیٹی نے آپ کو کہلا بھیجا کہ میرا لڑکا مر رہا ہے آپ تشریف لائیں سو فرمایا کہ پھر جا اور اس کو خبر دے کہ بے شک اللہ ہی کا تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے نزدیک مدت مقرر ہے سو اس کو حکم کرتا کہ صبر کرے اور ثواب چاہے تو اس نے پھر ایلچی کو بھیجا کہ وہ قسم دیتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس ضرور تشریف لائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے سو لڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور اس کی جان حرکت کرتی تھی اور بے قرار تھی جیسے وہ مشک میں ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا حضرت! یہ کیا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے بندوں کے دل میں ڈالا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ رحم کرتا ہے اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض اس کی اس باب میں ثابت کرنا رحمت کا ہے اور وہ ذات کی صفات سے ہے سو رحمٰن وصف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی ذات کو موصوف کیا ہے اور وہ بغل گیر ہے رحمت کے معنی کو جیسے کہ بغل گیر ہے وصف اس کی ساتھ اس کے کہ وہ عالم ہے علم کے معنی کو اور سوائے اس کے اور مراد ساتھ رحمت اس کی کے اور ارادہ فائدہ پہنچانے کا ہے اس کو کہ اس کے علم میں پہلے لکھا گیا ہے کہ وہ اس کو فائدہ پہنچائے گا اور اس کے سبب

نام رجوع کرتے ہیں ایک ذات کی طرف اگرچہ دلالت کرتا ہے ہر ایک ان میں سے ایک صفت پر اس کی صفات سے کہ خاص ہے اسم ساتھ دلالت کرنے کے اوپر اس کے اور بہر حال جو رحمت کہ اللہ نے بندوں کے دل میں ڈالی ہے تو وہ فعل کی صفات سے ہے بیان کیا اس کو ساتھ اس کے کہ اللہ نے اس کو اپنے بندوں کے دل میں پیدا کیا ہے اور وہ رقت اور نرمی کرنی ہے مرحوم پر اور اللہ تعالیٰ سبحانہ اس سے پاک ہے سو تاویل کی جائے گی اس کے ساتھ جو اس کے لائق ہے اور کہا ابن تین نے کہ رحمٰن اور رحیم مشتق ہیں رحمت سے اور بعض نے کہا کہ وہ رجوع کرتے ہیں طرف معنی ارادے کی سو اس کی رحمت ارادہ کرنا اس کا ہے کہ رحمت دے جس پر رحم کرے اور بعض نے کہا کہ دونوں اسم رجوع کرتے ہیں طرف عقاب اس شخص کی جو سزا کا مستحق ہو کہا خطابی نے کہ رحمٰن ماخوذ ہے رحمت سے مبنی ہے مبالغہ پر اور اس کے معنی ہیں صاحب بڑی رحمت کا کہ نہیں ہے کوئی نظیر اس کی بیچ اس کے پس رحمٰن صاحب رحمت شاملہ کا ہے واسطے خلق کے اور رحیم فعیل ہے ساتھ معنی فاعل کے اور وہ خاص ہے ساتھ ایمانداروں کے اللہ نے فرمایا ﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا﴾ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رحمٰن اور اور رحیم دونوں اسم رقیق ہیں ایک دوسرے سے زیادہ تر نرم ہے اور اسی طرح ہے مقاتل سے اور زیادہ کیا ہے کہ رحمٰن ساتھ معنی مترحم کے ہے اور رحیم ساتھ معنی رجوع کرنے والے کے ہے کہا خطابی نے کہ اس کے کوئی معنی نہیں کہ رقت اللہ کی کسی صفت میں داخل ہو اور شاید کہ مراد ساتھ اس کے لطف اور مہربانی ہے اور اس کے معنی ہیں غموض یعنی چشم پوشی نہ پتلا دبلا ہونا جو جسموں کی صفتوں سے ہے، میں کہتا ہوں اور یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ثابت ہیں اور شاید رقیق کے بدلے رفیق ہے ساتھ فا کے اور قوت دی ہے اس کو بیہقی نے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے جو مسلم نے روایت کی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نرمی کا پیدا کرنے والا ہے اور نرمی کو بہت پسند رکھتا ہے اور جو نرمی پر عطا کرتا ہے وہ سختی پر نہیں دیتا پھر کہا رحمٰن خاص ہے تسمیہ میں عام ہے فعل میں اور رحیم عام ہے تسمیہ میں خاص ہے فعل میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ جو قسم کھائے ساتھ کسی نام کے اللہ کے ناموں سے مانند رحمٰن اور رحیم کے تو اس کی قسم منعقد ہو جاتی ہے **وقد تقدم فی موضعه** اور اس پر کہ کافر جب اقرار کرے ساتھ وحدانیت رحمٰن کے مثلاً تو حکم کیا جاتا ہے ساتھ اسلام اس کے اور البتہ خاص کیا ہے اس سے حلیمی نے اس نام کو جس کے ساتھ اشتراک واقع ہو جیسا کہ طبعی علم والا کہے **لا الله الا المحی الممیت** تو نہیں ہوتا ہے ساتھ اس کے مسلمان یہاں تک کہ تصریح کرے ساتھ ایسے نام کی جس میں تاویل نہ ہو سکے اور اگر کہے جو منسوب ہے طرف تجسیم کی یہودیوں میں سے **لا اله الا الذی فی السمآء** تو نہیں ہوتا ہے ساتھ اس کے مسلمان مگر یہ کہ عام لوگوں میں سے ہو تجسیم کے معنی کو نہ جانتا ہو سو کفایت کی جائے گی اس سے ساتھ اس کے جیسا کہ لونڈی کے قصے میں ہے جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو مسلمان ہے اس نے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ آسمان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو آزاد کر دے کہ وہ

مسلمان ہے اور یہ صحیح مسلم میں ہے اور یہ کہ جو کہے لا الا الا الرحمن حکم کیا جائے ساتھ اسلام اس کے مگر یہ کہ پہچانا جائے کہ وہ عناد سے کہتا ہے یا اللہ کے سوائے اور چیز کو رحمن کہتا ہے کہا حلیمی نے اور اگر یہودی کہے لا الہ الا اللہ تو نہیں ہوتا ہے ساتھ اس کے مسلمان یہاں تک کہ اقرار کرے ساتھ اس کے کہ لیس کمثلہ شیء اور اگر کہے بت پرست لا الہ الا اللہ اور وہ گمان کرتا ہو کہ بت اس کو اللہ کی طرف قریب کرتا ہے تو نہیں ہوتا ہے وہ مسلمان یہاں تک کہ بیزار ہو بت پوجنے سے۔

تنبیہ: ظاہر ہوتا ہے بخاری رحمہ اللہ کے تصرف سے کتاب التوحید میں کہ وہ بیان کرتا ہے حدیثوں کو جو وارد ہوئی ہیں صفات مقدسہ میں سو داخل کرتا ہے ان میں سے ہر حدیث ایک باب میں پھر تائید کرتا ہے اس کی قرآن کی آیت سے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ وہ اخبار احاد سے نکل کر حد تواتر میں داخل ہوگئی ہیں بطریق تنزل اور تسلیم کے کہ اخبار احاد سے اعتقادیات میں حجت پڑنا جائز نہیں اور یہ کہ جس نے اس سے انکار کیا اس نے قرآن اور سنت دونوں کی مخالفت کی اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے بیچ کتاب الرد علی الجہمیہ کے سلام بن ابی مطیع سے اور وہ بخاری رحمہ اللہ کا استاذ الاستاذ ہے کہ اس نے بدعتیوں کو ذکر کیا سو کہا خرابی ان کو کس چیز سے انکار کرتے ہیں ان حدیثوں سے سو قسم ہے اللہ کی نہیں ہے حدیث میں کوئی چیز مگر کہ قرآن میں ہے مثل اس کی یعنی سمع بصر نفس ہاتھ کلام استواء وغیرہ کا ذکر قرآن میں موجود ہے اور شاید کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمے میں ساتھ اس آیت کے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے بیچ سبب نزول اس کے کی روایت کی ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مشرکوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پکارتے ہیں یا اللہ! یا رحمن! تو انہوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ایک اللہ کے پکارنے کا حکم کرتا تھا اور حالانکہ خود دو اللہ کو پکارتا ہے سو یہ آیت اتری۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک میں ہی ہوں بہت روزی دینے والا زور آور مضبوط

فائدہ: بعض روایتوں میں ان اللہ الخ ہے موافق مشہور قراءت کے اور ثابت ہو چکی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قراءت موافق روایت باب کے کہا اہل تفسیر نے بیچ موصوف ہونے اس کے ساتھ قوت کے معنی یہ ہیں کہ وہ قادر بڑی قدرت والا ہے ہر چیز پر۔

٦٨٣٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٨٣٠۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایذا سن کے اللہ سے زیادہ تر کوئی صبر کرنے والا اور غصے کو روکنے والا نہیں اس کے واسطے اولاد ٹھہراتے ہیں پھر بھی ان کافروں کو آرام میں رکھتا ہے اور

وَسَلَّمَ مَا أَحَدٌ أَصْبَرُ عَلٰى أَذًى سَمِعَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَدْعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ.

روزی دیتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ادب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ ان کو روزی دیتا ہے کہا ابن بطال نے کہ یہ باب شامل ہے اللہ کی دو صفتوں کو ایک صفت ذات کی ہے اور دوسری صفت صفت فعل کی سو رزق دینا فعل ہے اللہ تعالیٰ کے فعل سے سو وہ اس کے فعل کی صفتوں سے ہے اس واسطے کہ رازق چاہتا ہے کہ کوئی مرزوق ہو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تھا اور کوئی مرزوق نہ تھا اور جو چیز کہ پہلے نہ تھی پھر پیدا ہوئی تو وہ محدث ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ موصوف ہے ساتھ اس کے کہ وہ رازق ہے اور موصوف کیا اپنی ذات کو ساتھ اس کے خلق کے پیدا کرنے سے پہلے ان معنوں سے کہ وہ روزی دے گا جب کہ پیدا کرے گا مرزوق چیزوں کو اور قوت ذات کی صفتوں میں سے ہے اور قوت ساتھ معنی قدرت کے ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ازل سے قوت اور قدرت والا ہے اس کی قدرت ازل سے موجود اور اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے واجب کرتی ہے اس کے واسطے حکم قدرت والوں کا اور متین کے معنی ہیں قوی اور لغت میں اس کے معنی ہیں ثابت اور صحیح اور کہا بیہقی نے کہ قوی پوری قدرت والے کو کہتے ہیں جس کی طرف کسی حال میں عجز منسوب نہ کیا جائے اور رجوع کرتے ہیں اس کے معنی طرف قدرت کی اور قادر وہ ہے جس کے واسطے قدرت شامل ہو اور قدرت اس کی ایک صفت ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور مقتدر کہتے ہیں پوری قدرت والے کو جس پر کوئی چیز منع نہ ہو اور اس حدیث میں رد ہے اس پر جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ وہ قادر ہے بنفسہ نہ ساتھ قدرت کے اس واسطے کہ قوت ساتھ معنی قدرت کے ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ذُو الْقُوَّةِ﴾ اور گمان کیا ہے معتزلہ نے کہ مراد ساتھ قول اس کے ﴿ذُو الْقُوَّةِ﴾ شدید القوت ہے اور معنی اس کے موصوف ہونے میں ساتھ قوت کے یہ ہیں کہ وہ بڑی قدرت والا ہے سو جاری ہوا اپنے طریقے پر کہ قدرت صفت نفسی ہے برخلاف قول اہل سنت کے کہ وہ صفت قائم ہے ساتھ اس کے متعلق ہے ساتھ ہر مقدور کے اور اس کے غیر نے کہا کہ قدرت کا قدیم ہونا اور افاضہ رزق کا حادث ہونا دونوں آپس میں مخالف نہیں اس واسطے کہ حادث وہ تعلق ہے اور ہونا اللہ کا رازق مخلوق کا بعد وجود مخلوق کے نہیں مستلزم ہے تغیر کو بیچ اس کے اس واسطے کہ تغیر تعلق میں ہے اس واسطے کہ اس کی قدرت نہ تھی متعلق ساتھ دینے رزق کے یعنی ازل میں بلکہ ساتھ ہونے اس کے کہ واقع ہو گی آئندہ میں پھر جب واقع ہوا دینا رزق کا تو تعلق پکڑا قدرت نے ساتھ اس کے بغیر اس کے کہ وہ صفت نفس الامر میں متغیر ہو اسی واسطے پیدا ہوا اختلاف کہ کیا قدرت ذات کی صفتوں سے ہے یا فعل کی صفتوں سے سو جس نے نظر کی اس کی طرف کہ اس کو قدرت ہے اوپر پیدا کرنے رزق کے تو اس نے کہا کہ وہ صفت ذات کی قدیم ہے اور جس نے تعلق قدرت کی طرف نظر کی اس نے کہا کہ وہ صفت فعل کی ہے اور نہیں ہے کوئی استحالہ بیچ اس کے صفات فعلیہ اور اضافیہ میں برخلاف

صفات ذاتی کے اور حدیث میں اصبر اسم تفضیل ہے صبر سے اور اللہ کے نیک ناموں میں سے ہے صبورًا اور اس کے معنی ہیں وہ شخص جو نہ جلدی کرے نافرمانوں کی سزا میں اور وہ قریب ہے حلیم کے معنی سے اور حلیم ابلغ ہے سلامتی میں عقوبت سے اور مراد ساتھ ایذا کے ایذا اس کی پیغمبروں کی ہے اور نیک بندوں کی اس واسطے کہ مخلوق کی ایذا کا اللہ کے ساتھ متعلق ہونا محال ہے اس واسطے کہ وہ نقصان کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ پاک ہے ہر نقصان سے اور نہیں تاخیر کرتا سزا کو جبرًا بلکہ تفضّل اور احسان سے اور رسولوں کو جھٹلانا بیچ نفی کرنے ان کے کے عورت اور اولاد کو اللہ سے ایذا دینا ہے ان کو سو منسوب کی گئی یہ ایذا طرف اللہ کی واسطے مبالغہ کے بیچ انکار کرنے کے اوپر ان کے اور بڑا جاننے ان کے قول کے کہا ابن منیر نے وجہ مطابقت آیت کی واسطے حدیث کے شامل ہونا اس کا ہے اوپر صفت رزق اور قوت کے جو دلالت کرنے والی ہے قدرت پر بہر حال رزق سو واضح ہے حضرت ﷺ کے قول سے کہ وہ ان کو روزی دیتا ہے اور بہر حال قوت سو حضرت کے اس قول سے ہے اصبر اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف قدرت کی ان کے ساتھ احسان کرنے پر باوجود بدی کرنے ان کے برخلاف مطیع آدمی کے کہ وہ نہیں قادر ہے احسان کرنے پر ساتھ بدی کرنے والے کے مگر جہت تکلف کرنے اس کے سے شرعًا اور سبب اس کا یہ ہے کہ خوف فوت کا باعث ہوتا ہے اس کو جلدی بدلہ لینے پر اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ قادر ہے اس پر کہ بدلہ لے حال میں اور مال میں نہیں عاجز کرتی ہے اس کو کوئی چیز اور نہ اس سے فوت ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا﴾ وَ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ وَ ﴿أَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ﴾ ﴿وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثٰى وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهٖ﴾ وَ ﴿إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ قَالَ يَحْيَى الظَّاهِرُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَالْبَاطِنُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ اللہ جانتا ہے غیب کو اور نہیں واقف کرتا اپنے غیب پر کسی کو اور اللہ ہی کے نزدیک ہے علم قیامت کا اور اتارا اس کو اپنے علم سے اور نہیں حاملہ ہوتی کوئی عورت اور نہیں جنتی مگر اس کے علم سے اور اسی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یحییٰ نے کہ ظاہر ہے ہر چیز پر علم سے اور باطن ہے ہر چیز پر علم سے۔

فائدہ: پہلی دو آیتوں کا بیان تو پہلے ہو چکا ہے اور بہر حال تیسری آیت سو ظاہر دلیلوں سے ہے بیچ ثابت کرنے علم کے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور تحریف کی ہے اس کی معتزلی نے اپنے مذہب کی نصرت کے واسطے سو کہا کہ اتارا اس کو ملتبس اپنے علم خاص سے اور وہ تالیف کرنا اس کا ہے اوپر نظم اور اسلوب کے کہ عاجز ہے اس سے ہر بلیغ اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نظم عبارات کی نہیں ہے وہ نفس علم قدیم کا بلکہ وہ دلالت کرنے والی ہے اوپر اس کے اور نہیں ہے کوئی ضرورت طرف حمل کرنے کی غیر حقیقت پر جو اخبار ہے اللہ کے علم حقیقی سے اور وہ اللہ کی صفت ذاتی

ہے اور نیز معتزلی نے کہا کہ اتارا اس کو اپنے علم سے اور وہ عالم ہے سو تاویل کی اس نے علم کے ساتھ عالم کے واسطے بھاگنے کے اثبات علم سے اس کے واسطے یعنی وہ بھاگا ہے اس سے کہ اللہ کے واسطے علم ثابت نہ کرے باوجود اس کے کہ آیت اس کے ساتھ تصریح کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں گھیر سکتے اس کے علم میں سے کچھ مگر جو وہ چاہے اور پہلے گزر چکا ہے موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے قصے میں کہ نہیں علم میرا اور تیرا اللہ کے علم کی نسبت اور بہرحال چوتھی آیت سو وہ پہلی آیت کی مثل ہے بیچ ثابت کرنے علم کے اور صریح تر ہے اور بہرحال پانچویں آیت سو کہا طبری نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سو بنا بر اس کے اس کی تقدیر یہ ہے کہ اسی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا کہا ابن بطال نے کہ ان آیتوں میں ثابت کرنا ہے اللہ کے علم کا اور وہ اللہ کی ذات کی صفات سے ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ وہ عالم ہے بغیر علم کے پھر جب ثابت ہوا کہ اس کا علم قدیم ہے تو واجب ہوا تعلق اس کا ساتھ ہر معلوم کے حقیقۃً ان آیتوں کی دلالت سے اور ساتھ اس تقریر کے رد کیا جائے گا اوپر ان کے قدرت اور قوت اور حیات وغیرہ میں اور اس کے غیر نے کہا کہ ثابت ہوا کہ اللہ ارادہ کرنے والا ہے ساتھ دلیل تخصیص ممکنات کے ساتھ وجود اس چیز کے جو موجود ہے ممکنات سے بدلے اس کے عدم کے اور ساتھ عدم کرنے معدودم کے عوض اس کے وجود کے یا پھر ہوگا فعل اس کا اس کے واسطے ساتھ اس صفت کے کہ صحیح ہو اس سے تخصیص اور تقدیم اور تاخیر یا نہ اور برشق ثانی اگر ہو فاعل ان کے واسطے نہ ساتھ صفت مذکور کے تو لازم آئے گا صادر ہونا ممکنات کا اللہ سے یکبارگی بغیر تقدیم اور تاخیر اور تطویر کے اور البتہ لازم آئے گا قدیم ہونا ممکنات کا اس واسطے کہ تخلف کرنا مقتضی کا اپنے مقتضا ذاتی سے محال ہے سو اس سے لازم آئے گا کہ ممکن واجب ہو اور حادث قدیم ہو اور یہ محال ہے پس ثابت ہوا کہ وہ فاعل ہے اس صفت سے کہ صحیح ہے ساتھ اس کے تقدیم اور تاخیر پس یہ برہان ہے معقول کی اور بہرحال برہان منقول کی سو قرآن کی بہت آیتیں ہیں جیسے یہ قول اللہ کا ﴿اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ پھر فاعل مصنوعات کا خالق بااختیار ہوتا ہے متصف ساتھ علم اور قدرت کے اس واسطے کہ ارادہ اور وہ اختیار ہے مشروط ہے ساتھ علم بالمراد کے اور وجود مشروط کے بغیر شرط کے محال ہے اور اس واسطے کہ جو کسی چیز کا مختار ہو اگر وہ اس پر قادر نہ ہو تو دشوار ہوتا ہے اس پر صادر ہونا اس کی مراد کا اور جب معلوم ہوا مشاہدہ سے صادر ہونا مصنوعات کا فاعل مختار سے بغیر دشواری کے تو قطعاً معلوم ہوگیا کہ وہ قادر ہے اس کے پیدا کرنے پر وسیاتی مزید الکلام فی باب المشیئۃ اور کہا ابو اسحاق اسفرائنی نے کہ معنی علیم کے یہ ہیں کہ وہ جانتا ہے معلومات کو اور معنی خبیر کے یہ ہیں کہ وہ جانتا ہے جو ہوا پہلے اس سے کہ ہو اور معنی شہید کے یہ ہیں کہ وہ جانتا ہے غائب کو جیسا کہ جانتا ہے حاضر کو اور معنی محصی کے یہ ہیں کہ نہیں باز رکھتی اس کو کثرت علم سے اور بیان کیا ہے بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى﴾ کہا جانتا ہے جو چھپائے بندہ اپنے دل میں اور جو پوشیدہ ہے اس سے جس کو

آ ئندہ کرے گا اور یہ جو کہا ظاہر ہے ہر چیز پر ساتھ علم کے تو بعض نے کہا کہ معنی ظاہر باطن کے یہ ہیں کہ سب چیزوں کے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے اور بعض نے کہا کہ ظاہر ہے دلائل سے اور باطن ہے اپنی ذات سے اور بعض نے کہا کہ ظاہر ہے ساتھ عقل کے باطن ہے ساتھ حس کے اور بعض نے کہا کہ ظاہر کے معنی یہ ہیں کہ عالی ہے ہر چیز پر اور باطن وہ ہے جو ہر چیز کے باطن کو جانے اور شامل ہے قول اس کا کل شیء اس کے علم کو جو ہوئی اور جو ہو گی بطور اجمال اور تفصیل کے اس واسطے کہ خالق سب مخلوقات کا بااختیار متصف ہے ساتھ علم کے یعنی سب مخلوقات کو جانتا ہے اور ان پر قدرت رکھتا ہے اور بہرحال علم کا ہونا سو اس واسطے ہے کہ اختیار مشروط ہے ساتھ علم کے اور نہیں پایا جاتا ہے مشروط بغیر شرط کے اور بہرحال ان پر قادر ہونا سو اس واسطے کہ مختار شے کا اگر اس پر قادر نہ ہو تو البتہ دشوار ہوتی ہے مراد اس کی اور البتہ پائی گئی مخلوقات بغیر تعذر کے سو دلالت کی اس نے کہ وہ قادر ہے ان کے پیدا کرنے پر اور جب یہ مقرر ہو چکا تو نہ خاص کیا جائے گا علم اس کا بیچ تعلق ہونے اس کے ساتھ ایک معلوم کے سوائے دوسرے معلوم کے واسطے واجب ہونے قدم اس کے جو منافی ہے واسطے قبول تخصیص کے پس ثابت ہوا کہ وہ جانتا ہے کلیات کو اس واسطے کہ وہ معلومات ہیں اور جزئیات کو بھی اس واسطے کہ وہ بھی معلوم ہیں اور اس واسطے کہ وہ ارادہ کرنے والا ہے واسطے پیدا کرنے جزئیات کے اور ارادہ کرنا کسی چیز معین کا بطور اثبات کے ہو یا نفی کے مشروط ہے ساتھ علم کے ساتھ اس مراد جزئی کے سو جانتا ہے مرئی چیزوں کو جو نظر آتی ہیں دیکھنے والوں کو اور دیکھنے ان کے کو ان کے واسطے ساتھ وجہ خاص کے اور اسی طرح تمام سنی گئی اور پائی گئی چیزوں کو واسطے اس چیز کے کہ معلوم ہے بداہت سے کہ اس کے واسطے کمال کا ہونا واجب ہے اور ضد ان صفتوں کی نقص ہے اور نقص اللہ پر محال ہے سبحانہ وتعالیٰ اور اس قدر کافی ہے دلائل عقلیہ سے اور گمراہ ہوا جس نے گمان کیا فلاسفہ سے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جانتا ہے جزئیات کو ساتھ وجہ کلی کے نہ بطور جزئی کے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ امور فاسدہ کے ان میں سے ایک یہ ہے کہ پہنچاتا ہے محال کو اور وہ متغیر ہونا علم کا ہے اس واسطے کہ جزئیات زمانی ہیں متغیر ہوتی ہیں ساتھ متغیر ہونے زمانے اور احوال کے اور علم تابع ہے معلومات کی ثبات میں اور تغیر میں پس لازم آئے گا متغیر ہونا اس کے علم کا اور علم اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے سو ہو گی ذات اس کی محل واسطے حوادث کے اور یہ محال ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ تغیر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے احوال اضافیہ میں اور اس کی مثال مثل ایک مرد کے ہے جو ستون کے دائیں طرف کھڑا ہوا پھر اس کی بائیں طرف کھڑا ہوا پھر اس کے آگے کھڑا ہوا پھر اس کے پیچھے سو مرد ہی ہے جو متغیر ہوتا ہے اور وہ ستون بحال خود قائم ہے سو اللہ سبحانہ وتعالیٰ جانتا ہے جس حال پر ہم کل تھے اور جس پر اب ہیں اور جس پر آئندہ دن کو ہوں گے اور نہیں ہے یہ خبر اس کے علم کے متغیر ہونے سے بلکہ تغیر جاری ہے ہمارے احوال پر اور اللہ تعالیٰ عالم ہے ہر حال میں ایک دستور پر اور بہرحال سمعی دلائل سو قرآن عظیم پر ہے ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کی ہم

نے مثل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا﴾ اور کہا ﴿لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَا اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرُ﴾ وَقَالَ تَعَالٰی ﴿اِلَیْهِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ﴾ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِی ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِی کِتَابٍ مُّبِیْنٍ﴾ اور اسی نکتہ کے لیے وارد کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیچ چابیوں غیب کے پھر ذکر کی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی مختصر اور قول اس کا اس میں کہ جو تجھ سے بیان کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتا ہے تو وہ جھوٹا ہے اور حالانکہ فرمایا کہ نہیں جانتا غیب کی بات کو مگر اللہ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو تجھ سے بیان کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے ہیں جو کل ہوگا تو اس نے جھوٹ کہا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی ﴿وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ یعنی نہیں جانتا کوئی جی کہ کل کو کیا کمائے گا اور ذکر کرنا اس آیت کا مناسب تر ہے اس باب میں اس واسطے کہ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے موافق ہے لیکن بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت کے موافق اختیار کیا ہے اشارے کو صریح عبارت پر اور مغازی ابن اسحاق میں واقع ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہوئی تو زید بن لصیت نے کہا کہ گمان کرتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ پیغمبر ہے اور تم کو آسمان کی خبر دیتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد ایسا ایسا کہتا ہے اور قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا مگر جو اللہ مجھ کو معلوم کروائے اور البتہ اللہ نے مجھ کو اس کا پتہ بتلایا ہے کہ وہ پہاڑ کے فلانے درے میں ہے سو اصحاب گئے اور اس کو لائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں غیب کو نہیں جانتا مگر جو اللہ مجھ کو بتلا دے اور یہ مطابق ہے اللہ کے اس قول کے ﴿فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ الآیۃ یعنی نہیں اطلاع دیتا اپنے غیب پر کسی کو مگر جس کو چاہے رسول سے اور اختلاف ہے کہ اس میں غیب سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کہ وہ اپنے عموم پر ہے یعنی ہر چھپی چیز اور بعض نے کہا کہ وہ چیز ہے جو خاص وحی کے ساتھ متعلق ہے اور بعضے کہا کہ جو علم قیامت کے ساتھ متعلق ہے اور یہ ضعیف ہے اس واسطے کہ قیامت کا علم اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہا زمخشری نے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر باطل کرنے کرامت کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے غیب پر اطلاع دینا پیغمبروں کے ساتھ خاص کیا ہے جو مرتضیٰ ہوں اور کہا ابن منیر نے کہ دعویٰ زمخشری کا عام ہے اور اس کی دلیل خاص ہے سو دعویٰ اس کا منع کرنا سب کرامتوں کا ہے اور دلیل احتمال رکھتی ہے کہ کہا جائے کہ نہیں ہے اس میں مگر نفی اطلاع کی غیب پر برخلاف تمام کرامتوں کے اور اس کا تمام یہ ہے کہ کہا جائے کہ مراد ساتھ اطلاع دینے کے غیب پر علم ہے اس چیز کا جو آئندہ واقع ہوگی پہلے اس سے کہ واقع ہو اس کی تفصیل پر سو نہ داخل ہوگا اس میں جو ظاہر ہوتا ہے ان کے واسطے غیبی چیزوں سے اور جو واقع ہوتا ہے ان کے واسطے خارق عادت سے جیسے پانی پر چلنا اور بعید مسافت کو تھوڑی مدت میں طے کرنا اور

مانند اس کے اور جزم کیا ہے استاد ابو اسحاق نے کہ ولیوں کی کرامت پیغمبروں کے معجزے کے مشابہ نہیں ہوتی اور ابن فورک نے کہا کہ پیغمبروں کو حکم ہے معجزوں کے ظاہر کرنے کا اور ولی پر واجب ہے کہ کرامت کو چھپائے کسی کے آگے ظاہر نہ کرے اور پیغمبر کو معجزے کا یقین ہوتا ہے اور قطع برخلاف ولی کے کہ وہ نہیں ہے نڈر استدراج سے اور اس آیت میں رد ہے نجومیوں پر اور ہر اس شخص پر جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مطلع ہوتا ہے اس چیز پر جو آئندہ واقع ہوگی زندہ ہونے سے یا مرنے سے یا سوائے اس کے اس واسطے کہ وہ جھوٹا جاننے والا ہے قرآن کو اور وہ بعید تر ہیں ارتضا سے باوجود اس کے کہ پیغمبری کی صفت بھی ان میں نہیں ہے۔ (فتح)

۶۸۳۱۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ مَا تَغِيْضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا اللّٰهُ.

۶۸۳۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں ان کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کیا کم کرتے ہیں پیٹ سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا کہ مینہ کب آئے گا سوائے اللہ کے اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سوائے اللہ کے۔

فائدہ: اختلاف ہے کہ کم وبیش ہونے سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کہ جو کم ہوتا ہے پیدائش سے اور جو زیادہ ہوتا ہے اس میں اور بعض نے کہا جو کم ہوتا ہے نو مہینوں سے حمل میں اور جو زیادہ ہوتا ہے نفاس میں ساٹھ روز تک اور بعض نے کہا جو کم ہوتا ہے ساتھ ظاہر ہونے حیض کے حمل میں ساتھ ناقص ہونے بچے کے اور جو زیادہ ہوتا ہے نو مہینوں سے بقدر اس کے کہ اس کو حیض ہو اور بعض نے کہا کہ جو کم ہوتا ہے حمل میں ساتھ بند ہونے حیض کے اور جو زیادہ ہوتا ہے ساتھ خون نفاس کے بعد وضع کے اور بعض نے کہا کہ جو کم ہوتا ہے اولاد سے پہلے اور جو زیادہ ہوتا ہے پیچھے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ استعارہ کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کے واسطے چابیوں کو واسطے پیروی کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ ناطق ہے ساتھ اس کے قرآن کریم ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ﴾ اور تاکہ قریب ہو سمجھنا اس کا سامع پر اس واسطے کہ نہیں شمار کر سکتا ہے غیب کے امروں کو مگر جو ان کو جانتا ہو اور قریب تر چیز جس سے غیب پر اطلاع ہوتی ہے دروازے ہیں اور چابی آسان تر چیز ہے دروازہ کھولنے کے واسطے اور جب کہ آسان تر چیز کی جگہ پہچانی نہیں جاتی تو جو اس سے اوپر ہو وہ لائق تر ہے کہ نہ پہچانی جائے اور مراد ساتھ نفی علم کے حقیقی غیب سے

ہے یعنی حقیقی غیب کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اس واسطے کہ بعض غیب چیز کے واسطے اسباب ہیں کہ استدلال کیا جاتا ہے ان سے اوپر اس کے لیکن یہ غیب حقیقی نہیں سو چونکہ تمام چیز جو موجود میں ہے اس کے علم میں محصر ہے تو تشبیہ دی حضرت ﷺ نے اس کو ساتھ اس چیز کے جو خزانے میں ہو پھر چابی کو اس کے واسطے استعارہ کیا اور وہ مثل اس کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں ہے کوئی چیز مگر کہ ہمارے نزدیک اس کا خزانہ ہے اور یہ جو کہا کہ پانچ چابیاں ہیں تو پانچ کے ٹھہرانے کی حکمت یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ تمام عالم ان پانچ چیزوں میں بند ہے سو یہ جو کہا کہ جو پیٹ کم کرتے ہیں تو اس میں اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو زیادہ ہوتی ہے جان میں اور جو کم ہوتی ہے اور خاص کیا رحم کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ اکثر لوگ اس کو عادت سے پہچانتے ہیں اور باوجود اس کی نفی کے کہ کوئی اس کی حقیقت کو نہیں پہچانتا تو جو اس کے سوائے ہے وہ بطریق اولیٰ معلوم نہ ہوگا اور یہ جو کہا کہ کوئی نہیں جانتا کہ مینہ کب آئے گا تو یہ اشارہ ہے طرف امور عالم علوی کے اور خاص کیا مینہ کو باوجود اس کے کہ اس کے واسطے اسباب ہیں کہ کبھی استدلال کیا جاتا ہے ساتھ جاری ہونے عادت کے اوپر واقع ہونے اس کے لیکن وہ بغیر تحقیق کے ہے اور یہ جو کہا کہ کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین پر مرے گا تو اس میں اشارہ ہے طرف امور عالم پستی کے باوجود اس کے کہ اکثر لوگوں کی عادت یہ ہے کہ اپنے شہر میں مرتے ہیں لیکن یہ حقیقۃً نہیں بلکہ اگر اپنے شہر میں مرے تو بھی نہیں جانتا کہ کس جگہ میں دفن ہوگا اگرچہ وہاں اس کے بڑوں کا کوئی مقبرہ ہو بلکہ اگرچہ اس نے اپنے واسطے کوئی قبر تیار کر رکھی ہو اور یہ جو فرمایا کہ کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا سوائے اللہ کے تو اس میں اشارہ ہے طرف انواع زمانے کے اور جو اس میں ہے حوادث سے اور تعبیر کی لفظ کل سے اس واسطے کہ کل کا دن سب زمانوں میں قریب تر ہے اور جب نہیں جانتا کوئی کہ کل کیا ہوگا باوجود قریب ہونے اس کے اور باوجود ممکن ہونے امارت اور علامت کے تو جو زمانہ کہ اس کے بعد ہے اس کا حال بطریق اولیٰ معلوم نہ ہوگا اور یہ جو فرمایا کہ کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سوائے اللہ کے تو اس میں اشارہ ہے طرف علوم آخرت کی اس واسطے کہ قیامت کا دن اول ہے آخرت کا اور جب قریب تر چیز کے علم کی نفی کی تو جو اس کے بعد ہے وہ بطریق اولیٰ معلوم نہ ہوگا سو جمع کیا اس آیت نے غیب کی سب قسموں کو اور دور کیا تمام فاسد دعوؤں کو اور البتہ بیان کیا ہے اللہ نے دوسری آیت میں کہ نہیں مطلع کرتا اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو مگر جس پیغمبر سے راضی ہوا کہ اطلاع کسی چیز پر ان امروں سے نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ (فتح)

٦٨٣٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٨٣٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو تجھ سے بیان کرے کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تو البتہ اس نے جھوٹ کہا اور حالانکہ اللہ فرماتا ہے کہ نہیں پا سکتی ہیں اس کو آنکھیں اور جو تجھ سے بیان کرے کہ حضرت ﷺ غیب

وَسَلَّمَ رَأٰى رَبَّهٗ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ وَمَنْ حَدَّثَكَ اَنَّهٗ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ.

کو جانتے ہیں تو وہ جھوٹا ہے اور حالانکہ اللہ فرماتا ہے کہ کوئی نہیں جانتا غیب کو سوائے اللہ کے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اَلسَّلَامُ الْمُؤْمِنُ﴾

باب ہے اللہ نے فرمایا کہ اللہ سلام اور مومن ہے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض اس کی اس باب سے ثابت کرنا ناموں کا ہے اللہ کے ناموں سے پھر ذکر کیا اس کے بعد جو وارد ہوا ہے ان کے معنوں میں اور اس میں نظر ہے ہم نے مانا لیکن وظیفہ شارح کا یہ ہے کہ بیان کرے وجہ تخصیص ان تین ناموں کی ساتھ ذکر کے سوائے غیر ان کے اور مفرد کرنا ان کا ترجمہ میں اور ممکن ہے کہ ارادہ کیا ہو ساتھ اس قدر کے سب تینوں آیتوں کو جو سورۂ حشر کے اخیر میں مذکور ہیں اس واسطے کہ وہ ختم ہوئی ہیں ساتھ قول اس کے ﴿لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾ اور سورۂ اعراف میں فرمایا ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ سو گویا کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بعد ثابت کرنے حقیقت قدرت اور قوت اور علم کے اشارہ کیا اس طرف کہ صفات سمعیہ نہیں محصور ہیں عدد معین میں ساتھ دلیل آیت مذکور کے یا مراد اس کی اشارہ کرنا ہے طرف ان اسموں کی کہ نام رکھا جاتا ہے ساتھ ان کے اللہ تعالیٰ اور باوجود اس کے ان ناموں کا اطلاق مخلوق پر آتا ہے سو ثابت ہو چکا ہے قرآن اور حدیث میں کہ سلام اللہ کے ناموں میں سے ہے اور باوجود اس کے اطلاق کیا گیا ہے اس تحفے پر جو مسلمانوں کے درمیان جاری ہے یعنی السلام علیکم اور مومن اللہ کو بھی کہا جاتا ہے اور ایمان دار کو بھی مومن کہا جاتا ہے اور یہ دونوں نام اس آیت میں اکٹھے واقع ہوئے ہیں سو مناسب ہوا کہ دونوں کو ایک باب میں ذکر کرے اور کہا اہل علم نے کہ سلام کے معنی اللہ کے حق میں وہ ہے جو سلام رکھے مسلمانوں کو اپنے عذاب سے اور مومن کے بھی یہی معنی ہیں اور بعض نے کہا کہ سلام کے معنی ہیں جو سلامت ہو ہر نقص سے اور پاک ہو ہر آفت اور عیب سے پس یہ صفت سلبی ہے اور بعض نے کہا کہ سلام کرنے والا اپنے بندوں کو پس یہ صفت کلامی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ جو سلامت رکھے خلق کو اپنے ظلم سے اور بعض نے کہا کہ اسی کی طرف سے ہے سلامتی اس کے بندوں کے واسطے سو وہ صفت فعلی ہے اور بعض نے کہا مومن وہ ہے جو اپنے آپ کی تصدیق کرے اور اپنے دوستوں کو سچا کرے اور اس کی تصدیق جاننا اس کا ہے کہ وہ سچا ہے اور وہ سچے ہیں اور بعض نے کہا کہ پیدا کرنے والا امن کا یا بخشنے والا امن کا اور بعض نے کہا کہ پیدا کرنے والا اطمینان کا دل میں اور ایک روایت میں مہیمن کا لفظ زیادہ ہے اور اس کے معنی ہیں جو نہ کم کرے مطیع کو اس کے ثواب سے کچھ اگرچہ بہت ہو اور نہ زیادہ کرے نافرمان کو عذاب اس پر جس کا وہ مستحق ہو۔ (فتح)

٦٨٣٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا نُصَلِّيْ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ وَلٰكِنْ قُوْلُوا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.

٦٨٣٣۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم کہتے تھے اللہ کو سلام یعنی التحیات میں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ ہی ہے سلام یعنی اس طرح نہ کہا کرو بلکہ یوں کہا کرو کہ زبان کی سب عباوتیں اور بدن کی سب عبادتیں اور مال کی سب عبادتیں صرف اللہ ہی کے واسطے ہیں سلام تجھ کو اے پیغمبر اور اللہ کی رحمت اور برکت سلام ہے ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندہ ہے اللہ کا اور اس کا رسول ہے۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ فِيهِ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ اللہ بادشاہ ہے آدمیوں کا اس باب میں داخل ہے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: کہا بیہقی نے کہ ملک اور مالک وہ خاص ملک ہے اور اس کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے حق میں جو قادر ہو پیدا کرنے پر اور وہ صفت ہے کہ وہ اس کا مستحق ہے اپنی ذات کے واسطے اور کہا راغب نے کہ ملک وہ متصف ہے ساتھ امر اور نہی کے اور یہ خاص کیا گیا ہے ساتھ بولنے والوں کے اسی واسطے کہا ملک الناس یعنی مالک ہے آدمیوں کا اور نہیں کہا گیا مالک چیزوں کا اور یہ جو کہا مالک یوم الدین تو اس کی تقدیر یہ ہے بادشاہ ہے قیامت کے دن میں اس واسطے کہ دوسری جگہ فرمایا لمن الملک الیوم اور احتمال ہے کہ خاص کیا ہو آدمیوں کو ساتھ ذکر کر کے ملک الناس میں اس واسطے کہ مخلوقات میں سے بعض چیزیں بڑھنے والی ہیں اور بعض جماد یعنی بے جان ہیں اور بڑھنے والی چیزیں بعض چپ رہنے والی ہیں اور بعض بولنے والی ہیں اور بولنے والی چیزوں میں بعض چیزیں کلام کرنے والی ہیں اور بعض نہیں سو عمدہ سب میں وہ چیزیں ہیں جو کلام کرنے والی ہیں یعنی آدمی اور جن اور فرشتے اور جو چیز کہ ان کے سوا ہے جائز ہے داخل ہونا اس کا ان کے قبضے اور تصرف میں اور جب آیت میں مراد وہ چیزیں ہیں جو کلام کرنے والی ہیں تو جس کے وہ مالک ہیں وہ بھی اسی کے مِلک میں ہے جو ان کا مالک ہے تو ہوگا یہ حکم میں اس چیز کے جیسے کہا بادشاہ ہے ہر چیز کا باوجود تنبیہ کرنے کے ساتھ ذکر اشرف کے۔ (فتح) اور مراد ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے وہ ہے جو آئندہ آئے۔

گی بیچ باب لما خلقت بیدی۔

٦٨٣٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ هُوَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِي السَّمَآءَ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوْكُ الْأَرْضِ وَقَالَ شُعَيْبٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ مِثْلَهٗ.

٦٨٣٤۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ قبضے میں کرے گا زمین کو قیامت کے دن اور لپیٹ لے گا آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں پھر فرمائے گا کہ میں ہوں بادشاہ کہاں ہیں زمین کے بادشاہ اور کہا شعیب اور زبیدی اور ابن مسافر اور اسحاق نے زہری سے ابوسلمہ سے یعنی اختلاف ہے ابن شہاب زہری پر اس کے شیخ نے سو کہا یونس نے کہ وہ سعید ہے اور باقی لوگوں نے کہا کہ وہ ابوسلمہ ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے قول اللہ تعالیٰ کا ملک الناس داخل ہے بیچ معنی التحیات للہ کے یعنی ملک اللہ کا ہے اور گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ کہیں التحیات للہ کے کے یعنی ملک اللہ کا ہے گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ کہیں التحیات للہ واسطے بجا لانے حکم اپنے رب کے ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ﴾ اور اللہ نے جو اپنی ذات کو وصف کیا ساتھ ملک الناس کے تو اس میں دو وجہ سے احتمال ہے ایک یہ کہ ہو ساتھ معنی قدرت کے سو ہوگی صفت ذات کی اور یہ کہ ہو ساتھ معنی قہر کے اور پھیرنے کے اس سے جو ارادہ کرتے ہیں پس ہوگی صفت فعل کی اور حدیث میں ثابت کرنا ہے دائیں ہاتھ کا صفت اللہ تعالیٰ کی واسطے اس کی ذات کے صفتوں سے اور نہیں مراد ہے اس سے جارحہ برخلاف جہمیہ کے اور اس نے ترجمہ اور حدیث کے درمیان توفیق نہیں دی اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف جو اس کے استاد نعیم بن حماد نے کہا کہ کہا جاتا ہے جہمیہ سے کہ خبر دو ہم کو قول اللہ تعالیٰ کے سے بعد فنا ہونے خلقت کے کہ اللہ فرمائے گا کہ آج کس کی بادشاہی ہے؟ سو کوئی اس کو جواب نہ دے گا پھر خود ہی اس کا جواب دے گا ﴿لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ اور یہ بعد قطع ہونے اور موقوف ہونے اس کی خلق کی کلام کے ہے ان کی موت کے سبب سو کیا یہ مخلوق ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف رد کی اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ اللہ پیدا کرتا ہے کلام کو پس سناتا ہے جس کو چاہتا ہے ساتھ اس کے کہ جس وقت میں اللہ فرمائے گا آج کس کی بادشاہی ہے اس وقت مخلوق زندہ نہ ہوگی سوائے آپ کو آپ جواب دے گا سو فرمائے گا ﴿لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ یعنی کہے گا کہ آج بادشاہی اللہ ہی کی ہے جو ایک ہے اور بہت قاہر پس ثابت ہوا کہ وہ اس کے ساتھ کلام کرتا ہے اور اس کا کلام کرنا اس کی ذات کی صفت سے ہے سو وہ غیر مخلوق ہے اور ہشام ابن عبید رازی نے

کہا کہ نہیں شک کرتا کوئی کہ بے شک یہ کلام اللہ کا ہے اور نہیں وحی کرے گا طرف کسی کی اس واسطے کہ اس وقت کوئی روح باقی نہ رہے گی مگر کہ اس نے موت چکھی ہوگی اور اللہ ہی ہے کہنے والا اس بات کا اور وہی ہے جواب دینے والا اپنے آپ کو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ ﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ ﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ﴾

باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالیٰ کے اور وہ غالب ہے حکمت والا تیرا رب پاک ہے عزت والا اور اللہ کے واسطے ہے عزت اور اس کے پیغمبر کے۔

فائدہ: بہرحال پہلی آیت سو بہت سورتوں میں واقع ہوئی ہے اور بہرحال دوسری آیت سو اس میں منسوب کیا ہے عزت کو طرف ربوبیت کی اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ مراد ساتھ اس کے اس جگہ قہر اور غلبہ ہے اور احتمال ہے کہ اضافت اختصاص کے واسطے ہو گویا کہ کہا گیا کہ ذوالعزت یعنی عزت والا اور یہ کہ وہ ذات کی صفت ہے اور احتمال ہے کہ عزت سے مراد اس جگہ وہ عزت ہو جو کائن ہے درمیان خلق کے اور حالانکہ وہ مخلوق ہے سو ہوگی صفت فعل کی بنا بر اس کے رب ساتھ معنی خالق کے ہے اور تعریف عزت میں جنس کے واسطے ہے سو جب عزت سب اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوئی تو نہیں صحیح ہے کہ ہو کوئی عزت دیا گیا مگر ساتھ اس کے اور نہیں ہے عزت کسی کے واسطے مگر کہ وہی اس کا مالک ہے اور بہرحال تیسری آیت سو پہچانا جاتا ہے حکم اس کا دوسری سے اور وہ ساتھ معنی غلبے کے ہے اس واسطے کہ وہ اس کے جواب میں آئی ہے جس نے دعویٰ کیا تھا کہ وہی ہے عزت والا اور جو اس کا مخالف ہے وہ ذلیل تر ہے سو رد کیا اس پر ساتھ اس کے کہ عزت تو اللہ اور اس کے رسول کے واسطے ہے اور مسلمانوں کے واسطے۔ (فتح)

وَمَنْ حَلَفَ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهٖ

اور جو قسم کھاتا ہے اللہ کی عزت اور اس کی صفات سے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ عزیز بغل گیر ہے عزت کو اور عزت احتمال ہے کہ ہو صفت ذات کی ساتھ معنی قدرت اور عظمت کے اور احتمال ہے کہ ہو صفت فعل کی ساتھ معنی قہر کے اپنی مخلوق پر یعنی اپنی مخلوق پر غالب ہے اور اسی واسطے صحیح ہے اضافت نام اس کے کی طرف اس کی اور ظاہر ہوگا فرق درمیان اس کے جو قسم کھائے ساتھ عزت اللہ کے جو اس کی ذات کی صفت ہے اور جو قسم کھائے ساتھ عزت اس کی کے جو اس کے فعل کی صفت ہے ساتھ اس کے کہ پہلے قسم میں حانث ہو جاتا ہے اور دوسری میں حانث نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ قسم کھانا منع ہے جیسا کہ منع کیا گیا ہے قسم کھانا ساتھ حق آسمان کے اور حق زید کے۔ میں کہتا ہوں اگر مطلق عزت کی قسم کھائے تو وہ منصرف ہوتی ہے طرف صفت ذات کی اور منعقد ہوتی ہے قسم مگر یہ کہ ارادہ کرے خلاف اس کے کا ساتھ دلیل احادیث باب کے اور کہا راغب نے کہ عزیز وہ ہے جو قہر کرے اور نہ قہر کیا گیا اس واسطے کہ جو عزت کہ اللہ کے واسطے ہے وہی ہے دائم اور باقی اور وہی ہے عزت حقیقی جو ممدوح ہے اور کبھی استعارہ کی جاتی ہے حمیت اور الفت کے واسطے سو موصوف کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کافر اور فاسق

اور وہ صفت مذموم ہے اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ﴾ اور بہر حال قول اللہ تعالیٰ کا ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا﴾ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ارادہ کرے کہ باعزت ہو تو چاہیے کہ کمائے عزت کو اللہ سے اس واسطے کہ عزت اللہ ہی کے واسطے ہے اور نہیں حاصل ہوتی ہے مگر اللہ کی فرمانبرداری سے اور اسی واسطے ثابت کیا ہے اس کو اپنے رسول کے واسطے اور مسلمانوں کے واسطے اور کبھی وارد ہوتی ہے عزت ساتھ معنی صعوبت کے جیسا کہ اس آیت میں ہے ﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ اور ساتھ معنی غلبے کے اور کہا بیہقی نے کہ عزت ساتھ معنی قوت کے ہے سو راجع ہے طرف معنی قدرت کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ باب کے ثابت کرنا عزت کا ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے تاکہ رد کرے اس پر جو کہتا ہے کہ وہ عزیز ہے بغیر عزت کے یہ قول معتزلہ کا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ جَهَنَّمُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ

اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ کہے گی بس بس قسم ہے تیری عزت کی

فائدہ: یہ حدیث پوری مع اپنی شرح کے تفسیر سورۂ ق میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کیا دوزخ سے کہ وہ اللہ کی عزت کی قسم کھائے گی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر برقرار رکھا پس حاصل ہو گی مراد برابر ہے کہ حقیقۃً وہی ناطق ہو یا جو اس پر مؤکل ہیں وہ ناطق ہوں۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْقَى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ.

اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بہشت اور دوزخ کے درمیان ایک مرد باقی رہے گا جو سب دوزخیوں میں سے پیچھے بہشت میں داخل ہو گا سو وہ کہے گا کہ اے میرے رب! میرا منہ آگ کی طرف سے پھیر دے قسم ہے تیری عزت کی کہ میں تجھ سے اس کے سوائے اور کچھ نہیں مانگتا، ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیرے واسطے ہے جو تو نے مانگا اور دس گنا اور بھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول اس کا ہے کہ اس نے کہا قسم ہے تیری عزت کی۔

وَقَالَ أَيُّوْبُ وَعِزَّتِكَ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ

اور کہا ایوب علیہ السلام نے اور مجھ کو تیری عزت کی قسم ہے کہ تیری برکت اور عنایت کی چیز سے مجھ کو بے پرواہی نہیں

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور وجہ دلالت کی ایمان والنذور میں گزری اور واقع

ہوا ہے حاکم کی روایت میں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو صحت دی تو اس پر سونے کی ٹڈیوں کا مینہ برسا۔

٦٨٣٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ.

٦٨٣٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے میں تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی نہیں لائق بندگی کے مگر تو جو کبھی نہیں مرے گا اور جن اور آدمی مر جائیں گے۔

فائدہ: عائد موصول کے واسطے محذوف ہے پس حاصل ہوگا ارتباط اور یہ جو کہا کہ جن اور آدمی مر جائیں گے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ فرشتے نہیں مریں گے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ وہ مفہوم لقب کا ہے اور اس کا کوئی اعتبار نہیں اور نیز معارض ہے اس کو جو قوی تر ہے اس سے وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهٗ﴾۔

٦٨٣٦۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ يُلْقٰى فِي النَّارِ ح وَ قَالَ لِيْ خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ وَعَنْ مُعْتَمِرٍ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ يُلْقٰى فِيهَا ﴿وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ﴾ حَتّٰى يَضَعَ فِيهَا رَبُّ الْعَالَمِينَ قَدَمَهٗ فَيَنْزَوِي بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ ثُمَّ تَقُولُ قَدْ قَدْ بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ وَلَا تَزَالُ الْجَنَّةُ تَفْضُلُ حَتّٰى يُنْشِئَ اللّٰهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسْكِنَهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ.

٦٨٣٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ دوزخ میں کافروں کو ڈالا کریں گے اور کہا کرے گی کیا کچھ اور بھی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم (بے مثل) اس میں رکھے گا تو وہ آپس میں سمٹ جائے گی پھر کہے گی بس بس مجھ کو تیری عزت اور کرم کی قسم ہے اور ہمیشہ رہے گی بہشت باقی یعنی اس میں بہت جگہ باقی رہے گی یہاں تک کہ اللہ اس کے واسطے اور مخلوق پیدا کرے گا سو جگہ دے گا ان کو باقی بہشت میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ ق کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے حلف کرنا

ساتھ کرم اللہ کے جیسا کہ جائز ہے حلف کرنا ساتھ عزت اللہ کے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ﴾

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ وہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ساتھ حق کے

فائدہ: شاید کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمے کے اس چیز کی طرف جو اس آیت کی تفسیر میں وارد ہوئی ہے کہ معنی قول اس کے بالحق یعنی ساتھ کلمہ حق کے اور وہ قول اس کا ہے کن اور واقع ہوا ہے باب کی حدیث کے اول میں قولہ الحق سو شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ مراد ساتھ قول کے کلمہ ہے اور وہ کن ہے واللہ اعلم اور کہا ابن تین نے کہ اس کے معنی ہیں بہ سبب حق کے اور کہا ابن بطال نے کہ مراد ساتھ حق کے اس جگہ ضد ہزل کے ہے اور مراد ساتھ حق کے اسمائے حسنیٰ ہیں موجود ثابت ہے جو نہ زائل ہو نہ متغیر ہو اور جو اعتقاد کہ نفس الامر کے مطابق ہو اس کو بھی حق کہتے ہیں اور فعل پر بھی حق بولا جاتا ہے جو واقع کے مطابق ہو اور اطلاق کیا جاتا ہے اوپر واجب اور لازم اور ثابت اور جائز کے اور نقل کیا ہے بیہقی نے حلیمی سے کہ حق وہ ہے کہ نہ جائز ہو انکار اس کا اور لازم ہو اثبات اس کا اور اعتراف ساتھ اس کے اور وجود باری کا لائق تر ہے جس کے ساتھ اعتراف کرنا واجب ہے اور نہیں جائز ہے انکار اس کا اس واسطے کہ جتنی دلیلیں روشن کہ اللہ کے وجود پر دلالت کرتی ہیں کسی پر نہیں دلالت کرتیں۔

٦٨٣٧۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ مِنَ اللَّيْلِ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ قَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا

٦٨٣٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو یہ دعا پڑھتے تھے الٰہی! تجھ ہی کو حمد ہے تو ہی رب ہے آسمانوں اور زمین کا تھامنے والا اور جو ان کے درمیان ہے تجھ ہی کو حمد ہے تو ہی ہے آسمانوں اور زمین کا روشن کرنے والا تیرا قول سچ ہے اور تیرا وعدہ سچ مچ ہے اور تیرا ملنا سچ مچ ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے الٰہی! میں تیرا تابعدار ہوا اور تیرے ساتھ ایمان لایا اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا اور تیری طرف میں نے رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں اور تیری ہی طرف جھگڑا رجوع کرتا ہوں سو بخش دے جو میں نے آگے کیا اور پیچھے کیا اور جس کو میں نے چھپایا اور جو ظاہر کیا تو ہی ہے میرا اللہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے تیرے۔

أَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِي لَا إِلٰهَ لِي غَيْرُكَ.

فائدہ: کہا ابن بطال نے یہ جو کہا کہ آسمانوں اور زمین کا یعنی پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا اور قول اس کا بالحق پیدا کیا ان کو ساتھ حق کے یعنی نہ بے فائدہ۔

حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا وَقَالَ أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ.

سفیان نے اسی طرح بیان کیا اور کہا: تو حق ہے اور تیری بات حق ہے۔

فائدہ: یعنی اشارہ کیا ہے اس طرف کہ ساقط ہوا ہے قبیصہ کی روایت سے قول اس کا انت الحق اس واسطے کہ اس کے اول میں ہے قولک الحق اور ثابت ہوا ہے قول اس کا انت الحق ثابت بن محمد کی روایت میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾.

اللہ نے فرمایا کہ اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو قائل ہے کہ معنی سمیع بصیر کے علیم ہیں اور لازم آتا ہے اس پر یہ کہ برابر کرے اس کو ساتھ اندھے کے جو جانتا ہے کہ آسمان سبز ہے اور حالانکہ اس کو آسمان نظر نہیں آتا اور ساتھ بہرے کے جو جانتا ہے کہ آدمیوں میں آواز ہیں اور ان کو نہیں سنتا اور نہیں کوئی شک ہے کہ جو سنے اور دیکھے وہ زیادہ تر داخل ہونے والا ہے صفت کمال میں اس شخص سے جس میں صرف ایک وصف دونوں میں سے پائی جائے پس صحیح ہوا کہ قول اس کا سمیعا بصیرا فائدہ دیتا ہے قدر زائد کا او پر علیم ہونے اس کے اور قول اس کا سمیعا بصیرا بغل گیر ہے اس کو کہ وہ سنتا ہے کان سے اور دیکھتا ہے آنکھ سے جیسا کہ بغل گیر ہے ہونا اس کا علیما اس کو کہ وہ عالم ہے علم سے اور نہیں ہے کوئی فرق درمیان ثابت کرنے کے کہ وہ سمیع بصیر ہے اور درمیان اس کے کہ وہ سمع بصر یعنی کان آنکھ والا ہے اور یہ قول ہے سب اہل سنت کا اور حجت پکڑی ہے معتزلی نے ساتھ اس کے کہ سننا پیدا ہوتا ہے پہنچنے ہوا کے سے جو مسموع ہے طرف پٹھے کی جو بچھا ہوا ہے بیچ جڑ سوراخ کان کے اور اللہ پاک ہے جارحہ سے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ عادت ہے کہ جاری کی ہے اللہ نے اس کے حق میں جو زندہ ہو سو پیدا کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ وقت پہنچنے ہوا کے طرف محل مذکور کی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سنتا ہے مسموعات کو بغیر وسائط کے اور اسی طرح دیکھتا ہے چیزوں کو بغیر سامنے ہونے کے اور خارج ہونے شعاع کے پس ذات باری تعالیٰ کی باوجود ہونے اس کے زندہ موجود نہیں مشابہ ہے مخلوق کے ذات کو پس اسی طرح اس کی ذات کی صفتیں بھی صفات کے مشابہ نہیں وسیاتی مزید ذلک اور کہا بیہقی نے اسماء اور صفات میں کہ سمیع وہ ہے جس کے واسطے سمع ہو کہ پائے ساتھ اس کے مسموعات کو اور بصیر وہ ہے کہ اس کے واسطے بصر ہو کہ پائے اس کے ساتھ مرئیات کو اور ہر ایک

دونوں میں سے اللہ کے حق میں صفت قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے اور باب کی آیت اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے رد اس شخص پر جس نے گمان کیا کہ وہ سمیع بصیر ہے ساتھ معنی علیم کے پھر روایت کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو روایت کی ابوداؤد نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا عَلِيمًا﴾ اور اپنی دو انگلیوں کو آنکھ اور کان پر رکھا کہا بیہقی نے کہ مراد ساتھ اس کے اشارہ کرنا ہے طرف تحقیق اثبات سمع اور بصر کے واسطے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیان کرنے محل ان کے آدمی سے کہ اللہ کے واسطے سمع اور بصر ہے یہ کہ مراد ساتھ اس کے علم ہے اس واسطے کہ اگر اس طرح ہوتا تو اشارہ کرتے طرف دل کی اس واسطے کہ وہ محل ہے علم کا اور نہیں ہے مراد ساتھ اس کے جارحہ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے مخلوق کی مشابہت سے پھر ذکر کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے واسطے شاہد عقبہ کی حدیث سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا منبر پر فرماتے تھے کہ بے شک اللہ کانا نہیں اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورت کی طرف نہیں دیکھتا لیکن تمہارے دل کی طرف دیکھتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ تَمِيمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا﴾.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ سب تعریف اللہ کو کہ ادراک کیا ہے اس کی سمع نے آوازوں کو سو اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اُتاری البتہ اللہ نے سن لی ہے بات اس عورت کی جو اپنے خاوند کے واسطے تجھ سے جھگڑتی ہے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ معنی وسع کے ہیں ادراک کیا اس واسطے کہ جو چیز کہ کشادگی کے ساتھ موصوف کی جائے وہ تنگی کے ساتھ بھی موصوف ہوتی ہے اور یہ اجسام کی صفات سے ہے پس واجب ہے پھیرنا اس کے قول کا ظاہر سے اور حدیث میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ اللہ کے واسطے سمع ہے اور ابو عبیدہ بن معن سے روایت ہے کہ میں نہیں سنتا کلام خولہ رضی اللہ عنہا کا اور بعض کلام اس کا مجھ سے پوشیدہ رہتا تھا اور وہ اپنے خاوند کی شکایت کرتی تھی اور کہتی تھی کہ اس نے میری جوانی کھا لی اور میں نے اس کے واسطے اولاد جنی یہاں تک کہ جب میں بوڑھی ہوئی تو اس نے مجھ سے ظہار کیا یعنی مجھ کو ماں کہا یعنی اس نے شکوہ کیا کہ گھر ویران ہوتا ہے اولاد پریشان ہوتی ہے سو ہمیشہ رہی وہ شکوہ کرتی یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام یہ آیتیں لائے ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا﴾ الآية اور یہ صحیح تر روایت ہے کہ وارد ہوئی ہے اس قصے میں۔ (فتح)

٦٨٣٨۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ

٦٨٣٨۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو جب ہم کسی اونچی

عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا فَقَالَ ارْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا قَرِيْبًا ثُمَّ أَتٰى عَلَيَّ وَأَنَا أَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَقَالَ لِيْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ أَوْ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ بِهِ.

جگہ پر چڑھتے تھے تو پکار پکار کے اللہ اکبر کہتے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! نرمی کرو اپنی جانوں پر اس واسطے کہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے تم تو سننے والے نزدیک کو پکارتے ہو اور میں اپنے جی میں کہتا ہوں لا حول ولا قوۃ الا باللہ سو فرمایا کہ اے عبداللہ بن قیس! (یہ ابو موسیٰ کا نام ہے) کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ وہ ایک خزانہ ہے بہشت کے خزانوں سے یا فرمایا کیا نہ بتلاؤں میں تجھ کو یعنی ساتھ باقی حدیث کے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اگر روایت یوں آتی کہ تم بہرے اور اندھے کو نہیں پکارتے ہو تو ظاہر ہوتی مناسبت میں لیکن چونکہ غائب اندھے کی مانند ہے نہ دیکھنے میں تو اس کے لازم کی نفی کی تا کہ ہو ابلغ اور شامل تر اور زیادہ کیا قریب کو اس واسطے کہ بعید اگرچہ ان لوگوں میں سے ہے جو سنتے دیکھتے ہیں لیکن وہ دور ہونے کے سبب سے دیکھ سن نہیں سکتا ہے کبھی اور نہیں ہے مراد قریب ہونا مسافت کا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے حلول سے یعنی مخلوق کے اندر داخل ہونے سے کما لا یخفی اور مناسبت غائب کی ظاہر ہے بہ سبب نہی کرنے کے آواز کے بلند کرنے سے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں نفی آفت کی ہے جو مانع ہے سمع سے اور نفی آفت کی ہے جو مانع ہے دیکھنے سے اور ثابت کرنا اس کا کہ وہ سمیع بصیر قریب ہے مستلزم ہے اس کو کہ ان صفتوں کی ضد اس پر صحیح نہ ہو۔ (فتح)

٦٨٣٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ دُعَاءً أَدْعُوْ بِهِ فِيْ صَلَاتِيْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مِنْ عِنْدِكَ مَغْفِرَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.

٦٨٣٩۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے عرض کیا کہ یا حضرت! مجھ کو وہ دعا سکھلایئے جس کے ساتھ میں نماز میں دعا کیا کروں یعنی التحیات کے اخیر میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہہ اللھم سے اخیر تک یعنی الٰہی! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا سوائے تیرے سو تو بخش دے مجھ کو اپنے پاس کی مغفرت سے البتہ تو ہی بڑا بخشنے والا اور نہایت مہربان۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعوات میں گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے اس طرف کہ مناسبت حدیث

کی ترجمہ سے یہ ہے کہ دعا کرنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سکھلایا تقاضا کرتا ہے کہ اللہ اس کی دعا کو سننے والا ہے اور اس کو اس پر بدلہ دینے والا ہے اور کہا بعض نے کہ حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ترجمہ کے مطابق نہیں اس واسطے کہ نہیں ہے اس میں ذکر سستی دیکھنے کا لیکن ذکر کیا دونوں کے لازم کو اس جہت سے کہ فائدہ دعا کا قبول کرنا دعا کا ہے سو اگر اللہ کی سمع چھپی بات سے متعلق نہ ہوتی جیسے کہ کھلی بات سے متعلق ہے تو البتہ نہ حاصل ہوتا فائدہ دعا کا یا مقید کیا جاتا اس کو ساتھ اس کے جو پکار کر دعا مانگے۔ (فتح)

٦٨٤٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَام نَادَانِيْ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ.

۶۸۴۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جبریل علیہ السلام نے مجھ کو پکارا کہا کہ بے شک اللہ نے تیری قوم کی بات سنی اور جو انہوں نے تجھ کو جواب دیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہاں یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ البتہ اللہ نے تیری قوم کی بات سنی اور جو انہوں نے تجھ کو جواب دیا اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ رد کیا انہوں نے اس چیز کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کی طرف بلایا توحید سے یعنی اس کو قبول نہ کیا اور کہا کرمانی نے کہ مقصود ان حدیثوں سے ثابت کرنا صفات سمع اور بصر کا ہے اور یہ دونوں صفات اس کی قدیمی ہیں اس کی ذات کی صفات سے اور وقت پیدا ہونے مسموع اور دیکھی گئی چیز کے واقع ہوتا ہے تعلق اور معتزلوں نے کہا کہ اللہ سمیع ہے سنتا ہے ہر مسموع کو اور بصیر ہے دیکھتا ہے ہر مبصر کو سو انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ دونوں صفتیں حادث ہیں اور ظاہر آیتوں اور حدیثوں کا ان پر رد کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ﴾

اللہ نے فرمایا کہہ وہ اللہ قادر ہے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ قدرت ذات کی صفت ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا۔

٦٨٤١۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِيْ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَسَنِ يَقُوْلُ أَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

۶۸۴۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو استخارہ سکھلاتے تھے ہر کام میں جیسے ان کو قرآن کی سورت سکھلاتے تھے فرماتے تھے کہ جب کوئی کسی کام کا قصد کرے تو دو رکعت نفل نماز پڑھے سوائے فرض کے پھر یہ دعا پڑھے اللھم سے آخر تک یعنی الٰہی! میں تجھ سے

السَّلَمِيُّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُ أَصْحَابَهُ الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُوْلُ إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اللّٰهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا الْأَمْرَ ثُمَّ تُسَمِّيْهِ بِعَيْنِهِ خَيْرًا لِّيْ فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهِ قَالَ أَوْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ اللّٰهُمَّ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ أَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهِ فَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهِ.

خیریت مانگتا ہوں تیرے علم کے وسیلے سے اور تجھ سے قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت کے وسیلے سے اور سوال کرتا ہوں تیرے بڑے فضل سے سو بے شک تو قادر ہے مجھ کو قدرت نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو سب چھپی چیزوں کا دانا ہے الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام پھر خاص اس کا نام لے جو ہو بہتر ہے میرے واسطے میری دنیا اور عاقبت میں یا یوں فرمایا کہ میرے دین اور دنیا میں اور انجام کار میں تو اس کو میرے واسطے مقدر کر اور اس کو میرے واسطے آسان کر دے پھر مجھ کو اس میں برکت دے الٰہی! اور اگر تو جانتا ہو کہ یہ کام میرے حق میں بد ہے میرے دین اور دنیا میں اور انجام کار میں یا یوں فرمایا کہ میری دنیا اور عاقبت میں تو اس کو مجھ سے ہٹا دے اور مجھ کو اس سے ہٹا دے اور مقرر کر دے میرے واسطے بہتر کام کو جہاں کہیں کہ ہو پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ میں تجھ سے قدرت مانگتا ہوں یعنی میں تجھ سے طلب کرتا ہوں کہ تو مجھ کو قدرت دے مطلوب پر اور یہ جو کہا کہ مجھ کو اس سے راضی کر یعنی سو میں نہ پچھتاؤں اس کے طلب کرنے پر اور نہ اس کے واقع ہونے پر اس واسطے کہ میں اس کے انجام کار کو نہیں جانتا اگرچہ اب میں اس کے طلب کرنے کے وقت اس سے راضی ہوں اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ دعا مذکور نماز سے فارغ ہونے کے بعد کہے اور احتمال ہے کہ ہو ترتیب اس میں بہ نسبت اذکار نماز کے اور اس کی دعاؤں کے سو کہے بعد فراغ کے سلام سے۔

بَابُ مُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ﴾.

باب ہے بیچ بیان مقلب القلوب کے یعنی دلوں کا پھیرنے والا اور اللہ نے فرمایا اور ہم پھیرتے ہیں ان کے دل اور آنکھ کو۔

فائدہ: کہا راغب نے کہ قلب کرنا چیز کا تغیر کرنا اس کا ہے ایک حال سے طرف دوسرے حال کے اور بدلنا اللہ کا دلوں اور آنکھوں کو پھیرنا ان کا ہے ایک رائے سے طرف دوسری رائے کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اعراض کی مانند ارادے وغیرہ کے ساتھ پیدا کرنے اللہ کے ہیں اور وہ صفات فعلیہ سے ہیں اور مرجع ان کا قدرت کی طرف ہے۔

٦٨٤٢۔ حَدَّثَنِی سَعِیدُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَی بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ أَكْثَرُ مَا كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ.

٦٨٤٢۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اکثر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھایا کرتے تھے قسم ہے دلوں کے پھیرنے والے کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان والنذور میں گزر چکی ہے اور اسی طرح آیت ان دونوں سے مستفاد ہوتا ہے کہ اعراض دل کے ارادے وغیرہ سے واقع ہوتا ہے اللہ کے پیدا کرنے سے اور اس میں حجت ہے اس کے واسطے جو کہتا ہے کہ جائز ہے نام رکھنا اللہ تعالیٰ کا ساتھ اس نام کے کہ ثابت ہو خبر میں گرچہ نہ متواتر ہو اور معنی نقلب افئدتھم کے یہ ہیں کہ ہم ان کو پھیرتے ہیں جدھر چاہتے ہیں اور کہا معتزلی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم ان پر مہر کرتے ہیں سو نہیں ایمان لاتے اور طبع ان کے نزدیک ترک ہے سو معنی یہ ہیں کہ ہم ان کو چھوڑتے ہیں اور جو انہوں نے اپنے واسطے اختیار کیا اور نہیں ہیں یہ معنی تقلیب کے لغت عرب میں اور اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ مدح کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ اس صفت کے ساتھ اکیلا ہے اور نہیں ہے کوئی شریک اس کا بیچ اس کے پس نہیں صحیح ہو گی تفسیر طبع کی ساتھ ترک کے اور طبع اہل سنت کے نزدیک پیدا کرنا کفر کا ہے کافر کے دل میں اور بدستور رہنا اس کا اوپر اس کے یہاں تک کہ مر جائے سو معنی حدیث کے یہ ہیں کہ اللہ تصرف کرتا ہے بندوں کے دل میں جس طرح چاہتا ہے نہیں منع ہے اس پر کوئی چیز اس سے اور نہیں فوت ہوتا ہے اس سے ارادہ اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے مقلب القلوب! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ یہ سب بندوں کو شامل ہے یہاں تک کہ پیغمبروں کو بھی اور دفع کیا ہے اس وہم کو کہ پیغمبر لوگ اس سے مخصوص ہیں اور خاص کیا اپنے نفس پاک کو واسطے اعلان کرنے کے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس پاک اللہ کی طرف پناہ پکڑنے کا محتاج ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر بطریق اولیٰ محتاج ہو گا۔ (فتح)

بَابُ إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ اسْمٍ إِلَّا وَاحِدًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿ذُو الْجَلَالِ﴾ الْعَظَمَةِ ﴿الْبَرُّ﴾ اللَّطِیفُ.

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں ایک کم سو اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ذوالجلال کے معنی ہیں عظمت والا یعنی جلال کے معنی عظمت کے ہیں اور بر کے معنی ہیں لطیف باریک بین۔

٦٨٤٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْیَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ

٦٨٤٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ ﴿أَحْصَيْنَاهُ﴾ حَفِظْنَاهُ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں ایک کم سو جو ان کو یاد کر لے یا اعتقاد سے شمار کر رکھے یا ان کے معنی جانے اور اس پر عمل کرے وہ بہشت میں داخل ہو گا احصیناہ کے معنی ہیں ہم نے ان کو یاد رکھا۔

فائدہ: کہا اصیلی نے کہ احصا کے معنی ہیں ان پر عمل کرنا نہ شمار کرنا اور یاد کرنا ان کا اس واسطے کہ واقع ہوتا ہے یہ کبھی کافر اور منافق کے واسطے کہا ابن بطال نے کہ احصا واقع ہوتا ہے ساتھ قول کے اور واقع ہوتا ہے ساتھ عمل کے سو جو عمل کے ساتھ ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے بعض نام وہ ہیں کہ خاص ہوتا ہے ساتھ ان کے اور وہ مانند احد اور متعال اور قدیر کے ہیں اور جو ان کی مانند ہے پس واجب ہے اقرار ساتھ ان کے اور جھکنا نزدیک ان کے اور اس کے بعض نام وہ ہیں کہ مستحب ہے پیروی کرنی ان کے معانی میں مانند رحیم اور کریم اور عفو کے اور جو مانند ان کے ہے پس مستحب ہے بندے کے واسطے کہ ان کے معنوں سے آراستہ ہوتا کہ ادا کرے حق عمل کرنے کا ساتھ ان کے اور ساتھ اس کے حاصل ہوگا احصا عملی اور بہرحال احصا قولی سو حاصل ہوتا ہے ان کے جمع کرنے اور یاد کرنے سے اور سوال کرنے سے ساتھ ان کے اگرچہ شریک ہو ایماندار کو غیر اس کا عدد اور حفظ میں اس واسطے کہ ممتاز ہوتا ہے اس سے ایمان دار ساتھ ایمان کے اور عمل کرنے کے ساتھ اس کے اور کہا ابن ابی حاتم نے بیچ کتاب الرد علی الجہمیہ کے جو ذکر کیا نعیم بن حماد نے کہ جہمیہ نے کہا کہ اللہ کے نام مخلوق ہیں اس واسطے کہ اسم غیر مسمی کا ہے اور دعویٰ کیا ہے انہوں نے کہ اللہ تھا اور ان ناموں کا وجود نہ تھا پھر ان کو پیدا کیا پھر ان کے ساتھ نام رکھا گیا تو ہم ان کو کہتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ اور کہا ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ﴾ سو اللہ نے خبر دی کہ وہ معبود ہے اور اس کی کلام نے دلالت کیا اس کے اسم پر ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کی ساتھ اس کے اپنے نفس پر سو جو گمان کرے کہ اللہ کا نام مخلوق ہے تو اس نے گمان کیا کہ بے شک اللہ نے حکم کیا اپنے پیغمبر کو یہ کہ تسبیح کہے مخلوق چیز کو۔

بَابُ السُّؤَالِ بِأَسْمَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْاِسْتِعَاذَةِ بِهَا

سوال کرنا اللہ کے ناموں سے اور پناہ مانگنا ان کے ساتھ

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مقصود ساتھ اس ترجمہ کے صحیح کرنا قول کا ہے ساتھ اس کے کہ اسم وہی ہے مسمی اسی واسطے صحیح ہے پناہ مانگنا ساتھ اسم کے جیسے کہ صحیح ہے پناہ مانگنا ساتھ ذات کے اور بہرحال شبہ قدریہ کا کہ وارد کیا ہے اس کو انہوں نے اوپر متعدد ہونے ناموں کے سو جواب اس کا یہ ہے کہ اسم بولا جاتا ہے اور مراد اس سے مسمی ہوتا ہے اور بولا جاتا ہے اور مراد ساتھ اس کے تسمیہ ہوتا ہے اور یہی مراد ہے ساتھ حدیث اسماء رضی اللہ عنہا کے اور ذکر کیں باب

میں نو حدیثیں سب کی سب بیچ برکت طلب کرنے کے ہیں ساتھ نام اللہ کے اور سوال کرنے کے ساتھ اس کے اور پناہ مانگنے کے۔ (فتح)

٦٨٤٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَآءَ أَحَدُكُمْ فِرَاشَهٗ فَلْيَنفُضْهُ بِصَنِفَةِ ثَوْبِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلْيَقُلْ بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ أَرْفَعُهٗ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لَهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ تَابَعَهٗ يَحْيٰى وَبِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ زُهَيْرٌ وَأَبُوْ ضَمْرَةَ وَإِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّآءَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٨٤٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بستر پر آئے تو چاہیے کہ اس کو اپنے کپڑے کے کنارے سے جھاڑے تین بار اور چاہیے کہ کہے اے میرے رب میں نے تیرے نام سے اپنا پہلو رکھا اور تیری ہی مدد سے اس کو اٹھاؤں گا سو اگر تو میرے نفس کو بند رکھے یعنی مار ڈالے تو اس کو بخش دے اور اگر تو اس کو چھوڑ دے تو اس کو نگاہ رکھ ساتھ اس چیز کے کہ تو اپنے نیک بندوں کو نگاہ رکھتا ہے متابعت کی ہے اس کی یحییٰ نے الخ یعنی مراد ساتھ وارد کرنے ان تعلیقات کے بیان کرنا اختلاف کا ہے سعید مقبری پر کہ کیا روایت کی ہے اس نے یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بلا واسطہ یا بالواسطہ اپنے باپ کے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ منسوب کیا وضع کو طرف اسم کی اور رفع کی طرف ذات کی سو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ساتھ اسم کے ذات ہے اور ساتھ ذات کے مدد طلب کی جاتی ہے پہلو رکھنے اور اٹھانے میں نہ لفظ سے۔ (فتح)

٦٨٤٥ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَا وَأَمُوْتُ وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

٦٨٤٥۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے بستر پر آتے تو فرماتے کہ الٰہی! میں تیرے نام سے جیتا ہوں اور تیرے نام پر مروں گا اور جب صبح کو جاگتے تو یہ فرماتے شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو زندہ کیا بعد ہمارے مرنے کے اور اسی کی طرف ہے جی کر اٹھنا یعنی

أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ. قیامت میں۔

فائدہ: نشور کے معنی ہیں زندہ ہونا بعد موت کے اور اس حدیث کی شرح دعوات میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ الٰہی! تیرے نام سے جیتا ہوں اور تیرے نام سے مروں گا۔

٦٨٤٦۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ بِاسْمِكَ نَمُوْتُ وَنَحْيَا فَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

۶۸۴۶۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب رات کو سونے کے واسطے لیٹتے تو کہتے میں تیرے نام سے مرتا ہوں یعنی سوتا ہوں اور جاگتا ہوں پھر جب جاگتے تو کہتے شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو زندہ کیا ہمارے مرنے کے بعد اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے۔

فائدہ: نیند کو موت اس واسطے فرمایا کہ جیسے موت سے عقل اور حواس نہیں رہتے ویسے ہی نیند میں بھی نہیں رہتے پھر اس کے بعد قیامت کا جی اٹھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واسطے ذکر کیا کہ جاگنا قیامت کی زندگی کی مثال ہے یعنی جیسے نیند کے بعد جاگتے ہیں اسی طرح موت کے بعد قیامت میں زندہ ہوں گے۔

٦٨٤٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّأْتِيَ أَهْلَهُ فَقَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنَّهُ إِنْ يُّقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِيْ ذٰلِكَ لَمْ يَضُرُّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا.

۶۸۴۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی جب اپنی بیوی سے صحبت کا ارادہ کرے اور یہ دعا پڑھے بسم اللہ سے رزقتنا تک یعنی شروع اللہ کے نام سے الٰہی! بچائے رکھ ہم کو شیطان سے اور بچا شیطان سے ہماری اولاد کو سو البتہ اگر میاں بیوی کے درمیان اس صحبت میں کوئی لڑکا قسمت میں ہو گا تو اس کو شیطان ہرگز ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں گزر چکی ہے۔

٦٨٤٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ

۶۸۴۸۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں نے کہا کہ میں اپنے کتے سکھائے ہوئے شکار پر چھوڑتا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ أُرْسِلُ كِلَابِي الْمُعَلَّمَةَ قَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَأَمْسَكْنَ فَكُلْ وَإِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ فَخَزَقَ فَكُلْ.

کہ جب تو اپنے سکھائے ہوئے شکاری کتے کو شکار پر چھوڑے اور اللہ کا نام لے سو وہ شکار کو پکڑ رکھیں تو کھا اور جب تو بے پر کے تیر کو مرے پھر وہ تیر شکار کو چیر پھاڑ ڈالے تو کھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ذبائح میں گزر چکی ہے۔

۶۸۴۹۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ خَالِدٍ الْأَحْمَرُ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هَا هُنَا أَقْوَامًا حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِشِرْكٍ يَأْتُوْنَا بِلُحْمَانٍ لَا نَدْرِيْ يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا أَمْ لَا قَالَ اذْكُرُوْا أَنْتُمْ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلُوْا تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ وَأُسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ.

۶۸۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اصحاب نے کہا یا حضرت! البتہ یہاں چند قومیں ہیں کہ ان کے کفر کا زمانہ قریب ہے یعنی تازہ مسلمان ہوئے ہیں ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام لیتے ہیں یا نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کا نام لے لیا کرو اور کھایا کرو۔

فائدہ: یعنی اہل اسلام پر نیک گمان کرنا چاہیے وہ لوگ ذبح کے وقت اللہ کے نام کو ترک نہ کرتے ہوں گے تم اپنا شبہ رفع کرنے کے واسطے اللہ کا نام لے لیا کرو اور یہ مطلب نہیں کہ اگر چہ انہوں نے ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لیا ہو تو بھی تمہارے بسم اللہ کہنے سے پاک ہو جائے گا اس واسطے کہ ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا شرط ہے اور یہ حدیث ذبائح میں بھی گزر چکی ہے۔

۶۸۵۰۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ يُسَمِّيْ وَيُكَبِّرُ.

۶۸۵۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی دو مینڈوں سے بسم اللہ اور اللہ اکبر کہتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح قربانی میں گزر چکی ہے۔

۶۸۵۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبٍ أَنَّهُ

۶۸۵۱۔ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ قربانی کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ صَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرٰى وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ.

نے اول نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ جو نماز سے پہلے قربانی ذبح کرے تو چاہیے کہ اس کے بدلے اور ذبح کرے اور جس نے نماز سے پہلے قربانی ذبح نہ کی ہو تو چاہیے کہ ذبح کرے اللہ کے نام سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی قربانیوں میں گزر چکی ہے۔

۶۸۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ وَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ.

۶۸۵۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم نہ کھایا کرو اپنے باپوں کی اور جو قسم کھانا چاہے تو چاہیے کہ اللہ کی قسم کھائے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ایمان والنذور میں گزر چکی ہے کہا نعیم بن حماد نے جہمیہ کے رد میں کہ دلالت کی ان حدیثوں نے جو وارد ہیں بیچ پناہ مانگنے کے اللہ کے ناموں سے اور اس کے کلمات سے اور بیچ سوال کرنے کے ساتھ ان کے مثل احادیث باب کے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی کہ اللہ کے نام سے میں تجھ پر منتر پڑھتا ہوں اور باب میں عبادہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ہے نزدیک نسائی وغیرہ کے اس پر کہ قرآن مخلوق نہیں ہے اس واسطے کہ اگر قرآن مخلوق ہوتا تو نہ پناہ مانگی جاتی ساتھ اس کے اس واسطے کہ نہیں پناہ مانگی جاتی ساتھ مخلوق کے اللہ نے فرمایا کہ پناہ مانگ اللہ کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو پناہ مانگے تو اللہ کی پناہ مانگ اور کہا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب السنہ میں کہ کہا جہمیہ نے کہ جو کہے کہ اللہ ہمیشہ موصوف ہے اپنے ناموں اور اپنی صفات سے وہ نصاریٰ کے قول کے ساتھ قائل ہے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اوروں کو ملایا ہے اور جواب یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ بے شک اللہ ایک ہے اپنے اسموں اور صفتوں سے سو ہم نہیں موصوف کرتے مگر ایک کو اس کی صفتوں سے اللہ نے فرمایا ﴿ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا﴾ سو موصوف کیا اس کو اللہ نے ساتھ ایک ہونے کے باوجود اس کے کہ اس کے واسطے زبان تھی اور دو آنکھیں اور دو کان تھے اور سمع اور بصر اور نہیں خارج ہوا باوجود اس کے ایک ہونے سے اور واسطے اللہ کے ہے مثل بلند۔ (فتح)

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الذَّاتِ وَالنُّعُوْتِ وَأَسَامِي اللّٰهِ

جو ذکر کیا جاتا ہے بیچ ذات اور نعوت اور اللہ کے ناموں سے

فائدہ: یعنی جو ذکر کیا جاتا ہے اللہ کی ذات اور اس کی نعتوں میں کہ ان کا اللہ پر اطلاق کرنا جائز ہے جیسے کہ اس کے اسموں کا اطلاق کرنا اس پر جائز ہے یا نہیں اس واسطے کہ کوئی نص اس میں وارد نہیں ہوئی بہر حال ذات سو کہا عیاض

نے کہ ذات شے کی نفس اس کا ہے اور حقیقت اس کی اور استعمال کیا ہے اہل کلام نے ذات کو ساتھ الف لام کے اور غلط کیا ہے اس کو اکثر نحویوں نے اور استعمال کرنا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس کو دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ساتھ اس کے نفس شے کا ہے او پر طریقے متکلمین کے اللہ تعالیٰ کے حق میں سو فرق کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے درمیان نعوت اور ذات کے اور کہا ابن برہان نے کہ اطلاق کرنا متکلمین کا ذات کو اللہ کے حق میں ان کی بے علمی سے ہے اس واسطے کہ ذات مؤنث ہے ذو کی اور نہیں صحیح ہے الحاق کرنا تائے تانیث کا ساتھ اللہ کے اسی واسطے منع ہے کہ اللہ کو علامہ کہا جائے اگرچہ وہ سب عالموں سے عالم تر ہے اور یہ جو انہوں نے کہا صفات ذاتیہ تو یہ بھی ان کے بے علمی کے سبب سے ہے اس واسطے کہ نسبت طرف ذات کی دو کے ہے نعت کے معنی ہیں وصف اور نعوت اس کی جمع ہے اور کہا ابن بطال نے کہ اللہ کے نام تین قسم پر ہیں ایک قسم اس کی ذات کی طرف راجع ہے اور ایک قسم اس کی صفت کی طرف راجع ہے جو اس کے ساتھ قائم ہے مانند حی کے اور تیسری قسم اس کے فعل کی طرف راجع ہے مانند خالق کے کہ پیدا کرنا اس کا فعل ہے اور ان کے ثابت کرنے کا طریق سمع ہے یعنی وہ نقل سے ثابت ہوتی ہیں نہ عقل سے اور صفات ذات اور صفات فعل سے درمیان فرق یہ ہے کہ ذات کی صفتیں اس کے ساتھ قائم ہوں اور فعل کی صفتیں اس کے واسطے ثابت ہیں ساتھ قدرت کے اور وجود مفعول کے اس کے ارادے سے بزرگ اور بلند ہے۔

وَقَالَ خُبَيْبٌ وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْإِلٰهِ فَذَكَرَ الذَّاتَ بِاسْمِهٖ تَعَالٰى

یعنی کہا خبیب رضی اللہ عنہ اور یہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہے سو ذکر کیا ذات کو اس کے اسم کے ساتھ

فائدہ: یعنی ذکر کیا ذات کو اس حال میں کہ متلبس ہے ساتھ اسم اللہ کے یا ذکر کیا حقیقت اللہ کو ساتھ لفظ ذات کے کہا یہ کرمانی نے، میں کہتا ہوں اور ظاہر یہ کہ اس کی مراد یہ ہے کہ اس نے ذات کو اللہ کے اسم کی طرف مضاف کیا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنا سو اس پر انکار نہ کیا سو ہوگا جائز کہا کرمانی نے کہ یہ جو کہا ذات الالٰہ تو نہیں ہے اس میں دلالت ترجمہ پر اس واسطے کہ نہیں ہے مراد اس کے ساتھ ذات کی حقیت جو بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد ہے اور اس کی مراد تو یہ ہے کہ یہ اللہ کی فرمانبرداری میں ہے یا اس کی راہ میں اور کبھی جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس کے کہ غرض اس کی جواز اطلاق ذات کا ہے فی الجملہ اور یہ اعتراض قوی تر ہے جواب سے پس جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے جواز اطلاق لفظ ذات کا ہے نہ ساتھ ان معنوں کے کہ نکالا ہے ان کو متکلمین نے لیکن نہیں ہے وہ مردود اور جب پہچانا گیا کہ مراد ساتھ اس کے نفس ہے واسطے ثابت ہونے نفس کے کتاب مجید میں تو اسی نکتہ کے واسطے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد نفس کا باب باندھا ہے اور آئے گا باب الوجہ میں کہ وارد ہوا ہے وہ ساتھ معنی رضا کے کہا ابن دقیق العید نے عقیدے میں کہ تو صفات مشکلہ میں کہہ وہ حق ہیں اور سچ مچ ہیں بنا بر ان معنوں کے کہ اللہ کی مراد ہیں اور جو ان میں تاویل کرے تو ہم دیکھیں گے کہ اگر اس کی تاویل عرب کی زبان کے مقتضی کے موافق ہوگی تو ہم

اس پر انکار نہیں کریں گے اور اگر اس کی تاویل بعید ہوگی تو ہم اس میں توقف کریں گے اور رجوع کریں گے ہم طرف تصدیق کے باوجود منزہ جاننے اس کے یعنی ہم اس پر ایمان لائیں گے باوجود پاک جاننے اس کے اور جس کے معنی ظاہر ہوں مفہوم ہوں عرب کے خطاب سے تو ہم اس کو اس پر محمول کریں گے واسطے قول اس کے ﴿عَلٰى مَا فَرَّطْتُ فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ﴾ اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے عرب کی استعمال میں حق اللہ کا ہے سو نہ توقف کیا جائے گا بیچ حمل کرنے اس کے اوپر اس کے اور اسی طرح ہے قول اس کا کہ آدمی کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ آدمی کا دل اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تصرف میں ہے اور جس میں اس کو واقع کرے اور اسی طرح ہے قول اللہ تعالیٰ ﴿فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ﴾ کہ اس کے معنی ہیں کہ اللہ نے ان کی بنیاد کو خراب کیا اور قیاس کر باقی کو اوپر اس کے اور یہ تفصیل خوب ہے کم لوگ اس پر خبردار ہوتے ہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ اتفاق کیا ہے محققین نے اس پر کہ اللہ کی حقیقت مخالف ہے تمام حقیقتوں کو اور بعض اہل کلام کا یہ مذہب ہے کہ اللہ کی ذات سب ذاتوں کے مساوی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جدا اور ممتاز ہوتی ہے ان سے ساتھ ان صفتوں کے جو خاص ہیں ساتھ اس کے مانند واجب الوجود اور قدرت تامہ اور علم تام کے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جو چیزیں کہ تمام حقیقت میں باہم مساوی ہوں واجب ہے کہ صحیح ہو ہر ایک پر ان سے جو صحیح ہو دوسرے پر سو لازم آئے گا دعویٰ مساوات سے محال اور ساتھ اس کے کہ اصل اس چیز کا کہ ذکر کی انہوں نے قیاس غائب کا ہے حاضر پر اور یہ ہے اصل خبط اور صواب بند رہنا اور چپ رہنا ہے ایسے قصوں سے اور سب کو اللہ کی تفویض اور سپرد کرنا کرنا کہ اس کے معنوں کو وہی جانتا ہے اور ہم ایمان لائے ساتھ پھر اس چیز کے کہ واجب کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یا اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان پر ثابت کرنا اس کا اس کے واسطے یا پاک جاننا اس کا اس سے بطور اجمال کے۔ (فتح)

۶۸۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ بْنِ أَسِيْدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيْفٌ لِبَنِيْ زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةً مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ فَأَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ ابْنَةَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِيْنَ اجْتَمَعُوْا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوْسٰى يَسْتَحِدُّ بِهَا

۶۸۵۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے دس آدمیوں کو بھیجا ایک ان میں سے خبیب انصاری رضی اللہ عنہ تھے سو خبر دی مجھ کو عبیداللہ بن عیاض رضی اللہ عنہ نے کہ حارث کی بیٹی نے اس کو خبر دی کہ جب کفار مکہ اس کے مارنے کے واسطے جمع ہوئے تو اس نے زیر ناف کے بال لینے کے واسطے مجھ سے اُسترہ لیا سو جب اس کو حرم مکے سے لے کر نکلے تا کہ اس کو قتل کریں تو کہا خبیب رضی اللہ عنہ نے یہ شعر مجھ کو کچھ پرواہ نہیں جب کہ میں اسلام کی حالت میں مارا جاؤں جس پہلو پر ہو اللہ کے واسطے ہے مارا جانا میرا اور یہ اللہ کی راہ میں

فَلَمَّا خَرَجُوْا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ قَالَ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ وَلَسْتُ أُبَالِيْ حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَّشَأْ يُبَارِكْ عَلٰى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ يَوْمَ أُصِيْبُوْا.

ہے اور اگر اللہ چاہے تو برکت دے گا ٹکڑے ٹکڑے ہوئے عضو کے جوڑوں پر سو قتل کیا اس کو حارث کے بیٹے نے تو حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو ان کی خبر دی جس دن وہ شہید ہوئے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ﴾ وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا أَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ﴾

باب ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے اور ڈراتا ہے تم کو اللہ تعالیٰ اپنے نفس سے اور اللہ کے قول میں کہ تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے۔

فائدہ: کہا راغب نے کہ نفس سے مراد اس کی ذات ہے اور یہ اگرچہ مغایرت کو چاہتا ہے اس واسطے کہ وہ مضاف اور مضاف الیہ ہے لیکن نہیں ہے کوئی چیز باعتبار معنی کے سوائے ایک اللہ کے جو پاک اور بلند ہے دو ہونے سے ہر وجہ سے اور قرآن اور حدیثوں میں نفس کا اطلاق اللہ پر بہت آیا ہے اور یہ جو کہا تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے الخ یعنی تو جانتا ہے جو میں اپنے جی میں چھپاتا ہوں اور میں نہیں جانتا جو تو مجھ سے چھپاتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں تیری ذات کو نہیں جانتا یا میں تیرے غیب کو نہیں جانتا یا میں نہیں جانتا تیرے ارادے اور تیرے معلوم کو۔ (فتح)

٦٨٥٤۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ.

۶۸۵۴۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے زیادہ تر کوئی شخص غیرت کرنے والا نہیں اور اسی واسطے اس نے بے حیائی کے کام حرام کیے اور اللہ سے زیادہ تر کوئی نہیں جس کو اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ان آیتوں اور حدیثوں میں ثابت کرنا نفس کا ہے واسطے اللہ کے اور نفس کے کئی معنی ہیں اور مراد ساتھ نفس اللہ کے اس کی ذات ہے اور نہیں ہے کوئی امر زیادہ اوپر اس کے پس واجب ہے کہ وہی ہو اور یہ جو کہا کہ اللہ سے زیادہ تر کوئی غیرت والا نہیں تو اس کے معنی کسوف میں گزر چکے ہیں اور بعض نے کہا کہ غیرت اللہ کی برا جاننا بے حیائی کے کام کا ہے یعنی نہ راضی ہونا اس کا ساتھ اس کے نہ تقدیر اور بعضوں نے کہا کہ غضب لازم

ہے غیرت کو اور لازم غضب کا ارادہ پہنچانے عقوبت کا ہے اور اس حدیث کے اس طریق میں اگرچہ نفس نہیں واقع ہوا لیکن اس کے دوسرے طریق میں نفس آچکا ہے ولذلك مدح نفسه سو بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریق میں نفس کا لفظ آچکا ہے اور کہا کرمانی نے کہ اس حدیث میں نفس واقع نہیں ہوا اور یہ کرمانی کی غفلت ہے۔ (فتح)

٦٨٥٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِيْ كِتَابِهٖ وَهُوَ يَكْتُبُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَهُوَ وَضْعٌ عِنْدَهٗ عَلَى الْعَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِيْ تَغْلِبُ غَضَبِيْ.

٦٨٥٥۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ نے خلق کو پیدا کیا تو اپنی کتاب میں لکھ رکھا اور حالانکہ وہ لکھتا ہے اپنے نفس پر اور وہ مکتوب رکھا گیا ہے اس کے پاس عرش پر کہ میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غضب سے۔

فائدہ: یعنی غصے سے اللہ کی رحمت زیادہ ہے اسی واسطے کافروں اور گنہگاروں کو جلدی نہیں پکڑتا اور عذاب میں جلدی نہیں کرتا کہا ابن بطال نے کہ عند لغت میں مکان کے واسطے ہے اور اللہ پاک ہے حلول سے جگہوں میں اس واسطے کہ حلول عرض ہے کہ فنا ہوتا ہے اور وہ حادث ہے اور حادث نہیں لائق ہے ساتھ اللہ کے بنا بر اس کے پس معنی اس کے یہ ہیں کہ اس کے علم میں پہلے گزر چکا ہے کہ جو اس کی فرمانبرداری کرے اس کو ثواب دے گا اور جو گناہ کرے اس کو عذاب کرے گا اور کہا ابن تین نے کہ معنی عند کے اس حدیث میں جاننا ہے ساتھ اس کے کہ وہ مکتوب رکھا گیا ہے عرش پر اور بہر حال لکھنا اللہ کا سو اس واسطے نہیں کرتا اس کو بھول نہ جائے کہ وہ اس سے پاک ہے نہیں پوشیدہ ہے اس سے کوئی چیز اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لکھا ہے اس کو بہ سبب فرشتوں کے جو مؤکل ہیں ساتھ مکلفوں کے۔ (فتح)

٦٨٥٦۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَأَنَا مَعَهٗ إِذَا ذَكَرَنِيْ فَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَإٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَإٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ

٦٨٥٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں جیسا کہ گمان میرے ساتھ رکھے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جس وقت کہ مجھ کو یاد کرتا ہے سو اگر مجھ کو اپنے جی میں یاد کرے تو میں اس کو اپنی جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر مجھ کو جماعت میں یاد کرے تو میں اس کو یاد کرتا ہوں اس جماعت میں جو ان سے بہتر ہے اور اگر مجھ

وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً.

سے نزدیکی چاہے ایک بالشت بھر تو میں اس کا قرب ہاتھ بھر چاہوں گا اور اگر میرا قرب ہاتھ بھر چاہے تو میں اس سے دو ہاتھ کے برابر قرب چاہوں گا اور جو میرے پاس قدم قدم چلتا آئے گا تو میں اس کی طرف دوڑتا آؤں گا۔

فائدہ: میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں یعنی قادر ہوں اس پر کہ معاملہ کروں ساتھ اس کے جو اس نے گمان کیا کہ میں معاملہ کرنے والا ہوں ساتھ اس کے اور کہا کرمانی نے کہ سیاق میں اشارہ ہے اس طرف کہ امید کی جانب کو خوف کی جانب پر ترجیح ہے اور یہ حدیث اہل تحقیق کے نزدیک مقید ہے ساتھ اس کے جو مرنے کے قریب ہو اور تائید کرتی ہے یہ حدیث کہ نہ مرے کوئی تم میں سے مگر اس حال میں کہ اللہ کے ساتھ نیک گمان رکھتا ہو اور بہر حال اس سے پہلے سو اول میں کئی قول ہیں تیسرا اعتدال ہے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ مراد ساتھ ظن کے اس جگہ علم ہے اور کہا قرطبی نے کہ مراد گمان قبول کرنے کا ہے وقت دعا کے اور گمان کرے قبول کا وقت توبہ کے اور گمان کرے بخشش کا وقت استغفار کے اور گمان کرے بدلے کا وقت فعل عبادت کے اس کی شرطوں سے واسطے تمسک کرنے کے اس کے سچے وعدے سے اور تائید کرتی ہے حدیث دوسری کہ تم اللہ سے دعا کرو اور حالانکہ تم یقین کرنے والے ہو ساتھ قبول ہونے کے اور اسی واسطے لائق ہے آدمی کو یہ کہ کوشش کرے بیچ قائم ہونے کے اس چیز پر کہ وہ اس پر یقین کرنے والا ہو ساتھ اس کے کہ اللہ اس کو قبول کرے گا اور اس کو بخشے گا اس واسطے کہ اس نے اس کا وعدہ کیا ہے اور وہ وعدہ خلاف نہیں کرتا سو اگر اعتقاد کرے یا گمان کرے کہ اللہ اس کو قبول نہیں کرے گا تو یہ ناامید ہونا ہے اللہ کی رحمت سے اور یہ کبیرے گناہوں میں سے ہے اور جو اس پر مر جائے سپرد کیا جاتا ہے طرف اس چیز کی جو اس کا گمان ہو اور بہر حال گمان مغفرت کا باوجود اصرار کے گناہوں پر تو یہ محض جہل اور مغرور ہونا ہے اور وہ نوبت پہنچاتا ہے طرف مذہب مرجیہ کے اور یہ جو کہا کہ میں اس کے ساتھ ہوں یعنی اپنے علم سے اور یہ معیت خاص ہے اس معیت سے جو اللہ کے اس قول میں ہے ﴿مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ﴾ اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں اس کے ساتھ ہوں موافق اس کے کہ قصد کیا میرے ذکر کرنے سے پھر کہا احتمال ہے کہ یہ ذکر فقط زبان سے ہو یا فقط دل سے یا دونوں سے یا ساتھ بجا لانے حکم کے اور باز رہنے کے منع چیز سے اور ذکر دو قسم پر ہے ایک مقطوع ہے اس کے صاحب کے واسطے ساتھ اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو یہ خبر اور دوسرا خطر پر ہے اور یہ جو کہا کہ اگر مجھ کو اپنے جی میں ذکر کرے تو میں بھی اس کو اپنے جی میں ذکر کرتا ہوں یعنی اگر ذکر کرے مجھ کو ساتھ تنزیہ اور پاکی بولنے کے پوشیدہ تو میں یاد کرتا ہوں اس کو ساتھ رحمت اور ثواب کے پوشیدہ اور یا اس کے یہ معنی ہیں کہ یاد کرو مجھ کو ساتھ تعظیم کے یاد کروں گا میں تم کو ساتھ انعام کے اور اللہ نے فرمایا ﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ یعنی اللہ کا ذکر اکبر

ہے سب عبادتوں سے کہا اہل علم نے کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ذکر خفی یعنی پوشیدہ ذکر کرنا افضل ہے پکار کر ذکر کرنے سے اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ اگر یاد کرے مجھ کو اپنے جی میں تو یاد کرتا ہوں میں اس کو ساتھ ثواب کے کہ میں کسی کو اس پر اطلاع نہیں کرتا اور اگر مجھ کو پکار کر یاد کرے تو میں یاد کرتا ہوں اس کو ساتھ ثواب کے کہ اطلاع کرتا ہوں اس پر بلند رتبے والی جماعت کو اور کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث نص ہے اس میں کہ فرشتے افضل ہیں آدمیوں سے اور یہ مذہب جمہور اہل علم کا ہے اور اس پر شاہد ہیں قرآن سے مثل ﴿اِلَّا اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخَالِدِيْنَ﴾ اور خالد افضل ہے فانی سے سو فرشتے افضل ہیں آدمیوں سے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ معروف جمہور اہل سنت سے یہ ہے کہ نیک آدمی افضل ہیں باقی جنسوں سے اور جو فرشتوں کو آدمیوں سے افضل کہتے ہیں وہ فلاسفہ اور معتزلہ ہیں اور کم لوگ اہل سنت سے بعض صوفی اور بعض اہل ظاہر سے سو کہا انہوں نے کہ حقیقت فرشتے کی افضل ہے آدمی کی حقیقت سے اس واسطے کہ فرشتے نوری ہیں لطیف ہیں باوجود فراخ ہونے علم اور قوت کے اور یہ نہیں مستلزم ہے کہ ہر فرد کو ہر فرد پر فضیلت ہو جائز ہے کہ بعض آدمیوں میں وہ چیز ہو جو اس میں ہے اور زیادتی اور بعض نے خاص کیا ہے خلاف کو ساتھ نیک بندوں کے اور فرشتوں کے اور بعضوں نے خاص کیا ہے اس کو ساتھ پیغمبروں کے پھر بعضوں نے ان میں سے تفضیل دی ہے فرشتوں کو غیر پیغمبروں پر اور بعضوں نے ان کو پیغمبروں پر فضیلت دی ہے سوائے حضرت ﷺ کے اور جو پیغمبروں کو فرشتوں سے افضل کہتے ہیں ان کے دلائل میں سے یہ آیتیں ہیں کہ اللہ نے فرشتوں کو حکم کیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں واسطے تعظیم کے یہاں تک کہ شیطان نے کہا ﴿هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ﴾ اور اللہ نے فرمایا کہ اس کے واسطے جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا کہ اس میں اشارہ ہے طرف عنایت کی اور نہیں ثابت ہوا فرشتوں کے واسطے اور اللہ نے فرمایا کہ اللہ نے چن لیا آدم علیہ السلام کو اور نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی آل کو اور عمران علیہ السلام کی آل کو جہان والوں پر اور اس کے سوائے اور بہت دلیلیں ہیں اور دوسروں کی دلیل باب کی حدیث ہے اور اس میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ میں اس کو یاد کرتا ہوں اس جماعت میں جو ان سے بہتر ہیں اور جواب دیا ہے بعض اہل سنت نے کہ حدیث مذکور نہیں ہے نص اور نہ صریح مراد میں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد جماعت بہتر سے پیغمبر اور شہید لوگ ہوں اس واسطے کہ وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں پس نہیں بند ہے یہ فرشتوں میں اور ایک جواب اور ہے اور یہ قوی تر ہے پہلے سے کہ خیریت تو حاصل ہوئی ہے ساتھ ذاکر اور جماعت دونوں کے اکٹھی سو جس جانب میں کہ رب العزت ہے وہ بہتر ہے اس جانب سے جس میں وہ نہیں بغیر شک کے پس خیریت حاصل ہوئی ہے بہ نسبت مجموع کے اوپر مجموع کے اور معتزلہ کی دلیل یہ ہے کہ فرشتوں کو ذکر میں مقدم کیا ہے اس آیت میں ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلَآئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ﴾ اور اس کے سوائے اور آیتوں میں بھی اور جواب یہ ہے کہ مجرد تقدیم ذکر میں نہیں مستلزم ہے تفضیل کو بلکہ اس کے واسطے اور اسباب ہیں مانند مقدم کرنے کے

زمانے میں بیچ مثل قول اللہ کے ﴿مِنْكَ وَمِنْ نُّوحٍ وَّإِبْرَاهِيْمَ﴾ سو مقدم کیا اللہ نے نوح علیہ السلام کو ابراہیم علیہ السلام پر واسطے مقدم ہونے زمانے نوح علیہ السلام کے باوجود اس کے کہ ابراہیم علیہ السلام افضل ہیں اور دلیل معتزلہ کی یہ آیت ہے ﴿لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَالْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ﴾ یعنی نہیں عار کرتا مسیح یہ کہ ہو بندہ اللہ کا اور نہ فرشتے مقرب یعنی بیان کی گئی ہے یہ آیت واسطے رد کرنے کے نصاریٰ پر واسطے غلو ان کے مسیح میں سو ان کو کہا گیا کہ نہیں انکار کرتا ہے مسیح عبودیت سے اور نہ وہ جو اعلیٰ قدر ہیں اس سے یعنی فرشتے اور جواب اس کا یہ ہے کہ نہیں تمام ہے دلالت اس کی مطلوب پر مگر جب کہ تسلیم کیا جائے کہ آیت فقط نصاریٰ کے رد کے واسطے بیان کی گئی ہے اور جو اس کا مدعی ہے وہ محتاج ہے اس طرف کہ ثابت کرے کہ نصاریٰ اس بات کا اعتقاد کرتے ہیں کہ فرشتوں کو مسیح پر فضیلت ہے اور حالانکہ وہ اس کے معتقد نہیں بلکہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ ہے پس نہ صحیح ہوگا استدلال اور بایں وجہ کہ جن صفتوں کے واسطے مسیح کو پوجتے ہیں یعنی دنیا کا ترک کرنا اور غیب کی چیزوں پر اطلاع پانا اور مردوں کا جلانا اللہ کے حکم سے وہ صفتیں فرشتوں میں بھی موجود ہیں سو اگر یہ صفات موجب عبادت ہیں تو فرشتوں کی عبادت کے واسطے بطریق اولیٰ موجب ہوں گے اور وہ باوجود اس کے اللہ کی عبادت سے عار نہیں کرتے سو اس ترقی سے افضلیت کا ثابت ہونا لازم نہیں آتا اور بایں وجہ کہ آیت کا سیاق مبالغہ کے واسطے ہے نہ واسطے ترقی کے یعنی نہیں کہا اللہ نے یہ اس واسطے کہ فرشتوں کا مقام بلند ہے عیسیٰ علیہ السلام کے مقام سے بلکہ واسطے رد کرنے کے ان لوگوں پر جو دعویٰ کرتے ہیں کہ فرشتے اللہ ہیں سو رد کیا ان پر جیسا رد کیا نصاریٰ پر جو دعویٰ کرتے ہیں تثلیث کا یعنی نہیں مستحق ہے کہ تکبر کرے اللہ پر جو اس کے ساتھ موصوف ہو جس کو تم اے نصاریٰ اللہ ٹھہراتے ہو واسطے اعتقاد کرنے تمہارے کے اس میں کمال کو اور نہ فرشتے کہ تمہارے سوائے اور لوگوں نے ان کو اللہ ٹھہرایا ہے واسطے اعتقاد کرنے ان کے کے ان میں کمال کو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهٗ﴾

باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالیٰ کے کہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اس کی ذات

۶۸۵۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ فَقَالَ ﴿أَوْ مِنْ تَحْتِ

۶۸۵۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہہ کہ اللہ قادر ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب کو تمہارے اوپر سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کی پھر کہا یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیری ذات کی پناہ مانگتا ہوں اللہ نے کہا یا ٹھہرائے تم کو کئی فرقے کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

أَرْجُلِكُمْ﴾ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ قَالَ ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا﴾ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا أَيْسَرُ.

فرمایا کہ یہ آسان تر ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ انعام کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے قول اس کا ہے کہ میں تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں کہا ابن بطال نے کہ اس آیت اور حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ بے شک اللہ کے لیے چہرہ ہے اور وہ اس کی ذات کی صفت سے ہے اور نہیں ہے جارحہ اور نہ مخلوق کے مونہوں کی طرف جن کو ہم دیکھتے ہیں جیسا ہم کہتے ہیں کہ وہ عالم ہے اور ہم نہیں کہتے کہ وہ ان عالموں کی طرح ہے جن کو ہم دیکھتے ہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ دلالت کی آیت نے کہ مراد ساتھ ترجمہ کے ذات مقدس ہے اور اگر ہوتی صفت اس کی فعل کی صفتوں سے تو البتہ شامل ہوتا اس کو ہلاک ہونا جیسا کہ اس کے سوائے اور صفتوں کو شامل ہے اور یہ محال ہے اور کہا راغب نے کہ اصل وجہ جارحہ معروف ہے اور اکثر اوقات بولا گیا ہے وجہ ذات پر مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَكُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهٗ﴾ اور بعضوں نے کہا کہ لفظ وجہ صلہ ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اللہ اور بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ وجہ کے قصد ہے یعنی باقی رہے گی وہ چیز جس میں اللہ کی رضا مندی مقصود ہو اور کہا کرمانی نے کہ مراد ساتھ وجہ کے آیت اور حدیث میں ذات ہے باوجود یا لفظ زائد ہے یا منہ ہے نہ مخلوق کے منہ کی طرح اس واسطے کہ اس کو عضو معروف پر حمل کرنا محال ہے پس متعین ہے تاویل یا تفویض۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ﴾ تُغَذّٰى وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿تَجْرِيْ بِأَعْيُنِنَا﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں اور تا کہ تو پرورش کیا جائے میری آنکھ پر اور اس قول میں کہ جاری ہو ہمارے سامنے یعنی ہمارے علم سے۔

٦٨٥٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ذُكِرَ الدَّجَّالُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَأَشَارَ بِيَدِهٖ إِلٰى عَيْنِهٖ وَإِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ.

٦٨٥٨۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دجال کا ذکر ہوا سو فرمایا کہ بے شک اللہ پر کوئی چیز چھپی نہیں ہے بیشک اللہ کانا نہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا اور بے شک مسیح دجال دائیں آنکھ کا کانا ہے اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا ہوا انگور۔

٦٨٥٩ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ قَوْمَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ.

۶۸۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر کہ اس نے اپنی امت کو ڈرایا ہے کانے بڑے جھوٹے سے یعنی دجال سے (خبردار ہو) بے شک دجال کانا ہوگا اور بے شک تمہارا رب کانا نہیں اس کی دونو آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے کافر۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح فتن میں گزر چکی ہے اور مراد ان سے یہ قول ہے کہ بے شک اللہ کانا نہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا کہا راغب نے کہ عین جارحہ ہے اور جو کسی چیز پر محافظ ہو اس کو کہا جاتا ہے کہ اس کے واسطے آنکھ ہے اور اسی قبیل سے ہے قول اس کا جو کہتا ہے کہ فلانا میری آنکھ میں ہے یعنی میں اس کو نگاہ رکھتا ہوں اور اسی قبیل سے ہے یہ قول اللہ کا ﴿وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا﴾ یعنی ہم تجھ کو دیکھتے ہیں اور نگاہ رکھتے ہیں اور مثل اس کی ہے ﴿تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا﴾ اور یہ جو کہا ﴿وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ﴾ یعنی میری نگہبانی سے اور عین کے اور معنی بھی آتے ہیں کہا ابن بطال نے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے ان لوگوں نے جو اللہ تعالیٰ سبحانہ کے واسطے جسم ثابت کرتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ یہ جو کہا کہ اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ اللہ کی آنکھ باقی آنکھوں کی طرح ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اللہ کے واسطے جسم کا ہونا محال ہے اس واسطے کہ جسم حادث ہے اور اللہ قدیم ہے سو دلالت کی اس نے کہ مراد نفی نقص کی ہے اس سے اور کہا بیہقی نے کہ بعض نے کہا کہ آنکھ صفت ذات کی ہے اور بعض نے کہا کہ مراد آنکھ سے دیکھنا ہے بنا بر اس کے پس معنی ﴿وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ﴾ کے یہ ہیں کہ ہمارے سامنے اور روبرو اور پہلا مذہب سلف کا ہے اور اشارہ کیا ہے اپنے ہاتھ سے تو اس میں اشارہ ہے طرف رد کی اس پر جو کہتا ہے کہ اس کے معنی ہیں قدرت اور کہا ابن منیر نے کہ وجہ استدلال کی اوپر ثابت کرنے آنکھ کے واسطے اللہ کے دجال کی حدیث کی حدیث سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ بے شک اللہ کانا نہیں اس جہت سے ہے کہ عرف میں کانا اس کو کہا جاتا ہے جس کی آنکھ نہ ہو اور کانے کی ضد آنکھ کا ثابت ہونا ہے سو جب دور کیا گیا یہ نقص تو لازم آیا ثابت ہونا کمال کا ساتھ ضد اپنی کے اور وہ آنکھ کا ہونا ہے اور یہ بطور تمثیل سے ہے اور قریب کرنے کے واسطے فہم کے نہ ساتھ معنی ثابت کرنے جارحہ کے اور اہل کلام کے واسطے ان صفتوں یعنی ہاتھ آنکھ منہ میں تین قول ہیں ایک یہ کہ ہو صفات ذات کی ہیں ثابت کیا ہے اس کو سمع نے اور نہیں راہ پاتی ہے اس کی طرف عقل دوسرا یہ کہ آنکھ سے مراد صفت دیکھنے کی ہے اور ہاتھ سے صفت قدرت کی ہے اور منہ سے مراد صفت وجود کی ہے تیسرا قول جاری کرنا اور گزارنا ان کا ہے یعنی ایمان لانا ساتھ ان کے جس طرح

کہ وارد ہوئیں اور ان کے معنی کو اللہ کی طرف سپرد کرنا یعنی ان کے معنی کو اللہ ہی جانتا ہے اور کہا شیخ شہاب الدین سہروردی نے کہ خبر دی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں اور ثابت ہوا ہے اس کے رسول سے استوا اور نزول اور نفس اور ہاتھ اور آنکھ سو نہ تصرف کیا جائے ان میں ساتھ تشبیہ کے اور نہ تعطیل کے یعنی ان میں کسی قسم کی تاویل نہ کی جائے بلکہ تفویض کی جائے اس واسطے کہ اگر اللہ اور اس کا رسول خبر نہ دیتا تو نہیں جراءت تھی عقل کو کہ اس کے گرد پھرے اور کہا طیبی نے کہ یہی ہے مذہب معتمد اور یہی قول ہے سلف صالحین یعنی اصحاب اور تابعین کا اور بعض نے کہا کہ اتفاق ہے اصحاب کا اور تابعین کا کہ واجب ہے ایمان لانا ساتھ ان کے اس وجہ پر کہ ارادہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان سے اور واجب ہے دور رکھنا اس کا مخلوق کی مشابہت سے ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ یعنی کہا جائے کہ ہم ایمان لائے ساتھ ان صفات کے اس وجہ پر کہ اللہ کی مراد ہے اور مخلوق میں سے کوئی چیز اس کی مثل نہیں اور اس حدیث کے ایک معنی میرے دل میں گزرے ہیں کہ ان میں ثابت کرنا تنزیہ کا ہے اور جڑ سے اکھاڑنا مادے تشبیہ کا اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا آنکھ کی طرف اشارہ کرنا بہ نسبت آنکھ دجال کے ہے کہ وہ اس کی طرح ثابت تھی پھر عارض ہوا اس پر کانا ہونا واسطے زیادتی جھوٹ اس کے کی خدائی کے دعویٰ میں اور وہ یہ ہے کہ اس کی آنکھ اس میری آنکھ کی طرح درست تھی پھر اس کی دائیں آنکھ جاتی رہی اور وہ کانا ہو گیا اور اس کانے ہونے کے نقص کو اپنے نفس سے دور نہ کر سکا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ ﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾ باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالیٰ کے اللہ ہے پیدا کرنے والا نکال کر کھڑا کرنے والا صورت بنانے والا

فائدہ: خالق کے معنی ہیں پیدا کرنے والا بغیر مثال کے اور بعض نے کہا کہ باری پیدا کرنے والا ہے جو پاک ہے تفاوت سے اور تنافر ہے جو خلل انداز ہیں نظام میں اور مصور پیدا کرنے والا ہے مخلوق کی صورتوں کو اور ترتیب دینے والا ہے ان کو موافق مقتضیٰ حکمت کے پاس اللہ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا یعنی اس کا موجد ہے اصل سے اور بغیر اصل کے اور اس کا باری ہے موافق مقتضیٰ حکمت کے بغیر تفاوت اور اختلال کے اور صورت بنانے والا ہے اس کا اس صورت میں کہ مرتب ہوں اس پر خواص اس کے اور تمام ہو ساتھ ان کے کمال اس کا اور یہ تینوں اس کے فعل کی صفت ہیں لیکن اگر خالق سے مراد مقدر ہو تو ذات کی صفت ہوگی اس واسطے کہ مرجع تقدیر کا طرف ارادے کی ہے بنا بر اس کے پس تقدیر واقع ہوگی اول پھر پیدا کرنا اوپر وجہ مقدار کے پھر واقع ہوگی تصویر ساتھ برابر کرنے کے تیسرے درجے میں اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے چیزوں کے مادے ہوں اس واسطے کہ اس نے پیدا کیا پانی اور مٹی اور آگ اور ہوا کو نہ کسی چیز سے پھر ان سے مختلف جسموں کو پیدا کیا پھر تیار کیا چیزوں کو اپنی مراد پر مشابہت اور مخالفت سے اور صورت وہ ہے جس کے ساتھ چیز اپنے غیر سے جدا ہو جیسے صورت آدمی اور گھوڑے کی۔ (فتح)

٦٨٦٠۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مُوسَى هُوَ ابْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ أَنَّهُمْ أَصَابُوا سَبَايَا فَأَرَادُوا أَنْ يَسْتَمْتِعُوا بِهِنَّ وَلَا يَحْمِلْنَ فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَفْعَلُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَتَبَ مَنْ هُوَ خَالِقٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَنْ قَزَعَةَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَتْ نَفْسٌ مَخْلُوْقَةٌ إِلَّا اللّٰهُ خَالِقُهَا.

٦٨٦٠۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جنگ بنی مصطلق کے بیان میں کہ انہوں نے قیدی یعنی لونڈی غلام بندی میں پکڑے سو لوگوں نے چاہا کہ لونڈیوں سے صحبت کریں اور نہ حاملہ ہوں تو انہوں نے حضرت ﷺ سے عزل یعنی انزال کے وقت عورت کی شرم گاہ سے ذکر نکال کر باہر انزال کرنے کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم پر کچھ مضائقہ نہیں اس میں کیا کرو اس واسطے کہ بے شک اللہ نے البتہ لکھ رکھا ہے یعنی لوح محفوظ میں جس کو وہ قیامت تک پیدا کرنے والا ہے اور دوسری روایت کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں کوئی جان پیدا یعنی مقدر کی گئی مگر کہ اللہ اس کا پیدا کرنے والا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مراد خالق سے اس باب میں مبدع پیدا کرنے والا ہے مخلوق کی ذاتوں کو اور یہ وہ معنی ہیں جن میں کوئی اللہ کا شریک نہیں اور ازل سے اللہ نے اپنا نام خالق رکھا ہے ان معنوں سے کہ وہ آئندہ پیدا کرے گا اس واسطے کہ خلق کا قدیم ہونا محال ہے اور حدیث میں جو ہے، الا وھی مخلوقة تو اس کے معنی یہ ہیں جس کا پیدا ہونا مقدر کیا گیا ہے یا اللہ کے نزدیک اس کا پیدا ہونا معلوم ہے ضروری ہے ظاہر کرنا اس کا طرف وجود کی، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾

اللہ نے فرمایا ابلیس سے کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا سجدہ کرنے سے اس کے واسطے جو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا یعنی آدم علیہ السلام کے واسطے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے اس آیت میں ثابت کرتا ہے دونوں ہاتھوں کا اللہ کے واسطے اور وہ دونوں اس کی ذات کی صفات میں سے ہیں اور نہیں ہیں جارحہ برخلاف فرقہ مشبہ کے مشبتہ سے اور جہمیہ کے معطلہ سے اور جو گمان کرے کہ مراد ساتھ دونوں ہاتھوں کے قدرت ہے تو اس کے رد میں کافی ہے یہ کہ ان کا اجماع ہے اس پر کہ اللہ کی قدرت ایک ہے ان لوگوں کے قول میں جو اس کے وجود کو ثابت کرتے ہیں اور نہیں قدرت اس کے واسطے نفی کرنے والوں کے قول میں اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ قادر ہے لذاتہ اور آیت مذکورہ دلالت کرتی ہے کہ مراد دونوں

ہاتھوں سے قدرت نہیں اس واسطے کہ اس میں ہے جو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا اور اس میں اشارہ ہے طرف ان معنوں کی کہ واجب کرتے ہیں سجدے کو سو اگر ہاتھ ساتھ معنی قدرت کے ہوتا تو آدم علیہ السلام اور شیطان کے درمیان کچھ فرق نہ ہوتا واسطے شریک ہونے دونوں کے اس چیز میں کہ پیدا کیا گیا ہر ایک دونوں میں سے ساتھ اس کے اور وہ اللہ کی قدرت ہے اور البتہ شیطان یوں کہتا کہ آدم علیہ السلام کو مجھ پر کیا فضیلت ہے اور حالانکہ تو نے مجھ کو اپنی قدرت سے پیدا کیا جیسے کہ تو نے آدم علیہ السلام کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور جب اس نے کہا کہ تو نے مجھ کو آگے سے پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا تو اس نے دلالت کی اوپر خاص ہونے آدم علیہ السلام کے ساتھ اس کے کہ اللہ نے اس کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا اور نہیں جائز ہے کہ مراد دو ہاتھوں سے دو نعمتیں ہوں اس واسطے کہ پیدا کرنا مخلوق کا ساتھ مخلوق کے محال ہے اور اگر ان کو اللہ کی ذات کی صفت ٹھہرایا جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جارحہ ہوں کہا ابن تین نے کہ یہ جو فرمایا کہ اس کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے تو یہ رد کرتا ہے تاویل ہاتھ کو ساتھ قدرت کے اور کہا ابن فورک نے بعض نے کہا کہ مراد اس سے ذات ہے اور نہیں ہے یہ مستقیم ﴿مِمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَا﴾ میں برخلاف قول اس کے ﴿لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ﴾ اس واسطے کہ وہ بیان کی ہے واسطے رد کے شیطان پر سو اگر حمل کیا جائے ذات پر تو نہ صحیح ہوگا رد۔ (فتح)

۶۸۶۱۔ حَدَّثَنِیْ مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ كَذٰلِكَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلٰی رَبِّنَا حَتّٰی یُرِیْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَیَأْتُوْنَ آدَمَ فَیَقُوْلُوْنَ یَا آدَمُ أَمَا تَرَی النَّاسَ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِیَدِهٖ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَآئِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ أَسْمَآءَ كُلِّ شَیْءٍ اشْفَعْ لَنَا إِلٰی رَبِّنَا حَتّٰی یُرِیْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَیَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكَ وَیَذْكُرُ لَهُمْ خَطِیْئَتَهُ الَّتِیْ أَصَابَهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا فَإِنَّهٗ أَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلٰی أَهْلِ الْأَرْضِ فَیَأْتُوْنَ نُوْحًا فَیَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَیَذْكُرُ خَطِیْئَتَهُ

۶۸۶۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمع کیے جائیں گے مسلمان قیامت کے دن اس کے واسطے یعنی قیامت کے واسطے یا جو اس کے بعد ذکر کیا جاتا ہے یعنی سو غمناک ہوں گے حشر کی مصیبت سے تو کہیں گے کہ اگر ہم سفارش کروائیں اپنے رب کے پاس تاکہ ہم اس مکان سے راحت پائیں تو خوب بات ہو سو آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو یوں کہیں گے کہ اے آدم! کیا تو لوگوں کو نہیں دیکھتا کس حال میں ہیں اللہ نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے تجھ کو سجدہ کروایا اور تجھ کو ہر چیز کے نام سکھلائے ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس تاکہ ہم کو راحت دے اس مکان کی تکلیف سے تو آدم علیہ السلام کہے گا کہ میں اس مقام کے لائق نہیں سو یاد کرے گا اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی لیکن تم نوح علیہ السلام کے پس جاؤ کہ وہ پہلا رسول

الَّتِیْ أَصَابَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطَايَاهُ الَّتِیْ أَصَابَهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا آتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهٗ تَكْلِيْمًا فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِیْ أَصَابَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ وَكَلِمَتَهٗ وَرُوْحَهٗ فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُوْنِیْ فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّیْ فَيُؤْذَنُ لِیْ عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّیْ وَقَعْتُ لَهٗ سَاجِدًا فَيَدَعُنِیْ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّدَعَنِیْ ثُمَّ يُقَالُ لِیَ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ رَبِّیْ بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيْهَا ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّیْ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِیْ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّدَعَنِیْ ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ رَبِّیْ بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيْهَا رَبِّیْ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّیْ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِیْ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّدَعَنِیْ ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ قُلْ يُسْمَعْ

ہے کہ اللہ نے اس کو پیغمبر کر کے زمین والوں کی طرف بھیجا سو وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہے گا کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی لیکن تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا دوست ہے سو وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو ابراہیم علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا ان کے واسطے اپنے خطاؤں کو جو اس سے ہوئیں لیکن تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا بندہ ہے جس کو اللہ نے توراۃ دی اور جس سے بلا واسطہ کلام کیا سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو موسیٰ علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا ان کے واسطے اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی لیکن تم جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے اور اس کی کلام سے پیدا ہوا یعنی صرف لفظ کن سے پیدا ہوا کوئی اس کا باپ نہیں اور اس کی روح ہے سو وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو اللہ کا خاص بندہ ہے اس کے اگلی پچھلی بھول چوک سب معاف ہو گئی سو وہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے سو میں چلوں گا اور اپنے رب سے اجازت مانگوں گا تو مجھ کو اجازت ملے گی سو جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو اللہ تعالیٰ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر حکم ہو گا کہ اے محمد! سر اٹھا لے کہہ سنا جائے گا مانگ تجھ کو دیا جائے گا سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی وہ تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر میں سفارش کروں تو میرے واسطے ایک انداز اور مقدار

وَسَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ رَبِّيْ بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيْهَا ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيْرَةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهِ مَا يَزِنُ مِنَ الْخَيْرِ ذَرَّةً.

ٹھہرائی جائے گی یعنی اتنے لوگوں کی مغفرت ہوئی تو میں اتنے لوگوں کو بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا سو جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ میں گر پڑوں گا سو اللہ تعالیٰ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر حکم ہوگا کہ اے محمد! سر اٹھا لے اور کہہ سنا جائے گا اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی وہ تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر میں سفارش کروں گا تو میرے وسطے ایک حد مقرر کی جائے گی تو میں اتنے لوگوں کو بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا سو جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا تو اللہ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا چاہے گا پھر مجھ کو حکم ہوگا کہ اے محمد! سر اٹھا لے اور کہہ سنا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا سو میں اپنے رب کی وہ تعریف کروں گا کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر میں سفارش کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی سو میں اتنے لوگوں کو بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا سو میں کہوں گا اے میرے رب! اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا مگر وہی شخص جس کو قرآن نے بند کیا یعنی جس کی مغفرت کا قرآن میں حکم نہیں اور واجب ہے اس پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا یعنی مشرکین اور کافر حضرت ﷺ نے فرمایا نکالا جائے گا دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ایک جو کے برابر نیکی ہو پھر نکالا جائے گا دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ایک گندم کے دانے کے برابر نیکی ہو پھر نکالا جائے گا دوزخ سے ہو شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا

اور اس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر نیکی ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے قول اہل موقف کا ہے آدم علیہ السلام کے واسطے کہ اللہ نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔

۶۸۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدُ اللّٰهِ مَلْأَى لَا يَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّآءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَقَالَ أَرَأَيْتُمْ مَّا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ وَقَالَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ.

۶۸۹۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ پر ہے خرچ کرنا اس کو کم نہیں کرتا اس کا ہاتھ شب و روز بہانے والا ہے یعنی ہر دم فیض کا ریلا جاری ہے اور فرمایا بھلا دیکھو تو کہ جو کہ اللہ نے خرچ کیا جب سے آسمان اور زمین کو پیدا کیا سواتنے خرچ نے تو اس کے ہاتھ میں سے کچھ کم نہیں کیا اور حالانکہ یہ فیض اس وقت سے جاری ہے کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا یعنی ازل سے اور اللہ کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے کسی کو جھکاتا ہے اور کسی کو اٹھاتا ہے۔

فائدہ: اور مناسبت ذکر عرش کی اس جگہ یہ ہے کہ جب زمین آسمان کا پیدا کرنا ذکر کیا تو اس سے سامع کو خواہش ہوئی اس کی کہ اس سے پہلے کیا تھا سو ذکر کیا زمین و آسمان کے ذکر کرنے سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا اور یہ جو فرمایا کہ اس کے ہاتھ میں ہے میزان کہا خطابی نے کہ یہ مثال ہے اور مراد قسمت ہے درمیان خلق کے اور بعض نے کہا کہ میزان کے معنی یہ ہیں کہ اس نے انداز مقرر کیا ہے ہر چیز کا اور اس کا وقت مقرر کیا ہے اور اس کی حد معین کی ہے سو نہیں ہے کوئی مالک نفع اور ضرر کا مگر اس سے اور ساتھ اس کے اور کہا طیبی نے کہ جائز ہے کہ ہو ملاء و لا یغیضھا وسحا خبریں مترادف ید اللہ کے واسطے کہ وہ مبتدا ہے اور جائز ہے کہ تینوں اوصاف ہوں ملائی کے واسطے اور جائز ہے کہ أرأیتم از سرنو کلام ہو اس میں معنی ترقی کے ہیں گویا کہ جب کہا گیا کہ پر ہے تو اس سے وہم ہوا کہ اس کا نقصان جائز ہے سو دور کیا اس وہم کو اپنے اس قول سے کہ اس کو کچھ چیز کم نہیں کرتی اور کبھی چیز پر ہوتی ہے اور جاری نہیں ہوتی سو کہا گیا سحاء واسطے اشارہ کرنے کے طرف فیض کی اور اس کے ساتھ ذکر کیا دن رات کو تا کہ دلالت کرے ہیشگی پر پھر ذکر کیا کہ یہ بصیرت والے پر پوشیدہ نہیں اور جملہ اس کلام کا دلالت کرتا ہے او پر زیادتی غنا کے اور کمال سعت کے اور نہایت جود کے اور کشادہ عطا کے۔ (فتح)

۶۸۶۳۔ حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمِّي الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

۶۸۶۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ قبض کرے گا زمین کو قیامت کے دن اور لپیٹ لے گا آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں پھر کہے گا کہ میں

عَنْهُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَقْبِضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَرْضَ وَتَكُوْنُ السَّمٰوَاتُ بِيَمِيْنِهِ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ رَوَاهُ سَعِيْدٌ عَنْ مَالِكٍ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ سَمِعْتُ سَالِمًا سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ.

ہوں بادشاہ یعنی کہاں ہیں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں ظلم کرنے والے کہاں ہیں متکبر؟ اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے سنا میں نے سالم سے اس نے کہا سنا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت ﷺ سے ساتھ اس کے اور روایت کیا ہے اس کو سعید نے مالک سے اور کہا ابوالیمان نے خبر دی ہم کو شعیب نے زہری سے کہا خبر دی مجھ کو ابوسلمہ نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا۔

فائدہ: اور ثابت ہوا ہے نزدیک مسلم کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ انصاف کرنے والے قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہوں گے اللہ کی دائیں طرف اور اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں کہا بیہقی نے کہ آیا ہے بعض روایتوں میں اطلاق لفظ شمال کا اللہ کے ہاتھ پر بطورِ مقابلے کے جو معروف ہے ہمارے حق میں اور اکثر روایتوں میں واقع ہوا ہے پرہیز کرنا اطلاق کرنے اس کے سے اللہ پر یہاں تک کہ کہا کہ اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں تا کہ نہ وہم کیا جائے نقص کا اس کی صفت میں پاک اور بلند ہے اس واسطے کہ بایاں ہاتھ ہمارے حق میں ضعیف تر ہے دائیں سے اور بعض اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ صفت ید کی جارحہ نہیں اور جس جگہ کتاب اور سنت میں اس کا ذکر آیا ہے تو مراد تعلق اس کا ہے ساتھ کائن کے جو مذکور ہے ساتھ اس کے مانند لپیٹنے اور پکڑنے اور قبض کرنے اور کشادہ کرنے اور قبول اور انفاق وغیرہ کی جیسے کہ تعلق صفت کا ہے ساتھ مقتضاء اپنے کے بغیر چھونے کے اور نہیں ہے اس میں تشبیہ کسی حال میں اور اور لوگوں نے اس کی تاویل کی ہے ساتھ اس کے جو اس کے لائق ہے۔ (فتح)

٦٨٦٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ يَهُوْدِيًّا جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِيْنَ

۶۸۶۴۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا اے محمد! بے شک اللہ روک رکھے گا آسمان کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور درختوں کو ایک انگلی پر اور سب خلق کو ایک انگلی پر پھر فرمائے گا کہ میں ہوں بادشاہ سو حضرت ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوئے

عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلٰى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَزَادَ فِيْهِ فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيْقًا لَهٗ.

جو ہنسنے کے وقت ظاہر ہوتے ہیں پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں جانی جیسا حق جاننے اس کے کا ہے کہا یحییٰ نے یعنی اس روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ ہنسے تعجب سے اور اس کی تصدیق کے واسطے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مراد انگلیوں سے اس حدیث میں جارحہ نہیں بلکہ وہ محمول ہے اس پر کہ وہ صفت ہے اللہ کی ذات کی صفتوں سے بغیر کیفیت اور تحدید کے اور ابن فورک سے روایت ہے جائز ہے کہ انگلی ایک مخلوق ہو کہ اللہ اس کو پیدا کرے گا سو اٹھائے گا اللہ اس پر جو اٹھاتی ہے انگلی اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے قدرت ہو کہا ابن بطال نے اور حاصل حدیث کا یہ ہے کہ اس نے ذکر کیا مخلوقات کو اور خبر دی اللہ کی قدرت سے تمام پر سو تبسم فرمایا حضرت ﷺ نے اس کی تصدیق کے واسطے اور تعجب کرنے کے اس سے کہ وہ اس کو اللہ کی قدرت میں بھاری جانتا ہے اور یہ کہ یہ اللہ کی قدرت کے آگے کچھ بڑی بات نہیں اسی واسطے حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ یعنی نہیں قدر اس کی اللہ کی قدرت میں اس چیز پر کہ پیدا کرتا ہے اس حد پر کہ پہنچتا ہے اس کی طرف وہم اور احاطہ کرتا ہے اس کو حصر اس واسطے کہ اللہ قادر ہے کہ روک رکھے اپنی مخلوقات کو بغیر کسی چیز کے جیسے کہ آج ہے اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ روکے ہے آسمانوں اور زمین کو یہ کہ اپنی جگہ سے دور ہوں اور اٹھایا آسمان کو بغیر ستون کے اور کہا خطابی نے کہ نہیں واقع ہوا ہے ذکر انگلی کا قرآن اور نہ حدیث قطعی میں جس کا ثبوت قطعی ہو اور البتہ مقرر ہو چکا ہے کہ ہاتھ نہیں جارحہ یعنی کاسب تا کہ وہم کیا جائے اس کے ثبوت سے ثبوت انگلیوں کا بلکہ وہ توقیف ہے کہ اطلاق کیا ہے اس کو شارع نے سو نہ اس کی کیفیت بیان کی جائے اور نہ تشبیہ دی جائے اور شاید کہ انگلی کا ذکر یہودیوں نے اس میں ملا دیا ہے اس واسطے کہ یہود مشبہ ہیں اور اس چیز میں کہ دعویٰ کرتے ہیں توراۃ سے الفاظ میں کہ داخل ہوتے ہیں تشبیہ کے باب میں اور نہیں داخل ہیں مسلمانوں کے مذہب میں اور حضرت ﷺ کا اس کے قول سے ہنسنا احتمال ہے کہ رضا مندی کے واسطے ہو اور احتمال ہے کہ انکار کے واسطے ہو اور یہ جو راوی نے کہا کہ حضرت ﷺ اس کی تصدیق کے واسطے ہنسے تو یہ اس کا گمان ہے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ یہ جو کہا کہ اللہ روک

رکھے گا آسمانوں کو اخیر حدیث تک تو یہ سب قول یہودی کا ہے اور وہ اعتقاد کرتے ہیں کہ اللہ کا جسم ہے اور یہ کہ اللہ ایک شخص ہے ہاتھ پاؤں وغیرہ والا جیسا کہ غالیوں کا مشبہ سے اعتقاد ہے اور حضرت ﷺ کا ہنسنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہودی کی بے علمی سے تھا اسی واسطے حضرت ﷺ نے اس وقت یہ آیت پڑھی ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ یعنی پہچانا انہوں نے اللہ کو جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے اور جس نے اس میں تصدیق کی لفظ زیادہ کی ہے سو وہ کچھ چیز نہیں کہ وہ راوی کے قول سے ہے اور وہ باطل ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ محال کی تصدیق نہیں کرتے اور یہ اوصاف اللہ کے حق میں محال ہیں اس واسطے کہ اگر اللہ کے ہاتھ پاؤں ہوتے تو ہماری طرح ہوتا اور محتاج اور حادث ہوتا وغیرہ جو ہمارے حق میں واجب ہے اس کے حق میں واجب ہوتا اور اگر اس طرح ہوتا تو اس کا الٰہ ہونا محال ہوتا اور اگر ایسے اوصاف والا الٰہ ہوسکتا تو دجال بھی الٰہ ہوسکتا اور یہ محال ہے پھر اگر ہم مان لیں کہ حضرت ﷺ نے اس کی تصدیق کی تو تصدیق اس کی معنی میں نہ ہوگی بلکہ لفظ میں جس کو نقل کیا اس نے اپنی کتاب سے اپنے پیغمبر سے اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اس کا ظاہر مراد نہیں اور جس کی طرف اس نے اخیر میل کی ہے یہ اولیٰ ہے اس چیز سے کہ پہلے بیان کی اس واسطے کہ اس میں طعن ہے معتمد راویوں پر اور رد کرنا ہے صحیح حدیثوں کا اور اگر ہوتا امر برخلاف اس چیز کے کہ سمجھی راوی نے تو البتہ لازم آتی اس سے تقریر حضرت ﷺ کی باطل پر اور ساکت ہونا حضرت ﷺ کا انکار سے اور اللہ کی پناہ اس سے اور سخت انکار کیا ہے ابن خزیمہ نے اس شخص پر جو دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت ﷺ کا ہنسنا بطور انکار کے تھا۔ (فتح)

٦٨٦٥۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِيْنَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالثَّرٰى عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلٰى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ

٦٨٦٥۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل کتاب میں سے ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا اے ابوالقاسم! (یہ حضرت ﷺ کی کنیت مبارک ہے) بے شک اللہ پاک روکے رکھے گا آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور درخت اور گارے کو ایک انگلی پر اور سب مخلوقات کو ایک انگلی پر فرمائے گا کہ میں ہوں بادشاہ میں ہوں بادشاہ سو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک ظاہر ہوئے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اور نہیں جانی انہوں نے قدر اللہ کی جیسا کہ اس کے جاننے کا حق ہے۔

حَقَّ قَدْرِهٖ﴾.

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ

باب ہے حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت کرنے والا کوئی شخص نہیں

٦٨٦٦ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ التَّبُوْذَكِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِيْ لَضَرَبْتُهٗ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ وَاللّٰهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّيْ وَمِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ بَعَثَ الْمُبَشِّرِيْنَ وَالْمُنْذِرِيْنَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَعَدَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ.

٦٨٦٦۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہ اگر میں کسی مرد کو اپنی عورت کے ساتھ دیکھوں تو اس کو تلوار سے مار ڈالوں نہ مارنے والا اس کی چوڑائی سے یعنی بلکہ اس کی تیزی سے تو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم تعجب کرتے ہو سعد رضی اللہ عنہ کی غیرت سے قسم ہے اللہ کی البتہ میں اس سے زیادہ تر غیرت کرنے والا ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ تر غیرت کرنے والا ہے اور اللہ کی غیرت کے سبب سے اللہ نے بے حیائی کے سب کام حرام کیے جو ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ اور اللہ سے زیادہ کوئی نہیں جس کو عذر بہت پسند آتا ہو اور اسی سبب سے اللہ نے پیغمبروں کو بھیجا جو ڈرانے والے اور بشارت دینے والے ہیں اور اللہ سے زیادہ کوئی نہیں جس کو اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو اور اسی سبب سے اللہ نے بہشت کا وعدہ کیا ہے اور کہا عبیداللہ نے یعنی اس نے لا احدٌ کے بدلے لا شخص کہا ہے۔

فائدہ: کہا ابن دقیق العید نے کہ جو لوگ اللہ کو پاک جانتے ہیں یا ساکت ہیں تاویل سے یا تاویل کرنے والے ہیں اور تاویل کرنے والے کہتے ہیں کہ مراد ساتھ غیرت کے منع کرنا چیز سے اور حمایت اور یہ غیرت کو لازم ہے سو یہ اطلاق بطور مجاز کے ہے مانند ملازمہ وغیرہ کے جو عرب کی زبان میں شائع ہے اور کہا عیاض نے کہ معنی یہ ہیں کہ بھیجا اللہ نے رسولوں کو واسطے اعذار اور انذار خلق کے پہلے پکڑنے ان کے ساتھ عقوبت کے اور وہ مانند اس آیت کے ہے تا کہ آدمیوں کے واسطے پیغمبروں کے بعد کوئی حجت نہیں اور یہ جو کہا کہ اللہ نے بہشت کا وعدہ کیا ہے یعنی اس کے واسطے جس نے اس کی فرمانبرداری کی کہا ابن بطال نے کہ مراد مدح سے مدح اس کے بندوں کی ہے ساتھ فرمانبرداری اس کی کے اور پاک کرنے اس کے اس چیز سے کہ اس کے لائق نہیں اور ثنا کرنے کے اوپر اس کے

ساتھ نعمتوں اس کی کے تا کہ ان کو اس کا بدلہ دے اور کہا قرطبی نے کہ ذکر کرنا مدح کا ساتھ غیرت کے اور عذر کے واسطے تنبیہ کرنے سعد رضی اللہ عنہ کے ہے اس پر کہ وہ اپنی غیرت کے ساتھ عمل نہ کرے اور نہ جلدی کرے بلکہ آہستگی اور نرمی کرے اور تحقیق کرے یہاں تک کہ حاصل ہو اوپر وجہ صواب کے سو پہنچے کمال مدح اور ثنا اور ثواب کو واسطے اختیار کرنے اس کے حق کو اور قمع کرنے اپنے نفس کے اور غلبہ اس کے وقت جوش مارنے اس کے اور یہ مانند اس حدیث کے ہے کہ بڑا پہلوان وہ ہے کہ جو غصے کے وقت اپنی جان پر قابو رکھے اور کہا عیاض نے کہ یہ جو کہا اللہ نے بہشت کا وعدہ کیا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب اللہ نے اس کا وعدہ کیا اور اس میں رغبت دلائی تو بہت ہوا سوال اس کے واسطے اور طلب طرف اس کی اور ثنا اوپر اس کے اور نہیں حجت پکڑی جاتی ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے آدمی کو اپنی تعریف کا حاصل کرنا اس واسطے کہ وہ منع ہے لیکن اگر دل میں اس کی محبت رکھے تو منع نہیں جب کہ اس سے کوئی چارہ نہ ہو سو اللہ تعالیٰ مستحق ہے کمال مدح کے واسطے اور آدمی کو نقص لازم ہے اور اگر وہ کسی جہت سے مدح کا مستحق ہو لیکن مدح اس کے دل کو فاسد کر دیتی ہے اور اس کو اپنے جی میں بڑا بنا دیتی ہے یہاں تک کہ اپنے غیر کو حقیر جانتا ہے اور اسی واسطے آیا ہے کہ تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالو اور یہ حدیث صحیح ہے کہا ابن بطال نے اجماع ہے امت کا اس پر کہ نہیں جائز ہے کہ وصف کیا جائے اللہ کو ساتھ شخص کے اس واسطے کہ نہیں وارد ہوئی ہے توقیف ساتھ اس کے اور البتہ منع کیا ہے اس سے مجسمہ نے باوجود اس کے کہ وہ قائل ہیں کہ اللہ جسم ہے نہ مانند جسموں کے کہا اور حدیث کے الفاظ میں اختلاف ہے سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ میں تو صرف لا احد کے لفظ واقع ہوئے ہیں اس میں کچھ اختلاف نہیں پس ظاہر ہوا کہ شخص کی لفظ ایک جگہ میں آئی ہے سو شاید راویوں کے تصرف سے ہے علاوہ ازیں یہ اس مستثنیٰ کے باب سے ہے جو غیر جنس سے ہو مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ﴾ اور حالانکہ ظن علم کی قسم سے نہیں اور یہی ہے معتمد اور کہا ابن فورک نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع ہے اطلاق شخص کا اللہ پر کئی امروں کے واسطے اول یہ کہ نہیں ثابت ہوئی یہ لفظ سمع کے طریق سے دوم یہ کہ اجماع ہے اس کے منع ہونے پر سوم یہ کہ اس کے معنی ہیں جسم مؤلف مرکب اور معنی غیرت کے زجر اور تحریم ہیں پس معنی یہ ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ بڑا زجر کرنے والا ہے تحریم سے اور میں اس سے زیادہ زجر کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ تر زجر کرنے والا ہے اور طعن کیا ہے خطابی نے سند میں ساتھ متفرد ہونے عبیداللہ کے ساتھ اس لفظ کے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور اس کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے صحیح مسلم وغیرہ کتابوں کی طرف رجوع نہیں کیا جن میں یہ لفظ واقع ہوا ہے غیر روایت عبیداللہ کی سے اور یہ رد کرنا ہے صحیح روایتوں کا اور طعن کرنا حدیث کے اماموں میں جو ضابط ہیں باوجود ممکن ہونے تاویل اس روایت کے جو انہوں نے روایت کی اسی واسطے کرمانی نے کہا کہ نہیں ہے کوئی حاجت ثقہ راویوں کو خطا کار ٹھہرانے کی بلکہ حکم اس کا حکم باقی متشابہات کا ہے یا تفویض یا تاویل اور کہا قرطبی

نے کہ اصل وضع شخص کی جسم آدمی کے واسطے ہے اور یہ معنی اللہ کے حق میں محال ہیں پس واجب ہے تاویل اس کی سو بعض نے کہا اس کے معنی ہیں کہ نہیں کوئی بلند اور بعض نے کہا کہ نہیں کوئی شے اور یہ تاویل خوب تر ہے پہلے سے اور واضح تر اس سے لا موجود یا لا احد ہے اور یہ تاویل نہایت خوب تر ہے اور حالانکہ ثابت ہو چکا ہے یہ لفظ دوسری روایت میں اور شاید کہ لفظ شخص کا بولا گیا ہے واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ ثابت کرنے ایمان اس شخص کے کہ دشوار ہے اس کے سمجھنے پر وہ موجود کہ نہ مشابہ ہو کسی چیز کو موجود ذات سے تا کہ نہ نوبت پہنچائے یہ طرف نفی اور تعطیل کی۔ (فتح)

تنبیہ: نہیں تصریح کی بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اطلاق کرنے لفظ شخص کے اللہ پر بلکہ وارد کیا ہے اس کو بطور احتمال کے اور البتہ جزم کیا ہے آئندہ باب میں ساتھ نام رکھنے اس کے شے واسطے ظاہر ہونے اس کے اس چیز میں کہ ذکر کیا اس کو دو آیتوں سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ﴾ فَسَمَّی اللّٰهُ تَعَالٰی نَفْسَهٗ شَیْئًا.

کہہ کون سی چیز بڑی ہے گواہی میں کہہ اللہ سو اللہ نے اپنا نام شے رکھا

فائدہ: اور توجیہ ترجمہ کی یہ ہے کہ جب اَیّ کا لفظ استفہام کے واسطے ہو تو ظاہر تقاضا کرتا ہے کہ نام رکھا گیا ہو ساتھ نام اس چیز کے کہ مضاف ہو اس کی طرف بنا بر اس کے پس صحیح ہو گا کہ اللہ کا نام شے رکھا جائے اور ہو گا کلمہ جلالت کا یعنی اللہ خبر مبتدا محذوف کی یعنی یہ شے وہ اللہ ہے اور جائز ہے کہ مبتدا ہو اس کی خبر محذوف ہو یعنی اللہ اکبر شہادۃ۔

وَسَمَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ شَیْئًا وَهُوَ صِفَةٌ مِّنْ صِفَاتِ اللّٰهِ

یعنی اور نام رکھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کا شے اور حالانکہ وہ صفت ہے اللہ کی صفتوں سے

فائدہ: یعنی سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اَمَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَیْءٌ۔

وَقَالَ ﴿كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ﴾

اور کہا کہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اس کی ذات

فائدہ: استدلال کرنا ساتھ اس آیت کے مبنی ہے اس پر کہ استثناء اس میں متصل ہے اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے کہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ میں داخل ہو اور یہی ہے راجح اور اس پر کہ لفظ شے کا اللہ پر بولا جاتا ہے اور یہ بھی راجح ہے اور مراد ساتھ وجہ کے ذات ہے اور توجیہ اس کی یہ ہے کہ تعبیر کی گئی ہے جملے سے ساتھ مشہور تر جزء کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد وجہ سے وہ چیز کہ اللہ کے واسطے عمل کی جائے اور بعض نے کہا کہ استثناء منقطع ہے یعنی لیکن اللہ وہ نہیں ہلاک ہو گا اور شے مساوی ہے موجود کی عرف میں لغت میں اور بہر حال قول ان کا لیس بشیء تو یہ بطور مبالغہ کے ہے ذم میں اسی واسطے موصوف کیا ہے اس کو ساتھ صفت معدوم کے اور کہا ابن بطال نے کہ ان آیتوں اور اثروں میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ اطلاق کرنا شے کا اللہ پر جائز نہیں اور رد ہے اس پر جو گمان کرتا ہے کہ معدوم شے ہے اور اتفاق

ہے سب عقلا کا کہ لفظ شے کا تقاضا کرتا ہے موجود کے ثابت کرنے کو اور لفظ لا شے کا تقاضا کرتا ہے موجود کی نفی کو مگر یہ قول ان کا لیس بشی ء ذم میں کہ یہ بطور مجاز کے ہے۔ (فتح)

٦٨٦٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا.

٦٨٦٧۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد سے فرمایا کہ کیا تجھ کو قرآن سے کچھ چیز یاد ہے؟ اس نے کہا ہاں فلانی فلانی سورت کہ اس نے نام لیا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ﴾ ﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾

اور اس کا عرش پانی پر تھا اور وہ رب ہے بڑے عرش کا

فائدہ: بخاری رحمہ اللہ نے دو آیتوں کے دو ٹکڑوں کو ذکر کیا ہے اور باریک بینی کی ہے اس نے دوسری آیت کے ذکر کرنے میں بعد پہلی کے واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو وہم کرتا ہے قول اس کے سے جو حدیث میں ہے کہ اللہ تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا کہ عرش ازل سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور یہ مذہب باطل ہے اور اسی طرح جس نے گمان کیا ہے فلاسفہ سے کہ عرش ہی ہے خالق یعنی پیدا کرنے والا اور صانع اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر تھا پہلے اس سے کہ کچھ چیز پیدا کرے سو پہلے پہل قلم کو پیدا کیا اور یہ اولیت محمول ہے اور پیدا کرنے آسمانوں اور زمین کے اور جو ان کے بیچ میں ہے سو بخاری رحمہ اللہ اس کے بعد اللہ کا یہ قول لایا ﴿رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾ تو اشارہ کیا اس طرف کہ عرش مربوب ہے اور جو مربوب ہو وہ مخلوق ہے اور ختم کیا باب کو ساتھ اس حدیث کے جس میں ہے سو اچانک میں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے ہیں اس واسطے کہ اس میں ثابت کرنا ہے عرش کے پایوں کا اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ عرش جسم مرکب ہے اس کے واسطے ابعاض اور اجزاء ہیں اور جسم مؤلف محدث اور مخلوق ہے اور کہا بیہقی نے کہ اتفاق ہے اہل تفسیر کا اس پر کہ عرش تخت ہے اور جسم ہے اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے اور فرشتوں کو حکم کیا اس کے اٹھانے کا اور اس کی تعظیم کرنے کا ساتھ طواف کرنے کے گرد اس کے جیسا کہ اللہ نے زمین میں خانہ کعبہ بنایا ہے اور آدمیوں کو حکم کیا کہ اس کا طواف کریں اور نماز میں اس کی طرف منہ کریں اور آیتوں میں جن کو ذکر کیا اور حدیثوں اور آثار میں دلالت ہے اوپر صحیح ہونے ان کے مذہب کے۔ (فتح)

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ ﴿اِسْتَوٰى إِلَى السَّمَآءِ﴾ اِرْتَفَعَ ﴿فَسَوّٰهُنَّ﴾ خَلَقَهُنَّ وَقَالَ

اور کہا ابوالعالیہ نے استویٰ الی السماء کے معنی ہیں بلند ہوا اور فسوٰھن کا معنی ہے پیدا کیا ان کو اور کہا مجاہد نے

مُجَاهِدٌ ﴿اِسْتَوٰى﴾ عَلَا عَلَى الْعَرْشِ. استوی علی العرش کے معنی ہیں بلند ہوا عرش پر۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے استواء مذکور میں اس جگہ کہ استویٰ کے کیا معنی ہیں سو کہا معتزلہ نے کہ اس کے معنی ہیں استیلا ساتھ قہر اور غلبے کے اور کہا جسمیہ نے کہ اس کے معنی ہیں استقرار یعنی قرار پکڑا عرش پر اور کہا بعض اہل سنت نے کہ اس کے معنی ہیں ارتفع اور کہا بعض نے علا اور کہا بعض نے کہ اس کے معنی ہیں ملک اور قدرت اور بعض نے کہا معنی استویٰ کے ہیں فارغ ہوا اور تمام کیا یعنی تمام کیا خلق کو اور بعض نے کہا کہ علی ساتھ معنی الی کے ہے یعنی انتہا ہوا طرف عرش کے یعنی اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ عرش کے اس واسطے کہ پیدا کیا خلق کو آگے پیچھے کہا ابن بطال نے بہرحال قول معتزلہ کا سو باطل ہے اس واسطے کہ اللہ ازل سے ہے قاہر غالب اور قول اس کا ثم استویٰ تقاضا کرتا ہے کہ شروع ہوئی یہ وصف بعد اس کے کہ نہ تھی اور ان کی تاویل سے لازم آتا ہے کہ وہ اس میں غلبہ کیا گیا تھا یعنی کوئی اور اس پر غالب تھا پھر قہر کے ساتھ غالب ہوا اس پر جو اس پر غالب تھا اور یہ منتفی ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اور بہرحال مجسمہ کا قول سو وہ بھی فاسد ہے اس واسطے کہ استقرار جسم کی صفات سے ہے اور لازم آتا ہے اس سے حلول اور تناہی اور یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے اور لائق ہے ساتھ مخلوقات کے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ﴾ اور بہرحال تفسیر استویٰ کی ساتھ علا کے سو وہ صحیح ہے اور وہی ہے مذہب حق اور قول اہل سنت کا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کی ہے ساتھ بلند ہونے کے ﴿سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ اور یہ صفت ہے اس کی ذات کی صفات سے اور روایت کی ابوالقاسم لالکائی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا استویٰ نہیں ہے مجہول اور اس کی کیفیت عقل میں نہیں آتی اور اس کے ساتھ اقرار کرنا ایمان ہے اور اس سے انکار کرنا کفر ہے اور ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے کہ وہ پوچھا گیا کس طرح ہے استوی علی العرش تو اس نے کہا کہ استوا معلوم ہے اور کیفیت معلوم نہیں اور اللہ پر ہے پیغمبر کا بھیجنا اور پیغمبر پر ہے پہنچا دینا اور لازم ہے ہم پر مان لینا اور روایت کی بیہقی نے ساتھ سند جید کے اوزاعی سے کہ ہم کہتے تھے اور حالانکہ تابعین بہت تھے کہ بے شک اللہ عرش پر ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے سنت اس کی صفات سے اور روایت کی ثعلبی نے اوزاعی سے کہ وہ پوچھے گئے اللہ کے اس قول سے ثم استویٰ علی العرش سو اس نے کہا کہ وہ اسی طرح ہے جس طرح کہ اس نے اپنے آپ کو موصوف کیا یعنی اس میں تاویل نہ کی جائے اور روایت کی بیہقی نے ساتھ سند جید کے عبداللہ بن وہب سے کہ ہم مالک کے پاس تھے تو ایک مرد اندر آیا سو اس نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! علی العرش استویٰ کہ کس طرح ہے استویٰ؟ سو مالک نے اپنا سر نیچے ڈالا سو اس کو پسینہ آیا پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ الرحمٰن علی العرش استویٰ یعنی اللہ اسی طرح ہے جس طرح کہ اس نے اپنے آپ کو وصف کیا اور نہ کہا جائے کیف اور کیف اس سے مرفوع ہے یعنی اس کی کیفیت معلوم نہیں اور میں معلوم کرتا ہوں کہ تو بدعتی ہے اور اسی

طرح نقل کیا ہے اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے لیکن اس میں ہے کہ اقرار اس کے ساتھ واجب ہے اور سوال کرنا اس سے بدعت ہے اور روایت کی بیہقی نے کہ سفیان ثوری اور شعبہ اور حماد بن زید اور حماد بن سلمہ اور شریک اور ابوعوانہ نہ اللہ کو محدود کرتے تھے اور نہ اس کو کسی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور روایت کرتے تھے ان حدیثوں کو یعنی جس طرح کہ وارد ہوئیں اور نہ کہتے تھے کس طرح کہا ابوداؤد نے اور یہی ہے قول ہمارا کہا بیہقی نے اور اسی پر گزر چکے ہیں ہمارے بڑے اور باسند بیان کیا ہے لالکائی نے محمد بن حسن شیبانی سے کہا کہ اتفاق کیا ہے سب فقہاء نے مشرق سے مغرب تک اس پر کہ ایمان لانا ساتھ قرآن کے اور ان حدیثوں کے کہ روایت کیا ہے ان کو ثقات نے حضرت ﷺ سے بیچ صفت رب کے واجب ہے بغیر تشبیہ اور تفسیر کے اور جو تفسیر کرے کسی چیز کو اس سے اور قائل ہو ساتھ قول جہم کے تو وہ نکلا اس چیز سے جس پر حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب تھے اور الگ ہوا جماعت سے اس واسطے کہ اس نے وصف کیا رب کو ساتھ صفت لاشی کے اور روایت کی اس نے ولید بن مسلم کے طریق سے کہ سوال کیا میں نے اوزاعی اور ثوری اور مالک اور لیث کو ان حدیثوں سے جن میں اللہ کی صفت ہے تو انہوں نے کہا کہ ان کو بدستور رہنے دو جس طرح کہ وارد ہوئیں بغیر کیف کے اور روایت کی ابن ابی حاتم نے شافعی رحمہ اللہ سے کہ اللہ کے واسطے نام اور صفات ہیں اور جو مخالفت کرے بعد ثبوت حجت کے تو اس نے کفر کیا اور بہرحال قائم ہونے حجت سے پہلے تو وہ معذور ہے ساتھ جہل کے اس واسطے کہ اس کا علم نہیں پایا جاتا عقل سے اور نہ دیکھنے سے اور نہ فکر سے سو ہم ان صفتوں کو اللہ کے واسطے ثابت کرتے ہیں اور اس سے تشبیہ کی نفی کرتے ہیں یعنی اللہ کسی چیز کی مانند نہیں ہے جس طرح کہ اللہ نے اپنی ذات سے آپ نفی کی سو فرمایا لیس کمثلہ شیء اور باسند بیان کیا ہے بیہقی نے ابوبکر ضبعی کے طریق سے کہا کہ مذہب اہل سنت کا بیچ الرحمٰن علی العرش استویٰ کے بلا کیف ہے اور آثار سلف سے اس میں بہت ہیں اور کہا ترمذی نے جامع میں کہ البتہ ثابت ہو چکی ہیں یہ روایتیں سو ہم ان کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور نہیں کرتے ہم وہم اور نہ کہا جائے کیف اسی طرح آیا ہے مالک اور ابن عیینہ اور ابن مبارک سے کہ انہوں نے ان حدیثوں کو اپنے ظاہر پر گزارا اور یہی قول ہے اہل علم کا اہل سنت و جماعت سے اور بہرحال جہمیہ سو انہوں نے اس سے انکار کیا ہے سو انہوں نے کہا کہ یہ تشبیہ ہے اور کہا اسحاق بن راہویہ نے کہ تشبیہ تو اس وقت ہوتی ہے جب کہ کہا جائے کہ ہاتھ مانند ہاتھ کے ہے اور کان مانند کان کی اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اہل سنت کا اجماع ہے اوپر اقرار کرنے کے ساتھ اور صفتوں کے جو وارد ہوئی ہیں کتاب اور سنت میں اور انہوں نے اس میں سے کسی چیز کی کیفیت بیان نہیں کی اور بہرحال جہمیہ اور معتزلہ اور خوارج سو انہوں نے کہا کہ جو اقرار کرے ساتھ ان کے وہ مشبہ ہے اور جو لوگ کہ ان کے ساتھ اقرار کرتے ہیں انہوں نے ان کا نام معطلہ رکھا ہے اور کہا امام الحرمین نے رسالہ نظامیہ میں کہ علماء کو ان صفتوں کے ظواہر میں اختلاف ہے سو بعض نے ان کی تاویل کی ہے اور مذہب ائمہ سلف کا تاویل سے باز رہنا ہے اور جاری کرنا

ان کا ظاہر پر اور سپرد کرنا ان کے معنوں کو اللہ کی طرف اور ہم پیروی کرتے ہیں سلف امت کے عقیدے کی واسطے دلیل قاطع کے کہ اجماع امت کا حجت ہے اور اگر ان ظاہر حدیثوں کی تاویل ضروری ہوتی تو فروع شریعت سے زیادہ اس کا اہتمام کرتے اور جب گزر چکا عصر اصحاب اور تابعین کا اور انہوں نے ان حدیثوں میں تاویل نہ کی سو اسی طریقے کی پیروی کی جائے گی اور پہلے گزر چکا ہے اہل عصر ثالث یعنی تبع تابعین سے اور وہ فقہا ہیں شہروں کے مانند ثوری اور مالک اور اوزاعی کے اور جوان کے ہم زمانہ ہیں اور اسی طرح جن لوگوں نے ان سے علم سیکھا سو کس طرح نہ اعتماد کیا جائے ساتھ اس چیز کے جس پر قرون ثلاثہ کے علماء کا اتفاق ہے اور حالانکہ وہ بہتر ہیں سب زمانوں کے لوگوں سے ساتھ گواہی صاحب شریعت کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اَلْمَجِيْدُ﴾ اَلْكَرِيْمُ وَ﴿اَلْوَدُوْدُ﴾ اَلْحَبِيْبُ

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مجید کے معنی ہیں کریم اور ودود کے معنی ہیں حبیب یعنی اس آیت میں ذو العرش المجید وھو الغفور الودود۔

فائدہ: اور مجد کے معنی ہیں فراخی کرم اور جلالت میں اور وصف کیا قرآن کو ساتھ مجید کے اس واسطے کہ وہ بغل گیر ہے مکارم دنیاوی اور اُخروی کو کہا ابن منیر نے کہ بخاری رحمہ اللہ نے جو چیز کہ اس باب میں ذکر کی ہے وہ سب شامل ہے اوپر ذکر عرش کے مگر اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ اس نے تنبیہ کی ہے ساتھ اس کے ایک لطیفہ پر وہ یہ کہ مجید آیت میں اوپر کسر کے نہیں ہے صفت عرش کے تاکہ خیال کیا جائے کہ وہ قدیم ہے بلکہ وہ صفت اللہ کی ہے ساتھ دلیل قراءت رفع کے اور بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعد جو حمید مجید ذکر کیا ہے تو یہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ وہ بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک صفت اللہ کی ہے۔ (فتح)

يُقَالُ ﴿حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ كَأَنَّهُ فَعِيْلٌ مِّنْ مَّاجِدٍ مَحْمُوْدٌ مِّنْ حَمِدَ.

کہا جاتا ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں حمید مجید کہ ان کے معنی ہیں محمود ماجد یعنی تو ہے سب خوبیوں سے سراہا گیا بڑائی والا پس حمید ساتھ معنی مفعول کے ہے اور مجید ساتھ معنی فاعل کے اور مجید فعیل ہے ماجد سے اور حمید ساتھ معنی محمود کے ہے حمد سے۔

٦٨٦٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ إِنِّيْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٨٦٨۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ اچانک بنی تمیم کی ایک قوم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبول کرو بشارت کو اے بنی تمیم! تو انہوں نے کہا کہ آپ نے ہم کو

وَسَلَّمَ إِذْ جَآءَهُ قَوْمٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ قَالُوْا بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَدَخَلَ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَبِلْنَا جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ وَلِنَسْأَلَكَ عَنْ أَوَّلِ هٰذَا الْأَمْرِ مَا كَانَ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ ثُمَّ أَتَانِيْ رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ أَدْرِكْ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ فَانْطَلَقْتُ أَطْلُبُهَا فَإِذَا السَّرَابُ يَنْقَطِعُ دُوْنَهَا وَايْمُ اللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ أَقُمْ.

بشارت دی سو کچھ مال بھی دو پھر یمن کے کچھ لوگ حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبول کرو بشارت کو اے یمن والو! جب کہ بنی تمیم نے اس کو قبول نہیں کیا انہوں نے کہا کہ البتہ ہم نے بشارت قبول کی اور ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے تا کہ دین کو سمجھیں اور آپ سے پوچھیں کہ اس عالم سے پہلے کیا تھا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ہی تھا اور اس کے سوائے کوئی چیز نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا پھر آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور لوح محفوظ میں ہر چیز کو لکھا پھر میرے پاس ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ اے عمران! اپنی اونٹنی کو پا سو البتہ وہ چلی گئی سو میں چلا اس کی تلاش کو تو اچانک سراب یعنی خیالی پانی اس سے دور منقطع ہوتا ہے یعنی دور نظر آئی اور قسم ہے اللہ کی البتہ میں نے چاہا کہ وہ جاتی رہتی اور میں کھڑا نہ ہوتا یعنی حضرت ﷺ کے پاس سے۔

فائدہ: اور مراد بشارت سے یہ ہے کہ جو مسلمان ہوا اس نے نجات پائی دوزخ میں ہمیشہ رہنے سے پھر اس کو عمل کے موافق بدلہ ملے گا مگر یہ کہ اللہ اس سے معاف کرے کہا کرمانی نے کہ بشارت دی ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ اس چیز کے کہ تقاضا کرے بہشت میں داخل ہونے کو اس واسطے کہ تعریف کی ان کے واسطے اصول عقائد کی جو مبدا اور معاد ہے اور جو ان کے درمیان ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تعریف اس جگہ واقع ہوئی تھی اہل یمن کے واسطے نہ بنی تمیم کے واسطے اور یہ جو کہا کہ آپ نے ہم کو بشارت دی تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ مسلمان تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انہوں نے دنیا کا مال چاہا اور حضرت ﷺ ان کی بے علمی سے غصے ہوئے کہ انہوں نے معلق کیا اپنی امیدوں کو ساتھ دنیا فانی کے اور مقدم کیا اس کو دین کی سمجھ بوجھ پر کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے ثواب آخرت باقی کا اور کہا کرمانی نے کہ قول ان کا بشرتنا دلالت کرتا ہے اس پر کہ انہوں نے کچھ بشارت کو قبول کیا لیکن اس کے ساتھ دنیا کا مال بھی طلب کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نفی کی ان سے قبول مطلوب کی نہ مطلق قبول کی اور غضبناک ہوئے اس واسطے کہ انہوں نے کلمہ توحید اور مبدا اور معاد کے حقیقت اور ان کی واجب کرنے والی چیزوں سے سوال نہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ ہر چیز سے پہلے تھا اور اس کے معنی ہیں کہ اللہ تھا اور اس کے ساتھ کچھ چیز نہ تھی اور یہ صریح تر ہے رد میں اس شخص پر جو ثابت کرتا ہے حوادث کو کہ نہیں ہے کوئی اول واسطے ان

کے اور مراد پہلے کان سے ازلیت اور قدم ہے اور دوسرے کان سے حدوث بعد عدم کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جہان دنیا حادث ہے یعنی پہلے نہ تھا پھر پیدا ہوا اس واسطے کہ قول اس کا اور اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی ظاہر ہے اس میں اس واسطے کہ ہر چیز جو اللہ کے سوا ہے موجود ہوئی اس کے بعد کہ موجود نہ تھی اور یہ جو کہا کہ تیری اونٹنی جاتی رہی تو ایک طریق میں اس روایت کے اول میں ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا یعنی مسجد میں اور میں نے اپنی اونٹنی دروازے پر باندھی یعنی اس کا زانو رسی سے باندھا اور یہ جو کہا کہ البتہ میں نے دوست رکھا کہ اونٹنی جاتی رہتی تو یہ افسوس اوپر مجموع جانے اور نہ کھڑے ہونے اس کے ہے نہ ایک پر اس واسطے کہ اس کا جانا تو اس کے چھوٹ جانے سے معلوم ہو چکا تھا اور مراد بالکل جاتے رہنا اس کا ہے۔ (فتح)

٦٨٦٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ يَمِيْنَ اللّٰهِ مَلْأَى لَا يَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّآءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ أَرَأَيْتُمْ مَّا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مَا فِيْ يَمِيْنِهٖ وَعَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْفَيْضُ أَوِ الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ.

٦٨٦٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا دایاں ہاتھ پر ہے خرچ کرنا اس کو کم نہیں کرتا ہاتھ اس کا شب و روز انڈیلنے والا ہے یعنی ہر دم فیض اس کا جاری ہے بھلا دیکھو تو کہ جو کہ اللہ نے خرچ کیا جب سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اتنے خرچ نے تو اس کے دائیں ہاتھ میں سے کچھ کم نہیں کیا اور اللہ کا عرش پانی پر تھا اور اللہ کے دوسرے ہاتھ میں فیض ہے یا فرمایا روک ہے کسی کو اٹھاتا ہے کسی کو جھکاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور مراد پانی سے سمندر کا پانی نہیں بلکہ وہ پانی ہے جو عرش کے نیچے ہے اور احتمال ہے کہ اس کے اٹھانے والوں کے پاؤں دریا میں ہوں جیسا کہ بعض آثار میں آیا ہے روایت کی بیہقی نے سدی کے طریق سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾ کہا کہ جس نہر پر کہ ساتویں زمینیں ہیں وہ نہایت خلق کی ہے اس کے کناروں پر چار فرشتے ہیں ہر ایک کے واسطے ان میں چار چار منہ ہیں ایک منہ آدمی کا دوسرا شیر کا تیسرا بیل کا چوتھا نسر کا سو وہ اس پر کھڑے ہیں انہوں نے زمینوں اور آسمانوں کو گھیرا ہوا ہے ان کے سر کرسی کے نیچے ہیں اور کرسی عرش کے نیچے ہے اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث طویل میں ہے کہ نہیں سات آسمان ساتھ کرسی کے مگر مانند حلقے کی کہ بیابان میں ہو اور نہیں کرسی ساتھ عرش کے مگر مثل حلقے کی کہ بیابان میں ہو۔ (فتح)

٦٨٧٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَآءَ زَيْدُ بْنُ

٦٨٧٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے آکر شکایت کی یعنی اپنی عورت کی تو حضرت ﷺ نے فرمانا شروع کیا کہ اللہ سے ڈر اور اپنی

حَارِثَةَ يَشْكُوْ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اتَّقِ اللّٰهَ وَأَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ قَالَ أَنَسٌ لَوْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِمًا شَيْئًا لَكَتَمَ هٰذِهٖ قَالَ فَكَانَتْ زَيْنَبُ تَفْخَرُ عَلٰى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ زَوَّجَكُنَّ أَهَالِيْكُنَّ وَزَوَّجَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ وَعَنْ ثَابِتٍ ﴿وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ﴾ نَزَلَتْ فِيْ شَأْنِ زَيْنَبَ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.

عورت کو اپنے پاس رہنے دے اور اگر حضرت ﷺ کسی چیز کو چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپاتے یعنی ﴿وَتُخْفِيْ مَا فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ﴾ اور کہا زینب رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی اور بیویوں پر فخر کرتی تھیں کہتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے گھر والوں نے کر دیا اور نکاح کر دیا میرا اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے اور ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت ﴿وَتُخْفِيْ مَا فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ﴾ زینب رضی اللہ عنہا اور زید رضی اللہ عنہ کی شان میں اتری۔

فائدہ: زینب رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں حضرت ﷺ نے ان کا نکاح زید رضی اللہ عنہ سے کر دیا لیکن دونوں میں موافقت نہ ہوئی اکثر لڑائی ہوتی تو زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے پاس آ کر شکایت کی تو کہا کہ میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے پاس رہنے دے اپنی بیوی کو اور ڈر اللہ سے تو حضرت ﷺ کے دل میں آیا اگر زید رضی اللہ عنہ نے زینب رضی اللہ عنہا کو چھوڑ دیا تو میں اس سے نکاح کر لوں گا تو اس پر یہ آیت اتری اور ایک روایت میں ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرا حق حضرت ﷺ پر سب بیویوں سے زیادہ ہے نکاح کر دیا میرا اللہ نے آپ سے عرش کے اوپر سے اور جبریل علیہ السلام وکیل تھے اور میں آپ کی پھوپھی کی بیٹی ہوں آپ کی عورتوں میں سے کوئی بیوی مجھ سے زیادہ تر قریب نہیں۔ (فتح)

٦٨٧١۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ فِيْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَأَطْعَمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَلَحْمًا وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلٰى نِسَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ أَنْكَحَنِيْ فِي السَّمَآءِ.

٦٨٧١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ اتری آیت حجاب کی زینب رضی اللہ عنہا کے حق میں حضرت ﷺ نے اس دن لوگوں کو ان کے ولیمے میں روٹی اور گوشت کھلایا اور زینب رضی اللہ عنہا فخر کرتی تھیں حضرت ﷺ کی اور بیویوں پر اور کہتی تھیں کہ نکاح کر دیا میرا اللہ نے آسمان میں۔

فائدہ: قول اس کا آسمان میں اس کا ظاہر مراد نہیں اس واسطے کہ اللہ مبرہ ہے حلول کرنے سے مکان میں لیکن چونکہ

بلندی کی جہت اشرف ہے اپنے غیر سے تو منسوب کیا اس کو اس کی طرف واسطے اشارہ کرنے کے طرف بلند ہونے ذات اور صفات کے اور یہی جواب ہے ان لفظوں میں جو فوقیت میں وارد ہوئے ہیں کہا راغب نے کہ فوق استعمال کیا جاتا ہے مکان میں اور زمان میں اور جسم میں اور ...... اور مرتبے میں اور قہر میں اول کی مثال یہ ہے ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ دوسری کی مثال یہ ہے ﴿اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ تیسری کی مثال یہ ہے ﴿فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ﴾ چوتھے کی مثال یہ ہے ﴿بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا﴾ چھوٹے اور بڑے ہونے میں وعلی ھذا القیاس۔

۶۸۷۲۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا قَضَى الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهٗ فَوْقَ عَرْشِهٖ اِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ.

۶۸۷۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے بے شک جب اللہ نے خلق کو پیدا کیا تو عرش پر اپنے پاس لکھ رکھا کہ بے شک میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غصے سے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ مراد ساتھ کتاب کے ...... ہے جو مقدر کی یعنی مقدر کیا اس کو جیسے ﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ﴾ اور یہ جو کہا عرش سے اوپر تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کا علم اللہ کے نزدیک ہے سو اس کو نہ بھولتا ہے نہ بدلتا ہے جیسے اللہ نے فرمایا ﴿فِيْ كِتَابٍ لَّا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسٰى﴾ اور یا کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے جس میں ذکر ہے اقسام خلق کا اور ان کا کاموں کا اور ان کی اجل کا اور ان کی روزی کا اور ان کے حالات کا تو ہوں گے معنی اس کے قول کے سو وہ اس کے پاس عرش پر ہے یعنی ذکر اس کا اور علم اس کا اور یہ سب جائز ہے تخریج میں اس پر کہ عرش خلق مخلوق ہے اس کو فرشتے اٹھاتے ہیں سو نہیں ہے محال یہ کہ ہاتھ لگائیں عرش کو جب کہ اس کو اٹھائیں اگرچہ ہو حامل عرش کا اور حامل اس کے حاملوں کا اللہ اور نہیں ہے قول ہمارا کہ اللہ عرش پر ہے یعنی اس کے ساتھ چھوا ہوا ہے یا قرار گیر ہے اس میں یا جگہ پکڑنے والا کسی جہت میں اس کی جہات سے بلکہ وہ خبر ہے کہ آئی ہے توقیف ساتھ اس کے اور نفی کی ہم نے اس سے کیفیت کی اس واسطے کہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ یہ جو کہا کہ وہ کتاب اس کے پاس عرش پر ہے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ حکمت نے چاہا کہ ہو عرش حامل واسطے اس چیز کے کہ چاہی اللہ نے اثر حکمت اللہ اور اس کی قدرت کی سے اور پوشیدہ غیب اس کی سے تاکہ مجرد ہو وہ اللہ ساتھ اس کے طریق علم اور احاطہ کے سے سو ہوگی یہ بڑی دلیل اوپر اکیلے ہونے اس کے ساتھ علم غیب کے اور کبھی ہوتی ہے یہ تفسیر واسطے اس کے قول کے ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ یعنی جس کو چاہا اپنی قدرت سے اور وہ کتاب اس کی ہے جس کو عرش پر رکھا۔ (فتح)

٦٨٧٣۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنِيْ هِلَالٌ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ هَاجَرَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ جَلَسَ فِيْ أَرْضِهِ الَّتِيْ وُلِدَ فِيْهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا نُنَبِّئُ النَّاسَ بِذٰلِكَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ كُلُّ دَرَجَتَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَسَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهٗ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ.

٦٨٧٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سچے دل سے اللہ کو اور اس کے پیغمبر کو مانا اور نماز کو ٹھیک ادا کیا اور رمضان کا روزہ رکھا تو وعدے کی راہ سے ضرور ہو گیا اللہ پر اس کا بہشت میں لے جانا خواہ اس نے اپنا وطن اللہ کی راہ میں جہاد کے واسطے چھوڑا ہو یا اسی زمین میں ٹھہرا رہا جس میں پیدا ہوا اصحاب نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم لوگوں کو اس کی خوشخبری سنائیں کہ بہشت جہاد اور ہجرت پر موقوف نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں سو بلند درجے ہیں کہ اللہ نے مجاہدین کے واسطے مقرر کیے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فرق ہے جتنا آسمان اور زمین میں سو جب اللہ سے مانگو تو فردوس مانگا کرو کہ فردوس سب بہشتوں کے درمیان میں ہے اور سب سے اونچی ہے اور اس کے اوپر اللہ کا عرش ہے اور اسی سے بہشت کی سب نہریں نکلتی ہیں۔

فائدہ: یعنی ہر چند بہشت جہاد پر موقوف نہیں اصل نجات کے واسطے ایمان اور نماز روزہ کفایت کرتا ہے لیکن تم ہمت کو پست نہ کرو کہ صرف نجات پر قناعت کرو بلکہ ہمت بلند رکھو جہاد کرو تا کہ فردوس پاؤ جس کے آگے سب بہشتیں پست ہیں اور اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا اللہ پر حق ہے تو یہ مانند اس آیت کی ہے ﴿كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾ اور اس کے یہ معنی نہیں کہ یہ اللہ پر لازم ہے اس واسطے کہ نہ کوئی اس کے واسطے حکم کرنے والا ہے نہ منع کرنے والا جو واجب کرے اس پر وہ چیز کہ لازم ہو اس کو مطالبہ ساتھ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے معنی ہیں پورا کرنا اس چیز کا کہ وعدہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے ثواب سے اور اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا اور یہ جو کہا کہ بہشت میں سو درجے ہیں تو اس میں زیادتی کی نفی نہیں یعنی اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سو سے زیادہ نہیں اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی جو ترمذی نے روایت کی ہے کہ قرآن والے سے کہا جائے گا کہ پڑھ قرآن کو کھول کھول کر صاف جیسے تو دنیا میں پڑھا کرتا تھا اس واسطے کہ تیری جگہ اخیر آیت کے پاس ہو گی جو تو پڑھے گا اور قرآن کی آیتوں کا عدد چھ ہزار اور دو سو سے زیادہ ہے اور اس حدیث میں یہ بیان

نہیں ہوا کہ زمین آسمان کے درمیان کتنا فرق ہے سو ترمذی کی روایت میں ہے کہ سو برس کی راہ ہے اور طبرانی میں ہے کہ پانچ سو برس کی راہ ہے اور ابن خزیمہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پہلے آسمان اور دوسرے آسمان کے درمیان بھی پانچ سو برس کی راہ ہے اور ہر دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ موٹائی ہر آسمان کی پانچ سو برس کی راہ ہے اور ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان بھی پانچ سو برس کی راہ ہے اور کرسی اور پانی کے درمیان پانچ برس کی راہ ہے اور عرش پانی سے اوپر ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ عرش سے اوپر ہے اور نہیں پوشیدہ اس پر کوئی چیز تمہارے عملوں میں سے اور ابوداؤد وغیرہ میں ہے کہ ساتویں آسمان کے اوپر دریا ہے جو پانچ سو برس کی راہ چوڑا ہے پھر اس سے اوپر آٹھ اوحال ہیں کہ ان کے کھر اور گھٹنوں کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے پھر اس سے اوپر عرش ہے اس کی موٹائی پانچ سو برس کی راہ ہے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے اوپر ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ زمین سے آسمان تک اکہتر یا بہتر سال کی راہ ہے سو دونوں عدد کے اختلاف میں تطبیق یہ ہے کہ پانچ سو برس کی روایت محمول ہے آہستہ چلنے والے پر جیسا پیادے کا چلنا اور اکہتر برس کی روایت محمول ہے جلدی چلنے والے پر جیسا دوڑنے والا اور اگر ستر کی روایت پر زیادتی کے ساتھ تحدید نہ ہوتی تو ہم ستر برس کی روایت کو مبالغہ پر محمول کرتے۔ (فتح)

٦٨٧٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ هُوَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ هَلْ تَدْرِيْ أَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهٖ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ تَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُوْدِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيْلَ لَهَا ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا ثُمَّ قَرَأَ ذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا فِيْ قِرَآئَةِ عَبْدِ اللّٰهِ.

٦٨٧٤۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے سو جب سورج غروب ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ یہ آفتاب کہاں جاتا ہے؟ یعنی بعد غروب ہونے کے سو میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جاتا ہے اجازت مانگتا ہے سجدے کی تو اس کو سجدہ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے اور گویا کہ اس کو کہا گیا کہ تو پلٹ جا جدھر سے آیا ہے تو نکلے گا مغرب کی طرف سے پھر پڑھی یہ آیت یہ اس کی قرار گاہ ہے عبداللہ کی قراءت میں، یعنی اور مشہور قراءت یہ ہے لمستقر لھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ عرش مخلوق ہے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس کے واسطے اوپر اور نیچا ہے اور یہ دونوں مخلوق کی صفات میں سے ہیں اور مغرب

سے سورج چڑھنے کا بیان کتاب الرقاق میں گزر چکا ہے کہا ابن بطال نے کہ یہ جو کہا کہ سورج اجازت مانگتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ اس میں زندگی پیدا کرتا ہے پس پیدا کرتا ہے کلام کرنے کو نزدیک اس کے اس واسطے کہ اللہ قادر ہے اوپر زندہ کرنے جماد اور مردوں کے اور بعض نے کہا احتمال ہے کہ اجازت مانگنے کی نسبت سورج کی طرف مجازی ہو اور مراد اس سے وہ فرشتے ہوں جو اس کے ساتھ موکل ہیں۔ (فتح)

٦٨٧٥۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى عَنْ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهٗ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ حَتّٰى وَجَدْتُ آخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِيْ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهٖ ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ حَتّٰى خَاتِمَةِ بَرَآئَةَ.

٦٨٧٥۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کہلا بھیجا کہ میں قرآن کو جمع کروں سو میں نے قرآن کو تلاش کیا یعنی لوگوں سے یہاں تک کہ میں نے سورۂ توبہ کی اخیر آیت ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پائی کہ میں نے اس کو اس کے سوائے کسی کے پاس نہ پایا وہ آیت یہ ہے ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ سورۂ براءۃ کے اخیر تک۔

فائدہ: اس آیت کا اخیر یہ ہے ﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾ یعنی وہ رب ہے بڑے عرش کا اور یہی مراد ہے اس جگہ اس حدیث سے اس واسطے کہ اس میں ثابت کیا ہے عرش کے واسطے رب ہے پس وہ مربوب ہے اور ہر مربوب مخلوق ہے اور اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ بِهٰذَا وَقَالَ مَعَ أَبِيْ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ.

حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ بن بکیر نے کہا حدیث سنائی ہمیں لیث نے یونس سے اسی اسناد کے ساتھ اور کہا ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔

٦٨٧٦۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا

٦٨٧٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمال سختی کے وقت کہتے تھے کہ کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ کے جو جاننے والا اور حلم والا ہے کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے وہ رب ہے بڑے عرش کا نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے وہ رب ہے آسمانوں اور

إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ.

زمین کا اور رب ہے عرش کریم کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعوات میں گزر چکی ہے۔

٦٨٧٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ وَقَالَ الْمَاجِشُوْنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ فَإِذَا مُوْسٰى آخِذٌ بِالْعَرْشِ.

٦٨٧٧۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے بے شک لوگ صور کی آواز سے قیامت میں بیہوش ہو جائیں گے سو اچانک میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح نہ دیکھوں گا کہ عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ پکڑے ہیں اور دوسری روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ پہلے پہل میں ہوش میں آؤں گا سو اچانک دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کو پکڑے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا عرش سرخ یاقوت سے ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوْحُ إِلَيْهِ﴾ وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ﴾ وَقَالَ أَبُوْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِأَخِيْهِ اعْلَمْ لِيْ عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ أَنَّهٗ يَأْتِيْهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَآءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْعَمَلُ الصَّالِحُ﴾ يَرْفَعُ الْكَلِمَ الطَّيِّبَ يُقَالُ ﴿ذِي الْمَعَارِجِ﴾ الْمَلَائِكَةُ تَعْرُجُ إِلَى اللّٰهِ.

اللہ نے فرمایا کہ چڑھتے ہیں فرشتے اور روح اس کی طرف اور فرمایا کہ اسی کی طرف چڑھتے ہیں کلمے پاک، اور کہا ابو جمرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کی خبر پہنچی تو اس نے اپنے بھائی سے کہا کہ معلوم کر آ میرے واسطے علم اس مرد کا جو گمان کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے، اور کہا مجاہد نے کہ عمل صالح بلند کرتے ہیں نیک باتوں کو کہا جاتا ہے ذی المعارج یعنی فرشتے اللہ کی طرف چڑھتے ہیں۔

فائدہ: بہر حال پہلی آیت سو اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ آئی ہے اس کی تفسیر میں اخیر کلام میں یعنی فرشتے اس کی طرف چڑھتے ہیں اور ذی المعارج اللہ کی نعت ہے وصف کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے اپنے نفس کو اس واسطے کہ فرشتے اس کی طرف چڑھتے ہیں اور روایت کی بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر میں کہ پاک کلموں سے مراد ذکر اللہ کا ہے اور نیک عمل سے مراد فرائض کا ادا کرنا ہے سو جو اللہ کو یاد کرے اور اس کے فرائض کو ادا نہ کرے تو اس کا کلام رد کیا جاتا ہے اور بہر حال دوسری آیت سو اشارہ کیا طرف تفسیر مجاہد کی اس کے واسطے پہلے اثر میں اور کہا فراء نے کہ یہ جو کہا کہ نیک عمل بلند کرتا ہے نیک بات کو یعنی قبول ہوتی ہے نیک بات جب کہ وہ ساتھ اس کے نیک عمل اور بہر حال تعلیق ابو جمرہ کی سو یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے قول ابو ذر رضی اللہ عنہ کا ہے اپنے بھائی کے واسطے کہ میرے واسطے معلوم کر آ علم اس مرد کا جو گمان کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے کہا بیہقی نے کہ مراد نیک بات کے چڑھنے سے قبول ہونا اس کا ہے اور چڑھنا فرشتوں کا اپنی جگہوں کی طرف ہے آسمانوں میں اور یہ جو کہا طرف اللہ کی تو یہ محمول ہے تفویض پر یعنی اس کے معنی کو اللہ ہی جانتا ہے ہم اس کے ساتھ ایمان لائے جیسا کہ سلف سے گزر چکا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس باب میں رد کرنا ہے جہمیہ مجسمہ پر کہ وہ ان ظواہر سے تعلق پکڑتے ہیں اور البتہ مقرر ہو چکا ہے کہ اللہ جسم نہیں پس نہ محتاج ہوگا طرف مکان کی کہ اس میں قرار پکڑے اس واسطے کہ اللہ موجود تھا اور مکان کوئی نہ تھا اور اضافت معارج کی اس کی طرف اضافت تشریف ہے اور یہ جو کہا کہ اس کی طرف چڑھتے ہیں تو اس کے معنی ہیں بلند ہونا اس کا باوجود پاک ہونے اس کے مکان سے۔ (فتح)

۶۸۷۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ فَيَقُولُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ.

۶۸۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں آگے پیچھے آیا جایا کرتے ہیں فرشتے ہر ایک رات اور دن میں اور جمع ہوتے ہیں عصر کی نماز اور فجر کی نماز میں پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں وہ فرشتے جو رات کو تمہارے درمیان رہے سو اللہ ان سے پوچھتا ہے اور حالانکہ وہ تمہارا حال ان سے زیادہ تر جانتا ہے کہ کس حال میں تم نے میرے بندوں کو چھوڑا تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم ان کو چھوڑ آئے نماز پڑھتے اور جاتے وقت پایا ہم نے ان کو نماز پڑھتے۔

فائدہ: اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں جو رات کو تمہارے درمیان رہے اور البتہ تمسک

کیا ہے ساتھ ظاہر احادیث باب کے اس نے جو گمان کرتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بلندی کی جہت میں ہے اور میں نے بیان کر دیا ہے پہلے باب میں کہ اللہ کے حق میں بلند ہونے کے کیا معنی ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللّٰهِ إِلَّا الطَّيِّبُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهٖ كَمَا يُرَبِّيْ أَحَدُكُمْ فُلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ وَرَوَاهُ وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللّٰهِ إِلَّا الطَّيِّبُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو صدقہ دے گا کھجور کے برابر حلال روزی سے اور نہیں چڑھتا اللہ کی طرف سوائے حلال کے یعنی نہیں قبول کرتا سوائے حلال کے سو بے شک اللہ اس کو قبول فرماتا ہے اپنے دائیں ہاتھ سے پھر اس کو پالتا ہے دینے والے کے واسطے جیسے کوئی تم میں سے اپنے بچھڑے کو پالتا ہے یہاں تک کہ اس چیز کو بڑھاتا ہے کہ وہ پہاڑ کی برابر ہو جاتی ہے اور روایت کیا ہے اس کو ورقاء نے الخ یعنی ورقا کی روایت سلیمان کی روایت کے موافق ہے مگر ان کے شیخ کے شیخ میں۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ ذکر دائیں ہاتھ کا جو اس حدیث میں آیا ہے تو اس کے معنی ہیں اچھی طرح قبول کرنا اس واسطے کہ اہل ادب کی عادت جاری ہے کہ دایاں ہاتھ کمینی چیزوں کو نہیں لگاتے بلکہ قدر والی چیزوں کو دایاں ہاتھ لگاتے ہیں اور اللہ کا بایاں ہاتھ نہیں اس واسطے کہ وہ محل نقص کا ہے ضعف میں بلکہ وارد ہوا ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں اور نہیں ہے مراد اس سے جارحہ بلکہ وہ توقیف ہے سو ہم اس کو مطلق چھوڑتے ہیں جس طرح وارد ہوا اور اس کی کیفیت بیان نہیں کرتے اور یہ مذہب ہے اہل سنت اور جماعت کا۔ (فتح)

۶۸۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ بِهِنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

۶۸۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ رنج اور کمال سختی کے وقت ان کلموں سے دعا کرتے کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے جو بڑائی والا صاحب حلم ہے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے جو بڑے عرش کا مالک ہے نہیں کوئی لائق پوجنے کے سوائے اللہ کے جو آسمانوں کا رب ہے اور عزت والے عرش کا رب ہے۔

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ.

٦٨٨٠ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ أَوْ أَبِي نُعْمٍ شَكَّ قَبِيصَةُ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةٍ.

۶۸۸۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ سنا بھیجا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو چار آدمیوں کے درمیان تقسیم کیا۔

وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ وَهُوَ بِالْيَمَنِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي مُجَاشِعٍ وَبَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَبَيْنَ عَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ فَتَغَيَّظَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ فَقَالُوا يُعْطِيهِ صَنَادِيدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا قَالَ إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِينِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللَّهَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ يُطِيعُ اللَّهَ إِذَا عَصَيْتُهُ فَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي فَسَأَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ قَتْلَهُ أُرَاهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ فَمَنَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یمن سے کچھ کچا سونا (مٹی ملا ہوا) بھیجا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چار آدمیوں کے درمیان تقسیم کیا ایک اقرع بن حابس دوسرا عیینہ تیسرا علقمہ چوتھا زید خیل تو مہاجرین اور انصار ناراض ہوئے سو انہوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل نجد کے رئیسوں کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں ان سے لگاوٹ کرتا ہوں پس سامنے آیا ایک مرد گہری آنکھوں والا اونچی پیشانی والا گھنی داڑھی والا اونچے رخساروں والا سر منڈا سو اس نے کہا اے محمد! اللہ سے ڈرو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون اللہ کی فرمانبرداری کرے گا جب کہ میں اس کی نافرمانی کروں گا سو اللہ مجھ کو زمین والوں پر امین جانتا ہے اور تم مجھ کو امین نہیں جانتے تو قوم میں سے ایک مرد نے اس کے قتل کی اجازت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگی میں گمان کرتا ہوں اس کو خالد رضی اللہ عنہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے سے منع کیا پھر جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے بے شک اس کی اصل اور نسل سے ایک قوم پیدا ہو گی کہ قرآن کو پڑھیں گے کہ ان کے حلقوں سے نیچے نہ اترے گا یعنی دل میں قرآن کی تاثیر نہ ہو گی زبان

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ.

سے پڑھیں گے اس پر عمل نہ کریں گے وہ لوگ نکل جائیں گے دین اسلام سے جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانے سے مسلمانوں کو قتل کریں گے بت پرستوں کو چھوڑیں گے اگر میں نے ان کو پایا تو البتہ ان کو قتل کروں گا قوم عاد کا سا قتل کرنا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں گزر چکی ہے اور اس حدیث کے ایک طریق میں آیا ہے کہ تم مجھ کو امین نہیں جانتے اور حالانکہ میں امین ہوں اس کا جو آسمان میں ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی وجہ مناسبت اس کی ترجمہ سے اور باب کی حدیث میں اگرچہ اس کا ذکر نہیں لیکن اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریق میں لفظ ترجمہ کے موافق ہے اور بخاری رحمہ اللہ کی عادت ہے کہ باب میں وہ حدیث داخل کرتا ہے جس کے بعض طریقوں میں وہ لفظ ہو جو باب کے موافق ہو اس کی طرف اشارہ کرتا ہے اور مراد اس کی رغبت دلانا ہے بہت یاداشت رکھنے کے۔ (فتح)

٦٨٨١ـ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا﴾ قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ.

٦٨٨١ـ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھا اس آیت کے معنی سے اور سورج چلتا ہے اپنی قرار گاہ تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرار گاہ اس کی عرش کے نیچے ہے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے اس باب کی سب حدیثیں ترجمہ کے مطابق ہیں مگر حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ نہیں ہے اس میں مگر رب العرش اور مطابقت اس کی اور اللہ داناتر ہے اس جہت سے کہ اس نے تنبیہ کی اوپر باطل ہونے قول اس شخص کے جو ثابت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے جہت کو اللہ کے اس قول کی دلیل سے ذی المعارج سو اس نے سمجھا کہ علو فوقی منسوب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سو بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ جس جہت پر صادق آتا ہے کہ وہ آسمان ہے اور جس جہت پر صادق آتا ہے کہ وہ عرش ہے ہر ایک دن دونوں میں سے مخلوق مربوب ہے اور ہر مخلوق محدث ہے اور اللہ اس سے پہلے تھا پھر یہ مکانات پیدا ہوئے اور قدیم ہونا اللہ کا محال جانتا ہے وصف کرنے اس کے کو ساتھ جگہ پکڑنے کے بیچ اس کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ اور بہت منہ اس دن تر و تازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی طبری اور ترمذی وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ادنیٰ بہشتی وہ ہوگا جو اپنے مالک کی طرف ہزار برس دیکھا کرے گا اور افضل بہشتیوں میں وہ ہوگا جس کو ہر روز دو بار اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار ہوگا پھر یہ آیت پڑھی کہا سفید اور صفائی سے یعنی ناضرہ سے مراد یہ ہے کہ سفید اور صاف ہوں گے اور روایت کی طبری نے اسرائیل سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ ادنیٰ بہشتی وہ ہوگا جو دیکھے گا اپنے باغوں کو اور اپنی بیویوں کو اور اپنے خادموں کو اور نعمتوں کو اور تختوں کو ہزار برس کی راہ اور بڑا افضل بہشتی اللہ کے نزدیک وہ ہوگا جس کو صبح وشام اللہ پاک کا دیدار ہوگا اور روایت کی عبد بن حمید نے عکرمہ سے کہ دیکھو اللہ نے اپنے بندے کو کیا نور دیا ہے اس کی آنکھ میں اللہ کے دیدار کرنے سے اور اگر تمام خلقت کا نور بندے کی آنکھوں میں ڈالا جائے پھر سورج کے آگے سے ایک پردہ اٹھایا جائے اور حالانکہ سورج کے آگے ستر پردے ہیں تو اس کو نہ دیکھ سکے اور سورج کا نور کرسی کے نور کی ستر جز سے ایک جز ہے اور نور کرسی کا عرش کے نور کے ستر جز سے ایک جز ہے اور عرش کا نور پردہ جلال کے نور کے ستر جز سے ایک جز ہے اور ثابت ہو چکا ہے آیت اور صحیح حدیثوں سے کہ قیامت میں مسلمانوں کو اللہ کا دیدار ہوگا اور مبالغہ کیا ہے ابن عبدالبر نے بیچ رد کرنے اس چیز کے کہ آئی ہے مجاہد سے کہ مراد آیت میں ثواب کو دیکھنا ہے نہ اللہ کو اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض معتزلہ نے اور نیز تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فان لم تکن تراہ فانه یراك کہ اس میں اشارہ ہے طرف نفی رؤیت کی اور جواب یہ ہے کہ منفی اس میں دنیا میں اللہ کو دیکھنا ہے اس واسطے کہ عبادت خاص ہے ساتھ دنیا کے سو اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ آخرت میں اللہ کا دیدار جائز ہے تو بعید نہیں اور گمان کیا ہے ایک جماعت نے متکلمین میں سے کہ حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ کافر لوگ قیامت میں اللہ کو دیکھیں گے عام ہونے لقا اور خطاب کے سبب سے اور بعض نے حجت پکڑی ہے اس پر ساتھ حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ اس میں آیا ہے کہ کافر دوزخ میں گر پڑیں گے اور باقی رہیں گے مسلمان اور ان میں منافق بھی ہوں گے پھر ہر آدمی کو اس کی روشنی دی جائے گی پھر منافقوں کی روشنی بجھ جائے گی اور جواب دیا ہے انہوں نے اللہ کے قول سے ﴿إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ﴾ کہ یہ بعد دخول بہشت کے ہے اور یہ حجت پکڑنا ان کا مردود ہے اس واسطے کہ اس آیت کے بعد یہ ہے ﴿ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمَ﴾ یعنی پھر وہ دوزخ میں داخل ہوں گے سو اس نے دلالت کی اس پر کہ حجاب اس سے پہلے واقع ہوا ہے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ حجاب واقع ہوا ہے وقت بجھ جانے نور کے اور یہ جو آیا ہے کہ اللہ ظہور کرے گا مسلمانوں کے واسطے اور جو ان میں مخلوط ہوں گے منافقوں سے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب کو اللہ کا دیدار ہوگا

اس واسطے کہ اللہ ان کو جانتا ہے سو انعام کرے گا مسلمانوں پر ساتھ دیدار کے سوائے منافقوں کے جیسا کہ منع کرے گا ان کو سجدہ کرنے سے اور علم اللہ کے نزدیک ہے اور ثابت ہوتا ہے دیدار الٰہی کا آخرت میں نظر کے طریق سے کہ جو چیز کہ موجود ہے اس کا دیکھنا ممکن ہے اور یہ بطورِ تنزل کے ہے ورنہ خالق کی صفتیں مخلوق کی صفات کے مشابہ نہیں اور دلائل سماعی ثابت کرنے والے ہیں اللہ کے دیدار کو آخرت میں مسلمانوں کے واسطے سوائے اور لوگوں کے یعنی قیامت میں اللہ کا دیدار فقط مسلمانوں کو ہوگا ان کے سوائے اور لوگوں کو نہیں ہوگا لیکن دنیا میں اللہ کا دیدار کسی کو نہیں ہوگا لیکن اختلاف ہے ہمارے حضرت ﷺ کے حق میں کہ آپ نے اللہ کو دنیا میں دیکھا ہے یا نہیں اور علماء نے دنیا اور آخرت میں فرق یہ بیان کیا ہے کہ اہل دنیا کی آنکھیں فانی اور ان کی آنکھیں آخرت میں باقی ہیں اور یہ فرق کھرا ہے لیکن نہیں منع کرتا اس کی تخصیص کو ساتھ اس کے کہ ثابت ہوا ہے واقع ہونا اس کا اس کے واسطے اور جمہور معتزلہ نے اللہ کے دیدار سے قیامت میں انکار کیا ہے اس سند سے کہ شرط مرئی کی یہ ہے کہ ہو جہت میں اور اللہ پاک ہے جہت سے اور اتفاق ہے ان کا اس پر کہ وہ بندوں کو دیکھتا ہے بغیر جہت کے اور جو اللہ کا دیدار ثابت کرتے ہیں ان کو اختلاف ہے کہ دیدار کے کیا معنی ہیں سو بعض نے کہا کہ حاصل ہوتا ہے دیکھنے والے کے واسطے علم ساتھ اللہ کے آنکھ کے دیکھنے سے جیسا کہ اور مرئیات میں ہے اور وہ موافق قول حضرت ﷺ کے ہے باب کی حدیثوں میں جیسے تم چاند کو دیکھتے ہو لیکن وہ پاک ہے جہت اور کیفیت سے اور یہ امر زائد ہے علم پر اور کہا بعض نے کہ مراد ساتھ دیدار کے علم ہے اور بعض نے کہا کہ دیدار اللہ کا ایک قسم ہے کشف کی لیکن وہ اتم اور واضح تر ہے علم سے اور یہ قریب تر ہے طرف صواب کی پہلے معنی سے اس واسطے کہ نہیں اختصاص ہے اس وقت واسطے بعض کے سوائے بعض کے اس واسطے کہ نہیں متفاوت ہوتا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ مذہب اہل سنت اور جمہور امت کا یہ ہے کہ آخرت میں اللہ کا دیدار جائز ہے اور منع کیا ہے خوارج اور معتزلہ اور بعض مرجیہ نے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ دیدار واجب کرتا ہے اس کو کہ مرئی محدث ہو اور حال ہو مکان میں اور جو تمسک کیا ہے انہوں نے فاسد ہے واسطے قائم ہونے ادلہ کے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور رویت اپنے تعلق میں ساتھ مرئی کے بجائے علم کے ہے بیچ تعلق پکڑنے اس کے ساتھ معلوم کے حدوث کو واجب نہیں کرتا تو اسی طرح مرئی کا حال ہے کہا اور تعلق پکڑا ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ اور ساتھ قول اس کے موسیٰ علیہ السلام کے واسطے ﴿لَنْ تَرَانِيْ﴾ اور جواب اول سے یہ ہے کہ نہیں باقی ہیں اس کو آنکھیں دنیا میں تاکہ دونوں دلیلوں میں تطبیق ہو اور ساتھ اس کے کہ نفی ادراک کی نہیں مستلزم ہے رؤیت کی نفی کو اس واسطے کہ ممکن ہے دیکھنا چیز کا بغیر احاطہ کرنے کے ساتھ حقیقت اس کی کے اور دوسری آیت میں بھی مراد نفی سے دنیا ہے اور اس واسطے کہ نفی شے کی اس کے محال ہونے کو تقاضا نہیں کرتی باوجود اس چیز کے کہ آئی ہے احادیث ثابتہ سے موافق آیت کے اور البتہ قبول کیا ہے ان کو مسلمانوں نے اصحاب اور تابعین

کے زمانے سے یہاں تک کہ اللہ کے دیدار کا منکر پیدا ہوا اور اس نے سلف کی مخالفت کی۔ (فتح)

٦٨٨٢۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَهُشَيْمٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَافْعَلُوْا.

٦٨٨٢۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھا سو فرمایا کہ بے شک تم قیامت کے دن دیکھو گے اپنے رب کو جیسا اس چاند کو دیکھتے ہو ہجوم نہ کیے جاؤ گے اس کے دیکھنے میں یعنی خلقت کے ہجوم سے اس کے دیدار میں کچھ حجاب اور آڑ نہ ہوگی جیسے چاند کے دیکھنے میں ہجوم خلل نہیں ڈالتا سو اگر تم سے ہو سکے کہ غافل نہ ہو نماز سے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے تو کیا کرو۔

٦٨٨٣۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوْسُفَ الْيَرْبُوْعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا.

٦٨٨٣۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تم دیکھو گے اپنے رب کو ظاہر اپنی دونوں آنکھوں سے۔

٦٨٨٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ.

٦٨٨٤۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں رات کو ہم پر نکلے سو فرمایا کہ بے شک تم قیامت میں دیکھو گے اپنے رب کو جیسا اس چاند کو دیکھتے ہو ہجوم نہ کیے جاؤ گے اس کے دیکھنے میں۔

٦٨٨٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

٦٨٨٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا یا حضرت! کیا ہم اپنے رب کو قیامت میں دیکھیں گے؟ تو

عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّاسَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيْتَ الطَّوَاغِيْتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيْهَا شَافِعُوْهَا أَوْ مُنَافِقُوْهَا شَكَّ إِبْرَاهِيْمُ فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا جَآءَ نَا رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُوْنَهُ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ فَأَكُوْنُ أَنَا وَأُمَّتِيْ أَوَّلَ مَنْ يُّجِيْزُهَا وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَدَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِيْ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمُ السَّعْدَانَ قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا قَدْرُ عِظَمِهَا

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم کو شک پڑتا ہے چودھویں رات کے چاند دیکھنے میں؟ اصحاب نے کہا کہ نہیں یا حضرت! فرمایا بھلا تم کو تردد اور اختلاف اور ہجوم ہوتا ہے سورج کے دیکھنے میں جس وقت کہ اس کے آگے بدلی نہ ہو اور آسمان صاف ہو؟ اصحاب نے کہا نہیں یا حضرت! فرمایا سو بے شک تم اللہ کو بھی اسی طرح دیکھو گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا تو فرمائے گا کہ جو کسی چیز کی بندگی کر رہا ہو تو چاہیے کہ اس کا ساتھ دے یعنی اپنے معبود کے ساتھ دوزخ میں جائے سو جو شخص کہ آفتاب کو پوجتا ہو گا وہ آفتاب کے ساتھ جائے گا اور جو چاند کو پوجتا ہو گا وہ چاند کے ساتھ جائے گا اور جو بتوں اور دیو بھوت کو پوجتا ہو گا وہ ان کے ساتھ جائے گا اور یہ امت محمدی ﷺ باقی رہ جائے گی اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے یا یوں فرمایا پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر ظاہر ہو گا سو فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو مسلمان کہیں گے کہ ہم اس مکان میں منتظر ہیں یہاں تک کہ ہمارا رب ہم پر ظاہر ہو سو جب کہ ظاہر ہو گا ہم اپنے رب کو پہچان لیں گے پھر حق تعالیٰ اس صفت میں ظاہر ہو گا جو ان کے اعتقاد کے موافق ہے سو فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو مسلمان کہیں گے ہاں تو ہمارا رب ہے تو وہ اس کے ساتھ ہوں گے اور دوزخ کے پشت پر پل صراط رکھا جائے گا تو میں اور میری امت سب سے پہلے عبور کریں گے اور پیغمبروں کے سوائے اس دن کوئی نہ بول سکے گا اور پیغمبروں کا قول اس نے یہ ہو گا الٰہی! پناہ پناہ اور دوزخ میں آنکڑے ہیں جیسے سعدان کا کانٹے سعدان ایک درخت کا نام ہے اس کے کانٹے سر کج ہوتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم نے سعدان کے

إِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمُ الْمُوْبَقُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ أَوِ الْمُوْثَقُ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ أَوِ الْمُجَازَى أَوْ نَحْوُهُ ثُمَّ يَتَجَلّٰى حَتّٰى إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ بِرَحْمَتِهِ مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مِمَّنْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَرْحَمَهُ مِمَّنْ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ فِي النَّارِ بِأَثَرِ السُّجُوْدِ تَأْكُلُ النَّارُ ابْنَ آدَمَ إِلَّا أَثَرَ السُّجُوْدِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُوْدِ فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتُحِشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ تَحْتَهُ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيْلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ مِّنْهُمْ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ هُوَ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَشَبَنِي رِيْحُهَا وَأَحْرَقَنِي ذَكَاؤُهَا فَيَدْعُو اللّٰهَ بِمَا شَاءَ أَنْ يَدْعُوَهُ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ أَنْ تَسْأَلَنِي غَيْرَهُ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِي رَبَّهُ مِنْ عُهُوْدٍ وَمَوَاثِيْقَ مَا شَاءَ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَآهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ

کانٹے دیکھے ہیں؟ اصحاب نے کہا ہاں یا حضرت! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ کے آنکڑے بھی سعدان کے کانٹوں کی طرح ہیں مگر یہ کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کتنے کتنے بڑے ہیں وہ لوگوں کو دوزخ کے اندر پل صراط سے کھینچ لیں گے ان کے بد اعمال کے سبب سے سو ان میں سے بعض آدمی ایماندار ہوگا اپنے عمل کے سبب سے باقی رہے گا یعنی بچ رہے گا یا بعض آدمی اپنے عمل سے ہلاک ہو جائے گا یہ شک ہے راوی کو اور بعض آدمی آدھ موایا بدلا دیا گیا یا مانند اس کے پھر اللہ پاک ظاہر ہوگا یہاں کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فراغت پائے گا اور چاہے گا کہ نکالے دوزخ والوں میں سے اپنی رحمت سے جس کو کہ چاہے تو فرشتوں کو حکم کرے گا کہ دوزخ سے اس کو نکالیں جس نے اللہ کے ساتھ کچھ شرک نہ کیا ہو جس پر اللہ نے رحمت کا ارادہ کیا ہو جو گواہی دیتا ہو اللہ کی کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے تو فرشتے ان کو دوزخ میں پہچان لیں گے ان کے سجدے کے نشان سے آگ آدمی کو جلا ڈالے گی مگر سجدے کے نشان کو اللہ نے دوزخ پر سجدے کے مکان کا جلانا حرام کیا ہے سو وہ دوزخ سے نکالے جائیں گے جلے بھنے ہوئے پھر ان پر آب حیات چھڑکا جائے گا تو اس کے نیچے وہ جم اٹھیں گے جیسے کہ سیلاب کے کوڑے میں خودرو دانہ جم اٹھتا ہے پھر حق تعالیٰ بندوں کا فیصلہ کر چکے گا اور ایک مرد باقی رہ جائے گا اس کا منہ دوزخ کی طرف ہوگا اور وہ دوزخیوں میں سے سب سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا تو وہ کہے گا اے میرے رب! تو میرا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے کہ اس کی بدبو نے مجھ کو تنگ کر دیا اور اس کی لاٹ نے مجھ کو جلا ڈالا

يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ أَىْ رَبِّ قَدِّمْنِىْ إِلٰى
بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ أَلَسْتَ قَدْ
أَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ أَنْ لَّا تَسْأَلَنِىْ
غَيْرَ الَّذِىْ أُعْطِيْتَ أَبَدًا وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ
مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ أَىْ رَبِّ وَيَدْعُو اللّٰهَ
حَتّٰى يَقُوْلَ هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيْتَ ذٰلِكَ
أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا
أَسْأَلُكَ غَيْرَهٗ وَيُعْطِىْ مَا شَآءَ مِنْ عُهُوْدٍ
وَمَوَاثِيْقَ فَيُقَدِّمُهٗ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا قَامَ
إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَاٰى مَا
فِيْهَا مِنَ الْحَبْرَةِ وَالسُّرُوْرِ فَيَسْكُتُ مَا
شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ أَىْ رَبِّ
أَدْخِلْنِى الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ أَلَسْتَ قَدْ
أَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ أَنْ لَّا تَسْأَلَ
غَيْرَ مَا أُعْطِيْتَ فَيَقُوْلُ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ
مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ أَىْ رَبِّ لَا أَكُوْنَنَّ
أَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ حَتّٰى
يَضْحَكَ اللّٰهُ مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ مِنْهُ قَالَ لَهٗ
ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللّٰهُ لَهٗ تَمَنَّهْ
فَسَأَلَ رَبَّهٗ وَتَمَنّٰى حَتّٰى إِنَّ اللّٰهَ لَيُذَكِّرُهٗ
يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِىُّ
قَالَ اللّٰهُ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ عَطَآءُ
بْنُ يَزِيْدَ وَأَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىُّ مَعَ أَبِىْ
هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيْثِهٖ شَيْئًا حَتّٰى
إِذَا حَدَّثَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ

سو وہ اللہ سے دعا کیا کرے گا جہاں تک کہ اللہ اس کا دعا کرنا چاہے گا پھر حق تعالیٰ فرمائے گا کہ اگر میں یہ تیرا سوال پورا کر دوں تو اس کے بعد تو کچھ اور بھی سوال کرے گا تو وہ شخص کہے گا کہ میں اس کے سوائے کچھ نہ مانگوں گا تیری عزت کی قسم ہے سو نہ مانگنے میں اپنے رب سے قول وقرار کرے گا جس طرح کہ اللہ چاہے گا پھر اللہ اس کے منہ کو دوزخ کی طرف سے پھیر دے گا پھر جب وہ بہشت کی طرف منہ کرے گا اور اس کو دیکھے گا تو چپ رہے گا جتنا اللہ چاہے گا پھر کہے گا اے میرے رب! مجھ کو آگے بڑھا دے بہشت کے دروازے تک تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کیا تو قول وقرار نہیں کر چکا ہے کہ پہلے سوال کے سوا جو میں نے تجھ کو دیا کبھی کچھ نہ مانگیکا تیرا برا ہو اے آدمی تو کیا ہی دغا باز ہے پھر کہے گا اے میرے رب! اللہ سے دعا مانگے گا یہاں تک کہ اللہ فرمائے گا کہ اگر میں تیرا یہ مطلب پورا کر دوں تو اس کے سوائے اور بھی کچھ مانگے گا تو وہ کہے گا کہ تیری عزت کی قسم ہے کہ میں تجھ سے اس کے سوائے کچھ نہ مانگوں گا تو اپنے رب سے نہ مانگنے میں قول وقرار کرے گا جس طرح کہ اللہ چاہے گا تو اللہ اس کو بہشت کے دروازے تک آگے بڑھا دے گا سو جب وہ بہشت کے دروازے پر کھڑا ہوگا تو تمام بہشت اس پر ظاہر ہو جائے گی سو اس کو نظر آئے گا جو کچھ اس میں ہے نعمت اور خوشی سے سو چپ رہے گا جتنا کہ اللہ چاہے گا پھر کہے گا اے میرے رب! اب مجھ کو بہشت میں داخل کر تو حق تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تو قول وقرار نہیں کر چکا ہے کہ اب تو نہ مانگے گا سوائے اس کے جو میں نے تجھ کو دیا تیرا برا ہو اے آدمی تو کیا ہی دغا باز ہے تو وہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری مخلوق

وَتَعَالٰی قَالَ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَهُ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ أَشْهَدُ أَنِّيْ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ ذٰلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَذٰلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ.

میں بد بخت بے نصیب نہیں ہونا چاہتا سو ہمیشہ دعا کرے گا یہاں تک کہ اللہ اس پر راضی ہو جائے گا سو جب کہ اللہ راضی ہوگا تو فرمائے گا کہ جا بہشت میں سو جب وہ بہشت میں جائے گا تو حق تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کسی چیز کی آرزو کر تو وہ مانگے گا اپنے رب سے اور تمنا ظاہر کرے گا یہاں تک اس پر کرم ہوگا کہ حق تعالیٰ اس کو یاد دلائے گا تو فرمائے گا کہ فلانی چیز اور فلانی چیز مانگ یہاں تک کہ جب اس کی سب ہوس اور خواہشیں ہو چکیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ تیرے سوال پورے ہوئے اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی۔ کہا عطاء نے اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے نہ رد کرتے تھے ان پر ان کی حدیث سے کچھ چیز یہاں تک کہ جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ یہ تیرے واسطے ہے اور اتنا اور بھی تو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے ساتھ دس گنا اور بھی اے ابو ہریرہ! یعنی دونا نہیں بلکہ دس گنا ہے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں یاد رکھا میں نے مگر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اس کے ساتھ اتنا اور بھی کہا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک میں نے یاد رکھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قول آپ کا کہ یہ تیرے واسطے ہے اور اس کے ساتھ دس گنا اور بھی کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو یہ مرد سب بہشتیوں میں سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور تضامون کے معنی ہیں کہ نہ جمع ہوں گے تم اس کے دیدار کے واسطے ایک جہت میں اور جسیم ہو بعض تمہارا بعض کے ساتھ اور ساتھ تخفیف کے ضیم سے ہے یعنی نہ ظلم ہوگا تم پر اس کے دیدار میں کہ بعض کو دیدار ہو اور بعض کو نہ ہو اللہ بلند ہے جہت سے اور تشبیہ ساتھ دیکھنے چاند کے واسطے دیکھنے کے ہے سوائے تشبیہ مرئی کے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے۔ (فتح)

٦٨٨٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا

٦٨٨٦۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ هَلْ تُضَارُوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ إِذَا كَانَتْ صَحْوًا قُلْنَا لَا قَالَ فَإِنَّكُمْ لَا تُضَارُوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ يَوْمَئِذٍ إِلَّا كَمَا تُضَارُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهِمَا ثُمَّ قَالَ يُنَادِيْ مُنَادٍ لِيَذْهَبْ كُلُّ قَوْمٍ إِلٰى مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فَيَذْهَبُ أَصْحَابُ الصَّلِيْبِ مَعَ صَلِيْبِهِمْ وَأَصْحَابُ الْأَوْثَانِ مَعَ أَوْثَانِهِمْ وَأَصْحَابُ كُلِّ آلِهَةٍ مَعَ آلِهَتِهِمْ حَتّٰى يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ وَغُبَّرَاتٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ تُعْرَضُ كَأَنَّهَا سَرَابٌ فَيُقَالُ لِلْيَهُوْدِ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلّٰهِ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ فَمَا تُرِيْدُوْنَ قَالُوْا نُرِيْدُ أَنْ تَسْقِيَنَا فَيُقَالُ اشْرَبُوْا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِيْ جَهَنَّمَ ثُمَّ يُقَالُ لِلنَّصَارٰى مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلّٰهِ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ فَمَا تُرِيْدُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ نُرِيْدُ أَنْ تَسْقِيَنَا فَيُقَالُ اشْرَبُوْا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِيْ جَهَنَّمَ حَتّٰى يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ

نے کہا یا حضرت! کیا ہم کو قیامت میں اللہ کا دیدار ہوگا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم کو شک ہوتا ہے سورج کے دیکھنے میں جب کہ روشن ہو اور آسمان صاف ہو؟ ہم نے کہا نہیں فرمایا سو بے شک تم کو اس دن اللہ کے دیکھنے میں کچھ ہجوم اور اختلاف نہ ہوگا مگر جیسا تم کو سورج کے دیکھنے میں شک اور ہجوم ہوتا ہے پھر فرمایا کہ کوئی پکارنے والا یعنی فرشتہ پکارے گا کہ چاہیے کہ ہر قوم اپنے معبود کی طرف جائے تو سولی والے یعنی نصاریٰ اپنی سولی کے ساتھ جائیں گے اور بت پرست لوگ اپنے بتوں کے ساتھ جائیں گے اور اسی طرح ہر معبود والے اپنے معبود کے ساتھ جائیں گے یہاں تک کہ باقی رہ جائیں گے اللہ کو ماننے والے لوگ نیک اور گنہگار اور باقی ماندہ اہل کتاب سے پھر دوزخ کو لایا جائے گا نمود ہوگی جیسے خیالی پانی ہے سو یہودیوں سے کہا جائے گا کہ تم کس کو پوجتے تھے وہ کہیں گے عزیر علیہ السلام کو پوجتے تھے جو اللہ کا بیٹا ہے تو ان سے کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو نہ اللہ کی بیوی ہے نہ اولاد سو اب تم کیا چاہتے ہو وہ کہیں گے کہ ہم چاہتے ہیں کہ تو ہم کو پانی پلائے تو کہا جائے گا کہ پیو سو وہ دوزخ میں گر پڑیں گے پھر نصاریٰ سے کہا جائے گا کہ تم کس کو پوجتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم مسیح کو پوجتے تھے جو اللہ کا بیٹا ہے تو کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو نہ اللہ کی بیوی ہے نہ اولاد سو تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم چاہتے ہیں تو ہم کو پانی پلائے تو کہا جائے گا کہ پیو تو وہ بھی دوزخ میں گر پڑیں گے یہاں تک کہ باقی رہ جائے گا جو اللہ کو ماننے والا ہوگا نیک اور گنہگار تو ان سے کہا جائے گا کہ کس چیز نے تم کو بٹھلایا ہے جانے سے حالانکہ سب لوگ چلے گئے تو وہ کہیں گے کہ جدا ہوئے ہم ان

فَيُقَالُ لَهُمْ مَا يَحْبِسُكُمْ وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ فَيَقُوْلُوْنَ فَارَقْنَاهُمْ وَنَحْنُ أَحْوَجُ مِنَّا إِلَيْهِ الْيَوْمَ وَإِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِيْ لِيَلْحَقْ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ وَإِنَّمَا نَنْتَظِرُ رَبَّنَا قَالَ فَيَأْتِيْهِمُ الْجَبَّارُ فِيْ صُوْرَةٍ غَيْرِ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ رَأَوْهُ فِيْهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ رَبُّنَا فَلَا يُكَلِّمُهُ إِلَّا الْأَنْبِيَآءُ فَيَقُوْلُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ تَعْرِفُوْنَهُ فَيَقُوْلُوْنَ السَّاقُ فَيَكْشِفُ عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَيَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ رِيَآءً وَسُمْعَةً فَيَذْهَبُ كَيْمَا يَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا ثُمَّ يُؤْتٰى بِالْجَسْرِ فَيُجْعَلُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْجَسْرُ قَالَ مَدْحَضَةٌ مَزِلَّةٌ عَلَيْهِ خَطَاطِيْفُ وَكَلَالِيْبُ وَحَسَكَةٌ مُفَلْطَحَةٌ لَهَا شَوْكَةٌ عُقَيْفَآءُ تَكُوْنُ بِنَجْدٍ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ الْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالطَّرْفِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَكَأَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَنَاجٍ مَخْدُوْشٌ وَمَكْدُوْسٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى يَمُرَّ آخِرُهُمْ يُسْحَبُ سَحْبًا فَمَا أَنْتُمْ بِأَشَدَّ لِيْ مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمَئِذٍ لِلْجَبَّارِ وَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ نَجَوْا فِيْ إِخْوَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا إِخْوَانُنَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا وَيَصُوْمُوْنَ

سے دنیا میں اور حالانکہ ہم بہ نسبت آج کے اس کی طرف زیادہ تر محتاج تھے معاش وغیرہ میں یعنی باوجود زیادہ حاجت کے ہم ان سے دنیا میں الگ رہے تو آج ہم ان کے ساتھ کیوں جائیں باوجود اس کے کہ آج ہم کو ان کی حاجت نہیں ہے اور ہم نے سنا پکارنے والے کو کہ پکارتا ہے کہ چاہیے کہ ملے ہر قوم اپنے معبود سے اور ہم اپنے رب کے منتظر ہیں سو اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر ظاہر ہو گا غیر اس صورت میں جس میں انہوں نے اول بار اللہ کو دیکھا سو فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں سو وہ کہیں گے کہ تو ہمارا رب ہے اور نہ کلام کریں گے اس سے مگر پیغمبر لوگ سو اللہ فرمائے گا کہ کیا تمہارے اور اس کے درمیان کوئی نشانی ہے جس کو تم پہچانتے ہو؟ سو مسلمان کہیں گے کہ وہ نشانی پنڈلی ہے سو اللہ اپنی پنڈلی کھولے گا تو اس کو ہر ایماندار سجدہ کرے گا اور باقی رہ جائے گا جو سجدہ کرتا ہو اللہ کو دکھلانے اور سنانے کے واسطے سو وہ سجدہ کرنے لگے گا تو اس کی پیٹھ کی ہڈی لپٹ کر ایک طبق ہو جائے گی یعنی اس کی پیٹھ کی ہڈی سیخ کی طرح سیدھی اور سخت ہو جائے گی سجدہ کے واسطے نہ جھک سکے گا پھر پل صراط کو لایا جائے گا اور دوزخ کی پشت پر رکھا جائے گا ہم نے کہا یا حضرت! اور کیا ہے پل صراط؟ فرمایا جگہ گرنے کی اور جگہ پھسلنے کی اس پر آنکڑے ہیں یعنی سیخیں کج سر والی اور کانٹے چوڑے مثل خسک کی اور خسک ایک درخت کا نام ہے کہ اس کے کانٹے سر کج ہوتے ہیں نجد میں ہوتا ہے اس کو سعدان کہا جاتا ہے سو گزرے گا اس پر ایمان دار آنکھ کے جھپکنے کی طرح اور بجلی کی طرح اور تیز قدم گھوڑوں اور اونٹوں کی طرح سو بعض نجات پانے والا سلامت ہو گا اور بعض نجات پانے والا مجروح اور زخمی ہو گا

مَعَنَا وَيَعْمَلُوْنَ مَعَنَا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَى اذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِّنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ وَيُحَرِّمُ اللّٰهُ صُوَرَهُمْ عَلَى النَّارِ فَيَأْتُوْنَهُمْ وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِي النَّارِ إِلٰى قَدَمِهِ وَإِلٰى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ فَيَقُوْلُ اذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِيْنَارٍ فَأَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ فَيَقُوْلُ اذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ فَإِنْ لَّمْ تُصَدِّقُوْنِيْ فَاقْرَءُوْا ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَّإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضَاعِفْهَا﴾ فَيَشْفَعُ النَّبِيُّوْنَ وَالْمَلَائِكَةُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ فَيَقُوْلُ الْجَبَّارُ بَقِيَتْ شَفَاعَتِيْ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِّنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ أَقْوَامًا قَدِ امْتُحِشُوْا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهَرٍ بِأَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ فِيْ حَافَتَيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ قَدْ رَأَيْتُمُوْهَا إِلٰى جَانِبِ الصَّخْرَةِ وَإِلٰى جَانِبِ الشَّجَرَةِ فَمَا كَانَ إِلَى الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ أَخْضَرَ وَمَا كَانَ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ كَانَ أَبْيَضَ فَيَخْرُجُوْنَ كَأَنَّهُمُ اللُّؤْلُؤُ فَيُجْعَلُ فِيْ رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِيْمُ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ

اور بعض بعض پر سوار کیا گیا دوزخ کی آگ میں یہاں تک کہ گزرے گا ان کا پچھلا کھینچا جائے گا کھینچا سو نہیں تم سخت تر میرے واسطے مطالبہ کرنے میں بیچ حق کے کہ ثابت ہوا اور ظاہر ہو چکا ہو واسطے تمہارے مسلمانوں سے اس دن بیچ طلب اور سوال کرنے اور جھگڑنے کے اللہ تعالیٰ سے یعنی جو حق تمہارا کہ مجھ پر ظاہر ہو تم اس میں کس طرح اس کے مطالبہ میں کوشش اور مبالغہ کرتے ہو مومن لوگ اپنے بھائیوں کے دوزخ سے نکالنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس سے بھی زیادہ مطالبہ اور کوشش کرنے میں مبالغہ کریں گے اور سفارش کر کے ان کو بخشوا دیں گے سو جب نہ وہ دیکھیں گے کہ انہوں نے نجات پائی اپنے بھائیوں میں تو کہیں گے اے ہمارے رب! ہمارے بھائی ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ہمارے ساتھ روزہ رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ عمل کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ سو جس کے دل میں دینار کے برابر ایمان پاؤ اس کو دوزخ سے نکالو اور اللہ حرام کرے گا ان کی صورتوں کو آگ پر اور بعض آدمی اپنے دونوں قدم تک آگ میں ڈوبا ہوگا اور بعض آدھی پنڈلی تک سو وہ نکالیں گے جس کو پہچانیں گے پھر اللہ سے عرض کریں گے تو اللہ فرمائے گا کہ جاؤ سو جس کے دل میں آدھے دینار کے برابر ایمان پاؤ اس کو آگ سے نکالو سو وہ نکالیں گے جس کو پہچانیں گے پھر اللہ سے عرض کریں گے تو اللہ فرمائے گا کہ جاؤ سو جس کے دل میں ذرہ کے برابر ایمان پاؤ اس کو دوزخ سے نکالو سو وہ نکالیں گے جس کو پہچانیں گے اور کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہ اگر تم مجھ کو سچا نہ جانو تو قرآن کی یہ آیت پڑھو کہ بے شک اللہ نہیں ظلم کرتا ذرہ برابر اور اگر نیکی ہوگی تو اس کو دونا کرے گا پھر

الرَّحْمٰنِ أَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلَهُ مَعَهُ.

شفاعت کریں گے پیغمبر لوگ اور فرشتے اور ایماندار تو اللہ فرمائے گا کہ میری شفاعت باقی رہی سو اللہ تعالیٰ جل وعلا دوزخ میں سے ایک مٹھی بھرے گا اور نکالے گا بہت قوموں کو کہ جلے بھنے ہوں گے سو ڈالے جائیں گے آبِ حیات کی نہر میں جو بہشت کے اول شروع میں ہے سو وہ جم اٹھیں گے اس کے دونوں کناروں میں جیسے کہ سیلاب کے کوڑے میں دانہ جم اٹھتا ہے البتہ تم نے اس کو دیکھا ہے پتھر کی جانب میں اور درخت کی جانب میں سو اس میں سے جس پر سورج کی دھوپ پڑتی ہو وہ سبز ہوتا ہے اور جو سائے میں ہو وہ سفید ہوتا ہے سو وہ نکلیں گے جیسے موتی سو ان کی گردنوں میں مہر کی جائے گی اور بہشت میں داخل ہوں گے سو بہشتی کہیں گے کہ یہ لوگ اللہ کے آزاد کیے ہوئے ہیں اللہ نے ان کو بہشت میں داخل کیا بغیر عمل کیے اور بغیر نیکی کیے کہ آگے کی سو ان سے کہا جائے گا کہ تمہارے واسطے ہے جو تم نے دیکھا اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ ان پر اس صورت میں ظاہر ہوگا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے مجسمہ نے سو انہوں نے اللہ کے واسطے صورت ثابت کی ہے اور نہیں ہے ان کے واسطے حجت بیچ اس کے اس لیے کہ احتمال ہے کہ صورت ساتھ معنی علامت کے ہو کہ دلیل ٹھہرایا ہے اس کو ان کے واسطے اپنی معرفت پر اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ صورت کے صفت ہے اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے صورت اعتقاد کی ہے اور یہ جو کہا کہ جب ہم اللہ کو دیکھیں گے تو پہچان لیں گے تو کہا ابن بطال نے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف فرشتہ بھیجے گا تا کہ ان کا امتحان کرے کیا اعتقاد ہے ان کا اللہ کی صفات میں جس کی مثل کوئی چیز نہیں سو جب وہ کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو رد کریں گے اس پر قول اس کے کو اس واسطے کہ اس میں مخلوق کی صفت دیکھیں گے اور جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے یعنی جب ظاہر ہوگا ہمارے واسطے اس بادشاہی میں کہ اس کے غیر کے واسطے نہیں اور عظمت کے کہ نہیں مشابہ ہے کسی چیز کو اس کی مخلوقات سے تو اس وقت کہیں گے تو ہے ہمارا رب اور یہ جو کہا کہ وہ کہیں گے وہ نشانی پنڈلی ہے تو یہ احتمال ہے کہ معلوم کروایا ہو ان کو اللہ نے پیغمبروں کی زبان پر کہ اللہ نے ان کے واسطے نشانی ٹھہرائی ہے پنڈلی کہ اس کو ظاہر کرے گا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد کشف ساق سے شدت امر کا کھولنا ہے یعنی اپنی قدرت ظاہر کرے گا جس سے

شدت اور سختی ظاہر ہوگی اور کہا مہلب نے کہ کھولنا پنڈلی کا مسلمانوں کے واسطے رحمت ہے اللہ کا فروں کے واسطے سختی ہے اور یہ جو کہا کہ اس کی پیٹھ پلٹ کر ایک طبق ہو جائے گی تو تمسک کیا ہے بعض اشاعرہ نے کہ تکلیف مالا یطاق جائز ہے اور کہا فقہاء نے کہ تکلیف مالا یطاق جائز نہیں اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس آیت کے ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ اور جواب دیا ہے انہوں نے سجدے سے ساتھ اس کے کہ وہ تبکیت کے واسطے اس کی طرف بلائے جائیں گے تا کہ ان کا نفاق ظاہر ہو اور ذلیل ہوں اور کہا ابن فورک نے کہ مراد کشف ساق سے وہ مسلمانوں کے واسطے تازہ مہربانی ہوگی اور نئے نئے فوائد حاصل ہوں گے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد ساق سے قیامت کا دن ہے اور بعض نے کہا کہ مراد کشف ساق سے دور ہونا غم اور ہول کا ہے جس نے ان کو متغیر کیا یہاں تک کہ اپنی شرم گاہ سے غافل ہوئے اور یہ جو کہا کہ باقی ماندہ اہل کتاب تو مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو اللہ کو ایک جانتے تھے اس کے ساتھ شریک نہ کرتے تھے۔ (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ فرمائے گا کہ میری شفاعت باقی رہی سو نکالے گا آگ سے اس کو جس نے کبھی نیکی نہیں کی اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض نے کہ جائز ہے نکالنا کافروں کا آگ سے اور یہ مردود کیا گیا ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ یہ زیادتی ضعیف ہے اس واسطے کہ یہ متصل نہیں دوم یہ کہ نفی اس چیز کی کی گئی ہے جو دونوں شہادت کے اقرار پر زیادہ ہو جیسے کہ دلالت کرتی ہیں اس پر باقی حدیثیں اور وجہ اول غلط ہے اس واسطے کہ یہ روایت متصل ہے یہ جو کہا کہ ہم زیادہ محتاج تھے تو اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ آج ہم اللہ کی طرف زیادہ تر محتاج ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُهِمُّوْا بِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلٰى رَبِّنَا فَيُرِيْحُنَا مِنْ مَّكَانِنَا فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ آدَمُ أَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَأَسْكَنَكَ جَنَّتَهٗ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ أَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ لِتَشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا قَالَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ قَالَ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روکے جائیں گے مسلمان قیامت کے دن یہاں تک کہ غمناک ہوں گے اس حشر کی مصیبت سے سو کہیں گے کہ اگر ہم سفارش کروائیں اپنے رب کے پاس سو ہم کو اس مکان سے راحت دے تو خوب بات ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو کہیں گے کہ تم آدم ہو سب آدمیوں کے باپ اللہ نے تم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور تجھ کو اپنی بہشت میں جگہ دی اور اپنے فرشتوں سے تم کو سجدہ کروایا اور تم کو ہر چیز کا نام سکھلایا ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس تا کہ ہم کو اس مکان کی تکلیف سے راحت دے تو آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں فرمایا سو یاد کریں گے اپنی

الَّتِیْ أَصَابَ أَكْلَهُ مِنَ الشَّجَرَةِ وَقَدْ نُهِيَ عَنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا أَوَّلَ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِیْ أَصَابَ سُؤَالَهُ رَبَّهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلٰكِنِ ائْتُوْا إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ إِنِّیْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلَاثَ كَلِمَاتٍ كَذَبَهُنَّ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا آتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ وَقَرَّبَهُ نَجِيًّا قَالَ فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ إِنِّیْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِیْ أَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهُ وَرُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهُ قَالَ فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُوْنِیْ فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّیْ فِیْ دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِیْ عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِیْ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدَعَنِیْ فَيَقُوْلُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِیْ فَأُثْنِیْ عَلٰى رَبِّیْ بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُهُ أَيْضًا يَقُوْلُ فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوْدُ الثَّانِيَةَ فَأَسْتَأْذِنُ

اس خطا کو جو ان سے ہوئی درخت کے پھل کھانے سے اور حالانکہ اس سے منع کیے گئے تھے لیکن تم جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس کہ وہ پہلا رسول ہے کہ اللہ نے اس کو زمین والوں کی طرف بھیجا سو وہ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہے گا کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کریں گے اپنی اس خطا کو جو ان سے ہوئی سوال کرنے کو اپنے رب سے بغیر علم کے لیکن تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا دوست ہے فرمایا سو وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا ان تین باتوں کو جو جھوٹ بولیں لیکن تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا بندہ ہے اللہ نے اس کو توراۃ دی اور اس سے بلا واسطہ کلام کیا اور اس کو سرگوشی کے واسطے قریب کیا فرمایا سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کریں گے اپنی اس خطا کو جو ان سے ہوئی قتل کرنے ان کے سے ایک جان کو لیکن تم جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسول ہے اور اس کی روح ہے اور اس کا کلمہ ہے فرمایا سو وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو اللہ کا بندہ ہے اللہ نے اس کے اگلی پچھلی بھول چوک معاف کر دی فرمایا سو وہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا اس کے گھر میں سو مجھ کو اس کی اجازت ملے گی سو جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو اللہ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر اللہ فرمائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھا لے کہہ سنا جائے گا سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی اور مانگ دیا جائے گا

عَلٰی رَبِّیْ فِیْ دَارِہٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ عَلَیْهِ فَإِذَا رَأَیْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ یَّدَعَنِیْ ثُمَّ یَقُوْلُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ یُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِیْ فَأُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ بِثَنَآءٍ وَتَحْمِیْدٍ یُعَلِّمُنِیْهِ قَالَ ثُمَّ أَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوْدُ الثَّالِثَةَ فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فِیْ دَارِہٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ عَلَیْهِ فَإِذَا رَأَیْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ یَّدَعَنِیْ ثُمَّ یَقُوْلُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ یُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِیْ فَأُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ بِثَنَآءٍ وَتَحْمِیْدٍ یُعَلِّمُنِیْهِ قَالَ ثُمَّ أَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَقَدْ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ حَتّٰی مَا یَبْقٰی فِی النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ أَیْ وَجَبَ عَلَیْهِ الْخُلُوْدُ قَالَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآیَةَ ﴿عَسٰی أَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ قَالَ وَهٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِیْ وُعِدَهٗ نَبِیُّكُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی وہ تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی یعنی اتنے لوگوں کی مغفرت ہوئی تو میں وہاں سے نکل کر انہیں بہشت میں داخل کروں گا کہا قتادہ رحمہ اللہ نے اور نیز میں نے اس سے سنا کہتا تھا سو میں نکلوں گا سو میں ان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا اور اپنے رب سے اجازت مانگوں گا اس کے گھر میں تو مجھ کو اجازت ملے گی سو جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا تو اللہ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر فرمائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھا اور کہہ سنا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی اور مانگ دیا جائے گا تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں اپنے رب کی وہ تعریف کروں گا کہ میرا رب مجھ کو سکھلا دے گا پھر شفاعت کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی سو میں نکلوں گا اور ان کو بہشت میں داخل کروں گا کہا قتادہ نے اور میں نے اس سے سنا کہتا تھا سو میں نکلوں گا اور ان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا تیسری بار سو میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا اس کے گھر میں سو مجھ کو اس کی اجازت ملے گی سو جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو اللہ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر فرمائے گا کہ اے محمد! اپنا سر اٹھا لے اور کہہ سنا جائے گا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول ہو گی اور مانگ دیا جائے گا تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں اپنے رب کی وہ تعریف کروں گا کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر

میں شفاعت کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی سو میں نکلوں گا اور ان کو بہشت میں داخل کروں گا، کہا قتادہ رحمہ اللہ نے اور میں نے اس سے سنا کہتا تھا سو میں نکلوں گا اور ان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گا دوزخ میں مگر وہی شخص جس کو قرآن نے بند کیا یعنی واجب ہوا اس پر ہمیشہ رہنا دوزخ میں پھر یہ آیت پڑھی کہ عنقریب کھڑا کرے گا تجھ کو تیرا رب تعریف کے مقام میں اور یہی ہے مقام محمود جس کا تمہارے پیغمبر سے وعدہ کیا گیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پوری کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں یہ جو کہا کہ اس کے گھر میں تو اس سے مکان کا وہم پیدا ہوتا ہے اور اللہ پاک ہے مکان سے اور اس کے معنی تو فقط یہ ہیں کہ اپنے اس گھر میں جس کو اس نے اپنے دوستوں کے واسطے بنایا ہے اور وہ بہشت ہے دار السلام۔ (فتح)

۶۸۸۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي عَمِّي حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ وَقَالَ لَهُمُ اصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَإِنِّي عَلَى الْحَوْضِ.

۶۸۸۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا بھیجا سو ان کو ایک خیمے میں جمع کیا سو فرمایا کہ صبر کرتے رہنا یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول کو ملو سو بے شک میں حوضِ کوثر پر ہوں گا یعنی قیامت کے دن۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ البتہ میرے بعد تم پاؤ گے اپنے سوائے اوروں کو مقدم یعنی تمہارے سوائے اور لوگوں کی حکومت ہو گی اور اس کے اخیر میں ہے کہ اصحاب نے کہا کہ کیوں نہیں یا حضرت! ہم راضی ہوئے اور اس حدیث کی شرح غزوہ حنین میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے یہاں تک کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے ملو اور مراد اللہ کے ملنے سے موت ہے اور دن قیامت کا۔ (فتح)

۶۸۸۸۔ حَدَّثَنِي ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ

۶۸۸۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کی نماز کے واسطے اٹھتے تھے تو یہ دعا

الْأَحْوَلِ عَنْ طَاؤسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ خَاصَمْتُ وَبِكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ طَاؤسٍ قَيَّامٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْقَيُّوْمُ﴾ اَلْقَائِمُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَأَ عُمَرُ الْقَيَّامُ وَكِلَاهُمَا مَدْحٌ.

پڑھتے تھے کہ الٰہی! اے ہمارے رب! تجھ کو حمد ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کا تھامنے والا ہے اور تجھ ہی کو شکر ہے تو ہے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان والوں کا رب اور تجھ ہی کو شکر ہے تو ہے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان والوں کی روشنی اور رونق تو سچ مچ ہے اور تیرا قول حق ہے اور تیرا وعدہ سچ ہے اور تیرا ملنا حق ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے الٰہی! میں تیرا تابعدار ہوا اور تیرے ساتھ ایمان لایا اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا اور تیری طرف میں نے رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں اور تیری ہی طرف جھگڑا رجوع کرتا ہوں کہ تو فیصل کرے سو بخش دے مجھ کو جو کہ میں نے آگے کیا اور پیچھے ڈالا اور جو میں نے چھپایا اور جو ظاہر کیا اور اس گناہ کو بخش جس کو تو مجھ سے زیادہ تر واقف ہے کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے تیرے اور طاؤس نے قیم کے بدلے قیام کہا ہے اور کہا مجاہد نے کہ قیوم کے معنی ہیں قائم ہر چیز پر یعنی کارساز ہر چیز کا اپنی خلق سے تدبیر کرتا ہے اس کی جو چاہتا ہے اور پڑھا ہے عمرو نے قیام اور قیوم اور قیام دونوں مدح ہیں یعنی اس واسطے کہ وہ مبالغہ کے صیغے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تہجد میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ تیرا ملنا حق ہے۔ (فتح)

٦٨٨٩۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ وَلَا حِجَابٌ يَحْجُبُهُ.

٦٨٨٩۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے ایسا کوئی نہیں مگر کہ اللہ اس سے قیامت میں کلام کرے گا اس طرح پر کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہو گا اور نہ کوئی حجاب ہو گا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ معنی حجاب اٹھانے کے یہ ہیں کہ دور کی جائے گی آفت مسلمانوں کی آنکھوں سے جو ان کو دیکھنے سے منع ہے سو وہ اس کو دیکھیں گے واسطے اٹھانے حجاب کے ان سے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے اللہ کے اس قول میں کفار کے حق میں ﴿كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ﴾ اور کہا حافظ صلاح الدین نے کہ مراد ساتھ حجاب کے نفی اس چیز کی ہے جو دیکھنے سے مانع ہو جیسے کہ نفی کی عدم اجابت دعا مظلوم کی پھر استعارہ کیا واسطے رد کے سو ہوگی نفی اس کی دلیل اوپر ثبوت اجابت کے اور تعبیر ساتھ نفی حجاب کے ابلغ ہے تعبیر کرنے سے ساتھ عدم قبول کے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ حجاب کے استعارہ ہو محسوس کا واسطے معقول کے اس واسطے کہ حجاب حسی ہے اور منع عقلی ہے اور منع عقلی اور البتہ وارد ہوا ہے ذکر حجاب کا چند حدیثوں میں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ دور ہے اس چیز سے جو اس کے واسطے حجاب ہو اس واسطے کہ حجاب تو مقدر محسوس چیز کو احاطہ کرتا ہے لیکن مراد ساتھ حجاب اس کے منع کرنا ہے خلق کی آنکھوں کو ساتھ اس چیز کے کہ چاہے جب چاہے جس طرح چاہے اور جب چاہے گا تو یہ حجاب ان سے اٹھا دے گا اور تائید کرتا ہے اس کی جو دوسری حدیث میں ہے کہ آدمیوں اور اللہ کے دیدار کے درمیان کوئی چیز نہ ہوگی سوائے چادر کبریائی کے جو اللہ کی وجہ پر ہے اس واسطے کہ اس کا ظاہر قطعًا مراد نہیں پس وہ استعارہ ہے جزمًا اور کبھی بعض حدیثوں میں حجاب حسی مراد ہوتا ہے لیکن وہ بہ نسبت مخلوق کے ہے اور علم اللہ کے نزدیک ہے۔ (فتح)

٦٨٩٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَّنْظُرُوْا إِلٰى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَآءُ الْكِبْرِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ.

٦٨٩٠۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو بہشتیں چاندی کی ہیں ان کے برتن اور جو چیز ان میں ہے سب چاندی کی ہے اور دو بہشتیں سونے کی ہیں ان کے برتن اور جو چیز ان میں ہے سب سونے کی ہیں اور مسلمانوں کے درمیان اور اپنے رب کے دیکھنے کے درمیان یعنی مسلمانوں کو اپنے رب کے دیکھنے سے کوئی چیز مانع نہ ہوگی سوائے جلال کی چادر کے کہ اس کی ذات پاک ہے عدن کے بہشت میں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ سونے کی دو بہشتیں مقربین کے واسطے ہیں اور چاندی کی بہشتیں اصحاب یمین کے واسطے ہیں کہا طبری نے کہ اختلاف ہے اللہ کے اس قول میں ﴿وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ﴾ سو بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں درجے میں اور بعض نے کہا اس کے معنی ہیں فضیلت میں اور یہ جو کہا جنتان تو یہ تفسیر ہے اللہ کے قول مذکور کی اور یہ خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی هما جنتان اور یہ جو کہا اس کے برتن الخ تو یہ مبتدا ہے اور من فضہ اس کی خبر ہے اور یہ جو کہا کہ ان کے اور اللہ کے دیکھنے کے درمیان جلال کی چادر ہوگی تو کہا کرمانی نے کہ یہ حدیث متشابہات سے ہے سو بعض

اس کو تفویض کرتے ہیں اور بعض اس کی تاویل کرتے ہیں کہ مراد ساتھ وجہ کے ذات ہے اور چادر ایک صفت ہے ذات کی صفتوں سے جو لازم ہے اور پاک کرنے والی ہے اس کو اس چیز سے کہ مشابہ ہو مخلوق کو پھر اشکال کیا ہے اس نے جس کا حاصل یہ ہے کہ چادر جلال کی مانع ہے رؤیت سے سو گویا کہ کلام میں حذف ہے بعد قول اس کے الا رداء الکبریاء سو وہ احسان کرے گا ان پر ساتھ اٹھانے اس چادر کے سو حاصل ہو گی ان کے واسطے نظر اس کی طرف سو گویا کہ مراد یہ ہے کہ جب مسلمان بہشت میں اپنا ٹھکانہ پکڑیں گے اگر ان کو ذی الجلال کی ہیبت نہ ہو تو ان کے درمیان اور اللہ کے دیکھنے کے درمیان کوئی چیز مانع نہ ہو پھر جب اللہ ان کا اکرام چاہے گا تو ان پر فضل کرے گا ساتھ اس کے کہ ان کو اپنے دیکھنے کی قوت دے گا پھر پایا میں نے صہیب کی حدیث میں کہ مراد ساتھ چادر کے حجاب ہے کہ اس میں ہے پھر اللہ اُن کے واسطے حجاب کھولے گا بعد داخل ہونے کے بہشت میں سو ان کو کوئی چیز ایسی محبوب تر نہیں ملی شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف تاویل اس کی اور کہا قرطبی نے کہ رداء استعارہ ہے عظمت سے اور نہیں مراد ہے کپڑا محسوس اور معنی حدیث باب کے یہ ہیں کہ اللہ کی عزت اور بے پرواہی کا مقتضا یہ ہے کہ اس کو کوئی نہ دیکھے لیکن رحمت اس کی مسلمانوں کے واسطے تقاضا کرتی ہے کہ ان کو اپنی ذات دکھلائے واسطے کامل کرنے نعمت کے سو جب دور ہو گا مانع تو کرے گا ان سے خلاف مقتضی کبریائی کے سو گویا کہ اٹھایا ان سے حجاب جو ان کو مانع تھا اور یہ جو کہا کہ عدن کے بہشت میں تو کہا ابن بطال نے کہ نہیں تعلق ہے مجسمہ کے واسطے بیچ ثابت کرنے مکان کے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ محال ہے یہ کہ ہو اللہ سبحانہ جسم یا جگہ پکڑنے والا کسی مکان میں سو ہو گی تاویل چادر کی آفت جو موجود ہے ان کی آنکھوں کے واسطے جو مانع ہے ان کو اللہ کے دیکھنے سے اور اس کا دور کرنا فعل ہے اس کے افعال سے کرے گا اس کو اس جگہ میں کہ وہ اللہ کو دیکھیں گے سو نہ دیکھیں گے اس کو جب تک یہ مانع موجود ہو گا سو جب دیکھنے کا فعل کرے گا تو یہ مانع دور ہو جائے گا اور نام رکھا اس کا چادر کہ وہ منع میں بجائے چادر کے ہے جو حاجب ہوتی ہے منہ کو اس کے دیکھنے سے سو اس کو بطورِ مجاز کے چادر کہا اور قول حضرت ﷺ کا عدن کے بہشت میں راجع ہے طرف قوم کے یعنی اور وہ بہشت میں ہوں گے اللہ کی طرف راجع نہیں اس واسطے کہ اللہ کو مکان حاوی نہیں ہو سکتے۔ (فتح)

٦٨٩١۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَعْيَنَ وَجَامِعُ بْنُ أَبِيْ رَاشِدٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ

٦٨٩١۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چھین لے گا مال کسی مسلمان کا جھوٹی قسم کھا کر ملے گا وہ قیامت میں اللہ سے اور اللہ اس پر نہایت غضبناک ہو گا پھر حضرت ﷺ نے اپنی اس بات کا ٹھکانہ قرآن شریف سے پڑھ کر بتلایا یعنی جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں ان لوگوں کو آخرت

غَضْبَانُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُولٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ﴾ الْاٰيَةَ.

میں کچھ حصہ نہیں اور اللہ ان سے بات نہ کرے گا اور رحمت سے اُن کی طرف نہ دیکھے گا۔

فائدہ: اور غرض اس آیت سے اس جگہ یہ قول اللہ کا ہے کہ اللہ ان کی طرف نہ دیکھے گا اور لی جاتی ہے اس سے تفسیر قول اس کے کی ملے گا اللہ سے اور اللہ اس پر غضبناک ہوگا اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ غضب سبب ہے واسطے منع کلام اور دیکھنے کے اور رضا مندی سبب ہے ان کے وجود کا۔ (فتح)

٦٨٩٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَةٍ لَقَدْ أَعْطٰى بِهَا أَكْثَرَ مِمَّا أَعْطٰى وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْيَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِيْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ.

٦٨٩٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے اللہ نہ قیامت میں بولے گا نہ ان کو دیکھے گا (اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا) ایک تو وہ مرد جس نے قسم کھائی اپنے اسباب پر البتہ دیا گیا بدلے اس کے اکثر اس چیز سے کہ دیا گیا یعنی مجھ کو اتنی قیمت ملتی تھی میں نے نہیں دیا اور حالانکہ وہ جھوٹا ہو دوسرا وہ مرد جس نے عصر کے بعد ایک چیز پر جھوٹی قسم کھائی تا کہ کسی مسلمان کا مال اس کے ساتھ لے تیسرا وہ مرد جس نے حاجت سے زیادہ پانی مسافر سے روکا سو اللہ کہے گا کہ آج میں تجھ سے اپنا فضل روکوں گا جیسے تو نے منع کیا تھا زیادہ پانی سے جو تیرے دونوں ہاتھوں نے نہیں کمایا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاحکام میں گزر چکی ہے۔

٦٨٩٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ

٦٨٩٣۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ گھوم کر اپنی اصلی حالت پر ویسا ہو گیا ہے جیسا اس دن تھا جب کہ اللہ نے آسمان اور زمین بنائے تھے برس بارہ مہینے کا ہے ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یعنی ان میں لڑنا بھڑنا درست نہیں تین مہینے تو برابر لگے ہوئے ہیں سو

وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحَجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ يُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ ذَا الْحَجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلِّغُهُ أَنْ يَكُونَ أَوْعٰى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ قَالَ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ.

ذوالقعدہ اور ذوالحجہ اور محرم ہیں اور چوتھا مضر کا رجب جو جمادی الاخری اور شعبان کے بیچ میں ہے یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے سو حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے نام کے سوائے اس کا کوئی نام رکھیں گے فرمایا کیا نہیں ہے ذوالحجہ؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! پھر فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے سو حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے سوائے اس کا کوئی اور نام رکھیں گے فرمایا کیا نہیں ہے مکہ ہم نے کہا کیوں نہیں! فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے سو حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے نام کے سوائے اس کا کوئی اور نام رکھیں گے فرمایا کیا نہیں ہے یہ قربانی کا دن؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! فرمایا سو بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال کہا محمد نے اور میں گمان کرتا ہوں کہا اور تمہاری آبروئیں تم پر حرام ہیں جیسے اس تمہارے دن کو حرمت ہے اس تمہارے مہینے میں اس تمہاری بستی میں اور تم اپنے رب سے ملو گے سو تم سے تمہارے عمل پوچھے گا خبردار ہو سو میرے بعد پھر کر گمراہ نہ ہو جانا کہ تم میں سے بعض بعض کی گردن مارے خبردار ہو اور جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں سو شاید کہ بعض پہنچایا گیا زیادہ تر یاد رکھنے والا ہو بعض سننے والے سے سو محمد راوی جب اس کو ذکر کرتا تھا تو کہتا تھا حضرت ﷺ نے سچ فرمایا پھر فرمایا خبردار ہو میں نے پیغام پہنچا دیا میں نے پیغام پہنچا دیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہاں یہ قول ہے کہ تم اپنے رب سے ملو گے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

جو آیا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ اللہ کی رحمت قریب ہے مسلمانوں سے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ رحمت تقسیم کی گئی ہے طرف صفت ذات کی اور طرف صفت فعل کی یعنی رحمت دو قسم پر ہے ایک صفت ذات کی ہے اور ایک صفت فعل کی اور احتمال ہے کہ مراد یہاں صفت ذات کی ہو سو ہوں گے معنی اس کے ارادہ فرمانبرداروں کے ثواب دینے کا اور احتمال ہے کہ صفت فعل کی ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ فضل اللہ کا ساتھ ہانکنے ابر کے اور اتارنے مینہ کے قریب ہے نیکو کاروں سے سو یہ بھی ان کے واسطے رحمت ہو گی اس واسطے کہ مینہ بھی اس کی قدرت اور اس کے ارادے سے ہے اور کہا بیہقی نے کتاب الاسماء میں کہ جو اسم کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے تدبیر ثابت کرتے ہیں سوائے غیر اس کے ان میں سے ہے رحمٰن اور رحیم اور کہا خطابی نے کہ معنی رحمٰن کے ہیں صاحب رحمت شامل کا جو وسیع ہے تمام خلق کو ان کی روزی میں اور ان کے اسباب معاش اور مصالح میں اور رحیم خاص ہے ساتھ ایمان داروں کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا﴾۔

٦٨٩٤۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِبَعْضِ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِيْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أَنْ يَّأْتِيَهَا فَأَرْسَلَ إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى وَكُلٌّ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ فَأَقْسَمَتْ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْتُ مَعَهُ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَلَمَّا دَخَلْنَا نَاوَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيَّ وَنَفْسُهُ تَقَلْقَلُ فِيْ صَدْرِهِ حَسِبْتُهُ قَالَ كَأَنَّهَا شَنَّةٌ فَبَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ أَتَبْكِيْ فَقَالَ إِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ.

٦٨٩٤۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی کسی بیٹی کا بیٹا مرتا تھا تو اس نے حضرت ﷺ کو بلا بھیجا تو حضرت ﷺ نے اس کو کہلا بھیجا کہ بے شک اللہ ہی کا مال تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے نزدیک مدت مقرر ہے سو چاہیے کہ صبر کرے اور ثواب چاہے پھر اس نے حضرت ﷺ کو قسم دے کر کہلا بھیجا کہ آپ تشریف لائیں سو حضرت ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور میں اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور اُبی رضی اللہ عنہ اور عبادہ رضی اللہ عنہ بھی حضرت ﷺ کے ساتھ اٹھے سو جب ہم داخل ہوئے تو لوگوں نے لڑکا حضرت ﷺ کو دیا اور اس کی جان حرکت کرتی تھی اور بے قرار تھی اس کے سینے میں میں اس کو گمان کرتا ہوں کہ کہا جیسے مشک سو حضرت ﷺ روئے یعنی آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے سو فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ رحم کرتا ہے اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر۔

فائدہ: اورغرض اس حدیث سے یہی اخیر قول ہے کہ اللہ رحم کرتا ہے اس واسطے کہ اس میں ثابت کرنا صفت رحمت کا ہے اللہ کے واسطے اور یہی مقصود ہے ترجمہ سے۔

٦٨٩٥۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَصَمَتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ إِلٰى رَبِّهِمَا فَقَالَتِ الْجَنَّةُ يَا رَبِّ مَا لَهَا لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا ضُعَفَآءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَقَالَتِ النَّارُ يَعْنِي أُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحْمَتِي وَقَالَ لِلنَّارِ أَنْتِ عَذَابِي أُصِيْبُ بِكِ مَنْ أَشَآءُ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْكُمَا مِلْؤُهَا قَالَ فَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا وَإِنَّهُ يُنْشِئُ لِلنَّارِ مَنْ يَّشَآءُ فَيُلْقَوْنَ فِيْهَا فَ ﴿تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾ ثَلَاثًا حَتّٰى يَضَعَ فِيْهَا قَدَمَهُ فَتَمْتَلِئُ وَيُرَدُّ بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ وَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ قَطْ.

٦٨٩٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ اور بہشت نے اپنے رب کے پاس جھگڑا کیا تو بہشت نے کہا اے میرے رب کیا حال ہے اس کا یعنی میرا کہ غریب اور مسکین اور عاجز لوگوں کے سوائے مجھ میں کوئی داخل نہ ہو گا اور دوزخ نے کہا یعنی مجھ میں گردن کش اور مغرور لوگ داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے بہشت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے اور آگ سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے تجھ سے عذاب کروں گا جس کو چاہوں گا اور تم دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے بھرنی ہے فرمایا سو بہرحال بہشت سو بے شک اللہ نہ ظلم کرے گا اپنی خلق سے کسی کو اور بے شک وہ پیدا کرے گا دوزخ کے واسطے جس کو چاہے گا سو وہ اس میں ڈالے جائیں گے اس میں تو کہے گی کچھ اور بھی ہے تین بار یہ کہے گی یہاں تک کہ اللہ اس میں اپنا قدم رکھے گا سو بھر جائے گی اور آپس میں سمٹ جائے گی اور کہے گی بس بس بس۔

فائدہ: اس روایت میں دوزخ کا قول مذکور نہیں لیکن دوسری روایت میں ہے کہ مجھ میں مغرور لوگ داخل ہوں گے اور مشہور اس جگہ میں یہ ہے کہ اللہ بہشت کے واسطے اور خلق کو پیدا کرے گا اور دوزخ میں اپنا قدم رکھے گا اور اس کے سوائے کسی حدیث میں نہیں ہے کہ اللہ دوزخ کے واسطے اور مخلوق پیدا کرے گا اور مراد قدم سے کیا ہے اس کا بیان سورۂ ق کی تفسیر میں گزر چکا ہے اور مہلب سے ہے کہ اس زیادتی میں حجت ہے اہل سنت کے واسطے ان کے قول میں کہ اللہ کے واسطے جائز ہے یہ کہ عذاب کرے جس کو نہ تکلیف دی ہو دنیا میں ساتھ عبادت کے اس واسطے کہ ہر چیز اس کی ملک ہے سو اگر ان کو عذاب کرے تو وہ ظالم نہیں اور اہل سنت نے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں تمسک کیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَيَفْعَلُ مَا يَشَآءُ﴾ اور سوائے اس کے اور یہ ان کے نزدیک جائز ہے اور وقوع میں نظر ہے نہیں ہے حدیث میں حجت واسطے اختلاف ہونے کے اس کے لفظ میں اور اس واسطے کہ

وہ قابل تاویل کے ہے اور جزم کیا ہے ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ یہ غلط ہے اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ مقلوب ہے اور کہا بلقینی نے کہ حمل کرنا اس کا پتھروں پر قریب تر ہے اس سے کہ اس کو جاندار چیز پر حمل کیا جائے کہ اس کو عذاب ہو بغیر گناہ کے اور ممکن ہے کہ جاندار ہوں لیکن ان کو عذاب نہ ہو اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ پیدا کرنے کے ابتدا داخل کرنے کفار کا ہو آگ میں اور یہ جو ذکر بہشت کے ساتھ فرمایا کہ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرے گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ عذاب کرے گا جس کو چاہے گا اور وہ ظالم نہیں جیسا کہ فرمایا کہ میں عذاب کروں گا تجھ سے جس کو چاہوں گا اور احتمال ہے کہ بہشت اور دوزخ کے جھگڑے کی طرف راجع ہو اس واسطے کہ جو اللہ نے ہر ایک کے واسطے دونوں میں ٹھہرایا ہے وہ عین عدل اور حکمت ہے اور بسبب مستحق ہونے ہر ایک کے ہے ان میں سے بغیر اس کے کہ کسی پر ظلم کرے اور بعض نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ طرف اس آیت کی ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيْعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا﴾ سو تعبیر کی نہ ضائع کرنے اجر کے ساتھ نہ ظلم کرنے کے اور مراد یہ ہے کہ داخل ہو گا نیک آدمی بہشت میں جو وعدہ کیے گئے ہیں پرہیزگار اس کی رحمت سے اور اللہ نے بہشت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے اور فرمایا کہ اللہ کی رحمت قریب ہے نیکوکاروں سے اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی وجہ مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ اور علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر کشادہ ہونے بہشت اور دوزخ کے ساتھ اس طور کے کہ سمالے گی سب خلق کو آدم علیہ السلام سے قیامت تک اور اس کو زیادتی کی حاجت رہے گی۔ (فتح)

٦٨٩٦۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيُصِيْبَنَّ أَقْوَامًا سَفْعٌ مِّنَ النَّارِ بِذُنُوْبٍ أَصَابُوْهَا عُقُوْبَةً ثُمَّ يُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ يُقَالُ لَهُمُ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ وَقَالَ هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٨٩٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ چند لوگوں کو دوزخ کے جلانے کا اثر لگ جائے گا یعنی ان کے بدن میں کچھ سیاہ داغ رہے گا گناہوں کے سبب سے جو انہوں نے کیے یہ عذاب ہو گا بدکاری کا بدلہ پھر اللہ تعالیٰ ان کو بہشت میں داخل کرے گا اپنی رحمت سے سو ان کا لقب جہنمی ہو گا اور کہا ہمام نے یعنی جو عنعنہ کہ ہشام کے طریق میں ہے وہ محمول ہے سماع پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُوْلَا﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ اللہ روکتا ہے آسمانوں اور زمین کو یہ کہ زائل ہوں اپنی جگہ سے۔

٦٨٩٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ

٦٨٩٧۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ یہود کا

عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَآءَ حَبْرٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللّٰهَ يَضَعُ السَّمَآءَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْأَرْضَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالْأَنْهَارَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَسَآئِرَ الْخَلْقِ عَلٰى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ بِيَدِهٖ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾.

ایک عالم حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ اے محمد! اللہ رکھے گا آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمین کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور درختوں اور نہروں کو ایک انگلی پر اور سب مخلوق کو ایک انگلی پر پھر کہے گا اپنے ہاتھ سے کہ میں بادشاہ ہوں سو حضرت ﷺ ہنسے پھر فرمایا کہ انہوں نے اللہ کی قدر نہیں جانی جیسا کہ اس کے جاننے کا حق ہے۔

فائدہ: اور اس حدیث کے دوسرے طریق میں یہ لفظ ہیں ان اللہ یمسک یعنی اللہ روکے گا اور یہی مطابق ہے واسطے ترجمہ کے اور بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریق میں وہ چیز ہے جو ترجمہ کے مطابق ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَخْلِيْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْخَلَائِقِ وَهُوَ فِعْلُ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَأَمْرُهٗ فَالرَّبُّ بِصِفَاتِهٖ وَفِعْلِهٖ وَأَمْرِهٖ وَكَلَامِهٖ وَهُوَ الْخَالِقُ الْمُكَوِّنُ غَيْرُ مَخْلُوْقٍ وَمَا كَانَ بِفِعْلِهٖ وَأَمْرِهٖ وَتَخْلِيْقِهٖ وَتَكْوِيْنِهٖ فَهُوَ مَفْعُوْلٌ مَخْلُوْقٌ مُكَوَّنٌ.

جو آیا ہے بیچ پیدا کرنے آسمانوں اور زمین وغیرہ مخلوقات کے اور وہ فعل ہے رب کا اور حکم اس کا پس سب اپنی صفتوں سے اور اپنے فعل اور امر سے اور اپنی کلام سے وہ خالق اور تصویر کھینچنے والا ہے اور نہیں ہے مخلوق اور جو چیز کہ پیدا ہو اس کے فعل سے اور امر یعنی کلمہ کن سے اور اس کے پیدا کرنے اور بنانے سے تو وہ مفعول مخلوق ہے یعنی پیدا کی گئی بنائی گئی۔

فائدہ: اور مراد ساتھ امر کے اس جگہ کن ہے اور امر کا اطلاق کئی معنوں پر آتا ہے ایک صیغہ افعل پر اور ایک صفت اور شان پر اور مراد اس جگہ پہلے معنی ہیں اور مراد ساتھ امر کے اس جگہ مامور بہ ہے اور بیان کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اپنی مراد کو اپنی کتاب خلق افعال العباد میں سو کہا اس نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے فاعل اور فعل اور مفعول میں سو کہا قدریہ نے کہ سب فعل بندے کی طرف سے ہیں اور کہا جبریہ نے کہ بندوں کے سب فعل اللہ کی طرف سے ہیں اور کہا جہمیہ نے کہ فعل اور مفعول ایک ہے اسی واسطے انہوں نے کہا کہ کن مخلوق ہے اور کہا سلف نے کہ پیدا کرنا اللہ کا فعل ہے اور ہمارے فعل مخلوق ہیں سو فعل اللہ کا اللہ کی صفت ہے اور مفعول اور چیز ہے جو اس کے سوا ہے مخلوقات سے

اور مسئلہ تکوین کا مشہور ہے متکلمین میں اور اصل یہ ہے کہ انہوں نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ صفت فعل کی قدیم ہے یا حادث سو ایک جماعت سلف نے کہا کہ وہ قدیم ہے ان میں سے ہیں ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور لوگوں نے کہا کہ حادث ہے یہ اشعری کا قول ہے تا کہ نہ لازم آئے ہونا مخلوق کا قدیم اور جواب دیا ہے اول قول والوں نے کہ پیدا کرنے کی صفت ازل میں پائی گئی اور اس وقت کوئی چیز مخلوق نہ تھی یعنی پس مخلوق کا قدیم ہونا لازم نہیں آتا اور تصرف بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ اس میں پہلے قول والوں کے موافق ہے یعنی جو قائل ہیں کہ صفت فعل کی قدیم ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرنے والا ہے وہ سلامت رہتا ہے واقع ہونے سے حوادث کے مسئلے میں جن کا کوئی اول نہیں اور کہا ابن بطال نے کہ غرض اس کی یہ ہے کہ آسمان اور زمین اور جو ان کے درمیان ہے سب مخلوق ہے واسطے قائم ہونے دلائل حدوث کے اوپر ان کے اور واسطے قائم ہونے دلیل کے کہ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں۔ (فتح)

٦٨٩٨۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِيْ شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ لَيْلَةً وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا لِأَنْظُرَ كَيْفَ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَآءِ فَقَرَأَ ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿لِأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ ثُمَّ صَلّٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ.

٦٨٩٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رات کاٹی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے تا کہ میں دیکھوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رات کو کس طرح تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں کے ساتھ ایک گھڑی بات چیت کی پھر لیٹے سو جب رات کی پچھلی تہائی یا کچھ رات باقی رہی تو اٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف نظر کی اور یہ آیت پڑھی کہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اولی الالباب تک پھر کھڑے ہوئے سو وضو کیا اور مسواک کی پھر گیارہ رکعتیں پڑھیں پھر بلال رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز کی اذان دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں یعنی فجر کی سنتیں پڑھیں پھر باہر تشریف لائے اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ﴾.

البتہ سبقت کی ہمارے کلمے نے اپنے پیغمبروں کے واسطے۔

٦٨٩٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهٗ فَوْقَ عَرْشِهٖ إِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ.

٦٨٩٩۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ نے خلق کو پیدا کیا تو اپنے عرش پر اپنے پاس لکھ رکھا کہ میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غصے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف ترجیح اس قول کے کہ رحمت ذات کی صفات سے ہے اس واسطے کہ کلمہ ذات کی صفات سے ہے اور غفلت کی اس نے جس نے کہا کہ دلالت کرتا ہے وصف کرنا رحمت کا ساتھ سبقت کرنے کے اس پر کہ وہ صفت فعل کی ہے اور پہلے گزر چکا ہے اسی حدیث کی شرح میں کہ مراد رحمت سے ثواب کے پہنچانے کا ارادہ ہے اور مراد غضب سے ارادہ عذاب پہنچانے کا ہے پس سبقت اس وقت درمیان متعلق ارادے کے ہے پس نہیں ہے کوئی اشکال۔ (فتح)

٦٩٠٠۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ أَنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهٖ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِّثْلَهٗ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِّثْلَهٗ ثُمَّ يُبْعَثُ إِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيُؤْذَنُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ رِزْقَهٗ وَأَجَلَهٗ وَعَمَلَهٗ وَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يَنْفُخُ فِيْهِ الرُّوْحَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى لَا يَكُوْنُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ

٦٩٠٠۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور وہ سچے ہیں تصدیق کیے گئے کہ بے شک ہر ایک آدمی کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن یا چالیس رات جمع رہتا ہے پھر چالیس دن خون کی پھٹکی ہو جاتا ہے پھر چالیس دن گوشت کی بوٹی ہو جاتا ہے پھر اللہ اس کی طرف فرشتے کو بھیجتا ہے اور چار باتوں کا اس کو حکم ہوتا ہے سو اس کی روزی لکھتا ہے یعنی محتاج ہوگا یا مالدار اور اس کے عمل لکھتا ہے کہ کیا کیا کرے گا اور اس کی عمر لکھتا ہے کہ کتنا زندہ رہے گا اور یہ لکھتا ہے کہ نیک بخت بہشتی ہوگا یا بدبخت دوزخی پھر اس میں روح پھونکتا ہے اور البتہ تم لوگوں میں سے کوئی بہشتیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور بہشت میں ہاتھ بھر کا فرق رہ جاتا ہے پھر دوزخ میں جاتا ہے اور بے شک تم لوگوں سے کوئی عمر بھر دوزخیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ اس

حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا.

کے اور دوزخ کے درمیان سوائے ایک ہاتھ بھر کے کچھ فرق نہیں رہتا پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے سو وہ بہشتیوں کے کام کرنے لگتا ہے پھر بہشت میں جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اس جگہ یہ قول ہے کہ تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے اور نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ اس حدیث میں رد ہے اس پر جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ اللہ ازل سے متکلم ہے اپنی تمام کلام سے اس واسطے کہ اس حدیث میں ہے کہ ان باتوں کا حکم اللہ کی طرف سے پیدا کرنے کے وقت ہوتا ہے اور رد ہے اس پر جو کہتا ہے کہ اگر اللہ چاہے تو اہل طاعت کو عذاب کرے اس واسطے کہ نہیں ہے حکیم کی صفت سے کہ اپنے علم کو بدلے اور البتہ وہ ازل میں معلوم کر چکا ہے جس کو عذاب کرے گا اور جس کو رحم کرے گا اور یہ دونوں قول اہل سنت کے ہیں اور جواب پہلے سے کہ حکم کرنے والا تو فقط فرشتہ ہے اور محمول ہے اس پر کہ اس نے ان باتوں کو لوح محفوظ سے لیا اور دوسرے سے یہ کہ مراد یہ ہے کہ اگر ازل میں یہ مقدر ہو تو البتہ واقع ہوگا پس نہیں لازم آتا جو اس نے کہا۔ (فتح)

٦٩٠١۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُوْرَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ قَالَ كَانَ هٰذَا الْجَوَابَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۹۰۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبریل! کیا چیز منع کرتی ہے تجھ کو کہ تو ہم سے ملاقات کیا کرے زیادہ اس سے کہ تو ہم سے ملاقات کیا کرتا ہے؟ تو یہ آیت اتری کہ ہم نہیں اترتے مگر اپنے رب کے حکم سے اس کے واسطے ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو پیچھے ہے اور نہیں تیرا رب بھولنے والا کہا کہ یہ جواب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور امر سے مراد اجازت ہے یعنی نہیں اترتے ہم مگر اللہ کی اجازت سے یا ساتھ امر وحی کے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ ہم نہیں اترتے مگر اللہ کی اجازت سے۔

٦٩٠٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرْثٍ بِالْمَدِيْنَةِ

۶۹۰۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتا تھا مدینے کی ایک کھیتی میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھڑی پر تکیہ کیے تھے سو یہود کی ایک قوم پر گزرے تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ اس سے

وَهُوَ مُتَكِئٌ عَلٰى عَسِيْبٍ فَمَرَّ بِقَوْمٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَسَأَلُوْهُ فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى الْعَسِيْبِ وَأَنَا خَلْفَهُ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُوْحٰى إِلَيْهِ فَقَالَ ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ وَمَا أُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا﴾ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ قَدْ قُلْنَا لَكُمْ لَا تَسْأَلُوْهُ.

روح کی حقیقت پوچھو اور بعض نے کہا نہ پوچھو تو انہوں نے حضرت ﷺ سے روح کی حقیقت پوچھی تو حضرت ﷺ چھڑی پر تکیہ کر کے کھڑے ہوئے اور میں حضرت ﷺ کے پیچھے تھا تو میں نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ کو وحی ہوتی ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا وہ تجھ سے پوچھتے ہیں حقیقت روح کی کہہ روح اللہ کا حکم ہے اور نہیں دیا گیا تم کو مگر تھوڑا علم تو بعض کے بعض سے کہا کہ البتہ ہم نے تم سے کہا تھا کہ اس سے نہ پوچھو۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ کہہ روح میرے رب کا حکم ہے۔

٦٩٠٣۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهِ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهِ بِأَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ إِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ.

۶۹۰۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ضامن ہو گیا ہے اللہ اس کا جس نے اس کی راہ میں جہاد کیا نہ نکالا ہو اس کو اپنے گھر سے مگر اللہ کی راہ میں جہاد کی نیت نے اور آیات اور احادیث کی تصدیق نے اللہ اس بات کا ضامن ہوا ہے کہ یا اس کو بہشت میں داخل کرے یا اس کو اس کے وطن میں ثواب یا مال غنیمت کے ساتھ پھیر لائے گا۔

فائدہ: یعنی خالص نیت والے غازی کا اللہ ضامن ہے اگر شہید ہو گیا تو بہشت میں گیا اور اگر زندہ رہا تو ثواب یا مال غنیمت کا لے کر اپنے گھر میں آیا دونوں صورتوں میں اس کا بھلا ہے اور مراد اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ اس کی آیات اور حدیثوں کی تصدیق نے۔

٦٩٠٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ شَجَاعَةً وَيُقَاتِلُ رِيَاءً فَأَيُّ

۶۹۰۴۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ مرد برادری کی حمیت کے واسطے لڑتا ہے اور بہادری کے واسطے لڑتا ہے اور دکھلانے کے واسطے لڑتا ہے سو ان میں سے اللہ کی راہ کا غازی کون ہے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اس واسطے لڑے

ذٰلِكَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

کہ اللہ کا بول بالا ہو وہ اللہ کی راہ کا غازی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور مراد اس جگہ اللہ کے کلمے سے کلمہ توحید کا ہے یعنی کلمہ توحید کا اور یہی مراد ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قُلْ تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ کلمہ کے قبضہ اور مراد اس جگہ حکم اس کا اور شرع اس کی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾

اللہ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قول ہمارا واسطے کسی چیز کے جب کہ ہم اس کا ارادہ کریں یہ ہے کہ ہم اس کو کہتے ہیں ہو جا سو وہ ہو جاتی ہے۔

فائدہ: کہا ابن ابی حاتم نے اس کتاب میں جو جہمیہ کے رد میں ہے کہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا کہ دلالت کرتی ہے حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کی کہ پہلے پہل اللہ نے قلم کو پیدا کیا سو کہا لکھ الحدیث اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بولا قلم ساتھ کلام اس کے واسطے قول اس کے ﴿اِنَّمَا قَوْلُنَا اِذَا اَرَدْنَا اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ کہا سو کلام اللہ کا سابق ہے اس کی اول خلق پر یعنی قلم پر سو اس کا کلام مخلوق نہیں اور بویطی سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سب مخلوق کو اپنے قول کن سے پیدا کیا سو اگر کن مخلوق ہوتا تو لازم آتا پیدا کرنا مخلوق کا مخلوق سے اور حالانکہ اس طرح نہیں۔ (فتح)

٦٩٠٥۔ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِيْ قَوْمٌ ظَاهِرِيْنَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ.

٦٩٠٥۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ہمیشہ ایک گروہ میری امت سے لوگوں پر غالب رہیں گے یہاں تک کہ ان کو اللہ کا حکم آئے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے اور جو اس کے بعد ہے یہ ہے یہاں تک کہ ان کو اللہ کا حکم آئے اور اس حدیث کی شرح اعتصام میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ مراد امر اللہ سے اس حدیث میں قیامت ہے اور صواب حکم اللہ کا ہے ساتھ قائم ہونے قیامت کے سو رجوع کرے گا طرف حکم اور قضا اس کی کے۔ (فتح)

٦٩٠٦۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِيْ عُمَيْرُ

٦٩٠٦۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ہمیشہ میری امت سے

بْنُ هَانِيءٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ مَا يَضُرُّهُمْ مَنْ كَذَّبَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُولُ وَهُمْ بِالشَّامِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ هٰذَا مَالِكٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُولُ وَهُمْ بِالشَّامِ.

ایک گروہ قائم رہے گا ساتھ حکم اللہ کے نہ ضرر کرے گا ان کو جو ان کو جھٹلائے اور نہ جو ان کا مخالف ہو یہاں تک کہ اللہ کا امر آئے اور وہ اسی پر ہوں گے تو مالک نے کہا کہ میں نے معاذ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتا تھا کہ وہ شام کے ملک میں ہیں تو کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ مالک گمان کرتا ہے کہ اس نے معاذ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ شام کے ملک میں ہیں۔

فائدہ: اور اس میں روایت مالک کی ہے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس کو اس سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے۔

٦٩٠٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتَنِي هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللّٰهِ فِيكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ.

٦٩٠٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسیلمہ کذاب پر کھڑے ہوئے اس کے ساتھیوں میں سو فرمایا کہ اگر تو مجھ سے اس چھڑی کا ٹکڑا مانگے تو اتنا بھی تجھ کو نہ دوں گا اور اللہ کے حکم کو جو تیرے حق میں ٹھہر چکا ہے تو اس سے آگے ہرگز نہ بڑھ سکے گا یعنی اللہ تجھ کو ہلاک کرے گا اور دونوں جہان میں فضیحت کرے گا اور اگر تو اسلام سے پھر اتو البتہ اللہ تیری کونچیں کاٹے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے اور تو اللہ کے امر سے جو تیرے حق میں ٹھہر چکا ہے ہرگز آگے نہ بڑھ سکے گا یعنی جو مقدر کیا ہے تیرے حق میں بدبختی یا نیک بختی سے۔ (فتح)

٦٩٠٨۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ حَرْثِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى عَسِيبٍ مَعَهُ فَمَرَرْنَا عَلٰى نَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ

٦٩٠٨۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جاتا تھا مدینے کی بعض کھیتی یا ویران زمین میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چھڑی پر تکیہ کرتے تھے جو آپ کے ساتھ تھی سو ہم چند یہودیوں پر گزرے تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ اس سے روح کی حقیقت پوچھو اور بعض نے کہا کہ نہ پوچھو کہیں ایسا نہ ہو اس میں وہ چیز لائے جو تم کو ناگوار معلوم ہو تو

فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوْهُ أَنْ يَجِيءَ فِيْهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُوْنَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَنَسْأَلَنَّهُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ مَا الرُّوْحُ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوْحٰى إِلَيْهِ فَقَالَ ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ وَمَا أُوْتُوْا مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا﴾ قَالَ الْأَعْمَشُ هٰكَذَا فِيْ قِرَآئَتِنَا.

بعض نے کہ کہ البتہ ہم اس سے پوچھیں گے تو ان میں سے ایک مرد حضرت مَثَلِثَیْمِ کی طرف کھڑا ہوا تو اس نے کہا اے ابوالقاسم! روح کیا چیز ہے؟ تو حضرت مَثَلِثَیْمِ اس سے چپ رہے سو میں نے معلوم کیا کہ آپ کو وحی ہوتی ہے سو کہا یعنی یہ آیت پڑھی اور تجھ سے پوچھتے ہیں حقیقت روح کی تو کہہ روح میرے رب کا حکم ہے اور نہیں دیے گئے تم مگر تھوڑا علم کہا اعمش نے اسی طرح ہے ہماری قراءت میں یعنی اوتوا الخ۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ روح میرے رب کا حکم ہے تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جس نے گمان کیا کہ روح قدیم ہے اس گمان سے کہ مراد ساتھ امر کے اس جگہ وہ امر ہے جو اللہ کے اس قول میں ہے ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾ اور یہ فاسد ہے اس واسطے کہ امر قرآن پاک میں کئی معنوں کے واسطے وارد ہوا ہے ظاہر ہوتی ہے مراد ہر ایک کی سیاق کلام سے اور انشاء اللہ آئندہ آئے گا کہ مراد ساتھ امر کے اس آیت میں طلب ہے جو ایک قسم ہے کلام کی اور بہر حال ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں جو امر وارد ہوا ہے تو مراد اس سے مامور ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے خلق اور مراد اس سے مخلوق ہوتی ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے حدیث کے بعض طریقوں میں سو سدی کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے ہے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ﴾ کہ خلق ہے اللہ کی مخلوق سے نہیں وہ کوئی چیز اللہ کے امر سے اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا مراد ہے اس روح سے جس کی انہوں نے حقیقت پوچھی تھی کیا وہ روح ہے جس کے ساتھ زندگی قائم ہوتی ہے یعنی آدمی کی جان یا وہ روح مراد ہے جو مذکور ہے اللہ پاک کے اس قول میں ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا﴾ سو بعض نے کہا کہ مراد آدمی کی جان ہے اور بعض نے کہا کہ مراد وہ روح ہے جو اللہ کے قول مذکور میں ہے اور قرآن میں روح کا اطلاق وحی پر بھی آیا ہے اور نہیں واقع ہوا قرآن میں کہ آدمی کی جان کا نام روح رکھا گیا ہو بلکہ قرآن مجید میں اس کا نام نفس رکھا گیا ہے اور دلالت کرتا ہے روح کے مخلوق ہونے پر عموم قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ﴾ اور ارواح مربوب ہیں یعنی پروردہ پرورش یافتہ ہیں اور ہر چیز پروردہ رب العالمین کی مخلوق ہے اور اللہ نے زکریا علیہ السلام سے فرمایا ﴿وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا﴾ اور یہ خطاب بدن اور روح دونوں کے واسطے ہے اور اللہ نے فرمایا ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ﴾ برابر ہے کہ ہم قائل ہوں ساتھ اس کے کہ قول اللہ کا ﴿خَلَقْنَاكُمْ﴾ روح اور بدن دونوں کو شامل ہے یا فقط روح کو اور صحیح حدیثوں میں ہے یہ حدیث ہے ﴿كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهُ﴾ اور اتفاق ہے اس پر کہ

فرشتے مخلوق ہیں اور وہ روح ہیں اور کہا ابن بطال نے کہ غرض اس کی رد کرنا ہے معتزلوں پر ان کے گمان میں کہ امر اللہ کا مخلوق ہے سو ظاہر ہوا کہ امر وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے واسطے شے کے کن سو وہ ہو جاتی ہے اس کے امر سے اور یہ کہ امر اس کا اور قول اس کا ساتھ ایک معنی کے ہے اور یہ کہ وہ کہتا ہے کن حقیقۃً اور یہ کہ امر خلق کا غیر ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا﴾ ﴿وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ وَقَوْلُهُ ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾ سَخَّرَ ذَلَّلَ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہہ اگر ہو دریا سیاہی میرے رب کی باتوں کے لکھنے کے واسطے تو البتہ خرچ ہو جائے دریا پہلے اس سے کہ تمام ہوں میرے رب کی باتیں اگرچہ لائیں ہم مانند اس کی دریا بطورِ مدد کے اور قول اللہ کے کہ اگر زمین کے سب درخت قلم ہو جائیں اور دریا کے ساتھ سات دریا سیاہی ہو جائیں تو اللہ کی باتیں تمام نہ ہوں بے شک اللہ غالب ہے حکمت والا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک تمہارا رب وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پھر بلند ہوا عرش پر اس قول تک بابرکت ہے اللہ رب جہانوں کا اور سخر کے معنی ہیں فرماں بردار کیا۔

فائدہ: آئی ہے بیچ سبب نزول اس کے وہ چیز جو روایت کی ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ قصے سوال یہود کے روح سے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہیں دیے گئے تم مگر تھوڑا علم تو انہوں نے کہا کہ کس طرح ہو سکتی ہے یہ بات اور حالانکہ ہم کو توراۃ ملی ہے تو اس وقت یہ آیت اتری اور بعض نے کہا کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے اس واسطے کہ اگر مخلوق ہوتا تو البتہ تمام ہو جاتا مانند تمام ہونے مخلوقات کی۔ (فتح)

٦٩٠٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِهِ لَا يُخْرِجُهُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهِ

٦٩٠٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ضامن ہو گیا اس کا جس نے اس کی راہ میں جہاد کیا نہ نکالا ہو اس کو اپنے گھر سے مگر اللہ کی راہ میں جہاد کی نیت نے اور اس کے کلمات کی تصدیق نے اللہ اس بات کا ضامن ہو گیا ہے کہ یا اس کو بہشت میں داخل کرے گا یا اس کو

وَتَصْدِيقُ كَلِمَتِهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرُدَّهُ إِلٰى مَسْكَنِهِ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ. اس کے وطن میں ثواب یا مال غنیمت کے ساتھ پھیر لائے گا۔

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے یہ قول ہے کہ اس کے کلمات کی تصدیق نے اور احتمال ہے کہ مراد کلمات سے وہ حکم ہوں جو وارد ہوئے ہیں ساتھ جہاد کے اور جو وعدہ کیا گیا ہے اس پر ثواب کا اور احتمال ہے کہ مراد اس سے کلمہ شہادت کے الفاظ ہوں اور یہ کہ تصدیق ان کی ثابت کرتی ہے اس کے نفس میں اس کی عداوت کو جو اس کو جھٹلا دے اور حریص کو اس کے قتل پر اور غرض آیت سے قول اس کا ہے ﴿آلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ﴾۔ (فتح)

بَابٌ فِي الْمَشِيئَةِ وَالْإِرَادَةِ باب ہے بیچ مشیت اور ارادے کے

فائدہ: مشیت اکثر کے نزدیک مانند ارادے کے ہے برابر اور بعض نے کہا کہ مشیت پیدا کرنا چیز کا ہے اور پہنچنا اس کا سو اللہ کی طرف سے پیدا کرنا اور آدمیوں کی طرف سے پہنچا اور عرف میں ارادے کی جگہ مستعمل ہوتی ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ﴾ ﴿وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّا أَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾. اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور تو دیتا ہے ملک جس کو چاہتا ہے اور نہیں چاہو گے تم مگر جب کہ اللہ چاہے اور نہ کہہ کسی چیز کے واسطے کہ میں اس کو کروں گا کل مگر یہ کہ چاہے اللہ۔

فائدہ: کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ مشیت اللہ کا ارادہ ہے اور اللہ نے اپنی مخلوق کو بتلا دیا ہے کہ مشیت اسی کے واسطے ہے سوائے ان کے سو نہیں ہے واسطے خلق کے کوئی مشیت مگر یہ کہ اللہ چاہے پھر چالیس سے زیادہ آیتیں بیان کیں جن میں مشیت کا ذکر دیا ہے سوائے ان آیتوں کے جو ترجمہ میں ہیں اور یہ جو اللہ نے سورۂ انعام میں کفار کے قول کی حکایت کی ﴿سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اَشْرَكْنَا وَلَا آبَآؤُنَا﴾ تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے معتزلہ نے اور کہا کہ اس میں رد ہے اہل سنت پر اور جواب یہ ہے کہ اہل سنت نے تمسک کیا ہے ساتھ اصل کے کہ قائم ہوئی ہیں اس پر دلیلیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے ہر مخلوق کا اور محال ہے کہ مخلوق کسی چیز کو پیدا کرے اور ارادہ شرط ہے پیدا کرنے میں اور محال ہے وجود مشروط کا بغیر شرط کے سو جب عناد کیا مشرکوں نے معقول کو اور جھٹلایا منقول کو جس کو پیغمبر لائے تو تمسک کیا انہوں نے ساتھ مشیت کے اور تقدیر سابق کے اور یہ حجت ان کی مردود ہے اس واسطے کہ نہیں باطل ہوتی ہے شریعت تقدیر سے اور جاری ہونا احکام کا بندوں پر ان کے کسب کے سبب سے ہے سو جس کی تقدیر میں گناہ لکھا گیا ہے تو یہ علامت ہوگی اس پر کہ اس کی تقدیر میں عذاب لکھا گیا ہے مگر یہ کہ اللہ چاہے گا تو اس کو بخش دے گا غیر مشرکوں سے اور جس کی تقدیر میں طاعت لکھی گئی تو یہ علامت ہے اس کی کہ اس کے حق میں ثواب لکھا

گیا ہے اور حرف مسئلے کا یہ ہے کہ معتزلہ نے قیاس کیا ہے خالق کو مخلوق پر اس واسطے کہ اگر مخلوق اپنی فرماں بردار کو عذاب کرے تو وہ ظالم شمار کیا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ حقیقت میں اس کا مالک نہیں اور اگر خالق اپنے فرماں بردار کو عذاب کرے تو وہ ظالم نہیں شمار کیا جاتا اس واسطے کہ وہ سب کا مالک ہے اور اسی کا ہے سب اختیار کرتا ہے جو چاہتا ہے اور نہیں پوچھا جاتا اس چیز سے جو کرتا ہے اور کہا راغب نے کہ اتفاق ہے سب لوگوں کا اس پر کہ ہر کام میں انشاء اللہ کہا جائے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ سب کام اللہ کی مشیت اور چاہنے پر موقوف ہیں اور بندوں کے سب کام اللہ کی مشیت کے ساتھ متعلق ہیں اور معتزلوں اور اہل سنت کے درمیان نزاع یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک ارادہ علم کے تابع ہے اور ان کے نزدیک امر کے تابع ہے اور دلالت کرتا ہے واسطے اہل سنت کے قول اللہ تعالیٰ ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ لَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ﴾ کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی ثابت کرنا مشیت اور ارادے کا ہے اور دونوں کے ایک معنی ہیں اور اس کا ارادہ صفت ہے اس کی ذات کی صفات سے اور گمان کیا ہے معتزلہ نے کہ وہ اس کے فعل کی صفت ہے اور یہ قول ان کا فاسد ہے اس واسطے کہ اگر ارادہ اس کا محدث یعنی پیچھے پیدا ہوا تو نہیں خالی ہے اس سے کہ پیدا کرے اس کو اپنے نفس میں یا غیر کے نفس میں یا دونوں میں سے کسی چیز میں نہ پیدا کرے اور دوسری اور تیسری شق محال ہے اس واسطے کہ نہیں وہ محل واسطے حوادث کے اور دوسری شق بھی باطل ہے اس واسطے کہ لازم آتا ہے کہ ہو غیر ارادہ کرنے والا واسطے حوادث کے اور باطل ہو اللہ کا صاحب ارادہ ہونا اس واسطے کہ مرید وہ ہے جس سے ارادہ صادر ہو اور وہ غیر ہے جیسا کہ باطل ہے کہ ہو عالم جب کہ پیدا کرے علم کو اپنے غیر میں اور حقیقت مرید کی یہ ہے کہ ہو ارادہ اس سے بغیر غیر اس کے اور چوتھی شق بھی باطل ہے اس واسطے کہ مستلزم ہے کہ حوادث بنفسھا قائم ہوں اور جب یہ قسمیں فاسد ہوئیں تو صحیح ہوا کہ وہ مرید ہے یعنی ارادہ کرنے والا ہے ساتھ ارادہ قدیمی کے کہ وہ صفت قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے اور ہو گا تعلق اس کا ساتھ اس چیز کے کہ صحیح ہے ہونا اس کا مراد اور یہ مسئلہ مبنی ہے اس پر کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے بندوں کے کام کا اور یہ کہ وہ نہیں کرتے مگر جو وہ چاہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ اور اس کے سوائے اور بھی بہت آیتیں ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں اور اللہ نے فرمایا ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا﴾ پھر اس کی تائید کی اپنے اس قول سے لیکن اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے سو دلالت کی اس نے کہ اللہ نے ان کی لڑائی کو کیا جو ان سے واقع ہوئی اس واسطے کہ وہ اس کے واسطے ارادہ کرنے والا ہے اور جب کہ وہی ہے فاعل ان کی لڑائی کا تو وہی ارادہ کرنے والا ہے ان کی مشیت کا اور فاعل پس ثابت ہوا ان آیتوں سے کہ بندوں کا کسب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کی مشیت اور اس کے ارادے سے ہے اور اگر اس کے وقوع کا ارادہ نہ کرے تو نہیں واقع ہوتا اور معتزلہ کہتے ہیں کہ مصلحت کی رعایت اللہ پر واجب ہے اور جواب یہ ہے کہ ظاہر اس آیت کا کہ تو دیتا ہے ملک جس کو چاہتا ہے یہ ہے کہ وہ دیتا ہے ملک جس کو

چاہتا ہے برابر ہے کہ وہ بادشاہی کے لائق ہو یا نہ ہو دیتا ہے بادشاہی کافر کو مانند نمرود اور فرعون وغیرہ کی اور دیتا ہے بادشاہی ایمان دار کو مانند یوسف علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے۔ (فتح)

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ﴾ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ نَزَلَتْ فِيْ أَبِيْ طَالِبٍ

بے شک تو نہیں ہدایت کرتا جس کو چاہے لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہے

فائدہ: اس کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور مراد ساتھ مھتدین کے وہ لوگ ہیں جو خاص کیے گئے ہیں ساتھ اس کے ازل میں اور کہا سعید نے کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں اتری۔

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾

یعنی ارادہ کرتا ہے اللہ تمہاری آسانی کا اور نہیں ارادہ کرتا تمہاری تنگی کا

فائدہ: تمسک کیا ہے ساتھ اس آیت کے معتزلوں نے اپنے قول کے واسطے سو انہوں نے کہا کہ اللہ گناہ کا ارادہ نہیں کرتا جو بندوں سے واقع ہوتے ہیں اور جواب یہ ہے کہ معنی ارادے کے آسانی کا اختیار دینا ہے درمیان روزے کے سفر میں اور ساتھ بیماری کے اور درمیان افطار کے اس کی شرط سے اور ارادہ تنگی کا جو منفی ہے لازم کرنا ہے روزے کا سفر میں تمام حالات میں پس یہ الزام ہے جو نہیں واقع ہوتا اس واسطے کہ وہ اس کو نہیں چاہتا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی حکمت بیچ تاخیر کرنے اس کے حدیث مذکور سے اور فصل کرنے کے درمیان آیتوں مشیت اور ارادے کے اور ارادے کا ذکر قرآن میں بہت جگہ آیا ہے اور اتفاق ہے اہل سنت کا اس پر کہ نہیں واقع ہوتا مگر جو ارادہ کرے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور یہ کہ وہ ارادہ کرنے والا ہے واسطے تمام مخلوقات کے اگرچہ نہیں ہے امر ساتھ ان کے اور کہا معتزلوں نے کہ اللہ تعالیٰ بدی کا ارادہ نہیں کرتا اس واسطے کہ اگر اس کا ارادہ کرتا تو اس کو طلب کرتا اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ امر نفس ارادے کا ہے اور اہل سنت کو انہوں نے الزام دیا ہے ساتھ اس کے کہ قائل ہوں کہ بے حیائی کے کام اللہ کے ارادے سے ہیں اور حالانکہ لائق ہے کہ اللہ اس سے پاک ہو اور جواب دیا ہے اہل سنت نے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے ہر چیز پر تا کہ اس کو عذاب کرے اور واسطے ثابت ہونے اس بات کے کہ اس نے پیدا کیا ہے دوزخ کو اور پیدا کیا ہے اس کے واسطے دوزخیوں کو اور پیدا کیا بہشت کو اور پیدا کیا اس کے واسطے بہشتیوں کو اور الزام دیا ہے اہل سنت نے معتزلہ کو ساتھ اس کے کہ انہوں نے ٹھہرایا ہے یہ کہ واقع ہوتی ہے اس کے ملک میں وہ چیز جو ارادہ نہیں کرتا۔ (فتح) اور بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں سترہ حدیثوں کو بیان کیا ہے سب میں ذکر مشیت کا ہے اور سب متفرق جگہوں میں گزر چکی ہیں۔

٦٩١٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ

۶۹۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَوْتُمُ اللهَ فَاعْزِمُوْا فِي الدُّعَآءِ وَلَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِيْ فَإِنَّ اللهَ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ.

فرمایا کہ جب تم اللہ سے دعا کرو تو پکا قصد کر کے دعا مانگا کرو اور نہ کہا کرے کوئی تمہارا کہ الٰہی! اگر تو چاہے تو مجھ کو دے اس واسطے کہ اللہ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں جو دعا نہ قبول ہونے دے۔

فائدہ: یعنی دعا کے مانگنے میں تردد نہ کیا کرو اور بعض نے کہا کہ عزم کے معنی ہیں جزم کرنا ساتھ اس کے بغیر ضعف کے طلب میں اور بعض نے کہا کہ وہ نیک گمان ہے ساتھ اللہ کے قبول کرنے میں اور حکمت اس میں یہ ہے کہ تعلیق میں صورت استغنا کی ہے مطلوب سے اور مطلوب منہ سے۔ (فتح)

٦٩١١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَام أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ لَهُمْ أَلَا تُصَلُّوْنَ قَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللهِ فَإِذَا شَآءَ أَنْ يَّبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قُلْتُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَيَقُوْلُ ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾.

٦٩١١۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات ان کے اور اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے یعنی ان کے گھر میں تشریف لے گئے تو ان سے فرمایا کہ کیا تم تہجد کی نماز نہیں پڑھتے؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا یا حضرت! ہماری جان اللہ کے ہاتھ میں ہے سو جب ہم کو اٹھانا چاہتا ہے تو اٹھتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے جب میں نے آپ سے یہ کہا اور مجھ کو کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے اور حالانکہ پیٹھ دینے والے تھے اپنی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ آدمی بڑا جھگڑالو ہے ہر چیز سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تہجد کی نماز میں گزر چکی ہے اور جگہ دلالت کی اس سے یہ قول علی رضی اللہ عنہ کا ہے کہ ہماری جان اللہ کے ہاتھ میں ہے جب چاہتا ہے ہم کو اٹھاتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر برقرار رکھا۔ (فتح)

٦٩١٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا

٦٩١٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ خَامَةِ الزَّرْعِ يَفِيْءُ وَرَقُهُ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيْحُ تُكَفِّئُهَا فَإِذَا سَكَنَتِ اعْتَدَلَتْ وَكَذٰلِكَ الْمُؤْمِنُ يُكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْأَرْزَةِ صَمَّآءَ مُعْتَدِلَةً حَتّٰى يَقْصِمَهَا اللّٰهُ إِذَا شَآءَ.

نے فرمایا مومن کی مثال مثل سبز کھیتی کی ہے اس کا پتہ ہلتا ہے جس طرح سے اس کو ہوا آتی ہے اس کو جھکاتی ہے اور جب ہوا بند ہوتی ہے تو سیدھا ہو جاتا ہے اور اسی طرح ایماندار جھکایا اور ہلایا جاتا ہے بلا اور مصیبت سے اور کافر کی مثال مانند صنوبر کے ہے کہ سخت اور سیدھا رہتا ہے ہوا سے نہیں جھکتا یہاں تک کہ اللہ اس کو جڑ سے اُکھاڑے جب کہ چاہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے حضرت ﷺ کا اخیر قول ہے کہ اللہ اس کو جڑ سے اکھاڑے جب چاہے یعنی اس وقت میں جو اس کے ارادے میں پہلے گزر چکا ہے کہ اس کو اکھاڑے۔ (فتح)

٦٩١٣۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَآئِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ إِنَّمَا بَقَآؤُكُمْ فِيْمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِّنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ أُعْطِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوْا فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ أُعْطِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيْلِ الْإِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهٖ حَتّٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوْا فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ أُعْطِيْتُمُ الْقُرْاٰنَ فَعَمِلْتُمْ بِهٖ حَتّٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَأُعْطِيْتُمْ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ قَالَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ رَبَّنَا هٰؤُلَاءِ أَقَلُّ

٦٩١٣۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے اور حالانکہ آپ منبر پر کھڑے تھے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عمر اور مدت تمہاری اے مسلمانوں اگلی امتوں کی عمر اور مدت کے مقابلے میں ایسی ہی جیسے عصر کی نماز سے شام تک یعنی اگلی امتوں کی زندگی زیادہ تھی اور تمہاری زندگی بہ نسبت ان کے کم ہے تو راۃ والوں کو توراۃ دی گئی سو انہوں نے اس کے ساتھ عمل کیا آدھے دن تک پھر عاجز ہوئے سو ان کو ایک ایک قیراط مزدوری دی گئی پھر انجیل والوں کو انجیل دی گئی سو انہوں نے اس پر عمل کیا عصر کی نماز تک پھر عاجز ہوئے سو ان کو ایک ایک قیراط مزدوری دی گئی پھر تم اے مسلمانو! قرآن دیے گئے سو تم نے اس کے عمل کیا سورج ڈوبنے تک سو تم دو دو قیراط دیے گئے تو توراۃ والے کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ان کا عمل کم ہے اور مزدوری زیادہ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں نے تم پر کچھ ظلم کیا تمہاری مزدوری سے کچھ کم دیا کہیں

عَمَلًا وَأَكْثَرُ أَجْرًا قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ أَجْرِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ قَالُوْا لَا فَقَالَ فَذٰلِكَ فَضْلِيْ أُوْتِيْهِ مَنْ أَشَآءُ.

گے کہ جو ٹھہر چکا تھا اس سے کم نہیں ملا اللہ تعالیٰ فرمائے گا سو یہ یعنی دگنی مزدوری دینا میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے بیان یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ یہ میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں اور قول اس کا ذلک اشارہ ہے طرف تمام ثواب کے نہ طرف اس قدر کے کہ عمل کے مقابل ہے جیسا گمان ہے معتزلوں کا۔ (فتح)

٦٩١٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ الْمُسْنَدِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ فَقَالَ أُبَايِعُكُمْ عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَأُخِذَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهٗ كَفَّارَةٌ وَطَهُوْرٌ وَمَنْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ وَإِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ.

۶۹۱۴۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی ایک جماعت میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے بیعت کرتا ہوں اس پر کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور نہ چوری کرو اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو اور نہ باندھ لاؤ بہتان اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سے یعنی ناحق اپنی عقل سے بنا کر اور میری نا فرمانی نہ کرو نیک کام میں سو جس نے تم میں سے اپنا عہد پورا کیا تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور جو اس میں سے کسی چیز کو پہنچا اور اس کے بدلے دنیا میں پکڑا گیا یعنی دنیا میں اس پر حد قائم ہوئی تو وہ اس کے واسطے کفارہ اور گناہوں سے پاک کرنے والا ہے اور جس کا اللہ نے دنیا میں پردہ ڈھانکا تو وہ اللہ کے اختیار میں ہے اگر چاہے گا تو اس کو عذاب کرے گا اور اگر چاہے گا تو اس کو بخش دے گا۔

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے یہی اخیر قول ہے کہ اگر چاہے گا تو اس کو عذاب کرے گا اور اگر چاہے گا تو بخش دے گا۔ (فتح)

٦٩١٥۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ لَهٗ سِتُّوْنَ امْرَأَةً فَقَالَ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ

۶۹۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پیغمبر کی ساٹھ عورتیں تھیں سو اس نے کہا کہ میں آج کی رات اپنی عورتوں پر گھوموں گا یعنی سب سے صحبت کروں گا سو ہر عورت حاملہ ہو گی اور ایک ایک سوار کو جنے گی

عَلٰی نِسَآئِیْ فَلْتَحْمِلَنَّ كُلُّ امْرَأَةٍ وَّلْتَلِدْنَ فَارِسًا يُّقَاتِلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَطَافَ عَلٰی نِسَآئِهٖ فَمَا وَلَدَتْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَّلَدَتْ شِقَّ غُلَامٍ قَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ سُلَيْمَانُ اسْتَثْنٰی لَحَمَلَتْ كُلُّ امْرَأَةٍ مِّنْهُنَّ فَوَلَدَتْ فَارِسًا يُّقَاتِلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا سو اس نے اپنی سب عورتوں سے صحبت کی سو ان میں سے کوئی نہ جنی مگر ایک عورت آدھا لڑکا جنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتا تو ان میں سے ہر عورت حاملہ ہوتی اور ایک ایک سوار جنتی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا اور غرض اس سے یہ قول ہے اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتا۔

٦٩١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّآءُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی أَعْرَابِیٍّ يَّعُوْدُهٗ فَقَالَ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ طَهُوْرٌ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ قَالَ الْأَعْرَابِیُّ طَهُوْرٌ بَلْ هِیَ حُمّٰی تَفُوْرُ عَلٰی شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذًا.

٦٩١٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک گنوار کی بیمار پرسی کو گئے سو فرمایا کہ تجھ پر کچھ حرج نہیں یہ بخار گناہوں سے پاک کرنے والا ہے اگر اللہ نے چاہا یعنی بیماری سے مسلمان کے گناہ دور ہو جاتے ہیں کچھ حرج کی بات نہیں کہا گنوار نے کہ یہ گناہوں سے پاک کرنے والی نہیں بلکہ وہ بخار ہے جوش مارتا بڑے بوڑھے پر جس کو قبروں میں پہنچانے والا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہی تیرا عقیدہ ہے تو اب اسی طرح ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے پاک کرنے والی ہے اگر اللہ نے چاہا۔

٦٩١٧۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ حِيْنَ نَامُوْا عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِيْنَ شَآءَ وَرَدَّهَا حِيْنَ شَآءَ فَقَضَوْا حَوَآئِجَهُمْ وَتَوَضَّئُوْا إِلٰی أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَضَّتْ فَقَامَ فَصَلّٰی.

٦٩١٧۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کہ صبح کی نماز سے سو گئے کہ بے شک اللہ نے بند کر رکھا تمہاری جانوں کو جب چاہا اور چھوڑ دیا جب چاہا سو انہوں نے اپنی حاجتوں سے فراغت کی اور وضو کیا (یا امر ہے اصحاب کو) یہاں تک کہ سورج نکلا اور سفید ہوا پھر حضرت ﷺ نے اٹھ کر نماز پڑھی۔

فائدہ: یہ حدیث نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے اور چھوڑ دیا جب چاہا۔

٦٩١٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَالْأَعْرَجِ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ فِي قَسَمٍ يُقْسِمُ بِهِ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوسٰى عَلَى الْعَالَمِينَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ الْيَهُودِيَّ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُونِي عَلٰى مُوسٰى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مُوسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ.

٦٩١٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور یہودی میں لڑائی ہوئی مسلمان نے کہا قسم ہے اس کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہان سے چن لیا ایک قسم میں جو اس نے کھائی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب جہان سے بہتر ہیں اور کہا یہودی نے قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہان سے چن لیا یعنی موسیٰ علیہ السلام سب سے بہتر ہیں تو مسلمان نے یہودی کو اس وقت ہاتھ اُٹھا کر طمانچہ مارا تو یہودی فریاد لے کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو اپنے اور مسلمان کے واقعہ سے خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو موسیٰ علیہ السلام سے بہتر نہ کہو سو البتہ لوگ صور کی آواز سے قیامت میں بیہوش ہو جائیں گے تو اول میں ہوش میں آؤں گا تو اچانک میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح پر دیکھوں گا کہ عرش کا پایہ پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ کیا وہ بھی بیہوش ہونے والوں میں تھے سو مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا ان لوگوں میں تھے جو کو اللہ نے مستثنیٰ کیا ہے۔

فائدہ: مستثنیٰ کیا یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾۔

٦٩١٩۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي عِيسٰى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

٦٩١٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال مدینے میں آئے گا تو فرشتوں کو پائے گا کہ اس کی چوکیداری کرتے ہیں سو اس کے نزدیک نہ آئے گا اور

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ يَأْتِيْهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُوْنَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ وَلَا الطَّاعُوْنُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ.

انشاء اللہ وہاں وبا بھی نہ آئے گی۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہی اخیر قول ہے کہ انشاء اللہ وہاں وبا بھی نہ آئے گی۔

٦٩٢٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ فَأُرِيْدُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ أَنْ أَخْتَبِيَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٦٩٢٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کی ایک خاص دعا ہے اور میں ارادہ کرتا ہوں کہ اگر اللہ نے چاہا تو میں اپنی دعا چھپا رکھوں گا اپنی امت کی شفاعت کے واسطے قیامت کے دن۔

٦٩٢١۔ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيْلٍ اللَّخْمِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ فَنَزَعْتُ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ أَنْزِعَ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهُ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ حَوْلَهُ بِعَطَنٍ.

٦٩٢١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا سو میں نے اس سے پانی کھینچا جتنا اللہ نے چاہا پھر اس کو ابن ابی قحافہ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لیا سو اس نے ایک یا دو ڈول نکالے اور اس کے کھینچنے میں کچھ سستی تھی اور اللہ اس کو بخش دے گا پھر ڈول کو عمر رضی اللہ عنہ نے لیا پھر وہ ڈول چرس ہو گیا سو میں نے آدمیوں سے ایسا بڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک کہ اس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو اپنی سے آسودہ کر کے ان کی نشست گاہ پر بٹھلایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ میں نے پانی کھینچا جتنا اللہ نے چاہا۔

٦٩٢٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ

٦٩٢٢۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ السَّآئِلُ وَرُبَّمَا قَالَ جَآءَهُ السَّآئِلُ أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهٖ مَا شَآءَ.

کا دستور تھا کہ جب کوئی سائل حضرت ﷺ کے پاس آتا اور اکثر اوقات راوی نے یوں کہا کہ حضرت ﷺ کے پاس کوئی سائل یا حاجت مند آتا تو فرماتے سفارش کرو اجر پاؤ گے اور حکم کرتا ہے اللہ اپنے پیغمبر کی زبان پر جو چاہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ادب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حکم کرتا ہے اللہ تعالیٰ پیغمبر ﷺ کی زبان پر جو چاہے یعنی ظاہر کرتا ہے اللہ اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان پر ساتھ وحی کے یا الہام کے جو مقدر کیا اپنے علم میں کہ وہ واقع ہوگا۔ (فتح)

٦٩٢٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ إِنْ شِئْتَ ارْحَمْنِيْ إِنْ شِئْتَ ارْزُقْنِيْ إِنْ شِئْتَ وَلْيَعْزِمْ مَسْأَلَتَهٗ إِنَّهٗ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ لَا مُكْرِهَ لَهٗ.

۶۹۲۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی نہ کہے کہ الٰہی! مجھ کو بخش دے اگر تو چاہے الٰہی! مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے الٰہی! مجھ کو روزی دے اگر تو چاہے اور پکی نیت کر کے دعا مانگے یعنی دعا میں مطلب حاصل ہونے کا یقین رکھے اس واسطے کہ وہ کرتا ہے جو چاہتا ہے اور اس پر جبر کرنے والا کوئی نہیں۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے الٰہی! مجھ کو بخش دے اگر تو چاہے۔ (فتح)

٦٩٢٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَفْصٍ عَمْرٌو حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ تَمَارٰى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِيْ صَاحِبِ مُوْسٰى أَهُوَ خَضِرٌ فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّيْ تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِيْ هٰذَا فِيْ صَاحِبِ مُوْسٰى الَّذِيْ سَأَلَ السَّبِيْلَ إِلٰى لُقِيِّهٖ هَلْ

۶۹۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اور حر بن قیس موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی میں جھگڑے کہ کیا وہ خضر علیہ السلام ہے تو اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ دونوں پر گزرے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو بلایا اور کہا کہ میں نے اور میرے اس ساتھی نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی میں جھگڑا کیا جس کے ملنے کے واسطے موسیٰ علیہ السلام نے راہ پوچھی تھی کیا تو نے حضرت ﷺ سے سنا ہے اس کا حال ذکر کرتے ہوں؟ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں نے حضرت ﷺ سے سنا اس کا حال ذکر کرتے تھے فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں تھے کہ اچانک آپ کے پاس ایک مرد آیا تو

سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهٗ قَالَ نَعَمْ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا مُوْسٰى فِيْ مَلَإٍ مِّنْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ إِذْ جَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ فَقَالَ مُوْسٰى لَا فَأُوْحِيَ إِلٰى مُوْسَى بَلٰى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ مُوْسَى السَّبِيْلَ إِلٰى لُقِيِّهٖ فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوْتَ آيَةً وَقِيْلَ لَهٗ إِذَا فَقَدْتَّ الْحُوْتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ مُوْسٰى يَتْبَعُ أَثَرَ الْحُوْتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ فَتٰى مُوْسٰى لِمُوْسٰى ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا أَنْسَانِيْهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهٗ﴾ قَالَ مُوْسٰى ﴿ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ فَوَجَدَا خَضِرًا وَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللّٰهُ.

اس نے کہا کہ کیا تو کسی کو جانتا ہے جو تجھ سے زیادہ تر عالم ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں سو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ کیوں نہیں ہمارا بندہ خضر علیہ السلام ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ملنے کے واسطے راہ پوچھی سو اللہ نے اس کے واسطے مچھلی نشانی ٹھہرائی اور اس سے کہا گیا کہ جب تو مچھلی کو گم کرے تو پھر آنا سو بے شک تو اس سے ملے گا سو موسیٰ علیہ السلام مچھلی کے قدم کی پیروی کرتے تھے دریا میں تو موسیٰ علیہ السلام کے خادم نے ان سے کہا بھلا یہ تو بتلایئے کہ جب ہم پتھر کے پاس تھے تو میں بھول گیا آپ سے مچھلی کا قصہ کہنا اور نہیں بھلایا مجھ کو مچھلی کی یاد سے مگر شیطان نے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہی تو ہم چاہتے تھے پھر اُلٹے قدموں پر پلٹے سو دونوں نے خضر علیہ السلام کو پایا سو تھا دونوں کے حال سے سو جو اللہ نے بیان کیا اپنی کتاب میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح علم میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے قول اس کا ہے بیچ اس کے موسیٰ علیہ السلام کے قول کی حکایت سے کہ تو مجھ کو اگر اللہ نے چاہا تو صبر کرنے والا پائے گا اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس قول میں غالبًا حصول مطلب کی امید ہوتی ہے اور کبھی مطلوب حاصل نہیں بھی ہوتا جب کہ اللہ کی تقدیر میں اس کا وقوع نہیں ہوتا۔ (فتح)

٦٩٢٥ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ

٦٩٢٥ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اتریں گے کل اگر اللہ نے چاہا بنی کنانہ کے ٹیلے پر جہاں کفار قریش وغیرہ نے آپس میں قسم کھائی تھی کفر پر یعنی اس مکان میں جس کا نام محصب ہے۔

بَنِیْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ يُرِيْدُ الْمُحَصَّبَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ ہم کل اتریں گے اگر اللہ نے چاہا۔

٦٩٢٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَاصَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الطَّآئِفِ فَلَمْ يَفْتَحْهَا فَقَالَ إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَآءَ اللهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ نَقْفُلُ وَلَمْ نَفْتَحْ قَالَ فَاغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ فَغَدَوْا فَأَصَابَتْهُمْ جِرَاحَاتٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَآءَ اللهُ فَكَأَنَّ ذٰلِكَ أَعْجَبَهُمْ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٩٢٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف والوں کا محاصرہ کیا اور اس کو فتح نہ کیا سو فرمایا کہ ہم پلٹنے والے ہیں ان شاء اللہ تو مسلمانوں نے کہا کہ ہم پلٹ جائیں گے اور حالانکہ طائف فتح نہیں ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح کو لڑائی پر چلو تو صبح کو لڑائی پر گئے تو ان کو زخم پہنچے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ہم کل کو پلٹنے والے ہیں اگر اللہ نے چاہا تو گویا کہ یہ بات لوگوں کو خوش لگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے اور غرض اس کے لانے سے یہاں یہ قول ہے کہ ہم کل پلٹنے والے ہیں اگر اللہ نے چاہا۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهٗ حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ وَلَمْ يَقُلْ مَاذَا خَلَقَ رَبُّكُمْ وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ إِلَّا بِإِذْنِهٖ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں اور نہیں فائدہ دیتی سفارش نزدیک اس کے مگر جس کو اجازت دے یہاں تک کہ جب دور کی جاتی ہے گھبراہٹ ان کے دل سے تو پوچھتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا کہتے ہیں کہ حق کہا اور وہ بہت بڑا بلند ہے اور نہیں کہا کہ کیا پیدا کیا تمہارے رب نے یعنی بدلے اس قول کے کہ تمہارے رب نے کیا کہا اور اللہ نے فرمایا کہ کون ہے کہ اس کے پاس سفارش کرے مگر اس کی اجازت سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ استدلال کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے اس پر کہ قول اللہ تعالیٰ کا قدیم ہے اس کی ذات کے واسطے قائم ہے ساتھ صفتوں اس کی کے ازل سے موجود ہے ساتھ اس کے اور اس کا کلام نہیں مشابہ ہے

مخلوق کی کلام کو برخلاف معتزلوں کے کہ انہوں نے کہا کہ اللہ کا کلام نہیں اور وہ کلام نہیں کرتا اور کہا بعض معتزلہ نے کہ مراد اس سے فعل اور تکوین ہے اور ان کی حجت یہ ہے کہ کلام نہیں ہوتا مگر اعضاء اور زبان سے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے سو رد کیا ان پر بخاری رائیٹیہ نے ساتھ حدیث باب کے اور آیت کے اور اس میں ہے کہ جب ان سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو اپنے اوپر والوں سے کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا سو اس نے دلالت کی اس پر کہ انہوں نے کچھ کلام سنا جس کے معنی ان کی سمجھ میں نہ آئے بہ سبب گھبراہٹ کے سو انہوں نے کہا کہ کیا کہا اور نہیں کہا فرشتوں نے کہ کیا پیدا کیا اور اسی طرح اوپر والے فرشتوں نے بھی ان کو جواب دیا ساتھ اس کے کہ اللہ نے حق کہا اور حق ایک صفت ہے ذات کی کہ نہیں جائز ہے اس پر غیر اس کا اس واسطے کہ نہیں اس کی کلام پر باطل سو اگر کوئی چیز مخلوق ہوتی یا فعل ہوتا تو البتہ فرشتے کہتے پیدا کیا ہے خلق کو آدمی کو یا اس کے غیر کو سو جب وصف کیا انہوں نے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ وصف کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کلام تو نہیں جائز ہے کہ ہو قول ساتھ معنی تکوین کے اور یہ اول جگہ ہے جس میں بخاری رائیٹیہ نے کلام کی مسئلے میں کلام کیا ہے اور اس مسئلے کا دامن دراز ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بیہقی نے کہا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور کلام اللہ ایک صفت ہے اس کی ذات کی صفتوں سے اور اس کی ذاتی صفتوں سے کوئی چیز مخلوق نہیں اور نہ کوئی چیز محدث ہے اور نہ حادث اللہ نے کہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قول ہمارا کسی چیز کے واسطے جب کہ ہم اس کا ارادہ کرتے ہیں تو یہ کہ کہتے ہیں اس کو ہو جا سو ہو جاتی ہے سو اگر قرآن مخلوق ہوتا تو مخلوق ہوتا ساتھ کن کے اور محال ہے کہ ہو قول اللہ کا واسطے کسی چیز کے قول اس واسطے کہ وہ واجب کرتا ہے دوسرے قول اور تیسرے قول کو پس لازم آئے گا تسلسل اور وہ فاسد ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾ اللہ نے قرآن کو سکھلایا اور آدمی کو بنایا سو خاص کیا اللہ نے قرآن کو ساتھ تعلیم کے اس واسطے کہ وہ اس کا کلام ہے اور اس کی صفت ہے اور خاص کیا آدمی کو ساتھ پیدا کرنے کے اس واسطے کہ وہ اس کی مخلوق ہے اور اگر یہ نہ ہوتا تو البتہ یوں کہا جاتا خلق القرآن والانسان یعنی پیدا کیا قرآن کو اور آدمی کو اور اللہ نے فرمایا ﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا﴾ اور نہیں جائز ہے کہ ہو کلام متکلم کا قائم ساتھ غیر اس کے اور اللہ نے فرمایا ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا﴾ الایۃ سو اگر نہ پایا جاتا کلام اللہ کا مگر مخلوق بیچ چیز مخلوق کے تو نہ ہوتے واسطے اشتراط وجوہ کے جو مذکور ہیں آیت میں کوئی معنی واسطے برابر ہونے تمام خلق کے بیچ سننے کلام کے غیر اللہ سے سو باطل ہوا قول جہمیہ کا کہ وہ مخلوق ہے غیر اللہ میں اور یہ جو انہوں نے کہا کہ اللہ نے درخت میں کلام پیدا کیا تھا جس سے موسیٰ علیہ السلام نے کلام کیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ جو اللہ کا کلام کسی فرشتے یا پیغمبر سے سنے وہ افضل ہو موسیٰ علیہ السلام سے کلام کے سننے میں اور لازم آتا ہے کہ یہ اللہ کا کلام جو موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے سنا ﴿اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ﴾ اس درخت کا کلام ہو اور البتہ اللہ نے مشرکوں پر انکار کیا ان کے اس قول میں ﴿اِنْ هٰذَآ اِلَّا

قَوْلُ الْبَشَرِ﴾ اور کہا ابن حزم رحمہ اللہ نے ملل میں کہ اہل اسلام کا اجماع ہے اس پر کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور اس پر کہ اللہ کا کلام ہے اور اسی طرح توراۃ انجیل وغیرہ صحیفے اور کہا معتزلہ نے کہ اللہ کا کلام صفت فعل کی ہے مخلوق ہے اور اللہ نے درخت میں ایسا کلام پیدا کیا جس نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ قائم ہوئے ہیں دلائل قاطعہ اس پر کہ نہیں مشابہ ہے اللہ کو کوئی چیز کسی وجہ سے سو جب کلام ہمارا مخلوق ہے تو واجب ہے کہ اللہ کا کلام مخلوق نہ ہو اور بعضوں نے کہا کہ یہ اصوات اور حروف قرآن کے قدیمی ہیں اس کی ذات کو لازم ہیں اور آگے پیچھے نہیں بلکہ وہ قائم ہیں ساتھ ذات اس کی کے اس حال میں کہ مقترن ہیں اور آگے پیچھے ہونا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مخلوق کے حق میں ہے برخلاف خالق کے اور بعضوں نے کہا کہ اصوات اور حروف قرآن کے پڑھنے والوں سے مسموع ہیں اور ذکر کیا ہے فخر رازی رحمہ اللہ نے مطالب عالیہ میں کہ جو قائل ہے اس کا کہ اللہ تعالیٰ متکلم ہے ساتھ کلام کے کہ قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے اور مشیت اس کی کے اور اس کے اختیار کے تو یہ قول صحیح تر ہے باعتبار عقل کے اور نقل کے اور منقول جمہور سلف سے یہ ہے کہ اس میں بحث نہ کی جائے اور نہ تعمق صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور وہ مخلوق نہیں اور جو اس کے سوائے ہے اس سے چپ رہے اور یہ جو کہا کہ کون ہے شفاعت کرے نزدیک اس کے مگر اس کی اجازت سے تو میں گمان کرتا ہوں کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس طرف کہ ضمیر ھم کی اللہ کے قول قلوبھم میں فرشتوں کی طرف راجع ہے اور یہ کہ فاعل شفاعت کا بیچ قول اللہ کے ﴿وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ﴾ وہ فرشتے ہیں ساتھ دلیل قول اللہ کے بعد وصف فرشتوں کے ﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ﴾۔

وَقَالَ مَسْرُوْقٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ إِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمٰوَاتِ شَيْئًا فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ وَسَكَنَ الصَّوْتُ عَرَفُوْا أَنَّهُ الْحَقُّ وَنَادَوْا ﴿مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ﴾

اور کہا مسروق نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام کرتا ہے تو آسمان والے کچھ چیز سنتے ہیں یعنی اس کے معنی نہیں سمجھتے سو جب ان کے دل میں سے ڈر دور ہوتا ہے اور آواز تھم جاتی ہے تو پہچان لیتے ہیں کہ وہ حق ہے اور پکارتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا کہتے ہیں کہ حق ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام کرتا ہے تو آسمان والے آواز سنتے ہیں جیسے کہ آواز زنجیر کی پتھر پر آتی ہے سو فرشتے بیہوش ہو جاتے ہیں سو ہمیشہ بیہوش رہتے ہیں یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام ان کے پاس آتے ہیں تو ان کے دل سے ڈر دور ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا؟ جبریل علیہ السلام کہتے ہیں کہ حق کہا سو پکارتے ہیں کہ حق حق۔

فائدہ: یعنی زنجیر کو پتھر پر مارا جائے تو اس سے سخت آواز نکلتی ہے اسی طرح اللہ کی کلام کی آواز ہوتی ہے جب کہ آسمانوں میں کچھ حکم کرتا ہے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَحْشُرُ اللّٰهُ الْعِبَادَ فَيُنَادِيهِمْ بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ بَعُدَ كَمَا يَسْمَعُهُ مَنْ قَرُبَ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الدَّيَّانُ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جمع کرے گا اللہ لوگوں کو قیامت کے دن سو پکارے گا ان کو ایسی آواز سے کہ سنے گا اس کو دور والا جیسے سنے گا اس کو پاس والا کہ میں ہوں بادشاہ میں ہوں بدلہ دینے والا۔

فائدہ: حمل کیا ہے اس کو بعض نے اوپر مجاز حذف کے یعنی حکم کرتا ہے اس کو جو پکارے اور یہ بعید ہے نزدیک اس کے جو اللہ کے واسطے آواز کو ثابت کرتا ہے اس واسطے کہ مخلوق میں ایسا کسی کا کلام نہیں جو دور اور نزدیک سے برابر سنا جائے اور اس واسطے کہ فرشتے جب اس کو سنیں گے تو بیہوش ہو جائیں گے اور بندے آپس میں ایک دوسرے کی کلام سننے سے بیہوش نہیں ہوتے بنا بر اس کے سو اس کی آواز صفت ہے اس کی ذات کی صفتوں سے نہیں مشابہ ہے آواز اس کی مخلوق کی آواز کو اس واسطے کہ اس کی صفتوں میں کوئی چیز مخلوق کی صفتوں سے مشابہ نہیں اور کہا بیہقی نے کہ کلام وہ چیز ہے کہ بولے ساتھ اس کے متکلم اور وہ مستقر ہے اس کے نفس میں جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ میں نے اپنے دل میں ایک کلام تیار کیا سو اس کا نام کلام رکھا کلام کرنے سے پہلے سو اگر متکلم صاحب مخارج ہو تو سنا جاتا ہے کلام اس کا حروف اور اصوات سے اور اگر متکلم صاحب مخارج نہ ہو تو وہ اس کے برخلاف ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب مخارج نہیں تو اس کا کلام حروف اور اصوات سے نہ ہوگا اور جب سامع اس کو سمجھے گا تو اس کو حروف اور اصوات سے پڑھے گا اور جو اس کی نفی کرتا ہے وہ قیاس کرتا ہے اس کو اوپر آواز مخلوق کے کہ وہ صاحب مخارج ہیں اور جواب یہ ہے کہ آواز کبھی ہوتی ہے بغیر مخارج کے ہم نے مانا لیکن یہ قیاس ممنوع ہے اور خالق کی صفت کا مخلوق کی صفت پر قیاس نہیں ہوسکتا اور جب ثابت ہوئی آواز ان صحیح حدیثوں سے تو واجب ہوا ایمان لانا ساتھ اس کے پھر یا تفویض ہے یا تاویل اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور دیان کے معنی ہیں حساب کرنے والا بدلہ دینے والا جو نہیں ضائع کرتا عمل کسی عمل کرنے والا کا اور کہا کرمانی نے کہ اس کے معنی ہیں کہ نہیں کوئی بادشاہ مگر میں اور نہیں کوئی جزا دینے والا مگر میں اور اس میں اشارہ ہے طرف صفت علم کی اور حیات اور ارادہ اور قدرت وغیرہ صفات کی جن پر اہل سنت کا اتفاق ہے۔ (فتح)

٦٩٢٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٩٢٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ آسمان میں کسی امر کا حکم کرتا ہے تو فرشتے اپنے پر مارتے ہیں جھکنے والے اس کے قول کے واسطے

قَالَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَآءِ ضَرَبَتِ الْمَلَآئِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ قَالَ عَلِيٌّ وَقَالَ غَيْرُهُ صَفْوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ فَإِذَا ﴿فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ قَالَ عَلِيٌّ وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهٰذَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ عَلِيٌّ قُلْتُ لِسُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ إِنْسَانًا رَوٰى عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ فُرِّغَ قَالَ سُفْيَانُ هٰكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو فَلَا أَدْرِيْ سَمِعَهُ هٰكَذَا أَمْ لَا قَالَ سُفْيَانُ وَهِيَ قِرَآئَتُنَا.

جیسے وہ آواز زنجیر کی ہے پتھر پر کہا علی رضی اللہ عنہ نے اور اس کے غیر نے کہ پہنچتا ہے یہ قول طرف فرشتوں کی پھر جب دور ہوتا ہے ڈر ان کے دل سے تو کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا؟ کہتے ہیں کہ حق کہا اور وہ بہت بڑا بلند ہے کہا علی رضی اللہ عنہ نے اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے الخ یعنی ابن عیینہ کبھی سند کو معنعن بیان کرتا تھا اور کبھی ساتھ تحدیث اور سماع کی تو علی رضی اللہ عنہ نے اس سے زیادہ تحقیق کے واسطے پوچھا اس نے کہا ہاں میں نے سفیان سے کہا کہ ایک آدمی نے عمرو سے روایت کی اس نے عکرمہ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ اس نے پڑھا ہے فرغ یعنی ساتھ راء مہملہ اور غین معجمہ کے سفیان نے کہا کہ اسی طرح پڑھا ہے عمرو نے سو میں نہیں جانتا کہ اس نے اس کو عکرمہ سے سنا ہے یا اس کو اپنی طرف سے پڑھا ہے اس واسطے کہ وہ اس کی قراءت ہے کہا سفیان نے اور یہی ہے قراءت ہماری۔

فائدہ: فرشتے اپنے پر مارتے ہیں یعنی اللہ کے ڈر سے کانپتے ہیں اور بیہوش ہو کر سجدے میں گر پڑتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ آواز ایسی ہوتی ہے جیسے آواز زنجیر کی پتھر پر سو نہیں اترتا کسی آسمان پر مگر کہ آسمان والے بیہوش ہو جاتے ہیں پھر جب ان کے دل سے ڈر دور ہوتا ہے آخر آیت تک پھر کہتا ہے کہ اس سال اس طرح ہوگا تو اس کو سن آتے ہیں اور ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ جب جبریل علیہ السلام وحی کے ساتھ اترتا ہے تو آسمان والے گھبرا جاتے ہیں اس کے اُترنے سے اور سنتے ہیں آواز وحی کی جیسے بہت سخت آواز ہوتی ہے لوہے کی پتھر پر تو کہتے ہیں اے جبریل! تجھ کو کیا حکم ہوا؟ الحدیث اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنوں کا کوئی قبیلہ نہ تھا مگر ان کا ٹھکانا تھا آسمان کا حکم سننے کے واسطے سو جب وحی اُترتی تھی تو فرشتے آواز سنتے تھے جیسے لوہے کی آواز کہ پتھر پر ڈالا جائے سو جب فرشتے اس کو سنتے تھے تو سجدے میں گر پڑتے تھے پس نہ سر اٹھاتے تھے یہاں تک کہ حکم اترتا پھر جب حکم اترتا تو کہتے تمہارے رب نے کیا کہا؟ سو اگر اس چیز کا حکم ہوتا جو آسمان میں ہوگی تو کہتے کہ اللہ نے حق کہا اور اگر اس چیز کا حکم ہوتا جو زمین میں ہوگی مینہ برسنے سے یا کسی کے مرنے سے تو اس میں کلام کرتے اور شیطان سن

آتے پھر آ کر کاہنوں کو بتلاتے کہ اس سال ایسا ہوگا اور ایسا ہوگا سو یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ یہ دنیا میں واقع ہوا ہے برخلاف قول اس شخص کے جو گمان کرتا ہے کہ یہ قیامت کے دن واقع ہوگا اور وہ مخالف ہے حدیث نبوی ﷺ کے اور اس حدیث میں ثابت کرنا شفاعت کا ہے اور انکار کیا ہے اس سے خوارج اور معتزلہ نے اور شفاعت کئی قسم پر ہے ثابت کیا ہے اس کو اہل سنت نے ایک قسم خلاص ہونا ہے موقف کے ہول سے اور یہ خاص ہے ساتھ محمد ﷺ کے اور نہیں منکر ہے اس سے کوئی فرقہ امت میں سے اور ایک قسم شفاعت ان لوگوں میں ہے جو داخل ہوں گے بہشت میں بغیر حساب کے اور خاص کیا ہے معتزلہ نے اس کو ساتھ اس شخص کے جس پر کسی بندے کا حق نہ ہو اور ایک قسم شفاعت درجے بلند کرنے کے واسطے ہے اور نہیں خلاف ہے اس کے واقع ہونے میں اور ایک قسم شفاعت کرنا ہے واسطے گنہگار مسلمانوں کے جو اپنے گناہوں کے سبب سے دوزخ میں داخل ہوئے تھے اور انکار کیا ہے اس سے خوارج اور معتزلہ نے اور ثابت ہوئی ہے وہ بہت حدیثوں سے اور اتفاق کیا ہے اہل سنت نے اس کے قبول کرنے پر۔ (فتح)

٦٩٢٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَّهُ يُرِيْدُ أَنْ يَّجْهَرَ بِهٖ.

٦٩٢٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کسی چیز کی اجازت نہیں دی جو پیغمبر ﷺ کو اجازت دی خوش آوازی سے قرآن پڑھنے کی یعنی پکار کے یعنی پیغمبر ﷺ کا قرآن پڑھنا آواز سے اللہ کو بہت پسند ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو مرد خوش آوازی سے قرآن کو پڑھے اللہ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔

٦٩٢٩۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ يَا آدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ فَيُنَادٰى بِصَوْتٍ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ.

٦٩٢٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرمائے گا اے آدم! تو وہ کہے گا الٰہی! میں حاضر ہوں خدمت میں اور حاضر ہوں سو پکارے گا آواز سے کہ اللہ تجھ کو حکم کرتا ہے کہ تو اپنی اولاد میں سے ایک گروہ دوزخ سے نکال۔

فائدہ: اور استدلال کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے ساتھ حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اس پر کہ

اللہ کلام کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور یہ کہ آواز بندوں کی مؤلف ہے حرف حرف سے اس میں تطریب ہے اور ترجیع اور وہ حدیث یہ ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت بیان کی سو اچانک قراءت آپ کی حرف حرف تھی اور اختلاف کیا ہے اہل کلام نے کہ اللہ کا کلام حرف اور آواز سے ہے یا نہیں سو کہا معتزلہ نے کہ کلام نہیں ہوتا ہے مگر حرف اور آواز سے اور کلام جو منسوب ہے اللہ کی طرف وہ قائم ہے ساتھ درخت کے اور کہا اشاعرہ نے کہ اللہ کا کلام نہیں ہے حرف اور نہ آواز اور ثابت کیا ہے انہوں نے اللہ کے واسطے کلام نفسی کو اور حقیقت اس کی ایک معنی ہیں جو قائم ہیں ساتھ نفس کے اگرچہ مختلف ہوئی ہے اس سے عبارت مانند عربی اور عجمی کی اور اختلاف اس کا نہیں دلالت کرتا ہے اوپر مختلف ہونے معبر عنہ کے یعنی جس چیز سے تعبیر کی گئی اور کلام نفسی یہی ہے معبر عنہ اور ثابت کیا ہے حنابلہ نے کہ بے شک اللہ کلام کرنے والا ہے ساتھ حرف اور صوت کے بہر حال حروف سو واسطے تصریح کے ساتھ اس کے ظاہر قرآن میں اور بہر حال آواز سو جس نے منع کیا ہے اس نے کہا کہ آواز وہ ہے جو منقطع اور مسموع ہے حلق سے اور جواب دیا ہے جس نے اس کو ثابت کیا ہے کہ آواز موصوف ساتھ اس کے وہ آدمیوں کی آواز ہے مانند سننے اور دیکھنے کے اور اللہ کی صفات آدمیوں کی صفات کی طرح نہیں سو نہ لازم آئے گا اعتراض مذکور باوجود اعتقاد تنزیہ کے اور نہ تشبیہ دینے کے اور یہ کہ جائز ہے کہ ہو آواز بغیر حلق کے پس نہ لازم آئے گی تشبیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ نے کلام کیا آواز سے اور جاری کی جائیں یہ حدیثیں اپنے ظاہر پر جس طرح کہ آئی ہیں یعنی ان میں تاویل نہ کی جائے بلکہ ان کے معنی کو اللہ کے سپرد کیا جائے۔ (فتح)

٦٩٣٠۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ.

٦٩٣٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو کسی عورت پر رشک نہیں آیا جو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آیا اور البتہ اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا کہ اس کو بشارت دیں ایک گھر کی بہشت میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ جِبْرِيْلَ وَنِدَآءِ اللّٰهِ الْمَلَائِكَةَ.

کلام کرنا اللہ کا جبریل علیہ السلام سے اور پکارنا اللہ کا فرشتوں کو۔

فائدہ: اس باب میں تین حدیثیں ذکر کیں پہلی حدیث میں پکارنا اللہ کا ہے جبریل علیہ السلام کو اور دوسری حدیث میں سوال کرنا اللہ کا ہے فرشتوں سے برعکس اس کے کہ ترجمہ میں واقع ہوا ہے اور شاید کہ اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے کہ اللہ جب کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو پکارتا

ہے کہ میں فلانے آدمی سے محبت رکھتا ہوں سو تو بھی اس سے محبت رکھ۔ (فتح)

وَقَالَ مَعْمَرٌ ﴿وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ﴾ أَيْ يُلْقَى عَلَيْكَ وَتَلَقَّاهُ أَنْتَ أَيْ تَأْخُذُهُ عَنْهُمْ وَمِثْلُهُ ﴿فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ﴾.

اور کہا معمر نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں یعنی تجھ پر قرآن ڈالا جاتا ہے اور تلقاہ کے معنی ہیں کہ تو اس کو لینا ہے ان سے اور مثل اس کی ہے یہ قول اللہ کا کہ سیکھے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کئی کلمے یعنی لیا ان کو اس سے۔

٦٩٣١- حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا نَادٰى جِبْرِيْلَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ جِبْرِيْلُ فِي السَّمَآءِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَآءِ وَيُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِيْ أَهْلِ الْأَرْضِ.

٦٩٣١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو پکارتا ہے جبریل کو اور یہ فرماتا ہے کہ بے شک اللہ نے فلانے کو دوست رکھا سو تو بھی اس کو دوست رکھ سو جبریل علیہ السلام اس سے محبت رکھتا ہے پھر وہ جبریل علیہ السلام آسمان والوں میں پکار دیتا ہے یعنی فرشتوں میں کہ بے شک اللہ نے فلانے کو دوست رکھا ہے سو تم بھی اس کو دوست رکھو تو آسمان والے اس سے محبت رکھتے ہیں پھر اس محبوب بندے کی قبولیت زمین میں اتاری جاتی ہے یعنی زمین کے لوگ بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔

فائدہ: ماضی کے صیغے میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ محبت سابق ہے ندا پر کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ کثر احسان سے محبت کے ساتھ تعبیر کی تو اس میں تانیس ہے واسطے بندوں کے اور داخل کرنا خوشی کا ہے اوپر ان کے اس واسطے کہ جب بندہ سنے گا کہ اللہ اس سے محبت رکھتا ہے تو اس کو بڑی خوشی حاصل ہو گی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پھر اس کے واسطے حاصل ہوتا ہے جس کی طبع میں فتوت اور مروت ہو اور جس کی طبع میں رعونت ہو در اس پر شہوت غالب ہو تو نہیں رد کرتی ہے اس کو مگر زجر اور ضرب اور اس میں جبریل علیہ السلام کو مقدم کیا تو یہ واسطے ظاہر کرنے بلند مرتبے اس کے ہے نزدیک اللہ کے اور فرشتوں پر اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے رغبت دلانا اوپر ادا کرنے تمام اعمال نیکی کے جو ان میں فرض ہیں اور جو سنتیں اور نیز اس سے لیا جاتا ہے بہت ڈرانا گناہوں سے اور بدعتوں سے اس واسطے کہ ان میں گمان ہے اللہ کے غضب کا اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔

٦٩٣٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ

٦٩٣٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں آگے پیچھے آیا جایا کرتے ہیں

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ.

فرشتے رات اور دن میں اور جمع ہوتے ہیں عصر کی نماز اور فجر کی نماز میں پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں وہ فرشتے جو رات کو تمہارے درمیان رہے سو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ تمہارا حال ان سے زیادہ تر جانتا ہے کس حال میں تم نے میرے بندوں کو چھوڑا؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم ان کو چھوڑ آئے نماز پڑھتے اور جاتے وقت پایا ان کو نماز پڑھتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ اللہ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ تمہارا حال ان سے یعنی فرشتوں سے زیادہ تر جانتا ہے۔

٦٩٣٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنِ الْمَعْرُوْرِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَبَشَّرَنِيْ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى.

٦٩٣٣۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آیا سو اس نے مجھ کو بشارت دی کہ جو مرے گا تیری امت میں سے اس حالت میں کہ شریک نہ ٹھہراتا ہو اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کو تو وہ بہشت میں داخل ہو گا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا کہ اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے تو بھی بہشت میں داخل ہو گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ اللہ نے جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دے کہ جو اس امت سے مرے گا اس حالت میں کہ نہ شریک کرتا ہو اللہ کا کسی چیز کو تو وہ بہشت میں داخل ہوگا تو جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی ساتھ اس کے کہ اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی وجہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُوْنَ﴾

اتارا اس کو یعنی قرآنِ مجید کو اپنے علم سے اور فرشتے گواہی دیتے ہیں

فائدہ: کہا طبری نے اس کی تفسیر میں کہ اتارا اس کو طرف تیری اپنے علم سے کہ تو بہتر ہے اس کی خلقت سے کہا ابن بطال نے کہ مراد ساتھ اتارنے کے یہ ہے کہ بندوں کو فرضوں کے معانی سمجھائے جو قرآن میں ہیں اور نہیں اُتارنا اس کا مثل اُتارنے جسموں کی جو مخلوق ہیں اس واسطے کہ قرآن نہ مخلوق ہے نہ جسم اور کلام ثانی پر اتفاق ہے اہل سنت کا سلف اور خلف سے اور پہلے اوپر طریقے اہل تاویل کے ہے اور منقول سلف سے اتفاق ہے ان کا اس پر کہ اللہ کا

کلام مخلوق نہیں جبریل علیہ السلام نے اس کو اللہ سے لیا اور اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی امت کی طرف پہنچایا۔ (فتح)

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ﴾ بَيْنَ السَّمَآءِ السَّابِعَةِ وَالْأَرْضِ السَّابِعَةِ

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ﴾ یعنی اترتا ہے امر درمیان ساتویں آسمان سے ساتویں زمین تک۔

٦٩٣٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ إِذَا أَوَيْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ فَإِنَّكَ إِنْ مُتَّ فِيْ لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصَبْتَ أَجْرًا.

۶۹۳۴۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فلانے جب تو اپنے بستر پر آئے اور کہے کہ الٰہی! میں نے اپنی جان تجھ کو سونپی اور منہ کو تیرے سامنے کیا اور اپنا سب کام تیرے حوالے کیا اور اپنی پیٹھ تیری طرف جمائی تیرے شوق سے اور تیرے خوف سے تجھ سے نہ کوئی بھاگنے کی جگہ ہے نہ بچاؤ کا مکان ہے مگر تیری ہی طرف الٰہی! میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور تیرے پیغمبر پر ایمان لایا جو تو نے بھیجا سو اگر تو اسی رات مر گیا تو اسلام پر مرا اور اگر تو صبح کو زندہ رہا تو تو نے ثواب پایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعاؤں میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہاں یہ قول ہے کہ میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری۔

٦٩٣٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ وَزَلْزِلْ بِهِمْ زَادَ

۶۹۳۵۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جنگ خندق کے دن فرمایا الٰہی! اے اتارنے والے کتاب کے! اور جلد حساب کرنے والے! بھگا دے کفار کے گروہوں کو اور ان کو شکست دے۔

اور زیادہ کیا ہے حمیدی نے یعنی تصریح کی ہے حمیدی کی روایت میں ساتھ سماع سفیان اور اسماعیل اور عبداللہ کے

الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

برخلاف روایت قتیبہ کے کہ اس میں تینوں کی روایت معنعن ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ الٰہی! اے اتارنے والے کتاب کے!۔ (فتح)

٦٩٣٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَ أُنْزِلَتْ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا رَفَعَ صَوْتَهُ سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَسَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَآءَ بِهِ فَقَالَ اللهُ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ ﴿لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ حَتّٰى يَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾ أَسْمِعْهُمْ وَلَا تَجْهَرْ حَتّٰى يَأْخُذُوْا عَنْكَ الْقُرْآنَ.

٦٩٣٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ پکار کر پڑھ اپنی نماز کو اور نہ آہستہ پڑھ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اتاری گئی یہ آیت اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں چھپے تھے سو جب اپنی آواز کو بلند کرتے تھے تو مشرکین سنتے تھے پس برا کہتے تھے قرآن کو اور جس نے اس کو اتارا اور جو لے کر آیا اللہ نے فرمایا کہ اپنی نماز کو پکار نہ پڑھ تا کہ مشرکین نہ سنیں اور نہ آہستہ پڑھ اپنے اصحاب سے سو تو ان کو نہ سنا سکے اور تلاش کر درمیان اس کے راہ پکار کر پڑھ اور ان کو سنا تا کہ وہ تجھ سے قرآن سیکھیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ اتاری گئی یہ آیت۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿يُرِيْدُوْنَ أَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلَامَ اللهِ﴾

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں ارادہ کرتے ہیں کہ بدل ڈالیں اللہ کی کلام کو

فائدہ: اور غرض اس باب سے یہ ہے کہ کلام اللہ کا نہیں خاص ہے ساتھ قرآن کے اس واسطے کہ وہ نہیں ہے ایک قسم اور کلام اللہ کا اگرچہ غیر مخلوق ہے یعنی پیدا نہیں کیا گیا اور وہ صفت قائم ہے ساتھ اس کے سو وہ اس کو ڈالتا ہے جس بندے پر چاہتا ہے موافق ان کی حاجت کے احکام شرعیہ میں اور جو سوائے ان کے ہیں ان کی بہتریوں سے اور حدیثیں باب کی مانند مصرح کی ہیں ساتھ اس مراد کے اور کہا ابن بطال نے کہ مراد اس کی اس باب سے یہ ہے کہ

کلام اللہ کی صفت ہے قائم ہے ساتھ اس کے اور وہ ازل سے ہے کلام کرنے والا اور ہمیشہ۔ (فتح)

﴿إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ﴾ حَقٌّ ﴿وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ﴾ بِاللَّعِبِ

یعنی آیت ﴿إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ﴾ میں فصل کے معنی ہیں حق اور ہزل کے معنی ہیں کھیل

فائدہ: اور مراد حق سے شے ثابت ہے جو نہ دور ہو اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی وجہ مناسبت اس آیت کی اس آیت سے جو ترجمہ میں ہے۔

٦٩٣٧۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.

٦٩٣٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ آدمی مجھ کو ایذا دیتا ہے زمانے کو برا کہتا ہے اور میں زمانہ ہوں میرے ہاتھ میں ہے امر پلٹتا ہوں رات اور دن کو۔

فائدہ: مجھ کو ایذا دیتا ہے یعنی منسوب کرتا ہے میری طرف جو میرے لائق نہیں اور غرض اس سے اس جگہ ثابت کرنا اسناد قول کا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف۔

٦٩٣٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِي وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ.

٦٩٣٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ روزہ میرے ہی واسطے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا چھوڑتا ہے آدمی اپنی شہوت کو اور اپنے کھانے پینے کو میرے سبب سے اور روزہ ڈھال ہے اور روزے دار کو دو خوشیاں ہیں ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت اور ایک خوشی اللہ سے ملنے کے وقت یعنی قیامت میں اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک زیادہ خوشبودار ہے مشک کی خوشبو سے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ روزہ میرے واسطے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

٦٩٣٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

٦٩٣٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایوب علیہ السلام ننگے نہاتے تھے تو ان پر سونے کی ٹڈی کا جھنڈ گر پڑا تو حضرت ایوب علیہ السلام لب

وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهِ فَنَادٰى رَبُّهُ يَا أَيُّوْبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ وَلٰكِنْ لَّا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ.

بھر بھر کے اپنے کپڑے میں رکھنے لگے تو ان کے رب نے انہیں پکارا کہ اے ایوب! کیا میں نے تجھ کو مالدار اور اس سونے سے جو تو دیکھتا ہے بے پرواہ نہیں کر دیا حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں اے میرے رب! لیکن تیری برکت کی چیز سے مجھ کو بے پرواہی نہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ اللہ نے ایوب علیہ السلام کو پکارا الخ۔

٦٩٤٠۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ فَيَقُوْلُ مَنْ يَّدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ مَنْ يَّسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهُ.

٦٩٤٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اترتا ہے ہمارا رب ہر رات کو پہلے آسمان تک جب کہ پچھلی تہائی رات کی باقی رہتی ہے سو فرماتا ہے کہ کون مجھ سے دعا مانگتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون ہے کہ مجھ سے سوال کرے تا کہ میں اس کو دوں کون ہے کہ مجھ سے گناہ بخشوائے میں اس کے گناہ بخشوں۔

فائدہ: اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول ہے کہ کون مجھ سے دعا مانگتا ہے الخ اور یہ ظاہر ہے مراد میں برابر ہے کہ پکارنے والا فرشتہ ہو اللہ کے حکم سے یا نہ اس واسطے کہ مراد ثابت کرنا نسبت قول کا ہے اس کی طرف اور وہ حاصل ہے ہر حالت میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ فرشتے کو حکم کرتا ہے وہ پکارتا ہے اور تاویل کی ابن حزم نے ساتھ اس کے کہ مراد نزول سے فعل ہے کہ کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ دنیا کے آسمان میں مانند فتح کی واسطے قبول کے اور یہ کہ البتہ اس گھڑی میں گمان ہے دعا کے قبول ہونے کا اور دلیل ہے اس پر کہ وہ صفت ہے فعل کی تعلیق اس کی ہے ساتھ وقت محدود کے اور جو ہمیشہ ہو وہ کسی زمانے کے ساتھ متعلق نہیں ہوتا پس صحیح ہوا کہ وہ فعل حادث ہے اور اشارہ کیا ہے ابو اسماعیل ہروی نے طرف ان حدیثوں کی کہ صفات میں وارد ہوئی ہیں کہ وہ سب تقریب کے قبیل سے ہیں نہ تمثیل اور تشبیہ کے قبیل سے اور عرب کی بولی میں گنجائش ہے کہتے ہیں کہ یہ امر میں ہے مانند آفتاب کے اور یہ سخاوت کرنے والا ہے مانند ہوا کے اور حق ہے مانند دن کی اور نہیں مراد ہوتی ہے ان کی تحقیق کرنا تشبیہ کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ان کی تحقیق کرنا اثبات اور تقریب کا ہے لوگوں کی سمجھ پر یعنی مراد اس سے لوگوں کے فہم کی طرف قریب کرنا ہوتا ہے تا کہ سمجھ جائیں سو البتہ معلوم ہے کہ جس نے سمجھا کہ پانی بعید تر ہے سب چیزوں سے اس نے تشبیہ دی

ہے اس کو ساتھ پتھر کے اور البتہ فرماتا ہے اللہ فی موج کالجبال سو مراد اس سے عظیم ہونا اور بلند ہونا ہے نہ تشبیہ حقیقت میں اور عرب تشبیہ دیتے ہیں صورت کو ساتھ آفتاب کے اور چاند کے اور جھوٹی دھمکیوں کو ساتھ ہوا کے اور ان میں سے کسی چیز کو جھوٹ نہیں کہا جاتا اور نہیں واجب کرتی ہیں وہ حقیقت کو اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ (فتح)

٦٩٤١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۶۹۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا میں پیچھے ہیں قیامت میں آگے ہوں گے یعنی بہشت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے۔

٦٩٤٢۔ وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ اللّٰهُ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ.

۶۹۴۲۔ اور اسی سند کے ساتھ ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ اے آدم کے بیٹے! مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا کر تو میں بھی تجھ کو دیا کروں گا۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے نسبت کرنا اس قول کا ہے طرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اور وہ قول اس کا ہے کہ اے آدم کے بیٹے! خرچ کیا کر تو میں بھی تجھ کو دیا کروں گا اور یہ حدیث قدسی ہے۔ (فتح)

٦٩٤٣۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ أَتَتْكَ بِإِنَاءٍ فِيْهِ طَعَامٌ أَوْ إِنَاءٍ فِيْهِ شَرَابٌ فَأَقْرِئْهَا مِنْ رَبِّهَا السَّلَامَ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ مِّنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ.

۶۹۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سو کہا کہ یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئی ہیں کھانے کا برتن لے کر یا فرمایا برتن یا شربت لے کر سو ان کو ان کے رب کی طرف سے سلام کرو اور ان کو بشارت دو ایک موتی کے گھر کی بہشت میں جس میں نہ شور ہے نہ رنج۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ اس کو اس کے رب کی طرف سے سلام کہو اس واسطے کہ وہ ساتھ معنی سلام کرنے کے ہے اوپر اس کے۔

٦٩٤٤۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ أَعْدَدْتُ

۶۹۴۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے تیار کر رکھا ہے اپنے نیک بندوں کے واسطے جو نہ کبھی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا نہ کسی کے دل میں خیال گزرا۔

لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ.

فائدہ: یعنی بہشت میں نیکوں کے واسطے ایسی عمدہ نعمتیں ہیں کہ ان کی مانند دنیا میں کوئی چیز نہیں جس کی مثال دی جائے اور یہ حدیث قدسی ہے اور اضافت عبادی میں تشریف کے واسطے ہے۔

٦٩٤٥۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ أَخْبَرَنِیْ سُلَیْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّیْلِ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَیْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَیْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ.

۶۹۴۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب رات کو تہجد کی نماز کے واسطے اُٹھتے تو یہ دعا پڑھتے الٰہی! تجھ ہی کو حمد ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کی روشنی ہے اور تجھ ہی کو شکر ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کا تھامنے والا ہے اور تجھ ہی کو شکر ہے تو ہے رب آسمانوں اور زمین کا اور ان کے درمیان والوں کا تو سچ ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تیرا قول حق ہے اور تیرا ملنا حق ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور پیغمبر حق ہیں اور قیامت حق ہے الٰہی! میں تیرا تابعدار ہوا اور میں تیرے ساتھ ایمان لایا اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا اور تیری طرف میں نے رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں اور تیری ہی طرف جھگڑا رجوع کرتا ہوں سو بخش دے مجھ کو جو کہ میں نے آگے کیا اور پیچھے ڈالا اور جو میں نے چھپایا اور جو ظاہر کیا تو میرا اللہ ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

فائدہ: یہ حدیث عنقریب گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ تیرا قول حق ہے اور مراد ساتھ حق کے لازم اور ثابت ہے۔ (فتح)

٦٩٤٦۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَیْرِیُّ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ بْنُ یَزِیْدَ الْأَیْلِیُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِیَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَیْرِ وَسَعِیْدَ بْنَ

۶۹۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب کہ ان کے حق میں تہمت کرنے والوں نے کہا جو کہا سو اللہ نے ان کو پاک کیا ان کی تہمت سے اور ہر ایک نے بیان کیا مجھ سے ایک ٹکڑا عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور

الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَآئِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ يُنْزِلُ فِيْ بَرَآئَتِيْ وَحْيًا يُتْلٰى وَلَشَأْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلٰى وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِيَ اللّٰهُ بِهَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْإِفْكِ﴾ اَلْعَشْرَ الْآيَاتِ.

لیکن قسم ہے اللہ کی مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میری پاک دامنی قرآن میں اتارے گا جو پڑھا جائے اور البتہ میری قدر اپنے دل میں حقیر تر تھی اس سے کہ کلام کرے اللہ تعالیٰ میرے حق میں قرآن میں لیکن مجھ کو یہ امید تھی کہ رسول اللہ ﷺ خواب دیکھیں گے جس سے اللہ میری پاکی بیان کرے گا اور اللہ نے یہ آیتیں اتاری کہ جو لوگ طوفان لائے دس آیتیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ نور میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ قسم ہے اللہ کی مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ اللہ میری پاکی میں قرآن اتارے گا اور مناسبت اس کی ترجمہ سے ظاہر ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول سے کہ اللہ کلام کرے۔ (فتح)

٦٩٤٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ إِذَا أَرَادَ عَبْدِيْ أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَيْهِ حَتّٰى يَعْمَلَهَا فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْلِيْ فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً فَإِنْ

٦٩٤٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ بدی کا قصد کرے تو اس کو اس پر مت لکھو یہاں تک کہ اس کو کرے سو اگر اس نے اس بد کام کو کیا تو ایک بدی لکھو سو اگر اس نے اس کو میرے واسطے چھوڑا تو اس کے واسطے ایک نیکی لکھو اور جب وہ نیکی کا قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو ایک نیکی لکھو اور اگر اس نے نیک کام کیا تو اس کے واسطے دس نیکیاں لکھو سات سو تک۔

عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور یہ بھی حدیث قدسی سے ہے اور مناسبت اس کی ترجمہ سے اس قول میں ہے کہ اللہ فرماتا ہے اور یہ جو کہا سو اس پر بدی کو نہ لکھو یہاں تک کہ اس کو کرے تو اس حدیث کے مفہوم سے استدلال کیا گیا ہے کہ گناہ کے فعل پر قصد کرنے سے بدی نہیں لکھی جاتی یہاں تک کہ بدکام وقوع میں آئے اگرچہ شروع سے ہو۔ (فتح)

٦٩٤٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ فَقَالَ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَذٰلِكِ لَكِ ثُمَّ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ﴾.

٦٩٤٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے خلق کو پیدا کیا پھر جب خلق کے پیدا کرنے سے فارغ ہوا تو آدمیوں کی قرابت یعنی رشتہ داری کھڑی ہوئی اللہ نے فرمایا کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ مقام اس کا ہے جو قطع برادری سے پناہ چاہے اللہ نے فرمایا ہاں کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ میں اس سے جوڑوں جو تجھ سے جوڑے اور اس سے توڑوں جو تجھ سے توڑے اس نے کہا کیوں نہیں اے میرے رب! اللہ نے فرمایا سو یہ تیرے واسطے ہے، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ منافقوں کے حق میں فرماتا ہے کہ اگر تم حاکم ہو تو زمین میں فساد کرو اور برادری سے توڑو۔

فائدہ: کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ رحم جو جوڑا توڑا جاتا ہے وہ ایک معنی ہیں معانی سے نہیں حاصل ہوتا ہے اس سے کلام کرنا اور مراد بیان کرنا اس کی شان کی تعظیم کا ہے اور فضیلت اس کی جو اس کو جوڑے اور گناہ اس کا جو اس کو توڑے سو عرب کی عادت کے موافق اس میں استعارہ استعمال کیا گیا ہے اور بعض نے کہا کہ جائز ہے حمل کرنا اس کا ظاہر پر اور مجسم ہونا معانی کا قدرت میں محال نہیں اور غرض اس سے اللہ کا قول ہے کہ کیا تو راضی نہیں الخ۔ (فتح)

٦٩٤٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ مُطِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَالَ اللّٰهُ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ كَافِرٌ بِيْ

٦٩٤٩۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مینہ برسائے گئے سو فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے بعض مجھ سے کافر ہوئے اور بعض میرے ساتھ ایمان لایا۔

وَمُؤْمِنٌ بِیْ.

فائدہ: مینہ برسائے گئے یعنی واقع ہوا مینہ حضرت ﷺ کی دعا سے یا منسوب ہوا آپ کی طرف اس واسطے کہ جو آپ کے سوائے ہے وہ آپ کے تابع ہیں۔

٦٩٥٠۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ أَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللهُ إِذَا أَحَبَّ عَبْدِیْ لِقَآئِیْ أَحْبَبْتُ لِقَآئَهُ وَإِذَا كَرِهَ لِقَآئِیْ كَرِهْتُ لِقَآئَهُ.

٦٩٥٠۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ جب میرا بندہ میرا ملنا چاہے تو میں بھی اس کو ملنا چاہتا ہوں اور جب وہ میرا ملنا برا جانے تو میں بھی اس کا ملنا برا جانتا ہوں۔

فائدہ: کہا ابن عبدالبر نے اس کے بعد کہ وارد کیا حدیثوں کو جو وارد ہیں بیچ خاص کرنے اس کے ساتھ وقت وفات نبوی کے کہ یہ آثار دلالت کرتے ہیں کہ یہ حال وقت حاضر ہونے موت کے ہے اور دیکھنے اس چیز کے جو وہاں ہے اور اس وقت توبہ نہیں ہوتی اگر اس سے پہلے توبہ نہ کی ہو۔ (فتح)

٦٩٥١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللهُ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ.

٦٩٥١۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٦٩٥٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ أَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَإِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوْهُ وَاذْرُوْا نِصْفَهُ فِی الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِی الْبَحْرِ فَوَاللهِ لَئِنْ قَدَرَ اللهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ فَأَمَرَ اللهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ وَأَمَرَ الْبَرَّ

٦٩٥٢۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہا ایک مرد نے جس نے کبھی کوئی نیک کام نہ کیا تھا یعنی اپنے گھر والوں سے کہ جب وہ شخص مر جائے تو اس کو جلا ڈالنا پھر اس کی آدھی راکھ خشکی میں بکھیر دینا اور آدھی دریا میں سو قسم اللہ کی اگر اللہ نے اس کو تنگ کیا اور عذاب مقدر کیا تو البتہ اس کو ایسا عذاب کرے گا کہ تمام عالم میں کسی پر ویسا عذاب نہ کرے گا سو اللہ نے دریا سے حکم کیا سو جتنی خاک اس میں تھی اس نے جمع کر دی اور اللہ نے خشکی کو حکم کیا اس نے

فَجَمَعَ مَا فِيهِ ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ فَغَفَرَ لَهُ.

بھی جو اس میں تھی جمع کر دی پھر اللہ نے اس شخص سے فرمایا کہ تو یہ کام کیوں کیا تھا؟ اس نے کہا اے رب! تیرے خوف سے اور تو زیادہ تر جانتا ہے سو اللہ نے اس کو بخش دیا۔

٦٩٥٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي عَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عَبْدًا أَصَابَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ وَرُبَّمَا قَالَ أَصَبْتُ فَاغْفِرْ لِي فَقَالَ رَبُّهُ أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَثَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا أَوْ أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ أَوْ أَصَبْتُ آخَرَ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَثَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ أَصَابَ ذَنْبًا قَالَ قَالَ رَبِّ أَصَبْتُ أَوْ قَالَ أَذْنَبْتُ آخَرَ فَاغْفِرْهُ لِي فَقَالَ أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثَلَاثًا فَلْيَعْمَلْ مَا شَآءَ.

٦٩٥٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بندے نے کوئی گناہ کیا تو اس نے کہا اے میرے رب! میں نے گناہ کیا سو اس کو بخش دے تو اس کے رب نے کہا کہ کیا میرے بندے نے جانا کہ اس کا ایسا رب ہے کہ گناہ کو بخشتا ہے اور گناہ پر پکڑتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر ٹھہرا جتنا کہ اللہ نے چاہا پھر اس نے گناہ کیا اور اس نے کہا اے میرے رب! میں نے گناہ کیا اس کو بخش دے تو اللہ نے فرمایا کہ کیا میرے بندے نے جانا کہ اس کا ایسا رب ہے کہ گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر پکڑتا ہے یعنی عذاب کرتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر ٹھہرا جتنا کہ اللہ نے چاہا پھر اس نے گناہ کیا پھر کہا کہ اے میرے رب! میں نے اور گناہ کیا تو مجھ کو بخش دے تو اللہ نے فرمایا کیا میرے بندے نے جانا کہ اس کا ایسا رب ہے کہ گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر عذاب کرتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا تین بار۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ پھر پھر گناہ کرنے والا اللہ کی مشیت میں ہے اگر اللہ چاہے گا تو اس کو عذاب کرے گا اور چاہے گا تو اس کو بخش دے گا غالب کر کے اس کی نیکی کو جو اس نے کی اور وہ اعتقاد کرنا اس کا ہے کہ اس کا ایسا رب ہے جو عذاب کرتا ہے اور بخشتا ہے دلالت کرتا ہے اس پر یہ قول اللہ کا ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ اور نہیں ہے کوئی نیکی بہت بڑی توحید سے اور اگر کہا جائے کہ استغفار کرنا اپنے رب سے توبہ ہے ہم کہتے ہیں کہ نہیں

استغفار اکثر طلب کرتے مغفرت کے سے اور کبھی طلب کرتا ہے اس کو اصرار کرنے والا اور تائب اور نہیں ہے حدیث میں کہ وہ تائب ہے اس چیز سے جس کی مغفرت کا سوال کیا اس واسطے کہ حد توبہ کی رجوع کرنا ہے گناہ سے اور نیت کرنا کہ اس کو پھر نہ کروں گا اور اس سے الگ ہو جانا اور مجرد استغفار سے یہ نہیں سمجھا جاتا اور بعض نے کہا کہ توبہ کی تین شرطیں ہیں اس حال میں کہ الگ ہو جانا گناہ سے اور نادم ہونا اور پچھتانا اور نیت کرنا کہ پھر نہ کروں گا اور بعض نے کہا کہ کفایت کرتا ہے توبہ میں پچھتانا کہ وہ باقی دونوں شرطوں کو بھی مستلزم ہے پھر حدیث میں آیا ہے کہ نادم ہونا توبہ ہے اور یہ حدیث حسن ہے اور کہا قرطبی نے کہ دلالت کرتی ہے یہ حدیث اوپر عظیم ہونے فائدے استغفار کے اور اوپر عظیم ہونے فضل اللہ کے اور فراخ ہونے اس کی رحمت کے اور اس کے علم اور کرم کے لیکن مراد اس سے وہ استغفار ہے جس کے معنی دل میں ثابت ہوں مقارن واسطے زبان کے تاکہ کھل جائے ساتھ اس کے گرہ اصرار کی اور حاصل ہو ساتھ اس کے نادم ہونا پس یہ ترجمہ ہے واسطے توبہ کے اور جو زبان سے استغفار کرے اور اس کا دل گناہ پر مصر ہو تو اس کا استغفار استغفار کا محتاج ہے اور کہا قرطبی نے کہ گناہ کی طرف عود کرنا اگرچہ زیادہ تر قبیح ہے ابتدا کرنے سے لیکن توبہ بہتر ہے ابتدا توبہ کرنے سے اس واسطے کہ جوڑی گئی ہے ساتھ اس کے ملازمت طلب کی کریم سے اور الحاح کرنا اس کے سوال میں اور اقرار کرنا کہ اس کے سوائے کوئی گناہ کو نہیں بخشتا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث میں ہے کہ اگر کوئی ہزار بار بلکہ اس سے بھی زیادہ گناہ کرے اور ہر بار توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے اور اگر سب گناہوں سے ایک بار توبہ کرے تو بھی اس کی توبہ صحیح ہو جاتی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تو کر جو تیرا جی چاہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تک کہ تو گناہ کرے گا اور توبہ کرے میں تجھ کو بخشوں گا اور اکثر لوگوں کے نزدیک استغفار اور توبہ کے ایک معنی ہیں۔ (فتح)

٦٩٥٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِيْ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا فِيْمَنْ سَلَفَ أَوْ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالَ كَلِمَةً يَعْنِيْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَوَلَدًا فَلَمَّا حَضَرَتِ الْوَفَاةُ قَالَ لِبَنِيْهِ أَيَّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوْا خَيْرَ أَبٍ قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَبْتَئِرْ أَوْ لَمْ يَبْتَئِزْ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرًا وَإِنْ يَقْدِرِ اللّٰهُ

۶۹۵۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو ذکر کیا جو اگلے یا فرمایا جو تم سے اگلی امتوں میں تھا اس نے ایک بات کہی یعنی اللہ نے اس کو مال اور اولاد دی سو جب اس کے مرنے کا وقت قریب ہوا تو اپنی اولاد سے کہا کہ میں تمہارے واسطے کیسا باپ تھا؟ انہوں نے کہا کہ بہتر باپ کہا سو اس نے اللہ کے نزدیک کوئی نیکی جمع نہ کی اور اگر اللہ نے اس کو تنگ کیا تو اس کو عذاب کرے گا سو دیکھو جب میں مر جاؤں تو مجھ کو جلا ڈالنا یہاں تک کہ جب میں کوئلا ہو جاؤں تو مجھ کو گھسانا پھر جب سخت آندھی کا دن ہو

عَلَيْهِ يُعَذِّبُهُ فَانْظُرُوْا إِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُوْنِيْ حَتّٰى إِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُوْنِيْ أَوْ قَالَ اَلْإِسْكَنْدَرِيَّةَ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ رِيْحٍ عَاصِفٍ فَأَذْرُوْنِيْ فِيْهَا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ مَوَاثِيْقَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ وَرَبِّيْ فَفَعَلُوْا ثُمَّ أَذْرَوْهُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كُنْ فَإِذَا هُوَ رَجُلٌ قَائِمٌ قَالَ اللّٰهُ أَيْ عَبْدِيْ مَا حَمَلَكَ عَلٰى أَنْ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ قَالَ مَخَافَتُكَ أَوْ فَرَقٌ مِّنْكَ قَالَ فَمَا تَلَافَاهُ أَنْ رَّحِمَهُ عِنْدَهَا وَقَالَ مَرَّةً أُخْرٰى فَمَا تَلَافَاهُ غَيْرُهَا فَحَدَّثْتُ بِهِ أَبَا عُثْمَانَ فَقَالَ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ سَلْمَانَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فِيْهِ أَذْرُوْنِيْ فِي الْبَحْرِ أَوْ كَمَا حَدَّثَ.

تو میری راکھ کو اس میں اڑا دینا حضرت ﷺ نے فرمایا سو اس نے ان سے قول واقرار لیا اور قسم ہے میرے رب کی سو انہوں نے کیا جو اس نے کہا پھر انہوں نے اس کو سخت آندھی کے دن اڑایا تو اللہ نے فرمایا کہ ہو جا سو اچانک وہ مرد کھڑا تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے بندے! کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اس پر کہ کیا تو نے جو کیا؟ اس نے کہا کہ تیرا خوف سو جو اللہ نے اس کی تلافی کی وہ رحمت ہے اور دوسری بار فرمایا سو نہ تلافی کی اس کی اللہ نے مگر اپنی رحمت سے سو میں نے حدیث بیان کی ساتھ اس کے ابو عثمان کو اور کہا کہ میں نے اس کو سلمان سے سنا لیکن اس نے اس میں اتنا زیادہ کیا کہ مجھ کو دریا میں اڑا دینا یا جیسے حدیث بیان کی۔

حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَئِرْ وَقَالَ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَئِزْ فَسَّرَهُ قَتَادَةُ لَمْ يَدَّخِرْ

یعنی کہا قتادہ رحمہ اللہ نے کہ لم یبتئز کے معنی ہیں نہ ذخیرہ کی۔

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْأَنْبِيَآءِ وَغَيْرِهِمْ

کلام کرنا اللہ تعالیٰ کا پیغمبروں وغیرھم سے قیامت کے دن

٦٩٥٥۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ شُفِّعْتُ فَقُلْتُ يَا رَبِّ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ

۶۹۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ قیامت کے دن میری شفاعت قبول ہو گی سو میں کہوں گا اے میرے رب! داخل کر بہشت میں جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہو سو وہ بہشت میں داخل کیے جائیں گے پھر میں کہوں گا داخل کر بہشت میں جس کے دل میں کچھ بھی ایمان ہو کہا انس رضی اللہ عنہ

قَلْبِهِ خَرْدَلَةٌ فَيَدْخُلُوْنَ ثُمَّ أَقُوْلُ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ أَدْنٰى شَيْءٍ فَقَالَ أَنَسٌ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى أَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نے سو جیسے میں دیکھتا ہوں حضرت ﷺ کی انگلیوں کی طرف یعنی قول حضرت ﷺ کا ادنٰی شے۔

فائدہ: یعنی شاید حضرت ﷺ اپنی انگلیوں کو جوڑ کر ان سے اشارہ کرتے تھے اس حدیث میں کلام کرنا پیغمبروں کا ہے رب سے اور نہیں ہے اس میں کلام کرنا رب کا پیغمبروں سے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں یہ لفظ بھی آ چکا ہے جیسے کہ ابونعیم نے مستخرج میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے کہا جائے گا کہ تیرے واسطے ہے جس کے دل میں جو کے برابر ایمان ہو اور تیرے واسطے ہے جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو اور تیرے واسطے ہے جس کے دل میں کچھ ایمان ہو پس یہ کلام کرنا اللہ کا ہے ساتھ حضرت ﷺ کے اور دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ پہلے حضرت ﷺ سوال کریں گے پھر دوسری بار آپ کو یہ حکم ہو گا پس ایک روایت میں سوال کو ذکر کیا اور دوسری روایت میں اجابت کا ذکر کیا اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔ (فتح)

٦٩٥٦۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنَزِيُّ قَالَ اجْتَمَعْنَا نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَذَهَبْنَا إِلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَذَهَبْنَا مَعَنَا بِثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ إِلَيْهِ يَسْأَلُهُ لَنَا عَنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ فَإِذَا هُوَ فِيْ قَصْرِهِ فَوَافَقْنَاهُ يُصَلِّي الضُّحٰى فَاسْتَأْذَنَّا فَأَذِنَ لَنَا وَهُوَ قَاعِدٌ عَلٰى فِرَاشِهِ فَقُلْنَا لِثَابِتٍ لَا تَسْأَلْهُ عَنْ شَيْءٍ أَوَّلَ مِنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ يَا أَبَا حَمْزَةَ هٰؤُلَاءِ إِخْوَانُكَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ جَآءُوْكَ يَسْأَلُوْنَكَ عَنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ

٦٩٥٦۔ حضرت سعید بن ہلال رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم بصرے کے چند آدمی جمع ہوئے سو ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف گئے اور ہم ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے گئے تاکہ ہمارے واسطے ان سے شفاعت کی حدیث پوچھے سو اچانک ہم نے دیکھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے محل میں تھے سو پایا ہم نے ان کو چاشت کی نماز پڑھتے پھر ہم نے اندر جانے کی اجازت مانگی انہوں نے ہم کو اجازت دی اور وہ اپنے بستر پر بیٹھے تھے تو ہم نے ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نہ پوچھو ان سے کوئی پہلے شفاعت کی حدیث سے یعنی پہلے پہل ان سے شفاعت کی حدیث کا سوال کرنا تو اس نے کہا اے ابوحمزہ! (یہ انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) یہ تیرے بھائی بصرے والوں سے آئے ہیں تجھ سے شفاعت کی حدیث پوچھنے کو تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے محمد ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت کا

النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيمَ فَإِنَّهُ خَلِيلُ الرَّحْمٰنِ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسٰى فَإِنَّهُ كَلِيمُ اللّٰهِ فَيَأْتُونَ مُوسٰى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسٰى فَإِنَّهُ رُوحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ فَيَأْتُونَ عِيسٰى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُونِي فَأَقُولُ أَنَا لَهَا فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيَقُولُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيَقُولُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيرَةٍ مِّنْ إِيمَانٍ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُودُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيَقُولُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ أَوْ خَرْدَلَةٍ مِّنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُودُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيَقُولُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ

دن ہوگا تو آدمی آپس میں ملیں گے یعنی خلقت کا بڑا ہجوم ہوگا اور حشر کی مصیبت سے غمناک ہوں گے سو وہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو کہیں گے کہ ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس تو آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا دوست ہے سو وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس اس واسطے کہ اس نے اللہ سے بلا واسطہ کلام کیا سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس کہ وہ اللہ کی روح اور اس کا کلام ہے سو وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو وہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں کہوں گا کہ ہاں میں اس مقام کے لائق ہوں سو میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا تو مجھ کو اجازت ملے گی اور میرا رب مجھ کو وہ تعریفیں الہام کرے گا جس سے میں اس کی تعریف کروں گا وہ تعریفیں اب مجھ کو یاد نہیں سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی ان تعریفوں سے اور میں سجدے میں گر پڑوں گا پھر مجھ کو حکم ہوگا کہ اے محمد! اپنا سر اٹھا لے اور کہہ تیرا کہا سنا جائے گا اور مانگ دیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں کہوں گا اے میرے رب! میری امت کو بخش میری امت کو بخش دے تو حکم ہوگا کہ چل اور نکال دوزخ سے جس کے دل میں جو کے برابر ایمان ہو سو میں جاؤں گا سو کروں گا یعنی ان کو نکالوں گا پھر پلٹ آؤں گا تو میں اللہ کی تعریف کروں گا ان تعریفوں سے پھر اس کے

رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أُمَّتِيْ أُمَّتِيْ فَيَقُوْلُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ أَدْنٰى أَدْنٰى أَدْنٰى مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ أَنَسٍ قُلْتُ لِبَعْضِ أَصْحَابِنَا لَوْ مَرَرْنَا بِالْحَسَنِ وَهُوَ مُتَوَارٍ فِيْ مَنْزِلِ أَبِيْ خَلِيْفَةَ فَحَدَّثْنَاهُ بِمَا حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَأَتَيْنَاهُ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَأَذِنَ لَنَا فَقُلْنَا لَهٗ يَا أَبَا سَعِيْدٍ جِئْنَاكَ مِنْ عِنْدِ أَخِيْكَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَلَمْ نَرَ مِثْلَ مَا حَدَّثَنَا فِي الشَّفَاعَةِ فَقَالَ هِيْهْ فَحَدَّثْنَاهُ بِالْحَدِيْثِ فَانْتَهٰى إِلٰى هٰذَا الْمَوْضِعِ فَقَالَ هِيْهْ فَقُلْنَا لَمْ يَزِدْ لَنَا عَلٰى هٰذَا فَقَالَ لَقَدْ حَدَّثَنِيْ وَهُوَ جَمِيْعٌ مُنْذُ عِشْرِيْنَ سَنَةً فَلَا أَدْرِيْ أَنَسِيَ أَمْ كَرِهَ أَنْ تَتَّكِلُوْا قُلْنَا يَا أَبَا سَعِيْدٍ فَحَدِّثْنَا فَضَحِكَ وَقَالَ خُلِقَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا مَا ذَكَرْتُهٗ إِلَّا وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدَّثَنِيْ كَمَا حَدَّثَكُمْ بِهٖ قَالَ ثُمَّ أَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَأَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ ائْذَنْ لِيْ فِيْمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَقُوْلُ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكِبْرِيَائِيْ وَعَظَمَتِيْ لَأُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ

واسطے سجدے میں گر پڑوں گا تو حکم ہو گا اے محمد! اپنا سر اٹھا لے اور کہہ تیرا کہا سنا جائے گا اور مانگ دیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی تو میں کہوں گا اے میرے رب! میری امت کو بخش دے میری امت کو بخش دے تو حکم ہو گا کہ چل سو نکال دوزخ سے جس کے دل میں ذرہ بھر یا رائی کے برابر ایمان ہو سو میں چلوں گا اور کروں گا پھر پلٹ آؤں گا سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی ان تعریفوں سے پھر میں اس کے واسطے سجدے میں گر پڑوں گا تو حکم ہو گا کہ اے محمد! اپنا سر اٹھا لے کہ تیرا کہا سنا جائے گا اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! میری امت کو بخش دے میری امت کو بخش دے سو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ چل اور نکال دوزخ سے جس کے دل میں ادنیٰ ادنیٰ ادنیٰ رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو سو اس کو نکال دوزخ سے دوزخ سے سو میں چلوں گا اور کروں گا سو جب ہم انس ؓ کے پاس سے نکلے تو میں نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہا کہ اگر ہم گزریں حسن ؓ پر اور وہ ابوحنیفہ کی جگہ میں چھپا ہے سو ہم اس سے حدیث بیان کریں جو انس ؓ نے ہم سے بیان کی تو خوب ہو سو ہم اس کے پاس آئے اور ہم نے اس کو سلام کیا اس نے ہم کو اجازت دی تو ہم نے اس سے کہا اے ابوسعید! ہم تیرے پاس آئے ہیں تیرے بھائی انس ؓ کے پاس سے سو ہم نے نہیں دیکھا مثل اس کے جو اس نے ہم سے شفاعت کی حدیث بیان کی اس نے کہا بیان کرو سو ہم نے اس سے حدیث بیان کی سو ہم اس جگہ تک پہنچے یعنی ادنیٰ ادنیٰ ادنیٰ رائی کے برابر سو کہا کہ بیان کرو ہم نے کہا کہ اس نے

قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

ہمارے واسطے اس پر کچھ زیادہ نہیں کیا یعنی اس نے اس سے زیادہ حدیث بیان نہیں کیا تو حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ حدیث بیان کی اس نے مجھ سے اور وہ باعقل وہوش تھا مدت بیس برس سے سو میں نہیں جانتا کہ بھول گیا یا مکروہ جانا کہ تم صرف کلمہ کہنے پر بھروسہ نہ کر بیٹھنا تو ہم نے کہا اے ابوسعید! ہم سے حدیث بیان کر کہا اس نے اور پیدا کیا گیا ہے آدمی جلد باز نہیں ذکر کیا میں نے اس کو مگر اور حالانکہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ تم سے حدیث بیان کروں حدیث بیان کی اس نے مجھ سے جیسے حدیث بیان کی تم سے پھر کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر میں چوتھی بار پلٹ آؤں گا سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی ان تعریفوں سے پھر سجدہ میں گر پڑوں گا تو حکم ہوگا اے محمد! اپنا سر اٹھا لے اور کہہ سنا جائے گا اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں کہوں گا اے رب! مجھ کو اجازت ہو اس شخص کے حق میں جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عزت اور جلال اور بڑائی اور عظمت کی قسم البتہ میں نکالوں گا دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا۔

فائدہ: اس حدیث میں مقدم کرنا اس مرد کا ہے جو عالم کے خاصوں میں سے ہوتا کہ اس سے سوال کرے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بنانا محل کا اس کو جس کی اولاد بہت ہو اور یہ جو کہا کہ اس وقت باعقل تھا یعنی اس وقت بڑھاپے میں داخل نہیں ہوا تھا کہ وہ جگہ گمان متفرق ہونے ذہن کے کی ہے اور حدوث اختلال حفظ کی اور کہا داؤدی نے کہ یہ جو اس حدیث میں ہے امتی امتی تو یہ محفوظ نہیں اس واسطے کہ سب خلقت جمع ہوگی سفارش کروائیں گے اور اگر مراد خاص یہی امت ہوتی تو اپنے پیغمبر کے سوا اور پیغمبروں کے پاس جاتے سو دلالت کی اس نے کہ مراد سب خلقت ہے اور جب کہ ہوئی سفارش ان کی واسطے بیچ فصل قضا کے تو پھر کیا وجہ ہے اپنی امت کی خاص کرنے کی اور میں نے اس اشکال کا جواب کتاب الرقاق میں دیا ہے جس جگہ اس حدیث کی شرح کی اور جواب دیا ہے اس سے قاضی نے ساتھ اس کے کہ معنی کلام کے یہ ہیں کہ مجھ کو اجازت ملے گی اس شفاعت کی کہ وعدہ کیا گیا ہے اس کا بیچ فصل قضا کے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ مجھ کو الہام کرے گا تو یہ از سر نو اور کلام ہے اور بیان ہے واسطے دوسری شفاعت

کے جو اپنی امت کے ساتھ خاص ہے اور سیاق میں اختصار ہے۔ (فتح)

٦٩٥٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ يَخْرُجُ حَبْوًا فَيَقُوْلُ لَهٗ رَبُّهٗ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ رَبِّ الْجَنَّةُ مَلْأَى فَيَقُوْلُ لَهٗ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَكُلُّ ذٰلِكَ يُعِيْدُ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ مَلْأَى فَيَقُوْلُ إِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا عَشْرَ مِرَارٍ.

۶۹۵۷۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہشتیوں میں سے جو سب سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا اور دوزخیوں میں سے جو سب سے پیچھے دوزخ سے نکلے گا وہ ایسا مرد ہے جو دوزخ سے نکلے گا گھٹنوں کے بل گھسٹتا یعنی جیسے چھوٹا لڑکا چلتا ہے تو اس کا اللہ اس سے کہے گا کہ بہشت میں داخل ہو تو وہ کہے گا کہ اے میرے رب! بہشت بالکل بھری ہے یعنی اس میں کہیں جگہ نہیں سو اللہ پاک اس سے یہ تین بار کہے گا ہر بار وہ اللہ تعالیٰ کو یہی جواب دے گا کہ بہشت بھری ہے سو اللہ فرمائے گا البتہ تیرے واسطے تو دنیا کے برابر جگہ ہے اور دس گنا دنیا کے۔

٦٩٥٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا سَيُكَلِّمُهٗ رَبُّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ تُرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى إِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهٖ وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى إِلَّا النَّارَ تِلْقَآءَ وَجْهِهٖ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِيْ عَمْرُوْ بْنُ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ مِثْلَهٗ وَزَادَ فِيْهِ وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

۶۹۵۸۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے ایسا کوئی نہیں مگر کہ اس سے قیامت میں اللہ کلام کرے گا اس طرح پر کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا یعنی سامنے بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کلام کرے گا پھر بندہ دائیں طرف نظر کرے سو نہ دیکھے گا مگر جو اعمال کہ آگے کر چکا پھر اپنی بائیں طرف نظر کرے گا تو نہ دیکھے گا مگر جو اعمال کہ کر چکا پھر اپنے آگے نظر کرے گا تو کچھ نہ دیکھے گا سوائے دوزخ کے کہ اس کے منہ کے سامنے ہے سو لوگو! بچو دوزخ سے اگرچہ آدھی کھجور ہی دے کر سہی کہا اعمش نے اور حدیث بیان کی مجھ سے عمرو نے خیثمہ سے مثل اس کی اور زیادہ کیا اس میں اتنا اگرچہ نیک بات کے سبب سے سہی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے۔

٦٩٥٩۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

۶۹۵۹۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی

جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ حَبْرٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ إِنَّهُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جَعَلَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ عَلٰى إِصْبَعٍ وَّالْأَرَضِيْنَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَّالْمَآءَ وَالثَّرٰى عَلٰى إِصْبَعٍ وَّالْخَلَائِقَ عَلٰى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَعَجُّبًا وَّتَصْدِيْقًا لِّقَوْلِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿يُشْرِكُوْنَ﴾.

عالم حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھے گا اور زمینوں کو ایک انگلی پر رکھے گا اور پانی اور کیچڑ کو ایک انگلی پر رکھے گا پھر کہے گا میں بادشاہ ہوں میں بادشاہ ہوں سو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا ہنستے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوئے واسطے تعجب کے اور اس کے قول کی تصدیق کے حضرت ﷺ نے فرمایا اور نہیں پہچانا انہوں نے اللہ کو جیسا اس کے پہچاننے کا حق ہے اور ساری زمین اس کی مٹھی میں ہو گی قیامت کے دن اور آسمان لپیٹے جائیں گے اس کے ہاتھ میں اور وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے کہ شریک بناتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزری اور پہلے گزر چکا ہے کہ خطابی نے اس سے انکار کیا ہے اور کبھی اس کی تاویل کی ہے سو کہا اس نے کہ ہنسنا محمول ہے اوپر مجاز اور تمثیل کے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی قدرت اس کے لپیٹنے پر اور سہولت امر کی اس کے جمع کرنے میں بجائے اس شخص کے ہے جو کوئی چیز اپنی ہتھیلی میں جمع کرے اور اس کو ہلکا جانے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ یہودیوں نے اسلام میں ملا دیا ہے اور حضرت ﷺ کا ہنسنا تو صرف تعجب اور انکار کے واسطے تھا، والعلم عند اللہ۔ (فتح)

٦٩٦٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي النَّجْوٰى قَالَ يَدْنُوْ أَحَدُكُمْ مِّنْ رَّبِّهِ حَتّٰى يَضَعَ كَنَفَهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ أَعَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ وَيَقُوْلُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَرِّرُهُ ثُمَّ يَقُوْلُ إِنِّيْ سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي

٦٩٦٠۔ حضرت صفوان سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کس طرح سنا تو نے حضرت ﷺ سے فرماتے تھے سرگوشی میں یعنی جو اللہ بندے سے کان میں بات کرے گا فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے رب سے قریب ہو گا یہاں تک کہ اللہ اپنا پردہ اس پر رکھے گا تو فرمائے گا کہ کیا تو نے ایسا ایسا عمل کیا تھا؟ تو بندہ کہے گا ہاں اور اللہ فرمائے گا کہ تو نے فلانا فلانا عمل کیا تھا تو بندہ کہے گا ہاں یہاں تک کہ اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائے گا پھر اللہ فرمائے گا

الدُّنْيَا وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ وَقَالَ آدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کہ میں نے تیرے گناہ دنیا میں چھپائے اور میں آج بھی ان کو بخشتا ہوں۔

کہا آدم نے یعنی قتادہ کی تحدیث صفوان سے ثابت ہے جو پہلے طریق میں عن کے ساتھ ہے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ مراد یہ کہ بندے کو اپنی رحمت سے قریب کرے گا اور مراد کنف سے پردہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی رحمت تامہ اس کو گھیر لے گی۔ (فتح)

فائدہ: نہیں ہے باب کی حدیثوں میں کلام کرنا اللہ کا پیغمبروں سے مگر انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور باقی باب کی سب حدیثوں میں کلام کرنا اللہ کا ہے پیغمبروں کے سوائے اور لوگوں سے اور جب ثابت ہوا کہ اللہ پیغمبروں کے سوا اور لوگوں سے کلام کرے گا پس واقع ہونا اس کا ساتھ پیغمبروں کے بطریق اولیٰ ہوگا اور پہلے گزر چکی ہے پہلی حدیث میں وہ چیز جو متعلق ہے ساتھ ترجمہ کے اور بہر حال حدیث ثانی پس خاص ہے ساتھ رکن ثانی کے ترجمہ سے اور وہ قول اس کا ہے وغیرھم اور بہر حال جو حدیثیں کہ باقی ہیں سو وہ شامل ہیں پیغمبروں کو اور جو ان کے سوائے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَلَّمَ اللهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا﴾ اور کلام کیا اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنا

فائدہ: کہا اماموں نے کہ یہ آیت قوی تر ہے اس چیز کی جو وارد ہوئی ہے معتزلوں کے رد میں کہا نحاس نے اجماع ہے نحویوں کا اس پر کہ جب تاکید کیا جائے فعل ساتھ مصدر کے سو نہیں ہوتا ہے مجاز سو جب کہا تکلیما تو واجب ہے کہ ہو کلام حقیقی جو سمجھی جاتی ہے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ وہ کلام ہے حقیقت پر لیکن محل خلاف کا یہ ہے کہ کیا موسیٰ علیہ السلام نے اس کو حقیقۃً اللہ سے سنا تھا یا درخت سے سو تاکید نے اٹھایا ہے مجاز کو ہونے اس کے سے غیر کلام یعنی تاکید سے صرف اتنا ثابت ہوا کہ وہ کلام ہے اور بہر حال جس کے ساتھ کلام کیا سو اس سے آیت ساکت ہے اور رد کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ضروری ہے رعایت اس کی جس سے کلام کیا گیا سو تاکید واسطے اٹھانے مجرد کے ہے نسبت سے اس واسطے کہ نسبت کیا گیا ہے اس میں کلام کو اللہ کی طرف سو وہ ہے کلام کرنے والا حقیقۃً اور تاکید کرتا ہے اس کی قول اس کا سورۂ اعراف میں ﴿إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي﴾ اور اجماع ہے سلف خلف کا اہل سنت وغیرھم سے اس پر کہ کلم اس جگہ کلام ہے اور بعض اہل تفسیر سے منقول ہے کہ وہ کلم سے ہے ساتھ معنی جرح کے اور یہ مردود ہے ساتھ اجماع کے کہا ابن تین نے کہ اختلاف کیا ہے اہل کلام نے بیچ سننے کلام اللہ کے سو کہا اشعری نے کہ کلام اللہ کا قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے سنا جاتا ہے وقت تلاوت کرنے ہر تلاوت کرنے والے کے اور قراءت ہر قاری کے اور کہا باقلانی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تلاوت سنی جاتی ہے نہ وہ چیز تلاوت کی جاتی ہے اور اول توحید میں گزر چکا ہے کہ سلم بن احوز نے جہم بن صفوان کو قتل کیا اس واسطے کہ اس نے

انکار کیا کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام نہیں کیا۔ (فتح)

٦٩٦١۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى أَنْتَ آدَمُ الَّذِيْ أَخْرَجْتَ ذُرِّيَّتَكَ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ آدَمُ أَنْتَ مُوْسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهٖ وَكَلَامِهٖ ثُمَّ تَلُوْمُنِيْ عَلٰى أَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى.

٦٩٦١۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بحث کی آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے تو کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے آدم! تو وہی ہے کہ تو نے اپنی اولاد کو بہشت سے نکالا؟ کہا آدم علیہ السلام نے تو وہی موسیٰ ہے کہ تجھ کو اللہ نے اپنی کلام اور رسالت سے برگزیدہ کیا کیوں تو مجھ کو ملامت کرتا ہے اور الزام دیتا ہے اس کام پر جو میری تقدیر میں لکھا گیا تھا میرے پیدا ہونے سے پہلے تو غالب ہوئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر اور لاجواب ہوئے موسیٰ علیہ السلام۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ تو وہی موسیٰ ہے کہ تجھ کو اللہ نے اپنی کلام اور رسالت سے برگزیدہ کیا۔

٦٩٦٢۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْمَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلٰى رَبِّنَا فَيُرِيْحُنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ لَهٗ أَنْتَ آدَمُ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَأَسْجَدَ لَكَ الْمَلَائِكَةَ وَعَلَّمَكَ أَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا فَيَقُوْلُ لَهُمْ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ أَصَابَ.

٦٩٦٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمع کیے جائیں گے مسلمان قیامت کے دن سو کہیں گے کہ اگر ہم سفارش کروائیں اپنے رب کے پاس تا کہ ہم کو اس مکان کی تکلیف سے راحت دے تو خوب بات ہو سو وہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو کہیں گے کہ تم آدم ہو سب خلقت کے باپ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے تم کو سجدہ کروایا اور تم کو ہر چیز کا نام سکھلایا سو ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس تا کہ ہم کو اس مکان کی تکلیف سے راحت دے تو آدم علیہ السلام ان سے کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کے ایک طریق میں آیا ہے کہ تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس کہ اللہ نے اس سے بلا واسطہ کلام کیا اور یہ لفظ توحید اور تفسیر میں گزر چکا ہے اور یہی موافق ہے واسطے ترجمے کے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی

طرف موافق اپنی عادت کے۔(فتح)

۶۹۶۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّسْجِدِ الْكَعْبَةِ أَنَّهُ جَآءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُّوْحٰى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ أَوَّلُهُمْ أَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ فَقَالَ آخِرُهُمْ خُذُوْا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتّٰى أَتَوْهُ لَيْلَةً أُخْرٰى فِيْمَا يَرٰى قَلْبُهُ وَتَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ وَكَذٰلِكَ الْأَنْبِيَآءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ فَلَمْ يُكَلِّمُوْهُ حَتّٰى احْتَمَلُوْهُ فَوَضَعُوْهُ عِنْدَ بِئْرِ زَمْزَمَ فَتَوَلَّاهُ مِنْهُمْ جِبْرِيْلُ فَشَقَّ جِبْرِيْلُ مَا بَيْنَ نَحْرِهِ إِلٰى لَبَّتِهِ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ صَدْرِهِ وَجَوْفِهِ فَغَسَلَهُ مِنْ مَّآءِ زَمْزَمَ بِيَدِهِ حَتّٰى أَنْقٰى جَوْفَهُ ثُمَّ أُتِيَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ فِيْهِ تَوْرٌ مِّنْ ذَهَبٍ مَّحْشُوًّا إِيْمَانًا وَّحِكْمَةً فَحَشَا بِهِ صَدْرَهُ وَلَغَادِيْدَهُ يَعْنِيْ عُرُوْقَ حَلْقِهِ ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَضَرَبَ بَابًا مِّنْ أَبْوَابِهَا فَنَادَاهُ أَهْلُ السَّمَآءِ مَنْ هٰذَا فَقَالَ جِبْرِيْلُ قَالُوْا وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مَعِيَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ قَالَ نَعَمْ قَالُوْا فَمَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلًا

۶۹۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جس رات حضرت ﷺ کو معراج ہوئی کعبے کی مسجد سے حضرت ﷺ کے پاس تین شخص آئے پہلے اس سے کہ آپ کو وحی ہو اور حضرت ﷺ کعبے کی مسجد میں لیٹے تھے تو ان میں سے اول نے کہا کہ وہ ان میں سے کون ہے سو کہا کہ جو ان کے درمیان ہے اور وہ ان میں بہتر ہے تو پچھلے نے کہا کہ ان میں سے بہتر کو لو سو تھا قصہ جو واقع ہوا اس رات میں وہ چیز جو ذکر کی گئی اس جگہ سو نہ دیکھا ان کو حضرت ﷺ نے اس کے بعد یعنی ایک رات یا زیادہ کوئی سال یہاں تک کہ وہ اور رات کو حضرت ﷺ کے پاس آئے خواب میں آپ کی آنکھیں سوئی تھیں اور دل جاگتا تھا اور اسی طرح ہے حال سب پیغمبروں کا کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کا دل جاگتا ہے سو انہوں نے حضرت ﷺ سے کلام نہ کیا یہاں تک کہ آپ کو اٹھایا سو انہوں نے آپ کو زمزم کے کنویں کے پاس رکھا سو ان میں جبریل علیہ السلام آپ کا متولی ہوا سو اس نے حضرت ﷺ کا پیٹ چیرا ناف کے نیچے سے سر سینے تک یہاں تک کہ آپ کے سینے اور پیٹ کو خالی کیا پھر اس کو زمزم کے پانی سے اپنے ہاتھ کے ساتھ دھویا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے پیٹ کو پاک صاف کیا پھر ایک سونے کا طشت لایا گیا جس میں سونے کا ایک لگن تھا ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا سو بھرا اس سے جبریل علیہ السلام نے حضرت ﷺ کے سینے کو اور آپ کے حلق کی رگوں کو پھر اس کو سیا پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو پہلے آسمان کی طرف لے کر چڑھا سو آسمان کے ایک دروازے کو دستک دی تو آسمان والوں نے پکارا کہ کون ہے؟ کہا کہ میں جبریل ہوں

فَيَسْتَبْشِرُ بِهِ أَهْلُ السَّمَآءِ لَا يَعْلَمُ أَهْلُ السَّمَآءِ بِمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ بِهِ فِي الْأَرْضِ حَتّٰى يُعْلِمَهُمْ فَوَجَدَ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا آدَمَ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ هٰذَا أَبُوْكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ آدَمُ وَقَالَ مَرْحَبًا وَأَهْلًا بِابْنِيْ نِعْمَ الْاِبْنُ أَنْتَ فَإِذَا هُوَ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا بِنَهَرَيْنِ يَطَّرِدَانِ فَقَالَ مَا هٰذَانِ النَّهَرَانِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا النِّيْلُ وَالْفُرَاتُ عُنْصُرُهُمَا ثُمَّ مَضٰى بِهِ فِي السَّمَآءِ فَإِذَا هُوَ بِنَهَرٍ آخَرَ عَلَيْهِ قَصْرٌ مِّنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ فَضَرَبَ يَدَهُ فَإِذَا هُوَ مِسْكٌ أَذْفَرُ قَالَ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ خَبَأَ لَكَ رَبُّكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتْ لَهُ الْأُوْلٰى مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قَالُوْا وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالُوْا مَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلًا ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ وَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتِ الْأُوْلٰى وَالثَّانِيَةُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى الرَّابِعَةِ فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَآءِ الْخَامِسَةِ فَقَالُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَآءِ السَّادِسَةِ فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ كُلُّ سَمَآءٍ

پھر انہوں نے کہا کہ تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں کہا اور پیغمبر کر کے بھیجا گیا جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں تو انہوں نے کہا خوشا بحال اور خوب ہے آیا اور اہل میں آیا خوش وقت ہوتے تھے ساتھ آپ کے آسمان والے نہیں جانتے آسمان والے جو ارادہ کرتا ہے اللہ زمین میں یہاں تک کہ ان کو معلوم کروائے یعنی جبریل علیہ السلام یا کسی اور کے واسطے سے سو حضرت ﷺ نے پہلے آسمان میں آدم علیہ السلام کو پایا تو جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ یہ تیرا باپ ہے سو اس کو سلام کر حضرت ﷺ نے اس کو سلام کیا آدم علیہ السلام نے حضرت ﷺ کو سلام کا جواب دیا اور کہا کہ میرا بیٹا خوب ہے آیا اور اہل میں آیا سو تو اچھا بیٹا ہے سو اچانک حضرت ﷺ نے آسمان میں دو نہریں جاری دیکھیں تو پوچھا کہ اے جبریل! یہ دونوں کون سی نہریں ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ نیل اور فرات ہے ان کی اصل ہے پھر لے گزرا حضرت ﷺ کو آسمان میں سو اچانک حضرت ﷺ نے ایک اور نہر دیکھی اس پر ایک محل تھا موتی اور زبرجد کا سو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ مارا یعنی نہر میں سو اچانک دیکھا کہ اس کی مٹی مشک اذخر ہے سو پوچھا کہ کیا ہے یہ اے جبریل! کہا کہ یہ حوض کوثر ہے جو اللہ نے تیرے واسطے چھپا رکھا ہے پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو دوسرے آسمان کی طرف لے چڑھے تو اس سے فرشتوں نے کہا جیسا پہلے آسمان والوں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ کہا میں جبریل ہوں کہا اور تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ کہا اور پیغمبر کیا گیا ہے جبریل نے کہا ہاں، انہوں نے کہا خوب ہی آیا اور اہل میں آیا پھر حضرت جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو تیسرے آسمان کی طرف لے کر چڑھے اور کہا

فِيهَا أَنْبِيَآءُ قَدْ سَمَّاهُمْ فَأَوْعَيْتُ مِنْهُمْ إِدْرِيسَ فِي الثَّانِيَةِ وَهَارُوْنَ فِي الرَّابِعَةِ وَآخَرَ فِي الْخَامِسَةِ لَمْ أَحْفَظْ اسْمَهُ وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّادِسَةِ وَمُوْسٰى فِي السَّابِعَةِ بِتَفْضِيلِ كَلَامِ اللّٰهِ فَقَالَ مُوْسٰى رَبِّ لَمْ أَظُنَّ أَنْ يُرْفَعَ عَلَيَّ أَحَدٌ ثُمَّ عَلَا بِهِ فَوْقَ ذٰلِكَ بِمَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ حَتّٰى جَآءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّةِ فَتَدَلّٰى حَتّٰى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى فَأَوْحَى اللّٰهُ فِيمَا أَوْحٰى إِلَيْهِ خَمْسِينَ صَلَاةً عَلٰى أُمَّتِكَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثُمَّ هَبَطَ حَتّٰى بَلَغَ مُوْسٰى فَاحْتَبَسَهُ مُوْسٰى فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَاذَا عَهِدَ إِلَيْكَ رَبُّكَ قَالَ عَهِدَ إِلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جِبْرِيلَ كَأَنَّهُ يَسْتَشِيرُهُ فِي ذٰلِكَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ جِبْرِيلُ أَنْ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَعَلَا بِهِ إِلَى الْجَبَّارِ فَقَالَ وَهُوَ مَكَانَهُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَنَّا فَإِنَّ أُمَّتِي لَا تَسْتَطِيعُ هٰذَا فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى مُوْسٰى فَاحْتَبَسَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُرَدِّدُهُ مُوْسٰى إِلٰى رَبِّهِ حَتّٰى صَارَتْ إِلٰى خَمْسِ صَلَوَاتٍ ثُمَّ احْتَبَسَهُ مُوْسٰى عِنْدَ الْخَمْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاوَدْتُ

انہوں نے اس سے جیسا پہلے اور دوسرے آسمان والوں نے کہا پھر وہ حضرت ﷺ کو چوتھے آسمان کی طرف لے کر چڑھے سوانہوں نے بھی اس سے اسی طرح کہا پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو پانچویں آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو انہوں نے بھی اس سے اسی طرح کہا پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو چھٹے آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو انہوں نے بھی اس سے اسی طرح کہا پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو ساتویں آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا پھر آسمان میں پیغمبر تھے حضرت ﷺ نے ان کا نام لیا تو میں نے یادرکھا ان میں سے ادریس علیہ السلام کو دوسرے آسمان میں اور ہارون علیہ السلام کو چوتھے میں اور پانچویں میں مجھ کو اس کا نام یاد نہیں رہا اور ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے میں اور موسیٰ علیہ السلام کو ساتویں میں بہ سبب فضیلت کلام کرنے اللہ کے ان سے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے رب مجھ کو گمان نہ تھا کہ کوئی مجھ سے بلند رتبہ ہو گا پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو اس سے اوپر لے کر چڑھے جو اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں یہاں تک کہ سدرہ یعنی پرے سرے کی بیری کا درخت آیا اور قریب ہوا اللہ رب العزت اور لٹک آیا سو رہ گیا فرق دو کمان کے برابر یا اس سے بھی نزدیک سو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو حکم کیا اس چیز میں کہ آپ کو وحی ہوئی پچاس نمازوں کی تیری امت پر ہر دن میں پھر حضرت ﷺ اترے یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو روکا سو کہا اے محمد! تیرے رب نے تجھ کو کیا حکم کیا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حکم کیا مجھ کو پچاس نمازوں کا ہر دن اور رات میں کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ تیری امت سے یہ نہیں ہو سکے گا یعنی

بَنِیْ إِسْرَآئِیلَ قَوْمِیْ عَلٰی أَدْنٰی مِنْ هٰذَا فَضَعُفُوْا فَتَرَکُوْهُ فَأُمَّتُكَ أَضْعَفُ أَجْسَادًا وَقُلُوْبًا وَأَبْدَانًا وَأَبْصَارًا وَأَسْمَاعًا فَارْجِعْ فَلْیُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ كُلَّ ذٰلِكَ یَلْتَفِتُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِلٰی جِبْرِیْلَ لِیُشِیْرَ عَلَیْهِ وَلَا یَكْرَهُ ذٰلِكَ جِبْرِیْلُ فَرَفَعَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ فَقَالَ یَا رَبِّ إِنَّ أُمَّتِیْ ضُعَفَآءُ أَجْسَادُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَأَبْدَانُهُمْ فَخَفِّفْ عَنَّا فَقَالَ الْجَبَّارُ یَا مُحَمَّدُ قَالَ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ قَالَ إِنَّهُ لَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ كَمَا فَرَضْتُهُ عَلَیْكَ فِیْ أُمِّ الْكِتَابِ قَالَ فَكُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا فَهِیَ خَمْسُوْنَ فِیْ أُمِّ الْكِتَابِ وَهِیَ خَمْسٌ عَلَیْكَ فَرَجَعَ إِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ كَیْفَ فَعَلْتَ فَقَالَ خَفَّفَ عَنَّا أَعْطَانَا بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا قَالَ مُوْسٰی قَدْ وَاللّٰهِ رَاوَدْتُ بَنِیْ إِسْرَآئِیلَ عَلٰی أَدْنٰی مِنْ ذٰلِكَ فَتَرَکُوْهُ ارْجِعْ إِلٰی رَبِّكَ فَلْیُخَفِّفْ عَنْكَ أَیْضًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا مُوْسٰی قَدْ وَاللّٰهِ اسْتَحْیَیْتُ مِنْ رَبِّیْ مِمَّا اخْتَلَفْتُ إِلَیْهِ قَالَ فَاهْبِطْ بِاسْمِ اللّٰهِ قَالَ وَاسْتَیْقَظَ وَهُوَ فِیْ مَسْجِدِ الْحَرَامِ.

تیری امت سے ہر روز پچاس نمازیں نہ ہوسکیں گی سو پلٹ جا چاہیے کہ تیرا رب تجھ سے اور ان سے تخفیف کرے تو حضرت ﷺ نے مڑ کر جبریل علیہ السلام کو دیکھا جیسے اس سے مشورہ لیتے تھے بیچ اس کے تو جبریل علیہ السلام نے حضرت ﷺ کو مشورہ دیا کہ ہاں اگر تو چاہتا ہے تو جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف لے کر چڑھے کہا اور وہ اس کا مکان ہے اے میرے رب! ہم سے تخفیف کر کہ میری امت سے یہ نہیں ہو سکے گا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کے اوپر سے دس وقت کی نماز اتار ڈالی پھر حضرت ﷺ موسیٰ علیہ السلام سے پاس پھر آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو روکا سو ہمیشہ رہے موسیٰ علیہ السلام حضرت ﷺ کو پھیرتے اپنے رب کی طرف یہاں تک کہ پانچ نمازیں ہوئیں پھر روکا حضرت ﷺ کو موسیٰ علیہ السلام نے پانچ کے وقت سو کہا اے محمد! البتہ میں نے گفتگو کی اپنی قوم بنی اسرائیل سے اس سے کم تر چیز پر سو عاجز ہوئے اور اس کو چھوڑ دیا سو تیری امت ضعیف تر ہے جسم میں اور بدن میں اور دل میں اور آنکھوں میں اور کانوں میں یعنی بنی اسرائیل سے سو پلٹ جا سو چاہیے کہ تیرا رب تجھ سے تخفیف کرے ہر بار حضرت ﷺ جبریل علیہ السلام کی طرف مڑ کر دیکھتے تھے تا کہ حضرت ﷺ کو مشورہ دیں اور نہ مکروہ جانتے تھے اس کو جبریل علیہ السلام تو جبریل علیہ السلام نے حضرت ﷺ کو پانچویں بار اٹھایا سو کہا اے میرے! میری امت کے جسم اور بدن اور دل اور کان ضعیف ہیں سو ہم سے تخفیف کر تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد! کہا کہ حاضر ہوں تیری خدمت میں فرمایا کہ میری بات نہیں بدلتی جیسے فرض کی میں نے تجھ پر ام الکتاب میں سو ہر نیکی دس گنا ہے سو وہ پچاس ہیں ام الکتاب میں اور وہ پانچ

نمازیں ہیں تجھ پر سو حضرت ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرے سو کہا کہ تو نے کس طرح کیا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم پر آسانی کی ہر نیکی کے بدلے دس نیکیاں عطا کیں کہا موسیٰ علیہ السلام نے قسم ہے اللہ کی البتہ میں نے کہا سنا بنی اسرائیل کو اس سے کم تر چیز پر سو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا پلٹ جا اپنے رب کے پاس سو چاہیے کہ تجھ سے تخفیف کرے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! قسم ہے اللہ کی میں اپنے رب سے شرما گیا اس کی طرف پھر پھر جانے سے کہا جبریل علیہ السلام نے سو اتر ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے سو حضرت ﷺ جاگے اور حالانکہ کعبے کی مسجد میں تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تین شخص حضرت ﷺ کے پاس آئے یعنی ایک جبریل علیہ السلام تھے اور ایک میکائیل علیہ السلام اور ایک اور فرشتہ تھا اور یہ جو کہا کہ وحی ہونے سے پہلے تو انکار کیا ہے اس سے علماء نے اور کہا کہ نماز معراج کی رات کو فرض ہوئی سو کس طرح ہوگی وحی ہونے سے پہلے اور اس کا جواب آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور جس وقت حضرت ﷺ کے پاس فرشتے آئے اس وقت حضرت ﷺ حمزہ رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوئے تھے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ اور رات کو آئے تو یہ محمول ہے اس پر کہ فرشتوں کا دوسری بار آنا تھا بعد وحی آنے اور پیغمبر ہونے آپ کے اور اسی وقت واقع ہوئی اسراء اور معراج اور جب دونوں بار آنے کے درمیان کئی سال کا فرق ہے تو ساتھ اس کے دور ہوگا اشکال اور حاصل ہوگی تطبیق کہ معراج بیداری میں تھی پیغمبر ہونے سے بعد اور یہ جو آسمان والوں نے کہا کہ کیا پیغمبر بنا کر بھیجا گیا اور جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں تو یہ قوی تر دلیل ہے کہ معراج پیغمبر ہونے سے بعد ہوئی اور یہ جو کہا کہ پھر جبریل علیہ السلام مجھ کو آسمان پر لے کر چڑھا سو اگر یہ معراج کئی بار ہوئی ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر ایک ہی بار ہوئی ہے تو سیاق میں حذف ہے یعنی پھر حضرت ﷺ کو براق پر سوار کر کے بیت المقدس میں لے گیا پھر وہاں سے آسمان پر اور یہی توجیہ ہے ہر بات کی جو اس روایت میں محذوف ہے اور دوسری روایتوں میں مذکور ہے اور یہ جو کہا کہ اللہ کی کلام کرنے کی فضیلت کے سبب سے تو یہی ہے مراد ترجمہ سے اور مطابق واسطے قول اللہ کے کہ میں نے تجھ کو برگزیدہ کیا لوگوں پر اپنی رسالت اور کلام سے اور موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے اس قول سے سمجھا کہ اس سے کوئی بلند تر رتبہ نہ ہوگا سو جب اللہ نے حضرت ﷺ کو فضیلت دی ساتھ عطا کرنے مقام محمود وغیرہ کے تو حضرت ﷺ کا رتبہ موسیٰ علیہ السلام سے بلند ہوا کہا خطابی نے کہ اس حدیث میں جو لٹک آنے کی نسبت اللہ کی طرف کی گئی ہے تو یہ مخالف ہے واسطے عام سلف

اور علماء اور اہل تفسیر کے جو ان سے متقدم ہیں اور جو ان سے متاخر ہیں اور اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ مراد یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوئے اور تدلی کے معنی ہیں کہ پس قریب ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اور بعض نے کہا کہ وہ مقدم مؤخر ہے یعنی لٹک آیا پس قریب ہوا اس واسطے کہ تدلی بہ سبب قریب ہونے کے ہے دوسرا قول یہ ہے کہ لٹک آیا آپ کے واسطے جبریل علیہ السلام بعد بلند ہونے کے یہاں تک کہ اس کو اترتے دیکھا جیسا اس کو چڑھتے دیکھا اور یہ اللہ کی نشانیوں سے ہے کہ اللہ نے اس کو قدرت دی اس کی کہ ہوا میں لٹک پڑے بغیر اعتماد کرنے کے کسی چیز پر اور بغیر پکڑنے کے کسی چیز کو تیسرا قول یہ کہ قریب ہوا جبریل علیہ السلام پس لٹک آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم واسطے سجدہ کرنے اپنے رب کے بطورِ شکر کے اس چیز پر جو اللہ نے آپ کو عطا کی اور یہ جو کہا کہ جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رب کی طرف لے کر چڑھا اور وہ مکان ہے اس کا تو مراد اس سے مکان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اپنے پہلے مقام میں جس میں اترنے سے پہلے کھڑے ہوئے تھے اور قرطبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ قریب ہوا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا حکم اور امر قریب ہوا اور اصل تدلی کے معنی ہیں اترنا طرف کسی چیز کے تا کہ اس سے قریب ہو اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اتر آیا رفرف واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے قریب ہوئے اور پہلے گزر چکی ہے سورۂ نجم کی تفسیر میں وہ چیز جو وارد ہوئی ہے اس میں کہ مراد ساتھ قول اس کے سے رآہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ اس کے واسطے چھ سو پر تھے اور وارد ہوتا ہے اس پر یہ قول اللہ کا ﴿فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی﴾ اور منقول ہے حسن بصری رحمہ اللہ سے کہ ضمیر عبدہ میں جبریل علیہ السلام کے واسطے ہے اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ اللہ نے جبریل علیہ السلام کو حکم بھیجا اور فرا سے ہے کہ تقدیر یہ ہے کہ وحی کی جبریل علیہ السلام نے اللہ کے بندے کی طرف کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو وحی کی یعنی حکم پہنچایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حکم پہنچایا اور دور کیا ہے علماء نے اس اشکال کو سو کہا عیاض نے شفا میں کہ نسبت قرب کی طرف اللہ کے یا اللہ سے نہیں مراد ہے اس سے قریب ہونا مکان کا اور نہ قریب ہونا زمانے کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہو بہ نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے واسطے ظاہر کرنے بلندی رتبے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بہ نسبت اللہ کے تانیس ہے اپنے پیغمبروں کے واسطے اور اکرام ہے اس کے واسطے اور یہی مراد ہے نزول اور قریب ہونے سے جو حدیثوں میں آیا ہے اور بعض نے کہا کہ دُنُوّ مجاز ہے قرب معنوی سے واسطے ظاہر کرنے بلندی رتبے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رب اپنے کے اور مراد تدلی سے طلب کرنا زیادہ قرب کا ہے اور قاب قوسین بہ نسبت رب کے مراد ہے لطف محل اور واضح کرنے معرفت کے سے اور بہ نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کے سوال کا قبول کرنا ہے اور درجے کا بلند کرنا اور یہ جو کہا کہ اگر تو چاہے تو یہ قوی کرتا ہے اس کو جو میں نے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا کہ پچاس نمازوں کا حکم بطورِ وجوب کے نہ تھا اور یہ جو کہا کہ اس سے کم تر چیز پر تو ایک روایت میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض ہوئی تھیں تو انہوں

نے ان کو قائم نہ کیا اور یہ جو کہا کہ جسم میں تو جسم عام تر ہے بدن سے اس واسطے کہ بدن سوائے سر اور ہاتھ پاؤں کے ہے اور یہ جو اس روایت میں آیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ﷺ سے کہا کہ پھر جا بعد فرمانے اللہ کے حضرت ﷺ سے کہ میری بات نہیں بلدتی تو یہ لفظ ثابت نہیں واسطے مخالف ہونے اس کے اور روایتوں کو اور نہیں جائز تھا واسطے موسیٰ علیہ السلام کے کہ حضرت ﷺ کو حکم کریں ساتھ پھر جانے کے اس کے بعد کہ اللہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میری بات نہیں بدلتی اور تمسک کیا ہے اس قول سے جو نسخ کا منکر ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ نسخ بیان کرنا انتہا حکم کا ہے سو نہیں لازم آتا ہے اس سے بدلنا قول کا اور یہ جو اس حدیث کے آخر میں ہے کہ حضرت ﷺ جاگے اور حالانکہ کعبے کی مسجد میں تھے تو کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ سوئے ہوں حضرت ﷺ اس کے بعد کہ آسمان سے اترے اس واسطے کہ معراج تمام رات نہیں ہوتی رہتی تھی بلکہ رات کے کچھ حصے میں ہوئی تھی پھر حضرت ﷺ جاگے اور حالانکہ مسجد حرام تھی اور احتمال ہے کہ استیقظ کے معنی یہ ہوں کہ ہوش میں آئے اس چیز سے کہ اس میں تھے اس واسطے کہ حضرت ﷺ آسمانوں کے حالات اور فرشتوں کے مشاہدے سے محمور تھے اور اس میں مستغرق تھے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ البتہ حضرت ﷺ نے اللہ کی بڑی نشانیاں دیکھیں سو نہ پھرے حضرت ﷺ اپنی بشریت کے حال کی طرف مگر اور حالانکہ کعبے کی مسجد میں تھے اور یہ جو حدیث کے اول میں ہے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا تو مراد حضرت ﷺ کی اول قصے میں ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے سونے کے شروع میں تھے سو فرشتہ حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے آپ کو جگایا اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ سونے اور جاگنے کے درمیان تھے کہ آپ کے پاس فرشتہ آیا تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ آپ کا سونا پکا نہیں تھا نیم خواب تھے اور یہ سب مبنی ہے اس پر کہ یہ سب قصہ ایک ہے لیکن اگر تعدد پر حمل کیا جائے کہ معراج ایک بار خواب میں ہوئی اور ایک بار بیداری میں تو اس تاویل کی حاجت نہیں رہتی اور دفع ہوتا ہے سب اشکال اور بعض نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیے گئے موسیٰ علیہ السلام ساتھ اس کے سوائے اور پیغمبروں کے جن سے معراج میں ملاقات ہوئی تو یہ اس واسطے ہے کہ اترنے کے وقت پہلے انہیں سے حضرت ﷺ کی ملاقات ہوئی تھی اور یا اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام کی امت زیادہ ہے اور امتوں سے اور یا اس واسطے کہ اس کی کتاب بڑی ہے سب کتابوں سے جو قرآن سے پہلے اتریں تشریع اور احکام میں اور یا اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام کی امت تکلیف دی گئی تھی نمازوں سے جو ان پر دشوار ہوئیں تو موسیٰ علیہ السلام اس سے ڈرے کہ محمد ﷺ کی امت پر بھی دشوار نہ ہوں۔

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ

کلام کرنا اللہ تعالیٰ کا بہشتیوں سے یعنی بعد داخل ہونے ان کے بہشت میں

٦٩٦٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي

۶۹۶۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى يَا رَبِّ وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ أَلَا أُعْطِيْكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا رَبِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ أَبَدًا.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اللہ فرمائے گا بہشتیوں سے اے بہشتیو! تو وہ کہیں گے اے رب ہم حاضر ہیں خدمت میں اور سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے پھر اللہ فرمائے گا کیا تم راضی ہو؟ تو وہ کہیں گے کہ ہم کیوں نہ راضی ہوں اے رب! اور تو نے ہم کو اتنا کچھ دیا ہے کہ کسی کو نہیں دیا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ بھلا ہم تم کو اس سے بھی کوئی چیز عمدہ دیں؟ تو وہ کہیں گے کہ اے رب! بہشت سے زیادہ کون سی عمدہ چیز ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب میں نے اتاری تم پر رضا مندی اپنی سو اس کے بعد اب میں کبھی تم پر غصہ نہ کروں گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا مندی بہشت کی سب نعمتوں سے عمدہ ہے جو بہشت کے بعد ملے گی اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ رضا مندی اللہ کی افضل ہے اس کی ملاقات سے اور جواب یہ ہے کہ مراد حاصل ہونا سب اقسام رضا مندی کا ہے اور اللہ کی ملاقات بھی منجملہ اس کے ہے سو نہیں ہے کوئی اشکال اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نسبت کرنا جگہ کا اس کے رہنے والے کی طرف اگرچہ دراصل وہ جگہ اس کی نہ ہو اس واسطے کہ بہشت اللہ کی ملک ہے اور اس کو بہشتیوں کی طرف منسوب کیا اپنے قول سے یا اہل الجنۃ اور حکمت بیچ ذکر کرنے دوام رضا کے بعد قرار پکڑنے کے یہ ہے کہ اگر خبر دیتا ساتھ اس کے پہلے استقرار سے تو یہ علم الیقین کے باب سے ہوتا سو خبر دی بعد استقرار کے تاکہ ہو عین الیقین کے باب سے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اللہ کے اس قول میں ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ نہیں لائق ہے کہ خطاب کیا جائے کوئی ساتھ کسی چیز کے یہاں تک کہ ہو نزدیک اس کے جو استدلال کرے ساتھ اس کے اوپر اس کے اگرچہ بعض پر ہو اور اسی طرح لائق ہے واسطے مرد کے یہ کہ نہ لے امروں سے مگر جس قدر اٹھا سکے اور اس میں ادب ہے سوال میں واسطے قول بہشتیوں کے کہ بہشت سے کون سی چیز عمدہ ہے اس واسطے کہ ان کو معلوم نہ تھا کہ کوئی چیز افضل ہے اس چیز سے جس میں وہ ہیں سو انہوں نے استفہام کیا اس چیز سے کہ ان کو معلوم نہ تھی اور اس حدیث میں ہے کہ سب خیر اور افضل اور رشک سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کی رضا مندی میں ہے اور جو چیز کہ اس کے

سوائے ہے اگر چہ اس کی قسمیں مختلف ہیں سو وہ اس کے اثر سے ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ ہر بہشتی اپنے حال کے ساتھ راضی ہوگا اگر چہ ان کے درجے مختلف ہوں گے اس واسطے کہ سب بہشتیوں نے ایک لفظ سے جواب دیا اور وہ قول ان کا ہے کہ تو نے ہم کو وہ چیز دی ہے کہ کسی کو نہیں دی۔ (فتح)

٦٩٦٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ فَقَالَ لَهُ أَوَلَسْتَ فِيْمَا شِئْتَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ فَأَسْرَعَ وَبَذَرَ فَتَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتِوَاؤُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ وَتَكْوِيْرُهُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى دُوْنَكَ يَا ابْنَ آدَمَ فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَجِدُ هٰذَا إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ فَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٩٦٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک دن حدیث بیان کرتے تھے اور آپ کے پاس ایک گنوار مرد تھا کہ ایک بہشتی مرد نے اپنے رب سے کھیتی کرنے کی اجازت مانگی سو اللہ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو حاصل نہیں جو تیرا جی چاہتا ہے اس نے کہا کہ کیوں نہیں سب کچھ موجود ہے لیکن مجھ کو کھیتی کرنا بہت اچھا لگتا ہے پھر اس نے جلدی کی اور بیج بویا سو اس کے اگنے اور زور پکڑنے اور کٹنے اور پہاڑوں کے برابر ڈھیر لگ جاتے تھے پلک مارنے سے بھی جلدی یعنی ابھی پلک بھی نہ جھپکی تھی کہ یہ سب کام ہو گئے پھر اللہ فرمائے گا اس کو اے آدم کے بیٹے تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہ بھر سکے گی تو اس گنوار نے کہا یا حضرت! نہ پائیں گے آپ اس کو مگر قریشی یعنی یہ مرد تو قریشی ہوگا یا انصاری اس واسطے کہ وہی ہیں کھیتی والے اور ہم تو کھیتی کرنے والے نہیں تو حضرت ﷺ ہنسنے لگے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ اے آدمی! تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہ بھر سکے گی تو اس پر اشکال وارد ہوتا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِنَّ لَكَ اَنْ لَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰی﴾ اور جواب یہ ہے کہ پیٹ بھرنے کی نفی نہیں واجب کرتی بھوک کو اس واسطے کہ ان کے درمیان ایک واسطہ ہے اور وہ کفایت ہے اور بہشتیوں کا کھانا چین اور طلب لذت کے لیے ہے نہ بھوک سے اور اختلاف ہے اس میں کہ بہشت میں پیٹ بھرے گا یا نہیں اور ٹھیک بات یہ ہے کہ اس میں پیٹ نہیں بھرے گا اس واسطے کہ اگر اس میں پیٹ بھر جائے تو ہمیشہ لذت دار چیزوں کا کھانا منع ہو اور اس کے بعد کوئی چیز نہ کھا سکیں۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ اللّٰهِ بِالْأَمْرِ وَذِكْرِ الْعِبَادِ

ذکر کرنا اللہ کا ساتھ امر کے اور ذکر کرنا بندوں کا ساتھ دعا

بِالدُّعَآءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالرِّسَالَةِ وَالْإِبْلَاغِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ﴾

کے اور تضرع کے اور رسالت اور بلاغ کے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے یاد کرو مجھ کو میں یاد کروں گا تم کو۔

فائدہ: کہا بخاری رحمہ اللہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے کہ بیان کیا ساتھ اس آیت کے ذکر کرنا بندے کا اللہ کو اور ہے اور ذکر کرنا اللہ کا بندے کو اور ہے اس واسطے کہ بندے کا ذکر دعا کرنا اور گڑگڑانا اور تعریف کرنا ہے اور اللہ کا ذکر قبول کرنا ہے بندے کی دعا کو پھر ذکر کی یہ حدیث کہ جس کو مشغول کر رکھا میرے ذکر نے میرے سوال سے تو میں دوں گا اس کو افضل اس چیز سے کہ سوال کرنے والوں کو دوں گا کہا ابن بطال نے کہ معنی باب ذکر اللہ بالامر کے ہیں ذکر کرنا اللہ کا اپنے بندوں کو ساتھ اس طرح کے کہ حکم کیا ان کو اپنی طاعت کا اور ذکر کرنا بندوں کا اپنے رب کو یہ ہے کہ اس سے دعا کریں اور اس کی طرف گڑگڑائیں اور اس کے پیغام کو خلقت کی طرف پہنچائیں کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب بندہ اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور وہ اس کی فرمانبرداری میں ہو تو اللہ اس کو اپنی رحمت سے یاد کرتا ہے اور اگر اللہ کو یاد کرے اور گناہ پر ہو تو اللہ اس کو لعنت سے یاد کرتا ہے کہا اور معنی یہ ہیں کہ یاد کرو مجھ کو طاعت سے یاد کروں گا میں تم کو مدد سے اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ یاد کرو مجھ کو ساتھ بندگی کے میں یاد کروں گا تم کو ساتھ مغفرت کے یا معنی یہ ہیں کہ یاد کرو مجھ کو ساتھ توحید کے یاد کروں گا میں تم کو ساتھ ثواب کے یا مجھ سے دعا مانگو میں اس کو قبول کروں گا اور بہر حال قول اس کا اور ذکر کرنا بندوں کا ساتھ دعا کے الخ تو یہ سب واضح ہے پیغمبروں کے حق میں اور شریک ہیں ان کو دعا اور عاجزی کرنے میں باقی بندے اور افضل ذکر وہ ہے جو دل اور زبان دونوں سے ہو پھر وہ افضل ہے جو دل سے ہو پھر جو زبان سے ہو۔ (فتح)

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ غُمَّةٌ هَمٌّ وَضِيْقٌ.

اور پڑھ ان پر حال نوح علیہ السلام کا جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے قوم! اگر بھاری ہوا ہے تم پر میرا کھڑا ہونا اور سمجھانا اللہ کی باتوں سے تو میں نے اللہ پر بھروسہ کیا سو تم مل کر مقرر کرو اپنا کام اور جمع کرو اپنے شریک پھر نہ رہے تمہارا کام تم پر پوشیدہ پھر کرو میری طرف اور مجھ کو فرصت نہ دو اللہ کے قول مسلمین تک اور غمہ کے معنی ہیں غم اور تنگی۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس کی طرف کہ اللہ نے ذکر کیا ہے نوح علیہ السلام کو ساتھ

اس چیز کے کہ پہنچائی اس نے اس کے امر سے اور ذکر کیا اپنے رب کی آیتوں کو اور اسی طرح فرض کیا ہے ہر پیغمبر پر پہنچانا اس کی کتاب اور شریعت کا اور کہا کرمانی نے کہ جب نوح علیہ السلام نے اللہ کی آیتیں اپنی امت کو پہنچائیں تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی طرف پہنچانے کا حکم ہے اور غمہ کے معنی ہیں جو چیز کہ ظاہر نہ ہو یعنی پھر تم کو کچھ شبہ نہ رہے۔ (فتح)

قَالَ مُجَاهِدٌ اقْضُوْا إِلَيَّ مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ يُقَالُ افْرُقْ اقْضِ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿ثُمَّ اقْضُوْا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ﴾ یعنی پھر پہنچاؤ مجھ کو جو تمہارے دل میں ہے۔

فائدہ: اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں پھر کرو جو تمہارے واسطے ظاہر ہو اور بعض نے کہا کہ کرو جو چاہو قتل وغیرہ سے اور کہا جاتا ہے کہ افرق کے معنی ہیں اقض یعنی ظاہر کر امر کو اور جدا کر اس کو ساتھ اس طرح کے کہ اس میں کوئی شبہ باقی نہ رہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ﴾ إِنْسَانٌ يَأْتِيْهِ فَيَسْتَمِعُ مَا يَقُوْلُ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَهُوَ آمِنٌ حَتّٰى يَأْتِيَهُ فَيَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ وَحَتّٰى يَبْلُغَ مَأْمَنَهُ حَيْثُ جَآءَهُ.

اور کہا مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے کہ اگر کوئی آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنے اور جو آپ پر اتارا گیا تو وہ پناہ میں ہے جب تک کہ آتا رہے اور اللہ کا کلام سنتا رہے اور یہاں تک کہ اپنے امن کی جگہ میں پہنچے جس جگہ آیا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ذکر کرنا اس آیت کا اس سبب سے ہے کہ اللہ نے حکم کیا اپنے پیغمبر کو ساتھ پناہ دینے اس شخص کے جو ذکر کو سنے جب تک کہ اس کو سنتا رہے پھر اگر ایمان لائے تو بہتر ہوا نہیں تو اس کو اس کے امن کی جگہ پہنچا دیا جائے یہاں تک کہ اللہ اس کے حق میں حکم کرے جو چاہے۔ (فتح)

اَلنَّبَأُ الْعَظِيْمُ الْقُرْآنُ

اور مراد نبا عظیم سے جو سورۂ عم میں واقع ہوا ہے قرآن ہے یعنی جب پوچھیں تو ان کو قرآن پہنچا دے

﴿صَوَابًا﴾ حَقًّا فِي الدُّنْيَا وَعَمَلٌ بِهِ

اور صواب کے معنی حق ہیں یعنی کہا حق دنیا میں اور عمل کیا اس کے ساتھ

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مراد یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا﴾ یعنی دنیا میں حق کہا اور اس کے ساتھ عمل کیا سو وہی ہے جس کو اجازت ہوگی کلام کرنے کی آگے اللہ کے ساتھ شفاعت کے جس

کے واسطے شفاعت کا حکم ہوگا اور وجہ مناسبت اس کی یہ ہے کہ تفسیر کرنا صوابا کی ساتھ قول حق اور عمل کرنے کے ساتھ اس کے دنیا میں مثلاً ہے اللہ کے ذکر کو زبان سے ہو یا دل سے یا دونوں اکٹھے پس مناسب ہوگا اس کے اس قول کو ذکر کرنا بندوں کا ساتھ دعا اور تضرع کے اور اس باب میں کوئی حدیث مرفوع نہیں بیان کی اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ بیاض چھوڑا ہوگا ناسخ نے اس کو مٹا دیا اور لائق ساتھ اس باب کے حدیث قدسی ہے کہ جو مجھ کو اپنے جی میں یاد کرے میں اس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور جو ذکر کرے مجھ کو جماعت میں آدمیوں سے ساتھ دعا اور عاجزی کے تو میں اس کو فرشتوں کی جماعت میں ذکر کرتا ہوں ساتھ رحمت اور مغفرت کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا﴾ وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ نہ ٹھہراؤ اللہ کے واسطے کوئی شریک اور ٹھہراتے ہو تم اللہ کا شریک یہ رب ہے سارے جہان کا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ سب افعال اللہ کی طرف منسوب ہیں برابر ہے کہ مخلوق سے ہوں نیک ہوں یا بد پس سب افعال اللہ کی پیدائش ہیں اور بندوں کا کسب ہے اور نہیں منسوب کی جاتی ہے کوئی چیز خلق سے طرف غیر اللہ کی تا کہ ہو وہ شریک اور ثانی اور مساوی اس کے واسطے بیچ نسبت کرنے فعل کے اس کی طرف اور البتہ تنبیہ کی ہے اللہ نے بندوں کو اس پر ساتھ آیتوں مذکورہ وغیرہ کے جو تصریح کرنے والی ہیں ساتھ نفی شریک کے اور معبودوں کے جو اللہ کے سوائے پکارے جاتے ہیں پس یہ آیتیں بغل گیر ہیں رد کو اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ بندہ اپنے کاموں کو آپ پیدا کرتا ہے اور ان میں سے بعض وہ آیتیں ہیں کہ ڈرایا ہے اس کے ساتھ ایمانداروں کو یا ثنا کی اوپر ان کے اور بعض وہ ہیں کہ جھڑکا ساتھ اس کے کافروں کو اور حدیث باب کی ظاہر ہے بیچ اس کے اور کہا کرمانی نے کہ ترجمہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ مقصود ثابت کرنا نفی شریک کا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے لیکن نہیں ہے مقصود اس جگہ یہ بلکہ مراد بیان ہونا افعال بندوں کا ہے ساتھ پیدا کرنے اللہ کے یعنی بندوں کے افعال کا خالق اور پیدا کرنے والا اللہ ہے اس واسطے کہ اگر بندے اپنے افعال کے آپ خالق اور پیدا کرنے والے ہوتے تو پیدا کرنے میں اللہ کے شریک ہوتے اسی واسطے عطف کیا مذکور کو اوپر اس کے اور بغل گیر ہے یہ رد کو جہمیہ پر اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں کہ بندے کو بالکل کچھ قدرت نہیں اور معتزلہ پر کہ وہ کہتے ہیں کہ بندے کے کاموں میں اللہ کی قدرت کو کچھ دخل نہیں اور مذہب حق یہ ہے کہ نہ جبر ہے نہ قدر ہے بلکہ امر بین بین ہے اور اگر کہا جائے کہ نہیں خالی ہے یہ کہ فعل بندے کی قدرت سے ہے یا نہیں اس واسطے کہ نہیں ہے واسطے درمیان نفی اور اثبات کے بنا بر شق اول کے ثابت ہوگا قدر جس کے معتزلہ قائل ہیں ورنہ ثابت ہوگا جبر اور وہ قول جہمیہ کا ہے تو جواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ بلکہ بندے کے واسطے قدرت ہے کہ فرق کیا جاتا ہے اس کے ساتھ درمیان اترنے والے کے منارے سے اور گرنے والے کے اس سے لیکن

اس کی قدرت کے واسطے تاثیر نہیں ہے بلکہ اس کا یہ فعل اللہ کی قدرت سے واقع ہونے والا ہے سو تاثیر قدرت اس کی بیچ اس کے بعد قدرت بندے کے ہے اوپر اس کے اور اسی کا نام رکھا گیا ہے کسب اور بندے کی قدرت کی حاصل تعریف یہ ہے کہ وہ ایک صفت ہے کہ مرتب ہوتا ہے اس پر فعل اور ترک عادت میں اور واقع ہوتی ہے موافق ارادے کے اور البتہ طول کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے اس مسئلے کی تقریر میں اور مدد لی ہے اس نے ساتھ آیتوں اور حدیثوں اور آثار کے جو وارد ہیں سلف سے بیچ اس کے اور غرض اس کی اس جگہ رد کرنا ہے اس شخص پر جو فرق کرتا ہے درمیان تلاوت اور متلو کے اسی واسطے اس کے بعد وہ باب لایا ہے جو اس کے ساتھ متعلق ہے مثل اس باب کی لاتحرک بہ لسانک اور باب واسروا قولکم او اجھروا بہ اور سوائے اس کے اور یہ مسئلہ مشہور ہے ساتھ مسئلے لفظ کے اور سخت انکار کیا ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں نے اس پر جو کہتا ہے لفظی بالقرآن مخلوق یعنی بولنا میرا ساتھ قرآن کے مخلوق ہے اور کہا بیہقی نے کہ مذہب سلف اور خلف کا اہل حدیث اور اہل سنت سے یہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور وہ صفت ہے اس کی ذات کی صفتوں سے اور بہر حال تلاوت سو اس میں ان کے دو قول ہیں بعض نے فرق کیا ہے درمیان تلاوت اور متلو کے اور بعض نے پسند کیا ہے اس کو کہ اس میں کلام اور بحث نہ کی جائے اور اصل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ ہے کہ رد کرے اس پر جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ بندوں کے اصوات یعنی بندوں کی آواز مخلوق نہیں سو ثابت کیا ہے آیتوں اور حدیثوں سے کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں اور حاصل یہ ہے کہ اہل کلام کے اس میں پانچ قول ہیں اول معتزلوں کا قول ہے کہ وہ مخلوق ہے دوسرا کلابیہ کا قول ہے کہ وہ قدیم ہے قائم ہے ساتھ ذات رب کے نہیں ہے حروف اور نہ اصوات اور موجود لوگوں کے درمیان جو ہے وہ اس کی مراد ہے نہ عین اس کا تیسرا قول سالمیہ کا ہے کہ وہ حروف اور اصوات ہیں قدیم الذات ہیں اور وہ عین ہے ان حروف کا جو مکتوب ہیں اور آوازوں کا جو مسموع ہیں چوتھا قول کرامیہ کا ہے کہ وہ محدث ہے نہ مخلوق پانچواں قول یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے غیر مخلوق اور اللہ ازل سے کلام کرنے والا ہے جب چاہے نص کی ہے اس پر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور ان کے اصحاب دو فرقے ہیں بعض نے کہا کہ وہ لازم ہے اس کی ذات کو اور حروف اور اصوات آپس میں قرین ہیں نہ آگے پیچھے اور سناتا ہے کلام اپنا جس کو چاہتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ کلام کرنے والا ہے جو چاہے جب چاہے اور اس نے موسیٰ علیہ السلام کو پکارا جب کہ اس سے کلام کیا اور اس سے پہلے اس کو نہیں پکارا تھا اور جس پر قول اشعریہ کا قرار پایا ہے یہ ہے کہ قرآن کلام اللہ کا ہے غیر مخلوق لکھا ہے کاغذوں میں محفوظ ہے سینوں میں پڑھا گیا ہے ساتھ زبانوں کے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ قرآن کو دشمن کی زمین کی طرف نہ لے جاؤ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن پا جائے تو مراد اس سے وہ قرآن ہے جو کاغذوں میں ہے نہ جو سینوں میں ہے اور اجماع ہے سلف کا کہ جو چیز کہ دو جلدوں کے درمیان ہے وہ قرآن ہے اور بعض نے کہا کہ قرآن بولا جاتا ہے اور مراد اس سے مقرو ہوتا ہے اور وہ اس کی قدیمی صفت ہے اور کبھی بولا جاتا ہے اور مراد اس سے

قراءت ہوتی ہے اور وہ الفاظ ہیں جو دلالت کرنے والے ہیں اوپر اس کے اور اسی سبب سے واقع ہوا ہے اختلاف اور بہر حال یہ قول ان کا کہ اللہ پاک ہے حروف اور اصوات سے تو مراد ان کی کلام نفسی ہے جو قائم ہے ساتھ ذات مقدس کے سو وہ اس کی قدیمی صفتوں سے ہے اور چونکہ اس مسئلے میں بہت اختلاف اور سخت التباس ہے اسی واسطے منع کیا ہے سلف نے اس میں بحث کرنے سے اور کفایت کی انہوں نے ساتھ اس اعتقاد کے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں یعنی آدمی کو چاہیے کہ صرف اتنا اعتقاد رکھے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں اور اس سے زیادہ نہ بولے اور یہ سالم تر ہے سب اقوال سے واللہ المستعان۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ﴾.

اور اللہ نے فرمایا اور جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ اور معبود کو۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے اس کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے باب کی حدیث کے بعض طریقوں میں کما تقدم فی تفسیر سورۃ الفرقان کہ اس میں ہے اس کے قول کے بعد کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرے اور حضرت ﷺ کے قول کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتری کہ جو اللہ کے ساتھ اور معبود نہیں پکارتے اور شاید کہ بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف تفسیر جعل کی جو پہلی دونوں آیتوں میں مذکور ہے اور یہ کہ مراد دعا ہے ساتھ معنی پکارنے کے یا ساتھ معنی عبادت کے یا ساتھ معنی اعتقاد کے۔ (فتح)

﴿وَلَقَدْ أُوْحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشَّاكِرِيْنَ﴾.

اور البتہ حکم ہوا ہے تجھ کو اے محمد! اور تجھ سے اگلوں کو کہ اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو تیرا عمل باطل ہو جائے گا اور البتہ تو ہو گا خسارہ پانے والوں سے بلکہ فقط اللہ ہی کو پوج اور ہو شکر گزاروں سے۔

فائدہ: اور غرض اس سے تشدید وعید کی ہے اس شخص پر جو اللہ کا شریک کرے اور یہ کہ شرک سے سب دینوں میں ڈرایا گیا ہے اور یہ کہ آدمی کے واسطے عمل ہے جس پر اس کو ثواب ملتا ہے جب کہ شرک سے بچے اور باطل ہو جاتا ہے ثواب اس کا جب کہ شرک کرے۔ (فتح)

وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ﴾ وَ ﴿مَنْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾ فَذٰلِكَ إِيْمَانُهُمْ وَهُمْ يَعْبُدُوْنَ غَيْرَهٗ وَمَا

اور کہا عکرمہ نے اس آیت کی تفسیر میں اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان میں ساتھ اللہ کے مگر اور حالانکہ وہ مشرک ہے کہا عکرمہ نے کہ پوچھتا ہے ان سے کہ کس نے پیدا کیا ہے ان کو اور کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے سو یہ ایمان

ذُكِرَ فِيْ خَلْقِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ وَأَكْسَابِهِمْ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا﴾.

ان کا اور حالانکہ اس کے غیر کو پوجتے ہیں اور جو ذکر کیا گیا ہے بیچ پیدا کرنے افعال بندوں کے اور ان کے کسب کے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے اور پیدا کیا ہے ہر چیز کو اور اندازہ کیا ہے اس کو اندازہ کرنا۔

فائدہ: وجہ دلالت کی عموم قول اس کے کا ہے پیدا کیا ہر چیز کو اور کسب بھی چیز ہے سو وہ بھی اللہ کا مخلوق ہوگا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَا تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ بِالرِّسَالَةِ وَالْعَذَابِ ﴿لِيَسْأَلَ الصَّادِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ﴾ الْمُبَلِّغِيْنَ الْمُؤَدِّيْنَ مِنَ الرُّسُلِ ﴿وَإِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ﴾ عِنْدَنَا ﴿وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ﴾ الْقُرْآنُ ﴿وَصَدَّقَ بِهٖ﴾ الْمُؤْمِنُ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هٰذَا الَّذِيْ أَعْطَيْتَنِيْ عَمِلْتُ بِمَا فِيْهِ.

اور کہا مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں اور نہیں اترتے فرشتے مگر ساتھ حق کے یعنی ساتھ رسالت اور عذاب کے، یعنی تا کہ پوچھے سچوں کو یعنی پہنچانے والوں کو پیغمبروں سے یعنی اس سے کہ ان کی امتوں نے ان کو کیا جواب دیا، اور البتہ ہم قرآن کے نگاہ رکھنے والے ہیں یعنی اپنے نزدیک اور جو لایا ساتھ صدق کے یعنی قرآن کے اور سچا جانا اس کو یعنی ایماندار کہے گا قیامت کے دن یہ قرآن ہے جو تو نے مجھ کو دیا میں نے عمل کیا اس کے ساتھ جو اس میں ہے۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد صدق سے اس آیت میں لا الہ الا اللہ ہے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد صدق لانے والے سے محمد ﷺ ہیں اور مراد تصدیق کرنے والے سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور کہا طبری نے کہ اولیٰ یہ ہے کہ مراد ساتھ صدق لانے والے کے ہر شخص ہے جو بلائے طرف توحید کی اور ایمان لانے کی ساتھ پیغمبر اس کے کی اور جو وہ لائے اور تصدیق کرنے والے سے مراد ایمان دار ہیں۔ (فتح)

٦٩٦٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ

٦٩٦٦۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ کون سا گناہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک ٹھہرائے اور حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے میں نے کہا کہ بے شک یہ بڑا گناہ ہے میں نے کہا پھر کون سا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا پھر یہ کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے تو ڈرے کہ تیرے ساتھ کھائے میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرے۔

تَخَافُ أَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحدود میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اشارہ کرنے ہے اس طرف کہ جو گمان کرے کہ وہ اپنے فعل کو آپ پیدا کرتا ہے تو وہ اس شخص کی مانند ہوتا ہے جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اور حالانکہ وارد ہو چکی ہے اس میں وعید شدید سو اس کا اعتقاد حرام ہوگا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں اور تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ گواہی دیں تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے لیکن تم نے گمان کیا کہ بے شک اللہ نہیں جانتا بہت چیزیں جو تم کرتے ہو۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی اس باب میں ثابت کرنا سمع کا ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے اور میں کہتا ہوں کہ غرض اس کی اس باب میں ثابت کرنا اس چیز کا ہے جو اس کا مذہب ہے کہ اللہ کلام کرتا ہے جب چاہتا ہے اور یہ حدیث مثال ہے اُتارنے آیت کے کی بعد آیت کے بہ سبب اس چیز کے کہ واقع ہوتی ہے زمین میں اور جس کا یہ مذہب ہے کہ کلام صفت ہے قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے تو اس نے یہ جواب دیا ہے کہ اُتارنا بحسب واقعات کے لوح محفوظ سے ہے یا دنیا کے آسمان سے جیسا کہ وارد ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ اترا سب قرآن ایک بار پہلے آسمان کی طرف سو رکھا گیا بیت العزت میں پھر اتارا گیا زمین کی طرف متفرق طور پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے۔ (فتح)

٦٩٦٧۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ أَوْ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ كَثِيْرَةٌ شَحْمُ بُطُوْنِهِمْ قَلِيْلَةٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَتَرَوْنَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ مَا نَقُوْلُ قَالَ الْآخَرُ يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا وَقَالَ الْآخَرُ إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَمَا كُنْتُمْ

٦٩٦٧۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمع ہوئے پاس کعبے کے دو مرد ثقفی اور ایک مرد قریشی یا دو قریشی اور ایک ثقفی بہت موٹے پیٹ والے کم سمجھ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ اللہ سنتا ہے جو ہم کہتے ہیں اور دوسرے نے کہا کہ سنتا ہے اگر ہم پکار کے بات کریں اور نہیں سنتا اگر ہم چپکے سے بات کریں اور تیسرے نے کہا کہ اگر ہمارے پکار کے بات کرنے کے وقت سنتا ہے تو ہمارے چپکے سے بات کہنے کے وقت بھی سنتا ہے تو اللہ نے یہ آیت اتاری اور تم پردہ نہیں کرتے تھے اس سے کہ گواہی دیں تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے آخر آیت تک۔

تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ﴾ اَلْاٰيَةَ.

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ﴾

ہر دن اللہ ایک حالت میں ہے یعنی ثواب دینے میں یا عذاب دینے یا جلانے میں یا مارنے میں

فائدہ: اس کا بیان تفسیر میں گزر چکا ہے۔

وَ﴿مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ﴾ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾ وَاَنَّ حَدَثَهٗ لَا يُشْبِهُ حَدَثَ الْمَخْلُوْقِيْنَ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾.

اور نہیں آتا ان کے پاس کوئی ذکر ان کے رب کی طرف سے نیا اور اللہ نے فرمایا کہ شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا امر پیدا کرے اور یہ کہ پیدا کرنا اس کا مخلوق کے پیدا کرنے کے مشابہ نہیں واسطے دلیل اس قول اللہ کے نہیں مانند اس کے کوئی چیز اور وہ سنتا ہے دیکھتا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ فرق ہے درمیان وصف کرنے کلام اللہ کے ساتھ اس کے کہ وہ مخلوق ہے اور درمیان وصف کرنے اس کے ساتھ اس کے کہ وہ محدث ہے اور یہ قول بعض معتزلہ اور اہل ظاہر کا ہے اور یہ خطا ہے اس واسطے کہ جو ذکر کہ موصوف ہے آیت میں ساتھ احداث کے نہیں ہے وہ نفس کلام اس کا واسطے قائم ہونے دلیل کے اوپر اس کے کہ محدث اور منشاء اور مخلوق اور مخترع سب الفاظ ہم معنی ہیں یعنی ان سب کے ایک معنی ہیں اور جب نہیں جائز ہے وصف کرنا کلام اس کے کا جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے ساتھ اس کے کہ وہ مخلوق ہے تو اسی طرح نہیں جائز ہوگا وصف کرنا اس کا ساتھ اس کے کہ وہ محدث ہے اور جب اس طرح ہوا تو مراد ساتھ ذکر کے آیت میں وہ رسول ہے یعنی کوئی نیا رسول ان کے پاس نہیں آیا اور احتمال ہے کہ مراد ذکر سے اس جگہ رسول کا وعظ ہو جو کافروں کو کرتے تھے اور بعضوں نے کہا کہ مرجع احداث کا آیت میں اتیان کی طرف ہے یعنی آنے کی طرف نہ ذکر قدیم کی طرف اس واسطے کہ حضرت ﷺ پر قرآن تھوڑا تھوڑا ہو کے اترا سو اس کا نزول وقت بوقت نیا ہوتا تھا جیسا کہ عالم جانتا ہے جو جاہل نہیں جانتا پھر جب جاہل اس کو جانتا ہے تو نیا پیدا ہوتا ہے نزدیک اس کے علم اور نہیں ہوتا ہے احداث اس کا وقت سیکھنے کے عین معلم کا میں کہتا ہوں اور احتمال اخیر قریب تر ہے طرف مراد بخاری رحمہ اللہ کی واسطے اس چیز کے کہ میں نے پہلے بیان کی کہ بنا ان ترجموں کے نزدیک اس کے اوپر ثابت کرنے اس بات کے ہے کہ افعال بندوں کے مخلوق ہیں اور مراد اس کی اس جگہ حدث بہ نسبت اتارنے قرآن کے ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن منیر وغیرہ نے اور کہا کرمانی نے کہ اللہ کی صفات سلبیہ ہیں اور وجودیہ اور اضافیہ پس سلبیہ تنزیہات ہیں اور وجودیہ قدیمہ ہیں اور اضافیہ خلق اور رزق ہیں اور وہ حادثہ ہیں اور نہیں لازم آتا ہے ان کے

حدوث سے تغیر اللہ کی ذات میں اور نہ اس کی صفات وجودیہ میں جیسا کہ تعلق علم اور قدرت کا ساتھ معلومات اور مقدرات کے حادث ہے اور اسی طرح تمام صفات فعلیہ اور جب مقرر ہو چکا تو اتارنا قرآن کا حادث ہے اور منزل یعنی قرآن قدیم ہے اور تعلق قدرت کا حادث ہے اور نفس قدرت کا قدیم ہے سو مذکور یعنی قرآن قدیم ہے اور ذکر حادث ہے اور جو ابن بطال نے کہا اس میں نظر ہے اس واسطے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقصود نہیں اور نہ وہ راضی ہے اس سے جو اس کی طرف منسوب کیا گیا اس واسطے کہ مخلوق اور محدث کے درمیان کچھ فرق نہیں نہ عقل کی رو سے نہ نقل کی رو سے نہ عرف کی رو سے اور نقل کیا ہے ہروی نے ابن راہویہ سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ﴾ کہا کہ قدیم ہے رب العزت کی طرف سے نیا اتارا گیا ہے طرف زمین کی سو یہ ہے پیشوا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بیچ اس کے اور کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حرکات ان کی اور اصوات ان کی اور کسب ان کا اور لکھنا ان کا مخلوق ہے اور بہر حال قرآن جو پڑھا گیا ہے بیان کیا گیا ہے ثابت کیا گیا ہے کاغذوں میں جو لکھا گیا ہے اور یاد رکھا گیا ہے دلوں میں سو وہ اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں اور کہا ابن راہویہ نے بہر حال برتن یعنی سیاہی اور کاغذ اور مانند ان کی سو وہ مخلوق ہیں اور تو لکھتا ہے اللہ کو اور اللہ ہی ہے فی ذاتہ پیدا کرنے والا اور تیرا لکھنا تیرا فعل ہے اور وہ مخلوق ہے اس واسطے کہ ہر چیز اللہ کے سوائے اس کے پیدا کرنے سے ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهٖ مَا يَشَآءُ وَإِنَّ مِمَّا أَحْدَثَ أَنْ لَّا تَكَلَّمُوْا فِي الصَّلَاةِ.

اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بے شک اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے اپنے امر سے جو چاہتا ہے اور اس چیز سے کہ نئی پیدا کی یہ ہے کہ نہ کلام کرو نماز میں۔

فائدہ: عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں سلام کیا کرتے تھے اور اپنی حاجت کا حکم کرتے تھے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ نماز میں تھے تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سلام کا جواب نہ دیا پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو یہ حدیث فرمائی۔ (فتح)

٦٩٦٨ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ كُتُبِهِمْ وَعِنْدَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ أَقْرَبُ الْكُتُبِ عَهْدًا بِاللّٰهِ تَقْرَؤُوْنَهٗ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ.

٦٩٦٨ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تم کیوں پوچھتے ہو اہل کتاب کو ان کی کتاب سے اور تمہارے پاس اللہ کی کتاب ہے یعنی قرآن کہ اس کے نزول کا زمانہ قریب تر ہے سب کتابوں سے جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئیں تم اس کو پڑھتے ہو اس حال میں کہ خالص ہے اس میں کوئی چیز مخلوط نہیں ہوئی۔

٦٩٦٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِي أَنْزَلَ اللهُ عَلَى نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْدَثُ الْأَخْبَارِ بِاللهِ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ بَدَّلُوا مِنْ كُتُبِ اللهِ وَغَيَّرُوا فَكَتَبُوا بِأَيْدِيهِمُ الْكُتُبَ قَالُوا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللهِ لِيَشْتَرُوا بِذٰلِكَ ثَمَنًا قَلِيلًا أَوَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَاءَكُمْ مِّنَ الْعِلْمِ عَنْ مَّسْأَلَتِهِمْ فَلَا وَاللهِ مَا رَأَيْنَا رَجُلًا مِنْهُمْ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ.

٦٩٦٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ اے گروہ مسلمانوں کے! کیوں پوچھتے ہو تم اہل کتاب سے کچھ چیز اور حالانکہ تمہاری کتاب جو اللہ نے تمہارے پیغمبر پر اتاری اس کے نزول کا زمانہ قریب تر ہے سب کتابوں سے جو اللہ کی طرف سے اتریں اس حال میں کہ خالص ہے اس میں کوئی چیز نہیں ملی اور البتہ اللہ نے تم سے بیان کر دیا کہ اہل کتاب نے بدل ڈالا ہے اللہ کی کتابوں کو اور متغیر کر دیا سو انہوں نے اپنے ہاتھ سے کتابیں لکھیں اور کہا کہ وہ اللہ کے نزدیک سے ہیں تا کہ لیں اس کے بدلے قیمت تھوڑی کیا نہیں منع کرتا تم کو جو آیا تم کو علم سے ان کے سوال سے اور قسم ہے اللہ کی کہ ہم نے کوئی مرد ان میں سے نہیں دیکھا جو تم سے پوچھتا ہو اس چیز سے جو تم پر اتاری گئی یعنی قرآن۔

فائدہ: یعنی نہ پوچھتے وہ تم سے کچھ چیز باوجود اس کے کہ وہ جانتے ہیں کہ تمہاری کتاب میں تحریف نہیں پھر تم ان سے کیوں پوچھتے ہو اور حالانکہ تم نے جان لیا کہ ان کی کتاب تحریف کی گئی ہے اور یہ جو کہا کہ انہوں نے اللہ کتاب کو بدل ڈالا تو یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے ﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ﴾ اس روایت میں احدث الاخبار ہے اور یہی ہے موافق ترجمہ کے اور بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کا اترنا اللہ کی طرف سے حادث ہے اگرچہ باعتبار ذات کے قدیم ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ﴾ وَفِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ ہلا اپنی زبان کو ساتھ تکرار کرنے قرآن کے یعنی آخر آیت تک، اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا جب کہ آپ پر وحی اتاری گئی۔

فائدہ: بیان کیا ہے اس کو باب کی حدیث میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے بہ سبب یاد کرنے قرآن کے پھر جب یہ آیت اتری تو سننے لگے پھر جب فرشتہ چلا جاتا تو اس کو پڑھتے جیسے اس کو فرشتے سے سنتے یعنی اس میں سے کوئی چیز نہ بھولتے۔

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

یعنی کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ نے

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی أَنَا مَعَ عَبْدِیْ حَیْثُمَا ذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ.

فرمایا کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب تک کہ مجھ کو یاد کرتا رہے اور میرے ذکر سے اس کی دونوں لبیں ہلتی رہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ میں ساتھ اس کے ہوں ساتھ حفظ اور نگہبانی کے نہ یہ کہ اس کی ذات بندے کی ذات کے ساتھ ہے اور کہا کرمانی نے کہ مراد معیت رحمت کی ہے اور یہ جو کہا هُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ تو مراد اس سے معیت علم کی ہے پس یہ خاص تر ہے آیت کی معیت سے۔ (فتح)

٦٩٧٠۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُوْسَی بْنِ أَبِیْ عَائِشَةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ﴾ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِیْلِ شِدَّةً وَكَانَ یُحَرِّكُ شَفَتَیْهِ فَقَالَ لِیَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَنَا أُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحَرِّكُهُمَا فَقَالَ سَعِیْدٌ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ یُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَیْهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ إِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْآنَهٗ﴾ قَالَ جَمْعُهٗ فِیْ صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَؤُهٗ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهٗ﴾ قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهٗ وَأَنْصِتْ ثُمَّ إِنَّ عَلَیْنَا أَنْ تَقْرَأَهٗ قَالَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِیْلُ قَرَأَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أَقْرَأَهٗ.

٦٩٧٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں نہ ہلا اپنی زبان کو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے اتارنے سے تکلیف پاتے تھے یعنی آپ کو سخت محنت کرنی پڑتی تھی اپنی دونوں لب ہلاتے تھے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا (یہ سعید کا قول ہے) کہ میں اپنی دونوں لب تیرے واسطے ہلاتا ہوں جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہلاتے تھے تو سعید نے کہا کہ میں ان کو ہلاتا ہوں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کو ہلاتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ نہ ہلا اپنی زبان کو ساتھ تکرار قرآن کے تا کہ تو اس کو جلدی یاد کر لیے بے شک ہمارا ذمہ ہے جمع کرنا اس کا یعنی جمع کرنا اس کا تیرے سینے میں اور آسان کرنا پڑھنے اس کے کا یعنی پھر تو اس کو پڑھے پھر جب ہمارا فرشتہ اس کو پڑھنے لگے تو ساتھ رہ اس کے پڑھنے کے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یعنی اس کو سن اور چپ رہ پھر ہمارا ذمہ ہے پڑھنا تیرا اس کو پھر اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب جبریل علیہ السلام آپ پر قرآن لاتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہو کر سنا کرتے تھے پھر جب جبریل علیہ السلام چلے جاتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو پڑھتے جیسا جبریل علیہ السلام آپ کو پڑھاتے تھے یعنی اس میں سے کچھ نہ بھولنے۔

فائدہ: جس وقت جبریل علیہ السلام قرآن لاتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھلاتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ ساتھ

پڑھتے جاتے تا کہ خوب یاد ہو جائے اور اس کے بعد کوئی لفظ اس پی سے نہ بھولے تو جب تک پہلا لفظ پڑھتے رہتے اگلا لفظ سننے میں نہ آتا تو گھبراتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس وقت پڑھنے کی حاجت نہیں صرف سننا چاہیے پھر دل میں یاد رکھوانا پھر زبان سے پڑھوانا لوگوں کے پاس ہمارے ذمہ ہے اور یہ حدیث واضح تر دلیلوں سے ہے اس پر کہ بولا جاتا ہے قرآن اور مراد اس سے قراءت ہوتی ہے اس واسطے کہ مراد قرآن سے دونوں آیتوں میں قراءت ہے یعنی پڑھنا نہ نفس قرآن کا اور کہا ابن بطال نے کہ غرض اس کی اس باب میں یہ ہے کہ زبان اور لبوں کا ہلانا ساتھ قراءت قرآن کے ایک عمل ہے اس کے واسطے جس پر اس کو اجر ملتا ہے اور یہ جو کہا کہ جب ہم اس کو پڑھنے لگیں تو اس میں اضافت فعل کی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کا فاعل وہ ہے جو حکم کرے اس کو اس کے فعل کا اس واسطے کہ اللہ کی کلام کو حضرت ﷺ پر پڑھنے والا جبریل علیہ السلام ہے تو اس میں بیان ہے ہر چیز کا کہ مشکل ہو ہر فعل سے جو منسوب ہو اللہ کی طرف کہ لائق ہے ساتھ اس کے فعل اس کا آنے اور اترنے سے اور مانند اس کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ان دونوں حدیثوں سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ قراءت قاری کی قدیم ہے سو بیان کیا کہ حرکت کرنا قاری کی زبان کا ساتھ قرآن کے قاری کے فعل سے ہے برخلاف مقرو کے کہ وہ کلام اللہ کا ہے قدیم جیسے کہ حرکت زبان اللہ کے ذکر کرنے والے کی عادت ہے اس کے فعل سے اور ذکر کیا گیا ہے اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے قدیم ہے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ ان بابوں کے جو اس کے بعد آتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَأَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ إِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾.

باب ہے قول اللہ کا اور اپنی بات کو چھپاؤ یا ظاہر کرو وہ جانتا ہے سینوں کے راز کیا نہیں جانتا جس نے پیدا کیا اور وہی ہے باریک بین خبردار۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس آیت کے اس طرف کہ قول عام تر ہے اس سے کہ ہو ساتھ قرآن کے یا غیر اس کے سو اگر ہو ساتھ قرآن کے تو قرآن کلام اللہ کا ہے اور وہ اس کی ذات کی صفت ہے سو نہیں ہے وہ مخلوق واسطے قائم ہونے دلیل قاطع کے ساتھ اس کے اور اگر اس کے غیر کے ساتھ ہو تو وہ مخلوق ہے ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ﴾ اس کے اس قول کے بعد ﴿إِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ کہا ابن بطال نے کہ مراد اس کے اس باب کے ساتھ ثابت کرنا علم کا ہے اللہ کے واسطے اور یہ اس کی صفت ذاتی ہے واسطے برابر ہونے اس کے علم کے ساتھ چھپی بات کے اور ظاہر کے اور کہا ابن منیر نے کہ گمان کیا ہے شارع نے کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ ترجمہ سے ثابت کرنا علم کا ہے اور حالانکہ نہیں ہے جس طرح کہ گمان کیا اس نے نہیں تو مقصود ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا جس پر ترجمہ شامل ہے اس واسطے کہ نہیں ہے مناسبت درمیان علم کے اور اس حدیث کے مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا اور سوائے اس کے کچھ نہیں مقصود بخاری رحمہ اللہ کا اشارہ کرنا ہے طرف ایک نکتہ کی جو تھا سبب محنت اس کی کا ساتھ مسئلے

لفظ کے سوا اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ترجمہ کے اس طرف کہ تلاوت خلق کی متصف ہے ساتھ ظاہر اور پوشیدہ ہونے کے اور یہ مستلزم ہے اس کو کہ ہو مخلوق اور البتہ کہا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے اس کے بعد کہ بیاں کیں چند حدیثیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں سو بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خلقت کی آوازیں اور ان کی قراءت اور ان کا پڑھانا اور ان کی زبانیں جدا جدا ہیں بعض احسن اور زینت دار اور شیریں تر اور بلند تر اور صاف تر اور خوش آواز اور اعلیٰ اور اخفض اور اغض اور اخشع اور اجہر اور اخفٰی اور اقصر اور امد ہیں بعض سے۔ (فتح)

﴿يَتَخَافَتُوْنَ﴾ يَتَسَارُّوْنَ.

یعنی یتخافون کے معنی ہیں آپس میں کان میں بات کرتے ہیں۔

٦٩٧١ـ حَدَّثَنِيْ عَمْرُوْ بْنُ زُرَارَةَ عَنْ هُشَيْمٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا صَلّٰى بِأَصْحَابِهٖ رَفَعَ صَوْتَهٗ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهٗ وَمَنْ جَآءَ بِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ أَيْ بِقِرَآئَتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾.

۶۹۷۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ اپنی نماز کو پکار کر پڑھ اور نہ آہستہ پڑھ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں چھپے تھے سو جب اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو اپنی آواز کو قرآن کے ساتھ بلند کرتے تھے سو جب مشرکین سنتے تو قرآن کو برا کہتے اور اس کو جس نے اس کو اتارا یعنی اللہ تعالیٰ کو اور جو اس کو لایا سو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ نہ پکار اپنی نماز کو یعنی قراءت کو سو مشرکین اس کو سنیں اور قرآن مجید کو برا کہیں اور نہ چھپا اس کو اپنے اصحاب سے سو ان کو نہ سنائے اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ میں راہ۔

٦٩٧٢ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ فِي الدُّعَآءِ.

۶۹۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ آیت دعا میں اتری اور نہ پکار اپنی نماز کو اور نہ پوشیدہ کر۔

فائدہ: ان دونوں کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے۔

٦٩٧٣۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ وَزَادَ غَيْرُهُ يَجْهَرُ بِهِ.

۶۹۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہم میں سے جو خوش آوازی سے قرآن کو نہ پڑھے اور زیادہ کیا ہے اس کے غیر نے کہ جو قرآن کو پکار کے نہ پڑھے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ يَقُوْلُ لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ هٰذَا فَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ فَبَيَّنَ أَنَّ قِيَامَهُ بِالْكِتَابِ هُوَ فِعْلُهُ وَقَالَ ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ﴾ وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾.

باب ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ایک وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا سو وہ اس کو رات اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے اور ایک وہ مرد ہے جو کہتا ہے کہ اگر مجھ کو بھی یہی قرآن آتا جیسے اس کو آتا ہے تو میں بھی کیا کرتا جیسا یہ کرتا ہے سو بیان کیا کہ قیام اس کا ساتھ کتاب کے وہ فعل اس کا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اس کی نشانیوں سے پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا اور مختلف ہونا زبانوں اور رنگوں کا اور فرمایا کہ کرو نیکی تا کہ تم خلاصی پاؤ۔

فائدہ: بہر حال پہلی آیت سو مراد اس سے مختلف ہونا زبانوں کا ہے اس واسطے کہ وہ شامل ہیں سب کلام پر پس داخل ہوگی اس میں قراءت اور بہر حال دوسری آیت سو عموم فعل خیر کا قرآن کے پڑھنے کو اور ذکر اور دعا وغیرہ کو شامل ہے سو دلالت کی اس نے کہ قراءت فعل قاری کا ہے۔ (فتح)

٦٩٧٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسُدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ فَهُوَ يَقُوْلُ لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ هٰذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ فِيْ حَقِّهِ فَيَقُوْلُ لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ

۶۹۷۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں حسد کرنا لائق نہیں مگر دو چیزوں میں ایک تو مرد جس کو اللہ نے قرآن دیا ہ سو وہ اس کو رات اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے تو وہ کہے کہ اگر مجھ کو بھی قرآن آتا جیسے اس کو آتا ہے تو میں بھی کیا کرتا جیسا یہ کرتا ہے دوسرا مرد جس کو اللہ نے مال دیا ہے سو وہ اس کو بجا خرچ کیا کرتا ہے تو وہ کہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا جیسا اس کے پاس ہے تو میں بھی کیا کرتا جیسے یہ کرتا ہے۔

مَا أُوْتِيَ عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ.

٦٩٧٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ سَمِعْتُ سُفْيَانَ مِرَارًا لَمْ أَسْمَعْهُ يَذْكُرُ الْخَبَرَ وَهُوَ مِنْ صَحِيحِ حَدِيثِهِ.

٦٩٧٥۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں زیادہ ہے کہ میں نے سفیان سے کئی بار سنا نہیں سنا میں نے اس سے ذکر خبر کا یعنی اس نے اخبرنا نہیں کہا بلکہ عن کے ساتھ روایت کی ہے اور وہ صحیح ہے اس کی حدیث سے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ پہلے باب کی حدیثیں دلالت کرتی ہیں اس پر کہ قراءت فعل قاری کا ہے اور یہ کہ اس کا نام تغنی رکھا جاتا ہے اور یہ حق ہے بطور اعتقاد کرنے کے نہ اطلاق کرنے کے واسطے ڈرنے کے ایہام سے اور واسطے بھاگنے کے بدعت سے ساتھ مخالف کرنے سلف کے اطلاق میں اور البتہ ثابت ہو چکا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اس نے کہا کہ جس نے مجھ سے نقل کیا ہے کہ میں نے کہا لفظی بالقرآن مخلوق یعنی میرا لفظ یہ ساتھ قرآن کے مخلوق ہے تو ہو جھوٹا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں نے تو یہ کہا ہے کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں اور تصریح کی ہے اس ترجمہ میں جس کی طرف پہلے باب میں اشارہ کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾.

باب ہے قول اللہ تعالیٰ کا کہ اے رسول! پہنچا دے جو تیری طرف اتارا گیا اور اگر تو نے نہ کیا تو تو نے اس کی پیغمبری نہ پہنچائی۔

فائدہ: ظاہر اس کا اتحاد شرط اور جزا کا ہے اس واسطے کہ ان تفعل کے معنی ہیں کہ اگر تو نے نہ پہنچایا لیکن مراد جزا سے اس کا لازم ہے اور اختلاف ہے کہ اس امر سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پہنچا دے جیسا اتارا گیا یہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پہنچائے اس کو ظاہر اور نہ ڈر کسی سے اس واسطے کہ اللہ تجھ کو پہنچا دے گا اور لوگوں سے اور ثانی قول خاص تر ہے اول سے لیکن اول قول اکثر کا ہے واسطے ظاہر ہونے عموم کے اللہ کے قول میں ما انزل اور امر وجوب کے واسطے ہے پس واجب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچانا ہر چیز کا جو اتاری گئی طرف آپ کی، واللہ اعلم اور حجت پکڑی ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس آیت کہ اس پر کہ قرآن غیر مخلوق ہے اس واسطے کہ نہیں وارد ہوا کسی چیز میں قرآن سے اور حدیثوں سے کہ قرآن مخلوق ہے اور نہ وہ چیز جو دلالت کرے کہ قرآن مخلوق ہے

پھر نقل کیا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اگر ہوتا حق جو جعد کہتا ہے تو البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پہنچاتے۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ مِنَ اللّٰهِ الرِّسَالَةُ وَعَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا التَّسْلِيْمُ.

اور کہا زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اللہ کی طرف سے ہے پیغمبر کا بھیجنا اور اس کے رسول پر ہے پہنچا دینا پیغمبری کا اور ہم پر ہے مان لینا اس کا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کسی نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے کیا معنی ہیں لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوْبَ تو اس نے اس کے جواب میں کہا وقال لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربھم وقال ابلغکم رسالات ربی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا تا کہ جانے کہ انہوں نے اللہ کا حکم پہنچایا اور فرمایا کہ میں تم کو پہنچاتا ہوں حکم اپنے رب کا۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوْا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ﴾ وَقَالَ تَعَالٰى ﴿أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّيْ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تا کہ وہ جان لے کہ تحقیق انھوں نے پہنچا دیا ہے اپنے رب کے پیغامات کو، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں پہنچاتا ہوں تمھیں اپنے رب کے پیغامات۔

فائدہ: کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے سو اللہ نے نام رکھا تبلیغ رسالت کا اور اس کے ترک کرنے کا فعل اور نہیں ممکن ہے یہ کہ کوئی کہے کہ رسول نے نہیں کیا جو حکم کیے گئے ساتھ اس کے پہنچا دینے رسالت کے سے یعنی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنچایا تو البتہ کیا آپ نے جو آپ کو حکم ہوا اور تلاوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ما انزل الیہ کو تبلیغ ہے اور وہ فعل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور نیز بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں کہا کہ اللہ نے فرمایا اقیمو الصلوۃ کہ نماز طاعت ہے اور اس کا حکم کرنا اللہ کی طرف سے قرآن ہے اور وہ مکتوب ہے کافی دن میں محفوظ ہے سینوں میں پڑھا گیا ہے زبانوں سے سو قراءت اور حفظ اور کتاب مخلوق ہے اور مقرو اور محفوظ اور مکتوب مخلوق نہیں اور دلیل اس پر یہ ہے کہ تو لکھتا ہے اللہ کو اور اس کو یاد کرتا ہے اور اس سے دعا کرتا ہے سو تیرا دعا کرنا اور یاد کرنا اور لکھنا اور تیرا فعل مخلوق ہے اور اللہ مخلوق نہیں۔ (فتح)

وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾.

اور کہا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہا یعنی پیچھے رہنے کے حال کی حدیث کے بیان میں کہ عنقریب اللہ اور اس کا رسول تمہارے عملوں کو دیکھے گا اور ایماندار۔

فائدہ: اور مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ اللہ نے اس کا نام عمل رکھا۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ إِذَا أَعْجَبَكَ حُسْنُ عَمَلِ

اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب کسی کا عمل خوب تجھ کو خوش

امْرِیءٍ فَقُلِ ﴿اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ أَحَدٌ.

لگے تو کہہ عمل کرو کہ عنقریب دیکھے گا تمہارے عملوں کو اللہ اور اس کا رسول اور ایمان دار اور نہ خفیف جانے تجھ کو کوئی یعنی نہ مغرور ہو کسی کے عمل سے سو اس کے ساتھ نیک گمان کرے مگر یہ کہ تو اس کو دیکھے کہ شریعت کی حدوں پر کھڑا ہے۔

فائدہ: جب تجھ کو کسی کا عمل خوش لگے الخ یعنی جب تو کسی کے نیک عمل کو دیکھے تو اس آدمی پر نیک گمان نہ کر بلکہ اس کے عمل کو اللہ کے سپرد کر شاید باطن میں اس کے مخالف ہو اور مراد عمل سے حسن عمل میں قراءت اور نماز وغیرہ ہے سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا نام عمل رکھا اور یہی ہے وجہ مطابقت کی ترجمہ سے۔

وَقَالَ مَعْمَرٌ ﴿ذٰلِكَ الْكِتَابُ﴾ هٰذَا الْقُرْآنُ ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ بَيَانٌ وَدِلَالَةٌ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ﴾ هٰذَا حُكْمُ اللّٰهِ ﴿لَا رَيْبَ﴾ لَا شَكَّ ﴿تِلْكَ آيَاتُ﴾ يَعْنِيْ هٰذِهٖ أَعْلَامُ الْقُرْآنِ وَمِثْلُهٗ ﴿حَتّٰى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ﴾ يَعْنِيْ بِكُمْ.

کہا معمر نے کہ یہ کتاب یعنی یہ قرآن ہدایت ہے واسطے پرہیز گاروں کے یعنی بیان اور دلالت ہے مانند قول اس کے کی ذلک حکم اللہ یہ حکم اللہ کا ہے لا ریب فیہ یعنی نہیں کوئی شک بیچ اس کے کہ یہ اللہ کی آیتیں ہیں یعنی یہ قرآن کی نشانیاں ہیں اور مثل اس کی ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ جب تم ہو کشتی میں اور چلیں ساتھ ان کے یعنی ساتھ تمہارے۔

فائدہ: مراد اس کی یہ ہے کہ یہ نظیر ہے استعمال کرنے ذلک کی بیچ جگہ ہذا کے یعنی جب اس آیت میں مخاطب کی ضمیر کی جگہ غائب کی ضمیر کا استعمال کرنا جائز ہے ویسا ہی ذلک الکتاب میں جائز ہے استعمال کرنا ضمیر بعید کا بجائے ضمیر قریب کے اور جب جائز ہے استعمال کرنا اس چیز کا کہ غائب کے واسطے ہو واسطے حاضر کے تو اسی طرح جائز ہے استعمال کرنا اس چیز کا کہ بعید کے واسطے ہو واسطے قریب کے اور مناسبت اس آیت کی واسطے اس چیز کے کہ پہلی گزری اس جہت سے ہے کہ ہدایت ایک قسم ہے تبلیغ سے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَهٗ حَرَامًا إِلٰى قَوْمِهٖ وَقَالَ أَتُؤْمِنُوْنِيْ أُبَلِّغْ رِسَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ماموں کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اور کہا کہ کیا تم مجھ کو پناہ دیتے ہو کہ میں تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچاؤں سو وہ ان سے حدیث بیان کرنے لگا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری جہاد میں گزر چکی ہے جس کی ابتدا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر سواروں کو بنی عامر کی طرف بھیجا۔

٦٩٧٦۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ وَزِيَادُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ الْمُغِيْرَةُ أَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ.

٦٩٧٦۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی ہمارے اللہ کی پیغمبری سے کہ جو ہم میں سے شہید ہو وہ بہشت میں جائے گا۔

٦٩٧٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ فَلَا تُصَدِّقْهُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾.

٦٩٧٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو تم سے بیان کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ چیز وحی سے چھپائی تو اس کو سچا نہ جان اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے رسول! پہنچا دے جو تیری طرف اُتارا گیا تیرے رب کی طرف سے آخر آیت تک۔

فائدہ: اور جو چیز کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی تو اس کے واسطے بہ نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو طرفیں ہیں ایک طرف لینے کی ہے جبریل علیہ السلام سے اور ایک طرف ادا کی ہے طرف امت کی اور اس کا نام ہے تبلیغ اور یہی ہے مقصود اس جگہ۔ (فتح)

٦٩٧٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ

٦٩٧٨۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ کون سا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کے واسطے شریک ٹھہرائے اور حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے اس نے کہا کہ پھر کون

اللّٰهِ قَالَ أَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَهَا ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ﴾ اَلْأٰيَةَ.

سا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے اس خوف سے کہ تیرے ساتھ کھائے اس نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرے سو اللہ نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتاری کہ جو نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو اور نہیں قتل کرتے اس جان کو کہ حرام کی اللہ نے مگر ساتھ حق کے اور نہیں زنا کرتے اور جو یہ کام کرے اور وہ گناہ کو ملے گا۔

فائدہ: اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ تبلیغ دو قسم ہے ایک اصل ہے اور وہ یہ ہے کہ پہنچائے اس کو بعینہ اور وہ خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس کی تلاوت عبادت ہے اور وہ قرآن ہے دوسری یہ کہ پہنچائے جو استنباط کیا گیا ہو اصول اس چیز کے سے کہ متقدم ہے اتارنا اس کا سو اتری آپ پر وہ چیز جو موافق ہو اس چیز کو کہ استنباط کی یا ساتھ نص اس کی کے اور یا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اس کی موافقت پر ساتھ طریق اولیٰ کے مانند اس آیت کے کہ وہ شامل ہے اوپر وعید شدید کے مشرک کے حق میں اور یہ مطابقت ہے واسطے نص کے اور اس کے حق میں جو قتل کرے کسی جان کو ناحق اور یہ مطابقت ہے واسطے حدیث کے بطریق اولیٰ اس واسطے کہ قتل کرنا ناحق اگرچہ بڑا گناہ ہے لیکن قتل کرنا اولاد کا سخت تر قبیح ہے قتل کرنے اس شخص کے سے جس کی اولاد نہ ہو اور اسی طرح قول ہے زانیوں میں اس واسطے کہ زنا کرنا ہمسایہ کی عورت سے زیادہ تر قبیح ہے مطلق زنا سے اور احتمال ہے کہ ہو اُتارنا اس آیت کا سابق اوپر خبر دینے حضرت ﷺ کے ساتھ اس چیز کے کہ خبر دی ساتھ اس کے لیکن نہیں سنا اس کو صحابی نے مگر اس کے بعد اور احتمال ہے کہ تینوں گناہ کا بڑا ہونا سابق اترا ہو لیکن خاص ہوئی یہ آیت ساتھ مجموع تینوں کے ایک سیاق میں باوجود اختصار کرنے کے اوپر ان کے سو ہوگی مراد تصدیق کے موافقت اقتصار میں اوپر ان کے بنا بر اس کے سو مطابق حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے، واللہ اعلم اور استدلال کیا ہے ابو المظفر سمعانی نے باب کی آیتوں اور حدیثوں سے اوپر فاسد ہونے طریقے متکلمین کے کہ انہوں نے تقسیم کیا ہے اشیا کو طرف جسم کی اور جوہر کی اور عرض کی اور کہا کہ جسم وہ ہے جو جمع ہو افتراق سے یعنی متفرق ہونے سے اور جوہر وہ ہے جو عرض کا حامل ہو اور عرض وہ ہے جو اپنی ذات کے ساتھ قائم نہ ہو سکے اور انہوں نے روح کو عرض ٹھہرایا ہے اور رد کیا ہے انہوں نے حدیثوں کو اور وارد ہوئی ہیں بیچ پیدا کرنے روح کے جسم سے پہلے اور پیدا کرنے عقل کے پہلے خلق سے اور اعتماد کیا ہے انہوں نے اپنے حدس اور ذہن پر اور اس پر جس کی طرف ان کی قیاس پہنچائے پھر پیش کرتے ہیں اس پر نصوص کو سو جو اس

کے موافق ہو اس کو قبول کرتے ہیں اور جو اس کے مخالف ہو اس کو رد کرتے ہیں پھر بیان کیا ان آیتوں کو اور جو ان کے مثل ہوں جن میں تبلیغ کا حکم ہے اور جس چیز کے پہنچانے کا حضرت ﷺ کو حکم ہوا اس میں سے ہے توحید بلکہ وہ اصل وہ چیز ہے جس کا حضرت ﷺ کو حکم ہوا سو نہیں چھوڑی حضرت ﷺ نے کوئی چیز دین کے کاموں سے اس کے اصول سے اور اس کے قواعد اور شرائع سے مگر کہ اس کو پہنچایا پھر نہ چھوڑی کوئی چیز مگر استدلال کرنا ساتھ اس چیز کے کہ تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے جوہر اور عرض سے اور نہیں پایا گیا حضرت ﷺ سے اور نہ کسی آپ کے صحابی سے اس علم کلام سے ایک حرف یا اس سے زیادہ سو معلوم ہوا ساتھ اس کے کہ ان کا مذہب حضرت ﷺ کے اور آپ کے اصحاب کے مذہب کے برخلاف ہے اور ان کا طریقہ ان کے طریقے کے غیر ہے اور متکلمین کا طریقہ محدث اور مخترع ہے نہ اس پر حضرت ﷺ تھے اور نہ آپ کے اصحاب اور لازم آتا ہے اس طریقے پر چلنے سے محمود کرنا سلف پر ساتھ طعن اور قدح کے اور منسوب کرنا ان کو طرف قلعت معرفت اور اشتباہ طریق کے فالحذر فالحذر یعنی پس ڈر مشغول ہونے سے ساتھ علم کلام کے اور ان کے مقالات کے اس واسطے کہ وہ مربع تہافت والا ہے بہت تناقض والا ہے اور کوئی ایسا کلام نہیں جو ان کے کسی فرقہ سے سنے مگر کہ تو پائے گا ان کے خصوم کے واسطے اس پر کلام اور اشکال جو اس کے ہم وزن ہے یا اس کے قریب ہے سو ہر ایک ہر ایک کا مقابل ہے اور بعض ساتھ بعض کے معارض ہے اور کافی ہے تجھ کو ان کے طریقے کے قباحت سے یہ کہ لازم آتا ہے ان کے طریقے سے کہ اگر ہم چلیں اس پر جو انہوں نے کہا اور لازم کریں لوگوں پر جو انہوں نے ذکر کیا تو اس سے سب عوام لوگوں کا کافر ہونا لازم آتا ہے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتا مگر محض اتباع کو اور اگر ان کو یہ طریقہ سکھلایا جائے تو اکثر اس کو نہ سمجھیں چہ جائیکہ کوئی ان میں سے صاحب نظر ہو جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ غایب توحید ان کے کی التزام اس چیز کا ہے کہ پایا انہوں نے اس پر اپنے اماموں کو بیچ عقائد دین کے اور پکڑنا اس کو دانتوں سے اور ہمیشگی کرنا اوپر وظیفوں عبادت کے یعنی نماز روزے وغیرہ کے اور لازم پکڑنا ذکروں کا ساتھ قلوب سلیمہ کے جو پاک ہیں شک اور شبہ سے سو تو ان کو دیکھے کہ وہ نہیں پھرتے اپنے اعتقاد سے اگرچہ کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں سو مبارک ہو ان کو یہ یقین اور مبارک ہو ان کو یہ سلامتی اور جب یہ کافر ہوئے اور حالانکہ یہ سواد اعظم اور جمہور امت ہیں تو نہیں ہے یہ مگر اسلام کے فرش کا لپیٹ ڈالنا اور دین کے مناروں کا ڈھا دینا، واللہ المستعان۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾

باب ہے اللہ کا قول کہ لاؤ توراۃ تو اس کو پڑھو اگر ہو تم سچے

فائدہ: مراد ساتھ اس ترجمہ کے یہ ہے کہ بیان کرے کہ مراد ساتھ تلاوت کے قراءت ہے اور البتہ تفسیر کی گئی ہے تلاوت ساتھ عمل کے اور عمل فعل ہے عامل کا اور کہا بیچ کتاب خلق افعال العباد کے کہ ذکر کیا حضرت ﷺ نے کہ بعض

بعض سے زیادہ ہے قراءت میں اور بعض ناقص ہے سو لوگ کم وبیش ہیں تلاوت میں ساتھ کثرت اور قلت کے بہر حال متلو اور وہ قرآن ہے سو نہیں ہے اس میں کمی بیشی اور کہا جاتا ہے کہ فلانا خوش قرآن ہے اور ناخوش قرآن ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منسوب طرف بندوں کے قراءت ہے نہ قرآن اس واسطے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور قراءت بندے کا فعل ہے اور نہیں پوشیدہ ہے یہ مگر اس پر جس کو توفیق خداوندی عطا نہیں ہوئی۔ (فتح)

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا بِهَا وَأُعْطِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيْلِ الْإِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهٖ وَأُعْطِيْتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهٖ.

اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ توراۃ والوں کو توراۃ دی گئی سو انہوں نے اس پر عمل کیا اور انجیل والوں کو انجیل دی گئی سو انہوں نے بھی اس کے ساتھ عمل کیا اور تم کو اے مسلمانوں! قرآن عطا ہوا سو تم نے اس کے ساتھ عمل کیا۔

وَقَالَ أَبُوْ رَزِيْنٍ ﴿يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ﴾ يَتَّبِعُوْنَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ بِهٖ حَقَّ عَمَلِهٖ

اور کہا ابو رزین نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ﴾ کہ اس کی پیروی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ عمل کرتے ہیں حق عمل اس کے کا۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ ﴿يُتْلٰى﴾ يُقْرَأُ حَسَنُ التِّلَاوَةِ حَسَنُ الْقِرَآءَةِ لِلْقُرْآنِ ﴿لَا يَمَسُّهٗ﴾ لَا يَجِدُ طَعْمَهٗ وَنَفْعَهٗ إِلَّا مَنْ آمَنَ بِالْقُرْآنِ وَلَا يَحْمِلُهٗ بِحَقِّهٖ إِلَّا الْمُوْقِنُ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِآيَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ﴾.

کہا ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یتلی کے معنی ہیں پڑھا جاتا ہے اور حسن التلاوۃ کے معنی ہیں کہ قرآن کو عمدہ پڑھتا ہے لایمسہ کے معنی ہیں نہیں پاتا اس کا مزہ اور نفع مگر جو ایمان لائے ساتھ قرآن کے اور نہیں اٹھاتا اس کو ساتھ حق اس کے کے مگر یقین لانے والا واسطے قول اللہ تعالیٰ کے مثل ان کی جو اٹھائے گئے توراۃ پھر انہوں نے اس کو نہ اٹھایا گدھے کی مثل ہے جو کتابیں اٹھائے بری ہے مثال ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور اللہ نہیں راہ دکھاتا ظالموں کی قوم کو۔

فائدہ: اور حاصل اس تفسیر کا یہ ہے کہ معنی لایمس القرآن کے یہ ہیں کہ نہیں پاتا اس کا مزہ اور نفع مگر جو ایمان لایا ساتھ اس کے اور یقین کیا اس نے کہ وہ اللہ کے نزدیک سے ہے سو وہی ہے پاک کیا گیا کفر سے اور نہیں اٹھاتا اس کو اس کے حق سے مگر جو پاک ہو جہل اور شک سے نہ غافل اس سے جو عمل نہیں کرتا سو ہوگا مانند گدھے کی جو اٹھاتا ہے جو نہیں جانتا۔ (فتح) اور تلاوت عرف شرع سے خاص ہے ساتھ پیروی کرنے ان کتابوں کے جو اتاری گئی ہیں کبھی ساتھ

تلاوت کے اور کبھی ساتھ بجالانے اس چیز کے جو اس میں ہے امر اور نہی سے اور عام تر ہے قراءت سے۔ (فتح)

وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامَ وَالْإِيْمَانَ وَالصَّلَاةَ عَمَلًا

اور نام رکھا ہے حضرت ﷺ نے اسلام اور ایمان اور نماز کا عمل

فائدہ: بہر حال نام رکھنا حضرت ﷺ کا اسلام کا عمل سو استنباط کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے جبریل علیہ السلام کی حدیث سے کہ اس نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ اسلام اور ایمان کیا چیز ہے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور اس کے فرشتوں اور رسولوں اور اس کی کتابوں کے اور اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اس کی کہ کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ کے اور بہر حال ایمان کو عمل کہنا سو حدیث معلق میں ہے اور نماز کو عمل کہنا آئندہ باب میں ہے۔ (فتح)

قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ أَخْبِرْنِيْ بِأَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِي الْإِسْلَامِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجٰى عِنْدِيْ أَنِّيْ لَمْ أَتَطَهَّرْ إِلَّا صَلَّيْتُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے بلال! بتلا دے مجھ کو بڑے فائدے کا امید والا عمل جو تو نے اسلام میں اپنے نزدیک کیا ہے یعنی تیرے نزدیک سب عملوں سے زیادہ تر نفع کی امید کس عمل پر ہے؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اسلام میں کوئی عمل نہیں کیا اپنے نزدیک اس سے زیادہ تر فائدہ کی امید کا کہ میں نے کبھی پورا وضو نہیں کیا مگر کہ میں نے اس وضو سے ضروری نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے اور داخل ہونا اس کا ترجمہ میں ظاہر ہے اس جہت سے کہ نماز میں قراءت پڑھنا ضروری ہے۔

وَسُئِلَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ الْجِهَادُ ثُمَّ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ.

اور پوچھے گئے حضرت ﷺ کہ کون سا عمل افضل ہے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کو سچے دل سے ماننا پھر جہاد پھر حج مقبول۔

فائدہ: روایت کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ افضل عمل اللہ کے نزدیک ایمان ہے جس میں کوئی شک نہ ہو اور یہ صریح تر ہے اس کی مراد میں لیکن نہیں ہے اس کی شرط پر اور ایک روایت میں ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا اور عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

پوچھے گئے حضرت ﷺ کہ کون سا عمل افضل ہے؟ تو فرمایا کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرنا کہا سو حضرت ﷺ نے ایمان اور تصدیق اور جہاد کا نام عمل رکھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ کے ذکر کو بھی عمل کہا۔ (فتح)

٦٩٧٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا بَقَآؤُكُمْ فِيْمَنْ سَلَفَ مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ أُوْتِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا بِهَا حَتّٰى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوْا فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ أُوْتِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيْلِ الْإِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهٖ حَتّٰى صُلِّيَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ عَجَزُوْا فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ أُوْتِيْتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهٖ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأُعْطِيْتُمْ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ فَقَالَ أَهْلُ الْكِتَابِ هٰؤُلَاءِ أَقَلُّ مِنَّا عَمَلًا وَأَكْثَرُ أَجْرًا قَالَ اللّٰهُ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ فَهُوَ فَضْلِيْ أُوْتِيْهِ مَنْ أَشَآءُ.

٦٩٧٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمہاری زندگی کا زمانہ بہ نسبت اگلی امتوں کے زندگی کے زمانے کے اتنا ہے جتنا زمانہ عصر کی نماز سے شام تک ہے توراۃ والوں کو توراۃ دی گئی سو انہوں نے اس پر عمل کیا دوپہر تک پھر عاجز ہوئے سو ان کو ایک ایک قیراط دی گئی پھر انجیل والوں کو انجیل دی گئی سو انہوں نے اس کے ساتھ عمل کیا عصر کی نماز پڑھنے تک پھر وہ بھی عاجز ہوئے سو ان کو بھی ایک ایک قیراط دی گئی پھر تم کو اے مسلمانوں قرآن دیا گیا سو تم نے اس کے ساتھ عمل کیا سورج ڈوبنے تک سو تم کو دو دو قیراط دیے گئے تو اہل کتاب کہیں گے کہ یہ لوگ کام میں ہم سے کم ہیں اور مزدوری میں زیادہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم پر کچھ ظلم ہوا تمہاری مزدوری جو ٹھہر چکی ہے اس سے تم کو کچھ کم ملا؟ کہیں گے کہ جو ٹھہر چکا تھا اس سے کم نہیں ملا اللہ فرمائے گا سو وہ یعنی دونی مزدوری دینا میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ معنی اس باب کے یہ ہیں کہ جو عمل کہ آدمی کرتا ہے اس کے فعل پر اس کو ثواب ہوگا اور اس کے ترک پر اس کو عذاب ہوگا اور نہیں ہے مقصود بخاری رحمہ اللہ کا بیان کرنا اس چیز کا جو وعید کے متعلق ہے بلکہ اس کی غرض وہ ہے جس کی طرف میں نے اشارہ کیا اس سے پہلے باب میں۔ (فتح)

بَابٌ وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ عَمَلًا وَقَالَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

باب ہے اور حضرت ﷺ نے نماز کا نام عمل رکھا اور فرمایا کہ نہیں صحیح ہے نماز اس کی جو سورۂ الحمد نہ پڑھے۔

٦٩٨٠۔ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْوَلِیْدِ ح وَحَدَّثَنِیْ عَبَّادُ بْنُ یَعْقُوْبَ الْأَسَدِیُّ أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ عَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ الْعَیْزَارِ عَنْ أَبِیْ عَمْرٍو الشَّیْبَانِیِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَیُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَیْنِ ثُمَّ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ.

٦٩٨٠۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سب عملوں سے کون سا عمل افضل ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے وقت پر نماز پڑھنا اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

فائدہ: اس حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا نام عمل رکھا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَإِذَا مَسَّهُ الْخَیْرُ مَنُوْعًا﴾ ﴿هَلُوْعًا﴾ ضَجُوْرًا.

باب ہے بیچ بیان اس قول اللہ کے کہ بے شک آدمی پیدا کیا گیا ہے جی کا کچا جب اس کو برائی لگے تو گھبرا اور جب لگے اس کو بھلائی تو اس کو روکتا ہے اور ھلوعا کے معنی ہیں بے صبر۔

٦٩٨١۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِیْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ أَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَالٌ فَأَعْطٰی قَوْمًا وَمَنَعَ آخَرِیْنَ فَبَلَغَهُ أَنَّهُمْ عَتَبُوْا فَقَالَ إِنِّیْ أُعْطِی الرَّجُلَ وَأَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِیْ أَدَعُ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنَ الَّذِیْ أُعْطِیْ أُعْطِیْ أَقْوَامًا لِمَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ مِّنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَأَکِلُ أَقْوَامًا إِلٰی مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مِّنَ الْغِنٰی وَالْخَیْرِ مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَقَالَ عَمْرٌو مَا أُحِبُّ أَنَّ لِیْ بِکَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

٦٩٨١۔ حضرت عمرو بن تغلب سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال آیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کو دیا اور دوسرے لوگوں کو نہ دیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ جن کو مال نہیں دیا وہ رنجیدہ ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں دیتا ہوں ایک مرد کو اور نہیں دیتا دوسرے مرد کو سو جس کو میں نہیں دیتا وہ میرے نزدیک زیادہ پیارا ہے اس سے جس کو میں دیتا ہوں لیکن میں چند قوموں کو دیتا ہوں اس واسطے کہ میں ان کے دلوں میں بے صبری اور حرص دیکھتا ہوں اور بعض قوموں کو اس پر چھوڑتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں بے پرواہی اور خیر ڈالی ہے اور ان میں سے عمرو بن تغلب بھی ہے کہا عمرو نے میں نہیں جانتا کہ میرے واسطے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ.

حضرت ﷺ کی اس بات کے بدلے سرخ اونٹ ہوں۔

فائدہ: یعنی میرے دینے کو محبت اور نہ دینے کو رنج کا سبب نہ سمجھو بلکہ معاملہ بالعکس ہے کہ بے صبر لالچی لوگوں کو دیتا ہوں اور قناعت والوں کو قناعت پر چھوڑتا ہوں اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ میں ان کے دلوں میں بے صبری اور حرص دیکھتا ہوں اور کہا ابن بطال نے کہ مراد اس کی اس باب میں ثابت کرنا اس کا ہے کہ اللہ نے آدمی کو پیدا کیا ساتھ اخلاق کے اس کے بے صبری اور حرص سے اور دینے اور نہ دینے سے اور اول اس کا کافی ہے مراد میں اس واسطے کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ صفات مذکورہ کو آدمی میں اللہ نے پیدا کیا ہے نہ یہ کہ آدمی ان کو اپنے افعال سے پیدا کرتا ہے اور اس میں ہے کہ رزق دنیا میں نہیں ہے بقدر درجے مرزوق کے آخرت میں اور بہرحال دنیا میں تو واقع ہوتا ہے دینا اور نہ دینا بحسب سیاست دنیاوی کے سو حضرت ﷺ جس کے دل میں بے صبری اور حرص دیکھتے اس کو دیتے اور جس کے صبر پر اعتماد ہوتا اور اس کو ثواب آخرت پر قناعت ہوتی تو اس کو نہ دیتے اور اس حدیث میں ہے کہ پیدا کیا گیا ہے آدمی اوپر حب لینے کے اور بغض دینے کے اور جلدی کرنے کے طرف انکار اس کے کی پہلے فکر کرنے سے اس کی عافیت میں مگر جس کو اللہ چاہے اور اس میں ہے کہ نہ دینا کبھی ممنوع کے واسطے بہتر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ کہ اور رب بکلمۃ میں بدلیت کے واسطے ہے اس واسطے کہ صفت مذکورہ دلالت کرتی ہے اوپر قوی ہونے ایمان اس کے جو پہنچانے والا ہے اس کو بہشت میں اور ثواب آخرت کا بہتر ہے اور باقی رہنے والا اور اس میں الفت طلب کرنا ہے اس شخص سے جس سے بے صبری کا خوف ہو یا اُمید ہو کہ دینے کے سبب اپنے متبوع کا کہا مانے گا اور عذر کرنا اس کی طرف جو بدگمان ہو اور حالانکہ امر برخلاف اس کے ہو۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِوَايَتِهٖ عَنْ رَّبِّهٖ

ذکر کرنا اور روایت کرنا آنحضرت ﷺ کا اپنے رب سے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ معنی اس باب کے یہ ہیں کہ حضرت ﷺ نے اپنے رب سے سنت روایت کی ہے جیسا کہ قرآن کو روایت کیا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد اس کی صحیح کرنا اپنے مذہب کا ہے جیسے کہ گزر چکی ہے تنبیہ اوپر اس کے بیچ تفسیر مراد کے ساتھ کلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے۔ (فتح)

۶۹۸۲۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا اَبُوْ زَيْدٍ سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْهَرَوِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيْهِ عَنْ

۶۹۸۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ روایت کرتے ہیں اپنے رب سے کہ جو مجھ سے بالشت بھر قریب ہو تو اس کے پاس ہاتھ بھر قریب ہوتا ہوں اور جو ہاتھ بھر مجھ سے قریب ہو تو میں اس سے دو ہاتھ بھر قریب ہوتا ہوں اور

رَبِّهٖ قَالَ إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِذَا تَقَرَّبَ مِنِّيْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَإِذَا أَتَانِيْ مَشْيًا أَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً.

جو میری طرف چلتا آئے تو میں اس کی طرف دوڑتا آؤں گا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اللہ کا بندے کی طرف چلنا اور دوڑنا محال ہے اللہ کے حق میں اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے قطع مسافت کو بلکہ مراد اس سے مجاز ہے سو قریب ہونا بندے کا اللہ سے ساتھ بندگی اس کی کے ہے اور ادا کرنے فرائض اور نوافل کے اور قریب ہونا اللہ کا بندے سے یہ ہے کہ اس پر رحمت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے چلنے اور دوڑنے سے مراد یہ ہے کہ اس کو اس کی بندگی پر ثواب دیتا ہے یعنی میرا ثواب اس کی طرف جلدی آتا ہے اور نقل ہے طبری سے کہ یہ مثال ہے کم بندگی کی ساتھ بالشت کے اور ثواب کی ساتھ ہاتھ کے سو ٹھہرایا اس کو دلیل او پر مبلغ کرامت اپنی کے اس کے واسطے جو اس کی بندگی پر مقیم ہو کہ اس کے عمل کا ثواب دونا ہے اور کہا ابن تین نے کہ مراد قریب ہونے سے قریب ہونا رتبے کا ہے اور بہت کرنا کرامت اور دوڑنا مراد ہے سرعت رحمت اس کی سے اس کی طرف اور راضی ہونا اللہ کا بندے سے اور دونا ثواب دینا اور صاحب مشارق نے کہا کہ مراد ساتھ اس چیز کے کہ اس حدیث میں آئی ہے جلدی قبول ہونا بندے کی توبہ کا ہے نزدیک اللہ کے یا آسان کرنا اس پر اپنی بندگی کا اور تمام ہدایت اس کی اور توفیق دینی اس کو اور کہا راغب نے کہ قریب ہونا بندے کا اللہ سے خاص کرنا ہے ساتھ بہت صفات کے کہ صحیح ہے کہ وصف کیا جائے ساتھ اس کے اللہ اگرچہ نہ ہوں اس حد پر کہ وصف کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اللہ تعالیٰ مانند حکمت اور علم اور حلم اور رحمت وغیرہ کے اور یہ رتبہ حاصل ہوتا ہے ساتھ دور کرنے معنوی گندگیوں کے جہل اور طیش اور غصے وغیرہ سے بقدر طاقت بندے کے اور یہ قرب روحانی ہے نہ بدنی اور یہی مراد ہے اس حدیث میں کہ جب بندہ مجھ سے ایک بالشت بھر نزدیک ہو تو میں ہاتھ بھر نزدیک ہوتا ہوں اور کہا خطابی نے کہ مراد یہ ہے کہ اس کا عمل قبول ہو جاتا ہے اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ توفیق دی جاتی ہے اس عمل کو کہ اس کو اللہ سے قریب کرے اور کہا کرمانی نے کہ جب کہ قائم ہو چکی ہیں دلیلیں او پر محال ہونے ان چیزوں کے اللہ کے حق میں تو واجب ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ جو قریب ہو مجھ سے ساتھ قلیل بندگی سے تو بدلا دیتا ہوں اس کو ساتھ بہت ثواب کے اور جس قدر بندگی زیادہ ہو اس قدر ثواب بھی زیادہ دیتا ہوں اور اگر ہو قریب ہونا اس کا مجھ سے ساتھ بندگی کے دوسرے طریق سے تو ہوتا ہے آنا میرا ساتھ ثواب کے جلدی کے طریق سے اور حاصل یہ ہے کہ ثواب راجح ہے عمل پر ساتھ طریق کیف اور کم کے اور لفظ قرب کا مجاز ہے یا استعارہ۔ (فتح)

٦٩٨٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ

٦٩٨٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہت وقت ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ ...

قَالَ رُبَّمَا ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَإِذَا تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا أَوْ بُوعًا وَقَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَّبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

مجھ سے بالشت بھر نزدیک ہوتو میں اس سے ہاتھ بھر نزدیک ہوتا ہوں اور جب مجھ سے ہاتھ بھر قریب ہوتو میں اس سے دو ہاتھ نزدیک ہوتا ہوں اور کہا معتمر نے الخ یعنی مراد ساتھ اس تعلیق کے بیان کرنا تصریح کا ہے ساتھ روایت کرنے کے نبی اس کے اپنے رب سے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو مجھ سے ملے گا تمام زمین کے برابر گناہ لے کر بشرطیکہ اس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں ان کو اس کے واسطے مغفرت ٹھہراؤں گا۔

٦٩٨٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَّبِّكُمْ قَالَ لِكُلِّ عَمَلٍ كَفَّارَةٌ وَالصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ.

۶۹۸۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے رب سے روایت کی یعنی یہ حدیث قدسی ہے کہ ہر عمل کے واسطے کفارہ ہے اور روزہ تو میرے ہی واسطے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور البتہ روزے دار کی منہ کی بو زیادہ تر خوشبو دار ہے اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔

٦٩٨٥۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ ح و قَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَّبِّهِ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ إِنَّهُ خَيْرٌ مِّنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ.

۶۹۸۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز میں کہ روایت کرتے ہیں اپنے رب سے کہا کہ نہیں جائز ہے کسی کو یہ کہ کہے کہ میں بہتر ہوں حضرت یونس علیہ السلام پیغمبر متی کے بیٹے سے اور اس کو اس کے باپ کی طرف منسوب کیا۔

٦٩٨٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ

۶۹۸۶۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا فتح مکہ کے دن اپنی اونٹنی پر سوار تھے سورۂ فتح پڑھتے تھے یا کہا کہ سورۂ فتح سے پڑھتے تھے کہا سو

رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْفَتْحِ عَلٰی نَاقَةٍ لَهُ یَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ أَوْ مِنْ سُوْرَةِ الْفَتْحِ قَالَ فَرَجَّعَ فِیْهَا قَالَ ثُمَّ قَرَأَ مُعَاوِیَةُ یَحْکِیْ قِرَآئَةَ ابْنِ مُغَفَّلٍ وَقَالَ لَوْلَا أَنْ یَّجْتَمِعَ النَّاسُ عَلَیْکُمْ لَرَجَّعْتُ کَمَا رَجَّعَ ابْنُ مُغَفَّلٍ یَحْکِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِمُعَاوِیَةَ کَیْفَ کَانَ تَرْجِیْعُهُ قَالَ آ آ آ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

حضرت ﷺ نے اس میں ترجیع کی یعنی اول پست آواز سے اس کو پڑھا پھر بلند آواز سے کہا کہ پھر پڑھا معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکایت کرتا تھا ابن مغفل رضی اللہ عنہ کی قراءت کی اور کہا کہ اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ جمع ہو جائیں گے تو البتہ میں ترجیع سے پڑھتا جیسے ابن مغفل رضی اللہ عنہ نے ترجیع کی حکایت کرتا تھا حضرت ﷺ سے تو میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کس طرح تھی ترجیع اس کی کہا اُ اُ اُ تین بار الف کو دراز کرتے تھے۔

فائدہ: یہ ایک مثال ہے حضرت ﷺ کی قراءت کی اور مراد یہ ہے کہ الفاظ اور حروف کو تین تین بار دراز کر کے پڑھتے۔

فائدہ: ترجیع کی یعنی پھیری آواز حلق میں اور پکار کر پڑھا مکرر بعد آہستہ پڑھنے کے اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں جائز ہونا قراءت کا ہے ساتھ ترجیع کے اور خوش آوازی کے جو لذت دار ہو دلوں میں ساتھ خوب آواز کے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس قول میں کہ اگر اس کا نہ ہوتا الخ اشارت ہے طرف اس کی کہ ترجیع کے ساتھ قرآن پڑھنا جمع کرتا ہے لوگوں کے نفسوں کو طرف سننے اس کے کی یہاں کہ اس کے سننے سے دلوں کو صبر نہیں آتا یعنی اگر ترجیع اور خوش آوازی سے قرآن پڑھا جائے تو لوگوں کے نفسوں کو اس کے سننے کی کمال خواہش ہوتی ہے آدمی کا جی بغیر اس کے سننے کے نہیں رہ سکتا اور بیچ قول اس کے آ ساتھ مد ہمزہ کے دلالت ہے اس پر کہ حضرت ﷺ اپنی قراءت میں مد اور وقف کی رعایت کرتے تھے اور کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ ہو حکایت آواز حضرت ﷺ کے وقت ہلنے اونٹنی کے اس واسطے کہ جو بلند آواز سے پڑھتا ہو اس کی آواز سواری کے ہلنے کے وقت پست اور قطع ہو جاتی ہے اور کہا ابن بطال نے کہ وجہ داخل ہونے حدیث ابن مغفل رضی اللہ عنہ کے کی اس باب میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے قرآن کو بھی اللہ سے روایت کیا ہے اور کہا کرمانی نے کہ روایت رب سے عام تر ہے اس سے کہ قرآن ہو یا غیر اس کا بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ اگرچہ متبادر وہ چیز ہے جو بلا واسطہ کے ہو۔ (فتح)

بَابُ مَا یَجُوْزُ مِنْ تَفْسِیْرِ التَّوْرَاةِ وَغَیْرِهَا مِنْ کُتُبِ اللّٰهِ بِالْعَرَبِیَّةِ وَغَیْرِهَا

جائز ہے تفسیر کرنا توراۃ وغیرہ اللہ کی کتابوں کا عربی زبان وغیرہ میں

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عبرانی وغیرہ میں اور ہر ایک کے واسطے وجہ ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کتاب مثلاً عربی میں ہے جائز ہے تعبیر کرنا اس سے اور تفسیر کرنا عبرانی میں اور بالعکس اور کیا مقید ہے یہ ساتھ اس شخص کے جو

اس زبان کو نہ سمجھے یا نہیں اول قول اکثر کا ہے۔

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾

یعنی واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے کہ لاؤ توراۃ اور اس کو پڑھو اگر ہو تم سچے

فائدہ: اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ توراۃ عبرانی زبان میں ہے اور البتہ حکم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ عرب پر پڑھی جائے اور عرب کے لوگ عبرانی کو نہیں جانتے تو اس نے دلالت کی اس پر کہ اس کو عربی میں تفسیر کرنا جائز ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ أَنَّ هِرَقْلَ دَعَا تَرْجُمَانَهُ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ إِلٰى هِرَقْلَ وَ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ اَلْاٰيَةَ.

ابوسفیان نے کہا کہ ہرقل نے اپنے ترجمان کو بلایا پھر حضرت ﷺ کو خط منگوایا اور اس کو پڑھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط ہے محمد ﷺ اللہ کے رسول اور اس کے بندے کا ہرقل کی طرف اور اے کتاب والو! آ جاؤ اس بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث دراز کا جو بدء الوحی میں گزر چکی ہے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ہرقل کی طرف عربی زبان میں خط لکھا اور ہرقل کی زبان رومی تھی سو اس میں اشعار ہے کہ حضرت ﷺ نے اعتماد کیا بیچ پہنچانے اس چیز کے کہ خط میں تھی اس شخص کو جو اس کا ترجمہ رومی زبان میں کرے تا کہ ہرقل اس کو سمجھے اور مترجم مذکورہ وہ ترجمان ہے یعنی جو ایک زبان کا مطلب دوسری زبان میں بیان کرے۔ (فتح)

٦٩٨٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُوْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا ﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ﴾ اَلْاٰيَةَ.

٦٩٨٧ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل کتاب یعنی یہودی توراۃ کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور اس کی عربی میں تفسیر کرتے تھے اہل اسلام کے واسطے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ سچا جانو اہل کتاب کو اور نہ جھوٹا جانو ان کو اور کہو ہم نے مانا اللہ کو اور اس کو جو ہم پر اترا یعنی قرآن اور جو اگلے پیغمبروں پر اترا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے جس نے کہا کہ جائز ہے پڑھنا قرآن کا فارسی میں اور تائید کی ہے اس کی ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام وغیرہ پیغمبروں کے اقوال کو قرآن کی زبان میں حکایت کیا اور وہ خاص عربی ہے اور وہ پیغمبر عربی نہ تھے ان کی زبان اور تھی اللہ نے ان کے قول کا مطلب قرآن میں نقل کیا اور تائید کی ہے ساتھ اس آیت کے ﴿لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ﴾ اور ڈرانا تو صرف اس چیز سے ہوتا ہے جس کو وہ سمجھیں اپنی زبان سے سو قراءت ہر زبان والوں کی اپنی زبان میں ہے تا کہ واقع ہو انذار ساتھ اس کے اور جس نے منع کیا ہے اس نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ انبیاء علیہم السلام نہیں بولے مگر ساتھ اس چیز کے جو اللہ نے ان سے قرآن میں حکایت کی ہم نے مانا لیکن جائز ہے کہ حکایت کرے اللہ تعالیٰ ان کے قول کو عربی زبان میں پھر عبادت ٹھہرائے ہمارے واسطے تلاوت اس کی اس چیز پر کہ اتاری پھر نقل کیا اختلاف کو بیچ جائز ہونے نماز اس شخص کے جو نماز میں فارسی زبان میں قرآن کو پڑھے اور جس نے جائز رکھا ہے اس کو وقت عاجز ہونے کے بغیر ممکن ہونے کے اور عام کیا ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے تفصیل ہے سو اگر قاری عربی زبان میں تلاوت کرنے پر قادر ہو تو نہیں جائز ہے عدول کرنا اس سے اور نہیں کفایت کرتی ہے نماز اس کی اور اگر عاجز ہو عربی زبان میں تلاوت نہ کر سکتا ہو اور نماز سے باہر ہو تو نہیں منع ہے اس کو قراءت کرنا اپنی زبان میں اس واسطے کہ وہ معذور ہے اور اس کو حاجت ہے اس چیز کے یاد کرنے کی کہ واجب ہے اس پر فعل اس کا یا ترک اس کا اور اگر نماز کے اندر ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بدلہ ٹھہرایا ہے اور وہ ذکر ہے اور ہر کلمہ ذکر کا کہ نہ عاجز ہو اس کے بولنے سے جو عربی نہیں سو وہ اس کو کہے اور اس کو مکرر پڑھے تو کفایت کرتا ہے اس چیز سے کہ واجب ہے اس پر قراءت اس کی نماز میں یہاں تک کہ سیکھے بنا بر اس کے پس جو اسلام میں داخل ہو یا داخل ہونے کا ارادہ کرے اور اس پر قرآن کو پڑھا جائے اور وہ اس کو نہ سمجھے تو نہیں ہے کچھ مضائقہ کہ قرآن کو اس کی زبان میں پڑھا جائے واسطے معلوم کروانے اس کے احکام کے اور تا کہ قائم ہو اس پر حجت اور بہر حال استدلال کرنا واسطے اس مسئلے کے اس حدیث سے اور وہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ جب اہل کتاب تم سے بیان کریں سو اگرچہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ ان کی زبان سے ہے سو احتمال ہے کہ عرب کی زبان میں ہو سو نہ ہو گی نص دلالت میں پھر مراد ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے اس باب میں نہیں ہے وہ جو مشغول ہوا ساتھ اس کے ابن بطال اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس سے یہ ہے جو بیہقی نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ اگر اہل کتاب سچ بولیں اس چیز میں کہ تفسیر کریں اپنی کتاب سے عربی میں تو ہو گا یہ اس چیز سے کہ اتاری گئی اوپر ان کے بطور تعبیر کے اس چیز سے کہ اتری اور کلام اللہ کا ایک ہی نہیں مختلف ہوتا ہے ساتھ اختلافات لغات کے سو جس زبان سے پڑھا جائے سو وہ اللہ کا کلام ہے پھر باسناد بیان کیا مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ﴾ یعنی اور جو اسلام لائے عجم وغیرھم سے کہا بیہقی نے اور کبھی نہیں پہچانتا عربی کو سو جب پہنچیں اس کو معنی اس کے اس کی زبان میں

تو وہ اس کے واسطے نذیر ہے۔ (فتح)

٦٩٨٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ قَدْ زَنَيَا فَقَالَ لِلْيَهُوْدِ مَا تَصْنَعُوْنَ بِهِمَا قَالُوْا نُسَخِّمُ وُجُوْهَهُمَا وَنُخْزِيْهِمَا قَالَ ﴿فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾ فَجَآءُ وْا فَقَالُوْا لِرَجُلٍ مِّمَّنْ يَّرْضَوْنَ يَا أَعْوَرُ اقْرَأْ فَقَرَأَ حَتَّى انْتَهٰى إِلٰى مَوْضِعٍ مِّنْهَا فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَيْهِ قَالَ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهٗ فَإِذَا فِيْهِ آيَةُ الرَّجْمِ تَلُوْحُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ عَلَيْهِمَا الرَّجْمَ وَلٰكِنَّا نُكَاتِمُهٗ بَيْنَنَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا فَرَأَيْتُهٗ يُجَانِئُ عَلَيْهَا الْحِجَارَةَ.

٦٩٨٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد اور عورت حضرت ﷺ کے پاس لائے گئے کہ البتہ انہوں نے زنا کیا تھا تو حضرت ﷺ نے یہود سے فرمایا کہ تم دونوں کے ساتھ کیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم دونوں زانی کا منہ کالا کرتے ہیں اور ان کو ذلیل کرتے ہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لاؤ توراۃ اور اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو سو یہودی آئے سو انہوں نے ایک مرد سے کہا جس سے راضی تھے اے کانے پڑھ! سو اس نے پڑھا یہاں تک کہ ایک جگہ میں پہنچا تو اس نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا حضرت ﷺ نے فرمایا اپنا ہاتھ اٹھا اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو اچانک رجم کی آیت تھی چمکتی تھی تو اس نے کہا کہ اے محمد! دونوں زانی کے درمیان رجم ہے یعنی سنگسار کرنا لیکن ہم اس کو اپنے درمیان چھپاتے ہیں سو حضرت ﷺ نے سنگسار کرنے کا حکم کیا تو دونوں سنگسار کیے گئے تو میں نے مرد کو دیکھا کہ عورت کو پتھروں سے بچاتا تھا۔

فائدہ: تو انہوں نے ایک مرد سے کہا جس کو پسند کرتے تھے یعنی یہ چھپائے گا اور ہم اس کو چھپاتے ہیں یعنی رجم کی آیت کو اور اس حدیث کی شرح حدود میں گزر چکی ہے اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ توراۃ وغیرہ کتب الٰہی کو عربی وغیرہ زبان میں تفسیر کرنا جائز ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ

باب ہے حضرت ﷺ کی اس حدیث کے بیان میں کہ قرآن کا خوب واقف پاک مکرم لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ اس کے اس جگہ جودت تلاوت کی ہے ساتھ حسن حفظ کے یعنی نہایت ضبط ہو کہ بلا تکلف اور بغیر ذکر کے پڑھتا جائے اور مراد سفر سے وہ فرشتے ہیں جو نقل کرتے ہیں لوح محفوظ سے اور کرام یعنی اللہ کے نزدیک مکرم ہیں اور بررہ یعنی گناہوں سے پاک اور کہا ہروی نے کہ مراد ساتھ مہارت قرآن کے جودت حفظ کی ہے اور جودت تلاوت کی بغیر تردد کے بیچ اس کے یعنی اس واسطے کہ اللہ نے اس کو اس پر آسان کیا ہے جیسا کہ اس کو فرشتوں

پر آسان کیا ہے سو ہوگا مثل ان کے حفظ اور درجے میں۔

وَزَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ یعنی اور قرآن کو خوش آوازی سے پڑھو

فائدہ: اور مقصود بخاری رحمہ اللہ کا ثابت کرنا اس کا ہے کہ تلاوت بندے کا فعل ہے داخل ہوتا ہے اس میں آراستہ کرنا اور خوش آوازی سے پڑھنا اور اس میں راگ کرنا اور کبھی اس کی ضد واقع ہوتی ہے اور یہ سب دال ہے مراد پر اور کہا ابن منیر نے کہ گمان کیا ہے ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی جواز قراءت قرآن کا ساتھ خوش آوازی کے اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ غرض اس کی اشارہ کرنا ہے اس چیز کی طرف کہ پہلے گزری وصف کرنے سے ساتھ تحسین کے اور ترجیع کے اور پست کرنے آواز کے اور بلند کرنے کے اور مقارنت احوال بشریہ کے مانند قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں قرآن پڑھا کرتا تھے اور حالانکہ مجھ کو حیض ہوتا سو یہ ثابت کرتا ہے اس کو کہ تلاوت فعل قاری کا ہے اور متصف ہوتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ موصوف ہوتے ہیں ساتھ اس کے افعال اور متعلق ہوتی ہے ساتھ ظروف زمانیہ ومکانیہ کے انتہی اور کہا بخاری رحمہ اللہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ خلق کی آواز اور قراءت مختلف ہے بعض احسن ہیں بعض سے اور زیادہ تر زینت دار اور شیریں تر اور صاف تر اور با مہارت اور دراز تر ہیں اور سوائے اس کے۔ (فتح)

٦٩٨٩۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ.

٦٩٨٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ نے کسی چیز کے واسطے اجازت نہیں دی جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی خوش آوازی سے پکار کے قرآن پڑھنے کی۔

٦٩٩٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ قَالَتْ فَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي

٦٩٩٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کہ بہتان باندھنے والوں نے اس کے حق میں کہا جو کہا اور ہر ایک نے بیان کیا مجھ سے ایک ٹکڑا حدیث کا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میں اپنے بستر پر لیٹ گئی اور میں اس وقت جانتی تھی کہ بے شک میں پاک دامن ہوں اور بے شک اللہ تعالیٰ مجھ کو پاک کرے گا لیکن مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میری پاکی قرآن میں بیان کرے گا اور میرے حال میں قرآن اتارے گا جو قیامت

وَأَنَا حِينَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ وَأَنَّ اللّٰهَ يُبَرِّئُنِي وَلٰكِنِّي وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ يُنْزِلُ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلَى وَلَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَآءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا.

تک پڑھا جائے گا اور البتہ میرا حال اپنے دل میں حقیر تر تھا اس سے کہ اللہ میرے حق میں قرآن میں کلام کرے اور اللہ تعالیٰ نے یہ دس آیتیں اتاریں کہ جو لوگ یہ طوفان لائے آخر آیت تک، الآیۃ۔

فائدہ: کہا بخاری رحمہ اللہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے سو بیان کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انذار اللہ کی طرف سے ہے اور لوگ اس کو پڑھتے ہیں۔ (فتح)

٦٩٩١۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ أُرَاهُ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَآءِ ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا أَوْ قِرَآءَةً مِّنْهُ.

٦٩٩١۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا عشاء کی نماز میں سورۂ والتین والزیتون پڑھتے تھے سو نہیں سنا میں نے کسی کو کہ زیادہ تر خوش آواز یا خوش قراءت ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور مراد اس کی اس جگہ بیان کرنا اختلاف آوازوں کا ہے ساتھ قراءت کے خوش الحانی کی جہت سے۔ (فتح)

٦٩٩٢۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارِيًا بِمَكَّةَ وَكَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَإِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ جَآءَ بِهِ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾.

٦٩٩٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں چھپے تھے اور قرآن کو بلند آواز سے پڑھتے تھے سو جب مشرکین سنتے تو قرآن کو برا کہتے اور اس کو جو اس کو لایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ نہ پکار کے پڑھ اپنی نماز کو اور نہ چپکے پڑھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اس جگہ بیان کرنا اختلاف آوازوں کا ہے ساتھ

پکارنے کے اور آہستہ پڑھنے کے۔

٦٩٩٣۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ إِنِّيْ أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِيْ غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ لِلصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَآءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٩٩٣۔ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو بکریوں اور جنگل کو دوست رکھتا ہے سو جب تو اپنے بکریوں یا جنگل میں ہوا کرے تو نماز کے واسطے اذان دیا کر اور اپنی آواز کو اذان کے ساتھ بلند کیا کر اس واسطے کہ جہاں تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے وہاں تک جو جن اور آدمی اور کوئی چیز سنے وہ اذان دینے والے کے واسطے قیامت کے دن گواہی دے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اذان میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اس جگہ بیان اختلاف آواز کا ہے ساتھ بلند کرنے اور پست کرنے کے۔ (فتح)

٦٩٩٤۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَرَأْسُهُ فِيْ حَجْرِيْ وَأَنَا حَائِضٌ.

٦٩٩٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو پڑھا کرتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری گود میں ہوتا میرے حیض کی حالت میں۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے بیان مراد کا ابن منیر کی کلام سے اور اس سے ظاہر ہوتی ہے وجہ مناسبت ذکر کرنے اس کے کی اس باب میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾

قول اللہ تعالیٰ کا پڑھو جو آسان ہو قرآن سے

فائدہ: اور مراد ساتھ قراءت کے نماز اس واسطے کہ قراءت کا بعض رکن ہے۔

٦٩٩٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ

٦٩٩٥۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم کو سورۂ فرقان پڑھتے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

عُرْوَةُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَآئَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُّ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَآئِهِ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ كَذَبْتَ أَقْرَأَنِيْهَا عَلٰى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ أَقُوْدُهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا فَقَالَ أَرْسِلْهُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ الْقِرَآئَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ الَّتِيْ أَقْرَأَنِيْ فَقَالَ كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.

میں تو میں نے اس کی قراءت کی طرف کان لگایا تو اچانک میں نے سنا کہ وہ بہت حرفوں پر پڑھتا ہے جو حضرت ﷺ نے مجھ کو نہیں پڑھائے یعنی اور طرح پڑھتا تھا اور مجھ کو اور طرح یاد تھا سو میں قریب تھا کہ میں نماز میں جھبوں تو میں نے زور سے صبر کیا یہاں تک کہ اس نے نماز سے سلام پھیرا تو میں نے اپنی چادر اس کے گلے میں ڈالی تو میں نے کہا کہ کس نے تجھ کو یہ سورت پڑھائی جو میں نے تجھ کو پڑھتے سنا؟ تو اس نے کہا کہ مجھ کو حضرت ﷺ نے پڑھائی ہے تو میں نے کہا کہ تو جھوٹا ہے حضرت ﷺ نے مجھ کو پڑھائی برخلاف اس کے کہ تو نے پڑھی سو میں اس کو کھینچ کر حضرت ﷺ کے پاس لایا سو میں نے کہا کہ میں نے اس کو سنا سورۂ فرقان پڑھتے بہت حرفوں پر کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو نہیں پڑھائی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے حضرت ﷺ نے فرمایا پڑھ اے ہشام! تو اس نے وہی قراءت پڑھی جو میں نے سنی تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح اتری پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پڑھ اے عمر! میں نے وہ قراءت پڑھی جو حضرت ﷺ نے مجھ کو پڑھائی تو حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا اسی طرح اتری بے شک یہ قرآن اتارا گیا ہے عرب کی سات بولیوں پر سو اس میں سے پڑھو جو تم کو آسان اور سہل معلوم ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل القرآن میں گزر چکی ہے اور ما تیسر منہ میں ضمیر قرآن کے واسطے ہے اور مراد ساتھ آسان ہونے کے حدیث میں اور ہے اور آیت میں اور ہے اس واسطے کہ مراد ساتھ آسان ہونے کے آیت

میں بہ نسبت قلت اور کثرت کے ہے یعنی کم ہو یا زیادہ اور مراد ساتھ آسان ہونے کے حدیث میں بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ پڑھنے والے کو یاد ہو قرآن سے یعنی جو یاد ہو سو پڑھو سو اول باعتبار کمیت کے ہے یعنی جتنا پڑھنے اور دوسرا باعتبار کیفیت کے ہے یعنی جس طرح سے پڑھے اور مناسبت اس ترجمہ کی اور اس کی حدیثوں کی ساتھ پہلے بابوں کے فرق ہونے کی جہت سے ہے کیفیت میں اور اس جہت سے کہ قراءت کو قاری کی طرف منسوب کیا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ يُقَالُ مُيَسَّرٌ مُهَيَّأٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ بِلِسَانِكَ هَوَّنَّا قِرَاءَتَهُ عَلَيْكَ وَقَالَ مَطَرٌ الْوَرَّاقُ ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ قَالَ هَلْ مِنْ طَالِبِ عِلْمٍ فَيُعَانَ عَلَيْهِ.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں اور البتہ آسان کیا ہم نے قرآن کو واسطے سمجھنے کے سو کیا کوئی ہے نصیحت قبول کرنے والا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص کو وہی کام آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا ہوا اور میسر کے معنی ہیں سامان کیا گیا اور کہا مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں یسرنا القرآن بلسانک یعنی آسان کیا ہم نے اس کی قراءت کو تجھ پر۔

فائدہ: مراد ساتھ ذکر کرنے اذکار اور نصیحت قبول کرنی ہے اور بعض نے کہا کہ حفظ اور کہا ابن بطال نے کہ تیسیر قرآن کی سہل کرنا اس کا ہے قاری کی زبان پر تا کہ اس کے پڑھنے کی طرف جلدی کرے سو اکثر اوقات اس کی زبان میں سبقت کرتی ہے سو ایک کلمے کو حذف کرتا ہے واسطے حرص کرنے کے مابعد پر اور بیچ داخل ہونے اس کے مراد میں نظر ہے۔ (فتح)

٦٩٩٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ يَزِيْدُ حَدَّثَنِيْ مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْمَا يَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ قَالَ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ.

٦٩٩٦۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کس چیز میں عمل کرتے ہیں عمل کرنے والے یعنی عمل کرنے کا کیا فائدہ ہے جو قسمت میں ہے سو ہوگا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر ایک آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے پیدا کیا گیا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری اور اس کی شرح کتاب القدر میں گزر چکی ہے کہا کرمانی نے کہ حاصل کلام کا یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب تقدیر میں سب کچھ لکھا گیا ہے تو تقدیر کے سامنے عمل کرنا بے فائدہ ہے ہم مشقت عمل میں کیوں کریں اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ جس چیز کے واسطے پیدا کیا گیا ہے اس کا کرنا اس کو آسان معلوم ہوگا اور جب آسان ہوا تو پھر مشقت نہیں اور کہا خطابی نے کہ انہوں نے چاہا کہ عمل چھوڑ دینے کے واسطے تقدیر کو حجت ٹھہرائیں تو

حضرت مَلَّاتِیْمِ نے ان کو خبر دی کہ اس جگہ دو امر ہیں ایک دوسرے سے باطل نہیں ہوتا ایک باطن ہے اور وہ وہ چیز ہے کہ جس کو حکم ربوبیت نے چاہا اور ایک ظاہر ہے اور وہ طریق لازم ہے عبودیت کو اور وہ نشانی اور علامت ہے عاقبت کی سو حضرت مَلَّاتِیْمِ نے ان کے واسطے بیان کیا کہ دنیا میں عمل کرنے کا اثر آخرت میں ظاہر ہوگا اور یہ کہ ظاہر کو باطن کے واسطے ترک نہ کیا جائے میں کہتا ہوں اور مناسبت اس باب کی پہلے بابوں سے مشترک ہونے کی جہت سے ہے لفظ تیسیر میں اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح میں بیچ باب کلام اللہ مع اهل الجنة کے کہ اللہ نے بہشتیوں سے کہا کہ کیا تم راضی ہوئے اور فرمایا کیا نہ دوں تم کو افضل چیز اور فرمایا کہ میں نے تم پر اپنی رضامندی اُتاری تو یہ سب دلالت کرتا ہے کہ اللہ نے ان سے کلام کیا اور کلام اس کا قدیم اور ازلی ہے آسان کیا گیا عرب کی زبان میں اور اس کی کیفیت میں نظر کرنا منع ہے اور نہیں قائل ہوئے ہم ساتھ حلول کے محدث میں اور وہ حروف ہیں اور نہ یہ کہ وہ اس پر دلالت کرتا ہے اور نہیں ہے موجود بلکہ ایمان لانا ساتھ اس کے کہ وہ اتارا گیا ہے حق ہے آسان کیا گیا ہے ساتھ زبان عرب کے۔ (فتح)

٦٩٩٧۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْأَعْمَشِ سَمِعَا سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ فِيْ جَنَازَةٍ فَأَخَذَ عُوْدًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا أَلَا نَتَّكِلُ قَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى﴾ اَلْاٰيَةَ.

٦٩٩٧۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ نے ایک جنازے میں تھے سو حضرت مَلَّاتِیْمِ نے ایک لکڑی لی تو اس سے زمین کھودنے لگے سو فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں مگر کہ اس کا مکان دوزخ یا بہشت سے لکھ دیا گیا ہے اصحاب نے کہا کیا ہم اپنے لکھے پر اعتماد نہ کریں حضرت مَلَّاتِیْمِ نے فرمایا کہ عمل کیے جاؤ سو ہر آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا ہے سو بہرحال جس نے دیا اور تقویٰ کیا، الایۃ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ﴾

قول اللہ تعالیٰ کا بلکہ وہ قرآن ہے بڑی شان والا لکھا گیا ہے لوح محفوظ میں تختی میں جس کی نگہبانی کی گئی

فائدہ: کہا بخاری رحمہ اللہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے اس کے بعد کہ ذکر کیا اس آیت کو اور جو اس کے بعد ہے کہ البتہ ذکر کیا ہے اللہ نے کہ قرآن یاد کیا جاتا ہے اور لکھا جاتا ہے اور قرآن جو دلوں میں محفوظ ہے کاغذوں میں لکھا گیا ہے زبانوں سے پڑھا گیا ہے کلام اللہ کا ہے نہیں ہے پیدا گیا گیا اور بہرحال سیاہی اور ورق اور جلد سو وہ مخلوق ہے۔ (فتح)

﴿وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ﴾ قَالَ قَتَادَةُ مَكْتُوْبٌ ﴿يَسْطُرُوْنَ﴾ يَخُطُّوْنَ ﴿فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ﴾ جُمْلَةِ الْكِتَابِ وَأَصْلِهِ ﴿مَا يَلْفِظُ﴾ مَا يَتَكَلَّمُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ عَلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُكْتَبُ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ ﴿يُحَرِّفُوْنَ﴾ يُزِيْلُوْنَ وَلَيْسَ أَحَدٌ يُزِيْلُ لَفْظَ كِتَابٍ مِّنْ كُتُبِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلٰكِنَّهُمْ يُحَرِّفُوْنَهٗ يَتَأَوَّلُوْنَهٗ عَلٰى غَيْرِ تَأْوِيْلِهٖ دِرَاسَتُهُمْ تِلَاوَتُهُمْ.

اللہ نے فرمایا اور قسم ہے کوہِ طور کی اور کتاب لکھی گئی کی کہا قتادہ نے مسطور کے معنی ہیں لکھی گئی اور یسطرون کے معنی ہیں لکھتے ہیں یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ﴾ اور ام الکتاب کے معنی ہیں بیچ جملے کتاب کے اور اس کی اصل کے یعنی یہ تمام ام الکتاب میں ہے ناسخ اور منسوخ اور جو لکھا جاتا ہے اور جو بدلا جاتا ہے اور مایلفظ کے معنی ہیں کہ نہیں کلام کرتا ہے کچھ مگر کہ اس کو اس پر لکھتا ہے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لکھتا ہے نیکی اور بدی یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ اور یحرفون کے معنی ہیں دور کرتے ہیں اور کوئی ایسا نہیں کہ دور کرے کوئی لفظ کتاب کا اللہ کی کتاب میں سے لیکن وہ اس کی تحریف کرتے ہیں اس کی تاویل کرتے ہیں برخلاف اس کے معنی کے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ یہ ایک قول ہے دو قول میں سے اس کی تفسیر میں اور یہ مختار ہے بخاری کا اور البتہ تفسیر کیا ہے ہمارے بہت اصحاب نے ساتھ اس کے کہ یہود اور نصاریٰ نے توراۃ اور انجیل کو بدل ڈالا بنا بر اس کے پس انہوں نے جائز رکھا ہے توراۃ اور انجیل کے ورقوں کا ذلیل کرنا اور یہ صریح ہے اس میں کہ قو اس کا لیس احدا الخ بخاری رحمہ اللہ کا کلام ہے اور احتمال ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کلام کا بقیہ ہو اس آیت کی تفسیر میں اور کہا بعض متاخرین شارحین نے کہ اختلاف ہے اس مسئلے میں کئی قول پر ایک یہ کہ توراۃ انجیل سب محرف ہے اور سب بدلے گئے ہیں اور یہ مقتضی اس قول کا ہے جو محکی ہے کہ جائز ہے ذلیل کرنا ان کے ورقوں کا اور یہ زیادتی ہے اور لائق ہے حمل کرنا اطلاق کا اکثر پر یعنی اکثر توراۃ اور انجیل تحریف کی گئی ہے ورنہ یہ مکابرہ ہے اور آیتیں اور حدیثیں بہت ہیں اس میں کہ باقی ہیں ان میں بہت چیزیں جو بدل اور محرف نہیں ہوئیں ان میں ایک یہ قول اللہ کا ہے ﴿الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ﴾ اور ان میں سے ہے آیت رجم کی اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ کا ﴿قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾ دوسرا قول یہ ہے کہ بدلنا ان میں واقع ہوا ہے لیکن اکثر میں اور اس کے دلائل بہت ہیں تیسرا قول یہ ہے کہ واقع ہوا ہے بدلنا تھوڑی آیتوں

میں اور ان میں سے اور کثر آیتیں اپنے حال پر ہیں بدستور ہیں اور تائید کی ہے اس کی ابن تیمیہ نے بیچ کتاب الرد الصحیح علی من بدل دین المسیح چوتھا قول یہ ہے کہ تبدیل اور تغیر تو معانی میں واقع ہوئی ہے نہ لفظوں میں اور یہی ہے مذکور اس جگہ اور تحریف معنوی سے انکار نہیں ہو سکتا بلکہ وہ ان کے نزدیک بہت ہے اور اختلاف تو فقط تحریف لفظی میں ہے اور البتہ توراۃ اور انجیل میں ایسی چیزیں بھی موجود ہیں کہ نہیں جائز ہے ہونا ان کا ساتھ ان لفظوں کے اللہ کے نزدیک جیسا کہ توراۃ کے اول فصل میں ہے کہ لوط علیہ السلام کی دونوں بیٹیوں نے اپنے باپ لوط کو شراب پلائی تو لوط نے ان سے زنا کیا سو وہ دونوں اپنے باپ لوط سے حاملہ ہوئیں اور اسی قسم کی اور بھی بہت چیزیں ان میں موجود ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں توراۃ کا ایک ورق دیکھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہوئے اور فرمایا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کو کچھ مجال نہ تھی اور ظاہر یہ ہے کہ یہ کراہت تنزیہ کے واسطے ہے نہ واسطے تحریم کے اور اولیٰ اس مسئلے میں فرق کرنا ہے کہ جو ایمان میں پکا نہ ہو اس کو توراۃ اور انجیل پر نظر کرنا جائز نہیں اور جو ایمان میں پکا ہو اس کو ان میں دیکھنا جائز ہے خاص کر وقت حاجت کے طرف رد کرنے مخالف پر اور قدیم زمانے سے علماء اسلام یہودیوں کے الزام دینے کے واسطے توراۃ سے نقل کرتے آئے ہیں اور اگر ان کا یہ اعتقاد نہ ہوتا کہ توراۃ اور انجیل کا دیکھنا اور مطالعہ کرنا جائز ہے تو اس کو نہ کرتے اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ تحریف کرتے ہیں مراد کو ساتھ کسی تاویل کے جیسے مثلاً کلمہ عبرانی میں ہو دو معنوں کا احتمال رکھتا ہو قریب کا اور بعید کا اور مراد قریب معنی ہوں تو وہ حمل کرتے ہیں اس کو بعید پر۔ (فتح)

﴿وَاعِيَةٌ﴾ حَافِظَةٌ ﴿وَتَعِيَهَا﴾ تَحْفَظُهَا ﴿وَأُوحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ﴾ يَعْنِي أَهْلَ مَكَّةَ ﴿وَمَنْ بَلَغَ﴾ هٰذَا الْقُرْآنُ فَهُوَ لَهُ نَذِيرٌ.

یعنی دراستھم کے معنی ہیں ان کی تلاوت اللہ کے اس قول میں ﴿وَإِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِينَ﴾ اور تعیھا کے معنی ہیں یاد رکھیں اور تعیھا کے معنی ہیں یاد رکھیں اس کو اور بھیجا گیا طرف میری یہ قرآن تاکہ تم کو اس سے ڈراؤں یعنی اہل مکہ کو اور جس کو یہ قرآن پہنچے تو وہ اس کے واسطے نذیر ہے۔

فائدہ: اور روایت کی ابن ابی حاتم نے بیچ کتاب الرد کے جہمیہ پر کہ اصحاب جہم پر اس آیت سے زیادہ تر سخت کوئی چیز نہیں اس واسطے کہ جس کو یہ قرآن پہنچا تو گویا کہ اس نے اس کو اللہ سے سنا۔

٦٩٩٨ - وَقَالَ لِيْ خَلِيفَةُ بْنُ خَيَّاطٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۶۹۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ نے خلق کو پیدا کیا تو اپنے پاس لکھ رکھا کہ میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غضب سے اور وہ لکھا ہوا

وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا عِنْدَهُ غَلَبَتْ أَوْ قَالَ سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ غَضَبِيْ فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ.

ہے اللہ کے پاس عرش پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزری اور غرض اس سے اشارہ کرنا ہے اس طرف کہ لوح محفوظ عرش پر ہے۔

۶۹۹۹۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ غَالِبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَ الْخَلْقَ إِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ فَهُوَ مَكْتُوْبٌ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ.

۶۹۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک اللہ نے ایک نوشتہ لکھا خلق کے پیدا کرنے سے پہلے کہ البتہ میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غصے سے سو وہ لکھا گیا ہے نزدیک اس کے عرش پر۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾.

اور اللہ نے پیدا کیا ہے تم کو اور جو تم عمل کرتے ہو

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس ترجمہ کے ثابت کرنا اس کا ہے کہ بندوں کے افعال اور اقوال اللہ کے مخلوق ہیں یعنی ان کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور فرق کیا درمیان امر کے ساتھ قول اس کے کن اور درمیان خلق کے ساتھ قول اللہ کے ﴿اَلشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٌ بِاَمْرِهٖ﴾ سو ٹھہرایا امر کو غیر پیدا کرنے کا اور تسخیر ان کی جو دلالت کرتی ہے ان کے پیدا کرنے پر وہ تو اس کے امر سے ہے پھر بیان کیا کہ بولنا آدمی کا ساتھ ایمان کے عمل ہے اس کے عملوں سے جیسا کہ ذکر کیا عبدالقیس کے قصے میں کہ انہوں نے وہ عمل پوچھا جو ان کو بہشت میں داخل کرے سو ان کو حکم کیا ساتھ ایمان کے اور تفسیر کیا اس کو ساتھ شہادت کے اور جو مذکور ہے ساتھ اس کے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے کہ اللہ ہی نے تم کو سوار کیا رد ہے قدریہ پر جو گمان کرتے ہیں کہ وہ اپنے افعال کے خالق ہیں۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾

بے شک ہم نے پیدا کیا ہے ہر چیز کو اندازے سے

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ تقدیر یہ ہے کہ پیدا کیا ہم نے ہر چیز کو اندازے سے سو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ہو اللہ پیدا کرنے والا ہر چیز کا جیسے کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے دوسری آیت میں اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے پیدا کیا تم کو

اور جو تم عمل کرتے ہو تو یہ ظاہر ہے بیچ نسبت عمل کے طرف بندے کے سو مشکل ہوگا اول پر یعنی دوسری آیت سے معلوم ہوا ہے کہ ہر چیز کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور جواب دیا ہے کہ عمل اس جگہ ساتھ معنی پیدا کرنے کے نہیں بلکہ وہ کسب ہے جو بندے کی طرف منسوب ہوتا ہے جس جگہ کہ ثابت کیا ہے اس کے واسطے اس میں فعل اور منسوب ہوتا ہے طرف اللہ کی اس اعتبار سے کہ اس کا وجود سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی قدرت کی تاثیر سے ہے اور اس کے واسطے دو جہتیں ہیں ایک جہت قدر کی نفی کرنی ہے اور ایک جہت جبر کی نفی کرنی ہے سو اس کی نسبت اللہ کی طرف حقیقی ہے اور بندے کی طرف باعتبار عادت کے ہے اور وہ ایک صفت ہے کہ مرتب ہوتا ہے اس پر امر اور نہی اور فعل اور ترک سو جو نسبت کیا جاتا ہے افعال عباد سے طرف اللہ تعالیٰ کی وہ باعتبار تاثیر قدرت اس کی کے ہے اور اس کو خلق یعنی پیدا کرنا کہا جاتا ہے اور جو بندے کی طرف منسوب ہو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کی تقدیر سے حاصل ہوتا ہے اور اس کو کسب کہا جاتا ہے اور واقع ہوتی ہے اس پر مدح اور مذمت جیسے کہ بدصورت مذمت کیا جاتا ہے اور خوبصورت مدح کیا جاتا ہے اور بہرحال ثواب اور عقاب سو وہ علامت ہے اور بندہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ملک سے کرتا ہے اللہ بیچ اس کے جو چاہتا ہے اور کہا معتزلہ نے کہ مراد ما تعملوں سے بت ہیں جو تم اپنے ہاتھ سے بناتے ہو یعنی اللہ نے پیدا کیا تم کو اور بتوں کو اور اتفاق ہے سب عقلاء کا اس پر کہ افعال بندوں کے نہیں متعلق ہوتے ہیں جوہر اور جسم سے سو نہیں کہا جاتا کہ میں نے عمل کیا پہاڑ کو یا درخت کو سو جب کہا جائے کہ اس کا عمل مجھ کو خوش لگا تو اس کے معنی ہیں حدث اور یہ نہیں صحیح ہے مگر جب کہ مصدر یہ ہو اور یہ قول اہل سنت کا ہے اور نہیں صحیح ہے قول معتزلہ کا کہ وہ موصولہ ہے اور کہا بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں اللہ نے فرمایا ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ یعنی اللہ یہ تمہارا رب ہے ہر چیز کا پیدا کرنے والا سو داخل ہوئیں اس میں اعیان اور افعال خیر سے اور بدی سے اور اللہ نے فرمایا ﴿اَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ سو اللہ تعالیٰ نے نفی کی یعنی اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں اور نفی کی کہ اس کے سوائے کوئی چیز مخلوق نہ ہو سو اگر بندوں کے افعال اور کام اللہ کی پیدائش نہ ہوتے تو اللہ بعض چیزوں کا خالق ہوتا نہ خالق ہر چیز کا اور یہ برخلاف آیت کے ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ افعال اکثر ہیں اعیان سے سو اگر اللہ تعالیٰ اعیان کا خالق ہوتا اور آدمی افعال کے خالق ہوتے تو بندوں کی مخلوقات اللہ کی مخلوقات سے زیادہ ہوتی اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ نے پیدا کیا تم کو اور تمہارے عملوں کو اور کہا معتزلہ نے کہ اللہ نے بدی کو پیدا نہیں کیا اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ مراد ان کی ساتھ اس کے دور کرنا اور پاک کرنا اللہ کا ہے بدی کے پیدا کرنے سے اور جواب دیا ہے اہل سنت نے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو پیدا کیا اور وہ سب کا سب شر ہے اور اللہ نے فرمایا ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ سو اللہ نے ثابت کیا کہ اس نے بدی کو پیدا کیا ہے اور کہا فخر رازی نے تفسیر کبیر میں

وتعملون اے عملکم اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ افعال بندوں کے مخلوق ہیں واسطے اللہ کے اور کسب کیے گئے ہیں واسطے بندوں کے کہ ثابت کیا ان کے واسطے عمل سو باطل کیا اس آیت سے مذہب جبریہ اور قدریہ کا اور البتہ ترجیح دی ہے بعض علماء نے اس کے مصدریہ ہونے کو اس واسطے کہ نہیں پوجتے تھے وہ بتوں کو مگر اپنے عمل کے واسطے نہ واسطے ذات اور جسم بت کے نہیں تو بتوں کو عمل سے پہلے پوجتے تو گویا کہ انہوں نے عمل کو پوجا سو انکار کیا ان پر منحوت چیز کے پوجنے سے جو عمل مخلوق سے جدا نہیں ہوتے اور کہا شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہ ہم نہیں مانتے کہ ما موصولہ ہے لیکن نہیں حجت ہے اس میں معتزلوں کے واسطے اس واسطے کہ کہ جو اللہ نے فرمایا ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ﴾ یعنی اللہ نے تم کو پیدا کیا تو داخل ہے اس میں ذات ان کی اور صفتیں ان کی بنا بر اس کے جب تقدیر یہ ہوئی کہ اللہ نے پیدا کیا تم کو اور پیدا کیا اس چیز کو جو تم عمل کرتے ہو اور اگر مراد پیدا کرنا بتوں کا ہے پہلے کھودنے سے تو لازم آئے گا کہ معمول مخلوق نہ ہو اور یہ باطل ہے پس ثابت ہوا کہ مراد پیدا کرنا ان کا ہے شکل بنانے سے پہلے اور پیچھے اور یہ کہ اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے تصویر سے پس ثابت ہوا کہ اس نے پیدا کیا ہے اس چیز کو کہ پیدا ہوا ان کے فعل سے سو آیت میں دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے بندوں کے افعال کو جو قائم ہیں ساتھ ان کے اور جو پیدا ہوں گے فعل سے اور کہا بیہقی نے کہ اللہ نے فرمایا ﴿خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ سو اللہ نے اپنی مدح کی ساتھ اس کے کہ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور ساتھ اس کے کہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے سو جس طرح کہ اس کے علم سے کوئی چیز نہیں نکلتی اسی طرح اس کے پیدا کرنے سے کوئی چیز نہیں نکلتی اور اللہ نے فرمایا ﴿وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ﴾ سو خبر دی اللہ نے کہ اللہ ہی نے ان کی بات پیدا کی ظاہر ہو یا چھپی اس واسطے کہ وہ سب کو جانتا ہے پس ثابت ہوا کہ بندوں کے سب افعال اور اقوال نیک اور بد اللہ کے پیدا کرنے سے ہیں۔ (فتح)

فصل: حجت پکڑی ہے بعض بدعتیوں نے ساتھ قول اللہ کے خالق کل شیء اس پر کہ قرآن مخلوق ہے اس واسطے کہ وہ بھی شے ہے اور جواب اس کا یہ ہے قرآن اللہ کا کلام ہے اور وہ اس کی صفت ہے سو جس طرح کہ نہیں داخل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بیچ کل شی اتفاقا پس اسی طرح اس کی صفات بھی اس کے عموم میں داخل نہیں اور اس کی نظیر قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ﴾ ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ سو جس طرح کہ نہیں داخل ہوتا ہے نفس اللہ کا اس عموم میں پس اسی طرح نہیں داخل ہوتا ہے قرآن۔ (فتح)

وَيُقَالُ لِلْمُصَوِّرِيْنَ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ

یعنی اور کہا جائے گا تصویر بنانے والوں سے کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا یعنی اللہ فرمائے گا یا فرشتہ اس کے حکم سے اور یہ لفظ حدیث کا ہے جو موصول ہے باب میں

ویقال لهم سو ظاہر بخاری رحمہ اللہ نے مرجع ضمیر کا۔

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فِىْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِى اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهٖ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾.

بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پھر بلند ہوا عرش پر یہاں تک کہ فرمایا کہ خبردار ہو اسی کے واسطے ہے خلق اور امر بابرکت ہے اللہ صاحب سارے جہان کا۔

فائدہ: اور مراد اس آیت سے یہاں یہی قول ہے الا له الخلق پس صحیح ہوگا ساتھ اس کے قول اللہ تعالیٰ کا خالق کل شیء اسی واسطے اس کے بعد ابن عیینہ کے قول کو لایا۔

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ بَيَّنَ اللّٰهُ الْخَلْقَ مِنَ الْأَمْرِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾

یعنی اور کہا ابن عیینہ نے کہ بیان کیا ہے اللہ نے یعنی جدا کیا ہے خلق کو امر سے واسطے قول اس کے کہ خبردار ہو اسی کے واسطے ہے خلق اور امر۔

فائدہ: روایت کی ابن ابی حاتم نے ابن عیینہ سے کہ مراد خلق سے اس آیت میں مخلوقات ہیں اور مراد امر سے کلام ہے اور کسی نے ابن عیینہ سے پوچھا کہ قرآن مخلوق ہے یعنی پیدا کیا گیا ہے تو اس نے کہا کہ اللہ فرماتا ہے الا له الخلق والامر کیا نہیں دیکھا تو نے کس طرح فرق کیا ہے اللہ نے درمیان خلق اور امر کے پس امر اس کا کلام ہے سو اگر اس کا کلام مخلوق ہوتا تو اس میں فرق نہ کرتا کہا بخاری رحمہ اللہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے پیدا کیا اللہ نے خلق کو اپنے امر سے واسطے دلیل اس آیت کے للہ الامر من قبل ومن بعد اور واسطے اللہ کے قول انما قولنا لشیء اذا اردناہ ان نقول له کن فیکون اور متواتر ثابت ہو چکی ہیں حدیثیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ قرآن کلام اللہ کا ہے اور اللہ کا امر اس کی مخلوقات سے پہلے ہے اور نہیں ذکر کیا گیا کسی ایک سے مہاجرین اور انصار سے اور تابعین سے خلاف اس کا اور انہیں لوگوں نے ادا کیا ہے ہماری طرف قرآن اور سنت کو قرن بعد قرن کے اور نہ تھا درمیان کسی کے اہل علم میں سے بیچ اس کے خلاف مالک اور ثوری وغیرہ فقہاء شہروں کے زمانے تک اور اسی پر گزرے ہیں جن کو ہم نے پایا علماء حرمین اور عراق اور شام اور مصر اور خراسان سے اور بعض نے کہا کہ لفظ امر وارد ہوتا ہے واسطے معنوں کے ایک طلب ہے اور ایک حکم اور ایک حال اور شان اور ایک مامور اور کہا راغب نے لفظ امر کا عام ہے واسطے سب افعال اور اقوال کے اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالیٰ کا والیه یرجع الامر کله اور معروف آیت کی تفسیر میں وہ چیز ہے جو منقول ہے ابن عیینہ سے اور بنا بر تفسیر راغب کے یہ ہوگا عطف خاص کا عام پر اور بعض مفسروں نے کہا کہ مراد خلق سے دنیا ہے اور جو کچھ کہ اس

میں ہے اور مراد اس امر سے آخرت ہے اور جو اس میں ہے۔ (فتح)

وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيْمَانَ عَمَلًا قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِهِ وَقَالَ ﴿جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ وَقَالَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْنَا بِجُمَلٍ مِّنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهَا دَخَلْنَا الْجَنَّةَ فَأَمَرَهُمْ بِالْإِيْمَانِ وَالشَّهَادَةِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ فَجَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهُ عَمَلًا.

اور نام رکھا حضرت ﷺ نے ایمان کا عمل یعنی جیسا کہ کتاب الایمان میں گزر چکا ہے اور کہا ابو ذر رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ پوچھے گئے کہ کون سا عمل افضل ہے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا ماننا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ نے فرمایا بدلہ اس چیز کا کہ عمل کرتے تھے (یعنی ایمان اور نماز وغیرہ عبادتوں سے) سو نام رکھا ایمان کا عمل کہ اس کو عملوں کے جملے میں داخل کیا اور کہا عبدالقیس کے ایلچیوں نے کہ ہم کو چند احکام دین کے بتلائیے کہ اگر ہم ان کے ساتھ عمل کریں تو بہشت میں داخل ہو جائیں سو حکم کیا ان کو ایمان لانے کا ساتھ اللہ کے اور شہادت کے اور قائم کرنے نماز کے اور دینے زکوٰۃ کے سو ان سب کو عمل ٹھہرایا۔

۷۰۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جُرْمٍ وَبَيْنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ وُدٌّ وَإِخَاءٌ فَكُنَّا عِنْدَ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ الطَّعَامُ فِيْهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ كَأَنَّهُ مِنَ الْمَوَالِيْ فَدَعَاهُ إِلَيْهِ فَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ لَا آكُلُهُ فَقَالَ هَلُمَّ فَلَأُحَدِّثْكَ عَنْ ذَاكَ إِنِّيْ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهُ قَالَ وَاللّٰهِ لَا

۷۰۰۰۔ حضرت زہدم سے روایت ہے کہ اس جرم کے قوم اور اشعری لوگوں کے درمیان دوستی اور برداری تھی سو ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو ان کے پاس کھانا لایا گیا جس میں مرغ کا گوشت تھا اور آپ کے پاس ایک مرد تھا بنی تیم میں سے جیسے ہو آزاد شدہ غلاموں سے تھا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو کھانے کی طرف بلایا تو اس نے کہا میں نے اس کو گندگی کھاتے دیکھا تو میں نے اس کو مکروہ جانا تو میں نے قسم کھائی کہ اس کو نہ کھاؤں گا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا سو البتہ میں تجھ کو حدیث بیان کرتا ہوں اس حکم سے کہ ہم چند اشعری لوگ حضرت ﷺ کے پاس آئے حضرت ﷺ سے سواری مانگنے کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور میرے پاس سواری بھی نہیں ہے پھر حضرت ﷺ

أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّوْنَ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى ثُمَّ انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا حَلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا وَمَا عِنْدَهٗ مَا يَحْمِلُنَا ثُمَّ حَمَلَنَا تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ وَاللّٰهِ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهٗ فَقَالَ لَسْتُ أَنَا أَحْمِلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ وَتَحَلَّلْتُهَا.

کے پاس سواری کے اونٹ آئے سو ہمارا حال پوچھا سو فرمایا کہ اشعری لوگ کہاں ہیں؟ سو حضرت ﷺ نے حکم کیا ہمارے واسطے ساتھ پانچ اونٹ بلند کوہان والوں کے پھر ہم چلے ہم نے کہا کہ ہم نے کیا کیا حضرت ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے اور آپ کے پاس سواری بھی نہ تھی پھر حضرت ﷺ نے ہم کو سواری دی ہم نے حضرت ﷺ کو اپنی قسم سے غافل پایا قسم ہے اللہ کی ہم کبھی مراد نہیں پائیں گے سو ہم حضرت ﷺ کی طرف پھرے تو ہم نے حضرت ﷺ سے کہا کہ آپ نے قسم کھائی تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو سواری نہیں دی لیکن اللہ نے تم کو سواری دی قسم ہے اللہ کی میں نہیں قسم کھاتا کسی چیز پر پھر اس کے خلاف کو اس سے بہتر جانوں مگر کہ لاتا ہوں اس کو جو اس سے بہتر ہو اور قسم توڑ ڈالتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے نسبت کرنا سواری کا ہے طرف اللہ کی اللہ نے تم کو سواری دی اگرچہ ہاتھ سے حضرت ﷺ نے دی تھی پس وہ مانند قول اللہ تعالیٰ کے ہے ﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾۔ (فتح)

۷۰۰۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ مُّضَرَ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِيْ أَشْهُرٍ حُرُمٍ فَمُرْنَا بِجُمَلٍ مِّنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهٖ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُوْ إِلَيْهَا مَنْ وَّرَآءَنَا قَالَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ

۷۰۰۱۔ حضرت ابو جمرہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میرے پاس ایک ٹھلیا ہے کہ میں اس میں چھوہارے بھگوتا ہوں پھر اس کو شیریں پیتا ہوں اگر میں اس سے زیادہ پی کر لوگوں کے ساتھ بیٹھوں تو ڈرتا ہوں کہ رسوا ہوں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عبدالقیس کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے اور حضرت ﷺ کے درمیان مشرکین مضر ہیں یعنی جو ہم کو حضرت ﷺ کے پاس آنے سے مانع ہوتے ہیں اور ہم نہیں پہنچتے آپ کے پاس مگر ادب کے مہینوں میں سو ہم کو دین کے چند احکام

وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ آمُرُكُمْ بِالْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَآءُ الزَّكَاةِ وَتُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ لَا تَشْرَبُوْا فِي الدُّبَّآءِ وَالنَّقِيْرِ وَالظُّرُوْفِ الْمُزَفَّتَةِ وَالْحَنْتَمَةِ.

فرمایے کہ اگر ہم ان پر عمل کریں تو بہشت میں جائیں اور اپنے پچھلوں کو ان کی طرف بلائیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو حکم کرتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے میں تم کو حکم کرتا ہوں اللہ پر ایمان لانے کا اور کیا تم جانتے ہو کیا چیز ہے ایمان لانا ساتھ اللہ کے گواہی دینا اس کی کہ کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ کے اور نماز کا قائم کرنا اور زکوۃ کا دینا اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ کے واسطے دو اور منع کرتا ہوں تم کو چار چیزوں سے نہ پیو کدو میں اور کھجور کی لکڑی کے کریدے برتن میں اور روغنی رال والے برتنوں سے اور سبز گھڑے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاشربہ میں گزری اور یہ اشکال جو وارد ہوتا ہے کہ ایمان کو بدنی عملوں کے ساتھ تفسیر کیوں کیا باوجود اس کے کہ اس کے بعض طریقوں میں روزے اور حج کا بھی ذکر آ چکا ہے۔ (فتح)

٧٠٠٢ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ.

٧٠٠٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ان تصویروں کے بنانے والوں پر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ان سے کہا جائے گا کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا۔

٧٠٠٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ.

٧٠٠٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ان تصویروں کے بنانے والوں کو عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ان سے کہا جائے گا کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا۔

٧٠٠٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ سَمِعَ أَبَا

٧٠٠٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِيْ فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوْا حَبَّةً أَوْ شَعِيْرَةً.

سے کون بڑا ظالم ہے جو قصد کرے کہ بنائے تصویر کو میری طرح تو چاہیے کہ ایک ذرہ بنائیں یا ایک دانہ پیدا کریں یا ایک جو بنائیں۔

فائدہ: منسوب کیا گیا ہے پیدا کرنا طرف ان کی بطورِ استہزاء کے یا تشبیہ کے صورت میں فقط اور یہ کہ جو کہا تو چاہیے کہ ایک ذرہ بنا دیں یا ایک جو تو یہ امر ہے ساتھ معنی تعجیز کے اور وہ بطور ترقی کرنے کے ہے حقارت میں یا تنزل کے الزام میں اور مراد ساتھ ذرہ کے اگر چیونٹی ہے تو وہ عذاب کرنا ان کا ہے اور عاجز کرنا ان کا ساتھ پیدا کرنے حیوان کے کبھی اور ساتھ پیدا کرنے بے جان کے کبھی اور اگر ساتھ معنی غبار کے ہے تو وہ عاجز کرنا ان کا ہے ساتھ پیدا کرنے اس چیز کے کہ اس کے واسطے جرم محسوس نہیں کبھی اور ساتھ اس کے کہ اس کے واسطے جرم ہے کبھی اور کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نسبت کی پیدا کرنے کی طرف ان کی واسطے تقریع اور تبکیت کے یعنی اللہ نے ان کو لا جواب کیا ساتھ اس کے کہ جب تم نے تصویر بنانے میں اللہ کی مخلوقات کی مشابہت کی تو اس کو زندہ کرو جیسا کہ اس نے زندہ کیا اور جو ظاہر ہوتا ہے...... کہ مناسبت ذکر حدیث مصورین کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ جو گمان کرے کہ وہ اپنے فعل کو آپ پیدا کرتا ہے اگر اس کا دعویٰ صحیح ہوتا تو البتہ نہ واقع ہوتا انکار ان تصویروں کے بنانے والوں پر اور جب کہ ہوا حکم ان کا ساتھ پھونکنے روح کے اس چیز میں جو انہوں نے تصویر بنائی اور نسبت کرنا ان کی طرف پیدا کرنے کو بطورِ استہزاء کے تو دلالت کی اس نے اوپر فاسد ہونے قول اس شخص کے جو اپنے فعل کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے بطورِ استقلال کے والعلم عند اللہ کہا کرمانی نے کہ شاید غرض بخاری رحمہ اللہ کی بیچ تکثیر اس نوع کے باب وغیرہ میں بیان جواز اس چیز کا ہے جو اس سے منقول ہے کہ اس نے کہا لفظی بالقرآن مخلوق یعنی بولنا میرا ساتھ قرآن کے مخلوق ہے اگر صحیح ہو یہ قول اس سے میں کہتا ہوں البتہ اس سے صحیح ہو چکا ہے کہ وہ بیزار رہا اس اطلاق سے سو اس نے کہا کہ جو مجھ سے نقل کرے میں نے کہا لفظی بالقرآن مخلوق تو وہ جھوٹا ہے میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ بندوں کے افعال اور کام مخلوق ہیں۔ (فتح)

بَابُ قِرَاءَةِ الْفَاجِرِ وَالْمُنَافِقِ وَأَصْوَاتُهُمْ وَتِلَاوَتُهُمْ لَا تُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ.

قراءت فاجر اور منافق کی اور ان کی آواز اور تلاوت ان کی گلوں سے نہیں اترتی

فائدہ: اور مراد فاجر سے منافق ہے اس واسطے کہ وہ حدیث میں مومن کے مقابلے میں واقع ہوا ہے اور احتمال ہے کہ تنویع کے واسطے ہو اور فاجر عام تر ہے منافق سے پس ہوگا یہ عطف خاص کا عام پر۔

۷۰۰۵۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ

۷۰۰۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الَّذِي لَا يَقْرَأُ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا.

نے فرمایا کہ اس ایمان دار کی مثال جو قرآن پڑھا کرتا ہے ترنج یعنی سنگترے کی مثل ہے کہ اس کی بو بھی اچھی ہے اور اس کا مزہ بھی اچھا ہے اور اس ایمان دار کی مثال جو قرآن نہیں پڑھا کرتا چھوہارے کی سی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور اس کا مزہ میٹھا ہے اور اس فاجر کی مثل جو قرآن پڑھا کرتا ہے ہے نیاز بو کی سی مثل ہے کہ اس کی بو اچھی اور اس کا مزہ کڑوا اور اس فاجر کی مثل جو قرآن نہیں پڑھا کرتا اندر رائن کے پھل کی سی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور اس کا مزہ بھی کڑوا ہے۔

فائدہ: اور مطابقت اس کی ترجمہ کے واسطے ظاہر ہے اور مناسبت اس کی پہلے بابوں سے اس جہت سے ہے کہ تلاوت متفاوت ہے ساتھ تفاوت تالی کے سو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ عمل اس کا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ باب کے معنی یہ ہیں کہ قراءت فاجر اور منافق کی نہیں بلند ہوتی ہے طرف اللہ کی اور نہیں پاک ہوتی ہے نزدیک اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پاک ہوتی ہے نزدیک اللہ کے جس سے اس کی رضا مندی مقصود ہو اور تشبیہ دی ہے اس کو ساتھ ریحانہ کے جب کہ نہ نفع اٹھایا اس نے ساتھ برکت قرآن کے اور نہ مراد کو پہنچا ساتھ شیرینی اجر اس کے سو نہ تجاوز کیا بو نے آواز کی جگہ سے اور وہ حلق ہے اور نہ پہنچی دل کو اور یہ وہی لوگ ہیں جو نکل جائیں گے دین سے۔ (فتح)

۷۰۰۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَأَلَ أُنَاسٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِشَيْءٍ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ

۷۰۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت ﷺ سے کاہنوں کا حال پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کچھ چیز نہیں یعنی کاہن جھوٹے اور بے حقیقت ہیں تو لوگوں نے کہا یا حضرت! کاہن لوگ کبھی ہم کو کسی چیز کی خبر دیتے ہیں تو ہم اس کو سچ پاتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس سچ بات کو جن فرشتوں سے لے بھاگتا ہے سو اس کو اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے جیسے آواز مرغ کی تو وہ اس میں سو زیادہ جھوٹ ملاتے ہیں۔

مِنَ الْحَقِّ یَخْطَفُهَا الْجِنِّیُّ فَیُقَرْقِرُهَا فِیْ أُذُنِ وَلِیِّهٖ كَقَرْقَرَةِ الدَّجَاجَةِ فَیَخْلِطُوْنَ فِیْهِ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ.

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے واسطے مشابہت کاہن کے ہے ساتھ منافق کے اس واسطے کہ نہیں نفع اٹھاتا ہے ساتھ اس کے کاہن واسطے غلبے جھوٹ کے اوپر اس کے اور واسطے فساد وحال اس کے جیسا کہ منافق نہیں نفع اٹھاتا ہے ساتھ قراءت اپنی کے واسطے فاسد ہونے عقیدے اس کے اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ بولنا منافق کا ساتھ قرآن کے اس کی مثل ہے اور بولتا ہے ساتھ اس کے ایماندار سو مختلف ہوتی ہے تلاوت دونوں کی اور متلو ایک چیز ہے سو اگر ہوتا متلو عین تلاوت کا تو نہ واقع ہوتی اس میں مخالفت اور اسی طرح ہے حال کاہن کا بیچ بولنے اس کے ساتھ کلمے کے وحی سے کہ خبر دیتا ہے اس کو ساتھ اس کے جن جو لے بھاگتا ہے فرشتے سے اور بولنا جن کا ساتھ اس بات کے مخالف ہے واسطے تلفظ فرشتے کے پس جدا جدا ہو گئے۔ (فتح)

۷۰۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِیُّ بْنُ مَیْمُوْنٍ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِیْرِیْنَ یُحَدِّثُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَخْرُجُ نَاسٌ مِّنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَیَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ كَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْنَ فِیْهِ حَتّٰی یَعُوْدَ السَّهْمُ إِلٰی فُوْقِهٖ قِیْلَ مَا سِیْمَاهُمْ قَالَ سِیْمَاهُمُ التَّحْلِیْقُ أَوْ قَالَ التَّسْبِیْدُ.

۷۰۰۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکلیں گے کچھ لوگ مشرق کی طرف سے قرآن کو پڑھیں گے وہ ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا وہ لوگ نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار سے پھر نہ پھریں گے اس میں یہاں تک کہ پھرے تیر اپنے اوپر کی طرف یعنی جدھر سے آیا کسی نے پوچھا کہ ان کی علامت کیا ہے؟ فرمایا ان کی علامت سر منڈانا ہے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اس حدیث میں اشکال ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ جس کا سر منڈا ہو وہ خارجی ہو اور حالانکہ یہ بالاتفاق باطل ہے اور جواب یہ ہے کہ سلف اپنے سر نہیں منڈاتے تھے مگر حج کے وقت یا حاجت کے وقت اور خارجیوں نے اس کو عادت ٹھہرا لی تھی تو یہ ان کی علامت ہو گئی تھی اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے منڈانا سر اور داڑھی اور تمام بالوں کا ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے زیادتی ہو قتل میں اور مبالغہ کرنا بیچ مخالفت امر دین کے میں کہتا ہوں کہ اول احتمال باطل ہے اس واسطے کہ خارجیوں سے سر منڈانا واقع نہیں ہوا اور دوسرا

احتمال بھی ٹھیک نہیں اس واسطے کہ اگر چہ محتمل ہے لیکن حدیث کے بعض طریقوں میں صریح آ چکا ہے کہ مراد سر کا منڈانا ہے اور نہیں ہیں مراد اس میں وہ لوگ جن کو علی رضی اللہ عنہ نے نہروان میں جلا دیا تھا بلکہ وہ لوگ زندیق تھے جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہا تھا کہ تو ہمارا رب ہے اور ناصبی وہ لوگ ہیں جو معاویہ کے ساتھ جنگ صفین میں تھے ان کا اعتقاد یہ تھا کہ علی رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو پہچانتے ہیں اور باوجود قدرت کے ان سے قصاص نہیں لیتے اور خارجیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کافر تھے اور وہ بحق مارے گئے اور وہ لوگ ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے یہاں تک کہ واقع ہوئی منصفی درمیان علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے صفین میں پھر وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی باغی ہوئے اور ان کو کافر کہنے لگے ان کا اعتقاد یہ ہے کہ جو کبیرہ گناہ کرے وہ کافر ہے ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾. اور رکھیں گے ہم ترازو عدل کے واسطے حساب کے دن قیامت کے

فائدہ: اور اختلاف ہے اس میں کہ یہاں میزان کو جمع کے لفظ سے کیوں ذکر کیا سو بعض نے کہا کہ مرادی ہے کہ ہر شخص کے واسطے ایک ترازو ہے اور ہر عمل کے واسطے ایک ترازو ہے تو یہ جمع حقیقۃً ہو گی یا نہیں ہے اس جگہ مگر ایک ترازو اور جمع باعتبار تعدد اعمال اور اشخاص کے ہے اور ترجیح اس قول کو ہے کہ ترازو ایک ہے اور نہیں مشکل ہے یہ ساتھ کثرت اس شخص کے جس کا عمل تولا جائے اس واسطے کہ قیامت کا حال دنیا کے حال کی مانند نہیں ہے اور قسط کے معنی ہیں عدل وہ لغت ہے موازین کی اگر چہ مفرد ہے اس واسطے کہ وہ مصدر ہے اور معنی یہ ہیں کہ رکھیں گے ہم ترازو جو عدل والی ہے۔ (فتح)

وَأَنَّ أَعْمَالَ بَنِيْ آدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوْزَنُ یعنی اور آدمیوں کے عمل اور باتیں تولی جائیں گی

فائدہ: اور اس کا ظاہر تعمیم ہے لیکن خاص کیے گئے ہیں اس سے دو گروہ سو کافروں میں سے تو وہ ہے جس کا کوئی گناہ نہیں سوائے کفر کے اور نہیں کی اس نے کوئی نیکی کہ وہ واقع ہو گا دوزخ میں بغیر حساب کے اور بغیر تولنے اعمال کے اور ایمانداروں میں سے وہ شخص ہے جس کے واسطے کوئی گناہ نہیں اور اس کے واسطے نیکیاں ہیں بہت زیادہ اور پر محض ایمان کے پس یہ داخل ہو گا بہشت میں بغیر حساب کے جیسا کہ ستر ہزار کے قصے میں ہے کہ وہ بغیر حساب کے بہشت میں جائیں گے اور جس کو اللہ چاہے گا ان کے ساتھ لاحق کرے گا اور وہ لوگ وہی ہیں جو گزریں گے پل صراط پر بجلی چمکنے والی کی طرف اور ہوا کی طرح اور تیز گھوڑوں کی طرح اور جو ان کے سوا ہیں کافروں اور مسلمانوں میں سے ان کا حساب ہو گا اور ان کے عمل تولے جائیں گے اور اللہ نے فرمایا ﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ﴾ تو یہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ کافروں کا حساب ہو گا اور ان کے اعمال تولے جائیں گے اور نقل کیا ہے قرطبی نے بعض علماء سے کہ کافر کے واسطے ثواب نہیں اور اس کا

عمل مقابل ہے عذاب کے سواس کے واسطے کوئی نیکی نہیں کہ تولی جائے بیچ ترازو قیامت کے اور جس کے واسطے کوئی نیکی نہ ہو وہ آگ میں ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس آیت کے ﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾ اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ مجاز ہے اس کے قدر کی حقارت سے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا عمل نہ تولا جائے اور حکایت کی ہے قرطبی نے بیچ صفت وزن کرنے عمل کافر کے دو وجہیں ایک یہ کہ اس کا کفر ایک پلے میں رکھا جائے گا اور اس کے واسطے کوئی نیکی نہ ہوگی جو دوسرے پلے میں رکھی جائے سو اونچا ہوگا خالی پلہ اور یہ ظاہر ہے آیت کا اس واسطے کہ وصف کیا ہے میزان کو ساتھ ہلکے ہونے کے نہ موزون کو دوسری وجہ یہ ہے کہ کبھی واقع ہوتا ہے اس سے آزاد کرنا اور بھلائی کرنا اور برادری سے سلوک کرنا اور تمام قسم خیر مالی کے اس قسم سے کہ اگر اس کو مسلمان کرتا تو اس کے واسطے نیکیاں ہوتیں سو جس کے واسطے نیکیاں ہوں گے جمع کی جائیں گے اور رکھی جائیں گے لیکن جب کفر ان کا مقابلہ کرے گا تو راجح ہوگا میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ جزا دی جائے اس کو بدلے ان کے اس چیز سے کہ واقع ہو اس سے ظلم بندوں کے سے مثلا سو اگر برابر ہو گئیں تو عذاب کیا جائے گا اپنے کفر سے مثلا فقط نہیں تو زیادہ ہو گا عذاب اس کا ساتھ کفر اس کے یا تخفیف کیا جائے گا اس سے جیسا کہ ابو طالب کے قصے میں ہے کہا ابو اسحاق زجاج نے کہ اجماع ہے اہل سنت کا اوپر ایمان لانے کے ساتھ میزان کے اور یہ کہ عمل بندوں کے قیامت کے دن تولے جائیں گے اور یہ کہ ترازو کی ایک زبان ہے اور دو پلے اور جھکتے ہے عملوں سے اور انکار کیا ہے معتزلہ نے میزان سے سو انہوں نے کہا کہ مراد اس سے عدل ہے سو انہوں نے مخالفت کی کتاب اور سنت کی اس واسطے کہ اللہ نے خبر دی کہ وہ رکھے گا ترازو کو واسطے تولنے عملوں کے تا کہ دکھلائے بندوں کو عمل ان کے صورت میں تا کہ اپنے نفس پر گواہ ہوں اور کہا معتزلہ نے کہ اعمال اعراض ہیں محال ہے تولنا ان کا اس واسطے کہ نہیں قائم ہوتے ساتھ ذات اپنی کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ ان کو جسم دے کر تولے گا اور بعض سلف کا یہ مذہب ہے کہ میزان ساتھ معنی عدل اور قضا کے ہے اور راجح مذہب جمہور کا ہے اور روایت کی ابوالقاسم لالکائی نے سلمان سے کہ رکھی جائے گی ترازو اور اس کے واسطے دو پلے ہیں اگر دونوں میں سے ایک پلے میں آسمانوں اور زمین کو رکھا جائے تو البتہ اس کو سما لے کہا قرطبی نے کہا بعض نے کہ کاغذ تولے جائیں گے اور اعمال تو اعراض نہیں وصف کیے جاتے ساتھ ہلکے اور بھاری ہونے کے اور حق اہل سنت کے نزدیک یہ ہے کہ قیامت کے عمل مجسم کیے جائیں گے اور جسموں میں ڈالے جائیں گے سو فرماں برداروں کے عمل خوبصورت ہو جائیں گے اور بدکاروں کے عمل بدصورت ہو جائیں گے پھر تولے جائیں گے اور ترجیح دی ہے قرطبی نے اس کو کہ جو تولے جائیں گے وہ کاغذ ہیں جن میں اعمال لکھے جاتے ہیں یعنی نامہ اعمال اور یہی منقول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور جب یہ ثابت ہوا کہ کاغذ اجسام ہیں پس دور ہوگا اشکال اور صحیح یہ ہے کہ اعمال ہی تولے جائیں گے اور البتہ روایت کی ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

قیامت کے دن میزان میں نیک خلق سے کوئی چیز بھاری نہیں نہ ہوگی اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ترازو رکھی جائے گی اور نیکیاں اور بدیاں تولی جائیں گی سو جس کی نیکیاں بقدر ایک دانے کے اس کی بدیوں سے بھاری ہوں گی وہ بہشت میں جائے گا اور جس کی بدیاں اس کی نیکیوں سے ایک دانے کے برابر بھاری ہوں گی وہ دوزخ میں جائے گا اور جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی وہ اعراف میں ہوں گے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْقُسْطَاسُ الْعَدْلُ بِالرُّوْمِيَّةِ وَيُقَالُ الْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَهُوَ الْعَادِلُ وَأَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَآئِرُ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ قسطاس کے معنی ہیں عدل رومی زبان میں اور کہا جاتا ہے کہ قسط مصدر ہے اور مقسط کے معنی ہیں عادل اور قاسط کے معنی ہیں ظالم مراد یہ آیت ہے ﴿وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ﴾ اور قاسط سے مراد یہ آیت ہے ﴿وَأَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾۔

۷۰۰۸۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ.

۷۰۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو باتیں ہیں اللہ کے نزدیک پیاری زبان پر ہلکی تول میں بھاری ایک تو سبحان اللہ وبحمدہ اور دوسری سبحان اللہ العظیم۔

فائدہ: اور خاص کیا ہے لفظ رحمٰن کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ مقصود حدیث سے بیان کرنا اللہ کی رحمت کی وسعت اور کشادہ ہونے کا ہے اپنے بندوں پر کہ بدلہ دیتا ہے تھوڑے عمل پر ساتھ بہت ثواب کے اور وصف کیا ان کو ساتھ ہلکے اور بھاری ہونے کے واسطے بیان کم ہونے عمل کے اور بہت ہونے ثواب کے اور یہ جو کہا کہ دونوں باتیں ہلکی ہیں تو اس میں اشارہ ہے طرف قلت کلام اور حروف ان کے کی اور شاقت ان کے کی اور کہا طیبی نے کہ [illegible] ہے سہل ہونے سے اور تشبیہ دی سہولت جاری ہونے دونوں کی کو زبان پر ساتھ [illegible] بعض اسباب سے سو نہیں ہے اس میں کوئی مشقت مثل بھاری چیز کی اور ان میں اشارہ ہے اس طرف کہ سب تکالیف سخت اور دشوار ہیں نفس پر بھاری ہیں اور یہ اس پر آسان ہے باوجود اس کے کہ وہ تول میں بھاری ہے مانند بھاری ہونے دشوار تکلیف کے اور بعض سلف سے کسی نے پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ نیکی بھاری ہوتی ہے اور بدی ہلکی ہوتی ہے تو اس نے کہا اس واسطے کہ نیکی کا کڑوا ہونا موجود ہے اور س کی شیرینی غائب ہے اسی واسطے بھاری ہے سو

نہ باعث ہو تجھ کو اس کا بھاری ہونا اس کے ترک کرنے پر اور بدی کی شیرینی موجود ہے اور اس کی تلخی غائب ہے اسی واسطے ہلکی ہے سو نہ باعث ہو تجھ کو ہلکا ہونا اس کا اس کے کرنے پر اور واؤ وبحمدہ میں حال کے واسطے ہے اور تقدیر یہ ہے اسبح اللّٰہ متلبسا بحمدہ لہ من اجل توفیقہ اور بعض نے کہا کہ واؤ عاطفہ ہے اور تقدیر یہ ہے اسبح اللّٰہ والتبس بحمدہ اور احتمال ہے کہ ہو حمد مضاف طرف فاعل کے اور مراد حمد سے لازم اس کا ہے یا جو واجب کرے حمد کو توفیق سے اور مانند اس کی سے اور احتمال ہے کہ ہو با متعلق ساتھ محذوف متقدم کے اور تقدیر یہ ہے اثنی علیہ بحمدہ سو ہو گا سبحان اللہ جملہ مستقل اور بحمدہ جملہ دوسرا اور کہا خطابی نے بیچ حدیث سبحانک اللّٰھم ربنا وبحمدک اے بقوتک یعنی تیری قوت سے نہ اپنی قوت سے کہا ابن بطال نے کہ یہ فضائل جو وارد ہیں بیچ فضل ذکر کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اہل شرف اور کمال فی الدین کے واسطے ہیں مانند پاک ہونے کے حرام سے اور بڑے گناہوں سے سو تو نہ گمان کر جو ہمیشہ ذکر کرے اور گناہوں پر اصرار کرے اور دین اللہ کا ادب نہ کرے وہ بھی پاک لوگوں کے ساتھ ملحق ہو گا اور ان کے درجے کو پہنچے گا اس ذکر سے اور حالانکہ نہ اس کے ساتھ تقویٰ ہے نہ عمل صالح اور کہا کرمانی نے کہ اللہ کی صفات وجودی ہیں مانند علم اور قدرت کے اور وہ صفات اکرام کے ہیں اور عدمی مانند اشریک اور لامثل کی اور یہ صفات جلال کے ہیں پس تسبیح اشارہ ہے طرف صفات اکرام کی اور ترک تقیید مشعر کی ہے ساتھ تعمیم کے اور معنی یہ ہیں کہ میں اس کو پاک کرتا ہوں تمام نقصوں سے اور حمد کرتا ہوں اس کی ساتھ تمام کمالات کے اور نظم طبعی تقاضا کرتی ہے کہ تخلیہ مقدم ہو تحلیہ پر سو مقدم کیا سبحان اللہ کو جو دلالت کرتا ہے اوپر تخلیہ کے اور مؤخر کیا تحمید کو جو دلالت کرتا ہے اوپر تحلیہ کے اور اللہ کے لفظ کو مقدم کیا اس واسطے کہ وہ اسم ہے ذات کا جو جامع ہے تمام صفات کو اور اسمائے حسنیٰ کو اور وصف کیا ہے اس کو ساتھ عظیم کے اس واسطے کہ وہ شامل ہے واسطے سلب اس چیز کے کہ نہیں لائق ہے ساتھ اس کے اور ثابت کرنے اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ عظمت مستلزم ہے واسطے عدم نظیر اور مثل کے اور مانند اس کی کے اور اسی طرح علم ساتھ جمیع معلومات کے اور قدرت اوپر جمیع مقدورات کے اور ذکر کیا تسبیح کو متلبس ساتھ حمد کے تاکہ معلوم ثبوت کمال کا اس کے واسطے بطور نفی اور اثبات کے اور مکرر کیا اس کو واسطے تاکید کے اور اس واسطے کہ شان تنزیہ کا اکثر ہے کثرت مخالفت کی جہت سے اسی واسطے قرآن میں تسبیح کا ذکر مختلف عبارتوں سے آیا ہے اور اس واسطے کہ تنزیہات عقل سے پائی جاتی ہیں برخلاف کمالات کے کہ عقل ان کے ادراک سے عاجز ہے کہا بعض محققوں نے کہ حقائق الٰہی نہیں پہچانے جاتے ہیں مگر سلب کے طریق سے جیسا علم میں ہے کہ نہیں پایا جاتا ہے اس سے مگر یہ کہ وہ جاہل نہیں اور بہرحال معرفت حقیقت علم اس سے سو نہیں ہے کوئی راہ اس کی طرف کہا شیخ الاسلام بلقینی نے کہ جب کہ اصل عظمت اول اور آخرت میں اللہ کی توحید تھی تو ختم کیا کتاب کو ساتھ کتاب توحید کے اور آخری امر جس کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے مفلح خاسر سے تول کا ہلکا اور بھاری ہونا تھا تو اس کو کتاب کا اخیر باب ٹھہرایا

پس شروع کیا کتاب کو ساتھ الاعمال بالنیات کے اور یہ...... ہے اور ختم کیا کتاب کو ساتھ اس کے کہ عمل قیامت کے دن تولے جائیں گے اور اشارہ کیا اس کی طرف کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان میں سے بھاری وہی عمل ہوگا جس میں اللہ کے واسطے نیت خالص کی ہو اور اس حدیث میں ترغیب اور تخفیف ہے اور رغبت دلانا ہے اوپر ذکر مذکور کے اس واسطے کہ اللہ اس کو دوست رکھتا ہے اور اس کا ہلکا ہونا بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ متعلق ہے ساتھ عمل کے اور اس کا بھاری ہونا بہ نسبت اظہار ثواب کے ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ بخاری رالشیہ نے قصد کیا ہے اپنی کتاب کے ختم کرنے کا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر وزن اعمال کے اس واسطے کہ وہ اخیر اثر تکلیف کا ہے اس واسطے کہ نہیں بعد تولنے اعمال کے مگر قرار پکڑنا بہشت میں یا دوزخ میں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ موحدین کو دوزخ میں عذاب کر کے شفاعت کے ساتھ نکالے اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں رغبت دلانا اوپر مداومت اس ذکر کے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جو کہے سبحان اللہ وبحمدہ ایک دن میں سو بار تو اس کے گناہ دور کیے جاتے ہیں اگرچہ دریا کی جھاگ کے برابر ہوں اور جب کہ یہ ثواب فقط سبحان اللہ وبحمدہ میں ثابت ہوا تو جب اس کے ساتھ او رکلمہ جوڑا جائے تو ظاہر یہ ہے کہ اس میں اور زیادہ ثواب ہوگا جو اس کے مناسب ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف بجا لانے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾ اور البتہ خبر دی ہے اللہ نے فرشتوں سے چند آیتوں میں کہ وہ اللہ کی تسبیح کہتے ہیں اور صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! میری ماں آپ پر قربان ہو کہ اللہ کے نزدیک بہت پیارا کلام کون سا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **سبحان رَبِّي وبحمدہ سبحان ربی وبحمدہ** اور اسی کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے نزدیک پیارا کلام یہ ہے **سبحان اللّٰہ وبحمدہ**۔

الحمد للہ کہ فیض الباری کی کمپوزنگ آج مکمل ہوگئی ہے۔

16-11-07

بروز جمعۃ المبارک

کمپوزنگ: حافظ عبدالوھاب بن محمد اصغر

0321-4162260

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

كتاب التوحيد والرد على الجهمية

❀......❀......❀